بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

گل نو دمیدہ گلزار سخندانی ثمر نو رسیدہ شاخسار سحربیانی نشتر رگ دل نمونہ سحر بابل فلک فرسا کا اختر

طلسم ہفت پیکر

جلد اول

مصنفہ منشی احمد حسین قمر مرحوم بحسن اہتمام بابو منوہر لال صاحب بھارگو سپرنٹنڈنٹ مطبع ہذا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد و ثناے بے عد اُس خالق کونین کو سزاوار ہی کہ جو کل مخلوق کا پروردگار ہی زمین کو نعمت پیکر
کیا جوہر خاکساری عطا فرمایا اُسی خاک پاک سے پتلا آدم کا بنایہ شرف مرحمت ہوا کل ملائک
آسمان نے حضرت آدم کو سجدہ کیا شیطان علیہ اللعن نے انکار کیا کہ بندۂ خاکی کو کیا سجدہ کرون
مغضوب درگاہ الٰہی ہوا کیا مصلحت و مشیت تھی چونکہ شیطان نے ہر آسمان پر عبادت بے نہایت
کی ہی اُسکا بدلا یہ ملا کہ اُسکو انسان پر اختیار ہی لیکن یہ بھی رحمت واسطے بندگان خدا کے ہوئی کہ کلمۂ لاحول
جو پڑھے گا شیطان ملعون اُسکے پاس نہ آسکے گا ناظرین پر واضح ہو کہ یہ ہراسے شیطان کوڑا ہی جب
لاحول پڑھا شیطان بھاگ جاتا ہی لیپے کو اِس کوڑے سے بچاتا ہی ہر شخص کو لازم ہی کہ ہر وقت
لاحول پڑھے کہ وسوسۂ شیطان سے بچے کیا رحیمی اور کیا کریمی ہی کہ کیا کلمہ مقرر کیا شیطان کے وسوسہ
سے اپنے بندون کو بچایا کیا رحم فرمایا زہے بندہ نوازی و خہے کارسازی کہ اپنے بندونکے واسطے
کیا کیا نعمتین مقرر کین رنگ آمیزی گلشن سرسبزی صحن چمن عشق بلبل گل سے پیچ و تاب مسلسل برائے
سنبل خوش بیانی واسطے سوسن صدزبان کے نگاہبازی واسطے نرگس شہلا کے بہ نگاہ حسرت طرف چمن کے
دیکھتی ہی کبھی آنکھ نہ اٹھائی کبھی پلک نہ جھپکائی قدرت پروردگار کو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی سوسن چاہتی ہی
کلام کرون بفضل بہار مین اپنا نام کرون کہ چراغ لالہ نے روشنی دکھائی باغ کی رونق بڑھائی سوسن سے اشارے

کر رہا ہی کہ مین چراغ گلشن ہون کلام کرنے والے کا رہزن ہون نرگس شہلا نے یہ معاملہ بچشم غور دیکھکر
اشارہ کیا ای ساکنان گلشن مقام عبرت ہی باغبان قضا و قدر کی عنایت ہی کہ رنگ آمیزی بہار جوش پر
ہی نہرون کی دریا دلی خروش پر ہی شبنم حباب بہ نگاہ حیرت سمت گلشن نگران سنبل حیران و پریشان ہی
خیال ہی کہ رنگ پر بال بال ہی ہواے گرم خزان سے رنگ آمیز عالم بجاے رنگ خزان نہ دکھائے
عجب دور خزان ہی بعد بہار کے خزان کا آنا بربادی چمن کا دکھانا تیون کی زرد رنگت باغ کی عجب
کیفیت صیاد و باغبان خوشی خوشی پھرتے ہین پتے زرد ہوکر شاخہاے نخل سے گرتے ہین یکایک
جھونکے ہواے گرم کے چلے خزان کی ہوا بندھی عندلیبان خوشنوا سر پیٹنے لگین طائرون کی زمزمہ سرائی
کا یہ بدلا ہوا کہ فریاد کرنے لگے صیاد بیداد کرنے لگے دام بے دام کے کاندھون سے اُتارے
عندلیبان خوشنوا کو دام مین پھنسایا ظلم کا رنگ جمایا صدہا بلبلین گرفتار کرلین باغبانون نے نخل
ہرے بھرے کاٹے پودے خوش ہوکر چھانٹے نخلہاے پر ثمر کو پھل ملا غنچہ آرزو نہ کھلا پھل گل کر زمین پر
گیرے تھوڑے عرصے مین خزان کا رنگ جم گیا باغ ویران ہوا جس مقام پر عندلیبان خوشنوا چہچہے زن
تھین اُسی جگہ پر زاغ و زغن کا ہجوم خوشی کی دھوم پرون کے انبار اب ساکنان باغ کو آمد بہار کا
اشتیاق ہی ناگوار فراق ہی باغبان قضا و قدر پردہ فراق اُٹھائیگا وہ مالک حقیقی رب تحقیقی خزان مین
بہار و بہار مین خزان نئے سامان دکھاتا ہی اس رنگ کو دیکھکر تردد بڑھ جاتا ہی اُسکی صفت غایت
دشوار ہی ہر شی پر اُسی کو اختیار ہی رنج کو راحت سے بدلتا ہی نخل بے برگ و بار پھولتا پھلتا ہی
اُسکی صفت کیا تحریر کرون دنیا مین عجب رنگ دکھائے مثل خزان و بہار ہر رنگ دکھاتا ہی
راحت دیکر رنج کو مٹاتا ہی یہی آرزو ہی ہر وقت جستجو ہی کہ ای کریم کارساز وای بے نیاز وقت مدد ہی نظم

اثر یا رب کرامت کن بیان را / بآتش آب دہ تیغ زبان را
ز خاک پاے عشقم آبرو بخش / زبانی در حد این گفت وگو بخش
ازین گلبن پدید آید گلِ نو / گلستانِ کہن را بلبل نو
کہ عالم پر شود ز آوازہ عشق / سرایم داستانِ تازۂ عشق
دلم را مایہ بخش از نقد توفیق / زبانی دہ کہ باید گنج تحقیق
مگر اکنون خدایا چند گاہست / کہ اقلیم سخن بے بادشاہست

نعت سرور کائنات اشرف موجودات پیغمبر آخر الزمان حبیب رب دو جہان

سبحان اللہ زہے رتبہ بادشاہ ذیجاہ کیا اپنے حبیب کا رتبہ بڑھایا معراج قرار دیکر اپنے پاس بُلایا صاحب قاب قوسین او ادنیٰ لقب دیا قریب پردہ اسرار جب حضرت حضوری رب اکبر سے سرفراز ہوے کیا کیا کلام راز و نیاز ہوے حضرت نے عرض کی کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم تو نے جبرئیل کو ستر ہزار بال و پر دیے اُسکا بدلا مجکو کیا ملا حکم ہوا کہ اے پیغمبر نیکخواہ اُنکے ستر ہزار پر کا بدلا تیرا ایک تار مو جو تیرے گیسوے عنبرین کی زیارت کریگا اگر اُسکے گناہ از حد ہونگے مثل ریگ روان و ستارہاے آسمان عوض مین زیارت موے سر کے گناہ اُسکے بخش دونگا حضرت نے عرض کی کہ کل ملائک نے حضرت آدم کو سجدہ کیا اُسکا بدلا مجکو کیا ملا آواز آئی تیرے نور کو صلب آدم مین قرار تھا اس وجہ سے اُسکا عز و افتخار تھا اُس سے ترک اولے ہوا اُسکو بہشت سے باہر کیا تیری اُمت کو باوجود گناہ داخل فردوس برین کرینگے ابدالآباد وہ اُسی مین رہینگے الغرض جو حضرت نے سوال کیا اُسکا جواب باصواب پایا جس سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیغمبر اشرف انبیا ہین فخر دو سرا ہین نظم

احمد مرسل آن خلاصهٔ کون
پرده پوش امم بدامن عون
احمد اندر احد کمر بندست
یعنی این بنده آن خداوندست
عاصیان را در آفتاب نشور
ظل ممدود دار داز منشور
نور او آفتاب را مایه
سایهٔ خلق را برو سایه
بهر تعظیم وے ارادت پاک
سایه او را نه کرده بر خاک
پایهٔ قدرش آسمان پیوند
سایهٔ نورش آفتاب بلند
روشنائی ده چراغ یقین
نور بخشین و شمع بازپسین
نور او کز سپهر صد چندست
مه شگاف و سپهر پیوندست
انبیا پیش آن خجسته چراغ
طفل گهواره در مقام بلاغ
کارپرداز کارنامهٔ غیب
خازن گنج خانهٔ لاریب
امی و حرف سنج تختهٔ کن
قلمش راست کار در سخن
کاف و نون یک رقم ز نامهٔ او
لوح محفوظ زیر خامهٔ او
همچون نقطهٔ رسل بشمار
آسمان دائره است او پرکار
در سرشت خود آن ودیعهٔ عون
ذات پاکش خمیر مایهٔ کون
درة التاج کن مکان نسبش
قرة العین انس و جان لقبش
هستی از وی علم بر آورده
او تفاخر به نیستی کرده
ذات او خلق را کلید نجات
هم حیات جهان هم آب حیات

کیا صفت اس حبیب رب جہان کی لکھون وانی سے پارے قلم کو روکون

منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار جناب امیر المومنین علیہ السلام

کیا وصی برحق و جانشین مطلق پروردگار نے اپنے حبیب کو عطا فرمایا اپنے حبیب کا مرتبہ بڑھایا کہ اُس شیر بیشۂ جلال و کمال نے بڑے بڑے پہلوان مارے ساحرون کو قتل کیا کافرون کو مٹایا کفر و شرک سے خانۂ خدا کو پاک کیا بتون کو دوش حق نیوش احمد مختار پر چڑھ کے توڑا اس مضمون مین ایک شعر قصیدے کا مصنف نے لکھدیا **فرد** دستِ خدا کے ہاتھ سے **پائی** جو ہو شکست + نعت کا لام سر پہ ہمیشہ ہولات کے + جب خانۂ خدا کو بتون سے پاک کر چکے خوشی خوشی خدا کے گھر سے نکلے جناب احمد مختار نے فرمایا یا علیؑ آج تمنے عجب مرتبہ پایا خدا کے گھر کو لوث کفر سے پاک کیا **نظم**

ابن عم مصطفا سے مرسل
عرش آمده فرش آستانش
ادراک ملائک است ناتش
آمده گشته زخوان جودش

ادراک پسین و عقل اول
خاک قدمش کہ بر کہ و سہ
آب خضر است رشحہ جامش
بحر کرم است دکان انصاف

فردوس گلے ز بوستانش
زاب رُخ قدسیان بود بہ
جبرئیل بحرستے کہ بود شش
سنگی ست زکوه علم او قاف

ہر زبان مین آپ کی صفت و ثنا ہی ہر کتاب مین نام آپ کا لکھا ہی آپ کے اوصاف یا انصاف کیا لکھ سکتا ہو مرتبہ اُس شیر کا اعلیٰ ہی چند اشعار ایک قصیدے کے جو صفت مین اُس شیر بیشۂ جرأت کے عرض کیے ہین اُسکو تحریر کرتا ہون **قصیدۂ مصنف**

شمع بزم حب حیدرؑ کا یہ دل پروانہ ہی
نور خالق سے سدا روشن چراغ خانہ ہی

اس قصیدے مین جو وصفِ نرگس مستانہ ہی
چشم حق بین حرف ہو ہر دائرہ پیمانہ ہی

وصف زلفِ حیدرؑ صفدر سے دل دیوانہ ہی
روح کو قید تعلق صاف زندان خانہ ہی

ہین منور داغ عشق پنجتن مانند مہر
آفتابِ صبح محشر یان چراغ خانہ ہی

ہی ہمیشہ دور دورہ بادۂ خم غدیر
ساقیا مجھ رند بیکش کا بجنت میخانہ ہی

مرتضےؑ کے وصف لکھتا ہی جو عاشق عشق مین
کلک کی رفتار طرز ناز معشوقانہ ہی

حضرتِ موسےؑ سے ہوگی لن ترانی طور پر
طالب دیدار محوِ جلوۂ جانانہ ہی

بابِ خیبر جب اُکھیڑا دی فرشتون نے ندا
یا علیؑ تجھپر فدا یہ ہمت مردانہ ہی

اے ولی اللہ تو ہی رونقِ بزمِ نبیؐ
تیری شمع حُسن کا روح الامین پروانہ ہی

توٹ کر دریا مین دیتے ہین صدا ہر دم حباب — ہان کنارہ کش ہو غافل یہ مسافر خانہ ہی
دل مین ہی نور یہ دلاے حیدر روشن ضمیر — طور موسیٰ سے فزون روشن مرا کاشانہ ہی
حضرت روح الامین کا بھی معلم تھا یہی — مظہر اعجاز خالق مرتضیٰ ہی یا نہ ہی
ہو شب مرقد منور مثل ماہ چہاردہ — مدح حیدر لکھ قمر گر عاقل و فرزانہ ہی

سبب تصنیف طلسم ہفت پیکر

ایک دن یہ حقیر بعد ختم کرنے بقیۂ طلسم ہوشربا کے حاضر خدمت فیضدرجت جناب مستطاب معلی القاب
فصیح و بلیغ قدردان اہل سخن سخن شناس فلک اساس فرزند دلبند تاج جلیل سخن سنج کے کفیل جناب
منشی نولکشور صاحب مرحوم سی - آئی - ای - یعنی جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ ہوا
بعنایت و رحمت ارشاد فرمایا کہ طلسم ہفت پیکر کا اشتہار آپ نے طلسم فتنۂ نور افشان کے آخر مین
دیا ہی فرمائشین بھی اُسکی آگئین لہذا قلم اُٹھائیے جودت طبع دکھائیے ناظرین مشتاق ہین حقیر نے ارشاد
فیض بنیاد مالک مطبع بسر و چشم قبول کیا یقین کامل ہی کہ اس طلسم ہفت پیکر کو دیکھکر ناظرین با تمکین
طلسم ہوشربا کو بھول جائینگے تین جلدین اس طرح سے قرار پائی ہین کہ جلد اول چالیس جزو جلد دوم پینتالیس جزو
جلد سوم پچپن جزو اب ناظرین والا مقام اس طرف متوجہ ہون طلسم ہفت پیکر کو ملاحظہ کرین -

دو کلمۂ داستان حیرت بیان طلسم ہفت پیکر بصد کر و فر تحریر ہوتا ہی - فتنۂ نور افشان
کی تیسری جلد مین لکھ چکا ہون قاسم و لندھور ہفت پیکر کو سجدہ کر چکے ہین امیر کے
مقابلے کو آتے ہین یہین سے طلسم مذکور شروع ہوتا ہی - ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر زرفشان
مجھے بلبلین یہ سنانے لگین
چل ای کلک جادو نگار فصیح
کہ ہو طبع روشن کا پھر امتحان
پلا ساغر بادۂ دلفریب
سمان دیکھ لون رنگ گلزار کا

طبیعت کا ہوتا ہی پھر امتحان
اُٹھا ای قمر کلک نصرت نشان
لکھون حال پھر من بلیغ و فصیح
ارے ساقی ماہ وش لاجواب
کہ ہی ہجر ساقی سے دل ناشکیب
ہوے طائران چمن نغمہ سنج

گھٹا مین فرح خیز آنے لگین
کہ اٹھتا ہی آہو کا دل سے دھوان
لکھون ہفت پیکر کی اب داستان
ہو فضل خالق سے مین کامیاب
سجے جلسہ پھر رند میخوار کا
کہ غنچے لٹانے لگے اپنا گنج

ہر اک پھول ہی عارض مہوشان
کہ لیلی کا ناقہ گیا نجد مین
محبت مین شیرین کے سودا ہوا
کہ ای کوہ کن یہ شرف مل گیا
یہ انجام الفت کا عجب ہوا
کہ انجام الفت کی خوبی ہوئی
لکھون ہفت پیکر کو باشد ومد

صبا کر رہی ہی جو اٹھکیلیان
ہوا تخمیر روح فرہاد کو
کہ تیشہ لیا کوہ کن بن گیا
کہ شیرین پہ ہی جان شیرین نثار
کہ آخر کو فرہاد مردا ہوا
مرے ساقی سیمتن مہ لقا
طبیعت کرگی ہر اک جا مدد

درختان صحرا بھی ہین وجد مین
سنبھالا نہ کیون جان ناشاد کو
ہر اک سنگ سے آرہی ہی صدا
گل استخوان نے دکھائی بہار
مگر جان شیرین نے بھی آکے دی
مجھے جلد راز محبت سنا

چہرہ شہسواران مراکب جانبازی وشہور شعاران میدان سرفرازی گوہر آبدار سخن کو اس طرح زیب گوش ناظرین ذی ہوش کرتے ہین شعر دبیر سخن سنج شیرین مقال ٭ چنین مینگارد زکلک خیال ٭ سابق مین تحریر کرچکا ہون جن حضرات نے تمام وکمال تیسری جلد طلسم فتنۂ نورافشان کو ملاحظہ کیا ہوگا انکو معلوم ہی کہ قاسم دلند معور نے جاکر ہفت پیکر کو سجدہ کیا کئی دن قصر عشرت مین رہے بعد اُسکے نخل وحی سے حکم ہوا کہ ہمارے سپہ سالار قدرت کو جاکر سمجھا کے لاؤ قاسم جس معشوق پر عاشق ہین اُسکا فراق ناگوار ہی قاسم نے عرض کی کہ فراق اس حسین کا مجھ شاق ہی وہ نازنین بھی رو رہی ہی دوسرا پتہ نخل وحی سے گرا اُسمین مرقوم تھا کہ دیکھ تاصیمان جلالت دا ہ مرفہ حل ہو کہ ہیبت جس منزل پر اُتروگے وہان معشوق ملیگی نازنین کو بھی تسکین ہوئی قاسم دلند معور یہ دون قصر عشرت تھے دیکھا تو ہین جی کھڑی ہین لند معور کے ساتھ لاکھ بندی جوانان خوشرو وخوشخو سجے ہوے موجود ہین ایک جانب قماس خان خاوری فوج قاسم کے افسر بادشاہ لشکر شاہزادۂ عمر گورزاد ختنی تخت پر سوار قاسم کا انتظار کر رہے تھے جیسے ہی یہ دونون جوان باہر آئے دا راب عیار نے فیل میمونہ مبارک لند معور کا حاضر کیا سیارہ بن عمرو رکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی سامنے لایا دونون جوان سوار ہوے کل اہل لشکر دم محبت کا خداوند ہفت پیکر کی بھرتے ہوے سیر صحراے سبزہ زار کرتے ہوے بڑے کروفر سے دونون شیر چلے صاحبقران پر یہ معرکہ گزرا کہ جب لشکر مین مشہور ہوا کہ قاسم دلند معور جاکر مطیع مذہب ہفت پیکر ہوے کل فرزندان صاحبقران مثل نور الدہر و بدیع الزمان و ایرج وجہانگیر صاحب جاہ وتوقیر دگا فروا مل گئے ایک شب بادشاہ نے جو دنگل خالی پانے

دل بھر آیا شب کو ایک عرضی بخدمت صاحبقران لکھی مضمون یہ تھا کہ کل فرزندان صف شکن وعلمشاہ
تیغزن وغیرہ بہ فکر قاسم گئے یہ غلام بھی خدمت سے رخصت ہوتا ہے یہ عرضی لکھکر پلنگ پر ڈال دی
فیروزہ بن عمرو عیار کو ساتھ لیا پشت مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوے طرف صحرا کے
روانہ ہوگئے صبح کو جو صاحبقران کو معلوم ہوا خواجہ کو بلا کر فرمایا خواجہ تمہین معلوم ہوا کہ سب جوان
قاسم کی فکر مین گئے خدا سب کی خیریت کرے اب مین پیر نحیف وضعیف ان سب کی جدائی کا صدمہ
کیونکر اٹھاؤن پہلوان عادی کو بلاؤ اتالہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر چلے عمرو نے عرض کی کہ مقام
سخت وصعب ہے اُدھر کا حضور قصد نہ کرین امیر نے آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا کب ممکن ہے کہ فرزند
میرے جائین اور مین تامل کرون اُسی وقت اتالہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر پہلوان عادی چلے کل
لشکر ساتھ ہے عیارون سے فرمایا تم لوگ تلاش کرو کہ فرزندون پر کیا گذری جو صاحب جہان طلبین
ہمارے چلنے کی خبر ہو بجاؤ سمجھا کر اُن شیرون کو ہمارے پاس لاؤ چند عیار رستم گردان عمرو نامدار
بہ تلاش فرزندان عالی وقار چلے لیکن امیر باتوقیر رہ روی کرتے ہوے آتے ہین جبر روز
آب نو جاے نو لیکن کل صحراے سبزہ زار ونواح دلکشا ملتے ہین صاحبقران سیر کرتے ہوے
منزل بمنزل جاتے ہین ہر منزل پر خواجہ سے فرماتے ہین کہ خواجہ سرحد طلسم ہفت پیکر عجائب وغرائب
سے مملو ہے ذرا سمجھکر چلنا عمرو نے کہا مین تو خداوند ہفت پیکر کا مطیع ومنقاد ہون جاتے ہی اُسکو
سجدہ کرونگا چھٹے دن صاحبقران ایک صحراے سبزہ زار مین جا کر اُترے نہایت صحراے فرح خیز
بو پھولون کی عنبر آمیز نخل سرسبز وشاداب حوض مملو از آب نایاب حباب شناوری کر رہے ہین
اُبھر کر کبھی مٹ جاتے ہین ناپائداری دنیا کا رنگ دکھاتے ہین کبھی آہوان صحراے آنکھ ملاتے ہین
امیر نے اُس صحرا کو بہت پسند فرمایا لشکر وہین ٹھہرا صاحبقران تماشا صحرا کا دیکھا کیے طائرون کی
زمزمہ سرائی نخلستان کی رعنائی وزیبائی بعد فراغت کے جب چھپر کھٹ پر تشریف لائے آوازین
کان مین آنے لگین کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے امیر گھبرا کر اٹھ بیٹھتے ہین کبھی خواجہ کو جگا کے
فرماتے ہین کہ خواجہ سنتے ہو کیا آوازین آرہی ہین خواجہ کہتے ہین حضور میرے کان مین آواز نہین آتی
نہایت پریشان ہون صاحبقران کو شب بھر نیند نہ آئی آوازین سنتے ہین سر دھنتے ہین یکایک
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا مقبل نے آکر امیر سے عرض کی کہ وقت نماز قریب ہے امیر فوراً اُٹھے

ضروریات سے مہلت پاکر نقارہ داد کی حکم دیا کہ پہلوان عادی سے کہو بارگاہ سلیمانی لیکر آگے
بڑھے عادی نے بوق ترکی بجایا بارہ ہزار قزاق تیار ہوکر سامنے آئے ارادہ ہی عادی کا کہ اٹھالے
بارگاہ کا پیکر بڑھوں کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی امیر دیکھنے لگے دامنِ گرد شگافتہ ہوا دیکھا سب نے
شبرنگ تازی پر قاسم لندھور بر سر فیل سیمونہ پشت پر دونوں کے لشکر بیے ہوئے اٹھائے بارگاہوں
کے ساتھ لشکر صاحبقران جو دونوں شیروں نے دیکھا گھوڑے سے اُتر پڑے حکم دیا کہ کل لشکر
یہیں ٹھہرے بارگاہیں استادہ ہوں ایک جانب بارگاہ لندھور ایک جانب بارگاہ قاسم قاسم
خراماں خراماں جب در بارگاہ پر پہونچے دیکھا در بارگاہ پر مجلدار کرسی پر بیٹھی ہی کماریاں وچوبدارنیاں
صفیں جمائے کھڑی ہیں قاسم کو سب نے سلام کیا قاسم نے سب کو پہچانا کہ یہ سب نازنیاں مہ جبین
ساتھ والیاں اُس معشوق گلعذار کی ہیں پوچھا کہ اے تم کیونکر آئیں سب نے عرض کی قدرت نے
آپ سے وعدہ کیا تھا کہ ہر مقام پر معشوق پریچہرہ موجود ہوا آج ہم سب کو حکم ہوا کہ فرزند سپہ سالار
قدرت فلاں منزل پر مقابلۂ صاحبقران میں پہونچا اپنے کو جلد پہونچاؤ ملکۂ عالم تشریف لائی ہیں
ہم سب اُنکے ساتھ آئے ہیں ملکۂ عالم اندر بارگاہ کے تشریف رکھتی ہیں قاسم تعریفیں خداوند
ہفت پیکر کی کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے دیکھا وہی مہ جبین حور پیکر منتظر آنکھوں میں جادو
برائے استقبال کھڑی ہی قاسم کا استقبال کیا برائے تسلیم خم ہوئی ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا کہا کہ ای
شہریار حکم خداوند صادر ہوا کہ جلد اپنے کو پہونچاؤ قصر عشرت میں بیٹھی تھی پیک صبا نے مثل بوے
گل مجکو پہونچایا شکر ہی کہ آپ کو بخیر و خوبی پایا لا کے قاسم کو مسند پر بٹھایا کنیزیں برائے خدمتگزاری
حاضر ہوئیں دور جام بے اندیشۂ انجام شروع ہوا قاسم نے بعد تھوڑی دیر کے حکم کیا کہ ہمارے
لشکر میں طبل جنگی بجے ہرکاروں نے امیر کو خبر پہونچائی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونوں لشکروں
میں تیاریاں ہونے لگیں صاحبقران کو بڑا افسوس ہی کہ اپنے لعل روان قاسم عالیشان سے کیونکر
مقابلہ کرونگا کیا انجام ہوگا اسی فکر میں چار پہر رات گنبدی مرغ زریں نیر اعظم کا شانۂ مشرق سے اُڑا
شاخ نخل شعاع پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا ادھر صاحبقران سوار ہوئے تمام فوج ہمراہ
میدان کارزار میں پہونچے خواجہ عمرو صاحبقران زبان کے ساتھ ہو صدائیں سُن رہا ہی کہ ہر شعلہ ہر طائر
بھی آواز دیتا ہی کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہی خواجہ عمرو مضطر ہیں امیر انتظار میں ہیں کہ

لشکر حریف آئے تو مقابلہ ہو لیکن نہایت متردد و متوحش ہیں کہ دیکھیے قاسم سے کیا گذرے میں نے زمانۂ
کمسنی میں زیر کیا تھا کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی قاسم و لندھور آگے آگے پشت پر فوج ہندیان
بڑے زور و شور سے آکر پہونچے صفیں جمنے لگیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکر بیٹے کہ قاسم نے
مرکب نکالا لندھور نے بڑھ کر عرض کی کہ ای شہنشاہ اقلیم جلالت و ای مقبول بارگاہ قدرت
آپ تامل فرمائیے ایسا ایک گرز دودستی امیر کو ماروں کہ پیوند خاک ہوں قاسم نے کہا کہ آپ کی
ضرورت نہیں آپ تامل فرمائیے ای وارا سے ہند وہی بھی میرے نام آئی ہو لندھور کو سمجھا کر پھیرا
تنگ مرکب کو موافق مرضی کے درست کیا تا کہ ہر صرحریف پر تنگ کرے صاحبقران حیران
قاسم کی جانب دیکھ رہے ہیں قاسم مرکب اڑاتے ہوئے گھوڑا چمکاتے ہوئے میدان میں آئے
اسپ تازی چوگان بازی فنون نیزہ و تیر اندازی صاحبقران کو دکھا رہے ہیں مرکب کو روکا ارادہ
کیا کہ صاحبقران کو آواز دوں صحرا سے گرد اڑی خورشید بن ہاشم تیغ زن پشت مرکب پر سوار مہتر
خورشید مہتر کوکب عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اس شان سے خورشید آکر پہونچے صاحبقران
کو سلام کیا عرض کی کہ کیوں جد عالی تبار یہ خاوری حضور کے مقابلے کو میدان میں آیا ہی اگر حکم ہو
تو مشکیں باندھ کر لاؤں امیر نے فرمایا ای نور نظر قاسم فرزند رستم صاحب شوکت و حشم ہی ایسا نہ ہو کہ
تم پر کوئی افتاد پڑے عرض کی حضور ملاحظہ کرینگے ہر چند امیر نے روکا خورشید نے نہ مانا امیر کو
سلام کر کے مرکب بڑھایا سامنے قاسم کے آئے نگاور زن ہوئے تین قدم مرکب قاسم کا ہٹا پانچ
قدم مرکب خورشید قاسم نے کہا کہ ای خورشید اپنے خداوند حقیقی کو نہیں پہچانا مقام تعجب ہی خورشید
ہنس پڑے کہا ای قاسم مزاج کیسا ہی عجب کلمہ تمنے اسوقت کہا کہ لائق کہنے کے نہ تھا خداوند حقیقی
کو چھوڑا معبود برحق کی محبت سے منھ موڑا دین باطل اختیار کیا الٹا آپ مجھے سمجھاتے ہیں ای قاسم
شرم نہیں آتی قاسم نے نیزہ مارا کہا بس خاموش رہو بمقدمۂ مذہب کوئی کلمہ نہ کہو ورنہ زبان سنان
ولستان سے چھید ڈونگا دونوں جوانوں میں نیزہ چلنے لگا چند طعنیں رد و بدل ہوئی تھیں کہ قاسم نے
طرف آسمان کے دیکھا منھ سے نکل گیا کہ یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے نثار یہ کہکے نیزہ
کا ضرب کر کے مارا کہ ہاتھ سے خورشید کے نیزہ نکل گیا خورشید نے گردن میں ہاتھ ڈالا دونوں شیر پشت ہائے
مرکب سے کود پڑے آپس میں کشتی ہونے لگی شام قریب تھی لیلائے شب گیسوے عنبرین کھولا چاہتی تھی

نقاب چہرے سے اُٹھائی ہی مجنون روز داخل نجد مغرب ہوا چاہتا ہی کہ قاسم خورشید کو لے دوڑے
دس بارہ قدم ریل کر لائے وہان پر لا کر کہا مارا کہ دونون گھٹنے خورشید کے آشنا بزمین ہوے قاسم نے
کمر مین ہاتھ ڈال کر لنگر نہ قایم ہونے دیا یا خداوند ہفت پیکر کہکے زور جو کیا لنگر خورشید کا اُکھاڑا تیسرے
زور مین سر سے بلند کیا خورشید کا چہرہ زرد دل مین درد بیہوش ہوگیا قاسم نے زمین پر پٹکا خورشید
کی مشکین باندھین سیارہ کو دیا سیارہ خورشید کو لے گیا دونون لشکر پلٹے صاحبقران رنجیدہ و
کبیدہ واپس ہوے خواجہ سے فرماتے ہوے کہ ذرا دریافت تو کرو خورشید پر کیا گذری ہرکارون نے
راہ مین خبر دی کہ خورشید قید خانے مین پہونچا لیکن آب و دانے کا حکم دیا ہی عیارون سے تاکید کی کہ توقیر
کا اس جوان کی خیال رہے صاحبقران خاموش ہو رہے قاسم جو بارگاہ مین آئے لندھور بھی
ساتھ ہو بیٹھے کہا ای شہریار کس لطف سے آپ لڑے ہین کس دھوم سے خورشید کو زیر کیا قاسم نے کہا
کہ ای دارا ے ہند جب داداجان سے مقابلہ پڑے تب حال کھلے لندھور نے کہا کہ ای
صاحبقران ہفت پیکر تمسے کون مقابلہ کر سکتا ہی تم پر نگاہ مہر و محبت خداوند ہی قاسم موچھون پر تاؤ
پھیر رہے ہین بیٹھتے ہی حکم دیا کہ پھر طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صاحبقران نے نماز سحر سے فراغت حاصل کی پشت اشقر پر سوار ہوے
طرف میدان کارزار کے چلے اُدھر سے قاسم و لندھور بقاعدۂ دیروزہ میدان کارزار مین آئے صفوف
جدال و قتال آراستہ ہوئین قاسم نے مرکب نکالا میدان کارزار مین آکر نعرہ کیا کہ یا صاحبقران زمان
مقابلے مین اس حقیر کے آئیے امیر نے اشقر کو پھیرا عمرو قدمون سے لپٹ گیا کہتا ہی کہ ای آقاے نامدار
و ای مولاے قدرشناس آپ مقابلے مین قاسم کے نہ جائین بڑا مقام تعجب ہی کہ حضور سے اور قاسم
سے مقابلہ پڑے نہین معلوم کیا گذرے امیر نے فرمایا خواجہ وہ پکار رہا ہی نام میرا لیتا ہی کیونکر نہ جاؤن
یہ کہکے اشقر کو مہمیز کیا تین ٹھیکون مین مرکب مقابلۂ قاسم مین آیا قاسم نے امیر کو سلام کیا ہاتھ باندھ کر
عرض کی غلام براہ خیرخواہی عرض کرتا ہی حضور نے بڑے بڑے شاہون کو شکست دی آج تک مذہب
کو نہ تحقیق کیا بہتر یہ ہی کہ خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے امیر نے جھلا کر جواب دیا کہ او بے غیرت کیا بیہودہ
بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر قاسم نے نیزہ اُٹھایا نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
چنگاریان آگ کی گرین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین امیر ہر تھام پر زیادتی کرتے ہین قاسم

تنگ ہو رہا ہی جب صاحبقران نے کئی مرتبہ چاہا کہ نیزہ اسکا نکال دون مگر ممکن نہین ہوتا قاسم اپنے کو بچاتے ہین قاسم نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھا کہ یا خداوند ہفت پیکر میری مدد کیجیے اگر نیزہ نکلا تو اپنے کو ہلاک کرونگا جیسے ہی قاسم نے یہ پکار کر کہا صاحبقران کا قلب تھرایا دل گھبرایا امیر سمجھے کہ یہ تاثیر سحر ہی فوراً اسم اعظم پڑھا کا نٹھ کر نیزہ قاسم کو تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے قاسم کے نکل گیا قاسم غصے مین کانپا آتشخو شعلہ مزاج جا ہون کے سر کا تاج جھلا کر تیغۂ فولادک کے قبضے پر ہاتھ ڈالا برق شمشیر تڑپکر نکلی ہاتھ صاحبقران پر مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا ارادہ ہوا کہ ہاتھ عقرب کا ماردون محبت نے روکا مگر ہاتھ تلوار کا انگ سے لگایا قاسم تو بیخوف ہاتھ لگاتے ہین صاحبقران قاسم کو بچا کے ہاتھ لگا دیتے ہین حیران ہین کہ مین کیا کرون اگر خدا نخواستہ قاسم کو کوئی چشم زخم پہونچا تو مین رستم کو کیا منہ دکھاؤنگا ایسے ایسے خیال دل مین ہین مگر ہاتھ تلوار کا لگایا قاسم نے بلا تکلف کلائی پر ہاتھ ڈال دیا امیر کو ناگوار تو ہوا گریبان قاسم کا پکڑا دونون پہلوان گھوڑون سے کودے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین امیر و قاسم سے کشتی کس زور و شور سے ہو رہی ہی دو پہر کال آپس مین کشتی ہوئی دوپہر کا وقت تھا ایک مقام پر صاحبقران کو ریل کرلے دوڑا امیر چند قدم جا کر پلٹے جتنا ہٹے تھے اُس سے دونا قاسم کو ریل کرلے گئے چاہتے ہین پٹکمار دون قاسم نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھا کہ یا خداوند ہفت پیکر مدد کیجیے یہ جو قاسم نے بیقرار ہو کر کہا زمین برابر سے پاے صاحبقران کے شق ہوئی امیر و قاسم غرق زمین ہوے لشکر مین امیر کے شور گریہ و زاری بلند ہوا عمرو گھبرا کر دوڑا صاحبقران کی آنکھ بند ہو گئی تھی اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک کمرے مین پایا ایک جادوگر کو دیکھا کہ سیاہ رو بدخو ہتھکڑی ہاتھ مین ہاتھ صاحبقران کا تھام کر چاہتا ہی کہ ہتھکڑی پہناؤن صاحبقران نے فرمایا او ملعون تو کون ہی کہ پہلو سے قاسم نے آواز دی دادا جان مرکلی کو کام نہ فرمایئے سر جھکایئے یہ شخص فرستادۂ قدرت خداوند ہفت پیکر ہی اُسکے سامنے سرکشی بہتر نہین ورنہ بستر بچھائے گا امیر نے قاسم کی طرف سے تو منہ پھیرا جادوگر کی کلائی پر ہاتھ ڈالا معلوم ہوا شعلۂ آتش پر ہاتھ رکھدیا امیر نے اسم اعظم پڑھا گرمی شعلے کی ہو قوت ہوئی صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا سر ساحر کا اُڑ گیا جہان قاسم کھڑے تھے اُس مقام کی زمین شق ہوئی قاسم تو غرق زمین ہوئے جب اُس ساحر کا سر اُڑ گیا تو وہان اندھیرا ہوا آوازین مہیب آنے لگین آخر کو صدا آئی کہ کشتی مرا نام من خاکسار جادو بود بعد چندے دریا نرم

جو اندھیرا دفع ہوا امیر نے اپنے کو لشکر کے کنارہ پر پایا سردار امیر کو دیکھ کر دوڑے ادھر قاسم نے اپنے کو اپنے لشکر کے کنارے پر پایا قیماس خان وغیرہ نے قاسم کو بیچ مین لیا طرف اپنی بارگاہ کے چلے صاحبقران جو کنارے پر اپنے لشکر کے نمایان ہوئے عمرو یا تو بدحواس تلاش امیر مین دوڑتا پھرتا تھا اپنے آقا کو جو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا کہا کہ آقا کیا ماجرا گذرا امیر نے فرمایا ایک ساحر نے چاہا تھا کہ گرفتار کرون مگر بہ عنایت پروردگار و اصل جہنم ہوا جب اسم اعظم مین نے پڑھا تب وہ ملعون دبا یہ تو خواجہ عمرو کو بخوبی ظاہر ہوا کہ ہفت پیکر ساحر زبردست ہے زمین و آسمان سب سحر بند ہین خدا اسکے شعبدون سے بچائے اپنے کو بہت محفوظ رکھنا یہ ثابت ہوا کہ ہر مقام پہ ساحر موجود ہین خواجہ امیر سے باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آئے قاسم جو پلٹ کر بارگاہ مین آئے لندھور سے کہا کہ ای عم نامدار مین وقت پر قدرت نے مدد کی لیکن امیر بچ گئے کل انشاء اللہ گرفتار کرونگا یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے جب طبل جنگی بج چکا امیر کو ہرکارون نے خبر دی امیر نے بھی حکم دیا کہ یہان بھی طبل سکندری چوب پڑے تیاریان ہونے لگین لیکن مہتر کوکب عیار خورشید بن ہاشم تیغ زن فراق مین اپنے آقا کے دیوانہ وار وحشی مثال ایک بڑھیا کی شکل بنکر لشکر قاسم مین آیا پھرتا پھرتا سامنے قیدخانے کے پہونچا دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہے اُسکے دروازے پر حسن خان خاوری برادر قیماس خان مع چالیس جوانون کے بیٹھے ہین کوکب عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ خورشید اسی مقام پر قید ہین حال دریافت کرکے کنارے ہوا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک کلوار کی شکل بنکر تیار ہوا سر پہ انگوچھا آدھا کھلا آدھا بندھا ہوا جسقدر انگوچھا کھلا ہے زمین پر لٹک رہا ہے دھوتی آدھی کھلی آدھی بندھی ایک گھڑا شراب کا سر پر رکھا ہے گاتا ہوا چلا حسن خان نے اپنے ساتھ والون سے کہا کہ اسکو بلاؤ نشے مین ہے شراب چھین لو چند ملازم دوڑے عیار نے اُن کو دیکھکر گھڑا زمین پر رکھدیا آپ الگ جا کر گرا ظاہر مین سب کو معلوم ہوا کہ بیہوش پڑا ہے فرزند عمرو دیکھ رہا ہے کہ اُن سب نے شراب اُٹھائی آپس مین تقسیم ہونے لگی تھوڑے ہی عرصے مین سب کے سب بیہوش ہوے کوکب اُٹھا خنجر کھینچا پھر خیال آیا کہ اہل اسلام کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنا سب نہین بیہوش پڑے ہین مین پہلے آقا کو رہا کرون اندر خیمے کے آیا دیکھا کہ خورشید بن ہاشم بسر زنجیر سر غم کیے بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کوکب نے آکر سلام کیا کہ آقا چلیے آپ کو چھڑاؤن

خورشید نے کہا کہ ای کوکب ہرچند کہ قاسم میرا افسر ہی کسی دست راستی کے ہاتھ سے مین زیر نہین ہوا تھا مگر
سردار دست چپی ہی مگر مقام غیرت ہی اگر قاسم مجکو ایک ہاتھ تلوار کا مارتا کہ دو ٹکڑے ہو جاتے تو بہتر تھا لشکر
مین جدا مجھکے قاعدہ بندھا ہوا ہی کہ کل فرزندان صاحبقران ایک کو ایک زیر نہین کر سکتا
دست راستی مضحکہ کرینگے کہ خورشید کو قاسم نے زیر کیا اُس وقت کیا جواب دونگا کیسا شرمندہ
ہونگا بس یہ تیرا احسان ہی کہ ایک خنجر مار دے کہ میرا خاتمہ ہو کوکب نے باتون مین لگا کر عطر بیہوشی
سُنگھا یا خورشید کو بیہوش کیا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ کے وہین ڈالدین پشتارہ باندھ کر لے بھاگا
لیکن جب لشکر سے نکلا پشتارہ بھاری ہوتا جاتا ہی یہ دبا جاتا ہی لیکن بھاگا ہوا چلا آتا ہی اتنی دور
نکل آیا کہ لشکر صاحبقران کے نشان معلوم ہونے لگے خوشی خوشی جاتا ہی کہ خدمت مین امیر با توقیر
کی پہونچون یقین ہی کہ بہت خوش ہون قریب ایک چشمے کے پہونچا خیال مین گذرا کہ پشتارہ بہت
بھاری ہو گیا ہی تھوڑی دیر ٹھہر جاؤن یہ سوچ کر پشتارہ ایک تختۂ سنگ پر رکھا چشمے سے ہاتھ منھ
دھو یا ٹہل رہا تھا کہ چشمے سے ایک مچھلی نے سر نکالا پکار کر آواز دی کہ ای عیار طرار تو خداوند
ہفت پیکر کو بالکل دور جانتا ہی وہ خداوند برحق ہی اگر اُسکو بھولیگا کسکو یاد کریگا کوکب کے
ہوش اُڑ گئے کہ مچھلی مثل انسان کے سمجھا رہی ہی پکار پکار کے کہتی ہی کہ او عیار خداوند ہفت پیکر
کو سجدہ کر ورنہ بہت پریشان ہوگا کیون اپنی جان کا دشمن ہوا ہی بھاگ جا ورنہ آفت آیا چاہتی ہی
یہان سیارہ بن عمرو عیار قاسم کے ہان سو رہا ہی کہ ایک آواز ہیبتناک کان مین آئی کہ او عیار فرزند
سپہ سالار قدرت ہوشیار ہو قیدی کی خبر لے تیرا بھائی اُس کو لیے جاتا ہی فلان چشمے پہ ٹھہرا ہی
سیارہ گھبرا کر اُٹھا آنکھین ملتا ہوا باہر آیا طرف قید خانے کے گیا دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین
اندر قید خانے کے جا کر ہتھکڑیان بیڑیان دیکھین سیارہ کو ثابت ہوا کہ خورشید کو کوئی چھڑا لے گیا
بیقرار ہو کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر کدھر تلاش مین جاؤن آواز آئی کہ فلان چشمے پر جا کر
کوکب سے مقابلہ کر اُسکی ہی شکلین باندھ لا سیارہ یہ آواز سُنکر بھاگا یہان مثل کوکب جب مچھلی
نے کئی مرتبہ آواز دی کہ اعتقاد خداوند ہفت پیکر کیون نہین کرتا پیدا کرنے والے کو
بھولتا ہی تیرا سر کوب آیا چاہتا ہی خوف سے ذرا جھجھک کر چاہا کہ پشتارہ اُٹھاؤن آواز آئی کہ او
کوکب خبردار آگے نہ بڑھنا غضب کیا تو نے کہ عیاری کر کے آقا کو اپنے لیے جاتا ہی کوکب نے

پلٹ کر دیکھا کہ سیارہ تیغہ کھینچے ہوے آتا ہی جھپٹ کر چاہا پشتارہ اُٹھاوُن کہ سیارہ نے آکر تیغہ مارا
کوکب سے اور سیارہ سے تیغہ چلنے لگا کوکب دیکھتا ہی کہ میرا تیغہ پوری چوٹ پر نہین پڑتا اور
سیارہ جب تیغہ مارتا ہی یقین ہوتا ہی کہ سر اُڑ جائیگا بمشکل چوٹ کو بچاتا ہی کہ آواز آئی او گستاخ
خوف خداوند بالکل دل مین نہین تیغہ پھینک دے تیرا بڑا بھائی ہی اسکے قدمون پر گر خطا معاف کرا
پلٹ کر دیکھا وہی مچھلی چشمے سے آواز دے رہی ہی ذرا پلک جو کوکب کی جھپکی سیارہ نے حلقہاے
کمند مارے گلے مین حلقے پڑے چاہا جست کرکے نکلون سیارہ نے حباب مار دیا کوکب گرا سیارہ
نے مشکین باندھین مچھلی نے جھپٹ کر خورشید کو منہ مین دبا لیا چشمے مین پھاند پڑی سیارہ
کوکب کو لیکر تعریف ہفت پیکر کی کرتا ہوا پلٹا یہان قاسم اُٹھکر دربار مین بیٹھے ہین قیاس خان
وغیرہ نے عرض کی کہ کوکب عیار خورشید آپ کے سردارون کو بیہوش کرکے اپنے آقا کو لے گیا
مگر آپ کا عیار سیارہ فکر مین گیا ہی لندھور نے کہا کہ ہمین ان باتون سے کیا کام خداوند ہفت پیکر
کو سب طرح کا اختیار ہی قاسم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ مین ابھی جاکر سامنے سے صاحبقران کے
خورشید کو لاتا ہون یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی آئی دیکھا کہ سیارہ پشتارہ بدوش آتا ہی قاسم نے کہا
کہا رے یہ کسکا پشتارہ ہی کہا حضور عیار خورشید مع کوکب کو پکڑ لایا لیکن پشتارۂ خورشید پر
عجب سحر گذرا کہ ایک مچھلی چشمے سے نکلی پشتارہ خورشید کا منہ مین دبا کر چشمے مین کود گئی لندھور
و قاسم نے کہا کہ یہ قدرت خداوند ہفت پیکر ہی کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے عرض کی کہ خورشید
آتے ہین ہتھیار باندھے ہوے پوچھتے ہین کہ ماہا افسر شاہزادہ خاور سپاہ کس مقام پر ہی
قاسم نے چند سردارون کو اشارہ کیا کہ خورشید کا استقبال کرو قیاس خان وغیرہ باہر نکلے
دیکھا خورشید بن ہاشم مسلح آتے ہین تعریف خداوند ہفت پیکر کی کرتے ہوے سامنے قاسم کے
آئے قاسم کو جھک کر سلام کیا کہا کہ اے نور نگاہ رستم تمہارے بڑے مرتبے ہین مچھلی مجکو اُٹھا کر
کوہ زبرجدی پر لیگئی تصویر خداوند حقیقی کو دیکھا پردے جو آنکھون پر پڑے تھے وہ اُٹھ گئے
آپ کو پہلوے تخت خداوند پر پایا عیار بھی سامنے حاضر تھا اسکو بھی حکم ہوا کہ سجدہ کرین مین نے
اور عیار نے سجدہ کیا حکم ہوا کہ لشکر مین فرزند سپہ سالار قدرت کے جاؤ اُسی کے ساتھ
رہو قاسم نے پہلو مین جگہ دی سیارہ نے عیار کو ہوشیار کیا اُٹھتے ہی قدمون پر قاسم کے گرا

کہا آپ مقبول بارگاہ خداوند ہین مین نے دربار خدائی کو دیکھا آج اعتقاد ہوا اگر حکم ہو تو خواجہ کو
پکڑ لاؤن قاسم نے کہا کہ مقدمے مین اُسکے قدرت کو اختیار ہی جو مناسب جانین گے وہ کرینگے
مجھے تو مقدمے مین دادا جان سے حکم ہی کہ آج سر میدان زیر کرونگا خورشید نے کہا کہ بھائی صاحب
تم کیون تکلیف کرو مین صاحبقران کو گرفتار کر لاؤنگا یہ ذکر تھا کہ مرغ زرین آفتاب آشیانۂ مغرب سے
اُڑا شاخ نخل شعاع پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا ضیا دہندہ نے دنیا مین اپنا عمل کیا قاسم اُٹھے
چند ساعت ہفت پیکر کی تعریفین کین حکم ہوا کہ مرکب لاؤ شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی پر سوار ہوے
خورشید بھی مع سردارون کے ساتھ ہین مہتر کوکب بل کرتا ہوا سیارہ سے کہتا ہی کہ بھائی صاحب
مین عمرو کو گرفتار کرونگا سیارہ کہتا ہی تامل کرو کیا جلدی ہی بڑا تردد یہ ہی کہ آفتاب سے بلند اور
صاحبقران عالی وقار سے کیا گذرے مع لشکر کو لیکر قاسم میدان کارزار مین آئے یہان ہرکارون
نے امیر کو خبر دی کہ شاہزادۂ خورشید مہتر کوکب پر یہ معرکہ گذرا کہ قاسم کی اطاعت کی امیر کی
آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا کہ دیکھیے میدان کارزار مین کیا گذرے عمرو کہتا ہی کہ یا امیر
ہفت پیکر کو سجدہ کرنا ہوگا امیر فرماتے ہین کہ خواجہ اپنی حیات مین تو ممکن نہین شیطان رہزن
دین و ایمان نہ ہو یہ فرما کر پشت اشقر پر سوار ہوے لشکر کو لیکر میدان مین آئے صف بندی ہوئی
جب نقیب نقابت کر کے ہٹے شاہزادۂ خاور سپاہ نے مرکب بڑھایا میدان کارزار مین آکر
سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے صاحبقران نے اشقر صف سے
نکالا مقابلے مین قاسم کے آئے قاسم نگاورزن نہ ہوا جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ
آپ کو خداوند ہفت پیکر نے صاحبقران اعظم کیا کن کن مقام پر مدد کی بڑے بڑے ملک آپ نے
فتح کیے مقام افسوس ہی کہ آپ نے اپنے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا امیر نے فرمایا کہ ای قاسم توبہ
کرو ہفت پیکر کوئی ساحر بدست ہو اُسپر لعنت کرو قاسم نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی
سنان پہ لیا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی دو گھڑی کامل نیزہ چلا صاحبقران نے قصد کیا کہ بند
صاحبقرانی لگا نیزہ قاسم کا اکھاڑون کہ ہواے تند چلی نخل اکھڑ کے گرنے لگے اسقدر اندھیرا
ہوا کہ عمرو نے دیکھا صاحبقران و قاسم نہین معلوم ہوتے گرد اُڑ رہی ہی کہ دونون پہلوان
چھپ گئے عمرو حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا صاحبقران مع مرکب

عمار دہین اور قاسم بھی نہین عمرو گھبرا گیا حیران تھا کہ کہان جا کر ڈھونڈھون لشکر کو لیکر پلٹا حیران ہو
کر کہان تلاش کرون مگر صاحبقران زمان اُس اندھیرے مین ایسا گھبرائے ہرچند چاہتے تھے کہ
دیکھون کیا معرکہ ہوا کچھ نہ معلوم ہوتا تھا یکایک زمین شق ہوئی نیزہ ہاتھ سے صاحبقران کے گرا
صاحبقران و قاسم غرق زمین ہوے بعد تھوڑے وقفے کے اپنے کو مسلسل و مطوق پایا دو زنگی
صاحبقران کو کشان کشان لیے جاتے ہین امیر جو اسم اعظم یاد کرتے ہین تو بالکل فراموش ہرچند
چاہا کہ یاد کرون اسم اعظم یاد نہ آیا زنگی امیر کو لیے ہوے برسر کوہ فیروزہ آئے پہاڑ پر دیر بنا ہوا ہی
تصویر فیروزہ بیچ مین کھڑی ہی گرد بت ہاے سنگین فیروزہ تاجدار دست بستہ کھڑا پوچھ رہا ہی
کہ کیون خداوند سپہ سالار قدرت سے کیا گذری تصویر نے آواز دی یہان حاضر ہوا چاہتا ہی کہ
صاحبقران سامنے اُس تصویر کے آ کر پہنچے مثل اہل اسلام کے امیر نے صاحب سلامت کی
تصویر سے قہقہے کی آواز آئی صدا دی کہ کیون سپہ سالار قدرت قدرت نے کس کس مقام پر تمھاری
مدد کی باختر ایسا ملک تمھارے ہاتھ سے فتح کرایا لقا آخر بدحواس ہو کر بھاگا پردۂ قاف مین
تمھارے ہاتھ سے دیوزادون کو قتل کرایا ثانی سلیمان لقب دلوایا مگر تمنے قدرت کو اب تک نہین
پہچانا صاحبقران جواب و سوال تصویر سے کر رہے ہین تصویر سے ہر مرتبہ آواز آتی ہی امیر بھی
ویسا ہی جواب دیتے ہین ناظرین پر واضح ہو کہ اسم اعظم تو صاحبقران کا بند ہو گیا لیکن حرز ہیکل
گلے مین ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ جس ساحر نے اسم اعظم بند کیا تھا اُسکو حرز ہیکل امیر کا
حال معلوم نہ تھا یہ وجہ ہی کہ صاحبقران ہوشیار ہین اور سوال و جواب بھی کر رہے ہین پھر تصویر
سے آواز آئی کہ او سپہ سالار قدرت تمکو قدرت نے کہان کہان بچایا ہوش ربا ایسا طلسم تمھارے
نواسے کے ہاتھ سے فتح کرایا حیرت ایسی شاہزادی سے چالاک ایسے عیار کو لیکر بھی قبول کیا
یہ بھی قدرت جائی قدرت کی ہی اگر سجدہ نہ کروگے قید کرکے ہلاک کرونگا اگر قدرت چاہین تو ابھی برق
قہر و غضب کو حکم دین کہ تیر گرے ابھی تمھارے دو ٹکڑے ہون اور کیون ای حمزہ تم کیا مثل نا عیار
ساربان زادے کی ذات کا بڑا گھمنڈ ہی کہ آکے عیاری کریگا تم کو چھڑا لیجائیگا یہ کہکے آواز دی کہ
ای فیروزہ جادو امیر کو لیجا کر قلعۂ فیروزہ نگار مین قید کر دے یہ کہکے تصویر نے منھ کھولا دھوان منھ سے
نکلا پھر تصویر سے آواز آئی کہ ای بندگان خداوند ہفت پیکر عمرو کو فوراً گرفتار کرکے لاؤ دیر نہ ہو

ساربان زادے کے نام سے لوگ بہت ڈرتے ہین یہ آواز سُنکر دھوئین سے ایک طائر پیدا ہوا
مثل وانسان کے آواز دی کہ مین جاتا ہون عمرو کو لیئے طائر آسمان مین ڈوب کر غائب ہوا
فیروزہ تاجدار صاحبقران کو مسلسل و مطوق کرکے اپنے قلعے مین لایا دیکھا امیر نے کہ دروازہ
بہت بلند ہی بالاے قلعہ گولہ انداز و برق انداز ٹہل رہے ہین فیروزہ لیے ہوے صاحبقران
کو داخل قلعہ ہوا امیر نے دیکھا کہ شہر آباد رعایا دل شاد زنجیر کو سنبھالے ہوے ارابے پر سوار
شہر کی سیر دیکھتے ہوے چلے پہلے دارالامارۂ شاہی ملا ایک قصر مین لاکر صاحبقران زمان کو
بند کیا نگہبان مقرر کیے گرجب لشکر صاحبقران پلٹا خواجہ عمرو حیران و پریشان کمیدان و
رسالدار مضطر و حیران عمرو نے سب کو تسکین دی کہا کہ یارو تم سب اسی مقام پر ٹھہرو مین
تلاش مین آقا کی جاتا ہون یا تو انشاءاللہ آقا کو لیکر آؤنگا یا جان دونگا عمرو بصورت اصلی
لشکر سے نکلا دیکھا کہ لشکر قاسم و لندھور ندارد سرکہ لندھور و قاسم پر یہ گذرا کہ یا تو قاسم
صاحبقران سے لڑرہے تھے یا یکایک آنکھ بند ہوئی اپنے کو قصر فیروزہ پر پایا تصویر خداوند
کو دیکھا آواز آئی کہ ای فرزند سپہ سالار قدرت دو چار دن مین تکلیف اُٹھا کے داوا تمھارے قدرت
کو سجدہ کرینگے قاسم نے عرض کی کہ قدرت انکو قتل کیون نہین کرتے آواز آئی کہ ای شیر بیشۂ
جرات وا ہی یکہ تاز میدان جلالت وہ سپہ سالار قدرت ہی وہ جو قدرت کو سجدہ کریگا ملک باختر
و سنجاق وغیرہ مین مذہب قدرت جاری کریگا تمکو اُس پر بھی افسر کرینگے قصر عشرت مین جاکر
مصروف عیش و نشاط ہو وارا ب کشور کشا و شاہزادہ جہانگیر بھی اُسی مقام پر موجود ہین
جب کوئی جنگ درپیش ہوگی تمکو اور اُنکو تکلیف دیجائیگی یہ باتین سُنکر قاسم کی آنکھ بند ہوئی اب
جو آنکھ کھلی اپنے کو قریب قصر عشرت پایا لندھور فیل میمونہ سے اُتر رہے ہین قاسم نے لندھور
سے کل کیفیت بیان کی کہ قدرت نے یہ پرورش فرمائی لندھور نے سجدۂ شکر خداوند ہفت پیکر کیا
یہ بھی نہ پوچھا کہ امیر پر کیا گذری لندھور و قاسم ہاتھ پکڑے ہوے داخل قصر عشرت ہوے دونون
کی معشوقین پری چہرہ و گل اندام مقبول طبع خاص و عام عارض رشک ماہ تابان گیسو مشکین نشان
خرام غربیان ایک نے لندھور کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور ایک قریب قاسم آئی جہانگیر و داراب
[illegible] اپنے قصر سے نکل کر بپاسے تعظیم قاسم آئے جہانگیر سے قاسم نے حال پوچھا جہانگیر نے کہا کہ

ای فرزند آج حال ہمپر تمھارے مرتبے کا کھلا کہ مقبول بارگاہ ہفت پیکر ہو ہمکو بھی اسی قصر مین رہنے کا
حکم ملا ہی یہ چار روز شیر داخل قصر عشرت ہین ناظرین پر واضح رہے کہ عیار انکے اور مقام پر قید ہین
کہ انکا ذکر بھی وقت پر کیا جائیگا اب حال خیریت مآل خواجہ عمرو تحریر کیا جاتا ہی کہ خواجہ عمرو تلاش
مین صاحبقران کی صحرا صحرا مارے مارے پھرتے ہین ایک دن عمرو پھرتے پھرتے ایک نخل کے
سامنے مین آکر بیٹھا کہ گانے کی آواز کان مین آئی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ پانچ سات عورتین
ملی ہوئی گا رہی ہین خواجہ عمرو اُس صدا کی جانب متوجہ ہوے تھوڑی دور جاکر دیکھا کہ ایک باغ
کے آگے ایک نخل کلان ہی اُسمین جھولا پڑا ہوا بارہ چودہ نازنینان مہجبین اُس پر بیٹھی ہوئی تانین
اُڑا رہی ہین ایک نازنین بیچ مین تاج سر پر سب کی افسر معلوم ہوتی ہی ڈھولک آگے رکھا ہوا
بجا رہی ہی سب کنیزین گا رہی ہین خواجہ کنارے کھڑے دیکھا کیے ایک کنیز اُن مین سے براے
رفع حاجت اُٹھکر ایک جھاڑی کے قریب آئی براے ضرورت بیٹھی عمرو نے کنارے سے آکر اُس کنیز کو
بیہوش کیا اُسکو تو کنارے ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا اُس کنیز کی شکل بن کر تیار ہوے
اُسی کے کپڑے پہنے اُسی کا زیور زیب جسم کیا جب چلے تو خیال آیا کہ اسکا نام نہ پوچھا ٹہلتے ہوے
طرف جھولے کے چلے ایک نے اُن مین سے آواز دی کہ اری غنچہ دہن جلدی آ کر مینگ لگا خواجہ
نہ بولے ایک کنیز نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ کیون تو اکیا گونگی ہو گئی ہی بات کا جواب نہین دیتی ہو ملکہ
گلشن گلرخسار یاد فرماتی ہین خواجہ عمرو اُسکے ساتھ چلے نام بھی اپنا سمجھ گئے اُپلے کے پیڑے
پر آئے کہا واری آپ کی خوشی ہو تو ایک چیز مین گاؤن اُس شاہزادی نے کہا کہ اری غنچہ دہن
تجھکو تو گانے سے نفرت ہو تو گانا کیا جانے کہا واری ابھی نیا معرکہ گذرا لونڈی جو ابھی واسطے
پیشاب کے گئی خود بخود آنکھ بند ہوئی دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر سامنے کھڑے ہین فرماتے ہین کہ
ہمنے تجھکو علم موسیقی عطا کیا جا کر جاری معشوقہ گلشن گلرخسار کے سامنے گا اپنا کمال دکھا گلشن
نے کہا کہ اری غنچہ دہن مین ڈھول بجاتی ہون تو گا خواجہ نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی نظم

کشتہ ہو گرم جوشی ہرجائی یار کا	مارا ہوا ہوں اپنا ہی فصلی بخار کا
نافہمی کی دلیل یہ تکیہ ہی دار کا	منصور پہ یقین ہے تو سمجھے فی سوار کا
بلبل کو سازدار ہو موسم بہار کا	عہد شباب تجھکو مبارک ہو یار کا

رنگِ طلائی رکھتا ہو اندام یار کا / دے کمر کو رتبہ ہو سونے کے تار کا
پہونچا دیا عدم شبِ تارِ فراق نے / دکھلا دیا سواد ہمارے دیار کا
کرتا ہو مجھسے ابلقِ ایام شوخیان / پہچانتا نہین مگر آسن سوار کا
خاموشی مین بھی باقی ہو گویائی کا نشان / طوطے کا پر ہو سبزہ ہمارے مزار کا
جلوے سے روے یار کے ہو دل مین روشنی / ماہ چاردہ ہو چراغ اس دیار کا
اللہ رے دعا ہی بھی عندلیب کی / گلچین کے ہاتھ کے لیئے کھٹکا ہو خار کا
عاشق نگاہ ناز کے رہتا ہو سامنے / پھرتا نہین ہو تیر سے مُنھ اس شکار کا
کشتہ تنک مزاجی محبوب کا ہون مین / نازک ہو سنگ شیشے سے میرے مزار کا
اہل صفا کی قدر نہین کرتے تیرہ روز / روشن ہو حال آئنے سے زنگبار کا
چلنا پڑیگا ملک عدم کو پیادہ پا / اس راہ مین نہین ہو گذارا سوار کا
آتش یہ کسی چاہ کا دم مارتے ہو تم / وہ دلربا ہو دشمن جان دوستدار کا

خواجہ نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ گلشن نے گلے سے لگا لیا کہا کہ ای غنچہ دہن تو نے تو دل ٹکڑے کر دیا چلو باغ مین چلو حقیقت مین تو منظور نظر خداوند ہفت پیکر ہوئی مین نے تجکو مصاحبون مین درج کیا یہ کہکے ہاتھ تھام لیا اندر باغ کے لائی عمرو نے دیکھا کہ باغ پُر بہار پھول کھلے ہوے طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین گلشن غنچہ دہن نقلی کا ہاتھ پکڑے ہوے بارہ دری مین لائی اپنے مقام پر بیٹھی کہا غنچہ دہن آج جو ساز وار جادو آئین گے اُنکو تیرا گانا سنوائین گے اُن کو گانے کا بڑا شوق ہو غنچہ دہن نے گھبرا کر کہا کہ واری میرا اختلاج بھی نیا ہو گیا مین نہین سمجھی کہ ساز وار جادو کون صاحب ہین میرے مُنھ سے اگر کوئی بات خلاف نکلے غصہ نہ فرمائیے گا مین اگلی سب باتین بھول گئی اب مجکو بالکل یاد نہین ہر وقت یہ معلوم ہوتا ہو کہ جلسہ جمع ہو خداوند ہفت پیکر بیٹھے ہین مین اُنکے سامنے گا رہی ہون گلشن نے کہا کہ ای غنچہ دہن ساز وار جادو وہ شخص ہو کہ مدت سے مجھپر عاشق ہو بیچ مین ایک مرتبہ آتا ہو کہ شاید ملکہ قبول کرے مین نے ابھی تک اُسکا کہنا نہین مانا دو چار دن سے مجھے تردد مین ہو صاحبقران کو مدت سے اُسکے سپرد کیا ہو وہ عیار فرزندان عمرو بھی اُسی کی قید مین ہین دیکھیے آئے یا نہ آئے لیکن آج اُسکے وعدے کی شب ہو یقین تو ہو کہ ضرور آئے

عمرو کی تلاش کرتا ہی امیر کی حفاظت الگ ہو یہ بھی اُسکو حکم ملا ہی کہ عمرو کو گرفتار کرکے لا آج کل بڑے
بڑے اُسکو کام ہین یہ سب حال اُسنے رستے مین لکھے تھے عمرو یہ سنکر خاموش ہو رہا خیال مین گذرا کہ
اچھے مقام پر پہونچے اُسی کی تو مجکو فکر تھی وہ آج آئین گے مین اُنکی گردن لونگا گلشن نے صحن باغ مین
فرش کرایا شامیانہ استادہ ہوا باغ مین روشنی کرائی خود مسند پر آکے بیٹھی خواجہ مسخرہ بن کر بیٹھے ہین
کبھی گاتے ہین کبھی صفت ہفت پیکر کبھی حال قید صاحبقران پوچھتے ہین گلشن کہتی ہی کہ قلعۂ
فیروزہ مین قید ہین تھوڑی رات گذری ہی چاندنی باغ مین پھیلی ہوئی ہی گلشن انتظار مین رازدار
کے بیٹھی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا خواجہ نے کہ ایک ساحر تخت پر سوار تاج سر پر تخت اُڑاتا ہوا آیا
سب کھڑے ہو گئے اُس جادوگر نے آکر گلشن کا ہاتھ پکڑ لیا بجوش شادی پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم مزاج
کیسا ہی گلشن نے کہا کہ ای رازدار آج نیا معاملہ درپیش ہوا ہماری کنیز غنچہ دہن نظر کردہ ہوئی
قدرت نے اُسکو علم موسیقی تعلیم کر دیا ایسا گاتی ہی کہ اسکا مثل نہین مین تو اُسکا گانا سنکر عرصۂ دراز
تک رو رہی ایسا گاتی ہی کہ جی چاہتا ہی کہ آٹھ پہر گانا سُنیے رازدار نے کہا کہ ملکہ اُسکو بلاؤ گلشن نے
کنیزون سے کہا کہ غنچہ دہن کو بلاؤ کہنا کہ میان رازدار آئے ہین تم کو گانا پڑیگا ای رازدار
کیا کہون اُسکا تو مزاج بدل گیا سب باتین بھول گئی جب مین بتاتی ہون تب اُسکی سمجھ مین آتا ہی
کنیزین گئین پکارتی ہوئی کہ اری غنچہ دہن کہان گئی خواجہ صحنچی مین بیٹھے تھے کہ کنیز کی آواز کان
مین آئی حاضر حاضر کہتے ہوے دوڑے کنیز نے کہا کہ چل تجکو ملکہ بلاتی ہین اُنکے عاشق صاحب
آئے ہین خواجہ چست و چالاک ہو کر چلے آکے دیکھا کہ ایک ساحر تاجدار مسند پر بیٹھا ہی ملکہ گلشن
مسند سے الگ بیٹھی باتین کر رہی ہین کہ غنچہ دہن نے آکر سلام کیا گلشن نے کہا کہ بُوا غنچہ دہن
آؤ شہنشاہ تمھارا ذکر سُنکر مشتاق ہوے خواجہ نے رازدار کو سلام کیا رازدار جادو نے کہا کہ
بی غنچہ دہن خداوند کی ملاقات کا حال مجھسے بھی بیان کرو عمرو نے اٹھلا اٹھلا کے باتین کین رازدار نے
بیقرار ہو کر کہا ای غنچہ دہن کچھ گاؤ ملکہ تمھاری بڑی تعریفین کرتی ہین خواجہ نے بایان کھینچا سیدھا
سیدھا ٹھیکہ بجا کے چند اشعار ایسے سامنے رازدار کے گائے کہ رازدار نے کلیجہ پکڑ لیا
چوٹ کھائے ہوئے تھا اشعار عاشقانہ سُنکر بیتاب ہو گیا کہا کہ ای غنچہ دہن حقیقت مین خوب گاتی ہو
دل کے ٹکڑے کر دیے بلا شک تیرے گانے مین تاثیر ہو غنچہ دہن نقلی نے دست بستہ عرض کی کہ حضور نے

ابھی کمال کیا سُنا مین ساقی گری خوب کرتی ہون رازدار نے کہا کہ شراب اونڈیل کر پلانا یہ کتنی بڑی بات ہی غنچہ دہن نقلی نے عرض کی کہ حضور ملاحظہ فرمائین گے گنجی میخانے کی مجکو دے تو حضور کو میرا کمال ظاہر ہو گلشن نے کنجی میخانے کی خواجہ کو دی خواجہ میخانے مین پہنچے سب شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی کہ جسکو شراب پینا ہو لیجائے ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہے کنیز و گلابیان و پیالے اُٹھا اُٹھا کر کنیزین لے گئین خواجہ نے چالیس گلابیان مے ارغوانی اُس مین بھر کے کشتی مین لگائین محفل مین لے کر بہ تکلف آئے رازدار نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب لائی ہو زاہد کا بھی دل چاہے کہ ایک جام پی لے عمرو نے لا کر گلابیان سامنے رکھین غزل ہائے عاشقانہ گائین گانے پر تو رازدار مبہوت ہو رہا ہی خواجہ نے کہا کہ دو ایک جام بھی پیجیے تو رنگ جے آپ کو راضی کر دون مجھے کچھ آپ سے عرض بھی کرنا ہی کنارے چلیے تو کہونگی یہ کہکے جام لبریز کیا
کئی شعر مضمون شراب کے پڑھے نظم

آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا — مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
میرا خمیر ہے بادۂ انگور سے بنا — مٹی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار — پتلا وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر — دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

یہ اشعار پڑھ کر لبعد ناز و ادا جام طرف رازدار کے بڑھایا نخل پر ایک طائر بیٹھا تھا اُس نے کچھ آواز دی رازدار نے سر اُٹھا کے دیکھا پکار اُٹھا کہ ای طائر قدرت خداوند اگر شراب کا پینا نامنظور ہی تو لے تو ہی پی لے شراب شعلہ بنکر اُڑی اُس طائر نے وہ شعلۂ شراب دہن مین اپنے لیا پکار اُٹھا کہ ہم تجکو آگاہ کر چکے اب بھی تجکو غفلت ہو رازدار نے کہا کہ کیون غنچہ دہن یہ معاملہ تُنے دیکھا قدرت خداوند ہفت پیکر کو مواخذہ کیا سچ بتا کہ تو کون ہی عمرو نے کہا کہ مین وہی کنیز نذر کردۂ خداوند ہون کیا تم کو کچھ شک گذرا ہی مفصل حال مجھ سے کہو ذرا کنارے چلو تو ایک مژدہ سناؤن یقین ہی کہ خوش ہو جاؤ گے رازدار نے باتین کرتے کرتے مُنہ سے اُف جو کی دھوان نکلا عمرو کا رنگ و روغن اُڑ گیا اب تو صحبت مین ہر ہو اکا رہے بن انس کہا نے آیا خواجہ خیال کرتے ہین کہ پاؤن زمین سے تھام لیے رازدار نے کہا کہ ای ساربان زادے

خداوند نے فرمایا تھا کہ اب جو باغ گلشن مین جاؤ گے عمرو کا ضرور سامنا ہوگا پھر گلشن سے کہا
کہ مین اس ظالم کو لیجاؤن قید خانے مین پہونچاؤن جب یہ ظالم تڑپ تڑپ کر مرے تب یہ معاملہ
صاف ہو یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا خواجہ غل مچاتے ہین کہ ای گلشن مجھے بچالے یہ ظالم لیجاکر
مار ڈالے گا گلشن نے کنیزون سے کہا کہ اسے جاکر میری کنیز کو تلاش کرو کہ غنچہ دہن پہ کیا
گذری ادھر کاہ فروشون نے غنچہ دہن کو ہوشیار کیا غنچہ دہن روتی ہوئی آئی کہا حضور مین
جنگل مین پڑی تھی بڑا مقام شکر ہے کہ کوئی شیر بھیڑیا نہین آیا رازدار نے کہا کہ ملکہ مین کل
حاضر ہونگا اب مین اس ساربان زادے کو لیے جاتا ہون قید خانے مین اسے پہونچاؤن یہ
کہکے عمرو کی کمر مین پنجہ دیا خواجہ تموج ہوا سے بیہوش ہوگئے قریب ایک کوہ کے رازدار پہونچا
کان مین آواز آئی کہ یا خداوند ہفت پیکر آئیے آج اکیلے کیون آئے پھر آواز آئی کہ بندۂ
خاص الخاص عیار کو گرفتار کیے ہوئے لاتا ہے اُس کی خاطر کرو ہم سے ملاؤ ہم اُسکو فرشتۂ رحمت
بنائین گے اپنے ساتھ آسمان پر لیجائین گے رازدار یہ آواز سُنکر ملتا پہاڑ پر آکے دیکھا کہ
ایک منڈیا پڑی ہے اُس مین ایک درویش بیٹھا ہوا ہفت پیکر کو یاد کر رہا ہے جوڑا بندھا ہوا دھونی
آگے لگی ہے اُسمین سے دھوان نکل رہا ہے رازدار نے عمرو کو گوشے مین ڈالدیا آپ آکر سلام کیا کہا کہ
ای مقبول بارگاہ ہفت پیکر کیا خداوند اس پہاڑ پہ آتے ہین فقیر نے سونٹا اُٹھایا کہا او اندھے
دیکھتا ہے خداوند سامنے کھڑے ہین سجدہ کر خداوند فرماتے ہین رازدار ہاتھ باندھ کر واسطے سجدے
کے جھکا ہفت پیکر ہفت پیکر پکارنے لگا فقیر نے اُٹھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سرہنگ ور خنجر گزاری
منم ہمتہ قران شیر ژیانم	بہ میدان اژدر آتش فشانم

بندہ مارا کہ رازدار کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے گلشن باغ
مین بیٹھی کہہ رہی ہے عجب معرکہ درپیش ہوا کہ عمرو جیسے باغ مین آیا رازدار گرفتار کرکے لیگئے یہ کہتی
تھی کہ طائر نے آواز دی کہ ای گلشن رازدار مارا گیا گلشن ہائے رازدار کہکے اُٹھی ہے کہ
برق چمکی گلشن پر گری گلشن کے دو ٹکڑے ہوئے یہان خواجہ عمرو و قران پہاڑ پر ہین عمرو نے
ہوشیار ہوتے ہی قران کی تعریف کی کہ ای قران خوب وقت پہ پہونچے یکایک پہاڑ پھٹا عمرو و
قران کی آنکھین بند ہوگئین اب جو آنکھ کھلی اپنے کو قلعۂ فیروزہ نگار مین پایا صاحبقران کو

اسم اعظم یاد آیا اُٹھ کر قید توڑی جنگ کر رہے ہین فیروزۂ جادو کے ملازمون نے چار جانب سے گھیرا ہی
امیر مسلح و مکمل مصروف جنگ ہین فیروزۂ تاجدار سوار ہوا اپنے ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ
حمزہ یکہ و تنہا ہی اسکو مار لو معلوم ہوتا ہی کہ رازدار مارا گیا جب تو یہ معرکہ گذرا کُل فوج امیر پر
آپڑی صاحبقران لڑ رہے ہین کہ آسمان سے نوبت و نقارے کی آواز آئی نقابدار زرین پوش
مع بارہ ہزار جوانون کے آکر پہونچا باز سفید سر پر سایہ فگن دریاے خون سے زمین رشک گلشن
باز سفید جسپر سایہ ڈالتا ہی وہ چل کر رہجاتا ہی نقابدار زرین پوش لڑتا بھڑتا قریب امیر کے آیا
کہا کہ ای شہریار نکل چلیے بڑی خیر یہ ہی کہ آج کوہ فیروزہ پر ہفت پیکر نہین ہی امیر نے فرمایا کہ مین
بدون قتل فیروزۂ تاجدار نہ جاؤنگا نقابدار نے زبردستی امیر کو گود مین لیکر ہوادار پر سوار کیا
کہا یار و نکل چلو یہ بھی عرض کیا کہ ای شہریاران ملکون کا فتح ہونا کمال دشوار ہی ہفت پیکر بڑا مکار و
غدار ہی اس ملک مین حضور تشریف لائے ہین اب یہان کا حال کُھلیگا ساتھ والون سے کہا کہ نکل چلو
دیوزادون نے ہوادار صاحبقران کا اُٹھا لیا نقابدار ساتھ ساتھ صاحبقران کے دیوزادون
نے مع مرکب نقابدار کو اُٹھایا بر قِین جھکاتے ہوے چلے نقابدار نے امیر کو لاکر قریب لشکر پہونچایا
دیوزادون سے کہا کہ امیر کو اُتار دو آپ اُسی طرح نوبت و نقارے بجاتا ہوا روانہ ہوگیا
سرداران صاحبقران امیر کو بارگاہ مین لائے امیر نے فرمایا عجب طرح کی مشکل ہی کہ آج مجکو
نقابدار نے قلعۂ فیروزہ سے نکالا ورنہ پھر کسی بلا مین پھنستا عجائب و غرائب یہان کے ذہن مین
نہین آتے کہ عمرو و قران آ کر پہونچے امیر نے فرمایا کہ خواجہ یہان سے کوچ کرو قصد کیا کہ لشکر تیار ہو
صحراسے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر سات لاکھ فوج دین سے
پکارتا ہوا کہ او حمزہ تو قید سے چھوٹا خداوند پر سب حال کُھل گیا مجکو بھیجا ہی کہ مین تجکو گرفتار کرکے
لیجاؤن قدرت کو سجدہ کرنا پڑیگا یہ کہکے مقابلۂ صاحبقران مین اُتر پڑا امیر کو ہرکارون کی
زبانی معلوم ہوا کہ بُطلان نیزہ باز اس کا نام ہی امیر بھی اُسی مقام پر اُتر پڑے کوچ کرنا
موقوف رہا اب امیر کو انتظار ہی کہ بُطلان طبل جنگی بجوائے تو مقابلہ ہو امیر اسی فکر مین تھے کہ
زبانی ہرکارون کے معلوم ہوا کہ بطلان کسی کے انتظار مین ہی وقت پر یہ داستان حیرت بیان تحریر ہوگی

یہان حال نورالدہر بنت بدیع الزمان کا تحریر کرنا منظور ہی

دو کلمہ داستان جلالت عنوان شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچنا قلعہ جات پر اور پہلوانون سے مقابلے مشکل فتح در چند - ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی لاجواب　　کہ لکھنا ہی مجکو یہ ساری کتاب　　چلے دورۂ بادۂ خوشگوار
کہ آئی ہی اس باغ مین پھر بہار　　چہکتے ہین ہر سمت مرغان باغ　　کہ ہی رنگ پر آج سامان باغ
عروسان گلزار ہین سبز پوش　　ہی نہرون کو بحر محبت کا جوش　　ہو ہر موج ہی تیغۂ برق تاب
تو گرداب ہی خنجر لاجواب　　حبابون کو آنکھین ہرن کی لکھون　　کہ تعریف سیر چمن کی لکھون
اکڑنے لگے نخل گلزار بھی　　کہ ہین جوش مین آج میخوار بھی　　چلے رند ہنستے ہوے سوے باغ
کہ لالے نے روشن کیے ہین چراغ　　یہ منظور ہی باغ مین دھوم ہو　　کہ کیفیت رنگ معلوم ہو
ادھر سرو پر قمریان وجد مین　　ادھر بلبل خوش بیان وجد مین　　ہوا رشک سے لالہ کیون داغدا
عروسان گلشن کے دیکھو سنگار　　جو آمد ہو فصل بہاری کی آج　　ہر اک گل کے سر پر شگفتہ ہی تاج
لکھون داستان جلالت نشان　　کہ ہو شاد جس سے دل ناظران

پھر مرحلہ پیمایان منازل حیرت و دہشت طی کنندگان مراحل مصیبت و محنت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین **شعر**
مصرع خیال سخن آفرین ؛ سخن را بگرسی نشاند این چنین ؛ کہ جس وقت گل نو دمیدۂ گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان بہم زنندۂ زمرد بے ایمان شاہزادہ **نور الدہر بن بدیع الزمان** نے کیفیت قاسم کی سنی اور یہ بھی خبر معلوم ہوئی کہ لندھور کو بھی ساتھ لیگئے نہایت قلق ہوا منظور ہی کہ چل کر **ہفت پیکر** کی سرکوبی کرین طہماس سے اشارہ کیا کہ آج رات کو لشکر تیار رہے ہم چھوٹے قبلہ و کعبہ کی فکر مین جائینگے انکو بدعت سے **ہفت پیکر** کی بچائینگے یا موت اس طرف سے لیے جاتی ہی طہماس نے لشکر تیار کیا **شبرنگ** بن عمرو کو ساتھ لیا مع لشکر ایک جانب روانہ ہو گئے سات منزلین طی کی تھین کہ ایک صحرا مین پہونچے شب کو اسی مقام پر فروکش ہوئے صبح کو بہ قاعدۂ قدیم اٹھے پشت اسپ پر سوار ہوئے چاہتے تھے کہ لشکر کو لیکر روانہ ہون کہ توپ کی آواز کان مین آئی نور الدہر نے **شبرنگ** سے کہا کہ کوئی قلعہ کسی مقام پر لڑ رہا ہی ذرا بڑھکر دریافت تو کرو کہ یہ کس مقام پر لڑائی ہو رہی ہی **شبرنگ** بڑھا ہم اسنے نکلکر دیکھا کہ ایک قلعہ ہی

سر بہ فلک کشیدہ ایک بادشاہ پیر زمین گیر بالائے قلعہ خوف سے تھر تھر کانپ رہا ہی ایک پہلوان
زبردست جلوہ کرتا ہوا قلعے پر جاتا ہی وہ پہلوان گورون کو رد کرتا ہوا قریب خندق پہونچ چکا ہی للکار رہا
ہی کہ او بادشاہ دروازہ کھولدے اگر دروازہ توڑ کر آ ونگا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا وہ بادشاہ پیر
فریاد کر رہا ہی کہ کوئی مجھ مسلمان کا بچانے والا نہین کہ اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے دیکھیے یہ کیا باعث
کرتا ہی تیر رنگ نے پلٹ کر نور الدہر سے بیان کیا کہ ایک بادشاہ نحیف و ضعیف طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ مرد مسلمان ہی اسپر ایک پہلوان بدعت کر رہا ہی نور الدہر کو یہ سنکر نہایت
بیقراری ہوئی فرمایا اہل اسلام کی مدد ضرور ہی یہ کہکے مرکب بڑھایا طہماس پیچھے پیچھے
صدران ماہ منظر دوراج درور گوش لشکر کو سنبھالے ہوے عقب مین آتے ہین نور الدہر
اسوقت سامنے قلعے کے پہونچے کہ وہ پہلوان قریب خندق پہونچکر گینڈے سے اترا چاہتا
ہی کہ خندق فرازن دامن گردان رہا ہی آستینین چڑھاتا ہی نور الدہر نے نعرہ کیا کہ او ظالم
کہان جاتا ہی آگے نہ بڑھنا اس پہلوان نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف نور الدہر کے دیکھا
گینڈے پر سوار ہو کے پلٹا مقابلے مین نور الدہر کے آیا بدنگاہ کرکے پوچھا کہ او جوان تیرا
کیا نام ہی نور الدہر نے نام اصلی بتا دیا وہ پہلوان قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ تم لوگون کی تلاش
خداوند ہفت پیکر کو ہی ہر چند کہ مین انکا معتقد نہین ہمارا بادشاہ سلطان نیزہ باز بہادر
بے نظیر وہ کسی قدر خراج دیتا ہی میرا نام مفتوح فیل پیکر ہی اس بادشاہ سے کہ کیوان یمنی
اسکا نام ہی کئی سال سے خراج نہین دیا سلطان نے مجکو حکم دیا کہ اس کی مشکین باندھ کر
لا دیا خراج وصول ہو تم لوگون کے مقدمے مین غلغلہ سنا کہ ہفت پیکر سے آپلوگون نے
بگڑی الجھائی اکثر سردار اسکے برائے مدد بادشاہ نور افشان گئے وہان جا کر قتل ہوے
اب ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ سب کو گرفتار کر کے لاؤ بڑے بڑے پہلوان آپلوگون کی
تلاش مین نکلے ہین ای جوان مجھے تیری صورت پر رحم آیا لیکن ان پہلوانون کے ہاتھ سے
بچنا دشوار ہی ایک ایک پہلوان کوہ پیکر ژاژخائیان مچلے ہوے ہی بڑے تکلف سے اگر خداوند
ہفت پیکر نے طلسم مین خدائی جتائی ہی مین تیری گستاخی معاف کرتا ہون اس سرحد سے نکل جا
اپنی جان کو بچا نور الدہر نے کہا کہ او مفتوح انشاء اللہ اس طلسم ہفت پیکر کو

مثل ہوش ربا و نور افشان فتح کرینگے ہر چند کہ مقتوح نے سمجھایا نور الدہر نے نہ مانا
مقتوح نے نیزہ مارا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ بازی ہوئی نور الدہر نے گا تھکر
تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے مقتوح کے نکل گیا اسنے جھلا کر تلوار کا ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار
کو تلوار پر روکا اب جو تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کو کھینچا بجلی تڑپ کر ابر نیام سے نکلی
مقتوح کانپنے لگا دل کو یقین ہوا کہ اس تلوار کا وار نہ رکے گا کہا ای جوان تو ظاہر مین جری
بہادر ہی باطن مین یہ کیا کہ تیر سے ساتھ دوسرا جوان ہی مجکو تیر مارا چاہتا ہی نور الدہر غصے
مین پلٹے کہ کون سردار آگیا منھ جو پھیرا مقتوح نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مار دیا تا دو ابرو تلوار
پہونچی نور الدہر نے زخم کاری کھایا چاہا تلوار ماریں غش آنے لگا سر ہر نہ زین پر جھک گیا
مقتوح نے چاہا کہ سر کاٹ لون طہماس جو سر پر کھڑا ہو عاشق جمال نور الدہر خون کے قطرے
جو سر سے ٹپکے کلیجہ خون ہو گیا زین سے گینڈا اڑایا آواز دی کہ او قابو پرست کیا کرتا ہی اتنے
جلدی طہماس آنے کہ گینڈا بیچ مین ڈالدیا ہاتھ مقتوح کا بلند ہو چکا تھا دہی وار اس نے
طہماس پر کیا طہماس نے ساطور آگے کر دیا ساطور پر چوٹ تلوار پڑی دو ٹکڑے ہو گئی قبضہ اسنے
کھینچ مارا طہماس غصے مین گینڈے پر سے کودے زیر شکم گرگدن ہاتھ دیکر مقتوح کو مع گینڈے
اٹھا لیا اکھیڑ کر مارا کہ استخوان مقتوح کے چور چور ہوے اہالی فوج مقتوح طہماس پر آ پڑے
فوج نور الدہر نے طہماس کی مدد کی ساتھ والون کو مقتوح کے شکست ہوئی لاشہ اپنے
آقا کا لیکر بھاگے وہ بادشاہ پیر خوشی خوشی قلعے سے نکلا نور الدہر کو سلام کیا کہا کہ حضور نے
غلام کو تو نہ پہچانا ہوگا ہم تمکو از قدیم ہین ای شہر یار بھائی میر النعمان بن منظر ملازم
نوشیروان تھا جب وہ امیر پر چڑھ کے گیا صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہو کے
مسلمان ہوا بھائی صاحب نے مجکو لکھا کیوان بن منظر میرا نام ہی صاحبقران کو دعا دیا
کرتا ہون اب حضور قلعے مین تشریف لے چلین آج بڑی مراد حاصل ہوئی کہ پوتا امیر کا میرے
قلعے مین آئے آج نہایت روز سعید ہی نور الدہر نے کیوان پر بڑی مہربانی کی بانی ساتھ
کیوان کے قلعے مین تشریف لائے لشکر باہر اترا بعد زخم دوزی وار دلارۃ ہین آسنے کیوان
نے کہا کہ تخت پہ بیٹھیے نور الدہر نے انکار کیا کیوان تخت پر بٹھایا شاہزادہ نور الدہر

دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے صحبت عیش آراستہ ہوئی سرداران نور الدہر بھی آئے جب
ہنگامہ صحبت گرم ہوا نور الدہر نے پلٹ کے دیکھا کیوان رو رہا ہی اسقدر بیقرار ہو کہ رومال
پر رومال تر ہوتا ہی نور الدہر نے گانے والے کو منع کیا فرمایا کہ کیون کیوان خیر تو ہی کہا کہ ای
شہریار آپ معروف عیش و نشاط ہون میرے عقدے مین دخل نہ دین نور الدہر نے فرمایا
کہ آپ ہمارے بزرگ ہین آپ کی پریشانی کیونکر دیکھون قسم ہو آپ کو سر صاحبقران کی جلد
مفصل حال بتائیے کیوان بہت رویا دل تھام کر کہا کہ ای شہریار ایک فرزند دلبند پروردگار
نے عنایت فرمایا تھا حسین و جمیل یا تیغزن صف شکن ایک دن برای شکار نکلا یہان سے
بارہ کوس پر ایک صحرا ہی اُس صحرا کو صحرای عجائب کہتے ہین اُس صحرا مین جاکر ایک آہو کے
پیچھے گھوڑا ڈالا آج تک اُسکا نشان نہین ملا کئی سال سے فراق مین فرزند کے بیقرار ہون
اس وقت یاد آگیا ساتھ والون نے اُسکے آکر خبر دی کہ جسوقت سے مرکب عقب مین
ہرن کے لے گیا پھر پتہ نہین لگا نہین معلوم اُس دلیر پر کیا گذری الماس خوشرو اُسکا
نام ہی اُسکے فراق مین زندگی دشوار ہی نور الدہر نے فرمایا کل ہم اُسکا پتہ لگائین گے
لاکر تمسے ملائین گے کیوان قدمون پر گر پڑا کہ برای خدا ایسا نہ فرمائیے آپ کا میرے
ملک مین تشریف لانا میرے لیے سعادت دارین ہی بخیر و خوبی دو چار روز تشریف رکھیے پاس
اپنے دادا جان کے جائیے ورنہ پریشان ہونگے نور الدہر خاموش ہو رہے بوقت سحر
مسلح ہوکر سامنے کیوان کے آئے کہا کہ ای کیوان وہ صحرا ہمکو چل کر دکھا دو کیوان نے
بہت بہت سمجھایا نور الدہر نے نہ مانا طہماس سے کہا کہ تم لشکر لیکر یہان ٹھہرو ہم اندر ایک
ہفتے عشرے کے آتے ہین طہماس بہت بیقرار ہوا ہر چند کہا کہ مین آپ کے ساتھ چلون شاہزادہ
نور الدہر نے کہا کہ لشکر بے سردار رہیگا شبرنگ بھی یہین ٹھہریگا شبرنگ نے کہا کہ آقا
مین ضرور چلونگا نور الدہر نے منع کیا کہ ای شبرنگ تم بھی ساتھ نہ چلو شبرنگ خاموش ہو رہا
کیوان کو ساتھ لیکر نور الدہر چلے شبرنگ کنارے کنارے چلا نور الدہر جب قریب
اُس صحرا کے آئے کیوان نے رو رو کر عرض کی کہ اسی صحرا مین میرا فرزند گم ہوا نور الدہر نے
کیوان کو رخصت کیا آپ گھوڑا بڑھاکر صحرا مین چلے جب صحرا مین پہونچے شبرنگ

چھپا ہوا دیکھ رہا ہی کہ ایک ہرن سامنے نور الدہر کے آیا نور الدہر نے ہرن پر گھوڑا ڈالا ہرن
بھاگا شبرنگ دیکھ رہا ہی کہ نور الدہر پیچھے ہرن کے کوس بھر گئے وہان پر گھوڑے سے
اُترے ہرن کھڑا تھا ارادہ ہوا کہ کمندون سے پکڑون شبرنگ گوشے سے دیکھ رہا ہی نور الدہر
نے حلقہاے کمند ہرن پہ مارے جب حلقہاے کمند آہو پہ پڑے آہو نے ایک چیخ ماری
غبار بلند ہوا بعد عرصے کے غبار ہٹا شبرنگ نے دیکھا مرکب نور الدہر کا کوتل رہا ہی
نہ آہو ہی نہ نور الدہر شبرنگ حیران ہو گیا جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی مرکب تو اس نے لشکر
مین روانہ کر دیا آپ پھر جنگل مین آیا جس مقام پر نور الدہر غائب ہوے ہین وہان آتا ہی
نور الدہر کو چہار جانب دیکھتا ہی کہین پتہ نشان نہین معلوم ہوتا نہ کوئی گانون اور نہ کوئی قریہ
اُس جنگل مین حیران و پریشان ہی کہ ای شبرنگ کون آقا کو لے گیا شبرنگ تو جنگل مین
مارا مارا پھرتا ہی کہین پتہ نہین ملتا وقت پہ حال شبرنگ لکھا جائیگا اب حال نور الدہر
تحریر ہوتا ہی کہ جب نور الدہر نے حلقہاے کمند اُس آہوے وحشی پر مارے غبار بلند
ہوا آنکھ بند ہو گئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا کہ چند زنگی مجکو گرفتار کر کے لیے جاتے ہین ہاتھ مین
ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان ایک بارگاہ کلان مین لیکر نور الدہر کو لے آے ایک بادشاہ
تخت پر بیٹھا تھا اُس نے کہا کہ ای جوان تو نے اپنے کو کیون مصیبت مین ڈالا یہ سرحد طلسم
فرنگ ہی بڑے بڑے لوگ فتح کرنے کی امید پہ آئے اور شرمندہ ہو کر پلٹ گئے آپ کو
مناسب ہی کہ خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے نور الدہر نے کہا ای بیہودہ کیا بکتا ہی جو تجھے
ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر عنایت پروردگار اس طلسم کے مٹنے کا وقت قریب آیا یہ سُنکر
اُس بادشاہ نے حکم دیا کہ اس جوان کو لیجا کر صحراے مصیبت خیز مین چھوڑ دو زنگی کشان کشان
نور الدہر کو لے چلے جب شہر کے باہر آئے اُن زنگیون نے طرف آسمان کے دیکھکر آواز
دی کہ یا خداوند طلسم اس جوان کو صحراے مصیبت مین پہونچا دیجیے یہ کہکر زنگی الگ کھڑے
ہوے آسمان پر برق چمکی برق سے ایک پنجہ نکلا پنجہ مثل برق چمکتا ہوا قریب نور الدہر آیا کمر
مین نور الدہر کی پنجہ پڑا آسمان پر پنجہ اُٹھا لے گیا تموج ہوا سے نور الدہر بیہوش ہو گئے
بعد تھوڑے عرصے کے جو ہوش آیا دیکھا کہ ایک صحرا مین کھڑا ہون اور دو تین سو جوان

صحرا میں جو چمنہائے طولانی ہیں اُن چمنوں میں گل چینی کر رہے ہیں نور الدہر ٹہلتے ہوئے جو اُن سب کے پاس آئے جمال کو دیکھکر وہ لوگ افسوس کرنے لگے نور الدہر بگڑے کہا کہ ادبیجیا افسوس کیا کرتے ہو اُنھوں نے کہا کہ آپ کے حُسن و شباب پر افسوس آتا ہی کہ آپ کیونکر قید ہوئے نور الدہر نے کہا کہ قیدی وہ جو ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہو ہم اپنے قابو اور اختیار میں ہیں جہاں چاہیں وہاں جائیں اور جہاں چاہیں بیٹھیں ان باتوں پر نور الدہر کی وہ لوگ رونے لگے کہا کہ ای نو گرفتار ابھی یہاں کے مزے سے آگاہ نہیں ہو بڑی برائی یہ ہی کہ کھڑے کھڑے پھر رہے ہو گل چینی کرو کچھ بناؤ نور الدہر نے کہا کہ ہم کیا مالی ہیں ایک نے کہا کہ بھائی یہ نئے نئے آئے ہیں جب تکلیف اُٹھائیں گے پھر راہ پر آئیں گے ابھی تو ہماری باتوں پر خفا ہوتے ہیں پھر جائیں گے نور الدہر کنارے آ کر بیٹھے وہ لوگ جب گل چینی کر چکے کنارے بیٹھکر زیور بنانے لگے اپنے اپنے طور پر سبھوں نے بنایا جب دن پہر بھر باقی رہا تو اُس صحرا سے ایک جانب سب چلے نور الدہر سوچے کہ دیکھیں یہ لوگ کہاں جاتے ہیں الگ الگ اُنکے چلے جنگل میں ایک مقام پر ایک چبوترہ تھا وہاں جا کر سب بیٹھے اپنے دونے زیور کے آگے رکھ لیے کہ دیک طرف سے ایک نازنین پیدا ہوئی آگے آگے وہ نازنین پیچھے ایک عورت کے سر پر خوان رکھا ہوا اُس عورت نے آکر خوان طعام اُسی مقام پر رکھا دو دو روٹیاں ایک ایک آبخورہ پانی کا سب کو بانٹا نور الدہر کی طرف پلٹ کر نازنین نے کہا کہ ای جوان تو نے کچھ نہیں بنایا نور الدہر نے کہا کہ کیا ہم مالی ہیں ہنسکر اُسنے کہا کہ جب بھوکوں مروگے تب مالی بنا اچھا معلوم ہوگا نئے نئے آکے قید ہوئے ہو یہ نخرے کرتے ہیں خدا ہماری ملکہ کو سلامت رکھے کہ اُنکی وجہ سے یہاں کھانا نصیب ہوتا ہی یہ صحرا سے مصیبت خیز ہی مصیبت کی یہاں انتہا نہیں اس سال میں ہماری مالک نے کیا کیا کوشش کی تو یہ سامان مقرر ہوا ایسے کہکے ہنستی ہوئی چلی گئی دن بھر نور الدہر کو گذرا شب بسر ہوئی نوجوان شاہزادے بھوک سے بیقرار ہوئے ٹہلتے ہوئے اُن سب کے پاس گئے اُن سب نے کہا کہ ای نوجوان آج تو تکلیف کر اگر کچھ مشقت نہ کریگا تو کھانا نہ ملیگا نور الدہر نے کچھ جواب نہ دیا جب تیسرا پہر ہوا خیال میں گذرا کہ تھوڑی دور بڑھکر کھانا وہ جو لاتی ہو اُس سے چھین لیں یہ سوچ کر نخل سے

ایک لاٹھی توڑی جب یہ سب بنا بنوا کے زیور گل بنا کر اُسطرف چلے نور الدہر اُنکے پیچھے ہو لیے وہ تو جا کر ایک مقام پر ٹھہرے کہ صحرا سے وہی نازنین آ گئے آگے ایک فرد و سلی پشت پر نور الدہر نے للکارا کہ اری خوان رکھدے اُسنے پکار کر کہا کہ بی بی دیکھیے یہ قیدی کھانا چھینتا ہی نور الدہر نے بڑھکر ایک لاٹھی ماری فرد و رفی خوان رکھکے بھاگی اُس عورت نے اُن قیدیوں کو پکارا کہ ارے قیدیو دوڑو تمھارا کھانا آج یہ مسٹنڈا چھینے لیتا ہی قیدی سب دوڑے جو قریب آیا نور الدہر نے ایک لکڑی ماری وہ بھاگا پانچ چھ کو جو نور الدہر نے چوٹیلا کیا اب سب دور سے لینا لینا کہ رہے ہیں قریب نہیں آتے نور الدہر نے روٹیاں بیٹھکر کھانا شروع کین بارہ پہر کے بھوکے تھے پیٹ مین آگ لگی ہوئی تھی آدھی آدھی روٹی کا نوالہ منھ مین ڈال لیتے حلق سے نہ اُترا تو پانی پینے لگے بمشکل پانی سے نوالے حلق سے اُتارے وہ نازنین روتی پیٹتی سامنے قصر تھا اُسمین پہونچی پکار کر آواز دی حضور آج ایک بڑا ظالم جنگل مین آیا ہی فرد و رفی کو لاٹھی ماری مجھ پر چلا تھا مین تو بھاگی کہ مجھپر جو شاخ تر کی لکڑی پڑیگی زندہ نہ رہونگی کیونکہ یہ مصیبت ہوگی یہ کہکے جو غل مچایا پردہ قصر کا اُٹھا ایک نازنین گلنار پوش جوڑا سُرخ پہنے ہوے بانکی ترچھی ادا دریاے جواہر مین غوطہ زن نہایت حسین نکلی نگاہ اُسکی شاہزادہ نور الدہر پر پڑی کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل غبار چہرے پر پڑا ہی یاد رہے چمک رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماہ تابان پر ستارے جڑے ہین نور الدہر نے بھی دیکھا کہ ایک نازنین پشت پر کئی سو کنیزین حمدے ہاتھون مین لیے ہوے ساتھ ساتھ آگے وہ ماہ تابان عقب مین ہجوم سیارگان مگر نور الدہر کھانے مین مصروف ہین اُس نازنین کی جو نگاہ پڑی غصے مین کہا کہ او گلشن کیون اسقدر غل مچائی ہی دو دن کا بھوکا تھا کیا کرتا قیدی کیون چیخ رہے ہین اُن کو منع کرو غل نہ مچائین اور کھانا بھیجا جائیگا شمشاد قد وزیر زادی برابر کھڑی تھی کہا کہ اے شمشاد قد اس جوان کو یہان سے بلا سے خشک روٹی اس سے کھائی نہین جاتی کوئی شاہزادہ جلیل ہی بھوک سے پریشان ہی شمشاد قد نے کہا کہ واری مقدمۂ طلسم ہی کوئی خرابی نہ ہو ملکہ نے کہا کہ قیدی کو کھانا کھلانے مین خرابی کیسی ہین تو حکم دے چکی ہون کنیزون نے بموجب اشارۂ وزیر زادی پکارا کہ او جوان وہ کھانا چھوڑ دے ملکۂ عالم بلاتی ہین نور الدہر

دیکھو رہے تھے بیقرار ہو کر دوڑے جب قریب قصر کے آئے کنیزون نے دروازہ کھول دیا
نورالدہر سیڑھیان طی کر کے بالاے قصر آئے اُس نازنین کو بخوبی قریب سے دیکھا اور زیادہ
مبہوت ہوے وہ نازنین فرش پر آکے بیٹھی نورالدہر بھی اُسی مقام پر آئے بیٹھنے کا اشارہ ہوا
نورالدہر مسند پر آکے بیٹھے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین خاصہ لائین کہا ای شہریار اب
نوش فرمایئے نورالدہر نے سر جھکا لیا کہا کہ ای شہنشاہ تو بلی نہین معلوم تمھارا مذہب کیا ہی
اس وجہ سے عذر ہی اُس نازنین نے کہا کہ اس طلسم مین خداوند نہنگ دریا ہے تمھارے
پیدا ہوتے ہین اُنھین کو سب سجدہ کرتے ہین مین اپنے حال سے خود آگاہ نہین اُنھین خداے
نہنگ کو سجدہ کرتی ہون نورالدہر نے کہا کہ کوئی ساحر شعبدہ باز ہوگا اُسکو خدا جانتی ہو پروردگار
وہ ہی کہ جس نے تمام عالم کو ایک کلمۂ کن سے پیدا کیا چند کلمے مذمت کفر کے اور چیستد
تعریف خدا مین بیان کیے اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا کہ مہمان کی خاطر منظور ہی جو تم کہتے ہو
یہی اعتقاد کیا ملکہ نے اور کنیزون نے کلمہ پڑھا ملکہ نے کہا کہ اب تو نوش فرمایئے شاہزادہ
نورالدہر نے کہا کہ اگر خاطر ہماری مد نظر ہی تو آپ بھی شریک ہون ملکہ نے بھی ہاتھ بڑھایا نورالدہر
نے نوالہ بنا کر ہاتھ بڑھایا ملکہ نے کہا کہ صاحب میرے ہاتھ موجود ہین یہ تکلیف کیا ضرور نورالدہر
نے شرما کر سر جھکایا ملکہ نے مسکرا کر غنچۂ دہن وا کیا کہا کہ صاحب کیون رنجیدہ ہوتے ہو لاؤ
مین تمھارے ہاتھ سے نوالہ کو کھاؤن مطلب تمھارا یہ ہوگا کہ مین بھی نوالہ تمکو دون یہ کہکے
نوالہ نورالدہر کو دیا نورالدہر نے بھی کھایا از دنیا زسے دونون نے خاصہ نوش کیا بعد
خاصے کے شراب طلب کی نورالدہر نے جام پیا ایک جام ملکہ کو پلایا کنیزین چپ حیران
ہین کہ آج ملکہ عالم نے غضب کیا دیکھیے کوئی آفت نہ آجاے قیدی طلسم صحراے مصیبت خیز
کو بالاے قصر بلا لیا پہلو مین لیے بیٹھی ہین شراب چل رہی ہی ایسا نہ ہو کہ کچھ خرابی آجائے بعض
بعض تو ایسی باتین سوچ کر گوشے مین ہٹ گئین کنارے جا کو بیٹھین یہان یہ دونون شراب پی رہے
ہین ملکہ نے باتون باتون مین حال پوچھا نورالدہر نے کہا کہ واسطے رہا کرنے فرزند کیوان
بن منتظر کے آیا ہون ملکہ نے زانو پر ہاتھ مار کے کہا کہ ای شہریار دو برس سے پیشتر کا وہ
قیدی ہوگا دو برس تک قیدی اس صحرا مین رہتے ہین بعد دو برس کے قیدی زندانخانہ

طلسم مجنون مین بھیجد یے جاتے ہین وہان تک جانا دشوار ہی نور الدہر نے کہا کہ مالک پروردگار ہی انشاء اللہ وہان تک پہونچین گے اور اُسکو رہا کرین گے اُسکے باپ سے وعدہ کرکے آئے ہین انشاء اللہ بدون فتح طلسم واپس نہ ہونگے ملکہ نے کہا کہ صاحب یہ طلسم نہایت پر آشوب ہی مقام شور و شر لوح طلسمی جو کلید فتح و ظفر ہی مخفی ہون کہ اُسکا نشان نہین اہالی طلسم یہ بھی ذکر کرتے ہین کہ لوح طلسم مجنون نابود ہی جب تک لوح نہ دستیاب ہو طلسم فتح کیونکر ہو سکتا ہی نور الدہر نے کہا کہ پروردگار عالم سب خبرین جاننے والا ہی وہ نشان بتا دے گا تا بہ لوح پہونچا ئیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار آیا اُس ابر سے برقین چمکنے لگین ایک برق چمک کر گری اور آواز ہیبتناک آئی کہ او گیسو بریدہ یہ تو نے کیا کیا گنہگار کو پہلو مین جگہ دی بالائے قصر بلا لیا جو کمرہ مین ملکہ کی پڑا ایک چونکہ مین نور الدہر کی پڑا کنیزین سب گرفتار ہوئین فریاد فریاد کی صدائین بلند کرتی تھین کہ یا خداوند نہنگ فرمایا ہی پھر ناحق یہ بیداد ہی جسنے ملکہ کو سمجھایا ہمارا کہنا نہ مانا قیدی کو بالائے قصر بلا لیا ہم بیٹھا ہین یہ غلغلہ ہوتا ہوا وہ ابر سب کو لیکر چلا جس ساحر نے ابر گرایا ہو شعبان جادو اُسکا نام ہی لیکر ان سب کو اڑا لیا اور طرف خاص طلسم کے چلا جب کئی کوس راستہ طی کیا قضائے کار راہ مین باغ ہو ملکہ ہوشربا کے شیرین کلام کا ملکہ باغ مین بیٹھی ہین کنیزین خدمت مین حاضر ہین کہ آسمان پر ابر نمایان ہوا کنیزون نے کہا کہ دواری کوئی ساحر زبردست جاتا ہو ملکہ نے جو ابر کو دیکھا ہاتھ سے اشارہ کیا ابر اُسی مقام پر رُک گیا پکار کر آواز دی کہ ارے اس ابر مین کون ہی ہمارے مکان کے سامنے سے جاتا ہی جواب نہین دیتا ہی شعبان نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ ہوشربا نے کان سے بجلی اُتار کر پھینک ماری برق ابر پر گری کہ ابر پھٹا شعبان جو بڑھا تھا برق کا گل کہ شعبان کے دو ٹکڑے ہوے ابر پھٹا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا نور الدہر ابر سے گرے ملکہ نے ہاتھ پر روکا نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی پسینے پسینے ہو گئی قلب کانپا کلیجے پہ ہاتھ رکھ کے دل کو سنبھالا نور الدہر کو مسند پر بٹھا دیا شاہزادہ متوجہ ہوا سے بیہوش تھا کہ ابر سے کنیزین گرنے لگین ملکہ کی کنیزون نے دوڑ کر عرض کی کہ حضور کنیزین ابر سے گرتی ہین بعد اُسکے دیکھا کہ ٹکڑہ ابر سے ایک برق چمکی ایک نازنین گرتی ہوئی آتی ہی ملکہ ہوشربا نے اسکو بھی ہوا کا بہلو مین بٹھا لیا

بیہوش تھی ہوشیار کیا پوچھا کہ کیون صاحب یہ کیا معرکہ ہی کہان سے آپ لوگون کو شعبان اُٹھا کر
لے آیا ملکہ نے سب حال رو رو کر بیان کیا کہ مین اپنے قصر مین تھی یہ بیجیا جا کر پہونچا اُٹھا لایا ملکہ
نور الدہر کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہی ہوشربا نے کہا کہ خاموش رہو سمجھا جائیگا مین جانبازی کو
موجود ہون جہان تک ہوگا کدو کوشش کرونگی اور لوح طلسمی کی بھی کوشش کیجائیگی تمھارے
حال زار پر رحم آیا مین لوح کا حال خود شاہ سے پوچھونگی دیکھون کہ وہ کیا فرماتے ہین یہ
کہکے نور الدہر کو ہوشیار کیا ہوشربا نے بڑی خاطر کی نور الدہر کو مسند پر بٹھایا آپ قریب لگے
بیٹھی کہا کیون صاحب کیا قصد ہی نور الدہر نے کہا کہ فتح طلسم مجنون کی آرزو ہی خواہ اسمین
جان جائے خواہ رہے جو زبان سے کہا ہی وہ کرینگے طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے تھے کہ
یہ معاملہ درپیش ہوا ہوشربا نے کہا کہ ای شہریار اگر آپ عمر بھر رہ روی کرتے تو بھی سرحد طلسم
ہفت پیکر مین نہ پہونچتے لیکن راستہ دربند ہاے طلسم ہفت پیکر کا اسی جگہ سے متعلق ہی جبتک
آپ طلسم مجنون نہ فتح کرین گے تب تک سرحد طلسم ہفت پیکر مین نہ پہونچین سگے اور
بھائی بھتیجے آپکے اسی فکر مین نکلے ہین سالہا سال مارے مارے پھرینگے اور سرحد
طلسم ہفت پیکر مین نہ پہونچین گے آپکی اقبالمندی ہی کہ شعبان کا اسطرف سے گذر ہوا
اور مین نے چھڑایا میرا عجب طرح کا قصہ ہی بہن میری ملکہ نرگس حیرت افزا اُس پر بادشاہ
طلسم مجنون عاشق ہوا دعوت کے نام سے بلا بھیجا قید کر لیا کنیز نے اکثر نامے لکھے اُس
ملعون نے جواب دیا کہ اپنی بہن کی شادی ہمارے ساتھ کر دو ورنہ عمر بھر قید مین رہے گی
جفا قید خانے کی سہیگی ہم بادشاہ طلسم مجنون ہین اور ہمسے انکار وصل ای شہریار مین یہان سے
گئی بموجب حکم مجنون جادو بہن سے ملاقات کی ناچار ہو کے یہ بھی پوچھا کہ تم وصل شاہ کا
کیون نہین قبول کرتین جفائین اُٹھاتی ہو بہن نے مجھ سے کہا کہ بہن مین نے خواب مین دیکھا
ہی کہ نبیرۂ صاحبقران اس طلسم مین آئین گے مین اُنکی زوجہ کہلاونگی بزرگان دین میرے
خواب مین آئے مجکو مسلمان کر گئے بہن تم بھی اعتقاد اسلام کر دو مجکو جیسے آپکے آنیکا اشتیاق
تھا شاہور عجائب دان وزیر اعظم مجنون مجھپر عاشق ہی ردلرتا ہی منتین خوشامدین کرتا ہی
مین نے ابتک اُسکو عقلمندی سے ٹالا ہی امروز فردا کرتی ہون چونکہ ساحرہ ہون اطاعت

دین اسلام کی قبول کی آج جو وہ بیچا آئے تو مین اُس سے حال لوح کا پوچھون اُسکی ذات سے
لوح کا پتہ ملیگا نورالدہر خاموش ہو رہے جب شام ہونے لگی وہ نازنین جو باغ سے ساتھ
آئی ہی گلشن دریا بار اُسکا نام ہی اُسکو اور نورالدہر کو ایک گوشے مین چھپا دیا آپ سامان
کرکے بیٹھی نورالدہر نے گوشے سے دیکھا کہ پہلے آندھی چلی برق چمکی ایک تخت نمایان ہوا
اُسپر ایک جادوگر سیہ فام بد انجام تخت اُڑاتا ہوا ہاتھ ہلاتا ہوا آکر پہونچا ملکہ کو دیکھکر مثل گل شگفتہ
ہوا کہا کیون جان جہان مزاج کیسا ہی آج تمکو پریشان پاتا ہون ہوشربا نے آنکھون سے
آنسو ٹپکا کے کہا کہ ای شاہور عجائب وان کیا پوچھتا ہی آج ہمکو بڑا قلق ہی اب تک تو ہمکو یہ
خیال تھا کہ بہن نرگس کی شادی شاہ کے ساتھ ہوگی ہم گھر مین وزیر کے رہین گے سلطنت
طلسم مجنون پر ہمارا اختیار رہیگا آج جان کا خوف پیدا ہوا تمھاری زندگی کیونکر ہوگی ہاں شاہ
کیونکر بچیگا ہمنے خبر سنی ہی کہ طلسم کشاے اصلی نے طلسم سرحد مجنون مین داخلہ کیا اگر
طلسم کشاے اصلی آیا اور اُسنے کردکوشش کی لوح طلسمی پا گیا پہلے ہمین قتل کرے گا کہ ہم
متعلقین وزیر طلسم کہلاتے ہین شاہور نے کہا کہ ای ملکہ عالم لوح طلسمی کون پا سکتا ہی کوئی ایسا
ہو کہ اس باغ کے بائین جانب ایک صحرا ہی وہان جاکر زیر نخل چنار آواز دے کہ ای داود حبشی
جلد آؤ داود حبشی بشکل طائر آئے اُسکی پشت پر سوار ہو وہ صحراے ریگستان مین
پہونچائے صحراے ریگستان مین جاکر ایک آواز دے کہ ای ماہی تازہ کہ لقب جس کا
ریگ ماہی ہی جلد میرے پاس آ ایک جوان زمین سے پیدا ہوگا ہاتھ مین اُس کے
ریگ ماہی ہوگی جب وہ جوان ایسا زبردست ہو کہ اُس جوان کو زیر کرے وہ بخوشی مچھلی
اُسکو دے وہ مچھلی کا شکم چاک کرے تب شکم ریگ ماہی سے لوح طلسم مجنون نکلے گی کون ایسا
ہوگا اور یہ حال کسے معلوم ہی کہ داود حبشی کو پکارے اور داود صحراے ریگستان مین لیجائے
تم ناحق پریشان ہو رہی ہو ای ہوشربا ے شیرین کلام تمھاری بھی شرکت ضرور ہی
قواعد مین لکھا ہی کہ ہوشربا شریک ہوگی پس تمکو کب منظور ہی اور تم کاہے کو شریک
ہوگی طلسم مجنون تمھارا ہی جب تک تم مدد نہ کروگی تب تک طلسم کشا صحراے ریگستان تک
نہ پہونچیگا یہ کہکے کہا کہ صاحب شراب پیو گانے کو بلاؤ ایک دو غزلین گانے سے طبیعت کو

بہلانے پہ خیالات دل مین مجکو کون مار سکتا ہی اگر سحر کردن زمین ہلا دون لاکھ دو لاکھ ایک دم بھر مین
قتل کرون ملکہ نے جلسہ آراستہ کیا گانا ہونے لگا شراب چلی رات بھر اسی ہنگامے مین بسر ہوئی
صبح ہوتے آواز الفراق والوداع بلند ہوئی شاہور عجائب وہان رخصت ہوکر روانہ ہوا
ملکہ نے نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار حال آپ نے سنا تلاش لوح مین چلیے نورالدہر
آمادہ ہوے ملکہ ہوشربا نے نورالدہر کو تخت پر سوار کیا ملکہ گلشن کو کنیزون کے
سپرد کیا نورالدہر کو لیکر صحراے عجائب مین آئین کہا کہ ای شہریار داؤد جنی کو پکاریے
وہین عقب سے حاضر ہوگی نورالدہر نے بفصاحت آواز دی کہ ای داؤد جنی جلد آؤ تین
آوازین جو دین آسمان پر سناتا ہوا ایک طائر قوی جثہ اڑتا ہوا آیا زمین پر آکے قائم ہوا
نورالدہر جھپٹ کر اسکی پشت پر سوار ہوے طائر اڑا عقب مین ہوشربا چلی
صحراے ریگستان مین لاکر داؤد نے نورالدہر کو اتارا نورالدہر پشت طائر سے
اترے طائر نے یہ کہکر چلا گیا کہ جب مجکو طلب کیجیے گا مین حاضر ہونگا طائر تو اڑ گیا کہ ملکہ ہوشربا
بھی پہونچین کہا کہ ای شہریار آواز دیجیے کہ ای ماہی تازہ جلد ہمارے پاس آؤ نورالدہر نے
آواز دی زمین شق ہوئی ایک جوان قوی تن وقوی تن نکلا ایک ماہی پھڑکتی ہوئی ہاتھ مین کہا
کہ ای جوان ریگ ماہی میرے پاس موجود ہی اسکو لے مگر مین تیرا زور مین امتحان
چاہتا ہون اگر اپنے زمانے کا تو صاحبقران ہو مجکو زیر کرے گا پھر لوح طلسمی کا
اختیار ہی اگر مین غالب آیا ہرگز لوح نہ دونگا افسوس کا مقام ہی کہ شاہور نے سب
حال کہدیا یہ کہہ کے ہاتھ سے اشارہ کیا مچھلی مثل ہیکل گلے مین اسکے لپٹ گئی اب خم مار کر
سامنے نورالدہر کے آیا نورالدہر بھی آمادہ ہوے قریب تھا کہ کشتی شروع
ہو ملکہ ہوشربا آکر پہونچین آواز دی کہ ای برادر داؤد طلسم کشا سے مقابلہ کرنے ہو
تم قید سے رہا ہوگے اس حفاظت سے بچ گے تمہارا بھائی یہان تک پہونچ گیا وہ بھی قید سے
رہائی پائیگا ہمیشہ بشکل طائر رہتا ہی یہ جو ہوشربا نے سمجھا کر کہا کہ وہ جوان دوڑ کر قدمون پر گرا
کہا کہ ای شہریار ہم آپکے آنے کے مشتاق تھے ہم دونون بھائی مدت سے اس طلسم مین
پھنسے ہین رحیم جنی میرا نام ہی وہ طائر بنے رہتے ہین مین زمین پر رہتا ہون خدا آپ کو

مظفر و منصور کرے قید طلسم پروردگار رہا رے جسم سے دور کرے کئی سال ہوے کہ عزیز و اقارب
سب چھوٹے یہ ریگ ماہی موجود ہی بسم اللہ شکم چاک کیجیے لوح طلسمی لیجیے نورالدہر نے ریگ ماہی
اسکے ہاتھ سے لی رحیم حبشی بھی دیکھ رہا ہی کہ نورالدہر نے خنجر کمر سے نکالا شکم مچھلی کا چاک کیا ایک برق
چمکی کہ آنکھیں خیرہ ہوگئیں اب جو نورالدہر نے دیکھا ایک تختی الماس کی مدور حروف اسپر
یاقوت احمر کے نورالدہر نے لوح کو ہاتھ میں لیا ماہی مردہ کو ہاتھ سے پھینکا لوح کو دیکھنے
لگے کہ پہلو سے آواز آئی ای شہریار شکر ہی کہ آپ نے لوح پائی ہوشیار رہیے ذرا غلام بھی
دیکھے نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ شبرنگ بن عمر و عیار جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی قریب
پہونچا کہا کہ ای شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہین لوح طلسمی ملی ہین ذرا دیکھوں جسدن
سے آپ سے چھوٹا جنگل مین مارا مارا پھرتا تھا آج حضور کے سامنے پہونچا ہی لوح طلسم
مجنون ہی نورالدہر نے خوش ہوکر شبرنگ کو گلے سے لگا لیا کہا کہ ای برادر یہ دیکھو لوح
طلسمی موجود ہی شبرنگ نے لوح کو ہاتھ مین لیا دیکھنے لگا دیکھتے دیکھتے کہا کہ دیکھیے ادہر اُٹھا کر
کوئی ساحر آتا ہی ذرا اپنے کو بچا ہے نورالدہر ادہر پلٹے شبرنگ نے پرواز پیدا کیے
آواز دی کہ منم ماہور جادو دیکھیوں لوح لیجاتے ہین نورالدہر تو دیکھ کے رہ گئے
ہوشربا نے جو دیکھا کہ ماہور اُڑ کر چلا آواز دی کہ منم ملکہ ہوشربا سے شیرین کلام
او ماہور کہاں جاتا ہی جست کرکے بلند ہوئین برق بنکر ماہور پر گرین کہ ماہور کے
دو ٹکڑے ہوے لاشہ زمین پر گرا نورالدہر نے دوڑ کر لوح اُٹھائی لوح کو چوم کر گلے
مین ڈالا فرمایا کہ ہوشربا تمنے کام کیا ہوشربا نے کہا کہ اب حضور بڑی مشکیان پڑنگی جہانتک
ہوسکے گا مین ہر وقت سامنے پہونچونگی یہ کہکر ہوشربا ایک کبوتر کی شکل بنکر بلند ہوئی
آسمان مین ڈوبی نورالدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ پڑھو داؤد حبشی حاضر
ہو اُس سے کہو کہ مجھکو باغ مین موشک زمین کن کے پہونچا دے شاہزادہ
نورالدہر نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا داؤد حبشی بشکل طائر حاضر ہوا بشکل انسان کے
گویا ہوا کہ ای شہریار لوح طلسمی مبارک ہو ہر وقت ہر مقام پر ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو کہ
ابابیل مرحلہ دم دیکر لوح لے لین لوح سے خبردار رہیے گا نورالدہر نے کہا کہ ہمکو

باغ موشک زمین کن مین پہونچادیہ کہکر پشت پر داؤد کی سوار ہوے داؤد اُڑتا ہوا چلا تھا
تھوڑے عرصے سے کے صحرا مین ایک باغ معلوم ہوا لیکن باغ ویران ہے درختون کے زرد
روشین ٹوٹی ہوئین داؤد نے کہا کہ ای شہریار یہی باغ موشک زمین کن ہی یہ کہکے باغ پر
نورالدہر کو لاکر اُتارا نورالدہر اُترنے ہی لوح کو دیکھتے ہوے طرف باغ کے چلے بعد
ملاحظہ مضمون لوح بسم اللہ کہکر باغ مین داخل ہوے کہ تڑپنے کی آواز کان مین آئی نورالدہر
اُس صدا کی جانب متوجہ ہوے پڑدرد صدا آتی ہی کہ ای پروردگار یہ مصیبت ہمسے نہین
اُٹھتی ہمارا جلد خاتمہ ہو نورالدہر نے دیکھا کہ ایک نخل مین طہماس بندھے بیٹھے ہین بدن
مین مار سیاہ لپٹے ہوے نورالدہر دیکھکر بیتاب ہوگئے پکار کر آواز دی کہ ای طہماس
تم کیونکر گرفتار ہوے رو رو کر طہماس نے عرض کی کہ حضور نے جو لوح طلسمی حاصل کی
تھی اُسکا کیا انجام ہوا نورالدہر نے کہا کہ میرے پاس موجود ہی کہا حضور اس باغ کی
مالک ملکہ موشک زمین کن ہی وہ مجکو پکڑ لائی طالب وصل ہوئی ابھی تک مین نے
قبول نہین کیا نورالدہر نے قریب آکر کندین توڑین عکس جو نورالدہر کا جسم پر طہماس کے
پڑا مار سیاہ بدن سے گرگئے طہماس نے قدمونکو بوسہ دیا کہا کہ حضور موشک آئے گی آپ
بہت ہوشیار رہین یہ کہتا ہوا طہماس نورالدہر کے ساتھ چلا وسط باغ مین بارہ دری ہے
نورالدہر اُس بارہ دری مین آئے طہماس ہر مرتبہ عرض کرتا ہی کہ غلام کئی دن سے یہان قید
ہی موشک زمین کن شب کو آتی ہی کبھی سمجھاتی ہی کبھی وعدہ کرتی ہی کہ تیرا مرتبہ عالی کردنگی
پھر کہا ارے کوئی اس مقام پر نہین کہ شاہزادے کیواسطے شراب وکباب لائے تھکے ہوے
آئے ہین ذرا طبیعت کو ڈھارس ہو یہ کہکے طہماس خود اُٹھا الماری کھولی گلابی شراب کی
مع جام نکالی جام لبریز کیا کہا کہ ای شہریار غلام کے ہاتھ سے ایک جام نوش فرمایئے نورالدہر
نے ہاتھ سے جام طہماس سے لیا چاہا کہ نوش کرین ایک سوکھا ہوا درخت تھا اُسپر ایک
عندلیب خوشنوا یا تو پرون کو کرید رہی تھی یا تڑپ گئی جیسے ہی نورالدہر نے ہاتھ مین
جام لیا آنکھون سے آنسو جاری ہوے نورالدہر اُسکو دیکھنے لگے اُس عندلیب نے
آواز دی کہ مقام افسوس ہی استاد پاس ہو اُس سے نہ پوچھے نورالدہر کی جیسے سوتے سے

آنکھ کھلی جام تو بائین ہاتھ مین لیا لوح پہ جو نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا یہ موشنگ زمین کن
ہی اگر ایک قطرہ شراب کا حلق سے اُترا جسم پانی ہوکر بہ جائیگا مناسب ہو کہ یہ جام پھینک مارو
اور تماشا قدرت پروردگار کا دیکھو نور الدہر نے فوراً کہا کہ ای طہماس تو شراب تم بھی پیو
طہماس نے ہاتھ بڑھایا نور الدہر نے جام پھینک مارا قطرات شراب جو جسم پر طہماس کے
پڑے ایک چیخ ماری کہا کہ او ظالم یہ چل تجکو کسنے تعلیم کیا یہ کہکے جلنے لگا باغ مین بھی آگ
لگ گئی سارا باغ جلنے لگا طہماس تلی جلکر خاک ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من موشنگ زمین کن
ہو و زمین کا طبقہ اُڑکر آسمان پر گیا ایک قصر ظاہر ہوا اور دروازے پر قصر کے چند زنگی سیاہ رو
بیٹھے تھے اُنکو نور الدہر نے مارا اور دروازہ کھول کر اندر آئے دیکھا ہزارہا بندگان خدا
مسلسل و مطوق بیٹھے ہین کہہ رہے ہین کہ آج ماران جسم کیون جل گئے کیا کسی نے اُس ظالم
کو مارا کہ نور الدہر سامنے آئے بارہ ہزار جوان قیدخانے مین تھے تاجدار و وزیرزادے
و تاجر بچے بیٹھے رو رہے تھے نور الدہر نے آکر سب کی قید کاٹی جو اُٹھا قدمون پر گرا تعریفین
کرنے لگا کہ خدا آپکو مظفر و منصور کرے یہ بلا آپ کے سر سے دور کرے ایک جانب
دیکھا کہ ایک تاجدار حسین و جمیل سرنگون رستم صولت اسفندیار جرأت بیٹھا ہوا رو رہا ہی نور الدہر
اُسکے قریب آئے فرمایا کہ ای جوان تو کس حال مین ہی مین تجکو بہت پریشان پاتا ہون
کہا ای شہریار میرا الماس خوشرو نام ہی باپ میرا کیوان بن منظر فراق مین میرے
روتا ہوگا مان باپ کا عجب حال ہوا ہوگا تیسرا برس ہی مجکو کہ موشنگ زمین کن اُٹھا
لائی مجھ پر عاشق ہی رات کو بلاتی ہی وہ وہ صدمے پہونچاتی ہی کہ عرض نہین کر سکتا
اُسکی بدعنت سے موت مانگتا ہون نور الدہر نے فرمایا بعنایت خدا مین نے موشنگ
کو قتل کیا جبھی تو ماران سیاہ تمھارے جسم سے گرے ای برادر مین تمھاری ہی تلاش مین
آیا تھا کوٹھے وہان سے کھلوائے الماس خوشرو رہا ہوتے ہی کوٹھون سے ہتھیار
نکا لنے لگا اُن سب جوان کو مسلح کیا بارگاہ بھی اُسی مقام پر نکلی بارگاہ کو باہر لا کر استاد
کرایا نور الدہر اُن جوانون کو لیکر داخل بارگاہ ہوئے شبرنگ بن عمرو صحرا مین
مارا مارا پھر رہا تھا کہ یکایک صحرا مین آگ لگ گئی کان مین آواز آئی کہ کشتی مرا

تمام ہن موشک زمین کن بود شبرنگ نے جو یہ معاملہ دیکھا پہاڑ سا منہ تھا وہ گر گیا وہ سمجھا کہ آقا
پہونچے جو ساحر بیابان کا منتظم تھا وہ مارا گیا اُس وقت شبرنگ آکر پہونچا کہ بارگاہ استادہ ہو رہی ہی
بارہ ہزار تاجدار اُس صحرا میں پھر رہے ہیں نورالدہر کرسی پر بیٹھے ہیں کہ شبرنگ نے آکر
سلام کیا قدمون سے لپٹ گیا نورالدہر چونکہ دھوکا کھا چکے تھے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا
کہ تمھارا عیار ہی ہر اسے انتظام اشارہ کیا شبرنگ نے بارگاہ استادہ کرائی خیمہ واسطے
سرداروں کے جا بجا نصب کیے نورالدہر داخل بارگاہ ہوئے فرماتے ہیں کہ کل انشاء اللہ
مرحلہ ثانی پر جاؤنگا لیکن موشک جو قتل ہوئی مجنون جادو بادشاہ طلسم تخت پر بیٹھا ہوا
عجائب نگار وزیر اعظم کرسی وزارت پر اور جملہ سردار و تاجدار جمع ہیں کہ چند جادوگران ردی
پیشی حاضر ہو ہیں کہا کہ اے بادشاہ طلسم طلسم کشا اصلی طلسم میں آگیا لوح اُس نے پائی
موشک نے مار رہا ہوتا لیکن کسی نے خبر کر دی کہ لوح اُسنے دیکھی اب اُسی صحرا سے
موشک میں موشک کو قتل کر کے طلسم کشا فرکش ہی بارہ ہزار تاجدار ہمراہ ہیں کل مرحلہ
ثانی پر جائیگا حضور کیا غافل بیٹھے ہیں فکر کیجیے مجنون یہ حال سُنکر دیوانہ ہو گیا کہا یارو موشک
کا مارا جانا بڑا غضب ہوا بڑی مکارہ کارگذار تھی جسکا مثل نہ تھا ارے تم میں کوئی ایسا ہی کہ جاکر
طلسم کشا کو مارے لوح لائے ساحرون نے کہا کہ حضور بسبب لوح کے ہمارا سحر تاثیر نہ کریگا
غیر ساحر جائے طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے خرطوم فیل دندان اپنے مقام سے
اُٹھا کہا کہ غلام طلسم کشا کی مشکین باندھ کر لائیگا یا اپنی جان دیگا لاکھ سوار و پیدل مجنون نے
ساتھ کیے خرطوم قلعے سے نکلا گینڈے پر سوار ہو کے چلا جنگلون کو طے کرتا ہوا جاتا ہی قضا
کار ایرج نوجوان پھرتے پھراتے سرحد کیوان بن منظر میں پہونچے کیوان نے جو خبر سُنی
کہ قاسم کا بیٹا آتا ہی قلعے سے نکلا استقبال کر کے ایرج کو قلعے میں لایا سامان دعوت
کیا عین گرمی صحبت میں اسنے جانے کا نورالدہر کے ذکر کیا کہ میرے بیٹے کو رہا کرنے گئے
ہیں یقین ہی کہ لیکر آئیں ایرج کے تیور پر بل پڑ گئے کہا کہ وہ کشتی گیر زادہ حیلہ کر کے بھاگ گیا
ہاں میں وہ سرحد دکھا دو کل ہی تمھارے بیٹے کو رہا کر کے لائین گے لا کے تمسے ملائین گے
ہرچند کہ کیوان نے منع کیا ایرج نے نہ مانا صبح کو مع فوج دیافت کر کے اُس صحرا میں آگئے

پہاڑ وغیرہ نمارد ہو چکا ہی راستہ کھلا ہوا ہی ایرج گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتے مین پشت پر
فوج شاہپور الیسا عیار ساتھ باتین کرتا ہوا ایک صحرا مین پہونچے سُنے کہ دن کم باقی تھا اُسی مقام
پر اُتر پڑے کرسی پر آکے بیٹھے ہین سیر صحرا دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان
دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر لاکھ سوار و پیدل آکر اُسی صحرا مین یہ بھی اُترا دریافت کیا کہ یہ
کسکا لشکر اُترا ہی معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان بچشم نور الدہر بن بدیع الزمان واسطے
طلسم کشائی کے جاتے ہین خرطوم نے شاطر سے کہا کہ اگر یہ جوان بھی وہان پہونچگیا تو دونون ملکر
طلسم کشائی کرینگے بادشاہ کو بڑی مشکل پڑیگی ایک نے تو جا کر ہنگامہ ڈالدیا مین پہلے اسی کو قتل کر دونگا
بعد اُسکے جا کر طلسم کشا کو دونگا بارگاہ استاد کرائی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارون نے آکر ایرج کو
خبر کی ایرج نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے اُس ملعون کی میرے ہاتھ سے
قضا ہی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین
جمین خرطوم نے گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ایرج
نے مرکب بڑھایا گرہ بن اشقر طرارہ بھر کے چلا سامنے خرطوم کے پہونچا بودنگا در خرطوم
نے جو جمال بیمثال دیکھا کہا کہ ای جوان میرے ساتھ چل شاہ طلسم سے تیری خطا معاف کرا دونگا
شاہ تجکو افسر کرینگے ایرج نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی یہ میدان کارزار ہی زبان تیر کلمہ عمود سے
کام کرنا چاہیے خرطوم نے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ سے چھٹنے لگا
ایک مقام پر ایرج نے نیزہ گانٹھ کر جھپیٹا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے خرطوم کے نکل گیا خرطوم
نے غصے مین قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے گردہ سپر کا
آگے کیا تلوار نے خرطوم کی سپر کو کاٹا اوچھا زخم سر پر ایرج کے آیا جیسے شیر زخم کھا کر بپھرتا ہی
خبردار خبردار کہکے تیغۂ دو دم ہندی کا ہاتھ مارا سپر کو کاٹکر تلوار جو گری خود کو کاٹا تا [illegible]
تیغہ پہونچا خرطوم نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا اس زور مین تیغہ جاتا تھا کہ گردن گینڈے
کی کٹی اور خرطوم تہ و بالا ہوا فوج والون نے جانا کہ افسر ہمارا مارا گیا لاکھ سوار
و پیدل لینا لینا کہکر آ پڑے ادھر سے نیلم و غیلم پہونچے دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے
لگی لشکر والون نے خرطوم کو ہوادار پر سوار کر لیا خرطوم نے زخم باندھا دوسرے

گینڈے پر سوار ہوا لڑائی مین مصروف ہوا ایرج نوجوان کے فوج والے لڑتے بھڑتے ہوے
صف شکن تیغ زن چند حملون مین پانون فوج دشمن کے اُٹھا دیے خرطوم بھاگا ہوا جاتا ہی ملازمان
ایرج تعاقب کیے ہوے آتے ہین قضاے کار نورالدہر بن بدیع الزمان بارگاہ مین
بیٹھے ہین شبرنگ کس رائی کر رہا ہی کہ صداے ہا ہوے دلیران کان مین آئی شبرنگ
سے کہا ذرا دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ ہی کہ چند ملازم دوڑتے ہوے آئے کہا حضور ایک
لشکر بھاگا ہوا آتا ہی ایک لشکر والے تعاقب مین ہین مگر جسنے شکست دی ہی وہ جوان
بالکل آپ کے ہم صورت ہی کس زور وشور سے لڑتا ہوا آتا ہی نورالدہر نے جھنکر کہا کہ ای
شبرنگ مجھے ایرج کا پتہ دیتے ہین اس تاجر زادے کو بھی چین نہین لشکر ہمارا ابھی تیار کرو
تاجدار فوراً تیار ہوے نورالدہر نکل کر اسپ پری وش پر سوار ہوے دیکھا کہ ایرج نے
قیامت برپا کر دی ہی مگر فوج کفار بہت ہی ملازمان ایرج زخمی ہو رہے ہین ایرج پہلوانون
کو قتل کرتے ہوے آتے ہین چاہتے ہین کہ خرطوم پر جا پڑون افسر کو ماردون تو فتح ہو آگے
خرطوم کے پرے بندھے ہوے ہین سب افسر سینہ سپر کیے کھڑے ہین اپنے آقا کو بچاتے ہین
اسی سمت بھاگے ہوے آتے ہین نورالدہر بھی نعرہ کرکے جا پڑے نعرہ نورالدہر نظیر
حمزۂ صاحبقران خشم ولقہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر بارہ ہزار جوان جو لگے
گرنے اور نورالدہر کے نعرے کی آواز جو ایرج نے سنی بیقرار ہو گیا سر اُٹھا کے جو دیکھا
لگے ہین نورالدہر کے لوح طلسمی مثل ماہ تابان چمک رہی ہی اور نورالدہر شیرانہ لڑتے ہوے
آتے ہین ایرج نے دور سے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او کشتی گیر زادے میرے
مقام پر کیون آیا مین تو شکست دیچکا ہون اسی مین بہتر ہی کہ ہٹ جا نورالدہر نے کہا کہ
او تاجر زادے تجھے کچھ شرم بھی آتی ہی یہ کلمہ جو نورالدہر نے کہا ایرج نوجوان بگڑ گیا
صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا قریب نورالدہر پہونچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا
سپر نورالدہر کی کٹی ہر طرح چاہا کہ اپنے کو بچاؤن مگر نہ ممکن ہوا سر بھی کسی قدر زخمی ہوا نورالدہر
نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکلا ہاتھ تیغۂ خارہ شگاف کا مارا کہ سر ایرج کا بھی زخمی ہوا
ایرج کو خوف ہی کہ مین گھوڑے سے گر نہ پڑون مگر بلے پڑتے ہین کئی تلوارین چلیین

خرطوم والون نے جو دیکھا کہ مسلمان آپس مین لڑنے لگے فوراً راہ صحرا کی بھاگ کر نکل گئے
یہان ان دونون لشکرون مین تلوار چل رہی ہی دونون سردار زخمدار لیکن لڑائی مین معروف
ہین ہنگامۂ گیر و دار ملنا ایک طور پر جنگ ہو رہی ہی اب دونون جوانون کو منظور ہوا کہ گھوڑون
سے کود دین آپس مین کشتی لڑین دامن گردانے آستینین چڑھائین قصد ہو کہ کود دین مصروف
جنگ وجدل ہون کہ آسمان پر نوبت ونقارے کی صدا بلند ہوئی دیکھا نقابدار زرین پوش
تخت پر ہو اور دونون شیرون کو جو لڑتے ہوے دیکھا نقابدار نے زانو پر ہاتھ مارکے کہا
کہ کیا غضب کی بات ہی آپس مین شکست یا فتح ایک کے مرنے پر ہوگی وہین سے نعرہ کرکے
نقابدار گرا ایرج مین دونون شیرون کے جا پڑا دونون کو گھر کا کہا یارو یہ کیا حرکت ہی غیر ملک مین
آئے ہو اور آپس مین یہ فساد خبردار اب ایسی حرکت ہوگی تو نہایت بری طرح پیش آؤنگا تم
دونون جوانون نے نام اہل اسلام کا مٹایا یہ کہکر ایرج کو اپنے ساتھ لیا کہا کہ چلو یہان
تمہارا رہنا بہتر نہین اور نور الدہر سے کہا کہ فتاحی مین مصروف ہو ایرج کو ساتھ لیکر نقابدار
چلا گیا بارہ کوس پر جا کے ایرج کا ساتھ چھوڑا کہا خبردار اب اگر اُس طرف گئے تو تم جانو گے
ایرج کو چھوڑکر نقابدار چلا گیا ایرج ایک جانب چلے کہ ذکر انکا الگ تحریر کرونگا لیکن بعد
جانے ایرج کے نور الدہر نے سب جوانون کو اُسی مقام پر چھوڑا قصد ہوا کہ لوح دیکھون
خرطوم جو شکست کھا کے ایک صحرا مین اُترا تھا ایک عرضی مجنون کو لکھی کہ ای بادشاہ طلسم
غلام اسطرح جاتا تھا یہ معرکہ در پیش ہوا غلام شکست خوردہ زخمدار فلان صحرا مین فروکش ہی یہ
عرضی پاس مجنون کے پہونچی مجنون نے توسن بلند رکاب کو تین لاکھ فوج دیکر روانہ کیا
کہدیا کہ فلان صحرا مین خرطوم موجود ہی اُس سے ملاقات کرنا وہ تجھکو بمقابلۂ نور الدہر لیجائیگا
تو طلسم کشا سے مقابلہ کرنا توسن بلند رکاب مع اپنی فوج کے پاس خرطوم کے پہونچا
خرطوم توسن کو دیکھکر خوش ہو گیا اُسی دن فوج کو تیار کیا زخم ابھی سر پر باقی ہی پٹی چڑھی ہی
کوچ کرکے مقابلے مین نور الدہر کے پہونچا شب کو طبل جنگی بجوایا نور الدہر سے قریب جنگ
سے خبر کی نور الدہر نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر بہ قاعدۂ قدیم
میدان مین آئے توسن آگے بڑھا خرطوم انتظام فوج کرتا ہوا نور الدہر اُن بارہ ہزار

جوانون کو لیکر میدان مین آئے صفین جمین کی فوج نورالدہر کی دیکھکر توسن ہنستا ہی کہتا ہی
کہ نبیرۂ حمزہ قیدیان طلسم کو ہمارے مقابلے مین لایا ہی یہ ہمسے کیا لڑسکین گے جب صفین
جم چکین توسن نے اپنا گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا
مرگ کی ہو نکلے الماس خوشرو نے قصد کیا تھا کہ نکلے نورالدہر نے اُسکو روکا اسپ
پریوش بڑھایا کوڑا جو اُٹھایا مرکب طلسمی طرارہ بھر کے چلا گینڈا مثل ماہ نو کے کہا دُم سے
چھوڑ کرتا ہوا توسن نے جو نورالدہر کو آتے ہوے دیکھا خوش ہو گیا جی مین کہتا ہی یہ نوجوان
معشوق وضع ہی اگر ہاتھ رکھدونگا کلائیان ٹوٹ جائینگی یہ سوچ کر گینڈا ابراسے لگا دوڑ بڑھایا
لگا دوڑ جو آپس مین چلی کچھ قدم گینڈا توسن کا اور چار قدم اسپ پریوش ہٹا جلوۂ نور جمال
نورالدہر سے تمام صحرا روشن ہو گیا توسن چہرۂ بےنظیر دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا کہا
ای جوان اگر میری اطاعت کرے تو تجھے سپہ سالار طلسم محجوبون کراؤن یا اپنے لشکر کا بادشاہ
کرون مجھ ایسا پہلوان سپہ سالار تجھ ایسا لشکر کا تاجدار ہو تو تمام دنیا کو تسخیر کرون نورالدہر
نے مسکرا کر جواب دیا کہ آپ کی مہربانی ہم برائے قتل محجوبون آئے ہین اُسکی ملازمت کرینگے
اُسکے قتل کی فکر مین ہین آخر توسن نے نیزہ مارا مگر سینہ بچا کر نورالدہر نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام
پر نورالدہر نے نیزہ توسن کا گانٹھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے توسن کے مُٹھ سے
نکل گیا یا تو نیزہ بازی کر رہا تھا یا ایک چیخ ماری کہ او جوان دو دریاے لشکر دیکھ رہے
ہین تو نے نیزہ میرا نکالا یہ تیغۂ بیدریغ ہی ایک ہی وار مین خاتمہ ہی خبردار خبردار کہکے
ہاتھ مارا نورالدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کٹی سر پر آکے تلوار پڑی زخم کاری
نورالدہر نے کھایا مگر زخم کھا کر تیغۂ خارہ شگاف کھینچا ہاتھ مارا سر توسن کا بھی زخمی ہوا
اُسنے دہشتانہ مارا تیغہ جھنا کر گردن پر گینڈے کی پڑا جو مارا گیا ساتھ والے اسکے دوڑ
پڑے طرف سے نورالدہر کے بارہ ہزار تاجدار آ پڑے توسن کی فوج جنگی ہی عجیب
اپنے اپنے ملکون کے تاجدار بہت لوگ مارے گئے شاہزادہ نورالدہر کے
سر سے اسقدر خون جاری ہوا کہ غش پر غش کھا کر گر پڑے تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ گردن مین

گھوڑے کی ڈالدیے اسپ پریوش طلسمی سے نور اکب کو اپنے تحت پایا ایک جانب سے نکلا
پشتکین دولتیان مارتا ہوا لیکر نکل گیا یہان یہ تاجدار حبیب لطف سے بھی کم رنگ شکست
کھائی ایک صحرا کی جانب رخ کیا توسن کو غنیمت ہوا مال و اسباب لوٹنے لگا یہ لوگ جاکر ایک
درۂ کوہ مین چھپے شبرنگ نے جو اپنے آقا کو نہ پایا الماس خوشرو سے کہا کہ تم اسی مقام پر
رہنا مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون تبتاہی تو ڈھونڈھکر لاتا ہون یہ سوچ کر چلا مرکب شاہزادہ
نورالدہر کو لیے ہوے جاتا ہی قضاے کار غزال آہوچشم کو جسکے بنگلے پر بیٹھی ہی وہ نکل
پھاٹک پر بنا ہی ملکہ غزال نے دیکھا کہ ایک گھوڑا ایک زخمی کو لیے ہوے آیا سامنے زیر محل
راکب کو گرایا ملکہ غزال نے کنیزونسے کہا کہ کسی مسافر کو قزاقون نے زخمی کیا گھوڑے نے لاکر
گرایا بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہمارے حوالی مین یہ بدعت ہو ذرا اس جوان کو اٹھا لاؤ
جب اسکو ہوش آئے تو اس سے وضع قزاقون کی پوچھی جائے انکو گرفتار کرکے سزا
دیجائیگی لیکن یہ جوان بڑا جری و بہادر معلوم ہوتا ہی کہ اسقدر زخم کھائے مگر اسباب جسم کا نہین
دیا کنیزین ذرا رکین غزال خود اٹھی کہا کہ ارے ڈرتی ہو زخمی سے ڈرنا کیا غزال خود اٹھکر
آئی اب جو نگاہ جمال جہان آراے نورالدہر پہ پڑی بیقرار ہو گئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا
فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اٹھاکر زانو پر رکھا گرد چہرے سے پاک کرکے کہا کہ ارے باغ
سے چارپائی لاؤ اسکو اٹھاکر لے چلین ایک کنیز جراح کو بلانے جائے ایک کنیز واسطے لینے
جراح کے چلی گئی کنیزین دوڑی ہوئی گئین چارپائی اٹھاکر لائین ملکہ نے سر کے نیچے ہاتھ دیا
اب تو کنیزین بھی لپٹ گئین اٹھاکر چارپائی پر ڈالا ملکہ نے خود پایے پر ہاتھ رکھا کنیزین بھی
ساتھ مین دس بارہ نے کاندھا دیا چند نے مرکب کو چمکار کے بلایا گھوڑا بھی سرنگون حال پر
اپنے آقا کے آنکھون سے اپنی اشک حسرت ٹپکاتا کنیزون نے کہا کہ واری گھوڑا بھی
روتا ہی غزال نے جھلاکر جواب دیا کہ مرکب قدیم ہی خدمت مین مدت سے رہا اب
جو آقا کو اس پریشانی مین دیکھا آنکھون سے آنسو ٹپکانے اسکا تعجب کیا یہ کہتی ہوئی باغ
مین لائین ملکہ نے اشارہ کیا کہ جراح آیا کنیز نے عرض کی حاضر ہی کہا ہمارے سامنے لاؤ جراح
جب آیا زخم دیکھکر گھبرایا مگر دیکھا کہ کوئی رگ دیکھا نہین کٹا کہ جس سے خوف جان کا ہو یہ سنکے

جراح نے زخم دھویا پٹی چڑھائی لوح طلسمی گلے مین نورالدہر کے پڑی ہی غزال سمجھی کہ یہ بھی کوئی
زیور ہی گلے سے نہین اُتاری اشتیاق مین کلام کرنے کے مگس رانی کر رہی ہی کبھی تلوے
سہلاتی ہی کبھی پیشانی پر ہاتھ رکھا پہر دن رہے نورالدہر نے آنکھ کھولی سرہانے اپنے
ایک نازنین کو دیکھا خوش نگاہ آسمان خوبی کی ماہ گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی نورالدہر نے
جون ہی آنکھ کھولی غزال نے شرما کر رومال روک لیا نورالدہر اُٹھ بیٹھے ملکہ غزال نے چپکے
سے کہا کہ دیکھو صاحب ٹانکے نہ ٹوٹین نورالدہر نے نہ سُنا اُٹھکر بیٹھے تکیہ پشت پر لگادیا گیا
غزال نے بمحبت پوچھا کہ کیون صاحب کیا کیفیت گذری کس صحرا مین قزاقون نے گھیر لیا تھا
نورالدہر نے جواب دیا کہ قزاق ہمکو کیا گھیر سکتے توسن نامے ایک پہلوان بادشاہ طلسم کا
ہم پر چڑھ کے آیا اُسکے ہاتھ سے زخم کھائے گھوڑا اسطرف نکال لایا اور نورالدہر نے
ملنا لوح کا بھی بیان کیا غزال کو سناٹا آگیا چپ خاموش بیٹھی ہو سوچ رہی ہی کہ کیا کرون آخر
کچھ ذہن مین نہ آیا نورالدہر کو پھر غش آگیا غزال نے پلٹ کر کنیزون سے کہا کہ صحن باغ
مین فرش بچھاؤ نورالدہر کو غش سے گونہ افاقہ ہوا اب دونون شیداے یک دیگر کا ارادہ
ہوا کہ مسند پر بیٹھین شاہزادہ نورالدہر کو بوجہ زخمداری کے بیٹھنے کی طاقت نہ تھی چند
ساعت بیٹھکر اُٹھ گئے کمرے مین جاکر لیٹ رہے یہان غزال خاموش بیٹھی ہی حیران ہی کہ کیا
کرون اطاعت شاہ یہ کہتی ہی کہ اسکو گرفتار کرون الفت دل مانع ہی کہ معشوق گرفتار ہو نہین
معلوم کیا سنے لیکن جب لوح دیکھے گا پہلے میرے ہی قتل کا ارادہ کرے گا اس سوچ مین تھی
کہ آسمان پر بجلی چمکی ایک جوان تاجدار تخت پر سوار آکر پہونچا کہا کیون ملکہ پریشان کیون ہو
ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی فرمایا کیا بیان کرون یہ مقدمہ کہنے کے لائق نہین ہی تاجدار نے
کہا کہ صاحب مجھسے چھپاتی ہو تمہارا برسون سے طالب دیدار ہون جو کہو گی وہ بجا لاؤنگا
غزال کا دل بھرا ہوا تھا کہا کہ ای نرگس شیر سوار عجب معرکہ گذرا کہ طلسم کشا زخمی ہوکر میرے
باغ مین آگیا مین نے علاج کیا تب مجکو یہ حال معلوم ہوا کہ یہی جوان طلسم کشا ہی اب مجکو یہ تردد
ہی کہ کیا کرون نرگس یہ سُنکر اُچھل پڑا کہا کہ ملکہ غزال تمہارا اقبال دوسرے مرحلے
کی تم ہی تو مالک ہو وہ جب لوح دیکھے گا تم پر ضرور ہاتھ ڈالے گا تم کنارے رہو مین

جا کر گرفتار کرون خدمت مین شاہ کی لیجاؤن اگر یہ جوان بچا پہلے تمھارا ہی ملک تباہ کرے گا
غزال نے کہا کہ ای نرگس میرا دل نہین مانتا عجب عجب بھولی بھولی باتین ہین آج یہ سوال
تھا کہ اگر کہو تو براے فتح طلسم جائین مین نے باتون مین پرچا کہ زخم اچھا ہوے تو جانا نرگس سپہ سوار
نے کہا کہ وہ جوان کہان ہی غزال بولی ذرا اٹھ کھڑے ہو جائیے جب نرگس کھڑا ہوا غزال نے انگلی
سے اشارہ کیا کہ وہ سامنے کمرے مین طلسم کشا چھپر کھٹ پر سو رہا ہی نرگس اپنے مقام
سے چلا کہا کہ مین ابھی گرفتار کیے لیتا ہون ای ملکہ بڑے بڑے جھگڑے ہین اگر طلسم کشا قتل
ہو جائے تو شاہ طلسم کی جان بچے ورنہ لوح خبر دیگی تا بہ قلعۂ طلسمی پہونچا یگی یہ کہتا ہوا اچھلا
غزال کہتی ہی کہ ای نرگس بات کو سمجھ تو لو نرگس دوڑا جا کے دروازہ کمرے کا کھولا
دروازہ جو کھلا نور الدہر کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک ساحر سحر کرتا ہوا آتا ہی لوح کا تو نرگس کو
خیال نہ رہا چند دانے ماش کے پھینکے سمجھا کہ شاید یہ جوان میرے سحر مین پھنس گیا
غزال دور سے دیکھ رہی ہی نرگس نے آکر قصد کیا کہ ہاتھ پکڑ کے کھینچون نور الدہر
نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا دیا منہ کے بل نرگس گرا ایک طمانچہ مارا کہ سر نرگس کا اڑ گیا
غزال زور بازو کو دیکھکر کانپ گئی کچھ کہہ نہ سکی نور الدہر نے جو لوح کو دیکھا لکھا تھا
کہ غزال صاحب مرحلہ ہی نور الدہر کا ارادہ ہو کہ جل کر اسکو قتل کردین غزال دوڑ کر
قدمون پر گری کہا کہ ای شہریار یہ بادشاہ کا بھائی تھا مگر اب اس کا مرنا بڑی قیامت
برپا کرے گا مجنون کو ضرور خبر پہونچے گی کیونکر گوارا کرے گا کہ بھائی مارا جائے اور
صاحب اختیار ہو کر دخل نہ دے اور مین تو کنیز ہون یہ بھیجا آیا اسنے جو حال سنا
قتل کا قصد کیا مجھے آپ کو صدمہ دینا گوارا نہین جو حکم دیجیے بجا لاؤن شاہزادہ
نور الدہر خاموش ہو رہے یہان تو یہ رنگ ہی غزال ہاتھ باندھے ہوئے کہہ رہی ہی کہ
اب یہان سے نکل چلیے ایسا نہ ہو کہ مجھپر بھی کوئی افتاد پڑے مجنون تخت طلسم مجنون پر
بیٹھا ہی وزیر و مشیر حاضر ہین کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا کئی سو طائر روتے ہوئے
آکے بیٹھے ایک طائر کلان سامنے بیٹھکر آنکھون سے اشک حسرت ٹپکانے لگا مجنون نے پوچھا
ای طائر طلسمی خیر تو ہی طائر اور زیادہ چیخین مارکر رو دیا کہا کہ ای بادشاہ آپ کے بھائی صاحب

ہاتھ سے طلسم کشا کے باغ مین غزال کے مارے گئے مجنون نے تیغ دے مارا کہا کہ ارے
طلسم کشا نے بھائی کو کیونکر پایا کہا غزال پر عاشق تھے یہ اے نظارہ بازی جاتے تھے طلسم کشا کو
دیکھکر جا پڑے طلسم کشا نے مار ڈالا یہ سنکر مجنون اٹھا کہا کہ یارو سر پیٹنے کی جگہ ہی وزرا و امرا نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای شہریار آپ قصد نہ کرین ہم جائین گے طلسم کشا کو گرفتار کر لائین گے
علاوہ اسکے نوسن قریب طلسم کشا جاتے ہین انجمن کے ہاتھ سے طلسم کشا زخمی ہو کر باغ
غزال مین پہونچے نامہ لکھیے بنام نوسن کہ وہ غزال او طلسم کشا کو گرفتار کرکے بھیجدے یہ
راے سب کے پسند آئی نوسن و خرطوم کو نامہ لکھا کہ ای نوسن و خرطوم طلسم کشا باغ مین
غزال کے آج کئی روز سے فرو کش ہی دونون کو گرفتار کرنے کا تمکو حکم دیتے ہین ایسی کبھی
طلسم کشا پر افتاد نہ پڑی ہوگی باغ غزال مین اکیلا ہی شاطر تک ساتھ نہین یہ نامہ روانہ کیا
نوسن تاجدارون کو بھگا کر اسی مقام پر اترا تھا کہ نامہ لا کر ایک ساحر نے ہاتھ مین دیا نوسن
نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا کہا کہ ابھی چلکر گھیر لو یہ کہکر لشکر مین قرنا کرائی اور طرف باغ غزال کے
چلا یہان جب غزال نے سامنے نورالدہر کے عذر کیا نورالدہر نے کہا کہ ای ملکہ غزال
صاف تو یہ ہی کہ ہم تمھارے شکر گزار ہین تم اپنے باغ مین ہمکو لائین آپ سب صاحبون سے
ملاقات بدی تھی جو گذرا وہ گذرا اسکا ذکر نہ کرو اگر تمھاری خوشی ہو تو ہم یہانسے چلے جائین
غزال نے کہا کہ مین تو نہین چاہتی کہ آپ میرے باغ سے جائین یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑی
ہوئی آئین جھک کر سلام کیا عرض کی کہ حضور کیا غافل بیٹھی ہین سارا باغ گھر گیا نوسن بلند رکاب
طرف در باغ کے آتا ہی کہتا ہی کہ مین ہی نے تو طلسم کشا کو زخمی کیا تھا غزال اٹھنے لگی
کہ مین جا کر سب کو ہٹائے دیتی ہون ایک سحر مین سب بھاگ جائین گے نورالدہر
نے کہا کہ ملکہ خبردار تم سحر نہ کرنا زخمی کرکے اسکو بڑا گھمنڈ ہوا ہی ہمارا مرکب تیار کرو
کنیزون نے اسپ پری پوش کو تیار کیا نورالدہر اسپر سوار ہوے طرف در باغ کے چلے
پیچھے غزال ہی رو رو کر کہتی ہوی ای شہریار آپ کیا غضب کرتے ہین نورالدہر نے غصے مین
جواب دیا کہ ان مقدمات مین دخل نہ دو ورنہ ہمارے تمھارے نہ بنے گی غزال خاموش ہو رہی
دروازہ کھلوا کر نورالدہر باہر نکلے نوسن نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال

دروازے سے نمایاں ہوا توسن نے گینڈا اڑھایا نور الدہر جا پڑے نیزہ چلا نور الدہر نے نیزہ
اسکا نکلا اس نے قبضے پر شمشیر کے ہاتھ ڈالا نور الدہر پر وار کیا نور الدہر نے تلوار کو تلوار
پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کہ توسن ساری بدلگامی بھولا تلوار جو
پڑی مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے توسن کا مارا جانا کہ اہالی فوج نور الدہر پر آپڑے نور الدہر
نعرہ کرکے فوج پر جا پڑے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ تھی کہ صحرا سے گرد اڑی الماس خروش
تلاش کرتا ہوا نور الدہر کو آنا تھا شاہزادے کو جنگ مین دیکھکر شریک جنگ ہوا توسن
کا لشکر بے سردار سب شکست کھاکر بھاگے جس فوج کے افسر گرفتار ہوئے تھے وہ
شریک ہوئے نور الدہر فتح کرکے پلٹے غزال استقبال کرکے باغ مین نور الدہر کو لائین
تصدق اتارنے نور الدہر آکر داخل باغ ہوئے لشکر بیرون باغ اترا فرمایا صبح کو واسطے
طلسم کشائی کے جاؤنگا شب بعیش راحت گذری بوقت سحر نور الدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا
شبرنگ سے کہا کہ تم فوج اور ملک کے نگہبان ہو باغ سے باہر نکلے طرف صحرا کے روانہ ہوئے
لیکن ملحوظ رہے کہ توسن کے مارے جانے کی خبر جو مجنون کو پہونچی مرطون پر نامے لکھے
کہ طلسم کشا آتا ہی ہوشیار رہنا اہالی مرحلہ مشتاق ہین کہ نور الدہر نے اسم حاشیہ لوح پڑھا
داؤد جنی حاضر ہوا مگر روتا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار اب اہالی طلسم میری فکر مین ہین صورت
جو طائر کی بنا رہتا تھا وہ توقع ہوئی اب صورت کا مجکو اختیار ہی وہ جو قوم آتشی کا طریقہ ہی
کہ جو چاہوں بنجاؤن لیکن سرحد طلسمی سے نکل نہین سکتا اہل طلسم نے مجپر راستہ روکا ہی اب
جو چند مرحلے یہ باقی ہین انپر بڑی بڑی سختیان پڑینگی حضور لوح سے نہایت ہوشیار رہین یہانتک
کہ اہالی طلسم دھوکا دین نور الدہر نے کہا کہ پروردگار حافظ و نگہبان ہی ہمکو باغ رنگین جادو
مین پہونچاؤ داؤد جنی لوٹ کر بشکل طائر بنا نور الدہر اُسکی پشت پر سوار رہو ہے
داؤد اُڑتا ہوا جاتا ہی کہ ایک طرف سے صدا ے ہیبت ناک آئی کہ ای داؤد طلسم کشا
کو کہان لیے جاتا ہی دیکھا کہ دیو سیاہ دوڑتا ہوا آیا داؤد نے نور الدہر کو اپنے کاندھے
سے اُتار دیا دیو نے نور الدہر پر ضرب لگائی نور الدہر نے تلوار کھینچی اُسکی وار
پر ہاتھ مارا وار اُسکی کمی اُسنے ڈنڈو کا گھینچ مارا نور الدہر نے اُسکو خالی دیا ہاتھ تلوار کا

دیکھا کہ دیو کے دو ٹکڑے ہوئے داؤد تعریفیں کرنے لگا نور الدہر نے چاہا کہ پلوٹون پھر پشت
پر داؤد کی سوار ہوں کہ صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا اور داؤد کو منہ میں دبا کر لے بھاگا نور الدہر
دوڑے ہر چند چاہا کہ داؤد کو چھڑا دیں شیر داؤد کو لیکر غائب ہو گیا شاہزادہ نور الدہر نے
لوح کو دیکھا تو لکھا پایا کہ باغ رنگین کا راستہ داؤد ہی کو معلوم تھا جب تک داؤد نہ ملیں
ہو گا اسی صحرا میں سرگردان رہو گے نور الدہر چار جانب جاتے ہیں صحرا ہے ہولناک وحشت انگیز
جنگل سے رہائی کی صورت نہیں معلوم ہوتی چار جانب پھر رہے ہیں راستہ نہیں ملتا تین دن
نور الدہر کو اسی پریشانی میں گزرے تیسرے دن وقت صبح لوح کو دیکھا وہی حکم نکلا کہ سوا
داؤد کے کوئی باغ رنگین میں نہیں پہونچا سکتا پریشان ہو کر اپنے مقام سے اٹھے کہ ایک طرف
سے رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی صدائے دردناک سے رو رہا ہے کہ ای لات و منات
ملک الموت کو حکم ہو کہ میری روح قبض کرے اب مجھ سے مصیبت نہیں اٹھتی نور الدہر
نے ایک نخل کے سائے میں آکر دیکھا کہ ایک مرد نحیف و ضعیف بیٹھا ہوا رو رہا
ہے نور الدہر کا دل بیقرار ہو گیا قریب آکر فرمایا کیوں اسقدر بیقرار ہوتے ہو کیوں
بلک بلک کے روتے ہو حال اپنا بیان کرو اسنے رو کر کہا کہ ای شہریار میں اور
میرا بیٹا شیدائے تیغ زن واسطے شکار کے اس جنگل میں آیا میرا نام فیروز تاجدار
ہے بیٹا میرا اس صحرا میں شکار کھیلتا پھرتا تھا ایک شیر پیدا ہوا اسکو اٹھا کر لے گیا میں اسکی
یاد میں نہایت پریشان ہوں اسکے سوا اور کوئی اولاد نہیں سلطنت چھوڑ کے آسائش
سے منہ موڑ کے اس تنہائی میں آ بیٹھا نجومی رمال جمع کیے ان سب نے یہ بیان کیا کہ
جو طلسم مجنون کا فاتح ہو گا وہی تمہارے فرزند کو رہا کرے گا میں پیر زمین گیر دست و پا
شکستہ فاتح طلسم مجنون کو کہاں تلاش کروں نور الدہر نے کہا کہ فاتح طلسم مجنون میں ہی
ہوں مقام اس شیر کا بتاؤ نام و نسب جو اپنا نور الدہر نے ظاہر کیا وہ شخص وجد کرنے لگا
کہا کہ آپ اس کے فرزند ہیں جنہوں نے ہمیشہ غربا کی دستگیری کی ہیں اسوقت مسلمان
ہونگا کہ جب میرا بیٹا مجکو ملے چلیے مقام شیر آپکو بتاؤں ایک پہاڑ ہے کہ شب کو اوپر عجب
جوش و جنبش ہوتی ہے وہ شیر آکر مسند پر بیٹھتا ہے جب ہم لوگ قریب کوہ کے

جاتے ہین ہاتھ پانون مین رعشہ ہوتا ہی خوف معلوم ہوتا ہی اکثر جو آگے بڑھے سلے مین پہاڑ تک جاکر بیہوش ہوے
باقی جو بچے وہ بھاگ آئے نورالدہر نے کہا مجھے اُس مقام پر لے چلو کہا کہ دن کو
تامل کیجیے قریب شام چلیے چند ملازم فیروز تاجدار کے آئے فیروز نے سامان عیش طلب کیا
نورالدہر کو بارگاہ مین داخل کیا خدمتگذاری مین مصروف ہوا جب دن قلیل باقی رہا کہا کہ اے
شہریار چلیے نورالدہر فیروز کے ساتھ چلے جب دوسرے صحرا مین آکر پہونچے دور سے
ایک پہاڑ دیکھا ویران و سنسان نہ اُس پہاڑ پر حیوان نہ انسان کف دست میدان شاہزادہ
نورالدہر نے فیروز کو علیحدہ کیا آپ لوح کو چھپاتے ہوے بالاے کوہ پہونچے ایک زرغے
کی آڑ پکڑ کے بیٹھے شام ہوئی دیکھا کہ چند زنگی سیاہ رو پیدا ہوے اُنھون نے فرش بچھایا
مسند لگائی دست بستہ بیٹھے نورالدہر نے سُنا کہ صحرا سے شیر کی آواز آئی دیکھا ایک شیر دوڑتا ہوا
آتا ہی جست کرکے پہاڑ پر آیا مسند پر بیٹھا غلامان زنگی سے اشارہ کیا وہ غلام اُٹھے ایک قفس
لائے قفس مین ایک نوجوان بند ہی غلامان زنگی نے قفس سے اُس جوان کو نکالا شیر نے فلک
مارکر ایک نازنین کی شکل بنا اب نورالدہر نے دیکھا کہ ایک نازنین مسند پر بیٹھی ہی اُس جوان
سے کہہ رہی ہی مین فتور جادو اپنے نام کی ہون مجھکو قبول کر ورنہ عمر بھر قید مین رکھکر مار ڈالونگی ہوش
کدھر اُڑ جائینگے صدمے پائیگا میرا قیدی کبھی چھوٹتا نہین داؤد جنی کہ جو طلسم کشا کا مددگار تھا
اُسکو مین نے قید کر لیا اسی صحرا مین طلسم کشا مارے مارے پھرتے ہین عمر بھر اسی مقام پر
رہین گے صحرا سے نکل نہ سکین گے کسی دن لوح بھی لے لونگی اور روز فکر مین رہتی ہون آخر
تجھکو کیا عذر ہی وہ جوان جواب دیتا ہی کہ قتل کر ڈال مگر تجھکو نہ قبول کرونگا جو تجھ سے ہو سکے
قصور نہ کر نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے نعرہ کیا او فتور جادو مین تیرے قتل کرنے کو
آ پہونچا نورالدہر جو نعرہ کرکے پہونچے فتور نے جو دیکھا آوازہ دی کہ ارے طلسم کشا آگیا
اسکو مار لو پہاڑ شق ہوا ہزارہا زنگی تیغہ ہاے برہنہ لیے ہوے نورالدہر پر آ پڑے نورالدہر
لڑ رہے ہین ہر مرتبہ طرف اُسی کے قصد کرتے ہین زنگی نہین جانے دیتے اپنے کو قتل کراتے ہین
فتور نے کہا کہ شیدا سے تیغزن کو تو پنجرے مین بند کر دو زنگیون نے شیدا کو کھینچکر قفس
مین بند کیا ٹکڑے ٹکڑے اُسی مقام پر غائب ہوے فتور زمین پر گری غل ہلاک مار کر

پر پہاڑ پیدا کیسا اُڑکر چلی تھی کہ نورالدہر نے لوح کو دیکھا لوح میں نوشتہ پایا کہ اگر یہ جل جائیگی پھر
دستیاب نہ ہوگی نورالدہر نے دیکھا کہ قندیل فلک ہوا چاہتی ہو جلدی سے کمان کاندھے سے
اُتاری تیر کو کمان میں پیوست کیا تاک کر مارا فتور کے سینے کو توڑ کر پشت کے پار گزرا فتور
زمین پر گری شعلے جسم سے نکلے زنگی جلنے لگے تھوڑے عرصے کے بعد جل کر خاک ہوے آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من فتور جادو بود یکایک کوہ شق ہوا دیکھا کہ ایک قصر ہو اُسمین دو قفس لٹکے
ہین نورالدہر نے بڑھکر داؤد و شیدا سے تیغزن کو قفس سے نکالا داؤد قدمون سے لپٹ گیا
شیدا کو ساتھ لیکر پہاڑ سے اُترے فیروز بیٹے کو دیکھکر دوڑا بیٹے سے ملا کہا اب اپنے ملک مین جاکر
سب کو مسلمان کرون دین اسلام جاری ہو نورالدہر نے فیروز و شیدا کو رخصت کیا آپ داؤد
سے کہا کہ اب مجکو باغ رنگین مین پہونچا دو جہانتک ہو سکے جلدی کرو داؤد نے اپنی پشت
پر نورالدہر کو سوار کیا بلند ہوا تھوڑے ہی عرصے مین ایک باغ دلکشا دکھائی دیا داؤد سے کہا
کہ اُتارو داؤد نے دربارگاہ پر لاکر نورالدہر کو اُتارا کہا حضور بہت ہوشیار رہیے گا
سارا باغ سحر سے مملو ہو ساحرون کو آپ سے لوح لینے کی آرزو ہو نورالدہر بسم اللہ کہکر
باغ مین آئے جیسے ہی نورالدہر باغ مین پہونچے غنچے چٹک کر گل ہونے لگے پھول لہرانے
شاخین جھکین چاہتی ہین کہ قدمون سے لپٹ جائین نورالدہر رنگ باغ دیکھتے ہوے لوح
کو ملاحظہ کرتے چلے ہین طرف بارہ دری کے جاتے ہین یکایک ہزارہا طائر شاخون سے اُڑے
غل مچانے لگے طائرون نے غل جو مچایا پہلوے باغ سے ہزارہا جادوگر اسباب سحر لیے
ہوے سامنے آئے نورالدہر پر سحر کرنے لگے غلغلہ کرتے ہین کہ طلسم کشا کو گرفتار کرو لوح
چھین لو نورالدہر اُن ساحرون سے لڑ رہے ہین جس ساحر کو مارا لاش زمین پر گرا اور
غائب ہوگیا نورالدہر حیران اسقدر ساحرون کا بلوہ ہو کہ نورالدہر نکل نہین سکتے چاہتے ہین
کہ قریب بارہ دری کے پہونچین تا لکن ہو پہونچ نہین سکتے یکایک پردہ بارہ دری کا اُٹھا
برق چمکی ایک ساحرہ بارہ دری سے نکلی ایک چیخ ماری کہ برق چمکی نورالدہر پر گری نورالدہر
نے لوح کو چمکایا برقین غائب ہوئین رطل کر ساحرون کو ہٹایا آپ ایک نخل کے سایے
مین آئے لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ اسم جاخشبہ لوح پڑھ کر دستک دو کہ رنگین جادو

ظاہر ہو جب تک اُسکو قتل نہ کرو گے یہ ہنگامہ برطرف نہ ہو گا نور الدہر نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا
دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام لباس سیاہ پہنے ہوے کھڑی سحر کر رہی ہی نور الدہر نے کمان کاندھے
سے اُتاری اسم یا مالک پڑھکر تاک کر تیر مارا سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذرا مرتے ہی رنگین
کے ہاہو کی صدا بلند ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتہ مرا نام من رنگین جادو بود داود
نے آکر مبارکباد سنائی کئی مرحلے اسی باغ مین تھے نور الدہر نے بحکم لوح فتح کیے اب باہر باغ
کے نکلے باغ غائب ہوا نور الدہر تھوڑی دور چلے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی طہماس آکر
پہونچا دوسری طرف سے گرد اُڑی الماس آکر پہونچا شبرنگ ساتھ آیا دونون لشکر
مل کر اُترے نور الدہر داخل بارگاہ ہوے مجنون جادو کو خبر پہونچی کہ رنگین جادو
قتل ہوئی مرحلہ جات شکست ہوے گھبرایا شیرون وزیرون کو جمع کیا سب سے کیفیت
بیان کی سب نے کہا کہ حضور لشکر کشی کرین طلسم کشا صحراے رنگین مین فروکش ہی یہ راے
مجنون کو پسند آئی سات لاکھ جادوگر تیار کیے ہوشیار آسمان سیر وزیر اعظم کو حکم دیا کہ تم لشکر
لیکر چلو مین فکر مین طلسم کشا کی جاتا ہون یا لوح لایا یا طلسم کشا کو فنا یہ کہکر مجنون جادو روانہ
ہوا ہوشیار لشکر کو لیکر چلا مجنون لشکر مین نور الدہر کے پہونچا بصورت مبدل پھر رہا ہی
کہ شبرنگ کو دیکھا واسطے انتظام لشکر کے نکلا مجنون نے سحر کیا شبرنگ بیہوش ہوا
شبرنگ کو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ بصورت شبرنگ بارگاہ نور الدہر مین آیا نور الدہر
نے کہا کہ ای شبرنگ دریافت تو کرو سنا ہی کہ لشکر مجنون آتا ہی شبرنگ نے کہا کہ کیا
عرض کرون آج غلام کو بڑا تردد ہی ذرا حضور کنارے چلین تو عرض کرون شبرنگ کے
ساتھ کھیل کر پرورش پائی ہی ساتھ شبرنگ کے خلوے مین آئے شبرنگ نے کہا کہ
آقا مین نے سنا ہی شب کو مجنون آیا لوح سرکار سے لیگیا غلام سمجھنا چاہتا ہی کہ کیا دشمنون نے
مشہور کیا ذرا لوح تو اُتار دیجیے غلام نور الدہر نے بلا تکلف لوح گلے سے اُتاری شبرنگ
نقلی لوح لیکر دیکھنے لگا دیکھتے دیکھتے پیچھے ہٹا ایک دو ہتھڑ مارا کہ نور الدہر بیہوش
ہوے لوح جھولی مین رکھی نور الدہر کی کمر مین پنجہ دبا کے لے اُڑا اہل لشکر نے
دیکھا کہ ایک ساحر نور الدہر کو لیے جاتا ہی طہماس گھبرا کے لشکر سے نکلا شبرنگ

ہوشیار ہو کر آیا کہا کہ ای شہریار غضب ہوا مجکو ساحر بیہوش کر کے ڈال گیا تھا طہماس نے کہا
کہ آقا کو لیے جاتا ہی یہ کہکر طہماس نے اُسیوقت لشکر تیار کیا شبر نگ آگے بھاگا مگر یہ کہگیا
کہ ای طہماس تم لشکر لیکر آؤ مین آگے جاتا ہون شاید کوئی تدبیر بن پڑے یہ کہتا ہوا بھاگا
طہماس نے کل لشکر تیار کیا کل لشکر کو لیکر چلا ہوشیار آسمان سیر ساحرون کو ساتھ لیے ہوے
ایک مقام پر اُترا ہی ارادہ ہی کہ کوچ کرون آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا کہ منم مجنون جادو
ای وزیر اعظم طلسم کشا کو مع لوح لایا یہ کہہ کے اُترا آہنگرون کو طلب کیا کہا کہ اس جوان
کو مسلسل و مطوق کر کے بارگاہ مین لاؤ وزیر نے نور الدہر کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنا مین
طرف بارگاہ کے لیکر چلا مجنون تخت پر بیٹھا ہی لوح سامنے رکھی ہی وزیر و امراسب جمع
ہین تعریفین کر رہے ہین کہ ای شہنشاہ بڑا کام کیا مگر طلسم کشا کو فوراً قتل کیجیے انکا زندہ رہنا
اچھا نہین کہ وزیر نور الدہر کو لیکر آیا نور الدہر نے کشل اہل اسلام کے سلام کیا
مجنون نے آواز دی کہ او ظالم تو نے سارا طلسم تہ و بالا کر دیا اب بچنے کی کون صورت
ہی ارے جلاد کو بلاؤ شبرنگ بھی آکر بہو بجا چاہتا ہی کہ جلاد بنکر جاؤن اپنے آقا کو چھڑاؤن
لیکن حیران ہی کہ لوح تو تخت پر رکھی ہی مین کیونکر لوح کو اُٹھا سکتا ہون اس سوچ مین حیران
کھڑا دیکھ رہا ہی جلاد سے مجنون جادو نے بعتاب خطاب دیا کہ جلد طلسم کشا کو قتل کر
جلاد جست کر کے قریب نور الدہر آیا گردن پر کوسے کا خط دیا خنجر کھینچ کے آواز دی
کہ ای بادشاہ طلسم مجنون حکم اول ہی کہ بوجھ کے دیجیے کا نبیرۂ حمزہ کا قتل ہی بڑے بڑے لوگ
دعوی دار خون کے ہونگے چہار سمت سے بلوہ ہوگا جان بچانا مشکل پڑیگی مجنون نے حکم دیا
کہ جلد سر کاٹ لے اُس وقت نور الدہر کی بیتابی و بیقراری بے اختیار پکار اُٹھی کہ ای
خالق کارساز و ای رب بے نیاز ان ظالمون کے ظلم سے نجات دے تیری ذات رحیم
کریم ہی تو سمیع و علیم ہی

نظم

بلی ز نور محبت چنان منور شمع
که اخند آتش غیرت ز جلوه اش در شمع

به بزم سوخته جانان نه جلوه گر گردید
نشست تا رخ روشن بدیدهٔ تر شمع

ز یک چراغ فروغے بہر چراغ رسید
شد از تجلی یک شمع جلوه گر ہر شمع

چراغ زندگی خلق گل شود یک روز | چو شد از رنج ایجاد روے انور شمع
ندید صورت پروانہ کس بہ محفل باز | بوقت صبح چو از بزم بست بستر شمع
ز نور ذات بر افروز سینہ خود را | بکن بخانۂ تاریک خود منور شمع
بسوز و ساز محبت نسوخت تا ہندی | نیافت بر سر مجلس مقام بہ تر شمع

بیقرار ہو کر جو نورالدہر نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ابر سیاہ پیدا ہوا مجنون نے کہا کہ صاحبزادی تشریف لاتی ہیں وہ ابر قریب بارگاہ آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ بیٹی بادشاہ کی نہایت حسین و جمیل گرد کنیزیں گھیرے ہوئے تخت زمین پر آیا باپ کو سلام کیا پوچھا کہ کیا کیفیت ہے کنیز وکیجی بولی آئی سب مر چلے ویران پڑے ہیں بڑے بڑے ساحر مارے گئے سارا طلسم برباد ہوا مجنون نے کہا کہ اے نور نظر اپنا کام اپنے ہاتھ سے خوب ہوتا ہے آج تک مجکو مصاحب روکتے رہے جب خود گیا تو تجھے بھی لایا طلسم کشا کو بھی گرفتار کیا اب قتل کرتا ہوں کیا زندہ چھوڑونگا اب میرے ہاتھ سے کیا یہ جوان زندہ بچے گا گلگونہ رنگین پوش نے کہا کہ طلسم کشا کہاں ہے پہلو میں باپ کے آکر تخت پر بیٹھی مجنون نے کہا کہ وہ سامنے بیٹھا ہے گلگونہ رنگین پوش نے نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ ایک جوان غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری موے سر سراسر پریشان زلفیں خلیلی خالی سبزہ رنگ ہاشمی چہرے پر جوشان و خروشان جمال جہان آرا کی رعنائی آنکھیں بعینہ رشک دیدۂ غزال ابرو رشک ہلال دیکھتے ہی ہاتھ پاؤن میں رعشہ آگیا پیشانی پر پسینہ ہر قطرہ الماس کا نگینہ آنکھیں لہرائیں تھر تھر کانپ کر بیہوش ہو گئی باپ کے کاندھے پر سر رکھ دیا منکا ڈھل گیا غضب ہوا نورالدہر نے نگاہ اٹھائی صورت زیبا و طلعت کو دیکھا کہ ایک نازنین حور مثال پری خصال عارض ماہ تابان زلفوں سے پریشانی آئینہ عارض سے حیرانی بوٹا سا قد آنکھیں ثمر پستان کا نمونہ یا معکوس جام بلور گلا صراحی دار شراب حسن سے سرشار آنکھیں بند بادام سے مثال معقول ہے نورالدہر نے بھی سر زنجیر پر رکھ دیا غش آنے لگا مگر چونکہ مصیبت میں ہیں اپنے کو سنبھالا مجنون نے گھبرا کر کہا کہ ارے گلاب و کیوڑا و بید مشک لاؤ چھوئی مٹی پر کیوڑا ڈال کر سنگھاؤ میری نور نظر کو کیا ہوا کنیزوں نے تلوے سہلائے آنکھ کھولی باپ نے پوچھا کہ

کیون نورنظر خیر توہی مزاج کیسا ہی ملکہ نے ضبط کرکے جواب دیا کہ کچھ خود بخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو
آتا ہی کسی نے مجھ پر سحر نہ کیا ہو دزدیدہ نگاہ سے طرف نورالدہر کے دیکھ رہی ہین جلاد خنجر بکف
سر پر کھڑا ہی حکم کا منتظر ہی بیان دوسرا معاملہ درپیش ہی مجنون کو دوسری بات کا پس وپیش
ہی کئی مرتبہ مجنون نے پوچھا کہ ای نورنظر مزاج کیسا ہی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا حیران ہی
کہ دل کی کیا کیفیت بیان کرون کیونکر اس شخص پر احسان کرون سوچ رہی ہی کہ ایک کنیز
کے منہ سے نکلا حضور باعث ملکہ کی بیقراری کا یہ ہوا کہ کبھی کسی کو اس طرح زنجیرون مین بندھا
نہین دیکھا ڈر معلوم ہوا خوف سے یہ کیفیت ہو گئی ملکہ گلگونہ کو پہلو ملا کہا کہ ای والدہ حقیقت
مین یہی کیفیت ہوئی اس گنہگار کو جو اس مصیبت مین دیکھا دل کو تاب نہ رہی غش آگیا
مجنون نے کہا کہ ای نورنظر قیدی کو یہان سے ہٹا دین باہر جا کر قتل کرین تمھارے سامنے
یہ بدعت نہ ہو ملکہ نے کہا کہ جلاد کو اسکے سر پر سے ہٹا دیجیے تھوڑی دیر ٹھہر کر قتل کیجیے مجھے بھی
اس شخص سے دشمنی ہی جی چاہتا ہی کہ اپنے ہاتھ سے قتل کرون اسکے سبب سے کیسے کیسے عزیز
مارے گئے بڑے بڑے ساحر قتل ہوے جلاد تو سر پر سے نورالدہر کے ہٹ گیا تخت پر لوح
رکھی تھی ملکہ نے ہاتھ مین اٹھالی مجنون نے کہا کہ ای نورنظر اسے نہ چھوؤ ہم سحر بھولے جاتے ہین
اسی لوح کے سبب سے تمام طلسم برباد ہوا بڑے بڑے ساحر اس ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئے
گلگونہ لوح دیکھنے لگین کہا کہ اسمین کیا لکھ دیا جو ساحر گھبرا جاتے ہین سحر بھول جاتے ہین مجنون نے
کہا کہ اسمین نام خداے نادیدہ کے لکھے ہین اسی وجہ سے سحر اسپر تاثیر نہین کرتا اگر سامری
وجمشید بھی ہوتے تو وہ بھی عاجز آتے سحر نہ کرسکتے یہ سب باتین گلگونہ نے سنین حیران ہی
کہ اس جوان کو کیونکر بچاؤن سب اہل دربار کہہ رہے ہین کہ اسکو جلد قتل کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی
افتاد پڑے صاف صاف سامری نامے مین مرقوم ہی کہ بروقت طلسم کشا ہمارا آفتین آتی
ہین ملکہ لوح کو لیے سوچ رہی ہی شبرنگ بن عمرو نے کہ خدمتگارون مین ملا کھڑا ہی تیور
جو ملکہ کے دیکھے کنیز کی شکل بنکر پشت پر آکر کھڑا ہوا ملکہ نے جو اسطرف منہ پھیرا اشارہ کیا
کہ لوح طلسم کشا کے گلے مین ڈال دیجیے یہ شیر دلیران سب کو شکست دیگا سب سے
سمجھ لیگا آپ اپنا کام کیجیے ملکہ حیران ہی کہ یہ کنیز میری کیا کہتی ہی کہا کہ نرگس میرے پاس تو آ

جب قریب آئی کہا کہ جو کچھ تمہارے کان میں کہد سے شبرنگ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین شہریار کا مددگار
ہون بس اب اسی مین بہتر ہی کہ لوح گلے مین ڈالدیجیے قتل کرنیکے حیلے سے اُٹھیے اب تامل نفرمایئے
یہ کہکے شبرنگ الگ ہوا ملکہ کے دل کو تقویت ہوئی باپ سے کہتی جاتی ہی کہ لوح اب
میرے ہی پاس رہیگی مجھ تک کوئی کیونکر آئیگا نہین معلوم کہ جسکے پاس لوح تھی اُسنے کیا میل کرکے
لوح دیدی مجنون کہتا ہی کہ بی بی تمکو اختیار ہی جب طلسم کشا قتل ہو جائے پھر اپنی راے پر
انتظام طلسم کرنا بس ملکہ نے کمر سے خنجر کھینچا جھپٹ کر قریب نورالدہر کے آئی کہتی ہوئی کہ اد
ظالم تیری وجہ سے کیسے کیسے عزیز مارے گئے اور تو زندہ بیٹھا ہی مجنون ہان ہان کرتا رہا ملکہ جھپٹ کر
قریب نورالدہر کے آئین لوح گلے مین ڈالدی کہا کہ ای شہریار اُٹھیے تمام قید سحر جسم سے منفک
ہوئی نورالدہر نعرہ کرکے اُٹھے ملکہ پشت پر عقب کا بچتی ہوئی سنگریزے زمین سے اُٹھاکر
داہنے بائین پھینک مارے کئی سی جادوگرون کے سر پھٹے پتھر برسنے لگے کبھی ہاتھ ہلایا برق چمکائی
شبرنگ جھپٹ کر پہلو پر نورالدہر کے آیا حقۂ آتشبازی دغ کر مارا کسی کا منہ جلا کسی کا ہاتھ
پھکا سات لاکھ جادوگرون مین ہلڑ ہوا کہ طلسم کشا نے رہائی پائی ایک سے ایک یہی پوچھ رہا
ہی کہ کیا وجہ ہوئی جو طلسم کشا رہا ہوا کوئی سبب اصلی بتاتا ہی کوئی کہتا ہی کہ طلسم کشا صاحب اقبال
ہی طلسم پر سراسر زوال ہی مجنون کہ رہا ہی کہ یارو جہانتک ہو سکے جانبازی و سرفروشی کرو
مجنون جب آواز دیتا ہی فوج کا بلوہ بڑھتا جاتا ہی سات لاکھ ساحر سحر کر رہے ہین جسنے سحر کیا
شاہزادہ نورالدہر نے لوح کو جھکایا سحر اُلٹا پلٹا اُسکے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا
مجنون نے پکار کر آواز دی کہ ای یارو سحر نہ کرو طلسم کشا کو گرفتار کر لو ساحرون نے مل کر بلوہ کیا
نورالدہر نے ایک ساحر کو مار کر گھوڑا بھی لیا تلوار ضیری شمشیرزنی کر رہے ہین ملکہ گھبرائین
کہ ساحر ہر طرف سے بلوہ کرتے ہوے آتے ہین بیقرار ہو گئین نورالدہر سے کہتی ہین کہ اپنے
کو بچایئے ایسا نہو کہ آپ گرفتار ہو جائین کبھی پکارتی ہین کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی
اس آفت ناگہانی سے بچا لے اس بلا سے مہلت دے ای پروردگار عالم تجکو سب طرح کا
اختیار ہی تو سب کا پروردگار ہی نظم

زرد سے گل تو بنائی پہ گلشن چہرۂ زیبا		گئی ظاہر زہر سرو سہی حسن قد رعنا

تو از قامت بہر جانب قیامت کردہ برپا ۔ تو افگندی ز حسن دلربا اندر جہان غوغا
بحسن یوسفی خود کردہ بودی گرم بازاری ۔ تو خواندی سوے خود بہر خریداری زلیخا را
چہ اسکندر چہ دارا و چہ جمشید و چہ افریدون ۔ کند چون و چرا در حکم تقدیرت گدا یارا
زہر آئینہ در چشم زمانہ جلوہ گر گشتی ۔ زہر شکل و ز ہر صورت تو بنمودی رخ زیبا
منم از کمترین بندگانت بندہ ہندی ۔ بحال بندہ خود یا الہ العالمین بخشا

بلک بلک کر جو گلگونہ نے دعا کی شبرنگ آمین کہہ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ہزبر پیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور مع کل فوج کے آکر پہونچا نعرے کی جو اپنے آقا کی آواز سنی وہین سے ساطور کھینچا جا پڑا کل سردار آکر لڑنے لگے یا تو اُن سب نے سحر موقوف کیا تھا یا سحر بھی کرنے لگے مگر کچھ کارگر نہین ہوتا دو حملون مین کئی لاکھ آدمی مارے گئے مجنون نے جو معرکہ دیکھا کہ کل فوج طلسم کشا کی آ گئی گھبرایا قصد ہوا کہ نکل جاؤن اپنے کو خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی پہونچاؤن وہ ضرور مدد کرین گے یہ سوچکر زمین پر گرا غلطک مار کر پر پرواز پیدا کیے بلند ہوا گلگونہ نے پکار کر کہا کہ ای شہریار بادشاہ طلسم نکلا جاتا ہی اگر یہ نکل گیا فساد برپا کریگا سرکار کی تکلیف بڑھیگی نور الدہر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ مجنون پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا ہی آسمان پر ٹھہرا رہا ہی ساتھ والون کو آواز دیتا ہی کہ یارو نکل چلو اب ٹھہرنے کا موقع نہین ہی خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی چلکر انتظام کرونگا ہفت پیکر کی قدرت آج کل مثل آفتاب کے روشن ہی ساتھ والے بلند ہونے جاتے ہین شاہزادہ نور الدہر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر چلہ کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا کہ سینہ پر کینہ مجنون پر پڑا سینے کو توڑ کر پشت سے پار گیا مجنون زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی جادوگر بھاگنے لگے افسر کلان ردمال سے ہاتھ باندھکر سامنے آیا عرض کی کہ حضور امان دین سب بصدق دل مسلمان ہوتے ہین افسر کا نام اکوان برق بار ہی نور الدہر نے امان دی بارہ ہزار جادوگر مطیع اسلام ہوے اکوان برق بار نے عرض کی کہ حضور کا کیا مدعا ہی نور الدہر نے کہا کہ طلسم ہفت پیکر مین ہمارے بزرگ قید ہو گئے ہین اُنکی رہائی کو جاتے ہین اکوان نے عرض کی کہ غلام کو حضور ساتھ لین راستہ بتاؤنگا تا بہ ہفت پیکر

پہونچا ڈنکا نورالدہر نے آکر خزانہ طلسمی نکلوایا کئی سو چھکڑا مال واسباب کا نکلا اور اُسے لدوا کے ساتھ لیے اول آکر قلعۂ فیروزہ پر پہونچے فیروز تاجدار سے اُسکے بیٹے کو ملایا تین دن اُسی مقام پر قیام کیا تمام فوج ساتھ ہوئی اکوان برقبار نے ایک ابر بنا کر اُسپر بارہ ہزار جادوگرون کو سوار کیا ملکہ ہوشربا نے اپنی بہن نسیم کو رہا کیا ملکہ گلشن کو اُسی قلعے پر چھوڑا قلعہ دار سے سفارش کی کہ انکو کوئی تکلیف نہ پہونچے ہوشربا و نسیم و نرگس بھی ساتھ ہوئین اُسی ابر مین یہ جادوگرنیان بھی مخفی ہین اس شوکت وشان سے شاہزادہ نورالدہر طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہین دیکھیے کہان پہونچین کہ پہونچنا انکا تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان ایرج نوجوان بیان ہوتے ہین ۔ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر لالہ فام
کہ بنت العنب سے کرون مین کلام
نہال تمنا ہوا بارور
کہ ساقی نے مشہور کر دی خبر
بہار گلستان کی آمد ہوئی
ثمر نظم اشعار مین کد ہوئی
کہ گل و غنچے ہین جوش مین سربسر
صبا دے رہی ہی خوشی کی خبر
کہ آمد ہی رندان ذیہوش کی
کہ گل کو خبر مل گئی گوش کی
صبا آج کرتی ہی اٹھکھیلیان
عجائب غرائب چمن کا سمان
مجھے زلف سنبل کا آتا ہی دھیان
کرین بلبلین اتفاق زبان
یہی آمد گل کی تدبیر ہی
جو تقریر ہی بس وہ تحریر ہی
سر سرو قمری کو کو پہ ناز
چمن مین ہر اک جا نشیب و فراز
ہوئی مست دیوار پر فاختہ
چمن پر اٹھائے نظر فاختہ
چمن صاف سرسبز و شاداب ہی
کہ جان حزین آج بیتاب ہی
چہکتے ہین طائر بوجہ حسن
کہ ہر رنگ پر آج سارا چمن
مرے ساقی دلکش و مہ لقا
مجھے لطف گلشن کا سامان دکھا
پلا جام صہبائے لطف و کرم
کہ رنگ چمن کے ہین مشتاق ہم
کہ سب بلبلین بھی نوا سنج ہین
کہ غنچون کی مٹھی مین بھی گنج ہین
قم داستان جلالت لکھون
کہ ہر اک کو ہو شوق قصہ پڑھون
چل ای ساقی سیم تن لاجواب
کہ اب رنگ پر آگئی ہی کتاب

چہرہ طرازان داستان دلستان درافشان اخبار گوہر فشان

اس داستان حیرت بیان کو
یون تحریر فرماتے ہین نظم
مغنی فغان کہ آمد بجان
درین زیر پردہ آسمان
درین پردہ آواز ناظم چونی
چہ احوال جم یا بہ احوال کی

حال کیفیت مآل ایرج نوجوان تحریر کرتا ہون کہ جنگ ہمراہی شاہزادۂ نور الدہر سے جو علیحدہ
ہوے نقابدار زرین پوش نے لاکر بارہ کوس پر چھوڑا کہ پھر جاکر نور الدہر سے نہ مقابلہ کرین
نقابدار تو چلا گیا ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا کہ اے شاپور نور الدہر نے اسباب شوکت
پیدا کیا مین بھی چلکر پہونچون قبلہ و کعبہ کی رہائی میرے ہاتھ سے ہو بڑی ذلت ہی کہ اگر کسی کیرزادے
نے رہا کیا اور بڑا باعث خرابی ہوا اس مقدمے مین دل کو بیتابی ہی شاپور نے عرض کی کہ بسم اللہ
حضور تشریف لے چلین تو کیفیت ظاہر ہو چلکر زمین ہفت پیکر ہلا دین گے ایرج ایکجانب چلے
ایک صحرا مین جاکر اترے سب لشکر فروکش ہوا ایک نخل سامنے دیکھا کہ ہزارہا طائر اُسپر بیٹھے ہین
زمزمہ سرائی کر رہے ہین ایرج ٹہلتے ہوے قریب نخل پہونچے کہا کہ باغبان قضا و قدر نے کسقدر
نخل کو سبز و شاداب کیا ہی جیسے ہی قریب نخل پہونچے طائر اُڑے ایک طائر نے سایہ اپنا
ایرج پر ڈالا جیسے ہی عکس طائر کا ایرج پر پڑا اُس مقام پر غبار بلند ہوا تھوڑی دیر کے بعد
غبار رفع ہوا ظاہر ہوا کہ ایرج غائب ہوے شاپور شیر دل تو سرداروں کے خیمے استادہ کرا رہا تھا
یہ سنکر دوڑا آیا خبر سُنی کہ ایرج اسوجہ سے غائب ہوے شاپور نے سرداروں کو اشارہ کیا کہ یہ مقام
عجائب و غرائب ہی لشکر تو یہانسے ہٹا لیجاؤ مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون شاپور شیر دل ایکجانب
بھاگا نیلم و فیلم سے تین کوس ہٹکر لشکر اُتارا شاپور کو تین دن اُسی صحرا مین گذر گئے دن بھر ہیروی
کرتا ہی شام کو کسی مقام پر پڑ رہتا ہی چوتھے دن آقا کے واسطے پریشان ایک نخل کے سائے
مین بیٹھا ہوا ہی سامنے جھیل ہی طائر آتے ہین پانی پی کے چلے جاتے ہین کہ شاپور نے دیکھا
ایک عقاب بزرگ اُڑتا ہوا آسمان سے آیا گلے مین ایک نامہ بندھا ہی پانی کو دیکھکر اُترا شاپور
کو خیال ہوا کہ یہ عقاب ساحر ہی کیا عجب ہی کہ کسی کا نامہ لیے جاتا ہو خدا اسکا انجام بخیر کرے یہ سوچکر
ایک پتھر مارا عقاب کا سر پھٹا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ کُشتی مرا نام من عقاب جادو بود
شاپور شیر دل نے آکر گلے سے اُسکے نامہ کھولا اُسکو پڑھا طرف سے عنوان جادو کے مرقوم
تھا کہ اے ملکہ سیمتن یہان معرکہ درپیش ہی ایک لشکر آکر ٹھہرا ہے نگارستان مین اُترا ہی
اُسکے افسر ایرج کو قید کر لیا آپ تشریف لائیے تو ایرج نوجوان کو خدمت خداوندی مین روانہ
کرین شاپور شیر دل مضمون نامہ دیکھکر خوش ہو گیا رنگ و روغن عیاری کا نکالکر عقاب کی شکل بنانا

گھر مین رکھا تلاش سیمتن مین چلا دوسرے دن دیکھا کہ ایک باغ سامنے ہی لیکن دروازہ باغ کا بند ہی شاپور شیر دل ایک نخل کے سایے مین بیٹھ گیا اس فکر مین کہ کوئی اندر سے نکلے تو حال دریافت کرون دروازہ کھلا ایک کنیز نکلی اُسنے پکار کر آواز دی کہ عقاب جادو کہانسے آتے ہو شاپور نے بڑھکر کہا کہ صاحب میرے ہوش درست نہین ہین صحرا مین آتا تھا تخت خداوند ہفت پیکر کا جو اُڑتا ہوا نکلا مجھپر اُسکا سایہ پڑ گیا ئی دن سے دیوانہ وار پھرتا ہون کسی کو نہین پہچانتا بی سیمتن کو ڈھونڈھتا ہون کنیز نے کہا کہ یہی باغ سیمتن ہی چلو ملکہ کے پاس لیچلون عنوان جادو کے پاس سے آتے ہوئے شاپور شیر دل اُٹھ کھڑا ہوا ساتھ کنیزون کے باغ مین آیا سیمتن بارہ دری مین مع کنیزون کے بیٹھی ہی عقاب نقلی نے نامہ پیش کیا ملکہ نے پڑھکر کہا کہ عقاب ہم چلین گے شاپور نے ایک گوشہ مین آکر مقام کیا جب دن چڑھا ہاتھ منھ دھویا گائین آکر گانے لگین سیمتن نے دیکھا کہ سب تعریفین کر رہے ہین عقاب جادو منھ پھلائے بیٹھے ہین کہا کیون عقاب تمھین گانا گائن کا پسند نہین آیا عقاب نے سر جھکا کر کہا کہ حضور آج جو سایۂ تخت خداوند ہفت پیکر مجھپر پڑا کسی نے میرے گلے پر بھی ہاتھ پھیرا اور کہا کہ تجکو علم موسیقی کا ہمنے بادشاہ کیا مین امیدوار ہون کہ ایک غزل مجھ سے سُنیے شاید یہ حکم مجکو حقیقت مین ہوا ہو سیمتن نے کہا کہ ہان میان عقاب سنین شاپور شیر دل بیچ مین آبیٹھا گنگنا کے یہ غزل شروع کی

نظم

لبریز اُسکے ہاتھ مین ساغر شراب کا — بنتا ہی عکس رُخ سے کٹورا گلاب کا

وہ مست ناز اگر کرے نظارہ آب کا — لبریز ہو شراب سے شیشہ حباب کا

رکھتا ہی چرخ اوج کسی کا کب ایک دن — ہوتا ہی دوپہر مین زوال آفتاب کا

ہم زائران ساقی کوثر ہین واعظا — کشتی ایاغ کی ہو تو دریا شراب کا

اک میکشو یقین ہی نکلے بط شراب — وہ مست ناز توڑے جو بیضہ حباب کا

راحت طلب کرون تو ملے آسمان سے رنج — حاضر ہو موت ابھی جو خیال آئے خواب کا

جو خوش حسین اُسکو ہی نفرت ہمان سے — ہوتا نہین ادھر کبھی منھ آفتاب کا

پیری مین شعلہ رو دیون سے خالی کنار ہی — کیونکر گذر کمان مین ہو تیر شہاب کا

ناسخ شراب پی شب تاریک ہی تو کیا — محتاج آفتاب نہین ماہتاب کا

اس رنگ مین شاپور نے یہ غزل گائی کہ سیمتن بیقرار ہو گئی کہا ای عقاب جادو حقیقت مین تمکو
علم موسیقی کا خداوند ہفت پیکر نے عالم کیا خوش آواز صدا مین سوز و گداز شاپور شیردل نے کہا
کہ ذرا کنارے چلیے مین کچھ اور بھی عرض کرونگا سیمتن بلا تکلف اُٹھی شاپور شیردل تخلیے کے
خیمے مین سیمتن کو لایا باتین کرتے کرتے حباب مار کے بیہوش کیا زبان مین سوزن دیا ایک ستون
سے سیمتن کو باندھا تصویر ایرج کی نکالی سیمتن کو ہوشیار کیا اپنی صورت اصلی بنائی پہلے تصویر
ایرج نوجوان دکھائی کہا کہ ای ملکۂ عالم مین اُس شیر کا عیار ہون کہ جسے عنوان جادو نے قید
کیا ہی اگر آپ عمل کر کے مدد کرین تو اُس شیر کو چھڑا لاؤن سیمتن تصویر ایرج نوجوان پر مائل ہوئی اشارہ
کیا کہ سوزن نکال مین تیرے ساتھ کدوکاوش کو موجود ہون شاپور شیردل نے سوزن نکال لی
سیمتن نے کہا کہ ای مہتر والا گہر اب مین تمکو پکڑ دون تو کیا کرو تنے بڑا میرے ساتھ مکر و فریب
کیا شاپور نے کہا کہ اب بھی کیا مجال دیکھو کنیزین باہر سے جھانک رہی ہین سیمتن پلٹی شاپور نے
حلقہا سے کمند مارے پھر حباب مار کر بیہوش کیا تین مرتبہ سیمتن کو ہوشیار کیا سیمتن بگڑی اور شاپور
شیردل نے بیہوش کر لیا تیسری مرتبہ دل سے مطیع ہوئی کہا کہ ای شاپور تیرا مثل نہین ہی مین امتحان
کرتی تھی مین تیرے ساتھ چلنے کو موجود ہون لیکن تم وہی عقاب جادو کی شکل بنو شاپور
شیردل اُسی شکل پر تیار ہوا سیمتن باہر آئی کنیزون سے کہا کہ ہم عنوان کی ملاقات کو جاتے ہین
تم یہان ہوشیار رہنا یہ کہ کے تخت سحر تیار کیا شاپور شیردل کو اپنے پاس بٹھا لیا طرف قلعۂ
عنوان کے روانہ ہوئین عنوان جو ایرج کو قید کر کے لایا ہی سیمتن کو خراج دیتا ہی مشتاق ہی
کہ ملکہ آئین تو قید کو روانہ کرون کہ تخت سیمتن کا آ کر پہونچا عنوان جادو نے ملکہ سیمتن کو لا کر
تخت پر بٹھایا سب کیفیت بیان کی کہ نبیرۂ حمزہ طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتا تھا مین سحر سے
گرفتار کر لایا سیمتن نے کہا کہ قیدی کو ہمارے سامنے لاؤ عنوان نے ایرج نوجوان کو دربار
مین بلوایا ایرج نوجوان نے آ کر مثل اہل اسلام کے سلام کیا خانۂ زنجیر مین [illegible]
ہی سیمتن بیقرار ہو گئی سمجھا کہ یہ کون نبیرۂ حمزہ طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا اپنی جان کا کچھ خوف
نہین ایرج نوجوان نے جو جمال سیمتن دیکھا سر جھکا لیا سیمتن نے عنوان سے کہا کہ ای
عنوان جادو قیدی ہم لیکر جائینگے تخت پر اس جوان کو سوار کیے لیتے ہین کہ ہفت رنگ

پہونچا دینگے جاتے ہی قدرت کے سامنے سجدہ کرینگے کئی فرزندان صاحبقران وہان اسی حال
سے موجود ہین عنوان جادو نے کہاکہ آپکو اختیار ہو سمیتن نے ایرج کو تخت پر سوار کیا
عقاب نقلی کو ساتھ لیا عنوان جادو سے کہاکہ یہ ساحر ہوشیار ہی ساتھ رہیگا یہ کہکر تخت اُڑا یا
طرف قلعہ سمین عذار ان کے روانہ ہوئین راہ مین شاپور نے سب حال اپنا ظاہر کیا سمتن
نے ایرج کو قید سے رہا کر لیا کہاکہ ای شہریار تا بہ کوہ پہونچنا بہت دشوار ہی مین کنارے پر
طلسم کے رہتی ہون کہ اس طلسم کا طلسم میمون نام ہی میمون تاجدار حاکم ہی آپ نے سُنا ہوگا
جب آپ اس طلسم کو فتح کرین تب راستہ طلسم ہفت پیکر کا کھلیگا ایرج نے کہاکہ مین فرو جاکر
فتح کرونگا سمیتن نے کہاکہ یہ بھی مین نے سُنا ہی طلسم مجنون کونی پوستے ہین صاحبقران کے
انھون نے فتح کیا ہی طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے یہ سُنکر ایرج بہت گھبرائے کہاکہ ملکہ آج ہی
لوح کی فکر کرو سمیتن نے عرض کی کہ ای شہریار لوح بڑے شخص کے قبضے مین ہی مقام علامت
دکھا دونگی ایرج نوجوان نے کہاکہ مین آج ہی داخلہ کرونگا ملکہ بڑ [illegible] ام افسوس ہی اگر دو
کشتی گیر ماہ پہلے طلسم مین پہونچگیا مقدمہ ربانی میرے قبلہ دکعبہ کا ہی بڑی مشکل پڑیگی تم ہیل سے
مجکو مقام علامت بتا دو مین جان دونگا یا طلسم مین جاؤنگا اپنے قلعے پر مجکو نہ لیجا کر کہا کہ کسی اسیطرح
سے مجکو مقام بتا دو شاپور شیر دل نے اشارے سے سمیتن سے کہاکہ یہ مزاج سے بڑے سے
جاہل ہین آپنے ذکر نورالدہر بن بدیع الزمان کا کر دیا اپنے ہوش مین نہین ہین سمیتن نے
کہاکہ ابھی وہ کئی مقام پر روکے جائینگے صاحبان دربند سد راہ ہونگے جب اس طرح
سمیتن نے کہا تب ایرج خاموش ہوے قلعے مین آکر پہونچے سمیتن نے سب ساحرون کو
جمع کیا ستر اسی ہزار ساحر ہین سب کو مطیع اسلام کیا اُنسے کہاکہ شاہزادے کو بر سر علامت طلسم
لیجاؤ مین فکر مین لوح کے جاتی ہون چند ساحر ایرج کے ساتھ ہوے سمیتن اُسیوقت پر پرواز
پیدا کر کے روانہ ہوئی ایرج ساتھ اُن چند ساحرون کے قلعے سے باہر نکلے وہین پانچ کوس راستہ
طے کیا ہو کہ ایک پہاڑ دیکھا نہایت بلند اور مرتفع ہی ہزارہا طاؤسان زرین بال بر سر کوہ رقص
کر رہے ہین ایرج نے ایک گنہگار سے کہاکہ تو اس پہاڑ کو چھوکر چلا آ ہم تجھے رہا کر دینگے
گنہگار چلا جیسے ہی سایے مین کوہ کے پہونچا طاؤس رقص زیادہ کرنے لگے جب درۂ کوہ قریب رہا

گنہگار نے دیکھا اندر سے پہاڑ کے ایک نازنین مہ جبین خرامان بصد ناز و انداز نکلی کنیزون نے
دو کرسیان بچھا دین ایک کرسی خالی ہی جب وہ جوان قریب پہونچا اُس مہ جبین کو دیکھکر عاشق ہوا اشعار
عاشقانہ پڑھنے لگا اُس مہ جبین نے مسکرا کر کہا کہ ای عاشق صادق کیون بیقرار ہوتا ہی میرے
پاس آ یہ جوان جا کر کرسی پر بیٹھا اُسنے اپنے ہاتھ سے جام شراب لبریز کر کے دیا یہ بہوت جام بلا تکلف
پی گیا نشہ جو ہوا چاہتا ہی کہ اُس نازنین پری چہرہ سے لپٹ جاؤن اُس نازنین نے جھڑک کر کہا کہ
دیکھ ادب سے نہین بیٹھتا ایسا نہو کہ میرا شوہر آ جائے یہ کب مانتا ہی چاہتا ہی کہ لپٹ جاؤن جب تجھ
اُس نازنین نے آواز دی کہ ای خونریز جلد آ دیکھ یہ میرے ساتھ بے ادبی کرتا ہی یہ جو اُس نازنین
نے پکار کر کہا درۂ کوہ سے آواز آئی کہ ارے کون ہی وہ بہوت دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک زنگی قوی
تن قوی من تیغہ برہنہ ہاتھ مین دین سے للکارتا ہوا آتا ہی کہ او بے ادب پرائے ناموس پر
دست انداز ہوتا ہی اُس گنہگار نے جو زنگی کو تلوار کھینچے ہوئے دیکھا چاہا کہ بھاگون اُس نازنین
نے دامن تھام کے کہا کہ کیسا مرد ہی جو بھاگتا ہی یہ سنتے ہی وہ گنہگار بھی پلٹا زنگی نے ہاتھ تلوار کا
مارا گنہگار کے دو ٹکڑے ہوئے نازنین کا ہاتھ تھام کر اندر درے کے چلا گیا وہی طاؤس جو سر کوہ
بیٹھے تھے رقص کرنے لگے ایرج نے جو یہ معاملہ دیکھا قصد کیا کہ جاؤن شاپور نے کہا کہ
ای شہریار شب کو دعا کیجیے دیکھیے غیب سے کیا حکم ہوتا ہی ایرج نے تامل کیا شاپور شیر دل نے
عبادت خانہ آراستہ کیا ایرج نے نماز مغرب پڑھکر دعا مانگنا شروع کی شاپور باہر سے سُن رہا ہی
کہ ایرج دعائین مانگ رہے ہین بہر رات رہے دعا مانگتے مانگتے ایرج بیہوش ہوئے عالم
خواب مین ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای نور نگاہ صاحبقران کیا مطلب تمھارا ہی ایرج
نے بھی اُس حیرانی و پریشانی مین مطلب فتح طلسم بیان کیا اُن بزرگ نے فرمایا ای نبیرۂ حمزہ
جس راہ سے گنہگار گیا اُس راہ سے اگر لاکھ آدمی جائین گے بلا مین پھنسین گے داہنے پر
کوہ کے ایک چشمہ آب ہی اُسمین اپنے کو گرا دو سرحد طلسم ہیمول مین پہونچو گے ایرج نے چاہا
کہ کچھ اور پوچھین آنکھ کھل گئی وقت سحر تھا اُٹھکر نماز ادا کی جب نماز پڑھ چکے شاپور سے سب حال بیان
کیا شاپور نے کہا بسم اللہ ایرج مسلح ہوئے شاپور دیکھ رہا ہی کہ جب ایرج سایۂ کوہ مین
پہونچے وہی نازنین پیدا ہوئی آواز دیتی ہی کہ ای جوان اس طرف آ مین تیری متلاشی تھی ایرج نے

کچھ جواب نہ دیا بر ابر اُس چشمے کے پہونچے بلا تکلف اپنے کو چشمے میں گرا دیا یہ معلوم ہوا کہ مین کسی سے باتین
کر رہا ہون اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر وسیع مین پایا جو دیکھتا ہی وہ اوصاف ایرج بیان کرتا ہی
کہتا ہی کہ کیا جوان حسین ہی ایک طرف سے چند سپاہی پیدا ہوے ایک سپاہی نے آ کر ایرج کا ہاتھ
پکڑا کہا کہ چلو تمھین بادشاہ بلاتے ہین ایرج نے ہاتھ چھڑا کر کہا کہ او بیہودہ ہاتھ پکڑتا ہو کیا ہم تیرے بادشاہ
کے نوکر ہین اُس سپاہی نے کہا کہ اے جوان تجکو چلنا ہوگا ایرج نے تلوار کھینچی سپاہی نے سونٹا اُٹھایا ایرج
نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سپاہی کے دو ٹکڑے ہوے اُن سب نے مل کر ایرج پر بلوہ کیا ایرج لڑنے لگے
پانچ چھ سپاہی قتل کیے ہین کہ ڈنکے پر چوب پڑی دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار بارہ ہزار فوج ساتھ
آتے ہی اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کرو چہار طرف سے فوجین ٹوٹ پڑین ایرج لڑ رہے ہین جب
دس بیس آدمی مارے گئے اُس بادشاہ نے کہا یا اسد یہ جوان بڑا ظالم ہی اُس شخص کو چہار جانب سے
گھیر کر گرفتار کرو کمند انداز ایرج پر ٹوٹ پڑے ایرج کو از دحے بلوے کے گرفتار کیا کشان کشان
لیکر بارگاہ مین آئے وہ بادشاہ تخت پر بیٹھا کہا کہ کیون اے جوان تو نے ملازمان شاہی کو کسواسطے
قتل کیا ایرج نے کہا کہ تمھارے سپاہی نے بلا وجہ ہمارا ہاتھ پکڑ لیا میرے ہاتھ سے مارا گیا بادشاہ
نے کہا کہ ایک شخص نے پچیس آدمی قتل کیے اسکو قید خانے مین لیجاؤ کشان کشان ایرج کو لیکر قید خانے
مین چھوڑا ایرج نے دیکھا کہ مکان تنگ و تاریک تھا اُس مقام پر چھوڑ کر دروازہ بند کیا باہر پر اسے
نگہبانی بیٹھے ایرج نے بلکنا شروع کیا دعائین مانگ رہے ہین کہ اے پروردگار اس قید سے مجکو نجات
دے دو پہر رات گئے زمین شق ہوئی ایک تن پسینے پسینے نکلی کہا کہ اے شہریار کل صبح کو وہ بادشاہ پھر آپ کو
طلب کرے گا یہ انگوٹھی آپکو دیتی ہون یہی دستگیری کرے گی وہ سوال کرے گا کہ ایک پہلوان
سے مقابلہ کیجیے اگر اُسکو زیر کیجیے گا تو آپکی رہائی ہوگی وہ پہلوان ساحر ہی جب اُس سے مقابلہ ہو
انگشتر چپکا کے اُسکی کمر مین ہاتھ دیجیے گا اُٹھا کر بادشاہ پر مار دیجیے گا آپ اپنے کو ایک صحرا مین پائینگے
مین آ کر تدبیر لوح بتاؤنگی آئندہ آپ کا اقبال ہی مین نے بمشکل اپنے کو یہانتک پہونچایا یہ کہکر غرق زمین
ہوئی اور غائب ہوئی صبح کو ایرج طلب ہوے پہلوان کے مقابلے کو بادشاہ نے کہا ایرج راضی
ہوے پہلوان آیا ایرج کی قید کاٹی گئی جب مقابلہ ہوا ایرج نے وہی حرکت کی کہ اُس جوان کو
اُٹھا کر تخت پر مارا تمام دربار جلنے لگا ایرج کی آنکھین بند ہوئین اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا مین

پایا پہلے تخل سے سیمتن پیدا ہوئی اور کہا کہ اے شہریار سامنے کوہ آتشبار ہے وہان اپنے کو پہونچا ئیے اگر آتشبار
کو مارا اُسکی بہن بود خان جادو اگر اُسنے آپکی اطاعت کی تو اُسکی معرفت لوح کا پتہ ملے گا کنیز برا سے
جانبازی حاضر ہوگی یہ کہکر سیمتن تو غائب ہوئی ایرج طرف کوہ آتشبار کے چلے لیکن میمون جادو
تخت پر بیٹھا تھا کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من پیران جادو بود گھبرا کر کہا کہ ارے دریافت تو کرو
جو مالک درہ اول طلسم ہی اُسپر کیا افتاد پڑی چند ساحر گئے تھوڑی دیر مین پلٹ کر آئے کہا کہ وہ شہر ویران
پڑا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ آسمان سے ایک ساحر آیا کتاب لیے ہوے کہا کہ بادشاہ طلسم عمر طلسم تمام
ہوئی طلسم کشا سے اصلی طلسم مین آگیا پیران جادو مارا گیا اب طلسم کشا طرف کوہ آتشبار کے جاتا ہی ضرور
کچھ وہان فتور ہوگا جلد انتقام کیجیے ورنہ طلسم ہاتھ سے جائیگا میمون جادو نے کاہن طلسمی کو رخصت
کیا ایک نامہ آتشبار کو لکھا کہ اے آتشبار طلسم کشا تیرے کوہ کی طرف آتا ہی اُس سے بہت
ہوشیار رہنا آتشبار کو یہ نامہ پہونچا آتشبار یہ سنکر جل گئی اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ مین طلسم کشا
کو گرفتار کر لاؤن دیکھون میرے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہین یہ کہکے اسباب سحر ہاتھ مین لیکر نکلی سامنے
دیکھا کہ ایک جوان حسین آتا ہی اُٹھا کر اُسنے ایک گولہ مارا ایرج لڑکھڑا کر گرے آتشبار نے
گرفتار کیا دیکھا کتنی ہو دو پلی کہ اوکمبخت تجھے یہ راستہ کسنے بتایا ملک پیران کیونکر تباہ ہوا کسنے یہ راستہ
بتایا کشان کشان اپنے قصر مین لائی آواز دی کنیزین حاضر ہوئین کہا زنگن کو بلاؤ اور بود خان کو خبر کرو
کہ آکر قتل طلسم کشا دیکھین آج ہم لوگ گھی کے چراغ روشن کرینگے کہ طلسم کشا قتل ہوگا صاف صاف کتاب
سامری مین مرقوم ہی تمام جاننے والون مین دھوم ہی کہ جب ملک پیران برباد ہوگا پھر طلسم میمون
نہ بچیگا کنیزین دوڑی ہوئی گئین زنگن کو اور بود خان کو بلا کر لائین بود خان کی جو نگاہ جمال ایرج پر پڑی
عاشق ہوئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا اس حال مین ایرج کو پابا شکلین بندھی ہوئین گریبان پھٹا ہوا
بال سر کے پریشان دیکھکر منتشر ہوئی کہا کہ کیون بوا آتشبار اس بیچارے نے کیا خطا کی یہ بھولی بھولی
صورت تم غصے مین کانپ رہی ہو وہ حیران بیٹھا تمھارے چہرے کو دیکھ رہا ہی آتشبار نے کہا
کہ بوا یہ طلسم کشا ہے اصلی ہی پیران قتل ہوا ملک تباہ ہوگیا میری فکر مین آیا تھا مین نے گرفتار کیا
آج حکم سامری و جمشید مین خلل پڑا جو وہ لکھ گئے ہین اُسکے سراسر خلاف ہوا صاف لکھا
ہی کہ طلسم کشا کو موت نہین دیکھو ہم ابھی قتل کرتے ہین یہ کہکے زنگن کو اشارہ کیا بود خان نے کہا

کہ بوا کئی ہزار آدمی اسی جرم مین قید ہین آج تک نہین ثابت ہوتا کہ طلسم کشا سے اصلی کون ہی پیران
بادشاہ نحیف و ضعیف تھا کسی وجہ سے قتل ہوا اسکا کیا اعتبار ہی میرے نزدیک تو یہ مناسب ہی
کہ اس جوان کو قید سے چھوڑ دو دوبارہ اسنے کہا کہ بوا میری خوشی یہ ہی کہ اس جوان کو رہا کر دو صحرا
طلسمی مین بھٹکتا پھرے گا جان بچانا مشکل پڑے گی تم کیون اسکے خون سے ہاتھ بھرو آتشبار نے
کہا کہ مین ضرور قتل کرونگی تم بوا جاؤ تمھین اسوقت کیا ہوگیا کیسی باتین کرتی ہو مین ابھی اسکو قتل
کرتی ہون زنگن سے اشارہ کیا کہ سر کاٹ لے زنگن نے تلوار کھینچی چاہا کہ ایرج کا سر کاٹے
دخان نے ہاتھ ہلا دیا برق گری زنگن کے دو ٹکڑے ہوے مرنا زنگن کا تھا آتشبار اٹھی کہتی
ہوئی کہ بوا تمنے زنگن کو کیون قتل کیا دخان نے کہا کہ مین تمھین قتل کرونگی آتشبار نے گولہ
مارا دخان و آتشبار سے سحر چلنے لگا دو چار سحر آپس مین چلے تھے کہ زمین سے ایک رنگ ماہی
پیدا ہوئی تڑپ کر آتشبار پر گری کہ سینے کو توڑ کر پار گذری نعرہ کیا کہ منم سیمین کنیزون کو قتل کیا
دخان بھی شریک ہوئی دخان و سیمین نے مل کر کنیزون کو قتل کیا اب سیمین و دخان ایرج کو
لیکر قصر مین آئین سیمین نے کہا کہ ای دخان لوح کا پتہ شاہزادے کو بتاؤ دخان نے کہا کہ مین جان
سے کوشش کو حاضر ہون اصل حال یہ ہی کہ باغ زنگار رنگ خطا کار جادو اس باغ کی مالک ہی
اسی کے پاس لوح ہی وہان کیونکر رسائی ہو سیمین نے کہا کہ مین لیکر انکو جاؤن کنیز کی شکل بنا دون
ایرج نے کہا کہ مین بشکل کنیز نہ جاؤنگا اگر یہ بات مشہور ہوگئی کشتی گیر زادہ ہنسے گا اپنے مقام پر
کہیگا کہ کنیز کی شکل بنکر گئے میرے واسطے باعث بدنامی ہی دخان نے کہا کہ مین بصورت اصلی لیچلونگی
تم سیمین عقب مین آؤ جو کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا یہ کہکر ایرج کو تخت پر سوار کیا دخان ایرج کو لیکر
چلی عقب مین سیمین نے بھی قصد کیا لیکن دخان ایک صحرا مین پہونچی دیکھا کہ ایک نخل کے سائے
مین ایک شخص بیٹھا ہوا رو رہا ہی گرد کا جلہ بنا ہوا خاک اڑا رہا ہی ایرج کا نام لیکر پکار رہا ہی
کہ آقاے نامدار کہان ڈھونڈھون ایرج نے کہا کہ ای ملکہ دخان میرا عیار بیٹھا رو رہا ہی
اب سب کچھ بن پڑے گا تخت اتارو یہ کہکر تخت اتارا ایرج نے پکار کر آواز دی کہ ای یار
وفادار و ای مونس غمخوار کس حال مین ہو مجھے ڈھونڈتے تھے مین آ پہونچا شاپور نے جو بعد مدت
اپنے آقا کو دیکھا دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ ای آقاے نامدار آپ نے لوح وغیرہ پائی

ایرج نے سب حال بیان کیا شاپور نے کہا کہ غلام ساتھ چلے گا ای دخان ایک کام کرو بادشاہ طلسم
کی تقریر مین تصویر دکھاؤ چلتے ہی لوح لے لین آقا کو بصورت بادشاہ طلسم لے چلین دخان نے
نقشہ میمون جادو کا بیان کرنا شروع کیا شاپور نے ایرج کو اُسی صورت پر بنایا پوچھتا جاتا ہی
کہ خال وخط مین تو فرق نہین دخان نے کہا کہ ای عیار طرار کیا صورت بنائی ہی آپ ایک ساحر ملازم
کی صورت بنکر تیار ہوا باتین شاپور نے دخان کو سکھا دین کہ باغ زنگار رنگ مین سامنے خطاکار
کے اس طور سے کلام کرنا بہ اختیار لوح لے آئینگے دخان بہت خوش ہی کہ اب لوح کا ملنا بہت آسان
ہی تخت کو اُڑا کر چلی خطاکار توم کی زنگن باغ زنگار رنگ کی نگہبان مالک لوح طلسمی اپنے باغ مین
بیٹھی ہی ذکر کر رہی ہو کہ صاحبو کاہن نے بیان کر دیا ایکی مرتبہ جلسہ روز پیدائش خداوند ہفت پیکر
جو سال مین ہوتا ہی کاہن نے لکھ بھیجا کہ سب میرے قصر مین آئین احکام نجوم سُنانا منظور ہی سب
اہالی طلسم جمع تھے بادشاہ طلسم بھی بیٹھے تھے اُسنے ممبر پر جاکر تعریف قدرت پڑھی اور پکار کر
کہا کہ دمہ آگاہ ہو جائین اب ایسا جلسہ نہ ہوگا عمر طلسم تمام ہوئی ہفت پیکر پرستون کو چاہیے کہ
قدرت کو یاد کرین پیدا کرنیوالے سے فریاد کرین کہ جو بلا آئی ہی دفع ہو مجھکو کہا کہ بعد پیران جادو
تمھارے گھر پر طلسم کشا آئیگا لوح کو حفاظت سے رکھنا اسی شکل پر آئیگا لوح دینا پڑیگی سب اہالی دربند
ہوشیار رہین یہ بھی خبر سُن چکی کہ پیران جادو قتل ہوا اور ملک اُسکا ویران ہوگیا مین حیران ہون
کہ طلسم کشا کیونکر آئیگا یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ میمون تاجدار تخت پر سوار ایک
ساحرہ پہلو مین ایک جادوگر پشت پر رومال ہلاتا ہوا خطاکار کھڑی ہوگئی سب کنیزون نے پرا
باندھا برائے تسلیم جھکین تخت زمین پر آیا ایرج تخت پر بیٹھے جادوگر نے پکار کر آواز دی کہ ای خطاکار
تمکو کچھ معلوم ہی کہ طلسم مین کیا انقلاب ہی اہالی طلسم کو پیچ و تاب ہی طلسم کشا اصلی طلسم مین آگیا
لوح طلسمی منگاؤ شاہ لوح اپنے پاس رکھین گے خطاکار نے کہا کہ ابھی لوح حاضر کرتی ہون جی مین
کہتی ہی کہ اب طلسم کشا کیون میری تلاش کریگا انقلاب کو دیکھا جائیگا جیسا وقت ہوگا ویسا کرین گے
پکار کر کنیزون سے کہا کہ ارے جو طاق مین صندوقچہ رکھا ہی اُٹھا لاؤ کنیزین جاکر صندوقچہ لائین اس نے
تخت پر رکھدیا کہا لیجیے اسمین لوح ہی نکال لیجیے ایرج نے طرف دخان کے اشارہ کیا کہ کلید اسمین
نہین ہی دخان نے کہا کہ ای خطاکار کلید تو صندوقچے کی لاؤ یہ کہنا تھا کہ خطاکار نے کہا او مکارہ

مین جاتی تھی کہ طلسم کشا کیونکر آ پہونچا بانیان طلسم نے یہی تو دھوکا رکھا ہو دخان نے ایک دو پتھر زمین پر مارا
خطا کار بلا سے رو رہا گار ہو منہ سے اُف اُف کرنے لگی شعلہ بھڑک کر دخان پر گرا دخان شعلۂ آتش بنگئی
طرف ایرج کے چلی ایرج نے تلوار کھینچی خطا کار نے اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے گری ٹکڑا ٹکڑا ایرج
گرے رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا چہرہ مثل آفتاب کے ظاہر ہوا نیمچہ کھینچ کر چلی کہ سر ایرج
کا کاٹ لون شاپور کود کر کنیزون مین شریک ہوا جیسے ہی خطا کار نے قصد کیا کہ سر ایرج کا کاٹ لون
شاپور عیار پشت پر سے ہان ہان کہ کے کنیزون کو ہٹاتا ہوا قریب پہونچا کہا دیکھیے ابر اُٹھا ہی کوئی ساحر
آتا ہی جیسے ہی خطا کار پلٹی شاپور نے حلقہائے کمند مارے وہ ارے کہکے پلٹی حباب مار گرتے
گرتے پیٹ کے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک مرنا خطا کار کا صندوقچہ کھلا لوح مثل جرم قمر کے چمکی ایرج نے
لوح اُٹھا کر گلے مین ڈالی کنیزین غلغلہ کرتی ہوئی بھاگین چند کو دخان نے قتل کیا اب دخان نے
کہا کہ ای شہریار آپ لوح ملاحظہ کرین فتاحی مرحلہ جات مین مصروف ہون کنیز جا کر آپ کے لشکر کو
لاتی ہی جو مرحلہ شکست ہو لشکر آپ کا اُسی مقام پر پہونچے باتین کرتی ہوئی باغ سے باہر نکلی
دخان کا قصد ہوا کہ مین جاؤن تقاضائے کار میمون تاجدار تخت پر بیٹھا ہو گلدستہ سحر خطا کار سامنے
رکھا ہی کہ ایک صدائے مہیب کان مین آئی شعلہ بھڑک کر گرا گلدستہ جلا میمون نے سر پیٹ لیا
کہا کہ لو یارو غضب ہوا خطا کار قتل ہوئی اگر اُسے قتل کیا لوح پائی ہوگی اوراق جادو پہلو مین بیٹھا ہو
اوراق نے کہا کہ غلام جانے ابھی مضمون لوح سے آگاہ نہ ہوے ہونگے یہ دیکھون جا کر کہ لوح کسکی مدد
سے پائی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا پانچ چار سو جادوگر ساتھ لیے پر پرواز پیدا کر کے چلا پشت پر
پانچ سو جادوگر کہتے ہین حضور اگر لوح بھی لے لی تو ابھی دیکھی نہ ہوگی اوراق کہتا ہی اگر اسوقت
ہم جا کر چھین لینگے مگر اُسوقت پہونچا کہ ایرج باغ سے نکلے ہین دخان رخصت ہو کر جایا چاہتی ہی
کہ آسمان سے آواز آئی منم اوراق جادو ارے ان سب کو گھیر کر مار لو شاپور تو یہ سنکر بھاگا
کہ ای شہریار ہوشیار رہیے ایرج نے تلوار کھینچی دخان بھی سحر کرنے لگی اوراق زٹا بھرتا سحر کرتا
ہوا قریب دخان کے پہونچا آواز دی کہ او ظالم تو مقام بیج پر طلسم کشا کو لائی خطا کار تیری وجہ سے
قتل ہوئی دخان نے نیمچہ مارا اوراق نے سحر کیا کہ نیمچہ اُلٹا سر پر دخان کے پڑا دخان کا
سر زخمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لون کہ دخان نے آواز دی ای شہریار کنیز نثار ہوتی ہی ایرج نے

جو پلٹ کر دیکھا دخان کو اوراق قتل کیا چاہتا ہی بڑھ کر لوح چمکائی اوراق نے کہا کہ ایسے یہ کہا
یہ کہکر پیچھے ہٹا ایرج نے قریب آکر دخان کو سنبھالا دخان نے زخم باندھا مصروف جنگ ہوئی سحر کرتی
ہی ایرج کو ہر مرتبہ آواز دیتی ہی ہوشیار رہیے گا اوراق نے فوج والون کو اشارہ کیا آپ کھڑے کھڑے
سامنے سے غائب ہوا بعد تھوڑے عرصے کے ایرج نے دیکھا کہ نیلم زنگی سامنے سے آتا ہی پکارتا ہوا
کہ ای شہریار غلام کو بچائیے غلام سرکار کی تلاش مین آیا تھا آپکو بخیر و عافیت پایا نہایت خوشی حاصل ہوئی
اوراق نے غلام پر سحر کیا ہی کلیجہ جل رہا ہی ہڈیون سے دھوان نکل رہا ہی ذرا لوح مجھے دیجیے ایرج نے سمجھ لیا
کہ یہ شعبدہ ہی لوح چمکائی جسم سے مس کر دی لوح کا مس ہونا تھا کہ اوراق نے ایک چیخ ماری مثل ہیزم خشک
جلنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اوراق جادو بود اب تو شاپور نے
غار سے نکل کر حقہ ہاے آتشبازی مارے ساحر جلنے لگے کئی سو ساحر جلکر خاک ہوے چند جو باقی رہے
وہ بھاگے ایرج کی فتح ہوئی دخان کو رخصت کیا شاپور سے کہا کہ تمھارا ابھی چلنا مناسب نہین ہی
لوح مین مرقوم ہی کہ طلسم کشا اکیلا جائے شاپور ناچار ہو کر ایک فقیر کی شکل بنکر کسی مقام پر بیٹھا ایرج
نے لوح سے اطمینان کر کے اسم حاشیہ لوح پڑھا جو لکھا ہوا تھا غبار بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے غبار دفع
ہو گیا اپنے کو ایک صحراے سبزہ زار مین پایا ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نخل سرسبز و شاداب
سنبل کا پیچ و تاب نہرین جاری حباب شناوری کر رہے ہین چشم محبوب کا نشان دکھاتے ہین جو مضمون
لوح مین دیکھا ہی اُسکی فکر مین ایرج جاتے ہین قریب ایک نخل کے پہونچے اُسپر ایک عقاب بیٹھا تھا اُسکو
تیر سے مارا عقاب کے مرتے ہی صحرا ویران کف دست میدان ہو گیا جنگل کو دیکھکر وحشت ہوتی ہی کہ ایک
طرف سے آواز آئی ای شہریار عالمزمان جانباز بھی آپہونچے دیکھا کہ نیلم و قیلم وغیرہ مع کل لشکر کے آ نئے
آتے ہی عرض کی کہ حضور نے لوح پائی ایرج نے کہا کہ بہ عنایت پروردگار لوح دستیاب ہوئی
ایک ساحر کو مارا اب کو زوال طلسم کی تلاش مین نکلا ہون ای صحراے ویران مین وہ بھی ملیگا ای نیلم و قیلم
مین پہونچنے کو چلا طلسم ہفت پیکر مین پہونچاؤن قبلہ و کعبہ کو رہا کرون سردارون نے فوراً بارگاہ استاد
کی عرض کی بارگاہ مین چلیے ایرج بارگاہ مین آئے چالیس سرداران نامی ایرج کو گھیر کر بیٹھے
صدران بن ماہ منتظر یہ کہکر اُٹھا کہ ای شہریار ذرا لوح طلسمی مین بھی دیکھون کہ دل کو تسکین ہو ایرج نے
گلے سے لوح اُتاری چاہا کہ صدران کو دون کہ حروف لوح پر نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا خبردار

لوح دی اور غضب ہوا لوح اسپر پھینک مارو پھر قدرت کا تماشا دیکھو ایرج نے دور اتمام سے گے
لوح کو پھینک مارا صدران نے ایک چیخ ماری جلنے لگا جسم سے شعلے نکلے ساتھ والون پر گرنے لگے
تھوڑی ہی عرصے مین سب جل کر خاک ہوے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فرتوت جادو کوتوال طلسم
بود ایرج نے لوح کو اٹھایا صرف ایک ہی ساحر کا لاشہ پایا باقی نمود بے بود طلسم تھے آگے بڑھے تلاش
مین وزیر طلسم کی جاتے ہین لیکن فرتوت جو مرا ایک بونڈا جسم مین لپٹا لاشے کو اٹھا کر لے گیا سامنے
میمون کے لاشہ آیا بیرون سے فریاد کی کہ ہمارے افسر نے طلسم کشا سے مکر کرکے لوح لے لی ہوتی مگر
ہوشیار ہوگیا فرتوت کو قتل کیا میمون نے گھبرا کر کہا کہ ارے دخان کی ذات سے سارے فساد
ہوے اسکو گرفتار کرکے لاؤ ساحر تلاش مین دخان کی نکلے وزیر یہ کہکر اٹھا کہ مین اپنے مرحلے پر
جاتا ہون گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کرون ادھر دام مکر بچھاؤن یہ کہکے روانہ ہوا قضا سے کار ملک
دخان جادو لشکر ایرج مین پہونچین نیلم دفیلم سے اطلاع کی کہ آقا کی طرف کوچ کر دو صحرا مین جاکر شاہزادے
کو پاؤ گے لشکر نے کوچ کیا دخان پلٹی ہوئی آتی ہی صحرا سے نیلوفر سے گذری تھی کہ وزیر سامنے سے
پیدا ہوا بارہ ہزار جادوگر ساتھ مین دخان نے چاہا کہ بھاگون قنطور وزیر نے آواز دی کہ اسکو گرفتار
کرلو چہار جانب سے جادوگر دوڑے دخان کو گرفتار کیا چند جادوگر ساتھ تھے اُنسے کہا کہ
خدمت مین شاہی اسکو لیجا دکھنا کہ فوراً اسے قتل کرین اسینے طلسم کشا کو لوح تک پہونچایا ورنہ برسون
بھٹکتا لوح تک نہ پہونچا دس بارہ جادوگر دخان کی زبان مین سوزن کشان کشان لیے جاتے ہین قضا سے کار
راہ مین شاپور ایک ساحر کی شکل بنا ہوا اٹھا سنے جو دور سے دیکھا کہ دخان جادو کو چند ساحر گرفتار کرکے
لیے جاتے ہین شاپور ایک جانب بھاگا میمون تاجدار کی شکل بنکر ایک نخل کے سائے مین بیٹھا اسباب
سحر آگے رکھ لیا کہ وہ ساحر ادھر سے گذرے بادشاہ کو دیکھکر سلام کیا کہا کہ حضور وزیر صاحب نے
اسے گرفتار کرکے بھیجا ہی مگر فرمایا ہو کہ فوراً اسے قتل کیجیے شاپور نے کہا کہ یارو مین قتل طلسم کشا کی تدبیر مین
ہون تم لوگ سامنے آگئے تمسے بات کرنا پڑی مین سحر بھیج رہا ہون دخان کو یہان ٹھہراؤ چند کش جھپٹ کر
گلابیان شراب کی لاؤ چند آدمی دوڑے گئے بھٹی سے جاکر بوتلین لائے سامنے شاہ کے رکھین شاپور
نے کہا کہ مین اسم سحر پڑھتا ہون تم سب ایک ایک جام پیو جب تم بیہوش ہو جاؤ گے وہان طلسم کشا گر بھاگا
بیہوش ہو جائیگا امان نہ پائیگا جادوگر بیٹھکر شراب پینے لگے شاپور نے بیہوشی ملا دی ہی شراب پی پی کر

بلبلا ئے اُٹھکر وہ ڑے بیہوش ہوے شاپور نے دخان کی زبان سے سوزن نکالی کہا بھاگ کر نکل
جائیے دخان نے کہا کہ ای شاپور بڑا احسان کیا اب ان سب کو قتل کرنا چاہیے شاپور نے خنجر کھینچا
دو چار جادوگر قتل کیے مرنے کی ساحرون کے آواز بلند ہوئی سامنے کوہ کہ کوہ سنگین اُس پہاڑ کا نام
ہو اور مالک اس پہاڑ کا اندر دورے کے بیٹھا ہی کہ کان مین آواز مرنے کی جادوگرون کے آئی سر نکال کے
دیکھا کہ ایک عیار اور ایک ساحرہ ساحرون کو قتل کر رہی ہی سنگین نکلا آواز دی کہ او دخان مین نے
تجھکو پہچانا بربادی طلسم کے درپے ہی یہ کہکے سنگین دوڑا دخان نے جو کیا سنگین نے ایک دو خنجر مارا کہ
دخان گر کر بیہوش ہوئی شاپور نے چاہا کہ جست کر کے بھاگون سنگین نے اشارہ کیا شاپور بھی زمین
پر گرا اب آگے اسنے باقی جادوگرون کو ہوشیار کیا انسے حال پوچھا کہا کہ اب تم جاؤ مین ان دونکو حضور
شاہ مین پہونچا دونگا جادوگر روانہ ہوے سنگین کو یمن دونون کو کھینچتا ہوا درہ کوہ مین لایا دونون
کو بٹھایا شاپور حیران دیکھ رہا ہی سنگین نے تھیلی اُٹھائی بائین ہاتھ پر ڈالی چلنے کی تیاری کرنیلگا
شاپور نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون ذرا کنارے آئیے تو کچھ عرض کرون
سنگین کنارے آیا شاپور نے کہا کہ جو تو فرمائیے مین طلسم کشا سے بگڑ کر نکلا ہون میری خطا معاف ہو جائیگی
سنگین نے کہا کہ تو طلسم کشا کو پکڑ لائیگا شاپور نے کہا کہ ابھی اگر مجھکو چھوڑ دیجیے تو ابھی گرفتار کرلاؤن نون
دھوکا کھائیگا میری قدردانی نہ کی شاہ طلسم اگر مجھکو نوکر رکھین گے کیا مجال کوئی پسر حمزہ طلسم مین آ سکے
علاوہ اسکے میرے پاس کچھ مال ہی جادوگرون کو مار کر لیا ہی چاہتا ہون کہ آپکے سپرد کرون مال کا نام سنکر
سنگین خوش ہو گیا پوچھا کیا مال ہو شاپور نے کمر سے اشرفیان نکال کر دین کہا یہ تو لیجیے مجھے
خدمتگارون مین شاہ کے نوکر رکھا دیجیے تو بڑا عیاری کا بھی پھینکتا ہون یہ سکے تو بڑے انگور کا انار
اُسمین رکھا تھا سنگین نے کہا یہ انار کیسا ہی شاپور نے کہا ہم عیار ہین جہان آپ دوا نہ ملائی کر
کھا کے بستر کی نوش فرمائیے غیر فصل کا انار ہو سنگین نے دانے نکال کر کھائے کیسا لذیذ انار تھا خوش
ہو گیا شاپور نے سارا انار کھلا دیا جب سب کھا چکا گھبرا کر کہا کہ میرا دل گھبراتا ہی شاپور نے کہا کہ انار نے
قوت دکھائی ذرا اُٹھکر ٹہلیے قوت آجائے سنگین اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ گرا شاپور نے خنجر سے اُسکا
سر کاٹا دخان کی زبان سے سوزن نکلی مرتے ہی سنگین کے پہاڑ جلنے لگا شاپور اور دخان باہر نکلے
شاپور نے کہا کہ مین خدمت مین آقا کی جاتا ہون تم کہان جاؤ گی کہا مین تلاش لشکر طلسم کشا مین جاتی ہون

یہ کہکے دخان روانہ ہوئی شاپور تلاش مین ایرج نوجوان کی چلا لیکن ایرج بموجب حکم لوح ایک باغ
مین پہونچے باغ مین سناٹا پایا حیران ہین کہ بموجب ہدایت لوح آیا یہان کسی کو نہ پایا قصد ہوا کہ لوح
دیکھون آسمان پر برق چمکی دیکھا دخان آکر پہونچی جھک کر سلام کیا کہا اے شہریار قنطور وزیر بارہ ہزار جادوگرون
کی جمعیت سے آپکی فکر مین آتا ہے لونڈی بہت بیتاب ہو ذرا لوح دیکھون سینے سے مس کرون کہ بیتابی سے مٹے
ایرج نے لوح دی دخان نے لوح دیکھی پیچھے ہٹی کہا او طلسم کشا منم قنطور جادو دیکھنے یون لوح
لینے مین سامنے دھوکا دیتے ہین ایرج جھپٹتے تھے کہ قنطور نے سحر کیا ایرج گرے قنطور نے کمر مین پنجہ دیا
لوح کو پیٹ کر جھولی مین رکھا خوشی خوشی طرف بادشاہ کے چلا صحرا مین جو پہونچا دیکھا کہ ایک طفل حسین
ہیکل گلے مین کرتا چکن کا پہنے ہوئے مشروع کا پاجامہ جوتا بھاری پہنے ہوئے جنگل مین دوڑتا پھرتا ہے
قنطور نے دیکھا کہ کسی رئیس کا لڑکا دیوانہ ہو گیا ہے لیکن نہایت حسین و جمیل ہے یہ سوچکر ہوا سے اُترا ایرج
کو ایک نخل کے نیچے ڈالدیا لڑکے کو آواز دی کہ میان صاحبزادے ادھر آؤ لڑکے نے اُٹھا کر ڈھیلا
مارا قنطور نے اپنے کو بچایا دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا لڑکا مچلنے لگا قنطور جھکا کہ گود مین اُٹھاؤن لڑکے
نے جواب مارا قنطور گرا نعرہ ہوا کہ منم شاپور شیردل جھولی سے لوح لی ایرج کے گلے مین ڈالی کہا
اسکو قتل کیجیے ایرج نے کہا کہ اے شاپور بیہوشی مین قتل کرون اسکو ہوشیار کرو شاپور نے کہا کہ آپ
پر فتور برپا کریگا ایرج نے نہ مانا چھینٹا پانی کا ماردیا قنطور کی آنکھ کھلی اُٹھتے ہی سحر کرنے لگا آگ
برسادی آواز دی کہ طلسم کشا کو لینا گوشہ ہائے صحرا سے بارہ ہزار جادوگر پیدا ہوئے ایرج تلوار کھینچکر
مصروف جنگ ہوئے لوح کو چمکا کر شمشیرزنی کر رہے ہین کہ دخان بھی آکر پہونچی شریک جنگ ہوئی
قضائے کار میمون تخت پر بیٹھا ہے کہ چند طائر آسمان سے گرے بشکل انسان ہو کر سامنے آئے عرض کی
کہ اے شہریار قنطور وزیر جنگل مین طلسم کشا سے لڑ رہا ہے لیکن طلسم کشا نہین رکتا جنگ ہو رہی ہے فوج گران
لیکر پہونچیے میمون اپنے مقام سے اُٹھا حکم ہوا تین لاکھ ساحرون کا لشکر تیار ہونے لگا خود تخت پر سوار
ہوا جادوگرون کو تعلیم کیا جہانتک ہوسکے سحر نہ کرنا دخان کو تو گرفتار کرونگا تم لوگ بلوہ کرکے کسی طرح
سے طلسم کشا کو گرفتار کرنا اُسوقت آکر پہونچا کہ جنگ ہو رہی ہے نعرہ ہوا کہ منم میمون تاجدار تین لاکھ
فوج سے آکر پہونچا دخان نے عرض کی کہ اے شہریار اب مشکل ہوئی بڑی جمعیت سے بادشاہ طلسم آیا
ایرج نے کہا کہ اے ملکہ دخان پروردگار مالک ہو شاپور نے حقہائے آتشبازی آر جادوگرون سے

ایرج نے برباد کیا سحر خوانی موقوف کی کشتین رسیان زنجیرین چہار جانب سے پھینکنے لگے ایرج کی بیقراری یہی کہ جھکے اشکباری کہ ای رب بے نیاز و ای خالق کارساز آفت سے ان ساحرون کے بچا بے نظم

بست بیش ہر نظر نور خدا
جلوہ گر ہست آن جمال جان فزا
واہو دو وحش و طیور و انس و جان
ورد ما گوئی و ہان خلق و ا
ہر کہ او ز نطفہ ادمے بد
مثل آئینہ صفا باشد صفا
دائما خم ادر گردن در سجود

مثل خور زیر و زبر جلوہ نما
ہر گدا سائل بباب دولتش
مستعد در بندگی صبح و مسا
عاشقان اندر محبت میکنند
بیند او را در خلا و در ملا
خاکسارش را نباشد در جہان
کن عبادت کن عبادت ہم دعا

بر جبین خوبرویان جہان
خاکیوں بارگہ ہر بادشا
در ثنا خوانی کشادہ ہر زبان
جان و مال خویش بر جانان فدا
سینہ اہل صفا از ہر غبار
خواہش دولت نہ فکر کیمیا

بیقرار ہو کر ایرج نے دعا کی پھر اسکے گرد آتشی تلم و نیلم لشکر ایرج کا لیکر پہونچے جو طرار زمان ایرج نے ایرج کو اس آفت مین دیکھا تلوارین کھینچکر جا پڑے شاپور نے گھوڑا ایرج کا پہونچایا کرہ بن اشقر کی پشت پر سوار ہوے جسطرف آئے افسر کو تاک کر مارا میمون بہ قہر و غضب تمام ایرج پر جا پڑا اکی ہاتھ تلوار کے مارے سحر کرکے آگ برسائی تب ایرج لوح کو بچاتے ہوے طرف میمون کے بڑھے اُسنے ہاتھ تلوار کا پھر مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی قصد کیا کہ پلٹون ایرج نے ہاتھ تلوار کا مار دیا گھبرا کر سپر سحر کو اٹھایا برق تیغ گری سپر کو کاٹا خرمن حیات کو برق شمشیر نے جلا دیا مارا جانا میمون کا کرنا تھا جو ساحر بھاگنے لگے افسران آکر شریک ہوا غرض کی غلام کو معاف فرمائیے ایرج نے سب کو مطیع کیا سب نے بخوشی اطاعت اسلام قبول کی اب ایرج قلعہ طلسمی مین آئے مال طلسمی نکلوایا ایک اژدہا جو اس طلسم مین تھا اُسکو مار پوست کشی کرائی اسکو درست کرا کے ارابے پر لادا گئی سواراپہ زرد سرخ و سفید کالا طرح جادوگر اُن کی افسر ملکہ دخان جادو فرمایا طرف طلسم ہفت پیکر کے چلو بیقرار ہین کہ قاسم کو جا کر مین رہا کرون اس زور و شور سے ایرج طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے کہ ان کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دوکانہ داستان چابک صبا رفتار کے گزارش ہوتے مین رہائی جہانگیر کی مکر ہفت پیکر باقی حالات متعلقہ داستان ہذا - عوض ساقی نامہ غزل تصنیف مصنف

طالب کو وصل کے یہ مطالبات بھر جواب
تار نظر کمر ہی نکلنے کا کمر جواب
نکلے کا نام شہر تمنو شان ہو اس سبب سے
طالب ہوئے سخنے وید کے نقش تھا کے گر پڑے
تیر نگہ کو دل میں جگر میں جگہ ملے
اس گل نے پڑھکے نامے کے پرزے اڑا دیے
تار نگاہ و غنچہ گل کی نظیر کب
تو قتل سے بچا مرا خط بھی پڑھا کب
معجزہ نمائیوں پہ جو آئے مرا مسیح
عہد شباب میں تھا مزا جھانک تاک کا
تقدیر کا لکھا کہ جب آیا دم اخیر
وصف رخ صبیح کے مضمون میں رقم
کرتی ہی ہمسری شب زلف دراز سے
شب بھر تو شور قلقل مینا تھا بزم میں
طول شب فراق جو میں نے بیان کیا
وہ ماہ درج حسن اگر امتحان سے لے

دیکھو تو سے سوال کا رنگ سحر جواب
باریک اس قدر ہی سب نے دیکھی نظر جواب
دیتا نہیں لحد میں بشر کو بشر جواب
ہوسے کو کیا ملا یہ سر طور پر جواب
ہو اس سوال کا لب سوفار پر جواب
لائی یہ خط شوق کا نامہ بر جواب
شق کمر دہن ہی دہن کا کمر جواب
اس نرگس سے ملا بھی کچھ اے نامہ بر جواب
دینے لگیں سوال کا سنگ و شجر جواب
رعشہ ہو سر میں دے گیا پائے نظر جواب
لایا سوال وصل کا شب نامہ بر جواب
اس فرد کا تو دے یہ بیاض سحر جواب
اے شام ہجر سوچ کوئی مختصر جواب
دینے لگی سحر کو صبوحی مگر جواب
فرمایا ہنس کے بات کا دے مختصر جواب
دیوان انوری کا لکھوں اے قمر جواب

چہرہ عیاران طرار و طراران خنجر گزار اس داستان دلستان کو یوں تحریر کرتے ہیں عمرو اقبالی کہ در سخن فروماندہ باشرح این داستان چنین کردند۔ سابق میں گزارش کر چکا ہوں کہ داراب و جہانگیر داخل قصر عشرت ہیں ہر وقت معشوقان پری چہرہ حاضر خدمت چابک و فتاح کشوری ایک عرصہ قید میں عیاروں کا سامنا ہفت پیکر کا نہیں ہوا کئی مرتبہ نگہبان سے عرض بھی کی ہفت پیکر سے حکم ہوا کہ ان مکاروں کو پڑا رہنے دو تکلیف اٹھائیں قید خانے میں پڑے ہی رہیں ایک دن چابک سوچا کب تک پڑے رہو گے کچھ نکلنے کی تدبیر کریں ایک دن صبح کو جو اٹھا چیخیں مار کر رونے لگا نگہبان نے پوچھا اسے قیدی کیوں روتا ہی چابک نے کہا کہ ابھی میں نے قدرت کو خواب میں دیکھا میں نے

قدرت کو سجدہ کیا سب مجھے قتل کر ڈالو زبان میری کاٹو کہ اس زبان سے قدرت پر لعنت کی لیکن اب مین
آگاہ ہوا کہ وہی پیدا کرنے والا ہی آ سینے سب کو شرف عطا کیا نگہبانون نے افسر سے عرض کی افسر نے
کہا کہ اسکو قید سے رہا کر دو پاس اسکے آقا کے بھیجو اوٗ قید چابک کی کاٹی در قصر عشرت پر جو چابک گیا لائے
دیکھا فوجین لشکر جمہور و قاسم کی در قصر عشرت پر اُتری ہین اندر آیا جہانگیر کو بڑے عیش و عشرت مین دیکھا
بیٹھے ہین پہلو مین معشوقہ پریچہرہ ناچ گانا ہو رہا ہی چابک کو دیکھکر جہانگیر خوش ہو گئے فرمایا ای
پیارے تم بغیر عیش و نشاط خاک تھا چابک نے محبت مین ہفت پیکر کی جہانگیر کو مبہوت دیکھا اُنھین
ہفت پیکر کا نام زبان پر چابک خاموش ہی مگر موافق مزاج جہانگیر باتین کرتا ہی ایک دن عرض کی
کہ ای شہریار برائے شکار چلیے جہانگیر نے طرف محل جی کے دیکھا آواز دی کہ یا خداوند اگر حکم ہو برائے
شکار جاؤن محل سے پتہ گرا اُسپر مرقوم تھا کہ برائے شکار جاؤ جہانگیر نے ملازمون کو حکم دیا چلیے قراول
حاضر ہوئے چابک جہانگیر کو لیکر واسطے شکار کے چلا معشوقہ کو بھی ساتھ لیا بارگاہ زربفتی ساتھ ہی
صحرا مین آئے شکار کھیلنے لگے دن کو شکار کھیلتے ہین رات کو آکر معشوقہ سے صحبت ہوتی ہی ہنگامہ عیش و
نشاط گرم ہوتا ہی دو دن شکار مین گذرے تیسرے دن چابک شب کو اسی فکر مین نکلا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو
کہ آقا اس بلا سے مہلت پائین پھرتا پھرتا شب ماہ ہی صحرا مین ایک باغ دیکھا اندر سے گانے کی آواز آئی
چابک عیار دیوار پر چڑھ کے باغ مین اُتر دیکھا صحن باغ مین چبوترے پر ایک نازنین بیٹھی ہو ناچ گانا ہو رہا
ہی وہ تصویرین سامنے رکھی ہین اُنپر ہاتھ پھیرتی ہی کبھی ماش کے دانے مارتی ہی چابک یہ معاملہ دیکھ
رہا ہی گانے والی برائے رفع حاجت آئی چابک نے اُس کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا ایسا گایا
کہ مالک سب کی افسر منتظم جادو بیقرار ہو گئی چابک کو بہت کچھ دیا کہا بوا آج تو ایسا گائین کہ بیقرار
کر دیا خوانندہ دل غم عیش سے بھر دیا دلون باتین حاصل ہوئین فرحت تازہ و سرور بے اندازہ چابک
نے کہا اب دن کو گاؤنگی منتظم نے کہا ہین ہمکو فرصت بہت کم ہی جہانگیر جو قصر عشرت مین ہی
اُسکا انتظام میرے سپرد ہی چابک خاموش ہوا کہا کہ اے ملکۂ عالم مین ساقی گری خوب کرتی ہون
کنجی میخانے کی مجکو دیجیے منتظم نے کنجی چابک کو دی چابک نے میخانے مین آکر شراب تقسیم کرنا شروع
کی پانچ سات گلابیان نہایت لعل سے محفل مین لایا پیشواز منگا کر پہنی زنانے کپڑے پہنکر خوب ناچا خوب گایا
جام لبریز کرکے سر پر رکھا توڑے لیتے ہوئے سامنے منتظم کے آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسی شاہزادیون کو

سر سے شراب پلانا چاہیے یہ کہکے جھکا منتظم نے جام لیا بخوف پی گئی چابک نے دورہ بادۂ جادو گھڑی مین
سب کو شراب پلائی منتظم گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی گر کر بیہوش ہوئی ساتھ والیان بھی اٹھ اٹھ کر گرین سب
برلب فرش فرش ہوئین چابک نے خنجر کھینچا یہان بارگاہ جہانگیر مین وہ وقت ہی کہ معشوقہ سے اختلاط ظاہری کر رہے
ہین کہ چابک نے خنجر مارا منتظم کا سر کٹ کے سر کٹتے ہی ایک شعلہ بھڑک کر گرا تمام کنیزین جلنے لگین باغ مین
آگ لگ گئی چابک منتظم کو مار کر بھاگا یہان وہ وقت ہو کہ جہانگیر نے اُس معشوقہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکر
بوسہ لیا اُس نازنین نے ایک چیخ ماری اور گر کر بیہوش ہوئی جہانگیر بھی بیہوش ہو گئے سب لشکر والے غافل
پڑے ہین کہ چابک آکر پہونچا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین بارگاہ مین آیا دیکھا پہلو مین جہانگیر کے ایک
سیاہ روز نگن پڑی سو رہی ہی جہانگیر بھی بیہوش ہین چابک نے پہلے جہانگیر پر گلاب کیوڑہ و بید مشک
چھڑکا جہانگیر نے آنکھ کھولی گلے مین تصویر ہفت پیکر پتلے بازو پر بندھے ہین جہانگیر نے کہا کہ ای
چابک یہ ہفت پیکر کون شخص ہی پتلے کسنے تمہارے میرے بازو پر باندھے چابک نے رو رو کر
سب کیفیت بیان کی کہا آپکے غلام نے جا کر منتظم کو مارا اب حضور اپنے ہوش مین آئے دیکھیے معشوقہ
آپکی سو رہی ہی یہ وہم مکر حیلہ نے پھیلایا تھا جہانگیر نے کہا کہ ای چابک پروردگار ہر جگہ مالک ہی
نہین معلوم قاسم نوجوان کس کے سحر مین مبتلا ہین اب چل کر انکی تدبیر کرین صبح کو پشت مرکب پر سوار ہوئے
چابک نے رکاب پر ہاتھ رکھا پانچ سو جوان ہمراہ تھے انکو ساتھ لیکر اُس صحرا سے نکلے کوہ یاقوت پر
صبح کو ہفت پیکر کا جلوس تھا یاقوت تاجدار سامنے حاضر ہی کہ تصویر سے آواز آئی کہ ای بندگان
من عیار مکار نے بڑی بے ادبی کی کہ منتظم جادو کو مارا جہانگیر کو لیکر نکل گیا کوئی ایسا سردار ہی کہ
مشکین باندھکر جہانگیر کو لائے بڑے بڑے جادوگر بڑے بڑے پہلوان جمع ہین ہر ایک نے قصد کرکے عرض کی کہ اگر
حکم خداوند ہو فوراً مشکین باندھکر لائین سرکش فیل سوار غیر ساحر ہو چالیس ہزار فوج کی جمعیت
سے تلاش جہانگیر مین چلا جہانگیر اُس جنگل سے نکلے کئی صحرا طی کر چکے ہین کہ ایک گاؤن سامنے معلوم
ہوا چند مکان خام اور پختہ اور چھپر ہزارون پڑے ہوئے اندر سے گاؤن کی گرد اُڑتی دیکھا ایک
جوان قوی تن قوی من ایک ٹٹوے پر سوار تیغہ چوڑا کمر سے لگا ہوا ڈھال سیاہ دروں کی پشت
پر تیر کستھا بائین ہاتھ پر لگائے ہوئے پشت پر بارہ ہزار ملازم دھوتیان باندھے ہوئے مرزائی
پہنے ہوئے اُوراج کے ملنے لگون مین ایک دانہ اُوراج کا اور ایک سونے کا اس طرز سے مرزائی پر

اسکو پیتا ہی مخوار زمیندار جہانگیر کا آکر سد راہ ہوا پکار کر آواز دی کہ ہمارے ڈانڈے سے لشکر نہ لیجاؤ
جہانگیر اسی مقام پر اُترپڑے زمیندار نے بھی خیمہ استادہ کرایا مقابلے مین جہانگیر کے اُترا دن سے
طبل جنگی بجوا دیا جہانگیر بے سامان ہین ایک نقارہ لشکر مین تھا وہی بجایا رات بھر تیاری ہوئی صبح کو
میدان مین آئے زمیندار نے آکر ٹٹو کو بڑھایا پکار کر آواز دی کہ وہ جوان کہان ہی جہانگیر کسکا نام ہی
جہانگیر نے مرکب نکالا آکر تگاور زن ہوے قریب تھا کہ زمیندار ٹٹوے سے گر پڑے اپنے کو
سنبھالا جہانگیر پر نیزہ مارا جہانگیر نے تیسری طعن مین نیزہ نکالدیا زمیندار نے تلوار کا ہاتھ مارا جہانگیر
نے روک کر ہاتھ مارا کہ زمیندار کے دو ٹکڑے ہوے فرداً فرداً جوان جہانگیر کے مقابلے مین آئے
چودہ افسر جہانگیر کے ہاتھ سے مارے گئے گنوارون کا پرا بندا ہی جہانگیر للکار رہے ہین کوئی مقابلے
مین نہین آتا بعض آواز دیتے ہین کہ گسائن اب آپ جائیے آپکو کون روکتا ہی جہانگیر کہتے ہین تمکو
مسلمان کرکے جائین گے گنوار ہاتھ جوڑ رہے ہین کہ آپ کو روکا تھا اب نہین روکتے جائیے گاؤن
کے بیچ سے چلے جائیے کھیت بھی پامال ہونگے تو ہم بھی کچھ نہ کہین گے جہانگیر مبارزطلبی کر رہے ہین کہ
صحرا ستہ گرد اُٹھی سرکش فیل سوار مع چالیس ہزار فوج کے آکر پہونچا جہانگیر کو جو دیکھا آواز دی کہ او
جوان تو نے غضب کیا کہ خداوند کو چھوڑ کر یہان بھاگ کر آیا اب تجھے گرفتار کرکے لیجاؤنگا گنوارون سے
پوچھا گنوارون نے دہائی دی کہ چودہ افسر ہمارے مارے گئے اے پہلوان قدرت ہمکو اس ظالم کے
ہاتھ سے بچائے سرکش نے کہا کہ اے جہانگیر اب جاکر اُترو ہم طبل جنگی بجوائین گے اگر صبح کو تم نے ہمسے
اسلام کی خدمت خداوند مین باآبرو تمکو لے چلین گے اب یہی سرکشی باعث خرابی ہی اگر خلاف کیا
دونون لیجائین گے کہ جیسے گنہگار کو لیجاتے ہین یہ کہکے پلٹا گنوارون کو بھی ساتھ لے گیا تھرے کو
پشت پر لیکے اُترپڑا جہانگیر اپنے مقام پر آکر فروکش ہوے سرکش نے طبل جنگی بجوایا جہانگیر نے
حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا لشکرون مین تیاریان ہونے لگین لیکن سرکش تنہائی مین بیٹھکر بلک بلک کر
دعائین مانگنے لگا کہ یا خداوند ہفت پیکر یہ جوان نہایت زبردست ہی چودہ افسر گنوارون کے جسکے
ہاتھ سے قتل ہوے ہین ایسے ظالم سے کیونکر بچونگا یا خداوند مدد دیجیے پہلو سے خیمے سے آواز آئی
کہ غلام حاضر ہی جو ارشاد ہو بجالاؤن یہ کہکے عیار اسکا صرصر باد پیما سامنے آیا عرض کی کہ غلام نے
ابھی خواب مین خداوند کو دیکھا حکم ہوا کہ تیرا آقا دعا مانگ رہا ہی جاکر اسکی شراکت کر بندہ مغضوب کو

پکڑلا سرکش خوش ہوگیا کہا کہ ای صرصر اپنے کو جلد پہونچا گرفتار کیکے لا صرصر باد پیما صورت بدل کر باہر
نکلا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر جہانگیر مین آیا چابک اپنے مقام پر پڑا سو رہا ہی صرصر نے نقب لگائی
پہر رات رہے مہرۂ نقب توڑا جہانگیر کو دیکھا سوتے ہین قریب آیا بکنچے مین بیہوشی رکھکر بیہوش کیا پشتارہ
باندھا اسی نقب سے لے نکلا بھاگا بھاگ جاتا ہی چابک پڑا سو رہا تھا عالم خواب مین صاحبقران کو
دیکھا فرماتے ہین کہ کیون چابک یہ غفلت تیرے آقا کو عیار لیے جاتا ہی چابک گھبرا کر اٹھا دوڑا ہوا
در بارگاہ پر آیا نگہبانون سے پوچھا خیر و عافیت تو ہی نگہبانون نے کہا کہ اب تک تو خیریت ہی چابک
اندر آیا پلنگ خالی پایا نقب دیکھکر بدحواس ہوا فوراً نقب مین کو دوڑا نقب طی کر کے نقش پا دیکھتا ہوا
صحرا مین پہونچا دیکھا کہ عیار ایک مقام پر ٹھہرا ہی پشتارہ زمین پر رکھدیا ہی چابک دوڑا آواز دی
کہ او مکار و غدار تجکو کیا جانے دونگا منم چابک صبا رفتار یہ کہکے تیغچہ مارا دونون مین تیغچہ چلنے لگا
سناٹا جنگل کا چابک نے تنگ کردیا ہی ناظرین کو یاد ہوگا کہ طلسم ہوشربا مین عمرو کو یہی جواب دیتا
تھا اس کن سے لڑ رہا ہی کہ صرصر کو حیران کردیا ہی اتنی دیر تلوار چلی کہ سپیدۂ سحری نمودار ہوا
صرصر نے دیکھا کہ اب یہ مجکو گرفتار کرلے گا اندھیرے مین بچ رہا تھا اب روشنی مین جان بچنا دشوار
ہی بیقرار ہوکر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر غلام کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے جیسے ہی
صرصر باد پیما نے یہ کہا ایک پنجہ آسمان سے گرا چابک کو اٹھا لے گیا صرصر باد پیما نے
پشتارہ اٹھا لیا لیکر بھاگا تعریف ہفت پیکر کرتا ہوا لیکن چابک کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک
ساحرہ بیٹھی لیکر آئی تیغچہ کھینچے کھڑی ہی کہ او ظالم تو نے عیار پہلوان قدرت کو رد کا ذرا خوف نہ کیا
ابھی تجکو قتل کرتی ہون چابک نے ہاتھ باندھکر کہا کہ او ملکۂ عالم مین تو ہمیشہ سے اس فکر مین تھا کہ کوئی
ساحرہ جلیل مجکو ملے خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی لیجائے مین بھی سے قدرت کو سجدہ کرچکا لیکن
جمال دیکھلون تو اعتقاد مضبوط ہو کلنگ جادو نے کہا کہ او عیار میرے ساتھ مکر کی باتین نہ کر چابک
نے کہا کہ ملکۂ عالم جو دل مین ہی عرض کرتا ہون میرے پاس کچھ مال ہی وہ اپنی حفاظت مین رکھیے چاہیے
اکثر ساحرون کو مالا انکا مال لوٹا نہ جاتا ہی بطور حفاظت اسکو اپنے پاس رکھیے جب عنایت
خداوند میرے حال پر ہوا اور مین بندگان خاص مین منسوب کیا جاؤن اس وقت آپ سے
لے لونگا کلنگ نے کہا کہ کیا شی ہی کہا حضور سب کچھ ہی جو آپ کہین وہی دون ایک ڈبہ

میرے پاس ہی تاج افراسیاب کا انہین جواہر ہی جب مین نے دکھایا صاحبون سے یہ کہا کہ اسکی قیمت کوئی
بڑا مہاجن لگائیگا کلنگ نے کہا کہ مین تو دیکھون چابک نے توڑے سے نکال کر ایک ڈبہ پیش کیا
کلنگ نے دیکھا کہ ایک چاندی کا ڈبہ کیسا خوبصورت بنا ہی کہ سبحان اللہ کلنگ بیقرار ہو گئی کہا کہ
میان چابک اسے کھول کر دیکھون چابک نے کہا حضور اسے دیکھیے نہین آپ تو میرے مال کی فقط
نگہبان ہین میرا دل بیتاب ہوتا ہی آپ کھولنے کا نام لیتی ہین مین بیقرار ہون باغ سیب مین جا کر عیاری کی
افراسیاب ایسے ہوشیار کو بیہوش کیا تب یہ چیزین دستیاب ہوئین آپ انھین دیکھنے کو کہتی ہین خیر
دیکھ لیجیے جیسے ہی کلنگ نے ڈبہ کھولا دھوان نکلا کلنگ بیہوش ہوئی چابک نے خنجر مارا
اندھیرا ہو گیا چابک کود کر بھاگا آوازین پشت پر سے آئی ہین کہ او ظالم غضب کیا کہ ایسی ساحرہ
کو مارا قدرت تجھ سے بدلا لین گے جب کئی کوس نکل آیا تو آواز آئی کشتی مرا نام مرا کلنگ جادو
بود پھر آوازین آنا موقوف ہوئین چابک صورت بدلکر بھاگا ہوا لشکر سرکش مین آیا دیکھا فوج مین
جا بجا ذکر ہو رہا ہی کہ پسر حمزہ کو گرفتار کر لیگا اب پہلوان صاحب قتل کرین گے چلو چلکر پسر حمزہ کو دیکھ
تو لین کوئی کلمات حسرت کہہ رہا ہی کہ بھائیو مسلمان بلا کے ہین طلسم نور افشان کو فتح کیا افراسیاب
ایسے ساحر کو مارا اب طلسم ہفت پیکر پر سب کی لشکرکشی ہو دیکھین کیا ہوتا ہی چابک سنتا ہوا بارگاہ
مین آیا دیکھا سرکش تخت پر بیٹھا ہی جہانگیر سامنے مسلسل و مطوق بیٹھے فرما رہے ہین کہ او مکار عیار سے
بھروسے پر دعوی پہلوانی انشاء اللہ کھل جائیگا سرکش کہتا ہی کہ او پسر حمزہ دم بھر مہلت نہ دونگا
سر کاٹ کر تیرا خدمت مین خداوند کی روانہ کرونگا مین جس پر چڑھ گیا اُس ملک کو ویران کیا میرے
ہاتھ سے کبھی حریف نہین بچا ارے جلاد کو بلاؤ چابک ڈھاٹا باندھے ہوئے شلنگین لگاتا ہوا خنجر کھینچے
ہوئے سامنے آیا کہا کہ اے شہنشاہ پہلوانان مین مسلمانون کے نام کا دشمن ہون جسکو اشارہ کیجیے کہ
قتل کردون سرکش نے کہا کہ اس مسلمان کا سر کاٹ لے چابک جھپٹ کر قریب جہانگیر کے آیا اشارہ
کیا کہ آقا غلام آپ کا حاضر ہی ذرا سنبھل کر بیٹھیے غلام ہتھکڑی کاٹتا ہی جہانگیر یون ہی زنجیر ہلا رہا تھا جو
تیور پر بل پڑ گئے سنبھل کر بیٹھے سرکش نے حکم دیا چابک نے خنجر مارا ہتھکڑی کی ٹلی خانہ زرین اگر قید کو
توڑ کر پھینک دیا یک پہلوان کو اُٹھ کر مار الغرض کے لڑنے لگے پلچ پی سواران سے کے گوش بر آواز
تھے اپنے آقا کے نعرے کی آواز سنتے ہی جا پڑے چابک نے چند حقے آتشبازی کے مارے جہانگیر

لڑتے ہوئے باہر نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا سرکش گینڈے کو اڑا کر باہر نکلا جہانگیر کو لڑتے دیکھکر جا پڑا
کئی ہاتھ تلوار کے مارے جہانگیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کر
اُٹھا لیا سرکش نے کہا کہ ای شہریار الامان فرمایا امان بشرط ایمان سرکش نے کہا کہ غلام مسلمان ہوتا ہی
جہانگیر نے ہاتھ سے رکھدیا سرکش قدموں سے لپٹ گیا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا پکار کر آواز دی کہ خبردار
کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے افسران فوج آکر حاضر خدمت ہوئے خیمے بارگاہیں موجود ہیں بارگاہ استادہ ہوئی
جہانگیر سرکش کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے صحبت آراستہ ہوئی کہا ای برادر شاہزادہ خاور سپاہ
ہماری فوج کا افسر بلا میں مبتلا ہی ہفت پیکر پرست ہو گیا ہی میں چاہتا ہوں کہ اپنے کو تا طلسم
ہفت پیکر پہونچاؤں قاسم کو چھڑاؤں سرکش نے عرض کی کہ غلام آپکو لے چلیگا مگر ای شہریار
کیا تدبیر ہوگی یہ مقامات عجائب و غرائب سے مملو ہیں سحر کا اُسکے زور بندھا ہوا ہی جو کہتا ہی وہی ہوتا ہی
کیونکر کیوں کہ آپ چلیے جہانگیر نے کہا کہ ای بہادر جب تلوار کھینچی کوئی شعبدۂ سحر سامنے نہیں آتا جب
میں نورافشاں میں پہونچا دل بیغہ بلاکش ملا پھر لوح بھی لی گل حیات کوکب پر قبضہ کیا میاں
کوکب کی جان پر بنی تھی صاحبقران آ گئے مجکو زیر کیا میں نے سب تحفہ جات کوکب کے
سپرد کیے یہاں بھی سبب پیدا ہوگا قاسم کی رہائی ہم دستوں کے ہاتھ سے ہو دست راستی کا ہمیں دخل
نہ ہوا اور سب جوان چلے ہیں کشتی گیر و کشتی گیر زادہ بلکہ خبر پائی ہی کہ نورالدہر نے کوئی طلسم فتح کیا
لیکن ہمارا شیر دلیر بھی برابر پہونچا دو سر طلسم ایرج نے فتح کیا افسوس ہی کہ یہ لوگ پہونچے اور ہم
نہ پہونچیں سرکش نے عرض کی کہ حضور وہاں بڑی مشکلیں ہیں میں کیونکر عرض کروں کہ تا بکوہ ہفت پیکر
پہونچیں اور جو شخص اُسکے عجائب و غرائب میں مبتلا ہوا اُسکو آپ رہا کریں نہایت ہی دشوار ہی جہانگیر
فرماتے ہیں کہ ای برادر تم چل کر دیکھنا کیسی تلوار چلتی ہی الامان الامان کی صدا بلند ہوگی سرکش نے
عرض کی کہ غلام دامن دولت نہ چھوڑے گا حضور کے ساتھ چلیگا کہا کہ لشکر تیار کرو سرکش نے نکل کر
فرمایا کہ لشکر تیار ہونے لگا چابک قریب جہانگیر کھڑا ہی چپکے چپکے کچھ عرض کر رہا ہی کہ لشکر میں ہلڑ مچا
باعث یہ ہی کہ کوہ الماس پر تصویر ہفت پیکر اپنے بندوں سے باتیں کر رہی ہی کہ الماس تاجدار
نے عرض کی یا خداوند سرکش فیل سوار جو پہلوان گیا تھا اُسکا کچھ حال نہ معلوم ہوا تصویر نے جماہی
لی آواز دی کہ ارے سرکش پر کیا گذری ایک طائر پہلو سے کوہ سے پیدا ہوا آواز دی کہ یا خداوند

سرکش مسلمان ہو گیا اُس مغضوب کا ساتھ دیا تصویر نے آواز دی کہ ای طائر قدرت گنہگار کو لینا وہ طائر غائب ہوا وہاں لشکر جہانگیر نے دیکھا کہ ایک جوان سیاہ رو پکارتا ہوا کہ ارے گنہگار کہاں ہو راہ میں جسنے روکا کسی کو طمانچہ مارا کہ اُسکا سر اُڑ گیا کسی کو لات ماردی وہ پامال ہوا اس طرح لشکر والوں کو مارتا ہوا جہانگیر کا نام زبان پر چلا آتا ہو ہرکاروں نے بڑھکر خبر دی ایک زنگی لشکر کو پامال کرتا ہوا آتا ہو جہانگیر تلوار کھینچکر اُٹھے چاہیک ایک جانب بھاگا گوشے سے آکر دیکھنے لگا جہانگیر تلوار کھینچے ہوے سامنے اُس زنگی کے پہونچے زنگی نے للکارا کہ منم شہباز رازدار میرے سامنے یہ بے ادبی جہانگیر نے چاہا کہ ہاتھ تلوار کا ماروں اُسنے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا آواز دی کہ او سرکش تجکو خوف نہ آیا قدرت کو بُرا کہا تلوار کھینچکر سرکش بھی جا پڑا ایک تلوار کا مارا ایک ہاتھ پر جہانگیر چڑھا ہوا ہی دوسرے ہاتھ سے تلوار سرکش کی بھی چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے سرکش کو بھی اُٹھا لیا دونوں کو لیکر لشکر والوں کو آواز دی کہ تم یہیں پڑے رہو آب و دانہ تم سب پر بند جو حکم خداوند ہوگا ویسا کیا جائیگا یہ کہکے اشارہ کیا منہ سے دھواں چھوٹا یہ معلوم ہوتا تھا کہ درہ کوہ کھل گیا دھواں نکل رہا ہی اسقدر دھواں منہ سے نکلا کہ سارے لشکر کو دھوئیں نے گھیر لیا دھوئیں میں اہل فوج مبتلا ہوے جہانگیر و سرکش کو لیکر طرف آسمان کے چلا کوہ الماس پر پہونچا تصویر سے عرض کی کہ یا خداوند یہ گنہگار حاضر ہیں بقہر و غضب تمام آواز آئی کہ ان دونوں کو قصر مشقت میں لیجاؤ ذرا اپنے حال زار کو دیکھیں یہ جو تصویر نے آواز دی جہانگیر اور سرکش کے ہاتھ پانوں میں رعشہ آگیا آنکھیں بند ہونے لگیں بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک قصر تنگ و تاریک ہی جہانگیر نے اپنے کو قریب سرکش فیل سوار پایا زنجیریں ہلانے لگے اندھیرے میں سر ٹکراتے ہیں کسی مددگار کو نہیں پاتے ہیں دن بھر اسی آفت میں گذرا شام جو ہوئی دروازہ کھلا وہی زنگی سیاہ رو تیرہ درون دو روٹیاں اور ایک آبخورہ پانی کا لیکر آیا جہانگیر نے پھینک دیا کہا یہ لیجا کر ہفت پیکر کے سر پر مارا صاحبقران کے بیٹے کیواسطے یہ کھانا کیا رئیس زادے قید نہیں ہوتے اُس زنگی نے کہا کہ او جوان قیدی کو یہی کھانا ملتا ہی اول تمکو قدرت نے قصر عشرت میں داخل کیا اُسکا انجام یہ ہوا کہ تم قصر عشرت سے نکل گئے اب چندے تمکو اسی مصیبت میں رہنا پڑیگا جب تک کہ قدرت کا حکم نہ ہو تب تک یہاں سے رہائی نہ پاؤگے یہ کہکے زنگی چلا گیا جہانگیر نے کھانا نہ کھایا سرکش نے کھا لیا کہا کہ ای شہریار بہ اسے

بس مین بین کیا اختیار جہانگیر نے کہا کہ ہم نہ کھائینگے دوسرے دن پھر زنگی آیا جہانگیر کا عجب حال دیکھا
ہر چند زنگی نے بھی کہا کہ ای شخص کھانا کھا لے کیون جان دیتا ہی بیان کوئی پوچھنے والا نہین ہی اور ای گنہگار
اب تجھ سے بات نہین کیجاتی ہو جہانگیر نے کہا کہ رزاق مطلق مجکو رزق پہونچا دیگا زنگی چلا گیا مگر پھرتا
ہوا جاتا ہی کہ اسنے دیکھا ایک لڑکا نہایت حسین و کمسن بیٹھا ہوا نخل کے نیچے رو رہا ہی زنگی نے کہا ای لڑکے
تو کون ہی کیون روتا ہی لڑکے نے کہا کہ باپ میرا شکار کو آیا ایک شیر نے اسکو کھا لیا مین دن
سے اس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون زنگی کو اس لڑکے کے حال پر رحم آیا کہا کہ میرے ساتھ چل مین ایسے
مقام پر تجھے پہونچا دون کہ نہایت چین سے رہیگا لڑکا اٹھ کھڑا ہوا زنگی لڑکے کو لیکر چلا جنگل مین ایک
قصر تھا اسمین لایا کنیزین وہان پھر رہی تھین اُنھون نے پوچھا ارے سیاہ صحرائی یہ لڑکا کون ہی
زنگی نے کہا کہ اسکے باپ کو ایک شیر کھا گیا تھا یہ بھوکا پیاسا جنگل مین پڑا تھا مین اسکو لے آیا ہون محل
مین ملکۂ عالم کی رہیگا کھانا ملا کرے گا تم سب کا کام کرے گا ملکہ کہان تشریف رکھتی ہین کنیزون نے کہا
کہ ملکہ ماہ رخسار بارہ دری مین تشریف رکھتی ہین ابھی سو کے اُٹھی ہین زنگی لڑکے کو لیے ہوے بارہ دری
مین آیا ایک نازنین آفتاب عالمتاب نہایت حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہی سیاہ صحرائی نے سلام کیا لڑکے کو دیکھکر
ملکہ نے پوچھا کہ ارے یہ لڑکا کسکا ہی سیاہ نے کہا کہ حضور اس طرح اسکا باپ مارا گیا یہ بھوکا پیاسا مارا
مارا پھرتا تھا ملکہ نے لڑکے سے اشارہ کیا لڑکا بیٹھ گیا سیاہ صحرائی نے عرض کی کہ حضور ایک نیا معاملہ
گذرا ہی آپ نے جو حکم دیا تھا مین جا کر دو مسافرون کو پکڑ لایا ایک شخص اُنمین ایسا حسین و جمیل و شکیل ہی کہ جی
چاہتا ہی اسکی صورت دیکھا کرین آج تیسرا دن ہی کہ اسنے کھانا نہین کھایا جب سمجھاؤ تو کہتا ہی کہ ہمارا
رزاق مطلق پہونچائیگا آج تو بیہوش پڑا تھا ماہ رخسار نے کہا کہ ارے وہ بڑا رئیس زادہ ہی مین نے
سُنا ہی کہ حمزہ عرب کا بیٹا ہی بلا مین پھنس گیا ہی ہم آج کھانا بھیجین گے قدرت کا تو یہ حکم ہی کہ تڑپا تڑپا
کے مار ڈالو قدرت نے تو اسکو عیش و چین دے لیے قصر عشرت سے یہ نکل گیا قدرت کی پرورش
کا کچھ خیال نہ کیا یہ سنکر سیاہ صحرائی تو چلا گیا لڑکا کام خدمت مین مصروف رہا جب دن قلیل باقی رہا نرگس
کو بلا کر حکم دیا کہ ارے نرگس ہمارے خاصے سے کھانا لیکر قید خانے مین جا قید خانے مین دو آدمی ہین جنھون نے
تین دن سے کھانا نہین کھایا اُسکو کھانا کھلا آ نرگس کھانا لیکر چلی اُسی قید خانے مین آئی جمال بے مثال جہانگیر
پر جو نگاہ پڑی بیقرار ہو گئی جہانگیر سر بسر زنجیر پر خم کیے اپنے خدا کو یاد کر رہے تھے کہ نرگس نے

قریب آکر کہا کہ میان اُٹھو کھانا کھا لو ملکہ ماہ رخسار کو دعا دو اُنکے تصدق سے یہ کھانا ملتا ہی جہانگیر نے
بقہر و غضب اُسکی جانب دیکھکر کہا کہ او شخص کچھ دیوانی ہوئی ہی صدقہ تو جا کر کسی محتاج فقیر کو کھلا اُنکو کیون
ہمارے حال پر رحم آیا جو جبر جاہین کرین ہم کبھی ایسا کھانا نہ کھاینگے نرگس منک کر اُٹھی کہتی ہوئی کہ میان
بچہ دیوانے ہوے ہو نہ کھاؤ گے نہ کھاؤ قیدی کے واسطے خاطر کیا ملکہ کو خیال آگیا کہ اپنے خاصے سے یہ
کھانا بھیجا تم نخرے کرنے ہو جہانگیر نے جھڑک دیا نرگس بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی یہان دسترخوان بچھا ہو ملکہ
لڑکے سے باتین کر رہی ہین ایسی لڑکے نے میٹھی میٹھی باتین کین کہ ماہ رخسار نہایت محبت سے باتین کر رہی
ہی کہ نرگس بکتی ہوئی آکر پہونچی ملکہ نے پوچھا کہ ارے نرگس کیا ہوا نرگس نے کہا کہ واری وہ جوان تو
بڑا سخت مزاج ہو بھوک سے آنکھون مین دم ہی اُسپر تڑاسے ہین مین نے جو کہا کہ ملکہ کی ترقی حسن و جمال
کی دعا کرو اُنکا صدقہ قیدخانے مین کھانا ملتا ہی یہ سُنکے وہ بہت جھلایا واری مین سچ کہون مجھے اُسکا تڑانا بہت
ناگوار ہوا مین کھانا لیکر چلی آئی ملکہ نے کھانے سے ہاتھ کھینچا کہا او نرگس تیری آنکھین پھوٹین ایسے جلیل سے
یہ سخت کلامی کیون وہ کھانا کھاتا ہم خود کھانا لیکر جاینگے یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا کہ روشنی تیار کرو
کنیزون نے لالٹینین الماس نگار و یاقوت نگار ہاتھ مین لین ملکہ کے ساتھ ہوئین ملکہ خرامان خرامان
چلین یہان جہانگیر کو آج جو تھا دن ہو دل بیقرار ہو بھوک سے شکم دہشت ملا ہوا سر پیچ پیچ خم کیے بیٹھے
ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہ دروازہ کھلا جہانگیر سنبھل کر بیٹھے کہ روشنی نمودار ہوئی چند کنیزون
نے آکر لالٹینین رکھین بعد تھوڑے عرصے کے ایک ماہ تابان و مہر درخشان نہایت حسین و جمیل دریاے
جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن خرامان خرامان قیدخانے مین آئی مسکرا کر کہا نرگس وہ میان جی ان
قیدی کہان ہین نرگس نے جہانگیر کی طرف اشارہ کیا اب جو نگاہ ملکہ ماہ رخسار کی جمال بے مثال
جہانگیر پر پڑی عجیب جوان حسین کو دیکھا آنکھون مین جلتے یہ آنکھین نرگس شہلا نخین یا نرگس بیمار ہین
یا آہوان خطا و ختن کھینچے ہوے تلوار ہین ابروے خمدار کمان کیانی تیر مژگان براے شکار طائر دل
لیس ہین گردن صراحی دار چوڑا سینہ چھٹا ہوا گرتہ زیب جسم دیکھتے ہی ماہ رخسار کا یہ حال ہوا کہ پیشانی
پر پسینہ آیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا جہانگیر کی بھی جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک معشوقہ خوبرو خوش خو
عنبرین مو نشان شب فراق گیسو بقول شاعر شیرین کلام نظم

ہمیشہ مست کار شار رہین پلکین
کبھی چھری کبھی تیری کٹار رہین پلکین

یہ گھٹا اُٹھی ہیں برستی ہیں جیسے بارش میں
فراق یار میں یوں اشکبار ہیں پلکیں

یہاں گذر نہیں ہوا آنکھوں میں رات وعدے کی
گواہ طول شب انتظار ہیں پلکیں

وہ آنکھ جس سے چھڑی ہیں بست چشمن پہ بھی
شریک گردش نیل و نہار ہیں پلکیں

گڑی ہی سینوں کو تانے ہوئے صف عشاق
سنبھالیں نیزے اگر نیزہ دار ہیں پلکیں

پکا و شب مژہ لیجائے گی کہیں پس مرگ
کہ اپنے کام میں زیر مزار ہیں پلکیں

جگر کی پھانس ہی مژگان یار کی الفت
ہو دل میں تجھ کے نکلیں وہ خار ہیں پلکیں

غضب ہے شوخ نگاہی تمھاری آنکھوں کی
کہ جسکو دیکھ کے خود بے قرار ہیں پلکیں

جھپک گئی تھیں شب ہجر میں کہیں ہی دل
ہماری آنکھ سے کیا شرمسار ہیں پلکیں

نہ لگ سکے چلے بہت آہوے چشم یار سے دل
کہ تیر افگن و ضیغم شکار ہیں پلکیں

رُلا رہی ہی لہو یاد حق جو آنکھوں کو
جگر کے ٹکڑے ہیں منصور دار ہیں پلکیں

جمال شاہد معنی کیا کچھ نہیں ہیں کہ لیتیں
زبان چشم سخنگوے یار ہیں پلکیں

عجب جبین در جبین کو دیکھا کہ جہانگیر کے ہاتھ پانون میں رعشہ پڑ گیا قلب ٹھہر گیا سر جھکا لیا ملکہ اپنے کو سنبھالنے لگیں بعد عرصۂ دراز کہا کہ کیوں صاحب کھانا کیوں نہیں کھایا جہانگیر نے کہا کہ طبیعت بے لطف تھی آپ کی کنیز ہمکو صدری کھلاتی تھی ہمنے نہ کھایا ملکہ نے آنکھ سے اشارہ کیا قید جہانگیر کی کٹ کر گری مسکرا کر اُٹھیں کنیزوں سے اشارہ کیا کہ انکو باغ میں لاؤ یہ مقام ہمارے بیٹھنے کا نہیں ہی جہانگیر نے دامن پکڑ لیا کہا کہ ای ملکۂ عالم اگر ہمکو رہا کیا تو ہمارے رفیق کو بھی رہا کرو ملکہ نے مسکرا کر اشارہ کیا سرکش کے بھی جسم سے قید گری سرکش بھی اُٹھکر ساتھ ہوا ملکہ آگے آگے جہانگیر اور سرکش کو لیکر چلیں شدت سے بھوک کی جہانگیر سے چلا نہیں جاتا تھا کبھی لڑکھڑاتے ہوئے چلتے ہیں کبھی سرکش کا ہاتھ تھام لیا آکر باغ میں پہونچے دیکھا کہ باغ پُر بہار جنت نظیر شب کا وقت چاندنی کی بہار نسیم چلتی ہی بھینی بھینی بو پھولوں کی آتی ہی روشیں سبزیاں آراستہ ایک جانب بوستان چمن کا نکھار نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی زبان درازی عشق پیچان سے دام پھیلایا ہی طائران باغ کو پھنسایا ہی کبک خوش رفتار قہقہہ زن بار اثمار سے سر بسجود شاخہاے نخل چمن پھولوں کے جابجا انبار باغ پُر بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار شراب شبنم سے ہر گلعذار سرشار تماشا جہانگیر دیکھتے ہوئے بارہ دری میں پاس ملکہ ماہ رخسار کے آکر بیٹھے سرکش تُل سوا

اقبال پر شاہزادے کے غش غش کرتا ہی پیچھے آکر جہانگیر کے بیٹھا اُسوقت ہنگامہ صحبت گرم ہی ملکہ نے
دسترخوان کو اشارہ کیا دسترخوان بچھا ملکہ نے اشارہ کیا کہ تشریف لائیے تو ماحضر حاضر ہی تناول فرمائیے
جہانگیر آ بیٹھے چابک نے جو اپنے آقا کو دیکھا ملکہ کو آکر سلام کیا جسکو سیاہ صحرائی لایا تھا وہ چابک
صبا رفتار ہی آکر رومال ہلانے لگا جب ملکہ خاصہ نوش کر چکیں جہانگیر نے اول کھانے میں ہنکار کیا
جب ملکہ مطیع اسلام ہوئیں تب جہانگیر نے کھانا کھایا جب کھانا کھا چکے ملکہ نے اشارہ کیا کہ گائن کو
بلاؤ چابک نے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو کوئی چیز غلام گائے ملکہ نے اشارہ کیا کہ ساز درست ہو
چابک بیٹھکر تانیں مارنے لگا اب تو سب تعریفیں کر رہے ہیں ملکہ کہتی ہیں کہ میاں طفل صحرائی کیا کہنا
سب یہی کہتے ہیں کہ لڑکا خوب گاتا ہی کیا خوش آواز ہی صدا میں سوز و گداز ہی قضائے کار سیاہ صحرائی
جو قید خانے میں آیا دیکھا کہ ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹی پڑی ہیں دونوں قیدی ندارد بدمزاج وہاں سے چلتا
باغ میں ملکہ کے آیا گانے کی آواز سُنی کنیزوں سے پوچھا کون گا رہا ہی ایک نے اُن میں سے کہا کہ آج
ملکہ عالم نے بڑی گستاخی کی بالکل خوف خداوند بھولیں تمہارا بھی خیال نہ کیا قیدیوں کو زندانخانے سے
لے آئیں اُنکے پاس بیٹھی ہیں طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ جس جوان نے کھانا نہیں کھایا تھا اُسپر عاشق ہیں
یہ خبر سُنکر سیاہ صحرائی جھلاتا ہوا کہتا ہوا کہ ملکہ کی کیا شامت آئی ہی مشکیں باندھکر پاس خداوند کے
لیجاؤنگا سزا ملیگی یہ عہدہ نکل جائیگا مجکو برائے حفاظت حکم ہوگا یہ کہتا ہوا بارہ دری میں آیا دیکھا کہ
ملکہ ماہ رخسار نے عمدہ لباس جہانگیر کو پہنایا ہی چابک بیٹھا ہوا گا رہا ہی سرکش پشت پر چپکا بیٹھا
ہی کہ سیاہ صحرائی نے آواز دی کہ کیوں ملکۂ عالم یہ کیا حرکت کی یہ تمکو مناسب تھا کہ اس قیدی کو خداوند
نے سنا تھے خدا نا یا ایسا دل بیزار تھا کہ اپنی جانب نہیں توجہ کرائی یہی فرمایا کہ اسکو سزا دو جب تو جا کے
سپرد ہوا تم اسکو رہا کر کے یہاں لائیں اور پہلو میں جگہ دی ہی کچھ خوف خداوند نہیں بلا تکلف
بیٹھی ہو خیر جو کچھ کیا بہت اچھا کیا اب دونوں کو مجھے حوالے کر دیں جا کر انکو قید کروں میں عرض
کرتا ہوں کہ خداوند سے نہ کہونگا اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا سامنے
خداوند کے لیجاؤنگا وہ سزا ملیگی کہ عمر بھر یاد کرو ملکہ نے بگڑ کر کہا کہ ای سیاہ صحرائی اب جو ہمنے کیا اس
مقدمے میں ہمارے شریک رہو اب تو جو کیا سو کیا انکو قید خانے نہ لیجاؤ دشمنوں کی اُنکے جان
جائیگی غضب ہی کہ اس شہر سے چوتھے دن کھانا کھایا سیاہ صحرائی نے کہا کہ میں انہیں کھینچتا ہوا لیجاؤنگا

جاکرہ مین خیمہ کر دونگا یہ کہکے طرف جہانگیر کے چلا جہانگیر نعرہ کرکے جھپٹے سیاہ صحرائی نے اشارہ کیا کہ
تلوار ہاتھ سے نکل گئی اڑ کر زمین پر گرے سرکش اپنے مقام سے اٹھا اسنے پھر کچھ اشارہ کیا سرکش بھی گرا
ملکہ ہان ہان کرکے اٹھی کہتی ہوئی کہ او سیاہ بچہ دیوانہ ہوا ہو خبردار انکو گرفتار کرکے نہ لیجا اگر گرفتار کرکے
لیجائیگا تو بہت بری طرح پیش آؤنگی سیاہ نے کلمات سخت ملکہ کو کہے جب تو ملکہ نے موے زلف
توڑا کھینچ مارا زنجیر آہنی قریب تھا کہ گردن مین سیاہ کے پڑے سیاہ نے نام ہفت پیکر کا جو لیکر اشارہ
کیا زنجیر گلے مین ملکہ کے پڑی جھٹکا مارا کہ ماہ رخسار زمین پر گرین سیاہ صحرائی چلا کہ سر کاٹ لون چابک
صبا رفتار نے جو یہ معرکہ دیکھا کہتا جاتا تھا کہ آقا سے نامدار انکو سزا دیجیے ملکہ نے بہت خلاف کیا
جب اسنے ملکہ کو بھی گرایا اور خنجر کمر سے کھینچا اور طرف جہانگیر کے چلا یہ کہتا ہوا کہ خوب تو نے مکر پھیلایا
اسی وجہ سے کھانا نہین کھایا تھا ملکہ ایسی پری کو تسخیر کرلیا ملکہ کی اس وقت بیقراری زنجیر آہنی سے گلے مین
پڑی ہوی آنکھین نکل آئین ہین جہانگیر کے قتل کرنے کو سیاہ صحرائی چلا کلمات سخت کہتا ہوا کہ مین خداوند
سے عرض کرونگا ایسے مغضوب کا قتل ہونا ہی بہتر ہے چابک کہتا جاتا ہے کہ حضور نے خوب سزا دی
جھپٹ کے پشت پر آیا حلقہ کمند کا مارا اسباب بھی بار دیا سیاہ صحرائی چرخ کھا کے گرا جہانگیر
و ملکہ دیکھ رہے ہین کہ چابک نے لپٹ کر خنجر مارا سیاہ صحرائی کا شکم چاک قصہ پاک مر گئے
اسکے اندھیرا ہو گیا مدتے تک سنگباری و برفباری رہی بعد اسکے آواز آئی کشتی ہوا نام من سیاہ صحرائی
ہو ملکہ کی بھی زنجیر جلی جہانگیر نے اٹھتے ہی چابک کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ ای برادر تم کیونکر پہونچے
چابک نے کہا کہ مین کل سے حاضر ہون خدا کی قدرت کہ آپ بھی یہین آئے جہانگیر نے کہا کہ ملکہ پروردگار
نے اپنا فضل شریک کیا یہ مفتری مارا گیا اب مہربانی تمہاری یہ ہے کہ ہمین ٹھیک راستہ بتاؤ کہ ہم طلسم
ہفت پیکر پر جائین نہین معلوم کہ قاسم پر کیا گذری ماہ رخسار نے کہ وہ قصر عشرت مین چین کر رہے
ہین اور صاحبقران ایک پہلوان سے مقابلے مین فرد کش ہین اور بھی تمہارے بھائی بھتیجے لشکر لیکر
سنگے ہین یقین ہے کہ پہونچے ہون لیکن اے شہریار اصل کیفیت یہ ہے کہ طلسم ہفت پیکر نہایت مقام سخت
ہے وہان جاکر کیا کیجیے گا مجھسے جو متعلق تھی اب مین خبر نہ پہونچاؤنگی لیکن ہفت پیکر کے سلام کو ضرور
جاؤنگی ایسا نہ ہو دربانداز در اندازی کرین کہ ماہ رخسار نہین آئی اور کوئی فتور نہ برپا ہو دل تو یقین
یہ ہے کہ سیاہ صحرائی کے مرنے سے ہفت پیکر باہر ہو کچھ بلا نازل ہو تو عجب نہین یہ

سیاہ صحرائی بڑا ساحر تھا اسکو مرنا قدرت کو شاق ہوگا جہانگیر نے کہا کہ کچھ ہو ہم طرف طلسم ہفت پیکر
ضرور جائینگے ماہ رخسار نے کہا مین نے سر ہتھیلی پر رکھا آپ کے ساتھ ہون جو کچھ گذرے جہانگیر
نے کہا کہ فوج ہماری بلوائی جائے ماہ رخسار نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ انکا لشکر لاؤ چابک نے کہا کہ
مجکو بھی ساتھ لیچلو کنیز نے تخت سحر تیار کیا چابک کو اوسپر بٹھا لیا آکر لشکر والون کو اطلاع کی کہ آقا تمھارے
باغ ماہ رخسار پر ہین تم سب وہین چلو لشکر کوچ کرکے آیا جہانگیر نے بیرون باغ آکر بارگاہ استادہ کرائی
سرکش بھی ساتھ ہی بارگاہ استادہ ہوئی بارگاہ مین داخل ہوے سب سردارون سے حال بیان کیا
سب نے کہا کہ حضور چلکر طلسم ہفت پیکر فتح کرین ایرج و نورالدہر روانہ ہو چکے ہین یقین ہی کہ
سرحد مین پہونچے ہون ان دونون شیرون نے دو طلسم فتح کیے جسکی وجہ سے راستہ کھلا دو دن جہانگیر
نے بمشکل مقام کیا تیسرے دن رات کو حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ماہ رخسار نے بارہ ہی کنیزین ساتھ لین
ایک ابر تیار کیا قصد ہی کہ روانہ ہون صحرا سے گرد اڑی سو علم سیاہ نشان لاکھ فوج کا ظاہر ہوا ایک پہلوان
وضع گینڈے سو ہیتا تمام سوار و پیدل پشت پر اس دھوم سے آکر پہونچا مقابلے مین جہانگیر کے آواز دی
کہ ای ماہ رخسار تونے وہ حرکت کی کہ غضب قدرت مین گرفتار ہوئین تم سلطان ساحران تمھاری
بھی گرفتاری کا حکم ہی بہتر یہ ہی کہ چلی آؤ ورنہ سر میدان گرفتار کرونگا حکم ہی کہ بدولت لاؤ ماہ رخسار نے
جہانگیر سے کہا کہ دیکھیے آمد فوج شروع ہوگئی یہ ساحر جو آیا ہی نہایت زبردست ہی جہانگیر نے کہا
کہ جب ہمین اسکے خداوند سے جنگ منظور ہی تو یہ بیچارے کیا ہین جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا لشکر مین
پہونچے ہو بیٹھیگے چابک نے کہا کہ حضور کیون گھبراتے ہین انشاءاللہ رات ہونے دیجیے گرفتار
کر لاؤنگا سلطان ساحران اوترا اسنے طبل جنگی بجوایا یہان خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان
ہونے لگین چابک رنگ و روغن عیاری کا لگا کے لشکر مین سلطان کے آیا دریافت کیا معلوم
ہوا کہ سلطان سحر تیار کر رہا ہی چابک نے ایک مقام سے نقب دینا شروع کی سلطان بیٹھا سحر
تیار کر رہا ہی اسباب سحر سامنے رکھا ہی کہ زمین کانپی ہلا قہ لوٹا ایک ساحر زمین سے نکلا پکارتا ہوا کہ منم فرستادۂ
خداوند ہفت پیکر سلطان ٹھہر گیا ساحر نے نکلتے ہی نامہ دیا سلطان نے کہا کہ اسے تو زمین سے
کیون آیا کہا قدرت نے منع کر دیا تھا کہ عیار اسکا بلاے روزگار ہی ایسا نہو کہ تجھے گرفتار کر کے مار ڈالے اسلیے مین
اس طور سے آیا آپ نامہ پڑھیے سلطان نے نامہ کھولا اسمین لکھا تھا کہ ای سلطان تمھاری مدد کو یہ ساحر

آتا ہو جو تعلیم کرے بموجب اُسکے کاربند ہونا خلاف اسکے حکم کے نہ کرنا اُسی وقت سلطان نے کہا کہ ای ساحر
کل جنگ ہو ماہ رخسار آئی عشق مین جہانگیر کے مبہوت ہو سیاہ صحرائی کو قتل کر دیا آپ جہانگیر کا ساتھ
دیا ساحر نے کہا کہ حضور انگیٹھی آگ کی منگائین آگ روشن کرین تو مین عرض کرون سلطان نے انگیٹھی منگائی آگ
اُسمین روشن کی لوبان اپنے پاس سے ساحر نے نکالا کہا یہ لوبان آگ پر ڈالیے سلطان نے لوبان
ہاتھ مین لیا قصد کیا کہ آگ پر ڈالون کہ اسباب سحر جو سامنے رکھا ہو ایک پتلی سنہری اُٹھکر ناچنے لگی کہتی جاتی ہو
کہ گھڑی دو مین مر لیا بانجی سلطان نے پلٹ کر طرف چابک کے دیکھا کہا کہ ای ساحر دیکھ تو پتلی کیا کہتی ہی
جیسے ہی چابک طرف پتلی کے پلٹا سلطان نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا آواز دی کہ ادنا عیار مجھکو ایسا
نا سمجھ سمجھا ہو آج سب مسلمانون کی قضا میرے ہاتھ سے ہو چابک زمین پر گرا پتلی نے منہ پر ہاتھ پھیرا بانگے
روغن عیاری کا اُتر گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی سلطان نے چابک کو گرفتار کیا خدمتگارون کو آواز دی
خدمتگارون نے آ کے ایک عیار کو پڑے ہوے دیکھا کہا کہ اسکو لیجا کے قید خانے مین قید کرو خدمتگار
کشان کشان لے چلے داروغہ جیل خانے کو آواز دی زندان جادو دوڑا ہوا آیا چابک کو سپرد کیا
زندان جادو چابک کو لیکر قید خانے مین آیا چابک نے کہا کہ ای زندان سلطان ہماری
سماعت نہین کرتے ورنہ جہانگیر اور ماہ رخسار کو گرفتار کرلاتے تم ہماری سفارش کرو ہمکو رہا کرا دو ہم قدرت
خداوند ہفت پیکر سے آگاہ ہوے کہ سونے کی پتلی ناچتی تھی ہفت پیکر مین یہ قدرت ہی پھر ہم کیون ایسے کو
سجدہ نکرین یہ کہکے سجدے کرنے لگا کہ یا خداوند ہفت پیکر مین دل سے تیرا مطیع ہوا مجکو حکم ہو کہ مین جا کر
جہانگیر اور ماہ رخسار کو پکڑ لا دون جندون مین خداوند کے ہمیشہ رہون زندان جادو نے کہا کہ ای
عیار طرار ایسا نہ ہو کہ مین تجکو رہا کرون اور تو پلٹ کر نہ آئے چابک نے کہا جو زبان سے کہون اور
وہ نہ ہووے ابھی جا کے دونون کو لاتا ہون زندان نے عہد واثق لیکر چابک کو رہا کیا چابک عیار
قید خانے سے نکل کر بھاگا حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون جنگل مین پھر رہا تھا کہ دیکھا دو گنوار آتے ہین بڑھ کر چابک
نے دونون کو بیہوش کیا ایک کو جہانگیر بنایا اور ایک کو بشکل ماہ رخسار دونون کے پشتارے
پشت پر باندھے لشکر مین سلطان کے آیا لوگون نے پوچھا کہ مہتر صاحب کسے لائے چابک
کہتا ہوا کہ یارو کیا پوچھتے ہو مجکو خداوند کا ارشاد ہوا دشمن کے سردارون کو پکڑ لایا کہ جنگ کے نہ ہونے سے
لشکر بے سردار ہو گیا کل سب لشکر بھاگ جائیگا یا اگر اطاعت کرینگے یہ کہتا ہوا سامنے زندان کے آیا

کہا اے افسر عالی ہین ان دونون کو لایا زندان خوش ہوگیا کہا کہ اے چاپک کمال کیا کہا حضور یہ کتنی بڑی بات ہے میرا اعتقاد تھا شراب پلا کر بیہوش کر لایا ہے زندان جب لشکر حمزہ مقابلہ قدرت مین آئیگا وہ عیار کہ جسکے نام لینے کی منادی ہے اُس سے مقابلہ پڑیگا تب عیاریان دیکھنا آپ خیمے مین بیٹھے میرا کمال دیکھیے آپکے سامنے چند شعر گاؤن صبح ہوتے افسر کے پاس چلیے گا کہ میدان کارزار مین نہ جائے افسران عالی کو پکڑ لیا جس طرح سب نے لشکر کو ہٹا دیجیے آپسے بہت خوش ہونگے زندان کو لاکر خیمے مین بٹھایا باپان بجا کر کچھ اشعار گائے زندان بہت خوش ہوا جام شراب بھر کر کہا اسے نوش کیجیے عجب لطف آپکو ملیگا قدرت میرے سامنے آپ نیلکے فرماتے ہین کہ زندان کو راضی کرد تمکو راضی کرکے جاؤنگا یہ کہکے شراب پلائی زندان گھبرا کے اُٹھا لڑکھڑا کے زمین پر گرا چاپک نے اُٹھتے ہی اسکا سر کاٹا اور نکل کر بھاگا سلطان ساحران اپنے مقام پر بیٹھا سحر تیار کر رہا ہے کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من زندان جادو بود یہ صدا سنتے ہی سلطان دوڑا آکے دیکھا بیر محل مچا رہے ہین کچھ بن نہین پڑتا سلطان اُس خیمے مین آیا آکے دیکھا کہ دو لپشتارے رکھے ہین اُنکو کھول کے دیکھا کہ دو گنوار اُس لپشتارے مین بندھے ہوئے پڑے ہین ملازمون نے سب حال بیان کیا کیفیت سُنکر سلطان بہت جھلایا صبح ہوچکی تھی لشکر کو تیار کیا طرف میدان کارزار کے چلا یہان صبح کو جہانگیر نے اُٹھکر نماز پڑھی دعا کی کہ پروردگار مجکو جلد طلسم ہفت پیکر مین پہونچا یہ کہکر سلاح جسم پر آراستہ کرکے ماہ رخسار بھی آکر موجود ہوئین جہانگیر باہر نکلے لشکر تیار ہوا چاہا کہ طرف میدان کارزار کے جائین کہ ابر سیاہ اُٹھا بڑے زور سے مینھ برسنے لگا لشکر والے گھبرائے برف گرنے لگی ماہ رخسار نے طرف آسمان کے دیکھا کہا اے شہریار یہ سحر ہے سلطان کا یہ کہکے چند گولے مارے برف گھلنے لگی ابر شکست ہوا دھوپ نکل آئی لشکر نے تہلکہ سے نجات پائی طرف میدان کارزار کے چلے دیکھا کہ سلطان کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے یہی قصد ہے کہ لشکر کو مٹاؤن ہرکارون نے برف کی خبر دی پھر ابر کا مٹنا بیان کیا سلطان بہت جھلایا یہان جہانگیر میدان مین آئے ہین کہ سامنے سے چاپک آیا سب کیفیت بیان کی کہا کہ حضور میدان مین چلیں مین کنارے کنارے آتا ہون جہانگیر میدان مین آئے ماہ رخسار برابر ہین کہ سلطان نے گھوڑا میدان مین بڑھایا میدان مین آکر آواز دی ملکہ ماہ رخسار صاحب آئیے آپنے میرا ابر برف مٹایا اس طرح گرفتار کرکے لیجاؤن کہ سب کو تمھارے حال سے عبرت ہو

سب نے رات بھر کی مہلت دی تھی اگر شراکت نہ کی اب میدان میں تمکو حال معلوم ہو ماہ رخسار نے
جہانگیر سے اجازت مانگی جہانگیر نے کہا کہ میں خود جاؤنگا ماہ رخسار نے جہانگیر کو روکا خود میدان میں آئی
آپسمیں سحر چلنے لگے دو چار سحر آپس میں رفع دفع ہوے دونوں برابر سحر کر رہے ہیں کہ سلطان نے
ایک چیخ ماری ہفت پیکر کا نام لیا گولہ پھینکا گولہ جاکر پھٹا اسمیں سے دھوان نکلا ماہ رخسار بیہوش
ہو کر گری سلطان نے گرفتار کیا وہ بیہوش ہو چکی تھی ماہ رخسار کو لیکر پلٹا تو کہا کہ کل سب سے سمجھ لون گا
ایک زندہ نہ بچیگا ہی ماہ رخسار پر بڑا گھمنڈ تھا آکر ایک خیمے میں قید کیا سلطان آکر اپنی بارگاہ میں بیٹھا
سرداروں کو ترغیب دے رہا ہی کہ بلوہ کرکے کل سب کو گرفتار کر لینا کل مسلمان بچنے نہ پائیں کہ عرض ہوئی
در دولت پر جہانگیر دست بستہ حاضر ہی آپ سے تنہائی میں ملاقات چاہتا ہی سلطان خوش ہو گیا
سرداروں سے کہا کہ باہر جاؤ پسر حمزہ کو یہاں بھیجو سردار باہر گئے جہانگیر کو دیکھا کہ سر جھکائے ہوے
چپکے کھڑے ہیں سردار الگ ہوے جہانگیر اندر آئے سلطان کو جھک کر سلام کیا سلطان ساحران
اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقران تشریف لائیے کیا وجہ آنیکی ہوئی جہانگیر نے کہا کہ میں برائے
اطاعت حاضر ہوں مجھے خدمت خداوند ہفت پیکر میں لیچلیے پھر وہی قصر عشرت ملے سلطان نے
کہا کہ میں آپ کی سفارش کرونگا وہی قصر عشرت رہنے کو ملیگا آپ سے خداوند کو ایک ملال ہو چکا ہی
لیکن ضرور رحم فرمائیں گے جہانگیر نے باتیں کرتے کرتے ادھر اُدھر دیکھا سلطان نے پوچھا کہ کیا
تلاش ہی جہانگیر نے کہا کہ شب سے میں نے شراب نہیں پی سلطان نے اُٹھکر گلابی اُٹھائی کہا لیجیے
نوش فرمائیے جہانگیر نے جام لبریز کیا کہا کہ پہلے آپ پیجیے مجکو یقین ہو کہ میری خطا معاف فرمائیے گا
سلطان خوشی خوشی جام پیگیا پیتے ہی گھبرا کر کہا کہ کیسی شراب تھی دل گھبرانے لگا جہانگیر نے کہا کہ ذرا اُٹھکر
ٹہلیے سلطان اپنے مقام سے اُٹھا ٹھوکر کھا کے زمین پر گرا نعرہ ہوا کہ منم چابک صبا رفتار خنجر مارا کہ شکم
سلطان کا چاک ہوا ماہ رخسار جو خیمے میں بیہوش پڑی تھی اُسکو ہوش آیا تڑپ کر جو بلند ہوئی سُنا
کہ صدائیں آرہی ہیں کشتی مرا نام من سلطان ساحران بود اب تو ماہ رخسار کڑک کر گرنے لگی
لشکر سلطان پر آگ برسادی لشکر والوں نے تیغ کھینچ کے لاش سلطان کا اُٹھایا ایکطرف ہوا ہوکے
بھاگے جہانگیر اپنے مقام پر بیٹھے تھے نہایت تردد تھا کہ لشکر دشمن میں ہنگامہ سُنا باہر نکل کر دیکھا کہ لشکر
بھاگا جاتا ہی ماہ رخسار اور چابک آکر پہنچے سب کیفیت بیان کی جہانگیر نے کہا کہ بس اب کوچ کرو

طرف طلسم ہفت پیکر کے چلین ماہ رخسار نے کہا کہ کل سویرے چلیے جہانگیر نے کہا اب ایسا نہ ہو کہ
اور کوئی ساحر آ جائے تو بڑی مشکل پڑیگی بھائی چابک نے بڑا کام کیا کہ سلطان کو مارا جہانگیر تو فکر کوچ
مین ہین لیکن ساحر جو لاشہ سلطان لیکر بھاگے ایک صحرا مین آکر اترے اُس صحرا کا حاکم زندہ مزاج ہی لشکر
سلطان مین آیا حال پوچھا دریافت کر کے لاشہ سلطان پر آیا آواز دی کہ ای سلطان بڑا مقام تعجب
ہی کہ تم عیارکے ہاتھ سے مارے گئے جاؤ جا کر سب کو گرفتار کر لاؤ یہ جو زندہ مزاج نے آواز دی لاش کو یکایک
جنبش ہوئی با خداوند ہفت پیکر کہکر اُٹھ کھڑا ہوا زندہ مزاج سے ملا کہا بھائی تمنے بڑا احسان کیا ابھی
جا کر آفت بپا کر دونگا فوج کو ساتھ لیکر چلا یہان جہانگیر فردکش ہین قصد ہی کہ کوچ کرین صحرا سے گرد اُٹھی
یہی سلطان ساحران فوج کو جاتے ہوئے آکر پہونچا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان دیکھو قدرت نے
مجکو زندہ کیا یا تو بہشت مین سیر کر رہا تھا یا فرشتے لاکر پہونچا گئے اب تم لوگ کیدھر جاؤ گے اب تو جہانگیر کو بڑی
حیرت ہوئی ماہ رخسار نے کہا کہ ای شہریار ہفت پیکر بڑا شعبدہ باز ہی کوئی اور ساحر ہی وہ اسی صورت
پر آیا چابک نے کہا کہ مین ابھی جا کر گردن لیتا ہون یہ کہکے چند شاگرد ساتھ لیے ایک طرف روانہ
ہوا یہان کوتوال لشکر کو توال بیٹھا تھا کہ اسنے دیکھا ایک بڑھیا جوان عورت کا ہاتھ پکڑے جاتی ہی
جوان عورت کے رونے کی آواز آتی ہی کوتوال نے کہا کہ اس ضعیفہ کو بلاؤ جب ضعیفہ سامنے آئی پوچھا
یہ عورت تیری کون ہی کہا حضور یہ میری نواسی ہی اسکو سسرال لیے جاتی ہون یہی باعث اسکے
رونے کا ہی یہ جو ضعیفہ نے کہا جوان عورت نے منہ کھولا کوتوال کی نگاہ پڑی ایک بجلی چمک گئی کلیجہ
پکڑ لیا بڑھیا سے کہا کہ صاف صاف بتا یہ کون ہی بڑھیا یہ کہکے دوڑی کہ مین اور لوگون کو گانون سے
بلا لاؤن یہ کہکے ایک جانب غائب ہو گئی کوتوال نے کہا کہ اس عورت کو ہمارے خیمے مین پہونچاؤ
ملازمون نے لاکر خیمے مین پہونچایا کوتوال صاحب ہنستے ہوئے آئے پاس بیٹھ گئے کہا صاحب تم حال اپنا
بیان کرو نازنین رونے لگی کہا کہ یہ کٹنی تھی میرے گھر سے مجکو نکال لائی یہان یہ فقرہ دیتی تھی میرے گھر
مجھے پہونچا دیجیے وہ گانون یہان سے دس ہی جہان کٹنیین بنا دیتی ہین اسی مقام پر مکان ہی وہان مجھے
پہونچا دیجیے کوتوال نے کہا کہ مین نے محافہ طلب کیا ہی پیادے ساتھ کرکے تمکو روانہ کر دونگا ذرا اچھی
طرح بیٹھو رو دھو نہیں مین تمھارا خیر خواہ ہون یہ سن نازنین نے گاڑھے کی چادر اُتاری دیکھا شبنم کا
دوپٹہ اطلس کا پائجامہ دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے سامنے بیٹھی ہی بناوٹ دیکھکر بیقرار ہو گیا

کبھی منتین کرتا ہی کبھی کہتا ہی غلام ہون تابعداری سے کبھی منھ نہ موڑونگا عمر بھر خدمتگزاری کرون گا لشکر
سلطان کا کوتوال ہون خزانہ بھی میرے سپرد ہی نازنین نے جو یہ سنا کہا کہ صاحب میرے ماں باپ سے
مجھے ملادو بڑے افسوس کی بات ہی وہ سب روتے ہونگے جب مجکو گھر مین نہ پایا ہوگا حیرت ہوئی ہوگی کہ لڑکی
کہاں گئی مین کمبخت یہاں پہونچی اور آپ تو بسبب سن وسال کے میرے نانا معلوم ہوتے ہین شکرو ان
بھولی بھولی باتون پر دیوانہ ہوگیا منتین کرنے لگا گلابی اٹھاکے لایا کہا لو صاحب شراب پیو نازنین نے
جام لبریز کیا کہا کہ پہلے آپ پیجیے شکرو نے خوشی خوشی جام پیا گھبراکے اٹھا گرتے ہی بیہوش ہوا
چابک نے اٹھکر کوتوال کو کنارے ڈال دیا اسی کے کپڑے پہنکر کوتوال کی شکل بنا طرف سلطان
کے چلا سلطان اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ خبر پہونچی کوتوال لشکر آتے ہین پاس سلطان کے آیا جھک کر
سلام کیا کہا کہ حضور نے سنا لشکر سلمان آمادہ ہی کہ شب کو حضور پر شبخون مارے دیکھیے کیا کیفیت ہو
سلطان نے کہا کہ لشکر طیار رکھو جس وقت مسلمان شبخون کے طور پر آئین آتے ہی وہ سحر کرو کہ سب گرفتار
ہوں بیہوش ہوکر گرین کہا حضور ایسا ہی ہوگا چابک نے باتین کرتے کرتے میز پر سے گلابی اٹھائی جام
لبریز کیا کہا کہ حضور نوش کرین تو غلام بھی پیے جھک کے جام دیا سلطان جام پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا کہ
اس شراب مین کیا تھا معلوم ہوتا ہی کلیجے مین آگ لگ گئی گھبراکر اٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا
چابک نے زبان مین سوزن دیا پشتارہ باندھکر پشت پر لگایا سراچہ چاک کرکے لے بھاگا یہان
جہانگیر اور ماہ رخسار دربار مین بیٹھے تھے حیرت مین تھے کہ سلطان مارا بھی گیا پھر وہی سلطان
جنگ پر آیا عجب شعبدہ ہی ماہ رخسار کہہ رہی ہی حضور بیگرانست دکھانا منظور ہی شعبدے دکھاتا ہی اس
حیلے سے تسخیر کرنا منظور ہی کہ بلڑا ہوا کہ چابک سلطان کو گرفتار کر لایا چابک سامنے آیا پشتارہ
سامنے ڈال دیا کہا حضور یہ سلطان حاضر ہی ماہ رخسار نے کہا کہ ستون سے باندھو دو ستون
سے سلطان کو باندھا فتیلہ رفع بیہوشی دیا سلطان کی آنکھ کھلی ماہ رخسار نے کہا کہ او ساحر
صاف بتا کہ تو کون ہی بہتر یہ ہی کہ اطاعت کرو ورنہ قتل کرینگے دربار اسنے دیکھا جہانگیر کی شوکت
دیکھکر حیران ہوگیا ماہ رخسار ایسی ساحرہ خدمت مین حاضر ہی اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکال لیجے
تو حال مفصل بیان کرون جہانگیر نے اشارہ کیا کہ اسکی زبان سے سوزن نکالو ماہ رخسار سنبھل بیٹھی
سحر ہاتھ مین لیا چابک صبا رفتار نے زبان سے اسکے سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی

قدمون پر جہانگیر کے گرا کہا کہ ای شہریار ہامان جادو میرا نام ہی زندہ عزرج کے ان کارخانون کا منتظم
ہون اُسنے مجکو حکم دیا کہ بشکل سلطان جا کر لڑو کہ قدرت خداوندی کی مسلمانون پر ظاہر ہو غلام چلا آیا اب مجکو
آپکے مذہب کا اعتقاد ہوا اطاعت کرتا ہون حکم ہو تو جا کر اپنے لشکر کو لاؤن حاضر خدمت کرون ملکہ
ماہ رخسار نے کہا کہ جاؤ ہامان صحرا نورد خوشی خوشی اپنے لشکر مین آیا افسرون کو آواز دی کہ یارو مین تو
مطیع اسلام ہوا مین نے جہانگیر کی اطاعت کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو میرے ہمراہ آئے ورنہ پاس
ہفت پیکر شعبدہ باز کے جائے بارہ ہزار جادوگر ہامان صحرا نورد کے ساتھ ہوے باقی روتے
پیٹتے طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے ہامان صحرا نورد خوشی خوشی آکر شریک جہانگیر ہوا جہانگیر نے
اسکو بارگاہ مین دین ہامان بھی اُترا اب جہانگیر کا ارادہ ہی کہ مین طرف طلسم ہفت پیکر کے کوچ کرون
ماہ رخسار و ہامان کو حکم ہی کہ تم لوگ ہمارے لشکر سے الگ رہو ہمارے واسطے بدنامی ہی ماہ رخسار
نے عرض کی کہ ای شہریار ایک مقام یہان کا سحر سے مملو ہی جس طرف سے گذر ہیگا ساحر روکین گے
کنیز جو ساتھ ہو گی راستہ بتائیگی ان ساحرون کا شریک ہونا غنیمت جانیے یہ جو ساحر شریک ہوا ہی اپنے
صحرا تک تو پہونچا دیگا جہانگیر نے قبول کیا چابک نے بھی سمجھایا کہ ای شہریار یہ حضور کا اسباب شوکت
ہی اپنے انکو مطیع کیا ان سب کا ساتھ رہنا ضرور ہی جہانگیر نے کوچ کیا ہامان صحرا نورد اپنے صحرا
مین لایا عرض کی یہ صحرا غلام کا آباد کیا ہوا ہی امیدوار ہون کہ دو شب مین اس مقام پر تشریف رکھیے
جو کچھ عجائب و غرائب غلام کے قبضے مین ہین اُن سب کو لے لون تو آپ کے ساتھ چلون آگے
جنگل ہی کہ اسکا وادی فرحناک نام ہی فرحناک جادو جو وہان کی حاکم ہین اُس سے مقابلے پڑینگے
غلام سمجھ لیگا جہانگیر اُسی مقام پر اُترے لیکن ساتھ والے جو ہامان کے بھاگے کوہ ہفت رنگ پر گئے
ہفت رنگ جادو جو یہان کا حاکم ہی سامنے تصویر کے کھڑا ہوا حالات گذشتہ عرض کر رہا ہی اور یہ بھی
عرض کرتا ہی کہ ہر طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی دربدر ہاتھ سے جاتے ہین یہ ذکر تھا کہ بارہ چودہ ہزار
جادوگرون نے فریاد کی کہ یا خداوند ہفت پیکر اصل یہ ہی کہ ہامان صحرا نورد جسکو قدرت نے صورت
سلطان دی تھی وہ مسلمان ہو گیا جہانگیر کا ساتھ دیا اب لیے ہوے جہانگیر کو آتا ہی کسی کو بھیجیے ایسا
نہ ہو جوان صاحب اقبال فتح کرتا ہوا آتا ہو یہان تک نہ آجائے کہ قدرت کو تکلیف ہو تصویر سے آواز
بہ قہر و غضب آئی وہ بندہ مغضوب کیا چیز ہی اُسکی بھی یہ مجال ہی کہ یہان تک آئے برق قہر کو حکم دون کہ

سب کو جلا کر خاک کرے ابھی قدرت مسلمانون کے زور دیکھتے ہین ایک دن سب کو مٹا دینگے ارے
کوئی حاضر ہی ایک پہلوان مٹھیا ہی مجمر آتشخوار اسکا نام ہی اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند غلام کو حکم ہو کہ جاکر
جہانگیر کو باندھکر لائے ارشاد ہو تو گشت کرون جسقدر مسلمان آئے ہین سب کو گرفتار کر لاؤن ایک
دن مین سب حاضر ہون حکم ہوا کہ ای مجمر جاؤ جہانگیر کو گرفتار کرکے لاؤ مجمر اپنے مقام سے جھومتا ہوا اُٹھا
پکار کر آواز دی کہ ارے میرے ساتھ والے کہان ہین گوشہ صحرا سے بیس ہزار جادوگر مع بارگاہ و سامان
سفر حاضر ہوے مجمر تخت پہ سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر چلا منزل درمنزل آتا ہی جسکو مسلمان سُنا اُسکو سزا
دی اپنے ساتھ لیا بیس ہزار ساحر اب اسکے ساتھ ہین جس صحرا مین جہانگیر ترے تھے تیسرے دن راہ
کیا ہی کہ کوچ کرین صحرا سے گرد اُڑی مجمر آتشخوار بیس ہزار جادوگرون سے آکر پہونچا مقابلے مین آکر جہانگیر
کے اُترا بارگاہ استادہ کرا کر باہر ٹہلنے لگا ہامان سحر النور و انتظام لشکر جہانگیر کر رہا ہی کہ مجمر نے اپنے
کنارے لشکر کے آکر آواز دی کہ او ہامان تو بندۂ مغضوب خداوند ہفت پیکر کو اپنے جنگل
مین لایا ما بدولت تشریف لائے ہین تم حاضر نہ ہوے ہامان نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی مجمر نے
آواز دی کہ ای ہامان توبہ کر جلد میرے پاس حاضر ہو ورنہ آتش قہر و غضب سے جلا دون گا یہ آواز
جو کان مین ہامان کے پہونچی دیوانہ ہو گیا بیقرار ہو کے دوڑا آواز دیتا ہوا کہ ای مجمر میری خطا معاف کر
مسلمانون نے مجھپر سحر کیا تھا یہ کہتا ہوا پاس مجمر آتشخوار کے پہونچا قدمون پر گر پڑا کہتا ہی کہ واسطے
خداوند ہفت پیکر کا خطا میری معاف کر مجمر نے ہامان کے منھ پر ہاتھ پھیرا ہامان مجمر آتشخوار کے
ساتھ ہو گیا کہتا ہی کہ کیون ای مجمر مسلمانون نے کیا مجھ پر سحر کیا تھا کہ مین خداوند ہفت پیکر سے پھر گیا
اب آنکھ کھلی جلوۂ قدرت خداوند ہفت پیکر نظر آتا ہی دل گھبراتا ہی مجمر آتشخوار نے پشت پر
ہاتھ پھیرا ہامان مطمئن ہوا مجمر آتشخوار ہامان کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا کہا لشکر کا انتظام کرو
ہامان انتظام لشکر کرنے لگا جہانگیر بارگاہ مین بیٹھے ہین قریب ملکہ ماہ رخسار گلچینی گلشن جمال کی کرتی
ہی کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار عجب معرکہ ہوا ہامان جاکر شریک
مجمر ہوا اُسکے لشکر کا انتظام کر رہا ہی یہ سُنکر جہانگیر کے ہوش اُڑ گئے کہا ملکہ ماہ رخسار یہ شعبدہ
دیکھا ماہ رخسار نے سر جھکا لیا کہا کہ میدان مین سمجھا جائے گا یہان مجمر نے طبل جنگی بجوایا شاہزادہ جہانگیر
کے یہان بھی طبل جنگی بجا چابک صبا رفتار اُسیوقت ایک ساحر کی شکل بنکر لشکر مجمر آتشخوار

مین آیا پھرتا پھراتا دربارگاہ پر پہونچا خدمتگار بنا کھڑا ہی خود بخود حاضر حاضر کہتا ہوا اندر پہونچا دیکھا کہ ہامان
مقام صدر پر بیٹھا ہی اور جادوگر جمع ہین مجمر یہان نہین ہی چابک نے ایک خدمتگار سے پوچھا کہ شہنشاہ
کہان ہین خدمتگار نے چابک کا ہاتھ پکڑ لیا کہ ارے تو کوئی عیار ہی ساحرون نے سر اٹھایا کہ چابک نے
خنجر مارا کہ خدمتگار لڑکھڑا کر گرا چابک کود کر بھاگا ایک غار مین آکر چھپا دیکھا کہ ساحر دوڑے دوڑے پھرتے ہی
یہان ہر مقام پر بہار ہی کہ عیار تھا یا تھا خدمتگار کو مار کر چلا گیا چابک حیران ہی کہ مین نے صرف اتنا پوچھا اسپر
ظاہر ہو گیا کہ عیار ہی کیونکر عیاری ہو گی حیران حیران غار سے نکلا چند قدم چلا کہ آواز آئی او نا عیار کہان
جاتا ہی چابک نے پلٹ کے دیکھا کہ مجمر آتشخوار ایک نخل کی بیچ سے نکلا چابک بھاگا مجمر نے پھر آواز
دی کہ کہان جاتا ہی ٹھہر جا ای نخل قدرت اسکو لینا درخت سے چند پھول چابک پر گرے بوجہ دماغ
مین آئی چابک گرا دیکھا کہ ایک جادوگر کھڑا ہی مجمر تو غائب ہو گیا اُس ساحر نے نعرہ کیا کہ مین
نخل قدرت یہ کہہ کے چابک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ چل تجکو شہنشاہ مجمر بلاتے ہین چابک نے کہا
کہ ای نخل قدرت اب مجکو اعتبار خداوند ہفت پیکر ہوا مجھے اعتقاد قدرت تعلیم کرو معلوم ہوا
کہ درخت بھی قبضے مین ہین مجمر کے آواز دیتے ہی تم پیدا ہوے نخل قدرت نے کہا کہ ای عیار زمین
و آسمان بنایا ہوا خداوند کا ہی جس وقت جہان پکارو اُسی مقام پر مدد کرتے ہین جب تم اس مذہب
مین آو گے تب کرامتین خداوند کی دیکھو گے چابک نے کہا مین قائل ہوا میری مشکین کھول مین
ابھی جہانگیر کو پکڑ لاؤن نخل قدرت نے کہا کہ تمھاری کیا ضرورت ہو صبح کو جب مجمر آتشخوار آواز دیگا
ماہ رخسار اور جہانگیر دوڑے چلے آئین گے چابک نے کہا اور جو کام کو حکم ہو وہ بجا لاؤن جیسی عیار
طرار کا نام نہین لیتے وہ میرا باپ ہی اُسکو گرفتار کرکے لاؤنگا نخل قدرت نے چابک کو رہا کیا
ساتھ لیکر باتین کرتا ہوا چلا راہ مین چابک ایک مقام پر رکا کہا کہ ای نخل قدرت مجکو قدرت
معلوم ہوتے ہین تعریفین میری کر رہے ہین یہ کہتا ہوا پیچھے ہٹا حلقہ ہاے کمند مارے نخل گرا
چابک نے خنجر مارا نخل کو قطع کرکے بھاگا آوازین کان مین آتی ہین کہ لینا جانے نہ پائے چابک
بھاگا ہوا لشکر مین آیا اہالی طلایہ نے پوچھا کہ کیون مہتر صاحب کسواسطے گھبرائے ہوے ہو چابک نے
کسی کو جواب نہ دیا بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر سے سب حال بیان کیا جہانگیر نے فرمایا کہ پروردگار
مالک ہی چابک نے کہا کہ ای آقاے نامدار مجمر آتشخوار پر عیاری مشکل سے ہو گی مگر پھر جاتا ہون شاہزادہ

جہانگیر نے ہر چند منع کیا چابک نے کہا کہ آقا صبح کو قیامت ہوگی زبانی ساحر کے سُنا کہ مجمر آتشخوار کے
آواز دیتے ہی ماہ رخسار و جہانگیر خود چلے آئین گے غلام کو بڑا اندوہ ہی یہ کہہ کے چابک عیار چلا صورت بدلکر
لشکر مجمر مین آیا جا بجا پھرنے لگا ایک مقام پر دیکھا کہ نہایت اندھیرا ہی ایک نخل کے سائے مین مجمر کھڑا ہی
چابک کو دیکھکر آواز دی کہ او ساحر کہان جاتا ہی میرے پاس آ مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہی چابک قریب
آیا مجمر نے کہا کہ تو کون ہی کہان جاتا ہی چابک نے کہا کہ حضور کا ملازم ہون عیار کی فکر مین نکلا ہون مجمر
نے کہا کہ جا کر تلاش کر جب کوئی شخص تجھکو پوچھے فوراً گرفتار کر لینا میرے پاس لانا چابک نے کہا کہ ای
شہریار اور کوئی نشان معقول بتائیے مجمر نے کہا کہ اب جا مین اور فکر مین کھڑا ہون وہ سحر کر رہا ہون کہ جسکو
جہانگیر اور ماہ رخسار خود بخود چلے آئین اسوقت اور جانب خیال ہی اب تو چابک باتین کرنے لگا کہ ای
شہنشاہ مین نے بھی فکر کی ہی کہ جہانگیر کو پکڑ لاؤن آپ تک پہونچاؤن پر اُس مغضوب نے ستم کیا کہ
ماہ رخسار نے اُسکی اطاعت کی مجمر نے کہا کہ ماہ رخسار جہانگیر پر عاشق ہی وہ صورت جہانگیر کو بھول
جائے نام جہانگیر کا نہ لے کہا ای شہنشاہ آپ کا سحر دل پر قبضہ کریگا مین وہ سحر کرون کہ غرق زمین ہوجائے
مجمر نے کہا کہ یہ بندگان قدیم خداوند مین ان پر یہ بدخوت نہین چاہیے صرف اُن کی یہ خطا ہی کہ کیون مسلمانون
کا ساتھ دیا اُسکی سزا دونون کو دینی چاہیے ایسا سحر کرون کہ آپ چلے آئین باتین کرتے کرتے چابک
نے کہا کہ دیکھیے جہانگیر آتا ہی اسی وقت آپ کے سحر نے تاثیر کی مجمر پلٹا چابک نے دل پر پتھر رکھکر
حلقہ ہاے کمند مارے مجمر گرا چابک عیار رفتار نے حباب مار کر بیہوش کیا چاہا کہ پشتارہ
باندھون کہ زمین شق ہوئی ایک ریگ ماہی نکلی مجمر آتشخوار کے لپٹ گئی لیکر غرق زمین ہوئی یہ معاملہ
دیکھکر چابک بھاگا اب دیکھا ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا ہی کوتوال فلک چہارم گشت کر کے
بر سر چرخ زبرجدی آیا جہانگیر و ماہ رخسار فوج کو ساتھ لیے ہوے آتے ہین لشکر پشت پر ماہ رخسار
بھی اسباب سحر سے آراستہ چابک کو جو جہانگیر نے دیکھا پوچھا کہ کیون چابک کیا ہوا کہا حضور مجمر آتشخوار بلا سے
بدرنگا ہی مین نے بیہوش کیا غرق زمین ہو کر غائب ہوا ایک ریگ ماہی لیگئی جہانگیر نے کہا کہ دیکھا جائیگا
یہ کہتے ہوئے میدان مین پہونچے دیکھا کہ اُس طرف سے لشکر لیے مجمر آتا ہی آپ تو آگے بڑھا ہوا بامان
انتظام فوج کرتا ہوا میدان مین پہونچا صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کرکیت کڑکا کہکر ستے کہ
مجمر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ کیون ماہ رخسار قدرت سے تمکو [illegible]

خداوند پر عاشق ہوئین تو میرے پاس چلی آؤ اگر اسکے خلاف کرو گی تو بڑی سزا دو گی مجمر نے یہ باتین کہین
ماہ رخسار کا چہرہ شرم سے سرخ ہوا آنکھون سے آنسو جاری ہوے کنیزون سے کہا کہ تم جانو تمھارا کام جانے
خواہ لشکر مسلمانان مین رہو خواہ میرے ساتھ آؤ مین تو خدمت مجمر مین جاتی ہون اس وقت اُس کے
سمجھانے سے آنکھین کھل گئین یہ کہکے چلی کنیزون نے چاہا کہ روکین ماہ رخسار نے گولہ مارا کئی کنیزون
کے سر پھٹے کنیزین الگ ہوئین ماہ رخسار بھاگی کنارے پر لشکر اسلام کے آئی ہی ایک ساحر کھڑا تھا
اُسنے کہا کہ کیون ملکہ کیون گھبرائی ہو ماہ رخسار نے کہا کہ گھبرانا کیسا مجھے مجمر بلاتا ہی مین جاتی ہون ساحر نے
کہا کہ دیکھیے اس طرف سے کون آتا ہی جیسے ہی ماہ رخسار پلٹی ساحر نے حلقہ ہاے کمند مارے حباب
مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا سامنے جہانگیر کے آیا کہا کہ حضور ماہ رخسار جاتی تھین اُن کو تو
مین گرفتار کر لایا جہانگیر نے کہا کہ لیجا کر قید کرو چابک نے ماہ رخسار کی زبان مین سوزن دی ایک
خیمے مین لاکر قید کیا ماہ رخسار کو جو ہوش آیا زبان مین سوزن ہی سر ٹکرا رہی ہی غل مچا رہی ہی کہ مین پاس مجمر
کے جاؤنگی یہان مجمر کو ہرکارون نے خبر دی کہ ماہ رخسار کو گرفتار کر لیا ایک خیمے مین قید کیا ہی وہ سر
ٹکرا رہی ہی مجمر نے کہا کہ دیکھو تدبیر ہوئی جاتی ہی یہ کہہ کے دو گولے جھولی سے نکالے چابک تو لشکر
جہانگیر سے نکل کر بھاگا درۂ کوہ مین آکر ٹھہرا کہ مجمر نے گولہ مارا وہ گولہ لشکر اسلام پر جاکر پھٹا دھوان نکلا
دوسرا گولہ پھینکا وہ بھی جاکر پھٹا اُس سے بھی دھوان نکلا جہانگیر اپنے مقام پر کھڑے کھڑے تھراے لئے
گھوڑے سے کود کے پکار کر آواز دی کہ ای چابک کہان ہو چابک درۂ کوہ مین کھڑا تھا فوراً آواز
دی کہ غلام حاضر ہی جہانگیر نے کہا کہ مین پرورش خداوند کو یاد کرتا ہون کہ کیا کیا میرے حال پر عنایت
فرمائی قمر عشرت مرحمت ہوا مجھے لوگون نے ناحق برگشت کیا کہ مین مقابلۂ ملازم قدرت مین آیا اب پاس
مجمر کے جاتا ہون وہ میری خطا قدرت سے معاف کرا دیگا یہ کہکر جہانگیر پیدل چلے جس ملازم نے روکنے
کا ارادہ کیا آواز دی کہ ہٹ جا بگڑ کیا اعتبار ہی یہ کہکر جہانگیر سامنے مجمر کے آ کے کہا ای مجمر آتشخوار
مین تجھ سے اقرار اطاعت خداوند ہفت پیکر کرتا ہون کہ مجکو خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی
لے چلو مین عذر کر لونگا مجمر نے کہا کہ ای شہر سپہ سالار قدرت تم پر نہایت عنایت قدرت ہی لیکن
خیال کرو کہ تم قمر عشرت سے شکار کیا کرتے تھے اور یہ لڑائیان شروع کر دین پس شرمندہ ہو تا ضرور
ہی ہتھکڑیان بیڑیان منگاؤن انکو پہن لو تب میرے ساتھ چلو مین خدمت خداوند مین پہونچا دون

پیکر آہنگر کو آواز دی کہ ہتھکڑیان بیڑیان حاضر ہوئین جہانگیر نے اپنے ہاتھ سے خوشی خوشی ہتھکڑیان پہنین
بیڑیان پاؤن مین آراستہ کین جب ہتھکڑیان بیڑیان پہن چکے طوق بھی گلے مین پہنا زنجیر ہلانے لگے غل
مچانے لگے آواز دی کہ اے مجمر تو نے میرے ساتھ مکر کیا مین ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہون مجمر نے
ملازمون کو آواز دی کہ ماہ رخسار کو ڈھونڈھکر لاؤ ان دونون عاشق و معشوق کو ایک ارابے
پر سوار کرو اس ذلت سے انکو لیجاؤ کہ دیکھنے والے عبرت کرین بندگان خداوند کو معلوم ہو کہ
گنہگار آئے ملازمان مجمر آتشخوار ماہ رخسار کو لائے زبان مین سوزن ہے قلب پر ہجوم رنج و محن ہے
جہانگیر کو جو قید دیکھا منہ پیٹ لیا ارشاد کیا کہ اے شہریار کیا ہوا جہانگیر نے طرف مجمر آتشخوار کے
اشارہ کیا کہ اس ظالم نے مکر سے مجھکو قید کیا اب چلو سامنے ہفت پیکر کے آفت برپا کر چکے اہل لشکر
پر یہ گذری کہ دھوئین نے سارے لشکر کو گھیر اسپ بیٹھ گئے خاک منہ پر مل رہے ہین پریشان
غل مچا رہے ہین کنیزان ماہ رخسار خاک پر لوٹ رہی ہین لشکر کو اس حال مین چھوڑکر مجمر نے ایک ارابے
پر دونون عاشق و معشوق کو سوار کیا بامان انتقام کرتا ساتھ ہے اس کروفر سے مجمر گینڈے پر سوار ہوا طرف
طلسم ہفت پیکر کے چلا چابک بھی فقیر بنا ہوا ساتھ ہے جس منزل پر مجمر اترتا ہے چابک عیار رفتار
بشکل خدمتگار اس بارگاہ مین جاتا ہے مجمر کو نہین پاتا بامان بیٹھا ہے اور سردار بھی حاضر ہین چابک خوف
سے کسی سے پوچھتا نہین کئی منزلین اسی طور سے گذرین پانچوین منزل ہے ایک صحرا مین جاکر مجمر اترا
جب لشکر اتر چکا قیدیون کو قید خانے مین چھوڑ آپ ٹہلتا ہوا ایک جانب چلا چابک نے جو
دیکھا پیچھے عقب مین چلا تھوڑا راستہ طے کرکے سامنے ایک باغ کے پہونچا کنیزین دروازے پر حاضر تھین
انھون نے جھک کر سلام کیا کہا کہ اے شہنشاہ مجمر آپ کو ملکہ عالم یاد کرتی ہین بعد عرصہ دراز کے آپنے
سرفراز کیا مجمر آتشخوار نے کہا کہ جاکر ملکہ سے عرض کرو کہ نیازمند حاضر ہے چابک عیار رفتار نے
عیاری کرکے ایک کنیز کو بیہوش کیا اسکی شکل بنا ہوا کنیزون مین کھڑا ہو تھوڑے عرصے کے بعد ایک
کنیز دوڑتی ہوئی آئی عرض کی کہ حضور تشریف لیچلیے مجمر اندر چلا چابک بھی بشکل کنیز ساتھ ساتھ ہے وسط
باغ مین پہونچا باغ نہایت آراستہ چہار جانب باغ مین روشنی سر و چراغان پر جوبن بہار پر گلشن
مجمر دیکھتا ہوا سامنے چبوترے کے پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین مسند پر مثل طاؤس طناز سرگرم
ناز و نیاز دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے گلے مین آڑی ہیکل طوق جسمین چاند سورج دو گلے مین

پڑا ہوا بڑی بڑی آنکھیں سرمہ دنبالہ دار زیب چشم نہایت مغرور مجمر کو جو آتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی مجمر کا استقبال کیا لاکر مسند پر بٹھایا گائنون سے اشارہ ہوا گائنون نے غزلیں شروع کیں اشعار وصل و ہجر جو گائیں عاشق و معشوق کی طبیعتیں بھر آئیں دونوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوے گائنین بدلی جاتی ہیں جب چابک نے دیکھا کہ ہنگامۂ عیش دلنشا گرم ہی عاشق معشوق کو دیکھکر بے خبر ہی چابک نے اتنے عرصے میں ایک گائن کو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر محفل میں آیا مجمر سے آنکھ ملاکر یہ غزل عاشقانہ بصد اشتیاق شروع کی

نظم

صبح محفل میں جو ذکر گیسوئے جانانہ تھا
پنجۂ خورشید تاباں پر گماں شانہ تھا

سحر تھا رقص پری ر ونغمہ تھا جادو نما
ہر بشر دیوانہ تھا نے میں غرض دیوانہ تھا

ق

خواب میں نیرنگی عالم نظر آئی مجھے
شہر دیکھا اک عجائب جس جگہ ویرانہ تھا

ایک سو سبزہ مصفا اک طرف آب رواں
میکدہ مسجد کہیں کعبہ کہیں بتخانہ تھا

جلسے جانے اک طرف دیکھی عجب بزم طرب
جو مہیا اس جگہ سامان تھا سب شاہانہ تھا

دخت رز ہاتھوں میں جلوہ کہیں ساغر کا دور
جو بشر تھا محو ذوق بادۂ مستانہ تھا

مجکو بھی جام صبوحی جبر کے ساقی نے دیا
کیا کہوں کیا ذائقہ تھا جسپہ دل دیوانہ تھا

جوش مستی سے گرا جسدم زمیں پر یک بیک
ہو گئے نشے ہرن دیکھا وہی ویرانہ تھا

ہاتھ ملو لیا پلو چھینے ہوم بقول اوستاد
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

اس رنگ میں چابک نے یہ غزل گائی عاشق و معشوق رونے لگے گلزخسار نے کہا کہ ای شبو آج تو تو نے خوب آفت برپا کر دی کیا غضب کے اشعار گائے دل بیقرار کر دیا چابک نے اور غزلیں گائیں ساری محفل تعریفیں کر رہی ہی مجمر بھی ہوش بجا ہی چابک نے دست بستہ عرض کی لونڈی ساقی گری خوب کرتی ہی پیمانے کی کلید مجھے مرحمت ہو تو میں حضور کو تماشا دکھاؤں ملکہ نے کنجی دی چابک جھپٹ کر پیخانے میں آیا شراب تقسیم کرنا شروع کی چند گلابیاں آراستہ کیں کشتی میں لگا کر محفل میں آیا مجمر تعریفیں کرتا ہی کہ ای شبو کس مزے سے شراب لائی ہی خواہ مخواہ جی چاہتا ہی کہ پیے چابک نے دوسری کہ شوا زمینی غزل عاشقانہ گائی گت بھی خوب ناچا جھک کر جام لبریز کیا سر پر رکھا ٹھوکریں توڑے لیتا ہوا آکر سامنے مجمر کے جھکا یا عرض کی کہ ایسے شاہوں کو سر سے شراب پلانا چاہیے مجمر نے دونوں ہاتھ بڑھا کے بے اندیشۂ انجام جام لے لیا محبت معشوق میں

مبہوت بیٹھا تھا کسی سحر کا خیال نہ کیا بے اندیشۂ انجام جام پی گیا چابک نے دوسرا جام گلرخسار کو دیا
یہ تعریفیں کرنے لگی خوشی خوشی جام پی گئی اتو چابک نے دور دورہ باندھا کنیزوں کو بھی پلانا شروع کیا تھوڑے
عرصے میں ساری صحبت کو شراب پلائی جو کنیزیں شراب اٹھا کر لے گئی تھیں وہ درختوں کے نیچے بیٹھی پی رہی ہیں
کوئی یہ کہکر دوڑی کہ جانور اترا جاتا ہے دوسری یہ کہکر اٹھی ارے درخت گرا جاتا ہے جا اٹھی وہ گر کر بیہوش
ہوئی تھوڑے ہی عرصے میں سب کنیزیں بیہوش ہوئیں یہاں گھبرا کے مجمر اٹھا یہ کہتا ہوا اے خداوند کرتے
ہیں نازنین بھی اٹھی اٹھتے ہی دونوں گرے گر کے بیہوش ہوئے چابک خنجر برہنہ لیکر اٹھا اول اسنے مجمر کو
قتل کیا جب مجمر کو خنجر مارا اور سر مجمر کا کٹا ایک آواز ہیبت ناک آئی درخت جلنے لگے زمین سے شعلہائے آتش
نکلنے لگے تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام مجمر آتشخوار تھا اب روشنی ہوئی چابک نے گلرخسار کو
بھی قتل کیا اسکے مرنے پر بھی اندھیرا ہوا کنیزوں کو قتل کرنے لگا ملکہ ماہ رخسار تیغ جلانے میں اپنی لڑ رہی تھیں
کہ یکایک دہلتا ہوا زمین کانپی زبان سے خود بخود منتر نکل گئی ماہ رخسار نے کہا اے شہریار معلوم ہوتا ہے
مجمر کو کسی نے قتل کیا طریقے سے معلوم ہوتا ہے میرے ہوش وحواس درست ہیں یہ کہکے ماہ رخسار نے ہاتھ
ہلایا قید جہانگیر بھی کٹ کے گری جہانگیر اپنے مقام سے اٹھے ماہ رخسار بلند ہوئی سحر کرنے لگی جبکہ ڈھیلا
پتھر برسنے لگے لشکر والے یا تو پڑے سو رہے تھے آنکھ جو کھلی معلوم ہوا ہوائے تند چل رہی ہے پتھر برس رہے
ہیں ایک طرف سے نعرۂ شیر کی آواز آئی منم شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر صاحب عظم وشان اور فرزند
صاحبقران والی قاف دنیا یہ کہکر خیمے گرانا شروع کیے ہزارہا کافر جلے خیموں میں دبکر مرے اب جو ساحر
اٹھے بھاگنے لگے اندر سے کنیزوں کو قتل کرکے چابک نکلا نکلتے ہی دیکھا اپنے کر جہانگیر لڑ رہے ہیں یہاں
سے ملکہ ماہ رخسار سحر کر رہی ہیں جادوگر بھاگ رہے ہیں چابک نے حقہ ہائے آتشبازی مارے سیکڑوں
جادوگر جلے ہامان کو بھی ہوش آیا یہ تو عقب جہانگیر میں کامل ہے جو بت سنگی اسکے گلے میں پڑے تھے انکو توڑ کر
پھینکا یہ بھی تلوار لیکر لڑنے لگا سحر جو کیا سب طرف سے جادوگر بھاگے تھوڑے عرصے میں دیکھا خیمے بارگاہیں
پڑی رہ گئیں جادوگر سب بھاگ گئے ماہ رخسار وجہانگیر وہامان وچابک اب آ اور ہو ماہ رخسار
نے تخت سحر تیار کیا اسپر جہانگیر وچابک وہامان کو سوار کیا ایک سحر کیا اژدہان آتش فشان پیدا ہوئے
انھوں نے بارگاہوں کو اپنی پشت پر لاد لیا مجھے کرو فر سے لشکر میں اپنے آئے دیکھا اہل فوج سے
باقی بائی سب حیران ہیں کہ جو ساحر شاہزادے کو گرفتار کرکے لیگیا تھا شاید وہ مارا گیا جب تو ہم لوگوں نے

رہائی پائی اس خیال میں تھے کہ آسمان سے تخت آکر ماہ رخسار کا ہو پہنچا لشکر میں خوشیاں ہونے لگیں ایک دن
وہاں مقام کیا دوسرے دن کوچ کیا سامنے ایک قلعے کے آکر پہونچا اُس قلعے کا حاکم سفاک تیرہ درون
قلعے سے دیکھ رہا ہے کہ ایک لشکر آتا ہے آکے اُسی صحرا میں اُترا ایک طرف ملکہ ماہ رخسار فروکش ہوئیں ہامان بھی
اُترا سفاک نے ہرکارے بھیجے ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ فرزند صاحبقران ساحر و غیر ساحروں کو لیکر کے
طرف ہفت پیکر کے جاتے ہیں یہ سنکر سفاک نے کہا اپنے ڈانڈے سے نہ جانے دونگا لاکھ سوار و پیدل
کا لشکر لیکر قلعے سے باہر نکلا کہلا بھیجا اے فرزند صاحبقران میں نے سنا ہے کہ آپ ساحر و غیر ساحروں کو لیکر طرف
ہفت پیکر کے جاتے ہیں میرا قلعہ راہ میں ہے میں اپنی طرف سے نہ جانے دونگا جہانگیر نے سنکر جواب سخت دیا
کہ جا کر سفاک سے کہو جو صلح منظور ہے مجکو روکیں یوں چلے بھی جاتے مگر اب قلعہ فتح کرکے جائینگے سفاک
اپنے مقام پر ہنسا کہا ایک جادوگر اور ایک جادوگرنی جو ساتھ ہے اُسکا گھمنڈ ہے وہ تدبیر ہو کہ وہ لوگ دخل بھی
نہ دیسکیں یہ کہکر طبل جنگی بجوایا جہان بھی خبر سنکر طبل جنگی بجا دونوں طرف تیاریاں ہونے لگیں سفاک بھی
رات رہے ایک تنہائی کے خیمے میں آیا بلک بلک کے دعائیں کرنے لگا پکارتا ہے یا خداوند ہفت پیکر فرزند
حمزہ کے ساتھ ساحر ہیں پھر کیونکر وہ ہو سحر کا مجکو بڑا کھٹکا ہے ایسا نہ ہو کہ میں قدرت کے مذہب سے مثل ان
لوگوں کے بیدین ہوں یقین جانتا بلک بلک کے دعا کی نام ہفت پیکر کا لیکر پکارا کیا صبح کو گینڈے پر
سوار ہوا مع فوج ایک لاکھ جوان مسلح ہوکے میدان میں پہونچے جہانگیر بن صاحبقران سوکر اُٹھے نماز
پڑھکر سلاح جسم پر آراستہ کیے بیرون بارگاہ آئے دریافت کرتے ہیں کہ صاحب کیا ہو کہ گذرا کہ ابھی تک ماہ رخسار
و ہامان نہیں آئے کنیزان ماہ رخسار روتی ہوئی آئیں کہا حضور ملکہ کو تپ محرقہ ہے بیہوش پڑی ہیں یہ سنکر
جہانگیر کو بڑا ملال ہوا کہ ملازمان ہامان حاضر ہوے عرض کی ہامان کے سینے میں درد ہے وہ حاضر نہیں
ہو سکتے جہانگیر ناچار فوج کو لیکر میدان میں آئے سب غیر ساحر ساتھ ہیں میدان میں آکر دیکھا سفاک تو
میدان میں آچکا ہے صفیں آراستہ کر رہا ہے جہانگیر نے بھی لشکر کو ٹھہرایا صفیں جمیں نقیبوں نے نقابت کرنا
شروع کی سفاک نے گینڈا نکالا چابک گوشۂ صحرا سے دیکھ رہا ہے کہ سفاک جو میدان میں آیا ایک
زاغ سیاہ نخل سے اُڑکر جنگل میں آیا چابک نے اُس زاغ کا پیچھا کیا عقل سے کہتا ہے ایسی زاغ کی ذات سے
کچھ فتور ہے چابک نے ایک گوشے سے چھپ کے دیکھا وہ زاغ نخل سے اُترا خلعت اُتارکے ایک جادوگر
کی شکل بنا جھولی سے اسباب سحر نکالا بیٹھکر سحر کرنے لگا چابک نے دیکھا اُس کے دانے اسپوت

پھینک رہا ہی اسم سحر پڑھتا جاتا ہی چابک کنارے آیا اور رنگ و روغن عیاری کا نکالکر سفاک کی شکل
بنا دوڑتا ہوا سامنے اُس ساحر کے آیا پکار کر کہا ای بھائی تمنے سب کچھ خوب کیا ماہ رخسار و ہامان میدان
کارزار میں نہیں آئے کیا عمدہ سحر کیا لیکن جہانگیر بن صاحبقران کچھ پڑھتا ہوا میدان میں آیا ہی معلوم ہوتا
ہی پسر حمزہ ساحر ہی اُس ساحر نے کہا ای سفاک مسلمان سحر کو برا جانتے ہیں وہ کبھی سحر نہ کریگا تم بے خوف
جا کر مقابلہ کرو فوراً غالب آئیگا میں زود سا گھسا رہا ہوں تیر اندر بڑھا رہا ہوں جاتے ہی غالب آئیگا باپ
اُنکا حمزہ عرب صاحب اسم اعظم الٰہی ہی یہ جوان کوئی بات نہیں جانتا چابک نے کہا تمھارے کہنے
سے تسکین ہوئی اب میں جا کر اُسکو تو کون اُسکا نام لوں اور پکاروں ساحر نے کہا ہاں جاؤ جب تو
سفاک نے گلابی شراب کی بغل سے نکالی کہا لو بھائی ایک جام تو پی لو تمنے اسوقت خوش کر دیا جام لبریز
کر کے پیش کیا ساحر بے اندیشۂ انجام پی گیا گھبرا کر اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا چابک نے اپنے نام کا نعرہ
کیا اور جھپٹ کر خنجر مارا ساحر کا شکم چاک فقط یاک چند تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی ملا نام من زاغ جادو
بود صحرا میں تو یہ ساحر مارا گیا چابک اُچکتے ہوئے چلے کہ جا کر آقا سے اطلاع کروں یہاں سفاک
میدان میں نکلا پکار کر آواز دی پسر حمزہ کہاں ہی نکلے تو احوال معلوم ہو جہانگیر نے مرکب نکالا سفاک
سے نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر کن دیگر جہانگیر نے نیزہ مارا سینے کو توڑ کر پار گزرا اکھیڑ کر زمین پر مارا کہ استخوان
چور چور ہوئے فوج والے سفاک کے دوڑ پڑے ادھر ماہ رخسار و ہامان نے بھی صحت پائی خبر سنی کہ
آقا سے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی آکر شریک ہوئے علم فوج سرنگوں کیا فوج میں الامان الامان کی صدا بلند ہوئی
جہانگیر نے تلوار روکی قلعے میں داخل ہوئے قلعۂ سفاکیہ میں عملداری کی بارگاہ میں استادہ ہوئیں سفاک
کا بیٹا اور ماک فیل زور اُسکو بلوا کر تخت پر بٹھایا دیر بت کدے گرے مسجد ونکی بنا ہوئی جہانگیر
نے کہا اگر قلعہ بھی خدا نے دلوا دیا وقت بیوقت جو ضرورت پڑے تو مقام سکونت دستیاب ہوا
ای ہامان اب یہاں درستی کر کے تیاری کر دکسیطور سے تا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچیں ہامان نے
عرض کی کل سامان تیار ہی حضور کے حکم کی دیر ہی جسوقت مناسب ہو کوچ کیجیے مگر طلسم ہفت پیکر
ایسا سخت مقام ہی کہ جہاں گزر انسان کا ناممکن ہی جہانگیر نے کہا خدا بزرگ است ہم انشاء اللہ
اُسطرف ضرور جائینگے ہامان نے کہا بسم اللہ ہم سب برائے جانبازی موجود ہیں جہانگیر تیسرے دن
نکلے و ہامان ساتھ لیے بارگاہ میں خیمے سراپردے اُٹھا کر بارگاہ کا ہامان لیکر آگے بڑھا ماہ رخسار

ابھی میں مخفی ہو کر بارہ چودہ ہزار جادوگر جانان صف شکن بڑے شور و شور سے طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہیں کہ وقت پر انکا حال تحریر کیا جائے گا

دو کلمہ داستان حیرت بیان شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا مع لشکر پہونچنا قریب قلعہ سیم جادو باقی حالات متعلقہ داستان ہذا غزل مصنف عوض ساقی نامہ

بیتابیاں یہ برق جہاں تاب میں نہیں　　جو دل میں اضطراب ہو سیماب میں نہیں

امید یوں رہنے دیتی ہیں کب دل میں یاس کو　　دشمن کا دخل صحبت احباب میں نہیں

آہوں کی گرمیوں سے ہے خشک اپنی چشم تر　　پانی کا قطرہ دیکھیے گرداب میں نہیں

آہوں کے اڑ رہے ہیں شرر کیا شب فراق　　ایسی چمک تو کرمک شب تاب میں نہیں

پتا شجر سے گرتے ہی ہوتا ہے پائمال　　برباد ہے جو صحبت احباب میں نہیں

وقت میں یاس حسرت و ارمان ہیں مرے پاس　　اسباب اور عالم اسباب میں نہیں

کیا غفلتیں ہیں اہل جہاں کو ہزار حیف　　ہیں بے خبر خیال عدم خواب میں نہیں

چہرے سے کیا حضور کے عاشق مثال دیں　　یہ زرق برق عارض مہتاب میں نہیں

آنکھیں پھری ہیں دل بھی ہوا مجھ سے منحرف　　نام وفا کہیں دل احباب میں نہیں

دریائے اشک چشم میں جو زور و شور ہیں　　جوش و خروش یہ کسی سیلاب میں نہیں

خال سیہ کا جو رخ تاباں پہ ہے فروغ　　تاروں کی یہ چمک شب مہتاب میں نہیں

داغوں سے عشق خال کے خالی فواد میں　　تل بھر جگہ مرے دل بیتاب میں نہیں

خواب عدم سے کون جگائیگا اے قمر　　اپنا خیال خاطر احباب میں نہیں

چہرہ رہروان منازل جانبازی و طے کنندگان مراحل عشقبازی اس داستان شوکت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شعر مرصع خیال سخن آفرین * سخن را بکرسی نشاندند چنین * تحریر ہوا ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان فرزند رشید صاحبقران مع فوج ظفر موج طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے تھے ہر وقت قاسم کا خیال ہفت پیکر پرست ہونے کا ملال ہر منزل پر یہی فرماتے ہیں پروردگار مجھکو جلد پہونچا کہ قاسم کی رہائی اسکے شعبدے سے ہو دو شنبہ صبح میں آئے وہ بھی جرأت دکھائے دسویں منزل تھی

ایک صحرا مین جو اگر اُترے نوبت نقارے بجے یہان سے دو کوس پر ایک قلعہ ہو کہ قلعۂ امید و بیم اُسکو کہتے ہین
عین راہ طلسم ہفت پیکر پر واقع ہوا ہو بیم جادو اُس قلعے کا حاکم و ناظم ہو بالائے قلعے سے اُسنے دیکھا
ایک لشکر اُتر رہا ہو ہرکارے سے اشارہ کیا دریافت تو کرو ہرکارہ گیا اور آکے خبر دی کہ فرزند امیر والا
تدبیر شاہزادہ بدیع الزمان طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہین اُسیوقت اِسنے حکم دیا لشکر تیار ہو
ہم اپنی سرحد سے نہ جانے دینگے مقابلے مین آکے اُترا طبل جنگی بجوایا اُمیہ بن عمرو عیار بدیع الزمان
صورت بدلکر لشکر مین آیا پھرتا ہوا قریب بارگاہ بیم جادو پہونچا پشت پر ایک سرِ بلندہ تھا وہان سے بیٹھکر ایک
نقب لگائی بہو نقب کا جا کر بارگاہ بیم جادو مین تو زرا دیکھا پڑا سو رہا ہو چھپٹ کے قریب آیا کانٹے سے دوشالہ
ہٹایا چاہا بیہوش کردن کہ بیم نے آنکھ کھولدی کہا ارے تو کون ہو اُمیہ بھاگا بیم اُٹھا پیچھے دوڑا طلاے پر
ورقائے زنجیر خوار رہتا اُمیہ بھاگا ہوا آتا ہو ورقا نے آواز دی ای اُمیہ کیا ہو اُمیہ نے چاہا کہ مُنہ سے کہے
کہ بیم جادو میری فکر مین آتا ہو کہ بیم کڑک کے گرا اُمیہ کی کمر مین پنجہ دبائے اُڑا ورقا نے تیر مارا وہ تیر اُلٹا
پلٹ کر ورقا پر جا کے گرا ورقا کو معلوم ہوا کہ ایک عقاب گرا ورقا کی بھی کمر مین پنجہ دبائے اُڑا ورقا و اُمیہ
کو اُٹھا لیگیا لشکر مین غل پڑا ہوا کہ اُمیہ و ورقا کو بیم جادو اُٹھا لیگیا بدیع الزمان بارگاہ سے نکل آئے
دریافت کیا احوال معلوم ہوا اُمیہ نے جا کر عیاری کی بھاگا ہوا آیا بیم جادو اُمیہ و ورقا کو اُٹھا لے گیا
بدیع الزمان نے کہا ساحرونکے عجائب و غرائب تو ایسے ہی ہوتے ہین رنجیدہ ملئے بارگاہ مین آکر بیٹھے رات گذری
صبح کو لشکر تیار کیا میدان کارزار مین آئے دیکھا بیم جادو لشکر سمیت میدان مین آیا صفین آراستہ ہوئین
بیم نے بعد صفوف آرائی گینڈا نکالا پکار کر آواز دی ای فرزند رشید صاحبقران بہتر یہ ہو کہ یہانسے پلٹ
جایئے ورنہ میرے مقابلے مین آیئے آج ہی قید تمہاری روانہ کرونگا بدیع الزمان نے مرکب نکالا
جیسے ہی مقابلے مین بیم کے پہونچے بیم نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر پسر حمزہ میرے مقابلے مین
آتا ہو میری مدد کیجیے پسر حمزہ کو بلائیے ایک عقاب گرا بدیع الزمان کو اُٹھا لیگیا بیم نے پکار کر آواز دی اور
کوئی میرے مقابلے مین آئے انکا فضل بن گیا ہو خون آشام مرکب اُڑا کر جا پہونچا قریب بیم کے پہونچن
دیکھا بیم جادو ہو تو جو بلا ہاری فضل نے تیار وہ تیر اُٹھایا پنجہ کمر مین فضل کے ڈالا اُٹھا کر لیگیا ساتون بھائی فضل
کے پے در پے مقابلے مین بیم کے گئے عقاب اُٹھا کر لیگیا قارن بلند کمان نے سرداروں کو روکا کہ مقابلے مین ایسے
شخص کے نہ جاؤ جو جاتا ہو اُسکو عقاب اُٹھا لیجاتا ہو اب جانا بیکار ہو وہ پھر ڈٹے بیم پلٹا پکار کر آواز دی ای

قارن کل میرے ہاتھ سے کہان جاوٴگے کل سبکو گرفتار کرونگا یہ کہکے پلٹا آکے اپنے سردارونکو حکم دیا قیدیون
کو اچھی طرح سے رکھنا کل سبکو گرفتار کرونگا میرے ہاتھ سے کہان جائینگے ایک سردار ہو کہ نہنگ خونریز اُسکا
نام ہی ایک گوشے سے سرداران بدیع الزمان کو لایا یم نے حکم دیا کہ لیجا کر قید کرو نہنگ خونریز سبکو لیجا کر
آکر ایک خیمے مین قید کیا چالیس ساحر اُسی مقام پر چھوڑ کے آپ چلا گیا کہا تو نے لکھا ہوشیار رہنا کل شہنشاہ
ہمارے سبکو گرفتار کرینگے اِن سبکو خدمت خداوند مین روانہ کرینگے دیکھیں کون سردار لیکر جائے یہ کہکے نہنگ
چلا گیا جمعدار دروازے پر بیٹھا ہوا طبلہ بجا رہا تھا اُمتیہ نے کہا جمعدار صاحب آپ خلاف قاعدہ بجاتے
ہین جمعدار نے کہا ارے قیدی تجھے بھی طبلہ بجانا آتا ہی اُمتیہ نے کہا دوستون مین کچھ سیکھا تھا لیکن قاعدے
سے جانتا ہون جمعدار نے قریب بُلایا اُمتیہ پاس آیا اُمتیہ نے کہا ہتکڑیان بیڑیان جدا کیجیے تو مین
طبلہ بجاوٴن جمعدار نے ہتکڑیان بیڑیان اُمتیہ کی اُتار ڈالین جانتا ہی چالیس آدمی بیٹھے ہین کہان جا سکیگا اُمتیہ
نے بیٹھکر طبلہ بجایا ایک غزل سُنائی سب تعریفین کرنے لگے اُمتیہ نے کہا جمعدار صاحب بے لطف کی صحبت ہی
شراب کا چرچہ کیجیے میرے پاس دو روپے ہین منگائیے جمعدار نے خوش ہو کر دو روپے لیے شراب منگا لی کہا
ارے دبلے پتلے ہم تجھکو رہا کرا دینگے تو خدمت مین یم جادو کی رہنا اُمتیہ نے کہا مجھے نوکر رکھا دیجیے
تو بڑا احسان ہی اُمتیہ نے شراب مین بیہوشی ملائی سبکو پلانا شروع کی جب سب پی چکے بیہوش ہو کر گرنے لگے
اُمتیہ نے سبکے سر کاٹے آکر بدیع الزمان وغیرہ کی قید کاٹی کہا ای شہریار نکل چلیے آٹھ نو سردار اُمتیہ سبکے آگے
آگے سبکو لیکر چلا جب لشکر سے باہر نکلا سامنے ایک کوہ تھا دیکھا کوہ سے ایک گینڈا دوڑا ہوا آتا ہی سردار آگے
بڑھ گئے کہ ہم گینڈے کو مارلین جیسے قریب گینڈے کے ہوئے گینڈے نے منھ پھیرا دیکھا یم جادو سامنے
کھڑا ہی سحر کر رہا ہی سب اُسی مقام پر گرے لشکر والون کو آواز دی لشکر سے کئی ساحر آئے نہنگ خونریز
سے کہا تجھے حفاظت نکی چالیس آدمیونکو مار کر عیار سبکو لیچلا تھا مجھکو میرے سحر نے خبر دی مین اس مقام پر
ہو پہنچا لیجا کر قید کرو نہنگ خونریز سبکو لیکر قید خانے مین آیا لا کر قید کیا آپ بارگاہ مین گیا نقارہ رزمی
دونون لشکر مین بج چکا ہی قارن بلند کمان لشکر بدیع الزمان مین تیاریان کر رہا ہی یہ خبر بھی ہرکارون نے
پہونچائی کہ اُمتیہ نے عیاری کی آخر یہ انجام ہوا کہ وہ سب کو گرفتار کر لیگیا قارن نے کہا کل میدان مین
جائینگے ہم بھی مثل آقا گرفتار ہونگے حوصلہ جرات دکھلائینگے جب صبح ہوئی دونون لشکر میدان کارزار مین آئے
قارن بلند کمان بھی آگے بڑھکر کھڑا ہوا اس خیال سے کہ جب یم ملعون نکلیگا مین اُسکے مقابلے مین جاوٴنگا

وہی طائر آئیگا اُٹھا لیجائیگا مقابلہ نہو سکیگا بیم نے گینڈا اٹھالا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے قارن نے جا کا گینڈا بڑھا اون کہ سب سردار گردا گئے کلفت مین ہو قارن کے مقابلے مین جاؤ گے کیا کرو گے اُسنے سحر کر رکھا ہے عقاب آتا ہے آدمی کو اُٹھا لیجاتا ہے کون ایسے مکار سے مقابلہ کرے قارن کہتا ہے اُسکی بات کا جواب تو دین مبارزطلبی کر رہا ہے اُسکے سامنے جائین جو کچھ ہو ملک کے قانون مین توفرق نہ آئے سردار بیقرار ہین پروردگار سے دعا مانگ رہے ہین بیقرار ہو کر پکار رہے ہین ای رب کریم رحم کر اس ظالم سے بچا نظم

گر بندۂ مطالب خود از خدا طلب	در دل مدار غیر خدا ما سوا طلب
مدکار ہر چہ ہست ترا از خدا طلب	مطلب طلب مراد طلب مدعا طلب
در دل امید نیک و بد از بندگان مدار	گر بندۂ خدائی و مرد خدا طلب
گردن مکش ز حکم الٰہی و دم مزن	سر نہ بخاک عجز و پیشہ رضا طلب
ہر مطلبے کہ ہست ز مطلوب خویش خواہ	ہر مطلبے کہ ہست از آن آشنا طلب
آرام جان ز حضرت جانان سوال کن	تسکین کنی ز درگہ آن دلربا طلب

بیقرار ہو کر جو سب نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قضائے کار نقابدار زرین پوش جنگل مین نگران ٹہل رہا تھا عیار نے خبر دی کہ لشکر بدیع الزمان تباہ ہوتا ہے نقابدار نے باگ پھیری باز سفید سر پر سایہ فگن بارہ ہزار جوانان صف شکن ہمراہ آتے ہی مرکب بڑھایا لیکن اسم اعظم پڑھتا ہوا سامنے بیم کے پہونچا آواز دی او مکار سحر سے مقابلہ کرتا ہے پھر سحر گر ہر چند بیم سحر کرتا ہے عقاب آسمان پر آتا ہے باز سفید منہ کھولکر جا چمٹتا ہے عقاب پر جا پڑون عقاب بھاگ جاتا ہے باز گرد سر پھر رہا ہے باز نہین آتا ہے جا چمٹتا ہے عقاب میرے آقا کے قریب آئے تو اسکو مارون نقابدار قریب بیم کے پہونچا آخر کو بیم نے چند والے آتش کے نقابدار پر پھینکے شعلے بھڑکے لیکن نقابدار پر تاثیر نہوئی کئی مرتبہ دستک بھی دی کوئی مراد حاصل نہوئی اتنے میں نقابدار نے قریب ہو کر نیزہ مارا اسم اعظم ورد زبان ہے سینے پر بیم کے تراشت کو توڑ کر پار گذرا اُٹھا کر نقابدار نے زمین پر مارا استخوان چور چور ہوئی النار ہوا ملازمان بیم جو سامنے کھڑے تھے بدنا بدنا کہکے آگے بڑھے نقابدار بھی مرکب اُٹھا کر جا پڑا باز سفید نے کسیکو پنجہ مارا کسی پر منقار مار دی ادھر نقابدار قتل کرتا ہوا آتا ہے ملازمان نقابدار بھی جا پڑے پہلے تیر و تفنگ کی بوچھار کی ہزاروں کو قتل کیا نقابدار لڑتا ہوا قلب لشکر مین پہونچا علم نحس کو قلم کیا وہان سے آکر بدیع الزمان وغیرہ کو چھڑایا کہا ای فرزند صاحبقران ٹہیے خوش

کا مقام ہو اتنے بڑے طلسم پہ چلے ہو اور ایک ساحر سے یہ کیفیت بدیع الزمان نے کہا کہ سحر کی تو ہمارے
لشکر میں ممانعت ہے ساحر کا سحر چل جاتا ہے میں طلسم ہفت پیکر پر ضرور جاؤنگا نقارہ جلوداری بدیع الزمان
کی کرائے طرف قاف کے روانہ ہوا بدیع الزمان قلعہ امید و بیم پر آئے حکم کیا اسکو تلاش کرو کہ
اُسکو بادشاہ کیا جائے بیم کا بھائی فہیم جادو اُسکو بلا کر کہا تمکو بادشاہ کرتے ہیں فہیم نے عرض کی غلام
ساتھ چلیگا پھر بدیع الزمان نے ناچار ہو کر اور کو قلعے کا حاکم قرار دیا اور بادشاہ کیا فہیم کو ساتھ لیا کوچ کیا
ایک صحرا میں آکر اُترے رات کو دیکھا جنگل میں دو مقام پر آگ روشن ہے پھر وہ دونوں ملگئیں اندر سے اُس
آگ کے شور و غل کی آواز آتی تھی جس سے ثابت ہوتا تھا کہ ہزارہا آدمی لڑ رہے ہیں بدیع الزمان رات بھر
دیکھا کیے صبح کو دیکھا ہزارہا لاشیں مقام پہ پڑی ہیں دریاے خون جاری معلوم ہوتا ہے رات بھر خوب لڑائی ہوئی
بدیع الزمان حیران ہو گئے کہا کچھ عجب صورت کے لوگ ہیں کالی کالی صورتیں بڑے بڑے قد بعض کے چار ہاتھ ایک سر
کٹ گیا ایک سر جسم پر موجود ہے بدیع الزمان اس عجائب و غرائب کو دیکھ کر بہت حیران ہوے اُمیہ نے کہا
یہ مقام دیو زاد اور جنات کا معلوم ہوتا ہے یہاں سے کوچ کیجیے ایسا نہ ہو کچھ آفت برپا ہو بدیع الزمان نے کہا
اسکا دریافت کرنا ضرور ہے شب کو آکر دیکھینگے سب سردار بھی مانع ہوے بدیع الزمان نے دن تمام رات کو پھر
بارگاہ آکر بیٹھے پھر وہ آگیں ظاہر ہوئیں جب وہ آپس میں ملیں اور غل شور ہوا اپنے مقام سے اُٹھے خراماں
خراماں اُس مقام پہ آئے سب سردار تو نہ گئے مگر ورقا سے زنجیر خوار ساتھ ہے اُمیہ بھی کنارے کنارے
آتا ہے بدیع الزمان قریب آگ کے پہونچے پکار کر آواز دی کہ کون لوگ ہو جو آپس میں کشت و خون کر رہے
ہو اپنے کو ظاہر کرو ایک آواز آئی اے جوان تو کون ہے جو ہمسے دریافت کرتا ہے بدیع الزمان نے اپنا
نام بتایا ایک تاجدار سامنے آیا کہا اے فرزند رشید صاحبقران ہم آپ کے بزرگوں کو جانتے ہیں سلطنت
آسمان پری کو بچایا عفریت کو مارا میں آپسے فریادی ہوں میں بادشاہ چہارم قلعۂ قاف ہوں
نیران جنی میرا نام ہے فولاد دیو کہ زبردست و زور دار ہے وہ میری بیٹی پر عاشق ہوا بیٹی میری یاقوت پری کے
ہے نام سے فولاد کے ڈرتی ہے ہمارے قلعے کو اُسنے پامال کیا ہم بھاگ کر اس صحرا میں آئے وہ روز لشکر کشی کر کے
آتا ہے ہزار دو ہزار کو قتل کر کے چلا جاتا ہے آج بھی آیا ہے یہ کہکے نیران جنی نے بدیع الزمان کی آنکھوں میں لگائی
سرمۂ سلیمانی کی پھیری ورقا سے زنجیر خوار نے کہا آقا مجھے بھی ساتھ لیجیے نیران نے ورقا کی بھی آنکھوں میں
سرمۂ سلیمانی پھیرا ورقا سے زنجیر خوار کی بھی آنکھ روشن ہوئی دیکھا ہزارہا دیوان جنات پیادہ زاغ نول

یہ حربے ہاتھ میں لیے ہوئے جنات کو قتل کر رہے ہیں جنات بھاگتے پھرتے ہیں ایک دیو بڑا قد قامت
جو بدست کاندھے پر پامال کرتا پھرتا ہی دو دو کو گردن پکڑ کر لڑا دیتا ہی بدیع الزمان نے بڑھکر نعرہ کیا
اور دیو ستمگار کیوں غریبوں کو قتل کرتا ہی دیو فولاد نے جو بدیع الزمان کو دیکھا آواز دی او پسر حمزہ کہاں جاتا ہی
بڑھکر جو بدست ماری بدیع الزمان نے تیغۂ صورت سے وار کو قطع کیا چاہا اُسنے کہا کون بدیع الزمان
نے ہاتھ مارا دیو فولاد کے دو ٹکڑے ہوئے ورقا بھی لڑتا ہوا آتا ہی آتیہ نے جھنڈے آتشبازی کے مارے
سو دو سو جلے آخر فریاد کرتے ہوئے بھاگے بدیع الزمان نیران جنی کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں آئے
نیران نے بہت شکریہ ادا کیا کہ آپکی وجہ سے جان و آبرو بچی بیٹی مع چند پریزادوں کے قلعہ چہارم قاف
میں ہی بدیع الزمان نے کہا ای نیران میں مائل ہوں طلسم ہفت پیکر کا ارادہ ہی دیکھیں کیا کیفیت ہی
کہ عرض ہوئی دروازے پر ایک جن حاضر ہی نامہ پردۂ قاف چہارم سے لایا ہی نیران نے کہا بلاؤ جن اندر
آیا بادشاہ کو سلام کیا نامہ ہاتھ میں دیا نیران نامہ پڑھکر رونے لگا بدیع الزمان نے کہا ای نیران
خیر تو ہی کہا ای شہریار فولاد جو آپ کے ہاتھ سے مارا گیا اُسکے ملازم لاشہ لیے جاتے تھے راہ میں بھائی
اُسکا شداد مردار خوار ملا اُسنے جو بھائی کا مارے جانا سنا قلعہ چہارم قاف پر چڑھ گیا بیٹی نے لکھا ہی میں
قلعے میں بند ہوں پریزاد لڑ رہے ہیں اب وہ یورش کریگا تو ہماری جان کیونکر بچیگی بدیع الزمان
(و نام اُسکا یاقوت پری سنکر پریشان ہو ہی رہے تھے کہا ای نیران چلو جلد پہنچو فضل سے تمہاری بیٹی کی
حفاظت کرونگا کل کوچ کرینگے نیران نے بدیع الزمان کو تخت پر سوار کیا اُسنے کہا میں
ضرور ساتھ چلونگا مہر چہرا ملکہ آتیہ ساتھ ہوا نیران کے پانچ سو جن ساتھ ہیں بدیع الزمان کو
لیکر ورق پردۂ چہارم قاف کے چلا جہاں شداد مردار خوار نے دو تین روز تک پیغام سلام کیا چوتھے دن
حمل یورش کیا ملکہ یاقوت پری بالائے قلعہ آئیں پریزادیں گھیرے ہوئے ہیں جام زہر کا آگے
اُسکے رکھا ہی فرماتی ہیں جب وہ بھاگے تو ایکا میں اپنی جان دیدونگی پھر وہ آگے بڑھا شداد مردار خوار
حملہ کرکے چلا پریزادوں نے اوپر سے پتھر مارے کئی سو دیو مرگئے شداد مردار خوار اکیلا چلا پتھروں کو
خالی دیتا ہوا پہاڑ خندق کے ہو گیا یاقوت پری نے چاہا کہ جام زہر پیے کنیزیں لپٹ گئیں یاقوت
نے کہا میری آبرو لوگی جان جانا بہتر ہی ناحق بیٹھی رہی ہیں شداد چاہتا ہی کہ خندق پار اترے کہ آسمان
سے آواز آئی او ستمگار دغا کی دیکھتا ہی شاہزادہ بدیع الزمان فرزند رشید صاحبقران نامدار صاحبقران

سنکر شداد کانپ گیا کہنے لگا جیسے کیا مطلب بھائی صاحب کے خون کا بدلہ لینے آیا تھا نہ بن پڑا اسی نیران
نے بدیع الزمان کو تخت سے اُتارا شداد بھاگ نہ سکا بدیع الزمان کو ایک چوبدست لگائی بدیع الزمان
نے چوبدست قلم کی اُسکے ڈنڈ کو کھینچ مارا بدیع الزمان خالی دیکر اُس خونخوار پر جا پڑے اُسنے چاہا بیٹھ پڑے
بدیع الزمان نے ہاتھ مارا شداد کے دو ٹکڑے ہوئے دیوزادوں پر جا پڑے سب دو چار سو دیو
مارے گئے کچھ دیو لاش شداد کا لیکر بھاگے بدیع الزمان بہ فتح و فیروزی طرف قلعے کے چلے
نیران جنی شاہزادے کو لیکر قلعے میں آیا یاقوت پری واسطے استقبال کے آئی نگاہ جو پڑی جمال
بدیع الزمان کو دیکھکر عاشق ہوئی بدیع الزمان کو بھی پسینہ آگیا نیران جنی بیچ میں ہے دونوں نے
حجاب سے سر جھکائے دزدیدہ نگاہوں سے آپس میں دیکھ رہے ہیں جب دارالامارہ میں یاقوت
تخت پر جا بیٹھی پریزادیں گرد جمع ہوئیں بدیع الزمان دنگل زرّین پر بیٹھے کر یاقوت نے کہا
شکار گاہ سلیمانی میں کہا صید شکار ہوا اور اشارہ کیا کہ آپ بھی مشتاق ہیں وہاں ہمارے اور آپ کے ملاقات
ہوگی اب یاقوت نے پریزادوں کو حکم دیا اسباب شکار کل در دولت پر حاضر رہے سویرے ملکہ
سوار ہوئیں جب ملکہ جا چکیں تو بدیع الزمان نے نیران جنی سے کہا اگر آپ فرمایئے تو ہم بھی واسطے
شکار کے جائیں نیران نے کہا بہت مناسب ہے بدیع الزمان بھی سوار ہوئے آمنیہ کو ساتھ لیکر چلے
مگر ملکہ یاقوت پری شکار کھیلتی ہوئی قریب ایک پہاڑ کے پہونچیں دیکھا درّہ کوہ کھلا ہوا ہے جلدی
آئی ملکہ پشت مرکب سے اُتر کر قریب درّہ کوہ آئیں یکایک درّہ کوہ سے ایک غبار بلند ہوا ملکہ اُس
غبار میں غائب ہو گئیں ساتھ کی پریزادیں روئیں ملکہ کو جب نہ پایا روتی پیٹتی چلیں طرف بادشاہ
کے چلیں راہ میں بدیع الزمان ملے کنیزوں نے سب حال بیان کیا یہ سنکر بدیع الزمان
بیقرار ہو گئے کہا وہ مقام ہمکو بتاؤ پریزادیں ساتھ ہوئیں قریب درّہ کوہ کے آئے دیکھا درّے میں
سناٹا ہے آمنیہ نے عرض کی اے شہریار مقام طلسم معلوم ہوتا ہے شب کو عبادت کیجیے جو کچھ ہدایت
ہو وہ کیجیے بدیع الزمان نے نہ مانا فرمایا تم باہر ٹھہرو میں اندر جاکر دیکھوں کہ اسمیں کیا شے ہے
یہ کہکے بڑھے جب پاس درّہ کوہ کے آئے دور سے دیکھا کچھ لوگ بیٹھے ہیں ہاتھوں سے منع
کر رہے ہیں کہ اے شخص ادھر نہ آنا بدیع الزمان کب سنتے ہیں آگے بڑھے ایک شخص انمیں سے اٹھا
اُسنے ایک چیخ ماری اور آواز دی اے محافظان طلسم گلزار سلیمانی یہ آنے والا نہیں مانتا یہ جو کہکر

اُسنے چیخ ماری آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا کمرتیت بدیع الزمان کی پڑا لیکر بدیع الزمان کو بلند ہوا
بدیع الزمان کی آنکھیں بند ہوگئیں متحیر ہوئے آنکھ کھل جاتی ہو تو دیکھتے ہیں ایک دیو مجھکو لیے جاتا ہے
چاہتے ہیں اُسکے گریبان میں ہاتھ ڈالوں ہاتھ نہیں اُٹھتا آخر بیہوش ہو گئے بعد تھوڑے عرصے کے جو
آنکھ کھلی دیکھا اپنے کو ایک باغ میں ہوں لیکن باغ ویران کچھ بھی پھول نہیں ہیں چند شخص بیٹھے ہوے
گل چینی کر رہے ہیں اُن سب نے بدیع الزمان سے کہا ای نوجوان تو بھی آ گل چینی کر بے مشقت کیے یہاں
وجہ معاش نہیں ملتی بدیع الزمان نے کہا کیا ہم مالی ہیں جو گل چینی کریں وہ لوگ خاموش ہو رہے
شام کو وہ سب وہ پھول لیکر چبوترے پر آکے بیٹھے تھوڑے عرصے کے بعد ایک پریزاد آئی اُسنے
آکر سب سے پھول لیے دو دو روٹیاں ایک ایک آبخورہ پانی کا دیا بدیع الزمان نے کہا ای
پریزاد ہم بھی تو اسی مقام پر ہیں تو نے ہمکو نہ دیا اُسنے کہا یہ موٹے موٹے ہاتھ پاؤں حرام کا کھانا چاہتے ہو
بدیع الزمان نے ایک طمانچہ مارا کہ پریزاد کا سر اُڑ گیا گرتے گرتے لاش سے آواز پیدا ہوئی کہ ای
صاحبان طلسم گلزار سلیمانی اس جوان کو لینا دیکھنا اپنے کئی سے دیوزاد گوشۂ باغ سے پیدا ہوے
بدیع الزمان اُنسے لڑنے لگے کئی دیو مارے تھے کہ ایک دیو سیاہ رو نے آکر حلقہ اپنے کمند مارے
بدیع الزمان بندھکر گرے بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان تنگ و تاریک
ہے اپنے کو مسلسل ومطوق پایا اندھیرے میں گھبرائے دعائیں کرنے لگے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک
پریزاد نکلی کاسۂ شیر برنج ہاتھ میں لیے ایک ہاتھ میں صراحی پانی کی سامنے بدیع الزمان کے پیش کیا
بدیع الزمان نے کھیر کھائی پانی پیا وہ پریزاد مگس رانی کرتی رہی کہا ای جوان میں تیری خدمتگار ہوں
مجھے تیرے حال پر رحم آیا میں تجھکو نکال لیجاؤنگی طلسم سے نکلا میں بھی تیرا ساتھ دونگی بدیع الزمان نے کہا
اب طلسم میں قدم آیا ہی ہے اسکے فتح کیے ہوے نہ جاؤنگا یا موت لیکر آئی ہو پریزاد رونے لگی کہا ای جوان
جسوقت تو نے اُس پریزاد کو باغ میں مارا میں الگ سے دیکھ رہی تھی دل پر میرا زور نہیں اُسیوقت سے
گرفتار دام الفت ہوئی دل پر قابو نہیں میں تجکو لیے چلتی ہوں آئندہ تیرا اقبال میں کنیزان ملکہ آسمان پری کی
سے ہوں اس طلسم میں آکر پھنس گئی یہاں والوں نے مجھپر طلسم باندھ دیا قیدیوں کی نگہبان ہوں
یہ کہکر گھر میں پنجہ دیا غرق زمین ہوئی نقب سحر سے لے نکلی ایک باغ میں لاکر بدیع الزمان کو پہونچایا
کہا یہاں چھپکر رہو رات کو یہاں دردانہ پری آتی ہو اُسکے پاس لوح طلسم ہو کسی تدبیر سے اُس سے

لوح حاصل کرو اگر لوح پائی فتاحی طلسم مین معروف ہوتا جہان موقع ہوگا مین بھی اپنے کو پہونچا دونگی اہالی
طلسم بڑے بڑے ساحران غدار مین فکر کرینگے دھوکے دینگے لیکن جو لوح بتلائے تو اوس سے ہوشیار رہنا غرض
سمجھا کر وہ پریزاد باغ مین بدیع الزمان کو چھوڑ کر چلی گئی بدیع الزمان درختونکی آڑ مین چھپکر بیٹھے جب
لیلی شب نے زلف عنبرین کھولی باغ مین خود بخود روشنی ہوئی ستارے چمکنے لگے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا
چند پریزادین آئین اونھون نے آکر چبوترے پر فرش کیا آپ بھی اوسی مقام پر بیٹھین دمبدم طرف آسمان
کے دیکھ رہی ہین کہ یکایک ایک آندھی چلی دیکھا ایک پریزاد کمسن تخت پر سوار مع چند پریزادون کے
آکر پہونچی مسند پر بیٹھی ناچ گانا ہونے لگا اب بدیع الزمان حیران کہ مین اسکے سامنے کیونکر جاؤن
ایسا نہو سمجھے ایک صندوقچی رکھی ہوئی کہ در باغ پر پڑا ہوا چند پریزادین دوڑی ہوئی آئین کہا حضور دیو
سیماب پھر آگیا کہ آپ اس باغ مین ہین آپ کی تلاش مین آیا ہے کئی سو پریزادونکو مار ڈالا ملکہ گھبرا گئین لیکے
مقام سے اٹھین چاہتی ہین کہ صندوقچی کو اٹھا ئین دیو سیماب سامنے آپہونچا دو چار پریزادون نے
جا بجا ٹھکر روکین دیو سیماب نے انکو مارا کسیکو چیر ڈالا کسی پر لات ماردی ملکہ دُردانہ پری بدحواس
ہوکر تخت پر سوار ہوئین اور بھاگین دیو سیماب نے کہا اے دردانہ آج کہان جاؤگی وہین پہونچونگا جہان
تم جاؤگی آگے تخت ملکہ دُردانہ کا اور عقب مین دیو سیماب چلا لاشے پریزادونکے پڑے رہگئے اب تو
بدیع الزمان نے دیکھا صندوقچی رکھی ہے جھٹکر دوڑے صندوقچی کو اٹھایا اب جو کھولا ایک برق چلی
تختی الماس کی اسپر لکھا ہوا لوح طلسم گلزار سلیمانی بدیع الزمان نے لوح کو گلے مین ڈالا کہ وہی
پریزاد آکر پہونچی کہا اے شہریار مبارک ہو لوح طلسمی بے مشقت آپ کو ملی لیکن اب فوراً برا نقابی
جانے مین جاکر کہین پر مخفی ہوتی ہون یہ کہکر پریزاد گئی بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا
اے فتاح طلسم واے سیار این عجائبات جب باغ دردانہ سے لوح حاصل ہو اسم حاشیۂ لوح پڑھنا
اسی باغ مین ایک دریا ظاہر ہوگا اپنے کو دریا مین گرا دو بکمال بے خطر در بر مقام مقصود پہونچگے
بدیع الزمان نے اسم پڑھا دیکھا غرانے کی آواز ہوئی اور ایک دریائے زخار موج مارتا ہوا ظاہر
ہوا بدیع الزمان بے خوف اوسین کودے معلوم ہوا شاہزادے کو کسی بلندی سے گرا ہون اب جو
پاؤن زمین پر قائم ہوے دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار ہے ایک جانب سے آواز آئی او طلسم کن
تجھے کسنے اِس مقام پر پہونچایا دیکھا ایک دیو نی تختہ کھولے ہوسکتی ہی بدیع الزمان تلوار

کھینچکر اُس دیونی پر جا پڑے دیونی نے بڑھکر چنگل مارا بدیع الزمان نے چنگل کو اسکے خالی دے کر
ہاتھ تلوار کا مارا دیونی کے دو ٹکڑے ہوے دونون ٹکڑے تڑپ تڑپ کر دو دیونیان تیار ہوئین
دونون نے حملہ کیا پھر بدیع الزمان نے ہاتھ تلوار کا مارا جب ایک کو قتل کرتے ہین دو بنکر تیار ہوتی
ہین تھوڑے عرصے مین کئی سو دیونیان ایک صورت کی ہر طرف سے بدیع الزمان پر حملے
کر رہی ہین قریب ہی کہ وہ انکو پکڑ لین کاٹنے مین بھی تلوار کی فرق آنے لگا کر کان مین آواز آئی ای
طلسم کشا مقام افسوس ہی کہ لوح نہین دیکھتے بدیع الزمان کو یاد آیا جست کرکے ایک گوشہ مین
آکے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اگر اسطرح دیونیان جمع ہو جائین تو خیال کرکے دیکھو شاخ نخل پر
ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی جب مُنھ کھول کر آواز دے اگر قادر انداز ہے شل ہو تو تیر اُسکے حلق مین مارو
اگر اور کسی مقام تیر پڑیگا تو سنگ سیاہ ہو جاؤگے رہائی نہایت مشکل ہوگی بدیع الزمان نے
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کے تیر مارا حلق مین طائر کے پڑا توڑ کر گردن کے پار گذرا اُس طائر کے جسم
شعلہ ہاے آتش نکلے تمام دیونیان جلکر خاک سیاہ ہوئین آواز آئی کشتی مرا نام من عفریتہ خونخوار بود
مار کر اُسکو بدیع الزمان پلٹے تھے کہ وہی پریزاد کہ جو قید خانے سے لائی تھی اُسنے آکر مبارکباد دی
کہا ای شہریار ایسی غفلت دفرمائیے یہ طلسم گلزار سلیمانی ہی یہ کہکر رخصت ہوئی بدیع الزمان نے
پھر لوح کو دیکھا مرقوم تھا اپنے کو باغ گلعذاران مین پہونچاؤ بدیع الزمان حیران کہ باغ گلعذاران
کس مقام پر ہی ہر چند لوح مین دیکھتے ہین سواے اس لفظ کے اور کوئی لفظ مرقوم نہین پریشان پریشان
ایک جانب چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ ایک دیو سامنے سے آیا اُسنے آکے جُھک کے سلام کیا کہا ای
فرزند صاحبقران آپ ہی نے عفریتہ خونخوار کو مارا مین امیدوار ہون کہ میری بھی آرزو حصول ہو
اور عرض میری قبول ہو بدیع الزمان نے کہا کہ بیان کر کہا ای فرزند رشید صاحبقران ایک
مقام ہی کہ اُسکو باغ گلعذاران کہتے ہین وہان دیو کیتوس مردار خوار رہتا ہی میری بیٹی مہناک
دیونی براے شکار دشت مین آئی تھی اُسکو یہ جبر پکڑکر لیگیا باغ گلعذاران مین لیجاکر رکھا ہی اب
امیدوار ہون کہ حضور تشریف لیچلین آپ کشندہ عفریت کے فرزند ہین آپ کیتوس پر غالب
آئینگے بدیع الزمان خوش ہو گئے پوچھا تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا مجھے محراب دیو کہتے ہین ملازمان
آسمان پری سے ہون بدیع الزمان نے کہا ای محراب مجھے باغ گلعذاران مین لے چل دیو

محراب نے بدیع الزمان کو کاندھے پر سوار کیا لیکر بلند ہوا بعد عرصۂ دراز کے طرف زمین کے چلا
بدیع الزمان کے دماغ میں بوے خوش آئی نگاہ اُٹھا کے دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب اور
گلہاے رنگارنگ شگوفہ ہاے بوقلموں نہریں پانی سے بھری ہوئیں آب صاف و شفاف ایک
جانب دیوزاد پھر رہے ہیں دارین کاندھوں پر زاغ نول ہاتھ میں ٹہلتے پھرتے ہیں محراب نے کہا
ای شہریار میں آپ کو ایک گوشے میں اُتارتا ہوں دیو کیتوس آئیگا بموجب حکم لوح کام کیجیے گا گوشے میں
اُتر کر محراب نے بدیع الزمان کو اُتارا آپ علحدہ ہوا بدیع الزمان گوشے میں بیٹھے دیکھ رہے ہیں
کہ آندھی سیاہ چلی دیکھا تخت ہے ایک دیو سوار چالیس قرہ دیو تخت کو کاندھے پر اُٹھائے ہوئے لاکر
زمین پر پہونچایا وہ دیو بیٹھا ہوا کہ ماہرا ابھی ملکہ گلعذاران نہیں آئیں بدیع الزمان جب لوح دیکھتے
ہیں لوح منع کرتی ہے کہ ابھی دخل نہ دو بدیع الزمان ٹھہر جاتے ہیں تھوڑے عرصے کے بعد ایک
آندھی سیاہ اُٹھی آگ آسمان سے برسنے لگی پھول برسے بعد اُسکے ایک تخت پر دیکھا ایک دیونی ساحرہ
سوار کنیزیں گھیرے ہوے زمین پر آکر ہوئی تخت رکھا گیا کیتوس مردار خوار اپنے مقام سے
اُٹھا اُس دیونی کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالکر لا کے مسند پر بٹھلایا پوچھا آج دیر کیوں لگی دیونی نے کہا
ای کیتوس کیا کروں جب ارادہ کرتی تھی کہ جاؤں دل دھڑکتا تھا تو نے سُنا طلسم کشا آگیا ہے اور
طلسم کشا آدم زاد بھی ہے یہ سنکر کیتوس ہنسا کہا ای ملکہ گلعذاران جادوگر لشکر آدم زادوں سامنے
آوے تو پھینکنے لگاؤں طلسم کشا کی کیا مجال ہے کہ مجھ تک آسکے توڑ مروڑ کے کھا جاؤں گلعذاران
دیونی ساحرہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ ای کیتوس یہ خیال نہ کرو طلسم کشا فرزند حمزۂ عرب ہے
جسنے دیو عفریت کو مارا پسران حمزہ دیو کش ہیں بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا اب
رات کم باقی ہے جا پڑ و گلعذاران و کیتوس دونوں قتل ہوں یہاں عاشق و معشوق شراب پی رہے
ہیں کہ باغ سے آواز آئی باشیداے کافران بھاگ جاؤ نابکاران پہونچا نعرۂ بدیع الزّمان

بدیع الزمانم کہ در روز کین		تواناترم آسمان بر زمین	ز تیغم بسا کفر اسلام شد
کہ سر فتنہ را باختہ نام شد		نعرۂ بدیع الزمان سے کیتوس و گلعذاران تھرا گئے کیونکہ	

آواز دی پسر حمزہ کو لینا چالیس ہزار قرہ دیوان گرد بدیع الزمان کے آگئے چہار طرف سے حربے
پڑنے لگے اب یہ بیچ میں اُن دیوزادوں کے ہیں چاہتے ہیں کہ لڑتا ہوا تا قریب کیتوس

و گلعذاران سہو پہونچون دیونہین جانے دیتے دیونی سحر کر رہی ہو آگ برسادی کبھی پانی برسادیا
بدیع الزمان لوح چمکاتے ہین دیوزاد بھاگتے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے رات بھر باغ مین
تلوار چلی گریبان سحر چاک ہوا بدیع الزمان نے دیکھا چند دیو مارے گئے باقی غلغلہ کر رہے ہین
بدیع الزمان نے پریشان و بیقرار ہوکر دعا کی کہ ای رب کارساز و ای حاکم بے نیاز دشمنون کے ہاتھ سے بچالے نظم

امداد مشکل از شہ مشکل کشا طلب ... حاجت فقط ز حضرت حاجت روا طلب
فائز کند بمنزل مقصد ترا طلب ... باشد اگر براہ خدا رہنما طلب
فانی است عمر و دولت دنیا و مال و جاه ... ہرگز وفائے عہد زین بے وفا طلب
ای بندہ بندگی کن و ما ہستی بجو آه ... ای خاکسار خاک شو و کیمیا طلب
مطلوب گرچہ دور نما شد فنا نگر ... بہر وصول شرط شو و ہند یا طلب

ہلاک کرے جو بدیع الزمان نے دعا کی قضائے کار نقابدار زمرد پوش جو ہوا خواہ بدیع الزمان
پردۂ قاف مین ہر وہ اُڑا ہوا جاتا ہو اُسنے جو دیکھا کہ بدیع الزمان شیرانہ لڑ رہے ہین ہین سے
نقابدار نے نعرہ کیا آقائے نامدار مین آپہونچا بارہ ہزار زرہ دیوان سے آکر گرا وہ شمشیر زنی کر
ہر طرف سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی اتنی مہلت جو بدیع الزمان نے پائی لڑتے بڑتے
سامنے کیتوس کے ہوپنچے کیتوس نے وار ماری بدیع الزمان نے خالی دیکھا تو مارا کہ کیتوس
کے دو ٹکڑے ہوئے گلعذاران دیونی نے گریبان پھاڑڈالا وہ سحر کیا کہ نقابدار گھوڑے سے
گرا ساتھ والے تصویر تصور ہوکر رہگئے ہاتھ شمشیر زنی سے روکے حیران حیران مثل آئینہ نگران ہین
بدیع الزمان نے بڑھکر لوح چمکائی نقابدار کو سنبھالا کہا ای شیر بیشۂ جرأت خوب وقت پر آکے
ہوشیار ہو نقابدار پھر گھوڑے پر سوار ہوا پھر لڑائی مین مصروف ہوا ساتھ والے بھی لڑنے لگے
گلعذاران نے جو یہ معرکہ دیکھا قصد کیا کہ نکل جاؤن پھر بدلہ طلسم کشا سے لونگی ناخلف اُڑ کر
ہر پہ جادو پیدا کیے قصد کیا کہ بلند ہوکر نکلون بدیع الزمان نے تیر مارا کہ ساحرہ کے سینے پر پڑا
پشت کو توڑ کر پار کُندرا دیونی گری جسم سے اُسکے شعلہ ہائے آتش نکلے دیوزاد جلنے لگے جلکر خاک
ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من گلعذاران جادو بود اب باغ مین سناٹا ہوا نقابدار نے
آکر بدیع الزمان کو سلام کیا عرض کی بڑے عرصے کے بعد آپ کا قاف مین آنا ہوا بدیع الزمان

نے فرمایا طلسم مین یاقوت پری بنت نیران جنی قید ہو گئی ہو اُسکی رہائی کو آیا ہون کہ دیو محراب
بھی آیا کہا ای شہریار رب آپ کو مقام ہستی تک پہونچاؤن لقا بدار کھڑا بدیع الزمان سے باتین
کر رہا ہی کہ آسمان نے لقا بدار یاقوت پوش طرفدار قاسم جاتا تھا باغ مین جو بدیع الزمان کو
دیکھا جلگیا آواز دی او زمرد پوش تو اپنے آقا سے باتین کر رہا ہی یہ کہکے گرا اس جلدی مین ہاتھ
مارا کہ زمرد پوش کا سر زخمی ہوا محراب پر جا پڑا محراب کو قتل کیا کہا او پسر حمزہ یہ مددگار تیرا نہ ہوگا
قاف بن عمر بھر سرگردان رہیگا زمرد پوش تو زخمی ہو کر نکلگیا بدیع الزمان اکیلے رہگئے یاقوت
بھی بھاگا یہ کہگیا کہ آپ اسی مقام پر رہیے بدیع الزمان نے جو لاشہ محراب کا دیکھا پریشان ہوے
کہ اگر یہ ماہر زندہ ہوتا مقام ہستی تک پہونچا دیتا لوح کو دیکھا لوح مین یہ مضمون نکلا کہ سواے
محراب کے اور کوئی مقام ہستی تک نہین لیجا سکتا اب بدیع الزمان حیران ہین کہ کیا کرون لوح مین
یہ حکم نکلا ہی محراب مارا گیا اب کیا تدبیر کرون پھر لوح کو دیکھا یہ مضمون نکلا کہ سواے دیو کے کوئی
مقام ہستی تک نہین پہونچا سکتا بدیع الزمان سرنگون کھڑے ہین لاشہ کیتوس وگلعذاران
پڑا ہوا ہی کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی کوئی بلک بلک کر کہ رہا ہی کہ ای برادر تجھکو کسنے مارا اگر
تیرے قاتل کو پاؤن ہڈیان چبا کر کھا جاؤن دیکھا بدیع الزمان نے ایک دیو لاش پر کیتوس
کی آکر گرا ہاے بھائی اے بھائی کہکر رونے لگا یہی کہتا ہی کہ قاتل کو تیرے کیونکر پاؤن
بدیع الزمان سامنے آئے آواز دی او بے حیا مین قاتل کیتوس دیو نے کہا مین دیو فیل سر
یہ کہکے اُس دیو نے دوڑ کر چپل مارا منظور ہوا گولی بنا کر کھا جاؤن بدیع الزمان نے کلائی پکڑ لی ہاتھ
ڈالا فیل سر چت پڑا کشتی ہونے لگی بدیع الزمان نے اکھڑ کر مارا کہ دیو چارون شانے چت گرا
بدیع الزمان کود کر چھاتی پہ سوار ہوے فرمایا کہ قدرت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی فیل سر نے
کہا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی بدیع الزمان نے کہا فرزند صاحبقران کشندۂ عفریت
وسمندون فیل سر یہ سنکر قدمون پر گرا کہا شکر ہی کہ آپ کے قدمون تک پہونچا فرمایا مجھکو مقام ہستی تک
تو پہونچا دیگا وہ مقام کتنی دور ہی فیل سر نے عرض کی کہ اگر انسان جانیکا ارادہ کرے دو برس
مین پہونچے مین تیسرے دن آپ کو پہونچا دونگا بدیع الزمان کاندھے پر فیل سر کے سوار
ہوے فیل سر بدیع الزمان کو لیکر چلا برابر کہکشان فلک کے بلند ہو گیا ایک دن بعد ایک شب

فیل سر اڑا ایک پہاڑ دکھائی دیا کہ نہایت ویران ہی بڑے بڑے جنگل ہر طرف جانور پھر رہے ہین اُس پہاڑ
پر لاکر فیل سر نے بدیع الزمان کو اُتارا بدیع الزمان نے کہا ای فیل سر اس مقام پہ کون بستا ہی تو کہا
بالکل ویران ہی عرض کی غلام نہین جانتا مقام ہستی اسکو کہتے ہین بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا
حکم نکلا گوشے مین بیٹھکر اسم حاشیۂ لوح ورد زبان کرو قدرت پروردگار کا تماشا ظاہر ہوگا بدیع الزمان
نے بیٹھکر اسم مذکور پڑھا پڑھکر جو دم کیا ایک آندھی سیاہ چلی اب جو آندھی برطرف ہوئی دیکھا صحرا ہے
پُر بہار صد لیلیان خوشنوائی پکار درخت بار اشجار سے سر بسجود قدرت معبود ظاہر اسی دم بھر چمن تمام
صحرا سبزہ زار ہوگیا دوبارہ جو اسم پڑھکر دم کیا دیکھا کہ پھر آندھی چلی جب آندھی دفع ہوئی دیکھا
بہت سی نازنینان مہ جبین ایک بارگاہ لیکر آئین اُس بارگاہ کو استادہ کیا دست بستہ کھڑی ہوئین پھر
جو بدیع الزمان نے اسم پڑھا دیکھا پھر ہوا چلی بعد تھوڑی دیر کے ایک تخت پر ایک نازنین نہایت
حسین گرد کنیزان ماہ پیکر عارض رشک قمر نازک بدن سمنبر آکر پہونچی داخل بارگاہ ہوئی پھر تو
بدیع الزمان نے ان معاملات کو دیکھکر چاہا اپنے مقام سے اُٹھون کہ ایک نازنین آئی برائے
تعلیم خم ہوئی دست بستہ عرض کی آپ کو ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین بدیع الزمان نے لوح کو ملاحظہ کیا
حکم سے آگاہ ہوکر ساتھ اُس نازنین کے بارگاہ مین آئے دیکھا وہ نازنین اپنے مقام سے برائے
استقبال اُٹھی جھک کر سلام کیا گورے گورے ہاتھ پھیلا کر اشارہ کیا کہ آیئے بدیع الزمان ساتھ
اُسکے بارگاہ مین آئے مسند پر بیٹھے نازنین نے کہا ای شہریار میری جانبازی آپ پر ثابت ہوئی
یا لوح کو ملاحظہ کیجیے کہ آپ پر ثابت ہو جائے بدیع الزمان نے چاہا لوح کو نکالون ملاحظہ کرون
اُس نازنین نے کہا ذرا تامل کیجیے میرے بزرگ کاہن تھے اُنھون نے حکم لگایا ہی کہ اس طلسم کو فرزند
صاحبقران فتح کرینگے اور ہمارے خاندان کی دختر انکے عقد مین ہوگی لیکن آپ کو بادشاہ طلسم کو
ہوسکتا دلی مہم بڑی کوشش کرنا ہوگی بادشاہ طلسم کا ملنا دشوار ہی برسون ڈھونڈھیے گا بادشاہ کو
دربائیے گا مین ساتھ اپنے لیچلونگی بس اب لوح کو ملاحظہ کیجیے بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا نوشتہ
پایا کہ ای طلسم کشا یہ ملکہ گلپوش تمہاری خیرخواہ ہی اسکے ساتھ دربار شاہ طلسم مین جاؤ نہایت
تکلف سے بادشاہ پر دست. نذر ہوگے بدیع الزمان نے کہا ای گلپوش مجھے اپنے ساتھ دربار
شاہ طلسم مین لیچل گلپوش نے کہا تخت پر سوار ہوجیے بدیع الزمان تخت پر سوار ہوئے کنیزون نے

تخت اٹھا لیکر چلین ایک باغ مین لاکر اتارا کہ یکایک باغ مین بلوا ہوا کئی ہزار نرہ دیو آ پڑے
پکارتے ہوے وہ گلپوش تو شاہ کی کیون دشمن ہوئی طلسم کش کو لیکر چلی ہم تجھکو قتل کرینگے اب تو
بدیع الزمان لڑنے لگے ایک طرف ہنسکے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا غول مین دیو اشکال جسکے ہاتھ
مین زاغ نول ہے اسکو قتل کرو سب دیو بھاگ جائینگے بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب اشکال
کے پہونچے اشکال نے زاغ نول مارا بدیع الزمان نے روک کر ہاتھ مارا کہ دیو اشکال کے دو ٹکڑے
ہوے اشکال مرکر گرا آواز آئی او گلپوش ہوشیار ہو جا گلپوش یہ صدا سنکر دوڑی کہ عقب مین
بدیع الزمان کے جاکر چھپے کہ ایک شعلہ بھڑک کر گرا گلپوش نے ایک چیخ ماری یہ سنکر بدیع الزمان
دوڑے جبتک قریب پہونچین اتنے عرصے مین لاشہ اشکال کا جلا وہ نازنین بھی جلکر خاک ہوئی
بدیع الزمان کو نہایت افسوس ہوا بعد مارے جانے اُس نازنین کے بدیع الزمان نے لوح
کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اگر گلپوش قتل ہو تو سامنے نخل نرگس ہے اسکو بہ قوت صاحبقرانی اکھیڑو نقب
کی راہ سے دربار شاہ طلسم مین پہونچوگے بدیع الزمان نے نخل جو اکھیڑا وہین نقب پختہ ظاہر
ہوا بسم اللہ کہکر نقب مین داخل ہوے عرصۂ دراز تک نقب مین راستہ چلے اب جو سر نکالا دیکھا
گلزار جادو تخت پر بیٹھی ہے دربار جما ہوا ہزارہا دیو ناد بیٹھے ہین بدیع الزمان نے سر نکالتے ہی نعرہ کیا

نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمان یل شیر دل
فراری شد آن کافر پُر دغا
یل صف شکن نامور پہلوان

ستم قاتل کافران جہان
کہ سہراب و رستم ز تیغم خجل
علم تیغ دریا گہر شد بہ جنگ
بدیع الزمان ابن صاحبقران

نہال گلستان صاحبقران
ز گرداب گشتم چو جنگ آزما
کہ گشتہ حیران چو آمد بہ جنگ
گلزار جادو و تخت ساحری

کہا ارے طلسم کشا کو مار لو سحر کرنے لگی آگ برسائی تلوارین گرائین بدیع الزمان لوح دیکھ رہے
ہین ہزارہا نرہ دیو حربے لیکر بدیع الزمان پر گرے چاہتے ہین قتل کرین بدیع الزمان
شیرانہ جنگ کر رہے ہین گلزار جادو نے دوڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے سپر پر روکا
الجھا دبے سے ہاتھ نکالکر تلوار کا ہاتھ مارا گلزار جادو نے سر آگے کر دیا تلوار سر پر پڑی دو
ٹکڑے ہوے مرتے ہی اُس ساحرہ کے اسقدر اندھیرا ہو گیا کہ کچھ معلوم نہین ہوتا بعد تھوڑے
عرصے کے روشنی ہوئی دیکھا لاشہ کوئی نہین معلوم ہوتا بدیع الزمان حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا۔

لوح کو گھبرا کے دیکھا نوشتہ پایا ای فتاح طلسم گلزار جادو شعبدہ کر کے نکل گئی اب اُسکو تلاش کرو بیتابانہ
گلزار نہ قتل ہوگی ہزار طرح کے فتور برپا ہو نگے بدیع الزمان نے ہر چند دیکھا کچھ اور نوشتہ نپایا حیران
حیران اُس وقت سے نکلے ایک ہفتہ جا بجا پھرے قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اُسکے دامنے مین
بیٹھے دعا کو ہاتھ اُٹھائے کہ ای کریم و رحیم گلزار جادو کا مقام ملے کہ اُسکو قتل کر دون اور طلسم سے
فراغت پاؤن لشکر والو نسے جا کر ملون بیزار ہو کر دعا جو کی کان مین آواز تسبیح خوانی کی آئی کوئی
مرد بزرگ بفصاحت تسبیح پڑھ رہا ہی بدیع الزمان اُس آواز پر متوجہ ہوئے گھاٹیان طے کر کے
پہاڑ پر آئے دیکھا ایک حجرہ پتھر کا بنا ہی ایک مرد بزرگ بیٹھے ہوئے تسبیح خوانی کر رہے ہین بدیع الزمان
نے بڑھکر سلام کیا اُس مرد بزرگ نے آواز دی ای فرزند صاحبقران ای فاتح طلسم گلزار سلیمانی ہم
کئی دن سے آپ کا انتظار کر رہے ہین اس خلق سے بدیع الزمان سے بات کی کہ بدیع الزمان
خوش ہو گئے سلام کر کے قریب مرد بزرگ کے بیٹھے کہا آپ اس تنہائی کے مقام مین تشریف رکھتے
ہین جہان انسان کا نام نہین ایسے مقام پر آپکو خورش کیونکر پہونچتا ہی ہر امر کی تکلیف ہوتی ہوگی
اُس مرد بزرگ نے کہا ای فرزند رشید صاحبقران وہ رزاق مطلق کارساز برحق ہی اُسپر تکیہ کر کے
یہان بیٹھے ہین سب چیزین لطف سے ہم پہونچتی ہین آج شب کو تشریف رکھیے اس امر کو بھی دیکھ لیجیے
کہ کیونکر ہم پہونچتا ہی بدیع الزمان بفرحت اُس مقام پر بیٹھے شام کو مڑ کے دیکھا پہلو سے
سجادہ پر دسترخوان رکھا ہی گرم گرم دھوان نکل رہا ہی اُس مرد بزرگ نے کھولا دو قابین مرغ پلاؤ
کی دیکھین کہا لو بابا ایک میرے واسطے اور ایک مہمان کا حصہ بدیع الزمان نے جو آش پلاؤ
کو نوش کیا تمام دنیا کی نعمت کا اُسمین مزہ تھا جس شی کا اُسمین مزہ تصور کرتے ہین اُسی شی کی لذت
ملتی ہی جب شکم سیر ہو کے کھا چکے کھانے کے قابونکو اسیطرح معدوم پایا ایک طرف دیکھا کوزہ آب
رکھا ہی پانی پیا برف سے زیادہ سرد شب کو بدیع الزمان اُسی مقام پر رہے وہ مرد بزرگ
تسبیح خوانی کر رہا ہی بعد نماز سحر پھر اسیطرح کھانا آیا بدیع الزمان نے پھر خاصہ نوش کیا
بدیع الزمان نے مرد بزرگ سے پوچھا آپ کا اسم گرامی کیا ہی انہون نے کہا ابرار عبادت گزار
مجھکو کہتے ہین کئی سو برس ہوئے اس مقام پر عبادت کرتے ہوئے آج آٹھوان دن ہی کہ بزرگان
دین نے فرمایا فرزند صاحبقران تلاش مین گلزار کے سرگردان ہین تم نشان بتا دینا جس

امیدون سے انتظار مین تھا لیکن آپ کا آنا بعد آٹھ دن کے ہوا ایک شہر میرے پاس ہے آپ کا گذر بڑے
مقام سخت پر ہوگا وہان اس فقیر کو یاد فرمانا پھر زیر جانماز سے ایک نقش جو تختی پر کندہ تھا نکال کر
کہا اسکو بازو پر باندھیے اور پہاڑ سے اُترکے اسم حاشیۂ لوح وردزبان کیجیے سامنے آپ کو شہر
عظیم الشان معلوم ہوگا وہی قلعۂ طلسم ہے اگر آپ نے اپنے کو باحتیاط دارالامارہ مین پہونچایا تو
گلنار رہا ہوا کہ آپ قائل ہین اُسی مقام پر جو جو آپ کو تلاش ہے سب کچھ دستیاب ہوگا اور نقش
مین فقیر کے یہ تاثیر ہے کہ جب ساحرونسے آپکے مقابلہ پڑے لڑنے مین یہ نقش پیش نگاہ رہے کسی کا
سحر آپ پر تاثیر نہ کریگا اسکی حفاظت رہے بدیع الزمان ابرار عبادت گذار سے رخصت
ہوے جب زیر کوہ آئے پہاڑ نظرونسے غائب ہوگیا اور حیرت بدیع الزمان کی بڑھی لوح طلسمی کو
گلے سے اُتارا اسم حاشیۂ لوح پڑھکر دم کیا ایک غبار بلند ہوا ہوانے غبار کو ہٹایا دیکھا سامنے
ایک شہر عظیم الشان ہے پھاٹک کھلا ہوا کاہ فروش ہیزم فروش گٹھے لیے شہر مین جاتے ہین
بدیع الزمان اُٹھے بسم اللہ کہکے شہر مین آئے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد ہر کوچے مین میوونکی سواریان
جاتی ہین بدیع الزمان دیکھتے ہوے چوک مین پہونچے دیکھا عمدہ کمرے انپر نازنینان مہ جبین
و مہ جبینان مہ تمکین کرسی پر بیٹھی ہین اکثر کمرون پر باجا مجرا ہو رہا ہے سیکڑون عاشق کمرون کے نیچے
کھڑے ہوے التجا کر رہے ہین کہ غلامونکو خدمت مین رکھیے ہم بھی آکر قدمونکو بوسہ دین وہ مغرور
حسن و جمال کچھ جواب نہین دیتین جمال بدیع الزمان کو دیکھا کہ ایک جوان خوش رو خوبرو غزال چشم
شیر خشم قبضہ تلوار قبضے مین سپر پشت پر کمان کیانی دوش پر ہزار تیرونکا ترکش مثل دم طاؤس بائین
ہاتھ پر سب نازنینان مہ جبین اُٹھ کھڑی ہوئین چلے تو اشارے کرنے لگین پھر ہاتھ جوڑکر بلانے لگین
کہ اے رستم خصال یوسف جمال ہمارے پاس آؤ ہم مشتاق دیدار تھے ہماری خوش نصیبی کہ تم آئے
یہان ہو سکتا یا اب بے پروائی بہتر نہین جب بدیع الزمان نے ان باتونکا جواب نہ دیا تو
پکارنے لگین کہ اے مغرور حسن کہانتک غرور کریگا بدیع الزمان نے لوح پر نگاہ ڈالی عبارت
لکھی کہ اے طلسم کشا یہ عجائب طلسم ہے انپر توجہ نہ کرو اپنے کو دار الامارۂ شاہی تک پہونچاؤ بدون
ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا بدیع الزمان چلے شہر مین ہلڑ ہے کہ طلسم کشا آگیا بدیع الزمان
یہ آوازین سنتے ہوے قریب دار الامارۂ شاہی کے پہونچے دیکھا سات ہزار ملازم جمع ہوے

کھڑے ہیں گھوڑا ہاتھی پالکی جابجا سواریاں سرداروں کی موجود ہیں پردۂ زنبوری کھنچا ہوا ہے قرق زنجیر
سنہری لگی ہوئی ہے ایک جوان درگہ سالار قوی تن قوی من تیغ برہنہ لیے ٹہل رہا ہے جب بدیع الزمان
قریب پہونچے کُل فوج نے سلام کیا بدیع الزمان سلام لیکر قریب درگہ سالار کے پہونچے فرمایا اپنی ملکہ
سے عرض کرو کہ ایک جوان آپ کی ملاقات کو آیا ہے درگہ سالار اندر چلا بدیع الزمان اسکے پیچھے داخل
بارگاہ ہوے دیکھا ایک ساحرہ سن رسیدہ تخت پر بیٹھی ہے ذیل کرسیوں پر سردار بیٹھے ہیں درگہ
سالار نے جاکر عرض کی ایک جوان دروازے پر آیا ہے امیدوار باریابی ہے کہ بدیع الزمان نے
بہیبت وجلالت آواز دی سلام میرا اُسپر ہو کہ جو پروردگار کو لاشریک جانتا ہے یہ سُنتے ہی گلزار جادو
نے آواز دی اے طلسم کشا کیونکر آگیا یہ مقام وہ ہے کہ ہوا کا گذر ہونا دشوار ہے لینا اس شخص کو زندہ
نہ بچے چہار جانب سے تلوار کھینچکر سردار آئے بدیع الزمان کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی گلزار جادو نے
اُٹھکر سحر کیے کہ زمین کو جنبش ہوئی بدیع الزمان کا پاؤں نہیں جمتا بدیع الزمان نے لوح کو جھکایا
جنبش زمین کی موقوف ہوئی جب لوح کو جھکایا سردار غل مچاتے ہیں کہ اے ملکہ ہمکو طلسم کشا نہیں سوجھتا
آنکھوں سے نہیں معلوم ہوتا بدیع الزمان اُنکو قتل کرتے ہوے قریب تخت کے پہونچے گلزار جادو
تڑپ کے بلند ہوئی بدیع الزمان نے لوح کو جھکایا ایک برق تڑپ کر آسمان سے گری گلزار جادو
کے دو ٹکڑے ہوے سردار جلنے لگے ایک سناٹا ہوا کہ زمین کانپنے لگی گھڑی بھر کامل اندھیرا رہا بعد
عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من گلزار ساحرہ بادشاہ طلسم گلزار سلیمانی بود چند عرصے کے
بعد دیکھا قلعہ وغیرہ غائب ایک قصر میں اپنے کو پایا ایک مکان سے کراہنے کی آواز آتی ہے
بدیع الزمان نے جاکر قفل کاٹا اندر قصر کے پہونچے دیکھا کئی سو جوان مسلسل و مطوق بیٹھے افسوس
کر رہے ہیں کوئی کہتا ہے آج کیا معرکہ ہے کہ ساران سیاہ ہمارے گرد سے غائب ہوے کہ بدیع الزمان
پہونچے سبکو قید سے رہا کیا اُن سب سے پوچھا اور کوئی بھی قیدی یہاں ہے یہ لوگ سب گھبرا گئے کہا اے
شہریار ذی اختیار طلسمی یہی مقام کہلاتا ہے لیکن کئی دن سے جلو میں جو قصر ہے اُسمیں سے رونیکی آواز آتی
ہے کوئی بلبل کی سی پکار رہا ہے افسوس اُس شیر کو ہماری خبر کون سنائے کہ ہماری مدد کو آئے تمکو اس سبب سے
چھوڑتے بدیع الزمان نے اُس قصر کو کھلوا دیکھا قصر میں ایک قفس لٹکا ہے اُسمیں یاقوت پری ہے بدیع الزمان
نے صندلی لگاکر قفس کو اُتارا یاقوت پری کو بیہوش پایا قفس سے نکالا حال زار دیکھکر آنسو

اشک حسرت ٹپکانے وہ اشک جب عارض یاقوت پری کے گرے آنکھ کھولکر بدیع الزمان کو
دیکھا بہ تعجیل اٹھ بیٹھیں پوچھا ای شہریار آپ کو کیسے خبر ہو پہنچی بدیع الزمان نے کہا طلسم گلزار سلیمانی
فتح کیا تب تم تک پہونچے ایک طرف سے ایک مرد بزرگ آیا کنجیان ہاتھ مین کہا ای شہریار امانت
آپ کی غلام کے قبضے مین ہی اسکو لیجے کوٹھے کھولے کنجی سے دیو بھی قید تھے انکو بھی قید سے چھڑایا کئی ہزار
صندوق اسباب کے نکلے دیوزاد وںکے سر پر لدوائے اوّل شہر مین یاقوت پری کے آگئے اور
نیران جنی بصدق دل مسلمان ہوا یاقوت پری کو ساتھ بدیع الزمان کے منسوب کیا بدیع الزمان
نے کہا ابھی بمقدار طلسم ہفت پیکر باقی ہی اگر زندہ بچے تو آکر شادی کرینگے ناموس ہمارا اسی مقام
پر رہے بہت سا مال نیران جنی کو دیا اُمیّہ کو بھی ساتھ لیا سلاح طلسمی اُمیّہ کو پہنایا تخت پر سوار ہوے
دیوزاد اسباب لیے ہوے ساتھ مین شکارگاہ سلیمانی سے گذرتے ہوے جبل اعلی تک پہونچے
اُمیّہ نے کہا آج اسی پار رہجایئے کل دنیا مین پہونچ جایئے گا بدیع الزمان اسی مقام پر اُترے
بارگاہ استادہ ہوئی رات کو پلنگ پر آکے لیٹے اُمیّہ قریب ہی باتین اُمیّہ سے طلسم کی کر رہے ہین
نقش عبادت گزار کا ملنا اُمیّہ سے بیان کیا کہا وہ میرے بازو پر ہی انشاء اللہ سرحد ہفت پیکر مین
کام آئیگا اُمیّہ خوشی کر رہا ہی کہتا ہی ای شہریار یہ تحفہ خوب ملا اس طلسم سے مراد حاصل ہوئی کہ ایک
ایک آواز کان مین آئی ای فلک کج رفتار وای گردون غدار کمان تنگ کجروی کریگا دلکو غم والم سے
بھریگا اس سے تو موت بہتر زندگی نے پریشان کیا بدیع الزمان نے کہا ای اُمیّہ کوئی درد رسیدہ
روتا ہی اُمیّہ نے کہا حضور مقام سرحد قاف ہی کوئی غول وغیرہ روتا ہوگا اسپر متوجہ نہ ہوجے مگر
بدیع الزمان نے نہ مانا اُمیّہ کو ساتھ لیکر صدا کے نشان پر چلے جب باہر نکلے صدا بڑی دور آ رہی ہی
صدا مین وہ درد ہی کہ آواز سنکر دل بیقرار ہوتا ہی کوئی آدھ کوس راستہ طی کرکے جنگل مین پہونچے دیکھا
سائے مین ایک شجر کے ایک جوان بیٹھا ہوا گریہ وزاری کر رہا ہی کبھی بیتاب ہوکے اٹھ کھڑا ہوا گرد
نخل پھیرا پھر لڑکھڑا کر گرا کئی مرتبہ اُٹھا مگر اُٹھ نہ سکا اپنی کم طاقتی پر روتا ہی گردن اٹھا ہوا گریبان پھٹا ہوا
بدیع الزمان نے جو یہ حال پُر ملال دیکھا دل بیتاب ہوگیا فرمایا کیون اُمیّہ تو اس بیقراری کو
دیکھتا ہی نہین معلوم کیا اسکو صدمہ ہو پہنچا جو اس جنگل مین یون بیقرار ہو خاک بسر ہی اُمیّہ نے
عرض کی ای شہریار کوئی تو ایسا صدمہ پہونچا کہ اسقدر بیتاب ہی بدیع الزمان قریب گئے فرش خاک پر

بیٹھ گئے شانہ پکڑ کے ہلایا کہا ای جوان مزاج کیسا ہی کچھ صدا نہ دی جب کئی مرتبہ بدیع الزمان نے
پکار کے کہا ای برادر آنکھیں کھولو منہ سے بولو جواب تو دو ہم تمھارا حال پوچھنے آئے ہین اُس جوان نے
آنکھ کھولی کہا آپ کون بزرگ ہین کہ مجھ غریب بیکس کا حال پوچھنے آئے ہین مین کیا اپنا حال کھون
بدیع الزمان نے کہا ضرور کہنا پڑیگا ہمکو بہت بیتاب پاتے ہین اُس جوان نے سراپاے بدیع الزمان
دیکھکر پوچھا حضور کا نام کیا ہی بدیع الزمان نے نام اصلی بتایا نام صاحبقران سُنکر وجد مین آگیا اپنے
مقام سے اُٹھا جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہا ای یاور غریبان وای دادرس بیکسان آپسے کہنے کا
لطف ہی آپ کے بزرگون نے کافرونکو گھس گھسکے مارا ہر ایک کی مشکل مین شریک ہوے لیکن اب
امیدوار ہون کہ جو حال عرض کرون اُسکی مراد پاؤن بدیع الزمان نے فرمایا حتی الوسع کوشش کرینگے
وہ جوان رونے لگا کہا ای شہریار مجھے اقلیم تاجدار کہتے ہین میرا بیٹا دہیم زور آزما نہایت جری بہادر
ہلوے جبل اعلیٰ مین میرا ملک ہی شکار کو وہ وہان آیا ایک طاؤس پر تیر مارا ساتھ والے کہتے
ہین تیر پڑتے ہی طاؤس تو غائب ہو گیا غبار بلند ہوا صدائین ہیبت ناک آنے لگین بعد تھوڑے
عرصے کے ہمنے دیکھا کہ دہیم گھوڑے پر نہین ہی مرکب خالی کھڑا ہی ساتھ والے کوتل مرکب
لیکر میرے پاس آئے مجھسے حال بیان کیا مین اُس جنگل مین آیا جس مقام پر کہ وہ طاؤس غائب
ہوا تھا وہان آکر رفیق صاحب جمع ہوے سب رونے لگے مین بھی پچھاڑین کھانے لگا اب سُنیے کہ جب
سب روئے تو ایک صداے ہیبت ناک آئی کہ کیون یہان روتے ہو جاؤ ورنہ اُسی بلا مین پھنسوگے
سب لوگ وہانسے بھاگے مین بیتاب ہو کر یہان نخل کے سایے مین بیٹھا کہ کبھی تو مطلب حاصل
ہوگا پروردگارنے آپ کو بھیجا یا کہ عنایت فرماتے ہین جو کیفیت تھی مین نے عرض کی اب
سرکار کو اختیار ہی بدیع الزمان طرف آصفیہ کے متوجہ ہوے آصفیہ نے اشارہ کیا ای شہریار ایسے
معاملات مین نہ پھنسیے برائے خدا لشکر مین اپنے پلٹ چلیے بدیع الزمان نے کہا ای آصفیہ مقدمہ تخت
طلسم ہفت پیکر درپیش ہی اگر ہم کسیکی مدد کرینگے خدا ہماری مدد کریگا یہ کہکر اقلیم سے کہا ای اقلیم وہ
مقام کہان ہی اقلیم بدیع الزمان کو ساتھ لیکر سامنے اُس نخل کے آیا وہان کچھ نشان نہین پایا
جاتا نخل موجود ہی طائر بھی وہان کوئی نہین کہ لشکر سے بدیع الزمان کے ایک سوار دوڑا ہوا آیا
کہا حضور آپکے لشکر پہ آگ برس رہی ہی کئی سو آدمی جلگئے بدیع الزمان گھبرا کر پلٹے آکے دیکھا

کئی سو لاشے پڑے ہیں آسمان سے آگ برس رہی ہی بدیع الزمان نے گھبرا کر دعا کی کچھ مطلب حاصل
نہوا آخر تعویذ بازو سے کھولا اُسکو چپکایا آواز آئی کشتی مرا نام ہی نیران حبشی بود سکے حواس درست
ہوے اُن سب نے عرض کی ای شہریار معلوم یہ ہوتا ہی کہ جنات دیوزاد کا یہ مقام ہی آپ نے نقش چپکایا
کوئی جن مارا گیا اب آپ کو مشکل پڑیگی بدیع الزمان نے کہا سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ یاقوت پری
آکر پہونچی بدیع الزمان کو جو پریشان پایا کہا حضور نہ گھبرائیں یہانسے قریب ایک قلعہ ہی قلعۂ
جنیان صحرائی کہلاتا ہی کسی جن نے شعبدہ کیا ہوگا یہ چند باتیں کر کے یاقوت چلی گئی دوسرے دن
بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار ہوے پانچ کوس چلے تھے دیکھا ایک قلعہ نہایت وسیع خلقت
کی آمد و رفت پائی جاتی ہی بدیع الزمان نے فرمایا ای اُمتہ یہی قلعہ جنیان صحرائی ہی میں قلعے
میں جاتا ہوں بدیع الزمان قلعے میں داخل ہوئے پھرتے پھراتے سیر تماشہ دیکھتے ہوے قریب دارالامارہ شاہی
پہونچے گھوڑے سے اُترے دروازے پر درگہ سالار بیٹھا تھا اُس سے کہا کہ جا کر اپنے بادشاہ سے کہو
کہ شاہزادہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران تمھاری ملاقات کا مشتاق ہی درگہ سالار گیا جا کر
بادشاہ سے کہا بادشاہ گھبرا گیا کہا فرزند صاحبقران کو بلا لو بدیع الزمان اندر پہونچے اہل اسلام
کی طرح سلام کیا بادشاہ تخت سے اُٹھا کہا آپنے تشریف لائے یہ غریب خانہ آپ ہی کا ہی دنگل زرّین
بچھوا دیا بدیع الزمان دنگل پر بیٹھے بادشاہ نے ساقی بچے کو اشارہ کیا اُسنے بڑھکر جام بدیع الزمان
کو دیا بدیع الزمان نے جام پر ہاتھ رکھدیا بادشاہ نے گھبرا کر کہا کہ کیوں شہریار کیا سبب انکار کا
بدیع الزمان نے کہا ای بادشاہ ایک کار ضروری کو آیا ہوں دیسم زور آزما بیٹا اقلیم تاجدار کا
تمھارے یہاں کوئی اُسکو گرفتار کر لایا ہی اُسکو منگا دو اگر اسکے خلاف کیا میں بدون حصول مطلب
نہ جاؤنگا بادشاہ روتا ہوا اُٹھا کہا ای شہریار غلام کی داد کو پہونچیے وہ داد یہ ہی کہ میرا فرزند
بشکل طاؤس صحرا میں نخل پر بیٹھا تھا دیسم زور آزما نے نچلا کے تیر مارا ایسے مقام پر پڑا کہ وہ
نوبت بجان ذکا مدہ یہ استخوان ہی اُسکی صحت کی تدبیر ہو تو میں اُسکو حوالے کردوں بدیع الزمان
نے کہا اُس تیر خوردہ جوان کو لاؤ لوگ دوڑے ہوے گئے اور سامنے بدیع الزمان کے پلنگ لا کر
اُس جوان زخمی کا رکھا تب بدیع الزمان نے دیکھا ہر پر اُسکے زخم کاری ہی کہ وہ جوان تڑپ رہا ہی
فرمایا سجادہ بچھاؤ سجادہ بچھا کر دعا کی کہ ای کارساز بے نیاز اسکے زخم کو صحت ہو بدیع الزمان نے

بیقرار ہو کے دعا کی نقاب دار زرین پوش نے کہ پہونچا موم سلیمانی یا وہ مرہم جو لگایا گیا فوراً زخم اندمال
پا گئے بدیع الزمان نے بادشاہ سے کہا اب دیہیم کو بلائیے بادشاہ نے دیہیم کو بلایا بدیع الزمان
کے سپرد کیا کہا آپ لیجائیے ہمسے بھی خراج مقرر رہے ہم شہنشاہی مین برلے تسلیم حاضر ہوا کرینگے
بدیع الزمان نے قبول کیا دیہیم کو لیکر چلے آپ آگے آگے ہین پیچھے پیچھے دیہیم وسط شہرون پہونچے
ہین کہ ایک آدمی سیاہ چلی ہین کانپی پلٹ کے دیکھا دیہیم غائب نہایت برہم ہوے آسیہ سے
کہا جاکر شاہ سے کہو کہ تمنے تو ہمکو دیا لازم تمہارے دیہیم کو اُٹھا لیگئے یہ سُنکر بادشاہ دوڑا ہوا آیا
کہا ای شہریار ہماری کیا مجال کہ ہم آپ کے حکم کے خلاف کرین لیکن اسی پہاڑ پر ایک ساحرہ رہتی
ہے اسکی یہ حرکت ہے دیہیم کو وہی لیگئی قسمین کھا کر جو بیان کیا بدیع الزمان کو یقین آیا آگے آگے
آپ پیچھے پیچھے آسیہ قریب کوہ پہونچے دیکھا پہاڑ نہایت بلند مرتفع ہے خیال مین گذرا کہ ای
بدیع الزمان ایسا نہ ہو ملعونہ کچھ فتور برپا کرے تعویذ کھولا اسکو چمکایا ایک صدائے مہیب آئی
ایک پنجہ کمر مین آسیہ کی پڑا اُٹھا کر آسمان پر لیگیا اس زور سے جھونکا ہوا کا چلا کہ نقش ہاتھ سے چھوٹا
چاہا دوڑ کر اُٹھاؤن ایک پنجہ گرا بدیع الزمان کی آنکھین بند ہوگئین نہین معلوم کتنے عرصہ تک
بیہوش رہے اب جو ہوشیار ہوے تو ایک مکان تنگ و تاریک دیکھا اپنے کو مغلل و مطوق پایا
حیران تھے کہ یہ کیا امر ہے ہر شام کو ایک زنگن آئی بدیع الزمان کے سامنے دو روٹیان رکھکر
چلی گئی بدیع الزمان نے غصے مین وہ بھی نہ کھائین بھوکے رہے دوسرے دن وہ زنگن آئی پوچھا
کیون جوان تونے کھانا کیون نہین کھایا بدیع الزمان نے کہا خاک کھائین روکھی روٹی کیونکر کھائین
کہا ای جوان تو بڑا گنہگار ہے ملکہ عالم کا اس سے زیادہ حکم ہے کہ اس جوان کو ایسے صدمے پہونچاؤ کہ
تڑپ تڑپ کر جان دے مجھکو رحم آیا مین دو روٹیان رکھکر چلی گئی آپ نے نہ کھائین آپ کو اشتیاق
ہے زندگی کا ڈھونڈنا باعث خرابی ہے ای جوان ہم زیادہ رحم نہین کرسکتے تمکو اپنے قتل کا اختیار ہے
یہ کہکے زنگن چلی گئی سنئے گوہر پوش جو ساحرہ یہان کی حاکم ہے اسکی دختر ہے سلیم یاقوت پوش
زنگن اسکی ملازم ہے قید خانے سے جو پلٹی سلیم کے سامنے آکر بیٹھی سلیم نے پوچھا کیون آتی پریشان
جنجھی ہے کہا واری فرزند صاحبقران قید خانے مین آکر قید ہوے آپ کی والدہ نے
آپ دوانہ بند کیا قربانی ہین یہ وہ لوگ ہین جنھون نے بزرگان دین کو قتل کیا

مذہب مٹا یا جہانتک ہو سکے اِنکو تکلیف پہونچاؤ کہ یہ جوان تڑپ تڑپ کر مرے مگر واری کیا عرض کرون
کیسا حسین وجمیل خوش مزاج سر رستم کا تاج آج نہایت پریشان تھا زنگن نے رو رو کر جو بیان کیا
سلیم بیتاب ہو گئی کہا آج ہم بھی قید خانے چلینگے قیدی کو دیکھینگے کس رنگ ڈھنگ کا جوان ہے
حسن توان مسلمانونکا مشہور ہے فرزندان حمزہ سب حسین وجمیل وبہادر ہین یہ بھی جوان اگر ایسا ہو تو
عجب نہین یہ کہکے زنگن کے ساتھ چلی جب زندانخانے مین آئی بدیع الزمان کو آج دو روز گذرے
کہ بالکل کچھ نہین کھایا شکم وپشت ملا ہوا سر نگون بیٹھے ہین کہ دروازہ کھلا دیکھا آگے ایک نازنین پیچھے
وہی زنگن بدیع الزمان نے نازنین کو دیکھکر سر جھکا لیا سلیم کی جو نگاہ جمال بدیع الزمان پر پڑی
بیتاب ہو گئی قریب آ کے بیٹھی زنگن کو تو اشارہ کیا فلان کام کے واسطے جاؤ جب زنگن گئی کہا اے
شہسوار مین آپ کی رہائی کو آئی ہون دو دن سے آپ نے کھانا نہین نوش کیا شکم وپشت ملا ہوا ہے
چلئے آپ کو اپنے باغ مین لیجاؤن پھر گھر بار چھوڑ کر آپ کو لے نکلون بدیع الزمان نے کہا
کیون یہ تکلیف گوارا کرو سلیم نے کہا اوّل میری مان نے مجھکو بلوایا اور وہ نقش سپرد کیا بعد اُسکے
آپ کو قید کیا سب اوصاف بیان کیے کہ یہ فرزند صاحبقران ہین دامنشمش کے قاتل علم
سپاہ گری مین کامل تخل مذہب کے دشمن ساحرونکے راہزن انکا قتل کرنا ہی بہتر ہے مین نہ آگاہ تھی
کہ یہ آفت برپا ہے ورنہ مین روزِ اوّل خبر لیتی بدیع الزمان نے کہا جو خدا کو منظور ہوتا ہے وہی
ہوتا ہے مقام تاسف ہے کہ ہم اس مقام پہ آ کے قید ہو گئے ورنہ ابتک قریب طلسم ہفت پیکر پہنچ جاتے
یہ جو سلیم نے سُنا آنکھون مین آنسو بھر آئے سحر کر کے قید بدیع الزمان کاٹی بعد قید جدا کرنے
کے کمر مین پنجہ دبا کے اُڑی اپنے باغ مین لا کر پہونچایا کھانا پیش کیا بدیع الزمان نے مذہب
کا ذکر کیا سلیم مطیع اسلام ہوئی کہا اے شہسوار مین خدمتگزاری کو حاضر ہون لیکن زنگن جس کام
کو گئی تھی وہانسے پلٹ کے آئی قید خانہ خالی دیکھا گھبرا گئی چارطرف دوڑی دوڑی پھرتی ہے
کہین ٹھکانہ نہ پایا گھبرائی ہوئی سامنے سیما کے گوہر پوش کے آئی کہا واری کیا عرض کرون
مین نے پسر حمزہ کو کھانا نہین پہونچایا آپ کی صاحبزادی یہ حال سنکر قید خانے مین آئین
مجھکو ایک کام کو بھیجدیا اب قید خانے مین قیدی نہین ہے یہ سنکر سیما گھبرا گئی خود اپنے مقام سے
اُٹھی کنیزون سے کہا صاحبزادی نے بڑا غضب کیا پسر حمزہ کو بھگا لیگئین لیکن زندہ نہ جانے دونگی

اس شوخ دیدہ کی قضا آئی ہو جہان ملیگی وہان قتل کرونگی یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے تلاش کرتی ہوئی
چلی سلیم نے نقش بازو پر بدیع الزمان کے باندھ دیا کنیزون کو جمع کر رہی ہو جواہرات کے
صندوقچے کبھی آتے جاتے رہین جا رہتی ہو بدیع الزمان کو بے تکلون کہ کنیزون نے بڑھکر خبر دی
آپ کی مادر مہربان آتی ہین یہ سنکر سلیم گھبرا گئی بدیع الزمان کو ایک کمرے مین چھپایا آپ بیچین
ہوکے کرسی ہولی سیماے گوہر پوش نے آواز دی او گیسو بریدہ تو نے قیدی کو کیا کیا سلیم
نے جواب دیا ای مادر مین نہین جانتی سیما نے آکر پانچ چار کوڑے جو کنیزون کو مارے ایک گھبرا کے
بول اٹھی واری قیدی کو کمرے مین چھپایا ہی سیما کمرے کی جانب چلی سلیم نے بڑھکر روکا کو اس کمرے
مین نہ جانے دونگی آیندہ آپ کو اختیار ہو آپس مین سر چلنے لگا کنیزین جانبین سے مددگار ہین ہنگامہ
گرم ہوا بدیع الزمان نے کمرے سے دیکھا کہ سیما نے زمین پر مار دی ہر مرتبہ بیٹی سے کہتی ہو تجھے جلا کر
اپنے مقام سے اٹھے تیغہ ہاتھ مین نقش بازو پر تلوار کھینچے ہوے باہر نکلے سیماے گوہر پوش
نے پکار کر آواز دی او نبیرۂ حمزہ تو کمرے مین چھپا بیٹھا تھا یہ کہکے ایک گولہ سلیم پر مارا شعلہ ہاے
آتش نے سلیم کو گھیر لیا خواصین گرنے لگین ہنگامہ گرم ہو بدیع الزمان یہ حال دیکھکر بڑھے
سیما نے جو دیکھا بیٹی کو شعلۂ آتش مین چھپا چکی تھی کڑک کر گری کمر مین پنجہ دیا چاہا لیجاؤن
بدیع الزمان نے طوق زرین پر سیما کے ہاتھ ڈالا جھٹکا مارا سیما نے کہا او نبیرۂ حمزہ یہ کیا کرتا ہو
بدیع الزمان نے دوسرا جھٹکا مارا سیما اٹھ گئی ہر چند چاہتی ہو سر کردن ممکن نہین بدیع الزمان
دیکھ رہے ہین کہ سیما نے جو گولہ مارا شعلہ ہاے آتش نے سلیم کو گھیر لیا ہو اور سلیم فریاد کر رہی ہو
کبھی پکارتی ہو ای کریم کارساز اس آفت سے بچانے شاہزادے کو نجات دے بدیع الزمان
نے تیسرا جھٹکا مارا سیما زمین پر گری بدیع الزمان نے ایک گھونسہ مارا کہ سر سیما کا پھٹ گیا
اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نامم سیما
سیماے گوہر پوش بو سلیم نے رہائی پائی شعلۂ آتش پانی ہو کر غائب ہوے بدیع ہمراہ
سلیم کے بارہ دری مین آئے فرمایا امتیہ عیار بھی ہمارا قید ہو کنیزون نے خبر دی فلان فلان
قیدخانے مین سیما نے رکھا تھا وہان سے امتیہ کو بھی لائے وہیم تاجدار بھی ساتھ ہر بارہ ہزار جادوگر
یہان سے ساتھ ہوے مطیع اسلام ہو کر کہا ہم دامن دولت نہ چھوڑینگے بدیع الزمان نے سلیم کو

اُن سب کا اثر کیا سبکو ساتھ لیکر قلعے پر آئے دہیم زور آزما کو انکے باپ سے ملایا اُسی طرح پھر لشکر
کو آراستہ کرکے چلے سلیم ابر مین مخفی ہوئی اس گرد فرستے جبل اعلیٰ کے پار آئے اب مقامات دُنیا
ملنے لگے دیکھتے ہوے لشکر مین پہونچے قارن وغیرہ کو بڑی خوشی ہوئی بدیع الزمان لشکر مین
اُترے صبح کو سب سردار بارگاہ مین آئے اُمتیہ بھی حاضر ہوئی سلیم بھی مشتاق بیٹھی ہو کہ خدمتگار
روتے ہوے آئے عرض کی کوئی شاہزادے کو چھپر کھٹ سے اُٹھا لے گیا سب سردار مسلح بیٹھے مین
یہی قصد ہو کہ اگر وہ پاے آتش ہوا سین پھاند پڑین لیکن گوہر بحر صاحبقران کو پائین اُمتیہ
خدمتگارون کے ساتھ بارگاہ مین آیا دیکھا سراچہ چاک پہرے کا نشان ظاہر ہو کہنے لگا کوئی شخص دشمن
لگا ہوا تھا مین شب کو اسوجہ سے غافل رہا کہ مجھکو یقین کامل تھا کوئی حریف مقابلے مین نہین
کچھ مقام تردد نہین ہر دوسری جگہ سے یہ معاملہ ہوا آپ لوگ لشکر سے ہوشیار رہین مین تلاش
مین آقاے نامدار کی جاتا ہون جبتک مین نہ آؤن یہان سے لشکر نہ ہٹانا سلیم نے کہا ای اُمتیہ
مین بھی چلونگی اُمتیہ نے کہا آپ الگ آئیے مین جاتا ہون اُمتیہ باندازِ عیاری سے آراستہ ہو کر
چلا لیکن سلیم نے بھی پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی مگر اُمتیہ ہر مقام پر تلاش کرتا ہوا جاتا ہو کہین
ٹھیرتا کہین [illegible] والا ایک دن فقیر کی شکل بنکر ایک گاؤن کے بازار مین پہونچا چنبیل ہاری
کہ ایک [illegible] سے [illegible] ہوا اُمتیہ دیکھنے لگا بیچ مین ایک قفس کیا یہان ناظر بچانے گردن کو جھکے
ہوے [illegible] پشت مرکب پر آتے ہین اُمتیہ نے لوگون سے پوچھا یہ کسکی سواری آتی ہی
لوگون نے کہا کہ یاقوت الماس چشم اس قریے کی حاکم صبح کو تفریح کو نکلی ہین اپنے باغ جاتی
ہین اُمتیہ نے بھی پیچھا کیا جب کوس بھر گاؤن سے نکل گئے ایک باغ دکھائی دیا دروازے پر
حاجب و دربان حاضر ہین قفس جا کر رکھی گئی ایک نازنین شعلہ جوالہ سرخ لباس پہنے ہوے
اُتری قناتین کھڑی ہو گئین کنیزین پہرے پر آئین اندر سے گانے کی آواز آئی اُمتیہ چاہتا ہی
اپنے کو اندر پہونچاؤن یکایک لیلیٰ شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی مجنون روز بصد سوز
داخل دشت مغرب ہوا اُمتیہ پہنچا ہوا پشت باغ پر آیا کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا چبوترے پر
باغ کے فرش ہوا ہی مسند بچھی ہی ایک نازنین گلنار روشن بصد جوش و خروش مسند پر بیٹھی ہی گردن تین
کا ناچ ہو رہا ہی اُمتیہ دیوار سے اُتر اندر مین درختون کے چھپکر بیٹھا ایک گائن جو براے رفع حاجت

آئی اُسکو بیہوش کیا اُسکی شکل بنا سامنے ملکہ یاقوت الماس چشم کے آیا شیطر کو یہ لگا خیال لگا ہوا ہو کر کسطرح اپنے آقا کو دریافت کرون جان توڑ توڑ کے گا رہا ہو خوب ہنگامہ گرم ہو کر آسمان پر برق چمکی ہوا تُند چلی برق آکر شق ہوئی ایک تخت اُسپر ایک نازنین گرد کنیزین تخت آکر اُترا وہ جو نازنین پہلے سے بیٹھی تھی واسطے تعظیم کے اُٹھی کہا بُوا کہان سے آئی ہو نرگس شہلا نے کہا بوا یاقوت الماس چشم بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا ہمارے ملاقات چلی آئی کہا بوا بیٹھو نرگس شہلا بیٹھی مگر چو کنا چار جانب دیکھتی رہی یاقوت نے کہا بوا اسوقت کچھ پریشان بالی ہون نرگس شہلا نے کہا ہان بوا سر مین خلل ہی پیدا ہوچکا ہو کل سے کھانا نہین کھایا یاقوت نے کہا بوا خیر تو ہی باعث رنج وملال کیا ہی مفصل بیان کرو مجھسے اس پردے مین بیان کیا کہ مفصل حال نہ کھلا کہ آپ کس رنگ مین ہین کیا دشمنون کو رنج پہونچا ہے تو بیان کرو جب یاقوت نے دل دہی کرکے پوچھا اور نہایت ذوق وشوق سے کہا کہ بوا ہمسے نہ چھپاؤ ہمسے تمسے بچپن سے دوستی ہو کبھی کوئی بات نہین چھپائی آج تم چھپاتی ہو اور مفصل نہین بتاتی ہو مین اپنی جان دونگی جو مفصل نہ بتاؤ گی تو مین آج جانے نہ دونگی جب یاقوت نے بہت پوچھا نرگس بے اختیار رونے لگی کہا بوا کیا پوچھتی ہو کیا حال بیان کرون کیونکر چھپاؤن اپنی تو یہ کیفیت ہی

غزل

جاتے تھے صبح رنگ میں بیتاب دیکھکر
طالع ہمارے چونک پڑے خواب دیکھکر

پایا جو دشمنون نے ترے پاس اعتبار
آنکھین مجھے چرانے مین احباب دیکھکر

یہ تشنہ کامی نگہ گرم دیکھنا
حیرت سے رو دیا طرف آب دیکھکر

تو یہ کہان کدورت باطن کے ہوش تھے
غش ہو گیا مین رنگ مئے ناب دیکھکر

اُٹھی نہ نعش بھی ترے کوچے سے بعد قتل
ہم رو پڑے زمین کو شاداب دیکھکر

روئے وہ میرے حال پر جان کیون نہون
آنکھین ہی کھل گئین دُر نایاب دیکھکر

شوق وصال دیکھکہ آیا عدو کے گھر
سمجھا تھا کچھ مجھے شب مہتاب دیکھکر

ہی ذکر تیز عشق و ہوس رک چکے نہین
وہ چھپتے پھرتے ہین مجھے بیتاب دیکھکر

مومن یہ تاب کیا کہ تقاضا سے جلوہ ہو
کافر ہوا مین دین کے آداب دیکھکر

نرگس نے یہ غزل اسطرح پڑھی کہ یاقوت بے اختیار رونے لگی کہا بوا کیا سوز وگداز ہی تمہاری

باتون مین دل بہلاتا ہی سچ کہو کیا معرکہ ہو کہا بوا آج چوتھا دن ہی کہ مین دن باغ مین کھڑی تھی ایک عیار
کو دیکھا گرد مین اٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا پشتارہ بدوش آتا ہی جب میرے قریب پہونچا تو چادرہ اُس
جوان کے چہرے سے ہٹ گیا بوا کیا بیان کرون بجلی چمک گئی دل بیقرار ہوا ہر چند کہ میرا نام نرگس شہلا
ہی مگر ایسی آنکھین نہین دیکھین اگر دیکھے دیدہ غزال شرمائے نرگس آنکھ نہ ملائے پیشانی تختی نور
عارض انور سے روشنی کا ظہور لبون مین مسیحائی شباب کی رعنائی زیبائی با حجاب نون گول گول دندان
گہرآبدار کا مول ہاتھون نے ید بیضائی آشکار چہرہ سرشار رست مو محبت صاحب شوکت و لیاقت
ہوا مین دیکھکر حیران ہوگئی عیار کو مار کر بھگا پشتارہ اٹھا کر مکان پر لائی جلسہ آراستہ کیا کنیزون کو
جمع کیا اُس معذورِ حسن و جمال کو لاکر بٹھایا جب شراب ہم لوگون نے پی اُس شخص کو بھی پلانا چاہا مین
اُسنے انکار کیا لاکھ طرح پر چاہا کہ شراب پلائین اُس ضدی نے شراب نہ پی اقرار وصل بھی نہ کیا
آج آٹھ دن سے رنج سہتی ہون عجائب و غرائب سحر سے بخوبی ماہر ہو حال ہجر و وصل کا اُسپر
بخوبی ظاہر ہی ہر چند کنیزون نے سمجھایا اُسنے آجتک نہین مانا اس قلق سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے
ہی کوئی دم چین نہین ملتا راتون کو تڑپتی ہون رات کاٹنا دشوار بڑی مشکل سے رات گذرتی ہی
آج ایک ہفتہ گذرا اسی حال پرملال مین ہون اسوقت بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا کہا چلو بہن کو
دیکھ آئین مین تمھارے پاس گھبرا کے چلی آئی اُمیتہ نے جو معاملہ سنا جی مین کہتا ہی آقاے نامدار کا
ذکر ہی مگر کچھ کہ نہین سکتا چپ سر جھکائے بیٹھا ہی کہ صاحب خانہ نے کہا بوا حقیقت مین تمھارا درد
لا دوا ہی کیسکے دلپر کیا اجارہ ہی اُسوقت اُمیتہ بول اُٹھا اے ملکۂ عالم مزاجون کی تفریق ہی مین پہلے
سامنا ہوتے ہی راضی کرادون دوسرے دن آپ جفائین کیجیے وہ سر نہ ہلائین ایسا راضی کرادون
کہ کبھی انکار نہ کرے یہ جو اُمیتہ نے بیان کیا نرگس نے کہا بوا اچھا گھر چلو اگر یہ کام تمھارے
ہاتھ سے نکلا مین عمر بھر ممنون احسان رہونگی یاقوت الماس چشم نے کہا اچھا بوا کل ہم اسکو
لیکر آئینگے آج کے دن اور تکلیف اٹھا لو کل سے پھر کوئی پوچھنے والا نہین انکی بھی کارگذاری
دیکھو یہ کہکے کانون سے اشارہ کیا ایک چیز اور گاؤ اُمیتہ نے اور غزل گائی سب اہل محفل
تعریفین کرنے لگے اُمیتہ جھک جھک کے سبکو سلام کرنے لگا اہل محفل نے خوب خوب
تعریفین کین نرگس نے کہا بہن کل جلسہ تمھارا رہیگا ہر شخص کو تمھارا انتظار رہیگا مین مشتاق ہون

یاقوت نے کہا بُوا ہم ضرور آئینگے نرگس شہلا اُسیوقت روانہ ہوئی بعد عرصہ دراز ستارۂ سحری
چمکا اب سب نے دیکھا باغ پُر بہار گائن کے جوبن کا اُبھار دن تمام ہوا وہان نرگس شہلا نے
جلسہ آراستہ کیا بدیع الزمان کو بُلا بُلا کر شاہزادے کو محفل مین بٹھایا ناچ گانا بھی ہوتا ہی
مگر بدیع الزمان کا ایک ہی قول ہی نرگس کف افسوس مل رہی ہی غصے مین آنکھین بدلتی ہی
اور رہجاتی ہی یہان یاقوت نے دُومنی نقلی کو تخت پر سوار کیا طرف باغ ملکہ نرگس کے چلین
نرگس انتظار مین تھی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ یاقوت الماس حشم تخت پر سوار
مع گائن کے آکر ہو پہنچین نرگس خوش ہوگئی گائن نے آتے ہی بدیع الزمان کو ایک دھپڑ مارا
کہا واہ رے مردوے اسی مُنھ پر دعویٰ جرات و لیاقت کا جہان آئے وہان قید ہوکر بیٹھ رہے
بدیع الزمان نے یہ سنکر مُنھ پھیر لیا سب اہل محفل نے ملکہ یاقوت کو بٹھایا گائن سے کہا بنفشہ تمنے دیکھا
مردوے کے مزاج کا کیا رنگ ہی بنفشہ نے کہا مین نے پہلے ہی سمجھا ملکہ نرگس کی خدمتگزاری کریگا
نرگس خاموش محفل مین گانا ہونے لگا تھوڑی دیر کے بعد گائن نے عرض کی شراب کا دورہ چلے
نرگس نے کلید میخانے کی گائن کو دی گائن دوڑکر میخانے مین آئی شراب مین بیہوشی ملائی سب
نوکرون کو تقسیم کی گلابیان تیار کرکے محفل مین لائی کھڑی ہوکر پہلے گت ناچی بعد اُسکے غزل کو
گانا شروع کیا جام سر پر رکھکر کہا پہلے حضور پئین پھر ہم بھی پی لینگے سر پہ جام رکھکر ٹھوکرین لیتی
ہوئی قریب نرگس کے آئی سر جھکایا کہ ایسی بیبیونکو سر سے شراب پلانا چاہیے نرگس نے دونون
ہاتھ پھیلائے اور جام لیکر بے اندیشۂ انجام پیگئی ابتو گائن نے دورہ باندھا دو گھڑی کے عرصے
مین سبکو شراب پلائی ایک چیز گائی دو چار تانین جو لگائین نرگس گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی
لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی یاقوت جو اُٹھین یہ بھی گرین سبکو بیہوش کرکے اُمتیہ نے سلطنت
نگاہ دوڑائی بدیع الزمان سے پوچھا اگر آپکو نرگس پر توجہ ہو تو اسکو مسلمان کرنے کی
تدبیر کیجائے ورنہ قتل کیا جائے دونون شاہزادیان جلیل ہین اور دونون آپ پر مائل ہین تب
بدیع الزمان نے اشارہ کیا اُمتیہ نے دونون کو ستون سے باندھا اور دونون کی زبان
مین سوزن بھی دے دی تھی خنجر پکڑ کے کھڑا ہوا دونون کو ہوشیار کیا اب جو آنکھ کھلی دونون نے
دیکھا ایک عیار خنجر برہنہ لیے کھڑا ہی چاہتا ہی خنجر ماردون نرگس نے گھبرا کر آنکھین بند کرلین یاقوت

نے کہا ارے یہ کیا ہوا پکار کر امیہ نے آواز دی میں عیار ہوں شاہزادۂ والا قدر کا روز انکے
بے فکر کرنا تھا آج یہاں بھی ہو پہنچ گیا رنگ جما مناسب یہ ہے کہ شاہزادے کی اطاعت کرو تمہاری
ساتھ والیاں سب بیہوش ہیں کوئی تمہارے حال سے آگاہ نہ ہوگا اسطرح جو امیہ نے کہا
دونوں نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو ہم اطاعت کرتے ہیں امیہ نے دونوں کی
زبان سے سوزن نکالی دونوں مطیع اسلام ہوئیں نرگس نے اٹھتے ہی اپنی ساتھ والیوں کو ہوشیار
کیا جو انکی وہ مطیع اسلام ہوئی بارہ ہزار جادوگرنیاں مطیع ہوئیں یاقوت نے کہا میں اپنے
ساحروں کو لاؤں لشکر میں آئیں بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیے باقی اسی مقام پر چھوڑے قلعہ یاقوت
و نرگس میں عملداری بدیع الزمان کی ہوئی بدیع الزمان نے دونوں ملکوں سے چوبیس
ہزار جادوگر لیے دونوں نازنینان مہ جبین نے دو لکہ ابر داہنے بائیں لشکر بدیع الزمان کے
تیار کیے ایک لکہ ابر یاقوت نگار دوسرا نرگس نگار دونوں جادوگرنیاں اسمیں مخفی ہوئیں اور جو
ساحر ساتھ ہیں وہ بھی انکے ساتھ ہوئے اس دھوم سے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے منزلیں
طے کرتے ہوئے جاتے ہیں ساتویں منزل پر منظور ہے کہ جا کر طلسم ہفت پیکر میں
مقام کریں اسی مقام پہلوئیں بجزیں نام کریں قاسم کی رہائی ہو اس فکر میں ایک وادی
فرح خیز میں آکر فروکش ہوئے محفوظ خاطر حاضرین والا مقام رہے کہ جب شب کو بدیع الزمان
فروکش ہوتے ہیں کنیزان نرگس و یاقوت کا گرد پہرہ ہوتا ہے دونوں شاہزادیاں خود آمادہ
ہو جانبازی رہتی ہیں اس وادی فرح خیز میں جو لشکر اترا بدیع الزمان شام سے خاصہ
وغیرہ کھا کے پلنگ پر سوئے قاسم کے واسطے آج دل بیقرار ہے فرماتے ہیں اے معبود ایسا
سامان ہو کر قاسم رہائی پائے مذہب باطل پرستی سے منھ پھیرے مذہب حق میں داخل ہو ایسی
ایسی باتیں دل سے کیا کیے آرام کیا یاقوت و نرگس بالائے قبۂ بارگاہ بیٹھی ہیں کنیزیں
دروازے پر کیا مجال جو کوئی آنے جانے پائے قضائے کار نمرود جادو اس صحرا کا حاکم ہے
اپنے مقام پر اسنے بیٹھے بیٹھے کہا کوئی ایسا ہو کہ پسر حمزہ کو گرفتار کر لائے کہکشاں جادو
وایہ اسکی پیر فرتوت ساحرۂ لاثانی پیر فلک کی نانی سامنے نمرود کے آئی کہا اے فرزند پسر حمزہ
کے ساتھ دو شاہزادیاں کامل و اکمل سحر میں طاق شہرۂ آفاق نگہبانی کر رہی ہیں دروازے پر

کنیزیں موجود ہیں لیکن کنیز جاتی ہے بن پڑتا ہے تو لیکر آتی ہوں کہکشاں یہ کہکر بلند ہوئی قریب لشکر
بدیع الزمان کے پہونچی زمین پر اُتری دونوں پانوں زمین میں مارے نقب سحر کاٹتی ہوئی چلی بارگاہ
بدیع الزمان میں نکلی سحر کرنے لگی کہ جھک کر نرگس نے دیکھا کہا ہوا یاقوت قریب پلنگ
شاہزادے کے ایک ساحرہ کھڑی ہے سحر کر رہی ہے یاقوت نے جو دیکھا جل گئی وہیں سے آواز دی
او ملعونہ تو کون ہے یہ کہکر تڑپ کے گری مگر کہکشاں نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے
ماردیے جب نرگس نے دیکھا یاقوت گری اور بیکار ہوئی اسنے وہیں سے گولہ مارا وہ گولہ
کہکشاں پر آنے لگا کہکشاں پرانی ساحرہ ہے اُف جو کری ہے گولہ طرف نرگس کے پلٹا نرگس
نے اپنا گولہ دفع کیا اور کڑک کر گری کہکشاں نے اُف جو کی منھ سے دُھواں نکلا منھ پر نرگس کے
پڑا نرگس لہرا کر گری ہنگامہ جو ہوا بدیع الزمان کی آنکھ کھل گئی دیکھا نرگس و یاقوت بیہوش
پڑی ہیں ایک جادوگرنی چاہتی ہے سر کاٹ لوں بدیع الزمان نے نعرہ کیا او ملعونہ یہ کیا کرتی ہے
خبردار ہاتھ نہ مارنا جست کرکے سامنے کہکشاں کے ہوئے کہکشاں نے ایک گولہ مارا شعلہاے
آتش نے بدیع الزمان کو گھیر لیا اب دروازے سے کنیزیں وغیرہ بھی آنے لگیں
کہکشاں تڑپ کے نکلی پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی بدیع الزمان نے نقش چمکایا شعلے
غائب ہوے نرگس و یاقوت کو اُٹھایا اُٹھتے ہی ان دونوں نے عرض کی حضور وہ ساحرہ
نکل گئی آپ کو گرفتار کرنے آئی تھی بدیع الزمان نے کہا حقیقت میں وہ ساحرہ زبردست تھی
نکل گئی خیر میدان میں سمجھا جائیگا یہ کہکر سوار ہوے طرف میدان کے چلے اُدھر سے نمرود جو سوکر
اُٹھا پوچھ رہا ہے کہ رات کو کہکشاں کہاں گئی تھی کیا معرکہ گذرا یہ ذکر تھا کہ کہکشاں آکر پہونچی
تمام کیفیت بیان کی نمرود نے بڑا افسوس کیا کہا کیا کہوں اے کہکشاں تونے بہت بڑا کام کیا
تھا لیکن یاقوت و نرگس کو حفاظت کا بڑا خیال ہے اب میدان میں طلب کر سمجھونگا یہ کہکے
میدان کارزار میں آیا اُدھر سے بدیع الزمان آئے صفیں جمیں کہکشاں میدان میں آئی
پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بدیع الزمان نے چاہا مرکب نکالوں کہ یاقوت
و نرگس دوڑ پڑیں کہا حضور کنیزوں کے موجود ہوتے آپ میدان میں نہ جائیں ساحرہ کہیں حال
ہی آپ کو پکڑنے آئی تھی اب میدان میں نکلی ہے یہ کہکر جادو طاؤس بڑھا کر سامنے بدیع الزمان کے

آئی عرض کی کنیز کو اجازت ملے یاقوت و نرگس نے کہا ای سلیم ہم جاکر مقابلہ کرین سلیم نے نہ مانا
قدموں لئے بدیع الزمان کے لپٹ گئی عرض کرتی ہو ای شہریار کنیز نے قصد کیا ہو اب اگر نہ جاؤنگی
تو باعث بدنامی ہو یہ کہکے اجازت لی سلیم سامنے کہکشان کے آئی کہکشان نے گورہیکا سلیم
نے گولے کو گولے پر لیا دو دو سحر آپس مین چلے تھے کہ کہکشان نے ایک دو پتھر زمین پر مارا غبار اڑا
غبار نے سحر سلیم کا خاک مین ملا یا سلیم لہراکر گری کہکشان نے گرفتار کر لیا پھر میان زبلبی کی
ابکی مرتبہ یاقوت نکلی چند ساحر اور بھی چلے تھے کہ کہکشان نے خاک اڑائی یاقوت بیہوش
ہوکر گری نرگس دوڑ پڑی کئی بارگاہین استادہین نمرود جادو تخت پر سوار دیکھ رہا ہی کہ
کہکشان نے جو نرگس کو آتے ہوے دیکھا وہی حرکت قدیم کی کہ ایک دو پتھر زمین پر مارا اور
آواز دی ای خاک بار جادو اس حریف کو لینا خاک اڑی نرگس گرکر بیہوش ہوئی کہکشان
اٹھاکر الگ لائی زبان مین سوزن دی پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان اب کل تمسے سمجھ لونگی
یہان سے پلٹ جاؤ یہ کہکے طبل امان بجوا کر پلٹ گئی نمرود بلبلاتا ہوا بارگاہ مین آیا کہا کیون
کہکشان بسر حمزہ کو چھوڑ دیا کہکشان نے کہا ای شہریار جب مین قریب بدیع الزمان کے
گئی مین نے سحر کیا سحر نے کچھ تاثیر نہ کی اسوجہ سے تردد ہوا میرے خیال مین یہ ہی کہ سحر کو اور
سخت کر لون تین جادوگریان جو نامی تھین انکو گرفتار کر لیا ہر چند کہ لشکر بہت ہی ایک سحر مین
سب کا خاتمہ کر دونگی یہ تینون بہت زبردست مین اسوجہ سے انکو گرفتار کر لیا اب کل بدیع الزمان
کو ضرور گرفتار کر لونگی بارات کو لاؤنگی بدیع الزمان پریشان پریشان ملبٹے آنکر داخل بارگاہ
ہوے فرماتے ہین ای امیّہ کچھ فکر چاہیے امیّہ نے عرض کی غلام فکر مین گیا تھا گرد بارگاہ نمرود
حصار سحر ہی اب مکان پر کہکشان کے جاتا ہون یہ کہکے امیّہ نکلا وہان نمرود نے طبل جنگی کو
حکم دیا بدیع الزمان کو خبر ہو چکی یہان بھی نقارۂ رزمی گرز گرایا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین امیّہ بصورت ساحر لشکر مین پھرنے لگا دریافت کیا معلوم ہوا کہ سامنے بارگاہ کہکشان
ہی امیّہ ایک خدمتگار ساحر کی شکل بناہوا در بارگاہ کہکشان پر آیا جب اندر پہونچی کہکشان
نے کہا ای ساحر ذرا میرے پاس آ تو بڑا بے ادب معلوم ہوتا ہی مین تجکو تعلیم کر دون
جیسے ہی امیّہ قریب آیا کہکشان نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او عیار اب کہان جائیگا مین نے

تجکو بھیجا نام میرا سحر مجکو پڑھ کر خبر دیتا ہو مجکو پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا جب تو لشکر مین آیا یہ کہکے ایک کنیز کو
آواز دی اری او نرگس اس عیار کو لیجا جہان جادوگرنیان قید ہین وہان اسکو بھی قید کر نرگس
نے امیتہ کا ہاتھ پکڑ لیا لیکر چلی راہ مین امیتہ نے کہا ای ملکہ عالم اب ہم لوگون کے واسطے کیا ہوگا
نرگس نے کہا پسر حمزہ گرفتار ہوا اور سبکو قتل کیا عمرو ہمارا بادشاہ بڑا سخت مزاج ہے جو کہتا ہی
وہی کرتا ہی ان لوگون کے بارے مین حکم دے چکا ہی جو کہا ہی وہی کریگا امیتہ نے کہا ملکہ مین تو غریب
ہون اس شخص کے ساتھ چلا آیا آپ میرے بچانے کے لیے تدبیر کیجیے . کچھ کچھ اشرفیان نکالین
کہا یہ حاضر ہین لے لیجیے میری جان بچائیے نرگس سوچی کہ اسکے پاس مال بہت کچھ ہوگا
کنارے لائی کہا ای امیتہ مین سفارش کرکے تجھے چھڑوا دونگی پسر حمزہ نہ بچیگا امیتہ نے کہا اچھی
جان بچے آقا خواہ قتل ہون خواہ بچین جب جنگل مین آئے تنہائی مین نرگس کو لیکر امیتہ
باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے ایک ڈبیہ نکالی کہا یہ لیجیے اسکو کھول کر نہ دیکھیے ساری ہوشربائی
جان ہی اسکو کھولنے کا نہین بعد دو چار دن کے میری ڈبیہ مجکو پھیر دیجیے گا نرگس نے کہا کچھ
دیوانہ ہوا ہی مین اسے ضرور دیکھونگی امیتہ نے کہا یہ تو وہ تحفہ ہی جسکا مثل دنیا مین نہین ہی
جون جون امیتہ دیکھنے کو منع کرتا ہی اسکا اشتیاق بڑھتا جاتا ہی نرگس نے کہا مین اسکو کھولتی
ہون امیتہ نے ہرچند منع کیا مگر اسنے نہ مانا جیسے ہی ڈبیہ کو کھولا ایک دھوان نکلا اتنو نرگس
بیہوش ہوکر گری امیتہ کھینچ کر کنارے لایا کپڑے اور زیور اتار لیا دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھائی
کنارے اسکو ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بشکل نرگس بنکر تیار ہوا طرف بارگاہ
کہکشان کے چلا راہ مین دیکھا ایک خیمہ ہی اسپر چند ساحر نگہبانی کر رہے ہین پوچھا یہ کیا مقام ہی
اور یہان کون قید ہی جادوگرون نے کہا نرگس دیا قوت و سلیم اسی مقام پر قید ہین امیتہ
خاموش ہو رہا کر پلٹ کر سمجھونگا خیمۂ کہکشان پر آیا کہکشان نے پوچھا کہ ای نرگس انکے
قید کر آئی ہو تو اپنے کام مین مصروف ہو کل تو بڑی لشکرکشی ہوگی دیکھیے کیا ہو نرگس نقلی نے
عرض کی حضور ایک سحر مین مسلمانون کو پامال کرینگے پسر حمزہ کو پکڑ لائینگے سب کے پہلے صف اول
پر مین ہی جاکر مقابلہ کرونگی کہکشان نے کہا ای نرگس ایک سحر ایسا کرون کہ سبکے سر اڑ جائین
امیتہ سے نے عرض کی آج صبح سے میرا پھیری مین رہی شراب پینے کی مہلت نہ پائی

اگر حکم ہو ایک گلابی کنیز بھی پی لے یہ کہکے گلابی اٹھائی جام لبریز کیا چاہا کہ پیے منھ مین طمانچہ
مارا کہا کیا بے ادبی ہے ملکہ کے سامنے پہلے کنیز کیونکر پیے پہلے حضور نوش فرمائین کہکشان نے
کہا نرگس تم پیو یہان کوئی تکلف نہین ہے نرگس نے جام شراب نوش کیا دوسرا جام لبریز کیا آنکھ
بچا کر بیہوشی ملائی جام پیش کیا کہکشان نے ہرچند انکار کیا مگر نرگس نے نہ مانا جام لیکر بے اندیشۂ
انجام پی گئی پیتے ہی گھبرائی کہا میرا دل الجھتا ہے گھبرا کر اٹھی بیہوشی نے اثر کر لیا تھی لڑکھڑا کر گری
آمنہ نے خنجر نکالکر چھاتی پر چڑھ بیٹھی گردن پر رکھکر کھینچا کہ سر جدا ہوا اندھیرا ہو گیا سنگ باری برق باری
ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من کہکشان جادو بود مارکر کہکشان کو آمنہ
بھاگا قید خانے پر آیا جان نثار جادو وہان نگہبان ہے پکار کر پوچھا نرگس کہان سے آئی ہو
نرگس بیٹھ گئی کہا اے جان نثار اب کل مقابلہ ہے پسر حمزہ کو گرفتار کرینگے باتین کرتے کرتے کہا
روپیہ ہے لو شراب منگاؤ تم بھی پیو ہم بھی پئین ملازم اسکے دوڑ کر لائے نرگس نے سب کو شراب
پلائی جب سب بیہوش ہو کر گرے اٹھکے آمنہ نے جان نثار کا سر کاٹا اور جادوگرون کو قتل کیا
قید خانے مین گھسکر تینون کی زبان سے سوزن نکالی کہا بلند پروازی کرکے نکل چلو تینون جادوگریان
ترپ سے بلند ہوئین لشکر کو دیکھکر ماش کے دانے پھینکے کسی کا سر پھٹا کسیکا ہاتھ ٹوٹا پتھر برسا کے
کوئی روکنے والا نہین جسطرح جی چاہا اُسطرح سحر کیا دس بارہ ہزار جادوگر لشکر نمرود کے
مارے گئے نمرود اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ یکایک کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من
کہکشان جادو بود گھبرا کر نمرود اٹھا جب اور اور جادوگرون کے مرنے کی آواز آئی کہا ارے
دریافت تو کرو یہ کیا سحر کہ ہو ہو کا رہے گئے دوڑے ہوئے آئے کہا حضور عیاران بدیع الزمان
کے کہکشان کو مارا جان نثار جادو کو بھی قتل کیا قیدیون کو اپنے رہا کر لیا وہی جادوگر
آسمان سے سحر کر رہے ہین ہزارہا جادوگر مارے گئے اور سحر پھینک رہے ہین یہ سنکر نمرود
اپنے مقام سے اٹھا باہر آکر دیکھا یاقوت و نرگس و سلیم مثل شعلۂ جوالہ آسمان پر چمک
رہی ہین جب جی چاہا ماش کے دانے گولہ ترنج و نارنج پھینک مارا ملازمان نمرود جو قصد
کرتے ہین انکا سحر ان تک نہین پہونچتا نمرود نے یہ دیکھتے ہی گولہ جھولی سے نکالا نرگس پر
پھینک مارا خوش نگاہی نرگس کی گم ہوئی آواز دی اے یاقوت جادو سحر نمرود کا

جل گیا آنکھوں سے نہیں سوجھتا زمین پر گرا چاہتی ہوں نور سحر کا بناتی ہوں سلیم نے جست کر کے مین
نرگس کی بچہ دیا لیکر بلند ہوئی یاقوت نے بچہ ہو کیا لیکر نرگس کو نکل گئیں نمرود پلٹا ہوا بخشو
کہکشان آکر دیکھا پھر جان نثار کو مرا ہوا پایا بہت جھلایا حکم دیا طبل جنگی بجے تیاریاں ہونے
لگیں نمرود ہوا خانہ میں آکر بیٹھا سحر آراستہ کرنے لگا اول ابر ہوا بنایا اسمیں چند پان کتاریان
بھرین ڈال کے گولے تیار کیے آخر اپنے خیمے سے نکلا کہ اتنے میں شہنشاہ زرین آفتاب نیزۂ خطوط
شعاعی ہاتھ میں لیکر تیغ ضو کو حائل کر کے توسن چرخ زبرجدی پر سوار ہو کر فوج ضیاء و شعاع کو
کو ساتھ لیکر وارد میدان کارزار ہوا نمرود حیران ہو کر پسر حمزہ کس بھروسے پر میدان میں آتا
ہے اسکے عیار نے میرے ملازموں کو مارا اسکا زور دیکھ لیا اب کیا منہ لیکے بادولت کے مقابلے
میں آتے ہیں افسوس شرماتے نہیں یہ کہتا ہوا میدان کارزار میں آیا تیرا اسی ہزار ساحر و غیر ساحر
پشت پر ہیں ایک ایک انمیں سامری عہد جمشید زمان میدان میں آکر پہونچا لشکر بدیع الزمان
بھی بڑے کرو فر سے آیا دونوں لشکر میدان میں آکر ٹھہرے نقیب نقابت کر کے ہٹے نمرود نے
مرکب بڑھایا میدان کارزار میں آیا پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو
نکلے بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا یاقوت و نرگس و سلیم دوڑ پڑیں کہا کہ اے شہریار
آپ مقابلے میں نہ جائیں کنیزیں برائے جانثاری حاضر ہیں بدیع الزمان نے فرمایا میرا ہی
جانا سنا سب ہی تم لوگ تامل کرو نرگس نے نہ مانا رخصت لیکر بدیع الزمان سے سامنے
نمرود کے آئی آپس میں دو چار سحر چلے تھے کہ نمرود نے گولہ مارا اور زمین پر دھنبار انرگس
کے گرد گرد ہو گئی نرگس تڑپ کر نکلی بلند ہوئی آسمان سے آکر ایک گولہ مارا قریب نمرود کے
آکر پھٹا کچھ بھنگے سے پیدا ہوے نمرود انکی جانب دیکھنے لگا نرگس نے دو تین سحر ایسے کیے
کہ نمرود مبہوت ہو گیا چاہتا ہے کہ خدمت میں بدیع الزمان کے جاؤں لیکن پھر رک جاتا ہے
نرگس نے اپنے کو گرایا اور گولہ مارا گولہ سامنے آکر نمرود کے پھٹا دھواں اس سے نکلا نمرود
کا عجیب حال ہوا معلوم ہوتا ہے آنکھوں سے نہیں سوجھتا آخر جھولی میں ہاتھ ڈال کے سرمہ دانی
نکالی سرمہ آنکھوں میں لگایا اب آنکھوں میں روشنی ہوئی زمین پر ایک دو تھپڑ مارا غبار پیدا
ہوا نرگس زمین پر گری بیہوش ہو گئی نمرود چاہتا تھا گرفتار کروں بدیع الزمان نے

گھوڑا ڈال دیا غوکیا او نمرود مردود خبردار اس پر ہاتھ نہ ڈالنا اس بلندی میں گھوڑا ڈال دیا نمرود
جھکنے نہ پایا تھا کہ بدیع الزمان نے آکر نرگس کو پشت پر لیا سینہ سپر کر کے مقابلہ کیا نمرود
جمال جہان آرائے بدیع الزمان دیکھکر حیران ہوگیا کہا اے شہزادہ اگر آپ میری اطاعت کریں
چالیس ملک کا حاکم ہوں آپ کو بادشاہ کردوں بڑے مرتبے پر بٹھاؤں بدیع الزمان نے کہا کیا
بیہودہ بکتا ہے جو تجھے ہوسکے قصور نہ کر اے نمرود ہمیں ہوس سلطنت میں خواہش ترقی دین اسلام
ہو اسی کد و کوشش میں ہمارا نام ہو نمرود نے پیچھے ہٹ کر ایک گولا مارا کچھ قطرات خون بھی
اپنے جسم سے شریک کیے بدیع الزمان نے فوراً تعویذ چمکایا بدیع پر کچھ تاثیر نہ ہوئی مرکب
مہمیز کیا نقش کو جو سامنے نمرود کے چمکایا نمرود کی آنکھوں میں اندھیرا آیا ادہر سے
بدیع الزمان نے ہاتھ مارا کہ نمرود کے دو ٹکڑے ہوئے اہل فوج نمرود نے گریبان
پھاڑ ڈالے اور یہ کہتے ہوئے دوڑے کہ چراغ ملک نمرودیہ گل کر دیا پھر حمزہ کو مار لو
چار جانب سے سحر کرتے ہوئے دوڑے بدیع الزمان پر تلوار کھینچکر جا پڑے نرگس کو ہوش
آیا یاقوت وسلیم و نرگس یہ تینوں جادوگرنیاں لشکر نمرود پر آپڑیں تلوار چلنے لگی سحر ہونے
لگا ملازمان بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب قلعہ نمرودیہ کے پہونچے چاہتے ہیں خندق
فراؤں کر ملازمان نمرود مستعد ہوئے خندق لاشوں سے پٹ گیا بدیع الزمان خندق فرا کر
برابر پھاٹک کے آئے پھاٹک کو گرز سے توڑا اندر قلعے کے آئے دو گھڑی قلعے میں بھی تلوار چلی آخر
سب فریاد کرنے لگے کہ اے شہریار امان دیجیے بدیع الزمان نے تلوار روکی جادوگر مطیع ہوئے
اب بدیع الزمان نے قلعے پر قبضہ کیا مال بہت کچھ نکلا سرداروں سے کہا جلد تیاری کرو تاکہ
ہم اپنے کو سرحد ہفت پیکر میں پہونچائیں تب ہمارے دل کو خوشی حاصل ہو ایک شب
اس قلعے میں رہے صبح کو یاقوت و نرگس وسلیم نے دو تخت ابر تیار کیے ایک زمرد نگار اور ایک
یاقوت نگار ایک داہنے ایک بائیں بیچ میں لشکر بدیع اطرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان شوکت بیان رستم نوجوان فرزند رشید صاحبقران کا مع سمک یلداقی
بن عمرو طرف طلسم ہفت پیکر چلنا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام آتش نشان
کہ طبع رسا پر سر کد ہوئی
ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہے
کہ صحرا پہ اب ہے گمان چمن
کہ نرگس بھی کلہ سر پہ لائے ہے
گلستان میں بلبل نے چہچہ کیا
اکڑتا ہے کیا سرو نوخاستہ
ہیں پھولوں سے لبریز صحن چمن
بہار گلستان کے ہیں زور شور
عنادل کو گلزار میں عید ہے
یہ اٹکھیلیاں آ گئیں دید میں
کہیں پر ہے بیلا کہیں موتیا
گلابی اٹھا ساقیے سیمبر
لکھو داستان جلالت نشان

کہ پھر آئی رنگ پر داستان
بہار آگئی یہ حقیقت ہو گیا
دل عاشق زار بیتاب ہے
بہار آگئی گلشن دہر میں
اسے منزل عشق کرنا ہے طے
مجھے دید گل کی تمنا ہوئی
اُدھر باغ کا کھل گیا راستہ
جو پھولونکے ہر جا بچھا زار ہیں
چہکتے ہیں طائر تو رقصاں ہیں یاں
کہیں نرگس باغ مستانہ وار
نگہبانیاں جاگئیں دید میں
جو قمری کی کو کو سے سر پھر گیا
کہ میکش سنائیں خوشی کی خبر

جو بستان میں گل کی آمد ہوئی
زر حسن کب تھا باغ میں ہو گیا
یہ ہر سبزہ سبز جان چمن
یہ مضمون ہے مشہور ہر شہر میں
جو پھولوں سے گلزار سا ہے بھرا
نہالان گلشن کی شوخی بڑھی
عنادل ہیں گلزار میں نغمہ زن
یہ آنکھوں میں گلچیں کے بھی خار ہیں
زمین چمن قابل دید ہے
دکھاتی ہے آنکھوں کی اچھی بہار
کہیں رائے بیل او کہیں موگرا
تو سرو چمن آنکھ سے گر گیا
قلم رنگ پر آگئی داستان

چہرہ رستم دلان میدان کارزار و سہراب وشان تہور شعار

اس داستان شوکت بیان کو صفحہ قرطاس پر یوں تحریر فرماتے ہیں شعر کجا بودم اکنون فتادم بجا ✦ عنان سخن شد ز چنگم رہا ✦ دگر بار در گفتگو آمدم ✦ بہ بیدار بختان نکو آمدم ✦ بہ نشست خود آمدم دگر باجہت بقربان حی اللہ الذی لایموت ✦ جب رستم پیل تن نے فرزند کے ہفت پیکر پرست ہونے کی خبر پائی نہایت بیتاب ہوئے اسی شب کو سمک پلداقی سے کہا کہ خواجہ زادونکو بلاؤ خواجہ زادے بارگاہ رستم میں آئے رستم نے خلعت دیا اور کہا ملاحظہ فرمائیے کہ فتاحی طلسم ہفت پیکر کس کے نام پر ہے خواجہ زادوں نے تختۂ تعقل پر قرعۂ تفکر کو پھینکا بعد عرصہ دراز سر اٹھایا عرض کی فتاحی طلسم ہفت پیکر حضور کے نام ہے لیکن حضور جس روز کوچ کریں اوّل طرف مغرب کے روانہ ہوں پھر پروردگار آپ کو طلسم ہفت پیکر میں پہونچائیگا راستہ اصلی ملجائیگا رستم نے کشتیاں جواہر کی دیکر خواجہ زادونکو رخصت کیا سمک سے کہا رات کو نکل چلو آلا گردو مالا گرد نے لشکر

تیار کیا سمک یلدانی بن عمرو منتظم کار تھا آخر طرف مغرب کے کوچ کیا تیسری منزل تھی کہ صحرا سے گرو اُڑی بہتان شراب خوار تین لاکھ فوج سے آتا تھا رستم کو دیکھکر بہتان اُسی مقام پر اُترا دریافت کیا بیٹا صاحبقران کا طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتا ہی کہلا بھیجا کہ آکر خدمتگزارون مین حاضر ہو ورنہ وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر گریہ وزاری کرینگے اور مجھے ذرا ترس نہ آئیگا رستم نے پیغامبر کو نکلوا دیا یہ خبر جو بہتان کو پہونچی غصے مین طبل جنگی بجوایا کہتا تھا دیکھو پسر حمزہ سے کیونکر پیش آتا ہون ہمراہی کہتے ہین کہ حضور نامی گرامی کا فرزند ہی آخر بھاگ جائیگا آپ کی شمشیر کی تاب نہ لائیگا کیسے کیسے پہلوان مارے کیسے کیسے دیو ملکا رے آپسے کون لڑ سکتا ہی ان باتون کو سُنکر بہتان بہت خوش ہوتا ہی کہتا ہی یارو صبح کو میدان مین قیامت برپا کرونگا پسر حمزہ کی مشکین باندھکر لاؤنگا اگر اسکے خلاف ہو پہلوان دوران دکھنا رستم نے ما بدولت کے نام سے کفن مین مُنہ چھپایا نہنگان دریا و شیران صحراؤن کو آکر بندگان لات و منات کو کھا جائے غریب بہت نہ پائے نہنگان دریا نے ما بدولت کے نام سے جا ورآپ کو مُنہ پر کھینچا شیران دشت و ان صحرا مین مخفی ہین صرف ما بدولت کا خوف ہی ورنہ آفت برپا کرتے آتش شب بھر اسیطرح کُلبلایا کیا بوقت سحر آکر تا ہوا میدان مین آیا موچھون پر تاؤ پھیر رہا رہی جب نقیب نقابت کر کے ہٹے گینڈے کو بڑھایا میدان مین آیا فنون سپاہ گری دکھائے جب خوب عرق عرق ہوا دو سپر دلنے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین پُکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسے تمنا مرگ کی ہو نکلے آکر مقابلہ کرے رستم نے چاہا تھا کہ گھوڑا اُڑاؤن کہ نہنگ بچۂ دریائی نے گینڈا بڑھایا میدان کارزار مین آیا بہتان سے لڑنے چلا نہنگ بچۂ دریائی کو دیکھکر حیران ہو گیا گھبرا کے پوچھتا ہی ای جوان تو نے پسر حمزہ کی کیون اطاعت کی نہنگ بچۂ دریائی نے کہا ہمین آقا نے زیر کیا کیون نہ اطاعت کرتا بہتان نے کہا ای جوان کیونکر پسر حمزہ نے تجکو زیر کیا نہنگ بچۂ دریائی نے کہا آقا میرے رستم نے چند پہلوانون کو ساتھ لیکر مرزوق شاہ فرنگی پر لشکر کشی کی تھی میرا ملک راہ مین تھا وہ بدبخت تھی میری کہ راستہ بند تھا جب آقا سے لوگون نے کہا تب آقاے نامدار نے فرمایا کہ ہم اسی راستے سے جائینگے مین سُنکر نکل آیا میرے مزاج مین وحشت بھی تھی اس رنگ مین رستم سے

ذرا کر خون کا دریا جسم سے بہ رہا تھا مگر مین شیر دلیر نے کسی مقام پر بھی نہ کی آخر مجھے زیر کیا مین اُنکی خدمت
مین حاضر رہتا ہون میرے بھی ملک کے سپہ سالار اُنکے ساتھ ہین سر فتنۂ ملک فرنگستان لقب
ہے آج بہرام فلک کی مجال نہین کہ اُنسے آنکھ ملاے اور ایک زور ہمارے آقا کا مشہور ہے
کہ لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران جنکو فرزندان حمزہ چچا کہتے ہین انکو مع ہاتھی اُٹھالیا
لیکن قربان جرأت صاحبقران کہ ایسے فرزند کو زیر کیا ان باتون کو سنکر بہتان دنگ ہو گیا
جی مین اپنے کہتا ہے کہ عجب شخص سے مقابلہ پڑا دیکھیے کیا ہو عرصۂ دراز تک باتین نہنگ بچہ دریائی
سے رہین بعد اُسکے نیزہ چلنے لگا نہنگ بچہ دریائی نے نیزہ اسکا توڑا بہتان نے قبضے پر
ہاتھ ڈالا نہنگ نے گرز سپر کا سر پر کھینچا اوپر سے بہتان نے ہاتھ مارا سپر کٹی خود کو کاٹکر
تا دو ابرو تیغہ پہونچا نہنگ بچہ دریائی نے دانستہ اتارا تیغہ جھٹکا کے سر سے نکلا سبکے
زخم کو جو اسطرح نہنگ نے دیکھا گینڈے کو پیچھے ہٹایا بہتان تلوار کھینچے ہوے قریب
پہونچا ہاتھ تلوار کا مار دیا گینڈے کا سر اُڑ گیا نہنگ بچہ دریائی گرا بہتان کود کر لپٹ گیا
نہنگ بھی لڑنے لگا سر پر زخم کاری تھا بھنیا بھنیا کے لڑنے لگا ایک مقام پر بہتان
ریل کر لیے چلا تھا نہنگ ہٹتا پیر جو بڑھاتے وہان پر موش خانہ تھا دونون الٹ نہنگ
کے موش خانے مین جا پڑے بہتان نے جو کہا ہا گول نہنگ بچہ دریائی کا آ گر گیا
بہتان نے اسی حال مین نہنگ کی مشکین باندھ لین اپنے دربار مین لایا رفقا سے صلاح
کی کہ اس جوان کے بارے مین کیا کرون سب نے کہا اپنے ملک مین بھیجیے وہان چلکر سوال
ہفت پیکر پرست ہونے کا کیجیے اگر مانے تو بہتر ورنہ قتل کیجیے گا یہ راے بہتان کو
پسند آئی ایک نامہ بنام رستم لکھا کہ اے رستم ہفت کوہ کہ مقام سکونت اب دلے کا ہے
تمھارے سردار کو لیے جاتے ہین اگر اسنے ہمارا مذہب اختیار کیا آبرو پائیگا ورنہ قتل
کیا جائیگا ایک جمعدار کو بلا کر یہ نامہ دیدیا کہ یہ رستم کو پہونچا دینا اور اسیوقت تیاری کی
فوج اپنی لیکر روانہ ہو گیا رستم پلٹے اپنی بارگاہ مین آئے مگر واسطے نہنگ بچہ دریائی کے
پریشان سمک سے کہا ذرا دریافت کرو کہ کیا معرکہ گذرا سمک نے ہرکارے روانہ کیے
کہ خبر دریافت کر کے لاؤ ہرکارے بھاگے یہان سردارون نے رستم سے کہا کہ ارادہ کو

حریف روانہ ہوگیا رستم کو بڑا تردد ہوا فرمایا کہ نہین معلوم ہمارے سردار پر کیا گذری سمک
جلد خبر منگا اگر میرے سردار کا ایک موے جسم بھی کم ہوا تو تجھے سمجھونگا سمک نے پھر اُسی وقت
اودہر کارے روانہ کیے صبح کو رستم بیٹھے ہین کہ ملازمون نے آکر وہ نامہ جو ہتان دے گیا تھا اُسکی
خدمت مین رستم کی پیش کیا رستم نے نامہ پڑھا پڑھکر بہت گھبرائے پیشانی پر پسینہ آگیا زانو
بدلنے لگے تردد مین بیٹھے رہین لیکن ہتان جو اپنے مقام پر پہونچا قلعہ ہفت کوہ اُسکا نام ہی
اُسکی یہ کیفیت ہی کہ سات پہاڑ ایک مقام پر آکے ملگئے ہین سات پھاٹک ایک کے بعد ایک
واقع ہوا ہی ساتوان پھاٹک نہایت بلند و مرتفع ہی اُس مقام پر آکے مسند پر بیٹھا کہا اُس
پہلوان کو لاؤ کشان کشان نہنگ کو لیکر سامنے ہتان کے لائے نہنگ نے مثل اہل اسلام
کے سلام کیا ہتان نے منھ پھیر لیا نہنگ نے کہا ہم اپنے سردارونکی کیا حقیقت جانتے
ہین مکرسے ہمکو گرفتار کرکے لایا اُسپر یہ غرور او نامرد جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ہتان نے
حکم دیا اس جوان کو نخل مین اُلٹا لٹکا دو جب مذہب خداوند قبول کرے قید سے رہا کرو
اور جب تک نہ قبول کرے نخل مین برابر لٹکا رہے ہرکارے اہل اسلام کے یہانتک
پہونچے اور یہ معرکہ دیکھکر بھاگے کہ آقا کو خبر جاکر پہونچائین یہان رستم برہم بیٹھے تھے
کہ ہرکارون نے سب خبر مفصل آکر عرض کی کہا نہنگ کو نخل مین لٹکا دیا ہو دیکھیے اب
کیا ہو ہر ایک کو تردد ہی کہ اُس جوان پر کیا گذری رستم نے خبر سنتے ہی آہ کی اور سینے پر ہاتھ
مارا کہا اُس بہادر کے ساتھ یہ مغرور یون پیش آیا مین بھی دیکھو اب کیا آفت برپا کرتا ہون یہ کہکے
پشت استر لاکیود پر سوار ہوے طرف قلعۂ ہفت کوہ کے چلے وہ مرکب جسپر کبھی سمند نا
نہ چھوا یا تھا آج کوڑے پر کوڑا پڑ رہا ہی گھوڑا اڑا رہے بھرتا ہوا جاتا ہی یہان ہتان بیٹھا ہوا ہی
نہنگ بچۂ دریائی نخل مین لٹکا ہوا ہی ہتان پکار پکار کے کہہ رہا تھا اے نہنگ خداوند
ہفت پیکر کو سجدہ کرو ورنہ جان نبچیگی نہنگ نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے
ہوسکے قصور نکر کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا گھبراکر ہتان نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی جو جاتا ہی وہ پلٹکے
نہین آتا اسپر اور زیادہ جھلا رہا ہی کہ جو وہان جاتا ہی پلٹ کے کیون نہین آتا کیا وہان جاکر مرجاتا
ہی آخر اٹھکر کھڑا ہوا ٹہلنے لگا اب کوئی پہلوان کچھ نہین کہتا سب خاموش ہین ہتان ٹہل رہا ہی

کہ ہنگامہ زیادہ ہوا ایک شیر کی آواز آئی نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب +
دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزدق افگندہ شور + بہتان نے حیران ہو کے کہا یہ کون
ایسا زبردست ہے کہ ہمارے مکان میں یہ ہنگامہ کر رہا ہے یہ کہکے چا بڑھوں کہ دیکھا ہزاروں آدمی
بھاگے ہوئے آتے ہیں سر برابر برس رہے ہیں جسنے پلٹ کر سامنا کیا لپک کر اُسکے ہاتھ مارا
کر دو ٹکڑے ہوئے چالیس پچاس ہزار جوان تھوڑے عرصے میں مارے دریا سے خون
بہا دیئے لاشے تڑپ رہے ہیں اب جو نگاہ اُٹھا کے بہتان نے دیکھا رستم علمشاہ
شیرانہ ہنگامہ لڑ رہے ہیں لڑتے لڑتے آگئے بہتان نے زنجیر دلنے کمر باندھی اور سلاح جسم پر
آراستہ کیئے آگے بڑھا آواز دی او پسر حمزہ یہ سامنے ابدولت کے بے ادبی علمشاہ گھوڑے پر
سے کود پڑے اول قریب اُس نخل کے پہونچے کہ جہاں نہنگ بچہ دریائی لٹکا تھا درخت
قلم کیا نہنگ کو روک لیا رستم نے قید جسم سے نہنگ کے دور کی زمین پر کھڑا کیا نہنگ نے
بھی ایک جوان کو مار کر تیغہ لیا آ ملے رستم عقب میں نہنگ اب یہ دو شیر لڑتے ہوئے جاتے
ہیں پہونچ گئے پرے الٹ پلٹ کر دیئے رستم جھپٹ کر قریب بہتان کے پہونچے جیسے ہی رستم
قریب پہونچے بہتان نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم کو نہایت غصہ تھا جیسے ہی تیغہ
سر پر جھکا سپر کو جھوے کی پناہ کیا کئی وار اسطرح رستم نے روکے چوتھی مرتبہ آواز دی او مکار
تیری قضا قریب آگئی تیغہ کپتان نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوا اژدہا غار سے بل کر کے
نکلا خبردار خبردار کہکے بقوت صاحبقرانی ہاتھ تلوار کا مارا بہتان نے سپر کو اُٹھا دیا تلوار جو
پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے اب جو تیغہ تڑپ کے گرا سر کٹے وجثے کو کاٹا یا قبضہ سپر چمکا تھا
یا زمین میں جا کے تلوار نے بوسہ دیا غرض یہ ہوا کہ بہتان مارا گیا چار طرف سے لوگ دوڑ پڑے
علمشاہ کو گھیرا مگر رستم ہنگامہ کر رہے ہیں چاہتے ہیں کہ ہفت کوہ سے نکلوں مگر وہ لوگ
نہیں نکلنے دیتے چہار جانب سے بلوہ ہے چاہتے ہیں رستم کو قتل کریں جو پہلوان آیا رستم
نے اسکو واصل جہنم کیا کوئی وار خالی نہیں جاتا چار طرف کے پہلوان رستم کو گھیرے ہوئے
ہیں تلواریں مار رہے ہیں علمشاہ جسطرف پلٹ پڑے صف کو ویران کر کے پلٹے نہنگ لڑ رہا ہے
کہ میروں کوہ سے نعرہ ہوا سم آلا گرد و ما لا گرد فرنگی طنبور گڑگڑائے پلٹنیں لہرا گئیں

اندر درہ کوہ کے گھس آئے چالیس افسر جو اندر آئے علشاہ کو گھیر لیا لڑتے بھڑتے بیرون کوہ لیچلے
ارادہ ہی کہ باہر لیجائین کفّار روک رہے ہین چاہتے ہین انکو نہ جانے دین جگر تلوار جو چلی ہزارہا
کفّار مرمر گرے خون کا دریا بہا دیا مرکب کو ملازمان علشاہ نے تھام لیا پیدل لڑ رہے ہین
دو پہر کامل تلوار چلی تیسرے دروازے پر بمشکل علشاہ ہو چکے ہین کھڑے جھوم رہے ہین
چہار طرف سے کافرون کے وار چل رہے ہین رستم نے جسکو روک کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے کئی پہلوان اُسی مقام پر کفر کے کھڑے قتل کیے چاہتے ہین ڈھیر کر باہر نکلون کہ ایک صدا
مہیب کان مین آئی کہ او جوان اب باہر نکلنا چاہتا ہی یہان سے نکلنا دشوار ہی کہ وہ کوشش بیکار ہی
یلنٹ کے علشاہ نے دیکھا کہ سمک ملداقی ایک مقام سے دیکھ رہا ہی کہ آقا لڑ رہے ہین ایک
برق چمکی اُس برق سے ایک پنجہ پیدا ہوا کمر مین علشاہ کی پڑا اٹھتے ہی لے اُڑا آلا گرد نے کہا
ای سمک آقا کو کوئی لیے جاتا ہی سمک نے کہا مین جاتا ہون گھوڑا آلا گرد کو دیا آپ اُسی
جانب دوڑا چاہتا ہی قریب آقا کے پہونچون اس آفتِ آسمانی سے بچاؤن مگر ممکن نہین ہوتا
جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی حیران کہ ای سمک کیا کرون آقائے نامدار کو کیونکر چھڑاؤن
یہان آلا گرد و مالا گرد لڑتے ہوئے باہر نکلے فوج دشمن نے فرار پر قرار کیا سب لشکر
علشاہ کا اُسی مقام پر پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی سب سردار آکر بیٹھے یہی باتین ہو رہی ہین
کہ آقا کو کون لیگیا شاید کوئی ساحرہ یا ساحر اس درے مین رہتا تھا وقت پر آکے لیگیا
خدا ہمارے آقا کو ہمسے ملائے مگر سمک جو عقب مین چلا تھا دیکھا جنگل مین چہار دیواری
باغ کی ہی اُسمین پنجہ علشاہ کو لیکر اُترا سمک چلوے باغ پر آیا دیکھا ایک بڑی چہری ہی
اُسمین بڑی بڑی سلاخین لوہے کی لگی ہین سمک نے بیٹھکر سلاخین کاٹین اندر باغ کے
داخل ہوا یہ نہین پایا جاتا کہ رستم کہان ہین آکر ایک جھاڑی مین چھپا دیکھ رہا ہی چبوترہ
جو باغ کا ہی اسپر فرش بچھا ہوا ہی ایک ساحرہ تاج سر پر نہایت حسین و جمیل بیٹھی کہہ رہی ہی
کہ ارے اُس ظالم کو لاؤ دیکھتے ہین کنیزین رستم کو لیے ہوئے سامنے آئین کنیزون نے عرض
کی ای ملکہ رنگین ادا خطا تو اس سے بڑی ہوئی کہ آپ کے عاشق کو مارا ہم یہ عرض کرتے
ہین اسکی خطا معاف فرمائیے رنگین ادا نے منھ پھیر لیا اپنے مقام سے اُٹھی کہتی ہوئی

مین اپنی جان دونگی یہ کہکے گریبان مین رستم کے ہاتھ ڈالا کہا کیون ظالم تو نے غضب کیا میرے
عاشق کو مارا اب چاہنے والا کہان ملیگا مین ابھی تجھکو قتل کرونگی یہ کہکے آواز دی ارے کوئی
حاضر ہو دو جلاد خوم کے زنگی تیغہ ہائے برہنہ ہاتھ مین لئے ہوے آکے شلنگین لگانے لگے
رنگین ادا نے اشارہ کیا دونون جلاد تلوارین کھینچکر چلے آواز دیتے ہین ای ملکۂ عالم حکم اول
ہو سمجھ بوجھ کے حکم دیجیے سمک نے جو مڑ کر دیکھا گھبرا گیا کہ ایسا نہ ہو آقا قتل ہو جائین تو غضب ہو
حیران حیران اسی سوچ مین چھپا تھا کہ ایک کنیز واسطے رفع حاجت کے آئی سمک نے اُسے بیہوش
کرکے کنارے ڈالدیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا سامنے آکر سلام کیا کہا ملکۂ عالم آج صحبت کیا
بے نمک رہیگی شراب ضرور منگائیے رنگین ادا نے اشارہ کیا کہ شراب میخانے سے لاؤ کنیزین
جاکر میخانے سے گلابیان شراب کی لائین سمک نے گلابی ہاتھ مین لی شراب مین بیہوشی ملائی
محفل مین لیکر آیا جلادونسے کہا ٹھہر جاؤ ابھی اس جوان کو قتل مکرو جلاد ہٹے سمک نے
جام شراب سے لبریز کیا رنگین ادا کے سامنے پیش کیا رنگین ادا نے ہاتھ بڑھا کے جام لیا
چاہا پی جاوے کہ جام تڑاق سے ٹوٹا معلوم ہوتا ہے کہ بازو پر جو پتلی بندھی تھی اُسنے کچھ اشارہ کیا
اُسکے اشارے سے جام دو ٹکڑے ہوا رنگین ادا نے ہاتھ ہلایا جو چار رہے تو کون ہے فورا
رنگ و روغن عیاری کا سمک کے چہرے سے اُڑ گیا پاؤن زمین نے تھام لیے رنگین ادا نے
آواز دی او ظالم اب تجھے کچھ معلوم ہوا ہم ہمہ دان و ہمہ گیر ہین رہنے والے سرحد طلسم ہفت پیکر
کے ہین صاف بتلا کہ تو کون ہے جب نیمچہ لیکر رنگین ادا دوڑی تو سمک منتین کرنے لگا کہا حضور
یہ جوان جسکو آپ لائی ہین اسکا عیار ہون سمک بن عمرو میرا نام ہے یہ سنتے ہی رنگین ادا
نے کہا ان دونون کو قید کرو کنیزون نے کہا یہ ظالم کیونکر آیا ایک کنیز نے عرض کی واری
معلوم ہوتا ہے جب آپ اسکے آقا کو لیکر چلین یہ بھی حضور کے نشان پر چلا آیا آنا کیا مشکل ہے
عیار فورا پہونچ جاتے ہین آخر آہنگر کو بلایا دونون کو مسلسل و مطوق کیا اور حکم دیا ان دونون کو
قید خانے مین لیجاؤ کشان کشان کنیزین لے چلین رنگین ادا بہت روئی ابھی ان دونون کو
قید خانے تک لیکر نہ پہونچی تھین باغ ہی کے اندر ہین کہ آسمان سے ایک ٹکڑا ابر پیدا ہوا
اُس ابر سے ایک تخت نمایان ہوا تخت پر ایک جادوگر تاج سر پر رکھے ہوے تیغہ کے بت بازو پر

بیٹھے ہوئے اُسکو دیکھکر رنگین ادا دوڑی پکارتی ہوئی تمکو سامری سب آفتونسے بچائے میرا
اسوقت تمہارے آنے سے دل بحال ہوگیا مین نہایت پریشان ہو رہی تھی جی چاہتا ہو کہ گریبان
چاک کرون کہان اُس چاہنے والے کو ڈھونڈھون اُس تاجدار نے کہا ملکہ رنگین ادا
آج تمکو بہت پریشان پاتے ہین مفصل حال تو بیان کرو رنگین ادا نے سر جھکا لیا کہا اے فغفور
کیا تجھسے بیان کرون کہ جو ہجوم غم و الم ہی عجیب معرکہ درپیش ہوا بہتان شراب خوار بدت کا
میرا چاہنے والا جو فرمایش کی اُسکو ڈھونڈھ کے لاتا تھا میرا حکم بجا لاتا تھا اُسکا ملک میرے قبضے
مین تھا میری حکومت کل اُسکے قبضے مین ہفت کوہ مقام کیا سخت و صعب ہو اُنکے نام نامہ آیا
کہ پسر حمزہ اسطرف آتا ہو اور کاہن ظاہر کر رہا ہو کہ وہی طلسم کشا ہو اُسے گرفتار کرلا و بہتان فوراً
روانہ ہوگیا وہان جاکے سردار کو اُنکے گرفتار کیا ہاے کیا کہون اُسکو لاکے درخت مین لٹکایا پسر
حمزہ خبر سنکر دوڑا اسکے اُسکے مقابل ہوا پسر حمزہ نے اُسکو قتل کیا مین وقت پر پہونچ گئی جنازہ اُسکا
دیکھا قاتل کو پکڑ لائی میان عیار آئے اب دونون کو گرفتار کیا ہی یقین ہو کہ اُنکے ساتھ والے بھی
آئینگے سب کو گرفتار کرونگی اور قتل کرونگی ان عیارون کا چھوڑنا اچھا نہین جو قتل ہو
وہی بہتر فغفور نے کہا اے ملکۂ عالم تمھین اختیار ہو ورنہ یہ کسکی مجال نہین کہ تمھاری عملداری
مین آسکے ایک سحر کرون کہ زمین کانپ جائے جو دشمن جان ہو آکر حاضر ہو ہر طرح قتل
کرسکتے ہین رنگین ادا نے کہا بہت دشوار ہی فغفور نے کہا ابھی سحر کرون سارا لشکر کھنچا ہوا
چلا آئے میرا حکم بجا لانے کیا مجال جو حکم سے گردن تابی کرین رنگین ادا نے کہا اے فغفور
ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ ملک نورافشان کیسا آباد رعایا دلشاد وان مسلمانون نے جاکر اُسے
تباہ کیا خصوصاً ہوشربا بھی کس زور وشور سے فتح کیا گئے کیسے ساحر مارے گئے اب ادھر
متوجہ ہوے ہین دیکھیے کیا ہوا ابھی ابتدا ہی فغفور نے کہا اے ملکۂ عالم نہ گھبراؤ مین تو ایک دن
مین لڑائی فتح کر لونگا آپ ان سبکو جمع ہونے دیجیے دم بھر مین سمجھ لونگا رنگین ادا نے
کہا اے فغفور جب وقت آئیگا تو بھاگے بھاگے پھروگے فغفور نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او
رنگین ادا مردان عالم کہین پیچھے قدم ہٹاتے ہین منھ پر تلوارین کھاتے ہین رنگین ادا
ہنسنے لگی کہا اے فغفور خاموش رہ طبیعت ازلال ہو آ رخ خود بخود دل روتا ہی یہ کہکے آواز دی

اسے کوئی حاضر ہو کنیزین سامنے آئین کہا شہنشاہ کی خاطر کرو آج بعد مدت تشریف لاے
ہین انکی خاطر واجب ہے لازم ہی کنیزین دوڑین گلابیان شراب کی لائین جام لبریز کرکے سامنے
فغفور کے پیش کیا فغفور نے کہا مین جام نہ پیونگا ہر چند کنیزون نے کہا مگر اس ملعون نے نہ مانا
رنگین ادا نے کہا کیون صاحب کیون نہین پیتے فغفور نے کہا میرا دل نہین چاہتا ہی
رنگین ادا نے کہا آپ کو پینا ہوگا اسکان پر جاکے لیکے کوئی فساد نہ برپا کیا کرو فغفور نے کہا
ہم تو آپکے چاہنے والون مین ہین خواہ مانیے خواہ نہ مانیے رنگین ادا بولی سبکو پہچان لیا
دشمنون نے ہمکو تاکا کوئی بچانے نہ آیا فغفور نے کہا ہم آج سے حاضر رہینگے جو ارشاد ہو
بجا لائین حکم مین فرق نہ آنے پائے رنگین ادا کو بڑا غصہ ہی کہ رہی ہو صاحب سب اپنی جان
بچاتے ہین یہان فغفور کو دیکھیے کیا باتین بناتے ہین فغفور نے کہا اے ملکہ رنگین ادا ہم خاص
اسی واسطے آئے تھے کہ بہتان شراب خوار مارا گیا شب کو آج پہلو خالی رہیگا اسوجہ سے
حاضر خدمت ہوے تمھاری باتون سے اور ہی کچھ پایا جاتا ہی کسی سے وعدہ ہوگا جب تو ہمین
ٹالتی ہو یہی ارادہ ہی کہ ہم یہان نہ رہین جس سے وعدہ ہو وہ آئے شکر ہی کہ خداوند ہفت پیکر
نے ہمکو تمھاری محبت دی ہی تمھارے نام پر جان دیتے ہین رنگین ادا نے جواب دیا
مین ایسی محبت سے باز آئی دس کنیزین موجود ہین جو آپکے منہ مین آیا وہ آپ نے
بک دیا تمھاری چاہت کا میرے دلکو یقین نہین آتا بس اب بیہودہ نہ بکو میرے باغ
سے نکل جاؤ مین ایسے چاہنے والون سے باز آئی آپ تشریف لیجائیے یہ کہکے کنیزون نے
اشارہ کیا کہ باہر باغ کے انکو کر دو دو کنیزین اٹھین ایک نے جاکر ہاتھ تھاما کہا میان فغفور صاحب
چلیے اتنا بڑا کلمہ جو کنیز نے کہا فغفور کو غصہ آیا کہا لو اور ذرا دیکھو ہمکو نکالنے آئی ہی یہ کہکے کنیز کو
ایک طمانچہ مارا کہ سر کنیز کا اڑ گیا جیسے ہی سر کنیز کا اڑا کہ ملکہ رنگین ادا کو غصہ آیا گولہ جھولی سے
نکالکر مارا گولہ چھٹا اس سے برق چمکی برق شانے پر پڑی کہ شانہ شق ہوا فغفور جھومتا ہوا
بڑھکر کہتا ہوا او گیسو بریدہ اپنے سحر پر بڑا ناز ہی بڑی شعبدہ باز ہی یہ کہکے ہاتھ ہلایا ایک طائر
چہکارین مارتا ہوا ظاہر ہوا اور یہ پکارتا ہوا واہ بی رنگین ادا میرے مالک کو آپ نے
زخمی کیا ٹھہر جا مین شعبدہ دکھاؤن اب تو بلا تکلف دونون مین سحر چلنے لگا رنگین ادا نے

ہاتھ ہلایا برق گری طائر کے دو ٹکڑے ہوئے طائر کا مرنا فغفور کو بہت ناگوار ہوا تلوار کھینچکر چلا لیکن
کنیزون نے روکا تاہم رنگین ادا نے جانے دیا پھر دونون مین سحر چلنے لگا فغفور نے جو جگر سحر کیا
کئی سو عورتون کے سر اُڑ گئے لاشے پھڑکے زمین پر تڑپ رہے ہین رنگین ادا نے جو صاحبون
کے لاشے دیکھے غصے مین جا پڑی دونون مین سحر چلنے لگا کہ آسمان سے ایک آواز آئی او نابکار
دشمن کو چھوڑ کر آپس مین لڑتے ہو دیکھا ایک ساحر سیہ فام آسمان سے ایسے کلمات سخت
کہتا ہوا آتا ہے کہ جیسے کوئی اپنے نوکر کو کہتا ہے فغفور سے آنکھ ملا کر آواز دی او بیحیا اب تو
رنگین ادا سے عذر کر ورنہ خراب ہوگا اور رنگین ادا سے آنکھ ملا کر آواز دی او گیسو بریدہ
ننگ خاندان بچانے والے سے یہ باتین قدرت نے یون تقدیر کی ہے کہ اگر ایک کی ایک
اطاعت نہ کرے مطلین باندھکر لاؤ رنگین ادا نے کہا مین تو اسکی اطاعت نہ کرونگی یہان تو
یہ ہنگامہ سمک اور علمشاہ جو بندے کھڑے تھے سمک نے ایک کنیز کو اشارہ کیا بوا
تمھارا کیا نام اُسنے کہا سوسن زبان دراز میرا نام ہے سمک نے کہا بوا سوسن ذرا میرے
پاس آؤ تو مین حال مصیبت کا بیان کرون کنیز قریب آئی سمک نے کہا بوا یکمند تو ڈھیلی
کرو بہت زور سے کس دیا دل بیچین ہے جیسے ہی حلقہ ڈھیلا ہوا سمک نے تڑپ کے حلقہ ہاے
کمند سوسن زبان دراز کے گلے مین ڈالدیے اور ایک جھٹکا مارا حباب مار کر کنیز کو بیہوش کیا
اُسی کی شکل بنکر دوڑا وہ جو ساحر آسمان سے آیا ہے آتے ہی رنگین ادا پر سحر کرکے سحر بھلا دیا
رنگین ادا حیران کھڑی ہے فغفور کی طرف جو چلا فغفور نے گولہ مارا اس ساحر نے گولے پر ہاتھ
مار دیا گولا پلٹ کے سینے پر فغفور کے پڑا فغفور مثل ہیزم خشک جلنے لگا جلکر خاک ہوا اب
رنگین ادا کی طرف وہ ساحر چلا منظور ہوا کہ رنگین ادا کو گرفتار کرون پکارتا ہوا کہ او رنگین ادا
تجھے کچھ خوف نہین خداوند سے نہین ڈرتی اِس ذلت سے بچاؤنگا کہ بہت پچتائیگی رنگین ادا
خاموش کھڑی ہے کچھ منھ سے نہین بولتی کنیزون نے سحر کا عطر سنگھایا عطر سونگھتے ہی اب تو
رنگین ادا کو جوش آیا جھونسخ ہوا چاہا اُس ساحر پر جا پڑون سمک بشکل کنیز قریب
اُس ساحر کے پہونچا باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے کہا دیکھیے ابر سیاہ اٹھا کوئی ساحر آتا ہے
وہ پلٹا سمک نے حلقے کمند کے گلے مین ساحر کے ڈالدیے کہکر یہ پلٹا سمک نے حباب مارا

بیہوش ہو کے گرا سمک نے فوراً سر کاٹ ڈالا رنگین ادا کو سحر یاد دلایا کہا ای سوسن تو نے بڑا کام
کیا ظلم سے اس ظالم کے بچایا ورنہ شکلین باندھکر لیجاتا سحر تو بھلا ہی چکا تھا اصل کیفیت یہ ہی کہ
خداوند نے جان بچالی ورنہ مشکل ہوتی یہ سنکر سوسن نقلی نے کہا ای ملکۂ عالم مین سمک بن عمرو
عیار علمشاہ ملکہ رنگین ادا یہ کار نمایان دیکھکر خوش ہو گئین اور فوراً حکم دیا کہ رستم کو لاؤ کنیزین
اسیوقت رستم کو لیکر حاضر ہوئین ملکہ نے سحر کیا تمام قید جسم سے رستم کے کٹ کر گری اور کہا صاحب
تمنے دیکھا کہ سمک نے کیا کار نمایان کیا اور اب مین تمھاری کنیز ہون مطیع اسلام ہوئی ملکہ نے
رستم کا ہاتھ پکڑ لیا اندر بارگاہ کے لائین مسند پر بٹھایا اور سمک نے اپنا رنگ جمایا غزلین گا رہا
ہی کہ پہلوے باغ سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی دردرسیدہ یہ کہکے رو رہا ہی ای فلک کجرفتار۔ وای
گردون غدار کبتک گردش دکھائیگا ہمارے ستانے سے تجکو کیا ہاتھ آئیگا رستم نے کہا ملکہ یہ کون
روتا ہی کہ اسکے رونے سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہی رنگین ادا نے کہا ایسی آواز کبھی میرے
کان مین نہین آئی ایسے کوئی کنیز تو نہین روتی ہی کنیزون نے عرض کی باہر سے باغ کے رونیکی
آواز آتی ہی رستم اپنے مقام سے اُٹھے اور کہا اسکے دشمن کو قتل کرونگا یہ کہکے رستم نے عقب
مین سمک اُسکے پیچھے رنگین ادا ساتھ ساتھ ہوئین رنگین ادا کہتی جاتی ہی ای شہریار سبب کے
دریافت کیجیگا باغ سے جو نکلے چاندنی پھیلی ہوئی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان
سے ہمسری کر رہے ہین ایک شخص ایک نخل کے سایے مین بیٹھا ہوا غریو کر رہا ہی لوگون کو جاتے
ہوے دیکھا چاہتا ہی کہ نخل مین چھپ جاوے کہ علمشاہ نے مثل اہل اسلام کے سلام کیا
اُس جوان نے بھی مثل اہل اسلام کے جواب سلام دیا علمشاہ آکر قریب بیٹھ گئے کہا ای
جوان تیری صداے دردناک نے عیش وراحت کو منغص کر دیا کیا رنج وملال ہی ظاہر کرو
کیا خیال ہی اُسنے کہا ای شہریار حال قابل کہنے کے نہین ہی کیا کیفیت اپنی بیان کرون آپکو
ملال ہوگا علمشاہ نے کہا خاص اسی واسطے آئے ہین کہ مطلب تیرے نہین حل مشکل مین
کوشش کرین یہ سنکر اُس شخص نے ایک آہ کی کہا ای شہریار کیا حال زار اپنا بیان کرون
اگر عرض کرون تو دل سنگ آب ہو انسان مثل ماہی بے آب بیتاب ہو یہان سے
پشت پر میری ایک قلعہ ہی اُس قلعے کو قلعۂ آفتاب نگار کہتے ہین غلام وہانکا حاکم ہی اور

آفتاب تاجدار نام ایکدن واسطے شکار کے جنگلا سامنے ایک کوہ ہی کہ کوہ ظفر پیکر اُسکو کہتے
ہین وہان ایک قزاق رہتا ہی ظفر انتساب اُسکا لقب ہی دختر اُسکی مہ جبین سفید پوش
نہایت حسین وجمیل صحرا مین شکار کھیل رہی تھی مجھ بدنصیب کی نگاہ پڑی عاشق ہوا وہ تو چلی
گئی مین رنجیدہ گھر پر اپنے آیا جب میرا حال ابتر ہوا فیروزن دشمن دلان نے دریافت کیا مین نے
کل احوال بیان کیا تب وزیرون نے ایک نامہ اُسکے باپ کو لکھی کہ ہمارا بادشاہ تمہاری بیٹی پر
عاشق ہی بہتر یہ ہی کہ اُسکو ہمارے شاہ کے ساتھ منسوب کرو اُس مغرور نے صاف جواب
لکھا کہ ہم جری بہادر صف شکن ہین ہرگز اپنی بیٹی کی شادی بادشاہ کے ساتھ نہ کرینگے ای شہریار
فراق مین اُسکے روتے روتے عرصہ گذرا اب عنایت رب اکبر دیکھیے کہ وہان غراب جن
اہرمن دیو خونخوار نے اُس قزاق کے باغ پر قبضہ کر لیا قزاق کو غصہ آیا گینڈے پر سوار ہو کے
برائے مقابلہ گیا غراب جوش کرتا ہوا باغ سے نکلا قزاق سے مقابلہ پڑا غراب کے ہاتھ مین
چوبدست آہنی تھی قزاق پر ماری قزاق مع گینڈے پر اٹھا ہو کر رہگیا غراب تو پردہ قاف
گیا یہان لاش قزاق کی ملازم اُٹھا کر لیگئے سب نے صلاح کر کے صاحبزادی کو اُسکی بادشاہ کیا
سب قزاقون نے عرض کی غلامان جانباز لوٹ مار کر لاوینگے اور خدمتگزاری مین مصروف
رہینگے وہ شاہزادی شمشیرزن صف شکن تھی اُسنے کہا مین تمہارے ساتھ چلا کرونگی اس طور پر
اُسنے کئی سال کاٹے ایک دن صحرا مین میرے اُسکے سامنا ہوا ہجر مین بیقرار تھا قدمون پر
گر پڑا اور یہ کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اتنو دامن جب ہاتھ سے چھوٹا اپنی
غلامی مین قبول کرو اُس بانی مہر و وفا نے اس میری التجا کو قبول کیا اور یہ بھی کہا کہ تم نامہ
بھیجو ہم قبول کر کے جواب دینگے بعد تھوڑی دیر کے وہ اپنے تخلے کی جانب روانہ ہوئی الوجہ خوشی خوشی
اپنے مقام پر آیا نامہ اشتیاق آمیز لکھا شتر سوار نامہ لیکر ہو نچا وہ نامہ ملکہ کے ہاتھ مین دیا
ملکہ نے شیران سلطنت سے صلاح کی کہ تم سمجھو کیا خوشی ہی سب نے یہی عرض کی جسمین
آپ کو آرام و چین ہو اُسی مین ہم بھی راضی ہین سردارون نے دریافت کر کے قبول کیا مین نے
یہان سے تحفے تحائف بھیجے وہ تحفے بھی قبول ہوئے ہر چلے مین پیغام جانے لگے بعد تھوڑے
دنون کے تقریب شادی ہوئی تمام مدت سے سامان عروسی قریب ختم ہوئی اب چھتے بھی

قبول کیا بارہ ہزار فوج کو آراستہ کرکے پہلوانان نامی وگرامی بھی ساتھ تھے جاکر پہونچا عقد ہوا
بعد اُسکے دولھن کو لیکر چلا راہ مین ایک مقام ہے اُس مقام کو دشت ابیض کہتے ہین
قیطاس اژدر دژہ کا حاکم وناظم ہے وہ شکار کو نکلا تھا ملکہ ماہ بانو عماری پر سوار تھین ہم بھی
ہمراہ آتے تھے ملکہ نے جو گھوڑا دوڑایا نقاب چہرۂ بے نظیر ملکہ سے ہٹی قیطاس دیکھکر ملکہ کو
عاشق ہوا لوگون سے پوچھا یہ نازنین کون ہے لوگون نے نیاز مند کا نام لیا کہ فلان قران کی
دختر فلان شاہ بیاہ کرلیے جاتا ہے اُسنے آدمی میرے پاس بھیجا مین نے جواب سخت دیا
اُسنے کہلا بھیجا تھا کہ ملکہ کو میرے پاس چھوڑ جاؤ میرے جواب سے وہ نہایت غصہ ہوا اور
تلوار کھینچکر آپڑا کئی سردار اُسنے قتل کیے مجھکو زخمی کیا مین بیہوش ہوکر گھوڑے سے گرا
ساتھ والے میرے یہ زبردستی دیکھکر بھاگ گئے ملکہ کا مرکب اُسنے آگے کرلیا لیکر دژہ کو وہین
چلا گیا میرے ملازم مجھکو اٹھا لائے مین نے چالاک عیار کو واسطے خبر کے بھیجا وہ خبر لایا کہ
قیطاس نے لاکھ جبر کیا مگر ملکہ نے اُسے نہین قبول کیا سمجھاتے سمجھاتے وہ بھی عاجز آیا
آخر ملکہ کو قفس آہنی مین بند کیا دو غلامان زنگی کے سپرد ہے شب کو اپنی صحبت مین بلاتا ہے
منت وخوشامد کرتا ہے لیکن اُس ثابت قدم کو سے محبت نے کسیطرح اُس ظالم کو قبول نہین
کیا قید رہنا گوارا کیا مگر وصل سے اُس ظالم کے انکار کیا کئی سال اسی مصیبت مین غلام کو
گذرے آخر بیقرار ہوکر تین دن سے اس دشت مین نکل آیا حال اپنا تباہ کرتا ہون نہ جیتا ہون
نہ مرتا ہون خیال مین اُسی محبوب کے روتا تھا پروردگار نے آپ کو بھیجا ای شہریار یہ
غلام کی کیفیت ہے رستم پیل تن نے کہا ہمین بتاؤ کہ قیطاس کس مقام پر ہے چلکر ہم اُس سے
مقابلہ کرین اور تمھاری معشوقہ کو دلوا دین آفتاب تاجدار نے رستم کو تو اسی مقام پر
ٹھہرایا اور آپ طرف اپنے قلعے کے روانہ ہوا تھوڑے عرصے مین بارگاہین اور خیمے
کھڑا کیا ایک دو دن بعد رستم کو لاکر داخل کیا اور آپ خاطر مین مصروف ہوا رستم پیل تن نے
رنگین ادا سے کہا تم ملکر باغ مین ٹھہرو ہم انشاء اللہ مطلب اس جوان کا پورا کرکے آتے ہین
رنگین ادا نے کئی کنیزین واسطے خبر کے چھوڑین اور آپ طرف اپنے باغ کے گئی دوسرے
دن رستم نے آفتاب تاجدار کو تخت پر سوار کیا آپ پاپیادہ تخت پر ہاتھ رکھا طرف

قیطاس کے جیٹے جہان قیطاس سے خبر سنی کہ آفتاب تاجدار پسر حمزہ کو لیکر آتا ہے معشوق
کے لینے کا ارادہ ہے چوبیس ہزار فوج سے بیرون درۂ کوہ آیا مقابلے مین رستم کے اترا آپس مین
پیغام وسلام ہونے قیطاس نے اپنے زور کے گھمنڈ مین طبل جنگی بجوادیا رستم کو خبر ہوئی
یہان بھی نقارہ رزمی کو گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین
نقیب نقابت کرکے ہٹے قیطاس اژدر درسے گینڈا بھگا یا میدان مین آیا آکر سلحشوری کمائی
آواز دی ای فرقۂ خداپرستان میرے مقابلے مین پسر حمزہ آوے رستم نے مرکب بڑھایا آکر
مقابل ہوئے چلے قدم گینڈا قیطاس کا اور چار قدم مرکب رستم کا ہٹا قیطاس کی جو نگاہ
جمال بے مثال رستم پر پڑی بیتاب ہوگیا کہا ای شیر بیشہ جرات اگر آپ میری اطاعت کرین تو اپنے
لشکر کا بادشاہ کردون رستم نے کہا ای قیطاس اژدر در اگر تو اسلام اختیار کرے سب
سردارون پر مقدم بٹھاؤن سپہ سالار بناؤن یہ سنکر قیطاس قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای جوان
مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہے اسوجہ سے ایسے کلمات کہے بہتر اسی مین ہے کہ میری اطاعت
کر رستم نے کہا اب فیصلہ ہوتا ہے وار کر ایسی فضول باتونسے کیا فائدہ قیطاس کو غصہ آیا
نیزہ اٹھا کر مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران مین
صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی پہر بہر کامل نیزہ چلا ایک مقام پر علمشاہ نے مشت
قیطاس کو ست پایا گھونسا کر شمشیر مارا ہاتھ سے قیطاس کے نیزہ نکل گیا قیطاس نے
قہر و غضب مین آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا جبر دار خبر دار کہکے ہاتھ اٹھایا علمشاہ نے تلوار کو
تیغۂ کیبتان فرنگی پر روکا الجھا دیسے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا قیطاس نے بھی خالی دیا
دو چار وار رد و بدل ہوئے تھے کہ ایک مقام پر قیطاس نے بازو بچاکر کلائی پر ہاتھ
ڈالا رستم نے بھی خالی دیا قیطاس پلٹا رستم نے فوراً کلائی پر قیطاس اژدر در کی ہاتھ ڈالدیا
قیطاس نے گریبان پر ہاتھ ڈالا دونون جوان گتھے ہوئے یعنی باہم کشتی ہونے لگی دونون
لشکر نگران مثل آئینہ حیران ہے دونون شیر نر ڈٹ رہے ہین جہان اٹک کر زور کرتے پسینے کے پتلے
بن جاتے ہین پہر وہانسے بڑھتے ہین دن بھر اسی ردو بدل مین گذرا سعاد کو قیطاس

رستم کو روک کر کھڑا ہوا کہا اے جوان تو مجھسے دن بھر خوب لڑا مین نے بھی تامل کیا کہ عقدۂ جرأت کھلے
تو حال معلوم ہو دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے اب جا کر آرام فرمائیے کل
میدان مین آئیے رستم نے کہا ہمارا دستور نہین ہے زیر و زبر کیے نہین پلٹتے قیطاس نے کہا اے جوان
سپہ سالار اپنے اپنے تمام پر ہنستے ہین رستم نے کہا جنگ مارتے ہین روشنی کو حکم دو دونون طرف سے
روشنی آئی سارا میدان روشن اور منور ہوا ایسی روشنی ہوئی کہ اگر سوئی ڈالدیجیے تو اٹھا لیجیے پھر
آپس مین کشتی ہونے لگی آسمان بھی برابر پیرانہ سالی ایک چشمۂ ماہ تابان کو آنکھ پر رکھکر برائے
تماشائے کشتی میدان گاہ جہان مین جلوہ فرما ہے ستارے آسمان پر نہین ہین فرشتون نے اپنی
آنکھین لگا دی ہین سب لوگ تماشا دیکھنے مین معروف ہین تمام رات کشتی رہی صبح کو علمشاہ
زیادتیان کرنے لگے سب تعریفین کر رہے ہین ہر طرف یہی ذکر ہے کہ دونون جوان بے نظیر ہین
انکا کوئی ہمسر دنیا مین نہین ہے تیسرے دن قیطاس نے کہا اے جوان آج تیسرا دن ہے
کہ دونون لشکر سے خورد و خواب ہین اور ہمارے تمھارے کسیطرح فیصلہ نہین ہوتا اب
اور ایک زور آخر کرتا ہون یا تجھکو اٹھا لیا یا اپنی جان کو نثار کرونگا یہ کہکے دونون مونڈھے
تھامے چھاتی مین رستم کی سر اڑا دیا بل کرکے دوڑا رستم دم کے شمار پر ہٹتے چلے آتے ہین
تو قدم ریل کر لایا رستم اٹھ کے آگے مونڈھے پکڑ کر ہاتھ مارا بایان لحظہ رستم کا آشنا بزمین ہوا قیطاس
اوپر چھایا کمر مین ہاتھ ڈالکے اسطرح کے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر زور کرتا تو اسکو بھی اکھیڑ لیتا اُس
کوہ وقار کے لنگر مین مس و حرکت بھی نہ پائی تھک کے ہاتھ اٹھا لیا کہا اب مجھسے دور نہین
ہو سکتا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون یہ سنکر رستم نے قیطاس کو لے دو سے انسوین
قدم پر لا کر ہاتھ مارا دونون گھٹنے قیطاس کے آشنا بزمین ہوئے چاہا لنگر قائم کرون مگر رستم
نے دونون ہاتھ ستون کے کمر مین ہاتھ ڈالکر بقوت صاحبقرانی زور کیا پہلے زور مین
جنبش آئی دوسرے زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اُسنے چاہا بغلونمین پانون
ڈالکر کچھ داؤن پیچ کرون رستم نے دونون پانون اسکے پکڑ کر اسطرح چرخ دینا شروع کیا کہ
سر کا خود کہین کمر کا خنجر کہین مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا رستم نے اوپر کر
مارا کود کر چھاتی پر سوار ہو کر کندۂ زانو کو دبا کر فرمایا حالا دریشنا ختن ہے وہ دکھا،

چہ پیلگونی قیطاس نے غصے میں جواب دیا کہ مین آپکا مذہب اختیار نہ کرونگا آخر مین جو اپنے کلمہ سخت
کہا رستم کو بہت ناگوار ہوا ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھکر ایسا مارا مع زخمے گردن کھینچلی
فوج دونون دوڑ پڑے ادھر سے بھی لوگ چلے دونون لشکر ملگئے آخر ملازمان قیطاس لاشہ اپنے
مالک کا لیکر طرف سمو کے بھاگے رستم فتح کر کے داخل قلعہ ہوے آفتاب تاجدار کو بڑی خوشی
ہوئی رستم نے فرمایا ملکہ کا قفس لاؤ قفس آیا ملکہ کو قفس سے نکالا آفتاب تاجدار کے سپرد
کیا آفتاب ملکہ کو دیکھکر خوش ہوگیا ملکہ مہ جبین سفید پوش کو بھی بڑی خوشی ہوئی دونون
عاشق و معشوق ملے جلسہ ناچ و راگ و رنگ کا رہا بعد کئی دن کے رستم نے سمک سے کہا
لشکر کو یہان بہونچاؤ سمک نے شاگردون کو روانہ کیا لشکر ظفر اثر بھی آکر بہونچا دور دور اُسی
صحرا مین مقام کیا تیسرے دن حکم ہوا لشکر تیار ہو کوچ کیا جائے طرف طلسم ہفت پیکر
کے قریب بہونچنا ہوگا واقف کارون نے عرض کی طلسم جالینوس کا ڈانڈا ملا ہے عجیب مقام
پر فضا ہے اور خطرہ ہے موصوف ہی علمشاد کو دیکھنے سرحد طلسم جالینوس کا بھی اشتیاق
ہوا پھر قرۃ ولی و حشمت جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے کوچ کیا ملکہ رنگین ادا بھی
ساتھ ہین منزل بمنزل جاتے ہین ایک شب کو ایک مقام پر فرد کش ہوے شب کو توپ کی
آواز کان مین آئی کہا اے سمک دریافت تو کرو اسوقت مین کسکا دل گردہ ایسا ہے کہ اسطرح
توپ چلائے سمک باہر نکلا شاگردون کو بھیجا ہرکارے تھوڑی دیر مین پلٹ کے آئے عرض
کی ایک قلعہ کہنہ پر ایک پہلوان چڑھکے آیا قلعے پر قبضہ کیا بادشاہ وہانکا نیر دولتمند پہلوان
کے ہاتھ سے مارا گیا نیر کا بیٹا سیار کرگدن سوار بھاگ کر صحرا مین فرد کش ہے جا شاہ پہلوان
پر شبخون مارو نہین معلوم کہ کیا باعث ہوا رک گیا رستم نے کہا اے سمک تم جاکر دریافت کرو
اُس پہلوان نے کیون اُس تاجدار کو مارا کیا باعث ہوا وہ پہلوان کون ہے باعث اُس سے
بغاوت کا کیا ہے سمک پاس سیار کرگدن سوار کے بہونچا سیار کرگدن سوار حیران و پریشان
ہے باپ مارا گیا جنگل مین فرد کش ہے یہ جو سُنا کہ رستم کا عیار آیا ہے بہ اعزاز تمام بلوایا سمک کی
بہت خاطر کی سمک نے سبب پوچھا سیار کرگدن سوار نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہ
بہن ہماری نہایت حسین ہے ایک دن برائے شکار گئی تھی میثاق ہزبر کش پہلوان اس

حوالی مین رہتا ہی دیکھکر ملک کو مائل ہوا والد کو ہمارے پیغام دیا والد نے بوجہ امورات سلطنت
کے جواب باصواب ندیا اُسکو ناگوار ہوا لشکر کشی کرکے آیا والد سے طالب ہوا والد نے کہا جبرًا
ہم بیٹی نہ دینگے اُسنے ملغز کیا والد لڑبھڑ کر مارے گئے دو ہزار جوانون نے میرا ساتھ دیا مین لڑتا بھڑتا
یہان چلا آیا ہمشیرہ بھی میرے ساتھ ہی اسقدر مجکو احتیاط تھی کہ جب نکلکر بھاگا تو اُسکو بھی اپنے
ساتھ ہی رکھا اپنے سے جدا نہین کیا سمک یہ حال دریافت کرکے خدمت مین رستم کی آیا
سیار کرگدن سوار نے ایک عرضی بھی رستم کو لکھی کہ غلام کی سرپرستی فرمائیے اس پہلوان کے
ہاتھ سے بچائیے سمک وہان سے آیا رستم سے حال بیان کیا عرضی سیار کرگدن سوار کی پیش
کی رستم عرضی دیکھکر بہت شرمندہ ہوئے فرمایا کہ ہم جاکر یشاق نہ پر کش پہلوان سے مقابلہ
کرینگے اور کل جاکر دربار مین اُس سے سمجھین گے رستم تو اس فکر مین ہین وہان یشاق کو خبر
پہونچی کہ فلان مقام پر شاہزادہ فروکش ہی لشکر تیار کرکے رات ہی رات آکے سیار کو گھیر لیا اور
طبل جنگی بجوایا سیار کرگدن سوار نے خبر سنی اُسنے بھی طبل جنگی بجوا دیا دونون لشکرون مین
تیاریان ہونے لگین سیار کرگدن سوار کے دو ہزار جوان جو قلعے سے ساتھ آئے ہین سب
جانباز و سرفروش ہین شاہزادے کے خیرخواہ ہین چار پہر رات تیاری رہی یشاق کے
ہمراہ بائیس ہزار جوان ہین اُسکو اپنی جمعیت کثیر پر غرہ ہی جب ان دو ہزار جوان نے دست بستہ
عرض کی حضور کچھ تشویش نہ فرمائین جبتک ہم نوکر زندہ ہین کیا مجال ہی کہ آپ تک کوئی آسکے
ہم سب جان نثار اپنی جانین نثار کرینگے اور حضور کو بچا لینگے صبح کو یشاق بائیس ہزار فوج لیکر
میدان مین آیا سیار کرگدن سوار ایک مرکب عربی پر سوار دو ہزار جوان ساتھ میدان مین جو آکر یہ
عالم دیکھا گھبرا گیا اُسکے ساتھ بائیس ہزار جوان اپنے ساتھ دو ہزار پائے بہت پریشان ہوا
یہ بھی خوف ہوا کہ اگر یہ بھیا بلوہ کرینگے دو ہزار کا پکڑ لینا کوئی بڑی بات نہین ہی مگر آکر سامنے صفین
باندھین یشاق نے گینڈا اپنا لا پکارکر آواز دی اے شاہزادہ والا قدر بہتر یہ ہی کہ میرے
پاس چلے آؤ شاہزادی کی میرے ساتھ شادی کردو قلعہ اپنا لو اپنی عملداری بھی تمھارے سپرد
کرونگا جس ملک کا نام لیجیے گا اُسکو جاکر فتح کردونگا کئی سو پہلوان ہمراہ رکاب موجود ہین
یہان چند کو ہمراہ لیکر آیا ہون اور آپ نے شکست کھائی بے مروپا اس مقام پر فروکش ہین

ین حاضر خدمت ہونگا تا ز اٹھاؤ نگا سیار گردن سوار نے کہا نہ تو یہ ہو سکیگا کہ دیوؤن کی خدمت
مین حاضر ہون اور نہ یہ ہو سکیگا کہ اُسکی اطاعت کرون جو فلک گردش دکھاتے اُسکے
دیکھنے مین کوئی چارہ نہیں مگر دل دھڑک رہا ہی منہ پہ ہوائیان اُڑ رہی ہین فانوس قلب مجمع
مین سرنگون غم سے کلیجہ خون اسی پریشانی مین کھڑا ہی کہ یشاق نے بغیر و تعصب پکار کر آواز دی
ای تیار پہنچ کسکو تیار ہے دست راست کی طرف دیکھا بھائی اسکا مخمور توسن سوار گھوڑے
کو اُڑاتا ہوا قریب آیا کہا ای بھائی اجازت میدان بمشکل رخصت حاصل کی میدان مین آیا
جیسے ہی تھا پہنچا یشاق نے نیزہ مارا مخمور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنین
رد و بدل ہوئی تھین کہ یشاق نے گھینڈا پیچھے ہٹا کر شانہ تاک کر نیزہ مارا شانہ مخمور کا نشانہ
ہوا ادھر شانہ سے یشاق کے بھی خون جاری ہوا یشاق نے پکار کر آواز دی کیون
شاہزادے ہین اب تک آپ سے محبت باقی ہی آپکے بھائی کے شانے سے خون نکلا ہے
اپنا بھی شانہ زخمی کرایا ہر طرح ہمین اطاعت سے واسطہ ہی آیئے چلے آیئے مین آپکو ہیکل کے
تخت پر بٹھاؤن اسلیے کہ تاج و تخت خالی پڑا ہی قلعے مین سناٹا ہی کیون ان دو ہزار کو
قتل کرائیے شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا حیران کھڑا ہی جی مین کہتا ہی کہ سیار فلک نے
یہ سامان دکھایا کچھ بن نہیں پڑتا کیا کرون اب کسے مقابلے مین بھیجون کہ اسکو جواب تو دے
اسکا زور بڑھتا جاتا ہی بلبلا رہا ہی اسی سوچ مین سیار کھڑا ہی اور یشاق گینڈے کو مہمیز کر رہا ہی
ساتھ والے سیار گردن سے حیران کہ کدھر بھاگ جائین کیونکر جان بچائین اس انتشار
مین تھا کہ صحرا سے گرد اڑی شیر کے نعرے کی آواز آئی نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب
کیست علمشاہ چو رستم لقب دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ہٹ کر بر تخت مرزوق افگندہ شور
سب دیکھنے لگے دیکھا شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت فرزند صاحبقران علمشاہ نوجوان
مرکب اُڑاتے ہوئے آپہنچے یشاق کو جو میدان مین پایا کہ کلمات تحت دست کہہ رہا ہی
علمشاہ نے وہین سے للکارا او مغرور بعقل و فراست سے دور شاہزادے سے کیا ایسی باتین
کر رہا ہی یہ کہکے گھوڑا اڑایا تین ٹھیکون مین قریب یشاق کے جا پہنچے نگاہ ور زن ہوئے
جب قدم گینڈا یشاق کا تین قدم مرکب رستم کا ہٹا یشاق گرتے گرتے گینڈے سے بچا

جمال میثاق پر نگاہ پڑی حیران ہو گیا کبھی ساتھ والے بھاگتے ہیں کبھی نیزے لیے پلٹ پڑتے ہیں
صفیں درہم و برہم سرنگوں فوج کے علم میثاق حیران ہے رستم نے تیار کرگدن سوار سے پکار کر
آواز دی ای شاہزادہ والا قدر آسمان ریاست کے بدر گھبرانا نہیں ہم خاص تمھارا حال سنکر
آئے ہیں تردد نہ کرنا اتنا سنتا شاہزادہ سیار کرگدن سوار رستم کو دیکھکر خوش ہو گیا جھک جھک
کے سلام کرنے لگا یہاں رستم نے میثاق سے کہا نیزہ اٹھاؤ ہم پر وار کرو یہ سنتے ہی میثاق
کانپنے لگا مگر نیزے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا آپس میں رد و بدل ہوئی نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر گانٹھ کر نیزہ رستم نے چھیڑا
مارا کہ نیزہ ہاتھ سے میثاق کے نکلگیا مثل خط شعاع آسمان پر چڑھا مانند تیر شہاب زمین پر
گرا لشکروں میں غلغلہ ہوا شاہزادہ سیار اچھل پڑا کہتا تھا قربان جرأت اس جوان کے
کس سلیقہ سے لڑا کیا اور کس سہولت سے نیزہ نکالا بہادر ایسے ہی ہوتے ہیں میثاق نے
جھلا کر قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا جب تلوار اسکی قریب سر کے پہونچی سپر کو گردش دی واستانہ مارا تلوار ہٹ پڑی
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لوں میثاق نے گریبان پر ہاتھ رکھا
دونوں جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی رستم تڑپ تڑپ کے ڈٹنے لگے
جہاں پکڑ لائے دو گھنٹے مارے جن فنون پر میثاق کو دل سے دعوٰی تھا انہیں عاجز آیا
ذرہ پارہ مزاج آوارہ بچھیا کے اتر رہا ہے رستم شیرانہ ہٹا نہ رستانہ لڑتے ہیں
جب ریل کر لیے جھٹ پٹ پکڑ لائے گردن پکڑ کے دو گھنٹے مارے دو تین ڈنٹھے مار دیے
میثاق کی گردن سوجی ہوئی پیشانی سے خون ٹپک رہا ہے حیران و مضطر کہیں کس بلا میں
آکر پھنسا عجب شیر سے مقابلہ پڑا ہے دیکھیے کیونکر جان بچے دوپہر ڈھلی تھی کہ میثاق نے دونوں
مونڈھے رستم کے تھامے ریل کرے دوڑا تھا سات قدم تک لایا وہاں جا کے پچھاڑا رستم
لنگر مار کر بیٹھے اوپر آکر میثاق چڑھا ایک زور لیا کیا کہ اگر پہاڑ پر گرتا اکھیڑ لیتا مگر یہ کہ میں اس
کوہ وقار کے حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا آپ کے زور کا مشتاق ہوں مثل شیر
غضب ناک کے رستم کو پایا ابروے خمدار پر بل پڑے ہوئے تڑپ کے اپنے مقام سے اُٹھے

ریل کرکے دوڑے چاہا اُسنے بایان گھٹنہ زمین پر قائم کرون علمشاہ نے واہنے بازو کا ہُہ
مارا ریل کرکے دوڑے اُنھیں میں قدم لائے دہان پر آکر کہہ مارا دونون گھٹنے آشنا بہ زمین
ہوے لنگر قایم کیا مگر میثاق نے کسی فن پر وثوق نہ پایا جگر بیچارہ رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر
نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کی زنجیر کمر مضبوط پکڑکے زور جو کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور
مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اٹھ خود سر کو بلند کیا داہنا قدم آگے بایان پیچھے ہٹایا چاہا
اُسنے لنگر مارون رستم نے چرخ دیکر زمین پر مارا نقش باندھا چارون شانے چت گرا کو دکر
چھاتی پر چڑھ بیٹھے فرمایا ای میثاق تم نے ہزارہا بندگان خدا کو بیجا مارا کہ یہ شاہزادہ عاجز ہوکر
اس جنگل مین چھپا تمنے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اب شناخت پروردگار مین کیا کہتے ہو یہ سُنکر
میثاق نے کہا ای جوان اگر قتل کرنے کا بھی ارادہ کروگے تب بھی مذہب تمھارا قبول نہ کرونگا
یہ سُنکر رستم کو غصہ آیا سینے سے اُٹھے ایک پانُون دونون ہاتھو نسے تھاما ایک پانُون کو دونون
پانُون سے دبایا چیر کر مثل کرپاس کہنہ کے پھینک دیا فوج والون نے جو یہ معاملہ حیرت افزا
دیکھا فوج تو بیحساب ہی بائیس ہزار آدمی آپڑے تلوار چلنے لگی ادھر سے سیار نے جو رستم کو
تنہا دیکھا فوج کو اشارہ کیا کہ اس شہریار کی مدد کرو دو ہزار جوان آپڑے دونون لشکر
ملگئے تلوار چلنے لگی رستم لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے تاک تاک کے افسر
قتل کیے قلب فوج مین رستم لڑ رہے ہین تھوڑے ہی عرصے مین کئی ہزار جوان مارے
ستھراؤ کر دیا لاشو نسے میدان بھر دیا کفار بھاگ گئے پھر گئے ہین ہر طرف امان امان کا غل ہے
افسر اعلی محبوب تیغ زن رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے رستم کے آیا عرض کی اب
مجکو امان ملے سب مسلمان ہوتے ہین علمشاہ نے تلوار نیام انتقام مین کی محبوب کلمہ
پڑھکر بصدق مسلمان ہوا سیار کو ساتھ لیکر قلعے مین آئے ہمراہیان میثاق نے بھی
اطاعت کی سیار کو تخت پر بٹھایا اور فرمایا ای برادر سلطنت مبارک ہو تمھارے باپ کا
قتل ہمکو بہت ناگوار ہوا اس بیحیا نے بڑا فتور کیا فوج لیکر چڑھ آیا ای شاہزادہ والاقدر مناسب
یہ ہی کہ دین اسلام پر قائم رہو جب تمکو کوئی دبائے برابر ہمکو نامہ لکھو کسیکو تمھاری مدد کو
بھیجین گے کیا مجال کہ کوئی تمسے آنکھ ملا سکے سیار کر گردن سوار نے قبول کیا سیار نے

اُس قصر کو صفا کرایا فرش سے آراستہ کیا شیشہ آلات جھاڑ وغیرہ وہان لگائے رستم آکر مسند پر بیٹھے
ناچ سامنے ہونے لگا اُسوقت ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہر ایک رند بادہ خوار بیشہ مطہر رستم
کی سب تعریفین کر رہے ہین گرد قصر کے ایک سمت دریا اور ایک طرف صحرا ہی تماشا
دیکھ رہے ہین کہ یکایک دریا مین ایک غرش پیدا ہوئی مچھلیان اُبھرنے لگین نہنگ
شناوری کر رہے ہین کہ ایک طرف سے ایک بجرہ ظاہر ہوا پہ بجرہ بنگالنین چند ریون کی
گاتیان باندھے ہوئے سنہری ڈانڈے ہاتھ مین دریا سے ڈانڈا مینڈھی پڑی بجرا اسی جانب
چلا آتا ہی ایک مہ جبین اُس بجرے پر سوار دریا سے جواہر مین غوطہ زن چند کنیزین گرد گھیرے
ہوے بجرہ اسی جانب آتا ہی علشاہ بنگاہ غور دیکھنے لگے وہ شاہزادی بھی اِدھر ہی
دیکھ رہی ہی رستم اُٹھ کھڑے ہوے بنگالنین جو بجرے کو گھیرے تھین رستم نے اشارہ
کیا ادھر کنارے پر بجرے کو لاؤ بجرا کنارے آکر ٹھہرا علشاہ قصر سے اُترے جوش عشق
مین اُس معشوق پُرفن کے زیر قصر آکے دیکھا بجرا ٹھہرا ہی وہ نازنین کھڑی ہوئی تماشا
دیکھ رہی ہی کہ علشاہ پہونچے جانبین سے نگاہین چار ہوئین برچھیان کلیجونکے پار ہوئین
علشاہ نے بحسرت دیکھا اُس نازنین نے بنگاہ محبت دونون مین ٹکٹکی بندھ گئی
علشاہ اشارے کر رہے ہین وہ نازنین دانت کے نیچے اُنگلی دبائی ہی اور اشارے سے
منع کرتی ہی کہ ہمین اپنے قریب نہ بلایئے ہمارا وہان آنا بہتر نہین اگر ہماری ملاقات کا
اشتیاق ہی تو آپ خود بجرے پر آیئے یہ مسکرا کر اُس نازنین نے کہا رستم طرف
بجرے کے چلے وہ نازنین کنارے پر آکے بیٹھی کنیزوں نے اُس نازنین نے اشارہ کیا
کہ بیڑہ ڈالدو کنیزون نے بیڑہ ڈالدیا علشاہ بیڑے کو طی کرکے بجرے پر آگئے اُس
نازنین مہ جبین نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا علشاہ کو لیکر چلی عیارنے عیار زد وغیرہ پکار
رہے ہین ای شہریار ہم لوگ ملاقات سے محروم رہینگے دیکھیے بجرہ چلا جاتا ہی علشاہ
کچھ جواب نہین دیتے بنگالنین بجرے کو کھینے لگین اور لیکر روانہ ہوئین جب بجرہ بیچ دریا
مین ہو گیا ملازمان عیار نے بہت غل مچایا علشاہ نے پلٹ کے دیکھا کہ بجرہ دریا مین
ہو گیا علشاہ نے طرف اُس نازنین کے دیکھا کہ یہ کیا حرکت کی بجرہ کیون کنارے سے

ہٹایا اُسی مقام پر پہونچا وُہ وہ نازنین پہلو سے رستم کے اُٹھی ہنگالنونے کہا جو مین نے کہا ہے وہ
کرو ہمارے حکم کے خلاف نہ ہو بس یہ کہنا تھا کہ ہنگالنون نے بجرے پر ڈانڈین مارین بجرے
نے چرخ مارا چرخ مار کر بجرہ غرق دریا ہوگیا شور غل بلند ہوا شہریار قصر سے اُتر آیا جو لوگ
شہریار کے ساتھ تھے وہ بھی روتے ہوئے آئے پکار رہے ہین آقاے نامدار پر کیا گزری
یہ نازنین کون تھی نگاہ محبت ڈالکر بُلایا دام مکر مین پھنسایا یہ ذکر کر رہے تھے کہ صحرا سے
گرد اُڑی دیکھا سمک بن عمر و قنطورے وغیرہ سے آراستہ ہوکر جست و خیز کرتا ہوا
چلا آتا ہے دیکھا سردار غل مچا رہے ہین سمک نے پوچھا خیر تو ہے سیار کرگدن سوار نے
بڑھکر کہا اے عیار تو کسکی تلاش مین آیا ہے سمک یلداقی نے کہا مین رستم کا غلام ہون انھین
کی تلاش مین آیا ہون آقاے نامدار کہان تشریف رکھتے ہین سردار رونے لگے کہا اے
عیار ابھی ایک بجرہ اسطرف سے آیا ایک نازنین اُسپر سوار تھی شہریار اُس نازنین کو دیکھکر
قصر سے اترے اُسنے بہ محبت بُلایا یہ بجرے پر گئے وسط دریا مین جاکر بجرہ خود بخود غرق ہوگیا
ہم لوگ وہی افسوس کر رہے ہین نہ معلوم آقا پر کیا گذری میثاق کو آکر مارا ہماری عملداری
اگر قلعے پر کرائی اس قصر مین بلاے دعوت لاے تھے یہ نہ سمجھے تھے کہ آقاے نامدار یون
غائب ہوجائینگے اب انھین کی تلاش مین ہین ایسا اُسنے دام مکر پھیلایا کہ اُسمین جاکر آقا
پھنسے سمک نے کہا اصل یہ ہے کسی ساحر کی قضا آئی کہ آقا کو لیگیا ہم تلاش کرینگے یہ کہکے
سمک آگے بڑھا دریا مین ایک ڈھیلا پھینکا دیکھا ایک مچھلی دریا سے پیدا ہوئی مچھلی نے
بہت غوطے مارے دریا مین غوطے مار کر غائب ہوگئی بعد تھوڑی دیر کے وہی مچھلی منھ
مین وہی ڈھیلا لیے ہوے آئی اُس ڈھیلے کو لاکر کنارے دریا کے پھینک گئی اور آپ
غائب ہوگئی سمک نے کہا یہ دریا بھی اُسیکے سحر کا ہے جو آقا کو لیگیا ہمنے ڈھیلا دریا مین
پھینکا ایک مچھلی اُسی ڈھیلے کو باہر ڈال گئی یہ کہکر سمک نے اُن سبکو تسکین دی کہ آپ لوگ
اپنے مقام پہ جائین اور آقا کے واسطے دعا کرین مین تلاش مین اُس شہریار کی جاتا ہون
یہ کہکے سمک ایک جانب چلا سیار کرگدن سوار یہ کہتا ہوا پلٹا کہ مین کہان تلاش کرون
یہ عیار بلاے روزگار ہین یہ تلاش کرین تو شاید کرلین ہم جاکر کہان ڈھونڈھین اور کیونکر

خبر منگاتے ہین ہرکارے روانہ کرتے ہین دیکھیے کیا خبر لاتے ہین چند ہرکارے واسطے خبر کے روانہ کیے
آپ بھی فکر مین بیٹھے لیکن رستم جب بجرے پر سوار ہوے معشوق پریچہرہ کو چلو مین لیکر بیٹھے
جب بجرہ غرق ہونے لگا رستم اُٹھے آنکھ بند ہوئی بجرہ ڈوب گیا طبیعت کو بڑا افسوس ہوا جب
رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا مین پایا حیران پریشان کہ مین کہان تھا کہان آگیا اور صورت
اُس محبوب پریچہرہ کی آنکھون کے نیچے پھر رہی تھی حیران حیران ایک جانب چل نکلے ایک سڑک پر
رستم چلے آتے ہین یہ دیکھ رہے ہین کہ پار سڑک کے دروازہ ایک باغ کا مثل آغوش
عاشق کھلا ہوا ہے سوچ رہے ہین کہ سڑک کو طے کر دون تو باغ مین جاؤن یہ سوچکر رستم جلدی
چلے سڑک کو طے کیا قریب در باغ آئے جب ارادہ کرتے ہین اندر جاؤن دل دھڑکتا ہے پھر
ٹھہر جاتے ہین چند ساعت مین گذری کہ عورتون کے بولنے کی آواز آئی دیکھا پانچ چار کنیزین
ہاتھ مین ہاتھ ہنستی کھیلتی چلی آتی ہین رستم کو دیکھکر کنیزین رستم حیران ہوے کہ یہ کیون کنیزین
ہین نے انکو آنے سے منع بھی نہین کیا ہین معلوم ہوتا ہے کیا ہمین اسی سوچ مین کھڑے تھے کہ صحرا
سے گرد اُڑی دیکھا سمک بن عمر وجست و خیز کرتا ہوا آتا ہے رستم عیّار کو دیکھکر نہال ہو گئے
عیّار نے جو آقا کو دیکھا خوش ہو گیا پکار کر آواز دی اے شہریار کیا عرض کرون جو کچھ
دل کی کیفیت ہے کسی سامنے شاید یہ بھی مین شعبدہ کیا اُس سے دل گھبراتا ہے نہین معلوم کیا
بنا اس طلسم کی ہے رستم نے کہا جو کچھ ہو گا ظاہر ہو جائیگا سمک نے کہا آپ اندر کیون نہین
تشریف لیگئے رستم نے کہا جب قصد کرتا ہون دل دھڑکتا ہے طبیعت پریشان ہے سمک نے کہا
حضور باہر آئین غلام پشت سے باغ مین جاتے حال کھلیگا رستم باہر نکل آئے سمک پشت
باغ پر چلا آکر کمند ماری جست کرکے دیوار پر آیا دیکھا باغ جنت نظیر گلہاے رنگا رنگ شگفتہ ہاے
بوقلمون نہرین سلسبیل آسا حباب شناوری کر رہے ہین صدہا عورتین چمنستان مین ٹہل رہی ہین
گلہاے رنگا رنگ نخلہاے گل سے توڑ کر محرم سے محرم کیے ہین بعض نے پھول لیکر زمین پر
پھینکے ایک غبار بلند ہوا اُس غبار سے جگنو چمک رہے ہین بعض ہاتھ ہلاتی ہین بجلیان چمکاتی
ہین بعض شعبدے دکھاتی ہین بعض لڑ رہی ہین عجب عجب طرح کے وہ عورتین شعبدے
کر رہی ہین سمک دیکھکر حیران ہوا کہ آسمان سے برق چلی سمک نے دیکھا ایک نازنین

نہایت حسین قمر عذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار تخت سے اتری مسکرا کر کہا گلعذار
ہمارے پاس تو آؤ جیسے ہی وہ خواص قریب گئی اُس نازنین نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری
اُس نازنین کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اُس نازنین کے صدائیں ہیبت ناک آنے لگین
جب سمک نے ارادہ کیا کہ پلٹوں جی مین کہتا ہے یہانکا سب حال تو سمجھ لوں یہ سوچکر دیوار
سے اُترا ایک زرفہ نخل میں چھپ کر بیٹھا وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھی کنیزیں جب سامنے آئین تو
ملکہ کو معلوم ہوا کہا ارے گلعذار ہماری خواص کو لاؤ کنیزوں نے عرض کی اُس سے کچھ بے ادبی
ہوئی حضور نے اُسکو قتل کیا اب وہ کہاں ہے اُس نازنین نے کہا ہم ابھی اُسے بلواتے ہیں
فلان نخل کے سائے میں جاکر آواز دو وہ فوراً چلی آئیگی ایک کنیز نے جاکر آواز دی پہلوے باغ
سے وہی گلعذار جس پر برق گری تھی وہ چلی آئی ہو آکر بجاے تسلیم جھکی پوچھا کیوں گلعذار کہاں
تھی حقیقت میں مین نے بڑی خطا کی تمکو خدمت خداوند ہفت پیکر مین بھیجا اُسنے کہا معاملۂ
دُنیا و عقبیٰ سب دیکھ آئی پھر عرض کی واری خداوند ہفت پیکر تخت پر بیٹھے تھے جتنے سحر دانے
خداوند ہین وہ مونڈھوں پر بیٹھے تھے اِس سے معلوم ہوا کہ خداوند ہفت پیکر سب سے بڑے
ہین لیکن وہ بڑے بے ادب ہین جو اُنسے لڑتے ہین اور بہت سے معاملات عقبیٰ دیکھے اگر
اُنکو عرض کروں تو مہینوں گذرین گنہگاروں کا جہنم مین جانا عجب تماشا ہوا اور نیکوں کا بہشت
مین پہونچنا عجب مزا ہے سب اپنے اپنے مقام پر خوش ہوتے ہین خواص سے یہ باتیں ملکہ
رعنائے شیرین کلام کر رہی ہین کہ ایک خواص اُدھر گذری جدھر سمک بیٹھا تھا سمک نے
اُسکو اپنے قریب بلایا اور بیہوش کر کے کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آبیٹھا جب
وہ کنیز باتیں کر کے ہٹی تو ملکہ نے آواز دی اری نسترن سمک کو خوف ہوا تھا کہ ایسا نہو مجھ
بھی ہاتھ ہلا دے وہ خواص دور کھڑی تھی حاضر حاضر کہکر دوڑی اسطرح حاضر حاضر کہتی ہوئی
آئی کہ ملکہ رعنائے شیرین کلام نے کہا واہ بی نسترن دور کھڑی رہتی ہو ہمارے قریب
نہیں آتیں کچھ ہمسے باتیں کرو ہمارا ابھی دل بحال ہو نسترن نے سر جھکا لیا کہا واری کیا
پوچھتی ہو خداوند ہفت پیکر نے یہ عنایت فرمائی کہ اب مجکو سب نیک و بد حال معلوم ہوتے ہین
ملکہ نے کہا تمنے آجتک نہ بیان کیا عیار فرزند حمزہ کا چلا تھا تمنے ذکر کیا تھا کہ عیار چل چکا ہے

پھر تمنے کچھ ذکر نہ کیا کہ وہ عیّار کہان گیا ہمارے باغ مین تو نہ آیا یہان آتا تو مزا اُٹھاتا تمنے اُس دن سے پھر نہ بیان کیا کہ عیّار کہان گیا نشترن نے کہا دیکھیے عرض کرتی ہون اب سمک کے کان کھڑے ہوے صورت اُس کنیز کی دیکھ رہا ہو کہ یہ کنیز کیا کہے چار جانب دیکھنے لگی کترا کے قریب سمک کے آئی سمک کا ہاتھ پکڑ کے کہا واری وہ مکّار یہ بیٹھا ہو جیسے ہی کنیز نے ہاتھ پر ہاتھ دھرا سمک نے لپٹ کر خنجر مارا نشترن کا شکم چاک قصّہ پاک کودکر سمک ایک جانب بھاگا لینا لینا کہکر کنیزین دوڑین سمک کو بھلا کون پاتا ہو لڑ بھڑ کر نکلگیا اب تو رعنا سے شیرین کلام نے ہاتھا کوٹ لیا کہا اوغضب دیکھو نشترن کو قتل کر گیا اب تو نگوڑا نہ آنیکا ارادہ کریگا سمک نشترن کو مار کر باہر نکلا اس فکر مین ہو کر باغ مین پھر جاؤن حال اپنے آقا کا دریافت کرون ایک کنیز کو پھر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر باغ مین چلا محلدار نے پوچھا بوا گل چہرہ کہان سے آتی ہو سمک نے کہا بوا اب تو خوف آتا ہو موئی مٹی کی نشانی کو دیکھنے گئی تھی ذرا سی میری ہو بین دیکھکر چلی آئی خواہ مخواہ طبیعت کو لگاؤ ہوتا ہو کیون بوا محلدار عیّار نشترن کو مار گیا محلدار نے کہا ایک کنیز بایان لیے بیٹھی تھی اُسنے اُسکو کہا یہی سمک ہو اُسنے خنجر مار دیا لڑ بھڑ کر نکلگیا اتنک مشہور ہو کہ عیار طرار تھا محلدار سے باتین کرکے اندر باغ کے آیا ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے کہا بوا گل چہرہ آؤ بیٹھو سمک بیٹھا بیٹھے بیٹھے عرض کی حضور کل شبکو مین پڑی سو رہی تھی کہ خواب مین خداوند ہفت پیکر تشریف لائے میرے شانہ پر ہاتھ رکھا مین نے ہاتھ جھٹک دیا اور کہا کنارے بیٹھو کچھ دیے لینے آئے ہو واہ ری قدرت کی بڑی کراتین ہین مگر وہی ملنا انکا ناممکن ہو ہمارے کہنے پر کیا موقوف ہو مین حضور کو سناؤن علم موسیقی کا کمال دیکھے ہین یہ کہکے بایان بجاکے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

خبر تم صبح شب وصل ہو جاتے جاؤ
مر گیا ہون مجھے قم کہکے جلاتے جاؤ

غش مجھے آیا ہی پہلو سے جو کل اُٹھے ہو
زلف مشکین کی ذرا بو تو سنگھاتے جاؤ

قبر عاشق سے صدا آئی کہا جب وہ مسیح
میرا مردہ ہو پڑا اسکو جلاتے جاؤ

دیدہ بادی مین ہو غیر نے بہت تم مشغول
ہمسے بھی آج ذرا آنکھ لڑاتے جاؤ

دست گستاخ مرے وصل مین بڑھتے جاتے
ہو مزا آگا لیان تم مجکو سناتے جاؤ

ہی جو گھر سے مرے جانیکا ارادہ ای یار | ہاتھ تو اپنے مجھے زہر کھلاتے جاؤ
کاندھا دینا اگر ای یار نہیں ہی منظور | ایک ٹھوکر ہی جنازے کو لگاتے جاؤ
تجھسے کہتا ہون کہ پچھتاؤگے ای حضرت دل | اس ستمگر سے محبت نہ بڑھاتے جاؤ
دل مرا تیر مژہ سے جو کباہی زخمی | ہاتھ تلوار کا بھی مجھپہ لگاتے جاؤ
آج اگر ہار پہنکر ادھر آنکلے ہو | قبر عاشق پہ بھی دو پھول چڑھاتے جاؤ
قتل کرتے ہو اگر منھ نہ پھراؤ صاحب | اپنی صورت بھی تو عاشق کو دکھاتے جاؤ
ذبح کرتے ہو تو راحت کا ذرا دھیان رہے | میرے سینے کو زانو سے دباتے جاؤ
اک نہ اک روز عوض پائیگا سطوت | یار جو ناز کرے دل سے اٹھاتے جاؤ

اس رنگ مین سمک نے یہ غزل گائی کہ ملکہ رعنائے شیرین کلام نے قریب بلا کر موتیون کا ہار اپنے گلے سے اُتار کر گل چہرہ نقلی کے گلے مین ڈالدیا سمک نے جھک کر سلام کیا دست بستہ ملکہ سے عرض کی آج شب کو صحبت آراستہ ہو کنیز گائے بہت لطف حاصل ہو رعنائے کہا تمہین اختیار ہی تمھاری خوشی پر موقوف ہی طریقہ صحبت کا تیار رکھو جسطرح تم کہتی ہو یہی ہوگا یہ کہکے خاموش ہو کر بیٹھی تھی کہ سمک نے بڑھکر عرض کی اگر ممکن ہوسکے تو کباب منگا دیجیے کنجی میخانے کی مجھے دیجیے ملکہ کو گانا ایسا پسند آیا تھا کہ کنجی دیدی سمک کنجی لیکر میخانے مین آیا پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہجائے سب لوگ دوڑ دوڑ کر آنے لگے شراب لیجانے لگے دو گھڑی رات گئے تک شراب سبکو تقسیم کی چالیس گلابیان درست کر کے صحبت مین لایا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی ایک جام بھر کر رعنا کو بھی دیا رعنانے بھی جام لیکر بے اندیشہ انجام پی لیا نشے مین کہا ہوا کوئی غزل گاؤ سمک نے کہا حضور خدا نہ کرے کوئی عارضہ آنکھون پر آوے دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی بڑے بڑے عقیل و فہیم معاملے مین ان عوارض کے پھنس گئے یہ باتین کر کے سمک نے اور ایک غزل گائی تعریفین جو ہونے لگین سمک جھک جھک کر سب کو سلام کرتا ہی عرض کرتا ہی یہ عنایت خداوند ہفت پیکر ہو کر ایسا کمال مجھکو دیدیا میرے نزدیک تو بہتر یہ ہی کہ پسر حمزہ کو بلوائیے نشے مین قتل کیجیے رعنانے کہا ہان وہ اکیلا کر قتل کرون جب اس ظالم کا ذکر آتا ہی

بیا

قلب تھرا رہا ہی رہی جاتا ہی اسکا ہاتھ پکڑ کے کہین بٹھاؤن تو راحت پاؤن سمک نے کہا
حضور دشمن خداوند ہفت پیکر ہی اسکا قتل ہی ہوتا بہتر ہی رعنائے شیرین کلام نے کہا رستم
کو لاؤ چار حبشنین دوڑین بیرون باغ سے علشاہ کو لیکر آئین سامنے بٹھا دیا اپنے مقام سے
ملکہ رعنائے شیرین کلام اٹھی کہتی ہوئی او ظالم تیرے واسطے جان دینا گوارا ہی تو دنیے
پیارا ہی شربت وصل سے سیراب کر ہائے خداوند ہفت پیکر رستم نے کہا او ملعونہ تیری
صورت اصلی دیکھ چکا علاوہ صورت کے چار سو برس کا سن بتاتی ہی پھر کمسن بنتی ہی رعنا
بیٹھی رو یا کی کسی بات کا جواب نہین دیتی اب سمک نے گت شروع کر دی غزل گائی
شمریان گائین جب دیکھا کر رعنا خوش ہوئی جام لبریز کر کے سرپر رکھا ٹھوکرین لیتی ہوئی
سامنے آئی کیا مجال تھی کر قطرہ شراب کا گرے کنیزون نے اشارہ کیا تم بھی پیو کنیزین بھی
پینے لگین کسی ذی حیات کو باقی نہ چھوڑا سب کو شراب پلائی رعنا سے آنکھ ملا کر دو شعر
گائے رعنا یہ لکر اپنے مقام سے اٹھی کر ای بدا تیرے گانے کو قدرت سننے تشریف
لائے ہین یہ کہکے رعنا چلی تھی کر بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزین لپنا لپنا کہکے چلین
وہ بھی بیہوش ہوئین سمک یلدائی نیچہ پکڑا اٹھا رستم ہان ہان کرتے رہے سمک کو ثابت
تھا کر رعنا ساحرہ ہی پہلے اُسی کو خنجر مارا رعنا کا مرنا کہ رستم مین جالا کی آئی تیوریان
ٹیک کر اٹھے لیکن رعنا جو مری ایک بگھر کر آسمان پر آیا برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا وہ
ہوشیار ہو کے اٹھا سمک و رستم کو گھیر لیا اور کہنے لگی ریخ و تاریخ لیکر کنیزین چلین چاہتی ہین کر
خوب سحر کرین جلا کے خاک کر دین اب تو سمک گھبرایا دعا مین مانگنے لگا رستم نے بھی ہاتھ اٹھا دیے کہا
ای خالق لیل و نہار اب تو مالک مختار ہی اس آفت سے بچا لے ان جادوگرنیون نے گھیرا ہی نظم

تمام خلق بتو راغب و تو ئی مرغوب — زمانہ طالب و ذات مبارکت مطلوب
کر دار دای رخ خوبان بجز تو چہرۂ خوب — جمال و حسن دل آویز و فکر خوش اسلوب
گہے بزیر نظر آئی و گہے بالا — گہے بمشرق و مغرب گہے شمال و جنوب
فروغ نور تو آید زہر پس پردہ — تو ئی حجاب تو ئی حاجب و تو ئی محجوب
بنور عقل تو دیوانہ را کنی عاقل — بجذب عشق کنی اہل عقل را مجذوب

جہان سوار و پیادہ رکاب دار تو اند	عنان بدست تو دارند راکب و مرکوب
بخلق مالک و مملوک ہر دو ملک تو اند	مطیع و حاکم و محکوم غالب و مغلوب
چرا قبول خلایق نگردد این دیوان	کہ ہست دفتر توحید ہند یا مکتوب

بیقرار ہو کر جوان دونون نے دعا کی آسمان سے بجلی گرنے لگی چار چار کے سر اڑ گئے
کسیکا ہاتھ کٹا کسیکا منھ کٹا نعرہ ہوا سنو ملکہ رنگین ادا کنیزون نے پکار کر آواز دی ای ملکہ
عالم اس عیار نے ملکہ رعنا سے شیرین کلام کو مارا دیکھیے وہ لاشہ تڑپ رہا ہے رنگین ادا
نے منھ پھیر لیا کہا او نالائقو کیا بکتی ہو اب تو رعنا قتل ہوئی اس شیر کو بچانا چاہیے یہ کہکے
دو تین گولے ایسے مارے کہ سب کے سر پھٹے کچھ بھاگین کچھ الامان کر رہی ہین کچھ
قتل ہوئین کچھ مطیع اسلام ہوئین اب رستم آکر اس باغ مین اترے اور لشکر بھی آگیا بیرون
باغ لشکر اترا رنگین ادا رستم کو لیکر بارہ دری مین آکر بیٹھین دور جام چلنے لگا رات بھر
صحبت عیش و نشاط قایم رہی صبح کو رستم باہر باغ کے نکلے رنگین ادا ساتھ ہین کہا
ای رنگین ادا ایسا کام کرو کہ ہمکو تا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچا دو رنگین ادا نے عرض کی
تا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچنے مین ہزارہا بندگان خدا کی خونریزی ہوگی معرکے عظیم پڑینگے رستم
کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے فرمایا ای رنگین ادا جو کچھ ہو ہمین تا بہ طلسم ہفت پیکر
پہونچا دو ایسا نہ ہو کہ ہمارے فرزند پر کوئی افتاد پڑے ہفت پیکر کو سجدہ کیا ہے رنگین ادا
سے یہ باتین کر رہے ہین اور رنگین ادا سب کچھ سمجھا رہی ہین مگر یہ اپنی کہے جاتے ہین
کہ صحرا سے گرد اڑی علمشاہ ہاتھ پکڑے ہوے رنگین ادا کا دیکھنے لگے کہ دامن گرد شگافتہ
ہوا دیکھا آگے آگے ایک پہلوان گینڈے پر سوار رفیق و شفیق گھیرے ہوے چوبیس
علمدار علمونکو جلوہ دیتے ہوے نشان چوبیس ہزار فوج کا ظاہر ہوا لیکن کرگدن سوار
مغرور معلوم ہوتا ہے ساتھ والونسے بات نہین کرتا جب چلا آتا ہے کئی جادوگر بھی ساتھ
ہین یہانتک بڑھکر ہرکارون نے پوچھا معلوم ہوا اغلاق کوہ شکن پہلوان کا نام ہے اور
کئی پہلوان بھی ساتھ ہین زنجیر ونسے کمر باندھے ہو ٹہل رہے ہین معلوم ہوا کہ اب کوہ خارا شکن
سے آتا ہے آج کوہ خارا شکن پر ہفت پیکر کا جلوس ہے وہین اسکو خبر معلوم ہوئی

قتل ملکہ رعنا سے شیرین کلام کی دس پہلوان کے نام علم ہوا کہ جا کر لیہ حمزہ کی شکلیں بنا بنا کر
لاؤ ہرکارہ سے یہ خبر دریافت کر کے سامنے رستم کے اس نے بعد دعا و ثنا کے عرض کی رستم نے کہا
خدا مالک ہے ہرکارون نے تمام کیفیت عرض کی جرأت و معلوم ہوتا ہے کلا وہ بہت کم کرتا ہے
اپنے زور بازو پر بڑا ناز ہے رستم نے کہا خدا مالک ہے سمجھا جائیگا یہ سنکے رستم پیشہ پا شکستہ
بارگاہ میں بیٹھیں کہ صدائے طبل جنگی کان میں آئی علمشاہ نے سر اٹھایا فرمایا دریافت
تو کرو کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہے افسر لشکر کا کیا ارادہ ہے سمک نے عرض کی ہمارے ہرکارے
ہر وقت لشکر دشمن میں رہتے ہیں جو کچھ ہوگا وہ ضرور آ کر خبر دینگے یہ باتیں ہوتی ہیں کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی اغلاق کوہ شکن نے طبل جنگی بجوا دیا کل انکا
ارادہ ہے کہ معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دو بالا کرے علمشاہ نے حکم دیا
کہ ای مہتر والا گہر کمند ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جیسا کچھ نقاش ازل
وکاتب قسمت نے ہماری تقدیر میں ترقیم کیا ہے وہی پیش آئی ہے سمک نے جا کر طبل جنگی
بجوایا دونون لشکرون میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات تیاری ہوئی جس وقت کہ
سامری آفتاب ہو شعبدہ چرخ چہارم پر جا باٹ کرکے نکلا جنرل ضیا کی گلے میں اسباب سحر شعاع
ساتھ ساتھ میدان چرخ زبرجدی میں آ کر ٹھہرا اغلاق کوہ شکن پر جا باٹ کرکے اٹھا
مسلح ہوا میدان کارزار میں آیا صفیں جمنے لگیں ادھر سے رستم فوج کو ساتھ لیکر سوار ہوکے
میدان میں آئے دیکھا اغلاق کی صفیں جمی ہوئی ہیں آمادہ کھڑا ہے رستم نے صف بندی
کا حکم دیا صفیں آراستہ ہوئیں نقیبون نے لقابت کی کر کیفیت کرکا کہکے کے اغلاق
نے گینڈا نکالا میدان میں آ کر سلحشوری دکھائی بعد اسکے آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے
یہ جو آواز دی آلاگرد فرنگی نے مرکب نکالا سامنے رستم کے آیا عرض کی اجازت میدان
ملے علمشاہ نے کہا ای آلاگرد میرا ارادہ ہے کہ میں خود نکلوں کہ جنگ کو طول نہ ہو میں
اپنے کو جلد طلسم ہفت پیکر میں پہونچاؤں آلاگرد نے عرض کی اب تو غلام گھوڑا نکال چکا
اب اجازت ملے علمشاہ نے اجازت دی آلاگرد دنگا ور زن ہوئے آپس میں نیزہ چلنے لگا
دو گھڑی کامل نیزہ چلا آلاگرد نے چاہا نیزہ نکالدون گا نٹھ کے بکھار ادو دونوں نیزے ٹوٹے

غلاق نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا آلاگرد نے مرکب
بڑھایا منظور تھا کہ باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدوں گھوڑے نے سکندری کھائی گردہ سپر کا
سر سے ہٹا اغلاق کا وار چلگیا سر آلاگرد کا زخمی ہوا اُسنے چاہا سر کاٹ لوں رستم کو تاب
نہ رہی دہن سے نعرہ کیا خبردار کیا کرتا ہی ہاتھ نہ اُٹھانا یہ کہکے مرکب ڈالدیا اتنی جلدی
گھوڑیکو بڑھایا کہ ہاتھ اُسکا اُٹھا ہی رہا کہ رستم نے آلاگرد فرنگی کو پشت پر لیا اور سینہ سپر کیا
اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغ کیتیان پر روکا اُبھا دیے ہاتھ نکالکر خبردار کہکے ہاتھ
مار دیا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ کیتیان دست زبردست رستم نوجوان اب جو تلوار
پڑی سپر کے دو ٹکڑے کیے گویا ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑکڑا کے خود سر پر گری تا دو ابرو کاٹا اُسنے
داستانہ مارا تلوار سر سے نکلی گینڈے کی گرون قلم ہوئی اغلاق گینڈے سے گو ا اہلی فوج
نے گریبان پھاڑ ڈالے رستم پر آ پہنچے ادھر سے آلاگرد والا گرد فوج لیکر جا پہنچے دونون
لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی اغلاق نے جو رستم کی زبردستی دیکھی ایک تحمل کے سامنے مین
آیا پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر غلام کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا تُو اپنی آنکھ سے
دیکھ رہا ہون کہ سب افسرونکو چُن چُن کے اُسنے مارا جو مقابلے مین گیا وہ مارا گیا یہ باتین
ویسے کرتا ہوا خود اُتار کر ہاتھ پر لیا بلک بلک کے دعا مانگ رہا ہی رستم لڑ رہے ہین
کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا غبار بلند ہو سمک یہ علامت دیکھکر بھاگا ایک غار مین آکر
چھپا تھوڑے عرصے مین دیکھا اپنے لشکر کا نشان نہین معلوم ہوتا ہی لشکر رستم نمارد چند
لاشے پڑے ہین کتنے خیمے اُڑتے پھرتے ہین سمک حیران ہوا کیا معرکہ ہوا علمشاہ کی
جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک قیدخانہ مین پایا حیران ہوے کہ ای رستم معین یہان کون
پہونچا گیا لشکر والے کیا ہوے اسی سوچ مین بیٹھے تھے کہ دروازہ اُسکی مکان کا کھلا دیکھا
چار زنگی سیہ فام بد انجام اندر مکان کے آئے کہا ای جوان خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کر
ورنہ بہت صدمے اُٹھائیگا رستم نے کہا ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہین زنگیون نے
پیٹ لیا اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ بندہ مغضوب بہ نسبت آپکے یہ کلمہ
سخت کہتا ہی کہ ایک دنا تا ہوا زمین آسمان کانپنے لگے اندھیرے کی ترقی ہوئی کان مین

رستم کے آواز آئی او پسر حمزہ اب صدمات اُٹھائیگا تھوڑی دیر کے بعد اندھیرا موقوف ہوا جب
روشنی ہوئی وہی چارون زنگی پھر قید خانے مین علمشاہ کے پاس آئے پھر وہی گفتگو کی رستم
نے کہا مین پھر وہی لعنت کرتا ہون دوبارہ پھر وتاتا ہوا زمین کانپی کچھ آواز دہوکی آئی
اور ایک صدا کان مین آئی او پسر حمزہ پیدا کرنے والے کا اعتقاد نہین کرتا ایسا نہ ہو قدرت
زمین کو حکم دین زمین تجکو نگلجائے سب چیزین بنائی ہوئی قدرت کی ہین جسکو جو حکم دین وہ
بجا لائے علمشاہ نے اپنے کو دوسرے مکان مین پایا تیسرے دن جو زنگی آئے زنگیون نے
وہی سوال ہفت پیکر پرستی کا کیا علمشاہ نے تھپڑی ماری کہ زنگی کا سر پھٹ گیا زنگی کا مرکر
گرنا کہ ایک ہنگامہ ہوگیا سامنے کا باغ جلنے لگا بارہ دری مین آگ لگ گئی مگر رستم دیکھتے
ہین کہ گرد آگ جل رہی ہے میرے جسم پر آگ کی تاثیر نہین علمشاہ حیران کہ یہ کیا معرکہ ہے آگ
جسم پر تاثیر نہین کرتی باہر آگ جل رہی ہے گل جل جلکر خاک ہوئے پھول بھی جل رہے ہین
جب غنچے چٹکتے ہین اُن سے آواز الامان آتی ہے کبھی پھول صدا دیتے ہین ایسے ظالم کا قدم آیا
کہ ہمکو جلا کر خاک کیا اس باغ پر خزان آئی گلچین بدبخت نے یہ صورت دکھائی یہ آواز سنکر اور
زیادہ رستم بیقرار ہوئے گھبرا کر آواز دی ای باغبان قضا و قدر اگر ہمارے کلیجے مین سوراخ
ہو جائے تو بھی تیرے ہی اعتقاد کو یاد رکھین تیری محبت کو دل مین چھپایا ہے زر گل شکم غنچہ
مین جسطرح مخفی ہوتا ہے تیری عنایت بے نہایت کو فضل و کرم تیرا جانتے ہین تیرے بندے
تجکو خوب پہچانتے ہین مگر ای معبود اس آفت سے بچالے یہ کیا بلا نازل ہوئی کہ جس سے
رہائی غیر ممکن معلوم ہوتی ہے کہ وہ تین زنگی پھر پیدا ہوے ایک نے غصے سے بڑھکر کہا ای شہزادے
اب بھی خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے دوسرے کو بھی تھپڑی ماری اُسکا بھی سر پھٹا اُسکے
مرتے ہی ابر تیرہ و تار گھر کر آیا اور پانی برسنے لگا تمام آگ بجھ گئی وہ پانی کی طغیانی ہے کہ پناہ
پانی مشکل ہے کیونکر آبرو بچیگی یہ پانی کیونکر دفع ہوگا دو گھنٹے کامل مینھ برسا دونون زنگی
سامنے پھر آئے کہا ای شہریار خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے اُنسے بہتر کوئی خداوند نہین
اگر اُنکو سجدہ کروگے بڑے فائدے پاؤگے امیر ہو جاؤگے پھر وہی تمنے تھپڑی ماری
چار زنگی اسیطرح مارے گئے ہر مرتبہ آفت برپا ہوئی جب آفت آئی ہے مینھ برسا یا آگ لگی جان بچنا

دشوار ہوتا ہی جب چار دن زنگی مارے گئے روشنی ہوئی ہتھکڑیاں بیڑیاں خود بخود کٹکر گرین رستم
قید خانے سے نکلے دیکھا ایک شخص گینڈے پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا اسی طرف آتا ہی خیال کرکے
رستم نے دیکھا اغلاق کوہ شکن گینڈے کو بڑھائے ہوئے للکارتا ہوا آتا ہی او جوان
کہان جائیگا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا رستم حیران کہ میرا گھوڑا کیا ہوا دیکھا سامنے
آتا ہی معلوم ہوتا ہی گھوڑا اسکو گرا کر آیا ہی زین وغیرہ مین خاک لگی ہوئی ہی مگر علمشاہ کو مرکب
غنیمت ہو گیا جست کرکے پشت مرکب پر سوار ہوئے آواز دی او ملعون آ نیزہ بازی ہونے
لگی علمشاہ نے تھوڑی دیر کے بعد نیزہ نکالا بعد نیزے کے نوبت تلوار کی آئی اُسنے ہاتھ
تلوار کا مارا جب تلوار اُسکی قریب سر کے چلی علمشاہ نے ہتھیلی کا ہاتھ مارا کہ داہنا ہاتھ
مع تلوار اُڑ گیا زمین پر گرا اب گینڈے کو اُسنے بھگایا انھون نے گھوڑا اُسکے پیچھے دوڑایا
آخر وہ تھرا کے گر پڑا اوپرسے علمشاہ نے تیر مارا سینے کو توڑکر پار گذرا قتل ہونا اُس شخص کا
کہ ایک ہنگامہ ہو گیا تمام صحرا مین غل ہی کہ پہلوان دوران گرشاسپ جہان کو پسر حمزہ
نے مارا خداوند ہفت پیکر سمجھینگے ہر طرف سے یہی آواز آتی ہی اب ایک طرف سے
گرد عظیم بلند ہوئی رستم نے دیکھا کہ ہمارا لشکر اکثان و خیزان آتا ہی راہ مین ایک ایک سے
پوچھتے ہوئے کہ ہمارے آقا کو کہین دیکھا ہی علمشاہ نے آواز دی ای آلا گرد اس
مکار کو مارا وہ لاشہ پڑا ہی خدا نے فضل کیا کہ لشکر والے آگر ہوئے سردار دوڑے رستم سے
ایک ایک سے بغلگیر ہوئے آگے آگے آپ پیچھے پیچھے لشکر کو لیکر سر منزل ہوے پھر دن رہے
ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے وہان دیکھا نخل سرسبز و شاداب عندلیبان خوش نوا
جلوے گل مین بیتاب ہر طرف آمد بہار کے سامان عندلیبان خوش ادا کی اٹھکیلیاں کوئی
عندلیب بیقرار ہو کر جلوے گل مین بھولی کہ بیٹھی ہی جہان خیال آگیا زمزمہ سرائی مین
حال دل سنانے لگی کبھی رو تی ہی عجیب عجیب سامان اُس صحرا مین ہو رہے ہین رستم
یہ حالات دیکھکر نہایت پریشان ہوئے گھوڑے سے اُترے داخل بارگاہ ہوئے مصاحب
و رفیق سب آکر بیٹھے سمک سے کہا کہ ملکہ رنگین ادا سے دریافت کرو کہ ہم حدکہ ہفت رنگ
مین کب پہونچینگے یہ ذکر تھا کہ ملکہ رنگین ادا بھی دربار مین آئین سلام کرکے بیٹھین علمشاہ

نے کہا کیون ملکہ عالم یہ مقام سرحد کوہ ہفت رنگ نہین ہی رنگین ادا نے کہا اے شہریار
یہ حد کوہ ہفت رنگ دور ہی علشاہ نے کہا اے رنگین ادا کوئی راستہ جلدی کا
پیدا کرو رنگین ادا نے عرض کی لونڈی فکر کر رہی ہی آیندہ خدا کو اختیار ہی مین نے کچھ فوج
ساحران کو بلایا ہی اسمین ایک نازنین ہی نہایت حسین و جمیل سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق
یہ باتین تھین چار گھڑی دن پچھلا باقی ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا آگے آگے ایک طائر کلان
پشت پر کئی ہزار طائر منقارون مین کوئی شی سرخ ہی ثابت نہین ہوتا کیا ہی وہ طائر آکر درختون پر
بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے رستم کھڑے سن رہے تھے مین طائرونکی زمزمہ سرائی رعنائی زیبائی
کہ ایک جھونکا ہوا سرد کا چلا اور برودت ہوا مین تھی لاکھ چاہا روکین نہ روک سکے آخر
آنکھ بند ہو گئی اب جو آنکھ کھولکر دیکھا ایک بارگاہ زرنفتی استادہ ہی لشکر ساحرونکا اترا ہوا
اژدہے پھر رہے ہین لشکر کو دیکھکر علشاہ حیران ہو گئے رنگین ادا سے پوچھا یہ لشکر کہانسے
آیا کہا حضور یہ صحرا کی مالک ہی راہ سحر و ساحری کی سالک ہی ابھی ظاہر نہین ہوتی آج جو اپنے
کو ظاہر کیا ہی تو کچھ فساد عظیم برپا ہوگا علشاہ نے سمک سے کہا ذرا خبر تو لاؤ سمک
بصورت غیب لشکر ساحران مین آیا دریافت کیا معلوم ہوا عندلیب جادو کا لشکر ہی مسند پر
بیٹھی سحر تیار کر رہی ہی کنیزون کو حکم دیا طبل جنگی بجے اسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی سمک
نے آکر رستم کو خبر دی یہان بھی نقارے پر چوب پڑی رنگین ادا سے جو رستم نے حال دریافت
کیا رنگین ادا نے عرض کی حضور یہ بلاے روزگار ہی جان بچنا دشوار ہی علشاہ نے طرف
سمک کے دیکھا سمک نے کہا غلام جاتا ہی لشکر عندلیب مین سمک بصورت مبدل
پھرتا پھرتا بارگاہ مین عندلیب جادو کی پہونچا آواز آئی ارے کون آتا ہی سمک
نے چہار جانب دیکھا کوئی کہنے والا نہ معلوم ہوا آگے عندلیب کو سلام کیا خدمتگار
کی شکل بنکر آیا ہی ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا عندلیب نے پوچھا کیا کچھ کام ہی کہا حضور
ایک بڑی بات عرض کرنا ہی ذرا حضور تخلیے مین تشریف لے چلین عندلیب اپنے مقام سے
اٹھی اور خدمتگار کے ساتھ تخلیے مین آئی خدمتگار نے عرض کی حضور نے سنا کہ بسر رستم کے
ساتھ کون کون ہی رنگین ادا بھی ساتھ ہین رنگین ادا بلاے روزگار ہی عندلیب نے کہا آگی کیا

حقیقت ہی ایک سحر مین بھاگتی پھرتی خودنگار نے باتین کرتے کرتے خاصدان سے گلوری
نکالی کہا حضور نوش فرمایئے عندلیب نے گلوری لیکر کھائی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی
سمک نے زبان مین سوزن دی چادر کمر سے کھولی عندلیب کا پشتارہ باندھا طرہ چالاکی
کرکے بھاگا آتے آتے لشکر مین آیا جس خیمے مین رنگین ادا تھین اُس خیمے مین پہونچا
علشاہ نے بھی خبر سُنی کہ سمک کیسا پشتارہ لایا ہی ٹہلتے ٹہلتے بارگاہ رنگین ادا مین آئے
رنگین ادا واسطے تعظیم کے اپنے مقام سے اٹھی علشاہ کو لاکر مسند پر بیٹھایا پوچھا سمک
کسکا پشتارہ لائے عرض کی افسر لشکر کو لایا علشاہ نے کہا کھولو اب جو پشتارہ کھولا دیکھا
پشتارہ بالکل خالی ہی سمک سر جھکا کے شرمایا رنگین ادا نے کہا مہتر صاحب شرماؤ نہین
مین نے عرض کیا تھا کہ بڑے شعبدے اسکے قبضے مین ہین پشتارے سے غائب ہوگئی سمک
نے کہا مین پھر جاتا ہون رنگین ادا نے کہا ای فرزند خواجہ تمھاری کوئی تدبیر کارگر نہوگی
سمک بھاگا بصورت مبدل لشکر عندلیب مین آیا قریب بارگاہ کے پہونچا تاگنی کی جان
سُنی رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بازار مین پہونچا ایک نازنین گالن کو بیہوش کیا اُسکی
شکل بنکر ساز ند دنکو ساتھ لیا لشکر مین سرداروں سے چھیڑ چھاڑ کرتا ہوا ایک ایک کو جواب دیتا
ہوا بارگاہ عندلیب مین آیا اس فکر مین کھڑا ہی کہ گاؤن اور شراب پلا کر بیہوش کردون کوئی
تو مطلب نکلے اس حیرانی مین کھڑا سوچ رہا ہی کہ عندلیب نے پکارا اری غنچہ دہن اسنے
کچھ جواب نہ دیا ملکہ نے ایک کنیز کو اشارہ کیا اُس کنیز نے آکر ہاتھ سمک کا پکڑ لیا کہا اری
بہری دیکھو تو ملکہ عالم کیا فرماتی ہین اب سمک سامنے ملکہ عندلیب کے آیا دست بستہ
عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی عندلیب نے کہا غنچہ دہن تم اسوقت کس سوچ مین ہو کہا
واری لشکر مسلمانان کا خیال ہی سُنا ہی بڑے بڑے عیار ہین ہزارون جادوگر دنکو مارا جس
اقلیم مین یہ لوگ گئے وہ ملک تباہ ہوا عندلیب نے کہا ای غنچہ دہن یہ تو ظاہر ہی کہ یہ
لوگ لڑتے بھڑتے تا بہ کوہ ہفت پیکر پہونچینگے لیکن ہم لوگون کے ہاتھ سے بڑے
صدمے اٹھا ئینگے چنانچہ کل شب کو مین صحبت مین کاہن کی گئی تو کاہن کو پریشان دیکھا مین نے
پوچھا کہ ای عجائب نگار کیسا مزاج ہی کیون اداس بیٹھے ہو اتنا میرا پوچھنا کہ وہ رونے

لگا کہا اے ملکہ عالم مجکو بڑا خیال ہی کہ عمر طلسم ہفت پیکر تمام ہوئی طلسم کشا چل چکا آج ہی کی
تاریخ بیان کی تھی کہ اودھر سے طلسم کشاے اصلی کا گذر ہوگا مین تو جانتی ہون کہ یہی اصلی
طلسم کشا ہی مین فکر کیا چاہتی ہون صورت یہان لوگون کی رعب و دبدبہ سطوت و صولت
ظاہر ہو میرا ارادہ ہی کہ مین طلسم کشا کو گرفتار کرکے روانہ کرون اسیواسطے مین نے لشکر اپنا
ظاہر کر دیا کہ مقابلہ پسر حمزہ سے پڑے غنچہ دہن نے عرض کی واری اب شراب کا بھی
چرچا ہو کل اختیار باقی ہو جو مزاج مین آئے وہ کیجیے گا عندلیب نے اشارہ کیا جو ہماری
غنچہ دہن کہتی ہی وہی ہونا چاہیے یہ کہکے عندلیب مسند پر بیٹھی گرد کنیزین اگر اپنے اپنے
مقام پر کھڑی ہوئین غنچہ دہن سامنے آ بیٹھی کہا واری کلید میخانہ مجکو دیجیے کہ مین شراب
تقسیم کرون عندلیب نے ازار بند سے کنجی کھولکر دیدی غنچہ دہن میخانے مین آئی سب
شراب کو خراب کرکے تقسیم کرنے لگی کنیزین دوڑین یہ کہتی ہوئین کہ بی غنچہ دہن ساقی ہین
کوئی باقی نہ رہیگا ہر شخص حاضر ہو کوئی پتلہ اٹھا لیگئی کسینے گلابی اٹھائی کوئی پکار کے
کہتی بکا ہوا ایک بوتل ہمکو دینا غنچہ دہن اشارہ کرتی ہو کہ آؤ لیجاؤ شراب خانے مین بڑا
ہلڑ ہو رہا ہو شراب سبکو تقسیم کرکے چالیس گلابیان کنٹرا الماس نگار کی اُن مین مے ارغوانی
بھرکے کاندھے پر رکھین صحبت مین لیکر آئی کنجی کو رکھا سازندوں کو بلایا سازندے حاضر تھے
کہا اسے درست کر دساز ملاؤ اُنہون نے کہا ساز تیار ہی غنچہ دہن نے عندلیب کے
سُنانے کو یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

لکھا نصیب کا کیا نامہ پر شتاب آیا　　جواب نامہ مرے بعد یہ جواب آیا
گئی جو طفلی تو پھر عالم شباب آیا　　گیا شباب تو اب موسم خضاب آیا
مین شوق وصل مین کیا ریل پر شتاب آیا　　کہ صبح ہند مین تھا شام پنجاب آیا
ہوا جب اہل زمانہ کی طینتوں مین فرق　　سمجھ گیا کہ بس اب وقت انقلاب آیا
نہین وہ کعبے کی ہو دید حشر پر موقوف　　جو کوئی یادمین ہو سکتا وہ کامیاب آیا
چلے براق پہ احمد تو سدرے پر جبرئیل　　کمال شوق سے تھامے ہوئے رکاب آیا
کٹا تھا روز مصیبت خدا خدا کرکے　　یہ رات آئی کہ سر پہ مرے عذاب آیا

اُتارو جوڑا کھلے بند ون شوق سے سوؤ
شب وصال مین کیون آپکو حجاب آیا

جمال یار لڑکپن مین آفت جان ہی
کہو مین جھکائیگا یوسف اگر شباب آیا

جواب صاف نکیرین کو مین کیا دونگا
نہ اُنکے پاس سے گر نامہ بر جواب آیا

کہان ہو دلکو عبث ڈھونڈتے ہو پہلو مین
تمھارے کوچے مین مدت سے اُسکو داب آیا

کسیکی تیغ تغافل کا مین وہ کشتہ ہون
نہ جاگا نیزے پہ سو بار آفتاب آیا

نظر پڑی نہ مری رعب حسن سے رخ پر
اگرچہ سامنے میرے وہ بے نقاب آیا

گیا بہشت مین عصیان بچھا کے مین
خدا نہ حشر کے دن بر سر حساب آیا

رہیگی صورت انجم کھلی رہین آنکھین
فراق یار مین کس رات مجکو خواب آیا

ہوا یقین کہ زمین پر ہو آج چاند گہن
وہ ماہ چہرے پہ جب ڈالکے نقاب آیا

ہوے جو دیدۂ گریان سے اپنے اشک رواں
گمان ہوا کہ برستا ہوا سحاب آیا

بنا بصورت لیلی بصورت تصویر
کبھی جو قیس کی آنکھون مین تجکو خواب آیا

وہ زود رنج ہی اُسکو نہ چھیڑنا رعنا
ملوگے ہاتھ اگر بر سر عتاب آیا

سمک نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ عندلیب پھڑک گئی تعریفین کرتی ہی کہ ای غنچہ دہن کج تو گانا تمھارا تمسے نزدرون پر ہی سب غنچہ دہن کی تعریفین کر رہی ہین سمک نے عرض کی اب حضور راضی ہونگی کہ شراب کا چرچا شروع کرتی ہون یہ کہکے اٹھی گلبت ناچی جام لبریز کرکے سرچڑھا کہا شوکرین لیتی ہوئی سامنے عندلیب کے رخ کیا کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے کہ کوئی سر سے آگاہ نہ ہو جیسے ہی جام سامنے عندلیب کے آیا عندلیب خوخوش کلام ہی خوش پوشاک خوشرو نور عدہ اپنے حسن کا خیال وماہ عارض کا کمال پکار کر آواز دی غنچہ دہن جلد جلد جام لاؤ سمک نے سر جھکایا عندلیب نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا سامنے چمن نرگس کھلا ہوا ہی جیسے ہی عندلیب نے جام لیا نرگس کے پھولون نے آنکھین کھولین لطف چشم معشوق دکھانے لگے عندلیب نے کہا آج چمن نرگس کو کیا خوشی ہی غنچہ دہن نقلی شعر پڑھکے بتاتی جاتی ہی اشارہ کیا کہ ضرور ہین عندلیب دہن سے جام لگا کہ بے اندیشۂ انجام ہوگئی اتنے سمک نے دورہ باندھا تھوڑے

عرصے میں ان سبکو بلایا گیا دو چار کنیزین اور باقی ہین جھٹ کے جام لبریز کیا شعلہ رخسار
وزیرزادی عندلیب کی جو پہلو مین بیٹھی ہی شراب پلانا غنچہ دہن کا دیکھ رہی ہی شعلہ رخسار
نے جو ہاتھ بڑھایا برق جھک کر جام پر لہرائی غنچہ دہن نے جام چھپا لیا یہ نہ سمجھی کہ یہ کیا معرکہ
تھا دوسرا جام جو بھرا طرف سے شعلہ رخسار کے نکلی ناچتی ہوئی تجاتی ہوئی شعلہ رخسار نے
پھر ہاتھ بڑھایا برق چمک کر گری جام ٹوٹا شراب شعلہ غبار آگئی ابکی مرتبہ شعلہ رخسار پلٹی
کہا بی غنچہ دہن میرے پاس تو آؤ اب مجھے شک ہوتا ہی سمک پیچھے ہٹا ایک کنیز برابر
کھڑی تھی اُسنے ہاتھ پکڑ کے کہا بی غنچہ دہن سامنے وزیرزادی کے جاؤ سمک نے اُس
کنیز کو خنجر مارا کنیز کا شکم چاک قصہ پاک اندھیرا جو ہوا سمک بھاگا اتبو عندلیب نے بہی
کہا اِسکو گرفتار کرلو کسیکا کلیجہ اتنا نہ ہوا کہ بڑھکر ہاتھ ڈالے سمک جست و خیز کرکے نکلگیا
پوچھا عندلیب نے کہ ارے یہ کون شخص تھا جسے میں اقلیم ہفت پیکر میں آئی کبھی ایسا اتفاق
میری صحبت میں نہیں ہوا ذرا دریافت تو کرو شعلہ رخسار وزیرزادی اپنے مقام سے اٹھی جھولی
سے کچھ ورق نکالے انہین دیکھا کہا واری علمشاہ کا عیار فرزند عمرو خنجر گزار بلاے روزگار
ہی مین ابہی گرفتار کرالی ہون یہ کہکے آواز دی اے سیہ تاب یہ جو عیار آیا تھا اِسکو لینا
سب نے دیکھا ایک زنگن پہلوے باغ سے نکلی کہا حضور مین ابھی لالی ہون دیکھون تو
وہ مکار کہان جاتا ہی سمک باغ سے نکلکر جنگل مین پھر رہا ہی چاہتا ہی پھر جاؤن جا کر رنگ
جاکون کہ دیکھا ایک زنگن آئی ہی اب سمک صورت اصلی پر ہی زنگن نے پکار کر آواز دی
میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہم بوجہ شب کے راستہ بھول گئے ہین ہمین راستہ بتادو
یہ کہتے ہی زنگن قریب آئی کہا وہ دیکھو سامنے آگ جو روشن معلوم ہوتی ہی اُسی گانؤ مین
جاؤنگی بھیا مجھسے دو چار روپیے لیلو لیکن مجکو گانؤن مین پہونچا دو سمک نے اُس زنگن کا
ہاتھ تھاما کہا میرے ساتھ چلو مین گھر تک پہونچا دون زنگن ہنسی کہا میان راہ گیر جیسے دلگی
کرتے ہو سمک نے کہا دلگی کیا چیز ہی فقط آپ کو گانؤن تک پہونچا دینگے اور چلے آئینگے
اسطرح کی باتین کرتا ہوا چلا راہ مین پوچھا آپ نے محلّے کا نام نہ بتایا زنگن نے ہاتھ اٹھا کر کہا
وہ سامنے میرا مکان ہی سمک نے کہا دیکھو مین اُسی طرف تمکو لیے چلتا ہون اگر میرے ساتھ

خلاف باتین کروگی تو مین چلا جاؤنگا زنگن نے ایک طمانچہ مارا کہا او نگوڑے ناعیار کیا
سمجھ کے یہان آیا اب کیا زندہ جائیگا یہ کہکے جھولی مین ہاتھ ڈالا چاہا کہ کچھ سحر کرے
سمک نے فوراً حلقہ ہاے کمند زنگن کے گلے مین ڈالدیے جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب
ماردیا اب جو کالی زنگن کو دیکھا خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک عندلیب کی ساتھ والیون
نے کہا غضب ہوا سیہ تاب پر کوئی افتاد پڑی پلٹ کے آواز دی ارے سیہ تاب تو
قتل ہوئی خوبصورت تو جا کر دیکھ کہ سیہ تاب پر کیا گذری یہ سنکر وہ کنیز پرواز پیدا کرکے
چلی اسوقت ہو پہنچی کہ سمک قتل کرکے کپڑے اُتار رہا تھا خوبصورت نے وہین سے
آواز دی او ناعیار کیا کرتا ہی یہ کہکے اشارہ کیا پاؤن زمین نے تھام لیے کنیز زمین پر آئی
کہا کیون نگوڑے تو نے اس غریب کو قتل کیا اب نہین کچھ ہو سکتا بھاگ جا یا کچھ عیاری کر
سمک نے کہا حضور ہم غریب عیار بھلا کیا عیاری کرین جب تمھین یہ اختیار ہو کہ تمنے اشارہ کیا
زمین نے پاؤن تھام لیے ہم اپنے مقام سے ہٹ نہین سکتے ہمارا اتنا یا کیا مقابلہ تم لوگ
جو کہتے ہو وہی ہوتا ہی جو چاہو سو کرو لیکن قضا تمھاری میرے ہاتھ ہی اس فقرہ پر ساحرہ
بہت ہنسی کہا نگوڑے خواہ کچھ ہو سکے یا نہ ہو سکے کہ تو لیا زبان سے سمک نے کہا ملکۂ عالم
ہم تابعدار ہین ہماری کیا مجال ہو کہ آپ کے سامنے زبان ہلا سکین آپ کے جو مزاج مین
آئے وہ کر سکتی ہین اُڑنا بلند ہونا کیا کیا قبضے مین ہی تم لوگون کو کون جواب دے سکتا ہی
سامری و جمشید بڑے خداوند تھے کیا چیز بنا گئے کیا سحر و ساحری سکھا گئے کمزور اور
طاقت وار کو برابر کر دیا جو چاہین سو کرین دیکھیے تشریف لاتے ہین اور نئی بات یہ ہی کہ
زمین سے جواہرات نکل رہا ہی خوبصورت بلٹی جیسے منہ پھیرا سمک نے چودہ حلقے
کمند کے بارے اسے کہکے گری سمک نے پانچ حباب ماردیے بیہوش ہوئی بیہوش
ہوتے ہی سمک نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک خوبصورت کا مرنا کہ پاؤن زمین نے
چھوڑے چاہا اسکا زیور اتارون کہ وُنہی دمڑہ کو دکر سمک بھاگا یہان عندلیب بیٹھی
ہی کہ پریرون نے غل مچایا کیا ظلم کیا ظالم نے خوبصورت کو بھی مار ارے اُسکا زیور اُتار رہا
ہی تھیلیان بالیان لیکر بھاگا اے میری مصاحب کہکر عندلیب اُٹھی یہ کہکے چلی

اُس مقام پر آئی جہان لاش پڑی تھی وہان دیکھا قاتل کو نہ پایا یہ لیکے چلی کہ نگوڑا کہان جائیگا
دو کوس سمک نکلا تھا کہ زمین پر ایک جادوگر ننتا ہوا جاتا تھا سمک نے آواز دی میان
ساحر صاحب کہانسے آتے ہو جیسے ہی وہ ساحر بیٹھا سمک نے حلقہ ہائے کمند مارے گرتے
خنجر مار دیا اِدھر تو مرنے کی آواز اُس ساحر کے بلند ہوئی اُدھر عندلیب خوشنوا اُس مقام
پر پہونچی آواز دی او ناعیار آخر موت نے تیرا پیچھا نہ چھوڑا یہان آ کر پھنسا یہ کہکے سحر کیا
زمین نے پاؤن سمک کے تھامے عندلیب نے اُترتے ہی کمر مین پنجہ دیا لیکر اُڑی
نہین معلوم لیکر کہان گئی یہان جب دو دن گذرے علمشاہ واسطے عیار کے گھبرائے
صحبت مین بیٹھکر ذکر کیا کہ نہین معلوم ہمارے عیار پر کیا گذری کئی دن ہوئے کہ ابھی تک
پلٹ کر نہین آیا یہ جو علمشاہ نے فرمایا آلاگرد فرنگی نے عرض کی غلام تلاش کرنے جاتا ہی
اکثر رنگ و روغن غلام کو معلوم ہین صورت بدل سکتا ہون جہان جیسا موقع ہوگا وہی
تدبیر کرونگا آپ نے ایسا اِسوقت پریشانی سے فرمایا کہ عیار واپس نہین آیا دل غلام
کا ہلگیا غلام تلاش مین جاتا ہی ہر چند سبنے منع کیا آلاگرد نے نہ مانا ایک مرد ضعیف کی صورت
بنکر چلے یہان عندلیب جو لیکر سمک کو آئی اُسی باغ مین پہونچی کنیزین دوڑین عندلیب
نے سمک کو ڈالدیا پکار کر آواز دی اِس بیچیا مردوے خوبصورت وسیہ تاب کو مارا راہ مین
غلام میرا قلماق جاتا تھا اُسکو بھی باتون مین لگا کر مارا مین وقت پر پہونچگئی کہ اِسکو
گرفتار کیا ورنہ نکل جاتا یہ عیار ہمارے روزگار ہر عورتون مین عورت مردون مین مرد بنکے
تباہین برپا کرتا ہی اِنکا کون سامنا کرے کنیزین دوڑین سمک کے گرد آگئین سبنے
کہا کیون تیری قضا آجکے دن تھی دو کنیزین اور ایک غلام کو مارا اب جاکر نگوڑا دستیاب
ہوا قریب کنیزون کے آکر عندلیب نے کہا او ناعیار اب اطاعت کو کیا کہتا ہی سمک نے
جواب دیا ملکۂ عالم مین تو جان و مال سے موجود ہون مجھے بتائیے مین ہفت پیکر کا کلمہ
پڑھون عندلیب نے کہا مین تجکو پاس حاکم وقت کے لیچلون اُسے اختیار ہر سفارش
مین بھی کرونگی اگر مانے گا بہتر نہ مانے گا کہنے والا مجبور ہر ناچار ہرا او عیار مجھے اب بھی تجھسے
محبت ہی اور تیری بہتری چاہتی ہون یہ جو عندلیب نے کہا سمک دعائین دینے لگا کہا

حضور جو میرے واسطے مناسب جانیں وہ کریں خواہ قتل کریں خواہ بخشیں عندلیب نے
کنیزوں سے اشارہ کیا اسکو اُٹھا کر یہاں سے قصر رفعت میں لیچلو شہنشاہ گردون بارگاہ اگر
ہفت جوش جادو تشریف لائینگے وہ جیسا مناسب جانینگے ویسا فرمائینگے ہم بے حجت
ہو جائینگے سب راضی ہوے عندلیب خوشنوا تخت پر سوار ہوئی کنیزوں نے سمک کو بھی
اُٹھا لیا طرف قصر رفعت کے چلیں دو سے سمک نے دیکھا ایک قصر نہایت بلند و مرتفع
کاریگروں نے سات رنگ اُسمین صرف کیے ہیں نہایت لطف سے بنایا ہی قصر میں آکر دیکھا
کئی سو نازنینان مہ جبین جابجا پھر رہی ہیں تخت بچھا ہی گرد تخت کے مصاحبین لیے اپنے
سعد و نحوست میں ہیں عندلیب آکر تخت کے سامنے کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی اے شہنشاہ
ہفت جوش کنیز حاضر ہی اس عیار کو بمشکل گرفتار کیا بڑی خرابی سے یہان تک لائی ہون
اب معاف کرنا اور معاف کرنا آپ کو اختیار ہی خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے آپ کو سب طرح کا
اختیار ہی گھڑی بھر کامل اسی طرح پکاری کسی طرف سے کچھ آواز نہ آئی تب تو اسنے پایۂ تخت پر
سر رکھا اور آواز دی اے شہنشاہ ظاہر ہو جیے یہ لوگ آپ کے منتظر ہیں جلد تشریف لائیے یکایک
ایک دھواں بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا ایک تاجدار تخت پر بیٹھا ہی تاج
سر پہ رکھے ہوے عندلیب واسطے سلام کے جھکی سمک نے بھی سلام کیا بہ قہر و غضب تمام
اُس تاجدار نے آواز دی اے عندلیب نہ گھبرا تیرے لیے مرتبۂ اعلیٰ ہوگا سمک غل مچانے
لگا اے شہنشاہ ہفت جوش فریاد کرتا ہون اب رخصت ہونگا عندلیب نے کہا اے مکار
اب یہانسے رہائی غیر ممکن ہی تمہاری موت تمھیں لیکر آئی ہی تاجدار نے آواز دی اے
عندلیب یہ عیار کون ہی عندلیب نے عرض کی اے شہنشاہ یہ بیٹا عمرو کا ہی جسنے مشمش و ماہ
کو مار ڈالا اسکا یہ فرزند ہی تاجدار نے کہا اسکو دار پر کھینچو مجکو اسکی سرکشی پسند نہیں آئی کنیزیں
دوڑیں کہ سمک کو کھینچ کر سامنے سے لیجائیں سمک نے اپنے کو زیر تخت گرا دیا کہ میں سامنے
سے شہنشاہ کے نہ جاؤنگا آخر بہر خدمت میں حاضر رہونگا یہ کہکر رونے لگا تاجدار نے
آواز دی او سمک کیوں روتا ہی تاجدار نے بہت تسکین دی کہا اے سمک تجکو سامنے خداوند
ہفت پیکر کے لیچلیں گے مرتبۂ اعلیٰ کرائینگے کیون گھبراتا ہی سمک قدموں پر گر پڑا کہ میں

غلام ہوں کلمہ اپنے تم سب کا ارشاد فرمائیے میں ہفت پیکر پرست ہونگا تاجدار نے آواز دی
او سمک دیکھ خواجہ عمرو بھی آئے ہیں پلٹ کے سمک نے دیکھا مقام تاجدار خالی پایا
ایک گوشے میں خواجہ عمرو کھڑے ہیں فرماتے ہیں ای فرزند جب تجھے طلب کرونگا میں فوراً
حاضر ہونگا اور قدرت کو سجدہ کرونگا قدرت ہی کے حکم سے حمزہ کے پاس رہا اب ساتھ
حمزہ کا چھوڑا اگر حکم دیں سب کو پکڑ لاؤں ایک دن میں لشکر اسلام کا خاتمہ کردوں بیٹے کو سمجھا
خواجہ غائب ہوئے سمک پایہ تخت سے لپٹ گیا بوسہ دیا کلمہ ہفت پیکر کا پڑھا اُس
تاجدار نے کلمہ پڑھایا بعد اسکے تاجدار عندلیب نے کہتا ہے کیوں ای عندلیب اس
عیار کو مطیع کر دیا اب اپنے ساتھ لیجا علمشاہ کو یہ پکڑ دیگا وہ اسکا آقا ہے بیشک اسکا دعوکا کھایا
عندلیب نے کرسی بیٹھنے کو سمک کو دی سمک سلام کر کے کرسی پر بیٹھا دست بستہ عرض
کی کہ میرا آقا اس زمانے کا سپاہی ہے جب زمرد شاہ باختری باختر میں خدائی کرتا تھا
اب تو بھاگتا پھرتا ہے اب آج کل ملک دو دو زنگی میں لڑ رہا ہے اُسکا گرفتار کرنا کتنی بڑی
بات ہے جو کچھ تاجدار کہتا ہے اُسکو سمک بجا اور درست کہہ رہا ہے اب وہ وقت آیا کہ
زلف لیلائے شب کمر سے گذری سمک بھی اپنی فکر میں ہے کئی سو کرسی نشینان بارگاہ میں بیٹھے
ہیں تخت پر وہ ساحر بیٹھا ہے تاج سے شعلے نکل رہے ہیں ابھی ذرا اشارہ کردے تو تمام
قصر پھنک جائے سمک سر جھکائے بیٹھا ہے کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا وہ ابر گرجا قصر پر
پھٹا اسمیں سے ایک تخت پیدا ہوا اُسپر ایک نازنین چار دہ سالہ دریائے جواہر میں
غوطہ زن جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گرد و دور گرد کا مال اس نازنین کے پاس موجود ہے ادھر
دو جادوگر دست راست و دست چپ کو آواز دیتے ہوئے کہ معشوقہ شہنشاہ صفت جوش
تشریف لاتی ہیں ملازموں کو چاہیے کہ ہوشیار ہو جائیں تخت زمین پر آیا وہ تاجدار تخت سے
اُٹھا کہا ملکۂ عالم آئیے آپ کا اشتیاق تھا فرمایا میں بھی آگئی یہ کہکے تخت پر بیٹھی عندلیب
نے بڑھکر عرض کی حضور نے کچھ سنا دو کمینے شاہین ہاتھ سے عیاروں کے قتل ہوئے میں عیار کو
گرفتار کر لائی اُسنے اطاعت کی ہفت پیکر کو سجدہ کیا اعتقاد میں پختہ ہے اُس نازنین نے
ابرو ذرا بل ملا بولی بوا بیٹھو تمہاری بات کا کیا اعتبار ہے یہ لوگ جان دینے پر آمادہ ہیں انکے

اعتقاد مین فرق نہ آئیگا یہ ظالم کیا خداوند کو سجدہ کریگا اگر لایق سجدے کے ہوگا سبھی سجدہ
کرینگے نہ لایق ہوگا بیکار رہینگے انجام جو کچھ ہو عندلیب نے سمک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای
سمک شہنشاہ کی معشوقہ تمھاری اطاعت مین انکار کرتی ہین خداوند سے عرض کیا جائیگا
جیسا ارشاد ہو سمک نے سر جھکا لیا عرصہ دراز تک وہ نازنین ہفت پیکر کی تعریفین کیا کی
جب تعریفین کر چکی کہا ای عندلیب اسکو قید خانے مین لیجاؤ اسکی بات کا اعتبار نکرنا
ہر چند سمک چیخا پیٹا اُس نازنین نے پکار کر یہی کہا کہ ہرگز اسکی بات کا اعتبار نکرنا عندلیب
نے آواز دی دو حبشنین آئین کشان کشان سمک کو ایک مکان مین لائین کہ اُس مکان
کو قید خانہ قرار دیا تھا اُسمین سمک کو قید کیا دونون حبشنین بطور نگہبانون کے بیٹھین
سمک جو اندر مکان کے آیا تنگ و تاریک پایا گھبرا کر کبھی غل مچاتا ہی ای ملکہ عندلیب
میری جان بچاؤ ورنہ اِس اندھیرے مین دم نکلجائیگا ہر چند غل مچایا عندلیب نے کچھ
جواب ندیا اُٹھکر چلی گئی سمک نے دراز سے دیکھا دونون حبشنین بیٹھی ہین خرانٹے بھاری کر رہی
ہین لاحول کہکے سمک نے منھ پھیر لیا دونون حبشنین گرد مکان کے پھرتی ہین حاضر باش
دنا ظر باش کی صدا دیتی ہین کہ دیکھا شبگرد کوتوال پھرتا ہوا آیا حبشنون نے سلام کیا
کوتوال نے پوچھا ارے کیون خفتہ تو یہان کہان آئی دست بستہ عرض کی حضور
گنہگار شاہی یہان قید ہی ہم اسکی نگہبان ہین شبگرد نے کہا گنہگار کون اُسکا نام بتا دو
کہ پھر ہم نہ دریافت کرینگے دونون خواصون نے عرض کی ہم دریافت کیے دیتے ہین
یہ کہکے ایک حبشن قریب درِ قید خانہ آئی پکار کر پوچھا اے گنہگار تیرا کیا نام ہی سمک نے
دراز مین سے دیکھا ایک کوتوال دس بارہ پیادے اُسکے ساتھ ہین نام دریافت کرنیکو
کھڑا ہی سمک سے جو نام حبشن نے پوچھا سمک نے پکار کر کہا خیر خواہ دولت میرا
نام ہی زبردستی مجھے گنہگارون مین بتاتی ہین کوتوال نے کہا کیون حبشن یہ قیدی
اپنا نام خیر خواہ دولت بتاتا ہی اور تو گنہگار شاہی کہتی ہی صاف صاف جواب دے
حبشن نے کہا ارے گنہگار مفتل نام نہین بتاتا ہین تو جب تو بتاتا ہی کوتوال بڑھکر
قریب حبشنون کے آیا کہا اچھا تم تو جاؤ ہم قیدی کو سمجھا لینگے ہر چند حبشنون نے کہا

مگر کوتوال نے نہ مانا کنجی لیکر دروازہ کھولا سمک کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا مفصل نام بتا سمک نے
چپکے سے کہا کوتوال صاحب کنارے چلیے تو مین نام بتاؤن جو مجھسے خطا ہوئی ہے وہی بتادون
حبشنین الگ کھڑی رو رہی ہین کوتوال نے سمک کو باہر بلایا سمک منھ لپیٹے ہوے باہر
نکلا کوتوال کے ساتھ چلا حبشنون نے پکار کر کہا کوتوال صاحب اس مکار کو ساتھ نہ لیجایئے
نہین تو آپ پچھتایئے گا سمک نے پلٹ کر کہا اپنے مالک سے سب مفصل حال بیان کرینگے
تم کیون دراندازی کرتی ہو حبشنین قید خانے مین چلی گئین دروازہ بند کر لیا راہ مین
کوتوال نے سمک سے پوچھا اے شخص سچ سچ اپنا حال بتا ورنہ بہت پچھتائیگا مارا مارا پھریگا
سمک نے کہا کیا مجال کہ جو ایک لفظ بھی جھوٹھ کہون ذرا کنارے چلیے یہ لوگ جو ساتھ ہین
یہ سن لینگے تو مجھے بدنام کرینگے کوتوال نے پیادون سے کہا ذرا ہٹ جاؤ مین مفصل حال
پوچھ لون پیادے ہٹے سمک نے اب جو برقع چہرے سے ہٹایا بجلی چمک گئی انجمرا
کوتوال نے آنکھین بند کر لین سمک نے بمحبت کاندھے پہ ہاتھ رکھکر کہا صاحب تمہارا
مجھسے دو باتین کر لو پھر تمھین اختیار ہے سمک نے گدرا گدرا ہاتھ کوتوال کے کاندھے پر
رکھا پھر گورے گورے ہاتھون سے پیر دبانے لگا کوتوال نے کہا صاحب مجھے گنہگار نہ بناؤ اور
مفصل اپنا نام بتاؤ سمک نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا صاحب اصل یہ ہے گل اندام
میرا نام ہے شاہ کے آگے کھانا لگ رہی تھی باورچی نکال کر دیتا جاتا تھا ایک قاب جو مین نے
رکھی بادشاہ نے ہاتھ بڑھا کر لقمہ کھایا وہ پلیٹ لوٹ گئی باورچی سے نہین دریافت
کیا جاتا مین فقط قاب کو ہاتھ مین لینے کی گنہگار ہون اگر زہر ملایا بھی ہوگا تو باورچی نے
مین گوشے کی بیٹھنے والی زہر کہانسے لاتی اس جرم مین مجکو قید خانے بھجوا دیا یہ کہکے اسقدر
روئی کہ گال سرخ ہو گئے آنکھین سوج گئین کوتوال نے دامن سے اشک پاک کیے کہا
گل اندام نہ روؤ ہم تمہارے مقدمے مین بادشاہ سے عرض کرینگے سمک نے دیکھا
پیمانہ بھرا باتون مین کوتوال کو خوب تسخیر کیا کوتوال سے کہا دیکھیے کوئی آتا ہو میرے سینے
سے ہاتھ ہٹا لو مجھے کیا کوئی بازاری سمجھے ہو جیسے ہی کوتوال آگے بڑھا سمک نے کمر سے خنجر نکالکر
مارا شکم دوتا شکم چاک قصہ پاک کوتوال کے ساتھ جو پیادے تھے انھون نے جو دیکھا

کر کوتوال کا لاشہ تڑپا پھر بیقرار ہوکر وہانسے دوڑے گر سمک بھاگ کر نکلگیا لاشہ کوتوال کا پیادون نے اٹھا یا لاشہ لیکر چلے سمک بھی پیادون کے پیچھے پیچھے چلا قلعے سے نکلکر پیادونکو دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک تخت بچھا ہو اسپر ایک تاجدار بیٹھا ہی پیادون نے جاکر سلام کیا کہا حضور قیدی نے کوتوال کو مار ڈالا بعد مدت جو حاضر ہوے تو یہ معاملے دیکھے تاجدار نے کہا قیدی کو لاؤ پیادون نے کہا حضور قیدی تو چلا گیا ہوگا غلام جاکر تلاش کرتے ہین یہ کہکے پیادے اسیطرف چلے سمک نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک گنہگار کی شکل بنکر تیار ہوا ایک ہاتھ اپنا دوپٹے سے باندھ لیا کہا حضور یہ گنہگار حاضر ہی تاجدار نے کہا تو ان پیادون کے ساتھ آتا سمک نے کہا مین خود حاضر ہون تاجدار نے ہاتھ تھام لیا کہا مفصل بتا کہ تیرا نام کیا ہی کسو جہ سے آکر اس بلا مین پھنسا سمک نے کہا مین غلام سرکار ہون مجھے اِس بلا مین پھنسایا تاجدار سے باتین کرتے کرتے کہا دیکھیے مجھے جسنے پھنسایا وہ آتا ہی تاجدار جیسے ہی پلٹا سمک نے خنجر مارا جس مقام پر زخم پڑا وہانسے ایک برق چمکی گردتاجدار کے لوٹنے لگی سمک ایک جانب بھاگا آواز غل وشور کی آئی کہ ارے تاجدار کو مارے ہوے جاتا ہی سمک بھاگ کر نکلگیا لشکر مین نہ پہونچا جسقدر بازار کے دیکھے جان جسم مین آگئی دیکھا سامنے سے آلا گردفرنگی ایک مرد ضعیف کی شکل بنے چلے آتے ہین سمک نے بڑھکر سلام کیا آلا گردنے گلے سے لگا لیا کہا کہان تھے آلا گرد کو ساتھ لیکر باتین کرتا ہوا سمک پلٹا کہتا ہوا کہ اے آلا گرد عجب معاملے دیکھے حیرت بڑھتی جاتی ہی کوتوال مجھے قید خانے سے لیگیا راہ مین دم دیکر آسے مارا پھر ایک تاجدار کو قتل کیا نہین معلوم یہ کون تھا تاجدار کے مرنے سے ایک ہنگامہ ہوا دور تک کوئی پکارتا ہوا آیا کہ ارے یہ شخص گنہگار تاجدار کو مارے ہوے جاتا ہی مین ان آوازون کو سنتا تھا پلٹ پلٹ کے دیکھتا تھا کوئی معلوم نہوتا تھا کہ کون غل مچاتا ہی آلا گرد نے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ خاص طلسم مین آگئے کہ عجائب وغرائب طلسم معلوم ہونے لگے یہ جو سمک تمنے بیان کیا مقدامات طلسم معلوم ہوتے ہین رہنے والے طلسم کے اِس حالات کو جانتے ہونگے سمک کو سب ثابت ہو جائیگا یہ باتین کرتے ہوے دربار مین رستم

کے آنے رستم نے سمک کو دیکھا بکین سے ساتھ پروردش پائی ہی خوش ہوگئے دوڑ کر گلے سے
لگا لیا پوچھا بھائی کہان تھے سمک نے کل کیفیت بیان کی آلا گروہی بیٹھے ہین سمک
اپنا جانا قید ہونا کو توال کا آنا کو توال کو دم دیکر ارنا وتا جدار کا بھی مارنا بیان کہو باہی
رستم ہنس رہے ہین فرماتے ہین بھائی بڑا کام کیا خوب دونون کو مارا رنگین ادا نے
جو سنا دوڑی ہوئی آئین سمک کی زبانی سب حال سنا کہا ای شہریار آپ سر طلسم
ہفت پیکر مین آگئے کہ ایسے ایسے عجائب وغرائب معلوم ہونے لگے اب جو کچھ کام کیجیے گا
وہ سمجھ کے کیجیے گا پھر کہا ای سمک بہت ہوشیاری وعقلمندی سے کام کرنا جلدی کسی امر مین
نکرنا سمک نے کہا وہ باالک سب سمجھا دیگا یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان پہ برق چمکی آواز آئی او
مکار تونے کو توال وتاجدار کو مارا اب کہان جائیگا سمک نے چاہا کسی گوشے مین چھپون ایک
برق چمک کر سمک پر گری سمک کی آنکھین بند ہوئین تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی دیکھا قفس
آہنی مین بند ہون وہ قفس شاخ نخل مین لٹکا ہی ایک عندلیب شاخ گل پہ بیٹھی ہوئی پھول
سے پھول پھول کے باتین کر رہی ہی سمک حیران ہی کہ عندلیب نے آواز دی کیون مکار
تونے دو جادوگر وانکو مارا وہ قدرت کے بندے تھے پھر انھین زندگی ملی مگر تمھارے
نامۂ اعمال مین خون لکھا گیا اب تم خونی مشہور ہوے سمک نے ہاتھ باندھکر کہا ای
عندلیب خوشنوا میری خطا معاف کرا وہ جو تمھاری صورت اصلی ہی اُس طور سے مجھے
ملاقات کرو تو حال میرا ظاہر ہو عندلیب نے چہکار ا مارا کہا او گنہگار میری زندگی دشوار
نہین ہی کہ بصورت اصلی تجھسے ملاقات کرون جو تجھسے ہو سکے وہ کر یہ کہکے عندلیب
اڑ گئی دیکھا اب اور رنگ ثابت ہوتا ہی کہ جانے سے عندلیب کے اندھیرا ہو گیا سمک کو
معلوم ہوتا ہی کوئی ہاتھ پکڑے مجکو کشان کشان لیے جاتا ہی ایک مقام پر روشنی ہوئی
سمک نے دیکھا دو زنگی سیہ رو تیرہ درون دونون ہاتھ تھامے ہوے کشان کشان مجکو
لیے جاتے ہین سمک حیران کہ یہ کیا معرکہ ہی یا ایک قفس آہنی مین تھا اب قفس جسم مین
روح گھبراتی ہی کان مین رونے کی آواز آتی ہی دیکھون فلک کیا دکھائے یہ سیہ رو کون
ہین جو مجکو لیے جاتے ہین ہر چند انسے سمک پوچھتا ہی کہ تم نے کسکے حکم سے مجکو پکڑا ہی کہان

لیجاؤ گے کس جگہ پر قید کرو گے مین نے کیا خطا کی ہر وہ زنگی کچھ جواب نہین دیتے جب کئی
مرتبہ سمک نے پوچھا تو ایک زنگی نے اُنہین سے جواب دیا کہ کیون باتین بناتا ہوا ایسے
فقرے سُناتا ہو تجھکو ایسے مقام پر لیجائینگے کہ تا قید حیات رہائی نہ پائیگا سمک نے کہا
تمھارا نام کیا ہو کہا تجھے نام نہ بتائینگے کہ دور سے سمک نے دیکھا وہی قلعہ سر بہ فلک
کشیدہ برج بارے کنگرے آراستہ خلقت کی آمد و رفت جا بجا مال کا انبار سمک حیران
ہو کر دیکھون فلک کیا دکھلاتا ہو جو کچھ ہوگا وہ معلوم ہو جائیگا زنگی سمک کو لیے ہوے قلعے
مین گئے لوگ دیکھکر دوڑے ہر ایک پوچھتا ہو اُن زنگیون سے ای سپہ سالار شہنشاہ یہ گنہگار
کہان ملا وہ زنگی کہتے ہین ملکہ عندلیب خوشنوا کو تکلیف ہوئی وہ جاکر لائین اب آج
شب کو حال کھلجائیگا کہ اِسکے بارے مین نگہبانان طلسم کو کیا منظور ہو اب سمک نے
دیکھا وہی دروازہ جسمین مین بند ہوا تھا سامنے معلوم ہوتا ہو زنگی نے آہنگر ونکو بلوایا اور
سمک کو مسلسل و مطوق کر کے اُسی مکان مین قید کر دیا سمک جپکا بیٹھا ہو دن گذرا
لیلی شب نے نقاب رخ پر ڈالی سمک حیران ہو کر دیکھیے اب رات کو کیا ہو کہ دیکھا
دونون زنگی آپس مین باتین کر رہے ہین ایک نے اُنہین سے کہا کیون بھائی اِس
قید خانے سے دیکھین کیونکر اس جوان کو نجات ملے دوسرے نے کہا بھائی صاحب
تا قید حیات روز مرہ یہی اموات ہمکو درپیش رہتے ہین دیکھین فلک کیا دکھاتے
آپس مین اسطرح کی باتین ہونے لگین یہ باتین کر کے دونون زنگی ٹہلنے لگے سمک
گوش بر آواز ہو کر دیکھا ایک طرف سے آواز آئی ہمین شراب نہ پلاؤ گے رات گذر جائیگی
دونون ایک طرف دوڑے تھوڑی دور جاکر ایک جوان کو دیکھا کہ گلابی ہاتھ مین لیے
بدمستیان کر رہا ہو گرتے مین اپنے کو سنبھالتا ہو نشے کو ٹالتا ہو مگر نشہ بھی بیحجاب ہو
اسی سبب سے دلکو پیچ و تاب ہو اُن زنگیون نے پکار کر آواز دی ای رند بادہ خوار کس
حال مین ہو اُس شرابی نے جواب دیا ای نگہبانان طلسم بہتر یہ ہو کہ اس قیدی کو قتل کرو
یہ طلسم کشا کا عیار ہو اگر یہ قتل ہو جائے تو طلسم کشا بے دست و پا ہو جائیگا تیز معیار
ہو ملکہ عندلیب خوشنوا کو دھوکا دیا قیدخانے سے نکلا پھر آکے اسی جگہ قید ہوا یہ کہکے

زنگی پلٹے در قید خانے پر آئے سمک کو کلمات نا درست کہنے لگے سمک نے کہا کہ ہمین باہر نکالو جو کہو اسکا جواب دین زنگیون نے دروازہ کھولا سمک کو کشان کشان نکالا سمک کو گمان غالب ہوا اس زور سے ہاتھ پکڑ کے کھینچا ہی خوف ہی کہ استخوان نہ ٹوٹ جائین بلا سے زندگا رہین ایک طرف کشان کشان لے چلے زلف لیلائے شب کمر سے گذر چکی تھی کہ قلعے سے باہر لائے ایک نخل کے سائے مین بٹھا دیا ایک نے ایک سے کہا کہ اس عیار کا سر کاٹ لو ایک کھڑا ہو کر ٹہلنے لگا وہ جو ٹہل رہا ہی کہتا جاتا ہی جلد اسکو قتل کرو دوسرا خنجر کھینچے ہوے سر پر سمک کے کھڑا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی کہ اسکو جلد قتل کرو اسکا سر لیکر خدمت شاہ مین جائین وہانسے تاکید ہی کہ گنہگار کا سر روانہ کرو سمک بیقرار ہو گیا بلک بلک کے دعا مانگنے لگا کہ ای خالق کارساز و ای رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر ای مالک حقیقی و ای رب تحقیقی اس مشکل کو آسان کر نظم

زبان بذکر الٰہی است تر زبان ہر روز
قلم بنام مبارک گہر فشان ہر روز

بچشم اہل نظر جلوہ گر بصد خوبی
جمال اوست بہر وقت وہر زمان ہر روز

دہد زنور قمر جلوہ ذات حق ہر شب
ز روے شمس شود طلعتش عیان ہر روز

خدا بدام ودد وحش دطیر روزی داد
رساند حصہ مقسوم انس وجان ہر روز

بجناب حضرت خلاق از سر اخلاص
زمین ہمیشہ کند سجدہ آسمان ہر روز

سمک دعا کر رہا ہی جلاد سر پر خنجر بدست دوسرا حکم دینے والا حکم دے رہا ہی مگر جب سمک یلدا قی کو عندلیب اٹھالے گئی رستم نے کہا کہ یا روبڑا غضب ہوا کوئی ساحر سمک کو لیے گیا خدا اسکی جان بچائے دو جادوگرون کو مارا تھا البانہ ہو وہ اسکے ساتھ بدلا کرین ملکہ رنگین ادا کو خبر پہونچی کہ کوئی ساحر سمک کو اٹھالے گیا رستم نہایت بیقرار ہین رنگین ادا دوڑین دیکھا رستم کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے زار زار رو رہے ہین کہ دیکھین ہمارے یار وفادار پر کیا گذرے رنگین ادا نے کہا کہ ای شہریار جب عندلیب خونخوار آکر گرفتار کرکے گئی قلعہ گلرنگ مین لے گئی ہوگی اس قلعے مین ایک ایک ظالم ہی حضور تردد نہ کرین کنیز واسطے سمک کے جاتی ہی اگر زندہ ہی تو لونڈی اسے لیکر آتی ہی ورنہ قضا مجکو لیے جاتی ہی یہ کہکر ملکہ رنگین ادا نے ایک مرتبہ دستک دی دیکھا سامنے ایک قمری سر اٹھائے ہوے حوش مین کو کوکتی ہوئی سامنے آئی رنگین ادا کے سامنے آکر کھڑی ہوئی رنگین ادا قمری پر سوار ہوئین کچھ اشارہ جو کیا قمری تڑپ کر بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ ملکہ رنگین ادا پشت پر قمری کے سوار بلند ہوتی جاتی ہین قمری رنگین ادا کو

برابر کہکشان فلک کے لے گئی ہے اب بلندی سے ملکہ رنگین ادا نے خیال کرنا شروع کیا نگاہ پڑی
ایک نخل کے سایہ مین سمک سرنگون بیٹھا ہے ایک زنگی حکم قتل دے رہا ہے اور ایک خنجر بکف سر پر برائے
قتل موجود ہے رنگین ادا کا دل بیتاب ہوگیا وہین سے آواز دی کہ او ناہنجار و بدکردار یہ شہزادہ رستم نامدار
ہے وہ فرزند صاحبقران عالیمقدار ہے ہاتھ نہ اٹھانا یہ سنتے ہی وہ زنگی جو تلوار لیکر آیا تھا پکار کر اسنے
آواز دی کہ ای شہنشاہ اقلیم جاہ و جلال وای یکہ تاز میدان جدال و قتال کچھ آپ اس مقدمے مین
دخل نہ دیجیے زنگی نے پکار کر آواز دی کہ ارے جلد سر کاٹ دے یہ سنکر وہ زنگی جوان ایک زنگی تلوار
کھینچکر چلا کہ سر کاٹ لون ملکہ نے دیکھا اس زنگی نے میرا کہنا نہ مانا قتل کا ارادہ کر رہا ہے جھولی مین ہاتھ
ڈالا کچھ طائرون کے پر ان کو نکالا زنگی پر پھینک مارے اس زنگی نے ایک چیخ ماری اور چاہا کہ بھاگون یا اڑ
نکل جاؤن معلوم ہوا کہ پاؤن نہین پیر بان پر نہین ہین طائرون کے جو ملکہ رنگین ادا نے پھینکے تھے دیکھا وہ
زنگی جسکے ہاتھ مین خنجر تھا لڑکھڑا کے گرا وہ زنگی جو حکم لگا رہا تھا خنجر کھینچ کر دوڑا اپنے ہاتھ سے اس گرے ہوے کا
سر کاٹا اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ رنگین ادا ہم تمھاری محبت مین جان دیتے ہین ذرا خیال کرکے ہمارا
قتل ہونا دیکھو لو اور خنجر اپنے گلے پر رکھکے کھینچا رگ کٹ کے دھڑ سے گرا اندھیرا ہوگیا بعد اسکے آواز آئی کہ
کشتی مارا نام ما زنگیان پر جفا بود رنگین ادا تڑپ کر گری سمک کی گرہین بجھ دیا چاہا کہ اڑون دیکھا
بدن مین قوت نہین پہلو سے جھونکا ہوا کا چلا اور ایک نعرہ ہوا کہ منم خوش آہنگ اور ایک دوہتڑ مارا
کہ رنگین ادا لڑکھڑا کے گری قصد کیا کہ بلند ہو جاؤن یا نہ نکلون دفع سحر کرون نہ ہوسکا حیران
ہوگئی کہ کیا تدبیر کرون خوش آہنگ کے سحر سے جو رنگین ادا گری خوش آہنگ تلوار کھینچ کے دوڑی
کہتی ہوئی کہ او گیسو بریدہ تو نے دشمنان خداوند کا ساتھ دیا دیکھ تو قدرت کس طرح تیرے ساتھ پیش
آئینگے تجکو دم بھر مین سزا مین گرے تیغ کھینچے ہوے دوڑی آئی ہے رنگین ادا نے دل اپنا طرف خدا کے
متوجہ کیا پکار اٹھی کہ ای رحیم و کریم وای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر کبھی پکارتی ہے کہ ای پروردگار اس آفت
سے بچالے اور اس مصیبت سے نجات دے بے اختیار زبان سے نکلا نظم

خدا اہل بصیرت را نماید ہر زمان صورت	نمی پوشد ز چشم اہل دیدن آن کہ ہر جا رست
بدین حسن و بدین خوبی و محبوبی و مطلوبی	چرا پوشد رخ زیبا چرا دارد نہان صورت
ز ہر یک گل چو رنگ و بوے گل گردد بہ جلوہ	نماید او ز ہر یک جسم خاکی شعلہ جان صورت

درین جلوہ گہ صورت ندیدہ دیدۂ عالم — چنین حسن جہان خوبی چنین کل جہان صورت
ز حسن چہرۂ تصویر صورت گردد جلوہ — ز روے ہر گل رنگین نماید با غبان صورت
بقائے نیست در دنیاے فانی اہل صورت را — کہ این صورت چو شد آخر از چشم جہان صورت
گر از چشم تعلق صورت اول شود غائب — دگر پیدا کند از غیب خلاق جہان صورت
جہان ہر وقت نقش تازہ میسازد عیان ہندی — کند دور زمانہ تازہ ظاہر ہر زمان صورت

اس طرح ملک کے جو دعا ملکہ رنگین ادا نے کی پلٹ کے دیکھا کہ سماک بے مقام پہ نہیں مثل برج سنبل رنگی
کہ سماک پر کیا گذری سماک کیا ہو گیا ہاے مین آقاے نامدار کو کیا منھ دکھاؤنگی فرمائین گے کیا اعیار کیا ہوا
خداے مجکو وقت پر پہونچا یا اسے دکھا یا مین نے رہا کیا اس ساحر نے جو یہ حالت دیکھی پکار کر آواز دی او
چھوکری تجھے ایسی سیکڑون کو سحر کرنا سکھا دیا تیری کیا شامت تھی کہ بیٹھے بٹھائے اُن لوگون کی شریک
ہوئی جنکا ملک و مال بھی قریب نہین اور مسلمانون مین آج تک کوئی ساحر بھی نہین ہوا البتہ ہماری قوم
مین بڑے بڑے ساحر ہو گئے ہین مثل کشمش و دوامہ جنکے نام سے چراغ جلتے تھے رنگین ادا نے کہا لا حول کیا
کیا بیہودہ بکتی ہے کہ ہم اُن لوگون کے شریک ہوے کہ ساحر نہین مگر ساحر کش ہین بڑے بڑے دیو ہین
آگ لگا دی لاکھون ساحر مارے ساحرون کو مٹاتے چلے آتے ہین کسکی مجال ہے کہ قصد فتح طلسم ہفت پیکر
کرتا اب طلسم ہفت پیکر والے اپنی جان کو رو رہے ہین اب یہ طلسم فتح ہوگا خوش آہنگ نے جواب دیا اب
تو اپنی جان بچا دیکھ میرے سحر سے بچو دونون مین بعد کلام سحر ہونے لگے خوش آہنگ نے آگ برسا دی مین بلا دی
دریا نے جوش مارا مچھلیان بھی بھری ہین خشک ہی نکلے پانی منھ سے چھوڑتے ہین رنگین ادا اپنے کو بچاتی ہر
ایک مقام پہ چلا کر خوش آہنگ نے بال سر کے نوچ جھونی سے کچھ اُس کے دانے نکالے یا نون
لا کر پھینک مارے ملکہ رنگین ادا نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری اُن بالون کو کاٹا اُنمین سے دھوان
نکلا رنگین ادا پیچھے ہٹتی ہے کہ دھوان بھکونے لگے لیکن دھوئین نے اسقدر ترقی کی کہ دھوئین مین
غرق ہو گئین لڑکھڑا کے گرین بیہوش ہو گئین یہ ان منہ دل دردمند خوش آہنگ نے نعرہ کیا چھری کمر سے کھینچا
چاہا کہ بڑھکر رنگین ادا کا سر کاٹ لون رنگین ادا کی آنکھین تو کھلی ہین حیران و پریشان طرف آسمان
کے دیکھتی ہین کہ ای پروردگار کیونکر بچاؤنگا کبھی دل سے پکار اُٹھتی ہے کہ اے رب بے نیاز مالک خالق انسان
افسوس ہے کس مقام پر موت آئی یقین ہے کہ کوئی جنازہ بھی نہ اُٹھائے گا نہ غسل و کفن کمائین مگر خوش آہنگ

خنجر کھینچے ہوئے آئی کہ پہلو سے آواز آئی ای خوش آہنگ کیا کرتی ہو ایسی محبوبہ کو قتل کرنا چاہیے
یہ میرے پہلو میں سوئیگی اسکو اپنی معشوقہ بنائینگے پلٹ کر خوش آہنگ نے دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو بغل میں
لگاتا ہوا آتا ہی چاہتا ہو دوڑ کر رنگین ادا کو اٹھا لوں کہ خوش آہنگ نے آواز دی میاں زنگی صاحب
آپ کون ہیں جو اسکے خواہان ہیں زنگی نے کہا کہ ہم مصاحب ہفت پیکر ہیں اس وقت حکم ہوا کہ اپنی
معشوقہ کو جا کر قبضے میں کر دخوش آہنگ قتل کیا چاہتی ہو میں نے پوچھا رنگین ادا نے کیا خطا کی
خداوند نے کہا کہ شریک مسلمانان ہوئی تم جا کر اسکا دل صاف کرو اور معشوقہ پر قبضہ کرو جب میں نے
سب دریافت کر لیا تب یہان سے چلا اب ہٹ جا میں اسپر قبضہ کرون خوش آہنگ نے کہا کہ میں سے
قتل کرونگی میں نے ایسا ہی سحر کیا تب یہ گری بڑی ساحرہ زبردست ہو زنگی نے کہا کہ ای خوش آہنگ
تو نے ایسی جاؤن بچالی دیکھ خود خداوند آتے ہیں خوش آہنگ پلٹی زنگی نے جھپٹ کر خنجر مارا
خوش آہنگ کا شکم چاک قصہ پاک نعرہ کیا کہ منم سمک بلدانی اب تو رنگین ادا اٹھی کہا کہ ای
سمک بڑا کام کیا میرا تو خاتمہ کیا تھا مگر زندگی شرط ہو خدا نے بچایا عین وقت پر تم ہوپنچے چلو اب آپ قابیزار
ہونگے انکے سامنے سے اٹھا لائی ایسی باتیں کرتے ہوئے دونوں چلے رستم پریشان بیٹھے ہیں کہ سمک کو کوئی
ساحرہ لے گیا رنگین ادا تلاش میں گئی ہو ہرکارے دوڑ دوڑ کے جاتے ہیں اور پلٹ کے آتے ہیں عرض
کرتے ہیں کہ ای شہریار کہیں پتہ نہیں ملتا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سمک اور رنگین ادا چلے آتے ہیں
رستم کھڑے ہو گئے سمک آکر قدموں سے لپٹ گیا رنگین ادا نے سب کیفیت بیان کی رستم نے حکم دیا کہ
لشکر یہان سے اٹھاؤ رنگین ادا نے عرض کی کہ ای شہریار میں عرض نہیں کر سکتی حضور جو جلدی کر رہے ہیں کہ طلسم
ہفت پیکر پر جلد ہوپنچوں یہ غیر ممکن ہو روکنے والے روکینگے علمشاہ نے کہا کہ ہمارا تو قصد ہی تھا اپنے کو
جلد جو بچائیں قاسم کو رہا کریں ایسا نہ ہو کہ دشمنوں کا ہاتھ پہونچے قاسم اپنے کو ہلاک کرے بڑی
مشکل کی بات ہو فوراً حکم ہوا کہ لشکر تیار ہوا آلا گرد و بالا گرد تیار ہو کے سامنے آئے رستم پشت مرکب پر سوار
ہوئے نوبت نقارے بجاتے ہوئے چلے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا گینڈے پر ایک پہلوان سراپا آہن میں
غرق پشت پر کئی لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل لشکر رستم کو دیکھکر عیار سے اشارہ کیا دریافت کر یہ
لشکر کسکا ہو عیار نے آکر دریافت کیا پہلوان سے جا کر بیان کیا کہ علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران
برائے فتاحی طلسم ہفت پیکر جاتے ہیں یہ سنکر وہ پہلوان بہت ہنسا کہا خداوند ہفت پیکر نے ایسے بہتیرے پیدا کیے

کو اپنے پیدا کرنے والے کو نہیں پہچانتے انھیں کے ملک ویران کرنے جاتے ہیں کیسے بندے ہیں کہ اپنے
پیدا کرنے والے سے نہیں ڈرتے ای عیار جاکر پسر حمزہ سے کہدے کہ اب آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کریں
میں خداوند سے وعدہ کر آیا ہوں کہ مشکیں باندھ کر طلسم کشا کی لاؤنگا اب آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کریں
گرز وغیرہ چھین لونگا اب لشکر شہریار کا ذکر سنا ہوگا کہ سرحد طلسم ہفت پیکر میں ایک پہلوان جسکا نامی
جسکا شہباز بلند پرواز ہے وہ میں ہی ہوں یہ لشکر گینڈے آگیا اور عیار شہباز بلند پرواز کا اپنے آقا کے یہ
معاملات سنکر خاموش ہو رہا اگر رستم سے کچھ نہ کہا ادھر رستم ٹھہر گئے بارگاہ استادہ ہوئی شہباز گرتا ہوا اپنی
بارگاہ میں آیا بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات
نیب شمشیر مردان عالم کے کٹی لیلائے شب نے نقاب چہرے سے اٹھائی رستم نے اٹھکر نماز پڑھی سلاح
جسم پر آراستہ کیے نکل کر گھوڑے پر سوار ہوئے سمک رکاب تھامے ہوئے ہمراہ ہوا تمام لشکر پشت پر علم زنگاری
کے پھریرے کا سر پر سایہ دونوں لشکر میدان میں پہونچے صفیں جمیں فوجیں آراستہ ہوئیں میمنہ میسرہ
قلب جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ ہوئی نقیبوں نے نقابت کی گرد کیت کردہ کا لکر چہرے کہ شہباز نے ہودے پر
ہاتھ ڈالا چاہا کہ گینڈے کو بڑھاؤں گینڈا بد لگامی کرنے لگا شہباز نے غصے میں آکر ایک گھونسا مارا کہ
گینڈے کا سر پھٹا دیکھنے والے ششدر گئے پلٹ کر فوج والوں کو آواز دی کہ اور گینڈا لاؤ دیکھنے والے بیچارے لشکر
اسکی بدمزاجی پر کانپ گئے کہتے تھے شہباز بڑا صاحب طاقت ہے ایک گھونسے میں گینڈا مرگیا ایسے پہلوان
نگاہ سے نہیں گذرے سب طرف سے تعریفیں ہو رہی ہیں شہباز کھڑا جھوم رہا ہے کہ دوسرا گینڈا سامنے
لاکر ہو نچایا جست کر کے گینڈے پر سوار ہوا گینڈا آرام سے ہوا میدان میں آیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ
خدا پرستان جسے تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے رستم نے مرکب مہمیز کیا مگر رنگین! داکو بلا کے فرمایا کہ ای ملکہ فتح و
شکست خدا کے اختیار ہے اگر ہماری شکست بھی ہو تو تم دخل نہ دینا کہا بہت اچھا ملکہ رنگین ادا
علیحدہ ہوئیں رستم نے استرالا کبود کو بڑھایا تین جھکوں میں گھوڑا مقابلے میں پہونچا بعد نگاہ شہباز نے
بہ نگاہ غور رستم کو دیکھا زانو پر اپنے ہاتھ مارا ہونٹھ کاٹنے لگا کہتا تھا کہ مقام افسوس ہے ای جوان تو نے
کچھ اپنے حسن و جمال کا خیال نہ کیا اتنے بڑے طلسم پر چلا آیا کچھ خوف نہ کیا رستم نے جواب دیا کہ مردان
عالم کو کہیں خوف ہوتا ہے جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا شہباز کو یہ سنکر غصہ آیا نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کے بعد رستم نے نیزہ ہاتھ سے شہباز بلند پرواز کے نکالا

شہباز نے غصے مین آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کاوی رستم جب اس تلوار کا وار کیا حریف کے دو ٹکڑے کیے اگر
پہاڑ پر مارون تا بہ تیغ کاٹون یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اگر تلوار جو آکر گری
سپر کے دو ٹکڑے ہوے چاہا اپنے کو بچاؤن مگر تلوار جو گری سر اسکو زخمی کیا علشاہ نے دستانہ مارا تیغ چھنا
کے سر سے نکلا چادر خون کی چہرے پر آئی مخمودی کے رومال سے چہرے کو پونچھا خبردار کہکے ہاتھ مارا
اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو پڑی سپر کٹی وہانسے تلوار جو گری سر شہباز کو بھی زخمی کیا اگرتیغ پیلتن
دست زبردست رستم عالیشان تلوار جو سر سے نکلی گینڈے کی گردن قلم ہوئی اہل فوج نے جانا ہمارے
افسر کو مار لیا لینا لینا کرکے اکڑ سے ادھر سے آلاگرد و مالاگرد وہا چڑھے دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی
جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی افسر ہاتھ سے رستم کے واصل جہنم ہوے لیکن بسبب زخم سر کے خاوش
ہین غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے مرکب نے جو اپنے راکب کو
شکست پایا دولتیان مارتا ہوا کسی کو منہ سے چبا لیا شانہ توڑ ڈالا اس طرح رستم کو لیکر نکل گیا بعد
تھوڑے عرصے کے شہباز کو بھی غش آنے لگا اسنے بھی یہی حرکت کی گینڈا اسکو بھی لیکے نکلا یہان لشکرون
مین پہر دو پہر تلوار چلی آخر کو بمجبوری طبل امان بجے دونون کو گمان اپنے افسرون کے قتل ہونے کا ہوگیا
دونون لشکر طبل امان بجوا کر پلٹے مگر ہرکارون کو حکم ہی کر تلاش کرو آقا کا پتہ لگاؤ یہان آلاگرد و مالاگرد
جو پلٹ کر آئے سمک عیار سے کہا کہ آقا کا نشان نہین ملتا معلوم ہوتا ہی اُس شہریار کو گھوڑا میدان سے
نکال لیگیا سمک اسی وقت تلاش کے واسطے روانہ ہوا اور ہرکارے بھی چلے شہباز کا لشکر جب پلٹ
کے آیا افسرون نے آپس مین صلاح کی عقل سے دریافت کیا کہ گینڈا افسر کو کسی جانب نکال لے گیا ہرکارے
یہانسے جائین لشکر مسلمانان مین دریافت کرین اگر معلوم ہو کہ لشکر مسلمانان مین پہنچ گئے ہون تو حیلہ کرکے
نکال لائین افسران فوج کفار نے بھی ہرکارے روانہ کیے جانبین سے ہرکارے تلاش مین دونون جوانون
کی چلے اوّل حال رستم کا تحریر ہوتا ہی کہ انکو گھوڑا جو لیکر جنگ گاہ سے نکلا ہا ہوے دلیران کی صدا کان مین
بھری ہوئی بھاگا بھاگا لیے ہوے جاتا ہی دہشت کان مین بھری ہوئی رستم بیہوش ہین چار پہر رات مرکب نے
رہروی کی صبح کو ایک بیشۂ سبز و خرم مین پہونچا ایک چشمہ ملا اُسپر پانی پی کر گھوڑے نے دو چار جھٹکے کھائے
کے کیمائے بدن کو جنبش دی ماہ اوج صاحبقرانی پشت زین سے اوپر زمین کے گرے مرکب اصیل تھا
گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخمون کو چاٹتا ہی چاہتا ہی کہ آقا میرے اُٹھین رستم بیہوش ہین آخر گھوڑا

مجبور و ناچار ہوا چار میں مصروف ہو گیا رستم بیہوش پڑے ہیں دو گھڑی کے بعد چند نازنینان زہرہ جبین و
مہ جبینان مہر تمکین سیر صحرا کرتی ہوئیں آگے ایک تاجدار تاج بے بہا سر پہ دھرے جواہر میں غوطہ زن. وہ
رشک چمن ہنستی ہوئی سب کے آگے آگے چلی آتی تھی ایک کنیز کی نگاہ جو رستم پر پڑی دوڑی ہوئی سامنے ملکہ کے
آئی عرض کی کہ کسی ظالم نے ایک آفتاب تابان و ماہ درخشان کو تلواروں سے چور چور کرکے زیر نخل ڈالدیا
ہے مرکب بھی اُسکا چر رہا ہے یہ سنکر اُس شہنشاہ خوبی نے پلٹ کے طرف رستم کے دیکھا حقیقت میں ایک
چاند کا ٹکڑا خون میں بھرا ہوا زیر نخل بیہوش پڑا ہے دیکھتے ہی جمال جہان آرائے رستم کو غش کھا کر گری کاندھے
پر وزیر زادی کے ہاتھ رکھکر اپنے کو سنبھالا کہا کہ ارے یہ کن ظالموں نے اس ماہ تابان و مہر درخشان
کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے یہاں ڈالدیا خدا کرے ان کمبختوں کے ہاتھ جلیں ایسے حسین و جمیل کو اس آفت میں
پھنسایا اسے پلنگ لاؤ کنیزیں دوڑ کر پلنگ لائیں ملکہ نے سر میں خود ہاتھ لگایا اب تو سب جا بجا سے لپٹ
گئیں کہتی ہوئیں کہ لونڈیاں حاضر ہیں حضور نہ ہاتھ لگائیں ملکہ نے کہا کہ صاحبو میرا دل بیتاب ہوا جاتا
ہے لیکر ان قزاقوں کو سزا دلواؤنگی اگر انکو سزا نہ ملی بہت پھولیں گے یہی آپس میں ذکر ہوگا کہ قتل کرکے
سرحد شہنشاہ زرین پوش میں ڈالدیا کسنے پوچھا کوئی کیا کریگا ہمارے بزرگوں کی بدنامی ہوگی
اس طرح رستم کو لیکر باغ میں آئیں بارہ دری میں چھپر کھٹ پر لٹایا حکم کیا کہ جراح کو لاؤ جراح جو آگے ملکہ
کے آیا ملکہ نے توڑا اشرفیوں کا رکھدیا کہا اے جراح ایسا علاج کر کہ اس جوان کو صحت ہو پھر خدمت خداوند
ہفت پیکر میں روانہ کریں بڑے مرتبے وہاں ملیں گے قدرت اپنا فرشتۂ رحمت بنائیں گے اور ان جان کا
رتبہ بڑھائیں گے جراح نے جھٹ پٹ زخم کو دھو ٹانکے دیے پٹیاں چڑھا دیں جراح گیا ملکہ رومال
لیکر مکھیاں مگس رانی کر رہی ہیں دوپہر کو وہ لیٹ رہیں پھر اٹھیں رومال لیکر سرہانے بیٹھیں کبھی
تلوے سہلائے کبھی سینے پر محبت ہاتھ رکھا کبھی گھبرا کر آواز دی کہ ارے صاحب آنکھیں کھولو منہ سے بولو
میں گھبرائی ہوں میری بات کا جواب دو یہ کہکے آنکھوں سے اشک حسرت جو ٹپکا ہے وہ اشک گرم عارض پہ
رستم کے گرے رستم نے آنکھیں کھولدیں دیکھا کہ ایک مہ جبین حسین خوش رو خوشخو سرو قد خورشید خدا پاس
بیٹھی ہے بس صورت دیکھتے ہی گھبرا کے اٹھ بیٹھے ملکہ نے کہا کہ صاحب تامل کرو ایسا نہ ہو کہ ٹانکے ٹوٹ جائیں
رستم نے نہ مانا اٹھ بیٹھے ملکہ نے گھبرا کر پلین چھوڑ دی کنیزوں کو معلوم ہوا کہ شاید اس شخص کو ہوش آیا
ملکہ نے پوچھا کہ کیوں صاحب تامل کے واسطے آپ نے اپنی جان دے دی بڑا کمال کیا علت کیا ہے؟

قزاق کیسے قزاقوں کی یہ مجال ہو کہ ہم کو لوٹیں شہباز بلند پرواز سے مقابلہ پڑا ہم کو گھوڑا منکوبہ سے
نکال لایا آپکو پروردگار نے پھر مہربان کیا آپ ہمکو اسکا لائیں علاج کیا ملکہ نے نام شہباز سنکر سینہ پیٹ لیا
کہا کہ صاحبو کیا غضب کی بات ہے میرے باپ کے ہاتھ سے زخمی ہوے یہاں پہونچے صاحب
خدا کے واسطے اب کسی سے یہ ذکر نہ کرنا کہ شہباز کے ہاتھ سے زخمی ہوا رستم نے کہا کہ اگر ہمسے کوئی نہ پوچھیگا تو
کچھ ضرورت نہیں اور جو کوئی پوچھیگا تو جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ملکہ سر جھکا کر خاموش ہو رہیں رستم کو
پھر غش آگیا ملکہ وہانسے اٹھکر صحبت میں اپنی کنیزوں کے آئیں رو رو کر حال سامنے کنیزوں کے بیان کیا
کنیزوں نے عرض کی کہ واری بڑی مشکل کی بات ہے اگر کسی طرح سے خبر آپکے والد نامدار کو ہوگی تو لڑائیاں
اور فساد برپا ہونگے نہیں معلوم کہاں پر لڑائی ٹھنی کہاں یہ زخمی ہوے ملکہ اس فکر میں جب بیٹھی ہیں
خواصوں سے سب ذکر کر دیا ایک خواص جنجل نام اس صحبت سے اٹھی کہتا ہے اگر سوچی اگر انکے باپ کو
اطلاع ہوگی فساد برپا ہوگا بادشاہ کہینگے ہمسے اطلاع نہ ہوئی ہم لوگ گنہگار قرار دیے جائینگے اور
پرسش ہوگی میں جا کر حاکم وقت سے اطلاع کروں کہ ہمارا گنہگار ہونا موقوف ہو جائے ہمسے پرسش نہ ہو
یہ سوچ کر باہر نکلی ڈولی میں سوار ہو کر چلی دو کوس نکل گئی تھی کہ صحرا سے گرد اڑی عقاب نیزہ باز بھتیجا شہباز
کا چچا کے مقام پر بسر حکومت ہے ملا کنیز کو جاتے دیکھا گینڈا روکا پکار کر پوچھا کہ کیوں جنجل
خلاف وقت کہاں جاتی ہو کنیز نے دست بستہ عرض کی کہ میں تو حضور ہی کی تلاش میں نکلی تھی آپ یہاں ملے
گینڈے سے اتر پڑیے کہیے تو میں کچھ عرض کروں عقاب نیزہ باز ہنستا ہوا نیچے اترا کہا جنجل جان
کرو ہم تمہارے کہنے سے ٹھہر گئے کنیز نے دست بستہ عرض کی کہ اے پہلوان دوران واہی گرشاسپ جہان
تمہارے مثل آج کوئی پہلوان نہیں ہے اور جو کیفیت جنجل نے بیان کی یہ سنکر عقاب کانپنے لگا کہا کہ اس
گیسو بریدہ نے غضب کیا دشمن کو گھر میں جگہ دی ابھی چل کے قتل کرونگا یہ کہکے اپنے گینڈا پھیرا طرف
باغ ملکہ کے چلا بارہ سو جوان ساتھ میں آئے پلٹ کر کہا کہ چہار طرف سے باغ کو گھیر لو چہار طرف سے آکے
باغ کو گھیرا رستم ہوشیار ہو کر بیٹھے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی چہار طرف سے سواروں نے جو باغ کو گھیرا
رستم نے کہا کہ ملکہ دیکھو تو یہ کیسی گرد اڑی ہے ملکہ نے کنیزوں کو اشارہ کیا کنیزیں دوڑتی ہوئی گئیں
تھوڑی دیر میں گھبرائی آئیں عرض کی واری غضب ہوا جنجل خواص نے جا کر آپکے بھائی صاحب
سے اطلاع کی ہے جو منع کیا تھا کہ کسی کو خبر نہ ہو وہ ممکن نہ ہوا خبر اسکو ہو گئی ملکہ کو سناٹا آگیا

رستم نے کہا کہ مرکب ہمارا تیار کرو ملکہ نے بھی چہرے پر نقاب ڈالی بارہ سو خواصوں سے ملکہ رستم کے ہمراہ
ہوئیں رستم پلٹ کے فرمانے ہیں کہ ای ملکۂ عالم برائے خدا صبر کرو دل پہ جبر کرو ہم ابھی مقابلہ کرکے آتے ہیں
ملکہ رونے لگیں کہا ای شہریار ایک ہاتھ تلوار کا لگانے جائیے گا بار ہماری گردن سے اترے سے فراغت
پا جائیں علمشاہ نے کہا کہ ای ملکہ میں ابھی زیر کرکے اسکو آتا ہوں ملکہ رونی لگیں رستم نے گھوڑا
ترچھا کرکے دروازے سے نکالا باہر بڑھ ہوا وہ دروازہ کھلا سب سوار و پیدل غل مچانے لگے علمشاہ کا
گھوڑا طرارہ بھر کے باہر آیا عقاب نیزہ باز نے رستم کو دیکھا گینڈے کو بڑھایا قریب آیا صورت دیکھا
دیکھکر عاشق ہوگیا پکار کر آواز دی کہ ای جوان مجھے تیرے حال زار پر رحم آتا ہے میرے سامنے سے
چلا جا میں معاف کرتا ہوں رستم نے کہا کہ ای عقاب اب زیادہ بلند پروازی نہ کر دیا نہ ہو
خلاف عقل ہو بہتر یہ ہے کہ لشکر کشی کرکے آئے ہو اب مقابلہ شروع کرو زبان تیرے کلام کرو یہ سنکر عقاب
نے گینڈے کو پھیر کیا خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ
چلنے لگا ایک مقام پر گانسہ کر علمشاہ نے چنبیر مار کر نیزہ نکال دیا عقاب نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر لیا الجھائے سے ہاتھ نکال کے ہاتھ مارا
عقاب نے گردہ سپر کا آگے کر دیا تلوار جو تڑپ کر گری سپر کو کاٹا خود پر گری خود آہنی کو کاٹا دانے
جو گری سر پہ پڑی کہ دو انگل سر میں در آئی اسنے وہ نہ مارا تیغہ جھٹکے نکالا جا در خون کی عقاب کے
چہرے پر آئی کئی مرتبہ اسنے قصد کیا کہ ہاتھ تلوار کا ماروں رستم نے کہا کہ ای عقاب ہمارے تمہارے کشتی ہو
زور میں جو زیر ہو عقاب خیال کرتا ہے سر میرا زخمی ہے ایسا نہ ہو کہ ابکی جان جائے یہ جوان فنون سپاہ گری میں
کامل و اکمل ہے کسی مقام پر کمی نہ کریگا آج میں شب کو زخم دوزی کراؤں کل اس جوان سے مقابلہ کروں اور
رستم نے بھی عقاب سے کہا کہ جاؤ ہمنے تمکو ایک شب کی مہلت دی کل مقابلہ ہوگا عقاب زخم کو باندھتا
ہوا پلٹا اسی مقام پہ بارگاہ استادہ کراکے اتر پڑا خیمے میں داخل ہوا علمشاہ خون تلوار کا پونچھتے ہوئے باغ
میں گئے ملکہ بیقرار ہو رہی تھیں رستم کا آنا غنیمت ہوا کہا کہ کیوں صاحب اس مکار نے مہلت لی ہے
کل کے روز دیکھیے کیا کرے علمشاہ نے کہا کہ جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا لیکن عقاب نیزہ باز جو پلٹا اکیلا
بارگاہ میں آیا بیٹھ کر رونے لگا عیاروں کا کمننگ مکار ہے تھوڑی دیر کے بعد جو اسنے خیال کیا کہ آقا اکیلے بیٹھے
ہیں در بارگاہ پر آیا پکارا کہ غلام حاضر ہو عقاب نے آواز دی کہ آؤ عیار اندر آیا دیکھا عقاب نیزہ باز

بیٹھا ہوا اور پاہی قدموں سے لپٹ گیا کہا کہ آقا خیر تو ہی آج آپ کو بہت پریشان پاتا ہوں غلام سے
حال کہیے کہ یہ حقیر کچھ فکر کرے عقاب نے کہا کہ ای کلنگ صاف یہ ہی کہ وہ مجھسے زبردست ہی آج میں نے
جان بچائی کل سامنا پڑیگا سر میرا کاٹ لیگا میں چاہتا ہوں کہ اب میں مقابلہ نہ کروں کلنگ نے
عرض کی کہ کچھ بات نہیں غلام اُسکو پکڑ لائیگا قید کرکے قتل کیجیے عقاب نے موتیوں کا مالا گلے سے
اُتار کر کلنگ کو دیا کلنگ اپنے مقام سے اُٹھا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت بدلی ایک
بڈھے کی شکل بنکر پشت باغ سے کمند مار کے اندر باغ کے آیا صحن باغ میں دیکھا کہ رستم سو رہے ہیں
کنیزیں بھی سو گئیں کلنگ گرتا پڑتا برابر چھپر کھٹ کے پہونچا روشنی گل کر کے کنپٹی میں دارو بیہوشی
رکھی چاہا کہ دماغ میں لگاؤں کہ رستم نے آنکھ کھول کر کہا کہ ارے تو کون ہی کلنگ بھاگا رستم اسکے
پیچھے دوڑے برابر دیوار کے کلنگ پہونچا جست کر کے دیوار پر گیا رستم بھی دیوار پر آئے وہ کودا رستم
بھی کودے آگے کلنگ بھاگا تعاقب میں علشاہ چلے ایک صحرا میں رستم نے پہونچکر کمان کیانی
دوش سے اُتاری پلٹ کے جو کلنگ نے دیکھا کہ یہ جوان تیر مارا چاہتا ہی بھاگوں تھرا کر ٹھہر گیا
کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی میں اپنے آقا کے حکم سے آیا تھا ورنہ میری مجال تھی کہ میں آپ کو چرانے آتا
امیدوار ہوں کہ میری خطا معاف کیجیے چاہتے ہیں رستم کہ کچھ جواب دوں صحرا سے گرد اُڑی
عقاب نیزہ باز گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتا ہی دور سے عقاب نے دیکھا کہ رستم نے کمان کاندھے
سے اُتاری تیر بجر کمان میں پیوست کیا چاہتے ہیں کہ تیر ماروں اور کلنگ منتیں کرتا ہی کہ مجھے معاف کیجیے
مگر رستم نہیں مانتے آقا کو جو آتے ہوئے دیکھا پکار اٹھا کہ ای آقا اس نادار غلام کو بچائیے عقاب نے
وہیں سے گھوڑا بڑھا دیا سامنے رستم کے پہونچا نیزہ پکڑ کر جھپٹا رستم نے کہا کہ ای عقاب یہ خیال
نہ کرنا اگر نیزہ مار دیا اور میں زخمی ہوا تو تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا عقاب نے کہا کہ اب میرے آپکے
یہیں مقابلہ ہو جو زیر کرے مغلوب غالب کی اطاعت کرے ای کلنگ جا کر ایک گھوڑا اور لاؤ عیار
بھاگا تھوڑے عرصے میں لا کر گھوڑا حاضر کیا علشاہ گھوڑے پر سوار ہوئے سامنے عقاب کے
آئے آپس میں نیزہ چلنے لگا تھوڑے عرصے میں علشاہ نے نیزہ اسکا نکالا اُسنے قبضۂ شمشیر پر
ہاتھ ڈالا علشاہ نے تیغ گیتی‌ستان نیام انتقام سے کھینچا آپس میں تلوار چلنے لگی کئی ہاتھ رد و بدل ہوئے تھے
کہ رستم نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لوں عقاب نے گریبان پر

ہاتھ رکھا علشاہ و عقاب سے کشتی ہونے لگی ہر مقام پر عقاب چاہتا ہے کہ رستم کو زیر کرون ممکن نہین
ایک مقام پر رستم عقاب کو لے دوڑے اور آواز دی کہ او ظالم ستم جا بہ کہے کہ بلا کا دونون گھٹنے
آشنا بہ زمین ہوے کہ زنجیر مین ہاتھ ڈال کے نعرۂ تکبیر کر کے زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور
مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اگر پٹک کر مارا چاہا رون خانے چپت اچک کر رستم چھاتی پر سوار
ہوے مروڑ کر مشکین باندھین طرف باغ کے لے چلے کلنگ نے جا کر فوج مین خبر کی کہا کہ رستم
نے عقاب کو زیر کیا لیے جاتے ہین اہل لشکر اپنے اپنے مقام سے اٹھے بارہ ہزار سوار جرار تیار ہو کر
چلے راہ مین آ کر رستم کو گھیرا رستم نے تلوار کھینچی تلوار چلنے لگی وہ چاہتے ہین کہ رستم سے اپنے آقا کو
چھین لین رستم عقاب کو بچاتے ہین ایک مقام پر فوج والون نے بلوہ کیا ایک نے ہاتھ تلوار کا مارا
علشاہ نے اسکو جواب دیا رستم نے خالی دیکر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے دس بارہ پہلوانون نے مل کر اپنے
آقا کو چھین لیا ملکہ کو خبر پہونچی کہ رستم تنہا لڑ رہے ہین عقاب کو فوج والون نے چھین لیا اب
چاہتے ہین رستم کو گرفتار کرین طاقت بیزار ہو مین خواصون سے کہا کہ اری کمبختو یہ وقت جانبازی
سر فروشی ہے اس وقت چل کر مدد کرو یہ کہکر نقاب چہرے پر ڈالی بارہ سو کنیزین گھوڑیون پر سوار ہو کر سامنے
آئین کہا حضور چلین لونڈیان موجود ہین یہان علشاہ پر وقت تنگ ہے چار جانب سے تیر برس رہے ہین
علشاہ ہمہ تن چشم بنے ہوے لڑ رہے ہین اپنے کو بچاتے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی رستم نے ایک
نقابدار کو دیکھا بارہ سو سوار ساتھ آ کر پہونچا فوج عقاب پر گرا فوج عقاب پر وہ حملے کیے کہ کتنی سو
آدمی مارے لڑتا بھڑتا چاہتا ہے برابر علشاہ کے پہونچون رستم نے قیامت برپا کر دی افسر جن کے
مارے ایک مقام پر نقابدار نے عقاب کا مقابلہ کیا نیزہ مارا عقاب نے گلو گاہ پہ ہاتھ ڈال کے نیزہ توڑ ڈالا
نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا عقاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جیسے ہی نقابدار کا ہاتھ پڑا سپر عقاب کی
کٹی دو انگل زخم سر مین آیا عقاب نے تلوار کو سر سے ودستانہ مار کے نکالا اور ادھر سے ہاتھ نقابدار کو
مارا نقابدار کا بھی سر زخمی ہوا نقاب جو چہرے سے ہٹی چاند نکلا ابر سے نکل آیا رستم کی جو نگاہ پڑی
ملکہ کو دیکھا کہ سر سے خون بہ رہا ہے غصے مین عقاب پر جا پہنچے فرمایا کہ او نامرد اسی کا نام جرأت
وشجاعت ہے رستم پر عقاب برس پڑا رستم خالی دے رہے ہین ایک مقام پر رستم نے خبردار کر کے
ہاتھ تلوار کا مارا عقاب نے سپر کو اٹھا دیا یا خیر سپر پہ تلوار چلی تھی یا زرہ تنگ اس کر کی کوہ لنگ کے

بوسہ دیا غریو ہوا کہ عقاب مارا گیا فوج والون نے بمشکل لاشہ اُسکا اپنے قبضے مین کیا طرف صحرا کے
بھاگے رستم و ملکہ نے تعاقب کیا آخر وہ لوگ نکل گئے علشاہ و ملکہ اب اُس صحرا سے واپس ہوے
چلیجاتے وقت رات کی تاریکی مین رستہ فراموش ہوتا ہی جاتے ہین قلعے مین پہونچین ہین چل کر ہین قلعہ
اسلام آباد رعایا دل شاد ہو یہ سوچتے ہوے چلے جاتے ہین ایک مقام پر پہونچکر رونے کی آواز آئی کہ ای
فلک کجرفتار وای گردون غدار تم سے ملک الموت کو کہ میری قبض روح کرے یا اپنے آقا کو پاؤن رستم
نے کہا کہ یہ آواز سمک کی ثابت ہوتی ہے یہ کہکے گھوڑے سے اُترے آواز دی کہ ای یار وفادار وای
مونس غمگسار تو کس مقام پر ہے مین تیرے پاس آنا چاہتا ہون ملکہ نے دیکھا کہ زد غم تلخستان سے ایک عیار
جھپٹ کر دوڑا رستم سے بہ اشتیاق لپٹ گیا بلک بلک کے روتا تھا کہ ای آقاے نامدار وای مولاے
قدرشناس فلک نے امید شادی کھی اب قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی علشاہ بھی برادر برادر
کہکے رو رہے ہین ملکہ ماہ یہ ان سے کو دین چند کنیزین دوڑ ہین آکے دیکھا کہ عیار و سردار لپٹے ہوے
رو رہے ہین دونون کو جدا کیا عیار نے عرض کی کہ قلعے مین تشریف لے چلیے جس وقت وہ لوگ
سنین گے کہ عقاب مارا گیا آپ کی اطاعت کرینگے غاشیہ علم کو دوش ہوش پر رکھ کے مانند غلامان
حلقہ بگوش عازم خدمت رہینگے رستم نے کہا کہ ای برادر آگے بڑھو سمک آگے بڑھا ملکہ و رستم و کنیزین
عقب مین سمک کے چلے تھوڑی دیر کے بعد ایک قلعہ معلوم ہوا نگہبان دوربینین ہاتھ مین لیے ہوے
طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین یہ بھی امید ہے کہ دیکھین خداوند ہفت پیکر کیا دکھاے اس سوچ مین
سب گرفتار تھے کہ نگاہ پڑی ایک عیار جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے عقب مین ایک جوان آفتاب جمال
پشت پر کئی سوار گھوڑون کو اُڑاتے ہوے اسی طرف آتے ہین دیدبان نے پکار کر آواز دی کہ ای
آنیوالے قلعے مین آنے کا ارادہ نہ کرنا سمک رُکا پلٹ کے طرف رستم کے دیکھا رستم نے مرکب بڑھایا
آواز دی کہ ای شیدا ای بابل قلعے کا پھاٹک کھولدو ہم قلعے مین آملین گے یہ جو رستم نے کہا اُسنے گولہ
مارا رستم نے خالی دیا اور گرز پر ہاتھ ڈالا رنگین زمرد پوش نے بڑھکر عرض کی کہ حضور غصہ نہ کرین
ہمین ان سب کو بھاگنے دیتی ہون اُس غصے مین رستم نے یہ کہا کہ تمھین کیا دخل ہے ملکہ کانپ گئین
پیچھے ہٹین رستم نے مرکب پر کوڑا کیا گھوڑا بڑھایا اور چلا کر آواز دی کہ او بیحیا دیکھ تجھے آگاہ نہین ہم سے ماہر
نہین بس کو بے مانے کا کیا باعث راہ مین جاتے تھے یہ قلعہ سامنے پڑا قلعے کی راہ سے جائین تم کو ہے

باعث فساد کا کیا ہے کسی نے جواب نہ دیا گولے مارے گئے رستم نے گھوڑا اڑایا ملکہ کو منع کیا کہ تم کنارے
ہو جاؤ میں اسی وقت قلعہ لیتا ہوں یہ کہکے گھوڑا مہمیز کیا جو گولہ سامنے آیا گرز مار دیا کہ گولہ اُلٹا پلٹ کر
خندق پر گرا ایک آدھ کنگرہ قصر کو جا کر برباد کیا اسی طرح گولوں کو رد کرتے ہوے برابر خندق کے پہونچے
گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا خندق کو پھاندا برابر پھاٹک کے آئے گرز مار کر پھاٹک توڑا رستم اندر گھس گئے
اہالی قلعہ لڑنے لگے تاجدار جو اُن سب کا افسر ہے تخت پر سوار غلغلہ کرتا ہوا آیا کہا اے نامردو ایک شخص
اکیلے نے قلعہ فتح کر لیا گھیر کر اسکو مارو چار طرف سے فوجیں دباؤ ڈالتی ہیں رستم مصروف شمشیر زنی ہیں
سمک حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہے جہاں پڑا ایک حقہ ضائع ہوا لیکن جب پھٹا دس بیس کو جلا گیا کسی
حقہ سمک نے دغا کی ہزار جل کر گرے رستم لڑتے ہوے قریب تاجدار کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا
رستم نے بارھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کر اُٹھایا سر سے بلند کیا
چاہا کہ زمین پر ماروں اُس تاجدار نے بیقرار ہو کر آواز دی کہ اے شہریار الامان فرمایا امان بشرط ایمان
اُسنے کہا کہ جب تک زندہ ہوں گردن تابی نہ کرونگا رستم نے تاجدار کو ہاتھ سے رکھدیا تاجدار نے جو
یہ شجاعت و مہربانی دیکھی بہت خوش ہوا گرد پھرتا تھا کہا اے شہریار دارالامارہ میں تشریف لے چلیے غلام
کو سرفراز فرمائیے علمشاہ ساتھ تاجدار کے دارالامارۂ شاہی میں آئے اُس تاجدار کو زبردستی تخت پر
بٹھایا ساتھ والوں سے تاجدار نے کہا کہ اس شہریار کی خاطر کرو سب ملازم خاطرداری میں مصروف
ہوے کہ ایک چوبدار نے بڑھکر تاجدار سے کہا کہ در دولت پر ایک شتر سوار حاضر ہے کچھ کاغذ لایا ہے
تاجدار نے کہا کہ بلالو وہ شتر سوار کاغذ ہاتھ میں لیے ہوے اندر آیا پایہ تخت کو بوسہ دیا کاغذ ہاتھ پر رکھ کے
پیش کیا اور عرض کی کہ ابھی حضور نامہ پڑھیں اور جواب نامہ دیں تاجدار نے نامہ کھولا نامے کو پڑھا کاغذ پڑھکر
سناٹے میں آگیا کئی وزیروں کو بلایا انسے بھی صلاح کی اُن سب نے موافق تحریر کے ہدایت کی تاجدار جب
بیٹھا ہی بعد چند وہانکے تخت سے اُٹھا عیاروں کو چھپا اشارہ کیا عیار دفعتاً وزرا بھی اپنے مقام سے
اُٹھے تاجدار خود جام شراب لیکر حاضر ہوا علمشاہ سے عرض کی کہ اسے نوش فرمائیے رستم نے ہاتھ بڑھایا
جام لیکر نوش کیا دوسرا جام اُسنے سمک کو دیا سمک بھی پی گیا تیسرا جام تاجدار نے سامنے پیش کیا
وہ بھی کچھ عذر نہ کر سکا تینوں آدمی جب جام پی چکے تاجدار نے آواز دی کہ اے رستم تمہیں کچھ خوف
خداوند ہفت پیکر نہ آیا یہ سرحد اُنکے بندوں سے معمور ہے جدھر جاؤگے اُنھیں کے بندوں کو پاؤگے

یہاں لنسے بچنا دشوار ہے بہتر یہ ہے کہ قدرت کو سجدہ کرو رستم نے بقہر و غضب تمام اُس بادشاہ کی جانب دیکھا
سمک نے عرض کی ای شہریار بیہوشی مجکو اور آپ کو ملی چلی اور نقابدار کو سمک نے اشارہ کیا کہ آپ سے
کچھ تدبیر رفع دارُوے بیہوشی کی ہوگی نقابدار نے اشارہ کیا کہ ای سمک نہ گھبرا اُدھر علشاہ کے دیکھکر
خاموش ہوا نقابدار کچھ چپکے چپکے اسم سحر پڑھنے لگا جب علشاہ اور تاجدار کے باتوں میں تکرار ہوئی
علشاہ اپنے مقام سے تیغ کھینچ کر اُٹھے لڑکھڑا کے گر پڑے سمک بھی ہاں ہاں کر کے اُٹھا وہ بھی بیہوش ہوا
ان دونوں کے گرتے ہی تاجدار نے اشارہ کیا کہ گرفتار کرلو نقابدار تلوار کھینچ کر اُٹھا کہا کیا مجال کہ جو کوئی
اس شیر کو گرفتار کرے نقابدار لڑنے لگا مصروف جنگ ہوا کسی کو قریب نہیں آنے دیتا تاجدار نے
کہا کہ او نقابدار تو کیوں دخل دیتا ہے اس جوان کے بارے میں حکم خداوند ہفت پیکر ہے کہ گرفتار
کرکے جلد ہمارے پاس روانہ کرو نقابدار نے کہا کہ کیا مجال ہے کہ شہزادہ تلوار کھینچے ہوئے گرد رستم کے
پھرنے لگا سمک کو بھی بچاتا ہے کہ ایسا نہ ہو سمک کو کوئی قتل کر ڈالے نقابدار مثل برق چمکتا ہے مگر
کسی کو قریب ان دونوں کے نہیں آنے دیتا تاجدار نے جو نقابدار کو اس طرح آتا دیکھا آواز دی
کہ کل فوج کو حکم دو کہ بلوہ کرکے نقابدار کو بھی پکڑ لیں یہ جو تاجدار نے کہا سب بلوہ کر کے چلے باہر سے
پلٹنیں رسالے اندر گھس آئے کافر پکارنے لگے کہ ارے نقابدار تلوار پھینکدے جو شاہ کہتے ہیں وہ قبول کر
نقابدار نے بنگاہ قہر طرف پلٹنوں کے دیکھا اور جھولی میں ہاتھ ڈالا جیب سے ... کا دانہ پھینکا جلنے لگا پانچ چار
ہزار آدمی جل کر خاک ہوئے اب نقابدار یہ جلوہ ہے تقلیبہ سحر کرنے لگا جب سحر کیا سو دو سو مر کر گرے
اور زیادہ ہنگامہ ہوتا ہے مرنے کی آوازیں آنے لگیں کئی ہزار آدمی مارے گئے نقابدار گرد رستم پھرا ہے
اوّل میں جو لکھا ہے کہ نقابدار کچھ چپکے چپکے پڑھنے لگا مراد یہ تھی کہ میرے اوپر بیہوشی کی تاثیر نہ ہو اُسکی
ذات خاص پہ بیہوشی نے تاثیر نہ کی لڑ رہا ہے علشاہ اور سمک کو بچا رہا ہے جب تاجدار نے دیکھا
کہ کئی ہزار جوان مارے گئے تاجدار گھبرایا دوڑا ہوا محل میں آیا بیٹی اُسکی آنکھیں ملتی ہوئی اُٹھی ہے کہا کہ
کیوں ای باپ گھبرائے ہوئے کیوں ہو اُسنے بیان کیا کہ بادشاہ قلعہ زرین پوشان کی دختر رستم پر
عاشق ہے وہ سے رستم و سمک کو بچا رہی ہے کئی ہزار جوان اُسنے قتل کیے ایسا نہ ہو کہ عیار اور سردار کو بلاکر
نکلجائے اسی وجہ سے پریشان ہوں رستم اور سمک بیہوش پڑے ہیں وہ نقابدار کسی کو قریب نہیں آنے دیتی
شہزادہ لڑ رہی ہے دختر شاہ موسوم بہ خنگر جادو نے ہنس کر کہا کہ کیوں ابا جان اگر آپ کا حکم ہو تو اسکو

گرفتار کرادون لیسر حمزہ پر جان دیتی ہوا یہ باپ ایک معاملہ اور بھی ہو کہ فرزندان حمزہ نہایت حسین و
جمیل ہین جس عورت نے دیکھا جان و دل سے مائل ہوئی بھلا کب ہو سکتا ہو کہ بھائی کو مین قتل کراؤن
بڑے افسوس کی بات ہو باپ نے کہا کہ بیٹا جلد تدبیر کرو انگر اپنے مقام سے اُٹھی باپ سے کہا کہ آپ
جا کے بلوہ کیجیے مین جا کر گوشے سے سحر کرتی ہون اگر اُسکو ظاہر ہو جائیگا کہ کوئی میرے سحر کو دفع کر رہا ہی
تو مشکل پڑیگی اسلیے کہ وہ ساحرہ زبردست ہی مین نے ابھی سحر سیکھا ہی یہ کہکے باپ کو علم دیا آپ جا کر اُسپر
بلوہ کرین مین سحر کر کے گرفتار کرا دونگی بادشاہ باہر آیا اُس نازنین نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نہین مانتے ہزارہا بلوہ
کیے چلے آتے ہین جھپٹ کے اِس معشوقہ نے اور سحر کیا لوگ ہٹے وہ تین سحر ایسے کیے کہ زمین ہل گئی ایک
گاڑی کھینچکر اُسپر رستم اور سمک کو ڈالا اسمین دو بیل بنائے اُسپر علشاہ اور سمک کو ڈال لیا آپ آگے
آگے گاڑی پیچھے پیچھے اس طرح لیکر چلی کوس بھر قلعے سے نکل چکی تھی کہ آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار چھایا آواز آئی
کہ او رنگین زمرد پوش کیون اہالی طلسم سے دشمنی پیدا کرتی ہی قتل ہو گی وہ سزا ملیگی کہ تمام اہالی طلسم
وجد کرین یہ سنکر رنگین زمرد پوش نے جواب دیا کہ اے کیا بیہودہ بکتی ہی یہ کہکے گولا مارا گولا پھٹتے ہی مین
پر گرا آواز آئی کہ او لکاتا دیکھا تو نے مجھے بھی سحر سیکھا ہی یہ کہکے سحر کیا رنگین لوا پر آگ برسنے لگی آگ برسنا
دیکھکر رنگین کو غصہ آیا کارد سحر جیب سے نکالی اُسپر اپنا خون ڈالا اور کوار پر پھینک مارا ابر پھٹا زمین سے
گرد اڑی ابر لخت لخت ہوا کارد غائب ہی تھی وہ چھری تڑپ کر قریب رنگین زمرد پوش آئی رنگین نے انگلی کو
تراش کر چند قطرے خون کے زمین پر گرائے آواز دی کہ پری خوناک موجود ہو چھری اُنھین قطرات پر گری [illegible]
انگر نے معاملہ دیکھا فوج والون کو آواز دی کہ ارے تم لوگ تو لڑنے سے بالکل تھم گئے تم بلوہ کرو دیکھو تو کیا
ہوتا ہی دوسری طرف یہ متوجہ ہوجیے سحر کرکے اسکو بیہوش کرون گرفتار کر لیا جائے یہ جواب کہا چہار طرف
سے فوج طرف رنگین زمرد پوش کے چلی رنگین نے جو فوج کو آتے دیکھا وہ سحر کیا کہ جو اسکی جانب
آتے تھے آپس مین لڑنے لگے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا آپس مین جو ہنگامہ ہوا انگر
نے آسمان سے سحر کیا کہ جہان ملکہ رنگین زمرد پوش کھڑی ہین شعلہ ہاے آتش اُس مقام پر گرنے لگے
رنگین زمرد پوش نے کئی مرتبہ آسمان پر بھی سحر پھینکا لیکن اُس ساحرہ پر سحر نے کچھ تاثیر نہ کی رنگین
زمرد پوش اور جلائی دوسرا سحر کیا جو سحر رنگین نے کیا انگر نے بہ آسانی دفع کر دیا آپس مین سحر
چلنے لگے رنگین نے جب دیکھا کہ انگر پر سحر تاثیر نہین کرتا نہایت پریشان ہوئی جھولی مین ہاتھ ڈالے

تلوار نکالی اسپر اسم سحر پڑھا آواز دی کر او اخگر جادو ہوشیار ہو یہ کہکے تلوار کھینچ ماری اخگر جادو نے
تلوار پر سپر لی زنگین بھی اسطرح اپنے کو بچاتی ہی آپس مین سحر کی رد و قدح ہو رہی ہی دو گھڑی
کامل آپس مین سحر ہوے کسی کے سحر نے کسی پر تاثیر نہ کی اخگر جادو زمین پر آئی للکار کر آواز دی کہ
اے زنگین اب چلی جاؤ ورنہ بہت پشیمان ہو گی زنگین نے گرز مارا اخگر نے کاٹا ایک مقام پر تڑپ کر
اخگر گری کہا ہوا ذرا سنبھل جاؤ اب قید مین لیے جاتی ہون تونے ان لوگون کے ساتھ ایسا کچھ کیا کہ
جسکا بدلہ ہوتا ہی یہ کہکے ایک دو پتھر مارا زمین کانپی غبار بلند ہوا آواز آئی اے زنگین زمرد پوش
اے بندۂ مقبول بارگاہ ہفت پیکر یہ کیا آفت ہی کہ اس مذہب کے مٹانے کی کوشش کر رہی ہو خبردار ملکہ
زنگین چہار جانب دیکھنے لگی زنگین رستم کی بی بی آنکھ کھلی رستم کی طرف اشارہ کیا کہ اے شہریار یہ صدا کیسی
سکاریان مین اے شہریار ساحر رفیق و شفیق الگ کھڑے ہین کھدے مقرر ہین جسکو جہان پر حکم ہوا اسے جان
پر آواز دے دی دیکھیے اس وقت کنیز خیرخواہی دولت مین مصروف ہی یہ آواز کیونکر آگئی پس معلوم ہوتا ہی
کہ اس عہدے پر جو مقرر ہی ادھر سے کہین گزر اسکا ہوا اسنے یہ بھی ایک فقرہ کہدیا کہ آدمی کو اعتقاد ہفت پیکر
زیادہ ہو اتنے عرصے مین زنگین کی جو یک جنبی علمشاہ سے باتون مین مصروف تھی اتنے ہی عرصے مین
ملکہ اخگر نے کارد کو اپنے خون سے نگار زنگین زمرد پوش پر کھینچ ماری بیچ مین آکر وہ کارد معلق ہو گئی
اس سے ایک برق چمکی باذن رستم سے زنگین کر رہی تھی کہ سر پہ برق چمکی سر زنگی ہو واقف کر کے کلیجہ تھام لیا
سحر کر کے اس کارد کو پلٹا یا وہ کارد سر پر جا کے اخگر کے چلی اخگر نے اپنے کو بچایا لیکن زنگین زخمی ہو گئی اس
زخمداری مین لڑ رہی ہی کسی کو قریب آنے کے نہین آنے دیتی چمک چمک کے لڑ رہی ہی یہ معاملہ جو تاجدار نے دیکھا
بیتاب ہو گیا تخت پر سجدے کے واسطے جھکا اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر آج غلام کو اس
ظالم کے سحر سے بچا لیجیے ورنہ باعث خرابی ہو گا یہ کہکے بہت چیخا چلایا کہ ایک دفعتا ہوا آواز آئی کہ اے بندۂ
خاص اخلاص تیری آواز قدرت نے سنی ابھی قسمت تقدیر کرتے ہین دیکھا طرف سے جنگل کے ایک طاؤس ناچتا ہوا
آیا سامنے ملکہ زنگین کے ہو بجا رقص کرنے لگا زنگین تعریفین کرنے لگی کنیزون سے متوجہ ہو کے کہا کہ
کیا کسی نے تعلیم کیا دیکھو کیا رقص کرتا ہی سب کنیزین دیکھنے لگین طاؤس نے ناچتے ناچتے مثل انسان کے آواز دی
کہ اے زنگین زمرد پوش تم جا کر باغ سیماب مین مقام کرو کنیزون کو ساتھ لیتی جاؤ وہان کی سلطنت ہمنے
تمکو دی تمہین وہان کا اختیار ہی یہ طاؤس آواز دیکر جا کا جنگل مین غائب ہوا ملکہ تحسین یا مار کرو نے لگی

کنیزون سے پکار پکار کے کہتی ہی کہ اب ایسا طاؤس مجکو نہ ملیگا مین زندہ نہ بچونگی طاؤس کے ساتھ جان دونگی یون ہمکو دھوکا دیکے چلا گیا یہ کہکر کنیزون کی طرف متوجہ ہوئی کہا صاحبو مین تو جاتی ہون باغ سیماب کی حکومت مجکو ملی اب مین وہان لیجاتی ہون جو خداوند مناسب جانینگے وہ ہمارے واسطے مقرر کرینگے یہ کہکے رنگین نے بہ نگاہ حسرت طرف رستم کے دیکھا کہا اے شہریار رخصت ہوتے ہین اگر زندگی باقی ہی تو پھر بھی ملاقات ہوگی یہ کہکر دونون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوئی کنیزین بھی ساتھ ہوئین سب کنیزون بھی غرق زمین ہوگئین تھوڑے ہی عرصہ مین کنیزین مع رنگین زمرد پوش غائب ہوگئین اخگر جادو آسمان سے اُتری رستم پر سحر کیا پھر اُسی طرح مسلسل و مطوق ہوگئے وہ تاجدار قریب آیا کہا ارابہ لیچلو ارابہ روانہ ہوا وہ تاجدار بارہ ہزار فوج لیکر روانہ ہوا ساتھ والون نے پوچھا کہان قیدیہ لیچلوگے تاجدار نے کہا کہ زندان مسافران جو قدرت نے تیار کرایا ہی وہان بہت سے مسلمان قید ہین ہین لیجاکر انکو بھی قید کرینگے قدرت نے حکم دے دیا ہی قید مین مسلمان رہین آب و دانہ موافق مرتبے کے دیگا یہ فرزندان صاحبقران ہین انکی قید انکے مرتبے کے موافق ہوگی نہ انکا نہ مسلمانان مین پہنچ جائین یہ باتین کرتا ہوا رستم کی قید کے ساتھ آتا ہی ایک طرف ملکہ اخگر جادو ساتھ مین پانچ سو کنیزین بازو دفرقے پر سوار ساتھ ساتھ ارابے کے گرد گھیرے ہوے دن بھر راستہ طے کیا چار گھڑی دن پچھلا باقی ہی کہ گھنٹ و ناقوس کی آواز کان مین آئی رستم نے یہ صدا سنکر سر اُٹھا یا دیکھا کہ ایک صحرائے وسیع سامنے ہے اُسمین پہاڑ ہے کہ اُس پہاڑ سے لو آگ کی نکل رہی ہی درخت بہت لگے ہوے ہین ہر کوہ پر ہزارہا طائر بجوش بیانی تعریف ہفت پیکر کرتے ہین اوجسکا مفہوم یہ ثابت ہوتا ہے نظم

زند دم نہ آنجا سکندر نہ دارا
بمطلب رسد طالب از بارگاہش
کند عفو از اہل خطا ہر خطا را
بقرب و معاش خدا میرساند
طابگار خالق بخلق و خدا را
شود شہر فارسی نظم ہندی

بہ بخشد خدا مال و زر بینوا را
شود مدعا زر میسر گدا را
دہ مدعا حق بر دلیل بہ بندہ
کند بندہ گر ترک حرص و ہوا را
خدا از رہ لطف و بندہ نوازی
الٰہی با یران و بلخ و بخارا

کند خلق تسلیم حکم قضا را
بگیرد خدا دست بیدست و پا را
خدا ہر گنہ بیند و پردہ پوشد
کشاید در آنکس کہ دست دعا را
بخلق خدا میکند زندگانی
بجز بندگی کرد مامور ما را

ہزار ہا طائر یہی آوازین دے رہے ہی بعض یا ہفت پیکر کہہ رہے ہین بعض طائر بلند ہو کر آسمان پر گئے وہان جا کر آواز دی

کہ یا خداوند ہفت پیکر مُنھ سے شعلہ نکلا دیر و ہر جلکر خاک ہوا ہزار ہا طائر اُڑ رہے ہین جلکر گرے اور پھر
پیدا ہوے آواز آتی ہے کہ بیشک خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے اعتقاد اُسکا الحق ہے دیکھنے والے دیکھیں
کہ ہم بیشک کر آگ مین گرے آگ ہمکو نہ جلا سکی آگ کو تو قدرت نے پیدا کیا ہے وہ ہمکو کیا جلا تی
ہر طرف سے یہی آواز آرہی ہے کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے دیوث تاجدار کہ جو رستم کو
قید کرنے چلا ہے یہ تجمیل تخت سے اُترا تھر تھر کانپا واسطے سجدے کے جھکا سجدے مین آواز دی کہ یا خداوند
تیرا بندہ تیرے نثار ہو کیا عنایت فرمائی امیدوار ہون کہ سجدہ میرا قبول درگاہ ہو بندگان خاص مین
داخل ہو یہ خیر خواہ ہاتھ باندھے ہوے طرف کوہ کے کھڑا ہے خادمون سے اشارہ کر رہا ہے کہ جا سے چارون
وزیرون کو بُلا دُ چارون وزیر حاضر ہوے عرض کی کہ اے شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے دیوث تاجدار نے حکم دیا
کہ مین قریب کوہ بوقلمون براہ کرامت خداوند ہفت پیکر آگیا آج روز جلوس ہے دل چاہتا ہے کہ کچھ نذر و نیاز
حاضر کرون کہ قدرت اور زیادہ رضامند ہون وزیرون نے عرض کی آپ نے کیا نذر تجویز کی
دیوث تاجدار نے جواب دیا مین پسر حمزہ کا سر حاضر کرنا چاہتا ہون لاشہ کہین پھکوا دونگا سر خداوند کو
نذر دیا جاوے کہ سرفرازی حاصل ہو وزیرون نے کہا کہ بڑی بات آپ نے تجویز کی یہی مناسب ہے
دیوث تاجدار نے حکم دیا کہ جلادون کو ساتھ لیجاؤ سر پسر حمزہ و سر عیار لیکر حاضر ہو سب لشکر چلنے
چلتے تھم گیا ہے سب مین ہنگامہ گرم ہے خداوند ہفت پیکر کا نام لیکر پکار رہے ہین ہر ایک کی زبان پر یہی
جاری ہے کہ ہماری نیت کا پھل ملا کہ زیر کوہ بوقلمون پہونچے اور دن بھی خاص جلوس خداوند کا ہے یہان تو یہ
باتین ہین وہان چارون وزیر جلادون کو ساتھ لیے ہوے وہان پہونچے جہان رستم تھے اور لشکر رک گیا ہے
ہر طرف ہنگامہ ہے نام لیکر ہفت پیکر کا پکار رہے ہین رستم نے جو دیکھا کہ وہ پہاڑ اسقدر بلند ہے کہ نہ وہم و
خیال بھی نہین پہونچتی اُس پہاڑ پر لاکھون آدمی جمع ہین گھنٹے و ناقوس بج رہا ہے مرادمند مرادین
مانگ رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ یا خداوند رحم اپنا شریک کیجیے آج روز جلوس ہے ایک تاجدار
جلیل موسوم بہ قلمون تاجدار ہر عرض و معروض کا مختار لباس شاہی پہنے ہوے ٹہل رہا ہے ایک
قصر پتھر کا نصب ہے اُس مین ایک تصویر پتھر کی دھری سب سے باتین کر رہی ہے جب وہ تاجدار کسی بندہ
مرادمند کا پیغام لیکر جاتا ہے تصویر سنگی سے آواز آتی ہے کہ اے بندۂ خاص نخاس زیر کوہ کرامت قدرت کو
ملاحظہ کرو کاہنان طلسمی جسے طلسم کشا ساحل کہتے تھے اے بوقلمون وہی قید ہو کر آگیا دیوث تاجدار ایک

بندۂ حقیر اسکو گرفتار کر لایا اُسکے قتل کا سامان ہو رہا ہی مگر اُسکا حامی ہوتا ہی یہ قدرت تعالیٰ کی کہ دیوث
کے دل مین بھی یہی آیا کہ اسکا سر قلم کرین ہر چند کہ شہزادہ ندیش کرین ای بوقلمون اور بھی باغی موجود
ہین سب کا حال کھلیگا قاسم و لندھور و داراب کشور کشا یہ تینون جوان قصر عشرت مین داخل ہین
سوائے عیش و عشرت کے دوسرا کام نہین یہ کیفیت رستم نے زیر کوہ سے ملاحظہ فرمائی سمک سے
رستم نے کہا کہ ای سمک موت لیکر زیر کوہ بوقلمون آئی ہی یہ سب آوازین رستم سن رہے تھے مین نے دیکھا
چار دیو چار جلادون کو ساتھ لیے ہوئے جلاد قلقلین لگاتے ہوئے آتے ہین وہین سے وزیرون نے
آواز دی رستم و سمک کے قتل کا حکم ہی ایک جلاد نے بڑھکر زنجیر رستم تھام لی کہا ای جوان رائے
سے آخر تیرے قتل کا حکم ہی کر جلد سر لاؤ رستم آ تجھے ایک جلاد نے سمک کو کھینچا زیر ارا بے الگ
آکر جلاد نے سر زنجیر رستم سنبھالا کہا او پسر حمزہ بیٹھ جا مین تجھے قتل کرنے آیا ہون اس زور سے زنجیر
جھٹکا مارا کہ خار زنجیر مین نکل رہا رستم نے کہا کہ او جلاد صاحب بیداد اس طرح کوئی جھٹکا دیتا ہی
جلاد نے کلام سخت کہا رستم نے کہا زبان سنبھال اُسنے پھر زنجیر پہ جھٹکا مارا خار دار لعنتی بغلون کے
پار ہوئے رستم کو تاب نہ رہی زنجیر کو پکڑ کر جھٹکا مارا جلاد منہ کے بل سامنے پھر آیا علشاہ نے
جھٹکڑی ماردی کہ جلاد کا سر پھٹا اوپر سے لات ماردی کہ جلاد ریزہ ریزہ ہوگیا رستم نے جلاد کو مار کے
زنجیر پر ہلالی کنی کے سر ہوئے اسنے نام کا نعرہ کیا نعرہ کار رستم

نیست علشاہ چو رستم لقب	الہا علشاہ رومی شیر فیل زور
ارشد اولاد امیر عرب	کہ بر تخت مرزوق فگندہ شود

اور ایک سوار کو مار کر تیغہ لیا سمک کو رہا کیا اب جو دونون جوان لڑنے لگے اس طرح حملہ کرکے
کہ پرے کے پرے درہم و برہم کر دیئے لاشون سے میدان بھر دیئے لڑتے بھڑتے جاتے ہین دیوث
نے جو دیکھا کہ رستم قید سے رہا ہین اور معروف جنگ ہین جملہ سوار و پیدل جناب سے اُس
شیر صورت کی تنگ کر رہین رستم نے پرے کے پرے درہم و برہم کیے لڑتے بھڑتے جاتے ہین لڑتے لڑتے
علشاہ نے تیراندازون کو بھگایا فوج مین تہلکہ ہوا دیوث نے پوچھا کہ ارے کیا ماجرا ہی ہرکارون
نے خبر دی جلاد قتل کرنے گئے تھے قیدیون نے رہائی پائی پسر حمزہ نے زمین ہلادی کئی سو افسر
مارے گئے لڑتا بھڑتا آپ کی طرف آتا ہی دیکھیے وہ برق شمشیر جنگی مرکب طرارے بھرتا ہوا آتا ہی کہ
پکار کر رستم نے آواز دی کہ او باغی کافر ان بچا وار ای نابکار مان پر وہ غالب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا

دیوث نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا گھبرا گیا تخت سے کود سجدے کے واسطے جھکا پکار کر آواز دی کہ
یا خداوند ہفت پیکر یہ کیا آفت برپا ہوئی قیدی چھوٹ گیا شور تا بہ ثریا آ ماہ کئی افسرون کو مار اُسی کا
ہاتھ توڑ ڈالا یا خداوند جلد مدد کیجیے اُس تصویر نے بقہر و غضب تمام آواز دی کہ او بوقلمون جا دیوث
کی مدد کر پسر حمزہ کو جلد باندھ کر لا یہ سنکر بوقلمون نے آواز دی ارے کوئی پہلوان حاضر ہو شداد کوہ پیکر
گینڈا جھپٹا کر سامنے آیا آواز دی کہ غلام حاضر ہے کیا پسر حمزہ کا سر لاؤں یہ سنتے ہی شداد نے چالیس ہزار فوج
ساتھ لی برائے مقابلہ رستم چلا رستم مصروف جنگ ہیں لاش پر لاش گرا دی ہے کہ ایک آواز ہیبتناک
کان میں آئی کہ باش اے پسر حمزہ بے جگر میں رستم نام رکھ لیا اے بدولت کے تو مقابلے میں آ رستم نے مرکب
پھیرا اُدھر سے شداد آیا انگاہ وزن ہوے تین قدم مرکب رستم کا اور چھ قدم گینڈا شداد کا ہٹا شداد نے
نیزہ مارا رستم نے نیزہ توڑ کے پھینک دیا شداد نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ مارا
رستم نے تیغ رکھی سپر پر روکا اُس کا جھکا دے سے ہاتھ نکال کر بہ آسانی ہاتھ مارا دیا کہ سپر کٹی خود کٹا سر میں بھی
زخم آیا رستم نے چاہا کہ سر کاٹ لوں شداد نے اہل فوج کو آواز دی کہ اے دلیرو پسر حمزہ کو قتل کرو جا ہو جتنو جرأت
خداوند ہفت پیکر میری جان بچاؤ تمام فوج والے ٹوٹ پڑے رستم اُن چالیس ہزار سے لڑنے لگے کئی
افسرون کو ناک تاک کے مارا شداد نے آواز دی کہ اے شہنشاہ بوقلمون اور فوج بھیجیے اُس نے پلٹ کر آواز دی
کہ جا کر شداد کی شرکت کرو تین لاکھ فوج کو جنبش ہوئی یہ اس طرف سے چلے اختر اُس تین لاکھ کا
بہزاد پیچ و کشش کرتا ہوا سامنے تصویر کے تا دومش کہ یا خداوند غلام جاتا ہے جا کے پسر حمزہ کا سر لاتا ہوں تصویر سے آواز
آئی کہ اے پہلوان قدرت جلد جا بہزاد جھومتا ہوا چلا یہاں سمک نے جو دیکھا کہ تین لاکھ فوج پہاڑ ے اور
آتی ہے بوقلمون بھی تخت پر سوار ہمراہ ہے گھبرا گیا بے اختیار پکار اٹھا کہ اے کریم کارساز اے بندہ نواز اعظم

روے تو باز است چشم انتظارم روز و شب
دیدہ را شایق بہ دیدار تو دارم روز و شب

داغ عشقت بر جگر چون لالہ دارم روز و شب
تازہ می باشد درین گلشن بہارم روز و شب

در غم ہجران تو جان می سپارم روز و شب
ہر دم خود آخرین دم میشمارم روز و شب

مثل برق از سوز عشقت بیقرارم روز و شب
شکل ابر از جوش با فن اشکبارم روز و شب

سرنگون در سجدۂ اخلاص دارم روز و شب
در قیام خاکساری استوارم روز و شب

قبلہ و کعبہ ترا من میشمارم روز و شب
روے از ہر سو فقط سوے تو دارم روز و شب

بیقرارم بیقرارم روز و شب — مثل گردون عمر در گردش گذارم روز و شب
گرچه از جرم و خطا من شرمسارم روز و شب — لیک از الطاف تو امید دارم روز و شب
دفتر توحید تو چون می‌نگارم روز و شب — یا الٰہی بر سخن کن کامگارم روز و شب
غم مخور ہنگام غم ای غمگسارم روز و شب — دوست بشنو رہبری ای دوستدارم روز و شب
ہند یا چون با سخن بست کارم روز و شب — میر سودا در دواز پروردگارم روز و شب

رستم کو بھی اس دریاے فوج کو دیکھکر انتشار ہوا دل مین یہی ہے کہ آج لڑ بھڑ کر جان دیجیے یہ سوچ کر
اشک حسرت آنکھون سے بہائے تصویر قاسم کی آنکھون کے نیچے پھری یاد آیا کہ ای رستم اگر اس وقت
قاسم ہوتے تو اشیاے جرأت اُسکے سپرد کرتے اور کہتے کہ ای نور نظر ان اشیا کو احتیاط سے رکھنا
اب جو چاہے سو ہو یہ کہکے رنجیدہ و کبیدہ طرف فوج بوقلمون نے حکم دیا فوج نے بلوہ کیا اب
رستم اس بلوے مین لڑ رہے ہین کہ ہوا سے گرد اڑی اور بوق ترکی کی آواز کان مین آئی کافرون کو
معلوم ہوا کہ صدا سرافیل پھنکا گھوڑے الف ہونے لگے رستم نے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر بن اسد
بن کرب غازی اسی ہزار دیوانے ساتھ بوق ترکی ہاتھ مین جہان بوق کو دم دیا زمین کانپی
ہلڑ ہوا کہ دیوانہ آتا ہے صدہا قریات یہان بھی لوٹ لیے گانون کے گانون ویران پڑے ہین جس
گانون کے قریب پہونچے کہلا بھیجا کہ آج ہماری تمھارے یہان دعوت ہے اگر اُسنے قبول کر لیا اور
سامان لیکر حاضر ہوا تو خیر ورنہ بہانے مال و اسباب لوٹ لیا زمیندار کو پکڑ لائے جنگل مین باندھا اور کہا کہ
سونا بھی اسکی پشت پہ بنا دو اُس وقت زمیندار تھرا جاتا ہے اگر روپیہ گڑا ہوا ہے تو کھدوا کے منگا دیا اور اگر ذرا بھی
تامل ہوا گرم سیخچے پشت پہ رکھدیے گئے زمیندار کا گھبرانا اور ناچار ہو کر مال کا دینا یہ کہکر کہ جیکے پیچھے پڑا
ہے اس طرح سے ہزارہا قریات غضنفر نے لوٹ لیے اس وقت کسی جانب جاتے تھے علمشاہ کو جو اس معیت
مین دیکھا ہمارے بلند پرواز عیار سے کہا کہ لو اور مراد دیکھو خدا کی کہ اب قتل ہوا چاہتا ہے آپ
قبلہ و کعبہ فرمایا کرتے ہین کہ فرزندان حمزہ مین اس رومی بچے نے بہت کثرت کی اسکے ہاتھ پانون اچھے
ہین اگر قتل ہو جائیگا تو ناحق جان کو بڑا الم ہوگا دیوانون نے کہا ارشاد ہو تو کافرون کو قتل کرین رستم کو
بچا لین حکم ہوا آپکے پاس لائین یا انکے لشکر مین بھیجدین جیسا ارشاد ہو بجا لائین یہ سنتے ہی غضنفر نے
گھوڑا اُٹھایا نعرہ کیا کہ منم غضنفر بن اسد بن کرب غازی نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جہان حجازی

اسی ہزار جوانون نے گھوڑے بڑھائے تیغ گرد پیچیدہ ہو کر آسمان تک پہونچا دیوانون نے اندھیرے مین
دریائے خون بہا دیا ایک ایک دیوانے نے چہ دست ہلاکے تا چہار دون کو قتل کیا رستم نے جو نعرۂ
غضنفر کی صدا سنی نہایت خوشی حاصل ہوئی فرمایا میرا دیوانہ آ پہونچا اب اس سے کون لڑسکیگا
کافرون کے سر توڑ ڈالے عیار بھی حقہ ہائے آتشبازی مار رہا ہی تمام میدان معلوم ہوتا تھا کہ آتش بہار
ہوگیا درختون سے آگ گر رہی ہی عرض کرچکا کہ دیوانون کی بے باکی قزاقون کی چالاکی سے سر فسرون
کے زمین پر گرے دریائے خون بہنے لگا ہر طرف صدائے فریاد و فریاد بلند ہوئی قریب تھا کہ کافر بھاگین
بوقلمون جادو نے جو یہ حملہ دیکھا بڑھ کر تصویر ہفت پیکر سے عرض کی کہ یا خداوند یہ دیوانہ
مجہول کون ہی اگر حکم ہو شکلین باندھ کر لاؤن یا خندق آب قہر خداوندی مین ڈالدون اور حضور کا
حکم ہو پہونچاؤن کہ اس گنہگار کو جلا دے تب آگ جلائے اگر حکم عدالت خداوند نافذ ہو تو آگ گرمی
نہ دکھائے آبرو دار کہلائے ہر قطرہ گوہر آبدار بنے دشمن کا جگر چھپنے بوقلمون نے جو یہ عرض کی
تصویر سنگی نے منہ کھولا بوقلمون نے دیکھا کہ شعلے بھڑکنے لگے آواز آئی جلد جا گرفتار کرکے پاس ہمارے لا
کہ آتش قہر و غضب مین جلادون بوقلمون چلا چار لاکھ فوج پیچھے نوبت و نقارے بجاتا ہوا سہراب
گرگدن سوار پہلوان آگے بڑھا ہوا ہشو ہشو کرتا ہوا تیغہ ہاتھ مین تخت پر بوقلمون کے ہاتھ رکھے ہوے
کوہ سے اُترکے بوقلمون نے نعرہ کیا کہ او فرزند سپہ سالار قدرت زیادہ بے ادبی نہ کر یہ کہتا ہوا ز برکوہ
آیا لوگون کو ہٹاتا ہوا سہراب نے گینڈا بڑھایا للکار کر غضنفر کو آواز دی کہ او دفل گھوڑے سے اُتر آ
مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہی ایسا نہ ہو کہ تو میرے ہاتھ سے مارا جائے مین چل کر قدرت سے خطا معاف
کرادون غضنفر نے پلٹ کے بہ نگاہ قہر طرف سہراب کے دیکھا آواز دی کہ مین آیا ہوشیار ہو جا
آتے ہی تگا و دو ہوا سہراب نے دیکھا گھوڑا برق جہندہ تیغہ برقتاب پر قبضہ خون کی چھینٹین جسم پر
پڑی ہوئین نشانہ دیتا ہوا آکر تگا و دو ہوا جدھر قدم گرگدن سست سہراب ادھر تین قدم گھوڑا غضنفر کا پیچھے ہٹا
بعد نیزہ بازی تلوار چلی غضنفر نے پکار کر کہا کہ ارے اس خود سر کا سر کاٹ تو سہراب سمجھا کہ کوئی حریف
میرے پیچھے آگیا ارے کون کہکے پلٹا جیسے ہی سہراب اس طرف پلٹا غضنفر نے ایک ہاتھ تلوار کا
مارا کہ سر و فسر کا زخمی ہوا دوسرا تیغہ شانے پر مارا شانہ بھی زخمی ہوا اب تو غضنفر برس پڑا گینڈے کا
سر اُڑا دیا اسقدر سہراب زخمی ہوا کہ بھاگا غضنفر نے پیچھا کیا ساری فوج نے دیکھا کہ سہراب بھاگا جاتا ہی اب

غضنفر تلوار کھینچے ہوئے عقب میں سہراب کے لڑتا بڑھتا جاتا ہے پلک جھپکانے کا موقع نہیں ملتا کئی
افسروں کو راہ میں غضنفر نے مارا جسے تڑکا پلک کے ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے کیے اس طرح لڑتا جاتا ہے
کہ دیکھنے والے حیران ہیں دم سے تعریفیں کر رہے ہیں بوقلمون جادو نے جو اس صورت و شوکت
سے غضنفر کو دیکھا قلب کانپا گھبرا کر کہاروں سے کہا کہ تخت ہٹاؤ سامنے اس شیر کے مجھکو نہ لیجاؤ سہراب
کہ گردن سوار اسکے ہاتھ سے زخمی ہو کر نکل گیا کانپ گیا اور پیشانی پر پسینہ بھی آگیا فوج والوں کو آواز دی
کہ ای فوج خداوندی سحر کا ہنگامہ دکھا اب تو کیدان در سالہ داروں نے سحر کرنا شروع کیا وہ دوڑتا
ستاتا چلا کہ ملازمان غضنفر گھبرا گئے فریاد فریاد کی صدا بلند کی غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا سحر دفع
ہوا غضنفر نے گھوڑا آگے بڑھایا اور نعرۂ شیرانہ کیا انگشتر مہر و ماہ چمکاتے ہوئے چلے اس طرح سیکڑوں
پہلوان راہ میں مارے دریاے خون بہاتا ہوا جاتا ہے بوقلمون نے اٹھا کر گولہ مارا جیسے توپ کے
منھ سے گولہ نکلا طرف غضنفر دیوانے کے چلا آکے پھٹا لشکر کے کئی ہزار آدمی گرے کئی سو آدمی جل کر
خاک ہوے غضنفر بیتاب ہو گیا انگشتر چمکاتا ہوا جھپٹا ادھر سے بوقلمون آتا ہے ہنگامہ جو دیکھا
گولے سحر کے پھینکنے لگا جو گولہ پھٹا ایک افسر خاک سیاہ ہوا جب کئی جوان پہلوے غضنفر میں گرے
اور تڑپ تڑپ کے تمام ہوے گھوڑے کونل مارے مارے پھرتے ہیں پیدل منھ کے بل گرتے ہیں
غضنفر نے پھر انگشتر کو چمکایا گھوڑے پر بڑی جما کے بجوش و خروش آواز دی کہ او نامردان
بندگان خدا نے کیا لیا ہے مجھ پر سحر کر تو کچھ تاثیر ہو بوقلمون نے تخت بڑھایا قریب غضنفر کے پہونچا
گولہ پھینکا غضنفر نے انگشتر کو چمکایا گولہ باطل ہو کر زمین پر گرا جب کئی گولے بوقلمون نے پھینکے اور
انگشتر چمکی گولے باطل ہوے غضنفر بڑھتا چلا آتا ہے برابر تخت بوقلمون کے ایک زنگی سیاہ رو کو دیکھا
کہ علم سحر میں پرفن گولہ ایک ہاتھ میں بادشاہ سے لتی ہوئی کمر میں جا کر اس جوان کو پکڑنے لائق ہوں یہ
کہکر آگے بڑھی آواز دی کہ او طفل بے ادب تو نے ان ساحروں کو مارا کہ جنکا قتل ممکن نہیں میرے
پاس چلا آ میں تجھے چھپا لوں سر پر اپنے لیے لیے تجھکو پھروں گی وہ مرتبہ ہو کہ دیکھنے والے رشک کریں مجھے
تجھسے محبت ہوئی ہے گوری گوری کلائیاں پنجۂ خورشید نما چہرہ آفتاب عالمتاب بدل رہتے ہیں جہاں
ظاہر ہے پنجۂ اصفہانی کو جنبش ہے قتل عاشقان کی کوشش ہے میں تجھکو بڑے چین سے رکھونگی وہ مرتبہ تیرا
کروں کہ سب رشک کریں خداوندمیشان قسمت میں تجھکو جگہ دیں بس چلا آ ورنہ کر میرے ساتھ چل

غضنفر نے پکار کر آواز دی میں آپ کے حسن و جمال کا خود خواہان تھا میں پاس آتا ہوں یہ کہہ کے گھوڑا
بڑھایا زنگن بہت خوش ہو کر کیا معشوق لاجواب ملا ہا تو چیلاتی ہوئی اشارون سے بلاتی ہوئی بڑھی جب قریب
غضنفر کے پہونچی ہاتھ بڑھایا غضنفر نے اٹھا ہاتھ تلوار کا مارا کہ زنگن کے دو ٹکڑے ہوئے ایک
غریو بلند ہوا اندھیرا ہو گیا آوازین ہیبتناک آنے لگین مگر یہ مرنے کی آواز نہین تھے اندھیرا بڑھتا
جاتا ہی تھوڑی دیر کے بعد روشنی ہوئی دیکھا کہ وہی زنگن جھوم رہی ہو کئی مرتبہ ہاتھ بڑھایا کہ غضنفر کو
پکڑ لون غضنفر نے تو جھکایا زنگن نے کمر مین ہاتھ ڈالا چاہا کہ پیشانی پر بوسہ دون غضنفر نے ہاتھ تلوار کا
مارا کہ زنگن کی کمرگاہ پر پڑا کہ دو ٹکڑے ہوئے پھر اندھیرا ہو گیا اب آواز آئی کہ غضنفر مرا نام من سیاہ روے
جادو بود بوقلمون نے چھپا ہو کے مرنے کی آواز سنی رہتا گریبان پھاڑ ڈالا کہا یارو غضب ہوا غضنفر کا
غلبہ ہوا فوج کے پاؤن اٹھا چاہتے ہین یہ کہہ کے تخت ہٹایا غضنفر نے گھوڑا بڑھایا بوقلمون نے
چاہا کہ پر پرواز پیدا کرون اب غضنفر پہ سحر نہ کرون نکل جاؤن پھر مانا بازوون پر پر پیدا ہوئے تخت سے
اڑ بچا ہوا غضنفر نے جو دیکھا کہ یہ نکلا جاتا ہی قربان سے کمان اور ترکش سے تیر زرنگ خدنگ سفید
سوفار زمرد پیکان عقاب پر بجر کمان مین پیوست کر کے تاک کر سینہ پر کینہ پر مارا مہرہ پشت کو توڑ کے نکل گیا
لاشہ تھرتھراتا ہوا بادشاہ اقلیم کا زمین پر گرا بوقلمون کا مرنا کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و برفباری
ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ غضنفر مرا نام من بوقلمون جادو بود اب غضنفر بوقلمون کو
مار کر طرف کوہ کے چلا تصویر سنگی جو لگی تھی اس سے آواز پیدا ہوئی کہ پسر حمزہ کو لینا دیوانہ مزاج آتا ہی
جادوانوں نے گھاٹیوں پر روکا مگر یہ شیر بیشہ صاحبقرانی کب رکتا ہی گھاٹیوں پہ جادوانوں کو مارا ہی بڑے
بڑے سرہنگوں کو للکارا بڑے بڑے جادوگرون کو مارا گھاٹیوں پر تلوار چلی غضنفر تو بالاے کوہ جاتے
ہین مگر جس وقت بادشاہ بوقلمون مارا گیا شاہزادہ قاسم و داراب کشورکشا دلبند عمرو بن سعدان
قصر عشرت مین مبہوت بیٹھے ہین اور معشوقان پریچہرہ پہلو مین ناچ ہو رہا ہو عیاران طرار ساز بجا رہے ہین
ہنگامۂ عیش و نشاط تو قصر عشرت مین گرم ہو کہ ایک دنا ہوا جلوہ مین جو معشوقین بیٹھی تھین انپر ایک
ایک شعلہ گرا اب جو دیکھا تو کالی کالی بڑھیان کالے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی ہین اور یہ نوجوان مانند
قمر کے معشوقوں کو لیے ہوئے پہلو مین بیٹھے تھے باہر سرداران صف شکن معشوقان پریچہرہ پہلو مین
اختلاط ظاہری و باطنی مین مصروف ناچ ہو رہے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جس وقت

دکھاتا ہوا ان سب کی معشوقون کی صورتین بدلین اپنے کو دیکھا تصویر ہفت پیکر گلے مین بت ہائے سنگی
بازو پر عیارون سے پوچھا کہ ہم کس حال مین ہین عیارون نے عرض کی آپ لوگ صاحبقران سے
جدا ہوے صاحبقران سے مقابلے پڑے ہفت پیکر کو سجدہ کیا یہ سُنکر شیران دشت نبرد اپنے
اپنے مقام سے اُٹھے قیدین توڑکر پھینکدین تلوارین لیکر اُٹھے مرکب ہائے باد رفتار پر سوار ہوے
لڑتے بھڑتے چلے بعض مقام پر فوجین تھین اُنکو مثایا سوار و پیدلون کو بھگایا کوٹے مال و اسباب
سے بھرے تھے وہ لوٹ لیے سلاح سجوگ زر و جواہر جو شئی ملی قبضے مین کی تمام پر ہفت پیکر کے لعنت کے
چھرّاٹے چل رہے ہین اپنے حال زار پر روتے ہین کہ مقام افسوس ہی کہ اپنے آقا سے جاکر لڑے
سمک نے قاسم سے ذکر کیا کہ آپ سے اور آپ کے دادا جان سے مقابلہ پڑگیا قید ہو گئے تھے
عیاری سے خواجہ کی چھوٹے اب پھر اپنے مقام پر فردکش ہین قاسم نے بہت اپنے کو نفرین کی
ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہفت پیکر کو مارینگے جہان ملے اُنکو مثا مین ملعون کو خاک مین ملائینگے
قریون پر زمینداروں نے نکل کر روکا یہ شیر زمینداروں کے روکنے کے تھے ہنگامے ڈالدیے
زمینداروں کو مارا اُنکے ساتھ والون کو للکارا گانون کو پھونک دیا اُنکے ہمراہیون کو قتل کر ڈالا
عیارون کو آگے روانہ کیا کہ بڑھکر خبر لاؤ عیار بڑھے دور سے دیکھا کہ ایک پہاڑ ہزار ہا میل کے
اُسمین رنگ مین کوئی رنگ ایسا نہین کہ جو نہ موجود ہو اُسپر ایک تصویر پتھر کی چیخ رہی ہی اور
رستم کو زیر کوہ ہزارون ساحر و غیر ساحر گھیرے ہین ہر مرتبہ وار دیتے ہین کہ یاروجم گرز و اور برکوہ
غضنفر پہونچ گیا ہی دریائے خون بہا دیا ہزار ہا لاشہ گرد پڑا ہی غضنفر لڑتا ہوا جاتا ہی سب دیوانون
نے سر اپنے حلم پر غضنفر کے رکھے ہین جو فعل غضنفر نے کیا سب موجود ہین چاہتے ہین اُس تصویر
کے پاس پہونچین سپاہی نہین پہونچنے دیتے پرے جمے ہوے ہین غضنفر پر اور ہمراہیان غضنفر پر
تیر پڑ رہے ہین مگر جوانان شیر دل غازی و مجاہد عامل و کامل قبضے تلوارون کے ہاتھون مین جمے
ہوے جب حملہ کرتے ہین ایک آفت برپا ہوتی ہی بشکل جاروب کشی ہونے دیتے ہین تمام پر ہفت پیکر
کے جان دینے پر آمادہ اعتقاد فرزندی اپنے طریقے سے زیادہ مبہوت لڑ رہے ہین عیارون نے
دریافت کیا آکے شاہزادون کو خبر دی وار اب نوہ کرکے گرا قاسم بھی آگر برابر پہونچے لندھور
نے برابر گرز کو گردش دی چار چار اور چھ چھ کے بیچے گرز مین لپٹے ہو سے غرہا دخان دار شیون

یعنے دونون بیٹے لندھور کے جھول پکڑے ہوے ہاتھی کی جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین
ان تینون جوانون کے آنے سے رستم کو بڑی تقویت ہوئی روح کو راحت قلب کو قوت ہر ایک کا یہی قول ہی
کہ اس ہفت پیکر شعبدہ بانے ہمین آفات سے رنجیدہ کر دیا انشاء اللہ آج تصویر سنگی کو توڑ کر پھینک دینگے
ساتھ والے جواب دیتے ہین کہ عملداری کو اس ہفت پیکر کی بڑی وسعت ہی سات پہاڑون پر اسکا ظہور
ہی بڑا کوئی کافر مغرور ہی خدا اسکے شعبدے سے بچائے دیکھیں انجام کیا ہو اس تردد مین تھے شیر لڑ رہے
ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ شاہزادہ نقدرج وردوان قاسم عالیشان ایرج نوجوان کرہ
بن اسقر پر سوار سرداران پشت پر نیلم و فیلم زنگی او جان دعوجان دریا باری و میعاد و عاد رشاک
دراز گردن غرانہ جھومتا ہوا جسکو پایا پکڑا پھیر کر پھینک دیا جادو گرون کو تنگ کر دیا بھاگے پھرتے ہین
اب یہ شیر جو آگئے سردارون کی کمر مضبوط ہو گئی اب کیا ضرور ہی لڑائی کو فتح کرو تصویر توڑو نام
ہفت پیکر مٹاؤ اس خیال مین بعد جوش و خروش معروف جنگ ہین جنگ سے ان شیران دشت نبرد
کی کافر تنگ ہین یہی چاہتے ہین کہ جان بچائین بھاگ جائین مگر غیرت مین لڑ رہے ہین کہ پھر گرد اڑی
کر دیکھا سب نے گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان دلشاد کن مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان شاہزادۂ
نور الدہر بن بدیع الزمان طہماس پہلو مین شبرنگ بن عمرو عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے شاہزادہ
نور الدہر آکر پہونچے نعرہ کر کے گرے سرداران نامی و پہلوانان گرامی معروف جنگ ہوے اب کوہ
سے فوجین نیچے بھی آنے لگین لاکھون آدمی چلا آتا ہی جب تصویر نے آواز دی کہ ای بندگان من
چاہیے کہ مسلمانون کو امان نہ دو بالائے کوہ سے تا زیر کوہ ہر وار مین ہزارہا سر گر رہے ہین بیجا
جانبازی مین مصروف ہین جب تصویر آواز دیتی ہی بیخ نخل سے شاخ نخل سے برگ گل سے ہزارہا
بندگان خدا مثل سپاہیون کے پیدا ہوتے ہین آکر معروف جنگ ہوتے ہین لاکھون آدمی نخلستان
سے پیدا ہوے کچھ مارے گئے کچھ لڑ رہے ہین نور الدہر معروف جنگ تھے جس وقت سے نور الدہر کر
پہونچے پہاڑ سے سات لاکھ فوج زیر کوہ آئی وہ ہم کر تلوار چلی کہ زبان تیر اور گلو سے صدائے
احسنت و آفرین بلند تھی نیزے سرو قد برائے تعظیم مردان عالم اٹھے ہر طرف سے صدائے الامان الامان
بلند ہی ہر ایک کافر دردمند ہی تصویر کا یہی شیوہ ہی کہ آواز دیتی ہی کہ ای بندگان من کہان تم چھپے ہو جلد
آؤ ان سرکشون کو آکر مٹاؤ اگر آج کی لڑائی کو فتح کر لیا کبھی کوئی مسلمان پھر قصد لشکر کشی نہ کریگا جب

اس طرح تصویر آواز دیتی ہی اور فوجین صحرا سے پیدا ہونے لگتی ہین سرداران شیردل مصروف جنگ
ہوتے ہین انھین شیرون کے کلیجے ہین کہ آمد کو ان فوجون کی روک رہے ہین اور فوجین چلی آتی ہین
نورالدہر نے شبرنگ سے کہا کہ اے برادر تم دیکھ رہے ہو کس زور و شور سے مقابلہ ہو رہا ہی کیونکر فتح ملے
یہ فوجین کہان سے آتی ہین جاکے مقام روکا جائے ہم جاکے وہان روکین وہان سے آ سکین شبرنگ نے
کہا کہ مین جاکر دریافت کرتا ہون یہ کہکر شبرنگ گیا تھوڑی دیر مین ہانپتا کانپتا آیا عرض کی کہ ای شہریار
صحرا مین ایک احاطہ ہی خام جسمین ہزارہا بلکہ لاکھون بانسون کی کھپاچ کے پتلے بنے ہوئے رکھے ہین
ایک طرف اس احاطے کے قصر ہی اسمین سے دو جوان باہر آتے ہین اُن پتلون پر پانی چھڑکتے ہین
سوار پیدل بنکر یہان آتے ہین تانتا بندھا ہوا ہی ہر مرتبہ دس ہزار بیس ہزار آجاتے ہین یہ سپاہی
اصلی نہین ہین بانس کی کھپاچون کے پتلے بنے ہوئے ہین یہ سنکر نورالدہر نے سر جھکایا سامنے سے دیکھا کہ
ایرج لڑتا ہوا آتا ہی ہمراہ رکاب شاپور شیردل شاہزادہ نورالدہر نے شاپور سے یہ معرکہ بیان کیا شاپور
نے کہا کہ مین ابھی جاکے فکر کرتا ہون یہ کہتا ہوا شاپور چلا صورت بدلتا ہوا چادر اوڑھے ہوئے
لشکر سے نکلا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھا کہ قصر صحرا سے دونون شخص نکلے ایک شیشۂ آب دمیدہ پاس ہی
پتلے جو بندھے ہوئے احاطے مین رکھے تھے اُنمین سے کوئی پچاس ہزار اُن دونون نے نکالکر اُنکے
انبار کرنا شروع کیا شیشۂ بغل سے نکالا پانی اُنپر چھڑکنے لگے پانی چھڑکتے ہی سوار و پیدل بنکر کھڑے
ہوئے تعریف خداوند ہفت پیکر کرتے ہین سوار و پیدل اُٹھتے جاتے ہین شاپور یہ معاملہ دیکھکر کنارے
ہوا تدبیر مین چلا اور وہ دونون شخص آب شیشہ جسقدر لائے تھے وہ سب صرف کر دیا اب چاہتے ہین
کہ قصر مین جائین پہلوے قصر سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی بلک بلک کے کہہ رہی ہی یا خداوند ہفت پیکر
ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میری روح قبض کرے اب صدمۂ ہجر دیکھا نہین اُٹھتا نہ کوئی جانور درندہ
آتا ہی کہ ہلو آکر کھا جائے اس کشاکش سے بچائے یہ دونون شخص آپس مین اشارے کرنے لگے
ایک نے کہا کہ چلو چل کر دیکھین کہ یہ کون مصیبت زدہ ہی یہ کہکے قریب سے قصر کے پہنچے دور سے دیکھا
کہ کوئی عورت سر جھکائے ہوئے رو رہی ہی یہ دونون دوڑ کر قریب آئے پکارکر آواز دی کہ اے مصیبت زدہ
یہان جنگل مین کیونکر آئی اُس نازنین نے چہرہ کھولا نگاہ جو پڑی تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین
لیس تھے دونون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہے بہانہ یا دونین زخم آیا ایک نے ایک پر ہاتھ رکھا کہا بھائی

ہوشیار رہو بعد اسکے دونون نے کہا کہ ای حسین اس صحراے پرآشوب مین تیرا کیونکر گذر ہوا کئی دن
گذرے موت کو کیون خداوند سے مانگتی ہی کہین اپنا نام نامی و اسم گرامی بتا یہ سنکر وہ نازنین بہت
روئی معلوم ہوتا تھا کہ صدف چشم سے مروارید بے بہا گر رہے ہین دامن سے اشک اُسکے پاک کیے کہا
کہ ای مہ جبین زیادہ نہ رو ایسا نہ ہو کہ دم اُلٹ جائے یہ کہکے بیٹھ گئے اُس مہ جبین نے ہنس کر کہا کہ تم
دونون میرے بڑے ہمدرد ہو یہ سنکر وہ دونون ہنسے مگر دیکھا کہ وہ نازنین رو رو کر اس طرح حال اپنا بیان
کرنے لگی کہ مین فلان تاجر کی بیٹی ہون شوہر میرا بیاہ کے لیجاتا تھا فلان جنگل مین قزاق آگئے انھون نے
آکے لوٹنا شروع کیا شوہر سب کے پہلے بھاگا مین نے زیور اتار کر قزاقون کو دیا قزاق تو چلے گئے مجھے
تین روز اس صحرا مین پھرتے پھرتے گذرے کوئی جانور آکے نکھا گیا یہ کہکر بغل سے گلابی نکالی تھوڑی سی انڈیل لی
دونون نے کہا صاحب ہمکو نہ دی نازنین نے کہا کہ اب قلیل باقی ہی اور شراب لاؤ یہ سنکر وہ دونون
ڈھونڈھنے گئے اور بہتی بھرے شراب لائے سامنے اُس نازنین کے رکھدی اُس نازنین نے جو گلابی اپنے پاس
سے نکالی تھی وہ بھی اُسمین شریک کر دی شریک کرکے دو جام لبریز بے دونون کے آگے رکھے کہا
جی چاہے دونون ایک ایک جام پی لو بے اندیشۂ انجام دونون نے گلاس پیے اب نازنین نے
محبت پوچھا کہ تم اس قصر مین یہان کس وجہ سے بیٹھے ہو اور اس قصر مین رہنے کا کیا باعث ہی تم دو ہی ہو
یا اور بھی کوئی ہی دونون نے جواب دیا ہم دو ہی آدمی یہان رہتے ہین قدرت کی طرف سے اشکال
صورت کش یہ تصویرین بنا کر بھجواتا ہی اور آب دمیدۂ سحر ہمارے پاس روانہ کرتا ہی آج تک
اس فوج کو کبھی طلب نہ کیا تھا زیر کوہ بوقلمون مسلمان آگئے جب وہان سے وہ تصویر سنگی آواز
دیتی ہی تب ہم آب دمیدۂ سحر صرف کرتے ہین اور وہان جو جاتا ہی مارا جاتا ہی بلا کی تلوار
چل رہی ہی سی لاکھ فوج ہم روانہ کر چکے پچاس ہزار اور جاتے ہین یہ کہکر وہ دونون گھبرا کے اپنے
مقام سے اُٹھے کہا کہ ہمارے مکان مین چلو وہان تدبیر بتائین دونون اُٹھے اُٹھتے ہی لڑکھڑا کے
گرے نعرہ ہوا کہ ستم شاپور شیر دل جیسے ہی دونون کے سر کاٹے وہ پتلے یا تو اُٹھ کر چلے تھے یا گھبرا کر
گرے جلنے لگے جب لاشے اُن دونو کے تڑپے شاپور کو منظور یہ ہوا کہ اب نکل جاؤن زمین شق ہوئی ایک زنگی
پیدا ہوا آواز دی کہ او نا عیار کہان جاتا ہی ہرچند کہ شاپور شیر دل نے چاہا کہ نکل جاؤن اُس زنگی نے
زمین سے نکلتے ہی گردن لی جس زمین سے نکلا اُسی جگہ شاپور کو لیکر غرق زمین ہوا پھر زمین برابر ہوگئی

زنگی شاپور کو لیکر جب غائب ہوا یہان تلوار چل رہی ہے شاہزادہ غضنفر بن اسد پامال کرتا پھرتا ہے جس
صف کو درست دیکھا اُسپر جا پڑے اور جو شکست کھاتا ہے طرف صحرا کے بھاگ جاتا ہے تلوار گھمسان کے
ساتھ چل رہی ہے یہان تو یہ انتظام ہے مگر صحرا سے جو فوج کی آمد تھی وہ موقوف ہو گئی لڑائی اُسی طرح
ہو رہی ہے غضنفر بن اسد نامدار شیرانہ و نہنگانہ وار متانہ لڑ رہے ہین پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے
لاشون کے انبار لگا دیے دریاے خون بہ رہا ہے گھوڑے دریاے خون مین شناوری کر رہے ہین
غضنفر جو بالاے کوہ پہونچا تصویر سنگی نے آواز دی کہ اے بندگان من جلد آؤ یا تو جب آواز دیتا تھا
فوج پیدا ہوتی تھی یا اب تصویر نے تین آوازین دین فوج نہ آئی غضنفر لڑتا بھڑتا قریب تصویر کے
پہونچا اور گھوڑے سے کود کر طرف تصویر کے چلا تصویر نے بڑے طعن و تشنیع کیے یہ بھی کہا کہ تیرے
تیرے نانا کی مدد پر وہ کھاف مین کی نانا کو تیرے عفریت پر غالب کرایا سمندون سے لڑوایا
سب جگہ غالب کرایا تمام سرکشان قاف تہ تیغ ہوے اے غضنفر یہ بات سنتے اُٹھ چلا بچہ شیر بیشۂ
اسد غازی جوان حجازی کلب توڑتا ہے کئی پہلوانون کو مار کر تصویر کی گردن پر ہاتھ ڈالا رکھ کر کھینچا اور
دل کو رجوع کیا کہ اے مددگار اس ظالم سے بچانا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست تصویر پتھر کی
بنکر بیٹھا ہے یہ کہ کے دوبارہ کھینچ مارا ہزارہا شعلہ بھڑکا وہ شعلۂ آتش بھڑک کر غضنفر پر گرے غضنفر کب
ان شعلون کو مانتا ہے دو مین تھپڑ ایسے مارے کہ تصویر سنگی اپنے مقام سے ٹوٹ کر گری آواز آئی کہ
او بنیرۂ حمزہ تو نے غضب کیا کہ کس طلسم گرایا مگر کہان جائیگا اب بلا مین پھنسیگا ہماری شفقتون کو
یاد کریگا یہ کہکے تصویر چلی آسمان برابر گھٹا پیدا ہوا رعد کی چمک اُسمین سے آواز آئی کہ ہم اشکال
صورت کش ایک وقتا ہوا کہ زمین کانپی اور ابر سے آواز آئی کہ یا خداوند ہفت پیکران مسلمانون کو
آپ کا اعتقاد نہین جو جان لڑ رہے ہین انکے ہم شبیہ مرحمت فرمایے کہ مسلمانون کو آپ کا
اعتقاد ہو کہ قدرت کو ہر وقت پیدا کرنے کا اختیار ہے بسان باپ کے بھی لڑکا پیدا کر سکتے ہین
یہ جو آواز دی زمین کانپی کڑ کڑ کی آوازین بلند ہوئین ناظرون پر واضح ہو کہ چار سو سرداران
صاحبقران لڑ رہے ہین کچھ بالاے کوہ کچھ زیر کوہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے قاسم اپنے مقام پر
بدیع الزمان اپنے مقام پر داراب جہانگیر اپنے مقام پر لڑ رہے ہین لندھور اپنے مقام پر شاہزادہ دیکھتا
شیر بیشۂ ہیجا بہرام گرد بن خاقان چین ہاتھ مین نیزہ بر قتاب عالم جرأت مین جسپر جا پڑے اُسے مٹا یا

پر دون کو درہم و برہم کیا دریا خون کے بہائے لیکن اس ابر سے جو آواز مذکور آئی زمین صحرا کی دیکھا
سب نے کہ ایک جوان سیاہ رو بڑے قد و قامت کا زیر نخل کھڑا جھوم رہا ہے تیغ کھینچا ہوا ہاتھ مین
اسباب تصویر کشی ایک غلام لیے ہوے پشت پر اور وہ غلام کچھ تصویرین کھینچ بھی رہا ہے تصویرین
کھینچ کھینچ کے زمین پر پھینکتا ہے تصویرین زمین پر گرین اور اُڑ کر طرف صحرا کے غائب ہو گئین تھوڑے
عرصے کے بعد اسی صحرا سے گردین اُڑ رہی ہین آگے آگے سب کے دارائے ہند لندھور بن سعدان
فیل میمونہ پر سوار گرز کاندھے پر دونون بیٹے فرہاد خان وارشیون پریزاد گینڈون پر سوار
لندھور کے ساتھ ہین بجائے دونون عادل و فاضل گینڈون کو چمکاتے ہوے تاجداران
ہندوستان ہمراہ وہین سے نعرہ ہوا کہ منم دارائے ہند لندھور بن سعدان ابھی تعداد ہفت پیکر
نے پیدا کیا یہ کہتا ہوا طرف لندھور اصلی کے چلا لندھور اصلی نے گرز اٹھایا دونون مین
گرز چلنے لگے دوسری گرد اڑی قاسم مع سردارون کے قاسم اصلی پر جا پڑے سردارون پر سردار
عیارون سے عیار آپس مین جنگ کر رہے ہین جو سردار انکے ساتھ ہین وہ انکے بھی ساتھ ہین انکے
اور مصروف جنگ ہوے تلوار چلنے لگی اب وہ ایک ساحر سیاہ فام بڑے قد و قامت کا جوان کنارے
پر لشکر کے کھڑا ہوا آواز دے رہا ہے جس سردار کا نام لیکر آواز دی وہ سردار صحرا سے پیدا ہوا
آتے ہی جا پڑا اگر طرز جنگ ہر ایک کا عرض کرون ناظرین ملول ہون مراد یہ ہے کہ سردار پر سردار
جا پڑا تسکین دے دے کر پکار رہا ہے جس سردار کا نام لیکر پکارا صحرا سے وہی پیدا ہوا بدیع الزمان
پر بدیع الزمان جا پڑے ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے کہین نیزہ چل رہا ہے کہین تڑاقے گردون کے کہین برق
شمشیر کہین گھٹتی ہو رہی ہے تمام میدان مین جنگ ہو رہی ہے کسی نے پوچھا کہ اے دارائے ہند اس
جنگ کا کیا انجام ہوگا لندھور نے کہا کہ جو خدا چاہیگا وہ ہوگا اتنا جانتے ہین کہ حریف سخت
مقابلہ ہے فتح و شکست کا پروردگار کو اختیار ہے بیان زیر کوہ بوقلمون تو یہ رنگ ہے لیکن دو کلمہ
داستان صاحبقران زمان بھی لکھنا ضرور ہے ناظرین ملاحظہ فرمائین صاحبقران زمان مقابلے
مین بطلان نیزہ باز کے آتے ہین بطلان طبل جنگی نہین بجواتا ایک دن صاحبقران نے
خواجہ عمر سے فرمایا کہ جا کر دریافت کرو کہ مقابلہ کیون نہین کرتا خواجہ یہ سنکر صورت بدل کے
چلے ایک بڑھیا کی صورت بنکر لشکر بطلان مین آئے ایک شخص سے پوچھا کہ بطلان نیزہ باز کہان ہے

لوگون نے پتہ دیا کہ بارگاہ زرنگنی مین بیٹھے ہوئے صلاح کر رہے ہین خواجہ پھرتے پھراتے بصورت
خدمتگار بارگاہ مین بطلان کی آکے بطلان کو دیکھا کہ مقام صدر پہ بیٹھا ہوا افسرون سے کہتا ہے کہ آج
دو پہر رات گئے لشکر صاحبقران پر شبخون مارونگا تم لوگ سب تیار رہنا بدولت دو پہر رات گئے
جب اپنی بارگاہ سے نکلین تو تم سب کو تیار پائین سب اقبال کر رہے ہین خواجہ یہ خبر سنکر بھاگے
یہان امیر بیٹھے ہین کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے سب حال مفصل بیان کیا صاحبقران زمان نے
بھی اپنے لشکر کو تیار رہنے کا حکم دیا کہ آراستہ ہوکر گوشون مین ٹھہرو لشکر تو کمینگاہ مین صاحبقران
منتظر کہ دیکھیے سیاہ رو کب برائے شبخون آتے ہین وہان بطلان نے دو پہر رات گئے لشکر تیار کیا چار
مغول کیے سات لاکھ فوج اسکے ساتھ ہی چلا یہان امیر با توقیر دوسی سردار مثل عبد الجبار رد
گرز تیث سیر گردان و لقمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و طوق ہوان گرد و ابو المجن گرد و
مندویل اصفہانی وغیرہ کو لیے بیٹھے ہین انتظار مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے کہ خواجہ عمرو
دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ کفار آپہونچے صاحبقران دوسی سردارون کو لیکر درہ کوہ مین جا چھپے
یہان کفار آگرے جس خیمے مین پہونچے سردار کو نہ پایا مال رکھا ہوا املا اسباب رکھے ہوئے پائے اٹھا لیے گٹھرے
کھول لیے روپیہ اشرفیا اٹھا کے گھوڑون پر لادا ہر طرف لوٹ ہو رہی ہے افسر کہتا بھی ہے کہ اندر زیادہ نہ لوٹو
صبح کو اٹھوا لینا جواب دیتے ہین کہ اے افسر برسون گذرے لڑتے ہوئے کہین سے نہین پایا فقط تنخواہ
پر بسر اوقات ہوتی ہے آج خزانے پائے کیونکر چھوڑین کمرین بھی باندھے ہین گھوڑون پر بھی لادے ہین
جب خوب پر بار ہو چکے بطلان نے بارگاہ شاہی کو لدوایا رعنائی و زیبائی بارگاہ کی دیکھکر
عاشق ہو گیا کہتا تھا کہ ہم اسی بارگاہ مین بیٹھینگے تب کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہکر بارگاہ کو لدوا لیا
اثاثہ لیکر چلا ساتھ والون نے توڑے روپیون کے گھوڑون پر لادے کچھ کمرین روپیہ باندھا کچھ
جیبون مین بھر لیے ہوئے ہین بطلان ساری بارگاہون مین پھر کر بازار چہار طاق بلقیس مین آیا
پھرتے پھرتے جواہرات بازار کا جمع کیا چھکڑون پر لدوایا اور ساتھ والون سے کہا کہ حمزہ بڑا
بادشاہ جلیل ہے ہر بازار مین اسقدر جواہر دستیاب ہوا کہ چھکڑون پر لادا گیا بدولت خود اسپر واہین
یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے ابھی وہ خزانے دستیاب نہین ہوئے کہ جن پر حمزہ کا قبضہ ہے اُس خزانے کو پاؤن
تو دل شاد ہو رہا یا میرے ملک کی آباد ہو ساتھ خداوند کے جا کر خزانہ پیش کرونگا قدرت بھی

دیکھکر کہین کہان میرا پہلوان خوب خزانہ لایا قدرت بھی خوش ہو جا مین یہ کہتا ہوا لشکر کو جمع کر رہا ہی
جو آتا ہی لوٹ پر اسکو ناز ہی یہی نقرہ آغاز ہی کہ مسلمانون نے بڑے بڑے شاہان ہفت اقلیم کو مٹایا
آخر کیا ہاتھ آیا حمزہ نے ہو خاص خزانہ اپنے واسطے رکھا ہی اسکو دیکھنا ہو کہ وہ کس مقام پر ہی اور
نگہبان وہان کون ہی یہ کہتے ہوے جاتے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ردے ماہتاب چھپ گیا سب
کافر گھبرانے لگے جملہ سرداران امیر نے چلاکے آواز دی کہ ان بیحیاؤن کو لینا نعرۂ صاحبقران
کی آواز آئی نعرۂ امیر

منم قاتل کافران جہان
پذیرفتہ گنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
درانجا چو جاہ و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
زتیغم گریزندہ نوشیروان
چو دریا تہ جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بہ بخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بسنجان پے گیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو و عفریت را دودمان
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار

اور سب سردار نعرے کرکے
کافرون پر گرے قتل کرنے لگے کفار پر بار اہل اسلام سبکبار قتل ہو ہو کر کافر گرنے لگے محبت دنیا
پر سب جان دیتے ہین مگر مال چھوڑنا گوارا نہین کرتے تلوار مثل برق چمک رہی ہی شب تیرہ و تار ہی
نعرۂ صاحبقران کی پکار ہر طرف سے یہی صدا بلند ہی کہ یہ بندید و مکشید مین گرمی جنگ مین کافرون نے
بسبب شب تاریک ہونے کے بھائی نے بھائی کو قتل کیا باپ نے بیٹے کو مارا چار طرف سے لڑ رہی
تلوار چل رہی ہی ہزارہا سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھاتے ہین نقیب آواز دے رہے ہین بیت
کاسۂ چینی پہ ای منعم نہ کر اتنا غرور ٭ ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو ٭ ہر طرف ہنگامے گرم ہین
لڑتے بھڑتے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اُس وقت صاحبقران و بطلان سے مقابلہ پڑا گھڑی بھر
نیزہ چلا فن نیزہ مین بطلان کو بڑا ناز تھا صاحبقران نے نیزہ بطلان کا توڑ ڈالا تب
بطلان نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا صاحبقران سے تلوار چلی امیر نے تیسرے ضرب مین سر و خُسر
خودسر کا زخمی کیا بطلان سامنے سے زخمی ہوکر بھاگا امیر نے تعاقب کیا اب تو کل فوج کے پاؤن
اُٹھے آگے آگے بطلان پیچھے پیچھے صاحبقران جس مقام پر جاکر بطلان ٹھہرا صاحبقران بھی
وہین ہو بیٹھے پھر مجمع متفرق ہوا مجمع مسلمانان جمع ہوا لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین کئی دن بطلان کو

بھاگے گئے مین گندے ہین قریب ایک قریے کے پہونچے اس حال پریشانی مین جو قریے مین پہونچے وہان
آفاق زور آزما زمیندار رہتا ہے اپنے دنگل پر بیٹھا ہے آٹھ نو سو جوان اسکے رفیق بیٹھے ہین اور
جام چل رہا ہے اُس وقت بطلان جوش وخروش مین سامنے آفاق زمیندار کے پہونچا سلام کیا
آفاق نے بکبر ونخوت پوچھا کہ تم لوگ کون ہو پریشانی کا کیا باعث ہے بطلان رونے لگا کہا کہ
اے زمیندار صاحب اپنی پریشانی کیا بیان کرین خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا کہ بر سر حمزہ عرب
چڑھکر جاؤ جا کے شبخون مارا اندھیرے مین شکست کھائی سر زخمی ہوا شکست کھا کے بھاگا آن
لوگون نے پیچھا کیا میسر ادن آج ہلکو ہو کر بھاگے ہوے آئے ہین یہ سنکر آفاق اپنے مقام سے اُٹھا
کہا حمزہ کہان ہے یہ ذکر تھا کہ گانون مین ہنگامہ ہوا مکانون مین آگ لگادی گانون لٹنے لگا جیسے جیسے
قزاق صاحبقران کے ساتھ ہین ناظرین کو یاد ہوگا عبد الجبار وعبد القہار اتنے بڑے قزاق
تھے کہ مقبل سے خزانہ چھین لیا تھا مقبل کیسا کیسا لڑا انتہا کا سور کہ پڑا آخر مقبل گرفتار ہوا جب
غلامون نے آکر عرض کی تو صاحبقران نے لندھور کو بھیجا لندھور کو بھی اُن لوگون نے پکڑ لیا تھا
جب صاحبقران آئے ہین تب یہ دونون بھائی پکڑے جاتے ہین آگے ہی گھرون مین گھس پڑے
چھپرون مین آگ لگادی ڈھونڈھ کے تھا جن کو گرفتار کیا غلغلہ ہوکر اسکی پشت پر سولہ گھمبی بناؤ
بطلان آفاق زمیندار کے ساتھ ساتھ آٹھ نو سو رفیق آفاق کے ڈھال پھکے باندھے ہوے
انکو چھے سر دن پر اگر کسی مقام پر دو چار اہل اسلام لوٹ رہے تھے آفاق نے جاکر گھیرا وہ لڑے
آخر مارے گئے اب آفاق آگے بڑھا کہتا ہوا کہ مسلمانون کو اسی طرح گھیر گھیر کے مارونگا جو قریے
مین آگئے ہین زندہ بچ کے نہ جانے پائینگے ساتھ والے تلوارین کھینچکر چلے دو چار اہل اسلام کو
جو قتل کیا کہنے ہوے کہ بھائی اہل اسلام کے برابر کوئی جنگ آزمودہ نہین ہے لیکن ہم لوگ ساتھ
آفاق زمیندار کے رہے جنگل مین رہنا کھیت جوتنا کہ تین محنتون کی چڑبی ہو مین آ کچھ مشقت
کرتے ہین ہمسے مسلمان کیا لڑسکینگے جو قریے مین آگئے انکو گھیر کر مار لو بچکر جانے نہ پائین اب تو
ساتھ والے دلیر ہین دوڑ دوڑ کے جاتے ہین پھر پلٹ آتے ہین کبھی لڑائی پڑی کبھی نہ پڑی ایک مقام
پر آکر پہونچے صاحبقران آگے بڑھے ہوے جو کسی نے عورتون کو لوٹا اُسے منع کیا اگر کسی مقام پر دو
غریب جمع ہین انکو بچا لیا نے ملکر گھیرا میرے آگر انکو بچا دیا کہا یا رو انکے قتل کرنے سے کیا مطلب ہے کہ

آفاق کے کان مین آواز گئی وہین سے نعرہ کیا کہ منم آفاق زمیندار ای مسلمانو بھاگو قریے مین
نہ رہو اگر ماہ دولت کا سامنا ہو گیا تو نہ بچوگے پھر مین زندہ نہ چھوڑونگا قتل سے عزیزون کے منھ
نہ موڑونگا بلبلاتا ہوا آتا ہے صاحبقران نے آواز دی کہ او گنوار ٹھہرا رہ اب جو آفاق کی نگاہ پڑی
آفتاب آسمان عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان پر تھا ہاتھ مین زلفین چلیپی کو پیچ و تاب گردہ سپر کا
ہاتھ مین آفاق حیران جمال زخم و دیدار ہوا بطلان صاحبقران کو دیکھکر پیچھے ہٹا آفاق فوراً
جا پڑا خبردار کر کے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے چاہا کہ پھٹ پڑون آفاق بیٹک سے
الگ ہوا انھون سپاہ گری مین دخل رکھتا ہے ایک گل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوا آواز دی کہ یا صاحبقران
آپ بھی اپنا حربہ کیجیے یہ کہکے ہرگنتا کاندھے سے اتارا صاحبقران زمان پر دو تیر مارے امیر نے
پہلے قربان جرأت پر ہوا تیسرا تیر جو مارا صاحبقران نے سینہ سپر کرکے قرولی سے قلم کیا اور
سب تو بھاگے گانون سے نکل گئے امیر آفاق سے لڑتے ہین ترکش خالی دیکر تلوار کھینچے ہوئے
جا پہنچے تلوار چلی جب آفاق ہاتھ مارتا ہے صاحبقران تلوار اٹھا کے ہاتھ روک لیتے ہین آفاق
نے کہا کہ کیون یا صاحبقران رکنے کا کیا باعث امیر نے فرمایا کہ شگفتگی کی چوٹ اس مقام پر ہے
اگر تمھارا ہاتھ کاٹا تو ہین کیا ہاتھ آئیگا آفاق اس کلمات پر عاشق ہو گیا بڑھا کہ قدمبوسی کرون اور
ایک جوان نے ہاتھ مارا امیر نے اسے بڑھ کر قتل کیا مستحق جو صاحبقران کا ادھر پھرا آفاق زمیندار
نے ہاتھ مار دیا سر امیر کا زخمی ہوا زخمی ہو کر صاحبقران نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا سر آفاق کا بھی زخمی ہوا
ہمراہیان آفاق جو آکر شریک جنگ ہوئے بارہ آدمی صاحبقران کے ہاتھ سے مارے گئے
آفاق الامان الامان کہتا ہوا دوڑ پڑا کہا یا صاحبقران رحم کیجیے گنوارون کی کیا مجال کہ جو
آپ سے مقابلہ کرین اور ساتھ والون کو جبر کا کرہٹ جاؤ عمر بھر اپنے مقابلہ نہ کر سکوگے جنھون نے
نوشیروان کو شکست دی لقا ایسے کو بھگایا باختر پر قبضہ کر لیا اس گانون کی کیا حقیقت ہے پکار کر
آواز دی کہ ای شہریار بطلان بھاگا جاتا ہے غلام سے خطا ہوئی کہ اسکو نکل جانے دیا پھر وہ نہ ملیگا امیر
نے پلٹ کے دیکھا کہ حقیقت مین بطلان بھاگا جاتا ہے صاحبقران نعرہ کرکے پلٹ پڑے آفاق
نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار مین قدمبوسی ضرور کرونگا امیر نے کچھ جواب نہ دیا تھا تب مین
بطلان کے چلے بطلان جو قریے سے بھاگا تین کوس چلا تھا کہ آواز پا ہوئے دلیران کان مین آئی

گھبرا کر کہا کہ ای یار رو دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ معلوم ہوتا ہے لاکھوں آدمی قدرت میں مرے شکی جادوگروں کے آواز آتی ہے ہر طرف سے دوڑے تھوڑی دیر میں پلٹ کے آئے کہا زیر کوہ بوقلموں آفت برپا ہے لاکھوں آدمی قتل ہوا تین شبانہ روز تلوار چلتے ہوئے گذرے ہیں بوقلموں جادو اور اگماب تصویر قدرت سے مقابلہ ہے فوجیں صحرا سے آ رہی ہیں تصویر خداوندی پر اجماع مسلمانان ہے ہنگامہ عظیم گرم ہے تین دن میں کئی لاکھ کا صفایا ہوا یہ سنکر لطلان اسی جانب چلا وہ وقت ہے کہ ہم شبیہ لند ہور نے لند ہور اصلی کو گرفتار کیا اشکال صورت کش جو ابر سے ظاہر ہوا جوں جوں وہ گرفتار کشتہ کئیں ویسے رہا ہو دیں گھبرائی جاتی ہے نورالدہر کو نورالدہر کے ہم شبیہ نے زیر کر لیا فقط غضنفر اور بدیع الزمان باقی ہیں وہ باعث یہ ہے کہ غضنفر کے پاس تو تین تختے ہیں اسپ باد پا پنسوا دیو کر دیں شگاف قبضے میں انگشتر مہر و ماہ ہاتھ میں بدیع الزمان کے پاس نقش و سحر موجود ہے یہ دونوں شیر تو ایک طور پر جنگ کر رہے ہیں انکے ہم شبیہ جو آکر مصروف جنگ ہوئے تھا کہ ہم شبیہ کو مارا کہ اسکے اعضاء چور ہوئے جب یہ نوبت تھی اسوقت لطلان آ کر ہوچکا کہ ہنگامہ گیر و دار بلند ہے لطلان آ کر شریک جنگ ہوا کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی ذہے ہمراہی نعرۂ صاحبقران

گو ز کشتہ سہراب و رستم جبل	امیر عرب ضیغم روزگار	امیر عرب حمزۂ شیر دل
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	بیک تیغ عرب کے ذوالحجام	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
ہمہ سرکشان جملہ در خاک کرد		تن کافران از جہان پاک کرد

عمرو نے جو بڑھ کر دیکھا دیکھا ایک جوان نے نورالدہر کو اٹھا لیا مگر وہ جوان ہم شبیہ نورالدہر ہے ایرج کو بھی ہم شبیہ ایرج نے اٹھایا ہے فرزندان صاحبقران کی پریشانی چاہتے ہیں کہ جان جائے مگر جرات میں فرق نہ آئے خواجہ عمرو نے جو یہ حال پریشان اہل اسلام دیکھا پکار کر آواز دی کہ یا امیر یا توقیر جلد اسم اعظم پڑھیے دیکھیے غضنفر و بدیع الزمان محفوظ ہیں دونوں کے پاس اشیا سے دو سحر موجود ہیں بچے رہے ہیں اور جو لوگ اس سے خالی ہیں وہ گرفتار ہوئے داراب کشور کشا ایسا جوان انکے ہم شبیہ نے انکو اٹھا لیا داراب کے تیور سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جان دینے پر آمادہ ہے کہ ہمکو جا بجا حریف مار ڈالے زندہ نہ چھوڑے ایرج نے جھلا کے اپنے حریف سے کہا کہ تجکو اپنے خداوند ہفت پیکر کی قسم مجھے قتل کر ڈال زندہ نہ چھوڑ کشتی گیر زادے نے ہمکو اس مصیبت میں دیکھ لیا ہے ہمارا مر جانا ہی بہتر ہے مالک

اپنے ہم شبیہ کے آگے ہاتھ جوڑ رہے ہین کہ ہندوستان کے رہنے والون نے ہمکو دیکھ لیا ہمارا مرجانا ہی بہتر ہو ایسی زندگی سے موت اچھی ہر شخص کا یہی قول ہو کہ ہمکو قتل کر ڈال زندگی بیکار ہو بعض منت و خوشامد کر رہے ہین بعض بد مزاج اپنے حریف کو گالیان دے رہے ہین کہ ہمین قتل کر ڈال اب زندہ رہنا منظور نہین پہنے اپنے ہم شبیہون سے سب کے مقابلے پڑے ہین جس سے مقابلہ پڑا وہ ریہو تمام میدان مین یہی معرکہ درپیش ہی ہر خورد و کلان کو پس و پیش ہو کچھ پڑھ الاسے کوہ مین کچھ زیر کرہ وہ ساحر سیہ فام کھڑا ہوا تسکین دے رہا ہو دمبدم یہی کلمات زبان پر ہین کہ ستم اشکال صورت کش با شیداے مسلمانان آج تمنے بڑی بے ادبیان سرزد ہوئین بالاسے کوہ جو مقام ظہور خداوندی اسپر تلوار چلے دریاے خون بہے ہماری عقل مین نہین آتا کہ حضور نے کیا عنایت صرف کی یہ جو اصلی بندے ہین اگر وہ کوئی بے ادبی اسکی جاہم بھی کرتے سنگ سیاہ بنا دیے جاتے امان نہ پاتے مگر اب تم ہی نمونۂ قہر خداوندی معلوم ہوتا ہو ابر سیاہ ظاہر ہو رہے ہین اب عذاب خداوندی سے بچنا دشوار ہو جب یہ لشکر غل مچاتا ہو کشتی کے ہنگامے کا شور ہو جاتا ہو سوار کے پاس سے سوار پیدا ہوتا ہو پیدل کے پاس سے پیدل للکارا اور جا پڑا کشتی ہونے لگی زیر کیا اور سے بھاگا یہ سرداران زبردست مثل بدیع الزمان و نور الدہر و ایرج جنگ مین مصروف ہین کشتی ہو رہی ہو لیکن غلبہ ہم شبیہ کا ظاہر ہو جب پکڑ لاتا ہو وہ دو گھڑی رگڑتا ہو اگر یہ پکڑ لاسے فوراً تڑپ کے نکل گیا عمرو کو ان حالات پر بہت حیرت ہو کہ یہ کیا معرکہ ہو یہ شیران دشت بزدیون عاجز ہو رہے ہین الجھ الجھ کے لڑ رہے ہین سیکڑون سردارون نے اپنے ہاتھ سے اپنے جسم پر زخم لگائے چاہتے ہین کہ جان دے دین لیکن صاحبقران زبان اسم اعظم جو پڑھتے ہوئے گئے جدھر سے گذرے ادھر کی زمین ہلا دی ہم شبیہ بھاگا جب اشکال صورت کش آواز دیتا ہو ایک جوان ہم شبیہ صاحبقران مرکب سہ چشمی پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا سامنے صاحبقران کے آتا ہو جب امیر اسم اعظم پڑھکے نعرہ کرتے ہین وہ جوان بھاگ جاتا ہو کئی مرتبہ اس طرح جوان آئے اور سامنے سے صاحبقران کے بھاگے مقابلہ نہین کرتے ہر مرتبہ گھوڑے کو اڑا کر آتا ہو جہان صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر نعرہ کیا وہ جوان طرف صحرا کے بھاگ جاتا ہو کئی مرتبہ اشکال نے سحر کرکے صحرا سے

سوار بلا نے صاحبقران کے مقابلے مین بھیجے وہ سوار نیزے پھینک کے بھاگے مقابلے مین امیر
کے نہ ٹھہر آئے اور بھاگ گئے اور سردارون سے مقابلے ہو رہے ہین عین گرمی جنگ ہی ہر اہل اسلام
اپنی جان سے تنگ ہو رہی چاہتے ہین کہ مارڈالے جائین ذلیل نہ ہون اپنے حریف سے مقابلے مین
مصروف ہین عیارون نے جو شاہزادون کو حیران و پریشان دیکھا ہزا اپنے حریف سے دب رہے ہین
عیار بیتاب ہو کر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار ہمارے آقاؤن کو اس آفت سے بچا نظم

زہے جانان کہ بخشد تازہ جان ہر جسم بیجان را — تجلی زاب لب جان بخش سازد آب حیوان را
زہے مہری کہ شد پرتو فگن از مطلع وحدت — زہے ماہے کہ روشن کرد نورش اوج عرفان را
زہے سلطان کہ ہر سرکش نہد گردن بفرمانش — زہے حاکم کہ دارد سرنگون گردون گردان را
زہے دلبر کہ لمعان رخش بر اوج محبوبی — کند روشن مہ تابندہ و مہر درخشان را
زہے گلرو کہ آب و تاب رخسار پر انوارش — دہد نشو و نما تازہ بہر موسم گلستان را
زہے خالق کہ در یک لحظہ کرد از امر کن پیدا — زمین و آسمان و عرش و فرش حور و غلمان را
خداوندے کہ اقلیم خدائی زیر فرمانش — شہنشاہے کہ بخشد تاج سلطانی غلامان را
بہر ملت بمحراب سجودش ماندہ خم گردون — مسیحائی و موسائی دہند و دو سلیمان را
بیکدم ناتوان را او عطا سازد توانائی — بیک لحظہ ببخشد تازہ وسعت تنگدستان را

عیار دعائین مانگ رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی عیار پیدا ہوئے خطوط زرکشی دیا تا فوطہ سفالی
جسم پر آراستہ پیچے ہلاتے ہوئے کمندین اچھالتے ہوئے اپنے ہمشبیہون کے نام لے لیکر پکارتے ہوئے
چلے آتے ہین عیار اپنے ہم صورتون کو دیکھکر بیتاب ہوگئے جا بجا چھپنے لگے بعضون نے بڑھکر مقابلہ
کیا حربہ کیا اور آنے کمند مارکر گرفتار کر لیا پشتارہ باندھا اور بھاگا صدہا عیار گرفتار ہوئے بعض
پشتارون مین بندھے ہوئے دوش پر اپنے ہمصورت کے لدے ہوئے اپنے آقاؤن کا نام لیکر پکارتے
ہین کہ غلام گرفتار ہوئے بیکس و بے بس ہین ان دشمنون کے ہاتھ سے ہین بچائیے سردار گھوڑے
دوڑا کر چاہتے ہین انکو گرفتار کرو ہاکرین عیار تو برق جہندہ ہین مثل بجلی کے سامنے سے تڑپ کے نکل گئے
سردار پٹتا تھا کہ انکے بھی ہمصورت نے آکر گھیرا غضب مصیبت مین گرفتار ہین عیار پکڑے گئے صحرا مین
دشمن دوڑے پھرتے ہین ہر حریف اپنے سے زبردست ہوتا اپنی بوٹیان کاٹتے ہین چاہتے ہین کہ اپنا

گلا کاٹیں فرزندان صاحبقران و سرداران امیر تو تیر شیرانہ جان دینے پر مصروف ہیں چاہتے ہیں کہ
جان جائے بات میں فرق نہ آئے ارادہ کرتے ہیں کہ اپنا سر کاٹ کر خود حریف کو دے دیں آبرو بچے
ہر طرف یہی ہنگامہ ہے ہر جانب سے کافروں کا زور ہے از خار خون بہتا ہوا لڑ رہے ہیں یہی پس و پیش
ہے کہ دیکھیں آج کیونکر جان بچتی ہے بڑے ظالموں سے مقابلہ ہے بڑے شعبدہ باز جمع ہیں دیکھیے اپنے
کیونکر جان بچتی ہے خواجہ عمرو صاحبقران کو پکارتے ہوئے آتے ہیں کہ اے آقائے نامدار اے مولا
قدرشناس کافروں نے بلوہ کیا ہے اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو کہ اسم اعظم بند کر لیں اسم اعظم
پڑھے جائیے آپ دیکھتے ہیں کہ کیا رنگ ہے اس صحرا کا ہر نخل آمادہ جنگ ہے دیکھیے تو شاخہائے درخت
میں خم ہے گویا کمان کیانی آمادہ ظلم و ستم ہے صاحبقران جواب دیتے ہیں کہ خواجہ اسم اعظم کا ورد ہے
یہ کہتے ہوئے صاحبقران طرف اشکال صورت کش کے چلے بطلان نیزہ دار لڑتا ہوا سامنے
اُسی ساحر کے آیا کہا کہ کیوں اے مقبول بارگاہ خداوند ہفت پیکر یہ کیا معرکہ ہے جو غل اور سرداروں کے
واسطے ہیں وہ حمزہ کے ساتھ کیوں نہیں ہوتے یہ سنکر اشکال صورت کش نے بطلان کو قریب بلایا
اسمائے سحر نیزے پر اُسکے پڑھے بازوؤں پر پڑھ کے ہاتھ رکھا خوب سحر اُسکے ہاتھ پاؤں پر پڑھا کہا
جا کر حمزہ سے مقابلہ کر بطلان نیزہ ہلاتا ہوا قریب صاحبقران آیا للکارتا ہوا کہ باش اے حمزہ میں
تیرے مقابلہ کو آتا ہوں تیری سرکشی مٹاتا ہوں صاحبقران حال سرداروں اور فرزندوں کا دیکھ کر
نہایت رنجیدہ و کبیدہ ہو رہے ہیں سیکڑوں سردار گرفتار ہوئے نور الدہر زیر ہوئے ایرج بھی زیر ہوئے
تورج بن بدیع الزمان بھی زیر ہوا ایسے فرزند دلبند کہ جو صف شکن تیغ زن ہمیشہ لڑائیوں میں سرفراز ہے
وہ اس طرح زیر ہو جائیں کیا قلب پر قلق ہے ہر نگاہ حسرت دیکھ رہے ہیں کہ فرزندوں پر یہ گذری کہ
ایک طرف سے آواز آئی اے حمزہ تیری گرفتاری کو آتا ہوں صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا کہ
بطلان نیزہ باز جوش کھاتا ہوا آتا ہے امیر نے گھوڑا اس طرف بڑھایا بطلان نے آکر نیزہ مارا صاحبقران
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا مگر امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے ہیں حرز ہیکل گلے میں مثل محافظ کے
اُنکو الگ جنبش ہے سحر کے مٹانے کی کوشش ہے آکر بطلان نے جو نیزہ مارا تھا صاحبقران نے
تیسری چوتھی طعن میں نیزہ کا منہ کر نکالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا امیر
نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی ■ وار کر کے پلٹا صاحبقران نے اُچھل دے سے ہاتھ نکالا خبردار

خنجر دار کہکے ہاتھ تلوار کا مار البطلان نے اپنے کو ڈھال سپر مین چھپایا مگر تیغہ عقرب جو آگر پڑا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے وہانسے تلوار جو گری سر پر پڑی جگر گاہ تک تلوار نے کاٹا لہرا کر لاشہ بطلان کا گرا چہار طرف سے فوج نے بلوہ کیا صاحبقران تلوار پکڑ کے جا پڑے فوج سے لڑائی پڑی کئی پہلوانون کو مارا لیکن یہ احسان ہی پروردگار کا کہ ایک طور پر لڑ رہے ہین جسے ٹوکا اُسے مارا اسم اعظم پڑھ رہے ہین لیکن اشکال صورت کش سے لوگ پوچھتے ہین کہ اصلی طلسم کشا کون صاحب ہین اشکال صورت کش طرف صاحبقران کے اشارہ کرتا ہی کہنے والے کہتے ہین کہ یہ اصلی طلسم کشا نہین ہی یہ سنکر اشکال نے سر جھکا لیا کہ دیکھا رستم لڑتے ہوئے آتے ہین اشکال نے اشارہ کرکے کہا کہ یہ طلسم کشا ہے اصلی ہی اور کئی صورتین رستم کی بنائین کہا آرزو یہ ہی کہ رستم کو گرفتار کرون اور قیدخانۂ طلسمی مین بھیجون تب دل کو قوت ہو اب اس وقت لوگون نے بہلوایا اشکال صورت کش سے عرض کی کہ حمزہ کا کوئی ہمسر نہین یہ سنتے ہی اشکال نے کئی پہلوانون کو اشارہ کیا کہ رستم کو پکڑ لاؤ رستم کے ہاتھ مین تیغہ کیہتان علم ہو سات سو من کا تیغہ جسپر پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کئی پہلوانون کو مار گرایا سے بڑے بڑے ساحرون کو دیکھا رستم دو شیرانہ لڑتے ہوے آتے ہین ایک جوان زنگی نے پکار کر کہا کہ او اشکال دیکھ رستم آتے ہین اشکال نے کہا کہ پسر حمزہ کی تلوار چھین لے زنگی بل کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا آواز دی کہ او پسر حمزہ تلوار ہین دے علشاہ تیغہ چمکا کر جا پڑے زنگی نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے علشاہ نے وار اُسکے روکے ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے اب تو چہار جانب سے رستم پر بلوہ ہوا آسمان سے آواز آئی کہ اے اشکال صورت کش اور نئے سحر کر یہ سحر تیرے کام نہین کرتے اشکال نے جھولی کاندھے سے اُتاری اقبا سنا دوہ نکالے اُس سے سحر کرنا شروع کیے رستم پر آگ برسنے لگی صاحبقران نے جو دیکھا کہ ایک دریا پانی کا جوش مارتا ہوا آتا ہی صاحبقران نے بڑھکر اسم اعظم پڑھا وہ دریا غوطا مار کر غائب ہوا اشکال نے طرف آسمان کے ایک گولہ مارا ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے گرد رستم کے آگئے انکی زمزمہ سرائی سے ہاتھ پانون مین رستم کے رعشہ آیا امیر نے گھوڑا دوڑایا اشکال صورت کش نے آواز دی کہ حمزہ پاس اپنے فرزند کے نہ جانے پائے جادوگرون نے بڑھکر صاحبقران کو روکا صاحبقران نے کئی ساحر قتل کیے قتل کرکے برابر

رستم کے پہونچے حرز ہیکل کا عکس ڈالا رستم اسی طرح جوشان وخروشان سامنے اشکال کے پہونچے
اشکال صورت کش نے ایک ساحر واسطے مقابلے رستم کے بھیجا رستم نے بڑھکر ہاتھ تیغہ
کپیتان کا مارا اُس ساحر فرستادہ اشکال کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہوگیا سنگباری وبرفباری
بے انتہا ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سیاہ جادو بود اشکال صورت کش
نے کئی ساحر براے گرفتاری رستم بھیجے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکے اُن ساحرون کو مارا کہ
ایک طرف سے لینا لینا کی صدا بلند ہوئی کئی لاکھ جادوگر بیچ مین آگئے رستم الگ ہوے صاحبقران
دور گئے ہر مرتبہ رستم آواز دیتے ہین کہ ای سمک قبلہ وکعبہ کی آواز نہین آتی سمک عرض کرتا ہی
کہ صاحبقران دور ہین بیچ مین فوجین آگئین علمشاہ مجبور ہوکر مصروف جنگ ہوے
اشکال صورت کش وہ سے دیکھ رہا ہی ایک جانب مصروف سحر خوانی ہی جس مقام پر سردار کو
دیکھتا ہی ہمصورت کو بھیج کر گرفتار کراتا ہی اُس ہمصورت نے جسکو گرفتار کیا بالاے کوہ لایا جہان پر
تصویر غضنفر نے توڑی ہی اُسی مقام پر لاکر سردار کو ڈال دیا نور الدہر وایرج ودار اب و
خورشید سب گرفتار ہوکر اُسی مقام پر پہونچے صاحبقران فرزندون کو دیکھکر طرف پہاڑ کے چلے
راہ مین جس ساحر نے روکا اُسکو مارا کئی مرتبہ اشکال صورت کش نے دستک دی اور پکار
اُٹھا کہ ای خداوند ہفت پیکران مسلمانون سے بچانا ایک ایک انمین بلاے روزگار ہی بجلی
بھی فوجون نے بڑھ بڑھکر روکا کہ صاحبقران کو بالاے کوہ نہ جانے دین امیر لڑنے لگے
ہر مقام پر تلوار چلی صاحبقران نے کئی سو ساحر مارے گھاٹیان پہاڑ کی صاف ہوئین طے
کرتے ہوے صاحبقران بالاے کوہ چلے یہان وہ وقت ہی کہ جو سردار گرفتار ہوکے آئے
ہین اُنکے گرد ساحرون کا اجماع ہی اب ساحرون نے صاحبقران کی جانب تیغ کیا امیر نعرہ
کرکے لڑنے لگے ناظرین پر واضح ہو کہ بوقلمون جادو جو مارا گیا ناظرین کو خبر ہی کہ اسکے مرنے
سے قاسم وغیرہ نے رہائی پائی اُسکے عزیزدار چاہتے ہین کہ صاحبقران کو قتل کرین انتہا کا
پہاڑ پر بلوہ ہی لیکن جسنے نعرہ کیا ہی کہ منم اشکال صورت کش بلاے روزگار ساحر ہی اسی فکر
مین پھر رہا ہی کہ کیون دیر ہوگئی کہ حمزہ گرفتار نہین ہوتا یا خداوند کوئی تدبیر غلام کو بتائیے کہ
غلام سب کا خاتمہ کرے آسمان سے آواز آئی ہی کہ ای بندۂ خاص لخاص کل امورات وقت پر

موقوف ہین قدرت بھی کارسازی مین مصروف ہین کہ صاحبقران نے دیکھا ایک جانب غضنفر بھی
اسد شل ہوا ہی مگر پریشان آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نہایت ہی بیقرار ہی کہ سردار سب ساتھ
کے گرفتار ہوگئے قضاے کار اشکال صورت کش کے نعرے کی آواز آئی کہ ای ساحران غدار
مسلمانون کو پکڑ لو آج تین دن تین راتین گذر چکی ہین یو قلمون جادو کا مارا جانا بہت شاق ہوا
ہی دل چاہتا ہی کہ ان سب مسلمانون کو مٹاؤن انکو زندہ چھوڑکر میدان سے خدمت خداوند ہفت پیکر
مین نہ جاؤن یہ کہکے پھر آواز دی ساحرون نے امیرزادہ غضنفر پر بلوہ کیا غضنفر نے ایک گرگدن
سوار کو مارا اُسکے ساتھ ایک جوان تھا اُسنے غضنفر پہ ہاتھ تلوار کا مارا تلوار کا ہاتھ ایسا لگا کہ غضنفر کو
بہت ناگوار ہوا یا تو گھوڑے پر سوار تھے یا گھوڑے کو دوڑا کر اُس شخص کے پیچھے دوڑے صاحبقران
بھی کوہ پر آ چکے ہین مگر غضنفر سے دور پڑ رہے ہین غضنفر جا اُس جوان کے پیچھے دوڑا بڑھ کر
ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مار کر اُسکو غضنفر نے چاہا پلٹین کہ رونے کی آواز آئی کہ ای
فرزند ہم تو تجھے رخصت ہوتے ہین غضنفر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ اسد نامدار کلیجے پر ہاتھ رکھے
کھڑے ہین غضنفر نے پکار کر پوچھا کہ کیون قبلہ و کعبہ خیر تو ہی اسد غازی نے جواب دیا کہ ای
نور نظر اشکال صورت کش بلا کا ساحر ہی علم نیرنگ و شعبدے سے ماہر ہی اُسنے سحر کر دیا کہ کلیجے
مین درد ہی روح قالب سے نکلا جاتی ہی کانپ پاؤن مین رعشہ ہی پسینہ چلا آتا ہی باپ کا حال
غضنفر دیکھکر بیقرار ہوا دعا کہا کہ قبلہ و کعبہ یہ انگشتر مہر و ماہ موجود ہی اُسکو سینے پر رکھیے تسکین
حاصل ہوگی اسد غازی نے ہاتھ بڑھایا غضنفر نے انگشتری اُتاری اسد کے ہاتھ مین دی
کہا اُسکو منہ و سینے پر رکھیے گا اسد نے انگوٹھی کو لیکر سینے پر رکھا کہا ای نور نظر تیغہ زردین شگاف
بھی مجکو دو تو دل کو تسکین ہو غضنفر نے جلد اپنا فخر و سعادت جانکر تیغہ بھی ہاتھ مین اسد
کے دیا بس تیغے کا ہاتھ مین لینا تھا کہ اسد نقلی نے نعرہ کیا کہ باش او دیوانے بھول تونے تو
کلیجے کے ٹکڑے کر دیے دو دو ساحر تیرے ہاتھ سے مارے گئے کہ جنکا مثل نہین تھا یہ کہکے
دو ہتھڑ مارا کہ غضنفر بھی لڑکھڑا کے گرے ساحرون نے گرفتار کر لیا اسپ باد پا و تیغہ
زردین شگاف و انگشتر مہر و ماہ قبضے مین کیے اب ساحرون کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو کسی صورت
سے پکڑ لو دیکھو کن کن لوگون کو مین نے گرفتار کیا اب حمزہ پر بھی اِسی طور سے بلوہ کرو

کہ حمزہ گھبرائے اسم اعظم بند ہو حرز ہیکل ہمارے قبضے مین آئے صاحبقران گھاٹیون پر لڑ رہے ہین
کہ کان مین آواز پہونچی سر اُٹھا کے دیکھا کہ غضنفر کو گرفتار کرکے لوگ لیے جاتے ہین انگشتر رتیغۂ
رویین خشگاف واسپ باد پا ساحرون نے اپنے قبضے مین کیا صاحبقران نے جو یہ معرکہ دیکھا
سر پیٹ لیا فرمایا خدا مالک ہی جو اُسکے نزدیک مناسب ہو وہی بہتر ہو یہ کہتے ہوے بڑھے منظور یہ ہو کہ
غضنفر کو رہا کرون اسکے تحفہ جات نہ جانے پائین جو ساحر تحفہ جات لیے جاتا تھا اُسکی جانب چلے
اُسنے آواز دی کہ ای سنگ ہاے کوہ بوقلمون مجھے حمزہ کے ہاتھ سے بچاؤ یہ کہکے دونون پاؤن مارے
اور غرق زمین ہو گیا اشکال نے گرز مارا صاحبقران پر آگ برسنے لگی امیر با توقیر نے اسم اعظم پڑھا
آگ دفع ہوئی امیر نے اشکال کو نہ پایا ہزارون جادوگرون نے بڑھکر گھیرا چاہتے ہین لپٹ جائین
حرز ہیکل گلوے اقدس سے اُتار لین مگر صاحبقران اس لطف سے لڑ رہے ہین کہ کسی کو اپنے
قریب تیغ مین آنے دیتے جو قریب آیا وہ مارا گیا صدہا جادوگر مر کر اس مقام پہ گرے ہزارہا جادوگرون نے
قصد لینے حرز ہیکل کا کیا مگر نہ ہوسکا صاحبقران نے لاشون کے انبار کردیے خون کا دریا بہادیا
جمے ہوے لڑ رہے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای آقاے نامدار غلام کو بچائیے امیر نے
پلٹ کر عمرو کو دیکھا کہ گرد شعلۂ آتش گھیرے ہین اور عمرو پسینے پسینے کلیجے پر ہاتھ رکھے پکار رہا ہی
کہ غلام کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی صاحبقران دوڑے آگ کو گرد عمرو کے دم بدم ترقی ہی امیر
دوڑکر قریب پہونچے فرمایا ای یار وفادار و ای مونس غمگسار نہ گھبرانا مین آ پہونچا یہ کہکے جست کرتے
ہوے صاحبقران جوش محبت عمرو مین دوڑے ہوے جاتے ہین جو ساحر راہ مین ملا آگ سے
سحر کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکے اُسے مارا چاہتے ہین برابر اپنے دوست کے پہونچون بمشکل
پہونچے عمرو نے کہا حرز ہیکل مجھے دیجیے کہ مین قلب پر رکھون دل ٹھہرے صاحبقران نے حرز ہیکل
گلے سے اُتاری اور کہا کہ ای یار وفادار یہ حرز ہیکل حاضر ہی اور ای عمرو تیری خیر خواہیان
یاد ہین اگر تو صحبت مین نہ ہو تو وہ صحبت بے نمک ہی لطف صحبت تمھارے ہونے سے ہی یہ کہکے
حرز ہیکل کو عمرو کے ہاتھ مین دیا کہا اب خواجہ کی خیر ہوئی اشکال صورت کش نے جو دور سے
دیکھا کہ حرز ہیکل امیر سے لے لی گئی جست کرکے سامنے صاحبقران کے آیا آتے کے ساتھ ہی آواز دی
کہ او حمزہ اب کہان جاتا ہی یہ کہکے مٹھی سے ایک طائر چھوڑا اُسنے گرد صاحبقران چرخ مارا

اُس جلدی مین صاحبقران نے قربان سے کمان ترکش سے تیر لیکر بہ تعجیل تمام اشکال کو تاکا سینۂ
پر کینہ تاک کر تیر مارا بقدرت پروردگار تیر سینے پر پڑا توڑ کر مہرۂ پشت کو پار گذرا لاشہ اسکا چرخ کھاکر
زمین پر گرا وہ جو ساحر غضنفر کو لیکر چلے تھے مرتے ہی اشکال کے متعد کے جل گرے آسمان پر
اندھیرا چھا گیا اس زور سے ابر تیرہ و تار اُٹھا کہ تمام میدان کوہستان سیاہ ہو گیا اپنا ہاتھ اپنے کو
آپ نہ معلوم ہوتا تھا اسقدر غبار اُڑا کہ سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی
کہ کشتی مرا نام من اشکال صورت کش بود اب جو اندھیرا دفع ہوا دیکھا فرزندان صاحبقران و
سرداران پیر و جوان گھوڑون پر سوار سلح دکمل کافرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامہ گیر و دار
بلند ہے کفار نہیب شمشیر مردان عالم سے بھاگے پھرتے ہین سب نے شکریہ صاحبقران ادا کیا
صاحبقران نے فرمایا بڑا ساحر زبردست تھا بادۂ کبر و نخوت سے مست تھا ہفت پیکر پرست
تھا لیکن مرنے سے اُسکے اہل اسلام کو بڑا نفع ہوا اب اہل اسلام کے گرفتار کرانے کی تدبیر اسی
ملعون نے کی تھی اسی کے سحر کے پتلے تھے جنھون نے سحر تیار کیا تھا کہ فرزندان صاحبقران کو
پکڑ لین اللہ کی عنایت سے کوئی مجھ تک نہ آسکا غضنفر روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کرتا جان
ہین تو چھوٹا لیکن تحفہ جات میرے کوئی لے گیا صاحبقران نے فرمایا تھوڑے عرصے مین نہ تھا
حزقیل مجھے بھی لے گیا اور پہلے تجھے آکر تحفہ جات لیے کر بدیع الزمان گھوڑا اُڑاتے ہوئے
آگے سلام کیا اور عرض کی کہ غلام کے پاس نقش رد سحر تھا کسی ساحر نے مجھسے لے لیا مجھے گرفتار
کرکے لیچلا تھا راہ مین بھٹکا گھبرا کے کہتا تھا کہ میرے آقا پر کچھ آفت آئی راہ بھولا پھرتا ہون
کیا ناچار و پریشان ہون یہ باتین وہ کر رہا تھا کہ ایک برق گری وہ شخص جل کر خاک ہوا اور
عرصہ دراز تک اندھیرا رہا بعد اُسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اشکال صورت کش بود نہین معلوم
نقش کہان لے گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے نور نظر اب واپس ہو یا شمشیر زنی کر جب
یہ مقام فتح ہوگا اُس وقت حال یہان کا کھلیگا اور تحفہ جات بھی ملین گے یہ کہکر صاحبقران
تلوار کھینچ کر کافرون پر جا پڑے ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا مثلو بہ اُسی طرح ہونے لگی
عیارون نے مکر شروع کیا عورت بنکر ساحر کے پاس گئے لگا کر گوشے مین بلایا دم دیکر قتل کیا
ادھر صاحبقران عالیشان اسم اعظم پڑھ رہے ہین تیغۂ عقرب سلیمانی ہاتھ مین

صدہا کافر واصل جہنم کیے اب اس وقت بارہ منزل کے گرد کے جنگل ہر کل مقام پر تلوار چل رہی
ہر دیہات و قریات مین غدر مچا ہر گانون تہلک رہے ہین رعایا کو فرار ہی قرار ہر زراعت پامال
جان بچنا محال تحصیلدار ال بال کے لئے ہین لڑائی پر مرتے ہین سامان کرکے چلے تھے کہ گانون کی
قرقی کرین راہ مین ساتھ والون نے کہا کہ خدا لڑائی بھی دیکھیے کہ ایک طرف سے دیکھا کہ دلاوران
مسلمان تیغ بکف آکر پہونچے ایک طرف سے ساحر آئے تلوار چلنے لگی زمیندار ان باتون کو نہین
جانتے تلوار لیے پکارتے پھرتے ہین کہ مسلمانون کو پکڑو جس طرف سے گانون والے نکلے گئے
گھمسان کے ساتھ تلوار چل رہی ہر ہزارہا جادوگر مارا گیا لاشے تڑپ رہے ہین دریاے خون
صحراے ہولخیز مین جاری ہر صاحبقران حیران دہ بلبان ہر طرف نگران کوئی قصہ نہین معلوم
ہوتا حیران ہین کہ یا امیر تحفہ جات لیکر یہ ساحر کہان گئے یہ کہتے ہوے جاتے تھے کہ تحصیلدار
کو آتے ہوئے دیکھا ادھر سے شاہزادہ جہانگیر آتے تھے آکر گرے تحصیلدار صاحب وغیرہ
مارے گئے سردارون نے کہا حقیقت مین اب تو تحفہ جات کا ملنا بہت دشوار ہوا امیر با توقیر
فرماتے ہین سمجھا جبرا ساحر نامی و گرامی تھا اسکے مارے جانے سے تمام صحرا کے چمن جلے کوئی
نخل میوہ دار کا نہین باقی رہا سب جلے صحرا مین سناٹا ہوگیا یہ ذکر تھا کہ ایک آواز عجیب آئی
زمین تھرائی اور یہ ثابت ہوا کہ کوئی آسمان سے کہ رہا ہر کہ او بندۂ مغضوب تونے غضب کیا
کہ اشکال صورت کش کو مارا یہ ساحر قدیم بلکہ قدرت کا ندیم تھا اسکا خون بالا بالا نہ جائیگا
خون اسکا رنگ لائیگا رومال سے ہاتھ باندھ کر اپنے کو بیچ صحرا مین ایک چاہ بزرگ ہر اسمین
جا کر جلد گرادے ورنہ اس ذلت سے مارا جائیگا کہ تا بیابان و دریا و مرغان صحرا تیرے حال زار پر
افسوس کرین مگر قدرت کو پیدا کرنیکا خیال ہر سپہ سالار قدرت تونے مرتبۂ خداوندی کو نہ جانا
کہان کہان تجھکو بچایا پردۂ قاف مین اٹھارہ برس لڑا قدرت تیرے ساتھ رہے دیو
سمندرون ہزار دست کو تیرے ہاتھ سے قتل کرایا چشمۂ حیوان اسکی نگاہ سے نابود ہوا اب وہ تیرے پر
موجود ہوا میان عمرو کو سب مصیبتون سے بچایا تونے کیا غضب کیا کہ اشکال صورت کش کو مارا بس
قدرت نے جو حکم دیا وہی کر آخر مین یہی کرنا ہوگا یہی کنوان تیرا مقام ہر اسی کے گرنے مین تیرا نام ہوگا امیر
نے یہ آواز سنکر لاحول پڑھا فرمایا خواجہ سنتے ہو مکار نے کیا دام مکر پھیلایا لیکن ہزارون بندگان خدا

یہ صدا سُنکر کنوئین مین گر پڑے بعض نے ہتھیار کھول کر کنوئین مین پھینکے آپ ایک جانب بھاگے یہ نتیجہ
حاصل ہوا کسی نے کسی کی کمر مین پنجہ ڈالکر کھینچا اُسے کنوئین مین لاکر ڈالا کنوئین مین ڈوبے ہزارون ساحر
اور ہزارون غیر ساحر کنوئین مین ڈوب کر تمام ہوے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکے نعرہ کیا کہ
کیون یارو حرام موت جان دیتے ہو اپنا خون اپنی گردن پر لیتے ہو کہان دوڑے جاتے ہو اپنے کو
روکو وہانتک نہ جاؤ یہ جو صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکے نعرہ کیا تو غول کے غول جاتے تھے
پاؤن کے ابر سیاہ جو آسمان پر چھایا تھا اُس سے آواز آئی کہ ای بندگان خوابی کیون جاتے جاتے رُکے
سپہ سالار قدرت کے کہنے پر نہ بھٹکو اپنے کو کنوئین مین گرا دو یہ جو آواز آئی پرون مین غریب ہزارہا
نے گھوڑے صف سے نکالے اور آواز دی کہ یا خداوند تیرے حکم کے پابند ہین جو تو نے حکم دیا ہم
یہی چاہتے تھے تیرے حکم کو بجا لاتے تھے اب چاہ روشن مین جاتے ہین رحم تیرا شریک رہے یہ کہکے
گھوڑے جھکائے اور کنوئین مین جا پڑے پیدل پلٹنون سے نکلے طرف آسمان کے منہ کیا آواز دی
کہ یا خداوند ہم تیرے حکم کے پابند ہین آپ خداوند ہین اگر یہی حکم ہے تو حاضر ہین یہ کہا اور کنوئین مین
جا پڑے ہزارون لاکھون اہل اسلام ساحران نامدار ہمراہیان بوقلمون نے کہ وہ یہان کا حاکم تھا
اسکا نام لیا اور کنوئین مین جا پڑے بوقلمون کا نام لیکر ہزارہا جادوگر روتے ہین کبھی شرمندہ
ہوتے ہین ان سب مین کوئی بچنے والا نہین کہ ہفت پیکر کی ماہیت کو سمجھے کہ ہر دفعہ ساکن
پہاڑون پر ظہور کرتا ہے یکتائی پر مرتا ہے ہر طرف ہنگامہ بلند ہر خرد و کلان درد مندی طلبگار
قدرت کے حکم مین فتور دیکھتے جو فرمائے ہین وہی کرو قدرت نہ رنجیدہ ہون جو حکم قدرت کا ہو
وہ بجا لائین ایک عزیز ہو تمام صحرا جادو سے معمور ہر ایک بے قصور مبتلائے دام فتور ہر ایک کا یہی
قول ہے کہ قدرت کو اختیار ہے یہ کہا اور کنوئین مین گر پڑے لیکن کنوان معمور نہین ہوتا ہر ایک کو یہی
خیال ہے کہ قدرت کے پاس پہنچین قدرت کیسے خوش بیٹھے ہین ہمین بلا رہے ہین افسوس کی بات ہے کہ حکم
خداوند سے گردن تابی کرین صاحبقران نے جو دیکھا کہ جب صدا ابر سے آئی ہے یہ تاثیر دکھائی ہے کہ
ہزارون لاکھون بندگان خدا کنوئین مین گر پڑتے ہین جب صاحبقران آگے بڑھکے اسم اعظم
پڑھتے ہین تب وہ رک گئے ہین پھر ابر سے آواز آئی پھر وہی جوش و خروش ہوا گھوڑے جھکا کے دوڑے کہ
کنوئین مین جا کر اپنے کو گرائین صاحبقران نے بڑھکر نعرہ صاحبقرانی کیا آواز دی کہ او بیحیا بندگان خدا کو

کیون کنوئین مین گرنے کو کہتا ہی یہ کہکے صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی باواز بلند پڑھا کہ کنوئین
سے ایک ساحر سیہ فام بد انجام یہ باتین کہتا ہوا نکلا آواز دی کہ او حمزہ مجھسے مقابلہ کر یہ کہکے اسنے
گینڈا مہمیز کیا ادھر سے صاحبقران ادھر سے وہ ساحر اور اسنے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم
جہانگیر او حمزہ میرے مقابلے مین تو آؤ چلو تمکو قدرت نے بلایا ہی یا صاحبقران مقام افسوس ہی
قدرت نے کیسا کیسا سرفراز کیا آپ نے شکر یہ خداوند تک ادا نہ کیا آپ چلیے آپ کو یاد کیا ہی یہ
کہکے وہ ساحر بڑھا صاحبقران نے گھوڑے کو مہمیز کیا طرف حریف کے چلے حریف نے آواز دی
کہ او حمزہ اب تو میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا صاحبقران بڑھے تھے کہ ساحر پہ جا پڑون
درہ کوہ سے آواز آئی کہ صاحبقران زمان مشتاقان حال کا بھی کچھ خیال ہی ذرا ادھر متوجہ ہوجیے
صاحبقران جو پلٹے دیکھا کہ ایک مہ جبین پریزادہ خراج حسینون کے سر کا تاج بوٹا سا قد خرامان
خرامان سامنے صاحبقران کے آئی مگر گھبرائی ہوئی وہ دونون ہولکہ ملتے گئے جس سے یہ ثابت ہوتا تھا

کیا رم نہ کروگے اگر ابرام نہ ہوگا	الزام سے حاصل بجز الزام نہ ہوگا
کاش آپ وہ آئین جو مضمون نامہ کی باتین	قاصد سے ادا پانچ پیغام نہ ہوگا
ہان جوش تپش جب چھیڑ چل جائے کہ پر تو	جھڑ جائینگے فرسودہ اگر دام نہ ہوگا
ناکامی امید پہ صبر آئے تو کیا آئے	ہر بات مین کہتے ہو کہ یہ کام نہ ہوگا
منقوش دل خلق ہی بہ ہنر کی خوبی	کتنا ہی کرے ظلم وہ بدنام نہ ہوگا
بیٹھا رہون کیا منتظر دور مین ساقی	اتنون مین کوئی میکدہ آشام نہ ہوگا
اس جوش تپش پہ ہوئی مشکل سے رسائی	صد شکر گذر غیر کا تا بام نہ ہوگا
کیا کیجیے دل شوخی فطرت پہ جو آجائے	یہ تو مین سمجھتا تھا کہ وہ رام نہ ہوگا
گلرنگ ہو اگر یہ خون سے مراد اس	کیا اب بھی خجل چہرۂ سیہ فام نہ ہوگا
خود ہوگئی ہجران مین تڑپنے کی شب دل	کہ مین رہ سکے مجھے آرام نہ ہوگا
ہین پاک نظر ہم تو وہ لے ذوق فراغ عشق	بے چاشنی بوسۂ دشنام نہ ہوگا
کم ظرفی اغیار یہ ساقی کو نظر ہی	افسوس کہ آلودہ لب جام نہ ہوگا
وہ شوق فریب قلق غیر مین آیا	اب مجھسے تو صبر اے دل ناکام نہ ہوگا

کیا فتنۂ محشر کو قد یار سے نسبت
اغیار سے بے فائدہ ہے گرمی صحبت
ہے مہر تجھے دیکھ کے شرمندہ و مشتاق
بلبل کے سے نالے کروں صبا کی سی کرون سعی
وہ مشق رہی اور نہ وہ شوق ہے نہ ہوس

بے فاص گنگی و لولہ عام نہ ہوگا
کاہیکو جلیگا جو کوئی خام نہ ہوگا
اتنا کہ ظہور سحر و شام نہ ہوگا
میرا نہ ہوا ہے وہ گل اندام نہ ہوگا
کیا شعر کہیں گے اگر الہام نہ ہوگا

صاحبقران اس صدا کو سنکر نہایت حیران ہوے اس نازنین کے بتانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وقفکار علم موسیقی ہے راز و نیاز باتون مین ادا ہے جسم ناز و نیاز صاحبقران قریب پہونچے نازنین نے مسکرا کر کہا کہ کیون صاحب بھلے تھین اسقدر آگاہ کیا تمھارے ذہن مین نہین آیا یہ مقام عملداری خداوند ہفت پیکر ہے آج تلک یہان سے کوئی صحیح و سالم نہین گذرا جو بدعت آپ کی طرف سے ہوئی یہ بدعت کبھی یہان نہین ہوئی تھی تصویر خداوند شکستہ ہوئی اشکال صورت کش ایسا ساحر مارا جائے اب قدرت کو آپ سے زیادہ ملال ہے اگر آپ اپنی زندگی چاہتے ہین تو فوراً سجدہ کیجیے ورنہ باعث خرابی کا ہوگا صاحبقران نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے آخر مسکرا کر منہ پھیرا کر دوسری طرف سے آواز آئی کہ یا صاحبقران زمان ولاد مرتوجہ فرمائیے آپ جو صاحبقران نے سر اٹھا کے اوپر دیکھا ایک معشوقہ پریزاد مسکراتی ہوئی آتی ہے اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر ہین

نظم

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
تھی تمنا مگر اٹھا نہ سکا
نجل دیکھو تو میری تربت پر
مجکو جلوہ مین وہ بٹھا نہ سکا
حسن تیرا وہ ماہ تابان تھا
کوئی اپنا قدم جما نہ سکا
جانتا تھا پڑے رہین گے وہین
ایسے بگڑے کہ پھر بنا نہ سکا
کس طرح عرض مدعا کرتا

وہ قسم ہون جو یار کھا نہ سکا
مر کے ٹھنڈا کہین نہ ہو جائے
ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا
تھا جو اشک عزیز خاطر مین
ابر گیسو جسے چھپا نہ سکا
نہ ملا کوئی وقت تنہائی
اس لیے بار گھر بتا نہ سکا
دیکھ کر بد دماغیان انکی
غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا

اسقدر ضعف تھا کہ تیر ناز
اس لیے وہ مجھے جلا نہ سکا
اٹھ نہ جائے رقیب محفل سے
دیدۂ تر مجھے بہا نہ سکا
دار فانی مقام لغزش ہے
حال دل یار کو سنا نہ سکا
نہ منا اٹھ کے وہ جہت جانا
نامہ بر خط مرا پڑھا نہ سکا
آرزومند رہگیا مجنون

میرے آگے فروغ پا نہ سکا
کیا ندامت ہوئی ہے قاتل سے
میں شگافِ جگر دکھا نہ سکا

کینۂ شوقِ رقیب تھا ای دوست
ناز خنجر گلو اٹھا نہ سکا
ناتوان تھا نسیم اس درجہ

کہ طبیعت سے تیری جا نہ سکا
خوف تھا غشِ انجمن نہ سجا دے
کہ وہ زنجیر پا ہلا نہ سکا

دونوں نازنینان مہ جبین ہوئیں دونوں ہاتھ امیر کے تھامے ہوے ناز و کرشمہ کرتی ہوئیں طرف کنوئیں کے لے چلیں عمرو ہر چند تیل بجا ہی پکار پکار کر اشعار بدعا پڑھتا ہے صاحبقران نہیں پلٹتے ساتھ ساتھ چلے جاتے ہین جب لب چاہ پہونچے تو دونوں نے مسکرا کر کہا کہ یا صاحبقران دیکھیے اس کنوئیں مین پانی بہت ہے دیکھیے ستارہ چمکتا ہوا معلوم ہوتا ہے دونوں نے بھی کہا امیر نے سر جھکا کے کہا کہ ارے پانی کہان ہے یہ کہہ کے جھکے دونوں طرف سے دونوں نے صاحبقران کو ڈھکیل دیا صاحبقران پانی مین جا کر گرے کنوئیں سے شعلہاے آتش نکلنے لگے وہ جو ابر آسمان پر چھایا تھا اُس سے ایک صداے مہیب آئی کہ اے فرزندان حمزہ وائے سرداران سپہ سالار قدرت اپنے کو پاس صاحبقران کے پہونچاؤ جلکے کان مین یہ آواز پہونچی گھوڑے کو چمکایا اور کنوئیں مین اپنے کو گرا دیا گرنے کے بعد جو گذری وہ حال تحریر ہوگا لندھور و مالک و بہرام کنوئیں مین گر رہے ہین داراب و خورشید و تقریج و ایرج نوجوان یہ چارون شیر جھومتے ہوے طرف کنوئیں کے چلے مرکب با درفتار جوان شیر دل ہوشیار نیزے ہلاتے ہوے مرکب چمکاتے ہوے جاتے ہین خواجہ عمرو نے جوان چارون شیرون کو اس حال مین دیکھا پکارا کہ اے بیٹا ایرج کہان جاتے ہو ایرج نے جواب بھی نہ دیا تو ریج کو پکارا تقریج نے پلٹ کر کہا کہ مین اسوقت ایک کار ضروری کو جاتا ہون اور وقت فرمایئے گا پھر داراب کو پکارا کہ ارے مجھے نہین پہچانتا ذرا ٹھہر جا مین کچھ کہونگا لاکھ عمرو چیخا چلایا داراب نے گھوڑا نہ روکا خورشید کو پکارا کہ بیٹا ہاشم تیغزن سے تمھاری فریاد کرونگا نہین رُکتے ہین کچھ کہنا تھا سنو کے تو پریشان ہوگے ہر چند عمرو نے تقریج کی احسانات گذشتہ جتائے ان چارون نے جواب بھی نہ دیا ایرج کو پکارنے پکارتے یہ بھی کہا کہ ارے منمنیر قطب دوران عالم اسباب سے پکار کر کہا کہ منمنیر زلال روشن ضمیر ہر چند پتے دیے نشان دیے کسی نے کچھ جواب نہ دیا اور گھوڑون کو مہمیز کرتے ہوے چلے گھوڑے طرارے بھرتے ہوے قریب چاہ پہونچے آپس مین تکرار ہونے لگی وہ کہتے ہین کہ پہلے مین جاؤن ایرج کہتے ہین

کہ پہلے مین جاؤنگا آخر تلوارین کھنچین آپس مین تلوار چلنے لگی ایرج نے خورشید کو زخمی کیا داراب
نے تورج کو زخمی کرکے گھوڑون کو اُٹھایا اور گھوڑون کو کنوئین مین ڈالدیا خورشید و تورج نے
جو دیکھا کہ داراب و ایرج گھوڑون کو مہمیز کرکے کنوئین مین کودے دونون تلوار کھینچکر پیچھے دوڑے
جب ان دونون کو نہ پایا خود بھی کنوئین مین پھاند پڑے معلوم ہوتا ہے یہی چاہتے تھے لندھور
نے گرز اُٹھایا مالک نے نیزہ چمکایا آپس مین لاف و گزاف کرتے ہوئے چلے لندھور جاکر مع
فیل میمونہ گرار شیون پر نہاد و فرہاد خان دونون فرزندہاے قبلہ و کعبہ گھسکر کنوئین مین جا پڑے
انکے بعد سرداران لندھور یعنی عادل و فاضل پہلوان اور رنگ و گورنگ پہلوان جو آیا وہ
کنوئین مین جا پڑا بہرام و قاسم و بدیع الزمان و نورالدہر تارپند ہوگیا جو سردار قریب کنوئین
کے پہونچا وہ کنوئین مین گر پڑا عمرو دیوانہ وار وحشی مثال ایک ایک کا نام لیکر چیختا ہے کہ اے
کمبختو کہان جاتے ہو کر رستم سیلتن علمشاہ نوجوان اسپ الابلق کو چمکاتے ہوئے طرف کنوئین
کے چلے آلا گرد و مالا گرد و کپی انزال و کپی زلزال دونون باپ بیٹے گھوڑون کو اڑاتے ہوئے
نہنگ بچہ دریائی و ساقط شاہ در بندی جملہ سرداران رستم آمادہ مرگ ہیاہے تھا گھوڑون
کو مہمیز کرتے ہوئے آقا کی محبت کا دم بھرتے ہوئے یا تو اڑرہے تھے علمشاہ نے اودھر گھوڑا پھیرا
سب انکے ساتھ ہوئے گھوڑے طرارے بھرتے ہوئے جاتے ہین سمک ایسا عیار چست و چالاک
بیباک رکاب سے لپٹا ہوا ہے مقام ہر یہی قول ہو کہ غلام آپ کے ساتھ ہے جہان حضور جائین غلام کو
ضرور لیجائین رستم کہتے ہین کہ ای برادر ہمارا تمہارا مرنے پر بھی ساتھ نہ چھوٹیگا مسروق دیوانہ چوبک
کاندھے پر رکھے ہوئے کہتا ہے کہ ای آقاے شیخ غلام کو اپنے ساتھ لیجیے یہ فرمائیے کہ نزرک آج کل
کہان ہے نزرک کو جاکے لاؤن آقا اصل تو یہ ہے کہ تم نزرک سے زیادہ خوبصورت ہو جب تو
نزرک تمپر جان دیتی ہے علمشاہ ہنستے ہوے داہنے پر مسروق دیوانہ بائین پر نہنگ
بچہ دریائی دیوانے پن کی حرکات کرتے ہوے کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس
ہم تو غلامان قدیم ہین سرکار کے ساتھ ہین گے سمک قدمون سے لپٹا ہوا عمرو نے رستم کو جو
اس حال مصیبت مآل مین دیکھا آواز دی کہ اے غلام کہان جاتا ہے ای رستم تم اس طلسم کے فتاح ہو دوران
منازل عجائب و غرائب کے سیاح ہو ہر چند عمرو چیخا چلایا رستم نے جواب بھی نہ دیا مع اپنے ہمراہیون کے

قریب اُس کنوئین کے پہونچے جو فلک نے چاہا وہ ہوا اچانک کہ سمک نے عرض کی کہ یہ مقام گلشن
ہی آپ کے سب بھائی پھر رہے ہین گویا یہ مقام صحن چمن ہی عمرو دوڑ کر جا کے رستم کو پکڑلون اور
کنوئین مین گرنے دون سمک نے جو دیکھا کہ عمرو دوڑا ہوا آتا ہی کہا کہ ای آقاے نامدار عمرو دوڑا ہوا
آتا ہی اگر وہ قدمون سے لپٹ جائیگا تو کچھ نہ بن پڑیگا رستم نے گھوڑا اُٹھایا جست سے کنوئین مین پھاند
پڑے ساتھ کے سردار بھی جست جست کودے سمک بھی پھاند پڑا تھوڑے ہی عرصے مین علمشاہ مع
چارسو سردار فوج دریا موج کنوئین مین گر کر غائب ہوے عمرو وہانسے ہٹ کر کنارے آیا ابر آسمان پر
چھایا ہوا ہی برقین لوٹتی پھرتی ہین کبھی آواز آتی ہی کہ ای بندگان حق جلد ہمارے پاس آؤ
صحراے ویران مین ستایا رہنا نہایت ناگوار ہی جون جون یہ آوازین کان مین آتی ہین لوگ ہر طرف
سے دوڑے ہوے چلے جاتے ہین بڑی خوشیان کرتے ہوے جاتے ہین ایک سے ایک یہی کہتا ہی کہ یارو
چلو قدرت بلاتی ہی چلکے تماشاے قدرت دیکھین یہان جنگل مین کیا رکھا ہی اور ذرا دیکھو کنارے
کنوئین کے فرشتے ٹہل رہے ہین ہمکو بہ محبت بلاتے ہین ہم خدمت خداوندی مین جاتے ہین چہار طرف سے
سرداران صاحبقران بڑے جوش وخروش سے چلے آتے ہین قریب آکے ادھم کنوئین مین پھاند پڑے
جب عمرو نے خیال کرکے دیکھا کئی سو سرداران نامی وپہلوانان گرامی کنوئین مین گر گئے عیار
غول کے غول ہاتھ سے ہاتھ پکڑے ہوے کہتے ہوے کہ چلو خداوند نے بلایا ہی ہر چند خواجہ عمرو
چیخے چلائے کسی نے جواب بھی نہ دیا گئے اور کنوئین مین گرے اب جو جا بجا باقی ہین جوش مین
دوڑے ہوے چلے جاتے ہین قریب کنوئین کے پہونچے اور گرے عمرو نے دیکھا کہ پسینہ چلا آتا ہی
قلب تھراتا ہی دل مین یہی آتا ہی کہ اپنے کو اُس کنوئین مین گرا دین عمرو وہانسے بھاگا آواز آئی کہ
او ساربان زادے کہان جاتا ہی سر زندانخانۂ قدرت نذر یگانہ سیر کا نام سنکر اور ہاتھ پانون مین رعشہ آیا
قلب تھرایا عمرو بھاگ کر اس جنگل سے الگ کھڑا ہوا سردارون کو دیکھا کہ جوش مین آتے ہین اور
کنوئین مین گرتے ہین عمرو اس حال کو دیکھکر بہت رویا طرف آسمان کے سر اُٹھایا پکار اُٹھا کہ ای خالق
لیل ونہاران سرداران صف شکن وجوانان تیغ زن کیا جاؤ پیدا کیے تھے ایک دم بھر مین یون ہاتھ سے گئے
برسون مین لڑ بھڑ کے قلعہ جات پر یہ فوجین جمع کی تھین ای معبود گلزار ابراہیم پر خزان نہ آنے پائے
اس باغ مین ہمیشہ بہار رکھین کوئی درخت اس باغ کا نام خزان نہ سنے گلچین و باغبان کا یہان گذر نہ ہو

گل وغنچے پژمردہ نہ ہونے پائیں عندلیبان خوشنوا آمد بہار کی خبر سنائیں نظم

بادشہ فرمان روائے خشک و تر بندہ نواز ۔ مالک ملک و خدائے بحر و بر بندہ نواز
سایہ گستر ہست مثل ابر تر بندہ نواز ۔ بر سر لب تشنہ می بارد گہر بندہ نواز
بے نوایان را نوا بیتاب را تاب و توان ۔ تنگدستان را ببخشد گنج و زر بندہ نواز
رحم فرماید خدا روزی دہ بخشد گناہ ۔ میکند بندہ نوازی سر بسر بندہ نواز
بر سر گردون بیک پرواز مرغ دل رسد ۔ گر عطا فرمایدش از غیب پر بندہ نواز
کی فرستد سائل درگاہ والا جاہ را ۔ زآستان خویش بر باب دگر بندہ نواز
رہبرے حق میکند اہل ہدی را سوے خویش ۔ ہر بشر را باد میدار و ز شر بندہ نواز
سرفرازی حاصلت گردد میان بندگان ۔ بندہ را الطاف فرماید اگر بندہ نواز

اس خضوع و خشوع میں عمرو نے زور رو کے دعا کی کہ آنکھ بند ہونے لگی غفلت جو عمرو کو ہوئی دیکھا
کہ ایک بزرگ سامنے کھڑے ہیں فرماتے ہیں کہ اے عمرو نہ گھبراؤ راستہ طلسم کا یہی تھا اگر اس مقام پر
نہ آتے اور گرفتار نہ ہوتے تو رسائی تا بطلسم **ہفت پیکر** ناممکن تھی اُٹھتے کے ساتھ ہی بائیں ہاتھ
جو صحرا ہے اُس طرف جاؤ جو کچھ دیکھنا ہو جب اُسکے کار بند ہو تا یہ خواب دیکھ کر عمرو کی آنکھ کھلی
دیکھا جنگل میں سناٹا ہے ایک نخل کے نیچے میں بیٹھا ہوں کسی انسان و حیوان کا پتہ نہیں پس عمرو
اُٹھ کر جس جنگل کا پتہ دیا تھا اُسی صحرا کی جانب روتا ہوا بھاگا کہ دیکھوں اے عمرو کیا انجام ہوتا ہے دیکھیں
آقا تک کیونکر پہونچنا ہوتا ہے کیوں اے عمرو دم بھر میں کیفیت بر پا ہوگئیں کل سردار ایک حال میں تھے
عمرو تو اس کیفیت میں جنگل جنگل مارا مارا پھرتا ہے دیوانہ وار وحشی مثال کبھی کسی نخل پر چڑھ گئے چہار جانب
دیکھا پھر اُتر آئے اور ایک جانب چلے اسی طرح خواجہ عمرو کو کئی دن پھرتے ہوے اُس جنگل میں گذر گئے
رات کو کسی مقام پر پڑ رہے صبح کو اُٹھے پھر اُسی صحرا میں دوڑنے لگے تلاش ہے کہ اے عمرو کیونکر آقا
کے پاس پہونچوں خواجہ عمرو تو اس خیال میں ایک نخل کے نیچے بیٹھے رو رہے ہیں صبح کا وقت ہے
لیلائے شب داخل قصر مغرب ہوئی مجنون روز اپنا رنگ جما رہا ہے کہ خواجہ عمرو نے دیکھا ایک
آندھی سیاہ اُٹھی ہزار ہا زاغ کاؤں کاؤں کرتے ہوے سامنے سے گذر گئے عرصۂ دراز تک
جب زاغ گذرے عمرو نے اپنے کو پتوں میں چھپایا ہے نگاہ تو دیکھ رہے ہیں کہ ابر سیاہ شق ہوا

دیکھا خواجہ عمرو نے کہ زاغون کے بیچ سے ایک طوطی زرین بال پیدا ہوا ایک شاخ نخل پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا جب زمزمہ سرائی کرچکا وہ ابر بھی آگا طوطی شاخ نخل سے اُڑا قریب ابر کے پہونچا ابر مین ایک شگاف ہوا ابر شق ہوا ابر نے چیخ مارا چیخ مار کر شق ہوا دیکھا ایک تخت ہی اُسپر ایک نازنین چہاردہ سالہ زلفین آراستہ کاکلین لہرا رہی ہین عارض انور رشک آفتاب و مہتاب دہن غنچۂ گلاب دونون ہونٹون مین مسیحائی طائرون کی زمزمہ سرائی حقیقت مین طائر دنکا دمبدم زمزمہ سرائی کرنا کبھی قہقہہ زن ہونا ایک عجب لطف معلوم ہوتا تھا اور یہ اشعار محبت آثار انکی زبان پر جاری تھے نظم

زاغون سے باغ باغ ہی بستان سرائے دل ۔ کیا بیخزان بہار رہی گلمین فضائے دل
مرجائے بھول کر نہ کسی سے لگائے دل ۔ یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
قسمت سے نقش پائے صنم کو جو پائے دل ۔ سو جان سے فدا ہو وہین لوٹ جائے دل
لوٹا جو کوے یار سے ہونگا فدائے دل ۔ لونگا قدم مین آنکھون سے جو ہونگا پائے دل
سُنیئے گا آپ مجھسے اگر ما جرائے دل ۔ جائے کہین نہ زاغون سے بیٹھے بٹھائے دل
بر مین وہ گل جو آئے تو گل ہو قبائے دل ۔ گل کی طرح خوشی سے نہ پھولا سمائے دل
بوسہ دہان یار کا لے منھ کی کھائے دل ۔ اور فرط شوق سے نہ کہین منھ کو آئے دل
دیکھے نظر دل آئے ہی مین خطائے دل ۔ پامال عشق مین ہو یہی ہی سزائے دل
ناصح خطا معاف کسی پر نہ آئے دل ۔ جی چھوٹ جائے ہاتھ سے جسوقت جائے دل
وسعت یہ ہی نہ کون و مکان میں سمائے دل ۔ حسرت ہی تنگ بلبے ترا تنگنائے دل
درمان ہی درد ہجر غم جانان دوائے دل ۔ عاشق کو عشق کا ہی مرض ہی شفائے دل
دل مین ندائے غم ہی تو غم مین صدائے دل ۔ دل غم پکارتا ہی تو غم ہائے ہائے دل
دلدار کام کرتی ہی آہ رسائے دل ۔ نادان نہ دل شکستون کی لے بد دعائے دل
بہتیں بھی روکے بہوت گئیں دیکھو لا علاج ۔ شامل رہا نہ درد مین کوئی سوائے دل

اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ کیون طائران طلسمی یہ تمنے کیا حرکت کی کیون اس صحرا مین ٹھہرے قدرت نے منع کیا تھا کہ وہان نہ ٹھہرنا اور تم ٹھہر گئے ابر سے آواز آئی کہ اری نادان مشیت قدرت ہے

خالی از حکمت نہیں ہو جو مناسب جانتے ہیں وہ تقدیر کرتے ہیں فلک بہ ماہتابان و اختر درخشان رات
کا یہ سامان دن کو مہر تابان کیا روشنی دکھاتا ہو ہر رنگ میں جلوۂ قدرت نظر آتا ہو باغون میں کیا رنگ
دکھائے بلبلون کو عاشق گل کیا قمری نے محبت سرو پر توکل کیا شاخون کے دم خم پا شمشیر دودم
چپے خنجر بران شبنم سویرے آ کر کس تکلف سے گلون کا منھ دھلاتی ہو نسیم باغ کیا رعنائی و زیبائی
دکھاتی ہو بہ تکلف باغ مین چلنا کسی مقام پر مچلنا ہر مقام پر خیال رہتا ہو کہ دور کر نہ چلون کر روے
گل پر گرد پڑے ایسا دھوکہ صبا کسی شجر سے لڑے اسے سمجھ تو کیا مراد ہو ہمکو بخوبی یاد ہو کہ اس تحرسہ
ویران کف دست میدان میں عمرو عیار نے اپنا مقام کیا ہو ہم تلاش میں عمرو کی نکلے ہیں آج
تین دن گزرے یہی فکر کرتے ہوے لیکن مدعاے قلبی حاصل نہیں ہوتا کیون بُوا ظہران تحقیق
بخوبی یاد ہوگا کہ قدرت نے کیا ارشاد فرمایا تھا کہ اسی ہفتے میں ان سب کا خاتمہ کرینگے لیکن
یہ بھی فرمایا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو تلاش کرکے لاؤ اگر عمرو ملیگا تو مقدمہ ملتوی رہیگا
کیون بُوا کہیں پتہ لگا پھر ابر سے آواز آئی کہ خواجہ عمرو کا پتہ ملنا دشوار ہو عمرو نے گلیم اگر اوڑھ لی
کوئی تجکو دیکھ نہ لے تو بڑی خرابی ہو خواجہ عمرو گھبرا اوڑھے دیکھ رہے ہیں کہ وہ ابر تھما ہوا ہو
جیسے کوئی کسی فکر میں ہوتا ہو سمجھ رہے ہیں کہ ای خواجہ کیا تدبیر کرون کیا مقام سخت ہو تقدیر
اس مقام پر لائی دیکھیے ان ظالمون کے ہاتھ سے کیونکر رہائی ہو دل کو پیچ و تاب ہو لیکن تھوڑی
دیر تک وہ ابر ٹھہرا رہا تو وہ عورتیں جو ابر سے نکلے تھے چار طرف جنگل میں ڈھونڈتے پھرے بعد تھوڑی
دیر کے پلٹ کے آئے آواز دی کہ ای ابر رحمت وای ناز نین مہ جبین سب طرف ڈھونڈھا کہیں پتہ عمرو کا
نہ لگا ابر سے آواز آئی ہم اسی مقام پر اترینگے عمرو کو گرفتار کیے جائینگے یہ کہکر آواز دی کہ
ای حاضرین وقت بارگاہ اتارو اسباب عیش و نشاط مہیا کرو اسی وقت وہ ابر زمین پر آیا تھوڑے
عرصے کے بعد دیکھا سب نے کہ بارگاہ استادہ ہوئی شراب کباب و گزک وغیرہ یہ سب چیزین موجود
ہیں وہ نازنین مسند پر بیٹھی ہوئی ہو خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ کنیزین باہر بیٹھے نگین ابر آسمان
پر چھایا ہو ہوا ٹھنڈی چل رہی ہو گھاس خود روئیدہ جنگل نمونۂ گلشن ہر سمت آہوان صحرائی گرد جان
پھرتے پھرتے ہیں کچھ طائران وحشت معروف زمزمہ سرائی محفل کی رعنائی و زیبائی اس نازنین
نے آواز دی کہ ارے گانے کو بلاؤ کنیزین دوڑین خواجہ عمرو نے دیکھا سامنے جنگل میں ایک

قریہ ہو ایک نازنین نے نکل کر پتہ بتایا وہ سامنے نیم کے پیڑ کے آگے مکان خوش گلو کا ہی کہنا کہ ملکہ
آفتاب جمال نے طلب کیا ہی عمرو یہ سب باتین سُنا کیا دیکھا ایک کنیز طرف قریے کے چلی خواجہ عمرو
بھی جلدی سے قریب قریے کے پہونچے پکار کر کہا کہ ای بوا جانے والی ذرا ٹھہر جا مجھے بھی اپنے ساتھ
لے چلو سرکار کو جلدی ہی کنیز نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک خدمتگار دوڑا ہوا آتا ہی کنیز ٹھہر گئی خدمتگار
نے قریب آکر کہا کہ کیونکر ممکن ہی خوش گلو کو جلدی بُلائین سرکار خفا ہوتی ہین تمھارے اسکے جد حکم دیا
کہ جلد جاکر خوش گلو کو لاؤ کنیز نے کہا کہ مین بھی جاؤن تم بھی چلو بُلا لائین گے خواجہ عمرو بہت
بیتاب ہین جی مین یہی ہی کہ اُسکو جھٹ پٹ بیہوش کرون اُسکو لینے جاؤن یہ کہکے کہا کہ دیکھو بوا
اور خدمتگار آتا ہی جیسے ہی وہ اُدھر پلٹی خواجہ عمرو نے حباب مارا حباب مار کے بیہوش کیا کنیز کو تو
کنارے ڈالدیا آپ اُسی کی شکل بنکر چلے تو دروازے پر آکر سُنا اندر مجرا ہو رہا ہی پکارا بی خوش گلو
صاحب اندر سے آواز آئی کون ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکۂ عالم نے بھیجا ہی یہان یہی القاب رہیگا
جلد چلیے دیر نہ کیجیے اندر سے آواز آئی کہ کیا تھے پردہ ہی یہان آؤ خواجہ عمرو اندر مکان کے
داخل ہوے دیکھا کہ ایک حور مثال بیٹھی ہی سازندے گرد خواجہ عمرو نے آتے ہی سلام کیا کہا
بی بی جلدی چلو ملکۂ عالم یاد فرما رہی ہین لیکن ذرا تخلیے مین چلو عمرو عیار کی تلاش منظور ہی
مین چند باتین سمجھا دون وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری اُسکو تنہا
لیکر گوشے مین آئے جاتے ہی خواجہ نے قدمون پر سر رکھدیا کہا کہ ای ملکۂ عالم آج مالک بہت
غصے مین ہین چند باتین آپ کو سمجھا دون اُسپر عمل فرمائیے گا یہ سُنکر وہ کان گوشے مین
آئی خواجہ عمرو نے کہا کہ چند باتین کان مین عرض کرونگی یہ کہکر مُنہ سے مُنہ ملایا حباب بیہوشی
ماردیا خوش گلو کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اُسی کی صورت بنکر باہر آیا صندوقچہ زیور کا منگوایا
آگے رکھا چاہا کہ کھولون باہر سے آواز آئی حضور گاڑی تیار ہی خوش گلو نقلی نے جلدی سے
زیور پہنا اور زیور پہنکر اُٹھی آگے بڑھی سازندون کو اپنے ہمراہ لیا بہلی پر سوار ہوئی وہان آکر
پہونچی وہ نازنین انتظار مین ہی کہ کنیزون نے بڑھ کر عرض کی خوش گلو آپہونچی کہا کہ
آنے دو خواجہ عمرو بصورت خوش گلو ناز و کرشمہ کرتے ہوے قریب بارگاہ ملکہ
آفتاب جمال پہونچے اندر داخل ہوے سامنے ملکہ کے آکر باادب سلام کیا اُس نازنین نے ہنسکر کہا

گرا اے خوش گلو دیکھا تو نے کہ کیا انتظام ہے چاہیے کہ یہ سب فکر عمرو مین مصروف ہون گرفتار کرلین
قدرت کے پاس لے چلین اے خوش گلو مجھکو بڑا تردد ہے کہ عمرو اسی جنگل مین موجود ہے مگر نظر سے
غائب ہے اب کوئی ایسی تدبیر ہو کہ سارہان زادہ گرفتار ہو قدرت کی بڑھتی تاکید ہے خواجہ
نے کہا کہ واری آج ہی نگوڑے کو گرفتار کرلین گے حضور ارشاد تو فرمائین ایسا نہ ہو کہ
قدرت بگڑ جائین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو چھپائین عمرو بے تائید خداوندی نہین مل سکتا
خداوند کو اختیار ہے یہ کہکے سامنے اُس نازنین کے بیٹھے سازندون سے اشارہ کیا سازندون
نے ساز درست کیے خواجہ عمرو نے آنکھ ملا کر بعد ناز و ادا یہ غزل مومن دہلوی کی شروع کی نظم

بیمزہ ہو کر نمک کو بیوفا کہنے کو ہین
کھل سکے زخمون کے منہ کسکو بُرا کہنے کو ہین

سب جفا جوانِ ستمگر سے وفا کہنے کو ہین
جنکو چرخ و مرگ کہتے ہین شما کہنے کو ہین

نالے ہی نکلے ہی گو ہم مدعا کہنے کو ہین
اب نہین کہنے مین اب کیا جانے کیا کہنے کو ہین

تیری تیغ دوشنہ کے کیون لب پہ چھالے پڑ گئے
گرم خونی کا مرے کیا ماجرا کہنے کو ہین

دوست کرتے ہین ملامت غیر کرتے ہین گلہ
کیا قیامت ہے مجھی کو سب بُرا کہنے کو ہین

ترجمانِ التماسِ شوق ہے تغییر رنگ
جون زبان شمع عاشق بے صدا کہنے کو ہین

جل گیا دل تو بھی اُٹھتا ہے دھوان سر سے کباب
مرثیہ ہم اس چراغ کشتہ کا کہنے کو ہین

دیکھنا کس حال سے کس حال کو پہونچے دیا
بخت تیرے عاشقون کے نارسا کہنے کو ہین

ایک دن ہو تو زبان شعلۂ دوزخ فرش دے
قصۂ شبہاے غم روز جزا کہنے کو ہین

شکوۂ حرفِ تلخ کا یا شورِ بختی کا گلہ
ہم جو کچھ کہنے کو ہین سو بجا کہنے کو ہین

مین گلہ کرتا ہون اپنا تو سُن غیرون کی بات
ہین یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہین

وہ نہین آتے نہ آدین مرگ عالم تو تو آ
یا رب لب شوق و تمنا مرحبا کہنے کو ہین

غیر سے سرگوشیان کرتے پھر ہم بھی کچھ
آرزو ہاے دل رشک آشنا کہنے کو ہین

تیغ غمزہ کو لگا دے جلد سنگ سرمہ پر
حرف مطلب آرزومند جفا کہنے کو ہین

ہو گئے نام بتان سنتے ہی مومن بیقرار
ہم نہ کہتے تھے کہ حضرت پارسا کہنے کو ہین

اس رنگ مین یہ غزل خواجہ عمرو نے سامنے اُس نازنین کے گائی کہ تمام اہل محفل تعریفین کر رہے ہین

کہ خوش گلو کیا کہنا آج تو تُنے عجب رنگ مین یہ غزل گائی حقیقت مین اسم با مسمّیٰ ہو خواجہ عمرو
باتون مین اُس نازنین کو لگا رہے ہین قصّہ یہ کہ ساقی کا ذکر کرون کہ ہوا لے سرد چلی اُس
نازنین نے آنکھین بند کین چشم زدن مین آنکھین کھول کے آواز دی کہ ارے مکار و غدار کو لینا
برابر خواجہ عمرو کے ایک کنیز بیٹھی تھی خواجہ نے اُٹھتے اُٹھتے اُسکو خنجر مارا اُس نازنین نے
آواز دی کہ ارے اس مکار کو ہم کہتے تھے اسکا ملنا دشوار ہے یہ ظالم ہمارے سامنے موجود ہے
چہار طرف سے جادوگرنیان دوڑین لیکن خواجہ نے جو اُس کنیز کو خنجر مارا وہ کنیز گری اندھیرا
ہوا خواجہ عمرو اُس اندھیرے مین جست کر کے بھاگے وہ حسین پکارتی ہے کہ ارے لینا عمرو جانے
نہ پائے خواجہ جب لپٹ کے دیکھتے ہین کنیزین آہستہ آہستہ میرا پیچھا کرتی ہین اور مین بھاگا ہوا
چلا آتا ہون جب دیکھا کہ میرے قریب کوئی نہین ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے ہی
تھے کہ دیکھا پھول شگفتہ ہونے لگے ایک پھول شگفتہ ہو کر شعلۂ جوالہ بنا خواجہ پر گرا ہر چند
خواجہ عمرو نے اپنے کو بچایا مگر معلوم ہوا کہ شعلۂ آتش نے چہار طرف سے گھیر لیا کشان کشان
خواجہ عمرو کو پکڑا وہ شعلے لپٹ گئے دم بھر مین اُسی نخل سے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون اُترا
عمرو کی مشکین باندھین ایک سونٹا ہاتھ مین لیے ہوے کہا کیون خواجہ تمنے یہان کے عجائب
غرائب دیکھے خواجہ عمرو نے کہا کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے زنگی نے دل پر
ہاتھ رکھ کے آواز دی کہ او مکار کوئی فقرہ تیرا مکر سے خالی نہین دل سے تو نہین کہتا اور
دل سے تو تعریف خداوند ہفت پیکر نہین کرتا خیر خواجہ تمہین اختیار ہے یہ کہہ کے وہ زنگی
کھینچتا ہوا خواجہ کو سامنے اُس نازنین کے لایا اُس نازنین نے کہا کہ کیون خواجہ عمرو
بھاگ کے نکل نہ گئے خواجہ نے کہا کہ انصاف تو یہ ہے کہ جو خداوند ہفت پیکر کا دشمن ہوگا
زمین و آسمان اُسکا دشمن ہے کہین اُسکا ٹھکانا نہین اُس نازنین نے پکار کر کہا کہ ارے آبریشم
مردار خوار کو بلاؤ بلوے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہے سب نے دیکھا کہ ایک زن حسینہ و جمیلہ
بناؤ کیے ہوے خرامان چلی آتی ہے آگے اُس نازنین کو سلام کیا پکار کر اُس نازنین
صاحب مسند نے کہا کہ ای آبریشم مردار خوار خواجہ عمرو آج گرفتار ہوے ہین تین دن تم خواجہ
کو اپنے گھر مین رکھواؤ اُسنے عرض کی کہ داری مین خدمت خداوند ہفت پیکر مین بھی

لیجا سکتی ہون اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ اسکو لیجا کر قید کر لیکن ای آبریشم ہوشیار رہنا یہ وہ ظالم ہے
کہ اسنے دمامہ و مشمش کو مارا جب تلاش مشمش مین دریاے قلزم مین تجسس ہو چکا ہے تو مشمش
نے کیا کیا انتظام کیے تھے کہ بیچ مین آپ رہتا تھا گرد فوج ا یہان ایک مکان مقرر کیا تھا کہ اُسمین
جا کر کھانا کھاتا تھا یہ ساربان زادہ اُس مکان مین ہو چکا اور کل کھانے مین بیہوشی ملائی جب
کھانا سامنے مشمش کے پہونچا تو اُسنے کھانا پھینکدیا اور منہ سے ایک شعلہ چھوڑا کہ سارا مکان مع
ملازمون کے جلکر خاک ہوا یہ ساربان زادہ گوشے مین چھپا رہا مکان اور باورچیون کا جلنا دیکھا مشمش
اسی طرح نہنگ بنکر دریا مین گیا اس ساربان زادے نے وہان بھی پیچھا کیا قریب ایک کوہ کے پہونچا
تھا کہ اس ساربان زادے نے حلقہاے کمند آصفہاے باصفا سینکڑون مین اُسکی ڈالدیے چونکہ
مشمش بہت کا وہ کمند معجزے کی تھی اور زیادہ کھچی ہوئی جاتی تھی اُس کمند کو لیکر باہر نکلا اور آکر
صاحبقران سے کہا کہ اُسکو کھینچیے صاحبقران کھینچ کر عاجز ہوے وہ باہر نہ نکلا آخر کئی لاکھ روپے
صاحبقران سے لیے اور کمند سے معجزہ طلب کیا مشمش باہر نکلا پھر سردارون نے اُسکے ادھر
منہ مین لگا مین مشمش دم مارتا تھا پھر صاحبقران سے کئی لاکھ روپیے لیے اور ہتوڑا حضرت داؤد
کا زنبیل سے نکالا اور اُس ہتوڑے سے مشمش کو اسنے مارا ایسا پیسے کا رنگ ہے اس ساربان زادے
سے مرزا ہوے ہین کہ خوف آتا ہے ایسا نہ ہو کہی کمر مین شیشو آبریشم سردار خوار نے کہا کہ
واری مین خوب سمجھتی ہون اس طرح سے اُسکو قید کرون کہ تڑپ تڑپ کے مرے آبریشم نے
ہاتھ خواجہ کا پکڑ لیا اور لیکر چلی راہ مین خواجہ عمرو نے کہا کہ کیون بوا اب ہم رہائی پائین گے
یا نہین ہم تو اپنی تقدیر سے مایوس نہین کہ اب ہم اس قید سے چھوٹین آبریشم نے کہا کہ خواجہ
تمہاری خطائین خدمت خداوند مین بہت گذری ہین آج ملکہ آفتاب جمال تمہاری گرفتاری
کے واسطے مقرر ہوئین مگر چالیس فرشتہاے آسمانی ساتھ لیے گئے کہ ایسا نہ ہو کہ مار پیٹ کے
عمرو نکل جاے دیکھا زندگی کہانسے پیدا ہوا عمر آتش کس طرح تمہارے گرو آگئے خواجہ عمرو
نے کہا کہ کیون ملکہ یہ فرشتہاے آسمانی تھے ملکہ نے کہا کہ ہزارہا مقام پر نگہبان مقرر ہین
جہان قدرت کو یاد کرو وہ فرشتے آواز دینگے فوراً وہ فرشتے سامنے آکر تمکو آفت سے
بچاتے ہین اور اگر دشمن خداوند ہو تو قتل کرین مگر فرشتے ہی بچاتے ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ اب تو

کوئی فرشتہ تمھارے ساتھ نہیں ہو آبریشم مردارخوار نے کہا کہ مجھے کیا ضرورت ہو ایک تو مجھ ایسی ساحرہ دوسرے خداوند ہفت پیکر نظر شفقت میرے حال پر رکھتے ہیں اب تیسرے دن تمکو دربار خداوندی میں لیجاؤنگی سب دربار جمع ہوگا دیکھنا کیسے کیسے ساحر جمع ہونگے عمرو نے کہا کہ تمھاری عنایت ہوگی اگر میری سفارش کرو کہ میری خطا معاف ہو محفل خداوندی میں دخل حاصل ہو تو دماغ عرش اعلے پر ہو کانون یہ باتین کرتے ہوے خواجہ عمرو آبریشم سے چلے آبریشم مردارخوار نے پکار کر کہا کہ پاؤن تھک گئے اب تو مجھسے چلا نہین جاتا یکایک ایک جھونکا ہواے گرم کا چلا آواز آئی کہ بی آبریشم صاحبہ آؤ کون ایسا ہو جو تمکو آنے نہین جگہ نہ دے خواجہ عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی لپٹین پھولون کی آرہی ہین جہانتک ان میں اکڑ رہے ہین درخت آواز دیتے ہین کہ ای ملکہ آبریشم مردارخوار آج تو اسی مقام پر رہیے تو بہتر ہو آبریشم مردارخوار نے پکار کر کہا کہ اس ساربان زادے کو لیجاؤ اور لیجاکر قید کردو باہر باغ کے رہونگی لیکن یہ خواجہ نے کہا کہ مجکو ایسے شخص کے پاس قید رکھنا کہ جسکے دل میں رحم ہو بسنکے اُسنے کہا کہ او شخص کیون دیوانہ ہوا ہو خداوند ہفت پیکر تیری کل حرکات کو دیکھ رہے ہین اب مناسب و بہتر یہ ہی کہ جو بات کہیے گا عقل سے سوچ کر فرمائیے گا ایسا نہ ہو کہ کسی بلا مین مبتلا ہو جائیے یکلخت آبریشم نے آواز دی کہ اے کوئی حاضر ہو کہ اس چاندسی تصویر کو لیجائے دیکھا اندر سے باغ کے ایک زنگی سیاہ رو آیا چند خواصون نے آبریشم مردارخوار کو صحنچی میں اتارا عمرو کو وہ زنگی دوسرے باغ میں لے گیا خواجہ نے دیکھا کہ باغ ویران روش پٹریان ٹوٹی ہوئین سناٹا غضب کا اُس زنگی نے ایک نخل کے سایے مین خواجہ عمرو کو بٹھایا اور پکار کر آواز دی کہ ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ دیکھا کہ بیچ نخل شق ہوئی ایک زنگی سیاہ ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ مین دبائے ہوے آیا عرض کی کہ یہ ہتھکڑیان بیڑیان حاضر ہین زنگی نے ایک آہ کی مُنھ سے شعلے آتش نکلے بتنفاے آسمان پر پہونچے خواجہ عمرو تھرا گئے زنگی تو غائب ہوا دیکھا کہ ایک زنگن سیہ فام بدانجام خواجہ کی گردن پکڑے کھڑی ہی خواجہ عمرو نے گھبرا کر کہا کہ ارے تو کون ہی زنگن نے ہنس کر کہا کہ مین تیری روح قبض کرونگی تیری بدعتین سب خداوند کو معلوم ہین اب

کیونکر زندہ بچیگے خواجہ عمرو نے کہا کہ ہان مین تو غلام ہون خداوند دکھائی نہین دیتے نہین تو
مین سجدہ کرون کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا دیکھا کہ دہی تصویر سنگی جو پہاڑ دون پر باتین کیا کرتی تھی
سامنے نکلی ہوئی ہو آواز دی کہ ای فرزند قدرت کیون اسقدر گھبراتے ہو بس یہ سنکر عمرو چنخین
مارکر رویا کہا کہ یا خداوند ہفت پیکر میری خطا معاف کیجے تصویر نے کہا کہ ای خواجہ
جو دل کہتا ہو وہ زبان پر نہین لاتا تیری بات قبول نہین ہوتی یہ کہکر وہ تصویر غائب ہوگئی
خواجہ عمرو نے کہا کہ بل جبش صاحب مین آپکا تابعدار ہون مجھے اعتقاد خدائی خداوند
ہفت پیکر ہوا آواز آئی کہ او عمرو کیون باتین بناتا ہو اپنی جان کی خیر منا ایسا دہوکہ
جلال زنگی جلکو قتل کرے یہ زنگن اسی کی زوجہ ہو اس سے اپنی جان بچاؤ خواجہ عمرو نے
زنگن سے کہا کہ دیکھو مال رکھا ہو جو پسند ہوئے لو یہ کہکے گھنڈیان زنبیل کی کھولین اور منھ
کھولکر زنبیل کا کہا کہ تم ادھر دیکھو تو اب جو زنگن نے سر جھکایا وہ مال بیحساب رکھا ہوا دیکھا کہ دل
ٹھہر گیا کہا کہ ای خواجہ عمرو یہ مال کہانسے آیا خواجہ نے کہا کہ کافرون کو مار مار کے جمع کیا
ہو لقا کے تاج کے لیے اور جابجا نوشیروان وغیرہ سے بھی لیے ہوا جو پسند آئے وہ لے لو
تیسے کسکو عذر ہو زنگن کو ایک تاج پسند آیا ہاتھ بڑھایا چاہا کہ تاج اٹھا لون لیکن ہاتھ
نہ پہونچا آدھا بدن اپنا زنبیل مین ڈالدیا اور ہاتھ بڑھایا کہ تاج اٹھالون خواجہ عمرو نے
چوتڑون مین ہاتھ دیکر زنبیل مین گرا دیا گرتے ہی زنبیل مین چہار طرف سے لونڈیان دوڑین
کہ تو کہتی ہین کہ اسکو باورچی خانے مین رکھو ایک کہتی ہو کہ میرے ساتھ رہا کرے صرف جھاڑو
دیا کرے اور کسی کام سے اسکو مطلب نہین ایک کہتی ہو کہ کنارے دریا کے مقرر کردو وہان
نگہبانی کیا کرے ایک فرقہ کہتا ہو کہ انکو ہمارے گروہ مین رکھو ہر طرف سے یہی ہنگامہ ہو ایک
زنگی آیا اُسنے کہا کہ صاحب ہٹ جاؤ یہ کہتا ہوا قریب آیا چٹیا پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا کہ
کپڑے اتار ورنہ ہمکو حساب سمجھانا پڑیگا اس زنگی نے کپڑے اُتار لیے اور ایک عرقی اُسکو
جندصا دی کہا کہ اب اسکو لیجا کر باورچی خانے مین رکھو کنیزین کشان کشان اس زنگن کو
باورچی خانے مین لے گئین کہا کہ یہان بیٹھ لکڑیان پہونکا کرے بیچاری زنگن بیٹھ کر اپنا مقرری کام
کرنے لگی خواجہ عمرو نے یہان رنگ و روغن عیاری کا نکالا اُسی زنگن کی شکل بنکر تیار ہوئے

باہر باغ کے چلے آبریشم مرداد خوار کنیزون مین بیٹھی ہوئی مسخرہ پن کر رہی ہو کہ آواز آئی واری
یہ لونڈی بھی حاضر ہو آپ کی صحبت مین فیض پاؤن تو گاتا سناؤن ایسا بدنصیب قیدی میرے
سپرد ہوا کہ بات بات مین گالیان دیتا ہو اس وقت مجکو غصہ آیا بیہودہ بکتا تھا ایک طمانچہ
مین نے مارا چمنستان مین پڑا لوٹ رہا ہو یقین ہو کہ مر جائے اب زندہ نہ بچیگا کیا حکم ہوتا ہو
آبریشم مرداد خوار نے پکار کر کہا کہ ہوا یہان آؤ مین نہین سمجھی کہ تم کیا کہتی ہو خواجہ عمرو دوڑ کر
سامنے آئے کہا واری جیسا کہ یہ قیدی بیباک چست و چالاک ہو ایسا کوئی قیدی کبھی ہمارے
سپرد نہین ہوا اس وقت کلمات سخت و سست کہنے لگا مین نے ایک طمانچہ مار دیا اب پڑا ہوا
تڑپ رہا ہو آبریشم مرداد خوار نے کہا کہ میرے پاس لا تو ارے ہوا یہ وہ شخص ہو سامری نامہ
دیکھو جابجا قدرت خود لکھتے ہین کہ اسکے فتورے ہمارے بندون کو کون بچائیگا ہزار ہا ساحر
اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا جابجا ایسی عبارتین لکھی ہین تو مثل اور قیدیون کے یہ قیدی نہین
ہو تو اسکو لا تو یہ سنتے ہی خواجہ عمرو اُٹھے لیکن حیران و پریشان کہ کسکو عمرو بناکے لاؤن
دو قدم چلکے پلٹے کہا واری ادھر آئیے درخت کی آڑ مین آکر کہا کہ دیکھیے ابر تیرہ و تار اُٹھا
ہی جیسے ہی آبریشم مرداد خوار بڑھی خواجہ عمرو نے خنجر مارا کہ آبریشم کا شکم چاک تھا پاک ادھر تو
آبریشم گری خواجہ عمرو نے دوپٹہ کھینچا آواز آئی کہ او ظالم اب کہان جائیگا دیکھا کہ دوپٹے
مین ایک مار سیاہ تھا وہ منہ کھول کر خواجہ پر چلا خواجہ نے خنجر دکھایا اُس مار سیاہ نے
دُم ماری ہاتھ پر کہ خنجر ہاتھ سے خواجہ عمرو کے گرا مثل آدمیون کے آواز دی کہ او شخص
تو نے بڑی ساحر کو مارا اسکا بدلہ تیرے واسطے مقرر ہو گا خواجہ نے دیکھا کہ یا تو مار سیاہ
تھا یا تڑپ کے زمین پر گرا دیکھا کہ ایک عورت کسی قدر آبریشم مرداد خوار سے صورت
ملتی ہوئی ہو قہقہہ مار کر کہا کہ کیون نگوڑے تو نے مجکو مار ڈالا قدرت کے تفرق ہو جاؤن
کسی جسم میرے واسطے مقرر کیے ہین مجھے کون مار سکتا ہو یہ کہہ کے خواجہ عمرو کو کھینچتی ہوئی جنگل
اب خواجہ لاکھ لاکھ منع کرتے ہین جو بات کہتے ہین وہ عورت ہنس دیتی ہو جنگل جا پہنچا
تو کہا کہ کیون باتین بناتا ہو تیرے دل کا حال مجھپر روشن ہو گیا اب عمرو حیران ہو کہ
کیا تدبیر کرون کہا کہ کیون بی آبریشم مرداد خوار اب کوئی بات ہماری نہ مانو گی یہ کہہ کے جیب مین

روپئے کھنکائے اب تو آبریشم مردار خوار ہنسی کہا خواجہ یہ کیسے ہین خواجہ نے کہا کہ آپکے
ہین علاوہ اسکے اور اشرفیان بھی ہین لیکن ای ملکہ عالم اصل یہ ہی کہ تمام دنیا مین مشہور ہی عمرو بڑا
لالچی ہی انصاف تو کیجیے کہ جب وقت جان جانے کا آگیا تو وہ یہ کس کام آئیگا ہمارے مذہب کا
دستور ہی کہ بعد مرنے کے اول تیجہ ہوتا ہی جسکا نتیجہ یہ ہی کہ پھول اُٹھائے جاتے ہین اگلے لوگ کہگئے ہین
کہ پھول اُٹھانے سے مردے کو راحت ہوتی ہی دس پانچ روپے تیجے مین صرف ہوتے ہین اگر زیادہ مقدور
ہو تو تیجے کو جوڑا بھی دیا جاتا ہی یہ جوڑا بھی مردہ پاتا ہی پھر دسوان بیسوان آخر مین چالیسوان اسمین
جوڑا ضرور دیا جاتا ہی برتن تلنے کے مینی کے کوئی شی ایسی نہین کہ چالیسوین مین نہ دیجاتی ہی سب
چیزین مردے کو ملتی ہین مورخین نے جا بجا لکھا ہی کہ چالیسوین والا جوڑا مردے کے بڑے کام آتا ہی
کہ روز حشر سب برہنہ ہونگے مگر یہ شخص وہی چالیسوین والا جوڑا پہن کے روز حشر مین جائیگا ایسے
ایسے طریقے ہمارے مذہب مین ہین لہذا اگر مناسب ہو تو یہ رقم لے لو لیکن یہ رسمین ضرور کرنا
ایسی باتین جو خواجہ عمرو نے کہین یا تو آبریشم خواجہ کو کشان کشان لیے جاتی تھی یا تو اب چمن
مین ٹھہر گئی خواجہ عمرو نے دو روپے کا پلا اسے نکال کر دیا اب تو آبریشم مردار خوار خوش ہو گئی
خواجہ نے دوسری جیب سے اشرفیان نکالین کہا لو یہ حاضر ہین آبریشم کہتی جاتی ہی کہ خواجہ عمرو
تمھاری حرکات سے خوف معلوم ہوتا ہی مین نے سارا سامری نامہ پڑھا ہر جگہ تیری بُرائی دیکھی
خواجہ نے کہا کہ مین ہر بات کا وقت ہی اب میری خطا قدرت سے معاف کراؤ ورنہ ایک آہ
کرکے جان دے دونگا تم لوگ سب پچتاؤگے کہ ایسا گانے والا کہان ملیگا یقین تو ہی کہ جب
صحبت عیش و نشاط ہو تو ہم ضرور یاد آئین مزد مہربانی فرمائیے اب میری بُرائیون کا خیال
نہ کیجیے حقیقت مین ہر بات مین میری مکر و فریب ہی مگر اب وقت نہین مین ناچار ہو چکا جو بات
کرتا ہون بُرائی پیدا ہوتی ہی مگر کیون تجکو آبریشم آخر تمھین کوئی کیونکر قتل کرے وہ نازنین خوب
قہقہہ مار کر ہنسی کہا او بیوقوف ایسا کون دیوانہ ہوگا کہ اپنے مرنے کا حال بتائے خبردار اب
ایسی بات مجھسے نہ پوچھنا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم میری زندگی کا باعث ہو اگر
مجکو یقین ہو جائے کہ تمکو کوئی قتل نہین کرسکتا تو دل کو اور تقویت ہو کہ تمکو کوئی قتل نہ کریگا اور
مجکو بھی کوئی گرفتار نہین کرسکتا ہم تم دونون مل کے سامان سلطنت طلسم کشا انجمن بہار بتائے

تام ہو قدرت منظور فرمائین مشیران سلطنت کہلائین یہ سنکر اُس جادوگرنی نے کہا کہ خواجہ اگر تمھارا
یہ مطلب ہی تو پہلے جب کوئی میرا داہنا ہاتھ کاٹیگا تب مین مرونگی ورنہ ہزار خنجر اگر کوئی مجھکو
مارے تو بھی مین نہین مر سکتی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم بس اب دل کو تسکین ہوئی لاؤ
ہاتھ اپنا مجھے دو اُسنے ہاتھ بڑھایا خواجہ نے ہاتھ چوم کر فرمایا کہ ای آبریشم مردار خوار ہاتھ
بھی تیرے بہت پیارے پیارے ہین اب مین تجکو مشیران سلطنت مین محسوب کراؤنگا لو یہ اور
اشرفیان بھی رکھو لو اب ہمارے تمھارے دلون سے صفائی ہوگئی اب ہمارے تمھارے کوئی
جھگڑا نہ رہا دوسرا بوٹلہ اشرفیون کا نکالا اُسنے ہاتھ بڑھایا خواجہ عمرو نے کلائی تھام کر ایک
خنجر مارا ہاتھ جو آبریشم مردار خوار کا کٹا ایک چیخ ماری کہ باغ ہل گیا آواز دی کہ او ظالم تو نے
غضب کیا مجھے بوچا اور وہی خنجر صرف کیا خداوند ہفت پیکر تجھسے سمجھینگے یہ کہکے
لڑکھڑا کے گری اور آوازین مہیب آنے لگین ایک آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برفباری ہوئی
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من آبریشم مردار خوار بود خواجہ عمرو نے دیکھا
کہ باغ بھی پامال ہوگیا خواجہ ایک جانب بھاگے سر پہ ہاتھ ٹوپی سنبھالے ہوے جاتے ہین
کہ اس صحرا سے نکل جاؤن مگر کب نکل سکتے ہین ایک طرف سے آواز آئی کہ خواجہ ٹھہر جاؤ مجھے
کچھ تمسے کہنا ہی خواجہ نے پلٹ کر دیکھا کہ چالاک دوڑا ہوا آتا ہی خواجہ چالاک کو دیکھکر
ٹھہر گئے چالاک قریب آیا دوڑکر ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام کیا کہا او ساربان زادے سُن ندیم جادو
غضب کیا تو نے کہ آبریشم مردار خوار کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا مین کوئی تیری
بات نہ مانونگا یہ کہکے کھینچتا ہوا خواجہ کو لیچلا اب جو عمرو نے خیال کرکے دیکھا کہ ایک ساحر
سیہ فام پکڑے لیے جاتا ہی لاکھ لاکھ خواجہ منتین خوشامدین کرتے ہین مگر وہ نہین مانتا کہتا ہی
کہ او ظالم تو نے آبریشم ایسی ساحرہ کو مارا تجھے بچانا دشوار ہی مین تجکو خدمت خداوند ہفت پیکر
مین بھیجونگا دو دن تو مہلت پاؤن کئی دن سے حکم خداوند ہی کہ عمرو کو ہم تک لاؤ کیا ممکن
نہین ہوتا آج تجکو ضرور لیچلونگا یہ کہکے خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ دیکے اُڑا خواجہ کی
تموج ہوا آنکھین بند ہوگئین اب یہ ساحر خواجہ عمرو کو لیکر بخدمت ہفت پیکر جاتا ہی
اب کل اہل اسلام قید ہوے اب آگے تدبیر رہائی واجب و لازم ہی انشاءاللہ تحریر کرتا ہون

دو کلمہ داستان جلالت عنوان کہ جملہ سرداران تہمتن زیر کوہ بوقلمون لڑتے بھڑتے پہونچے آخر کار قید ہوئے ذکر انکا حقیر کو منظور ہے خواجہ کو لیے ہوئے ندیم جادو طرف کوہ ہفت پیکر کے جاتا ہے اسی ضمن مین یہ بھی ذکر ہوگا و ذکر ہارے رستم پیلتن و عشق لالہ عذار دختر مصر الغرائب و تدبیر ہونا ملنے لوح کی اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر امتحان
کہ آئی ہے اب رنگ پر داستان
ہوئے جمع رندان میخوار ہین
کہ حالت سے اپنی خبردار ہین
بلاتے ہین ساقی مے نوش کو
کہ ترتیب ہو لطف سرجوش کو
ادا مین جو ساقی کی بجانے لگین
ہوا مین فسیح خیز آنے لگین
اٹھا ابر رحمت بصد شد و مد
کہ ساقی کو ہے سیر گلشن مین کد
شمال مضامین بھی ہین سبز پوش
کہ ساقی کو ہے جب الفت سے جوش
گلابی اٹھا ساقی سیمبر
کہ رندون نے پائی چمن کی خبر
مرصع خیالات شیرین ادا
سناتے ہین عبرت کا یہ ماجرا
فلک در پے جنگ ہونے لگا
تو گلچین و صیاد رونے لگا
ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہے
مرا دل ہے یا رشک سیماب ہے
کہ طائر چمن کے گہر سنج ہین
یہ آنسو ہین بلبل کے یا گنج ہین
ستمگر شکر لب حسینان باغ
ستارے ہین یا مہ جبینان باغ
وہ طاؤس ہین رقص مین ہر طرف
جو دیکھا انھین غم ہوا ہر طرف
چل اے توسن خامۂ تیز رو
چھلاوہ ہو کیون تجکو یا برق دو
قدم با قدم جست چالاک ہے
طرارے مین پوئی مین بیباک ہے
مرا توسن کلک شہ زور ہے
نہ خشری نہ کہری نہ مخمور ہے
لکھون داستان جلالت نشان
کہ مشتاق ہین سامع و ناظران

چہرہ رہائی یا نشان زندان مصیبت عنوان طلسمی و غواصان دریاے بے کنار شعبدہ سازی اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین اشعار

مغنی فغان کر آمد بجان
درین زیر زبر پردۂ آسمان
درین پردہ آواز نالہ جو کی
بہ احوال جم یا بہ احوال کی

حال مصیبت مآل زندان طلسمی تحریر ہوتا ہے جب خواجہ کو ندیم جادو لیکر چلا تو متوجہ ہوا آنکھین بند ہو گئین نہین معلوم کتنے عرصے تک وہ ساحر عمرو کو لیکر بلند رہا اب جو آنکھ کھلی عمرو نے اپنے کو ایک صحنچی مین پایا اب جو نظر اٹھا کے دیکھا تو ایک

مکان مین صاحبقران زنجیر مین ہلا رہے ہین ایک قصر مین رستم سہاک پہلو مین قید ہین سب بیٹے صاحبقران کے مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی اسی طرح قید ہین کوئی صورت رہائی کی نہین پائی جاتی ایک طرف بادشاہ لشکر مع تاجدارون کے قید ہین جملہ فرزندان نامی پہلوانان گرامی و سرداران حجازی اسی مکان مین قید ہین خواجہ عمرو نے صاحبقران عالیشان کو اشارہ کیا کہ یہان کیونکر آکر قید ہوے صاحبقران نے طرف آسمان کے اشارہ کیا خواجہ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے تمام قیدخانے مین خبر ہو گئی کہ خواجہ عمرو بھی قید ہو گئے ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ بھی یہان قید ہین عیارون نے جو قید ہونا خواجہ عمرو کا سنا بیتاب ہو گئے ہر ایک کا یہی قول ہو کہ اب قضا لیکر اس قیدخانے مین آئی جب ہمارے قبلہ و کعبہ قید ہو گئے تو اب ہماری رہائی کی کیا صورت قیدخانے بھر مین سب کو زندگی سے یاس ہو سب کو یقین کامل ہو کہ اب یہان سے رہائی غیر ممکن ہو ہر سردار و ہر عیار چیخین مار مار کے رو رہا ہو دعائین پروردگار سے مانگتا ہو کہ ای پروردگار اس مصیبت سے کیونکر رہائی پائینگے یا تڑپ تڑپ کے یہین مر جائینگے

ای کریم کارساز و ای بندہ نواز اس آفت سے نجات دے

نظم

نطفہ را انسان تو ای خلاق اکبر ساختی — قطرہ را گوہر نمودی خاک را زر ساختی
گاہ بر را بحر کردی بحر را بر ساختی — گاہ تر را خشک کردی خشک را تر ساختی
مہر تابان ساختی و ماہ انور ساختی — شمع عشق خود بہر محفل منور ساختی
تابع فرمان خود کردی شہان ملک را — گاہ دارا ساختی گاہے سکندر ساختی
اہل دولت را گہے کردی تو درویش فقیر — تنگدستان را بمال و زر تونگر ساختی
گمرہان راہ الفت را تو گشتی رہنما — خاکساران جہان را کیمیاگر ساختی
آب و آتش را تو کردی قایم اندر یک مقام — برق را آتش فشان و ابر را تر ساختی
بے ستون قایم تو کردی سقف چرخ نیلگون — صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
گاہ کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار — گاہ کثرت را پئے توحید مظہر ساختی
درد دل ہر سوختہ دل سوز دل کردی فزون — گوہر افشان در غمت ہر دیدۂ تر ساختی
کردہ گر پیر دیوان در زبان پارسی — سلک ہندی نظم این سلک گوہر ساختی

یہ تو سب یہان اس فکر مین ہین دعائین مانگ رہے ہین لیکن ہفت پیکر جو اپنے مقام پر پہونچی
کوہ بوقلمون سے پلٹ کے آیا ہے پسینے پسینے ہو رہا ہے کسی طرح کا ابر سر پر چنگ مارتا ہوا نہایت
غصے مین تھرتھر کانپتا ہوا الٹج ڈھلکا ہوا چار وزیر صاحب تدبیر جو ہر وقت حاضر رہتے ہین
انھون نے دست بستہ عرض کی کہ آج قدرت کو بہت پریشان پاتے ہین ہفت پیکر نے کہا کہ
اے بندگان من تم آگاہ ہوے کہ آج کیا معرکہ گذرا کوہ بوقلمون پر طلسم کشاے اصلی کا گذر ہوا
اول شہنشاہ بوقلمون کا مارا جانا زمین تھرائی تھی ایک پہاڑ کیا ویران ہوا صاف ثابت ہوتا
تھا کہ کوہ غم و الم گرا بڑی دیر تک لڑائی پڑی سات عجائب رفتہ تلوار چلی آخر قدرت نے سبھون کو
گرفتار کیا زندان مصیبت خیز مین سب قید ہین ایک دن ان سب کو ایک مقام پر اُن طلب کر کے
کاہنان طلسمی بلائے جائین اُن سب سے سوال کیا جائے کہ اہل فتاح کون ہے جسکا نام بتائین
اُسکو ہزار تدبیر سے قتل کرنا چاہیے وزیرون نے عرض کی کہ یا خداوند سحر العجائب تو مارا گیا
مگر مصر الغرائب بھاگ کر آپ کے طلسم مین آیا اُسکو بلا کر قیدیون کو سپرد کیجیے وہ جبر کر کے
قتل کریگا خود بھی بادشاہ طلسم رہا اُس سے زیادہ قاعدے کا جاننے والا کون ہے ہفت پیکر
نے حکم دیا کہ کل سویرے اُسے اطلاع کردو کہ بروقت دربار آکر حاضر ہو اور ہمارے سامنے آئے
کل کوہ یاقوت پر جلوس ہے یہ کہہ کے داخل قصر عیش ہوا مگر نہایت مکدر رہا رات کو وزیرون نے
مصر الغرائب کو خبر دی کہ یہ حکم خداوندی ملا ہے کل آپ کوہ یاقوت پر دربار خداوندی
مین آئیے مصر الغرائب نے اقرار کیا کہ کل مین ضرور حاضر ہونگا اگر یہ قیدی مجھکو ملین
تین دن کے اندر قتل کرون شب کو مصر الغرائب جس مقام پر رہتا ہے اُس مکان مین جب آیا
بیٹی اسکی لالہ عذار مکان مین بیٹھی ہے کہ خبر ہوئی باپ آتا ہے واسطے استقبال کے چلی راہ
مین آکے سلام کیا عین شباب کا وقت ہے مصر الغرائب نگاہ چہرے پر ڈال کر حیران ہو گیا
ہا تمھارے بیٹی کو کہا کہ کل تم بھی چل کر خداوند ہفت پیکر کی زیارت کرنا کل قدرت نے ہمکو
بلایا ہے مسلمانون نے طلسم ہفت پیکر پر دھاوا کیا تھا کوہ بوقلمون تباہ ہوا لیکن قدرت نے خود
کوشش کر کے سب کو گرفتار کیا زندان مصیبت خیز مین سب قید ہین قیدی ہمارے سپرد کیے جائینگے
سب کو تڑپا تڑپا کے مارونگا جو جو بدعتین میرے ساتھ ہوئی ہین اُسکا بدلا کرونگا یا پانچ ہزار

پانچ سوتیس سردار خود صاحبقران بھی قید ہین دن بھر گل قدرت نے خود شفقت کی سب کو گرفتار کر لیا
کسی کا زور نہ چلا بیٹی نے کہا کہ ابا جان ہم بھی در خدمت خداوند ہفت پیکر مین چلین گے بیٹی کو
بھی ہمراہ لیکر ایک گوشے مین آکر بیٹھا یاد ہفت پیکر کی کرنے لگا پہر رات پچھلی باقی تھی کہ اپنے
مقام سے مصر الغرائب شہابیٹی کو آکر اٹھایا کہا بیٹا چلو چل کے دربار خداوندی دیکھ آئین
بیٹی بھی ساتھ ہوئی بارہ ہزار سوار و پیدل اہتمام کرتے ہوئے لیکر چلے بارہ ہزار جوان جو ہمراہ
ہین انہون نے خیمے استادہ کیے ہین خبر جو سنی کہ شہنشاہ آتے ہین خیمون سے نکل کر دوڑے
در دوبان کہین سب سردار اپنے اپنے مقام پہ جمے کھڑے ہین جب سامنے سواری پہونچی سلامی
اتری مصر الغرائب سب کے سلام لیتا ہوا بیچ مین سے فوجون کے گذرا گذر کر صحرا ملا صحرائے
پر فضا نواح دلکشا طائران زمزمہ سرا مصروف زمزمہ سرائی درختون کی رعنائی و زیبائی ہوا
ٹھنڈی چل رہی ہے جب غنچے چٹکتے ہین یا خداوند ہفت پیکر کی آواز آتی ہے ہر نخل سے
یہی صدا ہے طائرون کا یہی روز مرہ ہے یہی غنچون کی رنگ و بو پھولون کی آبرو شاخین
جھوم رہی ہین بار اثمار سے سر بسجود ہین عمدہ شاخون کے خم عندلیبان خوشنوا شاخہاے
گل پر آکر زمزمہ سرائی کرتی ہین خداوند ہفت پیکر کو پکارتا دمبدم ہوا کا سنکنا پھولون کا
مہکنا برق کی دندان نمائی غبار کا بلند ہونا ہر طرف سے یہی صدا ہے کہ خداوند ہفت پیکر
یکہ و تنہا ہے یہ جو صدا دی پھولون سے یکایک بوے خوش آئی غنچے چٹکے شاخہاے نخل گل
جھکنے لگین ہر ایک طرف سے آوازین آئین کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے یہ آوازین
سنتا ہوا مصر الغرائب جاتا ہے قریب کچھ پھولون کے ہو نکلا نخلونکے سایے مین پھولون کا
انبار ہے پھولون کی خوشبو آرہی ہے صبا نہرا رہی ہے یکایک ایک ہوا ٹھنڈی سی چلی کہ دماغ جان
معطر و عنبر ہو گیا مصر الغرائب تخت پر سوار ہے پہلو مین اسکے اسکی دختر بیٹھی ہے ہوا کے
چلنے سے آنکھین بند ہوئین تھوڑی دیر کے بعد جو آنکھ کھلی دیکھا ایک شہر نہایت آباد خلقت
کی آمد و رفت پائی جاتی ہے بڑھ کے مصر الغرائب نے پوچھا یہ کونسا شہر ہے لوگون نے کہا
کہ ملک صبا گل مقام خدائی نمرود شاہ باختری ہین مقام ہے یہ سنکر مصر الغرائب تخت سے
اترا بیٹی کا ہاتھ تھامے ہوے قلعے مین آیا دیکھا عمارتین عمدہ بکثرت معقول آخر شب ہے لالٹینونکی

روشنی صاف ہے ثابت ہوتا ہو کہ ستارہ ہاے سحری جھلملا رہے ہین لالہ عذار کہتی ہو کہ کیون بابا جان
آج باختر مین کیونکر آئے مصر الغرائب کچھ جواب نہین دیتا دیکھتا چلا آتا ہو ایک سمت دیکھا
کہ لاکھون سوار و پیدل فرد کش ہین خیمے بارگاہین استادہ ہر طرف سوارون مین نام خداوند
ہفت پیکر لیا جاتا ہو دیکھتے بھالتے دروازے پر ایک باغ کے پہونچے دروازہ باغ کا مثل
آغوش عاشق کھلا تھا چوبدار و یساول براے سلام خم ہوے مصر الغرائب کو تخت سے
اُتارا باغ مین لے گئے ایک باغ نہایت سرسبز و شاداب نظر آیا مصر الغرائب نے پوچھا کہ اس
باغ کا کیا نام ہو سب نے عرض کی کہ باغ بہشت زمرد شاہ باختری اسی کا نام ہو صدہا برس
مین تیار ہوا اب مثل اسکے کوئی مقام دنیا مین نہین ہو مصر الغرائب بہ نگاہ غور دیکھتا چلا آتا
ہو طائرون کی زمزمہ سرائی عندلیب خوشنوا کا پہلوے گل مین بیٹھکر زمزمہ سرائی کرتا اور نام
ہفت پیکر کا لینا کہ دوسرا پھاٹک طلائی پھاٹک پر بھی حاجب دربان حاضر تھے واسطے
تسلیم کے جھکے کہا کہ ای شہنشاہ کہان جانے کا درختون سے آواز آئی کہ خداوند ہفت پیکر نے
طلب فرمایا ہو تھوڑی دور اور چلے تھے کہ دیکھا قیقول سے لقا اترتا ہوا آتا ہو اور
پکارتا ہوا کہ ای مصر الغرائب کہان جاتے ہو اسنے پلٹ کے آواز دی کہ براے
ملاقات خداوند ہفت پیکر چلا ہون آج طلب فرمایا ہو لقا نے کہا کہ ہم بھی وہین چلین گے
ای شہنشاہ جہان تک ہوسکے خداوند ہفت پیکر سے جھک کے ملیے گا مصر الغرائب ہان ہان
کرتا ہوا دوسری سرحد مین پہونچا صحراے ریگستان کیا مقام معقول کہ ذرہ ہاے ریگ بیابان
ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین چمکنے سے ذرون کے یہ ثابت ہوتا ہو کہ وہ زمین بہتر
از چرخ برین ہو حقیقت مین وہ سرمہ بہتر از آسمان و زمین ہو طائران زمزمہ سرا پکار رہے ہین
یا خداوند ہفت پیکر بلکہ شاخہاے غنچہ و گل ہر شگوفے کی آواز آتی ہو مصر الغرائب نے دیکھا
کہ زبرجد شاہ آتا ہو آکر مصر الغرائب سے ہمکلام ہوا اور کہا کہ کہان جاؤگے کہا براے
ملاقات خداوند ہفت پیکر جاتے ہین زبرجد شاہ نے کہا کہ ہم بھی آئین گے ہماری قدمبوسی کا
یہی وقت ہو ہر مقام کو دیکھتے بھالتے طائرون کی آوازین سنتے ہوے سب مقامون کو طی کرکے
ایک دشت فرحت خیز مین پہونچے ہر طرف سے آوازین یا خداوند ہفت پیکر کی آ رہی ہین مصر الغرائب

تخت سے اُتر کر کھڑا ہوا آواز دی کہ ای نور نظر وای پارۂ جگر یہ تماشا دیکھو کل ممالک کا یہان جو ہر ہو دیکھو تو کیا کیا حسین ومہ جبین جمع ہین ہر شے ہو ان سب کا تماشا دیکھو لالہ عذار نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ایک طرف سے ہزارہا شاہزادیان پائچے سنبھالے ہوے پشت پر کنیزان زرین پوش آکر ملکہ لالہ عذار کو سب نے سلام کیا تالیان بجا کے آواز دی کہ ارباب نشاط کو بلاؤ کئی ہزار عورتین خوبصورت نئے جوڑے پہنے ہوے آکر حاضر ہوئین عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہو ملکہ لالہ عذار نے مسکرا کر اشارہ کیا کہ کچھ اشعار عاشقانہ گاؤ وہ سب کنیزین آپس مین اشارہ کرکے آمادہ ہوئین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

قطع کرتا ناتوانی مین عصا سے راہ کو
گر اٹھا سکتا برنگ کہربا مین کاہ کو

پست کیا پستی مین ہون رکھتے ہین جو ہمت بلند
جانتا تھا نزد وہان عرش یوسف جاہ کو

کیا کسی ناچیز کو ناچیز ہم سمجھین بھلا
آنکھہ پر رکھتے ہین اکثر وقت حاجت کاہ کو

جو دنی ہین وہ بھی کرتے ہین حسینو نے سلوک
اس دہانت پر فلک دیتا ہو خرمن ماہ کو

کچھ تو ان روز ون رسائی نا اثر پیدا ہوئی
واہ وا کرنے لگا ہو سُنکے میری آہ کو

کیا حسد سے چاک ہوتے ہین جگر مانند صبح
دیکھکر تابان کسی کے آفتاب جاہ کو

ٹھوکرین کھانے کو جائے طور پر اب کیون کلیم
دیکھ پایا ہو صنم تیری تجلی گاہ کو

مے بھی ہو حورین بھی ہین غلمان بھی ہین فردوس مین
ترک کرتا ہون مین زاہد عیش خاطر خواہ کو

نقش پاے محتسب پاے نہ رندون کا سُراغ
سر سے طی کرتا ہو لازم میکدے کی راہ کو

ہو خرابات جہان مین عام فیض مے فروش
مستی مے ہوتی ہو یکسان گدا و شاہ کو

ہو برابر سالکون کو اسفل و اعلیٰ سے راہ
راہ رو کرتے ہین طی پست و بلند راہ کو

ڈھونڈھنے سے بھی نہین ملتی خدا کے گھر کی راہ
چاہتا ہون ان دنون ایسے بت گمراہ کو

ہون مین ایسا رحم کے قابل کہ گنبد کی طرح
آہ کرتا ہو فلک بھی سُنکے میری آہ کو

عشق جب وارد ہوا کی عقل نے دل سے گریز
ایک جا دیکھا ہو کسنے شیر اور روباہ کو

ہو دعا ناسخ بُھلا دے یاد سے مجکو صنم
یاد کرتا ہون اگر بھولے سے بھی اللہ کو

بعد ان اشعار گانے کے کنیزون نے کہا کہ دربار خداوندی مین آج جانا ہوگا سامنے قدرت کے بھی

گاتا ہوگا وہ نازنینان سحر بین لالہ غدار کے پیچھے آئین پھر ایک ہوا چلی اسی طرح سب کی آنکھیں
بند ہو گئیں ابکی مرتبہ آنکھیں کھول کر دیکھا ایک طرف انگریزون کی سلطنت عجائب و غرائب ایک جانب
باخترون کا ہنگامہ ایک جانب ظلمات والون کی شورش ایک سمت صدا آرہی ہی کہ خدائی خداوند
ہفت پیکر کی برحق ہی ایک جانب دیکھا کہ چار پھاٹک کھلے ہوے ہین ہر پھاٹک پر ایک ایک
پہلوان لباس زرین پہنے ہوے گرد انکے عورتین خوبصورت تسبیحین ہاتھ مین یا ہفت پیکر یا
ہفت پیکر پڑھ رہی ہین ایک گنبد سیاہ بیچ و بیچ مین اس آن بان سے بنا ہی کہ ہر دیوار سے
آئینے کی کیفیت معلوم ہوتی ہی اور ایک تاجدار بیچ مین کھڑا ٹہل رہا ہی مصر الغرائب یہ معاملہ
دیکھکر حیران ہو گیا یکایک ایک سناٹا ہوا پلٹ کر سب نے دیکھا کہ گنبد سیاہ غائب ہوا دیکھا کہ
ایک کوہ فلک شکوہ سر بفلک رہا ہی اندر سے آواز آئی ہی کہ ای بندگان من دیدی قدرت مرا کہ
بچہ طور دنیا را آراستہ نمودہ ام مصر الغرائب کو بلاؤ کہ کہان ہی مصر الغرائب بجادو دانے سے
کوہ کے ناصیہ فرسائی کی اندر سے آواز آئی کہ سر خود را از سجدہ بردار کہ لعنت بر تو نصیب کردم یہ
سنکر مصر الغرائب نے سر اٹھایا کیفیتین دیکھکر وجد مین آیا حکم ہوا کہ چلو ے کوہ مین تخت بچھا
ہوا ہی پھر آگے بیٹھو پلٹ کے مصر الغرائب نے دیکھا کہ ایک تخت یاقوت احمر کا بچھا ہی چلو سے
تخت مین ایک کرسی رکھی ہی تخت پر مصر الغرائب کرسی پر لالہ غدار پشت پر لقا و زرجد شاہ
وغیرہ یہ عظمت تمام بیٹھے ہین مگر کلمات عجز زبان پر کہ اندر سے کوہ کے آواز آئی قیدیان بلا کو
لاؤ اسی وقت چوبدار و تاجدار دوڑے ہوے گئے لیکن ایک سناٹا ایسا ہوا کہ یقین تھا
سننے والون کے کان کے پردے پھٹ جائین کلیجے تمام کے رہگئے صدائین عجیب آرہی ہین کہ غل و
زنجیر میں غل ہوا زنجیرون کے جھنجھنانے کی آواز آنے لگی اب جو مصر الغرائب نے دیکھا کہ آواز
زنجیرون کی کان مین آئی اور یہی صدا اس آواز کے ساتھ تھی کہ ای بندگان من نہ گھبراؤ خداوند
ہفت پیکر تمہارے ساتھ ہین کسین کوئی کچھ نہ کر سکیگا پھر ہوا چلی آنکھین سبھون کی بند گئین بعد
تھوڑے عرصے کے جو آنکھین کھلین دیکھا کہ صاحبقران سب کے آگے مسلسل و مطوق مع جملہ
فرزندان و سرداران نامی و گرامی چلے آتے ہین جملہ سرداران نامی نے جو مصر الغرائب کو بیٹھے
دیکھا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی گنبد سے آواز آئی کہ ای سپہ سالار قدرت زبان کو

اپنی جگہ کرو سامنے کھڑے رہو سب فرزندان حمزہ و سرداران نامی مع صاحبقران زبان بند کر
کھڑے ہوئے وارانے ہند لندھور بن سعدان داہنے پر صاحبقران کے بائین پر لاک
لیکن فرزندون مین رستم پیلتن علمشاہ صف شکن چہرہ آفتاب عالمتاب ڈاڑھی کا گرد چہرے
کے جیسے سورج کے گرد ہالا زرد لی ہو زنجیرین جسم مین جس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ زیور اُس
ذات پر آراستہ ہی قضائے کار دختر مصر الغرائب ملکہ لالہ عذار پہلو مین اپنے باپ کے
بیٹھی ہی نگاہ اُٹھا کے جمال جہان آرائے علمشاہ کو دیکھا کہ ایک جوان شیر دلیر غزال چشم
شیر خشم چوڑا سینہ خوبصورتی کی تیاری مثل شیر کھڑا جھوم رہا ہی دونون عارض آفتاب و
ماہتاب اگر کوئی خال ہی ستارہ پہلوے ماہ ہی شرماکر اُس نازنین نے سر جھکا لیا اتنے مین گلاب
پھول تھا یہ ناز و نیاز طرف رستم کے بھبکا رستم کی جو نگاہ اُٹھی دیکھا کہ ایک نازنین دلربا
رشک مسیحا صاحب کرشمہ و ناز و ادا دن مین اعجاز زلف عنبرین بو خوشبو مثل نافہ تاتار گلعذار
کبک رفتار شیرین گفتار دزدیدہ نگاہ سے علمشاہ کو دیکھ رہی ہی کبھی مسکرانا کبھی ہنسنا کبھی
آنکھون مین آنسو بھر لانا کبھی یہ فقرہ زبان پر لانا کہ یا خداوند ہفت پیکر کیا تیری قدرت ہی
کیا کیا بندے تو نے پیدا کیے ہین کوئی ذلیل کوئی جلیل ہونٹھ جان باتون سے ہل جاتے ہین
مسیحائی دکھاتے ہین ہزارہا مردہ دل زندگی پاتے ہین ان ہونٹھون سے لعل بدخشان شرماتے
ہین آپس مین اشارے ہونے لگے علمشاہ ہر مرتبہ اپنے مجمع سے نکل آتے ہین فرماتے ہین کہ ہمین
کافران سمجھا ہم اہل اسلام ہین کبھی تمھارا مذہب قبول نہ کرینگے جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو دشمن معلوم
پر ہفت پیکر بیٹھا ہی کہ ہما شعلہ ہائے آتش بھڑک رہا ہی تلوارین چمک رہی ہین مگر شیر بیشۂ جرات
کب ڈرتے ہین اسی طرح کلام کرتے ہین جس طرح کہ اکثر شاہون سے کیے وزیر و امیر جو گرد
ہفت پیکر کے بیٹھے ہین تھرا جاتے ہین غضب کلام رستم سے آنکھ نہین ملاتے رستم نے جو بڑھ بڑھ کر
کلام کیے دل مین دھڑکن لالہ عذار کے زیادہ ہوئی وزرا سے اشارہ کیا کہ گنہگار سے زیادہ
نہ کلام کرو ایسا نہ ہو کہ قدرت کے خلاف ہو گنہگارون کے واسطے یہی کافی ہی کہ حکم دیدیا جائے
کہ بعد دو مہینے کے تمکو قتل کیا جائیگا اسی خیال مین یہ لوگ رہین گے جفا سہین گے ہفت پیکر
نے کہا کہ مجوسیون رنا بون کو بلاؤ اُس مجمع سے چالیس کاہن اُٹھے عرض کی کہ غلام حاضر ہین

جو علم ہو بجا لاؤ مین حکم ہوا کہ ان سب مین دیکھو اور حکم لگاؤ کہ طلسم کشائے اصلی کون ہی بس اُسکو
قتل کرین ایک کے واسطے دس کی جان پر کیون بنے چالیسوین نجومیون نے کتابین کھولین
طالع پر حساب دشمن نظر کرنے مین شکلیں بر کہ مستحضر کر کے نگاہ کیا - ان سب پر نگاہ ڈالی دروازہ
بروج ہفت کواکب کو دیکھا نام سب کے لکھ کر رکھے جو جادوگر گرد بیٹھے تھے صورت رستم ملیتن
کی دیکھ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اس طلسم کا فتاح جری بہادر صف شکن تیغ زن خوبصورت
صاحب سطوت و شوکت فتاح جنگ ہائے فرنگستان ہوگا ایک سے ایک نگاہ ملاتا ہی کہ
اے برادر نام بتاؤ جہان نام بتانے کا موقع آیا نجومی اپنے اپنے سر جھکا لیتے ہین نام بتانے
مین رکتے ہین ہر مرتبہ پشیمان نجومین باسمائے مذکور کے نام لیے پھر سوچنے لگے بعد تھوڑی دیر
کے نام لیتے ہین کسی نے داراب کا نام لیا کسی نے خورشید کا کسی نے گھبرا کر کہا کہ فتاح طلسم
ہوشربا کون شخص ہی نام جو ہوشربا کا آیا زنجیرین ہلنے لگین آواز آئی کہ یہ گنہگار حاضر ہی
پلٹ کر نجومیون نے دیکھا مُنہ پھیر لیا اسد غازی وہ نمک زنجیرین ہلا رہا ہے لیکن غضنفر
جن اسد بسبب نہ ہونے تحفہ جات کے سرنگون غم سے کلیجہ خون کف افسوس مل رہا ہی بجا آگ
جل رہا ہی ہر مرتبہ آواز دیتا ہی کہ او بیحیا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر حکم کیون نہین دیتا ہفت پیکر
نے چالیسون نجومیون کو آواز دی کہ آپس مین رائے ایک کر کے پختہ حکم لگاؤ کہ تسکین خاطر ہو
نام طلسم کشا کا ظاہر کرو اگر اسکے خلاف کرو گے تو سزا پاؤ گے چالیسون نجومی اپنے
مقام سے اُٹھے ایک قصر مین آکر بیٹھے عرصۂ دراز تک آپس مین کلام رہے ایک اُنمین
کہ نجومی حساب کا جاننے والا تھا اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند فتاح
طلسم ہفت پیکر صاحب سطوت و شوکت داننده جاہ و ادب رستم ملیتن لقب ہی یا اور
کوئی کامل بتا دے غلام نے خوب سمجھ کے یہ فقرہ عرض کیا ہی اور جس کسی کو دعوی ہو تو مجھسے
اس بات کو پوچھے مین کل کیفیت اظہار کرون اگر شاید خلاف ہو تو سب صاحب کاملین جو جو ہین
غلام سے پوچھین سب کیفیتین ظاہر کر دون بہت جلد طریقۂ فتاحی شروع ہو جائیگا علمشاہ
نے جو یہ سب باتین سنین مثل شیر غضبناک جھومنے لگے زنجیرین ہلا مین جوش غیرت سے آنکھ
لال ہوئی چہرہ لالہ عذار کا سرخ ہوگیا مسکرا کر کنیز وہن سے کہا کہ لو اور مزا دیکھو ۰۰

نوجوان فتاح قرار پایا حقیقت مین بلاے روزگار معلوم ہوتا ہی اسکے رعب و دبدبے سے قلب تھرّاتا ہی چشم بد دور بڑے جرأت کی بات ہی مرحلجات طلسم ہفت پیکر بڑے خوفناک مقام ہین ان مقامون پر جانا جناین وہانکی اُٹھانا اسی شخص کے واسطے ہین بڑی جرأت و بہادری کا کام ہی محفل مین عجب عجب طرح کے ذکر ہورہے ہین چالیسون نجومی آپس مین صلاح و مشورہ کرکے سامنے ہفت پیکر کے آئے دست بستہ عرض کی کہ حضور ہمارے علم کے نزدیک تو علشاہ نوجوان فتاح طلسم ہفت پیکر ہین آیندہ قدرت کو اختیار ہی نجومیون نے جو اس طرح سامنے ہفت پیکر کے بیان کیا حکم ہوا کہ طلسم کشا کو سامنے قدرت کے لاؤ زنجیر پکڑکے علشاہ کو زنجیر دار نے کھینچا عرض کی کہ یا خداوند طلسم کشا حاضر ہی ہفت پیکر نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اسی دم سے جلادان بوم طینت میمون خصلت خرسہاے بادیہ ضلالت جھپٹ کر سامنے ہفت پیکر کے کھڑے ہوے عرض کی کہ جو حکم ہو وہ بجالائین اگر حکم ہو تو قتل کرین یا اور جو ارشاد ہو وہ بجالائین ہفت پیکر نے حکم دیا کہ اس جوان کو قتل کرو اُس وقت صاحبقران کی بیقراری پکار رہے ہین کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر تیرے فضل سے سب طرح کی امید ہی ای ارحم الراحمین و ای مالک یوم الدین و ای دافع البلیات و ای قاضی الحاجات اس بلا کو دفع کر میرے فرزند رستم کو قتل سے بچانے

نظم

ہر چہ ہست اندر وجود عالم امکان از وست	آدم و جن و ملک زو حور زو غلمان زو ست
خندہ زن در گلشن عالم گل خندان از وست	اشکبار اندر غم گل بلبل نالان از وست
جلوہ گر در باغ سرو و سنبل و ریحان از وست	رونق تازہ بہر موسم درین بستان از وست
شمع بزم افروز در ہر انجمن رخشان از وست	مہر زو پرتو فگن روشن مہ تابان از وست
مستانہ انقلاب گردش دوران از وست	گنبد گردندہ صبح و شام سرگردان از وست
نیستی زو ہست ہر پیدا و پنہان از وست	خشک و تر زو بحر و بر زو کوہ و میدان از وست
درمیان سینہ روشن جلوۂ عرفان از وست	پرتو افگن بود چون خاک نور جان زو ست
چارہ زو بیچارگی زو وصل زو ہجران از وست	دلبری زو بیدلی زو درد زو درمان از وست
اشتعال آتش ہر سینۂ سوزان از وست	زو ست ذوق اہل ذوق شوق مشتاقان از وست

کلک گوہر بار بر کاغذ گہر افشان از دست		شاعر ہندی ثنا خوان اندرین دیوان از دست

تمام فرزندان صاحبقران بیقرار ہین عمرو تڑپ رہا ہی عیار علشاہ یعنی سماک بن عمرو زنجیر ون سے سر ٹکراتا ہی کبھی مضطر و بیقرار ہو کر پکارتا ہی کہ ای پروردگار میرے آقا کو بچا لے یا ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح قبض کرے کہ مین اپنی آنکھون سے قتل آقاے نامدار کا دیکھون قاسم سر زنجیر پر سر ٹکراتا ہی نور الدہر بیقرار ہی ج اشکبار ہر سردار واسطے رستم کے بیتاب ہی جہانگیر و داراب سب کو رستم سے محبت ہی کئی مرتبہ اسد غازی زنجیر تھامے ہوے اپنے مقام سے اُٹھے پکار کر آواز دی کہ او بیحیاؤ یہ رستم شیر بیشۂ عربستان فرزند صاحبقران ہین انکو یون قتل نہ کرو ہم انکے بدلے جان دیتے ہین انکے سبب سے نام صاحبقران روشن ہی زمین سرحد طلسم ہفت پیکر انکے قدم سے رشک گلشن ہی جس مقام پر یہ لوگ جائین آباد کرین کفرستان کو برباد کرین لیکن آپ لوگ نہین معلوم کیا سمجھے ہین ہم سب آپس مین ایک ہین جسکی چاہو جان لو مگر رستم کو ہاتھ نہ لگاؤ یہ سنتے ہی ہفت پیکر بگڑا کہا کہ یہ مسلمان آپس مین نہایت محبت رکھتے ہین ایک کے بدلے ایک جان دیتا ہی صرف رستم کو قتل کر و جلادنے سر زنجیر تھام کر رستم کو کھینچا کہا کہ ای رستم الگ آؤ تمھارے قتل کا حکم ہی رستم اُٹھے صاحبقران سے آنکھ ملائی کہا کہ اَعلام رخصت ہوتا ہی اُس وقت صاحبقران کی بیقراری و اشکباری جلادنے رستم کو کھینچا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند یہ وہ ہی جسنے سلطنت عزروق شاہ فرنگی کو برباد کیا اوّل مین یہ مسرّت ہوا کہ صاحبقران تو خانۂ کعبہ گئے ہوے تھے قباد شہریار زمانہ کمسنی مین بعہدۂ سلطنت تھے تو بختیار ان ایسا بادشاہ بختیارک اسکا وزیر نوشیروان کی بیٹی مہر نگار تاجدار پر عاشق ہوا وزیر سے اپنے ذکر کیا وزیر نے کہا کہ ای شہریار مین ابھی آپ کو پنڈتون کے مسئلے دستخط کرائے دیتا ہون کہ جس نخل کو بوئے اسکا پھل اُوسکے والا کھائے وزیر نے یہی مضمون لکھکر سامنے پنڈتون کے پیش کیا پنڈت اس مضمون کو نہ سمجھے کہ اس مضمون سے مراد کیا ہی صاف دستخط کر دیے کہ پھل کھائے جب وزیر سامنے بزرجمہر کے مسئلہ لایا یہ تو آئین تہذیب ابراہیمی تھے یہ دستخط کیا کہ اس پھل کو کاٹے اگر وہ پھل خون تھے تو نہ کھائے وزیر نے کہا کہ ای شاہ علمانے آپ کے دستخط کر دیے طریقۂ اسلام سے کیا غرض نوشیروان اُسی مسئلے کا پابند ہوا

مانجھا ہین کے بیٹھا تاریخ بات وغیرہ کی مقرر کی ملکہ زرانگیز خاتون زوجۂ نوشیروان کو خوف
پیدا ہوا کہ نوشیروان بیٹی سے شادی کرتا ہی حکیم بزرجمہر کو کسی ترکیب سے محل مین بلایا اور یہ
سب حال رو رو کر بیان کیا اور کہا کہ حکیم صاحب یہ ظلم آپنے دیکھا کہ نوشیروان بیٹی سے
شادی کرتا ہی کسی ترکیب سے بچائیے بزرجمہر نے صلاح دی کہ اپنے نواسے قباد کو ایک نامہ
لکھیے کہ اپنی خالہ کو ہاتھ سے نوشیروان کے بچا لے اس بیچیا کو بڑھاپے مین ہڑبس لگا ہی
شاید وہ کچھ تدبیر کرین ملکہ زرانگیز نے اسی مضمون کا نامہ قباد کو لکھا قباد اس مضمون کو
دیکھکر بہت برہم ہوئے سر دربار پکار کر آواز دی کہ ہمارے سردارون مین کوئی ایسا ہی
کہ شادی نہ ہونے دے یا خداوند یہی جوان رستم اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ جان نثار
جائیگا اور یکہ و تنہا دربار نوشیروان مین پہونچا صاحب سلامت کی نوشیروان سمجھا کہ
کچھ پیغام قباد لائے ہین رستم نے کہا کہ ای شاہ مین کچھ عرض کرونگا اس حیلے سے یہ جوان
قریب نوشیروان پہونچا کان مین منھ لگایا اور سینے پر ہاتھ رکھکے نوشیروان کو گرادیا
وہ دربار نوشیروان اور رستم کی یہ رستمی آخر نوشیروان کو کان پکڑکے اٹھایا اور اس
فعل شنیع سے توبہ کرائی دربار نوشیروان مین سب پہلوان تھرا گئے مگر یہ جوان خالف رہا
یہان قباد شہریار نے ہرکارے مقرر کیے تھے کہ اگر میرے بھائی پر کوئی ہاتھ ڈالے تو مین برابر
ہو نچون اسی خیال مین تھے کہ نامہ روم سے آیا کپتان فرنگی بیٹا مرزوق کا ملک پر چڑھ آیا
قدوس رومی کو قتل کیا ملکہ رابعہ مادر رستم کی تلاش مین ہی وہ محل سے نکل گئین انکا پتہ نہین
لہذا اہل روم کی خبر لیجیے کپتان اترا ہوا ہی ملکہ کو تلاش کرتا ہی قباد نے نامے کو زیر زانو
رکھ لیا کہا کہ اس مقدمے مین صلاح کیجا ئیگی کہ رستم بیٹھے آئے سو نچون پر تاؤ دیتے
ہوے کہا کہ ای شہریار مین دربار مین آپکے ناناکے پہونچا تا آپکے تخت پر بیٹھے تھے مین نے
کان پکڑکے اٹھایا بٹھایا قباد کو بہت ناگوار ہوا مگر ضبط کیا رستم نے تین مرتبہ یہی لفظ کہا قباد
سے ضبط نہو سکا آخرکار جو نامہ روم سے آیا تھا سامنے رستم کے پھینک دیا اور بے اختیار زبان سے
نکل گیا کہ اپنی مان کو فرنگیون سے بچائیے یا خداوند یہ اپنے زمانے کا رستم ہی قباد نے جو یہ کلمہ کہا
ہوش مین در ہا تخت پر ہاتھ رکھکے قباد کو ایک طمانچہ مارا قباد تو چیخ کھاکے گرے سر والے اپنے

مقام سے اٹھتے یہ کہتے ہوئے کہ رستم کو قتل کروا دے غضب کیا کہ ہمارے بادشاہ کو مارا رستم ہاتھ
نہ ہلا سکے سب سرداروں نے گھیر لیا مگر لندھور جانشین صاحبقران اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ
صاحبو یہ کیا کرتے ہو بھائی بھائی آپس میں لڑے تمھیں کیا دخل ہے اگر صاحب قران آکر
دامنگیر ہوں کہ میرے فرزند کو کیوں قتل کیا بڑے بھائی نے چھوٹے کو مارا تمھیں کیا دخل تھا
تو کیا جواب دوگے اور رستم سے کہا کہ اے رستم کیا چاہتے ہو رستم نے کہا کہ اے عم نامدار گبرو
چاہتا ہوں لندھور نے کہا کہ بہتر اسی میں ہے کہ بارگاہ سے نکل جاؤ یا خداوند یہ وہ جوان
ہے کہ جا کر روم پہونچا اور کیپتان فرنگی کو مارا ابتک اسکی تلوار کی فرنگستان میں دھاک ہے
اسکو قدرت قتل کرتے ہیں حکم اول ہی سمجھ کر دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہے جلانا آپ کا کام
کہ آپ خداوند ہیں آپ نے لاکھوں بندے پیدا کیے اس وقت دربار ہفت پیکر میں عجیب
غدر ہو رہا ہے قاسم کا تڑپنا ایرج کا سر زنجیر سے سر ٹکرانا امیر کا پکارنا کہ اے کریم کارساز رحم
اپنا شریک کر آنکھوں کے سامنے فرزند نوجوان کا داغ نہ اُٹھایا جائیگا حبیب یاد کروں گا
کلیجہ سینہ کو آئیگا قلب شق ہوگا تمام فرزندان صاحبقران چاہتے ہیں کہ ہم قتل ہوں مگر
رستم بچ جائیں بعض کہتے ہیں کہ رستم ایسا شیر دل فرزندوں میں صاحبقران کے کون ہے
لندھور کو مع ہاتھی اُٹھا لیا زور دکھایا غزو بیہ باختر پر دو دوہ زنگی کو مع گینڈے
اُٹھا لیا ہر چند کہ منکا ٹوٹا لیکن اسے نہ چھوڑا گیند کے مارا افسوس ہے کہ وہی شیر آج یوں
قتل ہوتا ہے کہ جسکا مثل و نظیر نہیں کیا کیا کارنمایاں کیے بچپن سے انکی جرأت کے شہرے ہیں
امیر و قاسم و ایرج و داراب بیقرار ہو کر روتے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اگر رستم
ایسا فرزند صاحبقران کا قتل ہوا تو صاحبقران زندہ نہ رہیں گے اس سن میں فرزند
جوان کا داغ کیونکر اُٹھیگا دو جلادوں نے سر زنجیر کو تھام کر رستم کو کھینچا رستم ایسا جوان
جلیل لیاقت سے معمور سر اُٹھا کے قاسم کو دیکھا آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے ہیں فرمایا
کہ اے نور نظر اطاعت سے دادا جان کی سر نہ ہلانا ایرج نے دوڑ کر آنکھیں قدموں سے
ملیں پشت پر رستم نے ہاتھ رکھا فرمایا بیٹا دخل اپنا تو دربار صاحبقران میں سرخ رو رہو
یہ کہہ کے آگے بڑھے جلادوں نے سر زنجیر تھام کر رستم کو بٹھایا اُس وقت رستم کی عجیب

نوبت ہو فرماتے ہین کہ اے فلک کج رفتار و اے گردون غدار یہ کیا کجروی دکھائی اپنے یاران ہمدم
سے جدا ہوتے ہین یہ کہکے ایک آہ کی غم سے حالت تباہ کی شور رونے کا بلند ہوا اُس وقت
صاحبقران نے بیتاب ہوکر دعا کی کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا کہ تخت پر ایک
ساحر سیہ فام کتاب بغل مین دبائے ہوے آواز دیتا ہوا کہ یا خداوند ہفت پیکر کا ہون طلسم
سے منھ نہ موڑیے ورنہ غضب ہوگا یہ کہتا ہوا وہ جادوگر زمین پر آیا سب جادوگر واسطے
اُسکی تعظیم کے اُٹھ کھڑے ہوے وزیرون نے کہا کہ اے عالم علوم ستارہ شناسی اس وقت
یہان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا اپنے مقام سے کیونکر جدا ہوے بہت جلد آپکے ستارہ شناسی
ستارہ ہی کام ہوا سنے بڑھکر پایۂ تخت ہفت پیکر کو بوسہ دیا کہا کہ یا خداوند آپ کے
فرمانے سے مین مجبور ہوا اس وقت قصر مین داخل تھا اور کتاب ستارہ شناسی کو دیکھ رہا تھا
کہ پہلوے بارگاہ سے رونے کی آواز آئی گھبرا کے اُٹھا دیکھا نیتراش جادو سحر مین طاق
شہرۂ آفاق گڑھیا کے کنارے بیٹھی رو رہی تھی مین نے جاکر پوچھا کہ بے وقت رونے کا
کیا سبب ہے تمھارا بیوجہ رونا مجھپر شاق ہے جلد بیان کرو جب مین نے کہا تو فرمانے لگین
کہ قدرت پر آج کل بڑا زوال ہے کسی کو خیال بھی ہے کہ پرسون کیا ہوگا قصر حیرت خیز مین
جماؤ ہوگا رمال و نجومی سب جمع ہونگے طلسم کشا کی تحقیقات کرینگے چاہین کہ تحقیقات کرکے
قتل کرین غضب ہو جائیگا طلسم مین آگ لگ جائیگی جو تمھارے طلسم کے مدار المہام ہین انپر
کوئی آفت آئیگی بحکم نیتراش کا ہوا تھے زیادہ کوئی تیز رو نہین ہے جلد اپنے کو پہونچاؤ
جسکو طلسم کشا تجویز کیا ہے وہ قتل نہ ہونے پائے مین نے اپنے کو پہونچایا آپ کو کیونکر ثابت
ہوا کہ یہ طلسم کشا ہے کہا چالیس نجومی کہتے ہین سب نے صلاح کرکے زائچہ کھینچ کے حکم لگایا
ہے تب مین نے حکم قتل دیا مجھے بھی معلوم ہوا کہ یہ طلسم کشا ہے وہ جو ساحر آیا ہے
آفتاب ستارہ شناس اُسکا نام ہے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند آپ اُسکے قتل
کے مجاز نہین ہین کتاب پارینۂ طلسم مین مرقوم ہے تین مہینے کی اس طلسم مین میعاد ہے زیر کرنیوالا
اسکا خراب رہیگا فوراً آفت آتی اگر آپ اسکو قتل کرڈالتے اور وہ جھگڑا طلسم مین ہوتا کہ
جسکا دفع کرنا دشوار تھا اعضا پر کچھ زوال آتا بعد تین مہینے کے قدرت کو اختیار ہے یہ کہکے

جلاد کو جھڑک دیا جلاد الگ ہوا رستم سے کہا کہ ای افسر فرزندان صاحبقران آپ کا اس طلسم مین بڑے دھوم سے آنا ہوا تین مہینے کے لیے آپ کو معاف کیا جاتا ہی بعد تین مہینے کے جو بدعتین آپ سے کی ہین اُسکا بدلہ ہوگا رستم کو کشان کشان ساتھ جملہ سرداروں کے اُسی قیدخانے مین لے گئے لیکن لالہ عذار ساتھ مصر الغرائب کے جو اُسی قصر کو قالی ہوئی خوف تھا کہ ایسا نہ ہو میرا حال کھل جائے گھر بار سے چھوٹا پرائے ملک مین آ کر رہی کیسی مشکل کی بات ہی کہ غضل حال ہمیں کھلتا کہ دل پر کیا گذریگی ہائے دل کو کیونکر سمجھاؤن فلک کجرفتار بانی بنائے بیداد آفت نے یہ جھگڑا پھیلایا کئی مرتبہ والد نامدار برائے ملاقات خداوند آئے دیکھا چلے گئے آج مجھے کیون ساتھ لائے یہ آفت مجھپر آنے والی تھی کیونکر نہ جائی ہائے کیا کرون مجھکو کچھ بن نہیں پڑتا عجب دل کی کیفیت ہی اگر وہ ظالم مجھ تک پہونچے اور مین دیکھون شاید دل کو آرام آ جائے ہون جون دل کو بہلاتی ہون دل کی تڑپ زیادہ پاتی ہون اپنی یہ کیفیت ہی **نظم**

کرتے ہین عدو وصل مین جانان کی شکایت
تھی بار رے موثر غم ہجران کی شکایت
یون کرتے تھے وہ کب دل نالان کی شکایت
کی ہو گی لگانے مری افغان کی شکایت
ای پردہ نشین چلون اٹھا دے کہ نہ جل جائے
کرتا ہون نہ مین سوز غم پنہان کی شکایت
ہم خاک مین بھی مل گئے لیکن نہ ملے وہ
دل ہی مین رہی رنجش جانان کی شکایت
پامال ستم تھی دل ناکام کے ہاتھون
کس منھ سے کرون دلبر جانان کی شکایت
صد شکر وہ الجھی ہوئی تقریر نہ سمجھا
تھی برہمی زلف پریشان کی شکایت
ہر کس لیے مجھسے اسے دل دینے کا شکوہ
کرتا ہی جہان مین کوئی احسان کی شکایت
کیا باب اجابت پہ گئے ہوئے دعا کا
سنتا ہی اثر کب ترے دربان کی شکایت
ای شور جنون ڈر ہی زبان بند نہ ہو جائے
گر آئے لبون پر مرے زندان کی شکایت
کیون طعنہ سمجھ کر ہی گلہ شکر جفا کا
جانے دو کہ بیجا ہی پشیمان کی شکایت
کس واسطے ای شمع زبان کاٹتے ہین لوگ
کیا تو نے بھی کی تھی شب ہجران کی شکایت
حوران بہشتی کو بتون کا سا نہ پایا
مومن تجھے کیونکر نہ ہوا یان کی شکایت

اس حال زار سے حیران و پریشان اُس قصر مین آئی جو ہفت پیکر نے مصر الغرائب کو

واسطے سکونت کے دیا ہی مصر الغرائب باہر جاکر بیٹھا ملکہ نے جب تنہائی پائی گھبرا کر کہا
کہ ہم فلان کمرے میں جائیں گے کنیزون نے اُسی وقت اُس مقام پر سب سامان مہیا کر دیا
ملکہ اُٹھکر وہان آئیں تنہائی جو پائی دروازہ بند کر لیا چھپر کھٹ پر پیر لٹکا کے بیٹھیں دوپٹہ
ڈھلکا ہوا طبیعت اُداس و پریشان یکایک قید خانے کی جانب مُنھ کرکے پکار اُٹھی **نظم**

ای گل گلستان رعنائی
بے نظیر جہان وہم و خیال
ای گل تا بسر نیامدہ
رنج گلچین ہنوز نادیدہ
ای دل و دین بیک نگہ بردہ
حال معلوم کیا تجھے میرا
تجھکو دعوی ای بے نیازی کا
مارے ڈالے ہی مجکو شوق وصال
موسن ناتوان پہ ناز نکر
خون کرنا مگر حرام نہین
دیکھ اک بیگناہ مرتا ہی
ہووے فی النار ایسی دینداری
تجھکو ڈر سوز ش الیم سے کیا
اب تو یہ ہنوز بند نہین
ہی لفتوائے اہل ذوق حرام
پھر کہان ولولے جوانی کے
پھر یہ موسم جو یاد آئیگا
کیجیے کا گُسن وہ بے لذت
میری باتین نہین تمھین معلوم

نو بہار ریاض زیبائی
ای در شاہوار ناسفتہ
ای نہال بہر نیامدہ
ای بت رو بدہر ننہادہ
خون بیچارہ مومنے خوردہ
تجکو وان لاف کبریائی ہی
وصف کسکو پاکبازی کا
کیون یہ دعوائے لنترانی ہی
ہی خدا بھی تو احتراز نکر
شرط دین ہی جو پاکدامانی
جان تجھپر نثار کرتا ہی
شعلے کی طرح ہاتھ ملتا ہون
ہو رکو آتش جحیم سے کیا
ایسے نازک کو کون سے ہی سزا
تجھسے شیرین دہن کو تلخی کلام
بے مزا کر نہ عاقبت بینی
شوق کچھ اور گل کھلائیگا
فائدہ پھر ہوس سے کیا تجکو
ورنہ کا ہیکو یون رہون محروم

ای مہ آسمان حسن و جمال
گوہر آبدار ناسفتہ
غنچہ با صفا نخوشیدہ
در کعب کا فری نیفتادہ
ای تغافل شعار بے پروا
یان بلا مین جو دل پہ آئی ہی
ہی تجھے پاکدامنی کا خیال
آخر اک دن قیامت آنی ہی
کسلیے تجکو مجھسے کام نہین
گو ستم بھی ہی نامسلمانی
مجھسے عاشق کی یون دل آزاری
بیم دوزخ سے تیری جلتا ہون
عذر بیہودہ دلپسند نہین
نوجوانی کا تم اُٹھاؤ مزا
ہین یہ دن لطف زندگانی کے
نہ رہیگی لبون مین شیرینی
ان دنون کی جو آئیگی حسرت
مجھسا مشتاق مل چکا تجکو
مین وفادار ہون وفا کی قسم

تیری حسرت فزا جفا کی قسم	بے وفا بندۂ خدا گر ہون	لیاب تجھسے پھیرون تو کافر ہون
تو جو ہو ہاشمی نسب ای جان	ہی محبت تری مرا ایمان	اس بیقراری سے لالہ عذار

یہ اشعار پڑھکے رونے لگی کہ کنیزین بھی رونے لگین لالہ عذار نے کنیزون کی جانب خطاب کیا کہ جاؤ باہر جاؤ ہمارے سامنے بیٹھ کر آنسو نہ بہاؤ تم سبھون کا رونا ہم پر شاق ہی دل سیر گل و بلبل کا مشتاق ہی کنیزین باہر گئین غنچہ دہن وزیر زادی کا بچپن سے ساتھ تھا چھپکر کونے مین کھڑی ہوگئی لالہ عذار نے جب دیکھا کہ خواصین چلی گئین بے اختیار رونا شروع کیا وزیر زادی کونے مین کھڑی سن رہی تھی اُسکے کان مین ہچکیون کی آواز آئی بیقرار ہوکر دروازہ کھولا ملکہ نے جو وزیر زادی کو آتے دیکھا اپنے کو چھپر کھٹ پر گرا دیا دولائی سے منھ لپیٹا وزیر زادی دوڑ کر قریب آئی عرض کی کہ واری مزاج کیسا ہی عجب حال مین حضور کو پاتی ہون چہرۂ زیبا دیکھکر گھبراتی ہون کیا دشمنون کو رنج ہو کچھ امیدوار ہون کہ اظہار ہو شاید حل اُسکا ہمارے ہاتھ پر موقوف ہو اگر ہم برے ہین تو ہمکو نکلوا دیجیے بدخواہ کا کیا کام ہی اسطرح سمجھا کر جو غنچہ دہن وزیر زادی نے قدمون پر ہاتھ رکھکر کہا ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا فرمایا کہ ای وزیر زادی تجھسے کیا کہین جو دل پر گذرتی ہی اُسکا اظہار مناسب نہین اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

ہر رفیق بیکسی منزل پہ منزل رہگیا	گر پڑا آنسو کسی جا پر کہین دل رہگیا
صید لاغر کر دیا تھا خنجر قاتل نے مجھے	ذبح کے لائق نہین مرنے کے قابل رہگیا
ای اجل فرصت نہ دی افسوس ہی افسوس ہی	آرزو مند جفا احسان قاتل رہگیا
وائے قسمت بخل قاتل سے نہ بر آئی مراد	تشنۂ آب دم شمشیر بسمل رہگیا
جوشش حیرت نے نہ دی فرصت کہ جنبش کر سکے	آئینہ میری طرح اُنکے مقابل رہگیا
سخت جانی نے مزے کیا کیا دکھائے وقت ذبح	گر گیا خنجر کبھی بازوے قاتل رہگیا
زمزمہ سنجی بھلا دی خطرۂ صیاد نے	آتے آتے کان تک شور عنادل رہگیا
سایہ افگن کاکل پیچان ہی روے صاف پر	ابر مین پوشیدہ ہوکر ماہ کامل رہگیا
دی نہ فرصت ہمرہی کی اضطراب روح نے	دل مین پروانے کے سوز شمع محفل رہگیا

سر جدا تن سے کیا آنکھون پہ پٹی باندھکر | ای نسیم افسوس ہی دیدار قاتل رہگیا

اس طرح بلک کر یہ اشعار ملکہ نے پڑھے کہ وزیرزادی نے بلائین لین اور کہا کہ اُٹھو کے بیٹھیے مفصل
حال لونڈی سے بیان کیجیے ملکہ اُٹھ بیٹھین رو رو کر حال عشق رستم نوجوان بیان کیا وزیرزادی
نے اپنا منہ پیٹ لیا کہا واری یہ غضب کی بات ہی جن لوگون کی وجہ سے گھر بار چھوٹا اور
سلطنت طلسم گئی چنر گھر مین بطور فریادیون کے آئے جو طلسم کشاے اصلی ہی اُس سے آپ کو
محبت ہی اور محبت کیسی کہ بہ شدت مین جو خیال کرتی ہون کہ حضور کو بڑا جوش و خروش ہی اگر
ہو سکے تو ذرا صبر کیجیے بڑے بڑے جو اسکے کرنے والے گذرے اُنپر کیا گذری کیا کیا سختیان اُن
لوگون نے اُٹھائین آخر عمر اپنی کس خرابی سے کاٹی ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا کہ اے
غنچہ دہن کیا کہتے کہین صبر و جبر کا موقع نہین رہا ہر چند کہ چاہا ضبط کرون نہ ہوسکا ایکدن
دو دن جبر کرینگے آخرکار جب صبر نہ ہوسکیگا رونے پیٹنے نکل جائینگے قبر مجنون پر پہونچینگے
یا انسے ہدایت لینگے یا نام معشوق پر جان دینگے یہ کہکے اسقدر روئی کہ آنکھین سُرخ ہو گئین
اب تو وزیرزادی گھبرائی قدمون پر گرنے لگی کہا کہ واری نہ گھبرایئے اب لونڈی انتظام کریگی
مین اپنے کو کسی حیلے سے قیدخانے تک پہونچاؤنگی حضور کی بیقراری اُنکو سناؤنگی اپنی ایسی
ہائین وزیرزادی و شاہزادی مین ہوئین دونون رو رہی ہین اُس وقت ملکہ کا رونا دلکو
ہلاک کرتا تھا آخر وزیرزادی نے کہا کہ جو آپ فرمایئے وہ بجا لاؤن ملکہ نے ٹھنڈی سانس
بھر کے کہا کہ خیر جو گذریگا وہ گذریگا تبانے سے کیا فائدہ اتنو یہ ضرورت ہی نظم

سب ستم سارے وہ سامان مصیبت یاد ہین | ہم ابھی کنج قفس سے مرغ نو آزاد ہین
جوش خون کیسا یہان تن خشک ہی مانند بید | اور دیوانے ہین وہ جنکے لیے فصاد ہین
تا کجا فکر اسیری رحم ای صیاد کر | سو رو بیداد ہین جو صاحب بیداد ہین
ظلم ہی مرنے نہ پائین بسمل تیغ جفا | اُس ستم ایجاد کے کیا کیا نئے ایجاد ہین
ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان | مدتون سے مبتلاے زحمت صیاد ہین
ایک سی رہتی نہین ہی گردش لیل و نہار | ساتھ ویرانی ہی اُنکے جو جہان آباد ہین
آسمان و عرش و کرسی ایک بھی خالی نہین | ہر جگہ دو چار اپنے مسکن فریاد ہین

ایک جا بیتابیٔ دل سے نہین مجکو قرار — صورت خاک پریشان رات دن برباد ہین
کون سا وہ گل ہو جسکی دید ہم کرتے ہین — عندلیب نغمہ سنج گلشن ایجاد ہین
کب یقین ہو ہمکو بے آغوش آئی ہوگی نیند — رات سے کیا کیا گمان خاطر ناشاد ہین
کس تمنا پر کسی کے بار خاطر ہو جیے — چند دن کو وارد دنیا سے بے بنیاد ہین
ہاتھ کھینچا جب جہان سے بے نیازی بڑھ گئی — کب کسی کے ہم بھلا منت کش امداد ہین
خاکساروں کو غرور طبع بیجا ہے نسیم — اپنے منھ سے کب کہا ہے کہ ہم اُستاد ہین

یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن ذکر ہفت پیکر کرنا واجب ولازم ہوا کہ یہ جو دربار سے اشعار ٹھکراتا ہوا نکلے مین آیا سر جھکا کے بیٹھا چارون وزیر اُسکے حاضر ہوے دیکھا خداوند ہفت پیکر چپ بیٹھے ہین وزیرون نے دست بستہ عرض کی کہ آج قدرت کیون ملول ہین کیا امر ہونے والا ہو کہ قدرت کو یہ پریشانی ہو ہفت پیکر نے کہا کہ اے وزیران باتدبیر کیا حال اپنا بیان کرون اپنی ساری خداوندی کی کرامات دیتا ہون لیکن وہ ظالم ملے وزیرون نے کہا کہ حضور کون ہے مفصل ارشاد ہو ہفت پیکر نے ہنس کر کہا کہ ہمارا مہمان عزیز جو ہمارے یہان فروکش ہو اُسکی خاطر اسقدر مدنظر ہو کہ اگر قبول کرے تو اہتمام قید خانہ اُسکے سپرد کرین اب تین مہینے پرورش مسلمانان منظور ہوئی بعد تین مہینے کے ان سب کا خاتمہ ہوگا پھر اور عمدہ تجویز کرینگے وزیرون نے عرض کی کہ مفصل قدرت ارشاد فرماوین شاید کوئی انتظام غلامون سے بن پڑے ہفت پیکر نے کہا کہ اصل کیفیت یہ ہو کہ مصر الغرائب کی دختر ملکہ لالہ عذار آج قدرت نے اُسکو دیکھا قدرت کو یاد آیا کہ اس تصویر کو صفحہ روزگار پر کھینچا تھا بعد عرصہ دراز دیکھا اب دل چاہتا ہو اُسکو پہلو مین بٹھائین اپنا حال دل سُنائین وزیرون نے عرض کی کہ یہ کتنی بڑی بات ہو جس وقت مصر الغرائب یہ سُنے گا آنکھون سے اس امر کو قبول کریگا حقیقت مین وہ نازنین بھی قدرت کو دیکھتی تھی وزیرون نے جو اس سہولیت سے بیان کیا ہفت پیکر خوش ہوگیا کہا اچھا مناسب طور پر ذکر کرنا جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا وزیر اوّل کہ جسکا عقاب بلند پرواز نام ہو روانہ ہوا یہان ملکہ تو حیران وپریشان ہین مصر الغرائب پاس اپنے رفیقون کے

بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ خداوند ہفت پیکر مجھ پر بہت مہربان ہین اب کوئی عہدہ بھی لونگا
خالی بیٹھے بیٹھے گھبراتا ہون اُسی انتظام مین ہل جاؤنگا کہ خبر پہونچی وزیر اعظم قدرت
حدِ دولت پر حاضر ہین حکم دیا کہ بُلا لو وزیر نے آکر مصر الغرائب سے کہا کہ قدرت نہیں مہربان
ہین تمھاری دختر کو طلب فرماتے ہین اے مصر الغرائب لطف یہ ہو گا کہ قدرت کے
عزیز دار کہلاؤگے طلسم ہفت پیکر مین جابجا نام ہو گا قدرت کا بھی کام ہو گا مصر الغرائب
سُن رہا ہی جب وزیر سب کچھ کہہ چکا تو مصر الغرائب نے کہا کہ مین پہلے اپنی دختر سے
دریافت کر دون دیکھون وہ کیا کہتی ہی اور وزیر سے اقرار کیا کہ مین ضرور شادی کر دونگا
قدرت بہت خوش ہونگے یہ کہکے اُٹھا وزیر کو خلعت دیکر رخصت کیا آپ بھی جلا وہین
ایک باغ ملا ملازمون نے عرض کی کہ اسی باغ مین ملکۂ عالم تشریف رکھتی ہین مصر الغرائب
اُدھر چلا لالہ عذار وزیرزادی سے باتین کر رہی تھی کہ بڑھ کر کنیزون نے خبر دی کہ آپکے
والد نامدار تشریف لاتے ہین ملکہ واسطے استقبال کے اُٹھیں مصر الغرائب کو
لاکر مسند پر بٹھایا مصر الغرائب نے خیال کر کے دیکھا کہ لالہ عذار کا چہرہ اُداس
آنکھون مین حلقے رنگ رو متغیر گھبرا کے پوچھا کہ کیون نور نظر مزاج کیسا ہی ملکہ لالہ عذار
نے سر جھکا کے عرض کی کہ گھربار چھوٹا سلطنت ترک ہوئی ہمارے مزاج کیا غریب الوطن
مبتلاے دام رنج و محن مصر الغرائب نے کہا کہ اے نور نظر قدرت تم پر مائل ہوے ہین
عہدے بھی ملین گے جو حکم دینگے وہی ہو گا ملکہ لالہ عذار نے سر جھکا لیا مقدمۂ اصلی کا
کچھ جواب نہ دیا مصر الغرائب خوشی خوشی اُٹھ گیا جب مصر الغرائب جا چکا ملکہ
لالہ عذار نے پھر وزیرزادی غنچہ دہن کو بلایا اور سب کیفیت بیان کی وزیرزادی
نے کہا کہ وارثی یہ مقدمہ حضور میرے سپرد کرین اس وجہ مین بہت سے مطلب نکلین گے
ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ تم جا کر قدرت سے ملو اول تو یہ کہو کہ صاحبزادی ابھی آگاہ نہین
دیکھون انجام کیا ہو ہر چند کہ کوہ بوقلمون کا تباہ ہونا بڑا باعث خرابی ہوا اتنا بڑا
ساحر زبردست مارا گیا یہ کسی کی مجال نہین کہ عرض کر سکے اوّل انتظام یہ ہو تب دوسری
طرف توجہ فرمائیے لقمن ہی کہ کوئی صورت معقول نکلے وزیرزادی نے عرض کی کہ سرکار کو

اختیار رہی شاید کہ یہ کلمات ہفت پیکر کے خلاف ہوں ملکہ نے کہا کہ تم سمجھ کر کلام کرنا میرے
ہوش و حواس بجا نہیں ہیں وزیرزادی ملکہ سے باتیں کر کے چلی دل سے کہتی ہوئی کہ دیکھیے اب
کیا ہو حقیقت میں عجب مشکل ہوئی اگر ملکہ نے نہ مانا اُسکے گھر میں اُتری ہیں کوئی جبر کرے اور ہمیں
وست ظلم دراز ہو یہ سوچتی ہوئی خدمت ہفت پیکر میں آئی آکے سلام کیا ہفت پیکر
متردد بیٹھا تھا کہ وزیرزادی نے جاکے سلام کیا ہفت پیکر نے پوچھا کہ کیوں غنچہ دہن ہو وقت
تمھارے آنیکا کیا باعث ہوا وزیرزادی نے عرض کی کہ قدرت کی زیارت مدنظر تھی اسوجہ سے
آج حاضر ہوئی یہ کہہ کے بیٹھ گئی ہفت پیکر نے کہا کہ کیوں وزیرزادی تمھاری ملکہ کو ہمسے
کچھ رغبت نہیں پائی جاتی ہم چاہتے ہیں طلسم میں بڑے بڑے عہدے ہیں جسکو عہدہ نیابت
دیں اور وہ انکار کرے مقرر کرنے نہ کرنے کا ملکۂ عالم کو اختیار ہے چاہتے ہیں ایسے عہدے مقرر کریں
کہ ملکۂ عالم کے آنے جانے کا باعث ہو غنچہ دہن نے دست بستہ عرض کی جو قدرت کے نزدیک
مناسب ہو وہ تجویز کیا جائے اُس وقت وہ وزیر بھی آیا وزیر نے عرض کی کہ جو قدرت کے
نزدیک مناسب ہو وہ تجویز کیا جائے ہفت پیکر نے ہنس کر کہا کہ انکے والد نے سلمانوں
کے ہاتھ سے بڑے صدمے اُٹھائے ہیں مگر انکی زندگی قدرت کو رکھنا منظور تھی اس وجہ سے
لڑ بھڑ کے نکل آئے ورنہ بڑے بلوے تھے قدرت مکرر فرماتے ہیں کہ بروز منگل ملکہ عالم قیدخانے
میں جائیں سب حال پوچھیں جو جسکے بارے میں مناسب جانیں وہ تجویز فرمائیں قدرت اُسکو
بسر و چشم منظور کرینگے وزیرزادی یہ وعدہ کر کے پاس ملکہ لالہ عذار کے آئی تمام کیفیت
بیان کی اور یہ بھی کہا کہ حضور قیدخانے میں چلنے کا سبب تو کھل گیا اسی میں کچھ تجویز ہوگی ملکہ
خاموش ہو رہیں تیسرا دن منگل تھا ملکہ بیٹھی تھیں کہ نوبت و نقارے کی آواز کان میں آئی
فرمایا کہ دیکھو یہ کیسا باجا بجتا ہے کنیزوں نے بڑھ کر خبر دی کہ حضور کے واسطے تخت آتا ہے حضور آج
قیدخانے تشریف لیجائیں ملکہ لالہ عذار نے لباس فاخرہ پہنا خراماں خراماں باہر تشریف
لائیں دیکھا بارہ ہزار کنیزیں ایک تخت زبرجدی نہایت تکلف سے آراستہ لاکر دروازے پر
پہونچا ملکہ تخت پر سوار ہوئیں وزیرزادی بھی ساتھ ہوئی جب وہ زندانخانے پر آکر پہونچیں نگہبانوں نے
مشہور کیا کہ ملکہ لالہ عذار دختر مصر الغرائب تشریف لاتی ہیں تمام افسران فوج برائے تسلیم حاضر ہوئے

ملکہ نے فرمایا کہ ہمین قید خانہ دیکھنا منظور ہی افسرون نے عرض کی کہ چلیے ملکہ داخل ہوئین در قید خانے پر زنجیرون کی جھنکار کان مین آئی دیکھا کہ ایک جوان خوشرو ایڑیان رگڑ رہا ہی ملکے ملکہ نے پوچھا کہ اس جوان کا کیا نام ہی افسرون کی زبانی معلوم ہوا کہ بہرام گرد بن خاقان چین بیان ہوگیا ہی ملکہ نے حکم کیا کہ اسکے لیے طبیب مقرر کیا جائے آگے بڑھین دیکھا کہ سب سردار رو رہے ہین بیچ مین ایک آفتاب عالمتاب درخشان گرد صدہا سردار مثل انجم بیٹھے افسوس کر رہے ہین ملکہ نے یہان کا حال پوچھا سب نے عرض کی کہ صاحبقران زمان بیچ مین گرد سب سردار صبح کا وقت ہی سب دیکھنے کو آئے ہین ملکہ وہانسے آگے بڑھین کہ ایک گھر سے رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی شخص آفت و مصیبت کا مارا بلک بلک کے رو رہا ہی اور یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری ہین نظم

رہی ہمیشہ اسیری کے اختیار مین روح
چھٹی بدن سے پھنسی دام زلف یار مین روح

بدل رہا ہی جنازے پہ کروٹین لاشہ
بس فشار ہی تری یاد جسم زار مین روح

ملال شکوہ ہی تم ہو دل مکدر مین
غبار روح مین یا کہ ہی غبار مین یہ روح

کہین اجازت رفتار دے نزاکت یار
کہ راہ تکتی ہی آغوش انتظار مین روح

فنائے عشق مین کیا برگزیدگی ہی ہمین
کہ اپنا جسم بنا ہی تن نزار مین روح

نہ زندگی سے خوشی ہون نہ موت سے راضی
نہ اختیار مین دل ہی نہ اختیار مین روح

دکھا دے جلوۂ آخر کہ وقت ہی آخر
ہی میہمان نفس چند جسم زار مین روح

نہین ہین کم ترے مستون کی مستیان ہر رگ
بہک رہی ہی ابھی تک اسی خمار مین روح

پیا ہی بادۂ الفت کا ساغر لبریز
اسی سرور مین دل ہی اسی خمار مین روح

عجب نہین جو پکارے تجھے مری آغوش
ترا خیال ہوا ہی مرے کنار مین روح

خیال گل کبھی خاطر سے کم نہ ہو بلبل
بہار یہ ہی کہ نکلے اسی بہار مین روح

بہار داغ جگر سے ہوا مزاج نہ سیر
تمام عمر رہی سیر لالہ زار مین روح

خیال کاکل برہم سے حال ہی برہم
پھنسی ہوئی ہی عجب دام انتشار مین روح

عدم ہوا ہی بدن کاہش محبت سے
کنار قبر مین ہی زحمت فشار مین روح

خوش آئی عادت طفلی پس فنا بھی نسیم	کہ لوٹتی ہے مری دامن مزار میں روح

اس صداے دردناک کو سنکر ملکہ لالہ عذار بیقرار ہو گئیں وزیرزادی سے پوچھا کہ دریافت تو کرو یہ کون شخص روتا ہے اسکی صداے درد خیز سے دل ٹکڑے ہوتا ہے وزیرزادی نے بڑھکر دیکھا کہ گرد سردار بیچ مین رستم نامدار رو رہے ہین سردار تسکین دیتے ہین سمک قدمون سے لپٹا ہوا عرض کر رہا ہے کہ غلام نے شب کو بشارتین پائین بزرگان دین تشریف لائے خوشخبری سناگئے کہ آپ فتح طلسم ہفت پیکر ہین رستم فرماتے ہین زندگی کی کیا امید ہے ہم طلسم فتح کرین یقین ہے کہ موت لیکر اس قیدخانے مین آئی ہے یہان سے زندہ نہ نکلین گے سمک تلوے سہلا رہا ہے کہ روشنی ہوئی معلوم ہوا کہ آفتاب نکل آیا گھبرا کر رستم نے سر اُٹھا دیا دیکھا کہ گوہر بے بہاے بحر حُسن و جمال آفتاب عالمتاب آسمان کمال ملکہ لالہ عذار آگے آگے وزیرزادی کا ہاتھ پکڑے ہوے گرد و نسیمین جلیسین گھیرے ہوے اُس کمرے مین آئین رستم سے جو آنکھ ملی شرماکے بیٹھ گئین وزیرزادی نے پوچھا کہ کیون واری بیٹھنے کا کیا باعث ملکہ نے وزیرزادی سے اشارہ کیا دونون عاشق و معشوق مین نگاہین مین چھپاؤن چلین اِدھر سے ناز اُدھر سے نیاز اِدھر سے کشش اُدھر سے کوشش اِدھر سے کاہش اُدھر سے خواہش ملکہ لالہ عذار نے سر جھکا لیا آنکھون سے آنسو جاری ہوے آخر وزیرزادی نے عرض کی حضور اُٹھ چلین حال اُدھر کا بھی خبر ہے دیکھیے کیا کیفیت ہے ملکہ جو اُٹھنے لگین دل بیٹھا جاتا ہے ناچار ہوکر انھین حکم دیا کہ سامان معاف رہے انتظام بہرہ ہو کسی بات کی قیدیون کو تکلیف نہ ہونے پائے ورنہ خداوند ہفت پیکر کو ملال ہوگا یہ حکم دیکر ملکہ لالہ عذار چلی گئین کئی مرتبہ اسی طرح سے آنا ہوا ایک دن جو آئین شام ہو گئی رستم نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ اے ملکۂ عالم جب آتی ہو قتل کرکے چلی جاتی ہو کلام کرنا دشوار ہوا یہ سنتے ہی ملکہ لالہ عذار کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا کہ اے شہریار اصل تو یہ ہے کہ مہینا بھر کا ل گذرا اسی ہجر مین جلتے بمشکل جی کو سنبھالتی تھی ہون اور آئی ہوئی بلا کو ٹالتی تھی ہون کیا کہون کہ کس حال مین ہون یہ سنتے ہی عالمشاہ کی آنکھون سے آنسو نکلے کہا کہ اے شہنشاہ خوبی ما و سرو خرامان بوستان محبوبی کیون اتنا بیقرار ہو باعث پریشانی کا کیا ہے ملکہ لالہ عذار نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ کیا حال اپنا

بیان کریں جو آپکے عشق میں ہمپر گذری ہے اگر ہم مفصل عرض کریں تو آپکے دل پر صدمہ پہونچیگا
ہم یہ نہیں چاہتے کہ حضور کے قلب نازک پر کوئی صدمہ پہونچے

نظم

مبدل بے سبب کب ہوا تھا رنگ رو میرا
کسی کی جستجو میں ہے دل پُر آرزو میرا

پریشانی کے پہلو میں دل انگاری کی شکلیں ہیں
خبر کچھ اور دیتا ہے یہ لطف گفتگو میرا

مہیا ہے مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا
جو آنسو ہے تو ساغر چشم ہے دل ہے سبو میرا

نہیں ممکن ہے کچھ ممکن نہ ہو جانے والوں کو
لب خنجر کا ناقہ توڑ دیتا ہے لہو میرا

امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہیں
رہیگا تا قیامت چاک سینے بے رفو میرا

ہوا ہوں پاک دامن اس ستمگر کی محبت سے
یقین ہے دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا

جسے سمجھے تھے اپنا لو اسی کو مدعی پایا
کسی کو کیا کہوں دشمن مرا دل ہے عدو میرا

انھیں رسوا کریگا مجھکو نادم غیر کو دشمن
غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا

محبت کا تعلق عاشقوں سے چھٹ نہیں سکتا
جدا ہونے میں ملجاتا ہے خنجر سے گلو میرا

نہ دیکھیں آنکھ اُٹھا کر اس طلسم چند روزہ کو
کسی کی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا

اجازت تجھکو دیتا ہوں خوشی سے قتل کر سکیں
مناسب ہے رہے قاتل خیال آبرو میرا

کہی جو بات دل خوش کر دیا یار پریرو کا
انھیں یاد آئیگا برسوں یہ حسن گفتگو میرا

نہ چھوٹیگا چھڑانے سے ہزاروں صورتیں بدلے
بہار دامن جلا دیکھیگا لہو میرا

تشفی کے لیے احباب کہدیتے ہیں خاطر سے
نہ لیگا نام تھوڑے سے بھی یار خوبرو میرا

نسیم اس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہے
بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

ملکہ یہ اشعار پڑھکے رونے لگیں ہم پلٹ کے جو دیکھا سوائے وزیرزادی کے اور کسی کو اپنے قریب نہ پایا فرمایا کہ جسدن کہو تمکو نکال لے چلیں باقی سمجھا جائیگا اگر کوئی حائل ہوگا ہمارے ہاتھ سے گھائل ہوگا خوب تلوار چلیگی یہ بھی تو ظاہر ہو کہ فرزندان صاحبقران تشریف لائے اور قید خانے میں آکر قید ہوئے چند کس صید ہوئے قید میں یہ جرأت علمشاہ نے اسپر جواب دیا کہ اے ملکۂ عالم ہماری بھی جان پر بنی ہے وہ دن خدا دکھائے کہ تمہارا ساتھ ہو پہلے تمکو نکال لیں قضا کار مصرالعرائب کا وزیر خناس موجود تھا گوشے میں سے یہ سب باتیں سن رہا تھا

سامنے ملکہ کے آکر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم تُنے تو عجب کمال کیا ہمنے بھی سب لفظاً لفظاً حال سُنا
کہ آپ نکل جائینگی قیدی کے ہمراہ آپ کا جانیکا ارادہ ہی ملکہ لالہ عذار کے مُنھ سے نکلا کہ اے
خناس کیا بیہودہ بکتا ہی خداوند جانے کہانکی باتین تھین کیا سوال تھا کیا جواب تھا انکا ذکر
سامنے والدِ نامدار کے نہ کرنا ورنہ مشکل پڑیگی خناس نے کہا کہ مین ابھی جاکر شہنشاہ سے
اس امر کا ذکر کرتا ہون یہ کہکے علشاہ کا ہاتھ پکڑا کہا مین قیدی کو ابھی لیے جاتا ہون تا کہ سزا
ملے پھر کبھی ایسا ارادہ نہ کرے کہ مین پنجۂ دیگرے اڑا ملکہ نے جو دیکھا کہ علشاہ کو لیے جاتا ہی
آواز دی کہ او خناس آگے نہ بڑھنا سامنے خداوند کے یہ ذکر ہوگا بیسٹ وہ کب پلٹتا ہی مگر سحر ملکہ
سے زور نہ چلا دس قدم کی بلندی پر جاکے رک گیا ملکہ منتین کر رہی ہین کہ اے خناس چلا خناس
نہین مانتا زور کر رہا ہی چاہتا ہی کہ نکلون لیکن ممکن نہین ہوتا آخر غصے مین ملکہ لالہ عذار نے
پکارکر آواز دی کہ اے خناس تُنے عجب حرکت کی ہی کہ کسی کا تمکو خیال نہین ہم ضرر کرین تو
حال کھلے یہ سُنکر خناس نے ایک گولہ ملکہ لالہ عذار پر مارا چاہا ملکہ نے گولے کو اُلٹا پلٹایا وہ
گولہ پاس خناس کے جاکر پھٹا ایک دھماکا ہوا کہ خناس اُلٹ گیا نیچے سے علشاہ چھوٹے
ملکہ لالہ عذار نے زمین پر رستم کو قایم کیا لیکن خناس جو زمین پر آیا چاہا تڑپ کر نکل جاؤن
ملکہ نے کہا کہ او نامرد اب نکل جانے کا ارادہ کرتا ہی مجھے پہلے سے سمجھایا تھا مگر تُنے ہمارا کہنا
نہ مانا اب عذر کرتا ہی کوئی عذر تیرا نہ چلیگا خناس نے جھولی مین ہاتھ ڈالا اور ایک گولہ ملکہ پر
کھینچ مارا ملکہ نے پیچھے ہٹ کے نگاہ ڈالی وہ گولہ اُلٹا پلٹا جاکے خناس کے سر پر پڑا کہ سر پھٹا
چیخ کھاکے زمین پر گرا آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین خناس جادو بو ملکہ لالہ عذار نے
تا تاب پکڑ کر خناس کی باہر سینکا علشاہ سے کہا کہ صاحب آپ تشریف رکھین دیکھین اس
ساتھ کا کیا انجام ہو رستم نے کہا کہ سب فضل الٰہی ہی دیکھا جائیگا ملکہ رنجیدہ و کبیدہ باہر نکلین
کنیزون سے کہتی ہوئین کہ دیکھیے اس مقدمے کا انجام کیا ہوا اگر مصر لقراکب کو خبر پہنچیگی
فساد برپا کریگا مگر سمجھا جائیگا ملکہ لالہ عذار مکان پر آئین آج جس وقت سے رستم کی زبان سے
وہ کلام سُنے ہین بیقراری بڑھ گئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے آئین ساتھ والیون نے کہا ہم ہین
کہ قیدخانے مین جاکر فساد برپا ہوا یقین ہی کہ ہفت پیکر سے ضرور اطلاع کیجائے یہان تو

یہ وکر ہو وہاں روشن تاجدار کہ جو اس سرحد کا منتظم ہی جہاں قید خانہ ہی اور ہفت پیکر رہتا ہی
برائے ملاقات خداوند اُس راستے آتا تھا پوچھا کہ یہ کسکا لاشہ ہی لوگوں نے بیان کیا کہ یہ شخص
مصر الغرائب کے ساتھ آیا تھا ساحر زادی نے اُسکو قتل کیا پوچھا کہ کیوں کہنے والے نے
سب حال بیان کیا روشن تاجدار چل گیا دربار میں ہفت پیکر کے آیا کہا کہ یا خداوند
آپ نے کچھ سُنا کہ زیر دیوار خداوندی سردار مارا گیا کیا حضور کو خبر نہیں اور اصل یہ ہی کہ اُسنے
کچھ خواہی سرکار کی تھی اُسکے لیے یہ معاوضہ ہوا مقام تعجب ہی کہ سزا نہ ملے اور بدعت
کرنے والا بدعت کر جائے قدرت کو بہت شاق ہوگا جو مفصل سُنیگے پھر سب حال کہدیا
اب تو ہفت پیکر پلٹا کہا کہ ای روشن تاجدار اصل میں یہ معاملہ کیا گذرا اور ملکہ نے اُسے
کیوں مارا اُسکو صرف یہ حکم دیا گیا ہی کہ مہینے میں چار مرتبہ قید خانے کو ملاحظہ فرمائیے
آج ہی وہ گئیں اور ملکشاہ سے راز و نیاز ہوئے انجام کار یہ ہوا کہ خناس مارا گیا یہ
بات سمجھ میں نہیں آتی لوگوں نے کہا کہ حضور طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اُنکے اُنکے برسوں کا
راز و نیاز تھا جسکا کہ یہ انجام ہوا افسوس ان لوگوں نے آنکھیں بند کیں یہ سُنکر
ہفت پیکر نے کہا کہ ملکہ گوشہ نشین پیغام و سلام کسکی معرفت ہی جادوگروں نے عرض کی
کہ اُسکی وزیر زادی غنچہ دہن ہر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسنے یہ رنگ پھیلایا ہی وہی
برائے پیغام و سلام آتی جاتی ہی یہ سنتے ہی ہفت پیکر نے حکم دیا کہ غنچہ دہن کو ہمارے
پاس لاؤ یہاں ملکہ لالہ عذار غنچہ دہن سے باتیں کر رہی ہیں اور رات کا وقت ہی کہ ایک
کنیز نے آکر خبر دی کہ بی غنچہ دہن کو خداوند ہفت پیکر نے بلایا ہی اُسی وقت غنچہ دہن
اُٹھی تھر کانپتی ہوئی اس مکان میں آئی جس میں کہ ہفت پیکر تھا ہفت پیکر اکیلا بیٹھا ہی کہ
غنچہ دہن آکر سجدہ کی ہفت پیکر کھڑا ہو گیا غنچہ دہن کی بڑی خاطر کی کہا کہ غنچہ دہن بہتر
اسی میں ہی کہ ملکہ لالہ عذار کو ہمارے واسطے راضی کردو دیکھو خیال رکھو اگر قدرت نے توجہ کی
اور وارث خدائی پیدا ہوا تو خداوند کی ماں اور خداوند کی بی بی کہلائینگی مسلمانوں کا
ایکی مرتبہ خاتمہ ہی صرف کا ذہن کے منع کرنے سے تامل کیا اب وہ تامل کیا جائیگا روز جشن میعاد
حکم دیا جائے کہ قتل کردو پھر کون روک سکتا ہی غنچہ دہن نے سب باتوں کو سُنا جب یہ ماجرا بھی

غنچہ دہن کو خوف آتا ہو کہ میرے ساتھ گستاخی نہ کرے مقدمۂ ملکہ لالہ عذار مین ہان ہان کیے گی
جب یہ کہکر خاموش ہوا غنچہ دہن نے دست بستہ عرض کی کہ لونڈی ملکہ لالہ عذار کو ضرور
لے آئیگی تین دن اور معاف فرمایا جائے تین دن مین سب انتظام کر لون چوتھے دن لیکے
حاضر ہون یہ کہکے بھاگی پاس ملکہ لالہ عذار کے آئی سب کیفیت بیان کی کہ ہفت پیکر آیا تھا
خواہان ہی یہ سنکر لالہ عذار رونے لگین کہا کہ ای غنچہ دہن مین جان دونگی مگر اُس ملعون
کے سامنے نہ جاؤنگی مین گئی اور اُسنے دست طمع بڑھایا سوا ے جان دینے کے چارہ
نہ ہوگا وہ ایک ظالم اظلم ہی غنچہ دہن نے کہا کہ رستم کو نکال لے چلیے لیکن حال لوح دریافت
کیجیے ایک مرتبہ حضور کو چلنا پڑیگا سب حال دریافت کرین گے بموجب اُسکے کاربند
ہونگے اگر سچ فرزند صاحبقران عالیشان کو ملی قیامتین برپا کرینگے پھر اُنسے کون مقابلہ
کرسکتا ہی کسکی مجال ہی ملکہ لالہ عذار کی آنکھون سے آنسو جاری ہین کہا کہ ای غنچہ دہن
کیا ہوگا غنچہ دہن نے عرض کی کہ داری ایسے ظالم کا سامنا ہو خدا انجام بخیر کرے آج
شب کو چلیے باتین کرنیکا طرز اختیار کیجیے سب معلوم ہو جائے دریافت کر لیجیے پھر
کاربند ہونا چاہیے ای ملکۂ عالم بس آج کی عقلمندی ہی مین سب طرح کی باتین اُس سے افزا سے
کر لونگی بڑا ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے ستہ ہی پروردگار اس ظالم کی
بدعت سے بچائے یہ کہکے ملکہ کو کپڑے اچھے پہنائے اور آپ بھی لباس تبدیل کیا پھر رات
گئے ملکہ لالہ عذار کو تخت پر سوار کیا طرف ہفت پیکر کے بصد کر و فر روانہ ہوئین قصر
ہفت جوش مین ہفت پیکر بیٹھا تھا کہ اُسنے دیکھا آسمان پر برق جھکی دیکھا کہ غنچہ دہن
اور ملکہ لالہ عذار تخت پر سوار آتی ہین ایک کنیز نے ہفت پیکر سے کہا کہ یا خداوند
مبارک ہو ملکہ لالہ عذار تشریف لاتی ہین ہفت پیکر خوش ہوگیا پہلو سے چند
پتلے فولادی نکال کر پھینکے آواز دی کہ ای فرشتگان مقرب معشوقۂ قدرت کو
استقبال کرکے لاؤ کہ لالہ عذار نے دیکھا کہ چار فرشتے بازوون پر پر یاقوت احمر
کے آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا کہا کہ ای معشوقۂ خداوند چلیے ملکہ لالہ عذار نے سر جھکا لیا سامنے
ہفت پیکر کے آکر بہو کین جھک کر سلام کیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا بیٹھنے کو حکم دیا

ملکہ لالہ عذار بیٹھے بیٹھے رونے لگین یہ تصور بلا کو بندھا کہ اب ملاقات علمشاہ سے دشوار ہی اُسی بیقراری مین یہ اشعار زبان سے نکل گئے

نظم

تازہ ہو دماغ اپنا تمنا ہی تو یہ ہی — اُس زلف کی بو سونگھیے سودا ہی تو یہ ہی
قینچی نہین چلوائی مرے نامے نے کس پر — پر دار کبوتر ہو جو عنقا ہی تو یہ ہی
کچھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے ترے پست — شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہی تو یہ ہی
ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے — غیرت کا اب اپنی بھی تقاضا ہی تو یہ ہی
ای نور نظر معجزۂ حسن سے تیرے — اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہی تو یہ ہی
محشر کو بھی دیدار کا پردہ نہ کرے یار — عاشق کو جو اندیشۂ فردا ہی تو یہ ہی
بینا ہون جو آنکھین تو رخ یار کو دیکھین — نظارے کے قابل جو تماشا ہی تو یہ ہی
مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے — لا حل جو معمون مین معما ہی تو یہ ہی
گہ یاد صنم دل مین ہی گہ یاد الٰہی — کعبہ ہی تو یہ ہی جو کلیسا ہی تو یہ ہی
معشوق دمی و خانۂ خالی و شب ماہ — عاشق کے لیے حاصل دنیا ہی تو یہ ہی
دیوانے نہ کیونکر غل و زنجیر پہنتے — سرکار جنون کا جو سراپا ہی تو یہ ہی
دل کے لیے ہی عشق تو دل عشق کی خاطر — مرنا ہی تو یہ ہی اور جو جینا ہی تو یہ ہی
دیوانۂ قد کے کبھی نالون کو تو سُنیے — ہنگامۂ محشر کا سا غوغا ہی تو یہ ہی
ثابت دہن یار دلیلون سے کر آتش — حجت کی جو شاعر کے لیے جا ہی تو یہ ہی

ہفت پیکر نے آواز دی کہ ای معشوقۂ قدرت یہ اشعار تو نے کیسے پڑھے کیون اسقدر مضطر و بیقرار ہی غنچہ دہن نے عرض کی کہ جس وقت سے پیغام خداوند مین نے عرض کیا ہی ملکہ خود نہایت درجہ بیقرار ہین اُسی بیقراری مین یہ اشعار مُنھ سے نکل گئے ہفت پیکر جیسے ہو رہا آواز دی کہ ای فرشتگان مقرب اپنے اپنے مقام پر جاؤ وہ چارون شخص غائب ہو گئے ملکہ لالہ عذار تھر تھر کانپنے لگی کہ دیکھیے اب کیا ہو غنچہ دہن سے اشارے ہین کہ بوا میری آبرو بچانا خوف مین اِس بیچارے کے نہ آنا ایسا نہ ہو کہ دست انداز ہو صورت کو جو لالہ عذار نے دیکھا ایک دیو ہی قالب انسان مین سمایا ہوا تمام دنیا کو جیلے ہوے شعبدون کے کھیل کھیلے ہوے

آنکھیں نتھی تھی سیتلا کے چہرے پر داغ یا چمن مین آشیانۂ زاغ عجب کریہ منظر بد صورت ہو کو دیکھ کر خوف آتا ہو بجیانے مُنھ جو کسی وجہ سے کھولا جاہی لی معلوم ہوا کہ سنڈاس کھل گیا وہ بوے بد آئی کہ دماغ اُلٹا ریچھ کی کھال کا کرتا پہنے ہوے تن رہا ہو طرف ملکہ لالہ عذار کے متوجہ ہوا کہا کہ ای معشوقۂ قدرت قدرت نے تجلوہ دکیا ہو چاہتے ہین کہ سرفراز کرین ملکہ لالہ عذار کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا ہفت پیکر نے خوش ہوکے کہا کہ قدرت تیرے پیٹ مین نورِ قدرت اُتاریگے تیرے شکم سے خداوندزادہ پیدا ہوگا تمام دُنیا مین اُسکی علمداری ہوگی قدرت تقدیر کر چکے یہی ہوگا ملکہ لالہ عذار شرم کے مارے پسینے پسینے ہوگئی جب کئی مرتبہ اُس بدبخت نے اسی طرح کہا لالہ عذار نے کئی مرتبہ غنچہ دہن کو اشارہ کیا کہ کچھ سوال وجواب کرے جب اُسنے کلام نہ کیا کیونکہ غنچہ دہن خود خائف و ترسان ہو دہن بوجہ نزاکت معدوم صرف نشان عدم ثابت ہوتا ہی ہاتھ باندھکر لالہ عذار نے عرض کی کہ جو قدرت نے تجویز کیا ہو یہی مناسب تھا کنیز کو اسقدر اشتیاق ہو کہ اپنے طلسم مین آٹھ پہر دعا مانگتی تھی کہ خدمت مین ہفت پیکر کی پہونچی آخر قدرت نے یہ انتظام کیا کہ کوکب روشن ضمیر مسلمان ہوا طلسم ہمارے بزرگون کے سپرد ہوگیا لیکن افسوس یہ رہا کہ اُس زمانے مین کنیز کو یہ ہدایت نہ ہوئی کہ سیدھی سیدھی دعا مانگتی کہ دہانے اُٹھ کر خدمت مین پہنچ جاتی فلک نے انقلاب کیا اب کنیز حاضر ہوئی جو ارشاد ہوگا وہ بجا لاؤنگی اب خدمت سے بہرہ یاب ہوئی حضوری بھی قبول کرونگی مگر دل مین بیتاب ہو کہ کیا کرون دیکھیے اس ظالم اظلم سے جان و آبرو کیونکر بچے اس وقت اپنے بلایا آنا پڑا سرنگون خیال آبرو مین کلیجہ خون ہفت پیکر اکیلا بیٹھا ہی جمال جہان آرا کو لالہ عذار کے دیکھ رہا ہی کہ قصر کے صحن سے ایک آندھی سیاہ اُٹھی عرصۂ درانہ مین بلند ہوئی اُسمین رعد کی گرج برق کی چمک تھوڑی دیر کے بعد آندھی دفع ہوئی اب ملکہ لالہ عذار نے دیکھا کہ ایک باغ جنت نظیر ہو گل ہاے رنگا رنگ اور نہرین لبعد جوش خروش جاری فوارے و ہزار سے چھوٹ رہے ہین ساون بھادون کی کیفیت ظاہر ہوئی ہر طاوس رقصان آمد بہار کے سامان طوطیان زمرمہ سرا شاخ گل پر بلبل کے بیٹھی ہین آمد بہار کے اشعار لبعد تکلف گا رہی ہین

نظم

شاخ گل پر کب چہکتے ہین یہ مرغان بہار
شکر کرتے ہین گلستان مین غزلخوان بہار

گل کھلے ہین موسم گل مین ہی سامان بہار
عندلیبون کو ہی لازم شکر احسان بہار

چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم
طشت گل مین دھوئے شبنم پاے مہمان بہار

گل ہی ساغر بادہ ہی شبنم تو ساقی ہی صبا
میکدہ ہی صحن گلشن بہر مستان بہار

جوش مستی سے ہوا جوش جنون کیونکر نہ ہون
نشتر فصاد کاٹے بہر مرغان بہار

رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہی چمن
نرگس و گل کا لقب ہی حور و غلمان بہار

ہر روش گلدستۂ گل اس سے ہین آراستہ
تختۂ گلزار ہی اورنگ سلطان بہار

برگ و بر کا ذکر کیا ہین خار تک زرنگین
کشور گلزار مین جاری ہی فرمان بہار

عندلیبون کو گلون سے ہی ہم آغوشی نصیب
وصل اب بیواسطہ ہی بہر مرغان بہار

فصل گل مین تو بدل سے ہی رعنا کو الم
بے مے و ساقی ہی سب برباد سامان بہار

اس طرح سارے باغ مین آمد بہار کی دھوم ہی عندلیبان خوشنوا کو سامان آمد بہار پہ حاوم ہی گلہاے رنگارنگ و شگوفہاے بوقلمون شاخین گل و اشجار سے سربسجود زیر ہر نخل اسقدر پھول ڈھیر ہین کہ طائران چمن فرش جان کرآکر لوٹتے ہین لطف اٹھاتے ہین پھر پرواز واکے شاخ گل پر جاتے ہین رنگ و بوے چمن دیکھ کر زمزمہ سرائی مین مصروف طائر رنگ چمن مائل پرواز باغ مین سوز و ساز عجب باغ مین ہنگامہ ہی سبز بختان چمن مالامال محبت گل بوٹے کی شوکت و جلالت بہ رعنائی و زیبائی نسیم سحری اٹکھیلیان کرتی ہی ہر چمن مین پھرتی ہی اسقدر نسیم سحری کو احتیاط ہی پھونک پھونک کے پیر رکھتی ہی کہ روے گل پر گرد بیٹھے ایسا نہ ہو عندلیب خوشنوا بگڑ جائے کہ میرے معشوق کے چہرے پر گرد پڑی ہر سمت انتظام بہار ہی طائران خوشنوا مین پکار ہی کہ بہار آگئی یہ جوش و خروش آمد بہار دیکھکر ہفت پیکر نے کہا کہ اے معشوقۂ گلعذار دیکھا تو نے یہ کرامات قدرت ہی ذرا سا قدرت نے اشارہ کر دیا یہ سب سامان موجود ہو گیا عندلیبان خوشنوا نے آواز دی کہ یا خداوند تیری قدرت کی دھوم ہی حال رنگ آمیزی قدرت کسکو معلوم ہی اے ملکہ اگر کہو ہمیشہ بہار رہے یا خزان کی بہار رہے جو کہو قدرت اُس فصل کا نمونہ دکھائین تم پریشان نہو ناملکہ لالہ عذار نے شرماکر سر جھکا لیا

کیا جواب دین کیونکر خاموش رہین دل مین جوش وخروش خوف ای کہ یہ دیوانہ نہ بنا دے ملکہ اسی
خیال مین ہین کہ ہفت پیکر پھر بولا کہا کہ کیون معشوق مطلوب قدرت کیا جواب دیتی ہو جس فصل
کو قبول کرو اُسکو تمھارے ساتھ کر دیا جائے وہی فصل ہر وقت قائم رہے لالہ عذار نے شرما کر
سر جھکا لیا کہا کہ یا خداوند جب سکونت اختیار کرونگی اُسی باغ مین فصل قائم کر دیجیگا ابھی مین
کسی چیز کی فرمایش نہین کرتی جب وقت آئیگا دیکھا جائیگا قدرت سے وعدہ کرتی ہون کہ مجھکو
خدمت مین عرض کرونگی ہفت پیکر کو کچھ بن نہ پڑا کہا اچھا صاحب رخصت ہو تمھین اختیار ہو ملکہ
لالہ عذار بہت خوب کرکے اُٹھین مصر الغرائب نے ہرکارے مقرر کیے تھے یہ خبر دریافت کرکے
پہلے سامنے مصر الغرائب کے آئے تمام کیفیت بیان کی مصر الغرائب کو بڑی بیقراری تھی
کہ دیکھیے انجام کار کیا ہو کہ لالہ عذار آکر پہونچی باپ کو سلام کیا مصر الغرائب نے پوچھا کہ
بیٹا کیا ہوا ملکہ نے آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے کہا کہ ای والد نامدار کیا عرض کرون جس طرح
سے بنا اپنے کو بچایا لیکن بہت آمادہ ہو دیکھیے کیونکر آبرو بچے مین نے کج تو ٹالا ہو ایندہ کا
وعدہ کیا لیکن اُسکو بڑا جوش وخروش ہو خاک پا لیکر طوطیا ے چشم بنانے کو کہتا ہو یہ کہکر تھا
کہ ایک طائر بالا سے آسمان سے آیا سامنے مصر الغرائب کے طائر گرا غلطاک مارکر بشکل
انسان بنا ہاتھ باندھکر سامنے مصر الغرائب کے کھڑا ہوا دست بستہ عرض کی کہ خداوند
نے ارشاد فرمایا ہو معشوق قدرت کے نام وحی آئی کہ معشوقۂ قدرت جاکر قیدیون کو ملاحظہ
کرین اور جہانتک ہو سکے آپ روانہ ہو جائین لیکن بدعت اُنپر ضرور ہے کہ تڑپ تڑپ کر
مرین تین مہینے میعاد قید طلسم ہفت پیکر ہو اسکا خیال معشوقۂ قدرت کو ضرور ہو یہ کہکے
وہ جادوگر غائب ہوا مصر الغرائب نے کہا کہ ای نور نظر اس انتظام کو ایسے طور سے سنبھالو
کہ اس طلسم سے نکل چلین ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ کیون مصر الغرائب نے کہا کہ وہ آبرو کا
خواہان ہو آبرو کیونکر بچے لالہ عذار نے کہا کہ آپ ملاحظہ فرمائین ہم طریقے سے اپنی
آبرو بھی بچائینگے خوشامدین کرینگے کہ کسی طرح وہ ہمسے راضی رہے ایسا نہ ہو کہ بگڑ جائے
اس لیے کہ اُسکے طلسم مین بیٹھے ہین پھر کوئی فساد برپا کرے تو خرابی ہو یہ کہکے لالہ عذار
اپنے مقام سے اُٹھین کہ ہم جاکر قیدیون کو دیکھ آئین اُنکو کھانا پانی پہونچائین ٹہلتی ہوئی اُس

کمرے کے قریب آئین کہ جہان رستم یاد مین اُس محبوب جانباز و یار جانی کے رو رو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین

نظم

کہتے ہین سُنکے تذکرے مجھ غم رسیدہ کے — افسانے کون سُنتا ہی حال شنیدہ کے
کیا اپنی مشت خاک کی ہم جستجو کرین — ملتے نہین نشان غبار پریدہ کے
مین خاک بھی ہوا نہ گئی پرشیدگی — جھگڑے وہی رہے مرے دامن کشیدہ کے
جو تم مین بات ہی وہ کسی اور مین کہان — جلوے کچھ اور ہی ہین گل نو دمیدہ کے
سیلاب چشم تر سے زمانہ خراب ہی — شکوے کہان کہان ہین مرے آبدیدہ کے
کچھ انتہا نہین ہی کہانتک سُنائیے — قصے دراز ہین دل ناآرمیدہ کے
قطرے ملے جو تیرے پسینے کے گلبدن — خواہان رہے نہ لوگ گلاب چکیدہ کے
آہون کی دھوم ہی کہین نالون کے غلغلے — سامان نئے ہین روز ترے غم کشیدہ کے
آرام گاہ اشک ہی ویران ای جنون — دامن ہین تار تار قبائے دریدہ کے
او مست ناز کیف یہ تیرے سخن مین ہی — وصو کے کلام پر ہین شراب چکیدہ کے
لو آشیان تن کی طرف میل تک نہین — دیکھو مزاج طائر رنگ پریدہ کے
دیوان مین وصف ہی عرق جسم یار کا — مضمون کہان کہان ہین گلاب چکیدہ کے
مژگان سے بچ نسیم کہ ابرو کے پاس ہین — یہ تیر بے خطا ہین کمان کشیدہ کے

یہ اشعار سنکر ملکہ لالہ عذار بیقرار ہوگئین پلٹ کے دیکھا کہ رستم فرش خاک پر پڑے ہوے سر زنجیر سے ٹکرا رہے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین یاد مین اُسی محبوب کی رو رہے ہین پلٹ کر جو اُسی معشوقہ کو دیکھا بے اختیار پکار اُٹھے کہ آئیے تشریف لائیے فرد رواق منظر چشم من آشیانہ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست ٭ ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ کیون غنچہ دہن یہ قیدی بہت گستاخ معلوم ہوتا ہی جیسے چار آنکھ کرکے بات کی رستم نے شرما کر سر جھکا لیا ملکہ کو بھی جوش محبت تھا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا صبر نہ ہو سکا ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای رستم اصل یہ ہی کہ تمھاری وجہ سے گرفتار طرۂ گیسو و ذبح خنجر ابرو ہوے جو حکم دو وہ بجا لائین رستم نے کہا

کہ اے ملکۂ عالم کوئی صورت نکاسی کی قید خانے سے نکالو کہ طلسم کو فتح کرون اور قبلہ و کعبہ کا ہون
طلسم مین ہنگامہ ہو ملکہ نے کہا کہ اے رستم مین بھی چاہتی ہون کہ طلسم تمھارے ہاتھ سے
فتح ہو ایک بڑی بات ہے کہ تمھاری صورت زیبا و طاعت جہان آرا کتاب طلسم مین مندرج
ہے اسی سطر مین مرقوم ہے کہ یہ جوان فتاح طلسم ہفت پیکر ہے اور جرأت و لیاقت مین
یکتا ہے جلالت و شوکت مین بے مثل و بے نظیر علشاہ نے کہا کہ اے ملکہ عالم مین نے آجتک
کبھی طلسم فتح نہین کیا قاسم میرا فرزند ہے اُسنے بچپن مین طلسم فتح کیا اے شہنشاہ خوبی و اے
سروروان باغ محبوبی باعث یہ ہوا کہ ترک توسن یلداقی برادر خان اعظم مادر قاسم پر
عاشق تھا مین نے اُسکو بزور زیر کیا وہ ملعون مکر سے مسلمان ہوا کئی مہینے ساتھ رہ کر شکار
کے نام سے صحرا مین لے گیا ایک مقام پر کہ درۂ کوہ تھا وہان غبار اُڑ رہا تھا ایک آہو کہ جھول
زربفت کی اُسکی پشت پر پڑی تھی پٹہ مغرق گلے مین اُس غبار مین جست کر رہا تھا مجھسے
کہا کہ اے رستم مین اکثر اس صحرا مین آیا مگر یہ آہو شکار نہین ہوتا جست کرکے نکل جاتا ہے آپ
بڑھ کر تیر مار لیجے کہ یہ آہو شکار ہو مین نے بڑھ کر اُس آہو پر تیر مارا وہ تیر آہو کے سینے پر پڑا
اُس آہو نے ایک چیخ ماری چیخ مار کر زمین پر گرا گر کر تڑپنے لگا مین نے گھوڑا بڑھا کر اُس غبار
مین ڈال دیا وہ مقام طلسم تھا مین اس حال سے آگاہ نہ ہوا ایک پنجہ آسمان سے گرا مجکو اٹھا
لے گیا چنانچہ آسمانے جادو کہ دربان طلسم افراسیاب کی تھی وہی مجکو اٹھا لے گئی اپنے باغ
مین پہونچی عاشق ہو گئی دن بھر تو صدمات قید سہتا تھا شب کو آکر جلسہ آراستہ کرتی تھی
اور مجکو صحبت مین بلاتی تھی اوّل منت و خوشامد بعد منت و خوشامد کے بدصحبت شروع کرتی تھی
حیات باقی تھی کہ زندہ بچ گئے اے ملکۂ عالم صحبت ناجنس کیا بری چیز ہے کہ نوبت بجان و
کارد باستخوان رہتا تھا اور اُسکی بدعتین سہتا تھا کہ وہ ترک توسن لشکر لیکر قلعۂ خاور پر گیا
ملکہ خورشید مہین مادر قاسم نے قبلہ و کعبہ کو نامہ لکھا صاحبقران ہو کا نامہ دیکھتے ہی چلے
یہان ترک توسن نے قلعے پر حملہ کیا پھاٹک توڑا ملکہ خورشید محل مین قاسم کو بہلا رہی تھین کہ
ایسا نہ ہو اس شیر کو خبر ہو جائے تو باعث خرابی ہو مگر ترک توسن لڑتا بھڑتا پھاٹک توڑ کے
قلعے مین راہ کو طے کرکے ڈیوڑھی پر محل کی پہونچا کنیزون کو قتل کرتا ہوا چاہا کہ محل مین گھس آوے ایک کنیز نے

خبر دے دی قاسم اُس سن مین کہ سات برس کا سن تھا تیغ کھینچ کر دوڑ پڑا اُس کشتی مین جا کر اُس
دیو خصال کو اتنے تیغے مارے کہ آخر وہ بھاگا قلعے سے باہر نکل کر اپنے لشکر کو دیکھکر شرم آئی پلٹ پڑا
تلوار چلنے لگی بارہ سو لڑکے کہ جو بروز ولادت قاسم پیدا ہوے تھے اُنکو ملازم کیا تھا اُن بارہ سو
لڑکون سے ساٹھ ہزار فوج سے جنگ کرتا تھا قاسم گھرا ہوا تھا کہ صاحبقران آکے پہونچے
ترک توسن کو زخمی کر کے شکست دی قاسم کو گود مین اُٹھا لیا پیشانی پر بوسے دیے قلعے
مین تشریف لائے سیارہ عیار نے قاسم سے تو حال چھپایا تھا مگر صاحبقران سے بیان کیا
کہ رستم طلسم افراسیابی مین قید ہو گئے بوجہ مہر پدری کے قبلہ و کعبہ بر سر طلسم تشریف لائے
جب وہ جا کی تو بزرگان دین نے منع کیا کہ آپ اس طلسم کے فتاح نہین ہین اگر قصد کیجیے گا تو بلا
مین پھنسیے گا صاحبقران طلسم سے چلے گئے مگر بعد چندے میرا نور نظر شاہزادہ خاور سیاہ
کسی وجہ سے اُسی صحرا مین پہونچا سیارہ نے جاسُس عیار کو دیکھا آقا کو یاد کر کے رونے لگا
قاسم نے سبب پوچھا سیارہ نے سب حال گذشتہ بیان کیا قاسم سُنکر آپ سے باہر ہوا اور
بلک کے کہا کہ ای عم نامدار آپ نے اس حال کو مجھسے کیون چھپایا مین اپنے باپ کی رہائی کو جاؤنگا
ہر چند سردارون نے منع کیا مگر وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی نزر کا بجرأت و لیاقت اُس طلسم کو
فتح کیا مگر باعث خرابی یہ ہوا کہ جب کل دربند توڑ چکا تو میرے مقام پر پہونچا مجکو دیکھکر کہتا تھا
کہ ای مرد بزرگ میرے قبلہ و کعبہ کہان قید ہین ای ملکۂ عالم اُس وقت کی حسرت و یاس کیا
بیان ہو نہ وہ مجکو پہچان سکتا تھا نہ مین اُسکو جان سکتا تھا عین وقت پر چنگ آسا ے جادو
آئی اور مجکو اُٹھا کر لے گئی تب قاسم کو معلوم ہوا کہ ہمارے قبلہ و کعبہ یہی تھے مین بیہوش ہو گیا مجکو
وہ جزیرۂ مرغان مین لے گئی قاسم اس شوکت سے نکلا کہ لوگ رشک کرتے تھے مجھے یہ مرتبہ اول
اس طلسم مین آنیکا اتفاق ہوا ہے خدا معین و مددگار ہے مگر ای ملکۂ عالم لوح کی فکر واجب لازم ہے بدون لوح
طلسم فتح نہین ہوتا لالہ عذار نے اپنا ماجرا سامنے ہفت پیکر کے بیان کیا کہا اُسی سے دریافت کرونگی
بادشاہ کیسا خداوند طلسم تو ضرور جانتا ہوگا رستم نے کہا کہ ہان کیون نہ جانتا ہوگا مگر پوچھنا شرط ہے
لالہ عذار نے کہا کہ آج مین ضرور پوچھونگی سمک نے زیادہ ترغیب دی کہ حال لوح پوچھیے
تو ہمکو نکال لے چلیے ہم عیار اور سردار نکل جائین تو سب تدبیرین ہو جائین وہ دن خدا کرے

کہ آقاے نامدار ہمارے رستم پیلتن لشکر جمع کر کے آکر قید خانے پر لڑین قید خانے پر آ کے
سحر کے پُرین بہانے آ کے صاحبقران کو چھڑائین تب دل تسکین پائے لالہ عذار نے کہا
کہ آج ہم ضرور دریافت کرینگے یہ کہے ملکہ لالہ عذار علمشاہ سے رخصت ہوئین چلے اصلی
مکان مین آئین مصر الغرائب نے پوچھا کہ کیون نور نظر کیا سختی بارے قیدیان طلسم مقرر
کی ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ دادا جان اس سے کوئی تدبیر مسلمانان بہتر نہین ہر کہ ایک سردار
مقرر کیا جائے وہ کلمات سخت و سست انکو کہے یہ ضرور بگڑینگے اسی حملے مین قتل کرے قوی
توانا وہ ایسے ہین کہ دو دو دن کے فاقے مین کچھ انکے لیے برائی نہین ہوگی ایک ہی دن
ستالین گے قتل کا دن آجائیگا بخوبی اس روز سمجھا جائیگا بعد اسکے لالہ عذار نے اپنے تئین آراستہ کیا
اور طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین براے ملاقات ہفت پیکر چلین یہان وہ وقت ہو کہ
ہفت پیکر تنہا بیٹھا ہوا ہر انتظار ملکہ لالہ عذار کا کر رہا ہر کہ خبر پہونچی ملکہ تشریف لاتی ہین
ہفت پیکر نے سب کو رخصت کیا تخلیہ کر لیا ملکہ آکر پہونچین ہفت پیکر نے بہ تعظیم و تکریم
برابر تخت کے جگہ دی پوچھا ملکۂ عالم مزاج کیسا ہی ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ خداوندی دعا
کرتے ہین یہ کہکر ملکہ بہت روئین ہفت پیکر گھبرا گیا پوچھتا ہی کہ کیون ملکۂ عالم رونے کا
کیا باعث ہی کیا سبب ہر کہ جو اس قدر بیقرار ہو کر روتی ہو ملکہ نے کہا کہ یا خداوند کیا آپ حال
پوچھتے ہین اسی خیال نے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے دن کا کھانا گیا رات کی نیند موقوف
ہوئی سوچ ہر کہ کیا کرین تجھ ایسا خداوند تھے اور آنکے پہلو مین ذبیحہ سکین خوف
جان ہر باعث ایمان ہر گھبرا کر ہفت پیکر نے کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان جو
باعث تردد ہو وہ مجھسے بیان کرو مین اسکے دفعیہ کی تدبیر کرون ای ملکۂ عالم تمہارے رونے
سے دل میرے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے مین خداوند صاحب خیال رہون مجبور رونا چارہ نہین جو پوچھا ہو
وہ پوچھیے اگر مین چاہون تارے آسمان کے زمین پر پہونچا دون ذرہ ہاے آسمانی بناؤن
ملکہ لالہ عذار نے دامن پکڑ کے کہا کہ یا خداوند ان مسلمانون کا ہمیشہ سے یہ دستور ہر کہ جس ملک پر
لشکر کشی کی اُس ملک کو خاک مین ملایا نوشیروان دربدر خاک بسر مارا مارا پھرا آخر کار
جان سے بیزار ہوا مجبور ہو کر اُسنے اپنی جان دی جنیون کو سلطنت پہونچی اُنھون نے فوراً

صاحبقران سے مقابلہ شروع کیا سالہا سال ہو چلے گذرتے ہین لیکن یہ لوگ لڑتے ہوے جس
ملک پر گئے وہان شکست دی صدہا ملک اسلام آباد کیے لقا مارا مارا پھرتا ہی اُسکو چین نہین ملتا
اب مسلمانون نے قدرت پہ بلوہ کیا ہی مگر قدرت نے عجیب غریب اختیار اپنا دکھایا کہ سب کو
ایک دن مین گرفتار کیا اب قتل کا سرکار کو اختیار رہی مجبور ونا اس بات کا ہی کہ ممکن نہین بدون
حکم کاہن طلسم قتل کرسکین لہذا اب ہمکو یہ خوف ہی کہ ایسا نہو آپ پر کوئی زوال آئے یہ سُنکر
ہفت پیکر نے کہا کہ ای جان جہان یہ طلسم ایسا نہین ہی کہ اسکو کوئی فتح کرے لوح ایسے
مقام پہ ہی کہ طائر وہم وخیال تا بہ لوح نہین پہونچ سکتا ای معشوقہ خورد وشعلہ خو کیا مجال کسی کی
کہ لوح طلسمی کا نام لے اگر نام لے تو زبان جل جائے صفدر جنگ آزما اول مین ایک پہلوان
ملتا ہی سات لاکھ فوج کا مالک کوئی اُس سے مقابلہ نہین کرسکتا سات لاکھ فوج جنگی ہمراہ خود
پہلوان عالیجاہ فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق اوّل جو کوئی جائے دہنہ یہ ہی کہ
صفدر جنگ آزما سے مقابلہ پڑیگا اگر تقدیر نے رسائی کی اور لڑ بھڑ کر اُسکو قتل کیا تو کئی
دیوانے اُسکے ملک مین ہین اُنسے مقابلہ پڑے اُنکو بھی زیر کرکے پاس رکھے پھر لشکر کشی کرے
ملک فروغ بخش بادشاہ وہان کا قوی وزبردست وشعبدہ ساز وجنگ باز فوج بیحد و
بے شمار رکھتا ہی مہینون اُس سے مقابلہ پڑیگا جانبازی وحیلہ سازی مین سالہا سال کاٹیگا
جب اُس سے مقابلہ پڑے اُسکو دھوکے مین رکھے تب اپنے قصر فروغ بخش مین پہونچا لے
وہان لوح ہی اگر لوح حاصل ہوئی تو پھر مرحلہ جات بیشمار ہین بڑے بڑے
پہلوانان زبردست لشکر کشی کرکے گئے کچھ نہ ہوسکا پکڑے گئے گرفتار ہین قید ہین امید اُنکی
رہائی کی نہین ایک ہلڑ ہوا اس بیان پر بادشاہ کے وزرا وامرا بے اختیار رونے لگے
ہر مقام پہ یہی ذکر ہی آج لوح کا حال سُنا کیا مجال ہی کہ ارادہ کرے اگر کوئی وہان جانے کا
قصد کریگا مارا جائیگا اگر تمام عالم ساتھ ہو تو کیا خوف ہی جو قدرت نے ارشاد فرمایا وہی
ہوگا کوئی لوح کی تلاش مین نہ جاسکیگا جو جائیگا وہ مارا جائیگا ملکہ لالہ عذار نے یہ سب
حالات سُنے اور ہفت پیکر سے رخصت ہوئین اپنے مکان پر آئین انجمن مشاورت
منعقد کی اور غنچہ دہن کو پاس بٹھایا کہا کہ کیون غنچہ دہن حالات لوح سُنے حوصلہ پڑتا ہی

کچھ تدارک کرین یا خاموش ہو کر جان دین اب دل کو تاب نہین ادل صفدر جنگ آزما سے مقابلہ پڑے دیکھین کیا کرتا ہی اُسکے بعد ساحران بلین گے اُنسے مقابلہ عظیم ہوگا دیکھیے کیا ہو آج شب کو مین شاہزادے کو مع اُسکے عیار نکال لاؤنگی یہ کہکر غنچہ دہن سے کہا کہ ایک قصر آراستہ کرو سوائے ہمارے اور تمھارے کوئی آگاہ نہ ہونے پائے غنچہ دہن نے قصر آراستہ کیا شراب وکباب وگزک سب چیزین مہیا ہین ملکہ لالہ عذار اپنے مقام سے اُٹھین طاؤس پر سوار ہوئین آسمان مین آکے ڈھونڈ ہین دہانسے دیکھا کہ علمشاہ ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے صحن مین ٹہل رہے ہین اور ملکہ کا بڑا انتظار ہی کبھی طرف آسمان کے کبھی طرف زمین کے دیکھتے ہین فرماتے ہین کہ ای سمک افسوس ہی کہ ملکہ نہ آئین کہ آج رہائی ہوتی آئندہ مقابلہ پڑتا یہ حقیر ہلوا نونسے لڑتا اگر موت لیکر آئی ہی زندہ یہان سے نکلنا دشوار ہی ہمارا اب تو یہ حال ہی کہ جسکا بیان کرنا محال ہی

نظم

کب اس زمین پہ مجھے آرمیدہ ہونا تھا ہوائے خاک کو برسون پریدہ ہونا تھا
اگر تھی دامن جان کی آرزو ای دل تو چند دم کے لیے آب دیدہ ہونا تھا
کسی کے چہرے پہ ہوتا کسی کے دامن مین مجھے بھی آنکھ کا اشک چکیدہ ہونا تھا
کبھی نہ خدمت دامن سے سرفراز ہوا وہ ہاتھ ہون کہ جسے نارسیدہ ہونا تھا
کمال بے ادبی ہے یہ عرض کرتے ہین ہمین بے ای قد جانان کشیدہ ہونا تھا
اگر تھی لذت پامال کی ہوس ای دل بشکل سبزہ زمین پر دمیدہ ہونا تھا
عجب نہ تھا کہ اُسے رحم کچھ نہ کچھ آتا مری امید تجھے ابر دیدہ ہونا تھا
نہ برگ وگل نہ ثمر سب سے پاکدامن ہون مرے نصیب مین شاخ بریدہ ہونا تھا
امید راحت آغوش یار رکھتی جو مجھے بصورت دل عاشق تپیدہ ہونا تھا
کمال ربط مین ہوتی ہین سیکڑون باتین نہ اسقدر تمھین ہمسے کشیدہ ہونا تھا
یقین تھا کہ وہ دل مین کمال خوش ہوتے کچھ اور چاک جگر کو دریدہ ہونا تھا
وہ آبلہ ہون نہ تھا جسکو نیشتر بھی نصیب درون قلب مین مجکو تپیدہ ہونا تھا
تھا جال بنا مین کبھی کبھی احسان غرض یہ تھی کہ مجھے برگزیدہ ہونا تھا

زبان قطع نہ کام آئی سرکشی ای سرو | نہ جانتا تھا کہ آخر کشیدہ ہونا تھا
بہار صحبت رندانہ بھائی ای واعظ | تجھے بھی عشق کا لذت چشیدہ ہونا تھا
کھلی اب آنکھ تو کیا فائدہ تسلیم افسوس | نہ سمجھے زیر لحد آرمیدہ ہونا تھا

اُس بیقراری مین یہ اشعار پڑھ رہے تھے کہ لالہ عذار کی نگاہ حال زار رستم پر پڑی آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے بلندی سے اُتر کر گوشۂ زندانخانے مین آئین دیکھا کہ رستم ٹہل رہے ہین سمک ساتھ ساتھ ایکطرف سے آواز آئی یہ کنیز بھی آپ کی حاضر ہوئی ہو کوئی مطلب اب تک نہین حاصل ہوا ملکہ لالہ عذار تڑپ کر قریب علمشاہ کے آئین کہا کہ ای شہریار نکل چلیے رستم نے قید پر ہاتھ ڈالا ہتھکڑیان بیڑیان توڑین طوق کو مروڑ کر ایک لمحہ مین قید آہن جسم سے دور کی سمک کی بھی قید کو توڑا ملکہ لالہ عذار نے فوراً ایک چوکی سنگ مرمر سفید کی کھینچ کر سامنے کی اور کہا کہ ای شہریار اسپر سوار ہو جیسے رستم بیٹھین اُس چوکی پر سمک کو ساتھ لیکر آئے ملکہ لالہ عذار نے جھٹ کر پایۂ چوکی پر ہاتھ ڈالا علمشاہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین قبلہ و کعبہ کو رہا کر لون ملکہ نے کہا کہ ای شہریار یہ دشوار ہوگا یہان سے نکل چلیے سامان لشکر کرکے پھر اسی منزل پر آئین گے ضرور سب قیدیان طلسم کو رہا کرینگے ابھی قصد کرنا بہتر نہین ہے یہ کہکر ملکہ نے چوکی کو اُٹھایا لیکر بلند ہوئین قاسم کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ قبلہ و کعبہ کو ایک ساحرہ لیے جاتی ہے گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھے آواز دی کہ ای قبلہ و کعبہ مجھے لیتے چلیے غلام تنہا گھبرائیگا بخت خفتہ کیا سامان دکھائیگا علمشاہ نے کہا کہ ای ملکہ لالہ عذار قاسم بیدار ہوا ایسا نہ ہو کہ ہم اُسکو نہ اُٹھائین کچھ نگہبان جاگ پڑین تو غضب ہی جائے ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ ای شہریار قاسم کا ساتھ لینا بہتر نہین ورنہ ابھی فساد برپا ہوگا اتنی بات جھپکی تھی چوکی سحر کرکے بڑھائی کہ پشت سے آواز آئی کہ کون جاتا ہے ٹھہر جاؤ ہم نام دریافت کرلین پلٹ کے جو ملکہ لالہ عذار نے دیکھا کوئی آواز دینے والا معلوم نہ ہوا پھر اُس طرف پلٹی مکان قید خانے کا غائب ہوگیا سمک یلداقی نے کہا کہ کیون ملکۂ عالم یہ کیا ستم ہوا کہ مکان نظرون سے غائب ہوگیا ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ ای مہتر والا گہر مین خود حیران ہون کہ یہ آواز کسنے دی اور پھر جو اُدھر پلٹے مکان کسنے غائب کر دیا آگے

کچھ تھوڑی رہیگا سحر کرنے والا کہین مخفی ہی آگے حال کھلیگا یہ کہکے سحر کیا تخت نہین بڑھتا سمک نے
کہا کہ ای ملکۂ عالم رات بہت قلیل باقی ہی جلد نکل چلیے ایسا ہو کہ کوئی روکنے والا ظاہر ہو جائے
تو باعث خرابی ہو لالہ عذار نے کہا کہ ای بہتر والا گہر بڑے افسوس کی بات ہی سحر کرتی ہون
تخت نہین بڑھتا کیا تدبیر کرون سمک نے کہا کہ مجھے اُتار دیجیے ملکہ لالہ عذار نے
تخت زمین پر اُتارا سمک نے چاہا کہ کود کر بھاگون آواز آئی کہ وہ نا عیار کیون مجمع سے
جدا ہوتا ہی سنو نگہبان زندانخانۂ طلسمی مسمی بمستان شوخ چشم ایک جانب سے سب کو باؤلی
زنجیرونکی کھڑکھڑاہٹ سُنائی دی لنگر آہنی کمر مین طوق لوہے کا پہنا ہوا گلے مین اُس سے
اکثر قطرات خون ٹپکتے ہوے ایک شخص سیہ فام و بدانجام جھومتا ہوا چوبدست گران
سنگ کاندھے پر آیا علشاہ کو دیکھکر بہت بگڑا پکار کر آواز دی کہ او پسر حمزہ یہ تو معشوق
پریچہرہ مین انھون نے جوش محبت مین آپ کو لانے کا ارادہ کیا لیکن آپ صف شکن
و تیغزن شیر بیشۂ جرأت کیسے ہین کہ چورون کی طرح بھاگے جسدن یہ خبر شہر فرنگستان
مین پہونچیگی ہر ایک کو تعجب ہوگا یہی کہیگا کہ پسر حمزہ خفیہ نکل گیا یہ سُنتے ہی رستم پیلتن
بڑھے ملکہ لالہ عذار نے بڑھکر رستم کو موتیون کا مالا پہنا دیا جیسے ہی رستم
سامنے مستان شوخ چشم کے پہونچے اُسنے چوبدست کاندھے سے اُتاری ملکہ لالہ عذار
دیکھ رہی ہین کہ مستان نے چوبدست سر پر رستم کے لگائی رستم نے پینترہ بدل کے وار خالی دیا
چوبدست زمین پر آکر پڑی اس زور سے اُسنے چوبدست لگائی تھی کہ زمین کانپی اور پانی نکل آیا
ان جوانون کو ان شوکتون کو رستم کی دیکھکر اُس ساحر کو ایک وجد ہوا اُسنے دوسری
چوبدست اٹھائی چیخ دیتا ہوا پھر بڑھا ملکہ لالہ عذار نے سمک سے کہا کہ تو اپنے
آقا سے بڑھکر بیان کر دے کہ موتیون کا مالا جو گلے مین ڈالا ہی اُسے دمبدم سینے
سے مس کیجیے سمک نے بڑھ کر زبان عربی مین علشاہ سے بیان کیا رستم نے
جوش جرأت مین کچھ جواب نہ دیا اور پھر سینہ سپر کر کے بڑھے مستان شوخ چشم نے دوسرا
ہاتھ لگایا علشاہ نے موتیون کے مالے پر ہاتھ ڈالا سینے سے جو مس کیا جوش جرأت
زیادہ ہوا جھوم کر بڑھے جیسے ہی اُسنے چوبدست لگائی رستم نے بڑھ کر

کلہ چو بدست پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ چھین کر پھینکدون مستان ورستم مین کشاکش ہونے لگی رستم
چاہتے ہین کہ چو بدست چھین لون تو لپٹ پڑون ممکن نہین جیسے ہی سمک ملکہ لالہ عذار
کے پاس سے ہٹا یکایک زمین شق ہوئی ایک ساحر گھبرایا ہوا زمین سے نکلا اُسنے نکلتے ہی
زمین سے ایک چیخ ماری کہ باش او عیار مکار تو چاہتا ہی کہ عیاری کردن یہ کہکر جھپٹا چاہا
کہ کمر مین پنجہ دون سمک یلداقی نے پیچھے ہٹ کر ہاتھ ہلاکر حباب بیہوشی مارا القدرت پروردگار
ناک پر پڑ گیا چیخ کھاکر وہ جادوگر گرا ادھر تو یہ جادوگر گرا ادھر مستان شوخ چشم نے
ایک ہنگی مارا کہ سر رستم کا زمین سے ملا دیا کئی مرتبہ قصد کیا کہ علمشاہ کو اُٹھا لون مگر ممکن نہوا
علمشاہ نے گردن پر ہاتھ رکھکے ہکہ مارا کہ سر اُسکا زمین سے ملگیا مستان شوخ چشم نے چاہا
کہ سیدھا ہون رستم نے ایک گھونسہ مارا گھونسہ شقیقے پر پڑا مستان نے تین چرخ کھائے
زمین پر گرا رستم پیلتن نے ایک ٹھوکر ماردی قصد ہوا کہ لاش کو تالے مین گاڑ دون زمین سے
غبار بلند ہوا غبار نے رستم کو گھیرلیا آواز کان مین آئی کہ او ظالم تو نے بڑا غضب کیا زندان
طلسمی سے نکل کر چاہتا ہی کہ چلا جاؤن اب بھلا کب جگو جانے دیتا ہون ملکہ لالہ عذار
نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام جڑے قد کا چاہتا ہی رستم پر قبضہ کردن خنجر کمر سے کھینچے ہوے
قصد ہی کہ ماردن ملکہ لالہ عذار نے فوراً زمین پر دو ہتھڑ مارا زمین تھرائی دیکھا سب نے
کہ پانی معلوم ہوتا ہی اُس پانی سے ایک برق پیدا ہوئی وہ برق کڑک کر اُس ساحر
کی جانب چلی کہ کڑاک کر گر دن اُس نا ہنجار کے دو ٹکڑے ہون اُس ساحر نے ہاتھ بڑھاکر
رستم کی کلائی پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ پنجہ کمر مین دے کر لے اُڑون ممکن نہوا لنگر رستم کا اپنے
مقام سے نہ ہلا آخر چھوڑ دیا جھولی مین ہاتھ ڈالا ماش کے دانے نکالے چاہتا تھا کہ رستم
پر پھینکے رستم نے نعرۂ تکبیر کرکے ایک گھونسہ مارا کہ ساحر خاک مین ملا آگے بڑھکر حال وہین
جادوگرونکا جو مارے گئے تحریر ہوگا صحرا مین سناٹا ہوا ملکہ لالہ عذار نے آواز دی کہ ای شہریار
پلٹ آیئے اب نکل چلنا چاہیے یہان ٹھہرنے سے دل پر خوف غالب ہوتا ہی رستم پلٹے تھے
کہ کان مین آواز آئی ای شہریار غلام کو بچایئے پلٹ کے رستم نے دیکھا کہ ایک ساحر
نے بڑھکر سمک کی کمر مین پنجہ دیا زمین سے بلند ہوا چاہا کہ لے اُڑون علمشاہ نے بڑھکر

نعرہ کیا کہ او ساحر مکار کہاں جاتا ہی لیکر بلند نہ ہونا یہ فرزند خواجہ عمرو بن اُمیّہ ضمری ہی اگر اسکو لیجائیگا دھوکا کھائیگا اور جس ساحر کو سمک نے بیہوش کیا تھا وہ تڑپا مُنھ سے اُسکے ایک حباب پیدا ہوا اُس سے ایک دریا نکلا سمک ڈوبنے لگا رستم کو آواز دی کہ غلام کو بچائیے رستم جو جھپٹے پانوں پھسلا یہ بھی گرے دو مچھلیاں بڑے بڑے مُنھ مثل قعر چاہ کھولے ہوے دریا سے نکلیں قصد کیا کہ رستم و سمک کو نگل لین ملکہ لالہ عذار نے جو یہ معرکہ دیکھا کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری اور نعرہ بھی کیا کہ او مکار و غدار خبردار آگے نہ بڑھنا مچھلیاں آواز سے ملکہ لالہ عذار کی رنگین لالہ عذار جا پڑی بجلی سے کان کی برق چمکی مچھلی کا سر اُڑ گیا ایک مچھلی نے غوطہ مارا غرق دریا ہوئی ملکہ لالہ عذار نے دوڑ کر رستم و سمک پر اپنا عکس ڈالا یہ دونوں جوان ہوشیار ہوے سمک یلداق نے ہاتھ باندھکر پوچھا کہ ای ملکۂ عالم ایک مچھلی قتل ہوئی اور ایک کا پتہ نہین ملتا ملکہ نے کہا کہ خاک پتہ ملے یہ دریاے سحر تھا سحر سے میرے غائب ہوا اُسی مین مچھلی ڈوبی اب اُسکو آپ پوچھتے ہین کچھ ضرورت نہین سب حال آپ کو معلوم ہوگا سمک و رستم اُٹھے چوکی پر آئے ملکہ لالہ عذار نے اشارہ کیا چوکی زمین سے بلند ہوئی یا تو چہار جانب اندھیرا معلوم ہوتا تھا اب روشنی معلوم ہوئی آواز آئی کہ او شوخ دیدہ نکل جا تیرا ٹھہرنا بہتر نہین یون جو پلٹ کے ملکہ لالہ عذار نے دیکھا ایک جادوگر سیہ فام بدانجام ایک نازنین عورت کو کشان کشان کھینچتا ہوا لیے جاتا ہی اور وہ نازنین کہتی ہی کہ او مکار میری کیا خطا ہی جو جسنے کیا اُس سے پرسش ہو لالہ عذار نے جو اُس نازنین اور اُس ساحر کو دیکھا گھبرا گئین بیقرار ہو کر آواز دی کہ اے مادر مہربان آپ کس آفت مین ہین مین عجب رنگ مین آپ کو پاتی ہون آپ کہاں مل گئین یہ ساحر آپ کو کہاں لیے جاتا ہی تھی وہ نازنین کچھ جواب نہ دے سکی کہ لالہ عذار نے سحر کیا آندھی چلنے لگی سمک ترغیب دیتا ہی کہ ای ملکۂ عالم اس صحرا سے نکل چلو دیکھو چہار جانب سے آفت ہوا چاہتی ہی لالہ عذار نے فوراً دستک دی آندھی موقوف ہوئی وہ ساحر جو اُس نازنین کو لیے جاتا تھا ملکہ لالہ عذار پر آ پڑا آپس مین سحر ہونے لگے کبھی پانی برسا کبھی آندھی چلی کبھی برق چمکی آندھی اس زور سے چلتی ہی کہ ہزاروں درخت

اُکھڑ کر گرے اور جل کر خاک ہوے یہان ملکہ لالہ عذار نے جھولی مین ہاتھ ڈالا کارد سحر نکال کر
پھینک ماری اُس ساحر کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری اُس جادوگر کا مرنا تھا کہ
اندھیرا ہوگیا بعد اُسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نہروان جادو بود وہ نازنین عورت
دوڑ کر ملکہ لالہ عذار سے لپٹ گئی لالہ عذار نے سلام کیا اور کہا کہ ای مادر مہربان اب ہم
رخصت ہوتے ہین پھر کبھی حضوری ہوگی اُس نازنین نے کہا کہ اسے نور نظر تمھارا حال
مصر الغرائب پر کھل گیا فوج لیکر آتا ہوگا مین چلی تھی کہ تمکو خبر کردون راہ مین نہروان
مل گیا اُسنے مجھکو گرفتار کیا تمنے اِسکو مارا مین نے خلاصی پائی اب مین سامان لشکر کشی
کرتی ہون تم چل کر کوہ نیرنگ پر ٹھہرو ملکہ لالہ عذار نے منھ پیٹ لیا کہا ہاے
غضب حال کھل گیا مطلب نہ ہونے پایا مگر پروردگار مالک ہے جسکے حق مین جو مناسب
جانیگا وہ کریگا یہ کہکے مان کو رخصت کیا علمشاہ اور سمک کو تخت پر سوار کرلیا مان
سے کہا کہ آپ جائیے اپنے کو اس آفت سے بچائیے ایسا نہ ہو کوئی آپ کو گرفتار کرکے
سامنے باوا جان کے لے جائے یہ کہکر مان کو رخصت کیا ملکہ مرجان سرخ پوش
لالہ عذار سے رخصت ہوئین ایک طرف شفق ظاہر ہوئی دور تک سرخی تھی اُس سرخی
مین ملکہ مرجان سرخ پوش غائب ہوئین ملکہ لالہ عذار نے جب دیکھا کہ مان گئین خیال
مین گذرا کہ اس شہریار کو لے نکلون ایسا نہ ہو کہ انکے دشمنون پر کچھ افتاد پڑے پرسش ہو تو
کیا تدبیر ہو یہ سوچ کر چلین ملکہ مرجان سرخ پوش ایک ابر سرخ مین چھپی ہوئی جاتی
ہین کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی مرجان سرخ پوش نے دیکھا کہ مصر الغرائب
تخت پر سوار چار لاکھ ساحر گھوڑون پر سوار علم ہاے زرنگاری کے پھرہرے کھلے ہوے
برقین چمکتی ہوئین رہ روی کرتے ہوے آتے ہین بیک نگاہ جو مصر الغرائب
کی مرجان پر پڑی دہن سے آواز دی کہ اس گیسو بریدہ کو گرفتار کرلو چار طرف
ساحر لپٹا لپٹا کہکے چلے ملکہ مرجان نے کاکل کھولی کارد سحر نکال کے پھینک ماری
چھری جاکر ٹوٹی کئی سو کے سر اڑگئے مصر الغرائب نے جو زدجہ کو دیکھا آپ بھی
تخت سے اُٹھا مرجان پر سحر کیا مرجان نے دفع کر دیا مصر الغرائب بڑھا

آوازدی کہ او گیسو بریدہ تیری قضا لیکر آئی ہے بیٹی کا ساتھ دیگی ملکہ نے کہا کہ جان اُسکے نام پر نثار ہے
وہ عاشق فرزند صاحبقران ہے اسپر مصر الغرائب بہت جلا یا سحر کرتا ہوا چلا تھا منتظر ہوا
بلند ہوکر گردن اسکی پکڑلوں کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او نا منصف کیا کرتا ہے منم ملکہ
لالہ عذار یہ کہکے گولہ پھینک مارا مصر الغرائب نے گولہ کاٹا جیبلی پر ہاتھ ڈالکر اس سحر کو
دفع کیا دونوں سحر آپس میں چلے ہر مرتبہ ملکہ لالہ عذار چاہتی ہے کہ یہ ملعون ذرا بھی غافل
ہو تو میں ماں کو لیکر نکل جاؤں نہیں ممکن ہوتا رستم وسمک پر ہجوم ساحران ہے چاہتے ہیں
ان دونوں کو گرفتار کریں مگر رستم ساحروں کو تیر مار رہے ہیں سمک ہتھ پائے آتشبازی
وحباب مار رہا ہے اس وجہ سے ساحر بیہوش ہوکے گرتے ہیں جو بیہوش ہوا ملکہ لالہ عذار نے
سحر کیا برق کڑک کے گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے صدہا ساحر مارا گیا اور ایک مقام پر
مرجان و لالہ عذار ہزارہا ساحروں میں گھری لڑتی ہیں رستم وسمک جنگ کرتے
ہوے سامنے مصر الغرائب کے پہونچے کہ مصر الغرائب نے اُٹھاکے ایک گولہ مارا آسمان پر
ایک برق چمکی ایک گنبد چیخ مارتا ہوا آسمان سے آتا ہے کہ علمشاہ وسمک پر گرے کہ یہ
دونوں اُسکے اندر بند ہو جائیں اُس وقت لالہ عذار و مرجان کی بیقراری کہ اے
پروردگار اس شیر کو اس ساحر کے مکر سے بچانا اس گنبد کا قیدی بچتا نہیں جو اسمیں قید ہوا
پھر پتہ نہ ملا اے پروردگار افسوس ہے کہ حال ہمارا کھل گیا تو ہی ہماری آبرو بچانے والا ہے
اس آفت ارضی وسماوی سے بچائے

نظم

خدا بفرق گدا می نہد ز دولت تاج — کند شہان جہان را بہ نیم نان محتاج
باختیار کند کار ہرچہ میخواہد — بجز اجازت و حکم و بغیر استمزاج
خدا نمود ہستی ز چار عنصر ساخت — خدا نمود بیک یک وجود چہار مزاج
بچار سوے جہان ابر رحمتش بارد — بشرق و غرب زمین بحر قدرتش مواج
دواے درد دل دردمند می بخشد — کند ز غیب پئے درد لا علاج علاج
منور است بہر خانہ جلوۂ قدرت — ز نور حسن بہر طاق روشن است سراج
کسی است صاحب مال و غنی و دولتمند — کسی است مفلس و عاجز براے مایحتاج

یکے نشستہ نگون سر بخاک عجز و نیاز — قدم نہادہ دگر کس بپایۂ معراج
یکے بحاصل ملک و محال میگیرد — دگر خراج ادا سازد و گزارد باج
یکے ست بدگہر و بد شعار و بد کردار — کسے است نیک بخ و نیک خوے و نیک مزاج
بحال و دولت فانی مبند دل ہندی — کہ بعد مرگ بیک لحظہ میشود تاراج

بیقرار ہو کر جو ملکہ لالہ عذار و مرجان سُرخ پوش نے غذاے دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا جب وہ گنبد قریب سر رستم وسمک ہو نچا رستم وسمک سکوت مین کھڑے ہوے طرف گنبد کے دیکھ رہے ہین قریب ہو کر گنبد ان دونون پر گرے لالہ عذار و مرجان گریہ کر رہی ہین جان لڑائے ہوے ہین کہ آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹ کر اُس گنبد پر گرا گنبد کے ہزار ٹکڑے ہو گئے ایک برق چمکی کہ سارا لشکر تہ تیغ ہوا مصر الغرائب یہ ساکھ دیکھ ایسا گھبرایا کہ تخت کو بڑھا کر طرف آسمان کے غائب ہوا ملکہ لالہ عذار و مرجان کھڑی ہوئی دیکھا کین تھوڑی دیر کے دیکھا سناٹا ہوا ہزار ہا کٹے ہوے پڑے ہین مگر مصر الغرائب نہین ہے تمام صحرا سائین سائین کر رہا ہے اور رستم وسمک بھی غائب ہین یہ حال زار دیکھ کر ملکہ لالہ عذار دیوانہ وار وحشی امثال ہو رہی ہین کبھی پکارتی ہین کہ ہاے یہ کیا غضب ہوا کون سا دشمن لگا ہوا تھا کہ جی سامری و جمشید کے چھڑوا دیے رستم وسمک یون غائب ہوے افسوس ہے کہ کہان تلاش کرون اور کہان جا کر ڈھونڈھون کہ دیکھا سامنے ایک نخل سرو پر ایک قمری بصد لطف زمزمہ سرائی کر رہی ہے ہر آواز مین اُس قمری کی دمبدم یہی صدا ہے

نظم

کچھ وہ وحشت کے خیالات ہین سر مین پھرتے — دشت یاد آتے ہین آہو ہین نظر مین پھرتے
واہ ای طالع برگشتہ کہ وہ پھر ہی گیا — آن کر دیکھ مجھے راہ گذر مین پھرتے
پھرتے دن اپنے تو غیرون کی طرح راتون کو — کیسے ہم کو چو مہتاب قمر مین پھرتے
غیرت غیرون کو لگا کر جو رلایا آنسے — ترمرے سے ہین مرے دیدۂ تر مین پھرتے
منتظر کیسے یہ رہتے ہین کہ ہم ہر شب کو — تا سحر شام سے اٹھ اٹھ کے ہین گھر مین پھرتے
ہو زبان بند اثر دل سے شب وصل مین اور — ذکر سو سو ہین دل مرغ سحر مین پھرتے
قلق دل سے ہی جنبش ترے پیکانون کو — پوچھ مت حال کہ برچھے سے ہین بر مین پھرتے

ایک دم گردش ایام سے آرام نہین
کر گئے تھے تو تسلی کو مری کہہ جاتے
زرد رخ رنگ طلائی کے ہوے دیوانے
سرمہ گین چشم کی گردش جو بجا جاتی ہو
جنبش نرگس جنت نے رلایا مومن

گھر مین ہین تو بھی ہین دن رات سفر مین پھرتے
کہ اب آتا ہون وہ گو آٹھ پہر مین پھرتے
کیمیا ساز بھی ہین خواہش زر مین پھرتے
خاک یون کاہے کو ہم ڈالتے سر مین پھرتے
چشم کافر کے اشارے ہین نظر مین پھرتے

یہ سنکر ملکہ لالہ عذار نے آہ کی کہا کہ اے مادر مہربان سنا آپ نے قمری عاشق سرو گلشن طعن و تشنیع کرتی ہے ہاے مین اوس قمری سرو لیاقت کو کہان ڈھونڈھون کیونکر تلاش کرون یہ سنکر مرجان نے کہا کہ اے نور نظر و اے پارۂ جگر خدا تمھارے واسطے انجام بخیر کرے تم بھو صاحبقران زمان کی کہلاؤ بہ کیفیت ملکہ رابعہ کی ملاقات کو جاؤ ایسا نہ ہو کہ محلات مین ذکر ہو ایک ایک شاہزادی کو یہی فکر ہو کہ لالہ عذار اپنے عاشق صادق سے موصول نہ ہون مطالب دلی حصول نہ ہون کون ایسا خیر خواہ ہے کہ اونکی بات کو رد کرے یہ کہکر ملکہ مرجان خوب چیخین مارکر روئین ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ اے مادر مہربان ہمین رونا اور اشکون سے منھ دھونا عمر بھر ہے مصیبت کی ترقی عیش و راحت کمتر ہے اب کیونکر پتہ ملے کیونکر غنچۂ آرزو کھلے یہ ذکر تھا کہ ایک طرف سے ہواے گرم چلی گھبرا کر مرجان نے کہا کہ بیٹا یہ کیسی ہوا ہے کہ منھ پھنک گیا پسینے پسینے ہوگئی دل گھبراتا ہے کہ صحرا سے دیکھا دو ببر لڑتے ہوے آتے ہین جس نخل کے قریب آکر ٹکر ماردی وہ نخل گرا شعلۂ آتش منھ سے نکلا جلا کر اوسکو خاک کیا اس طرح سے وہ دونون شیر لڑتے ہوے آتے ہین کہ تمام صحرا کو پامال کر ڈالا قریب پھونچ کر ایک چیخ ماری دونون قلطاق کھا کر گرے آواز آئی کہ منم ہزبر آدمخوار دیکھا کہ ایک ساحر مہیب بشکل عجیب ایک شیر پر سوار ملکہ لالہ عذار کو ڈانٹتا ہوا کہ او نازنین تونے بڑا غضب کیا خداوند ہفت پیکر سے باغی ہوئی اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگی منم ہزبر آدمخوار ملکہ لالہ عذار سے ہمر چلنے لگا ایک مقام پر ملکر مان بیٹیون نے سحر کیا اوس جادوگر نے کہ جو شیر پر سوار ہے ملکہ لالہ عذار کا سحر اپنے دہن مین لیا اور ملکہ مرجان کا سحر شیر نے منھ مین لے لیا اب جو شیر نے دوڑ کر

جست کی لالہ عذار کی گردن لی آپ جو ساحر نے جست کی گردن پر مرجان کی آیا دونون
بیہوش ہوئین اُس جادوگر اور شیر نے سر اٹھا کے تمام صحرا کو دیکھا اور اُن دونون قیدیون کو
ہاتھ پر لیکر ایک جانب روانہ ہوگئے لاکر قید خانے مین پہونچایا بلپنگ جادو یہان کا حاکم
ہے بلپنگ جادو کو خبر پہونچی کہ ہژبر آدمخوار ملکہ لالہ عذار و ملکہ مرجان کو گرفتار کرلایا
دونون کی زبانون مین سوزن دی اسی قید خانے مین قید کیا تمام زندانخانے
مین منادی ہوئی کہ جو عورت رستم کو لے گئی تھی وہ پکڑ آئی ہر ایک ساحر ناز کرتا ہے کہ یہ
مقام عملداری خداوند ہفت پیکر ہے یہان کا گنہگار کہین جا نہین سکتا جہان جائے وہانسے
فوراً گرفتار ہوکے چلا آئے کہین رہ نہین سکتا جہان رہیگا نام خداوند ہفت پیکر زبان پر
جاری رکھیگا کیا مجال کہ جو کہین جا سکے فوراً ایک پتہ درخت سے گرا اسمین لکھا تھا کہ دونون
قیدیون کو کل دربار خداوندی مین حاضر کرو قدرت بخوبی آگاہ ہین لیکن اُنسے پوچھین کہ
وہ دونون قیدی کہان گئے شب بھر یہی ذکر رہا صبح کو طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی
کرتے ہو قریب ہژبر آدمخوار کے آتے آتے ہی حکم ہو گیا کہ حکم خداوند یہ ہے کہ دونون
قیدیون کو دربار مین بھیجو اُسی وقت ارابے پر سوار کیا ملکہ لالہ عذار و ملکہ مرجان سرخ پوش
کو لیکر ہژبر آدمخوار طرف دربار ہفت پیکر کے روانہ ہوا بعد تھوڑے عرصے کے
قریب کوہ گلگون پہونچے آج ہفت پیکر کا اجلاس کوہ گلگون پر ہے تمام لوگ
جمع ہین ہر طرف سے ہنگامہ ہے غلغلہ ہے کہ یا خداوند ہفت پیکر تیرے صدقے جو دعا کی
اُسی وقت قبول ہوئی دم مین سعادت حصول ہوئی تصویر سنگی کے گرد ہار و پھول بحساب
جمع ہین کرور در کرور ساحر دست بستہ پوجا پاٹ کر رہے ہین ہژبر آدمخوار نے بڑھ کر
گلگون تاجدار جو یہان کا حاکم ہے اُس سے عرض کی کہ ان قیدیون کو غلام لیکر حاضر ہوا
خداوند سے عرض کیجیے اُسی وقت گلگون تاجدار ہاتھ باندھے ہوئے سامنے تصویر
کے پہونچا منت و خوشامد عرض کی کہ یا خداوند در دولت پہ ہژبر آدمخوار دونون
مان بیٹیون کو لیکر حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی ہے حکم ہوا کہ سامنے حاضر کرو جادوگرون کو
حکم ہوا گلگون تاجدار نے بھی اشارہ کیا لالہ عذار و مرجان سرخ پوش کو

کشان کشان لیکر سامنے تصویر کے آئے ملکہ لالہ عذار کے نام بادشاہ نے یہانسے ایک خط
لکھا تھا کہ ای لالہ عذار آگاہ ہو تمنے بڑی خطا کی قدرت سے غدر کرو تمکو یہ بھی معلوم ہی کہ
علمشاہ اور سمک کو کون لے گیا اگر خواہان ہو کہ قیدیون کا پتہ لگے تو ابھی قدرت
فرماتی ہین کہ فلان مقام پر دونون قیدی موجود ہین جادوگرنیون کے نام حکم ہوا ہی کہ
ابھی جاکر انکو لاتی ہین اگر آنے مین تامل ہوا سر انکے آجائینگے پھر کیا غدر کیجئے جب تو
لالہ عذار نے جواب دیا کہ خداوندا آپکو اختیار ہی ہم مجبور و ناچار ہین تصویر سے ایک
آواز ہیبتناک آئی کہ زوجہ مستان کو بلاؤ وہ نیکبخت حاضر ہوئی آکے سلام کیا عرض کی
کہ یا خداوند مناسب یہ ہی کہ زوجہ مستان جاتی ہی قیدیان بلا بھی آمادہ بیٹھے ہونگے فوراً
حاضر ہونگے قیدی بھی چاہتے ہین کہ قدرت انکی خطا معاف کرین تصویر سے آواز آئی
ای بندگان من قدرت کو منظور یہ ہی کہ انکی خطا معاف نہ کرین تڑپ تڑپ کر مرین مذہب یزدان پرستی
مین رہین آج تک مسلمانون نے نہین پہچانا کہ مذہب مسلمانان کیا چیز ہی اور مذہب
ہفت پیکر پرستی کیا ہی مسلمانون کے طریقے ہمارے مذہب سے بہت ملتے ہین اب
ضرور مسلمانون پر بلائین نازل ہونگی اور انسان سے حیوان بنینگے گلگون تاجدار کو
حکم ہوا جلاد کو وہ گلگون کو بلاؤ یہ سنکے گلگون تاجدار نے آواز دی ایک پہلو سے
دیکھا کہ ایک جادوگرنی سر جھاڑ منہ پہاڑ بال کھلے ہوے کمر سے نیچے لنگ لٹکی تھان کا دوپٹہ
سنہاری اوڑھے ہوے چلی آتی ہی تعریفین ہفت پیکر کی کرتی ہوئی تصویر سنگ کو
دیکھکر دنگ ہی کہ پتھر کی تصویر کیونکر باتین کرتی ہی آواز آئی کہ سمنکال جادو جلد
اپنے کو مکان پر سمنتن کے پہونچاؤ گنبد قہر کو ہٹا کر سمک و رستم کو لے گئی ہی لیجا کر
بٹھایا ہی یہ سنکر وہ جادوگرنی موسوم بہ سمنکال سامنے تصویر کے ناچنے لگی جیسے
کمال کر رہی ہی تصویر سے آواز آئی کہ ای بندی قدرت جلد جاؤ سمجھاکے قدرت کے
سامنے لانا یہ سنکر سمنکال چلی پہاڑ سے کودی دور سے دیکھنے والا جان جائے کہ گویا
شیر گرسنہ جاتا ہی اب حال رستم و سمک عرض کیا جاتا ہی کہ یہ جو راستے سے غائب
ہوے اب جو آنکھین کھولین اپنے کو ایک بارہ دری مین پایا آوازین آرہی ہین

کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہی تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ دیوار مکان شق ہوئی
دیوار سے ایک مار سیاہ نکلا زبان نکالتا ہوا طرف علشاہ کے چلا علشاہ نے پاؤن کی
آہٹ دے کر ہٹ ہٹ کہا وہ مار سیاہ نہ ہٹا جھپٹ کر رستم و سمک کے لپٹا آواز
مہیب آئی کہ ای بندگان من دیدی قدرت مرا بہتر یہ ہی کہ سجدہ کرو اب جو علشاہ
کی آنکھ کھلی دیکھا کہ سمنکال جادو مجکو اور سمک بلداقی کو لیے ہوے کوہ گلگون پر
سامنے تصویر کے حاضر ہی بہ عتاب خطاب ہوا کہ ای بندگان مغضوب بہتر یہ ہی کہ سجدہ کرو
اگر اسکے خلاف کروگے تو بہت پچتاؤگے کسی پہلوان نہ پاؤگے رستم نے مردانہ وار
کلام کیا اور جواب دیا کہ او مکار و حیلہ ساز و شعبدہ باز کیون باتین بناتا ہی جیسا تو نے
شیطان کا ساتھ دیا ہی ویسی شیطان نے تیری ہدایت کی ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر
مین تجھپر لعنت کرتا ہون آواز آئی کہ ای سمنکال ان دونون کو اسی قید خانے مین لیجاؤ
لیجاکر قید کر جب دن اختتام میعاد طلسمی کا آئیگا اُس دن یہ بھی قتل ہونگے سمنکال نے
ان دونون کو اژدہے پر سوار کیا کوہ گلگون سے نیچے اُتری اب طرف قید خانے کے
قید لیے جاتی ہی اب حال ملکہ سیمتن کا مفصل عرض کرتا ہون سیمتن ملکہ لالہ عذار کی
بہن ہی اپنے مکان پر تھی کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی فلان صحرا مین آپ کی ہمشیر لڑ رہی
ہین سیمتن جنگ کر آسمان مین اُڑ لی جب اُس صحرا نے گنبد قہر ہفت پیکر تجویز کیا
سیمتن سے نہ دیکھا گیا اس زور و شور سے گری کہ گنبد کے ٹکڑے اُڑا دیے رستم و سمک
کو اپنے مکان پر لائی دوسرے قصر مین گئی تھی کہ کپڑے بدل کے سامنے رستم کے جاؤن
اتنے عرصے مین سمنکال پہونچی رستم و سمک کو لے آئی سیمتن نے چند کنیزون کو
بھیجا کہ دیکھو اکیلے مکان مین دونون صاحب کیا کر رہے ہین یہ سنکر کنیزین گئین اور آکر
خبر سنائی کہ اسباب سحر پڑا ہی اس وضع سے معلوم ہوا کہ رستم و سمک کو سمنکال جادو
آکر لے گئی سیمتن یہ کہکے اُٹھی کہ کیا سمنکال کی قضا آئی ہی مقرب بارگاہ خداوندی
کہلاتی ہین ہم لوگون کے مقابلے مین نہین آتی ہین ہم غیر مقام کے رہنے والے بعد چندے
چلے جائین گے اپنا ملک وہان لے جاکر رہین گے شاید خداوند ہفت پیکر ہماری

داد دین گے یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی ایک آواز دی بارہ ہزار کنیزین گرد آئین طاؤس
زرین بال پر مالک سوار ہوئی چند کنیزون کو روانہ کیا کہ مفصل ہمکو خبر پہونچاؤ کہ کہان لیگئین
بی سمنکال کو کیا حکم ملا یہ کہکے طاؤس اُڑایا بارہ ہزار جادوگرنیان پشت پر راہ مین کنیزون
نے آکر خبر دی حضور بی سمنکال کو قید مل گئی کوہ گلگون سے آتی ہین سیمتن یہ خبر پاکر چلی
سمنکال قیدیون کو لیکر کوہ سے اُتری ہو صرف تین کوس راستہ طی کیا ہی کہ پشت سے
آواز آئی باش او سمنکال آگے نہ بڑھنا ہماری غفلت مین قیدیون کو لے نکلی سم ہیستمن
نازک مزاج اب کہان جائیگی یہ کہکے سحر کیا لشکر مین سمنکال کے تلوار چلنے لگی جہان دو
کھڑے تھے ایک نے ایک کو ہاتھ مار دیا کسی نے کسی پر گولہ مارا ایک تھوڑے ہی عرصے مین
کئی ہزار جادوگر مر کر لشکر سمنکال کے گرے مرنے کی جو جادوگرون کے آواز کان مین
سمنکال کے آئی غصے مین پلٹی پلٹ کے جو دیکھا لشکر والے آپس مین لڑتے ہین ایک کو
ایک سے دشمنی اور ایک کو ایک سے رہزنی حبے کھینچے ہوے وار چل رہے ہین شعلے
بھڑکے ہوا خلاف چلی سمنکال نے جو یہ تباہی اپنے لشکر کی دیکھی افسرون کے لاشے پھڑکتے
غصے مین پلٹی جیب دل مین ہاتھ ڈالا اسباب سحر نکالا طرف آسمان کے پھینکا آواز دی کہ بوا
آؤ ہمسے بڑی بے ادبی ہوئی ہمارا سحر ایسا نہین کہ تمسے مقابل ہو تھا یا ابرام تمہی
یہ کہتی ہوئی بڑے پاینچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے گھبرائی ہوئی جاتی ہی جو اسباب سحر طرف
آسمان کے پھینکا تھا اُس سے کچھ غبار پیدا ہوا جب غبار پر اشارہ کیا غبار پھٹ کے الگ ہوا
دیکھا اندر سے سیمتن مع ساتھ والیون کے سحر کر رہی ہی چاہتی ہی کہ یہ سب آپس مین مصروف
جنگ ہون تو قیدیون کو لے نکلون سحر سمجھ سمجھ کے کر رہی ہی زمین ہلا دی آگ برسائی
سمنکال نے جو سیمتن کو دیکھا للکار کر آواز دی کہ کیون خیر تو ہی تمھین کاہیکا غصہ ہی مین
قیدیون کو چھوڑ دون سیمتن نے گولہ مارا سمنکال نے گولہ کاٹا دو چار سحر آپس مین چلے
تھے کہ سیمتن جا پڑی کئی افسرون کو مارکر غبار زمین کا اُٹھایا منظور ہی کہ سمنکال کو خاک
مین ملا دون یہ سوچ کر مٹھا غبار کا پھینک مارا غبار بلند ہوا لشکر سمنکال غبار
مین گھر گیا آپس مین سر ٹکرانے لگے سمنکال نہایت حیران و پریشان ہی

لیکن دفع سحر کر رہی ہے مگر غبار بڑھتا جاتا ہے سمنکال جست کرکے اُڑی کہ سیمتن نے
للکارا کہ لوا کہاں جاتی ہو مجھ سے مقابلہ کرو منھ چھپا کے نہ بھاگو ورنہ سامنے خداوند
ہفت پیکر کے ذلیل ہوگی سمنکال نے جو سیمتن کو آتے ہوئے دیکھا اور تو کچھ بن نہ پڑا
بال سر کے نُچ کر اُس پریشانی میں سیمتن پر کھینچ مارے سیمتن پہ ہاران سیاہ بہنے لگے سیمتن نے
ہنس کر کہا کہ لوا یہ سحر تو ہماری لونڈیاں بھی نہیں کرتیں تجھے کیا سمجھ کے کیا میں ان سانپوں کو
کب مانونگی بلکہ ان نگوڑوں کو مارونگی یہ کہہ کے ہاتھ ہلایا وہ سانپ مر کر گرے گھبرا کر سمنکال نے
اور کئی سحر کیے سیمتن نے دفع کیے آخر سمنکال نیچہ کھینچکر سیمتن پر جا پڑی آپس میں نیچہ
چلنے لگا ایک مقام پر سیمتن کے منھ سے یہ نکلا خدا کی قدرت کہ مجھ سی سمنکال لڑ رہی ہیں
دیکھو تو قدرت نے مدد بھیجی ہے بڑا ساحر زبردست آتا ہے یہ سُنکر سمنکال پلٹی سیمتن نے نیچہ
مارا سر سمنکال کا اُڑ گیا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے میں سیمتن نے کنیزان سمنکال کو قتل کیا
کڑک کر گری قیدیوں کے نگہبانوں کو مارا رستم وسمک کو لیا چلتے چلتے ایک سحر کر دیا کہ یہ
آپس میں لڑیں جب ایک کو ایک دیکھے غصہ آئے آپس میں سحر ہوں رستم وسمک کو
ملکہ سیمتن لے گئیں خیال میں گذرا کہ جو صحرا اور باغ متعلق کوہ گلگون ہے اُن مکانوں کو
سمنکال دیکھ گئی ہے اسکی کنیزیں بھی آگاہ ہوئیں اتنی بڑی ساحرہ ماری گئی اب دیکھیے کیا آفت
برپا ہو ہفت پیکر کو ضرور خبر پہونچیگی دیکھیے کیا تدبیر کرے دوسری سرحد میں چلنا چاہیے
ہرچند کہ تلاش وہاں بھی ہوگی یہ سوچتی ہوئی طرف کوہ نیرنگ کے چلیں راہ میں گئی
شیر ملے سیمتن نے انکو مارا مار پیٹ کے بیچ کے مرحلے مٹائے سامنے کوہ نیرنگ کے
سیمتن کا باغ بھی ثانی بہشت شداد تھا اُس باغ میں لاکر رستم وسمک کو پہونچایا قید سحر
جسم سے دور کی مقام صدر بیٹھنے کو دیا آپ ایک گوشے میں آئی ایک شاگرد کو بُلا یا کہا پاس
رستم کے جاؤ کہنا کہ میں نے آپ کے واسطے بڑی جانبازی کی آپ کو یہاں لے آئی
آپ اطمینان سے بیٹھیں تو میں خبر کو ہن کی جاؤں یہ تو دریافت ہو کہ لالہ عذار پر کیا
گذری اوّل ہفت پیکر نے بھی لکھا تھا کہ اے جہان عزیز بیٹی کو سمجھاؤ ایسا نہ ہو کہ قہر و
غضب خداوندی میں گرفتار ہو یہاں کچھ خبر نہ ہوئی اب جا کے دیکھوں کہ کیا طے قرار پائی

یہ کہکر شاگردوں سے چاہا کہ بڑھے دفعتاً ایک طاؤس زریں بال ٹہلتا ہوا سامنے آیا کہا کہ کیوں ملکۂ عالم کہاں چلے گا سیمتن نے غصے میں جواب نہ دیا جست کرکے طاؤس پر سوار ہوئی طاؤس آسمان میں ڈوبا چہار جانب دیکھتی ہوئی ایک مقام پر پہونچیں دیکھا کہ ایک مکان وسیع اُس میں ہزارہا بندگان خدا قید ہیں ایک مقام پر ایک نازنین نہایت حسین سرنگوں کلیجہ خون زبان میں سوزن قلب پر ہجوم رنج و محن بیقراری میں جنطر اشاروں سے یہ سخن بطریق نظم

پڑتی ہے آکے جان پہ آخر بلائے دل
یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل

غصہ ہے غم ہے خون جگر ہے غذائے دل
کھائے بشوق جھڑکی کہ ہوا اشتہائے دل

آیا کسی طرح سے نہ فرقت میں جب قرار
لپٹا رہا میں ہاتھ کے نیچے دبائے دل

کرتے ہیں اشک آتش ہجران پہ کار لطف
ایسی لگی ہوئی کہو کیونکر بجھائے دل

تو ایک بار ہنس کے گلے سے اگر لگائے
سینے میں خرمی سے نہ پھولا سمائے دل

جو کچھ سلوک تو نے کیے مجھ غریب سے
کیوں بیوفا بتا نہ یہی تھی سزائے دل

تاب و توان و صبر و خرد کب کے چل دیے
رکھتے ہیں کائنات میں ہم کیا سوائے دل

گاڑا فلک نے پھر کسی عاشق کو خاک میں
مرقد سے آرہی ہے صدا ہائے ہائے دل

سوراخ پڑ گئے کہ لہو ہو کے بہ گیا
جو کچھ ہوا بجا تھا یہی تھی سزائے دل

ایسا کہاں انیس کہاں ایسا غمگسار
بیگانہ سب سے ہے جو ہوا آشنائے دل

او ترک تیری آنکھوں پہ عیاری ختم ہے
دونوں نے کیا لوٹ ہزاروں اڑائے دل

گستاخیاں ہیں بے ادبی کے کلام میں
کیونکر کہوں زبان سے جو ہو مدعائے دل

اشکوں کے ساتھ وہ بھی دھو کے بہ گیا
اے رند دیکھ لو یہ ہوئی انتہائے دل

یہ تماشہ جو سیمتن نے دیکھا لالہ عذار بیقرار و اشکبار قید میں پھنسی ہے تڑپ کر گری لرزہ کھا کر سنم سیمتن یہ کہہ کے قید جسم سے لالہ عذار و مرجان سرخ پوش کے دور کی اور زبان سے سوزن نکالی اور ایک گولا مارا کہ قید خانے میں اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے میں ایک تخت تیار کر کے ان بہن کو اُسپر سوار کیا اور لے نکلی کہ پیچھے سے آواز آئی یہ کون گستاخ ہے کہ گنہگاروں کو لیے جاتا ہے سیمتن نے پلٹ کے دیکھا جو منحل سے ایک ساحرہ نکلی بال پریشان موئے سر منتشر

شمع کافوری روشن دہن نظر گلشن دہن سے للکارتی ہوئی کہ خبردار او سیمتن آگے نہ بڑھنا سیمتن
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا بجلی وہ کڑک کر گری دامن دگر بیان میں سیمتن کے آگ لگ گئی ملکہ
لالہ عذار نے بڑھ کر ڈانٹا کہ او آتشباز کیون شامت آئی ہو آتش قہر و غضب سے تجکو
پھونک دونگی تو زندہ نہ بچیگی آپس مین سحر ہونے لگے لالہ عذار نے ابروے خدار پر جو خم دیا لالہ
ابرو جو ہلے غنچۂ خاطر کھلے پھول برسنے لگے آتشبار جادو نے دیکھا کہ سیمتن میرے سحر سے
بچی دامن دگریبان کی آگ بجھائی کڑک کر جا پڑی آپس مین سحر ہوے شعلے بھڑک کے لالہ رخ کے
کڑکے سیمتن و آتشباز سے سحر ہو رہا ہی دونون معروف جنگ ہین کہ لالہ عذار نے پہلو پر
سے آکر ہاتھ ہلایا برق چمکائی آتشبار پر برق گری آتشبار جل کر خاک ہوئی مار کر آتشبار کو ملکہ
لالہ عذار کو لے نکلی پشت سے آوازین ہیبتناک آئین کہ بڑے غضب کی بات ہی کہ قیدیونکو
باغیہ لیے جاتی ہی افسوس کوئی بچا نہین کرتا سیمتن نے پکار کر آواز دی کہ جسکا جی چاہے وہ
آئے یہی تو ہی میدان مقام امتحان ہر چند کہ سیمتن ٹھہری مگر کوئی مقابلے مین نہ آیا طرف
کوہ نیرنگ کے چل نکلی لالہ عذار سے سب حال بیان کیا اور کہا کہ اب منظور ہی جو باغ
کوہ نیرنگ کے قریب ہی اسمین چل کر سکونت اختیار کرو تب واسطے طلسم کشا کے فکر لوح
کرین سب نے اُسے قبول کیا لالہ عذار و مرجان سرخ پوش کو سیمتن مع اپنی کنیزون
کے باغ مین لائین رستم و سمک کو بھی یہین بلایا اب سب کا باغ مین جاؤ ہی ایک نے ایک
کو دیکھا آپس مین اقرار کیے کہ جو اُنپر گذرگئی وہ ہمپر بھی گذرگی ملکہ لالہ عذار نے سحر کے
جانور بنائے دیوارون پر بٹھائے سحر اپنے تیار کیے منظور یہ ہی کہ حصول لوح کی تدبیر کرون
لیکن واضح رہے کہ آب و آزوقہ جمع کرکے اسی فکر مین بیٹھی رہین تضائے کار وقت سحر ہفت پیکر
اپنے طریقۂ قدیم سے تصویر سنگی مین ہی باتین کر رہا ہی معتقد جمع ہین نیرنگ جادو سامنے
حاضر ہی کہ تصویر سے آواز آئی کہ اے بندۂ خاص الخاص غضب ہوگیا کہ تیری سرحدین
آکر باغی بسے ہین لیکن جلد کسی کو بھیجو کہ جاکر اُن سب کو سمجھا بجھا کے لے آئے قیدیون کا قتل
واجب و لازم ہی انکا گرفتار ہونا ضرور ہی یہ سُنکر نیرنگ تاجدار نے سر جھکایا پلٹ کر آواز دی
کہ افراش زمیندار کو بلاؤ نیرنگ تاجدار کے کہتے ہی افراش زمیندار مع بارہ ہزار

فوج کے حاضر ہوا عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہی آنکھون سے بجا لاؤن تصویر نے حکم دیا کہ جلد جا کر پسر حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ افراشل زمیندار اذ ایک گینڈے پر سوار ہوا اور فوج ہمراہ لیکر چلا نشان نیرنگ تاجدار نے سب بتا دیے کہ فلان مقام پر جانا افراشل بموجب حکم چلا یہان باغ مین جلسہ آراستہ ہی سیمتن کو بہن کی خوشی کا خیال ہی کنیزون کو حکم دیا کہ گائن کو بلاؤ شراب وکباب لاؤ جیسے ہی سیمتن نے حکم کیا فوراً محفل مین کنیزون نے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین دورہ شراب چلنے لگا اور ایک گائن نے بانداز ما یہ غزل عاشقانہ سامنے اہل محفل کے شروع کی نظم

چل منزلِ فنا سے کہ وقفہ قلیل ہی / آمد شد نفس مین صداے رحیل ہی

روشن ہی صاف آتشِ لالہ سے باغبان / گلزار دہر روکشِ باغ خلیل ہی

جو چیز ہی جہان مین وہ بیمثال ہی / ہر فردِ خلق وحدتِ حق پہ دلیل ہی

تدبیر کارگر نہین ہوتی وصال کی / دشمن مزاجِ یار مین بیٹھا دخیل ہی

صد شکر اُنکے دیدۂ مردم شناس مین / رعنا کا اعتبار ہی دشمن ذلیل ہی

اس رنگ مین اُس گائن نے یہ غزل گائی کہ تمام اہل محفل تعریفین کر رہے ہین عاشق معشوق کے اشارے وکنارے کے حکایت وشکایت ایام ہجر کا ذکر وصل کی فکر تمام شب اسی جلسے مین گذری رقاص مہر درخشان بصد شوکت وشان جلوۂ قصر مغرب کو طی کرکے محفل ثوابت وسیارگان مین آیا دیکھتے ہی مہر عالم افروز کو ماہ تابان نے نقاب چہرے پر ڈالی راہی قلعۂ مغرب ہوا گائن سامنے بیٹھی ہوئی بیہودین سنا رہی ہی مگر لالہ عذار کو تردد ہی کہ دیکھین کیا ہو غنچہ دہن قریب بیٹھی ہی اُس سے اشارہ کیا کہ دل غنچہ دہن اگر قدرت کسی سے دشمنی کرین وہ شخص اس اقلیم مین رہسکتا ہی غنچہ دہن کا اشارہ ہی کہ ہفت پیکر کا دشمن اس اقلیم مین نہین رہسکتا پھر بلکہ نے اشارہ کیا کہ اس اقلیم سے کوچ کی تدبیر کرو شاہزادہ یہان کیونکر رہیگا سب طرح مشکل ہی ایک سرحد کو چھوڑا دوسری سرحد مین آئے یہ بھی اُسی کی عملداری ہی اب کہان جائین سواے اُسکے کہ ایران وغیرہ مین گذر ہو تب جا کر بسر ہو ورنہ ان ممالک مین وہ کاہیکو رہنے دیگا کیون غنچہ دہن تم شاہزادے سے ذکر تو کرو کہ اگر اس اقلیم سے

نکاسی ہو تو کہاں جا کر رہیں غنچہ دہن نے رستم سے پوچھا رستم نے ہنس کر جواب دیا کہ انشاءاللہ
اس اقلیم کو اسلام آباد کرینگے مگر بڑا غضب تو یہ ہی کہ قبلہ و کعبہ مقید ہوے جملہ شمشیر زن
صف شکن لڑے بھڑے کٹے بیٹے بانکے ترچھے جنہوں نے نوشیروان کو شکست دی لقا
سے باخبر لیا بڑے بڑے جلیل قتل کیے خان اعظم مالک ترکستان پہلوان زبردست
جسکے صرف چار ہی بیٹے تھے اسکو امیر نے شکست دی یہ باتیں تھیں کہ چند کنیزیں دوڑی
ہوئی آئیں عرض کی کہ ای ملکۂ عالم غضب ہوا باغ آپ کا چار جانب سے گھر گیا افراش
زمیندار کو خداوند نے بھیجا ہی کہتا تھا فرزندان حمزہ اس اقلیم میں آئے ہیں ہمسے مقابلہ کرینگے
اگر مقابلہ کرینگے تو مشکیں باندھ کر خدمت خداوند میں روانہ کرونگا لاشہ ہائے مسلمانان
سے میدان بھر دونگا کنیزوں نے عرض کی کہ وہ ظالم سامنے دروازے کے گینڈے کو
مہمیز کر رہا ہی رستم تیغہ کپیتان کو ٹیک کر اٹھے فرمایا میں دیکھوں افراش کون شخص ہی سمک
گھبرا کے اٹھا حیران ہو کر آقا کو بھگا لیجاؤں مگر اس زمانے میں نکلنا دشوار ہی مسافر مجبور و
ناچار ہی رستم نے مرکب اپنے ہاتھ سے آراستہ کیا ملکہ نے بیقرار ہو کر عرض کی کہ کنیز کیا کرے
یہاں چار جانب کفر آباد مسلمان کا رہنا دشوار ہی رستم پشت مرکب پر سوار ہوے سمک نے
رکاب پر ہاتھ رکھا ملکہ گھبرا کے دوڑی کہا ای شہریار اس کنیز کو قتل کرتے جائیے یا کچھ لیا بچائیے
کہ جس سے صبر آئے رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ان مقدمات میں دخل نہ دو ہمارے بزرگ
قید ہیں بھائی بھتیجے سرداران نامی پہلوانان گرامی سب یکلخت میں قید ہو گئے یا ان
سب کو رہا کرینگے یا جان دینگے جو تقدیر دکھائیگی دیکھینگے ای ملکہ ہمکو نہ روکو جہاد راہ خدا ہمارا کام ہی
اسی میں تمام ہی ملکہ لالہ عذار نے تھرا کر رکاب سے ہاتھ ہٹا لیا کہا کہ ای شہریار آپ کو خدا
کے سپرد کیا وہی آپکا نگہبان ہی یہ کہکر رونے لگی وہاں پہ عملشاہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم وہ مرتبے غازیوں کے ہیں
جو غازیان دیندار و مجاہدان شہور شعار ہیں ہمنے وہ مرتبے کہاں پائے ہم جان دینے پر آمادہ ہیں
آئندہ پروردگار کو اختیار ہی یہ کہکے مرکب بڑھایا ملکہ دروازے پر جو بنگلہ بڑا تھا اسپر مع کنیزوں
کے آکے بیٹھیں رستم نے باہر آتے ہی نعرہ کیا افراش گینڈے پر سوار بارہ ہزار جوان پشت پر
ڈٹا ہوا ایک مقام پر کھڑا تھا مع گینڈے کانپ گیا زمین تھرائی اور رستم نے پکار کر آواز دی او

افراش آ ہمارے تیرے مقابلہ ہو افراش نے گھوڑا بڑھایا مقابلے مین رستم کے آیا آپسمین تکاورزن ہوئے رستم کا گھوڑا کم ہٹا اور افراش کا گھوڑا زیادہ افراش نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی آپسمین ہونے لگی دو گھڑی کامل نیزہ بازی ہوئی رستم نے گانٹھکر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے افراش کے نکل گیا غصے مین آکر مثل ابر گرگرایا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا رستم نے تیغۂ کپتان پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکے کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا اسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغۂ کپتان جو گرا ابر سپر پراگندہ ہوا وہان سے تلوار گری خود کو کاٹا دوبلغہ و عرقچین کو کاٹکر سراسر گلے جبڑے کو کاٹا ذرا فرق نہوا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب اُترکر بنائے حیات کو ویران کرکے نمدزین کو کاٹا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے سیارہ پکار اُٹھا نظم

ٹھہر سکے تیغ برق دم الماس پیکر کے تری	اک قدم آنا عدو کو راہ سو فرسنگ ہی
گر صف دشمن پہ سیدھی ہو تو جون تیر قضا	خود و قاش زین دو حصہ تا بحد تنگ ہی
پر نہین یہ وصف جو مین نے بیان اسکا کیا	بلکہ یہ تعریف تو برش کا اسکی ننگ ہی
آسمان سے تا زمین اور ماہ سے ماہی تلک	امتحان گر کیجئے اسکا تو اک چونک ہی

ہمراہیان فوج افراش نے جو دیکھا کہ ہمارے افسر کو اس جوان نے مار لیا افسران فوج نے آواز دی رستم کو گھیر کر مار لو چار جانب سے بارہ ہزار سوار و پیدل رستم پر آپڑے رستم تلوار کھینچکر فوج کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ملکہ نے حکم کنیزونکو دیا کہ شیر بیشۂ شجاعت یکہ و تنہا ہین جا کے ساتھ دو کنیزین بارہ سو مادیان پر سوار ہو ہو کر نیزے ہلاتی ہوئی نکلین جنکو دعوی افسری ہی اُسنے سب کو اشارہ کیا سب نے کمانین کاندھے سے اُتارین سڑا کا تیرونکا چلا کئی سو جوان گھوڑونسے گرے رستم نے بڑھکے افسرونکو مار کر پرے خالی ہوئے رستم قلب مین لڑ رہے ہین فوج کو درہم و برہم کر دیا دریائے فوج مین تلاطم ہی ہوش افسرونکا گم ہی یہی خیال ہی کہ افسران فوج پر کچھ خرابی آئے تو لطف ہی حملہ کر رہے ہین اک ہنگامۂ گیر و دار بلند کفار سب دردمند رستم کی کہنی سے خون ٹپک رہا ہی تمام جسم پر خون کی چھینٹین پڑی ہوئی ہین جس سے صاف ظاہر ہی کہ ہولی کھیل کر نکلے ہین شیرانہ و نہنگانہ لڑ رہے ہین تلوار چل رہی ہی ڈٹتے بھڑتے قلب فوج مین پہونچے دیکھا علمدار لشکر کفار نہایت قوی تن قوی ہیکل چتر کو بغل مین دبائے

ہوئے گینڈے پر سوار چار سی جوان نگہبان علمدار تلوارین کھینچے ہوئے گرد علمدار جنگ کرتے ہیں تا زمین
جس مقام پر جسے خون کے دریا بہا دئے رستم نے دور سے دیکھا علمدار کفار کے ہاتھ سے اکثر
لوگ ہمارے لشکر کے سیارگلشن جہان ہوئے علمدار کو یہین سے رستم نے ڈانٹا علمدار جہاندیدہ
کار آزمودہ اسنے بھی گینڈے کو مہمیز کیا چار سی جوان تلوارین کھینچے ہوئے آگے بڑھے رستم آکر اُس
غول مین پہونچے علمشاہ لڑنے لگے جسنے بڑھکر رستم کو ہاتھ مارا رستم نے تیغہ کپتیان پر رو کا سر کو بتا کے
کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا خود لڑتے ہوئے جاتے ہین جوش جرأت مین فرماتے ہین ای کافران
بیحیا وای نابکاران پر دغا مکر کی لڑائی بہتر نہین ایک سے ایک مقابلہ کرے کفاران باتونکو کب مانتے ہین
چار چار چھ چھ ملکر رستم پر حملہ آور ہوتے ہین مگر رستم نے کسی کا وار خالی دیا اور کسی کا سپر پر کاٹا اور
کسی کا وار تلوار پر روکا اگر دشمن نے نیزہ مارا تو پیچلے سے شان نیزہ اُڑا دی گھاٹ سے تیغہ آبدار
کے دشمن کو موت کے گھاٹ اُتارا اگر کوئی بڑا پہلوان نامی و نام آور لڑتا بھڑتا قریب رستم پہونچا اور ہاتھ
تلوار کا مارا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر حریف کی پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا منم رستم
پیلتن صف شکن و تیغزن اور ہاتھ پر تول کر طرف آسمان کے پھینکا آتے اُترتے چونگ ہوائی قلم کیا
اب اُن چار سی جوانون مین کمی ہونے لگی بعض کہتے ہین کیا سپاہی ہی ایک جوان کے ہاتھ سے سارے
لشکر کی تباہی ہی جسنے اِس سے مقابلہ کیا آخر قتل ہوا بعض کہتے ہین جان بچاؤ نکل چلو افسوس ہمارا قدردان
مارا گیا اب کس کا ساتھ دین لڑنے بھڑتے نکل چلین کوئی طرف صحرا کے بھاگا کوئی دریا مین گرا کوئی
چاہتا تھا جان بچاؤن کنوین مین جاؤن مگر ممکن نہین بھاگے بھگدڑ مین آنکھون سے نہ سوجھا اندھے
کنوین مین گرے بعضے درہائے کوہ مین جا کر چھپے علمشاہ ایک طور پر جنگ کر رہے ہین تھوڑے عرصہ
مین دیکھا کہ علمدار گینڈا ٹھکرائے ہوئے بغل مین چھڑ رستم پر آ پڑا آتے ہی تلوار برسانے لگا رستم
نے روکتے روکتے مرکب کو ٹھکرایا آواز دی او علمدار ایک وار مردان عالم کا بھی روک تو نے حملے
کئے ہمنے روکے اب ہمارا وار روک یہ کہکے خبردار کہا اور ہاتھ تیغہ کپتیان فرنگی کا مارا اُسنے
اپر دار سپر کا اُٹھایا تلوار جو گری سپر کے دو ٹکڑے کرکے سر پر آئی سراسر کلے و جبڑے کو کاٹا سر مو فرق ہوا
مع گینڈے علم اور علمدار مرکز زمین پر گرے رستم نے آواز دی او بیحیاؤ دیکھو علم فوج قلم ہوا اب تو قدم سب کے
اُٹھیے ہرچند آوازین نعرہ دیتے ہین اور کہتے ہین ای بھائیو افراشتہ علمدار مارا گیا اگر تم لوگ قدم نہ ہٹاؤ خوب

جمکر زور رستم کو گرفتار کر لو افسر کلان شنکال جنگ آزما نے جو دیکھا کہ فوج سب باقی ہے صرف دو چار
ہزار آدمی قتل ہوئے ہین مگر فوج کے پانون اُٹھے جاتے ہین لڑنے والے جنگ سے گھبراتے ہین پھر جو
جو دیکھا رستم نے لاشون کے انبار لگا دئے دریا خون کے بہا دئے آخر شنکال نے طبل امان پر چوب
دلوائی لشکر رستم کا جدا ہوا ملکہ بنگلے پر سے دعائین کر رہی تھین اب جو دیکھا فوج دشمن طبل امان بجوا کر صحرا
مین اُتری اور رستم مع اپنی فوج کے پلٹ کر آتے ہین ملکہ مع کنیزون کے بنگلے سے اُترین طرف دروازے
کے چلین کہ شاہزادی کا استقبال کرین رستم نے خبر سُنی کہ ملکہ دروازے پر مشتاق کھڑی ہین رستم
گھوڑے سے کود کر ملکہ سے ملے ملکہ خون زخم لے رستم کا دوپٹہ سے پاک کر رہی ہین تعریفین
کرتی ہین کہ ماشاء اللہ آپ اکیلے نے بارہ ہزار کو شکست دی آپ ہی کا کلیجہ تھا بڑا پہلوان زبردست تھا
جو آپکے ہاتھ سے مارا گیا لیکر رستم کو بارہ دری مین پہونچایا لباس تبدیل کرایا رستم آکر مسند پر بیٹھے باتین
آپس مین ہونے لگین سیارہ نے عرض کیا ملکہ عالم یہ تو فرمائیے لوح طلسمی کہان ہے لال عذار رونے لگین
کہا ہم وہانکے حال سے بخوبی آگاہ ہین لوح تک رسائی دشوار ہے لیکن اب کوئی سردست بخدمت خداوند
طلسم جائے اور حال پوچھے تب حال مفصل لوح کا معلوم ہو سیمتن بھی اُس محل مین موجود ہے بولی تو ہم نہین
جا سکتین اور نہ میرا جانا ممکن ہے کون جا کر پوچھے کیونکر حال معلوم ہو ملکہ نیلم خوشرو پہلو مین ملکہ سیمتن کے
بیٹھی ہے محبت سے اسکی نگاہ سیارہ پر پڑتی ہے گالے پر اسکے عاشق ہے اپنے مقام پر سے وہ اُٹھی اور رستم
کو جھک کے سلام کیا کہا یہ کنیز رخصت ہوتی ہے آپکے اقبال سے ہفت پیکر سے پوچھ آتی ہے باقی اور
کوشش کا آپکو اختیار ہے ملکہ لال عذار و سیمتن کھڑی ہو گئین کہا ای نیلم بات سمجھکر کہو تمھارا حال ہفت پیکر
کو نہین معلوم دیکھتے ہی سمجھ جائیگا مکار ہے پہلے احوال کہو اُسکی تدبیر بتائین نیلم نے کہا کہ جو ہم سے
بن پڑیگا وہ کرینگے حال پوچھکر آئینگے کوئی پردہ باقی نہ رہیگا سب حال بتا دیگا جو منظور ہو گا وہ بخوبی سمجھائیگا
آپ لوگ کچھ نہ پوچھین جو مجھ سے بن پڑیگا وہ کرینگے اُسوقت نیلم ایک ایک سے رخصت ہوئی
قدمونکو رستم کے بوسہ دیا سیارہ کو انگلی سے اشارہ کیا ذرا کنارے چلو تو تمسے مفصل حال بیان
کرین سیارہ حیلے سے کسی کام کے اُٹھا ایک مقام پر آکر ٹھہرا کہ نیلم اُس مقام پر آئین گلے مین ہاتھ ڈالدے
کہا ای مہتر والا گہر اب تمسے رخصت ہوتے ہین مین جاکر مفصل کہونگی کہ لال عذار رستم پر عاشق ہین
ہفت پیکر نے کہا یا حکم دیا کہ اُسے مار کر نکالدو اب کنیز آپکی خدمت مین حاضر ہوئی اس حیلے مین حال پوچھ لونگی اگر

حال مفصل معلوم ہو تو بہتر ورنہ تڑپنا بھڑنا اپنی جان دینا ہی اب سر پرستو مین رستم ہین ہین انشاءاللہ تعالیٰ
پوچھکر آؤنگی یا جان دونگی سیارہ بھی یہ حال سنکر رو دیا اور کہا کسی طرح مجھکو بھی ساتھ لیچلو نیلم نے کہا یہ
غیر ممکن سیارہ رو کر خاموش ہو گیا نیلم نے اُسیوقت لباس معقول پہنا اپنے کو آراستہ کیا آنکھون مین سرمہ دیا
لباس بدلکر تخت زرین پر سوار ہوئی تاج سر پر رکھا طرف ہفت پیکر کے چلی قضاے کار ہفت پیکر
مع اپنے مصاحبونکے کوہ یاقوت پر ہے یاقوت تاجدار مصروف خدمتگزاری سب وزرا امرا جمع ہین
نازنینان مہجبین و مہ جبینان مہر تمکین حاضر خدمت ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ ای یاقوت تاجدار دریافت تو کرو
افراش زیندار گیا تھا اُسپر کیا گذری یاقوت نے عرض کی ہرکارے واسطے دریافت خبر کے
گئے ہوے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ہفت پیکر کی نگاہ پڑی دیکھا تخت پر ایک نازنین نہایت حسین
شمشیر ابرو خوشخو خوشرو آنکھین بڑی بڑی معلوم ہوتا ہے صبح و شام کا تماشا چشم مردم کو دکھا رہی ہین عارض
انور رشک قمر گلو صراحی دار سینے پر اُبھار صاف ظاہر ہے کہ دو نقابدار سرکش ایک مقام پر قائم ہین
شکم صاف و شفاف تختۂ الماس کمر نازک چالاک و چست ارادہ درست حق تو یہ ہے کہ اِس ماہ پیکر حسن و
خوبی دعزیز مصر محبوبی کی صفت عقل سے دور ہے سراسر ذہن کا قصور ہے ساق پا جسپر بناے حسن قائم ہے
ستون مصفا پاے نازک اگر زمین پر رہے نقش پاسے ہلال شرمندہ ہو بلکہ مہر درخشان اُس نشان کا بندہ
ہو اس سج دھج سے اُس نازنین کا تخت پیدا ہوا ہفت پیکر کی جو نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوا اور
بے اختیار پکار اُٹھا ای بندی قدرت کی آؤ قدرت تمہارے مشتاق تھے تخت ٹھہرا زمین پر آکر اُترا
پایۂ تخت کو نیلم نے بوسہ دیا واسطے سجدہ کے جھکی ہفت پیکر نے آواز دی سر خود را از سجدہ بردار کہ
منت بر تو نصیب کردم یہ سُنتا تھا کہ نیلم نے سر اُٹھایا پانوؤنکو بوسہ دیا اور پانوؤن ایک چٹکی لے لی کہا کیون
خداوند ایک دن وہ تھا کہ مجھکو اپنے ہاتھ سے بنایا حسینان جہان کو ہمارا مطیع گردانا اب قدرت نے ایسا
فراموش کیا حیران حیران ہفت پیکر صورت دیکھ رہا ہے سر سے پا تک گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہے آنکھین نرگس
شہلا جب ملجاتی ہین چھریان دل کے پار ہو جاتی ہین کبھی آہ کرتا ہے ہاتھ تھام کر کہا ای جان جہان دلآرام
دل وجان کرسی پر بیٹھو نیلم بیٹھی وزرا امیر جو حاضر ہین حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ کیا حسین نازنین ہے
قدرت عجب باتین کر رہے ہین ہفت پیکر نے پوچھا ای نازنین تو کہان سے آتی ہے یہ سُنکر نیلم نے سر
جھکا لیا کہا یا خداوند مین ایک ضرورت کو حاضر ہوئی ہون عرض کرتی ہون اور وہ یہ ہے کہ قدرت نے

مجھکو مصاحبون مین لالہ عذار کی قرار دیا ہمیشہ بہ راحت و آرام رہتی تھی یکایک وہ پسر حمزہ پر عاشق ہوئی مین
نے بہت سمجھایا میرے کہنے کو خلاف جانا یہانتک نوبت بہم پہونچی کہ قدرت سے باغی ہوئین افراش لشکرکشی
کرکے گیا پسر حمزہ نہایت جری ہی بہادر صف شکن تیغزن بلاغ سے نکلکر اُسنے افراش کے لشکر کا قتل
کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا کنیز گھبرائی وہ سب شکست کھا کے بھاگے کچھ شریک مسلمانان ہوے مین
نے ملکہ لالہ عذار سیمتن کو تنہائی مین سمجھایا مگر ملکہ نے نہ مانا مجھے تنبیہ کرکے نکالدیا اب دیکھون کیا
تقدیر دکھائے ہفت پیکر نیلم کو دیکھکر زانو بدل رہی باتین بھولی بھولی لبونسے مسیحائی درج دہان مین گوہر
دندان کی رعنائی زیبائی کیا حسین و مہ جبین ہی ہفت پیکر ٹھہرا جاتا ہی یہ جواب دیا کہ ای جان جہان وای آرام
دل مشتاقان ہم باغیونکو سزا دینگے تمکو وہان افسر کرینگے یہ سنکر وہ نازنین چیخین مار کر رونے لگی کہا یا خداوند
مین اسکی خواستگار نہین کہ مجھکو افسری ملے یا قدرت مجھکو پسند فرمائین ہفت پیکر نے کہا ای مہ جبین قدرت
نے تمکو پسند کیا آٹھ پہر دل یہ چاہتا ہی کہ تمہین دیکھا کرین تم سامنے بیٹھی رہا کرو یہ سنکر نیلم نے سر جھکالیا
کہا یا خداوند مین ایک تحقیقات کو حاضر ہوئی ہون سارے طلسم مین ہنگامہ ہی کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی ہین
کیونکر اسکا اعتبار مانون قدرت اپنی زبان سے ارشاد فرمائین کہ عمر طلسم تمام ہوئی یا نہین ہفت پیکر بول
اٹھا کہ جو علماے سابق نے لکھا ہی اُس سے صاف صاف ظاہر ہو کہ عمر طلسم تمام ہوئی ہے جو حالین
کتابین لکھین اُن مسلونکار دلکھدیا لیا مجال کسی کی کہ طلسم ہفت پیکر پر نگاہ اٹھا کر ڈال سکے ابھی عمر طلسم
کی تمام نہین ہوئی نیلم نے یہ سنکر قدمونکو بوسہ دیا کہا یا خداوند تیرے تصدق ایسا نہو طلسم کشا کو لوح
ملجای کہ قدرت کو صدمہ پہونچے مگر ہم ابتک نہین چاہتے ہین کہ قدرت کو کسی قسم کا صدمہ پہونچے البتہ
لالہ عذار سیمتن درپے آزار ہین لیکن کیا کر سکینگی قدرت یہ ارشاد فرمائین کہ لوح طلسمی کہان ہی حفاظت سی رکھیے
صاف صاف ارشاد فرمائی کہ وہان کوئی جا تو نہین سکتا لوح سے اطمینان ہو تو قلب قرار پائی ہفت پیکر
قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای نیلم خوش رو اصل یہ ہی کہ لوح طلسمی پاس زخار جادو کے ہی جنگلو نمین وہ پھرتی ہی
کون اُس مقام تک پہونچ سکتا ہی جسپر نگاہ ڈالے جلکر خاک ہو جای نام اُسکا زخار جادو ہی آتشبار کہنا
چاہئی اول تو اُس حوالی مین دیو ایسے ایسے رہتے ہین کہ طلسم کشا کو چیر پھاڑ کر کھا جائین نیلم نے زانو پر ہاتھ
مارا اور کہا کہ یا خداوند لوح تو ملنا دشوار ہی لیکن حضور نے کچھ لالہ عذار سے بھی ذکر لوح کا کیا تھا بس وہ
طلسم کشا سے کہدیگی اسی پر پسر حمزہ کار بند ہوگا ہفت پیکر ہنسا کہا ای جان جہان ایسی ایسی باتین قدرت

بہت سی کہدیتے ہین اُن باتونکا کیا اعتبار ہے جب اُس پتہ پر جائیگا دھرا جائیگا امان نہ پائیگا وہ تدبیر کی ہی کہ
جب طلسم کشا جائے گرفتار ہو ہمارے پاس قید آئے ہم قتل کا حکم دین ایک دن مین سبکو قتل کرین
مسلمان زندہ بچین سب جمع ہو کر ایک مقام پر اب ہوگئے ہین صرف طلسم کشا مع عیار باہر ہے جسوقت
وہ گرفتار ہو کر آئیگا مین جملہ مسلمانون کو قتل کرونگا اور لالۂ عذار کو مین نے دھوکا دیا تھا کہ دیکھون یہ
کیا کرتی ہی نیلم نے کہا کنیز نہ مانیگی کنیز کو مفصل حال بتائیے کہ لوح کہان ہی تاکہ اطمینان حاصل ہو جبتک
مفصل حال نہ سنونگی مجھکو ہرگز ہرگز چین نہ آئیگا میرے دلکو تسکین ہوجانے کہ لوح ایسے مقام پر ہی
کہ طلسم کشا نہ پاسکیگا طلسم نہ ٹوٹیگا مین نے رت جگا کیا ہی اگر قدرت نے چاہا انشاء اللہ سب حال
معلوم ہو جائیگا یہ کہکے نیلم اپنے مقام سے اُٹھی گرد ہفت پیکر کے پھری کہا یا خداوندا تو مفصل فرمائیے
ورنہ لونڈی کو قتل کا حکم دیجیے کہ یہ کنیز بربادی طلسم اپنی آنکھ سے نہ دیکھے ہفت پیکر نے کہا ای کنیز نہ گھبراؤ
تمسے مفصل کہدینگے اسوقت جاؤ شب کے وقت آنا قدرت کل حال لوح بتا دیگی کوئی بات باقی نہ رہیگی
نیلم نے دست بستہ عرض کی ابھی اُن لوگونپر فوج نہ بھیجی جاے ورنہ کام بگڑ جائیگا ہفت پیکر نے کہا ای
بندی قدرت کی نہ گھبرا ابھی فوج نہ بھیجینگے تمھاری راے پر یہ مقدمہ رہا اسوقت ہنگامۂ درباری ہی
اُسوقت ہمکو بخوبی فرصت ہوگی تم آنا تمکو سب حال مفصل بتلا دینگے اور صلاح بھی تمسے لینگے اور خاص
تمھاری ہی راے پر کار بندی ہوگی نیلم سلام کرکے رخصت ہونے لگی پھر کنیزونکو ہفت پیکر نے حکم
دیا کہ اسکو قصر مروارید نگار مین پہنچاؤ کنیزین نیلم کو قصر مروارید نگار مین لیکر آئین سامان دعوت
کا ہونے لگا لیکن بعد جانے نیلم کے ہفت پیکر وزرا سے پوچھتا ہی کہ تم سب کی کیا راے ہی نیلم کے ساتھ
فوج کرکے براے گرفتاری طلسم کشا روانہ کرون دل دھڑکتا ہی قلب پھڑکتا ہی وزرا نے عرض کی اگر
قدرت اسکو اپنا دوست جانین تو اس سے بہتر کیا ہی اور اگر کسیطرح کا خیال ہی تو بندے کیونکر عرض
کرین کہ باعث خرابی ہو تو کیسی مشکل ہو سرکار کو اختیار ہی جو مناسب جانین وہ کرین ہفت پیکر
سرنگون بیٹھا ہی کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی سب دیکھنے لگے کچھ پھول برسے کچھ آگ گری پھر جھونکے ہوا
کے چلے آوازین ہیبت ناک آئین جن سے مراد یہ تھی کہ ای ہفت پیکر ایسا آپسے باہر ہوا اپنے کو
بھولا ہفت پیکر طرف آسمان کے دیکھنے لگا آندھی موقوف ہوئی دیکھا سب نے تخت پر ایک ضعیف
عورت جوڑا باندھے ہوے ترسول ہاتھ مین تخت پر سوار آکر پہونچی ہفت پیکر نے جو اُس عورت کو دیکھا

اُنکو سلام کیا کہا مادر مہربان آئیے مین تو آپکا مشتاق تھا اُسنے قریب آکے ہفت پیکر کی بلائین لین
کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر مین ایک ضرورت سے آئی ہون مجھکو بڑی فکر تھی انجام اُسکا کیا ہوا ہفت
پیکر نے کہا وہ سب معاملہ اُسیطرح پر ہی کسی امر مین فرق نہین آیا کہا تو مین جاکر انتظام کرون ہفت پیکر
نے کہا کیا مضائقہ ہی اسطرح کی باتین ہوئین کہ شیر و وزیر جو سامنے بیٹھے تھے نہ سمجھے کہ یہ عورت
کسواسطے آئی ہی اور یہ کون ہی کیا انتظام کریگی کس چیز کو قدرت سے پوچھی پیکر کی کسی بات کو نہ سمجھا اُس
عورت نے بیٹھے بیٹھے کہا کیون لڑکے کیا اب شوق شراب و کباب بالکل موقوف کر دیا ہے
ہفت پیکر نے کہا ایسا تو نہین ہی مین تو ہر وقت شراب و کباب مین مصروف رہتا ہون اگر چاہتا
ہون یہ سنکر بڑھیا نے ہاتھ بڑھایا اک جام لبالب دھوان اُس سے نکلتا ہوا لیکر ہفت پیکر کو دیا ہفت
پیکر نے اُسکو پیکر نصف جو باقی رہا وہ عورت کو پلا یا ایسے راز و نیاز با تو نہین آج بہت ہوے کہ جو ذہن
مین کسی کے نہین آئے عرصہ تک آپسمین صلاح و مشورہ رہا مگر ایسی باتین ہوئین کوئی سمجھا نہین کہ ان خدشات
سے مطلب کیا ہی بعد عرصۂ دراز وہ ضعیفہ یہ کہکے اُٹھی کہ مین جاتی ہون ہفت پیکر نے کہا جائیے جب
کبھی کوئی محل موقع ہوگا تو تکلیف دونگا اُس عورت نے سر ہلایا مراد اس سے یہ تھی کہ تیری صحبت
ہم ہرگز نہ دیکھ سکینگے جب تو بلائیگا ہم آئینگے وہ ضعیفہ تخت پر سوار ہوئی اُسیطرح آندھی اُٹھی دیر تک
اندھیرا رہا ہیبتناک صدائین آئین بعد عرصۂ دراز کے ہوا صاف ہوئی پھر اُسیطرح ہفت پیکر بیٹھا تھا وہ
جو عورت آئی تھی وہ چلی گئی شیر و وزیر حاضر ہین ہفت پیکر نے کہا ای شیران سلطنت و ای وزیران ابہت تم
لوگ سمجھے کہ یہ کون صاحب تھین جنھون نے مجھے سرفراز فرمایا سب نے عرض کی غلامون نے کبھی
اُنکو نہ دیکھا تھا آج دیکھا غلام کیا جان سکتے ہین یہ قدرت کے کارخانے ہین قدرت کی ذات پر موقوف
ہین کسی کو دخل نہین یہ سنکر ہفت پیکر نے کہا یارو قدرت خود جاتے ہین تُش علی کی خبر لاتے ہین وزرا
اُمرا دوڑکر قدمون سے لپٹ گئے کہ قدرت کہان جاتے ہین سب نے ملکر روکا لیکن ہفت پیکر نے یہ
نہ بتایا کہ یہ ضعیفہ کون تھی کیا کہگئی کس انتظام کیواسطے آئی تھی سب خاموش ہو رہے ہفت پیکر بھی
خاموش بیٹھا ہی کہ نیلم خوشرو اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلتے ٹہلتے آئی ہفت پیکر کو بیٹھے دیکھا کہا یا خداوند کنیز اب
رخصت ہوتی ہی جاکر لالۂ عذار وغیرہ کی خدمتمین رہون کہ اُنکو اطمینان رہے ہفت پیکر نے کہا تمھارے
پاس فوج روانہ کرینگے نیلم نے کہا میرے جانے کے بعد قدرت فوج روانہ کرین مین لالۂ عذار کو لاؤ

گردونگی ہفت پیکر نے حکم دیا تم چلو ہم فوج روانہ کرینگے سرو پا کو نیلم کے دیکھا کیا نیلم ناچار کچھ سامان نہین
پڑا اور مطلب حاصل نہوا حیران حیران جس پریشانی مین آئی تھی اُسی حیرانی مین گئی یہان ملکہ لالہ عذار نے
ستارہ سے صلاح کی کہ فکر لوح واجب ولازم ہے ستارہ نے کہا ضرور فکر لوح کی کرنا چاہیے بدون حصول لوح
کسی شے پر ہاتھ چلانا مناسب نہین لالہ عذار یہ ذکر کوہی ہے کہ یہان تھوڑی دور پر قصر ہفت مدارج مشہور ہے جسے
سنا ہے کہ قصر ہفت مدارج مین لوح ہے مدت سے یہ خبرین سنتے ہین لہذا طلسم کشا کو بھیجین امتحان اقبال کا بھی
مقام ہے ایسے امتحان مین طلسم کشا کا نام بھی ہے رستم تو راضی ہین لیکن لالہ عذار نے دیکھا کہ اگر نیلم گئی اور لوح دستیاب
ہوئی تو باعث خرابی کا ہوگا اس سوچ مین بیٹھے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی رستم نے کہا دریافت
کرو کنیزین گئین گھبرائی ہوئی آئین جواب دیا خونخوار جنگ آزما نام پہلوان بھائی افراش کا اس طرف
سے جاتا تھا خبر جو اُسنے اپنے بھائی کی پائی کہ میرے بھائی کا قاتل اس باغ مین موجود ہے قریب باغ کے
اُترپڑا قاتل کو طلب کریگا رستم نے کہا اُسکی کیا مجال ہے جب بلائیگا اُسکے مقابلے کو جائینگے خونخوار بیرون باغ
کے چلا ساتھ والون نے پوچھا حضور کہان جاتے ہین خونخوار نے کچھ جواب نہ دیا در باغ پر پہونچا اک لات
ماری دروازہ باغ کا کھل گیا یہان رستم لالہ عذار کے پہلو مین بیٹھے ہین کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین اور
عرض کرنے لگین ای شہریار خونخوار جنگ آزما نے لشکر تو بیرون باغ چھوڑا آپ در باغ کے قریب آگیا
گلشاہ نے کہا آنے دو خبردار کوئی راہ مین روکے ٹوکے نہین قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے رستم ٹہلنے لگے لالہ عذار
کو منع کررہے ہین کہ تم کسی مقدمے مین دخل نہ دینا ایسا نہو کہ عذر کرے کہ ہم سحر نہ جانتے تھے ساحرہ نے
کیون دخل دیا لالہ عذار کہہ رہی ہے کہ یہ ساحر ہے ناچار ہوکر سحر صرف کریگا اس سے ڈرنا چاہیے یہ ذکر تھا سامنے
سے خونخوار جنگ آزما بل کرتا ہوا پیدا ہوا رستم کو جو لالہ عذار سے باتین کرتے ہوئے دیکھا جل گیا مدت سے
لالہ عذار پر عاشق ہے آواز دی باش او پسر حمزہ غضب کیا میری معشوق سے باتین کررہا ہے او لالہ عذار
کیون اپنے مرنےکی فکر کرتی ہے چیر پھاڑ کر پھینکدونگا ہمارے سخن سے انکار کیا پسر حمزہ کو بلا کر باغ مین اپنے
پاس بٹھا لیا اب بچنا تیرا دشوار ہے قدرت کو خبر اچھی طرح پہونچیگی برابر فوجین آئینگی جان بچانا دشوار ہوگا
رستم نے ہاتھ لالہ عذار کا چھوڑا طرف خونخوار کے بڑھے کہ اُسنے آواز دی او پسر حمزہ میرے مقابلے کو آتا
ہے جیسے ہی رستم جھپٹے نخل شمع کافوری بنے۔ پتے تالیان بجاتے تھے پھولون نے آنکھین کھولین غنچے گلہائے
شگفتہ نے آنکھین ملا رہے تھے تمام درخت جھاڑ دیکھنا جنگا پہاڑ رستم نے پلٹ کے دیکھا چار طرف دیکے

نخل روشن ہو گئے خوشبو آتی ہے نسیم جام عیش دکھاتی ہے عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی رستم
فرزند صاحبقران مزاج میں غصہ اکھڑاتے ہوئے جاتے ہیں ہر مرتبہ یہی خوف ہے کہ ایسا نہو یہ جیا
سحر کرے تیغہ کپتیان فرنگی ہاتھ میں پڑا ہوا سپر فولادی پشت پر قرص قمر پہلوے ماہ تابان میں چاہتے ہیں
کہ جھپٹ کر قریب خونخوار کے پہونچیں کہ بیچ نخل کی شق ہوئی ایک طائر برابر عقاب کے پیدا ہوا رستم کو
تڑپ سے گرا پنجہ کمر میں دیکر آ گیا لالہ عذار نے للکارا ایک گولہ طرف خونخوار کے پھینکا کہ شرارے برسنے
لگی ایک گولہ طرف آسمان کے طائر کو تاک کر مارا پانون پر جو طائر کے پڑا پانون اسکا زخمی ہوا قطرات خون کے
ٹپکنے لگے مگر طائر بلند ہوا چلا جاتا ہے گستاخی یہ کہ پلٹ کے آواز دی او لالہ عذار پانون تو لے میرا زخمی
کر دیا میں سمجھونگا دوسرا گولہ لالہ عذار نے اور مارا ایکی اتنا بلند ہوا تھا کہ گولہ وہانتک نہ پہونچا پکار کر
لالہ عذار نے آواز دی او مکار اب کہان جائیگا طائر کا خونخوار نے سحر کیا لیکن لالہ عذار نے چند دانے ٹش
کے پھینکے کچھ شعلے وغیرہ خونخوار پر گرے یہ نہاری ان شعلہاے آتش کو کب مانتا ہے ہاتھ ہلا دیا کچھ اسم سحر کے پڑھ
کچھ دستک دی شعلے دفع ہوے لالہ عذار نے جھولی میں ہاتھ ڈالکر ایک چنگیر نکالا اسپر اسم سحر کا پڑھکے طائر پر
کھینچ مارا کہ خونخوار کے ہوش اڑے وہ چنگیر جا کے پانون پر طائر کے پڑا دونون پانون طائر کے قلم ہو کے گرے
طائر مر کر ایک جانب چلا رستم اسکے ہاتھ سے چھوٹے غل ہوا کہ علمشاہ آسمان سے طرف زمین کے آتے ہیں
یہ سننا تھا کہ لالہ عذار نے بیتاب ہو کر دستک دی آواز دی ہوا خواہ فرزند صاحبقران زمین پر نہ جانے
پائیں یہ جو پکار کر کہا دو زنگی زمین سے پیدا ہوے ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہوے رستم کو بالاے ہوا روکا زنگی
قائم ہوے خونخوار طرف علمشاہ کے چلا زنگی غائب ہوے رستم پشت مرکب پر سوار ہوے آئے خونخوار
ادھر سے رستم ملکہ لالہ عذار بھی سامنے کھڑی ہیں جو سحر خونخوار جنگ آزما کرتا ہے ملکہ لالہ عذار دفع کرتی
ہیں ہر مرتبہ یہ آواز ہے ای مردان عالم جنگ کر لو رستم اسفندیار کا نام مٹا دو رستم خونخوار بھاڑے آپس میں
نیزہ چلنے لگا دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ ہر طرح خونخوار ہونٹون کو ہلا دیتا ہے کبھی ہاتھ چلاتا ہے کبھی کہتا ہے
کہ ہان لیجاؤ ان کو تم کو نہ بلاؤ یہ فرزندان صاحبقران ہیں یہ کہکے خونخوار نیزے کو بل دیتا ہوا قریب رستم
کے آیا رستم کے نیزہ مارا سنان نیزے سے چنگاری آگ کی نکلی وہ چنگاری نہ تھی شہرہ پنجہ تھا کمر میں رستم کی پڑا
اور لیکر طرف آسمان کے چلا خونخوار نے زور سے دستک دی ایک زنگی سیاہ رو پیدا ہوا وہین سے
زنگی کو کسی نے للکارا کہ خبردار کہان جاتا ہے زنگی پلٹا کہ مجھے کون منع کرتا ہے دیکھا اک نازنین ہنستی ہوئی پکارتی

ہوئی او عاشق صادق یون دیوانہ ہوگیا ہماری شمع جمال کا پروانہ ہوگیا جب اُس نازنین نے مُسکرا کر آواز
دی اُدھر وہ پنجہ جو رستم کو لیے جاتا تھا ایک مقام پر رک گیا اور زنگی کے کان مین آواز آئی او جانے والے
ٹھہر جلدی اچھی نہین زنگی ٹھہرا نازنین مثل شعلہ جوالہ ہنستی ہوئی اُس زنگی پر جا پڑی کہا کیون نگوڑے دیوانہ
ہوا ہی جو چاہتا ہی کرتا ہی ٹھہر جا ہمسے تو بات کرنے جیسے زنگی ٹھہرا نازنین نے جھپٹ کر زنگی کا ہاتھ تھام لیا معلوم
ہوا آگ کا شعلہ تھی وہ زنگی مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا اور اعضا سے شعلۂ آتش نکلنے لگے تھوڑی دیر کے
بعد جلکے خاک ہوا بعد عرصہ دراز کے آواز دی کشتی مرا نام مین وا ہمہ جادو بود زنگی کا جلنا کہ خونخوار نے جھولی
پر ہاتھ ڈالا ایک کاغذ سیاہ نکالا مقراض بھی نکالی چاہتا ہی کہ کچھ کاٹون کہ آسمان سے ایک برق چمک کر گری
کہ خونخوار کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ جلنے لگا رستم کو اُسی برق نے روکا لاکر زمین پر پہونچایا لالہ عذار نے دیکھا
کہ نیلم ہی دوڑ کر گلے سے لگا لیا کہا ای نیلم بڑا کام کیا ساتھ والے خونخوار کے اپنے آقا کا مرنا دیکھ کر بھاگے
رستم کو نیلم و لالہ عذار و سیمتن اپنے ہمراہ لئے ہوے اندر باغ کے آئین اپنے اپنے مقام پر سب کھڑے ہوے
رستم نے فرمایا کیون نیلم لوح کا کچھ حال معلوم ہوا نیلم نے عرض کی مین کیا گذارش کرون کچھ عجب طرح سے
گول گول بیان کیا ہی کہ مفصل حال نہ کھلا ایسے طور سے اُسنے بیان کیا کہ طائر وہم و خیال بھی وہان نہین
پہونچا ای شہریار تلاش لوح نہایت دشوار ہی مگر پروردگار مالک و مختار ہی ایسا نہو جستجوے لوح مین نکلین
خدانخواستہ اور کسی بلا مین گرفتار ہون تو بڑی مشکل پڑیگی تلاش سے لوح کا ملنا دشوار ہی اب مشورے
ہونے لگے سیمتن کا کچھ قول ہی نیلم خوشرو کچھ کہتی ہی لالہ عذار کچھ بیان کرتی ہین راے مین اختلاف ہی
کوئی کچھ کہتا ہی کوئی کچھ کہتا ہی ہر ایک کو یہی تردد ہی کہ دیکھین انجام کیا ہو باؤن مین اختلاف ہی کہ اُس
جلسہ مین ستارہ آیا عرض کی ای شہریار غلام جو تلاش مین حضور کی نکلا تھا یہانسے تین کوس پر جا کے
ایک قصر دیکھا ہزار ہا نازنینان مہ جبین وہان بیٹھی تھین غلام وہان ٹھہرا آسمان سے برق چمکی ایک
تاجدار آیا اُسنے لوح کا حال بیان کیا ہر چند کہ مخفی ہی اگر لوح ملگئی سبحان اللہ اِس سے کیا بہتر ہی اور اگر دستیاب
ہوئی اور کچھ فکر ہوگی وہان تشریف لیچلیے تب سامان ہنگامہ کیجیے ستارہ نے رنگ روغن عیاری کا نکالا رستم
کو ایک تاجدار بنایا ملکہ لالہ عذار کو وزیر اعظم بنایا ملکہ سیمتن کو وزیر دست چپ قرار دیا اسطرح رستم کو تخت پر سوار کیا
لالہ عذار وغیرہ نے سحر کیا تخت اڑتا ہوا چلا قضاے کار یہ قصر جو دیکھکر ستارہ آیا تھا یہ قصر ملکہ شیدا ے گراز
دندان کا ہی کہ مشیران سلطنت و وزیران باتمکنت سے تھی حسد نے اِس طلسم مین غدر ہوا اُسد نے اپنے دربار مین جانا

ہفت پیکر کے موقوف کیا یہ ہی کہا کرتی ہی کہ مجھے کیا غرض کہ جو مین کسی کے بھلے برے مین دخل دون جب کچھ ہوگا دیکھا جائیگا لالہ عذار وغیرہ تخت اڑاتی ہوئی چلین یہان شیدا سے گرا زندان تخت پر بیٹھی ہی جادوگرنیان چست و چالاک یہانتک گرد کئی سو جادوگرنیان بارہ ہزار نوکر ساحر بڑے بڑے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین کنیزون نے بڑھکر خبر دی حضور ملکہ لالہ عذار و سیمتن تشریف لاتی ہین مگر بیچ مین سب سے ایک تاجدار جلیل بیٹھے ہین کہ جنکو ہم نہین جانتے ہین یہ سنکر شیدا کو فکر ہی ہوگئی کہ ان لوگونکو میرے پاس آنے سے کیا کام ہی یہ کہکے برائے استقبال چلی دیکھا تخت پر ایک تاجدار ایک جانب لالہ عذار ایک جانب سیمتن ماہ رخسار اور ایک جادوگر پشت پر مگس رانی کر رہا ہی لیکن سر جھکائے ہوے شیدا نے آکر سلام کیا اور عرض کی اسوقت حضور کہان تشریف لئے جاتی ہین اگر تکلیف نہو تو آج کے روز سرفراز فرمائیے گھڑی دو گھڑی ٹھہریے جو کچھ تحفہ آش موجود ہوا سے نوش فرمائیے مین کلاہ عزت اوپر آسمان افتخار کے پہونچاؤن کہ مجھے آپ نے سرفراز کیا اس طرح عجز سے جو اُس ملعونہ نے بیان کیا لالہ عذار نے کہا برائے کار ضروری نکلے تھے ادھر بھی آگئے شیدا ان سب کو بہ تعظیم و تکریم بارگاہ مین لائی لا کے مقام صدر پر جگہ دی استیارہ بشکل ساحر پشت پر تاجدار کے دست بستہ کھڑا ہوا اور ایک جانب لالہ عذار اور ایک طرف ملکہ سیمتن آکر دونون پہلو مین تاجدار کے بیٹھین شیدا نے اشارہ کیا گانیوالیان آئین بجکر گانے لگین سامنے علمشاہ کے بتانے لگین یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین نظم

غور کرنا دوستو مجھ ناتوان کے حال کو
آئنہ محتاج ہی لطف نظارہ تمثال کو

دیکھتا تھا ہائے کس پردہ نشین کے حال کو
خاک کے پردے مین آئی روح استقبال کو

سرکٹے لاکھون بلا سے آبرو باقی رہی
شمع نے جنبش نہین دی پاے استقلال کو

بڑھتے بڑھتے اشک دامن تک گذر کرنے لگے
رفتہ رفتہ گود مین لینا پڑا اطفال کو

کاتب قدرت کو وان کچھ اور ہی منظور تھا
لکھتے لکھتے رہگیا نقطہ بنا کر خال کو

تاج گوہر سر پہ رکھا آبلون سے خار نے
وقف صحرا کر دیا ہم نے جنون کے مال کو

بے تکلف جلوۂ حسن صنم تھا اسقدر
مہر کو رخ مہ کو عارض برق سمجھا چال کو

لاغری نے کر دیا ہمکو برنگ شور نے
اب بجز آواز صورت تک نہین تمثال کو

اب نہین حاجت جو ہون ممنون عیسیٰ و قضا
جنبش لب یار کی کافی ہین دونون حال کو

روشن و تاریک مین یکسان مزا مجھکو ملا
مصحف رو کا ترے نقطہ مین سمجھا خال کو

مصطفے سے ہی تجھے چشم شفاعت اے نسیم ۔ بخشدیگا ایزد برحق ترے افعال کو

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ستیارہ نے بھی کنارے اگر صورت تبدیل کی گانا بنکر خوب گایا ہر چند
بھی ارادہ ہوتا ہی لالہ عذار کا کہ ذکر لوح پیش کرین لیکن گانے کا وہ ہنگامہ ہی کہ ذکر نہین آسکتا ہر چند
زبان پر سے بات اگر پلٹ جاتی ہی گانے کا شور ہی چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جب ستارۂ سحری
آسمان پر چمکا عقاب زرین پوش صحراے مغربی مین شکار کھیل کر چرخ زبرجدی پر برآمد ہوا طائران
سیارگان حیران و پریشان شاخ کہکشان پر زمزمہ سرائی بھولے عقابان ضیا و شعاع عملداری
کرتے پھرنے مین یہان ستیارہ گا رہا ہی اور ہر مرتبہ وہ تان لگاتا ہی کہ زمین ہلجاتی ہی جب دن نکل آیا
لالہ عذار نے کہا کیون ہو اے شیدائی الحان اگر طلسم کشا ملجاے تو اسکا کیا حال کرو سنا ہی کہ لوح ظفر موج
اُسکے ہمراہ ہی جابجا تسخیر کرتا ہوا آتا ہی شیدا نے کہا ہو ہر چند کہ خداوند ہفت پیکر سے اور مجھسے فساد پڑگیا
تھا مگر قدرت نے انجام بخیر کیا مین اپنی سرحد مین رہتی ہون بحال کیا کسی کی جو مجھسے آنکھ ملا سکے وہ
سامنے دیکھو جو باغ بہشت آگین ہی وہ قدرت نے مجھکو بنوا کے دیا مین اسمین بسر کرتی ہون روز صبح
کو اُٹھکے دو چار کوس ضرور جاتی ہون کہ دشمن خداوند کا ملے تو اُسکا سر کاٹ لاؤن مگر ابھی تک کوئی باغی
ملا نہین اگر ملتا تو اُسے گرفتار کرکے خداوند کی خدمت مین روانہ کر دیتی لالہ عذار نے کہا اے ملکۂ عالم قدرت
سے ملے رہنا اسی مین بہتری ہی مین نے بھی یہی کیا کہ قدرت سے میل رکھا آجتک ایک ڈھنگ ہی اب اس
زمانہ کا قدرت کو اختیار ہی جو مناسب جانین وہ کرین کسی کو کچھ بن نہین پڑتا کیون ہو ملکہ شیدا الحان نے
لوح کہان رکھی ہی سابق مین ذکر اسکا ہو رہا تھا کہ لوح کے لیے نگہبان چاہیے کوئی نگہبان معین ہوا یا نہین
شیدا نے کہا مین ابھی ظاہر کیے دیتی ہون یہ کہکے آواز دی اے عندلیب راز دار دیکھ ملکۂ عالم کیا پوچھ
رہی ہین اسکا جواب دے یہ جو پکار کر شیدا نے کہا جوڑا عندلیب کا آسمان سے اُترتا ہوا آیا اک شاخ
گل پر بیٹھا شکل انسان سے وہ دونون گویا ہوے کہ ملکۂ عالم کیا پوچھتی ہو اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ
محبوبی کچھ مطلب تو ان اشعار سے سمجھیے جو مطلب رہجائیگا بلا تکلف حرف بحرف عرض کرینگے اول
بزبان خوش الحان یہ اشعار شروع کیے

نظم

بلبلے تیری کا وشین جینا سے مجھے دشوار تھا ۔ اے مرے درد جگر تو بھی مزاج یار تھا
جب مین بیتابی سے گھبرایا تسفی اُسنے کی ۔ مونس جان حزین شب بھر ترا اقرار تھا

دل کی گھبراہٹ سے جب تڑپا شبِ فرقت میں میں ‏— تیرے در سے متصل اپنا پسِ دیوار تھا
رات بھر سنسنا رہا اب عذرِ اصلی نہ کر ‏— بے سبب آہیں نہ تھیں آخر کوئی بیمار تھا
ہائے میں نے تو بہت چاہا مگر اے جانِ جان ‏— مجھکو مرنا بھی شبِ غم میں ترا دیدار تھا
داستانِ شوق میری ہو نہ چکی عمر بھر ‏— خاک سنتا وہ اُسے اک حشر کا طومار تھا
یہ تو مضمونِ گذشتہ کچھ وفا آمیز تھا ‏— کیا نصیبِ دشمناں تو بھی کسیکا یار تھا
اپنی محرومی گوارا کی نہ کی لیکن خبر ‏— جی دہل جاتا ترا وہ حال میرا زار تھا
غیر نے تیرے سوا پائی نہ آنکھوں میں جگہ ‏— پاسبانِ خوابِ راحت دیدۂ بیدار تھا
صدقے میں اس سرعتِ تیرِ نظر کے اے نسیم ‏— اُف بھی ہم کہنے نہ پائے وہ جگر کے پار تھا

یہ اشعار جو نر و مادہ نے بہ خوش الحانی پڑھے رستم جو سننے لگے سیمتن کو بھی وجد ہوا لالہ عذار نے بحق جمال طلسم کشا چپ خاموش بیٹھی ہیں رستم سے اشارہ ہوا کہ حال تو سن لیجئے ای طائرانِ اسرار بیان کرو کہ کیا کیفیت ہے لوح کیونکر دستیاب ہو یہ کہنا تھا کہ دونوں طائر پھڑکنے لگے مُنہ کھولتے ہیں اور بجاتے ہیں طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ نر و مادہ کے کلیجے میں درد ہے سر اُٹھاتے ہیں مُنہ کھولتے ہیں اور رہ جاتے ہیں بیان کریں ہو نہیں سکتا لالہ عذار نے پھر پکارا کہ ای طائرانِ عاقل کیوں تامل کرتے ہو یہاں طلسم کشا نہیں کہ کوئی خواہانِ لوح نہیں اتفاق سے یہاں آگئے اِدھر بھی آگئے اب بیان کرو نر نے مُنہ کھولا تھا چاہتا تھا کہ بیان کرے یکایک اُس طائر کے کان میں آواز آئی کہ کیوں او مکار و غدار یہ کیا حرکت ہے جو تو کرتا ہے یہ سُنکے اُس نر نے مُنہ سے شعلہ چھوڑا آواز دی اے خبردار رہنا خبردار یہ کہتی کہ نر کے ہر سر مو سے چنگاریاں آگ کی نکلیں سراپا شعلۂ جوالہ بنا دوڑ کر مادہ کو لپٹا اسنے بھی سینے سے سینہ ملا دیا اک ہنگامہ ہوا یارو دوڑو بڑا غضب ہوا طائرانِ اسرار جل رہے ہیں رشیدا گھبرا کر اُٹھی پکارتی ہوئی ارے کیا غضب ہوا کوئی انکو بچائے اور رشیدا کو بھی وہ دونوں طائر دوڑ کر لپٹے رشیدا بھی جلنے لگی کہ ایک ابر آسمان پر آیا اُس سے پانی برسنے لگا پانی کے قطرے جو شیدا اور طائروں پر گرے اور زیادہ شعلے بھڑکنے لگے مثلِ ہیزمِ خشک جلکر تمام ہوے ایک آواز مہیب آئی کہ او لالہ عذار تجھے خوفِ بادشاہِ طلسم نہ کیا خداوندِ طلسم کو غافل جانتی ہے ہر وقت آنکھیں ہیں پر نگاہ ہے یکایک ہواے گرم چلنے لگی تمام باغ جلکر خاک سیاہ ہوا ہر طرف سے آوازیں ہیہات اور افسوس کی آتی تھیں لالہ عذار نے اُٹھکر بہت سحر کئے سیمتن نے

رستم اور سیارہ کو بارہ دری میں چھپا یا کہا ای شہریار بادشاہ طلسم یعنے خداوند ہفت پیکر سے کے یہ
نشان تھے جو ظاہر ہوے کنیزون نے فکر کی تھی کہ حال لوح کا دریافت کرین افسوس کی بات ہی کہ حضور
کو نہ دریافت ہوا شیدا و عندلیبان خوشنوا نے پھڑک پھڑک کر جان دی مگر کچھ بھی نفع نہ حاصل ہوا غنچہ
آرزو نہ کھلا بے لطفی ظاہر ہوئی اس حال مصیبت مآل سے کیا ماہر ہوے اب اور کچھ آفت برپا ہوا چاہتی
ہی رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہ آسمان سے آواز آئی او لالہ عذار میرے تیرے واسطے بڑے سامان کئے اب
حال کھلا کہ بدنصیب ہو رنج و ملال کے قریب ہو لالہ عذار نے جو یہ آواز سنی ایک گولہ اٹھا کر طرف آسمان کے
اس آواز کی جانب پھینکا گولہ جاکر آسمان پر پھٹا گرم ہوا چلی لالہ عذار کمین نے سحر کی بوچھار کر دی کچھ پھول برسائے
پھولون سے برقین چمکین آگ برسی پھر تو تین لاکھ جادوگر آسمان سے پیدا ہوے آوازین دیتے ہوے ممتن اور
لالہ عذار کو گرفتار کرو ان دونون نے ان ساحرون کا کلام سنکر وہ سحر کیے جس کسی نے ایسا کلمہ زبان سے نکالا
اسپر وہ برق چلی کہ دو ٹکڑے اسکے ہوے اسطرح کئی سو جادوگرون کو دونون نے مارا ان جادوگرون نے تمام
باغ کو چارطرف سے گھیر لیا رستم نے جو یہ ہنگامہ سنا تلوار کھینچکر جا پڑے جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کئے
اور سیارہ نے حقہ ہای آتشی مارے کندین پھینکین کچھ ساحرونکو حباب مار کر بیہوش کیا کئی سو ساحرونکو قتل
کیا کہ دروازہ باغ کا بند ہوا اندر سے باغ کے اشیاے سحر آتے ہین ساحرونکو جلاتے ہین ہنگامہ گیرودار
بلند ہوا ہے طلسم کشا کو گرفتار کرو پسر حمزہ طلسم کشا ہو اسی باغ مین چھپا ہی جب بلوہ کرکے قریب دیوار
کے آتے ہین دیوار و در اور شاخ طلسم سحر سے وہ شعلے نکل رہے ہین کہ ہزارہا جادوگر جلکر گرتے ہین
کچھ دوبھاگ کر چھپتے ہین کہ یکایک زمین شق ہوئی ایک جادوگر مہیب سیاہ رو و بدخو زشت فام بدانجام
ایک غرقی باندھے ہوے ہاتھ مین لوہے کا ترسول جھپٹا ہوا آتا ہی آواز دیتا ہوا ارے دروازہ باغ کا
گرا دو طلسم کشا کو گرفتار کرو لالہ عذار و ممتن گرفتار ہون بغاوت مین خداوند کی مجبور و ناچار ہون یہ
سنکے بلوہ کیا اس جادوگر نے بڑھکر وہی ترسول جو ہاتھ مین تھا در باغ پر مارا ایک آواز مہیب آئی دروازہ
گرا صداے مہیب وہ آئی کہ زمین تھرائی ہر شخص کے ہوش پراگندہ ملکہ لالہ عذار و ممتن جو باغ مین چھپین
تھرا گئین رستم نے گھٹنے ٹیک دیے سیارہ کو دیکھا زمین پر گرا پڑا ہوا عرض کرتا ہی ای شہریار ہوشیار
رہیے یہ کیسی آواز مہیب آئی جادوگر باغ مین گھس آئے رستم تیغہ پکڑ کے بڑھے ایک ساحر نے بڑھکر جو کیا تیغہ رستم
کے ہاتھ سے چھوٹا وہ زنگی جو مہیب صورت آگے ہی اسنے پکار کر آواز دی فرزند حمزہ کو لینا مین نے ہاتھ پاؤن بیکار

گئے چند جادوگر بڑھے کہ رستم کو تھالین لالہ عذار نے بڑھکر سحر کیا اُنکے سر کٹکر گرے چند رستم کو گرفتار کرنے بڑھتا
ہے لالہ عذار جسوقت سحر کرتی ہین اُسکا سر کٹکے گرتا ہی بارہ جادوگرون کے سر کٹکے گرے جب وہ ساحر سینہ ام
جھومکر پرے سے بڑھا پکارتا ہوا او لالہ عذار تو بادولت کو نہین پہچانتی تم پہلو نشین ہفت پیکر کیا کسی جلسے
مین مجھکو پہلو مین ہفت پیکر کے نہین دیکھا ای لالہ عذار یہ مقام خدائی خداوند ہفت پیکر ہے اگر تمام عالم کے
ساحر جمع ہوکر قصد کرین کہ اس طلسم کو مٹائین تو ناممکن ہے تم اپنے اپنے ذہن مین کیا سمجھی ہو کہ دم دوستی کا پسر
حمزہ کی بھر رہی ہو تمھاری قضا دامنگیر ہے یہی تمھارے قتل کی تدبیر ہے یہ کہکے وہ زنگی بڑھا لالہ عذار
عاشق جمال رستم کب رکتی ہی بڑھی زنگی سے سحر چلنے لگا جادوگر دور ہٹ گئے مینہ برس رہا ہی آگ جل رہی
ہی ہنگامہ گرم ہی سحر جابجا بین سے چل رہے ہین زمین سے پانی اُبل رہا ہی دھوان زمین سے نکل رہا ہی ہر ایک
نخل مثل شمع کافوری جل رہا ہی کبھی تلوارین برستی ہین کبھی انگارے آسمانسے برسے دونون مصروف سحر خوانی
ستارہ نے دیکھا کہ ملکہ لالہ عذار سحر مین کمزور ہین ایک نخل کی آڑ پکڑ کے چھپا جب بہت سحر آپسمین ہو چکے
تو زنگی نے للکارا او لالہ عذار سحر پڑھنا موقوف نہین کرتی کچھ خداوند ہفت پیکر کا خوف نہین یہ جو زنگی نے
پکار کر کہا دیکھا کہ ملکہ لالہ عذار تھر تھر کانپنے لگین تم آکے گرین زبان بند دل دردمند اُس ساحر نے آواز
دی ارے لالہ عذار کو گرفتار کرو چند ساحر دوڑے سیمتن بڑھکر سحر کرنے لگی تلوارین برسنے لگین سیارہ
نے گوپھن سے پتھر برسائے جب کئی سو کے سر کٹے اور بچے تب وہ ساحر پھر بڑھا اور سبکو منع کیا کہ کوئی
نہ بڑھے سب ساحر ٹھہر گئے زنگی ہو ہو کہتا ہوا بڑھا جیسے ہی قریب رستم و لالہ عذار پہونچا چاہا جھک کے
دونون کو اٹھاؤن سیارہ نے پتھر مارا کہ پیشانی پر زنگی کی پڑا اسکے ہزار ٹکڑے ہوے مرنا زنگی کا کہ
اندھیرا کال ہوا آگ برسنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من پہلو نشین ہفت پیکر بود او رستم اپنے مقام سے
اُٹھے لالہ عذار نے اُٹھتے ہی آگ برسانا شروع کردی ساحر جو ایک مقام پر جمع تھے جلنے لگے اُنکے
اعضائے جسمی سے شعلے نکلنے لگے یہ معاملہ دیکھکر اکثر ساحر گھبرائے آپسمین اشارے کئے کہ بھاگ چلو
بیتاب ہوکر سب کے سب آوازدینے لگے یا خداوند ہفت پیکر آپکا بندہ قتل ہوا ہم مجبور رونا چاہتے ہین سحر خوانی
مین حیران و پریشان ہین یا خداوند کرم کیجئے یہ جو بیقرار ہوکر کہا آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے ایک
ساحرہ سیاہ فام بد انجام جھولی بائین ہاتھ پر پڑی ہوئی وہین سے للکارتی ہوئی کہ تمھاری صدا سے
بدعت تا بگوش جی جوش خداوند ہفت پیکر پہونچی لونڈی گھر کی کام کرنیوالی جاروب کشی کر رہی تھی کہ حکم آیا

جاکر مدد کر ایسا نہو بندے ہمارے قتل ہوجائیں محسن جادو منگیا اُسنے غرور کیا قدرت کو غرور کسی کا پسند نہین
ہی آخروہین مٹا دیا خاک مین ملا دیا قدرت نے مجھکو بھیجا ہی کہ مسلمانونکو پکڑ لاؤ کون مصروف سرکشی ہی کسکو
خیال لشکر کشی ہی پیدا کرنیوالے سے کون مقابلہ کریگا فوراً جہنم مین بھیجا جائیگا رومال سے اپنے اپنے ہاتھ
باندھ لو مین تمکو خدا تعین قدرت کی بھیجلون کہین بی لالہ عذار و سیمتن قدرت نے کیا تمھارے ساتھ خلاف کیا کہ تم
قدرت سے ایسا بگڑین کہ بالکل علیحدہ ہوگئین قدرت کے ساتھ یہ دشمنی ماہبر سے رہزنی چلو ہم تمھاری صفائی
کرادین یہ سنتے ہی لالہ عذار نے سحر کیا ایک جانب سے سیمتن نے کمان کیانی کو اُچھالا کہ طلقے گلے مین اُس
ساحرہ کے پڑگئے لالہ عذار کا سحر یہ ہی کہ ماش کے دانے پھینکے ہین منظور یہ ہی کہ دیوانہ وار وحشی مثال زمین پر گرے
لیکن اُس ساحرہ نے سحر جوان دو نونکا دیکھا اپنے مقام پر تڑپی مثل برق کے گری ماش کے دانے جلادئے کمان
کیانی کے ٹکڑے اُڑا دئے اُسی صورت پر جو گری ایک طرف لالہ عذار بیہوش ہوئی سیمتن کو شعلۂ آتش نے گھیر لشکر والونپر
ایک دستک دی شعلۂ آتش نے رستم کو گھیر لیا رستم کو یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص مجھسے کہتا ہی تیغ کیتیان مین دیدیجئے
تیغ کمر سے نکالکر دیدیا پھر کان مین آواز آئی سپر کیا کام کریگی سپر بھی دیدو اسکے خلاف اگر کروگے تو باعث خرابی ہی
رستم نے سپر بھی اُتار کے دیدی جب تیغ و سپر قبضے سے جا چکی تب آواز کان مین آئی او گنہگار ہتھکڑیان بیڑیان
پہن لے دربار خداوندی مین جاکر داخل ہوتا کہ سُن قدرت کیا فرماتے ہین اسوقت تک تو تجھپر قدرت کی نگاہ
مہر و محبت ہی آیندہ جیسا کچھ ہو ستارہ نے جو دیکھا کہ رستم قید ہوگئے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے کھڑے
ہین ساحرہ سے باتین کر رہے ہین گھبرا گیا ایک مسافر کی شکل بنا فریاد کرتا ہوا دوڑا پکارتا ہوا ای ملکۂ عالم اس
غلام کی فریاد کو پہونچیے میرا قریہ ان لوگون نے لوٹ لیا ہر طرف قیامت بپا ہی کانون پھونکا گیا عزیز اور
اقارب مارے گئے جب سامان لشکر کشی ہوتا ہی جو مصروف جنگ ان لوگون سے ہوتا ہی انکا حال بخوبی آپ
جانتی ہین اُس ساحرہ نے پکارکر آواز دی ارے میرے پاس آ مین تیرا کانون آباد کرادون ستارہ
ہاتھ باندھے ہوئے قریب آیا کہا حضور مارا مارا پھر رہا ہون تمام کنبہ قبیلہ قتل ہوگیا مین اکیلا رہگیا ڈھونڈھتا
پھرتا ہون ایسا خدا نہ کرے کہ خداوند تک مسلمان پہونچین ہمین انکا علاج کیجئے ساحرہ نے کہا تمھارا کیا نام
کہا حضور کا شتکار جادو میرا نام ہی ہمیشہ بچپن سے یہ وقت آیا یہ ہی پیشہ کرتا ہون مگر صحبت مین رئیسون
کی رہا کرتا ہون کچھ گانا بجانا بھی یاد کیا ہی بڑی مشکل یہ ہی کہ حضور کہین تشریف رکھین تو مین اپنا کمال
دکھاؤن حضور کو بہت راضی کرونگا خلخال جادو نے یہ باتین جو سنین پکارکر فوج والون کو آواز دی کہ بارگاہ

استاد کر دلالعذار ویمین گرفتار ہوئیلیکن ہمارا ارادہ یہ تھا کہ ابھی ان قیدیونکو لیکر چلے جائین لیکن اس بیچارے غریب کا کہنا ہمکو ایسا منظور ہوا کہ دل چاہتا ہی آج اسی مقام پر رہیے کل یہان سے کوچ کرینگے قدرت نے سبکو گرفتار کر لیا ہی زندان مشقت مین سب بند ہین جسدن حکم ہو گا قتل ہو جاینگے اسیوقت سامنے والے فوراً دوڑے بارگاہین خیمے استادہ ہوے جادوگر اپنے اپنے مقام پر اترنے لگے ہزار ہا جادوگر کا کھیت ہوا لاشونکو اٹھا کر جلایا خلخال جادو ہاتھ سیارہ کا پکڑے ہوے طرف بارگاہ کے چلی اور سیارہ ٹھٹھی ٹھٹھی باتین کر رہی ہی خلخال ہنستی جاتی ہی کہتی جاتی ہی میان کاشتکار جادو نہ گھبراؤ ہم تمھاری سفارش قدرت سے کر کے تمھارا گانون آباد کرا دینگے اور جو کچھ تمھارا نقصان ہوا ہی وہ خداوند ہفت پیکر سے ملیگا اب کل ہی دن سے قدرت اس فکر مین ہین کہ جو باقی رہگئے ہین ان ساحرونکو جا بجا آباد کر دون رعایا کو شاد کر دون ان مسلمانون کے آنے سے ملک جا بجا ویران ہوے قرینے سے ان سبکا آباد کرنا منظور ہی یہ باتین کر کے سیارہ کو لیکر اپنے ہمراہ بارگاہ مین آئی کنیزون نے بارگاہ کو درست کیا مسند بچھائی اب اُسی مقام پر محفل شراب وکباب آراستہ ہونے لگی کنیزون نے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لا کر موجود کین خلخال مسند پر آکر بیٹھی کہا کاشتکار جادو کو لاؤ کاشتکار جادو ایک کونے مین سرنگون بیٹھا تھا کنیزین لیکر سیارہ کو حاضر ہوئین کہا میان کاشتکار کیا کمال رکھتے ہو کہا حضور شادی ہو غمی ہو اسمین کارگزاری دکھاؤن شمع دھاؤن کھانا عمدہ پکاؤن لطف یہ ہی کہ ایک من مین ساری فوج کو کھلاؤن ناچ کے طائفے مجھسے بلوائیے سر دست گانا سناؤن بجن خداوند ہفت پیکر کے گاؤن آپکو لطف ملے خود قدرت تشریف لائین گانا سنین دیکھیے تو کیا لطف ملتا ہی یہ کہکے سازندونسے اشارہ کیا چار طرف سے سازندے دوڑے کاشتکار نقلچی بیچ مین سازندون کے آگے بیٹھا مگر ان جادوگرون کو بہ نگاہ خیرہ خیرہ دیکھ رہا ہی مطلب یہ ہی کہ ان سب کی بھی گردن ہون یہ کہکے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

ہو گئی عمر میں خبر ہی نہ وہاں جانا ہمیں ہا	وہ بھی رسوا ہو خدا جس نے کیا رسوا ہمیں ہا
ہو مبدم رونا ہمیں چارون طرف تکنا ہمیں ہا	یا کہیں عاشق ہوے یا ہو گیا سودا ہمیں
ہر ستم صیاد کا کیا التفات آمیز تھا	بند کرنے کو قفس مین دام سے چھوڑا ہمیں
یار تھے یا دشمن جان تھے ہمارے چارہ گر	لیچلے مرتے ہی زندان سے سوے صحرا ہمیں
طالع برگشتہ بخت خفتہ مت پوچھو کہ ہم	غش پڑے تھے پھر گیا وہ جا کر سوتا ہمیں

تو نہ جانے عشق بازی اور ہم نادان ہون
بے سمجھ کہتا ہی ناصح تو نے کیا سمجھا ہمین
یہ ستم کیا غیر پر کرتا وہ سچ پوچھو تو ہے
یار کے ناز بیجا سے شکوہ بیجا ہمین
کیا کہین کیون رہگئے حیران تجھکو دیکھکر
آگیا دل یاد ای آئینہ رو اپنا ہمین
دست بوسی پر کرو ہان قتل اپنے ہاتھ سے
سچ تو کہتے ہین قبول انصاف غیرونکا ہمین
اہل ماتم کسطرح سے روئین منھ کو ڈھانک کر
مرتے مرتے پاس اُس پردہ نشین کا تھا ہمین
ہمسے نازک طبع سے کب اُٹھ سکے بیداد چرخ
مرگئے مضمون جور یار جو سوجھا ہمین
مومن اُنکا تو نہ تھا تھے مین آخر اختیار
یہ شکایت بھی خدا سے ہی بتونسے کیا ہمین

اس صحبت مین یہ غزل گائی ارباب محفل تعریفین کر رہے ہین ظلمال نے کہا ای کاشتکار تمکو علم موسیقی مین بڑا کمال حاصل ہی کاشتکار نقلی نے عرض کی حضور ابھی آپنے میرا کیا کمال ملاحظہ فرمایا مین ساقی گری خوب کرتا ہون ظلمال نے کہا ساقی گری کرنا کیا چیز ہی شراب اُنڈیلی اور پلادی یہ کیا مشکل ہی کاشتکار جادو نے عرض کی حضور پیرون سے ناچون منھ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن کلید میخانہ مجھکو مرحمت فرمایئے ظلمال نے کنجی کاشتکار کو دی کنجی لیکر میخانے مین آیا تمام شراب کو خراب کیا پکار کر آوازدی آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہے سب لوگ دوڑے کوئی تبلہ کوئی گلابیان شراب کی لے گیا چالیس گلابیان شراب کی کاشتکار نقلی لیکر محفل مین آیا پاؤن مین گھنگرو باندھکر گت ناچنے لگا اور گنگنا کر یہ اشعار مضمون شراب کے گانا شروع کیئے **اشعار**

ہی مری ستی کو عشق ساقی کوثر شراب
رات دن پیتا ہون مین بے شیشہ وساغر شراب
خون آتا ہی نظر صاف اُس تن نازک مین یون
جسطرح مینائے بلوری مین ہو احمر شراب
ہو دل مجروح کی اُس چشم میگون پر شفق
کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر شراب
گرچہ ہون میکش پر ای زاہد نہ غیبت کر مری
گوشت کھانے سے برادر کے تو ہی بہتر شراب
کانپتے ہین اہل عصیان دہشت فقر سے
رعشہ دار انسان کو کرتی ہو جا کثر شراب
لذت عشرت ہوئی بے تلخکامی کیا حصول
ذائقہ مین دیکھ تو رکھتی ہے تلخی مر شراب
میکشی سے زاہدونکو اس لیئے انکار ہے
تا نہ آن بدباطنون کے کھولدے جوہر شراب
ہین جو عادی سخت اُنکو میکشی سے عشق ہے
آدمی کی ہر کشش پروازی کو ہی شہپر شراب

ہو نجس ہر چند لیکن پاک کر دے گا وہی　　جسکی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہی اطہر شراب

اِس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ سب اہل محفل تعریفین کرنے لگے سیّارہ نے یہ چند اشعار گا کے
پشواز پہنی گھنگرو پانون مین باندھے شراب انڈیل کر جام بلورین سر پہ رکھا کچھ اشعار گاتا ہوا ٹھوکرین
لیتا ہوا پاس خلخال کے پہونچا سر کو جھکا کے عرض کی ایسی قدردانون کو سب سے شراب پلانا چاہیے
خلخال نے دونون ہاتھ پھیلا دئے جام لیا اب پھر اِسنے اشعار گانا شروع کئے آنکھین ملائے ہوے
اشعار گا رہا ہی تانین مار رہا ہی خلخال نے چاہا جام لبونسے لگاؤن جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا شراب نے
چرخ مارا شعلہ بلکر اڑ گئی جام کے دس ٹکرے ہوے خلخال نے آواز دی ارے تو کون ہی یہ جو اِسنے
کہا سیّارہ نیچہ پکڑکے جا پڑا اور نعرہ کیا منم سر برندۂ جادوگران خلخال نے ایک دو ہتڑ مارا سیّارہ
زمین پر گرا ہاتھ پانون بیکار ہوے خلخال نے ابر سحر برسا کر سب کی بیہوشی دفع کی اب خلخال نے سیّارہ
کے منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا نام پوچھا سیّارہ نے کہا مین اس شہریار کا عیار ہون
کنیزونکو حکم دیا اِسے سلسل و مطوق کرو پاس اِسکے آقا کے انکو بھی قید کرو جہان رستم ولالعذار و سیمتن
قید مین سیّارہ کو جو وہان لیکر آئے رستم کو یقین کامل ہوا کہ اب کوئی صورت رہائی کی نہین موت لیکر
طلسم ہفت پیکر مین آئی قیدی تو آپسمین یہ باتین کر رہے تھے خلخال نے حکم دیا لشکر کی تیاری کرو
سویرے یہانسے کوچ ہو گا رات بھر تیاری ہوئی خیمے بارگاہین لدین اِن گرفتاران مصیبت کو ارابے
پر سوار کیا لیکر روانہ ہوے منزل در منزل جاتے ہین راہ مین ایک مقام پڑتا ہی کہ آسے کوہ سیماب
کہتے ہین ہر ہفتہ مین خداوند کا اِسپر ہی ظہور ہوتا ہی ملکہ سیماب گل اندام جو یہان کی بادشاہ ہین اُنکو
سب طرح کا اختیار ہی وزیر امیرون بھر دربار مین بیٹھے شبکو آکے اپنے اپنے مقام پر آرام کیا دیدۂ ظاہری
بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے حسین خواب مین دیکھا کہ صحرائے گرد آڑی ایک ساحرہ مکارہ بلائے روزگار
تخت پر سوار لشت پر بارہ ہزار ساحر وغیرہ ساحر گھیرے ہوے ایک ارابے پر چار قیدی دو عورتین
حسین و مہ جبین ایک عیار طرار خنجر گزار بلائے روزگار ایک شیر بیشہ جرأت یکہ تاز میدان جلالت
صفدر و صف شکن سہراب تیغ زن چہرہ آفتاب عالمتاب خانۂ زنجیر مین قفل چمنستان شرم و حیا کا گل
قید کا تسلسل چہرہ زیبا آفتاب عالمتاب سرنگون غم سے کلیجہ خون وہ تینون قیدی اِس جری کی دلدہی
کر رہے ہین وہ جوان کہتا ہی موت لیکر آئی تھی اِس بلا مین آکر گرفتار ہوے مجبور و ناچار ہوے افسوس

اب دیکھیں فلک کیا دکھاے اُس جوان کو دیکھکر سیماب بیقرار ہوئی طرف ارابے کے دوڑی پکارتی
ہوئی ای شہریار آپکو کسنے قید کیا ہی مین واسطے رہائی کے حاضر ہوئی ہون رستم نے وہ کلائیان دکھائین
کہ جنکو شاخ الماس سے تشبیہ دینا مناسب اُسمین ہتھکڑیان یہ دیکھکر سیماب دوڑی کہتی ہوئی کنیزو واسطے
رہا کرنے کے آتی ہی سیماب یہ کہکے جھپٹ کے دوڑی بیچ مین سیر فرش کی ٹھوکر کھائی سیماب گری
گرتے ہی آنکھ کھلگئی اپنے کو فرش خواب پر پایا چیخین مارکر جو روئی وزیرزادیان مصاحبین دوڑ پڑین
عرض کی واری خیر تو ہی سیماب نے ضبط کرکے کہا خیر وعافیت ہی آپ لوگ کوئی میرے پاس نہ آئین
میرا دل چاہتا ہی جنگل مین نکلجاؤن کوہ و دشت وبیابان مین ٹھوکرین کھاؤن اپنی جان دون کنیزین
ہٹ گئین ایک کنیز کہ وہ مدت سے حاضر خدمت رہتی ہی گلعذار نام اُسنے کہا حضور مین خدمت مین
حاضر رہونگی جب سب ہٹگئے تو وہ قدمو نپر گر پڑی عرض کی واری مین حضور کو اسقدر پریشان پاتی ہون
مجھسے مفصل بتائیے کہ یہ کیا رنگ ہی کنیز تدبیر کرے اسطرح تنہی کرکے اِسنے کہا سیماب نے جواب
دیا کہ یہ خواب پریشان مین نے دیکھا ہی ابتک اُسکا سامنا نہین دیکھون تو کیفیت کیا ہی یہ کہکے بہت
روئی اور کہا ابھی تک اُسکا ظہور نہین ہوا گلعذار نے کہا شاہزادہ چلکر بیٹھیے شاید ظہور ہو بیرون شہر
تالاب ہی بڑی مدت سے کسی شاہ نے بنوایا ہی گرد اسکے سنگ مرمر کی اینٹین عمدہ لگی ہوئی ہین ایک
کمرہ بہت معقول کنارے پر بنا ہوا ہی اُسی پر چلکر تشریف رکھیے حکم ہوا اُسی مین چلکر فرش بچھاؤ کنیزون نے
جاکر وہان فرش بچھایا ملکہ سیماب آنکھون مین آنسو بھرے بیٹھی ہین کہ جو خواب مین دیکھا اُسکا سامنا
ہوا کہ صحرا سے گرد اُڑی دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اُسکے بعد دیکھا ایک ساحرہ تخت زرین پر سوار
تاج سر پر ہزار ہا جادوگرنیان گھیرے ہوے ایکطرف ارابا اُسپر چار قیدی اُسمین ایک جوان
شیر دلیر ایک عیار پہلو مین اور دو نازنینان مہ جبین اور وہ شیر دلیر اپنے حال زار پر روتا ہوا اور عیار
اُسکو سمجھاتا ہوا آتا ہی دیکھتے ہی سیماب بیقرار ہوگئی چاہتی ہی کہ سحر کرون ناگاہ آسمان پر برق چمکی
نعرہ ہوا منم نیلم جادو آسمان سے جو گری کئی سو جادوگرون کے سر کاٹ کر پھینکدیے پھر گری پھر
چمکی طلخال گھبراکر اپنے مقام سے اُٹھی اور نعرہ کیا منم طلخال جادو یہ کہکے سحر کیا نیلم گھبرائی
سیماب نے کہا بڑا غضب ہوا وہ اکیلی ہزارہا جادوگرنیون نے گھیرا ہی خدا اُس بیچاری کو ان ظالمونکے
ہاتھ سے بچائے ایسی اُس ظالم کے دلکو لگی ہی کہ اتنے بڑے لشکر کا کچھ خیال نہ کیا اور آپ ہی دیکھو

اب کس زور و شور سے لڑ رہی ہو گی تو جادوگر مارے اسکے بڑے سحر مین پھنسی ہو لڑکھڑا رہی ہو اب
پیدا کرنے والا اسکو بچائے خلخال نے دو تین سحر ایسے کئے کہ رنگ روے نیلم متغیر ہو گیا جھولی
جلکر گری چہرہ اُداس عالم یاس قریب ہو کہ لڑکھڑا کے گرے کہ سیماب کو تاب باقی نہ رہی دہن سے
للکارا او بیحیا یہ کیا کرتی ہو بیچ مین سیماب جاکر پہونچی جاتے ہی دیکھا کہ نیلم لڑکھڑا رہی ہو یقین ہو کہ گرے
کہ سیماب نے جاکر بازو تھاما کہا ہو ہوشیار ہو خلخال نے دیکھا ایک جادوگرنی تاج وغیرہ سے
آراستہ برابر نیلم کے پہونچی سمجھا رہی ہو اور سحر نیلم کا اُتار رہی ہو خلخال کو بہت ناگوار ہوا للکار کر آواز
دی ارے او گیسو بریدہ او ننگ خاندان یہ گنہگار خداوند ہفت پیکر ہین انکا مٹانا ہی منظور ہو قدرت
کے مغضوب ہین تو بلا وجہ بیچ مین آکر کیون دخل دیتی ہو چاہتی ہو کہ قیدیون کو چھڑا لے کسیوجہ سے
انکو ابھی سزا نہین دی گئی صرف سحر مین گرفتار کیا ہو ابھی جو خداوند سے عرض کرون تو برق
گرکر انکو جلا دے اور بدعت تیری دیکھ رہی ہون تو کیون دخل دیتی ہو یہ کہکے ایک گولہ مارا سیماب
کے قریب آکے گولہ پھٹا چند شعلون نے سیماب کو گھیر لیا تھا کہ سیماب نے دستک دی شعلے پانی
ہوکر گر گئے اتنے عرصے مین خبر پہونچی کہ ہماری بادشاہزادی ایک لشکر سے مقابلہ کر رہی ہو اکیلی ہو
بس بارہ چودہ ہزار جادوگر باہر آکر پہونچے دیکھا کہ اب ہماری مالک پر ساحر بلوہ کرکے چلے ہین
چاہتے ہین گھیر کر گرفتار کرلین ان لوگون نے اپنے اپنے مقام سے سحر کئے اُدھر کے بھی ساحر دوڑ کر
دونون لشکر آپس مین مل گئے ہتو برابر کے سحر چلنے لگے آگ برس رہی ہو قیامت برپا ہو اُس عین
بلوہ مین سیماب نے نیلم کا ہاتھ تھام کر پوچھا کیون بوا یہ کون لوگ ہین جنکو یہ لوگ قید کرکے
لئے جاتے ہین تم نے کیون رہا کرنیکا قصد کیا نیلم نے کہا بوا یہ جوان جو سامنے لدا بے بیٹھے ہین
فرزند صاحبقران ہین قدرت سے لڑنے آئے تھے گرفتار ہوے اب انکو اُس مکار کی خدمت مین
لئے جاتے ہین جسنے اپنا ہفت پیکر نام رکھا ہو مجھکو باعث یہ ہو کہ اِس شہریار کا عیار جو پہلو مین بیٹھا ہی
علم موسیقی مین کامل و اکمل ہو میری طبیعت اس ظالم پر آگئی اس سبب سے مین نے قصد کیا تھا کہ
جان اپنی دیدون آکے لڑی عین وقت پر پہونچی ابھی رہائی انکی تقدیر مین نہین ہو اِس ساحرہ کو بڑا
گھمنڈ یہ ہو کہ مین خدمتگزار ہفت پیکر ہون یہ فخر کرتی ہو کہ جاروب کش دردولت خداوند ہفت پیکر ہون
اب اس سے مقابلہ ہو کیون بوا تمنے کیون ساتھ دیا ہم لوگون کے شریک ہونا باعث بدنامی ہو تمھاری

شرکت کا کیا سبب ہے یہ جو نیلم نے پوچھا اشکو نکا دریا آنکھو نسے سیماب کے جوش زن ہوا کہا ہوا کیا کہون
فلک کو ستانا منظور ہوا قلب ناصبور ہوا شب کو مین نے خواب مین آمد اسی طرح لشکر کی دیکھی چونکہ میرے
درِ قلعہ سے گذر ہوا مین باہر نکلکر پہنچی آمد لشکر دیکھکر حیران ہوئی نکلکر یہ معاملہ دیکھا کہ تم قرین تمکو مبتلاے
بلا دیکھکر دل کو آرام نہ آیا آخر لڑنے لگی خدا انجام بخیر کرے مین خلخال سے پایہ کمی کا نہین رکھتی ہون مقابلہ
پڑیگا تو حال کھلیگا اب نیلم و سیماب ایک مقام پر ہوکر لڑنے لگین خلخال نے دیکھا کس دھوم سے
دونون سحر کر رہی ہین تمام لشکر پامال ہو رہا ہے اسنے جب سحر کیا دو چار سحر کے سر اڑ گئے ہزارون کو جلا دیا
مین گڑی جنگ مین ملکہ سیماب خلخال پر چلا مین آپس مین سحر ہونے لگا جب سیماب نے سحر کیا
تلوارین برسین صدہا کے سر اڑ گئے خلخال نے گولہ مارا تلوارین ٹوٹین کچھ شعلے بھڑک کر لشکر
سیماب پر گرے کئی سو جل کر گرے اب دونون سے مقابلہ پڑا ہے سیماب جو سامنے خلخال کے آئی
خلخال نے للکارا کہ کیون تیری شامت آئی ہے ملک و مال تیرا ویران ہوگا اور نیا حاکم مقرر ہو جائیگا
دربدر ماری ماری پھریگی لطف سے خراج و سے دیتی ہے آرام و چین ہے اب آرام و چین نہ ملیگا یہ سنکر سیماب
نے جواب دیا ای خلخال دیکہ تیرا کیا حال کرتی ہون دیکھون تو کیا دفعیہ کرتی ہے یہ کہکے پھر آپس مین سحر ہوئے
سیماب نے ایسی آگ برسائی کہ گرد جو قیدیون کے ساحر تھے وہ جل جل کر گرے جو باقی رہ گئے
تھے وہ بھاگے جھپٹ کے ملکہ سیماب نے ارابے پر قبضہ کیا چار جانب سے اور ساحر بلوہ کرکے
آپڑے تلوار چلنے لگی خلخال نے دور سے جو دیکھا کہ سیماب کشتہ تہوئی اکسیر ہوا کہ نگہبانو نکو مار ارابے
پر قبضہ ہوا چاہتا ہے نگہبانان ارابہ فراری ہوے لشکر کے ساحر لڑ رہے ہین کئی ہزار آدمی مارے گئے
لاشے تڑپ رہے ہین خلخال نے بلوہ کیا ادھر سے سیماب کے ملازم بھی آ گئے ہزار آدمی کے قریب
اس بلوے مین آ گئے ہین سیماب نے جھپٹ کر لالہ عذار پر جو نگاہ ڈالی دیکھا اک شاہزادی والاقدر
آسمان حسن و جمال کی بدر آنکھون مین حلقے پڑے ہوے اور آنکھین ڈگگائی ہوئی وہ آنکھین رشک دیدۂ
غزال اُنمین آنسو بھرے ہوے چند اشک مژگان پر جو اٹکے ہوے ہین صاف ثابت ہوتا ہے کہ تیر نے
اب آبداری پیدا کی ہے زبان مین سوزن گرد ہجوم رنج و محن کبھی رستم کو دیکھکر رونا کبھی آپ ہی آپ
محجوب و شرمسار ہونا عجب طور کا ہنگامہ ہے سیماب نے جو لالہ عذار کو اس حال مین دیکھا بیقرار ہو گئی
پوچھا یہ کیا معرکہ ہے کیون مبتلاے آفت ہو اور کیون گرفتار دام مصیبت ہو اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو

بھر کے رستم کی طرف اشارہ کیا اُن اشارون سے یہ الفاظ پیدا تھے شعر انیست کہ خون کردہ و دلبردہ بسی را
بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را بڑا اس حسرت سے لالہ عذار نے اشارہ کیا اور یہ الفاظ ادا ہوے
کہ آنکھونسے سیماب کی اشک حسرت ٹپک پڑے اور زیادہ جوش وخروش بڑھا جیسکے سیماب
نے زبان سے سوزن نکالی کہا ہوا اُٹھو کیون اسقدر ملول وحزین ہو اب ہمسے مفصل بیان کرو یہ
شیر کون ہی تمھارے گرفتار ہونیکا کیا سبب ہی یہ سُنتے ہی لالہ عذار نے اک آہ کی کہ ای مونس ہمدم
وای گرفتار دام الم کیا اپنا حال بتائین اس جوان کے جمال ظاہری نے عیش وفرح مین آگ لگا دی مرنے پر
آمادہ ہین جلاد عشق کے آٹھ پہر ستم زیادہ ہین کون اس مصیبت سے نکالے کون اس بلا کو ٹالے ای
ملکہ سیماب تمھارا بڑا احسان ہوا کہ تم نے رحم کھا کے ہم گرفتاران مصیبت کا حال تو دریافت کیا خیر اگر
زندہ ہین تو کہین گے اب تو اس دشمن کو مارنا چاہیے دونون طرف سے دونون نے جلوہ کیا خلخال
نے جو دوسے دیکھا کہ لالہ عذار کو سیماب نے چھڑا لیا آپسمین سحر چلا انتہا کی تلوار چلی لالہ عذار
کی آنکھون کے اشارے جسپر نگاہ ڈالی وہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بڑھا ایک طرف سے آواز پیدا
ہوئی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ایک نگاہ ادھر بھی ہم تو ایک نگاہ کے مشتاق ہین
ایک نظرے خوش گذرے کیا آنکھین کالی کالی ذبح کرنیوالی ہین جنمین نمک کوٹ کوٹ کے بھرا ای شیرینی
کا مزہ ملتا ہی ملکہ نے جہان نگاہ ڈالی کسی نے گلا کاٹ لیا کسی نے خنجر شکم پر مار لیا دو کہین مر کر گرے
چار کہین مر کر گرے دو اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے طرف صحرا کے بھاگے پہاڑون سے سر ٹکرا کے
مرے بعض نے یون آبرو مٹائی اپنے کو کنوین مین گرا یا کوئی نالے مین جا کر گرا سیماب نے بڑی
تعریف کی پکار کر کہا ای ملکہ عالم اس سحر کی موزونی تمھاری ہی ذات پر موقوف ہی کس لطف سے لڑ رہی
ہو کیا بانکی ادا ہی کس قیامت کی نگاہ ڈالی آنکھین جام بادہ سرشار ہین لیکن خود ہوشیار ہین کیا کارنمایان
کیا عاشقون کو دیوانہ کر کے مارا ملکہ لالہ عذار نے سیماب کو جھک کر سلام کیا خلخال
جھلائی گولہ لیکر بڑھی جیسے ہی سامنے ملکہ سیماب کے پہونچی للکارا کیون او سیماب کشتہ ہونا
چاہتی ہی تیرے واسطے یہی اکسیر ہی جان بچا میدان کارزار سے نکل جا ورنہ باعث خرابی ہی اتنے بڑے
خداوند مالک سے مقابلہ کرنا مصلحت کے سراسر خلاف ہی خلخال نے سیماب کو گولہ ہا القہر وغضب
تمام للکارا لالہ عذار نے پلٹ کے دیکھا کہ اب خلخال بگڑی ہی گوشت اپنا کاٹ کر خون گولے پر ڈالتی ہی

چاہتی ہی سحر کامل ہوے تو پھر ادھر پٹون لالہ عذار نے جھپٹ کے خنجر کمر سے نکالا خون اپنا دم خنجر پر
لگایا جیسے ہی طرف خلخال کے پھینکا ایک دناتا ہوا خلخال پہنچ خنجر سے ایک گولہ پیدا ہوا اُسی سے ایک
شعلہ بھڑکا وہ خلخال پر گرا خلخال نے چاہا بچون نہ بچ سکی جلکر تمام ہوئی پھر تمام لشکر پر اسکے آگ برسنے لگی
کئی ہزار جادوگر مرکر گرے ہر گوشے سے صدا آنے لگی بھاگ کے نکل چلو لشکر پراگندہ ہوا بعض نے
دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر مخفی ہونا قبول کیا بعض طرف جنگل کے بھاگے بعض فریاد کرنے لگے بعض
نے آواز دی ای ملکہ عالم فریاد کرتے ہین غلامون کو آزاد کیجئے آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین خلخال جادو
نے بڑی حماقت کی کہ اِس مقدمے مین دخل دیا آخر اُسکا کیا انجام ہوا ہمکو قدرت نے کیونکر آگاہ کیا ہمکو
یقین کامل ہوا کہ تمہارے ہاتھ سے اسکی موت تھی جب تو اُسنے تمسے مقابلہ کیا سیماب ٹہلتی ہوئی
قریب ارابے کے آئی سب قیدیان بلا کو رہا کیا ملکہ سیمتن کی زبان سے سوزن نکالی اور حکم دیا سبکو
قلعے مین لے چلو رستم و سیارہ و سیمتن و نیلم و لالہ عذار سب کو ساتھ لیکر قلعے مین آئین مشیرون اور وزیرون
سے صلاح کی کہ تخت پر کسکو بٹھائین سب نے کہا خوبصورت حسین جمیل صاحب شوکت و لیاقت
رستم سے بہتر کون ہی انکو تخت پر بٹھائیے سیماب یہ دریافت کرکے اندر آئی تخت زبرجدی بچھا تھا رستم
سے اشارہ کیا رستم نے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہین بیٹھ سکتے یہ جو رستم
نے کہا ملکہ سیماب نے لالہ عذار کا ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھایا ایک طرف سیمتن اکو بٹھین اور ایکطرف
سیماب و نیلم علشاہ دنگل شوکت پر سیارہ پشت پر مگس رانی کرنے لگا آخر کو یہ ٹھہری کہ تمام دربار
مین مصاحبان سیماب آکر جمع ہون ہر شخص کو یہی اشتیاق ہی کہ حال سُنین کیونکر مقابلے مین خداوند
ہفت پیکر کے جاتے ہین کیونکر لڑین گے سیماب کو بھی اشتیاق ہی کہ ذرا حال سُنون کہ
کیا کیفیت گذرے گی بندے ہوکے خداوند سے لڑنے جاتے ہین کیونکر لڑینگے سیماب کو نہایت
جدّ و کد ہی کہ طریقہ سنون کیونکر لڑتا ہوگا کیا کیفیت گذرے گی ایک تقدیر کرکے قدرت دکھا دیگی ملکہ
سیماب رستم کی طرف متوجہ ہوئین کہا کہ ای شہریار باعث مقابلے کا خداوند ہفت پیکر سے کیا ہی رستم
نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای بادشاہ قلعہ سیماب یہ معاملہ طول و طویل ہی ہمارے بزرگ سب
قید مین ہفت پیکر نے وہ ظلم کیے کہ جسکی انتہا نہین اول مین اُسنے بڑے بڑے پہلوان برائے مقابلہ
بھیجے وہ ہمارے ہاتھ سے مارے گئے تب ہفت پیکر نے وہ جلوہ کیا کہ جسکی تاثیر آجتک باقی ہی

صحراے نیرنگ مین شکار کھیل رہے تھے کہ پھر مقابلہ پڑا وہ شعبدے اور سحر اُسنے دکھائے کہ
ہم لوگ غافل ہوگئے ہمین خبر اپنی نہ رہی پہاڑ پر قبلہ و کعبہ چڑھ گئے تھے تصویر کو اُنکی توڑا عجب نقشہ ہوا
ایک دھوان نکلا کہ اُسنے تمام عالم کو گھیر لیا لوگ ایسے غافل ہوے کہ اسم اعظم قبلہ و کعبہ کا مسدود
ہوا عجب ہنگامہ اُس روز تھا غضنفر بن اسد جنگرب غازی انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین لئے برائے
دستگیری موجود تھے اسپ باد پا پر سوار تیغہ روئین شکاف قبضے مین اُس شیر نے قیامت برپا کر دی
بڑے بڑے ساحر مارے آخر یہ انجام ہوا کہ شعلے مذکور اُس شیر سے لے لئے گئے وہ بھی گرفتار
ہوا اور ہم سب ایسے غافل ہوے کہ اپنا ہوش نہ رہا بیدار ہوے تو اپنے کو قید خانے مین پایا پروردگار
نے اپنا فضل کیا کہ ملکہ لالہ عذار دختر سحر العجائب کہ جو نور افشان سے برائے فریاد آئی پروردگار
نے مجبر انکو مہربان فرمایا انھون نے ہمکو قید خانے سے نکالا لڑتے بھڑتے یہان تک پہونچے جستجو سے
وہ بھی کی لیکن ابھی تک کچھ انجام نہین ہوا جسطرح مرنا برحق ہے اسیطرح طلسم ہفت پیکر کو فتح کرینگے اگر ہم مین
کا ایک بھی باقی رہیگا چین نہ لیگا نہ ہفت پیکر کو آرام دیگا مجھے باعث جستجو یہ ہے کہ کاہنان ستارہ شناس
و رمالان فلک اساس نے تحریر کیا ہے کہ یہ طلسم میرے ہاتھ سے فتح ہوگا اے ملکہ سیماب مین کیونکر آرام
لون کہ میرے فرزند میرے قبلہ و کعبہ و عیاران نامدار گرفتار ہین جان اپنی دونگا تلاش لوح کرکے ہفت کوہ
فتح کرون کہ ہفت پیکر سے مقابلہ پڑے یا تو اُسکو مارا یا اپنی جان دی جو جستجو ہوسکے گی کرینگے دیکھیے ہونگے
کوئی بات اُٹھا نہ رکھی ہے سے غرض نہ کرو ہمکو ہمارے حال پر چھوڑ دو آج یہ قلعہ قبضے مین آیا کل یہان سے
کوچ کرینگے جو مقام ملیگا وہان لڑائی پڑے گی اُسکو اطلاع ہوگی وہ ساحرونکو بھیجیگا اے ملکہ سیماب
اگر لوہے کا بھی دریا ہوگا تو اُسکو بھی جھیلینگے جان پر کھیلینگے یہ حالات مصیبت آیات سُنکر ملکہ سیماب
تڑپی مثل ابر کے روئی کہا اے شہریار اُس امر پر آپنے کمر باندھی ہے جسکا ہونا حقیقت مین ناممکن ہے آجتک
کسی نے طلسم ہفت پیکر فتح کرنیکا ارادہ نہین کیا اے شہریار میرے واسطے فلک بر سر گردش ہے مٹانے کی
ہمارے کوشش ہے جس طور سے آپ کی قید ہوئی اس کنیز نے یہ ہی سب خواب مین دیکھا لیکن آپ کی
قید لیکر طلخال پہونچی نیلم جادو آگر گرین کہ آپ کو رہا کرین کنیز شریک ہوئی کچھ خوف جان کا نہ کیا شکر
ہے کہ لڑائی فتح ہوئی طلخال جادو قتل ہوئی اب آپ کے واسطے مناسب یہ ہے کہ سلطنت اس قلعے
کی موجود ہے بیٹھکر سلطنت کیجئے تاج و تخت قدمون پر نثار کرتی ہون مین کہ دو کوشش آپکے بچانے مین کرون

ہفت پیکر کو سوال مصالحہ دون کیا عجب ہی کہ مان جاے آپ کے قیدیون کو دیدے جو گذرا وہ
گذرا اب آیندہ تضاد نہ پڑے اس مقام تک آپکی عملداری رہی آگے جانیکا ارادہ نہ کیجیے لونڈی صفائی
کرادیگی اگر مین آپکی خدمت مین رہی تو جہانتک ممکن ہوگا صفائی کرادونگی آپ پر زوال نہ آنے دونگی
اتنا بڑا ہفت پیکر بادہ کبر ونخوت سے مست ہی سحر وساحری مین زبردست ہی کہ ہر پہاڑ اک نیا طور
دکھاتا ہی ہر مقام پر میلہ ہوتا ہی کوئی اُسکے دبنے کا باعث نہین ہی کاہنان طلسم ہفت پیکر نے بھی
حکم لگایا ہی آپ کے نام سے خوف کر رہے ہین سب ساحر ڈر رہے ہین کہ رستم طلسم ضرور فتح
کرلیگا مگر حضور یہ خیالات ہین اُسکے سحر نہین کرامات ہین جسدن زبان ہلائیگا زمین کو آسمان پر
پہونچائیگا کوئی ہم نبرد اُسکا دنیا مین نہین ہی جو آپ نے ارادہ کیا اُس سے ہاتھ اُٹھا لیجیے اپنے ملک کو
پلٹ جائیے ورنہ بڑی بڑی خرابیان ہونگی یہ جو آپ دیکھ رہے ہین کوہ وصحرا وشہر وشجر سب ساحرونسے
معمور ہین جب یہ اپنے اپنے مقامون سے حرکت کرینگے تو آپکے مٹانے مین کوشش کرینگے مین حیران
ہون کہ آپ اُسکے سحر کو کون روکے گا اس کنیز نے وہ حال آپ سے بیان کیا کہ کوئی خیرخواہ دولت ایسی خیرخواہی
نہ کریگا اور مین بالاعلان جاؤنگی حالات عظم وشان آپ کے اُس مغرور کے سامنے ظاہر کرونگی اور
کہدونگی تمہارے بگاڑ کا وقت آگیا طلسم کشاے اصلی آپہونچا زمین آسمان اُس شہریار کو ہدایت
کرینگے یہ وہ لوگ ہین جو طبقات زمین ہلادینگے شاید اگر وہ مان گیا اور کہنا میرا قبول کرلیا جب
تو پناہ ہی ورنہ خرابیان ہین رستم نے یہ حالات سنکر کہا اے ملکہ سیماب ہمکو مصالحہ منظور نہین فتح
طلسم سے ہاتھ نہ اُٹھائینگے یہی کوشش کرینگے کہ سلطنت ہفت پیکر کی مٹائین ہفت کوہ پر
نقارہ سکندری بجے اہل اسلام کا قبضہ ہو ہم خوب سمجھتے ہین کہ سب صحرا اُسکے سحر سے معمور ہی
ہمین جان دینے مین کیا قصور ہی یہ ذکر ہمسے نہ کرو بڑی محبت یہ ہی کہ فتح طلسم کی تدبیر بتاؤ سیماب نے
کہا اے شہریار میرے قبضے مین کوئی کوشش نہین اس قلعہ سیماب مین ایک دیر ہی کہ اُسکو دیر ظہور
ہفت پیکر کہتے ہین ایک تصویر ہفت جوش کی اُسمین نصب ہی بعد سال بھر کے وہ تصویر بولتی
ہی باتین کرتی ہی جو ہونیوالا ہوتا ہی وہ ظاہر کرتی ہی آپ اُس دیر مین تشریف لے چلین مین پوجا
کرون تکلیف اُٹھاؤن آپ اُس سے پوچھین دیکھین وہ کیا بیان کرتی ہی وہ دن جو سال بھر کے
بعد آتا ہی وہ کل کا دن ہی تمام مردمان شہر جمع ہونگے آپ بھی تشریف لے چلین جو مناسب وقت ہو

وہ پوچھین شاید اس مقدمے مین کچھ بیان کرے بموجب اُسکی ہدایت کے کاربند ہوجئے شاید مقدمین
فتح طلسم ہفت پیکر کے بھی کچھ بیان کرے رستم فوراً آمادہ ہوے اور کہنے لگے کہ اُس دیر مین چلو دیر
نہ کرو عرض کی حضور کل چلین گے آج موقوف رکھیے یہ بھی اتفاق کی بات ہو کہ وہ دن بھی کل ہی ہو رستم
نے مع سردارون کے اُس دن اور اُس رات کو باعیش و عشرت بسر کی صحبت چنگ و رباب رہی بوقت
سحر ملکہ سیماب آئین عرض کی چلئے دیر تصویر ہفت جوش مین چلکر فکر کیجے رستم آگے ہوئے سیماب
ساتھ ہین لالہ عذار و سیمتن و نیلم و ستیارہ ہمراہ ہین جب دار الامارہ سے نکلے دیکھا شہر مین ہنگامہ
ہی روسا امرا لباس تبدیل کرکے خیل خیل طرف دیر کے جا رہے ہین جسطرف سے رستم نکلے اُن لوگون
نے سلام کیا دعاے فتح و ظفر دی تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ گھنٹ و ناقوس کی آواز کان مین آئی سیماب نے
عرض کی دروازہ دیر کا کھلا گھنٹ نواز ناقوس نواز جمع ہوگئے میلہ جمع ہوتا جاتا ہو کوئی شہر مین ایسا
نہوگا کہ آج نہ آئے اور تصویر کو سجدہ نہ کرے رستم ان باتون کو سُنتے ہوے سامنے دیر کے پہونچے دیکھا
ایک قصر عالی نہایت تکلف سے بنا ہی دروازہ عالیشان دروازے مین چھجیان متعدد بنی ہین انمین
گھنٹ نواز ناقوس نواز بیٹھے ہوے گھنٹ و ناقوس بجا رہے ہین تعریف مین ہفت پیکر کی اشعار گا رہے
ہین اہل شہر بیرون در جمع ہین جابجا فرش بچھائے ہوے لوگ بیٹھے ہین شغل ناچ راگ کے ہو رہے ہین
دوکاندار دوکانون پر لباس فاخرہ پہنے ہوے اشیا کو بیچ رہے ہین خریدار آئے جس شی کو پسند
کیا خرید کرلے گئے سیماب نے قریب آکر کہا بسم اللہ آپ دیر مین چلئے سب رئیسان شہر پس پشت
حضور کے ہین علمشاہ نے دروازے مین دیر کے داخل کیا جیسے ہی لفظ بسم اللہ زبان سے نکلا
دروازہ جو بند تھا وہ کھلا دیکھا اندر کا درجہ نہایت تکلف سے آراستہ ہی جھاڑ کنول لگے ہوے ہین
تخت کے اوپر ایک تصویر ہفت جوش کی بنی ہوئی تاج الماس سر پر دریاے جواہر مین غوطہ زن گرد ہزارہا
تصویرین رکھی ہین مگر سب سرنگون کوئی تصویر کلام نہین کرتی سب رئیسان شہر جو پشت پر علمشاہ کے
ہین وہ گوش بر آواز ہین کہ دیکھئے طلسم کشا و تصویر خداوند سے کیا کلام ہوں جمال جہان آرا دیکھکر سب
مبہوت ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ ایسے جوانان حسین تیغ زن صف شکن نگاہ سے ہم لوگون کی نہ گذرے تھے
رعب و دبدبہ و شوکت و اقبال مثل چاکران کمترین دہنے بائین حاضر ہین کہ دیکھین دیر مین کیا گذرے
رستم جو سامنے اُن تصویرون کے آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی تصویر ہفت جوش سے نے

جواب وعلیکم السلام کا دیا تین ہزار تصویرین جو گرد بیٹھی ہین قہقہہ مار کر ہنسین کسی نے آواز دی مبارک ہو
کسی نے آواز دی افسوس ہی ہفت پیکر کی خدائی کی تباہی کا وقت آگیا ایسے کلمات مختلف تصویرون
نے کہے ذنگل زبرجدی سامنے تخت کے بچھا تھا بخط جلی اُسپر مرقوم تھا این مقام نشست طلسم کشا
رستم اُس ذنگل پر بیٹھے سب رئیس امیر دیکھ رہے ہین کہ ملکہ سیماب نے بڑھکر آواز دی کہ ای تصویر
خداوند طلسم کشا موجود ہین جو کلام اُنسے کرنا منظور ہو جلد زبان پر لائیے یہ کہکے جھولی شانے سے آتاری
زبان اپنی کاٹی تصویر پر خون کے چھینٹے دیے بڑی بڑی تدبیرین سیماب نے کین تصویر کچھ جواب نہین
دیتی سیماب نے قریب آکر کہا یا خداوند آپ طلسم کشا سے کیون نہین باتین کرتے آپ تصویر ہفت
جوش علم ستارہ شناسی مین ملو خوشتر وخوشتر سب معاملات سے درست حالات طلسم آپ پر ظاہر ہین انکو
بیان کیجئے ایسا نہو طلسم کشا کے خلاف ہو جلد بیان کیجئے تصویر قہقہہ مار کر ہنسی آواز دی ای ملکہ
سیماب یہ وقت آیا کہ تمنے طلسم کشا کی اطاعت کی تمکو کچھ خوف خداوند نہین اس حسرت سے قتل ہو گی
کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر گریہ وزاری کرین گے تاج و تخت نصیب نہو گا کوہ و دشت
مقام دیوانہ صحرا نورد نام ہم کچھ نہ کہین گے نہ حال بتائین گے طلسم کشا سے کہو تشریف لیجائین کچھ
حال یہان سے نہ معلوم ہو گا طلسم کشا نے بہ قہر و غضب طرف تصویر کے دیکھا اور کہا ای ملکۂ عالم اب
تم اس مردود سے کلام نہ کرنا ہمارے بزرگان دین خوش آئین ہدایت کرینگے ہم طلسم ضرور جاکر فتح
کرینگے اپنے جو بندگان خدا کو برگشتہ کیا سراسر حماقت ہی کسکی طاقت ہی کہ ہمکو روکے لو ہم اب جاتے
ہین یہ کہکے تلوار ٹیکی رئیسان شہر مین ایک غل ہوا اٹھا کہ طلسم کشا سے تصویر نے کچھ کلام نہ کیا کہ یہون
دیر ہنگامہ ہوا آوازین آنے لگین ای طلسم کشا ٹھہر جائیے ایک طائر آتا ہی اُسکی آواز سے یہ امر ثابت
ہی کہ کسی سے کہہ رہا ہی کہ طلسم کشا کو یہ مناسب ہی بلکہ وہ بہتر ہو کہ یہ مقام طلسم ہفت پیکر ہی یہ جو
رئیسون نے آواز دی یا تو طلسم کشا اُٹھے تھے یا تیغہ کشیان کو ٹیک کر بیٹھ گئے دیکھا سب نے دو دیر
پر سناتا ہوا ایک طائر مثل عقاب زمزمہ سرائی کرتا ہوا اندر دیر کے آیا آواز دی ای طلسم کشا نہ گھبراؤ اگر
تصویر نے تمسے کلام نہین کیا ہم تمسے بات کرینگے صاف صاف حال بتائینگے صورت فتح طلسم ہفت
پیکر سنائینگے دیکھین آپ کیا کرتے ہین یہ کہکے وہ طائر سر پر تصویر ہفت جوش کے بیٹھا زمزمہ سرائی
کرنے لگا اُس زمزمہ سرائی سے یہ صدا آتی تھی نظم

دل جہان جائے وہان اندوہ و حرمان ساتھ ہی
آنکھ پر جائے جہان وان اشک باران ساتھ ہی

ہر جگہ دل مین خیال شاہ خوبان ساتھ ہے
جسطرف یہ مور جاتا ہے سلیمان ساتھ ہی

دل مین ہی اب بھی خیال گیسوئے پیچان یار
گو کہ ہون آزاد پر زنجیر زندان ساتھ ہی

نرگس شہلا اُگے کیونکر نہ میری خاک سے
مر گیا ہون پر خیال چشم فتان ساتھ ہی

پاؤن کا چکر ہوا یارب یہ دورِ آسمان
مر گئے پر گردش گردون گردان ساتھ ہی

خار صحرا ہے اگر سوزن تو رشتہ آہِ دل
قیس سے ہے چاک دل سب کچھ تو سامان ساتھ ہی

بلکہ خون کے عشق مین گل کھلائے ہین ای عندلیب
میرے پہلو مین کہان ہی دل گلستان ساتھ ہی

واہ رے جذب محبت خوب دکھلایا اثر
وہ مرے لاشے کے تا گورِ غریبان ساتھ ہی

آمد فصل بہاری کی چمن مین دھوم ہے
باغبان آتا ہے اور مرغ غزلخوان ساتھ ہی

کوچۂ محبوب ہے موسے نہین یہ کوہ طور
حاجت مشعل نہین یان داغ سوزان ساتھ ہی

عاشق بیتاب کی اللہ ری بے صبریان
وصف حسرت ہے زلیخا ماہ کنعان ساتھ ہی

لاشۂ رعنا کے ہے ہمراہ بس اک بیکسی
درد و یا بیچارہ تا گور غریبان ساتھ ہی

تمام مردمان شہر نے یہ اشعار عبرت آثار اس طائر کی زبان سے سنے سب خاموش بیٹھے ہین ہر ایک کا قول ہی یارو یہ طائر کیا کہتا ہی سنو اور مطلب سمجھو دیر تک طائر نے زمزمہ سرائی کی بعد زمزمہ سرائی بسیار کے آواز آئی ای طلسم کشا عالما سال رنج و مصیبت سہو گے بڑی بڑی سختیان اٹھاؤ گے مگر حقیقت مین طلسم ہفت پیکر کے فتح ہوا ان منازل شعبدہ بازی کے سیاح ہو مگر جو عمر بھی اکتفا کرے جام عمر لبریز نہو اور تڑپتے پھڑکتے تا بہ صحرائے مرغزار پہونچو اور دشت عجائب و غرائب مین قدم رکھو بڑی سختیان ہین کبھی کوئی وہان سے گذرا نہین تم صاحب اقبال ہو طلسم کشائی کا ارادہ رکھتے ہو اتنی چیزین واجب و لازم ہین کلاہ ہفت گوشہ بر سر و زرہ ہفت جوش در بر و تیغہ ہفت جوہر در کمر جب یہ چیزین ممکن ہولین تب تلاش لوح کا نام تو شاید تا بہ لوح پہونچو تب طلسم کشائی کی فکر کرو یہ جملہ مین نے اسواسطے بیان کیا کہ کلاہ ہفت جوش کا ملنا بس ان مصائب پر موقوف ہی کہ انسان جن مصیبتون کو اٹھا نہین سکتا اگر ان مصائب کی برداشت کی تو زرہ ہفت جوش کا ملنا دشوار ہی اسکے بعد تیغہ ہفت جوہر ملنا بالکل ناممکن تو پھر تلاش

لوح مین کیون قدم رکھوگے وہ طائر یہ کہ رہا ہی ملکہ سیماب جادوگر یہ فرما رہی ہین قلم دوات ہاتھ مین
اِس مضمون کو لکھتی جاتی ہین طائر یہ سب باتین بیان کرکے تصویر کے سر مین منقارین مارنے لگا آواز دیتا تھا
آج داخل مقام ہوتا ہون جب کئی منقارین طائر نے سر مین تصویر ہفت جوش کے لگائین سر تصویر
شق ہوا وہ طائر اسمین نہان ہوا سر تصویر کا برابر ہو گیا اسوقت دیر مین صداے ہیہات اور افسوس
بلند تھی تمام مردمان شہر طلسم کشاے اقبال کے قائل ہوے اطاعت اسلام کی قبول کی لالہ عذار
نے عرض کی ہرچند بغاوت میری باپ پر کھل چکی لیکن جا کر کسی حیلے سے ملون اور رہائی امیر حمزہ
صاحبقران کی تدبیر کرون یہ کہکر لالہ عذار رخصت ہوئی سمن نے کہا مین اپنے کو خدمت مین
ہفت پیکر کی پہونچاؤن اشیاے مذکور کے ملنے کی کوشش کرون یہ کہکے سمن بھی رخصت ہوئی
نیلم نے اپنے دل سے کہا کہ مین زوجہ عیار کہلاتی ہون فطرت کرون اشیاے مذکور کا پتہ لگاؤن
بیشک طلسم کشا صاحب اقبال ہی شاید کوئی بات پیدا ہو نیلم بھی رخصت ہوئی اب ساٹھ ہزار
سوار و پیدل رستم کے ہمراہ ہین ستیارہ سے صلاح کی فوج مذکور ہمراہ لیکر براے تلاش اشیاے مذکور
قلعہ سیماب سے کوچ کیا کہ وقت پر حال انکا تحریر ہوگا لیکن سیماب پر یہ معرکہ گذرا کہ عاشق صادق
رستم ہی ایک دن سوچی کہ کاہن طلسم مدت سے مجھپر عاشق ہی اور مدت سے خواہان وصل ہی
اُس سے کسی طرح سے چلکر صورت اشیاے مذکور کی دریافت کرون سیماب بھی رستم سے رخصت ہوئی
اب سوار و پیدل رستم نے ہمراہ لئے اور براے تلاش اشیاے مذکور کوچ کیا کہ وقت پر یہ حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان جلالت بیان بادشاہ لشکر اسلام کہ ہمراہ انکے صرف فیروزہ بن عمرو عیار ہی پہونچنا انکا قلعہ ترکان خونریز پر و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

چلا ساقیا ساغر امتحان
کہ ہی ہر جگہ جنگ کا سامنا
کسی جا پہ جم کر لڑا ار ابھرا
کہیں پہ چین ہی زیر ران دمبدم
نسیم سحر ہی کہ آہوے دشت

لکھون شاہ اسلام کی داستان
وہی رخش کلک جلالت رقم
ہوا ہو گیا جب چھلاوا بنا
دکھاتا ہی چابک خرامی سدا
کہ پھولو نہ کرتا ہی جم جم کے گشت

کمیت قلم کی روانی دکھاؤ
روانی دکھائے قدم با قدم
وہی مرکب تیز میرا قلم
اڑا یا کہ جھونکا ہوا کا چلا
کبھی جم گیا گہ طرارہ بھرا

نہ اوراق گل پر نشان تک پڑا
چلا رو میں اپنی جو یہ برق تاب
تجمل ہوئے ٹھہرے صبا جا بجا
لڑائی سے کے بھی رنگ جھیلے ہوئے
کہا بلبلوں نے کہ آئی ہوا
کبھی سیر صحرا پہ مائل ہوا
ہوا غل ہوا ہی کہ یہ ہے سمند
سمند سبک خیز ہی بے درنگ
نئی داستان کی مجھے فکر ہے
خبر دشمنوں کو بھی ہو جائیگی
کہ سامان جنگ و جدل ہو گیا

کبھی مائل سیر دریا ہوا
یہ بہ لطف شمیم سے نہ ٹوٹا حباب
روانی کے اطوار بھولی ہوئی
کہ ہے جان پر اپنی کھیلے ہوئے
رخ گل پہ قطرات شبنم بنا
عقاب سبک خیز گھائل ہوا
ہیں حیران غزالان فرخندہ پی
چھاتا ہی جا جا کے کاتو نیہ تک
کہ ہیں شاہ اسلام صحرا نورد
کہ ترکوں کو آخر حیا آئیگی

روانی کا مضمون یہ نزل گیا
جو تیزی پہ آئے مرا باد پا
چڑھا دم کہ تھی سانس بھولی ہوئی
چمن میں جو اس کا گذر ہو گیا
چھلاوا کبھی ہے کبھی باد پا
گرے تھک کے ہر جا پہ آخر پرند
کہ زیر قدم دشت پر خار ہے
قلم کی روانی کا کیا ذکر ہے
جبل چل رہے ہیں کہ اڑتی ہے گرد
چل اے توسن کلک شیریں ادا

چہرہ اور رنگ آرایان محفل رزم و پیکار و رونق دہندگان بزم رزم وجنگ فرا اس داستان جلالت عنوان کو یوں تحریر و تسطیر فرماتے ہیں شعر مصنف مرصع نگارندہ خوش ادا چنین سے نگار دبہ لطف و عطاؤ سابق میں تحریر کر چکا ہوں کہ بادشاہ اہل اسلام اس غیرت میں لشکر سے نکلے جملہ فرزندان صاحبقران و سرداران عالی تبار بامید فتاحی طلسم نکل گئے ہیں بادشاہ اسلام نے فیروزہ بن عمرو عیار سے صلاح کی کہ مجھکو اب کیا کرنا چاہیے عیار نے عرض کی حضور فرزندان صاحبقران میں سرفراز ہیں آپ کی جرأت پر سب کو ناز ہے آپ کے والد نامدار رستم سے بگڑ کے طرف فرنگستان گئے گئے آخر رستم پر دباؤ ڈالا اس عظم و شان سے آئے کوئی فرزند صاحبقران کا اس جلال سے نہ آیا تھا حضور بھی قصد کریں کچھ نہ کچھ مطلب نکلیگا بادشاہ اسلام شب کو بر آمد ہو مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے صرف فیروزہ کو ساتھ لیا اور نکل گئے کئی مہینہ کوہ و دشت و بیابان میں سرگردان پھرے قضائے کار ایک روز ایک دشت سبزہ زار میں گذر ہوا چونکہ کئی مہینے سفر میں گذرے تھے صحرا اے سبزہ زار جو دیکھا شب کو اسی جگہ پر مقام ہوا صبح کو جو اٹھے فرمایا اے فیروزہ آج اسی دشت کی سیر کریں کل یہاں سے چلیں فیروزہ نے بھی قبول کیا پشت مرکب پر سوار ہوئے دشت کی سیر کر رہے ہیں اتفاق سے یہ سرحد قلعہ ترکانیان ہے ترکان خونخوار پہلوان زبردست اس ملک کا حاکم ہے تخت پر بیٹھا ہوا ہے

سامنے نخل وحی نصب ہی کہ ایک پتا اُس سے گرا یہ پتہ ملا کہ ای ترکان تیری سرحد مین بادشاہ لشکر اسلام
سیر کر رہے ہین جا کے گرفتار کر خدمت مین قدرت کی پہونچا یہ دیکھتے ہی ترکان نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو
لشکر کمر بندی کرنے لگا عیار سے کہا ذرا جا کے دیکھو تو کتنے لوگ اُنکے ساتھ ہین عیار اسکا سمند سبکرو
برائے خبر چلا دشت مین دیکھا ایک تاجدار عالی وقار ایک عیار ساتھ سیر بیابان مین مصروف ہین یہ حال
دیکھکر سمند سبکرو بھاگا آکر ترکان خونخوار سے اطلاع کی کہ ای پہلوان دوران ایک تاجدار معشوق
وضع دشت سبزہ زار مین مصروف صید ہین طائران صحرا انکی کمند زلف مین مقید ہین ترکان نے کہا
بڑے شرم کی بات ہی اکیلے پر فوج لے کے جاؤن یہ کہکے پرا کیلا سوار ہوا عیار کو ساتھ لیکر چلا
بادشاہ اک نخل کے سائے مین ٹھہرے ہین عیار حاضر خدمت ہی کہ بادشاہ نے دیکھا ایک طرف سے
گرد اڑی ایک پہلوان دیو خصال کرگدن مست پر سوار سامنے سے پیدا ہوا جمال جہان آرائے بادشاہ
پر جو نگاہ پڑی اور زیادہ گمان ہوا کہ اس معشوق کا زیر کرنا کتنی بڑی مشکل ہی دور ہی سے للکارا جوان
تو کون ہی کہ دشت علاری شیران دشت نبرد مین سیر کر رہا ہی بہتر یہ ہی کہ گھوڑے سے اتر کر
رکاب ماہ دولت کی تھام لے ہر چند کہ خاص تیرے مقدمہ مین حکم خداوندی بنام میرے وحی ہوئی
کہ گرفتار کر کے روانہ کرو لیکن مین خطا معاف کرا دونگا تجھکو اپنا رفیق بناؤنگا بلکہ کیا عجب ہی کہ بادشاہ لشکر
کر دون بادشاہ نے جواب دیا کہ او مغرور عقل و فراست سے دور کیا بکتا ہی ترکان خونخوار مقابلہ مین
جا پڑا نیزہ چلنے لگا بادشاہ نے چند طعنون مین نیزہ نکالا ترکان نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ترکان بھی پشت پڑا دونون زمین پر آتے کشتی ہونیلگی دو پہر کامل کشتی ہوئی آخر بادشاہ
اسلام نے زیر کیا کندہ زانو سینہ پر رکھکر فرمایا شاخ خرم ہو کلمہ عالم کی کیا کہتا ہی ترکان خونخوار نے
دیکھا اب جان جائیگی کر سے کہا مین تابعدار ہون قلعہ مین چلے تخت سلطنت پر قدم رنجہ فرمائیے
بادشاہ نے چھوڑ دیا ترکان بادشاہ کو لیکر قلعے مین آیا بادشاہ کو تخت پر بٹھایا آپ مصروف خدمت ہوا
تھوڑے ہی عرصے مین شراب مین بیہوشی ملائی بادشاہ کو شراب پلا کر بیہوش کیا آواز دی آہنگرون کو
بلاؤ بادشاہ کو مسلسل کرایا اب بادشاہ و عیار کو ہوشیار کیا کہا ای سمند سبکرو قدرت کس کوہ پر مین
یہ حساب لگاؤ کہ تین دن سفر مین گذرینگے چوتھے دن کس کوہ پر جاؤن جو قدرت کو وہان پاؤن
سمند سبکرو نے تھوڑے عرصے کی فکر کے بعد عرض کی کہ حضور کوہ زبرجدی پر تشریف لیچلین

آج سے چوتھے روز کوہ زبرجدی پر ظہور خداوند ہوگا ترکان اُسی وقت ساٹھ ہزار فوج لیکر بادشاہ دینار
کو اُسے پر سوار کرکے قید لیئے چلا دو دن برابر رہروی کی تیسرے دن پہر دن رہے ایک دشت مین گذر ہوا
بارگاہ اِستادہ کرائی مع لشکر اُتر پڑا ہی خود ٹہل رہا تہا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار بارہ ہزار
سوارون سے شکار کھیل رہا تہا عیار نے خبر دی آپکے بھائی صاحب ہیکلان خونخوار شکار کھیل رہے ہین
بھائی کا نام سنکر گینڈے سے اُترا پیدل سامنے ہیکلان کے آیا ہیکلان چھوٹے بھائی کو دیکھا گینڈے
سے اُترا دونون بھائی آپسمین بغلگیر ہوے ہیکلان نے پوچھا اَی برادر خلاف عادت کس فکر مین اسطرف
آئے ہو کہان جاتے ہو اصل مین کیا ارادہ ہے ترکان خونخوار نے ہنسکر کہا اَی برادر مسلمان اپنی جرأت پر
بڑا ناز کرتے ہین مین نے بادشاہ لشکر اسلام کو دو دہیر للکار زیر کیا اُنکو قید کرکے بخدمت خداوند مطرود کوہ
زبرجدی کے جاتا ہون ہیکلان نے کہا اَی بھائی بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد ہین وہ تو بڑے
صف شکن و تیغ زن مشہور ہین سلطنت لشکر بزور شمشیر لی آنکا گرفتار کرنا تو نہایت دشوار تھا تمنے کیونکر گرفتار
کیا کہا اَی برادر مقابلہ پڑا مین نے نیزہ نکالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکے
اُٹھا لیا دوپہر البتہ وہ مجھسے لڑا آخر ہانپنے لگا مین نے زیر کیا میرے پاس قید اُسکی موجود ہے ہیکلان
حیران ہوگیا کہا اَی برادر مین ذرا چلکر دیکھون وہی شخص ہے یا اور کوئی جوان ہے ترکان بھائی کو اپنے ہمراہ
لیکر بارگاہ مین آیا عیار سے اشارہ کیا بھا کے قیدی کو بارگاہ مین لا عیار گیا کہا اَی سعد بن قباد
بڑے بھائی ترکان کے آئے ہین ترکان نے کہا ہے قید سے رہا کرونگا جان بخشی کرونگا جو میرے
بھائی صاحب دریافت کرین کہدینا ترکان نے مجکو زیر کیا فوراً رہا کرینگے سعد نے کہا یہی
کہدینگے سعد سنکر خوشی خوشی زنجیر تھام کر بادشاہ کو بارگاہ مین لایا بادشاہ نے آتے ہی مثل
اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ہیکلان نے کہا اَی سعد شہریار رسّی جل گئی رسّی کا بل نہین جلا بادشاہ
نے فرمایا کیسی رسّی کیسا بل کیا کہنا ہے ترکان بول اُٹھا مین نے آپکو زور سے زیر کیا یا نہین بادشاہ نے کہا
ایسا ہی ہوگا ہیکلان ہنسا کہا اَی شہریار یہ کیا کہتے ہو سعد نے کہا انکی بات کا یہی جواب ہے ہیکلان
نے کہا آپکو زیر کیا یا نہین بادشاہ نے کہا ہان صاحب زیر کیا ہیکلان نے کہا اب مجھکو یقین نہین آتا
بادشاہ نے کہا شاید تمہارا گمان صحیح ہو جب تو ترکان بگڑا کہا اَی سعد یہ کیا کہتے ہو صاف صاف کہو
جب تو بادشاہ نے جھلا کر جواب دیا کہا او ترکان مکاری کی باتین کرتا ہے مکر سے گرفتار کیا بھائی کے

سامنے آبرو بڑھاتا ہی ترکان خونخوار بگڑا کہا ای سعد ابھی قتل کرونگا جھوٹ بولتے ہو وعیار قیدخانے مین لیجا ابھی دار استاد ہو لیجا کر قتل کرو جھوٹے کی یہی سزا ہی سمند عیار نے بدلگامی کی سر زنجیر کو کھینچا کہا ہمنے تمکو کیا سمجھایا تھا تمنے اُسکے خلاف کیا اب قتل کئے جاؤ گے یہ کہکے زنجیر جو کھینچی خاردار تھُو بغلو مین چھیے سعد نے زنجیر کو جھٹکا دیا سمند جھکا ٹھوکر بھی ماری کہ عیار کا سر پھٹا غصے مین آکے نعرۂ شیرانہ کیا **نظم**

شعلۂ شمشیر سان شمع جگر سوز من
گرمی بازار عشق از تف خون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق
بشکنم این بند را وقت جنون من است
برسر دار فنا خانۂ غوغاے من ما
باک دارم ز دار چوب ستون من است

یہ کہکے قید کو توڑا ایک پہلوان نے جھپٹ کے ہاتھ مارا بادشاہ نے کلائی تھام کر تلوار چھین لی اُسی کی تلوار سے اُسکو قتل کیا نعرہ کرکے لڑنے لگے نعرہ شاہ سعد ستم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + ترکان نے اشارہ کیا اس جوان کو مارو کل افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے بادشاہ لڑتے بھڑتے باہر نکل آئے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا مصروف جنگ ہوے ترکان و ہیکلان نے بڑھکر فوج کو ترغیب دی شاہ اسلام شیرانہ مصروف جنگ ہین لیکن ترکان و ہیکلان ملکر پشت پر آئے بادشاہ کو زخمی کیا ہر چند کہ بادشاہ زخمی ہین لیکن رستمانہ مصروف جنگ ہین کافرون کی شمشیر زنی سے نہایت تنگ ہین بادشاہ کی مشکلین سخت ہین اول زخمدار دوسرے یہ کہ مرکب غیر کا زیر ران یکہ و تنہا لڑ رہے ہین ہر مرتبہ چاہتے ہین افسران فوج پر جا پڑون لیکن یہ دونون لینا لینا کر رہے ہین ہر مرتبہ فوج کا بلوہ ہوتا ہی بادشاہ اسلام اپنے کو بچاتے ہین جب فوج کا بلوہ انتہا سے زیادہ ہوا پریشان ہوے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کئے پکار اُٹھے کہ اے عاجز نواز و ای کریم کارساز ای رب بے نیاز وقت مدد ہی مدد فرما اس مجبور و ناچار کو بچا **نظم**

منور است بہر سمت نیر توحید
خداست مظہر تفرید و جامع تجرید
بدل کنند پرستش خداے واحد را
کہ ہست ذات و صفاتش نہ دیدہ و نہ شنید
بہ تیغ تیر محبت ہر آنکہ گشت شہید

زشرق و غرب نماید جمال ہمچو خورشید
شناخت ذات خدا ہر کہ از صفات شناخت
مجردان محبت بگوشۂ تجرید
خداست واقف ماضی و حال و استقبال
چو خضر گشت درین دہر زندۂ جاوید

خدای واحد و بیمثل و لاشریک و وحید
بدیدہ ہر کہ خدا را بچشم باطن دید
کند چہ شرح زبان بیان تعریفش
خداست واقف پیش و پس و قدیم و جدید
گداے درگہ پاکش فقیر و دولتمند

امیدوار عنایت ہمہ شقی و سعید
خداست کار برآئے مراد اہل مراد
خداست موجد ایجاد وقت ہر تجدید
بشاہراہ طریقت نہاد پا سالک

خداست مالک عالم آسمان و زمین
خداست حاصل امید صاحب امید
ز کینہ آئینۂ سینہ چون منور شد
برہنمائی باطن چو راہ راست بدید

خداست حاضر و ناظر بہر قریب و بعید
خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر
عیان ز مطلع دل نور کبریا گردید

بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی
یقین تھا کہ تھوڑے سے گرین کہ بقدرت سبحان لم یزل دو عزیز بے بدل از پردہ بیابان گردے برخاست نقابدار بادلہ پوش مرکب بادرفتار پر سوار پشت پر بارہ ہزار جوان مسلح و مکمل رواروی کرتا ہوا آتا ہی عیار شل گلدستے کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے بڑھکر نقابدار کو خبر دی کہ سعد شہریار کفار مین پھنسے ہوئے ہین قریب ہی کہ گرفتار ہون یہ سنکر نقابدار بیقرار ہوگیا وہین سے مرکب کو بڑھاکر نعرہ کیا نقابدار بارہ ہزار سوار سے آپڑا اسی ہزار سوار پر شیرانہ لڑتا بھڑتا ہوا چلا افسران فوج کو حکم دیا سعد کو جاکر بچاؤ بارہ افسر شیر صولت لڑتے ہوئے قریب بادشاہ کے آئے بادشاہ پر وہ وقت تھا کہ سر زخمی شانہ و پشت و پہلو انتہا کے زخمی پشت مرکب پر جھوم رہے ہین ایک افسر نے آکر شانہ تھاما کہا ای شہریار ہوشیار ہوجیے نقابدار بادلہ پوش آپ کی مدد کو آیا بادشاہ نے آنکھین کھولین نقابدار کو لڑتے ہوئے دیکھا ننگا نہ جا پڑے جسکے ہاتھ ملا اُسکے دو ٹکڑے کیے نقابدار نے جو پلٹ کے جنگ سعد کو دیکھا ساتھ والون سے تعریفین کرنے لگے فرمایا کہ یارو دیکھتے ہو کس لطف سے لڑ رہے ہین ماشاءاللہ شیر ہی کہ رمۂ گوسپندان مین گرا ہی کس لطف سے لڑ رہا ہی بڑے بڑے افسرون کو مار بڑے بڑے کافرون کو للکارا انتہا کا زخمدار ہی مگر کس لطف سے لڑ رہا ہی کسی کی مجال ہی کہ اس شیر کے منہ پر جائے یا ہاتھ اٹھائے یہ کہکر نقابدار لڑتا ہوا قریب سعد پہونچا سعد نے دیکھا نقابدار کی کلغی تاج کی چمکتی ہوئی ہر چند کہ نقاب چہرۂ بے نظیر پہ ہی لیکن مانع حسن و جمال نہین یہ مضمون شاعر کا صادق آتا ہی فرد کیا تن نازک ہی جان کو بھی حسد جس تن پہ ہی ۔ کیا بدن کا رنگ ہی تہ جسکی پیراہن پہ ہی ۔ سعد نے رعب و دبدبہ نقابدار کا دیکھکر جھک کے سلام کیا نقابدار نے برخوردار کہا سعد کو ناگوار گذرا تیور پر بل پڑ گئے فرمایا ای نقابدار بہادر آپ کیون آن کر بیچ شریک ہوئے بڑا آپ کو اپنی جرأت پر غرور ہی بسم اللہ حریف پر آئیے نقابدار ہنس پڑے کہا ای بہادر ای پرجرأت سے کے بے بہادر تم سنگ بحر صاحبقرانی ہو تمہارا کون مقابلہ کرسکتا ہی بیسبب برخوردار کہنے پر آپ بگڑتے ہین ای فرزند اسکا حال کھلیگا مجھکو معاف فرمائیے اس عجز سے نقابدار نے

کہا کہ سعد نے شرمندہ ہوکر سر جھکا لیا لڑائی مین دونون شیر مصروف ہوے قضاے کار ہیکلان تن کے
کہ بڑا قوی تن اور قوی من ہی گینڈے پر سوار لڑتا ہوا آتا تھا سعد نے ڈانٹ کر او ستمگار کہان جاتا ہی مردان
عالم کے مقابلہ مین آ تو اول جرأت کھلے ہیکلان نے جو شیر کو غصے مین پایا کانپ گیا کہا ای شہریار میرے بھائی
مقابل ہی مین نے کچھ سرکار کے ساتھ مکر نہین کیا میرے بھائی نے جو خطا کی سزا اوسکی بھی دی مستحق ہی سعد منہ پھیر کر
ترکان پر جا پڑے ترکان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا اوٹھا دے
سے ہاتھ نکالکر ایک ہاتھ مارا کہ ترکان کے مع گینڈے سے چار ٹکڑے ہوے ترکان کا مارا جانا ہیکلان گینڈے سے
کود کر قدمون سے لپٹا کہا ای شہریار میری اطاعت کی کیا مجال ہی کہ آپسے لڑسکون آپ شیر بیشۂ جرأت ہین نازش میدان جلالت
ہین اس کیفیت مین آپنے ترکان ایسے گبر کو ایک ضرب شمشیر سے دو ٹکڑے کیا فوج کو پکار کر آواز دی مین نے
اطاعت کی خبردار کوئی ہاتھ نہ اٹھاے کل فوج نے بادشاہ اسلام کی اطاعت قبول کی نقابدار اسی وقت
رخصت ہوکے طرف صحرا کے چلا گیا ہیکلان خونخوار سے چلتے چلتے کہہ گیا کہ اگر کسی طرح کا مکر اس شہریار کے
ساتھ کیا تو تجھکو اسی مقام پر جانتا برابر سزا ہو چکی یہ کہکر نقابدار طرف صحرا کے چلا گیا ہیکلان شہریار کو ساتھ لیئے
پہلے قلعۂ ترکان مین آیا وہان عملداری شہریار کی جاری ہوئی خطبہ و سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا ایک ہفتہ
قلعۂ ترکان مین قیام کیا بہزاد ترک بیٹا ترکان خونخوار کا کہ مان اوسکی لیکر بھاگ گئی تھی اوسکو تلاش کرکے بلوایا
بہزاد کو تخت پر بٹھایا قلعۂ ترکان اوسکے سپرد کیا اب ہیکلان کو ساتھ لیکر چلے ہیکلان خونخوار راہ مین کہتا
تھا کہ مقصود خان ترک میرا برادر نسبتی ہی نہایت زبردست ہی اکثر قلعہ پر چڑھ آتا ہی ہزارہا بندگان خدا
اوسکے ہاتھ سے مارے گئے سال مین دو تین مرتبہ آکے آفت برپا کرتا ہی چاہتا ہی قلعہ لے لون مین قلعہ
بند کر لیتا ہون میرا سردار نعمان ترک ہی اوسکو حاکم کرکے قلعۂ ہیکلانیان کا آیا ہون خدا خیر کرے
معلوم ہوتا ہی وہ ظالم چڑھ آیا ہی سعد نے گھوڑا بڑھایا ہیکلان نے کہا ای شہریار وہ بڑا زبردست ہی
سمجھ کے اوس سے مقابلہ کیجئے گا توپ کا بند ہونا باعث خرابی کا ہی سعد نے گھوڑا بڑھایا ہیکلان
منتین کرتا ہوا ساتھ چلا سعد فرماتے ہین بھائی تم لشکر کے ساتھ آنا مین جاکر اوسکو روکون بہیجا کو
تو کون بدعت نہ کرنے پائے ورنہ غضب ہوگا ہیکلان نے کہا ای شہریار میرا نہ ہونا اور باعث
خرابی ہی مجھکو دیکھکر کسقدر رکتا ہی آج تک میرا اوسکا مقابلہ نہین ہوا یہ کہتے ہوے سامنے قلعے کے
پہونچے دیکھا مقصود خان ترک خندق پر کھڑا ہوا اہل قلعہ کو للکار رہا ہی نعمان منتین کر رہا ہی

کہتا ہوا ای پہلوان ای رستم وقت مجھ سے نہین لڑسکتا ہیکلان ترک قلعہ مین نہین ہو آتی مہلت دیجیے اگر وہ
آجائے پھر آپ کو اختیار ہی مقصود نہین مانتا یہ معاملہ دیکھکر ہیکلان ترک گینڈے کو بڑھا کے جھپٹا
آواز دی او ظالم کہان جاتا ہی مین آپہونچا سعد نے ہر چند روکا مگر ہیکلان سنے نہ مانا مقابلہ مین مقصود
کے پہونچا نیزے مین دونون برابر رہے تلوارین کھینچین مقصود نے ہاتھ مارا ہیکلان زخمی ہوا مقصود نے
نے چاہا سر کاٹ لون سعد کو نہایت غصہ آیا وہین سے نعرہ کر کے جا پڑے مقصود نے جو سعد شہریار کو
دیکھا جمال بیمثال دیکھکر آواز دی ای جوان تو نے دیکھا کہ مین نے ہیکلان کا کیا حال کیا کیون مجھ سے مقابلہ
کرتا ہی ذرا ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے کرونگا میری تلوار بے پناہ ہی سعد نے کہا وار نہ کر گستاخ نیزہ مارا سعد نے
نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی سعد نے چو تھے پیچ
پر اُکھیڑ کے مارا زمین پر چارون شانے چت سعد چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا
کہتا ہی مردان فوج مقصود کے دوڑ پڑے تیر جو اُن سب نے مارے گھٹنہ ذرا ڈھیلا ہوا مقصود
نکل بھاگا سعد بھی پشت مرکب پر سوار ہوے اُن سب سے لڑنے لگے اس عرصہ مین فوج ہیکلان کی
بھی آگئی دونون لشکر لِپٹ گئے ہیکلان نے جو سعد شہریار پر بلوہ دیکھا صبر نہو سکا ہر چند کہ زخمی تھا زخم
باندھ کے جا پڑا بادشاہ اسلام لڑتے بھڑتے قلب فوج تک پہونچے مقصود نے پھر ہاتھ مارا شاہ نے
تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا قصد کیا کہ زمین پر مارون استخوان چور چور ہون مقصود
پکار اُٹھا ای شہریار الامان جب تک زندہ ہون غلامی سے انکار نہ کرونگا سعد نے چھوڑ دیا فوج کو اُسنے
منع کیا کہ یارو جنگ نہ کرو مین نے اطاعت اختیار کی قلعہ کھولکر نعمان ترک بھی نکل آیا شرف بہ شرف
اسلام ہوا ہیکلان و مقصود ترک و نعمان انتظام سواری شہریار کرتے ہوئے قلعہ ہیکلان مین آئے اِس
قلعہ کو بھی اسلام آباد کیا تخت پر بیٹھے ہیکلان و مقصود و نعمان دنگلون پر بیٹھے سعد نے کہا اے
ہیکلان ہم طلسم ہفت پیکر کا قصد رکھتے ہین تمکو کچھ رستہ معلوم ہی کس طرف سے جائین لوح طلسم کہان تلاش
کرین ہیکلان یہ سنکر بیقرار ہوگیا کہا ای شہریار یہ خیال خام و تصور ناتمام ہے دل سے نکال دیجیے تا بہ
طلسم ہفت پیکر جانا بہت دشوار ہی یہان سے بارہ کوس پر پہاڑ ہی کہ اُسکو کوہ زبرجدی کہتے ہین
اُس وہان میلہ ہوگا تصویر سنگی ہی وہ مثل انسان کے باتین کرتی ہی ہر ایک کے دل کا حال بتلاتی ہے اگر
مناسب ہو مخفی ہوکر چلئے یقین کامل تو یہ ہی کہ فوراً وہ تصویر آواز دیگی آپ کی شناخت کی سارا میلہ آپ کا

دشمن ہو جائیگا اگر دس ہزار بہادر بدون تو وہان سے نکلنا دشوار ہو تمام خلقت انبوہ انبوہ آ کے جمع ہوتی ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا انشاءاللہ کل دیکھنا کیا ہوتا ہے لیکن ای برادر تم ہمارے ساتھ نہ چلو ہم اکیلے کوہ زبرجدی پر جائینگے ہیکلان و مقصود نے کہا غلام ضرور ساتھ چلینگے اس چلنے سے مراد یہ ہی کہ چلکر اُسکے اختیارات کو دیکھین اور پلٹ آئین فساد کا قصد نہو پلٹ کے پھر آپ کو اختیار ہی مقصود و ہیکلان و نعمان مع پانچ ہزار جوانون کے بہ صورتہاے مختلف ہمراہ ہوے رات کو روانہ ہوے بارہ کوس راستہ طے کرکے ایک صحرا مین پہونچے نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی ہیکلان نے کہا یہ دین سے صدا آتی ہی روسا امرا قصبات و قریات سے آرہے ہین انھین کے ساتھ کے یہ باجے بجتے ہین اب یہان ٹھہر جائیے جب اچھی طرح صبح ہوے تو چلئے تاریکی مین کیا معلوم ہوگا سعد اُس صحرا مین اُترے نماز وہان پڑھی فوج کو آراستہ کیا جب آسمان کا میلہ درہم و برہم ہوا تماشہ بینان ثوابت و سیارگان رخصت ہوکر شہر مغرب مین گئے روشنی نے تمام عالم کو گھیرا طائر درختون پر زمزمہ سرائی مین معروف ہوے ہر ایک طائر اپنی زبان مین صفت ہفت پیکر کر رہا ہی آشیانون سے نکلتے ہی آواز دیتے ہین یا خداوند ہفت پیکر تیری خدائی برحق ہی تمام جنگل سے یہی آواز آتی ہی شاخین جھوم جھوم کے صداے یا ہفت پیکر دیتی ہین غنچون کے چٹکنے مین یہی صدا ہی پھولون کے کھلنے کا یہی مدعا ہی غزال صحرا سے کرچالین بھرتے ہوے نکلے آواز یا خداوند ہفت پیکر دیتے ہوے صحرا مین جاکے غائب ہوگئے کچھار مین بھی شیر یہی آوازین دیتے ہین نام ہفت پیکر کا بہ بزرگی لیتے ہین سعد لاحول پڑھتے ہوے مرکب سے اُترے تلوار کمر سے لگی ہی ڈھالے باندھے ہوے مقصود و نعمان و ہیکلان قریب پانچ ہزار جوان و پیدل مرکبون کو صحرا مین چھوڑا سائیسون کے سپرد کیا طرف کوہ زبرجدی کے چلے اُس صحرا سے نکل کر دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ تکلف یہ کہ سارا پہاڑ زبرجد کا ہی اُسپر ایک دیر ہی مین تصویر سنگی برہنہ کھڑی ہے گرد تاجدار و گھنٹہ نواز و ناقوس نواز پوجے پاٹ کررہے ہین ہار پھول اسقدر چڑھایا ہی کہ تصویر اُسمین مخفی ہوگئی ہی ایک جانب چند نازنینان ماہ پیکر دشمن بر ساز درست کانے مین چالاک و چست یہ غزل گارہی ہین نظم

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلاکے اُٹھے	کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اُٹھے
آج اُس بزم مین طوفان اُٹھاکے اُٹھے	یان تلک روئے کہ اُنکو بھی رلاکے اُٹھے

دل سے کیونکر نہ دھوان ساتھ ہوا کے اُٹھے
شعلہ ہاے تپ غم سینہ جلا کے اُٹھے

گر نہو دل مین خیال نگہ خواب آلود
درد کیسا کیا از خفتہ جگا کے اُٹھے

شمع سے چور کا محفل مین جو مذکور ہوا
دل چرا بیٹھے تھے جب آنکھ چرا کے اُٹھے

گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
لیک اُٹھے بھی تو اک نقش بٹھا کے اُٹھے

ہو عذاب شب یلدا سے رہائی یارب
زلف مُنھ سے کہین اُس مہ لقا کے اُٹھے

اُف ری گرمی محبت کہ ترے سوختہ جان
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اُٹھے

مین دکھاتا تمھین تاثیر مگر ہاتھ مرے
ضعف کے ہاتھ سے کب دست دعا کے اُٹھے

سوزش دل سے ہوا کیا ہی مین پانی پانی
وہ جو پہلو سے پسینے مین نہا کے اُٹھے

جی ہی مانند نشان کف پا بیٹھ گئے
پانون کیا کوچے سے اُس ہوش ربا کے اُٹھے

شعر مومن کے پڑھے بیٹھے اُسکے آگے
خوب احوال دل زار سنا کے اُٹھے

گانے پر اُن نازنینان مہ جبین کے تاجداران جلیل و حاضرین وقت وجد مین ہین تعریفین کر رہے ہین کوہ پر ہنگامۂ عظیم برپا ہی تصویر بھی باتین کر رہی ہی بادشاہ مع ساتھ والون کے یہ تماشا دیکھتے ہوے قریب کوہ پہونچے کہ ایک جھونکا ہواے گرم کا چلا معلوم ہوا کہ مُنھ جھُنک گیا قصد کیا کہ گھاٹیون کو طے کرین بالاے کوہ پہونچین کہ تصویر نے جماہی لی مُنھ سے دھوان نکلا آواز آئی ای بندگان مین آگاہ ہو کہ سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام تماشہ اِس کوہ فلک شکوہ کا دیکھنے کو آئے ہین فلان مقام پر ٹھہرے ہین چہار جانب سے گرفتار کرو یہ تصویر نے آواز دی تمام میلے والے سعد شہریار پر چلے لباس کا نقشہ بتا دیا نقطاً نقطاً پتہ دیا سعد نے تلوار کھینچی نعرہ کر کے جا پڑے ہیکلان و مقصود و نعمان ترک بھی تلوارین کھینچکر لڑنے لگے پانچ ہزار جوانون نے تلوارین کھینچ لین مصروف جنگ ہوے میلے مین عجب غدر ہوا دوکاندار چاہتے ہین بھاگین بسبب محبت دوکان کہ جو اسباب اُسپر چنا ہوا ہی چاہتے ہین سب کو لیکر بھاگین بلوہ جو ہوا اسباب سب لٹنے لگا تصویر نے آواز دی ارے ناہنجارو تم یہ کیا کرتے ہو ایک کو ایک لوٹتا ہی ایسا نہ کرو دشمن کو گرفتار کرو تصویر نے جو کئی مرتبہ آواز دی سب میلے والون نے بلوہ کیا سواران جنگی کے سامنے کب ٹھہر سکتے ہین آدمی پر آدمی گر رہے ہین دوکانین پامال ہو رہی ہین خداوند ہفت پیکر کا نام لیکر پکارتے ہین یا خداوند اِس آفت سے بچائیے دشمن کو گھیر کر مار لو آپ ہی کہتے ہین اور

آپ ہی بھاگتے ہین سعد شہریار کی برق شمشیر جو چمکی ہزارون کا فر واصل جہنم ہوے ہنگامہ گیرو دار بلند
آخر سیلے والون سے انتظام نہوا ہزارون لاشے پڑے تڑپ رہے ہین دریاے خون جاری ہے یہ غازی
تو پانچ ہزار جوان مرکب ہاے تازی پر سوار لڑتے بڑھتے اب جو میدان مین آئے جم کر جو لڑنے لگے ہنگامے
ڈالدسے لاکھون کافر قتل ہوے تصویر نے آواز دی اور برجد فوج خداوند کو بلا ایسا نہو وہ بھر کر نکل جائین
تو غضب ہوگا زبرجد نے پکار کر آواز دی ای فوج دریا موج خداوندی جلد اگر اس معرکہ کو سنبھالو ایسا نہو
مسلمان نکل جائین زبرجد نے جو یہ آواز دی گوشۂ کوہ سے بیس ہزار سواران زرین پوش نکلے آگے آگے
ایک افسر نعرے کرتا ہوا منم سہمان مردار خوار باشید اے مسلمانان تلوارین پھینکدو رومال سے
ہاتھ باندھو سامنے قدرت موجود ہین خطا معاف کرینگے ایسا نہو سنگ سیاہ کردین یہ جرار کرار بہادر
صف شکن تیغ زن کب مانتے ہین ایک طور سے شمشیر زنی کر رہے ہین سہمان آکر گرم معروف جنگ
ہوا بادشاہ اسلام کی جانب للکارتا ہوا چلا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام تمہارے مرتبہ مین کمی
نہو گی قدرت سرفراز کرینگے تاجدار تمہارے مرتبہ پر ناز کرینگے سعد نے للکارا او دیبا کیا بکتا ہے کچھ
جو ہر جرأت دکھلا تلوار کھینچکر آ عال جرأت کھلتے تیرے خداوند کی حقیقت معلوم ہو اگر پہاڑ پر پہونچون تو
تصویر کو توڑ کر پھینکدون اُسکے علم وشان کو خاک مین ملا دون افسوس ہے تا بہ کوہ نہ پہونچے ورنہ
اس تصویر کے رنگ دکھاتے سہمان آپڑا سعد پر ہاتھ تلوار کے مارنے لگا سعد دار کو اُسکے ہر دم
خالی دے رہے ہین کئی وار روکے آخر خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغ قمقام کا مارا برق شمشیر گری
سپر فولادی کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کے خود کو کاٹا سراسر کلہ جبڑا کٹا صراحی گردن سے مانند
قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب بناے حیات کو ویران و برباد کرکے مع گینڈے چار ٹکڑے کئے
ہیکلان وغیرہ نے یہ تو دیکھا کہ سعد نے ہاتھ مارا سہمان کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے ادھر تو
سہمان مرکر گرا لاش سے سہمان کی بجاے خون کے دھوان نکلنے لگا پیچ و تاب کرتا ہوا اسقدر محیط
ہوا کہ تھوڑے ہی عرصے مین اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا ہیکلان و مقصود خان ترک و نعمان
کہتے ہین کہ اسقدر دھوین سے پیچ و تاب کھایا اور بلند ہوکر محیط ہوا کہ اپنے ساتھ والے ہم کو معلوم
نہ ہوتے تھے اور صدائین ہیبتناک کان مین آنے لگین ہر مرتبہ یہی آواز کان مین آتی تھی کہ بندگان
مغضوب کو گرفتار کرو کوئی ان مین سے بچکر نہ جانے پاے تھوڑی دیر یہ آوازین کان مین آئین بعد اُسکے

ہم سب بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوشیار ہوے اپنے کو اک مکان مین پایا افسر و سوار
و پیدل سب ایک ہی حالت مین ہین کہ ہاتھ مین ہتھکڑیان پانؤن مین بیڑیان گلون مین طوق مسلسل اور
مطوق اُس مکان مین بیٹھے ہین وہی پہلوان جو بادشاہ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا سر سے تو اُسکے
خون جاری ہے ہم سبھون کے نام لکھ رہا ہے افسرون سے کہتا ہے کیون یارو تمنے قدرت خداوند کو دیکھا
کہ سعد نے اپنے نزدیک مجھکو قتل کیا لیکن قدرت سامنے موجود تھی تلوار کو ممانعت ہوئی کہ زیادہ
کاٹ نہ دکھانا کہ ہمارے بندے کو صدمہ پہونچے دیکھ لو سر پر اوچھا سا زخم ہے اب سامنے قدرت کے
جاؤنگا سر کے زخم کو دکھا کے صحت پاؤنگا ہیکلان وغیرہ کہتے ہین کہ ہم اس حال کو دیکھکر حیران ہوے
تھے کہ ہمین کس نے پکڑا اور کس نے گرفتار کیا اور کس نے مسلسل و مطوق کر کے اس مکان مین پہونچایا تھوڑے
عرصے مین اُس پہلوان نے ہم سب کا شمار کیا سب کے نام لکھے جبان حیران کہتا تھا رے تم سب کا
افسر اعلی سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام کہان گیا اسکو تو مین نے خود گرفتار کیا تھا اتنی دیر ہوئی کہ تلوار
اُسکی چبھن سے بیہوش کیا اُسی مقام پر ڈالدیا تھا اس خیال سے کہ اب قید خانے مین لیکر جاؤنگا ہم
جو پلٹ کے آیا اُسکو اُس مقام پر نہ پایا بھلا تمام سب کے ساتھ اسی قید خانے مین ہوگا اب
پتہ نہین ملتا جا کے قدرت سے پوچھون یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا ہم سب حیران تھے کہ بادشاہ ہمارے
کہان گئے ہم لوگ قید ہو کر یہان آئے جنکے اقبال سے امید رہائی تھی وہی ہمارے ساتھ نہین ہین
ہیکلان وغیرہ کہتے ہین جس مکان مین ہم تھے چار جانب اُسمین دروازے لگے تھے دن جو چڑھا
روشنی ہوئی نیر اعظم بلند ہوا اُن سب مکانون کے دروازے کھلے دیکھا ہم نے کہ صاحبقران بھی مان
مع جملہ سرداران نامی کے مقید بیٹھے ہین ہم سب کو دیکھکر پوچھا ہم سب نے حال سعد شہریار
کا بیان کیا امیر کو حال سعد سنکر بڑا افسوس ہوا ہم سب جو قید سے بیزار تھے تسلی تمام فرمایا
انکو پروردگار کے سپرد کرو تم سب مطمئن رہو جب پروردگار ہمکو رہا کریگا تم لوگ بھی رہائی پاؤگے
لیکن یارو تم سب نے کچھ حال رستم کا بھی سنا سب نے عرض کی ہمین احوال رستم کا نہین معلوم
صاحبقران خاموش ہو گئے لیکن اب احوال سہمان پہلوان تحریر ہوتا ہے کہ قیدیون کو قید کر کے
یہ جو پچھلا راہ کو طے کر کے بر سر کوہ زبرجدی پہونچا اسی طرح میلہ آراستہ ہے کسی لاش کا پتہ نہین ہے
دوکاندار اپنی اپنی دوکانون پر خوش فعلیان کر رہے ہین ایک سے ایک کلام کرتا ہے کہ یارو دیکھا

ہنگامہ تھا جس شخص نے بلوہ کیا وہ کیا ہوا بعض کہتے ہین سامنے خداوند ہفت پیکر کے گیا گستاخی کی قدرت نے اُسکو کہین پھلوا دیا یا قید ہو گیا شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ سب صحیح و سالم رہے کوئی قتل نہین ہوا سہمان یہ حال سُنتا ہوا سامنے تصویر کے آیا واسطے سجدے کے سر جھکایا سجدے کے کرتے ہی زخم سر غائب ہوا پکار کر آواز دی یا خداوند سب قیدیون کو قیدخانے مین پہونچادیا مگر اُن سب کا افسر سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام نہین معلوم ہوتا اور سب کو قید کر آیا تصویر سے ایک آواز ہیبتناک آئی یہ صدا تھی کہ او غافل راز خداوندی کو تو کیا جانے قدرت اُسکو پیدا کر گئے ہیں فوج کو لیجا تم سب کو بہت تکلیف ہوئی سہمان نے دست بستہ عرض کی قدرت کے حکم مین مصروف کارگزار ہون ان دشمنون کا خاتمہ کیا ہیکلان و مقصود و نعمان ترک پسر حمزہ کو لیکر یہان آئے بڑا فساد برپا کیا تصویر سے آواز آئی تو اپنے مقام پر جا تجھے ان معاملات خداوندی مین کیا دخل ہی قدرت نے جو مناسب جانا وہ کیا پہلوان چلا گیا درہ کوہ مین آکر اپنے لشکر کا شمار کر لیا سب کو صحیح و سالم پایا اب حال بادشاہ کا تحریر کرتا ہون کہ سیماب جادو جور ستم سے جدا ہوئی پاس کاہن کے آئی جسکا لقب ہی آفتاب فلک سیر کاہن طلسم ہفت پیکر یہ اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ سیماب آکر پہونچی کاہن سیماب کو دیکھکر اُٹھا خوش ہو گیا کہا ای ملکہ عالم آیئے آپ کے حالات سے تو مین آگاہ ہون آپ کا یہان کیونکر آنا ہوا سیماب نے کہا ای آفتاب فلک سیر ہمارے حال سے تو آگاہ نہین ہوا رستم فرزند صاحبقران کی مدد کی قلعے مین ہمارے اُنکی عملداری ہوئی مین ایک کار ضروری کو تیرے پاس آئی ہون کہ تسے حال پوچھون کہ کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر کس مقام پر ہی کاہن نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ای ملکہ عالم کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر ایسے مقام پر ہین کہ ملنا اُنکا بہت دشوار ہی خود طلسم کشا اپنی ذات سے تلاش کریگا تو کیا عجب ہی کہ اشیاے مذکور اُسکو ملین تمھاری جستجو بیکار ہی اپنے کو بچاؤ کئی سو ساحر تمھاری تلاش مین نکلا ہی اُسوقت آفتاب فلک سیر نہایت تکلف سے ملکہ سیماب سے باتین کر رہا ہی کبھی کہتا ہی ای ملکہ عالم عاشقان فراق نصیب کی بھی تمکو خبر ہی کئی سال کا زمانہ گذرا ہمکو تمھارے فراق مین جان کو مٹاتے تمکو کچھ خبر نہین سیماب نے کہا ای آفتاب فلک سیر ہم اِسوقت بڑی غرض لیکر آئے ہین ذرا کتاب مین دیکھو ان اشیا کے ملنے کی تدبیر بتاؤ کہ یہ کیونکر دستیاب ہون کاہن نے کتاب کھولی چند

اوراق دیکھکر زانو پر ہاتھ مار کہا تو ملکہ غضب ہوا سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام تابہ کوہ زبرجدی پہونچے سیلے مین ہزارون کو قتل کیا اب قدرت نے فوج عجائب وغرائب کو طلب کیا ہی **سہمان** مردار خوار آتے ہی آفت برپا کریگا اُسکے شعبدے سے بچنا بہت دشوار ہو اگر ہوسکے جاکے بچاؤ یہ سنکر **سیماب** گھبرائی بیقرار ہوکر پہلوے کاہن سے اُٹھی سحر کرکے مثل ستارہ سحری آسمان پر جاکے چمکی **سیماب** تو سامنے سے کاہن کے چلی گئی کاہن بیقرار ہوا تڑپنے لگا اُسی بیقراری مین پکار اُٹھا نظم

اشک واژونہ اثر باعث صد جوش ہوا — ہچکیون سے مین یہ سمجھا کہ فراموش ہوا
جلوہ افزائی رُخ کے لئے مے نوش ہوا — مین کبھی آپ مین آیا تو وہ بیہوش ہوا
کیا یہ پیغام سیر غیر ہے اے مرغ چمن — خندہ زن باد بہاری سے وہ گل گوش ہوا
ہی یہ غم گور مین رنج شب اول سے زیاد — کہ وہ مہرو مرے ماتم مین سیہ پوش ہوا
مجھپہ شمشیر نگہ خود بخود آپڑتی ہے — عاجز احوال زبون سے ستم گوش ہوا
آفرین دل مین رہی خنجر دشمن کے سبب — اپنے قاتل سے خفا تھا کہ مین خاموش ہوا
درد شانہ سے ترا محو نزاکت خوش ہے — کہ مین ہمدوش ہون گو غیر بھی ہمدوش ہوا
تونے جو قہر خدا یاد دلایا مومن — شکوہ جور بتان دل سے فراموش ہوا

اسقدر کاہن تڑپا یقین تھا روح جسم سے نکل جائے گھبرا کے اُٹھا سوچا کہ ایسا نہو معشوق پر کوئی اُفتاد پڑے چل کے خبر لون یہ سوچ کے اُٹھا سحر کرکے ایک عقاب بنا طرف **کوہ زبرجدی** کے روانہ ہوا لیکن ملکہ **سیماب** اُسوقت پہونچی دیکھا **سعد** نے ہاتھ مارا **سہمان** کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے دھوان محیط ہوا سارے میدان وکوہ کو گھیر لیا **سیماب** دیکھ رہی ہی کہ اُس اندھیرے مین **سہمان** اُٹھا دھوان جو آنکھون مین **سعد** کی لگا تلوار ہاتھ سے گری **سعد** گر کر بیہوش ہوے **سہمان** طرف **ہیکلان** وغیرہ کے متوجہ ہوا **سیماب** جو تڑپ کر گری **سعد** کو اُٹھا لیا لیکر بلند ہوئی چرخ مارتی ہوئی طرف آسمان کے جاتی ہی ایک آواز کان مین آئی ارے عجائب وغرائب خداوندی سے غافل ہوئی خوف خداوندی دل سے بھلایا **سیماب** نے پلٹ کے دیکھا ایک عقاب اُڑتا ہوا آتا ہی مثل انسان کے پکارتا ہوا کہ ای **سیماب** کہان جاتی ہی **سیماب** پلٹ پڑی بائین ہاتھ پر **سعد** کو لیا آپس مین سحر چلنے لگا دوسرے سحر مین اس نازنین کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا سحر فراموش

دریاے حیرت کا جوش عقاب نے چاہا تڑپ کے گردن سیماب کو اُٹھا لیجاؤن ایک برق آسمان سے
گری کہ عقاب مذکور کے دو ٹکڑے ہوے ہاتھون پر شاہ کو سیماب نے سنبھالا مرنے سے عقاب کے اندھیرا
ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من عقاب جادو بود سیماب شاہ کو لے چلی تھوڑی دور چلی تھی دل سے
کہتی ہوئی کسنے مدد کی اس ظالم کے سحر سے بچایا نہایت محسن تھا اب مکان پر کاہن کے چلون یہ سوچتی ہوئی
طرف مکان کاہن کے چلی کاہن جو پلٹ کے آیا تلوار کو دھو رہا ہی کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا سیماب
آپہونچی سیماب کے پنجے مین سعد دبے ہوے آکے اُتری کاہن نے کہا ملکہ جا کے دیکھا کس غضب کا
جلوہ تھا ساتھ والے سب قید ہوگئے انکو تم نکال لائین سیماب نے کہا ای کاہن جو نیکی اہل اسلام کے
ساتھ ہو سکے وہ کر گذرو مین نے کتاب تصنیف کردہ ہفت پیکر مین دیکھا کہ عمر طلسم تمام ہوئی کاہن نے
کہا ای ملکۂ عالم یہ صحیح ہی مجھے بھی اہل اسلام کے حال پر توجہ ہی لیکن ہفت پیکر کے عجائب و غرائب وہ
ہین کہ اس اقلیم مین کوئی اُسکا ہمسر نہین اسکا خوف آتا ہی اب بہتر تمھارے واسطے یہ معلوم ہوتا ہی کہ سعد
کو لیکر پاس ہفت پیکر کے جاؤ کسی ساحرہ کا نام لینا کہ وہ لئے جاتی تھی مین نے اُسکو مار کر چھین لیا خدمت
خداوندی مین لائی ہون ای سیماب طلسم ہفت پیکر کا فتح ہونا بہت دشوار ہی جن اشیا کا تمنے نام لیا انکا ملنا بہت
دشوار ہی جلد جاؤ ورنہ تمھاری تلاش مین کوئی نہ کوئی آتا ہوگا عقاب جادو کو مین نے برق شمشیر سحر سے
گرا کے مارا ورنہ تمھارا وہین خاتمہ ہوا تھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آچکا تھا اب تمھارے پنجے سے سعد
چھوٹ جاتے وہ تمکو گرفتار کر کے لے جاتا یہ ذکر تھا سیماب کہہ رہی ہی مجھ سے تو یہ نہو گا کہ پاس دشمن کے
پہونچا دون وہ انکو قتل کرے یا قید کرے کیا مشکل کی بات ہی مین اب انکو ہوشیار کرتی ہون جہان
کہین وہان پہونچا دون چاہتی ہی کہ سعد کو ہوشیار کرے کہ آسمان سے آواز آئی او آفتاب فلک سیر
تونے بڑی خطا کی کہ دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی حکم خداوندی ہی چلکر حاضر ہو ورنہ مشکین باندھکر لیجاؤنگی
جہان صاحبقران قید ہین وہان پہونچاؤنگی سزا ملے گی سُن مشکبار جادو کاہن نے کہا او ملکہ غضب
ہوا میرا بھی حال کھُلا مشکبار آپہونچی کاہن اُٹھا تھا کہ ایک خوشبو دماغ مین آئی جھونکا ہوا کا چلا
کاہن لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا گرتے ہی کاہن کے سیماب نے چاہا مشکبار پر جا پڑون کہ جھونکا ہوا کا چلا
اور خوشبو دماغ مین آئی لڑکھڑائی گر کر بیہوش ہوئی مشکبار زمین پر آئی حیران تھی کہ سیماب کسکو لائی
پلٹ کے جو دیکھا جمال جہان آراے سعد پر نگاہ پڑی حُسن عالم سوز شہریار کو دیکھکر کانپی پکار اُٹھی واہ

سبحان اللہ کیا قدرت خداوند ہفت پیکر ہی کیا صورت زیبا بنائی کیا جمال بیمثال ہی کیا جوان رعنا کیا جری
بہادر کیا صف شکن و تیغ زن ہی رعب و دبدبہ و سطوت و صولت مثل چاکران کمترین ہمراہ ہین قریب
آکے بلائین لین تلوے سہلانے لگی پیشانی پر ہاتھ رکھا سمجھی کہ سحر مین کسی کے مبتلا ہین جلدی سے سحر اُتارا
سعد کو ہوش آیا دل و جان سے نثار ہو رہی ہی سعد کی جو آنکھ کھلی ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کو قریب
پایا بادشاہ کو بھی حسن اسکا دیکھکر توجہ ہوئی فرمایا ای نازنین تو کون ہی باعث مہر و وفا کیا ہو مشکبار نے
کہا ای شاہ سعد تم بڑے اقبالمند ہو مین تمھاری دشمن ہون سیماب وکاہن میرے سحر سے بیہوش
پڑے ہین فرقہ اہل اسلام کے واسطے مجھکو حکم ہوا ہی کہ جہان پاؤ گرفتار کرکے لاؤ اب مین بسبب آپکی
محبت کے کوئی خبر نہ پہونچاؤنگی ہفت پیکر سے سب حال چھپاؤنگی اب آپکا حکم ہو تو ان دونونکو ہوشیار
کرون بادشاہ نے فرمایا یہ لوگ آخر کون ہین ہم سے محبت کا کیا باعث مشکبار نے کہا انسے دریافت
کیجیے یہی باعث بتلائینگے یہ کہکے مشکبار نے ہوشیار کیا سحر اپنا اتارا سیماب وکاہن کو ہوش آیا اٹھتے ہی
صحبت یہ دیکھی کہ جس ساحرہ نے ہمکو بیہوش کیا تھا وہ بیٹھی ہوئی سعد شہریار سے باتین کر رہی ہی کبھی
ہنسی ہی کبھی ہاتھ باندھتی ہی سعد نے سیماب سے پوچھا ای ملکہ سیماب ہم تم سے حال دریافت کرنا
چاہتے ہین کہ تمھاری شفقت کا ہمارے اوپر کیا باعث ہوا تم نے آکر وقت پر ہماری کیون مدد کی
سیماب رونے لگی کہا ای شہریار جب مین رستم پر مائل ہوئی جا بجا اسکی شرکت کی اب انھین
کی فکر مین نکلی ہون لالہ عذار الگ گئی ہین ظلم جادو نامے ایک ساحرہ ہی وہ بھی جستجو مین گئی ہی مین بھی
فکر مین نکلی ہون کاہن کی زبانی معلوم ہوا کہ بادشاہ اسلام زیر کوہ زبرجدی لڑ رہے ہین مین بوقت
پہونچی آپ کو اٹھا لائی یہان یہ معرکہ گذرا مین گرفتار طلسم روے زیبا سے رستم ہون اب وہ
جس تلاش مین نکلے ہین خدا انکو کامیاب کرے اشیاے مذکور انکو ملین لوح کا سلسلہ شروع ہو جائے
ہفت پیکر کے ساتھ والے بھاگین کاہن صاحب بھی آپ کے واسطے بدنام ہوے اب جو مناسب
جانیے وہ کیجیے اور کیون ای ملکہ مشکبار تجھین سحر مین یہ طاقت ہی کہ خوشبو تمھاری بلند ہوتی ہی اسی
خوشبو سے ہم اور کاہن بیہوش ہوے سعد شہریار بیہوش ہوے تجھے تسخیر ہونیکا کیا باعث ہوا
مشکبار نے آہ کی بے اختیار رونے لگی کہا ای ملکہ سیماب جس عارضہ مین تم مبتلا ہو وہی عارضہ
ہمکو بھی ہوا اب وقت بسر کرو کہ حضور کو لیکر نکل چلین تا انکی خبر ہو صحراے ویران مین کلاہ ہفت گوشہ کا

نشان ملتا ہی اب ہم انکو وہان سے لیئے جاتے ہین اگر یہ ملے تو کلاہ ہفت گوشہ دلائین ہم بھی راز سے
ماہر ہین کہ طلسم کشا کے پاس تین چیزین ہونا واجب ولازم ہی تب لوح کا پتہ ملیگا یا تو ہمکو قضا لیئے جاتی
ہی یا کلاہ ہفت گوشہ براے شہریار تمکن کرتے ہین اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین کوئی تو فخر انہین ایسا تھا
کہ صاحبقران نے انکو بادشاہ لشکر اسلام کہا ہم بھی انکے دام محبت مین گرفتار ہین بے جستجو ان چیزون کے
بالکل بیکار ہین سیماب نے کہا بسم اللہ خدا آپکی مدد کرے کلاہ ہفت گوشہ ملے یہ کہکے مشکبار نے
تخت تیار کیا سعد شہریار کو اسپر سوار کر لیا طرف صحراے ویران کے چلی بعد جانے مشکبار کے
کاہن وسیماب نے صلاح کی سیماب نے کاہن سے کہا بڑی رازدار ہفت پیکر شریک ہوئی بیشک
یہ صحراے ویران مین پہونچیگی کہ راز طلسم دار ہی ہم تم بھی چلکر دیکھین شاید کوئی تدبیر سے کلاہ ہفت گوشہ
ہمین ملے اسی شہریار کے بارے مین نجومیون نے بیان کیا ہی کہ یہی فتاح طلسم ہفت پیکر مین اور دوسری
چیزین بھی کسی وجہ سے دستیاب ہونگی کاہن بھی اسپر راضی ہوا سیماب وکاہن جانوران پرند بنکر
تعاقب مین مشکبار کے چلے مشکبار جو بادشاہ کو لیکر چلی تھی راہ مین اسنے سب کیفیت اپنے
عشق کی بیان کی کہا اے شہریار حضور کو چلکر صحراے ویران مین پہونچاتی ہون ویران بر لطخان
وہان کا حاکم نہایت ساحر زبردست ہی اگر اُسنے بہ محبت دوستی کا دم مارا اور حضور کا ساتھ دیا تو ضرور
کلاہ ہفت گوشہ ملنا بہت آسان ہوگا بادشاہ ساتھ ساتھ مشکبار کے آتے ہین اختلاط ظاہری
راہ مین ہوتے ہین کہ دور سے ایک صحرا دکھلائی دیا دیکھا صحراے ویران کف دست میدان نہ اُس جنگل
مین انسان اور نہ حیوان ہواے گرم چل رہی ہی درخت جلے ہوے پتے گرے ہوے شاخین دست
افسوس شوق کنار و بوس مین حیران پتے سرگردان زرد و زرد پتے درختون سے گرے ہر مقام پر انبار
زاغ و زغن کی جابجا پکار مشکبار نے عرض کی یہی صحراے ویران ہی چاہتی ہون آپکو کسی گوشہ مین
ٹھہراؤن مین ویران بر لطخان کے پاس پہونچون یہ کہکے سعد کو اُس جنگل مین لائی اور ایک
پہاڑ پر نخل کے سایہ مین سعد کو ٹھہرا کر آپ تلاش مین ویران بر لطخان کی چلی سامنے دیکھا
میدان مین ایک قصر بنا ہی پتھر چمک رہے ہین دروازہ کھلا ہوا ہوا سے گرم کے جھونکے پریشان
کرتے ہین مشکبار دروازے پر ٹھہری دیکھا دربان بیٹھا ہی مشکبار نے دربان سے کہا میان
ویران بر لطخان سے جاکر عرض کرو کہ ملکہ مشکبار آپکی ملاقات کی طالب ہین دربان گیا

ویران کو تخت پر بیٹھے دیکھا بربط آگے رکھی ہی دُھن مین بجا بجا کے یہ غزلین بیٹھا ہوا گا رہا ہی نظم

ویران ہی خانہ جلوۂ حیرت طراز کا　　آئینہ دیکھتا ہی تنہ آئینہ ساز کا
ہاتھون سے اپنے مہرۂ تریاک کھو دیا　　بگڑا ہے کھیل کیا فلک حقہ باز کا
پہلے ہی اذن عام دیا نعش یار پر　　غیرت سے انتظار نہ دیکھا نماز کا
سر پیٹتی ہین حلقۂ ماتم مین قمریان　　نخل عزا ہی آہ یہ کس سرو ناز کا
کب پہونچے باغ خلد مین ہمسے گناہگار　　ہی تنگ قافیہ ہوس ہرزہ تاز کا
زندہ ہی دفن کردو مجھے دوستو کہ اب　　محتاج کون ہوا اجل بے نیاز کا
ہی کلفت کہ اب اُسے کس سے وصال ہی　　ای محرم آہ فائدہ افشاے راز کا
گستاخ نالے فتنۂ محشر جگائین سے　　خواب عدم مین چین ہی کہ خواب ناز کا
گر گلشن خلیل جلا دے تو کیا عجب　　شعلہ ہماسے سوز سمند گداز کا
نادان دل کو مرگ کا ابتک یقین نہین　　اللہ کیا گمان ہے عمر دراز کا

نگہبان سامنے دست بستہ کھڑا رہا جب ویران گا چکا پوچھا ارے کیون کھڑا ہی اسنے بیان کیا کہ ملکہ مشکبار آپ کی ملاقات کی مشتاق ہین در دولت پر حاضر ہین ویران خوب ہنسا کہا مین جانتا تھا کہ کوئی صاحب ضرور تشریف لائینگے بربط کو اُٹھا کے کنارے رکھا ایک کلاہ رکھی تھی سات گوشے اُسمین مشل بجلی کے چمک رہے تھے اُس کلاہ کو اُٹھا کے ویران نے جھولی مین رکھا نگہبان سے کہا بلا لو میز سے گلابی اُٹھا کر ہمارے سامنے رکھو نگہبان نے گلابی اور جام بلورین سامنے رکھدیا اب ویران شراب پینے لگا پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیا مشکبار نے آکے ویران کو سلام کیا ویران بہت ہنسا کہا ای ملکہ عالم تشریف لائیے چند ساعت بیٹھیے حال دل بیان کیجیے بعد اسکے چلی جائیے ملکہ مشکبار آکر کرسی پر بیٹھین چاہتی ہین کچھ حال کہون رُک جاتی ہین تھرا رہی ہین ویران نے کہا اے مشکبار جام شراب پیو اسنے انکار کیا ویران نے جام لبریز کیا ہونٹون سے ملا دیا آخر مشکبار نے جام پیا پیتے ہی جام کے ویران قہقہہ مار کر ہنسا کہا کیون ملکہ عالم کس فکر مین آئی تھین بڑی خطا سینے کی یہ سنتے ہی مشکبار اپنے مقام سے اُٹھی چاہا تڑپ کے نکل جاؤن جام آغشتہ بہ داروی بیہوشی تھا اُٹھتے اُٹھتے لڑکھڑا کے گرین ویران نے نعرہ کیا او مکارہ اب کہان جاے گی اپنے

سحر کے جوش مین زبان مین سوزن بھی نہ دی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا دل مین خوش ہی کہ اس مکارہ کو مین
نے گرفتار کیا لیکن حیران ہی کہ بیرون نے خبر دی تھی اپنے معشوق کو ساتھ لیکر چلی ہی اپنے معشوق کو کہان
چھوڑ نکلا ہفت گوشہ کی فکر مین آئی تھی سامنے قدرت کے دربار مین بیجا جائیگا قصر کے محل کے
بلند ہوا یہان سعد شہریار کوہ پر سر نگون بیٹھے تھے سوچ مین کہ دیکھئے انجام کیا ہو اگر طلسم کشا رستم ملتے ہین
تو خدا انکو مبارک کرے ہم مددگار رہین تو بڑی بات ہی دیکھئے ہمارے رفقا کیونکر رہائی پائینگے اگر ساتھ
والے رہا ہوتے انکو لیکر کوچ کرتے ان ملکون پر جاتے کہ جہان ساحر نہوتے غیر ساحرون کو تسخیر
کرتے افسوس ہی تا بہ کوہ زبرجدی پہونچے تصویر تک رسائی نہ ہوئی ورنہ کیفیت معلوم ہوتی کیون ای
سعد ان تصویرون مین کیا ہی کوئی ان تصویرون کے اندر بیٹھا ہے کون آواز دیتا ہے کہ سامنے سے
سناتا ہوا سر اُٹھا کے جو دیکھا ایک ساحر سیاہ فام بد انجام ژولیدہ مو بدخو بدرو نیلا لباس زیب جسم
کئے روے کی سرخ تہمد باندھے ہوئے مشکبار کو پنجے مین دبائے ہوئے کہتا ہوا او مکارہ چل اب
تجکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے لے چلون قدرت کے سامنے روبکاری ہوگی قدرت کیا کہینگے
یہ بھی تجکو معلوم ہوا کہ تو برائے گرفتاری ایک ساحرہ اور کاہن کے گئی تھی وہان جا کے دام تسخیر مین
پھنسی یا ایسی بلبلائی کہ صحرائے ویران مین آئی مشکبار کی آنکھین کھلین زبان بند دل دردمند ویران
کہتا ہی فوراً تجکو قتل کراؤنگا بیرون نے تجکو خبر دی تھی کہ دھگڑے کو لیکر آئی ہی یہ بتا کہ اس جوان کو کب کیا
مشکبار کلام نہین کر سکتی آنکھون سے اشارہ کر رہی ہی کہ مجھے چھوڑ دے ایسا نہو کہ قدرت حکم قتل کا
دین تو مین کیونکر بچون ویران کہتا ہی او مکارہ اب مین تجکو رہا کرونگا سامنے قدرت کے لے چل کے
تجکو قتل کرونگا جلاد طلسم کے سپرد کی جاویگی اور اپنی حرکات قبیح کی سزا پاؤگی تمہارا عہد ہماری کنیزونکو
ملیگا ای مشکبار اب تیرا غنچہ آرزو نہ کھلیگا سعد نے جو مشکبار کو اس حال پر ملال مین دیکھا دل بیقرار
ہوگیا یقین کامل ہوگیا کہ ہمارے واسطے قید ہوئی اب اسپر یہ بدعت ہی یہ سوچ کے کمان کیانی دوش
سے لی ترکش سے تیر نکالا چلہ کمان مین پیوست کیا سینۂ پر کینہ ویران کا تاک کر تیر مارا عقاب تیر سینہ
پر ٹھہرا توڑ کر پشت کو پار گذرا مشکبار پنجے سے چھوٹی ایک طرف لاشہ ویران کا چلا ایک طرف
مشکبار نے اپنے کو سنبھالا لاش پر کسی نے توجہ نہ کی آسمان پر آتے ہوے کاہن و سیماب دونون
آتے تھے انھون نے جو لاشہ ویران کا دیکھا اُلٹا پلٹتا ہوا جاتا ہی سیماب نے کہا ای کاہن لاشہ

لینا چاہیے شاید کلاہ ہفت گوشہ اِسکے پاس ہو یہ سنتے ہی کاہن وسیماب تڑپ کے گرے لاشہ ویران ہاتھون پر روکا ایک جانب سعد شہریار پہاڑ پر بیٹھے ہین مشکبار اپنا حال بیان کر رہی ہی کاہن اور سیماب ان دونون کو دیکھکر اور زیادہ بلند ہوے ایک جانب ستّا بحر الاشہ ویران کا لیکے روانہ ہو گئے یہان مشکبار نے سعد شہریار سے سب حال بیان کیا گھبرا کر کہا کلاہ ہفت گوشہ دستیاب ہوئی سعد نے گھبرا کے کہا کلاہ کیسی مین نے تمکو جو اُس کے پنجے مین دیکھا تیر مارا دیا شکر ہی کہ تیر نشانے تک پہونچا نہین معلوم لاش کیا ہوئی یہ سنکر مشکبار صحرا مین دوڑی چہار جانب تلاش کیا کہین لاشہ ویران کا نہ ملا آکر تمام کیفیت عرض کی کہا حضور قصر ویران مین چلین چلکر کلاہ ہفت گوشہ تلاش کرین شاید مل جاے سعد و مشکبار اُس پہاڑ سے اُترے طرف مکان ویران کے چلے مکان بھی مرنے سے ویران کے گر گیا تمام عمارت گری پڑی ہی اینٹون کے جابجا انبار ویران کے مکان مین ویرانی ملازم بھاگے جاتے ہین ہر ایک ملازم یہی کہتا ہو کسی نے ویران بر لطف خالق کو مارا قاتل کو کہان تلاش کرین کا شکے لڑائی ہوتی ہم لوگ بھی جان دیتے الیسا مقدر عجائب و غرائب غرابہ ہوا کہ سمجھ مین نہین آتا مشکبار نے پکارا ارے کیون بھاگے جاتے ہو اب تمہارے سرپرست ہم ہین تین چار سو ساحر بھاگے جاتے تھے وہ صداے مشکبار سنکر رکے آکے سعد سے قدمبوس ہوے مشکبار نے پوچھا تم لوگون کو کچھ معلوم ہی کلاہ ہفت گوشہ کہان ہی اُن سب نے کہا وہ کلاہ ہر وقت اُنکے پاس رہتی ہی مشکبار نے کہا اے شہریار اقبال مندی آپکی ظاہر ہی لاشہ اُسکا کوئی لے گیا ہمین داغ دے گیا اب لاش اُسکی کہان تلاش کرین تین سو ساحر نے اطاعت کی مشکبار نے سعد کو تخت پر سوار کیا وہ صحرا قیام کے لائق نہ تھا اب وہان سے کوچ کیا تین سو ساحر ساتھ ہین مشکبار نے ایک ابر مشک فام بنایا اُس ابر کا شہریار پر سایہ کیا اس شان و شوکت سے تلاش مین تختہ مذکور کی سے چلے کاہن وسیماب نے جو لاشہ ویران کا پایا ایک مقام پر آکے اُترے جھولی سے اُسکی کلاہ ہفت گوشہ نکال لی سیماب نے کلاہ کو اپنے قبضے مین کیا تلاش مین رستم کی چلی رستم چلتین کا ذکر مجملاً واجب و لازم ہوا کہ لشکر کو لیکر کوچ کیا تھا کئی منزلین چلی کین ایک مقام پر پہونچے ہین صحراے دلکشا مین لشکر اُتارا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک جوان گینڈے پر سوار ہین چار لاکھ فوج پشت پر رستم کو دیکھکر نعرہ کیا اے رستم تمہاری تلاش ہے بس اب آگے نہ بڑھنا قدرت کے یہان تمہاری طلب ہے پہلو مین

رستم کے سیارہ موجود ہو اُسنے عرض کی حضور کے مقابلے کو یہ پہلوان آیا ہی اس سے مقابلہ کرنا ہوگا
رستم نے کہا ای سیارہ خوب ثابت ہی مین آمادہ مرگ وہتیلے تھا ہون کوئی ہو مجکو مقابلہ کرنا واجب و
لازم ہی وہ پہلوان فوج لیکر مقابلہ مین رستم کے اُترا کہلا بھیجا کہ میرے نام قربال قداوندی آیا جلم خداوند
تمھاری تلاش مین آیا ہون اگر خوشی میرے پاس چلے آؤ تو کیا عجب ہی کہ قدرت سے کہکر خطا معاف کرا دون
مگر جنگ کرکے گرفتار کرونگا پھر معافی خطا غیر ممکن رستم نے ایلچی کو نکلوا دیا کہلا بھیجا جو تجسے ہو سکے قصور
نہ کر ہم آمادۂ حرب و پیکار ہین یہ جو خبر پہلوان کو پہونچی کہ جسکا دیوث شمشیر زن نام ہی اس فکر مین
آترا کہ طبل جنگی ہو اون رستم سے مقابلہ کرون رستم بھی آمادہ ہین کہ طبل جنگی بجے تو مقابلہ ہو اب حال
ملکہ لالہ عذار کا تحریر کیا جاتا ہی کہ ہفت پیکر نے مصر الغرائب سے کہا کہ تمھاری بیٹی طلسم کشا پر
عاشق ہوکے نکل گئی اب ہم اُسکو گرفتار کرا کے قتل کرائین گے لیکن زندان خانہ کی حفاظت رکھنا جو کچھ
اشیائے تحفہ جات تمکو دئے ہین وہ حمزہ تک نہ پہونچنے پائین تھوڑے ہی عرصے مین ان سب کو
قتل کرکے تمھارا طلسم تمکو دلا دینگے جا کے حکومت کرنا مصر الغرائب کو بیٹی کے نکل جانے کا بڑا قلق
ہوا تھا آج دربار ہفت پیکر سے جو باہر نکلا دیکھا ایک عمارت عالیشان سات درجے کی آراستہ ہی نیچے
اُس عمارت کے فوج بحساب غیر دکش ہی پہلوان گرد گردن کش پھر رہے ہین مصر الغرائب نے
ایک سے پوچھا یہ کیا مقام ہی کہا ای شخص تو نمونۂ قدرت ہفت پیکر سے نہین ڈرتا آگاہ ہو ایک
پہاڑ پر یہ عمارت عالی جو بنی ہی یہ ہفت طبقات قیطول لقا ہین گواہی دینے کو آیا ہی اس سے کلام کرو
مصر الغرائب بالائے قیطول گیا ہر مقام پر ہر ایک فرشتے نے روکا پوچھا تم کون ہو کہان جاتے ہو
اسنے سب کیفیت اپنی بیان کی کہ ایک طرف سے آواز آئی ای بندۂ من بابدولت کو سجدہ کر یہ دیکھا ساتوان
درجہ ایک قصر رفیع بنا ہی دیکھا کہ لقا تخت پر کرسی وزارت پر بختیارک اٹھارہ سے تاجدار گرد
نازنینان پری چہرہ لقا کی مگس رانی کر رہی ہین مصر الغرائب نے لقا کو دیکھا کہ تصویر ہفت پیکر کو
سجدہ کر رہا ہی مصر الغرائب کو دیکھکر کہا ای بادشاہ طلسم نور افشان یہ خداوند لائق عبادت وجود دوم
سب کا معبود ہی دیکھو کیا قدرت ہی شہر باختر مع قیطولات یہان برقائم ہوگیا تم بھی ہفت پیکر کو سجدہ
کرو مصر الغرائب نے سجدہ کیا بختیارک کی چپے گوئیان دیکھکر پوچھا یہ کون شخص ہی لقا نے کہا یہ
شیطان درگاہ خداوندی تھا اب شیطان درگاہ ہفت پیکر ہی مصر الغرائب یہ کیفیت دیکھکر دل

لقا سے آزاد دوسری ڈیوڑھی پر آیا حیران تھا کہ ایک ڈیوڑھی میں یہ وسعت کیونکر ہوئی کہ ملک با تخرقائم
ہو گیا دوسری ڈیوڑھی سے جو نکلا ملک زبرجد نگار آراستہ دیکھا قیطولات زبرجد شاہ پر پہونچا دیکھا
زبرجد شاہ بھی تصویر ہفت پیکر کو سجدہ کر رہا ہی عرصۂ دراز تک مصر الغرائب سے باتین کین تعریف
ہفت پیکر کرتا رہا مصر الغرائب یہان سے بھی نکلا تیسری ڈیوڑھی پر پہونچا لات ومنات کو دیکھا
وہان سے آگے بڑھا شہر فرنگستان نظر آیا لقیاے زرین تن کی خدائی دیکھی اُسنے بھی صفت
ہفت پیکر کی مصر الغرائب سے بیان کی سات ڈیوڑھیان مصر الغرائب نے طی کین ہر مقام پر خدایان
خداوندان باطل کی دیکھین سب کو دیکھا کہ تعریف ہفت پیکر مین مصروف مین اُس قصر مین آیا کہ جو مکان اسکو
رہنے کو ملا ہی ملازم اسکے جمع ہوے مصر الغرائب نے سب کے سامنے صفت ہفت پیکر بیان کی کہا
سامری جمشید لات منات لقا زبرجد شاہ لقیاے زرین تن وغیرہ سب خداوند باطل تھے حمزہ کے
ہاتھ سے مارے گئے تباہ ہوے اب بعد تبلی لسیار بطیع خداوند ہفت پیکر ہوے مصروف اوصاف
خداوند ہین اپنے مصاحبون مین بیٹھا یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا لالہ عذار حیران و
پریشان آکر پہونچی باپ کے قدمون سے لپٹ کے رونے لگی کہا اے باپ مسلمانون نے مجھپر سحر کیا
معلوم ہوتا ہی وہ ساحر مارا گیا جسکا مجھپر سحر تھا اب مجھے ہوش آیا مین وہان سے بھاگی میری خطا
معاف کیجئے یادکر کے رستم کو خوب روئی حاضرین وقت کو یقین ہوا کہ لالہ عذار کا دم نکل جانے گا
سب نے کہا اے شہنشاہ خطا بچی کی معاف فرمائیے مصر الغرائب نے گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ
دیا کہا اے نور نظر ہفت پیکر کی کوئی تعریف کر نہین سکتا یہ خداوند حقیقی ہی مین سامنے قدرت کے تم کو
لیچلون گا قدرت تمھارے دل کا حال دیکھین گے ارشاد فرماوینگے لالہ عذار نے کہا جو مناسب ہو
ایک جانب لالہ عذار بیٹھی ہین حالات سن رہی ہین مصر الغرائب آج مبہوت ہو رہا ہی تعریف خداے ہفت پیکر
کر رہا ہی ایک ایک کے سامنے ساتون ڈیوڑھیون کے ذکر مین مصروف ہی ساتون ڈیوڑھیون کو وہ
وسعت دی کہ ہفت اقلیم کا تماشا دکھا دیا تمام عجائب وغرائب سامری کو بھلا دیا لالہ عذار ان
سب باتون کو سن رہی ہی کنیزون سے پوچھا اسم اعظم صاحبقران کا شیشہ کہان رکھا ہی کنیزون
نے کہا سامنے جو کوٹھری ہی اس مین سب تحفے رکھے ہین تحفہ جات عضنفر و صاحبقران کا اسم اعظم
و حرز ہیکل سب چیزین اسی مین بند رکھی ہین لالہ عذار خاموش ہو رہی مصر الغرائب باتین کر رہا ہی

سامنے قصر کے ایک نخل تھا اُسپر ایک طائر آ کے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا ایک پتے پر منقار ماری وہ
پتہ سامنے مصر الغرائب کے آگرا اُسکو اُٹھا کے جو پڑھا اُسمین لکھا تھا ای بندہ خاص دختر تیری اگلی
قدرت تجھکو آگاہ کرتے ہین کہ وہ صاف باطن ہی اُسکو دُلھن بنا کر خدمت مین قدرت کی حاضر کرو تم عزیز دلہ
قدرت کہلاؤ گے اگر قدرت نے نور قدرت آتار دیا اور خداوندزادہ پیدا ہوا تو خداوندزادہ خدائی
کریگا تم قدرت کے نانا کہلاؤ گے اس مقدمے مین بہت جلدی کرنا قدرت کی یہ کیفیت ہی نظم

تا فلک پہونچے ہین شہرے یار کے ۔ مہر و مہ مشتاق ہین دیدار کے
رنگئے قطرے کف پا کے مرے ۔ آبلے بنکر زبانِ خار کے
اسقدر کاہیدگی سے چھپ گیا ۔ نوک جویا ہین ترے بیمار کے
سو زبان پر کچھ بھی کہ سکتا نہین ۔ شانہ پھندے مین ہی زلف یار کے
پردہ پوشی تیرے عاشق کی ہوئی نا ۔ ہین یہ احسان سایۂ دیوار کے
راستی پائی ۔ ابرو مین کبھی ۔ بل نہ نکلے تیسے اس تلوار کے
نوک مژگان کے جو آتے ہین خیال ۔ سامنے رہتے ہین ہمکو دار کے
داغ اپنے دل کے کُملاتے نہین ۔ بے خزان ہین لطف اس گلزار کے
شکر درگاہ حق مین ای نسیم ۔ اب تو شہرے ہین ترے اشعار کے

یہ اشعار سُنکر مصر الغرائب اُٹھا بیٹی کو الگ بلایا کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر مقام شکر ہی کہ قدرت تمپر
مائل ہوے اب تمھاری شادی کی فکر ہوگی دُلھن تمکو بنائین گے سامنے قدرت کے لیجائین گے
قدرت تمکو سرفراز کرین ہم اپنی لیاقت پر ناز کرین یہ مضمون سنکر لالہ عذار نے سر جھکایا دست بستہ
عرض کی آپ خدمت خداوند مین جائین ایک ہفتہ کا عذر کرین بعد ایک ہفتہ کے جو ارشاد ہوگا وہ
بجا لاؤنگی مسلمانون مین رہی پریشان ہوئی جب وہان سے نکلی پریشان پھری راستہ نہ ملتا تھا
بمشکل آپ تک پہونچی لہذا ایک ہفتہ مین طبیعت درست ہوگی یہ سُنکر مصر الغرائب بہت خوش
ہوا کہا ای نور نظر تیرے مطلب حاصل ہونگے طلسم نور افشان مین ہفت پیکر والون سے رشتہ داری
ہوگی اگر فرزند قدرت پیدا ہو ۔ خدائی گھر مین آئی مسلمانون کی پھر مین بیخ نہ چھوڑونگا جہان ہونگے
نواسے سے کہکر مٹا دونگا لالہ عذار سُناکی یہ تو عشق مین رستم کے مبہوت ہی منظور ہی کہ یہ تجھ جات

لیکر نکلون کبھی سوچتی ہی کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر کا کیونکر پتہ ملے ان
سب چیزون کو پاؤن تو خدمت مین رستم کی پہونچون اس سوچ مین لالہ عذار بیٹھی ہی کہ پھر وہی
طائر اُس نخل پر آیا پکار کر آواز دی ای خسرِ قدرت تمکو قدرت ہے کچھ کہنا منظور ہی مصر الغرائب نے
تمکو لالہ عذار بیان کیا طائر اڑ گیا بعد تھوڑی دیر کے آیا کہا قدرت نے عذر معشوقہ کا قبول کیا
مصر الغرائب بھول گیا ساتھ والون سے کہ رہا ہی بلو بجایو تقب بھی لگگیا اب اختیار ہی جو چاہون
کرون قضائے کار لالہ عذار تو اس کٹہری مین تین دن تو جون تون کر کے گذارا رات کو بڑی تڑپ رہی کبھی
کبھی بیزاری کبھی اختر شماری کبھی ماہ و اختر کو دیکھتی ہی پھر پلنگ پر آتی ہی جب دیکھا کہ سب سو گئے
لالہ عذار پلنگ سے اٹھی قریب کوٹھری کے آئی قفل کاٹا اندر کوٹھری کے آئی دیکھا چار شیر غرش
کر رہے ہین لالہ عذار کو دیکھکر بڑھے لالہ عذار نے انگلی کاٹ کر خون چارون پر پھینکا چارون سے
چارون آپس مین لڑنے لگے لڑ لڑ کے چارون مر گئے لالہ عذار نے چاہا بڑھون اب جو بڑھی زمین شق
ہوئی ایک مار سیاہ زمین سے نکلا لالہ عذار پر قصد کیا لالہ عذار نے موے سر توڑ کر پھینکا دوسرا
مار سیاہ نمودار ہوا آپسمین لڑنے لگے اِس مار سیاہ نے اُس مار کو مارا لالہ عذار نے ہاتھ بڑھا کر مار کو اٹھا اپنی
زلفون مین نصب کیا وہی تار گیسو تھا آگے بڑھی چاہا شیشے پر ہاتھ ڈالون ایک گوشے سے دیو پیدا ہوا
للکارا او لالہ عذار کیا کرتی ہی شیشہ کو ہاتھ نہ لگانا دل سے زیادہ شیشہ نازک ہی ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ
جائیگا کیا تیرے ہاتھ آئیگا ہاتھ لگا کے شیشے کو پچھتائے گی اپنی خود گستاخی پر سزا پائے گی یہ کہکے لالہ عذار
پر حملہ کیا لالہ عذار نے دیو کی کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا طمانچہ کھا کے دیو سنبھلا کہ لپٹ جاؤن کہ لالہ عذار
نے آواز دی ای عفریت جلد حاضر ہو دوسرے گوشے سے ویسا ہی دیو غرّ یو کرتا ہوا پیدا ہوا دیو
اُسکو لپٹ گیا دونون دیو زادون مین کشتی ہونے لگی لالہ عذار نے کھڑے ہوکے سحر کیا لالہ عذار
کے دیو نے اُس دیو کو چیر کر پھینکا اور سامنے سے لالہ عذار کے غائب ہوا لالہ عذار نے شیشۂ
اسم اعظم صاحبقران اٹھایا حرز ہیکل شیشے کے گلے مین بندھی ہوئی تھی لالہ عذار نے شیشہ و حرز ہیکل
کو بغل میں رکھا قضائے کار مصر الغرائب نے خواب مین دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر سامنے
کھڑے ہین فرما رہے ہین او مصر الغرائب ایسا غافل ہی تیری بیٹی کوٹھری مین پہونچی شیشۂ
اسم اعظم لے چکی انگشتر مہر و ماہ و اسپ باد پا و تیغہ زر و مین شگاف تلاش کر رہی ہی جلد اپنے کو

پہونچا ایسا نہو نکل جائے طبیعت سے اُسکی قدرت اُسی وقت آگاہ ہوے تھے فقط تمہارے امتحان کو
صفاے قلب کا اُسکے حال کہہ دیا تو نہ سمجھا کہ قریب ہے اتنی مدت نکلی رہی یکایک چلی آئی قدرت نے
سرفرازی چاہی تو بھی راضی ہوگیا جلد اپنے کو پہونچا ورنہ وہ نکل جائےگی مصر الغرائب گھبرا کر اٹھا
اُٹھتے ہی ایک چیخ ماری کہ ارے لالہ عذار کہان ہے کنیزین گھبرا کر اُٹھین گل بہار نامے سامنے
دوڑی ہوئی آئی عرض کی اے شہنشاہ چھپر کھٹ پر ملکہ نہین ہین کہارے لینا سب کنیزین پیچھے پیچھے
پکارتا ہوا اے گیسو بریدہ او ننگ خاندان خبردار اشیاے تحفہ جات نہ لینا یہ آواز جو لالہ عذار نے سُنی دروازہ
کوٹھری کا بند کر لیا سحر کیا زمین شق ہوئی صرف شیشہ اسم اعظم و حرز ہیکل لیکر بھاگی عضنفر والے تحفہ جات
نہ ملے اب جو اندر کوٹھری کے مصر الغرائب آیا دیکھا دیو مرا پڑا ہے چار شیرون کے لاشے پڑے
ہین ایک الماری کھولی تیغہ و مرکب و انگشتری اُس الماری مین بند دیکھے بے اختیار پکار اُٹھا اور مُنھ
سے نکل گیا اشیاے غضنفر تو بچے یہ کہکے اُسکو تو بند کیا گل بہار کہ رفیق لالہ عذار کی ہے سوچی کہ
بی بی کو کوئی تو تعلق مسلمانون سے ہوا کہ ان تحفہ جات کو لیکر بھاگین مصر الغرائب باہر نکلا اور
گل بہار اندر رہگئی جیسے ہی مصر الغرائب باہر نکلا اندر اسنے الماری کھولی تینون چیزین قبضے مین کرکے
بھاگی مصر الغرائب آکر بیٹھا ہی کہ یکایک پتہ درخت وحی سے ٹوٹ کر گرا پتہ جو اسکی گود مین آیا اُسمین
نوشتہ پایا او غافل کیا تو نے خاک انتظام کیا جلد تعاقب کر ورنہ پھر نہ پائیگا مصر الغرائب گھبرا کر ادا
کوٹھری مین آیا دیکھا وہ الماری کھلی ہے تینون چیزین ندارد زمین مین غرق ہو کر وہ بھی گئی اب
مصر الغرائب نے جھلا کر سحر کیا کہ زمین شق ہوئی مصر الغرائب غرق زمین ہوا چار سی جادوگر پشت پر
دول حال لالہ عذار کا لکھتا ہون کہ کوٹھری سے نکل کے شیشہ اسم اعظم مثل دل کے بغل مین دبائے
بھاگی ہوئی جاتی ہے کہ پشت سے آواز آئی واری اس لونڈی کو تو ساتھ لیجئے تحفہ جات عضنفر بھی لائی
پلٹ کر لالہ عذار نے دیکھا کہ گل بہار مرکب پر سوار انگشتر سہر و ماہ ہاتھ مین تیغہ روئین شکاف قبضہ مین
بھاگی ہوئی چلی آتی ہے لالہ عذار و گل بہار ساتھ چلین وقت وہ ہے کہ دیوتوث مردار خوار نے
طبل جنگی بجوایا میدان مین نکلا رستم کو للکارا رستم نکلے بعد نیزہ و تلوار نوبت کشتی کی آئی رستم دیکھتے ہین
اُسپر پیچ نہین بندھتا وہ پیچ بھی باندھ رہا ہے توڑ بھی کرتا ہے رستم اُلجھ اُلجھ کے رہ رہے ہین دوپہر ڈھلتے ہی
زوال آفتاب کے ساتھ ہی زوال زور رستم ہوا اب وہ اُنکو بے دوڑا چاہتے ہین رکون رک نہین سکتے

ریلے ہوئے دیوث لئے جاتا ہے کہ آسمان سے آواز آئی یہ کنیز و غلام حاضر ہیں کلاہ ہفت گوشہ لائی رستم نے جو سر اُٹھا کے دیکھا سیماب و آفتاب فلک سیر کاہن دونوں اُڑے ہوئے چلے آتے ہیں سیماب لیے جو رستم کو جنگ سے عاجز پایا فوراً کلاہ سر پر رکھی جیسے ہی کلاہ سر پر آئی طاقت رفتہ واپس ہوئی یا ہٹتے ہوئے چلے جاتے تھے یا پلٹ پڑے ریل کرے دوڑے سیماب و کاہن ترغیب دے رہے ہیں کہ ای شہریار اب اسکو ہرگز نہ چھوڑیگا یہ ہزیمت کاری رستم ریلے ہوئے جاتے ہیں پلٹ کر دیوث نے فوج والونکو آواز دی یارو دیکھتے ہو کہ سر پر رستم کے کلاہ ہفت گوشہ پہونچگئی مجکو ذلیل کرتا ہے تم سب ایک مرتبہ آپڑو گھیر کر اسکو کلاہ چھین لو کلاہ اسکے سر سے اُترے تو کچھ اسکا زور کم ہو میرا زور ہیلے دو لاکھ فوج لینا لینا کہتے چلی تیر و نیزے چلنے لگے نیزہ رستم سے دیوث کو جھڑایا چاہا گھیر کر مارین سیماب کی آبرو کی آفتاب نے اپنی گرمی دکھائی نیر اعظم آسمان پر چیکا وہ گرمی دکھائی کہ ساحرون کے بھیجے نکلنے لگے آتش قہر مین جلنے لگے سیماب کا سحر تو اکسیر ہو قتل ساحران کی تدبیر ہو جب جیٹ کے گولا مارا وہ دوسی کے سینہ کو توڑ کر پشت کے پار گذرا ایسی مثل برق چلی اڑی تو جیسی گری سو دو سو کے سر قلم کئے جس غول پر جا پڑی اُس غول کو پامال کیا کافرونکا عجیب حال کیا رستم پشت مرکب پر سوار ہوے سیارہ مرکب استر بالا کبود میکر حاضر ہوا رستم نے اسپر سوار ہو کے نعرہ کیا لوہو رستم ارشد اولاد امیر عرب۔ کیست علمشاہ چو رستم لقب۔ دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور۔ کہ بر تخت سر زد و فلک نہ شور۔ چیدہ کپتیان کھینچی کلاہ ہفت گوشہ کو سنبھالا چہار طرف سے گولے تیغ تا بیغ پڑ رہے ہیں جو سحر قریب رستم کے آیا وہ دفع ہو کے گرا شعلہاے آتش بھڑک رہے ہیں لکہاے ابر کڑک رہے ہیں جو گولہ سامنے آیا کلاہ کو گردش دی گولہ پلٹا سحر کرنے والے کے سینے پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا اسیطرح ساحر مرتے ہیں رستم ڈٹتے ہوے قریب دیوث کے پہونچے للکارا او دیوث تھی چوس ولد مالوس کہان جاتا ہی آگے نہ بڑھنا دیوث نے بڑھکر ہاتھ مارا رستم نے تیغہ کپتیان پر روکا اُچھاد سے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کر کے ہاتھ مارا برق شمشیر جو گری خرمن حیات دیوث کو جلا دیا مرنا دیوث کا ایک غبار اُٹھا کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا آوازیں ہیبتناک آنے لگیں آخری آواز آئی شقی مرا نام من دیوث مردار خوار بود معمر الغرائب جو چاروں ساحروں سے تلاش میں پہنچی دختر بلند اختر کے ہوے کے زدہ میں چلا آتھا یہ آواز جو کان میں پہونچی تھر آگیا کہا ارے دیوث جو خاص مصاحبان خداوند سے تھا اُسکے مرنے کی آواز کان میں آتی ہو زمین تھرا اُٹھی ہی کیسے افسوس کی بات ہی بلوہ مسلمانان کرامات ہم جیسے بد حرے خروج کیا ہزاروں ساحر مارے گئے نور افشان کا سا حال ہوا ہو

یہ کہکے جھپٹا اسوقت اگرچہ بچا کر رستم فوج سے لڑ رہے ہین فوج کے پیر اُٹھے ہین علم فوج قلم ہو چکا افسر کلان
مارا گیا جس افسر کو رستم نے تاکا ٹوک کر مارا مصر الغرائب بھی تڑپ کر للکارتا ہوا کہ او پسر حمزہ تم لوگون کی
یقین بھی یاد ہین منم بادشاہ طلسم نور افشان یہ کہکے گرا سحر کیے کہ زمین ہلادی سیماب لڑتی ہوئی جاتی ہے
کہ مصر الغرائب نے للکارا کہ ای سیماب خانہ خراب قدرت کے گھر کو ویران کیا مسلمانون کی آبادی سلطنت
کی بربادی آج مین ہے سب کے مارے نہ پلٹو گا او آفتاب فلک سیر کہان ہے ہفت پیکر تو نے جلدی
مین کیا کام کیا لیکن اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکے گولہ مارا رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کو حرکت
دی اور تیغے کو چلایا گولہ الٹا پلٹا طرف سینۂ پر کینہ مصر الغرائب کے چلا لاکھ لاکھ مصر الغرائب
ترکیبین کر رہا ہے گولہ چلا ہی آتا ہے اُدھر نعرہ رستم کی صدا اِدھر سیماب جب سحر کرتی ہے سو دو سو کو قتل کرتی ہے
آخر مصر الغرائب گیندے پر سے کود اچاہا ماگون یہ تو الگ ہوا گیندے کی پیشانی پر گولا گرا پشت کو توڑ کر
پار گذرا گیندا اچھلنے لگا مصر الغرائب اب الگ الگ لڑ رہا ہے تم نہ جنگ کے نہین آتا فوج رستم یہ جانبازی
جنگ کرتی ہے ہزارون کو مارا خون کے دریا جاری لاشے ساحرون کے تڑپ رہے ہین زندہ بھاگے
جاتے ہین جنگ رستم سے جان بچاتے ہین مصر الغرائب سب کو روک رہا ہے کہتا ہی یارو مین نے بہ نگاہ
انصاف دیکھا اہل اسلام بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین تم لوگ جانبازی نہین کرتے ہو کر لڑو مقابلہ مین
غالب آؤ رستم کی کلاہ چھین لو کلاہ ہفت گوشہ کیونکر لی کون لایا مصر الغرائب نے جو اسطرح سے
فوج کو ترغیب دی پھر گھوڑے پلٹے جم کے لڑنے لگے چاہتے ہین رستم کو گھیر لین کلاہ ہفت گوشہ کو
اتار لین یہ رستم اپنے زمانے کے رستم ہین نشانہ و پلٹانہ مصروف جنگ ہین مگر جلوہ فوج کا دیکھکر سیارہ نے
عرض کی ای شہریار ہوشیار رہئے مصر الغرائب بادشاہ نور افشان ترغیب دے رہا ہے فوج کا جلوہ ہے
رستم جم کے مرکب پر بیٹھے تیغہ یکشیان قبضے مین فرمایا ہے ای مرکب یہ عین وقت تیز رفتاری ہے ہاتھون سے
فرمایا دستگیری کرو پانون سے کہا وقت ثابت قدمی ہے شمشیر کو علم کیا گرز و سپر کا ہاتھ مین لیا شیرانہ جھپٹے
چلے جس افسر کو تاکا ٹوک کے مارا جس مقام پر گرا تمام فوج کو للکارا جو کوئی افسر کلان سامنے آیا طعمۂ شمشیر
آبدار ہوا ہزار ہا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے دریائے خون جاری علم کہار پر الم تمام فوج درہم برہم رستم لڑتے بڑھتے
جاتے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا لالہ عذار و گل بہار آکر پہنچین لالہ عذار نے رستم کو سلام کیا کہ یہ کنیز
حاضر ہو حرز ہیکل گلے مین ڈالدی اب رستم کا زور اور بڑھا لالہ عذار و گل بہار نے بھی سحر کیا یہ کیفیت

دیکھا مصر الغرائب نے للکارا او گیسو بریدہ ننگ خاندان ڈھونڈھ کر تجکو مارونگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی
یہ کہکے مصر الغرائب نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی زمین شق ہوئی ہزار ہا ہمراہیان رستم غرق زمین ہوئے مثل
دہن اژدر زمین نے منہ کھولا ہزار ہا ہمراہیان رستم کو نگل گئی مصر الغرائب نے چاہا ہنگامے مین لالہ عذار
کو لے بھاگوں قدرت کے سامنے پیش کروں اسکو سزا دے کامل یہ طرف لالہ عذار کے چلا تھا کہ لالہ عذار
نے آواز دی کہ ای شہریار مصر الغرائب نے سحر کامل کیا ہی فوجیں گھبرا گئیں یقین ہی کنیز گرفتار ہو جائے مجکو
آکے بچایئے رستم نے پلٹ کے دیکھا مصر الغرائب نے سحر کیا ہی کہ ہوا ے تند چل رہی ہی آسمان سے آگ
برس رہی ہی زمین کانپ رہی ہی ہنگامہ گرم ہی مصر الغرائب بے شرم جھپٹا ہوا طرف لالہ عذار کے آتا ہی
چاہتا ہی لے بھاگوں رستم نے بیچ مین گھوڑا ڈال دیا حرز ہیکل گلے مین کلاہ ہفت گوشہ سر پر چہرا کے
سامنے سے بھاگتا ہی مصر الغرائب کا سامنا ہوگیا مصر الغرائب نے جو رستم کو بہ شوکت دیکھا
کئی کئی طور سے سحر کیے تلوارین برسائین آگ لگائی رستم پر تاثیر نہ ہوئی جنگل سے شیر ببر بلائے رستم
کے سامنے سے شیر ببر بھاگے مصر الغرائب نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کپتیان پر
کا تھا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا مصر الغرائب اپنے سحر کے زور مین جانتا ہی کہ مجھپر کوئی
شے تاثیر نہ کرے گی سر آگے کر دیا اس سر سے آگاہ نہ تھا کہ حرز ہیکل گلے مین ہی کلاہ ہفت گوشہ
سر پر سیماب و کاہن سحر کر رہے ہین لالہ عذار نے شیرون کو مارا رستم نے ہاتھ تلوار کا لگایا چمک کے
تلوار جو گری سر مصر الغرائب کا زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون مصر الغرائب شکست کھا کے بھاگا
دور تک رستم نے پیچھا کیا مصر الغرائب نے چاہا ٹھہرون سامنے جنگ رستم کے نہ ٹھہر سکا آخر کو
بزور پرواز پیدا کر کے چلا کہ آسمان سے نعرہ ہوا او بیحیا کہان جاتا ہی گل بہار سے الگ ہوکے گولا مارا
گولا قریب آکے مصر الغرائب کے پھٹا مصر الغرائب نے للکارا او کنیز بے تمیز تو بھی اس لائق ہوئی
کہ مجھپر سحر کرتی ہی یہ کہکے گولے پر تھپکی مار دی گولا اُلٹا پلٹا قریب گل بہار کے پہونچا گل بہار نے شیشہ
اسم اعظم کا سامنے کر دیا گولا پھٹ کے زمین مین گرا اب مصر الغرائب بلند ہوا چلتے چلتے کہہ گیا شہید
ای مسلمانان وہ بلا تمپر نازل کرونگا کہ جان بچانا دشوار ہو گی جب مصر الغرائب بھاگ گیا
رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے لالہ عذار و سیماب و کاہن رستم کے ساتھ آکے بارگاہ مین اُترے کاہن
نے عرض کی ای شہریار خدا نے مسلمانان فتح و ظفر کیا ورنہ آج کی لڑائی بہت سخت تھی خود مصر الغرائب

آیا خوب اُس سے لڑائی پڑی بقدمۂ زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر کیا تدبیر کی جائے رستم نے
کہا اے آفتاب فلک سیر اگر مین اس طلسم کا فتاح ہون اور اس منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہون
تو پروردگار ان سب چیزون کو مہیا کر دے گا دیکھو عنایت پروردگار کہ کلاہ ہفت گوشہ کس طرح
دستیاب ہوئی اسم اعظم صاحبقران و حرز ہیکل کس طور سے ملی اُسی طرح پروردگار یہ بھی سامان مہیا
کر دیگا اب تو یہان آ چکے ہین پروردگار سامان کریگا اب بقدمۂ دستیاب ہونے زرہ ہفت جوش
و تیغۂ ہفت جوہر کے صلاحین ہونے لگین رستم نے پوچھا اے کاہن بقدمۂ زرہ و تیغہ کچھ تمھاری
کتاب مین ذکر نہین کاہن نے عرض کی ان چیزون کی ہفت پیکر نے ایسی حفاظت کی ہے کہ آجتک کسی
ملازم سے بیان نہین کیا خدا سامان کرے غلام وقتاً فوقتاً عرض کریگا اور کتاب کو دیکھیگا علم ستارہ شناسی
یہ خبر دیتا ہے کہ ابھی ہفتے مین آپ کو ان چیزون کا پتہ ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا مگر انکی تلاش مین ذات اقدس پر
مصائب ہونگے منا انکا ضرور اور لوح طلسم تو اُس پردے مین ہے کہ اُسے معدوم سمجھنا چاہیے کیونکہ پتہ
ملیگا آپ فتاح اس طلسم کے ضرور ہین اب اسم اعظم و حرز ہیکل تا بہ صاحبقران کیونکر پہونچے رستم نے
کہا اسکی بھی فکر ہوگی یہان تو یہ صلاح ہے لیکن ذکر سیمتن کا تحریر کرتا ہون کہ سیمتن پاس ہفت پیکر
کے چلی ہے ہفت پیکر مکان خاص مین بیٹھا ہے کہ مصر الغرائب شکست خوردہ آکر پہونچا سامنے
ہفت پیکر کے آکے سر پیٹ لیا پہلے سجدہ کیا پھر رو رو کے عرض کیا یا خداوند غلام نے شکست
کھائی آپکو کچھ خبر ہے کلاہ ہفت گوشہ پاس رستم کے پہونچگئی راہ مین غلام نے دریافت کیا کہ یہی باعث ہے
جو رستم پر سحر نے تاثیر نہ کی لالہ عذار و گل بہار وقت پر پہونچین رستم کے گلے مین حرز ہیکل پڑگئی ہے اب
گرفتاری اُسکی نہایت دشوار ہے یہ ذکر تھا کہ سیمتن شہر مین آکر پہونچی در اول پر آ کے مقام خدائی
زبرجد شاہ دیکھا آگے بڑھی مقام خدائی لقاد یکھا سات ڈیوڑھیون پر پہونچے دوسرے خداوندون کے
مقام دیکھے ان عجائب و غرائب کو دیکھکر حیران ہوگئی ہر ایک نے سیمتن سے یہی کہا اے سیمتن خدائی
خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے ہم لوگون نے دعوے باطل کئے اُسکی سزا پائی اب اعتقاد خدائی خداوند
ہفت پیکر رکھتے ہین چین سے ہین خبردار جاتے ہی سجدہ کرنا ایسا نہ ہو قدرت کو غصہ آ جائے تم
بھولنشین قدرت ہو سیمتن سے ایک ایک سے یہی گفتگو ہوتی ہے ہر ایک سے یہی کہتی ہے مین اسی لئے آئی
ہون کہ مجھ پر غصہ نہ ہو یہ کہکے در آخر پر آئی دیکھا سالار بیٹھا ہے اُس سے عرض کی کہ قدرت سے جا کے

عرض کرو کنیز قدیم سرکار کی در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی درگہ سالار نے جا کے ہفت پیکر سے
کہا ہفت پیکر نے بقہر و غضب آواز دی اے سیمتن تو باغی ہوگئی تو نے پہچانا بھی اس وقت قدرت کو
ایسا اختلال ہی کہ اور مقدمات پر نگاہ ہی ان مقدمات کا سوچنا مناسب نہین بلالو دیکھون کیا کہتی ہے
مصر الغرائب کہتا ہی مین حیران ہون کہ بی سیمتن کیا جھگڑا لیکر آئی ہین جیسی لالہ عذار نے فکر کی ویسا ہی
فتور نہ ہو اس خیال مین تھا کہ سیمتن سامنے سے آئی اور ہفت پیکر کو سجدہ کیا قدمون سے لپٹ کے
رونے لگی کہا یا خداوند عجب معاملہ گذرا ہی یہی دل مین تھا کہ آپ کی خدائی کو مٹاؤن لیکا یک ہوش آیا مین
ابھی ابھی پاس سے رستم کے بھاگی ہون خدمت مین پہنچ گئی اب امیدوار ہون میری خطا معاف ہو کہ
خدمت مین حاضر رہون اب جناب سے شرکت مسلمانان نہ ہو مسلمان بڑے ساحر ہین آنکھ ملتے طبیعت
بدلتی ہی جی چاہتا ہی انکا ساتھ دیجیے اس ناز سے سیمتن نے سامنے ہفت پیکر کے بیان کیا کہ
ہفت پیکر بیچین ہوگیا سیمتن کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکے کہا اے مصاحب قدیم اے ملازم ندیم ہم نے
تمھاری خطا معاف کی ہر وقت خدمت مین حاضر رہو ترقی تمھارے عہدے کی کی جائیگی سیمتن
خاموش ہو کے بیٹھی ہفت پیکر اسکے عشق مین بیقرار ہی فکر مین ہی کہ کسی طرح وصل حاصل کرون کیونکر
یہ معشوق پری چہرہ قبضے مین ہو عجب رنگ سے اس ظالم نے اس وقت باتین کین کہ دل بیقرار
ہوگیا جی چاہتا ہی کہ دم بھر اسکو پہلو سے جدا نہ کرون ایسا نہ ہو کسی پر ظاہر ہو قدرت کو جلن ہو مشکل
ہی اگر کوئی آگاہ ہوگیا تو مشکل ہی مشہور ہوگا کہ قدرت نے نور قدرت بیٹ مین سیمتن کے اتارا ایسا نہو
خدائی مین فرق آنے مگر کیا کرین مجبور ہین اپنے دل بیقرار کی تو یہ نوبت ہی غم سے عجب حالت ہی نظم

لب پر ہی نام تیرا ہے تو ہی تو نظر مین　　سینے مین تو ہی ہی اور ہی تو ہی جگر مین
ہر چند ہون قفس مین اسیری فرخ ہو لگا　　مین ششدر گران ہون صیاد کی نظر مین
دیوانہ جانکر وہ کرتے ہین ہوشیاری　　دل چھین کر ہمارا رکھتے ہین جا کے گھر مین
ایسی کچھ اسکو سوجھے لگی ہی جو لگے سے　　تاثیر دے الٰہی اس آہ بے اثر مین
بوٹا سا قد کسی کا چلنے مین یاد آیا　　چکر سا ہمکو آیا سو بار رہگذر مین
اپنے دلی کہا حسن تن کے مسکرانا　　کامل ہی وہ پری رو دانائی کے ہنر مین
بوٹا سا قد نے تیرے گلشن مین قہر ڈھایا　　کیا کیا کلین شاخین جا جا کے ہر شجر مین

دن رات سوچتا ہون گالون کی اور تشبیہ — خورشید مین ہی سوزش اور داغ ہی قمر مین
کوچے کے تیرے چکر اور در کی جبہ سائی — اچھے علاج سوچے ہم آپ دردسر مین
لینگے صلہ غزل کا اپنے وقار سے ہم — طبع ذکی رواں ہی اس بحر صاف تر مین

مکان مین ٹہلتا پھرتا ہی آہ آہ کر رہا ہی سوچتا ہی کیا تدبیر کرون سہ منزلہ قصر ہی جسکو فلک اول کہتا ہی اُس پریشانی مین فلک اول پر آیا آواز دی کوئی حاضر ہی پہلو سے قصر کے ایک شخص بہ شکل مہیب بصورت عجیب و غریب سامنے آیا دست بستہ عرض کی کیا حکم ہوتا ہی ہفت پیکر نے کہا کنیز کی ضرورت ہی تیری ہیبتناک صورت ہی عرض کی قدرت ملاحظہ تو کرین آپ کی خدائی ہی جو صورت مانگئے وہی حاضر ہی اب ہفت پیکر نے دیکھا ایک نازنین بصورت معقول کھڑی ہی چلبلی صورت گلوری کلے مین دبی ہوئی پائچے سنبھالے ہوے ہفت پیکر نے کہا اپنے کو پاس ملکہ سیمتن کے پہونچا کنا قدرت کو تمسے کچھ صلاح کرنا ہی جلد ہمارے پاس حاضر ہو وہ نازنین غائب ہو گئی پہلوے تخت مین کرسی جواہر نگار پر سیمتن بیٹھی ہی مگر انتہا کا انتشار دل سے باتین کر رہی ہی کہ ای سیمتن اشیاے مذکورہ کا کیونکر پتہ ملے کہ بہ امید حصول اشیاے مذکور خدمت رستم مین جاؤن امید قوی ہی کہ جب اشیاے مذکور ہو چکین وہ شیر دلیر میرا احسان مانے میری وجہ سے طلسم کشائی ہو کہ کان مین آواز آئی ای سیمتن قدرت تمکو یاد کرتے ہین سیمتن نے چہار جانب دیکھا کسی کہنے والے کو نہ پایا سیمتن اپنے مقام سے اُٹھی سہ منزلے پر آئی دیکھا ہفت پیکر خاموش بیٹھا ہی سیمتن کو دیکھکر خوش ہو گیا اپنے مقام سے اُٹھا بے اختیار پکارا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان قدرت تمہارے منتظر تھے ہمین تمسے راز دل اپنا کہنا منظور ہی دل بہت ناصبور ہی سیمتن نے سر جھکا لیا ہفت پیکر نے کہا آؤ بیٹھ جاؤ سیمتن بیٹھی ہفت پیکر محبت آمیز باتین کر رہا ہی خواہان وصل ہو رہا ہی سیمتن رونے لگی کہا یا خداوند یہ تو بڑی سرفرازی میرے واسطے ہوتی ہی کیا مرتبہ میرا ہو کا سب بجلوا اپنا پیر مرشد جانینگے لیکن ایک عقدہ ایسا ہی کہ تا عمر اُس مین سرگردان رہتی ہون اُسکو صاف صاف فرمائیے تو میرے دل کو تسکین ہو ہفت پیکر نے پوچھا وہ کیا بات ہی سیمتن نے کہا سب کاہنون کا قول یہ ہی کہ طلسم کشا کے واسطے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر واجب و لازم ہی جب یہ چیزین ممکن ہون تب تلاش ہوح کر سکتا ہی بہ شکل ہفت پیکر نے کہا یہ علم سچ ہی یہ بھی تمنے سُنا ہی کہ

کلاہ ہفت گوشہ طلسم کشا کو مل گئی زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر ایسے مقام پر ہیں کہ جہاں
طائر وہم و خیال نہیں جا سکتا ایک طلسم کشا کیا اگر تمام مسلمان ملکر کد و کوشش کریں تو ان اشیا کو نہ پا سکیں
ایک صحرا ہی کہ اسکو صحراے خراب آباد کہتے ہیں جب وہاں جاے خراب آباد جادو ہفت در بند بناکے
بیٹھی ہی اگر وہاں کوئی ہزار جانیں لیکر جاے تو ایک جان بھی سلامت لیکر نہ پھرے ای جان ہفت پیکر تم
اسکا خیال نہ کرو کیا مجال ہی یہ باغی لوگ جو بگڑتے ہیں ان سب کی قضا درپیش ہوئی ہی ایک دن میں سب
کو ہلاک کرونگا بچکے کہاں جا سینگے بڑی چیز جس سے طلسم فتح ہوا کرتا ہے یعنے لوح طلسی اسکا بانیان
طلسم نے نشان نہیں دیا قدرت نے اتنا پتہ لگایا ہی کہ جب صحراے خراب آباد سے طلسم کشا نکلے تب شاید
کان میں آواز پڑے کہ لوح طلسی فلان مقام پر ہی جب زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر نہ ملا تو لوح
کیونکر مل سکتی ہی جس دن قصد کرونگا مٹا دونگا دو شخص باہر ہیں علشاہ جسکو طلسم کشا کہتے ہیں جسکو
کلاہ ہفت گوشہ ملی دوسرا بادشاہ لشکر ہی ان دونوں کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی جس دن میں قصد
کرونگا اسی دن ان دونوں کو گرفتار کرا لاونگا ای جان ہفت پیکر اسکا خیال نہ کرو کوئی ہمارا زوال
دولت نہیں کر سکتا یہ بھی تمنے دیکھا جتنے خداوند باطل ہیں سب نے ہمکو سجدہ کیا ساتوں ڈیوڑھیوں پر
حاضر ہیں اپنے روند کو بجاتے ہیں اور ابھی اظہار قدرت کرونگا سیمتن نے پوچھا کیوں خداوند صحراے
خراب آباد کس جانب ہی ہفت پیکر نے جوش محبت میں کہا طرف مغرب کے جاے تو شاید پتہ ملے
یہ کہکے کہا ای جان جہان سمت میں نے خلاف کہی نہیں معلوم کس طرف ہی اسکا ملنا دشوار ہی بلکہ نا ممکن
ہی کیا مجال طلسم کشا کی کہ اس طرف رخ کرے قدرت سارے طلسم میں پھرے جب قریب صحراے
خراب آباد پہونچے دارا زداران طلسم مانع ہوے کہ اب قدرت آگے نہ جائیں قدرت رازداران طلسم کے
کہنے سے واپس آئے جب قدرت صحراے خراب آباد میں نہ جا سکے تو اور کسکی مجال ہی کہ اس صحرا کی
جانب رخ کرے تم خبردار اسکا ذکر کسی سے نہ کرنا سیمتن نے کہا میں لباس تبدیل کر آؤں تو خدمت
میں حاضر ہوں ہفت پیکر نے کہا جلد آنا میں حوران جنان کو بلاتا ہوں اُنکے سامنے ہی وصل ہو
کہ وہ جنان میں جاکر تمہاری صفت بیان کریں ارباب بہشت سماعت کریں کہ معشوقۂ قدرت کو
آج قدرت نے سرفراز کیا اُن سب کے آگے تمہاری آبرو ہو سیمتن نے کہا لونڈی سب طرح موجود
ہی یہ کہکے سیمتن اٹھی ہفت پیکر نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی سیمتن نے پلٹ کے دیکھا ہر گوشہ قصر

سے نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین ہنستی ہوئی سامنے ہفت پیکر کے آئین کہا یا خداوند ہمکو کیا حکم ہوتا ہے ہفت پیکر نے کہا آج قدرت کے قصر مین جشن ہے تمھارا گاؤ یہ سنتے ہی اُن سب نے ساز اُٹھائے سامنے ہفت پیکر کے ہنس ہنس کے یہ اشعار گانے شروع کیے

نظم

ہے مراد وصل حاصل کیجئے روشن چراغ
چاہیے اے شب سہر کوچہ و برزن چراغ

ہے برائے کشتن پروانہ کیا پرفن چراغ
دل جلے عاشق کو دکھلاتا ہے کیا جوبن چراغ

زلف کے آگے فروغ روے روشن کیونکہ ہو
سامنے کالے کے ہوتا ہے نہین روشن چراغ

تل بھلا وجہ فروغ روے روشن کیون نہ ہو
بزم عالم مین کہین جلتا ہے بے روغن چراغ

سوزش داغ فراق شمع رو مین ہمدمو
آہ دود شمع ہے دل شمع ہے اور تن چراغ

مشتعل رہتی ہے آہ آتشین مثل گیاس
سینۂ عشاق مین جلتا ہے بے روغن چراغ

مثل پروانہ ہے بزم دہر مین گر عندلیب
صورت گلہائے گلچین ہے گل گلشن چراغ

جلوہ گاہ شمع رو مین حاجت مشعل نہین
کب ہوا ہے بزم کوہ طور مین روشن چراغ

مثل پروانہ جلایا شمع رویون نے ہمین
چاہیے تربت پہ بھی میری پس مردن چراغ

پاک دامانی ہے مرتے ہین یہ پروانے عبث
بزم عالم مین رہا کرتا ہے تر دامن چراغ

ہے ترے گھر کا اجالا دخت رز پیر مغان
شمع محفل کی طرح گھر کے لیئے ہے زن چراغ

اختلاط شمع رویون سے ضرر ہے جان کا
سوز پروانے سے رہتا ہے کہین ایمن چراغ

ہے فقط اپنا جلانا سبب جو پروانے کو شمع
رات بھر محفل مین رکھتا ہے یہی فن چراغ

ڈالتے ہین شمع رو کیون روے روشن پر نقاب
چھپ نہین سکتا کسی صورت پس چلمن چراغ

اشتعال حسن دیتا ہے فقط بہر جفا
ہے فروغ نور سے پروانہ کا دشمن چراغ

ہے بجا زلف سیہ پہلوے روے شمع رو
ہے مثل نیچے اندھیرا ہو جو ہو روشن چراغ

ہے بجا گر تمکو شمع بزم عالم ہم کہین
جعد دود شمع ہے گر ہو رخ روشن چراغ

ہے چراغ صبح رعنا آمد پیری مین زیست
واقعی رہتا نہین ہے صبحدم روشن چراغ

ہفت پیکر جلسۂ نازنینان مہ جبین مین بیٹھا ہوا اپنے کو خوش کر رہا ہے سیمتن جو جلسۂ ہفت پیکر سے پہلے دروازے پر آئی دیکھا ایک چوبدار گھبرایا ہوا آ رہا ہے اُسنے کہا بی سیمتن کہان چلین سیمتن گھبرائی ہوئی ہے

جاہتی ہی نکل جاؤن جو مطلب تھا وہ پوچھ چکی ایسا نہ ہو کہین روک لی جاؤن جسنے ایک دن مین یہ عجائب و غرائب بنا دیئے تمام خدائیان جنوب و شمال و مشرق و مغرب ایک مقام پر کردین زبرجد نگار اور باختر سے ہزارہا کوس کا فاصلہ ہی وہ ایک مقام پر ہوگئے کہ تمام منسوبات خدائی لقا کے موجود ہین بس اِس سبب سے گھبرائی ہوئی ہی چاہتی ہی نکل جاؤن ایسا نہ ہو کوئی گرفتار کرلے تو بڑی خرابی ہو مناسب یہ ہی کہ اصل مطلب دریافت کر چکی اب نکل جاؤن پاس اُس شہریار کے پہونچون یقین ہی انتظار کرتے ہونگے یہ ٹھانکر کے چوبدار سے ہاتھ چھڑایا دوسرے دروازے پر غلام زنگی نے روکا ملکہ ہان کیئے زمین تیرے دروازے پر پہونچین ہر دروازے پر نوبت نقارے بج رہے ہین چوبدار یساول حاجب و دربان پھر رہے ہین کہین وضع باختر کی کہین وضع زبرجد نگار کی کہین وضع فرنگستان کی ہر طرح کے لوگ ہین ساتون ڈیوڑھیون کو طی کرتی ہوئی در آخر پر پہونچی دیکھا ایک نازنین کھڑی ہی اُسنے ہاتھ تھام کر کہا کیون ای سیمتن کہان جاتی ہو کچھ گھبرائی ہوئی ہو کیون پریشان ہو کیا ارادہ ہی سیمتن نے کہا مین ایک کار ضروری کو نکلی ہون قدرت نے ایک کار ضروری کو بھیجا ہی لیکن اُس سے بھی ہاتھ چھڑا یا بھاگی جب کوئی روکتا تھا تو سیمتن کو یقین ہو جاتا تھا کہ اُس مکار کا علم آگیا گرفتار نہ کرے اب آکے ڈھونڈھنے لگی کہ میرا مکان کس محلہ مین تھا نام محلے کا محلہ زری فروشان ہی وہان کے باشندون سے پوچھا کہ محلہ زری فروشان کہان ہی ایک دوکاندار نے کہا کہ محلہ زری فروشان اس شہر مین تو نہین ہی کئی برس ہوے کہ محلہ زری فروشان کسی جگہ پر تھا وہ محلے مٹ گئے نئے محلے آباد ہوے اب وہ محلہ نہین ہی اب تو سیمتن گھبرائی کہ اتنا بڑا محلہ غائب ہوا شیلے نادرہ جو مجکو گھر سے لینا تھے اب وہ کیونکر پاؤن دیکھا سامنے سے ایک زنگن آتی ہی اُسنے پکار کر کہا ای سیمتن کیون دھوکے کھاتی ہی دیکھ گرفتار ہو جائیگی جلد یہانسے نکل جا شعلۂ قہر خداوند بھڑک چکا ہی ایسا نہ ہو کشت زندگی کو جلا دی سیمتن فوراً پر پرواز پیدا کرکے اُس شہر کلان سے نکلی دروازے پر شہر کے دیکھا جس محلے مین مین رہتی تھی محلہ زری فروشان آباد ہی سب سے پہلے محلے کے اپنا مکان پایا کنیزین منتظر کھڑی ہین پکار رہی ہین بی بی جلد آئیے آپکا محلہ زری فروشان شہر سے باہر پھینکا گیا ہم لوگ یہان آ بسے جلد نکل چلئے سیمتن دوڑ کر مکان مین آئی چند تحفہ جات نکالے فوراً ایک طاؤس بنایا اُسپر سوار ہوئی پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی یہان رستم محفل مین بیٹھے ہین صحراے مینو سواد مین فروکش ہین کہ سیمتن آکر پہونچی آتے ہی اُسنے رستم کو سلام کیا

کہا ای شہریار کنیز دریافت کر آئی صحراے خراب آباد مین حضور کو جانا چاہیے جب وہ صحرا فتح ہوگا تب
وہ دونون چیزین دستیاب ہونگی ورنہ نہایت مشکل ہی یا تو حضور فتاحی طلسم ہفت پیکر سے ہاتھ اٹھائین
کنیز آپکو اس صحرا سے نکال لیچلے تا بہ صحراے مینوسواد آپ پہونچیے اول مناسب ہے کہ چلکر
صاحبقران کو قید سے رہا کیجیے اُسکے بعد آپکو اختیار ہی خواہ طرف صحراے خراب آباد کے چلیے خواہ
طلسم سے ہاتھ اٹھائیے جو مناسب ہو وہ کیجیے رستم نے کہا ایہا الحاضرین بگوش ہوش سب صاحب اس
بات کو سن لین کہ مجھے جان دینا منظور ہی فتاحی طلسم سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگا اگر ہزار صحراے خراب آباد مین جانا
ہو اور ہزار آفتین درپیش ہون تو ہم ضرور جائینگے جو ارادہ کیا کیا بموجب قول شاعر فرد یا تن رسد بجانان یا جان
ز تن برآید ٭ دست از طلب ندارم تا کار من برآید ٭ یہ غیر ممکن ہی کہ جسنے اہل اسلام کو اسعد رستا یا کل کو گرفتار
کرکے لیگیا ہے بھی قید خانہ دیکھا اُسکے طلسم کو فتح نہ کرین حصول عجائب و غرائب سے ڈرین سیمتن و لالۂ عذار
و سیماب و آفتاب فلک سیر چارون یہ کہکر اٹھے کہ ہم ہمراہ رکاب ہین جان و مال آپ پر نثار ہین جسطرف
چاہیے اُسطرف چلیے خواہ لشکر کو ساتھ لیجیے خواہ نہ لیجیے وزیر مشیر جمع ہوے انجمن مشاورت منعقد ہوئی اس
صلاح مین سیارہ بھی شریک ہی سب نے یہی کہا پہلے چل کے صاحبقران کو رہا کیجیے اسم اعظم و حرز کل
اُنکے سپرد ہو ایک طرف سے انکا جلوہ ہو آپ کی روانگی طرف صحراے خراب آباد کے ہو یہ صلاح قائم
ہوئی دوسرے دن کوچ کی ٹھہری لشکر تیار ہوا لالۂ عذار رہبر ہوئین بہ رونق تمام طرف زندان طلسمی
کے چلے ان دونونکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب حال ملکۂ مشکبار کہ جو سعد شہریار کو لیے گئین تحریر کرتا ہون
کہ مشکبار سعد شہریار کو لیے ہوے مع تین سو ساحرون کے سایۂ ابر مشکبار سر پر پڑے زور و شور سے
جاتی ہین ایک مقام پر لشکر پہونچا تھا کہ دیکھا ابر سیاہ سامنے سے پیدا ہوا اُس ابر نے آکر ابر مشکبار کو لخت لخت
کیا ایک آواز مہیب آئی کہ او مشکبار باغی خداوند ہفت پیکر کو کہان لیے جاتی ہے تیرے واسطے باعث
خرابی ہی ایسا نہ ہو قدرت کو زیادہ غصہ آئے ہمکو حکم ہوا ہی کہ سعد شہریار کو مع مشکبار کے لے آؤ یہ صدا
جو مشکبار نے سنی تڑپ کے ابر سیاہ پر گری ابر سیاہ کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے دیکھا ایک ساحرہ تخت پر
سوار پشت پر ستر اسی ہزار ساحران غدار کھڑے ہوے آوازین دے رہے ہین غلغلہ ہی کہ باغیون کو گرفتار
کرو چھوٹنے نہ پائین مسمار جادو کہ جو کل فوج کی افسر ہی اُسنے کہا ای مشکبار تو کیون اپنی زندگی سے بیزار
ہوئی تو نے وزیر ربط نواز کو قتل کر دیا کلاہ ہفت گوشہ اُسکے قبضے سے نکلی پاس طلسم کشا کے پہونچی

تجھے کیا نفع ہوا یہ سنتے ہی مشکبار نے دیکھا کہ مسمار جادو نے لشکر مقابلے مین اُتار دیا ابر دونون نابود ہوئے ابر سیاہ کو مشکبار نے مٹایا ابر مشکفام کو مسمار جادو نے خراب کیا مسمار جادو نے پاس مشکبار جادو کے کہلا بھیجا کہ ای مشکبار بہتر یہ ہی کہ بادشاہ اسلام سعد بن قباد کو ہمارے حوالے کرو ہم خدمت خداوند مین لیجائین تمھاری خطا معاف کرائین مشکبار نے ہر مرتبہ انکار کیا تیسرے دن غصے مین مسمار نے طبل جنگی بجوایا مشکبار نے جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا مسمار کے ساتھ اسی ہزار ساحران غدار ہین اور یہان صرف تین سی ساحر ہین مشکبار خود رات بھر طلایہ پھری سعد شہریار کی حفاظت کی صبح کو سعد پشت مرکب پر سوار ہوے مشکبار جادو ہمراہ رکاب ہی تین سی ساحر پرے جمائے ہوے میدان مین آکر ہوچے مسمار جادو کو دیکھا اسی ہزار ساحرون کی جمعیت سے میدان مین آکر اُسنے بھی پرے باندھے سوفار جادو اسکا بھائی گرگدن مست چھیڑکر صف سے نکلا مسمار سے اجازت خواہ ہوا مسمار نے کہا ای برادر ہمنے بڑی غفلت کی کہ تین روز کامل کی مہلت دی اب مین جاتی ہون کہ آج ہی فیصلہ کرون باغیون کو خدمت خداوند مین لیجاؤن پرسش ہوگی کہ عرصہ کیون ہوا سوفار نے کہا مین تو اب قصد کر چکا مین جاکر مشکبار ہی کو للکارتا ہون مسمار نے اجازت دی سوفار میدان مین آیا عجائب و غرائب سحر کے دکھا کے آواز دی ای مشکبار مقابلے مین ہمارے آؤ کمال سحر دکھاؤ دیکھین کس بھروسے پر تمنے بادشاہ اسلام کا ساتھ دیا یہ سنتے ہی مشکبار نے طاؤس اپنا صف سے نکالا سامنے سعد شہریار کے آئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس عرض کی ای شہریار اجازت جنگ عطا فرمایئے کنیز رخصت ہوتی ہی خوشی اُسوقت ہو کہ ہم جنگ کو فتح کرون سعد نے اجازت دی اب مشکبار نے طاؤس اپنا بڑھایا سامنے سوفار کے آئی سوفار نے کمان کیانی کاندھے سے آتاری تیر جگر کمان مین پیوست کیا مشکبار کو تیر مارا مشکبار نے ہاتھ بلا یا برق نے تیر کو کاٹا کئی تیر سحر کے سوفار نے مارے مشکبار نے تیرون کو کاٹا جب کئی سحر سوفار کر چکا تب مشکبار نے پکار کر آواز دی ای خوشبوے دماغ رس کیون دیر کی یہ گستاخ گستاخی کر رہا ہی سوفار نے دیکھا جھونکا ہوا کا چلا ایک خوشبوے معقول دماغ مین آئی ناک پھلا پھلا کر خوشبو کو سونگھا جھومنے لگا آنکھین سرخ ہوئین چہرہ گلنار ہاتھ بڑھا کر گریبان اپنا چاک کرنے لگا جھوم جھوم کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

آنسو سے ہین اشک سرمہ کاسہ چشم حور مین	دیکھو پری نہاتی ہی دریائے نور مین

شرم و حجاب دور ہو وصلت کا لطف ہی
غیبت مین حال دل نہین ممکن کہ لکہ سکون
مین نے کیا وہ کام جو مشاطہ سے نہ ہو
رویا مین بھی جمال سے محروم ہی رکھا
پاس اُنکو میرا صحبت اغیار مین کہان
ہی گرم ناز گور غریبان پہ وہ حسین
آمد شد نفوس مین کس طرح چین آئے
سچ پوچھیے تو زندہ ہی در گور ہی نظام

ایسے مزے کہان مین شراب طہور مین
سُن لیجیے بُلا کے سب اپنے حضور مین
سویا لپٹ وہ نشہ مے کے سرور مین
بیلن ترانیان تھین فقط بزم طور مین
ارض و سما کا فرق ہی نزدیک و دور مین
باقی رہا ہی حشر کے اب کیا ظہور مین
ہر دم صدای حشر ہی اس نفخ صور مین
جان ہی حریم کعبہ مین تن جدہ پور مین

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا ہاتھ باندھے ہوے سامنے مشکبار جادو کے آیا کہا مجھسے سراسر خطا ہوئی جو کہو وہ بجالاؤن مشکبار جادو نے کہا تو مجھسے دعوی عشق کرتا ہی سوفار جادو نے عرض کی مین چاکر ان کمترین سے ہون مشکبار جادو نے کہا جاؤ مسمار جادو کا سر لیکر ابھی آؤ ہم تمھاری آرزو پوری کرینگے یہ سنکر سوفار جادو اُلٹا پھٹا مسمار جادو پر جا پڑا ایک گولہ مارا کہ پانچ سات سَو جادوگر مرکر گر پڑے کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ قلم ہوا جب کئی سَو ساحر مرکر گرے مسمار جادو نے للکارا او سوفار کیا بے ادبی کرتا ہی خبردار کھڑا رہ سوفار جادو کب مانتا ہی جھوم جھوم کر اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی جس غول پر گرا اُس غول کے افسر کو تاک کے مارا مسمار جادو کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہے جب دیکھا اُس نے کہ سوفار جادو نے دو ہزار جادوگر مارے جب تو اُسنے بڑھ کے نعرہ کیا او سوفار جادو کھڑا رہ یہ کہکے سوفار جادو پر جا پڑی سوفار جادو نے گولہ مارا مسمار جادو نے گولہ کاٹا کئی گولے مسمار نے سوفار جادو کے کاٹے آخر مسمار جادو نے جلا کے گولہ جھولی سے نکالا سوفار کو مارا سوفار جادو کے سر پر پڑا سر سوفار جادو کا پھٹا سوفار کا مرکر گرنا کہ شکم شق ہوا شکم سے ایک طائر سفید نکلا منقار یاقوت احمر کی آنکھین مثل برق کے چمکتی ہوئین زرفیل ہاد کے شکم سے نکلا پکارتا ہوا او مسمار جادو ارے تو نے غضب کیا اپنے بھائی کو مارا مین قدرت سے اطلاع کرنے جاتا ہون مسمار جادو نے ہر چند چاہا کہ طائر کو روکون لیکن اُسکی تیز پروازی پر ہوش اُڑے طائر سامنے سے نکل گیا جب طائر نکل گیا مسمار جادو جست و خیز کرتی ہوئی سامنے مشکبار کے آئی

للکارکر آواز دی او مشکبار جادو یہ تونے کیا خطا کی ارے تو نے جفا کی میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا مشکبار جادو نے پکار کر آواز دی اے خوشبوے دماغ رس اسکو بھی لینا دفعتاً خوشبو جنگل مین پھیلی غنچے چٹکے پھولون نے آنکھین کھولین خوشبو جو دماغ مین مسمار جادو کے پہونچی یہ بھی جھوی پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم مین تو کنیز ہون ذرا ادھر نگاہ اٹھاؤ مشکبار نے نگاہ اٹھائی آواز دی او مسمار جادو کیون کھڑی ہی اے خوشبوے دماغ رس تاثیر کر ایسی خوشبو دماغ مین مسمار کے آئی کہ گریبان اپنا چاک کیا خاک صحرا منھ پر ملی پکارتی ہوئی طرف مشکبار کے دوڑی نظم

اس دور مین عجب ہی رنج و الم سے کون
افلاک کے رہا ہی خالی ستم سے کون

اک سر ہزار سودے ہول دیکھے جان
الجھاے دلکو اپنے گیسو کے خم سے کون

تو ہی بتا ستمگر انصاف سے ذرا
بہتر ہی لعبتو مین میرے صنم سے کون

ابرو کے یہ اشارے کشتہ کرین نہ کیون
جانبر ہوے ہین قاتل تیغ دودم سے کون

شجا ہین خاک ہو کر معراج ہے یہی
سر یار کے اٹھائے نقش قدم سے کون

شمشیر کا ہوا ہی سرسبز کھیت کب
پھولا پھلا ہی ظالم جور و ستم سے کون

دم بھر جو آپ کے گھر رہتا نہین تو شب
کود اتھا گھر مین صاحب آخر یہ دم سے کون

ہی چار دن غنیمت رعنا جہان مین نیست
جا کر پھرا ہی ورنہ ملک عدم سے کون

مشکبار نے چاہا تلوار کھینچکر اسکو قتل کرون کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا وہی طائر جو شکم سے سوفار کے نکلا تھا چکا مسمار جادو کے سر پر آکے چرخ مارا ایک چیخ ماری شعلہ دہن سے نکلا طائر جلکر خاک ہوا خاک طائر کی مسمار کے سر پر گری جیسے ہی خاک سر پر پڑی سحر اترا چاہا مشکبار جادو پر جا پڑون اسکو گرفتار کرون پشت سے آواز آئی او مسمار جادو بھاگ قریب مشکبار کے جانا دہ بلاے روزگار ہی ایسا نہو کسی سحر مین پھنسو تو جان بچانا دشوار ہو مسمار جادو یہ آواز سنکر ٹھہری پکار کر آواز دی ای مشکبار جادو اب پلٹ جاؤ کل تجسے سمجھ لینگے یہ کہکے طبل امان بجوایا مسمار جادو اور مشکبار جادو دونون پلٹ آئے سعد شہریار ساتھ مین سعد سے کہا آج مسمار جادو کچھ فتور کریگی ہوشیار رہنا چاہیے سعد کو لا کے بارگاہ مین داخل کیا آپ بشکل عقاب تعبیہ بارگاہ پر آکے بیٹھی صمصام جادو کنیز کو طلا نے پر مقرر کیا مسمار جادو جو پلٹ کے آئی بیٹھ کے سحر تیار کیا بارگاہ سے اپنی گلی طرف لشکر مشکبار کے چلی جب لشکر

مشکبار قریب رہا آواز حاضر باش و ناظر باش کی سُنی دیکھا صمصام نام کنیز طلایہ دے رہی ہے منھ سے
شعلۂ آتش چھوڑے جس مقام پر صمصام کھڑی تھی اُسی نخل کے نیچے پتھر ہو گئی ساتھ والیاں بھی اسکی
غافل ہوئین اب دیکھا کہ مشکبار قبۂ بارگاہ پر پہنچی ہے مسمار پلٹی ایک نخل پر آکے بیٹھی چند پھول منقار سے
توڑے اُن پھولون کو لیکر بلند ہوئی سر پر آکے وہ پھول گرائے ایک جھونکا ہوا سے سرد کا چلا کہ مشکبار
سو گئی مسمار اُتری بارگاہ سعد شہریار مین داخل ہوئی دیکھا ظل اللہ آرام فرما رہے ہین مگر دو شیر ایک سرہانے
اور ایک پائنتی بیٹھے ہوئے خورش کر رہے ہین مسمار نے بڑھکر ایک دستک دی دونون شیر سر جھکائے
ہوئے بیرون بارگاہ چلے گئے اب مسمار جادو قریب چھپر کھٹ کے آئی سعد شہریار پر سحر کیا دونون ہاتھ
اوپر بیکار ہوے پنجے مین دبا کے لے اُڑی اب خیال آیا لشکر مین ٹھہرنا مناسب وقت نہین معلوم ہوتا ہے
سیدھی خدمت خداوند مین چلون یہ سوچ کے بلند ہوئی طرف قصر ہفت پیکر کے روانہ ہوئی اُڑی چلی
جاتی ہے کئی کوس پنجے مین سعد شہریار کو دبائے ہوئے نکل گئی ہے قضائے کار سہراب فیل تن اپنے
باغ مین بیٹھا ہوا مصروف جشن تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحرہ ایک جوان کو کہ
آفتاب جمال خورشید مثال ہے لئے جاتی ہے سہراب فیل تن حیران ہو گیا کہ یہ ساحرہ کون ہے اور اس شہریار
کو کہان سے لائی ہے اور کہان لئے جاتی ہے یہ سوچ کے ایک گولہ اُٹھایا غفلت مین تاک کے سینہ پر کینہ
مسمار پر مارا کہ توڑکر پشت کو پار گذرا لاشہ مسمار جادو کا ایک طرف بادشاہ اسلام پنجے سے چھوٹے
سہراب فیل تن نے اُٹھکر سعد شہریار کو گود مین لیا صورت زیبا کو بحسرت دیکھ رہا ہے جی مین کہتا ہے یہ
کون جوان ہے ظاہر مین شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت صاحب حشمت و دولت معلوم ہوتا ہے
مسند پر بٹھا کے سعد شہریار کو سہراب نے ہوشیار کیا بادشاہ اسلام کی آنکھ کھلی اپنے کو مجمع
ساحران مین پایا دیکھا ایک ساحر زبردست بیٹھا ہوا تلوے سہلا رہا ہے سعد اُٹھ بیٹھے فرمایا مین اپنی
بارگاہ مین تھا یہان مجھکو کون لایا سہراب فیل تن نے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور کا حسب
و نسب کیا ہے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے مین مصاحب خاص خداوند ہفت پیکر ہون حضور کو
اس حالت مین دیکھکر خیال ہوا اُس ساحرہ کو مارا آواز آئی تھی کُشتی مرا نام مین مسمار جادو بود سعد نے
کہا وہ سہراب فیل تن ملکہ مشکبار جادو کہ مجھے محبت رکھتی ہے مقابلے مین مسمار جادو کے
اُتری تھی قابو پا کے مجھے اپنے پنجے مین دبائے ہوئے لئے جاتی تھی تمھارا احسان ہوا گویا جان بخشی کی

سہراب فیل تن نے کہا طلسم کشاے اصلی جنکا لقب ہی رستم پیل تن علمشاہ رومی فرزند صاحبقران
وہ آپ کے کون ہین سعد نے کہا وہ میرے عم نامدار ہین مصروف جستجوے طلسم کشائی ہین انشاءاللہ وہ
ضرور طلسم مذکور کو فتح کرینگے کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ فرزندان صاحبقران کوئی قصد کرین اور وہ
مقدمہ نہ ہو ہر چند کہ مین الگ کوشش مین مصروف ہون وہ الگ جستجو کر رہے ہین اگر چاہا خدا نے تو
وہ ضرور اس ہفت پیکر کی خدائی کو مٹا دینگے یہ سنکر سہراب نے کہا ای شہریار کل میرے پاس
خداوند کا ایک خط آیا تھا جسکا مطلب یہ تھا کہ دو باغیون کو گرفتار کرکے بہت جلد با دولت واقبال کی
خدمت مین حاضر کرو نام نامی و اسم گرامی آپکا اور آپ کے عم نامدار کا اُس خط مین تھا میرا قصد تھا کہ کوچ
کرون مگر میری خوش قسمتی سے اب حضور نے غریب خانے پر نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا جان و
دل سے کوشش کرونگا لیکن فتح طلسم آپ کے عم نامدار ہین مین مشکبار جادو کو بلاتا ہون مین اور
وہ دونون شریک ہو کے آپ کے لیے جستجو کرینگے یہ کہکے شہریار کے سامنے سہراب نے اطاعت
دین اسلام قبول کی باغ مین تو بیٹھا ہی ایک طائر کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھا کہا جا کر مشکبار جادو
کو اطلاع کرو ہمارے پاس اُس عاشق صادق کو لاؤ صبح ہو چکی تھی طائر تو اُڑکر روانہ ہوا سہراب جا کے
ایک کتاب لایا جسکو دیکھنے لگا کہا ای شہریار حضور کی شوکت ولیاقت ضرور بڑھیگی مگر شیاے عمدہ
تقدیر مین رستم کی ہین وہی لوح پائین گے یہ کتاب حالات مقدمات طلسم ہفت پیکر ہی یہ کہکر خاطر داری
مین مصروف ہوا اب حال مشکبار جادو کا تحریر کرتا ہون کہ جب نسیم سحر چلی قبۂ بارگاہ پر بیٹھی تھی آنکھ کھلی قبۂ
بارگاہ سے اُتری دیکھا صمصام کنیز کو مع ساتھ والون کے ایک مقام پر سو رہی ہی ہاتھا جسکا کوئی اُفتاد
پڑی صمصام کو جگایا کہا کیون صمصام یہ کیسی غفلت طاری اسی طرح دیتے ہین صمصام نے بیان کیا
کنیزیات بھر طلایہ پھری پہر رات رہے ایک ہوا سرد چلی کنیز سو گئی یہ معرکہ گذرا مشکبار جادو
گھبرا کر وہان سے پلٹی بارگاہ سعد بن قباد مین آئی چپر کھٹ شہریار عالی وقار کا خالی پا کے بیقرار ہو کے
چارجانب دیکھنے لگی حیران تھی کہ میرے مقرر کیے ہوے شیر کہان چلے گئے گھبرا کر باہر نکلی دیکھا ایک
نخل کے نیچے دو شیر سرنگون کھڑے ہین مشکبار جادو نے آواز دی ارے کمبختو ہمنے تمکو کہان
مقرر کیا تھا یہان کہان کھڑے ہو دونون شیرون نے مثل انسان کے آواز دی ہم ناچار ہین
سمار جادو آئی اُسنے ہمکو بارگاہ سے نکالا اب ہم وہان نہین جا سکتے ہم دیکھا کیے وہ ساحرہ

سعد شہریار کو لے گئی ہم مجبور ہیں مشکبار جادو جھلا کر یہ کہکے اُڑی کہ ابھی لشکر کو اُسکے تباہ کرتی ہون اگر وہ وہان موجود ہو تو ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دون گی افسوس اُس شہریار پر جسکی ہائے کیا حال اپنا کہون کسکو کیفیت اپنی سُناؤن میری تو یہ حالت ہی

نظم

لب پہ وقت نزع آہون کے شرارے رہ گئے
اشک حسرت آکے مژگان کے کنارے رہ گئے

ضعف مین کشتون کی ہم اک بسمل تمہارے رہ گئے
چل چلے تھے منزل ہستی سے ہارے رہ گئے

بالا مین اُس طفل کا گذرا نہ بہرے منت کے طوق
کان مین بالے نہین پر گوشوارے رہ گئے

شکوہ ہی کرنے نہ پایا شانہ اُن زلفون مین غیر
چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آرے رہ گئے

بزم خوبان اُسکے جانے سے ہی آنکھون مین سیاہ
ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہ گئے

پہونچے یاران عدم سب منزل مقصود پر
ہم سر راہ عدم حسرت کے مارے رہ گئے

فارس گلگون خوبی کا خرامان دیکھکر
چوکڑی بھولے ہرن رم سے بچارے رہ گئے

اور ہی کترے ہین گلرویون نے اب کلپون مین گل
سادے سادے پائجامون کے غرارے رہ گئے

آتش عشق اشک کے طوفان سے کب ٹھنڈی ہوئی
مرتے مرتے ایک دو باقی شرارے رہ گئے

دین و ایمان جان و دل رعنا نے سب صدقے کئے
دیدۂ گریان ہم حسرت کے مارے رہ گئے

اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی تین سو ساحرون کا لشکر لپشت پر لشکر مسمار پر جا پڑی جاتے ہی گولہ مارا تین سو حربے سحر کے ہوئے لشکر مسمار مین بادہ پیما ساحر مرکر گرنے لگے مشکبار لشکر مین مسمار کے کھڑی سحر کرنے لگی کبھی برق بنکر اُڑی ترچھی گری کبھی گولہ مارا لشکر مین غل مچاتی پھرتی ہی مسمار بدکار کہان ہی اگر نہ ملی تو ابھی ابھی مین سارے لشکر کو مسمار کردون گی شہریار کو لیکر کہان بھاگی کئی بارگاہون مین آگ لگادی ڈھونڈتی پھرتی بارگاہ مسمار جادو مین پہونچی مقام اُسکا خالی پایا جھلا کر اس بارگاہ سے نکلی جاتی ہی بلند ہو کر گردون آدھا لشکر تباہ کر دیا ہی کہ تمام لشکر مین فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی ساحر بھاگے بھاگے پھر رہے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی ای ملکۂ عالم یہ نوشتہ دیکھو یہ انسانہ ہو خلاف گذرے مشکبار جادو نے پلٹ کے دیکھا ایک طائر غل مچاتا ہوا آتا ہی منقار مین نامہ دبائے ہوئے آتے ہی نامہ مشکبار جادو کے ہاتھ مین دیا طرف سے سہراب کے مرقوم ہی کہ ای ملکۂ عالم دیکھتے ہی اس نامہ کے ہمارے پاس آجیے مسمار جادو کو ہم نے مارا سعد

شہریار ہمارے پاس بہ خیر و عافیت ہیں یہ سنتے ہی مشکبار جادو نے اپنی کنیزوں اور ساحروں کو
آواز دی سب کے سب میرے پیچھے آؤ بیگناہوں کے قتل سے ہاتھ اُٹھاؤ کیا فائدہ نصف لشکر
تو پامال کر چکے سب کنیزیں پشت پر آئیں مشکبار ہوا کو کاٹتی ہوئی چلی یہیں سے ساحروں کا جماؤ
پشت بر تین سی جادوگرنیاں اُسی ہوئی آتی ہیں جس صحرا سے گذر ہوا وہ جنگل خوشبو سے معطر ہوا
درخت وجد میں آئے سہراب فیل تن سعد شہریار کے پہلو میں بیٹھا ہوا ہی کہ اسکے دماغ میں خوشبو
آئی شہریار سے عرض کی حضور مشکبار جادو آپہونچی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر مشکبار جادو آکے چمکی
تین سی کنیزیں پشت پر پکار کر آواز دی سنم مشکبار جادو باغ میں سہراب فیل تن کے آگے اُتری
سہراب نے اُٹھکر تعظیم کی لاکر صحبت میں بٹھایا سعد شہریار کو دیکھکر مشکبار خوش ہو گئی کہ بہ شوکت
بیٹھے ہوے پایا قدموں کو بوسہ دیا کہا ای شہریار آپ صاحب اقبال ہیں ایسے ساحر باشوکت کو
آپ پر خدا نے مہربان کیا کیوں سہراب فیل تن کیا صلاح ہی سہراب نے کہا یہ تو میں کتاب
میں دیکھ چکا ہوں کہ طلسم کے یہ فتاح نہیں ہیں در بندوں پر چلیے شاید کوئی صورت نکلے مشکبار
نے کہا بہت مناسب ہی سہراب نے دونوں مشکبار جادو و سعد شہریار کو مہمان کیا تیسرے دن
آواز دی لشکر تیار ہو نیچے چلنے پہوں نے آنکھیں کھولیں شجر جھومنے لگے تھوڑے عرصے میں دیکھا
چالیس ہزار ساحر اسباب سحر سے آراستہ ہوکر گوشہ ہائے باغ سے پیدا ہوے مرکب خنگ
سیاہ فیلاس پر سعد سوار ہونے لگے سہراب نے کہا حضور تامل فرمائیں مشکبار سے کہا آج
کے روز کوچ اور معطل رہے ساعت کچھ اچھی نہیں ہی یہاں سے نکلتے ہی کچھ فتور پڑیگا مشکبار
نے دست بستہ عرض کی آج حضور تامل فرمائیں کل روانگی ہوگی سعد نے غصے میں کہا ابھی ہم اگر
چلنے کا نام سے کے انکار کرتے تو تمکو خلاف گذرتا سہراب بھی تامل کرتے اب چلو جملہ معاملات
خدا کے سپرد کرو اگر فتح ہماری تقدیر میں ہی سامان غیب سے ظاہر ہوگا اگر شکست لکھی ہی ویسا ہی
سامان مہیا ہوگا مشکبار قدموں پہ گر پڑی کہا ای شہریار غنچے ہنستے ہیں پھول مسکراتے ہیں نخل وجد
میں ہیں مطلب یہ ہی کہ سب منع کرتے ہیں اور حضور نہیں مانتے ہیں حضور کہنے کو قبول کریں اگر کوئی
افتاد پڑی تو نہایت تاسف ہوگا اور میں تو اسیر طرۂ گیسو و ذبح خنجر ابرو ہوں جس طرح ارشاد ہو
بجا لاؤں میری تو عجب کیفیت ہی نظم

تجھسے کیا تشبیہ دون نکہ دوئی یکسو نہین — ماہ نو ابرو نہین ہی ماہ کامل رو نہین

دستِ مفلس ہوا ہون دی جو گوہر سے مثال — مدتین گذرین کہ میری آنکھ مین آنسو نہین

آدمی کیا ہو گیا ہمزاد بھی تیرا مطیع — اے پری کس کس پہ تیرا سایۂ جادو نہین

ربط باہم کے مزے باہم رہین تو خوب ہین — یاد رکھنا جان جان گر مین نہین تو تو نہین

آنکھ کے تل کی سیاہی مشک سے ہی کچھ زیاد — کسطرح اسکو کہین ہم نافۂ آہو نہین

یہ وہ ہم ہوتے آتے جو زبان کا جان لے — نوش کے قابل لعابِ افعی گیسو نہین

طوق ہو کر رہ گئی ہی جان کسی کی یہ نگاہ — حلقۂ نظارہ ہی یہ حلقۂ گیسو نہین

بے ادب قاتل نہ ہو تیغ نگہ بس ہو چکین — سینہ اپنا آشنائے زحمتِ زانو نہین

نوجوانون کے سبب سے یار دیرینہ چھٹے — مدتین گذرین کہ دل کو صحبت پہلو نہین

مین وہ وحشی ہون کہ بعد از مرگ بھی ہیر تھا — کونسے دن طوطیائے دیدۂ آہو نہین

حادثاتِ دہر سے کس شے نے پایا ہی فراغ — جامۂ آبی خطوطِ موج سے اتو نہین

ظاہر و باطن مین ہی روز ازل سے اتحاد — کوئی گل ایسا نہین ہی جسمین مطلق بو نہین

کعبہ بسیاد سے کیسی سبکدوشی ہوئی — سر نہین گردن نہین سینہ نہین بازو نہین

تیرہ بختون کو شہادت کا اشارہ خال ہی — کچھ تو ہی یہ بے سبب نقطہ تہ ابرو نہین

ہر کدورت سے صفا ہی لباس عاجزی — یہ وہ جامہ ہی کہ جو محتاج شست و شو نہین

کیا کرین بے اختیاری سے نہین کچھ اختیار — آپ پر قبضہ نہین ہی موت پر قابو نہین

کس گھڑی ہی اسکو فرصت یادِ حق سے اے نسیم — کونسا دم ہی جو لب پر اپنے ذکر ہو نہین

یہ اشعار پڑھ کے مشکبار جادو نے دامن سعد شہریار کا پکڑ لیا کہا کہ آج کوچ نہ ہوگا ہی سہراب لشکر آثار و سہراب بے نے لشکر کو اشارہ کیا بیرون باغ لشکر آکر اترا سہراب فیل تن نے جلسہ آراستہ کیا روشنی کی تیاری ہوئی حاضرین خدمت نے بھاری جوڑے پہنے مسند آراستہ کی سعد و مشکبار دونون آکر بیٹھے سہراب مصروف خدمتگذاری ہی کائن سامنے بیٹھی گا رہی ہی اسباب عیش و نشاط مہیا مشکبار جادو بھی خوش بیٹھی ہی دو پہر شب تجاوز کر چلی تھی کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر اٹھا رعد کی گرج برق کی چمک گرجتا ہوا باغ پر آکر محیط ہوا سہراب فیل تن کھڑا ہو گیا پکار کر آواز دی

کون صاحب ہین تشریف لائیے آپ نے رکنے کا کیا باعث ہر چند ایک ساحرہ بشکل مہیب بصورت عجیب
و غریب زاغ سیاہ پر سوار پشت پر بڑے بڑے ساحر رسول ور چھول ہاتھ مین جھولیان اسباب سحر سے
بھری ہوئی ابر سے نکلتے ہی پہلے سعد شہریار کو دیکھا پھر مشکبار جادو پر نگاہ ڈالی پھر سہراب فیل تن
سے کہا تمنے اپنے گھر مین باغیون کو جگہ دی خوف خداوند بالکل دل مین نہین ہم بوتیمار زاغ سوار اس
جوان کو لیجاؤن گی سہراب فیل تن نے بمنت کہا ای بوتیمار زاغ سوار میرے حال پر رحم کر
آج جاتے تھے ہزار ہا کوس نکل جاتے کسی وجہ سے نجاتا ہوا کل یہان سے چلے جاینگے راہ مین تمکو
اختیار ہے میرے گھر پر کوئی پریشان نہو بوتیمار زاغ سوار نے جواب دیا قدرت کا حکم تو یہ ہے کہ جو
دخل دے اسکو بھی لاؤ جو شریک ہو اسکو بھی گرفتار کرو مین تیرا اور اس گستاخ عورت پر رحم کرتی ہون
کس گستاخی سے پہلو مین بیٹھی ہوئی ہے ہمارا کچھ ادب نہ کیا یہ نہ سمجھی کہ مصاحبان خداوند ہین مین اسکو
لیجاؤنگی قدرت کے سامنے قتل کرونگی خطا کے بخشنے نہ بخشنے کا مجھے اختیار ہے یہ کہکے طرف سعد شہریار
کے چلی مشکبار جادو نے جو اس بلاے سیاہ کو آتے دیکھا منع کیا کہ اس طرف نہ آ بہ قہر و غضب نگاہ
نہ اٹھا کیون قضا آئی ہے ساری مصاحبت رکھی رہ جائے گی ایک سحر مین دیوانی ہوکر جائے گی بوتیمار
کب سنتی ہے چاہا جھپٹ کے اٹھالون کہ مشکبار نے دستک دی اور کہا ای خوشبوے دماغ رس اس
لکا کو لینا بڑی بے ادبی ہے فوراً چون سے بوے خوش آئی غنچے چٹکے نکل جو سے وہ بوے خوش
آئی کہ بوتیمار زاغ سوار جھومی چاہا کچھ آواز دے کہ زمین شق ہوئی ایک شخص مہیب و ہیتناک ہاتھ مین
کچھ پھول و غنچے لیئے ہوے زمین سے نکلا نکلتے ہی بوتیمار کو سنگھا دیئے کہکیا کہ ہوشیار رہنا اور اسی
طرح غرق زمین ہوگیا بوتیمار زاغ سوار کو ہوش آیا نہایت جھلا کر چیخی اب تو مشکبار جادو اٹھی
وہی اپنا کلمہ کہکر دستک دی ایسی خوشبو بھی آئی اور ایک شجر کی پشت سے ایک نازنین پھولونکا گلدستہ
ہاتھ مین نازنین پر فن غنچہ دہن ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار اپنے فعل کی مختار ہنستی ہوئی سامنے آئی
پکار کر آواز دی بی بوتیمار زاغ سوار اسقدر کیون خفا ہوتی ہو جو کام کہو وہ مین کرون مشکبار جادو
سے مقابلہ نہ کرو یہ کہتی ہوئی قریب آئی ہاتھ بڑھایا کہ گلدستہ سنگھاؤن دام مکر مین لاؤن بوتیمار
نے کلائی پکڑکے ایک طمانچہ مارا سر اس نازنین مہ جبین حور تمکین کا اڑگیا سر کے اڑتے ہی وہ خوشبو
پھیلی کہ تمام باغ معطر ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من خوشبوے دماغ رس بود مشکبار جادو جھلا کر

پہلو تہی سے کھینچی بوتیمار نے آواز دی بس آگے نہ بڑھنا ای زمین باغ اسکو روک لے یہ کہنا تھا
کہ مشکبار جادو لڑکھڑا کے گری زبان بند ہوئی اب بوتیمار نے سعد شہریار کی طرف دیکھا کہا
تو تمھاری اس مددگار کا یہ حال کیا سعد شہریار نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا بوتیمار نے ہنسکر کہا
تکلیف نہ فرمایئے اُسی مقام پر بیٹھے رہیے سعد کے ہاتھ پانون کی طاقت سلب ہوئی قبضۂ شمشیر
قبضۂ شہریار سے چھوٹا بہت تردد ہوا بوتیمار زاغ سوار نے چاہا شہریار کو اُٹھاؤن اب سہراب
کو تاب نہ رہی وہین سے نعرہ کیا کیون او بوتیمار جو ہمنے کہا تھا وہ تو نے نہ مانا ہمارے سامنے یہ بدعت
یہ کہکے جا پڑا گولہ مارا بوتیمار نے گولہ کاٹا آپس مین دو چار سحر ہوے بوتیمار نے جھلا کر کہا اپنی پہلوانی
پر ناز کرتا ہی بس اُسی مقام پر کھڑا رہ سہراب کے پانون زمین نے تھام لئے سحر فراموش ہوا حیرت کا
جوش ہوا اب بوتیمار زاغ سوار بڑھی کہ اس جوان کو گرفتار کرون ملازمان سہراب نے جو
اپنے مالک کو اس حال مین دیکھا افسران فوج بڑھے للکارتے ہوے کہ خبردار آگے نہ بڑھنا ہمارے
افسر پر ہاتھ نہ ڈالنا جو افسر بڑھا بوتیمار نے سحر کیا کہ وہ زمین پر گرا چالیس افسر فرداً فرداً بڑھے اور زمین
پر گرے پڑے لوٹ رہے ہین اُٹھ نہین سکتے اُٹھا کے بوتیمار نے ایک گولہ مارا سارا لشکر
دھوئین مین مبتلا ہوگیا دھوان زمین سے نکل رہا ہی ہر نخل مثل شمع کافوری جل رہا ہی افسران فوج
اور جملہ لشکر مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی اب بوتیمار جھومتی ہوئی بڑھی کہ سعد شہریار کو جا کے گرفتار
کرون مگر کہتی ہوئی ای جوان طرحدار ارے ظالم تیرے حسن عالم سوز نے میرے دل کو جلا دیا تو
خوف نہ کر اپنے دل مین نہ ڈر مین تجکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے نہ لیجاؤنگی اپنے باغ مین لیکل
کے مصروف عیش ونشاط ہونگی تیرے پہلو مین بیٹھونگی جو کہیگا وہ قبول کرونگی وہ مرتبہ کردونگی کہ
دیکھنے والے رشک کرینگے اگر تو چاہیگا کہ فتح طلسم مین مصروف ہون بدل وجان کوشش
کرونگی تا بہ کوہ ذخار پہونچادونگی سعد نے آواز دی کیا بیہودہ بکتی ہی دیکھ خبردار میرے قریب
نہ آنا یہ سنتے ہی بوتیمار دور سے منتین ہی کرنے لگی کبھی کہتی ہی او ظالم میرے حال پر رحم کر
دل تجھپر مائل ہی یہ کنیز تیری تیغ ابرو کی گھائل ہی زخم تپک رہا ہی کانٹا محبت کا دل مین کھٹکتا ہی نظم

اٹھا سکی نہ مصیبت فراق یار مین روح　　نکل گئی تن لاغر سے انتظار مین روح
ہزار مرتبہ تجھپر فدا مین کر دیتا　　اگرچہ ہوتی مرے پیارے اختیار مین روح

جو آنا ہو تجھے مدنظر تو آ ظالم — نکل نہ جائے کہین تیرے انتظار مین روح
نہین ہی گور کی تنگی سے کچھ ہمین دہشت — رہیگی بعد فنا کے بھی کوے یار مین روح
جو آئے نزع کے عالم مین وہ مسیح جمال — مریض عشق کے آجائے جسم زار مین روح
ترے فراق مین یون زندگی گذرتی ہی — ہی کرب قلب کو پیارے اور انتظار مین روح
اُسی کے حکم مین ہی موت و زندگی محبوب — حقیقتاً ہی فقط دست کردگار مین روح

ایسی مٹھین خوشامدین کرتی ہوئی اپنے عشق کا اظہار دل کا اضطرار بیان کرتی ہی بادشاہ نے گالیان ین کلمات سخت کے جب تو بوتیمار نے تیغہ کھینچا کہ بڑھکر سر کاٹ لون بادشاہ نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ پہلو سے آواز آئی او ظالم مجھے تو بچا ورنہ دشمن مار ڈالینگے پلٹ کر دیکھا ایک جوان نہایت حسین و جمیل تاج سر پر دھرا ہوا موتیون کے مالے گلے مین پکارتا ہوا آتا ہی بوتیمار نے اُس جوان کے جمال جہان آرا کو پلٹ کے دیکھا دیکھتے ہی بیتاب ہو گئی یا طرف سعد کے جاتی تھی یا جست کر کے قریب آئی ہاتھ تھاما کہا صاحب بیٹھو کسنے ستایا زخم تمھارے سر پر کسنے لگایا اُس جوان نے کہا دیکھو وہ سامنے تلوار کھینچے چلا آتا ہی جیسے اِدھر بوتیمار پلٹی پیٹھ کے خنجر مارا اور نعرہ کیا کہ تم اجروس جنی بوتیمار جادو کا شکم چاک قصہ پاک جیسے ہی بوتیمار گری لشکر اسکا جلنے لگا مشکبار اور سہراب دونون اُٹھے کہا کہ اے شہریار یہ کون مددگار ہی بادشاہ نے ارشاد فرمایا ای اجروس کہان سے آتا تھا بڑے وقت پر آکے پہونچا اجروس نے بڑھکر قدمون کو بوسہ دیا کہا حضور والد نامدار مکلل خان تاجدار نے نامہ دیا تھا مین وہ نامہ لئے ہوے طرف ہفت در بند کے جاتا ہون کچھ وہان کے ساحرون سے ضرورت ہی اس راہ سے جو گذر ہوا حضور کو اس حال مین دیکھکر پریشان ہو گیا شکر ہی کہ اس ملعونہ کو مارا ایسی ملعونہ واصل جہنم ہوئی اگر حضور اسی مقام پر رہین تو والد نامدار کو مع لشکر بلا لاؤن فرمایا خبردار کبھی ایسا ارادہ نکرنا باپ کو اپنے نہ لانا مین یہان سے کوچ کرونگا سب اہل لشکر اجروس کو دعائین دینے لگے کہتے تھے کہ تو نے بڑا کام کیا ایسے وقت پر مدد کی کہ کوئی چارہ نتھا قریب بہ ہلاکت تھے پھر سب نے دیکھا ایک شعلہ چرخ مارتا ہوا ایک جانب غائب ہو گیا سعد شہریار اُٹھے مشکبار جادو اور سہراب نے عرض کی اب اس مقام پر گھڑی بھر ٹھہرنا مناسب نہین غلام کی شرکت کی خبر بھی ہفت پیکر تک پہونچ گئی جب وہان سے یہ ساحرہ روانہ ہوئی اُسی وقت لشکر تیار کیا سہراب فیل تن تو بچی ہی

زبان کا خوف پیدا ہوا سعد شہریار پشت مرکب پر سوار مشکبار جادو طاؤس زریں بال پر سہراب
گینڈے پر لشکر کو ساتھ لیا نوبت نقارے بجاتے ہوئے باغ سے نکلے لیکن سہراب چاہتا ہی جلدی
نکل چلیں پلٹ کے دیکھتا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ فوجیں آیا چاہتی ہیں مشکبار جادو نے بڑھ کے پوچھا ای
سہراب کس طرف قصد ہی اُسنے جواب دیا اِسکا خیال نہ کرو میں طرف کوہ ذخار کے چلتا ہوں ذخار
جادو ساحر زبردست ہی اگر کوہ ذخار لے لیا تو آگے بڑھ کر معرکہ عظیم پڑیگا طلسم کا زور کم ہو جائے گا
سہراب اُسی طرف لشکر لیکر چلا تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ صحرا میں اندھیرا ہو گیا اسقدر گرد اڑی کہ ایک کو ایک
نہیں دیکھ سکتا تھا ہر شخص غل کر رہا ہی کوئی پکارتا ہی پروردگار عالم مدد کر کوئی گھبرا کر پریشانی میں لات و
منات کو پکارتا ہی کوئی سامری و جمشید کا نام لیتا ہی کوئی گھبرا کر پکارتا ہی اے خداوند ہفت پیکر بچا لیجیے
طائروں نے غل مچایا پہاڑ معلوم ہوتا ہی تھرا کے گر پڑینگے پتھر لنڈھ رہے ہیں کھڑکھڑ کی آواز آتی ہی درخت
معلوم ہوتا ہی ٹوٹ کر گر پڑینگے زمین سے غبار اُٹھ رہا ہی زمین تھرا رہی ہی سارا جنگل اہل اسلام کا دشمن
ہو رہا ہی کانٹے انگلیاں اُٹھاتے ہیں گویا گنہگار بناتے ہیں قریب ہی زبان خار سے آواز آنے لگی ای
آیندہ و روندہ اس صحرا سے نکل جاؤ یہاں راستہ نہ ملیگا جلد نکل جاؤ کیوں اپنی جان کے دشمن ہو ہم سب
تمہارے واسطے رہزن ہیں دشمن جان تشنۂ خون یہاں ٹھہرنا نہیں بہتر ہی حکم خداوند ہفت پیکر ہی کہ
جو مسلمانوں کو مدد پہونچائیں اُنکو مرتبے جلیل ملیں غنچۂ آرزو کھلیں سارا صحرا خوشی خداوند کا طالب ہی
تم لوگوں پر یہاں کا غبار بھی بھاری ہی کہ سامنے سے کوہ ذخار دکھائی دیا سعد نے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ
نہایت بلند مرتفع ہزارہا درخت اُس کوہ پر گرد سبز گھانس گھاٹیاں درست دریا سے کوہ کھلے ہوئے
چمک رہے ہیں دریا سے کوہ سے غزالان دشت کرچالیں بھرتے ہوئے نکلتے ہیں دوسرے درے
میں جا کے غائب ہو جاتے ہیں اُس پہاڑ کو دیکھکر سب کے بدن میں جان آئی قضا سے کار ملکہ نیلم جادو
جو رستم سے جدا ہوئی تھی یہ حوصلہ نہ پڑا کہ پاس ہفت پیکر کے جاؤں اور حال پوچھوں وہاں سے
پلٹی ہی آسمان پر مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی کہ نگاہ پڑی ایک جوان ہم شبیہ رستم گھوڑے پر سوار
پریشان و حیران جنگل میں پھر رہا ہی اُسکے ساتھ ایک لشکر گران تباہی میں مبتلا ہی یہ دیکھکر حیران ہو گئی کہ
یہ کون جوان ہی کسنے ان سب کو روکا ہی اِس صحرا میں سرگرداں ہی سر جھکا کے دیکھا پہاڑ پر ایک سایہ دار ایک
نخل کے سایہ میں بیٹھی ہوئی کبھی خاک اُڑاتی ہی کبھی چلّو میں لیکر پانی پھینکتی ہے کبھی گل بوٹے ہاتھ میں

لیکر اُچھالنے لگتی ہی کبھی لشکر پر نگاہ ڈالتی ہی کبھی دستک دیتی ہی کبھی اپنے سیر دان کا نام لیکر پکارتی ہی کہ یہ
راہ گیر جانے نہ پائیں تاریکی میں پھنسیں مبتلاے بلا رہیں نیلم جادو کو یہ حال پُر ملال دیکھکر بہت بڑا
افسوس ہوا کہ بڑے بڑے ساحر زبردست لشکر کے ساتھ ہیں لیکن اسکے سحر سے ناواقف ہیں ورنہ
اسکی کیا حقیقت تھی سہراب فیل تن اور مشکبار جادو اندھیرے میں گھبرائے ہوے آنکھیں
ملتے پھرتے ہیں کبھی کسی نخل سے ٹکرا گئے نیلم جادو کو بڑا رحم آیا جھولی سے کارد تیز نکالی پشت خاکسار
پر آئی کارد پر اسم سحر پڑھا چند قطرات خون کارد پر ڈالے اور نعرہ کیا او مکارہ منم ملکہ نیلم جادو جیسے ہی
پہلی کارد سینے پر پڑی پشت کو توڑ کر پار گذری اُلٹھر اکر گری پہاڑ بھی اسی کے سحر کا تھا وہ بھی جلنے لگا
گلستان میں آگ لگی غبار موقوف ہوا مشکبار جادو نے سُنا آواز آئی کُشتی مرا نام من خاکسار جادو
بود یہ جو صدا مشکبار جادو نے سُنی کہا ای سہراب فیل تن تم نے سُنا خاکسار جادو کوئی ساحرہ
تھی اُسکے سحر میں ہم سب اُلجھے تھے جنگل میں مارے مارے پھر رہے تھے کون ایسا دوست صادق
محبت واثق پیدا ہوا کہ ایسے دشمن سخت کو مارا اُسے تلاش کرکے قاتل کو سامنے لاؤ نیلم جادو سامنے
سے ظاہر ہوئی سعد کو جھُک کے سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا عرض کی شہریار حضور کا نام نامی و اسم گرامی
کیا ہی سعد نے فرمایا بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد ہی ہم براے فتاح طلسم ہفت پیکر نکلے ہیں اب
سہراب فیل تن اور مشکبار جادو ہمکو لیکر طرف کوہ ذخّار کے جاتے ہیں اسی صحرا میں آکے
سحر میں پھنسے تم نے آکے اس ساحرہ کو مارا نہایت احسان کیا نیلم جادو نے عرض کی ای شہریار لونڈی
کنیزان رستم پیلتن سے ہی ستارہ جو اُس جوان رعنا کا عیار ہی اُس سے صورت محبت و الفت ہی ایسا
لگتا ہی کہ دل ہلاتا ہی اس طرف سے گذری اس ساحرہ کو دیکھا کہ پہاڑ پر بیٹھی سحر کر رہی تھی سعد نے
چاہا نیلم جادو کو اپنے ہمراہ رکھیں نیلم نے عرض کی حضور کنیز انھیں کی تلاش میں جائیگی یہ بھی خبر
نیلم جادو کو معلوم ہو چکی ہی کہ کلاہ ہفت گوشہ پاس رستم کے پہونچی سعد نے اُس صحرا میں قیام کیا
دو روز اُس صحرا میں رہے نیلم جادو تو جوش محبت میں ستارہ و رستم کے سعد شہریار سے رخصت
ہوکر بتلاش رستم چلی اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا لیکن سعد شہریار مع ملکہ مشکبار جادو و سہراب
فیل تن بعیش و سرور اس صحرا میں دو روز رہے بعد دو روز کے قصد سفر ہی لیکن اب حال
ہفت پیکر یہ آخر کا تحریر ہوتا ہی کہ یہ انتظام گرفتاری بادشاہ اسلام و رستم نامدار میں مصروف ہی اسلم

جس قصر کا فلک اوّل نام ہی اُس قصر مین بیٹھا ہی تمام امیران سلطنت و وزیران ابہت دربار مین حاضر ہین
کہ رہا ہی کہ خاکسار جادو کو قدرت نے برائے گرفتاری بادشاہ اسلام بھیجا تھا لیکر آتی ہوگی یہ ذکر
تھا کہ سامنے میز پر گلدستہ ہاتھ کا بنایا خاکسار کا رکھا تھا وہیدم شگفتہ ہو رہا تھا پھول نیرنگی اپنی
دکھا رہے تھے غنچے چٹک رہے تھے برگ سرسبز و شاداب ہون جون جون گلدستہ شگفتہ ہوتا تھا وون وون
ہفت پیکر تقدیرین بگھارتا تھا کہ خاکسار جادو مقابلۂ بادشاہ اسلام مین پہونچ گئی تقدیرات قدرت
ظاہر ہو رہے ہین لشکر دشمن مین اندھیرا کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا اب بہت جلد گرفتار کر لیگی
بجاہ و حشم لیکر آئیگی بی مشکبار جادو و سہراب فیل تن بندھے ہوئے آئین لطف سرکشی اٹھائین
وہ سزا پائین کہ عمر بھر یاد کرین جہنم مین دونون کو بھجوا دونگا قصر ماران سیہ مین جگہ ملے ماران سیہ
انکو کاٹین زندگی مین مرنے کے مزے ملین یکایک دیکھا وہ گلدستہ مرجھانے لگا رنگ پھولون کے بگڑے
غنچون نے منہ کھولنا موقوف کیا پتے مرجھائے ہفت پیکر نے کہا لو اور مزے دیکھو کس مزے سے
لشکر کو گھیر اتھا خاتمہ مسلمانون کا قریب تھا غرور کیا قدرت کو غرور کسی کا پسند نہین ہی چشم زدن مین
مٹا دینگے اب اسپر زوال آیا چاہتا ہی یکایک گلدستہ جلا جلکر خاک ہوا ہفت پیکر نے کہا قدرت جو کہہ رہے
تھے آخر وہی ہوا اُسکا غرور اُسپر غالب ہوا اس غرور نے اسکو مٹایا غرور نے اُسے روز سیہ دکھایا ارے
ذرا خبر تو لو لاش خاکسار جادو کی کہان ہی آخر کسنے اُسکو مارا کسنے اسکا حوصلہ مٹایا ہوا سے جادو
بہن خاکسار جادو کی روتی ہوئی اُٹھی کہ یا خداوند کنیز جاتی ہی اگر بنتا ہے اور ملتی ہی تو نعش اسکی
لاتی ہون یہ کہکر ہوا سے جادو اُٹھی ایک جھونکا ہوا کا چلا ہوا سے جادو غائب ہوئی ہوا
کی ہوا بلند ہوئی چلتے وقت اسنے اتنا پوچھا کہ یا خداوند کنیز کس طرف جائے ہوا سے ہفت پیکر
نے کہا طرف صحرائے مینو سواد کے جسکے قریب کوہ ذخار ہی اُسی کوہ پر لاشۂ خاکسار ہے
ہوا سے جادو روانہ ہوئی لشکر اسلام صحرا مین فروکش ہی کوچ کی تدبیرین ہو رہی ہین مشکبار کہتی ہی
اگر یہ کوہ ذخار ہی تو ذخار یہان کا تاجدار ضرور سر اٹھائیگا سرکار کو روکے گا کنیز جاکے ذخار جادو
سے ملاقات کرے دیکھون وہ کیا کہتا ہی باہر بارگاہ سے نکل کر دیکھ رہے ہین لیکن کوئی قلعہ
وغیرہ نہین ہی نہ کسی جانب کوئی بستی معلوم ہوتی ہی نہ کوئی دِہ نہ قریہ ہر طرف ویرانہ پڑا ہی پہاڑ کے
پتھر جا بجا پڑے ہین مشکبار جادو نے پڑھکے سحر کیا کہ کوہ بیچ مین سے پھٹا دیکھا سامنے

ایک کوہ سر بفلک کشیدہ نہایت تکلف سے آراستہ ہی قلعہ مین خلقت کی آمد ورفت ہو مین قلعے کے
اوپر چڑھی ہوئی گولہ انداز وغیرہ ٹہل رہے ہین چوکھوٹے نشان ہوا مین فرا رہے ہین مشکبار جادو
نے کہا وہ قلعہ نمایان ہوا مردمان قلعہ بھی لشکر کو دیکھ رہے ہین قلعہ دار دیدبان لشکر کو دیکھکر ذخار جادو
کے پاس آئے کہا ای شہنشاہ لشکر مسلمانان صحراے مینو سواد مین آگیا ذخار جادو نے جواب دیا
خاموش رہو اسکا ذکر نہ کرو ذرا انکو روکا او فساد برپا ہوا مین نے ابتک قلعے کو نظرون سے سب کی
غائب رکھا تھا کوئی ساحر زبردست اُنکے ساتھ ہی جسنے قلعے کو ظاہر کیا خاکسار جادو بحکم خداوند
ہفت پیکر آئی تھی قتل ہوگئی دیکھون خداوند کی طرف سے کیا انتظام ہوتا ہی یہ ذکر تھا کہ جھونکا ہوا کا چلا
ہواے جادو آکر پہونچی ذخار جادو کو سلام کیا کہا ای ذخار جادو مجکو قدرت نے براے تدبیر
مسلمانان بھیجا ہی کچھ تمکو معلوم ہی کہ خاکسار جادو پر کیا گذری ذخار جادو نے کہا ای ہواے جادو
خاکسار جادو قتل ہوئی اُسنے ہنگامہ ڈال دیا تھا لشکر مسلمانان مین تاریکی ہوگئی تھی فریاد وفریاد کی صدا
بلند تھی آسمان سے ایک چھری گری نہ معلوم ہوا کسنے خاکسار جادو کو مارا مین تو کانپ رہا ہون
کہ مسلمانون سے جو اُلجھا اُسکی تباہی ہوئی ایسے ایسے ساحر مسلمانون کے ساتھ ہین کہ جنھون نے مخفی قلعے
کو ظاہر کر لیا اب مجکو خوف یہ ہی کہ ایسا نہ ہو قلعے پر لشکر کشی کرین تو مشکل ہو یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے آکے
عرض کی کہ در دولت پر سہراب فیل تن مطیع مسلمانان آیا ہی دروازے پر کھڑا ہی امیدوار باریابی ہی
درگہ سالار سے باتین کر رہا ہی ذخار جادو نے کہا لو ای ہواے جادو ایلچی وہان کا آپہونچا ہے
سہراب فیل تن کہ جو علم نجوم و کہانت مین طاق سحر مین شہرہ آفاق ہی تم خاموش بیٹھو مین اُسے بلاتا
ہون دیکھون کیا پیغام لایا ہی وزیر دن سے کہا سہراب فیل تن کو استقبال کر کے لاؤ
ہواے جادو بیٹھی ہی وزراگئے سہراب فیل تن کو لیکر سامنے ذخار جادو کے آئے سہراب
جھومتا ہوا سامنے ذخار جادو کے آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ذخار جادو تخت پر
کھڑا ہوگیا کہا ای سہراب فیل تن آؤ سہراب آکر دنگل پر بیٹھا بیٹھتے ہی کہا ای ذخار جادو تمکو کچھ
احوال معلوم ہی کہ ایک ساحرہ مکارہ اِس ہفت پیکر مکار کی بھیجی ہوئی نے مخفی آکر سحر کیا قاتل اُس کا
غیب سے پیدا ہوا اُسے واصل جہنم کیا تمہارا قلعہ بھی نمایاں ہوا تم اطاعت مین کیا کہتے ہو ذخار تو
سوچنے لگا لیکن ہواے جادو بول اُٹھی کیون ای سہراب فیل تن تم قدرت کو مکار کہتے ہیں

باپ دادا تمھارے پرستار رہے تمنے بھی سالہا سال سجدہ کیا آج اُس خداوند کو مکّار بناتے ہو کچھ
خوف خداوند نہین کرتے سہراب فیل تن طرف ہوا سے جادو کے پلٹا ایک ساحرہ کو جو کلام کرتے
ہوے دیکھا کہا تو کون ہی کہ بادشاہون کی باتون مین دخل دیتی ہی تجکو اگر کچھ دعوی ہی تو اُٹھ ہوا نے کہا
مین فرستادۂ خداوند ہون خداوند نے تمکو بُلایا ہی چلکر قدرت سے بات کرو اپنے اعتقاد کو ٹھیک کرو
ایسا نہ ہو کوئی بلا نازل ہو تو جان بچانا مشکل ہو سہراب نے کہا وہ مکّار کیا بلا بھیجیگا اب حال کُھلے گا
کہ طلسم کشاے اصلی بھی آتا ہی جسکا لقب ہی رستم پیلتن سرفتنۂ ملک فرنگستان جس ملک پر گئے اُسکو
ویران کیا مذہب اسلام جاری ہوا اب حال کُھلیگا سارے مکر ہفت پیکر کو معلوم ہو جاینگے
ہوا سے جادو نے کہا دمبدم قدرت کو مکّار کہتے ہو مین براے بربادی لشکر آئی ہون تمھارے
بادشاہ کو لیجاؤنگی سہراب نے کہا کیا مجال کیا طاقت کسی کی کہ ہماری زندگی مین اُس شہریار پر نگاہ
ڈالے اب تم اور ذخار ملکر یا اطاعت کرو یا مقابلے مین آؤ ہوا سے جادو نے کہا ایک سحر مین
زمین ہلا دونگی یہ کہکے ہوا سے جادو اُٹھی سہراب فیل تن سے سخت کلامی کی ہوا نے ایک
دستک دی کہ ہوا چلی سہراب نے رُخ جو پھیرا تو کہا ہوا کے جھونکے چلنا موقوف ہوے ذخار
کہ رہا ہی اے ہوا سے جادو بہ کے کلام کرو فساد نہ بڑھاؤ لیکن ہوا نے نہ مانا دوسری دستک دی
پھر جھونکا ہوا کا چلا ابکی مرتبہ سہراب ہوا پر جا پڑا جھونکو نسے ہوا کے کئی مرتبہ لڑکھڑایا لیکن سحر کو روکتا
ہوا قریب ہوا کے پہونچا کہا او مکّارہ سحر کیے جاتی ہی کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر ہوا
کا جنبر گردن سے اُڑ گیا ہوا کو مار کے سہراب طرف ذخار جادو کے پلٹا کہا کیون ہی ذخار جادو
تم نے اِس مکّارہ کا حال دیکھا اب تم کیا کہتے ہو اگر جنگ منظور ہے بسم اللہ ہمکو عذر نہین
اگر صلاح منظور ہی خدمت مین شہریار کی چلو ذخار نے کہا اے سہراب مجھے فساد نہین منظور مین
حاضر خدمت ہوتا ہون سامان نذر و نیاز مہیا کرون تو حاضر ہون یہ کہکے سامنے سہراب کے
منتین کرنے لگا کہ سامنے شہریار کے ہماری سفارش کرنا تمنے اتنی بڑی سرکشی کی مین نے دخل
نہین دیا مین جانتا تھا کہ تمھارے سامنے اِسکی کیا حقیقت ہی مین یہ حال بھی بخوبی جانتا ہون کہ تمھارے
ساتھ ملکہ مشکبار جادو ہی اُسکے سحر کی کون برداشت کر سکتا ہے مین حاضر خدمت ہوتا
ہون یہ کہکے ذخار نے سہراب کو ٹالا جب سہراب جا چکا تو وزرا سے صلاح کی سب نے

کہا اس حال کی ایک عرضی قدرت کو لکھئے دیکھیے وہ کیا انتظام کرتے ہیں ذخار جادو نے کہا
میں نے سہراب فیل تن سے وعدہ کیا ہے میں نہ جاؤنگا تو وہ پھر آئیگا اور فساد عظیم برپا کریگا
میرا خیال یہ ہے کہ اب میں جا کے طرح طرح فساد کروں سعد بن قباد کو چڑالاؤں سوا اسکے اور کوئی
تدبیر نہیں بن پڑتی ہے سب نے ذخار جادو کی اس رائے کو پسند کیا ذخار جادو نے اسی وقت کشتیاں
جواہرات کی منگائیں تحفجات آراستہ کرکے مع وزرا چند خدمتگاروں کو ساتھ لیکر برائے ملاقات
سعد شہریار چلا سعد بیٹھے تھے مشکبار جادو بھی اپنے مقام پر آمادہ بیٹھی ہے کہتی ہے مجھکو نہ جانے دیا
سہراب فیل تن خود گئے دیکھوں کیا کر کے آتے ہیں کہ سہراب فیل تن آیا تمام کیفیت بیان
کی کہا خاکسار جادو کی بہن ہوا سے جادو بڑے زور وشور سے آئی تھی غلام کے ہاتھ سے
واصل جہنم ہوئی ذخار جادو نے وعدہ کیا ہے کہ میں حاضر خدمت ہوتا ہوں اگر ذخار جادو نہ آیا تو غلام
پھر جائیگا گردن پکڑ کے ذخار جادو کو لائیگا مشکبار جادو کہتی ہے ابھی جا کے سحر کروں سامنے
قلعے والے فوراً حاضر ہوں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ چوبدار نے بڑھ کے عرض کی ذخار جادو دروازے پر
حاضر ہے سہراب فیل تن نے کہا دریافت کرو کس ارادے سے آیا ہے خیر خواہ دولت نے عرض
کی ظاہر میں تو ارادہ اصلاح پایا جاتا ہے باطن کا حال خدا جانے بادشاہ اسلام نے حکم دیا اندر آنے
دو ذخار جادو سامنے آیا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا نذریں پیش کیں عرض کی غلام دل سے مطیع
اسلام ہوا بادشاہ اسلام نے گلے سے لگایا پہلو میں جگہ دی وزرا کو اسکے کرسیاں ملیں ذخار
نے عرض کی حضور قلعے میں تشریف لے چلیں غلام کو سرفراز فرمائیں مشکبار جادو بول اٹھی اے
ذخار جادو تامل کرو کل حضور کو قلعے میں لے چلیگے ذخار جادو نے عرض کی آج سے دعوت
لشکر غلام کے ذمے ہے بادشاہ اسلام نے قبول کیا ذخار جادو نے وزرا سے کہا جاکر سامان لاؤ
کل لشکر کی دعوت ہے وزرا گئے ذخار جادو دربار میں حاضر رہا تھوڑے عرصے میں وزرا اسباب
سامان لیکر واپس آئے دیگیں چڑھ گئیں کھانا تقسیم ہونے لگا رات کو ذخار جادو نہایت تکلف
کے ساتھ خاصہ بادشاہ اسلام کی خدمت میں لیکر حاضر ہوا مشکبار جادو و سہراب فیل تن دونوں
شریک ہیں بادشاہ اسلام نے خاصہ نوش فرمایا طائفے حاضر ہوئے دور شراب چلنے لگا صدائے
پیہم نوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک نازنین مہ جبین خوش رو خوش خو سامنے بادشاہ کے کھڑی

ہوئے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

نکلنی کس طرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ	ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ
نسیم نوبہاری کی طرح آتے ہو گلشن میں	تماشائے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ
جدھر جاتے ہو ہر گھر میں سے یہ آواز آتی ہے	سما ہوتا ہے بیدردوں کو دم بھر دیکھتے جاؤ
قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے ہیں صاحب کے	ستم رفتار میں کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ
میں وہ راہ میں کب تک تکتا ہوں جو ہو سو ہو	دکھا دو گھر بھلے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ
خرام ناز میں عاشق سے ہوا اسکا اشارہ بھی	پھرا اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ
روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہیں	خدا کے واسطے پھر ہو میسر دیکھتے جاؤ
کوئی آنسے کے تم پھیر کر کیوں قتل کرتے ہو	تڑپتا ہے تمھارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ
نگاہ لطف کا شائق ہے تحت و فوق کا عالم	کبھی نیچی نظر ہو گا ماہ و پرد دیکھتے جاؤ
کبھی ملاتے ہیں ابرو کبھی جنبش ہے مژگاں کو	دکھاتے ہیں ہمیں شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ
نقاب اکدن اٹھا کے تم نے منہ سے یہ فرمایا	جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ
نہ پھیرو اس سے منہ کشش جو کچھ پیش آجائے	دکھاتا ہے جو آنکھوں سے مقدر دیکھتے جاؤ

بادشاہ نے پہر رات گئے دربار برخاست کیا پھر کچھ پہر آکے تمام فرمایا شنگبار جادو و سہراب مصروف اہتمام میں طلائے کی گشت مقرر کی ذخار گھیرا یا ہوا اپنی بارگاہ میں آکے سویا جب اسنے دیکھا شنگبار جادو اور سہراب فیل تن دونوں اپنے اپنے مقام پر جاکے سو رہے ہیں اسنے آنکھ سحر کیا بادشاہ اسلام بیہوش ہوئے کمرے میں پڑے دیکر نے اثر جب بلند ہوا سوچا کہ قلعے میں جاکر اپنے ناموس کو تو لے چلوں ایسا نہ ہو صبح کو شنگبار جادو اور سہراب فیل تن دونوں بلوہ کریں تو ناموس برباد ہو یہ سوچا ہوا قلعے میں آیا اپنی زوجہ کو کہ جسکا نام نسرین جادو تھا کمر میں حسین مہ جبین جگایا وہ جو خواب سے اٹھی پوچھا کیوں صاحب کیا ارادہ ہے کہا میں بادشاہ اسلام کو گرفتار کرکے لایا ہوں طرف خداوند کے جاتا ہوں نسرین جادو کاتی دوپٹے کی باندھے فوراً اپنے شوہر کے ہمراہ ہوئی زن و شوہر قلعے کو چھوڑ کر بادشاہ اسلام کو سے ہوئے مدد کو ذخار سے چلے یہی ارادہ ہے کہ آج اپنے کو خدمت خداوند میں پہونچاؤں یہ سوچا ایک تخت سحر تیار کیا زن و شوہر اسپر سوار ہوئے

سعد شہریار کو تخت پر ڈال لیا طرف ہفت پیکر کے چلے یہان صبح کو مشکبار جادو اور سہراب جو بیدار ہوے خدمتگار روتے ہوے آئے دیکھا پلنگ شہریار کا خالی پڑا ہی مشکبار جادو نے نقش پا کی خاک اُٹھائی اُسکا پتلا بنایا اُس سے پوچھا تو کس کے پانون کی خاک ہی پتلے نے آواز دی ذخار تاجدار کی جو شہریار کو لے گیا یہ سنتے ہی مشکبار جادو اور سہراب جادو ہمت کو اپنے سحر سے دریافت کر کے لشکر سے نکلے لشکر والون سے کہدیا تم اسی مقام پر رہو ہم تلاش مین شہریار کی جاتے ہین یہ کہکے مشکبار اور سہراب دونون پر پرواز پیدا کر کے نہ چلے لیکن ذخار جادو اور نسرین جادو بادشاہ اسلام کو تخت پر ڈالے ہوے صحرا سے لالہ زار مین پہونچے لالہ زار جادو صبح کا وقت ہو سیر صحرا کر رہا ہی چند شیرو وزیر ساتھ ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک تاجدار تخت پر سوار جلو مین ایک مہ جبین نہایت حسین ماہ رخسار گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار سیمتن غنچہ دہن رشک چمن دوپٹہ ڈھلکا ہوا بال چہرے پر پریشان عارض وہ کہ جنکے خورشید و قمر دونون شرماتے ہین سینہ پر اُبھار دو گنبد بلور کے یا دو قلعہ بدار سرکش نازنین ہوش کے سامنے حاضر ہین جہان ظاہر ہی کہ نخل سرو مین ثمر ہین محرم اس راز سے بے خبر کمر نازک مو سے میان یا تار نظر کہنا چاہیے عدم کی کس کو خبر ہو ساق پا جس پر بنائے قصر حسن قائم چال سے شہیدان ادا پامال چال پا بھونچال نقش پا تاج سر شاہان جلیل عاشقون کی کحل لالہ زار نے جو یہ صورت جہان آرا دیکھی بیتاب ہوگیا پکار اُٹھا اے جان جہان وائے آرام دل مشتاقان یک نظرے و خوش گذرے ذرا عاشقون کی جانب دیکھو ہمسے تو نگاہ ملاؤ للہ الگ نجاؤ نظم

کچھ تو تاثیر کرے سحر بیانی میری	کیا کہون وہ نہین سنتا ہی کہانی میری
کوئی کہتا ہی مرا حال کوئی سنتا ہی	عشق جانان مین ہی مشہور کہانی میری
خون عاشق کا بھی دھوے سے کہین چھٹتا ہی	ہو گئی خنجر قاتل سے نشانی میری
بحر ہستی مین حباب لب جو ہون اندیب	ہی فنا سامنے بنیاد ہی فانی میری
آہ کے تیر ترے سینہ سے کیا پا گذرے	دیکھی ہی ترک فلک تخت کمانی میری
اپنے کوچے مین جگہ دی نہ مجھے بعد فنا	جان لی تم نے مگر قدر نہ جانی میری
یہی لکھیو کہ خط میجب منظور نہین	قاصدا کہیو یہ پیغام زبانی میری

عشق نے گھیر لیا تن شباب آتے ہی	لگ گئی آگ کے شعلوں میں جوانی میری
بس کہ کوہِ غم فرقت کے تلے دبکے مرے	کو دے بھی ہو سوا لاش اُٹھانی میری
میرے شعروں کی صفائی سے عدو کٹتے ہیں	تیغ ہو انکے لئے سیف زبانی میری
نہ کیا ذبح نہ آزاد کیا مجھکو قبول	ایک بھی بات نہ صیاد نے مانی میری

یہ اشعار پڑھکے سحر سے اشارہ کیا تخت تھرا کے زمین پر آیا لالہ زار بے اختیار ہو کر دوڑا اذخار نے
لالہ زار کو پہچانا پکار کر آواز دی ای لالہ زار ای لالہ زار ہوش میں آؤ اسقدر نہ گھبراؤ کیا کرنے پہ
میری زوجہ پر نگاہ ڈالتے ہو تمھاری بھاوج ہے ذرا سنبھلو لالہ زار نے آواز دی اذخار جادو
اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو اس نازنین کو چھوڑ دے میں شربت وصل سے سیراب ہوں نہایت بیتاب
ہوں ذخار جادو نے ہرچند روکا لالہ زار نے نہ مانا چاہا نسرین کا ہاتھ پکڑوں نسرین نے سحر
کیا اس سحر کو لالہ زار نے دفع کیا ذخار جادو کود کر بیچ میں آیا کہا خبردار ہاتھ نہ لگانا اور نہیں تو
سخت پریشان ہوگا چند وزیر و امیر جو لالہ زار کے ساتھ تھے اُنسے کہا اس نازنین کو پکڑ کے میرے
پاس لاؤ میں کیا کروں مجھے صبر نہیں ہو سکتا میری جان پر بنی ہی وزیر و مشیر دوڑے ذخار جادو
و نسرین جادو نے ایک گوشہ پکڑا زن و شوہر دونوں ملکر سحر کرنے لگے کبھی گولہ مارا کبھی ماش
کے دانے پھینکے ملازمان لالہ زار جل جل کر گر رہے ہیں سو دو سو جوان سے زیادہ نہیں
ہیں ہر مرتبہ بلوہ کرتے ہیں جب زن و شوہر نے سحر کیا دس پانچ جل کر گرے کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا
ہاتھ کٹا کسی کا منہ پھکا کوئی منہ کے بل گرا کوئی بچا پھرتا ہے کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی لالہ زار
نے جو دیکھا کہ میرے ساتھ والے بلوہ کرتے ہیں لیکن کوئی اس نازنین تک نہیں جا سکتا نازنین
شعلہ جوالہ بنی ہوئی ہے کانی بندھی ہے جنگ چنگ سے سحر کر رہی ہے زن و شوہر نے چالیس پچاس
جادوگر مار کر ڈالدیے لاشے پڑے ہوے تڑپ رہے ہیں کبھی ذخار جادو نے بڑھ کے جا پڑا
دو چار جادوگروں کو مارا پھر پلٹ کے اپنی زوجہ کے قریب آیا دور سے سحر کرنے لگا دریاے خون میں
نہایا ہوا مصروف جنگ ہی لالہ زار جلا کر خود بڑھا پکارتا ہوا کہ اذخار بہتر ہی کہ زوجہ کو چھوڑ دے
ورنہ تجکو قتل کرونگا کیوں شامت آئی ہے یہ کہکے گولہ مارا گولہ قریب ذخار جادو کے جا کے پھٹا ذخار
نے دستک دی گولہ پھٹ کے زمین پر گرا کئی سحر لالہ زار نے کئے ذخار نے دفع کیے زن و شوہر دونوں

جانبازی کی لڑائی لڑ رہے ہین لالہ زار جادو ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ جا کر نسرین جادو پر قبضہ کرون ذخار
جادو بڑھ بڑھ کے ہٹاتا ہی قریب نہین آنے دیتا سحر کر رہا ہی لالہ زار جادو نے جھوم کے ایک دو ہتڑ
زمین پر مارا ذخار جادو لڑکھڑا کے گرا نسرین جادو نے دوڑ کر اپنے شوہر کو سنبھالا کہا صاحب ذرا
ہوشیار رہو اس ظالم کی بدعت سے خداوند ہفت پیکر بچائین ذخار جادو سنبھلا لالہ زار نے پکار کر کہا
ارے کمبختو ایک مرتبہ ملکر بلوہ کرو ان دونون کو گرفتار کرو سب نے بلوہ کیا اب زن و شوہر گھبرا کے ہفت پیکر
سے دعائین کرنے لگے بیقرار ہو کر جو دعا کی آسمان پر سناٹا ہوا مشکبار جادو و سہراب فیل تن دونون
جو تلاش مین بادشاہ اسلام کی چلے تھے اسوقت آکے پہونچے دیکھا بادشاہ اسلام تخت پر بیہوش پڑے
ہین ذخار جادو کی زوجہ نسرین جادو کو سب لے لیے گھیرا ہی بلوہ کر کے چلے ذخار جادو کی
بیقراری پکار رہا ہی یا خداوند ہفت پیکر میری اگر مدد کرو دشمنون نے گھیرا ہی یہ معاملہ جو مشکبار جادو نے
دیکھا للکارا او ذخار مکار ہمارے شہریار کو کہان لیکر چلا تھا ہان لالہ زار لینا یہ جانے نہ پائے یہ کہکے
سہراب و مشکبار جادو دونون زمین پر آئے لالہ زار جادو کا ہاتھ مشکبار جادو نے پکڑ لیا کہا ای
لالہ زار سچ بتاؤ اس ہنگامے کا کیا باعث ہی لالہ زار جادو نے کہا ای مشکبار جادو اصل امر یہ ہی کہ اس
عورت پر میری جان جاتی ہی اگر اسکو نہ پاؤنگا زندہ نہ بچونگا اس روے روشن نے قلب کو جلا دیا مین اپنے
ہوش مین نہین ہون سہراب فیل تن نے کہا ای لالہ زار جادو تم ہٹو ہم ابھی گرفتار کئے دیتے ہین
ذخار جادو سے سمجھ لینگے ابھی اس عورت کو گرفتار کر کے تمھین دیتے ہین تم لے کے اپنے قبضے مین
کرو اس ملعون نے بڑا غضب کیا ہمارے شہریار کو لے چلا تھا لالہ زار جادو نے کہا مین غلامی
کرونگا ای سہراب فیل تن و مشکبار جادو مین ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہون اطاعت دین اسلام
قبول کی یہ جو لالہ زار نے پکار کر کہا ایک برق چمکی آواز آئی او بیحیا قدرت کو ایسی بات کہتا ہی تیری
یہی سزا ہی برق گری کہ لالہ زار جادو کے دو ٹکڑے ہوے اب جو برق چمکی ملازمان لالہ زار کے سر
اڑ گئے سہراب فیل تن جھومتا ہوا بڑھا قصد کیا کہ ذخار جادو پر جا پڑے جیسے ہی جھوم کر بڑھا پھر
برق چمکی قریب تھا کہ سہراب فیل تن پر گرے مثل لالہ زار جادو کے اسکو بھی قلم کرے مشکبار
نے ایک دستک دی پکار کر آواز دی او مکار جو تیرے دام مکر مین پھنسے ہین اُنکے لیے یہ کرامات تھی
ہمارے نزدیک کیا بات ہی او سہیل سامنے کیون نہین آتی سہراب نے دیکھا ایک ساحر نیلے کپڑے

پہنے ہوے سرجادُو مثل پہاڑ ہاتھ چمکاتی ہوئی قریب سہراب فیل تن کے پہونچی چاہتی ہی کہ پنجہ مار کر نکلون
سہراب فیل تن نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا اُس ساحرہ نے سحر کیا کہ گال پتھر کا ہوگیا
ہاتھ سہراب فیل تن کا جھلا گیا سہیل نے چاہا گولہ جھولی سے نکالون اور پکار کر آواز دی کیون
ای سہراب تو قدرت سے باغی ہی مین ادھر سے جاتی تھی لالہ زار جادو نے اپنی جان بچانے کے
واسطے قدرت کو برا کہا مجکو ناگوار ہوا اُسکو مع ساتھ والون کے قتل کیا تمہین سامنے قدرت کے
لیجاؤنگی یہ کہکے چاہا گولہ مارون مشکبار جادو نے پشت پر سے سنگ ریزہ مارا کہ سینے کو توڑ کے
سہیل کے پار گذر الاشہ سہیل کا زمین پر گرا جلنے لگا آواز آئی کشتی مرا نام سہیل جادو بود اب سہراب
طرف ذخار جادو کے متوجہ ہوا ذخار جادو نے گولہ مارا سہراب فیل تن نے گولہ ہاتھ مین روک لیا
قطرات خون انگلیون سے ٹپک رہے تھے وہی قطرے خون کے اُس گولے پر ڈالے ذخار پر
گولہ مارا کہ سر اُس خود سر کا پھٹ گیا اس تیزی کو سہراب فیل تن کی دیکھکر نسرین جادو سہراب
فیل تن پر مائل ہوئی پکار اُٹھی ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان کیا کہنا مین نے آج سے
ہفت پیکر پر لعنت کی مین اس شہریار کے گرفتار ہونے سے مکدر تھی زبردستی مجکو لے نکلا نا چار تھی کچھ
کر نسکی اب تم لوگ میرے ہو مین تمہارے ساتھ ہون سامنے قلعۂ لالہ زار ہی اُسمین چل کے دخل
کیجے سہراب فیل تن بھی نسرین جادو پر مائل ہوا آپس مین اشارے کنائے ہوے مشکبار
جادو سمجھ گئی کہا ای نسرین جادو انشاء اللہ تعالے ہم بڑے دھوم سے تمہاری شادی سہراب
فیل تن کے ساتھ کرینگے خدا اس شہریار کو زندہ و سلامت رکھے یہ آپس مین سب باتین کر رہے
ہین بادشاہ اسلام کو ہوشیار کیا مگر مردمان فوج شہریار کا ذکر کیا جاتا ہی کہ بعد جانے مشکبار اور
سہراب فیل تن کے لشکر تیار کرکے قلعۂ کوہ ذخار مین گھس گئے ہزارون کو قتل کیا آخر سب
مطیع اسلام ہوے جن دیرون مین تصویر ہفت پیکر تھی اُن دیرون کو لشکر اہل اسلام نے
کھدوا ڈالا مسجدون کی بنا ڈالی ذخار جادو کا بھائی مواج جادو تھا اُسکو بھی گرفتار کیا وہ بھی
صدق دل سے مطیع اسلام ہوا اُسکو اُس شہر کا بادشاہ کیا بزور نجوم دریافت کیا کہ سہراب اور
مشکبار جادو کس طرف گئے اُسی طرف نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے یہان یہ سب
بادشاہ اسلام سے باتین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی جب

جو مشکبار جادو نے اپنے لشکر ظفر اثر کو دیکھا نہایت خوش ہوئی مرکب شہریار کا اگر پہونچا مرکب
خنگ سیہ قیطاس کی پشت پر بادشاہ اسلام کو سوار کیا تاج سر پر رکھا مشکبار جادو و سہراب
فیل تن نے رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھا ملکہ نسرین جادو کو افسر فوج گردانا نوبت نقارے
بجاتے ہوے طرف قلعہ لالہ زار جادو کے چلے دیدبان جو قلعے پر تھا اُسنے دیکھا فوج آتی ہی گولہ
مارا مشکبار جادو آگے بڑھی بڑھکر ایک دستک دی کہ توپین پھر پہیون پر سے گر پڑین دیدبان تھم
کے بھل گر پڑا ہوائی ہاتھ سے گری سب دیکھ رہے ہین مشکبار جادو نے آگے بڑھکے دستک
دی اور آواز دی ای مردمان قلعہ لالہ زار جادو تمھارا افسر لالہ زار جادو واصل جہنم ہوا عشق مین
ایک عورت کے مارا گیا اُسے مٹایا بہتر یہ ہی کہ تم سب اطاعت دین اسلام کی قبول کرو ورنہ ہم سارے
قلعے کو قتل کرینگے افسر اور رئیس وہان کے دوڑے آئے عرض کی ہم رعایا و افسران فوج دل سے
اطاعت حضور کی کرینگے ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہین اطاعت دین اسلام بہ دل وجان منظور کی
مشکبار جادو و سعد شہریار کو لیکر داخل قلعہ ہوئی کُل فوج کو باہر چھوڑا دو سو افسر ساتھ لے لئے
قلعے کو جاکے دیکھا نہایت تکلف سے آراستہ شہر کی سیر کرتے ہوئے دوکانداروں کو سرفراز کرتے
ہوے راہ گیر بادشاہ اسلام کو دعائین دے رہے ہین سر پر زر نثار ہوتا ہوا دارالامارۃ پر پہونچے
گل ریز جادو بھائی لالہ زار جادو کا یہان موجود تھا بادشاہ اسلام نے اسکو یہان کا حاکم کیا
آپ آکے تخت پر بیٹھے نوبت نقارے بجنے لگے نذرین خوشی کی گذرنے لگین گل ریز جادو نے سامان
دعوت وضیافت کیا گل ریز بہ دل وجان خدمتگزاری مین مصروف ہی بادشاہ اسلام نے چاہا کوچ کرین
گل ریز نے عرض کی حضور دو دن تو اور تشریف رکھین سارا شہر تسخیر ہو جاے تب سرکار کو اختیار ہی سعد
نے قبول کیا شب کو آرام فرمایا صبح کو لشکر مین آئے گل ریز جادو ساتھ ہی صلاحین ہونے لگین کہ
اب کوچ کرنا چاہیے افسران فوج تیار ہین گل ریز کہتا ہی اگر حکم ہو تو غلام بھی سرکار کے ساتھ ہین ہو لے
راستہ بتاتا جائیگا تا بہ کوہ عجائب پہونچائیگا بادشاہ اسلام باہر بارگاہ کے ٹہل رہے ہین آمادگی کو
فوج کی دیکھکر شاد ہین فرماتے ہین ای مشکبار جادو اگر تا بہ کوہ عجائب وغرائب پہونچے اُس کوہ پر
اُس دن اُسکا جلوس ہو اور تصویر جاکر توڑین تو کیا لطف ہو مشکبار جادو کہتی ہی ای شہریار نہایت
دشوار ہی سعد فرماتے ہین مین تصویر پر جا پڑونگا اگر توڑ کر نہ پھینکدون تو فرزند قباد نہ کہنا یہ ذکر

تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا ایک ساحر سانولی رنگت کا کلین چھوٹی ہوئی تیغہ آبدار قبضے مین گرد اسپ
کا پشت پر گزارا ہے بر تسمین چالیس جوڑی نرگاؤ کی لگی ہوئی چار لاکھ ساحر پشت پر جیسے ہی لشکر سعد کو
دیکھا افسر نے پکار کر آواز دی منم ہنگام نیلی پوش کیون ملکہ مشکبار جادو وای سہراب فیل تن تم
دونون نے بڑی گستاخیان کین یہانتک عملداری کرتے ہوے آگئے اب آگے نہ بڑھ سکوگے یہ کہکے
وہ بیچارا تخت سے اُترا لشکر مقابلے مین اُترا کہ دوسری گرد دوسری طرف سے اُٹھی پانچ لاکھ ساحر کی جمعیت
سے ایک ساحر آکے پہونچا گینڈے سے اُترا ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ عیوق تاجدار اسکا نام
ہے سارا جنگل دونون فوجون سے بھر گیا عیوق گینڈے سے اُترا ٹہلتا ہوا لشکر ہنگام نیلی پوش مین
آیا ہنگام کو اُسی وقت خبر پہونچی کہ عیوق تاجدار ہماری ملاقات کو آیا ہی بارگاہ مین بیٹھ چکا ہی چند سردارونکو
حکم دیا کہ جاؤ اور عیوق تاجدار کو استقبال کرکے لاؤ چند افسر حکم پاتے ہی عیوق تاجدار کے استقبال
کو آئے عیوق تاجدار کو بہت ناگوار گذرا افسرون سے دریافت کیا کہ کیا سبب ہوا جو میرے استقبال
کو خود ہنگام نیلی پوش نہ آیا سب افسرون نے عرض کی چونکہ ابھی سفر سے تشریف لائے ہین طبیعت
سُست ہی اسوجہ سے وہ تشریف نہین لائے یہ سُنتے ہی عیوق تاجدار کے تیور پر بل پڑگئے کہا بڑا ہی
مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی افسرون کو براے استقبال بھیجا ہی ہم وہ تاجدار ہین کہ دربار خداوندی
مین جاتے ہین پہلوے قدرت مین جگہ ملتی ہی ہمارے مرتبے کو قدرت جانتے ہین یہ ایک افسر فوج اسکو
یہ لیاقت ہم پہونچی کہ ہمارے استقبال کو نہ آیا عذر بیجا کرتا ہی یہ کہتا ہوا تیغے کے قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا طرف
ہنگام نیلی پوش کے چلا ہنگام اپنے مقام سے نہ اُٹھا زبان سے کہا آئیے تشریف لائیے آپ
کہان سے تشریف لاتے ہین عیوق تاجدار نے کہا ہمکو وحی ہوئی فرشتہ وحی ہمکو کاغذ پہونچا گیا
قدرت نے ارشاد فرمایا ہی کہ قلعہ لالہ زار پر سعد آپہونچا اُنکو گرفتار کرکے لاؤ مین براے گرفتاری بادشاہ
آیا ہون ہنگام نیلی پوش نے کہا مین اس کام پر مامور ہوا ہون حکم خداوندی میرے پاس آیا ہی قدرت
نے ارشاد فرمایا ہی کہ جاکر قلعہ لالہ زار پر آفت برپا کرو بادشاہ اسلام کو گرفتار کر لاؤ عیوق تاجدار
نے کہا آپ پلٹ جائیے مین گرفتار کرلیجاؤنگا اور کیون ای ہنگام نیلی پوش تیرے دماغ مین اب بڑا
غرور ہوگیا ہی نہ تو ہمارے استقبال کو تو آیا ہم تیری بارگاہ مین تشریف لائے اور نہ تو واسطے تعظیم کے اُٹھا
اپنے مقام پر بیٹھا رہا اور بدولت سے کہتا ہی کہ چلے جاؤ اگر یہان رہیگا تو کہے دیتا ہون بہت ذلیل ہوگا

لشکر اپنا اُٹھاؤ قدرت سے کہہ بنا کہ عیوق تاجدار کے پاس وحی قدرت کی پہونچی اُسنے ہمکو منع کیا
اب جو شب کو یہان رہو گے تو مابدولت کے خلاف ہوگا ہنگام نیلی پوش نے کہا مین کجا مستقبل
کو آتا کیا تیرے فرستے سے میرا مرتبہ کم ہے تاج سر پر رکھنے سے بہت بھلایا ہوا ہے ہم مرد سپاہی ہین
جسکو چاہین تاجدار بنائین افسر کے سامنے تاجدار کی کیا لیاقت ہے مین عمداً تیرے استقبال کو نہین آیا
مین بھلا تیری کیا اصل و حقیقت سمجھتا ہون ایسے ایسے تاجور میرے سلام کو آیا کرتے ہین جس تاجدار
سے ناراض ہون تخت سے اُتار دون تاج و تخت ہمارے حکم سے ملتا ہے او عیوق تاجدار تمہارے لئے
بہتری اسی مین ہے کہ ہماری بارگاہ سے اُٹھ جاؤ زیادہ مجھسے کلام نہ کرو بیانتک تکرار رہی کہ عیوق
تاجدار نے کہا اور رذیل کلمات تحت زبان سے نکالتا ہے تجھ ایسے بہت سے سپاہی میرے یہان
نوکر ہین بہتر یہ ہے کہ اپنی جان بچا کوچ کرکے چلا جا دونون تلوار کھینچکے اُٹھے یہ خبر لشکر عیوق مین پہونچی
وہ سب پانچ لاکھ جوان مسلح و مکمل ہو کر لشکر ہنگام نیلی پوش پر آ پڑے چار لاکھ ساحر ہنگام نیلی پوش
کے پانچ لاکھ عیوق تاجدار کے آکے آپس مین مل گئے سحر چلنے لگا گولون کے دناٹے سناٹے
ہونے لگے تلوارین برسنے لگین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا یہان افسر دونون لڑتے ہوئے سحر کرتے
ہوئے باہر نکلے عیوق تاجدار نے گولے مارے ہنگام نیلی پوش سحر کرتا ہوا باہر چلا آیا دیکھا تو لاکھ
ساحر آپس مین لپٹے ہوئے سحر کر رہے ہین یا خداوند ہفت پیکر کی ہر طرف سے پکار ہے ہزارہا لاشہ
زمین پر گر گیا دریا ہے خون جاری عالم بیقراری ہنگام نیلی پوش نے للکارا او عیوق کیا تیری
قضا آئی ہے مین تو آہی چکا تھا تو کاہیکو آیا عیوق تاجدار نے کہا مجھکو وحی پہونچی مین وحی کا پابند
ہون جسکو حکم وحی ہوتا ہے اور احکام پر حکم وحی غالب ہے ہنگام نیلی پوش نے گولہ مارا عیوق
تاجدار نے گولہ کاٹا کارد سحر لگائی اُس کارد کو اُسنے دفع کیا پیچھے ہٹ کر عیوق نے روئی کا
گالہ جھولی سے نکالا خبردار خبردار کہکے طرف آسمان کے پھینکا ایک ابر سیاہ آسمان پر اُٹھا ابر
محیط ہونے لگا لشکرون کو ابر سے گھیرا مینہ برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا جل کر خاک ہوا کئی ہزار جادوگر
مارے گئے بڑا تکلف یہ ہے کہ دشمن کے لشکر پر مینہ برستا ہے اپنا لشکر بھی برابر اُسی لشکر کے ہے مگر اُسپر ایک قطرہ
نہین گرتا ہے اب مینہ بڑھنے لگا ہوا بھی بڑھی تھوڑی دیر کے بعد بجائے پانی کے اولے برسنے
لگے تھوڑی دیر اولے پڑے اب سلین برسنے لگین لشکر ہنگام نیلی پوش سے فریاد کی صدا بلند ہوئی

ہنگام نیلی پوش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اڑتا ہوا کنارے پر لشکر کے آیا جھولی سے کچھ پرچے کاغذ کے
نکالے طرف آسمان کے پھینکے ابر تیرہ و تار بائیں جانب سے او ظاہر ہوا وہ ابر آکر اِس ابر سے
مقابل ہوا آپس میں لڑلڑکر ٹکرے ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھی آپس میں ٹکر لڑ رہے ہیں جب دونوں
ابر بڑھے ٹکر چلی دناٹے کی آواز آئی دونوں ابروں سے شعلۂ آتش گرتے ہیں وہ شعلے جسپر پڑتے ہیں
اُسکو جلا دیتے ہیں ہزارہا ساحر جابین کے جل کے خاک ہوے عیوق تاجدار نے دیکھا کہ میرا
ابر ٹکرے ٹکرے ہوتا ہی گھبرا گیا پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اِسکو تماشہ اپنی قدرت کا دکھا بھیجے
فرشتگان مقرب کو بھیجے غلام پر سختی ہی اہل لشکر کی کم بختی ہی بیقرار ہو کر جو دعا کی صحرا سے گرد اڑی
اتنی بڑی گرد اڑی کہ روے آفتاب کو چھپا دیا تمام صحرا میں اندھیرا ہو گیا اُس گرد سے آواز آئی
او عیوق تاجدار و ہنگام نیلی پوش تم دونوں بڑے گستاخ ہو قدرت کے سجدہ کرنے والوں کو
قتل کر رہے ہو ایسا نہ ہو غضب خداوندی میں مبتلا ہو منم سرشار بدمست دامن گرد کا شگافتہ
ہوا دیکھا ایک ساحر اژدر مہیب پر سوار پشت پر دس بارہ لاکھ ساحران غدار تیغہ برہنہ کھینچے
ہوے وہیں سے پکارتا ہوا ای عیوق تاجدار و ہنگام نیلی پوش ہوشیار ہو جاؤ لشکروں
کو علحدہ کرو ابروں کو ہٹاؤ ان ابروں کو اڑایا یہ سحر خاص ساختہ خداوند ہفت پیکر ہیں یہ سحر
کبھی رُکتے نہیں لاکھوں کے خون ہو جائینگے پھر دفعیہ نہ ہو سکے گا لاکھ چیخا چلایا کیا مگر یہ دونوں
سحر خوانی میں مصروف رہے دونوں لشکر کے ساحر جل رہے ہیں کبھی برف برسی کبھی آگ برسی
کبھی پانی کے قطرے گرے اگر پانی کا قطرہ بھی گرا جسپر پڑا وہ جل گیا اگر اولے پڑے یہی کیفیت
اُنسے بھی ہوئی برف کی سلیں گر رہی ہیں جسپر برف گری دب کر رہگیا ہزارہا من کی سلیں گر رہی ہیں
سرشار بدمست نے کئی آوازیں دیں یہ دونوں نہ جدا ہوے سرشار بدمست ایک بلندی
پر آیا ایک دستک دی کہ آسمان پر برق چمکی اس زور سے وہ برق ابروں پر گری کہ ابر دونوں کے
ٹکڑے ٹکڑے ہوے بیچ میں دونوں ابروں کے ایک سنہری لکیر پڑگئی دور سے دیکھنے والے
دیکھ رہے ہیں کہ ظاہر میں برق کی چشمک زنی باطن میں جیسے بیچ میں مصلح کا رکھڑا ہوتا ہی دونوں
ابر رُکے ہوے ہیں ابر سے اولے پانی برف اب نہیں برستی دونوں ابر پیچھے ہٹتے آگے بڑھتے ہیں
کر آپس میں ٹکر ہو لیکن یہ ابر آکر ٹھہر جاتے ہیں ابروں کا تو یہ سامان کیا اور آپ طرف عیوق و ہنگام

کے چلا اژدر پر سوار پکارتا ہوا او عیوق تاجدار و ہنگام نیلی پوش ارے یہ کیا حرکت لغو ہی کہ آپس ہی
مین جنگ کر رہے ہو چلو تم دونون کو قدرت نے یاد فرمایا ہی کس کام کو آئے تھے اور کیا کر رہے ہو یہ
آواز سنکر دونون اور جوش مین آئے ہنگام جادو عیوق تاجدار کی طرف پکارتا ہوا چلا کہ او تاجدار
تجکو اپنی تاجداری کا بڑا غرور ہی سپاہیون کی تلوار کا کاٹ تو دیکھ نے تجکو حال کھلے کہ مرد سپاہی میدان
کارزار مین کیا کرتے ہین عیوق تاجدار بھی آواز سنکر چاپڑا دونون مین تلوار چلنے لگی جھناٹے تلوار کے بلند
ہوے سرشار بدمست اپنے اژدر کو بڑھا کے ان دونون کے بیچ مین آ پہونچا اژدر نے اسطرح کی آواز
دی کہ دونون کانپ گئے سرشار بدمست نے ہاتھ بڑھا کے تلوارین دونون کی چھین لین دونون
کی کمر مین ہاتھ دے کے اٹھا لیا آواز دی یا خداوند یہ دونون گنہگار حاضر ہین ابرون سے ایک ساحر
مہیب پیدا ہوا کہا لا مجکو دے سرشار بدمست نے دونون کو اُس ساحر کے حوالے کیا وہ ساحر
دونون کو لیکر اُڑ گیا ابرون کو بھی ہٹا گیا ابر دونون کے غائب ہوے مردمان لشکر کو آواز دی جاؤ
تمھاری سزا یہین مقرر ہوئین صحرا نوردی مین رہو اب تمکو شہر مین آنے کا حکم نہ ملیگا دونون لشکرون کے
افسرون نے گھوڑے بڑھا بڑھا کے اپنی اپنی فوج کو آواز دی لشکر افسرون کی پشت پر آئے سرشار
بدمست سے پوچھا ہم لوگ کہان جائین ہمکو کیا حکم ہوتا ہی سرشار نے آواز دی تم لوگ جا کے
صحراے مغیلان مین ٹھہرو جب حکم خداوند ہو گا تمکو خبر پہونچے گی اب تو چندے سیر صحراے مغیلان
مین مصروف رہو سعد شہریار و سہراب فیل تن و مشکبار جادو اپنے لشکر ظفر اثر کے کنارے
سے کھڑے ہوے یہ ہنگامے دیکھ رہے تھے مشکبار جادو نے عرض کی دیکھئے یہ ساحر کیا کیا
عجائب و غرائب دکھاتا ہی مگر حضور کے اقبال کی قسم کھانا چاہیے کہ یہ سب آپس مین لڑے جاتے ہین کے
لاکھون جادوگر مارے گئے اب یہ دونون جا کے کہین قید کئے جائینگے لیکن نہین معلوم کیا سزا ملے وہ
ساحر مہیب جہان دونون کو لیکر جا چکا لشکر بھی دونون کے چلے گئے سرشار بدمست اپنا لشکر
لیکر مقابلے مین بادشاہ اسلام کے آیا مشکبار جادو سے کہلا بھیجا کہ تم بیرا اور سہراب فیل تن
پر غضب خداوندی نازل ہو چکا تم لوگ بادشاہ اسلام کو کہان تک بچاؤ گے کئی ساحرون کو حکم
ہو چکا ہی کس کس سے لڑو گے بس ہی تم سب کو گرفتار کر کے لیجاؤنگا دیچار دن اور رہا ہو پھر
تو اسامنا قید کا ہی جس قید خانے مین صاحبقران ہین اُسی قید خانے مین بھیجے جاؤ گے چلنے جو سے

کی فرصت نہ پاؤ گے بادشاہ اسلام نے ایلچی کو نکلوا دیا کہا جا کر اُس بدست سے کہو جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر سرشار یہ حال سُنکر خاموش ہوا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا حکم ہوا نازنینان پریچہرہ کو لاؤ ملازم گئے چند نازنینان حور پیکر قمر منظر کو لشکر سے ڈھونڈھ کر لائے حکم ہوا ناچ گانا شروع کیا جائے سرشار مصروف عیش و نشاط ہوا نازنینان مہ جبین و مہر تمکین مصروف رقص و سرود ہوئین ایک نازنین نے یہ غزل گائی نظم

مبدل بے سبب کب ہو احبا رنگ میرا
کسی کی جستجو مین ہو دل پر آرزو میرا

پریشانیکے پہلو مین دل افگاری کی شکلین ہین
خبر کچھ اور دیتا ہی یہ لطف گفتگو میرا

مہیا ہی مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا
جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہی دل ہی سبو میرا

نہین ممکن جو کچھ ممکن نہو مر جانے والونکا
لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا

اُمید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہی
رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا

ہوا ہون پاک دامن اُس ستمگر کی محبت سے
یقین ہی دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا

جسے مجھے تھا اپنا تو اُسی کو مدعی پایا
کسی کو کیا کہون دشمن مرا دل ہی عدو میرا

انھین رسوا کریگا مجکو نادم غیر کو دشمن
غضب کیا کیا نہ لائے گا یہ جوش آرزو میرا

محبت کا تعلق عاشقون سے چھٹ نہین سکتا
جدا ہونے مین ملجاتا ہی خنجر سے گلو میرا

نہ دیکھین آنکھ اُٹھا کر اس طلسم چند روزہ کو
کسی کی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا

اجازت مجکو دیتا ہون خوشی سے قتل کر لیکن
مناسب ہی رہے قاتل خیال آبرو میرا

کبھی جو بات دل خوش کر دیا یاری پری رو کا
انھین یاد آئیگا برسون یہ حسن گفتگو میرا

نہ چھوٹیگا خنجر اُئے سے ہزارون صورتین پیدے
بہار دامن جلاد دیکھے گا لہو میرا

تشفی کے لئے احباب کہدیتے ہین غلط ہے
نہ لیگا نام بھولے سے بھی یار خوبرو میرا

نسیم اِس بیچی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہی
بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

مصاحبین جمع ہین دور شراب چل رہا ہی بادشاہ اسلام گوش بر آواز ہین کہ سرشار نے طبل جنگی بجوا دیا مشکبار دسہراب روز ہجوم خانہ آراستہ کرتے ہین سحر نئے نئے طور کے آراستہ کرکے طرف آسمان کے بھیجدیتے ہین یہان تو یہ حال ہی لیکن وہ ساحران دونون کو لیکر جو چلا ہفت پیکر قصر فلک اول پر مصروف عیش تھا کہ سرہنگ جادو دونون کو لئے ہوے ڈھونڈھیان ڈھونڈھتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا

کہا حضور کیا عرض کروں ان کشیدہ مزاجوں نے یہانتک شمشیرزنی کی کہ لاکھوں ساتھ والے مارے گئے
انکو سرشار نے بھیجا ہی ہفت پیکر نے بہ عتاب خطاب کیا کہ ای بے ادبو کس واسطے تمکو بھیجا تھا دشمن کو
نہ لائے دونوں نے سر جھکا لیا حکم ہوا ای سرہنگ ان دونوں کی زبان میں سوزن دے اور لیجا کر
زندان مصیبت خیز میں قید کر جو گنہگاروں کے لئے قاعدے مقرر ہیں وہ سب انکے ساتھ کرنا کہ اور سرداروں
کی آنکھ کھلے ساحروں نے عجب طریقے اختیار کئے ہیں ایکے بہ روز بروز قدرت نئی نئی تقدیریں کرینگے
کہ کوئی سرکش ایسا ارادہ نہ کرے جو آپس میں جنگ ہو بندے ہمارے مفت میں مارے گئے قدرت انکو
پھر زندہ کرینگے اور وہ مسلمانوں سے رہینگے سرہنگ ان دونوں کو لیکر اُس قید خانے میں آیا جہان
صاحبقران وغیرہ قید ہیں لا کے ان دونوں کو بھی وہیں چھوڑا سرہنگ تو چلا گیا ان دونوں
کو قیدخانے میں چھوڑ گیا زاغ سیاہ رو جو یہاں نگہبان ہے وہ جو آیا ان دونوں کو بھی گرفتار دیکھا
کہا ارے یہ تم دونوں کو کیا ہوا کیا خلاف خداوند تمسے سرزد ہوا کہ جو اس بلا میں مبتلا ہوے یہ قید خانہ
برائے مسلمانان تعمیر ہوا ہی تم یہاں کیونکر رہ سکوگے یہاں کی جفا سے گھبراؤگے عیوق تاجدار نے
کہا ای زاغ سیاہ رو ایک دن وہ تھا کہ ہم تم سب ساتھ رہتے تھے آج ہم اس بلا میں مبتلا ہوے
ایک پیر احسان کرو ہماری زوجہ نسیم سبک رو مکان پر ہی اُس سے کہلا بھیجو وہ ہماری رہائی کی تدبیر کریگی
زاغ نے قبول کیا باہر جب آ کے بیٹھا کنیز ان نسیم کسی کار ضروری کو اسطرف آئی تھیں زاغ نے اُنکو بلایا
کہا ملکہ نسیم سے جاکر اطلاع کرو کہ شوہر تمہارا عیوق زندان مصیبت خیز میں گرفتار ہوا جو کچھ ہو سکے فکر رہائی
کی کرو کنیزیں یہ سنکر روتی پیٹتی سامنے اپنی ملکہ کے آئیں کہا ای ملکۂ عالم آپکے شوہر صاحب بمقابلۂ مسلمانان
میں گئے تھے نہیں معلوم کیا خطا کی کہ گرفتار زندان مصیبت ہوے جس مقام پر مسلمان قید ہیں وہیں انکو بھی قید
کیا ہی یہ حال مصیبت مآل سنکر نسیم بہت روئی کہا صاحبو [illegible] کیا کروں شوہر میرا بڑی مصیبت میں ہی [illegible]
نشاط کا عادی ایسا نہو صدمات سے قیدخانے کے جان دیدے خداوند نے بڑا ستم کیا [illegible]
جاکر فریاد کروں آخر سوچی کہ اپنے کو قید خانے میں پہونچاؤں شوہر سے ملاقات تو کروں حال پوچھوں کہ
کیا خطا ہوئی جسکی یہ سزا ہوئی اشیاے سحر جسم پر آراستہ کئے جھولی سحر کی گلے میں ڈالی پر پرواز پیدا [illegible]
ہوئی نگاہ اٹھاکے دیکھا شوہر ایک گوشے میں مضمحل بیٹھا ہی ایک اور ساحر زبردست وہ بھی قریب عیوق
کے زنجیریں پہنا رہا ہی خانۂ زنجیر میں بکل ہے پر مرتبہ عیوق سے آنکھیں ملا کر کہتا ہی او بیحیا تو میری وجہ سے قید ہوا

اب رہائی نہ ہوگی عیوق شرما کے سر جھکا لیتا ہی نسیم نے جو آسمان سے یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہوگئی آسمان سے
اُتری قیدخانے میں آئی شوہر کو اشارے سے الگ بلایا پوچھا کیوں صاحب یہ کیا آفت ہی یہ کون ساحر ہی جو تم سے برابر
کلام کرتا ہی عیوق نے رو رو کر زوجہ سے سب حال اپنا بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر قید سے رہائی پاؤں تو اس
ساحر کے ٹکڑے اُڑاؤں اسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی کی نہ استقبال کو آیا نہ برائے تعظیم اُٹھا یہی باعث فساد
ہوا قدرت نے سرشار و سرہنگ کو بھیجا بائم جا کر قدرت سے عرض کرو شاید رحم آجائے نسیم قیدخانے سے نکلی
دربار ہفت پیکر میں آئی برائے سجدہ جھکی ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑی ہوئی کہا یا خداوند جو میرے شوہر سے خطا
ہوئی اُسے معاف فرمائیے رہائی کا اُسکی حکم ہو ہفت پیکر نے کہا اے نسیم ان دونوں نے وہ بے ادبی کی کہ
کئی لاکھ بندے ہمارے انکی وجہ سے مارے گئے سات برس کی قید مقرر کی تھی تیری عرض معروض کی یہ
تاثیر ہوئی کہ قدرت کا دریائے رحمت اس وقت جوش میں ہی بدلے ایک ایک سال کے ایک ایک
مہینہ ہوا بعد قتل سلطانان اُسکی رہائی ہوگی نسیم نے کہا یا خداوند وہ عیش پسند ہی جفا اُس سے نہ
اُٹھیگی سات مہینے تو بہت ہوتے ہیں اس ہفتہ میں سر ٹکرا کے جان دیگا ہنگام نیلی پوش نے بڑی
بے ادبی کی نہ برائے استقبال آیا نہ برائے تعظیم اُٹھا یہی باعث فساد تھا ہفت پیکر نے کہا ہنگام
بھی عہدہ جلیل رکھتا ہی کیوں برائے استقبال آتا نہ اٹھا تھا نہ اُٹھا انکو صبر چاہیے تھا ہمکو اگر اطلاع کرتے ہم
اُسکا انتقام کرتے آپس میں لڑنا کیسا بس اب جاکے بیٹھو بعد سات مہینے کے جب ہنگامے طلسم کے موقوف
ہونگے تب رہائی ہوگی نسیم یہ حکم سنکر رنجیدہ پلٹی دروازۂ قصر کے ہنگامہ خداوندوں کا دیکھتی ہوئی کہ ایک
لقا ہی اور ایک طرف زرجد شاہ سامری و جمشید اپنے مقام پر بیٹھے ہیں نسیم سب کا تماشہ دیکھتی
ہوئی طرف اپنے مکان کے چلی صبح کا وقت تھا ہوا ٹھنڈی چلی اور زیادہ بلند ہوگئی دور ایک صحرا میں دیکھا
ایک لشکر گران مقیم ہی کچھ ساحر بھی پھر رہے ہیں ساحروں کو دیکھکر پہچانا لالہ عذار صیتن و سیماب و آفتاب یہ
سب کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے کچھ صلاحیں کر رہے ہیں نسیم انکو دیکھکر اُتر آئی سیماب سے
زیادہ ربط و ضبط تھا اُسکو سلام کیا کہا اے سیماب یہ لشکر کسکا ہی تم لوگ کس حال میں ہو اس لشکر کو لیکر
کہاں جاتے ہو سیماب نے کہا رستم پیل تن فرزند صاحبقران برائے فتح طلسم ہفت پیکر جاتے
ہیں ہم لوگوں نے کتابوں میں مکرر دیکھا قدرت نے خود تصویر رستم کی دیکھی کہ تمہارے پارینہ میں لکھے گئے
کہ یہ جوان فتاح طلسم ہی ہم لوگ اُس شہریار کے ساتھ ہیں جس مقام پر پہونچے اُس کو فتح کیا کلاہ ہفت گوشہ

حاصل ہوئی نسیم نے کہا ہمکو خدمت شہریار میں لیچلو ہمارا شوہر بلا وجہ قید ہوا جو کد و کاوش ہو سکے ہم بھی
کریں وہ بھی کریں ہفت پیکر مغرور ہے کس کس طرح میں نے کہا اُسنے میرے شوہر کو نہ رہا کیا سیماب وغیرہ
نے نسیم کو تسکین دی کہا رہائی صاحبقران کی تدبیر ہو رہی ہے اگر کوشش کروگی اسی حیلہ سے تمہارا شوہر
بھی رہائی پائیگا سب نے نسیم کو ساتھ لیکر دربار رستم میں پہونچایا نسیم نے وہ دربار دربار دیکھا کہ رستم
کلاہ ہفت گوشہ سر پر حرز ہیکل گلے میں دنگل شوکت پر جلوہ فرما ہیں گرد تمام سردار حاضر ہیں سیارہ
پشت پر مگس رانی کر رہا ہے حاجب و دربان چوبدار اپنے اپنے مقام پر حاضر ہیں نسیم جاہ و جلال رستم دیکھکر
دنگ ہو گئی سیماب وغیرہ نے سلام کرایا نسیم نے پایۂ اقدس کو بوسہ دیا غم میں شوہر کے ملول و حزین تھی
بے اختیار رو دی عرض کی اے شہریار کنیز فریادی آئی ہے فرد سر بکف پیش تو اے ظل الٰہ آمدہ ایم در سایۂ رحمتی
وما بہ پناہ آمدہ ایم دل و بہ دل و جان اطاعت دین اسلام کرتی ہوں میرے شوہر کی رہائی کی تدبیر ہو ورنہ وہ
بڑا نازک مزاج صاحب تخت و تاج ہے قیدخانے میں ہلاک ہو جائیگا ایک افسر ذلیل اسکی ہفت پیکر برابری
کراتا ہے چونکہ زوال اُسکا درپیش ہے اتنا بڑا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست اسپر جہالت سوار
کہ تاجدار کا خیال نہیں سر دربار جواب دیا کہ وہ بھی افسر اعلیٰ ہے کیا مرتبۂ تاجدار کیا ایک سیاہ سالار ہیں
جرم پر قید کیا ہے کہ آپس میں کیوں لڑے رستم نے فرمایا اے سیماب انکو ٹھہراؤ مقام رہنے کا دو صلاح
میں جیسا مناسب ہوگا ویسا کیا جائیگا نسیم کو اُتارا سیماب نے کنیزیں واسطے خدمت کے دیں
عمدہ بارگاہ رہنے کو ملی شب کو جو دربار ہوا کاہن نے دست بستہ عرض کی اے فتاح طلسم آپ
صاحب اقبال ہیں اگر مناسب ہو تحفجات غضنفر نسیم کی معرفت بھیجے جائیں حرز ہیکل و اسم اعظم بھی
صاحبقران کا پاس صاحبقران کے پہونچے وہ بلوہ کرکے قیدخانے سے نکلیں شوہر کو بھی اپنے
رہا کریں رستم نے فرمایا نسیم کو بلاؤ نسیم سامنے آئی کاہن نے کہا اے نسیم تمہارے شوہر کے رہائی کی تدبیر
ہے ہم تمہارے ساتھ چلیں صاحبقران کو اسم اعظم پہونچے حرز ہیکل انکے گلے میں پڑے تحفجات
غضنفر غضنفر کو دے جائیں فوراً صاحبقران قیدخانے سے نکلیں تمہارے شوہر کی بھی رہائی
ہو نسیم نے عرض کی میں موجود ہوں جس طرح ارشاد ہو بجا لاؤں شوہر کے واسطے اسقدر ملول ہوں
کہ جو ارشاد ہوگا وہ بجا لاؤں گی کاہن نے کہا میں ساتھ جاؤں جنگ کرتا ہوا ساتھ انکے نکلوں جب
صاحبقران نکل آئیں ہم تو ملازمان حضور میں آپ ہی کے ساتھ رہینگے اشارے سے یہ بھی کہہ کر یہ

تحفجات نایاب غیر کے ہاتھ مین کیونکر دین مین اپنے ہاتھ سے جا کے شیشہ توڑون حرز اسکی کو جا کر
صاحبقران کو پہناؤن غضنفر کے تحفے غضنفر کو پہونچاؤن سب نے اس رائے کو قبول کیا نسیم
آراستہ ہوئی کاہن تحفجات مذکور لیکر ساتھ ہوا نسیم کاہن کو لیکر چلی رستم منتظر ہین لیکن نسیم کاہن کو
ساتھ لئے ہوئے صبح کا وقت ہی زاغ سیاہ رو دروازے پر قیدخانے کے بارہ ہزار ساحرون سے
بیٹھا ہی یکایک آواز آئی اور سناٹا ہوا اسنے سر اُٹھایا دیکھا ایک لکہ ابر ہوا اُسکو اڑائے ہوئے لاتی ہی
زاغ نے کہا کوئی ساحر زبردست آتا ہی یہ کہکے ایک گولہ مارا لکہ ابر پھٹا دیکھا نسیم اور آفتاب فلک سیر
اُس ابر مین چھپے ہوئے لہرا رہے ہین زاغ سیاہ رو نے للکارا او آفتاب فلک سیر تو تو باغی ہوا
کہان آتا ہی کاہن نے گولہ مارا زاغ نے کل فوج کو آواز دی ان دونون کو گرفتار کرو بارہ ہزار
ساحر اسباب سحر لیکر اُٹھے نسیم نے دیکھا غضب ہوا اگر یہین سے لڑائی پڑی تو صاحبقران تک کیونکر
پہونچینگے کرلک سے گری سحر کرنے لگی کبھی دستک دی ہوا کے جھونکے چلے ساحر ٹکرانے لگے کئی ہزار ساحر
ٹکرا کر مرے زاغ سیاہ رو پھر للکارا نسیم تیری مراد کیا ہی نسیم نے جواب دیا تیرے قتل کو آئی ہون بہتر
یہ ہی کہ سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ قضا تیری دامنگیر ہی زاغ حیران ہی کہ مجھے اور نسیم سے کیا بگڑی الٰہی یہ
میری کیون دشمن ہوئی گئی گولے نسیم پر مارے نسیم نے گولے کاٹے ذرا زاغ سیاہ رو غافل ہوا تھا
نسیم نے زمین پر آکر ایک دستک دی پکار کر آواز دی ای صبا ئے سُبکرو کیا چلبلی یہ زاغ سیاہ رو
آمادہ حرب و پیکار ہی یہ کنیز چاہتی ہی جس مطلب کو آئی ہی وہ مطلب حاصل ہو یہ کہکر جو دو پتھر زمین پر مارا
جھونکا ہوا کا چلا ہوا سے معتدل نہ سردی نہ گرمی ہر ساحر نے بند قبا کھولدئے بے اختیار پکارنے
لگے ای نسیم تیرے دیدار کے طالب ہین اپنی یہ کیفیت ہی دل مشتاق پہلو نشینی ہی ہاتھ چاہتے ہین ہردم
تیری بلائین لین قدم کہتے ہین گرد تیرے پھرین آنکھین مشتاق جمال ذرا ادھر دکھوا تی تو یہ کیفیت ہی نظم

اک جہان دیوانہ اُس زلف دوتا کا ہوگیا ۔ ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا
آپ کو کھویا مگر جویا خدا کا ہوگیا ۔ راز جبپر منکشف فقر و فنا کا ہوگیا
ہمکو بھی آخر حضور قلب ہوتا ہی کبھی ۔ عرض کر لینگے جو موقع التجا کا ہوگیا
خال مُنھ کے عشق مین مرتے ہین عاشق سیکرون ۔ سنکھیا کا عالم اس حب شفا کا ہوگیا
حائل نظارہ دیدار کیا ہوگی نقاب ۔ دور پردہ جب گھڑی شرم و حیا کا ہوگیا

سجدۂ عاشق سے او بت تجھکو کیا حاصل ہوا — مفت بے ایمان اک بندہ خدا کا ہوگیا
یاد آتا ہی کہ معشوقون مین بھی تھیں الفتین — تھا اپنے عہد مین مہر و وفا کا ہوگیا
ٹالنا منظور تھا ہر چند پہلے ہی وے — حیلۂ معقول اُس بُت کو حنا کا ہوگیا
ہی یہی عالم نمود یار کا تو دیکھنا — کچھ دنون مین وہ قد بالا بلا کا ہوگیا
یاد مین اُس راست قامت کی یہ کی فریاد ز نالہ — وہ قد بالا الف آخر خدا کا ہوگیا

ایسے اشعار پڑھتے ہوے ہزارہا جادوگر طرف نسیم کے دوڑے زاغ سیاہ رو نے جو دیکھا کہ ساتھ والے محبت مین ملکہ نسیم کی اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین گھبرا گیا بمشکل جھولی سے گولہ نکالا جیسے گولہ مارا نسیم نے اُنگلی کا ٹکر خون کا چھینٹا گولے پر مارا گولہ اُلٹا پلٹا سامنے زاغ کے آکر پھٹا اُسمین سے دھوان نکلا دھوان گرد زاغ کے پھرا اور آسمان پر جاکے غائب ہوا کہ زاغ نے گریبان پھاڑا خاک منھ پر ملی اور پکار اُٹھا ای ملکہ عالم میری جان پر بنی ہی اُمیدوار ہون کہ ایک نگاہ ادھر بھی دیکھئے اپنی عجب کیفیت ہی نظم

مین تو قائل ہون عشق کامل کا
سر پہ احسان ہی تیغ قاتل کا
پاس جور جان جو آ بیٹھے
صاف ہی آئنہ مرے دل کا

مرتبہ اور ہو گیا دل کا
خوف روز شمار لازم ہی
دل نہ مائل ہو تیرے مائل کا
جان تک مانگے گر تو دون حبیبا

کیا سبکدوش کر دیا مجھکو
دینا ہوگا حساب تل تل کا
اسمین مطلق نہین غبار کو راہ
دل نہ توڑون کبھی مین سائل کا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا سامنے نسیم کے آیا کہا ای ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہی جو حکم ہو بجا لاؤن فوج والونکو آواز دی ٹھہر جاؤ ان لوگون پر سحر نہ کرو ہم انکے تابعدار ہین جو ارشاد کرینگی بجا لاینگے بس اب لڑائی موقوف ہو حکم بجا لانے مین مصروف ہو سب رک گئے نسیم نے کہا ای زاغ سب کو لیکر خدمت خداوند مین جاؤ کہنا نسیم و کاہن برسر قیدخانہ گئے ہین صاحبقران کو چھڑانے گئے ہین یہ سنتے ہی زاغ نے دست بستہ عرض کی ابھی حکم بجا لاتا ہون چھ سات ہزار ساحر ساتھ لیکر اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف ہفت پیکر کے روانہ ہوا مگر مبہوت لب پر مہر سکوت کبھی آپہی آپ مسکراتا ہی روے زیبا کو یاد کرکے کبھی چیخین مارتا ہی پکار رہا ہی ای ملکہ عالم آپ کے غلام کی جان جاتی ہی اگر روے زیبا کو دکھلائیے یہان بعد جانے زاغ سیاہ رو کے نسیم و کاہن اندر قیدخانے کے آئے فضاے کار سامنے دالان مین غضنفر بن اسد دیوانہ وار بیٹھے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین کبھی پکار رہے ہین ارے

ہفت پیکر کہان ہی سامنے مردان عالم کے نہین آتا اگر آتے تو حال معلوم ہوتا شاہزادۂ غضنفر بن
اسد بن کرب غازی نعیم نے نام جو غضنفر کا سُنا کاہن سے اشارہ کیا کہ اسکے تحفے انکو دیجیے
کاہن نے بڑھکر انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین پہنائی سب قید توڑ شکر گری تیغۂ رویین شگاف کمر مین باندھا ست
کرکے غضنفر پشت مرکب بادپا پر سوار ہوے آواز دی ای قزاقان بدرود بد وقت آگیا دیوانون نے
جو آواز اپنے آقا کی سنی زنجیرین توڑ توڑ کر دوڑے اسی ہزار دیوانہ گرد غضنفر کے آیا غضنفر بوق ترکی
بجاتا ہوا قیدخانے سے نکلا ہر چند کاہن نے پکارا ذرا حضور ٹھہر جائیے مین صاحبقران کو رہا کرون
تو پھر اختیار ہی یہ کب سُنتے ہین کاہن بڑھا قریب صاحبقران کے پہونچا شیشۂ اسم اعظم کا توڑا امیر
حمزہ صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا حرز ہیکل گلے مین پڑی امیر حمزہ صاحبقران نے نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر سان شمع جگر سوز من باک ندارم زدار چوب ستون من ست	گرگری باز در عشق از زلف خون من ست خانۂ تاریک تنگ بستہ بزنجیر عشق	بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من بشکنم این بند با وقت جنون من ست

قیدآہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا صاحبقران کا اُٹھنا سرداروں نے قیدین توڑین سنبھلکر
اُٹھے صاحبقران نے فرمایا ای اسد نامدار تمھارا بیٹا نکل گیا اسد نے کہا وہ مرد دیوانہ ہی جو اسکے ذہن
مین آیا وہ کر گذرا جانے دیجیے صاحبقران لشکر کو ساتھ لیکر پانچ ہزار پانچ سو کھینچین تلوریے پشت پر
دست راست پر لندھور بن سعدان دست چپ پر مالک دس رنگ سے صاحبقران جاتے ہین
غضنفر بوق ترکی بجاتا ہوا سب کے آگے لیکن زن غ سیاہ رو ڈھونڈھتا ہوا اشعار عشق آمیز پڑھتا ہوا
نام نسیم زبان پر شہر مین داخل ہوا لوگ پکارتے ہین ای زاغ سیاہ رو خوب زغندین بھر رہے ہو
کسیکے عشق مین مبتلا ہو نسیم کون کسکی ہوا مین ہو اسقدر ہوا نہ باندھو زاغ سیاہ رو تو یون جاتا ہی سب
قیدیون کے نکل جانے کے بعد نسیم سبک رو قریب اپنے شوہر کے آئی زبان سے سوزن
نکالا عیوق تاجدار نے قید توڑی ہنگام نیلی پوش پر جا پڑا ایک طمانچہ مارا سر ہنگام کا اُسی
وقت اُڑگیا مار کر ہنگام کو زن و شوہر عقب مین صاحبقران کے چلے نسیم سبک رو نے کہا
صاحب انھین کی چل کے اطاعت کرو جنکے تصدق مین تمنے اس زندان مصیبت سے رہائی پائی
عیوق تاجدار نے پوچھا کسکی اطاعت کرین نسیم سبک رو نے کہا رستم ہیلتن جنکو کتابو مین
ہفت پیکر نے لکھدیا کہ یہ طلسم کشاے اصلی ہی طلسم کشائی اُنپر ظاہر بھی ہو چکی کلاہ ہفت گوشہ ہاتھ

آتی کیسے کیسے مقام احتیاط پر تھی ساحر کیسے کیسے ساتھ ہین جنمین کا ایک یہ دلیر شیر بیشۂ ہفت پیکر
رستم رفعت آفتاب فلک سپہر ہے ایسے ایسے ساحر زبردست ساتھ ہین کہ زمین ہلا دین یہ مدد اُنکے
خدا کی طرف سے ہوئی کہ اُنکے زرک چوٹے اب زمین کو ہلا دینگے انھین کے حکم سے آئے
صاحبقران زمان کو رہا کیا جب وہ کسی جانب چلے جاینگے تو ہم خدمت مین رستم کی رہینگے اُنکے
ساتھ شریک ہوکر طلسم کشائی کرینگے شاید ہماری ذات سے بھی کوئی مدد اُنکو ایسی پہونچے کہ طلسم کشائی
مین نفع ہو زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر کی تلاش ہے لوح طلسم کو ڈھونڈتے ہین معدوم ہی
شاید اُسکا پتہ کچھ ہماری ذات سے ملے تو مطلب نکلے اس طرح جو نسیم نے عیوق تاجدار
کو سمجھایا کہ میرا اُنکی خدمت مین پہونچنا اور تمھاری رہائی کی صورت ہونا اُنکی ذات والا صفات
پر موقوف ہوا تمھاری قید کا حال سنکر بیقرار ہو گئے کاہن طلسمی سے ارشاد فرمایا کہ تم اُنکے
ساتھ جاؤ اور عیوق تاجدار کو رہا کر کے لاؤ اگر اُنکی مدد نہ ہوتی تو تمھاری رہائی ناممکن تھی
اصل امر یہ ہی کہ انھین کی عنایت سے تمھاری رہائی ہوئی ورنہ حکم سے ہفت پیکر کے
سات مہینے کے بعد ہوتی اس طرح سے جو نسیم سبک رو نے اپنے شوہر عیوق تاجدار کو
سنایا اور اعزاز اور اکرام وحشم وخدم وجاہ وجلال وشوکت وہمت رستم کی لفظاً لفظاً بیان کی پھر تو
عیوق تاجدار بھی راضی ہوا عقب مین صاحبقران زمان کے خوشی خوشی زن وشوہر دونون چلے
زاغ جو عشق مین ملکہ نسیم سبک رو کے ڈھونڈھتا ہوا سارے شہر کو طے کر کے در ہفت پیکر پر پہونچا
درگہ سالار نے پوچھا میاں صاحب کہاں جاؤ گے زاغ سیاہ رو نے جھلا کر جواب دیا سامنے
اُس مکار کے جاؤنگے جسنے اپنا نام خداوند ہفت پیکر مقرر کیا ہی آج حال کھل جائیگا درگہ سالار نے
کہا ای زاغ سیاہ رو کچھ دیوانہ ہوا ہی قدرت کو مکار کہتا ہی حضرت آسمان اول پر موجود ہین ابھی
تجھکو سنگ سیاہ کر دینگے زاغ سیاہ رو نے کہا اُسکی کیا مجال ہی کہ ایک عضو بھی میرا سیاہ کر سکے
یہ کہکے فرق زنجیر کو توڑا چاہا اندر مکان کے گھس جاؤن فلک اوّل پر پہونچون درگہ سالار اُٹھ کھڑا
ہوا کہا ای زاغ سیاہ رو در دولت پر قدرت کے سرکشی نہ کرو تم ٹھہرو ہم جا کر قدرت سے
عرض کرین جیسا حکم ہوگا ویسا کرینگے زاغ سیاہ رو نے کہا اچھا جاؤ درگہ سالار اندر چلا جب
درگہ سالار نظرون سے ناپدید ہوا زاغ سیاہ رو بھی اندر مکان کے گھس گیا پیچھے درگہ سالار کے

آسمان اوّل پر پہونچا پکار کر آواز دی او مکار تخت خدائی پر خداوند بنکر بیٹھا ہی تقدیرین بگھار رہا ہی
یا تو ہفت پیکر سر داروں سے باتین بگھار رہا تھا یہ آواز جو سُنی سر اُٹھا کر کہا ارے تو کون ہی جو
مقدمۂ قدرت میں ایسے کلام کہتا ہی زاغ سیاہ رو نے چاہا کہ پرپرواز پیدا کر کے اس مکار
غدار ہفت پیکر پر جا پڑوں ہفت پیکر نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ زاغ سیاہ رو کے دو ٹکڑے
ہوے ساتھ والے جو باہر کھڑے تھے اُنپر بھی بجلی برابر گرنے لگی جسپر بجلی گری اُسکے دو ٹکڑے
ہوے تھوڑے ہی عرصہ مین چھ ہزار ساحروں کو جلا دیا درگہ سالار کھڑا کانپ رہا ہی ہفت پیکر
نے کہا او درگہ سالار ناہنجار تو نے اِسکو نہ روکا سامنے قدرت کے ایسی بے ادبی کی دریافت کرو
کس حال مین تھا کہا حضور مین نہین جانتا ہفت پیکر نے طرف نعش کے دیکھا پکار کر آواز دی
او بد کا نظاہر کر کہ تو اسقدر کیون بے ادب ہوا کیون اپنی جان دی نعش سے آواز آئی کہ یا خداوند
ملکہ نسیم اپنے شوہر کی رہائی کو آئین صاحبقران کو رہا کر لیا سب رہا ہو کر نکل گئے مجھے
نسیم نے بھیجا کہ جا کر ہفت پیکر کو خبر کر دے اور اُسکا سر لا میرا تیرے سامنے کچھ زور نہ چلا ہفت پیکر
ہفت پیکر نے حکم دیا اِن گنہگاروں کے لاشے مزبلے پر پھکوا دو زاغ و زغن اِنکو کھا جائین لاشے
بھی اِسکے مصیبت اُٹھائین کوئی تم مین سے ایسا ہی کہ صاحبقران کو جا کر گرفتار کرے اور اُنکے
ہمراہیوں کو لائے جو ساتھ ہو اُسکا بھی علاج کرے یا قدرت خود تکلیف فرماوین اِسکے
پہلو مین ایک دنگل پر کیمیا سے مردار خوار بیٹھا ہی دنگل سے اُٹھا عرض کی یا خداوند غلام جا کے
سب کو لاتا ہی چار لاکھ فوج کا افسر ہون سب کو لیجاؤن حکم ہوا سات جنگل فوجون سے بھرے
ہین جسقدر تو چاہیگا اُسی قدر فوج تجکو ملیگی کیمیا سجدہ کر کے اُٹھا باہر آ کے آواز دی سب فوج
میری آ جاے چار لاکھ ساحر چارطرف سے آ کر جمع ہو گئے سب کو لیکر چلا درّہ کوہ پر سے آکر دیکھا
ایک جوان کمسن گھوڑے پر سوار اسّی ہزار دیوانے پس پشت حرکات لغو کرتے ہوے آ رہے ہین
کیمیا نعرہ کر کے جا پڑا چاہتا ہی کشتہ کرون غضنفر جو سنبھلا بوق زر کی کمر سے نکال کر بجایا آواز دی
اے قزاقان بزید و کشید قزاق ساحرون پر جا پڑے اب جو گھوڑے دوڑاتے ہوے جا پڑے ایک
نے سامنا کیا ایک نے پہلو سے نیزہ مارا چند نے کمانین سنبھالین تیر اندازی کر نیلگے چند نے خنجر کھینچے او خنجر
کھینچکر جا پڑے ایک نے ٹوکا ایک نے پہلو پر خنجر مارا دو مین ہزار ساحر گرا ئے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین

ساحر مر مر کے گرتے ہیں قزاقوں نے تہلکہ ڈال دیا غضنفر گھوڑے پر سوار تیغہ روئین شگاف قبضے میں انگشتر مہر و ماہ کو چمکاتا ہوا جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے پچاس ہزار ساحر پامال کیے تھے کہ کیمیا بھاگ کر ایک درۂ کوہ میں آیا کچھ بوٹیاں پتیاں نوچ کے باہر نکلا وہ پتیاں پھینک ماریں جیسے ہی وہ منتشر ہوئیں قزاق گھوڑوں سے گرنے لگے غضنفر کی بیتابی ہر ایک کے قریب پہونچا ہوا انگشتر چمکاتا ہی ایک کو بچایا دس گرے کیمیا تین مرتبہ درۂ کوہ میں گیا پتیاں نوچ کے لایا لشکر غضنفر پر پھینک ماریں تیسری بار میں غضنفر نے پلٹ کے دیکھا سب ساتھ والے گھوڑوں سے گر پڑے گھوڑے کوتل دوڑتے پھرتے ہیں چاہتے ہیں کہ راکب کو پامال کریں راکب اپنے کو بچاتے ہیں حربے ہاتھوں سے گر پڑے پاؤں میں اُٹھنے کی طاقت نہیں ہاتھ دستگیری نہیں کرتے پاؤں سے ثابت قدمی جدا ہوں دل دھڑک رہا ہے اپنے قابو میں نہیں دل گویا پہلو میں نہیں غضنفر یکہ و تنہا بچا پھرتا ہی اسّی ہزار ہمراہی کے گھوڑوں سے گرے کس کس کو بچائے بیقراری میں پکارا تھا کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اپنے بندوں کو اس آفت سے بچائے نظم

در نظرہا رونما صورت زہر منظر یکے است　　جلوہ گر گفتہ ز ہر دیوار و در رو در یکے است
کار فرمائی جہان سلطان بحر و بر یکے است　　حاکم اقلیم شرق و غرب خشک و تر یکے است
بر رخ ہر نقش یک نقاش جلوہ مید ہد　　ظاہر از ہر جلوۂ تصویر صورت گر یکے است
اندرین گلزار رنگ و بوے ہر گل واحد است　　اندرین گنجینہ آب و تاب ہر گوہر یکے است
خار و گل یکسان بود در دیدۂ وحدت پرست　　پیش مردان موحد قدر خاک و زر یکے است
ہست بر یک منحصر کار زمین و آسمان　　انتظام و اہتمام زیر و بالا بر یکے است
ہر حساب اندر حساب خود شد از یک آشکار　　ہر رقم ہندسہ ہر شکل نہان در یکے است
در کمالات جمال و خوبی ذات و صفات　　از ہمہ بہتر یکے از جملہ بالاتر یکے است
بر امیران آمر و بر حاکمان فرمان روا　　بر شہان شاہنشہ و بر سروران سرور یکے است
کاتب سرخط عالم صاحب لوح و قلم　　اہل دیوان منشی تقدیر و سر دفتر یکے است
بے ہمال و بے مثال و بے نظیر و لاشریک　　طیب و پاک و طہور و طاہر و اطہر یکے است
غم مخور ہندی کہ در ہر کار تو صبح و مسا　　حامی و مشکلکشا و ناصر و یاور یکے است

بیقرار ہوکر جو غضنفر نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحراے گرد اڑی صاحبقران آکر پہونچے
دور سے جو غضنفر کو اس حالت مین دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران

پُر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرۂ صاحبقران

بحکم خدا بستہ شمشیر چار	یکے تیغ صمصام و قمقام نام		امیر عرب ضیغم روزگار
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد		یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
			امیر آگر اس فتح ہزیمت اموج

پر گرے جملہ سردار نعرے کرکے آپڑے عقب مین نسیم و آفتاب و عیوق جو آتے تھے دیکھا کہ یہ
معرکہ ہو نسیم نے سر اٹھا کے دیکھا آفتاب سے کہا کہ میان کیمیا صاحب آئے کشتہ ہونگے اُنکے
نے بہی اکسیر ہو صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے جا پڑے اب بچنا دشوار ہو لیکن وقت مدد ہو یہ کہکے
نسیم نے بہی دستک دی عیوق نے بڑھکر گولہ مارا آفتاب نیر اعظم بنکر چمکا ساحرون کے بھیجے جلنے لگے
نسیم نے جو دستک دی ہوا کے جھونکے چلے ساحر سر ٹکرانے لگے عیوق نے جھوم جھوم کر سیکڑون
کو مارا جسکو پکڑا چیر کر پھینکدیا تینون سحر کرتے ہوے چلے کیمیا نے جو دیکھا کہ لشکر پامال ہونے لگا امیر
نے جو یہ آواز بلند اسم اعظم پڑھا ہمراہیان غضنفر گھوڑون پر سوار ہوے مصروف جنگ ہین امیر
جنگ رستمانہ کرتے ہوے اسم اعظم باواز بلند پڑھتے ہوے ہمراہیان غضنفر صداے اسم اعظم سنکر
ہوشیار ہو چکے ہین گھوڑون پر سوار ہوتے ہین اپنے آقا کی پس پشت جمتے جاتے ہین غضنفر نہنگانہ
رستمانہ شمشیر زنی کر رہا ہی اکثر سرداران صاحبقران کو جو کیمیا آتے ہوے دیکھتا ہی سحر کرتا ہی وہ سردار
گھوڑون سے گرے امیر کا نام لیکر آواز دی کہ ای شہریار غلامون کو بچائیے امیر نے بڑھکر اسم اعظم
پڑھا اُن سردارون کو سنبھالا مرکبون پر سوار کیا وہ پھر مصروف جنگ ہوے چہار جانب یہی کدوکاوش
ہی ہی کوشش ہی کہ اپنے آقا کو قریب کیمیا پہونچائین ایک طرف سے غضنفر جنگ کرتا ہوا آتا ہی کسی
مقام پر کیمیا کو للکارا کیمیا نے خیال بھی نہ کیا غضنفر نے جو دور سے دیکھا کہ کیمیا سحر کرتا ہوا جاتا
ہی وہین سے للکارا کہ او نامرد مردان عالم کے پاپوش کی گرد ہمارے سامنے تو آ کیمیا پلٹ پڑا
الٹی کوے مارے ماش کے دانے اچھالے آگ برسائی تلوارین گرائین غضنفر ریتا تیر ہوئی گھوڑے
کو اڑاتا ہوا قریب کیمیا کے جاہا تھا ہو بچے کہ فوج والون نے بلوہ کیا بیچ مین آگئے غضنفر اُنسے
لڑنے لگے صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ غضنفر کو لاکھون جادوگرون نے گھیرا ہی زنجیرین

اور کمندین لیکر چلے ہین چاہتے ہین کہ گرفتار کرلین غضنفر کی تنہائی دیکھکر بیقرار ہو گئے وہین سے نعرۂ شیرانہ
کرتے ہوے اُس غول پر جا پڑے ایک طرف سے جو اسد نامدار نے اپنے بیٹے کا یہ حال دیکھکر بیقرار ہوکے
نعرہ کرکے اُس غول پر گرے اِنکے ساتھ والے لڑتے بھڑتے ہوے ابراہیم بن مالک وغیرہ اِس
ترکیب سے آگرے کہ غول کے غول پراگندہ کئے زنجیر کٹ کے غضنفر کو اُس بلوے سے نکالا کرب
نے بھی آکر مدد کی پہلوان عادی بھی اُسی مقام پر آکر لڑنے کرب فرماتے ہین غضنفر کیا جوان ہی
اسکی جرأت کی تعریف کرنا واجب ولازم ہی یہ شیر تو اسد سے زیادہ طرار وفرار ہی کون اِس سے
مقابلہ کرسکتا ہی اکیلا کس دھوم سے لڑا مجمع کو متفرق کیا سب شیر اُسی مقام پہ لڑ رہے ہین غضنفر
نے جو اپنے بزرگون کو قریب دیکھا شمشیر زنی کرتا ہوا الگ ہٹا اپنے غول کو جمع کرتا جاتا ہی قصد ہی کہ
زنجیر کر نکل جاؤن ایسا نہو کہ بزرگ نہ جانے دین اپنے غول کو لیکر کنارے ہوا کئی مرتبہ اسد نے
پکارا کہ ای فرزند ٹھہر جاؤ غضنفر نے دور سے سلام تو کرلیا بات کا جواب نہ دیا گھوڑا اڑاتے ہوے
ایک طرف نکل گئے اسد ناچار پلٹے ساتھ کے سردارون سے کہا کہ دیکھو بات کا جواب نہین دیتا
سلام کرلیا یہی بڑا احسان ہوا یہ فرماتے ہوے مصروف جنگ ہین صاحبقران لڑتے ہوے سامنے
کیمیا کے پہونچے للکارا کہ او ساحر مکار آکے مقابلہ کر کیمیا گولے مارتا ہوا صاحبقران پہ جا پڑا کئی
ہاتھ تلوار کے مارے تلوارین امیر پر گرین خنجر چلے مگر امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے قریب پہونچے ہاتھ تیغ عقرب
کا مارا سپر سحر کیمیا نے اٹھا دی برق شمشیر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے کیمیا ہاتھ سے صاحبقران کے
مارا گیا آندھی سیاہ چلی ایسا اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا تمام سردار گھبرا گئے سیکڑون
اہالی فوج ٹکرا ٹکرا کر ہلاک ہوے بعض گھوڑون سے گرے بعض کے گھوڑے بدلگامیان کر رہے ہین
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من کیمیا ے مردار خوار بود ساتھ والون نے جو افسر کا لاشہ دیکھا
چاہتے تھے کہ صاحبقران کو مارین صاحبقران نے جم کر شمشیر زنی کی سب فرزند بھی اُسی مقام پر آگئے
آخرکار شکست کھا کے لاش اپنے افسر کی اٹھائی شکست فاش کھائی روتے پیٹتے بھاگے نسیم وعیوق و
آفتاب خدمت صاحبقران مین آئے عرض کی کہ خدا آپ کو مظفر ومنصور کرے رستم نے آداب وتسلیمات
عرض کیا ہی حضور کے حکم سے آئے انھون نے پیاشیا جو پہونچا مین غلام خدمت مین لیکر آئے فیروزہ بن عمرو نے
جو قید سے چھوٹا ہی اسکو خدمت مین اپنے آقا کی جانا چاہیے فیروزہ بن عمرو اُسی وقت پتہ پوچھکر مع جلادیٹے وہان

سعد یعنے ہیکان ترک و مقصود ترک و نعمان ترک مع پانچ ہزار جوان تبلاش شاہ سعد روانہ ہوے کہ پہونچنا انکا تحریر ہوگا صاحبقران نے ان جوانون کو تاکید کر کے رخصت کیا کہ سعد سے ہم سب کا آداب و تسلیمات کہنا میری طرف سے بعد دعا کے کہنا کہ حضور اب تشریف لائین بے آپ کے رونق تاج و تخت نہین ہی اور نسیم امیر سے یہ کہکے رخصت ہوئی کہ ضرور صحراے گرداب نشان مین چلکر فروکش ہون وہان سے سرکار کو پتہ ملیگا خواجہ عمرو سے امیر نے کہا کہ خواجہ تم پاس رستم کے جاؤ کہنا کہ ای نور نظر ہمارا ساتھ ہو تو بہتر ہی آیندہ جو تقاضاے وقت بخواجہ طرف رستم کے چلے چونکہ عظم و شان رستم سُنا بیقرار ہوگئے بتلاش رستم روانہ ہوگئے یہ سب باتین وقت پر تحریر ہونگی صاحبقران مع لشکر و مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی طرف صحراے گرداب نشان کے چلے ہفت پیکر کو بھی اِس فتح کی خبر پہونچیگی یہ بھی ضرور فتور کریگا سب کے حال وقت پر تحریر کرونگا اب دوسرا حال لکھتا ہون

دو کلمۂ داستان حیرت بیان مہتر برق فرنگی کی عشق مین ملکہ انجم مہر طلعت کے کہ دختر نعمان زمیندار ہی خواجہ عمرو نے برق کو نظر بند کیا ہی اسکا ذکر تحریر کرتا ہون باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای برق باران عشق
چمکتا ہی مہر درخشان عشق
کہان تو ہی ای عشق کاشانہ سوز

کہان تو ہی ای شمع پروانہ سوز
جلا دیوے مین ہو وہ جو خاک ہو
کہ سارا جہان مشت خاشاک ہی

جو ای عشق دریا سے ہو تجکو لاگ
نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
سنبھل اگر کوہ ہو جنگ کو

لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو
جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین

تجھے ہنے ای عشق دیکھا وہ برق
کیا بجز آتش مین عاشق کو غرق
کسی کو کوئی شی دکھاتا ہی تو

اُسے اُسکا شیدا بناتا ہی تو
جو قیس حزین نے مصیبت سہی
ہوئی عشق لیلی مین یہ بے بسی

کہ مجنون لقب خلق مین پا گیا
یہ ساماں اُسکا ہوا بر ملا
سدا نجد مین جا کے تنہا رہا

محبت مین لیلی کے وحشی بنا
یہ دیوانہ پن خلق کو بھا گیا
نہ معشوق پایا بشکل جب

کبھی چین صحرا مین پاتا نہ تھا
کہ معشوق دلسوز آتا نہ تھا
اسی غم مین دی جان دلسوز نے

اسی عشق مین خوب صدمے سہے
دیا عشق نے جان فرہاد کو
نہ پہونچا کوئی اُسکی فریاد کو

یہ آخر کو اُسنے مصیبت سہی
کہ معشوق سے تا تنک دور ہی
کہ شیرین نے دی جان اُسکے لئے
کہ ظاہر ہوئی صورتِ رنج و غم
تڑپتا ہی سیماب سا عشق مین
کہ معشوق کے ذکر سے جدا ہی
قمر برق کا حال تحریر ہو

کہ اس عشق مین جان شیرین گئی
یہ لکھتے ہین نکتہ نوازان عشق
جدائی کے سامان جدا ہو گئے
نیا عاشق زار شیدا ہوا
لکھون مین کسی کا بیان عشق مین
بچھڑے قید محنت سے وہ دردمند
فراق و مصیبت کی تقریر ہو

لقب کوہکن اُسکا مشہور ہی
کہ آخر ہوا جا کے مہمان عشق
ہوے مرکے معشوق و عاشق بہم
نیا درد سینے مین پیدا ہوا
کہ برق حزین مائل دید ہی
آئے دشت و صحرا مین دلبے پسند
چہرہ دشت نوردان جانفـ

عیاری و دلکشندگان مراحل بیقراری اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف
کہ غواص بحر مصیبت نشان ✦ نگارد چنین طرفہ این داستان ✦ ہمزہ برق فرنگی کہ عشق مین ملکہ انجم
مہ طلعت دختر نعمان زمیندار کے مبتلا ہی خواجہ اسکو گرفتار کرانے مین ابو الفتح وغیرہ نہایت
لطف سے دلدہی کرنے مین ہیچ و تعجب ہوئی برق نے زبانی عیارو کے سنا کہ صاحبقران
آمادۂ فتح طلسم ہفت پیکر ہین دشنے بھرتے چلے آتے ہین قید خانے سے رہائی پائی طرف صحرا سے
گرداب دریا نشان کھیچا تے ہین وہان سے طرف طلسم ہفت پیکر کے قصد کر ینگے جی مین کہتا ہی کہ
برق اُستاد کی پرورش ہی کہ تیری حفاظت کی نظر مد رکھا ورنہ اب تک اُس صحرائے ویران مین تڑپ
تڑپ کر مرجاتا لیکن تلاش معشوق کرنا واجب و لازم ہی نگہبان سب ساتھ کے عیار ہین انہین سے
نکلون تا در محبوب پہونچون یہ سوچ کے عیارون سے گھل مل کے باتین کرنے لگا کہا آج آپ لوگون
نے حقہ نہین پیا یہ کہکے چلم بھری بیہوشی اُنہین ملائی عیارون کو حقہ پلا کر بیہوش کیا قید خانے سے
تڑپ کر نکلا ایک جانب بھاگا جنگل مین خاک اڑاتا پھرتا ہی اگر راہ مین کوئی دیہ یا قریہ ملا وہان جا کے
پتہ لگاتا ہی جب پتہ نہین ملتا غنچۂ آرزو نہین کھلتا تو روتا ہوا وہان سے نکلتا ہی یادمین محبوب مطلوب
کی کسی نخل کے نیچے بیٹھ گیا اور یہ اشعار حالت بیقراری مین بعد سوز و گداز پڑھنے لگا نظم

مجکو جو مرغوب میری شعرخوانی ہو گئی
مین کہان عشق قد دلدار ای واعظ کہان
سبزہ رنگی ظلم ہی اسپر کہ پوشاک سفید

ای پری اینجا طبیعت مین روانی ہو گئی
کیا کرون نازل بلائے آسمانی ہو گئی
زیب تن جس وقت کی نے الفور دھانی ہو گئی

اُس پری کے عشق نے اتنا کیا مجکو ضعیف — خواب اب یوسف زلیخا کی کہانی ہوگئی
داغ اُسکا دل پہ ہی اب دل کوے سکتا ہی کون — اُس خزانے پر سلیمان کی نشانی ہوگئی
آج کل کیونکر نہ ہمکو دیکھکر وہ گل ہنسے — عشق سے رنگت ہماری زعفرانی ہوگئی
ناصحو بس بس زیادہ عشق نے بھڑکائی آگ — یہ نصیحت مجکو پریون کی زبانی ہوگئی
میری وحشت دیکھکر مجنون دہل کر مرگیا — ناقۂ لیلی کی مجکو ساربانی ہوگئی
ای قبول اب عشق محبوب حقیقی کا ہی عہد — بچپنا اک دن کا دو دن کی جوانی ہوگئی

اِس طرح کے یہ اشعار پڑھکر ایسا گھبرایا کہ بیقرار ہوکر اُٹھا خیال مین گذرا کہ قصبۂ نعمانیہ مین چلکر دریافت کرو شاید حال معلوم ہو یہ سوچ کر بھاگا قصبۂ نعمانیہ مین آیا صورت بدلے ہوے دیکھا گانوْن کا بازار ویران پڑا ہی دریافت کیا معلوم ہوا کہ کوئی ساحر مشکور جادو وہ ملکۂ انجم مہر طلعت کو گرفتار کرکے لیگیا ہی اُسنے نعمان کو پیغام بھیجا ہی کہ تمھاری دختر میرا وصل نہین قبول کرتی آکے دختر کو سمجھاؤ وہ مرتبہ عطا کرون کہ شاہان دربند رشک کرین وہ گئے جاکر سمجھایا بیٹی نے نہ مانا اُسنے دونون کو قید کیا ہم لوگ نہین جانتے مشکور کس مقام پر ہی مالک ہمارا قید ہوگیا قصبہ ویران ہی زراعت مین فرق آیا سب اہل قریہ پریشان ہین برق بحال مُتفکر قریے سے نکلا تلاش مین مشکور کی چلا جس مقام پر ساحر کا مکان دیکھتا ہی دریافت کرکے آگے بڑھتا ہی پھرتا پھراتا ایک دن ایک صحرا مین پہونچا ایک نخل کے سائے مین غمگین وملول بیٹھا ہی سوچ رہا ہی کہ دیکھا ایک ساحر بھاگا ہوا آتا ہی پسینے پسینے دوڑا ہوا جاتا ہی برق آگے بڑھا ایک فقیر کی شکل بنکر بیٹھا دو چار تختے وہان رکھ لئے ساحر کو آواز دی وہ ساحر قریب آیا کہا بھائی کہان جاتے ہو یہ لون چل رہی ہی اور تم اِس دھوپ مین جاتے ہو ابھی کئی آدمی اِس مقام پر گرے اہل قریہ اُٹھا کرلے گئے تم اِس دھوپ مین تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ ساحر نے کہا کہ بھائی نوکری بُری چیز ہی جو مالک کا حکم ہی وہ بجالانا ضرور ہی رنجور جادو ہمارے مالک کا نام ہی طلسم ہفت پیکر پر چڑھائی ہی چہار طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی رنجور نے مشکور کو بُلایا ہی مین نامہ لیکر جاتا ہون حکم کیا تھا کہ آج ہی نامہ پہونچے اِس وجہ سے جلدی جاتا ہون برق نے پوچھا رنجور کس مقام پر رہتے ہین ساحر نے کہا کہ نامہ دار میرا نام ہی یہان سے پانچ کوس پر قلعہ ہی قلعۂ داغدار اُسکا نام ہی اُسمین رنجور جادو بادشاہ ہی برق نے یہ دریافت کرکے مشکور کا پتہ بھی پوچھ لیا حقہ پلاکر بیہوش کیا اُسکو کنارے ڈالدیا نامہ لیا نامے کی پشت پر طرف سے

مشکور کے لکھا کہ ای برادر میرے آج کل ہوش درست نہین کہ مین مسلمانون کو کیونکر روکون چند
ساعت کے واسطے یہین سرفراز کرو یہ نامہ لیکر طرف رنجور کے چلا پانچ کوس راستہ طی کر کے دیکھا کہ ایک قلعہ
سامنے ہی اور خلقت کی اُسمین آمد و رفت ہی برق بلا تکلف اندر آیا سب سے صاحب سلامت کرتا ہوا
دار الامارۃ پہونچا اندر بارگاہ کے آیا نامہ پیش کیا نامہ پڑھکر رنجور بہت خفا ہوا کہا اس کام سے زیادہ
بھائی صاحب کو اور کون سا کام ہی ملک برباد ہوتے ہین ایسا نہو کہ رستم کا اس طرف گذر ہوجانے تو
حال کھُلے لیکن مین چلتا ہون برق نے کہا کہ کچھ زبانی ارشاد فرمایا ہی ذرا کنارے چلئے تو عرض کرون رنجور
کو کنارے لایا باتین کرتے کرتے گلوری کھلا کے بیہوش کیا اسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر
باہر نکلا ساحرون سے کہا کہ تم مین کوئی ایسا ہی کہ مجکو بھائی صاحب کے پاس لے چلے وزیر اُٹھا اُسنے عرض
کی کہ غلام آپکو پہونچائیگا اگر حضور کے ساتھ گئے ہین راستہ بخوبی یاد ہی یہ کیفیت لے چلینگے برق نے
اسکو ساتھ لیا تخت پر سوار ہوے تخت اُڑاتے ہوے چلے بعد پہر بھر کے سامنے ایک قلعہ معلوم ہوا
وزیر نے کہا کہ یہی قلعہ آپ کے بھائی صاحب کا ہی تشریف لے چلیے قریب در قلعہ لاکر وزیر کو بھی
برق نے بیہوش کیا ایک غار مین اسکو ڈالدیا آپ بصورت رنجور قلعے مین آیا لوگون سے پوچھا کہ بھائی صاحب
کہان ہین سب شکایت کرنے لگے کہا اب تو چند سے قلعہ ویران پڑا ہی مشکور صاحب باغ مین
تشریف رکھتے ہین برق نے کہا کہ ہمین چل کے وہ باغ بتا دو چند ساحر ساتھ ہوے طرف باغ کے چلے
تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ در باغ دکھائی دیا چند نگہبان در باغ پر تھے اُنھون نے اُٹھکر رنجور جانکر باادب
رنجور نقلی کو سلام کیا کہا ٹھہر جایئے ہم شہنشاہ سے عرض کرین برق نے اُنکو جھڑک دیا کہا کیا ہمارے
جانے کی ممانعت ہی ساحر چپ ہوے برق اندر باغ کے آیا چند خدمتگار دوڑے جا کے خبر کی
مشکور سنکر گھبرا گیا کہ انجم مہر طلعت کا قفس و نعمان زمیندار کا قفس سامنے رکھا تھا نام رنجور کا سنکر
قصد ہوا کہ ان قفسون کو چھپاؤن رنجور نقلی آپہونچا مشکور نے سلام کیا برق نے آکر کہا کہ بھائی صاحب
آپ کو کچھ خبر بھی ہی کہ طلسم ہفت پیکر کی کیا کیفیت ہی ہر طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی جس ملک پر
گئے اُسے فتح کیا اپنے اپنے قلعون کی تدبیر کرین ہاتھ سے دشمنون کے بچین اس زمانے مین عشق و عاشقی
ترک کرو مصروف انتظام ہو یہ سنکر مشکور رونے لگا کہا بھائی صاحب مین اپنی کیفیت کیا بیان کرون لائق
عرض کرنے کے نہین ہی جو مجھپر گذرتی ہی اُسکا ذکر کیونکر کرون راتین بھر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین باپ کو

بھی معشوق کے بلوایا اب بھی کوئی مطلب نہ حاصل ہوا دونون کو سمجھا رہا تھا کہ آپ آ گئے جب تک کوئی تدبیر اسکے وصل کی نہ ہوگی مجھسے کچھ کام نہ ہو سکیگا اگر ہو سکے تو آپ ہی سمجھائیے برق نے کہا کہ کتنی بڑی بات ہی ایک لفظ مین سمجھا دونگا خود تمپر عاشق ہو جائے تمھاری محبت سے مہلت نہ پائے شراب منگوائیے ابھی ابھی تدبیر ہوتی ہی مشکور دوڑا شراب لایا برق شل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی کہ معشوق کو قفس مین قید دیکھا جلدی جام بھرا مشکور کے سامنے گیا کہا بھائی جام پیو ابھی تدبیر ہوتی ہی مشکور خوشی خوشی جام پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا بھائی صاحب یہ شراب کیسی تھی کلیجے مین آگ لگ گئی برق نے کہا کہ اٹھکر ٹہلو گرمی شراب کی کم ہو مشکور اٹھا ٹہلنے لگا اٹھتے ہی منہ کے بل گرا برق جھلایا ہوا تھا اٹھتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا اور پکار کر آواز دی کہ منم برق فرنگی شاگرد خواجہ عمرو نعرہ برق فرنگی

مرا نام ہی برق صحرا گزار | کہ استاد ہین خواجہ نامدار | تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
کہے کون مکار و عیار ہون | کرون سیکڑون کوس کی راہ طے | ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے
در مکر پر میرا پھیرا رہا | تڑپ سے مری چرخ پھرا رہا | بزیر قدم غرب ہے شرق ہے
چھلاوہ ہون مین نام ہی برق ہے

یہ کہکے خنجر مارا مشکور کا شکم چاک قصہ پاک ملکہ انجم نے جو نام برق سنا تڑپ گئین جی مین کہتی ہین کہ یہ عاشق صادق ہی کس طور سے پہونچا برق نے نعمان کو سلام کیا نعمان نے کہا کہ اے مہتر برق فرنگی تمنے بڑا احسان کیا کوئی عزیز قریب میرا یہانتک نہین آیا تمنے اپنے کو پہونچایا برق قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ مین تابعدار ہون عمر بھر خدمتگزاری کرونگا دونونکو قفس سے نکالا نعمان نے سحر سے ایک تخت تیار کیا برق و انجم کو تخت پر سوار کیا لیکر طرف اپنے قریے کے چلے قریے مین جا کر پہونچے نعمان نے عزیزون سے صلاح کی کہ تم سب کی خوشی ہو تو انجم کی شادی ساتھ برق فرنگی کے کرون یہ وقت مین پہونچا کہ جہان کوئی عزیز قریب نہ گیا نہ کسی نے رفاقت صرف کی مشکور کے بھائی کی شکل پر پہونچا جاتے ہی اسکو مار لیا ایسے تیز عیار بھی لشکر اسلام مین کم ہین خواجہ عمرو اپنا قوت بازو جانتے ہین برق نے کہا کہ مین استاد کا نائب کہلاتا ہون جہان کہین استاد قید ہوے مین ہی جا کر رہا کرتا ہون سب راضی ہوے بڑی دھوم سے انجم بیاہا گیا پہنے برق تخت پر بیٹھے ہین قضائے کار مہر سپہر عیاری جو تلاش بستم مین چلے تھے اس قریے مین جو آئے دیکھا کانون مین باجا بج رہا ہی کچھ لوگ زعفران پوش پھر رہے ہین خواجہ نے انسے پوچھا کسکی شادی ہی لوگون نے کہا کہ یہان کے رئیس کی دختر کی شادی ہی پوچھا زوج کون ہی

لوگون نے بیان کیا مہتر برق فرنگی نائب خواجہ عمرو کا یہان آیا ملکہ کو مع اُنکے باپ کے پالکیا اب
بانجھا پہنے بیٹھے ہین خواجہ حیران ہوے کہ مین تو اسکو قیدخانے مین چھوڑ آیا ہون یہ یہان کیونکر پہونچا بچا
نائب بنکر بیٹھے ہین کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا لگاکر ایک تاجر جلیل کی شکل بنے قبا ے قلمکار زیب
جسم لعل و یاقوت کی انگشتریان ہاتھ مین عصا بادام تلخ کا ٹیکتے ہوے دربارگاہ پر آیا پوچھا یہانکے حاکم صاحب
کہان ہین لوگون نے بارگاہ نعمان کا پتہ دیا بارگاہ نعمان مین آئے جھک کر سلام کیا نعمان نے پوچھا
خواجہ بازرگان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا میرے یہان دختر کی شادی ہی جو کچھ مال و اسباب لائے
ہو ظاہر کرو عمرو نے کہا زمیندار صاحب مین لُٹ گیا مین نے سُنا ہی کہ میرا چور آپکے قریے مین آیا ہی
صورت یہ ہی کہ مین نے ایک لڑکے کو فرزند بناکر پالا وہ اوباش لوگون مین ملکر خراب ہوا کئی لاکھ روپئے
کا صندوقچہ لیکر بھاگا ہی نعمان نے کہا ایک اور بارگاہ آراستہ ہی وہان تشریف لے چلیے جہان کہین آپکا
چور ہو اُسے گرفتار کردون خواجہ کو نعمان لیکر بارگاہ برق مین آیا برق کو جو تخت پر بیٹھے دیکھا خواجہ
نے جھک کر سلام کیا کہا کہ صاحبزادے اُٹھو چلو بڑھیا ماں تمہاری رو رہی ہی صندوقچہ کہان ہی جلد بتاؤ
برق حیران ہوا کہ بڑھیا کون او صندوقچہ کیسا کہا خواجہ بازرگان کسی کو پہچانتے بھی ہو یا جو چاہا
کہدیا مین کیا جانون آپ کیا فرماتے ہین خواجہ نے کہا کہ اب باتین نہ بناؤ ورنہ گردن لونگا وہ لباس تمہارا
موجود ہی جو پہن کے آئے تھے مہنگی مین تمہاری ماں تمکو لیکر آئی اڑھائی سیر جو دیکر مین نے تمکو لیا جب
وہ بہت روئی تو فقط تین پیسے دے آئے آج بانجھا پہن کے بیٹھے ہو اور نعمان زمیندار کے داماد بنے
صندوقچہ میرا مجھے دیجئے مین چلا جاؤن پالنے کی مشقت راتون کا تیرا رونا اور بڑی بی کا تھپکر بہلانا
ہگ کے پڑ رہتا تھا پر سال تک کپڑے خراب کرتا تھا پیشاب کا تجکو عارضہ تھا کیسے کیسے مین نے ٹوٹکے
کئے گلی گلی تجکو لیکر پھرا لوگون سے دوا پوچھتا اب آج جوان ہوکر ساری مشقت ہماری بھلائی نعمان نے جو یہ
سنا تو کیسا قلق ہوا کہ مین تو اسکو برق عیار سمجھا تھا یہ تاجر کا زرخرید غلام ٹھہرا اب اگر بانجھا اتروا ؤن تو دیہات
کا رہنے والا ہون کہین بیٹی کی شادی نہ ہوگی قریب آکر برق سے کہا کہ اب زیادہ نہ شرماؤ سوداگر کے ساتھ
جاؤ ایسا نہ ہو کہ سوداگر زیادہ بگڑے صندوقچہ اُسکو دیدو لاکھ روپے کا مال بہت ہوا رنگ رو دیکھو متغیر
ہو رہا ہی کس حسرت سے رو رہا ہی اُسکے رونے پر نظر کرو برق نے کہا کہ حضور آپ یہ کیا فرماتے ہین مین اس
تاجر کو بالکل نہین پہچانتا ناحق یہ باتین بناتا ہی اسکو نکلوا دیجئے عمرو نے کہا میان برق صاحب اپنا گلا

کاٹونگا تمھین یہان چھوڑکے نہ جاؤنگا غرض زمیندار صاحب آپ نے خوب سلوک میرے ساتھ کیا مال آپ
ہی نے میرا لیا زمیندار قسمین کھانے لگا کہ خواجہ صاحب مین آپ کے احسان کا ممنون ہون مین اسکو سمجھا تھا
کہ عمرو کا نایب ہی جب خواجہ نے ہاتھ پکڑکے برق کا کھینچا برق نے جو آنکھ ملائی قدمون سے لپٹ گیا
کہا اُستاد آئے نعمان لوگون سے کہتا ہی اب راہ راست پر آیا اپنے مالک کو پہچانا برق نے کہا کہ ای
نعمان مبارک ہو میرے واسطے بڑا فخر ہوا کہ شہنشاہ اوج عیاری آگئے یہ میرے باپ ہین وہ پرورش
مجھپر کرتے ہین کہ فرزندون سے زیادہ سرفراز کیا اگر ملاک کو خفا ہوے اور میری ہی بات رکھی نعمان
نے کہا کہ صاحبزادے اب اچھا ہے باتین بناؤ ہرچند کہ ہمنے عمرو کو نہین دیکھا انکی تصویر تو دیکھی ہی صورت
اصلی دکھائین برق نے کہا کہ استاد صورت اصلی دکھائیے اشارہ کیا کہ بیٹا رونمائی تو نگا مین پریشان
ہون کہ تمھارے لیے نامبارک نہ ہو دلھن زندہ رہے خدا اولاد دے برق نے نعمان سے کہا
کہ کچھ نقدی منگواؤ اُستاد کے آگے پیش کرو خواجہ نے کہا کہ اپنے زمیندار سے منگواتا ہی وہ جو تو نے
چاہا تھا لوٹ کے گاڑا ہی زمین سے کچھ نکال برق نے بمشکل چند انگوٹھیان نکالین خواجہ نے
وہ انگوٹھیان لین جست کی پکار کے آواز دی کہ دادا آدم دم دلیش از کل عالم پیش صورت اصلی میری
مجھکو عطا فرمائیے اب جو بلندی سے آترے سب نے صورت زیبا دیکھی نعمان بغلگیر ہوا مگر نعمان
صورت کو دیکھکر ڈرگیا ظریف لوگ پھبتیان کہنے لگے کوئی کہتا ہی کہ بن مانس ہی کوئی کہتا ہی کہ جل مانس
ہی خواجہ فرماتے ہین کہ صاحبو مین تو خاصہ بھلا مانس ہون اب خواجہ آکر کرسی پر بیٹھے برق کی تعریفین
کرنے لگے برق نے کہا کہ اُستاد شرمندہ نہ کیجیے مین غلام ہون خواجہ فرماتے ہین کہ اب تمھارے مال
کے خرچ ہونے کا وقت آیا برق کہتا ہی کہ استاد میرے پاس کیا ہی آپ کو دلھن کو دینا پڑیگا خواجہ عمرو
کہتے ہین ہم رونمائی دینگے اتفاق سے یہان آگئے برق نے کہا کہ آپ کا تشریف لانا باعث فخر
ہوا غرض خواجہ کی نعمان نے بڑی خاطر و مدارات کی سانچق طرف سے برق کے مہندی طرف سے نعمان
کے بڑی دھوم سے برات کی تیاری ہوئی خواجہ برق کو گود مین لیکر سوار ہوے مکان پر دلھن کے
پہونچے بلا ہوا کہ دولھا کی سواری آئی ایک عورت بڑھیا گھنٹا پہنے ہوے گاڑھے کی چدر اوڑھے ہوے
طشت مین پانی بھرے ہوے سامنے برق کے پھینک گئی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمیشہ دولھا سامنے دلھن
کے پانی بھرے برق نے پلٹ کے دیکھا کہ استاد نہین معلوم ہوتے اور لوگ برق کو گھیرے ہوے ہین

باعث یہ ہوا کہ نعمان نے کہا کوشے پر قصبے کے قاضی صاحب رہتے ہیں انکو بلانے جاؤ خواجہ فورًا ایک
سپاہی کی شکل بنکر دوڑے مکان پر قاضی کے پہونچے آواز دی قاضی صاحب قاضی نکلے دیہاتی آدمی
پوچھتے ہیں آج کیا ہی قاضی صاحب آپکو خبر نہیں دختر زمیندار کی شادی ہی آپکو عقد پڑھنے کو بلایا ہی قاضی
بہت خوش ہوئے سمجھے کہ زمیندار ہیں بہی دیگا خواجہ نے کہا آج خوشی کا دن ہی گلوری نوش کیجئے
گلوری اپنے پاس سے نکالکر دی جیسے ہی قاضی صاحب نے گلوری کھائی گھبرا کر کہا کہ ذرا میں پاخانہ
پھر آؤں یہ کہکے اندر گئے قاضی صاحب تو دستوں میں مبتلا ہوے خواجہ نے اوپر کی کنڈی چڑھا دی قاضی کی
شکل بنکر دربار میں آنے گانا موقوف ہوا سلام علیکم کہکے قاضی صاحب آکر بیٹھے حکم ہوا محل میں جائیے دلہن سے
قبول کرا لائیے وہاں مردانہ ہوا مامائیں دلہن کی پاس دلہن کے ہیں حجلۂ عروسی میں قاضی صاحب
نے آکر پوچھا مہتر برق فرنگی ابن عبد اللہ کے ساتھ تمہارا نکاح مہر شرعی تین روپے آٹھ آنے پر ہوتا ہی
تم راضی ہو دلہن کی ماں ہنسنے لگی کہا قاضی کچھ دیوانہ ہوا ہی شرعی مہر نہ بندھیگا پچیس ہزار پر میرا بندھا ہی
اسی کاغذ کے موافق لڑکی کا مہر بندھیگا ورنہ برات پھیر لیجاؤ خواجہ نے قبول کیا اگر برق سے کہا کہ پچیس ہزار
پر مہر قرار پایا برق نے اشارہ کیا کہ پڑھیے خواجہ نے جھٹ نکاح پڑھا لڑکے زمیندار سے نقدی لی جب
خواجہ بہت بگڑے تو برق سمجھ گیا ہاتھ باندھ کر کہا کہ قاضی صاحب اب عنایت فرمائیے جو ملا اسکو
غنیمت جانیے یہ لوگ زمیندار دیہاتی آپکی خدمت کر چکے خواجہ نے کہا ابے تو دے برق نے
مجبوری کچھ چھلے کچھ انگوٹھیاں نکالکر حاضر کیں خواجہ نے کہا کہ بچا تمنے طلسم نور افشاں میں بہت کچھ پایا برق
نے کہا استاد جو ملا تھا وہ اٹھ گیا خواجہ بصورت اصلی تیار ہوے زمیندار گھبرایا کہ ابھی قاضی تھے ابھی خواجہ
عمرو ہو گئے برق نے کہا کہ لشکر میں سب کا نکاح یہی پڑھتے ہیں بڑے دھوم سے بیاہ کے لائے برق
شب کو حجلۂ عروسی میں آیا عاشق و معشوق ہجران دیدہ و آفت کشیدہ تھے برق نے گوہر مراد حاصل کیا ملکہ
انجم حاملہ ہوئیں کئی دن کے بعد برق محل سے نکلا خواجہ نے کہا کہ اے فرزند ہم تو اب رخصت ہوتے ہیں
تلاش رستم میں جاتے ہیں دیکھیں آخر کیا گذری برق نے کہا کہ میں بھی چلونگا محل میں آیا ملکہ سے کہا کہ یہ
جاں نثار اب رخصت ہوتا ہی استاد کے ساتھ جاونگا اگر خدا فضل کرے اور بیٹا پیدا ہو تو برق ثانی
نام رکھنا کمند و خنجر اپنا دیا کہ یہ اس لڑکے کو دینا اگر لڑکی پیدا ہو تو پھر تم کو اختیار ہی نصیحت و وصیت کر کے
جب رخصت ہونے لگا ملکہ انجم روتی ہوئی ساتھ ہوئیں کہتی ہوئیں کہ اے مہتر صاحب اب کب گذر ہوگا

برق نے کہا کہ اگر خداوند طلسم ہفت پیکر سے پلٹے تو انشاء اللہ پلٹ کے آئینگے ملکہ انجم رو نے کہا کہ ای مہتر برق عجب داغ دئے جاتے ہو برق نے بہت سمجھایا کہا کہ ای ملکہ عالم بجا ہو بھی یہان کا خیال رہیگا ہمکو یاد رہیگی ملکہ نے کہا کہ ای برق کیا کہین کہ جو کچھ ہمپر گذریگی ای تو عجب کیفیت ہے لائق بیان کرنے کے نہین نظم

موت کو سب سمجھے رہین گبر و مسلمان آئی
روح قالب مین ہے دو روز کو مہمان آئی

بوئے یوسف سے ہوا تازہ دماغ یعقوب
للہ الحمد صبا مصر سے کنعان آئی

ہمسے دیوانے بھی ہو وینگے پری کے سائل
اس طرف سے جو سواری سلیمان آئی

آئینے نے رخ انور پہ اجارا باندھا
شانے کے حصے مین وہ زلف پریشان آئی

یہ صفائی مین کہان کتم عدم سے باہر
جسم کی طرح تری روح بھی عریان آئی

ڈھونڈھین اپنے لئے معشوق کوئی گرما گرم
فکر پہلو کی کرین فصل زمستان آئی

گلشن دہر بھی ہے کوئی سرائے ماتم
شبنم اس باغ مین جب آئی تو گریان آئی

جو گنہ وصل مین سرزد ہوئے تھے عفو ہوئے
فارغ البال ہوا مین تپ ہجران آئی

خط کا آغاز ہوا اس رخ نورانی پر
چل بسی صبح وطن شام غریبان آئی

سر شوریدہ کو اس زلف کا سودا نہین خوب
اس بلا مین جو پھنسا شامت انسان آئی

عشق بلبل مین اثر ہے تو قفس مین آتش
بوئے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی

برق نے آنسو اس سے پاک کئے کہا کہ ای ملکہ عالم نہ گھبراؤ مین جلد حاضر ہونگا آگے خواجہ سے ملا خواجہ و برق باتہلے عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش رستم مین چلے کہ انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ دردانہ گوہر پوش سے جو امیر نے عقد کیا تھا اسکا ذکر کرنا اس مقام پر واجب و لازم ہے اور دردانہ گوہر پوش سے پیدا ہونا فرزند امیر کا فرزند برق کا برق ثانی نام ہے فرزند امیر کا نام خسرو شیر دل ہے باقی حالات متعلقہ داستان ہذا

جب امیر پردہ قاف سے پلٹے تھے تو ملکہ دردانہ گوہر پوش سے عقد کیا تھا ملکہ حاملہ ہوئی تھین لڑکا پیدا ہوا اسکا نام خسرو شیر دل رکھا پرورش مین مصروف ہوئین عجب حسین صاحبزادہ پیدا ہوا

حسین و جمیل آٹھوں میں پہنچے شیر کے جلوہ گر پرورش میں مصروف ہوئیں جب دو برس کا سن صاحبزادے
کا ہوا ملکہ دیکھتی ہیں تیر و شمشیر سے زیادہ ذوق و شوق ہے جس روز خسرو پیدا ہوئے اُس روز بارہ سو
لڑکے شہر میں پیدا ہوئے سب کو ملکہ نے محل میں داخل کیا لڑکوں کے ساتھ خسرو کھیلا کرتے ہیں
یہاں ملکہ انجم مہر طلعت کے بطن سے برق ثانی پیدا ہوا مکار و غدار و ضدی جب کسی بات پر بگڑتا
ہے تو پہروں روتا ہے دائیاں حیران ہو جاتی ہیں جب دو برس کا سن ہوا جست کر کے دیوار پر جاتا ہے ملکہ
انجم پیٹنے لگتی ہیں کہ ارے کمبخت گر پڑیگا تو سر پھٹ جائیگا برق ثانی ہنستا ہے کہتا ہے کہ ہٹ جائیے میں
کودتا ہوں ماں نانا سب گھبراتے ہیں ایسا نہ ہو کہ پاؤں پھسل جائے تو گرے اس طرح جست و خیز کرتا
ہے خنجر بازی کمند اندازی جہاں کہیں چوری ہوتی ہے تو کوتوال کہتے ہیں اُس لڑکے کو بلاؤ وہ چور کو خوب
پہچان لیتا ہے میاں برق ثانی گئے اور چور کو بچا مال دلوا دیا چور کو بچا لیا گاؤں میں ہر طرح رہتا ہے
جب باہر نکلتا ہے تو کسی لڑکے کو ڈھیلا مارا کسی کا سر توڑا کسی کو کاٹ کھایا لوگ فریادی آتے ہیں زمیندار
سے کہتے ہیں آپ کے نواسے نے ہمارے لڑکے کو کاٹ کھایا ڈھیلا مار کر بھاگا چار برس کا سن ہوا
صحن خانہ میں برق ثانی کھیل رہا ہے کبھی جست کر کے دیوار پر گیا کبھی دیوار سے صحن میں آیا کنیزوں کو ستاتا
ہے کسی کے سینے پر ہاتھ ڈال دیا کسی کے کاندھے پر چڑھا ملکہ انجم کہتی ہیں بادشاہ جان کو بلاؤ لشکر صاحبقران
میں لکھ بھیجیں اسکے باپ کے پاس اسکو بھیجدیں وہ اسکی ہڈیاں توڑیگا گاؤں میں ہنگامہ رہتا ہے رعایا
کے لوگ کیسے مجبور و ناچار ہیں بیچارے آ کے فریاد کرتے ہیں چاہتی ہوں کہ اس نگوڑے کو سزا دوں لیکن
دھکیل کے بھاگ جاتا ہے میں روتی پیٹتی رہجاتی ہوں محل میں ہنگامہ ہے قضائے کار ملکہ دردانہ گوہر پوش
تخت پر سوار ہوئیں خسرو شیر دل چند لڑکے بعہدۂ مصاحبت ہمراہ ہیں پریزادیں تخت اُٹھائے ہوئے
چلنے کا وقت ہے کہ خسرو کی نگاہ برق ثانی پر پڑی بیقرار ہو کر کہا کہ اے مادر گرامی اس لڑکے کو اُٹھوا لیجئے
ہم اپنا یار بنائینگے ماں نے کہا کہ اے فرزند جسکا لڑکا ہے وہ رو رو کر جان دیگا خسرو نے کہا ہمارے
خاندان کا عیار معلوم ہوتا ہے کیا عجب ہے قبلہ کعبہ کے جو عیار ہیں خواجہ عمرو انکے کسی شاگرد کا فرزند
ہو اسقدر خسرو نے ہٹ کی ملکہ دردانہ کو کچھ بن نہ پڑا ایک پریزاد سے کہا کہ اس لڑکے کو اُٹھا لے
پریزاد نے بہ احتیاط برق ثانی کو اُٹھا لیا ملکہ انجم تو فراق فرزند میں دیوانی ہو گئیں نجومیوں کو
بلا کے پوچھا نجومیوں نے حکم لگایا کہ گھبرائیے نہیں وہ لڑکا بہ عیش و فرحت ہے پھر آپ کو نصیب ہوگا

اس عظم وشان سے ملیگا کہ کسی فرزند خواجہ کو یہ لیاقت نہ بہم پہونچی ہوگی غائب ہونا اس لڑکے کا
باعث خوشی ہی بڑے لطف سے پرورش پائیگا عرصۂ دراز تک کاہن ونجومی بیان کیا کئے ملکہ انجم نے
ناچار ہو کر صبر کیا مگر خسرو برق ثانی کو دیکھکر اسقدر خوش ہوے کہ ماں سے کہا چلئے سیر صحرا دیکھ چلے
اب پلٹ چلنا مناسب ہی ملکہ دردانہ فرزند کے کہنے سے پلٹ آئین اپنے قلعے مین آکر برق ثانی کو
ہوشیار کیا شاہزادے کو دیکھتے ہی برق ثانی قدمو نسے لپٹ گیا کہا کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے
قدرشناس بزرگو نسے جو سُنا آج اُسکا سامنا ہوا زلفین طلیلی و خال عنبر رنگ ہاشمی آپکے غلام کا برق
ثانی نام ہی برق کا بیٹا ہون خسرو بہت خوش ہوے پانچ پانچ برس کے دونون کے سن ہوے برق
خسرو کو بہڑکایا کرتا ہی کہ براے شکار صحرا مین چلئے جلسہ آراستہ ہو آج ناچ ہو مین بایان بجاؤنگا آپکے
سامنے تا ئین آکر اُونگا خسرو ماں سے ہر مقدمے مین ضد کرتے ہین تو ملکہ کہتی ہین جسدن سے یہ بھوریا
آیا عجب عجب باتین میرے فرزند کو سمجھاتا ہی مین کیونکر قبول کرون کہ جنگل مین واسطے شکار کے جائین
گھر مین جلسہ آراستہ کرو ناچ دیکھو گانا سنو باہر نہ جانے دونگی برق ثانی سمجھایا کرتا ہی اب راوی
شیرین کلام تحریر کرتا ہی کہ نوان برس خسرو کو شروع ہوا برق ثانی نے ایک دن عرض کی کہ شہزادہ
تم کیسے مرد ہو کہ گھر مین بیٹھے رہتے ہو بلا سے چوڑیان ہنو گڑیان کھیلا کرو کسی بات مین تو شہزادو فرزند
صاحبقران ہو چلکے جنگل مین قیصر کا شکار کھیلو شیر بیشۂ جرأت ہو کہ تازہ میدان جلالت ہو جرأت و شوکت دکھا
لیاقت بڑے جلالت زیادہ ہو پردۂ قاف مین شہور ہو کہ فرزند صاحبقران قلعہ گھر ریز پر ہین لوگ آپکے
دیکھنے کو آئین ملکہ قرلبشیہ سلطان کے بڑے نام ہین بیٹی ایسا نام کرے بیٹا کونے مین چھپکر بیٹھے اور بھی فرزند
صاحبقران پردۂ قاف مین ہین مین دریافت کر چکا ہر شخص مین شل اُنکے تم بھی کام ہو ۔ چاہیے کہ آپ نے
نام بڑھا نے نہ کہ گھٹنے کے تو نہ ہو آپکو محل مین رہنے کا بڑا شوق ہی اس طرح جو برق ثانی نے خسرو کو کہا
رگ شجاعت جوش مین آئی کہا کہ ای برق ثانی مین ابھی جاکے ماں سے اجازت لیتا ہون اگر اجازت نہ دینگی
تو اپنے کو ہلاک کر دونگا خسرو زرہ پہنے ہوے اندر محل کے آئے ماں نے جو آتے دیکھا کہ عجب شان سے
آتے ہین زرہ ہلالی لئے ہوے خود سر پر رکھا زرہ بکتر پہنے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے آکے ماں
کے پاس بیٹھے کہا کہ کل ہم واسطے شکار کے ضرور جاینگے بارہ سو لڑکے جو ہمارے ملازم ہین وہ بھی ساتھ ہونگے
ماں نے کہا کہ بیٹا ابھی تمہارا سن اس لائق نہین ہی کہ شکار کو جاؤ برس دو برس اور تامل کرو پھر ہم تمھین

واسطے شکار کے بھیجیں گے خسرو رونے لگے کہا کہ مادر مہربان ہم ضرور شکار کو جائینگے اگر نہ جانے دیجیے گا
تو پانی نہیں پئیں گے نہ کھانا کھائیں گے ماں نے گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزند ملک یاقوت شاہ نانا تمہارے
تمہارے ساتھ جائیں گے اور وزیر و امیر ساتھ ہونگے خسرو نے کہا کہ ہم کسی کو ساتھ نہ لیجائینگے فقط لڑکے
ہمارے ساتھ ہوں اور فرزندان صاحبقران بھی تو اس ملک میں ہیں گھر میں کبھی نہیں جاتے کبھی گھر سے چلے
گئے دیوزادوں کو مارتے پھرتے ہیں ہمنے اب تک کسی کو نہیں مارا ملکہ دردانہ نے ملک یاقوت شاہ
اپنے باپ کو بلوایا اُنسے سب کیفیت بیان کی کہ صاحبزادے بگڑے بیٹھے ہیں اُنکے شکار کا انتظام کیجیے
ملک یاقوت شاہ نے آکر خسرو کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر ہم بھی برائے شکار چلیں گے خسرو
نے کہا کہ نہیں نانا جان آپ الگ جائیے ہمکو جانے دیجیے ورنہ ہم کھانا نہ کھائیں گے رو رو کر اپنی جان
دینگے ای نیچے سے گلا اپنا کاٹیں گے آخرکار ملک یاقوت شاہ بھی راضی ہوے کہا کہ ای نور نظر آج ہم
سامان کر دینگے کل جانا خسرو ہنستے ہوے باہر آئے برق ثانی سے سب کیفیت بیان کی کہا کہ
ای یار وفادار لڑکوں سے کہدو کہ کل سویرے سے حاضر ہیں ہم واسطے شکار کے چلیں گے ملک
یاقوت شاہ نے بھیجے قراول میر شکار باز بہری وغیرہ ملکن کر لیے چند شیر دہے آدمی ساتھ جانے
کے لئے مقرر کر دئے اُنسے سمجھا دیا کہ دور نہ جانے دینا اپنی عملداری میں شکار کھلوا کر پھیر لانا ماں نے
شب کو سامان کیا کھانا پکوایا خسرو رات سے اُٹھے سب باتوں سے جہلت کر کے ہتھیار لگائے برق
ثانی با نہایت عیاری سے آراستہ ہو کر سامنے ملکہ دردانہ کے جو برق ثانی کو سجا ہوا دیکھا کہا کہ او مستفنی
میں نے سُنا کہ تو نے لڑکے کو خوب بھکایا برائے خدا خیر و عافیت سے پھیر کر لانا ملکہ نے تو چپکے سے کہا
برق ثانی نے چلا کے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم یہ فرزند صاحبقران ہیں کب تک یہ آپکی آنکھوں کے
سامنے رہینگے کہیں لشکرکشی کیجیے قریب جو آپکے قلعہ جات ہیں اور مذہب خلاف رکھتے ہیں اُنکو فتح کیجیے
مذہب حق وہاں جاری ہو ہماری رائے کے تو یہ سراسر خلاف ہی کہ گھر میں بیٹھے ہیں کچھ جستجو کیجیے آپکے فرزند
کا نام ہو آپکا حکم جاری ہو خسرو نے جو پلٹ کے دیکھا کہا بھائی برق ثانی نہ گھبراؤ ہمیں شکار کو تو
نکلنے دو برق ثانی نے کہا کہ ہم جانتے ہیں آپ بڑے بہادر و صف شکن ہیں نام صاحبقران قلعۂ
گہر ریز میں مشہور ہو گا ملکہ چپ ہو رہیں بیٹے کی بلائیں لیں کہا ای فرزند دیکھو کسی سے فساد نہ کرنا بخیر و خوبی
پلٹ کے آنا پھر ہم تمکو پاس ملکہ قریشیہ کے روانہ کرینگے اُنکے ساتھ جنگ کرنا برق ثانی نے منہ بچکا کر

کہا اُنکے ساتھ رہیں اُنکے ملازم کہلائیں نام اُنکا ہو اور شاہزادہ ہمارا لڑے یہ ہم نہ قبول کرینگے ملکہ
دُردانہ جھلا کر رنگین کنیزوں سے کہتی ہیں کہ اس ستمی کو شاہزادے سے کیونکر جدا کروں دیکھئے یہ شاہزادے
کے ساتھ کیا کرتا ہی اسی کی ذات کا قصور معلوم ہوتا ہی آٹھ پہر سمجھاتا ہی جب کہتا ہی اُلٹی ہی کہتا ہی دیکھو تو اِس
وقت نگوڑے نے کیا جلکر جواب دیا کنیزیں برق ثانی کو کوسنے لگیں خسرو ہتھیار باندھے پھر رہے
ہیں کہ ملک یاقوت شاہ آئے دوڑ کر خسرو نانا سے لپٹ گئے کہا کیوں نانا جان سب سامان
تیار ہی کہا ای نور نظر چلو ماں کو سلام کرکے خسرو چلے برق ثانی بھی ساتھ ہو لیا برق ثانی راہ میں کہتا
ہوا چلا کہ آپ اپنی ماں کی باتیں سُنتے ہیں آپ ہرگز ملکہ قریشیہ سلطان کے پاس نہ جائیے گا اُنکے نوکر کہلائیگا
خدا آپکا عظم و شان بڑھائے دشمنوں سے مقابلہ پڑے تو دیکھئے کیا کیا عیاریاں کرتا ہوں باہر جو آئے
دیکھا بارہ سو لڑکے جمے ہوئے کھڑے ہیں مرکب خسرو کا تیار سائیس باگ لئے کھڑا ہی گھوڑا ابل کر رہا ہی خسرو سوار
ہوئے برق ثانی نے رکاب پر ہاتھ رکھا بارہ سو لڑکے پشت پر آئے چند شیر ملک یاقوت شاہ نے ساتھ
کر دئے اور کہدیا کہ ای فرزند انکی رائے پر کاربند رہنا جس وقت کہیں فوراً واپس آنا تامل نہ کرنا خسرو نے
کہا بہتر برق ثانی نے اشارہ کر دیا کہ خاموش رہیے جنگل میں چلکر سمجھا جائیگا نانا کو جھک کر سلام کیا اب
گھوڑے کی باگ لی گھوڑے کو اُڑاتے ہوئے چلے بارہ سو لڑکے پشت پر ہتھیار سجے ہوئے طرف
صحرا کے روانہ ہوئے ملک یاقوت شاہ پلٹ کر گھر میں آئے ملکہ دردانہ نے کہا کہ ای والد نامدار
اس مجبور بیٹے کو ساتھ سے شاہزادے کے جدا کیجئے ملکہ قریشیہ سلطان کے پاس جانے کو شاہزادے
کو منع کرتا ہی کہتا ہی کہ آپ فرزند صاحبقران ہیں وہ دختر امیر کشور گیر آپ کو اُنکے ساتھ سے کیا کام
وہ خود آپ کے ساتھ رہیں آپ کو اپنا افسر جانیں ملک یاقوت شاہ نے کہا کہ ای نور نظر تمہیں اس بھولے
کو لائیں اب تو اسکا جدا ہونا مشکل ہی برق کا بیٹا وہ بھی برق ہی وہ شاہزادے سے دوستی پیدا
کی ہی کہ بارہ سو لڑکوں پر حکومت کرتا ہی دیکھئے کیا ہو یہاں تو یہ ذکر ہیں خسرو گھوڑا اڑائے ہوئے
قلعہ گوہر ریز سے نکلے داہنے پر دیکھا کہ ایک قصر نہایت عمدہ بنا ہی اور ایک قفل اُسکے دروازے پر لگا
ہی چند دیوزاد ایک طرف بیٹھے ہیں برق ثانی نے کہا کہ ای شہریار دریافت تو کیجئے یہ قصر کیسا ہی میں
بڑھکے دریافت کرتا ہوں یہ کہکے برق ثانی قریب اُن دیوزادوں کے گیا پوچھا کہ اس قصر میں
کیا ہی تم لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہو اُن دیوزادوں نے کہا کہ یہ قصر سلیمانی ہی کسی کو اسمیں جانے کا حکم نہیں

وہ شخص اس قصر مین جائے کہ جو اپنے زمانے کا صاحبقران ہو تیغہ سلیمانی و سپر وغیرہ حضرت کی اسمین رکھی ہی اور مرکب حضرت کا اشہب سلیمانی اس باغ مین ٹہل رہا ہی جو کوئی اسکو رام کرے تو اُسپر سوار ہو اگر اُسپر سوار نہ ہو سکے تو ہم اُسکو پکڑکر پاس دیو مرغ سر کے لیجاتے ہین وہ کھا جاتا ہی اگر دیوزاد ہو تو اُسکو ذبح کر کے سینے کا گوشت آپ کھاتا ہی اور باقی فوج کو تقسیم کر دیتا ہی لہذا اس مکان مین نہ جاؤ برق ثانی یہ حال سنکر ہنستا ہوا سامنے شاہزادے کے آیا کہا ای شہریار بیلا مژدہ تو یہ ملا کہ ہتھیار حضور کے باندھنے کو ملتے ہین مرکب اشہب سلیمانی آپکے واسطے موجود ہی صاحبقران تو آپ اپنے زمانے کے ہین یہ سب چیزین آپکو دستیاب ہونگی مخبران سلطنت نے جو یہ سنا دوڑکر پاس شاہزادے کے آئے کہا ای شہریار یہ مکان کئی سی برس سے اسیطرح ہی بہت لوگ یہان آکر مارے گئے یہان جانیکا ارادہ نہ کیجیے کا برق ثانی نے کہا ای شہریار انکا کہنا نہ مانیے آپ ضرور تشریف لیجائیے اس مرکب سے اترئے باغ مین جائیے قفل مین کاٹ دون خسرو نے کہا مین قفل توڑ لونگا یہ کہکے خسرو گھوڑے سے اترے در باغ پر آئے قفل ڈال کے جھٹکا مارا وہ دیوزاد غل مچانے لگے ای جوان یہ کیا کرتا ہی خبردار باغ مین نجانا ہم جاکر دیو مرغ سر سے اطلاع کرتے ہین برق ثانی نے کہا آپ انکی بات کو نہ سنیے اندر جائیے خسرو نے دروازہ کھولا باغ کو دیکھا نہایت سرسبز و شاداب غنچے چٹک رہے ہین عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی و زیبائی نخل سرسبز و شاداب زلف سنبل پیچان کو پیچ و تاب نرگس شہلا کی آنکھین گردش چشم دلبر کی گلشن کی کوشش مین قمریان بر سرو کو کو کر رہی ہین دم محبت باغبان قضا و قدر کے بھر رہی ہین پریزادین حسین و جمیل نوجوان سینے ابھارے ہوے باغ کو دیکھتی پھرتی ہین خسرو نے جو باغ مین داخل کیا پریزادین حیران جمال و محو دیدار ہو کر نظارہ جمال کر رہی ہین ایک نے پکارا ای جوان خبردار آگے نہ بڑھنا بارہ دری مین سلاح سلیمانی و ساز و یراق وغیرہ رکھا ہی خسرو نے جواب نہ دیا طرف بارہ دری کے چلے کہ ایک طرف سے کڑکے کی سم مرکب کی آواز آئی خسرو نے سر اٹھاکے دیکھا ایک مرکب نہایت شائستہ معقول کوہ سرین کوہ کفل دہن غنچہ گل باغ خوبی اسطرح کانپتا ہی کہ اگر مگس بیٹھے تو گر پڑے شاہزادے کو دیکھکر دونون سم اٹھانے چاہا ماردون خسرو دامن گردان کر آگے بڑھے دونون پاؤن مرکب کے پکڑنے کا کل پکڑکے گلے پر ایک گھونسا مارا مرکب نے چاہا پھر اکر بھاگون شیر کے قبضے مین آگیا کب چھوٹتا ہی جست کر کے پشت مرکب پر آئے مرکب نے دوڑنا شروع کیا شاہزادہ جب پیری جاتا ہی سلیمان

کہ ولک جاتی ہیں مرکب طرارے بھر رہا ہی رکتا نہیں کبھی داہنے پر جا پڑا چاہتا ہی شاہزادے کو گرادوں خسرو نے
اسقدر گھونسے مارے کہ سر مرکب کا سوج گیا برق ثانی نے جو دیکھا کہ شاہزادے کو اندر گئے ہوئے عرصہ ہوا
گنبد مادے کے اندر آیا دیکھا لباس شاہزادے کا پارہ پارہ گریبان زرہ کی اُلجھی ہوئیں کاکل مرکب بجائے لجام ہاتھ
میں گھوڑے پر سوار گھوڑا دوڑتا پھرتا ہی برق ثانی نے جو شاہزادے کو ناچار دیکھا قریب آیا بازوں پہ پیچے
کمند کھولی پکار کر آواز دی یہ کمند حاضر ہی آئین گھوڑے کو باندھے شاہزادے نے کمند برق ثانی سے لی کمند
گھوڑے کے گلے میں ڈالی دوسرا سرا برق ثانی کے پاس پھینکا برق ثانی نے وہ سرا لیا اُسے لیکر ایک درخت میں
باندھا مرکب چاہتا ہی نکل تک نکمیر ڈالوں تھک بھی چکا ہی پسینے پسینے خون سے شاہزادے کے کانپ
رہا ہی اور ٹاپیں مارتا ہی چاہتا ہی تڑپ کے نکل جاؤں لیکن کمند ریشمی نہیں ٹوٹتی شاہزادہ ٹہلتا ہوا سامنے مرکب
کے آیا صورت جو مرکب نے شاہزادے کی دیکھی کانپنے لگا پیشاب کر دیا شاہزادے نے چند پٹھے گھانس
کے توڑ کر سامنے مرکب کے کئے مرکب نے گھانس پر منہ ڈالا گھانس کھا کر شاہزادے کا منہ دیکھنے لگا پریان
قریب آئیں جھک جھک کے سلام کرنے لگیں برق ثانی نے کہا اب بارہ دری میں چلئے سلاح
دیکھئے خسرو بارہ دری میں آئے دیکھا ایک میز پر تیغہ سلیمانی رکھا ہی و سپر فولادی غرض داہنی ایک
جانب گرز ایک جانب موزے رکھے گر اشیائے معقول خود آہنی چمکتا ہوا زرہ نہایت عمدہ خسرو
دیکھ کر خوش ہو گئے کہا اسباب کو ملاحظہ کر۔ یہ ہیں کہ برق ثانی نے کہا بسم اللہ زرہ پہنئے ہتھیار لگائیے
آپ کیا حیران دیکھ رہے ہیں یہ سب چیزیں آپ کی تقدیر کی تھیں یہ سنکر خسرو نے خود سر پر رکھا
سر پر ٹھیک آیا زرہ پہنی چوشی زیب جسم کی صاف ثابت تھا کہ انھیں کے جسم کے واسطے قطع ہوئی تھی جملہ
اشیائے نادرہ جسم پر آراستہ کئے اُسکو پہن کر باہر نکلے سامنے مرکب کے آئے مرکب شاہزادے
کو دیکھ کر نتھنے پھڑے لگا جب شاہزادہ قریب آیا مرکب نے سینے پر منہ رکھ دیا سینے کی بو اسقدر خوش آئی
کہ مرکب رام ہو گیا برق ثانی زین و لجام اُٹھا کر لایا مرکب کو کسا کہا بسم اللہ سوار ہو جئے اب جو شاہزادہ
پشت مرکب پہ سوار ہوا دیکھا گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا ہو چاہتا ہی اُڑ کر فلک پہ پہونچوں سبزہ فلک کو
پامال کروں شاہزادہ باہر باغ کے آیا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیو مرغ سر بارہ سو دیو زادوں سے آکر
پہونچا مرکب جو زیر ران دیکھا جھلا گیا دہن سے آواز دی او آدم زاد تو ہماری خوراک ہی ہمارے مقام پر
آیا اشیائے سلیمانی حاصل کرلئے کچھ جان کا خوف نہ آیا تو ٹھہر مروڑ کر تجھکو کھا جاؤں گا یہ کہکے آگے بڑھا شاہزادہ

گھوڑے سے کودا مرغ سر نے جو دست لگائی خسرو نے خالی دی زمین پر جو دست پڑی کہ زمین سے
پانی نکل آیا مرغ سر نے ایک آواز دی ہائے غضب ہوا القمر آدم زاد کا کیا ہو گیا شاہزادے
نے نعرہ کیا منم شاہزادہ خسرو شیردل نعرۂ خسرو فرزند امیر تو تصنیف مصنف منم خسرو شیر دل
خوش نسب + منم نور عین امیر عرب + مسخر کن ملک دیوان قاف + بلرزند از خوف ایوان قاف + نعرہ جو
کیا زمین تھرائی مرغ سر نے جو پلٹ کے شاہزادے کو زندہ پایا بہت جھلایا جو دست پھینک کر چنگل مارا
شیران سلطنت جو شاہزادے کے ساتھ آئے ہیں کھڑے ہوئے کانپ رہے ہیں آپس میں کہتے ہیں ہائے غضب
ہوا دیو مرغ سر کہ جو سرکشان قاف سے ہے بڑے بڑے دیوزاد اُس سے بھاگتے ہیں کبھی کوئی اُس پر
غالب نہیں ہوا یہاں مرغ سر نے جو شاہزادے پر چنگل مارا خسرو نے کلائی پہ ہاتھ ڈال کے ایک جھٹکا
مارا کہ پنجہ کا یا تو مثل الف کے سیدھا تھا یا ذلیل شکست پہ تھی کہ مثل دال کے خم ہو برق ثانی نے آواز
دی گھونسا چلے اب تو خسرو نے ایک گھونسا مارا دیو کو یہ معلوم ہوا سر اُڑ گیا گویا گرد سر پر پڑا ایک چیخ ماری
او آدم زاد اگر تھوکیں تو تو ڈوب جائے مجھے چھوڑ دے بیٹے مجھے معاف کیا اشیا جو پالے ہیں تجھ سے لیجا
خسرو نے کہا او بچیا اب میں کب چھوڑتا ہوں برق ثانی پکار رہا ہے دھو بیا اشکار ہے چھوڑیئے نہیں شاہزادہ
لپٹا ہوا مرغ سر سے زور رہا ہے اسقدر گھونسے مارے کہ دیو کی پسلیاں سوج گئیں چاہتا ہے کہ چھوڑ کر بھاگ
جاؤں جان بچاؤں لیکن پنجہ شیر سے کب چھوٹتا ہے پہر بھر کامل کشتی ہوئی خسرو کا لباس ٹکڑے ٹکڑے
شدہ پارہ پارہ جسم سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں لیکن جنگ میں مصروف ہیں جسم کے غربال ہونے
کی کوئی پرواہ نہیں برق ثانی نے بڑھ کر آواز دی اے شہریار کو ہے پر اسکو لا دے اکبر کرامتے عرصہ ہو چکا
تماشا ہی میں لے فرزندان صاحبقران دیو کو بہت جلد مارتے ہیں عرصہ انسان سے ہوتا ہے دیوزاد
پیچ نہیں جانتے یہ سنتا تھا کہ خسرو نے جھپٹ کر دیو مرغ سر کو کیسے پہ لاد اللہ اکبر کہا ادھر سے تھے
کا تھا کر اجست کر کے چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے مرغ سر نے کلمہ حق
کہا خسرو سینے پر سے اُٹھے ایک پاؤں دونوں پاؤں سے دبایا دوسرا پاؤں دونوں ہاتھوں میں
تھام کر کیا مارا مثل کرپاس کے چیر کر پھینک دیا مارے دیو جو سامنے کھڑے تھے جو بے لیکر شاہزادے پہ
اُمنڈے شاہزادہ تلوار کھینچ کر چلا تھا کہ برق ثانی نے بڑھ کر حقہ آتشبازی دانار وغیرہ پھینکا کئی دیو جلکر
ایسے وقت جو حقہ آتشبازی کا ہوا دیو الامان کہتے ہوئے بھاگے کہتے تھے کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی اگر

شہر نے سب مارے جلتے دیو تو بھاگ کر متفرق ہوئے خسرو نے برق ثانی کو گلے سے لگایا کہا ای
برادر کیا کہنا برق ثانی نے کہا ای شہریار دیکھئے شکار کو گئے تھے کیا شرف حاصل ہوا ایسے تھیلے نادر
ملیں گھر میں بیٹھے رہنے سے یہ اوفیا حتمین شکار میں یہ مزے ہیں آج پردۂ قاف میں مشہور ہوگا کہ فرزند صاحبقران
نے خروج کیا جا بجا دیوزاد گھبرائینگے ملکہ قرلشیہ سلطان کو خبر ملیگی وہ بھی آپکی ملاقات کی طالب ہونگی اب
طرف صحرا کے چلئے خسرو نے چپکے سے کہا ای برق ثانی دیو سے جو لڑا بال اسکے جسم میں ہے پہین
درد ہے آج مناسب ہو تو اسی مقام پر مقام کرو کل برائے شکار چلیں گے کچھ تو اطمینان ہوجائے برق ثانی
نے کہا بہتر اسی باغ کے دروازے پر لشکر اتارا خیمے استادہ ہوئے برق ثانی نے سب کو خیمے میں جگہ دی کہا جا بجا
نگہبانی ہو اب دمبدم آرام ہے شاہزادہ جابجا لشکر کشی کریگا مقابلے پڑینگے جب لشکر کشی ہوئی تو فوج کی خاطر ہوگی
افسر فوجوں کو آراستہ کرینگے تم میں کچھ لوگ افسران فوج ہو فوج فوج لڑانگی سب پر غالب آئینگی سب تمکو
مانینگے فوج قدیم جانینگے لڑکے بھی تلواریں باندھے ٹہل رہے ہیں برق ثانی نے باورچی بلوائے سامان
کھانا پکنے کا ہوا شاہزادے کی زخم دوزی کرائی پٹیاں مرہم کی زخموں پر چڑھائیں ملکہ دردانہ گوہرپوش نے
شام تک انتظار کیا جب شام ہوگئی تو باپ کو بلوایا کہا ذرا کسی کو بھیجئے خبر تو منگوائیے شاید رات کو بھی مقام
یہ رہیں گے ملک یاقوت نے آکر ہرکارے روانہ کئے ہرکارے گئے تھوڑی دیر میں خوشی خوشی واپس
آئے ملکہ نے دردولت پر ہرکاروں کو بلوایا ہرکاروں نے عرض کی مبارک ہو آپکو شاہزادے نے
دیو مرغ سر کو مارا بارہ سو دیوزادوں کو شکست دی شاہزادے کسی غرض تھے باغ سلیمانی پر اترے ہوئے
ہیں لشکر والے خوشی خوشی پھر رہے ہیں شاہزادہ شب کو باغ سلیمانی پر رہیگا کل برائے شکار جائیگا ملکہ کہنے
لگیں کہا جا کر شاہزادے سے کہو کہ ای فرزند یہاں پلٹ آؤ باغ کوس بھر قلعے سے تم اترے پڑے وہاں تمہارے
ساتھ والوں کو تکلیف ہوگی افسر کو ہرکاروں کے روانہ کیا کہ جا کر شاہزادے کو پھیر لاؤ افسر ہرکارہ کا پہر رات
گئے لشکر میں پہونچا دیکھا کہ [illegible] رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے یہاں برق ثانی کھانا تقسیم کرتے پھرتے
ہیں شاہزادہ بارگاہ میں ہے افسر ہرکارہ کا پاس برق ثانی کے آیا حکم ملکہ کا پہونچایا برق ثانی نے
بگڑ کر جواب دیا جا کر ملکۂ عالم سے عرض کر کہ برق ثانی عرض کرتا ہے اب تو لشکر کل یا کھانا سب کھا چکے
سونے کا وقت ہے اب حضوری کل پرسوں ہوگی حضور گھبرائیے نہیں اب تو کل آئے یہاں سب سامان
ہوگیا افسر ہرکاروں کا پلٹا ملکہ دردانہ سے سب حال بیان کیا کہ حضور برق ثانی کا وہاں انتظام ہے

ہماری کون سنتا ہے برق ثانی کھانا تقسیم کر رہے تھے شاہزادے تک رسائی نہیں ہوئی میاں برق ثانی
نے ہمکو الٹا پھیر دیا ملکہ رونے لگیں کہا یہ نگوڑا بھورا نہیں معلوم میرے فرزند کو کہاں لیجائیگا دیکھیے
اب کیونکر شاہزادہ آتا ہے وہ تو صاف صاف کہ رہا ہے میں اپنے فرزند کو دیکھتی دیو مرغ سر سے
کیونکر مقابلہ پڑا یہ کہکر ملک یاقوت شاہ کو بلوایا کہا بابا جان آپ جائیے سمجھا کر شاہزادے کو بلا لیجیے
دیکھیے اُس شقی نے فساد برپا کرایا دیو مرغ سر مارا گیا سلاح سلیمانی شاہزادے نے حاصل کیے
اسپ سلیمانی دستیاب ہوا یہ سنکر ملک یاقوت شاہ سوار ہوئے لشکر کو آکر دیکھا نہایت تکلف سے
آراستہ مشجر چوساتھ کر دیے تھے وہ الگ خیمے میں اُترے ہیں شاہزادے تک انکی رسائی نہیں میاں
برق ثانی طلایہ مقرر کر رہے ہیں ملک یاقوت شاہ کو جو آتے دیکھا آکے سلام کیا کہا حضور نے
کیوں تکلیف فرمائی ملک یاقوت شاہ نے کہا یہاں کیوں اُتر پڑے شہر میں کیوں نہ آئے برق ثانی
نے کہا حضور یہ مقام فتح وظفر ہے یہاں اُترنا ضرور تھا سارے پردہ قاف میں آج مشہور ہو جائیگا کہ فرزند میر
نے دیو مرغ سر کو مارا اُسی باغ پر اُترے ہیں آپ اب جائیے شاہزادے نے آرام فرمایا ملک
یاقوت شاہ نے ہر چند کہا کہ میں شاہزادے کو دیکھ تو لوں برق ثانی نے قبول نہ کیا یہی کہے گا
کہ صاحبقران فرود نے آرام فرمایا اب وقت ملاقات نہیں ہے تشریف لیجائیے میری جانب سے
ملکہ سے عرض کیجیے گا کہ آپ ایک شب کے لیے گھبرائی ہیں جب مہینوں کی جدائی ہوگی تب کیا ہوگا
ان کو جنگ وجدل سے کام ہے گھر میں آنا کیسا ملک یاقوت شاہ پلٹ گئے آکر بیٹی سے بیان کیا
ای فرزند وہاں تو برق ثانی کا انتظام ہے کوئی کسی کی سنتا ہے دیکھنا شاہزادہ کا ہمکو ممکن نہ ہوا ملکہ نے کہا
بابا جان آپ جا کر برق ثانی کو نکال دیجیے ایک پریزاد کو حکم دیجیے اسکو پردہ دنیا پر پہونچا دے ایسے فسادی
کا ساتھ رہنا مناسب نہیں نہیں معلوم کیا فساد برپا کریگا ملک یاقوت شاہ نے کہا بیٹا یہ عقد شاہزاد
کے خلاف گذریگا ملکہ نے ایک پری زادے کہا تو اس نگوڑے بھوڑے کو اٹھا لے پردہ دنیا پر چھوڑ کر
چلی آ نرگس پری کنیزوں میں تھی اُس نے کہا میں جاؤں نگوڑے کو جا کر دنیا میں پہونچا دوں وہاں
کسی صحرا میں چھوڑ کر چلی آؤں گی ملکہ نے کہا جاؤ یہ شکار گاہ میں جا کر فساد برپا کریگا نرگس پری تڑپ
کے گری برق ثانی کو اٹھا لیا لیکر چلی ایک پہاڑ پر جا کر ٹھہری برق ثانی کو ڈال دیا آپ اپنے
کو درست کرنے لگی خیال ہے کہ رات بھر اڑنا ہوگا دیکھیے کس وقت پردہ دنیا پر پہونچوں ہوا ٹھنڈی

جو چلی برق ثانی کی آنکھ کھل گئی تڑپ کے اٹھا کہا ارے تو کون ہی مجھکو کہان لیے جاتی ہو پریزادے نے کہا
تمھاری گستاخی ملکہ دردانہ کو ناگوار ہوئی تمکو حکم ہی کہ پردۂ دنیا پر پہونچا دو اب تم شاہزادے کے پاس
نہ جانے پاؤگے یہ سُن کر برق ثانی خوب ہنسے کہا بی نرگس پری مین آپ چاہتا ہون کہ شاہزادے
سے جدا ہو جاؤن تم ملکہ کی مصاحب ہو مجھے دنیا پر لے چلو کچھ گانا سناؤن مین رفیق بے مثل ہون
یہ کہکے چند شعر سامنے نرگس کے گائے گاکر تو بڑہکو لاسین سے مٹھائی نکالی کہا بی نرگس پری دو ڈلیان
کھالو راہ مین تکلیف ہوگی نرگس پری کیا جانے کہ یہ تو برس کا لڑکا کیا آفت برپا کریگا چند ڈلیان کھائین
گھبرا کر کہا میان برق ثانی میرا دل گھبراتا ہی کہا ذرا ٹھہرو جیسے ہی نرگس پری اُٹھی لڑکھڑا کے گری
بیہوش ہوئی برق ثانی نے خنجر کمر سے نکالا خیال مین آیا ملکہ آزردہ ہوگی اسکو یہین ڈالدو یہ سوچ کر
نرگس کو کنارے ڈالدیا ایک نوشتہ لکھ کر گلے مین باندھا کہ بی نرگس پری اب مجھکو تکلیف نہ پہونچانا تمھاری
جان بخشی کی ورنہ مار ڈالتا یہان کون دیکھنے والا تھا پہاڑ سے اُترا لشکر مین آکر طلایہ پھرنے لگا تھوڑے
عرصے مین نرگس پری کو ہوش آیا وہ نوشتہ دیکھکر بھاگی خدمت مین ملکہ دردانہ کے آئی کہا حضور لڑکے نے
مجھے مار ڈالا ہوتا بڑا مکار و حیلہ باز ہی اسطور سے مجھے باتین کین کہ مین نے اسکی دی ہوئی مٹھائی کھائی
بیہوش کرکے پہاڑ پر ڈالدیا حقیقت مین اُس نے جان بخشی کی قتل کر ڈالتا تو کون دیکھنے والا تھا ایسے رفیق طرار
کا رہنے دینا شاہزادے کے ہمراہ بہت مناسب ہی ملکہ خاموش ہو رہین یہان برق ثانی نے رات بھر طلایہ دیا
دو گھڑی رات رہے شاہزادے کو ہوشیار کیا کہا اُٹھیے سوار ہو جیے سفر مین زیادہ آرام نہ فرمائیے اُٹھیے
وقت شکار آگیا شاہزادہ اُٹھا رفع حاجت کرکے نماز پڑھی سلاح سلیمانی ذات پر آراستہ کیے باہر آئے دیکھا
سب لڑکے بھی تیار ہین برق ثانی گھوڑا لیے کھڑے ہین چند شیر و وزیر جو ملکہ نے ساتھ کر دئے تھے وہ کنارے
کھڑے ہین جب کچھ کہتے ہین برق ثانی انکو گھڑک دیتا ہی کہتا ہی آپ لوگون کو کیا دخل ہی آپ ساتھ ہین اور
باتون سے آپکو کیا مطلب ہی شاہزادہ سوار ہو سب کو ساتھ لیکر اندھیرے مین طرف صحرا کے چلے جنگل مین جا کے
برق ثانی نے پہلے مرادون کو اشارہ کیا باز بہری چھوٹنے لگے شاہزادہ شکار کھیلتا پھرتا ہی پہر دن
چڑھے تک شکار طلائر اور پرند کھیلا فرمایا ای برق ثانی کوئی آہو دستیاب نہوا برق ثانی نے عرض کی
ہرکارے گئے ہین خبر لایا چاہتے ہین دیکھا چند گنوار سامنے دوڑتے ہوئے آکے عرض کی سامنے دھانو کا
کھیت ہی وہان دس بارہ ہرن چر رہے ہین شاہزادے نے ساتھ والون کو اشارہ کیا گھوڑے

بڑھائے شاہزادے نے دیکھا بیچ مین آہوون کے ایک زچر رہا ہی شاہزادے نے حکم کیا اور آہو دنکا اختیار
ہی بیچ مین جو آہو ہی اُس کا ہم شکار کرینگے یہ کہکے گھوڑے بڑھائے آہوے کلان جست کر کے سامنے سے
شاہزادے کے بھاگا زمانہ کمسنی کا شاہزادے کو نہایت ناگوار ہوا گھوڑے کو پھٹایا طرف آہو کے
چلے آگے ہو جاتا ہی پیچھے شاہزادہ گھوڑے کو ڈالے ہوے چلا جاتا ہی ہر مقام پر چاہتا ہی کہ یہ
ٹھہرے تو مین تیر مارون لیکن آہو بھاگتے بھاگتے پہر بہر کا ل بھاگا ہوا گیا ایک مقام پر چوکڑی
بھولا شاہزادے نے تیر مارا آہو بنجیا کے گرا شاہزادہ جست کے کودا ایک طرف سے
برق ثانی جھپٹا آہو کو ذبح کیا کہا ای شہریار آئیے اب اسی پر اسکے کباب لگائے برق آہو کو صاف
کرنے لگا شاہزادہ ٹہل رہا ہی کہ صحراے گرد آمی دوسرا آہو تیر خوردہ آتا ہی جیسے ہی سامنے شاہزادے
کے پہونچا شاہزادے نے تیر مارا یہ آہو بھی گرا برق ثانی اسکو بھی ذبح کر کے کھینچ لایا کہ دوسری
گرد اٹھی دیکھا ایک جوان گینڈے پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین اپنے شکار کو چہار جانب دیکھتا آتا ہی اپنے
آہو پر جو نگاہ پڑی دیکھا ایک عیار اُسکو درست کر رہا ہی میرا تیر ہاتھ مین ایک نوجوان کے ہی خون پونچھ
رہے ہین جانتے ہین خون پونچھ کے نام پڑھون اُس جوان نے للکارا او اجل گرفتہ یہ تو نے کیا کیا
میرے شکار کو شکار کیا شاہزادے نے پلٹکر دیکھا ایک نوجوان خوش رو للکار رہا ہی شاہزادے
نے کہا او بدزبان صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہی ہمارے سامنے آیا ہمنے شکار کیا یہ سُنکر اُسنے کہا ہمارا
اس صحرا مین دخل ہی کسکی مجال ہی کہ اس صحرا مین شکار کھیلے بدلہ اُسکا یہ ہی کہ اس آہو کو سر پر اٹھا ہمارے
مقام پر پہونچا دو شاہزادہ غصے مین کانپنے لگا برق ثانی نے کہا او دیوانے کیا بیہودہ بکتا ہی شہریار
اسکو سزا دیجیے بیہودہ بک رہا ہی شاہزادے نے کہا او بیہودہ ہمین اختیار ہی ہمین کیا تو نے مزدور
سمجھا ہی کہ ہم آہو کو سر پر لادین جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر یہ سنتے ہی اُسنے ہاتھ مارا شاہزادے نے سپر
ہو کا روک کر ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری سپر کو کاٹا وہان سے گری خود وغیرہ کاٹ کر مع مرکب کے ایک
چار ٹکڑے ہوے اس عرصے مین دیکھا صحراے دوسری گرد اٹھی چند سوار و پیدل اپنے آقا کو ڈھونڈھتے
ہوے آتے ہین دور سے اپنے شاہزادے کا لاشہ زمین پر دیکھا تڑپ رہا ہی حیران ہو گئے کہ ہمارے
آقا کو کسنے مارا کہ ادھر سے شیر بن سلطنت شاہزادے کے آگے پہونچے انھون نے جو لاشہ اس تاجدار
کا دیکھا گھبرا گئے آپس مین کہتے تھے غضب ہوا مہران تاجدار مارا گیا یہ بیٹا ہی سنگدل کوہ کن کا کہ آپنے

دیونادون کو مارا ایک نے کہا اور ایک سمجھو زوجہ اُسکی آفتاب بکر کہو ملک طلسم آفتاب نگار کی
اور زیادہ اُسکو گھمنڈ ہوا اُس طرف سوارونکا تانتا لگ گیا کہ میدان رسالدار جو آئے اُنھون نے جو یہ
معرکہ دیکھا روتے ہوئے گھوڑونسے کودے لاش سے لپٹے بین کرتے تھے کہ چراغ شہر شنکل گل
کردیا یہ کون شخص ہے برق ثانی نے پکار کر آواز دی کہ دنیا فرزند صاحبقران خسرو شیردل کہ بطن سے
ملکہ دردانہ گوہر پوش کے پیدا ہوا ملک یاقوت شاہ کا نواسا ہے وہ لوگ لاشہ اٹھا کر روتے ہوئے
طرف شنکل کے چلے یہان شیرون نے خسرو کو گھیرا کہا اب شکارگاہ سے چلئے شاہزادہ نہ مانتا تھا
منت خوشامد کرکے پھیرا جب شاہزادہ پلٹا شیر پہلے پلٹے آکر یاقوت شاہ سے بیان کیا کہ آپکے فرزند
نے مہران تاجدار کو مار ڈالا سابق سے کد وکاوش چلی آتی ہے ملکہ دردانہ رونے لگین کہا بڑا غضب ہوا
اب وہ کیا ستم نہ برپا کریگا آخر شیرون نے صلاح دی کہ اب ایک صورت ہے شاہزادہ جو آئے انکو تو
ٹال دیجیے یہان سے نکالیے پھر آپ پہ جو گذریگی وہ جھیلین گے یہ صلاح کرکے بیٹھے کہ دیکھا شاہزادہ
کمال شان سے اشیاے شکار سے اراب بھرے ہوئے آکر پہونچا شکار سب کو تقسیم ہونے لگا جب محل
مین آئے ماں نے رقت کو ضبط کیا صورت دیکھکر خیال آتا تھا اب یہ صورت خاک مین ملجائیگی شنکل نہایت
بدمزاج صاحب زور و طاقت صاحب فوج و لشکر سردار کیسے کیسے اُسکے ساتھ ہین ان خیالات کو
دل سے دفع کرکے آنکھین گلے سے لگایا جانور شکاری ہاتھ سے لیے کہا اے نور نظر تمنے یہان کے صحرا
مین کیا شکار کھیلا جب شکارگاہ سلیمانی مین جاؤ گے تو شکار کا مزا پاؤ گے خسرو نے کہا ہمین رخصت
دیجیے ہم وہین جا کر شکار کھیلین آپ کا حکم بجالائین اندر باہر خبر پھیلی برق ثانی کو خبر پہونچی کہ شاہزادہ
شکارگاہ سلیمانی مین براے شکار جائیگا سب لڑکون کو خبر پہونچائی لڑکے بھی خوش ہین کہ ہمراہ آقا
کے شکارگاہ مین بڑے لطف ہونگے ہم بھی شکار کھیلین گے طائران صحرا کو شکار کرینگے رات کو شاہزادے
نے آرام کیا ماں کی بیقراری شمع ہاتھ مین سرھانے بیٹھی جمال دیکھ کے روتی ہین کہ یہ ہمسے جدا ہوتے
ہین اب ان کو کاہیکو زندہ دیکھین گے اب یہ ہمسے جدا ہوتے ہین نہین معلوم وہ جادو بد ہمارا کیا حال کریگا
قلعے کی کیا کیفیت ہو رات بھر اسی خیال مین رہین گلشن جمال کی نگاہ کرکے سحر کی شاہزادہ سو کر اٹھا
ماں کو جو قریب پایا ماں کو اٹھتے ہی سلام کیا برق ثانی نے آکر سلام کیا شاہزادے نے پوچھا جا کر
ساتھ والے تیار ہین عرض کی یہی عرض کرنے آیا تھا کہ ملازمان شاہی در دولت پہ سب حاضر ہین

شاہزادہ خوشی خوشی اٹھا حوائج ضروری سے فراغت حاصل کر کے نماز پڑھی ماں نے صندوق سلاح
سنجوک لا کے سامنے رکھا شاہزادے نے خود سر پر پہنا ماں کے سر میں درد ہونے لگا جب زرہ پہنی
کمر بند باندھا ماں نے کہا تمہاری قلب کانپ رہا ہی فرزند نے ہتھیار لگائے کلیجہ پر چھری پھر گئی آنکھوں سے آنسو
نکلتی جاتی ہیں فرزند کو لباس پہنایا چاہتی ہیں جلدی رخصت ہوں ایسا نہو وہانسے فوج آ جائے لباس
پہنکر ماں کو سلام کیا ماں نے سر پا کی بلائیں لیں آنکھیں دائیاں گوشوں میں دعائیں مانگ رہی
ہیں پروردگار جسطرح یہ شیر پشت دکھا کے جاتا ہی اُسی طرح آ کے چہرہ دکھائے ہم سب اِسکو دیکھکر شاد
ہوں پروردگار یہ گھر اس شہر سے آباد ہو شاہزادہ لباس پہنکر ہتھیار لگائے ہوے جو باہر چلا ماں پیچھے
پیچھے روتی ہوئی آتی ہی خسرو نے کئی مرتبہ پلٹ کر کہا ای مادر مہربان جو آپ زیادہ بیقرار ہوں تو ہم ابھی شکار
کو نجائیں یہ کہکر گلے میں ہاتھ ڈالدئے ماں نے کہا نہیں بیٹا جاؤ جب یہانسے آدمی پہونچے تب پلٹ
کے آنا بے ہماری اطلاع کے نہ آنا ملک یاقوت شاہ بھی روتا ہوا چلا شاہزادہ باہر آیا پشت مرکب
پر سوار ہوا بارہ ہزار لڑکے چھوٹے چھوٹے نیچے ہاتھ میں لئے ہوے خود چھوٹے چھوٹے سروں پر گھوڑوں پہ
سوار عقب میں شاہزادے کے برق ثانی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے اسلحۂ عیاری سے آراستہ شاہزادے کو
بہلاتا ہوا ساتھ ساتھ آتا ہی اسطرح شہر سے نکل گئے طرف شکارگاہ سلیمانی کے چلے لیکن برق ثانی سے
فرماتے ہیں مادر مہربان بہت بیقرار تھیں نانا جان بھی بہت روتے تھے اسکا کیا باعث تھا برق ثانی کہتا ہی
ای شہریار آپکی محبت سب کے دل میں ہی اسیوجہ سے بیقرار تھے اب شکارگاہ سلیمانی میں خوب شکار ہوگا یہ تو
طرف شکارگاہ سلیمانی کے جاتے ہیں کہ ذکر انکا تحریر ہوگا ملک یاقوت شاہ نے پھاٹک قلعے کا کھلوایا
ہتھیار سب کے کھلوا ڈالے انتظار میں بیٹھے ہیں یہاں شنگل فیلزور تخت پر بیٹھا ہوا وزرا سے کہہ رہا ہی آج
کئی دن ہوے فرزند میرا بہرام شکار گیا پلٹ کے نہیں آیا کیا باعث ہوا وزرا کہتے ہیں بعد عرصے کے بڑے
شکار گئے ہیں آج فردا آئینگے حضور نہ گھبرائیں یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ سے رونے کی آواز آئی کہ دیکھا رفیقان
بہرام تاجدار ایک چارپائی پر لاشہ بہرام تاجدار کا لیے ہوے روتے پیٹتے سامنے شنگال
کے آئے کہا ای شہریار ہاتھ سے خسرو شیردل کے آپکا فرزند مارا گیا کسی وجہ میں صاحبقران قلعہ
گوہر ریز پر آئے گور دانہ گوہر پوش کے ساتھ شادی کی اُسکے بطن سے لڑکا پیدا ہوا اسی جنگل میں
مقابلہ پڑا اُسنے بیک ضرب شمشیر شاہزادے کے دو ٹکڑے کیے یہ سنکر شنگل نے اپنے کو تخت سے

گرادیا کہا یار دچراغ شہر مہرانیہ دچراغ طلسم آفتاب نگار گل ہو گیا تمام عمر مین ایک فرزند نصیب
ہوا اُسکا یہ حال ہو گیا شیرون وزیرون نے سنبھالا ارتھی بنائی بڑی دھوم سے لاش اُٹھائی صحرا
مین لیجا کر لاش کو جلایا کئی دن شنکل اس غم مین محل سے نہ نکلا کئی دن کے بعد وزیرون نے لاکر تخت پر
بٹھایا ذکر جو فرزند کا نکلا جھلا کر کہا کیا غضب کی بات ہی کہ مین زندہ رہون اگر بہرام فلک قصد کرے
تو اُسکو بھی مٹا دون قاتل میرے فرزند کا زندہ ہی تم مین کوئی ایسا ہی کہ خسرو کا سر لائے یاقوت شاہ
کو قتل کرے دردانہ کو گرفتار کرکے ما بدولت کے سامنے لائے یہ سنتے ہی افراش گردن سوار کہ اسنے
فن سپاہ گری بھی مہران تاجدار کو سکھائے تھے روتا ہوا اپنے دنگل سے اُٹھا کہا یہ خدمت غلام کے
سپرد ہو غلام کو بڑا قلق ہی اس خدمت کو مین بجا لاؤنگا بغیر شاہزادے کے دربار مجھکو اچھا نہین معلوم
ہوتا قلعہ کھدوا ڈالونگا مین جا کر سب انتظام کرونگا شنکل نے حکم دیا آٹھ ہزار فوج ساتھ لیکر طرف قلعۂ
گھر بزہ کے چلا ہرکارون نے یہ خبر ملک یاقوت شاہ کو پہونچائی یاقوت نے سب کو سمجھا دیا کہ یارو
جب افراش اندر قلعے کے آئے کہنا حمزہ نے آکر زبردستی شادی کی وہ لڑکا خدمت مین ملکہ قریشیہ کے
چلا گیا بہن کے پاس جا کر رہے گا اگر وہ اُنپر لشکر کشی کریگا تو مزا پائیگا مین عجز کرونگا تم لوگ دخل نہ دینا
جسطرح آتا ہی اُسی طرح آیند و تخت پر یاقوت بیٹھے کانپ رہے ہین نہایت تردد ہی افراش گردن سوار
سامنے قلعے کے پہونچا دیکھا تو پہرہ وغیرہ ندارد پھاٹک کھلا ہوا ہی ساتھ والون نے تلوارین کھینچ لین
لینڈا بڑھا کر داخل قلعہ ہوا شہر کو دیکھتا ہوا کہین سامان جنگ نہ پایا آخر گھوڑے سے اُترا افسرون کو ساتھ
لئے ہوئے اندر بارگاہ کے آیا دیکھا یاقوت شاہ تخت پر بیٹھا ہی گردن جھکا یاقوت شاہ تخت سے اُٹھا
جُھک کر سلام کیا کہا ای پہلوان دوران آئیے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا افراش نے کہا او مکار اسواسطے
بیٹی مسلمان کو دی چراغ شہر مہرانیہ گل کرایا اب کیونکر مہلت پائیگا یہ سنکے ملک یاقوت نے ہاتھ باندھکر
کہا ای پہلوان دوران مین اس مقدمہ سے آگاہ نہین وہ لڑکا حمزہ کا تھا اپنی بہن کے پاس چلا گیا نہایت
بد وضع تھا اگر اُسکی تلاش ہی تو شہر زرین حصار پر جائیے یہ سنکر افراش کانپنے لگا سر اُس مومن کے
ٹھوکر ماردی جب تو ملک یاقوت نے کہا او نالائق جو کوئی سر جھکائے اُسکا یہی عوض ہوتا ہی یہ کہکے
ہاتھ تلوار کا مارا افراش جو غصے مین اُٹھا اب تو دربار مین یاقوت شاہ کے بلڑ ہو گیا تلوار چلنے لگی لیکن
افراش نہایت زبردست ہی جھوم جھوم کے لڑ رہا ہی جسنے آنکھ ملائی جھپٹ کر اُسنے ہاتھ مارا ایک ہی ہاتھ مین

دو ٹکڑے کیے ہنگامہ گرم ہی ملک یاقوت شاہ لڑتا ہوا باہر نکلا افراش کی فوج نے بلوہ کیا ہزارہا
بیگناہ مارے گئے افراش لڑتا ہوا برابر یاقوت کے پہونچا یاقوت نے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار پہ روک
کے اُسنے ہاتھ مارا کہ سر کٹکے یاقوت کا زمین پر گرا فوج والون نے جو یہ دیکھا بھگدڑ پڑ گئی افراش سبکو
بھگاتا ہوا زنانی ڈیوڑھی پر آیا کنیزین لڑنے لگین افراش مارتا ہوا اندر گھسا کئی سو کنیزین قتل کین دریا
خون ڈیوڑھی پر بہایا ملکہ دردانہ نے جو سُنا چاہا بھاگکر اپنے کو کوئین مین گرا دون کہ افراش نے
دوڑ کر پکڑا گرفتار کر کے بے پردہ محافے مین سوار کیا کنیزونکو قتل کیا محل کو خوب لوٹا باہر آکر سر یاقوت
نوک نیزہ پر رکھا شہر کو کھدوا یا اور ملکہ دردانہ گوہر پوش و سر یاقوت شاہ کو لیے ہوے باہر آیا شہر
کو تباہ کیا لاشہ یاقوت شاہ کا در قلعہ پر لٹکا دیا اب سوچا کہ مین نے قاتل کو نہ پایا شاید قاتل
لعین بھاگ کر حوالی شہر مین چھپا ہو پتہ لگاؤن بھائی اسکا قماش فیل سوار اُس سے کہا تو قید ملکہ و
سر یاقوت شاہ لیکر خدمت شاہ مین چل مین قاتل کا سر لیکر آتا ہون قماش فیلسوار قید ملکہ و سر یاقوت
لیکر طرف قلعہ مہرانیہ کے چلا افراش بیرون شہر فروکش ہی ہرکارے بہ تلاش شہزادہ خسرو روانہ کیے
ہرکارے جاتے ہین مجبور پلٹ آتے ہین کہین پتہ شاہزادے کا نہین ملتا پھرتا ہوا ہی قضائے کار چہ خوش
یہان یہ معرکہ گذرا شاہزادہ شکارگاہ سلیمانی مین شکار کھیل رہا تھا خود بخود گھبرایا کہا ای برق ثانی
خدا خیر کرے دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی لڑکے بھی سب اُسی شہر کے رہنے والے یہ بھی سامنے شاہزادے کے
رونے لگے کہا حضور جی چاہتا ہی چیخین مار کے روئین اپنا حال ابتر کرین نہین معلوم شہر مین کیا معرکہ گذرا
شاہزادہ بھی پریشان برق ثانی بھی تڑپ رہا ہی کہ دیکھا ایک طرف سے پانچ چار سوار گھبرائے ہوے
پریشان خاطر زخم دار بیقرار آتے ہین خسرو نے کہا اِن کو بُلاؤ اِن سے بوے وطن آتی ہی ملازمان شاہزادہ
گئے اُنکو بُلا کر لائے شاہزادے نے اُنسے پوچھا تم کون ہو ایک سوار نے شاہزادے کو پہچانا کہا اے
شاہزادۂ والاقدر ہم آپکے نمک خوار ہین نہایت بیقرار ہین قلعۂ مہرانیہ سے بعد آپکے آنیکے افراش
کرگدن سوار فرستادۂ شکیل آیا معاوضۂ خون مہران مین آپکے نانا کو قتل کیا مان کو آپکی گرفتار کر کے
روانہ کیا سارا شہر ویران کیا ہزارہا بندگان خدا مارے گئے ہم لوگ بھاگ کر نکل آئے یہ سنکر شاہزادے
نے اپنے کو گھوڑے سے گرا دیا پارہ پارہ گریبان کا رونے لگا جنگل مین دھوم پڑ گئی صحرا تمام رونے سے لڑکون
کے ہلتا تھا بعد عرصے کے شاہزادے نے کہا کیون ای برق ثانی افراش کرگدن سوار بڑا کوئی پہلوان

ہی اپنی جرأت پر اُسکو بڑا گھمنڈ ہی کیا بڈھے آدمی کو مارا انشاء اللہ اگر جلکر سزاے کامل نہ دی اور ماں کو بھی
ند رہا کیا تو نام اپنا خسرو شیر دل نہ پایا کیون ای برق ثانی اب حال کھلا مادر مہربان و نانا جان کے رونیکا
یہ باعث تھا افسوس ہفت مین نانا جان نے اپنی جان دی مین ہوتا تو حال اُسکی جرأت کا کھلتا یہ کہکے
شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا خستہ و شکستہ چلا برق ثانی رکاب پکڑے ہوے کہتا ہوا ای شہریار بڑی جرأت
اُسنے دکھائی شاہزادہ خاموش کبھی کہتا ہی یون ای برق ثانی اگر قبلہ و کعبہ اس معاملے کو سُنین تو کیا فرماوین
یہی فرماوینگے کہ ہمارے خاندان مین نامرد پیدا ہوا ہم کیا جواب دینگے برق ثانی کہتا ہی انشاء اللہ آپ
جلکر اُسکو سزا دینگے بلکہ اُسپر غالب آوینگے یہ کہتے ہوے جاتے ہین ایک دن ایک رات اسی روارد ی مین
گذرا صبح کا وقت ہوا افراش کرگدن سوار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ وہ لڑکا بارہ
سو لڑکون سے صحرا مین گھوڑا دوڑاتا پھرتا ہی یہ سُنتے ہی افراش اپنے مقام سے اُٹھ اکتا ہوا کئی دن
یہ لڑکا چھپا رہا آج نکلا ہی ایسا نہو کہین دور بھاگ جاے کہا گینڈا لاؤ گینڈے پر سوار ہوا اسی ہزار
فوج مین قرنا ہوئی سب کو ساتھ لیکر چلا ہا چلون کہ صحراے گرد اڑی دیکھا پشت مرکب پری پیکر پہ
شہزادہ سوار چہرہ آفتاب عالمتاب نہایت کمسن گھوڑے کو دوڑاے ہوے اسی طرف آتا ہی افراش
نے گینڈے کو بڑھایا شاہزادے نے وہین سے نعرہ کیا نعرۂ خسرو

منم خسرو شیر دل خوش لقب
منم نور عین امیر عرب
مسخر کن ملک دیوان قاف
بلرزند از خوف ایوان قاف
اگر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتد درمیان مصاف

نعرہ کرکے افراش پر جا پڑا
بارہ سو لڑکے اسی ہزار جوانون پر جا پڑے تلوار چلنے لگی یہ لڑکے چھوٹے چھوٹے بچے ہاتھ مین جسکے
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کئے لیکن اسی ہزار مین بارہ سو لڑکے گھڑے لڑ رہے ہین جس مقام پر دو ہزار
جوان افراش کے ہین وہان دس لڑکے نام روشن کر رہے ہین اکثر جا بجا مارے بھی گئے اگر
کوئی لڑکا مارا گیا اور شاہزادے کی نگاہ پڑگئی تو بہت بیقرار ہوتا ہی چاہتا ہی افراش نے نیزہ بازی
نکرون اپنے رفیق کے قاتل کو جاکر مارون مگر افراش سے نیزہ چل رہا ہی برق ثانی نے وہ چھرّے
آتشبازی مارے کہ کئی ہزار جوان جلا دئے کبھی بندبازی کرتا ہی کبھی نیچے لیکر لڑتا ہی جو بست پر شاہزادے
کی آیا اُسکو جست کرکے خنجر مار دیا کمسن قد چھوٹا اگر سوار تک نہین پہونچتا گھوڑے یا گینڈے کے
پاؤن کاٹ دیتا ہی جب سوار گرا گرے ہوے کو مارا شاہزادہ تعریفین کر رہا ای برق ثانی

کیا کسنا برق ثانی نے کہا ای شہریار دیر نہ کیجیے نیزہ حریف کا کانپے دیکھیے شست اُسکی سست ہوئی یہ
سُنتے ہی خسرو نے نیزے کو اُڑا کر چھپا لیا کا تھکے تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے افراش کے نکل گیا برق ثانی
نے پکار کے کہا ای شہریار سبحان اللہ کیا مزے سے لڑ رہے ہین افراش نے تلوار کھینچی خبردار کہکے ہاتھ مارا
شاہزادے نے اوجھڑ سپر کی لگائی تلوار اُسکی ٹوٹی اوپر سے ہاتھ مارا برق شمشیر جو گری سپر کے دو ٹکڑے
ہوے افراش نے اپنے کو بچایا تلوار جو گری گینڈے کی گردن قلم ہوئی افراش گینڈے سے گرا شاہزادے
نے سائے مین تلوار کے افراش کو لیا چاہا ہاتھ مارون کہ سر اُڑ جائے افراش نے ناچار ہو کر دانت
نکال دیے عاجز ہو کر ہاتھ جوڑنے لگا شاہزادے نے ہاتھ روک لیا خسرو شیر دل نے کہا ای افراش
اور گینڈا منگا تلوار طلب کر عاجز کو ہم نہین مارتے جب تو برابر سے وار کریگا انشاء اللہ ٹوک کر مارینگے
یہ کہکے ہاتھ روکا افراش نے دیکھا ایسے مقام پر کوئی حریف کو مہلت دیتا ہی اس جوان نے تیری
جان بخشی کی دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار مین تابعدار ہون جو خطا کی اُسکی سزا ملی آپ تو
میرے جان بخش ہین مین نے غلامی اختیار کی فوج کو پکارا خبردار شمشیر زنی نہ کرو مین نے اطاعت اختیار
کی سب رُک گئے کہا ہم نے بھی غلامی اختیار کی شاہزادہ گھوڑے سے اُترا طرف قلعے کے چلا
دیکھا قلعہ کھدا پڑا ہی پھاٹک پر لاش نانا کی دیکھی بہت روئے لاش اُتروالی کہا ای افراش سر لاؤ کہ
نانا جان کو دفن کرون افراش قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار غلام سے بڑی خطا سرزد ہوئی
سر آپکے نانا جان کا اور قید مادر مہربان کی طرف مہرانیہ کے روانہ کر دی دس ہزار فوج سے
قماش کو روانہ کر چکا یقین ہی وہ شہر مین پہونچے ہون یہ سُنتے ہی شاہزادہ اُٹھا کہا ابھی جاؤنگا یا سر نانا
کا اور مادر مہربان کو لاؤنگا یا اپنی جان دونگا تم ای افراش شہر کو آباد کرو رعایا کو ڈھونڈھو مین انھین
بارہ تیس لڑکون سے جاؤنگا یا تو قضا لیے جاتی ہی یا انشاء اللہ مطلب پورا ہوگا ہر چند افراش نے روکا مگر
شاہزادے نے نہ مانا افراش نے یہ بھی کہا مین ساتھ چلون کہا نہین تمھارا ساتھ چلنا بہتر نہین مین
انھین لڑکون سے جا کر لڑونگا نانا کی لاش کو صندوق مین رکھکر سپرد زمین کیا ہر چند کہ دن کم باقی تھا
لیکن اُسی وقت شاہزادہ سوار ہوا بارہ تیس لڑکون کو ساتھ لیکر مع برق ثانی چلا افراش روتا ہوا رہ گیا
یہ بھی کہدیا کہ حضور مجھسے بہتر زور و قوت مین وہان موجود ہین چار لاکھ فوج رکھتا ہی آپ بارہ تیس لڑکون
سے کیا کرینگے خسرو نے کہا ای بہادر مرنے والے کے نزدیک ایک اور لاکھ برابر ہین جسکو جان بچانا ہی اُسکے

نزدیک ایک بھی بہت ہے اور اگر جان نہ رکھنا منظور ہے تو ایک اور لاکھ برابر ہیں افراش پلٹ کر قلعہ میں آیا
شاہزادہ روتا ہوا چلا جب افراش کی نظروں سے مخفی ہوے افراش نے ہرکارے روانہ کئے تاکید کی جو
میرے آقا پر گذرے فوراً مجھے خبر پہونچانا ہرکارے چلے مگر برق ثانی نے راہ میں عرض کی اے شہریار جو
عرض کروں اگر مناسب ہو قبول فرمائیں اگر نامناسب ہو اختیار ہے حضور آہستہ آہستہ آئیں پہلے غلام جائے
جاکر دیکھے شنکل کیا کر رہا ہے اور جو کچھ بن پڑیگا وہ کرونگا شاہزادے نے کہا اچھا ہم چلکر قریب شہر ٹھہرتے
ہیں تم بڑھو برق ثانی تڑپ کر چلا رہروی کرتا ہوا قلعہ مہرانیہ میں پہونچا دیکھا شہر آباد و وسیع ہے اب جو
برق ثانی نے دریافت کیا تو احوال معلوم ہوا کہ یہان سے بارہ کوس پر کوہ نیرنگ ہے اُسپر تصویر
سامری وجمشید مثل انسان کے باتیں کرتی ہے شنکل نے جو ملکہ کو دربار میں بلایا تھا صورت زیبا دیکھکر
عاشق ہوا تھا سوال وصل کیا ملکہ نے کلمات سخت کہے جو پیغام لیکر آیا تھا اُس سے کہا اُس ناہنجار سے
کہنا تیری یہ مجال ہوئی کہ ہمسے ایسے پیغام کرتا ہے کیا کہیں زمین سخت آسمان دور جان دینے سے مجبور
کوئی تدبیر ایسی نہیں بنتی کہ جان دیں کوئی ہم کو زندہ نہ دیکھے اسقدر تو نے ہمکو ذلیل کیا قید کرکے
دربار میں بلایا اور ایسا مہمل سوال کرتا ہے اگر ہم تیرے گنہگار ہیں ہمکو قتل کر خبردار اب کبھی ایسا سوال
نہ کرنا جو پیغام لایا تھا وہ بہ مجبوری پلٹا سب حال آکر شنکل سے کہا شنکل نے مشیروں سے
صلاح کی سب نے صلاح دی کہ کوہ پر ملکہ کو لے چلیے تصویر خداوند سے درخواست کیجئے وہ فوراً
دل پھیر دینگے شنکل کو یہ صلاح پسند آئی پچیس ہزار جوان ساتھ لیکر طرف کوہ مذکور کے چلا برق ثانی
یہ خبر سن کے پلٹا راہ میں شاہزادے کو خبر دی کہ شنکل شہر میں نہیں ہے طرف کوہ نیرنگ کے گیا
راہ میں چلکر بچا کو پیچھے رات کو اُسکے لشکر پر شبخون مارئیے اور مادر مہربان کو مع سر اپنے نانا جان کے
نکال لائیے یہ خبر سنکر شاہزادہ بہت خوش ہوا اُسی طرف گھوڑے کو پھیرا یہان شنکل زیر کوہ نیرنگ آکر
ٹھہرا ہے برہمنوں کو بلایا اُنسے سب کیفیت بیان کی برہمنوں نے کہا کل آپ بالائے کوہ چلیے ہم سفارش
کرینگے اگر دریاے رحمت نے جوش مارا تو یہ کتنی بڑی بات ہے کہ قدرت دل اُسکا پھیر دیں اور آپ سے
محبت کرے یہ خبر سنکر شنکل راضی ہوا رات کو اُسی مقام پر قیام کیا ایک خیمے میں ملکہ کو رکھا سر یاقوت
نوک نیزہ پر نصب ہے پچیس ہزار جوان جابجا اُترے ہیں بارگاہ بڑی استادہ ہے ملکہ سے کوئی کلام نہیں کرسکتا یہ
قید خانے میں ملول و حزین بیٹھی ہیں کبھی فرزند کو یاد کرتی ہیں کبھی بادہ صاحبقران میں فریاد کرتی ہیں کبھی کہتی

زمین ہائے مگر مین یہ انجام جانتی پاس قرشیہ سلطان کے چلی جاتی وہ مجھکو اپنا کھو سر رکھتین ہر چند کہ آسمان
پیری شعلہ جوالہ ہے لیکن ملکہ قرشیہ ضرور خاطر کرتین تقدیر ہماری برگشتہ تھی یہہ رات گئی ہیکہ لشکر مین غلغلہ ہوا
آواز آئی باشید ای کافران بیحیا وای نابکاران بیردغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان سر قتل ایران قدران نعرہ امیر

از دو گشتہ سہراب و رستم جمل
بیکے تیغ صمصام و قمقام نام

امیر عرب ضیغم روزگار
بیکے تیغ عقرب بیکے ذوالحجام

امیر عرب حمزہ شیر دل
بحکم خدا بستہ شمشیر جار

مشرق سے یہ نعرے کی آواز
آئی مغرب سے چھ ہزار جوان واسطے روکنے صاحبقران عالیشان کے چلے کہ جنوب سے آواز آئی باشید
ای بیحیاؤ میرے ہاتھ سے کیا بچوگے منم وارث ہند لندھور بن سعدان نعرہ لندھور جزیرہ ہائے
و بیار اگر فتم تا بہ ہندوستان + اگر نام نیدانی منم لندھور بن سعدان + ایک طرف سے
مالک کے نعرے کی آواز آئی ایک طرف سے نعرہ بہرام ہوا ایک جانب سے رستم ایک جانب
سے نعرہ بدیع الزمان کفار اب جو اندھیرے مین چلے مشرق والون نے دیکھا مغرب سے لوگ
آتے ہین انکو حریف سمجھا آپسمین لڑنے لگے جنوب والے جو چلے شمال والون سے بھڑ پڑے
گوشت خردندان سگ آپسمین ہو رہا ہے یہ صدائین سنکر شنکل خیمے سے نکلا روشنی کے ساتھ جو جہان
دیکھا اپنی فوج آپسمین لڑ رہی ہے انکو ہٹاتا ہوا ایک سمت پہونچا دیکھا ایک لڑکا کس جنگ ہنگامہ کر رہا ہے
کئی پہلوان مار کر ڈالدیے سمجھا کہ یہی حمزہ عرب ہے زوجہ کا حال سنکر اور جنون کر للکارا او حمزہ
کہان جاتا ہے منم شنکل بن شنکال تاجدار یہ کہتا تھا کہ خسرو برق جندہ بنکر جا پڑا للکارا او مردود
مردان عالم کے ناموس پہ نگاہ ڈالی لڑکے بھی جا بجا لڑ رہے ہین برق ثانی نے خیمون مین آگ
لگا دی اب جو برق ثانی نے ہنگامہ دیکھا اور یہی دیکھا کہ شاہزادہ مقابلے مین شنکل بن شنکال
تاجدار کے پہونچا برق ثانی قیدخانے پر آتا ہوا پہونچا دو تین ایسے حقہ ہائے آتشبازی مارے کہ
نگہبان کچھ جلکر رہے باقی فریاد کرتے ہوے بھاگے برق ثانی خیمے مین گھسا دیکھا کہ ملکہ دردانہ
گوہر پوش سر زمین پر ڈالے پڑی ہین کنیزین بیٹھی رو رہی ہین برق ثانی نے کہا ای ملکہ عالم اٹھیے
آپکا فرزند شنکل بن شنکل سے لڑ رہا ہے افراسیاب کے شہر پر جا اسکو بھی مطیع کریا ملکہ نے گھبرا کر
سر اٹھایا برق ثانی کو دیکھا دریائے خون مین نہایا ہوا آیا ہے گھبرا کر پوچھا ای برق ثانی میرے فرزند پر کیا گذری

کہا حضور خیر و عافیت ہی کیفیت تو عرض کی افراش کو جا کر زیر کیا اب یہان پہونچے لشکر کو شنکل کے
تباہ کیا ہی اب یقین ہو مقابلہ پڑے گھبرا کر ملکہ نے کہا ای برق ثانی میرے فرزند کو ہاتھ سے دشمنون
کے بچانا کہا حضور تو نکلین برق ثانی چند گھوڑیان پکڑ کے لایا اُسپر ملکہ کو مع کنیزان سوار کیا ایک
ایک گھوڑی پر دو دو کنیزین سوار کین ملکہ دردانہ جو قید خانے سے نکلین دیکھا شنکل بن شنکال
تلوار کھینچ کر شاہزادے پر آیا ہی شاہزادہ بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ یہ تلوار لگائے تو ہاتھ مارون اُسنے
تلوار لگائی خسرو نے بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا الجھاوے سے ہاتھ
نکالکر ہاتھ مارا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوے چمک کے تلوار جو گری سر کو بھی زخمی کیا شنکل
نے دوسرا وار کرنا چاہا تھا کہ برق ثانی نے حقہ آتشبازی منھ پر گینڈے کے مار دیا گینڈا
بھاگا لاکھ چاہتا ہی روکون حقہ جو منھ پر گینڈے کے پڑا منھ جھلسا ہوا بھاگا جاتا ہی ساتھ
والے شنکل کے بھاگے کچھ مارے گئے تھوڑے ہی عرصہ مین سب بھاگے لڑائی فتح ہوئی شنکل
کو گینڈا لیکر جنگل مین پہونچا چند کس شنکل اُسکے پاس پہونچے کہا ای شہریار یہ لڑائی تھی یا غضب
خداوندی تھا کہ لڑکون نے لڑکے لڑائی کو فتح کیا شنکل کو گینڈے سے اُتارا ہوا دار پر سوار
کیا شنکل گھبرائے پوچھتا ہی ارے ملکہ پر کیا گذری چند نگہبان قید خانے کے بھاگے ہوے آئے
کہا حضور عجب قیامت برپا تھی آگ ہم سب پر برس رہی تھی قدرت نے عذاب کیا تھا حمزہ یہان
کہان غضب خداوندی تھا اگر شاید حمزہ تھا تو آگ کسنے برسائی غضب خداوندی کہنا چاہیے آپنے
بڑی خطا کی کہ زیر کوہ ٹھہرے رہے برائے زیارت تصویر خداوند نہ گئے اسیوجہ سے قدرت نے
عذاب نازل کیا چہار طرف آگ برس رہی تھی صدہا خیمے جلے ہر طرف آگ لگی ہوئی تھی کدھر بھاگ کے جاتے
ہر طرف آگ ہی آگ تھی ساتھ والون نے کہا جب خیمے پر آگ بری ایک لڑکا خیمے مین گیا تھا وہ ملکہ کو چھڑا
لیگیا شنکل نے آہ کی کہا یارو کیا کہون دل مین درد رنگ زرد اُس معشوق کو چھڑا کر لیگئے کیا تدبیر کرون
مدت سے اُسپر عاشق تھا جب سے ملکہ آفتاب گر مجھسے ملاقات ہوئی اُدھر کا خیال بھولا نظم

اپنی ہستی پر کیون ہو مشتعل ہر بار درد	جانتا ہی دشمن اپنا صاحب آزار درد
وہ بھی آجاتے ہین اکثر پوچھنے کیواسطے	باعث راحت مجھے ہی کہ نہ ای غمخوار درد
ایک جانب چارہ گر ہین ایک جانب غیر و دوست	ہمکو دکھلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد

صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ — کسقدر رکھتا ہی دل مین عاشق بیمار درد

صورت حرف غلط بیمار ہجران کا ترے — مٹ گیا ای جان زیر سایۂ دیوار درد

ضعف سے طاقت نہین فریاد کی باقی رہی — دل مین ہی میرے بہ شکل لذت بیکار درد

صورت معشوق ہی اُسکی جدائی ناگوار — دوست رکھتا ہی نہایت زخم جسم زار درد

بے مصیبت دوستو لطف سخن ہوتا نہین — دل مین کچھ پیدا کرے ہر صاحب اشعار درد

زخم دل چاک جگر سینہ سراسر داغدار — کیا کہے رکھتا ہی کیا کیا عاشق ناچار درد

عاشقون کے حال کی معشوق کو پروا نہین — تجھکو کیا معلوم ہی رکھتے ہین کیا ای یار درد

نظم ہی کیفیت حال مصیبت خیز عشق — کیا عجب پیدا کرین دل مین مرے اشعار درد

ہم نفس کیا پوچھتا ہی نالے مین کرتا ہون کیون — آج کی شب ہی مرے پہلو مین بے دلدار درد

کثرت تکلیف سے آتے ہین نالے تا زبان — غیر ممکن ہی کہ ہو بے کاوش آزار درد

چاک کرتا ہی دم فریاد ہر گل پیرہن — کسقدر رکھتا ہی شور بلبل گلزار درد

کم نہین ہی زخم سے ایذا کلام تلخ کی — کرتی ہی پیدا جگر مین بات کی تلوار درد

بات منھ سے کسطرح نکلے کہ عالم غیر ہی — آج رکھتا ہی قسیم اپنا دل افگار درد

سبنے کہا حضور اب گھر چلیے جو مرنے سے باقی رہ گئے تھے اُن سب کو ساتھ لیکر بشکل آہ آہ کرتا ہوا طرف شہر مہرانیہ کے چلا یہان شاہزادہ جنگ تیغ کہ کے دس کوس پر ایک جنگل ہی اُسمین آیا اُسی مقام پر اُتر پڑا امان سے کہا اب آپ شہر چلیے مین بے غیرت بھی آؤنگا افراش شہر آباد کر رہا ہی وہ مصروف خدمتگزاری رہیگا مین بھی بہت جلد آؤنگا ہر چند ملکہ نے کہا ای فرزند ساتھ چلو خسرو نے قبول نکیا ملکہ کو روانہ کردیا ملکہ شہر مین آئین افراش حاضر ہی حال دریافت کر کے وجد مین آگیا دم بدم تعریفین کرتا تھا کہ شاہزادے نے کیا کمال کیا زیر کوہ نیر تک پہونچا اور ملکہ عالم آپ کو رہا کرنا انھین کا کام تھا کیا کسی کی مجال تھی کہ مقابلہ دشمن مین جاتا جو جرات ذاتی ہی اُنھین سکے واسطے ہی مگر نہ آنے کا کیا سبب ہوا آپ واضح ہو ملکہ نے سب حال افراش سے کہا افراش نے رہا جہ کی ملکان شہر کے جوار ہی شاہزادہ صحرائے سبزہ زار مین فروکش ہی لیکن ملکہ کے حقیقی بھائی الماس تیغ زن چند سے برائے شکار گئے ہوے تھے ایک صحرا مین شکار کھیل رہے تھے کہ صحرائے گرد وازی چند سوار دو

پیدل زخم کھائے ہوئے حیران و پریشان شہر سے بھاگ کے اسطرف آنکلے الماس نے اُنکو بلایا
خود بجود پریشان ہو رہے تھے مجھ سے غم تھا اُن لوگوں نے الماس کو پہچانا اور رو رو کر سب حال
قلعہ گھریز کا بیان کیا کہ آپکی بہن کو گرفتار کرکے روانہ کر دیا باپ کو آپ کے قتل کیا یہ سُنکر الماس بہت
روئے بارہ ہزار جوان ساتھ تھے سب روئے جب ہوش درست ہوئے الماس نے کہا بڑی غیرت کی
بات ہے کہ بہن گرفتار رہے ہم زندہ ہیں اور بہن گرفتار ہو کر سامنے کافر کے جائے اگر تم سب ساتھ دو تو چلکر
شہر میں ہنگامہ ڈالدیں کیا عجب ہے کہ شنکل سے بھی مقابلہ پڑے اگر اُسکو مارا اور بہن کو چھڑا لیا تو شہر میں
مُنھ دکھائینگے ورنہ ڈوب کے مرجائینگے سب نے کہا غلامان جانباز ساتھ ہیں ہمارے بھی عزیز قتل ہوئے
اُنکا چلکر بدلا لیں ہیجا کو چلکر شکست دیں سب نے قبول کیا الماس تیغ زن بارہ ہزار سواروں کو ساتھ
لیکر طرف شہر مہرانیہ کے چلے یہاں شنکل بن شنکال تاجدار کوہ نیرنگ سے پریشانی اُٹھا کر آیا ہے مگر
چار لاکھ فوج دروازے پر قلعے کے موجود ہے بارہ سو افسر گرد ذکر کوہ نیرنگ کر رہا ہے کہتا ہے یا دیو
کیا سوکر تھا افسر بیچارے ہیں کہ ای شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے ملکہ دردانہ کا ملنا کمال دشوار
ہے ایک ہرکارے نے خبر کہی حضور نے یہ بھی سنا افراش کرگدن سوار مسلمان ہو گیا یہ سُنکر شنکل
کو سناٹا ہوا کہا بارد غضب ہوا کہ ایسا سردار جاکر مسلمان ہوا شنکل نے اور ہرکارے روانہ کئے کہ
جاکر مفصل خبر لاؤ مسلمان ہو کے کیا کر رہا ہے ہرکارے روانہ ہو گئے یکایک شہر میں ہنگامہ پڑا مکان
شہر کے جلنے لگے گھبرا کر شنکل اپنے مقام سے اُٹھا کہا ارے خبر تو لاؤ یہ کیا سوکر ہے ہمارے
شہر میں ڈاکہ پڑا چار لاکھ فوج قلعے کے دروازے پر موجود ہے یہ سُنتے ہی ہرکارے گئے خبر لیکر
آئے کہ الماس تیغ زن بھائی ملکہ دردانہ کا اپنی بہن کے رہا کرنے کو آپڑا ہزارہا بندگان
سامری مارے گئے یہ سُنکر شنکل سوار ہوا حکم دیا فوج میں قرنا ہو جیسے ہی ہرکارے نے فوج میں خبر
پہونچائی چار لاکھ سوار و پیدل مثل سمندر موج مارتے ہوئے چلے نوبت نقارے بجاتے ہوئے
اُسوقت یہ فوج آکر پہونچی کہ الماس لڑتے بھڑتے سامنے دار الامارہ شاہی کے پہونچے ہیں کہ ادھر
سے بارگاہ کے شنکل بن شنکال تاجدار نکلا فوج آگے گری افسران فوج جنگ کرنے لگے چار لاکھ
فوج جو بارہ ہزار پر آکے گری بہادر مستغرق ہو کر دس دس ہزار کے غول میں دو دو جوان گھر گئے
الماس نے جو سر اُٹھا کے دیکھا کہ فوج مستغرق یعنی ہر غول میں جوانان تیغ زن گھر گئے الماس تیغ زن

کدو کاوش کر رہے ہیں بمشکل لڑتے بھڑتے کسی غول پر پہونچے اگر دس کو پایا سو قتل ہو گئے تھوڑے ہی عرصے میں پلٹ کے دیکھا سب ساتھ والے سیار گلشن جنان ہوئے کوئی ساتھ والا باقی نہ رہا اُسوقت الماس کی پریشانی تنہائی حیران کبھی داہنے دیکھا کبھی بائیں کبھی یاران رفتہ کو آواز دی کبھی پکارتے ہیں ای یارو ہمارا ساتھ چھوڑا ہماری محبت سے منھ موڑا بقول شاعر نظم

قفس بردوش صیاد جفا طینت کا پھیرا ہی
مقام گلشن ایجاد دم بھر کا بسیرا ہی

متاع عالم اسباب چنا انفاس جلتے ہیں
زر و سیم و جواہر کچھ نہ تیرا ہی نہ میرا ہی

کہاں تک کروٹیں بدلا کریگا خواب ہستی میں
ذرا کھول آنکھ او غافل کہ دم بھر میں سویرا ہی

چھپا دن دور ہی منزل اُٹھا جلدی سے محمل
فروغ زندگانی چند دم ہی پھر اندھیرا ہی

ایسے کلمات حسرت زبان پر تھے کہ ناگاہ پردۂ شب حائل ہوا مسافر نیر اعظم منزل عالم کو طی کر کے ایسا تھکا کہ سرائے مغرب میں داخل ہوا شاہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا شاہزادۂ الماس نے جو دیکھا رات ہوئی ہر چند کہ انتہا کے زخمدار ہیں لیکن ایک جانب گھوڑا اُٹھا دیا لڑتے بھڑتے تا بہ در قلعہ پہونچے ایک سردار موسوم بہ کلکال فیلبان پکڑ دروازے پر کھڑا تھا اس نے پیچھے سے پشت پر سے ہاتھ مارا گھوڑا چمک تلوار کی دیکھکر بھڑکا پشت پر مرکب کے تلوار پڑی کہ گھوڑا زخمی ہوا اب گھوڑا اُسی مقام پر جم گیا کلکال نے جو شاہزادے کو حیران و پریشان دیکھا بڑھکر پھر ہاتھ تلوار کا مارا مرکب کام آیا نہ معلوم ہوا مرکب گیا شاہزادہ زمین پر آیا اتنے میں کلکال ملعون نے پشت پر سے ہاتھ مارا کہ سر اس افسر لشکر کرام کے نقارے بجے کلکال سر اس خسرو کا لیکر سامنے شنگل کے آیا ایل کرکے کہا اس شیر کو میں نے دروازے پر مارا کئی سردار اسنے وہاں قتل کیے آخر غلام نے بڑھکر قتل کیا شنگل نے اُسکو انعام دیا سر الماس دروازۂ قلعہ پر لٹکوا دیا اور ان فوج سے کہا یہ کیا حرکت ہی کہ بارہ ہزار جوان ہتھیار بند شہر میں گھس آئے تم لوگوں نے نہ روکا آج سے حکم قطعی دیا جاتا ہی کہ دس جوان بھی اگر ہتھیار بند آئیں اُنکو باہر ہی روکنا اندر قلعے کے نہ آنے دینا یہ حکم دے کر شنگل قلعے میں آیا لاشہ الماس کا دروازے پر قلعے کے پڑا ہی پھاٹک میں سر لٹکا، ہمراہیان بارہ ہزار میں سے چند کس بھاگ کر نکلے اُس صحرا میں پہونچے جہاں خسرو شیر دل اُترا ہی ان سواروں کو دیکھکر خسرو نے بلوایا پوچھا تم کون لوگ ہو ایک نے اُنہیں

سے شاہزادے کو پہچانا کہا ای شہریار غلامان قدیم کو نہ پہچانا ہم آپ کے ماموں کے ساتھ والوں میں ہیں
صحراے برف بار میں شکار کھیل رہے تھے ہن کی گرفتاری کی خبر پائی بارہ ہزار سے قلعہ مہرانیہ پر
جا پڑے بارہ ہزار نے ساٹھ ستر ہزار قتل کیے آخر سب مارے گئے راہ میں سنا کہ افسر بھی سیار گلشن جنان
ہوئے سر اُس افسر کا اُس مردود نے در قلعہ پر لٹکایا ہی لاشہ اُس شہریار کا مزبلہ پر پڑا ہی خدا انکا انجام
بخیر کرے اُسی جنگ سے ہم بھی بھاگے زنجیر کے نکل آئے ماموں آپ کے سیار گلشن جنان ہوئے
خسرو نے برق ثانی کو بلایا کہا او برق ثانی اور تم نے سنا ماموں جان نے جاکر شہر مہرانیہ میں
جان دی بہادر انکا نام ہی یہ خبر سنتے ہی زندگی گوارا نہ کی کہ اگر زندہ رہینگے لوگ تمھ دیکھینگے رو برو طعن
کرینگے کہ اس شیر کی بہن گرفتار ہو کر شہر مہرانیہ میں گئی یہ تو آپکی دعا تھی دعا قبول ہوئی سعادت ظاہری
و باطنی انکو حصول ہوئی پھر ارشاد کیا ای برق ثانی اب زندہ رہنا ہمارا بھی بہتر نہیں ماں گرفتار ہو کر
مجمع عام میں گئیں اس بیحیا نے دربار میں بلوایا کلمات تحت زبان بجس سے کہے ای برق ثانی مثل
ماموں جان کے ہم بھی جاکر جان دیں شکر ہی کہ مادر مہربان قلعہ میں پہنچ گئیں افراش الیاس خدمت گزار
موجود ہی نام بزرگوں کا قائم رہا ہم زندہ رہے تو کیا مارے گئے تو کیا قبلہ و کعبہ کے نام کو دنیا میں
پروردگار رکھے اور بھائی جو ہیں اُنکے نام کے ڈنکے بجتے ہیں ہم ایسے نامرد کا کون نام لیگا کہیں مر کر
بھی نہو گا برق ثانی باتوں پر شاہزادے کی بہت رویا کہا ای شہریار باتوں نے آپکی دل کے ٹکڑے
کر دیئے کوچہ ہاے دل غم و الم سے بھر دیئے جواب فرماتے ہیں یہی مناسب ہی یا چلکر جان دی یا اس
کو مارا تو البتہ نام ہوگا شاہزادہ نے کہا ان بارہ سو لڑکوں کو تیار کرو بارہ سو لڑکے خبر جنگ سنکر مسلح
ہونے لگے مسلح ہو کر سامنے شاہزادے کے آئے شاہزادہ نے حکم دیا اُسی وقت اشہب سلیمانی
تیار ہو کر سامنے آیا گھوڑا وہ بے باک قدم زمین پر نہیں رکھتا چاہتا ہی اڑ جاؤں طرارے بھروں سر دشمن
پامال کروں شاہزادہ جست کرکے پشت مرکب پر سوار ہوا برق ثانی نے رکاب پر ہاتھ رکھا بارہ سو
لڑکے پشت پر گھوڑے بگٹٹ ڈالے ہوئے طرف شہر مہرانیہ کے جاتے ہیں جب پانچ کوس شہر باقی
رہا برق ثانی نے رکاب پر ہاتھ ڈال کے روکا کہا ای شہریار میں کچھ بات عرض کروں گا
آپ کے ماموں جان بلا تکلف شہر میں گھس گئے ہزاروں کو قتل کیا عمارتیں پامال کیں نہیں
معلوم شنقل نے کیا حکم دیا ہی غلام کی صلاح یہ ہی کہ ایسی تدبیر تو ہو کہ سامنے شنقل کے چلکر

مقابلہ پڑے اگر اُسکے سامنے مارے گئے تو بھی خیر ہے اگر اُسکی موت آپ کے ہاتھ سے ہے تو شہر فتح ہوا
ذرا گھوڑے سے بہو کیے مین وہ تدبیر کرون کہ دربار مین شنکل کے تلوار چلے اگر غلام کی تدبیرین پڑی تو دربار
شاہی مین پہونچاتا ہون یہ کہکے برق ثانی نے ایک کاغذ تیار کیا مضمون یہ تھا کہ اے شنکل بن شنکال
ہمین معلوم ہوا کہ تمھاری فوج والے بڑے غافل ہین کوئی شخص بارہ ہزار جوان سے شہر مین گھس آیا
دوپہر تلوار چلی ساٹھ ستر ہزار آدمی تمھارے مارے گئے یہ بڑی بات ہوئی کہ تم بچے اگر تم پر کوئی چشم زخم آتا
تو ہم کو کیسا صدمہ ہوتا تمھارے واسطے تڑپتے لہذا یہ بارہ سو لڑکے کہ ہمارے ہمراہ رکاب رہتے ہین نہایت
جری بہادر صف شکن تیغ زن ہین تمھاری حفاظت کرینگے جہان تم آرام کرو وہین موجود رہین یہ کسی وقت مین
کمی نہ کرینگے یہ کاغذ لکھ کے تیار کیا شاہزادے کے چہرہ پر ڈھاٹا باندھا چہرہ چھپایا آگے برق ثانی
بڑھا فرمان ہاتھ مین لیا مہر اُسپر آفتاب گرم خو کی آگے نوبے کرتا ہوا بڑھا پکارتا ہوا منم فرستادہ ملکہ آفتاب
گرم خو بادشاہ طلسم آفتاب نما ہم برائے حفاظت شنکل آئے ہین ہرکارون نے یہ خبر شنکل کو پہونچائی
کہ ملکہ آفتاب گرم خو نے بارہ سو جوان آپ کی حفاظت کے لیے روانہ کیے ہین وہ آتے ہین فوج مین
کہلا بھیجے کہ کوئی اُن کو نہ روکے چوبداریہان سے پہونچ جاکے فوج مین منادی کردی کہ بارہ سو جوان
ہتھیار بند آتے ہین اُنکو نہ کوئی روکے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے ایک جوان آواز دیتا
ہوا کہ ہم لوگ بھیجے ہوئے ملکہ آفتاب گرم خو کے ہین فوج والون نے سلامی لی بیچ مین سے اُنکے
نکلے ہوئے قلعہ مین داخل ہوئے شہر کی سیر دیکھتے ہوئے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد شہر والے دیکھ
رہے ہین کہ بارہ سو جوان برائے حفاظت شنکل آئے ہین یہ لوگ خاص جاکر دربار مین ٹھہرین گے شنکل
منظور ہی کہ در دولت پر پہونچے اندر بارگاہ کے داخل ہوئے جیسے ہی بارگاہ مین پہونچے دیکھا شنکل تخت پر بیٹھا
ہے گرد و پیش نشینان بارگاہ سرداران لشکر بیٹھے جھوم رہے ہین ذکر قتل شاہزادہ الماس تیغ زن ہو رہا ہے
شنکال کہہ رہا ہے مین نے اُس شیر کو مارا کہ جس سے کوئی نگاہ نہ ملا سکتا تھا صد ہا سردار اُسنے ٹوک ٹوک کر
مارے کہ خسرو شیردل آگے بڑھے بہ تمام ہیبت پکار کر آواز دی سلام من در این مجلس و درین بارگاہ برکسے
باد کہ باندو شناسد کہ خدا یکے است و دین پیغمبران خدا برحق و رسالت رسول خدا مطلق است یہ کہہ کے
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خسرو + منم خسرو شیردل خوش نسب + منم نور عین امیر عرب
مسخر کن ملک دیوان قاف + بلرزند از خوف ایوان قاف + اگر تیغ کین برکشم از غلاف

جزرل فتہ درمیان مصاف + ہزبر دمان خسرو نوجوان + سنم نور عینین صاحبقران
بارہ سو لڑکون نے تلوار کھینچی برق ثانی نے دروازہ بارگاہ کا بند کر دیا چند لڑکے دیوار پر چڑھا دئے کہ دیا
جو باہر سے آئے اُسے تیر مارو سو لڑکے دیوارون پر تیر کمان لیکر بیٹھے باہر والون کو تیر مارنے لگے باہر
لوگ گھبرا رہے ہین حیران کہ اندر بارگاہ کے کیونکر جائین برق ثانی نے بڑھکر حقہ آتشبازی مارا حقہ پھٹا دھنا
ہوا کا فر کانپ گئے شنکل نے آواز دی ارے لڑکے کو مار لو باہر سے فوج کو بلاؤ جو اندر ہین وہ باہر نہین
نکل سکتے باہر سے فوج والے غلغلہ کر رہے ہین دیوارون پر سے تیر برس رہے ہین جس نے ارادہ کیا
دربارگاہ پر جائین عقاب تیر پر کھول کر گرا سوار پیدل گر رہے ہین سو نے ہزارون کو گرا دیا برق ثانی
سنے مارنا پھرتا ہے کفار حقون سے عاجز جانتے ہین بھاگ کر نکل جائین کسی طرح جان بچائین مہلت نہین ملتی
جل جل کے گر رہے ہین خسرو شیر دل لڑتے بھڑتے برابر تخت شنکل کے پہونچے شنکل نے اُٹھکر ہاتھ
تلوار کا مارا چونکہ خسرو کم سن قد چھوٹا جست کر کے تخت پر آئے قریب آکے ہاتھ مارا شنکل نے گرد سپر کا
اُٹھا دیا برق شمشیر چمک کر جو گری سپر کٹی ہر چند کہ سپر مثل شب فراق تھی مگر کٹی اب جو تیغہ وہان سے گرا تیغہ
لاثانی سر پر پہونچا خود کو کاٹا وہان سے گذرتا ہوا تا جگرگاہ پہونچا لاشہ شنکل گرا برق ثانی نے بڑھکر
سر کاٹ لیا نوک نیزہ پر بلند کر دیا دربارگاہ والون کو گھیر کر مارا اب خسرو نے برق ثانی سے کہا مراد
حاصل ہوئی بعنایت پروردگار تسکین دل ہوئی شنکل کو مار چکے بدلہ گستاخی کا لیا اب دروازہ کھولدو اندر کے
سب سردار مارے گئے برق ثانی نے بڑھکر دروازہ کھولا دیکھا بیرون بارگاہ لاکھون کافر کھڑے ہوئے
غلغلہ کر رہے ہین سب نے دیکھا اندر سے بارگاہ کے آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز
جہان داری دریائے خون مین نہایا ہوا اندر سے بارگاہ کے نکلا مثل شیر گرسنہ رمۂ گوسفندان پر
آکے گرا بارہ سو لڑکے چار لاکھ فوج پر گرے تہلکہ ڈالدیا ہزارون سر کٹ کے گرنے لگے غلغلہ کر رہے
ہین جس غول پر پہونچے افسری کو تاک کے مارا دو سرداران عالی شنکل کے شہباز قیل بن عقاب
شیر سوار فوج کو ڈرا رہے ہین نوحے کر رہے ہین کہ یارو اس لڑکے نے بڑی گستاخی کی بارگاہ مین گھس کر
شنکل کو مارا اب جنگ کا فتح ہونا دشوار ہی مگر معاوضۂ خون شہنشاہ مین گھیر کر مار لو یہان بار وقت
جانبازی ہی قاتل تمھارے آقا کا تم مین آگیا اب نہ بچنے پائے جب شاہباز عقاب ترغیب
دیتے ہین فوج والے جلوہ کرتے ہین اس جلوے مین شیر بیشۂ صاحبقرانی نہنگ بحر جرات یکتا

میدان جلالت جگر شمشیر زنی کر رہا ہی دل تو افسر اندر مارے گئے اب افسر چین رہے فوج بے سردار لڑ رہی
ہی عقاب وشاہباز ترغیب دیکر فوج کو لڑاتے ہین جب غول بڑھ بڑھ کے آئے لڑ کے جا پڑے
وہ شمشیر زنی کی کیا عجب ہی زبان تیر وکلۂ عمود سے صداے احسنت وآفرین بلند ہو ہزبر ہراے
استقبال اُٹھے علمون نے بال کھولدیے تیر سہمے ہوے گوشۂ ترکش مین چھپے ہوے کانپ رہے ہین
تلوارین بیدم خنجر دلن مین کاٹ کم ہاجون مین پچھتے پچھتے دم نہین آوازین برگشتین کانپ رہے ہین خسرو
لڑتا بھڑتا سامنے عقاب وشاہباز کے پہونچا دونون نے تلوارون کے وار کیے برق ثانی پکار اُٹھا
ای شہریار ہوشیار رہیے گا دو افسرون نے وار کیے شاہزادے نے دیکھا دونون کی تلوارین سر پر آتی
ہین تلوار کو زانو کے نیچے دبایا چتون لڑی ہوئی ہی جیسے ہی تلوارین قریب سر کے چلین شاہزادے نے
دونون تلوارون پر تھپکی لگائی تلوارین پٹ پڑین دونون کی تلوارون پر ہاتھ ڈالدیا ہرچند کہ کلائیان
انگلیان چھوٹی ہین مگر کلائیون پر ہاتھ ڈالا اس زور سے فشردہ کیا کہ دونون نے تلوارین چھوڑدین تلوارین
زمین پر گرین شاہزادے نے دونون کی کمر مین ہاتھ ڈالا بہ قوت صاحبقرانی زور کیا دونون کو اٹھا لیا
چاہا ٹکرا کے مار ڈالون دونون نے دیکھا اب جان بچنے کی کوئی صورت نہین بے اختیار پکار اُٹھے ای شہریار
الامان شاہزادے نے فرمایا امان بشرط ایمان دونون نے عرض کی جب تلک زندہ ہین غلامی سے گردن تابی
نکرینگے شاہزادے نے چھوڑدیا دونون نے فوج والون کو آواز دی خبردار کوئی ہاتھ نہ اٹھائے سب تلوارین
نیامون مین ہوگئین برق ثانی نے کہا دار الامارة مین چلیے شہباز وعقاب استقبال کرتے ہوے
چوب وچاق ہاتھ مین شاہزادے کو بارگاہ مین لائے تخت شاہزادے نے اُٹھوا ڈالا دخل نہین اس مقام پر
بچھا بہ عہدۂ افسری آکر خسرو بیٹھے سردار اپنے اپنے مقام پر کرسیون دنگلون پر بیٹھے ہین شاہزادے
نے عہدے مقرر کیے وزیرون کو بعہدہ وزارت کوتوال کو بعہدہ کوتوالی شاہزادے نے فرمایا
ای برق ثانی تم جاؤ تو مطلب ہے ہم عرضی بنام والدۂ ماجدہ لکھتے ہین تحفہ جات کچھ خزانہ لیکر جاؤ اِس
فتح سے آگاہ کرو جب تم واپس آؤگے تب چلینگے شہر بڑا ہی اور بڑے بڑے مہاجن رہتے ہین
ان سب کو خبر ہو نجاؤ برق ثانی خوش ہوگیا کئی چھکڑے مال واسباب کے اشیاے تحفہ جات
سے آراستہ کرائے عرضی فتح کی لکھی کہ آپ کے دودھ کے تصدق سے غلام نے آکر شنکل کو مارا شہر
کلان تسخیر ہوا عملداری قائم کر رہا ہون کوئی وارث شنکل کا ملے تو عہدۂ سلطنت اُسکے سپرد کرون

تب حاضر خدمت ہون یہ تحفہ جات بدست مہتر برق ثانی ہوپنچے مینا فراش کو بہت کچھ لکھا تھا کہ ای
پہلوان دوران خدمت گزاری سے والدہ ماجدہ کی گردن تابی نہ کرنا عقاب وشاہباز نے اطاعت
کی وہی انتظام کر رہے ہین انشاء اللہ آپ کی دعا سے بہ خیر وخوبی ہوگا یہ عرضی برق ثانی کو دی برق
ثانی چھکڑے لیکر چلا دن بھر شاہزادہ دربار مین رہتا ہی شب کو بارگاہ مین آرام فرماتا ہی برق ثانی
عرضی لیے ہوئے مع تحفہ جات قلعہ گہرریز پر پہونچا جس نے برق ثانی کو آتے دیکھا اُسکو عید ہو گئی
برق ثانی احوال بیان کرتا ہوا مژدہ فتح دیتا ہوا اندر محل کے آیا ملکہ رداشگوہر پوش کو خبر پہونچ چکی
تھی برق ثانی سامنے آکر پہونچا قدمون کو بوسہ دیا عرضی پیش کی ملکہ نے پڑھکر دعائین دین خدا اُنکو مظفر
ومنصور کرے مثل اپنے بھائیون کے نامی گرامی ہون لیکن ای برق ثانی جلد پلٹ جاؤ شاہزادے
کو بھاکے لاؤ آنکھین ڈھونڈھ رہی ہین برق ثانی فوراً تحفہ جات سبکو تقسیم کرکے آیا اور افراش
سے ملا افراش کے حال سُنکر ہوش آڑ گئے کہا شاہزادے نے وہ کار نمایان کیا کہ رستم واسفندیار
سے بھی نہو سکتا کسی فرزند صاحقران مین ایسی لیاقت نہ تھی کہ اتنے سن مین ایسے مقام پر جاتا مگر یہ
شیر بیشۂ جرات شاہباز اوج لیاقت ہین فتح ونصرت ان کی غلام ہے شنکل کی کیا حقیقت تھی مگر ای
برق ثانی اب جلد جاؤ شاہزادے کو بھاؤ اور شہر مین لاؤ کہ تمام مردمان شہر بہت مشتاق دیدار
ہین مین تو حال قتل شنکل سُنکر مشتاق ہوا کہ زبانی آپ شہریار کی حال مقابلہ سنون شنکل بن شنکال
تاجدار دیو تھا اُسکے سامنے کیونکر پہونچے جنگ کسطرح ہوئی فوج کفار کیونکر تنگ ہوئی برق ثانی
سب حال بیان کرتا جاتا ہی کہ یون بارگاہ مین پہونچے یہ تدبیر کی تھی افراش یہ حال سُنکر وجد مین
آیا کہتا ہی ای برق ثانی بڑا کام کیا خوب بادشاہ عاقبت ہو بچے اگر باہر سے جنگ شروع کرتے تو جیون
شنکل تک رسائی نہوتی بارہ ہزار سردار جو حاضر خدمت تھے یہ بھی فوجین لیکر آتے معروف جنگ
ہوتے مقابلہ شنکل کی خوب تدبیر نکالی جیسے وہ سردار ویسے ہی تم عیار برق ثانی سب سے
ملکر رخصت ہوا طرف شہر مہرانیہ کے چلا برق ثانی جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی نہایت خوش ومحظوظ
اس خیال مین کہ چلکر شاہزادے کو قلعہ گہرریز مین لائین رعایا تمام خوش ہو کہ ہمارا آقا آیا کیا
خوشی ہوگی محفوظ رہے کہ سر یاقوت شاہ لاش سے علحدہ کرکے برق ثانی نے دفن کیا اور
الماس تیغ زن کی لاش اُٹھوا کر شاہزادے نے دفن کرائی ماموں کی قبر پر روئے پکارتے تھے

کہ ماموں جان سبحان اللہ شیوۂ جرأت یہی تھا کہ جو آپنے کیا زبردستی اپنی جان دی، ہم بے غیرت زندہ رہے
بزرگوں کا نام مٹانے والے آپ کی ذات سے نام جرأت روشن ہو گیا افسروں نے شاہزادے کو اٹھایا
لا کے بارگاہ میں بٹھایا شاہزادہ مقام صدر پر گرد افسران فوج لاشۂ شنگل بیرون بارگاہ مزبلے پر پڑا تھا کہ
یکایک آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر سے صدائے مہیب آئی کہ ای مردمان شہر تم نے غضب کیا
میرے وارث کو قتل کرایا اور بیٹھے چین کر رہے ہو باغی کو افسر بنایا اُسکی اطاعت میں ہو عجب حالت میں ہو
دیکھو تو کیا بدلہ کرتی ہوں یکایک ابر پھٹا دیکھا ایک ساحرہ سیاہ فام بد انجام گال پھولے ہوئے دھوتی
کی تہمد باندھے ہوئے آنکھوں سے آنسو جاری اژدر مہیب پر سوار کنارے پر شہر کے اتری جھولی
میں ہاتھ ڈالا مٹھی بھر ماش کے دانے نکالے اسم سحر پڑھ کر شہر والوں پر پھینک مارے جو جس
مقام پر تھا پتھر کا ہو گیا کوئی عورت کوٹھے پر کھڑی تھی لڑکا گود میں پڑوسن سے باتیں کر رہی تھی یہ
ہی قول تھا شنگل مارا گیا وہ ظالم تھا اب عادل کی عملداری ہوئی اس زمانے میں شیر بکری ایک گھاٹ
پانی پیتے ہیں نہیں معلوم چور اُچکے گرہ کاٹ دغاباز وغیرہ کیونکر جیتے ہیں دانہ ماش کا جو پڑا اُسی طرح
پتھر کی ہو کے رہ گئی گود میں لڑکا پتھر کا خود پتھر کی ہاتھ پھیلائے پڑوسن سے بات کیا چاہتی ہے آنکھیں
گردش کر رہی ہیں زبان بند کلام کرنیکی طاقت نہیں لڑکا ماں سے لپٹا ہوا دودھ پی رہا ہے دوکاندار
دوکان پر بیٹھا تھا ترازو اٹھائی کہ شیرینی تولے گاہک نے جمع دینے کو ہاتھ بڑھایا کہ شیرینی تولکر دے
دونوں پتھر کے ہو کے رہ گئے اسیطرح ہر گلی کوچہ میں انسان حیوان پتھر کے بناتی ہوئی چلی آتی ہے مردمان شہر
کو گالیاں دیتی ہوئی بعض کو جو قریب آ گئے پکڑا چیرا اور پھینکدیا اب شہر والونکو پتھر کا بناتی ہوئی قریب
دار الامارۂ شاہی پہونچی دروازے پر دیکھا چوبدار وغیرہ کھڑے ہیں سرداروں کی سواری کے مرکب
گینڈے ہاتھی پالکی نالکی ایک جانب ہیں ایک مزبلے پر لاشۂ شنگل جو اُسنے دیکھا ہائے وارث میرا کہکے
دوڑی قریب لاش کے آ کے پچھاڑیں کھانے لگی دم ہزار دم روتی تھی پھر لاش کو اٹھایا منہ پر تھپڑ ملتی تھی اور بکاتی
تھی ای وارث میرے اب میرے ہمراہ بجرے پر کون سوار ہو گا ہائے دریائے فراق میں حیران و پریشان
رہونگی تیرا مرنا مجھ پر شاق ہوا ہائے راتوں کو آتی تھی لطف صحبت اٹھاتی تھی تم کو کس ظالم نے مارا جا کے
اُس ظالم کی گردن لیتی ہوں چوبدار دوڑے کہ اس عورت کو ماریں لاشہ گنہگار کا کیوں اٹھاتی ہے
سب نے جو للکارا آفتاب گر جو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا مٹھی میں بھر ماش کے دانے نکالکر پھینک مارے

وہ سب پتھر کے ہو کے رہ گئے اب آفتاب گرگجو اندر بارگاہ کے گھسی شاہزادے کو جو مقام صدر پر دیکھا چیخنی
پکارتی ہوئی کہ او ظالم تو ہی ہے میرے وارث کو مارا ہائے کیا کروں کیونکر بدلہ لوں شاہزادے
نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا نعرہ کرکے جا پڑوں آفتاب گرگجو نے کہا او طفل بے ادب کیا مجھے شنکل
سمجھا ہے رفیق و امیر بھی ساتھ شاہزادے کے اُٹھے تھے کہ پکار کر آفتاب گرگجو نے کہا کہ بدلہ تجھسے ایسا لونگی
کہ کسی نے کسی پر یہ بہت سنی ہو یہ کہکے ماش کے دانے پھینک مارے سب پتھر کے ہوکے رہ گئے شاہزادہ
خسرو تلوار کھینچے ہوئے ہاتھ میں آنکھیں گردش کر رہی ہیں اپنے مقام سے ہل نہیں سکتے گرد رفیق و امیر
کھڑے ہیں وہ بھی اسی حال میں یہ حرکت کرکے کہا پہلے لاشہ دفن کراؤں کہ میرے دل کو آرام ہو پھر آکے
تجھکو لیجاؤں لاشہ شنکل اٹھا کے اژدر پر ڈالا ایک مقام ہے کہ اُسکو باغ ویران کہتے ہیں جو ساحر مرتا
ہے اُسکو اُسی باغ میں دفن کرتے ہیں عشرت جادو یہاں کا حاکم و ناظم ہے اُسکو آفتاب گرگجو نے پکارا
عشرت حاضر حاضر کہکے سامنے آیا آفتاب گرگجو نے کہا قبر تیار کرو قبر تیار کرکے شنکل کو داخل
قبر کیا دیر تک قبر پر روئی کہا اے عشرت میں نے مہرانیہ والوں کو پتھر کا کر دیا سب شہر والے اُس لونڈے
سے مل گئے اب اُسے لینے جاتی ہوں تو سامان قتل پر آمادہ رہ آنکھیں اُسکی نکال کے تلووں سے
ملوں تب شاید دل کو چین آئے یہ سنتے ہی عشرت مصروف سامان ہوا ادہر استادکین ایک جانب
آگ سلگا دی آفتاب گرگجو پھر طرف شہر مہرانیہ کے چلی برق ثانی شلنگیں لگاتا ہوا شہر میں جو آیا دیکھا
سب تصویریں پتھر کی کھڑی ہیں ہر ایک سے کلام کرتا ہے کوئی جواب دینے کے لائق نہیں آنکھیں گردش
کر رہی ہیں اشاروں سے کچھ کلام کرتے ہیں وہ ذہن میں نہیں آتا برق ثانی تمام گلی کوچوں کو دیکھتا ہوا
در دار الامارۃ پر پہونچا دیکھا گینڈے گھوڑے ہاتھی سب پتھر کے ہو گئے ہیں برق ثانی حیران کہ یہ کیا
معرکہ ہو گیا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا تمام سردار و وزیر و مشیر پتھر کے پتلے بنے ہوئے کھڑے ہیں ایک
سمت شاہزادے کو دیکھا کہ گرد سردار بیچ میں وہ شہریار پتھر کا بنا کھڑا ہے آنکھیں گردش کر رہی ہیں یہ
دیکھکر برق ثانی دوڑ کر لپٹ گیا پکارتا تھا کہ اے گل گلزار صاحبقرانی واہی یوسف ثانی کس حال میں آپکو
پاتا ہوں آپ کو اس حال میں دیکھکر بہت گھبراتا ہوں دو ہی دن میں کیا قیامت برپا ہوئی کون ظالم یہ
کام کر گیا شاہزادے کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں آنکھیں دونوں گردش کر رہی ہیں کچھ شاہزادہ اشارے
کرتا ہے برق ثانی رو رہا ہے کہتا ہے یہ اشارے میری سمجھ میں نہیں آتے زبان کو کس نے آپ کی بند کیا کیسے

درد مند کیا یہ حرکت کرنے والا کہاں گیا سارا شہر ایک ہی حالت میں ہی کیونکر آپ سے کلام کردن کیونکر
احوال معلوم ہو شاہزادہ کچھ جواب نہیں دیتا آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اشارہ کرتا ہی کہ زبان سے نہیں
بولا جاتا ہی اور زبان سے کچھ نہیں نکلتا کیونکر جواب دوں ان اشاروں کو برق ثانی سمجھا کہ ابر سیاہ پیدا
ہوا رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر اڑتا ہوا اسی طرف آتا ہی برق ثانی ایک گوشے میں چھپ گیا دیکھا ابر
آکے ٹھہرا اُس ابر سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی قریب شاہزادے کے آئی پکار کر آواز دی ارے تیرے پاس
کون آیا تھا کوئی تجھسے باتیں کر رہا تھا میرے سحر نے مجھکو خبر دی کچھ احوال نہیں کھلتا ہر طرف ڈھونڈھا جب
کسی کو نہ پایا تو خسرو کو اٹھا لیا اژدر پر ڈال کے چلی برق ثانی نے اسکا تعاقب کیا چاہا اس ساحرہ کے
پیچھے جاؤں تھوڑے ہی عرصے میں ابر بلند ہوا برق ثانی تھوڑی دور گیا تھا کہ ابر نگاہوں سے مخفی ہوا
برق ثانی اب تڑپ کے رہگیا حیران ہی کہ یہ ساحرہ کون تھی اسی نے سارے شہر کو پتھر کا کیا نہیں معلوم
شاہزادے کو کہاں لیگئی برق ثانی جنگل میں مارا مارا پھر رہا ہی حال اسکا عرض کیا جائیگا کہ برق ثانی
کہاں پہونچتا ہی لیکن آفتاب گرمخو خسرو کو لیے ہوے باغ ویران میں آئی عشرت جادو حاضر ہوا
کہا حضور سب سامان قتل تیار ہی دار بھی موجود ہی اس سردار کے واسطے جلاد بھی موجود ہی جس حسرت سے چاہیے
اس سردار کو قتل کیجیے غلام قتل کرنیکو موجود ہی لیکن آفتاب جب قبر شنگل کو دیکھتی ہی دوڑ کر قبر سے
لپٹ جاتی ہی پکارتی ہی ای عاشق صادق تیرے مرنے سے میں بیوہ کہلاؤں گی تجھکو تلاش کرنے
کہاں جاؤں گی قاتل کو تیرے تیری جوانی پر رحم نہ آیا ایسی تصویر کو صفحۂ ہستی سے مٹایا اب دوسری
صورت عرض کرتا ہوں کہ یہاں باغ ویران میں قبرستان ساحران ہی عشرت دمبدم آفتاب کو
سمجھاتا ہی آفتاب نہیں قبول کرتی دمبدم بیتابی بڑھتی جاتی ہی شاہزادہ مسلسل و مطوق سامنے
بیٹھا ہی اور مثل ابر نیسان کے آنکھوں سے آنسو دمبدم جاری آفتاب طلسم آفتاب نگار میں رہتی ہی وہاں
کی بادشاہ ہی دوسرا شہر یہاں سے قریب بیس بائیس کوس کے ہی کہ اسے شہر یاقوت نگار کہتے ہیں
یاقوت سرخ پوش بہن اسکی اُس شہر کی بادشاہ ہی یکایک یاقوت کو خبر پہونچی کہ شنگل مارا گیا
آفتاب قاتل کو گرفتار کرکے باغ ویران میں لیگئی ہی گھبرا کے ملازموں سے کہا صاحبو بڑا غضب ہوا
میرے بہنوئی صاحب مارے گئے بہن بیوہ ہوئی باغ ویران میں گئی ہی میں جاکر پرسا تو دے آؤں
یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی دختر بلند اختر اسکی کہ کوچۂ سحر و ساحری سے بالکل نابلد ہی ماں کے رونیکی

آواز سنکر اپنے قصر سے نکل آئی کہا کیون مادر مہربان خیر تو ہی کیون آپ روتی ہین یاقوت نے کہا بیٹا
غضب ہوا شنکل قتل ہوگیا بہن بیوہ ہوئی باغ ویران ہو گیا ہی ایسا نہوا اپنے تئین ہلاک کرے چلکر
اُسکو پُرسا دون مین جاتی ہون صبر کی باتین سمجھاؤن یہ کہکے تخت پر سوار ہونے لگی مرجان نیلم پوش
نے کہا مین بھی ساتھ چلونگی خالہ امان کو سمجھاؤنگی یاقوت نے کہا ہان ای فرزند چلنا ضرور ہی وہ مصیبت
بہن پر پڑی کہ جسکا انجام مشکل ہی کیا کہکے اُسکو سمجھائین شنکل ایسا جوان چاہنے والا بات کا نباہنے والا
کہان ممکن ہوگا یاقوت و نیلم سوار ہوکے چلین چند کنیزین بھی ساتھ ہوئین تخت اُڑاتی ہوئی یاقوت چلی
اُسوقت آکر پہونچی کہ آفتاب نے روتے روتے قبر سے شنکل کی اُٹھکر تیغ کھینچا طرف خسرو شیردل
کے چلی کہ قتل کرون عشرت نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم غلام تو برای قتل حاضر ہی آپ کیون تکلیف
فرماتی ہین آفتاب نہین مانتی کہتی ہی مجھے چھوڑ دے کہ مین اس ظالم کی آنکھین نکالون تلوون سے ملون
کہ ذرا قلب کو تسکین ہو اس ظالم نے میرا گھر ویران کیا عشرت نے سمجھا کر تلوار ہاتھ سے لی خود آمادۂ
قتل ہوا اور کہا بجا ہی ای ملکۂ عالم حکم دیجیے کہ سر اسکا کاٹ کے آنکھین نکالون آپ کے تلوون
سے ملون کہ کچھ تو آپ کو تسکین ہو اس ظالم نے جو ظلم کیا کچھ تو اُسکا بدلہ پائے لیکن مین حیران
ہون کہ اس چھوٹے سے قد کے آدمی نے اتنے بڑے دیو خصال کو کیونکر مارا اُسنے اسکی
ضرب کیونکر کھائی آفتاب کہتی ہی ای عشرت جوان رعنا قد آور زورون مین بھرا ہوا پہلوان یگانہ
سامری و جمشید نے پسند کیا کہ ہماری خدمت مین حاضر رہے ملک الموت کو نہ بھیجتے تو یہ کیا کر سکتا
تھا اب سوای صبر کے کوئی چارہ نہین ہی شاید سامری کو رحم آوے پھر اُسکو دنیا مین
بھیجدین یہ ذکر تھا کہ ابر سرخ نمایان ہوا آفتاب ابر کو دیکھکر رونے لگی کہا وای عشرت غضب ہوا
ہمشیرہ صاحبہ آتی ہین بہنوئی سے بڑی محبت کرتی تھین پہر پہر بھر اکیلے مکان مین اُسکے ساتھ ہنسی
دلگی رہتی تھی وہ اپنا حال بہت ابتر کرے گی ہاے اُسکو کیا کہکے سمجھاؤنگی یہ ذکر تھا کہ وہ ابر پھٹا
دیکھا یاقوت جادو بہلو مین مرجان نیلم پوش آنکھون سے آنسو بہتے ہوے تخت زمین پر آیا یاقوت
نے پکار کر آواز دی کیون بہن میرے بہنوئی کو کیا کیا آفتاب نے سر پیٹ کے جواب دیا
بہن اُنکو سامری و جمشید نے پسند کیا اپنی خدمت مین بلا لیا مجھے بیوہ کر دیا تمھارے بہنوئی کو
کہان سے لاؤن ایسے چاند کے ٹکڑے کو پیوند خاک کیا دونون بہنین مل کر رونے لگین

یاقوت نے کہا ارے اُسکا قاتل کہاں ہی اُسکو بلاؤ کہ میں اُسکو قتل کرون دل کا حوصلہ نکالون کس طرح کا آدمی ہی **آفتاب** نے کہا اے **عشرت** اُس متقی کو لاؤ بہن کو اُسکی صورت دکھاؤ چند کنیزیں دوڑیں **خسرو** شیر دل کو کشان کشان لائیں **مرجان** نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک ترک کمسن آفتاب جمال خورشید مثال سرو قد خورشید خد آنکھیں نرگس شہلا زلفیں عنبریں کو پیچ و تاب حلقوں میں دل عاشقان پھنسے ہوے زیور آہن سے پہنے ہوے اُدھر سے **خسرو** کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین حور مثال پری جمال قد نخل باغ رعنائی عارضوں کی زیبائی بہ قول شاعر

نظم

آنکھ ملکہ کے جو دیکھا تو ہی ایک بادلہ پوش ۔ غرق دریاے جواہر میں ہی وہ پاؤں تلک
حُسن ایسا کہ جسے دیکھ مہ چار دہم ۔ یک بیک دیکھیے تو یک چند ہی رہجاے چمک
چہرے میں ایسی ہی گرمی کہ شب و روز جسے ۔ یاد کرتی ہی رہے دامن مژگان کی چمک
جعد وہ قہر کہ گتھنے میں ہو جسکی ہر لہر ۔ لہر ڈبو دینے کو اُس شاخ کے دریاے اٹک
ناگنی بیچ میں آ سکے نہ ملنگے پانی ۔ کیل جائے وہیں کالا جو ڈسے اُسکی لٹک
زلفیں یون بکھری ہوئی چہرہ پہ ناگنیں جیسے ل ۔ جسطرح ایک کھلونے پہ پڑیں دو بالک
نیچ بھی قصد رکھے ڈالدے تو ہاتھ انپر ۔ لنگ کے جی میں بھی آجائے کہ سبھاگ چپک

سراپا خوب محبوب مرغوب حسین جمیل سینہ پر اُبھار سرو میں پھل سے لگے یا حباب دریاے نور یا دو نقابدار سرکش اپنی اکڑ و مرور میں مجرم اس راز سے خوب محرم ہی چڑیا بنائی ہی کہ شہباز نظر کو شکار کرے کبک رفتار شیرین گفتار عنبرین مو خال ہندو چشم جادو خوش رو فرد بہر خندہ کہ لب برانگیختے + نمک بر دل خستگان ریختے + دونون کی آنکھیں چار ہوئیں برچھیاں دل و جگر کے پار ہوئیں شاہزادہ لہرایا سر زنجیر پر سر رکھدیا آنکھوں میں آنسو بھر لائے دزدیدہ نگاہ سے دیکھ رہے ہیں لیکن ملکہ **مرجان نیلم پوش** جمال بے مثال شاہزادہ دیکھکر مثل بید کانپنے لگی ہاتھ پاؤں نہ رک سکی بے اختیار لہرا کے گری بیہوش ہوئی دانت بیٹھ گئے چہرہ اُداس منہ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں **یاقوت** نے جو بیٹی کا یہ حال دیکھا کنیزوں سے کہا ارے اِسکو سنبھالو یہ کیا ہو گیا کنیزوں نے دوڑکر گلاب کیوڑہ بید مشک چہرے پر چھڑکا تلوے سہلائے ملکہ نے آنکھ کھولی آفتاب نے پوچھا کیوں اے نور نظر مزاج کیسا ہی کیا کیفیت ہی **مرجان نیلم پوش** حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی کچھ جواب نہیں دیتی ہی ایک کنیز نے کہا واری قیدی کو دیکھکر ملکہ کا یہ حال ہوا ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے

ہوے آمادۂ مرگ و مہیاے قضا اسطرح پر ملکہ نے کبھی کسی کو نہ دیکھا ہوگا یہ ہلو ملکہ کو طلا یہی جواب دیاکہ خالہ اماں مین نے کبھی کسی کو اس حال سے نہ دیکھا تھا اس حال خراب مین جو قیدی کو دیکھا ہاتھ پانون سن سنائے مجھکو غش آگیا ضبط نہو سکا یہ کہکے سر جھکالیا انکا دمحبت سے شاہزادہ کو دیکھ رہی ہی یاقوت آفتاب کو سمجھا رہی ہی کہ بہن اب صبر کرو دل پہ جبر کرو سامری و جمشید نے تمہارے شوہر کو پسند کیا اپنی خدمت مین بلالیا اب اس دشمن کو قتل کرو مین اپنے ہاتھ سے قتل کرون بہنوئی کے خون کا بدلہ لون آفتاب کہتی ہی مین قتل کرون عشرت دونون کو روک رہی ہی کہتا ہی تامل فرمایئے غلام تو حاضر ہی ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرون یہ مصیبت شاہزادے کی دیکھکر مرجان گھبرا رہی ہی حیران ہی کہ اس شیر کو کیونکر بچاؤن افسوس ہی ایسے پر طبیعت مائل ہوئی تیغ ابرو کی گھائل ہوئی کہ جو آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا ہی اُسکا خدا ہے نادیدہ اُسکو بچائے اِس آفت سے پھر اُسے رنج و غم سکو خدا نہ دکھائے اپنی تو یہ کیفیت ہی **نظم**

مجھے جس گھڑی ای صنم دیکھتے ہین	جھگڑا خدائی کا ہم دیکھتے ہین
اسی واسطے تجھکو کم دیکھتے ہین	ابھی دل ترا یار ہم دیکھتے ہین
عدم عین ہستی انھین کو ہوا ہی	جو ہستی کو اپنی عدم دیکھتے ہین
خدائی کا احوال ظاہر ہی دل سے	کب اُسکو کم از جام جم دیکھتے ہین
اگر زندگی ہی تو چل کر حسن ہم	ان آنکھون سے اُن کے قدم دیکھتے ہین

آنکھون سے آنسو جاری دل سے بیقراری طرف آسمان کے دیکھکر دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خداے نادیدہ اس شیر کو اِن ظالمون کے ہاتھ سے بچائے عجب بلا مین مبتلا ہی دیکھین کیونکر بچے سب ہی چاہتے ہین کہ قتل کرین تو چاہے تو بچ جائے تو اگر چاہے تو سامان نکل آئے اور کوئی ظاہرا صورت معلوم نہین ہوتی ہی تو اس شیر کو بچالے **قطعہ**

خداست مونس و غمخوار و ہمدم و دمساز	خداست واقف حال و خداست محرم راز
خدا نمود بروئش در اجابت باز	ہر انکہ دست دعا پیش حق نمود دراز
فروغ خوبی گل در چمن دوبالا گشت	چو گشت قمری و بلبل بدان بلند آواز
خدا نبود اگر ناخدا بہ کشتی نوح	چگونہ زان ہمہ طوفان نجات یافت جہاز
بجز و الفت و اخلاص و بندگی گردد	بہ بندگان خدا بندۂ خدا ممتاز

ای رحیم و کریم اس شیر کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے قتل سے نجات دے ایسا نہو یہ سب ظالم ملکر
اسکو قتل کرین کوئی کلمۂ خیر بھی بولنے والا نہین کون بچنے کی صورت ہی تو رحیم و کریم بندہ نواز ہی غریبونکا
کارساز ہی کہ آسمان پر ابر سیاہ اٹھا اس ابر کو دیکھکر آفتاب و یاقوت کھڑی ہو گئین کہنے لگین جدہ
آتی ہین وہ ابر آکر پھٹا دیکھا ایک ساحرہ بہ صورت مہیب بہ شکل عجیب تخت پر سوار بسبب کبر سنی
سر پر بال ندارد تہمد کھاروے کی باندھے ہوے اسباب سحر کی جھولی بائین ہاتھ پر زمین پر آکے
اتری شاہزادے کو زیر تیغ دیکھکر عشرت کو منع کیا ایک طمانچہ بھی مار دیا کہا او بیحیا کیا کرتا ہی ارے
یہ سال آخر طلسم آفتاب نگار ہی سب کاہن نجومی کہتے ہین کہ یہ طلسم کشاے اصلی ہی اب مذہب ہمارا
بدل جائیگا ساحرون کی تباہی بربادی مسلمانون کی شادی احتیاط مناسب ہی او آفتاب و یاقوت
اندر سرحد طلسم کے قیدی کو لے آئی چاہتی ہی قتل کرے فوراً فتور برپا ہوگا طلسم مین آگ لگ جائیگی یہ
وہ زمانہ ہی کہ دوست دشمن ہون اس ظالم کی شراکت کرین تحفہ جات گھر سے نکلین احتیاط کا وقت ہی
بعد چھ مہینے کے یہ قتل ہوگا کیون ای یاقوت تو اس چھوکری کو کیون ساتھ لائی کس اپنے یہ معرکے
کہان دیکھے یہ کہکے مرجان کو گلے سے لگایا کہا بیٹا کیون مزاج کیسا ہی ارے یاقوت دیکھتی ہی پچکے
جادو اسکا نام ہی بزرگ طلسم سب اسکو بہ بزرگی مانتے ہین گلے مین ایک تختی بھی ڈالے ہوے ہی مثل برق
کے تڑپ رہی ہی یاقوت او آفتاب کو خوب سمجھایا کہا ارے یاقوت یہ بھی تو نے دیکھا کہ چھوکری کا
رنگ روغن کیسا اڑ گیا کیسی پریشان بیٹھی ہی ایسے مقام پر کوئی بلاؤن کو لاتا ہی ایسا نہو دشمنون کا دم نکلجائے
بس اپنے اپنے مکان پر جاؤ اور ای یاقوت علم نجوم خبر دیتا ہی کہ تیرے گھر سے اور تیرے ملک سے
فتور برپا ہوگا تو جاکر شہر کو نظر مردم سے مخفی کر کہ شہر سے کوئی نکلنے نپائے غیر آدمی شہر مین نہ آئے
یاقوت نے کہا ایسا ہی ہوگا آفتاب سے کہا طلسم مین جاؤ ای عشرت جادو قاتل شنقل کو باحتیاط
قید کرو بخوبی حفاظت کرنا کوئی غیر اس باغ مین نہ آنے پائے نہایت تکلف سے حفاظت کرنا
صاف صاف سامری و جمشید لکھ گئے ہین کہ یہ جوان فتاح طلسم آفتاب نگار ہی پوجا پاٹ
کی زیادتی رہے کہ وہ ہفت صورت پر تصویر خداوند ہی اسکا پوجا پاٹ زیادہ ہو بخوبی سبکو سمجھایا
عشرت جادو کشان کشان خسرو کو لایا ایک چبوترے پر بٹھایا ایک گولہ مارا کہ گرد آگ ہو گئی
ہتھکڑیان بیڑیان دہکنے لگین شاہزادے کی بیقراری یاقوت جادو مرجان کو ساتھ لیکر طرف [illegible]

شہر کے چلی آفتاب طرف طلسم آفتاب نگار کے گئی پیکر جادو طرف اپنے قصر کے گئی یاقوت جو
مرجان کو ساتھ لیکر تخت پر بلند ہوئی مرجان پلٹ پلٹ کے شاہزادے کو دیکھتی ہی نہایت پریشان دل
سے کہتی ہی کہ ہائے مرجان کیا تدبیر کروں کہ اس آگ سے شاہزادے کو بچاؤں یہ پروردۂ ناز و نعم پہ
یہ ہجوم رنج و الم دیکھیے انجام کیا ہو جب باغ نظروں سے مخفی ہوا وحشت اور بڑھی پریشان آنکھوں میں
آنسو بھر بھر آتے ہیں دل طرف پروردگار کے رجوع دعائیں مانگتی ہوئی ماں کے ساتھ قلعے میں
آئی اُس قلعے کا قلعۂ یاقوت نگار نام ہی یاقوت نے آتے ہی حکم دیا کوئی شہر سے نہ نکلنے باہر سے
کوئی اندر آنے پائے خود کھڑے ہو کے سحر کیا کہ قلعہ نظر مردم سے غائب ہو گیا گرد غبار اُڑنے لگا یہ
تدبیر کر کے یاقوت اندر آئی یہ تو اپنے مکان میں بیٹھی لیکن مرجان بیتاب بیقرار اپنے مقام پر آئی
ایک کمرے میں بیٹھکر رونے لگی اُس کی وزیرزادی گلپوش اُسنے جو دیکھا کہ ملکہ کمرے میں بیٹھی ہوئی
رو رہی ہیں آ کے بلائیں لیں کہا کیوں واری خیر تو ہی ملکہ نے کہا سر میں خلل ہی نیند اچٹ گیا حال بیان
کریں وزیرزادی نے عرض کی جب سے حضور باغ ویران سے پلٹیں جب سے آپ بے لطف ہو رہی
ہیں نام باغ ویران سنکر اسقدر مرجان روئی کہ ہچکی لگ گئی وزیرزادی نے عرض کی کہ واری اپنے کو
سنبھالیے کنیز تسکین دینے آئی ہی نہ کہ اور غم و الم زیادہ ہو حضور اسقدر بیقرار ہیں کہ کلام کرنیکی طاقت نہیں
اپنے کو روکیے لونڈی سے مفصل حال کہیے کچھ تدبیر بتائیے دل بہلائیے ہر چند کہ لونڈی سمجھ گئی ہی لیکن
بسبب خوف سرکاری کہہ نہیں سکتی ملکہ نے گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا میری اچھی وزیرزادی جو سمجھی ہو بیان
کرو وزیرزادی نے عرض کی حضور فرزند صاحبقران پر مائل ہیں میں نے وہیں دیکھا تھا کہ حضور متغیر ہوئیں
یہ جو وزیرزادی نے کہا ملکہ نے کہا تیرا کہنا صحیح ہی لیکن کیا کروں مجھے اُس شاہزادے کے حال پر رحم
آتا ہی ایسے جلیل کا فرزند اس مصیبت سے وہ چھوٹ جائے دوپہر کامل اس مصیبت میں گذرے کہ
گرداگ بیچ میں وہ ماہ اوج صاحبقرانی جب تخت بلند ہوا تو میں نے پلٹ کے دیکھا تھا کہ چہرہ سرخ
ہو گیا تھا ہتھکڑیاں بیڑیاں دہکنے لگیں یقین ہی پہر دو پہر میں دشمن ہلاک ہو جائینگے یہ صدمہ نہ اٹھایا گیا
تدبیر کروں کیوں اے وزیرزادی کیونکر اُن تک پہونچوں وزیرزادی نے کہا واری ایک تدبیر ہی جو
ہو سکے آپ کی دادی صاحبہ جو بزرگ طلسم ہیں اُنکے گلے میں جو تختی پڑی ہی اگر وہ آپ کے قبضے
میں آئے اور اس شاہزادے تک پہونچے تو رہائی پائیں ملکہ نے گلے میں وزیرزادی کے

ہاتھ ڈالدیے کہا میری اچھی وزیرزادی مجھے سحر سے اڑکے وہان لے چلیگی مین ابھی جاکے لوح محفوظ
لاتی ہون مجھکو لے چل وزیرزادی نے کہا لونڈی لے چلیگی یہ سنتے ہی ملکہ مرجان اٹھین چند کنیزون
سے کہا مجھکو پاس جدہ کے لے چلو مین نے آن کے مقدمہ مین خواب پریشان دیکھا ہی جا کے
اپنی دادی کی خبر لون یہ کہکے تخت پر سوار ہوئین وزیرزادی سے کہا لو تم بھی چلو وزیرزادی کو
بھی لیا تخت اڑتا ہوا چلا پیکر جادو بیٹھی ہوئی ہی ذکر طلسم کشا کا ہو رہا ہی کہ آسمان سے ملکہ مرجان کا تخت
اترکے پہونچا پیکر نے ہاتھ بڑھا دئے پکار کر آواز دی ارے میری مرجان رات کو آنے کا کیا باعث
کہا دادی امان نہین سوتی تھی آپ کے مقدمہ مین خواب پریشان دیکھا ایسی گھبرائی کہ دوڑی
آئی دل کو آرام نہ طاب روح کو راحت ہوئی کہ آپ کو بہ خیر وعافیت دیکھا پیکر نے گود مین
لیکر مرجان کو زانو پر بٹھا لیا پیشانی پر بوسے دیے کہا میری چاہنے والی مجھکو دیکھنے آئی ای بیٹا صاف
صاف کتاب مین لکھا ہی کہ پسر حمزہ چار دن قید نہ رہیگا ہمارے گھر کا کوئی لیجائیگا اسوجہ مین رہائی پائیگا
مرجان نے کہا دادی امان آپ کے گھر مین کون ایسا ہی پیکر نے کہا بیٹا جب خداوند کو منظور ہوتا ہی
تو اپنے ہاتھ پانون دشمنی کرتے ہین ہزار طرح کے مجھکو خیال ہین بیٹا آج کل گھر سے نہ نکلا کر چال فرزندان
حمزہ کے وہ ہین کہ دیکھنے والے مائل ہوتے ہین مرجان نے کہا دادی اور باتین کیجیے پیکر نے
دسترخوان بچھوایا کہا بیٹا مرجان تم بھی دو نوالے کھاو مرجان نے کہا مجھے بھوک نہین کھانا دیکھکر اور
دل بھر آیا جی مین کہتی ہی اس شیر پر آب ودانہ بند مین کیا خاک بیٹھ کر کھاؤن لاکھ لاکھ طرح پیکر نے کہا
مرجان نے قبول نہ کیا پیکر نے کھا کر دسترخوان اٹھوایا شراب پی جب نشہ ہوا کچھ گایا کی ہاتھ مرجان کا
پکڑ لیا کہا ای نور نظر چلو آرام کرو اب زیادہ جاگنا بہتر نہین مرجان ساتھ پیکر کے چھپر کھٹ پر آ کے بیٹھی
پیکر نشے مین ڈوبی ہوئی غافل سو رہی ہی مرجان چپکے سے اٹھی مقراض اپنے پاس سے نکالی ڈورا
لوح کا کاٹ لیا پہلو سے پیکر کے اٹھی آ کے وزیرزادی کو جگایا کہا بی بی اٹھو وزیرزادی نے آنکھ
کھولی دیکھا ملکہ مرجان لوح محفوظ لیے کھڑی ہین وزیرزادی گھبرا کے اٹھی کہا واری بڑا کمال کیا
مجھے اسکا گمان نہ تھا کہ ایسی گستاخی آپ سے ہوگی پیکر پڑی سو رہی ہی آپ لوح لے اڑین صبح کو
جب لوح نہ پائیگی آفت برپا کرے گی اسکا بار سحر کون اٹھائیگا جلدی تخت تیار کیا تخت پر
مرجان نیلم پوش کو سوار کر کے لے بھاگی راہ مین تدبیر ین ہوتی ہوئین کہ عشرت کو کیونکر

تسخیر کرین وزیرزادی نے کہا اسکی تدبیر مین کرونگی وہ مدت سے آپ کے نام پر جان دیتا ہی آپکو دیکھکر
نہال ہوجائیگا میرے پاس انگوٹھی الماس کی ہی اسی کو پیس کرا سے کھلا دیجئے مرجان کاتی ہی صرف
مین بات کرلون اتنا پوچھون کہ اس قید مین آپ پر کیا گذری بس اور کوئی مطلب نہین یہ کہتی ہوئی باغ
ویران مین پہونچی عشرت نے جو دور سے دیکھا اُٹھکے سلام کیا ہاتھ باندھے ہوے سامنے کھڑا
ہی وزیرزادی نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ ای عشرت تم اکثر ہمسے کہا کرتے تھے کہ ملکہ کو راضی کرو آج
ہمارے پھندے مین آگئین اب راضی کرنا تمھارا کام ہی فرش بچھاؤ شراب وکباب لاؤ عشرت جادو
نہال ہوگیا جلدی سے فرش بچھایا گلابیان شراب کی لایا وزیرزادی نے فوراً نگینہ پیسا جام مین ملاکر عشرت
کو دیا کہا ہوا ای عشرت ملکہ تمھین جام عنایت فرماتی ہین عشرت خوش ہوگیا جام لیکر بے اندیشہ انجام
پی گیا جام کو پیتے ہی گھبرایا کہا ای گلپوش دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی گلپوش نے جواب دیا کہ اٹھکر
ٹہلو ہوا لگے شاید نشہ کم ہوجائے یہ کہتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا چار ہی ٹہلون ہاتھ پانوں مین سنسناہٹ
ہوئی لڑکھڑا کر گرا گلپوش وزیرزادی نے نیمچہ کھینچا عشرت کا سر کاٹ لیا عشرت کا مرنا گرد اتش
شاہزادہ کے جو آگ تھی وہ آگ دفع ہوئی ہتھکڑیان بیڑیان کٹ کے گرین خسرو اپنے مقام سے
اُٹھے پاس ملکہ کے آئے ملکہ نے کہا آئیے بیٹھیے آپ کے واسطے یہ مصیبت اُٹھائی کہ عشرت کو مارا
یہ لوح محفوظ لیجیے کوئی ساحر آپ پر ہاتھ نہ ڈال سکے گا سحر کسی کا تاثیر نہ کریگا لوح محفوظ خسرو نے گلے
مین ڈالی وزیرزادی کچھ میوہ توڑ کر لائی دونون شیداے یک دیگر نے بیٹھکر کھایا اختلاط ظاہری ہونے لگے
نرگس نے آنکھین بند کرلین سنبل کی پریشانی کہ عاشق ومعشوق ایک مقام پر بیٹھے ہین بیلا البیلاپن
دکھارہا ہی چنبیلی کے پھولونکی مہک طائرون کی چہکار طاؤس رقصان شبنم چاہتی ہی عاشق ومعشوق پر موتی
نثار کرون اسوقت چمن مین عجب عالم ہی عاشق ومعشوق کے حالات سب دیکھ رہے ہین ہوا مستانہ وار
لڑکھڑاتی ہو مستانی چال چل رہی ہی آہستہ آہستہ چلتی ہی کہ خاک نہ اڑے رخ گل پر گرد بھی نہ پڑے
نیچے جھانک رہے ہین عاشق ومعشوق بیٹھے ہوے مصروف عیش وعشرت ہین ادھر لاشۂ عشرت
ایک جانب پڑا ہی وزیرزادی منہ پھیرے بیٹھی ہی باہین گلون مین دونون محو محبت آپس مین
نازونیاز ہورہے ہین فلک کو رشک آیا کہ عاشق ومعشوق ایک مقام پر بیٹھے ہین وہان بیکر ہوکر
اُٹھی کچھ خیال ہی نہ کیا رفع حاجت کو گئی حوض پر آکے اطمینان سے بیٹھی منہ دھونے لگی اسوقت

خیال آیا کہ لوح محفوظ کیا ہوئی کنیزوں کو بلوایا ایک ایک سے پوچھتی ہے ارے بتلاؤ لوح محفوظ کیا ہوئی
آخر کہاں گئی کنیزیں ہاتھ باندھے کھڑی ہیں کہ واری ہم نہیں جانتے ہم آپ کے پلنگ کے پاس بھی نہیں
آئے ہم نہیں جانتے ہیں دو چار کو جب استفسار ایک سے اُس میں سے کہا واری آپ کی صاحبزادی
ی مرجان نیلم پوش رات ہی کو لیکر رات ہی کو چلی گئیں یہ سُن کر پیکر گھبرائی اُٹھکر بارہ دری میں آئی
کتاب کو دیکھا از روے علم نجوم دریافت ہوا کہ مرجان نیلم پوش لوح لیگئی باغ میں شاہزادے سے
باتیں کر رہی ہے یہ دیکھکر اُسنے دستک دی شیر گوشہ باغ سے ٹہلتا ہوا سامنے آیا پیکر اُس شیر پر سوار ہوئی
بہ قہر و غضب تمام چلی اُسوقت پہونچی کہ ملکہ مرجان گود میں شاہزادے کی بیٹھی ہیں باہیں گلے میں پڑی
ہیں اُسنے وہیں سے نعرہ کیا منم پیکر جادو او گیسو بریدہ دھگڑے کو لیکر بیٹھی ہے کچھ میرا خوف نکیا لوح محفوظ
لے آئی مرجان تو خوف سے کانپنے لگی شاہزادہ تیغہ پکڑ کے اُٹھ للکارا کہ او فاحشہ کیا بکتی ہے
اپنی جان بچا پیکر نے گولہ مارا شاہزادے نے تیغ کی چکائی گولہ پھٹ کر غائب ہوا اب تلوار کھینچکر جا پڑی
ایک ہاتھ تلوار کا مارا خسرو شیر دل نے جھکر اُسی مقام پر کھڑے ہو کے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے
سے ہاتھ نکال کر وار کیا پیکر جادو نے سحر کے زور میں حفاظت ہی نکی بس تلوار اُسکے سر پر پڑی کہ زخم
کاری سر پر آیا کہ سر سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے اپنے کو زمین پر گرا دیا تڑپ کے پیچھے ہٹی آواز
دی او دستی تو اس لائق ہوا کہ ہمارے مقابلہ میں آیا یہ صدقہ مرجان کا ہے او مرجان دیکھ تو تیرے
ساتھ کیا کرتی ہوں شاہزادہ تیغ خون آلود لیکر دوڑا اب پیکر پیچھے ہٹی شاہزادہ چاہتا ہے اس کے پاس
جاؤں مرجان الگ کھڑی ہے جب شاہزادہ دور نکل آیا مرجان سے الگ ہوا پیکر نے جست کی اور
مرجان کے پہونچی مرجان کی کلائی پکڑی ایک جھٹکا مارا کہ او گیسو بریدہ اب کہاں جائیگی تجھکو پہلے سے
ابھی جلا دونگی مرجان نے پکارکر آواز دی ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہے مزار غریبان پر آئیے کا فاتحہ خیر
سے فراموش نہ فرمائیے گا ورنہ قبر میں روح تڑپے گی پشت ہماری زمین سے نہ لگے گی پیکر نے گردن
ملکہ مرجان کی پکڑی لیکر بلند ہوئی شاہزادے نے دیکھا مرجان ٹنگی ہوئی جاتی ہے چہرے پر ہوائیاں
اُڑتی ہوئیں آنکھوں میں حلقے چہرے پر زردی اشک حسرت ٹپک رہے ہیں یہی پکار رہی ہے اس کنیز کو گوشۂ
خاطر سے فراموش نہ فرمائیے گا ہم کو یہ ظالم زندہ نہ چھوڑے گی نہیں معلوم کیا حال کریگی اگر آپ
کے ہاتھ سے دفن و کفن ہوتا تو البتہ مسلمان کہلاتی حسرت و یاس لیکر جاتے ہیں آپ کا نام لیکر بیقرار

ہوے جاتے ہیں کیونکر تسکین ہو یہ کہتے کہتے جب مخفی ہونے لگی تو شاہزادے نے پکار کر کہا ای پیکر جادو
قسم ہی تجھے روح سامری و جمشید کی تیرا مطلب یہی ہی کہ میرے پاس لوح نہ رہے لوح محفوظ لے مگر
اس کشتۂ حسرت و یاس کو چھوڑ دے مرجان نے آواز دی ایسا ارادہ نہ کیجیے کا سرکار کو گرفتار کر لیگی
مجھ میری گرفتاری کا افسوس نہ کیجیے یہ کہتی ہوئی نظروں سے مخفی ہوئی شاہزادہ دیوانہ ہو گیا درختوں سے
سر ٹکراتا ہی کبھی پکارتا ہی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان و ای راحت دہ دل عاشقان ہائے تیرے
کیا گذری میں وقت پر فلک نے تم سے جدا کیا وزیرزادی نے کہا میں جا کر خبر لاؤں صورت بدل کے
چلی پیکر لیے ہوے مرجان کو قلعہ یاقوت نگار میں آئی یاقوت جادو نے بیٹی کو جو اس حال میں دیکھا
گھبرا گئی کہا کیوں ای جدہ اسنے کیا خطا کی کہا ارے یاقوت جادو اسنے غضب کیا لوح محفوظ میرے
گلے سے اتار لیگی کتاب میں میں نے دیکھا تھا کہ یہ تحفہ تیرے پاس سے نکل جائیگا میں حیران تھی
کنیزوں پر گمان تھا یہ نہ سمجھی تھی کہ مار آستین گرگ بغل پیدا ہوگا میں اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئی اگر زمین
پر نہ گرا دیتی تو ایک ہی تلوار میں خاتمہ ہوا تھا الیاس جری بہادر جسنے شنکل کو مارا ساحروں کے سحر
سے ناچار تھا اب اُس کے پاس لوح محفوظ پہونچی ہم لوگوں سے اب برابر مقابلے کریگا اب میں
اسکو سزا دونگی یا اس کو سمجھاؤ کہ توبہ کرے تمام اسکا نے خبر جو کیا وہ کیا کوئی فقرہ دے کے لوح
لینگے یا لشکر کشی کر کے بلوہ کرینگے یاقوت نے مرجان کو پیکر سے لیا تنہائی میں لا کر کہا کیوں بیٹا
یہ کیا کیا ہم سب کے قتل پر کمر باندھی الیاس بدست کہ شنکل ایسے جوان کے یک ضرب شمشیر دو ٹکڑے
کیے اب اُسکو لوح ملگئی بقول جدہ ہم لوگوں سے برابر لڑیگا سحر تاثیر نہ کریگا تو ہم لوگ کیا کرینگے خیر
جو گذرا وہ گذرا دادی کے سامنے توبہ کرو خطا معاف کراؤ یہ سنکر مرجان نے کہا ای مادر مہربان
ہمیں اب آپ سے کیا واسطہ سامری و جمشید پر اب ہے لعنت کی دین خدا سے برحق کا اختیار کیا
بقول شاہزادۂ والا قدر سامری و جمشید انسان تھے آخر حسرت لیکر پردۂ دنیا سے گئے شیاطین
میں ملے ابلیسوں کو سجدہ کیا کرنا بس میں نے اُن پر لعنت کی یہ سنکر یاقوت بہت جھلائی کہا لاؤ اور
سزا دیجیے یہ لو اُلٹا مجھکو سمجھاتی ہی دلیلیں یاد کر کے آئی ہی اب جدہ کو اختیار ہی یاقوت نے پلٹ کے
پیکر سے سب حال بیان کیا کہا وہ مبہوت ہی جو جواب دیتی ہی ہمارے مزاج کے خلاف ہوتا ہی
جی چاہتا ہی اپنی اسکی جان ایک کردوں اب آپ کو اختیار ہی پیکر جادو نے کہا لیجا کر قید کرو

...مین ڈھنڈھورا پٹے صبح کو اسکو آگ پر رکھکے جلادونگی رات بھر میدان خونی کے تیاری ہو صبح کو سب شہر والے آکر جمع ہون کہ مین نے جب اپنی پوتی کے ساتھ یہ کیا تو اور جو کوئی طلسم کشا سے میل کریگا اُسکا اس سے بدتر حال ہوگا اور ہر ایک کو عبرت ہو اگر اسکو سزا نہوئی تو لوگون کو حوصلہ پیدا ہوگا مین یہ نہین چاہتی اب تدبیر معقول چاہیے ساحر اسی فکر مین نکلے ہین کہ جسطرح بنے لوح محفوظ اس کے لائین مین دم بھر مین شادونگی ملکہ مرجان کو ایک قصر مین قید کیا یہ یوسف کنعان مصیبت اُس [illegible] مین بند ہوئی مثل طائر نو گرفتار پھڑکتی تھی کبھی پکارتی تھی نہین معلوم اُس شہریار پر کیا گذری تنہا باغ مین گھبراتے ہونگے اور بلبل کی آواز سُنکر مجھ سوختہ بخت کا نام لیکر چلاتے ہونگے ہمارا پیمانۂ عمر لبریز ہوا گل راہی عدم ہونگے نہین معلوم شہریار کو خبر ہوا یا نہوا اس پھیر کن مین پڑین مبتلا پیکر اُس شب کو اُسی شہر مین رہی محبت مین پوتی کی بیقرار کنیزون کو مصاحبون کو بھیجا کہ جاکر سمجھاؤ عشق سے اُس فتنہ انگیز کے توبہ کرے مین خطا معاف کردون ورنہ صبح کو جلادونگی کلیجے پر چھریان پھرنگی ضبط کرنگی اس ظالم نے ہم سب کو قتل کرانا چاہا کچھ خیال گھر کا نہ کیا کنیزین سمجھاتی ہین وہان سے بے نیل مقصود واپس آتی ہین جواب سخت پاتی ہین قید خانہ مین بہوت بیٹھی ہے جس کنیز نے جاکے سمجھایا جواب نہ پایا دیکھا بیٹھی ہوئی رو رہی ہے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار رہی ہے

نظم

دل مجروح قیس کا صدقہ　　بہر درد دل شکستہ دلان
مرض الفت حبیب رہے　　زندگی بھر یہ غم نصیب رہے
اور کچھ غم نہو بجز غم یار　　داغ حسرت سے لالہ زار ہو دل
دل مین ہو خون آرزو ہر دم　　اشک غم سے کرون وضو ہر دم
بلبلونکا سبق ہو نالۂ دل　　دل غم و رنج و درد کا گھر ہو
سوزش غم سے داغ داغ ہو دل　　خانۂ برق کا چراغ ہو دل
مسکن جلوۂ پری دل ہو　　دل پہ کوہ غم ہراس گرے
ہو جنون زا مرا افسانۂ عشق　　داغ دل ہو چراغ خانۂ عشق
نامرادی ہو میری عین مراد　　صفت بوئے گل رہون برباد
عالم علم عشق بازی ہون　　مفتی علم جان گدازی ہون

یا خدا روح قیس کا صدقہ
بے سوز درون خستہ دلان
تیغ الفت سے ہو جگر افگار
چمن یاس کی بہار ہو دل
وہ گل داغ ہو حوالۂ دل
مسکن عشق فتنہ پرور ہو
زخمی ناز دلبری دل ہو
خرمن جان پہ برق یاس گرے
شادمانی سے دل رہے ناشاد
سرو کی طرح سے رہون آزاد
علم دیوانگی پہ شہرت پائے

درس وحشت کو سیح مجنون نے
کوہ رنج والم کی ہون فرہاد
ننگ کے نام سے بھی عار ہے

کوہ غم وہ اٹھاؤن مین سر پر
روح مجنون کہے مبارک باد
رشک بانگ جرس ہو نالۂ زار

روح فرہاد سے قدم آگے
بے حجابی مرا شعار رہے
وحشیون کی ہون قافلہ سالار

جو کنیز آتی ہی ملکہ کو اس حال زار مین دیکھتی ہی پلٹ جاتی ہی تاب نہین کسی کو مہلت ملی کہ اُس مبہوت عشق سے بات کرے کنیزین ناچار ہو کر پلٹ جاتی ہین اگر کسی نے جبر کرکے کچھ کلام کیا تو اُس دیوانۂ عشق نے یہ جواب دیا کہ صاحب اب اس کوچہ سے میرا نکلنا دشوار ہی دل مبتلائے فراق آتش شعلہ زن کا دل مشتاق مجکو جلا دے خاک کو باد فنا اُڑا دے تو بہت بہتر ہی کنیزین پلٹ آتی ہین کہتی ہین کہ حضور وہ جوش وخروش ہی کہ کبھی ایسا کسی عاشق کا نہین دیکھا خود خواہش کرتی ہین کہ مجھکو جلا دین خاک کو اڑا دین ناگاہ شعلۂ جوالہ ماہ تابان بہ صد عظم وشان داخل تنور مغرب ہوا چنگاریان جو ثوابت وسیارگان کی اُڑ رہی تھین وہ بھی موقوف ہوئین آمد نیر اعظم نے گرمی دکھائی بیکر جادو سوار ہوئی میدان مین آکر پہونچی لاکھون من لکڑیون کا انبار لگا ہی اُن لکڑیون پر ال وغیرہ ڈال رہے ہین تمام خلقت کا میدان مین ہجوم ہر طرف سے لوگ چلے آتے ہین آپس مین چرچے ہین کہ دختر یاقوت مرجان ایسی حسین کو جلا دینے کا ارادہ ہی دیکھیے کیا ہو ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ دیکھیے وہ مہ جبین کیونکر بچے بعض کہتے ہین اُسنے بھی تو غضب کیا نوح محفوظ لیکر طلسم کشا کو دیدی عشرت ایسے ہوشیار جادوگر کو کیونکر قتل کیا بعض کہتے ہین کہ مرجان سحر بھی نہین جانتی ایک کہتا ہی اُسکی آنکھون مین سحر ہی باتون مین سحر ہی نہین معلوم کہ اُس کمبخت کو کیا فقرہ دیا کیا بات سنائی کہ وہ دیوانی ہو گئی جان دینا اُسنے گوارا کی یاقوت بھی مع اسی ہزار جادوگرون کے سوار ہو کے آئی دیشیان کہ جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین وہ پہلو نشین ہین نام پر مرجان کے طعن کرتی ہین کہتی ہین اے مادر مہربان افسوس ہی مرجان کو سحر سکھایا اگر سحر یاد کرتی تو مرتے کو سامری وجمشید کے بچاتی اب قیدخانے سے بلوائیے ہم جا کر اپنی بہن کو سمجھائین بیکر نے اشارہ کیا اُس قیدی کو زندانخانے سے لاؤ کنیزین گئین دیکھا اُسی طرح مرجان بیٹھی ہی کھانا بھی نہین کھایا سودے مین یا د زلف عنبرین خسرو شیر دل کے پریشان آئینۂ رخسار پر حیرانی بکار رہی ہی اے شہریار یہ کنیز اپنی جان آپ پر نثار کرتی ہی میرے خون کا بدلہ ان ساحرون سے لیجیے گا نظم

غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا
سنو تو عرض کرون ماجرا دل کا

کرے اُدھر کو سرایت نہ عارضا دل کا — بہت قریب جگر سے ہے فاصلا دل کا
ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے یا الٰہی خیر — کہین نہ طول پکڑ جائے عارضا دل کا
ٹپک رہا ہی لہو مین مدتون سے پہلو مین — مسیح قابل نشتر ہی آبلا دل کا
نوائے چند سے ہین گوش آشنا جنکے — خوش آئیگا نہ انھین زمزمہ غنا دل کا
دو روزہ زندگی نے جان سے کیا ہی تنگ — مجھے ہلاک کیا اُسنے ہو بُرا دل کا
سبیل عشق کا سالک ہو خضر راہ نہ ڈھونڈ — لگائیگا تجھے ڈھرے پہ رہنما دل کا
بہ رنگ غنچۂ پژمردہ مضمحل ہی غریب — عجیب حال کیا تو نے بیوفا دل کا
بجز خدا نہین کرتا رجوع بندے سے — کیا ہی تجربہ مشکل مین بارہا دل کا
دم اخیر ہی بیچارہ جان بلب ہی آج — معاف کیجیے اب جو کہا سُنا دل کا
وہی ہوا جو لکھا تھا مرے مقدر مین — مجھے نہ یاد سے شکوہ نہ کچھ گلا دل کا
نہ گفتنی ست چگویم چہ شرح حال کنم — نہین ہی قابل اظہار ماجرا دل کا
عیان ہو صورت شاہد جو چشم حق بین سے — کرے بغور جو غافل مشاہدا دل کا
یہی ہی مرشد کامل رہ حقیقت مین — خبر نہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا
مکین ہی ایک ہی دونون مکان واسکے ہین — گرو نہ کعبے سے کم رند مرتبا دل کا

اشعار پڑھ رہی ہی چہرہ غصے سے سرخ آمادۂ مرگ و ضیاے قضا مبتلاے جور و جفا ہر مرتبہ زنجیر ہلاتی ہی خانۂ زنجیر مین غل ہوتا ہی کنیزون نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا واری چلیے آپ کی دادی آپ کو بلاتی ہین مرجان نیلم پوش خوردہ من جھاڑ کے اُٹھی مبہوت بکتی ہوئی کہ ہم تو آگ مین جلائے جائینگے لیکن انشاء اللہ اسی مہینے کے اندر یہ سب ساحر جلائے جائینگے قتل ہونگے میرا خون رنگ لائیگا بالا بالا نہ جائیگا ان ساحرون کو مزا دکھائیگا بیرون قلعہ آکر پہونچی صورت مرجان کی دیکھا ایک ہنگامہ ہوا غیر بھی افسوس کر رہے تھے کف افسوس ملتے تھے ہر ایک کا قول تھا یارو یہ اپنے ہوش مین نہین ہی جوش عشق مین مبہوت دیکھو کیا باتین کہتی ہی پیکر نے باواز بلند کہا کیون ری مرجان اب کیا کہتی ہی یہ سامنے لکڑیون کا انبار ہی اسپر بٹھا کے تجھے جلا دونگی اور تمام اہالی طلسم کو تیرا حال عبرت مآل دکھاؤنگی مرجان نے پکار کے آواز دی او حرام زادی تو نے مجھکو شاہزادے

سے جدا کیا اب اِس جبر کی خواہان ہو میرا خون تیری گردن پر رہا اُس شیر بیشۂ جرأت کو خدا سلامت رکھے طلسم کو شکست کریگا تمھارا خود سب کا قول ہو کہ یہ اصلی طلسم کشا ہی خدا اُسکو سلامت رکھے سطوت و صولت اُسکی بڑھائے طرف باغ ویران کے منھ کرکے آواز دی ای شہریار یہ کنیز بیدستی جان دیتی ہو میرے خون کا بدلا لیجیے گا اس پیکر حرام زادی کو کہ جسنے مجھکو آپ سے جدا کیا فوراً قتل کیجیے گا آپ کو خدا کے سپرد کیا دونون بہنین جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین یا تو پہلو مین یاقوت کے بیٹھی تھین یا تخت سے کودین یہ کہتی ہوئی چلین کہ ہم اپنی بہن کو سمجھا ئینگے محبت نے اُس شیر کی ہم انکار کرائینگے یہ کہتی ہوئی قریب آئین کہا ای حریق آتش اشتیاق وای غریق لجۂ فراق حقیقت مین الیسا عشق مین کوئی بہوت نہ ہوگا تو فخر مجنون و فرہاد ہوئی نل دمن کو بھلا دیا لیکن اب ہمارا کہنا مانو سامنے دادی کے توبہ کرو کہ تمھارے جرم سے در گذرے ہمارا کلیجہ جلتا ہی تمام عالم جمع ہو سب افسوس کر رہے ہین دوست دشمن مین یہی چرچا ہو کہ الیسا عاشق صادق ہماری نگاہ سے نہ گذرا تھا بڑی تمھاری تعریفین کر رہے ہین بس اب صبر کرو دل پر جبر کرو ان باتون کے کہنے سے کیا فائدہ سامنے بزرگ کے سر جھکا دو یہ باتین زبان سے نہ نکالو یہ قول تیرا صادق ہو کہ تو دل و جان سے شیر عاشق ہو بے شک وہ شیر جرأت و شوکت مین بے مثل و بے نظیر ہو کیا عجب ہو کہ طلسم کو فتح کرے لیکن اس طلسم مین بڑی آفتین ہین ہزارون قباحتین ہین خالہ امان صاحب جو بادشاہ طلسم ہین اُن کا سحر مین کون نظیر ہو اگر سحر کرین تو زمین کے طبقے آسمان پر پہونچائین دَورِ انقلاب دکھائین کون اُن سے مقابلہ کر سکتا ہی کون اُنکے سحر کا جواب دیگا جب قلعے سے نکل کر سحر کرینگی آگ برسا دینگی بس اب صبر کرو دادی کے سامنے چل کر سر جھکاؤ صاف صاف کہدو کہ ہمین خسرو شیر دل سے کچھ واسطہ نہین یہ سنکر مرجان نے کہا ای بہن اب مین کیا انکار کرونگی آنکھون کے آگے تصویر خیالی اُس شیر کی پھر رہی ہو جی چاہتا ہو کہ جا کر آگ مین گرون اپنی تو یہ کیفیت ہو نظم

اُس فتنۂ دوران سے بیک جو لڑی آنکھ	دل پھنس گیا آفت مین مصیبت مین پڑی آنکھ
پرتو سے بنا تارِ نگہ سلک گہر صاف	آسکے دُرِ دندان سے کئی دن جو لڑی آنکھ
برسات مین وہ گھر سے جو جا نہین سکتے	تھمتا ہی نہ گر منہ تو لگاتی ہی جھڑی آنکھ
لائیگی کہان سے ترے چہرے کی شرارت	کو دیکھنے کو ہو گئی آہو کی بڑی آنکھ

یہ لخت جگر آتے ہین پیہم دم گریہ　　مژگان کو بنا دیتی ہی پھولون کی چھڑی آنکھ
اس چشم کا نظارہ تو مشکل ہی امانت　　نرگس سے لڑا دیجیے دو چار گھڑی آنکھ

یہ اشعار جو چلا کر مرجان نے پڑھے سننے والے رونے لگے مجمع مین غل بلند ہوا ہر ایک کا قول تھا ایسے عاشقان صادق نگاہ سے نہ گذرے تھے اگر مجنون ہوتا تو اس عشق حقیقت کی داد دیتا فرہاد کو کیا لیاقت دمن و نل اسکے نخل عشق کی کوپل کون اس کو سمجھائے صاف صاف کہتی ہی بے شک اِس کا قتل ہونا غضب ہوگا پیکر نے پھر پکار کے پوچھا کہ بن مرجان کیا کہتی ہو مرجان نے آواز دی او لگاتہ مجھسے کیا پوچھتی ہی جو تیرے مزاج مین آئے وہ کر بس پیکر نے اپنی کنیزون کو اشارہ کیا اسکو لکڑیون پر چڑھا دو کنیزین کشان کشان لیچلین مرجان نے کہا مجھے چھوڑ دو مین آپ ان لکڑیون پر چڑھ جاؤن گی کنیزون نے چھوڑا لکڑیون کو طے کر کے سر پر انبار کے پہونچی ہاتھ اٹھا کے دعائین مانگنے لگی نظم

ای محبت تجھے جنون کی قسم　　قیس کے سر کی نل کھٹو کی قسم　　جان شیرین کوہ کن کے لیے
نالۂ بلبل چمن کے لیے　　دل پروانہ کے لہو کے لیے　　لالۂ باغ آرزو کے لیے
طوق قمری بے نوا کے لیے　　کشش صدق کہربا کے لیے　　ہمراندوہ وامق و عذرا
جان زلیخا کی روح کا صدقا　　پے سوز درون کبک دری　　شاخ دل ہو مری کبھی نہ ہری
جب تلک حسن کی بہار رہے　　عشق پر جی مرا نثار رہے　　وحشت انگیز ہو یہ افسانہ
قیس ہو جائے سنکے دیوانہ　　ضبط غم سے لہو لہو دل ہو　　منقل خون آرزو دل ہو
شیشۂ عقل پر پڑین پتھر　　مثل بو جامہ سے رہون باہر　　اپنے تن کی سب مجھے خبر نہ رہے
ہوش کا سر مین کچھ اثر نہ رہے　　سینہ زخمون سے لالہ زار رہے　　طوق گردن گلے کا ہار رہے
غمگساری مین بھی ملال رہے　　جسکا جی چاہے پائمال کرے　　وحشیون کا سدا ہجوم رہے
میری دیوانگی کی دھوم رہے　　تیغ عریان کرے جگر کا علاج　　سر چڑھون دار کے تو ہو معراج
زخم سے ٹپکے بادۂ انگور　　خاک اڑائے بہت دل رنجور　　خون فشانی کرے یہ دل کا قلق
صاف اُڑ جائے رنگ معدی شفق　　جب کبھی لے وقت مرگ قریب　　ہو زبان پہ مرے جیب جیب
جوش دل دیکھ کے فرہاد　　مرحبا مرحبا خوشا فرہاد　　اسطرح سے اشعار پڑھ کر

آواز دی اولکا تہ حکم دے کر آگ لگا دین پیکر نے حکم دیا ارے آگ لگا دو بولا لیکر کنیزون نے آگ
لگائی اُسوقت حاضرین وقت مین ایک شور غل بلند ہوا گلپوش وزیرزادی بھی یہ معاملہ دیکھ رہی ہے
سر پیٹ لیا کہتی ہے کیا غضب ہوا جا کے شاہزادے سے اطلاع کرون دیکھون وہ کیا تدبیر کرتا ہے
شاہزادہ بت حال اپنا ابتر کریگا جب اسے جوش عشق ہے وہ بھی محبت مین مبہوت ہی یکایک آگ جو لگی
دھوان پیدا ہوکر آسمان پر گیا ملکہ مرجان دھوئین مین چھپ گئی دو تین مرتبہ اُس دھوئین سے آواز
تو آئی پھر نہ ثابت ہوا کہ جل یا بچی کہ اُس کا حال انجام طلسم مین لکھونگا کہ اس حریق شعلہ آتش اشتیاق
وغریق لجۂ فراق پر کیا گذرتی ہے ناظرین پر واضح ہوگا کہ اس مبہوت عشق پر کیا گذری فلک نے کیا گردش
دکھائی کیا سامان ہوا اہل شہر روتے پیٹتے چلے یاقوت دونون بیٹیون کو ساتھ لیئے ہوے سب کی
ہچکیان لگی ہوئین تصویر زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے پیکر جادو جلا کر اپنے مقام پر گئی
یاقوت سے کہگئی خوب ہوشیار رہنا جو کہدیا اس سے غفلت نہ ہو قلعہ نظر مردم سے مخفی رہے
کوئی فتور ہونے پائے غیر کو قلعہ مین آنے کا دخل نہ ملے گلپوش روتی ہوئی بھاگی یہان آکر پہونچی
گلپوش نے پکار کر کہا او ننگ عشق تو زندہ ہے معشوق نے اپنی جان دی مردانہ وار جل گئی تیرے
عشق سے ہاتھ نہ اُٹھایا یہ سُنکر شاہزادہ مثل مرغ نیم بسمل زمین پر گرا تڑپنے لگا پکارتا ہے ای
ثابت قدم کوے الفت ای راز دار سوز محبت یہ کیا ستم ہوا مین نے یہ کیا خبر سُنی ہائے تو نے کیون
نہ انکار کیا یون مردانہ وار جان دی یہ کہکر شاہزادہ ایسا تڑپا کہ بیہوش ہوگیا دیدۂ ظاہری بند ہوے
دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک تخت آسمان سے اترا اسپر ایک بزرگ باریش سفید
عمامہ سر پر پکارتے ہوے ای سرشار بادۂ محبت وای مبہوت وادی مودت اب صبر کر پھر تو اُسکو
پائیگا اب وقت طلسم کشائی ہے کوہ بلا کی سیر کرو کہ بلا سر سے دفع ہو صورت فتاحی پیدا ہو اس تڑپنے
پھڑکنے سے کیا فائدہ مرد مردانہ شیر فرزانہ ہو جرأت پر قدم مارو زیادہ پریشان نہ ہو یہ فرما کر تخت
غائب ہوا آنکھ جو شاہزادے کی کھلی اپنے کو بے تکلف اسی باغ مین پایا گلپوش روتی ہوئی طرف
صحرا کے نکل گئی کہ اُسکا بھی حال تحریر ہوگا لیکن شاہزادہ جو اُٹھا نہایت پریشان آئینہ رخسار پر حیرانی
خواب یاد رہا خیال مین گذرا کسی بزرگ دین نے ہدایت فرمائی اُس ہدایت پر کار بندی چاہیے
شاید اسی سے کچھ مطلب نکلے شاہزادہ روتا ہوا تلاش مین کوہ بلا کی نکلا صحرا صحرا جنگل جنگل مارا مارا

پھر رہا ہی ہر طرف جاتا ہی جہان کوئی شخص ملا کسی ساحر کا سا سنا ہوا اُس سے پوچھا کو ہ بلا کس مقام پر ہی کوئی جواب باصواب اُسکو نہین دیتا اگر جواب دیا تو یہ کہا کہ ای شخص ہمنے کبھی نام بھی کو ہ بلا کا نہین سُنا ایک ہفتہ شاہزادے کو اس پھرنے مین گذرا آٹھوین دن تھکا ہوا پاؤن پر ورم دل پر ہجوم غم والم ایک نخل کے سایہ مین آکر بیٹھا داہنے پر ایک شہر معلوم ہوا بائین پر ایک باغ مگر دروازے پر قفل لگا ہی حیران حیران شاہزادہ دیکھ رہا ہی تردد بڑھتا جاتا ہی کہ یکایک شہر سے کچھ لوگ نکلے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا ایک بادشاہ پیر تاج سر پر حیران و مضطر ایک مرکب تخت کے آگے گھوڑے کے مُنہ پر سہرا بندھا ہوا ہاتھ پاؤن مین مہندی کہ دولھا کا گھوڑا معلوم ہوتا ہی گرد تخت کے مصاحب وزیر مشیر کچھ نوجوان کچھ پیر نوبت نقارے بجتے ہوے طرف اُس باغ کے جاتے ہین شاہزادہ سمجھا برات لیے جاتے ہین دولھا ساتھ نہین قریب اُس باغ کے وہ بادشاہ پہونچا قفل کھولا اندر باغ کے گیا بعد تھوڑے عرصے کے روتا ہوا نکلا پکارتا ہوا ہاے نوجوان ای فرزند تجھ پر یہ مصیبت ہم تجھے اس حال مین دیکھنے کو آئے تھے کہان تک اس حال زار کو دیکھین کیونکر صبر کرین کسطرح دل پر جبر کرین ہاے افسوس وہ ظالم نہین سنتا کاش مجھے موت آجائے بادشاہ جو روتا ہوا نکلا سب ساتھ والے بھی صورت دیکھکر رونے لگے کوئی حال پوچھتا ہی کوئی خاک اڑاتا ہی وزیر امیر سر برہنہ ہوگئے شادی کرتے ہوے گئے تھے روتے پیٹتے پلٹے شاہزادہ حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا ان کو کسی نے لوٹ لیا دولھا کیا قتل ہوگیا دُلھن کو کسی نے چھین لیا جب وہ لوگ قریب ہوپہنچے ایک ایک سے شاہزادہ حال پوچھتا ہی کوئی حال نہین کہتا کئی مرتبہ شاہزادہ بادشاہ سے متوجہ ہوا پکار کر پوچھا کیون ای بادشاہ خیر تو ہی دولھا کیا ہوا ساتھ بھی دولھا کو نہ لیگئے تھے کچھ ہمسے تو حال کہو یا وہ راحت یا یہ مصیبت نوبت نقارے بجاتے ہوے گئے سر پیٹتے ہوے پلٹے ہرچند شاہزادے نے کہا وہ بادشاہ کچھ نہ بولا شدت گریہ سے بیقرار انتہا کا اشک بار شاہزادہ بھی اُنکے پیچھے پیچھے چلا آتا ہی جب اُس شہر مین وہ لوگ پہونچے شاہزادہ بھی اُنکے ساتھ داخل شہر ہوا جب وہ بادشاہ شہر مین آیا دوکاندار پیٹنے لگے بڑھ بڑھ کے پوچھتے ہین کیون حضور کس حال مین دیکھا ہمسے تو بیان کیجیے ہم تو حال سنین بادشاہ کچھ جواب نہین دیتا اگر بولا تو یہ بولا کہ یارو کیا پوچھتے ہو اُسی حال قدیم مین دیکھا کیا تم سے بیان کرون وہی باتین قدیم نہ دوست نہ مونس نہ ندیم وہی مصیبت وہی آفت یہ سُن کر شہر والے اور زیادہ پیٹتے ہین

تمام شہر میں ہنگامہ برپا ہی بہت شاہزادے کو صدمہ گذرتا ہی مگر ان لوگون مین کوئی ساحر نہین معلوم
ہوتا شاہزادہ جب بارگاہ مین آیا دیکھا وہی بادشاہ سر جھکائے تخت پر بیٹھا ہی اور مشیر و وزیر جمع
ہین شاہزادہ ایک دنگل پہ بیٹھ گیا وزیرون نے اُس شہریار کا مُنھ ہاتھ دُھلایا تاج سر پہ پہنایا
مطمئن ہوکر بادشاہ بیٹھا تب شاہزادہ متوجہ ہوا پوچھا ای بادشاہ یہ کیا معرکہ تھا کہ ہنستے ہوے گئے
روتے ہوے آئے اتنے عرصے مین کیا مصیبت پڑی شہر والے بھی روتے ہین تمھارے ساتھ والے
بھی گریان و نالان حیران و پریشان اُس بادشاہ نے کہا ای شیر بیشۂ جرأت ای صاحب شوکت و
لیاقت تو کس وجہ سے ہم سے پوچھتا ہی تیرا نام نامی اسم گرامی کیا ہی گل کس گلستان کے ہو ماہ
کس آسمان کے ہو صورت زیبا پر شوکت و جلالت برس رہی ہی شاہزادے نے کہا مین بیٹا
ہون صاحبقران زمان کا بطن سے ملکہ دردانہ گوہر پوش کے طلسم آفتاب نگار مین اگر
پھنسا ہون تلاش مین کوہ بلا کی نکلا ہون ایک معشوق پری چہرہ کو پیکر جادو نے جلا دیا
ایسی حسین و جمیل کو خاک مین ملا دیا چاہتا ہون طلسم مذکور فتح کرون لڑتا بھڑتا تا بہ آفتاب گر محو
پہونچون یہ سُنکر وہ بادشاہ تعظیم کو اُٹھا قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہریار آپ کے سامنے بیان کرنے
سے شاید کوئی مطلب نکلے آپ فرزند صاحبقران ہین ای شہریار میرا نام لالان شاہ ہی ایک فرزند
پروردگار نے دیا تھا کہ احمر گلگون پوش اُسکا نام تھا جری بہادر صف شکن جسنے اُس سے جنگ کا
ارادہ کیا اُسکے ہاتھ سے زیر ہوا کئی پہلوان اُسنے مارے کئی اپنے مطیع کیے شہر کی رونق بڑھنے لگی میرے
خیال مین آیا کہ اب بیٹے کی شادی کرون سن بلوغ سے گذرا مگر یہ بھی خیال مین آیا کہ اگر کسی بادشاہ کی
بیٹی سے شادی کرونگا فرزند وہان ضرور جائیگا میرے دل کو کیونکر آرام آئیگا آخر دختر وزیر سے شادی
قرار دی جس باغ کو بیرون قلعہ آپنے دیکھا اُس باغ کو ہمیشہ بہار کہتے ہین شہر والون کی شادی اُسی
باغ مین ہوتی ہی میرا فرزند دولھا بنکر اُس باغ مین جاکر اُترا ماہتاب میرا حقیقی بھائی ہی مین نے عرضی
لکھی کہ فرزند کی شادی درپیش ہی آپ بھی اگر شریک ہوجیے اُس مغرور نے جواب لکھا تو میرا خراجگزار دوسرے
یہ کہ غیر ساحر بادولت تیرے یہان شادی مین نہ آئینگے مگر بیٹی کو اپنی ضرور روانہ کرینگے سہیل خونخوار
اُسکا نام ہی تقریب عقد مین کچھ زمانہ باقی تھا کہ سہیل نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ
نرگسی چشم سرو قد خورشید خد عارض رشک قمر سمن بر پری پیکر خرامان خرامان آئی بیٹے کی جو نگاہ اُس کے

جمال جہان آرا پر پڑی دونون آپس مین مائل ہوے وہ تو شرما کر چلی گئی اُسنے سہرا وغیرہ نوچ ڈالا کہا
اب شادی نہ کرونگا یہ خبر ماہتاب کو پہونچی جھلا کر بیٹی کو سامنے بلایا کہا ہر چند کہ تو نے سحر نہین
سیکھا لیکن تیری شادی کسی بڑے ساحر کے ساتھ کرونگا تو اُسپر مائل ہوئی کہ جو ہمارا دست نگر اور
خراج گزار اور بیکار ہی خبردار وہان نہ جانا بیٹا اُسی باغ مین رہنے لگا سامان شادی کو بالکل ترک
کیا آپس مین پیغام ہوسہ اسنے نامہ اُسے لکھا اُسنے جواب لکھا کہ مین بھی تیرے پاس آؤنگی اُس کو محبت
نے اس شیر کی ایسا پریشان کیا کہ صبر نہو سکا بیقرار ہو کر اُسکی ملاقات کو آئی دو چار مرتبہ آمد و رفت ہوئی
پس دراندازون نے خبر پہونچا دی یہ سنکر اُس مغرور نے شرارہ جادو کو بھیجا شرارہ نے آکر آگ
لگائی دونون کو ایک مقام پر گرفتار کیا معشوقہ کو تو نہین معلوم کیا کیا اب شرارہ خود اُسپر عاشق ہی
اس باغ مین ایک درخت سرو ہی اُسمین ایک صندوق لٹکا ہی اُس صندوق مین اُسکو قید کیا روز شبکو
اُس جوان کو لیکر بیٹھتی ہی سوال وصل کرتی ہی اُس دلیر کو آجتک انکار ہی طرح طرح کی بدعتین کرتی ہی
اُس دلیر نے اب تک نہین مانا جب مین نے کئی عرضیان بھائی کو لکھین تب اُسنے حکم دیا کہ مین صرف
ایک مہینہ بعد جاتا ہون ایسی مصیبت مین اُسکو دیکھ آتا ہون وہ صندوق مین قید مثل مردے کے
پڑا ہی یہ باعث گریہ و زاری ہی ہنستے ہوے جاتے ہین روتے ہوے آتے ہین نہ کلام کر سکتے ہین نہ حال
پوچھ سکتے ہین یہ کہکر لالان شاہ بیقرار ہو کر رونے لگا خسرو شیر دل نے کہا ای عم نامدار آپ کے
رونے سے دل ٹکڑے ہوتا ہی ہم جا کر اُس کو رہا کر لائینگے لالان شاہ نے کہا ای شہریار اب رہائی
مین اُسکی دقت ہی پہلے جا کے کوہ بلا کی سیر کیجیے جب وہان سے پلٹ کے آئیے تب اسے رہا کریے
مین نے کاہن اور نجومی جو جمع کیے اُن سب نے حکم لگایا ہی کہ سیار کوہ بلا اُسکو رہا کریگا مین نے اکثر
عقیل فہیم بھیجے جو کوہ بلا مین جاتا ہی وہ پلٹ کر نہین آتا نہین معلوم وہان کیا سحر ہی کہ اُس شہر مین مبہوت
ہو کر رہجاتا ہی یا کوئی اُس شخص کو قتل کرتا ہی کئی جوان مین نے بھیجے کوئی بھی پلٹ کر نہین آیا شاہزادے
نے کہا آخر کوہ بلا کہان ہی مین مدت سے اُسکی تلاش مین ہون لالان شاہ نے کہا بیرون شہر
پانچ کوس پر ایک کوہ فلک شکوہ ہی اُسی کو کوہ بلا کہتے ہین جو گیا وہ پلٹ کے نہین آیا شاہزادے
نے کہا ہم جائینگے ہمارے بزرگان دین نے ہمکو ہدایت کی ہی کوہ بلا کی سیر کرو کہ بلا سر سے دفع
ہو لالان شاہ نے کہا ای شہریار مین آپ کو اُس مقام آفت مین نہ جانے دونگا آپ سے مجھے ایک

محبت ہوئی تاج و تخت لیجیے ہم گوشے مین حجرے کے عبادت پروردگار کرین اب آپ کو ملک و مال
کا اختیار ہی خسرو نے کہا ای لالان شاہ ہم جائینگے باغ ویران سے مین اسی فکر مین نکلا ہون
ایک ہفتہ گذرا کہ تمام صحرا چھان ڈالے آج نام تو کوہ بلا کا سُنا ہم ضرور جائینگے دربار مین وزرا امرا
سب رونے لگے صورت دیکھکر شاہزادے کی کف افسوس ملتے تھے کہتے تھے افسوس کہ یہ سن
و سال اور یہ حُسن و جمال اور یہ ارادہ ہی کہ جس مقام پر اکثر لوگ گئے کچھ اُنکا حال نہ معلوم ہوا کہ کیا گذری
وہان کا آپ ارادہ رکھتے ہین شاہزادے کو دربار مین لالان نے چھوڑا روتا ہوا محل مین آیا ریحانہ
اپنی زوجہ سے سب حال بیان کیا کہا صاحب آج نیا معرکہ گذرا فرزند صاحبقران جوش
پر جوانی اپنے زمانے کا یوسف ثانی میرے بیٹے کا حال سُنکر کہتا ہی کل ضرور برائے رہائی جاؤنگا
تاج و تخت دیتا ہون کیسی مِنّتین خوشامدین کین مگر وہ شیر نہین مانتا فاتحی طلسم پر قدم مارا ہی کچھ تحفہ
بھی اُسکے پاس ہی اُس کے بزرگون نے ہدایت کی ہی بموجب ہدایت کے جانے کا قصد ہی
ریحانہ بانو یہ حال سُنکر بے اختیار رونے لگی کہا ایسے کے ماں باپ پر کیا گذری ہوگی جب یہ شیر
جدا ہوا ہوگا ذرا محل مین بلاؤ مین بھی اُس کو سمجھاؤن شاید مان جائے لالان شاہ نے کنیزون کو
بھیجکر شاہزادے کو اندر بلوایا تمام انیسین جلیسین حُسن و جمال دیکھکر بے اختیار روتی تھین ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ ای یوسف ثانی ہماری ملکہ کا کہنا مانو اس ملک ویران کو آباد کرو تیرے دیکھنے سے ان
دونون کو تسکین ہوگی دونون میان بیوی آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے ہین غیر بھی ان کے
حال کو دیکھکر رو رہے ہین جب ریحانہ بانو اور خسرو کا سامنا ہوا دونون ہاتون سے بلائین لین
کہا ای نور نظر ہم بڑھیا بڈھے کے حال پر رحم کرو جینے سے تم کو دیکھکر جینے کے تسکین ہوگی ورنہ فراق
مین احمر گلگون پوش کے نوبت بجان و کارد باستخوان ہی ہم کو بچا لو مُردون کو زندہ کر دو یہ سُنکر
شاہزادے نے ہاتھ باندھکر کہا ای مادر مہربان میرا حال سننے کے لائق نہین طلسم آفتاب والون
نے وہ وہ ظلم مجھ پر کیا کہ جس کو بیان نہین کر سکتا ایک حسین و جمیل نازنین مہ جبین کو آگ مین جلا دیا اُسکا
خون کیا رنگ نہ لائیگا انشاء اللہ آپکی دعا سے اگر گھس کر آفتاب گر مجھ کو نہ مارا تو نام اپنا فرزند
صاحبقران نہ پایا یا موت ہمکو طرف طلسم کے لیچلی ہی اب آپ بخوشی حکم دیجیے اور دعا کیجیے کہ مین کوہ بلا
سے بخیریت واپس آؤن آپ کے فرزند کو آپ سے ملاؤن آپ زن و شوہر دل شاد ہون

اسطرح بیقرار ہوا خسرو نے بیان کیا کہ ریحانہ بانو رونے لگی محل مین شور وغل گریہ وزاری کا بلند ہوا
سنگدل شاہزادے نے وہ شب وہان بسر کی صبح کو مسلح ہوے فرمایا ای مادر مہربان رخصت دیجیے
ریحانہ بانو روتے روتے بیہوش ہوگئی شاہزادہ باہر آیا ملک لالان شاہ مع چند رفیقون وزیرون
کے ساتھ ہوا شہر والے حال بے مثال خسرو کا دیکھکر روتے تھے بڑھ بڑھ کے سمجھاتے تھے کہ اے
شہریار جانے کا قصد نکیجیے یہ وہ مقام ہی کہ بڑے بڑے پہلوان گئے آپ بالکل یکہ وتنہا ہین شاطری
تو آپکے ساتھ نہین شاطر کا نام سنکر خسرو بیقرار ہوگئے کہا یار عیار طرار ہمارا ہم سے ایسا جدا ہوا
کہ آج تک حال نہ معلوم ہوا ہماری رفاقت سے اُسنے منھ موڑا وہ اب تک ہوتا تو اسکی ہی کوئی
تدبیر بتاتا عقل وفطرت سے معمور عیاری مکاری اسکی ذات سے پیدا ہوتی ہی اُسی کی وجہ سے یہ
دن نصیب ہوا صحرا مین براے شکار لایا سنگدل کی بارگاہ تک پہونچایا اُس ایسا بادشاہ عالیجاہ
بے ہاتھ سے مارا گیا یہ تو مین کیونکر کہون کہ وہ غافل بیٹھا ہوگا اسی جستجو مین ہوگا کہ مجھ تک پہونچے
وہ کسی فطرت سے ضرور آئیگا اُسکی ذات سے ہمین بڑی اُمید ہی ضرور وہ ہم تک آئیگا ساحرون
کو قتل کریگا ایسا حشمت ساحرہ کو مار لینا ہی کیا کیا فقرے دیتا ہی حقیقت مین اگر ایک مرتبہ اُسکا
گذر لشکر اسلام مین ہو تو خواجہ عمرو کے طریقے دیکھ لے اور اپنے باپ سے ملے اُسکا باپ
بڑا نامی گرامی عیار ہی ہوشربا و نور افشان مین کیا کیا نام کئے کیسے کیسے کام کیے یہ کہکے
شاہزادہ یاد مین برق فرنگی کی بیقرار ہوا سمجھانے والون کو جواب دیا آپ لوگ کیا ہمکو سمجھاتے
ہین ہمارے بزرگون کا یہ طریقہ ہی کہ جو مقامات باطل پرستان دیکھے اُنکو مٹایا اپنا سکہ بٹھایا
پردۂ دنیا مین صدہا طلسم فتح کیے ہین زبان سے کہہ چکا اب قول سے پلٹنا مردان عالم کے
طریقے سے خلاف ہی قول مردان جان دارد سخن مردان اعتبار آپ لوگ دیکھین انشاء اللہ
کوہ بلا سے پلٹ کر فرزند لالان شاہ کو رہا کرینگے بزرگون کی ہدایت ہی کوئی نہ کوئی مطلب ضرور
نکلے گا یہ کہکے بیرون قلعہ آئے پانچ کوس طی کرکے اُس صحراے سبزہ زمین پہونچے دیکھا ایک
کوہ فلک شکوہ نہایت شان وشوکت سے دل رفیع ہی کہ سب درے بند گویا بندوبست ہی ایک درہ بیچ مین
مثل پھاٹک کے کھلا ہی وہی جانے کا راستہ ہی شاہزادہ سلاح سلیمانی سے آراستہ لالان شاہ سے بغلگیر
ہوا کہا کہ ای عم نامدار آپ کو خدا کے سپرد کرتے ہین یہین کی قطعہ مین سیر دیکھیے فرصت جانیکی دیجیے

بخوشی فرمایئے کہ بسم اللہ جاؤ اُسوقت لالان شاہ کا جوش گریہ کیا بیان کرون کہ چیخین مار کر روتا
تھا کہتا تھا کہ آج روز جدائی احمر گلگون پوش ہی کون سی ساعت تھی کہ باغ ہمیشہ بہار مین وہ جاکر
رہے ہماری نظرون سے مخفی ہوے آج اُنکی جدائی تازہ ہوئی شاہزادے نے بہت سمجھایا حاضرین
وقت ریگستان شہر ساتھ آئے ہین شاہزادہ اُن سب سے رخصت ہوا سب ہاتھ اُٹھا کر دعائین دیتے
تھے کہ خدا آپ کو وہان مظفر و منصور کرے پریشانی دل سے دور کرے شاہزادہ تیغہ سلیمانی ہاتھ
مین لیے ہوے بسم اللہ کہکے داخل درۂ کوہ ہوا دیکھا انتہا کا اندھیرا ہی شاہزادہ اس اندھیرے
کو طے کرتا ہوا جاتا ہی لیکن لالان شاہ بعد جانے شاہزادے کے مثل فقیرون کے ایسے
کوہ پر فروکش ہوتا ہی کہ ذکر اُسکا تحریر ہوگا شاہزادہ اُس اندھیرے کو طے کرتا ہوا بعد دو تین پہر
کے درۂ کوہ سے باہر نکلا دیکھا صحراے سبزہ زار نواح دلکشا جا بجا چمن بندی پھولون کی گلہاے
رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون ساتھ موزونی کے آراستہ ہین طائران زمزمہ سرا درختون پر چہکار
رہے ہین باغبان قضا و قدر کو پکار رہے ہین ہر مرتبہ یہی چہکار تے ہین کہ ای باغبان قضا و قدر
تو نے چمن دنیا کو کس رنگ سے آراستہ کیا ہی چمنستان کی سیر سے روح کو راحت قلب کو قوت
حاصل ہوتی ہی ہر چمن ہر ایک گلشن گویا جنت نظیر ہی کیا رنگ قدرت کی تحریر ہی جو خط جس مقام پر
نصب کیا ہی زنگار رنگ کی تحریر ہی سبحان اللہ کیا تیری صفت کرین ہر سمت طائر مصروف زمزمہ سرائی
چمنہاے طولانی کی رعنائی زیبائی آمد بہار کے جوش مین تھالے درختون کے سبد گل فروش ہین
ہر سمت ہنگامہ آمد جوش بہار ہی ہر سمت نخل ہاے طولانی میوون سے لدے ہوے چمن
ہرے بھرے شاخین نہال بلبل کا گلشن وصال سامنے ایک چھوٹا سا دریاچہ جوش مار رہا ہی
مچھلیان تڑپ کے بلند ہوتی ہین تشنگان خون کا شام شناوری کر رہے ہین دم محبت حاکم بر و بحر کا
بھر رہے ہین بیچ مین چمنستان کے ایک چبوترہ مدور مثل قرص قمر نہایت تکلف سے آراستہ ہی اُسپر
چینی کے ناندے اُن مین گلہاے سنبل پیچان کو زلف محبوب سے توسل شاہزادہ اِس جوش بہار
کو دیکھکر محظوظ ہو گیا بند قبا کھول دیے سیر مین مصروف ہوا لیکن حیران ہی کہ کس شوقین نے اس صحرا
کو آراستہ کیا کس تکلف سے پیراستہ کیا نہایت انتظام منظور ہوا جسکے دیکھنے سے قلب کو سرور
ہوا دن قلیل باقی ہی طائر درختون پر بسیرا لے رہے ہین بعضے آشیانون مین پہونچے

بعض شاخ گل پر گرد پھولونکے پھر رہے ہین قطرات شبنم برگ ہاے درخت سے ٹپک ٹپک کے پیہم گر رہے ہین شراب شبنم نے مستی کا سامان پھیلایا ہی ہوا لشۂ بادۂ محبت سے ٹکراتی ہی ہر مینا ے شجر سے سر ٹکراتی ہی پھونک پھونک کے قدم رکھتی ہی کہ روے گل پر غبار نہ پڑے شاہزادہ ایک فرسخے مین نخلستان کے اس خیال سے بیٹھا کہ جو اس صحرا کی رعنائی و زیبائی کا بانی ہوا ہی وہ یہان ضرور آئیگا یہ سوچکر درختون کی آڑ مین چھپ کر شاہزادہ بیٹھا تماشہ گل و گلزار کا دیکھنے لگا ہر طرف نگاہ ہی کہ دیکھا دریا مین ایک کشتی مثل ہلال شب اول پیدا ہوئی ماتخین قوم کی بنگالنین لہنگے عمدہ پہنے ہوے چندریان اوڑھے ہوے ڈانڈین سونے چاندی کی ہاتھ مین ایک شامیانہ بادلہ کا مروارید اس کشتی پر استادہ ہین جو مین سنہری ڈوریان کلابتون کی مسند پر ایک نازنین چاردہ سالہ زیب مسند لباس فیروزی زیب جسم زیور پھولون کا جسم گلگون پر آراستہ گل سے عارض کمھلائے ہوے چہرے پر اداسی آنکھین جو رشک نرگس شہلا ہین صاف ظاہر ہی کہ جوہری قضا و قدر نے موتی کوٹ کوٹ کے بھرے ہین اشک ٹپک پڑتے ہین حسن یون بے مثال ابرو رشک ہلال آنکھین غمزدیدۂ غزال عارض ماہ آسمان کمال چپ بیٹھی ہی کلمات حسرت و یاس زبان پر بیقرار و مضطر یہ دیکھتے ہی شاہزادہ اپنے مقام سے اٹھا خیال مین آیا کہ کنارے دریا کے چلین قریب سے کیفیت دیکھین پانون مین زور نہ پایا کہ وہان تک جائین اور کیونکر پہونچین شاہزادہ اسی فرسخے مین بیٹھا رہا اس نازنین کی کشتی کنارے پر آئی کنیزون نے پیڑہ ڈالا وہ مہ جبین اپنے مقام سے اٹھی پیڑے کو خرامان طے کیا بہ سہولت اس راہ کو طے کر رہی ہی خفتگان خاک بیدار ہوتے ہین اپنی بد نصیبی پر روتے ہین مثل نقش قدم دمبدم قدمون سے جدا ہوتے ہین اس حال کو شاہزادہ بہ نگاہ یاس دیکھ رہا ہی وہ نازنین جب آہ کرتی ہی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑتے ہین کہتی ہی ہاے اس قتیل تیغ محبت نے مردانہ وار جان دی ہاے اسکو کیونکر پائین اپنے کو کیونکر اس تک پہونچائین باہم منزل عدم کو طے کرین اس محبوب تک پہونچین اپنا حال زار ظاہر کرین راتین جدائی کی تڑپ تڑپ کے کاٹین نامہ بر بھی نہین جا سکتا خبر بھی کوئی اُنکی نہین لا سکتا کنیزین سمجھاتی ہین واری اب اُنسے ملاقات غیر ممکن مسافران ملک عدم سے ملاقات کیونکر ہو وہ نازنین کہتی ہی جسکی محبت مین اُسنے جان دی اسکو کیونکر دیکھین کیسا معشوق ہی جس پر یون مبتلا ہو کر جان اپنی دی عشق سے ہاتھ نہ اٹھایا اُس

ظالم کو کچھ خبر نہین افسوس مزار غریبان پر جاتا فاتحہ خیر پڑھتا مگر معشوق سنگ دل ہی ایسے کو کیا یاد کرین اپنی بہن کے واسطے فریاد کرین کنیزین بھاتی ہین واری آج کئی دن گذرے ہر وقت آپ کو انھین کی یاد ہی اب اُس یاد کو فراموش کیجیے بیٹھ کر سیر گل و بلبل ملاحظہ فرمائیے دیکھیے بلبل کو گل سے کیا محبت ہی کیا پھول پھول کے پہلوے گل مین بیٹھی ہی زمزمہ سرائی کر رہی ہی کیسی پھولی ہی کیا باد خزان کو بھولی ہی بلسے ملکہ نے کچھ خیال نہ کیا ظاہر مین کہدیا ہوتا لیکن ثابت قدمان کوے محبت ایسے ہی ہوتے ہین کنیزین بھاتی ہوئین برابر اُس چبوترے کے لائین فرش مشجر کنیزون نے بچھایا ہی مسند عمدہ آراستہ اسباب عیش و نشاط مہیا گائین منتظر بیٹھی ہین کہ اشارہ ہو تو ہم گائین ایسی مہ جبین مضطر و بیتاب کو بہلائین ملکہ آن کر مسند پر بیٹھین سیر صحراے چمن و گلشن سے منھ پھیرے ہوے کنیزین تمام جنگل مین پھیل گئین کسی نے جھولا ڈالا تانے اُڑا رہی ہی کوئی مصروف گل چینی کسی کے پاس اسباب خود بینی کوئی اکڑتی پھرتی ہی اپنے حُسن و جمال پر ناز کسی کو نیاز قضاے کار پانچ سات کنیزین ہمراہ ہین ایک نے جھک کر دیکھا ایک کے جنگلی لیکر کہا ہوا دیکھو تارہ زمین پر پڑا ہی ایک نے کہا چاند کا ٹکڑا ہی ایک نے کہا او دیوانی بہ غور دیکھ اپنے زمانہ کا یوسف ثانی ہی ہم سے تو نہین ہو سکتا کہ ایسے جوان کو ستائین ایک نے کہا چلو قریب سے دیکھین ایک جشن بڑھی اُسنے ماتھا کوٹ کر کہا ارے تم سب کو کیا ہوا ہی یہ تو کوئی مرد ابھٹا ہوا ہی ارے سب کو دیکھ رہا ہی مین اسکو درست کیے دیتی ہون یہان کیونکر آیا او شخص اُٹھ بھاگ ورنہ مارا جائے گا شاہزادہ نے نیچے جھکا یا جشن نے بڑھ کر گولہ مارا شاہزادے نے لوح محفوظ کو چمکایا گولہ پلٹ کر گرا جشن نے کہا ارے یہ تو جادوگر ہی میرے سحر کو باطل کیا مین اسے پکڑے لیتی ہون اب کہان جائیگا یہ کہکے بڑھی چاہا کلائی پکڑون شاہزادہ نے جھٹیا پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس زنگن کا اُڑگیا جشن کا گرنا اور جادوگرنیان سحر کرنے لگین شاہزادہ تیغ کھینچ کر اُن سب جادوگرنیون پر جا پڑا تلوار چلنے لگی وہ عورتین بڑھ بڑھ کے سحر کرتی ہین جب شاہزادہ لوح محفوظ چمکاتا ہی سحر اُنکے باطل ہوتے ہین کسی کو ہاتھ تلوار کا مار دیا کسی کے سر پر قبضہ مارا کسی کو اُٹھا کے دے مارا جب پانچ سات جادوگرنیان مرین کنیزین فریاد کرتی ہوئین بھاگین پلٹ پلٹ کے سحر کرتی ہین سحر تاثیر نہیں کرتا جو سحر جس نے کیا وہ اُلٹا پلٹا اُسکے سینے پر پڑا تو ڑ کر پشت کو پار گذر گئی سی جادوگرنیان مر گرگین بھاگ کر قریب چبوترے کے پہونچین پکارتی ہین ای ملکۂ عالم فریاد ہی اس جوان نے کتنی بہنون کو

ہماری مارا اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا لیسے گرد کا موشدا ہوا ہی کہ ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان خوشرو خوشخو شیر بیشۂ جلالت یکہ تاز میدان شوکت تیغ خون آلود ہاتھ مین جادوگرنیون کو مارتا ہوا آتا ہی کیسے کیسے سحر پڑھ پڑھ کے کرتی ہین سحر تاثیر نہین کرتا اُنھین کا سحر اُنھین کو پامال کر رہا ہی لاشے پڑے تڑپ رہے ہین خون کا دریا بہہ رہا ہی یہ شیر بچستی و چالاکی (کرتا ہوا) آتا ہی غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی نیاری بجلیان بھری ہوئین آثار جلالت چہرے سے ہویدا و ظاہر جس کو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے سیکڑون لاشے گرا دیے ملکہ دیکھکر جمال جہان آرا کو مائل ہوئین وشل بید کانپین یقین تھا گرین کاندھے پر کنیز کے ہاتھ رکھ کے اپنے کو سنبھالا پکار کر آواز دی ای شمشیر زن ای صف شکن ان بیچاری غریبون کو کیون قتل کیا یہ سر حاضر ہی اسکو کاٹ لیجیے مین پاس اپنی بہن مرجان نیلم پوش کے پہونچون ہاے ظالم مرجان نے یون مر دلہ نورجان دی اُس چاہنے والے نے خبر بھی نلی یہ سنکر خسرو شیر دل نے ایک آہ کی معشوق کا نام سنکر کلیجہ منھ کو آگیا قلب تھرا گیا پکار کر آواز دی ای شاہزادی والا قدر ای آسمان خوبی کی بدر وہ ننگ عشق مین ہی ہون میرے واسطے اُسنے سب کچھ کیا اپنی جان دی مجھسے کچھ نہو سکا یہ سنکر وہ نازنین یہ کہتی ہوئی دوڑی ارے میری بہن کا معشوق آگیا کلیجہ تھرا گیا یقین ہی لہرا کر گرون جان دیدون یہ کہکے قریب آئی ہاتھ خسرو کا پکڑ لیا کہا ای شہریار ایک ہاتھ مجھکو مار دیجیے کہ مین کشاکش سے مہلت پاؤن خسرو شیر دل نے آواز دی کٹین وہ ہاتھ جو تم پر اُٹھین پھوٹین وہ آنکھین جو تم کو نگاہ بد سے دیکھین آج نقشہ محبوب نظر آیا گویا مرجان کو دیکھا دونون مرجان کا نام لیتے ہوے ایک نے ایک کا ہاتھ پکڑا مرجان کا ذکر ہو رہا ہی ملکہ نے شاہزادے کو مسند پر بٹھایا باتین ہونے لگین دونون فیدا ہے یکدیگر آنکھون سے اشارے کر رہے ہین جانبین مین ترقی محبت ہر بات مین ذکر مرجان کا آتا ہی جب مرجان کا ذکر آیا شاہزادے نے ملکہ کے زانو پر ہاتھ رکھدیا شاہزادے نے نام پوچھا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای شہریار مجھکو فرزانہ فیروزہ پوش کہتے ہین بیٹی ہون آفتاب گرمخو کی ہم اور مرجان ایک مکتب مین پڑھے ساتھ کھیل کے بڑے ہوے سحر کے نام سے اُنھین بھی نفرت رہی ابھی یہ ہی کیفیت رہی سحر نہین سیکھا ساحرونکو دیکھا جو سحر یاد کرنے مین منھ سے وہ بو سے بد آتی ہی کہ اگر پاس اُنکے بیٹھیں یقین ہی دلی ہو جائے اسی وجہ سے سحر کے سیکھنے سے نفرت رہی مین نے جو خبر اُسکے جلالے جانے کی سنی کئی دن تو منھ بیٹھے

پڑی رہی کئی دن کے بعد کنیزون نے اُٹھایا بمشکل اُٹھکر یہان آئی یہ مراد پائی کہ تم سے ملاقات ہوئی یہ کہا اور پشت پر شاہزادے کی ہاتھ رکھدیا کبھی گلے مین ہاتھ پڑ گئے اختلاط ظاہری ہونے لگے کنیزین ہٹ جاتی ہین کبھی مُنھ پھیر لیتی ہین ایک کنیز تہنیت مجرا ہے اُسکا نام ہے جب رات ہوئی گائنین آکر سامنے بیٹھین یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

تیغ کاری کوئی پڑ جائے نظر کے بدلے
کاش ہو جائے شکست آج ظفر کے بدلے

صبح کو یار نے ہمراہ لیا طائر جان
گر گیا ذبح مجھے مرغ سحر کے بدلے

دولت عشق حقیقی نے کیا مستغنی
زردی رُخ مرے ہاتھ آگئی زر کے بدلے

خرمن ہستی عاشق جو جلاتا ہی اُسے
بجلیان کان مین پہنی ہین گہر کے بدلے

جان کنی مین خبر آمد جانان پہونچی
پھر ہوا آج مقام اپنا سفر کے بدلے

رات دن فکر مضامین مین گذرتی ہے قبول
خوب کی بے ہنری ایسے ہنر کے بدلے

اُدھر تو گانے کا ہنگامہ ڈومنی بتاری ہی ہاتھ بڑھا بڑھا کے دامن شاہزادے کا تھام لیتی ہے مچل مچل کے بتاتی ہی جمال شاہزادے کا دیکھکر بسی جاتی ہی شیداے یکدیگر کے آپس مین بوسہ بازی ہو رہی ہی تہنیت نے جو یہ معاملہ دیکھا جلکر جی مین کہتی ہی اس شوخ دیدہ نے عاشق مرجان کو پہلو مین بٹھایا اگر یہ خبر پیکر جادو کو ہوئی انکو بھی مثل مرجان کے جلادیگی ہم لوگون پر بھی غصہ ہوگا اور کہے گی تم لوگون نے نہ سمجھایا ہم لوگ کیا جواب دینگے ایسا نہو سبکو قتل کرے چلکر پیکر سے اطلاع کرون اس بستانی کو اگر وہ سزا دے اس عشق بازی کا مزا چکھادے کیا تحمل ہو سکے بیٹھی ہی حیلہ مرجان کے نام کا مقرر کیا اختلاط ہو رہا ہی یہ سوچ کر اپنے مقام سے اُٹھی کسی کنیز نے پوچھا بوا تہنیت کہان چلین کہا مین براے رفع حاجت جاتی ہون یہ صحبت اس لائق نہین جس مین بیٹھیے یہ کہکے تڑپتی ہوئی چلی اُس صحراے نکل مکان پیکر کا دریافت کرکے پہونچی وقت سحر ہی پیکر بیٹھی ہے کنیزون سے کہہ رہی ہی ارے یہ بھی دریافت کیا کہ باغ ویران سے قاتل شنگل کہان گیا اسکی تلاش واجب و لازم ہی اگر گرفتار ہو تو بہت بہتر اگر اسکے خلاف ہوا تو صاحب اقبال ہے اور شاید کوئی صاحبزادی اُس پر نگاہ ڈالین وہ تو ایسا حسین و جمیل ہے کہ جس کی نگاہ پڑے ضرور عاشق ہو مرجان نے بے وجہ نہین جان دی عشق مین اُسکے بہوت ہو رہی تھی کہ ایک کنیز نے بڑھکر کے

عرض کی درِ دولت پر کنیز ملکہ فرزانہ فیروزہ پوش کی حاضر ہے وہ کچھ عرض کرنا چاہتی ہے پیکر نے کہا اُسکو
بلالو ساحری و جمشید خبر کریں کہ تہنیت سامنے آئی دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا ہاتھ باندھ کے سامنے
کھڑی ہوئی عرض کی ای ملکۂ عالم عجب معرکہ گذرا وہ مفتری قاتل شنگل کو وہ بلا میں پہونچا ہی فرزانہ
نے بڑا اُسکا اعزاز و اکرام کیا ہی پہلو میں لیکر بیٹھیں مرجان کے ذکر میں باتیں ہو رہی ہیں ہر بات میں
مرجان کا ذکر ہی بات بھر اختلاط ظاہری رہے ہیں اور کیا عرض کروں یہ سُنکر پیکر جادو غصے
میں کانپنے لگی کہا ابھی جاکر دونوں کو مارتی ہوں مرجان تو میرے کلیجہ کا ٹکڑا تھی میں نے اُسکو
کس ناز و نعم سے پرورش کیا اُسکو تو میں نے سرمیدان جلایا ملکہ یاقوت کیسی بیٹی کے واسطے
بیقرار ہوگی میں نے کسی کا خیال نہ کیا فوراً اُسکو جلا دیا اس گیسو بریدہ کی قضا آئی ہے جاتے ہی
دونوں کو پھونک دوں گی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی ہزبر آتشیں پر سوار ہوئی پشت پر سو دو سی
کنیزیں ہزبر آتشیں اڑا کر چلی یہاں یہ شیداے یکدیگر ملے جلے بیٹھے خمار شکنی کے واسطے ایک ایک جام
پیا ہی دونوں کو نہ فکر دنیا اور نہ خیال عاقبت مست بیٹھے ہیں کہ آسمان سے آواز آئی او گیسو بریدہ ننگ
خاندان بڑا تو نے غضب کیا کیا حال مرجان نہ سُنا تھا تیری بھی قضا دامن گیر ہوئی ملکہ نے جو آواز
پیکر جادو کی سُنی اور دیکھا مثل شعلۂ جوالہ آتی ہی پشت پر کئی سو کنیزیں ملکہ کو تو غش آنے لگا گھبرا کر
کہا لو صاحب غضب ہوا ہم بھی برائے ملاقات مرجان جا پہنچیں لیکن اتنا خیال رہے کہ مزار غریبان
پر ضرور آئیے گا جب فاتحہ خیر پڑھیے گا روح کو راحت قلب کو قوت ہوگی کیا عجب ہے کہ قبر سے نکل
آؤں قدموں کو نکل کے بوسہ دوں پکار اُٹھوں ای شہریار یہ کنیز برائے قدمبوسی حاضر ہے اُسوقت اگر
میری زبان سے یہ اشعار نکل جائیں تو عجب نہیں نظم

گر معالج مرا وہ عیسی دوران ہوگا — حق میں میرے یہ مرا درد بھی درمان ہوگا
بزم میں وا جو نقاب رخ جانان ہوگا — کوئی بے خود کوئی ششدر کوئی حیران ہوگا
دست فریاد ہر اک قبر سے ہوئیگا بلند — گذرا اُسکا جو سر گور غریبان ہوگا
کوئی غافل بھی ہے شاہ جو کسی نے پوچھا — بدماغی سے وہ یہ کہنے لگے ہان ہوگا

یہ کہکر بہت روئی شاہزادے نے اشک حسرت دامن سے پاک کیے فرمایا ملکہ نہ گھبراؤ یہ کہکے
تیغ کھینچ کے شاہزادہ بہ قہر و غضب تمام اُٹھا نعرہ کیا نعرہ بشنو + منم خسرو شیر دل خوش لقب

منم نور عین امیر عرب ÷ مسخر کن بلک دیوان قاف ÷ بلرزند از خوف دیوان قاف
اگر تیغ کین بر کشم از غلاف ÷ تزلزل فتد در میان مصاف ÷ نعرہ کرکے شاہزادہ جا پڑا ایک
کنیز نے بڑھکر گولہ مارا شاہزادے نے لوح محفوظ کو جنبش دی وہ گولہ پھٹ کر گرا کئی کنیزون نے
سحر کیے سحر انکے باطل ہوے خسرو نے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے پیکر نے جو لاشے کنیزون
کے دیکھے جھلا کر خسرو پر جا پڑی کئی تلوارین لگائین خسرو اُسکو روک رہے ہین تلوارین برس
رہی ہین لیکن کوئی تلوار جسم پر شاہزادے کے نہین پڑتی داہنے بائین گر رہی ہین کوئی سحر تاثیر
نہین کرتا شاہزادے نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار کہکے ہاتھ مارا پیکر نے سپر سحر کو چہرے
کی پناہ کیا تیغ سلیمانی دست زبردست شاہزادہ والا قدر سے سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہان سے
تلوار سر پر آئی تلوار نے کچھ کاٹا دو انگل کا زخم آیا تھا کہ پیکر نے اپنے کو زمین پر گرایا تڑپ کے
بلند ہوئی کنیزون کو آواز دی ارے نکل چلو مرجان اسکو لوح محفوظ دے گئی ہی اسپر سحر تاثیر نہین
کرتا جان بچاؤ اور تدبیر ہو گی جیسے ہی دیکھا شاہزادے نے کہ پیکر کے سر سے خون بہتا ہوا تڑپ
کے بلند ہوئی چاہتی ہی آسمان مین ڈوبون کہ شاہزادے نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر
یازدہ مشتی نکالا چلہ کمان مین پیوست کیا سینۂ پر کینۂ پیکر کا تاکا تیر کو رہا کیا عین سینہ پیکر کے تیر پڑا کہ
مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذر الہرائی ہوئی پیکر زمین پر گری تڑپ تڑپ کے جان دی مرنا پیکر کا کہ اندھیرا ہو گیا
سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام سن پیکر جادو بود کنیزون نے جو یہ آواز سنی سر پیٹتی
ہوئی بھاگین آپسمین کہتی ہوئین ارے کس سے جاکر اطلاع کرین کون ہماری فریاد کو پہونچے اس
ظالم کو سزا دے آخر چند کنیزین طرف قلعہ یاقوت نگار کے چلین کہ چلکر ملکہ یاقوت جادو سے
اطلاع کرین وہ اگر اسکو سزا دیگی کنیزین تو ادھر سے جاتی ہین شاہزادہ کوہ بلا مین ساتھ ملکہ
فرزانہ فیروزہ پوش کے مصروف عیش و نشاط ہی اب حال یہانسے برق ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ
صحرا صحرا مارا مارا پھرتا ہی قضاے کار پھرتا ہوا بعد ہفتے عشرے کے ایک صحرا مین پہونچا ایک طرف
جھیل ہی ایک طرف غبار اُڑ رہا ہی اُس غبار مین کچھ ثابت نہین ہوتا کہ اندر غبار کے کیا ہی کچھ جگنو چمک
رہے ہین برق ثانی حیران کہ یہ کیا مقام ہی علامت سحر تو معلوم ہوتی ہی یہ نہین ثابت ہوتا کہ
سحر کرنے والے نے کیا سحر کیا ہی صحراے وحشت خیز ہی اس سوچ مین ایک نخل کے سایہ

مین بیٹھا غبار کی جانب دیکھ رہا ہو کہ دیکھا ایک عقاب اُس غبار سے نکلا ایک نامہ بندھا ہوا گلے مین
پڑا ہی وہ عقاب غبار سے نکل کر جھیل کی جانب متوجہ ہوا کندے سے باندھ کر جھیل پر اُترا منقار پانی
مین ڈالی پانی پینے لگا برق ثانی نے سر سے گوپھن کھولا پتھر ڈالکر گوپھن مین دیا تاک کر عقاب پر مارا
عقاب کا سر پھٹا برق ثانی نے دیکھا اندھیرا ہو گیا مرنے کی ساحر کے علامت بلند ہوئی آواز آئی
کُشتی مرا نام مین عقاب جادو بود برق ثانی دوڑا اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی دیکھا ایک ساحر
سیاہ فام کا لاشہ پڑا ہی گلے مین نامہ بندھا ہی برق ثانی لاش کو کھینچ کر کنارے لایا نامہ کو جو پڑھا اُمین
طرف سے عنکبوت کے لکھا تھا مسمار جادو کو مضمون یہ تھا کہ اے والد نامدار آجکل قلعۂ یاقوت نگار
مین کسی کو آنے جانیکا حکم نہین ہی عقاب جادو کو روانہ کیا ہی زوجہ کو ہماری ڈولی مین سوار کرکے
فلان جنگل مین رکھدو پھر ہم تدبیر کر لینگے اگر یہ نہ کرو گے تو مین نے زوجہ کو چھوڑا کبھی نام نہ لونگا برق
ثانی نے جو یہ معاملہ دیکھا رنگ و روغن عیاری لگا کر عقاب کی شکل بنا مسمار کا گانون پوچھتا ہوا چلا
گانو مین مسمار کے آیا مسمار کا بس کے بانسون کی چارپائی پر بیٹھا ہوئی کھاٹ کھلا ہوا اسا سیان جمع مین
عقاب نقلی نے آکر سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا داماد کا نامہ دیکھکر خوش ہو گیا نامہ کو لیکر گھر مین گیا خوشی
خوشی زوجہ سے کہا لو صاحب تمھارے داماد نے تمھاری بیٹی کو بلایا ہی بیٹی کو اپنی ساس سے رنج
رہتا تھا وہ بڑھیا بھی مر گئی اب خالی گھر ہی زن و شوہر چین سے رہینگے بڑی تاکید لکھی ہی اگر تم کہو تو عقاب
کو ڈیوڑھی مین اُترنے کی جگہ دون ستو نکالو اب ستو لیکر مسمار باہر آیا کہا اے عقاب
جب تک یہ کھاؤ انکو کھانا کھانا برق ثانی نے کہا ایک بات کا خیال رکھیے گا میرا مزاج اودھر کا
ہی اگر مین اور کہین چلا جاؤن تو آپ ڈولی دلھن کی وعدہ گاہ پر رکھوا دیجیے گا مسمار نے قبول کیا یان
برق ثانی آکر ڈیوڑھی مین اُترے گھر مین مسمار کے ڈھول وغیرہ بجنے لگا برق ثانی بیٹھے سُنا کیے
دوپہر بجے سب گا بجا کے سوئے اب برق ثانی ڈیوڑھی سے نکلے پشت پر مکان کے آ کے کمند مار کر
کوٹھے پر چڑھے دیکھا دلھن پڑی سو رہی ہی بہو لونکا زیور پہنے ہوے چاندی کا زیور موٹے موٹے کڑے
چوڑیان ہاتھ مین جوانی کی نیند مبارک بڑی سو رہی ہی منھ کھلا ہوا بال چہرے پر پریشان سینہ پر اُبھار ابرو کے
خمدار مثل خنجر اصفہانی برق ثانی نے منھ پھیر لیا قریب پلنگ کے آیا دارو سے بیہوشی کنجے مین نکالی برابر
دماغ کے لگا دی وہ عورت یا تو سوتی تھی یا اب بیہوش ہوئی بیہوش ہوتے ہی برق ثانی نے اُسکو

تو کوٹھی مین ڈالدیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر تیار ہوا اُسی عورت کی شکل بنا پلنگ پر آکے سویا
صبح کو آکے مان نے پانوں پکڑ کے جگایا کہا بیٹی اُٹھو پرائے گھر جانا ہی دن چڑھے تک نہ سویا کرو
شوہر نوکری پیشہ جب وہ اُٹھے تمھین جاگتا پائے اب تمھاری ساس بھی مر گئین اکیلے گھر مین جا کر
بیٹھوگی شوہر کو راضی رکھنا برق روتے ہوے اُٹھ بیٹھے کہا ای مادر مہربان کیا بیان کرون جو دل پر
قلق ہی آپ کی جدائی کا بڑا ملال ہی مان نے کہا بی بی عادتین بدلو اور عادتین اختیار کرو اب مین تمھاری
رخصتی کی تدبیر کرتی ہون اُسیوقت شوہر سے کہا آج اسکو ٹھنڈے وقت رخصت کرو رات کے وقت دھوپ
چڑھ آئی تھی آج تک جلتی رہی باپ نے چوپہلا درست کرایا اُسمین دلھن کو سوار کیا کہارون نے اُٹھایا
اُسی جنگل وعدہ گاہ مین لا کر چوپہلا رکھا تھوڑے ہی عرصے مین آسمان پر سناٹا ہوا عنکبوت بشکل طاؤس
آکر پہونچا تڑپ کے گرا پنجہ رسیون مین دیکر ڈولی سمیت لے اُڑا باپ نے پکار کر آواز دی ای عنکبوت
یہ لونڈی خدمت کو دیتا ہون اسکا خیال رکھنا عنکبوت ہون ہون کرتا ہوا ڈولی کو لے اُڑا
قلعہ پر پہونچا ایک محلہ مین مکان ہی اُس مکان مین اتارا ڈولی سے پاندان صندوقچہ اُٹھا کے گھر مین
رکھا کہا صاحب اترو اب مکان مین تنہائی ہی کس سے شرم کروگی مان لے انتقال کیا برق ثانی
گھونگھٹ نکالے ہوے اترے پلنگ پر بیٹھے عنکبوت نے کہا میری نوکری کا وقت ہی مین دوپہر کو آؤنگا
یہ کنجیان حاضر ہین کوٹھریون مین سب اناج وغیرہ رکھا ہی یہ کہکے عنکبوت گیا برق ثانی نے اُٹھکر
دروازے مین کنڈی دی کوٹھریان کھولین سب سامان بھرا ہوا پایا ادہر کی کھچڑی نکال کے چولھے پر
چڑھائی نمک اپنے پاس سے ڈالا کھچڑی نکال کے تخت پر رکھی گھی کی مٹیا قریب رکھدی چٹنی بھی پیس کے
رکھی سب سامان قریب رکھکے آپ پھر اوڑھ لپیٹ کے بیٹھ رہی دوپہر کو عنکبوت نوکری پر سے آیا تھکا
ماندا چولھے مین دیکھا خاک اُڑ رہی ہی بہت پریشان ہوا سوچا کہ شرم کے مارے کچھ نہ پکایا کہا کیون
صاحب کنجیان ہم دے گئے تھے تمنے کچھ نہ پکایا برق ثانی نے دوپٹے سے ہاتھ نکال کے
اشارہ کیا اب عنکبوت نے تخت پر دیکھا سب سامان رکھا ہی خوش ہوگیا صراحی پانی کی بھی
رکھی ہی گھی کی مٹیا قریب چٹنی ایک ظرف مین خوش ہوگیا سوچا کہ گھر والی کی ذات سے بڑا آرام ہوتا
ہی کس سلیقہ سے کھانا رکھا ہی کھچڑی سے خوشبو آتی ہی خوب تنکے کھائی جب کھا چکا پانی پیا پیاس
نہین بجھی ساری صراحی پی گیا پیٹ پھولتے پھولتے منھ کو آیا گھبرا کے کہا ارے صاحب مجھکو اُٹھ کر

پانی پلاؤ میرا پیاس سے دم نکلا جاتا ہی برق ثانی کہتا ہوا اُٹھا ہی کہ میرے شوہر کو کیا ہو گیا ارے
میرے وارث کا عجب حال ہی پھر کہا کہ کنوین کے پاس چلکر تجھو ین پانی بھر کے تمھین نہلاؤن جب
یہ کنوین کے پاس آیا پانی بھرنے کے بہانے سے اُنھین قریب آ کے کنوین مین ڈھکیل دیا عنکبوت
تو تڑپ تڑپ کے کنوین مین مرا اب برق ثانی عنکبوت کی شکل بنکر باہر نکلا راہ مین ساحرون سے بھی
ملاقات ہوئی ساحرون نے پوچھا میان عنکبوت کہان سے آتے ہو آج تمھاری نوکری خاص در دولت
ملکہ یاقوت پر ہی یہ پتہ پاکر برق ثانی در دولت ملکہ یاقوت پر آیا پہرے پر بیٹھا پہرا دینے لگا جمعدار
وغیرہ بیٹھے ہین یکایک سب نے دیکھا کہ عنکبوت جادو کا چہرہ سرخ ہوا بیقرار ہو کر چلانے لگا اور
کہا یا لات و منات مجھے بچاؤ ایسا نہو یہ کالی کالی صورت کے لوگ مجھے کھا جائین یا کوئی اور آفت
برپا کرین یہ کہکے غل مچانے لگا خبر ہوئی کہ عنکبوت کو کیا ہو گیا یاقوت خود سنکر محل سے باہر آئی دیکھا کہ
عنکبوت جادو دیوانہ وار وحشی مثال غل مچا رہا ہی بدن انتہا کا گرم ہی کبھی اُٹھا کبھی گرا ملکہ یاقوت نے
کہا اسکا تو قلب الٹ گیا ہو چوک مین جو شاہی دارالشفا ہی وہان بیجا کے اسکو رکھو حکم دو کہ حکیم اسکا علاج کرے
ملکہ یاقوت تو یہ کہکر چلی گئین ساحر برق ثانی کو کشان کشان اُس مکان مین لائے شہر والون نے
دیکھا کہا اسکو وحشت ہو گئی ہی خلاف کلام کرتا ہی کسی کو دیکھکر مارنے دوڑا کسی کو گالی دی کبھی آسمان کی
طرف دیکھکر پکارتا ہی لو پوے دو ہی خداوند آ گئے سامری جمشید بھی ساتھ ہین آخر کار لا کر اُس مکان
مین برق ثانی کو داخل کیا حکیم نے نبض دیکھی کچھ نسخہ لکھ دیا علاج ہونے لگا کبھی صحت ہوتی ہی کبھی
عارضہ بڑھ جاتا ہی اس طرح علاج ہو رہا ہی کئی مہینے برق ثانی کو اُس جگہ گذر گئے ایک دن برق
نے دیکھا وزیر و امیر و مشیر کپڑے عمدہ پہنے ہوئے بیرون شہر جاتے ہین رئیسان شہر بھی ساتھ ہین
برق ثانی نے پوچھا یہ لوگ کہان جاتے ہین لوگون نے کہا سال بھر کے بعد کوہ زنگار رنگ پر
جشن ہوتا ہی اسکا زمانہ قریب آیا ہی برق ثانی جی مین کہتا ہی کہ چلکر کوہ زنگار رنگ کو دیکھنا چاہیے کہ
وہان تصویر خداوند کیا کرتی ہی وہان کے لوگون سے کہا کہ ملکہ یاقوت سے جا کر عرض کرو کہ عنکبوت
کو کوہ زنگار رنگ پر بھیجے شاید زیارت خداوند سے صحت حاصل ہو لوگون نے جا کر ملکہ یاقوت سے
کہا یاقوت نے کہا بہت ہی مناسب ہی جب ہم چلین نہ ہمارے ساتھ چلے دوپہر کو ملکہ یاقوت
سوار ہوئین کلیم و سلیم سے کہہ گئین تم ہمارے بعد تا وقت پر پہونچنا یہ کہہ کے سوار ہوئین جب قریب

اُس مکان کے آتے ہین حکم دیا کہ عنکبوت کو بھی ساتھ لیلو جادوگرون نے عنکبوت کو ہمراہ لیا ایک
سواری پر سوار کیا اس طرح برق ثانی چلے ایک مقام پر شام ہوگئی ملکہ یاقوت اُتر پڑین اور فرمایا
عنکبوت کو بلاؤ دیکھا آج صحت ہے باتین بھی ہوش کی کرتا ہے پوچھا اے عنکبوت مزاج کیسا ہے کہا
حضور خدمت خداوند مین چلتے ہین جنگل کی ہوا نے دل کو فرحت بخشی شب کو اُسی مقام پر رہے صبح کو
پھر ملکہ یاقوت سوار ہوئین پہرون رہے صحراؤن کو طے کرکے ایک مقام پر پہونچے دیکھا لاکھون
آدمی ہین خیمے بارگاہین استادہ جابجا میلے کے سامان ایک جانب بھنگیرون کی دوکانین مسند لگائے تخت پہ
نازنینان سہ جبین سامنے سنہری حقے اُبر لال پیچے ایک طرف آگ سلگ رہی ہے ایک طرف سے ایک
جوان نے جوانی پھینکی کہا ای ساقن صاحب ترہ سا جان کا پلو دیئے مگر پر دو پرکی ہو کہ جوانون کو نشے
ہون بھنگیرن نے چلم چرس کی جمائی آگ اپنے ہاتھ سے رکھی جوان نے کہا ذرا ساتھ تو لگا دو ساقن
نے ایک دم لگایا جوان خوش ہوگئے سامنے ساقن کے کھڑے ہوکر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

نہ آزاد ہے کے دم مین کھینچ دم چرسون کا رندہ مین | پیارے دم ہی کا تو فرق ہے مردون و زندہ مین
نہ آزاد ہے کے دم مین تو اگر کچھ دم کا لگا ہے | بہشت اک باغ ہے دوزخ بھی اک شرعی دڑکا ہے

ایک جانب مداری تماشا کر رہا ہے ایک جانب مگنتین ناچتی پھرتی ہین اور ڈھول بج رہا ہے عجب رنگ ہے
کہین چہار بیت ہو رہی ہے ایک جانب جوان جوان لوگ چہرے زرد انتہا کے دبلے پتلے لیٹے ہین
انگلیان منھ سے لگی ہین خوانچے روشن دھوئین آ رہے ہین معلوم ہوا چانڈو پینے والے پڑے ہین
ایک پہاڑ نہایت تکلف سے آراستہ اُسپر ایک حجرہ بنا ہے اُسکے دروازے پر گھنٹ واز اور ناقوس بجتا ہے
سیکڑون برہمن تہبری دھوتیان باندھے ہوئے ماتھون پر تلک لگے ہوئے پوتھیون کا جاپ
کر رہے ہین یا سامری کا نعرہ ہے برق ثانی نے یہ سب تماشا دیکھا حیران ہے کہ یہ کیا جال پھیلا ہے
لوگون سے دریافت ہوا اس حجرے مین ایک تصویر سنگ مرمر کی ہے مثل انسان کے وہ تصویر
باتین کرتی ہے تصویر سامری مشہور ہے برق ثانی خاموش ہو رہا رات کو اُسی مقام پر سو رہا صبح
کو ملکہ یاقوت مع وزرا و اُمرا کشتیان جواہرات کی ساتھ لیکر طرف پہاڑ کے چلین پکار کر کہا ندی
کہ عنکبوت کو ساتھ لیلو برق ثانی بھی ساتھ ہے گھاٹیون کو طے کرکے بالائے کوہ پہونچے
دیکھا پوجا پاٹ ہو رہا ہے نذر و نیاز سب چڑھا رہے ہین اندر حجرے کے ایک تصویر پتھر کی

مثل انسان کے باتین کر رہی ہی برق ثانی کا ایک جادوگر ہاتھ پکڑے ہوے ملکہ یاقوت کے ساتھ ساتھ ملکہ جب سامنے حجرے کے پہونچین کشتیان رکھوائین آپ واسطے سجدہ کے جھکین برق ثانی بھی دو انگلیون کی محراب بناکر واسطے سجدے کے جھکا جب سر اُٹھایا تصویر سے آنکھ ملگئی تصویر نے آواز دی او یاقوت جادو کیسی غافل ہی طلسم مین ہنگامہ پڑا ہی تجھکو اپنے گھر کی خبر نہین یہ جو تیرے برابر سنہری کپڑے پہنے کھڑا ہی عیار طلسم کشا ہی اسکو مارے قدرت کو دم دینے آیا ہی یہ کہکر تصویر نے آواز دی ارے اسکو پکڑو برق ثانی نے جو یہ آواز سُنی گھبرا گیا جو جادوگر ہاتھ پکڑے کھڑا تھا اسکو ایک خنجر مارا وہ زلزلہ کھڑا کے گرا اندھیرا ہوا برق ثانی تو کود کر بھاگا اندھیرے مین ساحر ٹٹھکر ڈھونڈنے لگے برق ثانی پہاڑ سے نیچے کود گیا جادوگر ڈھونڈتے رہگیے برق ثانی نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا ساحر ڈھونڈھ کے پلٹے کسی کو نہ پایا دن بھر زیر کوہ ہنگامہ رہا یاقوت پھر دن تک رخصت ہو کر طرف اپنے ملک کے گئی برق ثانی نے غار سے دیکھا زیر کوہ سناٹا ہوا رات کے وقت غار سے باہر نکلا اپنی حماقت پر نادم ہو کر اے برق ثانی اتنے عرصے تک شہر یاقوت نگار مین ہے کوئی کام نہ کیا جس دن جاہتے یاقوت کو پکڑ لیتے مگر قصد نہ کیا آج آن سب سے چوٹے اب اس طرح شہر مین جانا نہایت دشوار ہی جھاڑ پونچھ کے غار سے نکلا کنارے کنارے کوہ کے چلا دور سے دیکھا ایک باغ معلوم ہوتا ہی یہ باغ باغ کنیزان سامری مشہور ہی ہر شخص یہ جانتا ہی اسمین کنیزان خداوند رہتی ہین برق ثانی پشت پر باغ کی آیا کمند ڈالکے دیوار پر چڑھا گوشے سے دیکھا ایک ساحرہ سر چار تخت بہار مسند پر بیٹھی ہی جو اسباب دیر مین بطور نذر چڑھایا گیا تھا وہ یہان جمع ہی وہ ساحرہ کنیزون کو بھی دے رہی ہی برق ثانی حیران کہ یہ اسباب تو دیر مین چڑھایا گیا تھا وہ یہان کیونکر آیا معلوم ہوتا ہی یہی ساحرہ اُس تصویر سے آواز دیتی ہی مگر وہ ساحرہ کنیزون سے یہ کہہ رہی ہی برق ثانی عیار یاقوت جادو کے ساتھ آیا تھا مین نے پہچانا اسطرح تڑپ کے نکل گیا کہ ہزارہا جادوگر تلاش مین گیا کسی نے اسکو نہ پایا یہ بھی برق ثانی نے سنا گوشے مین چھپا بیٹھا رہا محفل مین دورہ شراب کا ہوا ساحرہ جب نشے مین چور ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی چھپر کھٹ پر گئی کنیزین اپنے اپنے مقام پر جاکے سوئین اب برق ثانی اپنے مقام سے اُٹھا تھر تھر کانپتا ہوا دل پر پتھر رکھ لیا قریب پلنگ کے پہونچا کانٹے سے دوشالہ ہٹایا بیہوشی دیکر اُسے بیہوش کیا گود مین اُٹھا کر گوشۂ باغ مین لایا زمین

اپنے ہاتھ سے کھودی اُسکو زندہ درگور کیا اُسی ساحرہ کی شکل بنکر پلنگ پر سویا صبح کو جو اُٹھا نہایت بدمزاج
جس کنیز نے آکے سلام کیا اُسکو خنجر مارا کہا سامنے سے دور ہو ہم تو ابھی سوکے اُٹھے ہین ہمکو سلام
کرتی ہے دوسری نے خوف کے مارے سلام نہ کیا اُسکو یہ کہکر خنجر مارا کہ ہم کو سلام نہین کرتی جب
دس پانچ کو مارا کنیزین ہاتھ باندھ کے سامنے آئین عرض کرنے لگین حضور کو کس بات پر غصہ ہے صاف
صاف ارشاد ہو کیا منظور ہے برق ثانی نے کہا مابدولت دَیر مین جانا چاہتے ہین رستہ یاد نہین ہے
مابدولت دیر مین جائینگے راستہ بتاؤ کنیزون نے عرض کیا سامنے زیر نخل سے نقب ہے اُسمین سے حضور
دیر مین تشریف لیجاتی ہین یہ سنکر برق ثانی خوب ہنسے کہا بس ہمکو یہی منظور تھا اب برق ثانی اُس
نقب مین داخل ہوا دَیر مین سر نکالا تصویر سنگ مرمر کی نصب ہے اُسمین بھی جوف ہے اس جوف مین
برق ثانی داخل ہوا دروازہ دَیر کا کھولا سب برہمن دوڑے کہ آج خلاف وقت کیون دروازہ
کھلا دیکھا قدرت بہ قہر و غضب آواز دے رہے ہین کہ کیون بندگان خاص بالخاص عین جشن مین عیار
طلسم کشا دَیر کے قریب آیا تمنے کیون نہ گرفتار کیا ہے شرط کہ سب کو جلا دون تمام طلسم کو خاک
مین ملا دون برہمن کانپنے لگے جواب دیا یا خداوند خطا ہوئی معاف فرمایئے کہا ایک کام کرو
نامے لیکر شاہان طلسم کے پاس جاؤ کل قدرت کا یہان جشن عالی ہے شراب کے مٹکے جمع کر دو
قدرت اُنپر اپنا نام لکھدین جو ایک جام پیے گا سو برس عمر اُسکی بڑھیگی یہ سنکر برہمن خوشی کرنے لگے
رقعے قدرت کی طرف سے سب بندون کو لکھنے لگے کہ کل آکر سب جمع ہون قدرت اپنا فیض
جاری کرینگے یہ رقعے لیکر برہمن اول قلعہ یاقوت نگار مین پہونچے یاقوت جادو کو رقعہ دیا
یاقوت نے رقعے کو آنکھو سے لگایا دونون بیٹیان سلیم جادو و کلیم جادو سے کہا تیاریان کرو
کل ہم دربار خداوندی مین جائینگے ای نور نظر تم بھی آنا رات بھر تیاریان کین صبح کو روانہ ہوئین برہمنون
نے رقعہ آفتاب گر مخو کو بھی پہونچایا سب جگہ رقعے پہونچ گئے یاقوت بیٹیون سے کہکر روانہ
ہوئی پہلے آکے پہونچی دیکھا دیر کا دروازہ کھلا ہے مٹکے اور گھڑے جمع ہین اُنمین شراب بھری ہے
قدرت چیخ رہے ہین غل مچا رہے ہین کہ بندے ہمارے آئے یاقوت جادو نے آکر سجدہ کیا
برق ثانی نے آواز دی سجدہ ہمکو نہ کرو جب طلسم کشا کو مار ڈالینگے عمر تمھاری بڑھائینگے تب ہم
تم سب سے سجدہ لینگے سب خاموش ہو رہے تھوڑے عرصے مین دیکھا دَیر کا صحن سب بھر گیا

اب تو برق ثانی سمجھا کہ لوگ آ گئے برہمنون سے اشارہ کیا بندون کو چارے شراب پلاؤ برہمنون نے جام بھر بھر کے پلانا شروع کئے کچھ گھڑے منگے زیر کوہ بھی بھیجے دوکانداروں کو بھی شراب ملنے لگی ایک تھوڑے ہی عرصے مین شراب پی کے حرکات ناشائستہ کرنے لگے کوئی ناچتا ہی کوئی گاتا ہی کوئی دوڑا دوڑا پھرتا ہی کوئی منہ کے بل گرتا ہی جمن دیر مین یاقوت بیٹھی ہی اسکی انیسین جلیسین کنیزین سب سامنے جمع ہین برہمنون نے سبکو شراب پلائی تھوڑے عرصے مین پانے والے بیہوش ہوے سب کا بیہوش ہونا کہ برق ثانی تصویر سے نکلا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق ثانی

منم برق ثانی خنجر گزار
همه جا شود الامان الامان
کشم ساحران جهان را بدار
منم پور شاگرد خواجه عمرو
درآیم اگر در صف کافران
زمین کافران بیکند الحذر

کافرون کو قتل کرنے لگا کئی سو جادوگرون کو مارا ہر مرتبہ چاہتا ہی یاقوت کے پاس جاؤن جا کے اسکو قتل کرون راہ مین دو دو جادوگرنیان مل جاتی ہین انکو قتل کر رہا ہی بہت چاہا کہ یاقوت کو قتل کرون مگر ممکن نہوا یاقوت تک نہ پہونچا کنیزون مصاحبون کو مارا قضاے کار کلیم و سلیم بیٹیان یاقوت کی جو چلین راہ مین جادوگرنیون کے مرنے کی آواز کان مین آئی ایک طرف مصاحبان یاقوت کے مرنے کی صدا تھی گھبرا گئین کہ ان کی مصاحبون کو کسنے مارا دونون نے اپنے طاؤس اڑا سکے رسر کوہ زنگار رنگ آ کر لہرا ئین دیکھا ایک عیار طرار کسن نیمچہ ہاتھ مین ساحرون کو قتل کرتا ہی یاقوت کو بھی قتل کیا چاہتا ہی زیر کوہ و بالاے کوہ سب بیہوش پڑے ہین وہین سے دونون نے کواشارہ و مکار غدار خبردار ما در مہربان کو قتل نکرنا ور نہ آتش قہر و غضب مین پھونک دینگے منم کلیم و سلیم برق ثانی نے سر اٹھا کے دیکھا دو جادوگرنیان سر پر لہرا رہی ہین برق ثانی نے چاہا تڑپ سکے بھاگون ان دونون نے سحر کیا برق ثانی کے پانون زمین نے تھامے دونون زمین پر آ گئین باران سحر برسایا سب ہوشیار ہوے یاقوت جو اٹھی دریاے خون جاری دیکھا اپنے مصاحبون کے لاشے دیکھے گھبرا گئی بیٹیون نے سب حال بیان کیا کہ ابر سیاہ آسمان پر پیدا ہوا دیکھا آفتاب گرم تو آ کر پہونچی یہ حال جو دیکھا کہا ارے قدرت کی تو خبر لو اس ظالم نے قدرت کو سلایا جب تو انکے مقام پہ آ باد دیر مین گئی تصویر مین جوف پایا زیر تخت نقب دیکھی باغ مین پہونچی وہان لاشہ قدرت کا پایا کنیزون سے حال پوچھا کنیزون نے کہا ہم نہین جانتے کہ کیا معرکہ گذرا قدرت کو

کیونکہ مارا انھین کی شکل بنکر دیر مین گیا آفتاب نے سبکو ہوشیار کیا اور رخصت ہوئی برق ثانی کو ایک
قفس مین قید کیا کہا بوا یاقوت لیجاؤ اسکو بہت احتیاط سے رکھنا طلسم کشا یہ نہین معلوم کیا گذری
اب کس مقام پر ہی ضرور اُسکی طرف سے فتور برپا ہوگا قدرت کا مارا جانا بھی صورت زوال ہی ہم
تصویر قدرت بنے تھے یہ ساحرہ بھی مذہب اُسنے بگاڑا آفتاب گرچہ بہت جھلائی مذہب کو برا
بھلا کہنے لگی کہا ہن یاقوت اب ہوشیار رہنا اسکی قید بہت اچھی طرح رکھنا دیکھو کوئی فتور نہ آنے
پائے اپنے آقا سے یہ الگ تھا تو اُسنے یہ قیامت برپا کی اگر یہ اُس سے مل جائے تو نہین معلوم کیا
قیامت برپا کرے وہ طلسم کشا صاحب اقبال یہ عیار طرار مکار غدار اگر یہ اُسکے ساتھ ہو تو آفت ہی
یاقوت جادو قیدِ برق کو لیکر شہر مین آئی یہ تو مشہور ہی کہ بیٹی کے غم مین ہی جب مرجان کا ذکر آتا
ہی تو پہرون روتی ہی ایک دن برق ثانی نے یاقوت جادو کو مکدر پایا پوچھا یون ملکۂ عالم کیسا
مزاج ہی یاقوت نے رو رو کے حال بیٹی کا بیان کیا برق ثانی باتون مین بہلانے لگا اس
لطف سے باتین کین کہ یاقوت خوش ہوگئی حیران ہی کہ کوئی مقام ایسا مقرر کرون کہ آٹھ پہر اِس کی
باتین سنا کرون بیٹیون سے کہا تم سلطنت کرو مین بیرون شہر باغ ہی اُسمین جا کر رہون وقتاً فوقتاً
آیا کرونگی بیٹیون کو شہر مین چھوڑ آپ اک باغ مین رہی آٹھ پہر برق ثانی کا گانا سنا کرتی ہی اکثر
قفس سے برق ثانی کو نکال لیتی ہی گانا اُسکا سنا کرتی ہی آٹھ دن گذرے ہین کہ کلیم وسلیم تخت پر بیٹھی ہین
کہ رونے کی صدا بلند ہوئی گھبرا کر کلیم وسلیم نے کہا ارے یہ کون روتا ہی کنیزون نے عرض کی
حضور کنیزان پیکر روتی پیٹتی آئی ہین اسقدر بے تاب وبیقرار ہین کہ کچھ جواب نہین دیتین کلیم وسلیم نے
کہا اندر بلاؤ کنیزان پیکر اندر آئین پوچھا کلیم وسلیم نے ارے کیا ہوا کہ گذرا خون جسم مین بھرا ہوا ہی اسقدر
بیتاب وبیقرار ہو کچھ حال تو بیان کرو معلوم ہوتا ہی نہین لڑائی ہوئی کیا سحر کہ گذرا کنیزون نے سر پیٹ
لیا کہا ای ملکۂ عالم کیا پوچھتی ہو بی فرزندانہ فیروزہ پوش معشوق مرجان پر عاشق ہوئین کوہ بلا
پر اُسکو جگہ دی ہی پہلے آپ کی جدہ کو خبر ہوئی سحر کے زور مین اُسپر جا پڑین اُسنے ہاتھ تلوار کا مار دیا
آپ کی دادی قتل ہوگئین لاشہ کوہ بلا پر پڑا ہی ہم نہ اٹھا سکے آپ سے اطلاع کرنے آئے ہین
یہ سنکر کلیم وسلیم نے ایک عرضی یاقوت کو لکھی حال قتل پیکر لکھا اور یہ لکھا کہ برا ہ سعادتمندی خون
جدہ جاتے ہین مزاج مین آئے تو آپ بھی آئیے ہم تو جاتے ہین یہ عرضی بھیج تیاری کرنے لگین

یاقوت کے پاس اسوقت عرضی پہونچی کہ برق ثانی کا گانا سن رہی ہی برق ثانی خوب تڑپ تڑپ کے
گا رہا ہی تانا بھی جانا ہی یاقوت بہوت ہو رہی ہی عرضی کو تو پڑھ کے ڈالدیا کنیزونسے کہا جاکر اُنہونسے
کہنا مجھین اختیار ہی مین غم مین مرجان کے ہون مجھے کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا مین بھی آؤنگی لیکن
عرضی اسطرح پڑھی کہ برق ثانی نے سب حال سُنا اور زیادہ تکلف سے گانے لگا خوب تڑپ تڑپ
کے گایا جی مین کہتا ہی ای برق ثانی فرزند صاحبقران صاحب اقبال ہی بادشاہ طلسم کی بیٹی
سے عشق ہوا اب سلسلہ معقول ہوا کیا عجب ہی کہ نوح بھی ملے بے شک شاہزادہ ہمارا صاحب
شوکت و لیاقت ہوا مین کیونکر اُس تک پہونچون برق ثانی تو اِس فکر مین ہوا کہ مین کیا تدبیر کرون
یاقوت کو گرفتار کرون پھر سوچا کہ دیکھو وہان کیا انجام ہوتا ہی یہان تو یہ صورت ہی کلیم و سلیم وزیر
جادوگر تیار کرکے طرف کوہ بلا کے چلین یہان خسرو پیکر کو مار کے پہلو مین لی فرزانہ فیروزہ پوش کو
لیئے بیٹھے ہین لیکن جب سے پیکر قتل ہوئی فرزانہ بیقرار ہو کہتی ہی شہریار پیکر بزرگ طلسم بھی سب
ساحر قصد کرینگے اس خیال مین آنکھون سے آنسو جاری دمبدم شاہزادہ سے لپٹ جاتی ہی کہتی ہی
ای شہریار بڑی ساحرہ قتل ہوئی اُسکے مرنے سے طلسم مین ہنگامہ ہوگا اگر خبر پہونچی تو کیا عجب دل آرا آفتاب
بھی آنے کا قصد کرے اگر آفتاب آئی تو بڑی مشکل ہوگی سر اُٹھا کے دیکھتی ہی کنیزین سب بھاگ گئین
کوئی دوست و مونس باقی نہین فقط شاہزادہ ہی اور ملکہ پہلو مین بیٹھی ہی کوئی وزیرزادی انیس جلیس نہین
باقی ہی صرف ملکہ شاہزادہ کے پہلو مین بیٹھی ہین شاہزادہ ہر مرتبہ اشک پاک کرکے فرماتا ہی ملکہ نہ گھبراؤ
پروردگار مالک ہی انشاءاللہ اگر دس لاکھ ساحر آئینگے سب کو جواب دونگا شاہزادہ ہر چند سمجھاتا ہی ملکہ
کی بیقراری نہین موقوف ہوتی دمبدم بیقراری بڑھتی جاتی ہی کہ آسمان پر لکہ ابر اُٹھا ملکہ نے کہا لو صاحب
کوئی آتا ہی ہر چند سحر نہین جانتی مگر علامت سے تو آگاہ ہون کوئی ساحر بڑا آتا ہی یکایک ابر سے آواز آئی
کہ او ننگ خاندان ای ظالم تو تو پہلو مین لیا بیٹھی ہی دیکھ تو تیرا کیا حال ہوتا ہی بزرگ طلسم دادی کو قتل کرایا
لاشہ اسکا یون پڑا ہی کچھ تجھکو فکر نہین اب جو دیکھا کلیم و سلیم دو ہزار جادوگرونسے آگے چلین زمین پر آتے ہی
لاشہ پیکر پر چلے رو مین پکار پکار کر کہتی تھین ہائے جدہ تم کس رنگ مین قتل ہوئین فلک نے کیا سامان دکھایا
ہے تمہارا لاشہ دیکھا مادر مہربان غم مین مرجان کے نہایت بہوت ہین کل مردان طلسم تمہاری لاش پر
آئینگے تو بین کرکے ساحرونسے اشارہ کیا اے تم دو ہزار جو ہمراہ ہو ابھی اکیلا ہی جلوہ کرکے گرفتار کر لو سب

جادوگر لینا لینا کہکے چلے شاہزادہ تلوار کھینچ کر جا پڑا مثل شیر خشمناک لڑنے لگا جسکے ہاتھ مارا اُسکے
دو ٹکڑے کیے سو جادوگر تھوڑے عرصے مین مار کر ڈالدیے ہر مرتبہ شاہزادہ چاہتا ہی ان افسرون کو
بڑھکر قتل کرون کلیم وسلیم سامنے سے ہٹ جاتی ہین دور سے سحر کرکے دیکھا سحر بسبب لوح محفوظ
کام نہین کرتا یا اُلٹا پلٹا یا چھٹ کر اُسی مقام پر گرا کسی ساحر کا کام تمام کیا شاہزادہ شیرانہ ہنگامہ کرتا ہی
اسقدر ساحر ہین گر جاتے پھرتے ہین بعض منھ کے بل زمین پر گرتے ہین بعض کا قول ہی اس شیر سے
کوئی عہدہ برآ نہوگا کیا پشت وپہلو سے آگاہ ہی کسی کا دھوکہ نہین کھاتا کیونکر گرفتار کرین کلیم وسلیم الگ
کھڑی ہوئی یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہین کلیم نے سلیم سے کہا کیون لو اب کیا ہوگا گرفتار ہونا اسکا
دشوار ہی حقیقت مین یکہ تاز میدان جلالت شیر بیشہ جرأت ہی جب تو بزرگان طلسم لکھ گئے ہین کہ یہ شخص
فتاح طلسم آفتاب نگار ہی اگر ایسا دلیر نہوتا تو ایسا مقدمہ سخت وصعب کیون اسکے نام قرار پاتا لیکن
عقل کو دخل دینا چاہیے سلیم نے بھی آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ہوا کیا تدبیر کرین دونون نے
آپس مین کچھ صلاح کی جادوگرون کو آواز دی خبردار کوئی ہاتھ نہ اٹھائے ہمنے بھی شاہزادے کی
اطاعت قبول کی ہم جابجا کتابون مین دیکھ چکے ہین کہ جو اس جوان سے ساتھ برائی کریگا بذلت
مارا جائیگا اور جو اسکی دوستی کرے گا عیش وآرام پائیگا شاہزادے نے دونون کو
گلے سے لگالیا کہا ای کلیم وسلیم ہم تم کو مرتبہ اعلے دینگے تم ملکۂ عالم کی عزیزدار ہو دونون
نے کہا حضور ہماری شرکت سے بڑا مطلب نکلیگا کل ہی پاس آفتاب کے پہونچا دینگے
آپ قتل کرینگے آپ کے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگی یہ کہکر دونون دوڑین اور آکر ملکہ فرزانہ
کے قدمون سے پٹ گئین کہا حضور ہم آپ کی لونڈیان ہین ملکہ فرزانہ فیروزہ پوش رونے لگین
کہا بہن تمنے بڑا احسان کیا میرے وارث کی خیروخوبی ہو کہا حضور کل ہی ہم آفتاب گر مجو کو
قتل کرادینگے آپ سب جادوگرون کو لیکر اسی صحرا مین ٹھہرین کہا ای شہریار یہان سے قریب
ایک باغ ہی شب کو چلکر اُسی مقام پر رہینگے صبح کو آپ کو قلعہ آفتاب نگار مین پہونچا دینگے
قلعے کے اندر ہی جلوہ کیجیے کہ آفتاب بھی دنگ ہو فوراً اُس کو قتل کیجیے طلسم یون ہی
پڑا رہجائے جب بادشاہ مارا گیا پھر کسی کی اتنی مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کرے سب آپ کی
اطاعت بدل وجان کرینگے آپ کا نصیب حق ہی یہ کہکر شاہزادہ اور ملکہ کو لیکر ایک باغ مین آئین

بارہ دری میں فرش بچھایا چھپر کھٹ آراستہ کیا آپ مثل کنیزون کے خدمت کرنے لگین پہر رات تک
خدمت گزاری مین رہین پہر رات گئے عرض کی حضور آرام فرمائین کنیزین براے حفاظت موجود ہین کیا
مجال ہی کہ کوئی دشمن آسکے شاہزادہ و ملکہ فرزانہ چھپر کھٹ پر آئے دونون نے باہم آرام کیا فقط
خوابیدہ بیدار ہوا یعنے کلیم و سلیم قریب چھپر کھٹ کے آئین لوح گلے مین شاہزادے کے پڑی ہوئی سلیم
نے فوراً مقراض جھولی سے نکالی ڈورا لوح کا کاٹ لیا لوح تو جھولی مین رکھی پکار کر آواز دی اوبرباد کن
خانمان ساحران عالم آنکھ تو کھول دیکھ تو کیا ہوا شاہزادہ اٹھا دیکھا دونون جادوگرنیان سر پر کھڑی ہین
گرد کنیزین چاؤن چاؤن کر رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہی اسکی مشکین باندھو لوح محفوظ کا بڑا گھمنڈ تھا
لوح لے لی شاہزادہ یہ باتین سنکر اٹھا قصد کیا تلوار کھینچون کلیم و سلیم نے سحر کیا تلوار ہاتھ سے شاہزادے کے
گری زمین پر گرا کے گرا شاہزادے کو گرفتار کیا ملکہ فرزانہ نے آنکھ کھول کر یہ معرکہ دیکھا شاہزادے کے
ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان مجبور و ناچار کھڑا ہی گرد کنیزین گھیرے ہوے ہین پکار کر آواز دی بوا
کلیم و سلیم یہ تمنے کیا کیا دونون نے کہا یہ معاوضہ خون بیکر جادو کا تنے بڑے بزرگ کو قتل کر ڈالا ہاے
افسوس نہ آیا یہ کہکے ملکہ کو بھی گرفتار کیا رات بھر اُسی باغ مین رہین صبح کو تخت پر سوار کیا لیکر طرف شہر
یاقوت نگار کے چلین چار سو جادوگر ساتھ ہین بڑی دھوم دھام سے جاتی ہین شہر یاقوت نگار
مین آکر ٹہرین ایک عرضی یاقوت کو لکھی کہ آپ کی کنیزین گئین جا کے طلسم کشا کو گرفتار کر لائین اب کیا
حکم ہوتا ہی یا تو یہان تشریف لائیے یا ہمکو اپنے پاس بُلا لیجئے کنیز عرضی لیکر چلی یاقوت گانا سننے مین غرق
ہی برق ثانی بیٹھا چل بہا ہی غزلین ٹھمریان سُنا رہا ہی یاقوت بہوت خوش بیٹھی ہی قفس سے برق ثانی کو
نکال لیا برق ثانی نے بھی دم دیا کہ آپ ایسی قدردان مجھے کہان ملیگی عمر بھر خدمت مین رہونگا مین نے
طلسم کشا کو چھوڑا مسلمانون کی محبت سے متنفر ہوا مذہب سامری و جمشید مجھکو تعلیم کیجیے مین چاہتا ہون
لات پرست بنون میری عقل مین آگیا کہ ایسے دوسی کو چھوڑ کر ایک خدا کی پرستش کرنا یہ مسلمانون کا کام
ہی آپ کی صحبت مین رہا تو زنگ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا یاقوت کہتی ہی اے برق ثانی ہمارے
ساتھ دغا نہ کرنا برق ثانی ہنس ہنس کے کہتے ہین اے حضور مین آپ ایسی قدردان کہان پاؤنگا کنیز کلیم و
سلیم نے آکر نامہ دیا یاقوت نے پڑھا کہا اے برق ثانی سُنا تمنے خسرو شیر دل گرفتار ہوے ملکہ
فرزانہ بھی پھنسین جسوقت بادشاہ طلسم سُنیگی کہ میری بیٹی طلسم کشا پر مائل ہوئی کیا آفت برپا کریگی اب طلسم کشا

کو قتل کرنا چاہیے برق ثانی نے کہا حضور جلد قتل کیجیے فساد کا طلسم مین رہنا اچھا نہین آپکی بیٹیون نے
بڑا کام کیا یہ ظالم قتل ہوجائے تو میرے دلکو آرام آئے آپ جشن کیجیے اُس جشن مین مین لات و
منات کو سجدہ کرون تمام اہالی طلسم جان جائین کہ برق ثانی لات و منات پرست ہوا حال
سب پر کھلا یاقوت نے کہا اب طلسم کشا کو یہان بلوائین یا شہر مین چلین برق ثانی نے کہا حضور
وہان چلکے کیا کیجیے گا یہان بلوا لیجیے رات بھر چوکی پہرا دیجیے سویرے مجھکو حکم ہو مین اپنے ہاتھ سے
خسرو کو قتل کرون یہ بھی سنا دون کہ اب ہم یاقوت کے تابعدار ہوے تمنے ہماری کیا قدر کی اس
رات کو بڑی حفاظت کرنا چاہیے سویرے عاشق و معشوق قتل ہون یاقوت بانو نسے برق ثانی کی
خوش ہوگئی کہتی ہے ای برق ثانی تجھ ایسا رفیق ملا طلسم کشا قتل ہوا جہان بانیان طلسم نے یہ لکھا ہے کہ
خسرو طلسم کشا ہے یہ بھی لکھ گئے ہین کہ اگر خسرو شیر دل کو قتل کیا تو پھر ہزار سال تک اس طلسم کو
زوال نہین اب عمر بھر چین کرینگے برق ثانی ہنس ہنسکے باتین بنا رہا ہے کہتا ہے ای ملکہ یاقوت آپ
کے اقبال کی قسم کھانا چاہیے آپ کی بیٹیون نے کیا کمال کیا طلسم کشا کو کیونکر دم دیا لوح محفوظ کو
چھین لیا کیونکر لوح لی کیا فقرہ دیا کہ قید کر لیا جواب عرضی کا لکھیے کہ قید طلسم کشا و معشوقہ طلسم کشا
یہان لیکر آؤ لیکن خبردار ساحر ساتھ رہین عمدہ لوگ جو معتبر قدیم ہین وہی ساتھ رہین اور کوئی دراندار
ساتھ نہ ہو رات بھر یہان حفاظت کرین صبح کو قتل پر کمر باندھین یہ جواب کنیز کو لکھکر دیا یہان دربار
مین کلیم و سلیم بیٹھی ہین دونون قیدی سامنے زنجیرون مین جکڑے ہوے بیٹھے ہین کلیم و سلیم کہہ رہی
ہین کیون ای طلسم کشا اگر ہم یہ دھوکا نہ دیتے تو تم کیونکر گرفتار ہوتے کیون بی فرزانہ پیکر کے قتل کا
تمکو کچھ افسوس نہ ہوا بزرگ طلسم سب کی حاکم ساحرہ اس بلا کی وہ یون قتل ہو جائے اگر ساحرون سے
لڑائی پڑتی دو لاکھ ساحر ایک طرف ہوتے پیکر ایک جانب ہوتی تو ان دو لاکھ کو مٹاتی اس طلسم مین
کوئی اُسکا ہمنبرد نہ تھا یقین تھا کہ جسدن لڑائی پڑیگی ایک سحر مین لاکھون کو مٹا دیگی کون اُس سے
مقابلہ کر سکیگا وہ یون چپکے چپکے قتل ہوئی آفتاب گرم خو آج تک سوگ مین ہے خسرو نے جواب دیا
او مکارو کیا بیہودہ بکتی ہو ہم صاف باطن ہین نیک و بد کا حال سمائے ہے دل صاف و شفاف آئینہ ہے
جو تو نے کہا ہمنے قبول کیا ہم کیا جانتے تھے کہ مکر در پیش ہے اب کیا پس و پیش ہے قید سے چھوٹینگے
طلسم آفتاب نگار کو لوٹینگے کلیم و سلیم کہتی ہین ای فرزند صاحبقران اب رہائی ناممکن قتل کے امیدوار

رہو یہ رات درمیان مین ہی صبح سامنا قتل کا ہی کہ کنیز جواب لیکر آئی کلیم وسلیم نے جواب پڑھا ساتھ والون سے کہا سوجا دوگر معتبر جن ہو ماد مہربان کو ایسا مرجان کا غم ہی کہ سلطنت ترک کی باغ مین سکونت اختیار کی قتل طلسم کشا کو بھی یہان نہ آئینگی وہین ہمکو بلایا ہی یہ کہکر دونون نے اٹھین خسرو شیر دل و ملکہ فرزانہ کو مسلسل و مطوق ایک تخت پر سوار کیا کلیم وسلیم پائہ تخت پر ہاتھ رکھے پشت پر سوجا دوگر طرف باغ چلے یہان برق نے یاقوت کو بیہوش کیا اپنی صورت بنا کر قفس مین بند کیا آپ اسکی شکل بنکر بیٹھا کنیزونکو کہا کہ تم دروازے پر ٹھہرو صرف دونون بیٹیان اندر آئین اور دونون قیدیونکو لائین کہ دونون مع سوجا دوگر دروازۂ باغ پر پہونچین دیکھا کنیزین پہرے پر کھڑی ہین پکار کر آواز دی ای ملکہ سلیم وکلیم آگئے نہ پیشن الملکہ عالم کا حکم نہین ہی ارشاد فرمایا ہی کہ دونون بیٹیان قیدیونکو لیکر اندر آئین کلیم وسلیم رکین قیدیون کو لیا اندر باغ کے دونون آئین روشنی باغ مین ہو رہی ہی اور یاقوت جادو مسند پر بیٹھی ہی داغ پر نگاہ ہی کہ کلیم وسلیم قید لئے ہوے خسرو کی آکر پہونچین یاقوت نے اٹھکر بیٹیونکو گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزندو بڑا کام کیا اس ظالم کو تمنے پکڑ لیا بی مرجان طلسم کشا بنا گئین لوح محفوظ دیدی ملکہ نے کہا لاؤ لوح محفوظ مجھے دو کلیم وسلیم نے دیکھا برق ثانی قفس مین بند سر ڈالے پڑا ہی کہا کیون مادر مہربان عیار کو بھی قتل کیجیے گا یاقوت نے کہا ای نور نظر یہ بڑا عمدہ رفیق ہی مسلمانون سے بیزار مذہب لات ومنات کا خواہان اسکو لات پرست کرینگے ہمارے پاس رہیگا اب مین ہمیشہ اسی باغ مین رہون گی سلطنت تمکو مبارک ہو ای نور نظر مینے مرجان کے بعد سلطنت سے ہاتھ اٹھایا ایک جشن کرین خوشی قتل طلسم کشا کا اسی جشن مین برق ثانی لات ومنات پرست ہوگا ہمین خوب خیال ہی یہ کہہ کے کنیزونسے کہا باہر جاؤ ہم او بیٹیان طلسم کشا کی حفاظت کرینگی رات بھر جاگین ایسا نہ ہو رات کو کوئی فتور پڑے کوئی معین ومددگار پیدا ہو شب قتل طلسم کشا ہی ہزار طرح کا انتظام چاہیے ای نور نظر اگر مین کوئی خلاف حرکت کرون تو مجھے بھی قتل کرنا تم سے کوئی حرکت خلاف ہوگی تو مین تمکو بھی قید کرونگی رات بھر کے لیے زبان مین سوزن دونگی صبح کو بعد قتل طلسم کشا چھوڑ دونگی دونون نے عرض کی آپ مالک ہین جو مناسب ہو وہ کیجیے دونون قیدیونکو ستون سے باندھو دو قیدیون کو ستون سے باندھا و رد ونون بیٹیون کو دو تلوارین دین لوح محفوظ تو پہلے ہی اپنے پاس رکھلی کہا تم حفاظت کرو مین پلنگ پہ بیٹھی دیکھ رہی ہون یکایک بیٹھے بیٹھے کہا چار کنیزین باہر سے بلاؤ سلیم گئی چار کنیزین باہر سے بلا لائی ان

کنیزون سے کہا تم بھی حفاظت کے لیے بیٹھو آپ چارپائی پر بیٹھی پیچھے کھینچکر اپنے آگے رکھ لیا اسباب سحر
رکھا ہوا چپکے چپکے اسماے سحر پڑھنے لگی یکایک دو پہر رات گئے آواز دی اری کلیم مین نے تیری حرکت
دیکھی ہاتھ کیسا ہلاتی تھی ادھر میرے پاس آؤ کلیم تھرائی ہوئی سامنے آئی جیسے کلیم سامنے آئی کہا
بیٹا مین نے تمھاری حرکت دیکھی تمنے طلسم کشا سے کیا اشارہ کیا مین نے دیکھ لیا کلیم نے کہا اے
مادر مہربان مین تو خاموش بیٹھی رہی مین نے تو ہاتھ پاؤن بھی نہین ہلایا یاقوت نے کہا مین یہ کچھ
نہین جانتی میرے دل مین شک آیا مین اب تمکو گرفتار کرونگی اگر گرفتاری نہ قبول کرو تو مجھسے مقابلہ کرو کلیم
نے کہا اے مادر مہربان میری مجال ہے کہ مین آپ سے مقابلہ کرون کہا تو زبان نکالو دو پہر کی تکلیف ہے
پھر صبح کو بعد قتل طلسم کشا کے رہا کر دونگی نہین تو مقابلہ ہو جائے کلیم نے سر جھکا لیا کہا میری کیا مجال
ہے کہ آپ سے مقابلہ کرون یہ کہکے زبان نکالی یاقوت نے کلیم کی زبان مین سوزن دی ستون سے
مروڑ کر مشکین باندھین سلیم تھرتھر کانپ رہی ہے جی مین کہتی ہے ہمشیرہ سے کیا خطا ہوئی کہ جو مادر مہربان
نے قید کیا میرے نزدیک تو خطا تھی یا مادر مہربان نے دیکھا ہوگا پرانی جادوگرنی ہے کوئی تو بات
دیکھی سلیم سر جھکائے بیٹھی ہے سر نہین اٹھاتی اسواسطے کہ مین طرف طلسم کشا کے دیکھون کوئی خطا
نکل آئے اس سوچ مین بیٹھی ہے یہان یاقوت چارون کنیزون سے بولی اری تم سوتی ہو ہوشیار ہوکے
بیٹھو نہین بہانے سے نکل جاؤ کنیزون نے عرض کی جب حضور نے بیٹی کو قید کر لیا تو ہماری کیا حقیقت ہے کہا
اپنی اپنی زبانون مین سوزن دو مین نے تم چارون کے قاعدے دیکھے یا مجھسے مقابلہ کرو کنیزون
نے کہا ہماری کیا مجال ہے جو حکم ہو بجا لاوین یاقوت نے کہا زبان مین سوزن دینگے اپنی اپنی زبانین
نکالو کنیزون نے زبانین نکالدین یاقوت نے چارونکی زبان مین سوزن دی انکی بھی مشکین باندھکر
ستون سے باندھا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کیون سلیم ہمنے تمھارے حرکات دیکھے میرے
پاس آؤ اری تو نے بھی ہاتھ ہلایا یہ کیا اشارے کرتی تھی جلد میرے پاس آؤ سلیم کانپتی ہوئی سامنے
آئی یاقوت نے اٹھکر ایک طمانچہ مارا سلیم رونے لگی کہا مادر مہربان مجھسے کیا خطا سرزد ہوئی مین نے
ہاتھ پاؤن کچھ نہین ہلایا یاقوت نے کہا بیٹا مین نے دیکھا میرے دل مین شک پڑا مین ضرور تمکو
بھی قید کرونگی یا مجھسے مقابلہ کرو مین لڑونگی سلیم نے کہا جو حضور کو مناسب ہو وہ کیجیے یہ کہکے زبان نکالی
یاقوت نے زبان مین سوزن دی اور سلیم کی بھی مشکین باندھین دوڑ کر قدمون سے خسرو کے

لپٹ گیا اور کہا حضور نے غلام کو پہچانا منم برق ثانی بی یاقوت کو پکڑ لیا قفس جن قید ہین غلام نے جو
خبر سنی بیقرار ہو گیا مین نے گرفتار کیا انتظار مین حضور کے تھا لوح محفوظ گلے مین خسرو کے ڈالی کہ
ہتھکڑیان بیڑیان کٹ گرین ملکہ فرزانہ کو بھی رہا کیا قفس کو اوتارا اُس مین یاقوت بندھی یاقوت کو
قفس سے نکالا زبان مین سوزن گرفتار رنج ومحن اب یاقوت کو ہوشیار کیا یاقوت کی جو آنکھ کھلی
بیٹیونکو دیکھا کہ ستون سے بندھی ہوئی کھڑی ہین زبانون مین انکی بھی سوزن چارون کنیزون کی بھی
زبان مین سوزن یاقوت گھبرا گئی برق ثانی نے صورت اصلی بنائی شاہزادے کے گلے مین
لوح محفوظ ڈالدی ملکہ فرزانہ کو تخت پر بٹھایا ہی پکار کر آواز دی ای ملکہ یاقوت قدرت خدا کو تنے
دیکھا مجھ ایسے حقیر کو تپر غالب کیا شاہزادہ قید سے چھوٹا لوح محفوظ گلے مین پڑ گئی ای ملکہ یاقوت اگر
دل سے اطاعت کی فبہا ورنہ قتل کرونگا یہ بخوبی مجھکو ثابت ہی کہ ہمارا شاہزادہ طلسم کشا ہی ضرور طلسم کو
توڑیگا جو اطاعت نہ کریگا وہ مارا جائیگا اور تصور یہ ہی کہ شاہزادہ اب لوح کی فکر کریگا لوح طلسمی دستیاب
ہوئی اور طلسم توڑا بہتر یہ ہی کہ اطاعت دین اسلام اختیار کرو ملکہ فرزانہ دختر بادشاہ طلسم کی یہی
بادشاہ طلسم ہوگی ای یاقوت تنے کارخانہ قدرت خدا کا دیکھا کہ وہ مسبب الاسباب ہی شاہزادہ بھی
اٹھا کہا ای ملکہ یاقوت تم میری بزرگ ہو مرجان کے قتل نے دل توڑ دیا پیکر نے قتل کیا
لیکن جن بزرگ نے مجھکو ہدایت کو وہ بلا کی کی یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ مرجان سے ملوگے پروردگار
کو اختیار ہی کہ مردے کو زندہ کرے خاک کو اُسکی جمع کردے اور روح تازہ عطا فرمائے اسوجہ سے
امید ہی بزرگان دین نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ضرور ملاقات ہوگی شاید کوئی سبب پروردگار
نے رکھا ہو مرجان کا ذکر جو شاہزادے نے کیا یاقوت بے اختیار ہو کے روئی اشارہ کیا کنیز
کی آپ زبان سے سوزن نکالیے مین نے دل سے اطاعت کی برق ثانی کہتا تھا حضور بچیے یہ ساحرہ
بہت زبردست ہی ایسا نہ ہو بگڑ جائے تو اسکو کون سنبھالے گا شاہزادے نے کہا پروردگار مالک ہی
چہرے پر اسکے نور اسلام چمک گیا یہ کہکر زبان سے یاقوت کی سوزن نکالی یاقوت قدمون سے
شاہزادے کے لپٹ کے بہت روئی مرجان کو یاد کیا کہا حضور اُسکی نشانی ہین مین نے سامری
وجمشید ملعنت کی دین پروردگار اختیار کیا شاہزادے نے کہا بیٹیونکو سمجھاؤ ایسا نہو یہ نہ مانین
اور برق ثانی قتل کرے یاقوت اُٹھتی ہوئی دونون کے پاس آئی کہا ای نور نظر شاہزادے نے

کس لطف سے رہائی پائی اب اگر اطاعت نہ کروگی تو عیار کو اختیار ہے فوراً قتل کریگا اُسکو کون روکے گا مجھ ایسی
ساحرہ کو اُسنے پکڑ لیا تمکو کس تکلف سے گرفتار کیا اب یہی مناسب ہے کہ دل سے اطاعت دین اسلام
اختیار کرو تم ایک مرتبہ مکر کر چکی ہو شاہزادہ ایسا جلیل ہے کہ اُس خطا کا خیال بھی نہیں ہے بس اب بہتر
یہ ہے کہ دل و جان سے اطاعت کرو ایسا نہ ہو برق ثانی قتل کر ڈالے اِس طرح یاقوت
نے سمجھایا دونوں بیٹیوں نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکال لیے کہ ہم زبان سے جواب دیوین
یاقوت نے فوراً سوزن نکالی دونوں کی دونوں قدمونسے شاہزادے کے لپٹ گئیں عرض کی اے
شہریار ہماری خطا کو معاف فرمائیے جیسی خطا کی اُسکا معاوضہ پایا ہم بدل وجان حاضر خدمت فیضدرجت
ہیں جو مان نے ہماری اختیار کیا ہم بھی اُسی مذہب کو اختیار کرتے ہیں کنیزون نے بھی اطاعت کی چار سو
جادوگر جو باہر تھے اُنکو بلایا اُنھون نے جو یاقوت کو مطیع دیکھا وہ بھی بدل وجان شریک ہوے
اب یاقوت نے شاہزادہ کو پشت مرکب پر سوار کیا ملکہ فرزانہ کو تخت پر چوب دچاق ہاتھ میں لیکر ان
بیٹیان ساتھ ہولین اہتمام سواری کرتی ہوئین قلعۂ یاقوت نگار مین لائین شہر والون نے جو جمال
جہان آراے شاہزادہ دیکھا سب نے اطاعت اختیار کی شاہزادے نے لاکر دار الامارۃ مین ملکہ کو
تخت پر بٹھایا ملکہ یاقوت پہلو مین بیٹھین کلیم وسلیم آکو بیٹھین سب ساحرہ جمع ہین برق ثانی نے
کہا کیون ملکہ یاقوت لوح طلسمی کیونکر حاصل ہو یاقوت نے کہا مہتر صاحب لوح طلسمی ضمن مین
پیکر جادو کے تھی وہ قتل ہوئی اب لوح کا پتہ کون بتائے قدمون کی شاہزادے کے قسم کھاتی
ہون کہ مجھکو نہین معلوم لوح طلسمی کہان ہے اب اِسکو غنیمت جانیے کہ تا بہ یاقوت نگار آپکا قبضہ ہوا
لوح محفوظ آپکے قبضے مین ہے یقین ہے کہ آفتاب بھی آپ سے تعرض نہ کرے اگر تعرض کریگی سحر
آپ پر تاثیر نہ کریگا بس اب ارادہ نہ کیجیے ایک جادوگر مصاحبون مین تجمل کج طینت اُسکا نام ہے اُسنے
مکر سے اسلام اختیار کیا ہے ہنس کر کہا اے شہریار آپ یہانتک کیونکر پہونچے شاہزادے نے کہا
بزرگان دین نے ہدایت کی تا بہ کوہ بلا پہونچے آخر قلعہ یاقوت نگار قبضے مین آیا انشاء اللہ طلسم
بھی قبضے مین آئیگا ہم روگردانی فتاحی طلسم سے نہ کرینگے کج طینت بول اُٹھا اے شہریار وہ خواب
آپکا شیطانی ہوگا یہ سنکر شاہزادے کو نہایت غصہ آیا ایک عصاے مرصع کار ہے کہ ہاتھ مین
پیکر کے رہتا تھا وہ عصا بوجہ رعنائی برابر تخت ملکہ فرزانہ کے رکھا ہے وہ عصا شاہزادے نے

اُٹھاکر سر پر کج طینت کے مارکر کہا او بیچارا رشاد بزرگان دین کو خواب شیطانی کہتا ہو کہ سر اُسکا
پھٹا عصا ٹوٹ گیا ساحر تو واصل جہنم ہوا عصا جو ٹوٹا اُس سے ایک پرچہ کاغذ کا گرا وہ کاغذ دوڑکر
برق ثانی نے اُٹھالیا سب ساحرون کو مرنے کی اُس ساحر کے خوشی ہوئی سب کو سرور ہوا کہ
ایسا کافر مارا گیا جو ہدایت بزرگان کو خواب شیطانی کہتا تھا برق ثانی نے جو اُس کاغذ کو دیکھا
نوشتہ پایا طرف سے بانیان طلسم کے لکھا ہو کہ اگر کوئی ارادہ طلسم کشائی طلسم آفتاب نگار کا کرے
تو لوح طلسمی پاس برقان دریانشین کے ہو طلسم کشا کو مناسب ہو کہ یاقوت جادو کو ساتھ
لیکر بیرون قلعۂ یاقوت نگار جاے پانچ کوس کے بعد ایک دریاچہ ملیگا کنارے دریا کے جاکے
یہ اسم جو لکھا ہو اِسکو پڑھکر دریاچہ پر دم کرے اور پکار کر آواز دے کہ اے برقان جلد آؤ اندر سے
دریا کے تہلکہ پیدا ہوگا ایک ماہی کلان پر ایک ساحر سوار ظاہر ہوگا جسم اُسکا مثل برق کے چمکتا ہوگا
اُس سے سوال کرے کہ بیکر جادو نے انتقال کیا یاقوت جادو مطیع ہو یہ لوح طلسمی کا
باعث ہو کہ جسم اُسکا مثل برق کے چمکتا ہو بس لوح اُس سے حاصل کرے برق ثانی نے
وہ پرچہ شاہزادے کو دیا شاہزادے نے پڑھکر کہا ایّہا الحاضرین خدا کی قدرت کو دیکھو کہ لوح کا
سامان ہوگیا وہ بد اعتقاد مرا ورنہ اس عنایت پروردگار کو دیکھتا او ملکہ یاقوت چلو لوح طلسم
بیرون شہر یاقوت نگار ملیگی ملکہ یاقوت نوشتے کو دیکھکر خوش ہوگئی کہا اے شہریار ہمکو اِسکی بالکل
خبر نہ تھی آپ مؤید من اللہ ہیں غیب سے سامان پیدا ہوا بیکر جادو نے ہم سے کبھی ذکر نہیں کیا نہ اِس
پرچے کا حال ہمکو معلوم تھا کنیز آپ کے ساتھ چلے گی برق ثانی نے کہا اے شہریار اگر حضور تامل
کرین تو مین ایک عیاری کرون طلسم پڑا رہجاے ملک آفتاب کا سر اُڑا دون یاقوت نے
پوچھا وہ تدبیر کیا ہو برق ثانی نے کہا میرا ارادہ ہو کہ مین کلیم جادو کی شکل بنون اور دو گنہگارون
کو ایک کو بہ شکل ملکہ اور ایک کو بہ شکل حضور گرفتار کر کے قلعہ طلسمی پر جاؤن اور آواز دون
کہ خالہ امان مین قیدیون کو لائی ہون ہان تو ہماری شریک مسلمانان ہوئی مین نے شب کو
سوتے مین اِن سب کو گرفتار کیا لیکر حضور کے پاس آئی بس وہ ضرور بلا لینگی اندر گھس کے قلعے
کے مارون کہا ہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین سر سرکار کے پاس لاؤن یاقوت نے
برق ثانی سے کہا خوب بات تجویز کی ورنہ سراسر خرابی تھی ہر چند کہ رقعے مین مرقوم ہو اگر برقان

نہ آوے یا لوح دینے سے انکار کرے تو کیا زور ہی یہ صلاح بہت معقول ہی سب حاضرین وقت نے
اِس صلاح کو منظور کیا برق ثانی نے دو گنہگار قید خانے سے بلائے عورت کی صورت بشکل فرزانہ
بنائی ایسا رنگ و روغن لگایا کہ ماں بھی نہ پہچان سکے ایک مرد کو بشکل خسرو شیر دل بنایا چار کنیزین
سحر کرنے کو ساحرائین کہا تم سحر کر کے تخت اُڑاتی ہوئی لیچلو برق ثانی بشکل کلیم جادو دختر یاقوت
بنی قیدیونکو ساتھ لیکر تخت اُڑاتے ہوئے چار کنیزین پایۂ تخت کو سنبھالے ہوئے سحر کرتی ہوئی
ساتھ تھین پانچ سات کوس قلعۂ یاقوت نگار سے نکلکر داہنے پر ایک قلعہ بصورت عجائب و
غرائب دکھائی دیا سر قلعہ پر ایک طاؤس بیٹھا ہوا مُنھ کھولکر آواز ہیہات ہیہات وافسوس دیتا ہی
اُسکے مُنھ سے چنگاریان آگ کی گر رہی ہین وہ خندق مین گرتی ہین خندق مین بجاے پانی کے آگ
جوش مارتی ہی شعلے بلند ہو کر ہوا پر پہونچتے ہین خندق سے بھی دھوان نکل رہا ہی ملکہ یاقوت نے
بتلا دیا تھا کہ ای مہتر والا گہر سامنے قلعے کے جاکر طاؤس سے آنکھین ملانا اور پکار کے آواز دینا
ای نگہبان طلسم خالا جان کو اطلاع کرو کہ وہ مجھے اپنے پاس بلائین قیدیون کو مجھ سے لین ایسا
نہ ہو کوئی ساحر میرے تعاقب مین آتا ہو مجھکو خوف گرفتاری ہی وہ طاؤس اُڑ جائیگا جاکر آفتاب
کو اطلاع کریگا سُنتے ہی ملکہ دوڑی آویگی جیسے ہی برق ثانی نے سامنے قلعہ دیکھا قریب قلعے
کے آیا پکار کر آواز دی ای نگہبان طلسمی ملکہ آفتاب سے خبر کرو کہ آپکی بھانجی قید طلسم کشا و دختر حضور
کو لیکر حاضر ہوئی ہی لوح محفوظ میرے پاس موجود ہی امیدوار شفقت بزرگانہ ہون کہ مجھکو اپنے پاس
بلوا لیجیے یہ سُنکر طاؤس نے پرواز کی آفتاب تخت پر بیٹھی تھی یہی ذکر ہو رہا تھا کہ پیکر قتل
ہوئی قلعہ یاقوت نگار قبضے مین طلسم کشا کے آیا آفتاب گرم خو کہہ رہی ہی ایک بہت
بڑی بات یہ ہی کہ لوح اس طلسم کی مفقود ہی آجتک کبھی جدہ نے یہ نہین بیان کیا کہ لوح طلسم
کہان ہی کسکے پاس ہی لوح کسکے سپرد کی بی یاقوت بھی نہین جانتین کہ لوح طلسمی کہان ہی
کہ طاؤس آکر پہونچا بیان کیا کہ بھانجی حضور کی لوح محفوظ لیکر آئی ہی باغیون کو قید کر لائی ہی
تخت پر سوار پکار رہی ہی آفتاب گرم خو نے کہا قید مین کون کون ہی طاؤس نے دست بستہ
آفتاب گرم خو سے عرض کی دختر حضور و طلسم کشا چار لونڈیان ساتھ لیے ہوے آئی ہین
حقیقت مین اُسنے بڑا کام کیا اُسکو بُلا کر سرفراز کیجیے کہ دوسرون کا حوصلہ بڑھے تخت اُڑتا ہوا آیا ہی

آفتاب یہ سنکر خوش ہوئی کنیزون کو حکم دیا کہ جاکر میری بھانجی کو لاؤ دیکھو صاجو کیا زمانہ ہے بیٹی
سے سوا بھانجی کو خیال ہوا کس مشقت سے گرفتار کرکے لائی چند مصاحبین گئین طاؤس سے
اشارہ کیا کہ راستہ کھول دے طاؤس بلند ہوا آواز ہیہات وافسوس دینے لگا جیسے ہی یہ آواز
دی شعلۂ آتش بیچ مین سے شق ہوے ایک سڑک تیار ہو گئی ایک پھاٹک دیکھا کھلا ہے **برق ثانی**
بصورت **کلیم جادو** قیدیون کو ساتھ لیے ہوے داخل قلعہ ہوا لیکن قیدی بیہوش ہین **برق ثانی**
نے آکر دربار مین **آفتاب** کو سلام کیا ملکہ **آفتاب** نے بھانجی کو گلے سے لگالیا کہا کہ اے نور نظر
بڑا کام کیا ایک تختی بصورت لوح محفوظ بنا کے لایا تھا وہ ہاتھ پر رکھکر نذر دی **آفتاب** خوش ہو گئی
لوح محفوظ کو لیکر اپنے پاس رکھا بلکہ گلے مین پہن لی اب **کلیم** نقلی نے حال بیان کرنا شروع کیا
کہ اے مادر مہربان مین جلدی مین سب کو لائی **برق ثانی** کو چھوڑ آئی **آفتاب** نے کہا کہ جس سے
غرض تھی اُسکو لائی اب کیا مشکل ہے لشکر کشی کرکے چلین گے بی **یاقوت** کو بھی پکڑ لائین گے قلعۂ
یاقوت نگار پر قبضہ کرینگے عیار ملیگا اُسے گرفتار کرینگے اگر نہ ملیگا بھاگ جائیگا طلسم مین نہین آسکتا
کلیم نقلی نے کہا کہ خالہ امان آپ کو اختیار ہے جو مناسب جانیے وہ کیجیے مین اپنی جان دے کر
انکو لائی **آفتاب** نے کہا کہ بیٹا تمنے وہ کارنمایان کیا کہ تمسے امید ہوئی بیٹی کو بالکل خیال نہ آیا
مرجان کا حال سُن چکی تھین جان کا بھی اپنی پاس نہ ہوا **برق ثانی** عرض کر رہا ہے کہ خالہ امان
مین نے کتاب مین دیکھا کہ اگر یہ طلسم کشا قتل ہو جائے تو ہزار سال تک طلسم پر زوال نہ آئیگا
اب ہزار برس کو چھٹی ہو گئی اب میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے سامنے کچھ گاؤن مین نے بڑی مشقت
کرکے حاصل کیا ہے گاؤن بجاؤن جشن کرون شراب چلے شراب پی پی کر بیہوش ہوئین پھر کل
لشکر کشی کیجیے گا کہ مادر مہربان کو بھی سزا ملے اُنکو بھی معلوم ہو کہ اطاعت طلسم کشا کا یہ مزا ملا
غنچۂ آرزو نہ کھلا سلطنت طلسم پر نازان ہین طلسم کشا نے وعدہ کیا تھا کہ تمکو بادشاہ طلسم
آفتاب نگار کرینگے **آفتاب** نے کہا کہ اُنکو قید مین مار ڈالونگی کیا چین لینے دونگی کل
ہی طلسم کشا کو قتل کرونگی دیکھو تو کیا آفت کرتی ہون **برق ثانی** نے کنیزون سے پکار کر آواز دی
کہ اے کنیز میخانے کی کنجی دو شراب محل مین آئی **آفتاب** نے کنجی اپنے پاس سے دی
برق ثانی دوڑ کر میخانے مین پہونچا پکار کر آواز دی کہ ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہے کنیزین

دوڑین گلابیان پتلے اُٹھا کر لیجانے لگین اب تو جابجا ہنگامہ ہوا کہ آج بی کلیم شراب بانٹ رہی ہین سب کو شراب پی رہی ہی ہر طرف غریو بلند ہوا شراب چلنے لگی برق ثانی نے سو گلابیان عمدہ آراستہ کرکے کشتی مین لگائین بڑے تکلف سے شراب لیکر محفل مین آیا جو چار کنیزین ساتھ آئی ہین آپس مین کہہ رہی ہین کہ کیا کلیجہ ہی کس طور سے شراب لایا برق ثانی نے پیشواز ہی سامنے آفتاب کے گت ناچی آفتاب خوش ہوگئی کہا کہ اے میری بیٹی یہ کیونکر حاصل کیا برق ثانی نے عرض کیا کہ مادر مہربان ابھی کیا سُنا ہی ذرا شرم تو میری دفع ہو برق ثانی نے گت ناچ کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

آئینے کی طرف نہین آتا خیالِ دوست
قربان شانِ حسن عدیم المثال دوست

پتلی ہوا ہی آنکھ کی اپنی خیال دوست
ہان تو یہ حال ہی نہین معلوم حال دوست

الطاف نامہ یار کا لیکر کرم کرے
صورت دکھائے ہدہد فرخندہ فال دوست

حسن شباب تک نہین طفلی گئی ہنوز
ظاہر نہین ہوا ابھی ہمکو کمال دوست

سُنکر فسانہ یوسفؑ و یعقوبؑ کا کہا
کرتا ہی چشم یار کو روشن جمال دوست

اُن ابروؤن کے حسن کی تعریف کیا کرون
ماہ چہاردہ سے ہین بہتر ہلال دوست

یاد آئی دن کو رات ملاقات یار کی
شب کو رہا تصور روز وصال دوست

معشوق آنکھ پھیرے نہ عاشق سے ای کریم
وحشی سے اپنے ہو نہ گریزان غزال دوست

دل پر یقین ہوتا ہی مجھکو امین کا ہے
جان عزیز کو مین سمجھتا ہون مال دوست

وہ قد ہی مثلِ سرو ہمیشہ بہار پر
اندیشۂ خزان نہین رکھتا نہال دوست

رخسار سے صباحت کا نور ہی عیان
بوے لطیف مشک سے رکھتے ہین خال دوست

چین جبین یار سے بنتی ہے جان پہ
ہوتا ہی ناگوار طبیعت ملال دوست

مریخ کی طرح سے ہی خونریز عاشقان
پہنے لباس سُرخ تو ہی حسب حال دوست

گڑ گڑ گئے ہین سرو چمن قد کو دیکھکر
گردن کشون کے سر ہوے ہین پائمال دوست

انداز جو ہے یار کا سب ہے علت وہی
ایک ایک سے ہی خوب جمال و جلال دوست

رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے
تار نگہ سے اپنے بندھا ہی خیال دوست

آتش یہ وہ زمین ہی کہ صاحب نے ہی کہا		خوشتر ز گوشوارہ بود گوشمال دوست

اس رنگ مین یہ غزل سائے آفتاب گرمخو کے گائی کہ آفتاب گانا برق ثانی کا دیکھکر ترپگئی کہا بیٹا تم نے تو وہ کمال حاصل کیا ہی کہ کوئی مقابلہ نہین کرسکتا تمہارا تو گانے مین مثل نہین کہا حضور لاکھون روپیے صرف کیے مشقت کی جو کامل آیا اُسکی خاطر و مدارات کی اُن لوگون نے دل لگاکر بتایا ابھی حضور نے کیا سنا ہی مین آپکو خوب راضی کرونگی اور ایک کمال دکھاتی ہون کہ پاؤن سے ناچون اور مُنہہ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن سر سے آپکو شراب پلاؤن یہ کہکے جام لبریز کیا ٹھوکرین لیتا ہوا سامنے آفتاب کے آیا سر جھکاکے کہا کہ ایسے بزرگون کو سر سے شراب پلانا چاہیے سر جھکایا آفتاب گرمخو نے ہاتھ بڑھاکے جام سر سے لیا چاہا کہ پی جاؤن اور برق ثانی عیار آنکھ سے آنکھ ملائے ہوئے تانین ماررہا ہی سب حاضرین وقت پامال ہین بیٹے ہی آفتاب نے چاہا کہ جام پیے شراب نے چرخ مارا شعلہ بنکر شراب اُڑگئی پتلہ جو بازو پر تھا اُسنے آواز دی کہ ای آفتاب گرمخو یہ برق ثانی عیار ہی مکار و غدار شاگرد عمرو کا بیٹا اپنے کو اس سے بچانا آفتاب نے کہا کہ ارے تو کون ہی یہ کہکے ہاتھ جو ہلایا برق تڑپکر گری رنگ و روغن عیاری کا برق ثانی کے چہرے سے اُڑگیا پاؤن زمین نے تمام لیے وہ کنیزین چارون بھاگین کہ جاکر یاقوت سے اطلاع کرین کسی نے ہاتھ مین اُنکو نہ روکا آفتاب گرمخو نے کہا کہ ارے دیکھو یہ کنہگار کون ہین اب جو اُنکے چہرے دھلائے گنہگار نہ تھے اُنکو رہا کیا برق ثانی کو ایک قفس مین قید کیا پلٹ کر آواز دی کہ ذرا قلعہ یاقوت نگار کی خبر لو کہ بی یاقوت کیا کرتی ہین یہ خبر سُنکر دیکھیے کیا انتظام کرین یہان خسرو شیردل انتظار برق ثانی کر رہے ہین یاقوت کہتی ہی کہ ای شہریار ہمسے بڑی نادانی ہوئی اُسوقت خیال نہ آیا کہ اندر طلسم کے کیونکر عیاری ہوسکیگی خداوند کریم برق ثانی کی آبرو رکھے نہین معلوم اُسپر کیا گذری خسرو شیردل فرماتے ہین کہ ملکہ اُسوقت خیال نہ آیا کہ برق ثانی کو روکا جاتا حقیر تحریر کرتا ہی یہ ذکر تھا کہ کنیزین روتی پیٹتی آکر پہونچین کہا کہ ای شہریار برق ثانی نے وہ ستمانہ کام کیا آخر مین پہچانا گیا برق ثانی گرفتار ہوا یہ بخدمت ناظرین و سامعین عرض کرنا منظور ہے ناظرین والامقام آگاہ ہون کہ جب برق ثانی کی گرفتاری کی خبر آتی ہی اُس وقت معاملہ

ساحرہ کج طینت نکلتا ہی حال لوح معلوم ہوا ساحر مذکور مارا گیا اب آمادگی ہوئی کہ صحراے
نیرنگ سے چل کر لوح حاصل کرین بموجب ہدایت اُس کاغذ کے **یاقوت** نے تخت سحر تیار کیا
اُس تخت پر شاہزادے کو سوار کر دیا چند کنیزون کو ساتھ لیا لوح محفوظ **خسرو** کے گلے مین ہی
یاقوت تخت اُڑاتی ہوئی صحراے نیرنگ مین پہونچی دیکھا صحرا نہایت عمدہ نخل سرسبز و شاداب
صحرا لاجواب طائر جابجا زمزمہ سرائی کر رہے ہین دم محبت کا باغبان قضا و قدر کی بھر رہے ہین
ایک جانب قمریان نخل سرو پر صداے کوکو بلند کرتی ہین ایک جانب فاختہ قلندر مشرب دلق
خاکستری زیب جسم صداے حق سرہ دے رہی ہین فقیری لباس رازداران بہار زمزمہ سرائی
سنتے ہین عروسان چمن کی زیبائی صحرا کی رعنائی ہر طرف صحرا مین جوش بہار طائرون کی ہر سو پکار
چشمہ ہاے آب رواں مثل آئینہ صاف و شفاف موج مار رہے ہین ایک جانب دریا مین مچھلیان
تڑپ رہی ہین نہنگان خون آشام سر باہر کرتے ہین پھر غوطہ لگاتے ہین گھڑیال مگر انکی نئی چال
لب دریا جابجا پتھر پڑے ہین صاف و شفاف **یاقوت** آکر اُتری شاہزادہ **خسرو** ایک جانب
کھڑے ہین **یاقوت** نے پکار کر آواز دی کہ ای **برقان دریا نشین پیکر جادو** نے
انتقال کیا ہمکو اپنا نائب کر گئین **لوح طلسمی** لیکر جلد حاضر ہو ہمکو بتا گئی ہین کہ **برقان دریا نشین**
سے **لوح** لینا اُسکو بہ حفاظت رکھنا اب **لوح** ہمارے پاس رہیگی تم حکومت کر چکے دریا مین
مخفی نرہو **لوح** لیکر جلد آؤ یہ جو ملکہ **یاقوت** نے آواز دی چھوٹی چھوٹی مچھلیان مثل برق کے
چمکتی ہوئی آئین منہ نکال کر **یاقوت** کو دیکھا پھر دریا مین غوطہ مار کر غائب ہوئین ہزارہا مچھلی
نکلی دیکھ کر چلی گئی اب دریا مین غرش دیکھی ایک ماہی کلان نے سر نکالا اُسپر ایک ساحر سوار
ہی مثل بجلی کے چمکتا ہوا سینہ اچھی طرح ثابت نہین ہوتا یہ ثابت ہی کہ سینے پر آفتاب
عالمتاب ہی جسکے دیکھنے سے دل بیتاب ہی سر دریا سے نکالتے ہی آواز دی کہ ای
یاقوت کیون مجکو تکلیف دی **یاقوت** نے کہا کہ ای **برقان دریا نشین پیکر جادو** نے
انتقال کیا حفاظت لوح کی مجھپر وصیت ہوئی لوح مین تمسے لینے آئی ہون آج کل طلسم مین
بڑا انقلاب ہی مشہور ہی کہ طلسم کشا کا اب داخلہ ہوگا مذہب طلسم بدلیگا ملکہ **آفتاب** بھی تمکو دربار
مین بلائینگی تمسے مقدمہ طلسم کشا اصلاح ہوگی تمہاری راے پر اصلاح ہوگی کہ طلسم کو کون سا

ساحر رو کے کہ آمد طلسم کشا نہ ہوسکے یہ سُنکے **برقان** خوب قہقہہ مار کے ہنسا کہا کہ ای **یاقوت**
سب حال مین نے سُنا کہ تو بادشاہ طلسم سے باغی ہوئی اب بہتر یہ ہی کہ یہان سے چلی جا زیادہ باتین
نہ بنا بانیان طلسم نے اِس تختے کا مجکو مالک کیا مجھسے لوح کون پا سکتا ہی یہان تجکو قضا لیکر آئی
ہی یہ باتین جو **یاقوت** نے سُنین قصد کیا کہ **برقان** پر سحر کرون جیسے ہی جھولی کی جانب
متوجہ ہوئی **برقان دریانشین** نے ہاتھ ہلایا **یاقوت** جادو لڑکھڑا کے گری مچھلی پر سے
برقان کو دا کہ سر **یاقوت** کا کھینچ لون پہلو مین شاہزادہ **خسرو** شیر دل کھڑا تھا یہ معرکہ دیکھکر
نخل کی آڑ سے نکلا للکارا کہ او **برقان** کیا کرتا ہی خبر دار **یاقوت** پر ہاتھ نہ ڈالنا پلٹ کے
دیکھا صورت زیبا شاہزادہ **خسرو** پر نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوگیا مگر اپنے سحر پر نازہی
ہاتھ ہلایا سمجھا کہ شاہزادہ سحر مین پھنس گیا شاہزادے کے گلے مین لوح محفوظ ہی سحر نے تاثیر
نہ کی شاہزادے نے ہاتھ بڑھا کر گردن **برقان دریانشین** کی زور سے پکڑی **برقان** سحر
کے نازمین پسٹ پڑا پلٹتے ہی شاہزادے نے اُکھیڑ کر **برقان** کو زمین پر مارا کہ استخوان **برقان**
کے ریزہ ریزہ ہوے وہ انتہا کی تاریکی ہوئی کہ ہزارہا مچھلیان دریا سے تڑپ کر نکلین آوازین
دیتی تھین کہ ای اہالی طلسم آج بڑا غضب ہوا کہ **برقان دریانشین** نگہبان لوح ہاتھ سے
طلسم کشا کے مارا گیا دریا مین شور پیدا ہوا کنارے دریا کے غار ظاہر ہونے لگے اُن غارون
مین دریا سمٹ کر گرنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین دریا غائب ہوا مچھلیان جل کر خاک ہوئین
اندھیرا موقوف ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من **برقان دریانشین** بود پھر ایک صدائے
خوش آہنگ آئی کہ ای طلسم کشا مبارک ہو لوح ملی یقین کامل ہی کہ جسکے غم مین زیادہ ملول و
حزین ہو وہ مراد بھی ملیگی شاہزادے نے چار جانب دیکھا آواز دینے والے کو نہ پایا قریب
یاقوت کے شاہزادے آئے **یاقوت** کے ہاتھ پاؤن مین طاقت تھی اُٹھ کر قدمون سے
شاہزادے کے لپٹ گئی کہتی تھی کہ ای شہریار آپ نے کیا کار نمایان کیا کیا جلد ظاہر ہوے
فوراً اُسکو مارا اب لوح تو لیجیے یہ کہ کے **یاقوت** قریب لاش **برقان** کے آئی اُسی طرح
بدن اُسکا مثل **برق** کے چمک رہا ہی لوح طلسمی کا باعث تھا لوح طلسمی گلے سے اُتری لوح کا
جسم سے جدا ہونا تھا کہ دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام استخوان چور چور صورت پُر غرور

لاشہ زمین پر پڑا ہی یاقوت نے لوح لاکر گلے مین شاہزادے کے ڈالی خوشی خوشی وہان سے چلی صحرائے نیرنگ چھوڑا قلعۂ یاقوت نگار مین آئی سب رئیسان شہر نے آکر مبارکباد دی کہ ای شہزادی پروردگار آپ کی قوت وطاقت کو زیادہ کرے آج آپ نے کلید طلسم پائی اب طلسم پر قبضہ ہوگا برق ثانی کے گرفتار ہونے کا شاہزادے کو بڑا رنج ہی شاہزادے نے ملکہ فرزانہ سے کہا کہ کوچ کا لشکر کو حکم دیجیے لشکر کو قلعے سے باہر نکالیے فتح طلسم شروع ہو ملکہ فرزانہ رونے لگین کہا کہ ای شہریار پروردگار عالم آپ کو مظفر ومنصور کرے آفتاب جادو بلائے روزگار ہی میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ تامل فرمایئے اگر کسی مقام پر آفتاب ملجائیگی تو وار کیجیے کا طلسم تک جانا بہت دشوار ہی شاہزادے نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب تکلیف نہ پڑیگی ملکہ نے کہا کہ بسم اللہ آپ کو اختیار ہی شاہزادے نے ملکہ یاقوت کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرکے بیرون قلعہ چلو دوسرے دن کوچ ہوگا برق ثانی کا گرفتار ہونا ہمپر بہت شاق ہوا انصاف یہ ہی کہ اپنے اپنی جان لگادی کسی مقام پر کمی نہین کی اگر آفتاب دھوکا کھا جاتی تو مار لینے مین اُسنے کیا اُٹھا رکھا تھا تا بہ طلسم ہوپنچیں اُسکو صحیح وسالم پائین جب اُسکو قید سے چھڑائین تب دلکو اطمینان ہو وہ بھی جانے کہ آقا نے ہمارے واسطے کوشش کی ساحران طلسم اُسکے نام سے جلے ہوے ہین ایسا نہ ہو کہ آفتاب اُسکو قتل کرڈالے شاید ہماری آمد کی خبر سُنکر تامل کرے اُسی وقت یاقوت نے ڈیڑھ لاکھ ساحرون کا لشکر تیار کیا شاہزادہ سوار ہوا یاقوت جادو ساحرون کا انتظام کرتی ہوئی باہر نکلی ملکہ فرزانہ تخت پر سوار ڈیڑھ لاکھ کا لشکر پشت پر اس جاہ وحشم سے لشکر بیرون قلعہ آکر اُترا بارگاہ استادہ ہوئی رات کو جشن کا حکم دیا تیاری ہونے لگی تھوڑے عرصے مین شاہزادہ بارگاہ مین داخل ہوا ملکہ آکر تخت پر بیٹھین تمام سردار آکر بیٹھے آخر صلاح یہ ہوئی کہ سامنے باغ ہی اُسمین ملکہ کو داخل کرو ملکہ فرزانہ مع کنیزان باغ مین داخل ہوئین آتے ہی ملکہ نے روشنی کرائی شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ آپ بھی یہان تشریف لایئے شاہزادہ باغ مین آیا باغ نہایت پر بہار تھا سیر دیکھتا ہوا شاہزادہ بارہ دری مین آیا نازنین مہ جبین ومہ جبینان مہر تمکین آکر حاضر ہوئین غزلین ٹھمریان گانے لگین ایک مہ جبین نے سامنے بیٹھ کر یہ غزل شروع کی نظم

صورت شاہد اصلی کا جو ادراک کرے
آئینہ دل کا کدورت سے بشر پاک کرے

ہو جو حاصل تو توانگر کو بھی کردے یہ فقیر
کیمیا کی ہوس اے دل کوئی کیا خاک کرے

کچھ تری دست درازی سے نہین دور اے شوخ
شب وصلت مین جو تو جیب سحر چاک کرے

سیر کو آتا ہے وہ گل چمنستانون مین تو
کیون صبا دور نہ آگر خس و خاشاک کرے

دست بردار نہ ہون قبر مین دہشت سے کبھی
پنجہ شل بھی گریبان کفن چاک کرے

منفعل ہو کے گناہون سے اگر روئے بشر
دست قدرت سے خدا آنسوؤنکو پاک کرے

چشم روشن تری نرگس کو بصارت بخشے
تیری ہنسی گل زنبق کو فرحناک کرے

تیر مژگان سے جو مارا ہو تو کیا ہو قاتل
صید کو اپنے جو تو بستۂ فتراک کرے

خم سے شیشے مین بھرکر اسے لانا ساقی
دخت رز کی نہ ہر اک رند کہین ناک کرے

حسن دیکھا تو کہا بول اٹھے ماشاء اللہ
دیکھیے کیا مرے حق مین بت بیباک کرے

مہر سادات حقیدت ہے مرے دل مین قبول
کیون نہ بندہ مجھے اپنا شہ لولاک کرے

شاہزادہ شب بھر جشن مین رہا کوچ کی خوشی مین آرام نہین فرمایا بڑا اشتیاق ہے کہ برق ثانی کو خیر و عافیت سے پاؤن ایسا نہ ہو کہ ہمارے عیار کو کچھ تکلیف پہونچے سویرے سے بارگاہ مین آئے یاقوت سردارون کو لئے موجود ہین شاہزادے کو دیکھکر عرض کی تیاری لشکر کی ہو فرمایا جلد تیاری کرو دن نہ چڑھنے پائے کہ یہانسے کوچ کرین بڑی جلدی یہ ہے کہ برق ثانی رہا ہو یہ باتین ہین کہ کنیزان ملکہ فرزانہ روتی ہوئی آئین عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا ملکہ فرزانہ کے درد گردہ اٹھا ہے مثل ماہی بے آب تڑپ رہی ہین آپ کو بلایا ہے شاہزادہ گھبرا کر پھر باغ مین آیا دیکھا کہ کنیزین رو رہی ہین شاہزادے کو دیکھکر عرض کی کہ حضور جلد بارہ دری مین جائین ملکہ نہایت بیقرار ہین شاہزادہ گھبرا کے بارہ دری مین آیا دیکھا کہ ملکہ مثل ماہی بے آب طپان فرش پر مثل مرغ بسمل غلطان شاہزادے کو دیکھکر آواز دی کہ اے شہریار کنیز اب آپ سے رخصت ہوتی ہے اپنے دست حق پرست سے دفن کیجیے کا تا بہ قبر پہونچائیے گا راہ سے پلٹ آیئے گا شاہزادے نے کہا کہ ملکہ یہ کیا کہتی ہو یہ کہکے شاہزادہ قریب آیا پاس ملکہ کے بیٹھ گیا ملکہ نے کہا کہ اے مسیح زمان آپ کے بیٹھنے سے درد کم ہو گیا تھوڑے عرصے کے بعد ملکہ اٹھی

کہاکہ آپ کے آتے ہی درد جاتا رہا آپ کی زیارت پر درد موقوف تھا اب درد کا نام نہین شاہزادہ ملکہ سے بیٹھا باتین کر رہا ہے کہ چند خدمتگار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ملکہ یاقوت وکلیم وسلیم و دیگر سرداران نامی درد مین تڑپ رہے ہین حضور جلد تشریف لے چلین شاہزادہ ملکہ سے خدا حافظ کہکر اُٹھا دوڑتا ہوا بارگاہ مین آیا دیکھا کہ سب سردار مبتلاے درد کمر وغیرہ ہین اسقدر بیتاب ہین کہ کوئی اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتا شاہزادے کو دیکھکر سب نے آواز دی کہ غلامان جانباز رخصت ہوتے ہین شاہزادہ قریب اُن سب کے آیا جیسے ہی قریب پہونچا اُن سب نے عرض کی کہ حضور کے آنے سے تسکین ہوگئی یہ کہکر فوراً سرداران نے اپنے مقام سے اُٹھنے لگے یہ لوگ اُٹھکر بیٹھے ہین کہ پھر کنیزان ملکہ فرزانہ روتی ہوئی آئین عرض کی کہ پھر ملکہ کے درد اُٹھا ہی شاہزادہ اُٹھکر دوڑا نصف راہ طی کی تھی کہ آسمان سے آواز آئی منم شکل کش او ظالم دیکھ مین نے ملکہ فرزانہ کو گرفتار کر لیا لیے جاتی ہون یہ سُنکر شاہزادے نے سر اُٹھایا دیکھا کہ ایک جادوگرنی تخت پر سوار کچھ تصویرین ہاتھ مین اُنپر کچھ لکھ رہی ہے اور ملکہ فرزانہ مع چند کنیزون کے گرفتار پکار رہی ہین کہ ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہے یہ شکل کش کنیز کو پاس آفتاب کے لیے جاتی ہے وہ میری خون کی پیاسی ہے شاہزادہ جھلاکر طرف ساحرہ کے دوڑا ساحرہ نے تخت فرزانہ اُسی مقام پر چھوڑا تڑپ کے اُنکی بارگاہ پر گری بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا شاہزادہ قریب بارگاہ کے پہونچا اور نعرہ اپنے نام کا کیا نعرۂ شاہزادہ خسرو شیر دل

منم خسرو شیر دل نوجوان	منم نور عینین صاحبقران	اگر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتد درمیان مصاف	اگر تیغ بر سنگ خارا زنم	زگاو زمین بیخ و بُن برکنم
منم قاتل کافران جہان	ز تیغم شود الامان الامان	یہ نعرہ کر کے شاہزادہ قریب

بارگاہ کے پہونچا تھا کہ بارگاہ مین رونے کی آواز آئی سردارون کی آواز تھی کہ ای شہریار کنیزون غلامون کو لیے جاتی ہے اب زندہ نہین رہینگے آفتاب ہم لوگون کی صورت سے بیزار ہے دیکھتے ہی قتل کریگی کنیزون کی حمایت کو پہونچیے گا شاہزادہ کیا کرے کہ وہ بلند ہو گئی ہے چاہا کہ کمان کیانی دوش سے اُتارین شکل کش اسقدر جلد بلند ہوئی کہ جاکر ملکہ فرزانہ والے تخت کو لیا پندرہ سردار نامی اُسمین یاقوت و کلیم وسلیم اور جو سردار بارگاہ مین

موجود تھے اُن سب کو لے لیا کل لشکر پر تصویریں پھینکیں سب کاغذی تصویر ہو گئے ہوا میں اُڑتے
پھرتے ہیں جب ہوا کا جھونکا چلا داہنے والے بائیں کو گئے اور جو بائیں پر تھے وہ داہنے پر
اُڑتے ہوئے آ گئے سارے لشکر کا یہی حال ہوا شاہزادہ بیتاب و بیقرار ہے کبھی دوڑ کر میدانوں
رسالہ داروں کے پاس گئے کبھی سپاہیوں کے پاس پہونچے جسکو آواز دیتے ہیں وہ جواب
نہیں دیتا جواب دینے کے لائق نہیں ہیں شاہزادہ بیقرار ہوتا ہے ایک ملازم کسی اپنے کام کو
بیرون لشکر گیا تھا وہ بچا ہوا ہے اُسنے جو شاہزادے کو اس حال میں دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے
شہریار آپ کیوں اسقدر بیقرار ہوتے ہیں شکل کش سب کو گرفتار کر کے لے گئی اب جب تک
وہ ملعونہ قتل نہ ہوگی تب تک یہ لوگ صحت نہ پائیں گے لوح تو ملاحظہ فرمائیے اُستاد تو آپکے
پاس ہی آپ کو لوح ہدایت کریگی اپنے کو ہلاک نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ سرکار پر کوئی صدمۂ عظیم
گذر جائے یہ جو اس ساحر نے سمجھا کر کہا شاہزادے کو گویا ہوش آ گیا فوراً چشمۂ آب پر آ کے
وضو کیا وضو کر کے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات اگر لوح
طلسمی حاصل ہو تو ایک لمحہ بھر توقف نہ کرنا فوراً برائے فتاحی طلسم جانا اگر شاید تامل کیا اور
شکل کش نے اگر لشکر کو تصویر کاغذی بنا دیا تو جس وقت شکل کش قتل ہوگی یہ سب سردار
پھر صورت اصلی پر ہو جائیں گے فوراً برائے فتاحی روانہ ہو سر اُٹھا کے فلک پر دیکھو سات
ستارے معلوم ہونگے اُسی نشان پر جاؤ مقام پر فیلان سے پہونچو گے جو شعبدے دکھائے
فوراً لوح دیکھنا بے لوح دیکھے کوئی کام نہ کرنا ورنہ دھوکا کھاؤ گے یہ دیکھکر شاہزادے
نے لشکر کو اُسی حال خراب میں چھوڑا آپ برائے فتاحی طلسم روانہ ہوئے رات کو سر اُٹھا کے
دیکھا ایک جانب سات ستارے چمک رہے تھے اُسی کے نشان پر چلے رات بھر راستہ طی کیا
صبح کو قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہے یکایک باغ کے اندر سے
رونیکی آواز آئی دیکھا کہ دو زنگی سیاہ رو تیرہ درون سلیم کلیم کو پکڑے ہوئے کشاں کشاں لاتے
ہیں سلیم و کلیم چلا رہی ہیں کہ ای شہریار کنیزوں کو بچائیے آپکے جرم محبت میں قتل ہوتے ہیں
شاہزادہ تیغ کھینچ کر دوڑا اُس ساحر نے ایک مقام پر دونوں کو بٹھا کے خنجر مارا کہ دونوں کے
سر کٹ کے زمین پر گرے شاہزادے نے کلیم و سلیم کے سر ٹوٹتے ہوئے دیکھے لاشے تڑپکر سرد ہوئے

شاہزادہ دوڑا کہ ہائے ان مطیعان اسلام کو یون قتل کیا چاہا کہ دوڑ کے سر اُٹھاؤن کہ ایک طرف
سے آواز آئی کہ ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی آپکی محبت مین کام تمام ہوا دیکھیے جلاّد مجکو قتل کرتا ہی
آپ کی زیارت بدی تھی کہ ہبنے کر لی ذرا ادھر پلٹیے وقت آخر آنکھین تو چار ہوجائین شاہزادے
نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جادوگر بڑے قد و قامت کا کلاہ جلاّدی سر پر تیغہ باڑھدار کھینچے ہوے
ملکہ فرزانہ کو لیے جاتا ہی جب ملکہ رکتی ہین وہ قبضہ مارتا ہی سر سے خون جاری ہوتا ہی کئی جگہ سے
خون جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا پائچے چھوٹے ہوے خاک مین لتھڑے ہوے آنکھون سے آنسو جاری
شاہزادہ ہائے جان جہان کہکے دوڑا نعرے کرتا ہوا کہ او جلاد صاحب بیداد خبردار ہاتھ تلوار
کا نہ مارنا ورنہ ساحر کا تمام طلسم سے مٹا دونگا جان بچانا دشوار ہوگی شاہزادہ دوڑا ہوا جاتا ہی
یہی چاہتا ہی کہ جا کر اس ساحر کو مارون ملکہ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤن کہ اُسنے جلدی سے
تیغہ کھنچا ہوا جو ہاتھ مین تھا سر پر ملکہ فرزانہ کے ماردیا فرزانہ کا سر کٹ کے گرا ساحر تیر کا لگکر
بھاگا شاہزادے نے دوڑکر سر اُس کشتہ حسرت و یاس کا اُٹھایا آنکھین حسرت آلود کھلی ہوئی ہین
چہرے پر موت کی اُداسی گلوے بریدہ سے خون بہ رہا ہی شاہزادہ خون چہرے پر ملتا ہی خیال
مین آیا کہ ای خسرو ساحر کہین گے یہ ایسا بدنصیب ہی کہ دو معشوقین اسکی محبت مین قتل ہوئین اور
یہ کچھ نہ کرسکا افسوس ایسی معشوق پری چہرہ کو اس ظالم نے قتل کیا اس جلاّد کو رحم نہ آیا ہائے
اس محبوب کو کیونکر پاؤن نہین معلوم کہ یاقوت پر کیا گذری وہ جو اپنی بیٹیون کا لاشہ دیکھیگی
بیشک اپنی جان دیگی ایک بیٹی اُسکی آفتاب جمال جلادی گئی اس محبوب مطلوب کو یون قتل کیا
بیٹیون کو اُسکی مٹایا کیا تدبیر کرون جان اپنی دون اب زندہ رہنا بیکار ہی یہ سوچ کر خنجر کمر سے
کھینچا چاہا کہ اپنے ماردون کہ رونے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھاکے دیکھا کہ ایک طوطی زرین بال
آنکھون سے آنسو جاری پرون سے سر پیٹ رہی ہی اور آواز مثل انسان سکے دیتی ہی کہ
ای شہریار جان نہ دیجیے گا ورنہ پچھتائیے گا یہ نمود بے بود طلسم ہی آپ کو شعبدہ دکھایا ہی
اس لاشے پر لوح کا عکس ڈالیے حال کھل جائیگا یہ کہہ کے طوطی اُڑگئی شاہزادے نے
عکس لوح طلسمی کا جو لاش پر ڈالا دھوان نکلا دیکھا کہ ماش کے آٹے کا پتلا ہی شاہزادہ
حیران ہوا دیکھا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی ایک فیل مست پر ایک ساحر سیہ فام ہفت سر

ساتھ ہاتھ اُسکے ہاتھی کو اُڑائے ہوئے آتا ہے اور وہ فیل مست مثل پہاڑ کے مستک بہی
اٹھائے ہوئے اُس ساحر کے ہاتھون مین سات حربے ایک ہاتھ مین نیزہ ایک مین گرز ایک مین
خنجر ایک مین بڑی قرولی دہن سے للکارتا ہوا آتا ہے کہ او طلسم کشا کہان جائیگا اس مقام
پُر آفت مین آیا شاہزادہ جھپٹا اُس فیل سوار نے ساتون حربے مارے شاہزادے نے
اپنے کو زیر رگ ہائے سپر غنچہ بنایا بمشکل اپنے کو بچایا جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا بھسونڈا
ہاتھی کا کٹا ہاتھی نے ایک چیخ ماری غبار بلند ہوا فیل و فیل سوار اُس غبار مین چھپ گئے بعد
تھوڑی دیر کے ہاتھی اُسی طرح پر تیار ہوا بھسونڈا اُسی طرح آراستہ گویا تلوار پڑی ہی نہ تھی اُس
فیل سوار نے ہاتھی بڑھا کر پھر ساتون حربے لگائے شاہزادہ جست کرکے الگ ہوا پھر لپک کے
ہاتھ مارا ایک ہاتھ فیل سوار کا کٹا اُسی طرح اندھیرا ہوگیا پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ فیل سوار
غبار سے نکلا دیکھا کہ ہاتھ اُسی طرح سالم موجود ہے ساتون ہاتھ بدستور ہین زخم تک اُسکے
جسم پر نہین ہے کئی مرتبہ اُسنے حملے کیے شاہزادے نے کبھی ایک ہاتھ قلم کیا جب غبار مین چھپا
پھر ظاہر ہوا زخم کا نشان نہ پایا بہت عرصے تک شاہزادہ فیل سوار سے لڑا اعضا فیل کے
کٹتے ہین ہاتھ فیل سوار کے قلم ہوتے ہین جب غبار سے نکلتا ہے سب اعضا صحیح و سالم ہوتے ہین
شاہزادہ نہایت بیتاب و بیقرار ہے فیل سوار نعرے کر کرکے حربے لگارہا ہے شاہزادہ جست وخیز
کرکے اپنے کو بچاتا ہے لیکن حیران و پریشان ہے کہ کیا تدبیر کرون کہ پھر آواز آئی کہ او طلسم کشا
اُستاد تیرے پاس موجود ہے اُس سے صلاح نہین لیتا پلٹ کے دیکھا کہ وہی طوطی
زرین بال آنکھون سے اشک حسرت بہارہی ہے اور آواز دیتی ہے کہ برائے خدا لوح
دیکھیے لوح سے تدبیر قتل نکلے گی ورنہ آخر کو ہلاک ہوجیے گا اگر سات حربون مین ایک حربہ بھی
پڑگیا تو تمام جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا تھکا کے مار لیگا یہ کہ کے وہ طوطی اُڑ گئی فیل سوار
حربے لیکر چلا کہ ساتون حربے لگائے شاہزادہ جست کرکے الگ ہوا لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین
نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم واے سیار این عجائبات اگر **فیلان فیل پیکر** سات حربے لیے ہوئے
مقابلے مین آئے سات سر بھی اُسکے جسم پر ہونگے خیال کرکے دیکھو بیچ مین جو سر انسان ہے
پیشانی پر خال سیاہ ہے اگر قادر انداز بے بدل ہو تو اُسی خال پر تیر مارو تل بھر کا فرق نہ ہو

اگر تیر اُسی خال پر پڑا بجاے خون شعلۂ آتش نکلین گے مع فیل جلکر خاک ہو گا یہ مقدمہ جو لوح
مین دیکھا شاہزادے نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر مین پھال کا نکالا بجر کمان مین تیر
پیوست کیا خال کو فیلان کے تاکا تاک کے تیر مارا تیر داہنے بائین جاتا تھا قضا و قدر نے
عین خال پر پہونچایا پیشانی کو توڑکر پار گذرا بجاے خون شعلۂ آتش نکلے سوار و فیل سب جلنے لگے
جلکر خاک سیاہ ہوے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فیلان فیل پیکر بود مار کر اس ساحر کو لوح کو
ملاحظہ کیا لوح مین نوشتہ پایا کہ اس باغ مین جا کر ٹھہرو جو معرکہ گذریگا وہ دیکھو شاہزادہ باغ
مین آیا بارہ دری مین آکے بیٹھا کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی شاہزادے نے پلٹ کے
دیکھا کہ نخل مین ایک کنیز بندھی روتی ہے شاہزادہ بارہ دری سے اُترا قریب اُس نخل کے
گیا کنیز کو پہچانا کہ کنیز قدیم ملکہ فرزانہ کی ہے پوچھا کہ کیون گلشن تجکو یہان کون باندھ گیا
کنیز نے کہا کہ شہیر جادو یہان کی حاکم ہے ملکہ کی قید اُسکے سپرد ہے اُسنے مجکو اس مقام پر
باندھا ہے اب آتی ہو گی اُسی کے پاس قفس ملکہ ہے جب اُسکو قتل کیجیے گا تو ملکہ رہا ہو گی
مجکو نہ کھولیے اسی مین بندھا رہنے دیجیے ورنہ وہ مجکو قتل کر ڈالیگی خسرو نے کھولا کہ ایک
طرف سے کراہنے کی صدا آئی وہ کنیز جا کر بارہ دری مین بیٹھی شاہزادہ اُس کراہنے کی آواز پر
متوجہ ہوا دیکھا کہ ایک کمرے سے رونے کی آواز آتی ہے کوئی شخص بلک بلک کر رو رہا ہے
آواز دیتا ہے کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار کہان تک میرے ساتھ کجروی کریگا خدایا
ملک الموت کو حکم ہو کہ میری قبض روح کرے اب مجھے صدمات نہین اُٹھتے شاہزادہ اُس
کمرے کے قریب آیا قفل کلان لگا تھا قفل کو توڑا دیکھا کہ ایک جوان سبزہ رنگ رخسار آتش
بید و و قدرت رب ودود دیکھنے سبزہ آغاز نہین ہوا زمین پر چت پڑا ہے ایک پتھر چھاتی پر رکھا
ہے اُسکے صدمے سے کراہ رہا ہے زندگی سے اپنی بیزار بیقرار و اشکبار شاہزادے نے
اگر پتھر اُسکے سینے سے اُٹھایا وہ جوان بیہوش ہو گیا خسرو حوض سے پانی لائے تلوے سہلائے
مُنھ پر پانی چھڑکا تب اُسکو ہوش آیا شاہزادے کو دیکھکر قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا کہ
ای فرزند رشید صاحبقران و ای طلسم کشا خدا نے آپ کو پہونچایا اگر چند ساعت اور تشریف
نہ لاتے تو غلام کو زندہ نہ پاتے کئی برس کا زمانہ اسی حال مین گذر چکا اصل یہ ہے کہ غلام آپکا

گشتہ حسرت و یاس ہو پیکر جادو نے مجکو فرزند کرکے پالا آخر بھی تعلیم کیا جب یہ معاملہ آفتاب نے دیکھا
اُسکو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو پیکر جادو شہرت جادو کو بادشاہ طلسم کر دے راہ گیر جادو کو حکم دیا
شہرت کو جہاں پاؤ گرفتار کر لو ورنہ سلطنت طلسم ہاتھ سے جائیگی راہ گیر میری فکر مین رہی ایک دن مین
واسطے شکار کے اس جنگل مین آیا دھوکا دیکر غلام کو قید کر لیا لیکن مجھپر عاشق ہی اسی وجہ سے بڑی بڑی
بدعین کرتی ہی ابتک غلام نے اُسکا وصل قبول نہین کیا ملکہ آفتاب کی مصائب جب گلگونہ گلگون پوش
مجھپر عاشق ہی اور مین بھی اُسپر جان دیتا ہون چھپکر قید خانے مین آتی ہی آپکی بھی خدمت مین ضرور آئی ہوگی
خسرو نے کہا ای شہرت دو مقام پر ایک طوطی زرین بال نے ایسی ہدایت کی کہ گویا جان بچائی شہرت
رونے لگا کہا ای شہریار وہ گلگونہ ہی ہر مقام پر آپکی مدد کو آئیگی جو کچھ کوشش اُس سے ہو سکیگی اُٹھا نہ رکھیگی
شہزادہ شہرت سے باتین کر رہا ہی کہ آسمان پر سے آواز آئی او مفتری تو کون ہی میرے معشوق کو رہا
کر لیا میرے ہاتھ سے کیونکر زندہ بچیگا ایک سحر مین مٹا دونگی مجھے کسی ساحر کی پروا نہین ہی ایک ساحرہ
سیہ فام کو دیکھا کہ آسمان سے اُڑتی ہوئی آتی ہی دھم سے زمین پر گری شاہزادے پر گولہ مارا شاہزادے نے
لوح کو جنبش دی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا راہ گیر خسرو پر سحر کرتی ہو سحر باطل ہوتا ہو تاثیر نہین کرتا ایک مقام
پر خسرو تلوار کھینچکر دوڑے راہ گیر نے جب دیکھا کہ خسرو قریب آ گئے سحر کرکے جست جو کرتی ہو قریب
شہرت کے پہونچی کہا کہ ای شہرت اب تجھکو طلسم مین قید کر دونگی یہ کہکے کر مین پنجہ دیا خسرو پیچھے کہ
راہ گیر بھیا پڑون راہ گیر شہرت کو لیکر بلند ہو گئی چاہا تیر مارون راہ گیر قندیل فلک ہوئی اُسوقت نہایت
پریشان ہوے شہرت کا جدا ہونا شاہزادے پر بہت شاق ہوا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے شاہزادہ
پلٹا کف افسوس ملتا ہوا حیران و پریشان کہ ای خسرو اب دیکھیے فلک کیا دکھائے لوح کو دیکھکر داخل باغ
ہوئے دیکھا وہ کنیز جسکو رہا کیا تھا گلشن نام ایک نخل کے سائے مین بیٹھی تھی شاہزادے کو دیکھکر
اُٹھی کہا ای شہریار اب تشمیر جادو کے آنے کا وقت قریب آیا یقین ہی ملکہ کو لیکر آئے یہ کہکے قریب
شاہزادے کے ٹھہری شاہزادہ گلشن سے باتین کر رہا ہی کہ ایک آندھی سیاہ چلی دیکھا ایک ساحر قفس آہنی
ہاتھ مین لیے ہوے آ رہی ہی وہین سے دیکھکر شاہزادے کو للکارا کہ او برباد کن خانمان ساحران عالم یہان بھی تو آ پہونچا
تمہاری بھتیجی کو قتل کرنے لائی ہون آفتاب نے حکم دیا دیون سے اسکو لیے لیے پھرتی ہون مین نے
دیوون سے جان بچائی یہ کہکے زمین پر آئی قفس کو زمین پر رکھا شاہزادے پر سحر کرنے لگی اوّل گولہ

مارا گولہ پھٹ کے زمین پر گرا آگ برسنے لگی آگ نے بھی اُس شاہزادے پر تاثیر نہ کی زمین مین اپنے کو
گرایا ایک شیر ببر کی شکل بنکر حملہ آور ہوئی شاہزادے نے ہاتھ تلوار کا مارا ساحرہ کے دو ٹکڑے ہوئے
شاہزادے نے نہ تو اُس ساحرہ کے مرنے کو دیکھا اور نہ یہ خیال کیا کہ آواز نہ آئی دوڑ کر فوراً قفس اُٹھا کے
کلیجے سے لگالیا ملکہ فرزانہ نے ٹھنڈی سی سانس کھینچکر کہا اے شہریار قفس کھولدیجیے تو مین قفس سے نکلون
مادر مہربان کا مجھہ سحر ہی کلیجہ پکڑ لیا ہے لوح میرے سینے پر رکھ کر ہٹ جائیے کہ مین لوح کو کلیجے سے مس کرون درد
مٹے تسکین حاصل ہو کلیجہ کوئی مسل رہا ہے دم گھبرا کا نکل رہا ہے شاہزادے نے کھڑکی کھولی فرزانہ قفس سے
نکل شاہزادے نے دونوں لوحین لوح محفوظ و لوح طلسم سامنے رکھدین کہا آپ ذرا ہٹ جائیے شاہزادے
نے منھ پھیرا تھا کہ ایک آواز مہیب آئی او متقی بربادکن خاندان ساحران عالم اب تیری موت آئی مینم تشہیر جادو
دیکھ یون باآسانی لوح کو لیا اپنی ہمشبیہ کو تیرے ہاتھ سے قتل کرایا مین فرزانہ بنکر آئی پلٹ کے جو شاہزادے
نے دیکھا کہان فرزانہ ایک ساحرہ سیہ فام بدانجام لوحین ہاتھوں مین لیے للکار رہی ہے شاہزادہ تلوار
کھینچکر چلا تشہیر نے کہا او موے مونڈی کاٹے اب یہ تلوار کیا کریگی یہ کہکے اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے گری
ایک دو ہتڑ زمین پر مارا اور ایک آواز دی ارے کوئی حاضر ہے شاہزادہ زمین پر گرا گوشہ ہاے باغ
سے کئی ہزار جادوگرنیان پیدا ہوئین پکارتی ہوئین کہ اے ملکہ تشہیر کیا کار نمایان کیا شاہزادہ بیکار ہو کر
زمین پر گرا تشہیر نے کہا کیون اے خسرو دیکھا مکر اسکا نام ہے تمھارے عیار صاحب پاس ملکہ آفتاب کے
قید مین دکھیسو قت قفس نہین چھوڑتین اسوقت وہ مکان ہوتا تو عیاری کی تعریف کرتا شاہزادہ خاموش
آنکھون سے آنسو جاری یہ خیال کہ لوحین پاس دشمن کے پہونچین اب زندگی کی کون صورت دیکھین
اب فلک کیا دکھائے تشہیر نے جادوگرنیون کو جمع کیا کئی ہزار جادوگرنیون نے شاہزادے کو مسلسل
و مطوق کیا ماران سیاہ بدن مین لپٹا دیے اژدہے منھ کھولے ہوئے گرد منھ سے قلابہ آتشین چھوڑتے
ہوئے شاہزادہ اپنی زندگی سے بیزار جو ماران سیاہ جسم مین لپٹے تھے ہر مرتبہ منھ کھولتے ہین
کہ بدن پر منھ مارین شاہزادہ منھ پھیر لیتا ہے اس حال مین شاہزادے کو تخت پر سوار کیا تشہیر
جادوگرنیون کو ساتھ لیکر طرف قلعہ طلسم کے چلی فخر کرتی ہوئی کہ مین نے کس لطف سے لوحین
لین ایسا مکر کیا کہ لوحین خود ہتھیارے کے دیدین سمجھے تھے کہ معشوق کو پا گیا مین فرزانہ بنکر قفس مین بیٹھی
اپنی ہمشبیہ کو قتل کرایا تب یہ سب ہاتھ آیا کنیزونکو بھیجا کہ جاکر آفتاب گرم خو بادشاہ طلسم سے اطلاع

کروکہ تشہیر نے طلسم کشا کو پکڑ لیا جشن کی تیاری ہو مین لیکر طلسم کو آتی ہون آفتاب گرم خو تخت پر پھر قفس
برق ثانی ہر وقت سامنے رہتا ہی کنیز نے آکر خبر دی برق ثانی یہ خبر سُنکر کیسا تڑپا فقرے کرنے لگا
کہ اے ملکہ عالم میرا کانا سُنیے مین مسلمان سے بیزار ہون چاہتا ہون آپ کی اطاعت کرون مذہب
مسلمانان ترک کیا سامری بہ سنون مین میرا بھی نام ہو آپ کی خدمت مین رہون عیاریان کرکے
آپ کا طلسم بڑھاون گرد کے ساحرونکو گرفتار کرون ہر جگہ آپکا قبضہ ہو عملداری طلسم آفتاب نگار
کی بڑھے آفتاب نے کہا او مکار یہ باتین تیری یاقوت کو پسند آیئن گی وہ کانا سُنین گی مین کانا سُنکر
گیا اپنی جان وون تیری عیاری تو حد سے زیادہ ہو میرے ساتھ یہ باتین نہ بنا کنیز کو جواب دیا ہم شہر کو آئینہ بند
کراتے ہین تشہیر سے کہو قید کو لیکر آوے کنیز اُدھر گئی آفتاب نے حکم دیا شہر آئینہ بند ہو دوکانین
رنگی جائین سب آراستہ ہوکر دوکانون پر بیٹھین قید طلسم کشا آتی ہی شہر والے خوش ہوگئے یا تو خوف
تھا کہ طلسم کشا سبکو قتل کرے گا اب اطمینان ہوا کہ تشہیر نے سبکو بچا لیا مذہب بھی بچا تیاریان کرنے لگے
دوکانین رنگی گئین شہر آئینہ بند ہوا دوکانون پر تماشہ بینون کا جماؤ ہر گلی کوچے مین یہی غُلّہ ہی کہ طلسم کشا کی
قید آتی ہی بڑے بڑے ساحر اُسنے مارے پیکر جادو کا قاتل ہی کہ تشہیر قید کو لیے ہوے داخل شہر
ہوئی جسطرف سے نکلی لوگ تشہیر کی تعریفین کر رہے ہین کہ بی تشہیر تمھاری وجہ سے مذہب بچا
ورنہ طلسم کشا سب کو قتل کرتا آفتاب کو مناسب ہی کہ تمکو اپنا نائب کرے اہتمام کل طلسم تمھارے
سپرد رہے تشہیر سب کو سلام کرتی ہوئی کہتی ہی جو میرا کام تھا وہ مین نے کیا ہی ہر گلی کوچے والے
اس سے حال پوچھتے ہین ہر ایک سے حال اپنی چالاکی کا بیان کرتی ہوئی شہر کو طے کیا دارالامارۃ
پر پہونچی آفتاب نے وزیر امیر استقبال کو بھیجے با اعزاز تشہیر کو سامنے آفتاب کے لائے
آفتاب نے ہاتھ بڑھا دیے تشہیر کو گلے سے لگایا کہا بوا تمنے بڑا کام کیا اب تمھین سلطنت کرنا ہین
گوشہ نشین ہونگی سب اہل شہر وزیر و امیر یہی کہ رہے ہین کہ تشہیر نے مذہب بچا لیا کس لطف سے
طلسم کشا کو گرفتار کیا تشہیر نے دونون لوحین بطور نذر پیش کین تشہیر نے کہا اب لوح طلسم کا
انتظام کیجیے برقان تو مارا گیا کہ دریا مین مخفی رہتا تھا اب یہ لوح کسکے پاس رہے آفتاب نے
کہا یہ سب انتظام تمھارے سپرد ہی قید طلسم کشا تو اندر لاؤ تشہیر نے خسرو کو اندر بلایا برق ثانی
نے قفس سے دیکھا کہ عجب سختی مین شاہزادہ ہی ماران سیاہ بدن مین لپٹے ہوے چہرہ زرد ہو رہا ہی

خاموش سامنے آفتاب کے کھڑا ہی شل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی آفتاب نے پکارکر
کہا ابھی یہ دعویٰ باقی ہی خسرو نے کہا انشاء اللہ قید سے چھوٹین گے طلسم آفتاب نگار کو لوٹین گے
اگر ہماری قضا تیرے ہاتھ سے ہی تو مجبور دنیا چاہین دعویٰ مذہب کیا دلسے گیا ہی جسطرح بنیگا تجھکو
قتل کرینگے آفتاب ہنسی کہا دیکھو اس پسر حمزہ کی باتین کہ گرفتار کھڑے ہین ہمارے قبضے مین ہین اور
اُسپر یہ باتین ای تشہیر جادو قید طلسم کشا تمھارے سپرد ہی بیرون بارگاہ جاکر بیٹھو ہم دوسرے طرز
سے لوح کا انتظام کرین گے سب وزیر و امیر خوش بیٹھے ہین لیکن ملکہ گلگونہ گلگون پوش عاشق
شہرت جسوقت سے قید شاہزادے کی آئی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے انتظام و احکام
دیکھ رہی ہی پہلے ہی اسنے دیکھا تھا کہ راہ گیر قید شہرت لیکر آئی کہا ای ملکۂ عالم غضب ہوا تھا طلسم کشا
نے اُسکو چھڑا لیا کھڑے ہوے خوشی خوشی باتین کر رہے تھے کہ مین پہونچی لڑائی کا سامان کیا طلسم کشا
کو ان سے الگ کیا انکو لیکر بھاگی طلسم کشا کو انتہا کا قلق ہوا ای گلگونہ اب دیکھیے کیا ہوتا ہی بی تشہیر
کی آج بڑی عزت افزائی ہی آج اُنکی بڑی خاطر ہی کیا تدبیر کرون کہ لوح طلسمی اُن تک پہونچاؤن کیونکر
دونون لوحین پاؤن سوچ مین سر جھکائے بیٹھی ہی کہ آفتاب نے پکارکر کہا ایہا الحاضرین
ای سرداران نامی و ای ساحران گرامی دیکھا تمنے تشہیر نے کیا کام کیا ورنہ یہ جوان لڑتا ہوا تا بقلعہ طلسمی آتا
اب لوح کی کیا تدبیر ہو لوح محفوظ تو خیر ایک تحفہ ہی حفاظت کی اس سے ایک صورت ہی لیکن لوح طلسمی کی
حفاظت واجب و لازم ہی بانیان طلسم نے کیا تدبیر معقول کی تھی کہ لوح طلسمی برقان کے سپرد ہوئی وہ دریا
مین رہتا تھا کوئی اُس تک نہ جا سکتا تھا کون لوح اپنے پاس رکھے گا اسکے بھائی اسکے بھتیجے اسکا باپ سب
صف شکن و تیغ زن ہین اسکے قتل کی خبر سنکر آئینگے جسکے پاس لوح ہوگی اُسی کی فکر کرین گے تمام طلسم اُسیکا
دشمن ہوگا پس مین تو اپنے پاس لوح نہ رکھونگی اور جن صاحب کے مزاج مین آئے لوح اپنے پاس رکھین
بخوبی حفاظت کرین لوح کا انتظام نہ ہو لین اگر لوح مین ذرا فتور پڑا اسکے بھائی بند ضرور آئین گے
اب برسون جنگ رہیگی بڑی بڑی مشکل پڑیگی کیا تدبیر کرین کہ لوح غائب ہو جائے سب ساحرون نے
عرض کی اگر حضور لوح اپنے پاس نہین رکھتین تو ہم مین کسکو لیاقت کہ لوح اپنے پاس رکھے اور
تدبیرین کیجیے تو عرض کرین کہ لوح معدوم ہو جائے نہ لوح ہوگی نہ کوئی طلسم کشا پائیگا اگر مناسب
ہو تو لوح کی یہ تدبیر کیجیے کہ کوئی ساحر تیز پر مقرر کیجیے وہ ساحر لوح کو لیکر چار صوبۂ سلیمانی پر جائے

وہان دریا ے قہار ہی کیسی موجین اُٹھ رہی ہین برابر قصر البحرین کے طبقہ زمین کا ٹوٹتا ہوا ہی اُس مقام پر
لوح پھینک دی جاے کوئی مچھلی نگلجائیگی لوح معدوم ہوجائیگی نہ لوح ہوگی نہ طلسم کشا پائیگا سب نے
اس صلاح پر آفرین کی کہا ای مشیر خوش تدبیر کیا خوب بات کہی ہی یہی مناسب ہی ورنہ لوح جسکے پاس رہیگی
سب اُسکے دشمن ہون گے پس لوح کا رہنا بہتر نہین سب نے اس صلاح کو قبول کیا آفتاب نے کہا کوئی
ساحر تجویز ہو کہ وہ لوح لیکر جائے لوح کو پھینک آئے کہ لوح دنیا سے معدوم ہو عقاب جادو ایک
جادوگر ہی کہ اُسکی بہت تیز پرواز ہی اپنے مقام سے اُٹھا دست بستہ عرض کی لوح غلام کو دیجئے آج ہی جاؤنگا
اور آج ہی پھینک آؤنگا لوح محفوظ تو آفتاب نے اپنے پاس رکھی اور لوح طلسمی عقاب جادو
کو دی عقاب جادو نے لوح کو جھولی مین ڈالا آفتاب کو سلام کرکے رخصت ہوا شہیر جادو
طلسم کشا کو بیرون بارگاہ لائی اور ایک چبوترے پہ لاکر بٹھایا ایک گولہ ماردیا گرد آگ بیچ مین
شاہزادہ سامنے ایک سکرہ تھا اُسین کنیز ذنکو لیکر بیٹھی شیر الجواری کرنے لگی گلگونہ یہ معرکہ دیکھکر اپنے
مقام سے اُٹھی سوچتی ہوئی کہ ای گلگونہ اگر لوح طلسمی گئی اور عقاب جادو تا بہ چہار موجہ پہونچا اور
لوح کو پھینک آیا دریا مین کون جستجو کرے گا کیونکر لوح ملیگی ابھی عقاب کا تعاقب کرون راہ مین جاکر
اسکو مارون یا جان اپنی دون اس کشاکش سے جان کا جانا بہتر ہی طلسم کشا اس مصیبت مین شہرت
اس آفت مین ہین کیونکر زندگی کرون طلسم کشا پر نثار ہوجاؤن طلسم کشا نے جاکر اُسکو رہا کیا اُسکی تقدیر مین
قید تھی راہ گیر پھر پکڑ لائی زندان طلسم مین لاکر قید کیا اب جان دینا ہی بہتر ہی یہ سوچ کے آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے دربار سے اُٹھی آفتاب نے پوچھا ای گلگونہ تم زیادہ پریشان معلوم ہوتی ہو گلگونہ
نے کہا حضور کی پریشانی ہم لوگون کے لیے حیرانی ہی آنکھون سے دیکھ رہے ہین کہ زوال دولت ہو رہا ہی
جو حضور نے تدبیر کی یہ مناسب پڑے کہ لوح چہار موجہ پر پہونچے عقاب جادو گیا ہی بہ خیر و عافیت
پلٹ کے آئے یہ کہکے باہر آئی دیکھا عقاب جادو کبوتر بنا ہوا اُڑا ہوا جاتا ہی کنارے آکر ایک بازی کی شکل
بنی تعاقب مین عقاب کے چلی عقاب اسقدر تیز پر ہی کہ لاکھ گلگونہ چاہتی ہی کہ مین برابر اُسکے پہونچون
ہمسر کرکے اُسپر گردن اسکے دو ٹکڑے کرون لوح لیلون تیز پرواز ی کرتی ہوئی جاتی ہی مگر عقاب آگے
بڑھا ہوا جاتا ہی پھر بھی کی آخر بازو دن مین درد ہونے لگا سامنے پہاڑ دیکھا اُسپر اُتر پڑا جھیل پہاڑی پہ نیچے
کو جھکا چاہتا ہی کہ پانی پیون کہ گلگونہ پہونچی دیکھا عقاب جادو بشکل کبوتر پانی پہاڑ پہ بیٹھا ہی

سوچی کہ گلگونہ اگر یہاں سے اُٹھا تو چہار موجہ ہی پر جائے ٹھہریگا پھر مقابلہ نہ پڑیگا یہ سوچکر پہاڑ پر چڑھ آئی
کارد سحر جھولی سے نکالی اسم سحر پڑھکے جب برابر آئی نعرہ کیا او عقاب منم گلگونہ گلگون پوش عقاب
پلٹا کارد آکر عین سینے پر پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری عقاب ٹکڑے ہو کے گرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی
گشتی مرا نام من عقاب جادو بود گلگونہ ہوا سے زمین پر آئی دیکھا لاشہ عقاب کا تڑپ تڑپ کے
سرد ہوا جھولی سے اُسکی لوح نکالی لوح کو رومال میں لپیٹا جھولی میں رکھا رات ہو گئی تھی گلگونہ سوچی رات
ہی رات چلنا چاہیے بلی تشہیر کو قتل کروں یہ سوچتی ہوئی چلی یہاں تشہیر جادو خسرو شیر دل پر بدعت
کر رہی ہی کہ شراب پیکر دُزد شاہزادے پر چھینکتی ہی شاہزادہ اپنی جان سے بیزار ہو چکا ہی ہر مرتبہ آواز دیتا ہی
او ملعونہ ایک مرتبہ ایک خنجر مار دے کہ خاتمہ ہو اب کشاکش ہمسے نہیں اُٹھتی تشہیر جواب دیتی ہی او طلسم کشا
تو نے کس حسرت سے ساحروں کو قتل کیا کبھی خنجر لیکر دوڑتی ہی کنیزیں ہاتھ تھام لیتی ہیں کہ واری قتل نہ کیجیے
صبح کو طلسم کشا پر بدعت کیجیے گا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو گی وہاں آپکو اختیار ہی کہ گلگونہ آسمان
سے آکر زمین پر اُتری طرف طلسم کشا کے چلی تشہیر نے پکار کر آواز دی کون آتا ہی یہ راستہ نہیں ہی یہاں طلسم کشا
کی قید ہی ادھر سے ہٹ جا گلگونہ نے کچھ جواب نہ دیا ہر چند تشہیر پکاری مگر گلگونہ کب سنتی ہی جب
تشہیر اپنے مقام سے اُٹھی آواز دی ارے آنے والے جواب نہیں دیتا لاکھ منع کیا مانتا نہیں
یہ کہکے گولا مارا گلگونہ نے لوح کو آگے کر دیا گولا پھوٹ کے زمین پر گرا تشہیر نے آواز دی ارے
کوئی بڑا ساحر ہی کہ میرے سحر کو یوں دفع کیا یہ کہکے دوسرا گولا مارا گلگونہ نے پھر لوح دکھا دی پھر گولہ
بیکار ہوا اور پلٹ کر قریب پائے تشہیر کے پہونچا تشہیر گھبرا گئی کہتی ہی ارے یہ کیا شے دکھا دی کہ گولہ
پلٹ کے میرے پاس آتا ہو کیا شے اسکے ہاتھ میں ہی جب گلگونہ قریب آگ کے پہونچی آگ بجھنے لگی تب تو
تشہیر گھبرائی آواز دی ارے آگے نہ بڑھنا اس آگ میں جل جائیگا اس آگ سے امان نہ ملے گی گلگونہ
قریب طلسم کشا پہونچ چکی تھی برقع چہرہ سے اُٹھایا پکار کر آواز دی منم گلگونہ گلگون پوش اور لوح طلسمی گلے
میں طلسم کشا کے ڈالدی نیمچہ کمر سے نکالکر ہاتھ میں دیا جیسے ہی لوح گلے میں طلسم کشا کے آئی ماہان سیاہ
جلکر گر پڑے اندھا ہو سامنے خسرو کے منہ کو دیکھا بیٹھا تھا وہ پانی ہو کر بہ گیا طلسم کشا اپنے مقام سے اُٹھے
گلگونہ نے بھی کہا ای شہریار اب یہ وقت شمشیر زنی ہی مگر اب لوح سے ہوشیار رہیے گا شاہزادہ

نعرہ کر کے اُٹھا نعرہ خسرو
منم خسرو شیر دل نوجوان
منم نور عینین صاحبقران

اگر تیغ کین برکشم از غلاف		زلزل فتد درمیان مصاف		اگر تیغ برسنگ خارا زنم
زگاو زمین تیغ دہن بر کنم		تلوار کھینچکر شاہزادہ غول پر جادوگرون کے گرا گلگونہ سحر کر رہی ہی		

جب گولہ مارا سو دو سو کے سر اڑ گئے کنیزین اڑ کھڑا کے گرین گلگونہ نے کئی سو کنیزون کو قتل کیا اہالی
شہر دوڑے کہ یہ کیا ہنگامہ ہوا کیسا گولہ چلنے لگا آکر دیکھا طلسم کشا لوح گلے مین ڈالے ہوے شمشیر زنی
کر رہا ہی گلگونہ پشت پہ سحر کر رہی ہی اور آواز دیتی ہی ای ساکنان قلعۂ طلسمی شاید تمکو یاد نہو کتاب مین
لکھا ہوگا جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا زندہ رہیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا صدہا ساحر طلسم کشا کے شریک ہونیلگے
گلگونہ آواز مین دے رہی ہی صاحبو طلسم کشا کی شرکت کرو تشہیر بھاگتی پھرتی ہی خسرو چاہتے ہین اسکو
قتل کرون اپنے بڑے صدمے پہونچائے تشہیر نے دیکھا طلسم کشا کے ہاتھ سے میرا بچنا دشوار ہی
سو چکر زمین پر گری باز بنکر چلی گلگونہ نے آواز دی ای شہریار تشہیر جاتی ہی شاہزادے نے کمان
کیانی کاندھے سے اتاری تیر جو کمان مین پیوست کیا تاک کر سینۂ پر کینۂ تشہیر پر مارا تشہیر کے سینہ
پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا تشہیر کا لاشہ زمین پر گرا تشہیر ایسی جادوگرنی کا مرنا اندھیرا ہوگیا صدائین
مہیب آنے لگین پھر صدا آئی کشتی مرا نام من تشہیر جادو بود یہ آواز کان مین آفتاب کے پہونچی
یا تو تخت پر بیٹھی جشن کر رہی تھی نشے مین شراب کے مبہوت ہو رہی تھی تشہیر نے بڑا کام کیا کہ کان مین بنکی
تشہیر کے آواز آئی گھبرا کے پوچھا اسے یہ کیسی آواز آئی تشہیر کو کسنے مارا کنیزین دوڑی ہوئی آئین
عرض کی دہائی طلسم کشا لڑ رہا ہی گلگونہ پشت پر کئی ہزار جادوگر شریک ہو چلے تشہیر کو طلسم کشا
نے مارا گھبرا کر پوچھا طلسم کشا کو لوح کسنے دی کنیزون نے کہا سنتے ہین گلگونہ نے جا کے عقاب جادو کو
مارا اب ہزار ہا جادوگر طلسم کشا کے شریک ہوتے جاتے ہین یہ حالات سنکر آفتاب
نے منھ پیٹ لیا کہا یہ بڑا غضب ہوا میری قوت بازو قتل ہوئی چلکر طلسم کشا کو مار لونگی لاکھ
جادوگر لیکر باہر نکلی دیکھا شہر مین غدر ہوگیا گلی کوچہ مین تلوار چل رہی ہی آفتاب جادو
نعرہ کر کے بڑھی پکارتی ہوئی ارے گلگونہ کو پکڑو گلگونہ نے آواز دی او ملعونہ مجھے کون قتل
کرے گا مین کنیز طلسم کشا ہون آفتاب تین لاکھ جادوگرونکو لیکر آئی سحر کرتی ہوئی آگ برساتی ہوئی
بڑھی ہر طرف ساحرونکا بلوا گلگونہ نے دور سے دیکھا ایک مکان مین مہرت قید ہی راہ گیر بعہدہ
نگہبانی ہی طلسم کشا کو اشارہ کیا خسرو جا پڑے راہ گیر نے اٹھکر سحر کیا آگ برسنے لگی راہ گیر بڑھی تھی

کہ طلسم کشا نے تیر بار بار اده گیر مر کر گری گلگونہ نے بڑھکر شہرت کو قید سے رہا کیا شہرت جو تڑپ کے
اُٹھا تڑپ کر شک سے گرنے لگا ہزارون ساحرونکو قتل کیا یاقوت وکلیم وسلیم بھی قید سے چھوٹین
شکل کش پیچھے دوڑتی پکارتی ہوئی کہ اے ملکہ آفتاب جادو یاقوت وکلیم وسلیم نے رہائی پائی لڑتی
ہوئی آتی ہین شاہزادے نے شکل کش کو بھی تیر سے مارا اسکے مرنے کی جو آواز آئی آفتاب
گھبرا کے کہتی ہے صاحبو غضب ہوا شکل کش قتل ہوگئی میرے بزرگون کا وزیر اعظم ساحر زبردست
بختیار جادو گنبد جالینوس پر حاکم ہے مین وہان جاتی ہون جسکے مزاج مین آئے وہان چلے مین
وہان جاکر شکست درست کرونگی اور طور سے لشکر کشی ہوگی یہان کا رنگ تو بگڑ گیا قدم اُٹھے ہوے
نہین رُکتے ساحر بھاگے جاتے ہین آفتاب جادو نے فلک مارکر پرواز پیدا کیے لیکن برق ثانی
کا خنجر ہاتھ مین ہے شاہزادے نے چاہا کہ برق ثانی کو رہا کرون نہ رہائی ہوئی آفتاب پھر اسمیت
بلند ہوئی شاہزادے نے چند تیر مارے آفتاب نے آتش سحر سے جلا دیے ساحرون نے دیکھا کہ
آفتاب بلند ہوئی وزیر وامیر بلند ہونے لگے تھوڑے عرصے مین تین لاکھ جادوگر اور شہر والے
بچکے اول فوج سالم آفتاب کے پہونچے تھوڑا دن چڑھتے چڑھتے فتح ہوگئی جادر جلنے لگی ہر طرف
سے آوازہ امان بلند ہوئی شہرت وگلگونہ جو سالہا سال سے ہجران دیدہ آفت کشیدہ
معشوق سے جو عاشق کو دیکھا سر جھکا لیا کنیزون نے حجاب رفع کرایا گلگونہ کہتی ہین اے شہرت
ہمین زندگی سے یاس ہوئی تھی کبھی یقین نہین تھا کہ اب تمسے زندہ ملینگے پروردگار نے اپنا فضل
کیا شاہزادہ دارالامارہ مین آیا رفیقان جان نثار آکر بیٹھے یاقوت جاکر فرزانہ کو لائین یہ وحشت
جنگ یہ خود نکلی تھی فرزانہ کو چھوڑ آئی تھی فرزانہ جو آئین شاہزادے سے حکایت شکایت ہجران
کی شاہزادے نے عذر کیا کہ بندہ گلگونہ کے ہم شکر گزار ہین جس مقام پر فیلان فیل پیکر نے
تمہارا مردہ دکھایا آمادہ اپنے قتل پر ہوے تھے خنجر نکالا تھا کہ اپنے کو ذبح کرین مگر اُسوقت ایک شخص
ایسے لطف سے ہمکو آگاہ کیا کہ مین قتل سے اپنے باز رہا اور کس لطف سے کہا کہ لوح کو
ملاحظہ کیجیے لوح جب دیکھی تو معلوم ہوا نمود بے بود طلسم ہے ساحر نے شعبدہ کیا خدا نے یہ دن
دکھایا کہ قلعہ طلسم فتح ہوا گلگونہ اور شہرت کو عہدۂ جلیل عطا ہوا شاہزادہ تو یہان مصروف عیش
ہے لیکن دوسری ہین آفتاب کی سرہنگ بدباطن مکر سے مسلمان ہوئی ہے لشکر مین ہے

کہ کس طور سے طلسم کشا کو لیجاؤن بیان تو یہ صورت ہو آفتاب جو شکست خوردہ بھاگی گنبد جالینوس پر
پہونچی گنبد قریب ہی تھا کہ بختیارک کو خبر پہونچی کہ ملکہ آفتاب شکست کھا کے آئی ہین بیقرار ہو کر برائے
استقبال نکلا آکر آفتاب سے ملاقات کی آفتاب نے جو بختیارک کو دیکھا کہا اے وزیر اعظم تم تو یہان آکر
بیٹھے ہمارا ملک تباہ ہوا مرحلہ جات مٹے اور مین یہ بھی کہتی ہون کہ طلسم کشا یہان بھی پیچھا نہ چھوڑے گا
کہ مین برق شامی کو لیتی آئی ہون بختیارک نے پوچھا اے ملکۂ عالم یہ کون شخص ہو آفتاب نے کہا اے
بختیارک یہ بلاے روزگار ہی مگر جیسے گرفتار کیا رہائی نہین پائی روز مجکو دھوکے دیتا ہی مگر مین ایسی ہوشیار
ہون کہ اسکو بات نہین کرنے دیتی شہر یاقوت نگار اسکی ذات سے فتح ہوا بختیارک یہ سنکر اعزاز و اکرام
سے آفتاب کو گنبد مین لایا تخت زبرجدی نکلوایا اسپر آفتاب کو جگہ دی سب مشیر و وزرا آکر بیٹھے
بختیارک نے کہا اے ملکۂ عالم مین ایک بات عرض کرون خلاف رائے اقدس نہو خداوند قدیم کو آپنے چھوڑا
اور مذہب سامری و جمشید کا اختیار کیا جب ہی سے رنج و ملال آپ پر گذرنے لگا یہانتک مجکو نوبت
ہم پہونچی کہ مین تو ہر سال جاتا ہون کئی مرتبہ خداوند نے فرمایا کہ اے بانی طلسم آفتاب نگار کہان ہین مین عذر
کردیا کرتا ہون ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ رنج اٹھا کر آفتاب آئیگی قدرت کو برا خیال ہوا اے بختیارک کہدینا
کہ مابدولت کا اعتقاد کرے سامری و جمشید کون گتے تھے رنج و ملال اٹھا کر آئی تو کیا اب قدرت اسکو
کسی بلا مین پھنسائیگی لہذا مین سامان پوجا پاٹ کا مہیا کرتا ہون جاگتی جوت کے خداوند کو یاد کیجیے
کہ یا خداوند جمشید خود پرست جو تھا مین نے کیا وہ معاف فرمائیے اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی ضرور امید
بر آئیگی آئینۂ اقبال مین صورت فتح و ظفر نظر آئیگی آفتاب نے کہا اے وزیر اعظم حقیقت مین کہ مجھے
بڑی خطا ہوئی مین بیشک توبہ کرونگی اور عہد کرتی ہون کہ ضرور اسکی جشن مین جاکر شریک ہونگی میلہ بھی
وہان کا دیکھونگی اسوقت بختیارک نے اشیاے پوجا پاٹ کے طلب کیے آفتاب نے بیٹھ کے پوجا
کیا اور جمشید خود پرست سے فریاد کی رات کو تو یہ معاملہ درپیش ہوا یہان جو سرہنگ بد باطن آٹھ پہر
فکر مین رہتی تھی ایک شب کو اسنے دیکھا شاہزادے نے مع ملکہ فرزانہ بالاے بام آرام کیا سرہنگ
نگہبانون کو بیہوش کرتی ہوئی بالاے بام پہونچی دیکھا دونون آپسمین لپٹے ہوے سو رہے ہین اسنے
جھولی سے مقراض نکالی پہلے ڈورا لوح کا کاٹا جب لوح قبضے مین کر چکی تو پکار کر آواز دی اے طلسم کشا
کہانتک سوئیگا بیدار ہو اپنا حال دیکھ تم سرہنگ بد باطن بڑے افسوس کا مقام ہی کہ میری

بہن کی سلطنت سے بیٹھے اور اُسکے تخت پر بی فرزانہ بیٹھیں گھبرا کے جو عاشق و معشوق سے آنکھ کھولی سرہنگ
سرہنگ کو پایا لوح قبضے سے نکل چکی چاہا اُٹھیں اُسنے فقط ہاتھ ہلا دیا ہاتھ پاؤں دونوں کے بیکار
ہوسے اُسیوقت دونوں کو لیکر تخت پر ڈالا لوح طلسمی جھولی میں رکھی لیکے طرف گنبد جالینوس کے
چلی یہاں صبح کو سب بیدار ہوسے عاشق و معشوق کو تلاش کرنے لگے آخر معلوم ہوا کہ سرہنگ بد باطن
لیگئی یاقوت نے سر پیٹ لیا کہا جو غضب ہوا کہ طلسم کشا کو مع فرزانہ سرہنگ بد باطن لیگئی
اب کیا کیا جاے دیکھیے آفتاب گرم خو کیا آفت برپا کرے بختیار جادو ساحر قدیم آفتاب کا
ندیم ہمیشہ سمجھایا کرتا تھا کہ ملکہ عالم سلطنت طلسم پر بہ لطف قبضہ کیجیے دغا بازوں کا دخل ہونے پائے
ورنہ بڑی خرابی ہوگی اب وہ اُسی کے پاس گئی ہی وہاں جملے میں ہو رہی ہونگی اُسی صلاح میں یہ بھی
صاحبزادی طلسم کشا کو لیکر پہنچیگی شہرت اور گلگونہ نے عرض کی ای ملکۂ عالم نہ گھبرائیے وقت بربادی
گنبد جالینوس بھی آگیا لشکر تیار کیجیے لشکرکشی کرکے چلیے ہر چند کہ وہ بادشاہ طلسم ہی تحفہ جات طلسمی
پاس موجود ہیں سحر میں طاق شہرۂ آفاق لیکن تدبیریں کرینگے جنگ بھی ہیگا یہاں بھی شاید پروردگار
کوئی تدبیر کر دے غافل بیٹھے رہنا مناسب نہیں سب نے صلاح گلگونہ کو پسند کیا لشکر تین لاکھ
ساحروں کا تیار ہوا کوئی سلطنت قبول نہ کرتا تھا تخت دیکھ دیکھکر رونے تھے کہ ہاے یہ مقام ملکہ
فرزانہ فیروزہ پوش کا اسپر کسی اور کو کیونکر دیکھیں کیونکر دل کو آرام آے آخر صلاح کرکے
ملکہ یاقوت کو تخت پر بٹھایا کلیم و سلیم بعہدۂ وزارت گلگونہ و شہرت منتظم لشکر ہوسے تین لاکھ
ساحروں کا لشکر تیار کرکے اس شوکت و شان سے بیرون قلعہ نکلے رئیسان شہر بھی ساتھ آئے ہیں پانچ
کوس قلعے سے آگے بڑھکر اُترنے ارادہ ہی کل یا پرسوں کوچ کریں لیکن آفتاب گرم خو رات
بھر اوجہ کرکے صبح کو تخت پر بیٹھی ہی بختیار جادو کہتا ہی کچھ ظہور قدرت ہوا چاہتا ہی یہ ذکر تھا کہ چند
جادوگرنیاں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی حضور مبارک ہو ملکہ سرہنگ بد باطن طلسم کشا آپ کی
صاحبزادی کو قید کر لائیں لوح طلسمی لیلی آفتاب نے حکم دیا بلاؤ بختیار کہہ رہا تھا کیوں ملکۂ عالم
میں نہ عرض کرتا تھا کہ ظہور قدرت ہوا چاہتا ہی ایسے خداوند سے کیونکر کوئی برگشتہ ہو آفتاب بھی
مثل گل شگفتہ ہوگئی سرہنگ اندر بارگاہ کے آئی کہا ہمشیرہ صاحب میں نے اپنی جان لگا دی
دونوں کو گرفتار کیا ہی گلگونہ و شہرت شریک طلسم کشا ہوسے آٹھ پہر حفاظت کرتے تھے یہ کہکے

لوح قدرت کی لوح لیکر اسنے جھولی مین رکھی کہا ای بختیار اب جیلے کے خداوند کے یہان کو دن باقی ہین
کہا کہ یہ ہفتہ عشرے مین ہی قدرت کے سامنے چلکر ان سبکو پیش کیجیے بیٹی کے سر سے سحر مسلمانان
اُتار دینگے سب لوگ راہ پر آجائینگے سب آپکی اطاعت کرینگے لیکن اول ان باغیون کو چلکر گرفتار
کرائین سب کو پہلے خدمت خداوند مین پیش کرین اور آپ اپنے تئین حاضر ہونے کے عذرات کیجیے
یا جی چاہے آپ نہ جائیے مین جاکے سبکو پکڑ لاؤن بختیار جادو کے ساتھ بڑا لشکر گیا بختیار بمقابلہ
یاقوت لشکر گران لیکر میدان مین پہونچا یہان ملکہ یاقوت وغیرہ پانچ کوس پر قلعہ سے بڑھکر اُتری
ہین کہ سحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا آگے گینڈے پر بختیار جادو دہشت پر لشکر ساحران غدار بڑے
زور و شور سے آکر پہونچا پہلے یاقوت کو خوب سمجھایا پر سب آمادۂ مرگ دیکھا سے قضا ہین جواب
سخت دیے کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نکر جواب سنکر بختیار نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا چار پہر
رات تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے بختیار آگے بڑھا ہوا لشکر کو ترغیب
دیتا ہوا میدان مین آکر پہونچا ملکہ یاقوت تخت پر سوار قلب فوج مین دونون بیٹیان برابر کھڑی
ہین گلگونہ و شہرت لشکر کو ترغیب دے رہے ہین کہ نقیبون نے نقابت کی کڑکیت
کڑکا لشکر ہٹے بختیار نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
گلگونہ یہ سنکر جا پڑی آپس مین سحر ہوے بختیار نے پکارکر آواز دی ای خاکبار لینا یہ کہکے زمین پر
ایک لات ماری جہان گلگونہ کھڑی تھی اسقدر خاک اُڑی کہ اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اُسنے اُس غبار کو
دفع کیا دیکھا گلگونہ بیہوش پڑی ہی چاہا جھپٹ کے اُٹھاؤن شہرت جا پڑا گلگونہ کو اُٹھانے سے
بچایا آپ لڑنے لگا تھوڑے عرصے تک آپس مین سحر ہوے ایک مقام پر بختیار نے وہی آواز
دی ای خاکبار لینا اسقدر غبار بلند ہوا کہ شہرت اُس غبار مین بیہوش ہو گئے گرا بختیار نے
ان دونون کو اُٹھا لیا لشکر یاقوت جا پڑا ملکہ یاقوت بیٹیون کو ساتھ لیکر لڑائی مین مصروف ہوئین
ہزارہا ساحر لشکر بختیار کے مارے کہ لشکر مین ہنگامہ پڑ گیا ایک مقام پر بختیار نے یاقوت
وکلیم و سلیم کو دیکھا وہی آواز دیتا ہوا بڑھا غبار بلند ہوا تینون ماں بیٹیاں بیہوش ہو کے
گرین بختیار نے اُٹھا لیا افسرون کو تو یون پکڑا سارے لشکر پہ سحر کر دیا کہ ایک سے بھی
بات نکرے لشکر والے اسباب سحر پھینک کر بیہوت ہوئے سر جھکا کر اُسی [illegible]

ان سب کو اس حال مین چھوڑا مال اسباب اپنے قبضے مین کیا جب مال بھی قبضے مین کر چکا اسیوقت کوچ کیا
لشکر و سرداران نامی اپنے ساتھ لیے زبانون مین سبکے سوزن گرفتار رنج و محن اس زور و شور سے
کوچ کیے ہوے جاتا ہو آفتاب جگر گرم خو کو خبر پہونچی کہ وزیر ہمارا سردارون کو گرفتار کر لایا گنبد سے
باہر آ کے اُتری سب سردار و نجوم و فرزانہ الگ قید کیا طلسم کشا کو علٰحدہ قید کیا برق ثانی کو ایک
خیمے مین قید کیا رات کو حکم دیا کل کا دن درمیان دوسرے دن کوچ ہو گا طرف قلعۂ جمشیدیہ سے کے
چلیں گے خبرین منگوا لین کہ زمانہ میلے کا قریب ہو برق ثانی نے قیدخانہ مین بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ جمعدار
چکارہ بجانے لگا برق ثانی نے بھی ایک تان ماری جمعدار نے کہا ارے قیدی تو بھی گانا جانتا ہو کہا
حضور جان کے خوف سے روتا ہون گانا کیا جانون ذرا مجھکو قریب بلا لیجیے تو مین اپنا گانا آپکو سناؤن
جمعدار کی شامت جو آئی برق ثانی کو اپنے پاس بلایا چکارہ بجانے لگا برق ثانی نے چکارہ
مین آواز ملا کر وہ تانین لگائین کہ جمعدار بیقرار ہو گیا کہا میان ڑکے خوب گاتے ہو تب تو برق ثانی
نے کہا ذرا ہاتھ کھول دیجیے تو گانا سناؤن کبھی ایسا گانا نہ سنا ہو گا جمعدار نے ہاتھ کھول دیے برق ثانی
نے بتانا شروع کیا جمعدار دیکھ دیکھکر بیقرار ہو اجاتا ہو تعریفین کر رہا ہو برق ثانی نے اشارہ
کر کے جمعدار کو اندر قیدخانے کے بلایا باتین کرتے کرتے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈال دیے
جمعدار کو بیہوش کیا اُسکو اپنی صورت بنایا جمعدار کو قیدخانے مین ڈال دیا آپ جمعدار کی شکل بنکر باہر
نکل ساتھ والون سے کہا ہو کی پہرے سے ہوشیار رہنا مین ابھی آتا ہون یہ کہکے برق ثانی نکل گیا
لشکر تو بے انتہا اُترا ہوا ہی ایک دوکان پر جا کے پڑ رہا یہان صبح کو لشکر تیار ہوا آفتاب نے
کوچ کیا جب آنکھ کھلی جمعدار غل مچانے لگا کہ ارے مجھے کسنے قید کیا ملکہ آفتاب کو خبر پہونچی کہ آج
وہ قیدی نئے نقرے بگھار رہا ہو آفتاب نے کہا بکنے دو نگہبانون نے کہا حضور وہ اپنی جان
دینے پر آمادہ ہو آخر آفتاب خود آئین دیکھا برق ثانی رو رہا ہو سر زنجیر پر دے دے مارتا ہو
آفتاب کو دیکھکر پکارا حضور مجھے کسنے قید کیا اور وہ ٹھگ کہان گیا آخر جھنجھلا کر نگہبانون نے کہا اسکا
منہ دھلاؤ جب منہ دھلایا تو مفصل حال کھلا پوچھا ارے یہ کیا ہوا کہا حضور ٹھگ مجھکو اپنی صورت بنا کے
چلا گیا جمعدار کو تو قید سے رہا کیا حکم دیا اب کوچ ہو برق ثانی نے ایک سردار کی نوکری کر لی وہین
رہتا ہی دن بھر منزل چلتے ہین شام کو کسی مقام پر اُترتے ہین برق ثانی حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون

اگر شاہزادے کو رہا کیا تو پاس آفتاب کے ہو کیا تدبیر کرون کچھ نہین پڑتا ایسی باتین سوچتا ہوا
بشکر کے ساتھ ہو آ منزلین آفتاب کے ساتھ طی کین آج ایک مقام پر آپکے پہونچے دیکھا سامنے
ایک قلعہ نہایت عمدہ بنا ہو ایک پھاٹک سامنے اور چھ دروازے تین طرف دست راست کے
تین طرف دست چپ کے نہر مین پانی کی جاری ہین انسان کا نام نہین برق ثانی نے ایک سے
پوچھا کہ اس قلعے کے دروازے بہت ہین اُسنے جواب دیا یہی سات دروازے ہین ہر ایک دروازے
کے آگے بازار آراستہ ہوگا مقام پہ ان دروازون کے کل دیکھنا جس رنگ کا جو دروازہ ہو اُسی رنگ
کے اہالی بازار ہون گے اُسی رنگ کا لباس پہنے ہوے داروغہ ہوگا دو دن مین میلہ جمے گا تیسرے
دن جلوس خداوندی ہوگا لوگ زیارت کو جائین گے اپنی اپنی مراد پائین گے ہزار ہا کوس سے
آنیوالے آتے ہین سب طرح کی مراد پاتے ہین بڑے بڑے تاجدار بڑے بڑے سردار اس میلے
مین شریک ہون گے کیا تم کبھی اس میلے مین نہین آئے برق ثانی نے کہا مدت ہوئی مین بہت چھوٹا
تھا اپنے باپ کے ہمراہ آیا کرتا تھا اُسوقت کی باتین یاد نہین رہین اب بہ اعتبار دیکھونگا یہ باتین سُنکے
برق ثانی اُسی خیمہ مین آیا جسکا ذکر تھا اس سے بھی کچھ باتین پوچھین پہر دن رہے سے آمدین شروع
ہوئین شام کو برق آکر اپنے سونے کے مقام پر لیٹا خیال مین شاہزادے کی قید کے کب نیند آتی ہی
پڑا تڑپ رہا ہی آوازین نوبت نقارے کی کان مین آتی ہین رات بھر یہی ہنگامہ سُنا کیا جی مین کہتا ہی صبح ہو
تو دیکھون کون کون آیا صبح کو جو اُٹھا حاجت وغیرہ سے مہلت پاکر اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا تمام میدان
دامن قلعہ آدمیون سے بھرا ہوا ہی جو دروازہ کلان ہی اُسکے آگے کرسی بچھی ہی دروازے کا سُرخ رنگ
ایک جوان یاقوت پوش کرسی پہ بیٹھا اپنے میلے کا انتظام کر رہا ہی ایک دروازے پر زمرد پوش بازار
زمرد پوشان کے انتظام مین مصروف ہی ایک دروازے پر مروارید پوش کہ وہ بازار سفید پوشان ہی انتظام
کر رہا ہی ایک طرف نیلی پوش ایک طرف صندلی پوش اپنے اپنے بازار ونکے رنگ مین مصروف ہین
اور پہلوے قلعہ پر ایک نہر جاری ہی مثل دریا کے جوشان وخروشان کنارے کنارے اُس کے
ہزارہا ہوان پھرا چہر رہے ہین جس بازار مین جو کوئی دزدی کرتا ہی کوتوال اُس دزد کو گرفتار کر کے
سامنے داروغہ بارگاہ کے لیجاتا ہی داروغہ کوتوال کو حکم دیتا ہی اسکو لیجا کر نہر مین نہلاؤ وہ لوگ اُس
گنہگار کو نہر پر لیجاتے ہین جبراً اُسکو جھیل مین نہلاتے ہین نہا کے نکلا اور آہو ہو گیا قید بند سے اُسکو رہا

کرکے اُسی نہر مین چھوڑ دیا کنارے کنارے ٹہرا ہوا آہو چھر رہا ہی کنارے پر نہر کے جو گھانس لگی ہی وہی اُسکی خوراک
ہی برق ثانی اُٹھا کہ بازار کی سیر کرون اول سے کوچے پر بازار زرین پوشان ہی اُس بازار مین آیا دیکھا
کرسی زرنگار پر ایک نازنین نہایت حسین بہ کبر و نخوت بیٹھی ہی جو عدل و انصاف مین مصروف ہی برق ثانی
کھڑا ہوا دیر تک اُس مہ جبین کو دیکھا کیا دوسرے بازار مین آیا وہ بازار نیلی پوشون کا ہی ایک زنگی
قوی تن قوی من پہلوانون کی وضع مین بیٹھا ہوا انتظام کر رہا ہی جو گرفتار ہوکر زنگی کے سامنے آیا تیغ کھینچکے
اُٹھا اُسکو قتل کیا کوتوال سے اشارہ کیا اسکو نہر ندامت مین پھینک دو ٹہرا ہیان کوتوال لاشہ اُٹھا کر
لیکے جاکے نہر مین پھینکا مچھلیون نے لاش کو نوچا ایک نہنگ پیدا ہوا لاش کو اُس مقتول کی نگل گیا
کنارے پر آکے اُسی لاش کو اُگلا ہوا اُچھلی پھر شکل آہو وہی مقتول جست کرتا ہوا آہوون مین جا ملا وہان
سے برق ثانی بازار صندلی پوشان مین آیا دیکھا ایک صندلی پوش کرسی پر بیٹھا ہی برق ثانی ایک
تاجر کی دوکان پر کھڑا ہوا یہ سب تماشے دیکھ رہا ہی تاجر نے کہا میان صاحب بیٹھ جاو برق ثانی
نے کہا مین اچھا کھڑا ہون اُس تاجر نے بحسرت برق ثانی کو دیکھا اپنی دوکان سے کسی حیلے مین
اُترا کوتوال کے پاس گیا کہا میری دوکان پر ایک شخص غیر بحسرت کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہی جلد چلکے
گرفتار کیجیے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ شخص کبھی اس میلے مین نہین آیا کوتوال پیادون کو
ساتھ لیے ہوے نرسنگھا پھنکتا ہوا جیسے ہی اُسکی دوکان کے سامنے آیا برق ثانی نے جو کوتوال
کو آتے ہوے دیکھا ایک جانب چاہا بھاگ جاؤن یہ سوچکے ایک خیمے کی آڑ پکڑی کوتوال نے تاجر
سے پوچھا وہ گنہگار کہان گیا تاجر نے کہا وہ خیمے کی آڑ مین کھڑا ہی لوگون نے آکر برق ثانی کو گرفتار
کرلیا ہر چند برق ثانی چیخا پیٹا کچھ نہ سُنا کوتوال کہتا ہی کہ اے شخص تو ہمکو دیکھکر کیون بھاگا صاف ثابت
ہوتا ہی کہ تو یہان نیا آیا ہی کبھی اس میلے مین نہین آیا تھا ہر چند برق نے عذر کیا کوتوال نے کچھ
نہ سُنا برق ثانی کو کشان کشان سامنے داروغہ صندلی پوش کے لایا داروغہ نے پوچھا کیون کوتوال
اسنے کیا خطا کی کہا حضور طریقے سے معلوم ہوتا ہی یہ شخص چور ہی ہمکو دیکھکر بھاگا داروغہ نے جواب دیا
اسکو پاس داروغہ نیلی پوشان کے بھیجاو کوتوال کشان کشان برق ثانی کو سامنے داروغہ بازار نیلی پوشان
کے لیکر آیا کہ داروغہ وہان کا وہی زنگی ہی تیغہ خون آلود چمکا رہا ہی برق ثانی داروغہ کی
صورت دیکھکر گھبرایا فریاد کرنے لگا اے داروغہ بازار مین نے کوئی خطا نہین کی بلا وجہ مجھے گرفتار کیا ہی

کوتوال نے کہا بیشک یہ بیچارہ ہی لیکن ہمکو دیکھکر بھاگا چور رہیگا دیکھکر بھاگتا ہو ہم اسکو گنہگار سمجھے گرفتار کر لائے
اب سزا وغیرہ کا سرکار کو اختیار ہی زنگی نے حکم دیا اسے لیجاؤ اور لیجاکر نہر عدالت مین نہلاؤ برق ثانی نے
فریاد کی اے داور دو فقہ تیرے عدل و انصاف کے شہرے ہین مین نے کوئی خطا نہین کی ہی بلا وجہ
مجکو گرفتار کیا ہی امیدوار ہون کہ رہا کیا جاؤن زنگی نے حکم دیا اے کوتوال اسکو چھوڑ دے لیکن اس قدر
سے کہ بہ نگاہ حسرت بازارون کو نہ دیکھے اور نہ تم لوگون کو دیکھکر بھاگے برق ثانی کو اسنے چھوڑ دیا
کہا جاؤ اگر مفتی بازار کے پاس جاتے تو تمھارا انصاف ہوتا برق ثانی سلام کرتا ہوا بھاگا اور بازار
زمرد پوشان مین پہونچا دیکھا ایک جوان زمرد پوش کرسی پر بیٹھا ہو اس بازار پر بڑی گھماگھم ہو مرتفع بزازہ
جوہری بازار نہایت تکلف سے بزازون کے تھان کھلے ہوئے خرید و فروخت ہو رہی ہو دلال
بجاز پکار کے کہرہے ہین بیٹھی ہی دوکاندار صاحب ہمکو دھیلا روپیہ دیجیے گا ہم زیادہ نہین لین گے گاہک
ہمارا اپنا ہی ہے ہمارے کبھی سودا نہین خرید تاہم بھی اپنے گاہک کو سودا سستا دلواتے ہین کیسے کیسے
دوکاندار گلبدن چہرے رشک چمن بیچنے پر آمادہ گاہک کو آواز دیتے ہین میان کچھ کپڑے کی خریداری
منظور ہو تو ہمارے پاس آئیے ایک طرف جوہری بیچتے ہین لال و پنا و الماس و یاقوت کھرے سے کھرے
سودا بیچنے والے کوئی خریدار جو آیا تو ڈبہ جو کمر مین باندھے تھے وہ کھولا جواہرات دکھائے دیکھنے والا
جواہرات دیکھکر محو ہو گیا گفتگو خرید و فروخت کی ہونے لگی ایک جانب سر اٹھا کے دیکھا جانا بھگتنین
بازار مین اپنا رنگ جمارہے ہین گاتے پھرتے ہین جب کسی بھگتن نے کسی نوجوان کو دیکھا دامن
پکڑ لیا کچھ دو چار پیسے لیے تب جانے دیا ایک جانب فرش بچھا ہو رئیسان شہر دوستون آشناؤن کو ساتھ
لیے ہوئے فرش پر بیٹھے ہین آپس مین باتین ہو رہی ہین ایک جانب دیکھا پالین رنگ برنگ
کی استادہ ہین اُنکے نیچے نازنینان مہ جبین گوری گوری صورتین جوڑے تہ پیچے بندھے ہوئے مسند پر
بیٹھی ہین سامنے سنہرے حقے اول نیچے چلمین ایک جانب دھری ہی آگ روشن چاہنے والونکے جاؤ
جنکو زیادہ تقرب ہی وہ تخت پر بیٹھے ہین چلمین اڑتی چلی جاتی ہین کوئی جوان اکڑتے ہوئے آئے جیب سے
چونی نکالکر پھینکی پکار کر کہا بی ساقن صاحب کوئی تحفہ سا لجھان کا پلو اپنے ساقن نے سر ہلایا نوکر سے
چلم مانگی وہ سلفہ جماکر لایا بھٹیارن نے کمر سے بٹوہ نکالا اُسمین سے چرس نکالکر جمائی کہا او میان اب
نشہ ہو جائیگا آگ رکھوا کر حقہ بڑھایا جوان نے کہا ذرا منھ بھی لگا دیجیے بھٹیارن نے بڑی

مشکل سے اس بات کو مانا دم لگایا کہ چلم ٹوٹنے کا ڈر پیدا ہوا بالشت بھر کی نو نکلی کہا لو یاران دم لگاؤ جوان
نے حقہ ہاتھ مین لیا پکار کر آواز دی پیارے فوراً جوانون سے تو آنکھ ملاؤ یہ لفظین جو اونکی یاد رکھنا
جسنے نہ پی گانجے کی کلی اُس بیٹے سے بیٹی بھلی اپنا تو یہ قول ہی فرزند آزاد کے دم مین کھینچ دم جو سون کا ندون
مین + پیارے دم ہی کا تو فرق ہی مردون و زندون مین + دس برس کی عمر مین گھر سے نکلے اسی چرس
کے واسطے ماں باپ سے بُرے ہوے تمسے آنکھ لڑانے کا شوق ہی قطار کی قطار بھنگیرون کی تھا
مقام پر جو سب طرف دم پڑ رہے ہین دھُوان بلند باز اردھوان دھار چو رہا ہی ایک جانب فرش
بچھا ہوا جوان لیٹے ہین ایک کا سر ایک کا پاؤن چہرے زرد خود نیچے مین روشن نکالی ہاتھ مین چھینٹے
جاکر مار رہے ہین دوکاندار کو دم ہی دم مین آواز دیتے ہین چھ ماشے اور بھیجو دوکاندار نے جواب
دیا ابھی چار ماشے کا پتہ بھیجا ہی خانصاحب آپ بہت پیتے ہین خانصاحب نے جواب دیا بھائی آجکل
دو توے کا دورا ہوتا ہی شام سے جو آتے ہین چانڈو خانے سے بارہ پر ایک بجے جاتے ہین
قورمہ چپاتیان تیار ملتی ہین ایک روٹی شوربے مین ڈبو کر کھا لیتے ہین برق ثانی نے ایک سے
پوچھا یہ کون لوگ ہین اُسنے کہا یہ لوگ چانڈو پینے والے ہین زرد ہو کر رہ گئے ہین خون جسم مین
باقی نہین ہی برق ثانی میلہ دیکھتا پھرتا ہی ہر بازار مین دوکاندار مرفہ حال خرید و فروخت انتہا کی
ہوا آرہی ہی سالون بازارون کی برق ثانی نے سیر کی ہزارہا گنہگار گرفتار ہوے آہو جایا اور
چھوڑ دیا دہ آہو بہ نگاہ حسرت بازارون کو دیکھتے ہین کنارے کنارے نہر کے چرا کرتے ہین دو دن
برق ثانی نے بازارون کی سیر ہو کے سیر کی کوئی پیشہ ور ایسا نہین ہی کہ جو ان بازارون مین نہو
تیسرے دن سویرے قبل از طلوع آفتاب بڑے بڑے تاجر تحفہ جات کی کشتیان لیے ہوے
بڑے پھاٹک کے اندر جاتے ہین بازارون مین بھیڑ ہی کہ وقت جلوس خداوند قریب آیا برق ثانی
اُن سب مین ملکر دروازے کے اندر آیا دیکھا ایک میدان وسیع سامنے ایک دروازہ عالی کھُلا
ہوا دروازے پر چند نگہبان بیٹھے ہین کسیکو آمد و رفت سے نہین روکتے یہ تاجدار سردار تاجر جو سب
ملکر گئے تھے اُنکے ساتھ برق ثانی بھی دروازے کے اندر داخل ہوا دیکھا ایک باغ پُر بہار
عروسان چمن کا نکھار درخت قطار در قطار عندلیبان چمن کی پکار پھولون کا زیب تن سایہ دار انبار غنچے
چٹک رہے ہین طائر چہک رہے ہین نسیم عنبر شمیم چل رہی رہی ہی عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی

وہن یہ غزلین گا رہی ہین

نظم

اڑ کے وان پہونچے گا حال شوق شہپر ہو گیا — گر نہین قاصد تو ہو نامہ کبوتر ہو گیا
جب اڑائے اپنے منھ سے پھونک کر اس طفل نے — جان اڑ نہین آگئی ہر پر کبوتر ہو گیا
ہی یہ چھنا نہین ہی ہاتھ مین جام بلور — معجزہ ہاتھ آگیا ساقی پیمبر ہو گیا
ای بہار عمر آخر آگیا وقت خزان — یہ بھی جلسہ گلشن عالم کا دم بھر ہو گیا
قطرۂ مے کی طرح آنسو نکل آئے مرے — دل بھر آیا ساقیا خالی جو ساغر ہو گیا
ملگئے سب خاک مین کہنے کو دو دن کیلیے — کوئی دارا ہو گیا کوئی سکندر ہو گیا
آفتاب حشر کا اب ای مسیحا کچھ ڈر نہین — سر پہ میرے سایۂ ساقی کوثر ہو گیا

ہر طرف جوش بہار ہی چمنہائے طولانی نہرون مین آب صاف وشفاف نہرین چھلک رہی ہین پانی
کی روانی صاف وشفاف پانی حباب مثل چشم معشوق بہ حسرت سمت گلشن نگران آب آئینہ مثل آئینہ
حیران برق ثانی سب کیفیت دیکھتا ہوا اسکے ساتھ وسط باغ مین پہونچا دیکھا ایک چبوترہ وسیع گرد
اسکے ہزارہا سیڑھیان علاوہ برسر چبوترہ کے سیڑھیون پر درجہ بدرجہ فرش بچھا ہوا اور بالائے
چبوترہ ایک ممبر سونے کار رکھا ہو ممبر کے پہلو مین ایک کرسی جواہر نگار اور کرسیان اس کرسی سے
الگ الگ بچھی ہین لیکن یہ کرسی جو قریب ممبر کے ہی نہایت تکلف سے آراستہ سونے کی کرسی اسمین
جواہرات جڑا ہوا اور کرسیان چاندی کی ہین چند کرسیان دست چپ پر چند دست راست پر ممبر کے بچھی ہین
برسر چبوترہ بھی صدہا تاجدار دنگل و منبر پر بیٹھے ہین نیر اعظم نکلا تھا دھوپ ساتھ زردی کے ظاہر ہوئی
کہ سب تاجدار کھڑے ہوگئے دیکھا سامنے سے ایک ہوادار ظاہر ہوا ہوا اوس پر ایک مرد پیر
باریش سفید تاج بھاری سر پہ پہنے ہوے لباس سفید جسم مین کیا رہوا اور کو مثل ہوا اڑائے ہوے
لاتے ہین تاجدارون مین ہنگامہ ہوا قدرت آگئے وہ ہوادار قریب سیڑھیون کے لاکے رکھا وہ مرد پیر
اترا تاجدار اسکو ہاتھون ہاتھ بالائے چبوترہ لائے وہ جو کرسی مکلل بہ جواہر بچھی ہی اسپر لاکے بٹھایا سب نے
اسکو سجدہ کیا اسکو نہیں ہنسکے جواب دے رہا ہی کہ برق ثانی نے دیکھا بختیار جادو مالک گنبد
جالینوس پہلو مین آفتاب گرم خو لباس بھاری پہنے ہوے مصاحب و رفیق ساتھ ساتھ اور
چہار جانب سے دیہی دارو غہ لوگ جو بازارون مین کرسیون پر بیٹھے تھے آکر پہونچے کرسیون پر بیٹھے

کہ بختیار نے آفتاب کو لاکر سامنے پہونچایا آفتاب نے سجدہ کیا جمشید خود پرست نے پوچھا ای
آفتاب کئی سال سے کہاں تھیں کیون نہین آئین بختیار نے حال بربادی طلسم کہنا شروع کیا جمشید
خود پرست نے جواب دیا قدرت کو سب معلوم ہو بعد اختتام جشن بیان کرنا قیدیون کو بھی ہمارے
سامنے لانا سب کا علاج ہوجائیگا یہ کہکے جمشید خود پرست ممبر پر آیا کہ سب تاجدار پھر کھڑے ہوگئے
دیکھا ایک نقابدار یاقوت پوش سراپا دریائے جواہر مین غرق تاج یاقوتی بر فرق مرکب باد رفتار
اُڑاتا ہوا گھٹنا چست چڑھا ہوا گانی بندھی ہوئی اندر سے نقاب کے نورانی شکل سہی ہی اُس
نقابدار کو دیکھکر سب کھڑے ہوگئے جمشید ممبر پر بیٹھا ہی وہ نقابدار سیڑھیون کو طی کرکے بر سر
چبوترہ آیا جمشید نے آواز دی ای نور چکیدہ خالص قدرت اپنے مقام پر آکے بیٹھو وہ کرسی مکلل بجواہر
جو بچھی ہی اُس کرسی پر آکے بیٹھا وہ نازنین جو بازار مین داروغہ تھی وہ پشت پر آکے مگس رانی کرنے لگی
جمشید ثانی نے کتاب کھولی پکارکر آواز دی ایہا الحاضرین طلسم آفتاب نگار مین زمان انقلاب
ہی ہمارے بندون کے واسطے پیچ وتاب ہی لیکن ہماری دختر بلند اختر کے طالع مین وہ ستارہ
آکے واقع ہوا ہی کہ سب پر حاکم ہوگی لیکن انقلاب سے مابدولت سبکو بچائینگے گھبرو نہین پوجے
پاٹ کرو یاد ہماری فراموش نہو قدرت تمکو نہ بھولینگے یہ کہکر چند فقرات زبان سنسکرت مین
پڑھے اُسکا ترجمہ یہ تھا کہ مذہب سامری وجمشید باطل ہمارا مذہب مثل آفتاب روشن رہیگا
طلسم کو بربادی سے بچائینگے سب کی مدد کو وقت پر آئینگے ایسے فقرات پڑھکر ممبر سے اُترا شوری ڈکر دن
مین آئی اُسپر کچھ فقرے پڑھے ممبر سے اُترکر تخت پر بیٹھا اب آفتاب اپنے مقام سے اُٹھی جمشید نے
کہا تمھاری بربادی کا حال معلوم ہی قیدیونکو بلواؤ مگر اپنی بیٹی کو بعد لانا پہلے اپنے سردارونکو لاؤ آفتاب
نے پلٹ کے اشارہ کیا یاقوت وغیرہ آئین اُنکی جانب بنگاہ قہر دیکھا کہا کیون ای یاقوت
وای کلیم وسلیم بربادی طلسم منظور ہوئی خبردار آج سے بدل وجان آفتاب کی اطاعت کرنا یہ کہکے
اپنے مقام سے اُٹھا سبکے مُنھ پر ہاتھ پھیرا سبنے جمشید کو سجدہ کیا قدمون پر آفتاب کے گرین کہا ہم سحر
مین مبتلا تھے اسوجہ سے آپکی دشمنی کی اب عمر بھر تمھارے حکم سے گردن تابی نکرینگے یاقوت وغیرہ
مع جملہ سردار پشت پر آکر بیٹھین جمشید نے حکم دیا وہ طلسمی کہان ہی آفتاب نے جھولی سے
نکالی جمشید کو نذر دی جمشید نے پکارکر آواز دی ای گلگون پوش وہ جو داروغہ بارگاہ گلگون پوشان

تھا وہ سامنے آیا جمشید نے یوں اسکو دی اب جمشید نے اشارہ کیا فرزانہ فیروزہ پوش کو لاؤ دیکھا فرزانہ فیروزہ پوش گرتی پڑتی ہوئی آئی یہ اشعار زبان پر لائی

نظم

دیتا ہون دل قمار محبت مین ہار کے
دھاگون مین آگیا بت زنار دار کے

اچھے نہین ہین پوشش وحشت کے رنگ ڈھنگ
ٹکور تجھ اب کی سال ہوے ہین بہار کے

مانند گردباد کے لپٹیں گے ہم تجھے
آنا صبا نہ پاس ہمارے غبار کے

نالے کیے بغیر مین رکھتا نہین قدم
جاتا ہون گھر مین یار کے در پر پکار کے

دم سے طلسم آدم خاکی کا ہی خلیل
پھرتی ہین پتلیان یہ سہارے سے تار کے

بہوت لب پر یہ اشعار عاشقانہ کبھی پکارتی ہی ای خسرو جمشید ول مقام افسوس ہی ہم تمھارے دیدار سے محروم رہے آج کتنے دن کا زمانہ گذرا کہ صورت زیبا و طلعت جہان آرا نہین دیکھی کاشکے ہیلو نشین مرجان کا ہوتے مرجان نے خوب مہلت پائی دنیاے ناپائدار کو چھوڑا ہم ایسے سخت جان ہین کہ کسیطرح روح جسم خاکی سے نہین نکلتی آفتاب نے کہا یا خداوند دیکھیے یہ حال ہو کہا آسے دو جو کہتی ہی کہنے دو ابھی ہوش مین آجائیگی ارے شیشہ آب رحمت کا حاضر کر فوراً ایک نقابدار اُٹھکر شیشہ کیوڑے کا لایا وہ نقابدار یاقوت پوش جسکو لوز چکیدہ قدرت کہتا ہو اسکے پیر آ حلاے ایک جام مین لبریز کرکے وہ جام آفتاب کو دیا کہا جسطرح بنے بیٹی کو پلادو مشکل سے فرزانہ کے لگایا جیسے ہی قطرہ اُسکے حلق سے اُترا لہرا کے گری بیہوش ہوگئی ہاتھ پانون زمین مین مارنے لگی بعد تھوڑے عرصے کے ہوشیار ہوئی اُٹھتے ہی جمشید کو سجدہ کیا ڈوپٹہ سلیقے سے اوڑھا مان سے کہا ای مادر مہربان یہان مجھے کون لایا ہتھکڑیان کیون پہنائین آفتاب نے ہتھکڑیان ہاتھ سے اُتارین قید دور کی مان کے پہلو مین سر جھکاکے بیٹھی باتین ہوش کی کرنے لگی جمشید نے آفتاب سے اشارہ کیا اسکو رخصت کرو یاقوت سے آفتاب نے کہا فرزانہ کو لیجاؤ یاقوت اپنے ہمراہ فرزانہ کو لیگئین شاہزادہ بالکل فرزانہ کو یاد نہین برق ثانی حیران یہ معاملہ دیکھ رہا ہی کہ جمشید نے کہا ای آفتاب طلسم کشا کو بلاؤ بدول قائل کرینگے تخت طلسم پر بعہدہ سلطنت بیٹھین اور قاعدے سے آگاہ ہو مین ملازمان آفتاب جاکر طلسم کشا کو لاے برق ثانی نے دیکھا شاہزادہ سلسل و طوق زیور آہن مین غرق ہتھکڑیان ہاتھون مین بیڑیان پانون مین بعضلون مین

خاردار لٹو باہون پر چوڑے فولاد کے رانون پر بھی چوڑے چڑھے ہوے اُکسنے کی طاقت نہین اکڑتا ہوا شاہزادہ آتا ہو سامنے جمشید کے آکر پہونچا لقابد اریاقوت پوش جو جواہر نگار کرسی پر بیٹھا ہی جمال جہان آرا ے شاہزادہ دیکھکر پسینہ آگیا قلب تھرآیا لیکن سر جھکا لیا شاہزادے نے مثل اہل اسلام کے سامنے جمشید کے صاحب سلامت کی جمشید نے کچھ جواب نہ دیا پکارکر آواز دی کہ ای تاریک جادو طلسم کشا کو زندان عشرت مین لیجاؤ یہ سُنتے ہی ایک ساحر سیہ فام اکڑتا ہوا آیا کمر مین شاہزادے کی پنجہ دیکر لے اُڑا اب جو برق ثانی پلٹا شاہزادے کو محفل مین نہ پایا گھبرا کر لوگون سے پوچھا شاہزادے کو کون لیگیا لوگون نے کہا تاریک جادو داروغہ زندان خانہ عشرت ہی وہ شاہزادے کو لیگیا برق ثانی نہایت شرمندہ کہ افسوس اب مین کیا کرون زندان خانہ کیونکر تلاش کرون لیکن مجبور ہو ناچار فرزانہ کو سردار لیکے شہرت دگلگونہ سب نے اطاعت آفتاب کی جمشیدیہ شعبدے کر کے اپنے مقام سے اُٹھا جلسہ برخاست ہوا اب برق ثانی باہر آیا دیکھا تمام بازارین ویران پڑی ہین جابجا سناٹا بارگاہین اُٹھ گئین برق ثانی حیران ہوا جسکا نوکر تھا وہ بھی چلا گیا آفتاب نکلتے ہی طرف طلسم کے روانہ ہوئی برق ثانی سوچا کہ اب مین آفتاب کے ساتھ جاکے کیا کرون شاہزادہ اس حوالی مین مجھے وہان سے کیا کام ہر طرف تلاش کرنے لگا کبھی زیر دیوار قلعہ دوڑا ہوا جاتا ہی کبھی سر ٹکرا کے چلاتا ہی کبھی جنگل مین دوڑا ہوا جاتا ہی کبھی نام لیکر شاہزادہ خسرو کا پُکارتا ہی ای آقاے نامدار آپسے فلک نے یون جدا کیا کہا ڈھونڈھون کہان تلاش کرون کبھی زیر کوہ آتا ہی پتھرون سے سر ٹکراتا ہی درہ ہاے کوہ مین گھُس جاتا ہی چیخین مار کر روتا ہی کہ ای آقاے نامدار اگر جان جاؤن کہ آپ اس پہاڑ مین ہین تو جان شیرین کو مثل فرہاد تلف کرون پہاڑ کو خنجر سے کاٹون جوے شیر بہادون پھر دوڑ کر اُس قلعے کے سامنے آتا ہی وہان سناٹا پاتا ہی وہ نہر وغیرہ سب غائب ہوگئی آہو ونکا پتہ نہین دروازے قلعے کے بند دیکھتون سے سر ٹکراتا ہی برق ثانی تو اس حال پُر ملال مین ہی کہ اسکا ذکر وقت پر تحریر کرونگا اب حال پُر ملال شاہزادہ خسرو شیر دل تحریر کرتا ہون کہ اُنکی کمر مین پنجہ دیکر تاریک جادو جو بلند ہوا شاہزادے کی آنکھ متوحج ہوا سے بند ہوگئی نہین معلوم لایا کس راہ سے لایا کتنی دیر اُڑا اب جو آنکھ کھُلی عجب مقام عشرت خیز مین اپنے کو پایا گرد باغ پر بہار درخت سرسبز دشاداب میوہ شاخون مین لاجواب طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین دم محبت کا باغبان

وقمنا قدرت کی بھر رہے ہین خار بھی انگلیان اٹھا رہے ہین کہ ای بانی بنا سے باغ عالم تو یکتا ہی حقیقت مین
تو لا شریک ہی یہی اعتقاد سب کا ہی ہمیشہ طفلان غنچہ مہد شاخ پر جھول رہے ہین چہرۂ گل کو دیکھکر
پھول رہے ہین رنگ گل مین چہرۂ محبوب سے زیادہ رعنائی شاخ پر میوہ کی زیبائی اپنے کو شاہزادے
نے بارہ دری مین پایا صد ہا صحنچیان کہا تا سب طرح کا سبزون پر چپا ہوا ڈالیان میوے کی پر رعنائی
رکھی ہوئین نارنگیان رشک پستان محبوب جنکو دیکھکر دانت کھٹے ہون کوے سرخ سرخ مثل عذار
معشوق اپنی رعنائی دکھار ہے ہین اسی صحنچی مین گرد کٹہرے کی نالی بنی ہوئی سنہر شیر گر موزے رانگے
چار آئینہ پلنگ کسا ہوا سفید چادر کلابتون کی ڈوریان سیمینہ سنہری لٹک رہے ہین تکیے نرم ایک جا
گل تکیے ہر صحنچی مین ایک ایک جوان بیٹھا ہوا ہی سامنے بارہ دری ایک مولسری کا درخت نہایت
سایہ دار اسکے نیچے ایک اکھاڑا کھدا ہوا ہی طاق مین سہرا بندھا ہوا ہی شاہزادہ حیران ہوا کہ یہ
کون مقام ہی ان سب جوانون نے جو حال شاہزادہ دیکھا سب اپنی اپنی صحنچی سے اٹھکر قریب
شاہزادے کے آئے ایک صحنچی مین ایک شاہزادے کو دیکھا تاج ڈھلکا ہوا سر نگون بیٹھا ہی
آنکھون سے آنسو جاری وہ قریب شاہزادے کے نہین آیا ایک سی کئی جوان شاہزادے وزیر زادے
تاجر بچے سب خاندان عالی سے شاہزادے کے پاس آکر بیٹھے سب نے بہ محبت پوچھا آپ
کسو جہ مین قید ہوے شاہزادے نے کہا قید تم ہونے ہوگے یہ قید خانہ ہی کہ عیش خانہ سب نے
کہا کہ ای شہریار یہان کا قیدی تا بہ قید حیات نہین چھوٹتا یہ جو اکھاڑا سامنے ہی اور بلندی پر چبوترہ
بنا ہی اس چبوترے پر نازنین گلگون پوش خون چہرے سے برستا ہوا آکے تخت پر بیٹھتی ہی تاریک جادو
ایک ساحر سیہ فام اکھاڑے مین آکر کودتا ہی جسکا میعاد کا دن ہوا اسے بلاتا ہی کہتا ہی اگر مجکو
زیر کر دو تو اس قید خانے سے رہائی ملے اگر مین زیر کرونگا فوراً قتل کر ڈالونگا ای شہریار کیسے
کیسے پہلوان کیسے کیسے شاہزادے صف شکن اس رو سیاہ کے مقابلے مین گئے بڑی
کد و کاوش کی مگر وہی سیاہ رو غالب آتا ہی چھاتی پر بیٹھ کے سر کاٹتا ہی سامنے اس محبوبہ کے
لیجاتا ہی وہ پانچون انگلیان اپنی اسکے سر کے خون سے رنگین کر لیتی ہی اور ایک انگلی سے ٹیکا
ماتھے پر دے لیا لاش اس کشتۂ حسرت دیا اس کا بیرون قید خانہ پھینک دیا صد ہا آدمی جوان خوش رو
خوشخو ہمارے سامنے قتل ہوے وہ شاہزادہ جو صحنچی مین بیٹھا ہی اور رو رہا ہی چہرہ اداس عالم یاس

کل مُسکی باری ہی اسی وجہ سے کلام نہین کرتا شاہزادہ اُٹھکر اُس جوان کے قریب آیا کہا ای برادر کیون
ملول و حزین ہو ہمنے حال سُنا کل تمھاری باری ہی اسقدر ملول نہ ہو نام نامی تو اپنا ظاہر کر دیہ سُنکر وہ
جوان اور زیادہ رونے لگا کہا ای شہریار کیا نام اپنا ظاہر کرون اجل سر پر ہی چراغ عمری آفتاب لب بام
ہو رہا ہون اپنی موت کو یاد کر کے رو رہا ہون ایسی بلا مین آکر پھنسے کہ لاش کو دفن و کفن بھی ممکن
نہ ہوگا شاہزادے نے قسمین دیکر پوچھا کہ یہ تو ظاہر ہی کہ موت قریب ہو لیکن یارو ہم ایک تدبیر بتائین
ایک کا ایک ملال نہ دیکھے ہم تمھارے بدلے مقابلہ کرین سب ملکر لپٹ پڑو اُسکا منھ بند کر دو کہ سحر
نہ کرنے پاوے سب ملکر مار ڈالین سب نے کہا ای شہریار خدا معلوم کیا آفت برپا ہو مشہور ہو وہ نازنین
جو آئی ہو ملکہ نرگس خونریز اُس کا نام ہو مرد کے نام سے بیزار ہو چاہتی ہو دنیا مین کوئی مرد نہ رہے
نام بھی مردون کا مٹا دون جب آدمی کے خون کا ٹیکا وہ لگا لیتی ہو تب جا کے منھ دھوتی ہو سالہا سال
سے یہی طریقہ مقرر ہو صدہا ہو انسان خوشرو اُسنے قتل کرائے نہ معلوم کیا آفت برپا ہو وہ دفعتاً
مشہور ہی شاہزادے نے کہا ارے بھائیو جان دینے سے زیادہ اور کیا آفت ہی ایک ایک
کا رنج اُٹھانے سے ملال اُٹھانے سے تو چھوٹو گے دس پانچ دن جس کے ساتھ رہے
اُسکا ساتھ ہم سے نہ چھوڑا جائے گا خیر تم لوگ اگر نہین مانتے تو بھی لیکن ای جوان ہم تیری جانب
سے مقابلہ کرین گے تجھکو قتل نہ ہونے دین گے ہم تیرے بدلے جان دین گے اُس جوان نے
گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای شہریار آپنے کہا گویا جان بچائی کوئی کسی کے واسطے کب جان دیتا ہی
آپنے جو فرمایا احسان کیا اب رات بھر آپ کے ساتھ ہین صبح کو ہماری باری ہی خسرو نے کہا
ہم تمھارا رنج نہ دیکھین گے مگر یار و لات و منات پر لعنت کر دو دین خدا پرستی اختیار کر دیہی اعتقاد
ٹھیک ہی کل مذہبون مین تشکیک ہو سب نے ایک ہی مقام پہ بیٹھکے کھانا کھایا شاہزادے
کی باتین سُن سُنکر بعض نے کلمہ پڑھا بعض کہتے ہین ہمارے بزرگ بیوقوف نہ تھے جو کیا وہ کیا شاہزادہ
اُنکو سمجھا رہا ہی اُن کے سوال کا جواب دیتا ہی چار پہر رات ایک ہی مقام پر سب بیٹھے رہے صبح کو وہ
جوان روتا ہوا اُٹھا کہا ای شہریار آگاہ رہیے کہ مین مسلمان ہون ایسے شخص کا تابعدار ہون کہ اگر وہ
میری گرفتاری سُن پائین تو طلسم کو آکر درہم درہم کرین خسرو نے کہا وہ کون صاحب ہین اُس
جوان نے کہا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان جب شہر دمشق کو

اُنھون نے فتح کیا سکندر رفیع لقا میرا نام ہو مجھکو صاحبقران نے بادشاہ دمشق کیا برائے شکار
نکلا ایک آہو پر تیر مارا وہ آہو تیر کھا کے غائب ہوا مگر وہ آہو مثل انسان کے آواز دیتا ہوا گیا کہ یا خداوند
جمشید خود پرست بچائیے اس ظالم نے بیجا مجھے تیر مارا کہ یکایک ہوا چلی ایک پنجہ آکر میری کمر
مین پڑا مجھے اُٹھا کر لیگیا متوحش ہوا سے آنکھ بند ہو گئی اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو اس قید خانہ مین
پایا خسرو نے گلے سے لگا لیا اے سکندر مین اُنھین صاحبقران کا بیٹا ہون نام صاحبقران
سُنکر سکندر قدمون سے لپٹ گیا کہا اے شہریار آپ نشانی ہین آقائے نامدار کی مگر اب
باہر چلیے وہ نازنین خونخوار اور وہ پہلوان آیا چاہتے ہین شاہزادے نے ہرچند کہا کہ یارو
جو ہم کہتے ہین وہی قبول کرو ایک نہ اُٹھائے مگر کسی نے نہ سُنا سکندر ملول و حزین باہر نکلا
قریب اکھاڑے کے آکر کھڑا ہوا سب جوان سرنگون غم سے کلیجہ خون سر جھکائے کھڑے
ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا وہ نازنین زہرہ جبین تخت پر سوار تاج سر پر دریائے جواہر مین غوطہ زن
گرد چند کنیزین وہ پہلوان پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے تخت آکے چبوترے پر قائم ہوا وہ پہلوان
جھومتا ہوا اکھاڑے مین آیا گیارہ ڈگر چلے مٹی بازوؤن پر ملی پکار کر آواز دی آج کس جوان کا دن ہی
اگر مجھسے مقابلہ کرے اور مجھکو زیر کرے تو قید سے رہائی ہو اگر مین غالب آیا تو فوراً قتل کردون گا
ملکہ نرگس خونریز اُسکے خون کا ٹیکا ماتھے پر لگائینگی تب جاکے منھ دھوئینگی ایک مرد کا خون جب
پیشانی پر اپنی مل لیتی ہین تب منھ دھوتی ہین یہ سُنکر سکندر اپنے مقام سے اُٹھا تھا کہ شاہزادہ
محل مین سے مع ایزن کے نکلا نرگس خونریز نے دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال
کلاہ زرین سر پر لباس معقول زیب جسم الوزغزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری آنکھین
رشک دیدۂ غزال ابرو بصورت ہلال ادھر سے شاہزادے کی نگاہ اُس نازنین مہ تمکین پر پڑی
عارض رشک قمر سمن بر پری پیکر خنجر ابرو رشک مشک تار گیسو خال ہندو چشم جادو فتنہ دہر خندہ
کز لب بر انگیختہ ؛ نمک بر دل خستگان ریختہ ؛ دیگر زلف عنبر بو مہ رودیست بر منشب است ؛
وادی موسیٰ ؛ جانہ صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا ؛ دیگر بت مین اللہ کی قدرت کا
تماشہ دیکھا۔ وہ تجلی تھی کہ موسیٰ کے بھی لیجائے ہوش ؛ غرق دریائے جواہر مین قدم سے تا فرق ؛
زیور نور و صفا زیب بدن کو ہر پوش ؛ کان کی بجلیون مین تابش برق سر طور ؛ اختر بخت صبیحان

تھا کہ انجم در گوش ہو روے تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح ہو بیرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش ہو
وہ جبین جسکی محبت کا دل بدرین داغ ہو خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش ہو حلقہ چشم سیہ بادہ میخانہ ناز ہو
مردمک نگاہیں یا مغبچہ بادہ فروش ہو تحرک لب نازک تھے برنگ گل برگ ہو تبسم صفت غنچہ بان
تھی خاموش ہو شیشہ میکدہ حسن گلوے زیبا ہو جبین معمور نزاکت کی شراب سر جوش ہو جو ر آئین وہ
قمر طلعت آئینہ جمال ہو نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش ہو کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم ہو
ریجا بانہ کبھی جلوہ نما کبھو روپوش ہو جنبش لب کا ارادہ ہو کہ کچھ بات کرے ہو نازکی کا یہ اشارہ
ہو کہ بس بس خاموش ہو سرو قد سی بالا حسن و جمال میں یکتا سینے پر دو ستے تو زمرد کے یا دو گنبد
بلور کے یا دو نقابدار سر کش جسنے ظاہر مانگ پن شکم صاف و شفاف کو تختہ نور کہیے کمر نازک ساق
بلوری جسپر بناے قصر تن قایم نقش پا تاج سر عاشقان حضرت عشق سنے دونوں کی آکے پیشوائی
کی تحفہ حسن و عشق پیش ہوا ادھر ملکہ زلگڑ اتین پیشانی پر تھنڈا تھنڈا پسینہ آیا شاہزادہ لڑکھڑایا
قریب تھا کہ گرے لیکن اپنے کو سنبھالا جھپٹ کے اکھاڑے میں کود پڑا جوش جرأت میں ہاتھ
اُس سیاہ رو کا تھاما فرمایا اسکے بدلے ہم تجھسے مقابلہ کرتے ہیں اگر زیادہ ہون تو قتل کرنا اور
شاید تیری قضا ہمارے ہاتھ سے ہو تو ہم بھی زندہ نچھوڑینگے ملکہ نے کاندھے پر اپنی وزیرزادی
کے سر رکھدیا خاموش عشق کا جوش ہر چند سنبھالتی ہین دل نہین سنبھلتا کہ اُس پہلوان سیاہ رو نے پکارکر
آواز دی ای قاتل مردان عالم آج یہ نئی بات ہو اُس جوان دمشقی کے بدلے یہ مجھسے مقابلہ کرتا ہی
ملکہ نے سر اُٹھا کے دیکھا آنکھ شاہزادے سے چار ہوگئی ملکہ نے اشارے سے کہا دانت کے
نیچے انگلی دبائی اشارہ یہ تھا کہ وہ ظالم کیا کرتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی اس سے مقابلہ نہ کرنا
اگر تو اپنے زمانے کا رستم ہی تو بیکار یہ وہ شخص ہو کہ کوئی اسپر غالب نہ آئیگا اگر رستم و سہراب ہو تو بھی
غالب آئے شاہزادے نے پکار کر کہا او نازنین کیون اشارے سے منع کرتی ہو ہم ضرور مقابلہ
کرینگے اس جوان دمشقی کا داغ نہ دیکھینگے ملکہ نے ہنسکر وزیرزادی سے کہا یہ جوان تو بالکل بیوقوف ہی
جہالت پسند غیر کے واسطے اپنی جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی مین تو اشارے سے
منع کرتی ہون وہ مچلا جاتا ہی چار آدمی سنتے ہین اس سے مقابلہ کرکے اسپر غالب آئیگا وزیرزادی
نے کہا داری مین سمجھاؤن شاہزادہ تاریک پہلوان سے تکرار کر رہا ہی کہ وزیرزادی نے پکار کر

کہا ای جوان ایک دو باتین ہماری سُن سے تو تجھکو اختیار ہو شاہزادے نے کہا کہو وزیرزادی نے کہا ای
جوان یہان کا یہ دستور نہین ہی اس مقام کا نام ہی زندان عشرت ابھی تو نے ایک شعبہ بھی نہین کیا کھایا اور
کیا چین کیا جب تیری باری آئیگی تب مقابلہ کرنا اپنے زور پر ناز نہ کر اگر رستم ہو اور اسفندیار ہو
تو اس سے مقابلہ نہ کر سکے بڑے بڑے دنکو اس نے مارا بس اب معاف کرو اکھاڑے سے کے باہر
جاؤ اسکو بجنبہ وہ تو خود راضی ہی دو کئی مہینے سے یہان قید ہی زندان عشرت سے کے مزے اُٹھا چکا
کھانے عمدہ عمدہ کھا چکا تمنے ابھی کچھ عیش نہین اُٹھایا جفا اپنے اوپر نہ اُٹھاؤ تمھاری خبرین مشہور
ہین کہ طلسم آفتاب نگار مین شمشکل ایسے پہلوان کو تخت پر چڑھکے مارا وہ مقام اور تھا یہ مقام
اور ہی کئی مہینے کے بعد تمھاری نوبت آئیگی خسرو نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہو یہ پہلوان سیاہ
بدخو یہان روز آتا ہی ایک کو مار کر چلا جاتا ہی ہم اسکو مار ین جھگڑا صاف ہو جائے نرگس نے
پھر آنکھ سے اشارہ کیا کہ ای جوان اپنے حال پر رحم کر شاہزادے نے کہا تم تو خون کرنے کی
مردون کی خواہان ہو تم کیون منع کرتی ہو نرگس خونریز نے شرما کر سر جھکا لیا پہلوان سے
اشارہ کیا یہ جوان زبردستی کرتا ہی اگرچہ خلاف قاعدہ ہی لیکن مقابلہ کر پہلوان سے اشارہ کیا کہ ساتھ
سختی کے مقابلہ نہ کرنا بس پہلوان مثل برق کے چمکا کہا ای جوان آ مقابلہ کر تجھکو اپنے زور و بازو کا
بڑا ناز ہی یہ کہکے شاہزادے کا ہاتھ پکڑا اب جو شاہزادہ کشتی مین مصروف ہوا بدن اس پہلوان کا اسقدر
گرم ہی کہ جب لپٹتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کندۂ جہنم سے لپٹ گئے جب اچھی طرح لپٹ نہین سکتے پیچ
کون باندھے اور معلوم یہ ہوتا ہی کہ کھینچے سارے بدن کا زور نکال لیا بمشکل تھوڑی دیر ڈٹے پہلوان
ریل کر لے دوڑا پیچھے ہٹتے ہی چلے آتے ہین زور و طاقت کھینچے جسم سے نکال لیا آخر اُسنے کمر مین
ہاتھ دیکے اُٹھا لیا زمین پر دے مارا شاہزادہ چت گرا کود کر چھاتی پر آیا خنجر کمر سے نکالا چاہا سر کاٹ لون
اُسوقت جو نرگس خونریز نے اس حال پُر ملال مین شاہزادے کو دیکھا کہ بے بس زمین پر پڑے ہین آنکھون
کو گردش چہرہ زرد ہاتھ پانون زمین پر مار رہے ہین اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے نرگس خونریز اپنے
مقام سے اُٹھی تخت سے کود پڑی پہلوان چاہتا تھا خنجر پھیر دے نرگس خونریز نے گلے پر ہاتھ رکھدیا
کہا ای پہلوان کیا کرتا ہی آج زندانخانے مین نیا معرکہ ہوا کوئی کسیکے واسطے نہ لڑا تھا کبھی ہنستی کبھی
آنکھون مین آنسو بھر کے طرف خسرو کے اشارہ کرتی ہی کیون او جاہل اپنے زور کا امتحان کیا تھا

وہی کیے جاتا ہی کہ ہم اپنے سامنے کسیکو قتل ہونے دین گے اس قتل کرنے والے کو شاہین سگے آج تمنے بچا لیا کل ہم پھر مقابلہ کرین گے نرگس خونریز نے کہا مقابلہ کر دگے تو سزا پاؤ گے خسرو نے کہا ہم سزا ہی کے مشتاق ہین ملکہ تخت پر سوار ہوئین پہلوان کو ساتھ لیا راہ مین سمجھاتی ہوئی کہ اگر اسکو قتل کرتے قواعد طلسم مین فرق پڑتا باداجان فرماتے تم نے کیون خلاف قاعدہ کیا کیون پھر کو ڈسنے دیا خیر آج مین یونہی منھ دھو ڈالون گی ایک مردہ قتل ہوا نہ سہی یہ کہتی ہوئی اپنے مقام پر آئی بیتاب دیکھ کر وزیرزادی سے کہتی ہی کیون وزیرزادی تمنے کچھ گستاخی اس جوان کی دیکھی خوف جان کا بالکل خیال نہین نہین معلوم اسنے طلسم آفتاب نگار مین کیا کیا وزیرزادی نے کہا وہان لوح ملکی وہ لوح حفاظت کرتی تھی کوئی ساحر دست انداز نہ ہوسکا وہی گھمنڈ ہی نہین جانتے کہ یہ مقام اور ہی وہ مقام اور تھا یہان قاعدے کے خلاف ہوتا آج باواجان سے اپنے ذکر نہ کیجیے گا ورنہ وہ خداوند ہین شاید حکم دیدین یا یہ فرمائین کہ جو لڑا تھا اُسے قتل کیا ہوتا یہ سنکر نرگس خونریز نے منھ پیٹ لیا کہا اے وزیرزادی مجکو ہر طرح مشکل ہی بکلفت اس نوجوان کی دیکھکر دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی دیکھیے کیا ہو کیونکر اسکو اس مصیبت سے نکالون اور اسکی جان بچے وہ تو ہر وقت سر ہتھیلی پر رکھے ہو دیکھون تقدیر کیا دکھائے وزیرزادی نے کہا داری کیا گذارش کرون مجکو بھی بڑا تردد ہی آپ کو اس حال مین دیکھتی ہون نرگس خونریز نے کہا کیا کہون کہ کیا انتشار ہی دل خود بخود بے قرار ہی بجز اُس ظالم کا بہت مشتاق ہو بقول شاعر

نظم

جا ملین راحت کو نہ آگاہ ہین آرام سے ہم	پھنس گئے کنج قفس مین نہ چھٹے دام سے ہم
فکر مضمون رخ و زلف مین ہین سر گردان	صبح کر دیتے ہین اب اٹھ گئے شام سے ہم
رند سرمست بلا نوش ہین میخانے کے	خم کے گردون کو سمجھتے ہین کم اک جام سے ہم
زہر کھانا پڑیگا ہمکو جبھی سمجھے تھے	خط کے آغاز مین آگاہ تھے انجام سے ہم
عمر بھر شوق ہم آغوشی مین بیچین رہے	پہلو گور مین شاید رہین آرام سے ہم
عاشق نہین ترے ہم بھی ہین ازل سے ابد و ست	تجکو دیکھا نہین آگاہ ہین پر نام سے ہم
ہان بھی قسمت نے لب خشک کا لے دیے تر	آ کے میخانہ مین محروم چلے جام سے ہم
ساغر بادۂ الفت جو پلایا تھا اُسین	آجتک مست ہین ای رند اُسی جام سے ہم

اسطرح ملکہ نے یہ اشعار پڑھ کر وزیرزادی سے کہا واری بس اب اور ذکر کیجیے آپ کی باتوں سے
کلیجہ پھٹتا ہی آپکو تو بڑا جوش و خروش ہو آپ کو تو مرد کے نام سے نفرت تھی اب رغبت کا کیا باعث ہی
ملکہ نے کہا ای دلپذیر اس شخص کو دیکھکر ایسی بیقرار ہوں کہ دل نہیں مانتا ملکہ نرگس تو اس ذکر میں ہیں
وہاں شاہزادہ سب کو لیکر اکھاڑے سے پلٹا گویا سب کے افسر ہیں سب کے آگے آگے فرماتے
جاتے ہیں کیوں جوان دمشقی بوسہنے کہا تمھارا ہی کیا تمھاری بھی جان کی ہم بھی ... جوان دمشقی قدموں سے
لپٹ گیا کہا ای شہریار آپ فرزند صاحبقران ہیں جو کچھ آپسے نہ ہو کم ... آپ جہاں ...
کل غلام مقابلہ ضرور کریگا خسرو دستے کہا ہم ہیچ ہیچ ہو چکے ہیں وہی ... نہیں اسکے مقابلے کو نہ جانے
دینگے اور جوان بھی منع کرتے ہیں شاہزادہ جواب دیتا ہی یاروان اس مقدمہ خاص میں دخل نہ دو ہم کسی کا
کہنا نہ مانیں گے سبھوں نے آکر ساتھ کھانا کھایا یہی چرچے رات بھر رہے کہ سب شاہزادے کو
سمجھاتے ہیں شاہزادہ ایک ہی بات کہے جاتا ہی یا نگاہ قیدی زندان فلک چہارم زنجیر پائے ضیاء صبح
کی جگہ ہوا بالائے آسمان گیا شاہزادے نے اٹھکر نماز پڑھی ان سبھوں کو بھی نماز پڑھائی وہ لوگ
کہتے ہیں کیوں حضور نماز کے پڑھنے سے قید سے رہا ہوں گے شاہزادہ کہتا ہی پروردگار سے دعا
کرو کہ میں آج اسپر غالب ہوں اس ملعون سیاہ رو کو ماروں کئی سو سال سے یہی حرکت کر رہا ہی
اور نازنین عورت بڑی ظالم ہی خون مرد کا جب پیشانی پر لگاتی ہی تب اپنے مقام سے اٹھتی ہی مرد کے
خون کا ٹیکا ماتھے پر لگاتی ہی شاہزادہ ٹہل رہا ہی سب شاہزادے کی باتوں پر ہنستے ہیں کہ دیکھا آسمان
سے تخت پیدا ہوا نرگس خونریز تخت پر وزیرزادی سے چپکے چپکے باتیں کرتی ہوئی پہلوان پایہ تخت پر ہاتھ
رکھے ہوے مثل دیو کے جھومتا ہوا تخت آکر چبوترے پر قائم ہوا پہلوان اکھاڑے میں کودا ڈنڑ
پیلنے لگا نرگس خونریز نے سر اٹھا کر دیکھا آگے شاہزادہ پشت پر سب جوان سجے ہوئے گویا
افسر کی پشت پر فوج ہی ملکہ نے کہا کیوں وزیرزادی کیسا اسنے سبکو تسخیر کر لیا ہی دیکھیے ... کئی
کھڑے ہیں سب پشت پر سجے ہیں آج بھی اسی امر پر آمادہ ہی کہ میں لڑوں جوان دمشقی بھی آمادہ ہی
وہ تو کل سے چاہتا ہی اپنی جان دوں خدا اسکو بچائے کہ پہلوان نے آواز دی کہ قیدیان زندان
عشرت حسب قاعدے کے خلاف نکرنا جسکا دن ہو وہی آکر مقابلہ کرے ملکہ نے کہا آج خداوند
سے پوچھا ہوگا ملکہ نے بھی سب کے سنانے کو ... بلا دیا مراد اس اشارے سے یہ تھی کہ میں نے یاد ہان

سے پوچھ لیا حکم ملکیا کہ جو کوئی مقابلہ کرے اُسی کو قتل کر دو جوان دمشقی اپنے مقام سے بڑھا تھا کہ شاہزادہ اٹھا کہا
ہین کو دا کہا او جیلے ماہ رو ہمسے مقابلہ کر اُس سے کیا کام ہی ہمین کو قتل کرنا لیکن آج تجپر غالب
آوینگے یہ کہکے ہاتھ پہلوان کا پکڑ لیا پہلوان نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم کل وا لا جوان پھر
مقابلہ کرتا ہی اُسکو منع کیجیے ملکہ نے پلٹ کر دیکھا کہ شاہزادہ پہلوان کا ہاتھ پکڑے کھڑا ہی پکار کر
کہا ای جوان تو کیسا جاہل ہی کل اپنا امتحان کر چکا اب آج کیا ضرور ہی آج نہ بچوگے خسرو نے کہا
ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ یہ ہمکو قتل کرے ہم کسیکا داغ نہ دیکھین ہمارا داغ سب اُٹھا دین ملکہ اسبات پر
ہنس پڑین کہا ای شخص یہ کیا جہالت کی باتین ہین آج غضب ہوگا مین نے قدرت سے پوچھ لیا
خسرو نے کہا وہ خداوند کیا ملعون ہی اُسکا حکم کیا وہ خود اپنی جان بچائے ہم اُسکے قتل کی مسکرین ہین
ملکہ بہت ہنسین کہا او وزیر زادی اور کیفیت دیکھی یہ قدرت کو قتل کرینگے وہ جاگتی جوت کے
خداوند ہین لات و منات وغیرہ قدرت کے ماتحت ہین مذہب سامری و جمشید کسقدر زور
پکڑے ہوے تھا سامنے احکام خداوندی کے وہ مذہب منسوخ ہوا اب کوئی نام بھی نہین لیتا نہین معلوم
یہ جوان کیا بکتا ہی خسرو نے جواب دیا کوئی مکار حیلہ ساز ہی دام مکر پھیلائے ہوے بیٹھا ہی اُسکو مطیع
کیا ہین نے تو اُسکے مُنھ پر بھی کہا تھا مراد یہ تھی کہ قتل کا حکم دے ملکہ نے کہا خداوند عادل و منصف
ہین جو قیدی آکر زندان عشرت مین قید ہو کھائے پیے اُسکے بعد اُسپر دست اندازی ہوتی ہی تو نے
ابھی یہان کا کیا دیکھا اپنی جان پر رحم کر ایسا نہ ہو یہ پہلوان تم کو قتل کرے قواعد کی پابندی سے
کل چھوڑ دیا آج نہ چھوڑے گا خسرو نے کہا جو ہم غالب آئے تو کیا حال کرین پہلوان نے
کہا تم کو قید سے رہا کر دینگے یہ سنکر شاہزادہ پہلوان سے لپٹنے لگا جب تو پہلوان جھلا کر
پلٹا اب تو ملکہ نے بھی پہلوان کو اشارہ کیا شاہزادے سے اور پہلوان سے کُشتی ہونے لگی
سب کھڑے دیکھ رہے ہین کہ شاہزادہ اپنی جان سے عاجز ہی شاہزادہ اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی وہ
پہلوان ایک مقام پر ریل کرنے دوڑا دسوین بارھوین قدم پر لا کے ہلّہ مارا دونون گھٹنے شاہزادے
کے آشنا بہ زمین ہوے جب دونون گھٹنے شاہزادے کے آشنا بہ زمین ہوے کمر مین ہاتھ
ڈال کے شاہزادے کو اُٹھا لیا زمین پر مارا شاہزادہ چت گرا پہلوان خنجر کھینچ کر چھاتی پر آیا
خنجر سے چاہا سر کاٹے نرگس خونریز پھر بیتاب ہو کر تخت سے کود پڑی گلے پر شاہزادے کے

سے ہاتھ رکھدیا پہلوان سے کہا مین نے خداوند سے نہین پوچھا ہی قواعد کے خلاف ہوگا آج بھی معاف
کر پہلوان نہ مانتا تھا ملکہ نے غصے مین کہا اسنے مدت سے یہ قاعدہ مقرر ہی قاعدے کے خلاف ہوگا
مین سمجھتی تھی کہ یہ شخص اپنا امتحان کر چکا اب ایسی حرکت نہ کریگا اسنے پھر گستاخی کی آج اسکو ضرور خداوند
سے پوچھونگی دیکھون خداوند کیا حکم دیتے ہین پہلوان سینے سے شاہزادے کے اترا ملکہ نے ہاتھ تھامکر
شاہزادے کو اُٹھایا کہا کیون جاہل اپنا امتحان کیا شاہزادہ بھی اس پر جان دیتا ہی مسکراکر جواب
دیا صاحب تم کیون بیقرار ہوئی جاتی ہو اُسنے ہمکو زیر کیا وہ ہمکو قتل کرے تم کاہیکو بچاتی ہو ملکہ نے
آنکھون مین آنسو بھر کر کہا تیری جدائی پر مجکو رحم آتا ہی اپنی جان کا بعد چندے کے یہی معاملہ درپیش
ہوگا خبردار اب ارادہ مکرنا خسرو نے کہا ہم تو بازنہ آئینگے ملکہ نے دانت کے نیچے اُنگلی دبائی
کہا ارے زندان عشرت مین چین کرے پھر یہی سامنا ہوگا خسرو نے کہا جب جان جانا دا ہی تو لازم
ہو جیسے کل جان دی ویسے آج وزیرزادی نے کہا حضور آپ بھی کس جاہل کو سمجھاتی ہین اپنی نیکی کو بدی
جانتا ہی آج ضرور جا کر خداوند سے پوچھیے ملکہ روتی ہوئی اُٹھین تخت پر سوار ہوئین پہلوان نے پایۂ تخت پر ہاتھ
ڈالا ملکہ آج قیدخانے سے روتی ہوئی گئی وزیرزادی سے باتین کرتی ہوئی مکان پر آئی عرصے تک سر جھکائے
بیٹھی رہی کہا کیون وزیرزادی اس مقدمے مین کیا انتظام کرون وزیرزادی نے کہا اپنے باپ سے پوچھیے
ملکہ آمادہ ہوکر اپنے کو سنبھالتی ہوئی پاس جمشید کے آئی کہا بابا جان جس قیدی کو آفتاب دیکھنے پر سینے
توڑا تو رہا کیا وہ دو دن سے وہی لڑتا ہی جوان مشتی کو نہین لڑنے دیتا دو دن مین نے قتل نہین ہونے دیا
اب جیسا حکم دیجیے ویسا کیا جائے جمشید نے زانو پیٹ لیا کہا ای نورنظر کتاب مین صاف صاف
لکھا ہی بزرگان دین لکھ گئے ہین کہ اس شخص کی ذات سے فتور ہوگا زندان خانہ توڑے گا ہر ایک
قیدی چھوٹے گا تو نے دو دن کیون بچایا اگر کل بھی ویسی ہی حرکت کرے تو قتل ہونے دینا
اگر وہ زندہ رہا تو بس میری سلطنت پر تباہی ہی یہ فاتح طلسم آفتاب نگار ہی اگر یہ قتل ہوجائے
تو مجکو جان کا خوف مٹے ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہون کہ آفتاب کیا بلا میرے یہان چھوڑ گئی
دیکھیے کیا آفت برپا ہو بزرگون نے بہت کچھ لکھا ہی اصل مراد یہ ہی کہ کسیطرح طلسم کشا قتل ہو خبردار
خبردار سمجھائے کہے دیتا ہون اگر وہ ذرا بھی خلاف قاعدہ کرے برابر قتل کرتا اگر یہ قتل ہوگیا تو میری
خدائی رہی ورنہ مجھے خدائی کا خوف ہی لاکھون آدمی آتے ہین جاگیرین مقرر ہین دیکھیے اس

شخص کی ذات سے کیا ہوتا ہی ملکہ وہان سے پلٹی آکر وزیرزادی سے کہا کہ ای وزیرزادی قدرت تو اس
شخص کے مقدمہ میں بہت پریشان ہین کہتے ہین اگر یہ شخص زندہ ہی تو خدائی مین فرق آئیگا حکم قطعی دیا ہی
کہ فوراً اسکو قتل کرو اسنے جاکر زندانخانہ مین فتور برپا کیا یا اب ضرور فتور برپا ہوگا کیون ای وزیرزادی
کیا کرون کیونکہ اس ظالم کو سمجھاؤن اپنی تو عجب کیفیت ہی بقول شاعر نظم

یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہی — زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہی
زال دنیا ہی عجب طرح کی علامۂ دہر — مرد دیندار کو بھی دہریہ کر دیتی ہی
تیرہ بختی مری کرتی ہی پریشان مجکو — تہمت اس زلف سیہ فام پہ دھر دیتی ہی
بڑھتی جاتی ہی جو مشق ستم اس ظالم کی — کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہی
تپ دل شمع کی جب کم نہوئی تب ناچار — اسکو کافور سفیدی پہ سحر دیتی ہی
کوئی غماز نہین میری طرف سے ای ذوق — کان اسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہی

وزیرزادی نے عرض کی حضور آپ اپنے کو سنبھالین مین دیکھتی ہون کہ آپ کا ولولہ بڑھتا جاتا ہی ملکہ
نے آہ کی کہا ای وزیرزادی آج خداوند کے فرمانے سے بڑا اژدہا یہ کلیجے پر چھپر کھٹ پر لیٹتی ہی پھر پھر
کے اٹھتی ہی آکر وزیرزادی کو جگاتی ہی کہتی ہی دلپذیر مجھے نیند نہین آتی دل گھبراتا ہی جی چاہتا ہی
چیخین مار کر روؤن ہائے اس شہریار پر یہ مصیبت قتل سے اسکو کیونکر بچاؤن تاریک جادو دیکھی
جان کا دشمن وہ قتل پر آمادہ ہی یہ تو یہان تڑپ رہی ہی شاہزادہ جو اکھاڑے سے پلٹا آکر بارہ دری مین بیٹھا
سب نے کہا حضور کھانا کھائیے خسرو نے کہا کیا خاک کھانا کھاؤن تم لوگونکی بیوقوفی نے کلیجہ خون
کر دیا ارے یارو جو تم سب لوگ آمادہ ہو جاؤ تو اسکی کیا حقیقت ہی جسوقت وہ آکر آواز دے مین تو
اسکے مقابلہ مین جاؤن تم لوگ چار طرف سے آکر گھیر لو منھ اسکا بند کرو کہ سحر نہ کرنے پائے مین ایک
گھونسہ مارون کہ سر ملعون کا پھٹ جائے ہزارہا بندگان خدا کے خون اسکی گردن پر ہین اسکا
قتل کرنا تو نہایت بہتر ہوگا وہ بچیا قتل ہو تو بڑی بات ہی تم لوگ تامل کرتے ہو ورنہ ابتک مار بھی لیا
ہوتا ملعون کی خاک بھی نہ ملتی افسوس تم لوگ بڑی نامردی کرتے ہو سب نے کہا ای شہریار عجب کیفیت
ہی جان کا خوف آتا ہی خسرو نے کہا یارو جان تو یون بھی نہ بچیگی میعاد پر قتل ہوگے لہذا کل بلوہ کرو
مین وعدہ کرتا ہون اگرچہ وہ نازنین منع کرتی ہی مین نہ مانونگا مین اس سے مقابلے کو لپٹون تم سب

ٹوٹ پڑو ایک ایک ہاتھ مین دس دس آدمی لپٹو ایسا عاجز کرو کہ منہ سے بول نہ سکے سب نے کہا کہ اے
شہریار ہم راضی ہین جو آپ ارشاد فرمائین وہی بجا لائین شاہزادے نے سب سے عہد واثق لیا ترکیب جائی
کرین جب اُسکا ہاتھ پکڑون اور ہان بجا تو لپٹنا کہون چار جانب سے آجاؤ جیسا قاتل جلاد کو گھیر لو منہ ایسا
دباؤ کہ بول نہ سکے سب نے عہد کیا شاہزادے نے کہا اب کلمہ پڑھو اعتقاد وحدانیت خدا مین ہر طرف
ہو لات ومنات پر لعنت کرو ایک سو کئی جوان شاہزادے کی جرأت و شوکت پر دلدادہ ہو رہے
سب نے عہد واثق کیا مسلمان بھی ہوے کلمے پڑھے چار پہر رات جاگتے رہے عہد و پیمان ہو چکے
چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شاہ زرین آفتاب نے خنجر برہنہ ضیا ہاتھ مین لیا
بعد جلادی فلک نیلوفری پر آیا شاہزادے نے سبکو نماز پڑھوائی ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھائے عرض کی
اے خالق بے نیاز واے رب کارساز سب ایک دل ہین جو ارادہ کیا ہے اسکو پورا کر اس جلاد کو موت دے کیونکہ
بندگان خدا کو بے خطا قتل کرتا ہے سب نے آمین کہی شاہزادے نے سجادے سے اُٹھا سب کو ساتھ لیا
یہ بھی بتلا دیا کہ تم دس آدمی ہاتھون مین لپٹنا تم بیش کیپت آدمی پیرون مین لپٹنا چند کس منہ مین بجیا کے ہاتھ
ڈالدین کہ زبان نہ ہلا سکے سب سے عہدے قائم کیے چست ہو کے باہر نکلے قریب اکھاڑے کے
آئے صف باندھکر کھڑے ہوے سب کے آگے شاہزادہ کھڑا ہوا کہ آسمان سے تخت نرگس تخو زریر
کا ظاہر ہوا پہلوان پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے مجوس تا ظاہر ہوا ملکہ کی نگاہ پڑی کہ شاہزادہ سب کے
آگے کھڑا ہے وزیرزادی سے کہا وہ جہالت پسند صف باندھے کھڑے ہین اور وہ شیر بیشۂ جرأت
یکہ تاز میدان جلالت سب کے آگے فسر بنے ہوے کھڑے ہین حماقت زدہ بیوقوف بقول شخصے سیدھے
سپاہی جان دینے پر آمادہ ہین وزیرزادی نے کہا آج تو سب آمادہ کھڑے ہین سب کو سمجھا کے
لائے ہین دیکھو اقبال اسیکا نام ہے جسدن سے یہ شیر بیشہ صاحبقرانی قیدخانے مین آیا سب اسی کے
ساتھ رہتے ہین جو کہتا ہے وہ کرتے ہین دیکھو کیسے سب جمے ہوے کھڑے ہین غرض تخت چبوترے پر
آیا پہلوان اکھاڑے مین کودا ڈنڈ پیل رہا ہے شاہزادہ قصد کرتا ہے کہ اس پر جا پڑون جن جن لوگون پر جو جو
تعلیم کیا ہو چپکے چپکے یاد کر رہے ہین دس تو کہہ رہے ہین ہم ہاتھ والے ہین ہمکو ہاتھ سپرد کیے ہین بیس کہہ رہے
ہین ہمین پاؤن کی خدمت ہے دس پانچ کہہ رہے ہین ہم بولنے نہ دینگے ہمکو منہ بند کرنے کا حکم ہے ملکہ
وزیرزادی سے کہتی ہین آج یہ کیا چپکے چپکے بک رہے ہین وزیرزادی نے کہا آج خداوند خیر کرین

نہایت سب آمادہ ہین جیسے ہی پہلوان ڈنڈیل کر سیدھا ہوا پکار کر آواز دی جسکا دن ہو وہ آئے شاہزادہ
جھپٹ کے کودا ملکہ نے پکار کر آواز دی اے جاہلون کے پیشوا آج ارادہ نکر نا تدبیر ہو گئی ہی شاہزادے
نے کہا آج کونسی صورت تدبیر ہو گئی ملکہ نے ہنسکر کہا ہم تو یہ کہتے ہین کہ قدرت سے تمہارا ذکر ہوا حکم
صادر ہو چکا کہ برابر اُسکو قتل کرنا میری مجال نہین کہ مین بچا سکون شاہزادے نے ہنسکر کہا آج یہ
تدبیر ہو گئی کہ ہم جلاد کو مار ڈالینگے ملکہ نے زانو پہ ہاتھ مارا کہا ای شخص کیا جہالت کی باتین کرتا ہی آج
اگر زیر ہوا تو غضب ہو جائیگا شاہزادے نے جواب دیا کہ آج زیر ہی نہ ہون گے ملکہ نے منھ پیٹ کر
کہا ای شخص زبردستی اپنی جان دیتا ہی شاہزادے نے کہا آج اسکی جان لینا ہی منظور ہی ملکہ نے دیکھا
کہ ہر چند شاہزادہ رات کا جاگا ہی آنکھون مین نیند بھری ہوئی چہرہ زرد مگر ہاتھ پکڑ کے پہلوان کا کھینچ رہی
ہین ملکہ نے چلا کر پہلوان سے کہا ای تاریک تو جان تیرا کام جانے مین مجبور و ناچار ہون ادھر تو یہ
معرکہ ہوا کہ مین شرمندہ ہوئی دو دن بچایا اُنکے خیال مین نہین آتا خیر ہم بھی جان دین گے بس پہلوان
نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا کہا آئیے مقابلہ کیجیے ادھر تو ہاتھ سے ملا خسرو نے پکار کے آواز دی ہان
بھائیو ہاتھ ڈالو پانون دو اور زبان نہ ہلنے پائے یہ جو شاہزادے نے کہا مستعد تو کھڑے تھے
جان دینے پر آمادہ ہو رہے تھے ایک سی کئی جوان بلوہ کر کے اکھاڑے مین پھاندے دوڑ کر تاریک
کو لپٹے بیس آدمی تو ہاتھون مین بیس تیس پانون مین دس نے منھ پر ہاتھ رکھا دس بیس آدمیون نے
پکڑ کے اُسکا منھ مسلا زبان پکڑ کے کھینچی یہ ہر چند چاہتا ہی کوئی فقرہ سحر کا پڑھون اسطرح بیکار
کیا جو مٹھیان گویا لپٹ گئین اُس حال مین خسرو نے ایک گھونسہ سر پہ مارا سر اُسکا پھٹا ٹانگین پکڑ کر
چیر ڈالین جون جون شاہزادہ اُسپر قبضہ کرتا ہی ملکہ سر پیٹ رہی ہین پکارتی ہین ای شاہزادہ یہ کیا کرتا
ہی ارے ان سبھون کو سکھا دیا وزیرزادی نے کہا وہ تو پہلے ہی کہتے تھے کہ ہم تدبیر کر چکے ہین وہ
یہی تدبیر تھی اب جو تاریک جادو مرا اندھیرا ہو گیا ملکہ نے وزیرزادی سے اشارہ کیا ارے
تخت اُڑا دو غضب ہوا تاریک جادو ایسا پہلوان مارا گیا بڑا اندھیرا ہوا دلپذیر نے تخت اُڑایا
تخت بلند ہوا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من تاریک جادو بود ادھر تو آواز آئی اُدھر
دروازہ قیدخانہ کا کھل گیا باہر چٹیل میدان جہان انسان نہ حیوان شاہزادے نے ساتھ والون
سے کہا نکل چلو سب نے اپنے اپنے ہتھیار اُٹھائے زرہ پہنی چار آئینے لگانے کو تھا ہتھیارون کا

یہان تھا اُسکو توڑا گرز دعبرہ لیا آگے آگے شاہزادہ پیچھے سب جمع ہوئے بارہ دری سے نکلے ملکہ نے
آسمان سے پکارا ارے تم سب نکلجاؤ کسی مقام پر جا کے چھپو ملکہ پریشان ہو رہی ہین تخت اب اُڑ رہا ہی تفنا
کار صندل جادو جو افسر اعلیٰ اس قیدخانے کی ہی اُسکے کان مین تاریک کے مرنے کی آواز پہونچی
چند کنیزین ساتھ مین زانو پیٹ لیا کہا ارے اندھیر ہوا کمبخت تاریک کو مارا ہاے طلسم کشا کیونکر
چھوٹا آفتاب تیرے فسادی کو چھوڑ گئی تخت پھر اُسوقت آکر پہونچی دیکھا ملکہ کا تخت ہوا پر اُڑ رہا ہی اور
قیدی سب جمع ہو کر چلتے ہین قیدخانے سے نکلجائین ملکہ گھبراہٹ مین پکار رہی ہین کہ ارے خبردار دروازے کے
باہر نہ نکلنا ورنہ بڑی آفت مین پھنسو گے صندل قریب آکے پہونچی کہا کیون ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہو ملکہ نے
کہا ارے غضب ہوا بڑی رونے کی جگہ ہی ای صندل جادو کیا بیان کرون کہ کیا معرکہ گذرا کہ ان سبھون
نے ملکہ اس حال سے تاریک کو مارا کہ بیان نہین کر سکتی سب ملکہ لپٹ گئے منہ اُسکا بند کیا سحر نہ کرنے
پایا آخر گلے کی موت مارا گیا وہ دیکھو لاشہ پڑا ہی صندل نے جو لاشۂ تاریک دیکھا بہت بیقرار
ہوئی کہا داری اگر حکم ہووے تو ان سب کو مار ڈالون ملکہ نے کہا مار ڈالنے سے کیا فائدہ راستہ
ان سب کا روکدے کوئی جانے نہ پائے صندل نے بڑھکر سحر کیا سحر کرتے ہی صندل کے پھاٹک
زندانخانے کا بند ہوا اور ایک گولہ گرا گرد اون سب کے آگ ہوگئی تحمل جلنے لگے ہتھیار ہاتھ سے
چھوٹ کر گرے اب رونا ہی وہان صندل نے جلادیا مکان بھر مین پانی کا نام نہین بیچ مین یہ سب
کے سب کھڑے ہین تحمل در و دیوار سے آگ نکل رہی ہو زرہین دہکنے لگین زرہین اُتار کر جسم سے پھینکین
صندل نے یہ حال کر کے ملکہ سے کہا اب آپ چلیے جو کیا اُسکا بدلہ پائین گے تین دن مین یہ سب جل جلکر
مر جائین گے بھوک پیاس کا صدمہ کیونکر اُٹھائین گے بعد ان لوگون کے مرجانیکے قدرت سے اطلاع
کر دین گے کہ اُن لوگون نے یہ حرکت کی تاریک جادو کو ملکہ مارا اچھے قتل نہین کیا اسطرح سے راستہ
روک دیا اب نکل نہین سکتے بھوکے پیاسے مرینگے یہ کہکے صندل روانہ ہوگئی ملکہ بھی طرف اپنے باغ کے
چلی راہ مین دلپذیر وزیرزادی سے کہتی ہوئی کہ کیون ای دلپذیر اب کیا ہوگا عجب مصیبت مین شاہزادہ
ہی کیون ای دلپذیر یہ کیا سوجھی سب کو ایک رائے کر لیا مان کرتے ہی غضب ہوا صندل نہ آتی اور
یہان سے یہ نکل جاتے تو مین کوئی تدبیر کرتی اب دیکھیے کیونکر بچین عجب مصیبت مین ہین تو نے دیکھا اور
بیچ مین شاہزادہ گرد وہ سب گھیرے ہوئے کیا سب کو پڑھا دیا کہ جو سب تابعدار ہوگئے جو کیا رہی کیا

وزیرزادی عرض کرتی ہی جھڑنہ کرنے دیا دس بیس نے مُنھ بند کیا اسیوجہ سے ماماگیا اس حال پُرملال مین
ملکہ روتی بیٹھی باغ مین آئی کنیزون کو الگ کردیا آپ چھپرکھٹ پر بیٹھ کے رونے لگی کبھی نام لیکر پکارتی تھی
کبھی آوازدیتی ہی ای شہریار اُس آتش شعلہ خیز مین آپ پر کیا گذری آب ودانہ بند بیقرار و دردمند نہ کوئی مونس
نہ غمگسار کیا گذرتی ہوگی کبھی اُٹھتی ہو کبھی بیٹھتی ہی کبھی گھبراتا کبھی اشعار عاشقانہ پڑھنا آنکھیں روتے روتے
سوج گئیں اسقدر پریشان ہی کہ جسکی انتہا نہیں یہان شاہزادہ عجیب حال مین مبتلا ہی جب ہوا چلتی ہی شعلے
بھڑک کر جسم پر گرتے ہین دامن گریبان جلا ہوا خاک سینہ پر پڑی ہوئی ساتھ والے بکتے ہین دیکھیے
ہم اسیواسطے کہتے تھے کہ پہلوان کو قتل نہ کیجیے آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا شاہزادہ کہتا ہی ای برادران
تمسے کیا کہون تم سب نے نکلنے مین دیر کی عندل جادو متم آن پہونچی اُسنے آکر سحر کردیا آگ
سے مکان کو بھر دیا اب اسیطرح تڑپ تڑپ کے مرینگے ای برادران اس طرح تڑپ تڑپ کے مرنے
سے تو بہتر ہی کہ روز آکے وہ جیا ایک کو قتل کرتا تھا اگر ہم طلسم کشا ہین تو پروردگار کوئی سبب پیدا کریگا
اس آفت سے رہائی پائینگے اس مکار کی فدائی شائین سے ہم اور خیال مین سے کہ یہ مقدمہ درپیش
ہوا ایسا بس دلیش ہوا سارا دن اور ساری رات اسی آفت مین گذری یہان ملکہ روتے روتے بیہوش
ہوگئیں وزیرزادی نے صبح کو اپنے مقام پر کہا ارے ماجو آٹھ پہر گذرے نہین معلوم ملکہ پر
کیا گذری آؤ چلکر خبر لو ہم تو چلکر دیکھین کس حال مین ہین اگر خدانخواستہ اُنکے جسم پر کوئی افتاد آگئی تو بڑی
مشکل ہی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھین کہا ارے کھانا لیلو کنیزون نے کہا خاصہ تیار نہین سب کنیزون
کو ساتھ لیکر دلپذیر بارہ دری مین لائی دیکھا ملکہ بیہوش پڑی ہین عجب چہرے پر اُداسی ہی دلپذیر بیقرار
ہوگئی سرہانے آکر بیٹھی سر اُٹھاکر اپنے زانو پر رکھا مُنھ پر منھ رکھکے آوازدی واری آنکھیں کھولیے لونڈی
گھبراتی ہی مُنھ سے بوسے لیے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ملکہ نے آنکھیں کھولین وزیرزادی کو اپنے پاس
پایا گھبراکر کہا کیون دلپذیر خیر تو ہی کہا واری آٹھ پہر گذرے آب ودانہ بالکل موقوف کیا ہی کنیز گھبراکر
آئی آپ کو عجب حال مین پایا حضور بیہوش تھین ملکہ نے کہا ای دلپذیر مین تو اپنے مکان مین ہون اس
کشتۂ حسرت وبیاس پر رونا چاہیے کہ جسکا کوئی مونس نہ ہمدم گرفتار زندان رنج والم اُس پر کیا گذری ہوگی
مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ گرد شعلہ ہائے آتش درخت جل رہے ہین دیواروں سے شعلے
آتش کا نکلنا بیچ مین وہ خوبرو گروہ سب جوان یہ سنکر دلپذیر نے سر جھکایا فسردہ دلشکستہ ہو

کنیزین ہاتھ باندھکے سامنے آئین کہا ای ملکۂ عالم آپ تشریف تو لے چلیے کنیزین سحر صندل کا تماشا دیکھنگی ملکہ خوش ہوکر اُٹھین اُن دونون کنیزون سے جھولی اسباب سحر کی لی ملکہ کو تخت پر سوار کیا طرف قیدخانے کے چلین یہان شاہزادے کی عجیب نوبت ہی تخت اُڑ ایا اسوقت پہونچین کہ شاہزادے نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے ہین پکار رہا ہی ای معین مددگار اس آفت سے بچا لے عجیب مصیبت ہی تیرے نزدیک آسان کرنا کیا بات ہی اس آتش شعلہ سے جلد نجات دے نظم

توئی شاہنشہ وحدت توئی فرماندہ کثرت	تو ہستی خالق خلقت تو ہستی کاتب قدرت
توئی والی توئی حاکم توئی صاحب توئی مولے	تو میداری بہر ملک وولایت خاص ملکیت
تو معبودی تو مشغوفی تو مودودی و موجودی	تو ہستی قاسم قسمت تو ہستی والی نعمت
تو ستاری و غفاری تو جباری و داداری	تو ہستی معدن شفقت تو ہستی منبع رحمت
تو رحمانی تو سلطانی تو سبحانی تو ستانی	تو ہستی صاحب عزت تو ہستی لایق عظمت

پشت پر سب کھڑے ہوے آمین کہتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ پروردگار اس آفت سے بچا کہ سامنے آکر ملکہ پہونچین نسرین و نسترن نے دیکھا روئی جھولی سے نکالی چند قطرے اُسپر پانی کے ڈالے سحر کرکے اُسکو اُڑایا ان سب گرفتاران مصیبت نے دیکھا ایک ٹکڑا ابر سیاہ اُٹھا شاہزادے نے کہا بھائیو دیکھو رحمت پیدا ہوتی جاتی ہی کہ ابر دور قریب آیا آکے اُسی باغ کو گھیر لیا رعد گرجا برق چمکی پانی برسنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین نخلستان کو سرسبز و شاداب کیا تھالے درختون کے پانی سے بھر گئے دیوار و در ٹھنڈے ہونے لگے شاہزادہ اپنے مقام سے اُٹھا سب کے جسم مین طاقت آئی دیکھا سامنے سے ملکہ نرگس خونریز آتی ہین مگر چہرہ زرد آکے شاہزادے کا ہاتھ تھاما کہا تخت پر سوار ہو جیئے شاہزادے نے کہا ای ملکۂ عالم جہان تمنے یہ احسان کیا دروازہ کھولدو کہ یہ سب بھی نکلجائین ملکہ نے نسرین و نسترن سے اشارہ کیا ان دونون نے دروازہ بھی کھولدیا شاہزادے نے کہا او بھائیو نکلجاو سب گھبرائے ہوئے خدا حافظ ای شہریار کہکے باہر نکلے ملکہ نے شاہزادے کو تخت پر سوار کرلیا طرف اپنے باغ کے لے چلین راہ مین پوچھتی ہوئی شاہزادہ کہتا ہوا کہ ای ملکۂ عالم عجب سانحے گذرے ہمارا عیار ہمسے جدا ہی ملکہ لیکر شاہزادے کو باغ مین لائین دروازہ بند کرادیا کنیزون پر تاکید کی کہ کوئی غیر نہ آنے پائے شاہزادے کو لاکر مسند پر بٹھایا ملنا مین روشنی ہوئی ایک تو باغ بہشت آئین تھا یہ

گل بوستان خوبی جو داخل ہوا اور زیادہ باغ مین بہار آگئی عندلیبان خوشنوا گل عارض کو دیکھکر دمبدم چہکارتی
ہین کوئل کی کوک دلکو بھاتی ہی پپیہے کی چہکار پی پی کہکے پکارنا دل سودا زدون کے بیچین ہوتے ہین
عاشقان صادق صدا سنکر روتے ہین شاہزادہ مسند پر جا کے بیٹھا پہلو مین نرگس خونریز بیٹھی ناچ سامنے
ہو رہا ہی ڈومنیان جان دیتی ہین ملکہ نے روپیہ اشرفی شاہزادے پر سے نثار کیا پھول سونے کے لٹ رہے
ہین جام مے ارغوانی گردش مین ہین صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند کنیزین گرد حاضر ہین شاہزادہ تو
اس جوش وخروش مین ساتھ ملکہ نرگس خونریز کے مصروف عیش و نشاط ہو کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا
لیکن حال مختصر برق ثانی گذارش ہوتا ہی کہ صحرا مین مارا مارا پھرتا ہی ایک دن برق ثانی خاک
اڑاتا ہوا جاتا ہی کہ ہوائے سردائی سرور تازہ و فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی برق ثانی نے سر
اٹھاکے دیکھا سامنے ایک باغ دروازہ اسکا کھلا ہوا لیکن دروازے پر حاجب دربان برائے
نگہبانی بیٹھے ہین باہر سے درختون کی سرکشی معلوم ہوتی ہی جب ہوا ادھر سے آتی ہی دل خوش ہوجاتا ہی
آخر اسیطرف چلا پشت پر باغ کے آیا پہلو مین باغ کے ایک درخت چنار سر بفلک کشیدہ ہی بذریعہ
کمند برق ثانی اس درخت چنار پر چڑھا اب جو دیکھا تو عجب معرکہ نظر آیا برق ثانی گھبرا گیا دیکھا بیچ مین
باغ کے ایک چبوترہ بلور کا اسپر جمشید خود بیٹھا ہی گرد مصاحبان جانباز اور رفیقان ہمراز بیٹھے ہین صحبت
شراب وکباب ہی برق ثانی نخل سے اترا زیر دیوار جھکر سوچنے لگا کہ ای برق ثانی اس گرگ
باران دیدہ کو کیونکر دام مکر مین لون خواجہ عمرو کا نام لیکر رونے لگا کہ استاد آپ نظر کردہ ہفت پیران
ہین میرے باپ نے آپ سے تعلیم پائی ہی مین ابتک زیارت سے مشرف نہین ہوا مگر انشاء اللہ شاہزادے
کو لیکر بہ جاہ و جلال تمام حاضر ہونگا یہ کہکے آنکھین بند کر کے بیٹھا یکایک آنکھ بند ہوئی دیدۂ
ظاہری بند دیدۂ باطنی کھل گئے دیکھا سامنے استاد کھڑے ہین برق ثانی نے قدمون کو بوسہ
دیا عرض کی استاد کوئی تدبیر بتائیے کہ جمشید کے پاس جاؤن دام مکر پھیلاؤن آپ نے سہلا دیا
اور پشت پر برق ثانی کے ہاتھ رکھا ایک تدبیر بتا دی برق ثانی خواب مین خوب ہنسا
چاہتا تھا کچھ اور پوچھے کہ آنکھ کھل گئی سر اٹھا کر چہار جانب دیکھتا ہی کہ استاد کہان گئے جب کہین
نہ پایا سمجھا کہ عالم رویا تھا آئے تھے تدبیر بتا گئے اسی تدبیر سے چلو پروردگار کام کریگا وہین
بیٹھے بیٹھے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک پریزاد کی شکل بنکر تیار ہوے موے مشکین چہرۂ زیبا

پر چھوٹے ہوئے دیکھنے والا کہے کہ صبح شام کے کھلنے میں زیب تعالی شہر افشان پر یاقوت کے بازوؤں پر لگائے
تھال میں چند سیب رکھے اس صورت پر تخت سے چڑھتا جاتا ہے اسطور ست انداز … دیکھنے والے
جانیں کہ آسمان سے اُڑتی ہوئی پریزاد آئی ہے … بہت بھاری پہنے ہوئے … تخت کی … باتھال
ہاتھ میں لیکر پھولدیے اسطور سے اُن پیدونکو کھولکر اترا نعرہ کرتا ہوا کہ تم پریزاد قدرت ہو خداوند جمشید
اب جو کنارے پر اترا دیکھا جمشید ثانی بیٹھا ہے جمشید ثانی کی نگاہ پڑی پریزاد سبز رنگ زلفیں چھوٹی
ہوئی جس سے بوسے مہر آتی ہو بقول شاعر شعر و سبز رنگ بخط سبز مرا کرد اسیر ٭ دام ہم رنگ زمین بود
گرفتار شدیم ٭ اسکی نگاہ جمال بیمثال پریزاد پر پڑی پسینہ آگیا محو مطلق ہو گئے سراپا کو دیکھنے لگے جسکی نگاہ
پڑی پسینہ آگیا قلب ٹھہر اگیا سینے پر ابھار وہ دستانے ہیں کہ دل کے پار ہوتی ہیں آنکھوں کی گردش
قتل عاشقان کی کوشش ہر شخص حیران جمال خود دیدار ہوا جمشید خود پرست نہ نگاہ محبت دیکھنے لگا پریزاد
نے جھک کر سلام کیا مثل ہلال شب اول خم ہوئی اس ناز و نیاز سے سلام کیا کہ جمشید نے کہا اے پریزاد
قدرت کیونکر آنیکا اتفاق ہوا پریزاد نے دست بستہ عرض کی اے جاگتی جوت کے خداوند سال
بھر کا زمانہ ہوا میں تخت پر سوار اس طرف سے جاتی تھی اور آپ کے یہاں جشن تھا میں نے دریافت
کیا لوگوں نے بیان کیا خداوند جمشید خود پرست کا دربار ہے میں پردہ نشین قاف کی رہنے والی ہوں
میرے بزرگوں کی سلطنت ہے حضرت سلیمان نے ہمارے بزرگوں کو ایک باغ عطا کیا تھا کہ اسکے
سیب قاف میں نایاب ہیں کئی سال سے وہ خشک ہو گیا آپ آگاہ ہوں گے کہ اسی باغ پر ہماری
وجہ معاش تھی اب معاش میں تنگی ہونے لگی لات و منات خداوند راس الشیاطین کہ اُن کی خدائی
قاف میں ہے ایک درہ کوہ میں ایک تصویر پتھر کی مثل انسان کے باتیں کرتی ہے بڑے
اعزاز و اکرام سے اُس کوہ پر گئی تصویر سے عرض کی کہ ہماری معاش میں تنگی ہے روپیہ سلطنت کا اکتفا
نہیں کرتا امیدوار ہوں ارشاد ہو کہ باغ پھر سرسبز ہو جائے تصویر نے ارشاد کیا وہ باغ اب سرسبز ہوگا
دن بدن مُثناہی جائے گا قدرت تقدیر کر چکے وہاں سے میں مجبور ہو کر چلی پھر سامری و جمشید
سب سے عرض کی ہماری التجا سُنی جب آپ کی خداوندی کا حال سُنا التجا کی کہ اگر باغ سرسبز ہو تو کل جانتی
کے آکے چڑھاؤں اور سیب اپنے ہاتھ سے قدرت کو کھلاؤں جانتے ہیں مراد پوری
ہوئی بہت سیب پیدا ہوئے تمام مردمان قاف مشتاق ہو کر آئے یہ خواہش حضرت بد

لگیگے تب مجھکو نذر خداوندیاد آئی مین نے چاندی کا نخل بنوایا چند سیب بطور تحفے کے لائی ہون اب خدائی آپ کی پردہ قاف مین بھی مشہور ہوگئی ہر جگہ یہ مشہور کیا کہ خداوند جمشید خود پرست نے اس باغ کو سرسبز وشاداب کیا لاکھون دیو و پریزادین جمال قدرت کی مشتاق ہین سب خدمت مین آیا چاہتے ہین اپنی اپنی التجا کرینگی بڑے قدرت کے زور وشور ہون گے ہر جشن مین دیوزاد پریزاد آیا کرینگے اور میرے پردے کا تو کوئی نہ باقی نہ رہے گا کہ خدمت مین نہ آئے یہ سُنکر جمشید پھول گیا کہا ای پریزاد قدرت آؤ قدرت پہلے ہی تمھارے آنے کا سبب سمجھ گئے تھے جب تمنے دعا مانگی ہی تو قدرت سُن رہے تھے ابر رحمت کو حکم دیا کہ جاکر اسی باغ پر برسو آخر مراد ظاہر ہوئی ذرا دیکھو نام تمھارا کیا ہی پریزاد نے عرض کی مجھکو یاقوت پریزاد کہتے ہین جب مین مان کے پیٹ مین تھی اُسیوقت سے معتقد ہون جب مان پر میری پیدایش کی مشکل ہوئی کئی دن برابر درد زہ رہا مان نے بیقرار ہوکر کہا جو خداوند اعلی ہون وہ اسوقت آکے میری مدد کرین کہ یہ کٹھن آسان ہو فوراً مین پیدا ہوئی مان کا بیان ہی کہ مین جیسے ہی زمین پر آئی چھینک آئی مین نے یا خداوند جمشید کہا مان کہتی تھی کہ بی سامری و جمشید جو ہین انکو بیٹی نے یاد کیا جب مین سن تمیز کو پہونچی تو روز کہا کرتی تھی کہ خداوند جمشید خود پرست کہان ہین آخر آج مشرف ہوئی اب جب یہان سے پلٹون گی تو خداوندی کا ذکر کرونگی فوراً دیوزاد پریزاد دوڑین گے جو آئیگا لاکھون روپے لیکر چڑھائیگا اور جواہرات تو ہمارے پردۂ قاف مین مثل کنکر و پتھر کے ہی مصاحبان خداوند نے کہا ای پریزاد قدرت وہ جواہرات یہان لاؤ قدرت کو دکھاؤ قدرت پسند فرمائینگے تمھاری آبرو بڑھائینگے پریزاد نے عرض کی اب مین امیدوار ہون کہ اپنی نذر پوری کرون سیب اپنے ہاتھ سے قدرت کو کھلاؤن جمشید نے ہنسکر کہا ای پریزاد تمھاری سب عرضین قبول ہین سب بار دنیاز حصول ہین آج شب کو قدرت تمکو جانے نہ دینگے آج شب کو پاس قدرت کے رہو اور عجائبات قدرت دکھائین گے عرش اعلی پر تمکو لیجائین گے وہان کے تماشے تمکو دکھائین گے پریزاد نے بڑھکر گورے گورے ہاتھون سے بلائین لین سیب تھالی سے اُٹھا کر تراشا جمشید نے منہ کھولدیا پریزاد نے سیب کا ٹکڑا منہ مین دیا جب جمشید شاہی کھا چکا تو کہا مصاحبان قدرت کو بھی کھلاؤن سب مصاحب بول اُٹھے ہم سب راضی ہین قدرت کو کھلایا تو ہمین بھی کھلاؤ پریزاد نے سب کو کھلانا شروع کیا اتنے سیب تھے کہ سب نے کھائے سب تو سیب تھے کہ جتنے کھائے جلیب اسیب لے پریزاد نے

دست بستہ عرض کی کچھ قدرت سے کے سامنے گاؤن جمشید نشے مین بیٹھا ہی آنکھین غلہ سی نکل آئین کہا ہان ای پریزاد گانا سُناؤ سازندے آئے ساز ملائے پریزاد نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے جمشید ثانی کے گانا شروع کیے

نظم

لب پہ وقت نزع آہون کے شرارے رہگئے ‏ اشک حسرت آکے مژگان کے کنارے رہگئے

صف مین کشتون کی ہم اک بسمل نکھارے رہگئے ‏ چل چکے تھے منزل ہستی سے ہارے رہگئے

بالا پن اُس طفل کا گذرا بڑھے منت کے طوق ‏ کان مین بالے نہین پر گوشوارے رہگئے

شکر ہی کرنا با شانہ اُن زلفون مین عبیر ‏ چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آرے رہگئے

بزم خوبان اُسکے جانیسے ہی آنکھون مین سیاہ ‏ ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہگئے

پہونچے یاران عدم سب منزل مقصود پر ‏ ہم سر راہ عدم حسرت کے مارے رہگئے

رائعن گلگون غنی کو خرامان دیکھکر ‏ چوکڑی بھولے ہرن رم سے چکارے رہگئے

اور ہی کرتے ہین گلہ دیون نے اب کلیون مین گل ‏ سادے سادے پاجامون کے غرارے رہگئے

آتش عشق اشک کے ازمانسے کب ٹھنڈی ہوئی ‏ مرتے مرتے ایک دو باقی شرارے رہگئے

دین و ایمان جان و دل رعنا نے سب صدقے کیے ‏ دیدہ گریان مگر حسرت کے مارے رہگئے

اس رنگ مین یہ غزل پریزاد نے گائی کہ جمشید بہت خوش ہوا دل سے باتین کرتا ہو کہ ای جمشید کیا پریزاد دستیاب ہوئی نور قدرت اُسکے پیٹ مین اُتارین گے اب پریزادین آیا کرین گی قدرت سب کو مسخر کرینگے گانا سنکر یاک بلبلایا کہا ای پریزاد دیکھو ہمارے بھائی سب آئے ہین پریزاد نے کہا سب کو بلائیے جمشید ایسا نشے مین چور تھا کہ اپنے مقام پر سے گت بھرتا ہوا اُٹھا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا مصاحب وغیرہ لپٹا لیا کہ کیکے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بر لب فرش فرش ہوے اب برق ثانی سوچنے لگا کہ اسکو کیا کرون خنجر کھینچا کہ اسکو قتل کرون پھر سوچا شاید اس سے کوئی مطلب نکلے یہ سوچکر زبان مین سوزن دی دماغ پر پڑی بیہوشی کی چڑھائی ایک صندق کلان رکھا تھا اُسمین جمشید کو بند کیا جمشید کی شکل بنکر مسند پر چادر و تان کے سویا صبح کو جب ہوا ٹھنڈی چلی مصاحبون کی آنکھ کھلی دیکھا قدرت سو رہے ہین قدمون پر ہاتھ رکھا قدرت آنکھین ملتے ہوے اُٹھے اُٹھتے ہی پوچھا پریزاد کہان گئی سب نے عرض کی قدرت نے

کچھ اور ارادہ کیا تھا وہ اپنے کو بچا کے چلی گئی اب برق ثانی بیٹھا ہوا باتین بنا رہا ہی لوگون سے پوچھتا
ہی قدرت نے وہ طلسمی کمان رکھی سب نے کہا قدرت نے یاقوت سرخ پوش کو دی تھی
وہ جا کر مر گیا غرض اُسکے غزردن کی آئی تھی قدرت نے ملاحظہ فرمائی تھی اب برق ثانی کو تردد ہوا
اس فکر مین بیٹھا تھا کہ مصاحبون نے عرض کی نور چکیدہ خالص قدرت آتی ہین یعنی برق ثانی کہ جس
نقابدار کے پاؤن دھلا کر پلانے تھے وہی اُسکی بیٹی ہی سنبھل کے بیٹھا یہ بھی مصاحبون سے سن چکا ہو کہ
طلسم کشا قید خانے سے غائب ہو گیا کہ سامنے سے ملکہ نرگس خونریز آئی برق ثانی نے نگاہ اُٹھا کے
دیکھا سینے پر ابھار پایا آنکھین بیٹھی ہوئی سست سے محبت پیر ڈالتی ہی کہین پڑتا ہو کہین ملکہ کو نگاہون مین
تول کیا نرگس نے آکر سلام کیا جمشید نقلی نے اُسکو نہ دیکھا قہر و غضب دیکھا نرگس کانپنے لگی سر جھکا کے
بیٹھی جمشید طرف مصاحبون کے متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو ہم تمھارے بھروسے پر خدائی کرتے ہین
بخوبی جانتے ہین طلسم کشا کو لیگیا بڑا کلیجہ کیا کچھ قدرت کا خوف نہ ہوا ہم خاموش ہین لیجانے والا
خود آکر قبولے کہ ہمارے پاس طلسم کشا ہی ورنہ ہم ظاہر کر دین گے برق ثانی نے دیکھا نرگس
کے منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین اور دو چار باتین اسیطرح غصے مین کہین نرگس سے بھی متوجہ
ہو کر کہا کہ کیون اے نور چکیدہ خالص قدرت ہم کیا خدائی تمھارے بھروسے پر کرتے ہین
نرگس نے سر جھکا لیا خوف سے آنکھون مین آنسو بھر آئے گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ پھر حاضر
ہونگی برق ثانی نے رخصت کیا اب سوچا کہ آج شب کو اسکے مکان پر چلین وہان حال سب کھل جائیگا
دن تو برق ثانی نے کاٹا شام کو کھانا ہوا اور لاؤ قدرت بیٹی کو دیکھنے جائینگے یہ کہکے ہوا دار پر چڑھا
ہی کہا ادھر سے کہا ہماری دختر کے مکان پر لیچلو یہان جو نرگس آئی کانپتی ہوئی حیران پریشان شاہزادے
نے پوچھا کہا اے شہریار کیا عرض کرون آج قدرت نے مجھ سے آنکھین ملا کر کہا کہ ہم کیا
تیرے بھروسے پر خدائی کرتے ہین جو طلسم کشا کو زندانخانہ عشرت سے لیگیا ہم بخوبی جانتے
ہین میرے تو ہوش اُڑ گئے شاہزادے سے کہا ملکہ نہ گھبراؤ اسنے اندھیرے مین کہدیا تلاش
نوکر ابھا ہی تمھارے مکان پر کوئی نہ آئیگا یہ ذکر تھا کہ چلدار دوڑی ہوئی آئی عرض کی حضور قدرت
آتے ہین ہوا دار پر سوار ہین چند مصاحب ساتھ ہین نرگس خونریز کے ہنسنے ہوش اُڑ گئے
شاہزادے کے قدمون پر گر پڑی کہا اے شہریار برائے خدا چند ساعت یہان سے ہٹ جائیے

شاہزادہ ناچار ہو کر سامنے کمرہ تھا اسمین چلا گیا صحبت آراستہ تھی عاشق و معشوق بیٹھے تھے شراب و
کباب گزک سب چیزین موجود تھین اور ڈالیان پھلونکی کس کس چیز کو اُٹھائے چند چیزین اُٹھانے
پائی تھی کہ کنیز نے آکر خبر دی قدرت باغ مین آگئے نرگس خونریز برائے استقبال اُٹھی کہ جمشید نقلی
سامنے سے آیا دیکھا جو تو سے پر باغ کے اشیائے عیش و طیش آراستہ ہین کل سامان عیش و نشاط
رکھا ہو برق ثانی سمجھ گیا کہ شہزادہ رستے تو شاہزادہ یہین ہی یہی ہمراہ ادائی ہی بیٹھتے ہی ہاتھ نرگس کا پکڑ لیا
کہا کیون نوردیدہ تمنے ہمارا خوف بالکل دل سے بھلا دیا طلسم کشا کو جلد حاضر کر وہی مین تھا سے واسطے بہتری ہی
ورنہ ابھی تقدیر کرونگا کہ خود طلسم کشا دوڑا ہوا چلا آئے دیوانہ اُسکی مادرین مینے لطف مادرین تو جینے جلدی
اور اُسکی حفاظت کی یہ ہم نہین جانتے کہ قید خانے سے کون لیگیا نرگس نے گھبرا کر سر جھکا لیا اور کہا
قدرت کو اختیار ہی مین نہین جانی طلسم کشا کہان ہی اگر میرے ذمہ مین نکلے فوراً مجھے قتل کیجیے مین
کچھ عذر نہ کرونگی شاہزادہ نے کمرے سے یہ معاملہ دیکھا کہ جمشید نرگس کا ہاتھ پکڑے ہوے کچھ
یہ غصہ کہ رہا ہو نرگس سر جھکائے بیٹھی ہی کچھ جواب نہین دیتی شاہزادہ سوچا کہ ایسا نہو ہاتھ تلوار کا مارے
اور یہ نازنین قتل ہوجائے تو منھ دکھانے کی جگہ نہ رہے اس سے بہتر یہی نکلو اسپر حملہ کرو یہ خیال کرکے
خسرو شیردل کمرے سے نکلا اور نعرہ کیا او بے ادب شعبدہ باز ذرا ادھر متوجہ ہو مردان عالم سے
آنکھ چار کر نعرہ خسرو منم خسرو شیردل نوجوان ۔ منم نور عینین صاحبقران ۔ اگر تیغ کین بر کشم از غلاف ۔
تزلزل فتد در میان مصاف ۔ اگر تیغ بر سنگ خارا زنم ۔ زگاو زمین بیخ و بن بر کنم ۔ تلوار کھینچکر
طرف جمشید کے دوڑا برق ثانی قہقہہ مارکے ہنسا کہا کیون ہو مفتری آفتاب کا گھر برباد کیا
میرے یہان بھی آکے یہ فتور برپا کیا منم خداوند جمشید خود پرست تلوار کو پھینک کے قدمون کو
بوسہ دے ورنہ ابھی دیوانہ بنا دونگا یہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت کب خوف کرتے ہین
قریب سر کے پہونچے جمشید نقلی کود کے الگ ہوا کہا علیحدہ رہو پاس کہان گھسا آتا ہی اور ملکہ کا منہ
رہی ہو شاہزادے کو اشارے سے منع کرتی ہی ارے وہ اشارہ کریگا تو دیوانے ہو جاؤگے کیون
قریب گھسے جاتے ہو الگ رہو شاہزادہ بھاگنے سے جمشید کے دلیر ہوا جمشید بھاگتا بھاگتا پھرتا ہی
جدھر جمشید جاتا ہی اُدھر شاہزادہ پہونچتا ہی برق ثانی جست کرکے الگ ہوتا ہی ایک مقام پر
برق فرار کا تھا کہ شاہزادہ تیغ بکف قریب پہونچا برق ثانی نے بائین آنکھ کا تل دکھایا تل سے

دیکھتے ہی شاہزادہ بھایار وفادار کے گلے لپٹ گیا ایام ہجر یاد کرکے دونوں چنگھاڑ مار کر روئے ملکہ بھی شاہزادہ دیونشید گیا لپٹ کے جمشید سے روتا ہی شاہزادے نے پکار کر کہا ای ملکۂ عالم مبارک ہو میرا عیار طرار آیا ہی کیوں ای برق ثانی دایہ یار وفادار جمشید ثانی سے کیونکر بیش آئے کہا حضور میں اُسکو گرفتار کرچکا ہوں آج کئی دن سے اُسکی شکل پر انتظام کر رہا ہوں مگر ای شہریار لوح طلسمی کا پتہ نہیں ملتا یاقوت سُرخ پوش کو لوح دیگئی تھی وہ جاکر مر گیا لوح کا پتہ نہیں ملتا اب جمشید کو میں لاتا ہوں اگر تم سے اطاعت کی تو نہیں ورنہ قتل کرونگا شاید لوح کا پتہ ملے شاہزادے نے کہا جمشید کو لاؤ ملکہ حیران ہوگئیں برق ثانی نے صورت اصلی دکھائی سب حیران تھیں کہ اتنے بڑے شخص کو کیونکر گرفتار کیا برق ثانی نے سب حال بیان کیا کہ یوں غلام جشن کے روز سے آوارہ پھرا کیا آخر اُسکے باغ کا پتہ پایا پریزاد بنکے میں نے گرفتار کیا صندوق میں بند ہو بیکے برق پھر وہی صورت بنا ہوا اور پر سوار ہوکے اُس باغ میں آیا صندوق کو اُٹھوایا جمشید ثانی کو لیکر باغ میں ملکہ کے آیا شاہزادہ برق ثانی کی عیاری پر وجد کرتا ہی ملکہ کہتی ہی دیکھوں باپ کیا کہتے شاہزادے کا کہنا مانے یا نہ مانے برق ثانی نے جمشید کو صندوق سے نکالا ایک ستون سے باندھا ہی دوا نغز سے اُتاری شاہزادے کو اور ملکہ کو سامنے بٹھایا آپ بصورت اصلی بنا جمشید کو ہوشیار کیا آنکھ جو جمشید کی کھلی اپنے کو گرفتار پایا شاہزادے و ملکہ کو پہلو بہ پہلو پایا حیران ہوگیا کہ میں کس آفت میں پھنسا برق ثانی نے پکار کر آواز دی ای جمشید خود پرست تو نے خدا کی قدرت کو دیکھا وہ پریزاد بنکر میں ہی آیا تھا تجھکو گرفتار کرلیا اب بہتر یہ ہی کہ شاہزادے کی اطاعت کر نعوذ باللہ خدا بنکر بیٹھا ہی جب وہ معبود سامنے بلائیگا اور صفت جباری و قہاری دکھائیگا اُسوقت کیا جواب دوگے پیدا کرنے والے کا سامنا کروگے ملکہ نرگس نے جو باپ کو دیکھا اُٹھکر قدموں پر گری کہا ای بابا جان آپ کو یہ شرف کیا کم ہی کہ میں طلسم کشا کی کنیزوں میں منسوب ہوں اگر مناسب ہو تو طریقۂ خلاف سے ہاتھ کھینچیے شاہزادے نے بھی اُٹھکر دلائل مذہب بیان کیے پھر مقدمۂ حشر کی تصریح کی بس خوف سے جمشید کانپنے لگا بے اختیار پکار اُٹھا ای شہریار اب افعال قبیحہ سے توبہ کرتا ہوں ابد تک ایسی حرکت نہ ہوگی اسقدر شاہزادے کے قدموں سے لپٹ کے رویا کہ قدم شاہزادے کے تر ہوگئے اسقدر خائف ہوا کہ دمبدم عرض کرتا تھا واسطے تمہیں نے بڑی نادانی کی پیدا کرنے والے سے برابری کی

اُسکے سوال کا جواب کیا دونگا کہا ای شہریار غلام کو کلمہ پڑھانیسے شاہزادے سے تامل کیا طرف
برق ثانی کے دیکھا برق ثانی نے کہا ای جمشید سوچو ابھی معرکہ عظیم باقی ہی تلاش لوح طلسم تمہارے
ذمے ہی اگر آفتاب سرکشی کرے تو کون جواب دیگا جمشید نے کہا ای برق ثانی مجھپر ایک ایک لمحہ
اور ایک ایک دم زیر دم شمشیر ہی ہے تو پردۂ دنیا پر سے اُٹھون اور پیدا کرنیوالا سوال کرے
کہ کیون او نادان تو نے ہماری برابری کی سوائے سر جھکانے کے کیا جواب دونگا اب مجھکو تائب
ہوئے دیکھیے آفتاب پر نہین ظاہر ہوگا حضور کی لوح ملنے کی تدبیر کرونگا آپ صاحب اقبال ہین فوراً
جاتے ہی لوح ملیگی آفتاب کو خبر نہ ہوگی بڑی خبر تو آفتاب کو ایک وجہ سے ہوگی کہ اُسکی بیٹی ہوش
مین آئے اُسکے سردار اُس سے باغی ہون وہ سب میرے حکم مین ہین میری زندگی مین وہ ہوش مین نہ
آئینگے اب حضور میرے باغ مین چلین مین ساحرونکو بلوا کر قدمون پر گراؤن سوزن وغیرہ پہلے ہی گلے
لی تھی بیٹی کو جمشید نے گلے سے لگایا کہا ای نور نظر تمہاری وجہ سے یہ پیوند ہاتھ آیا یہ گوہر بیبہا سے
صاحبقرانی مجھے دستیاب ہوا انکی بیٹی کو کہا اب جمشید ثانی دل و جان سے مطیع و منقاد ہوا کلمہ
پڑھا سحر سے تائب ہوا شاہزادہ مع برق ثانی کو ساتھ لیکر اپنے مقام پر آیا جو حاضر وقت تھے اُن کو
قدمون پر شاہزادے کے گرایا اور نامہ لکھکر صندل جادو کو بلایا صندل نے آکر نیاز و سر دیکھا
کارخانہ خدائی کے مست رہے ہین جمشید کہ رہا ای یار وان مکانون سے ایک مکان مثل عبادتخانے
کے بناؤ کہ اُسمین بیٹھکر عبادت کرون آٹھ پہر توبہ مین مصروف رہون صندل نے آکر قدمون کو بوسہ
دیا جمشید نے صندل کو قدمون پر شاہزادے کے گرایا اور کہا ای صندل مین اب اپنی اصل و
حقیقت کو سمجھا چند قطرات نجس سے جسکی پیدائش ہو وہ دعوی خود پرستی کرے مین تائب ہوا تم
ایک کام کرو اول تو شاہزادے کی اطاعت مین بدل و جان مصروف رہو جو انکی اطاعت کریگا وہ
آرام پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا صندل جادو مطیع ہوئی کہا مین کنیزی سے سر نہ اٹھاؤنگی جہان
حکم ہو وہان شاہزادے کو لیجاؤن یا جو حکم ہو خدمت بجالاؤن کہا اول شاہزادے کو شہر لالان پر پہونچاؤ
ای شہریار وہان لالان شاہ بادشاہ احمر گلگون پوش اُسکا بیٹا باغ مین قید ہی شہر اُرہ جادو وہان
مستسلط ہی اُسکو ہمارا سلام پہونچائیے گا جب لالان پر احسان ہوا اور وہ خواہان ہو کہ جو حکم دیجیے
وہ بجالاؤن اُس سے کہیے گا کہ مجھے تا بہ گنبد جہان نما پہونچا دے گنبد مذکور مین جب پہونچیے

جو آرزو دل مین ہو اندر گنبد کے جا کر اظہار کیجیے دیکھیے لوح کہان دکھائی دیتی ہی جہان کا پتہ بتلاوے اُسے
جا کے لوح حاصل کیجیے خدا آپ کو مظفر و منصور کرے اور رنج دائم دل سے دور کرے بجلی شاہزادے کو
سمجھایا کچھ کان مین مخفی کہا کہ جس سے کوئی آگاہ نہ ہوا صندل جادو نے شاہزادے کو تخت پر
سوار کیا جمشید نے دو تعویذ لکھکر شاہزادے کو دیے اُسکے موقع اور مقام تعلیم کر دیے برق کو
پاس ملکہ کے چھوڑا آپ تخت پر سوار ہو کر صندل جادو و شاہزادے کو لیکر ایک ملکہ دار الامارہ
مین داخل ہوئے جمشید خود پرست عبادت خانے مین آکے پھر توبہ توبہ کیا کرتا ہی کہ خطا میری معاف
ہو اسکا حال تو وقت پر لکھا جائیگا حال شاہزادہ کا تحریر کرتا ہون کہ صندل جادو لیے ہوئے
شاہزادہ کو قریب لالانیہ پہونچی لالان شاہ کو خبر ہوئی برائے استقبال نکلا شاہزادے نے پہچانا
کہا اے لالان شاہ ایسی کثرت کار تھی کہ تمہارے مقدمے کو بھولے مگر پروردگار نے سامان مہیا
کیا اب باغ مین چلو اور تماشہ دیکھو صندل جادو کو رخصت کیا آپ لالان شاہ کو ساتھ لیکر اُس
باغ مین آئے ایک درخت مین چھپکر لالان شاہ کو ہمراہ لیے ہوئے آکر بیٹھے تعویذ دیا ہوا جمشید کا
بیچ نخل مین گاڑ دیا تھا کو اُس باغ مین روشنی ہوئی صندوق خود بخود نخل سے اُترا جس بیچ مین تعویذ گاڑا تھا
اُس بیچ سے دھُوان نکلا اُس دھوئین سے آواز آئی ہماری بیٹی کی فکر مین کون آیا ہی لیکن شاہزادے
نے کچھ جواب نہ دیا بعد تھوڑے عرصے کے آسمان پر سناٹا ہوا شرارہ جادو آکر پہونچی آتے ہی
شاہزادے کو سلام کیا شاہزادے نے فرمایا ملک احمر کو رہا کرو شرارہ نے صندوق سے
احمر گلگون پوش کو نکالا احمر نے آکر شاہزادے کو سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ سالہا
سال غلام مبتلائے مصیبت رہا امیدوار ہون کہ محبوب سے ملون شاہزادے نے شرارہ سے
کہا شرارہ معشوق کو لائی لالان شاہ بیٹے اور بہو کو لیکر شہر مین آیا شاہزادے کو لاکر دار الامارہ
مین پہونچایا عرض کی کہ ایسا احسان ہوا کہ تا عمر ادا نہ ہوگا امیدوار ہون کچھ خدمت کو ارشاد ہو کچھ خدمت
بجا لاؤن شاہزادے نے کہا کوئی کام تم سے ہمارا نہین ہی لیکن لوح طلسمی ہمارے قبضے
سے گئی اُسکا دریافت کرنا تمہاری کوشش پر موقوف ہی لالان شاہ نے کہا مین جان تک نثار
کرنے کو حاضر ہون فرمایا کہ ہمکو گنبد جہان نما مین پہونچا دو لالان شاہ نے کہا اے شہریار گنبد
جہان نما مسکن ساحران جلیل ہو وہان جا کے کیا کیجیے گا شاہزادے نے کہا ہماری تو یہی ضرورت ہی

عرض کی اے شہریار اگر ساحرون پر ثابت ہوا کہ ملک لالان شاہ کسی مسلمان کو لایا ہے تو در پئے قتل
ہون گے شاہزادے نے کہا ہم ضرور جائینگے اگر ساتھ نہ چلو تو فقط رہبری کرو یا کسیکو ہمراہ
کر کے ہمکو وہان ضرور بھیجو واحمر نے اُٹھکر قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہریار اگر آپکے کام ہماری جان
بھی آئے تو حاضر ہے باپ کو بھی سمجھایا کہ اگر انکے واسطے جان بھی جائے تو شرف حاصل ہو انکو جلد پہنچائیے
شاہزادے کو تخت پر سوار کیا ملک لالان شاہ واحمر مع بارہ ہزار فوج کے ساتھ ہوئے منزلین طے
کرتے ہوئے چلے کوہ و دشت سے جو گذر ہوا بڑے بڑے تاجدار انکو دیکھا کہ صحراے ویران مین آ رہے
ہین لالان نے بیان کیا کہ حضور یہ سب مرادمند مین گنبد جہان نما پر جاتے ہین وہین ان سب سے
ملاقات ہوگی شاہزادے کو راہ مین بہت تاجدار بہت زمیندار بہت سے تاجران جلیل ملے لالان شاہ
شاہزادے کو دکھاتا ہوا منزلین طے کر رہا ہے بعد کئی دن کے ایک صحراے آباد نظر آیا کہ ہزارہا خیمہ و بارگاہ استادہ
ہے سامنے ایک گنبد پر دروازے پر اُسکے نگہبان مرادمند اندر جاتے ہین مراد پاکے آتے ہین لالان نے
شاہزادے کو اشارہ کیا کہ یہ مقام آپکے اندر جانیکا ہے اندر جاکے بخورات روشن کیجیے خواہش دریافت
مقام لوح مین معروف ہوجیے شاہزادہ تجدید وضو کرکے نہایت تکلف سے دروازے پر اُس مکان
کے آیا بسم اللہ کہکے اندر گنبد کے داخل ہوا دیکھا ایک مکان عجب پُر فضا ہے بخورات جا بجا روشن دیوارون
مین اسماے الٰہی لکھے ہین شاہزادے نے جھککر خواہش کی کہ دریافت مقام لوح مین معروف ہون
کہ خیال اُس گشتۂ آتش حسرت سوختۂ گرمیٔ الفت کا آگیا خیال مین آیا کہ اے خسروا دل حال
مرجان نیلم پوش دریافت کرون معلوم ہو کہ وہ کس مقام پر ہے یہ جو خیال آیا آنکھون مین آنسو بھر
آئے پہلے یہی نیت کی کہ اے گنبد جہان نما بحق اسماے الٰہی مجکو معلوم ہو کہ مرجان نیلم پوش
کس حال مین ہے یہ جو نیت کی آنکھ بند ہوئی دیکھا ایک صحرا مین جاتا ہون کہ اُس صحرا مین کبھی گذر نہین ہوا
تھوڑی دیر مین صحرا کو طے کیا دروازے پر ایک باغ کے پہنچے اندر باغ کے داخل ہوئے باغ سرسبز
و شاداب چمن ہاے لاجواب گلہاے رنگا رنگ شگوفہ ہاے بوقلمون باغ کو طے کرکے بارہ دری
مین پہونچے دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب مسند پر بیٹھا ہے اور سامنے ایک قفس آہنی رکھا
ہے اُسمین مرجان نیلم پوش کو پایا شاہزادے نے پکارکر آواز دی اے سوختۂ آتش عشق و محبت
و اے افروختۂ نار مصیبت کس حال مین ہو مرجان نے کہا یہ ملعون مجکو گرفتار کرکے لایا خواہان وصل ہے

کنیز نے بڑی جفا اٹھائی ہی ابتک اُسکا کہنا قبول نہین کیا لیکن یہ بے حیا مجھکو قتل کریگا اب زندہ کیونکر ملون کیونکر قدمون تک پہونچون شاہزادہ بیقرار ہوکر دوڑا چاہا کہ قفس کو اُٹھاؤن مین زمین کی ٹھوکر لگی شاہزادہ منہ کے بھل گرا آنکھ کھل گئی ایک چیخ ماری کہ گنبد ہلگیا لالان و احمر جو دروازے پر تھے آواز سنکر اندر آئے دیکھا شاہزادہ بیچ بیابان رگڑ رہا ہی دونون نے آکر شاہزادے کو اُٹھایا اور کہا ای شہریار خیر تو ہی کیا معرکہ دیکھا کہ آپ اسقدر بیقرار ہوئے شاہزادے نے حال پُر ملال ملکہ مرجان نیلم پوش بیان کیا باپ بیٹون نے عرض کی ای شہریار مطمئن رہیے ملکہ کو زندہ پاییے گا معلوم ہوا وہ آگ مین نہین جلین کوئی ساحر اُٹھا کے لے گیا اُسی کے قبضے مین ہین اب حصول لوح کو دیکھیے شاہزادے نے نیت کی کہ ای گنبد جہان نما بحق اسمائے الٰہی معلوم ہو کہ لوح کس مقام پر ہی پھر آنکھ بند ہوئی ایک صحرا دیکھا کہ گھانس وہان کی مثل ریشم کے نرم ہی اور نخل چھوٹے چھوٹے انجیر کھانے زعفرانی کمال تکلف سے آراستہ اُس صحرا کو شاہزادے نے طے کیا قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا اُس کے دروازے پر چند لوگ بیٹھے ہین فقیر فقرا ہزارہا جمع ہین سدا برت بٹ رہا ہی سائلونکو دیتے ہین چند گئے اور چند آئے یہی آمد و رفت لگی ہی شاہزادہ منتظر اور دیکھا کیا خیال مین گذرا باغ بھی چلکے دیکھون اندر باغ کے داخل ہوے دیکھا عروسان چمن کے بنا و عندلیبان زمزمہ سرا پہلوے گل مین بیٹھی ہین بلبل پھول کے یہ اشعار پڑھ رہی ہین

نظم

موے پہ مجھسے وہی رنج یار باقی ہی ملایا خاک مین لیکن غبار باقی ہی
رہا نہ کوئی تم یار کے سوا ہمرہ بس ایک قبر مین یہ یار غار باقی ہی
یہان تو ہستی موہوم سے ہین نشہ ہرن تجھے ابھی وہی غافل خمار باقی ہی
اُڑائین دامن صحرا کی دھجیان دیکھو کہان ہمارے گریبان مین تار باقی ہی
تمھارے تیر نگہ نے جہان کو صید کیا اب ایک غزال حرم کا شکار باقی ہی
عدم وجود برابر ہی ملک ہستی کا فنا جہان کو ہی پروردگار باقی ہی
اُڑائی خاک یہ مقتل مین آکے کشتون کی نشان تک نہین ای شہسوار باقی ہی
خدا کا ڈر ہی تو ڈر جور و ظلم عاشق سے کسی پہ جبر نہ کر اختیار باقی ہی
کسیکی حسرت دیدار مین موا رعنا کھلی ہی آنکھ ابھی انتظار باقی ہی

شاہزادہ سیر کرتا ہوا قریب ایک کنج کے پہونچا باغبان بھی پھرتا ہوا اُس مقام پر آیا اُس نے کہا ای

نوجوان تو لوح طلسمی کی تلاش مین ہو اسی نخل کے بیچ مین دوہو شاہزادے نے خنجر سے زمین کھودی ایک صندوقچی نکلی اُس صندوقچی مین لوح طلسم آفتاب نگار تھی شاہزادے نے دیکھکر لوح کو بڑی خوشی سے جیب مین رکھا لوح لیکر چلتے تھے وسط باغ مین آکر شاہزادہ ایک مقام پر گرا آنکھ کھل گئی اپنے کو اُسی گنبد مین پایا لالان واحمر نے شاہزادے سے حال پوچھا شاہزادے نے سب حال بیان کیا لالان نے کہا وہ صحراے آبریشم گیاہ ہی اور وہ باغ یاقوت سرخ پوش ہی حضور کو وہان جانا ہوگا وہ شاہزادے کو لیکر شہر مین آئے کئی دن مہمان کیا بعد کئی دن کے شاہزادہ طرف صحراے آبریشم گیاہ کے روانہ ہوا جب اُس صحرا مین پہونچے تو جانا کہ یہ وہی صحرا ہی جہان خواب مین گذر ہوا تھا اُس صحرا کو طی کرکے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا فقیر دنکو سدا برت بٹ رہا ہی ہزارہا ساحر دروازے پر جمع ہین شاہزادہ سوچا کہ اگر دروازے سے باغ مین جاؤ گے نگہبان ضرور روکین گے دن کو تامل کیا شب کو پشت باغ پر آئے کمند مار کر دیوار پر چڑھے باغ مین اُترے اُس نخل کو تلاش کرتے ہوے چلے وسط باغ مین اُسکو پایا بیخ نخل کو کھودا صندوقچی نکلی لوح پائی شاہزادے نے لوح گلے مین ڈالی تھی کہ آشیانون سے ہزارہا طائر نکلکر غل مچانے لگے کہ یارو دوڑو طلسم کشا لوح لیے جاتا ہی گوشہ ہاے باغ سے ہزارہا جادوگر اسباب سحر لیکر پہونچے شاہزادے پر سحر کرنے لگے بسبب لوح کے کسیکا سحر تاثیر نہین کرتا شاہزادہ پیتمانہ لڑ رہا ہی جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے ایک جانب دیکھا ایک ساحر قوی تن قوی حن سحر بھی کر رہا ہی اور سب کو ترغیب دیتا ہو کہ یارو سب ملکر طلسم کشا کو لپٹ جاؤ لوح طلسم آفتاب نگار لیلو طلسم کشا نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا اس باغ کا باغبان جبتک قتل نہوگا مہلت نملیگی خسرو نے اُسی جانب رُخ کیا ساحر روکنے لگے دمبدم ساحر زیادہ ہوتے جاتے ہین گوشہ باغ سے چلے آتے ہین طائر جو غل کر رہے تھے وہ زمین پر گرے غلطک ماری ساحر بکار تیار ہوے طلسم کشا پر حربے لیکر متوجہ ہوے اُس ساحر تک نہین جانے دیتے سارا باغ ساحرون سے بھرا ہوا طلسم کشا نے جو یہ مجمع دیکھا پریشان ہوے کہ اُس مجمع کو کیونکر جھیلون ایک قتل ہوتا ہی تو دس اُسی مقام پر آجاتے ہین پلٹ کے دیکھا لاشے نہین معلوم ہوتے حیران ہوگیا کہ یہ کیا سحر کہ ہی ہزار ادمی کو مین نے قتل کیا لاشہ ایک کا نہین معلوم ہوتا بیتاب ہو کر دعا کی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس بلا سے نجات دے بیتاب ہو کر جو دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا

ایک نقابدار بلا لہ پوش تاج سر پر رکھے ہوئے آیا کلغی تاج کی جھلکی ہوئی عکس تاج کا زمین پر پڑتا ہو کہ
زمین گلنار ہو جاتی ہو وہین سے نعرہ کیا اے فرزند صاحبقران نہ گھبرانا مین آپہونچا ان سب بیحیاؤن
سے سمجھ لونگا قریب آکے تلوار کھینچی بارہ ہزار جوانون سے آگے گرا شاہزادے کو اشارہ کیا اے شیر بیشۂ
صاحبقران ماشاء اللہ کیا کہنا اس کمسنی مین کیا کار نمایان کیا اس طلسم کا فتح کرنا تمھارا ہی کام تھا بڑی
سختیان اٹھائین پروردگار ان سختیون سے تمھین نجات دے شاہزادے نے یہ مہربانی جو نقابدار
کی دیکھا لڑتا ہوا قریب آیا کہا اے برادر تو کون ہو تیری باتون سے مہر پدری کا مزا ملتا ہو نقابدار کے
زیر نقاب اشک حسرت جاری ہوئے کہا اے برادر نام کیا بتائین عزیزون سے جدا آوارۂ دشت ادبار
صاحبقران زمان اس آفت مین مبتلا ہین کہ خدا انکو غالب کرے مقام طلسم ہفت پیکر مین مع جملہ
سرداران مبتلائے بلا ہین رستم ایسا شہسوار کیسا پریشان ہو رہا ہے مگر لاشہ ہائے ساحران کے انبار لگا دیے
خدا انکو لوح طلسمی دلائے فتح طلسم مین مصروف ہون ہفت پیکر کو جا کر مارین ہفت پیکر بہت بڑا
شعبدہ باز ہو خدا اسکے عجائب و غرائب سے اہل اسلام کو بچائے باطل کی جو خدائیان ہین اسکے
نمونے اپنے دروازے پر دکھائے ہین کہ دیکھنے والے اسکا اعتبار کرین خدائی کو اسکی برحق جانین
چاہتا ہی عجائب و غرائب دکھا کر صاحبقران ایسے جلیل کو تسخیر کرون مگر وہ جانتے ہین کہ شعبدہ باز
نیرنگ ساز ہی اسکے شعبدون سے خدا بچائے چلا تھا کہ وہان کی خبر لون تمھاری خبر پائی دل بیقرار ہو گیا
ادھر آگیا تمکو اس بلا مین دیکھا آکے شریک ہو مجھے اپنے نیازمندون مین تصور فرمائیے جس مقام پر
پہونچ جائینگے خدمتگزاری کرینگے بعد مدت مدید ارادہ ہوا کہ جا کر عزیزونکو دیکھیے بزرگونکی زیارت سے
مشرف ہو جیسے زمانہ خروج تورج بدرگ حرامی قریب ہی ہم بھی سر ہتھیلی پر رکھے اسکے مقابلے
کی فکر مین ہین اسکے ہاتھ سے خدا شاہزادگان والا قدر کو صحیح و سالم رکھے شر سے اس ظالم کے بچائے
بہت برے حال اس بیحیا کے کئے ہین اسکا ذکر کرنا بیکار ہی خود آنکھون سے دیکھو گے اب مصروف
جنگ ہو یہ جھگڑے کہانتک بیان کرین گے یہ کہکے نقابدار پہلو پر خسرو کے شمشیر زنی کرنے
لگا مجمع ساحران متفرق کرتا ہوا بارہ ہزار جوان بھی مصروف شمشیر زنی ہین جب یہ بارہ ہزار گروہ
مجمع ساحران متفرق ہوا نقابدار جنگ کرتا ہوا خسرو کو سامنے اس ساحر کے لایا کہا لیجیے اب
اس سے مقابلہ کیجیے آپ طلسم کشا ہین آپ ہی کے ہاتھ سے اسکا قتل زیبندہ ہی خسرو اس ساحر پر

جاپڑے اُسنے کئی گولے مارے خسرو نے لوح کو چمکایا سحر اُسکے باطل ہوے کئی سو ساحر دنکو قتل کر کے
قریب اُسکے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار کسیکو پشت پر خسرو کی نہین آنے دیتا جو پشت
یا پہلو پر آیا اُسکو مار کر گرا دیا لاشے پھڑک رہے ہین شاہزادے نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کے
تیغہ برق خاطف سلیمانی کا ہاتھ مارا کہ اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے جسم سے اُس ساحر کے شعلہ ہاے
آتش نکلے سب ساحر جلنے لگے تھوڑے عرصے مین آواز آئی کشتی مرا نام من باغبان جادو بود اب
شاہزادے نے دیکھا تمام نخل جلگئے چمنستان پامال ہوے دیوارین گر گئین لاشہ ہزار ہا گرد پڑا ہوا ہی
نقابدار نے کہا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی اب لوح طلسمی مشکل آپ کو ملی ہی بدون اسکے ملاحظہ کے
کوئی کام نہ کیجیے گا ہم تو اب رخصت ہوتے ہین طلسم ہفت پیکر مین داخلہ ہو جا کر شمشیر زنی رستم کی دیکھین
بھائی صاحب سے ملین یہ کہکے نقابدار نے بارہ ہزار جوان اپنے جمع کیے خسرو سے رخصت ہو کے
ایک جانب روانہ ہوگئے خسرو کھڑے شوکت و شان نقابدار کو دیکھا کیے نہایت تردد ہی کہ نقابدار
کیون مدد کو آیا کس شوکت سے نکلگیا نقابدار غائب ہوا خسرو نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا طرف مشرق
کے جاؤ جو کچھ کام کرنا لوح کو دیکھ لینا شاہزادہ اُسطرف روانہ ہوا اب حال آفتاب کا عرض کیا جاتا
ہی کہ یہ خوشی خوشی بیٹی کو اور سردارونکو ساتھ لیے ہوے قلعہ طلسمی مین آئی سلطنت کر رہی ہی یکا یک
خبر پہونچی کہ جمشید خود پرست مسلمان ہوگیا طلسم کشا کو لوح کی ہدایت کی طلسم کشا لوح پاگیا یہ سنکر
آفتاب گرم گرم خو جلگئی کہا ارے یہ مکار مکر سے خدائی کرتا تھا ہاتھ پر طلسم کشا کے مسلمان ہوا خداے
نادیدہ کا اعتقاد کر لیا بختیار جادو کو بلایا کہا اے بختیار جاکے دیکھ تو کہ اب جمشید کیا کر رہا ہی اُسکو
سزا کو پہونچا ہمارا مذہب یہ خراب ہی تصویر مین تھکر ایک ساحر نے دھوکا دیا یہ جمشید بھی نبیرہ
سامری مکار و حیلہ ساز شعبدہ باز تھا طلسم کشا کے کہنے سے مسلمان ہوا بختیار نے ایک طاؤس
بنایا اُسپر سوار ہوکے چلا اُس قلعے پر آیا بشکل عقاب تھکر دیکھنے لگا دیکھا جمشید ایک مسجد مین
بیٹھا ہی تسبیح حق مین کلین ہوگیا ہی آٹھ پہر سجدے کرنا عذر بدرگاہ بے نیاز صحیفہ تو اونسے صحبت ہی
صحیفہ آگے رکھا پڑھ رہا ہی بختیار نے وہین سے للکارا او مکار یا خدائی کرتا تھا یا خدا اسے نادیدہ
کی اطاعت کی اب سجدے کر رہا ہی جو تڑا دیچے کرتا ہی سر کو زمین پر گھستا ہی یہ کہکے بختیار کودا جمشید
خود پرست نے پکار کر آواز دی او بختیار میرے قتل سے نفع پائے گا طلسم کشا سے جاکر

بجھ سے لیکن بختیار تیغ برہنہ ہاتھ مین کھینچے ملازمون پر گوے مارتا ہوا قریب جمشید کے پہونچا جمشید نے سر صحیفہ پر رکھا آواز دی اگر میرے سر سے تجھے مراد حاصل ہو تو سر کاٹ لے بختیار ملعون نے کچھ صحیفے کا بھی پاس نہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کٹکر اُس دیندار کا صحیفے پر گرا یہ خبر ملکہ نرگس نے سُنی برق ثانی گھبرایا ہوا آیا کہا اے ملکۂ عالم آپ کے والد نے مردانہ جان دی بختیار نے قتل کیا شہر ویران کر رہا ہے اب یہان سے نکل چلیے یہان رہنا باعث خرابی ہوگا ملکہ نے کئی خواصون کو ساتھ لیا ایک خواص کی شکل بنکر برق ثانی بھی ساتھ ہوا ملکہ نکلکر شہر سے بھاگین لیکن آفتاب تخت پر بیٹھی تھی فرزانہ فیروزہ پوش کرسی پر بیٹھی تھین یہیا قوت وغیرہ کرسی پر بیٹھے تھے جسوقت بختیار نے جمشید کو مارا یہ سب سردار زمین پر گرے ایڑیان رگڑنے لگے آفتاب نے کنیزون کو اشارہ کیا کستی ہو میری بیٹی کو کیا ہو گیا کنیزون نے کیوڑا گلاب چھڑکا اب جو ہوشیار کیا گویا اپنے ہوش مین آنکے زبان پر تھا اُسیان آفتاب کی شاہزادے کو سب یاد کر کے رونے لگے فرزانہ بیقرار ہو کر پکارتی ہے آفتاب شاہزادے کو کیا کیا مجھپر کیا مکر کیا تھا کہ مین تیری اطاعت کرتی تھی ہاے کیا ستم ہوا مین نے اطاعت سے اُس شاہزادے کی جب مُنہ پھیرا ہوگا اور شاہزادے نے دیکھا ہوگا کیسا قلق طبع اقدس پہ گذرا ہوگا ہاے مین کس بلا مین پھنسی افسوس اب تو یہ کیفیت ہے نظم

جاؤن کیا بلبل تجھے سننے ہزار آیا کرے
ہجر مین گلشن سے مجھکو کیا بہار آیا کرے

مر مٹا تیری اطاعت مین نہ دیکھا تیری سمت
اب نہ جھپکے کی پلک اپنی غبار آیا کرے

آگ لگتی ہی لگائین جو رقیب اے شعلہ رو
گرم ہو مجھپر تمھین وہ اعتبار آیا کرے

ہون وہ مجذوب اُسکی پلکون کا تصور گر کرون
تن مین چبھنے کو ہر اک جنگل کا خار آیا کرے

اپنے کوچے مین نہ لاشے کو پڑا رہنے دیا
کیون نہ میری روح قاتل کو پکار آیا کرے

عشق تیری گلی مین جا ہنسا بیکار ہے
مین نہ آؤن اور رقیب نابکار آیا کرے

تازہ مضمون کے ثمر مین گو قلم مین نخل خشک
فطرت کا فیض ہے کیونکر نہ بار آیا کرے

مین جو کہتا ہون گلے لگ ہے بہت اُلفت کا جوش
ناز سے کہتے ہین وہ چل دور چار آیا کرے

دور اُس گل سے رہون لکھا تھا یہ تقدیر مین
گلشن دل ہو خزان جسدم بہار آیا کرے

حُسن جانان سے شب بخت سیہ روشن نہ کی
شمع ماہ و مہر کی لیل و نہار آیا کرے

آندھیان اُٹھا کرین ہر روز کوے یار سے — اُڑ کے سارا میری آنکھون مین غبار آیا کرے
وہ ہی شکلین ہین ہماری زندگی کی ای قبول — یا بُلا بھیجا کرے یا آپ یار آیا کرے

آفتاب نے جو یہ حال بیٹی کا دیکھا گھبرا گئی کل سردار اُسی حال مین آفتاب گھبرا رہی تھی کہ بختیار آکر پہونچا اُسنے کہا ای ملکۂ عالم اصل یہ ہی کہ جمشید بالکل بیکار ہو گیا تھا اُسنے سحر کا نام نہ لیا مین نے جاکر اُسکو عین عبادت مین قتل کیا خون اُسکا صحیفے پر گرا یہی باعث ہی کہ یہ سب اُسکے سحر مین تھے وہ قتل ہوا یہ سب ہوش مین آگئے ان سب کو قید کیجیے ورنہ اپنی جان دینگے آخر ہتھکڑیان بیڑیان منگوا سب کو پھر قید کیا قید خانے مین بھیجدیا زنجیرون سے سر ٹکرا رہے ہین چاہتے ہین اپنی جان دیدین یہ سب اس حال مین ہین مگر شاہزادہ تھوڑا راستہ طی کرکے سامنے ایک گنبد کے پہونچا دیکھا آگے گنبد کے فرش بچھ رہا ہی تھوڑے عرصے مین فرش تیار ہوا دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا ایک نازنین مہ جبین تخت پر بیٹھی ہی گرد نازنینان مہ جبین بیٹھی ہین تھوڑے عرصے مین اُس فرش پر آکے ہزار آدمی جمع ہوگئے کوئی رقص کرتی ہی کوئی غزلین گارہی ہی عجب طرح کا ہنگامہ ہی شاہزادہ بیٹھا دیکھ رہا ہی بعد تھوڑے عرصہ کے دیکھا وہی نازنین جو تخت پر بیٹھی تھی اپنے مقام سے اُٹھی اور باہر گئی سب نے دوڑ کر گھیر لیا وہ نازنین سب کے بیچ مین کھڑی ہوکے گت ناچنے لگی اس زور و شور سے گت ناچی کہ تمام اہل محفل وجد مین آگئے تمام اہل محفل تعریفین کر رہے ہین جو جو اس پیشے کی تھین ڈھاڈھ کر ہاتھونکو بوسہ دیتی ہین گرد اُسکے پھرتی ہین اور ہر ایک کہہ رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم آپ اُستاد فن ہین آپ کا مثل نہین ہم لوگ آپ سے تعلیم لیتے ہین اگر آپ کا قدم نہو تو ہم لوگ ناقص رہجائین وہ نازنین ناچتی ہوئی سامنے شاہزادے کے آئی کھڑی ہوکے ناچنے لگی اس اس طرح بتارہی ہی کہ اہل محفل کے دل لبھارہی ہی کبھی بیٹھ جاتی ہی اس طرح چلتی ہی کہ دل کو مسلتی ہی کبھی اشارہ کرتی ہی شاہزادے نے پر تلے سے تلوار نکالکر دیدی دوبارہ جو اُسنے اشارہ کیا شاہزادے نے دوش سے سپر اُتار کے دیدی جب وہ نازنین ناچتی ہوئی آتی ہی اور اشارہ کرتی ہی شاہزادہ وہی شی اُتار کے دیدیتا ہی تیسری مرتبہ جو جھک کر آئی اسطرح بتایا شاہزادے کو یہ معلوم ہوتا ہی کہ زمین گردش کررہی ہی سر پیٹ رہا ہی بقول شاعر

رباعی تصنیف مصنف

کیون زر کی طلب مین دربدر پھرتا ہی غافل کچھ تو سوچ تو کدھر پھرتا ہی
ہو اللہ رے پیری مین تلاش دنیا ڈھک جاتے جب پانون تو سر پھرتا ہی

شاہزادہ گھبرا گئے

چاہتا ہو اُٹھوں تو اُٹھ نہیں سکتا اُس نازنین نے بتاتے بتاتے چپکے سے دامن شاہزادے کا اُٹھایا اور
لوح کی جانب اشارہ کیا شاہزادے نے بلا تکلف تختی گلے سے اُتاری اور ہاتھوں میں بے تکلف
اُس ظالم کے دیدی جیسے ہی تختی اُسکے ہاتھوں میں گئی لوح کو جھولی میں رکھا چمک کے سامنے سے
اُٹھی پکار کر آواز دی اے طلسم کشا اسی مُنہ پر دعوی فتاحی طلسم آفتاب نگار ہی یون لوح لیتی چیخ مارتے
ہی اُس نازنین کے غبار اُڑا کہ اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے شاہزادے کی آنکھ کھلی دیکھا ایک
ساحر سیاہ رو تیرہ درون تخت پر بیٹھا ہی شاہزادہ سامنے مسلسل و مطوق کھڑا ہی زنجیر کو ہلا رہا ہی پکار کر
اُس ساحر نے آواز دی منم رقاص جادو دیکھا یون لوح لے لیتے ہین اب تمھاری قید یہاں آفتاب
گرم خو کے پہونچیگی اب تمھارا خاتمہ ہوگا طلسم کشائی کرچکے بڑے بڑے ساحر تمھارے ہاتھ
سے مارے گئے اب تمھاری بھی ساحرون کے ہاتھ سے قضا ہی شاہزادہ یہ حال دیکھکر مضطر و حیران
یقین ہوا کہ موت لیکر اس مقام پر آئی تھی اب زندگی دشوار ہی دلسے شاہزادہ دعا مانگ رہا ہی کہ اے
مسبب الاسباب کوئی اسباب پیدا کر اے سامع الدعوات رحم اپنا شریک کر عجب بلا مین پھنسے
ہین اس سے بچا

نظم

دارد از حالات ہر بندہ خبر بندہ نواز — بندہ را می پرورد شام و سحر بندہ نواز
رامی از بندہ نمی گردد بغیر از بندگی — بندہ پرور خالق جن و بشر بندہ نواز
بندہ را محروم نگذارد ز فضل عام خویش — بر صلاحش ہر زمان دارد نظر بندہ نواز
ذرہ را خورشید سازد قطرہ را دریا کند — مہربان گردد بر حال بندہ اگر بندہ نواز
بر عطاے ذات حق ہر آدمی دارد امید — ہست اطمینان ہر یک بندہ بر بندہ نواز
گشت رہبر بندگان را بر طریق بندگی — لطف خود بر خاکیان کرد اینقدر بندہ نواز

شاہزادہ بلک بلک کے دعائین کر رہا ہی رقاص جادو کا ارادہ ہی کہ قید شاہزادے کی لیکر طرف
آفتاب گرم خو کے روانہ ہو قضاے کار ملکہ نرگس خونریز کہ ہاتھ سے بختیارک کے بھاگی تھین اور قسمت
ادھر آکے پہونچین چند کنیزین ساتھ ایک مرکب پر سوار ایک کنیز کی شکل بنا ہوا برق بھی ساتھ ہی
دور سے اُس گنبد کو دیکھکر کہا چلو اس گنبد مین چھپین برق ثانی نے کہا اگر اس گنبد مین رہنے
کی جگہ ملے حضور کو اس مقام پر چھوڑ کے مین آقا کو تلاش کر لاؤن ملکہ گھوڑا اڑا کر

چلیں جب سامنے گنبد کے پہونچیں ایک ساحر کو دیکھا بیٹھا ہی سامنے شاہزادہ مسلسل و مطوق کھڑا ہی ہوش و
حواس پراگندہ ہو گئے رقاص نے جو ملکہ کو دیکھا مدت سے عاشق تھا اپنے مقام سے اُٹھکر دوڑا
پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم آئیے برق ثانی نے پانوں میں چٹکی لی اشارے سے کہا چلیے
ملکہ اندر گنبد کے آئیں رقاص خوش ہو رہا ہی کہ آج ملکۂ عالم بعد مدت کے میرے مکان پر آئیں
اب کیا جلسے روز نگا وصل حاصل کرونگا تخت سے اُٹھا تخت پر لاکر ملکہ کو بٹھایا کہا حضور کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا ملکہ نے کہا برائے شکار آئی تھی برق ثانی بڑھکر بولا اُٹھا میاں ساحر صاحب تمھارا
نام کیا ہی اُسنے کہا غلام کو رقاص جادو کہتے ہیں برق ثانی نے کہا میاں رقاص صاحب
ہمیشہ ملکہ تمھارا ذکر کیا کرتی ہیں فرماتی ہیں کہ ہمارا ایک چاہنے والا اس طلسم میں ہی کہ جسکا رقاص
جادو نام ہی ملکہ آج راہ میں فرماتی تھیں آج صحرا میں آئے ہیں ای نسرین اپنے چاہنے
والے کے پاس بھی چلیں گے ملکہ خود تشریف لائیں اس بات کو سنکر رقاص جادو پھولا نہ سماتا
تھا کہتا تھا ای ملکۂ عالم میں تو غلام ہوں نسرین نے کہا اس برباد کن خانمان ساحران عالم کو کیونکر گرفتار
کیا اسنے سارا طلسم مٹا دیا رقاص جادو نے کہا حضور میں نے دام مکر پھیلایا میرے قبض میں
یہ تعریف ہی کہ آدمی اپنے ہوش میں نہیں رہتا لوح میں نے لیلی گرفتار کیا اب اسکو لیکر آپ کے ساتھ
خدمت خداوند میں چلونگا قدرت کو اختیار ہو کہ اسکو قتل کریں یا بخشیں برق ثانی بشکل نسرین
بنا ہوا بائیں چمک کے کرہا ہی لوح کو اُٹھا لیا کہا کیوں ای رقاص اس میں کیا لکھا ہی کہ ساحر گھبرا
جاتے ہیں رقاص نے کہا بی نسرین اسے نہ اُٹھاؤ اسکی چمک سے ہم سحر بھولتے ہیں برق ثانی
نے ہنسکر کہا ہم ضرور اسکو تمھارے سامنے چمکائیں گے جسمیں تم سحر بھولو بلکہ گلے میں طلسم کشا کے ڈالینگے
جس میں تمھیں قتل کرے رقاص نے کہا ای نسرین ایسا نہ کہو برق ثانی لوح کو چمکانے لگا
رقاص ہاں ہاں کرتا ہی برق ثانی نے جھپٹ کے لوح گلے میں خسرو کے ڈالدی قید
ٹوٹ کر گری سحر شاہزادے سے اُترا چاہا رقاص نے نسرین کو پکڑوں نسرین جھپٹ کے
پشت پر شاہزادے کے آئی شاہزادہ اُٹھکر رقاص پر جا پڑا کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر
رقاص کا اُڑ گیا مر نا رقاص کا گنبد گرا شاہزادہ ملکہ کو ساتھ لیکر باہر آیا تمام صحرا جلنے لگا بعد تھوڑی
دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من رقاص جادو بود گئی یہ جوان اُس مقام پر تہہ سے تھے

اُن سب کو قید سے رہا کیا وہ سب مسلمان ہوے ایک بارگاہ اعلیٰ بھی نکلی بارگاہ چھکڑے پر لدوائی
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اب قلعۂ طلسمی پر مقابلہ پڑیگا شاہزادہ اُن سب کو ساتھ لیکر طرف قلعۂ طلسمی
کے چلا تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑی وہ جوان جو قیدخانے سے نکلے وہ بھی آکر شریک
ہوے شاہزادہ ان سب کو لیکر سامنے قلعہ طلسمی کے آکر پہونچا نگہبانون نے آفتاب جادو کو خبر
پہونچائی کہ طلسم کشا آپہونچا ساحرون نے جو یہ خبر سُنی دو دیکر جمع ہوے اور قلعے سے نکل بھاگے خدمت
مین طلسم کشا کے حاضر ہوے آفتاب نے جو یہ معرکہ دیکھا ہر چند روکتی ہی کوئی نہین رُکتا ہزارون جادوگر
نکل گئے طلسم کشا کے پاس جمع ہوتا جاتا ہی تھوڑے عرصے مین پندرہ بیس ہزار جادوگر آکر پاس
شاہزادے کے جمع ہوگئے شاہزادہ سوار ہو طرف قلعے کے چلا آفتاب نے جو سنا کہ شاہزادہ
آتا ہی گھبرا گئی بختیار سے کہا کیا قصد ہی اب کوئی صورت جان بچنے کی نہین معلوم ہوتی یہ ذکر تھا کہ ایک
طرف سے نعرہ شاہزادے کا ہوا نعرہ خسرو منم خسرو شیردل نوجوان ؛ منم نور عینین صاحبقران ؛ اگر
تیغ کین برکشم از غلاف ؛ زلزل فتد در میان مصاف ؛ اگر تیغ بر سنگ خارا زنم ؛ زنگار دزرین بیخ و بن
برکنم ؛ قلعے کے اندر تلوار چلنے لگی آفتاب گرم خو بارگاہ سے نکلی دیکھا شاہزادے نے قیدخانہ
توڑا یاقوت کلیم و سلیم و گلگونہ و شہرت لڑتے ہوے نکلے یاقوت نے نکلکر وہ سحر کیے کہ
زمین ہلا دی مکانون مین آگ لگا دی ہزارہا مکان جلنے لگے ملکہ فرزانہ کو تخت پر سوار کیا بختیار لڑتا
بھڑتا بڑھا ہوا آتا ہو شہرت جادو کو جو بختیار جادو نے دیکھا پکار کر آواز دی او نمک حرام کہان جاتا ہی
بختیار نے چاہا شہرت کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیجاوے گلگونہ نے جو یہ معرکہ دیکھا پشت پر سے کارد
سحر ماردی سینے کو توڑکر پار گذری بختیار زخم کھا کے گرا آواز بلند ہوئی کشتی مرا نام من بختیار جادو
بود آفتاب نے جو یہ سنا گھبرا گئی ساحرون سے کہا ارے خبر تو و میرے قوت بازو کو کسنے مارا
ہرکارون نے خبر دی کہ گلگونہ نے قتل کیا آفتاب تڑپ کے گری کہ نکلاون پر پرواز پیدا کرکے
اُڑی گلگونہ نے پکار کر آواز دی ای شہریار آفتاب نکلی جاتی ہی اگر نکل جائیگی تو بڑا فساد برپا کرے گی
شاہزادے نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر بھر کمان مین جوڑکر مارا تو وہ سینے پر پڑا
پشت کو توڑکر پار گذرا جلکر خاک ہوئی گلگونہ نے پکار کر آواز دی صاحبو کیون جان دیتے ہو کیون اپنا
خون اپنی گردن پر لیتے ہو سب نے اطاعت کی رئیسان شہر معرفت گلگونہ کے حاضر ہوے سب

مطیع اسلام ہوے شاہزادے نے سب کو امن پناہ دیا بیرون شہر اُترے گلگونہ و شہرت دونون بڑی سرگرمی سے منتظم لشکر ہین

دو کلمہ داستان اُس حریق آتش اشتیاق و لجۂ فراق مرجان نیلم پوش کا ذکر منظور ہی

کہ جب ملکہ مرجان نیلم پوش کو پیکر نے آگ پر بٹھایا بلک بلک کے روتی تھی جب بار ہیزم مین آگ لگائی اور شعلے بلند ہونے لگے عقاب جادو ایک سرحد کا حاکم آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اسکی نگاہ جمال بیمثال پر جو پڑی بیقرار ہوگیا حیران تھا کہ یہ کون ظالم ہو کہ ایسی محبوبہ معشوقہ کو جلاتا ہی کیسے سنگدل ہین انکو کچھ خیال نہین جب دھوان بلند ہوا تڑپ کے گرا اُٹھا کے لیگیا اپنے باغ مین لا کے سامان عیش و عشرت مہیا کیا خواہان وصل ہوا ملکہ نے بہ قہر و غضب تمام جواب دیا اور جھڑکیا بیہودہ بکتا ہی تو مجھے کیون اُٹھا کے لایا اگر یہ ارادہ ہی تو قتل کر جب کئی دن اسیطور سے گذرے کنیزون نے کہا حضور یہ کسی پر عاشق ہو اُسکا نام لے لیکر روتی ہی عقاب نے کہا اسی کوٹھری مین بند کر دو اور باہر سے سنو کسکا نام لیتی ہی کنیزون نے وہی کیا کوٹھری مین بند کیا جب ملکہ اندھیرے مین بند ہوئی بیقرار ہوکر پکارنے لگی ای فرزند رشید صاحبقران ای شاہزادہ خسرو شیردل طلسم کو فتح کیا ہوگا ہمارے خون کا بدلا لیا ہوگا کنیزون نے آکر عقاب سے اطلاع کی کہ خسرو شیردل فرزند صاحبقران پر عاشق ہی اور وہ فاتح طلسم آفتاب نگار ہین اُنھین کا نام لیکر روتی ہی کنیزون سے اُسنے صلاح کی اسکے معشوق کو اسکے سامنے لا کے قتل کرون تو ضرور میرا وصل قبول کریگی ابھی تو اسکو بڑا گھمنڈ ہی کہ میرا معشوق آ کے مجھے چھڑا کے لیجائیگا جب سامنے لا کے قتل کرون تب اسکو تسکین ہو سب نے کہا بیشک جائیے عقاب جادو چلا جس شب کو شاہزادے نے طلسم فتح کیا عقاب لشکر مین شاہزادے کے آیا لوح شاہزادے نے خزانے مین رکھدی بارگاہ مین آکر آرام کیا عقاب نے آکر لشکر مین دریافت کیا لوگون نے بتلایا فلان بارگاہ مین شاہزادہ ہی تب سحر دیکر عقاب بارگاہ مین شاہزادے کی پہونچا شاہزادہ سورہا تھا عقاب نے سحر کر کے بیہوش کیا پنجہ دیکر لے اُڑا اپنے باغ مین لایا صبح کا وقت ہو ملکہ قفس مین بند عقاب نے پکار کر آواز دی لو ملکہ مین تمھارے چاہنے والے کو لایا اسکے واسطے جلائی گئی تھین آج اسکو تمھارے سامنے قتل کرتا ہون ساحران طلسم

آفتاب نگار اسکے شریک ہوئے اُنھون نے یہ آفت کرائی کہ طلسم فتح کرادیا مطمئن ہو کے قلعہ طلسم پر
اُترے تھے اس جوان کی موت میرے ہاتھو تھی ملکہ یہ دیکھکر سر پیٹنے لگی کہتی تھی ای **عقاب** اگر اسکا موے جسم
بھی کم ہوگا تو تڑپ کے جان دیدونگی کچھ تیرے ہاتھ نہ آئیگا قتل کر کے اس شیر کو کیا پائیگا جب **عقاب جادو**
نے ملکہ کو بیقرار پایا دیکھا ملکہ قفس سے سر ٹکرا رہی ہین **عقاب** نے شاہزادے کو بھی قفس مین
بند کیا آپ حیران پریشان اُٹھا دیر باغ پر ایک بنگلہ پڑا تھا اُسمین آکر بیٹھا سوچ رہا ہی کہ ای **عقاب**
کیا کرون دیکھا صحرا سے گرداڑی ایک ضعیف سانولی صورت سفید اطلس کا پائجامہ پہنے ہوئے
محمودی کی چادر سر پر ہر چند کہ سینے پر اُبھار ہو مگر چادر محمودی کی ٭ پھر ڈھیری کر کے ڈالے ہوئے جوتا
زردوزی بال بالکل سفید کچھ سیاہ بھی دو چار اسین ایک نخل کے نیچے بیٹھکر چادر منھ پر رکھ کے ہاے
فرزند ہاے فرزند کہکے رونے لگی **عقاب** کا دل دُکھ گیا کوٹھے سے اُترا ٹہلتا ہوا قریب بڑھیا کے
آیا قریب آکر بیٹھے پر چادر کے ہاتھ ڈال کے کہا مادر مہربان کیون اسقدر روتی ہو بڑھیا نے منھ
کھول کر جو **عقاب** کو دیکھا بلائین لینے لگی کہا بیٹا آٹھ دن سے کہان تھے مین تمھارے فراق مین
صحرا نوردی کرتی ماری ماری پھرتی ہون **عقاب** نے کہا مین اس صحرا کا حاکم ہون تمکو روتے
دیکھا چلا آیا بڑھیا نے کہا ای فرزند فلان علاقے کے تعلقدار کی زوجہ ہون چالیس فرزند ہوے
سب مر گئے عصاے پیری بس ایک فرزند تھا آج آٹھوان دن ہی اُسنے انتقال کیا اُسکی یاد مین جنگل جنگل
روتی پھرتی ہون آج صورت کو دیکھا بالکل یہی صورت زیبا یہی طلعت جہان آرا دل کو ڈھارس ہوگئی
تمھاری صورت دیکھنا چاہتی ہون جو خواہش ہو مجھسے کہو کیسی کیسی عورتین مین ڈھونڈھکر لاؤن گی
تجھسے ملاؤن گی جو جو بہو بیٹیان میرے قبضے مین ہین اُنکو لا کے اپنے بچے سے
ملاؤنگی **عقاب جادو** نے منھ پیٹ لیا اور کہا کہ ای مادر مہربان کیا بیان کرون آج مہینہ بھر سے ایک
عورت کو لایا ہون قفس مین بند کیا سب تدبیرین کین مگر وہ مجھکو نہین قبول کرتی بڑھیا نے کان پکڑ کے
دو طمانچے مارے کہا نگوڑے وہ کون عورت بیہودہ ہی جو تجھ ایسے کو نہین قبول کرتی نہین معلوم
تونے کیا حرکت کی ورنہ تو ایسا جوان ہی کہ عورت دیکھکر دیوانی ہو جائے ذرا مجھے دکھا دے
ایسی چار باتین سُناؤن کہ مثل تیرے خواہش کرے لیکن میرے کہنے کے خلاف نہ کرنا
عقاب نے جواب دیا مادر مہربان تمھارے حکم سے گردن تابی نہ کرون گا **عقاب**

بڑھیا کو لیکر باغ مین آیا کنیزون سے کہا مادر مہربان کو قفس اُس نازنین کا دکھا دو کنیزون نے لاکر قفس کھا دیا
بڑھیا نے کنیزون کو ہٹا دیا قفس مین منھ ڈالکے باتین کرنے لگی کنیزون نے دیکھا ملکہ ہنسین بڑھیا سے
گھل مل کے باتین کر رہی ہین بڑھیا نے کہا بی بی لونڈی کو پہچانو ملکہ نے کہا مین نے نہین پہچانا کہا غلام
آپ کا برق ثانی شاہزادے نے طلسم فتح کیا آفتاب کو مار کر قلعے پر سے اُترے تھے کہ
بستر خواب سے غائب ہوے مین تلاش مین نکلا ملکہ یاقوت و کلیم و سلیم ملک شہرت و ملکہ گلگونہ
سب تلاش مین شاہزادے کے نکلے ہین مین محفل مین تمکو بلواتا ہون اتنا کہدینا کہ میری خود جان جاتی ہے تو لے
ابتدا سے ایسا ظلم کیا کہ مجھکو نفرت ہو گئی ملکہ نے کہا بھیا یہ مجھ سے نہ کہا جاے گا تمھارے آنے سے
بڑی ڈھارس ہوئی برق ثانی نے کہا مین ابھی اسے لیتا ہون یہ تو کہنا کہ بڑی بی جو کہین گی وہ
قبول کرونگی ملکہ نے کہا بہتر برق ثانی پاس عقاب کے آیا کان پکڑکے دو طمانچے مارے
کہ نگوڑے وہ خود تجھپر جان دیتی ہے معشوق پر کہین ایسا ظلم کرتا ہے جلسہ آراستہ کرو اسیوقت عقاب
کو مسند پر بٹھایا گلابیان شراب کی اُلٹ پلٹ کے رنگین چنگیر چوگھڑے باندان اُگالدان عطردان
سب اسباب محفل مین رکھا قفس منگوایا قفس سے ملکہ کو نکالکر پہلو مین عقاب کے بٹھایا ملکہ اشارے
کرتی ہین بھیا یہ کیا کرتے ہو میری عصمت کا خیال رکھو ذرا بھی فرق آئیگا تو جان دونگی برق
نے فوراً پایان بجا کے اس لطف سے غزلین سامنے عقاب کے گائین کہ عقاب کہتا جاتا
ہے اے مادر مہربان کیا کہنا حقیقت مین بیتاب کر دیا میرے دل کو فوج غم و الم سے بھر دیا بڑھیا کہتی ہے
بیٹا ابھی کیا سنا ایسی تمھاری خدمت کرونگی کہ تا بہ مرگ یاد کروگے یہ کہکے جام بھرا ہاتھون مین ملکہ کے
دیا کہا لو اپنے عاشق کو پلاؤ ایسے مرد کسکو ملتے ہین تم بڑی صاحب نصیب ہو ملکہ نے شرما کے جام مسند
پر رکھدیا بڑھیا نے کہا بیٹا پی جاؤ عقاب اُٹھاکر جام پی گیا بڑھیا نے سب کنیزونکو پلایا جب سب
پی چکے ایک دو شعر پھڑک پھڑک کے گانے ہاتھ بڑھا کر کان عقاب کا پکڑ کر دو طمانچے مار دیے
کہا اے نگوڑے معشوق عاشق خصال ملی خوب تیرے اسکے گذرے گی یہ تیری جان لیگی دیکھو تخت
خداوندو کے آئے ہین اُنکو بھی محفل مین بلاؤ عقاب اپنے مقام سے اُٹھا چار قدم پر جاکے گرا
برق ثانی نعرہ کرکے جا پڑا خنجر مارا سر عقاب جادو کا اُڑگیا مرنے کی آواز جو اُس ساحر کے
بلند ہوئی گلگونہ و شہرت آسمان پر اُڑ رہے تھے آکر پہونچے ساحران باغ کو قتل کیا ملکہ و شاہزادہ کو

لیکر قلعۂ طلسم پر آئے وہان سے شاہزادہ شہر مہرانیہ مین آیا مرنے سے آفتاب کے سب تے اُسکے سحر سے مہلت پائی بصورت اصلی ہوے شاہزادے نے خزانہ شمشکل کا کُھلوایا ساٹھ ہزار خفتان مرصع نگار نگلین مع اسباب مرکب در اکب ساٹھ ہزار جوان مرصع پوش تیار کیے سب مال و اسباب لیکر اس قلعے پر آئے مان دیکھکر بہت خوش ہوئی کہا ای فرزند تم صاحب اقبال ہو شاہزادے نے کہا الٰہی مہربان اب مین طلسم ہفت پیکر پر جاؤنگا وہان قبلہ و کعبہ کا داخلہ ہی ہر چند مان نے منع بھی کیا خسرو نے نہ مانا تخت تیار کرکے چار سو ترہ ہاے دیو سے کہا ہکو طلسم ہفت پیکر کی سرحد مین پہونچا دو بیرقین مرصع نگار دیوزادون کے ہاتھون مین دین ساٹھ ہزار مرصع پوشون کو ساتھ لیکر طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے کہ ذکر ان کا بھی وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان رستم پیل تن کہ تلاش زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جگ مین چلے ہین و خواجہ عمرو و برق فرنگی صاحبقران سے رخصت ہو کر بخدمت رستم چلے ہین کہ ذکر ان کا بھی تحریر ہوگا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ از تصنیف مصنف

پلا ساقیا ساغر جام جم
کہ خاموش ہی بلکہ بیہوش ہم
مبارک سلامت کی ہی دھوم جا
نہ شیرین کی ہرگز کرے آرزو
کبھی کند کا اُسکو جلوہ دکھا
کہین ناظرین رنگ پھر جم گیا
نہالان گلشن کو بھی وجد ہی
کہ حرفون کا بھی بانکپن دیکھنا
ہوا عندلیبان گلشن مین شور

کرون داستان مرصع رقم
ہلال مضامین چمکنے لگے
ترانا ہو کلک شیرین کلام
چل ای بلبل کلک جادو رقم
یہ ہو غل کہ ای بلبل پارسا
عروس مضامین کا دیکھین نکھار
کرین بلبلین اس چمن کو بھی طی
ہر اک سطر ہو سلک گوہر فشان
تماشا ہو آج رقصان ہین مور

یہ تحریر کا کلک کو جوش ہی
کہ طائر چمن مین چہکنے لگے
جو فرہاد سن لے تری گفتگو
کہ مجنون بنے قیس سا محترم
جمال مضامین کی صورت دکھا
یہ ہین حرف یا صاف رنگ بہار
بہار عروس چمن دیکھنا
کہ موتی کی لڑیان ہوئی ہین عیان
اگر تا ہی سرو چمن باغ مین

کہ سوزش ہوئی لالے کے داغ میں
قمرؔ کلک کا زور مشہور ہے
کہ بیتابی عاشقان بڑھ گئی
مجھے نشۂ مے کی خواہش ہوئی
کہ ساقی میں بھی جام سے عار ہی
جو مضمون لکھا ناظرین نے سنا
مضامین تو لطف سے سب لکھے
ہر اک ملک میں اُسکی شہرت ہوئی
مضامین عمدہ ہوے ہیں بہم

کہا قمریون نے بصد شد و مد
کمال مضامین سے کیا دور ہی
قمر دورۂ جام کا وقت ہی
کہ ساقی کی پھر آج خواہش ہوئی
کھُلا حال عاشق کا معشوق پر
کہا ای قمرؔ مرحبا مرحبا
رہا ہوش ایسا فسانہ لکھا
اسیوجہ سے اپنی شوکت ہوئی
یہ ہی ہفت پیکر کی اب داستان

کہ ای باغبان ازل کر مدد
کہین کھنچ گئی شکل معشوق کی
سمجھ لو کہ یہ نام کا وقت ہی
ہوے جمع زندان سیحر اربھی
چمن مین صبا کا بھی ادھر گا گذر
تری نثر کے خوب دریا بہے
کہ سامع کو دل سے پسند آگیا
کیا فتنۂ زرافشان رقم
کرین وجد اسے دیکھکر ناظران

چہرہ فرمایان داستان شوکت بیان رستم پیل تن دکاتبان دفاتر مصیبت خیز رنج ومحن شعر مصنف نگارندۂ داستان عجیب وچنین می نگارد زکلک غریب ؎ کہ رستم پیل تن **صحرا** سے میتوسواد مین فرو کش تھے کہ سمک نے آکر خبر دی کہ قید خانے سے **صاحبقران** وغیرہ چھوٹے فرستادگان حضور بڑے تکلف سے پہونچے **صاحبقران** صحراے **گرداب خیز** کی جانب جاتے ہین اور آپ کے سردار ابھی آتے ہین رستم نے پردے بارگاہ کے اٹھوادیے دوسرے دن بوقت سحر دیکھا کہ ملعیان بادشاہ اسلام وملعیان رستم صحرا سے بہ شوکت پیدا ہوے جب قریب نخلستان پہونچے درختون پر جو طائر بیٹھے تھے زمزمہ سرائی کرنے لگے سرداران مذکور نے جو زمزمہ سرائی طائرون کی سُنی گریبان چاک کیے خاک منہ پر ملی دیوانہ وار صحرا مین پھرنے لگے خدمت مین سردار سب حاضر ہین کہ ملکہ **سیماب** نے جو ساحرہ بہت زبردست ہی اور رازدار **ہفت پیکر** ہی یہ معرکہ دیکھکر عرض کی ای شہریار یہ سردار آنے والے جو آتے آتے رک گئے طائرون کی آواز سُنکر دیوانے ہوے اس صحرا کا جو حاکم ہی اُسکا یہ سحر ہی کہ ایسی جادو اس تاثیر کو جاکر شائی ہو یہ کہکے **سیماب** اپنے مقام سے اٹھی طائر جو درختون پر اُڑتے پھرتے ہین انپر **سیماب** نے سحر کیا کہ طائر مر کر گر سے ایک باز پیدا ہوا طائرون کو منقار مین دبا کے لیجاتا ہی بیرون صحرا چھوڑ آتا ہی کسی طائر کو پنجون سے پکڑا اور چیر ڈالا وہ باز مارنے سے طائرون کے باز نہین آتا **سیماب** وسکین دیتی، ی غضب

خون اپنا گوشت کاٹ کے پھینکتی ہی بازکو اور جوش وخروش زیادہ ہوتا ہی سیکڑون طائر چیر کر پھینک دیے
زیر نخل طائرونکے مردے پھڑک رہے ہین سیماب مصروف سحر خوانی ہی جون جون سحر کرتی ہی باز کی قوت
بڑھتی جاتی ہی یا ایک طائر کو پکڑتا تھا یا چار چار طائر پنجون مین پکڑ کر چیر ڈالتا ہی اور خون پی لیتا ہی سرداران
دیوانہ کو ہوش آنے لگا قصد کیا سیماب کو آواز دین کہ یہ معشوقہ مگر نہین آنے دیتی اس معشوقہ کو
ہٹاؤ تو ہم تم تک پہونچین مجبور رہنا چار ہین بیتاب و بیقرار ہین سیماب نے سبکو قریب بُلایا سبکے
مُنھ پر ہاتھ پھیرا کسی کی پشت پر ہاتھ پھیرا اُن سب کو ہوش آیا سیماب کے ساتھ آکر کھڑے
ہوتے سیماب چاہتی ہی اِن سبھون کو لیکر خدمت رستم مین آئے رستم دیکھ رہے ہین باز سر سیماب
کے سایہ فگن ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک عقاب بلند پرواز بلکہ عقاب کے سر پر ایک تاج
جھپٹ کے باز پر گرا باز و عقاب سے پنجہ و منقار چلنے لگا لیکن عقاب جب پنجہ مارتا ہی باز کے
پر گرتے ہین اور باز جو منقار مارتا ہی تو عقاب تاج پر روکتا ہی باز چاہتا ہی تاج کو نوچکر پھینکدون
عقاب تاج کو بچاتا ہی ایک مقام پہ باز کی پلک جھپکی تھی کہ عقاب نے جھپٹ کر پنجہ آنکھ مین باز کی مارا
آنکھین باز کی نکال لین باز جو نابینا ہوا پھر مارتا ہی عقاب نے دونون پنجون سے دونون پاؤن باز
کے پکڑ کے چیر ڈالے سیماب کے سر پر خون جو گرا سیماب نے گریبان پر ہاتھ ڈالا گریبان پنا
پھاڑا رستم گستاخی عقاب کی دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھے قریب سیماب کے آئے آواز دی ای
سیماب ہوشیار ہو گریبان کیون چاک کیا کوئی ایسا گھبراتا ہی وہ سردار جو ہوش مین آئے
تھے تمھارا دیوانہ پن دیکھکر پھر دیوانہ پن کرنے لگے گریبان چاک کرتے ہین خاک مُنھ پر ملتے
ہین رستم نے جو سیماب کو سمجھایا سیماب بے اختیار پکار اُٹھی ای شہریار میرے دل کے آپ
حال سے آگاہ نہین کہ مجھپر کیا گذر رہی ہی کنیز کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اصل کیفیت
یہ ہی کہ لایق بیان کرنیکے نہین

نظم

بوسہ ہونٹھون کا شب وصل دکھیا دیتے ہین	ذائقہ قند مکرر کا چکھا دیتے ہین
ملک الموت ہین عشاق کے حق مین یہ حسین	جیتے جی خاک مین زندون کو ملا دیتے ہین
کام کرتے ہین دم رقص مسیحائی کا	ایک ٹھوکر سے یہ مُردون کو جلا دیتے ہین
کشتۂ تیغ نگہ تک نہ کہین پھر کے نگاہ	خون بہا مانگین تو وہ خون بہا دیتے ہین

نہ رسائی ہوئی گو زاغ رسا تک رشتہ | شام جب ہوتی ہے ہم اُنکو دعا دیتے ہیں

یہ اشعار جو سیماب نے پڑھے عقاب تڑپ کے گرا کلاہ ہفت گوشہ جو سر پر رستم کے تھی وہ
اُتاری پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا اُس نے کلاہ ہفت گوشہ منقار سے عقاب کی لیلی لیکر
غائب ہوا رستم کے پاؤن زمین سے تھام لیے عقاب نے جو اپنا عکس رستم پر ڈالا رستم کا چہرہ
سرخ ہوگیا ہر چند دل کو سنبھالتے ہیں دل نہیں سنبھلتا اور وہ طائر جو کلاہ لیگیا تھا بعد تھوڑے
عرصے کے پیدا ہوا عقاب سے کچھ اشارے کیے عقاب نے طائر کو اشارہ کیا وہ طائر پنجے
گر رستم کی کمر میں پنجہ دیکر اُٹھا لیگیا اب یہ تمام سردار مع سیماب دیوانہ وار جو لشکر میں آئے کل
اہل لشکر دیوانہ وار گریبان چاک کرنے لگے اور خاک منھ پر ملنے لگے جو سردار لشکر میں نہ تھے
اُنھون نے یہ حال جو دیکھا کہ کل لشکر اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے ایک ایک کی زبان سے نکل رہا
ہے کہ ہم عشق میں یار جانی کے مضطر و بیقرار ہیں وہ سردار جو باہر آئے ہیں سحر سے طائر و عقاب
کے بچے ہیں رستم کو جو نہ پایا بیقرار ہو کر بکار دعائیں مانگتے تھے کہ ای خالق بے نیاز و ای معبود
چارہ ساز ہمارے آقا کو ہم سے ملا ای خالق ارض و سما کس اوج پر لشکر تھا افسر کا غائب ہونا ہم لوگون پر
آسمان ٹوٹ پڑا اس گلزار بے خزان پر خزان آگئی اس آفت سے نجات دے **نظم**

کی کند اہل زبان شرح بیان عندلیب | مثل قمری تا نگردد ہم زبان عندلیب
گل بہ بند درخت زین گلزار بعد از چند روز | میشود بر لامکان آخر مکان عندلیب
گل چو گلچین کرد در گلزار از گلبن جدا | باغ ویران کرد و بردار جسم جان عندلیب
خاک این بستان رود بر باد چون وقت خزان | کی بماند در چمن باقی نشان عندلیب
مشتعل شد آتش از رخسار گل در چون چمن | سوخت جسم و جان و مغز استخوان عندلیب
گل چو شد پردہ نشین بلبل چو غنچہ لب بہ بست | چون خزان آمد برفت از تن توان عندلیب
کس نمیداند درین گلشن بغیر از باغبان | حالت سوز دل و راز نہان عندلیب
ہندی اندر عشق گل کن در گلستان جہان | نالہ و شور و فغان برپا بسان عندلیب

جو ہوش میں ہیں وہ دعائیں مانگ رہے ہیں جن پر عکس طائر و عقاب کا پڑا دیوانہ وار غل
مچاتے پھرتے ہیں سارا لشکر ہمہ تن مصیبت ہے لیکن خواجہ عمرو و مہتر برق قمری تو نا شنوسہ ہیں

رستم کی چلے تھے راہ مین آکر خواجہ نے کہا دیکھو رے میرے ساتھ نہ چل اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ
برق نے کہا آپ کے ساتھ کون چلتا ہی یہ کہکے برق ایک جانب چلا خواجہ جو تنہا چلے سامنے
ایک گانون دکھائی دیا دیکھا ٹٹوون پر اکثر زمیندار کچھ گنوار دھوتیان باندھے ہوے مرزائی کاٹھے
کی پہنے ہوے اُس گانون کی طرف جاتے ہین خواجہ نے بڑھکر اُنسے پوچھا اس گانون مین
آج کیا ہی سب نے کہا چوتھے دن بازار ہوتی ہی ہم لوگ براے خرید و فروخت جاتے
ہین خواجہ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک اُسترہ ہاتھ مین لیکر گانون مین داخل ہوے
دو ایک چرکے لگائے پیسہ دوکان تحصیل لیا جسکی دوکان پر گئے اُسترہ چمکایا اُسنے پیسہ پھینک دیا
سب دوکانون سے تحصیل کے گانون سے نکلے پیسے کی جوار بھنائی اُسکے پھنکے لگاتے ہوے راہ
لی مگر برق فرنگی جست و خیز کرتا ہوا جاتا تھا راہ مین ایک صحرا مین گذر ہوا تمام صحرا پُربہار
ملا طائر مثل انسان کے باتین کرتے ہین غنچون کے چٹکنے سے ڈھکون کی خون غان کی صدا
آتی ہو نرگس شہلا کی آنکھون کی گردش نظارگیان گلشن کو آنکھین دکھانے کی کوشش سنبل نے موے
مشکین کھولے دام بچھانے کی خوشی ہی کہ مرد سان چمن کو پھنساؤن ہر پھول شگفتہ ہر نخل سرسبز
شاداب بہار لاجواب برق فرنگی سیر بوقلمونی دیکھتا ہوا اُس جنگل سے نکلا لیکن پلٹ پلٹ کے
بہار صحرا کو دیکھکر مبہوت ہو رہا ہی جب صحرا سے نکلا سامنے دیکھا دروازہ ایک باغ کا مثل
آغوش عاشق کھلا ہی برق ایک جادوگر کی شکل بنا دروازے پر باغ کے آیا ساحرون نے
پوچھا میان ساحر صاحب کہان سے آتے ہو برق نے کہا خداوند ہفت پیکر نے حکم
دیا کہ یہ نامہ پاس رنگین گلشن آرا کے لیجاؤ مین مقام پوچھتا پھرتا ہون ساحرون نے
کہا اسی باغ مین تشریف رکھتی ہین جیسے ہی برق فرنگی اندر باغ کے آیا طائر غل مچانے لگے
اور یہ صدا دینے لگے کہ ہمارے دماغ مین مسلمان کی بو آتی ہی رنگین گلشن آرا بارہ دری مین
بیٹھی تھین طائرون کی آواز سُنکر اپنے مقام سے اُٹھین کنیزون سے پوچھا آج یہ طائر کیون
غل مچاتے ہین کوئی باغ مین نیا آدمی آیا ہی اُسکے آنے سے طائر غل مچا رہے ہین کنیزون نے
عرض کی ایک ساحر فرستادہ خداوند آیا ہی اُسوقت سے طائر غل مچا رہے ہین کبھی اپنے مقام
سے اُڑتے ہین سر پر اُس ساحر کے سایہ ڈالتے ہین وہ ساحر آپکا جویا ہی ملکہ نے حکم دیا

بلاؤ کنیز نے آکر برق فرنگی سے کہا چلو تمکو ملکہ عالم بلاتی ہین برق فرنگی جھپٹ کر سامنے ملکہ کے آیا کہا غلام حاضر ہی نامہ سر سے لکھوکر دیا رنگین گلشن آرا نے پڑھا لکھا تھا ای گلشن آرا طلسم کشا اصلی قلعہ لالہ زار سے گذر گیا صحرا دے مینو سواد مین پہونچا زرد ہفت جوش دتیغہ ہفت جوہر کی نگر مین جاتا ہی کلاہ ہفت گوشہ اُسکے سر پر ہی فوراً گرفتار کرلو اور اسی ساحر کی معرفت روانہ کرو رنگین نے کہا ای ساحر مجھے اچھی طرح حال طلسم کشا کا دریافت نہین کلاہ ہفت گوشہ اُسنے کیونکر پائی لیکن خاطر تمکو دیکھکر کیون نل جاتے ہین برق نے کہا مین کیا جانون مین لشکر مسلمانان مین ہوتا ہوا آیا ہون اُنکا عکس مجھ پر پڑا شاید یہ خرابی ہو رنگین نے کہا سچ کہتے ہو تم ٹھہر جاؤ مین اپنی بہن مینوسواد گلگون پوش سے دریافت کرون کہ اُس صحرا کی والی حاکم ہی اُسنے کچھ تدبیر کی ہوگی یہ کہکے برق کو بارہ دری مین لائی آپ مسند پر بیٹھی نام جو برق کا پوچھا برق نے کہا اُسی کاغذ مین لکھا ہی رنگین نے دیکھا راز دار جادو نام لکھا ہی صحبت مین رنگین کی گانا ہونے لگا دیکھا تو راز دار جادو منھ پھلائے ہوئے بیٹھے ہین کسی گانے کی تعریف نہین کرتے رنگین نے کہا ای راز دار کیسی کیسی گانیوالیان گا رہی ہین اُستاد فن جمیع ہین ہم جانتے ہین تم صحبت خداوند مین رہتے ہو بڑی بڑی گانیون کو سُنا ہوگا برق نے کہا ایک چیز مین گاؤن شاید پسند آئے یہ کہکے سامنے رنگین کے آبیٹھا ساز کے ساتھ گنگنایا اور یہ غزل شروع کی

نظم

جی تم پہ فدا کرتے ہین بیجا نہین کرتے — رنج آپ ہمین دیتے ہین اچھا نہین کرتے

غیرونکے چلے آتے ہین پیغام شب و روز — ہم وہ ہین کہ ان باتون کا چرچا نہین کرتے

ہم ملتے ہین تم کہتے ہو ہرگز نہ ملین گے — ضد کرتے ہو تم پاس ہمارا نہین کرتے

ای رشک مسیحا مجھے تم بھول گئے ہو کیا — کشتہ ہون تمھارا ابھی زندا نہین کرتے

گھونگھٹ کو اُٹھا کر مری چھاتی سے لپٹ جا — ای جان شب وصل مین پروا نہین کرتے

اس مزے سے برق فرنگی نے یہ غزل گائی کہ سب گانیان تعریفین کرنے لگین رنگین نے کہا یہ صحبت خداوند مین رہنے والے ہین برق فرنگی خوب گایا رنگین نے ایک نامہ لکھکر ایک کنیز کو دیا کہا بہن کے پاس جاؤ جواب لیکر جلد آؤ وہ کنیز نامہ لیکر گئی صبح ہوتے لاکر ہاتھ مین رنگین کے نامہ دیا رنگین نے نامہ پڑھا خوش ہوکر کہا ای راز دار بہن نے کلاہ ہفت گوشہ

چھین لی طلسم کشا پاس مینوسواد کے قید ہین پاس قدرت کے جانے کو ہین مین نے جو تمھارا حال
لکھا وہ شہر گئین اب جب مین جاؤن تب وہ قید لیکر جائین برق نے کہا چلیے مین قید لیکر طلسم کشا
کی جاؤنگا کلاہ ہفت گوشہ جو ہی بچے ہفت سپہر جادو کے پاس بھیجدی جائے زنگین تخت
پر سوار ہوئی برق فرنگی ساتھ ہوا چند کنیز ونکو بھی زنگین نے سوار کر لیا طرف مینوسواد کے
چلین تین پہر تخت اُڑا یا پہر دن بچیہ باقی تھا کہ سامنے سے ایک قصر معلوم ہوا کہ مثل برق کے چمک
رہا ہی جب ہوا چلتی ہی تو قصر ہلتا ہی بلکہ کل قصر مین جنبش ہوتی ہی صاف ظاہر ہی کہ قصر کو اُڑ جانے کی
کوشش ہی برق فرنگی نے پوچھا کیون ملکہ زنگین یہ قصر کیسا ہی زنگین نے کہا ہمشیرہ صاحبہ
نے اسوجہ سے ایسا قصر بنایا ہی کہ اگر کوئی عیار مکار آئے تو قصر کو جنبش ہو جان جائین کہ عیار آیا ہی
برق فرنگی نے عرض کی مین لشکر مسلمانان مین ہو کر آیا ہون مجہپر عکس سلمان پڑا طائر باغ کے عمل
مجاتے تھے میرے آنے سے قصر کو کچھ جنبش ہوئی زنگین نے کہا مین قصر کو روکے دیتی ہون
یہ کہکے کچھ ماش کے دانے قصر پر پھینکے قصر کی جنبش موقوف ہوئی برق فرنگی کو لیکر زنگین گلستان کرا
اُس قصر مین آئی مینوسواد نے استقبال کیا جھولی سے نکال کر کلاہ دکھائی کہا مین نے طائر
بنا کر بھیجا اُسنے سر طلسم کشا سے کلاہ اُتار لی پھر طلسم کشا کو گرفتار کر لایا ای زنگین تم کو یہ بھی
معلوم ہی کہ اس جوان نے بڑے بڑے کار نمایان کیے اول تو بیٹا اسکا شاہزادہ خاور سپاہ
جس نے دس برس کے سن مین طلسم افراسیاب توڑا بارہ ہزار خفتان یاقوت نگار پائین
اس شوکت سے لشکر صاحبقران مین آیا ہی کہ کوئی بیٹا امیر کا اس شوکت و شان سے نہ آیا تھا
پوتا اس جوان کا ایرج نوجوان کہ جسنے عالم کفر مین اٹھارہ سو ملک باختر کی سیر کی لڑتا بھڑتا تا بہ قلعہ
ذوالامان پہونچا ہر روز قلعہ فتح کرتا تھا سرداران حمزہ سجان والے فرداً فرداً آتے تھے اپنی
جان دیتے تھے ایرج کو ہٹا دیتے تھے یہ وہ شیر دلیر ہی کہ اسکی اولاد سب کی سب جری بہادر
صف شکن تیغ زن ہی اب آخر مین سکندر زرین علم بطن ملکہ بران دختر ملک کوکب روشن ضمیر
صاحب ایرج نوجوان سے پیدا ہوا کہ جس نے طلسم نور افشان مین چار طرف کھلبلی ڈال دی
[illegible] اسد نوجوان فاتح طلسم ہوشربا سے
شاہزادہ ضیغم شیر شکار پیدا ہوا فتح نور افشان [illegible] کر بالفعل فتح یاب ہین اولاد

حمزہ سب جری و بہادر جن قید خانے مین آٹھ پہر زنجیرین ہلاتا ہی نگہبانون کی نیند حرام ہو گئی چاہتا ہی
قید توڑ کے نکل جاوٗن کہ رنگین نے رازدار کو پیش کیا کہا بہن یہ پاس سے قدرت کے
نامہ لایا ہو اسکے قید حوالے کرو مینو سواد نے کہا بہن مین نے دفتر بھی ملاحظہ کیے ہین سب
پسران حمزہ کو حال معلوم ہی دفتر مین سب حالات لکھے ہین مین فی الفور اسکے ساتھ کر دون گی کلاہ
ہفت گوشہ کسیکے ہاتھ مین دینا نہین چاہیے ایسا نہ ہو مسلمانون سے میل کرے کوئی خرابی
پڑے نوجوان و یہان کسی طرح سے نہ بچے اکثر سرداران ہفت پیکر شریک مسلمانان دین
فرزندان حمزہ پر عاشق ہو ہین اب خوف آتا ہی تیہ سپرد کرنے کہ ایسا نہ ہو راہ مین کوئی فتور پڑے
خداوند نے بڑے احتیاط سے فرمان بھیجا تھا کہ تمہارے جنگل مین طلسم کشا آترا ہی بہت جلد
گرفتار کرکے روانہ کرو مین نے سامنا ابھی طلسم کشا کا نہین کیا بیٹھے بیٹھے سحر تیار کرکے بھیجا
سیماب جادو نے وہ سحر دکھائے کہ صدہا ساحر مجبور ہو کر مارے گئے آخر مین نے طائر سحر
سامری بھیجا اُسنے جاکے سب کے ہوش اڑا دیے اُسنے کلاہ ہفت گوشہ سر طلسم کشا
سے اتاری اور طلسم کشا کو گرفتار کر لایا اس مشقت سے تو مین نے گرفتار کیا اُس کو مین یون بے خطا
حوالے کر دون برق فرنگی سب گانون مین بیٹھکر سامنے مینو سواد کے بجی گایا ایک ٹھمری
ہو گائی اُس مین ایک لفظ تھا پیا چھوٹو جانے اس لفظ کو سو سو طرح بتایا کبھی آنکھون سے
آنسو جاری ہونے اور رو رو کے کہنا پیا چھوٹو جانے کبھی اپنی کمسنی کا اظہار کرنا اور کہنا پیا چھوٹو
جانے کبھی ویرانہ مکان دکھاتا کبھی کلیجہ مسلنا کبھی وحشی بننا جنگلون مین پھرنا کبھی رات کو گھر سے
نکلجاتا اور کہتا پیا چھوٹو جانے کبھی بیمار پڑنا غرض اسطرح سے اس لفظ کو بتایا کہ مینو سواد رونے لگی
کہا ای رازدار کلیجے پر چھریان پھر گئین نقشہ کھینچکے دکھا دیا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی
دروازے پر ایک کلاونت مصیبت زدہ طنبورہ کاندھے پر لیے ہوئے دعائین دے
رہا ہی اور پکارتا ہی کہ غلام کو اندر بلوا لیجیے دو چیزین میری بھی سنیے تو آپکو لطف ملے مینو سواد
نے کہا بلا لو دیکھا ایک مرد ضعیف گرتا جکن کا جسکا تانا غارد کہ کیڑے کھا گئے بانا موجود تھا
مشروع کا پائجامہ زر دوزی جوتہ کہ جسکا کام اُڑ گیا صرف زرد سوت ظاہر ہی جیسے ہی بڑے
میان صاحب اندر بارہ دری کے آئے مینو سواد کو سلام کیا مینو سواد نے دیکھا قمر کو

خود بخود جنبش ہوئی کلاہ ہفت گوشہ مجوبی سے نکل پڑی محفل میں اچھلنے لگی مینو سواد بہت
گھبرائی کہتی ہوئی رنگین اس بڈھے کے آتے ہی قصر ہلنے لگا رنگین نے کہا ای بہن یہ نگوڑا عجب
میرے یہاں کیا طرار غل مچاتے تھے یہاں جب سامنے قصر کے آیا تو قصر کو جنبش تھی یہ گفتگو
سنکر رانوار جادو چوکنا ہوکر اٹھا اور کہ رہا ہی ملکۂ عالم اگر غلام پر کوئی شک ہو تو نکالدیجیے
بڈھا بھی یہی کہ رہا ہی برق جاکر پہلو میں ایک جادوگر کے کھڑا ہوا مینو سواد نے چاہا کہ رانوار
پر سحر کرے برق نے اُس جادوگر کو خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی

مرا نام ہی برق خنجر گزار — کہ استاد ہیں خواجۂ نامدار — ترپنے میں ہیں برق رفتار ہوں
کیے کون مکار و طرار ہون — کروں سیکڑوں کوس کی راہ طی — ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی
ورمکر پر سیر ابھرا رہا — ترپ سے مری چرخ بھرا رہا — بزیر قدم غرب ہی شرق ہی
چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہی

خواجہ نے بھی ایک کنیز کو خنجر مارا اندھیرے میں دونوں بھاگے
باہر دونوں باغ سے نکل گئے مگر جا بھی کیونکر سن چکے ہیں کہ رستم یہاں قید ہیں جب روشنی ہوئی مینو سواد نے
رنگین سے کہا کیوں بوا برق کو اپنے ساتھ لائیں رنگین نے کہا بوا کل اپنے میرے
گھر میں بلا تکلف آکے نامۂ خداوند دیا میں حیران ہوں کہ یہ خداوند کی مہر کہاں سے لایا کسی شی میں
فرق نہ تھا تمھارے قصر کو بھی سامنے آتے ہی ایک مرتبہ جنبش ہوئی تھی میں نے سحر کرکے
ساکت کیا ساربان زادے کی شامت آئی کہ گویا ان کے مجلس آیا نہیں معلوم دونوں
ملکہ کیا آفت برپا کرتے خداوند ہفت پیکر نے بچایا ان عیاروں کے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا
لیکن خداوند ہفت پیکر کو آٹھ پہر اپنے بندوں کا خیال ہی مینو سواد نے کہا میں نے قصر پر پہلیسے
یہ شعبدہ بنا رکھا ہی کہ جب عیار آئیگا قصر میں جنبش ہوگی مکان گر پڑے تو عجب نہیں کنیز دیکھو حکم ہوا اب
باہر نہ جانا ایسا نہ ہو کسی کنیز کو پکڑلیں اُسکی شکل پر آئیں عیار بلا سے روزگار ہیں ہزار طرح کی
عیاریاں کرتے ہیں یہاں تو یہ ذکر ہو رہا ہی برق فرنگی قریب ایک غار کے پہونچا اندر غار
کے اُتر گیا وہاں بیٹھے بیٹھے سوچا کہ میں آٹھ پہر وہاں رہا عیاری خالی گئی اندر غار کے بیٹھکر رنگ و
روغن عیاری کا نکالا ایک ساحرہ کی شکل بنا کہ ایسا نہو پہچانا جاؤں اب غار سے
نکلا طرف باغ کے چلا ناگہاں سامنے دیکھا ایک ساحرہ آتی ہی بڑھکر پوچھا ای صندل

کیونکر آنیکا اتفاق ہوا ملحوظ ناظرین رہے کہ یہان سے قریب ایک قریہ ہی صندل جادو
وہان کی حاکم و ناظم ہی برق اُسیکی صورت بنکر آیا ہو صندل کہنے پر حیران ہوا حیران ہوکر پوچھا
میان نگہبان صاحب تمنے مجھے کیونکر پہچانا نگہبانون نے کہا اکثر آپکے گانون مین جاتے ہین
سودا وہان سے لاتے ہین وہان آپکی حکومت دیکھی ہی صندل نقلی نے جواب دیا آج دو شخص
ہمارے گانون مین آئے ایک مہاجن کہ دس بیس ہزار کا مقدور رکھتا ہی اُسکے ہاتھ جاکے
چاندی سونے کا اسباب بیچا وہ بیٹھا رو رہا ہی فریاد کرتا ہی سب اسباب چل دیتا ہی تب میرے
خیال مین آیا چلکے ملکہ مینو سواد سے اطلاع کرون کہ آپکی عملداری مین عیار آئے ہین ملکہ کیا کرتی
ہین جاکر اطلاع کرو کہ در دولت پر صندل جادو آئی ہو یا اُسکو بلایئے یا خود تشریف لایئے اب
شہر والے آپکے پیٹین گے کنیزون نے جاکر اطلاع کی مینو سواد سنتے ہی باہر آئی صندل نقلی
نے سلام کیا عرض کی حضور آپکی حوالی مین دو عیار آئے ہین وہ رعایا کو لوٹتے پھرتے ہین
اُنکا جلد انتظام کیجیے میرے گانون مین تشریف لے چلیے مین گرفتار کرا دون مینو سواد نے
کہا وہ سحر کرون جہان ہون وہ ٹرے چلے آئین اپنا نام خود بتا دین دم شمشیر پر گلا رکھین برق
لگا کر مینو سواد کو بہلا خواجہ ایک سائے مین نخل کے چھپے تھے اُنھون نے دیکھا کہ برق فرنگی
ملکہ کو لگا کے بہلا خواجہ نے رنگ درون عیاری کا نکالا مینو سواد کی شکل بنکر کھڑے ہوے
جب دیکھا کہ برق مینو سواد کو لیکر طرف گانون کے گیا خواجہ بشکل مینو سواد دوڑے
سامنے آئے جادوگرون نے کہا حضور اسباب دلوا دیا خواجہ نے جواب دیا کہ اسباب لیکر
وہ لوگ نکل گئے اب اُنکا ملنا دشوار ہی ہم ابھی جاکے طلسم کشا کو قتل کرتے ہین یہ کہتے ہوے باغ
مین آئے کنیزون نے دیکھا سمجھین کہ ابھی گئی تھین ابھی تشریف لے آئین رنگین بارہ دری مین
بیٹھی ہو کلاہ ہفت گوشہ اُلٹ پلٹ کر رہی ہو کہ مینو سواد نے آتے ہی اُسکے ہاتھ سے
کلاہ لی کہا یون تمنے ایسے نامی عیار کو میری سرحد مین لا کر چھوڑا کہ اُسنے سارا گانون ویران
کر دیا ہر ایک کے دروازے پر جاتے ہین کہین فقیر بنتے ہین کہین اپنے کو چوربنا لیتے ہین
ہر طرح صاحب خانہ کو لوٹ لیجاتے ہین مین نے بہت تلاش کیا سحر نے خبر دی کہ وہ بڑی دور
نکل گئے ہر ہر کے یہان ضرور آئینگے سن گئے ہین کہ رستم یہان قید ہین خجر اسنے آئینگے مین ابھی

رستم کو قتل کرتی ہوں کنیزوں سے کہا کہ قیدی کو لاؤ دس پانچ کنیزیں گئیں رستم جس مقام پر قید تھے زنجیریں
ہلا رہے ہیں کنیزوں نے زنجیر کو تھاما کہا چلیے ملکہ بلاتی ہیں آپ کے قتل کا وقت آگیا عیار لیسا
حیران کھڑے رہ گئے کہ انکو ہی کدھر ہوئی رستم کنیزوں کے ساتھ جھومتے ہوئے چلے یہاں مینو سواد
نقلی نے رنگین سے کہا ہوا دیکھو آسمان پر ابر سیاہ اٹھا ہے کوئی ساحر زبردست آتا ہے جیسے ہی
رنگین اسطرف پلٹی خواجہ تو برابر کھڑے تھے کوکھ پر خنجر مارا رنگین کا شکم چاک قصہ پاک پکار کر
کہا یہ دشمن بہن تھی عیار کو نامہ دار بنا کر لائی پیر ہی حوالی میں چھوڑا اسنے تمام گانوں لوٹ لیا
گانوں والے رو رہے ہیں فریاد کرتے ہیں میں کیا انکو جواب دوں گھر سے روپیہ دونگی انکے
لیے یہی مناسب تھا یہی کچھ کھینچے ہوئے رستم پر جا پڑی کنیزیں دیکھ رہی ہیں کہ تیغہ مار رستم کی
ہتھکڑی کٹی کلاہ ہفت گوشہ سر پر پہنا دی رستم نے نعرہ کیا نعرہ رستم ارشد اولاد میر عرب ہے
کیست علمشاہ چو رستم لقب ہے دیگر علمشاہ رومی شہ نیل زور ہے کہ بر تخت مرزوق افگندہ
شور ہے جس کنیز نے سحر کیا الٹا پلٹا اسی کے سینے پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گزرا اب عمرو نے
زنبیل سے حقہ آتش بازی نکالے ساحروں پر مارنے لگے سیکڑوں کنیزیں جلیں عمرو نے
کئی حقے آتشبازی کے وا ئے دغا سے کئی سی جادوگرنیوں کو مارا رنگین کے مرنے کی
صدا بلند ہوئی یہاں برق لیے ہوئے مینو سواد کو جاتا ہو کہ مینو سواد نے گھبرا کر کہا ارے
کسی نے رنگین میری بہن کو مارا میرا کلیجہ جل رہا ہے وہ دیکھو آواز بھی آئی برق نے کہا دیکھیے
وہ سامنے گھوٹا اٹھی ہی مینو سواد دیکھی برق نے خنجر مارا مینو سواد کا شکم چاک قصہ پاک برق عقل
سے سمجھا استاد نے رنگین کو مارا ہیں اسلیے ساتھ آیا استاد کی وہاں بن پڑی ہوگی میں مینو سواد
کو یہاں لگا دیا اسی کی شکل بنکے گئے ہونگے یہ سوچکر برق پلٹا اس وقت آکے پہونچا
کہ کنیزوں کے مرنے کی صدائیں بلند ہیں یہاں مینو سواد جو مری وہاں سیماب وغیرہ کو ہوش
آیا سب لشکر دیوانے پن سے بری ہوا سیماب تڑپ کے بلند ہوئی اسوقت آکے
پہونچی کہ رستم جنگ رستانہ کرنے میں معروف ہیں خواجہ حقہ آتشبازی مار رہے ہیں کئی ہزار
کو جلاکے گرا دیا سیماب بھی آکے شریک جنگ ہوئی ایک گھمسان کے وا ہوں کا مارا گئی
سی جادوگرنیاں ہاتھ باندھکر سامنے سیماب کے آئیں عرض کی ہماری خطا طلسم کشا نے

معاف کرا دیجیے **سیماب** نے سب کو قدمون پر **رستم** کے گرا یا ساتوین دن وہ لڑائی فتح ہوئی بارہ ہزار
جادوگر مطیع ہوے اُسی باغ مین مقام کیا **سیماب** سے پوچھا **ہفت سر جادو** کہان ہی **سیماب**
نے عرض کی صحراے **مینوسواد** سے راستہ ہی لشکر مین چلیے اُسی طرف سے راستہ ملیگا چودہ دن
قتل ہو مین متعلقین **ہفت سر جادو** سے تمہین ابھی راہ مین روکنے والے ہفت سر ملینگے آپکے
نزول اجلال و ورود اقبال کی خبر **ہفت سر جادو** کو پہونچ گئی اُسنے حاکمان دربند کو خط
لکھے ہین **رستم** نے کہا ایسا ہی ہوگا نوین دن باغ **مینوسواد** سے سوار ہوے **خواجہ** نے خوب
باغ کو لوٹا دمڑی کی شے نہ چھوڑی اب **رستم** سوار ہوے بارہ ہزار جادوگر جو نئے مطیع ہوے
ہین وہ ہمراہ **سیماب** رہبری کرتے ہوے چلے چار منزلین طی کر کے پانچوین دن ایک
صحراے ریگستان مین پہونچے لشکر والے حیران ہین کہ نہین معلوم آقا پر کیا گذری کہ ہرکارون نے
آکر خبر پہونچائی کہ طلسم کشا تشریف لاتے ہین سب سردار مسلح ہو کر سوار ہوے **سمک بن**
عمرو نے اپنے آقا کی خبر سنتے ہی گھوڑا شاہزادے کا تیار کیا تخت کینیان بھی لیا سردار استقبال کو
نکلے راہ مین آکر آقا کو لیا **سیماب** اُڑتی ہوئی آئی تھی ابر سے نکلی سردار اپنے آقا کو دیکھکر بہت
خوش ہوے قدمون کو بوسے دیے **سیماب** نے عرض کی اے شہریار خدا نے بڑا فضل شریک
حال کیا بڑے مکارون کے دام مکر مین پھنستے تھے ان دونون کے سبب سے کوئی اس سرحد سے
نکل نہ سکتا تھا راستہ بند تھا اب کل کوچ کیجیے **رستم** نے کہا جیسا کچھ ہوگا دیکھا جاے گا آکر داخل
بارگاہ ہوے سب سردار بیٹھے ہین **برق** و **خواجہ** نے کہا ذرا ہم لشکر کی سیر کر آئین قلندر سے
وغیرہ آراستہ کر کے سیر کو نکلے لشکر سے نکل گئے صحرا مین پھر رہے ہین پہر رات آچکی ہی **رستم** بارگاہ
مین تھے کہ یکایک بارگاہ کو جنبش ہوئی زمین بھی ہلی **رستم** نے کہا اے **سیماب** دیکھتی ہو کہ بارگاہ
کو جنبش زمین ہل رہی ہی میرا اسوقت جی گھبراتا ہی یہ کہتے ہوے بیرون بارگاہ آئے دیکھا سارے
لشکر مین ایک ہنگامہ ہی اہل لشکر غل مچا رہے ہین **رستم** نے دیکھا گرد لشکر کے ایک دیوار
خشتی کھنچی ہوئی ہی دیوار مین روزن ہین اُن روزنون سے چنگاریان آگ کی نکل رہی ہین جس
خیمے پر چنگاری گری آگ لگ گئی وہ خیمہ جلا اُس خیمے مین جتنے آدمی تھے وہ گھبرا کر اُٹھے خیمہ
جلکر گرا سب بندگان خدا جلکر رہ گئے دیوارون سے شعلے نکل رہے ہین بندگان خدا مین مثل

بیزم خشک جل رہے ہین فریاد کی صدا ہر طرف سے آتی ہو بعض بلبلا بلبلا کے دعائین مانگ رہے
ہین پکار رہے ہین ای پروردگار و ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحمت اپنی شریک کر اس عذاب الیم
سے بچاے اس جلنے کی بلا سے نجات دے رستم یہ آوازین سن رہے ہین بیرون بارگاہ کھڑے
ہین سیماب کو آواز دے رہے ہین بعد نکلنے شاہزادہ رستم کے سیماب بھی اٹھی اور جھولی پر ہاتھ
ڈالا چاہا کہ گردن جہان پر کھڑی تھی وہ زمین شق ہوئی ایک زنگی نکلا کمر مین سیماب کی پنجہ دیا اور
پکارا کہ ای زمین تو ار لینا رستم نے جو یہ خبر سنی بیقرار ہو کر دوڑے پکارتے ہوے کہ ای سیماب
کیا ہوا کون تمکو لیگیا سیماب توڑ کر زمین کو نکلی مگر پسینے پسینے چہرہ زرد اس عالم یاس مجبولی شانے
پر سے گر گئی معلوم ہوتا ہی کسی سے لڑ کر آئی ہی گھبرائی ہوئی نکلتے ہی ایک گولہ زمین پر مارا گولہ
جو پھٹا شعلہ ہاے آتش نکلے اس شعلۂ آتش سے پنجے پیدا ہوے ایک پنجے نے سیماب
کی دستگیری کی اور ایک نے رستم کو اٹھا لیا دونون کو اٹھا کر آسمان پر لیگئے اور ساحرون نے
جو اپنے آقا کو جاتے دیکھا گولے مارے ماش کے دانے پھینکے جتنے جو ہر کیا اسی طرح سے سنہرے
پنجے پیدا ہوے ان ساحرون کو بھی اٹھا لیا آگے سب کے وہ دونون پنجے رستم و سیماب
کو اٹھاے ہوے پشت پر چالیس پنجے آہنی چالیس ساحرونکو لیے ہوے طرف صحرا کے جاتے
ہین جنگل مین برق و خواجہ پھر رہے تھے انھون نے لشکر کا غل سنا پھر اسکے بعد سنا کہ ملازم غل
مچا رہے ہین کوئی آقا کو لیے جاتا ہی برق و خواجہ نے سر اٹھا کے دیکھا کہ سنہرے پنجے
کمر دل مین پڑے ہین کشان کشان لیے جاتے ہین خواجہ و برق تعاقب مین چلے کہ دیکھین
رستم کو کہان لیجاتے ہین چار کوس راہ طی کر کے ایک باغ مین پنجے اترنے لگے خواجہ نے برق
سے اشارہ کیا برق رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک گویّے کا لڑکا بنکر تیار ہوا خواجہ بھی ایک
بڈھے کی شکل بنے ڈھول گلے مین پڑا ہوا ٹوٹے ڈھول کے باندھے ہوے برق تانین اڑاتا
ہوا زیر دیوار باغ سے گذرے کہ باغ سے آواز آئی ارے گانے والو ذرا ٹھہر جاؤ ملکہ تمکو بلاتی
ہین دیکھا سامنے سے ایک آہو آتا ہی سامنے ان دونون کے آکر گرا غلغلک مار کر ایک
جادوگرنی کی شکل بنکر تیار ہوا خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلیے آپ کو ملکۂ عالم بلاتی ہین دیکھ
گرد باغ کی دیوار کے آگ جل رہی ہو عمرو نے گھبرا کر کہا کیونکر چلین اس جادوگرنی نے

بڑھکر اشارہ کیا دیکھا عمرو نے کہ شعلۂ آتش ہٹے برابر راستہ پیدا ہوا دیوار باغ کی گری ہوئی جادوگرنی
جست کرکے آگ کو پھاند گئی اُس طرف جاکے آواز دی بڑے میان صاحب آئیے خواجہ مع
برق اندر آئے ساتھ اُس جادوگرنی کے چلے چمن ہائے طولانی کو طے کرکے دیکھا ایک بارہ دری
اُس مین ایک ساحرہ مسند پر بیٹھی ہی تاج سر پر رکھے ایک جانب مسلسل و مطوق پڑے ہین ایک جانب
چالیسون جادوگر پڑے ہین فرش خاک پر تڑپ رہے ہین وہ جادوگرنی جو خواجہ و برق کو لائی
تھی اُسنے بڑھکر عرض کی کہ مین گانے والون کو لائی ہون اے ملکہ تزلزل جادو آج آپ نے
بڑا کار نمایان کیا مین بھی وقت پر آگئی جیسے آپ نے آواز دی مین فوراً بیٹھے سے نکل آئی کے
مین نے آنکر روکا یہ حیران تھے کہ باغ مین کیونکر آئین مین نے راستہ بنا دیا آپ کے سامنے
پہونچا دیا خواجہ تھپکے ڈھول بجانے لگے برق فرنگی نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

یاد وہ برق جو برسات مین آجاتا ہی — مینھ برس کر عجب اک آگ لگا جاتا ہی
جسم پر بوند پڑتے آبلے پڑ جاتے ہین — قطرہ ایک ایک بدن میرا جلا جاتا ہی
ہجر مین خون نہ رُلوا تو برس کر مجھ کو — ادگھٹا میرا لہو اور گھٹا چھاتا ہی
چھینٹے وسنے مجھے اُس شوخ کے یاد آتے ہین — کس بہانے سے مجھے ابر رُلا جاتا ہی
دیکھون لگتی ہی یہ ساون کی جھڑی بھی کبتک — میرے بھی آنسوؤن کا تار بندھا جاتا ہی
دم گھٹا جاتا ہی جب آکے گھٹا چھاتی ہی — دل پہ ابر غم فرقت وہین چھا جاتا ہی
خوف اغیار سے مجھکو نہین زنہار قبول — دل مگر یار کے تیور سے ڈرا جاتا ہی

برق نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ تزلزل جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے
کہا بڑے میان لڑکے کو خوب تعلیم کیا اور یہ ہنر خداوند ہفت پیکر نے دیا ہی کہ خوش آوازی
بڑے میان نے کہا اس لڑکے نے ایک کمال خوب حاصل کیا ہی ساقی گری خوب کرتا ہے
تزلزل نے کہا ساقی گری کیا بڑی بات ہی عمرو نے کہا حضور یہ منھ سے گلاس لے ہاتھ سے
تھامے پاؤن سے ناچے سر سے شراب پلائے اگر دس ہزار آدمی ہون تھوڑے عرصے مین
سب کی خدمت کرے انتہا یہ ہی کہ گاتے مین تو مین سکھا دیتا ہون مگر یہ ساقی گری مین بے نظیر
ہی مین نے قصد کیا مجھسے نہین ہو سکتا تزلزل نے کہا میان نما جبرا ہے یہ کمال

ہمکو بھی دکھاؤ لڑکے نے کہا کنجی میخانے کی مجھے دیجیے سب کنیزون کو بلاکر اپنی صحبت مین بٹھایے تزلزل
نے آواز دی چار سو کنیزین بھاری جوڑے پہنے ہوے گلے مین گھوریان دبی ہوئین آئین بڑھے پر اور لڑکے
پر پھبتیان کہنے لگین تزلزل نے منع کیا اور کنجی میخانے کی نکالکر لڑکے کو دی لڑکا اُٹھکر طرف
میخانے کے دوڑا جاتے ہی آواز دی یارو ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا گلابیان کنٹر تپلے سب
لیکر جانے لگے باغ مین ساٹھ ہزار جادوگر رہتا ہو سب آکے شراب لیگئے تپلہ جسنے اُٹھایا برق نے
کہدیا اسمین پچاس آدمیون کا حصہ ہو جسنے کنٹر لیا برق نے کہدیا اسمین چار آدمی شریک ہوتا جتنے
شراب لیکر جاچکے برق نے اپنی گلابیان بہت عمدہ چینی الماس نگار و یاقوت نگار اُنمین مے لالی
بھری ٹکھڑے آنکے تمامی سے باندھے اس تکلف سے دو کشتیان دونون ہاتھون پر رکھین عجب
انداز سے محفل مین لیکر آیا تزلزل تعریفین کرنے لگی کنیزون سے کہتی ہو دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب
لایا کہ اگر زاہد بھی دیکھے رال ٹپک پڑے برق آکر محفل مین بیٹھا کہا ایک پیشواز منگوا دیجیے تزلزل جادو
نے جامہ خانے والی کو اشارہ کیا پیشواز تزلزل کے پہننے کی لاکے دی برق نے وہ پیشواز پہنی دو دوپٹہ
بھاری اوڑھا چوراسی گھنگرو پانون مین باندھے خواجہ ڈھول بجا رہے ہین یکایک دیکھا دس بارہ
کنیزین آسمان سے اُترین کہا حضور مبارک ہو کہ سد الشکر طلسم کشا کا آفت مین پھنسا دیا کہ وہ دریا بیچ مین وہ
لوگ اُسمین ساحر بہت ہین جو ساحر مکر کرکے چاہتے ہین کہ نکلین دریا سے مچھلی نکلی ہو کڑکے اُس ساحر کو
وہ لیجاتی ہو دریا مین گرکر وہ ڈوب جاتا ہو ہزار ہا ساحر دریا مین ڈوب کر مرگیا باقی جو خاموش بیٹھے ہین وہ مبتلا
بلا ہین تزلزل نے کہا بیٹھو کنیزون نے عرض کی زمین بھی وہانکی کانپ رہی ہو برق جی مین کہتا ہو کہ ایسا
نہ ہو ہزار دو ہزار مسلمان ضایع ہوجائین جھک کر جام بھرا سر پر رکھا ٹھوکرین لگاتا ہوا ہر مقام پر توڑے
لیتا ہو بدن کو جنبش بھی ہوتی ہو لیکن کیا مجال ایک قطرہ بھی شراب کا جام سے گرے اسطور سے
برق تڑپتا ہوا اشعار مضمون مین شراب کے گاتا ہوا سامنے تزلزل کے پہونچا سر جھکایا کہا ایسی شہزادی کے
سر سے شراب پلانا چاہیے تزلزل نے ہاتھ بڑھا کے جام لیا برق سے لیا موتیون کا مالا گلے سے
اُتارا برق کے گلے مین ڈالدیا خواجہ سمجھے یہ برق فرنگی عیار یگانہ ہی موتیون کا مالا لیکر بھاگ جائیگا
اُٹھکر کھڑے ہوے عرض کی ای قدرشناس یہ بیجا کسین موتیون کی آبرو نہ جانے گا برق کہتا ہو نہین بادامیان
مین بہت احتیاط سے رکھونگا خواجہ چاہتے ہین مالا لے لون برق نہین دیتا تزلزل کے جام ہاتھ

مین ہو کہ رہی ہی ارے کیون آپس مین تکرار کرتے ہو نگاہ جو پڑ گئی اسکے ہاتھ کا بنا ہوا گلدستہ منبر پر رکھا تھا دیکھا
گلدستہ مرجھا رہا ہی جام زمین پر رکھدیا آواز دی ای خمارشکن شراب پیون یا نہ پیون ایک شعلہ بھڑک کے
گرا اُسنے شراب کو جلا دیا جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ترلزل نے کہا ارے تو کون ہو برق
نے چاہا خنجر پکڑ کے جا پڑے دن دونو کے پاؤن زمین نے تھام لیے ایک شعلہ بھڑک کر دونو کے
چہرے پر گرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑا دیا ترلزل نے کہا مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ طلسم کشا گرفتار ہوا
ضرور عیار آئین سمجھے آج یقین نہین تھا مگر یہ گمان غالب تھا کہ عیار ضرور آئینگے ہفت سر کی تلاش مین طلسم کشا
ہین مینو سواد و رنگین قتل ہوئین راز کھل گیا مین جانتی تھی میرے قلعے پر ضرور آئینگے مین دشت ازلال
سے نہ گذرنے دونگی جب دشت ازلال مین وہ لوگ آکر اُترے خیر خواہان دولت نے یہی سمجھایا تھا کہ
مسلمانون سے جو بھڑا وہ مارا گیا انکو چھیڑنا اچھا نہین اگر اسوقت گلدستے پر نگاہ نہ پڑتی کاہیکو بیدار ہوتی
گلدستے کو دیکھا مرجھایا ہوا پایا دلکو کھٹکا ہوا خمارشکن کو پکارا خمارشکن میرے پیر کا نام ہے اُسنے آتے ہی
شراب کو اُڑا دیا جام کا آغاز انجام بگاڑا پاؤن ان ظالمون کے زمین نے تھام لیے ان دونونکو پاس
خداوند کے روانہ کرون ارے تم مین کوئی ایسا ہوشیار ہو کہ قید کو انکی بحفاظت لیجا سکے قصر سحر نگار پر
ان دونون کو پہونچا دے سب کنیزون نے دست بستہ عرض کی کہ واری ہمکو خوف آتا ہی شاید یہ راہ
مین کوئی فتور نہ برپا کرین ترلزل نے کہا کیا مجال ہین کیا ایسی پابند ہون کہ تمھین لیجاؤ مین روانہ کر سکتی
ہون یہ کہکے دو قفس منگوائے سحر کیا دو ٹکڑے ابر کے آسمان سے پیدا ہوے ایک ٹکڑا ابر پر دونون
قفس رکھے ایک ٹکڑا اوپر ڈھانکا پکار کر آواز دی ای سحاب دریا بار قدرت قصر سحر نگار مین ہونگے جو
ہفت پیکر پر دیکھ لینا اگر قدرت وہان ہون تو وہین اُتار دینا یہ کہکے دو کاغذ لکھے ان سب کا
حال لکھا ایک کاغذ قفس عمرو مین باندھا اور ایک کاغذ قفس برق مین باندھا سحر کیا ابر دونون
قفسون کو لیکر چلا قفس دونون ابر پر رکھے ہین چرخ مارتے ہوے جاتے ہین قضائے کار راہ مین
باغ فرتوت جادو ہی جو صاحب ہفت پیکر ہی چاندنی رات تخت پر بیٹھی ہی گرد کنیزین مصاحبین جمع
ہین گائن سامنے گا رہی ہی جام مے ارغوانی گردش مین اور ہر خورد و کلان عیش و نشاط کی کوشش مین کہ
ایک کنیز کی نگاہ اُٹھ گئی کہا واری دیکھیے چاندنی رات مین ٹکڑا ابر ایک نیچے اور ایک اوپر بیچ مین دو
چیزین کالی کالی ہین کسینے کسی پر منتر پھینکی ہی سحر جاتا ہی واری حضور کو تکلیف نہ ہو تو اسکو روک لیجیے

کسی بندۂ خدا کی جان نہ جائے فرتوت نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہوا بھی رہ کے لیتی ہون چھڑی یاقوت
کی آگے رکھی تھی اُٹھا کے زمین پر ماردی ملکہ ابر نے قفسون کو چھوڑ دیا دیکھا دو قفس آہنی لہراتے ہوے
چلے آتے ہین کنیزون نے عرض کی کہ واری یہ تو کچھ بہتر نہ ہوا ملکہ ابر الگ ہو گیا دو قفس باہر آئے یہ تو
ملاحظہ فرمایئے ملکہ ابر مین کوئی ساحر مخفی ہے فرتوت نے چھڑی اُٹھائی اشارہ کیا ارے تو کون ہے جو ان
قفسون کو لیے جاتا تھا آخر تو کسکا بھیجا ہوا ہے یہ قیدی کون ہین یہ کہکے چھڑی ہلائی برق تڑپ کر ابر پر گری کہ
ابر کے دو ٹکڑے ہو گئے پہلوے ابر سے ایک ساحرہ سفید کپڑے پہنے ہوے گال پھولے پھولے
گوری گلے مین دبی ہوئی چاندی کے کڑے چاندی کے چھڑے چاندی کا طوق پہنے ہوے ہنستی ہوئی
نمایان ہوئی پکار کر اُس ساحرہ کو آواز دی کہ بی فرتوت تمنے کیون تکلیف اُٹھائی کیون راہ روکی
یہ دونون عیاران اسلام ہین برق دیگر و انکو ملکہ تزلزل نے گرفتار کرکے خداوند کی خدمت
مین بھیجا تھا تمنے روک لیا اب انکو بہ حفاظت خدمت مین خداوند کی پہونچا دیجیے وہ بلائے روزگار
ہین کہ تزلزل ایسی ہوشیار کو دام مکر مین پھنسایا تھا طلسم کشا طلسم مین آگیا تزلزل نے سب کو
گرفتار کرلیا اپنے شہر سے نہین گذرنے دیا حکم قدرت ہی کہ اپنے دربند سے ہوشیار رہو
فرتوت نے عمرو و برق کو گرفتار کیا کہا ارے تزلزل کو کیونکر خبر پہونچی کہ تیرے قیدی
میرے پاس ہین وہ گھبرائیگی کہ میرا سحر جاتا تھا کہ تمنے روکا ہین اب انکو خدمت خداوند مین روانہ کرونگی
عمرو نے کہا ای ملکہ عالم مین گویا بیچارہ آپ لوگون سے مانگ کے کھاتا ہون گانے کو آیا تھا تزلزل
خفا ہوئین حکم کیا کہ رات بھر گاؤ رات بھر گانے خوب بنایا حاضرین وقت کو خوش کیا تو صبح کو جاتے
پیسے دیتی تھین ہمنے انکار کیا اُنھون نے گرفتار کرکے روانہ کردیا ہم وہی گانے والے
ہین آپ کے سامنے گائین ابھی رنگ جمائین تو ہمارا کمال آپ کو معلوم ہو فرتوت اپنے
مقام سے اُٹھی انتہا کا غصہ آیا ایک طمانچہ مارا عمرو طمانچہ کھا کے گرا زمین مین ایڑیان رگڑنے لگا
مُنہ سے کچھ نیلا نیلا پانی نکلا فرتوت نے دیکھا کہ دُبلے کی آنکھین اُلٹ گئین کان کی لوین پلٹین
ناک کا بانسہ پھرا برق چیخین مار کر رونے لگا کہا آپ نے میرے باپ کو مار ڈالا مین
خداوند ہفت پیکر سے فریاد کرونگا فرتوت نے کنیزون سے یہ کہا کہ مر ہی جانا اسکا بہتر ہوا یہ وہ
شخص تھا کہ جسنے صدہا ملک ساحران برباد کیے لاش اسکی کھینچتی ہوئی لیجاؤ بیرون باغ پھینک آؤ

کنیزون نے ٹانگ پکڑی کھینچتی ہوئی لیچلین گلشن نامے ایک کنیز بڑی شوخ و شنگ لاش پر لاتین
مارتی ہی کبھی پتھر اٹھا کے ماردیتی ہی خواجہ دیکھتے ہین کہ عیاری تو کی تھی مگر یہ مار ٹھیک لگی کئی لاتین مارین
جاتی ہی پتھر سے سر توڑدون جب جنگل مین پہونچی اور کنیزون نے لاشہ اُسی مقام پر ڈال دیا گلشن
نے کہا تم جاؤ مین اسکو دیکھون گی ہر مرتبہ ہاتھ پاؤن ہلتے ہین اسنے عیاری کی دم ردکا ہوین پتھر سے
اسکا سر توڑدون گی سب تو چلی گئین گلشن ایک بڑا سا پتھر لائی بیٹھ گئی کہ پتھر سے سر توڑدون
جیسے ہی اسنے پتھر پر سر مارا خواجہ نے سر اٹھا لیا بول اٹھے اری کچھ دیوانی ہوئی ہی گلشن جھجک
کے پیچھے ہٹی خواجہ ہو کرکے اُٹھ بیٹھے گلشن کانپنے لگی خواجہ اسکے پیچھے دوڑے کہ اری چل تجھ کو
دمامہ نے بلایا ہی دیکھ وہ سامنے کھڑی بلا رہی ہی جیسے ہی گلشن پلٹی حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے
اور حباب مار دیا کپڑے اور زیور اسکا اتار لیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے گلشن کی شکل
بنے دوڑے ہوے باغ مین فرتوت کے آئے کنیزین دروازے پر ملین انھون نے
پوچھا کیون بوا گلشن کیا ہوا کہا ساربان زادے کی لاش پر ساحرون کا جماؤ ہی ایک طرف سے
دمامہ آئی ایک طرف سے مشمش آیا آپس مین لڑ رہے ہین منھ کھول کے میرے پیچھے دوڑے
لے کہتے ہین تجھکو کھا جائین گے مین جان بچا کے بھاگی تم سبھون کے پاس آگئی اب مجھے ملکہ فرتوت
کے پاس لیچلو وہ ساحرہ زبردست ہین اُن جادوگردنکو مار کر بھگائینگی میری تو انکو دیکھکر جان نکلی ہی وہ سم
کرکے انکو مٹائین گی ورنہ وہ سب یہان گھس آئین گے مجھکو پکڑ لیجائین گے کنیزین گلشن کو ساتھ
لیکر اندر آئین مگر گلشن انتہائی بیقرار ہی فرتوت نے کہا ارے یہ کیسا حال ہی ایک کنیز نے
بڑھکر خبر دی گلشن نے لاش عمرو پر مشمش و دمامہ کو دیکھا وہ روتی پیٹتی آئی ہی کنیزین ہر چند
سمجھاتی ہین اسکو صبر نہین آتا فرتوت نے کہا ارے میرے سامنے لاؤ کنیزین جو گلشن کو سامنے
لائین گلشن دوڑ کر فرتوت کے قدمون سے لپٹ گئی اسقدر روئی کہ پاؤن فرتوت کے تر
ہوگئے سر اٹھا کے کہا اری مجھسے مفصل بیان کر کیا ماجرا گذرا گلشن نے کہا لاش پر عمرو کی بڑے
بڑے ساحرونکا جماؤ ہی ذرا چلکر ملاحظہ کیجیے فرتوت نے کہا اُن ساحرون کی کیا حقیقت ہی کہ
ہماری لونڈی کو ستائین مین چلکر سب کو جلا دونگی گلشن نے کہا میرے ساتھ چلیے تو فرتوت
گلشن کے ساتھ چلی کنیزون کو باغ مین چھوڑا گلشن فرتوت کو ساتھ لیکر جنگل مین

آئی گلشن بیہوش پڑی تھی برہنہ اُسے کردیا تھا کیا دیکھیے وہ لاشہ عمرو کا پڑا ہے شمشش ودمامہ بھی
کھڑے ہیں جیسے ہی فرتوت اُدھر ملتفت ہوئی حلقے کمند کے گلے میں ڈالدیے حباب مارکر بیہوش کیا
اور بند زنبیل کردیا فرتوت کی شکل بنکر باغ میں آئے کنیزون سے کہا مجھکو پاس تزلزل کے
لیچلو کہ سب معرکے اُس سے بیان کرون اس قیدی کو بھی لیچلو اُس سے کہدینگے عمرو عیار مرگیا اب
اطمینان سے بیٹھو کوئی عیاری کرنے والا نہ رہا کنیزون نے ملکہ فرتوت نقلی کو تخت پر سوار کیا یہان
تزلزل مجمع کنیزان میں بیٹھی ہوئی کہہ رہی ہے کسی نے میرے سحر کو روک لیا قید اُنکی خدمت خداوند
میں نہیں پہونچی کہ سامنے سے ابر نمایان ہوا دیکھا فرتوت تخت پر سوار چند کنیزین ساتھ
برق بھی اُسی تخت پر قیدی ہے تزلزل کھڑی ہوگئی کہا بوا آؤ تمنے برق کو کیونکر پایا فرتوت
نے سب حال بیان کیا کہا ہم بیٹھکر یہین کر عمرو کا خاتمہ ہوا شمشش ودمامہ اُسکو لے گئے
اب وہ اُنھین کے ساتھ رہیگا جہان جائینگے فوج کی فوج ساتھ ہوگی جس پر جا گرین گے اُسکا ملک
تباہ کردینگے اب بیٹھ کے سحر کرو کہ روح عمرو قبضے میں آئے کنارے آؤ ہم تم صلاح کرکے سحر
تیار کرین ہاتھ پکڑ کے تزلزل کو کنارے لائی ایک انگیٹھی میں آگ سلگائی لوبان پاس سے
نکالا کہا بوا اسے آگ پر ڈالو بہ نگاہ غور دیکھو معلوم ہوگا کہ عمرو ساحرون کے ساتھ پھر رہا ہے دیکھو تو
وہ کسقدر مجمع ساتھ ہے عمرو کو پکڑ لو پھر اختیار ہے تزلزل نے لوبان آگ پر ڈالا دھوان جو بلند ہوا تزلزل
کانپی اور تھرا کے گری خواجہ نے اُسکو بھی زنبیل میں ڈالا کلاہ ہفت گوشہ جھولی سے لیلی
دوڑے ہوے باہر آئے کنیزون سے کہا ہماری ملکہ کہان ہیں فرتوت نقلی نے جوابدیا
برائے گرفتاری روح عمرو گئی ہیں روح عمرو کو لیکر آئینگی تم سب بیٹھی رہو گانا شروع کرو سب
کنیزون کو بٹھایا سازندون سے کہا ساز درست کرو جب ساز درست ہوے تو یہ غزل گانی لگی نظم

جب کہ وہ خط پڑھکے بھڑکا اور بھڑک کر رہ گیا
دل خطاوار کا دھڑکا اور دھڑک کر رہ گیا

حسرت اُس مذبوح پر ہے کہ قاتل کوئی دم
زیر تیغ ناز پھڑکا اور پھڑک کر رہ گیا

پھر گیا کون آنکر در پر ترے خانہ خراب
شب کو جو دروازہ کھڑکا اور کھڑک کر رہ گیا

سنکے نالہ اور جوش گریہ میرا دیکھکر
آسمان پر ابر کڑکا اور کڑک کر رہ گیا

ہر نفس اُس دامن مژگان کی جنبش سے تفتہ
دل میں اک شعلہ سا بھڑکا اور بھڑک کر رہ گیا

اس رنگ میں یہ غزل فرتوت نے گائی کہ سب کنیزیں تعریفیں کرنے لگیں کہتی تھیں ای فرتوت کیا کہنا
تم تو عمرو سے بہتر گاتی ہو فرتوت نقلی نے کہا اب شراب پیو پینکے شراب میں بیہوشی ملائی فرا ب لے
وغیرہ سب جواے کیے کہ سب ملکہ جو سب کنیزوں نے شراب پی سب کو بیہوش کیا رستم کے سر پر
کلاہ ہفت گوشہ پہنائی چالیسوں جادوگروں کو مع برق کا کیا پس اب نکل چلو ساحروں سے
خواجہ رستم کو تخت پر سوار کیا طرف لشکر کے چلے گرد لشکر جو دیوار کھینچی تھی وہ دیوار گری کہ سب کو ہوش
آیا باعث یہ ہوا کہ دونوں زندہ ہیں مگر کلاہ ہفت گوشہ رستم کے سر پر آئی رستم داخل لشکر ہوے
ترلزل و فرتوت کو خواجہ نے زنبیل سے نکالا سامنے رستم کے ان دونوں کو ستون سے باندھا
سوزن دونوں کی زبان میں ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای ترلزل و فرتوت تمنے اپنے سحر کی حفاظت بھی
کی لیکن احکام قضا و قدر سے مجبور ہو میں نے تمکو گرفتار کیا بہتر یہ کہ اطاعت کرو ورنہ قتل کر ڈالونگا دونوں
قدموں پر گریں اطاعت دین اسلام قبول کی دربار میں رستم کے دیکھا سیماب جادو و دیگر ساحران
زبردست موجود ہیں سمجھیں کہ یہ جو ان صاحب اقبال ہو ان دونوں کو بھی دنگل بیٹھنے کو ملے صلاحیں
ہونے لگیں فتاحی طلسم کی تدبیریں سب کرنے لگے ہفت سر قلعہ ہفت جوش میں بیٹھا ہی
کہ جنے طائر آکے پہونچے ترلزل اور فرتوت کا مطیع طلسم کشا ہونا بیان کیا ہفت سر نے
کہا اسیطرح طلسم کشا تمام طلسم تاخت کرتا ہوا ہمارے ملک میں بھی آجائیگا تم امرا میں سے بڑا سر اٹھایا ہی
کوئی ایسا ہی کہ جاکے سب کو گرفتار کر لاے بہن ہفت سر کی ملکہ سنبل ہفت گیسو نہایت حسین و
جمیل ہو یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی کہ ای برادر قلعہ ترلزل و قلعہ فرتوت قبضے میں طلسم کشا کے
آنے مگر چند قلعے جو بیچ میں ہیں انہیں خوب تلوار چلے گی بعد قلعہ فرتوت نوجوان زور آور کہ نہایت
پہلوان زبردست ہی جب اسکی سرحد میں پہونچینگے طلسم کشا کو اپنے زور پر اتراتا ہی جب اس سے مقابلہ
پڑیگا سر میدان زیر کر لیگا وہ شکیں باندھ کے بھیجے گا اسکے نام فرمان مرحمت ہو کہ میں جاکر اسکو آگاہ
کردوں کہ طلسم کشا اب تیرے قلعے پر آئیگا ہفت سر نے فرمان لکھکر اپنی بہن ملکہ سنبل ہفت گیسو
کو دیا سنبل طاؤس پر سوار ہوئی چار سی کنیز دنکو ساتھ لیا بر سپاہ تیار کیا اور ابر میں غیب کر چلی
نوجوان زور آور اپنے قلعے میں بیٹھا یہی ذکر ہو رہا ہی کہ طلسم کشا آیا جاتا ہی قلعہ فرتوت و ترلزل
تسخیر ہو گیا اب طلسم کشا کا اسطرف رخ ہو نوجوان کہ رہا ہی اگر طلسم کشا کی قضا ہی تو ضرور

اسعارت آئیگا اور اگر اسعارت آئیگا تو چیر کر پھینک دونگا چھوٹا تھا بار رستم کہنے نام رکھا تھا بس نام بدلو اسی مین بہتری اگر اُسنے میر اکہنا مانا تو بہتر سُنتا ہون نچلا بہادر ہوا اپنے لشکر کا بادشاہ کردونگا قدرت سے کمر خطا معاف کرا لونگا اگر میرا کہنا نہ مانا تو سر کھینچکر پھینکدونگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا مین ساحر نہین ہون کہ کلاہ ہفت گوشہ سے ڈرون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک نوجوان دیکھو رہا ہی کہ ابر قریب آکر پھٹا دیکھا ملکہ سنبل ہفت گیسو سراپا خوب بہ شوق مرغوب پیشانی کی نور ہفت گیسو شب دیجور سانپون کا کلین پشت پر پڑی ہین معلوم ہوتا ہی سات ناگنیان بل کھا رہی ہین گلو مراق دار سینے پر اُبھار صاف ثابت ہوتا ہی گلوری جو کھائی ریشہ سُرخی پان کا گلے مین یون معلوم ہوتا ہی گویا تار ریشم سُرخ شیشہ بلور مین چمک رہا ہی سینے پر اُبھار جس سے معلوم ہوتا ہی کہ نخل سرو چمن مین ثمر آیا شکم صاف دشفاف صاف ثابت ہوتا ہی کہ تختہ سیم ہی میرے بیان کو تار نظر کہون عدم کا مضمون کیونکر سے خاموش رہنا بہتر ہی ایسی حسین مہ جبین نازنین کو نوجوان دیکھکر بیتاب ہو گیا پکار اُٹھا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی تشریف لائیے مین نہایت مشتاق تھا ملکہ نے اِس لفظ کا خیال نہ کیا نوجوان تخت سے اُٹھا اور نہایت عجز سے کہا تشریف لائیے اور بے اختیار پکار اُٹھا

نظم

نازآتش غمزہ آتش روے زیبا آتش است ۔۔۔ بوالہوس خشین کہ آن بدخو سراپا آتش است
تانسوزد خویش را پروانہ ننشیند زپا ۔۔۔ مرغ آتش خوارہ ما آرے تمنا آتش است
گرسمندر طینت است دگر بود ماہی مزاج ۔۔۔ در سر اہل ہوس از عشق سودا آتش است
زد چنان تیغ محبت آتشے در دل مرا ۔۔۔ کز حرارت بر لب من آب دریا آتش است

اِس طور سے نوجوان زہرا اور سے یہ غزل پڑھی کہ ملکہ سنبل ہفت گیسو کو بہت ناگوار ہوا سامنے اُسکے کرسی پر آ کے بیٹھین مگر تیور پر بل پڑے ہوے فرمان اپنے بھائی کا ہاتھ مین دیا نوجوان زہرا ور نشین کرنے لگا کہ آپ تشریف رکھین مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤن آپ گرفتار کرکے بیجائیے مین دل سے راضی ہون لیکن یہان دو چار روز تشریف رکھیے مین جلسہ آپکے لیے آراستہ کرونگا گانون کو بلاؤن ملکہ نے بگڑ کر جواب دیا ذرا سنبھلکر باتین کرو ہوش اپنے درست کرو تم کیسی باتین کرتے ہو ایسا نہ ہو ہمارے مزاج کے خلاف گذرے اگر بھائی صاحب

ان باتون کو سنتے تو بہت بدمزاج ہوتے تمھین ملال پہونچا تحمل سے کلام کرو آپ سے باہر نہ ہو ایسا
نہ ہو بھائی صاحب کو خبر پہونچ جائے فوراً بگڑ جائین گے بڑے بڑے بادشاہون نے نامے لکھے
بھائی صاحب نے نامے پھاڑ ڈالے اور جواب صاف دیا کہ ہم اپنی بہن کی شادی نکرین گے
تم سر دربار ایسی باتین کہتے ہو شعر بھی دو چار ٹوٹے پھوٹے یاد کے پڑھ دیے پکار پکار کے یہ بھی
کہتے ہو کہ دو چار دن نہ جائیے مین برائے انتظام طلسم کشا آئی ہون جا کے گرفتار کرا دون گی یا جان
دینے جاتی ہون طلسم کشا کا حسن عابد کش زاہد فریب مشہور ہی کئی شاہزادیان اُس کے دام زلف
مین پھنسین کہ اُنکا نکلنا دشوار ہی کوچہ تاریک مین بھٹکتی ہین یہ کہکے اُسیوقت اُٹھی طرف طلسم کے
روانہ ہوئی یہان رستم نے کوچ کیا ہی قلعہ نوجوان پر آتے ہین سیماب نے ذکر بھی کر دیا
کہ اب آگے وہ قلعہ ہی کہ جسپر پہلوان نوجوان زور آور حاکم ہی کہ اُسکو اپنے زور پر بڑا ناز ہی
گرد اپنی عملداری کے پہلوان نہین رہنے دیتا جسنے اکھاڑا اکھو دا آخر نہ اُسکو زیر کر لایا ایک
صحرائے سبزہ زار مین طلسم کشا آکر اُترے ہین شب کا وقت ہی شب ماہ ہین جو گھبرائے وسط صحرا
مین بارگاہ استادہ کرائی سمک ایسا عیار زمین کا ساتھ مسند پر آ کے رستم بیٹھے ایک جانب ملکہ سیما
اور ایک طرف لالہ عذار اور ایک جانب سمن یہ عاشقان جمال رستم کو گھیرے بیٹھی ہین
سمک سے فرمایا کچھ گاؤ سمک نے چنگ درمیعی نکالا اور غزل گانا شروع کر دی نظم

تمنائے لب کا لبون پر کلام رہتا ہی	سخن سے کسے وصف کا دل مین قیام رہتا ہی
مشام جان مین پہونچی ہو تیری بو اے گل	ہوا سے کون سا خالی مقام رہتا ہی
نقد مجھی کو نکالا تو اس سے کیا حاصل	تری گلی مین بڑا ازدحام رہتا ہی
ترے خیال کی آمد جو دل مین رہتی ہی	نقیب آہ کا کیا اہتمام رہتا ہی
شراب خوار نہین واعظون کی ضد سے فقط	مدام ہاتھ مین لبریز جام رہتا ہی

اُسوقت کا سناٹا شب ماہ رستم مسند پر بیٹھے ہین چند کس مصاحب عاشق جمال بیمثال بیٹھے
نظارہ جمال کر رہے ہین کہ ملکہ سنبل ہفت گیسو کا جو اُسطرف گذر ہوا صدا گانے کی کان مین
پہونچی طاؤس پر سوار ہو کے آئی تھی ابر مین طاؤس چھپا ہوا تھا اشارہ کیا ابر چھٹا زمین پر آئین در
بارگاہ پر ٹھہرین گانا سُن سکے اور زیادہ شوق ہوا کہ اس جلسے کو دیکھون رستم گانا سن رہے

ہیں دیکھا پردہ بارگاہ کا اٹھا ایک مہ جبین چھڑی یاقوت احمر کی ہاتھ میں حیران حیران چہار جانب
دیکھتی ہوئی اندر آئی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شمع روشن ہے چہرے کی چھوٹ پڑ رہی ہے معلوم ہوتا ہے پردہ
ابر ہٹا چاند نکل آیا بندے کان میں زمرد نگار کشت حسن کو سرسبز کر رہے ہیں عکس جو عارض پر پڑا
گل مہتاب پھولا سرسبز و شاداب ہوا رستم کو دیکھکر برائے تسلیم خم ہوئی سمک نے ہاتھ روک لیا
رستم نے کہا آئیے وہ مہ جبین مسکرائی براقی دانتوں کی ایسی کہ برق چمک گئی خرمن ہوش دحواس
کو جلا دیا رستم نے فرمایا تشریف لائیے آپ حیران حیران کیا دیکھ رہی ہیں سنبل نے جواب
دیا صاحب ہم مخل صحبت ہوئے ہم گانا سننے آئے تھے سمک نے کہا آئیے تشریف رکھیے
کرسی پر سنبل بیٹھ گئی سمک نے چنگ سرسی کو پھر درست کیا آنکھیں سنبل سے ملا کر پھر گانا شروع
کیا سنبل گانا سنکر مبہوت ہو گئی ہوش دحواس باختہ لب پر مہر سکوت سمک کا گانا تو سن رہی
ہے مگر دزدیدہ نگاہ سے رستم کو دیکھتی جاتی ہے کہ تیغہ کپتان سپر پیٹ آگے رکھا ہے قبضہ اسکا زانو پر ہے
عمدہ پہنے ہوئے جس سے نور جسم کا چھن چھن کے نکل رہا ہے گرد چہرے کے داڑھا مانند عنبر تر
کے گویا سورج کے گرد کرن ہے یا چاند گہن ہے ایک ایک عضو کو دیکھ رہی ہے کہ جوان قوی تن قوی ہیکل
شیر پیکر رشک قمر ہے رستم نے سمک کو اشارہ کیا کہ سیماب وغیرہ کو یہاں سے لیجاؤ سمک نے
پاؤں میں سیماب کے گدگدی کی آنکھ سے اشارہ کیا کہ باہر جاؤ سیماب مجبور ہو کر اٹھی لالہ عذار تنک
میں آکر اٹھیں کہ شاہزادی والا قدر میں ناگوار ہوا سمک کا اشارہ کرنا سمجھیں کہ شاہزادے
نے کہا پلٹ کے سنبل سے پوچھا حضور آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہے کہاں سے تشریف لائی
ہیں ہمیں بڑی خوشی ہے کہ آپ نے ہمیں سرفراز کیا آج نازنینان مہ جبین بیٹھی ہیں سب پروانہ شمع
جمال ہیں لیکن آپ کا تشریف لانا باعث افتخار ہوا ہم کسی کار ضروری کو جاتے ہیں ان باتوں پر
سنبل پریشان ہو گئی کہا بی بی تمہیں یہ شمع مبارک ہم تو اتفاق سے ادھر آئے گانا سنکر توجہ
ہوئی چلے آئے تمہاری خوشی ہو تو بیٹھیں ورنہ چلے جائیں رستم سمجھے کہ لالہ عذار رشک سے باتیں
کر رہی ہے خلاف مزاج اس حور وش کے نہ ہو لالہ عذار سے اشارہ کیا کہ آپ باہر چلکر بیٹھیں ہم
نام و نشان پوچھ لیں گے لالہ عذار باہر گئی سیماب بھی باہر گئی سمن بھی اٹھ گئی سب
شاہزادیاں باہر آئیں مگر گرد بارگاہ پھر رہی ہیں یہ بڑا خیال ہے کہ ساحر زبردست ہے ایسا نہ ہو شاہزادے پر

دست اندازی کرے روزن سے جھانک رہی ہین جب سب جا چکے سمک بیٹھا ہی رستم نے ہر چند
سمک سے اشارہ کیا لیکن یہ اپنے مقام سے نہ اُٹھا اسکو بڑا خیال ہی رستم نے پلٹ کر پوچھا ای شمع
بزم رعنائی وای آفتاب آسمان زیبائی تمھارا نام نامی کیا ہی کیونکر تشریف لانیکا اتفاق ہوا سنبل نے کہا
نام تو میرا سنبل ہفت گیسو ہی ہفت سر جادو کی بہن ہون کہ جو مالک تیغۂ ہفت جوہر ہی
وصاحب زرۂ ہفت جوش ہی خداوند کی اُسپر بڑی عنایت ہی خداوند کا فرمان آیا کہ طلسم کشا آتا ہی اُسکا انتظام
کرو اگر تمھاری سرحد مین آئیگا تو فتور پڑیگا لہذا اپنی سرحد مین نہ آنے دو بھائی صاحب نے مجھکو تجویز
کیا کہ تم جاکر انتظار کرو مین برائے انتظام آئی تھی یہان گانا سنکر ایسا مزہ اُٹھایا کہ سوچ رہی ہون کیون
آئی اپنے کو بیگانہ کیا بوقت شب مردانی صحبت مین آنا اسطرح صورت دکھانا ہمارے طریقے سے
خلاف تھا مگر اس عیار کے گانے نے دلکو بیقرار کر دیا اب مجھے کچھ بن نہین پڑتا اقرار کرکے آئی تھی کہ طلسم
کو لاتی ہون وہ نہ ہوا بلکہ اسیر دام گیسو و ذبح خنجر ابرو ہوئی آپ اپنا نام نامی بتائیے رستم نے کہا ای صید
بے حقیقت آپ پر کیا موقوف ہی جسقدر ساحر طلسم کے ہین سب اسی فکر مین ہین کہ اس حقیر کو گرفتار
کرین مگر میرا مالک مجھکو بچاتا ہی اگر تیغۂ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوش دستیاب ہو تو لوح طلسمی
کی تلاش کرین قاعدہ جاننے والون سے کہدیا کہ جبتک یہ تحفہ جات نہ ملین تلاش لوح غیر ممکن ہو ملکہ
سنبل نے کہا آپ صاحب اقبال ہین ضرور آپکو یہ اشیا ملینگی لوح کا حال بتانے والے بھی ملجائینگے
جسطرح ان اشیا کا پتہ ملتا جاتا ہو اسیطرح سے لوح کا نشان بھی ملے گا آپ حسین و جمیل اپنے ساتھ والون
کے کفیل ہین لوح طلسمی کے ملنے مین بڑے جھگڑے ہین لوح ایسے شخص کے پاس ہو جسکو لحاظ پاس نہ
مروت اور نہ انسانیت ساحر بلا ہے زندگار اُسکی اقلیم مین جانا دشوار ہوگا اور تیغۂ ہفت جوہر و زرہ
ہفت جوش کا ملنا سہل ہو ضرور پا جائیے گا پہلے یہان سے قلعۂ پہلوانان ملیگا نوجوان زور آور
کہ اسکو اپنے زور پر بڑا ناز ہی وہ حضور کا سد راہ ہوگا اگر آپ نے اُسکو زیر کیا اور زور مین اُسپر
غالب آئے تو وہ خود راہبر ہوگا تا بہ قلعۂ ہفت سر پہونچا دیگا وہان پہونچکر تدبیر ملنے اشیاے مذکورہ
کرنی پڑیگی ملکہ جب اُٹھنے کا ارادہ کرتی ہی رستم روکتے ہین فرماتے ہین اب رات کم ہی صبحکو جائیگا
سنبل بیٹھی رہی شاہزادے نے کہا اب ہمارے بھی لیٹنے کا وقت ہی رات بھر بیدار رہے تیار کا
گانا سنا تم بھی پریشان ہو رہی ہو آنکھون پر نیند ظاہر ہی گھڑی دو گھڑی آرام کرے صبح چلی جائیے گا

مگر وعدہ ایفا فرمائیے جائیگا ہمکو دمبدم اشتیاق رہیگا یہ کہکے رستم دنگل سے اُٹھے اور ہاتھ سنبل کا تھام
لیا سنبل انکار نکی سر جھکا کے اُٹھی پلنگ پر رستم آ کے بیٹھے سنبل تھرّاتی ہوئی چاہتی ہی مین
الگ بیٹھون رستم نے اپنے پاس بٹھایا آپ لیٹے سنبل کو بھی پاس لٹا دیا سنبل شرم سے کانپ
رہی ہی کبھی کہتی ہی ای شہریار ایسا نہو میرے بھائی کو خبر پہونچ جائے وہ پہلوان وضیع نہایت صاحب
شرم وحجاب ہی فوراً دریۓ قتل کا ہوگا کئی شاہون نے نامے بھیجے اُنکو جواب سخت دیا رفقا نے جو
سمجھایا کہ حضور بیٹی کو کوئی عمر بھر رکھ نہین سکتا اُسپر اُسنے جواب دیا کہ مین فنون سپاہ گری مین اس طلسم
مین مشہور ہون یہ مجھسے نہو سکیگا کہ کسی شاہ کا سالا کہلاؤن بلکہ جب یہ کسی مرد سے اشارہ کریگی
اُسے اور اُسے دونون کو مار ڈالونگا مجھکو تو اس کا بڑا خیال ہی رستم نے کہا سمجھا جائیگا اور ہاتھ بڑھا کر آغوش
مین لیا سنبل منھ ہٹا لیتی ہی کہ ایسا نہو بوسے بدماغ مین آئے رستم نے چاہا بوسہ لون سنبل نے
اسطرح منھ کو چھپایا کہ رستم کو خود ہی حجاب ہوا کہا کیون ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اسقدر
مُنھ کو چھپاتی ہو کیون شرماتی ہو کیا میری صورت سے نفرت ہی کہا ای شہریار دل کو رغبت
ہی کہ آپکے پاس بیٹھون لیکن بھائی بلائے روزگار ہی آپ کی بھی جان کا خوف آتا ہی اپنا اُس
خیال سے قلب تھرّاتا ہی قدرت اُسپر بڑی رحمت فرماتے ہین طلسم مین یہ انقلاب ہی کہ ساحرونکا
اعتبار اُٹھ گیا خواہ مرد ہو خواہ عورت جو آپ تک آیا آپ کا شریک ہوا مگر خداوند کا قول ہی کہ ہفت سر
جان دیگا تحفہ جات اُکا اُس سے ملنا دشوار ہی مجھکو بھی بڑا تردد ہی ہرچند کہ یہ سبب پیدا ہوا مین کدہ کاوش
کرونگی لیکن نہین معلوم آپنے تحفہ جات کہان رکھے ہین کسی وزیر و امیر کو آگاہ نہین کیا اُسکو اپنی حفاظت
پر بڑا ناز ہی کئی پشت سے اسی خاندان مین تحفے چلے آتے ہین کبھی اس خاندان سے [illegible]
نہین ہوئی انھین حکایتون شکایتون مین رات گذری صبح کو اُٹھکر بیٹھے باتین ہو رہی ہین سنبل
یہی چاہتی ہی کہ پاس بیٹھی رہون باتین اس شہریار سے کیے جاؤن سیماب لالہ عذار بھی نہین
دیکھا بلی سنبل ملی دلی بیٹھی ہین عارض پر زلفین پریشان بوسون کے دوپٹہ مسکا ہوا کرتی تھی آب زدون کی
جا بجا سے مسکی ہوئی سماک طشت وغیرہ لایا منھ ہاتھ ملکہ کا دھلوایا جب دن چڑھا سنبل
نے عرض کی اب کنیز رخصت ہوتی ہی مہلت ملے گی تو شب کو آؤنگی شاہزادے نے
کہا خدا حافظ سنبل طاؤس پر سوار ہوکے چلی قضائے کار نوجوان زور آور ملکہ کے آنیکے بعد

نہایت بیقرار ہوا گوشے مین آکر تنہائی مین رونے لگا عیار اسکا سلیم تیز رو حاضر ہوا آقا کو جو پریشان
دیکھا بہ محبت پوچھا کیون آقاے نامدار آپ کیون اسقدر بیقرار ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
خاصہ بھی نہین نوش فرمایا کوئی راز و نیاز ایسا ہی کہ غلام کو آگاہ نہ کیجیے نوجوان زور آور نے رو رو کر
عاشق ہونا سنبل پر بیان کیا اور کہا مین نے بیقراری مین چند حرکتین خلاف مزاج کین وہ رنجیدہ
ہو کر میرے سامنے سے اُٹھی ظاہر مین تو یہی کہگئی کہ مین طلسم کشا کو دیکھنے جاتی ہون حسن و جمال طلسم کشا
سارے طلسم مین مشہور ہی ذرا جاکر خبر تو لاؤ کہ وہان جاکر دام گیسوے طلسم کشا مین پھنسین یا نہین
رات بھر کہان رہین اگرچہ یون کہ سحر کے زور سے اپنے قلعے پر پلٹ گئین تو وہ بُعد عظیم ہی وہان وہ نہین
جاسکتین پھر شب کو کہان رہین سلیم تیز رو نے کہا مین ابھی جاکر خبر لاتا ہون سلیم متغلو رہا سے زنبقی
لگا کر طرف لشکر طلسم کشا کے چلا فقیر بنا ہوا لشکر مین پھرتا ہوا قریب بارگاہ رستم کے آیا دیکھا سنبل
خیمے سے نکلین سلیم نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ عیار طلسم کشا کا گا رہا تھا شب بھر گانا سُنا سلیم
وہان سے پلٹا ملکہ سنبل قلعۂ نوجوان پر آئین دیکھا نوجوان پریشان بیٹھا تھا تخت سے اُٹھا براے
استقبال چند قدم آگے بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدون ملکہ کو اسکی صورت سے نفرت ہی ہاتھ کھینچ لیا
نوجوان کبھی ہاتھ باندھتا ہی کیون ملکۂ عالم آج غلام سے آپ کیون رنجیدہ ہین مین آپکا تابعدار
ہون میرا تو آپ کی مفارقت سے عجب حال ہی دل پر ہجوم غم و ملال ہی یہ سنکر ملکہ کو نہایت غصہ
آیا کہا اے شخص تو میرے بھائی کے مزاج سے آگاہ نہین ہی کہ جسنے بڑے بڑے شاہان جہان کا
پیغام پھیر دیا اور جواب صاف دیدیا کہ اگر اب کبھی ایسا پیغام کرد گے تو مین تمپر لشکر کشی کرونگا
مقابلے مین اُسکے کوئی پہلوان تھمتا نہین سنبل تو بگڑ بگڑ کے یہ باتین کر رہی ہین مگر نوجوان
ہاتھ باندھے کھڑا ہی ہر مرتبہ عرض کرتا ہی کہ مین تو آپکا تابعدار ہون اگر سرکشی فرمائیے گا عاشق صادق
کو زندہ نہ پائیے گا یہ ذکر تھا کہ سلیم عیار آکر پہونچا سلیم الگ بلا کر لیگیا نوجوان سے سب حال
کہا کہ ملکۂ عالم لشکر مین طلسم کشا کے گئین شب بھر وہین رہین میرے سامنے اُنکی بارگاہ سے نکلین
آپ جو چھپے کہ طلسم کشا کو کیونکر گرفتار کیجیے گا یا مین لشکر کشی کرون طبل جنگی بجوا کر سر میدان لوگون
اور یہ بھی کہدیجیے کہ مین کسی کی مدد کا خواہان نہین طلسم کشا کی میرے نزدیک کیا حقیقت
ہی اگر ایسے چار جوان ہون تو تنہا چارونکو زیر کرون وہ تو فقط اکیلے ہین اُنکا بھی زیر کرنا کچھ

مشکل ہو مین یہ خواہان نہین ہون کہ تم میری مدد کرو تم جس واسطے آئی ہو اُس کام مین مصروف رہو
نوجوان غصے مین باہر آیا کہا شب کو پاس طلسم کشا کے جانا اور رہنا اب نہایت غصے مین بیٹھا جب
باہر آیا ملکہ کو الگ بلایا کہا کیون ملکۂ عالم مجھسے تو یہ انکار ہی کہ جسپر خداوند کی نظر رحمت رہتی ہو اور مغضوب
درگاہ خداوندی کے سامنے بلا تکلف چلی گئین رات بھر وہین رہین یہ بھی مین نے سُنا کہ معشوقان طلسم کشا
تمسے رنجیدہ ہین بہتر یہی ہی کہ مجھکو قبول کرو ورنہ فساد برپا ہوگا ملکہ نے ہنسکر کہا کہ او احمق مین تجھ سے
روز اول بھی کہتا تھا کہ اپنے کو سنبھال تو نے کہنا ہمارا نہ مانا ملکہ صاف صاف ہم سے کہتا ہی مین
ان مقدمات سے نابلد ہون بھائی کو مین نے اقرارنامہ لکھکر دیدیا ہی کہ اگر کبھی مین مرد کا نام لون تو وہ
مجھکو قتل کرنا میرے جانیکی جو تمنے خبر پائی ایک سبب تھا عیار اُنکا چنگ رحمتی بجا رہا تھا اُس آواز
نے دل کھینچا مین اُس واسطے گانا سننے کے گئی اور چلتے وقت یہ کہہ آئی کہ اب اپنا لشکر یہان سے اٹھایئے
ورنہ فساد برپا ہوگا نوجوان نے یہ باتین سُنکر جواب دیا ای ملکۂ عالم اگر میرا کہنا نہ قبول کیجیے گا مین اپنے
بھائی پر لشکر کشی کرونگا میرا کوئی ہمسر وہان نہین ہی جاکر قلعہ لوٹ لونگا سحر کا اُنکو بڑا خیال ہو اُنکا ف
مین میرے جو ساحر رہتے ہین وہ میرے مطیع ہین جب مین کچھ کرونگا وہ میرے ہمراہ ہونگے معرکہ سحر کا
بڑا دشوار ہی میرا کوئی ہمسر نہین ہی ملکہ نے یہ سُنکر جواب سخت دیا کہا جو تمسے ہوسکے قصور نکرو یہ کہکے
ملکہ طاؤس پر سوار ہوئین طرف اپنے ملک کے چلی گئین ہر چند کہ فراق رستم شاق ہی دل دیدار کا مشتاق
پلٹ پلٹ کے طرف لشکر طلسم کشا کے دیکھتی جاتی ہی خیال ہی کہ بھائی سے جاکر کیا کہون پردہ بھی رہے
اور مطلب بھی نکلے یہ سوچتی ہوئی قلعہ ہفت سر پہونچی ہفت سر جادو تخت پر بیٹھا ہی رفیقون سے
کہہ رہا ہی کہ بہن میری گئی ہی طلسم کشا کو لاتی ہوگی کہ سنبل آکر پہونچی لیکن چہرہ اُداس ہی ہفت سر نے
پوچھا کیون ای فرزند کیا ہوا غم ملول و حزین کیون ہو رہی ہو سنبل نے تمام کیفیت نوجوان کی بیان
کی کہ مین گئی تھی وہ لشکر کشی کرے گا اور مین سحر کرکے گرفتار کرا دونگی اُسنے یہ سب جانتے ہی وہ
باتین مجھسے کہین کہ مین نے ٹھہرنا مناسب نہ جانا مین چلی آئی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر ہفت سر سے
عرض کی کہ وزیر دولت پر نامہ دار نوجوان کا حاضر ہی ہفت سر نے کہا بلاؤ کیون اُسکو روکا ہی نامہ دار
اندر آیا اُسنے نامہ ہاتھون ہفت سر کے دیا لکھا تھا کہ ای صاحب خداوندین تمہاری بہن پر عاشق ہو
بہتر یہی ہی کہ اسکو وطن بناؤ ما بدولت آتے ہین محتشم و احتشام جادو زن و شوہر ساتھ ہین سحر کا

گھمنڈ نہ کرنا قلعہ تمھارا ویران کر دونگا ایک عورت کے واسطے فساد نہ بڑھاؤ بطور ڈولے کے اُسے
پیش کش کرو تمھارے نام کے ڈنکے بجینگے طلسم کشا کو گرفتار کرکے روانہ کر دونگا نامے میں درج کر دونگا
کہ ہفت سر نے گرفتار کرکے بھیجا ہی تمھیں کوئی تکلیف نہ پہونچنے پائیگی سب بار جنگ وجدل میں اپنے
ذمے لونگا آپکی جرأت وشوکت مشہور ہو جائیگی اگر تامل کیا اور ہمین کو مجھے نہ دیا تو وہ آفت برپا کرونگا
کہ بہت پچھتاؤ گے سرحد چھوڑکر بھاگ جاؤ گے زور میں میرا کوئی مثل ونظیر نہیں بہتر اسی میں ہی کہ معشوق
گل اندام کو روانہ کرو اور تامل وتساہل جابدولت پر شاق ہوگا دل میرا صورت زیبا وطلعت جہان آرا
کا اگر مشتاق ہوا اور ظلم عشق سہا تمکو کیا نفع ہوگا ہم آخر کو آفت برپا کرینگے اگر خداوند کو لکھوں وہ بھی
منظور کریں خود بلوا کے شادی کرا دیں علاوہ اسکے تمھارے ملک کا نگہبان ہوں جو کوئی تمھارے ملک
کا قصد کریگا اُسکو روکونگا تمھارے قلعے تک نہ آنے دونگا ہر وقت جانبازی میں مصروف رہونگا
جفائے عشق نہ سہونگا یہ نامہ پڑھکر ہفت سر نے ساحروں کو اشارہ کیا کہ نامہ وار کی گردن میں ہاتھ دو
نامہ کو پھاڑکر گلے میں ڈالدو اُس حیا سے کہنا کیوں شامتیں آئی ہیں وہ آفت برپا کرونگا کہ تجکو دیوانہ
سودائی بنا دونگا اس خیال محال سے ہاتھ اُٹھاؤ ورنہ بہت پچھتاؤ گے ساحروں نے نامہ وار کو نکالدیا
نامہ وار روتا ہوا سامنے نوجوان کے آیا سب کیفیت بیان کی نوجوان نے جو حال سُنا سرد آہ کھینچی
اپنے حکم دیا لشکر تیار کرو جابدولت ہفت سر پر لشکر کشی کرینگے چار لاکھ کا لشکر تیار ہوا گینڈے پر سوار
ہوا ایک نامہ طلب محتشم و احتشام کو لکھا ایک منزل چلا تھا کہ لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا زن وشوہر بارہ
ہزار جادوگروں سے آکر پہونچے زن وشوہر نے حال پوچھا سب کیفیت نوجوان نے زن وشوہر
سے بیان کی زن وشوہر نے کہا ای نوجوان نہ گھبراؤ وہ سحر کریں کہ ہفت سر کو دیوانہ بنا دیں اور ہمین کو
اُسکی نکال لائیں تمھارے ساتھ شادی کریں برات میں ہم بھی شریک ہوں محتشم و احتشام اپنے
زور دکھاتے ہوے ساتھ ہیں نوجوان نے اپنے بھائی کمیل نیزہ باز سے کہا کہ تم چلکر قلعے پر
ٹھہرو طلسم کشا کو نہ آنے دو کمیل نیزہ باز بالاے قلعہ آیا باہر کا رستے براسے خبر طلسم کشا روانہ کیے
گئے ہیں طلسم کشا کو بعد جانے سنبل ہفت گیسو کے پریشانی ہوئی سر دربار فرمایا کیوں ای ملکہ
سیماب ہمارا ارادہ ہی کہ تا بہ ہفت سر پہونچیں سیماب نے کہا حضور کو متفکر پاتی ہوں سنبل
کیا کرگئی اُس روز سے حضور نہایت پریشان ہیں ابھی راہ میں بڑے پہلوان سے مقابلہ ہی پہلوان

نوجوان زور اور بری فکر کرے گا دباؤ ڈالے گا کہ حضور پلٹ جائیں رستم نے اُسیوقت حکم دیا لشکر تیار ہو اُسیوقت لشکر تیار ہوا سیماب سے کہا تم الگ الگ آؤ سیماب نے ایک ابر تیار کیا لالہ عذار وسیمتن وغیرہ اس ابر میں مخفی ہوئیں اور آفتاب فلک سیر کا ہن نیر اعظم بنکر بالائے آسمان چمکتا ہوا چلا زیر ابر لشکر طلسم کشا روانہ ہوا ایسان کمیل نیزہ باز بالائے قلعہ بیٹھا ہی کہ نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی اور صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا طلسم کشا آگے آگے پشت پر دلکا لشکر پہلوان گینڈون پر سوار نیزہ دار نیزے چمکاتے ہوئے اس کرّ و فر سے لشکر ہویدا ہوا کمیل آمد لشکر رستم دیکھکر کانپ گیا قلعے سے باہر نکلا مقابلے میں طلسم کشا کے آکر اُترا طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان میں آیا پکار کر آواز دی طلسم کشا کو تڑا اپنی جرأت پر نازی میرے مقابلے میں آئیں تو حال معلوم ہو رستم نے گھوڑا نکالا مرکب استر مالا کبود زیر ران طرارے بھرتا ہوا نیزہ ہلاتے ہوئے مقابلے میں کمیل کے آئے کمیل نے جمال دیکھکر عرض کی آپ لائق مقابلہ بھائی صاحب تھے لیکن حربہ کیجیے اگر مین زیر کرونگا تو اپنے لشکر کا بادشاہ کر دونگا رستم نے کہا ہمارا دستور نہیں جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے کمیل نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا چالیس طعنین رد و بدل ہوئی تھیں کہ رستم نے کاٹھکر نیزہ اُمارا کہ نیزہ ہاتھ سے کمیل کے نکل گیا کمیل نے قبضے پر ہاتھ رکھا خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لیں کمیل نے گریبان میں ہاتھ ڈالا دونوں لپٹے ہوئے گھوڑون سے اور گینڈے سے کودے کشتی ہونے لگی رستم نے دنگ کردیا جب بکڑلائے دو تین گھسے مارے کہ زرہ پارہ پارہ ہوئی ماتھے سے خون کے قطرے ٹپکنے لگے کمیل چاہتا ہی چت ہو جاؤں اس مصیبت سے بچون ورنہ طلسم کشا مار ڈالیگا پہرون رہے کشاکش کے زور ہونگے رستم نے دوڑ نے پندرہ قدم ریل کر لائے لیکن پہلا کے ہاتھ مارا دونوں گھٹنے آشنا بہ زمین ہوئے چاہا لنگر قائم کردن حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی دونوں ہاتھ ستون کیے کمر میں ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور میں تا بزانو دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا اُکھیڑ کر مارا چاروں شانے چت گرا رستم کود کر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا چالاور شناختن پروردگار چہ میگوئی کمیل نے کہا جبتک زندہ ہوں غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا کمیل کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا ابالی فوج سے

پکار کر آواز دی یارو مین نے اطاعت کی جسکو مذہب لات و منات کی خواہش ہو وہ میرے
لشکر سے نکلجائے نہین خدائے نادیدہ کو سجدہ کرے سب افسر دوڑ پڑے سب نے بدل و جان اطاعت
کی رستم کو کمیل لیے ہوے قلعے مین آیا تین دن رستم اُس قلعے مین رہے عملداری قایم کی چوتھے دن
کمیل کو اُسی مقام پر چھوڑا کمیل نے کہا مین ہمراہ رکاب رہون رستم نے کہا تمھارا قلعے پر رہنا
مناسب ہے کمیل کو یہین چھوڑا کچھ سوار یہان سے لے لیے اُن سب کو ساتھ لیکر کوچ کیا بہ فر فریدونی
و بہ حشمت جمشیدی روانہ ہوے یہان نوجوان زور آور محتشم و احتشام کو ساتھ لیے ہوے
قریب قلعہ ہفت سر پہونچا ہفت سر نے جو سُنا چار لاکھ فوج لیکر باہر آیا طبل جنگی بجایا یہ بھی کہلا
بھیجا کہ ای نوجوان تجکو قضا لیکر آئی ہے دیوانہ کرکے چھوڑونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوا کر دونون سردار
بارگاہون مین بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی طلسم کشا بھی آکر پہونچے ایک طرف لشکر طلسم کشا کا اُترا ملکہ
سنبل ہفت گیسو جو بارگاہ مین بیٹھی تھین طلسم کشا کو جو دور سے دیکھا تاب صبر نہ رہی بھاگی مصاحب
کے سامنے سے اُٹھین بھاگی نے پوچھا بھی کہ بی بی کہان چلین دیکھو تمھارے واسطے یہ فساد
بپا ہے نوجوان نے مجھپر بارہا علان لشکرکشی کی ملکہ نے کہا مین ابھی حاضر ہوتی ہون نوجوان کو
میرا سر کاٹ کے دیدیجیے اگر لڑائی پڑی تو ایسا پچھتا رہیگا کہ روتا پیٹتا گھر جائیگا یہ کہکے ملکہ اُٹھکر
چلین چند مصاحبین بھی اُٹھین ملکہ نے اُنکو اشارہ کیا کہ بیٹھو ایک مصاحب شیرین نژاد رشک
قیس و فرہاد عاشق مزاج معشوقون کے سر کا تاج یہ بھی گئی اپنے ساتھ نہ چھوڑا جب ملکہ قصر مین آئین
شیرین نژاد نے پوچھا آری جسوقت سے لشکر طلسم کشا آیا اُسیوقت سے آپ کو پریشان پایا اگر
اپنے مقام پر انصاف کیجیے تو نوجوان بھی مرد مردانہ شیر فرزانہ ہے اگر طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا چیر پھاڑ
کے پھینک دیگا ملکہ نے کہا تو کیا جانے ذرا نوشیروان نامہ دیکھ کہ لندھور کو زیر چرخ کوہ
سما بھی اُٹھایا تھا وہ زور کیا کہ باپ اُنکے صاحبقران فرماتے تھے کہ ایسا زور ہمنے کبھی نہ کیا تھا
ہر چند کہ صاحبقران اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف گئے دیوزادون سے لڑے
بڑے بڑے دیو نامی مارے مگر اُنھون نے یہ فرمایا کہ ایسا زور ہمنے کبھی نہ کیا تھا سات قدم تک لندھور
کو اُٹھا کر لیگئے فیل سیمونہ پر سوار تھے اٹھارہ سو من کا گرز خواصی مین تھا پچاسی آسنج کا قد و
قامت گویا تین پہاڑ جنبش مین تھے وہ سب لے لگا وہ زور کیا کہ تمام ہندوستان کے لوگ جا بجاکر

کرتے نہیں ایسا کوئی معرکہ نوجوان کو بھی پڑا کسی مقام پر اپنے برابر کے پہلوان سے لڑا کم زور سے
اُنکو زیر کر لیا مین تجھ سے شرط بدتی ہون کہ اگر رستم سے مقابلہ پڑا نوجوان کو جان بچانا مشکل پڑیگی
یہی ارادہ کریگا کہ جان بچا کر بھاگون شیرین نژاد نے کہا داری کتابون کی باتون کا کیا اعتبار ساری
شاعرون سے لے جو چاہا لکھدیا ملکہ نے کہا کہ ورنخ راست تو نیم سے تم ہی چاہتے ہین کہ معرکہ اصلی
لکھین جو گذرا ہو اس سے قدم نہ ہٹائین ملا فیضی وغیرہ مصاحبان شاہ دہلی اُن دفتر دنکے مصنف
ہین سات ہوئی مثل فیضی اِن دفاتر کے مصنف ہین وہ بھلا خلاف لکھینگے یہ باتین تھین کہ لشکر سے
نوجوان کے صداے طبل جنگ بلند ہوئی شیرین نژاد نے کہا دیکھیے تین لشکر مقابل ہین کسیکا
حوصلہ نہ پڑا مگر اُسی نے طبل جنگی بجوایا اب خبر ہفت سکوہ ہوئی اُسنے بھی طبل جنگی بجوایا اُدھر رستم سے زبانی
سمک کی سُنا اُنھون نے نوازش طبل کو حکم دیا شیرین نژاد نے کہا اگر آپ رضامند ہون تو مین جا کر
نوجوان کو روک دون ہم لوگون کے پاس اسنے پیام بھیجا تھا کہ کسی مصاحبان خاص ہو کہ ملکہ کو نہین سمجھاتین
جب میدان مین لڑائی پڑیگی لاکھون بندگان خدا وند قتل ہونگے بہتر یہ ہی کہ ملکہ کو بچا کر لے آؤ
کل جو میدان مین آؤنگا حصول مطلب واپس نہ ہونگا اگر مناسب جانیے اُسکو سرفراز کیجیے ملکہ نے
آہ کی کہا شیرین نژاد تو کیا جانے تجھے ان باتون مین کیا دخل ہی فسانہ فرہاد و قیس سُنا معلوم ہوا کہ
عاشق کو آرام نہین ملتا وہی کیفیت ہی تو ہمارے پاس سے جا جو ہمارے دل مین آئے گا وہ
کرینگے ہمارا دلبر قابو نہین دیکھین یہ کمبخت کیا کرتا ہی انجام اسکا کیا ہو شیرین نژاد نے کہا مین جاتی
ہون کہیے رستم کے پاس جاؤن کہیے نوجوان کے پاس ملکہ نے کہا تجھے اختیار ہے جہان تیرا جی چاہے
وہان جا مین تجھے پیام نہین دیتی ہون میری تو عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی لطف

یاد کر مین تجھے کیونکر کوئی مضطر نہ کرے ای پری تیری طرح دل مین کوئی گھر نہ کرے
تیری پلکین کہین یاد آئین نہ مجھ وحشی کو اور بے خود مجھے فصاد کا نشتر نہ کرے
صبحدم چونک کے آنکھ اپنی نہ کھولے دہری آئنہ سامنے جبتک کہ سکندر نہ کرے
نوجوانو یہ وصیت ہی کسی عاشق کی ہُو آگ مین کود پڑے عشق کوئی پر نہ کرے
بیوفا کے لیے فرہاد نے کی کوہ کنی دل کو شیرین کی طرح سے کوئی پتھر نہ کرے
کامیاب اور ہوے ہم رہے محروم قبول ہی ایسی کسی عاشق سے مقدر نہ کرے

اس طرح رو رو کر ملکہ نے شعر پڑھے شیرین نژاد ہر چند کہ سخت دل تھی مگر بے اختیار رونے لگی
کہا کہ واری آپ کی باتون مین تاثیر ہی ایک ایک کلمہ تیری لونڈی پاس رستم کے جاتی ہی حال آپکی
بیتابی کا اُن تک پہونچاتی ہی آئندہ صبح کو جیسا ہو ملکہ نے کہا کہ ہمارے دل کو یقین ہی کہ وہ
شیر اس فیل پیکر پر غالب آئے بچے شیر کے فیل کو دھڑ کے مار کے بھگا دیتے ہین
سب جانور تسخیر ہوتے ہین مگر شیر کسی کے قابو مین نہین آتا یہ شیر بیشہ جرأت ہی شیرین نژاد
اُڑکر چلی لشکر طلسم کشا مین پہونچی رستم دربار مین بیٹھے یہی ذکر کر رہے ہین سمک دربارگاہ پر اسی
فکر مین ٹہل رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک نازنین طاؤس اُڑاتی ہوئی آسمان سے
آتی ہی دربارگاہ پر آکر اُتری سمک نے بڑھکر سلام کیا شیرین نژاد نے پوچھا کہ آپ کو
طلسم کشا سے کیا توسل ہی سمک نے کہا کہ مین غلام قدیم شاطر اس شہریار کا ہون یہ سنکر شیرین نژاد
نے کہا کہ ہماری طرف سے جاکر آداب عرض کرو اور کہو کہ ایک کنیز حضور کی مشتاق ہی سمک
نے جاکر عرض کی رستم سمجھے کہ شاید ملکہ آئین خود اُٹھکر اپنے ہوے دربارگاہ پر ٹہلتے
ہوئے آئے شیرین نژاد نے جھک کر سلام کیا رستم نے پوچھا کہ تمھارا نام نامی و اسم
گرامی کیا ہی کہا کنیز کو شیرین نژاد کہتے ہین ملکہ سنبل ہفت گیسو کی مصاحب ہون حضور
ملکہ کا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی پیغام لیکر آئی ہون اگر حضور تکلیف کرین چند ساعت
کے لیے تشریف لے چلین رستم نے کہا کہ ہم تو ساتھ چلنے کو موجود ہین مگر وہ کیون نہ آسکین
شیرین نژاد نے کہا کہ اول تو خوف نوجوان زور آور دوسرے بھائی صاحب اُنکے نہایت
بدمزاج ہین یہی خیال رکھتے ہین کہ کہان جاتی ہو دمبدم دریافت کرتے رہتے ہین اسوجہ سے
کنیز کو بھیجا ہی شیرین نژاد نے ایک تخت تیار کیا اُسپر رستم کو بٹھا لیا لیکر چلی لیکن نوجوان جو
بہت بیقرار رہا تھا محتشم جادو سے کہا کہ آپ بیقرار رہتے ہین جاکر ملکہ کو اُٹھائے لاتا ہون یہ کہکر
محتشم جادو نوجوان سے رخصت ہوا اُڑتا ہوا آسمان پر چلا راہ مین اُسنے دیکھا طلسم کشا
تخت پر سوار ایک نازنین تخت اُٹھائے ہوے جاتی ہی وہین سے اُسنے للکارا کہ ای طلسم کشا
اجل تمھاری گریبان گیر ہی منم محتشم جادو یہ کہہ کے جھپٹ کر قریب آیا اور ایک گولہ رستم پر مارا
شیرین نژاد نے بڑھکر گولہ کا ٹا گولہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا وہ دہان بکا شیر تیغ بر دقار مش ہوئی زبان

بلند ہوگئی اب تخت طرف زمین کے چلا محتشم سوچا کہ اگر یہ زمین پر گریگا تو ہاتھ پانوں ٹوٹ جائینگے
اپنے بڑھکر پایۂ تخت کو سنبھالا لیکن شیرین نژاد پر وہ سحر کیا تھا کہ یہ طرف زمین کے چلی ہر چند چاہتی
تھی اپنے کو روکوں مگر نہیں رک سکتی محتشم جھپٹ کر آسمان سے اترا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا رستم
نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام کلمات سخت کہتا ہوا قریب آیا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھکر کلائی
طلسم کشائی پکڑی رستم نے بائیں ہاتھ سے اسکا ہاتھ تھاما داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ مار دیا پانچوں
انگلیاں چوڑ گئیں رستم کا دست زبردست سر چنبر گردن سے محتشم کا اڑ گیا شیرین نژاد سنبھلی
قریب آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کہا کہ ای شہریار دشمن کو آپ نے خوب مارا میں تو زمین پر گرتی ہڈیاں
پسلیاں چور ہوجاتیں رستم خاموش ہو رہے لیکن لاشہ محتشم زمین پر گرا احتشام اسکی زوجہ اوج
سے آئی تھی لاشہ شوہر کا دیکھکر منہ پیٹ لیا تڑپ کر بلند ہوئی شیرین نژاد کو دیکھکر برق نکلے
گری کہ شیرین نژاد کے دو ٹکڑے ہوئے طلسم کشا کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے برباد کن
خانمان ساحران عالم تو نے میرے شوہر کو مارا یہ کہکر گولہ مارا پہلو سے ایک سنہرا پنجہ پیدا
ہوا پنجے نے اس گولے کو چٹکی ماری گولہ زمین پر گرا جو سحر احتشام کرتی ہے اسکا دفعیہ پیدا ہوجاتا
ہے پانچ چار طور سے اسنے گولے مارے کوئی گولہ تا بہ طلسم کشا نہیں پہونچا ہلڑ جو ہوا ہفت سر
اپنے قصر سے نکل آیا زمین پر لاش شیرین نژاد و محتشم دیکھا سر اٹھا کے دیکھا احتشام طلسم کشا
پر سحر کر رہی ہے اور سحر تاثیر نہیں کرتا جب قریب طلسم کشا کے پہونچا ہے ماش کے دانے جلجاتے
ہیں گولہ اگر مارتی ہے سنہرا پنجہ پیدا ہوتا ہے گولے کو ہٹا دیتا ہے ہفت سر نے آواز دی کہ ای احتشام
زمین پر طلسم کشا کو گرا دے ما بدولت چیر پھاڑ کر کھا جائیں احتشام برق بنکر چمکی چاہا کہ تڑپ کر
گردن تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو طلسم کشا زمین پر گرے پہلو سے آواز آئی کہ خبردار اور ایک
جال پڑا کہ جال میں احتشام پھنسی وہ جال بلند ہوا یہ ثابت ہوا جال کھینچے مارا ہفت سر
نے ایک گودہ مارا کہ جال کو توڑ کر گودہ نکلگیا احتشام چھوٹی چاہا کہ کڑک کر گردن تخت توڑدوں
اس خیال سے چلی کہ آسمان سے خنجر برسنے لگے آواز آئی کہ او گیسو بریدہ طلسم کشا کو بے وارث
سمجھی ہے غلام انکے حاضر ہیں منم آفتاب فلک سیر دس پانچ خنجر احتشام نے روکے
ایک خنجر مثل برق کے تڑپا گلوگاہ پر پڑا سر کٹ کر اسکا زمین پر گرا آفتاب پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالکر

اُتنے عرصے مین تخت کو سے بھاگا کہ احتشام کے مرنے کا اندھیرا ہو گیا تھا ہفت سر نے دیکھا کہ لاشۂ احتشام زمین پر تڑپ رہا ہی اور تخت غائب ہو گیا لاشہ شیرین نژاد اُٹھوا کے ہفت سر لایا ملکہ سے دریافت کیا کہ طلسم کشا کو یہ کیون لینے گئی تھی ملکہ نے کہا کہ شاید شیرین نژاد جا کر طلسم کشا پر عاشق ہوئی کہین لیے جاتی تھی زن و شوہر نے راہ مین گھیرا کاہن طلسم کہ ساحر زبردست اور تابعدار طلسم کشا کا ہی وہ لڑ بھڑ کر نکال لے گیا بھائی کے سامنے انکار کیا کہ نہین معلوم یہ لشکر طلسم کشا مین کیونکر گئی اور کیون گئی مین نہین جانتی ہر چند ہفت سر نے دریافت کیا راز کی بات نہ کھلی شیرون نے عرض کی دن چڑھ آیا لشکر میدان کارزار مین آتے جاتے ہین اور نوجوان بڑے زور و شور سے اکڑتا ہوا میدان کارزار مین آیا پکارتا ہی کہ مین دونون لشکرون کو جواب دونگا طلسم کشا کہ دشمن خداوند ہی اس باعث سے اُسکو قتل کرونگا اور ہفت سر تو خاص حریف ہی یا اپنی بہن کو دیگا یا قتل کرونگا مگر زن و شوہر کے مارے جانے سے مکدر ہی ملکہ نے کہا کہ بھائی صاحب ایسے رذیل سے دور ہی رہنا بہتر ہی آپ ملاحظہ کرینگے مین دور سے سحر کرونگی آپ ملاحظہ فرمائیےگا اُسی وقت ہفت سر سوار ہوا ملکہ طاؤس زرین بال پر گئی لاکھ ساحر پشتہ بر پشتہ رنگ برنگ کے گولے اُچھالتے ہوے میدان مین آکر پہونچے اُدھر سے نوجوان آیا ہی صفین جما رہا ہی رستم کو جو کاہن لیکر آیا رستم کاہن پر خفا ہوے فرمایا کہ اے بد اور ہمارے مقدمے مین دخل نہ دیا کرو ہمکو بہت ناگوار ہوا کہا کہ اے شہریار ساحر و غیر ساحر سے بڑا فرق ہی اگر غلام معروف نہ ہوتا بندگان عالی کے واسطے بڑی مشکل تھی خیر خواہان دولت نے عرض کی کہ دونون حریفون کے لشکر میدان مین آ گئے رستم نے فوراً سلاح ذات پر آراستہ کیے لشکر ساحران و غیر ساحران کے آگے آگے حملک رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے میدان مین آکر پہونچے دیکھا کہ ایک طرف لشکر زور آور اور ایک جانب لشکر ہفت سر لیکن زور آور نے جو طلسم کشا کو بہ این شوکت و شان دیکھا جل گیا گینڈے کو بڑھا کر سراپا میدان کا دکھایا نیزہ ہلایا کیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان و اے زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم نوجوان زور آور اگر ارادہ کرون تو پہاڑ کو اُکھیڑ کر پھینک دون گا اور زمین میری فوج کا بار نہ اُٹھا سکے سواے طلسم کشا کے اور کسی کو نہین چاہتا رستم نے مرکب نکالا کاہن نے کئی مرتبہ عرض کی کہ غلام جاے لشکر ساحران جہانگیر ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ سحر کرین تو باعث

خرابی ہو رستم نے نہ مانا فرمایا ہمارے قبلۂ کعبہ کا یہ قانون نہین جسکو حریف بلائے وہی میدان مین جائے
اب ہم مرکب نکال چکے ہمکو نہ روکو یہ فرما کر گھوڑا اڑھایا گھوڑے نے کنوتی بدلی آنکھین ابل پڑین
فر فر نتھون سے صدا بلند طرارے بھرتا ہوا آتا ہو ملکہ نے جو دیکھا کہ طلسم کشا برائے مقابلۂ نوجوان
آ پہونچے بہ نگاہ غور دیکھنے لگین آ کر نگاور زن ہوے پانچ قدم گینڈا نوجوان کا اور تین قدم رستم کا
گھوڑا پیچھے ہٹا ملکہ خوش ہوئین زور آور یہ جو جمال رستم دیکھا جل گیا جی مین کہتا ہو کہ یہ تو خود
معشوق ہی کیون نہ اسکو ناز مین جاسے ہم پہلوان سپاہی وضع لیکن لازم یہ ہو کہ سامنے معشوقہ کے اسکو
چیر کر پھینک دون کہ معلوم ہو سپہ گری یہ چیز ہی یہ کہکر طرف لشکر ہفت سر کے دیکھا نیزہ طلسم کشا پر
مارا طلسم کشا نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی تینون لشکر دیکھ رہے ہین اور ملکہ سنبل
بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین ہر مرتبہ فرماتی ہین کہ دیکھو طلسم کشا نے زیادتی کی کیا لطف سے بند نیزے
کے کھول رہے ہین ہر مرتبہ خانہ زرہ مین سنان نیزہ رکھ دیتے ہین جسم سیاہ اسکا اسپر قطرہ خون کا ابھر
آتا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ تختۂ آہن پر سُرخ نقطے دیتے جاتے ہین دیکھنے والے تعریفین کرتے
ہین ہر ایک کا قول ہی یہ فرزند صاحبقران فنون سپہ گری مین طاق علوم و فنون مین شہرۂ آفاق اس سے
کون سر بر ہو سکتا ہی چالیس طعنین رد و بدل ہوئین اکتالیسوین طعن پر وہ پیچھے ہٹ گیا رستم نے
نیزہ کا نوک کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نکل گیا اسنے پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا یہ وہ تلوار ہی کہ اگر پہاڑ
پر مارون تو تا بیخ کاٹون یہ کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کپتیان پر روکا ملکہ خوش ہو کر
اُچھل پڑین بے اختیار منھ سے نکل گیا فنون سپہ گری انکے ملازم ہین کیا دار روکا ہی اُلجھا دے سے
ہاتھ نکال کر آواز دی کہ او مغرور خبردار ہاتھ تیغہ کپتیان کا مارا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ
کپتیان ساتھ ہی جن کا تیغ دست زبردست رستم سے سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹکر خود و
دوبلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹکر سراسر گلے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب صندوق سینے
سے مانند سیماب اُتر کے بنا سے فساد کو ویران کر کے مع گینڈے چار ٹکڑے کیے ملازم اسکے چار پانچ
لاکھ لاش اپنے آقا کی دیکھکر تلوارین کھینچکر رستم پر آ پڑے سحر کرتے ہوے جو یہ لوگ بڑھے سیماب تڑپ کر
گری ایک طرف سے کاہن نے بڑھکر گود مار لی سی کے سر کٹے ملازمان نوجوان بہ جانبازی لڑ رہے
ہین چاہتے کہ طلسم کشا کو گھیرلین ساحر دوڑتے آ کر رستم کو گھیر لیا ملکہ سنبل اسنے بھائی سے کہا کہ اگر تمھاری خوشی ہو

تو ہم باغی کے لشکر کو تباہ کرین ہفت سر نے کہا کہ لبنان جیاودن کو مار لو ملکہ عادین اُڑا کے بیچ غول
مین فوج کے پہونچین چار طرف چار گولے ملا سہر گوے مین دس پانچ کے سر پھٹے اور سو دو سو کے سر اُڑ گئے
قلب فوج مین **انقباد** جادو کہ سپہ سالار لشکر ہی فوج کو ترغیب دیتا ہوا علمدار کو بڑھاتے ہوے آتا ہی
جہان علم ٹھہرا دیا اُسی نشان پر فوج جم باقی ہی **انقباد** بھی جم کے سحر کرتا ہی ہزار ہا غیر ساحر دنکو اسنے
مارا جب گولہ پھینکا اُس سے دھوان نکلا سو دو سو نابینا ہو سے زیر کوہ سر ٹکرا کر مر گئے رستم ملازمون کے
مرے پر کف افسوس ملکر رہجاتے ہین چاہتے ہین کہ جاکر **انقباد** کو قتل کرون فوجون کا اُسکے ساتھ
ہجوم ہی ایک پلٹن کو ہٹایا دوسرا رسالہ آکر جم گیا ایک رسالہ ہٹا دو پلٹنین آکر جم گئین تا به **انقباد** پہونچنا
دشوار ہی ملکہ نے جو کئی مرتبہ دور سے اُسکی بدعت دیکھی اور رستم کو کبیدہ دیکھا بہت ناگوار ہوا ملکہ نے
پکار کر آواز دی کہ او نامرد ساحر پر سحر کر غیر ساحرون کو قتل کر کے بہت پھولا ہی شوکت پر سحر کر کے
اپنے کو بھولا ہی اسنے گولہ ملکہ پر مارا ملکہ نے اُس گولے کو ہاتھ پر روک لیا اپنا قطرہ خون کا اُسپر ڈالا
آواز دی ای باغ دہار رنگ بہار دکھا دے جیسے ہی گولہ مارا گولہ جاکر پھٹا تختہ سبزے سر سبز ہونے لگے
پتون نے تالیان بجائین رخ گل پر سرخی آئی غنچے چٹکے طائر زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کرنے لگے گولہ
جو پھٹا اُس سے دھوان جو نکلا ایک ابر سیاہ بنکر تیار ہوا ابر سیاہ سے تلوارین برسنے لگین اُس ابر
سے آواز آئی کہ ای **انقباد** صاحب بیداد ذرا سر اُٹھا کے دیکھو اسنے سر اُٹھایا دیکھا کہ ابر پھٹا
ایک نازنین مہجبین نے سر نکالا لاکھا ہونٹون پر جما ہوا اُسپر سُرخی خون عاشق ہونٹون سے
مسیحائی ظاہر دندان گوہر آبدار بلکہ آب گوہر پانی بھرے دہن غنچہ گلزار خوبی قد سرو باغ محبوبی
کاکلین چہرے پر لہراتی ہین یہی چاہتی ہین کہ دل عاشق کو ڈسین یا زنجیرین ہین کہ چاہنے والے
کو اُنمین کسین **انقباد** گھبرا کر بے اختیار پکار اُٹھا نظم

اُسکا مقتول ہون مین جسکا بدن دُہرا ہی — گو اکہرا ہی مرا جسم کفن دُہرا ہی
جسے اقرار تھا آنے کا گیا غیر کے گھر — تجھے شکوہ مجھے ای عہد شکن دُہرا ہی
رنگ ہی پر نہ دھوچ اور نہ وہ بو تجھ مین — ذوق اُن زلفون کا ای مشک ختن دُہرا ہی
کوے جانان مین گیا ہی تو عدم کا ہی کوچ — روح ایک اور سفر ای اہل وطن دُہرا ہی
باغ مین سیر رخ یار بھی ہی مدت بعد — آج پھولا ہوا نظرون مین چمن دُہرا ہی

بکھری زلفون مین جو ہین چاند سے دونون عارض
ہوش بیہوش کو آجاتا ہی ہشیار کو غش۔
قد موزون سے مگر بار خجالت پایا
کان تک پہونچا تو عارض سے ملی اور چمک
خار غم سینے مین اور پانون مین صحرا کے خار
کوے جانان کی فضا ہی نہ بیابان جانان ہی
شمع فانوس سے روشن وہ سراپا ہی قبول

ہم سمجھتے ہین کہ یہ چاند گہن ڈہرا ہی
ایک ہی پر فرہ سیب ذقن ڈہرا ہی
آج تو کس سے لیے ای سرو چمن ڈہرا ہی
آب مین آگے سے اب دُرِ عدن ڈہرا ہی
غم یاد وطن و اہل وطن ڈہرا ہی
دشت غربت مین غم ای اہل وطن ڈہرا ہی
گو کہ دو ہر تلے پنہان وہ بدن ڈہرا ہی

جب اسطرح اُس نازنین نے یہ اشعار القباد سے سُنے ہنس کر آواز دی کہ ارے کیون دیوانہ ہوا ہی ساتھ والون کو تو ساتھ لے دیکھ صحرا کس بہار پر ہی عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی سُن رہا ہی کیا کیا غزلین گاتی ہین خاص تجھی کو سناتی ہین تو کتنی فوج کا افسر ہی القباد نے آواز دی ساٹھ ہزار فوج کا افسر ہون اُس نازنین نے کہا کہ اُن سب کو ساتھ لے اپنے قلعے پر چل کمیل نیزہ باز سے جنگ کرنا لیکن جو کام کرنا ہماری یاد رہے بھول نہ جانا ہم منزلون سے تیرے مشتاق ہو کر آئے تجکو بھی کچھ خیال رہے یہ کہنا تھا کہ القباد نے گینڈا پھیر اُ پکار کر آواز دی کہ بھائیو آداب اس کشاکش سے نکل چلو افسر نے ناحق جان دی طلسم کشا کو کیا سمجھا تھا طلسم کشا حقیقت مین رُستم ہی دیکھو کس زور سے لڑ رہا ہی جس غول پر گیا افسری کو تاک کر مارا فوجون کو بے سردار کر دیا لاشون سے افسرون کے میدان بھر دیا اب اس جوان سے مقابلہ کیا ضرور اپنے قلعے پر جا کر سمجھ لین گے ساٹھ ہزار جوان اسکی پشت پر آئے علم فوج بھی ساتھ ہو سب کو لیکر طرف قلعے کے چلا جب نظرون سے سبکی وہ نابود ہوا ملکہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ ابر سیاہ اور وہ نازنین غائب جنگل مین پھر خاک اُڑنے لگی رنگ زرد چہرون کے متغیر ہفت سر نے طبل امان بجایا رستم بھی اپنی فوج لیکر چلے کاہن ہنستا ہوا حاضر ہوا عرض کی کہ ای شہریار آج جنگ مین ملکہ سنبل ہفت گیسو نے کیا کار نمایان کیا کہ القباد کو دیوانہ کر کے طرف قلعے کے روانہ کیا اب وہ قلعے پر جا کر آفت برپا کریگا رستم نے کہا کہ وہ قلعہ تو اسلام آبادی کاہن نے عرض کی کہ جو کچھ ہو وہ اب پھیرے تو پھر سے ملکہ جو پلٹ کر آئین بھائی سے کہا کہ آپ نے دیکھا مین نے القباد کو کہان روانہ کر دیا اب جا کر قلعہ ویران کریگا مُنکہ

ہفت سر نے کہا کہ طلسم کشا برائے حصول زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر آیا ہی اسکے لیے
کیا تدبیر کرون ملکہ نے کہا کہ آپ بیٹھیے ہم اسکی بھی تدبیر کرلین گے یہ کہکر طاؤس پر سوار ہوئی طرف لشکر طلسم کشا
کے چلی یہان رستم بیٹھے ہین کہ ملکہ آکر یہ سخن رستم سے کہا کہ ای ملکہ عالم تمنے القباد کو طرف قلعے
کے روانہ کر دیا وہ جا کر وہان آفت برپا کریگا وہان کمیل نیزہ باز ہی وہ مسلمان ہو چکا ہی ہم اس قلعے
کو فتح کر آئے ہین اگر ہوسکے تو اسکو روکو ملکہ نے کہا کہ کنیز ابھی روکتی ہی یہ کہکے ایک گولہ اسطرف پھینکا
اور آواز دی کہ ای بہار پیرا القباد کو چھوڑ دے وقت وہ تھا کہ القباد سامنے قلعے کے پہونچا تھا چاہتا
تھا کہ قلعے پر یلغر کرے کہ ایک ہوائے سرد چلی القباد رک گیا کمیل کے قدمونکو بوسہ دیا کہا کہ تمہارے
آقا نے مجکو بھیجا ہی مین تمہارے ساتھ قلعے کی حفاظت کرونگا کمیل و القباد قلعے مین رہنے لگے انتظار
مین اپنے آقا کے بیٹھے ہین ہرکارے واسطے خبر کے روانہ کر دیے کہ دیکھو آقا کس مقام پر ہین ہرکارے
روانہ ہوگئے یہان ملکہ نے بعد انتظام القباد و رستم سے عرض کی کہ آپ لشکر کو لیے فرو کش
رہین ہفت سر کو خوف پیدا ہوا ہی اور کثیر فکر مین ہی نہین معلوم اسنے زرہ ہفت جوش و تیغہ
ہفت جوہر کہان رکھا ہی اس قلعے مین نہین ہی اور ہفت سر آپکے آنے سے کانپ رہا ہی
جسدن اسنے مجکو بتایا مین لاکر حاضر خدمت کرونگی کیا مجال ہو کہ کوئی اس مقدمہ خاص مین دخل دے
یہ کہکے ملکہ رخصت ہوئین اپنے قصر مین آئین اسباب سحر رکھوکے باہر نکلین ہفت سر نے
پوچھا کہ ای نور نظر کہان گئی تھین ملکہ نے کہا کہ کہین نہین مگر بھائی صاحب آٹھ پہر اسی فکر مین ہون کہ طلسم کشا
کو گرفتار کرون سیماب و کاہن آٹھ پہر اسکے ساتھ رہتے ہین لیکن بھائی صاحب یہ تو بتائیے
کہ آپنے تیغہ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوش کہان رکھی ہی اگر مجکو معلوم ہو تو مین بھی اپنے
موکل مقرر کرون وہان کوئی نہ جاسکے ہفت سر نے کہا کہ ای نور نظر یہان سے بارہ کوس
پر ایک قلعہ ہی اسکو قلعۂ لقمان ثانی کہتے ہین لقمان بردبار وہان کا حاکم و ناظم ہی اسکے قبضے مین
تیغہ ہی اور زرہ ہفت جوش وہان سے آگے بڑھکر بارہ کوس پر ایک اور قلعہ ہی اور قلعۂ زنار ایسکا
لقب ہی ملکہ زنار بلا افگن وہان کی حاکم و ناظم ہی جب یہ دونون قلعے فتح ہون تو یہ اشیا ملین مگر تم کسی سے
یہ ذکر نہ کرنا تمام طلسم مین مشہور ہی کہ ہفت سر حاکم اشیاے مذکور ہی طلسم کشا آیا ہی پڑا رہیگا آخر
مجبور ہو کر چلا جائیگا مجھسے ان اشیا کو کیونکر پائیگا ملکہ سنبل ہفت گیسو یہ سنکر خاموش ہو رہین کہا

بھائی صاحب بھلا مین ذکر کرونگی سحر روانہ کرتی ہون قلعۂ لقمان ثانی پر کہ قلعے کو گھیرے رہے جو کوئی جانے کا قصد کرے اُسے روکے قلعے مین نہ جانے دے تب روز یہان یہ معرکہ درپیش ہوا لقمان بُردبار کو ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا تا بہ قلعۂ ہفت سر پہونچ گیا بعد استیصال ہفت طلسم کشا اسلاف کا تیخ کریگا سے چند نقاش مقرر کیے کہ طلسم کشا کی تصویرین ذ نقاش روانہ ہوے لشکر رُستم مین آئے ایک نقاش بہزاد نامے نہایت دلیر اور کاردان ہر وقت دربار بارگاہ طلسم کشا مین آیا جھک کر سلام کیا عرض کی کہ ای شہریار امیدوار ہون سرکار کی تصویر کھینچون تمام طلسم مین تصویر آپ کی بھیجی جائیگی کہ تمام شاہان دربند دیکھین اور تصویر دیکھکر خائف ہون رُستم نے کہا کہ کھینچ لو بہزاد نے تصویر کھینچی تصویر کھینچ کر لے گیا لا کے لقمان بُردبار کو دی لقمان تصویر لیے ہوے اُٹھا بیٹی اسکی شعلۂ جوالہ نہایت حسین ہی اُسکو دیکر کہا ای نور نظر اس شکل کے آدمی کو جو کوئی لائے قدرت پر احسان ہوگا شعلۂ جوالہ نے وہ تصویر ہاتھ مین لی بغور دیکھا کہ ایک جوان شیر صولت رُستم شوکت دنگل زرین پر بیٹھا ہی تیغہ کمر مین قریب دنگل زرین پشت پر ایک عیار شل گلدستے کے کھڑا ہی مگس رانی کر رہا ہی گرد بڑے بڑے ساحر تصویر زیبا دیکھکر شعلۂ جوالہ بہت پھڑکی مگر کیا جواب دے دل پر صدمہ لیا رات بھر جاگی تڑپا کی اسی خیال مین کہ اس شیر تک کیونکر پہونچون آخر خیال مین آیا کہ سنبل ہفت گیسو قلعۂ ہفت سر پر موجود ہی وہ ہماری دوست ہی اُس سے چلکر بیان کرین وہ نہایت عقیل ہی شاید کوئی تدبیر بتائے یہ سوچ کر طاؤس پر سوار ہوئی طرف قلعۂ ہفت سر کے چلی یہان ملکہ سنبل ہفت گیسو اپنے قصر مین بیٹھی ہین کہ لکۂ ابر سامنے سے پیدا ہوا ملکہ سنبل کھڑی ہوگئین رفیقون سے کہا کہ ہماری بہن آتی ہین استقبال کرکے شعلۂ جوالہ کو مسند پر بٹھایا بعد شراب وکباب پوچھا مزاج کیسا ہی شعلۂ جوالہ نے آہ کی کہا کہ تم ہمارے رنج وراحت کی شریک ہو ہماری عجب کیفیت ہی اجو یہ صورت ہی نظم

شوقِ دیدار مین جو حد سے گذر جاتا ہون
یار آنے نہین پاتا ہی کہ مرجاتا ہون

حالِ دل کرتا ہون اور ونکے فسانے مین بیان
نام جب پوچھتے ہین صاف مکر جاتا ہون

روح آتی ہی شہیدون کی سہیے استقبال
سر بکف کوچۂ قاتل مین اگر جاتا ہون

موت آجائے تو جانون کہ ہوا آج وصال
کب شبِ ہجر کے آنیسے مین ڈر جاتا ہون

کربلا کوچہٴ سفاک ہی قاصد نہ پھرا — سر بکف آپ مین لینے کو خبر جاتا ہون
نہ ملا مجکو کہین عالم امکان مین پتہ — اب عدم ڈھونڈھنے کو اُن کی کمر جاتا ہون
ہین وہ عیار تو مین بھی نہین اُنسے کچھ کم — بوسے لیتا ہون اور صاف مکر جاتا ہون
بزم اغیار مین جب وہ نہین ہوتے ہین دوچار — خود بخود چشمون کی نظرون سے اُتر جاتا ہون
رُخ کا مشتاق ہون اور زلف کا سودائی ہون — کوچہٴ یار مین ہر شام وسحر جاتا ہون
قیس وفرہاد مرا ساتھ بھلا کیا دین گے — منزل عشق مین مین اُنسے گذر جاتا ہون
جاکے کرتا ہون کبھی پیر مغان سے بیعت — توبہ واعظ کے کبھی سامنے کر جاتا ہون
شب معراج سے مجھے ہوتی ہی رعنا شب ہجر — روے جانان کے تصور مین جو مر جاتا ہون

اس طرح سے یہ اشعار شعلہٴ جوالہ نے پڑھے سنبل تو خود چوٹ کھائے ہوے تھی یہ اشعار سنکر بیقرار ہو گئی کہا کہ کیون شعلہٴ جوالہ اسقدر گرم مزاج ہو رہی ہو کہ باتون مین دہن سے دھوان نکلتا ہی شاید کلیجہ جلتا ہی کس ظالم پر مائل ہو مین کیسے تیرہ ! دردی گھائل ہو نین ملکہ نے بغل سے تصویر نکالکر سامنے سنبل کے پیش کی کہا کہ اس ظالم نے متاع صبر وشکیبائی کو لوٹا سنبل نے دیکھا کہ تصویر طلسم کشا ہی گھبرا گئی مگر سوچی کہ طلسم کشا تو اپنے زمانے کا یوسف ہی جو دیکھیگا وہ عاشق ہوگا لیکن یہ دختر لقمان بردبار ہی جو تخت کا حاکم ہی اسکی ذات سے پتہ ملے گا یہ سوچکر کہا کہ وہان دربار یوسفی ہی جسبوقت جا ہو چلی جاؤ وہان روک ٹوک نہین ہی عاشق پہلو مین بیٹھے ہین ملک ومال چھوڑکر ساتھ دیا سلطنت چھوڑی طلسم کشا بھی اُنپر مہربان ہین تم بھی چلی جاؤ دیکھو مین سفارش نامہ لکھدون شعلہٴ جوالہ نے کہا کہ کیا تمکو طلسم کشا پہچانتے ہین سنبل نے کہا کہ تحریر سے آگاہ ہوجائین گے تمکو بھی پہچانین گے سنبل نے رقعہ لکھا کہ ای پروردہ صحبت ! ! ای غزال صحراے بے اعتنائی زاد اللہ حسنکم شعلہٴ جوالہ طالب دیدار فیض آثار حاضر خدمت فیضدرجت ہوتی ہین دیدار سے اُنکو سرفراز فرمائیے زرہ ہفت جوش کا انسے پتہ ملیگا انپر سرفرازی فرمایئے گا راقمہ رقیمہ نیاز سنبل ہفت گیسو عاشق جمال یہ رقعہ شعلہٴ جوالہ کو دیا کہا کہ لو مین اسکے ذریعہ سے جاؤ شعلہٴ جوالہ طاؤس پر سوار ہوئی رقعہ لیکر چلی یہان دربار مین رستم بیٹھے ہین کاہن سے باتین کر رہے ہین یہ ذکر درپیش ہی کہ دیکھیے زرہ ہفت جوش کیونکر ملے کہ برق چمکی شعلہٴ جوالہ آکر پہونچی زمین پر آئی طلسم کشا کو دیکھا کہ محفل شوکت پر جلوہ فرما ہین یا تو

تصویر دیکھی تھی یا صاحب تصویر کو دیکھا پسینہ آگیا رعب و دبدبہ دیکھکر بے تسلیم خم ہوئی رُستم نے بھی
جمال بیمثال شعلۂ جوالہ کا دیکھا کہ عارض رشک قمر ہین سیمبر سمن عذار سرو قد خورشید خد شیرین گفتار عشوہ زن
رفتار رعنا نت گوہر لبون مین سجائی سراپا کی رعنائی و زیبائی دیکھکر فرمایا کہ ای محبوب دلنواز کیونکر
آنیکا اتفاق ہوا شعلۂ جوالہ نے وہ رقعہ پیش کیا رستم نے وہ رقعہ پڑھکر کاہن کو دیا کاہن نے
بڑے اعزاز و اکرام سے شعلۂ جوالہ کو بٹھایا جب شعلۂ جوالہ بیٹھ چکی کاہن نے کہا کہ ای ملکۂ عالم
تمھارے والد نامدار زرہ ہفت جوش کے حاکم ہین ہو سکتا ہی کہ زرہ ملے شعلہ نے کہا کہ طلسم کشا
میرے ساتھ چلین مین بیرون شہر ایک پہاڑ ہی اُسپر آنکو ٹھہراؤن جاکے دریافت کرون جسطرح
بنے زرہ ہفت جوش لاکر شاہزادے تک پہونچاؤن اور تیغۂ ہفت جوہر کی بھی تدبیر کرونگی
طلسم کشا تیغہ ٹیک کر اُٹھے شعلۂ جوالہ نے اپنے ہمراہ طاؤس پر سوار کر لیا سمک نے
بھی اُچک کے طاؤس کی دم پکڑ لی شعلۂ جوالہ نے کہا بھی کہ تنہا آپ چلین کاہن نے کہا کہ آقا کو اکیلا
نہ جانے دینگے مقام خوف ہی ہم بھی ساتھ چلینگے لالہ عذار نے کہا کہ مین بھی چلون سیماب جادو
وغیرہ یہ سب ہمراہ طلسم کشا ہین شعلۂ جوالہ نے طاؤس اُڑایا اور عقب مین یہ لوگ بھی چلے ایکطرف
سے کاہن اور ایک طرف سے لالہ عذار اور ایک طرف سے سیماب اور ایک طرف سے
سیمتن روانہ ہوئین شعلۂ جوالہ کوہ عجائب پر آئی طلسم کشا کو لاکر مع عیار کوہ عجائب پر اُتارا
سمک ساتھ ہی شعلۂ جوالہ طرف قلعے کے گئی لقمان بُردبار بیٹھا تھا کہ بیٹی آکر پہونچی کہا کہ کیون والد
اب طلسم کشا جب قلعۂ ہفت سر کو تسخیر کریگا اور وہان زرہ ہفت جوش نہ پائیگا تو پھر اسطرف
کا ارادہ کریگا اُس وقت مشکل پڑیگی زرہ ہفت جوش آپ نے کہان رکھی ہی لقمان نے کہا کہ ای
نور نظر تیری باتون سے مجھے کھٹکا ہوتا ہی نازنینان مہجبینان نے ملک مٹانے مین نہ بتاؤنگا ملکہ شعلہ
خاموش بیٹھی ہین باپ کی بات کا جواب نہین دیتین کہ وزیر اعظم لقمان بُردبار کا آیا اُسنے دست بستہ
عرض کی کہ اگر حکم ہو تو خزانے سے زرہ کو نکال لاؤن ہر چند لقمان نے اشارہ کیا وزیر یہی کہے
جاتا ہی کہ خزانے مین رکھنا ایسے تحفۂ نایاب کا مناسب نہین شعلۂ جوالہ نے وزیر سے پوچھا وزیر
نے صاف کہدیا کہ زرہ ہفت جوش خزانے مین ہی آپ اُسکے لانے کا حکم دین تو مین دبلنے
اُٹھا لاؤن لقمان تو خاموش ہو رہا وزیر اعظم چلا کہ زرہ نکالون ملکہ نے وزیر کو اشارہ کیا کہ زرہ

ہمارے پاس لاؤ باوا جان کی عقل مین فتور ہو اور یہ بات عقل سے سراسر دور ہو کہ زرہ ہفت جوش
ایسے ہنگامے مین کسی اور کے پاس رہے وزیر نے جاکر زرہ نکالی پاس ملکہ کے آیا عرض کی کہ غلام
زرہ نکال لایا ملکہ نے زرہ لے لی کہا کہ لشکر مین جاؤ لشکر کا انتظام کرو فوجین ہر وقت تیار رہین وزیر
فوج مین گیا سردارون کو ہوشیار کرتا پھرتا ہو کہ یارو ہوشیار رہو جتنی فوج جسکے سپرد ہو شاہ کا حکم ہو کہ وہ
تیار رہے اب ملکہ نے زرہ پائی خیال مین آیا کہ چلکر رستم کو دیدیجیے یہان رستم جس گوشے مین ملکہ
ٹھا گئین وہین بیٹھے ہین سمک پھرنے لگا گلستان کو دیکھتا پھرتا ہو قضاے کار عجائب جادو جو اس
کوہ کی حاکم ہو اسکی کنیز صندل نامے کسی کام کو نکلی تھی اُسنے دیکھا کہ ایک عیار وضع قلندر وہ زلفی
سے آراستہ بالاے کوہ پھر رہا ہو اسنے سحر کیا سمک چلتے چلتے رکا سمک کو پکڑ کے پاس عجائب جادو
کے لیگئی کہا کہ حضور یہ مکار کہان سے آیا آپ کے پہاڑ پر پھر رہا تھا بخوف صاف ظاہر تھا کہ یہ پہاڑ
کے حاکم ہین عجائب نے پوچھا کہ اسے تو کیسکے ساتھ آیا اس کوہ عجائب پر کہ کمند وہم وخیال
بھی نہین پہونچی تو کیونکر پہونچا سمک نے کہا کہ ملکہ شعلہ جوالہ بیٹی لقمان جُرد بار کی آسمان پر
اُڑا کے لائین آقا کو بھی پہاڑ پر اُتارا ہین اُنکا عیار ہون سمک بن عمرو میرا نام ہو وہ زرہ لینے
گئی ہین ہم اُنکا انتظار کرتے تھے اسوجہ سے پہاڑ پر پھر رہے تھے پوچھا اسنے کہ آقا تمھارے
کہان ہین سمک نے کہا کہ وہین پہاڑ پر بیٹھے ہین چلکر گرفتار کرلو عجائب جادو اُٹھی آکے دور سے
دیکھا کہ ایک جوان حور مثال آفتاب جمال مثل شیر کے بیٹھا ہوا ہو قضاے کار عجائب نے ایک
گوشے سے چھپکر دیکھا کہ گھاٹی سے کوہ کی ایک شیر ببر نکلا دھرو کا مارکر رستم پر آیا دونون پنجہ مارے
کہ گوشت جسم کا نپچ لون رستم نے تلوار کھینچ کر ایک ہاتھ مارا کہ دونون اگلے ہاتھ شیر کے اُڑگئے
منھ کے بل زمین پر گرا رستم نے اُٹھکر دوسرا ہاتھ مارا کہ شیر کے دو ٹکڑے ہوے شیر کو مارکر
پھر بہ اطمینان بیٹھے عجائب جادو اس جرأت پر عاشق ہوگئی اسیر طرۂ گیسو وذبح خنجر ابرو ہوئی
نظارۂ جمال دور سے کرنے لگی اسی عرصے مین شعلہ جوالہ زرہ لیے ہوے آئی لاکر رستم کو دی رستم نے
کہا کہ عیار ہمارا کہان ہو شعلہ جوالہ پہاڑ پر ڈھونڈھتی ہوئی چلی عجائب نے دل مین کہا کہ اگر یہ میرے
مکان پر پہونچ جائیگی وہان اُسکو قید دیکھیگی تو برہم ہوگی مین اسکو سحر کرکے گرفتار کرون رستم نے
زرہ کو پہن لیا عجائب نے پشت پر آکر سحر کیا شعلہ جوالہ رکی ایک نخل کے سائے مین شعلہ کو روکا

آپ یہان سے بھاگی جا کر لقمان بُردبار سے خبر کی کہ آپ کی بیٹی نے غضب کیا طلسم کشا کو لائی طلسم کشا
زرہ ہفت جوش پہنے ہوے بالاے کوہ بیٹھے ہین عیار اُنکا میرے مکان پر قید ہی لیکن وہ شیر نہایت
صاحب جرأت و شوکت ہی آپ کو چاہیے کہ مجکو سحر کر کے بصورت ملکہ شعلہ جوالہ بنائیے مین زرہ و کلاہ
ہفت گوشہ اُنسے لے لون تب آکے گرفتار کیجیے لقمان نے یہی کیا کہ سحر کر کے عجائب کو بشکل شعلہ
بنادیا عجائب سامنے رُستم کے آئی کہا کہ ای شہریار ابھی تک عیار کا پتہ نہین لگا زرہ ذرا مجھے دیجیے
مین باپ کو بھی گرفتار کر لون رُستم نے بلا تکلف اُتار کے دیدی کہا کلاہ بھی بر لے چند ساعت دیجیے
رُستم نے کلاہ ہفت گوشہ بھی دیدی دونون چیزین لیکر اُسنے للکارا کہ ای طلسم کشا تمھاری قضا
کھینچ لیکر یہان آئی تھی بی شعلہ جوالہ بھی گرفتار ہو گئین منم عجائب جادو عجائب کی آواز سُنکر
لقمان بُردبار بھی آیا لقمان نے سحر کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی زمین سے لیے پاؤن تھام لیے
لقمان نے عجائب سے اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو اُٹھا لے عجائب نے سحر کیا کہ آگے آگے عجائب پیچھے پیچھے
رُستم چلے مگر دعائین مانگتے ہوے کہ ای ربّ پاک ذات اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے آپ تھے زرہ لینے
پر گرفتار ہوے اب نہین معلوم کہ یہ کہان لیجائے تو رحیم و کریم و سمیع و علیم ہی **نظم**

میرسد آخر بگوش حق صداے مستغیث	مرحبا گوید خدا بر نالہاے مستغیث
کوہ گردد کاہ از سوز صداے مستغیث	موم گردد سنگ خارا از نواے مستغیث
حاکم از حال دل محکوم میدارد خبر	قاضی الحاجات داند مقتضاے مستغیث
یار کے یابد بجز سائل بدربار شہان	کے رسد بر درگہ والا سواے مستغیث
نشنود کس استغاثہ جز شہ فریاد رس	کس بجز منعم نگردد آشناے مستغیث

آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین یہان سمک صحن مکان عجائب مین بیٹھا تھا ہتھکڑیان بیڑیان پہنے
ہوے کنیزین گرد گھیرے ہوے صندل ہر مرتبہ ٹھوکر مارتی ہی کہتی ہو دیکھو تھوڑی دیر مین تیرے آقا
بھی گرفتار ہو کر آتے ہین زرہ و کلاہ بھی نے لیجائیگی بی شعلہ نے بڑی آگ لگائی جو سمک کچھ بولتا ہی تو
صندل مار بیٹھی ہی سمک اپنی جان سے بیزار بیٹھا ہی کنیزین چاؤن چاؤن کر رہی ہین کہ لالہ عذار
کا اُسطرف گذر ہوا سمک کو قید دیکھا سحر کیا کہ بجلی گری کنیزون کے سر اُڑنے لگے بھوتڑے
نرچے ہین ملکہ لالہ عذار نے سب کو مار کر ڈالدیا سمک بلدائی کو رہا کر لیا سب حال جو گذرا تھا

سمک نے بیان کیا لالہ عذار نے سمک کو اُٹھا لیا کاہن جھومتا ہوا چلا دو سے دیکھا ایک ساحرہ
اشارے کرتی ہوئی آتی ہے رستم چلے آتے ہین کاہن دیکھکر جل گیا للکارا ارے تو کون ہے کہ جو بھاگے
آقاے نامدار کو یون لیے جاتی ہے اب کہان جائے گی یہ کہکے کار بحر تیغ ماری لقمان بردبار نے جو نشست میں
تھا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھا ایک ساحر نے عجائب جادو کو مار لیا رستم کو رہا کر لیا رستم فرماتے ہین ای
کاہن زرہ کی تلاش مین کلاہ بھی لگی اسی ملعونہ کے پاس ہے کاہن نے اُسکے پاس تلاش کیا زرہ و کلاہ کچھ نہ پائی کہا
لگی اور بھی بیان ہوگا لقمان بردبار ایک نخل کی آڑ مین کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ عجائب جادو قتل ہوئی
ایک ساحر زبردست چہار طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھ رہا ہے لقمان یہ سب معرکے دیکھا پر پرواز پیدا کرکے اُڑا
کہ قلعے مین جاؤن جیسے ہی سرحد کوہ سے باہر نکلا دیکھا ایک ابر سیاہی گھرا ہوا ہے کہ جسکی وجہ سے رستہ بند ہے
دوسری جانب سے چاہا نکلون دیکھا چند پتلے چاندی کے تیغے لیے کھڑے ہوئے ہین پکار رہے ہین
ارے آ اسطرف سے نکلجا یہ سمجھا کہ یہ سحر خداوند کا ہے یا کسی مددگار کو بھیجا ہے پتلون کی جانب چلا
چاہا کہ اسی جانب سے نکل جاؤن پتلون نے اُسے گھیر لیا تیغہ پڑنے لگا لقمان بیتاب اور بیقرار ہے
کہ کدھر سے نکلون تیغے میٹ کے بلند ہوا چاہتا ہے اپنے قلعے مین یہ جیون بلند ہو کے دیکھا کہ افسران
فوج تیار کھڑے ہین اسنے پکار کر آواز دی ارے براے خداوند ہفت پیکر مجھکو آکر ان ساحرون سے
بچاؤ سب افسر دوڑ پڑے دیکھا ابر سیاہی گھرا ہے کدھر سے جائین ساحرون نے آکر ابر پر گولے مارے
ابر پھٹا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین تخت پر سوار ابر کے اندر سے ظاہر ہوئی پتلون کو اشارہ
کر رہی ہے جو پتلہ سامنے لقمان کے جاتا ہے لقمان گولہ مار دیتا ہے کسی کا سر پھٹ گیا کسی کے سینہ کو توڑ کر
پار گذرا کہ پہلو سے آواز آئی منم آفتاب فلک سیر آتے ہی کار دو سحر ماردی لقمان اڑا کھڑا کے
گرا لاکھ کار دو کو روکا مگر دو وزر کی سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام
لقمان بردبار جادو بود شعلہ جوالہ سحر مین عجائب جادو کے قتل کا تھی لیکایک پہاڑ کانپا اور شق ہوا کہ
کان مین آواز باپ کے مرنے کی آئی اور عجائب جادو کے مرنے کی صدا پہلے ہی سن چکی تھی مگر لہر سے
دفع ہو چکا تھا ارادہ تھا کہ چلکر طلسم کشا سے ملون باپ کے مرنے کی آواز سن کے اور زیادہ ہوشیار
ہوئی آکر طلسم کشا سے ملی اور افسران فوج لقمان کے مرنے کی صدا سنکر بھاگے شعلہ جوالہ نے آکر
رستم سے عرض کی کہ آپ صاحب اقبال ہین مجھکو بدل لیا تھا اور عجائب میری شکل پر بھی آپ کے

ساتھ کے ساحرون نے سب کو مارا اسی کے پاس زرہ ہوگی رستم نے کاہن سے کہا کاہن نے آکر
نعش لقمان کی تلاش کی جھولی سے زرہ و کلاہ نکلی لاکر رستم کو پہنائی کلاہ سر پہ رکھی جا کر قلعے مین
بلوہ مچا دیا کہ لقمان مارا گیا طلسم کشا آتا ہے جو استقبال کریگا وہ آبرو پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا
عجب طور سے زرہ انکو ملی کسی کا احسان اٹھانا نہ ہوا لاکھون ساحر واسطے استقبال کے نکلے طلسم کشا پشت
مرکب پہ سوار زرہ ہفت جوش زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ بر سر انور سمک بن عمرو قنطور ہاے
زر بفتی سے آراستہ جست و خیز کرتا ہوا پشت پر آفتاب فلک سیر ایک جانب لالہ عذار ایک طرف
سیماب جادو اس کروفر سے جو طلسم کشا کو آتے دیکھا رئیسان شہر بڑھکر قدمبوس ہوے قضائے کار
مضمار ابلق سوار بھائی لقمان بردبار کا اسنے جو خبر سنی کہ بھائی میرا مارا گیا طلسم کشا قلعہ مین آگیا
تلوار کھینچکر چلا جب سحر کیا آگ برسادی دس بیس جل گئے برق چمکی دس پانچ کے سر اڑگئے کاہن نے
بڑھکر اس سحر کو روکا بلکہ سحر الٹا پلٹا دیا مضمار تین لاکھ ساحر سے آتا تھا چلا کر آواز دی اے آتش افروز
یہ کیا بے ادبی ہے کہ میرے ساتھ والے قتل ہوتے ہین کیسی گری دکھائی تجھکو یہی بن آئی کاہن نے
دیکھا مضمار آتا ہے نعرہ کر کے جا پڑا سردار بھی لڑنے لگے رستم نعرہ کر کے جا پڑے لالہ عذار نے پڑھکر
سحر کیا چراغ لالہ روشن ہوا اس روشنی سے ساتھ والے مضمار کے نابینا ہونے لگے بڑھ کر مضمار نے
طلسم کشا کو تاکا گینڈے کو مہمیز کر کے قریب آیا کئی سحر کیے سونے تاثیر نہ کی جب تو اسنے ہاتھ تلوار کا مارا
رستم نے تیغ کپتیان پر روک کے ہاتھ مارا دیا کہ مضمار کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے ہنگامہ تا کہ آندھی
سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی عرصہ دراز تک اندھیرا رہا بڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام
من مضمار جادو بود جب تاریکی دفع ہوئی اور روشنی ہوئی رستم کو سب لیکر دارالامارۃ شاہی مین آئے
رستم تخت پہ بیٹھے مال بیان ہے جستہ کچھ ملا اس لشکر کو نامہ لکھا کہ تم سب لوگ یہان چلے آؤ ان سب نے
بارگاہ کا اٹھا لادا دیا ہفت سر نے کہلا بھیجا کہ آپ لوگ کہان جاتے ہین ہم نہ جانے دینگے افسرون نے
کہا ہمارے آقا نے جا کر قلعہ لقمان فتح کیا ہمارے پاس نامہ آیا جہان آقا وہان ملازم دن کو تو
ہفت سر خاموش رہا رات کو آکے شبخون مارا ساحر و غیر ساحر کی لڑائی کیا لشکر رستم تباہی مین پڑا
کہ سنبل ہفت گیسو بیدار ہوئی پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہو رہا ہے کنیزون نے عرض کی آپکے بھائی صاحب
لشکر طلسم کشا پہ شبخون مارا ہے سنبل اپنے مقام سے اٹھی طاؤس زرین بال پہ سوار ہوئی بالاے آسمان

آئی دیکھا لشکر طلسم کشا گھرا ہوا ہی ساحر غیر ساحرون کو قتل کر رہے ہین سنبل نے آکر سحر کیا ملکہ ابر بھی چمکا یا کہ وہ ملکہ ابر سحر ساحرون کا اپنے او پر لیتا ہی کبھی ابر سے ایسی برق چمکتی ہی اور ایسے سحر ہوتے ہین کہ ہفت سر کو خوف پیدا ہوتا ہی برقین اسکے آگے پیچھے ٹوٹ رہی ہین ابر سر پر اہل اسلام کے سایہ فگن ہی اکثر پہلوان آکر سامنے ٹوکتے ہین کہ او ہفت سر یہ گستاخی ہمکو ملکہ عالم نے بھیجا ہی اپنی جان بچا پلٹ جا ورنہ مشکین باندھکر سامنے ملکہ کے لے جائینگے ہم چنا کس اسی عہدے پر مقرر ہین کہ تجھکو ذلیل کرین رات بھر وا منہ قلعہ مین تلوار چلی ہفت سر مشکین دیگران پہلوانون کو ہٹاتا ہی صبح ہوتے ہی چاہا لشکر کو الگ کرون کہ آسمان سے ایک صداے مہیب آئی دیکھا آفتاب فلک سیر زمین سے نعرے کرتا ہوا آتا ہی ان ساحرون کو مارو ملکہ سنبل تمنے بڑا احسان کیا غیر ساحرون کو ان ساحران غدار کے ہاتھ سے بچا لیا طلسم کشا نے ہمکو بھیجا ہی کہ ہمارا لشکر لاؤ یہ کہتا ہوا آگے ہی ایک گولا مارا کئی سو ساحرونکے سر پھٹے چاہتا تھا کہ ہفت سر پہ جا پڑون کہ بیچ مین ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون اجل گرفتہ کہتا ہوا آیا کہ ای آفتاب مجھے قدرت نے بھیجا ہی کہ کاہن کی مشکین باندھ کر لاؤ یہ کہکے زنگی نے ہاتھ مارا کاہن نے روک کے جھولی سے کارد سحر نکالی زنگی پہ کھینچ ماری زنگی تو مرا اور ساحرون پر یقین کرین کہ ہزارون کے سر پھٹے مگر ہفت سر نکل گیا کاہن نے بڑا افسوس کیا ملکہ سنبل سے بڑھکر کاہن نے پوچھا کہ یہ بچا کہان بھاگ کر نکل گیا ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ اب یہ پاس زنار بلا افکن کے جائیگا تیغ ہفت جوہر کو مخفی کرائیگا ہزار ہا ساحر مسلمان ہوے کاہن و سنبل سب کو سرفراز کرتے ہوے قلعے مین آئے تین روز یہان قیام کیا تین دن مین انتظام کر لیا ملکہ کو آٹھ پہر رستم کی یاد ہی دل مائل فریاد ہی فرماتی ہین ای کاہن اب جلد چلو دل گھبراتا ہی فراق مین طلسم کشا کے عجب کیفیت ہی جو لائق بیان کے نہین

قطعہ

فرقت مین مری آکے دل آزار خبر لے　　ہون سخت مصیبت مین گرفتار خبر لے
دے شربت دیدار مجھے آکے مسیحا　　ہون نرگس بیمار کا بیمار خبر لے
کس قہر سے کاٹے ہین تری ہجر مین رات　　دکھلا کے رخ و زلف کا دیدار خبر لے
اغیار سے ہنس ہنس کے نہ کی گرمی صحبت　　جی جلتا ہی ای غیرت گلزار خبر لے
دکھلا دے مجھے خواب مین اُس ماہ کی صورت　　بیچین ہی دل طالع بیدار خبر لے
مشکل کا یہ وقت کہ ہی شمع مین رعنا　　یا شیر خدا گل کے مددگار خبر لے

اس رنگ سے یہ اشعار پڑھے کہ سُننے والے رونے لگے لشکر تیار ہوا کاہن کل کا فسر نا ملکہ کو ہوادار پر
سوار کیا کاہن کو ملکہ کا بڑا پاس ہے راہ مین ذکر کرتا ہوا کہ بی شعلہ جوالہ طلسم کشا کو لے گئین کوہ عجائب پر
جا کے بٹھا دیا عجائب جادو وہان کی حاکم تھی اُسنے گرفتار کیا مگر لاالہ عذار مین وقت پر پہونچین انھون نے
جا کے سمک کو رہا کیا وہ لقمان بردبار کو بلا لائی تھی اب سب کو لیکر روانہ ہو نکلی تھی کہ بلوک پہونچ گئے
آفت کو رہا کر لیا زرہ ہفت جوش آقا کو دستیاب ہوئی اب تیغہ ہفت جوہر کی فکر ہے وہ
انشاء اللہ قلعہ زناریہ پر پہونچین تو اسکی بھی فکر ہو یہ باتین کرتے ہوئے داخل قلعہ ہوئے تیسرے
روز رستم نے فرمایا ای آفتاب فلک سیراب کیا کرنا چاہیے سب کی صلاح یہ ہوئی کہ اب یہان سے کوچ
کیجیے رستم کا ارادہ ہے کہ اب کوچ کرین کل لشکر اس قلعے پر جمع ہے لیکن ہفت سر جو بھاگا اسکے ساتھ
کوئی نہین پہونچا اکیلا جاتا ہے یہی خیال ہے کہ زنار بلا افگن کا شریک ہوں وہ کچھ طلسم کشا پر آفت
برپا کرے مطلب نکلے زنار بلا افگن اپنے قلعے مین بیٹھی ہے بحسرت اسکو خبر ملی ہے کہ طلسم کشا کا رخ ان
قلعہ جات کی طرف ہے کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی ہفت سر جادو آن کر سامنے گرا کہا ہمشیرہ صاحبہ قلعہ ہمارا
برباد ہوا ان چھوکریون نے آفتین برپا کین جسنے طلسم کشا کو دیکھا وہ عاشق ہو گئی زرہ نکل گئی طلسم کشا
کے پاس پہونچ گئی زنار کا دربار جمع ہے پکار کر آواز دی تم مین کوئی ایسا ہے کہ طلسم کشا کو مع ساتھ
والون کے گرفتار کر لائے اشتغاق فیل کش پہلوان اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ غلام جا کے سب کو
لاتا ہے مگر میرا خیال رکھیے گا ایسا نہ ہو کہ وہان جا کر کوئی آفت آ پڑے اور آپ خبر نہ لین زنار نے کہا
مین تو نا فوج بھیجونگی ایسے مقام پر طلسم کشا کو پھینکون کہ موت کا مزا لے ساربان زاد بھی نہ پہونچ سکے
اسکو بڑا دعوی ہے منسوبات طلسم کشائی مین پھر رہا ہے ہر ہر مقام پر گیا جادوگرون کو مارا حوصلہ اُسکا بڑھ گیا
اب مین پہلے طلسم کشا کو گرفتار کرون اور صحراے خارکن مین پھینکدون تب مجکو اطمینان ہو اشتغاق
اُسی وقت چار لاکھ فوج لیکر روانہ ہوا تیسری منزل ہے ایک صحراے خارستان مین پہونچا دیکھا ایک
بارگاہ استادہ ہے اسی ہزار جوان گھوڑے اُنکے چھوٹے ہوئے دہانے چڑھے ہوئے جنگل مین چرا کر رہے
ہین اور جابجا درختون کے نیچے جوانان خوش رو بیٹھے ہین دائرے ہاتھ مین غزلخوانیان کر رہے
ہین کسی مقام پر دیباتین ناچ رہی ہین اسنے ایک ساحر کو بھیجا کہ دریافت کرو یہ کون صاحب
فروکش ہین یہ صحراے خارستان اُس مین یون بہ اطمینان اُترے ہین ناچ ہو رہا ہی

کس اطمینان سے لوگ بیٹھے ہیں ساحر آیا ایک جوان سے پوچھا کہ ہمارے افسر صاحب دریافت کرتے ہیں کہ آپ
کون لوگ ہیں جو اس صحرائے خارستان میں یوں بہ اطمینان فروکش ہیں کوئی تردد نہیں جب ساحر نے
پوچھا اُسنے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہا ابے یہ بتا کہ تیرا افسر کون ہے کچھ مال بھی لے کے نکلا ہے
ہم قزاق لوگ جہان چاہتے ہیں وہان اُترتے ہیں ہمیں کون روک سکتا ہے ساحر کو اپنی جان کے
بچانے کی فکر پڑگئی اسنے ہاتھ باندھکر عرض کی اشفاق بڑا پہلوان زبردست ہے چار لاکھ ساحر دنکی
جمعیت سے برائے گرفتاری طلسم کشا جاتا ہے یہ سنکر اس قزاق نے ساحر کو گرفتار کیا اور کہا
سامنے آقا کے چلو گرفتار کرکے اسکو ایک بارگاہ میں لائے ساحر نے دیکھا ایک لڑکا بالکل کمسن
مقام صدر پہ بیٹھا ہے قزاق نے جاکے سب کیفیت عرض کی پہلو میں اُس جوان کے ایک بوق ترکی
رکھا تھا اسنے اُٹھاکر بجایا ای قزاقان تیار شوید گھوڑے جنگل سے دوڑے اپنے اپنے مالک
کے پاس جاکے کھڑے ہوگئے سر جھکائے کھڑے ہیں راکب سے اشارے کررہے ہیں کہ زین
ہمپر کسیے سوار دوسری آواز کے مشتاق ہیں کہ دوسری آواز آئی سواروں نے مرکبوں پہ زین
ڈالے تیسری صدا میں سب تیار ہوے دردولت پہ آقا کے آئے کہ دیکھا اندر سے افسر صاحب
نکلے گھوڑے پہ سوار ہوے مرکب طرارے بھرنے لگا ایکمرتبہ بوق ترکی بجایا اس میں آواز تھی
ای قزاقان بزنید و ببندید و بکشید آگے آگے سردار پیچھے پیچھے پیدل و سوار طرف لشکر اشفاق
کے چلے اشفاق اپنے گینڈے سے اُترا ہوا ٹہل رہا ہے ساتھ والوں سے کہہ رہا ہے ساحر بے
خبر گیا تھا پلٹ کے نہیں آیا کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی ایک جوان کمسن گھوڑے پہ سوار اُسکے
ساتھ کے قزاق گرتے ہی لشکر کو قتل کرنے لگے ساتھیوں نے فتیلے باروت کے خیموں پہ پھینکے
خیمے جلنے لگے خیموں میں آگ لگائی اور لوٹ لیا دم بھر میں سارا لشکر لٹنے لگا خیمے جل جل کے رہے
قزاقوں نے وہ آفت مچائی کہ ساحر اپنی جان سے تنگ ہیں سحر کرنا بھولے اشفاق یہ معرکہ کھڑا
دیکھ رہا ہے جب دیکھا اسنے کہ نصف لشکر ختم ہوچکا تھوڑے ہی عرصہ میں یہ میرا باقی لشکر بھی
قتل ہوجائیگا کوئی ساحر مہلت نہ پائیگا گینڈے پر سوار ہوا پکارتا ہوا چلا ای افسر قزاقان
کیا تم خداوند ہفت پیکر کو نہیں پہچانتے میں زنار بلا افگن کا مصاحب ہوں برائے گرفتاری
طلسم کشا چلا ہوں میرے لشکر پہ یہ کیا مصیبت ہے میں نے کیا خطا کی کس بات پہ آپ خفا ہیں کیوں

غصہ آیا مین نے ساحر کو دریافت حال کیواسطے بھیجا تھا کیا اُس سے کچھ خلاف ہوا جو مجھے حکم ہو وہ بجالاؤن یہ کہتا ہوا سامنے غضنفر کے آیا غضنفر نے تیغہ چمکایا اشفاق جا پڑا غضنفر نے نیزہ بلا گینڈے کی آنکھ پر مارا گینڈے کی آنکھ مین نیزہ اُتر گیا گینڈے نے بلبلا کے جست جو کی اشفاق نے ہرچند چاہا کہ اپنے کو پشت گردن پر قائم رکھون آخر زمین پر گرا گرتے ہی اسکے غضنفر گھوڑے سے کود پڑے کودتے ہی برس پڑے اسقدر تلوارین مارین کہ آخر اشفاق اُٹھکر بھاگا تین کوس تک غضنفر نے بھگایا اشفاق کئی جگہ راہ مین گرا اور پھر اُٹھکے بھاگا اتنے عرصے مین قزاقون نے تمام لشکر کو لوٹ لیا خزانے پر قبضہ کیا ایک ایک توڑا اُٹھا کر اپنے اپنے گھوڑون پر رکھ لیا بنیے بقالون کے ہاتھ کاٹ لیے کہ اُنکے ہاتھون مین کڑے تھے عورتون کو گرفتار کیا زیور اتروا لیا تب چھوڑا عورتون کے ہاتھ باندھ دیے جب غضنفر پلٹ کے چلے آئے اشفاق لشکر مین آیا یہ تباہی دیکھی چار لاکھ مین دس ہزار جوان بچے ایک عرضی اسنے زنار کو لکھی کہ مین صحرا ے خارستان مین آکر لٹ گیا چار لاکھ مین دس ہزار باقی ہین زنار نے یہاں سنے برہمن جادو کو تین لاکھ فوج سے روانہ کیا اشفاق ابھی موجود تھا کہ برہمن جادو آکر پہونچا کہا ای پہلوان دوران مین تمھارے ساتھ ہون وہ کون ایسا گستاخ تھا جسنے تم ایسے پہلوان کو لوٹ لیا اسنے پشت کے زخم دکھائے برہمن نے کہا کیا مجال کہ وہ قزاق اس طرف رخ بھی کرین اگر وہ آجائین تو سبکو گرفتار کرون ایک سحر مین جابجا کو جابجا گرفتار کریگا انھین کے ساتھ والے انکے دشمن ہو جائین راہبر رہزن ہو جائین اس حال سے اس لڑکے کو گرفتار کرون کہ اپنی زندگی سے بیزار ہو بہت سالات و گزاف کرکے اشفاق کو سوار کرایا تین منزلین طے کی تھین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش تاجدار ساٹھ ہزار جوانون سے آگے پہونچا گھوڑے کو مہمیز کیا میدان مین آکر آواز دی تم لوگ کون ہو کس پر لشکر کشی کی کہا طلسم کشا پر جاتے ہین نقابدار نے فوج کو اشارہ کیا فوج تلوارین کھینچکر لشکر ساحران پر آپڑی نقابدار کے مقابلے مین برہمن جادو نکلا ایک گولہ مارا نقابدار گلے مین ایک تختی پہنے تھا اسکو چمکا دیا بجلی چمکی گولہ اُلٹا پلٹا پاؤن پر برہمن کے پڑا کہ پاؤن زخمی ہوا بے سحر کیے وے زخم کھائے آخر تلوار کھینچکر جا پڑا الٹی ہاتھ تلوار کے مارے نقابدار نے تختی کو چمکا دیا آنکھون مین برہمن کی

اندھیرا آگیا حیران ہوکر چاہا پیچھے ہٹون لقابدار نے خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا برق شمشیر جو
چمکر گری سپر کو کاٹکر مع گھوڑے برہمن کے چار ٹکڑے ہوئے لشکر ساحران کو فوج والون نے
تباہ کردیا اشفاق نے جو یہ معرکہ دیکھا للکارا کہ او لقابدار تو نے برہمن کو مارا مجھسے تو مقابلہ
کر لقابدار اشفاق پر جا پڑا اشفاق نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے لقابدار نے ہاتھ خالی دیے
برق شمشیر چمکاکر ہاتھ مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے ساتھ والون کو لوٹ لیا یہان
زنار بلا افگن اپنے مقام پر بیٹھی ذکر کرہی تھی کہ مین نے ایسے وقت پہ شکست کھائی کہ
اشفاق ایسا پہلوان تا بطلسم کشا نہین پہونچا اب مین نے برہمن کو بھیجا ہے وہ طلسم کشا
کو گرفتار کرلائیگا یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز آئی ہمراہیان برہمن لاشہ برہمن کا اور ہمراہیان اشفاق
لاشہ اشفاق کا لیکر آئے سامنے لاکر دونون لاشے رکھدیے کہا حضور ایک لقابدار بادل پہٹ
آیا اور اسنے تکے گھیرا پہلوان بھی قتل ہوا اور برہمن کو مع لشکر مٹایا ہم چند کس بہ مشکل بچے
ہواخواہان طلسم کشا جابجا جنگلون مین چھپے ہوئے ہین راہ مین گھیر لیتے ہین ایسے زبردست
ہین کہ اشفاق ایسے پہلوان کے بہ یک ضرب شمشیر دو ٹکڑے کئے خزانہ لوٹ لیا ہم لوگ بمشکل
بھاگ کے نکلے یہانتک جان بچاکے آئے اب سرکار کو اختیار ہے اول مرتبہ قزاقون نے لوٹا دوبارہ
لقابدار نے بالکل خاتمہ کردیا یہ سنکر زنار اپنے مقام سے اٹھی کہا اب مین خود جاؤن گی
طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤنگی بڑے بڑے لوگ طلسم کشا کے ساتھ جمع ہین ساحر وغیرہ ساحر
سب انکے ہاتھ سے مارے جاتے ہین مین مقابلہ طلسم کشا مین جاتی ہون ہفت سر نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم آپ قصد نہ کیجئے ایسا نہ ہو وہ قزاق آگھیرین جائین تو جان بچانا مشکل
ہوگی زنار نے کہا قزاقون کو ہم آپ لوٹ لینگے مگر ای ہفت سر تمھارے کہنے سے رکتے ہین
مجکو انتہا کا قلق ہے کہ دو سردار میرے مارے گئے جنکا مثل نہ تھا اب کون چلے گا سلطان زنجیر بہ
زنجیرین ہلاتا ہوا صف سے سردارون کی اٹھا کہا غلام جائیگا سب کو باندھ لائیگا جسپر چوب دست مار دو
پہ اٹھا ہو جائے میان قزاق منتر ون بھاگ جائنگے یہ کہکے دیوانے نے ایک چیخ ماری لاکھ دیوانے آکے
جمع ہوئے زنجیرین ہلاتے ہوئے سر برہنہ ننگے پاؤن کمر مین لنگر بندھے ہوئے سامنے صف جماکے کھڑے
ہوئے افسر نے زنار کے سامنے بڑا عجز کیا کہا اب غلام کو رخصت کیجئے چوتھے دن پلٹ کے آؤنگا

طلسم کشا کو کیسے زندہ لاؤن کیسے مرد و زنار نے کہا اختیار ہی دیو نے رخصت ہو کے چلے سب
جستین کرتے ہوے غل مچاتے ہوے شاہزادہ غضنفر ایک گانون کو لوٹ کر پلٹے ہین اسی صحراے
خارستان مین اُترے ہین کہ کان مین آواز دیوانون کی آئی سر اُٹھا کے فرمایا ہمارے جنگل مین کون دیوانہ پن
کر رہا ہی کہ عیار نے خبر دی سلطان سربرہنہ کو ملکہ زنار نے براے مقابلہ طلسم کشا بھیجا ہی وہ سب
اُسکے صحرا مین اُترے ہین غل مچا رہے ہین غضنفر نے حکم دیا ہان یارو تیار ہو جاؤ چلکے دیوانون کو ہوشیار
کرو کہ وہ بھی جانین شہنشاہ قراقان ایسے ہوتے ہین اُسی وقت سب تیار ہوے غضنفر گھوڑے پے
سوار ہوے نعرہ کر کے جا آڑے دیوانون کو قتل کرنے لگے وہ بھی بلاے روزگار ہین چوبدستین
لیکر اُٹھے دیوانون سے جو غضنفر والون سے مقابلہ پڑا جب یہ چوبدست مارتے ہین وہ جست
کرکے الگ ہو جاتے ہین چوبدست زمین پر جو پڑی غبار بلند ہوا اسی غبار مین بڑھکر چوبدست ماری
دیوانہ پر اُٹھا ہو کے رہگیا دوسرا بھائی اسکا قریب آیا اسنے آواز دی بھائی اُٹھو کیون زمین پر پڑے
ہو اپنے ہم صورتون سے اُٹھکر لڑو اسکے ہاتھ پانون ٹوٹ گئے گردن کا منکا شکست جواب نہ دیا اسنے
اوپر سے ایک چوبدست اور ماردی تڑپ کے اُسکا کام تمام ہوا اندھیرے مین اپنے بیگانے کو
نہین پہچانتے ہین آپس مین لڑنے لگے دھڑا دھڑ چوبدستین پڑ رہی ہین سلطان سربرہنہ نے جو
یہ معرکہ دیکھا چوبدست لیکر اُٹھا کہتا ہوا ہم دیوانون پر کون آیا ہی چوبدست ملاتا ہوا بہت سے دیوانون کو
مارا دیوانون نے آواز دی اے افسر ہمسے کیا خطا سرزد ہوئی جو ہمکو چوبدستین مار رہا ہی دیوانہ زکا اب
دیکھکر اُسنے لگا کر سامنے غضنفر کے پہونچا للکار کر آواز دی او آفات سخ تو کون ہی کہ ہم سے دیوانون
پر بھتا پڑا یا یہ خود دیوانہ مزاج جاہلون کے سرکا تاج آواز دی او بیحیا ہم شہنشاہ قراقان ہین یون ہی
سبکو قتل کرتے ہین اسی مین ہماری وجہ معاش ہی اگر یہ کام نہ کرین تو ہماری بسر کیونکر ہو تیرے ساتھ
کچھ خزانہ بھی ہی سربرہنہ نے کہا کئی لاکھ روپیہ ساتھ ہی وہ جو سامنے بارگاہ استادہ ہی اسمین روپیہ
بھرا ہی غضنفر نے بوق مین آواز دی اسکے قراقون نے جھرجھری لی اور دوڑکر اُس بارگاہ پر
جا پڑے سب روپیہ لوٹ لیا اپنے اپنے گھوڑون پر دو دو توڑے رکھ لیے طرف اپنے لشکر کے
چلے غضنفر سے اور سربرہنہ سے مقابلہ ہوا اسنے چوبدست لگائی غضنفر نے جست کر کے خالی دی
جیسے ہی وہ چوبدست مار کر بیٹھا لپک کے ہاتھ مارا اُسنے سر آگے کردیا تلوار ایسی پڑی [illegible] گذر گئی

بارگاہیں خیمے اُسکے اُٹھوا لیئے اور لدوا کے اپنے مقام پر لائے قریب ایک قصبہ تھا وہاں کے زمیندار سے
کہلا بھیجا کہ آج رات کو ہماری دعوت کرو ہم تھک کر آئے ہیں زمیندار نے اسی وقت کھانا پکوایا جانتا تھا
کہ اگر نہ بھیجا لوٹ لیگا یہ شہنشاہ قزاقان ہیں آپڑینگے خوان کسوا کر لایا حکم ہوا کہ رنڈیاں نہیں لائے ہمارے
قزاقوں کو ناچ دیکھنے کی عادت ہے زمیندار نے کہا رنڈیاں دوسرے گانوں میں رہتی ہیں حکم ہوا کہ تم
رنڈیوں سے کہلا بھیجو کہ شہنشاہ قزاقان فرد کش ہیں فوراً دوڑی آئینگی زمیندار نے یہی کیا پاسی سے کہا
جاکے پکارا کہ شہنشاہ قزاقان کی اس گانوں میں دعوت ہے جس رنڈی کے کان میں آواز پہونچی آنکھیں
ملتی ہوئی اُٹھی ماما چاچا جو سارنگی طبلہ بجانے والے تھے اُنکو جگایا تیار ہو کر سو دو سو رنڈیاں حاضر ہوئیں
طبلہ ٹھنکنے لگا دوسرے دن غضنفر وہاں اُترے ہوے تھے کہ صحرا سے گرد اُٹھی عیار کو بھیجا دریافت کرو
کون آتا ہے عیار نے خبر دی کہ طلسم کشا جاتے ہیں رستم کو خبر ملی کہ میاں غضنفر یہاں اُترے ہوے
ہیں ناچ ہو رہا ہے رستم سوار ہوے عیار کو لیکر لشکر غضنفر میں آئے غضنفر نے خبر سنی کہ ماموں جان
آتے ہیں واسطے استقبال کے نکلے آکے سلام کیا پوچھا اے فرزند یہاں کہاں اُترے ہو
غضنفر نے مارنا بہمن جادو و اشفاق و سلطان سر برہنہ کا بیان کیا رستم نے کہا تمنے کیوں
روکا بہتیک لگے تو مقابلہ پڑتا غضنفر نے کہا وہ ایک ہیچ مدست میں ٹکڑے اُڑا دیتا بھلا آپ اُس سے
کیا لڑ سکتے جب ہیچ مدست کی زمین پر پڑتی تھی پانی نکل آتا تھا رستم نے کہا کیا ہمارے مسروق
دیوانہ سے زیادہ زبردست تھا اسکو تو ہم جانتا لیا غضنفر نے کہا میں نے بیک ضرب
شمشیر دو ٹکڑے کالے کیے رستم نے کہا اب ہمارے ساتھ چلو غضنفر نے کہا میں کسی کے ساتھ
نہیں جاتا میں وقت پر آجاؤنگا تین دن رستم یہاں اُترے رہے غضنفر کو سمجھایا کیے کہا اے
فرزند ہم تم ملکر طلسم ہفت پیکر میں چلیں ہم جاکر ہفت پیکر کو ماریں تم دربند فتح کرنا منسوبات سے
ساحر جمع ہوے پائینگے تیسرے دن رستم غضنفر کو اپنی بارگاہ میں لائے بڑی خاطر کی کہا اے
فرزند تمہارے باپ سُنینگے تو شکایت کرینگے کہا ماموں جان زمانے میں ہوش ربا کے میں آیا اور
قبلہ و کعبہ ہوش ربا پر لڑا کیے میں نے سارے قریے لوٹ لیے کوئی قریہ ہوش ربا میں ایسا نہیں
جہاں ہم نہ پہونچے ہوں نور افشاں کے زمانے میں نانا جان طلسم میں بھیجے بڑے بڑے
شاہوں کو لوٹ کا ہر چند رستم نے غضنفر کو سمجھایا غضنفر نے نہ مانا یہی کہا کہ ہم ایسے وقت پر آئینگے

جب انکو زندگی سے یاس ہو گئی آخر رستم چوتھے دن لشکر تیار کر کے طرف قلعہ زناریہ کے چلے تیسری منزل
تھی رات کو ایک صحرا مین اُترے جب کھانا وغیرہ کھا کے لوگ بیٹھے ایک ابر سیاہ ظاہر ہوا اور لشکر پر رستم کے
محیط ہونے لگا رستم باہر آئے سب ساحران زبردست ساتھ ہین کہتے ہین حضور ابر گندہ نہایت ہے
اس سرحد مین برستا ہو گا تھوڑی دیر کے بعد بوندیان پڑنے لگین اور ہوا ے تیز چلنے لگی برق چمک کے
گرتی ہی ہر اہل لشکر کو یہی معلوم ہوتا ہی کہ ہمکو کاٹ کے نکل جائے گی بہ مشکل بچ رہے ہین بعد
تھوڑی دیر کے منھ تیز ہوا برف پڑنے لگی جب گری سِل گری سو دو سو اسکے نیچے دبے فریاد فریاد
کی صدائین بلند کر رہے ہین مگر مجبور و ناچار جدھر بھاگ کر جاتے ہین سل برف کی گرتی ہی اسکے
نیچے دب جاتے ہین ہزارون بندگان خدا زیر برف دبے رستم افسر دنکو ساتھ لیے ہوے دوڑے
دوڑے پھر رہے ہین چاہتے ہین بارگاہ اُکھڑوا دون شاہزادیون کو نکال لیجاؤن اب جو بارگاہ
اُکھڑی ہو کوئی اُٹھانے والا نہین آخر یہ ٹھہری رستم نے کہا تین طرف سے ہم بارگاہ کو اُٹھائین
ایک طرف سے تم لوگ ہاتھ لگاؤ تین طرف کے ستون رستم نے شانون پر رکھے اور ایکطرف
جلہ جراحیان نے ہاتھ لگایا شاہزادیان مع کنیزوں کے کھڑی ہین ہلک ہلک کے دعائین مانگ
رہی ہین کہ اے پروردگار عالم ہمارے وارث کو بچالے ایسا زور کیا کہ تین طرف کے ستون کاندھے
پر رکھ لیے لباس پارہ پارہ ہو گیا جوشن جو باندھے ہوے تھے اُنکے ڈورے ٹوٹ گئے ملکہ شعلہ جوالہ
وملکہ سنبل ہفت گیسو نے ابر پر ایک گولا مارا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اندر سے ابر کے ایک تخت
نمایان ہوا دیکھا تخت پر ایک جادوگرنی سحر کر رہی ہی ایک تاج سر پر رکھے ہوے ملکہ سنبل نے
للکارا او مکارہ ظاہر مین آکر مقابلہ کر یہ چوروں کیطرح شب تیرہ و تار مین کیا سحر کر رہی ہی ایک طرف سے
سنبل نے اور ایک طرف سے شعلہ جوالہ نے ایک طرف سے سیماب نے ایکطرف سے لالہ عذار نے
گولے مارے تخت اس ساحرہ کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا یقین تھا کہ تخت پر سے گرے کہ برق بنکر وہ آسمان تک
چمکی وہان سے جاکے گولے پھینکنے لگی جب اُسنے گولا پھینکا ایک سل برف کی گری سو دو سو اُسکے
نیچے دبے کاہن نے کہا اے ملکہ سنبل مین اسکو جاکر گراتا ہون تم سب اسکو گھیر کر مار لو ورنہ یہ
آفت دفع نہ ہو گی سنبل نے کہا اگر ہمارے سامنے آجاے تو کیا اسکو زندہ چھوڑین کاہن نے پرواز
پیدا کر کے بلند ہوا اسقدر اونچا ہوا کہ اُس جادوگرنی سے سو گز بلند ہو گیا وہان جاکر ایک سل

برف کی پھینکی کاندھے پر ساحرہ کے پڑی قریب تھا ٹھنڈی ہو کر سل کو توڑ کر کاہن پر گولا مارا کاہن نے
گولا کاٹا پھر نکلا برف کا اُسپر گرایا تین ٹکڑے برف کے اسپر آگرائے چوتھی مرتبہ خود تڑپ کے گرا تلوار کا ہاتھ
مارا سر ساحرہ کا زخمی ہوا سر سے جو قطرے خون کے گرے خس خیمے پر پڑے برف پانی ہو کے بہ گئی جو اسکے
نیچے دبے تھے کلمہ پڑھتے ہوئے نکلے ہزارہا بندگان خدا اُس آفت آسمانی سے محفوظ ہوئے ساحرہ
بھاگی بھاگی پھرتی ہے کاہن اسکے تعاقب مین ساحرہ ایک طرف ایک نخل کی آڑ مین آئی شاخوں مین
چھپنے لگی شاخ نخل پر ایک طاؤس رقص کر رہا تھا پکار اٹھا ای برف بار کیون بھاگی بھاگی
پھرتی ہے خداوند ہفت پیکر کو پکار یہ سنتے ہی برف بار تڑپ کر پکار اُٹھی یا خداوند اس کنیز کو
ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائیے بلکہ جو برف بار جادو نے دعا کی کوہ زمرد پر تصویر سنگی مین جیسا
ہفت پیکر باتین کر رہا تھا تصویر کے منہ سے دھوان نکلا طرف آسمان کے چلا جون جون بلند ہوتا ہے
محیط ہوتا جاتا ہے تھوڑے عرصے مین رستم نے دیکھا دھوین نے سارے لشکر کو گھیر لیا اُس دھوین کا
ابر بنکر تیار ہوا ابر کڑکا گرجا ہر چند کاہن چاہتا ہے برف بار کو پکڑ لے برف بار پر سحر تاثیر نہین کرتا جو سحر
کرتا ہے وہ اُلٹا پلٹ آتا ہے کئی سحر کیے سب اُلٹے پلٹے سیماب نے جو دیکھا تڑپ کے برابر کاہن کے پہونچی
کہا آفتاب کیا سبب ہے جو سحر تاثیر نہین کرتا تم ہٹجاؤ مین گرفتار کیے لیتی ہون کاہن پیچھے ہٹا سیماب کو
منظور ہوا اسکو کشتہ کرون یہی سحر اکسیر ہوا اب اپنے جھولی سے کارد نکالی انگلی کو تراش کر اسپر خون
ڈالا برف بار کے سینے پر جا کر کارد پڑی تو ڈر کر بار گذری اس طاوس نے آواز دی کیا خداوند
ہفت پیکر کو مردہ زندہ کرنیکا اختیار نہین ای برف بار اُٹھ ظہور قدرت اس ابر سے ظاہر ہوگا رستم
بھی کھڑے دیکھ رہے ہین کہ برف بار کا لاشہ یا زمین پر آتا تھا یا زندہ ہو کر تڑپی آواز دی یا خداوند ہفت پیکر
تونے مجھکو دوبارا زندہ کیا مین دیکھ رہی تھی کہ یا تو روح جسم سے نکل کے طرف ملک عدم کے جاتی تھی یا
آواز آئی ای ملک الموت قدرت اسکو زندہ کرینگے وہ فرشتہ جو روح کو لیے جاتا تھا اسنے لا کر روح بدن مین
ڈال دی مین زندہ ہو گئی اب مجھے کون مار سکتا ہے طلشاہ کھڑے تھے سمک تماشا دیکھ رہا ہے کہ ابر سے
ایک پنجہ گرا سمک کو اُٹھا لے گیا بعد تھوڑی دیر کے رستم نے دیکھا سمک سامنے آتا ہے پکارتا ہوا
آقا ادھر آئیے تماشا دیکھئے رستم اسطرف بڑھے پاس سمک کے آئے سمک نے کہا اسوقت
زرہ ہفت جوش اُتار دیے اور کلاہ ہفت گوشہ مجھے دیجئے رستم نے زرہ جسم سے اتاری اور کلاہ سر سے

دونون چیزین سمک کو دین سمک نے نعرہ کیا ای رستم ستم برف بار جادو وان دونون تختون پر تھکو
بڑا ناز تھا رستم برف بار کے پیچھے دوڑے اسی ابر سے ایک پنجہ گرا رستم کو اٹھا لے گیا تھوڑے ہی
عرصے مین پنجے آسمان سے گرنے لگے آفتاب وسیماب ولالہ عذار وشعلہ جوالہ وسنبل و سحتین
کو اٹھا لے گیے سارا لشکر بے سردار ہوگیا تھوڑے عرصے مین لشکر رستم نے دیکھا کہ برف بار آسمان
سے اتری کئی لاکھ جادوگر ساتھ ہین سرداران ہلام مسلسل ومطوق کلاہ ہفت گوشہ و زرہ
ہفت جوش برف بار کی جھولی مین سب سردارون کو ارابے پر سوار کیا لشکر والون نے چاہا ہوہ
کرکے اپنے سردارون کو چھڑالین برف بار نے طرف آسمان کے اشارہ کیا آسمان سے برف گرنے لگی
جسپر برف گری وہ بیہوش ہوکے گرا تھوڑے ہی عرصہ مین سارا لشکر بیہوش ہوگیا برف بار نے سب کو
گرفتار کر لیا ایک ایک ارابے پر دو دو سو کو سوار کیا سردارون کو آگے ارابے پر رکھا آپ سب کے آگے
ہوئی طاوس پر سوار ہو رستم نے جو پلٹ کر دیکھا سب سرداران نامی ہمارے گرفتار ہین سب کی زبانون
مین سوزن بدن مین مار سیاہ لپٹے ہوے اپنی زندگی سے بیزار ہین رستم نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کرکے پکارا ای رحیم وکریم اپنا فضل وکرم ہمپر نازل کر نظم

کی شود در باغ دل از نور حق روشن چراغ　　تا نگردد دل چو لالہ از محبت داغ داغ
مائل صورت نگردد مرد معنی حق پرست　　زانکہ جلوہ میدہد بر پوست رنگ از دباغ
ہر زمان در چشم مردم می نماید تازہ رنگ　　ہست آن صباغ ہر دم مشتغل در انصباغ
کی شود موصول در قرب وصال ایزدی　　تا نہ دنیا وار از دنیا کند حاصل فراغ
دل بصفا دار چو آئینہ ز ہر گرد و غبار　　مرد صافی سینہ و روشن دل و روشن دماغ
حق ادا کردہ است در تبلیغ حکم بندگی　　ہر کہ دیہ گروہ بندگان شرط بلاغ
بشکنند مینا ہمان ساعت شود ساقی خموش　　چون لبالب از شراب زندگی گردد ایاغ
گر نہ از دل ہر کہ ترک لذت دنیا دون　　کی نشیند بر سر مردار مانند کلاغ
دیدۂ عبرت کشا و قدرت قادر ببین　　در بہار گل چو بلبل سیر کن در باغ و راغ
بندہ راہرو چو در راہ محبت گشت گم　　باز شد ظاہر نہ زان در عالم فانی سراغ
باعث تفریح طبع خلق ہندی نظم تست　　زانکہ در وے ہست ہر مضمون شگفتہ مثل باغ

سب سرداروں سے زیادہ سنبل ہفت گیسو پریشان ہی رستم کو دیکھ دیکھا سردار دشتے کہتی ہی کہ شاہزادہ زبردستی گرفتار ہوا سب سردار گرفتار ہوگئے کیا کہوں پینے میں اس مضمون کو نہ بھی ورنہ اس سحر کو دفع کرتی یہ سحر خاص ہفت پیکر کا تھا کہ برق بار کو زندہ کرکے دکھایا تا بہ دیکھنے والوں کو اعتقاد ہو مقام افسوس ہی اگر یہ تحفے پاس ہفت پیکر کے پہونچ گئے تو پھر انکا ملنا دشوار ہوگا اس خیال سے عجب حال ہی قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی کیا کہوں کہ دل کی کیفیت کیا ہی میری تو عجب کیفیت دی نوبت ہی نظم

دوستو عشق نہفتہ نے ستایا ہی مجھے
کیا کہوں کیا غم پنہاں نے دکھایا ہی مجھے
آتش شوق نہانی نے جلایا ہی مجھے
ضبط وحشت نے یہ دیوانہ بنایا ہی مجھے
چہرۂ راز سے پردہ نہ اٹھاؤں کب تک
گو غم پردہ نشین ہی یہ چھپاؤں کب تک

تاب پرخاش ستمہائے نہان کی حد بھی
کچھ فریب دل بے تاب و توان کی حد بھی
قوت کشمکش آہ و فغان کی حد بھی
ضبط سوزان نفس شعلہ فشان کی حد بھی
کیونکہ خالی نہ کروں جی کہ بھرا آتا ہی
پیش چلتی جو نہیں غصہ چلا آتا ہی

کب تلک کوئی نہ سرگرم حکایت ہووے
ہو تحمل جو تحمل کی نہایت ہووے
کب تلک اب نہ شرر ریز شکایت ہووے
کیجئے صبر اگر صبر کی غایت ہووے
کچھ زبان بھی تو نہیں زور کہ چل ہی نہ سکے
غم کچھ ارمان نہیں ہی کہ نکل ہی نہ سکے

جب کے عاشق ہوئے ہم رنج نہ پائے کیا کیا
کیا کہیں آہ کہ خاطر میں نہ لائے کیا کیا
لب پر آئے نہ گلے جی میں گراتے کیا کیا
جب تلک تاب رہی ناز اٹھائے کیا کیا
پر نہیں حوصلہ تم سے ستم بھی اب تو
ہیو خفا ہوئے جاتے ہیں ہم بھی اب تو

یہ چند بند پڑھکر ملکہ بہت روئی کہا صاحبو دعا کرو کہ یہ تحفہ جات تا بہ ہفت پیکر نہ پہونچیں سب سردار اور جملہ اہل فوج بلک بلک کے دعائیں کرنے لگے برق بار نے جو سب کو روتے دیکھا جلادونکو طلب کیا

چند جلاد با خنجر ہاے برہنہ حاضر ہوے آواز دی پہلے رستم کا سر کاٹ لے ایک جوان زنگی تلوار کھینچے ہوے قریب رستم کے آیا آواز دی ای جوان پیمانہ تمام ہو گیا تمہاری عمر تیز البرز کا سر رشتہ حیات منقطع ہوا سر جھکا کر بیٹھ جو کہنا ہو وہ کہہ لے ہم سنگا سکتے ہین اگر کسی کے دیکھنے کی ہوس ہو اُسکو بلا دین چونکہ تم قتل ہوتے ہو جو کہو وہی کرین دم بھر مین لاشہ تمہارا خاک و خون مین غلطان ہوگا ہمارے ہاتھ سے قتل کا سامان ہوگا رستم نے کہا او بیحیا ہمین کوئی خواہش نہین جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر جو تیرے مالک نے حکم دیا وہ بجا لا یہ کہتا تھا کہ پشت سے برق بار نے آواز دی او جلاد صاحب بیداد فوراً سر کاٹ لے ایسے باغی سے کیا پوچھتا ہے اس سے باتین نہ بنا یہ سنتے ہی جلاد نے ہاتھ مارا رستم نے ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی رستم نے وہی ہتھکڑی سر پر جلاد کے ماردی کہ جلاد کا سر پھٹا رستم نے بیڑیان اور طوق توڑ جھپٹ کر نعرہ کیا نظم

شعلہ شمشیر شان شمع جگر سوز من
باک نہ دارم ز دار چوب ستون من ست

گرمی بازار عشق از لقب خون من ست
خانۂ تاریک و تنگ بستر بنجر عشق

بر سر دار فنا خانہ غوغاے من
شکر این بند او وقت جنون من ست

قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا جلاد کی تلوار اٹھالی لڑنے لگے کئی جوان اس مقام پر مارے لاشے پڑے ہوے پھڑک رہے ہین ہر طرف جو برق بار نے دیکھا پلٹ کے آواز دی اے سب بچاؤ مین اسکو گرفتار کرونگی جھولی مین ہاتھ ڈالا کہ اسباب سحر نکالون رستم پر سحر کرون کہ صحراے گرد اڑی دیکھا ایک جوان بوق تیغ کی بجاتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ صور اسرافیل پھکا زمین کانپنے لگی گھوڑے الف ہونے لگے ساحر کانپنے لگے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر اسی ہزار دیوانون سے آکے پہونچے بوق سونے کا کمر سے نکالا بجا دیا کہ ای قزاقان بزدید و بکشید قزاقون نے گھوڑے دوڑا لشکر ساحران پر آ پڑے جس ساحر نے منہ کھولا کہ سحر پڑھے دو نے تاک کے تیر مارا کہ حلق کو توڑ کر پار گذرا کسی نے پہلو سے خنجر مارا کسی نے جھپٹ کر نیزہ مارا شاہزادہ غضنفر لڑتا ہوا قریب رستم کے آیا کہا ماموں جان آداب عرض ہم عین وقت پر آئے ورنہ آپ قتل ہو جاتے لیکن سب دستیچپ غیرت نہین رکھتے ہمیشہ دست راستی مصیبت مین دست چپ والونکی مدد کرتے ہین ماموں جان شاہزادہ بدیع الزمان ہر مقام پر غالب ہے قاسم کی بیغیرتی کی حد ہے کہ انسے چشمک رکھتے ہین یہ کہکے غضنفر گھوڑے سے کود پڑے ایک سوار کو برچھا مارا وہ گھوڑا رستم کے سامنے پیش کیا عرض کی اسپر سوار ہو جیے رستم پشت مرکب پر سوار ہوے کہا تیرے فدیے ہوے گھوڑے پر سوار ہوتے ہوے ڈر معلوم ہوتا ہے تو سیکڑون جگہ ذکر کریگا غضنفر نے کہا ماموں جان آپ قاسم کو منع کر دیجیے کہ وہ باب نام دنگل رستم کا ہرگز نہ لین

آپکو مینے اسیواسطے تکے بچایا ایک شب دلائے سامان دعوت کیا ہو دین جاتا تھا راہ مین آپکی خبر ملی آپڑا یہ کہکے
قریب سنبل ہفت گیسو کے آیا زبان سے سوزن نکالی کہا میرا نام شاہزادہ غضنفر ہی ہمیشہ دعائین دینا کہ تجکو خدا
سلامت رکھے جب مصیبت پڑے گی ہمین کام آئینگے یہ کہکے اور سردارون کی زبانون سے سوزن لی رستم کو بڑا
قلق ہو کہ یہ دیوانہ احسان کر رہا ہی جا بجا ذکر کریگا کہ رستم کو مین نے رہا کیا اسکے احسان سے خدا بچاے
الغرض غضنفر اسپ باد پا کو اڑاتا ہوا قریب برف بار کے پہونچا برف بار نے خوب برف برسائی اس برف سے
اسی کے ساتھ والے ٹھنڈے ہوے برف کے انبار ہوگئے لیکن غضنفر پر تاثیر نہ ہوئی غضنفر گھوڑا اڑاتا
ہوا قریب پہونچا برف بار نے جب دیکھا کہ اس شیر دلیر پر سحر تاثیر نہین کرتا ہر چند برف برسائی کچھ نہ ہوا تلوار
کھینچکر جا پڑی کئی ہاتھ مارے غضنفر نے بھی تیغ ردمین شگاف کا ہاتھ مارا کہ برف بار کے دو ٹکڑے ہوے
مرتے ہی برف بار کے سب لشکر نے رہائی پائی تلوارین کھینچکر اڑنے لگے لشکر ساحران ہفت پیکر کا نام لیتا ہوا
بھاگا کہ یہان ہفت پیکر جادو کوہ یاقوت پہ ہی زیر کوہ لاکھون آدمی جمع ہین مرادین مانگ رہے ہین غلغلہ
کر رہے ہین یا خداوند بیمار مین صحت دیجیے اک برق چمک کر اسپر گرتی ہی یا تو ڈولی مین پڑکے آیا تھا اور یا ہاتھ
پیرون مین طاقت آگئی بعض پکار رہے ہین یا خداوند زوجہ میری جو میرے ساتھ ہی اسکے یہان لڑکا ہو تب
مجھے اعتقاد ہو ایک برق چمکی وہ عورت برق مین چھپ گئی اب جو ظاہر ہوئی تعریفین خداوند ہفت پیکر کی کرنے
لگی پکار کر آواز دی صاحب مجکو پورا مہینہ ہی دیکھو پیٹ مین لڑکا پھر رہا ہی شوہر خوش ہوگیا تصویر یہ شعبدے
سب کو دکھا رہی ہی سب کو مرادین مل رہی ہین یکایک تصویر کے کان مین آواز آئی کشتی مرا نام مین برف بار
جادو بہ تصویر سنگ شکل انسان نے پکار اٹھی کہ برف بار جادو قتل ہوگئی اے ضیغم تم اپنے کو صحراے
خیزران مین پہونچاؤ وہان بڑی خونریزی ہوئی طلسم کشا کو پکڑ لاؤ کوہ شق ہوا ایک شیر ظاہر ہوا شیر پر ایک
ساحر عجیب بہ شکل مہیب سوار تیغ بخون آلودہ ہاتھ مین آواز دی کہ یا خداوند غلام جاتا ہی اور طلسم کشا کو
گرفتار کرکے لاتا ہی یہ کہکے وہ شیر پہاڑ سے کودا اور درۂ کوہ سے بارہ ہزار شیر نکلے ہر ایک کی پشت پر ایک ایک ساحر
سوار مقاجت وخیز کرتے ہوے یہ بارہ ہزار ساحر چلے یہان رستم لڑائی فتح کرکے زرہ ہفت جوش زیب جسم
کر چکے اور کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھ چکے اسی صحرا مین اتر پڑے خود بارگاہ مین آئے ہین سرداران بھی
بارگاہ مین استادہ کر رہے ہین کہ صحراے بارہ ہزار شیر منہ کھولے ہوے لشکر پر گرے لشکر مین رستم
کے ہنگامہ ہوا صرصر نے آکے رستم کو خبر دی کہ بارہ ہزار شیر سوار آپ کے لشکر پر آ گرے ہین

تمام لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہے کاہن کیسے کیسے سحر کر رہا ہے مگر کوئی مراد نہیں حاصل ہوئی ساحر جو سحر کرتے
ہیں شیر سوار نہیں ٹلتے سنبل ہفت گیسو آگ برسا رہی ہے مگر آپکا لشکر گھٹتا ہوا دامن میں ایک پہاڑ کے آ گیا
درۂ کوہ سے ایک شعلہ نکلتا ہے جو شیر سوار مارا گیا وہ لاشہ اُس شعلہ میں غائب ہو جاتا ہے صدہا شیر سوار مارے
گئے لاشہ شیر سوار کا نہیں معلوم ہوتا رستم تلوار کھینچکر جا پڑے جس شیر سوار کے ہاتھ مارا اسکے مع شیر دو ٹکڑے
ہوئے رستم سب کو قتل کرتے ہوئے قریب افسر کے پہونچے افسر نے آواز دی ای فوج خداوندی طلسم کشا
وہ آ پہونچا سب ملکر اسے گرفتار کر لاؤ دیکھا سب شیر سوار سمٹ کر اُسی مقام پر آئے سنبل نے دیکھا طلسم کشا کے
ہنگامہ ہی چاہتے ہیں کہ لپٹ جائیں رستم نے کسی کو گھونسہ مارا کسی پر قبضہ مارا گرد شیر سوار ڈھیر لاشے بیچ میں
رستم لڑ رہے ہیں سنبل نے سرداروں کو آواز دی آفتاب فلک سیر کاہن وغیرہ آگر سے جب سحر کیا تو لے
مارے دو چار شیر سوار مرے رستم لڑتے ہوئے قریب افسر کے پہونچے آواز دی او نامرد سامنے مردوں کے
آ افسر قریب آیا اسنے کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ مجھے دیجئے رستم نے جواب دیا ٹھہر جا دیتے ہیں شیر سوار نے
کہا ابھی لونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کھیتیاں پر کانٹا الجھا دے سے ہاتھ نکالکر مارا افسر کے
مع شیر چار ٹکڑے ہوئے ان سب کا افسر جو مرا اندھیرا ہوا دیر تک آگ برسی آواز آئی کشتی مرا نام من شیر سوار جادو
بود لاشے میں شیر سوار کے غبار لپٹا ہوا طرف کوہ یاقوت کے اُڑتا ہوا چلا کوہ یاقوت پر خدائی
کے سامان ہفت پیکر کی درست ہو رہے ہیں مراد مند جمع ہیں ہر طرف سے آوازیں بلند ہیں کہ یا خدائے
ہفت پیکر تیری قدرت کے صدقے جو مراد مانگی وہی حاصل ہوئی ہوائیں سرد چل رہی ہیں اور پھول
برس رہے ہیں جتنے ٹکڑے ہیں سب جھوم رہے ہیں کہ یکایک آسمان سے آکر شیر سوار کا لاشہ پہاڑ پر گرا
لاشے کا پہاڑ پر گرنا یا تو سب کے سامنے پر شیر درہ کو دے سے نکلے اور ڈکارتے ہوئے روانہ ہوئے یعنی
یا لاشہ جو آکر گرا سب نے حیران ہو کر عرض کی یا خداوند یہ کیا ہوا ایک غلغلہ بلند ہوا سب پکار اٹھے یا خداوندا
یہ نقص قدرت ہے کہ جسکو تو روانہ کرے وہ یوں مارا جائے آپ کیا زندہ نہیں کر سکتے ماں کے پیٹ میں نطفہ
فوراً عطا کرتے ہیں تصویر سنگی نے آواز دی ای شیر سوار زندہ ہو اپنے قاتل کا نام بیان کر یکایک وہ شیر
اور شیر سوار غلغلہ مار کر اٹھے سامنے تصویر کے کھڑے ہوئے پکار کر آواز دی یا خداوند کیا دریافت
کرتے ہیں طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے ساحر ہیں اگر کسی پہاڑ پر آ جائیں تو زمین ہلا دیں لاشے میں نہیں دبا
سب پر سحر کیا مگر کسی کو قتل نہیں کر سکا اور لشکر طلسم کشا کے لوگ بہت سے کھائے کر دہن انکی

پیٹ مین ہمارے پھڑک رہی ہین جب کسی ساحر نامی کے سامنے گیا اسنے ایسا سحر کیا کہ مین منھ پھیر کر بھاگتا تھا آخر ناچار
ہو کر طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا گیا اسکے جسم مین زرہ ہفت جوش تھی پیر لکھے رہو ورنہ چلا آواز آئی جو گذرا
وہ گذرا اپنے مقام پر جاؤ شیر سوار پہاڑ سے پھاندا اور کوہ مین جا کر غائب ہوا حاضرین وقت کو بڑی حیرت
ہوئی ہر ایک کا قول تھا مسلمان بڑے زبردست ہین جبدن سے قدم مسلمانون کا طلسم مین آیا کوہ نیز رنگ تک
صاحبقران پہونچ گئے تصویر کو توڑ ڈالا اگر کسی دن قدرت کی موجودگی مین کسی پہاڑ کے اوپر آ گئے تو
قدرت کو بھاگنے کا رستہ نہ ملیگا وہ صاحب اسم اعظم محترم محتشم ہین جب اسم اعظم پڑھتے ہین ساحر کے ہونٹھ
بند ہوجاتے ہین شاید ایسا ہو کوئی ساحر زبردست تصویر مین آکر بیٹھا ہو اپنے کو خداوند بنایا ہو زرہ
ہفت جوش و کلاہ ہفت گوشہ طلسم کشا پا چکا اسپد تیغ ہفت جوہر باقی ہے مشہور ہے کہ زنار بلاافگن
نے کیسے کیسے ساحر بیچے ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے گئے بعض طلسم کشا تک پہونچ بھی نہ سکے مسلمان
سارے طلسم مین پھیلے ہوئے ہین ایک لڑکا کمسن اسکے ساتھ اسی ہزار دیوانے ہین تمام قریات اسنے لوٹ
لیے جب ان پہاڑون پر گذر ہوگا تو ہم لوگ کہان جائینگے کہین ہمارے جانیکا ٹھکانا نہین ہے قصبے والے
بھاگ کر جنگل مین چلے جاتے ہین یون جان بچاتے ہین ہم لوگ کہان جائینگے لاشہ شیر سوار دیکھکر اعتقاد
مین فرق آگیا آپس مین یہ باتین کرتے ہوئے اپنے اپنے گھرون مین آئے ملک یاقوت شاہ جو اپنے
گھر مین آیا تخت پر آکے بیٹھا وزرا امیر جمع ہوئے یاقوت شاہ نے بھی مقدمہ پیش کیا سب نے عرض کی
ہم سب کو تردد ہے جو خداوند قدیم تھے دس بیس برس سے انکو چھوڑا ہفت پیکر کو سجدہ کیا ان خداوند کی خدائی
مین بھی فرق معلوم ہوتا ہے مسلمانون نے ملک گھیر لیا یاقوت نے کہا سلطنت کیونکر بچے جن بادشاہون کے
طلسم کشا نے گھر اُنکے ملک لے لیے جو لوگ انکے شریک ہین انکو سلطنت دیتے ہین سیکڑون ملک قبضے
مسلمانان مین آگئے اسلام آباد ہوئے کوئی وہان ہفت پیکر کا نام بھی نہین لیتا اگر تم سب کی صلاح ہو قبل از
فتح ہونے طلسم کے طلسم کشا کے جاکے شریک ہون انکے ساتھ شریک لشکر کشی ہین طلسم کشا شاید ہمارا
ملک وال نہ لے اور ہمین کو سلطنت دے آج خوب ظاہر ہوگیا ہفت پیکر کوئی ساحر زبردست ہے کہ
اسنے اپنا بانا بدلیا ہے ہفتے مین سات دن ہوتے ہین تصویرون مین آکر سحر سے قدرت نمایان کرتا ہے
آج مجھ پر حال کھلا کر شیر سوار اسی وقت گیا اسی وقت اسکا لاشہ آیا یہ بھی شعبدہ تھا کہ آواز دیکر اسے
زندہ کیا اور کہدیا کہ اپنے مقام پر جا کر سکوت اختیار کر نام سے طلسم کشا کے ڈرتا ہے آفتاب فلک سیر

ایسا ساحر زبردست ہی بخوم ہمیں جانتا ہی کیسا جا کر طلسم کشا کا شریک ہوا سنتے ہیں کہ طلسم کشا اسکی بڑی
خاطر کرتے ہیں اور تقاضائے جرأت یہ ہی کہ ہر وقت منع کرتے ہیں سحر نہ کرو ہم سحر کے خواہاں نہیں ہم چھوٹے
ساحر ہیں خداوند بڑے ساحر ہیں جس دن طلسم کشا آجائیگا بھاگتے رستہ نہ ملیگا زرہ ہفت جوشن
کلاہ ہفت گوشہ پا چکے اب صرف تیغہ ہفت جوہر لینے کو باقی ہی پھر یقین ہی کہ فکر لوح کریگا صاحب
اقبال ہی جو نشان لوح جانتا ہوگا وہ جا کر بتا دیگا لوح لے لینگے لوح ملی اور طلسم کشا ہم لوگوں کو
شریک بھی نہ کریگا وزیروں نے یہ باتیں سنکر سر جھکا لیا کوئی بادشاہ کی بات کا جواب نہ دے سکا بعض نے
یہ بھی کہا کہ جو حضور فرماتے ہیں یہی ہماری بھی رائے میں آتا ہی کہ حضور کسی تدبیر سے تیغہ ہفت جوہر حاصل کریں
اور طلسم کشا کے پاس لے کے چلیں یاقوت نے کہا میں اپنے گھر میں ذکر کروں میری زوجہ سے اور
زنار بلا افگن سے دوپٹہ بدلا ہوا ہی وزرا سے صلاح کر کے گھر میں آیا زوجہ اسکی الماس جادو اُس سے
اپنے سب حال بیان کیا زوجہ نے کہا میں زنار کو بلا بھیجوں اسکو مار کر تیغہ ہفت جوہر لے لیجیے یاقوت
بہت خوش ہوا کہا صاحب نامہ لکھو زنار آوے اسکی دعوت کرو تیغہ ہفت جوہر لے لو الماس نے
اسی وقت نامہ لکھا ہمشیرہ زنار تمکو مدت سے نہیں دیکھا لہذا آؤ اگر بھیجے ملو تمھارے پاس تیغہ ہفت جوہر
ہی طلسم کشا تمھاری فکر میں ہی ایسا نہ ہو کہ اس سے تمھارا سامنا ہو جائے ہم تمھارے دینا سے محروم رہیں گی
سرداران طلسم کشا تمھاری فکر میں ہیں ایسا نہ ہو کوئی سردار تمکو دھوکہ دے خبردار کسی کے یہاں مہمان نہ جانا
یہاں جو آنا تیغہ ہفت جوہر لیتی آنا ایک شب کی یہاں تکلیف ہوگی یہ نامہ لکھکر ماہیار نامے کنیز کو دیا اُسنے
جھولی میں رکھا اُڑتی ہوئی طرف قلعہ زنار کے پہونچی قضائے کار ملکہ سنبل ہفت گیسو شیر سوار کی لڑائی
سے فراغت کرکے داخل بارگاہ طلسم کشا ہوئی بیٹھے بیٹھے گھبرائی عرض کی اے شہریار کنیز کا اسوقت دل
گھبراتا ہی دل کرتا ہی اگر کنیز فکر کرے کیا عجب ہی کہ تیغہ ہفت جوہر کا پتہ مل جائے رستم نے کہا ملکہ
ہفت پیکر کے سردار تمھاری فکر میں ہونگے ایسا نہ ہو لشکر سے نکلو اور کسی بلا میں مبتلا ہو سب میں مشہور ہی
کہ سنبل ہفت گیسو نے زرہ ہفت جوشن دلوائی باپ کو قتل کرایا سنبل نے عرض کی کہ کنیز کی جان
تک سرکار کے کام پر نثار ہی یہ شیر سوار وغیرہ جو آئے ہفت پیکر کے بھیجے ہوئے تھے یہ کہکے باہر آئی
آتے ہی ایک طاؤس تیار کیا اُسپر سوار ہو کے چلی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری ماہیار نامے جو نامہ
لیکر چلی تھی اُڑتے اُڑتے تھک گئی خیال میں آیا اس پہاڑ پر آتو دوں چشمے پر پانی پیکر اپنے کو

تر و تازہ کر دون باکی جو اُڑ دنگی تو قلعہ زناریہ مین جا کر ٹھہرونگی یہ سوچ کر اسی پہاڑ پر اتری چشمہ پر پانی پیا اور ٹہلنے
لگی زیر نخل ملکہ سنبل بیٹھی تھین اُنھون نے دیکھا ایک ساحرہ آئی پانی پی کر ٹہلنے لگی طرف قلعہ زناریہ
کے منھ کرکے دیکھ رہی ہے ملکہ کو گمان غالب ہوا کہ یہ کسی کی بھیجی ہوئی ہے کارد خنجر جھولی سے نکالی سپر اسم اعظم پڑھا
جب ہاتھ سے چھوڑا کارد مثل شعلہ جوالہ کے چلی ملکہ نے پکار کر آواز دی او ساحرہ ہوشیار ہو جا وہ پلٹی کارد
سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری سنگ باری برف باری ہونے لگی طائر اس کوہ کے پرون سے
سر پیٹ رہے ہین ملکہ چاہتی ہین کہ یہ ہنگامے موقوف ہون تو مین اسکی نعش کی تلاش لون جب تھوڑی
دیر مین ہنگامہ رفع ہوا قضائے کار اس کوہ کے حاکم شقائق جادو و حقائق جادو درہ کوہ مین پڑے
ہوئے سوتے ہین کوہ پر بلا ہوا دونون بیدار ہوئے شقائق نے حقائق سے کہا کون ساحر ایسا
زبردست آیا کہ جسنے ہمارے پہاڑ پر آکر یہ ہنگامہ برپا کیا آنکھین ملتے ہوئے دونون نشیدہ کوہ کو جھانک
کے دیکھا کہ ایک مہ جبین قمر طلعت گاتی دوپٹے کی باندھے ہوئے ایک نازنین کا لاشہ برابر اسکے پڑا ہوا
ہے حقائق نے کہا اے برادر مین اس مہ جبین کو پہچانتا ہون اتنا جانتا ہون کہ طلسم کشا کی طرفدار ہے
ایک طرف سے تم سحر کرو اور ایک طرف سے مین سحر کرون ورنہ یہ تڑپ کے نکل جائیگی
یہ بڑی نامی ساحرہ ہے حقائق و شقائق دونون آپس مین صلاح کرکے چلے سنبل نے دیکھا
بیچ مین سے کوہ شق ہوا دو ساحر داہنے بائین سے پیدا ہوئے آواز دیتے ہوئے او نازنین کہان
جاتی ہے ایک نے داہنے پر سے گولا مارا ایک نے بائین پر سے ملکہ نے داہنی طرف کا گولا روک لیا
بائین طرف والا گولا جو پھٹا دھوان اسکا آنکھون مین لگا وہ گولا جو ہاتھ مین تھا دو پھینک مارا
شقائق کا سر پھٹا بائین طرف سے دھوان جو لگا ملکہ غش کھا کے گرین حقائق نے گرفتار کرلیا
اور اُس کنیز کی تلاشی لی جھولی مین سے نامہ نکلا الماس زوجہ یاقوت کا لکھا ہوا سوچا کہ یہ نگار
ہے سنبل کی کمر مین بقچہ دبا لے اُٹھا کر قلعہ زناریہ کے چلا یہان رستم ٹھہرے جب سنبل کو عرصہ ہوا
گھبرا کر سمک سے فرمایا نہین معلوم کہ سنبل کو کیون عرصہ ہوا ذرا جا کر تلاش تو کر جس وقت سے وہ
گئی ہین دم گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے اپنی تو عجب کیفیت ہے نظم

ہاتھ وحشت کا گریبان ہے جنون کا جوش ہے	پیرہن تن پر مرے گرمی مین بالاپوش ہے
دود جون یکجا ہی ہے بھی صورت فانوس شمع	ہو بغل مین یار پہ خالی مرا آغوش ہے

آنسو بخوابان ہین کہ ذلیت دونون ہین خواب
جان جاتی ہی ولیکن آہ دل کرتا نہین
کوچہ و بازار مین رسوا ہو کر عاشق کو تو
عاقل اتنے تو یہ کار خویش ہم دیکھے ہین
حال دل سنکر وہ چپکا ہو رہا مین خوش ہوا
روتے روتے پانی ہو کر بہ گیا آخر کو مین
ضعف پیری سے نہین ہوتا ہی قد انسا کا خم
درد دل کہنے کی خو مجھکو نہ سننے کی اسے
ہون وہ دیوانہ گرفتاری ہی جسکو زندگی
موت کا سامان ہی فریاد سامان نشاط
گور مین کیونکر قوی ہووے نہ امید وصال
ناگوار آتش ہی اپنی ہمت مردانہ کو

بار خاطر زندہ ہی مردہ وبال دوش ہی
ناقۂ لیلی روان ہی پر جرس خاموش ہی
ای صنم اسقدر کو سنتے ہین پر وہ پوش ہی
موسم گل تک گریبان پھاڑ نیکا ہوش ہی
نیم راضی کا نشان لینے لب خاموش ہی
قصر تن کے ڈھانے کو سیلاب اشکا جوش ہی
تو ڑتی آخر کمر کو حسرت آغوش ہی
عہد مین تیرے زبان نایاب و عقل و گوش ہی
طوق کا حلقہ پری کا حلقۂ آغوش ہی
لب تو ساغر نوش ہین پر دل مرا خون نوش ہی
رات اندھیری ہی چراغ خانہ تک خاموش ہی
باندھنا مضمون غیر آتری ہی ہو نی پاپوش ہی

رستم کو جو سمک نے بیقرار پایا عرش کی علام الہی تلاش کو جاتا ہی یہ کہکے رستم سے سمک باتہائے عیاری سے آراستہ ہو کر جست و خیز کرتا ہوا قریب اُس پہاڑ کے آیا دیکھا ایک مرد کا لاشہ پڑا ہی اور ایک عورت کا لاشہ پڑا ہی ساحر بنکر پھرنے لگا کہ دو کوہ سے دو چار جادوگر نکلے سمک نے اُنسے ملاقات کی صاحب سلامت کرکے پوچھا اس کوہ کا حاکم کون ہی ساحر رونے لگے کہا شقائق و حقائق دو بھائی تھے ایک کو سامری و جمشید نے بلا لیا ایک طرف قلعہ زناریہ کے گیا ہی اب تو سمک نے باتون مین سب حال دریافت کیا پوچھا کہ اب یہان کا حاکم کون ہی کہا زفیل جادو سمک نے کہا میان زفیل کو ہم دیکھ بھی سکتے ہین ان ساحرون نے کہا اندر درۂ کوہ کے بیٹھے ہین صورت زفیل کی پہچان کر سمک آگے بڑھا ایک مقام پر بیٹھکر زفیل کی شکل بنا قلعہ زناریہ پوچھتا ہوا چلا جب سامنے قلعے کے پہونچا اُسی شکل سے داخل قلعہ ہوا پوچھتا ہوا حقائق جادو کہان ہی یہان حقائق ملکہ سنبل کو لیے ہوے پاس ملکہ زنار کے آیا زنار سنبل کو دیکھکر خوش ہو گئی کہا تو طلسم کشا کے بہت بڑے دوست کو گرفتار کر کے لایا حقائق نے کہا ایک کنیز نامہ لیے ہوے تمھارے پاس آئی تھی سنبل نے اسکو مار دیا ہے

کان مین بھاؤ وازآئی ہم دونون بھائی جا پڑے ایک بھائی کو تو اسنے مار لیا مین نے گولا سحر کا پھینکا میرے گولے
سے یہ بیہوش ہوئی ہرچند کہ جمال اسکا دیکھتے ہی مین بیتاب ہوگیا مگر دل نے کہا کہ اسکی صورت ظاہری پر مائل
ہونا اچھا نہین خدمت مین زنار کے لیچلو ملکہ زنار اسکو سزا دیگی زنار نے رات کو قید کیا صبح کو دربار مین
آکر مجھی حقائق سے باتین کر رہی ہے زنار کہہ رہی ہے کہ اسکے قتل سے طلسم کشا کو بڑا ملال ہوگا اسکے قاتل کو
بچنا دشوار ہوجائیگا کہ ساحرون نے آکر خبر دی اے حقائق تمہارا ملازم زفیل جادو دروازے پر آیا ہے
اسنے گھبرا کے کہا بلالو سمک بشکل زفیل اندر آیا پہلے زنار کو سلام کیا پھر حقائق سے متوجہ ہوا کہ حضور
ساحرہ کو یہان لیکر چلے آئے طلسم کشا کو نہین معلوم کیونکر خبر پہونچی کاہن کو بھیجا یہان آفتاب نے آکے گرمی دکھائی بھائیکو
گرا دیا نوکرون کو آپکے قتل کیا مین پہلے ہی بھاگ آیا تھا بیرون کوہ سے سب معاملہ دیکھا کیا جب وہ قتل و غارت
کرکے پلٹ گئے تب مین نے کہا جا کر مالک کو اطلاع دون ابھی اسکو قتل نہ کیجیے ایسا نہ ہو طلسم کشا سن پاوے مین
بڑے خبر پہلے لشکر طلسم کشا مین گیا سنا کہ طلسم کشا کو اسقدر ملال ہے کہ کھانا نوش نہین فرمایا اور سب صاحب تلاش
مین اسی غار کی نکلے ہین کہ جہان ملے اسے لاؤ اگر میرے نام حکم ہو تو مین اسے قتل کرون وعدہ کرتا ہون کہ سر اسکا
سامنے طلسم کشا کے لیجاؤن بڑے لطف سے سر پہونچاؤن بعد اسکے آپ لوگون کو اختیار ہے اپنے کو ترے مخفی کیجیے
ایسا نہ ہو طلسم کشا آپ لوگون کو پا جائے زنار نے کہا ہم ایسے مقام پر چھپینگے کہ طلسم کشا تو کیا ہے پیک خیال
نہ پہونچ سکے جو اس مقام پر آئے مارا جائے سمک نے پوچھا آپنے تیغہ ہفت جوہر کہان رکھا ہے اسنے دکھلا کر
کہا تیغہ ہر وقت کمر مین رہتا ہے کسکی مجال ہے کہ تیغے پر نگاہ ڈالے سمک پنجہ کھینچکر اٹھا ملکہ سنبل سے اشارہ کیا
او گنہگار سر جھکا کر پنجہ حقائق تو حال تک اپنے عزیز و نگا سنکر خاموش ہے یہی جوش ہے کہ بدلا اسکا طلسم کشا
سے جا کر لون کہ سمک پنجہ کھینچکر سر پہ سنبل کے آیا سر زنجیر کو تھام کر جھٹکا مارا کہا اپنے غلام کو پہچانتے ہین
ہون سمک بن عمرو آپکی زبان سے سوزن نکالون آپ قتل جائیگا سنبل نے اشارہ کیا کہ مین مجھکو
لیجاؤنگی بارگاہ مین آگ برساؤنگی سمک پیترے بدلنے لگا پکار کر آواز دی اے مشوق طلسم کشا کو قتل
کرتا ہون زنار و حقائق نے اشارہ کیا ارے سرکاٹ لے اسی کی وجہ سے زرہ ہفت جوش ملی ہے اگر طلسم کشا
دہیم کوشش کرتا تو زرہ نہ ملتی سمک نے باتون مین زنار و حقائق کو لگا کر زبان سے سنبل کی سوزن نکالی سنبل نے
سوزن نکلتے ہی اشارہ کیا کہ ماران سیاہ جو جسم مین لپٹے تھے وہ جل کر گرے تڑپ کے بلند ہوئی ایک گولہ
مار دیا بارگاہ مین زنار کی آگ لگا دی سمک کو جو ساحرون نے گھیرا سمک پنجہ کھینچکر لڑ رہا ہی تھی

ساحرانے اسے سنبل نے دیکھا زنار نیچے کھینچی کر سمک پر چلی سنبل سمجھی کہ اب سمک قتل ہو جائیگا جھولی پر ہاتھ ڈالکر ایک پرچہ کاغذ کا پھینکا وہ سنہرہ پنجہ بنکر گرا کمر مین سمک کی پڑ گیا لیکر بلند ہوا اب سنبل لڑتی بھی جاتی ہے اور پیچھے ہٹتی آتی ہے دروازے پر لاکھون جادوگر تھے انھون نے سحر کی آگ برسائی تلوارین گرائین یہی چاہتے تھے کہ سنبل کو زمین پر گرائین لیکن سنبل آتش سحر سے مثل شعلہ جوالہ نکلتی ہے تلوارون سے یون نکلی گویا جوہر تیغون کا ظاہر ہوا کوئی حال سے اسکے نہ ماہر ہوا لڑتی ہوئی بیرون قلعہ پہونچی ہزارون جادوگر مارے گلی کوچون مین لاشہ ہاے ساحران کا انبار کر دیا مکان سیکڑون گرادیے اسمین بھی ساحر دبکے مرنے سے جو ساحرون کے اندھیرا ہوا سنبل بیرون قلعہ آئی اب سنبل کہ سحر کر رہی ہے مطلب یہ تھا کہ زنار کو قتل کرون مگر پنجہ قابض نہ ہوتا تھا کیسے کیسے سحر زنار وغیرہ نے کیے مگر سنبل نہ تھکی لڑتی بھڑتی نکلی چرخ مار کر بلند ہوئی ستارہ بنکر آسمان مین ڈوبی وہان سمک کو پنجہ لئے ہوے جاتا تھا لمعان سحر بند کوہ لمعان پر بیٹھی پوجا کر رہی تھی کہ اسنے دیکھا ایک سنہرہ پنجہ ایک عیار کو لئے جاتا ہے لمعان نے سحر کیا سمک زمین پر گرا سمک نے گرتے گرتے آواز دی ہمیشہ دلبرے سجان مبارک باشد لمعان نے پوچھا ارے تو کون ہے کہا حضور سمک گویا ایک ساحر نے رات کو واسطے بیرے کے بلایا صبح کو جو سوا سیر دیتا تھا مین نے انکار کیا ایک کاغذ میری کمر مین لپٹا دیا کہا جا کے کسی جنگل مین اسے چھوڑ آ یہ غلام کی کیفیت ہے صبح کا وقت ہے کچھ بھیرون سناؤن یہ کہکے بایان کھینچا یہ عاشقیکا حجر نے لگا لمعان سے آنکھین ملا کر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

نظم

یہ قدرت لقب ہے تیرے کلک گوہر افشان کا　　بہار صبح اک سادہ ورق ہے میرے دیوان کا

مری باد نفس سے لا ہو تیران پردۂ غفلت　　بہت ذرہ کے پیش نظر ہو نور عرفان کا

ریاض قدس ہریالی مرے گلشن سرائی ہے　　بہار انس گلدستہ ہے میرے طاق ایوان کا

سحاب ملک جا بجا ن گرے سون کشت گردون پہ　　رواں ہو جیسے خشک کہکشان مین چشمہ حیوان کا

دلون مین شاعرون کے گوہر معنی نہ پیدا ہون　　نہ نکلے گر صدف مین انکے قطرہ میرے نیسان کا

نہین پیدا ہون مین ابر دو خاک و آب و آتش سے　　کھر کر چار عنصر ہے باہر میرے ارکان کا

بشر کے قالب خاکی مین جو مین جلوہ فرما ہون　　تماشا دیکھنا منظور ہے نیرنگ امکان کا

مرے زیر قدم ہے تخت شاہی جس ولایت مین　　وہان کے دام و دد کو عار ہے منصب سلیمان کا

رہا میں دہر میں اندیشۂ آسیب سے ایمن ۔ گہر کو کیا خطرہ ہی لطمۂ دریاے عمان کا
جسے کہتے ہیں سب فردوس پائین باغ ہی میرا ۔ مجھے ہی منت گل ہی نہ نظارہ حور و غلمان کا
مری خاک قدم سے تاج خسرو استقامت ہی ۔ مری نعلین کو دے نعلبندی تاج سلطان کا
فنا فی المرتضے کے رمز سے ہی جسکو آگاہی ۔ مقام اس شخص پر ہی کشف سیر عرش شان کا
عروج عقل دین کو میرے عقدے سے سو سو تفاخر ہون ۔ شہیدی منقبت خوان ہون جناب شاہ مردان کا

یہ غزل سمک نے اس رنگ میں گائی کہ لمعان رونے لگی گلے سے موتیون کا مالا اتار کر دیا کہا اے تو تو اس لایق ہی کہ تجکو تو دیناد و بنا دے ایک کنیز نے عرض کی واری اسکے دام کرین نہ آپکا یہ طلسم کشا کا عیار ہی اسنے قلعہ زناریہ میں جاکر قیامت برپا کی ملکہ سنبل کو جاکر رہا کیا ہی ایک عزیز وہان نوکر تھے اسکے سامنے یہ سب معرکہ گذرا یہ سحر ملکہ سنبل کا تھا جسکو طرف اپنے لشکر کے لیے جاتا تھا سمک نے کہا حضور اس کیفیت یہ ہی کہ میں نہین جانتا زناریہ کہان ہی لمعان خنجر لیکر اٹھی کہ نگوڑے میں تجھے قتل کرونگی کنیزین اٹھیں عرض کی واری آپ قتل کیجیے کنیزین قتل کرینگی ایک کنیز خنجر کھینچکر سر پر آئی چاہا کہ ہاتھ مارے کہ آسمان پر سنبل ہفت گیسو چمکی دیکھا سمک زیر تیغ بیٹھا ہی ایک کنیز جاتی ہی خنجر مارے اور لمعان جادو اشارے کر رہی ہی کہ جلد اس مکار کو قتل کر اسکا زندہ رہنا بہتر نہین دہن سے سنبل نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کنیز کا سر اڑ گیا لگے کھوپری کی سر اٹھا دے لمعان نے سحر کیا گولہ اٹھا کر مارا سنبل نے گولہ کاٹا اس سے ایک برق چمکی کئی کنیزون کے سر اڑ گئے لمعان نے دوسرا گولہ مارا قریب سنبل کے گولہ پہونچا سنبل نے منہہ سے دھوان چھوڑا گولہ پھٹا پھٹکر گرا ایک برق چمکی سامنے لمعان کی آنکھون کے برق آئی پلک بجلی چمکی اس عالم میں سنبل نے زلف کو ہلایا ایک زنجیر آہنی پیدا ہوئی لمعان کے سر پر پڑی کہ سر لمعان کا پھٹ گیا مارکر لمعان کو بہار کو ویران کیا خزانہ لوٹ لیا سمک نے پہلے روپے لوٹے جب اشرفیان دیکھین روپے پھینکے اشرفیان اٹھائین کمر میں رکھین سنبل نے سمک کو اٹھا لیا لیکر لشکر میں آئین یہان طلسم کشا پریشان بیٹھے تھے سنبل نے آکے سلام کیا سمک کو حاضر کر دیا رستم بہت خوش ہوے مگر وہان زوجۂ یاقوت ماہیار کنیز کو جو روانہ کر چکی تھی جب کئی دن گذرے یاقوت نے آکر کہا کیون صاحب جواب نامے کا نہ آیا یاقوت نے کہا اور نامہ روانہ کرو الماس نے اور نامہ لکھا شقایق نامے کنیز نامہ لیکر چلی صبح کا وقت ہی ہوا سرد چل رہی ہی کہ جنگل پر عالم بہار گل خود رو جنگل گلشن بے تجمل سرسبز و شاداب نہرون میں پانی لاجواب شقایق ہر جگہ ٹھہرتی ہوئی جاتی ہی کبھی کسی چشمہ پر ٹھہر گئی

لگانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی شخص بھیروین کے سرون مین اس غزل بے بدل کو گا رہا ہی نظم

مرا خون اسپہ تا ثابت نہ ہو سکا رروتا ہی
مجھے مارا ہی پر ظاہر مین وہ غمخوار روتا ہی

مین اس صحرائے وحشت مین ہون برگشتہ اب اے دلبر
کہ چشم آبلہ سے ہر قدم اک خار روتا ہی

بلا بھیجا ہی محبوب حقیقی نے چلا ہون مین
ہنسی آتی ہی مجھکو جب کوئی غمخوار روتا ہی

مرض الفت کا ہی تو مانع گریہ نہ ہو ناصح
مسلسل چشمہ ہو جاتا ہی یہ آزار روتا ہی

مری گردن جھکا دینے سے رحم آتا ہی قاتل کو
وہ خود سر خم کیے کھینچے ہوے تلوار روتا ہی

بہت اس کوچے مین نالان رہا لیکن نہ پوچھا
کوئی آفت رسیدہ کیا پس دیوار روتا ہی

ہمیشہ ہجر کا غم ہی تصور وصل کا گاہے
جو دل اک بار ہنس دیتا ہی تو سو بار روتا ہی

مری حالت پہ دل بگڑا ہی تیور مین مگر کرتے
ترحم سے گلے ملتا نہین پر یار روتا ہی

ترے بیمار کو تیرے سوا صحت ملے کس سے
مسیحا کا بھی کچھ چارہ نہین ناچار روتا ہی

مقابل مجھکے رونا ہی تو پھر تم کیون روؤن
ہمارے نکیل مین کیا ابر دریا بار روتا ہی

دعائین مانگ کر جینے پر اسکے موت مانگی تھی
خدایا اب جلا مجھکو مرا دلدار روتا ہی

قبول این و ہر کو غفلت کدہ جا نامع زخوش سینا
جو غافل ہی وہ ہنستا ہی یہان ہشیار روتا ہی

یہ غزل سنکر شقاقل طرف صدائے متوجہ ہوئی دیکھا ایک نازنین ایک نخل کے سایہ مین لباس پر زر پہنے ہوے بیٹھی ہی پھولون کے زیور مین لدی ہوئی آسن مارے ہوے تن تن کے یہ اشعار گا رہی ہی طائر ہر مرتبہ زمزمہ سرائی کرتے ہین گانے پر محو ہو رہے ہین شقاقل قریب پہونچی جھک کر اسکو سلام کیا اس نازنین نے اشارے سے سلام لیا اشارہ کیا بیٹھ جاؤ شقاقل بیٹھ گئی گاتے گاتے اس نازنین نے ہاتھ ہلا دیا درخت سے پھول برسنے لگے شقاقل کے آگے انبار ہو گیا اشارہ کرکے اس نازنین نے پھول اٹھا کر سونگھے شقاقل نے بھی تھی مین پھول اٹھائے اٹھا کر سونگھے سونگھتے ہی آنکھین سرخ ہوئین گھبرا کر اٹھی لڑکھڑا کر گری اُس نازنین نے اٹھکر شقاقل کا سر کاٹ لیا جھولی سے نامہ نکالا نعرہ کیا منم سنبل ہفت گیسو مار کر اسکو نامہ اسکی جھولی سے لیا خدمت مین رستم کی آئی عرض کی کہ حضور کوچ کرین اور کوہ یاقوت کو تشریف لیچلین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یاقوت جادو آپکے ملنے کا خواہان ہی دو کنیزین اسکی زوجہ کی بھیجی ہوئی آتی ہوئین دونون کے پاس اسی مضمون کے نامے نکلے رستم نے بلا کر مقدمتہ الجیش کو حکم دیا کہ بموجب حکم ملکہ سنبل کے اٹالا بارگاہ کا

طرف کوہ یاقوت کے روانہ ہو دوسرے دن سے پیشتر و لشکر طرف کوہ یاقوت کے لیچلا ملکہ الماس جادو زوجہ
یاقوت نے جو دو نامے بھیجے اور جواب ایک کا بھی نہ پایا حیران ہوکر کنیزوں سے کہنے لگی کہ مقام حیرت ہی کہ دو کنیزان
معتبر چست و چالاک سحر میں بھی بیباک گئیں اور پلٹ کر نہ آئیں میں خود جاؤں شوہر کو بلا بھیجا ملک یاقوت سے
سب حال کہا یاقوت نے کہا صاحب تمھیں جاؤ ہم بھی چاہتے ہیں کہ طلسم کشا سے ملیں مگر یہ آبرو ملیں سامنے
طلسم میں آبرو ہو کہ شاہان ہفت کوہ میں سے ملک یاقوت شاہ بادشاہ کوہ یاقوت شریک طلسم کشا ہوا
الماس اُسی وقت روانہ ہوئی بادشاہ کوہ یاقوت کی زوجہ دریائے جواہر میں غوطہ زن سحر و ساحری میں پرفن
لباس جھول پہنے ہوئے روانہ ہوئی ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری کہ صحرائے گرد اڑی دیکھا کہ ایک لشکر کی آمد ہی اور سب
آگے آفتاب فلک سیر گھوڑے پر سوار پیشیر و لشکر ہی سات ہزار سوار پرے اُسکی پشت پر جمائے ہوئے اور
وردیاں برنگ مختلف پہنے ہوئے اس ساز و سامان سے سامنے سے گذر گیا اس لشکر کو دیکھکر الماس
حیران ہوگئی بعد اسکے دیکھا سیماب جادو سات ہزار ساحر اُسکی پشت پر نوبت نقارے بجتے ہوئے سامنے
سے گذر گئیں اسکے بعد ملکہ لالہ عذار ساٹھ ہزار فوج سے یہ بھی گذر گئیں اسکے بعد سنبل ہفت گیسو تخت پر سوار
گرد ڈیڑھ لاکھ عورتیں اسکے تخت کو گھیرے ہوئے ہوئے آب پاشی کرتے ہوئے کہ گرد نہ اڑے ایسا نہ ہو کہ عارض
انور پر گرد و غبار پڑے آئینہ رخسار مکدر ہو سب شاہ و شہریار اسی کے تخت کو گھیرے ہوئے اسکے ساتھ
بحساب لچ ہی اژدروں پر اتالے بارگاہ کے لدے ہوئے اژدر منہ سے قلابہ آتشیں چھوڑتے ہوئے تمام
صحرا آتش بہار ہو رہا ہی اسکے بعد دیکھا ملکہ شعلہ جوالہ و تیمن بڑے زور و شور سے ہمراہ لشکر گران گذر گئیں
اسکے بعد دیکھا کہ ہجاج عالم انبوہ خلایق علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے ایک سردار مثل دیو کے
جھومتا ہوا علم زرنگاری کی چھڑ کاندھے پر سائے میں علم کے ایک جوان رعنا بلند بالا خود سر پر رکھے ہوئے
زرہ ہفت جوش زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ سر پر ہزار ہا نقیب آوازیں دیتے ہوئے کہ با ادب
سے جلوہ یہ جوان کہ حسن و شوکت میں یکتا یعنی طلسم کشا ہی اسکی سواری میں خوش آواز نقیب دعائیں
دیتے ہوئے پشت پر بیرنگاہ بازارین لشکر کی جمی ہوئی سترون تک انبار لشکر طلسم کشا کا ہی جہاں تک
نگاہ جاتی ہی علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے یہ شوکت و شان دیکھکر ملکہ الماس کو پسینہ
آگیا دل بیقرار ہو گیا آنکھیں فصل برسات کا ابر بن گئیں جی میں کہتی تھی ہائے الماس یہ لشکر جس ملک پر جاکر
گریگا کوئی ذیحیات کا بیکو بچیگا حقیقت میں یہ شاہزادے یہاں بڑے عیش میں ہیں یہ مجمع عام ساحران زبردست طلسم کشا

جری و بہادر انکو کون روکیگا اب کون روک سکتا ہی اجماع لشکر پر ثابت و سیارہ کو سکتا ہی کیا لشکر ہوا در کیا
تاجدار ہی جاکر شوہر کو سمجھاؤن ایسا نہو کوئی افتاد ہو ای الماس اب مین قلعہ زناریہ پر جاؤن یا اپنے
قلعے مین جاؤن اس فکر مین حیران کھڑی ہی آخر یہ سوچی کہ زنار کو جاکر لاؤن طرف قلعہ زناریہ کے چلی مگر
چوٹ کھائی ہوئی آہ آہ کی صدا دل سے بلند کرتی ہوئی کبھی بیقرار ہو کر پکار اٹھتی ہی اور کہتی ہی کہ

نظم

ٹھوکرین مار کے مردون کو جلاتے نہ چلو
رشک سے خاک مین زندون کو ملاتے نہ چلو

آنکی پازیب کی جھنکار سے آتی ہی صدا
فتنۂ حشر کو بدخواب جگاتے نہ چلو

باغ مین آئے ہو ساتھ انکے بھی پھرلو دوگام
کبک طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نہ چلو

برق شمشیر کی اچھی نہین چالین چلنی یا
راہ کو کاٹتے جادے کو جلاتے نہ چلو

سائل بوسہ سے منھ پھیر کے کہتا ہی وہ شوخ
نیک طینت ہو تو بدذاتی پہ آتے نہ چلو

گرے پڑتے ہین کنوین اور گڑھون مین اکیر
ذقن و ناف کے عالم کو دکھاتے نہ چلو

دو قدم ساتھ جو چلتا ہون مین کریان اُنکے
یہی فرماتے ہین ہنس ہنس کے ہنساتے نہ چلو

گوشمالی دو نہ گلگشت مین گل کو پیارے
طفل غنچہ ہی غریب اُسکو ڈراتے نہ چلو

پُر مشقت ہی رہ عشق نہ طی ہو دوگام
کوسون دریا کو پسینے سے بہاتے نہ چلو

منھ چھپا کر یہ تمھارا ہی نکلنا اندھیر
رہ نشین عاشقون کو راہ بتاتے نہ چلو

مشق رفتار کرو گرم روی کی نہ سہی
کونسی چال ہی یہ آگ لگاتے نہ چلو

بھاگ کر عاشق شیدا سے کہان جاؤگے
قدم آہستہ رکھو ٹھوکرین کھاتے نہ چلو

اپنے ہاتھو سے نہ اندھو نکالا کٹواؤ
یون چلو پاؤن کی آواز سناتے نہ چلو

کوے معشوق مین ای عاشقو جاتے ہو تو جاؤ
یہ شگون نیک نہین خاک اڑاتے نہ چلو

انسے کہدو کوئی آگے مین جو یہ لکھ ابر
چشم آتش کی طرح آنسو بہاتے نہ چلو

ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئی الماس زوجۂ یاقوت قلعہ زناریہ مین پہونچی ملکہ زنار رعنا فگن کو خبر ہوئی
برای استقبال نکل آئی آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا کہا بہن کیونکر آنیکا اتفاق ہوا الماس نے کہا مہینہ بھر کا زمانہ گذرا
کہ مینے ایک کنیز کو بھیجا نامہ اپنا مہری دیا اسمین یہ مرقوم تھا کہ بہن بہن سرفراز کرو حال نہ کھلا کہ اس کنیز پر کیا
گذری زنار نے کہا تمھاری کنیز کو سنبل ہفت گیسو نے قتل کیا حقائق و شقائق یا مالک اس کوہ کے

نکلے سنبل پر سحر کیا سنبل نے شقائق کو مارا حقائق نے سحر کر کے سنبل کو گرفتار کر لیا گرفتار کر کے یہاں لایا
عیار طلسم کشا بھی برابر پہونچا آگر اسنے سنبل کو رہا کیا اس دن دس بیس ہزار ساحر جیالا نکا مارا گیا مگر وہ لشکر گئی
اور عیار کو بھی لے گئی دوسری کنیز کا حال نہین معلوم غرضکہ استقبال کر کے الماس کو بارگاہ مین لائی الماس
نے تعریف لشکر طلسم کشا کی شروع کی اور کہا ایسے ایسے ساحر شریک طلسم کشا ہین کہ زمین ہلا دینگے
کائنات طلسم مین زنار کہتی ہی بوا تم تو اسقدر تعریفین کرتی ہو کہ انکے آگے قدرت کی کچھ حقیقت نہین ہی ایسے
لشکر قدرت نے سالہا سال شفقت کی تب ممکن ہوے جسدن ارادہ کرینگے ایک دن مین لشکر طلسم کشا دینگے
منہ سے اف کرین سارا جنگل دھوین سے بھر دین کون قدرت کا سامنا کر سکتا ہی باتین کرتے کرتے الماس
نے جام و صراحی کو اُٹھایا ایک جام آپ پیا دوسرا زنار کو دیا کہا لو بوا جام پیو جیسے ہی جام زنار نے ہاتھ
مین لیا شراب چرخ مارنے لگی شعلہ بنکر اڑی زنار نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کہا کیون الماس یہ کیا حرکت
تھی الماس کانپنے لگی کہا بوا مین نے کچھ نہین ملایا یہ کہکے ہاتھ چھڑایا اٹھکے بھاگی زنار نے کہا لینا یہ جانے
نہ پاوے ہزار ہا جادوگر پیچھے الماس کے چلا جب در قلعہ پر یہ پہونچی چاہا خندق کے پار جاؤن خندق
سے ایک شعلہ آتش بھڑکا برابر منہ کے آکر پھٹا اس شعلے سے دھوان نکلا بیہوش ہو کر الماس گری ساحرون
نے گرفتار کر لیا سامنے زنار کے لائے زنار نے زبان مین سوزن دی سلسل و مطوق کیا مار ان
سیاہ جسم مین لپٹا کر کہا انکو لیجا کر قید خانے مین قید کرو مین انکو خدمت خداوند مین لیجاؤنگی الماس کو
جب کئی دن گذرے یاقوت شاہ فراق زوجہ مین گھبرایا شکار کے حیلے سے صحرا مین آیا گل و لالہ کو دیکھا عارض محبوب
یاد آئے بیقرار ہو کر گھوڑے سے کود پڑا دین اپنی زوجہ کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

شاہد فریفتہ ہین مرے نونہال کے — عاشق بزرگ لوگ ہین اس خردسال کے
ہر شب شب برات ہی ہر روز روز عید — سوتا ہون ہاتھ گردن مینا مین ڈال کے
مضمون فشگان ہی طبیعت کو اپنی ننگ — گالیک ہنو دین ہم کبھی مرنے کے مال کے
شان و شکوہ نے ہمین برباد کر دیا — مثل حباب اُڑ گئے خیمے نکال کے
بیخ خمار اُٹھانے کی طاقت نہین مجھے — پیتا ہون مین شراب مین بھی لون ڈال کے
بے عشق لوگ کہتے ہین ماہ چہار دہ — سنگر سقر ہوے ہین تماشے کمال کے
اُس ترک کی نگہ جو کرے ناوک افگنی — تھٹے لگائے خاک شہیدان کلال کے

سر بسر نہین ہوا ہی تجلی سے طور ہی — ہم بھی ہین سوختہ تری برق جمال کے
شام شب فراق سے پہلے گئے جو لوگ — آئی ہوئی بلا گئے سر پر سے ٹال کے
اس شمع رو کا وارے جسم گداز و صاف — اللہ نے بنایا ہی سانچے مین ڈھال کے
الجھی ہی زلف خال ہی الجھی کی مردمک — عقدے کھلے یہ فکر سے اس زلف و خال کے
آنکھون مین اپنی رکھتے ہین اہل نظر انھین — سرمے بنے جو پیسے ہوے تیری چال کے
اخوان دہر سے عجب اسکا نہ چاہئے — یوسف کی فکر مین جو پھرین گرگ پال کے
معنی کے شوق مین جو ہوا دل کو میل فکر — تصویر شعر کھنچ گئے پتلے خیال کے
سودائی جانکر تری چشم سیاہ کا — ڈھیلے لگاتے ہین مجھے دیدۂ غزال کے
ٹھنک ہوتا تیرے ہاتھ کا ہے جو ای صنم — پنجے مین آفتاب کے ناخن ہلال کے
آئینہ سے کلام کو کیونکر کیا ہی صاف — حیران کا ہم بھی ہین آتش کے حال کے

یاقوت بیقرار کھڑا ہوا ہی وہ جبکی تصویر آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی زیر نخل اتر پڑا شکار وغیرہ موقوف کیا یادِ مژگان مین دل پر تیر چل رہے ہین کہ صحراے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی بھی آواز آئی یاقوت دیکھنے لگا پشت مرکب باد رفتار پر ایک جوان باشوکت و شان سطوت و صولت شل ملازم ہمراہ رکاب گرد ساحران لاجواب کاہن طلسم رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ملکہ سنبل ہفت گیسو و سیماب و لالہ عذار و ملکہ شعلۂ جوالہ و سمیتن وغیرہ گرد گھیرے ہوے شاہزادے کو گویا گرد ہجوم ثوابت و سیارگان بیچ مین وہ ماہتاب تابان پشت پر فوج ظفر موج علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے تعریف الہی و نعت رسالت پناہی اسپر مرقوم آمد فوج کی دھوم یاقوت حیران حیران دیکھ رہا ہی رستم کی نگاہ پڑی کہ ایک تاجدار جلیل پریشان پریشان ایک نخل کے سایے مین کھڑا رو رہا ہی ہچکی لگی ہوئی ہی آنکھون سے دریا جاری ہی رستم نے گھوڑے کو دوڑایا رحم دل انتہا کے ہین رونا اسکا دیکھکر دل بیتاب ہوگیا صاحب سلامت کی تاجدار نے کچھ جواب نہ دیا رستم نے ہاتھ پکڑ کے بلایا کہا ای کشتۂ تیغ حسرت و یاس کیون اسقدر ملول و حزین ہی اس تاجدار نے کلیجے پر ہاتھ رکھا دل کو سنبھال کر جواب دیا ای شہریار کیا حال بیان کرون مقام شرم و حجاب ہی دل کو پیچ و تاب ہی اگر حضور علحدہ ہون تو کل کیفیت عرض کرون رستم ہاتھ پکڑ کر کنارے لاے یاقوت نے رو کر کہا ای شہریار جس روز شیر سوار

مارا گیا اعتقاد مین ہزارون کے فرق آگیا عجب معرکہ گذرا ہی مین نے زوجہ سے صلاح کی کہ تیغہ ہفت جوہر لے تو لیجا کر طلسم کشا کو دین اس حیلے سے اُس شہر یار سے ملین زوجہ نے کہا زنار سے اور مجھسے بڑی دوستی ہی دو کنیزون کو نامہ دیکر بھیجا تھا ایک کا حال تو مجملاً کھلا ایک کا بالکل نہ معلوم ہوا شوق ملاقات طلسم کشا دل مین بھرا تھا وہ خود یہان سے گئین کہ مین اسکو مع تیغہ ہفت جوہر لاؤن مکان پر لا کے دعوت کرون تیغہ لیکر طلسم کشا سے ملون آج کئی دن کا زمانہ گذرا وہ واپس نہین آئی اگر قید خانے مین اسکی قضا ہی تو مجبور ہون سوچ رہا ہون کہ طلسم کشا کے پاس کیونکر جاؤن کیا روے سیاہ دکھاؤن اگر تیغہ ہفت جوہر ملتا تو غنچۂ آرزو کھلتا فلک نے نہین چاہا رستم نے کہا مین خود جاؤنگا زرہ ہفت جوش زیب جسم ہی اور کلاہ ہفت گوشہ بالائے سر ہو انشاء اللہ تعالی ضرور رہا کرکے لاؤنگا لشکر طرف کوہ یاقوت کے چلتا ہی مین الماس کو رہا کرکے لاتا ہون تم اگر مناسب جانو لشکر کے ساتھ رہو یا الگ رہو جیسا مناسب جانو وہ کرو مین وقت پر آجاؤنگا بہت وخوش مدرستم یاقوت کو بارگاہ مین لائے آپ مرکب تیار کرایا فرمایا جاتے ہو تم لوگ طرف کوہ یاقوت کے چلو ہم قلعہ زناریہ سے ہو کے آتے ہین آفتاب فلک سیر اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی حضور یہ کیون تکلیف اٹھائین مین جاتا ہون ہرچند رستم نے منع کیا لیکن یہ پرپرواز پیدا کرکے طرف قلعہ زناریہ کے چلا سنبل ہفت گیسو بھی اپنے مقام سے اٹھین یہ کہتی ہوئین ای کاہن ٹھہر و مین بھی آئی سمک قدمون پر گر پڑا کہا حضور آپ تامل فرمائین مین جاتا ہون جس حال مین اسکی زوجہ ہوگی اسی رنگ سے لاؤنگا یہ کہکے سمک نے قطورۂ عیاری لگائے یہ بھی چلا یہان زنار نے دوسرے دن الماس کو ارابے پر سوار کیا طرف ہفت پیکر کے لیچلی کہ خدمت خداوند مین اسکو پہونچاؤن اسکو سزا ملے کہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے خود بھی طاؤس پر سوار ہو کر ساتھ چلی بارہ ہزار ساحر بھی اپنے ہمراہ لیے زنار قید الماس کی لیکر چلی قلعے سے بارہ کوس پر ایک مقام پر چاہ پختہ تھا وہان لشکر لازم اسکے ٹھہرنے لگے زنار بھی ٹھہری کوئی پانی بھرتا ہی کوئی نہانا چاہتا ہی کہ ایک افسر نے پانی بھرا دوسرے افسر نے ڈول اٹھا لیا آپس مین تلوار چلنے لگی زنار نے دیکھا پیدل سوارون پر جا پڑے اور سوار پیدلون کو مار رہے ہین تھوڑے عرصہ مین نصف فوج تمام ہوئی زنار چند غل مچاتی ہی کہ ارے کمبختو کیون آپس مین لڑتے ہو لاکھ کہتی ہی مگر کوئی نہین سنتا دیکھا زنار نے چھ ہزار مر گئے چھ ہزار باقی ہین زنار افسرون کو تڑپ تڑپ کے روکتی ہی افسر اسپر تجھ کرتے ہین جتنا وہ لینے کو جاتی ہی اتنا ہی افسر بلوہ کرکے چاہتے ہین کہ اسکو پکڑ کر قتل کرین کہ آسمان پر سر اٹھا کے دیکھا چھوٹا سا لکہ ابر ہمین سے

بوندیان گر رہی ہین جسکے سر پر وہ بوندی گری اسکو زنار سے دشمنی زیادہ ہوئی جب زنار نے دیکھا کہ آسمان
پر جواب ہی اسے قطرات آب گر رہے ہین وہی قطرات جوش مزاج سرداران بڑھا رہے ہین اٹھا کے ایک گولہ
ابر پر مارا ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر ایک نازنین تاج سر پر رکھے ہوے پشت پر وزیر زادی مگس رانی کر رہی ہے
ایک جوان سبز رنگ خود سر پر جھولی بائین ہاتھ پر سحر کر رہا ہے زنار ان ساحرون کو دیکھکر گھبرا گئی اس جوان نے
للکارا کہ او زنار مجھے پہچانتی ہے مین آفتاب فلک سیر ایک مہ جبین نازنین نے آواز دی مین سنبل ہفت گیسو
جس نازنین کے سر پر تاج تھا اسنے آواز دی مین شعلہ جوالہ ان سب نے آکر زنار کو گھیرا آفتاب لپٹا بھڑ تا برابر
ار ابر کے پہونچا کے الماس کو رہا کیا الماس جو اٹھی تڑپ تڑپ کے گرنے لگی کئی سے کے سر اڑا دیے
زنار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اور دیکھا کہ سب سحر سے خود ہان مین نکل بھاگی دونون پاؤن زمین مین مارے
غرق زمین ہو گئی یہ سب سردار فتح کر کے الماس کے پاس آئے الماس رونے لگی کہا کہ ای سرداران نامی مجھکو
خود بخود طلسم کشا سے محبت پیدا ہوئی مین نے چاہا تھا جا کر زنار کو قتل کرون اور تیغہ ہفت جوہر لاؤن نہین معلوم
وہ کیونکر آگاہ ہوئی شراب کا یہ انجام ہوا کہ جام سے شعلہ نکلکر اڑ گئی اسنے میرا ہاتھ پکڑ لیا مین تڑپ کے لڑتی ہوئی
چلی بیرون قلعہ آکر گرفتار ہوئی اب پاس ہفت پیکر کے چلی تھی آپ لوگون نے آکر رہا کیا اب مین پاس شوہر کے
جاتی ہون اسکو لیکر آپ لوگون کی خدمت مین آتی ہون اسکو غیرت ہے کہ ایسی تدبیر سے پاس طلسم کشا کے جاؤن
کہ طلسم کشا کو معلوم ہو کہ یاقوت ایسا شخص شریک ہوا کا بن نے کہا ای شاہزادی یہ خیال محال ہے دل سے
نکال ڈالو طلسم کشا پر کوئی احسان نہین کر سکتا طلسم کشا پر خدا مہربان ہے ہر مشکل انکی آسان ہے آپ تشریف
لیچلین آپکے شوہر بھی وہان موجود ہین الماس بھی ان سب کے ساتھ ہوئی یہ سب سردار طرف لشکر طلسم کشا کے
چلے رستم یاقوت کو تھوڑی دور لیکر آگے تھے کہ یاقوت نے عرض کی کہ جس منزل پر آپ اترینگے یہان سے بارہ
کوس کے فاصلہ پر کوہ یاقوت ہے اگر تھوڑی دو گھڑی رات سے آپ کوچ کرین تو کل کا دن اسکا عجائب و غرائب
دکھا ئیگا ہے مجھکو رخصت کیجیے مین آپکے آنیکا اہتمام کرون فوج کو آپکی ملازمت پر ترغیب دون جس وقت آپ
پہونچین مین بھی شریک ہون طلسم کشا نے یاقوت کو رخصت کیا یاقوت شہر مین آیا افسران فوج کو
بلایا انسے بیان کیا کہ اب وقت زوال ہفت پیکر آگیا طلسم کشا بڑے زور و شور سے آتا ہے زرہ ہفت جوش
زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ بر سر اور ساحر عمدہ اسکو تمکین ہو گئے ہین کل کوہ یاقوت پر ہنگامہ ہوگا یا تو آپ لوگ
میرا ساتھ دین یا مجکو جواب ملے سب نے عرض کی ہم آپ کے ساتھ ہین جس سے آپ لڑینگے ہم بھی لڑینگے

یاقوت مطمئن ہوا ایمان پر سرداران مذکور الماس کو ساتھ لیے ہوے خدمت طلسم کشا میں آئے سب کیفیت بیان کی طلسم کشا نے الماس کو بھی رخصت کیا کہا اب جاؤ جا کر شوہر سے ملو شوہر تمھارا بہت بیقرار ہی اسکو تمھاری جدائی شاق ہی اہتمام میلے کا کر لینا ہم کل عین وقت پر پہونچیں گے گھبرانا نہیں الماس بھی طلسم کشا سے رخصت ہوئی وعدہ کر کے پاس اپنے شوہر کے آئی دیکھا یاقوت اسباب طلسمی نکال رہا ہی اور تحفہ جات جلسہ پر آراستہ کر رہا ہی زوجہ نے آ کے سب کیفیت بیان کی یاقوت اور زیادہ محجوب ہوا کہ طلسم کشا نے احسان کیا اگر تم گرفتار ہو کر سامنے اس مردود کے جاتیں نہیں معلوم کیونکر پیش آتا کل ہم ساتھ طلسم کشا کے جا بازی کرینگے کہ تصویر کا حال کھلے یہ مکار بندگان خدا کو اپنی پرستش پر ترغیب دیتا ہی دیکھیں کیا ہوا اس رات بھر میں زیر کوہ میلہ جمع ہوا یاقوت نے صبح کو اٹھکر زوجہ کو تخت پر سوار کر لیا اول بالائے کوہ آیا تصویر کے سامنے کھڑا رہا غصے میں سجدہ نہ کیا پر مضمون کو دیر میں مقرر کیا تصویر سے آواز آئی کیوں اے یاقوت آج تمھارا مزاج کیسا ہی تمنے قدرت کو سجدہ نہیں کیا یاقوت نے جواب دیا دل سجدہ کر رہا ہی ظاہرا سجدہ کیا نہ کیا برابر ہی اب یاقوت کوہ سے اترا فوج کو جا کر قاعدے سے کھڑا ہو انتظار طلسم کشا کر رہا ہی مرادمند حاضر ہونے لگے مرادیں سب کی ملنے لگیں جو جو کچھ مانگتا ہی وہی مراد ملتی ہی یاقوت فوج کو لیے ہوئے انتظار کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی آمد لشکر طلسم کشا شروع ہوئی آگے آگے سب کے کاہن فوج کو ترغیب دیتا ہوا سب ساحر ایک تخت پر طلسم کشا پشت مرکب پر یاقوت آگے بڑھا کاہن سے کہا آمد فوج کو اپنے چھپائیے تصویر پر ظاہر نہ ہو میں طلسم کشا کو بالائے کوہ لیے جاتا ہوں کاہن نے نشان فوج مخفی کرائے تا یہ نہ کوئی کہ سکے کہ لشکر طلسم کشا آیا بارہ کوس تک ہجوم عالم انبوہ خلایق اسی ہجوم میں لشکر طلسم کشا بھی ٹھہرا یاقوت نے قریب آ کر کہا کیوں شہریار کچھ مراد مانگیے گا طلسم کشا نے سر ہلا دیا یاقوت نے طلسم کشا کو ساتھ لیا راہ میں لوگوں سے کہتا ہوا یہ سوداگر بڑی دور سے آئے ہیں مراد مانگیں گے جو مانگیں گے وہ ملیگا قدرت کا فیض جاری ہی داہنے پر خود بائیں پر طلسم کشا کے الماس زوجۂ یاقوت وزیر زادیاں الماس کی گرد طلسم کشا کے جمال بے مثال دیکھکر دل ہی دل میں کہتی ہیں کوئی آہ کرتی ہی کوئی واہ کرتی ہی وزیر بھی یاقوت کی پشت شاہزادے کے ساتھ ساتھ سمک بھی آتا ہی کاہن نے تڑپ کے اپنے مقام پر کہا اے ملکہ سنبل تم انتظام لشکر کرو میں پاس طلسم کشا کے جاؤں وہ اکیلے پہاڑ پر جاتے ہیں غیر لوگ ساتھ ہیں ایک تو اپنا ملازم خاص ساتھ ہو سنبل نے کہا میں جاؤں آفتاب فلک سیر نے کہا میں جاتا ہوں سب شاہزادوں کو

آگاہ کرکے آفتاب اسوقت قریب طلسم کشا کے پہونچا کہ پہاڑ پر چڑھ رہے ہین یاقوت راستہ بتاتا ہوا
لاتا ہی گھاٹیون کو طے کر رہے ہین کہ آفتاب آکر پہونچا سلام کرکے پشت پر ہو لیا سمک بن عمرو سمجھاتا ہوا ای
شہریار جب تصویر پہ ہاتھ ڈالیے گا کلاہ سے بہت ہوشیار رہیے گا سب ہی طرح کے فتور کریگا چاہیگا کہ
کلاہ ہفت گوشہ آپکے سر سے لے لون آفتاب کہتا ہی بہتر صاحب یہ سب حفاظتین میرے سپرد ہین
بہت اچھے دن آئے ہین ساعت بھی نیک ہی انشاءاللہ کوہ یاقوت پر قبضہ کرتے ہین رستم گھاٹیان طے
کرکے بالائے کوہ پہونچے جب سامنے دیر کے پہونچے کشتیان جواہرات کی سامنے تصویر کے رکھین
یاقوت نے آواز دی یا خداوند یہ تاجر بڑی دور سے آیا ہی تصویر نے بہ قہر و غضب آواز دی او یاقوت
قدرت کو دھوکھا دیتا ہی طلسم کشا کو ساتھ لایا ہی ابھی اسکو پتھر کا کردون طلسم کشا نے یہ آواز سنتے ہی تلوار
کھینچی اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب ملکیت علمشاہ چور رستم لقب نعرۂ دیگر

علمشاہ رومی شہ فیل زور	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور	اگر تیغ کین بر کشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف		

سرداروں نے سحر کرنا شروع کردیے تصویر نے منھ کھولا صدہا طائر
اسکے دہن سے نکلے گرد طلسم کشا کے چیخ مارتے ہین چاؤن چاؤن کر رہے ہین علمشاہ نے جو تیغ کو ہلایا
طائرون کے سر کٹ کٹ کے گرنے لگے یہان زیر کوہ جو سردارون نے نعرے کی آواز اپنے آقا کی سنی فورا
برابر لڑنے لگے فوج یاقوت کی الٹی ہی بالائے کوہ آگ برس رہی ہی آفتاب فلک سیر جب ہاتھ کے
دانے مارتا ہی طائر جلکر گرتے ہین یاقوت جالماس ہرچند کہ صدائے طائران سے کانپ جاتے ہین
لیکن یاقوت سب کے آگے بڑھا ہوا کہے تصویر پر مار رہا ہی آواز آئی او مکار اب کیون فتور کرتا ہی جلد
قدرت کو سجدہ کر قدرت پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ تو طلسم کشا کو لیکر آیا ہی عین گرمی جنگ ہی کہ زنار جو اس مجمع
سے نکلی تھی جھون پہاڑ پر گئی سنا کہ ظہور قدرت کوہ یاقوت پر ہی اسی وقت آکر پہونچی دیکھا وہ وقت ہی
کہ طلسم کشا لڑتے ہوئے برابر تصویر کے پہونچے ہین لیکن وہ جادو ہی کہ سانس لینا مشکل ہی آخر ہاتھ بڑھا کر
تلوار ماری وہ جو طائر اڑ رہے تھے انمین سے ایک طائر کلان قریب تصویر کے آیا پکار کر آواز دی یا
خداوند مجکو زندہ کیجیے گا آواز آئی تجھکو زندۂ جاوید کیا ہی تجھے کون مار سکتا ہی طائر نے گلا اپنا دم شمشیر پر
رکھدیا رستم نے ہاتھ مارا کہ سر طائر کا کٹ کر گرا سر تو غائب ہوگیا لیکن طائر کے حلق بریدہ سے دھوان نکلنے لگا
اسقدر دھوان نکلا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا رستم نے آفتاب کی طرف دیکھا آفتاب نے آواز دی

ای ساکنان صحراے شعلہ خیز جلد حاضر ہو تامل نہ کرو چند جوان مشعلین ہاتھ مین آکر حاضر ہوے مشعلون کی روشنی سے
سارا پہاڑ روشن ہو گیا آفتاب لڑنے لگا طلسم کشا نے کئی ہاتھ تصویر پر لگائے طائرون نے اپنے سر کٹوا کے
سر تصویر کو بچایا جب طلسم کشا تلوار کھینچکر قریب پہونچتے ہین زمین کانپتی ہی پاؤن جمتا نہین ہاتھ بہکتا ہی بمشکل
ہاتھ مارتے ہین طائر مر کر گر پڑتے ہین آفتاب فلک سیر نے طرف یاقوت کے دیکھا یاقوت نے
جھولی پہ ہاتھ ڈالا ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسکو بشکل عقاب کاٹا پکار کر آواز دی ای عقاب جہان گردان
طائرون کو لینا کئی عقاب تیز پر آکر حاضر ہوے طائرون پر گرے چیر کر پھینکنا شروع کیا طائرون کا خون
جو پہاڑون پہ گرا پتھر پھٹنے لگے وہ صداے ہیبتناک آئی کہ زمین تھرائی صدہا آدمی بہرے ہو گئے یہ جو آفتاب
نے دیکھا کہ وزیر اور وزیر زادیان اشارے کرتی ہین کہ ہمین سنائی نہین دیتا کاہن نے دو پتھر زمین پہ
مارا یا تو دریاے خون جوش مار رہا تھا یا وہ دریا رُکا کم ہونے لگا غرضکہ مار کے انھین پتھرون مین غائب
ہونے لگا طائر عقابون کے خوف سے چیخ مارتے ہوے بھاگے آسمان مین ڈوب گئے عقاب اسیطرح اُڑتے
پھرتے ہین تصویر جب منہ کھولتی ہی طائر اسکے دہن سے نکلتے ہین وہی عقاب شکار کر لیتے ہین برہمنون نے
بڑھکر تصویر کے سامنے فریاد کی یا خداوند مراد مند قتل ہوے دیر کوہ اہل سیلہ قتل ہو رہے ہین قدرت انکو
بچائین تصویر نے آواز دی ارے برہمنو دیکھتے ہو کہ قدرت کی جان پر بنی ہی طلسم کشا ٹوٹا ہوا اٹھا ہی کئی تلوار کے
ہاتھ مارے خیر خواہان دولت نے بچایا ورنہ ابتک قدرت کا خاتمہ ہوا تھا یہ جو یاقوت نے سنا ہنس کر زوجہ
سے کہا لو صاحب سفویہ کیسے قدرت کہ اپنی جان کا خوف کرتے ہین معلوم ہوا کہ یہ مذہب باطل ہی یاقوت
و الماس کو ایک جوش ہوا ہمکر لڑنے لگے جب گولا مارا دس کے سر اڑ گئے طلسم کشا کو ساتھ لیکر لڑتے
ہوے سامنے تصویر کے آئے تصویر نے آواز دی او یاقوت کیون تیری قضا آئی ہی ابھی پتھر کا کر دونگا یاقوت
نے کہا او مکار تو اپنی جان بچا یہ کہکے ایک گولا مارا کہ تصویر کا سر پھٹ گیا سر سے تصویر کے دھوان نکلا وہ
دھوان بلند ہوا دیکھا ایک جوان سیہ فام نعرے کرتا ہوا بھاگا جاتا ہی مگر ہاتھ جو ہلاتا ہی ہاتھ سے برقین گرتی
ہین سیکڑون کے سر اڑ گئے سیکڑون پہاڑ پر سے گر پڑے آواز دیتا ہوا وہ جوان بھاگا جاتا ہی کہ ای بندگان
من اپنے کو سرداران طلسم کشا سے بچاؤ یاقوت تاجدار علمشاہ کے ساتھ لڑتا ہوا ایک طرف
کا رن مثل شیر کے جھومتا ہوا پہاڑ سے یہ سب اُترے ہین کہ پہاڑ پھٹا تین لاکھ سوار و پیدل اُسمین سے
تلوار کھینچے ہوے نکلے رستم کو سب نے گھوڑے پر سوار کر لیا سمک نے حقہ آتشبازی مارے رستم

تیغہ کھینچکر کرے غول مین انکے جا کرے بڑھکر افسر کو مارا فوج والے فریاد کرتے ہوے چاہتے ہین درہ کوہ مین گھس جائین مگر رستہ نہین ملتا یہان ملکہ سنبل و لالہ زار و یاسمن و سیماب و شعلہ جوالہ وغیرہ نے میلے مین ہنگامہ ڈالدیا وہ کافر لٹنے لگین سارے میلے کو قتل کیا سنبل نے ساتون گیسو بلاے ساحرون کی آنکھ مین اندھیرا آجاتا ہی نابینا ٹٹولتے پھرتے ہین سنبل نے ہاتھ ہلا دیے برق چمکی اندھون کے سر اڑگئے ملکہ لالہ عذار جس غول پر آئین عارض انور مثل ماہتاب کے چمکے ہزار ہا دیوانے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھتے پھرتے ہین نظم

کافی بس اسکو نشہ ہی بوے شراب کا
ہو پوچھ جسکے ہاتھ مین ساغر حباب کا

ہر ہر قدم پہ پھوٹتے جاتے مین آبلے
نقش قدم مین طور ہی چشم پر آب کا

کہتے ہین تیرے عارض و قامت کو دیکھکر
بالاے سرو پھول کھلا ہی گلاب کا

دیکھی جو اسکی زلف ہوا محو داغ دل
ہوتا ہی وقت شام غروب آفتاب کا

آتا ہی رشک ای دل پر آبلہ مجھے
کیا جلد پھوٹتا ہی پھپھولا حباب کا

مشکل بغیر ساقی ہوش ہی دور تک
محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا

آتی ہی خشک و تر سے تجھے بوے زلف یار
ہی مشک کی زمین تو دریا گلاب کا

اسکی نگاہ گرم جو پڑتی ہی غیر پر
ابلیس اب نشانہ ہی تیر شہاب کا

تیری بغیر ہمنے نہ دیکھا طلوع صبح
گذرا شب فراق مین موسم شباب کا

آتا نہین ہی دنکو بجز شب وہ اندنون
بدلا ہی شپرہ سے مزاج آفتاب کا

تیری بہار نے یہ اڑاے گلون کے رنگ
ذرات جوش باغ مین ہی ماہتاب کا

مارا ہی چشم مست نے میرے سوم مین جن
نرگس کے پھول اور پیالہ شراب کا

محشر مین ہمکو نامہ اعمال دیکھکر
قاصد خیال آئیگا خط کے جواب کا

ارض و سما کے طبقے مین بازی تحفہ
چوتھا فلک ہی ایک ورق آفتاب کا

سیر تری مین کی جو سکندر کی ہمنے دید
تھا سر پہ نقش آب کے افسر حباب کا

اپنی غزل پہ آپ مین لکھتا ہون اب غزل
دیکھو جواب سے سخن لاجواب کا

اشعار عاشقانہ پڑھے اور در وکوہ مین پہونچے پتھرون سے سر ٹکرانے لگے بعض تڑپکے جھیل مین گرگئے ہین اور نام لیکر پکارتے ہین ای ملکہ لالہ عذار جمال اپنا ہمکو دکھا دو دم بھر کو نگاہ کے سامنے آؤ نا شتی چہاں

بخیال مین ہم لوگ محوجال ہین کسی جانب چند کس بھاگے جوش محبت مین جھیل مین جاگرے شعلہ جوالہ نے
ایک سحر کیا کہ نخل جلکر گرے انبار ہیزم ہوے جس غول کو اشارہ کردیا ہزار ہا اس آگ مین گر پڑے رستم
آکر مجمع مین پہونچے تیغہ کھینچا ہوا ہاتھ مین جسکے ہاتھ مار دیا اسکا سر اڑگیا آفتاب فلک سیر نے
دستک دی نیر اعظم کی گرمی بڑھی بھیجے دماغ سے نکلنے لگے مثل ہیزم خشک کے جلنے لگے چارجانب
ان ساحرون نے سحر کی بوچھار کردی ستمگین کا دریاے سحر جوش مار رہا ہے جو قریب دریا پہونچا
مچھلیان تڑپ کے نکلین جسکے سینے پر پڑین توڑ کر پشت کو پار گذرین بعض جوش دریا دیکھکر آبرو
ڈوبنے کو بچانا پڑے صاف ظاہر کہ حباب لب دریا مثل چشم معشوق اشارے کرتے ہین کہ ہمارے پاس آؤ
جو قریب گیا وہ گرفتار سحر ہوا پانچ چھ شاہزادیان و آفتاب فلک سیر و یاقوت والماس کے سحر سے
پناہ نہین ملتی یاقوت والماس تاک تاک کے تولے پہاڑ پر مار رہے ہین اور سنبل وغیرہ کو تعلیم کرتے
ہین کہ اس پہاڑ سے متعلق ہفت پیکر کی جان ہے اسکو صدمے پہونچتے ہونگے تین پہر ایک طور پہ جنگ
ہوئی ہزار ہا گرنے والا پہاڑ کا یاقوت تاجدار تھا وہ شریک طلسم کشا ہوا جس مقام پر تصویر گری
ہر پتھر کی تصویر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی مگر ایک مقام کو گھیرے ہوے ہیں ہاتھ پھیلاے تو قاعدے سے
پاؤن پھیلاے تو قرینے سے یاقوت نے اگر چاہا تصویر کو ہٹاؤن اس مقام کو کھدواؤن
شاید کچھ عجائب وغرائب طلسم نکلے گھنٹہ نواز ناقوس نواز جو اس مقام پر مقرر تھے وہ دوڑے
ہوے آئے کہا ای یاقوت تم بادشاہ ہوکر قاعدے کے خلاف کرتے ہو جب طلسم کشا لوح طلسمی
پائیگا اور ان مقامون کو ہٹائیگا تب تحفہ جات نکلین گے آثار سحر اور کسی شے سے دفع نہ ہو سکے
جب تک کہ لوح طلسمی کا عکس نہ پڑے بس اب میلہ برباد کرچکے بارہ کوس تک آدمی نہین معلوم
دیتا ہے دوکانین لٹی ہوئی پڑی ہین لاکھون لاشے پڑے ہین اب طلسم کشا کو بلوا لیجاؤ یاقوت نے
نہ مانا ہر جنون کو ہٹایا چاہا دیر کی دیوارین توڑین بت جو چھوٹے رکھے تھے انکو اٹھائین کہ ایک
صداے مہیب ناک ایسی بلند ہوئی کہ زمین کانپ گئی آواز آئی او یاقوت کیا قضا دامنگیر ہے ایسے مقام پہ
قید کرون گا کہ اب دوانہ ملکن نہ ہوگا کاہن یاقوت کے ساتھ ہوا کاہن و یاقوت والماس ملکر
بتون کو اٹھانے لگے جسم سے ان بتون کے زنجیرین لوہے کی نکلین ایک گردن مین یاقوت کے
ایک گلے مین الماس کے ایک گلے مین کاہن کے یہ تینون زنجیرین پڑگئین کاہن کے اتنے حواس بگڑے

کہ آواز دی ای شہریار غلام کو بچائیے رستم یہ صدا سنکر دوڑے ایک زنجیر انکی جانب بھی چلی لالہ عذار
نے آواز دی ای شہریار اپنے کو بچائیے طلسم کشا نے زنجیر پہ ہاتھ مارا تیغ کپتیان کا وار کیا اور کلاہ
ہفت گوشہ کو گردش دی خود بخود کلاہ پر ہاتھ پڑ گیا وہ زنجیر تڑپ کے گلے مین سمک کے پڑی چارون
زنجیرین چارون آدمیون کے گلے مین پڑین اور لیکر طرف آسمان کے غائب ہوگئین اور پہاڑ پھٹکر گرا
وہ صداے مہیب پیدا ہوئی اور برق چمکی کہ سب کی آنکھین بند ہوگئین بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھین
کھلین اپنے کو اس مقام پر نہ پایا دیکھا ایک صحراے وسیع بارگاہین رفیع اژدرونکی پشت سے گری
ہوئین اژدر مرے ہوے سب لشکر ہمراہ طلسم کشا اسی مقام پر کمر کھولے کھڑا ہی بعض جوان
نخلستان کے سایے مین فرو کش طلسم کشا سب سردارون کو لیکر بارگاہ مین آئے سردار بھی آکر
بیٹھے طلسم کشا نے ملکہ سنبل سے کہا یہ کیا ماجرا گذرا وہ پہاڑ وہ قلعۂ سرخ پوشان جسمین یاقوت تاجدار
رہتے تھے وہ سب مقام کیا ہوے سنبل نے عرض کی حضور نثار بلا افگن ابھی وقت پر آئی تھی مگر یہ
ہنگامہ دیکھکر نکل گئی تصویر جو لوح ہفت پیکر آپکے سر سے لگا جا کر اسنے انتظام کیا اس صحرا مین آپکو
پہونچایا اس صحرا کی جو حاکم ہی بہار لال پوش وہ ملعونہ اب سرکار کے ستانے کی کد و کوشش کریگی
وہان سے آپنے ہٹا دیا اس صحرا مین آپکو اُتارا ہی بہار لال پوش کے شعبدے چلینگے چارون سردار
جو آپکے قید مین میرے نزدیک تو یہ صورت ہی کہ بعد فتح طلسم وہ لوگ چھوٹینگے اور اگر کوشش ہو جائے کہ
بہار لال پوش پر قبضہ ہو تو کیا کہنا ۔ اس صحرا مین جا بجا پھریے کیا عجب ہی کہ بہار لال پوش آپکو دیکھکر
مائل ہو اور اپنی خوشی سے آ کر ملے اب مصنف تحریر کرتا ہی کہ حقیقت مین جب ہفت پیکر تصویر سے نکلا
اور بالاے آسمان پہونچا تو اُسنے جبکر سحر کیا کہ اتنے بڑے لشکر کو بارہ کوس پہ پھینکدیا کہ طلسم کشا
پہ کرامت ظاہر ہو بہار لال پوش کا اسی صحرا مین ایک باغ ہی کہ بہار کا داغ ہی اس باغ مین بیٹھی تھی
کہ ایک آواز کان مین آئی ای بہار لال پوش ہوشیار ہو جاؤ تمھارے صحرا مین طلسم کشا کو بھیجا ہی
چار سرداران قیدی پہونچتے ہین بہار لال پوش یہ صدا سنکر گھبرائی سر اُٹھا کے جو دیکھا ایک
زنجیر مین بندھے ہوے یاقوت و الماس ایک مین سمک و آفتاب فلک سیر کاہن
آسمان سے اُترے بہار لال پوش نے حکم دیا ان چارون گنہگارون کو ہمارے سامنے لاؤ کنیزین
کشان کشان چارون کو سامنے لائین بہار لال پوش نے اپنے ہاتھ کے گجرے سے چار پھول نکالے

چارون کے سر پر ڈالدیے اور کہدیا کہ جاؤ جنگل کی سیر کرو چارون ہو حق کرتے ہوے طرف صحرا کے روانہ ہوے باغ سے نکلے جابجا گلستان مین ٹھہرتے ہین اور اشعار عاشقانہ اپنی اپنی دُھن مین پڑھ رہے ہین نظم

غش ہو زاہد نے گلرنگ کا جام ایسا ہی — ہو گیا زہد حلال اب یہ حرام ایسا ہی

یا علی تھام لو ہاتھ اپنے اس افتادہ کا — لب کا فرسے نکلتا ہی وہ نام ایسا ہی

خدمت حیدر صفدر ہوئی قنبر کو نصیب — کہیے آقا جسے سب کا وہ غلام ایسا ہی

راز پوشی کی ہی امید دل وحشی سے — دیکھیے کیا ہو سپرد ایسے کے کام ایسا ہی

پرخطر ہی وہ گلی تیری کہ کہتے ہین جری — ہین جرأت ہی جو بھاگین یہ مقام ایسا ہی

مین تری زلف کا کیا وصف کرون اے خوشخط — چشم حافظ کو ملے نور یہ لام ایسا ہی

عشق ہی سارے زمانے کو تری زلفون سے — پھنستے ہین طائر جان جس مین یہ دام ایسا ہی

کیسی نادر ہی زمین جسپہ گذرتے ہین سب — غصہ کھا لیتا ہی عالم یہ حرام ایسا ہی

مہر و مہ عارضون کی یاد مین تڑپا کیے ہین — رنگ وہ صبح کا ہی جلوہ شام ایسا ہی

رکھ دے سر پہلے در حیدر صفدر پہ قبول — سب اماموں سے ہی اوّل وہ امام ایسا ہی

یاقوت تاجدار ایسا زوجہ کا عاشق زوجہ کو نگاہ بھر کے نہین دیکھتا اس خیال مین ہی نہین معلوم کہ زوجہ کس حال مین ہی گریبان چاک چہرے پر خاک دیوانہ وار پھر رہے ہین کاہن عاشق زار نام طلسم کشا کا ہی مگر سمک سے کہتا ہی مین تجھے قتل کرونگا سمک سامنے سے کاہن کے بھاگ جاتا ہی جہان سامنے آیا کاہن ڈھیلہ لیکر دوڑا سمک پھر بھاگتا ہی اسطرح یہ چارون پھر رہے ہین اکثر ملازمون نے خبر دی کہ اے شہریار چارون سردار آپکے جنگل مین پھر رہے ہین ایک کو ایک کی خبر نہین رستم نے سامنے کے دیکھا کہ چارون دیوانہ وار پھر رہے ہین سمک کا حال بہت ابتر ہی کہ کاہن نے ڈھیلے مارے ہین سر سے خون بہتا ہوا لباس پھٹا ہوا جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہی ہرچند رستم نے پکارا سمک انکی آواز پر متوجہ نہوا جو سامنے سے گذرا انسے بمحبت رستم نے پکارا کسی نے جواب نہ دیا رستم خاموش ہو رہے جنگل سے پلٹے ہین کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا خواجہ عمرو و برق سامنے سے آگئے ہین رستم نے خواجہ کو سلام کیا بارگاہ مین لائے تمام کیفیت جنگ کوہ یاقوت کی بیان کی اور کہا چار سردار دیوانہ وار جنگل مین پھر رہے ہین انکا علاج کیجیے عمرو نے کہا اے نور نظر

افلاس میں کوئی کام نہیں ہو سکتا مثل مشہور ہے قرد کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے ہاں جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ
ہو سکے ای فرزند میں تو پریشان ہوں چاہتا ہوں زمانہ تنخواہ کا قریب آیا خدمت میں آقاے
تاجدار کی پہونچوں ہرچند تنخواہ کے ملنے سے رفع عسرت نہ ہوگی چند ساعت کی تسکین ہے تم خود پریشانی
میں ہو رستم نے کہا دادا جان سب کچھ موجود ہے مگر کام کرنے پر ہے سردار میرے میرے قبضے میں آئیں
میں دس ہزار روپے حاضر کرونگا خواجہ نام روپیوں کا سنکر ہنس پڑے کہا ای نور نظر مجھے تمہارے
کام سے کیا انکار ہے مگر رقم منگوا دو رستم نے دس توڑے کے بدلے پندرہ توڑے کی قیمت کا
جواہرات ایک خیمہ میں رکھدیا کہا میرے سرداروں کو لاکر مجھے ملایئے یہ جواہرات حاضر ہیں لیجایئے
اور اگر وہ ہوش میں نہ آئیں تو اسکو چھو نہ سکیے گا میں یہاں چوکی پہرہ مقرر کرتا ہوں انکا فرزند ارجمند
بھی مبتلاے مصیبت ہے خواجہ نے کہا وہ میرا فرزند نہیں ہے دوسی دعوے کرتے ہیں میں تو چار پیسہ کی وجہ سے
اس کام کو جاتا ہوں برق یہ سنتے ہی بھاگا خواجہ نے کہا دیکھو یہ جا کر انکو ہوشیار کر دیگا برق چھپتا
ہوا اس مقام پر آیا کہ جہاں یہ لوگ مارے مارے پھر رہے ہیں برق نے انکا پیچھا کیا دیکھا ایک
عندلیب خوش نوا آئی ہے ان چاروں کے گرد پھرتی ہے اشعار عاشقانہ سناتی ہے

نظم

پہلی تھی الفت احباب محفل کی طرف — کھینچ لائی آرزوے قتل قاتل کی طرف
ای جنون ہے کون اسمین غیرت لیلی سوار — شکل مجنون دل کھنچا جاتا ہے محمل کی طرف
تیغ ابرو خنجر مژگان سے ہیں دونوں نگار — فکر پہلو کیجیے یا دیکھیے دل کی طرف
حاعد کا کام ہے الفت زلف پیچان سے ہے بجا — طوق کو یارب میں دیکھوں یا سلاسل کی طرف
کہکشان کو طاق پر رکھدے ابھی پیر فلک — ای قمر دیکھے اگر تیری حمائل کی طرف
پھر گئی آنکھوں میں اسکے گردش نجم زحل — جس سپہر نے نظر کی آپکے تل کی طرف
کیا عجب مقصود حاصل ہو کمال شاعری — ہے رجوع قلب اک استاد کامل کی طرف

برق نے دیکھا عندلیب نے چاروں کے گرد پھر کر یہ اشعار پڑھے اور غائب ہوئی چاروں کی وحشتیں بڑھیں
ولولہ جنون کی زیادتی ہوئی غل مچانے لگے زنجیریں ہلانے لگے دن بھر برق انکے پیچھے پیچھے پھرا اگلی مرتبہ
عندلیب آئی اور گرد سر انکے پھری شام کو دیکھا وہی عندلیب آئی اور گرد سر انکے پھری اور یہ بھی
آواز دی ای وحشیو چلے آؤ برق نے دیکھا آگے عندلیب جاتی ہے پیچھے چاروں قیدی چلے جاتے ہیں

خاک اڑاتے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے آتے آتے یہ چارون سردار زیر سایۂ دیوار ایک
باغ کے آکے پہونچے برق نے سُنا کہ اندر گانا ہو رہا ہے دیوار باغ شق ہوئی چارون باغ مین داخل ہوے
اندر جاکے دیکھا ایک چبوترہ پر فرش بچھا ہے ایک نازنین تاجدار مسند پر بیٹھی ہے ایک کنیز نے جھککر عرض کی
چارون قیدی حاضر ہین اُس تاجدار نے سر اٹھا کر کہا دیکھو گل اندام خوش نوا کہان ہے ایک کنیز نے
آواز دی سامنے نخل تھا اُسپر سے عندلیب اُتری غلطک مار کر شکل انسان کے بنگئی ہاتھ باندھکر سامنے
اُس تاجدار کے آئی عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے تاجدار نے حکم دیا اپنے دیوانون کو لیجا کر قیدخانے
مین قید کرو اُس نازنین نے اشارہ کیا ایک نخل کے سائے مین چارون کو لائی شاخ شجر پر ہاتھ ڈالا
چارون قیدی غائب ہوگئے صاحب صحبت نے کہا صاحبو قدرت نے طلسم کشا کو اس صحرا مین بھیجا ہے مراد
یہ ہے کہ سزا دو تکلیف پہونچا عاجز کرکے گرفتار کرو سب کنیزین اٹھین وہ خوشنوا یہ کہکر چلی کہ مین جاکر
ابھی لشکر طلسم کشا پر آفت برپا کرتی ہون جیسے ہی یہ چلی برق بھی اسکے پیچھے چلا اور کئی کنیزین اسکے
پیچھے تھین برق فرنگی اُنکے پیچھے پیچھے صحرا مین آیا ایک کنیز کو اشارے سے بلایا جب وہ کنیز قریب
آئی کہا دیکھو پہلوے صحراے ہزار ہا آہو آتے ہین جیسے ہی وہ کنیز پلٹی برق نے حلقہ ہاے کمند گلے مین
ڈالدیے جھٹکا مارا حباب مار کے بیہوش کیا کنیز کو کنارے لایا چاہا اسکی شکل بنون کپڑے اُتارے
اُسی کنیز کی شکل بنکر دوڑتا ہوا پاس گل اندام کے آیا کہا اے ملکۂ عالم طلسم کشا اکیلا آتا ہے آپ چلیے
تو گرفتار کرلین گل اندام نے کہا صدہا طلسم کشا کے رفیق ہین اکیلا اسے کون آنے دیتا برق نے کہا
آپ میرے ساتھ چلین مین آپکو دکھا دون گل اندام نے کہا نرگس کچھ دیوانی ہوئی ہے مجھے تجھپر
شک ہوتا ہے یہ کہکے ہاتھ بڑھا کے منہ پر برق کے ہاتھ پھیر دیا برق کا رنگ و روغن عیاری اڑگیا گل اندام
نے دریافت کیا کہا پاس ملکہ بہار لال پوش کے لیجاؤ کنیزین کشان کشان لیچلین تین کنیزین ساتھ
مین برق کو مارتی ہوئی لیے جاتی ہین کوئی کہتی ہے او انگریز ہمارے ساتھ یہ مکاری ایک کہتی ہے کہ یہ
عمرو کا شاگرد رشید ہے اُسنے اسکو عیاری سکھائی برق نے توبڑہ گلے سے اُتار کے پھینکدیا کہا مین نے
عیاری ترک کی مجھکو بہار لال پوش کے پاس لیکر چلو اب آج سے عیاری نہ کرونگا کنیزون نے
توبڑہ کھولا دیکھا مٹھائی ترکاری دھری ہے برق نے کہا یہ ترکاری اُستاد نے میرے منگائی تھی ایک
ایک نارنگی تینون کنیزون نے اُٹھائی چھیل کر کھانے لگین برق نے کئی مرتبہ پکار کر کہا ہماری

ترکاری نہ کھاؤ مجھے اُستاد اسکی جیج لے لینگے کنیزون نے شاناتا رنگیان کھائین کھاتے ہی گرین برق نے
اُنکو قتل کیا کہ سامنے سے گل اندام آگئی برق ایک جانب بھاگا گل اندام دوری تو مگر برق کو
نہ پایا موے سر توڑکر پھینکا برق بھاگا جاتا تھا ایک مقام پر جھنانے کی آواز آئی دیکھا زنجیر آکے
گردن مین لپٹ گئی کشان کشان برق کو لیچلی گل اندام کے پاس برق کو پہونچایا گل اندام نے
کہا ای زنجیر سحر موسوم بہ زلف آرا یہان برق کو کہان لائی پاس اُنھین چارون کے لیجا اُس زنجیر
سے تڑاقا ہوا ایک ساحرہ بال سر کے بڑے بڑے زمین پر لٹکتے ہوے پیدا ہوئی برق کو موے زلف
مین باندھ لیا کشان کشان لیچلی تو بٹوہ برق کا دیکھکر راہ مین زلف آرا نے پوچھا اسے اسمین کیا
ہی برق نے کہا وجہ معاش کا ٹھیکرا ہی ذرا اسے ملاحظہ فرمائیے اسنے جو تو بٹوے کو کھولا ایک ڈبیہ
یاقوت احمر کی چمکتی ہوئی نکلی زلف آرا نے چاہا اسکو کھولون برق نے منع کیا کہ اسکو نہ کھولو
زلف آرا نے نہ مانا جیسے ہی کھولا اسمین سے بیہوشی اڑی زلف آرا بیہوش ہوکر گری برق نے
اسکا بھی سر کاٹا ایک جانب بھاگا پھر گل اندام کی فکر مین چلا گل اندام آتی ہی چاہتی ہو طرف لشکر
طلسم کشا کے جاؤن کہ ایک طرف سے آواز آئی ای گل اندام قدرت کو دیکھ لے گل اندام پلٹی دیکھا
ایک نخل بیچ سے شق ہوئی ہی اسمین ایک شخص کھڑا ہی سر سے پانگ برقع پوش لال برقع اُس سے جسم کو
چھپاے ہوے گل اندام قریب پہونچی ایک طرف برقع ہٹایا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نتھ بڑی سی
ناک مین پڑی ہوئی رسیلی آنکھون مین سرمہ دیا ہوا وہ حسن وجمال ہی کہ ہاتھ پاؤن مین دیکھکر رعشہ
آگیا اُس نازنین نے اُدھر سے نقاب ڈال لی دوسری طرف کا چہرہ دکھایا ایک جوان آفتاب تمثال
کھڑا ہی تیغ کمر سے لگا ہی آنکھ مثل برق کے چمک رہی ہی کہ آنکھ ملانے سے خوف آتا ہی قلب تھراتا ہی
گل اندام نے پکار کر آواز دی آپ کون بزرگ ہین لونڈی نے جمال دونون طرف سے دیکھا
آواز دی ہم تمھارے پرانے خداوند سامری ہین ہفت پیکر کو سجدہ کیا اِتنے بندے ہمارے ہمسے
چھوٹے اسی صحرا مین رہتے ہین خوراک ہماری یہ نخل تھی تھوڑا تھوڑا کرکے اسی کو کھاتے ہفت پیکر
پر مسلمانون کا خروج کرادیا وہ بے مارے اسکو نہ چھوڑینگے ہم بھی مدد مسلمانان کو جاتے ہین
اگر تمسے ہوسکے تو بہرحال بہار لال پوش کو سمجھا دو کہ بہ صدق دل اطاعت مسلمانان
کرے قضاے آسمان سے او ہمسے معاملہ ہوگیا جتنے بندے ہمارے اُنکو سجدہ کرینگے نصف سجدہ

ہم سے لینگے نصف خدائے آسمانی ہر بات مین آدھے آدھے کا فیصلہ ہو گیا نصف رزق ہم دیتے ہین نصف
خدائے آسمان یہ کہکر آواز دی کیا تو نے برق کو گرفتار کیا تھا جسنے جا کر مدد کی ایک مرتبہ اُسنے تین
کنیزون کو مارا ایک مرتبہ ایک کو مارا برق ہمارا بندۂ خاص ہے عمرو تو اب بڈھا ہو گیا اُس سے کچھ
نہین ہو سکتا پہلو کی جانب اشارہ کیا کہ کابل مین ہمارا ایک بندہ مرگیا تھا اسکے عزیزون نے نذر
دلوائی تھی قدرت ایک طباق حلوے کا اُٹھا لائے اب تو اسکو اٹھا لے یہ تیرا حصہ ہے ساحرہ جھکی دیکھا
چینی کی قاب مین حلوائے گرم رکھا ہے دھوان نکل رہا ہے گل اندام نے اٹھا لیا آواز آئی اِسکو یہین رکھو
کچھ تھوڑا سا کھا لو گل اندام نے کنیزونکو دیا جب کھا چکی تو آواز آئی جاؤ جب قدرت کو ڈھونڈھوگی اسی
مقام پر پاؤ گی گل اندام چلی چند قدم پر جا کے گری اس برقع پوش نے جھپٹ کر نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

عمر ہون مین عیار صاحبقران
سر لشکر رفتار ہون گر قدم
دونده جہانگرد طرار ہون

ڈرے کرنے کا پتا ہے جہان
مسابقہ کرین مجھ سے ہر ہر قدم
جہانگیر عالم کا عیار ہون

ہزار اشتر اد کریش کفار ہون
اڑادون صبا کے بھی ہیں ہوش کو

زمانے کا مکار و غدار ہون
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

یہ کہکے خنجر مارا کنیزون کے کپڑے اتار سے یہان تو
عمرو نے انکو قتل کیا وہان برق عیاری کرکے کنیز بنا ہوا پہلوے بہار لال پوش مین بیٹھا ہے گانے کا
رنگ جما یا ہے برق کی جبینی بھی بایان کھینچا سید جاشیکہ بجاتا ہے گلے مین ہاتھ ڈال کے کہتا ہے ہے اس شمع
جمال کا کوئی پروانہ نہین تا حسن کا جلوہ نہین ملکۂ عالم مجھکو بڑا قلق ہے بہار لال پوش کہتی ہے ای نرگس
آج تجھے کیا ہو گیا ہے اپنے جوبن پر بھی پڑتی ہے قدرت کے سامنے چلون تو تیرے لیے شوہر تجویز کرون
کہ مرنے کی گل اندام کے کان مین آواز آئی بہار لال پوش سر پیٹنے لگی کہا ارے میری مصاحب
خاص کو کسی نے مار لیا جا تی ہے اپنے مقام سے آٹھے انتظام سحر گل اندام کرے کہ سامنے جو نخل تھا
اسکی جڑ مین سے آگے آفتاب فلک سیر ایک طرف یاقوت ایک طرف الماس پشت پر انسکے
سمک بن عمرو آفتاب نے اپنے نام کا نعرہ کیا یاقوت والماس نے لپک کے گوسے مارے
بہار لال پوش نے کنیزون کو اشارہ کیا ارے انکو مارو کنیزین سب اسباب سحر لیکر چلین آپ
اُڑ کے بلند ہوئی شل ہو کے گل کے نکل گئی آفتاب نے کنیزون کو قتل کیا یہان رستم تیغ کا
وقت ہو بارگاہ سے نکلے مین کرسی پر بیٹھے ہین سردار گرد کہ پہلے نعرۂ خواجہ کی آواز کان مین آئی
رستم نے کہا ہمارے عمو نامدار نے کسی کو مارا کہ آسمان سے آگ برسی دیکھا تینون سردار

سمک کو پنجے مین دبائے ہوئے آگے پہونچے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ خواجہ و برق مگر برق جھوجھلائے ہوئے آگے پہونچے رستم نے پوچھا کیون میان برق سناٹے مین کیون ہو عرض کی غلام نے راستہ پیدا کیا چار کنیزون کو مارا مگر نہین معلوم خواجہ کیونکر پا گئے جھٹ پٹ مار لیا خواجہ نے کہا ہماری دعا کی میان برق پہ تو خوب لگاتے ہین کہا حضور جب یہ سردار نکلے ہین تو مین پہلو مین بہار لال پوش کے بیٹھا تھا اگر تھوڑی دیر یہ ہنگامہ نہ ہوتا تو بہار لال پوش کو مار لیا تھا اُستاد نے جلدی کر کے معاملہ بگاڑ دیا روپیہ آدھا انکو ملے اور آدھا مجھے ملے آفتاب نے بھی گواہی دی کہ بیشک برق فرنگی پہلوے بہار لال پوش مین بیٹھا تھا رستم نے کہا آدھا آدھا روپیہ بانٹ دو نصف برق کو اور نصف عمرو کو دو جب تو خواجہ بگڑے کہا ای رستم ابھی بڑے معاملے باقی ہین تیغہ ہفت جوہر کا ملنا تلاش لوح مین سرگردان رہو گے کبھی تمھارے لشکر مین نہ آؤنگا اپنے خزانہ سے برق کو دلوایئے رستم نے خواجہ کو تو پندرہ ہزار روپے دیے برق کے لیے حکم ہوا کہ دو ہزار روپیہ ہمارے خزانے سے دو برق نے بہت اشارے رستم سے کیے کہ اُستاد کے سامنے نہ دیجئے اور خواجہ نے کہنا شروع کیا بیٹا تم وہ دو ہزار بھی اور یہ پندرہ ہزار بھی لے لو جانتا ہون کہ تمھارا خرچ بڑا ہی برق نے کہا اُستاد اب آپ مین سے ایک پیسہ نہ دونگا خواجہ فرماتے ہین بیٹا برق روپیہ پاس رکھوگے چار دشمن پیدا ہونگے کٹنے تمھارے پاس آئینگے وہ لگا کے رنڈیون کے پاس لیجائینگے میرے فرزند ہو یہ زنبیل کسکو ملے گی چالاک سے مجھے رنج رہتا ہی مین زنبیل تجھی کو دونگا ایسے دم دیے کہ وہ دو ہزار بھی برق سے لے لیے کہا جب گھر جاؤگے تمکو دیدونگا برق نے کہا لیجئے یہ حاضر ہین تو جانتا تھا کہ آپ کے سامنے روپیہ کیونکر ہضم ہوگا اب بھلا آپ کیا دینگے رستم نے دیکھا خواجہ نے روپے برق سے لے لیے خدمت مین حاضر ہین کہ رنگ صحرا دگرگون ہوا چشمے خشک ہوے نخل سوکھنے لگے پھول درختونکے مرجھا کر گرے پتے بشکل مدقوق زرد ہوکر درختون سے گرے ہر نخل کے نیچے زرد پتے اڑتے پھرتے ہین عمرو نے کہا ای شہریار یہ صحرا متعلق بہ صحرائے گل اندام تھا اسکے مرنے سے رنگ صحرا بدل گیا اب یہان سے کوچ کیجئے رستم نے آفتاب کو اشارہ کیا لشکر تیار ہونے لگا رات بھر لشکر مین کھڑبڑی ہوئی صبح کو یاقوت کو تخت پہ سوار کیا سردار فرداً فرداً اپنا اپنا لشکر لے کر چلے ایک صحرائے خارستان مین اترے مگر بہار لال پوش جو باغ سے بھاگی سوچی کہ پاس زنار بلا افگن کے چلون

دیکھوں وہ کس فکر میں ہے پرپرواز پیدا کرکے اُڑی اُڑتی ہوئی قلعہ زنار یہ پر آئی دیکھا زنار مبہوت ہو رہی ہے
کہتی ہے بوا تم حقیقت میں بہار لال پوش ہو کوئی عیار تو جبکہ تمہاری صورت نہیں آیا بھی تجھے خوف معلوم
ہوتا ہے بہار لال پوش نے کہا سحر کرو حال کھل جائیگا جب زنار نے بہار لال پوش کا امتحان لیا تب
باتیں کرنے لگی مگر کھٹکا دل میں لگا ہے بہار لال پوش نے شراب مانگی زنار نے گلابی ہٹادی کہا
بوا تم پیئیں تو نہ پیونگی بہار لال پوش نے کہا بوا اگر تم نہ پیوگی تو میں بھی نہ پیونگی اصرار کرکے دونوں نے
شراب پی آپس میں باتیں ہونے لگیں بہار لال پوش نے کہا بوا اگر تم میرا ساتھ دو تو ہم تم چل کے
طلسم کشا کو گرفتار کرلیں گل اندام کے مرنیکا مجکو داغ ہے میری مصاحب خاص سحر میں وہی شریک
ہوتی تھی اُسکا قتل ہونا مجھ پر بہت شاق ہے سحر صحرا اُسلیے اپنے ذمے لیا تھا قید سرداران اسی سے متعلق
تھی زنار نے کہا بوا چلو بہار لال پوش اور زنار بلا افگن دونوں نے اپنے اپنے سحر تیار کیے
تلاش لشکر طلسم کشا چلیں چلے اس صحرا میں آئیں دیکھا رنگ صحرا بدل گیا بہار لال پوش نے زنار سے
کہا بوا میر زادہ رہا جاتا ہے میں آگے بڑھوں تم صحرا کو دیکھتی ہوئی آؤ زنار تو سیر صحرا کرنے لگی بہار لال پوش ایک
عندلیب خوشنوا کی صورت بنکر چلی بارہ کوس راستہ طے کیا کہ وہی جنگل کانٹوں کا ملا دیکھا سارا صحرا آباد ہے
عندلیب ایک نخل پر آکے بیٹھی صبح کو دیکھا لشکر طلسم کشا میں کمر بندی ہونے لگی عندلیب دیکھا کی جیسے
نیر اعظم برآمد ہوا دیکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صدا بلند ہوئی تمام صحرا گونج گیا بہار لال پوش اُڑکر دوسرے
نخل پر آئی کہ یہ کیا ہنگامہ ہے دیکھا ایک جوان بارگاہ سے برآمد ہوا شیر صولت رستم ہیبت ایک مرکب
پری پیکر پر سوار ہوا کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم سپر در پشت سپر
مثل قرص قمر تیغہ زیب کمر نہایت حسین و جمیل سب سردار گھیرے ہوئے سنبل ہفت گیسو رکاب پر
ہاتھ ڈالے ہوئے ایک جانب سیماب جادو آگے مرکب کے آفتاب چمکتا ہوا اسباب سحر ہاتھ میں
چہار جانب دیکھتا ہوا ایکطرف لالہ عذار سب عاشق تن گھیرے ہوئے جلہ کیدان رسالہ دار
مرکب کو گھیرے ہوئے سمک بن عمرو اسباب عیاری آراستہ کیے ہوئے نگاہ جو بہار لال پوش کی
پڑی جمال بے مثال رستم دیکھکر پسینہ آگیا ہاتھ پیروں میں رعشہ پڑا قلب تھرایا کلیجہ منہ کو آیا بیقرار ہو کر
پکار اٹھی فرو مرا کشتی و تدبیرے نہ گفتی ما عجب سنگین دلی اللہ اکبر لشکر طلسم کشا چلا یہ بھی اُڑتی ہوئی
نظارہ بازی کرتی ہوئی چلی آتی ہے زنار بلا افگن سیر صحرا کرکے بڑھی پشت لشکر طلسم کشا پہ پہونچی

دیکھتے ہی اُسنے سحر کرنا شروع کیا ایک لکۂ ابر نمایان ہوا ہاتھ سے اشارہ کیا پانی برسنے لگا لشکر مین طلسم کشا
کے تلاطم ہوا بہار لال پوش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا پر پرواز پیدا کر کے قریب ابر کے آئی پھولون کا
گجرا ہاتھ سے اُتار کر مارا ابر پھٹ گیا جنگل مین جا کر برسنے لگا زنار نے جو بڑھکے دیکھا کہ بہار
لال پوش میرے سحر کو مٹایا چاہتی ہی پکار کر آواز دی ہوا بہار لال پوش مین تھوڑے ہی عرصے
مین لشکر مسلمان کو مٹائے دیتی ہون دیکھو کئی ہزار لاشے تڑپ رہے ہین بلکہ ابھی سحر کامل نہ ہوا تھا
ابر بلند ہو رہا تھا تھوڑے عرصے مین محیط ہو کر برستا اکیلا طلسم کشا رہجاتا بہار لال پوش نے کہا
ہوا مین تدبیر گرفتاری طلسم کشا کر رہی ہون دیکھو کون کون سردار ساتھ ہین جب اپنی چال کھلتا
اس ابر کو اشارون مین مٹاتے آفتاب فلک سیر کیسا ساحر زبردست ہی سنبل کراکر زلف عنبرین
کو بلا دے زمین کو آسمان پر پہونچا دے انھین سب سردارون کی مدد سے کوہ یاقوت کو لوٹ
لیا کوئی زندہ نہ بچا اگر طلسم کشا کو گرفتار کرنے کا ارادہ ہو تو میرے ساتھ آؤ ورنہ گرفتار ہو جاؤگی
یہان بعد ولع ہونے ابر سحر کے آفتاب نے کہا اے شہریار یہ کسی کا سحر تھا مگر کسی نے بڑے لطف
سے مٹا دیا دیکھیے ابر جنگل مین جاکے برسا نخل سرسبز و شاداب ہوئے چشمے جوش مار کر لاجواب ہوئے
ابر برس رہا ہی سحر کرنے والا اسی حوالی مین ہی یہ کہکے طرف آسمان کے دیکھا دیکھا ایک عندلیب
خوشنوا اُسکے پہلو مین ایک حسینہ آپس مین باتین کرتی ہوئی اڑی ہوئی جاتی ہین آفتاب نے گولہ
جھولی سے نکالا اسم سحر پڑھکر حسینہ پر مارا گولہ قریب آکے پھٹا ایک خنجر دھوین سے نکلا سر پر
حسینہ کے پڑا حسینہ کا سر اُڑ گیا لاشہ لُڑھکتا ہوا چلا کمر مین تیغ ہفت جوہر بہار لال پوش
نے جھپٹ کے تیغ کمر سے زنار کی لیا لیکر بلند ہوئی آفتاب نے یہ سب معاملے دیکھے حیران ہو گیا
رستم سے عرض کی نہین معلوم یہ حسینہ کون تھی او عندلیب کون ہی کمر مین حسینہ کی تیغ تھا کہ دیکھا لاشہ
ایک عورت کا زمین پر گرا سردارون نے پہچانا یہ لاشہ زنار بلا افگن کا ہی آفتاب نے کہا اے
شہریار یقین ہی کہ عندلیب خیر خواہ دولت ہی کیا عجب ہی کہ تیغ آپکو پہونچے تیغ اُسنے گرتے ہی کمر سے
لے لیا اور آسمان مین ڈوب گئی مگر بہار لال پوش تیغ لیے ہوئے ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری
اس انتظار مین کہ شام کو جہان لشکر طلسم کشا کا اُترے گا رات کو جاکر تیغ نذر کرونگی مین بھی سردارون
مین منسوب رہونگی ہفت پیکر نے کوہ زبرجدی پر آکے اپنا انتظام کیا میثاق جادو

پہلو مین رہتا ہی اسکو حکم دیا کہ جاکر زنار بلا افگن کو بلا لاؤ کہ تیغہ کو بہ انتظام رکھا جائے ایسا نہو طلسم کشا
لیلے میثاق آسمان پر اڑا ہوا جاتا ہی نگاہ اسکی جمال باکمال بہار لال پوش پر پڑی دیکھا ایک
سرجبین سایہ نخل مین بیٹھی ہی مگر سر نگون کلیجہ غم سے خون دل اداس عالم حسرت و یاس آنکھون مین آنسو
بھرے ہوئے چہار جانب دیکھ رہی ہی ایک تیغہ سامنے رکھا ہی دل سے یہی باتین کہ جب شام کو لشکر
طلسم کشا کسی مقام پر اترے مین جاکر حاضر ہون اور تیغہ بہ تکلف نذر دون میثاق جو لوک کر گرا تیغہ
اٹھا لیگیا اور پکار کر آواز دی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان مین کوہ زبرجدی پر جاتا ہون
یہ تو تیغہ ہفت جوہری اسکی فکر مین طلسم کشا سے نامور ہی معلوم ہوتا ہی تو نے زنار کو مارا اور تیغہ اس سے
لیا طلسم کشا کے پاس جانے کی فکر مین تھی اگر پرستار خداوندی ہی تو خدمت مین آکر حاضر ہو کیا عجب ہی کہ خداوند
سرفراز کرین ورنہ مین تیری سفارش کر دونگا یہ کہتا ہوا ایک گولا پہاڑ پر پھینکتا ہوا بھاگا وہ گولا جو پھٹا اندھیرا
ہوگیا آنکھون کے نیچے بہار لال پوش کی تاریکی آئی ٹٹولنے لگی پہلے تیغہ ہی کو ڈھونڈھا تیغہ نہ پایا کلیجہ پر چھری
پھر گئی گولا جو زمین پر پڑا تھا اسے اٹھایا دیکھا پرچا تو کسا تحریر ہی آواز آئی کہ مین سحر ہون میثاق جادو کا
وہی تیغہ اٹھا کر لے گیا اب تو بہار لال پوش غصے مین آئی کہ میثاق کو کیا مطلب تھا کہ اسنے میرے ساتھ
کدکی تیغہ اٹھا کے لے گیا جہان ملیگا وہان اسکو مارونگی بڑا افسوس ہی بہار لال پوش کو کہ مین نے
زنار کے ساتھ کیا حرکت کی اسکو کاہن نے مارا مین نے کسی بات کا خیال نہ کیا صرف تیغہ لیا یہ سوچ کر
تلاش مین میثاق کی چلی لیکن فراق مین طلسم کشا کے بیتاب و بیقرار ہو کر یہ اشعار پڑھنے لگی قطعہ

یون مری آنکھین عیان ہین اشک کے سیلاب مین — جیسے آتے مین نظر ترتے کنول تالاب مین
اپنے تو دست حنائی کو اگر دھوئے وہان — لال ہوجائین ابھی سب مچھلیان تالاب مین
کسنے چہرے سے اٹھائی ہی لب دریا نقاب — کوندتی ہین بجلیان لہرون کے بدلے آب مین
استفادہ سخت دل کیا دل گدازون سے کرے — کب ملائم ہو اگر برسون رہے سنگ آب مین
اشک کے قطرے مین یہ مجھ ناتوان کا حال ہی — کوئی آجاتا ہی تنکا جس طرح سیلاب مین
جلوہ بینی ہی یون محراب ابرو کے تلے — شمع روشن جس طرح رکھدے کوئی محراب مین
دانے ہین انگیا کی چڑیا کو بنت کی مچھلیان — ملتی ہی بالے کی مچھلی موتیون کی آب مین
رشک کے معنی یہ ہین سوگئے ہین جیسے میرے بخت — سوچ رہتا ہی کہین تجھکو نہ دیکھین خواب مین

خط نظر آتا ہی گرد اُسکے ذقن پر کیا عجب
بج ہو رہتے ہین تنکے بیشتر گرداب مین

چشم تر مین ہی تصور روے جانان کا مدام
پھنس گیا ہی عکس یہ خورشید کا گرداب مین

ہو گئے ہین کور اگر اعدا حسد سے تو کیا
نور ہین اشعار ناسخ دیدۂ احباب مین

بہار لال پوش تو اس حال مین جاتی ہی کہ میثاق کو تلاش کرون ملتے ہی اسیر سحر کرون مگر میثاق
جو چلا گھبرایا ہوا کہ تیغہ ہفت جوہر میرے پاس ہی کہان جا کر ٹھہرون آخر سوچا کہ زنہار جادوگر میری
قدیم آشنا ہی وہ دریا کے بیچ مین رہتی ہی وہان کوئی نہ جا سکیگا یہ سوچکر دریا پر آیا آواز دی کہ ملکہ زنہار
جادو گیا کرتی ہین بیچ دریا مین ایک قصر ظاہر ہوا دیکھا زنہار جادو مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزین اسباب
عیش مہیا آواز دی ای میثاق آؤ میثاق اترا زنہار نے پوچھا اسوقت گھبرائے ہوے کیون ہو
میثاق نے کہا بہار لال پوش تیغہ ہفت جوہر لیے جاتی تھی اُسکی صورت ایسی بھلی معلوم ہوئی
کہ اسکو تو نہ قتل کیا تیغہ ہفت جوہر اٹھا لایا ہون یہی خوف ہی کہ اب وہ بیدار ہو کر میری تلاش
مین آئیگی ساحرہ زبردست ہی ایسا نہ ہو مین اُسکے ہاتھ سے مارا جاؤن اسی لیے گھبرایا ہوا تمھارے
پاس آیا تمنے قصر اپنا ظاہر کردیا ظاہر مین بیٹھی ہو ایسا نہ ہو بہار لال پوش آجاے زنہار سمجھاتی ہی کہ کیون
اسقدر گھبراتے ہو وہ آئیگی تو کیا ہم اُس سے سحر مین کم ہین آئیگی تو مقابلہ پڑیگا تمکو لیجا نہ سکیگی
اور تیغہ تو میرے قبضے مین ہی اب تیغہ کون لے سکتا ہی میثاق نے کہا تیغہ مین لایا اور تم کہتی ہو کہ تیغہ
میرے قبضے مین ہی اسکے کیا معنی زنہار نے کہا یہ وہ تیغہ ہی کہ کل طلسم کے بسنے والے اسکی فکر مین ہین جو
طلسم کشا کو دیگا بڑا مرتبہ پائیگا پھر مین تیغہ لیجانے دونگی مین طلسم کشا کو دیکر اپنا مرتبہ بڑھاؤنگی اپنی
جان بچاؤنگی بھلا یہ مجھے کب گوارا ہی کہ تیغہ تم میرے سامنے سے لیجاؤ یہ کہکے زنہار نے تیغہ اٹھا لیا اور
کہا کہ اب تو تیغہ کا نام لو اسی تیغہ کا ایک ہاتھ ماردون اگر سامری و جمشید بھی ہون تو اس تیغہ سے
نہ بچین یہ تیغہ وہ بلاے روزگار ہی میثاق جھلا کر اٹھا اُسنے تو لا مارا زنہار نے پکار کر آواز دی ای
ماہیان دریا و ای نہنگان خون آشام یہ ایک شخص مجھپر ظلم کرتا ہی تم سب دریا سے دیکھ رہی ہو اسکو
مار نہین لیتے میثاق نے دیکھا دریا مین کھولن ہوئی ہزارون مچھلیان و نہنگان کلان منہ کھولے ہوے
دریا سے نکلے آوازین دیتے ہوے ای ملکہ زنہار ہم حاضر ہین جو حکم ہو وہ بجا لائین زنہار نے اشارہ
کیا کہ میثاق کو مارلو مچھلیون نے لپکے میثاق کو گھیرا مثل آدمیون کے مچھلیان غل کر رہی ہین

کہ میثاق کو مار لو میثاق پر جو سب گرین تمام بدن اسکا غربال کر دیا میثاق حیران ہی کہ کیونکر جان بچاؤن
اور کیا کرون سامری جمشید کو پکارتا ہی اپنا تیغہ مار رہا ہی جان اپنی بچا رہا ہی کبھی غوطہ مارتا ہی صدہا مچھلیان
سر کرتی ہین مگر دریا سے تار بندھا ہوا ہی ایک مچھلی مرتی ہی تو دس مچھلیان نکلتی ہین میثاق پر حملہ کرتی ہین
میثاق بھاگتا ہی حیران ہی کہ مین کس آفت مین آگر پھنسا قضائے کار بہار لال پوش ساحرون کی
صدا سنکر آسمان پر آکر چپکی دیکھا میثاق مچھلیون سے لڑ رہا ہی مچھلیون نے اسکے بدن کا گوشت نوچکر
پھینکدیا ہی اور تیغہ مسند پر زنہار کی رکھا ہی اب بہار لال پوش تڑپ کے گری تیغہ اسنے اٹھالیا
میثاق زنہار کی جانب دوڑے مچھلیون نے بھی اسکو گھیرا ہی بہار لال پوش نے تیغہ نیام سے
کھینچا تیغہ کو جو جنبش دی تیغے سے برقین چمکنے لگین برقین مچھلیون پر گرین مچھلیان کٹ کٹ کے دریا
مین گرنے لگین ان دونون نے چاہا ملکہ سحر کرین بہار لال پوش نے تیغے کو جنبش دی دو طائر
دونون کے سامنے پیدا ہوے زمزمہ سرائی کرنے لگے وہ دونون طائرون کی آواز پر متوجہ ہوگئے
بہار کا تعاقب نہ کرسکے بہار لال پوش مثل بوے گل کے نکل گئی جب بہار لال پوش نکل گئی تو میثاق
نے کہا کیون زنہار ہم تو مقام محفوظ سمجھکر تمھارے پاس آئے تھے یہ فساد برپا کیا کہ تیغہ ہاتھ سے کھویا
اب مین کیا کرون بہار لال پوش اڑی ہوئی جاتی ہی ایک صحرا مین دیکھا ایک نہر جوش مار رہی ہی جیسے ہی
قریب نہر کے پہونچی نہر نے حبابون کی آنکھین لگائین موجین خنجر بنگئین گرداب چرخ مارتے تھے
ناگاہ دیکھا ایک ساحر گرداب سے نکلا پکار کر آواز دی کہ ای بہار لال پوش کیا تحفہ تیرے پاس ہی
دل کو بیتابی ہوئی مین گھبرا کر نکل آیا منم گرداب دریا نشین اگر خداوند سے باغی ہوئی ہی تو آ مجھسے
مقابلہ کر اگر موافق ہی خداوند سے تو حال مفصل بیان کر ورنہ مین تجکو جانے نہ دونگا بہار نے کہا
ای گرداب کیون دیوانہ ہوا ہی مین نہین معلوم کہان سے آئی ہون کہان جاتی ہون میرا سدراہ نہو
ورنہ بہت پچھتائیگا گرداب نے کہا مین ایسا نہ آب بیقرار ہوا کہ نکلکر باہر آیا اب مجھے کہان تاب ہی
اب مین لڑونگا یہ سنکے بہار لال پوش بڑھی کہ نکل جاؤن گرداب نے نہر پر اشارہ کیا ہزارون مچھلیان
سدراہ ہوئین پانی نہر کا بڑھنے لگا بہار لال پوش نے تیغہ کھینچا پکار اٹھی ای تیغہ ہفت جوہر مجھے
اس ظالم کے روکنے سے نجات دے کہ مین تا بہ طلسم کشا جاؤن یہ کہکے جو تیغہ کو جنبش دی عکس تیغہ کا
نہر مین جو پڑا ایک دنّاٹا ہوا نہر سمٹ کر اپنے شکم مین آئی ہر چند گرداب اشارے کرتا ہی حبابون سے

آنکھیں اوتا ہی کچھ نہیں ہوتا تیغہ ہفت جوہر سے ایک برق چمکی کہ نہر بالکل خشک ہو گئی وہی برق تڑپ کر
گرداب پر پڑی گرداب دریانشین کے دو ٹکڑے ہوئے گرداب کا مرنا کہ صحرا میں اندھیرا ہو گیا
قضائے کار ہفت پیکر آج تین دن سے کوہ زبرجدی پر ہی لوگ حیران ہیں کہ قدرت آٹھویں دن میلہ
کرتے تھے آج کیا ہی کہ تین دن سے اسی مقام پر ظہور ہی ادھر گرداب مرا تصویر سنگی کا سر شق ہوا کوہ زبرجدی
والوں نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام تصویر سنگی کے سر سے نکلا یہ کہتا ہوا چلا کہ اسے غضب بہار
لال پوش نے گرداب جادو کو مارا تیغہ ہفت جوہر لیے ہوئے پاس طلسم کشا کے جاتی ہی
بہار لال پوش گرداب کو مار کر آگے بڑھی ہی کہ دیکھا ایک پہاڑ بیچ میں حائل ہی رستہ نہیں ملتا جدھر
جاتی ہی ادھر پہاڑ ہی معلوم ہوتا ہی اسنے تیغہ ہفت جوہر چمکایا پہاڑ بیچ میں سے شق ہوا بہار لال پوش
کو راستہ ملا پہاڑ سے نکلنا پہاڑ ہو گیا پہاڑ سے آوازیں آتی ہیں ای بہار لال پوش کہاں جاتی ہی
یہ سحر قدرت کا تھا مجھکو قدرت نے تیرے روکنے کو بھیجا تھا تو نے غضب کیا بہار نے دیکھا سامنے
لشکر طلسم کشا اترا ہی سنبل ہفت گیسو طلایہ پھر رہی ہی انتظام لشکر کر رہی ہی بہار نے پکار کر آواز دی
ای سنبل لیں تیغہ ہفت جوہر لائی ہوں بڑی بڑی آفتیں اس تیغے کے لیے اٹھائی ہیں یہ سنتے ہی
سنبل نے جھپٹ کے چاہا بہار لال پوش سے تیغہ لوں کہ ہفت پیکر آسمان سے گرا ادھر
بہار نے ایک چٹکی ماری کہ تیغہ اسکے ہاتھ سے نکل گیا سنبل تڑپ کر گری کہ تیغہ اٹھا لوں
ہفت پیکر نے آواز دی او نمک حرام بد انجام خبردار تیغہ نہ اٹھانا یہ کہکے ایک چیخ ماری آفتاب
فلک سیر اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا اسنے گھبرا کے کہا ارے ہفت پیکر آ گیا بارگاہ سے گھبرا کے نکلا
دیکھا سنبل ہفت گیسو گیسو ہلا رہی جب گیسو ہلے سات برقیں چمک کر ہفت پیکر پر گریں ہفت پیکر
ان ساتوں برقوں سے بچا ہی چاہتا ہی تیغہ اٹھا لوں مگر سنبل کا سحر محیط ہو رہا ہی کڑک کر آفتاب کے
جنگل میں روشنی ہوئی ہفت پیکر چار جانب دیکھ رہا ہی آفتاب نے تیغہ اٹھا لیا مگر جس مقام پر
کھڑا ہی وہاں سے بڑھ نہیں سکتا ہی سنبل بھی سحر کر رہی ہی ہفت پیکر ہاتھ ہلاتا ہی آواز دیتا ہی
ای آفتاب کیوں بغاوت پر کمر باندھی ہی ارے طلسم تباہ ہو جائیگا طلسم کشا کا ایک مذہب
ہو جائیگا میرا تو کیا خداوندان قدیم سامری و جمشید کا کوئی نام نہ لیگا مگر بار تم سبھوں کے تمام
ملحد جانینگے دیکھو تیغہ نہ لیجا آفتاب تیغہ لیے کھڑا ہی طلسم کشا جھپٹ کر قریب آفتاب کے آئے آفتاب نے

تیغ پھینکا پکار کر کہا لیجیے طلسم کشا نے چاہا جھپٹ کے تیغ اٹھا لون مگر تیغ پر ہاتھ نہ پڑا ہفت پیکر نے ہاتھ چمکایا برق گری کہ بہار لال پوش کے دو ٹکڑے ہوے بہار لال پوش کا مرنا کہ آفتاب تھرّا لیا ہفت پیکر تڑپ کر زرا تیغ اٹھا لیا برق چمکائی آفتاب کا سر زخمی ہوا سنبل ہفت گیسو نے کیسے کیسے سحر کیے لالہ عذار بھی آئی جمال بے مثال اپنا ہفت پیکر کو دکھایا ہفت پیکر جھوم گیا مگر آفتاب فلک سیر زخمی ہو کر پیچھے ہٹا ہفت پیکر نے موے گیسو توڑ کر آفتاب کی جانب اشارہ کیا زنجیر آہنی گلے مین آفتاب کے پڑی تیغ تو اسنے کمر سے لگایا آفتاب کو لٹکاتا ہوا لے اڑا سنبل نے چاہا اسکا پیچھا کرون طلسم کشا نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای سنبل ہفت پیکر بلاے روزگار ہے اس سے مقابلہ دشوار ہے اسکے پیچھے نہ جاؤ ہفت پیکر تیغ بہفت جوہر و آفتاب فلک سیر کو لیے ہوے جاتا ہے قریب کوہ ہفت جوش کے پہونچا ملکہ ہفت رنگ گلگون پوش بناؤ کیے ہوے بیچ مین کنیزون کے بیٹھی تھی کہ ایک اندھی سیاہ چلی دیکھا ہفت پیکر تیغ کمر مین آفتاب فلک سیر زنجیر آہنی مین لٹکا ہوا بسرعت تمام لیے آتا ہے ہفت رنگ گلگون پوش واسطے سجدے کے جھکی اور پکار کر آواز دی یا خداوند تقدیر یہ کیا کہ آپکا ادھر گذر ہوا چند ساعت کو یہان تشریف لائیے اس قیدی گنہگار کو میرے سپرد کیجیے اس ناز و نیاز سے ہفت رنگ گلگون پوش نے کلام کیا کہ ہفت پیکر بیقرار ہو گیا آواز دی ای بندی خاص الخاص قدرت نے تمکو اپنے ہاتھ سے بنایا اسوقت تمکو دیکھکر اپنی تو یہ کیفیت ہے

نظم

دکھایا آئینہ فکر نے جب صفاے آب در سخن کا / دہن کو جوہر کھلا زبان کا زبان کو عقدہ کھلا دہن کا
ہر ایک گلبن ہے نخل ماتم ہر ایک جو ہے پر آب دیدہ / جو زخم گل ہے باغ کا ہے تو داغ تیرہ مرے چمن کا
نظر جو آجائے بید مجنون تو روؤن مجنون کی یاد مین [illegible] / جو دیکھون شیشہ تو سر کو پھوڑون خیال بندھ جاے کوہکن کا
چھوا جو گیسوے عنبرین کو تو سانپ کیلا افسون سے گویا / لیا جو چشم سیہ کا بوسہ شکار مین نے کیا ہرن کا
نگاہ اول مین چشم ہی کون یہ رنگ محفل کیے دگرگون / وہ حال ہووے جو وقت آخر شراب خوارون کی انجمن کا
خراب ایسی نہ ہو کسی کی کوئی نہ مردود دوستان ہو / جدا ہوا شاخ سے جو پتہ غبار خاطر ہوا چمن کا
جو حال پروانہ عشق مین ہے وہی محبت مین حال دل / وہ شمع فانوس کا ہے کشتہ یہ سوختہ نور پیرہن کا
جو تختہ صحرا مین قبر دیکھی تو مین نے کندہ کیا یہ اکثر / عجیب غربت حبیب کا ہے غبار خاطر نہ ہو وطن کا
برہنہ آیا تھا یان عدم سے برہنہ یان سے چلا عدم کو / نہ بوے کافور مین نے سونگھی نہ داغ [illegible] کا کفن کا

نہ یہ نزاکت پری میں ہوگی نہ حور میں یہ نزاکت آتش | جو ہار پھولوں کا اُسنے پہنا تو بوجھ اٹھایا ہزار من کا

ہفت رنگ گلگون پوش ان اشعار کو سنکر ہنسی کہا یا خداوند یہ شعر ابھی نظم کیے آپنے تشریف لائیے
ہفت پیکر نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان آج قدرت بصورت اصلی ہین کبھی کسی بندے
نے قدرت کو اس صورت سے نہین دیکھا اسوقت قدرت نہ ٹھہرینگے ہفت رنگ گلگون پوش
نے عرض کی اب تو کنیز جمال قدرت دیکھ چکی کنیزون کو ہٹا دون ہفت پیکر نے اشارہ کیا تنہا
قصر مین چلو تو قدرت آئین ہفت رنگ گلگون پوش ایک کمرے مین آئی ہفت پیکر اُسکو پراتیغہ
ہفت جوہر دکھایا کہا قدرت اِسکے واسطے گئے تھے بہار لال پوش کو مارا اس ظالم کو پکڑ لایا
تیغہ ہفت جوہر لیا اب کوئی نہ پا سکیگا اصل یہ ہے کہ دو تحفے طلسم کشا پا گیا تیغہ ہفت جوہر اگر نہ ملیگا تو
پھر وہ دونون تحفے ناقص رہینگے ہفت رنگ نے گلابی اُتاری جام شراب پلایا دو تین جام پی کے
ہفت پیکر اٹھا کہا ای ملکہ اب تمہارے یہان قدرت ہو چلے تیغہ اپنے پاس رکھو لیکن ای ہفت رنگ
خبردار تیغے کا کسی سے ذکر نہ کرنا اور اس قیدی کو بھی احتیاط سے رکھنا یہ کہکے ہفت پیکر تو روانہ ہوا
ہفت رنگ ٹہلتی ہوئی قریب آفتاب کے آئی کہا کیون ای آفتاب مقام افسوس ہے کہ تم ایسا ساحر
بختیاریون شریک طلسم کشا ہو آفتاب نے کہا ای ملکہ عالم طلسم کشا خلق مین اخلاق مین حسن مین
جمال مین یکتا ہے طلسم کشا نے دو آبرو کی اپنے ایک ایک خدمتگار کے واسطے کدو کوشش کی زنار کیواسطے
کیا کیا فکر ہوئی سنبل گرفتار ہوگئی عیار کو بھیجا شب کو خاصہ نوش نہ کیا جب تک سنبل نہ آلین اس شیر دلیر کو
آرام نہ تھا جب سنبل آئین عیار رہا کر کے لایا تب خاصہ نوش فرمایا کتاب ہفت پیکر تو تمہارے
پاس بھی ضرور ہوگی اس مین صاف صاف قدرت لکھ چکے ہین کہ یہ سال آخر طلسم ہے عمر طلسم تمام
ہوئی رستم بیٹا صاحبقران کا آکے طلسم کو فتح کریگا ساحران نامی شریک ہونگے جنکو قدرت اپنا دوست
سمجھینگے وہی قدرت کے دشمن ہونگے جسکو رہبر سمجھا ہے وہ راہزن ہوگا طلسم کشا لوح طلسمی
پائیگا اس مزے سے لنے اوصاف طلسم کشا بیان کیے کہ ہفت رنگ بھی مشتاق ہوئی کہا ای
آفتاب اصل یہ ہے کہ جو لوگ ہفت پیکر پرست ہوے اُنکے قلب اُلٹ دیے کہ وہ سوا ہفت پیکر
کے کسی کا نام نہین جانتے بڑی مشکل کی بات ہے طلسم کشا کو کیونکر دیکھون آفتاب نے کہا آجکل
سفر مین ہین کسی پہاڑ پر جا کے ٹھہرو آمد لشکر دیکھو دیکھو کون کون سے معشوقان پری چہرہ ساتھ ہین

ہفت رنگ نے کہا مین نہایت مشتاق ہوئی بیشک جاکر دیکھونگی ہفت رنگ ایک طاؤس پر
سوار ہوئی واسطے دیکھنے طلسم کشا کے روانہ ہوئی کوہ زبرجد پر آئی زبرجد جادو اپنے شہر مین تھا
تھوڑے عرصے تک ہفت رنگ ٹھہری وہان سے آگے بڑھکے کوہ گلگون پر زیر نخل ٹھہری ذرا
دن چڑھا تھا کہ گل آفتاب چمن چرخ نیلگون مین شاخ ضیا و شعاع پر پھولا عندلیبان خوش نوا زمزمہ
سرائی کر رہے ہین کہ ہفت رنگ نے دیکھا نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی صحرا سے گرد اڑی
دیکھا سب کے آگے سنبل ہفت گیسو اہتمام سواری کرتی ہوئی ایک طرف نکل گئی پھر دوسری
گرد اڑی دیکھا ملکۂ سیماب اسی ہزار کنیزین پشت پر اہتمام کرتین نکل گئین اسکے بعد لالۂ علم
طاؤس زرین بال پر سوار ساٹھ ہزار کنیزین پشت پر یہی نکل گئین اسکے بعد دیکھا خوب نوبت
نقارے بجے بیچ مین طلسم کشا گرد کل سردار عاشق وغیرہ عاشق گلچینی گلشن جمال کی کرتے ہوے سامنے
سے گذرے علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے انپر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم
غرضکہ پندرہ لاکھ ساحر وغیرہ ساحر کا لشکر پشت پر صحرا تمام گلزار ہوگیا ہفت رنگ کی جو نگاہ جمال
بجمال طلسم کشا پر پڑی بیقرار ہوگئی بے اختیار پکار اٹھی

نظم

اُسکے کوچے مین مسیحا ہر سحر جاتا رہا ۔۔۔ بے اجل وہان ایک دو ہر رات مر جاتا رہا
کوئے جانان مین بھی اب اُسکا پتہ ملتا نہین ۔۔۔ دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا
جانب کہسار جا نکلا جو مین تو کوہکن ۔۔۔ اپنا تیشہ میرے سر سے مار کر جاتا رہا
کشش معشوق مین پایا ہونٹ عاشق مین جذب ۔۔۔ کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا
واہ ای اندھیر بہر روشنی شہر مصر ۔۔۔ دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا
نشہ ہی مین یاد آئی میکشون کو موت سے ۔۔۔ کیا گری کی قدر جب آپ گہر جاتا رہا
اک نہ اک مونس کی فرقت کا فلک نے غم دیا ۔۔۔ درد دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا
حسن کھوکر آشنا مجسے ہوا وہ نونہال ۔۔۔ پہونچے تب زیر شجر ہم جب ثمر جاتا رہا
بیخ دنیا سے فراغ اپنا د بندون کو نہین ۔۔۔ کب تپ شیر اُتری کس دن درد سر جاتا رہا
فاتحہ پڑھنے کو آئے قبر آتش پہ نہ یار ۔۔۔ دو ہی دن مین پاس اُلفت اسقدر جاتا رہا

اُسی وقت ایک صحراے سبزہ زار رستم کو ملا پلٹ کر سنبل نے عرض کی آج کئی دن کے بعد صحراے سبزہ زار

طاہر لشکر کو اسی مقام پر اُتارے ایک دن تو لشکر کو آرام ملے ایسا نہو کسی مقام پر کوئی حریف آجائے
اور لشکر کو لڑنا پڑے آپ ایسے گھبرائے ہوے ہین کہ فوراً قدم اُٹھ جاینگے رستم نے کہا بہتر ہی اسی مقام پر
بارگاہ استادہ ہوئی سردار اُترنے لگے ہفت رنگ اپنے مکان پر آئی پہلے اُسنے آفتاب کو
رہا کیا اور گوشے مین لا کے کہا اے آفتاب ہماری طرف سے جا کر طلسم کشا سے سفارش کرو مین
تیغ ہفت جوہر لیکر حاضر ہوتی ہون آفتاب نے کہا ملکہ ہمارے ساتھ چلو کہا تیغ مین نے
خزانے مین رکھا ہی وہان سے نکالون اب جو مین آؤنگی آپ ہی کے ساتھ رہونگی وہ دو شاہزادیان
ساتھ لشکر کے دیکھین کہ دل کو تسکین ہوگئی جو اُنپر گذرے گی وہ ہمپر گذرے گی آفتاب رخصت ہوا
یہان ملکہ ہفت رنگ گلگون پوش خزانے مین گھسی اپنی ہم شبیہ پتلیان جواہرات کی بھین انکو اپنی
جھولی مین رکھا جا بجا سے تحفہ جات اُٹھاتی ہوئی اس مقام پر آئی جہان تیغ ہفت جوہر رکھا تھا
تیغ اس مقام پر نہ پایا ہوش اُڑ گئے کہا اے ہفت رنگ یہ کیا ستم ہوا تیغ کون لے گیا وہانسے
جھلا کے باہر نکلی کنیزون کو بلایا کہا اے تم مین سے کسی نے تیغ ہفت جوہر اُٹھایا ہی اُنھون نے
کہا واری ہمارا خزانے مین کب گذر ہو سکتا ہی کنیزین تو کبھی جاتی بھی نہین اگر ہم لوگون کے ذمے
ثابت ہو تو گردن از مو باریک تر اسی وقت قتل کیجیے ہفت رنگ ناچار ہوئی سوچی کہ مین آفتاب
کو رہا کر چکی اگر قدرت اگر پوچھین تو مین کیا جواب دون اب نہین رہ سکتی یہ کہکر کنیزون کو اشارہ کیا
سارے گھر کو تم سب لوٹ لو ہم جاتے ہین لیکن دریاے تحیر مین ڈوبی ہوئی ہی ہم شبیہ پتلیان جواہر کی
جھولی مین پڑی ہوئی ہین اشلیک سحر ذات پر آراستہ طاؤس پر سوار ہو کے بلند ہوئی تیغ ہفت جوہر
پر یہ معرکہ گذرا کہ ہفت پیکر کوہ زبرجدی پر کئی دن سے ساکن ہی اسکو معلوم ہوا کہ ہفت رنگ طلسم کشا پر
عاشق ہوئی سوچا کہ ابھی تیغ ہفت جوہر جا کے دیدے گی دو پہر رات گئے تصویر سے نکلا
زیر کوہ آیا سحر کر کے غرق زمین ہوا زمین کو کاٹتا ہوا خزانے کے اندر آیا زمین سے نکلا تیغ اُٹھا لیا
اسی طرح نقب سے نکلکر شب ماہتی آسمان پر چلا ہوا کو کاٹتا ہوا آتا ہی کہ دماغ مین بوے خوش آئی
معلوم ہوا کہ عطار صبا نے قرابے عطر کے لنڈھا دیے جون جون لگے بڑھتا ہی خوشبو بڑھتی جاتی ہی دیکھا
ایک باغ جنت نظیر اسمین ملکہ رنگین بہار پیراستہ ہین ایک چبوترہ ڈالیان اُسپر پھولونکی لگی ہوئین
اُن ڈالیون مین گلہاے زنگارنگ خوشبودار ایک جانب اودھین اور ٹوپیز گجرے اور بدھیان

نہایت شگفتہ پڑی ہین انھین کی خوشبو پھیلی ہوئی ہی رنگین بہار پیرا نیچ مین بوے گل سے دماغ معطر کیے ہین نسرین و نسترن و غنچہ دہن اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین اور سامنے تصویر ہفت پیکر پھولون مین لدی ہوئی رکھی ہی کہہ رہی ہی ای خداوند میری مرادین پوری ہون تو آپکو پھولون مین تولون ہفت پیکر نے جو اعتقاد رنگین بہار پیرا کا دیکھا مبہوت ہو گیا سمجھا کہ یہ ہماری بڑی چاہنے والی ہی اور نازنین پری پیکر چہرہ رشک قمر اُسنے اشارہ کیا تصویر باتین کرنے لگی ہر مرتبہ کہتی ہی کہ ای رنگین بہار پیرا تیری کل مرادین حاصل ہین جو مانگ وہ دلوا دون مراد دلی تیری پوری کر دون کبھی کسی وقت تجھکو رنج و الم نہ ہو بہار تیرے باغ مین ساکن رہے تو اسم با مسمے ہی رنگین بہار پیرا تیرا نام بہار کا اسی باغ مین رہنا کام ہی یہ باتین تصویر کو کرا کے ہفت پیکر خود اُترا آواز دی ای رنگین اسوقت اِس خضوع و خشوع سے تصویر سے باتین کین کہ فرشتون نے عرش اعلی تک پہونچا دین دیکھ جب زمین پر آئے تو دوست دشمن کو خیال کیا معلوم ہوا کہ ہفت رنگ نے طلسم کشاے عشق کیا ہی آفتاب فلک سیر باغی قدیم کو اسنے رہا کیا اب فکر مین تھی کہ تیغ ہفت جوہر لیکر جاؤن اسی کے ذریعے سے لون قدرت نے تیغ اُسکے خزانے سے نکال لیا لو یہ تیغ اپنے پاس رکھو قدرت تمکو بالاے عرش بلائینگے رتبۂ معراج عطا کرینگے وہ مرتبہ دینگے کہ سارے طلسم کے شاہ و شہریار رشک کرین یہ کہکے تیغ پاس تصویر کے رکھدیا کہا بس زیادہ قدرت کا ٹھہرنا مناسب نہین جہان قدرت وہا لسنے بیٹھے عرش متزلزل اور متحرک ہوتا ہی ڈر ہی کہ میری قدمبوسی کی ہوس مین زمین پر نہ آجاے یہ کہکے ایک سحر کیا کہ نظرون سے رنگین بہار پیرا کی غائب ہو گیا کوہ زبرجدی پر پہونچا دیر مین تصویر سنگی ہی اُس مین داخل ہو گیا گھنٹ نواز و ناقوس نواز گھنٹا و ناقوس بجانے لگے بلند ہوا ظہور قدرت ہو گیا میلہ جو دیر کو وجمع تھا مرادین مانگنے لگے مگر ملکہ ہفت رنگ گلگون پوش جو مکان اپنا شاکر نکلی کنیزون کو بلایا سب ملازمون نے لوٹ لیا اب ہفت رنگ طاؤس پر سوار ہو کر انتہا کی بلند ہوئی سر جھکا کے دیکھا ایک باغ پر بہار ہین ایک نازنین گلگون پوش مسند پر بیٹھی تصویر ہفت پیکر سے باتین کر رہی ہی ہفت رنگ نے جو تیغ دیکھا شگفتہ ہوئی جھولی سے پتلی ہم شبیہ اپنی نکالی یہ کہکے پھینکا کہ ای ہمشبیہ اس نازنین کو اپنی طرف ایسا متوجہ کر کہ مین تیغ لے لون پتلی زمین پر آتے آتے ایک نازنین چہار دہ سالہ بنکر تیار ہوئی

سر ہلاتی ہوئی سامنے رنگین بہار پیرا کے آئی آواز دی کہ بی بی واری جاؤن شاہزادی رنگین مزاج ہو پھولون کے سر کا تاج ہو ذرا ادھر متوجہ ہو یہ کہکے غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

بلبل گلون سے دیکھکے تجھکو بگڑ گیا
قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا

چین بر جبین نہ ای بت چین رہ غرور سے
تصویر کا ہے عیب جو چہرہ بگڑ گیا

آئی تو ہے پسند اسے چال یار کی
سن لیجیو پاؤن کبک دری کا اکھڑ گیا

پیچھے ہٹا نہ کوچۂ قاتل سے اپنا پاؤن
سر سے تڑپ کے چار قدم آگے دھڑ گیا

کھینچی جو میری طرح سے قمری نے آہ سرد
جاڑے کے مارے سرو چمن مین اکڑ گیا

شیرین کے شیفتہ ہوے پرویز و کوہکن
شاعر ہون مین یہ کہتا ہون مضمون لڑ گیا

اللہ رے شوق اپنی جبین کو خبر نہین
اس بت کے آستانے کا پتھر رگڑ گیا

درمان سے اور درد ہمارا ہوا دوچند
مرہم سے داغ سینہ مین ناسور پڑ گیا

گلدستہ بن کے رونق بزم شہان ہوا
کوڑا جو اس فقیر کے تکیے سے جھڑ گیا

پہونچا مجاز سے جو حقیقت کی کنہ کو
یہ جان لے کہ راستہ مین پھیر پڑ گیا

فرقت کی شب مین زیست نے اپنی وفا کی
شمع حیات گل ہوئی اندھیر پڑ گیا

پاتا ہون شوق وصل مین احباب کی کمی
حسن و جمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا

لاشونکو عاشقون کے نہ اٹھوا کبھی سے یار
بسنے کا پھر یہ گانون نہین جب اجڑ گیا

دیکھا تجھے جو خون شہیدان سے سرخ پوش
چرخ فلک زمین مین خجالت سے گڑ گیا

برسون کی راہ آگے عزیزان نکل گئے
افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا

ایا جو شرح لعل لب یار کا خیال
جھنڈا قلم کا اپنے بدخشان مین گڑ گیا

مین نے لیا بغل مین پری رو کو وصل مین
دیو فراق کشتی مین مجھسے بچھڑ گیا

نکلا نہ جسم سے دل نالان شریک روح
منزل مین زنگ ناقہ سے اپنے بچھڑ گیا

آتش نہ پوچھ حال تو مجھ دردمند کا
سینہ مین داغ داغ مین ناسور پڑ گیا

اس نوع سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ تمام کٹیرین ناچنے لگین رنگین بہار پیرا بان کرتی ہی کتنی ہیارے کیون دیوانی ہوئی ہو دیکھو ناچو نہین مگر وہ نازنین اس طرح کے اشارے

کرتی ہی کہ کنیزین پاؤن بجانے لگتی ہین آخر اپنے مقام سے رنگین بہار پیرا بھی اُٹھی کنیزون کو گالیان دیتی ہوئی
او نالا لقو بے تمیزو اسکا رنگ شاقی ہو مین دیکھو بتاؤن جس طرح وہ پاؤن زمین پر رکھتی ہی اسی طرح
پیر رکھو دیکھو نقش قدم اسکا تاج سر گلعذاران ہی عندلیب چمن مثل آئینہ حیران ہی یہ کہکر ناچنے لگی گرد
کنیزین بیچ مین رنگین بہار پیرا آگے سب کے وہ پتلی ہی یہ تو سب ناچ مین معروف ہین ہفت رنگ
گلگون پوش جو تڑپ کر گری تیغہ اٹھا لیا لیکر ڈوب گئی ہفت رنگ گلگون پوش تیغہ
ہفت جوہر لیکر بھاگی رنگین بہار پیرا کو ایک عندلیب نے آواز دی ای رنگین بہار پیرا ایسی غفلت تیغہ
ہفت جوہر کیا ہوا ذرا خیال کرکے دیکھو یہ کہکے پھڑکی سر پر اُس پتلی کے سایہ ڈالا برق گری پتلی کے دو ٹکڑے
ہوے رنگین بہار پیرا کو اب ہوش آیا دیکھا تصویر خداوند سر پیٹ رہی ہی کہتی ہی ہی شاہزادی اللہ القہار
دشمن نے اپنا کام کیا تیغہ لے گئی ہفت رنگ کے دل مین آتش عشق شعلہ ور ہی طلسم کشا کے پاس
بھاگی جاتی ہی کہ پہونچے یہان طلسم کشا برسر راہ مین ایک مقام پر لشکر کا سنبل نے بڑھکے عرض کی
حضور ٹھہر جائین ایسی خوشی پہونچا چاہتی ہی کہ حضور تلاش لوح کرین رستم نے آفتاب سے پوچھا
کہ سنبل کیا کہتی ہین آفتاب نے ورق جیب سے نکالا ہنستا ہوا سامنے آیا کہا تیغہ ہفت جوہر ابھی آتا ہی
طلسم کشا گھوڑے سے اترے سب سردار گرد آگئے لیکن ہفت رنگ جو چلی راہ مین ایک مقام پر
دیکھا جنگل مین ایک نخل بلند و مرتفع اس مین جھولا پڑا ہی بارہ تیرہ نازنینان مہ جبین تانے لگا رہی
ہین پینگ بڑھ رہا ہی ایک نے تان لگائی دوسری اُس سے بڑھ گئی تیسری نے کہا بوا جھکے سے یہ
مشقت کی وہ آ پہونچی چوتھی نے لنگنا کے عارض پر ہاتھ رکھا تو رسے گو چھٹے ہاتھ عارض رشک قمر
یہ اشعار عبرت خیز گانے لگی نظم

تیرے سوا کوئی ترکیب دل پسند نہ ہو — جو برق طور بھی چمکے تو آنکھ بند نہ ہو
نکلتا ہی نہین آئینہ خانے سے باہر — غرور حسن سے اتنا بھی خود پسند نہ ہو
گلے مین یار کے پڑنے کا ہاتھ ہی مشتاق — کسی غزال کی گردن کی یہ کمند نہ ہو
غرور گھٹتی ہی تعلیم خاکسارون کی — اُگے جو سرو مری خاک سے بلند نہ ہو
گوارا یان دل دشمن کی بھی شکست نہین — ہماری کفش سے موذی کو بھی گزند نہ ہو
زیادہ بوسے سے دشنام مین حلاوت ہی — وہ زہر ہو کہ جس سے لذیذ قند نہ ہو

برابر اسکے کھڑا ہو کے سرو اکڑتا ہی	الٰہی قد بھی کسی کا بہت بلند نہ ہو
زبان وہ گنگ ہو جس سے نہ آفرین نکلے	وہ گوش کر ہو جو آتش سخن پسند نہ ہو

سب اس نازنین کی تعریفین کرنے لگین ہفت رنگ کھڑے ہو کے تماشہ دیکھنے لگی کہ تیغہ کو یکایک جنبش ہوئی ہوش مین آگئی سوچی کہ ای ہفت رنگ اس مشقت عظیم سے یہ تیغہ حاصل ہوا ایسا نہ ہو کہ شعبدے مین بہجاؤن اور یہ تیغہ ہاتھ سے جاتا رہے ان گانے والیون کی جانب سے منھ پھیرا ہرچند کہ گانا انکا دل کو کھینچ رہا ہی قدم وہان سے نہین اٹھتا اور حیران ہی کہ مشرق و مغرب جنوب و شمال کس طرف جاؤن کہ طلسم کشا کو پاؤن او نذر پیش کرون شاید قبول ہو آخر ایک جانب چلی گانے والیان آواز دیتی تھین ای ہفت رنگ ہمارا گانا تو سن لے مقام افسوس ہی کہ ہم ایسی گانے والیان کہ جنکا گانا قدرت سنتے ہین لولی فلک کو ہمارے گانے پر سکتا ہی کسی سے ایسا کمال کیا ہوسکتا ہی ہفت رنگ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا تیغہ نیام سے نکالا چمکاتی ہوئی چلی جیسے ہی تیغہ چمکا وہ جو پریشانی اسکے قلب پر تھی وہ دفع ہوئی اب ایک جانب چلی یہان رستم تہل رہے ہین لشکر اسی صحرائے سبزہ زار مین اترا ہی کمرین سب کی کھل رہی ہین آفتاب فلک سیر قریب کھڑا ہوا عرض کر رہا ہی کہ تیغہ ہفت جوہر حضور کے پاس آیا چاہتا ہی بڑی تیغ پر کود پڑی مگر آپ صاحب اقبال ہین ہفت رنگ تیغہ لاتی ہی اب انشاء اللہ تلاش لوح مین مصروف ہوجیے گا یہی قواعد مین درج ہی کہ معرفت ہفت رنگ گلگون پوش کی تیغہ سرکار کو پہونچیگا سرکار کو تیغہ ملا اور فتاحی طلسم کی تدبیرین ہوئین اسی طرح لوح بھی آپ کو غیب سے ملیگی یہ ذکر تھا کہ ہوائے سرد چلی آفتاب نے کہا یہ علامت آمد آمد ہفت رنگ ہی سب شاہزادیان نام ہفت رنگ سنکر مثل گل شگفتہ ہوگئین اور برائے استقبال بڑھین آپس مین کہتی تھین کہ ہفت رنگ کیا صاحب اقبال ہی کہ جسکا احسان طلسم کشا پر ہوگا کہ دیکھا ملکہ طاؤس زرین بال پر سوار موے مشکین چہرۂ زیبا پر پریشان تیغہ کھینچے ہوئے اسکو جنبش دیتی ہوئی تیغہ سے برقین چمکتی ہوئین وہ برقین ہفت رنگ کو گھیرے ہوئے گرد ماہ تابان جیسے ہالہ ہوتا ہی پہلے سب سے سنبل ہفت گیسو بڑھی جاکر گرد طاؤس کے پھرنے لگی اور کہتی تھی کہ میری ہزار جان تیرے نام پر نثار ہو کہ تو تیغۂ ہفت جوہر لائی ہفت پیکر ہماری فکر مین ہی ایک ہفتہ اسکو گذرا کہ کوہ زبرجدی سے نہین ٹلتا وہین سے بیٹھے بیٹھے فکرین کر رہا ہی ہم لوگون کی گرفتاری کی فکر مین ہی

مگر خدا طلسم کشا کو سلامت رکھے جس مقام پر جو قید ہوا قبل از فتح طلسم اُسکی رہائی کی تدبیر کی تھی سمک برابر
پہونچے خواجہ عمرو و برق بھی اسی فکر میں رہے کیکر پایۂ طاؤس پر ہاتھ ڈالا سب شاہزادیون نے آکر گھیر لیا
آفتاب فلک سیر قریب آیا آفتاب کا سر پر سایہ کیا اس اعزاز و اکرام سے ہفت رنگ کو سامنے طلسم کشا
کے لائے ہفت رنگ نے جو قریب سے جمال رستم کو دیکھا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا دست نگارین پر تیغہ
رکھکے مسکراکر کہا کنیز کی نذر قبول ہو کنیز نے بڑی بڑی جفا اُٹھائی آپکا اقبال تھا کہ آپ تک پہونچی پروردگار آپ سے
مبارک کرے طلسم کشا نے تیغہ کر سے لگایا اب شاہزادیون کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی عارض
مثل قرص قمر آنکھیں نرگس شہلا صاف ثابت ہو کہ رعب و دبدبہ تہور و شجاعت سطوت و صولت مثل
چاکران کمترین حاضر خدمت ہین سب ترقی حسن و جمال و جاہ و جلال کی دعائین دے رہے ہین ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ خدا اس آفتاب شہریاری و کوکب حشمت افروز جہانداری کا سایہ ہم سب کے سر پر رکھے
ہفت پیکر کی شعبدہ بازیون سے خدا بچائے روز سیاہ نہ دکھائے قضائے کار آفتاب فلک سیر کا
ایک غلام ہو کر گیا دبد باطن اُسکا نام ہی جاہ و جلال طلسم کشا دیکھکر جل گیا چار سے سردار جو گرد
دیکھے جاہ و جلال اُنکا دیکھکر آتش رشک مین پھنکا خیال مین آیا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ طلسم کشا
فرزند مجاور خانہ کعبہ اس جاہ و جلال پر ہو اور خدائی ہفت پیکر کی مٹے مین جاکر قدرت سے اطلاع
کرون یہان تو لشکر مین مبارک سلامت کی صدا بلند ہو گیا دبد باطن کنارے آیا پر پرواز پیدا کرکے
طرف کوہ زبرجدی کے چلا ہفت رنگ کی زبانی سن لیا تھا کہ قدرت ایک ہفتہ سے کوہ زبرجدی پر جسم
تصویر مین سمایا ہوا بیٹھا ہے مراد مند جمع ہین تقدیرین نکھار رہا ہے زبرجد شاہ جو یہان کا بادشاہ ہے اُسکے
وزیر و امیر گرد تصویر کے جمع ہین غلغلہ کر رہے ہین قدرت نے کرامت دکھائی جو جسطرح کی آرزو رکھتا ہے وہی
مراد ملتی ہے دیکھو پانچ عورتون کے لڑکے ہوے جو قدرت سے باغی ہوگا سنگ سیاہ ہو جائیگا آزار پائیگا
اور جو طلسم کشا کے پاس جائیگا دیوانہ ہو جائیگا اپنے ہوش مین نہ رہنے پائیگا زبرجد شاہ سامنے
ہاتھ باندھے کھڑا ہے کہ آسمان پر سناٹا ہوا گیا دبد باطن آکر پہونچا کہا اے زبرجد شاہ قدرت سے
عرض کرو کہ جلد کوئی تقدیر کرین کہ تیغہ ہفت جوہر پاس طلسم کشا پہونچ گیا اسوقت لشکر مین بڑی
خوشیان ہو رہی ہین اور بنت ہفت رنگ کی بڑی خاطرین ہین بڑی آبرو پائی زبرجد شاہ نے آگے بڑھا
دست بستہ ہو کر عرض کی یا خداوند قدرت آگاہ ہون تیغہ ہفت جوہر ہفت رنگ نے طلسم کشا کو جا کر دیا

لشکر طلسم کشا میں جو بڑے ہنگامے ہیں ہر ایک کا قول ہے کہ اسی طرح لوح بھی ملیگی تصویر نے آواز دی ای زبرجد
شاہ مسلمانوں کو ایسی سزا ملے گی کہ کبھی مسلمان جنگ کا نام نہ لینگے اور ابھی لشکر جلیل مقابلۂ
طلسم کشا میں پہونچا ہے طلسم کشا آرام نہ پائیگا اُس پہلوان کو بھیجا ہے کہ جس سے طلسم کشا مہلت نہ پائیگا
فیلان مردار خوار اُسکا نام ہے وہ جاتے ہی آفتیں برپا کریگا اور ای زبرجد شاہ کیاد بد باطن کو اپنا
وزیر کر دو اور تین لاکھ فوج اِسکے ساتھ ہو عیاری کے بانی اسکو دو مقابلۂ طلسم کشا میں جائے کیاد
یہ احکام سنکر پھول گیا کہا ای زبرجد شاہ میں عمدۂ وزارت جب لونگا کہ طلسم کشا کو لے آؤں فوج میرے
ساتھ ہو کر جاتے ہی آفت برپا کر دوں طلسم کشا کو میں مع ہی ہفت رنگ کے لاؤں زبرجد شاہ کیاد کو ساتھ
لیے ہوئے شہر میں آیا تین لاکھ فوج جمع کی تخت طاؤس خزانہ سے نکلوایا اسپر کیاد کو سوار کیا تاج جو
سر پر رکھا گیا کیاد پھول گیا اکڑنے لگا وزیر زبرجد کے گرد آکر بیٹھے اس زور و شور سے لشکر لیکر چلا
کہتا ہے سب سرداروں کو پکڑ لاؤنگا اور ہی ہفت رنگ کے ہاتھ کاٹونگا اور بی سنبل کے ہفت گیسو
قلم کرونگا دیکھو آفتاب کا کیا حال کرتا ہوں ایک ایک کو قتل کرتا ہوں اس زور و شور سے کیاد چلا وہاں
لشکر اسلام میں صدائے مبارک سلامت بلند تھی طلسم کشا نے فرمایا تین دن کا لشکر میں جشن ہو بڑی خوشی کرنا
ملکہ ہفت رنگ نے بڑا احسان کیا مگر زیادہ جشن کی مہلت نہیں ہے تین دن میں سب دھبے جشن کے طے ہوں
جشن لشکر میں ہو رہا ہے جہاں ایک سپاہی کا بستر ہے وہاں بھی ایک نازنین ناچ رہی ہے ہر مقام پر صحبت جشن
و عیش آراستہ ہے طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھے ہیں معشوقان پری چہرہ گرد بیٹھی ہیں کلچینی گلشن جمال کی کرتی
ہیں سنبل ہفت گیسو کہتی ہیں دیکھیں کیا تدبیر ہو طلسم کشائی کیونکر ہو اور فرما رہی ہیں اس جشن میں خواجہ
عمرو و برق نہیں ہیں سمک تلاش کراو سمک عرض کرتا ہے کل سے تشریف نہیں رکھتے برق نے
جو روپ بدلے ہیں خواجہ اسی فکر میں ہیں اگر ہفت پیکر کو پا جاؤں تو اُسے بھی پکڑ لاؤں رستم یہ باتیں کر رہے
ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان فیل مست پر سوار ایک ران کسی جانور کی ہاتھ میں اُسے چباتا ہوا
اسقدر اُسمیں بو ہے کہ خود منہ بناتا ہے مگر بڑی چرچر چبا رہا ہے پشت پر دو ڈھائی لاکھ پہلوان گینڈوں پر
دور کا بے مرکبوں پر سوار نیزے ہلاتے ہوئے گھوڑے چمکاتے ہوئے مقابلے میں طلسم کشا کے
آکے پہونچے اُترتے اُترتے اس پہلوان نے آواز دی منم فیلان مردار خوار ای طلسم کشا
اِس ذلت سے قتل کرونگا کہ دیکھنے والے افسوس کرینگے طلسم کشا نے فوراً سامان جشن موقوف کیا

فیلان نے طبل جنگی بجوایا رستم کو خبر پہونچی رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا کہ جا سے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے
تیاریان ہونے لگین صبح کو فیلان مردار خوار کرگدن مست پر سوار فوج کو لیکر میدان مین پہونچا طلسم کشا نے
اپنے لشکر کے ساٹھ ہزار آدمی پندرہ لاکھ مین سے غیر ساحر چھانٹے انکو ساتھ لیکر میدان مین آئے صفین جمین
کہ صحرا سے گرد اڑی آفتاب فلک سیر الگ کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک شخص
زرد رو زرد مو کوتاہ گردن تنگ پیشانی شیطنت کی نشانی ایک گھوڑے پر سوار سپر شمشیر لگی ہوئی
پشت پر تین لاکھ فوج لشکر اسلام سے ایک طرف آکے ٹھہرا کہ فیلان نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر
پہونچا نعرہ کیا جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے یہ جو اسنے للکارا کیا دبد باطن مقابلہ
فیلان مین آیا فیلان نے آواز دی او غلام بد انجام تو کیا سمجھ کے نکلا تجھکو یہ مرتبہ کیونکر ملا تو آفتاب کے
پیر دباتا تھا پانی پلاتا تھا خدمتگزاری مین رہتا تھا اب یہ مرتبہ کس طرح حاصل ہوا کیا دبد نے کہا مین نے
خبر قدرت کو پہونچائی یہ عہدہ ملا برائے قتل طلسم کشا آیا ہون تو نے یہ کہکے پکارا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
مجکو ناگوار ہوا یہ سنکر فیلان نے ایک نیزہ مارا کیا دبد نے سنان نیزہ بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ اسکا
توڑ ڈالا فیلان نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر ہاتھ مارا کیا دبد گھوڑے سے کود پڑا اچھلکر پالٹ کا ہاتھ
مارا کہ چارون پیر گینڈے کے کٹے فیلان گینڈے سے گرا اوپر سے کیا دبد نے ہاتھ مارا گلوگاہ پر پڑا
کہ سر فیلان مردار خوار کا کٹ کر گرا کیا دبد نے اپنی فوج کو اشارہ کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کے
فوج پر فیلان کی جا پڑا تمام فوج کو تہ و بالا کیا بارگاہین خیمے لوٹ لیئے فوج والے شکست کھا کے
بھاگے دور تک کیا دبد نے پیچھا کیا تلوار سے خون ٹپکتا ہوا پلٹ کر آیا طلسم کشا کے لشکر کو آواز دی
ای آفتاب جنگ کو میری دیکھا مجھے قدرت نے سرفراز کر دیا زور عطا کیا فنون سپاہ گری بتلائے اب مجھسے
کون لڑ سکتا ہے تم سبھو نکا حال کرونگا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کر پلٹا اکڑتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا
کھایا رو دیکھا تجھے مین نے اس مغرور کا کیا حال کیا لشکر طلسم کشا کی بھی یہی کیفیت کرونگا اتفاقاً
صحرا سے شیرون کی آواز آئی جھلا کے کہنے لگا کہ بندگان خداوند ہفت پیکر جو اس طرف آتے ہونگے
شیرون کے ہاتھ سے کیونکر امان پاتے ہونگے اسباب صید و شکار تیار کرو ابدولت واسطے شکار کے جائینگے
شیرون کے کان پکڑکے لائینگے کہ طلسم کشا کو خوف پیدا ہو یہ کہکے سوار ہوا واسطے شکار کے صحرا مین آیا
طائران پرند کا شکار کھیل رہا ہے جدھر کو شیرین ادھر نہین جاتا ہے ایک نخل کے سائے مین زین پوش بچھا کر

بیٹھا صحرا کی سیر کرنے لگا کہ کان مین رونے کی آواز آئی پھر آواز آئی کہ کوئی قہقہے مار رہا ہی اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہی نظم

ای جنون دشت عدم کے کوچ کا سامان کیا / جسم کے جامے کو مین نے چاک تا دامان کیا

منہ چھپا اب تو نہ مشتاقون سے ای خورشید رو / چرخ گردان کی طرح برسون ہی سرگردان کیا

مر گئین تیری جدائی مین ہزارون حسرتین / عشق غارت گر نے میرے دل کو گورستان کیا

نالۂ جان کاہ نے پتھر کو پانی کر دیا / مرغ و ماہی کو دل بیتاب نے گریان کیا

جلد نہلا مجکو میرے خون سے ای شمشیر یار / دامن دل سا لہا آلودۂ عصیان کیا

شام سے تا صبح نیند آئی نہ اکدم تجھ بغیر / آگ نالون نے لگائی اشک نے طوفان کیا

امی فلک مرہون احسان تو نہین تیرا ہوا / شکر ہی مجھکو خدا نے بے سر و سامان کیا

آدمی کیا وہ نہ سمجھے جو سخن کی قدر کو / نطق نے حیوان سے مشت خاک کو انسان کیا

آتش دل خستہ تیرا یا الٰہی کچھ نہ تھا / قطرۂ ناچیز کو دریاے بے پایان کیا

اسنے گھبرا کر سہلیون سے کہا ارے یہ کون ہی کبھی رونے کی آواز آتی ہی کبھی ہنسنے کی آواز آتی ہی اشعار کیا غضب کے پڑھے ہین کہ دل پر تاثیر کر گئے کوئی پریزاد ہی مگر جو کوئی ہی ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی خود ہی بیلیے تلاش کو چلے تھے کہ دیکھا گلستان سے ایک نازنین مہ جبین آوارہ و سرگشتہ دیوانہ وار وحشی شال پائجامہ پر گرد پڑی ہوئی دوپٹہ ڈھلکا ہوا کرتی آب روان کی سسکی ہوئی آئی کیا دکو دیکھکر دوڑی پکار کر آواز دی او ظالم گم شدہ کہان تھا آج کیون صورت دکھائی تجھکو شرم نہ آئی ذرا میرے پاس آ کلیجے سے لپٹ جا دل کی دھڑکن موقوف ہو دل تر د منزل عیش وصل مین مصروف ہو یہ باتین سنکر کیاد دوڑا حاضر حاضر کہتا ہوا قریب پہونچا اس نازنین نے بہ نگاہ غور اُسکو دیکھا چیخ لگا کر زمین پر گری ایڑیان رگڑنے لگی بغل سے ایک پرچہ کاغذ کا گرا اُسکو اُٹھا کر کیا دنے دیکھا میری ہی تصویر ہی اُسکے نیچے لکھا ہی خداوند ہفت پیکر نے یہ عاشق و معشوق قرار دیے کہ دونون آپس مین ملین ایک مہینے مین تیس لڑکے پیدا ہون اِن دونون کے نام کا ایک شہر بسے سال مین اسی تعداد کا تصور کیا جائے عورت کسی دن مہلت نہ پاسے کیاد یہ معاملہ دیکھکر سامنے سہلیون کے آیا کہا یارو دیکھو یہ معشوقہ خوبرو قدرت نے مجھکو مرحمت کی ہی قدرت پر ہفت پیکر کی ناز کرتا ہون

تم لوگ بچھاؤ مین اپنی معشوقہ کو اٹھاؤن سب ہٹ گئے فرش خاک پر اسنے جھکر سر اٹھا کر زانو پر رکھا بیٹھکر
رونے لگا اشک گرم جو عارض پر پڑے اُس ماہ رخسار نے آنکھ کھولدی زیر تکیہ زانوے محبوب پایا
سر کو عرش اعلی پر پہونچا پایا گھبرا کے اُٹھ بیٹھی کیا دنے پوچھا صاحب تمھارا کیا نام ہے کس ملک کی رہنے
والی ہو اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو بھر کے جواب دیا کہ یہان سے قریب ایک قلعہ ہے اُسکو
خورشید نگار کہتے ہین خورشید وش میرا نام ہے اپنے قصر مین سوتی تھی کہ خداوند ہفت پیکر
تشریف لاے تم ساتھ تھے مین دیکھکر مائل ہوئی تصویر تمھاری قدرت نے مجھکو دی اور یہ مضمون لکھدیا
اور مجھے کہا جا کر صحرا مین تلاش کرو مین آوارہ ہو کر نکلی جنگل جنگل ڈھونڈھتی تھی آج یہ شرف ہاتھ آیا کہ تمکو پایا
قدرت تمھاری بڑی تعریف کرتے تھے کہ ہمارا بندۂ خاص الخاص ہے رستم جو اپنی بارگاہ مین آئے تو قصد کیا کہ صحرا
مین جا کر اسکی گردن لون برق نے منع کیا کہا حضور نہ جائین اُسکا سر آتا ہوگا اُستاد فکر مین گئے ہین اُسکے جنگلے
سر اُس خود سر کا لاتے ہونگے رستم انتظار مین بیٹھے ہین یہان اُس نازنین نے کیا دے کہا او نامرد میرا
اشتیاق دیکھتا ہے جا کر ایک گلابی شراب کی لا نہین تو مین خود جاؤن دو پٹہ گرو رکھکر شراب لاؤن
کیا دیہ سُنکر طرف بھٹی کے دوڑا کورے لوٹے مین شراب لایا لاکے سامنے رکھدی کہا لو جان جہان
اُس نازنین نے شراب اُلٹ پلٹ کر کے جام لبریز کیا کہا پہلے تم پیو کیا دجام پی گیا اور دو تین جام پی در پے کہا کہو
اب کیا معلوم ہوتا ہے کیا دنے کہا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے اس نازنین نے کہا ذرا اُٹھکر تم ٹہلو سامنے دیکھو قدرت
آتے ہین اشارون مین تمھین بلاتے ہین کیا د بلبلا کے اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا اُس نازنین نے
نعرہ کیا نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار
امیر عرب شیر پروردگار
میرا نام ہے خواجۂ خواجگان
عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اڑاتا ہوں کفا کے تیغ بین
جھکاتا ہوں دشمن کو ہر کنو ین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تمھاری گردیا پوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

نعرہ کر کے خنجر مارا سر کیا د کا کاٹ لیا کپڑے اتار لیے رومال مین باندھا لیکر بھاگے بعد تھوڑی دیر کے جیلے
زادون نے کہا چلے اپنے آقا کو لائین اب تو معشوق سے وصل حاصل کر چکے ہونگے آ کے دیکھا دریا سے
خون جاری لاشہ برہنہ پڑا ہے سر کوئی کاٹ لیگیا جیلیون نے لاشہ اُٹھا لیا کانون سے چارپائی لاسے
لاشے کو اُس چارپائی پر ڈال کے لے کے چلے جہان لشکر اسکا پڑا تھا وہان لیکے آئے سبکو معلوم ہو گیا

بھاگنے لگے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ افسر مارا گیا جو اُٹھا وہ بھاگا آخر سبنے صلاح کی چلکر قدرت کو خبر کریں کہ آپ کے
بندۂ خاص کو کسی نے مار ڈالا کہ سوار و پیدل ایک جگہ ہوکر کوہ زبرجدی پر آئے اور رو کر فریاد کی کہ یا خداوند
غضب ہوا افسر ہمارا جنگل میں بے سبب مارا گیا پہلے دن تو اس جرأت سے لڑا کہ فیلان مردار خوار کو
مارا اور کہتا تھا یہی حال طلسم کشا کا کرونگا جنگل میں واسطے شکار کے گئے صحرا میں ایک عورت ملی پھر
جو پہنچے جاکے دیکھا تو لاشہ بے سر پایا تصویر سے آواز آئی چونکہ اُسنے فیلان کو مارا اُسکے بدلے میں
اور کو اسپر مسلط کیا عمرو نے اُسکو شراب پلا کر مارا لیکن عمرو کو قدرت نے جنگل میں آوارہ کردیا
اُسکو راستہ نہیں ملتا زبرجدے کو گلخیز جادو کو روانہ کرے وہ جاکے پکڑ لائے جنگل میں مارا
مارا پھر رہا ہے زبرجد شاہ نے آواز دی ارے گلخیز صحراے اسپان میں جاؤ عمرو وہاں مارا مارا پھرتا ہے
جاتے ہی پکڑ لا گلخیز جادو چلی پر پرواز پیدا کرکے کنارے پر صحراے اسپان کے آئی دیکھا ہزاروں گھوڑے
گھوڑیاں جنگل میں پھر رہی ہیں تلاش عمرو میں چلی عمرو کا حال اسطرح سے عرض کرتا ہوں کہ جبسے وقت
خواجہ نے کیاد کو مارا ایک دناتا ہوا آواز آئی کہ او ساربان زادے یہ کیا حرکت کی اب اس جنگل سے
کیونکر نکلیگا یہیں مارا مارا پھریگا قدرت نے تجپر راستہ بند کیا ہے خواجہ جدھر جاتے ہیں گھوڑے
گھوڑیاں ملتی ہیں اور وہ گھوڑے اُنپر دوڑتے ہیں گھوڑیاں چاہتی ہیں گردن پکڑکے اٹھا لیں کب
قصد کرتے ہیں چبا ڈالیں خواجہ نے جیب سے گھانس نکالی اکثر گھوڑے گھانس کھلا کے مارے
اگر چار مارے تو دس اور پیدا ہوے خواجہ ایک مسافر کی صورت بنے ہوے ایک نخل کے سایے
میں آکر بیٹھے ہیں کہ دیکھا سامنے سے ایک آندھی سیاہ اُٹھی خواجہ نے دیکھا ایک جادوگرنی دوڑتی چلی
آئی کہ جو اُسکا پڑھتا تھا آمد و شد نفس سے یہ آندھی چلی ہے خواجہ کو دیکھکر قریب آئی کہا اے مسافر
تو اس جنگل میں کیونکر آیا خواجہ نے جواب دیا گستیان کج تیسرا دن ہے اس جنگل میں بھٹک کر آگیا
اب جدھر جاتا ہوں گھوڑے اور گھوڑیاں ملتی ہیں ایک نیا معرکہ دیکھا دیکھو وہ سامنے جو درخت
ایک شخص دبلا سا آکر بیٹھا خداوند ہفت پیکر کہکر پکارنے لگا کہ آسمان سے ایک سنہرا پتلا آیا اُس
پتلے نے آکر پوچھا کہ عمرو عیار تو ہی ہے عمرو نے اول تو انکار کیا بعد اُسکے سوچا کہ شاید قدرت
نے بلایا ہو پتلے نے پھر کہا تیرا عمرو عیار نام ہے یہ کہکر اُس پتلے نے کاندھے پر سوار کیا اور
لے بھاگا آسمان پر جاکے آواز دی منم فرستادۂ قدرت یہ سنکر گلخیز جادو یہ کہکر پلٹی

کہ قدرت ابھی لغو مین مجھکو تو روانہ کیا کہ عمرو کو پکڑ لاؤ اور چیلے کو بھیجکر یون بلوالیا جا کر قدرت سے شکایت کرونگی یہ کہکے بلند ہوئی عمرو وہان سے اٹھکے اودھر جا بیٹھے گلچہر اڑتی ہوئی کوہ زبرجد پر آئی شام قریب ہی دوکاندار اٹھ رہے ہین تصویر کے سامنے زبرجد شاہ دست بستہ کھڑا ہی قدرت مرادین دے رہے ہین کہ گلچہر آکے پہونچی غل مچانے لگی کہ یا خداوند آپنے عجب فریب کیا مجھکو برائے گرفتاری عمرو روانہ کیا اور عمرو کو چیلہ بھیجکر بلوالیا تصویر سے آواز آئی او ناداں کیون اپنے اعتقاد مین فتور ڈالتی ہی جس سے تو نے جلکے پوچھا وہی عمرو عیار تھا سیکڑون گھوڑے اسنے مار ڈالے ابھی اسی جنگل مین ہی کسی سے پوچھنا نہین اس جنگل مین کبھی انسان کا گذر نہین ہوا گلچہر پھر تڑپکر بلند ہوئی صحراے اسپان مین پہونچی کہ یکایک کسی کے گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی مصیبت کا مارا دشت غربت کا آوارہ یہ اشعار پُر بہار رو رو کے گا رہا ہی اس گانے مین حال دل سنا رہا ہی نظم

وحشتِ دل نے کیا ہی وہ بیابان پیدا
سیکڑون کوس نہین صورتِ انسان پیدا

سحر وصل کریگی شب ہجران پیدا
صلب کافر سے بھی ہوتا ہی مسلمان پیدا

دل کے آئینہ مین کر جو ہر پنہان پیدا
در و دیوار سے ہو صورت جانان پیدا

خار دامن مین الجھتے ہین بہار آئی ہی
چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا

نسبت اس دست نگارین سے نہین کچھ اسکو
یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا

نشہ ہی مین کھلی دشمنی دوست مجھے
آب انگور نے کی آتش پنہان پیدا

باغ سنسان نہ کر انکو پکڑ کر صیاد
بعد مدت ہوے ہین مرغ خوش الحان پیدا

اب قدم سے ہی مرے خانۂ زنجیر آباد
مجھکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا

رو کے آنکھون سے نکالون مین بخار دل کو
کر چکے ابر مژہ بھی کہین باران پیدا

نعرہ زن کنج شہیدان مین ہو بلبل کی طرح
آب آہن نے کیا ہی یہ گلستان پیدا

نقش انکا نہ کسی لعل سے لب پر بیٹھا
میرے منھ مین ہوے تھے کسلیے دندان پیدا

خوف نا فہمی مردم سے مجھے آتا ہے
کاش خر ہونے لگے صورت انسان پیدا

روح کی طرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہو
جسم خاکی ہی اسکو جو ہو زندان پیدا

سمجھا ہون کا گر شہر ہی اقلیم عدم
دیکھتا ہون جسے ہوتا ہی وہ عریان پیدا

موجد اسکی ہی سیہ روزی ہماری آتش		ہم نہ ہوتے تو نہ ہوتی شب ہجران پیدا

یہ اشعار عبرت آثار سنکر گلچہرہ بیتاب ہو گئی اُسی صدا کی جانب چلی آگے دیکھا ایک نخل کے سامنے مین
ایک جوگن بیٹھی جنگلا گا رہی ہی گلچہرہ بیٹھکر سننے لگی جوگن نے بعد تھوڑی دیر کے ہاتھ سے بین کو رکھدیا
اور گلچہرہ کو دیکھکر خاموش ہوئی گلچہرہ نے کہا بی جوگن اس صحرا مین تم کیونکر آئین جوگن نے کہا ہم
وحشت پیما صحرا نورد ہین ادھر بھی آ گذرے اب چلے جائینگے یہ کہکے خواجہ اُٹھے اُٹھتے اُٹھتے گلیم
اوڑھ لی گلچہرہ پکارنے لگی بی جوگن صاحب کہان گئین صورت تو دکھاؤ خواجہ نے گلیم اُتاری
دیکھا میرے پہلو مین کھڑی ہی کہا ای گلچہرہ تو عمرو کے واسطے آئی تھی دیکھ عمرو کو وہ قدرت لیے جاتے
ہین عمرو کیسا تڑپ رہا ہی دعائین کرتا ہی کہ قدرت مجبور ہا کرین اور مین صحراے اسپان سے نکلون
گلچہرہ نے کہا کہان عمرو نے کہا وہ دیکھ جیسے ہی گلچہرہ ملی عمرو تو برابر کھڑا تھا ایک خنجر مارا شکم چاک قصہ
پاک آندھی سیاہ اُٹھی چہار طرف سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من گلچہرہ جادو
بود کوہ زبرجدی پر شام کا وقت ہی لوگ رخصت ہو رہے ہین میلہ برخاست ہوا چند دوکانین
باقی رہین کوتوال اُٹھواتا پھرتا ہی پیادے غل مچا رہے ہین ارے دوکانین اُٹھاؤ قدرت اب
آسمان پر جاتے ہین زبرجد شاہ سامنے تصویر کے کھڑا ہی جواہرات جسقدر رکھا رہا ہی
سمیٹ رہا ہی صندوق جو ہی اُسین بھر رہا ہی کہ زمین شق ہوئی ایک طائر قوی الجثہ زمین سے پیدا ہوا
آواز دیتا ہوا کہ یا خداوند گلچہرہ جادو کو عمرو نے مارا اس کے سر مین میرا مقام سکونت تھا تصویر نے
آواز دی ای سرسام جادو عمرو کو جا کر پکڑ لاؤ سرسام اسی طرح غرق زمین ہوا صحراے اسپان
مین پہونچا عمرو کو ڈھونڈھنے لگا ایک طرف سے رونے کی آواز آئی صدا تھی کہ تیر دل دوز اس صدا نے
سرسام کے پانون مین گویا کمند بندھ گئی تھوڑی دور پر آکر دیکھا ایک جوان دیوانہ وار زیر درخت
بیٹھا ہوا شکوے فلک کے کر رہا ہی دمبدم پکارتا ہی یا خداوند ہفت پیکر سامری و جمشید
ولات و منات سب کو چھوڑا آپکا مذہب اختیار کیا اُس پر یہ سختیان فرزند کو میرے مجھے ملا دیجے
جمال میرے نور نظر کا مجھکو دکھائیے اس طرح سے بلک رہا ہی تڑپ رہا ہی کہ سرسام جادو
بیتاب ہو گیا کہا ای شخص تیرا کیا نام ہی کس مصیبت مین مبتلا ہی مفصل حال بیان کر اُس شخص نے
پوچھا آخر تو کس فکر مین ہی سرسام نے کہا میرا سرسام جادو نام ہی مجھکو براے گرفتاری عمرو خداوند

ہفت پیکر نے روانہ کیا ہی مجکو گلنجر نے اپنی سرحد مین جگہ دی تھی اُسکو عمرو نے مارا مین اُسکی تلاش مین
نکلا ہون نوجوان نے کہا قدرت نے پچاس برس کے سن تک اولاد سے محروم رکھا پچاس برس کے
سن مین ایک اولاد عطا کی مین ایک قریے کا حاکم تھا قدرت سے حکم ہوا کہ اسکا نام منصور زرین کمر
رکھو مین نے منصور نام رکھا قریب میرے گانون کے شہر تھا غیرتِ فردوس اُسکا نام تھا بادشاہ
وہانکا خلد مکان میرا فرزند چالیس پاسی ساتھ لیکر اس ملک پر چڑھ گیا بادشاہ کو مارا ملک پر قبضہ کیا
کئی دن بعد اُسکے محلات مین گیا اُسکی بیٹی خلد آشنا ماہرو اُسپر عاشق ہوا اُسنے شرط کی صحرائے ایمان
فتح کرو تو میرے ساتھ شادی کرو وہ اس جنگل مین آیا میںنے ان گھوڑون سے اژدہا صد ہا مرکب قتل کیے
ایکطرف سے مرکب کو دوسرین کو دکھل پیدا ہوا وہ گھوڑے پر جا پڑا اُسنے اسکو منھ مین دبا لیا لیکر آسمان
اُڑ گیا مین اُسکی تلاش مین بیتاب و بیقرار ہون خداوند ہفت پیکر سے دعا کرتا ہون کہ وہ مرکب کون تھا
کہ ایسے شیر دل کو لیگیا پتہ نہین ملتا اس وجہ سے مین مضطر و حیران ہون اور مثل زلف محبوب پریشان
ہون خداوند میری نہین سنتے دعا کرتے کرتے زبان گھس گئی کیا کیکے دعا کرون سرسام نے یہ حال
سنکر کہا ای جوان نہ گھبرا اگر مجکو عمرو ملجائے تو مین تجکو ساتھ خداوند کے لیچلون قدرت کے قدمون پر
تجکو گرا دون جوان نے کہا عمرو عیار سامنے جو جھاڑیان ہین اُسی مین چھپا ہی مسافرون کو لوٹ
لیتا ہی آپ سحر تیار کرکے میرے ساتھ چلیے مین بتلا دون سحر کرکے گرفتار کیجیے مجکو اُسکو دونون کو
خدمت خداوند مین لیچلیے سرسام نے کہا بڑا احسان ہو جو مجکو بتا دو جوان نے کہا آئیے تھوڑی
دور آگر کہا وہ دیکھو جھاڑی مین چھپا بیٹھا ہی سرسام جھکا جوان نے جلتے کمند کے گلے مین ڈالکے
آواز دی اب عمرو کو دیکھا یہ کہکے جھٹکا مارا سرسام منھ کے بل گرا خنجر مارا شکم چاک شکم
پاک آواز آئی کشتی مرا نام من سرسام جادو بود ایک بونڈا گرد کا لاش کو اسکی لیکر چلا
خواجہ بھی اُس گرد کے پیچھے چلے کئی کوس جاکر سرحد صحرائے ایمان سے باہر نکلے طرف لشکر
طلسم کشا کے چلے خواجہ نے آکے رستم سے ملاقات کی رستم تو خود انتظار مین بیٹھے تھے کہا
ای عمرو نامدار آپکی عنایت سے تیغ ہفت جوہر تا تینون تحفے ایک مقام پر ہوئے اب تلاش لوح
کی صلاح کیجیے خواجہ نے اپنا پہونچنا صحرائے ایمان مین بیان کیا اور سب جادوگرون کا
مارنا ذکر کیا رستم نے اُس شب کو انجمن مشاورت منعقد کی سب سردار جمع ہوکر بیٹھے اپنے اپنے

طور پر صلاحین دینے لگے رستم طرف کاہن کے متوجہ ہوے فرمایا کہ آفتاب لوح کیونکر تلاش کرین آفتاب نے عرض کی کیا گذارش کرون غلام نے حاضر ہونے مین جلدی کی ورنہ ہفت پیکر کا صلاح کار تھا اب جب آپکو یہ تحفہ جات مل چکے تھے تو ضرور لوح کا ذکر نکلتا مجکو بھی خبر ہوتی کہ فلان مقام سے لوح کا پتہ لگیگا خواجہ نے کہا ای نور نظر جو تمہارے بزرگونکا طریقہ ہی وہ کرو کہ عبادت خانہ آراستہ ہو پروردگار سے دعا کرو دیکھو بزرگان دین سے کیا ہدایت ہوتی ہی رستم نے حکم دیا عبادت خانہ آراستہ ہو فوراً ایک خیمہ مقام پاک و پاکیزہ پر نصب کیا گیا سجادہ بچھا دیا رستم آکے بیٹھے بعد ادای نماز مغرب خضوع و خشوع دعا کرنے لگے پکار رہے ہین ای معبود حقیقی اس مشکل کو حل کر نظم

ہر طلبگار خدا اشتاق ذات
می نماید از وجود کائنات
نسبت کامل بذات خالق است
گاہ بخشد مردہ را نور حیات
خامہ در تسطیر وصفش سرنگون
گردن گردون برای کورنشات
ہند با پیش خدا کن التجا

ذات را جوید ز انوار صفات
از طریق حق نمی لغزد قدم
جسم و جان از در حیات و در ممات
سید بنام خداوند کریم
خشک در تحریر تعریفش دوات
بہر ہر بندہ بہ فرمان خدا
در زمانہ بہر حل مشکلات

اہل بینش از وجود پاک ذات
گر بود بر جای خود پای ثبات
گاہ خالق زندہ در امرت کشد
بہر زبان با لذت قند و نبات
ختم بہ درگاہ جناب ذوالجلال
ہست کار و بندگی از واجبات

آخر پہر رات ہے روتے رہے بیہوش ہوگئے دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا تھے عالم خواب مین دیکھا ایک بزرگ تشریف لاے فرمایا ای نور نظر کیا خواہش ہی رستم نے عرض کی آپکی عنایت سے تینون تحفے پہونچے اب تلاش لوح کی خواہش ہی فرمایا ای نور نظر لوح کی تلاش مین بڑی تکلیفین ہین صحراے باد انگیز پہار مین اپنے کو پہونچاؤ وہان سے نشان لوح ملیگا رستم چاہتے تھے کچھ اور پوچھین کہ فوراً آنکھ کھل گئی دیکھا وقت نماز ہی مکان پر از خوشبو معلوم ہوتا ہی از زمین تا آسمان ایک نور ساطع اور لامع ہی فوراً وضو کرکے نماز صبح پڑھی باہر آئے خواجہ و کاہن حاضر تھے تمام کیفیت خواب کی بیان کی آفتاب نے عرض کی صحراے باد انگیز پہار صدہا کوس پہ واقع ہی ہر منزل پر بڑے بڑے جادوگرون کے مقام ہین ان سب کو معلوم ہوگا کہ طلسم کشا صحراے باد انگیز پہار مین جاتے ہین روکنے مین سرکار سے کد و کاوش کرینگے رستم نے کہا خدا مالک ہی لشکر تیار کرو اسی وقت

لشکر تیار ہوا طلسم کشا طرف صحرائے باد انگیز کے چلے راہ میں ایک مقام ہی کہ وہان کی حاکم ملکہ نیرنگ سحر طراز ہی اپنے باغ میں بیٹھی ہی کہ چند عندلیبان خوشنوا درخت پر آکے بیٹھیں ایک نے پکار کر آواز دی ای نیرنگ اب زمانے کا نیا رنگ ہی اور ہفت پیکر اپنی جان سے تنگ ہی ہوشیار ہو یہ کہکے وہ جانور اُڑ گئے نیرنگ نے کنیزون سے کہا کیا نیا رنگ ہی جانور کیا کہ گئے دیکھا آسمان پر ایک لکہ ابر پیدا ہوا آواز آئی ای نیرنگ یہ طائر قدرت نے بھیجے تھے کل لشکر طلسم کشا تیری سرحد سے گذریگا جو ہوسکے وہ تدبیر کر قدرت سے عیش و راحت چھوٹ گیا مقامات کوہ و دشت برباد ہوے تجھنے جو کچھ کد و کوشش ہوسکے وہ کر اور طلسم کشا کو روک لے صحرائے باد انگیز یہ بہار میں جائیگا وہان سے لوح کا پتہ لگا لیگا قدرت تعدیہ کرتے ہین کہ جاے ہی باد انگیز مسلمان ہوگی ای نیرنگ یہ نیا رنگ ہی کہ قدرت مبتلائے قلق ہین تجھے قدرت کے حق مین عمدہ ملک و مال دیا باغ مین تیرے بہار کا مسکن نسرین و نسترن تیری کنیزین ہین یہ سنکر نیرنگ اپنے مقام سے اُٹھی چند کنیزون کو اپنے ہمراہ لیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلی یہان لشکر طلسم کشا صحرائے انور یہ مین اترا ہی طلسم کشا شب کو سوے صبح کو سوار ہوے دیکھا سامنے سے آفتاب فلک سیر و ہفت رنگ و گلگون پوش کچھ باتین کرتے ہوے آئے سامنے طلسم کشا کے پہونچے آفتاب نے دست بستہ عرض کی ملکہ ہفت رنگ چاہتی ہین کہ سرکار میرے ساتھ شادی کرین مین نے جواب دیا کہ بدون فتح طلسم یہ امر نہ ہوگا طلسم کشا نے کہا کہ ای آفتاب بہت معقول جواب دیا یہ سب شاہزادیان جو مشتاق وصل ہین بعد فتح طلسم جواب باصواب لیگا یہ سنکر ہفت رنگ نے گریبان پھاڑ ڈالا اور پکار اُٹھی ای شہریار کیا خلاف جواب دیا لونڈی کی تو یہ کیفیت ہی کیونکر ضبط کرون نظم

بندھا خیال جنون بعد ترک یار سے مجھے　　کیا ہی یاس نے کیا کیا امیدوار مجھے

کہ آسمان کا رخ پھیر دون جدھر چاہون　　دیا ہی کیا تپش دل نے اختیار مجھے

وہ شام وعدہ جو آئے تو مجھ دو سرست　　رہا وصال مین بھی وہی انتظار مجھے

وہ رند خمکدہ کش ہون کہ زہر پیتے ہین　　تنک آکے حریفان بادہ خوار مجھے

نہ ہو وہ بات کہ جس سے وفا مین آئے خلل　　کہین نہ کیجیو ناصح سے شرمسار مجھے

بقدر جوش تڑپنے کو تھا وسیلۂ قتل　　وہ بیقرار ہوے آگیا قرار مجھے

امید مرگ پہ ہر فتنہ راحت جان ہی
شب فراق مین کیا بیم روزگار سے مجھے

قران انجم سیارہ برج آبی مین
ڈبوئے گی مری چشم ستارہ بار مجھے

اگر حساب وفا امتحان کے بعد نہ ہو
قبول عذر ستمہائے بیشمار مجھے

شب وصال مین سب قطرہ قطرہ پی لی
رہا نہ وسوسۂ چارۂ خمار مجھے

رقیب کھائے قسم تو وفا کا آئے یقین
تو میری جان ہی کیا تیرا اعتبار مجھے

نسیم گل نہ قدح ٹوٹی اُسکے ساتھ ہوئی
غم خزان ہی نہ کچھ حسرت بہار مجھے

پس شکستن خم زجر محتسب معقول
گناہگار نے سمجھا گناہگار مجھے

لبون پہ جان ہی ایسی بھی کیا ہی بیدردی
نہ قرض دیتے ہو بوسہ نہ مستعار مجھے

نہ کام زور سے نکلا نہ عجز کام آیا
بس اب تو چین نے ای شوق زہرہ کار مجھے

خدا کرے ملک الموت اُنسے پہلے آئے
بہت سی لینی ہین جانین پئے نثار مجھے

کیے ہین طول امل نے تمام کام خراب
ہمیشہ نظم جہان کے ہین کاروبار مجھے

ہر آن آن دگر کا ہوا ہین عاشق زار
وہ سادہ وا ہیے کہ سمجھے وفا شعار مجھے

تو اب ترک صنم سچ سہی ولے مومن
یہ کیا سبب کہ ستاتے ہو بار بار مجھے

ملکہ ہفت رنگ یہ بیقراریان کر رہی ہین کہ سامنے سے سیماب آئی آتے ہی گولہ جھولی سے نکالا کہا ای ہفت رنگ خاموش رہو ابھی کتنے دن ہوے لشکر مین آئے ہوے پہلے میرے ساتھ شادی ہوگی یہ کہکے گولہ مارا ہفت رنگ نے کانا کہ سنبل ہفت گیسو آئین اُنھون نے بھی یہی دعویٰ کیا آپس مین گولے چلے تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ سب معشوقین جمع ہوگئین آپس مین گولے و ترنج و نارنج چلنے لگے شاہزادہ فرماتا ہی کہ ای آفتاب انکو جدا کرو اکثر آفتاب بعضون کے سحر دفع کر دیتا ہی تھوڑے عرصے مین کئی ہزار سردار طلسم کشا کے سامنے آئے اپنے اپنے حقوق ظاہر کرکے آپس مین لڑنے لگے لشکر مین طلسم کشا کے غدر ہو گیا سپاہیون نے بھی تلوارین کھینچین ادھر افسرون کی جانب سے لڑنے لگے سارے لشکر مین غدر ہو گیا تو ترنج نارنج چل رہا ہی ہزارہا آدمی مر گئے طلسم کشا کو کوشش کر رہے ہین کوئی نہین مانتا سارے لشکر مین ساحرون کا جادو ہی طلسم کشا کے سامنے آتے ہین اپنے اپنے حق ظاہر کرکے لڑنے لگتے ہین مگر سنبل ہفت گیسو نے

سب معشوقون کو زخمی کیا سنبل کی شوکت دیکھکر آفتاب بھی بگڑا کہا ای سنبل تجھے کیا ان شاہزادیون کو ایسا
حقیر سمجھا کر سبکو زخمی کیا خبردار اب سحر نکرنا سنبل نے کہا ای آفتاب تم نجوم کے جاننے والے تحقیق سحر مین
کیا دخل ہو ان شاہزادیون کو شل میرے مرتبہ نہین میرے منہ لگتے ہو یہ کہکے آفتاب پر گولا مارا
آفتاب نے اپنے کو بچایا طرفین طلسم کشا کے متوجہ ہوکے کہا ای شہریار ایسا نہو کہ میرے ہاتھ سے
بی سنبل قتل ہون طلسم کشا نے سنبل کو منع کیا اسنے عرض کی ای شہریار آپکے لشکر مین انصاف
نہین ہی میان آفتاب کو منع کیجئے ان شاہزادیون کو بھی مین نے یہی کہکے منع کیا کہ اپنے مرتبے کو
خیال کرو میرے مرتبے کو حضور نے خیال نہین کیا میرا مرتبہ سب سے زیادہ ہی یہ لوگ میرے سامنے
کلام نہین کر سکتے یہ کہکے سنبل رونے لگی خنجر کمر سے کھینچا کہا مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگی سب کی سب
شاہزادیون نے تو نیچے کھینچ لیے تلشاہ نے بڑھکر سنبل کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم اسقدر کبیدہ و رنجیدہ
نہو مین خود جان دینے کو موجود ہون برائے خدا تشکر رو کو آپ لوگون کی طرفداری کی وجہ سے
جان دینے پر آمادہ ہین کئی لاکھ آدمی مر گئے چکے اب جو سحر چلیگا لاکھون کی جان جائیگی یہ کہکے طلسم کشا نے
جو سنبل کا ہاتھ تھاما کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش کا جو عکس پڑا سنبل کو ہوش آگیا کہا
ای شہریار مجھو دیکھئے ان سب پر تیغہ ہفت جوہر کا عکس ڈالیے یہ سب سحر مین مبتلا ہین کسی مکار نے
آکے سحر کیا ہماری یہ مجال ہوئی کہ آپکے سامنے ایسے امورات مہمل کا ذکر کرین اور آپس مین لڑین
مگر سحر سے مجبور ہین ہمارے دل اپنے قابو مین نہ تھے تیغہ ہفت جوہر کو طلسم کشا نے نیام سے کھینچا
چمکا کر سب پر عکس ڈالا تب سبکو ہوش آیا اب تو آپس مین کلام کرنے لگے کہ کل سے اس سحر کرنیوالے
کو تلاش کرین کئے ہمکو سامنے طلسم کشا کے بے ادب کیا آگے آفتاب اسکے پیچھے سنبل ہفت گیسو
اسکے پیچھے ہفت رنگ اس طرح مجمع کرکے یہ پندرہ سولہ ساحر قریب ایک پہاڑ کے پہونچے
دیکھا کہ تمام صحرا مین ہوا نہین ہی مگر اس کوہ کے قریب ہوائے گرم چل رہی ہی جب ہوائے گرم
بدن مین لگتی ہی تو ایک جوش پیدا ہوتا ہی سنبل نے کہا ای آفتاب اسی پہاڑ سے کوئی آفت
برپا ہوئی ہی یہ سنکے آفتاب جھپٹ کر پہاڑ پر آیا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین گرد کنیزین باہرہ
حباب سحر سامنے رکھا ہی سحر کر رہی ہی کنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دیتی ہین کہ خوب لڑائی ہو رہی ہی یہ نمک
جواب دیتی ہی کہ ابھی کیا ہی اگر طلسم کشا کے قبضہ مین تجلیات نہ ہوتے تو یہ سب ملکے طلسم کشا کو قتل کرتے

شب کو جب طلسم کشا آرام کرینگے اور تحفہ جات جسم سے جدا ہونگے سنبل ہفت گیسو جا کر سر کاٹ لیگی یہ
میرا سحر خالی نہ جائیگا طلسم کشا اس سحر سے مارا جائیگا کون اس سحر کو روکیگا کنیزین کہتی ہین داری سنبل
ہفت گیسو سب پر غالب آئی اور سب کو اُسنے زخمی کیا نیرنگ نے کہا یہ سحر وہ ہین جو کہ ہفت پیکر
نے اپنی ذات سے تیار کیے ہین انکا جواب ممکن نہین کہ سنبل نے نعرہ کیا او گیسو بریدہ او مکارہ
کیا مین تجھسے پایہ کی کار رکھتی ہون یہ کہکے ساتون کاکلین ہلائین سات برقین چمکین سب کنیزون
کے سر اڑ گئے نیرنگ اپنے مقام سے اٹھی آفتاب نے اپنا سحر چمکایا آفتاب جو چمکا نیرنگ کو یہ
معلوم ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا پشت پر سے ہفت رنگ نے لگکے ہاتھ ہلا دیا برق سر پر
نیرنگ کے گری کہ سر اسکا زخمی ہوا سب شاہزادیون نے آکر گھیرا آخر نیرنگ بھاگی کبھی آسمان مین
ڈوب جاتی ہے یہ شاہزادیان سحر کرتی ہین تو زمین پر آتی ہے چاہتی ہے غرق زمین ہو جاؤن آفتاب نے
زمین پر سحر کیا زمین سخت ہو گئی بقول شخصے زمین سخت آسمان دور نیرنگ ناچار مجبور بھاگی بھاگی جاتی
ہے تا در باغ پہونچی ان سب ساحرون نے سحر کرکے دیوارین گرا دین باغ مین آگ لگا دی یا تو نخل سرسبز
وشاداب تھے یا اُسکی بیخ سے شعلے پیدا ہوے نخل آتش بنگئے ہر برگ دہانے سے آگ شعلہ زن ہے
دیوارین گر پڑین مکان جل رہے ہین دھڑا دھڑ گر رہے ہین آخر نیرنگ اسقدر ناچار ہوئی کہ طرف
ہفت پیکر کے بھاگی مطلب یہ تھا کہ دریاے خون مین نہائی ہون شاید خداوند یہ حال دیکھکر کچھ رحم
کرین کچھ تقدیر فرمائین ہاتھ سے ان ظالمون کے بچائین تین کوس تک ان سب نے اسکا پیچھا کیا
ہر مقام پر زخم لگائے پشت وپہلو زخمی حیران چہار جانب دیکھ رہی ہے ایک طرف سے سحر
ہفت رنگ آیا اُسنے پشت کو زخمی کیا ایک طرف سے سات پتلے سنبل کے دوڑے ہوے
آتے ہین پکارتے ہوے او مکارہ ٹھہر تو جا ایک ایک وار ہمارا قبول کرلے پھر تجکو اختیار ہے سیماب
کے سحر مین یہ تاثیر ہے کہ کشتہ ہونا اکسیر ہے آخر تین کوس پر جاکر ایک درہ کوہ مین آکے چھپ گئی ان
ساحرون نے جا بجا تلاش کیا اُسکا کہین نشان نہ پایا ناچار ہوکر بیٹھے یہان رستم بارگاہ مین آکر
بیٹھے ہین لیکن ذکر کر رہے ہین کہ ہمارے سردار نہایت غصے مین گئے ہین مخفی سحر کرنے والے کو ڈھونڈھ
لینگے کہ سمک نے بڑھکر خبر دی سب سردار آگئے ہین رستم دنگل پر بیٹھے ہین تیغہ ہفت جوہر
وکلاہ ہفت گوشہ وزرہ ہفت جوشن دنگل پر چھوڑکر باہر آکے سردارون کو دیکھکر پوچھا کیونکر

کون سحر کرتا تھا آفتاب نے بڑھکر عرض کی حضور نیرنگ سحر طراز ایک ساحرہ حسینہ اس سرحد کی حاکم ہی
اُسنے اُنکے سحر کیا لیکن خدا نے ہمین بچا لیا آخر غلام و کنیزان شاہی لے جا کر اُسکی کنیزون کو مارا چاہتی تھی
کہ باغ مین جاے باغ کو جلا دیا دیوارین ڈا دین بھاگ کر بخدمت ہفت پیکر لئی ہو سب کی صلاح یہی تھی
کہ جہان ہفت پیکر ہو وہان چلکر گرین ہفت پیکر کو پکڑ کر مارین پھر طلسم ہفت پیکر کو کون پوچھیگا
مگر غلام سب کو پھیر لایا ہفت پیکر بلاے روزگار ہے جسوقت وہ نکلکر اڑیگا زمین ہلا دیگا اُسنے
بڑے بڑے سحر نباے ہین سنبل ہفت گیسو نے کہا ای آفتاب یہ خیال نہ کرو جو علم سحر سے ماہر ہو اُسکا
حال ہفت پیکر بخوبی ظاہر ہو اُسنے کتاب علم سحر بہت دیکھی اُلٹی سیفی پڑھتا ہی اُسکا سحر دم بہ دم بڑھتا ہی
یہی چاہتا ہی کہ حریف پر غالب آؤن ساتھ والون کو دشمن کے مٹاؤن طلسم کشا کہتے ہین اچھی شکایت
کیا اپنے دشمن کو سب مٹانا چاہتے ہین آخر یہ صلاح ہوئی کہ کل اس سرحد سے نکل چلین لیکن خواجہ عمرو کا
ذکر کرنا واجب و لازم ہی جب نیرنگ یہانسے شکست کھا کے بھاگی خواجہ درہ کوہ مین بیٹھے تھے دیکھا
بھاگی ہوئی نیرنگ آتی ہی خواجہ درہ کوہ مین گھس گئے کمند مار کے نیرنگ کو گرفتار کیا نیرنگ کو زنبیل مین
ڈال لیا اُسکی شکل بنکر طرف کوہ زبرجدی کے چلے باحال خستہ سر پہ زخم پشت و پہلو پہ زخم تخت
زبرجدی پر سوار بارگاہ دانیالی کا اسپر سایہ کر لیا تخت اُڑاتے ہوے چلے کوہ زبرجدی پر
اُسوقت پہونچے کہ صبح کا وقت ہو دیر کا دروازہ کھلا ہوا زبرجد شاہ یہان لگا بادشاہ مع وزرا و امرا
باہر کھڑا ہو کہ آسمان پہ سے رونے کی آواز آئی زبرجد شاہ نے سر اُٹھا کے دیکھا نیرنگ جادو تخت پر ہو لیکن
باحال ابتر سر پہ زخم پشت و پہلو بھی زخمی ہو مین سے پکارتی ہوئی کہ یا خداوند فریاد ہی یہ کہکے تخت اُترا تخت سمیت
نیرنگ اندر آئی تصویر کی پشت پر ایک دو پتھر مارا اور کہا یا خداوند تیری خدائی مین آگ لگے تیرا طرفدار
ایسا ذلیل ہو کر بھاگے رستہ نہ ملے بشکل کنیز یہان تک پہونچی تصویر نے نگاہ دروازے پر ڈالی دروازہ
بند ہو گیا عمرو نے دیکھا تصویر شق ہوئی اُسکے اندر سے ایک تاجدار سیہ فام بد انجام یہ کہتا ہوا نکلا ارے
بندی قدرت کیون گھبراتی ہی ہوا کو حکم دون مسلمانون کو اُٹھا دے سر ٹکرا کر مرین زمین سے کہون جتنے
غار ہین مثل اژدر منہ کھولین اور مسلمانون کو نگل جائین جو تجھکو صدمہ پہونچا قدرت اُس سے بخوبی
آگاہ ہین خواجہ ڈر کے مارے تخت سے نہین اُترتے بارگاہ دانیالی مثل چھتری کے سر پر سایہ فگن ہو یہی
تدبیر بچنے کی سوچی کہ شاید مجھکو پہچان جائے تو تخت اڑا کر نکل جاؤن دروازہ بھی دیر کا بند ہو گیا نکلنا بھی

دشوار ہی یہ سوچ کر باتین ہفت پیکر سے کرنے لگے ہفت پیکر تسکین دے رہا ہی کہ ای نیرنگ تو گھبرا تیرے
ہاتھ سے مسلمانون کا خاتمہ کرا دونگا تیرا باغ جو جل گیا تھا اب جا کے دیکھنا باغ اسی طرح درست ہی عمارتین
عمدہ قصر رفیع کیون اسقدر گھبراتی ہی خواجہ نے کلیجہ پر پتھر رکھکے اپنے مقام سے اُٹھکے قدرت کی بلائین
لین ترقی خداوندی کی دعائین دین عرض کی قدرت مجھے جانین تو حال مفصل عرض کرون وہ سردارانِ
نامی کہ جو جان طلسم ہین انھون نے بڑے شد و مد سے مجھپر حملہ کیا بمشکل ہفت رنگ کے سحر کو رد کیا بلنے
وہ سحر کیا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آفتاب کے سحر سے کلیجہ تھرا گیا چاہتی تھی مین کہ آسمان مین
ڈوب جاؤن ایک ایک اُنمین سحر مین طاق عجائب و غرائب مین شہرۂ آفاق آسمان پر نہ جانے
دیتے تھے چاہا کہ غرق زمین ہو جاؤن زمین سخت تھی پیرون کے نیچے سے نکلی جاتی تھی طبیعت رہ رہ
کے گھبراتی تھی آخر طرف جنگل کے بھاگی کبھی درختون مین چھپی کبھی کانٹون مین مخفی ہوئی اس مشکل سے تا بہ
کوہ ویران پہونچی اس پہاڑ مین پہر بھر کال چھپی رہی وہ لوگ ڈھونڈھا کیے سب کو مجھسے تعلق کرکے
قلب الٹ دیتے تھے مگر طلسم کشا یہ تحفہ نایاب اگر نہ رکھتا ہوتا تو عمر بھر وہ لوگ بندش مین نہ آتے اب
مین بمشکل اُنسے جان بچا کر آپ تک آئی ہون امیدوار ہون کوئی سحر ایسا ملے کہ جا کے ہی سبکو قتل کرون
کوئی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچے ہفت پیکر نے کہا انگیٹھی منگاؤ لوبان روشن کرو عمرو نے کہا انگیٹھی میرے
پاس موجود ہی یہ کہکے خواجہ نے انگیٹھی نکالی ہفت پیکر نے اپنی کمر سے لوبان نکال کر دیا خواجہ نے اپنے پاس سے
لوبان لیا بیہوشی اُسمین ملائی ہفت پیکر نے کہا اسکو آگ پر ڈالو ایک تجلی پیدا ہوگی وہ حفاظت کو
تمہارے ساتھ رہیگی خواجہ نے وہ لوبان آگ پر ڈالا دھوان جو اُس سے نکلا ہفت پیکر کے
دماغ مین پہونچا ارے کہکے اُٹھا اور گرا کے گرا عمرو نے زبان مین سوزن بلا سوزن کے اوپر تکلہ
زبان پر جڑ دیا دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھا کی تخت پر ڈال لیا اندر سے آواز آئی ای بندگان من ہٹ جاؤ
قدرت باہر آتی ہین ایسا نہو کوئی جل جائے فرشتے ساتھ ہین زبرجد شاہ جو باہر کھڑا تھا اُسنے سبکو
ہٹایا خواجہ نے سفید مہرہ زنبیل سے نکالا دروازے کو کھول کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرے کیسے کا تماشائی جہان
ہوا تیز رفتار ہو گرت قدم
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوانہ جہانگرد طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون

تراشندۂ ریش کفار ہون
زمانیکا مکار و غدار ہون
اڑادون سبلکی مین بیہوش کو
زبان سے مری گرد یا ہوش کو

عمرو نے تخت جو بلند کیا اور جادوگرون نے دیکھا

کہ خداوند بیہوش پڑے ہین عمرو تنا ہوا بیٹھا ہی دو گرگ زنبیل سے نکالے دو سو تنا لیے ہوے سر پر ہفت پیکر کے کھڑے ہین کہ سر ہلاے تو سوتنا مارین جادوگر جھٹ جھٹ تخت سے لپٹنے لگے جو تخت کے قریب پہونچا اور تخت پر ہاتھ رکھا کسی اُٹھا کے مے مارا بارگاہ دوانیالی مین لپٹ گیا اسی طرح سیکڑون ساحر طناب مین لپٹے ہوے ہین عمرو اُنکے سر کاٹ کاٹ کے پھینک رہا ہی کل مردمان کوہ زبرجدی نے دیکھا کہ عمرو قدرت کو لیے جاتا ہی محبت مین اپنے خداوند کی دو کاندار اُٹھ کھڑے ہوے محر کرکے جب قریب تخت پہونچتے ہین طناب مین لپٹجاتے ہین گز گز کا سوتنا الگ چل رہا ہی کوئی بچائی کا نام لیکر پکارتا ہی کوئی کہتا ہی میرا فرزند گرفتار ہوا عورتین شوہر کا نام لیکر پکار رہی ہین کوئی پکارتا ہی یا خداوند یہ کیا تقدیر ہی آپ بندے کے ہاتھ سے گرفتار ہوے ایسے مجبور و ناچار ہوے آپ تو ہمارا نصیبہ بیٹھے تقدیر کرتے تھے سیکڑون کوس کا حال بتاتے تھے عمرو آپکے پاس آیا آپ کو نہ سوجھا ہمنے آپکا مذہب اختیار کیا تھا اب کیا کرین کہان آپکو ڈھونڈین صدہا زیر تخت دوڑے جاتے ہین کوئی نام لیکر پکارتا ہی کوئی زیر تخت دوڑا جاتا ہی تمام کوہ زبرجدی والے آگاہ ہوے کہ قدرت آج گرفتار ہو گئے عمرو کس تدبیر سے آیا اور کیونکر کوٹھری مین گھس گیا قدرت تصویر مین رہتے تھے آج کیونکر باہر نکلے کیا عمرو نے دم دیا کہ باہر نکل آئے عمرو نے یون گرفتار کر لیا سارے پہاڑ پر بلکہ زبرجدی کوہ بھی ہنگامہ ہی عمرو لیکر نکل گیا لشکر رستم مین پہونچا تمام جادوگرنیان گل سنبل ہفت گیسو ہفت رنگ وغیرہ دیکھنے لگین کہ قدرت تخت پر بیہوش پڑے ہین دو گرگ سوتنا لیے سر پر کھڑے ہین اور سیکڑون جادوگر طناب مین لپٹے ہین عمرو بارگاہ رستم مین آیا کہا ای نور نظر میرا روپیہ بہت سا صرف ہوا اگر مین اسکو پکڑ لایا سب جادوگرنیان خواجہ کی تعریفین کر رہی ہین خواجہ کہتے ہین روپیے سے کام نکلتا ہی لاکھون روپیے صرف کیے تب مین اُس تک پہونچا خزانہ کھلوایئے اب رحمت فرمایئے رستم نے کہا ای عمر نامداریہان جو کچھ ہی حق غازیون کا ہی خواجہ نے کہا غازی تھان پر ہنہنایا کرتے ہین بمشکل رستم نے دس توڑے منگوا کر دیے خواجہ نے اُنکو غنیمت جانا اور سمجھے کہ یہ فرزند ہمارا در خانہ کعبہ ہی جو ملا اسکو غنیمت جانو ہفت پیکر کو ستون سے باندھا اُسوقت سب جادوگرنیان اسباب سحر لیکر گرد کھڑی ہوئین خواجہ نے اُسکو ہوشیار کیا آنکھ جو ہفت پیکر کی کھلی دیکھا گرد صدہا جادوگرنیان کھڑی ہین آفتاب فلک سیر تیغہ لیے سر پہ کھڑا ہی کہہ رہا ہی کہ او ہفت پیکر تو نے قدرت خدا کو دیکھا کہ تجھکو فلک نے کیسا ذلیل کرایا گرفتار ہو کر دربار طلسم کشا مین آیا بہتر

ہے کہ وہ جو یکتائی سے بانزا پیدا کرنے والے کو سجدہ کر رستم نے بھی یہی سمجھا یا سنبل وغیرہ بھی یہی کہ رہی ہین
اُسوقت ہفت پیکر نے ان پر آنکھیں لگالین بمشکل زبان کو جنبش دی پکار کر آواز دی ای نگہبان خداوند
اسوقت کہان ہو یہ جو ہفت پیکر نے کہا ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ تمام بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا آفتاب کے مُنھ پر
ایک طمانچہ پڑا سب جادوگریان گرین اور گر کر بیہوش ہوئین سوائے رستم کے سب کے مُنھ پر طمانچے پڑے کسی کو
معلوم ہوا کسی نے دھکا دیا اور گر کر بیہوش ہوا خواجہ کی کمر مین ایک پنجہ پڑا اور ایک آواز ہیبتناک آئی باشیاد
ای مسلمانان اب تمکو یہ حوصلہ ہوا کہ قدرت کے ساتھ بے ادبی کی سوائے رستم کے کہ تینون تحفے انکے جسم پر
آراستہ تھے یہ تو ہوشیار رہے اور باقی سب بیہوش ہوگئے مع ستون بارگاہ کوئی ہفت پیکر کو اُٹھالے گیا سمک
و برق جب ہوشیار ہوے دیکھا ایک آندھی سیاہ چلتی ہوئی اُس مین ہفت پیکر اور ایک ساحرہ سیہ فام
ہفت پیکر کو لیے جاتی ہے اور اُسکے نفس سے آندھی چل رہی ہے پیچھے اُسی آندھی کے برق بھی دوڑا ہوا جاتا ہے
کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا برق جاتا ہے لیکن بعد نکلجانے ہفت پیکر کے رستم نے سب ساحرونکو تیغ
ہفت جوہر کا عکس ڈال کے ہوشیار کیا جو اُٹھا افسوس کرتا ہوا اُٹھا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حضور نے
اختیارات ہفت پیکر دیکھے زبان مین سوزن تھی اسیر بے اختیار رہا خود دعا نہین کرسکا آفتاب نے کہا
ایک ساحرہ موسوم بہ اکلیل جادو اسپر عاشق ہے اسی کی وجہ سے سایا اسکا عظم و شان ہے وہی آکے
لیگئی اگر مناسب ہو تو اب حضور بھی اس سے ہاتھ اُٹھائین رستم نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا یارو اگر
اسی وجہ مین قضا ہے تو بسم اللہ اپنا دل یہ کہتا ہے کہ اس طلسم کو توڑینگے ہفت پیکر کو زندہ نہ چھوڑینگے یا
اپنی جان دینگے بقول شاعر شعر یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید ۔ دست از طلب ندارم تا کار من
برآید ۔ علاوہ اسکے خواجہ گرفتار ہوے مین قبلہ و کعبہ کو کیا مُنھ دکھاؤنگا فرمائینگے تمھارے واسطے خواجہ
گئے انکو تم پھنسا کر چلے آئے خواجہ کی تو رہائی ہو آفتاب نے کہا مین جاتا ہون یا خواجہ کو لاؤنگا یا
جان دونگا یہ کہکر آفتاب فلک سیر اور ہفت رنگ دونون اُسی وقت اُڑکر روانہ ہوے خواجہ کی
جو آنکھ کھلی دیکھا ایک صحرا مین ایک قصر بنا ہوا ہے اس مین تخت بچھا ہے ایک ساحرہ کالی اسکی صورت ہے
گویا کالی مورت تخت پر بیٹھی اور ہفت پیکر تاج سر پہ دھرے پہلو مین اُس ساحرہ کے بیٹھا ہے اُس ساحرہ نے
پانچ کوڑے ہفت پیکر کو مارے کہ ہفت پیکر بلبلا گیا توبہ توبہ کرنے لگا کہتا تھا ای محسن و ای
جان جہان تو نے مجھکو اس مرتبہ اعلیٰ پر پہونچایا آج بڑا کار نمایان کیا مجھکو دربار مسلمانان سے

سے آئی اب ایسی مدد کر کہ بلوہ مسلمانان تیرا اوپر سے موقوف ہو لیس حمزہ کو قتل کروں میری خدائی کا زور روشن ہو
ظاہر ہو اُس ساحرہ نے کہا او بیجا میں نے تجکو ہمیشہ سمجھایا کہ مسلمانوں سے بگاڑی نہ اچھا نا تو نے انھیں سے
مقابلہ شروع کیا یہ ساربان زادہ جو بیٹھا ہے اسکے رگ وریشہ میں مکر ہے اگر تو نے اسکو قتل کیا تو مدعا سے دلی
حاصل ہو اور نہیں تیرا رنگ خدائی مٹائیگا کوہ زبرجدی پر اب تیرا جانا بالکل بیکار ہے سب نے تجکو اس خرابی
سے دیکھا اب وہ کیونکر تجکو سجدہ کرینگے یہ کہکے طرف خواجہ کے پلٹی کہا او ساربان زادے تو نے میرے معشوق
سے یہ کیا حرکت کی ہے شرط یہ کہ تجکو چیر پھاڑ کھا جاؤں یا ایسی جگہ پر قید کروں کہ تڑپ تڑپ کر مرے وہاں سے
نکل نہ سکے یہ کہکے خواجہ کی کمر میں پنجہ دیا اور لے اڑی وہی تندی سیاہ لیکر چلی خواجہ راہ میں منتیں کرتے ہیں
ای ملکہ عالم مجھپر رحم کیجیے میں ایک غلام ہوں ہمیشہ خدمتگذاری کرونگا میں نے کوئی کام نہیں کیا اگر مجکو آپ
چھوڑ دیجیے تو ایک دن میں رستم کو قتل کروں اور حمزہ کو پکڑ لاؤں ایک دن میں سب کا خاتمہ کرا دونگا آج تن
سے اُس ساحرہ نے خواجہ کو پھینکا خواجہ بیتاب ہوئے خیال میں تھا کہ اب جو زمین پر گرونگا ہڈیاں چورا ہو جائینگی
دعائیں مانگتے ہوے طرف زمین کے چلتے ہیں کہ ایک پنجہ کمر میں پڑا اس زور سے کہ دیا کہ خواجہ بیہوش
ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی دیکھا ایک کانٹوں کا جنگل ہے بونڈے گرد کے اٹھ رہے ہیں کانٹوں کے
درخت بڑے بڑے کانٹے گویا انگلیاں اُٹھاتے ہیں کہ خواجہ کو قتل کرو خواجہ اُن کانٹوں کو دیکھکر کانپ
رہے ہیں اس ساحرہ نے عمرو کے کپڑے اتار لیے برہنہ خواجہ کو اُس جنگل میں چھوڑ دیا اور آپ اُسی شکل میں
غائب ہوئی خواجہ حیران ہیں کہ کس بلا میں پھنسا اُس صحراے ہول خیز میں مارے مارے پھرتے ہیں کوئی
حال پوچھنے والا نہیں برق جو پیچھے پیچھے تھا ایک پہاڑ پر چڑھ کے دیکھا کہ استاد جنگل میں برہنہ دوڑتے
پھرتے ہیں برق پہاڑ سے اُترا ایک ساحرہ کی شکل بنکر تیار ہوا ایک دائرہ ہاتھ میں لیکر اُسی کانٹوں کے جنگل
میں زیر درخت بیٹھا دائرہ بجانے لگا یہ اشعار عاشقانہ اسی درخت کے نیچے بیٹھکر گانے لگا نظم

کیا لگا دست دلآرام سے ہاتھ	دل گیا ہاتھ سے اور کام سے ہاتھ	کسکے ہاتھوں سے لگا تھا کہ جدا
نہیں ہوتا دل ناکام سے ہاتھ	پختہ مغزان جنون سے ہوں میں	کیوں اٹھاؤں طمع خام سے ہاتھ
ہاتھ دیتے تو میں اب ہاتھ میں پھر	کان پر رکھے گا پھر نام سے ہاتھ	دھوکے شبنم سے نہ ہوگا ہر رنگ
مہر کا دست گل اندام سے ہاتھ	ہاے پہنچے نہیں اُس بالوں تلک	ایک دن گردش ایام سے ہاتھ
کیا کہوں آ دبقول مومن	دل گیا ہاتھ سے اور کام سے ہاتھ	اس رنگ میں بیٹھکر یہ غزل گائی کہ

دیکھا نخ نخل شق ہوئی ایک ساحرہ پکارتی ہوئی نکلی تم خارستان جادو وارے گانے والی تجھکو کیا سامری و جمشید نے بھیجا ہی یا ہفت پیکر نے تو یہان کس خیال سے آئی برق نے کچھ جواب نہ دیا وہ ساحرہ قریب آبیٹھی جب برق خاموش ہوا کہا ارے تو یہان کب آئی برق نے کانپ کے کہا میرے شوہر کو عیاران اسلام نے مار ڈالا مین بلک بلک کے روتی تھی ایک رات کو سامری و سامرن خواب مین آئے سامرن نے کہا ای سامری اسکا رونا ہمسے نہین دیکھا جاتا اسکو کوئی کمال دو کر اُس حیلے سے کما کھائے سامری نے میرے گلے پر ہاتھ رکھدیا کہا تجھکو کمال علم موسیقی دیا اب صحراے خارستان مین جا وہان ہماری بندی خاص الخاص رہتی ہی وہ ضرور تجھکو سرفراز کریگی تیری قدر بھی کریگی اب جو میری آنکھ کھلی اپنے کو مین نے اس مقام پر پایا آپکی کا خارستان نام ہی ساحرہ نے کہا ہان برق قدمون سے لپٹ گیا کہا ای ملکہ عالم جہان خداوند ہفت پیکر رہتے ہین کوہ زبرجدی اُسکا نام ہی مجھکو وہان پہونچا دیجیے تو مین قدرت سے ملون خارستان نے کہا ای دائرہ نواز آج تجھکو اپنے باغ مین لیچلونگی کنیزون کو گانا سنواؤنگی یہ کہکے خارستان نے ہاتھ برق کا تھاما اور لیچلی ایک آواز دی ارے کوئی حاضر ہی گوشہ صحرا سے چند کنیزین حاضر ہوئین اُن سے خارستان نے کہا چلکر باغ مین جلسہ جماؤ اسباب عیش مہیا کرو کنیزین باغ مین پہونچین خارستان مسند پہ آکے بیٹھی برق کو سامنے جگہ دی برق نے کہا کیون ملکہ عالم یہ ننگا ننگا کون شخص ہی جو جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی ساحرہ نے کہا یہ ملکہ اکلیل شعبدہ باز کا گنہگار ہی یہان حکم ہوا ہی کہ اسکو قید کرو مگر ایسے صدمے دو کہ تڑپ تڑپ کے جان دے مین نے اسکو ننگا کرکے جنگل مین چھوڑ دیا اسقدر پسینہ آئیگا کہ دل اسکا تھرآئیگا جون جون پسینہ آئیگا دون دون ہڈیان پگھلتی جائینگی بائیس دن مین پانی ہوکر بہ جائیگا پھر کبھی کوئی بھی مسلمان خداوند ہفت پیکر سے دعوی سرکشی نہ کریگا برق نے کہا کیا مجال برق نے دائرہ درست کیا آنکھین ملاکر ہاتھون سے تیاتیا کر ٹھمریان غزلین گانا شروع کین مگر دیکھتا ہی کہ کنیزین چوکنا بیٹھی ہین زمین ہل رہی ہی درختون پر طائرون نے آشیانون سے سر نکال دیے گانا سنکر رو رہے ہین کوئی طائر پرون سے سر پیٹتا ہی برق ہر مرتبہ جب تان مارتا ہی خارستان پھڑک جاتی ہی موتیون کا مالا نکال کر دیتی ہی یہ سلام کرکے چین لیتا ہی ایک چمن کی جانب ایک آہو پیدا ہوا پاس خارستان کے آیا منہ کھول کر کچھ خارستان سے بیان کیا خارستان سمجھی وہ آہو کچھ اسکے کان مین کہکر غائب ہوگیا اُسکا غائب ہونا کہ خارستان نے کہا ارے تو صاف صاف نام نہین بتائی تو کوئی عیار مکار ہی یہ کہکر ہاتھ اُٹھایا کہ سحر کرے برق کے قریب ایک

کنیز جو بیٹھی تھی اُسکو خنجر مارکے بھاگا اور اپنے نام کا نعرہ کرتا گیا نعرہ برق ہی لقب ہی مرا برق خنجر گزار

کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی ماطلی
تڑپ سے مری چرخ بہرا رہا

تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم شرق ہی غرب ہی

کہے کون مکار و غدار ہون
در مکر پر میرا پہرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام میرا برق ہی

خارستان پیچھے دوڑی برق جاکر ایک غار مین چھپا کمندین لگادین خارستان ڈھونڈھتی ہوئی جو اُس مقام پر پہونچی دل دھڑکا خارستان رکی برق نے جھٹکا مارا کمند مین پھنسی برق تڑپ کر نکلا ایک حباب مارا دیکھا خارستان بیہوش ہوئی اب دیکھا کہ خواجہ سامنے سے آتے ہین برق نے تڑپ کر خنجر مارا کہ خارستان کا کٹ گیا خواجہ نے دوڑ کر برق کو گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند مین اپنے ہوش مین نہ تھا اس جنگل مین تین دن گذرے تین دن مین دُبلا ہو گیا استخوان گھُل گئے دو تین دن مین پانی ہو کر بہجاتا یہ کہکے اُسکے کپڑے اُتار لیے خواجہ و برق ایک جانب بھاگے پشت سے آواز آئی ہی ارے خارستان کو مارے ہوے جاتے ہین اِنکو لینا جانے نہ پائین کہ برق نے دیکھا ایک طرف سے گرد اُڑی وہی آہو جو خارستان کے پاس آیا تھا کرچھا لین بھرتا ہوا آتا ہی مثل انسان کے پکارتا ہوا ای عمرو و برق کہان جاتے ہو عمرو جھپٹ کر قریب پہونچا دونون ہاتھ ہلا دیے محو یا ہو کے حباب پڑے بیہوش ہوگئے کہ برق نے خنجر مارا آہو کا سر کٹا شعلے بلند ہوے برق نے کہا اُستاد بھاگیے کوئی بلا نازل ہوا چاہتی ہی عمرو و برق بھاگے شعلہاے آتش دوڑے ہوے آتے ہین اُن شعلون سے آواز آتی ہی ای عمرو و برق خارستان واہوان کو مار کر کہان جاتے ہو خواجہ تو آگے نکل گئے برق پیچھے رہگیا ایک شعلہ اُسپر گرا ایک پنجہ اُٹھا کر لے گیا برق نے آواز دی اُستاد غلام کو بچایے خواجہ کلیم اور دوڑ کر پیچھے اُس شعلے کے چلے وہ شعلہ جاکر ایک باغ مین اُترا خواجہ پشت باغ پر آئے کمند مار کر دیوار پر آئے دیکھا برق بندھا ہوا بیٹھا ہی مسند پر ایک شعلہ چمک رہا ہی اُس سے آواز آتی ہی او برق تیرا اُستاد کہان گیا کہ اُسنے میرے سامنے آہوان کو مارا اُسکا پتہ بتادے تجھکو رہا کردون برق منتین کر رہا ہی کہ حضور مجھے رہا کر دیجیے مین خواجہ عمرو کو پکڑ لاؤن شعلے سے آواز آتی ہی تو بھاگ جائیگا برق کہتا ہی آپ ایسا قدردان مجھکو کہان ملیگا آپکو چھوڑ کر کہان جاؤنگا وہ شعلہ تھرایا اُسکے اندر سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی نعرے کرتی ہوئی چاہا پنجہ کھینچکر مارون سر اسکا کاٹون کہ خواجہ بشکل ساحر دیوار سے کودے آواز دیتے آئے

ارے خبردار اسکو قتل نہ کرنا یہ جادا مقبول بارگاہ ہی اسوقت اسکا حال تباہ دیکھکے قریب اسکے کہا یہ کاغذ
لیجے کاغذ ہاتھ مین دیا سرنامے پر اُسکے مہر ہفت پیکر کی پائی وہ ساحرہ کاغذ پڑھنے لگی خواجہ نے
جلتے خنجر کمند کے مارے جھٹکا مارا حباب ہارو یا گرتے گرتے خنجر مارا کہ اس ساحرہ کا شکم چاک قصہ پاک برق
سے کہا بھاگ ایک طرف برق بھاگا خواجہ بھی جھپٹے باغ مین غل ہوا ارے عیار جاتے ہین لینا شعلہ بار کو
مارے جاتے ہین پلٹ کے عمرو و برق نہین دیکھتے باغ سے نکل گئے اب صحرا شمدہ طے اُس صحرا کو
طے کرتے ہوے چلے کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ لشکر طلسم کشا چلا آتا ہی خواجہ و برق
کو آفتاب نے دیکھا دوڑکر خواجہ سے ملاقات کی کہا خواجہ اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر رہائی پائی
خواجہ نے کہا مجکو صحراے خارستان مین قید کیا تھا وہان برق پہونچا خارستان کو مارا مین نے
آہوان کو مارا پھر شعلہ بار جادو برق کو پکڑ لے گئی اُسکو بھی جاکر مین نے مارا آفتاب نے کہا ہم اور
ہفت رنگ آپکی تلاش مین نکلے تھے مگر آپکو بخیر و عافیت پایا اب صحراے بادانگیز مین چلتے ہین یا چلکر
بادانگیز کو مارا یا قتل ہوے یہ ذکر تھا کہ رستم بھی آکر پہونچے عمرو نے رستم کا دامن تھاما کہا ای رستم
مجکو گرفتار کرکے ساحرہ لے گئی میری کمر مین ڈبے جواہرات کے تھے وہ گر گئے اب مجکو خزانے سے دلوا
رستم نے کہا میرے پاس آپکے دینے کو نہین ہی خواجہ نے کہا مین اپنی جان دونگا ورنہ قرضدار مجکو
گرفتار کرینگے اس ذلت سے جان دینا بہتر ہی اتنا لشکر تمھارے ساتھ ہی اگر ایک ایک پیسہ دین تو
ہزارہا روپے ہو جائین زبان نہین ہلاتے ہمارا افلاس بڑھتا جاتا ہی یہ کہکے خواجہ نے چادر بچھادی
پکار کر آواز دی ہان بجالیو سخی داتا جسکو جو دینا ہو وہ دیوے انگوٹھی چھلے پیسے دوانیان چوانیان
سب نے دینا شروع کین افسرون نے پانچ پانچ سو روپے منگوا کر دے خواجہ نے مبلغ خطیر جمع کیا اب
لشکر رستم مصلح کرکے طرف صحراے بادانگیز کے بہ کر و فر فریدونی و حشمت جمشیدی روانہ ہوا مگر خواجہ
برق نے آفتاب فلک سیر سے پتہ و نشان صحراے بادانگیز کا پوچھا آگے خواجہ و برق روانہ
ہوے بعد جانے عمرو و برق کے فرداً فرداً امرا بیان رستم نے اسباب سحر جسم پر آراستہ کیے اور تیغین
اپنے اپنے قاعدے سے چلے اُن سب کے بعد رستم سوار ہوے سمک ہمراہ رکاب ہی دو کوس لشکر
رستم چلا تھا ایک بلندی پر رستم کھڑے ہین اپنے لشکر کی رواروی دیکھ رہے ہین طبہاے
زنگاری نکلے ہوے آپر حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم ہی لشکر کی رواروی کی دھوم

کر دیکھا صحرا سے گرد بلند ہوئی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان دیو خصال گرگدن
ست پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار فوج گویا دریا کی موج سامنے لشکر اسلام کے رکے بہ پنجا پکار کر آواز دی
رستم ٹھہر جاؤ جس صحرا کو جاتے ہو اسی صحرا سے آتا ہوں صحراے باد انگیز جانیکا مقصد ہی باد انگیز
گرگدن سوار میرا نام ہی اہل اسلام کو قتل کرنا میرا کام ہی کیا مجال کہ میری سرحد مین مسلمان
قدم رکھین قدرت کا حکم میرے نام آیا کہ راہ مین جا کے طلسم کشا کو روک لے اگر اپنی جان کی منظور ہی
تو پلٹ جاؤ جواب مین رستم نے جواب دیا ہم ایک شیر بیشہ جرأت ہین اور نہنگ دریاے ہمت ہین انشاء اللہ
صحراے باد انگیز مین پہونچینگے باد انگیز جادو کی فکر ہو جائیگی یہ کہکے رستم نے گھوڑا روکا سارا
لشکر رک گیا باد انگیز گرگدن ست پر سوار جرأت و جلالت رستم دیکھکر بہت نادم ہوا کہ قدرت نے
مجھے کس دلیر پر بھیجا ہی ایسے ایسے ساحر اسکے ساتھ ہین یہ کیونکر قبضے مین آسکے طلسم کشا نے یہ
سردار کیونکر پاے یہ نازنینان مہ جبین طلسم کشا پہ عاشق ہین کیسی طلسم کشا سے موافق ہین کہتا ہوا
اپنی بارگاہ مین آیا عیار اسکا ہماے دوندہ بھی آکر بیٹھا باد انگیز گرگدن سوار نے اُس عیار سے
کہا ای ہماے دوندہ جسوقت سے لشکر طلسم کشا فرود آ اُترا میری نگاہ جمال بیچال سنبل پر
پڑی تیر مژگان نے دل کو مشبک کیا ہلال ابرو کی تلوار کلیجے پر چل گئی عجب میری کیفیت ہی نظم

کام کرتی رہی وہ چشم فسون ساز اپنا — لب جان بخش دکھایا کیے اعجاز اپنا
سرو گر جا پہنچینگے گل خاک مین مل جائینگے — پانون رکھے تو چمن مین وہ سرافراز اپنا
خندہ زن ہین کبھی گریان کبھی نالان ہین — ناز خوبان سے ہوا ہی عجب انداز اپنا
یہی اللہ سے خواہش ہی ہماری ای بت — گور بد مین ہو ترا اکنگ ہو غماز اپنا
سوزش دل سے زبان کو نہ ہوئی آگاہی — اُف کیا منہ سے تہ تھنے نہ کھلا راز اپنا
خون ہوتا ہی جگر زمزمہ سنکر جب یار — دل دکھاتی ہی مغنی تری آواز اپنا
نہ سُنی یار نے اک بات سخن ساز و نکی — رہ گئے ملکوں کے منہ مفسدہ پرداز اپنا
پر کترنے سے تو صیاد چھری ہی پھیرے — قصہ کوتاہ کہے حسرت پرواز اپنا
برہمن کھولے ہی گا بتکدہ کا دروازہ — بند رہنے کا نہین کار خدا ساز اپنا
یاد آتی ہین ادائین جو تری ای محبوب — بھول جاتے ہین حسینان جہان ناز اپنا

مرغ دل صید گہ عشق ہوا ہے دیکھیں — طعمہ کرتا ہے اسے کونسا شہباز اپنا
روٹھکر ملنے جو جاتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ — کل خفا تم تھے مزاج آج ہے ناساز اپنا
خبر اول و آخر نہیں مطلق آتش — نہ تو انجام ہے معلوم نہ آغاز اپنا

یہ اشعار جو سامنے عیار کے رو رو کے پڑھے عیار نے کہا حضور نہ گھبرایئے مین رات کو گرفتار کر لاؤنگا یہ
کہکے بانہایت عیاری اُسی وقت جسم پر آرائش کئے اور طرف لشکر طلسم کشا کے چلا ایک بڑھیا کی شکل بنکر
رستم کے لشکر مین آیا دریافت ہوا پہلوے لشکر مین بارگاہ سنبل ہفت گیسو استادہ ہے گرد کنیزین چلتو زن
دروازے پر محلدار پرفن دیکھکر اِسنے مقام تاکا جب کنیزین کسی کام کو نکلین ایک کنیز کو اشارے
سے الگ بلایا جب نخل کی آڑ مین کنیز آئی حباب مار کر بیہوش کیا اُس کنیز کی شکل بنکر ملکہ سنبل کی
بارگاہ مین آیا دیکھا ملکہ سنبل ہفت گیسو انتظام مین جنگ کے مصروف ہین۔ ہمارے دوبندہ
نے دن بھر تامل کیا شب کو جب ملکہ سوئین یہ چپکی پڑ رہا تین کنیزین اور تھین جو تھا یہ جب رات
زیادہ جا چکی تب اِسنے تینون کنیزون کو گلوریان کھلا کے بیہوش کیا اور ملکہ کا پشتارہ باندھ لیا اور لیکر
بھاگا بہتر سمک پڑا سو رہا تھا کہ اِسنے خواب مین دیکھا ایک سگ سیاہ سنبل پر حملہ کر رہا ہے سمک
گھبرا کے اُٹھا دوڑا ہوا بارگاہ سنبل ہفت گیسو مین گیا نگہبانون سے پوچھا نگہبانون نے کہا خیر و عافیت ہے
اندر بارگاہ کے جو گیا دیکھا روشنی گل ہے تین کنیزین بیہوش پڑی ہین ملکہ سنبل اپنے پلنگ پر ندارد
سمک نے ایک چیخ ماری قریب ہی بارگاہ ملکہ ہفت رنگ تھی صدا سمک کی سنکر دوڑین دیکھا
سمک پیٹ رہا ہے نگہبانو پر غصہ کر رہا ہے لوگون نے کہا باد انگیز پہلوان کا عیار ہے کہ ہمارے
دوبندہ اسکا نام ہے وہی لیگیا دن کو بازارون مین بہ صورت مبدل پھر رہا تھا یہ سنکر سمک
چلا ملکہ ہفت رنگ کے پاس اور بھی شاہزادیان آئین مثل ملکہ لالہ عذار وغیرہ کے ہر ایک کا یہی
قول تھا اے بہتر والا گہر تم نہ جاؤ ہم جاکر بارگاہ مین اُسکی آگ لگائے دیتے ہین اور ملکہ کو لاتے ہین
سمک نے کہا آپ لوگ تامل کرین سب جادوگر نیو کو روکا مگر لالہ عذار نہ رکین چمک کر بلند ہوئین طرف
بارگاہ پہلوان کے چلین مگر اول اول سمک بن عمرو ایک ساحر کی شکل بنکر لشکر مین باد انگیز کے
آیا جا بجا پھرنے لگا یہان صبح کو باد انگیز کہ دن سوا اور رات بھر فراق مین ملکہ سنبل کے تڑپا کی
صبح کو آنسو بھرے ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ عیار ملکہ کو لیکر آیا پشتارہ اِسنے سامنے لا کے ڈال دیا

سمک بشکل ساحرہ انداز کیا عیار سے کہا کہ ہوشیار کرو عیار نے عرض کی کہ حضور سنبل ہفت گیسو
اسکا لقب ہے ساحرہ بلا میں نازل کرو گی جان بچانا مشکل پڑیگا اسنے کہا آخر کیونکر ہوشیار کرین اب
عیار بھی حیران ہے کہ کیا کرین بعض کہتے ہین عیار سچ کہتا ہے ہوشیار ہوتے ہی بگڑ جائیگی جان پر آپکی
آفت لائیگی آخر کو سمک نے بڑھکے عرض کی غلام ایک تدبیر بتاتا ہے ساحر کو جب قید کرتے ہین
اور چاہتے ہین کہ سحر سے مجبور کرین تو زبان مین سوزن دیتے ہین تب ہوشیار کرتے ہین اگر حکم
ہو تو مین ہوشیار کرون ناچار شب تو ہو ہی رہی تھی آخر سمک سے کہا سمک قریب پشتا ہے کے
گیا جھک کر اسنے ظاہر مین سب کے سوزن دی باطن مین صاف رکھا ملکہ کے کان مین کہا آپ گرفتار
ہوکے آئی ہین سنبھل کر اُٹھیے مین ہون سمک رستم بیقرار ہو رہے ہین یہ کہکر اسے ہوشیار کیا ملکہ نے پلکین
آنکھین اُٹھتے اُٹھتے ایک گیسو کو ہلا دیا معلوم ہوا کہ تا گگن لہرا ہی ہے بارگاہ مین اندھیرا ہوا آواز دی
سنبل ہفت گیسو اور بچایا مجھکو دیوانہ کرکے ماری مگر دعا ہے رستم کو کہ انکی عافیت [illegible]
سحر نہ کر دیکھو بھی یہ دن نصیب ہوا یہ حوصلہ پیدا کیا کہ ہمارا نام ساتھ بے ادبی کے لیتا ہے یہ کہکے
آن بچہ کا کلون کو جو ملایا صاف ظاہر تھا جو مار سیاہ لہوائے قلب کا فرون کے ٹھٹھر گئے سمک کو
گرفتار کرنے چلے بادانگیز گردن سوار نے کہا ہان اس فیلے ساحر کو مار لو پانچ ہزار غیر ساحر طرف
سمک کے چلے سنبل نے کہا مگر کوئی پریشانی واسطے سمک کے ہوئی تو رستم کو کیا منہ دکھاؤنگی
آخر نگاہ سحر ڈالی وہ پانچ ہزار بار ہا تو سمک کو پکڑنے چلے تھے پانگاہ پڑتے ہی جھومنے لگے اور جھوم
جھوم کر بہ ذوق تمام یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

پامال کیجیے انکو رفتار ناز کا
لیتا قلم سے کام ہون مین نیزہ باز کا
اللہ رے صفا بیان حدیث دوستان
آئینہ ہے رنگ چہرۂ نیرنگ ساز کا
ظاہر ہے گرمجوشی پروانہ کا اثر
ستون کو تیرے ہوش کمان لیتا ز کا
آنکھین ہین چار مین لبریز اشک سرخ

طاؤس و کبک رکھتے ہین دعوی نیاز کا
ساقی سماے آنکھین ہزارون خم شراب
دم بند ہے فصاحت اہل حجاز کا
کیونکر وہ نازنین نہ کھے بے نیاز بیان
روشن ہے حال شمع کے سوز و گداز کا
ہر جا ہے حسن معنی بصورت آشکار
سوز جگر کو شغل ہے دل کے گداز کا

لکھتا ہون وصف یار کے قد دراز کا
کشتی ہے کہ ظرف خدا نے جہاز کا
ہوتا ہے شعبدہ نئے تیرے آسمان سفید
اندازے سے بھی حوصلہ عالی ہے ناز کا
ساقی زلال مے ذرہ ہے تو تحقیق ہو وجود
ہے وہ حقیقت اُٹھے پردہ مجاز کا
ہر جگہ کہ ظہور کا رہتا ہون منتظر

مشتاق ہوں امام کے پیچھے نماز کا
سودائے عشق میں نہ رہی شان خواجگی
دیکھا ہے زمین کے نشیب و فراز کا
حسن و جمال نور جو اسلام کا دکھا
دھو دون پیے جو یار کی زلف دراز کا
نیرنگ حسن و عشق کی اللہ رے بہار
یہ طفل کھیل کھیلینگے افشائے راز کا
چھپکر کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
پیر مغان کا حکم ہے آئین جواز کا

ہجران یار میں تن خاکی سے تنگ ہوں
محمود بندہ ہو گیا حسن ایاز کا
ساحل سمجھتے ہیں تہ دریائے عشق کو
دیوانہ پری ہو مقید نماز کا
اللہ کے فقیر کا دل کیوں نہو سخی
بیکار کوئی فعل نہیں کارساز کا
بیمار عشق کے لیے ممکن نہیں شفا
کشتہ ہے دل مرا شرف امتیاز کا
آتش جگہ نہ دل میں ہوا و ہوس کو دو

ایذائے مسیح روح کو چنگل ہے باز کا
پتلا ہے خاک کا پر اڑے جو جہان میں
طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا
عمر خضر سے اسکی زیادہ ہو زندگی
جسکا ہو کیسہ خسرو مسکین نواز کا
عشق نغمہ ہو د کا شکوہ نہ اسکا ر
پرہیز سے مقام ہے یہ احتراز کا
مجھ رند کو حلال ہے کوئی حرام ہو
کم زہر سے اثر نہیں اس ہراز کا

یہ اشعار پڑھتے ہوئے سب طرف جنگل کے بھاگے سمک پر ہاتھ نہ ڈالا سمک ایک جانب بھاگا باد انگیز کر گردن سوار نے چاہا پیچھا کروں وہ پانچ ہزار پلٹ کے اسی کے قتل کے درپے ہوے مگر باد انگیز بڑا اہادر تھا تلوار کھینچکر انکو قتل کرنے لگا وہ لوگ کچھ اسکے ہاتھ سے قتل ہوے کچھ صحرا میں آوارہ ہوئے سر ٹکراتے پھرتے تھے اور سنبل کا نام زبان پر جاری تھا یہی باعث بیقراری تھا آخر سب یون ہی تباہ ہوے سمک سنبل سامنے رستم کے پہنچے رستم تو خوشیان کرنے لگے لیکن لالہ عذار جو گئی تھین یہ بارگاہ پر جاکے باد انگیز کی چکین ساماں سنبل کا نہ دیکھا سمجھیں کہ شاید سنبل کو مار ڈالا یہ سوچکر نعرہ کیا او باد انگیز تو نے غضب کیا کہ ہماری بہن کو قتل کر ڈالا یہ کہکے کچھ پھول پھینکے پھول جو بارگاہ میں گرے بوئے خوش آئی سب تالیان بجانے لگے کہ چلو سے آواز آئی ای ہمشیرہ زیادہ کدو کوشش نہ کرو میں بچکر نکل آئی لالہ عذار چپ ہو رہیں دیکھا کہ سنبل پکار رہی ہیں لالہ عذار سنبل کے ساتھ واپس ہوئیں یہاں دو گھڑی کامل سب سرداران باد انگیز اچھلے کودے تالیان بجائیں باد انگیز نے آنکھ کھلی کو قتل کیا کئی جوان اسکے ہاتھ سے مارے گئے تب جا کر وہ لوگ ساکت ہوے جھنجلا کر اسنے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اور کہا کہ سر میدان رستم سے مجھو نگا ہرکارے جو بہ امر جاسوسی موجود تھے خبرین لیکر بھاگے خدمت رستم میں حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے سب کیفیت بیان کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ لالہ عذار کی وجہ سے اور چند کس وہان مارے گئے اب اسنے غصے میں طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ ہے کہ کل نکل کر معرکہ آرا ہو آتش عناد کو

دوبالا کرے یہ سنکر رستم نے سمک کی طرف دیکھا فرمایا کہ ای برادر ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وبہ
تائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کل باد انگیز سے
سر میدان مقابلہ ہے تیاریان ہونے لگین نیزے درست ہو رہے ہین تیغے چرخ چڑھ رہے ہین کہ عقل
پیر چرخ کی چرخ مین ہے چار پہر رات تیاری رہی رستم نے بعد برخاست دربار سمک کو حکم دیا غیر ساحر
ہمارے ساتھ چلینگے سمک نے حکم پہونچایا سب شاہزادیون کو ملال ہوا شاہزادے نے ہمکو ساتھ نہ لیا
مگر آفتاب فلک سیر نے کہا مین ضرور ساتھ جاؤنگا یہ بھیجا ہوا ہفت پیکر کا آیا ہے شاید ساحر ہو تو مین نظر
رکھونگا بوقت سحر جب ماہ تابان نے مع فوج ثوابت وسیارگان ہاتھ سے شہنشاہ زرین پوش کے
شکست کھائی اور وہ تخت زبرجدی پر آکر بیٹھا فوج ضیاء وشعاع ساتھ ہے تمام دنیا روشن ہوئی لیلی شب
داخل حجاب مغرب ہوئی مجنون روز بصد سوز وگداز صحرائے نجد اشتیاق مین آیا زمانہ روشن ہوا ہوائے
سرد سے خارستان جہان مثل گلشن بہار رستم نماز پڑھکے سوار ہوئے اوپچی بنکر آفتاب آنکر حاضر ہوا رستم
نے کہا ای آفتاب تجھے کہا تھا کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے تم کیون آئے آفتاب نے عرض کی یہ پہلوان
بھیجا ہوا ہفت پیکر کا ہے شاید کوئی شعبدہ کرے تو غلام اُسکی فکر رکھے یہ کہکے ساتھ ہوا رستم خاموش
ہو رہے بس ساٹھ ہزار جوان سوار وپیدل غیر ساحر ہمراہ ہوئے میدان کارزار مین آکر پہنچے دیکھا
سامنے سے گرد اڑی باد انگیز کرگدن سوار بڑے کر وفر سے مع تین لاکھ فوج کے میدان کارزار مین آکر
پہونچا صفین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے باد انگیز کرگدن سوار نے گینڈا
اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا نیزہ اپنا ہلایا فنون سپاہ گری دکھائے جب خوب عرق عرق ہوا دونون
پیرون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین طرف لشکر رستم کے رُخ کیا پکار کر آواز دی ای
فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سواے طلسم کشا کے اور کسی کو نہین چاہتا رستم نے
گھوڑا پھیرا گھوڑے سے کود سامنے یاقوت تاجدار کے آگے فرمایا ای شہریار اجازت میدان یاقوت
نے تخت رکھوا دیا گر دپھر کر عرض کی خدا حضور کو سلامت رکھے کہ غلام کو تاجدار قرار دیا الہم اللہ
پروردگار حضور کو مظفر ومنصور کرے رنج والم دل سے دور کرے رستم دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوئے
سمک نے رکاب پر ہاتھ رکھا سراپا میدان کا دکھاتے ہوئے سامنے باد انگیز کے پہونچے باد انگیز کرگدن
سوار نے جبجال بے مثال اور صولت اور شوکت دیکھی دنگ ہو گیا ہاتھ اُٹھا کر سلام کیا کہا ای طلسم کشا

مین قہر خداوندی ہون میرے ہاتھ سے کوئی زندہ نہین بچتا بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا رستم نے کہا ای باد انگیز تجھ ایسا پہلوان صاحب شوکت ولیاقت افسوس کا مقام یہ ہی کہ اپنے پیدا کرنیوالے کو نہ پہچانے اگر اسلام اختیار کرو تو رونق بارگاہ کرین لات ومنات پہ لعنت کرو یہ سنکر باد انگیز جھنجلایا نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین اور آفتاب بدل وجان متوجہ ہی ایک مقام پر رستم نے گانٹھکر نیزہ ہاتھ سے باد انگیز کے نکالا باد انگیز نے جھنجلا کر ہاتھ تلوار کا مار دیا رستم نے ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا باد انگیز گینڈے سے کو داکشتی ہونے لگی رستم ریل ریل کے لیجاتے ہین باد انگیز چاہتا ہی اپنے کو زور سے رستم کے بچاؤن مگر جنگ کشتی مین رستم سے دبا ہوا لڑ رہا ہی پسینے پسینے بے اختیار پکار اٹھا یا خداوند مدد کیجئے یہ جو اسنے پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر جیسے ہی اُسنے کہا آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر ہفت رنگ درخت پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا مگر رستم سے آنکھ ملائے ہوے پکار رہا ہی ای رستم ذی شوکت ولیاقت ذرا ہمسے آنکھ ملانے جیسے ہی رستم نے سر اٹھایا طائر پکارنے لگا نظم

پھر محبت مین مزا آتا ہے
سیمتن کونسا ہاتھ آتا ہے
دل سے مطبوع مکان مین ہر دم
ولولۂ ناک مین دم لاتا ہے
ہی غم پردہ نشین جو تا صبح
میرے ملنے کی قسم کھاتا ہے
پھر دل اک بت کو دیا مومن نے

کیون نہ کھائین ہین غم جاتا ہی
مدد ای کشمکش عشوق کر پھر
جی پھر اب صبر کا گھبراتا ہے
کسکی چشمک سے یہ اختر شمری
پھر زبان کھولتے شرماتا ہے
پھر ہون دیوانہ پھر دکس کا
کب وہ ان باتون سے باز آتا ہے

پھر لگاتی ہی تیکھیلی دیکھون
دل کہین کھینچے لیے جاتا ہے
عشق کی زمزمہ سنجی سے ہے
فلک آنکھین مجھے دکھلاتا ہے
کس سے پھر وعدۂ وصلت ہی کہ دل
خار تلوے مرے سہلاتا ہے

یہ جو طائر نے آواز دی رستم کا دور کم ہونے لگا نگاہ حسرت طرف آفتاب کے دیکھا آفتاب نے نگاہ اٹھا کے طائر کو دیکھا سہک سے کہا یہ طائر برائے مدد باد انگیز آیا ہی مین اسے مارتا ہون جسوقت سے یہ آیا ہی دیکھو رستم کے زور مین کمی ہی الجھ الجھ کے لڑ رہے ہین یہ کہکے آفتاب فلک سیر نے جھولی سے کاغذ نکالا اُسکو بشکل باز کاٹا اس طائر کی طرف اشارہ کرکے چھوڑ دیا دیکھا سب نے کہ باز جا کر طائر پر گرا پنجون سے پکڑا کے آسے چیر ڈالا ادھر تو آفتاب نے طائر کو مارا ادھر رستم نے باد انگیز کر گردن سوار کے دونون

سونڈھے پکڑے ریل کرکے دو ڈنڈے پندرہ قدم بڑھکر ہکہ مارا دونون گھٹنے باد انگیز کے آشنا بہ زمین ہوے
باد انگیز نے چاہا لنگر قائم کرون رستم نے دونون ہاتھ ستون کیے کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا سر سے بلند کیا
زمین پر دے مارا چارون شانے چت گرا یہ کود کر چھاتی پر سوار ہوے گندہ زانو سے دبا کے ارشاد فرمایا
حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی باد انگیز سوچا کہ جان کا بچانا واجب و لازم امر ہی پکار اُٹھا
مین تابعدار ہون رستم نے کلمۂ طیب تعلیم فرمایا طوطے کی طرح دل مین کینہ رکھکر باد انگیز مسلمان ہوا
سوچا جسدن پنجہ قابض ہوگا اسی دن مارونگا رستم اسکو ساتھ لیکر پلٹے سمک نے عرض کی
اسکی پیشانی پر نور اسلام نہین چمکا رستم نے کہا تم بڑے عیار مکار ہو اور کو بھی مکار جانتے ہو وہ
کیون نہ مسلمان ہوتا مین نے سر میدان زیر کیا اب یہ پہلوان لشکر اسلام مین رہنے لگا لشکر والونسے
یہ اشارہ کہدیا تم لوگ ٹھہرے رہو مین اسی ہفتے عشرے مین آتا ہون ایک دن اسکا طلایہ بارگاہ رستم پر
مقرر ہوا دوپہر رات گئے در بارگاہ پر آیا پردہ اُٹھا کے دیکھا رستم آرام کرتے ہین چہرہ وش آفتاب
روشن ہی پلنگ عکس چہرۂ گلگون سے رشک گلشن ہی اگرچہ باد انگیز کو رحم آیا مگر کہتا ہی جو یہ زندہ رہیگا
تو خدائی خداوند ہفت پیکر کی جائیگی اسکا سر کاٹ لینا بہتر ہی یہ سوچکر اُسنے تلوار کھینچی ہاتھ مارا رستم کی
حیات باقی تھی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک سیاہ پوش نے ہاتھ مارا اپنے کو پلنگ سے گرا دیا تلوار سے پٹی کٹ گئی
رستم نے نعرہ کیا اسکو لینا نعرۂ رستم سنکر باد انگیز بھاگا باہر آیا گھوڑا سواری کا موجود تھا سائیس کو
مار کر مرکب پر سوار ہوا رستم جو نکلے دیکھا باد انگیز بھاگا جاتا ہی یہ نعرے کرتے ہوے پیچھے
چلے اور ایک سوار کا گھوڑا لے لیا پٹری جو جالی گھوڑا اڑا رے بھرتا ہوا چلا باد انگیز پہلے اپنے
لشکر مین آیا آواز دی یارو میرے پیچھے یہ جوان آتا ہی اسے روکو لشکر والے تیار ہوے آگے
باد انگیز پیچھے اسکا لشکر اسکے پیچھے رستم نعرے کرتے ہوے ہر مرتبہ آواز دیتے ہین او بھیا اگر
آسمان پر جائیگا تو وہین آکر مارونگا مثل آہ مظلومان پہونچونگا اگر تحت الثریٰ مین جائیگا تو مثل
قطرۂ آب جذب ہونگا اور وہین آکر تجھے قتل کرونگا باد انگیز کرگدن سوار بدحواس جان لیے
ہوے بھاگا جاتا ہی نعرۂ رستم سے تھرّاتا ہی قضاے کار ریطلان بن فستق دیو زور پہلوان ملقب بہ
مغرور فیل کن اسکو فرمان ہفت پیکر پہونچا تھا کہ طلسم کشا کے مقابلے مین جاؤ تین لاکھ فوج
جنگی اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلا ہی زیر کوہ تین لاکھ فوج سے فرد کش ہی اب ملحوظ خاطر رہے

رفیل کن جو لقب اُسکا ہی سبب یہ ہی کہ صبح کو اکھاڑے مین جو آتا ہی سات سے پہلوان شاگرد اسکے ہین
ایک ایک فیل تن فیل شال دیو خصال ان سبکو زور دلاتا ہی جب ان سبکو زور دلا چکتا ہی تو کنارے پر
کھڑا ہوکے چیخین مارتا ہی کہ یا خداوند ہفت پیکر ساتھ سو شاگرد جو آپنے مجکو عطا کیے اِنسے زور میرا
نہین پورا ہوتا ہی یہ کہکے آواز دیتا ہی کہ یا خداوند میرے زور کے پورے ہونے کی تدبیر کیجے اُسوقت
جنگل سے ایک فیل مست پیدا ہوتا ہی جھومتا ہوا جھونڈا اٹھائے ہوے آتا ہی آکے مغرور سے متوجہ
ہوتا ہی مغرور اس سے مقابلہ کرتا ہی فیل بڑے بڑے زور کرتا ہی دو گھنٹے عاجز ہوکر جہان شست
ہوا مغرور نے گھونسہ مار دیا سر اُس فیل خود سرکا چٹخ گیا آج جسوقت مغرور نے فیل کو مارا اور
اُسکو اکھاڑے سے باہر پھکوایا درخت جو بڑے بڑے قریب تھے کسی پہ دوڑکر ٹکر ماری کسی
درخت کا ڈالا پکڑ کر پھاڑ ڈالا درختون کو گرا رہا ہی کہ نعرہ رستم کی آواز اسکے کان مین آئی
دیکھا آگے ایک پہلوان گینڈے پر سوار بھاگا ہوا آتا ہی اور پیچھے ایک جوان آفتاب مثل خورشید
تمثال پشت مرکب پر سوار نعرہ شیرانہ کرتا ہوا چلا آتا ہی مغرور نے پکار کے آواز دی خبردار او
جوان ٹھہر جا ورنہ چٹکی سے مل ڈالونگا رستم نے آواز دی او بیجا ان درختون کے گرانے پر نہایت
مغرور ہی مقابلے مین تو مردان عالم کے آزور بازو دکھا تو ہم جانین کہ تو کیسا دلیر ہی یہ سنکر
مغرور نے آواز دی او گردن سوار یہ تیرا قد و قامت اور معشوق سے یہ ہیبت خبردار اب
نہ بھاگ باد انگیز نے پکار کے آواز دی مین اسکے ہاتھ سے زیر ہوچکا ہون وہی خوف میرے
دل مین بھرا ہی لیکن تیرے کہنے سے پلٹتا ہون علاوہ ازین ای مغرور فیل کن شاید تو اسپر
غالب ہو کر خداوند ہفت پیکر نے زور کوٹ کوٹ کے تجھین بھرا ہی مغرور فیل کن جھپٹ کے
بیچ مین آیا باد انگیز کو ہٹا دیا آپ روبرو رستم کے آیا کہا ای معشوق پری چہرہ میرے پاس آ میرے
پہلو مین بیٹھ کہ مین سات لاکھ فوج کا افسر ہون اب اُنپر تجھکو افسر کرونگا شراب مجکو پلایا کرنا ساقی
خوش رو تیرا نام رکھونگا رستم نے جواب دیا مین ساقی جام اجل ہون یہ سنکر مغرور فیل کن نے
ایک چیخ ماری کہ کل فوج کو اِسکی خبر ہوگئی سب سب مسلح و مکمل ہوکے اپنے اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوے
آکے جمگئے دیکھا ایک طرف ایک پہلوان مثل شاخ نخل گینڈے پہ سوار تین لاکھ فوج اُسکی پشت پر
سب ہتھیار بند مسلح و مکمل کھڑے ہین اور اپنے افسر کو دیکھا کہ سامنے جوان خوش رو کے کھڑا ہوا غرا رہے

مار رہا ہو وہ بھی اسکو للکار رہا ہی کہ مغرور نے ہاتھ بڑھایا کہ مع گھوڑے اُٹھا لون رستم گھوڑے سے
کود پڑے کلائی کو مغرور کی تھام کر بہ قوت صاحبقرانی ایک جھٹکا مارا یا تو مغرور مثل الف کے
سیدھا تھا یا مثل دال کے خم ہوا رستم نے ایک گھونسہ مارا شقیقہ مغرور کا شق ہوگیا اب تو وہ لپٹ پڑا
رستم نے اور دو تین گھونسے ایسے مارے کہ مغرور چیخین مارنے لگا رستم سے اور مغرور سے کشتی ہونی
شروع ہوگئی رستم نے کولے پر لاد کر مغرور کو دے مارا کہ لٹھے کا لٹھا زمین پر گرا دمین تھرائی جست کرکے
رستم چھاتی پر سوار ہوے کہا کیون او مغرور عقل و فراست سے دور ساقی خوش رو کے ہاتھ سے اب جام
اجل پیے گا شناخت مین پروردگار عالم کی کیا کہتا ہی ہفت پیکر پر لعنت کر مین تیرے ہفت پیکر کا
قائل ہون انشاء اللہ مثل لقا کے یہ بھی بھاگا بھاگا پھریگا کہین مہلت نہ ملیگی وہ بہت دنون
خدائی کرچکا اب اسکا وقت فراق قریب ہی ہر چند رستم نے سمجھایا اس بیچارے پر تاثیر نہ ہوئی جواب
دیا کہ لاکھ جان میری نام پر خداوند ہفت پیکر کے نثار ہی رستم اُسکے سینے سے اُترے ایک
پانون دونون ہاتھونسے تھاما اور ایک پانون کو دونون پانون سے دبایا ایک جھٹکا مارا تین
جھٹکون مین چیر کر اسکو مثل کرپاس کہنہ کے پھینکدیا فوج والے لینا لینا کہکر دوڑے رستم پر آ پڑے
یہی سبکا قول تھا کہ اس جوان نے ہمکو بے افسر کردیا اسکو قتل کرو تین لاکھ یہ اور تین لاکھ باد انگیز کے
چھ لاکھ پر رستم دوڑ پڑے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے افسرون کو تاک تاک کر مارا عین لڑائی
حتاب مین باد انگیز بھی تیغ اچمکا کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو اُسکی تیغہ کپتیان سے
کاٹھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا باد انگیز کی گردن سوار کے دو ٹکڑے ہوے مار کر باد انگیز کو رستم
چھ لاکھ مین مصروف جنگ ہوے مگر بھیڑ سے فوج کے تنگ ہوے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آفتاب
فلک سیر سات ہزار جوانون سے آکے پہونچا رستم ہان ہان کرکے رہگئے آفتاب نے آکے
ایسے چار گولے مارے کہ فوج والے الامان کرنے لگے چھ لاکھ فوج کا جاؤ سات ہزار
جوانون سے اکھڑ گیا زمین ہلادی اب تو سب بھاگنے لگے کوئی آبرو ڈبونے کو دریا مین گرا کوئی سنگدل
سر اپنا پتھرون سے ٹکرانے لگا کچھ قلعے کی طرف بھاگے آفتاب فلک سیر نے بڑھکے آواز دی
اُس طرف نہ جاؤ تمھارا مسکن دشت و بیابان ہی وقت امتحان ہی اُدھر سے لوگ پلٹے صحرا کا
رُخ کیا سب جنگل مین جاکے مخفی ہوے قلعے مین جانا ترک کیا رستم نے بڑھکے آفتاب فلک سیر کا

ہاتھ پکڑا کہا برادر تمنے ہمارے قانون کے کیون خلاف کیا کہا ای شہریار چہ سات لاکھ سے آپ اکیلے لڑا رہے
تھے میرے دل کو تاب نہ رہی آخر غلام نے سحر کیا سب کو تباہ کر دیا حضور اگر دو چار دن لڑتے تو شاید یہ بچ جا
بھاگتے خدا نے اپنا بڑا فضل کیا لڑائی فتح ہوئی اب قلعے مین چلیے عجب شخص آپکے ہاتھ سے مارا گیا
جسکا مثل و نظیر زور و شور مین تمامی طلسم مین نہتھا رستم داخل قلعہ ہوے تھوڑے ہی عرصے مین
سب سردار فرداً فرداً آنے داخل قلعہ ہوے اب یہان رستم نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ و برق کا حال
کچھ نہ معلوم ہوا کہ اُنپر کیا گذری سمک نے عرض کی ثابت ہوتا ہی کہ صحراے باد انگیز مین پہونچے وہ
جاتے ہی ہنگامہ برپا کر دینگے اب مصنف حال خواجہ عمرو و برق کا لکھتا ہی کہ خواجہ و برق جو رستم سے
جدا ہوے کئی کوس تو ساتھ ساتھ آئے بعد اسکے ایک صحراے پر بہار مین پہونچے خواجہ نے فرمایا بھئی برق
اب ہمارے ساتھ سے جاؤ ظاہر مین یہ صحراے پر بہار ہی عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مقام ساحران غدار ہی
برق نے کہا اُستاد اگر مقام ساحران ہی تو جاے امتحان ہی حضور کو ساحر ملینگے غلام بھی کام آئیگا عیاری
کرکے جان لڑائیگا خواجہ نے کہا اب اللہ جانبازی کیجیے برق نے کہا اچھا غلام رخصت ہوتا ہی یہ کہکے
برق تو ایک جانب کو روانہ ہوا دیکھا ایک نخل کے سایے مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی پھول کچھ اچھال
رہی ہی آنکھین پھولون کی وجہ سے صحرا تمام پر بہار ہی غنچے چٹک رہے ہین پھول آنکھین اپنی کھول رہے
ہین شاخین بار اثمار سے سربسجود قدرت معبود طائر جوش مین پھول پھول کر شاخہاے گل پر بیٹھے
ہین مصروف زمزمہ سرائی ہوتے ہین درختون کی رعنائی زیبائی برق نے کنارے آکے رنگ و
روغن عیاری کا لگایا ایک عورت کی صورت بنا حسین کسن پھولون کا زیور زیبا جسم خرامان خرامان
یہ غزل گاتا ہوا سامنے آیا

زبان غیر سے جب نام تیرا میری جان نکلا	لگی اک آگ تلوونسے کہ بس سر سے دھوان نکلا
زمین مین گڑ گیا خجلت سے تیرا سرو ای قمری	خرامان باغ مین جسدم مرا سرو روان نکلا
فلک کے ہاتھ سے جس سرزمین پر بھاگ کر پہونچا	یہی وان بھی زمین پائی ہی وان آسمان نکلا
نہ دیکھی سرزمین ایسی نہ ہووے آسمان جس جا	مگر طبقۂ زمین شعر کا بھی آسمان نکلا
نہ دکھلایا کسی دن بوند بھر پانی پسینے نے	ترا چاہ ذقن ای جان جان اندھا کنوان نکلا
دلا کس دشت پر آفت مین تنہا لیچلا مجھکو	کبھی اس راہ مین ہو کر سلامت کاروان نکلا

بڑا رتبہ بیان کرتے تھے حاجی سنگ اسود کا
کیا تحقیق تو اُس بت کا سنگ آستان نکلا

ترے عشاق کو پروا نہ دیکھی فقر والون کی
مقام تختہ کاران محبت لا مکان نکلا

جہان تک ہوسکے تجسے ستم کر آسمان مجھپر
زبان کو کاٹ ڈالون گا جو حرف الامان نکلا

خوشا طالع ترے ای پیر کنعان واہ ری قسمت
کہ تیری صلب کی دولت سے یوسف سا جوان نکلا

تن خاکی مین دیکھا روح کو تو اک مسافر ہی
گمان تھا صاحب خانہ کا جسپر میہمان نکلا

خلش موجود ہی سینے مین اُسکے تیر مژگان کی
جگر سے رتند کے عیسیٰ نفس کا نشا کہان نکلا

اسطح یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے اُس ساحرہ کے پہونچا اُسنے پکار کر آواز دی بی گل اندام صاحب میرے سامنے آؤ اس صحرا مین تمہارا کیون کر گذر ہوا جب برق قریب آیا اور قریب آکے بیٹھا ہاتھ باندھکر عرض کی حضور مین مقبول سامری وجمشید ہون شب کو سامری آتے ہین مصروف اختلاط ہوتے ہین کہ انکے بڑے بھائی صاحب جمشید آجاتے ہین وہ بھی مائل ہوتے ہین چاہتے ہین مصروف اختلاط ہون دونون بھائی آپس مین تکرار کرتے ہین دونون رات بھر لڑتے ہین مین چین سے آرام کیا کرتی ہون کوئی پانون دباتا ہی کوئی عارض پہ عارض رکھتا ہی شب بھر یہی حکایتین شکایتین رہتی ہین صبح کو دیکھتی ہون ہاتھی گھوڑے کھڑے ہین سامری وجمشید ندارد آج مین بھی انکی تلاش مین نکلی ہون سارے جنگل مین ڈھونڈھا کہین تم انکی آشنا تو نہین ہو اُس عورت نے کہا اے گل اندام جب تیرا ایسا حسن وجمال ہو تب کہین سامری مائل ہون تیغ ابرو کے گھائل ہون مین اِس صحرا کی نگہبان ہون گل فروش میرا نام ہی مجھے بڑا تعجب ہوتا ہی کہ تو یہان کیونکر آئی برق نے ہاتھ باندھکر کہا کیا تمہاری سماعت مین فرق ہی مین نے تو تمسے کہا کہ یہان سامری مجکو لائے ہین اس صحرا مین چھوڑکر چلے گئے اب مین انھین تلاش کرتی پھرتی ہون وہ نہین ملتے یا تو وہ دن تھا کہ وہ میری تلاش کرتے تھے مین جھاڑیون کی جھنڈیون مین چھپ رہتی تھی وہ ڈھونڈھکر نکال لیتے تھے اور کہتے تھے ہین گل اندام آؤ مین کہتی تھی بھیا ہوش مین آؤ جمشید کا آجانا محبت و اخلاص کا بڑھانا یا اب یہ رنگ ہی کہ ہم انھین ڈھونڈھتے ہین دیکھو وہ سامنے آتے ہین پشت پہ تمہاری کھڑے ہین جیسے ہی وہ ساحرہ پلٹی برق نے حلقہ ہاے کمند مار دیے گردن مین ساحرہ کی پڑگئے اسے کھینچکے پٹکی برق نے جاب مارا ساحرہ بیہوش ہوکے گری برق خنجر پکڑ کے چھاتی پر چڑھ بیٹھ

چاہا سپاٹ یوں کرا دو ادا ای او ظالم کیا کرتا ہی خبردار خنجر نہ مارنا ایک ساحر قریب آ پہونچا برق کو ایک لات
ماری برق نیچے گرا اُس ساحر نے ہاتھ اُس ساحرہ کا تھام لیا آواز دی بی گل فروش آنکھیں کھولو
مین اِس نالائق کی عیاری کو دیکھ رہا تھا اب اُس ساحرہ کی آنکھ کھلی دیکھا برق عیار پڑا ایک جانب
تڑپ رہا ہی خار صحرائے وقاحت مجکو بیدار کر رہا ہی ساحرہ نے آواز دی اے خار تو کیونکر آیا اسکے
کلیجے مین سنان جگر نہ گھسا اسے کیوں زندہ چھوڑا اُس ساحر نے برق کا ہاتھ پکڑا کشان کشان اسکو
ایک جانب لیچلا برق غل مچاتا ہی کہ ای گل فروش یہ ظالم مجھے قتل کریگا تو اپنے ہاتھ سے مجھے قتل کر
اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے برق نے غل مچایا خواجہ ایک گوشے مین کھڑے تھے سر اُٹھا کے دیکھا
ایک ساحر برق کو گرفتار کیے لیے جاتا ہی خواجہ ایک ساحر کی صورت بنکر دوڑے پکارتے ہوے اے
ساحر ٹھہر جا مین قریب آلوں تو جانا ابھی اسکے گلے سے خنجر نہ ملانا سامری و جمشید اسکو بہت چاہتے
ہین عرش اعلی پر ہمکو حکم دیا ہمارے پرستار کو جا کر بچا لو یا وہ جو اسکو قتل کرتا ہو اُسکو مٹا دو جا کر اہلاً
کی تباہ دو مین چشم زدن مین آ پہونچا شکر ہی کہ تمکو راہ مین پا یا اگر تم اسکو قتل کر چکے ہوتے تو مین سر
تمھارا خدمت خداوند مین لیجاتا یہ کہکر قریب اُس ساحر کے آئے برق کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا اسے چھوڑ دے
ساحر نے نہ چھوڑا خواجہ نے کہا دیکھ خداوند کیا کہتے ہین جیسے ہی ساحر پلٹا خواجہ نے خنجر مارا اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہوں گفتار سے میں فسون
جھکاتا ہوں گفتار کو میں نگین
فلک کی جو گردش کا ساماں ہوا
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے
مری نسل سے کر پیدا ہو
مرے نام پر غدر شید ہوا
مرا کرہ گلشن قیل و قال
مری چال سے ہو صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم تاجدار
امیر عرب شیر پروردگار

ساحر کا شکم چاک کیا پھر حال برق کا کان پکڑ کے
اُٹھایا اور ایک طمانچہ مارا کہا کیوں او بیحیا جہاں جاتا ہی وہاں گرفتار ہی ہو جاتا ہی مین نہ سن لیتا تو بچہ مار
گئے تھے برق فرنگی نے قدموں کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ اُستاد آپ کے تو قبضے مین میری جان
ہی آپ کا آٹھ پہر میری گردن پر احسان ہی اب چلکر گل فروش کو مارین نہین تو اِسی جنگل مین
مین سست ہو ہو کے رہ جائے گا بوسے پھولوں کی دماغ پریشان ہوتا ہی وحشت بڑھتی ہی دل
چاہتا ہی اُسکے پاس چلے جائے خواجہ نے اُسی وقت جس ساحر کو مارا تھا رنگ روغن عیاری کا

لگا کر اسی کی شکل بنکر تیار ہوے برق کی مشکین باندھ لین کشان کشان لیکر سامنے گل فروش کے آئے
گل فروش کو دیکھا وہی جنچی ہوئی پھول اُچھال رہی ہی جون جون پھول اُچھالتی ہی بہار صحرا بڑھتی جاتی ہی
گل فروش نے آواز دی ای خار صحرائی کیون پلٹ آیا برق کو قتل نہ کیا عمرو نے عرض کی ای ملکۂ عالم
یہ غل مچاتا ہی راہ گیر ٹوکتے ہین اسکو خاموش کر دیجیے گل فروش نے کہا میرے پاس لا مین اسکی زبان بند
کر دون خواجہ برق کو لیے ہوے سامنے اُس ساحرہ کے آئے گل فروش نے منھ پر ہاتھ پھیر دیا کہا
ارے لیجا اب یہ نہ بولیگا خواجہ نے کہا ای ملکۂ عالم صحرا کی بہار کم ہوئی جاتی ہی گل فروش تو کہتی ہی جاؤ
اِسے لیجاؤ لیجا کر اسے قتل کرو خواجہ باتین تمھارے رہے ہین کبھی کہتے ہین بہار کم ہو گئی کبھی کہتے ہین درختو نکا
وجد کم ہو گیا دیکھیے تو یہ کیا سبب ہی کبھی کہتے ہین دیکھیے پھول نہین کھلتے ہین آخر گل فروش نے جھلا کے
کہا ای خار جاتا نہین کیا میرے قلب مین کانٹا لگائیگا خواجہ نے کہا مجھے ایک امر اور عرض کرنا ہی بلکہ مین
اسوجہ سے اِسکو لیکر پلٹ آیا کہ جب یہ غل مچانے لگا تو گانون سے ایک زمیندار دوڑا آیا اُسنے آکے
کہا اِس قیدی کو چھوڑ دو مین نے جواب دیا کہ یہ قیدی ملکہ گل فروش جادو کا ہی اُسنے مجھکو ایک ڈبیہ دی
اور کہا ملکۂ عالم کو دینا دیکھیے تو اس ڈبیہ مین کیا ہی یہ کہکے کمر سے ڈبیہ نکالی یاقوت کی ڈبیہ کام اُسپر
بنا ہوا کہا ملکۂ عالم دیکھیے تو اِس مین کیا رکھا ہی کہ جو اِسکو ایسے وقت مین دے گیا اور یہ کہگیا
کہ اس مین تحفۂ نایاب ہی خداوند نے عطا فرمایا ہی گل فروش ڈبیہ کو دیکھکر خوش ہو گئی کہا دیکھ تو
نہ کھولنا مین کھولونگی قدرت نے کچھ میرے واسطے بھیجا ہی خط ہدایت حفاظت صحرا اسمین ہوگا
یہ کہکے ڈبیہ کو ہاتھ سے لیا کہا ارے میرا دل دھڑکتا ہی اِس ڈبیہ مین کیا چیز ہی خواجہ نے
کہا حضور جانین راز خداوندی کو پہچانین مین بیچارہ جنگل کا رہنے والا کیا جانون آخر
گل فروش نے ڈبیہ کھولی ڈبیہ نہ کھلتی تھی زور کرکے جو کھولا دھوان اُس سے نکلا ارے
کہکے گری خواجہ نے خنجر کھینچا درختون سے طائر آواز دینے لگے ای شخص کیا کرتا ہی گل فروش کے
خون سے ہاتھ نہ بھرنا ارے ہمکو بے وارث کرتا ہی اس صحرا کی مالک ہی راہ سحر و ساحری کی یہی سالک
ہی اسی کے دم سے صحرا پہ بہار ہی ہر طرف صحرا مین یہی پکار ہی خواجہ نے کسی کی بات کا جواب نہ دیا
خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک پھول درختون سے گرے برگ مثل برگ خزان دیدہ زرد ہوکر
درختون سے گرتے تھے شاخین سرنگون عندلیبان خوشنوا کا کلیجہ غم سے خون کئی نخل بچی

تھرا کے گرے بعض درختوں سے قمریوں نے بیقرار ہو کر آواز دی او ظالم غضب کیا کہ ایسی ساحرہ کو
مارا قمریاں درخت سے گرین اور تڑپ تڑپ کے تمام ہوئین ہزار ہا طائر مرگئے سے گل فروش کے تمام
ہو گئے کباب ہو کر درختوں سے گرے اور تڑپ کر تمام ہوئے برق نے پڑے پڑے تاک لیا تھا کہ جو
ساحرہ انگوٹھیان پہنے ہوئے ہی اُٹھتے ہی انگوٹھیان اسکی ہاتھ سے اُتار لین اور ایک جانب بھاگا
خواجہ اُسکے پیچھے دوڑے مگر برق کو کب پاتے ہین ایک نخل پر کچھ طائر بیٹھے چاؤن چاؤن کر رہے
تھے برق کو جو آتے دیکھا کہ با ہنائے عیاری لگائے ہوئے چلا آتا ہی ایک طائر ان مین سے تڑپ کر
برق پہ گرا کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا برق نے آواز دی اُستاد ا پہنچئے غلام کو یہ لیے جاتا ہی خدا
اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے غلام کو روز سیہ نہ دکھلائے غلام آپکا بالکل بے دست و پا ہی یہ سنتے
ہی خواجہ نے فوراً تلیم اوڑھ لی وہ طائر تڑپ تڑپ کے زمین پر گرے پروں سے ڈھونڈھتے تھے
عمرو کو کب دیکھ سکتے ہین عمرو کو نہ پایا وہ طائر جو لیکر برق کو بھاگا راہ مین برق نے دیکھا ایک ساحرہ
عجیب یہ شکل مہیب مجکو اپنے پنجے مین دبائے ہوئے لیے جاتی ہی تڑپنے لگا جب دیکھا کہ وہ کسی طرح
نہین چھوڑتی کہتی ہی ارے تونے گل فروش کو مارا صحرائے پر بہار ہمارا ویران کر دیا جلد تجھے
خداوند ہفت پیکر غارت کر دین ایسی کمسن نازنین پری پیکر حسن مین رشک قمر کیا اُسکو عاجز کرکے
مارا ہی کہ جسکو دفن و کفن تک نہ ملیگا صحرا ویران ہوا غار صحرا کو بھی پامال کیا برق نے دیکھکر کہا ای
ملکۂ عالم مجکو آپ کہان لیے جاتی ہین اُسنے کہا تونے گل فروش کو مارا اسکے خون کا بدلہ تجھسے لیا جائیگا
اب تو زندہ نہ بچیگا برق نے کہا اسی مقام پہ ٹھہر جائیے تو مین اپنا درد دل اظہار کرون اصل یہ ہی
کہ مین نے بہت ساحرون کو مارا اسلمان قدر نہین کرتے جب کسی ساحر کو مارا اُسکے پاس جو کچھ مال
نکلا وہ مین نے لے لیا اب وہ تمام مال مجسے آپ لے لیجیے مگر مجکو چھوڑ دیجیے مال کا نام سنکر ساحرہ نے
کہا سامنے دراکوہ ہی مین وہان ٹھہرتی ہون دیکھون مال کیا ہی دل مین سوچی کہ مال بھی لون اور
نگوڑے کو قتل بھی کرون یہ کہکے پہاڑ پر اتری کہ کان مین آواز آئی یا سامری و جمشید لیٹ کے
ساحرہ نے دیکھا ایک مقام پر گنبدے کا چمن ہی ایک ساحر سیاہ فام تیرہ اندام بیٹھا ہوا اوجہا
کر رہا ہی پوتھی کھلی ہوئی ہی اُس سے نام نکال کر پڑھ رہا ہی ایک درخت مین ایک گھڑا
پانی کا لٹک رہا ہی پیندے مین اُسکے ایک چھید ہی نہین معلوم کیا بھید ہی کہ قطرے پانی کے

سر پہ تصویر سنگی کے ٹپک رہا ہے تصویر سنگی کے جب قطرہ منھ پر پڑتا ہے تو منھ کھول دیتی ہے قطرہ پانی کا منھ میں لیتی ہے
ساحرہ نے برق کو ایک گوشے میں ڈال دیا سمجھی کہ یہ مقبول بارگاہ سامری ہے اس سے ملاقات کرنا
واجب و لازم ہے برق کو کنارے ڈالکر آپ سامنے آئی ساحر گالیان دینے لگا کہ او ملعونہ یہان
کہان آئی ہے کیا تیری شامت آئی ہے لوٹک لوٹا و جھوٹک جھوٹا و آرمل خرمل و سامری و جمشید
وغیرہ یہان آتے ہین سیر صحرا کر کے چلے جاتے ہین یہ تصویر خداوند کلان لگی ہے ساری برکت اسی
کی ہے اگر تیرا جی چاہے گھڑے سے منھ لگا کے تھوڑا پانی پی لے پھر کسی طرح تیری آبرو نہ بچیگی ساحرہ
جھپٹ کر قریب گھڑے کے پہونچی اپنے منھ گھڑے سے لگایا پانی دل کھول کر پیا تھوڑی دور چلی
تھی کہ لڑکھڑائی لڑکھڑا کے گری ساحرہ نے گرتے ہوئے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سرہنگ در خنجر گزاری	ہمیان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر ثانم		

یہ کہکے بغدہ مارا ساحرہ کے سر کے دو ٹکڑے ہوئے برق کے
چاہا اٹھکر بھاگون قران نے لپک کے ہاتھ پکڑا کہا کیون بچہ کیونکر پکڑے گئے اور کیونکر گرفتار ہوئے
برق نے سب کیفیت بیان کی کہا استاد میرے تعاقب مین آتے ہین اگر مجھکو پائینگے مار ڈالینگے قران
نے کہا ای برق جب تمکو یہ ساحرہ لیکر چلی تھی مین اُسی وقت یہان آکر بیٹھا منتظر تھا کہ یہ بھی اِدھر آئی
تقدیر نے اِسکو یہ صورت دکھائی برق و قران یہ باتین کر رہے تھے مگر برق یہ چاہتا ہے کہ مین
قران کے ہاتھ سے چھوٹون تو بھاگون مگر قران ہاتھ نہین چھوڑتے دیکھا زنگ کی آواز پیدا
ہوئی اور خواجہ عمرو سامنے سے دوڑتے ہوئے چلے آتے ہین قران نے پکار کر کہا اُستاد
ادھر آئیے مین نے میان برق کو پکڑا ہے خواجہ جھپٹ کر پہاڑ پر آئے ایک لات برق کو ماری کہا
او بھورے بدنصیب وہ انگوٹھیان تو مجھے دے ورنہ آج تجھے قتل کرونگا جبھی تو تیری جان بچالی
آپ انگوٹھیان لیکر بھاگے عمرو نے کمر سے برق کی انگوٹھیان نکالین دو انگوٹھیان کم تھین عمرو
نے کہا وہ بھی دونون انگوٹھیان نکالیے یہ کہکے ایک طمانچہ مارا برق کے منھ سے انگوٹھیان
نکل پڑین خواجہ نے اٹھا لین برق نے کہا اُستاد یہ نہ سمجھے خواجہ بھلا کب مانتے تھے وہ
بھی انگوٹھیان لے لین برق ایک جانب بھاگا کہا اب جا کے تدبیر کرتا ہون برق چلا خواجہ
اسکے پیچھے چلے برق جو بھاگا ایک صحرا مین پہونچا جیسے ہی اُس صحرا مین قدم رکھا آہو وہان کے

برق کو گھیر لے لگے ہرچند برق چاہتا ہی اِنسے بچ جاؤن لیکن جدھر یہ جاتا ہی وہ آہو اُسی طرف اِسکو آ کے
گھیرتے ہین بمشکل برق اُنکے بیچ سے نکلا ایک جھنڈی مین جاکے چھپا تو بٹوے سے اپنے آہو کی
کھال نکالی جسم پر اپنے آراستہ کی آہو بنکے نکلا اب آہوون مین ملا لیکن آہو ستاتے ہین
اب بھی پیچھا نہین چھوڑتے گھبرا کے ایک جانب کو لے چلے آخر یہ بیچارہ اُن سب کے ساتھ چلا گئی
جنگل خارستان سے طی کیے دیکھا جنگل مین ایک عمارت بنی ہی نہایت بلند و مرتفع دروازہ اُس
مکان کا بند ہی ایک آہوے کلان جو آنہین تھا اُسنے دروازے پر جاکے ٹکر ماری دروازہ کھلا دیکھا
ایک نازنین مہ جبین نیچہ ہاتھ مین لیے ہوے پہرہ دے رہی ہی اُسنے اُس آہو کی پشت پر اپنا ہاتھ
پھیرا آہو نے ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی آہوے حسین عورتین گوشۂ مکان مین سے پیدا ہوئین
دس بیس نے آکر اُس آہو کو گھیر لیا آہو چیخین مار کر طرف برق کے اشارہ کرتا ہی کنیزون نے آکر
آہوون کو گھیر لیا برق چاہتا ہی اِنکے درمیان سے نکلون وہ کنیزین گھیرے ہوے چلین برق
ہرچند چاہتا ہی کہ اِنکے بیچ سے نکلون مگر آہو نکلنے نہین دیتے ناچار سرنگون و پریشان برق
اُن سب کے بیچ مین چلا جاتا ہی تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ طبلے سارنگی کی آواز کان مین آئی
دیکھا سامنے ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کھلا ہی اُس باغ مین کوئی ستمدیدہ یہ غزل
عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

ہوشیاری نے ستمگر تری بیہوش کیا ۔ تیری گفتار نے ظالم مجھے خاموش کیا
سر شوریدہ کیا تن سے جدا قاتل نے ۔ بار احسان مرے سر پہ سبکدوش کیا
بعد مردن پھرے گی روح بھی دیوانی سی ۔ تیرے سودائے محبت نے اثر جوش کیا
مژدہ ای شوق کہ لیلی رہی اب صحرا مین ۔ شہر کی راہ نے ملنے کو فراموش کیا
مین وہ دیوانہ تھا جسکے لیے پریان تھین ۔ میرے ماتم نے حسینون کو سیہ پوش کیا
گور کی مردہ پسندی ہوئی ظاہر مجھکو ۔ مردے کی طرح نہ زندون کو ہم آغوش کیا
واہ رے عشق نہ بے تیری کشش مجنون کو ۔ شاد ہو سے تہِ خاک ہم آغوش کیا
مین وہ محروم محبت ہون لڑکپن مین بھی ۔ دا کسی نے نہ مرے واسطے آغوش کیا
پوچھتے رند سے کیا ہو سبب بیہوشی ۔ چشم مخمور نے اک مست کی بیہوش کیا

وہ کنیزیں سب آہوؤں کو ساتھ لیکر اُس باغ میں داخل ہوئیں جیسے ہی برق فرنگی آہو بنا ہوا اندر باغ کے پہونچا دیکھا ایک نازنین اندر باغ کے مسند پر بیٹھی ہے گرد کنیزان معقول ایک گائن بیٹھی گا رہی ہے سازندے الیس میں ساز لیے ہوے وہ آہو جسنے وہاں ٹکر لگائی تھی اور آواز دی تھی اُسی آہو کو نازنین مسند نشین نے اشارہ کیا اور زبان سے یہ کلمہ کہا کہ خلاف وقت آنیکا کیا باعث ہے اُس آہو نے طرف برق کے اشارہ کیا برق تڑپ کر کودتا ہوا محفل میں آیا پاؤن بجانے لگا سم پر اچھلتا اور کودتا ہے جب گائن چپ ہو جاتی ہیں برق بھی خاموش ہو جاتا ہے اس نازنین نے برق فرنگی کو قریب آنیکا اشارہ کیا برق نے دوڑ کر قدموں پر سر رکھدیا اسنے پیشانی پر ہاتھ پھیرا برق فرنگی زمین پر گر کے تڑپنے لگا خود بخود گھنڈیاں کھلیں کھال الگ ہو گئی جب برق فرنگی ظاہر ہوا تو آہوؤں کو اس ساحرہ نے اشارہ کیا کہ اسکو پامال کرو آہو سینگ جھکا جھکا کر دوڑے چاہتے ہیں برق کو ماریں برق تڑپ کے پشت نخلستان پر چھپتا ہے اور بیقرار ہو ہو کے پکار رہا ہے کہ اے بے نیاز وای بندہ نواز وای کارساز اس آفت سے بچالے اور وہ ساحرہ دمبدم آہوؤں کو اشارہ کرتی ہے آہو بیقرار ہو کر دوڑتے ہیں برق تڑپ کے پشت نخل پر چھپتا ہے برق پکارنے لگتا ہے ای حاکم حقیقی وای مالک تحقیقی ان ظالموں کے ظلم سے مجکو نجات دے نظم

خداست مالک ملک و خداست بندہ نواز | خداست بے مثل ولا شریک و بے انباز

بظاہر است خدا پردہ پوش و عذر نیوش | بباطن است دل آرام و مونس و ہمراز

بہ ہر کرشمہ رباید دل از جہان جانان | ز دلبران جہان دل برد بہر انداز

فقیر گشت بفرمانش صاحب دولت | گدا نشست ز حکمش بہ مسند اعزاز

کسے بہ شوق رخش پیش بت کند سجدہ | کسے نہادہ بخاک حرم جبین نیاز

برق نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر جا کے پہونچا بہ قدرت سبحان لم یزل گوشۂ باغ سے ایک شیر ببر پیدا ہوا دھڑ دکا مار کر اُن آہوؤں پر جا پڑا اکسی کو چیر کر پھینکدیا کسی کے طمانچہ مار دیا کئی آہوؤں کو اسی طرح مارا ساحرہ اپنے مقام سے اُٹھی چاہتی ہے شیر پر سحر کرے لیکن جیسے ہی اپنے جھولی پر ہاتھ ڈالا شیر غرّا کر ساحرہ پر جا پڑا ہاڑ کر کے جو ایک دھڑ دکا مارا ساحرہ تھرا کے گری شیر نے ساحرہ کے گلے سے منھ لگایا معلوم ہوا کہ خون پی رہا ہے گلے میں ہاتھ ڈالکر

چھیڑ ڈالا کنیزون پہ جا پڑا کسی کنیز کو چھیڑ ڈالا کسی کو طمانچہ مارا آخر کنیزین پر پرواز پیدا کر کے بھاگین شیر
جھومتا ہوا قریب برق کے آیا برق ہاتھ باندھ کر گڑگڑانے لگا کہ ای شہنشاہ بیشۂ جرات و ای حاکم
اقلیم دبدبہ و شوکت ای بابنرو ای شیر بیشۂ رتبہ اکبر مجھ غریب سے کیا فائدہ مین اپنی جان سے بیزار ہون
شیر ہنس پڑا اُسکا حال جس سے جدا کی برق نے دیکھا مہتر قران نامدار ہین برق سے کہا تو بدنصیب عیاری
کرکے پہونچ تو جاتا ہی مگر گرفتار ہوتا تیرا کام ہی مین جنگل مین پھر رہا تھا کہ اُستاد نے زنبیل بجا کے مجھے
بلایا کہا برق باغ مین قتل ہوا چاہتا ہی ای قران اگر ہو سکے تو اپنے کو پہونچاؤ مجھے جلدی مین کچھ
بن نہ پڑا شیر بنکے بھاند پڑا شکر ہے کہ ساحرہ کو مارا اب آگے بڑھو مین جاکر اُستاد کو خبر کرون یہ کہکے
مہتر قران بھاگے طائرون نے غُل مچایا آخر دیوار باغ سحرا گر گئی دم بھر مین باغ ویران ہوگیا
پھول سب جلے غنچہ سربستہ جل جل کے گرنے لگے تھوڑی دیر مین پایا تو وہ باغ سرسبز و شاداب تھا یا
جا بجا خاک اڑنے لگی مہتر قران پاس اُستاد کے پہونچے جا کے عرض کی اُستاد برق بچا غلام نے
جاکے ساحرہ کو مارا برق کو رہا کیا برق آگے بڑھا سنا ہی کہ کئی جنگل بیٹھے جادوگرنیان نگہبان
ہین حضور جو مناسب جانین وہ کرین خواجہ عمرو ایک جانب چلے مہتر قران نے ایک جانب
توجہ کی اول اول حال کیفیت مآل مہتر برق فرنگی کا لکھا جاتا ہی کہ برق فرنگی جو یہان سے
بھاگا دس بارہ کوس راستہ طے کرکے ایک صحرا مین پہونچا کہ نہایت ویران و پریشان ہی بگولے
پیچ و تاب کھا کے برائے تعظیم اُٹھتے ہین جسکا غبارہ دیکھکر دل بیٹھا جاتا ہی ریتی کا میدان خاک
اڑا رہا ہی کچھ آہو زبانین منھ سے نکالے ہوئے کنارے پہ صحرا کے پھر رہے ہین برق کو دیکھکر
وہ آہو غل مچانے لگے برق سمجھا کسی کو پکارتے ہین اپنی جان بچاؤ یہ سوچکر ایک طرف بھاگا
ایک جھاڑی مین آکے چھپا آہو بدستور غل مچا رہے ہین دیکھا برق نے سامنے سے گرد اُڑی بعد
تھوڑی دیر کے دیکھا ایک ساحرہ چہار جانب دیکھتی ہوئی جیسے کوئی کسی کو تلاش کرتا ہی اسطرح
سے چلی آتی ہی آہوون نے آنکھون سے اشارے کیے اُسی جھاڑی کے گرد اُس ساحرہ نے پھرنا
شروع کیا اب برق کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ پکڑ لے پکارتا ہوا جھاڑی سے نکل پڑا ہاتھ باندھکر
سامنے آیا کہا ای ملکۂ عالم مین آپکی تلاش مین آیا تھا شکر ہی کہ غلام نے آپکو پایا یہ کہکے
ہاتھ باندھے عرض کی دیکھیے آہو غل مچا رہے ہین اُس ساحرہ نے منھ پھیرا برق نے حلقۂ کمند کا ڈال کر

جھٹکا مارا گرتے گرتے اتنی جلدی خنجر مار دیا کہ زبان نہ ہلا سکی مار کر اُس ساحرہ کو برق آگے بڑھا خواجہ
اس صحرا میں پہونچے ایک ساحرہ کا لاشہ دیکھا سمجھے کہ برق کا یہاں گذر ہوا کہ راہ میں قران سے
ملاقات ہوئی قران نے بیان کیا کہ برق یہاں سے بلطف گذرا ساحرہ کو مار کر نکل گیا خواجہ الگ
چلے قران بھی آگے بڑھے لیکن برق جو چلا جاتا ہوا جاتا ہے ذرا کسی طائر نے آواز دی اور
یہ سنبھل کر دیکھنے لگا یہ تکڑا کا بندہ بھڑکا اس جنگل کو طے کر کے ایک نئے رنگ کے صحرا میں پہونچا دیکھا
ایک طرف خاک اڑ رہی ہے بونڈلے گرد کے اٹھتے ہیں طائر جو اُس طرف پہونچا شدت سے دھوپ کی گرا
جلنے لگا منہ کھول کے رہگیا ایک طرف ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے کہ اُدھر کے طائر شاخہائے گل پہ بیٹھے ہوے
زمزمہ سرائی کر رہے ہیں شاخین بہ بہار ثمر بے شمار پتے سبز و شاداب صحرا لاجواب برق اس حال کو
دیکھکر گھبرایا سوچا کہ ایک طرف بہار اور ایک طرف خزان یہ صورت بے وجہ نہیں ہے کسی ساحرہ نے
دام خزان و بہار پھیلایا ہے ہر گوشے میں دیکھتا پھرتا ہے آخر تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک باغ ویران
معلوم ہوا دیواریں ٹوٹی ہوئیں دروازہ گرا پڑا ہے انیٹوں کا جابجا انبار طائر کا چمن میں نشان
نہیں درخت پھولوں سے مرجھائے ہوے پھل سوکھے ہوے درختوں کے نیچے پڑے ہیں برق
ڈرتا ہوا اُس باغ میں آیا چار جانب دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک گوشے میں ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر
کر رہی ہے ایک طرف پھول رکھے ہیں اُن پھولوں کو اچھالتی ہے ہوا ٹھنڈی چلتی ہے ایک طرف
کانٹے رکھے ہیں پھر اُن پھولوں کو رکھ دیتی ہے اور کانٹوں کو جب گردش دیتی ہے ہوا گرم چلتی ہے
برق یہ حال دیکھکر فکر میں ہوا کہ اس ساحرہ کو ماروں ایک گوشے میں بیٹھ کر رنگ و روغن عیاری
لگایا ایک جوان حسین کی صورت بنکر تیار ہوا تلوار کمر سے لگی ہوئی سپر پشت پر خود سر پر زرہ پہنے ہوے
مسلح ہو کر سامنے اُس ساحرہ کے آیا جب اس ساحرہ نے سر اٹھایا تو برق فرنگی نے گنگنا کے
یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

تجھ سوا اور کس سے الفت ہے
ہم ہیں اور سیر دشت غربت ہے
مرض عشق کی شفا ہے موت
اور یہ بھی کوئی آدمیت ہے

جب سنو مشورہ ہے خلوت ہے
جھوٹ بہتان مجھ پہ تہمت ہے
جان مدت سے نذر فرقت کی
غسل میت بھی غسل صحت ہے
رو دھو رو دھو نہ کیجیے باتیں

یار کوئی بھی وقت فرصت ہے
خوش رہو تم وطن میں اہل وطن
اے اجل تجھ سے کیا ندامت ہے
اپنے دیوانوں سے یہ آرا جلنا
ابھی تو بھولی بھولی صورت ہے

یون خوشامد سے کچھ کہے کوئی
دفن جس جا شہید الفت ہی
یار صورت نہین دکھاتا رند

سچ تو یہ ہی کتنا بیمروت ہی
فاتحہ در کنار یہ نہ کہا
کونسی زندگی کی صورت ہی

لاکھ بار اُسطرف سے گذرا تو
مرگیا کون کسکی تربت ہی

اس طرح کے یہ اشعار برق نے پڑھے کہ اُس ساحرہ نے سر اُٹھایا پکار کر آواز دی کہ میان برق فرنگی کیا کہنا آؤ ہم تو تمھارے مشتاق تھے یہ کہکے پھول رکھدیے کانٹون کو گردش دی برق بدحواس ہوگیا خود اُتار کر سر سے پھینکا زرہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے سپر پھینکی تلوار کمر مین رہنے دی معلوم ہوا کوئی طرف ساحرہ کے کھینچے لیے جاتا ہی آخر جھپٹ کر قریب آیا دست بستہ ہو کر عرض کی کہ مجھے معاف فرمایئے مین آپکا نیازمند ہون لیکن مرتبے مین خود پسند ہون مجھے اپنی خدمت مین قبول کیجیے مدت سے اس کالی صورت کا مشتاق تھا یہ کہکے کچھ ڈھیلے اُٹھائے اُن سے سر پھوڑنے لگا جب تو اُس ساحرہ نے اُٹھکر برق کی گوری گوری صورت جو دیکھی پھسل گئی دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ میان برق بیٹھو برق بیٹھا ساحرہ نے کہا کہ تو نے میری بہنون کو مارا مین تجھسے بدلہ لونگی اب تجھے قتل کرونگی برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ مین آپ کا غلام ہون جو سزا میرے واسطے تجویز کیجیے وہ زیبندہ ہی عمرو وقران آئے ہین وہ تمھاری خدمت کرینگے ساحرہ کو بہت ناگوار ہوا کہا او نالائق تو اپنے کو بڑا عیار جانتا ہی دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون یہ کہکے ایک دستک دی باغ پُربہار سرسبز و شاداب ہوگیا گوشۂ باغ سے کنیزین پیدا ہوئین اُنھون نے عرض کی کہ فرش وغیرہ تیار ہی اب محفل مین تشریف لے چلیے وہ ساحرہ زیر نخل سے اُٹھی مسند پر آکر بیٹھی شراب وکباب کا چرچا ہونے لگا برق بندھا ہوا سامنے بیٹھا ہی یکایک اُس ساحرہ نے آواز دی ارے یہ نامے لیکر جاؤ ہماری بہنون کو بلا کے لاؤ کہنا کہ صحرائے خزان و بہار مین آج برق قتل کیا جائیگا تم بھی آکے شریک ہو یہ وہ عیار ہی کہ جسنے صدہا جادوگرنیون کو مارا آج یہان پھنسا ہی ایک نوجوان کی شکل بنکر آئے تھے مجھکو دام مکر مین پھنساتے تھے سات سے برس گذرے اس صحرا کی حفاظت ہمارے بزرگون کے سپرد ہی ہین کیا دھوکا دیگا ہمنے گرفتار کیا تم سب آنے کے مشتاق ہین یہ کہکے خارستان ونیستان جادو اپنی بہنون کو نامے لکھے کنیزون کو دیے کہ اسے جلد لیجاؤ دونون کنیزین نامے لیکر چلین جب سرحد باغ سے باہر آئین آپس سے

جدا ہوئین ایک داہنی جانب اور ایک بائین جانب چلی جو نیستان جادو کی طرف چلی اُسکا نام
زخار جادو ہی زخار طرف نیستان کے چلی خواجہ راہ مین آ گئے تھے دیکھا کہ ایک ساحرہ
اُڑی ہوئی جاتی ہی عمرو نے ایک ساحر بنکر آواز دی وہ ساحرہ زمین پر آئی خواجہ نے
باتین کرتے کرتے اُسکو بیہوش کیا اور اسکی جھولی کی تلاشی لی نامہ نکلا اُس نامے کو پڑھا
مضمون اصلی پایا اُس ساحرہ کو وہین زندہ درگور کیا اور اُسی کی شکل بنکر پتہ مکان نیستان
کا پوچھتے ہوے چلے کئی کوس کے بعد ایک قصر دکھائی دیا دروازے پر اُسکے چند ساحر ٹہل رہے
تھے عمرو نے اُنسے پوچھا معلوم ہوا کہ اسی مکان مین نیستان رہتی ہی خواجہ اُسی کنیز کی شکل پر
قصر مین داخل ہوے آگے نیستان جادو کو سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ
نے یہ نامہ بھیجا ہی نیستان نے نامہ پڑھا پڑھکر کہا کہ مین ابھی چلتی ہون یہ کہکے تخت تیار کیا
اُسپر سوار ہوئی زخار نقلی کو پاس بٹھا لیا طرف صحراے بہار و خزان کے چلی اُدھر خارستان
کو نامہ پہونچا وہ بھی فوراً روانہ ہوئی یہان خزان بہار جادو برق کی قید مین بیٹھی ہی کہ آسمان
برق چمکی اول خارستان آئی خزان بہار نے برق کا ذکر کیا کہ مین نے اسکو گرفتار کیا
ہی یہ باتین تھین کہ نیستان بھی آکر پہونچی دونون نے تعظیم کی اب تینون جادوگرنیان آکر مسند پر
بیٹھین خزان بہار جادو کی تعریفین کرنے لگین کہ اس عیار طرار کو خوب گرفتار کیا اس
ظالم نے سب جنگل ویران کیے کیسی کیسی ہوشیار جادوگرنیان ماری گئین وہ جنگل ویران
پڑے ہین بہن اُسکا استاد بھی آتا ہی آج قواعد کی کتاب مین لے اُٹھاکے دیکھی ہی اُسمین لکھا تھا
کہ آج کی شب باغ مین خزان بہار کے اُستاد و شاگرد جمع ہونگے شاگرد لو آیا اُستاد بھی آتا ہوگا
خواجہ بشکل زخار ساتھ نیستان کے جو آکر پہونچے آتے ہی خنجر کھینچا کہا کہ حضور کنیز اسکو قتل کرے
ایسا نہو کہ اُستاد اسکا آجائے محفل کو درہم و برہم کرے یہ کسی طرح جلد قتل ہو جائے خزان بہار
جادو نے منع کیا کہ ابھی قتل نہ کرو اے زخار سامان عیش و نشاط مہیا ہو کہ نشے مین اس ظالم کو
قتل کرین بجاے گزک اسکے کباب کھائین غیر ساحر کے بدن کا گوشت کھانا ساحرون کا کام
آج ہی تدبیر ہوگی سب جادوگرنیان اس امر پر آمادہ ہستی ہوئین سب جمع کر بیٹھین زخار
نے سازندون کو اشارہ کیا سازندے زخار نے بیچ مین بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

اُس ترک کی ثنا مین جو صرف رقم ہوا	خنجر دہان بنگئی نیزہ قلم ہوا
گستاخ ہاتھ گردنِ دلبر مین خم ہوا	حد ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا
بے یار باغ خانۂ بیمار ہو گیا	کھولا جو غنچہ مین نے یہ سمجھا ورم ہوا
وقتِ اخیر جذبۂ دل کھینچ لائیگا	دیکھینگے روے یار جو آنکھون مین دم ہوا
دنیا مین نیک سے ہی فزون بد کا اعتبار	کیا کیا گران نہ شہد سے قیمت مین سم ہوا
نقش دوی مٹا کے بنا گھر خدا کا دل	کعبہ ہوا خراب جو بیت الصنم ہوا
چرخ دنی نے داغ کیا اندر دل مدام	دست بخیل سے مجھے حاصل درم ہوا
نکلی نیام سے تو گلے لپٹی اپنے تیغ	چھوٹا کمان سے تیر تو ہمسر کرم ہوا
چرکے سے بھی کیا نہ کبھی ہمکو سرفراز	قاتل کی تیغ مین نہ تواضع کا خم ہوا
آثار عشق آنکھون سے ہونے لگے عیان	بیداری کی ترقی ہوئی خواب کم ہوا
راحت سے ایک دن نہ ہوا عشق مین بسر	غم پر غم اپنے دل کو الم پر الم ہوا
دنیا کو آتش ایک سے اوپر نہین قرار	یہ آج کل وہ صاحب طبل و علم ہوا

زخار نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ سب تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اہی زخار کیا کہنا خزان بہار جادو نے کہا کہ ای زخار مقام تعجب ہی کہ تو دس برس سے ہماری خدمت مین ہی کبھی تیرا گانا نہین سنا آج تو تو نے دل کے ٹکڑے کر دیئے جی چاہتا ہی کہ تیری بلائین لون اسکا کیا باعث زخار نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم جو کچھ آپ سے مجھنے پایا اُستادان فن کو دیا آپ سے اس ہنر کو مخفی کیا کہ آپ خفا ہو نگی اس وجہ سے ظاہر نہین کیا آپ کو اس حال سے ماہر نہین کیا آج چونکہ روز جشن تھا آپ کی بہنین بھی آئین مین نے اپنا ہنر ظاہر کیا یہ سُنکر خزان بہار نے غیستان وخارستان سے کہا کہ کیون کیا صلاح ہی زخار پر شک ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ خلاف نکلے اور یہ قواعدین قدرت تحریر کر چکے ہین کہ اس جشن مین عمرو برق ضرور ہونگے لہذا برق تو پکڑا گیا عمرو کیون نہین آیا زخار کی چرب زبانی کبھی غیستان کے آگے ہاتھ جوڑتی ہی کبھی خارستان کے پاس گھس کر بیٹھتی ہی اور کہتی ہی کہ بی بی اگر مجھ پر شک ہی تو سب کے سامنے میری آبرو نہ لینا دو نون جادو گرنیون نے خزان بہار سے کہا کہ بوا تحقیق

ناحق کا شک ہے قدرت کے ہاتھ میں قلم تھا جو دل میں آیا وہ لکھدیا اُسکا اعتبار کیا اب زخار پر گمان
نہ کرو یہ سُنتے ہی خزان بہار نے کہا اے زخار آج تمھیں سب کو شراب پلاؤ اب تو سب
سر جھکا کے بیٹھے کوئی کہتا ہے کہ زخار تبدیل ہو گئی ابھی کانٹا دل میں چبھیگا ضرور دو چار کی
ابر و لیگا خواجہ بشکل زخار ایک ایک کو جواب دیتے ہیں چاہتے ہیں کہ یہ سب شراب پئیں تو
برق کو رہا کروں اور ان سب کو مار کر نکلوں کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ اُٹھا اس ابر نے سارے
باغ کو گھیر لیا خزان بہار اُس ابر کو دیکھکر ہنسی کہا کہ میری بہن نیسان جادو آتی ہیں وہ ابر
شق ہوا عمرو تو گھبرا گئے شراب کو آلٹ پلٹ کر رہے ہیں ابر جو پھٹا دیکھا کہ ایک ساحرہ تخت پر
سوار کئی سو جادوگرنیان گھیرے ہوئے ابر سے نکل کر آئی آتے ہی دو تھپڑ خزان بہار کو لگائے
کہا کہ کیوں بوا طلسم میں تو یہ انقلاب اور تمنے صحبت عیش آراستہ کی ہے خداوند فرماتے ہیں کہ آجکل
پوجا پاٹ کرو خداوند کی یاد میں رہو ایسا نہ ہو کہ کوئی مقدمہ قدرت کے خلاف گذرے یہ کہکے
خارستان و نیستان کے بھی دو دو طمانچے لگائے اور کہا کہ اری کنجو تم اس محفل میں کہاں آکے
گھس پڑیں یہ نہ سمجھیں کہ زمانہ انقلاب ہے مسلمانوں نے لشکر کشی کی ہے طرف صحرائے باد انگیز کے
جاتے ہیں ہم سب کی فکر میں آئے ہیں طلسم کشا کے پاس تین تحفے ہیں کہ جنکو سابق کے بادشاہ جان
طلسم و روح طلسم کہتے تھے یہی ہر ایک کا قول ہے کہ طلسم کشا تحفہ جات کو پائیگا طلسم کو مٹائیگا کوئی
کوشش کام نہ آئیگی رہنے والے طلسم کے خوب چین کر چکے اب وقت مصیبت ہے طلسم کے ٹوٹنیکا
وقت آگیا عمرو نے بڑھ کر عرض کی کہ اے ملکۂ عالم ذرا دریافت تو کیجیے کہ ہم لوگ رات بھر پوجا پاٹ
کرتے ہیں آج چونکہ برق فرنگی گرفتار ہوا دل کو سرور ہے چاہتے ہیں شراب پی کر نشے میں اسکو
قتل کریں نیسان کہا کہ بوا زخار تمنے تو گاکر ایسا رنگ جمایا کہ سب آمادہ ہیں شراب پئیں بعد
اسکے برق کو قتل کریں اگر یہ عیار مارا گیا تو عمرو بیدست و پا ہوا جائیگا بنیا اسکا چالاک
ہے عمرو مارا مارا پھرتا ہے اور یہ ظالم سر کو ہتھیلی پر رکھے ہوئے گھس پڑتا ہے خزان بہار نے بڑا
کمال کیا کہ اس منتی کو بیچارہ انجام کا سحر کر رکھا تھا کہ جیسے ہی یہ آیا پکار کر آواز دی میاں برق
آؤ اب سب یہ باتیں سُنکر خواجہ نے سب بہنوں کو مسند پر بٹھایا بایان چھیڑا اور یہ غزل عاشقانہ
گنگنا کے شروع کی

نظم

سادہ رو ایک بت غنچہ دہن مجکو دیا | میرے اللہ نے گلزار چمن مجکو دیا
گئی پس از مرگ فلک نے مری مٹی بھی خراب | گور بھی دی مجھے اُسنے نہ کفن مجکو دیا
بوسۂ خال پری لونگا یہی ہے تعبیر | خواب میں حور نے ہے مشک ختن مجکو دیا
مالک سلطنت و ملک کیا اوروں کو | بدلے خلعت کے فلک تونے کفن مجکو دیا
شکر کس منہ سے ادا ہو ترا اے رب کریم | لاکھ احسان کیے جو عضو بدن مجکو دیا
اور اللہ سے کیا دولت دنیا مانگوں | یہ عطا کم ہے بت سیم بدن مجکو دیا
گور سے بیٹھ نہیں اُٹھنے کی سب اُن رکھیں | بعد مردن جو عزیزوں نے کفن مجکو دیا
سر پہ رکھا اُسے میں پھول سے بہتر سمجھا | گر کسی دوست نے اک خار وطن مجکو دیا
نونہال چمن حسن جسے سب سے کہتے | ایسا اک یار نہ اے چرخ کہن مجکو دیا
زندگی کی ہے یہ تمنا کہ اثر بھی دے تو | ربنا تو نے اگر ذوق سخن مجکو دیا

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ چاروں بہنیں تعریفیں کرنے لگیں نیسان نے کہا کہ اب جلدی کرو فوراً یہ ظالم قتل ہو جائے تو دل کو آرام آئے عمرو نے جام بھر کر پہلے نیسان ہی کو دیا نیسان فوراً جام پی گئی دوسرا جام خزان بہار کو دیا تیسرا خارستان کو چوتھا نیستان کو اب طرف کنیزوں کے متوجہ ہوے کہ لو تم بھی پیو کسی کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے کسی کے منہ پر منہ رکھدیا برق بیٹھا دیکھ رہا ہے اکثر کہتا ہے کہ اے نابکار میرا وقت آخر ہے مجکو بھی ایک جام پلادو خواجہ ایک لات مار دیتے ہیں کہتے ہیں کہ او بیحیا تجکو شراب پلائیں گے تیرے قتل کا سارا انتظام ہے کر نیسان نے اشارہ کیا ایک جام مجھے اور دے عمرو نے اور ایک جام دیا وہ بھی پی گئی خواجہ نے جب کئی مرتبہ برق کو لات ماری برق تڑپ تڑپ گیا اشارے کرتا ہے کہ اُستاد جلدی کیجئے خواجہ اشارے کرتے ہیں کہ ارے کیوں گھبراتا ہے سب کو پلاچکا اب رنگ ہوا چاہتا ہے اور ہمنے تمھیں اسقدر ذلیل کیا کہ تم اپنی زندگی سے بیزار ہوا اب نہ گھبراؤ وقت رہائی آگیا کہ دیکھا ایک جادوگر پکارتا ہوا آتا ہے عمرو نے طرف نیسان کے دیکھا اشارہ کیا کہ ملکہ ذرا ہاتھ ہلادو نیسان نے جھولی پہ ہاتھ ڈالکر چند دانے موتی کے نکالے اور اس ساحر پر کھینچ مارے جیسے ہی اُس ساحر کے سینے پر جاکے پڑے توڑکر پشت کو پار گئے اس ساحر نے مرتے مرتے آواز دی

کہ ای نیسان بربادی طلسم کا وقت آگیا اپنے خیرخواہ دولت کو مارا مین تم سب کو بچانے آیا تھا
تجھے مجھکو پہچانے بھی نہ دیا نیسان جھلا کر اُٹھی کہ زخار کو مارون لُٹتے اُٹھتے گری تینون بہنین ہان
ہان کہکے اُٹھین یہ بھی گرین کنیزون کو عمرو نے ڈھکیلنا شروع کیا پہلو پہ ہاتھ رکھکر
کہا کہ ہُوا الگ کھڑی ہو کنیزین بھی گرنے لگین تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہو کر گرین عمرو نے
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفاسے مین دھوین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آفت ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کہ وہ
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
اسیر عرب شیر پردہ دگا

مرا نام ہے خواجہ خواجگان
مرے نام پر عذر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو نے بیٹے چارون افسرون کو قتل کیا برق تڑپ رہا ہے کہ
اُستاد پہلے مجھے رہا کیجئے عمرو نہین رہا کرتا سحر کے اشیا جو تھے وہ جسم سے برق کے گر گئے مگر
رسن سے جو مشکین بندھی ہین برق چاہتا ہے کہ دانت سے رسی کھولون استاد لوٹ رہے ہین
مین بھی زیورون سب عورتین زیور پہنے ہین خواجہ نے جسے قتل کیا اُسکا زیور اُتار لباس بھی
اُتار لیا لاغر برہنہ پڑا رہنے دیا اسطرح عمرو نے سب کو لوٹا جاکر بارہ دری مین جال مارا وہان کا
فرش وغیرہ لیا پردے بھی کاٹ لیے چقین نوچ لین جب خواجہ ان باتون سے مہلت پا چکے تب
طرف برق کے آئے چاہتے ہین کہ برق کو رہا کرین کہ ایک طرف سے آواز رونے کی آئی
وہ صدا ہیبتناک تھی آواز آئی کہ او ظالم تو نے غضب کیا کہ کل خاندان ہمارا ویران کر دیا
چار بیٹیون کو مارا اب مین انکو کہان ڈھونڈھون ایسی ہوشیار تھین کہ موت نے ناچار کیا
عمرو نے چاہا کہ کود کر بھاگون برق نے دامن پکڑ لیا کہا کہ استاد ان چارون کی مان آتی ہے
مجھکو تو رہا کرکے جائیے اتنے عرصے مین دیکھا کہ دروازۂ باغ سے ایک جادوگرنی بصورت عجیب و
غریب سیہ فام بدانجام ایک طاؤس پہ سوار پیدا ہوئی عمرو ہر چند بھاگا پٹیا برق نے دامن نہ
چھوڑا اپنی رہائی کی ہوس مین رہا اُس ساحرہ نے آکر ایک دو پتھر زمین پر مارا گرج کی آواز کی
خواجہ زمین پر مثل مرغ بسمل گرے تڑپنے لگے اُس ساحرہ نے جو بیٹیون کے لاشے دیکھے مرگ کی

لاش پر خوب رو رو پکار کر آواز دیتی ہی کہ ای فرزند و ای بھارا کیا سن تھا جو سب مین چھوٹی تھی اُسکا ساڑھے تین سو برس کا سن تھا دنیا کا تو نے کیا تماشا دیکھا باغ عالم سے کچھ پھل نہ پایا قاتل کو تمھاری صورتون پر رحم نہ آیا چلا کر جو ساحرہ روئی ہر طرف سے باغ کے جادوگرنیان پیدا ہونے لگین دو تین ہزار جادوگرنیان جمع ہو گئین سمجھاتی ہین کہ بی بی صبر کرو ای چمن پیرا آج تیری کمائی لٹ گئی قاتلون کو قتل کرو لاشے اسکے خدمت خداوند مین لے چلو اور عرض کرو کہ سب کو زندہ کیجیے قدرت صاحب کرامات ہین فوراً زندہ کرینگے یہان رونے سے کیا فائدہ سب نے مل کر دارین اُستاد کین خواجہ کہ رہے ہین کہ او برق تو نے مجکو زبردستی گرفتار کرایا ورنہ مین نکل جاتا برق کہتا ہی کہ اُستاد آپ کی وجہ سے مین بھی بچ جاؤنگا تھوڑے عرصے مین خدا مدد کریگا اس بلا کو رد کریگا اگر مین اکیلا ہوتا تو بڑی مشکل تھی کہ چمن پیرا نے کنیزون کو اشارہ کیا ان دونون کو دار پر کھینچو کنیزون نے دونون کے پاؤن مین زنجیر باندھی دار پر کھینچ دیا چمن پیرا نے جھولی سے سنگ کا تیر و کمان نکالا سب نے ایک ایک کمان ہاتھ مین لی تیرون کو جوڑا مشتاق ہین کہ چمن پیرا تیر کو چھوڑے تو ہم بھی برق و عمرو کو شکار کرین اُسوقت خواجہ و برق کی بے تابی کہ ملک الموت کا سامنا ہی روکنے کے لیے سب جادوگرنیان کھڑی ہین یہی خواہش ہی کہ چمن پیرا تیر مارے تو ہم بھی سب عمرو و برق کے سینے پر لگائین یہ دونون اپنے خدا سے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر ہاتھ سے ان جادوگرنیون کے بچالے نظم

ہر آنکہ گشت بدنیا اسیر نفس شریر	بچشم اہل نظر ہست خوار و زار و حقیر
خدا بکلک لطافت کشید ہر یک نقش	خدا بخامۂ قدرت نوشت ہر تصویر
خلاف حکم خدا در جہان مکن کارے	شوی و گرنہ گنہگار لائق تعزیر
زجرم بندی عاصی تو در گذر یا رب	گناہ بخش الٰہی معاف کن تقصیر

بیقرار ہو کر جو دونون نے دعا کی رجوع قلب سے تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل ہوا سے گرد اُڑی کہ روے آفتاب چھپ گیا آفتاب فلک سیر سپہ سالار لشکر رستم آگے آگے لشکر کے چمکتا ہوا آتا ہی اسکی جو نگاہ پڑی کہ خواجہ و برق دار پر لٹکے ہین کئی ہزار جادوگرنیان تیر مارا چاہتی ہین آفتاب وہین سے نعرہ کر کے جا پڑا اسکے بعد ملکہ سنبل اُسکے پیچھے

لالہ عذار آفتاب کو سنبل نے دیکھا کہ بیتاب ہوکر ایک طرف گرا سنبل بھی جھپٹی مگر آفتاب نے جاتے ہی دار کو کاٹا زنجیر کو توڑا خواجہ و برق کو رہا کیا الگ لاکے آفتاب نے خواجہ و برق کو چھوڑا لیکن کل جادوگرنیوں نے آفتاب کو گھیر لیا چمن پیرا پکار رہی ہی کہ ارے اس ظالم کو پکڑ لو ہمارے خونی کو لیے جاتا ہی قیدی جانے نہ پائین سب جادوگرنیان آکے آفتاب پر گرین اسقدر سحر کیے آگ برسائی تلوارین گرائین چھریان پھینکین کہ آفتاب کھڑا ہوا رد کر رہا ہی مگر مجمع سے اُنکے نکل نہین سکتا کئی زخم آفتاب نے کھائے ملکہ سنبل نے آکر ہفت گیسو کھولے کچھ زبان سے بھی پکار کر کہا ماران سیاہ برسنے لگے جسپر سانپ گرا دم ماردی وہ کنیز پانی ہوکے بہ گئی کفچہ بڑھاکر مار سیاہ نے دوسری کو کاٹا وہ بھی پانی ہوکر بہ گئی ہزارون جادوگرنیون کو ماران سیاہ نے کاٹا وہ پانی ہو ہوکر بہ گئین چمن پیرا نے ہاتھ ہلائے آسمان سے طاؤس پیدا ہوے وہ ماران سیاہ کو نگل گئے ملکہ سنبل نے آکر پھر زلفین ہلائین چمن پیرا پہ جو عکس پڑا دیوانہ وار دشتی مثال گریبان چاک کیا منھ پہ خاک ملنے لگی بیقرار ہوکر پکار اُٹھی

نظم

نظر آتا ہی وہ بیزار خدا خیر کرے
پھر گئی پھر نظر یار خدا خیر کرے

پھر کسی بت کی محبت نے بنایا کافر
پھر پہننی پڑی زنار خدا خیر کرے

قیس پھر اٹھنے لگی پھر اسے دکھ نے گھیرا
پھر گرا ہا دل بیمار خدا خیر کرے

پھر نہ آجائے مری جان کہین آنکھون مین
پھر ہوئی حسرت دیدار خدا خیر کرے

وائے تقدیر کہ مر مر کے بچے تھے جس سے
پھر ہوا ہی وہی آزار خدا خیر کرے

دیکھون کس کسکی قضا کھیل رہی ہی سر پر
گنے جاتے ہین گنہگار خدا خیر کرے

آج صیاد کے تیور نظر آتے ہین برے
حق کی مرغان گرفتار خدا خیر کرے

ہین چلے ابرو قاتل کے اشارے ہین ادھر
لگی پڑتی ہی یہ تلوار خدا خیر کرے

بات وہ کیا تھی ہوا جسکا بکھیڑا اتنا
بڑھ چلی یار سے تکرار خدا خیر کرے

دل کی بیتابی سے ہی زلزلہ سارے گھر کو
ہین لرزتے در و دیوار خدا خیر کرے

فتنہ پردازی پہ مائل ہی طبیعت اسکی
شر پہ آمادہ ہی دلدار خدا خیر کرے

جرم الفت نہ کسی پہ ہوا ثابت ای تند
ایک ہم ٹھہرے گنہگار خدا خیر کرے

اس طرح کے اشعار پڑھتی ہوئی چاہا تھا کہ بڑھے اور سنبل کے سامنے جا کر پریشانی اپنی ظاہر کرے
کہ وزیر زادی اسکی گلشن آرا بڑھ کر اُسنے دستک دی ایک طائر ظاہر ہوا گرد سر چمن پیرا کے
چرخ مارنے لگا سات چرخ مارے چمن پیرا کو ہوش آگیا چاہا کہ سنبل پر جا پڑون اُدھر سے اڑتی ہوئی
ملکہ لالہ عذار آئی تھی لالہ عذار نے پھر اُسکو داغ دیا صورت جو دکھائی اپنے عارض پر اشارہ کیا
جیسے ہی عارض پر نگاہ پڑی چمن پیرا مثل آئینہ حیران مثل زلف محبوب پریشان سحر کرنا موقوف کیا
چاہا کہ خنجر کھینچ کر سنبل پر جا پڑون سنبل نے زلفون کو پھر جنبش دی لپٹنے کاکل کو پیچ وتاب دیا
پیچ وتاب چمن پیرا کا بڑھنے لگا گلشن آرا نے پھر دستک دی طائر پیدا ہوا چاہا کُترے کہ گیسُو والون ملکہ
سنبل نے ایک کاکل کو کھول دیا ایک جال آسمان سے پیدا ہوا اُس جال مین وہ طائر پھنسا چمن پیرا
و گلشن آرا کوشش کر رہی ہین ہاتھ بھی چمکاتی ہین چاہتی ہین کہ جال کو توڑین سحر جال تک نہین
جاتا تھوڑے عرصے تک کشاکش رہی کبھی چمن پیرا جال کو اپنے جانب کھینچتی ہی کبھی جال
طائر کو پھنسائے ہوے بلند ہوتا ہی آخر ملکہ سنبل نے جس زلف کو کھولا تھا اُس زلف کو
جنبش دی ایک برق پیدا ہوئی اُسنے جال کو کاٹا اور طائر کے بھی دو ٹکڑے ہوے طائر کے
جو دو ٹکڑے ہوے اُسکا خون سر پر چمن پیرا کے گرا چمن پیرا کے دو ٹکڑے ہوے بس مرنا چمن پیرا کا کہ
گلشن آرا رونے لگی گلشن آرا نے بڑھ کر آفتاب نے سامنا کیا آفتاب اپنا چمکایا اسقدر گرمی
ہوئی کہ گلشن آرا اُف اُف کرنے لگی دوپٹہ اتار کر پھینکا خواجہ برق لوٹے پھرتے ہین جو کنیز
مرکے گری اُسکا لباس اتار لیا آفتاب پکارتا ہی کہ خواجہ مُردون کو نہ چھوڑا ایسا نہ ہو کوئی
کنیز غیر غسل ہو بھوت پلید بنکر لپٹ جائے تو مشکل ہو خواجہ آواز دیتے ہین کہ ای آفتاب مفلس کو کچھ
نہین سوجھتا قرضدارون نے بہت حیران کیا ہی اُنکا تقاضا تو کم کرون حمزہ تنخواہ نہین دیتا ہم
یہان جانباری کر رہے ہین وہان غیر حاضری کٹ رہی ہوگی آخر کیا کرین ہمارا آقا ہی اب تو ہم
رستم کے ساتھ ہین رستم ہمارا قرضہ ادا کرینگے رستم نے آواز دی کہ ای عمو نامدار میرے یہان
خزانے مین روپیہ نہین اگر ہو بھی تو آپکو نہ دون یہ حق غازیون کا ہی اس مہینے مین تنخواہ نہین ہی
اسکا بڑا خیال ہی آپ لوٹے جہان تک لوٹا جائے آپ کی یہی بسر اوقات ہی جناب ہو دیکھیے
رستم تلوار کھینچے ہوے لا رہے ہین جب گلشن آرا و چمن پیرا قتل ہو ئین صحرا سے گرد اُڑی ایک

ساحر سیہ فام بد انجام اژدر پر سوار سات لاکھ فوج سے آگے پہونچا آواز دی کہ ارے طلسم کشا کو
مار لو زندہ نہ چھوڑو اب طلسم کشا سیدھا صحراے باد انگیز کو جائیگا وہان یہ گیا اور لوح کا پتہ لگا
سات لاکھ ساحرون نے آتے ہی سحر کرنا شروع کیا لشکر اسلام پر آگ برسنے لگی ہزارہا ملازمان
طلسم کشا مارے گئے دریاے خون بہنے لگے آفتاب ساحرون کو لیکر پلٹا اور طلسم کشا سے عرض کی
کہ اژدران فیل پیکر آگیا حضور بڑھ کر اسکو ٹک ٹکی دیکھیے جب وہ تازیانہ مار آتشین کا سر اژدر
پہ مارتا ہے اژدر دم کھینچتا ہے ہزارہا ساحر و غیر ساحرون کو نگل لیتا ہے ہزارہا بندگان خدا پامال
ہوے دیکھے لتنے ہی عرصے مین لشکر کو کیا ملال ہوے اب بے بھاگے نہین بنتا لیکن آپ کو صحراے
باد انگیز تک جانا ہے لہذا لشکر کا ہٹانا مناسب نہین رستم نے آستین چڑھالی تیغ ہفت جوہر
کھینچکر لشکر اژدران پر گرے جس ساحر تک پہونچے اُسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
صدہا ساحر مارے آخرکار اژدران پکار اُٹھا کہ ای طلسم کشا اب نکل جاؤ اپنے کو جلد صحراے
باد انگیز مین پہونچاؤ ہمارے قتل کرنے سے کچھ نفع نہ ہوگا آفتاب بھی سحر کر رہا ہے جب سحر کیا
آفتاب چمکا گرمی بڑھی اژدران اُف اُف کرنے لگتا ہے اژدر بھی اُسکا منھ پھیر کر زبان دکھاتا ہے
مراد اس سے یہ ہے کہ پیاسا ہون اژدران سر پہ اژدر کے ہاتھ رکھکر تسکین دیتا ہے جھپٹ جھپٹ کے
لوٹتا ہے ایک مقام پر ٹھہر کے اژدر سے اُترا اژدر کے سر پہ تازیانہ مار آتشین کا مارا اژدر نے منھ سے
شعلہ آتش چھوڑا شعلہ چھوڑ کر اژدر نے دم کھینچا کئی ہزار جادوگر پشت ہاے مرکب سے گرے ٹوٹتے ہوے
طرف دہان اژدر کے چلے آفتاب نے بڑھکر ان سب کو روکا سب کو فرش خاک سے اُٹھایا خود اپنے کو
گرایا لوٹتا ہوا قریب دہن اژدر آیا گلے پکڑ کر اژدر کو چیر ڈالا جیسے ہی اژدر چیرا گیا اژدران نے
آواز دی کہ او آفتاب بڑا غضب کیا میرا اژدر تو نے مارا یہ کہکے برقین آفتاب پر گرائین آفتاب
نے برقون کو دفع کیا جھومتا ہوا قریب اُس خونخوار کے پہونچا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا آفتاب
نے تلوار کو تلوار پر روکا اژدران نے کہا کہ ای آفتاب دیکھ تیرا آفتاب نہین چمکتا آفتاب
نے طرف اپنے آفتاب کے دیکھا اور سے اژدران نے ہاتھ تلوار کا مارا چاہا کہ سر کاٹ لون
آفتاب کا سر زخمی ہوا دھار لہو کی نکلنے لگی چاہتا ہے کہ تلوار اُٹھاکے سر کاٹ لے پہلو سے آواز آئی کہ
او مردود کیا کرتا ہے خبردار آفتاب کا سر نہ کاٹنا دیکھا اژدران نے کہ رستم تیغ کھینچے شیر انداز آتے ہوے

آگے ہین اژدران نے بڑھ کر مقابلہ کیا رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تیغے کو تیغے پر روکا جیسے ہی وہ
تلوار مار کر پلٹا تیغہ ہفت جوہر کا ہاتھ چمکا کر مار دیا اژدران نے سپر سحر کو سامنے کیا لیکن تیغہ
ہفت جوہر جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹا زمین پر آکر تلوار نے بوسہ دیا
گرد اڑی لاشہ اژدران کا زمین پر گرا ایک اژدہا زمین سے پیدا ہوا اُسنے دہن مین لاشۂ
اژدران کو لیا طرف آسمان کے اڑ گیا ساتھ والے اسکے بھاگنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین
سب بھاگ گئے بارگاہین خیمے لوٹ لیے فتح کر کے پلٹے اُسی دشت مین بارگاہ رستم استادہ ہوئی اہل
اسلام جا بجا اترے لیکن آفتاب کہ رہا ہے کہ اے شہریار کوئی آفت آیا چاہتی ہے اژدر زمین سے
پیدا ہوا لاشۂ اژدران کو لے گیا آج کئی دن سے ہفت پیکر کوہ زنگار رنگ پر جشن کر رہا ہے
وہی سامان خدائی آراستہ ہین مرادمند حاضر ہین مرادین سب کی مل رہی ہین وہ بیچارہ نہین جانتا
کہ سب کے دل سے اعتبار اسکا کم ہوا حضور نے لوح پائی اور یہ بھاگا دیکھیے کہان جا کے مقام
کرے خدا وہ دن دکھائے کہ حضور کو لوح طلسمی حاصل ہو تحفہ جات تو پروردگار نے دلوائے
کیا کیا سختیان پڑین مگر یہ سب اشیا آپ تک پہونچین یہان تو یہ ذکر تھا مگر وہ اژدر کہ جو لاشۂ اژدران
لیکر چلا کوہ زنگار رنگ پر آیا وہی تصویر سنگی طلسم لگا رہی ہے مرادمند غل مچاتے ہین اپنی مرادین پاتے
ہین میلے مین ہنگامہ ہے کہ آسمان سے وہ اژدر اترا لاشہ اژدران کا سامنے ڈال دیا مثل
انسان کے آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر یہ بندہ آپ کا ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا تیغۂ
ہفت جوہر کا وار پڑا کہ دو ٹکڑے ہوے غلام فوراً اٹھا لایا تصویر سے آواز آئی کہ جاؤ اپنے مقام پر
بھیجو مہلال سرکش کو ہمارے پاس بھیجو سامنے ایک کنوان تھا اُسمین سے ایک ساحر حاضر حاضر
کہتا سامنے آیا آواز آئی کہ اے مہلال سرکش فوج گران لیکر جاؤ طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤ
طرف صحراے باد انگیز کے نہ جانے دو اُس ساحر نے تصویر کو سجدہ کیا اور پھر کنوئین مین پھاند پڑا
تھوڑے عرصے مین کنوئین کا پانی اُبلنے لگا یہان تک پانی اُبلا کہ تمام صحرا مملو از آب ہو گیا پانی سے
ایک ساحر نکلا اثالہ بارگاہ کا مچھلیون پر لدا ہوا دس لاکھ ساحر اُس دریا سے نکلے مہلال
تخت پر سوار چار اژدہے تخت کاندھون پر اٹھائے نوبت و نقارے بجتے ہیں اس زور و شور
سے مہلال سرکش براے مقابلہ طلسم کشا جاتا ہے کہ جا کر روکے اور طرف صحراے باد انگیز کے

نہ جانے دے اور یہ بھی علم ہے کہ طلسم کشا تلاش لوح نہ کرنے پائے اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا رستم
صحرائے کیمیا مین اُترے ہین ارادہ ہے کہ طرف صحرائے باد انگیز کے کوچ کرین دیکھیے کیا کیفیت ہو
اب اس جلد کو اس مقام پر تمام کرتا ہون دوسری جلد سے داستان صاحبقران شروع کیجائیگی
ناظرین پر حال ظاہر ہوگا۔ تمام شد جلد اوّل طلسم ہفت پیکر اب دوسری جلد شروع کیجائیگی
عجائب و غرائب طلسم ہفت پیکر کا حال سامعین و ناظرین کو ظاہر ہوگا کہ صاحبقران
سے کیا مقدمات اِس طلسم مین سرزد ہوتے ہین سب لشکر امیر کے ساتھ ہے

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین تحیل فرزند مصنف

بعد حمد خداوند نعت سرور انبیا و منقبت علی مرتضےٰ حقیر کیا صفت مصنف صاحب کی تحریر کرے
بروقت تحریر و تقریر دریائے زخار جوش مارتا ہے ماشاء اللہ رستم کو کس ترکیب سے تحفہ جات
ملے کیا کیا کوشش ہوئی آخر کوشش کا یہ انجام ہوا کہ تحفہ جات رستم کو حاصل ہوئے
فرزندان صاحبقران کی داستانین کس لطف سے لکھین کہ جس سے جلالت صاحبقران ظاہر
ہوتی ہے ناظرین پر واضح ہو کہ انکا فرزند طلسم کشا ہے جا بجا یہی چرچا ہے کہ طلسم کشا رستم فتاح
کل طلسم ہفت پیکر ہے صاحبقران کے ہاتھ سے کفار زیر و زبر مین دو پہاڑ فتح ہوے پانچ پہاڑ
اور باقی ہین اُنپر جانا صاحبقران کا بہ تفریح تحریر ہوگا انشاء اللہ جو عجائب غرائب قبلہ
و کعبہ نے تجویز فرمائے ہین ناظرین پر ظاہر ہوگا ہر پہاڑ پر رسائی صاحبقران کا باعث ظاہر
ہوگا مین وقت میلے کے صاحبقران پہونچینگے اور وہ پہاڑ فتح ہوگا ناظرین و احباب
دیکھین گے یقین ہے کہ خلعت تحسین و آفرین بخوشی مرحمت فرمائین مصنف صاحب کی آبرو
بڑھائین ہر ایک کا قول یہ تھا کہ بعد تحریر طلسم ہوش ربا اب منشی صاحب کیا قلم اُٹھائین گے تمام
عالم کے معاملات ہوش ربا مین صرف کیے مگر ماشاء اللہ کیا ذہانت و متانت ہے کہ طلسم ہوش ربا
ایسی کتاب کے سواد و سے جزو مین فقرہ نور افشان کس لطف سے تحریر فرمایا کہ ناظرین پر واضح
ہوا ہوگا اُسکے بعد بانوے جزو مین بقیہ طلسم ہوش ربا تحریر فرمایا اب طلسم ہفت پیکر
تصنیف فرمائی بڑی تعریف یہ ہے کہ کوئی داستان کسی مقام پر سست نہین ہوئی اپنے ہوافق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خالق یکتا ہا ... ے دنیا کیا رحیم و کریم ہو حقیقت مین وہ سمیع و علیم ہو کیا کار و ساز
و ... یار ہو ہر طرح کے طریقے مین راز و نیاز ہو کس لطف سے شکم انسان مین قطرۂ نجس سے
نطفہ قائم ہوتا ہو اول مضغہ بنا یا پھر ترکیب سے اعضا قرار دیے نو مہینے شکم مادر مین رہا
بعد نو مہینے کے حکم حاکم حقیقی صادر ہوا کہ اب قید تاریکی سے باہر آ اور ساکنان دنیا کو صورت
دکھا فوراً لڑکا زمین پر پیدا ہوا صدائی ندیان عالم ازل سے پیدا ہوتے ہی روتا ہو بر وقت
آنے کے پروردگار نے عہد لے لیا کہ دنیا مین جا کر ہماری عبادت کرنا دام مکر ابلیس مین
نہ پھنسنا یہان آغوش مادر مین شیر پی کر پرورش پاتے ہین آخر جب ہوشیار ہوے طور زمانہ
دیکھا اپنے بیگانے کو پہچانا اور حیرت بڑھی اب یہ فکر پڑی فرد۔ تہمت چند اپنے ذمے دھر چلے
کس لیے آئے تھے اور کیا کر چلے + دنیا کے جھگڑون مین پھنسے انجام و آرام عدم کے کچھ سامان نہ کیے
ہر وقت یہی فکر ہو ہر گھڑی یہی ذکر ہو کہ کسی طور سے چار پیسے پیدا کیجے طریقۂ نیک و بد کو بھولے
گلزار دنیا کو دیکھ کر پھولے اب نازنینان مہ جبین سے ہم بستری سامان عیش و آرام میسر
ہوے زہے کریمی و خہے رحیمی ہر شخص اپنے اپنے طور پر اپنی ہی فکر مین ہو ہر شخص اپنی
اپنی حقیقت کے کام کرتا ہو انجام کو اُسکے پروردگار دیکھتا ہو جن و انس مور و مار طائران
ہوا و درندگان صحرا اپنے اپنے کام پر مامور ہین ہر ایک کا کام پروردگار بناتا ہو ہر ایک کے

ساتھ نیکی ماں باپ سے زیادہ فرماتا ہی سب پر پروردگار مہربان ہی جس کام کو جو کوئی کرتا ہی
بہتری کا انجام پروردگار تسلیم کرتا ہی اگر وہ رحیم ایک چشم زدن اپنی بندے کی طرف سے
نگاہ پھیرلے تو انسان گھٹ گھٹ کر مرے کوئی کام انسان سے نہ ہو سکے ہر کس و ناکس کا
وہ نگہبان ہی اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہی صفت رب اکبر لکھنا نہایت
دشوار ہی وہ ہمارا پروردگار ہی -

نعت جناب اشرف انبیا حبیب خدا

اوصاف با انصاف جناب اشرف انبیا مثل حمد خدا مشکل ہی وہ پیغمبر کامل کہ جسنے ضلالت کو
کفر و شرک کی نور اسلام سے منجلی کیا لیکن ابو جہل کہ جہل مرکب تھا حسقدر حضرت نے اسکو
سمجھایا اُسی قدر کفر اُسکا بڑھا حضرت کے ساتھ وہ دشمنی کرتا تھا ستانے پر ختم رسل کے
مرتا تھا ایک روز حضرت زیر کوہ حرا تشریف رکھتے تھے یہ بیحیا حضرت کی نگاہ بچا کر پہاڑ پر
آیا کئی من کا پتھر پہاڑ سے اُس سنگ دل نے لیا اور تاک کر حضرت کے سر انور پر پھینکا جب
دیکھا کہ پتھر قریب سر انور پہونچ چکا تب اس مردود ازلی نے آواز دی کہ ای محمدؐ اب تو بچو اسی
پتھر کے نیچے دب جاؤ گے حضرت نے جو پتھر کو آتے ہوے دیکھا بنرم زبانی آواز دی کہ
ای پتھر تجکو اس خدانے بنایا کہ جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی مجکو محفوظ رکھ وہ پتھر
ٹھہر گیا پلٹ کر سر پر ابو جہل کے آیا آواز دی او جہل مرکب مین تیرے اوپر گرون تیرے
استخوان توڑ دون ابو جہل فریاد کرنے لگا کہ یا محمدؐ مجھے بچاؤ حضرت نے اشارہ کیا وہ پتھر
ابو جہل سے الگ گرا وہ خانۂ کعبہ مین آکر کہنے لگا یارو محمدؐ سحر مین کامل و اکمل ایسا ساحر
ہی کہ مین نے پتھر اُسپر پھینکا وہ پتھر اُلٹا مجپر آیا معجزات حضرت گنتی سے باہر ہین پروردگار
اُنکے اوصاف حمیدہ سے ماہر ہی ہم کیا اور ہماری زبان کیا ہماری تحریر و تقریر اس لائق
نہین ہی کہ اُنکے اوصاف بیان کرین وہ وہ نامحدود اُنکی ذات پر پروردگار عالم نے بھیجا ہی
کافی ہی کہ فیض و سخا مین یکتا و کامل ہین حبیب خدا سے عادل ہین

منقبت جناب حیدر صفدر قاتل عمرو و عنتر شیر بیشۂ داور کنندۂ در خیبر زوج زہرا اطہر

سبحان اللہ جیسا نبی برحق ویسا ہی وصی مطلق اگر ذات جناب علی مرتضےٰ پردۂ دنیا مین نہوتی

جناب سیدہ کی شادی کس سے قرار پاتی جب جاہلون نے حضرت کو پیغام دیا حضرتؐ نے
بکراہت منھ پھیر لیا اور ارشاد فرمایا کہ یارو وہ دختر پیغمبرؐ ہو ہر امر اُسکا موقوف بحکم رب داور
ہو ایک دن امین وحی سبحان الذی اسریٰ در مرحلہ پیمائے منہاج قاب قوسین او ادنیٰ
حبیب رب العزت اعنی جناب ختمی مرتبت گوشۂ خلوت مین جلوہ فرما تھے کہ ناگاہ ایک ملک
بصورت عجیب و غریب سامنے آیا درود و سلام نبی برحق پر بجالایا دست بستہ عرض کی کہ
نور کو ساتھ نور کے تزویج فرمایئے حضرت نے فرمایا کسکو عرض کی کہ جناب فاطمہ زہرا کو ساتھ
علی مرتضےٰ کے حضرت نے جو بغور دیکھا درمیان دونون شانون کے اُس ملک کے ایک
نوشتہ پایا اُسکو پڑھا لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ علیٌّ ولیّ اللہ وصی رسول اللہ
حضرت نے فرمایا کہ ای ملک یہ نوشتہ کب سے تیرے دونون شانون پر ثبت ہو ملک نے
عرض کی کہ چوبیس ہزار سال قبل خلقت دنیا خدا نے مجکو مع اس کتبہ کے پیدا فرمایا ہو اب اس
حقیر مصنف نے اس مقام پر ایک قطعہ تصنیف کیا ہو کہ ملک نے حضرت رسولخدا کے

سامنے بزبان حال کہا قطعہ	ستر عقد پسر عم تو باخیر النسا	در شب جمعہ باصحابہ جوید اگر
زہرہ در خانۂ ہر کس کند ازچرخ نزول	صاحبش مشتری زہرہ زہرا گردد	مراد یہ ہو کہ شب جمعہ کو ستارہ

زہرہ آسمان سے اُتر کر جسکے کوٹھے پر آکے چمکے اُسکے ساتھ شادی جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا

علیہا السلام کی ہوگی۔ رباعی	اوصاف علی بگفتگو ممکن نیست	گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علیؑ بواجبی کی دانم	الا دانم کہ مثل او ممکن نیست	یہ چند اشعار ذات بابرکات

پر مناسب و انسب ہین۔ قصیدہ

قبل خلقت ہو بنائے قصرِ شانِ بوترابؑ	خاک آدم ہو غبار آستانِ بوترابؑ
لامکان سے کیون نہ برتر ہو مکانِ بوترابؑ	دوش ختم المرسلین ہو نردبانِ بوترابؑ
کان رکھکر خانۂ حق مین اگر کوئی سُنے	اب تلک آتی ہو آوازِ اذانِ بوترابؑ
لب تلک جو بات آئی دفعتہ وہ ہوگئی	ہو زبان خامۂ قدرت زبانِ بوترابؑ
بسکہ لاغر جسم کو مشق ریاضت سے کیا	پوست باقی رہگیا یا استخوانِ بوترابؑ
دو جہان کا کردیا مختار خالق نے انھین	کرلیا سو طرح جب امتحانِ بوترابؑ

سال بھر مین تیس دن ہی خلق مہمان خدا | بعد ازین گیارہ مہینے میہمان بوترابؑ
کوئی شی گھر مین نہین ہی دزد لیجائیگا کیا | پاؤن کو پھیلا کے سوئے پاسبان بوترابؑ
کیون نہو ہر ضرب بہتر طاعت کونین سے | مدح خوان احمدؐ خدا ہی قدردان بوترابؑ
پوست کندہ عظمک عظمی سے یہ ظاہر ہوا | استخوان مصطفےٰ ہین استخوان بوترابؑ
کوئی نعمت تھی سوائے جو نہ مولا کی غذا | سنگ سوزان پہ ہوا سہل امتحان بوترابؑ
فرش پہ ہرچند ہی وہ صاحب سیف و قلم | عرش اعلے ہی سریر عز و شان بوترابؑ
واقف سر سلونی واقف امر خفی | ہین پیمبر واقف راز نہان بوترابؑ
ایک ہین باقی فقط ہی پردہ پیغمبری | درمیان مصطفےٰ و درمیان بوترابؑ
دیکھکر سبطین کو طفلی مین کہتے تھے ملک | ہین یہ دونون طفل فخر خاندان بوترابؑ
مرتبہ کیا کوئی جانے شبرؑ و شبیرؑ کا | ایک جان فاطمہؑ ہو ایک جان بوترابؑ
یہ غزل مٹی سے لکھدینا کفن پر بعد مرگ | پاس کچھ تو ہو قیامت مین نشان بوترابؑ
نوح کی کشتی ہو یا تخت سلیمان ہو اسیر | ہین یہ دونون زینہ ہائے نردبان بوترابؑ

اور ایک شرف جناب امیر علیہ السلام کو حاصل ہی کہ آنکی اولاد اولاد رسول مختار کہلائی جتنے فاطمی ہین سادات بزرگ کہلاتے ہین ایک بیٹی سے پروردگار نے یہ ترقی اولاد کی عطا کی کہ تمام عالم مین سادات موجود ہین یہ شرف کسی وصی کو حاصل نہین ہوا

دو کلمۂ داستان جلالت عنوان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان جانا نور الدہر و ایرج کا طرف صحرائے گرداب نشان کے اور گرفتار ہونا اور جانا سامنے ہفت پیکر کے اور پہونچنا امیر کا عین جشن مین ہفت پیکر کے اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر نشہ خیز | کہ پیر مغان کا ہو عزم گریز | مرے ساقی خوش ادا مہ لقا
کہ ہو آج بزم مسرت فزا | اُبلتی ہو شیشے کی صورت صدا | کہ ہی مجمع ساقی پارسا

ہراک جام ہی جام جمشید کا
کہ جسپر غرور آنکے نالب ہوا
قد او نہال گلستان حسن ہی
ہراک رندمیکش کو چرکہ ہوئی
قمر وصف عارض سے حیران کیا
بڑھلتے ہین لب جنگ پہ پھر قدنگ

ملے رند میکش کو اسکا مزا
رخش ماہ اوج جلالت نشان
زہے شوکت سرو بستان حسن
جو دیکھا جلال اُس مہ نور کا
زہے حسن ساقی مہ نوش کا

یین اک جام کا تجھسے طالب ہوا
لبش عیسی درد بیچارگان
اولسے جو ساقی کی آمد ہوئی
سمان پھر گیا آنکھ مین طور کا
امیر جہانگیر والا حشم

چہرہ غازیان غزوات جلالت نشان و مجاہدان جہاد شوکت و جلالت نشان اس داستان شوکت بیان کو اس طرح تحریر کرتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیال سخن آفرین + سخن را بکرسی نشاندر این چنین + صاحبقران زمان مع فرزندان نامور و سرداران خوش سیر دربار مین رونق افروز ہین ذکر ہو رہے ہین امیر فرماتے ہین کہ اگر ہفت پیکر کا پتہ پاؤن تو مین جاکے اُسے قتل کرون غرضکہ ایک تاجر حاضر ہو کچھ زرین فو دلایا ہو سامنے امیر کے وہ اشیا پیش کیے امیر نے وہ اشیا دیکھکر کئی لاکھ روپیے کے خریدے شاہ سلیمان فارسی سے حکم دیا کہ اس تاجر کا روپیہ ابھی دیدو شاہ سلیمان فارسی اُسی وقت تاجر کو ساتھ لیکر در خزانے پر آئے توڑے گنوا کر روپیہ اُسی وقت دیدیا تاجر یہ فیض و سخا دیکھکر مبہوت ہوگیا اپنے دل مین سمجھا تھا کہ کئی لاکھ روپیہ کا اسباب صاحبقران نے خریدا ہی مہینون مین یہ روپیہ ملیگا لیکن سبحان اللہ کیا رئیس جلیل ہین کہ زبان سے نکلتے ہی کئی لاکھ روپیہ یون فوراً مل گیا بیحد و بیپایان صاحبقران کی تعریفین کرنے لگا شاہ سلیمان سے کہا کہ مجکو ایک مرتبہ پھر سامنے صاحبقران کے لے چلو کہ ایسے بزرگون کی زیارت سے ثواب عظیم حاصل ہوتا ہے شاہ سلیمان تاجر کو لیکر سامنے صاحبقران کے آئے تاجر نے دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا خوشی مین گرد پھرنے لگا امیر نے فرمایا کہ کیون ای تاجر کیا کچھ اور مال باقی رہگیا ہی عرض کی کہ حضور بڑے بڑے شاہون کے دربار مین گیا اگر دس بیس ہزار کا خریدتے ہین خرچ خزانہ وغیرہ لیا جاتا ہی مہینون مین روپیہ دیا جاتا ہی حضور کے یہان نہ صرف خزانہ سے لیا گیا اور فوراً روپیہ مل گیا ایک اور سردار کے دربار مین گیا تھا وہان یہ قاعدہ دیکھا یا حضور کے یہان اُنسے زیادہ طریقہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ دوسرے کون صاحب دیکھے

عرض کی یہان سے چالیس منزل پر صحراے کیمیا ہے یار : تیرہ لاکھ فوج گویا دریا کی موج
ساحر بھی ہزارون ساتھ ہین ایک ایک انصاف پسند سُنتے تھے کہ شیر بکری ایک گھاٹ
پانی پیتے ہین اُس لشکر مین دیکھ لیا کہ معشوق عاشق پر ستم نہین کرتے آنکھ نہین چراتے دزدِ
حنا کے سر دست ہاتھ باندھے جاتے ہین افسر کا لقب رستم پیلتن ہی حضور کی صورت سے
بہت ملتے ہین چھ مہینے کا زمانہ گذرا کہ غلام اُنکے لشکر مین کئی مہینے رہا کئی لاکھ روپے کا مال
بیچا اسیطرح روپیہ اُنھون نے بھی دیا جب تلک اُنکے لشکر مین رہا دونون وقت خوان کھانے
کے آتے تھے جب رخصت ہوا فرمایا کہ پھر کبھی ہمارے لشکر مین آنا امیر نے فرمایا کہ وہ ہمارے
فرزند دلبند ہین اب کس حال مین ہین تاجر نے بیان کیا کہ فتامی طلسم ہفت پیکر کا ارادہ
کیا ہی کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر حاصل کیا اب صحراے
باد انگیز کا قصد ہی وہان سے لوح طلسمی کا پتہ ملیگا صاحبقران یہ حال سُنکر خوش ہو گئے
فرمایا کہ حقیقت مین وہ بہادر طلسم ہفت پیکر فتح کریگا کچھ خواجہ کا بھی حال سُنا تاجر نے
عرض کی خواجہ عمرو و برق ہمراہ لشکر ہین دو صحرا عیاری کر کے فتح کیے کہ جادوگرون کا
مقام تھا عجائب و غرائب سے وہ صحرا معمور تھے غیر ساحر کی کیا مجال کہ اُن جنگلون مین
قدم رکھتا اُن دونون جنگلون کو اُستاد و شاگرد نے مل کر فتح کیا مگر قید ہو گئے تھے ایک
ساحرہ اُستاد و شاگرد کو دار پر کھینچتی تھی وقت پر جا کے رستم پہونچے اُنکے ساتھ کے ساحرون نے
خون کے دریا بہا دیے اب صحراے باد انگیز کا قصد ہی امیر نے لاکھ روپے کا موتیون کا مالا گلے
سے اُتار کر تاجر کو عنایت کیا فرمایا کہ ری تاجر تو نے وہ خوشخبری سُنائی کہ روح کو راحت قلب
کو قوت حاصل ہوئی یہ تحفۂ یادگار تجھے دیتے ہین ہم بھی بر سر راہ ہین ورنہ تیری اور خدمت
کرتے دست چپی جھومنے لگے قاسم نے سیارہ سے اشارہ کیا سیارہ نے دس توڑے
لا کر تاجر کو دیے ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا اُسنے پندرہ ہزار روپے لا کر تاجر کو دیے
تمام دست چپیون نے تاجر کو دیا کوئی گلے سے لگاتا ہی کوئی ضرورت پوچھتا ہی جمہور کہہ اُٹھے
کہ دست چپیون کی تیغ مین یہ قوت ہی کہ جہان جاتے ہین خون کے دریا بہاتے ہین
اُس وقت خواجہ زادے بھی دربار مین حاضر تھے مالک نے کہا کہ آپ اسوقت ملاحظہ کرین

کہ رستم سے ہم لوگ کب ملین گے کب غنچہ آرزو کھلین گے خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر
کہا کہ اب جو صاحبقران طرف صحراے گرداب نشان کے جائینگے صحراے گرداب نشان
فتح کریگا اُسنے گویا عجائب وغرائب ہفت پیکر سنالے صحراے گرداب نشان مین خزانہ
ہفت پیکر رہتا ہی اُس خزانے مین بڑے بڑے تحفہ جات ہین ایرج نے خلعت بھاری
منگواکر خواجہ زادون کو دیا اور کہا کہ یہ تو ارشاد فرمائیے کہ صحراے گرداب نشان کس مقام پر
ہی خواجہ زادون نے کہا کہ یہان سے چالیس روز کا رستہ ہی سمت مشرق ایرج یہ سنکر
چپ ہو رہے تاجر کو امیر باتوقیر نے بہت کچھ دیکر رخصت کیا فرمایا اسی ہفتے مین طرف صحراے
گرداب نشان کوچ کرینگے جب تاجر جا چکا اور دربار برخاست ہوا ایرج اپنی بارگاہ مین
آئے کہا کہ ای شاپور دادا جان نے اُس طلسم کی فتاحی پر ہاتھ ڈالا ہی کہ انسان کی مجال
نہین کہ ایسے راستون مین قدم رکھے دست جیبون کا یہی طریقہ ہی کہ جس ویرانے مین جائین
وہ ویرانہ آباد ہو رعایا وہان کی دلشاد ہو دادا جان کے ساتھ ساحر بھی بے شمار ہین اور
غیر ساحر بھی بیحد ہین مین جاکر صحراے گرداب نشان کو فتح کرون مرکب ہمارا تیار کرو
شاپور نے اُسی وقت کرہ بن اشقر تیار کیا سرداران کو بھی خبر نہ کی شاپور البتہ ساتھ
ہو لیا اُسی شب تیرہ وتار مین طرف مشرق کے چلے قضاے کار شبرنگ بن عمرو عیار
عیار نور الدہر طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا شاپور اور ایرج کو جاتے ہوے دیکھا اُسی وقت
بھاگا ہوا خدمت نور الدہر مین آیا آکے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور تاجر زادہ طرف
صحراے گرداب نشان کے گیا نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ اسپ پریوش
تیار کرو مگر ہمارے کسی سردار کو خبر نہ ہونے پائے جس طرح ایرج گئے ہین اُسی طرح ہم بھی
چلین ورنہ یہ تاجر زادہ ایسا بلبلائیگا کہ بارگاہ مین بیٹھنا مشکل پڑیگا اُسی وقت شبرنگ
نے اسپ پریوش تیار کیا نور الدہر سوار ہوے طہماس پڑا ہوا سو رہا تھا کہ یہ دل وجان
سے شاہزادے پر عاشق ہی عالم خواب مین دیکھا کہ شاہزادہ کہین جاتا ہی گھبرا کے اُٹھا
آنکھین ملتا ہوا ننگے سر باہر نکل آیا پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار غلام قدیم کو ساتھ
نہ لیجیے گا نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ طہماس ننگے سر ننگے پاؤن دوڑا ہوا آتا ہی شاہزادہ

ٹھہر گیا طہماس نے آکر رکاب پر ہاتھ رکھ دیا عرض کی کہ آقا یہ غلام کیونکر زندہ رہیگا غلام کو
ساتھ لیجیے نورالدہر ٹھہر گئے طہماس نے اسی وقت گینڈا تیار کیا نورالدہر کے ساتھ ہوئے
اول حال ایرج تحریر کرتا ہون کہ ایرج گھوڑے کو ڈالے ہوئے جاتے ہین اگر کوئی مقام
معقول پایا تھوڑی دیر ٹھہر گئے دوسرے دن ایک پہاڑ کے قریب پہونچے دو دن دو راتین
گذرین کو پشت مرکب سے زمین پر نہین آئے پہاڑ کو جو دیکھا کہ چشمہ ہائے آب بھی جوش
مار رہے ہین درختون پر طائر زمزمہ سرائی مین معروف ہین ایرج گھوڑے سے اُتر پڑے
صحرا مین ٹہلنے لگے شاپور سے فرمایا تھوڑا پانی پینے کا لاؤ تو بڑے سے شاپور نے چھاگل
نکالی چشمے کی جانب چلا سامنے درۂ کوہ تھا اُسمین سے ایک آہو جست کرتا ہوا نکلا ایرج نے
کمان کیانی دوش سے اُتاری ترکش سے تیر لیا تاک کے مارا کہ آہو کے اِس پٹھے کو توڑ کر اُس
پٹھے سے پار گذرا ایرج نے قرولی کمر سے نکالی کہ جھپٹ کر اُسکو بہ قربانی پہونچاؤں دور سے
شاپور نے دیکھا ایرج نے گھٹنہ سینے پر رکھا آہو کی آنکھین بحسرت گردش کرتی ہین کہ اُسنے منھ
کھول کر ایک چیخ ماری شاپور نے دیکھا یہ شیردل گر کر بیہوش ہوا پاؤن زمین پر رگڑنے لگا
شاپور ہائے آقا کہکر دوڑا آہو پاؤن زمین پر رگڑنے لگا پاؤن سے اُسکے غبار بلند ہوا غبار مین
شاہزادہ پوشیدہ ہوگیا جب شاپور قریب آیا دیکھا کہ نہ آہو ہے نہ وہان پر ایرج نوجوان ہین
شاپور بے اختیار رونے لگا ایک صدائے ہیبتناک کان مین آئی کہ او عیار مکار اپنی جان کو
غنیمت جان بھاگ یہان سے ورنہ تیرا بھی یہی حال ہوگا شاپور یہ صدا سُنکر کانپ گیا
ایک جانب بھاگا ایک غار مین جاکر چھپا شام کو کانپتا ہوا غار سے نکلا نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ
پہاڑ پر روشنی معلوم ہوتی ہے اور آواز گانے کی آتی ہے شاپور کوہ کی جانب چلا دور سے دیکھا
کہ گھاٹی پہ پہاڑ کی ایک بڑھیا بیٹھی سر ہل رہا ہے مگر لٹھیا ہاتھ مین لیے بیٹھی ہے شاپور گھاٹی پن
کوطے کرکے جب قریب بڑھیا کے پہونچا بڑھیا نے پکار کر آواز دی کہ ارے آنے والے ادھر نہ آ
ورنہ بلا مین مبتلا ہوگا شاپور نے قریب آکے سلام کیا ایک پتھر پر بیٹھ گیا کہا نانی اماں آپنے
غلام کو نہین پہچانا بڑھیا نے کہا کہ ارے نگوڑے مین کیا جانون کہ تو کون ہے شفقت مین رشتہ
لگاتا ہے کوئی مکار معلوم ہوتا ہے شاپور نے کہا کہ نانی اماں آپ بھول گئین جب مان

میری مرگئی میں روتا تھا آپ نے مجکو مارا مین نکل گیا ایک تاجر کی نوکری کی دشمنون نے اپنے گھر کا مالک کردیا بہت کچھ مال لیکر آیا ہون مال تو لیکر رکھو میری شادی کرو گھر کی آبادی ہو مال کا نام سنکر بڑھیا بلائین لینے لگی کہا بیٹا مین نے نہین پہچانا تھا تیرے جدا ہونے سے اسقدر روئی کہ بصارت مین فرق آگیا شاپور نے کہا کہ جب شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے اُن لڑکون کو کھلاؤگی تو روشنی آنکھون کی بڑھ جائیگی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈالا روپے نکالکر سامنے بڑھیا کے رکھے بڑھیا خوش ہوگئی کہا کہ ای فرزند اس دھوم سے تیری شادی کرون کہ سب عزیز و اقارب جمع ہون چاندسی دلھن بیاہ کے لاؤن روح کو راحت دل کو قوت ہوگی یہ کہکے شاپور نے ایک جو کمر مین ہاتھ ڈالا ایک ڈبیا عقیق سرخ کی نکالی ہشت پہل۔ کہا نانی اماں اسکو نہ کھولنا اسمین کنکر پتھر ہین بڑھیا نے کہا کہ بیٹا مین دیکھکر رہنے دونگی شاپور نے جو کئی مرتبہ کہا اور منع کیا بڑھیا کو زیادہ ہوس ہوئی سمجھی کہ اسمین جواہر ہو کہا بیٹا بیٹھ مین دیکھ کے اسکو بند کردونگی یہ کہکے ڈبیا کھولنے لگی مضبوطی سے ڈبیا بند تھی بڑھیا نے جو زور کیا ڈبیا کھلی بیہوشی اڑی بڑھیا چھینک مارکر بیہوش ہوئی شاپور نے بڑھیا کے کپڑے اُتارے اسکو نیچے پہاڑ کے پھینک دیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے اُسی بڑھیا کی شکل بنا لٹھیا ٹیکتا ہوا چلا بالائے کوہ آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی ٹھنی مسند پر بیٹھی ہے گرد کنیزین مصاحبین پوچھ رہی ہین کہ واری مزاج کیسا ہے آپ کو مکدر پاتے ہین ہم سب بہت گھبراتے ہین ٹھنڈی سانس کھینچ کر اُس ساحرہ نے آواز دی کہ صاحبو کیا پوچھتی ہو کیا حال دل سے آگاہ کرون کیا کیفیت بیان ہو اگر ہر موئے جسم زبان ہو تو بھی نہ بیان کرسکون اصل مین یہ کیفیت ہو۔

نظم

خانۂ دل مین ہر اک جانب اُسی کا نور ہو	میرے گھر مین جلوہ گر تیرا چراغ ای طور ہو
دل دُکھانے پر کسی کے خلق کیون مغرور ہو	نالۂ مور ضعیف اسکو صدائے صور ہو
بعد مردن بھی گناہون کے سبب ہو بحجانہ مین	کوئے جانان جنت الماوی ہو جانان حور ہو
شوق میخواری نے بختی مین گرایا ہی بسکہ	جو پھپھولا ہو بدن پر دانۂ انگور ہے
رات فرقت کی کٹی ظاہر ہوئی صبح وصال	یہ سپیدہ زخم دل کو مرہم کافور ہو

عارضِ جانان پہ تل ہی یا کلف ہی ماہ مین — ہی شفق مین زہرہ یا ماتھے پہ یہ سیندور ہی
بھیک بھی مانگی تو بہرِ عبرتِ اہلِ دول — بچہ گدا کے ہاتھ مین جامِ سرِ مغفور ہی
تیری زلفون کی سیاہی کا تصور بندھ گیا — عید کا دن بھی نگاہون مین شبِ دیجور ہی
ہی وہ نزدیک اور نہین عارض پر اُسکے دسترس — مہرِ تابان پاس ہی ماہِ درخشان دور ہی
دستِ موسیٰ ہی بغل مین خرم دستِ یار سے — نور پاسے سنگ رہ جو ہی وہ سنگِ طور ہی
خط کے آتے ہی ملا ہمکو نہ زلفون کا پتا — سچ تو ہی ماسیہ اکثر خذا سے مور ہی
کوچہ گردی معشوقون کے عشق مین چھوڑا قبول — غیرتِ عشقِ حقیقی سے نہایت دور ہی

خواصین ان شعرون کو سُنکر رونے لگین ایک نے کہا کہ واری آپ کے طرزِ کلام سے عشق ٹپکتا ہی وہ کون ظالم ہی کہا کہ صاحبو کیا کہون **فرتوت جادو** آتی ہی اُس سے حال پوچھو کہ وہ ظالم کیسے کلام کرتا ہی اتنا ہو شاپور پر اشارہ کیا شاپور جھپٹ کر صحبت مین آیا سب کے سامنے سحر کرنے لگا کہا ہوا ایسا مرد وا میری نگاہ سے نہین گذرا اقرار ہی نہین کرتا ذرا واری اُسے صحبت مین بلائیے یہ سنکر اُس جادوگرنی نے کہا کہ صاحبو اول مضمون کتاب دیکھ لیجئے کتاب نکالی پڑھنے لگی اُسمین یہ لکھا تھا کہ ای ساکنانِ **طلسم ہفت پیکر** آگاہ ہو فلان سال مین طلسم کشا اس طلسم پر آئیگا جو اُسکا ساتھ دیگا آبرو پائیگا اور جو دشمنی کریگا ہر تدبیر سے مارا جائیگا اور عزیز طلسم کشا ہر طرف سے بلوہ کرینگے جس مقام پر جائیگا اُسکو فتح کریگا جتنے بڑے بڑے جھگڑے ساحرون مین پڑینگے ایک کا ایک دشمن ہوگا اور عزیزان طلسم کشا کی شرکت کرینگے بادشاہ کوہ خواب ایرج نوجوان پر عاشق ہوا اور عاشق ہوکر اُس جوان کا ساتھ دے اگر وہ ساتھ دیگی بڑی ذلت اُٹھائیگی یہ مضمون پڑھ کے کہا کہ صاحبو دیکھو یہ کتاب قدرت کی تصنیف کردہ ہی کسکی مجال ہی کہ اس کتاب مین دخل دے حقیقت مین ایسا ہی ہوا۔ ایرج نوجوان پوتا طلسم کشا کا میری جالی مین آیا مجھ کمبخت نے جو اُسکو دیکھا اُسکے جمال بیمثال پر عاشق ہوئی وہ وصل سے انکار کرتا ہی شاپور جو بڑھیا کی صورت پر بیٹھا تھا بول اُٹھا کہ ای ملکۂ عالم ذرا اُس جوان کو مجھے دکھائیے کون ایسا کور ظاہر و باطن ہوگا کہ جو آپ کو نہ پسند کریگا ذرا بلوا کر مجھے دکھائیے مین وہ نہین جو اُس سے کرون دیکھون کیونکر نہین مانتا صاحب خانہ نے

کہا کہ ای فرتوت دن بھر تو نے بھی سمجھایا میں نے بھی کس کس قدر ڈرایا مگر وہ جان کو نہیں ڈرتا
ہر مرتبہ یہی کہتا ہی مجھے قتل کر ڈال میں مجبور ہو گئی اب میں نے اس سختی سے قید کیا ہی کہ مثل
ماہی بے آب تڑپ رہا ہی اب تم کیا سمجھاؤ گی شاپور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم دن کو آپ نے
کپڑے نہ بدلے تھے اسوقت آپ بناؤ کر کے بیٹھی ہیں اسوقت بلوائیے کہ کنیز اُس سے باتیں کرے
یہ باتیں تھیں کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا صاحب صحبت اُٹھ کھڑی ہوئی کہا بڑی ہمشیرہ
آتی ہیں کمیت شعلہ خیز کا ابر جو بادیکھا ایک جادوگرنی کمال چمک دمک سے تخت پر سوار پہلو میں
ایک جوان حسین بسلاسل تخت پر پڑا ہی مگر زنجیر ہلا رہا ہی چاہتا ہی کہ قید توڑ ڈالوں زنجیر نہیں
ٹوٹتی کمیت آکر اتری کہا بوا توسن تمہاری حوالی میں بھی کوئی نبیرۂ حمزہ آیا میری سرحد
میں یہ جوان آکر پہونچا میں کمبخت دیکھ رہی تھی اس آن بان سے پرستان سے نکلا کہ میں
دیکھکر عاشق ہوئی اسکو اُٹھا لائی دن بھر سمجھایا مگر یہ جاہل نہیں مانتا آخر میں نے قید کیا ہو
توسن تمہاری حوالی میں بھی کوئی آیا کسی پر عاشق ہوئیں توسن رونے لگی کہا بوا آج دن بھر
جلتے ہوئے گذرا میں نے بھی اُسکو قید کیا ہو اب آتا ہی تم دیکھنا اسی کی صورت سے وہ بھی ملتا ہی
بالکل یہی باتیں ہیں غصہ انتہا کا ہی شاپور نے نورالدہر کو بیچاتا اشاروں سے باتیں کرنے لگا
کہتا ہی کہ ای شہریار قبلہ و کعبہ سے اگر آپ لوگوں کو سمجھایا کہ ساحرہ سے جرأت کو نہ ظاہر کیجیے
جسطرح بنے مطلب کو نکالیے مگر آپ لوگ نہیں مانتے نورالدہر نے شاپور کو پہچان کر منھ پھیر لیا
کہ جھنکارنے کی زنجیر کے آواز آئی خانہ زنجیر میں غل ہوا دیکھا کہ ایرج نوجوان اکڑتے ہوئے
چلے آتے ہیں نورالدہر کو دیکھکر اور زیادہ اکڑنے لگے توسن نے کہا کہ بوا کمیت دیکھتی ہو
کسقدر جرأت کا ناز ہی یہ نہیں جانتے کہ سحر کے آگے زور نہیں چلتا ای فرتوت اس جوان کو
سمجھا شاپور نے کہا کہ بیٹھنے دیجیے انکے سامنے ناچ گانا ہو دونوں جنیں مل کر بیٹھے پھر جرعہ
شراب و کباب کا ہو آپ ہی توجہ کرینگے ایرج کو کنیزوں نے بٹھایا ایرج نورالدہر کو گھور
رہے ہیں نورالدہر بھی تنے ہوئے بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ای کمیت شعلہ خیز تو مجھکو
قتل کیوں نہیں کرتی ایرج نے بھی یہی کہا فرتوت جست کر کے بیچ میں آئی مٹکنے تھرکنے
لگی تانیں کھینچا اور سیدھا سا ٹھیکہ بجایا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

روا ہی کسکے دین میں یہ طریقہ کس مسلمان کا
اکیلے چھوڑتا ہون خاک و خون میں قید بیجان کا

پری زادون کا کوچہ ہی تعجب کچھ نہیں اسمین
لیے کشکول یان گر افسرِ شاہِ سلیمان کا

جوانی میں اُسے ہم دیکھتے ہیں اپنی آنکھون سے
لڑکپن میں فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا

مری ہر سقف دل پر ہی لکھا مضمون بیتابی
طناب آہ رشتہ ہوان اوراقِ پریشان کا

وہ غیرون سے گلے ملتا ہی کیا ق نے جلایا ہی
ہمارے ذبح کرنے کے لیے دن عید قربان کا

بوقت بیخودی مجھسے جو اسکا چھٹ گیا دامن
وہین دست جنون دشمن ہوا میرے گریبان کا

عدم کی سیر کو فرہاد و مجنون ہو گئے راہی
قمر مالک ہی تو ہی اندلان کوہ و بیابان کا

اس طور سے یہ غزل گائی توسن نے کہا کہ ای فرتوت آج تو تونے جوانون کے دانت کھٹے کر دیے شاپور نے عرض کی مین چاہتی ہون ان نوجوانون کو راضی کرون توسن نے کہا ای کمیت کتاب قدرت مین قدرت کیا تحریر فرماتے ہین ہمین تمھین لکھا ہی کہ عزیز داران طلسم کشا کی مددگار ہونگی یہ کہکے توسن سامنے ایرج کے آئی کہا کہ ای نبیرۂ طلسم کشا مین تمھارے ساتھ ہون راستہ گرداب نشان کا بتاؤنگی کمیت نے اٹھکر یہی نورالدہر سے کہا دونون نے اطاعت کی دونون قید سے رہا ہوے مسند پر لاکے ایرج و نورالدہر کو بٹھایا ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا کہ نورالدہر کے ساتھ لنب قد ابھی ہوگا وہ آج کہان ہی نورالدہر نے کہا کہ وہ شیر بیشۂ جرأت بھی آتا ہوگا شمشیر زنی کر رہا ہوگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سے سناٹا ہوا ایک جادوگرنی طہماس کی کمر مین پنجہ دیے ہوے آکر پہونچی طہماس کو ڈالدیا اور کہا صاحبو تم سب خوش بیٹھے ہو مجھے دن بھر گذرا اس ظالم کو سمجھاتے ہوے یہ جاہل مزاج نہین مانتا کمیت نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار تو نے اس جوان کو کہان پایا کہا کہ صحرائے گل اندام مین یہ بیتاب ہوکر روتا پھرتا تھا مین نے جو اسکو دیکھا اپنے باغ مین لیگئی بہت سمجھایا یہ نہین مانتا آخر میرے خیال مین آیا کہ کوہ غرائب پر چلون شاپور نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار ان دونون صاحبون نے ان دونون شیرون کی اطاعت کی تم بھی مطیع اسلام ہو طہماس تمکو ضرور قبول کرین گے شمشیر جوہر بار نے آواز دی کہ ای فرتوت جادو یہ شخص اپنی زبان سے اقرار کرے یہ سنکر طہماس نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار مین جان و دل سے تیری خدمتگذاری کو حاضر ہون

لیکن اطاعت دین اسلام قبول کر شمشیر جوہر بار نے بصدق اطاعت قبول کی توسن کے
پہلو مین ایرج کمیت کے پہلو مین نورالدہر طہماس پاس شمشیر جوہر بار کے بیٹھے ناچ گانا
ہونے لگا دور شراب بے اندیشۂ انجام شروع ہوا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو یکایک
ایک آندھی سیاہ اُٹھی سب جادوگریان کانپنے لگین کمیت و توسن و شمشیر یہ تینون
اپنے مقام سے اُٹھین دستکین دیتی ہین چاہتی ہین کہ آندھی موقوف ہو آندھی موقوف
نہین ہوئی آندھی نے اسقدر زور پکڑا کہ کنیزین مثل پرکاہ اڑی جاتی ہین آندھی مین سے
تین پنجے پیدا ہوے ایک پنجہ کمر مین توسن کی اور ایک کمر مین کمیت کی اور ایک کمر مین
شمشیر کی پڑا اور ایک صداے ہیبتناک آئی کہ او نالائقو تمنے اطاعت مسلمانان کی تمکو
قدرت جہنم مین پھینکین گے نورالدہر و ایرج چاہتے تھے کہ اپنے مقام سے اُٹھین مگر اُٹھ
نہ سکے شاپور نے بھی چاہا کہ کوہ سے کود کر بھاگ جاؤن زمین نے اُسکے بھی پانون تھام لیے
تھوڑے عرصے مین آندھی دفع ہوئی تینون جادوگریان غائب ہوئین آخر مین دیکھا کہ
تینون کے گلے مین زنجیر بندھی ہوئی ہو لٹکتی ہوئی جاتی ہین اور کنیزین اڑ کر زیر کوہ گرین
پڑی ہوئی تڑپ رہی ہین ایرج و نورالدہر و طہماس و شاپور پہاڑ سے اُترے آگے
نورالدہر و طہماس چلے ایرج نے گھوڑا دوسری طرف ڈالدیا مگر نورالدہر و طہماس
کوئی دس کوس نکلے کہ دیکھا ایک مقام پر ایک بڑی بارگاہ استادہ ہو کہ قبہ بارگاہ کا قبہ
فلک سے ہمسری کر رہا ہو گرد خیمے کے ہزارون جادوگر اُترے ہوے ہین جادوگرون نے
جو نورالدہر کو آتے دیکھا قریب بارگاہ کے آ کر پکارے کہ ای خورشید جادو عزیز دار طلسم کشا
آتا ہو اندر سے خیمے کے آواز آئی کہ گرفتار کر لو سب جادوگر لینا لینا کہکے طرف نورالدہر کے
چلے نورالدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کو کھینچا فوج پر جا پڑے
عنبر زنگی بھی اپنے آقا کی تلاش مین اسی صحرا مین سرگردان پھر رہا تھا اپنے آقا کے لڑنے
کی صدا سُنکر آپڑا حقۂ آتشبازی مارا کئی سو جادوگرون کے منہ جلے طہماس نے ساطور جو
چلایا کئی سو کے سر اُڑ گئے نورالدہر نے کئی سو جادوگرون کو تیغۂ خاراشگاف سے مارا کہ
کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ایک ساحر سیہ فام گولہ ہاتھ مین فولادی لیے ہوے نکلا پکار کر آواز دی

کہ او نبیرۂ حمزہ کیوں قضا کا طالب ہو اگر گولہ ماروں گا مع گھوڑے اُڑ جاؤ گے یہ کب جواب
دیتے ہیں اُسی طرح گرم جنگ رہے طہماس ساطور مار رہے ہیں بیچ میں فوج ساحران کے جا پہنچے
وہ ساحر جو خیمے سے نکلا اُسنے آواز دی تلوار پھینک دو گھوڑے سے اُترو ساتھ کے رفیق کو بھی
منع کرو اسی میں خیر ہو ورنہ سحر کرونگا کہ زمین ہل جائیگی اگر اشارہ کروں اپنے ہاتھ سے اپنا گلا
کاٹو ستم خورشید بلاخیز ایسا نہو کہ مجھے تکلیف کرنا پڑے ہر چند کہ یہ چنچا لیکن یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کب
سنتے ہیں ایک طور پر مصروف جنگ رہے کئی مرتبہ اسنے اسی طرح پکارا یہ لوگ لڑتے رہے تب
آگے بڑھا گولہ فولادی ہاتھ میں تھا وہ پھینک مارا گولہ آکر بیٹھا نور الدہر کا مرکب بدلگامی کرنے لگا
طہماس کو گینڈا لیے لیے دوڑا پھرتا ہو چاہتا ہو کہ گرا دوں طہماس جب بیری جاتا ہو گینڈے
کی پسلیاں کڑکتی ہیں مگر رکتا نہیں کہ سامنے سے گرد اُڑی ایرج بھی آکر پہونچے دیکھا کہ نور الدہر
حیران و پریشان مصروف جنگ ہیں طہماس گردن سے گینڈے کی لپٹے ہیں ہر طرف سے نیزے
اور تیر پڑ رہے ہیں خون بدن سے جاری ایرج بھی آپڑے اُس ساحر نے آواز دی کہ یہ دام
ہو بے دام کا جو آئیگا وہ پھنسے گا ای فولاد شیر سوار اس جوان کو لینا صحرا سے گرد اٹھی دیکھا
کہ ایک زنگی کرگدن سوار آکے ایرج کے سامنے مقابل ہوا اور نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر لیا شاپور نے دیکھا کہ ایرج ایسا صف شکن اُلجھ اُلجھ کے نیزہ بازی کر رہا ہو
خیال ہو کہ ایسا نہو نیزہ ہاتھ سے نکل جائے شاپور ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا ہوا سامنے
اُس ساحر کے آیا کہا کہ ای شہریار دیکھیے جانب صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شاید صاحبقران
آتے ہیں اگر وہ آگئے تو تھوڑے ہی عرصے میں کل فوج کو تہ و بالا کر دینگے خورشید بلاخیز نے منہ
پھیرا شاپور نے جلدی میں خنجر مارا ساحر کے شکم پر پڑا لڑکھڑا کے گرا ساحر کے گرتے ہی اندھیرا
ہو گیا ایرج نے دیکھا کہ وہ زنگی مع گینڈے غرق زمین ہوا نور الدہر کا گھوڑا اُٹھا طہماس کا
گینڈا اصلاح پر آیا طہماس و نور الدہر تو مصروف جنگ ہوئے شاپور دوڑا ہوا قریب ایرج کے
آیا کہا کہ ای شہریار اب نکل چلیے آپ سے جو زنگی لڑ رہا تھا وہ بھی دیکھیے نابود ہوا اُسی کے سحر کا
باعث تھا یہ سنکر ایرج نے گھوڑا نکالا پکار کر آواز دی کہ ای کشتی گیر زادے دست چپی ایسے وقت
مدد کرتے ہیں یہ کہکے گھوڑا بڑھایا طرف صحرا کے نکل گئے نور الدہر و طہماس نے تھوڑے ہی

عرصے مین اُس لڑائی کو فتح کیا کچھ لوگ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگے دامن صحرا سے منھ کو چھپایا
مگر نورالدہر و طماس و شبرنگ بطرف صحرا کے چلے فرماتے ہوے کہ اس وقت ایرج کا آنا اور
شاپور کا تیزی کرکے ساحر کو مارنا مجکو بہت ناگوار ہوا دیکھا تمنے کیا کہتا ہوا نکل گیا طماس نے کہا
حضور جو آپ کی شوکت و شان ہو سب پر ظاہر ہی اُس تاجر زادے کے کہنے سے کیا ہوتا ہی یہ
کہتے ہوے جاتے ہین مگر ایرج نوجوان فرزند قاسم عالیشان کوئی دس کوس رستہ طے کرکے
ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے شاپور سے فرماتے ہین ادھر ویرانہ زیادہ ہی آبادی کا نام
نہین اب تک کوئی ملک نہین ملا صحراے گرداب نشان کا کیونکر پتہ ملیگا کہ کان مین توپ کی
آواز آئی ایرج نے توپ کی آواز سنکر کہا کہ ای شاپور کوئی قلعہ لڑ رہا ہی یہ کہکے اسی طرف گھوڑا
پھیرا شاپور رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ساتھ ہی تھوڑی دور گھوڑا بڑھایا تھا کہ دیکھا ایک قلعہ
سر بفلک کشیدہ عاجز و درماندہ اہل قلعہ ایک دیو خصال گینڈے پر سوار یلغر کیے ہوے قرب
خندق کے پہونچا ہی اہل قلعہ فریاد کر رہے ہین ایرج نے وہین سے للکارا کہ او نامرد انکی فریاد
کو نہین سنتا خبردار اب آگے نہ بڑھنا منم ملک ایرج نوجوان ایرج نے جو للکارا وہ پہلوان
پا تو خندق فرانے کو تھا پلٹ کے اُسنے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال مرکب سبز چشمی زیر ران
اُڑائے ہوے گھوڑے کو آتا ہی شعشعہ نور جمال سے میدان نورانی و منور ہو گیا ہی پلٹ پڑا وہ
بادشاہ پیر قلعے کا حاکم اُسنے کہا کہ یارو مین نے اس وقت بصدق اعتقاد خداے نادیدہ کو
یاد کیا تھا اُسی خداے حقیقی کی مدد ہی اب پھاٹک قلعے کا کھولدو اس جوان کے پیچھے صف آرا ہو
قلعے کا پھاٹک کھل گیا وہ بادشاہ تخت پر سوار ہوکے نکلا پشت پر بارہ ہزار جوان یہان دیو خصال
آکر لگا و رزن ہوا دیو خصال کا گینڈا چھ سات قدم ہٹا ایرج کا مرکب تین قدم پیچھے ہٹا اُس
جوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم میثاق کوہ تن ای جوان تیرا نام نامی کیا ہی مدد کو آنے کا کیا باعث
ایرج نے کہا کہ منم ملک ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران مردان عالم ہمیشہ مصروف جہاد
رہتے ہین اگر کوئی ظالم کسی مظلوم پر ظلم کرتا ہی ہم نہین دیکھ سکتے حتی کہ اسوقت تیرا یلغر انکی عاجزی
بہت ناگوار گذری کہ انکی فریاد اور تیری بیداد اب حربہ کر اُسنے دیکھکر آواز دی کہ ای جوان تو تو
معشوق خوشخو ہی صحبت مین تیرے بیٹھنے سے رونق ہوگی اپنے لشکر کا تجکو بادشاہ کرون میرا حرم

چاہتا ہی میرا حریہ غضب لات و منات ہو ایرج نے کہا کہ لات و منات کون گدھے تھے
یہ سنکر پہلوان نے جھلا کر نیزہ مارا چاہا نوک نیزے پر اٹھالون ایرج نے سنان نیزے کو
بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال کر نیزہ توڑ ڈالا میثاق نے تلوار کھینچی خبردار کہکے ہاتھ مارا
ایرج نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لون اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا
جھٹکا مارا کہ گھوڑے نے ایرج کے گھٹنے ٹیک دیے دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے دونون
جوانون سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ایرج نوجوان نے اترتے ہی زور
صاحبقرانی کو صرف کیا جب پکڑ دوئے ایسے دو چار گھستے دیے کہ زرہ اُسکی پارہ پارہ پیشانی سے
خون بہ رہا ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہو دوپہر الجھ الجھ کے لڑا کیے دن رہے ایرج نوجوان نے دونون
مونڈھے اُسکے تھامے سینے مین سر اڑا کر لے دوڑے پندرھوین قدم پر لاکے ایک پٹکا مارا دونون
گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے ایرج نوجوان نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اُس خودسر کو بلند کیا گرد سر کے چرخ دیا زمین پر مارا چھاتی
پر سوار ہوے فرمایا شناخت پروردگار مین کیا کتا ہو اسکے ساتھ والے ستر ہزار جوان دیکھ رہے تھے
کہ ہمارا افسر زیر ہوا لیتا لیتا کہکے دوڑ پڑے وہ بادشاہ پیر جو تخت پر سوار ہو کے نکلا تھا اُس نے
بارہ ہزار جوانون کو حکم دیا ان بیجاؤن کو روکو بارہ ہزار جوان ستر ہزار پر جا پڑے دونون لشکر
مل گئے تلوار چلنے لگی ایرج نوجوان پر نیزے اور تیر جو پھینکے ایرج نوجوان اُنکے بچانے مین مشغول
ہوے میثاق کو وقت نکل کر بھاگا اپنی فوج مین پہونچ گیا ایرج چاہتے ہین کہ جا کر اُسکو مارون
اُسکے ساتھ والے جان دیکر بچاتے ہین شاپور شیردل معروف لڑائی باتی ہی کہ جو پشت سے آیا
اُسے خنجر مارکے گرا دیا ایک بیجا نے شاپور کو نیزہ مارا کہ شانہ شاپور کا لٹانہ ہوا شاپور شیردل
تنہا ایک بیجا نے آکے ایرج کو ٹوکا ایرج نے اُسکو جواب دیا دوسرے نے پشت پر سے تلوار
لگائی کہ سر ایرج کا زخمی ہوا دوسرے پہلو پہ میثاق آگیا اُسنے بھی ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کا زخم سر
چار پارہ ہوا اب رات ہوگئی ایرج کو یقین ہوا کہ ایسا نہ ہو گھوڑے سے گر پڑون تلوار نیام
مین کی ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے گھوڑا ایرج کو لے نکلا جو سامنے آگیا کسی کا منہ سے
سر چبا ڈالا کسی کو چٹک ماردی کسی کو دولتی لگائی اس طرح ایرج کو لیکر نکلا وہ بادشاہ پیر

بارہ ہزار جوانون سے اس گمان پر رات بھر لڑا کہ وہ مددگار ہمارا لڑ رہا ہوگا صبح خبر مشہور ہوئی کہ
ایرج کو گھوڑا نکال لے گیا میثاق کوہ تن اسی طرح لڑ رہا ہی آخر بادشاہ پیر نے شکست کھائی
بھاگ کر قلعے مین چھپا تو ہم ہارین تب میثاق کوہ تن نے کہا کہ قلعے کو گھیر لو قلعہ گھیر کے میثاق
اُترا آب ودانہ اہلی قلعہ پر بند کیا بادشاہ پیر زخم خوردہ قلعے مین آیا محلات مین تہلکہ پڑا ہوا ہے کہ
خواجہ سرا نے آکر عرض کی حضور کو محل مین یاد کیا ہی بادشاہ زخم باندھ کر اندر آیا زوجہ دروازے پر
آکے ٹھہری بیٹی گل اندام سرو قد کھڑی رو رہی ہی باپ کو جو دیکھا گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا ابا جان
فتح کے بعد شکست کا کیا باعث ہوا بادشاہ نے کہا کہ ای نور نظر میثاق کوہ تن تو دیو ہی اُسنے
یلغار کرکے قلعے کو لے لیا تھا عین وقت پر ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران عالیشان خداوند لقا کا
نواسہ آکے پہونچا اُس شہر کو ہمارے حال پر رحم آیا اُس دیو سے لڑا چھوٹا قد حسین وجمیل تین پہر مین
اُسکو زیر کیا ستر ہزار فوج میثاق کے ساتھ تھی سب بلوہ کرکے آپڑی مین بارہ ہزار جوانون سے
برا سے مدد پہونچا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اُس شیر صولت نے کتنی ہی افسر تاک تاک کر مارے
عیار بھی اُسکا بلاے روزگار تھا چستی بالی کرتا تھا ایک بیجا لے نے نیزہ مار کر اُسے زخمی کیا اُسکے زخمی ہو جانے
کے بعد اُس شیر کو بھی کسی نے زخمی کیا نہین معلوم شب کو اُسپر کیا گذری ہمنے شکست کھائی نہین معلوم
اُس شیر کو گھوڑا نکال لے گیا یا گرفتار ہوا میثاق بگڑا ہوا ہی قلعے کو گھیرے ہوے پڑا ہی آب آذوقہ
ہمپر بند ہوا دس پانچ دن تک خیر وعافیت ہی آخر بھوکے پیاسے قلعے سے نکلین گے لڑ بھڑ کر اپنی
جان دینگے گل اندام نے یہ حال ایرج نوجوان سُنا ایک عشق پیدا ہوا کہ اُس شیر کو کیونکر دیکھون
دن کو تامل کیا رات کو آخر اسقدر بیتاب ہوئی کہ لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا ایک مادیان
چپکے سے کھول لی اُسپر سوار ہو کے نکلی جب قریب در قلعہ پہونچی فولاد نامے نگہبان دروازے پر
تھا اُس سے گل اندام نے پکار کر کہا کہ کھڑکی قلعے کی کھول دو تلاش مین اُس جوان کی جائینگے
بادشاہ نے حکم دیا ہی فولاد آنکھین ملتا ہوا اُٹھا کھڑکی کھول دی گل اندام جو جھپٹ کر نکلی جب باہر
قلعے کے آئی نقاب چہرے سے اُٹھ گئی معلوم ہوا کہ برق چمک گئی اب تو فولاد بدحواس ہو گیا کہا
یارو یہ کون قتال عالم جاتا ہی ارے اسے گھیر لو ملکہ نے گھوڑی کو بھگایا کوڑا جو مارا طرارہ بھر کے چلی
سوار دوڑے ہلڑ جو ہوا بادشاہ محل مین جاگ پڑا گھبرا کے پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کنیزون نے عرض کی

نہین معلوم کیا باعث ہو کہ صاحبزادی نکل گئین مادیان عربی پر سوار ہو کے گئین وہ مادیان جو اسی
سال حضور نے خریدی ہو بادشاہ نے کہا کہ اُس کمبخت کی خبر لو کس وجہ مین نکل گئی چند خادم پلٹ کر
آئے اُنھون نے کہا حضور ملکہ نکل گئین بادشاہ چیخ بیٹھ کر خاموش ہوا مگر دروازے پر پڑا لوگ
بادشاہ کی بیٹی نکل گئی یہ خبر میثاق نے سُنی رسالہ دار اپنے خرس پیل کن کو حکم دیا کہ اپنا رسالہ لیکر
تلاش مین ملکہ کی جاؤ خرس پیل کن ہزار جوان لیکر تلاش ملکہ مین چلا ملکہ جو چلی صحرا کا سناٹا اور
جانوران وحشی کی آوازین یہ پروردہ عہد ناز و نعم اُسپر یہ پیچ و خم کہ جانورون کی آوازین کان مین
آتی ہین کبھی گھبرا کے داہنی طرف گھوڑی کو ڈال دیا کبھی بائین جانب بڑھایا دیکھا کہ ایک مرکب
کوہ شرین کوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل بیچ مین دس بیس جوانون کے گھرا ہوا وہ لوگ رسیان اور
زنجیرین مارتے ہین گھوڑا طرارہ بھر کے نکلتا ہو کسی کا سر پھٹتا ہو کسی کا ہاتھ ٹوٹتا ہو اور دو چار آگے
شریک ہو جاتے ہین معرکہ یہ گذرا کہ ایرج زخمی جنگل مین پڑا تھا اُس حوالی مین قزاق رہتا ہے کہ
سفاک قزاق اُسکا نام ہو برائے سیر جو نکلا ایرج کو زخمی دیکھا صورت دیکھکر عاشق ہو گیا گرہ
بن اشقر ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا جب ایرج کو قلعے مین لایا علاج کیا شام کو ایرج نے آنکھ
کھولی آنکھ کو کھولتے ہی اپنے مرکب کو پوچھا سفاک نے کہا گھوڑا وہان نہین تھا ایرج نے کہا
کہ میرا گھوڑا وحشی ہو گرہ کہکر پکارنا جہان ہوگا وہ آجائیگا دس بیس قزاق آئے گرہ صحرا مین پکارا کیا
پھرتا تھا گرہ جو کہکر پکارا گھوڑا دوڑا ہوا آیا قزاقون نے گھیرا ہو مگر وہ گرفتار نہین ہوتا ملکہ نے
چاندنی مین گھوڑے کو پہچانا کہ باپ نے یہی ذکر کیا تھا کہ اُس نوجوان کا گھوڑا اسپ حبشی تھا اسے ہی
دیکھکر سمجھی کہ اُسی شہریار کا گھوڑا ہو مادیان کو بڑھایا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو تم ہٹ جاؤ ہم
گھوڑے کو رام کیے دیتے ہین قزاق عاجز ہو رہے تھے ملکہ نے قریب آکے کہا کہ اے مرکب اصیل
اپنے آقا کے پاس چل یہ مرکب مثل انسان کے باتین سمجھتا ہو ملکہ نے جو یہ کہا گرہ ساتھ ہو لیا ملکہ نے
قزاقون سے پوچھا کہ وہ شہریار کہان ہو قزاقون نے بیان کیا کہ ہمارے افسر نے علاج کیا ہے
ملکہ اشتیاق مین ایسے نوجوان کے دیکھنے کے گھوڑے سے کہہ رہی کہتی ہو کہ اپنے آقا کے پاس
چل گھوڑا چلا آتا ہو ملکہ گھوڑے کو لیکر قلعے مین آئین قزاقون نے جا کر سفاک سے کہا کہ ایک سوار
آیا اُسنے نہین معلوم مرکب سے کیا کہا گھوڑا آسانی سے چلا آیا تھان پر پہونچ گیا اب وہ سوار

مشتاق دیکھنے ایرج نوجوان کا ہی سفاک نے کہا کہ بلالو قزاقون نے آکر بلا لیا ملکہ اُس
بارہ دری مین آئین کہ جسمین ایرج نوجوان پلنگ پر بیٹھے ہین سر پر پٹی مرہم کی چڑھی ہی کرتا شہابی
کا پہنے ہوے تلوار قبضے مین بیٹھے ہین ملکہ نے جو اس شان سے ایرج کو دیکھا جھپٹ کے پلنگ کے
قریب جاؤن نقاب چہرے سے ہٹ گئی ایرج نے دیکھا کہ ایک نازنین دلجو خوشخو آنکھین مثل
چشم آہو خنجر ابرو دام بلا گیسو قریب تھا کہ ایرج کو غش آجائے بمشکل اپنے کو سنبھالا ملکہ قریب آئین
ایرج نے ہاتھ تھام لیا ملکہ پاس بیٹھ گئین پوچھا کہ اے ملکۂ عالم تم گل کس گلستان کی ہو اور ماہ
کس آسمان کی ہو ملکہ نے پتہ بتایا جس قلعے پر آپ لڑے تھے وہان کا بادشاہ میرا باپ ہی مین نے
جو آپکا ذکر سنا دیکھنے کا اشتیاق ہوا شکر ہی کہ آپ تک پہونچی میثاق نے قلعے کو گھیرا ہی نہین معلوم
کیا آفت برپا کریگا باپ میرے لرزان و ترسان قلعے مین ہین ایرج نے کہا کہ مین ابھی چلتا ہون
سفاک نے کنیزون سے سنا کہ ایرج نوجوان کے پاس ایک نازنین آئی ہی جو ایرج کی مشتاق ہوکر
سفاک نے کہا کہ مین تو جا کر دیکھون کہ وہ نازنین کون ہی سفاک نے کہلا بھیجا کہ اے شہریار مین حاضر
ہون ایرج نے کہا کہ آؤ ملکہ کو ہٹا دیا سفاک آیا سفاک نے پوچھا ایرج نے جو حال سنا تھا وہ
مفصل بیان کر دیا یہ تو سفاک پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ؑ پوتے رستم کے لشکر صحراے
گرداب نشان مین نکلے ہین جب اسنے حال نازنین کا سنا کہا کہ اے شہریار غلام سے کیا پردہ ہی
ایرج نے نازنین کو آواز دی ملکہ گل اندام سرو قد بلا تکلف چلی آئین سفاک کی نگاہ جو پڑی دل و جان سے
اور مائل و شیدا ہوا سوچا کہ ایرج کو زہر دیکر مارون اور اس نازنین پر قبضہ کرون یہ سوچ کر کہا
کہ حضور کا کیا ارادہ ہی ایرج نے کہا کہ میرا ارادہ ہی مین جا کر میثاق کو مارون سفاک نے عرض
کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جائے اہل قلعہ کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے ایرج نے کہا کہ بے
میرے جائے دم نہ لے گا اور صبح کو ہم جائین گے سفاک نے کہا کہ غلام ساتھ جائیگا ایرج نے حکم دیا
کہ تیاری کرو سفاک نے بارہ ہزار قزاق تیار کیے پہر رات رہے ایرج سوار ہوے ملکہ بارمان بھی
سوار ہوئین چار گھڑی رات رہے سے ایرج طرف قلعے کے چلے میثاق نے جو دختر شاہ کا حال
سنا تھا رات ہی کو اسنے طبل یلغز بجوا دیا صبح کو سامنے قلعے کے آکر ٹھہرا قلعے پر یلغز کیا قلعہ سے توپ
پڑنے لگی جب دو تین ہزار آدمی اسکے مارے گئے تب میثاق نے سب کو روکا آپ گینڈا بڑھا کر چلا کا دسے پہ

ایڑین پر گینڈے کو دے ہوئے قریب خندق کے پہونچا اہل قلعہ نے فریاد کی میثاق نہیں سنتا
چاہتا ہو خندق فرآکے جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایرج نوجوان مع سفاک قزاق آکر پہونچے
ایک مادیان پر سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش نیزہ ہلاتا ہوا ساتھ ہو ایرج نوجوان نے
وہین سے للکارا کہ او میثاق کہان جاتا ہو ایرج کو دیکھکر جل گیا گینڈے کو پھیرا ایرج بھی برابر
پہونچے اُسنے گرز اُٹھاکے یہ کہکے مارا کہ اسی سے در قلعہ توڑنے چلا تھا اب تیرے فرق کو برباد
کرونگا ایرج نے تلوار کا ہاتھ مارا گرز کے دو ٹکڑے ہوئے اُسنے ڈنڈ کھینچ مارا ایرج نے خالی
دیکر خبردار خبردار کہکر وار تیغۂ برق تاب کا کیا تیغہ تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر مع گینڈے میثاق
کے چار ٹکڑے کیے میثاق کو مار کر فوج پر اُسکی جا پڑے فوج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ بادشاہ بھی
قلعے سے نکل آیا بارہ ہزار فوج سے لڑنے لگا اور سفاک بھی بارہ ہزار سوار سے گرا آخرکار فوج
میثاق کی شکست کھا کر بھاگی لاشہ الک کا بمشکل لیا طرف صحرا کے بھاگی ایرج نوجوان لڑائی
کو فتح کرکے پلٹے کاؤس تاجدار اس بادشاہ کا نام ہو ایرج نے اس سے سوال اسلام کیا
یہ بھی بصدق مسلمان ہوا سفاک قزاق کو بہت ناگوار ہو یہ سمجھا تھا کہ میثاق کے ہاتھ سے
ایرج کو آزار پہونچیگا مین بادشاہ قلعہ پر دباؤ ڈالونگا اسکی دختر پر قبضہ کرلونگا اب میثاق
مارا گیا یہ نوجوان اُس معشوقہ پر قبضہ کریگا دست بستہ عرض کی کہ آج غلام کے یہان حضور کی
دعوت ہو اس فتح کی غلام کو بڑی خوشی ہوئی ایرج سمجھے کہ ہمارا رفیق ہو اس فتح کی اسکو
بہت خوشی ہوئی دعوت قبول کی سفاک مکار اپنی بارگاہ مین ایرج کو اور کاؤس کو لے کر
بڑے اعزاز و اکرام سے آیا قزاقون سے کہدیا کہ مین آج اس جوان کو پکڑ لونگا دختر کاؤس پر
میری جان جاتی ہو بارگاہ مین لایا ایرج کو مقام صدر پر بٹھایا جام ارغوانی بھر کر سامنے لایا عرض کی کہ
حضور نوش کرین ایرج بے اندیشۂ انجام پی گئے دوسرا جام بادشاہ کو دیا یہ بھی پی گیا
تھوڑے عرصے مین ایرج کا سر پھرنے لگا فرمایا کہ کیون او سفاک کیا تونے ہمکو بیہوشی دی
یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے بیہوشی کام کر چکی تھی یہ اور کاؤس تاجدار دونون اپنے مقام سے
اُٹھے آخر لڑکھڑا کے گرے اور بیہوش ہوئے شاپور نے چاہا کہ اُٹھ کر بھاگے دس بیس قزاقون نے
اسے مل کر گرفتار کر لیا چند لوگ یہان سے بھاگ کر قلعے مین پہونچے لوگون نے قلعہ بند کر لیا گولہ اندازون

حکم دیا کہ بالائے قلعہ قائم رہو صبح کو سفاک باہر آیا اسنے قلعہ بند پایا تو بین لگی ہوئی ہین پکار کر آواز دی کہ ای اہل قلعہ پھاٹک کھولدو ملکہ سے کہو کہ میرے پاس چلی آؤ ورنہ ایرج اور کاؤس کو قتل کرونگا ملکہ نے کہا کہ اختیار ہو قلعے کا پھاٹک نہ کھولو سفاک نے میدان فوج کی تیاری کی تین دار بین استادہ ہوئین آپ بارہ ہزار قزاقون کو لیکر کھڑا ہوا ایرج و کاؤس و شاپور کو دار پر کھینچ دیا تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا اہل قلعہ کو آواز دی کہ دیکھو مین تمھارے مالک کو قتل کرتا ہون ملکہ نے آواز دی کہ او ملعون تجکو اختیار ہی جو چاہتا ہی قزاق کہ تیر رہا کرے کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان مثل آفتاب اور ایک دیو خصال گینڈے پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا آتا ہی

نعرۂ نور الدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی — کہ شاہنش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش — عدو در رزم گاہش صد ہزاران الاماں خواندہ

دیگر

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم — لقارا بہ یک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم — خہ نوجوانان لقب یافتم

وہ نوجوان گینڈے پر سوار تھا اسنے آواز دی کہ منم ہژبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و مسعد طہماس بن عنقول دیو پرور یہ کہکے آگے ایرج نوجوان نے جو نور الدہر کو دیکھا تڑپکر زنجیر پکڑی جھٹکا مارا کہ زنجیر ٹوٹی گرتے گرتے قید کو توڑا نعرہ کیا۔ نعرۂ شاہزادہ ایرج نوجوان

ملک ایرج آن آفتاب منیر — کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر — جو تیغ یلی برکشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف — اگر تیغ بر سنگ خارا زنم — زگاؤ زمین بیخ و بن برکنم

ملکہ نے جو بالائے قلعہ کے دیکھا کہ ایرج نے قید کو توڑ ڈالا اور شاپور کو بھی رہا کیا شاپور نے جھپٹ کر پنجہ مارا کاؤس تاجدار بھی قید سے چھوٹا ایرج اڑتے بھڑتے برابر سفاک قزاق کے پہونچے للکارا کہ او نامرد ازلی یہ تو نے کیا حرکت کی اب اپنے کو بچا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کلائی اسکی پکڑکے ایک طمانچہ ماردیا کہ سر سفاک کا جبر گردن سے اڑگیا سفاک کو مارکر قزاقون کو قتل کرنا شروع کیا قزاقون مین صدائے فریاد بلند ہوئی آخر قزاق شکست کھاکر بھاگے نور الدہر طہماس کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوے اور پکار کر آواز دی کہ او تاجدار دے

کر پاس فروش بازاری دیکھا پروردگار نے کیا یہ دکھایا اب بیٹھ کر اس قلعے مین سر نگرا ؤ ہم طرف صحراے گرداب نشان کے جاتے ہین ایرج نے للکارا کہ او کشتی گیر زادے ٹھہر جا مین آکر تیری گوشمالی کرتا ہون نور الدہر نے چاہا کہ پلٹ پڑین طہماس نے منع کیا کہ کیا ضرور ہی ناحق کو تکرار ہوگی آپ اپنے کار ضروری کو چلیے نور الدہر و طہماس نکل گئے ایرج نوجوان لڑائی فتح کرکے قلعے مین آئے کاؤس تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ میری بیٹی ایرج کو جاکر لائی اسنے ترنج خوشبوئی سینے پر مارا وزیرون نے نذر دی اور عرض کیا کہ اے شہریار مبارک ہو کہ ایسا شوہر صاحب حسب ونسب آپ کا داماد قرار پایا ایرج نے ملکہ سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ پلٹ کر صحراے گرداب نشان سے عقد کرینگے دوسرے دن ملکہ کو بجاے کاؤس تاجدار قلعے مین تخت پر بٹھایا اور آپ بارہ ہزار جوان مع کاؤس تاجدار ساتھ لیکر تلاش صحراے گرداب نشان مین چلے شاپور اکثر آگے بڑھ جاتا ہی قریات مین جاکر پتے لگاتا ہی شام کو آکر شاہزادے کو منزلون کا نشان دیتا ہی ایک منزل پر جو ایرج اُترے صحرا تمام سبزہ زار درخت سرسبز و شاداب چشمے لاجواب جون جون شام ہونے لگی لشکر تو اُتر پڑا مگر شاپور دیکھ رہا ہی کہ صحرا کی رعنائی مین فرق آیا درختون مین پتے خشک ہونے لگے چشمون کا موج مارنا موقوف ہوا شاپور چھپ کر ایک گوشے مین بیٹھا جون جون رات بڑھی جنگل مین روشنی ہونے لگی شاپور نے دیکھا کہ آسمان پر ایک شعلہ چمکا ایک شاپور کی جھپک گئی پھر جو آنکھین کھولین دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک چبوترہ ہی اُسپر فرش ہوگیا پھر شعلہ چمکا اب کی مرتبہ شاپور نے دیکھا کہ ایک مسند شاہانہ بچھی ہے اسباب عیش ونشاط آراستہ گلابیان رکھی ہین جام اُسپر اوندھے ہوے ہین اور ایک نازنین نہایت حسین دریا مین پھولون کے غوطہ زن بکبر و نخوت مسند پر بیٹھی ہی چند ستارے آسمان سے لوٹتے ہوے زمین پر گرے شاپور نے دیکھا کہ چند کنیزین زرین پوش گرد آکے بیٹھین باتین ہونے لگین ایک کنیز مہتاب کے واسطے جنگل مین جو آئی شاپور نے کمند مارکر اُسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکے محفل مین آیا بیٹھکر سامنے اُس نازنین گلپوش کے یہ غزل گائی

نظم

ہر دم کا خیال رخ زیبا نہین جاتا	کیون رند ترے سر سے یہ سودا نہین جاتا
افسوس ہی تو رشک مسیحا نہین جاتا	حال اب ترے بیمار کا دیکھا نہین جاتا

باقی ہو پس از مرگ بھی عشق خط و گیسو
سر کٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہین جاتا

ویران ہو بیابان جنون جب سے گیا ہین
مجنون کوئی اب جانب صحرا نہین جاتا

اُس زلف کی تسخیر مین عاجز ہین سپیرے
کالا کسی منتر سے یہ کیلا نہین جاتا

جس بات کی چاہو قسم اک مرتبہ لیلو
ہر بار تو قرآن اُٹھایا نہین جاتا

کیا پہونچے خبر حال پریشان کی ہمارے
اُس تک کوئی اخبار کا پرچا نہین جاتا

ہی تذکرہ اب تک مری شوریدہ سری کا
یہ ذکر یہ مذکور یہ چرچا نہین جاتا

ہی رنگ نہ وہ روپ مگر باقی ہی اغماض
سب اُڑ گیا پر غمزۂ بیجا نہین جاتا

چل پھر کی جو طاقت تھی رہی تاب و توان تک
اب تھک کے جہان بیٹھے پھر اُٹھا نہین جاتا

احباب کو کیا کام یہ کیون پوچھتے ہین رند
جاتا ہون مین اُس کوچے مین اب یا نہین جاتا

اس طور سے شاپور نے یہ غزل گائی نازنین گلپوش نے کہا کہ ای نرگس آج تو تو نے رنگ باندھ دیا آج لشکر عزیز دار طلسم کشا اس صحرا مین آکر اُترا ہی عیار اُسکا بڑا تیز و طرار ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی عیاری کرے کوہ غرائب پر مین بحکم خداوندہ گئی تیغ بنگلے کمیت، توسن و شمشیر کو اٹھاکر لے آئی تینون میرے پاس قید ہین اطاعت خداوند کا اقرار نہین کرتین جبکا لشکر یہان اُترا ہو اُسکی عاشق تو حسن ہی وہ بہت بیقرار ہی آٹھ پہر روتی ہی ایسا نہو کہ عیار طلسم کشا کے عزیز کا یہان آجائے تو باعث خرابی ہو فرزندان عمرو مین شاپور بلاے روزگار ہو ایسا نہ ہو کہین پھرتا پھرتا اس جانب نکل آئے شاپور کے یہ حال سُنکر ہوش اُڑ گئے خیال مین آیا کہ ایسا ہو یہ ملعونہ پہچان لے ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرا کہا کہ ای ملکہ عالم عیار کی کیا مجال ہی آپ کا وہ انتظام ہی کہ کوئی اس صحرا مین قدم نہین رکھ سکتا لشکر مسلمانان فروکش ہو ون کو ان سب نے صحراے سبزہ زار دیکھا شام کو اسی صحرا مین خزان تھی جہان خزان و بہار کا یہ انتظام ہو وہان عیار کی کیا مجال ہے مین جنگل مین پھرتی ہوئی گئی تھی مین نے سب طرف سے دیکھا کسی کو نہین پایا اگر حکم دیجیے شاپور کو بکبلاؤن نازنین گلپوش نے کہا کہ ارے تم لوگون نے ایسا ہی انتظام کیا ہی مجکو نام سے ان عیارون کے خوف آتا ہے ان عیارون نے ملک کے ملک ویران کر دیے شاپور نے اور چند شعر گائے باتون مین لگا کر پوچھا کہ صحراے گرد اب نشان کا کیا نشان ہی گلپوش نے کہا ہزار طرح

مسلمان کدو کوشش کرینگے صحراے گرداب نشان تک نہ پہنچ سکینگے ایک صحراے لق ودق
وادی بے کنار ہی وہان جاکر دھوپ سے ہلاک ہو جائینگے وہ دھوپ پڑتی ہی کہ ہم لوگون نے
جاکر اکثر برف برسائی وہان تاثیر نہین کرتی وہ جھونکے ہواے گرم کے چلتے ہین کہ نخل سر سبز جلتے ہین
اُس گرمی کی کیا برداشت کر سکینگے ایک جھونکے مین ہوکے پامال ہو جائینگے شاپور نے پھر
دل پر جبر کیا گستاخ ہوکے پوچھا یہ راستہ کس طرف سے ہے گلپوش نے کہا کہ ای نرگس تو تو آج
اس طرح پوچھتی ہی گویا تجھکو جانا منظور ہے مین قیدیون کو بلواؤن دیکھون اب راہ پر آئے یا اس
قید شدید مین بھی وہی سرکشی ہی کنیزون سے اشارہ کیا توسن وکمیت وشمشیر کو لاؤ کنیزین
چار پانچ اٹھین ستارے جیسے آسمان مین ڈوبین تھوڑے ہی عرصے مین خانہ زنجیر مین غل ہوا
دیکھا کہ چار پانچ کنیزین کمیت و توسن وشمشیر کو پکڑ لائین مگر ان سب مین توسن زیادہ بیقرار
ومضطر تھی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے گلپوش نے پکار کر آواز دی کہ کیون بی توسن اب
پالگامی تھی یا نہین کیا منظور ہی قدرت نے تمکو یاد فرمایا ہی توسن نے دیکھکر آواز دی کہ ہم اُسی
مصیبت مین ہین قتل اور بخشنے کا تجھے اختیار ہی قیدی سب طرح مجبور و ناچار ہین شاپور نے
دست بستہ عرض کی کہ ملکۂ عالم انکا تو حال معلوم ہوا کہ اُسی حال مین ہین دھگڑیون کی جو یاد انکو قتل کیجیے
گلپوش نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ حکم قطعی سر کاٹنے کا قدرت سے نہین ہوا ہی علم ہی کہ ہمارے
بندون کو سمجھاؤ راہ پر لاؤ ان بندون نے پشت بالپشت سجدہ کیا ہی ذرا سی خطا پر کیونکر قتل
کیے جائین شاپور کہتا ہی کہ ملکۂ عالم سامان عیش ونشاط مہیا کیجیے دور کا جام چلین اس طور سے
شراب پلاؤن کہ آپ خوش ہو جائین مین پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن
نیا رنگ محفل مین دکھاؤن کبھی ایسی ساقی گری نگاہ سے نہ گذری ہوگی یہ سنکر گلپوش نے
کہا کہ ای نرگس تیری خوشی واجب ولازم ہی تجھکو خبر ہی کہ مین کس فکر مین ہون آج اس صحراے
پرہول مین لشکر ظفر اثر نبیرۂ طلسم کشا آکر اترا ہی ایک قلعہ اُسنے فتح کیا بارہ ہزار جوان اُسکے
ساتھ ہین لیکن تیری خوشی کرنا ضرور ہی یہ کہکے کنجی میخانے کی ازاربند سے کھول کر سامنے
نرگس نقلی کے پھینکی کہا او نرگس آج تمھاری ساقی گری دیکھین شاپور میخانے مین آیا اپنے
بزرگون کے طریقے ایجاد کیے پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم آج ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے

سب کنیزین شراب لینے کو آئیں اور لے گئیں شاپور نے چند گلابیان مئے ارغوانی سے بھرین بغل
مین لیکر آیا گھنگرو پانؤن مین باندھے پہلے گت ناچا پھر جھک کر جام لبریز کیا سامنے گلپوش کے
آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے جیسے ہی گلپوش نے جام ہاتھ
مین لیا ایک نخل سامنے تھا پتے اُسکے گرنے لگے گلپوش نے ہاتھ رو کا اشارہ کیا کہ نرگس ایک پتہ
تو اٹھا لے شاپور رزان و ترسان قریب نخل کے آیا پتہ جو اٹھایا ایک شعلہ چمکا کہ رنگ و روغن عیاری
کا جل گیا پانؤن زمین نے تھام لیے گلپوش نے پکار کر کہا ارے یہ تو عیار ہے نرگس کہان گئی کنیزون
نے عرض کی کہ زیر نخل وہ پڑی ہے کنیزون اُسکو اٹھا لائین شاپور کو گلپوش نے گرفتار کیا اور اُن
تینون جادوگرنیون کے ساتھ کنیزون سے کہا کہ اسکو بھی لیجا کر قید کرو کنیزون نے شاپور کو لیا اور اُن
تینون جادوگرنیون کو مسلسل و مطوق کیا تخت پر ڈال کے لے گئین گلپوش جلسے کو برخاست
کر کے خدمت خداوند مین چلی صبح کا وقت ہے ہوا ٹھنڈی چلی پھول برستے ہوئے گجرے ہاتھون
سے کھول کھول کے پھینکتی جاتی ہے کوہ زبرجدی پر آئی دیکھا کہ میلہ جمع ہے مرادمند زیر کوہ فریاد
مچا رہے ہین کوئی کہتا ہے کہ یا خداوند ہم بیمار ہین صحت عطا کیجیے کوئی پکارتا ہے کہ اولاد نہین ہوتی
تصویر سنگی سے آواز آتی ہے کہ جا تیرے یہان اولاد ہوگی زوجہ تیری حاملہ ہے فرزند پیدا ہوگا گلپوش
آگے اُتری زبرجد جادو تاج سر پر رکھے دیر دیر پر کھڑا ہے گلپوش نے کہا کہ اے زبرجد عرض کرو
قدرت سے کہ مین نیا معاملہ عرض کرنے آئی ہون زبرجد شاہ نے عرض کی کہ گلپوش کچھ عرض
کیا چاہتی ہے تصویر نے آواز دی کہ اے بندی خاص الخاص بیان کر دیا قدرت کہدین کہ جو تیرے
سر کہ گذرا وہ ہمپر روشن ہے گلپوش نے عرض کی کہ میرے یہان شاپور عیاری کرنے آیا کنیزون نے
گرفتار کیا لشکر اسکے آقا کا میرے جنگل مین اُترا ہے جو حکم ہو بجا لاؤن اور تینون جادوگرنیان
اطاعت قدرت نہین قبول کرتین وہ عشق مین نور الدہر و ایرج و طہماس کے گرفتار ہین جب
اُنکو سمجھایا جاتا ہے تو وہ بلکتی ہین تڑپتی ہین نہین مانتی ہین اُنکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہے تصویر
نے آواز دی کہ تینون کے سر کاٹ کے روانہ کرو اور شاپور کو دار پر کھینچ دو لشکر ایرج نوجوان
تباہ کر کے آؤ تو تمکو خلعت وزارت ملے یہ سنکر گلپوش خوش ہو گئی خوب سا بناؤ سنگار کر کے
چلی پہاڑ پر آئی بیٹھ کر سحر تیار کرنے لگی دو دن سے شاپور غائب ہے ایرج نوجوان کنارے پر

لشکر کے کھڑے انتظار کر رہے ہیں کہ گلپوش پہاڑ سے دیکھنے لگی نگاہ آیرج نوجوان پہ پڑی کہ
عاشق ہوئی جمال جہتیاں دیکھکر بیتاب ہو گئی خود سر پر کج زلفین خلیلی تا بدوش معلوم ہوتا ہی
کہ مار سیاہ لہرا رہے ہیں خال سبز رنگ ہاشمی چہرے پر ہویدا و ظاہر عارض دو نو ماہ کامل پر خوشنون
سے مسیحائی سپہ گری چہرے سے برس رہی ہی تیغۂ دودم سکندری حمائل سپر پشت پہ ہلال و بدر کا
ساتھ ہی کمان کیانی کا خم بازوے تہمتن پر اپنے کو قربان کر رہی ہی ترکشون سے تیر دلدوز منھ
نکالے ہوے صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماران سیاہ بانبی سے منھ نکالے ہیں یا طائر تیر پر بند ہیں
یا محبوب خود پسند ہیں کہ منھ کو پردۂ ترکش میں چھپایا ہی خنجر آبدار جوہر دار زیب کمر جس سے لوح
رستم و اسفندیار کو خطر کمر مضبوط باندھے ہیں لڑنے پہ چست ارادہ درست قد سرو باغ خوبی
یا کلک منشی خانۂ محبوبی کھڑے ٹہل رہے ہیں اس جمال جہتیاں کو دیکھکر بیتاب ہو گئی بے اختیار
منھ سے یہ اشعار نکل گئے نظم

لالہ رویوں پہ دل جلاتے ہیں
اپنا رنگ اسطرح جماتے ہیں
آمد آمد ہی کسکی محفل میں
آزمانے جو آزماتے ہیں
گرے شیشہ نہ دست ساقی سے
جب طواف حرم کو جاتے ہیں
غل ہی زنجیر کا کہیں شاید
کو بکو در بدر پھراتے ہیں
کرتے ہیں زلف یار میں شانہ
آستیں وہ عبث چڑھاتے ہیں
شمع تربت مری بجھاتے ہیں
داغ بالاے داغ کھاتے ہیں
نہیں ہوتا وہ ہم بغل جس رات
گل و بوے نہیں سہاتے ہیں
خشک کیونکر ہوں کہ کس بطرح
مست ہی بانوں لڑ کھڑاتے ہیں
جبکہ میں یہ آنکھیں مجھ میں ہو دل
لڑکے دیوانوں کو ستاتے ہیں
حال دیوانگان عشق نہ پوچھ
سانپ کو ہاتھ پر کھلاتے ہیں
درد دل جب بیان کرتا ہوں
روح کو بھی غرض جلاتے ہیں
پان اس شوخ کو کھلاتے ہیں
تجھے پہلو کے کاٹے کھاتے ہیں
در پے وصل رقیبوں کو
درد و غم مجھکو کھائے جاتے ہیں
یاد آتا ہی گشت کوچۂ یار
مجھپہ آفت ہمیشہ لاتے ہیں
شوق دیدار و حسرت گفتار
تنکے چنتے ہیں خاک اڑاتے ہیں
دھو چکا ہوں میں اپنی جان سے ہاتھ
دانت میری زبان دباتے ہیں
جادے صحراے عشق کے ای رند
سانپ بنکے تجھے ڈراتے ہیں

جلا کے جو گلپوش نے یہ اشعار پڑھے آیرج نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دریا میں چھوٹون
کے غوطہ زن معشوقہ پر فن کھڑی گلچینی گلشن جمال کی نظارے کر رہی ہی ٹھنڈی سانسیں بھر رہی ہی

ایرج نے مسکرا کر کہا کہ ای محبوب گلپوش اگر ہمارے دیکھنے کی مشتاق ہو تو ہماری بارگاہ مین آؤ
ہم بھی تمھارے مشتاق ہین گلپوش پہاڑ سے اُتری ایرج نے ہاتھ تھام لیا بارگاہ مین لائے
مقام صدر پر جگہ دی جب وہ بیٹھ چکی تو ایرج نے پوچھا کہ کیون صاحب تمھارا نام نامی و اسم
گرامی کیا ہی گلپوش نے ہنس کر جواب دیا کہ صاحب بڑے صاحب اقبال ہو قدرت نے حکم دیا
تھا کہ جاکر لشکر ایرج کو پامال کرو خود پامال ہوئی جس ارادے پر آئی تھی اُسکے سراسر خلاف ہوا
گرفتار کمند گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی اب جو حکم دو وہ بجا لائین تمھارا عیار مہتر شاپور شیر دل
ہمارے پاس قید ہی اور کمیت و توسن و شمشیر کو مین ہی گرفتار کرکے لے گئی تھی ایک ہفتہ گذرا
سمجھاتے ہوئے وہ نہین مانتین ہین اُنکا قول ہی کہ ہمکو قتل کرو کہ اس کشاکش سے نجات پائین
ایرج نے کہا کہ ہماری خوشی یہ ہی کہ اُنکو بلواؤ گلپوش نے کہا کہ مین اُنکو ابھی بلواتی ہون اب
بہتر یہ ہی کہ آپ یہان سے نکل جائیے آپ کی خبر ہفت پیکر کو پہونچ گئی مین نے جاکر سب حال
کہا وہان سے حکم ہوا تھا کہ ان چارون کو قتل کرو اور لشکر ایرج پر جاکر وہ سحر کرو کہ اس صحرا سے
گھبرا کر نکل جائین اسی ارادے پر آئی تھی کہ صحرا کو سخت کرون مگر آپ کے اقبال نے دور مارا
میری بدعت سے بچایا قصد کیا تھا کہ سحر کرون آپ کے سحر حسن مین پھنسی اب جو فرمائیے بجا لاؤن
ایرج نے کہا کہ پہلے ہمارے عیار کو لائیے آج تین دن سے وہ غائب ہی ہمین زندگی دشوار ہی
وہ ہمارا دوست صادق و محب واثق ہی ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہی کہ ساحرہ کو مارون اپنے آقا کا
مرتبہ بڑھاؤن اُسی کے نہ ہونے سے ہمنے کوچ نہین کیا ورنہ ہم بہ سر راہ مین صحراے گرداب نشان
کا قصد ہی آئندہ پروردگار کو اختیار ہی منظور یہ ہی کہ اپنے کو صحراے گرداب نشان مین پہونچا دین
کہ دادا جان کو مشقت کم پڑے گلپوش نے جواب دیا کہ وہ مقام نہایت پرآشوب ہی وہان کی گرمی
آپ کے لشکر سے نہ اٹھیگی ایک ایک جھونکا ہوا کا کرہ نار ہی ایرج نے کہا کہ ای ملکہ عالم اگر موت
ہمکو لیے جاتی ہی تو ہم مجبور و ناچار ہین یہ غیر ممکن ہی کہ ارادہ کرین اور رہ جائین ہمارا ہمچشم آگے
بڑھ گیا نہایت جوان صف شکن ہی سپہ گری مین برق ہی ابھی سامنا ہوا تھا مگر وہ بھاگ گیا ورنہ
میرے ہاتھ سے مارا جاتا پھر گلپوش نے آنکھون مین آنسو بھر کر عرصہ دراز تک ایرج کو سمجھایا
ایرج نے نہ مانا آخر گلپوش نے باہر بارگاہ کے نکل کر طرف آسمان کے دیکھا آواز دی کہ ای

ہفت سیارہ جلد حاضر ہو دیکھا تو سات ستارے آسمان پر چمکے آپس میں لڑتے ہوئے زمین پر
آئے دیکھا سات کنیزیں زریں پوش سامنے آئیں گلپوش سے کہا کہ کنیزوں کو کیوں یاد کیا گلپوش نے
کہا کہ ای ہفت سیارہ ایرج نوجوان صاحب اقبال ہیں ہم انکے مطیع ہوئے اب جو انکی خوشی
ہوگی وہ کرینگے اور انکو تا بہ صحرائے گرداب نشان پہونچا دینگے وہ جادوگرنیاں جو قید میں ہیں انکو لاؤ
اور شاپور کو بھی جلد لاؤ ایسا نہ ہو کہ اسکو کوئی صدمہ پہونچے و باعث خرابی ہو وہ ساتوں کنیزیں
پہلوے نخل میں آ کے غائب ہوئیں بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ وہی ساتوں کنیزیں ایک
تخت پر سوار تینوں جادوگرنیاں کمیت و توسن و شمشیر زبانوں میں انکی سوزن سر جھکائے ہوئے
اور عیار قید سے رہا وہ بھی تخت پر بیٹھا ہے تخت زمین پر آیا کہا حضور یہ حاضر ہیں ایرج نے
تینوں کی زبان سے سوزن نکالی شاپور کو گلے سے لگایا گلپوش نے عرض کی کہ آج کنیز چاہتی ہے
آپ کے ملازموں کی دعوت کرے کل پھر کوچ کیجیے ایرج نے کہا کہ جو خوشی تمھاری گلپوش
نے ساتوں کنیزوں کو اشارہ کیا ساتوں کنیزیں پھرنے لگیں تھوڑے ہی عرصے میں ایرج نے
دیکھا کہ ساتوں کنیزیں پھر کر آئیں کنارے چشموں کے فرش بچھا ہے مسندیں قاعدے سے لگی ہیں
نخل سارے مثل جھاڑ کے روشن ہر سرو گلشن سے ظاہر تھا کہ شمع روشن ہے قمریوں نے اپنے
آشیانے ہٹائے ایک مقام پر کہ گوشۂ نہر کلاں تھا وہاں بارگاہ ایستادہ ہوئی ملازم جا بجا
اترے سردار صحرا میں ٹہلنے لگے ایرج بارگاہ میں آکر بیٹھے پردے بارگاہ کے اٹھوا دیے توسن و
کمیت و شمشیر بھی بارگاہ میں حاضر ہیں کہتی ہیں کہ ہم رفاقت میں رہیں گے جو مناسب ہو ہمارے
حق میں تجویز کیجیے ایرج فرماتے ہیں ملکہ گلپوش کو تمھارے مقدمے میں اختیار ہے گلپوش نے
کہا کہ ای کمیت و توسن شاہزادے کے ساتھ جان جانے کا خوف ہے آج یہ سامان جمایا ہے جشن
قرار دیا ہے اگر ہفت پیکر کو خبر پہونچی تو ضرور فساد برپا کریگا یقین ہے کہ خبر پہونچے اس وقت تمام
صحرا میں روشنی ہے دن سے بہتر معلوم ہوتا ہے ایرج مقام صدر پر ایک طرف کمیت اور ایک جا
توسن اور شمشیر پشت پر کمیت کے سردار جمع ہیں بادشاہ تخت پر چیدہ صحبت سردار اپنے اپنے
مقام پر بیٹھے ہیں ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ مرصعی لیکر بیچ صحبت میں آیا
چنگ مرصعی بجا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

گرمی سے اسکے رخ کی یہ گلشن دہک گیا
گل پر پڑا جو داغ شبنم چٹک گیا

کاکل میں تیری مرغ دل اب ہوچکا اسیر
پھنستا نہیں جو دام سے طائر پھڑک گیا

دل چاہتا ہے آب گلا رگڑ دون یار ہو سے
قاتل کو دیکھ تیغ بکف دم پھڑک گیا

آباد رکھے حق ترا میخانہ ساقیا
ہشیار کون کون بسا آکر بہک گیا

اللہ ری وحشتیں مرے آہو خصال کی
کوسوں ہی رم گیا ہے جو پتا کھڑک گیا

مطبوع طبع یار نہ ہوگی شبیہ بھی
رنگ قبول چہرے سے میرے ٹپک گیا

دی جان اسنے آتش گل سے کباب ہو
شاید کہ آشیانۂ بلبل بھڑک گیا

نکلا وہ سیر کو جو کبھی مل کے عطر گل
ہر کوچہ مثل صحن گلستان مہک گیا

شاعر نہیں ہوں رند میں مجنون عشق ہوں
جو منہ میں آیا عالم وحشت میں بک گیا

شاپور نے جو یہ غزل گائی تمام سردار اپنے اپنے مقام سے اٹھ کر گرد بارگاہ ایرج آ گئے تعریفیں شاپور کی کر رہے ہیں گلپوش بھی نہایت بکمال چہرہ خوشی سے لال پہلوے ایرج میں بیٹھی کہتی ہے کہ پروردگار اس جشن کا انجام بخیر کرے ایک ہفتے سے ہفت پیکر کوہ زرجلی پہ ہے ہفت کوہ کے لوگ آ کر جمع ہوتے ہیں اور جشن ہوتا ہے میں پلٹ کر نہیں گئی اب اسکو کھٹکا ہوگا نہیں معلوم کون اسکے کان میں کہہ دیتا ہے کہ فلان ساحرہ نے یہ کیا جو یہاں ہو رہا ہے اگر وہ خیال کریگا صورت بارگاہ دیکھ لیگا یہ ذکر تھا کہ پہلوے کوہ سے ایک ابر سیاہ اٹھا گلپوش یہ کہکر اٹھی کہ کوئی آتا ہے ہفت پیکر کو خبر ہوگئی شمشیر جوہر بار بلند ہوئی ابر کے قریب پہونچکر تلواریں برسانے لگی جو تلوار قریب ابر کے پہونچی شہرہ پنجہ پیدا ہوا تلوار کو تھام لیا جب کئی سی تلواریں اسی طرح غائب ہوئیں تو شمشیر نیمچہ کھینچ کر ابر پر جا پڑی یہ سب نے دیکھا کہ جیسے ہی شمشیر نے نیمچہ ابر پر مارا کئی پنجے کٹ کر گرے ایک پنجے نے آ کر ہاتھ پر تھپکی ماری نیمچہ ہاتھ سے شمشیر جوہر بار کے نکلا یقین تھا کہ تلوار زمین پر گرے دوسرا پنجہ ابر سیاہ سے پیدا ہوا اسنے وہ نیمچہ پکڑ لیا شمشیر کے سر پر نیمچہ مارا کہ شمشیر جوہر بار کا سر کٹ کر زمین پر گرا مرنا شمشیر کا گلپوش پر بہت شاق ہوا کمیت بلند ہوکر برابر ابر کے پہونچی مرکب مشکین بنکر چاہتی ہے کہ سبزۂ ابر کو پامال کردوں کہ ایک جوان ابر سے نکلا باگ پکڑ کر ایک گھونسہ منہ پر مارا کہ مرکب بیقرار ہوگیا گھونسہ مار کر پشت مرکب پر سوار ہوا

اسطرح مرکب کو دوڑایا کہ ابر مین جاکر غائب ہوا اور آواز آئی کہ ای گلپوش رومال سے ہاتھ باندہ کر حاضر ہو قدرت نے طلب فرمایا ہی اب گلپوش دامن جھاڑکر اٹھی اور ایرج نوجوان سے عرض کی کہ بڑی زبردست ساحرہ آئی ہو شعلۂ ابربار اسکا نام ہی آپ ہوشیار رہین اگر میرا سحر چلا تو اسکو جاکر مارتی ہون ورنہ قدمون پر نثار ہونے جاتی ہون یہ کہکے گجرے پھولون کے اپنے ہاتھون سے کھولے گلے سے طوق اتارا وہ گجرے طرف ابر کے پھینک مارے طوق کو بھی دوڑا پھول اُچھالے دیکھا سب نے کہ یاقوا ابر کا رنگ سیاہ تھا یا سُرخ ہوگیا نخل صحرا کے سرسبز ہونے لگے پتے مثل برق کے چمکے شاخین خمیدہ خنجر بکف ہین ہزارہا طائر آشیانون سے نکلے زمزمہ سرائی کرنے لگے گلپوش یہ حال دیکھکر اُڑی ابر مین جاکر غائب ہوئی بعد تھوڑے عرصے کے سبنے دیکھا کہ طائرون کی زمزمہ سرائی تو بڑہ گئی مگر درخت خشک ہورہے ہین پتے مثل رنگ مدقوق زرد ہوکر درختون سے گرا چاہتے ہین ہر نخل کے سایے مین پتون کا انبار جب جھونکا ہوا کا چلا ہے درختون سے گرتے ہین زیر نخل انبار ہوتے جاتے ہین یکایک ابر سے گلپوش نے سر نکالا آواز دی کہ ہفت ستارہ کہان ہین آکے اپنے کام مین مصروف ہون دیکھا سب نے کہ سات ستارے آسمان سے اڑتے ہوے پیدا ہوے درختون پر گرکے ہوا گرم جسل رہی تھی وہ موقوف ہوئی پتون کا گرنا رکا طائرون نے دھوم مچائی ایک عندلیب زحمت قریب پتون سے نکلی پکارکر آواز دی کہ ای ساکنان صحرا آگاہ ہو نظم

مین تو ہون زندان مین اور دھوم مچاتی ہی بہار	رنج دیتی ہو مرے دل کو دکھاتی ہے بہار
کھل رہے ہین غنچہ وگل ہر طرح کے ہر طرف	گلشن فردوس کا عالم دکھاتی ہی بہار
رفتہ رفتہ غنچہ وگل پر تصرف کرتی ہے	رنگ اپنا پہلے گلشن مین جماتی ہے بہار
دفن ہو یان کونسا دیوانۂ ہر دل عزیز	باغ مین ہر سال آکر خاک اُڑاتی ہی بہار
مین تو مجنون ازل ہون میرا کیا مذکور ہی	ہوشیارون کو بھی دیوانہ بناتی ہی بہار
پابزنجیر ایک دیوانہ نظر آتا نہین	حیف ہی ابکی برس کیا مفت جاتی ہی بہار
آمد آمد اُس گل رعنا کی ہے گلزار مین	صورت گل پیرہن مین کب سماتی ہو بہار
اک نہ اک دیوانہ ہو جاتا ہی سر کو پھوڑ کر	ہر برس آکر نیا اک رنگ لاتی ہے بہار

دیکھ لیں گے سال آیندہ اگر جیتے رہے		گل روانہ ہو گئے ای رند جاتی ہی بہار

اسلوح کے اشعار جو طائر نے گائے سارے صحرا مین اُس طائر کی آواز گونجی تمام صحرا پر بہار ہو
وہ ساتون ستارے عکس اپنا درختون پر ڈال کر بلند ہوے ابر مین ڈوبے اب جو دیکھا تو ابر ٹکڑے
ٹکڑے ہونے لگا ابر کے اندر سے ایک ساحرہ ظاہر ہوئی کہ تخت پر سوار ایک خنجر کھینچا ہوا آگے
رکھا ہی خنجر کو ہر مرتبہ جنبش دیتی ہی برقین چمکتی ہین آگ برقون اور ابر کو وہ ستارے توڑ کر اُس ساحرہ
سے لپٹ گئے ایک سر پہ ایک پشت پہ ایک سینہ پہ دو دونون پاؤن مین لپٹ گئے اور تخت سے
اُس ساحرہ کو اٹھایا خنجر کو مارا گلیوش نے توڑا اُس ساحرہ کی کلائی پر ہاتھ ڈالا اب وہ ساحرہ خالی
ہی گلیوش نے بڑھ کر جھولی اسکی اتاری اپنے قبضے مین کی جھولی کو جو اُسکی کھولا ایک چھوٹا سا خنجر
نکلا اُس خنجر کو طرف زمین کے پھینکا لشکر ایرج پر خنجر برسنے لگے کئی سو جوانون کے سر اُڑ گئے ایرج
نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ گلیوش لشکر تباہ ہوتا ہی کئی سو جوان مرے گلیوش نے بے کر گری یاوہ
خنجر طرف زمین کے آتا تھا اُس خنجر کو روکا روک کر طرف اُس ساحرہ کے پھینکا ساتون ستارون نے
اُس خنجر کو پکڑ کر گلے پر اُس ساحرہ کے رکھا کئی پنجے سنہری ظاہر ہوے اُس خنجر سے لپٹتے تھے مگر وہ
ستارے اُن پنجون کو ہٹاتے ہین مگر پنجے لپٹے جاتے ہین ایک آواز آتی ہی کہ ای گلیوش کیا غضب
کرتی ہی شعلہ ابر بار کو ستاتی ہی یہ فرستادہ خداوند ہفت پیکر ہی مگر اُن ستارون نے کچھ نہ سنا خنجر گلے
پر اُسکے پھیر دیا سر کٹ کر زمین پر گرا مرنا اُس ساحرہ کا تھا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا ایک آندھی
سیاہ اُٹھی مرنے سے اُس ساحرہ کے دیر تک آگ برسی کئی سو جوان لشکر ایرج کے جل گئے گلیوش
نے اُنگلیان اپنی کاٹ کر خون آسمان پر پھینکا جب خون بلند ہوا تب آگ برسنا موقوف ہوئی اور
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شعلہ ابر بار جادو بود گلیوش ہنستی ہوئی سامنے آیرج نوجوان کے
آئی اُنھین سات ستارون پر اشارہ کیا کہ ای ہفت سیارہ بڑے وقت پر آئیں خوب آکر گھیرا
کمیت گوشہ کوہ پر بیہوش پڑی ہی انتہائی زخمدار ہی اگر مین گھڑی بھر اور نہ پہونچتی تو کمیت کا خاتمہ
ہوتا ہمارا نام لیکر کہو کہ ملکہ گلیوش تمکو بلاتی ہین ساتون ستارے جاکر پاؤے کوہ پہونچے دیکھا
کمیت جادو سر زخمی شانہ زخمی پشت و پہلو زخمدار ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہی ساتون
ستارون نے کمیت کو اُٹھایا لیکر سامنے گلیوش کے آئے گلیوش نے اپنے ہاتھ سے ٹانکے دیے

پکار کر آواز دی کہ بہن اُٹھو زخم تمھارے اچھے ہوئے کمیت اُٹھ بیٹھی پاؤں کو گلپوش کے بوسہ
دیا کہا کہ ای گلپوش کیا کہنا آج تمنے کارنامہ سحر کا دکھایا اتنی بڑی جادوگرنی کو مارا کہ ہفت پیکر کو بڑا
قلق ہوگا اپنے مقام پر کہیگا کہ رازدار قتل ہوئی یہ اُسکو خبر دیتی تھی اب خبر مسدود ہوگی ملکہ گلپوش
ایرج کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئیں حکم ہوا کہ جو لوگ قتل ہوئے ہیں اُنکے لاشے اُٹھوا ڈالے سب کے
اُٹھوائے گئے اُس وقت دربار میں سب گلپوش کی تعریفیں کر رہے ہیں کہ ای گلپوش آج تمنے
کمال کیا ایسی ساحرہ کو مارا جسکا مثل و نظیر نہ تھا اگر تھوڑی دیر تامل ہو جاتا تو لشکر تباہ و برباد
کر دیتی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خواجہ و برق آئے کہا کہ ای نور نظر تمھارے دادا جان تمھارے
واسطے نہایت پریشان ہیں اگر مناسب ہو چند منزلیں پیچھے ہٹو تو رستم کے لشکر سے مل جاؤ
ایرج نے دست بستہ عرض کی کہ قبلہ و کعبہ میرے حال سے خوب آگاہ ہیں کہ میرا چشم نور الدہر
آگے بڑھ گیا ہو وہ خالی نہ رہیگا ضرور کوئی کام کریگا اب یہی بہتر و انسب ہے کہ میں اپنے کو تا بہ
صحرائے گرداب نشان پہونچاؤں خواجہ نے کہا کہ ای نور نظر برق میرے ساتھ ہے میں آگے
بڑھوں صحرائے گرداب نشان کا پتہ لگاؤں ایرج نے کہا کہ آپ مالک ہیں دادا جان کے
ساتھ مہینوں رہے اُنکو ابھی تک صحرائے بادانگیز کا پتہ نہیں لگا وہ صحرائے بادانگیز میں
پہونچیں اور ہم صحرائے گرداب نشان میں پہونچ جائیں دادا جان کو فتاحی طلسم میں آسانی ہو
آج تک کئی سال کا زمانہ گذرا اُنکو لوح کا پتہ نہیں ملا ایسا نہ ہو کہ نور الدہر آگے گیا ہو وہ کشتی گرداب
نشان لگالے تو مجھے شرمندگی ہو خواجہ و برق یہ کہکر چلے کہ ہم جاکر صحرائے گرداب نشان کا
پتہ لگاتے ہیں یہ کہکے دونوں عیار چست و چالاک ہوکر تلاش صحرائے گرداب نشان میں چلے
عمرو نے راہ میں کہا کہ ای برق ادھر کے صحرا نہایت خراب ہیں آپس میں ساتھ نہ چھوٹنے پائے برق
نے کہا کہ اُستاد میری جان تک آپکے ساتھ ہے یہ ذکر تھا کہ برق نے کہا میں آگے بڑھتا ہوں خواجہ
نے کہا کہ ای فرزند بڑھو برق ایک جادوگر کی شکل بنکر چند قدم بڑھا تھا کہ عمرو نے دیکھا آسمان
پر سناٹا ہوا دیکھا خواجہ نے کہ آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا آواز دیتا ہوا کہ میاں برق آگے
نہ بڑھنا دیکھو کیا رنگ ہے برق نے نگاہ اُٹھائی تھی کہ طائر بعد جوش و خروش یہ اشعار
عاشقانہ پڑھنے لگا۔ نظم

خلف وعدہ سے ترے دشوار جینا ہو گیا
ایک دن کو کہ گیا تھا اک مہینا ہو گیا

خوار کرتا ہی جوانمردون کو سفلون کو عزیز
سن تو چرخ پیر کیا تو بھی کمینا ہو گیا

وقت فکر شعر اگر آیا بناوٹ کا خیال
گل رخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہو گیا

کب محیط غم مین ڈوبا جسکا تو حامی ہوا
ہر حباب اسکے لیے گویا سفینا ہو گیا

اس مہینے مین بھی ہر دو سے رہا پہلو تہی
عید کا بھی چاند خالی کا مہینا ہو گیا

گھر ہوا ہے عشق کا اس سرو مسند کے دل
آسمان کو ٹھے کا جسکے ایک زینا ہو گیا

دوسرا مجھسا نہ ہوگا کوئی برگشتہ نصیب
کی محبت مین نے جس سے اسکو کینا ہو گیا

اب کہان وہ اینٹھ نا مستون کی وہ ہو حق کہان
ساقیا موقوف جب سے مے کا پینا ہو گیا

اب نہین دل مین کدورت آئینہ حائل ہو صفا
جیسے اشراقی کا سینا میرا سینا ہو گیا

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے برق کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا عمرو نے دیکھا کہ وہ طائر تڑپ کر گرا برق کو اٹھا لے گیا عمرو نہایت پریشان ہوا کہ لو برق کو یہ طائر اٹھا لے گیا حیران و پریشان اسکی جستجو مین چلے مگر برق متوحش ہوا اسے بیہوش ہوگیا نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر نہایت معقول و بلند ہے اسمین جلسہ آراستہ ہے ایک نازنین جادوگرنی مسند پر بیٹھی ہے گرد انیسین جلیسین جمع ہین برق نے اپنے کو سامنے اس جادوگرنی کے پایا اس ساحرہ نے برق کو دیکھکر آواز دی کہ او نگوڑے تو کہان چلا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ صحرا اسے مجھ آشوب ہی آشوب آدمخوار مین یہان کی حاکم ہون برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے ملکہ عالم مین نہ جانتا تھا کہ ملکہ آشوب کا یہان دخل ہے اگر مین یہ جانتا کبھی اس راستے سے نہ آتا اب مین نے اطاعت کی اپنے خدمتگارون مین مجھکو رکھیے آپ کے ساتھ رہونگا بڑے بڑے کام کرونگا شمع ایسی ڈھالتا ہون کہ جب وہ روشن کیجائے یہ آپ کو معلوم ہو کہ سر پر شمع کے پری ناچ رہی ہے کھانا خوب پکاتا ہون لشکر صاحبقران مین عمرو کی قدر ہے اور کوئی کسی کو نہین پوچھتا لاکھ بڑھ بڑھ کے عیاری کرو مین سے سوا مین نہین دیتے جب کوئی عیاری کی کسی جادوگر کو مارا تو صاحبقران فرماتے ہین کیا مال پایا جب رئیس کی یہ نیت ہو تو غریبون کا کیونکر گذر ہو آشوب نے کہا کہ اے برق یہ بھی خوب سمجھ لو کئی سال گذرے کہ دو کا دشمن

کر رہے ہین کل سرداران صاحبقران اسی فکر مین ہین کہ لوح کا پتہ لگائین آج تک لوح کا پتہ نہین
لگا یون ہی عمر گذر جائیگی اگر تم جاکے یہ پیغام پہونچاؤ تو صاحبقران پلٹ جائین ورنہ طلسم
مین پھرتے پھرتے عمر تمام ہوگی برق نے کہا کہ مین جاکر رستم کو پلٹا دونگا رستم طلسم کشاے
اصلی کہلاتے ہین ہم اُنھین سے وعدہ کرکے چلے تھے کہ صحراے بادانگیز کا پتہ لگا دینگے ہم آپکے
یہان گرفتار ہوے لیکن امیدوار ہون کہ میری بسر اوقات کی صورت نکالیے آشوب نے کہا
کہ ای برق مین تمکو نوکر رکھ لونگی اور قدرت سے وعدہ کرا دونگی اگر رستم پلٹ گئے تو قدرت
وعدہ کرتے ہین کہ ہم اُنکا بچاؤ کرینگے برق نے کہا کہ اب میرے آپکے پختہ وعدہ ہوا ہی مین جاکر
رستم کو پلٹا دونگا اور یہ خبر سناؤنگا کہ صحراے بادانگیز کا نشان نہین ملتا بڑے بڑے ساحر اس راہ
مین مقرر ہین آپکے پہونچتے ہی وہ سحر کرینگے کہ تحفے آپکے پاس سے نکل جائین کے سحر
اُنکے مہلت نہ پائینگے بڑے بڑے ساحر جو اُنکے ساتھ ہین ویسے یہان کے ساحرون کی لونڈیان
اور غلام ہین ادنے سحر مین دیوانے ہوجائین گے ایک کمال تو میرا سنیے کہ آپ کو حال معلوم ہو
وہ ساقی گری کرون کہ سب ساحر دیکھکر خوش ہون یہ کہکر برق نے کہا کہ بیلے کا تاتو میرا سنیے
بایان کھینچا اور گنگنا کر یہ غزل شروع کی نظم

محتسب دل کو نہ رندون کے بہلتے دیکھا — دور ساغر نہ ترے دور مین چلتے دیکھا
حق بجانب ہو جو غش آگیا قاتل کو مرے — دم کسی کا کبھی کاہے کو نکلتے دیکھا
ہوگئی جنبش صنم قفل دہن خاموشی — حرف مطلب نہ کبھی منھ سے نکلتے دیکھا
ٹھوکرین کھانے لگے بھول گئے اپنی چال — کبک وطاؤس نے شاید تمھین چلتے دیکھا
کشت انجم کو نہ سرسبز کرے ابر بہار — کام اسفل سے نہ اعلی کا نکلتے دیکھا
آسمان کو نہین منظور ہے مردون کا فروغ — شمع کو شیر کی چربی سے نہ ڈھلتے دیکھا
دھیان آیا نہ کبھی یار کا آرایش پر — مہندی اک دن اُسے ہاتھون مین ملتے دیکھا
قد سے اُس شوخ کے کیا دیتے ہین تشبیہ ای رند — دو قدم سرو کو اک روز نہ چلتے دیکھا

اس طور سے برق نے یہ غزل گائی کہ آشوب جادو بیتاب ہوگئی کہا غلام اب رخصت ہوتا ہی
آشوب نے کہا کہ ای برق فرنگی وہ ساقی گری کا کمال نہ دکھایا برق نے کہا آرزو یہ تھی

کہ پہلے رستم کو پلا دون جب اُنکو پلا آؤن تب ساقی گری کا تماشا دکھاؤن مگر آپ کی خوشی ہو
تو ابھی دیکھیے یہ کہکے کنجی میخانے کی طلب کی کنجی لیکر میخانے مین آیا بلّو ڈال دیا کہ ہم ساقی ہوتے
ہین کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین اور ملازم گلابیان اُٹھا کے لیجانے لگے برق نے قید لگا دی کہ ایک
چلہ بیس آدمی ملکر پئین اس طرح تقسیم کرو تھوڑے ہی عرصے مین شراب بانٹنے کے چالیس گلابیان
کنٹر الماس نگار آہسین مُرَّار غوانی بھری سلیقے سے شراب لیکر آیا سب نے کہا کہ حضور دیکھیے کس
سلیقے سے شراب لایا ہی کہ پینے والے کا بھی دل للچائے برق نے لاکر شراب کو رکھدیا پھر پورے
گھنگرو پاؤن مین باندھے سامنے کھڑے ہوکر اس طور سے گت ناچا کہ اہل محفل کی بُری گت
ہوئی سب تعریفین کرنے لگے ایک کنیز بطرز گفتار موسوم بہ لالہ رخسار بول اُٹھی حضور یہ بڑا کمال
ہی کہ سر پہ جام رکھے توڑے لے رہا ہی اور قطرہ نہین گرتا ایسے کامل کہان دیکھے خداوند ہفت پیکر
خیر کرے برق نے اُسکی جانب بہ نگاہ محبت دیکھا اس نگاہ سے دیکھا کہ لالہ رخسار خاموش ہوگئی
اب برق جام سر پر رکھے ہوئے ٹھوکرین لگاتا ہوا توڑے لیتا ہوا بقول منشی قمر صاحب۔ فرد
ناچنے مین جو دیا یار نے ہنس کر توڑا + اہل محفل نے کیا اُس پہ نچھاور توڑا + تب سامنے
آشوب کے جھکا ایسی مہ جبین کی شکل برق فرنگی بنا ہی کہ نگاہ جو آشوب پر ڈالی آشوب ہنس پڑی
ہنسنا اسکا برق کیلیے رونا ہوا دندان گوہر نما سے برق چمکی اور وہ برق جام شراب پر گری شراب
جل گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا آواز آئی کہ ای ملکۂ عالم تمسے بڑا تعجب ہی کہ دام مکر مین
عیار کے پھنسو برق دوڑکر قدمون پہ آشوب کے گرا کہا کہ ای مالکۂ عالم یہ شراب کو کیا ہوا جام
کیون ٹوٹا آشوب نے کہا کہ ای برق تو نے شراب مین کوئی ایسی شی ملائی کہ باعث میری خرابی
کا ہو تیری آنکھون کے گردش دینے پر مین ہنسی میرے ہنسنے نے مجکو آگاہ کیا اب مین تیرے ہاتھ کی
شراب پیونگی اور جو شراب اُٹھا کر لے گئے تھے اُنھون نے جو پی اوک رہے ہین ڈاک رہے ہین جو اُٹھا
وہ لڑکھڑا کر گرا کئی ہزار جادوگر بیہوش ہوے کوئی گھبرا کے دوڑا قریب نہر کے ہوگیا نہر مین جو اپنا
عکس دیکھا ہاے بھائی کہکے کود پڑا کوئی کنوین مین گرا ہر چند کہ باتین بنا کے برق نے پھر ایسا
رنگ جمایا کہ آشوب محو ہوگئی مگر اپنے ملازمون کو بیہوش دیکھکر بہت بگڑی کہا کہ مین تجکو ابھی قتل
کرونگی قدرت نے یہی حکم بھیجا تھا کہ فلان جنگل مین برق پھر رہا ہی ای آشوب آدمخوار اُسکو

گرفتار کرکے سر اُسکا کوہ زبرجدی پر روانہ کرو تو نے وہ باتین کین کہ دل کو افسوس آیا کہ ایسے عیار
کو نہ قتل کرون برق نے کہا کہ حضور یہ حرکت کسی دشمن نے کی آپ جو مجھپر مہربان ہوئین آپ کی
خدمت کرنے والون کو ناگوار ہوا اُنھون نے بیہوشی ڈالی کہ میرا اعزاز آپ کے سامنے نہ ہو لاکھ
برق نے باتین بنائین مگر آشوب نے نہ مانا کہا تو مکار ہے مجھے دم دیتا ہے یہ کہکر برق کو قید کیا
لالہ رخسار جو برق پر مائل ہوئی ہو تی تو اُسکے سپرد کیا اُسنے لاکے برق کو رکھا مگر خواجہ عمرو جو
تلاش برق مین چلے تھے برق کے واسطے نہایت بیقرار تھے کہ ایسا نہ ہو برق کو کوئی قتل کرڈالے
وہان لالہ رخسار نے کئی مرتبہ برق سے کہا کہ مین تجھے رہا کرکے نکال دون برق نے کہا کہ ابھی تامل
کرو مین آشوب کو مار کر جاؤنگا ابھی مجھے رہا نہ کرو یہان خواجہ پھرتے پھراتے ایک صحرا مین پہونچے
کہ گانے کی آواز کان مین آئی خواجہ اس آواز کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک قصر کے دروازے
پر دس پانچ کنیزین کھڑی ہین خواجہ نے ایک ساحر کی شکل بنکر اُن کنیزون سے پوچھا کہ اس
قصر مین کون صاحب تشریف رکھتے ہین ایک کنیز نے کہا کہ میان ساحر تم کون ہو خواجہ نے کہا
کہ مین ساحر ہون سرگشتہ ہفت پیکر کئی دن سے اس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون منزل مقصود
تک نہین پہونچتا نہین معلوم قدرت کو کیا منظور ہے صرف تم اس قصر کے مالک کا نام بتادو مین نے
آج ایک نیا کارخانہ دیکھا یہان جنگل مین نیولا اور سانپ لڑ رہا ہے جب سانپ منھ مارتا ہے نیولا
لڑکھڑاتا ہوا ایک چھوٹا سا نخل ہے اُسکی تنیان جاکر کھالیتا ہے پھر جوشان و خروشان آکر لڑتا ہے
دونون بڑی دیر سے لڑ رہے ہین ایک کنیز چست و چالاک اُسنے بڑھکر کہا کہ ہم تو دیکھین کس مقام پر ہے
خواجہ اُس کو لگا کر لائے اُسکو بیہوش کیا کنارے ڈال دیا اُسی کی شکل بنکر چلے ایک کنیز نے آکر
کہا کہ اری خیلہ گل اندام تو یہان ماری ماری پھرتی ہے ملکہ اورنگ تجھکو پکار رہی ہین خواجہ اندر گئے
دیکھا کہ مکان نہایت لطف سے آراستہ ہے ایک ساحرہ نہایت کمسن مسند پر بیٹھی کچھ اُنگلیون پر
شمار کرکے ہنسی کہا کہ ہماری خالہ جان نے برق عیار کو پکڑ لیا اب سر کاٹ کر اُسکا روانہ کرینگی
طریقے سے ستارہ شناسی کے معلوم ہوتا ہے کہ برق کی اُس پہاڑ پر قضا نہین ہے مین دیا کر
آگاہ کرون کہ ایک کنیز کو حکم دیجیے کہ کسی جنگل مین لیجا کر اُسکا سر کاٹے قدرت تقدیر کیا کر دیتی
ہین مگر اُسکا انجام نہین بتاسکتے یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی گل اندام نقلی نے عرض کی

کنیز کو ساتھ سے لیجا لیے میری بہن قریب کوہ دخان اُسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی مین اب چلکر بدلا لون اور نگ نے کہا آؤ خواجہ اُٹھ کر تخت پر سوار ہوئے اور نگ کے ساتھ چلے یہان آشوب بیٹھی کہہ رہی ہو کہ کیون صاحبو تمنے ہمارے سحر کا رنگ دیکھا مین اور بات پر ہنسی تھی دانتون سے برق چمکی اُسنے جام کو توڑا ورنہ برق دم بھر مین خاتمہ کرتا جو ان سب کا حال ہوا تھا وہ میرا بھی حال ہوتا دیکھو سب کی سب دیوانہ وار وحشی مثال چیختی پھرتی ہین اور لڑکھڑا کر بہرون مین گرتی ہین کیا غضب کی بیہوشی ملائی تھی کہ اب تک نشہ نہین اُترا وہی دمبدم خمار بڑھتا جاتا ہو کنیزین عرض کرتی ہین کہ حضور آپ کے تصدق سے ہم سب بچے ورنہ وہ سب کو قتل کر کے نکل جاتا کون اُسکو پاتا یہ عیار چھلاوہ ہین یہ باتین تھین کہ آسمان پر تخت نمایان ہوا دیکھا اور نگ تاجدار تخت پر سوار ہیں اور مین گل اندام کنیز میٹھی میٹھی باتین ملکہ اور نگ سے کرتی ہوئی تخت آکر پہونچا آشوب نے کہا کہ بیٹا آج خلاف وقت کہان آئین اور نگ نے عرض کی کہ ای مادر مہربان میرے سحر نے مجھکو خبر دی کہ برق آپ کے یہان پکڑ لیا گیا گل اندام نے کہا کہ میری بہن کو اُسنے قتل کیا ہی اور مین نے جو از روے ستارہ شناسی کے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اِس پہاڑ پر اُسکی قضا نہین لہذا گل اندام کو دیجیے کہ یہ صحرا مین جاکر اُسکو قتل کرے آشوب نے حکم دیا کہ ای لالہ رخسار برق کو لاؤ لالہ رخسار نے عرض کی کہ بی گل اندام ملکہ اور نگ کی مصاحب ہین مین ایک دن آپ کے حکم سے براے ملاقات ملکہ اور نگ گئی تھی تو بی گل اندام کو دیکھا کہ طنبورا ہاتھ مین لیے گوشے مین بیٹھی تانین مار رہی ہین آج تو انکا گانا سینے لالہ رخسار کو یہ افسوس ہو کہ ایسا نہ ہو کہ برق قتل ہو جائے ایسے عیار کا قتل ہونا مناسب نہین لہذا گل اندام کا گانا ہو اسی مین عرصہ لگے لالہ رخسار نے جب بہت منتین کین تو خواجہ نے طرف اور نگ کے دیکھا اور نگ نے کہا کہ بی گل اندام ذرا گانا سناؤ خواجہ نے بمشکل قبول کیا طنبورا لیکر بیچ محفل مین بیٹھے ساز کو ملایا سازندے بھی ساز کرنے لگے جب ساز و آواز سے ساز ہوا تب خواجہ عمرو نے بالحان داؤدی یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔

نظم

نزدہ مست جاتا ہی راہِ عشق مین مغرور کا	ٹھوکرین کھاتا ہی یان سر قیصر و فغفور کا

گر مرے بخت سیہ کا سامنا ہو جائیگا
رنگ اُڑ جائیگا چہرے سے شب دیجور کا

جب سے وہ آرام جان آغوش خالی کر گیا
ای اجل مشتاق ہوں تب سے کنار گور کا

جائے خون زخم جگر سے شعلے اُٹھتے ہیں مدام
آگ لگ اُٹھے اگر پھایا دھروں کافور کا

دیکھنے والا ہوں اُس رشک پری کا ای کلیم
پرتو وہ تھا حسن کا جسکے تجلی طور کا

دیکھکر صورت تری پریاں کہیں پڑھکر درود
واہ انسان کو دیا خالق نے چہرہ حور کا

دے چکا مجھ زار کو وہ عیسیٔ دوران جواب
ای اجل تو ہی مداوا کر اب اِس رنجور کا

ساعد سیمیں سے زیب اُس دست رنگیں کی ہوئی
پنجہ مرجان میں دستہ جڑ دیا بلور کا

خاک کر ڈالا جلا کر شمع رو نے رند کو
بعد مردن خاک سے اُٹھیگا بھبکا نور کا

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ نے کہا ای گل اندام آج تو تو نے عجب کمال دکھایا کہا کہ حضور کنارے چلیں تو میں قتل برق کی تدبیر بتاؤں اُسکے قتل ہونے سے عمرو کا بازو کم زور ہو جائیگا یہ تڑپ تڑپ کر عیاریاں کرتا ہے کیسا ہی مقام پر آشوب ہو وہاں گھس پڑتا ہے اور عیاری کرتا ہے اور رنگ ساتھ گل اندام کے ایک کمرے میں آئی خواجہ نے اورنگ سے باتیں کرتے کرتے جہاب مار کر بیہوش کیا اُسکو اُٹھا کر زنبیل میں رکھا اور رنگ کی شکل بنکر پکار کر آواز دی کہ خالہ اماں ذرا یہاں آؤ دیکھو گل اندام کیا کہتی ہے آشوب اُٹھکر کمرے میں آئی گھبرا کے پوچھا کہ گل اندام کہاں گئی اور رنگ نقلی نے کہا کہ میں نے اُسکو اپنے مکان پر بھیجا ہے کتاب سامری منگائی ہے دیکھوں خداوند قدیم مقدمۂ قتل برق فرنگی کیا فرماتے ہیں اس حال کو سب نے لکھا ہے یہ کہکے باتیں کرنا شروع کیں کہا خالہ اماں گلوری تو کھاؤ تمہارا منہ خشک ہو رہا ہے یہ کہکے اپنے خاصدان سے گلوری نکالی آشوب کو گلوری کھلائی پیک جو حلق سے اُتری آشوب کے کلیجے میں آگ جلنے لگی گھبرا کر پوچھا کہ بیٹا اس گلوری میں کیا تھا عمرو نے کہا کہ آپ نے مجھے نہیں پہچانا الغرہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر برم
رنگ از رخ بخت بد اختر برم

در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر برم

یہ سنتے ہی آشوب دوڑی کہ عمرو کو پکڑ لوں لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی عمرو نے اُسکو بھی اُٹھا کر زنبیل میں رکھا آشوب کی شکل بنکر باہر آئے مسند پر بیٹھ کر کہا کہ میں نے لڑکی کو قصر جمشید میں

بھیجا ہی کتاب سامری منگائی ہی کہ اسمین حال دیکھون جب تک شراب کا چرچا ہو لالہ رخسار
کو جو برق پر مہربان پایا خواجہ نے اشارہ کیا کہ اے لالہ رخسار برق کو باہر لاؤ اُس سے
کہا جائے کہ سب کو شراب پلائے لالہ رخسار نے کہا کہ اے ملکہ عالم وہ دشمن آپکے خاندان کا
ہو عمرو نے کہا کہ کیا مجال ہو جو عیاری کرسکے مین نے سحر کر دیا ہی جب بیہوشی ملائیگا میرا سحر مجکو
خبر پہونچائیگا میرے ہنسنے پر تو حال کھل گیا تھا اور دکو جب قصد کرون تو حال مخفی رہسکتا ہی یہ
سنکر لالہ رخسار نے برق کو قید سے رہا کیا اور یہ بھی کہا یاد کرو ملکہ آشوب تیرے قتل کی درپے ہین
برق نے کہا کہ اب وہ آشوب نہین اب آشوب کا دوسرا طریقہ ہی برق تڑپتا ہوا باہر آیا گلابیان
اُلٹنا پلٹنا شروع کین کل شراب مین بیہوشی ملاکے برق نے پہلا جام خواجہ کو دیا خواجہ نے
اس خوبصورتی سے اُس جام کو گریبان مین گرایا سب نے جانا کہ ملکہ پی گئین اب برق نے
کنیزون کا دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی آپس مین سب دست درازیان
کرنے لگین کوئی کسی کا دوپٹہ نوچتی ہی کوئی گھبرا کے اُٹھی اور کہا سامری وجمشید آتے
ہین دو قدم چلی اور گری کوئی یہ کہکر اُٹھی کہ خداوند ہفت پیکر آتے ہین مین اُنکی ٹانگ لون
وہ بھی اس محفل مین آئین یہ کہکر دوڑی دس قدم پر جاکے گری کوئی دوڑکر درخت سے لپٹی
پکار رہی ہی کہ اے جان جہان وائے آرام دل مشتاقان کہان رہتے ہین کئی دن سے تلاش مین تھی
یہ کہکے بیہوش ہوئی اس طرح بہ طرز نو سب کنیزین گرین اور گرکر بیہوش ہوئین خواجہ برق
خنجر کھینچ کر کنیزون کو قتل کرنے لگے خواجہ کپڑے اُتار لیتے ہین مہتر برق کی زیور پر نگاہ ہی کسی کی
انگوٹھیان اُتارین کسی کے چھلے اُتارے کسی کا کڑے کے واسطے ہاتھ کاٹا قضائے کار گلنار
سروقد مان آشوب کی اپنے باغ مین بیٹھی ہی سامنے نخل سرو پر قمریان کوکو کر رہی ہین دم
محبت کا قد محبوب کے بھر رہی ہین کہ ایک قمری نے آہ کی اور آواز دی کہ اے گلنار سروقد
ہوشیار ہو جاؤ جلد جاکر مدد کرو کہ عمرو تمھاری بیٹی کو قتل کیا چاہتا ہو عمرو دلے صد ہا جادوگر قتل
کیے گلنار گھبرا کر اُٹھی اوراق سامری جھولی سے نکالے اُنکو جو دیکھا یہ تو ظاہر ہوا کہ عمرو باغ مین
قتل کر رہا ہی مگر بیٹی کا کچھ حال نہ معلوم ہوا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوئی یہان آفت برپا ہو برق
ایک گوشے مین ایک کنیز اُٹھ کر بھاگی تھی اُسکے پیچھے دوڑتا جاکر اُسکا پاؤن کاٹ لیا اُس وقت

گلنار آکر پہونچی کہ خواجہ نے ایک کنیز پر خنجر مارا سر اُسکا کاٹا ہی کیڑے آتار رہے ہین کہ آسمان سے لرزہ ہوا اور ساربان زادے تھا میری بیٹی کو لیا کہا یہ کہکے زمین پر آئی زمین پر دو پتھر مارا عمرو کے پانون زمین نے تھام لیے گلنار کنیزون کو جگانے لگی جو آٹھتی کوئی بہن کا نام لیکر روتی ہی کوئی مان کو پکارتی ہی جو اٹھی وہ روتی ہوئی اُٹھی گلنار کہتی ہی کہ ارے آشوب کہان ہی خواجہ کہتے ہین کہ تیرا بھوکا کھا گیا گلنار ہر مرتبہ چھاتی پر چڑھ بیٹھتی ہی کہتی ہی کہ او ظالم تجھے قتل کرون خواجہ کہتے ہین کہ خنجر مار لے اُسی کے سر پر پڑیگا مین بچ جاؤنگا وہ میرے جسم مین پیوست ہی آپ کا حربہ زبردست ہی ضرب لگائیے کہ میرا خاتمہ ہو گلنار رک جاتی ہی خواجہ پریشان ہین کہ کیا کرون کیونکر جان بچے یقین کامل ہوا کہ یہ ضرور قتل کریگی بیقرار ہوکر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی پکار اُٹھے کہ

اے کارساز دو جہان بندہ نواز رحم اپنا شریک کر اس ظالم سے جان بچالے۔ نظم

از حجاب جان جو روے روشن آن جانان نمود ـ شد فدا خورشید و جان قربان مہ تابان نمود
گاہ شکل گل بگلزار جہان شد آشکار ـ قد موزون گاہ مثل سرو در بستان نمود
اہل ہدایت کرد اندر دل روشن چراغ ـ گمرہ راہ طریقت را رہ عرفان نمود
صنعت حق آب و آتش را بیک جا جلوہ داد ـ ابر را گریان نمود و برق را خندان نمود
داد مفلس را خدا گنجینۂ لعل و گہر ـ حق مہیا جملہ سامان بہر بے سامان نمود

بیقرار ہوکر جو خواجہ نے دعا کی ایک کنیز سامنے سے دوڑی ہوئی پکارتی ہوئی کہ اے ملکہ ذرا ادھر متوجہ ہوجیے گلنار جو پلٹی دیکھا کہ ایک نازنین سبزہ رنگ گال کالے کالے دونون گالون مین گلوریان ٹھسی ہوئین ہانپتے ہاتھ سے چھوٹے ہوے ایک جوتا کہین رہگیا ایک پانون برہنہ اور ایک مین جوتا پہنتی ہوئی دوڑی ہوئی آتی ہی پکارتی ہوئی کہ بی بی ادھر آئیے آپ کی صاحبزادی ایک کونے مین کھڑی ہین کہتی ہین کہ امان جان کو بلاؤ میری بات کا جواب نہین دیتین ایک دن وہ تھا کہ جتو جتو کہکر لپٹتی تھین آج بات کا جواب نہین دیتین میرے ساتھ کیا طور اس لگوڑے کو چھوڑ دیجیے اسکے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ اسکے پاس بی بی نہین ہین یہان بیٹھی ہین آئیے بلا لے جائیے گلنار نے جو یہ باتین سنین سینے سے عمرو کے اُٹھی ساتھ اُس کنیز کے چلی کنیز لگا کرلے چلی ایک مکان کے قریب آکر کہا کہ وہ دیکھیے سامنے بی بی بیٹھی ہین مجھ سے نہین بولتین

گلنار سے بچی کہکر بلبل ہٹی کہ کنیز نے خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق

لقب ہی مرا برق خنجر گذار
کہے کون سکار و غدار ہون
در مکر پر میرا پہرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

کہ استاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
تڑپ سے مری چرخ بہرا رہا

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

گلنار جو مری کنیزین بھاگ گئین باغ سارا جل گیا عمرو نے ایک گوشے مین آکر اورنگ اور آشوب کو زمین سے نکالا ایک ستون سے باندھا فقیل دفع بیہوشی دیکر آواز دی کہ ای آشوب وا اورنگ دیکھو وہ لاشہ گلنار پڑا ہی اسکو قتل کیا یا تو اطاعت اسلام کرو یا قتل اپنا منظور کرو اس طرح پر جو عمرو نے سمجھایا آشوب نے عمرو سے اشارہ کیا کہ مین اطاعت اسلام قبول کرتی ہون اور اورنگ نے بھی اطاعت کی یہ دونون مطیع اسلام ہوئین دونون نے بصدق جواب دیا خواجہ ہمنے اطاعت اسلام بجان ودل قبول کی ہم کتاب سامری کے مطلب سے بخوبی آگاہ ہین اب ضرور طلسم ہفت پیکر فتح ہوگا ہرچند کہ طلسم کشا کو بڑی سختیان ہین اہل طلسم کی کمبختیان ہین خواجہ نے دونون کو رہا کیا دونون کو ساتھ لیکر لشکر ایرج مین آئے ایرج نے جو خواجہ کو دیکھا بڑے تکلف سے تعظیم کی کہا کہ کیجے قبلہ وکعبہ کیا کیا عمرو نے دونون جادوگرنیون کو پیش کیا کہا کہ وہ صحرا صاف ہوے اب آپ کوچ کیجیے آشوب نے کہا کہ جہان تک کنیز جانتی ہی وہان تک رہبری کریگی اُن مقامون پر کوئی آپ سے تعرض نہ کریگا حضور کوچ کرین ایرج نوجوان نے اس صحرا سے کوچ کیا چار منزلین بخیر وعافیت طی کین پانچوین منزل مین آکر اُترے بارگاہ استادہ کرائی ایک بارگاہ مین ملکہ آشوب وا اورنگ اُترین گردلشکر جادوگرنیون کا پہرا شام کو ایرج نوجوان بارگاہ مین بیٹھے خواجہ ابھی تک رخصت نہین ہوے سب سردارون نے ایرج نوجوان سے عرض کی کہ آج تو خواجہ کو گوایئے ایرج نے کہا کہ خواجہ کو طمع ہی کچھ طلب کرینگے سب صاحب کچھ کچھ دین تو خواجہ گائین برق نے خواجہ سے بیان کیا کہ آج آپ سے گانے کی فرمایش ہوگی عمرو نے کہا کہ میرے ہوش درست نہین قرضدارون نے اسقدر پریشان کیا ہے کہ ایکی مرتبہ سو دیکی نہین پہونچا اُن لوگون نے خط لکھے ہین اُسکا جواب کیا لکھون اسکا کوئی جواب دینے والا نہین اگر کچھ دلوائین تو کیا عجب ہی

کر دو چار شعر گا دوں وہاں دربار ایرج نوجوان نے آراستہ کیا شاپور سے کہا کہ خواجہ کو بلا لاؤ شاپور نے آکر عرض کی خواجہ نے جھڑک دیا اور کہا کہ کیا میں ایرج کا نوکر ہوں مجھے فرصت نہیں شاپور نے جاکر ایرج سے کہا کہ حضور وہ تو غصّے میں بیٹھے ہیں سیکڑوں باتیں آپکو سناتے ہیں ایرج خود اُٹھے در دولت خواجہ پر آئے پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ ذرا باہر تشریف لائیے خواجہ منہ پھلائے ہوئے نکلے فرمایا جی کیا ہے ہمارے سونے کا وقت ہے ایرج نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے بارگاہ میں چلیے صلاح و مشورہ آگے چلنے کا کر لیجیے عمرو نے کہا کہ میں اب لشکر میں آقا کے جاؤنگا میں یہاں نہ رہونگا مجھے آپ حکومت کرتے ہیں میں صرف اپنے آقا کی حکومت اُٹھاتا ہوں ایرج نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اس وقت دربار میں آپ کی ضرورت ہے بمشکل خواجہ بارگاہ میں آئے سب سردار منتیں کرنے لگے کہ خواجہ کچھ گائیے جب سب نے انتہا کی منت کی خواجہ نے کہا کہ کچھ نقدی رکھیے ان منتوں سے مطلب نہیں نکلتا سبھوں نے اپنے اپنے موافق منگوا یا سامنے خواجہ کے رکھا جب خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

عارض اس رشک چمن کا گل رعنا سمجھا
سرگین چشم کو میں نرگس شہلا سمجھا

کثرت خلق کو اس دہر کے میلا سمجھا
گردش ہفت فلک کو میں ہنڈولا سمجھا

لکنت اس طفل کی میں لکنت موسیٰ سمجھا
بحر سخندی کا میں آنکھے ید بیضا سمجھا

سب درختوں سے چمن کے جو وہ موزوں دیکھا
سرو گلشن کو قد یار کا سایا سمجھا

گل سوسن پہ ہوا دیدۂ آہو کا گمان
تجھ بن اے شوخ میں گلزار کو صحرا سمجھا

بھاگ کر مردم دنیا سے چھپا یاں آکر
امن کی جا مرے ویرانے کو عنقا سمجھا

لالہ و گل پہ گمان اس رخ رنگین کا ہوا
سنبل باغ کو میں زلف چلیپا سمجھا

اس مسیحا پہ تصدق جو کیا تو گئی جان
ناخن کے پتلے کو میں خاک کا پتلا سمجھا

خلیفہ جب ترا پریوں کو بھی دیکھا میں نے
خاتم دست سلیمانؑ ترا چھلا سمجھا

بنگلی ڈھول کی آواز انا الحق کی صدا
دار منصور کو میں نٹ کا تماشا سمجھا

گلشن دہر میں شبنم کی طرح قانع ہوں
قطرۂ آب ملا تو اسے دریا سمجھا

خانۂ دوست سمجھ کر کیے کعبے کے طواف	قیس آ ہو سے حرم کو سگ لیلا سمجھا
وہ غنی ہوں کہ زر و سنگ برابر ہیں مجھے	خاک و اکسیر کا میں ایک ہی رتبا سمجھا
چشم وحدت سے جو کی سیر جہان کی اکرند	زاغ ابھی آیا نظر تو اسے عنقا سمجھا

خواجہ گا رہے ہیں ایرج نے منگا کر دس تو ڑے پیش کیے خواجہ دل توڑ کر گا رہے ہیں اور نئی نئے طور سے بجا رہے ہیں سامعین محو ہو رہے ہیں کہ لشکر میں آشوب کے ہنگامہ ہوا گرد بارگاہ کے اندھیرا فوج غم د الم نے گھیرا کنیزیں جو نکل کر بھاگتی ہیں جسنے قدم خیمے سے نکالا منہ کے بل گری آسمان سے برق گری دو ٹکڑے ہوئے کئی ہزار کنیزوں کے سر کٹ کر گرے فریاد فریاد کی صدائیں بلند ہوئیں یہ ہنگامہ جو آشوب نے سنا اٹھکر دوڑی آکے یہ رنگ دیکھا کہ گرد بارگاہ کے اندھیرا چھایا ہی برقیں کڑک کڑک کر گر رہی ہیں کنیزوں کے لاشے لوٹ رہے ہیں بعض گھبرا کے بھاگیں درختوں کی آڑ میں چھپی ہیں بعض غاروں میں گریں ایک عجب ہنگامہ ہی یہ ہنگامہ دیکھ کر ملکا آشوب نے طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او مکار میں نے پہچانا لے اب بچ یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ فولادی نکالا طرف آسمان کے پھینک مارا وہ گولہ جا کر پھٹا پھٹتے ہی اُسکے ایک فوج طائران ظاہر ہوئی آگے آگے اُسکے ایک طائر کلان بشبت پر ہزار ہا طائر بارگاہ میں منقاروں میں دبائے ہوئے صحرا میں آکر اول وہ طائر کلان اُترا اُسکے پیچھے وہ سب چھوٹے طائر پروں سے جاروب کشی کرنے لگے خس و خاشاک صحرا کا پاک کیا وہ طائر کلان جب منقار اُٹھاکے کچھ کہتا ہی وہ طائر منقاروں سے صحرا کو پاک کرتے ہیں کہ پھر وہ طائر کلان اپنا پروں کو ہلانے لگا منقار سے کچھ آواز دیتا تھا تھوڑے ہی عرصے کے بعد صحرا سے نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر زبردست تاج سر پہ رکھے ہوئے صحرا سے نمایاں ہوا پشت پر ڈیڑہ لاکھ ساحر اہتمام سواری کرتے ہوئے نوبت و نقارے بجتے ہوئے علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہو قریب بارگاہ آکر وہ ساحر تخت سے اُترا آشوب نے پکار کر آواز دی کہ او مکار اس ہنگامہ ڈالنے سے کیا نفع ہوا یہ جانتا تھا کہ کنیزان شاہی موجود ہیں وہ ضرور سحر کرینگی ہمنے آخر کس واسطے اور کس دن کے لیے اطاعت کی جانتے تھے کہ بڑے بڑے مکاروں سے مقابلہ پڑیگا جو آئیگا وہ اپنا اپنا زور دکھائیگا شاہباز طائر درنے آواز دی کہ ای آشوب تمنے بڑا غضب کیا شریک مسلمانان ہو گئی

تمھارے بارے مین قدرت حکم قطعی دیچکے ہین کہ سر کاٹ کر رنگ کے بالاے کوہ زبرجدی لاؤ مین قدرت
سے وعدہ کر کے آیا ہون کہ سر دونون کے لاتا ہون یہ کہ کے داخل بارگاہ ہوا آشوب نے کنیزون
کو اُنکے مقام پر اُتارا اپنی بارگاہ مین روشنی کرائی خدمت ایرج نوجوان مین حاضر ہوئین تمام
کیفیت بیان کی کہا کہ شاہباز طاہر در پراے مقابلۂ سرکار آیا ہی کنیز اُس سے لڑیگی عمرو نے
آشوب کو الگ بُلایا کہا کہ اے آشوب ابھی ظاہر نہ ہونا اپنے کو مخفی کرو آشوب نے کہا کہ بہت اچھا
یہ کہ کے ایک دستک دی جو لگا ہوا کا چلا آشوب و اورنگ غائب ہوئین خواجہ برق کو
ساتھ لیکر کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا خود بصورت آشوب اور برق کو بصورت
اورنگ بنایا طرف لشکر شاہباز کے روانہ ہوئے لشکر مین آکر داخل ہوئے ہرکارون نے
آکر شاہباز کو خبر دی کہ حضور آشوب و اورنگ آتی ہین شاہباز نے چند وزیرون اور
امیرون کو حکم دیا کہ استقبال کر کے دونون کو لاؤ سامنے بارگاہ کے خواجہ عمرو پہونچے تھے
کہ دیکھا وزرا و امرا آکر پہونچے با اعزاز ساتھ لیا کہا کہ چلیے آپ کو شہنشاہ بلاتے ہین عقاب
کج باز کہ شاہباز کا وزیر ہی اسنے راہ مین پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ
نے جواب دیا کہ اپنے ہم صحبت کی ملاقات کو آئے ہین ایک دن وہ تھا کہ ہم اور یہ سب ساتھ رہتے
تھے عمرو نے جاکر ہمارے ملک مین ایسی قیامت برپا کی کہ سواے ساتھ آنے کے کچھ نہ بن پڑا
شاہباز نے سحر کیا مین اُنکی خدمت مین حاضر تھی کیونکر دفع نہ کرتی آخر ہم دونون نے آپس مین
صلاح کی کہ چل کر شاہباز سے ملین اب ساحر زبردست آیا ہی اُس سے مل کر لشکر نبیرۂ رستم کو
تباہ و برباد کرین صحراے گرداب نشان تک نہ جانے دین اگر یہ لوگ صحراے گرداب نشان
مین پہونچے ہر چند کہ گرداب جادو وہ بلاے روزگار ہی کہ ان لوگون کو جینے نہ دیگی عقاب
ملکہ آشوب سے باتین کرتا ہوا سراپا کو دیکھ کر کھٹکا ہی یہی سوچتا ہی کہ یہ دونون شریک
نبیرۂ طلسم کشا ہوئین پھر کیا سمجھ کے آئین پہلے نہ سوچین کہ ہفت پیکر سے دشمنی کر کے کہان
رہین گے جنکے ساتھ فوج دریا موج ہی پانچ پہاڑ فوجون سے بھرے ہین جس دن اپنے مقام سے
نکل پڑیگا اگر کروڑون مسلمان ہونگے تو ملیدہ کر کے مٹا دیگا اب انکا آنا خالی از خدشہ نہین ہی یہ تو
نہین سمجھا کہ یہ آشوب و اورنگ نہین ہی مگر یہ دل سے باتین کرتا ہوا کہ یہ ضرور کوئی نہ کوئی

فساد برپا کرینگی انکا ساتھ رہنا بہتر نہین ہی انکو گرفتار کرین یہ سوچ کر آگے بڑھ گیا اور شاہباز سے سب دلیلین بیان کین کہ ای شہنشاہ مناسب یہ ہی کہ ابتے ہی ان دونون کو گرفتار کیجیے ایسا نہو کہ سرکار کے ساتھ بغاوت کرین شاہباز بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا کہ آشوب و اورنگ نقلی آکر پہونچین شاہباز کو آکر سلام کیا شاہباز بپاس تعظیم اٹھا کہا کہ ای ملکہ اگر تم دونو کہتین تو ایک سحر مین لشکر خیرۂ طلسم کشا کا خاتمہ تھا مین نے خداوند سے وعدہ کیا ہی کہ تاج طلسم کشا جاؤنگا سب کو گرفتار کر لاؤنگا تمھاری کیا صلاح ہی آشوب بولے کہا کہ میرے نزدیک تو اسمین فلاح ہی کہ ہم تم سب مل کر لشکر پہ سحر کرین خیرۂ طلسم کشا کو گرفتار کرین بی گلپوش کا گرفتار کرنا واجب ولازم ہی شاہباز نے اشارہ کیا کہ صحبت عیش ونشاط آراستہ کرو ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز حاضر ہوے ناچ ہونے لگا سب تعریفین کر رہے ہین مگر آشوب خاموش بیٹھی ہین کہ شاہباز نے کہا کہ کیون ملکہ عالم کیا ناچ گانا تمھارے ناپسند ہی آشوب نے منھ بنا کے کہا یہ گانا بے تال ہی اُسنے جھلا کر جواب دیا کہ بی بی جو چاہا کہدیا زبان سے کہو تو معلوم ہو یہ سنکر ملکہ آشوب سازندون کے سامنے آ بیٹھین کہا کہ بی گانا سنو یہ کہکے یہ غزل شروع کی

نظم

حقیقت مین اُسے منظور خاطر یان نہ آنا تھا
فقط حیلہ تھا درد سر کا صندل کا بہانا تھا

شب فرقت مین یہ حالت رہی بیتابی دل سے
سرہانا پائنتی تھا پائنتی میرا سرہانا تھا

دو دی آرایش گیسو نے وحشت بات کرنے کی
مقابل آئنہ تھا ہاتھ مین کا فر کے شانا تھا

جو مر جاؤن تو لوح قبر پہ میری یہ کھدوانا
ہوا یہ درد فرقت سے قضا کا اک بہانا تھا

ہمیشہ سے ہدف ہون ناوک مژگان خوبان کا
ہوا تیر افگنی کا شوق جسکو مین نشانا تھا

یہ حسن وعشق سے منظور تھا صناع عالم کو
مجھے دیوانہ کرنا تھا پری تجھکو بنانا تھا

بھری رہتی تھین اسمین صورتین آئینہ رویونکی
یہ اپنا خانۂ دل بھی کبھی آئینہ خانا تھا

کسی دل کو محبت سے تری خالی نہین پایا
ترا چرچا تھا ہر محفل مین تیرا ہی فسانا تھا

بڑھایا کیون مرض اپنا کیا تونے او نرگس
اُن آنکھون سے تجھے بیمار آنکھین کیا لڑانا تھا

ازل سے الفت روے حسینان آپ گل مین ہی
مزاج اپنا لڑکپن مین بھی او بت عاشقانا تھا

چھڑایا رند ہمسے آسمان نے اُسکا دروازہ
یہی سر تھا ہمارا اور اُسکا آستانا تھا

اس طور سے یہ غزل آشوب نقلی نے گائی کہ گائن ہاتھ چومنے لگی کہا کہ حضور کیا کہتا ہم تو نقل بھی
آپ کی نہین کر سکتے مگر عقاب کج باز اور زیادہ کھٹکا اُسنے کان مین شاہباز کے کہا کہ حضور
آشوب مین یہ کمال کہان شراب مین بیہوشی دیجیے شاہباز نے کہا کہ جو تیری خوشی عقاب نے
فوراً گلابی مین بیہوشی ملائی جام لبریز کر کے سامنے آشوب کے آیا کہا لو ملکہ ہمارے شہنشاہ کی
عنایت ہی آشوب نقلی نے جام لیا ہونٹھون سے جو لگایا بو بیہوشی کی آئی برق کو اشارہ کر کے کہا
کہ بیٹا ہوشیار رہنا ہم تم دونون بلا مین پھنسے دیکھیے کیونکر بچین برق بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا
خواجہ اس جام کو بے اندیشۂ انجام پی گئے جیب مین ہاتھ ڈال کر ایک سوکھا کباب نکال کے
کھایا وہ دافع دارو بیہوشی تھا یا تو آنکھون مین سرخی آنے لگی تھی یا چہرہ صاف و شفاف
تھا کئی جام عمرو نے یون ہی پیے شاہباز نے اشارہ کیا کہ کیا سبب ہی کہ بیہوشی تاثیر نہین کرتی
عقاب نے اشارے سے کہا کہ ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ ساحرہ زبردست ہی اسکے بیرون نے
اسکو بچایا اب ظاہر مین سحر کیجیے شاہباز سنبھل کر بیٹھا آشوب نقلی یہ کہکر اُٹھی کہ ای شاہباز
تم شب کو سحر کرنا ہم اُسکو پورا کر دینگے اور نہین تو اگر مناسب ہو سب کے سامنے کہنے کی بات
نہین کنارے تمکو آگاہ کر دین اس طور سے تدبیر کروگے تو تابہ لشکر طلسم کشا پہونچنا کچھ بات نہین
ہو شاہباز اُٹھ کھڑا ہوا ہرچند کہ عقاب اشارے کرتا ہو مگر شاہباز ساتھ آشوب کے چلا
آشوب نقلی شاہباز کو گوشے مین لائی کہا کہ ای شاہباز رات کو جادوگرنیان طلایہ پھرتی ہین
جو سحر کروگے جادوگرنیان کامل و اکمل ہین گلیمپوش بلاے روزگار ہی ضرور دفع سحر کرینگی دن کو
سحر کرو یہ باتین کرتے کہا کہ دیکھو کون آتا ہی اسکو منع کرو کہ ہم تخلیے مین باتین کر رہے ہین یہان
نہ آئے شاہباز پلٹا خواجہ نے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا اور شاہباز
کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا منھ پر ہاتھ پھیرا شاہباز کی شکل بنکر عقاب کو پکارا کہ ای وزیر اعظم یہان
آؤ کچھ کہنا ہی عقاب اندر آیا پوچھا کہ حضور آشوب کو کیا کیا شاہباز نقلی نے کہا کہ مین نے
اُسے غرق زمین کر دیا عقاب نے کہا کہ حضور نے بڑا کمال کیا ساحرہ زبردست ہی ایسا نہو کہ نکل آئے
شاہباز نے کہا کہ سچ کہتے ہو وہ دیکھو اُسنے سر نکالا عقاب اُس طرف پلٹا خواجہ نے اسکو
بھی حلقے کمند کے مارے حباب مارکے بیہوش کیا اسکو بھی نذر زنبیل کیا اب باہر نکلے کیونکہ

بڑا خیال عقاب کا تھا جانتے تھے کہ اسکے دل مین شک آگیا ہو اتنے عرصے مین برق نے اور
سب پر رنگ جمایا شراب کا جرچہ کیا دو چار شعر گا کر جام لبریز کر کے کہا کہ لو صاحبو یو ہم بھی پین گے
پہلے جام سادہ آپ پیا پھر آغشتہ بدارو بے ہوشی ایک ایک جام سب کو پلایا خواجہ جو اندر سے
نکلے دیکھا کہ رنگ محفل دگرگون ہو سمجھے کہ برق نے رنگ جمالیا دست دراز زبان آپس مین
ہو رہی ہین عمرو نے آتے ہی سبکو للکارا وہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اٹھ اٹھ کر گرے بیہوش ہوے
خواجہ نے آتے ہی سب کی زبان مین سوزن دی سب کو ستونون سے باندھا شاہباز و عقاب
کو بھی نکالا ستون سے باندھا ہوشیار کیا پکار کر آواز دی کہ ای شاہباز دیکھا تو نے قدرت کو
پروردگار عالم کی کہ مین نے تجکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہے کہ ہفت پیکر پر لعنت کرو اُس
پروردگار کو سجدہ کرو کہ جسنے ایک کاف کن سے شجر و حجر پیدا کیا کس تکلف سے دنیا کو آراستہ کر دیا جس
معبود کو سجدہ کرو کہ جسنے تمکو قطرۂ نجس سے پیدا کیا یہ غرور دماغ مین بھرا تمھارا ارادہ تھا کہ ہمکو گرفتار کرو
جسنے تمکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہو کہ ایرج نوجوان کا ساتھ دو ورنہ ابھی سب کو قتل کر ڈالونگا تمھاری
فوج کو لیجا کر ہاتھ سے ایرج نوجوان کے قتل کراؤنگا بارگاہین لوٹ لونگا شاہباز دیکھتا ہو کہ سب
سردار میرے گرفتار ہوے اب مین کیا تدبیر کرون یہ سوچ کر اشارے سے کہا کہ مین صدق دل سے
تمھاری اطاعت کرتا ہون عمرو نے ایک کوڑا مارا تا زیانہ حضرت اسحق کا استخوان پر در آیا
شاہباز ہانک گیا عقاب کو تو عمرو نے خنجر مارا کہا کہ او مکار تو نے قدرت خدا کو دیکھا عقاب کا سر
کٹ کر گرا شاہباز گھبرا گیا کہ ایسا نہو مجھے بھی قتل کر ڈالے دل سے زنگ کفر دور ہوا خوف جان سے
قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ خواجہ مین بصدق مطیع اسلام ہوتا ہون شیر بیشۂ صفا جعفر ثانی کو
تا صحرائے گرداب نشان پہونچاؤنگا عمرو نے دیکھا کہ پیشانی اسکی روشن ہوئی فوراً زبان سے
سوزن نکالی شاہباز قدمون پر گرا خواجہ نے سر سینے سے لگا لیا کہا کہ میری گستاخی کو معاف کیجیے گا
شاہباز نے بہت سا جواہرات منگا کر دیا خواجہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ای شاہباز مین بہت
قرضدار ہون ادائی سود مین مجبور و ناچار ہون شاہباز نے کئی صندوقچے جواہرات کے حاضر
خدمت کیے خواجہ نے کہا کہ اب چلو خدمت مین ایرج نوجوان کی برق سے کہا کہ جا کر
ایرج کو خبر کرو کہ شاہباز طائر در مطیع اسلام ہوا خدمت مین آتا ہو اسکے استقبال کو آشوب

و اورنگ و توسن و کمیت کو روانہ کرو برق نے جاکر ایرج کو خبر دی ایرج نوجوان کا خوشی سے
چہرہ سرخ ہو گیا آشوب و اورنگ و گلپوش و توسن و کمیت کو اشارہ کیا کہ براے استقبال
شاہباز طائر دوجا ؤ کر خواجہ نے جاتے ہی عیاری شکل پر شاہباز کو مطیع کیا شاید یہی کہ
رہا ہو کہ یہ باتیں قبلہ و کعبہ پر موقوف ہیں کیا عیاری بن پڑی جاتے ہی شاہباز کو مطیع کر لیا
آشوب اور اورنگ و گلپوش وغیرہ سب ساحرون کو ساتھ لیکر کنارے پر لشکر کے آٹھہرے دیکھا
گرد اڑی شاہباز تخت پر سوار چالیس پچاس مصاحب تخت کو گھیرے ہوے پشت پر ڈیڑھ
لاکھ ساحرون کا لشکر آشوب کو جو براے استقبال دیکھا شاہباز بھی تخت سے کود پڑا اور آشوب
سے بغلگیر ہوا خواجہ ساتھ ہیں سب سردارون سے آشوب نے شاہباز کو ملوایا بہ اعزاز و اکرام
تمام لاکر بارگاہ ایرج میں پہونچایا ایرج نے تعظیم کی شاہباز کے واسطے تخت بچھوایا شاہباز
تخت پر نہ بیٹھتا تھا آشوب نے شاہباز کو تخت پر بٹھایا شاہباز نے کہا کہ اب حضور یہاں سے
کوچ کریں یہ وادی ریگستان مشہور ہے یہاں حوالی میں ایک پہلوان رہتا ہے مشہور صحرا نشین اُسکا
نام ہے اگر اُسکو خبر پہونچی تو فوراً براے مقابلۂ سرکار آئیگا ایرج نے کہا کہ ہم اُسے خود پیغام نرم
بھیجیں گے شاہباز نے کہا کہ سرکار کو اختیار ہے مگر وہ نہایت زبردست ہے غلام کو خوف یہ معلوم
ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو سرکار کو تکلیف پہونچے ایرج نے کہا کہ پروردگار کو اختیار ہے تم خود جاکر
اُسکو اطلاع کرو شاہباز نے کہا کہ جس لفظ سے سرکار کی دشمنی ظاہر ہو وہ لفظ غلام کے منھ سے
نہ نکلے گا ایرج نے کہا کہ ہم حکم دیتے ہیں شاہباز اسی وقت پر پرواز پیدا کر کے چلا مشہور
صحرا نشین اپنے بیشے میں بیٹھا ہے چار سو پہلوان حاضر ہیں کہ ہرکارون نے اُسکو خبر پہونچائی
عرض کی کہ اے پہلوان دوران و اے رستم زمان آپ کی حوالی میں آکر نبیرۂ صاحبقران فروکش ہوا
قدرت نے شاہباز کو یہ حکم دیکر روانہ کیا کہ جاکر نبیرۂ حمزہ کو گرفتار کرو وہ آکر اُترا تھا عمرو نے
اُسکو عیاری کر کے ایسا تسخیر کیا کہ وہ لشکر ایرج میں پہونچ گیا اب ایرج یہاں سے کوچ کریں گے
حضور کے حال سے آگاہ نہ ہوے یہ سنکر مشہور صحرا نشین نے ایک چیخ ماری ڈیڑھ لاکھ جوان
کشتی گیر لنگوٹ باندھے ہوے آواز اپنے مالک کی سنکر سب حاضر ہوے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے
کہا جلد تیار ہو اور گینڈا ہمارا درست کرو ہم مقابلے میں نبیرۂ طلسم کش کے جائیں گے یہ ذکر تھا

کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ شاہباز طائر دیدار کر پہونچا اُس سے مشہور نے پوچھا کہ ای مصاحب
خداوند کیونکر آنیکا اتفاق ہوا شاہباز نے کہا کہ حضور سے خبر کرنے آیا ہون کہ نبیرۂ رستم بصد
شوکت و حشم آپ کے بیشے سے گذرا چاہتا ہی مین نے تو ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت اسلام
قبول کرلی اب آپ کو اختیار ہی ایرج آپ کے مقابلے کا مشتاق ہی اُسکو بھی پہلوانی کا دعوےٰ
ہے لقا کا نواسا ہی مگر قدرت کے خون کا پیاسا ہی کئی مرتبہ لقا کو شکست دیکیا جہان پایا اُنپر
جا پڑا لقا اس جوان سے جان بچاتے ہین طرماسپ دینا جوان بیٹا طہماس کا کہ اپنے زمانے کا
دیو تھا اُسکو زیر کیا اپنا سردار بنایا مشہور نے دیکھکر آواز دی کہ طرماسپ و طہماس ایسے تیرے
چیلے ہین چالیس کوس کے گرد مین کسی کی مجال نہین کہ آج تک اکھاڑا کھودتا یا پہلوانی کو جاری
کرتا چالیس جوان بیٹھے ہین ان لوگون نے دس دس برس مشقت کی اُسکے بعد اکھاڑا کھودا
اُستاد بنکے بیٹھے مین نے جاکر کسی کو دو پہر مین زیر کیا کوئی بہت لڑا تو دن بھر اُلجھا شام
ہوتے ہوتے زیر کر لیا کیا نبیرۂ رستم ان سب سے زیادہ ہی شاہباز نے کہا اس گفتگو سے
کوئی مراد نہین حاصل ہوتی اب آپ مقابلے مین آئینگے تو اُس شہریار کا جاہ و جلال دیکھینگے
مین تو اُس شہریار کا غلام ہون دل و جان سے مین نے اطاعت کی تحسین خبر کرنے آیا ہون
مین نے تو تابعداری اختیار کی مین حیران ہون کہ یہ طلسم کشا نہین مین انکا یہ جاہ و جلال یہ فوج
یہ لشکر کہ مجھ ایسا ساحر دو دن مقابلے مین نہ ٹھہر سکا رات کو آیا دن کو خدمت مین پہونچا مشہور
نے کہا کہ مین فوراً آتا ہون آکے اُس جوان کا زور دیکھتا ہون کہ کس رنگ پر ہی کیا خیال ہی
کیسا جاہ و جلال ہی شاہباز تو رخصت ہوا مشہور صحرا نشین اُسی وقت گینڈے پر
سوار ہوا چالیس پہلوانان زبردست بارہ چودہ ہزار اُسکے شاگرد ڈیڑھ لاکھ لشکر اس کروفر
سے روانہ ہوا منزل در منزل چلا جس قریے کے قریب اُترتا ہی زمیندار سے وہان کے
کہلا بھیجتا ہی کہ آج بادولت کو فروکش ہوتے مین دیر ہوئی سامان دعوت لشکر روانہ کرو اُسی وقت
زمیندار نے سامان دعوت تیار کیا لاکر حاضر کر دیا اگر دیر ہوئی تو حکم ہوا کہ اسکا تمام گانوں
لوٹ لو اور اگر وقت پر لایا تو قبول کیا اس طرح لوٹتا مارتا جاتا ہی یہان شاہباز نے آکر
ایرج نوجوان سے اُسکا تکبر و غرور بیان کیا کہ حضور اُسکو اسقدر اپنے زور کا خیال ہی

کہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہیں جانتا اب وہ آتا ہے غلام کو بھی بڑا خیال ہے مدت سے وہ یہاں
رہتا ہے سیکڑوں قریے اُسنے قبضے میں کر لیے کوئی کچھ نہیں کر سکتا اگر یہاں کے بادشاہوں سے
فریاد کی تو اُن لوگوں نے کانوں پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اس جنگلی سے کون مقابلہ کرے گا قول
لے لیا تو لے لینے دو ایرج نے کہا کہ انشاءاللہ وقت پر سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی
دیکھا کہ مشہور صحرا نشین مست گینڈے پر سوار پہلوان چار طرف سے گھیرے ہوئے پشت پر
فوج دریا موج ہنگامہ کرتی ہوئی آکر پہونچی بارگاہیں چھکڑوں پر لدی ہوئیں اس کر و فر سے آکر
پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی پہلوان جا بجا اُترے ایرج نے حکم قطعی دیا کہ غیر ساحر ہمارے لشکر
کے چھانٹے جائیں اور وہی سب ساتھ جائیں گے شام ہوئی مشہور نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر
میں طبل جنگی بجے شاپور نے آکر ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے مگر ایرج نے شاپور کو بلا کر حکم دیا کہ غیر ساحروں کا لشکر ہمارے
ساتھ میدان کارزار میں جائیگا غیر ساحروں سے کہدو کہ تیار رہیں اور ساحر لوگ علیحدہ رہیں کوئی
صاحب ساتھ نہ جائیں شاپور نے لشکر میں حکم پہونچایا ایرج نوجوان نے یہ بھی دریافت فرمایا کہ
لشکر غیر ساحراں کسقدر ہے وقائع نگاروں نے عرض کی کہ ساٹھ ہزار غیر ساحر ہیں شاپور نے
عرض کی کہ لشکر دشمن زیادہ ہے ایرج نے کہا کہ مقابلہ تو میرے اُس سے پڑیگا شاہباز نے عرض کی
کہ غلام کو حضور نے بادشاہ لشکر قرار دیا پس غلام کا میدان کارزار میں ہونا ضرور ہے تنہا غلام
کافی ہے ایرج نے حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہے مگر خبردار کسی بات میں دخل نہ دینا شاہباز طائر دل نے
عرض کی کہ کیا مجال جو زبان ہلاؤں شاہباز نے اُسی وقت سے تیاری کرنا شروع کی سب میں
مشہور ہے کہ مشہور صحرا نشین و ایرج نوجوان سے سویرے مقابلہ ہو پہلوان ہمراہ لشکر رہے ایسی
ملازمان ایرج کو انتشار کہ مشہور کی جرأت اور زور اس اکناف میں مشہور ہے چار پہر رات اسی
ہنگامے میں بسر ہوئی کہ پہلوان زریں پوش اکھاڑۂ مشرق سے برآمد ہوا شاگردان ضیا شعاع
ہمراہ میدان چرخ زبرجدی میں آکر خم مارا ادھر سے یہ دونوں لشکر میدان کارزار میں آکر پہونچے
صفوف جدال و قتال آراستہ ہوکر نقیبوں نے نقابت کی گرگیت گرا کا کھکر ہٹے کہ مشہور
صحرا نشین نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار میں آیا گینڈا دوڑنے لگا نیزہ ہلانے لگا

اسپ تازی چوگان بازی دکھلا کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان ودو زبردستان جسکو تمنا
مرگ کی ہو وہ نکلے مگر مین سوائے ایرج کے اور کسی کو نہین چاہتا ایرج نے کرہ بن اشقر کو
صفت سے بڑھایا گھوڑا طرارہ بھر کے آگے بڑھا اسپ مرکب اصیل کوہ سرین وکوہکفل گلے
مین سونے کی ہیکل تھی مثل غنچۂ گل طرارہ بھر کے چلا کلائیان مارتا ہوا دم سے جھونکتا ہوا

بقول مصنف صفت اسپ تصنیف مصنف کتاب ہذا

قمر وصفت و حسن رقم کیا کروں
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال
وہ کوہ گران ہی یہ پا سنگ ہی

کہ شبدیز خامے کا پا لنگ ہی
تڑپتا ہو میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح

ملا ہو عجب رنگ مشکین اسے
صبا نام رکھوں تو بیرنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھوں
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تین چھلکون مین گھوڑا سامنے مشہور کے آکر پہونچا آپس مین نگاہ ورزش ہوئے تین قدم کرہ بن
اشقر اور پانچ قدم گینڈا مشہور کا پیچھے ہٹا اب جو گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے آیا مشہور کی نگاہ
آئینۂ رخسار پر پڑی آئینہ وار حیران مثل زلف خوبان پریشان بے اختیار پکارا تھا کہ ای جوان میری تلوار
کا بار تجھ سے نہ اٹھیگا یہ مجھکو ثابت ہوا کہ تو مین جیا ہی سر کو ہتھیلی پر رکھا موت کا مزا چکھا قب ما یدوت
کے مقابلے مین آیا بس پلٹ جا مین نے تجھے معاف کیا ایرج نے جواب مین فرمایا کیون اسقدر
غرور کرتا ہو شیر کے بچے فیل مست کو مار لیتے ہین مار کر یالات و منات پر لعنت کر او ر ہفت پیکر
سے بیزار ہو مطیع دین پروردگار ہوا ایرج نے جو ہفت پیکر کو برا کہا مشہور بہت بگڑا گینڈا ہٹا کر
نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ساعت تک طعن
چلی تھی کہ ایرج نے ایک مقام پر گانٹھ کر تبیرہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مشہور کے نکل گیا مشہور
مثل ابر کے گرجا آواز دی کہ ای جوان تو نے غضب کیا دو دریائے لشکر دیکھ رہے ہین تو نے
میرا نیزہ ہوائی کیا مگر یہ تیغ بید ریغ ہو حلال جہات مردان عالم اسکا نام ہو یہ مشہور خاص عام
ہو اگر پہاڑ پر ہاتھ ماروں تا بہ بیخ کاٹوں صدہا پہلوان مار ڈالے دل مین درد کا نام نہین
اب اپنے کو بچا سامنے سے چلا جا یہ کہہ کے تیغ تمام انتقام سے کھینچی وہ بات ثابت تھا کہ اژدہا
غار سے بل کرتا ہوا نکلا کیا مثال دوں آہ دل مظلومان کہوں یا ابر سے جیسا برق جہندہ نکلی

خبردار خبردار کہکے مشہور نے ہاتھ مارا ایرج نے تیغۂ دو دمۂ سکندری کو نیام سے کھینچا
تلوار کو تلوار پہ روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا ایرج نے بھی بہ قوت صاحبقرانی ہاتھ مارا
مشہور نے کلائی پہ ایرج کی ہاتھ ڈالدیا ایرج نے اُسکا گریبان پکڑا دونون لپٹے ہوے
زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دو شیر سر ٹکرا رہے تھے جہان مشہور پکڑ لیجاتا ہے ایرج
تڑپ کر نکلتے ہین اور جس مقام پر ایرج پکڑ لاتے ہین دو چار گھسّے ایسے دیتے ہین کہ زرہ پارہ
پارہ ہوجاتی ہے پیشانی سے قطرات خون ٹپکتے ہین اُلجھ اُلجھ کے مشہور ایرج نوجوان سے شام
تک لڑا مگر اپنی زندگی سے بیزار ہوگیا جبکہ شہنشاہ زرین پوش نے فوج ماہ تابان سے شکست
کھائی قلعہ مغرب مین جاکر روپوش ہوا مشہور نے فوراً ایرج نوجوان کو چھوڑدیا ایرج نے بڑھکر
ہاتھ تھاما فرمایا کہ کیا ارادہ ہے مشہور نے کہا کہ اب کل مقابلہ ہوگا دن واسطے لڑائی کے رات واسطے
عیش و آرام کے ہے ایرج نے کہا کہ ہمارا یہ دستور نہین بے حریف سے فیصلہ کیے نہین پلٹتے یا تو تمکو
زیر کریگا یا ہم بجبر غالب آئینگے تب میدان سے پلٹینگے مشہور نے کہا کہ مین ہرگز رات کو
مقابلہ نہ کرونگا ایرج سے ہاتھ چھڑا کر سپر و شمشیر اُٹھائی ایرج نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ
آؤ تلوار چلے جھٹ پٹ فیصلہ ہوجائے کشتی مین عرصہ ہوگا مشہور نے جواب دیا مین کسی طرح
مقابلہ نہ کرونگا اب پلٹ ہی جانا بہتر ہے کل صبح کو میدان مین آنا نیزہ و شمشیر آپس مین چلیگا ہرچند کہ
ایرج نے کہا مشہور نے نہ مانا آخر گینڈے پر سوار ہوکر طرف اپنے لشکر کے گیا لشکر مین جاکر اکیلا
بارگاہ مین آیا جو ساتھ چلا منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے بارگاہ مین تنہا بیٹھا بیٹھ کر رونے لگا
آنکھین روتے روتے سُرخ ہوگئین عیار اُسکا پیمان شاگرد جو پھرتا ہوا آیا دیکھا کہ سب رفیق
باہر ہین آقا اکیلے اندر ہین پہرے والے سے کہا کہ جاکر عرض کرو عیار آپ کا حاضر ہے امیدوار ہے کہ
باریاب ہو مشہور نے حکم دیا کہ جلد اُسکو بھیجو پیمان شاگرد اندر آیا اتنے بڑے پہلوان کو اس
حال مین دیکھا آنکھین سُرخ سر جھکائے بیٹھا ہے پیمان شاگرد نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی
کہ مین حضور کو نہایت متردد پاتا ہون ہرچند کہ انتشار کے سبب سے بخوبی آگاہ ہون مگر بخوف
کہہ نہین سکتا مشہور نے کہا کہ اے یار وفادار مین برائے مقابلۂ نبیرۂ رستم میدان مین گیا
وہ کل فنون سپاہ گری مین بجبر غالب ہے شام کے ہوتے ہی مین پلٹ کر آیا گرونا تھا مین چلا

کہ عیار میرا یہان شاگرد موجود ہو کچھ فکر کریگا اگر تجھ سے ہوسکے تو ایرج کو پکڑ لا مین اُسکو قتل
کرون اُسکے خون سے ہاتھ بھرون ای پیمان ہو سکتا ہو کہ تو ایرج کو گرفتار کر لائے پیمان نے کہا
کہ غلام بیشک گرفتار کر لائیگا اور کیا مجال کسی کی کہ مجکو روک سکے مین دیکھ رہا تھا کہ حضور نے عجب طرح
سے مقابلہ کیا دن بھر اُلجھ اُلجھ کے لڑے وہ پیچ آپ کے جو پہلوانون پر بندھے ایرج کے
سامنے وہ پیچ بھی آپ نے نہین کیے اسکا کیا باعث ہوا مشہور نے کہا ای عیار طرار دیکھنے
مین وہ جوان ہاتھ پاؤن چھوٹے چھوٹے رکھتا ہو معشوق وضع ہو مگر زور اسمین کوٹ کوٹ کر
بھرا ہو اس وجہ سے وہ پیچ اُسپر نہ بندھ سکے یہی مجکو خوف ہو کہ کل کا اُسنے وعدہ لیا ہو اب
اگر مقابلہ پڑیگا تو ابکی وہ مجکو مار ڈالیگا مین اُس ظالم کے ہاتھ سے زندہ نہ بچونگا ایسے سخت
پیچ باندھتا ہو کہ جسکا توڑ غیر ممکن ہوتا ہو عیار اُٹھا باندہاے عیاری سے آراستہ ہو کر ایک ضعیفہ
کی شکل بنا لشکر ایرج مین آیا پھرنے لگا مہتر برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑے تھے اُنھون نے
جو بڑھیا کو آتے دیکھا کہ کمر مین خم جھریان پڑی ہوئین مگر جلدی چلی آتی ہو برق سمجھا کہ یہ کوئی عیار
مکار ہو جھپٹ کر قریب آیا کہا کہ بڑی بی صاحب کسکی فکر مین پھرتی ہو برق کو دیکھکر پیمان گھبرا گیا
نام تو سنتا تھا کہ برق بلاے روزگار ہو برق نے جو پوچھا کہ بڑی بی کس فکر مین پھر رہی ہو پیمان
نے گھبرا کر جواب دیا کہ میرا بیٹا سوارون مین نوکر ہو کئی دن سے گھر نہین گیا مین اُسے دیکھنے آئی ہون
برق نے کہا کس رسالے مین ہو پیمان گھبرایا کہ کیا رسالے کا نام بتاؤن کہا بیٹا مین نہین جانتی
برق نے کہا کہ چلو مین تلاش کر دون بڑھیا برق کے ساتھ چلی ایک مقام پر برق نے کہا کہ
بڑی بی دیکھو وہ پانچ چار سوار آتے ہین جیسے ہی بڑھیا اُدھر پلٹی برق نے حلقے کمند کے
ارے پیمان نے سبک ہو کر جست کی حلقہ ہاے کمند سے دور جا کر گرا برق نے آواز دی کہ او مکار کہان
جاتا ہو پیمان بھاگا برق نے پیچھا نہ کیا پیمان جنگل مین پہونچا صورت تبدیل کی عطر فروش بنکر
طرف لشکر کے چلا یہان برق اسکو بھگا کر پلٹا تھا کہ راہ مین شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور نے
پوچھا کہ مہتر صاحب کس تلاش مین گئے تھے برق نے کہا کہ ایک عیار تمھارے آقا کی تلاش مین
آیا تھا مین نے اُسے ٹوک کر بھگا دیا مگر خیال رکھنا رات کو پھر حملہ کریگا مجکو یقین کامل ہے کہ یہ
مشہور کا عیار ہو وہ عاجز ہو گیا تھا اُسی نے عیار کو بھیجا ہو شاپور نے کہا کہ کیا مجال کہ جو وہ

طلوع آتے کے بیجان پھر لشکر مین داخل ہوا جابجا دوکانون پر ٹھہرتا ہوا آتا ہی پتہ لوگون سے
پوچھتا ہوا پشت بارگاہ ایرج پر آیا خدمتگار ایک مقام پر کھڑے تھے ایک ایک کو روئی عطر کی
دی پوچھا کہ آقا سے نامدار تمھارے کیا کرتے ہین ہمارا مال وہان بکوا دیجئے تو آپ لوگون کی بھی
خدمتگزاری کرین ایک خدمتگار نے کہا کہ مین بیگمات کے پاس تمھین لے چلونگا دس پانچ تولے
بک جائیگا اس خدمتگار کے ساتھ بیجان چلا دوکانون کے پیچھے سے راستہ تھا ایک مقام پر
بیجان نے حلقۂ کمند کے خدمتگار کو مارے حباب مار کر بیہوش کیا خدمتگار کی شکل بنکر قریب بارگاہ
ایرج آیا خدمتگارون مین ملکر اندر بیٹھا دن بھر بیٹھا اٹھ کے اپنے کام شام کو جب چوکی پہرے تقسیم
ہونے لگے تو اسنے جمعدار سے کہا کہ آج چوکی پر میرا پہرا ہو تین خدمتگار اور جو تھا یہ قرار پایا چوکی پر
ایرج کی آیا جب دیکھا رات زیادہ آئی تو اسنے گلوریان کھلا کر تینون خدمتگارون کو بیہوش
کیا اپنے مقام سے اٹھا کچھ نکالا دارو بیہوشی رکھ کے برابر دماغ کے لگا دیا ایرج نے جب
سانس لی بیہوشی دماغ کو چڑھی چھینک مار کر بیہوش ہوے اسنے دو حلقون سے دونون
ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون اور دو حلقون سے گردن و کمر باندھکر پشتارہ باندھا چادر
عیاری مین باندھکر اب حیران ہی کہ کس طرف سے نکلون طلایہ کی آواز کان مین آتی ہی دروازے
پہ نگہبان بیٹھے ہین باتین کرنیکی آواز آتی ہی آخر پیچھے بارگاہ پر آکے سراپچہ چاک کیا نکلا
پانے شاطری مارتا ہوا چلا اگر کہین طلایہ آتے دیکھا خیمے کی آڑ پکڑی کہین بیٹھ گیا کہین لیٹ گیا
کہین دوڑ کے چلا کہین ٹھہر گیا اس طرح چھپتا چھپاتا جاتا ہی شاپور اپنے خیمے مین پڑا سورہا
تھا آنکھ جو کھلی سوچا کہ برق نے تمکو آگاہ کیا تھا تمنے کچھ انتظام نہ کیا ایسا نہ ہو کہ آقا کو کوئی
لیجائے برق کہین گے کہ اے شاپور بڑا افسوس ہی مجھے تمسے کہہ دیا تھا تمنے انتظام نہ کیا
یہ سوچکر اٹھا قریب بارگاہ ایرج آیا دیکھا کہ طلایہ پھر رہا ہی دروازے پر نگہبان بیٹھے ہین
شاپور نے پکار کر پوچھا کہ خیر و عافیت ہی نگہبانون نے جواب دیا کہ سب بخیر و عافیت ہی
جی مین کہتا ہی کہ اے شاپور نگہبان ہوشیار بیٹھے ہین پھر باعث تردد کیا ہی پھر خیال مین
آیا کہ چل کر دیکھ تو لین آخر بارگاہ مین آیا دیکھا کہ اندھیرا پڑا ہی پلنگ پر جو ہاتھ ڈالا ایرج
کو نہ پایا گھبرا گیا پکار کر آواز دی کہ ارے نگہبانو تم نے کیا خاک نگہبانی کی آقا بستر پر نہین ہین

چند شاگرد شاپور کے تھے وہ چار جانب دوڑے شاپور جو گرد بارگاہ کے پھرا ایک مقام پر سراغچہ چاک پایا نقش قدم دیکھتا ہوا چلا ہیمان لشکر سے نکل چکا تھا شاپور نے دور سے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہی خیال میں آیا کہ للکاروں پھر سوچا کہ اسکے پیچھے چلو آگے ہیمان جاتا ہو بچیس قدم پیچھے ترکیب سے شاپور چلا آتا ہی یہان مشہور رات بھر انتظار میں عیار کے جاگا بارگاہ میں بیٹھا ہو کہ زنگ کی آواز کان میں آئی تو وہ کھڑا ہوگیا دروازے پر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ ہیمان پشتارہ بدوش آتا ہی پکار کر پوچھا کہ ای ہیمان شہریار روباہ عرض کی حضور ایرج کو لایا مشہور نے ہیمان کو ساتھ لیا بارگاہ میں آیا شاپور بشکل جلاد پہونچا اور خادم و خدمتگار یہ خبر سنکر دوڑے چند افسر آئے لشکر میں بلوہ ہوگیا کہ عیار ہمارے افسر کا ایرج کو پکڑ لایا چند افسران فوج بارگاہ میں حاضر ہوئے مشہور نے کہا کہ اسکو ہوشیار کر عیار نے عرض کی کہ اس شیر کو دام مکر میں گرفتار کر کے لایا ہون یہ ہوشیار ہوتے ہی آفت برپا کریگا آہنگرون کو بلائیے اُسی وقت آہنگر آئے ایرج کو مسلسل و مطوق کیا اب ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی جو آنکھ کھلی خانۂ زنجیر میں غل ہوا ایرج بل کر کے اُٹھے سامنے مشہور کو جو بیٹھے دیکھا بطریق اہل اسلام سلام کیا اور پکار کر آواز دی کہ او نامرد مردان عالم کو معرفت عیار کے گرفتار کرایا ہی جو تجھ سے ہوسکے قصور نہ کر مشہور نے پکار کر آواز دی کہ ارے جلاد حاضر ہی شاپور مجمع سے نکلا خنجر برہنہ ہلاتا ہوا چلا پکار کر آواز دی کہ ارشاد ہو تو اسے ابھی قتل کرون ایرج نے کلمات سخت و سُست کہنا شروع کیے مشہور نے اشارہ کیا کہ اسے اسکا سر کاٹ لے یہ خاموش نہیں ہوتا بڑے بڑے گفتگو کرتا ہی کچھ اسکو خوف جان نہیں ایرج نے کہا کہ مردان عالم مرنے سے کب ڈرتے ہیں شاپور نے للکار کر آواز دی کہ ذرا او جوان ادھر تو دیکھ ایرج نے جلاد سے آنکھ ملائی پہچان گئے کہ میرا عیار آگیا شاپور نے جھپٹ کر گردن پر کوڑے کا خط دیا شانگین لگانے لگا آواز دیتا ہی کہ ای افسر سمجھ کر حکم دیجیے آپ کا جو حکم ملے ہاتھ مارون کہ سر اسکا اُڑ جائے مشہور نے کہا کہ سر کاٹ لے شاپور نے بڑھ کر خنجر مارا ایرج نے دونوں ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ایرج نوجوان نے نعرہ کیا ۔ نظم ۔

گرمی بازار عشق از تپش خون من است	بر سر دار فنا غلغلۂ غوغاے من
شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من است	باک ندارم ز دار چوب ستون من است

خانۂ تاریک تنگ بستہ بزنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون کسست	قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے

پھینک دیا شاپور نے نیمچہ ہاتھ مین دیا ایرج نوجوان معروف جنگ ہوئے مشہور بھی اپنے مقام
سے اُٹھا للکارتا ہوا کہ ای جوان کیا غضب کیا قید مردان عالم کو دور کردیا یہ بڑی خطا کی اب زندہ
نہ چھوڑونگا اپنے ملازمون کو ہٹاتا ہوا قریب ایرج کے آیا ایرج نے کہا کہ او نامرد مکر سے قید کرایا
اُسپر یہ غرور مشہور نے طرف بیمان کے دیکھا پکارکر آواز دی کہ ارے اپنے شاگردون کو
بلا کمندون مین اسکو گرفتار کرین بیمان جست کرکے چلا تھا کہ شاپور سد راہ ہوا شاپور اور بیمان
سے نیمچہ چلنے لگا کئی حلقے کمند کے بیمان نے شاپور پر مارے شاپور نے حلقے خنجر سے کاٹے
آخر اُسنے یہ فقرہ کیا کہ دیکھ تیرے پیچھے کون ہی شاپور نے کہا کہ ارے دیوانہ ہی یہ فقرے ہمارے
گھر سے نکلے ہین دیکھ تیرا سر کٹا چاہتا ہی پشت پر حریف آگیا بیمان پلٹا شاپور شیردل نے نیمچہ
مارا کہ سر بیمان کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی بیمان بھاگا شاپور نے جو اتنی مہلت پائی فوراً جست
کرکے باہر نکلا لشکر تمام ایرج کا مشتاق کھڑا تھا وہی سات ہزار سوار و پیدل شاپور نے
آواز دی کہ یارو خبر لو آقا گھیرے ہین سات ہزار سوار لیکر شاہباز طائر ور آپڑا ایرج
نے بارگاہ سے باہر نکل کر ایک سوار کو مارا گھوڑا اُسکا لیا معروف جنگ ہوئے شاہباز جو
سات ہزار جوان لیکر آیا آتے کے ساتھ ہی گرا معروف جنگ ہوا اب سات ہزار جو ڈیڑھ لاکھ
پر آگرے تمام پہلوان بھاگنے لگے شاہباز نے دو تین گولے بھی مارے اندھیرا ہوگیا کافر گھبرائے
پھرتے ہین مشہور دیوانہ وار تلوار ہاتھ مین سامنے ایرج کے پہونچا ایرج نے للکارا اُسنے بڑھکر
ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا سپر کو کاٹ کر تلوار
گری سر مشہور کا زخمی ہوا گینڈے کو پھیر کر بھاگا پکارتا ہوا کہ یارو نکل چلو یہ جوان زور مین بھی
بے نظیر ہی فنون سپہ گری کو بھی خوب جانتا ہی بھاگ کر مشہور نکل گیا ایرج نے پیچھا نہ کیا
بارگاہون اور خیمہ پر قبضہ کیا مال و اسباب لوٹ کے بفتح و فیروزی پلٹے داخل لشکر ہوئے
مشہور جو بھاگا اپنے مقام پر آیا فوج والون سے کہا کہ تم لوگ یہان ٹھہرو مین بالا سے کوہ
زبرجدی جاتا ہون خداوند سے جاکر فریاد کرونگا کہ ایسے ساحر کو روانہ کرین کہ جو ایک سحر مین
ان سب کا خاتمہ کردے اسی طرح گینڈے پر سوار زخمدار سر سے خون بہتا ہوا اُکھڑے تمام

خون آلود صحراؤن کو طی کر کے زیر کوہ زبرجدی پہونچا تمام میلہ جمع ہی جو مشہور کو اس حال سے
دیکھتا ہی پوچھتا ہی کہ ای پہلوان دوران دای گرشاسپ جہان تمکو کسنے زخمی کیا ہی کہتا ہی کہ یارو
کیا کہون عجب آفت مین ہون قدرت کو کچھ فکر نہین اہل طلسم کے بچنے کا ذکر نہین طلسم کشا کا
دن بدن زور بڑھتا جاتا ہی یہ پوتا طلسم کشا کا کہ جسکے ساتھ تین چار لاکھ فوج ہی ساحر زیادہ
غیر ساحر کم خود بہادر یگانہ ایسے دیو سے مقابلہ کیا مین اپنی جان بچا کے پلٹ آیا عیار سے گرفتار کیا
اُسکے عیار نے اُسی وقت اُسکو رہا کیا جنگ مین زخمی ہوگیا قدرت سے فریاد کرنے آیا ہون یہ سب
کہتا سنتا بشکل بالاے کوہ زبرجدی آیا تصویر سنگی باتین کر رہی ہی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند
سواے اس میلہ دیکھنے کے اور بھی آپ کو فکر ہی پوتا طلسم کشا کا اس والی صحراے عشرت خیز
تک آگیا غلام زخمی ہوا اب وہ میرے مقام تک آئیگا تصویر نے آواز دی اپنے ملک مین
جاؤ مددگار پہونچیگا نبیرۂ طلسم کشا آگے نہ بڑھنے پائیگا ایسی شکست فاش کھائیگا کہ اس
والی مین قدم نہ رکھیگا چند ساحر اُسکے ساتھ شریک ہوگئے اُنھون نے یہ زور اُسکے تئین پای
اُسپر نبیرۂ طلسم کشا اپنے علم وشان پر ناز کرتا ہی ایسا ساحر بھیجون کہ جو جاکر زمین ہلادے مگر تو
اپنے مقام پر جا مشہور کوہ سے اُترا جہان ٹھہرتا ہی وہان لوگ گھیر لیتے ہین آخر جان بچا کے بھاگا
ایک لفظ مین سب کو آگاہ کرتا ہی کہ یارو مین زخمی ہوا مین نے شکست فاش کھائی قدرت
سے فریاد کرنے آیا تھا قدرت نے ارشاد فرمایا ہی کہ مدد روانہ کرونگا آئندہ قدرت کو اختیار ہی
یہ کہتا ہوا مجمع عام سے نکلا طرف اپنے ملک کے چلا پلٹ کر اپنے مقام پر آیا دیکھا بیشے کے باہر
نشان آمد لشکر ایرج نوجوان معلوم ہوتا ہی اول آکر لی گلپوش اُترین تھوڑی دیر کے بعد
توسن وکمیت بھی آئین شاہباز رسے دھوم سے آیا ایرج نوجوان کا داخلہ ہوا مشہور
دیکھکر گھبرا گیا اپنے مقام پر آیا اہل فوج کو دیکھا کہ وہ بھی پریشان ہو رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ
ای شہریار لشکر نبیرۂ طلسم کشا آگیا تمام جنگل فوج سے معمور ہی ایسا نہ ہو نبیرۂ طلسم کشا آگے
تو کون روکیگا مشہور نے کہا کہ مین قدرت سے کہہ آیا قدرت نے مضبوط وعدہ کیا ہی مین اُسی کا
انتظار کر رہا ہون یہ کہکر اپنے مقام پر بیٹھا کہ آسمان پر برق چمکی ابر سیاہ پیدا ہوا ابر سے
چشمک زنی برق کی رعد کی گرج برق کی چمک ابر چھٹا مشہور نے دیکھا کہ تخت پر ایک نازنین

نہایت حسین دریاے جواہر میں غوطہ زن دونون ہو نخود رشک نسرین و نسترن پشت پر دو لاکھ جادوگرنیان طاؤس زرین بال پر سوار باز و بلبد قرقرے زیر ران ہزبر آتشین پر ساحران غدار وہ ساحرہ آکر اُسی صحرا مین اُتری مشہور سے ملاقات کی مشہور نے جو سراپا اُس محبوب مطلوب کا دیکھا بیتاب ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ آئیے تشریف رکھیے جی چاہتا ہی آنکھین فرش کرون خاک پا لیکر آنکھون سے لگاؤن توتیاے چشم بناؤن میری تو عجب کیفیت ہی قلب کی یہ صورت ہی کیونکر ضبط کرون ضبط نہین ہوسکتا کلیجہ دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی۔ نظم

طور اغماض کا انداز ادا کا دیکھا
کیا کہون تُمسے کہ ان آنکھون سے کیا کیا دیکھا

یون تو جایا کیے ہر سال مہینون لیکن
ایکی تو چندی مین اک چاند سا ٹکڑا دیکھا

عمر بھر کی جو تمنا تھی سو وہ بر آئی +
مرتے دم شکر ہے دیدار تمھارا دیکھا

کبھی بالون کو سنوارا کبھی سرمہ پونچھا
آئنہ لے کے سحر اُسنے جو چہرا دیکھا

جون وہ کافر کہ مسلمانون نے اکثر مجکو
پھونکتے کعبے مین ناقوس کلیسا دیکھا

جان طلب ہوگیا دو روز کی غفلت مین تری
اپنے بیمار کا احوال مسیحا دیکھا

کل تو سب کرچکے تھے گور و کفن کی تدبیر
جان جان آج تو تونے اُسے اچھا دیکھا

بدگمانی سے خفا ہوتے ہو مجھ سے ہر بار
کچھ عجب طرح کا انداز تمھارا دیکھا

آپ کے گھر کے سوا یہ تو بتاؤ مشفق
کوئے کوچے مین کسنے مجھے کس جا دیکھا

افترا مجپہ کیا ہی یہ در اندازون نے
بخدا مین نے کسی کو نہین اصلا دیکھا

آپ کیون کرتے ہین ہر روز نظارہ بازی
مین نے بھی گر کسی محبوب کو دیکھا دیکھا

اُڑ گیا اُسکا دوپٹہ جو ہوا سے ای رند
صاف آئینے سے وہ پیٹ مصفا دیکھا

مشہور نے جو یہ اشعار سامنے ملکہ کے پڑھے ملکہ نے تیور پر بل ڈال کر جواب دیا کہ ای مشہور مین تمھاری مدد کو آئی ہون تم ایسی باتین کرتے ہو جان دینے پر مرتے ہو خبردار یہ خیال دل سے نکال ڈالو مین ابھی جاکر نبیرۂ طلسم کشا کو پکڑ لاؤن دیکھون کون کون جادوگرنیان جمع ہین کہ جنھون نے ہنگامے ڈالدیے سب ساحر شکایت کرتے ہین کہ بی گلپوش بہت تیز ہین ایک آنکھ کا اشارہ اُسپر کافی ہی دیکھون تو کیسا باغ لگاتی ہین اور اگر ایسی باتین منظور رہین تو رخصت ہوتی ہون

کل صبح کو طلسم کشا تم پر بلوہ کریگا ایک ساحرہ کو حکم دیگا وہ تمام تمھارے بیشے میں آگ لگا دے گی
بھاگنے کا راستہ بھی نہ ملیگا جل بھن کے رہجاؤ گے مشہور کھڑا ہو گیا ہاتھ باندھ کے کہا کہ اے ملکہ عالم
فقط نگاہ لطف کا امید وار ہوں آپ میرے حال سے بھی آگاہ ہیں کہ اس والی میں کوئی ہمسر میرا
نہیں ہے فقط میں نے نبیرۂ طلسم کشا کے ہاتھ سے شکست کھائی اگر بخوشا مد قدرت سے عرض کروں
تو میرے تمھارے نسبت پختہ کرا دیں تو وہ قدرت تمکو سمجھا دیں تین سو قصبے میرے قبضے میں ہیں ان
سبکو آپ پر نثار کردوں ایک ایک کنیز کو مرتبۂ افسری دونگا وہ خدمتگزاری کریں کہ آپ کو رضامند
کردوں کسی خدمتگزاری سے منھ نہ پھیروں ملکہ نے منھ پھیر لیا کہا کہ جاہل کی بات کا کیا جواب دوں
خیر سمجھا جائیگا خبردار میری بارگاہ میں نہ آنا ورنہ میں بہت بیزار ہو نگی یہ کہکر بارگاہ استاد کر دی
لشکر اپنا اتار ملکہ داخل بارگاہ ہوئیں اپنی بارگاہ میں بیٹھ کر کنیزوں کو حکم دیا کہ ہوسخانہ آراستہ کرو
کنیزوں نے اسی وقت تخت بچھائے اُسپر پھول رکھدیے پیالوں میں پانی بھر کر رکھا کہا کہ اے
ملکہ توسن چابک خرام آئیے ہوسخانہ تیار ہے توسن چابک خرام اپنے مقام سے اُٹھی تخت پر
آکے بیٹھی سحر تیار کرنے لگی پھول اُچھالتی ہے کبھی بجا رہی ہے کہ اے ہوائے تیز ابنا رنگ جما اپنی
کیفیت دکھا کیوں دیر کی ایک ہوائے سرد چلی ابر چہ اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں دورہ سرچاروں
کا بندھا ہوا ہے یہی ذکر ہو رہے ہیں کہ ملکہ گلپوش اپنے مقام سے اُٹھیں توسن و ہمیت نے پوچھا
کہ کیوں حضور کہاں چلیں گلپوش نے کچھ جواب نہ دیا بیرون بارگاہ آئیں دیکھا صحرا سے گرد
اُڑی ایک مادیان مشکین زین و لجام سے آراستہ کلائیاں مارتی ہوئی اسی طرف آتی ہے ملکہ
گلپوش نے کنیزوں سے اشارہ کیا کہ اس مادیان کو گرفتار کر لاؤ کنیزیں اُس طرف چلیں دیکھا
کہ وہ ایک مادیان خود اسی طرف آتی ہے کنیزوں کے سر زاکر سامنے گلپوش کے آئی سر جھکا کر
کھڑی ہوئی اشاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا کہ رہی ہے کہ مجھپر سوار ہو جیے ملکہ اُچک کر پشت
مادیان پر آئیں باگ پر ہاتھ ڈالا مادیان اُلٹی پلٹی طرف لشکر توسن لے چلی قضا سے کار
شاہباز طائرہ در سویرے سے اُٹھ کر برائے شکار گیا تھا اُدھر سے پلٹا ہوا آتا ہے دیکھا کہ ملکہ
گلپوش کو ایک مادیان لیے جاتی ہے اور گلپوش کا چہرہ سرخ آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے
باگ پر پنجہ نگارین گھوڑی بھاگی ہوئی جاتی ہے شاہباز نے پکارا کہ ملکہ گلپوش ٹھہر جاؤ اب

مادیان کو آگے نہ بڑھاؤ گلپوش نے جواب نہ دیا بلکہ مادیان پر کوڑا مارا گھوڑی طرارہ بھر کے چلی جب
شاہباز پکارتا ہی رہا اور زیادہ گھوڑی کو بڑھاتی ہین جب شاہباز نے دیکھا کہ گلپوش نہین رکتی
شاہباز نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر مارا ایک دیوار آہن سامنے معلوم ہوئی گلپوش نے
پکار کر آواز دی کہ اے شاہباز مجھے کیون روکا مین نہ رکون گی مجکو توسن چابک خرام نے بلایا ہے
مجھے وہان جانا ضرور ہی اُسنے مجکو بلایا ہی یہ کہکے گھوڑی کو اُڑایا دیوار آہن پر گولہ مارا
دیوار آہن گری گلپوش نکل گئی شاہباز عرصے تک کھڑا رہا جب دیکھا کہ توسن چابک خرام
کی بارگاہ مین گئی تب شاہباز پلٹا گلپوش سامنے توسن کے پہونچی توسن کو سلام کیا توسن
نے کہا کہ بی گلپوش آئیے ہاتھون سے گجرے کھول کر دیئے کہا کہ یہ ہاتھون مین پہنو گلپوش نے
ہاتھون مین لپیٹے توسن نے ایک طوق بھی گلے سے اُتار کے دیا وہ بھی گلپوش نے پہن لیا
اب سب نے دیکھا کہ گلے مین گلپوش کے طوق آہنی پڑا ہے ہاتھ مین ہتھکڑیان زبان باقی رہی
توسن نے ایک غنچہ ہار سے توڑا کہا کہ لو بی بی گلپوش نے اُس غنچے کو زبان پر آراستہ کیا زبان مین
سوزن پڑ گئی توسن نے گلپوش کے منھ پر ہاتھ پھیرا اب گلپوش کو ہوش آیا گھبرانے لگی ایک
کنیز کو اشارہ کیا کہ اسکو قید خانے لیجاؤ اُس کنیز نے ہاتھ پکڑا باہر لے گئی باہر جا کے کہا کہ
منم شاپور شیر دل زبان سے سوزن نکالون اپنے ہوش مین ہو گلپوش نے اشارہ کیا
فوراً شاپور نے زبان سے سوزن نکالی گلپوش بلند ہوئی آسمان پر جا کر وہی گجرے کہ جو
توسن نے دیئے تھے وہ نوچ کر لشکر پر توسن کے پھینکے پھول برسنے لگے جس پر پھول پڑا وہ جل کر
رہ گیا لشکر مین بلوا ہوا توسن نے باہر آکے دیکھا کہ آسمان سے پھول برس رہے ہین جس پر پھول گرا وہ
جلا کنیزین بھاگ رہی ہین لشکر مین تلاطم ہی توسن نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا یہ کہکے جھولی مے
ہاتھ ڈالا ورق سامری نکال کر دیکھا اسمین نوشتہ پایا کہ وہ کنیز نہین تھی شاپور شیر دل تھا
گلپوش کو رہا کر کے لے گیا توسن نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے طرف آسمان
کے پھینکے شعلہ ہاے آتش پیدا ہوئے پھول جلنے لگے سب پھول سنے جلائے غصے مین بھری
سرخ کہتی ہوئی کہ یہ مکار بڑی عیاری کر گیا مجکو دھوکا دیا گلپوش کو بڑے فقرے سے آکر
لے گیا پہلے سے میری کنیزون مین ہو کر ملا اب مین انتظام کرونگی اس غصے مین طرف بارگاہ کے

جاتی ہی کہ اُدھر سے مشہور آتا تھا پکارکر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم غلام نوبت بجان و کارد باستخوان
ہی ایک نگاہ محبت اس طرف اُٹھائیے غلام کو شاد فرمائیے اب زندگی دشوار ہی آپکا چاہنے والا
بہت بیتاب و بیقرار ہی **نظم**

آج پھر اُس شوخ نے فقرا کیا
کیا غضب او شوخ بے پروا کیا
کان کی بجلی جو یاد آئی تری
ہجر کی شب ایڑیان رگڑا کیا
مین بھلا کیونکر کہون تمکو برا
کیا کہون اس عشق مین کیا کیا کیا
تب اُٹھے ہین ان بتون کے ہمنے ناز
فکر نے اپنی یہ عقدہ وا کیا
مجکو مجنون کردیا مانند قیس
آبرو پر جان کو صدقا کیا
ای شب فرقت نکر مجپر عذاب
دل سے اپنے عمر بھر الجھا کیا
عشق افشان جبین یار مین
آپ نے النسب کیا اولا کیا

اک پری کا پھر مجھے شیدا کیا
وعدۂ امروز بھی فردا کیا
کیون اجل کیا تجکو بھی موت آگئی
برق کے مانند مین تڑپا کیا
اسکو بھی سکتا ہوا دیکھ آئنہ
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا
وان ہوے مستی سے لب اُنکے کبود
جب کلیجا اپنا مجمر کا کیا
لاگ پیدا کی ہے اب جلاد سے
سر کچھ او غیرت لیلا کیا
سوز فرقت نے شرارت مجھسے کی
مین نے منھ تیرا نہین کالا کیا
اس مصیبت سے شب فرقت کٹی
خاک چھلنی کی طرح چھانا کیا

عشق نے پھر مفسدہ برپا کیا
خون ناحق اک مسلمان کا کیا
اسقدر آنے مین کیون عرصا کیا
وہ کف پاے حنائی کرکے یاد
دیر تک حیرت سے منھ دیکھا کیا
خاک چھانی مدتون تنکے چنے
پیٹ کر منھ ہمنے یان نیلا کیا
ہو گرہ موے کمر کی ناف پر
جان کھوئی ہاے دل نے کیا کیا
معرکے مین عشق کے سر کا نہ پایا دھڑ
ہیزم تر کی طرح سلگا کیا
زلف جانان جسنے دیکھی ایکبار
داغ سینے آہ کی نالا کیا
تھا مناسب ترک عشق یار رند

ملکہ تو غصے مین بھری ہوئی تھی مشہور نے جو یہ اشعار پڑھے بگڑ کر
جواب دیا کہ کیون ای دیوانے ہمنے تجکو ہر چند منع کیا مگر تیرے ذہن مین نہین آتا بیہودہ بکے جاتا ہی
ہم ابھی جاکے شاپور کو لاتے ہین یہ کہکر بلند ہوئی لشکر ایرج کا کوسون مین اُترا ہوا تو سن آگ
برساتی ہوئی چلی خیمے جلنے لگے بازارون مین ہنگامہ پڑگیا دوکانین چھوڑ چھوڑ کر دوکاندار بھاگنے لگے
جو خیمے سے گھبرا کر نکلا اُسنے آسمان پر دیکھا کہ ایک نازنین شعلۂ جوالہ منھ سے آگ گراتی ہوئی جاتی ہی
جہان آگ کا انگارہ گرا آگ لگ گئی فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی ہزارہا بندگان خدا جان سے
ارا گیا بھاگ کر طرف بارگاہ ایرج کے چلے یہاں ایرج نوجوان بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ دل

شاپور آکر پہونچا سحر مین مبہوت ہو کے گلپوش کا جانا بارگاہ توسن مین اور توسن کا مسلسل و
مطوق کرنا مع ہوشیار کرنا اور اپنی عیاری سامنے ایرج کے بیان کر رہا ہی برق و خواجہ عمرو
بھی بارگاہ مین تھے تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ ای شاپور کیا کہنا خوب عیاری کی کہ
تھوڑے ہو جے مین ملکہ گلپوش آکر پہونچین ایرج کو سلام کیا گلپوش نے شاپور کے ہاتھ
آنکھون سے لگائے کہا کہ ای شاپور ما شاء اللہ خوب اپنے کو پہونچایا شاہباز بھی تعریفین کر رہے تھے
ایرج نے بہت بھاری خلعت منگوا کر شاپور کو دیا شاپور نے برق سے آنکھ ملائی کہا بہتر جناب
اس عیاری کو دیکھا برق بھی تعریفین کر رہے ہین کہ ای شاپور کیا کہنا فرزندان عمرو مین تمھارا
مثل نہین کیا مزے سے عیاری کی ہی کس لطف سے گلپوش کو رہا کیا یہ ذکر تھا کہ فریاد والامان
کی آواز آئی ہزارہا جادوگر دو کا غل مچاتے ہوئے قریب بارگاہ ایرج نوجوان آگئے
پکارتے ہین کہ ای آقائے نامدار اس آگ سے غلامون کو بچایئے گلپوش نے کہا کہ ای شہریار
معلوم ہوتا ہی کہ وہ خود آگئی شرمندہ جو ہوئی ہی اس وجہ سے بہت غصہ ہی شاہباز نے کہا کہ حضور
باہر چلین حال کھل جائیگا اہل لشکر کی آواز سنکر ایرج نوجوان بیرون بارگاہ چلے ایک طرف
گلپوش اور پشت پر کمیت شاہباز پہلوان شاپور بھی پشت پر عمرو و برق کہتے ہوئے
کہ ای فرزند تمھارے پاس کوئی تحفہ ہی اپنے کو ان ساحرون سے بچاؤ ایرج فرماتے ہین
کہ میرا تکیہ پروردگار پر ہی جو معبود چاہیگا وہ ہوگا یہ باتین کرتے ہوئے ایرج بیرون بارگاہ
آئے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوئے آتی ہی گاتی [illegible]
ہوئی سینے پہ ابھار نار پستان یا سنان نیزۂ دل ستان جہان پاؤن رکھتی ہی نقش قدم کو فخر ہی کہ
مین تاج سر شاہان عالم ہون محترم و محتشم ہون زلفین عارض پر بل کر رہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ
چشمۂ خورشید مین مار سیاہ لہرا رہے ہین ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی ملکہ توسن حجاب خرام نے
دیکھا کہ خود زرین بر سر انور سپر پشت پر اس سج دھج سے ایرج نوجوان چلے آتے ہین نگاہ جو توسن
کی پڑی تیر مژگان جو کمانخانۂ ابروے خمدار مین برائے تیش زنی جمع تھے تودۂ دل پر لب معشوق
ہوئے بے اختیار منہ سے آہ نکل گئی ایرج نے ہاتھ بڑھا دیا ہاتھ مین ہاتھ ڈالا ہاتھ جو ہاتھ مین
توسن کے آیا دولت دنیا ہاتھ آگئی جواب دیا کہ آپ کی زیارت کی مشتاق تھی شکر ہی کہ مشرف ہوئی

یہ سنکر ایرج نے کہا کہ چلیے بارگاہ مین تشریف لے چلیے ملکہ نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیسکی
سر جھکا کر ساتھ ہولی ایرج بارگاہ مین آئے مقام صدر پر توسن کو جگہ دی آپ کرسی پر بیٹھے
سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ مرصعی لیکر سامنے بیٹھا
رنگ رو سے سب نے سمجھا تاکہ یہ ایرج پر عاشق ہوئی گلپوش کو بہت ناگوار ہوا مگر خاموش ہی
جانتی ہو کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی کلمہ منہ سے نکلے خلاف مزاج اقدس ہو
شاپور نے سازندون کو بھی اشارہ کیا ساز ملاکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ **نظم**

دیکھ کر دامن صحرا کو چمن یاد آیا
سیر غربت مین جو کی ہمنے وطن یاد آیا

ہمنے شادی مین بھی ماتم نہ فراموش کیا
پہنی پوشاک مکلف تو کفن یاد آیا

جانے والون پہ عدم کے نہ مین روؤن کیونکر
ہون مین غربت زدہ مجکو بھی وطن یاد آیا

گل کو دیکھا تو بندھا عارض رنگین کا خیال
غنچہ گر باغ مین دیکھا تو دہن یاد آیا

لحد تیرہ کی ایذا سے مجھے راحت ہوگی
شب ہجران کا اگر کنج وطن یاد آیا

یوسف وچاہ کا احوال جو قرآن مین پڑھا
اپنے یوسف کا مجھے خال ذقن یاد آیا

تیرے کوچے کا تصور مجھے غربت مین بندھا
قید مین بلبل شیدا کو چمن یاد آیا

خال عارض پہ گمان عنبر اشہب کا ہوا
سونگھ کر زلف کی بو مشک ختن یاد آیا

باغ مین بھی نہ مین اس رشک چمن کو بھولا
زر گل دیکھ کے وہ سیم بدن یاد آیا

بولتے بولتے کیون ہوگئے خاموش ایرج
کس پری کا تمہین انداز سخن یاد آیا

ملکہ توسن نے بیقرار ہوکر پوچھا کہ یہ گانے والے کون صاحب ہین ایرج نے کہا کہ یہ وہی
نرگس کنیز ہے ملکہ نے کہا کہ میان شاپور صاحب ساعت بہت نیک تھی ورنہ مین تمھاری
گرفتاری کو آئی تھی اے شہریار مشہور نے بہت پریشان کیا ہو آپ یہان سے کوچ کیجئے جلیے
طرف صحرائے گرداب نشان کے تشریف لے جایئے اگر صحرائے گرداب نشان وصحرا باد انگیز
فتح ہوے تو طلسم کشا کو بڑا نفع پہونچیگا آپ جلدی کیجئے کنیز آپ کے ساتھ ہو یقین ہے کہ رہبری
مین میری ذات سے نفع پہونچے خاص صحرائے گرداب نشان مین پہونچا دون اور گرداب جادو
بدل آپکی اطاعت کرے بڑا نفع سرکار کو پہونچے لیکن ہرکارون نے یہ خبر سفعل مشہور کو

پہونچائی کہ ملکہ توسن برائے گرفتاری عیار گئی تھین جاکر ایرج پہ عاشق ہوئین اب دربار مین خوش
بیٹھی ہین یہ سنکر مشہور آگ ہوگیا کہا کہ ابھی جاکر سر اُس گیسو بریدہ کا لاتا ہون مین جم کر ایرج
سے نہین لڑا غرور ایرج کا بڑھ گیا گردن کھینچ لونگا چیر پھاڑ کر پھینک دونگا کیا اب مجھسے بچ
سکتے ہین یہ کہکے حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو گینڈے پر سوار ہوا یکہ و تنہا طرف لشکر ایرج کے چلا-
فوج والون نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا یکہ و تنہا جاتا ہی سب پہلوان گینڈون پر سوار ہوے بارادۂ
رزم و پیکار چلے لشکر ایرج اُترا ہوا ہی کہ سب نے دیکھا گرد اُڑی مشہور صحرا نشین تیغۂ برہنہ ہاتھ
مین گینڈے پر قہقہے مارتا ہوا نمایان ہوا آتے ہی قتل کرنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین گرد بلند ہوئی
تین لاکھ اسکے ساتھ والے بھی آ کے گرے جسکو جہان پایا قتل کیا دس بارہ ہزار آدمی سپاہ
کشتہ جان ہوے لشکر مین غل بلند ہوا ایرج نے شاپور سے کہا کہ دیکھو یہ کیسا ہنگامہ ہی
کہ شاگردان شاپور دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار مشہور صحرا نشین مع لشکر
آپ کی فوج پر آگرا ہزارہا بندگان خدا مارے گئے چاہتا ہی کہ بارگاہ مین آئے حال توسن
سنکر بہت غصہ آیا جلا کے پڑا الٹکر چلا ہی کہ توسن و ایرج کا سر لاؤنگا مراد اُسکی یہ ہی کہ اپنے
کو بارگاہ مین پہونچائے توسن نے عرض کی کہ حضور تشریف رکھین مین ابھی جاکے اُسے پلٹائے
دیتی ہون کیسے وہ اپنی فوج کے خود سر لائے جس طرح کیسے اُسکو پلٹاؤن یہ کہکے چاہا کہ اپنے مقام
سے اُٹھے ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ ملکہ تم بیٹھو مین جاکے اُس خر دماغ کو سمجھائے دیتا ہون
یہ کہکر حکم دیا کہ ای شاپور گھوڑا تیار کرو سب ساحرون نے چاہا کہ ساتھ چلین ایرج نے منع کیا
کہا کہ صاحبو تم لوگ تکلیف نہ کرو بارگاہ مین بیٹھو مین بہت جلد آؤنگا یہ کہہ کے کمر بند اشقر پر سوار
ہوکر بارگاہ سے نکلا اور پکار کر کہا کہ ہان یارو کیون بھاگتے ہو جو تمھین مارے تم بھی اُسکو مارو
یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا- نعرۂ ایرج بن قاسم عالیشان

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
نہال گلستان صاحبقران

چو تیغ علی برکشم از غلاف
زگاو زمین بیخ و بن برکنم

ملک ایرج آن آفتاب منیر
تزلزل فتد در میان مصاف
منم صفدر و صف شکن پہلوان

ایرج نے جو اپنے نام کا نعرہ کیا فوج کے دل بڑھ گئے جم کر
لڑنے لگے ہر مقام پہ تلوار چل رہی ہی کہ میدان و رسالہ دار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے یا تو پلٹن

بھاگی جاتی تھی یافر نے جو قدم جما کے پھر پرے علم کے کھول دیے جنگ میں معروف ہوے تھوڑے سے عرصے میں مشہور کی نگاہ پڑی کہ پہلوانوں کے لاشے جابجا خاک میں پڑے ہیں ریت جو زخموں میں لگی ہو پھڑک رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ افسوس کچھ حوصلہ نہ نکلا جو چاہا تھا وہ ہوا لاشے پہلوانوں کے دیکھکر مشہور حسرت خیز باتیں کر رہا ہو کہ سامنے سے دیکھا شیر بیشہ جوانی شمشیر برہنہ ہاتھ میں پہلوانوں کو قتل کرتا ہوا آتا ہو لیکن جدھر جا پڑے کائی سے پھٹ جاتے نظر آتے ہیں مشہور نے جو ایرج کو دیکھا گھبرا گیا چاہا کہ گینڈے کو ہٹاؤں کسی طرف نکل جاؤں مگر ایرج سے مقابلہ نکروں ایرج نے دور ہی سے للکارا کہ او نامرد کہاں جاتا ہو بڑا تجھکو ملکہ کے آنے کا رشک ہوا اوبیحیا حلوا خوردن را روئے باید شو کتے شاید یہ کہکے قریب پہونچے تھے کہ مشہور برس پڑا ایرج نے وار اسکے خالی دیے سرکو بچاکر کمر پہ ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے اب فوج مشہور بے حال ہوئی ایرج مشہور کو مار کر جسکے مقابلے میں پہونچے وہ ہاتھ باندھنے لگا کہ ای شہریار میں آپکی اطاعت کرتا ہوں دیجور خارہ شکن مشہور کا بھائی بھائی کے مارے جانے پر بہت جھلایا گینڈا اڑاکر مقابلہ ایرج میں آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے بازو بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالا بابلوا رچھین کر دیجور کی پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیکر زمین پر مارے دیجور نے آواز دی الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان دیجور کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو پکارکر آواز دی کہ یارو کیوں لڑتے ہو میں نے غلامی اختیار کی اور ہفت پیکر پر لعنت کی اب لشکر والے دیجور کی پشت پر ہو گئے ایرج دیجور کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے سبزہ دالان میں سے ملوایا دیجور بھی آکر دنگل پر بیٹھا دربار سرداروں سے معمور ہو ملکہ توسن چابک خرام پہلوے تخت شاہباز میں کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہیں سب سردار اپنے اپنے مقام پر ایرج نے ملکہ توسن سے سوال اسلام کیا توسن نے جواب دیا کہ کنیز عرصے سے مطیع دین اسلام ہوئی انشاءاللہ اب کوچ کیجیے طرف صحراے گرداب نشان کے چلیے معرکہ عظیم پڑیگا گرداب جادو بڑی ساحرہ مکارہ ہو اگر خدا اس سے جان بچالے تو بڑی بات ہو اسکا سحر نہیں کرامات ہو ہفت پیکر کو اسکی رفاقت پر انتہا کا ناز ہو اپنے مقام پر کہتا ہو کہ بدولت کی خدائی گرداب جادو کی وجہ سے ہو وہ بلاے روزگار ہر کارگر آفت ہو ہزار طرح کے سحر کریگی مگر کنیزان شاہی جان لگا دینگی ایرج نے

دیجور کو کل غیر ساحروں کا افسر کیا اور لشکر ساحران کا افسر ملکہ توسن چابک خرام و گلپوش کو کیا اس کروفر سے لشکر ساحران و غیر ساحران آراستہ کر کے ایرج طرف صحرائے گرداب فشان کے چلے اب حال خیریت مآل شاہزادۂ نورالدہر تحریر کرتا ہوں کہ یہ جو آوارۂ دشت و بادیہ ہو کر چلے ایک صحرائے خارستان میں گذر ہوا شبرنگ سے فرمایا ہم اس درخت کے سائے میں ٹھہرتے ہیں تھوڑا پانی ہمارے واسطے لاؤ شبرنگ پانی لینے چلا نورالدہر دیکھ رہے ہیں کہ جنگل سے ایک شیر پیدا ہوا دوڑ کا مار کر شبرنگ پر جا پڑا آپ نے چاہا کہ بچاؤں شیر نے آکر گردن لی چھاگل ہاتھ سے شبرنگ کے چھوٹی شیر شبرنگ کو لے گیا نورالدہر نے طہماس کو اشارہ کیا طہماس نے بڑھ کر چھاگل اٹھائی چاہا کہ چشمے سے پانی بھروں نہیں معلوم کیا خوبی دیکھی سبحان اللہ کہکے چشمے میں پھاند پڑا نورالدہر حیران ہوئے کہ طہماس کیوں چشمے میں پھاند پڑا نورالدہر اسپ پریوش کو بڑھا کر قریب چشمے کے آئے دیکھا کہ چشمہ مثل آئینے کے معلوم ہوتا ہے ایک قصر عالی آراستہ ہے طہماس ایک نازنین کے پہلو میں بیٹھے ہیں شبرنگ ساز ہاتھ میں بجا رہا ہے نورالدہر حیران ہو گئے طہماس کو پکار کر آواز دی کہ اوی ہرزہ جنبش کلنگان کیا کر رہے ہو ہماری فاقت سے منہ موڑا نازنین کے پہلو میں جا بیٹھے طہماس بوس و کنار کر رہا تھا آقا کی آواز سنکر جواب دیا کہ اے شہریار آپ بھی تشریف لایئے ملکہ نسترن بانغ پیرا آپکی بہت مشتاق ہیں نورالدہر نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا چاروں چلیاں چھوڑ کر نورالدہر کو لیے ہوئے چشمے میں جا پڑا نورالدہر بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجمع عالی میں پایا ایک نازنین نہایت حسین و مہ جبین دریائے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن حسن و جمال میں یکتا نسترن باغ پیرا نام معشوق طبع عاشقان خاص و عام مقام صدر پر گرد کنیزیں ایک معشوق سبزہ رنگ پہلو میں طہماس بے ایک پہلو میں شبرنگ کے مجبر رنگ بخواہش تمام بہ شوق مالا کلام یہ غزل بیٹھا گا رہا ہے نظم

ہنگامہ گرم آہِ شرر بار نے کیا	رسوائے خاص و عام دلِ زار نے کیا
سوداگران ہجوم خریدار نے کیا	دل سرد سیہ گری بازار نے کیا
ستھرا و تیغ ابروِ خمدار نے کیا	میدان صاف یار کی تلوار نے کیا
جن بنکے لپٹا سر سے نہ اترا کسی طرح	دیوانہ تیرے سایۂ دیوار نے کیا

وہ جنس ناقبول ہون بازار دہر مین
بدنام اسکو کرتا مین رسوا نہ آپ کو
سیہ حال کرونگا گیسوے خمدار کی قسم
اے بادشاہ حسن ہوا تجھپہ وہ فقیر
جھگڑا کیے مجھے نہ جلایا گیا نہ دفن
گلہاے زخم تازہ سراپا شگفتہ ہین
قاصر تھی رعب حسن سے ہر مرتبہ زبان
دکھلا دیا جمال تصور نے یار کا
یان ہونٹھ نیلے کر دیے دانتون سے کاٹکر
بے یار سیر باغ جو کی مین نے جلکے زند

رخ اس طرف کبھی نہ خریدار نے کیا
سارا فساد یار کی تکرار نے کیا
جس روز مجھ سے بل کبھی اغیار نے کیا
ترک لباس تیرے طلبگار نے کیا
مردہ خراب کافر و دیندار نے کیا
باغ و بہار یار کی تلوار نے کیا
کچھ عرض حال جب لب اظہار نے کیا
جب اضطراب طالب دیدار نے کیا
وان زیر لب کسی کو اگر یار نے کیا
دل داغ داغ لالۂ گلزار نے کیا

نشہ رنگ کس لطف سے یہ غزل گا رہی ہے کنیزین ہزارون اُس مکان مین بھری ہین کچھ سامنے ہین کچھ دروازے پر ہین کچھ سامنے دالان مین تھا یک دروازے پر غلط ہوا ایک کنیز دوڑی اُسنے آکر عرض کی دروازے پر مہتاب گرگندن سوار خبر سنکر آیا ہے کہ ملکہ نے نبیرۂ صاحبقران کو بلا کر پہلو مین بٹھایا غصے مین آیا ہے دروازے پر کنیزون کو قتل کر رہا ہے یہ ذکر تھا کہ پہلوان گینڈے پر سوار اندر مکان کے گھس آیا کنیزون کے روکے سے نہین رکتا سامنے پہونچا پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان نبیرۂ حمزہ کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہے دیکھ تیرے سامنے اسکا سر کھینچے لیتا ہون اور تجھکو بھی سزا دیتا ہون آج یہ جلسہ مٹا دونگا تجھکو خاک مین ملا دونگا یہ کہکے گینڈے سے کودا تلوار چمکاتا ہوا چلا نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے مقابل مین مہتاب کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اگرچہ شانے پر زخم آیا مگر نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا صحن مین اُس مکان کے کشتی ہونے لگی نورالدہر نے تیسرے پیچ پر اُسکو اٹھا کے دے مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے اُسنے جواب سخت دیا نورالدہر نے ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھ جھٹکا دیکر گردن اُسکی کھینچ لی مارکر اُسکو نورالدہر اُٹھے تھے کہ وہ نازنین اپنے مقام سے اٹھی کہا کہ اے شہریار

بڑے ظالم کی بدعت سے مجھے بچایا ہر روز آتا تھا بدعت کرتا تھا آج آپ نے اسکو مار آپ ہی کا
نام سنکر آیا تھا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا در اصل جہنم ہوا سب کا انتشار کم ہوا میں نے اپنے باغ
میں جانا موقوف کر دیا تھا اب باغ میں چلیے یہ سنکر نور الدہر نے طہماس و خنجر بنگ کو ساتھ
لیا چار سے کنیزیں ہمراہ اس مکان سے نکلیں نور الدہر نے دیکھا کہ پہلو سے قصر میں ایک چشمہ
ہے اسی کے سامنے سے راستہ تھا چند نخلستان طی کر کے دیکھا کہ دروازے پر ایک باغ
کے کئی ہزار ساحر کمر باندھے کھڑے ہیں ملکہ کو جو آتے دیکھا برائے تسلیم خم ہوے ملکہ سے پوچھا
کہ یہ جوان کون ہیں ملکہ نے کہا کہ ہمارے مہمان ہیں یہ کہکر اندر باغ کے داخل ہوئیں یہ سب ساحر
بخدمت شاہنشاہ خار صحرا کہ باپ ہے ملکہ کا روانہ ہوے جاکر شاہنشاہ سے اطلاع کی کہ ملکہ نے
مردوں کو لیکر باغ میں آئی ہیں یہ سنکر شاہنشاہ غصے سے کانپنے لگا ایک چیخ ماری کہ قصر ہل گیا
غصے میں اٹھا اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا بے پرواز پیدا کر کے چلا اسوقت سر باغ پر پہونچا
کہ ملکہ نور الدہر کو لیکر مسند پر بیٹھی ہیں اختلاط ظاہری ہو رہا ہے کہ آسمان سے آواز آئی کہ منم
شاہنشاہ خار صحرا او گیسو بریدہ نبیرۂ حمزہ طلسم کشا کے بھتیجے کو لیکر پہلو میں بیٹھی ہے دیکھ تو
تیرا کیا حال کرتا ہوں ملکہ نے چاہا کہ اپنے مقام سے اٹھے فوراً آسمان سے گرز مارا وہ گرز قریب ملکہ
کے آکر پھٹا اسمیں سے دھواں نکلا جس کنیز کی آنکھ میں دھواں لگا وہ منہ کے بل گری کسی کا
سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا جب دس پانچ کے ہاتھ منہ ٹوٹے وہ نازنین جو پہلوے طہماس میں بیٹھی تھی
اسنے ارادہ کیا کہ اٹھوں شاہنشاہ خار صحرا نے ایک شیشہ پانی کا پھینکا وہ جو پھٹا وہ نازنین
گری جو پہلوے نور الدہر میں تھی اسنے اٹھتے اٹھتے سحر کیا کہ پانی بہنے لگا اسکے قطرے جو شیشہ پر
گرے وہ شیشہ ٹوٹا دوسرا شیشہ شاہنشاہ خار صحرا نے پھینکا اس شیشے سے جو پانی گرا اس
نازنین نے جو سحر کیا تھا اسکے سحر کو دفع کر دیا چند قطرے پانی کے اس نازنین کے سر پر پڑے
وہ بھی لہرا کر گری آنکھیں کھلی ہوئیں دیکھ رہی ہے کہ شاہنشاہ خار صحرا زمین پر آیا نور الدہر و
طہماس کو بھی سحر کر کے گرایا یہ دونوں جوان بھی زمین پر پڑے تڑپ رہے ہیں اٹھ نہیں سکتے
چاہتے ہیں کہ اپنے مقام سے اٹھیں تلوار کو ٹیکا اٹھے اور پھر گرے کہنیوں سے خون ٹپک گیا
ہے بیکار ہو رہے ہیں شاہنشاہ خار صحرا تلوار کھینچ کر جو کنیز راہ میں ملی ہاتھ تلوار کا مار دیا

اُسکے دو ٹکڑے ہوے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای شاہنشاہ خارصحرا ادھر آیئے
ساربان زادے کے بیٹے کو گرفتار کیجیے ساربان زادے کا فرزند یہان آکر چھپا ہی دیکھیے وہ ظالم
مجھے نیچا دکھاتا ہی چاہتا ہی کہ مجھے قتل کرے مین نے اپنے کو بچایا شاہنشاہ خارصحرا نے پلٹ کر
دیکھا کہ ایک کنیز سبزہ رنگ سیلے پر اُبھار ایک پائچہ گھسٹا ہوا اور ایک چھوٹا ہوا سٹر پٹر کرتی ہوئی
آئی ہو منھ سے گلوری گر گئی خالی منھ چلاتی ہوئی بال سر کے کھلے ہوے شانے سے خون ٹپکتا ہوا
شاہنشاہ اس کنیز کو دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا آواز دی کہ ارے وہ عیار مکار ہی اُسی کی مکاری کا سارا
فتور ہی فرزندان عمرو نے جنگل کے جنگل ویران کر دیے بتا کہ وہ عیار مکار کہان ہی کنیز بتاتی ہوئی چلی
کہ حضور جلد آئیے کبھی ہاتھ باندھ کر اشارہ کرتی ہی کہ ایسا نہو بھاگ جائے دوڑ کر شاہنشاہ قریب
پہونچا کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا چٹکی لیکر کہا کہ تو تو مجکو نگاہون مین کھائے جاتا ہی دیکھو مجکو گھور گھور کے
دیکھ میرا فن ہلکا ہی گھٹا جاتا ہی ابھی کل بخار اُترا ہی آج پھر یہ کیفیت ہی کہ تو گھور گھور کے دیکھتا ہی
آنکھین جھپکا کر دیکھ وہ سامنے فرزند عمرو بیٹھا ہوا ہی اسی جانب گھور رہا ہی لہنگا پھر اپنا چاہتا ہی
گنواری بنکر نکلیگا تو کیونکر اُسے روکیگا ہمین سے سحر کر کہ زمین اُسکے پاؤن تھام لے ارے کمبخت مین
ڈرتی ہون کہ تجھپر کوئی زوال نہ آجائے تو مین تجھ ایسا چاہنے والا کہان پاؤنگی یہ عیار جلد دھتا بتا دیتے
ہوتے ہین اگر اُسکے قبضے مین تو آگیا اسطرح قتل کریگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا گریہ و زاری کرینگے
اور اُسکو ترس نہ آئے ہزارہا جادوگر عیارون نے مار ڈالے اُنکو کسکا خوف ہی ایسا بے درد کوئی
فرقہ نہ ہوگا جیسے یہ عیار ہین گھبرا کر شاہنشاہ کہتا ہی اگر دس ہزار عیار ہون تو ایک دم مین
بیکار کرون کنیز کھل کھل ہنس رہی ہی ہاتھ سے بتاتی ہی کہتی ہی کہ گولہ پھینکو زمین پاؤن اُسکے
تھام لے ہم چل کر مار ڈالین سحر کوئی یاد ہی کہ نہین شاہنشاہ نے کہا کہ مجھے سب کچھ یاد ہی یہ کہکر
گولہ جھولی سے نکالا کہ مجھے نہین معلوم ہوتا کہ عیار کہان ہی مگر مین تیرے کہنے پر گولہ پھینکتا ہون
کنیز نے کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ناک اپنی کٹوا ڈالو کہ سوجھنے لگے ورنہ سوجھیگا
آنکھون کے آگے پردہ رہیگا شاہنشاہ دل مین بہت خوش ہوتا ہی کہ یہ بڑی چست و چالاک کنیز
ہی آخر اسم سحر پڑھتا ہوا شاہنشاہ آگے بڑھا پڑھ کر اسنے گولہ پھینکا اُس نازنین نے کمند چھری کا
کر کے حلقے کمند کے گلے مین شاہنشاہ کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو یہ کہکر

خنجر مار دیا شاہنشاہ کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی اسکے سیکڑوں کنیزین جل گئیں صد ہا باقی رہین
ملکہ نے دوڑ کر شبرنگ کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ ای شبرنگ بڑا کام کیا اگر اس وقت تم یہ تیزی
نہ کرتے یہ ظالم کسی کو زندہ نہ چھوڑتا نور الدہر سے دیکھکر کہا کہ ای شہریار آپ بڑے صاحب
اقبال ہین کہ آپ نے اس کنیز کو اپنے قبضے مین کیا مین اس صحرا کی حاکم ہون یہ چشمہ خاص آپ کے
واسطے بنایا تھا پہلے شبرنگ کو گرفتار کیا اور طہماس کو میری وزیرزادی نے لیا مین اب
آپکو لائی تھی کہ اب آپ کو گرفتار کر کے روانہ کرونگی پاس ہفت پیکر کے اول مارنا مہتاب کا
پہلا احسان ہو کہ یہ بیحیا مدت سے میری صحبت مین آتا تھا نہایت ستاتا تھا آپ نے اسکو مارا گویا
جھگڑا پاک ہوا اور اب تو آپ کی وجہ سے جان بخشی ہوئی اب مجھے اطاعت مین کیا عذر ہی مین
آپ کے ساتھ چلونگی صحرائے گرداب نشان تک پہونچا دونگی یہ کہکے نور الدہر کو لائی مقام
صدر پر جگہ دی گلشن طہماس کو لیکر بیٹھی شبرنگ آکر صحبت مین بیٹھا کو کا اسکی سر سبز جادو
شبرنگ کے گانے پر مائل ہوا اب تو جلسہ جا سب مطیع اسلام ہوئین کہا کہ ای شہریار اب جلد
کوچ کیجیے اپنے کو صحرائے گرداب نشان مین پہونچائیے آپ کا کوئی ہمچشم ہی نور الدہر نے
پوچھا کہ ملکہ تمھین کیونکر حال معلوم ہوا کنیزین بیان کرنے لگین کہ ایرج نوجوان نبیرۂ رستم
عالیشان بڑے زور و شور سے آتا ہی چار لاکھ ساحر جمع ہین اب اُنکو صحرائے گرداب نشان کا
پتہ بھی ملیگا بڑے بڑے ساحر ساتھ ہین فی الحال توسن جہاب خرام اتنی بڑی ساحرہ شریک
ہوئی ہو کہ اُس سے بڑے بڑے مطلب نکلین گے وہ وہانکی واقف کار ہی اور گرداب جادو
سے رسم بھی رکھتی ہی نور الدہر نے یہ سنکر دوسرے ہی دن کوچ کیا نسترن بلغ پیرا و سر سبز و
گلشن افسر کلان نے ابر نار بھی تیار کیا ابر بالائے سر آراستہ کیا زیر ابر نور الدہر و طہماس
و شبرنگ عیار جاتے ہین ابر کڑکتا ہوا سر پہ جس صحرا مین جاکر اُترے نسترن نے اُسی وقت
اُس صحرا کو مجر بہار کر دیا گلہائے سر سبز سے تمام صحرا کو بھر دیا اس زور و شور سے نور الدہر راہ
رہ روی کرتے جاتے ہین کہ چوتھی منزل تھی پہر دن پچھلا باقی ہو ملکہ نسترن نے بارگاہ زربفتی
استادہ کرائی نور الدہر کرسی پہ بیٹھے پیچ طہماس ساطور منقدمی کاندھے پر رکھے ہوئے
پہلو مین بیٹھا ہی شبرنگ سر پہ رومال ہلا رہا ہی ملکہ نسترن سامنے کھڑی ہوئی سر سبز پہلو مین

صحرا پر نگاہ ڈال رہی ہین نخل خشک تر ہو رہے ہین خس و خاشاک کو ہوا اُڑا رہی ہی ایک ابر آسمان
پر آیا ہی بوندیان پڑ رہی ہین چھڑکاو ہو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان کوہی تمکین
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار کوہی بڑے بڑے نیزے
ہاتھون مین دور کابے گھوڑون پر سوار اُسکی نگاہ جو اس لشکر پر پڑی کہ بارہ ہزار جادوگر شامل
رہے ہین کئی سو کنیزین زرین پوش اس جنگل مین پھر رہی ہین معلوم ہوتا ہی پریزادون کا جماؤ ہی
نور الدہر شکل سلیمان وقت کرسی پر بیٹھے ہین طہماس ایسا رفیق پہلو مین اُسنے عیار سے اشارہ
کیا کہ دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہین بلا تکلف ہماری عملداری مین اُترے ہین صحرا کیسا سرسبز و
شاداب ہی ہر چشمہ لاجواب ہی دریافت کر کے جلد آ عیار اسکا نہنگ کوہی اُسکا نام اشتقاق
کوہی یہان سے قریب قلعہ ہی قلعۂ جبرانیہ اُسکا نام ہی وہانکا حاکم ہی اسوقت برائے سیر نکلا تھا
اس طرف بھی آگیا نہنگ کوہی عیار اسکا چلا سامنے نور الدہر کے آیا رعب و دبدبہ دیکھکر برائے
تسلیم خم ہوا دست بستہ عرض کی کہ ہمارا سردار یہان کا تاجدار آپ سے دریافت کرتا ہی کہ آپ
کون ہین بلا تکلف ہمارے صحرا مین اُتر پڑے صحرا کو پُر بہار بھی کر لیا یہ جنگل تو بہت ویران تھا
شبرنگ نے کہا کہ جا کر کہدو کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان برائے
سیر صحرا سے گرداب نشان جاتے ہین عیار نے آکر اشتقاق کو خبر دی اُسنے کہا انھین لوگون
کے مقدمے مین فرمان خداوندی آیا ہی کل انکو قتل کر کے سر انکے خدمت خداوندی مین روانہ کرونگا
لاشے اسی صحرا مین چھوڑ دونگا اگر اسکو گھمنڈ ہی کہ نسترن باغ میرا ساتھ ہی میرے قلعے کے
قریب ملکہ سوسن زبان دراز رہتی ہین انکو بلواتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر اُترے
اور اے نہنگ تو جا کر ملکہ سوسن کو خبر کر کہ عین وقت پر آپ بھی آجائین شاید نسترن سحر
کرے تو وہ سحر آپ آکر روکے گا آپ اگر نسترن کو گرفتار کرون مین نبیرۂ حمزہ کی گردن لیجا نہنگ
اُدھر چلا لشکر اسنے مقابلے مین نور الدہر کے اُتارا بارگاہ استادہ ہوئی شام کو اسنے طبل جنگی
بجوایا ہرکارون نے یہ خبر نور الدہر کو پہونچائی نور الدہر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر
مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر شیرین کلام شعر

علم آفتاب نکلا جب | رونق تخت لاجورد ہوا
فوج انجم ہوئی گریزاں سب | ہوا میدان چرخ سے اکبار
شہ خاور سپہر گرد ہوا | مہ انجم سیاہ رو بہ زوال

لشکر ضیاء و شعاع نے تمام عالم کو منور و روشن کیا نورالدہر سوار ہوے ملکہ نسترن طاؤس زرین بال پر بارہ ہزار ساحر و کنیزان ملک پشت پر میدان مین آکر پہونچے لشکر کو ہیان فرداً فرداً میدان مین آرہا ہی دھوپ نکل چکی ہی کہ اشفاق کوہی گینڈے پر سوار سپر پشت پر چھپر کا چھپر دوش پر بارہ دوسے ہوے دو تلوارین کمر مین حمائل خنجر کمر مین نیزہ ہاتھ مین پشت پر سب گرزی جمے ہوے اسکی جو دور سے نگاہ پڑی ملکہ نسترن کو طاؤس زرین بال پر پایا پشت پر کئی سو کنیزین گلشن و سر سبز پیادہ ہمراہ رکاب مین نورالدہر گھوڑا بڑھائے ہوے سب کے آگے اشفاق کوہی حیران حیران آمد لشکر نورالدہر دیکھ رہا ہی کہ طرف سے اسکے قلعے کے ابر گاہی گرجتا ہوا پیدا ہوا زیر ابر نہنگ عیار اسکا شلنگین لگاتا ہوا آتا ہی اسکے لشکر پر آکر ابر پھٹا دیکھا اسنے کہ ملکہ سوسن زبان وداز تاج سر پر تمام اسباب جواہر جسم پر آراستہ جوڑا بھاری زیب جسم اشفاق نے سلام کیا کہا کہ ملکۂ عالم آئیے مین آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا دیکھیے نبیرۂ حمزہ دو میدان مین کھڑا ہی بی نسترن ساتھ آئی ہین مین نے اس واسطے آپ کو بلایا ہی اور تکلیف دی ہی کہ اگر بی نسترن سحر کرین تو آپ روکیے گا اور مین نبیرۂ حمزہ کی ابھی گردن پکڑ کے لاتا ہون آپ قید کو نبیرۂ حمزہ کی تا بہ کوہ زرجدی پہونچا دیجیے گا سوسن نے کہا کہ ای اشفاق جاؤ اگر بی نسترن سحر کرینگی تو بہت پچتائینگی یہ سنکر اشفاق نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکے سلحشوری دکھائی آواز دی کہ نبیرۂ حمزہ میرے مقابلے مین آئے تو حال معلوم ہو طہماس نے گینڈا بڑھایا نورالدہر نے کہا کہ ای پہلوان دوران تم ہمارے خاندان کے قاعدے کے خلاف کرتے ہو وہ تو میرا نام لیکر پکارتا ہی پھر تم گینڈا کیون بڑھاتے ہو اگر مجھسے کچھ نہ ہو سکیگا تو تمھیں اختیار ہی طہماس رک گئے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پریوش بڑھایا مرکب طرارہ بھر کر چلا اپنے تئیں بناتا ہوا آتا ہی بقول شاعر۔

نظم

وہ چہ مرکب چو برق یا بادے | تیزگامے ز برق چابک تر
طرفہ دیوانہ و پریزادے | نرمی گوش و نرمی کاکل
خوشخرامے ز آب نازک تر | دستۂ بید و دستۂ سنبل

تین ٹھیکون مین مرکب مقابلے مین اشفاق کے پہونچا اشفاق نے جو قد و قامت اور صورت
زیبا کو دیکھا خیال مین آیا کہ کان پکڑ کے اس جوان کو لیجاؤن گا کہا کہ ای جوان وہ جو بڑے
قد و قامت کا جوان تیرے ساتھ ہی اسکو کیون نہ میرے مقابلے مین بھیجا اب تو نیزہ و تلوار
و گرز لگا لے ورنہ حربہ کرنے کی ہوس رہجائیگی نورالدہر نے کہا کہ پیش دستی ہمارا دستور نہین
جب تیرے حربے سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر اشفاق بہت حیران
ہوا کہا کہ ای جوان یہ تو مین سمجھا کہ یہ جو بڑا جوان تیرے ساتھ ہی یہی تجکو ہر مقام پر بچاتا ہوگا
نہین معلوم کیا سمجھا کہ جو تو میرے مقابلے مین آیا نورالدہر نے کہا کہ اب آپ حربہ کیجیے میرے
حال پر افسوس نہ فرمائیے اشفاق نے پیچھے ہٹکر نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے پر
روکا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین نسترن کو خیال سوسن کا اور
سوسن نسترن کو دیکھ رہی ہے یہی خیال ہو کہ سحر نکرین نورالدہر نیزہ بازی کر رہے ہین مگر
اشفاق تنگ ہی بمشکل مصروف جنگ ہی چار گھڑی گذری مین سی ساٹھ طعن نیزہ بازی کی
رد و بدل ہوئی آپس مین چھریان اور گھائین ہو رہی ہین نورالدہر نے ایک مقام پر نیزہ
لگا کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اشفاق کے نکل گیا کوہیون مین غریو بلند ہوا کہ ہمارے
افسر کے ہاتھ سے نیزہ اس جوان نے نکال دیا اب تو اشفاق کو غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے سے ہاتھ نکال کر
ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر نادو ابرو تیغہ اشفاق کے پہونچا اسنے دستانہ مارا تیغہ چوکر کٹ کر گرا
گینڈے کی گردن قلم ہوئی کوہیون نے جانا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے
نورالدہر نعرہ کرکے جا پڑے۔ نعرہ شاہزادہ نورالدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہمیش
کہ شاہا کش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواند
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواند

دیگر

بطفلی زجرأت ہنر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم
نقارا بیک دست برداشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

لشکر کوہیون پر جا پڑے طہماس نے دیکھا کہ آقا اکیلے ساٹھ ہزار پر جا پڑے سا طور کھینچ کر

یہ بھی پہونچا جسکے ساطور مارا سیع گینڈے سے چار ٹکڑے ہوسے ملکہ سوسن زبان دراز جو تماشہ
شاہزادے کی دیکھ رہی ہین کہ ہزار ہا کوہیون کا بلوہ ہی مگر شاہزادہ طریقے سے لڑ رہا ہی جسپر
جا پڑے آسے ٹوک کر مارا ہزار ہا کوہی ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے کنیزین جو پاس
کھڑی ہین اُنکو دیکھکر آواز دی کہ صاحبو تم دیکھتی ہو اتنی بڑی جنگ کہ ساٹھ ہزار کوہی دشمن
جان اور تشنۂ خون ہو رہے ہین مگر کس وار سے مصروف جنگ ہین سب لڑنیوالے اپنی جان
سے تنگ ہین دیکھو علمداروں نے علم ہاتھ سے پھینک دیے سیکڑوں سوار نیزے ہاتھ سے پھینک کر
بھاگ رہے ہین کوئی منھ پر نہین جاتا ہر پلٹن اور ہر رسالے کو شکست دی ہی شمشیر کیسی برق
سے چل رہی ہی گھوڑے کو دیکھو کیسا اپنے راکب کو بچاتا ہی مجھے ہر مرتبہ خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو
اس جوان پر دس پانچ نیزے پڑ جائین تیروں کے زخم تو پڑ چلے دیکھو جسم فوارہ بنا ہی تمام جسم
تیروں کی بوچھار سے چھنا ہی لیکن واہ ری جرأت کہ شوکت و لیاقت شل جاکر ان کمترین ہمراہ
رکاب جرأت مین لاجواب حقیقت یہ ہی کہ ایسے شیر دلیر نگاہ سے نہین گذرے مجکو لشکر غم والم نے
گھیرا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی یہ بڑے قد کا جوان کون ہی جس مجمع مین پہونچا مجمع
متفرق کر دیا میدان کارزار لاشوں سے بھر دیا اب مین سحر کرتی ہون کہ کوہی بھاگ جائین افسر
ہوا انکا موجود ہی بھاگ کر نکل جائین ہاتھ سے اس شہریار کے اپنی جان بچائین کنیزوں نے
کہا کہ واری آپ ایسا سحر کیجیے کہ یہ جوان لڑنے سے رکے کوہی گرفتار کر لین کہا کہ مین بھی یہی چاہتی
تھی مگر دل نہین مانتا دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

بے ملاقات نہ بندے کا عدم جانا ہو
آ چکین آ چکین صاحب کا اگر آنا ہو

قید ہستی سے رہا جلد یہ دیوانہ ہو
آج ہی آئے اگر موت کو کل آنا ہو

ہوشیاروں مین سے گنے مجکو وہ دیوانہ ہو
رفتگی دیکھیے اب آپ مین کب آنا ہو

کعبۃ اللہ کے حاجی کرین جا جا کے طواف
ہم ہون اور ساقی مہوش ترا میخانہ ہو

حسن اگر مصر کے بازار مین لیجائے تجھے
جو کہ تھی قیمت یوسف ترا بیعانہ ہو

دل سودازدہ ہر بار یہی کہتا ہے
سیر کر عالم وحشت کی جو دیوانہ ہو

نقل کو اصل کا سامان نہین ہوتا ممکن
دخل کیا گیسو سنبل مین کبھی شانہ ہو

رونق افزا ہو کسی روز جو وہ غیرت حور — قصر جنت سے منور مرا کاشانا ہو
جام کوثر لیے موجود ہو ساقی میرا — زندگی کا مری لبریز جو پیمانہ ہو
دشت غربت کی فلک ٹھوکریں کھلواتا ہے — بیکسی دیکھیے کب سوے وطن جانا ہو
تلخ و شیریں جہاں دونوں گوارا ہیں مجھے — کھاؤں میٹھے کی طرح زہر اگر کھانا ہو
صحبت بادہ کشاں میں جو تو جائے واعظ — نقل محفل تری تسبیح کا ہر دانا ہو
پھر گئی آنکھ جدا ہو کے مرے بالیں سے — ہے یقین موت نے بھی مجھکو نہ پہچانا ہو

یہ اشعار پڑھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالا کنیزیں ہاں ہاں کرتی رہیں مگر ملکہ نے نہ مانا وہ گولہ کوہیوں پر مار دیا لشکر کوہیان بھاگنے لگا نور الدہر نے تعاقب کیا ملکہ نسترن بلخ پیرا نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہوگیا سمجھیں کہ یہ نور الدہر پہ سحر کرتی ہو طاؤس اڑا کر قریب پہونچیں آواز دی کہ خبردار اب سحر نہ کرنا پلٹ کر سوسن نے جواب دیا کہ بوا دیکھتی ہو میں کیا کر رہی ہوں لشکر کوہیان کو بھگاتی ہوں تم کیوں گھبرائیں نسترن نے کہا کہ اے ملکہ کتاب تصنیف کردۂ قدرت میں نہیں ملاحظہ کیا کہ قدرت صاف صاف تحریر فرما چکے ہیں کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی اب کوئی اہل طلسم نہ بچیگا قدرت بجز وال آچکا اب اپنی جان بچانے کی فکر کرو یہ باتیں آپس میں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ او گیسو بریدہ مسلمانوں سے میل کرتی ہو دیکھ تجھپر آفت آتی ہے ایک پنجہ آسمان سے گرا اسنے سوسن زبان دراز کو اٹھا لیا پنجہ لیکر چلا نسترن نے کہا کہ غضب ہوا کوئی سوسن کو لیگیا نسترن نے بہ پرواز پیدا کیے پیچھے اس پنجے کے چلی پنجہ لیے ہوئے سوسن کو جاتا تھا تھوڑی دیر کے بعد ایک باغ معلوم ہوا اسمیں پنجہ اترا نسترن آسمان پہ ٹھہری دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام سوسن کو لیکر باغ میں اتری سوسن کو ایک نخل سے باندھ دیا کوڑا اٹھایا کہا حکم قدرت کا ہے کہ دو سو کوڑے لگاؤ سوسن بیہوش ہے مگر اس ساحرہ نے درخت سے باندھا کوڑا اٹھایا چاہا کہ ماروں آسمان سے نسترن نے کارد سحر پھینکی کہ اس ساحرہ کا ہاتھ کٹ کر گرا اسنے دوسرے ہاتھ میں کوڑا لیا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ کا حکم بجا لاتی تھی میرا ہاتھ کٹا دستگیری کیجیے یہ کہکر دوسرا ہاتھ اٹھایا نسترن نے دوسری کارد ماری کہ دوسرا بھی اسکا

ہاتھ کٹ کے گرا میرا ہاتھ جھپکا یا شیشہ بجلی کی کڑک کر اسکے سر پر گرا دو ٹکڑے ہوئے سوسن کو
ہوش آیا دیکھا کہ ایک جادوگرنی کے ہاتھ کٹے پڑے ہیں اور ساحرہ بھی مری پڑی ہی اپنے کو نخل سے
بندھا پایا زور کر کے کمندون کو توڑا توڑ کر بلند ہوئی نسترن سے کہا کہ بوا بڑا احسان کیا اس ظالمہ
کے ہاتھ سے بچایا اب نکل چلو دونون نے شانے سے شانہ ملایا چاہا کہ طرف لشکر نوزالدہر کے
چلیں کہ آسمان سے آواز آئی او نالائقو کمر اسی پر کمر باندھی ہی اب کہان جاؤگی ایک زنجیر
آسمان سے گری دونون کی گردنیں بندھ گئیں کوہ زبرجدی پر زبرجد شاہ سامنے تصویر
سنگی کے دست بستہ کھڑا ہی یکایک تصویر سے آوازہ نا موقوف ہوئی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی
قدرت منہ سے کیون نہین بولتے تھوڑے ہی عرصے مین ایک آواز آئی کہ ستم خداوند ہفت پیکر
زبرجد شاہ نے دیکھا کہ دو جادوگرنیان گلے اُنکے بندھے ہوئے دیر مین پڑی ہین منہ
سے نہین بول سکتین آواز آئی کہ اے زبرجد شاہ یہ دونون باغی ہوئین خیرہ حمزہ کی شرکت
کی زبرجد شاہ نے آواز دی کہ ارے نگہبان جادو کولا ڈال دونون کو لیجا کر قید کر تصویر
سنگی نے آواز دی کہ ایک ہفتہ انکو قید رکھو بعد ہفتے کے قتل کا حکم ہوگا اسی میلے مین بروز
انکو قتل کا حکم دیا جائیگا کہ کل میلہ دیکھے کہ جو قدرت کے ساتھ بغاوت کریگا اُسکا یہ حال ہوگا
چلو سے دیر سے ایک ساحر کریہ منظر پیدا ہوا دونون کو کشان کشان لیچلا ایک مکان مین لا کے
قید کیا زبانون مین سوزن دی دن کتاب و دانہ بند رہا شام کو نگہبان اندر آیا دیکھا کہ
نسترن کی زبان مین سوزن سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بیٹھی ہی نگہبان اُس
ادا کو دیکھکر مر گیا ہاتھ باندھ کر قدمون پہ گرا کہا کہ مین غلام ہون مجھکو یہ غلامی قبول فرمایئے
دن بھر آج تڑپا ہون کئی مرتبہ قدرت سے سفارش کی اُس ظالم نے یہی جواب دیا کہ قدرت
بالا علان کہہ چکے ہین اب یہ سنگل کو قتل ہونگی انکی کوئی سفارش نہ کرے لہذا مین آپ کو قید
سے رہا کر دونگا میرا کہنا مانیے نسترن نے کہا کہ تو کیا چاہنے والا ہی کہ ہمکو اس مصیبت مین
دیکھتا ہی اگر اس امر کا خواہان ہو زبان سے ہماری سوزن نکال ہم تیرا کہنا مانین گے یہ
سنتے ہی نگہبان جادو نے کہ مبہوت تھا حیران جمال اور محو دیدار تھا فوراً زبان سے نسترن
کے سوزن نکالی نسترن نے ہاتھ بڑھایا کہ سوسن کی زبان سے سوزن نکالون نگہبان

منع کرنے لگا لنسترن نے کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہے اب ہم تیرا کہنا کب مانتے ہین تجکو ذلیل وحقیر
جانتے ہین خبردار کچھ اور گمان نہ کرنا ہم عاشق جمال نبیرۂ صاحبقران ہین انکلین کا ساتھ
دینگے ہفت پیکر کو قتل کرائینگے زمانۂ اختتام عمر طلسم آگیا اب طلسم ٹوٹ جائیگا جو ہمراہ ان شیرون
کے ہوگا وہ آرام پائیگا طلسم کشا کی تیغ بیدریغ سے بچ جائیگا یہ کہکر زبان سے ملکہ سوسن کی
سوزن نکالی اور کہا کہ چل تجکو خدمت شاہزادۂ والا قدر مین لے چلین دیکھ تو کیسے کیسے شیر وہان
جمع ہین دیکھکر خوش ہو جائیگا بڑی آبرو پائیگا ہرچند کہ ملکہ لنسترن نے سمجھایا مگر نگہبان نے
نہ مانا تلوار لیکر دوڑا چاہا کہ لنسترن پر ہاتھہ مارون سوسن تو رہا ہو ہی چلی ہی اسنے نگہبان کی
پشت پر کارد سحر ماری کہ سینے کو توڑ کر پار گذری نگہبان گرا دونون شاہزادیان مکان سے
نکلین پرپرواز پیدا کرکے چلین ملازمان نگہبان نے جو افسر کے مرنے کی آواز سنی اپنے اپنے
مکانون سے نکلے دونون کا پیچھا کیا پکارتے ہوئے چلے کہ ارے ان نازنینان مہ جبین نے
ہمارے افسر کو مارا مردہ پڑا تڑپ رہا ہے جب دو کوس نکل آئین اور دونون نے دیکھا کہ ساحر
ہمارا پیچھا نہین چھوڑتے دونون پلٹ پڑین جھولی سے پھول نکالے ان دونون نے پھینک
مارے ان سب پر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا حیران جمال و محو دیدار ہوا صورت زیبا کو
دیکھ رہے ہین بیتاب وبیقرار ہوکر پکارتے ہین کہ اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان اپنی
یہ کیفیت ہے کہ لائق بیان کرنے کے نہین کیا بیان کرین نظم

گلا مست توڑ اپنا اے جرس بس — نہین اس راہ مین فریادرس بس
کبھو دل کی نہ کہنے پائے اس سے — جہان بولے لگا کہنے کہ بس بس
نہ ترساؤ یکایک مار ڈالو — کروگے کب تلک ہم پر ترس بس
کسو محبوب کی ہو گور پر گل — ہماری خاک کو ہے خار وخس بس
چمن کے غم مین سینہ داغ ہے میر — بہت نکلی ہماری یس ہوس بس

یہ اشعار پڑھکر سامنے کھڑے ہوئے پوچھا کہ ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہے دونون نے کہا کہ جاکر
تصویر ہفت پیکر توڑ ڈالو سب نے کہا کہ حضور یہ کتنی بڑی بات ہے ابھی جاکر تصویر کو توڑتے ہین
زیر کوہ پھینک دینگے یہ کہکر سب چلے یہ دونون شاہزادیان طرف لشکر نورالدہر کے ملین

نور الدہر بہ فتح و فیروزی پلٹے تھے ان دونون شاہزادیون کے واسطے پریشان ہو رہے ہین
کہ کنیزون نے خبر دی حضور مہمان آئی ہین نور الدہر باہر نکل آئے دونون شاہزادیون
نے آکر سلام کیا سب حال بیان کر دیا کہا اب ملازمان نگہبان جادو بر سر کوہ جا کر آفت برپا کرینگے
تصویر توڑینگے دیکھیے اسیر وہ بچا کیا ہے کوہ زبرجدی پر میلہ ہو رہا ہے کہ یہ لوگ پہونچے اور
دوکانین لوٹنے لگے اہل میلہ کو قتل کرنے لگے صرافون کی دوکانین لوٹ لین بزازون کے
تھان اُٹھا لے کھانے کی چیزین اُٹھانے لگے بلڑ جو ہوا تصویر نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے زبرجد شاہ
نے کہا کہ پانچ سو ملازمان نگہبان دیوانہ وار وحشی مثال میلے کو لوٹ رہے ہین اور قتل بھی کرتے ہین
نسترن و سوسن کا نام زبان پہ ہے یہ ذکر تھا کہ دیکھا پانچ سو جوان با تیغ برہنہ سامنے پہاڑ کے
پہونچے پہاڑ پر چڑھنے لگے تصویر نے آواز دی کہ اے کوہ قدرت یہ لوگ نہ آنے پائین جس پتھر پر
جسنے قدم رکھا مثل برگ بید کانپا اور گرا پتھر پہ سر پڑا کر سر پھٹ گیا چند نے گھاٹیان طے کین تیسری
گھاٹی پر آکر پامال ہوے بعض پہلے ہی گھاٹی پر مارے گئے سب پانچ سو تیسری گھاٹی تک
آتے آتے تمام ہوے تصویر سے آواز آئی کہ اے زبرجد شاہ بندون کو ہمارے آگاہ کرو کہ جو خلاف
مرضی قدرت کام کریگا پہاڑ اُسکا دشمن ہو جائیگا کوہان بن کو ہین سنگ انداز جادو سے
حکم دو کہ پسر بدیع الزمان پر لشکر کشی کرکے جائے اور اُنھین گرفتار کرکے لائے اس صحرا سے
آگے نہ بڑھنے پائین ان نازنینان مہ جبین نے بڑے فتور کیے زبرجد شاہ نے یہی نام لیکر آواز دی
پہلی گھاٹی شق ہوئی اُس سے ایک ساحر نکلا تاج سر پہ رکھے ہوے دو گھاٹیون سے اہل فوج
نکلے تھوڑے ہی عرصے مین ڈیڑھ لاکھ جادوگر زیر کوہ جمع ہو گئے افسر کے لیے ایک اژدہا پہ
سواری نکلا چند اژدہون پر اثاثہ بارگاہ کا لدا ہوا اس گروہ نے کوہان برائے مقابلہ شاہزادہ
نور الدہر چلا یہان نور الدہر شب کو اُسی صحرا مین اُترے دونون شاہزادیون کی رہائی کی
سب کو بڑی خوشی ہوئی شب کو صحبت جشن مرتب ہوئی بوقت سحر تیاری چلنے کی کر رہے تھے
کہ صحرا سے گرد اُڑی کچھ شعلہ ہاے آتش نمایان ہوے دیکھا کہ کوہان اژدر پر سوار ڈیڑھ لاکھ
ساحران غدار پشت پر آکر مقابلے مین اُترا دن بھر سامان جنگ مین مصروف رہا شام کو حکم دیا
کہ طبل جنگی بجے نور الدہر کو شاگردان شبرنگ نے خبر دی شاہزادے نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہان بھی جبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ملکہ نسترن نے
عرض کی کہ آج کنیز شب کو طلاے پر رہے نورالدہر نہین قبول کرتے تھے نسترن نے زبردستی چند
کنیزون کو ساتھ لیا اُن کنیزون کو گرد بارگاہ نورالدہر مقرر کیا آپ کنارے پر آکر ٹھہری دوپہر
رات گذر چکی تھی کہ پہلوے بارگاہ کوہان سے ایک ٹکڑا ابر کا اُٹھا چوڑا ہونے لگا ملکہ
نسترن دیکھ رہی ہین اسقدر چوڑا ہوا کہ لشکر پر محیط ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ابر سے پتھر
برسنے لگے ملکہ نے جھولی سے ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسے مدور کاٹ کر بشکل سپر بنایا اور ہاتھ
سے کاغذ کو چھوڑ دیا لشکر نورالدہر پر جو پتھر برستے تھے وہ اُس سپر پر رکنے لگے بعد تھوڑی دیر
کے دیکھا کہ لشکر کوہان سے ایک اژدہا نکلا قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا پیدا ہوا چاہا اُسنے
کہ لشکر نورالدہر مین گھس آوے نسترن نے بڑھ کر ایک گولہ پھینکا کہ طرف سے صحرا
کے دوسرا اژدہا پیدا ہوا وہ اژدہا آکر آپس مین مصروف جنگ ہوا کبھی منھ سے قلابۂ آتشین
چھوڑے کبھی آپس مین دُم چلی کوڑے تڑاق پڑاق چل رہے ہین دونون اژدرون کے
جسم پرنشان بنتے جاتے ہین تھوڑی دیر بعد جو اژدہا طرف سے لشکر کوہان کے آیا تھا اُسپر
اژدرسوار ظاہر ہوا اُسنے پشت سے کود کر اس اژدہے کے کلون مین ہاتھ ڈالا اور چیر کر
پھینک دیا اب اژدرسوار بر پشت اژدر پر سوار ہوا ملکہ نسترن نے اُسپر آگ برسائی تلوارین
گرائین بڑی خرابی یہ ہوئی کہ لشکر نورالدہر گم ہونے لگا جو خیمے سے گھبرایا ہوا نکلا جست
کی اور دہن اژدر مین پھاند پڑا گئی سو جادوگر اسی طرح جب غائب ہو چکے تب وہ اژدہا
منھ اُٹھا کر طرف نسترن کے متوجہ ہوا منھ سے شعلے چھوڑے اور دم کھینچا نسترن گرین
اژدر نے انکو بھی منھ مین لیا اب طرف لشکر کے چلا جس خیمے کے قریب آکر اُسنے دم کھینچا
خیمے سمیت نکل گیا ہنگامہ جو ہوا کنیزین دوڑ کر دربارگاہ سوسن زبان دراز پر آئین
پکارنے لگین کہ اے ملکۂ عالم اُٹھیے ورنہ لشکر کا خاتمہ ہوتا ہے ایک اژدہا آیا ہے کہ اُسنے ملکہ
نسترن کو دہن مین لے لیا اب لشکر مین گھس آیا ہے ملکہ سوسن اُٹھین راہ مین کنیزون نے
سب حال بیان کیا لشکر مین آکر دیکھا بیچ لشکر مین اژدر آڑا ہوا کھڑا ہے خیمے اور دوکانین
پامال کر رہا ہے سیکڑون خیمے گرا دیے رہنے والے خیمون کے دہن اژدر مین گئے اور خیمے

خالی پڑے ہیں زمین پر لوٹتے ہیں اژدر سوار ایک بارگاہ کو ویران کر کے دوسری بارگاہ کیطرف
رخ کرتا ہو سوسن نے للکارا کہ او خانہ خراب کیوں اسقدر بدعت کرتا ہو خوف خدا سے نہیں
ڈرتا ہو یہ بندگان خدا بے گناہ ہیں جنکو تو نے اس طرح پامال کیا نسترن کہاں ہو اژدر سوار
نے جواب دیا کہ او سوسن تیرا بھی یہی حال کرونگا یہ کہکے اژدر سے کود تلوار کھینچ کر ملکہ سوسن
پر چلا سامنے آکر تلوار کو جنبش دی تلوار سے اسکے کئی پنجے پیدا ہوئے وہ پنجے آکر کمر میں
لپٹ گئے اٹھا کر لے چلا جب بلند ہو چکے لوگوں نے دیکھا کہ کوہان کمر میں سوسن کی
پنجہ دبائے ہوئے لیکر بلند ہوا سوسن بلندی پر جا کر مثل بجلی کے تڑپ میں پنجے سے نکلی پھر میں
دونوں سے آپس میں سحر ہونے لگا اسنے کارد سحر پھینکی ملکہ نے اسے توڑا اسکے کو بارہا ملکہ
نے غمزہ ابرو کا اشارہ کیا کہ ایک خنجر چمکا چمک کر اسنے گولے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے کئی پنجے
اژدر سوار کے مارے ملکہ نے ابرو کا اشارہ کیا خنجر چمکا اسنے گردن کو کاٹا کوہان سوسن پر
جا پڑا چاہا کہ گردن پکڑلوں ملکہ نے سحر کیا کہ کوہان کے ہاتھ میں ایک مار سیاہ آگیا کوہان
نے اسکو جھڑ کر ادھر طرف زمین کے پھینکا وہ دونوں ٹکڑے اژدر پھر گئے اژدر کے دو ٹکڑے ہو
شکم سے اسکے کئی سو جادوگر نکلے جن جن ہوا لگی تو تب جسم میں آئی نسترن بھی دریا سے
خون میں لوٹ مارے ہوئے شکم اژدر سے ظاہر ہوئی اژدر کے مرتے ہی کوہان کے ہاتھ پاؤں
میں رعشہ آگیا طرف زمین کے چلا زمین سے نسترن نے سحر کیا وسط ہوا پر رک گیا سوسن
برق کے مانند کڑک کر آئی نسترن نے پکار کر کہا کہ بوا جلدی نہ کرو اب اسکا زور کم ہوا اژدہا
مارا گیا وہ بلا کا سحر تھا اب اسکو دونوں کے مار لیں گے اگر تم تھک گئی ہو تو سامنے سے ہٹ جاؤ
میں سمجھ لونگی سوسن نے جواب دیا کہ میں سمجھ لونگی اور ایک شاخ نخل پر ہاتھ رکھا اس شاخ سے
کچھ غنچے اور کچھ پتے لیے اسم سحر پڑھ کر طرف کوہان کے پھینکے کہ وہ مبہوت بے مثل غنچہ
کے دل تنگ ہو اور مثل پتوں کے ہاتھ ملا کرے کہ دونوں چیزیں پھینکیں سب نے دیکھا
ہر درخت پر ہزار ہا طائر مصروف زمزمہ سرائی ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی شاخوں کو
جنبش ہوئی صحرا میں بہار آنے کی کوشش ہوئی ادھر کوہان اسی طرح کمزور اسحر کر رہا ہو کہ
ایک نخل کلاں پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا تھا اسنے پکار کر کہا کہ او کوہان خدا اور نظر

متوجہ ہو یہ سنتے ہی کوہان نے دیکھا طائر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا آواز میں عجب درد تھا نظم

عاقلو باغ یہ نہیں دلکش | جسکو دیکھو وہ ہے پریشاں وش | اس چمن کی ہوا سے بچیں دو
آتشیں ذہن چراغ عقل ہیکو | خاک جب ہو گئے قمر رعنا | تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ | تب ہوا لالہ زیب محفل باغ | جب مٹے مہوشان محفل درد
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد | جب ہوئے خاک صاحب کاکل | تب نظر آئے گیسوئے سنبل
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان | ہوا گلشن میں ایک غنچہ عیاں | گل ہوا جب چراغ عارض یار
تب گلستاں میں گل ہوا اظہار | نرگسی چشم میں جو فق ہیں | چشم نرگس جھکی ہے سوئے زمین
شاخ پر ہے جو سیب بے تحسین | کسی محبوب کا ہے سیب ذقن | عندلیبوں کے ہیں یہی الحان
عاقلو کل من علیہا فان | خاک میں گلرخان جو سوتے ہیں | باغ میں آبشار روتے ہیں
دیکھکر بے ثباتی عالم | ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم | جب ہوا مرخوان کا ڈر
خاک اڑانے لگی نسیم سحر | اسی اندوہ میں کرہ جرقیا | گل سوسن کا ہے کبود لباس

یہ گلستان نہیں ہے قابل سیر | اے اللہ خاتمہ بالخیر

اس طائر نے اس طرح کے اشعار پڑھے کہ کوہان دل لگا کے سننے لگا آنکھوں سے آنسو بہنے لگے چونکہ کل
اور اس عالم پاس ایک چیخ ماری پکارا تھا کہ ای ملکہ عالم کی اشعار سننے میں دل بیتاب ہوئی جان
دینے کی تدبیر ہوئی جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤں میں آپ کا تابعدار ہوں خدمتگار ہوں ملکہ نے
پکار کر آواز دی کہ ای کوہان تو منتظم کوہ زبرجدی ہے پس اب یہاں سے سدھارو طرف کوہ زبرجدی
کے جاؤ اور جنکو خداوند ہفت پیکر جانتے ہو اس تصویر کو توڑ ڈالو اس سے قدرت پیدا ہونگے
تمھارے ساتھ رحم اور عنایت فرمائیں گے کیا عجب ہے کہ تمھارا رتبہ بلند کریں یہ سنکر کوہان
جھوما آنکھیں سرخ ہوئیں آسمان سے اترا لشکر والوں کو آواز دی کہ آؤ میرے ساتھ چلو قدرت
نے سب کو یاد فرمایا ہے اسی وقت سب لشکر تیار ہوا کوہان اژدہے پر سوار ہوا ہجوم کر طرف
کوہ زبرجدی کے چلا سب ساحر پشت پر آگے آگے افسر پشت پر سارا لشکر چھوٹا ہو طرف
کوہ زبرجدی کے جاتا کہ ہر منزل پر شب کو اترتا ہے صبح کو اٹھتا ہے اور یہی رنگ مزاج
کا ہوتا ہے لشکر والوں پر تاکید کرتا ہے کہ یاروں اب جلو قدرت نے یاد فرمایا ہے سبھوں کو بلایا ہے

اسی وقت لشکر تیار ہوتا ہو سب صفیں باندھ کر ساتھ ہوتے ہیں اسی جوش و خروش میں دن بھر رہ روی کرتا ہو ہر جنگل میں ٹھہر جاتا ہو ملکہ سوسن کو یاد کرتا ہو جہاں گل و غنچے پر نظر پڑی وہیں عارض یاد آتے ہیں یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگتا ہو

نظم

دام سے لے کے ہیں صیاد ستمگر چھوٹے ۔ گل کی باغ میں بلبل کا جو اک پر چھوٹے
ایسی لگالاتی ہو وہ آنکھ دل عاشق کو ۔ جس طرح سے کوئی تک بنکے کبوتر چھوٹے
ہو وہی جوش جنون گو کہ گئی فصل بہار ۔ دشت اطفال سے اب تک نہیں پتھر چھوٹے
طوق و زنجیر کا غل اب نہیں زندان میں ۔ قیدی طیرات میں اس سال مقرر چھوٹے
دام الفت سے رہائی کا کہیں کیا احوال ۔ کس طرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے
تیری الفت میں ہوئیں سب سے ملاقاتیں ترک ۔ اقربا چھوٹے مری جان برادر چھوٹے
بندہ خانہ ہو قریب اتو قدم رنجہ کرو ۔ پاؤں کی مہندی تمہارے جو نہ دلبر چھوٹے
ظلم سے ظلم کیے قاصدوں پر ظالم نے ۔ نامہ بر ہاتھیوں کے پاؤں میں بندھکر چھوٹے
صبر دل کو نہ کیا میں نے غنیمت جانوں ۔ جان ہی تجھسے اگر اے ستمگر چھوٹے
تیری صورت کو ترستے رہے ہم وصل میں بھی ۔ بہ سے آنکھوں پہ ترے آتے ہی جو بر چھوٹے
خوبرویوں کی محبت کا برا ہے انجام ۔ تجھسے یکبارگی کہیں اے دل مضطر چھوٹے
پستی فکر نے اونچا نہ طبیعت کو کیا ۔ جو تعلی کے تھے مضمون وہ یکسر چھوٹے
ایسی افتاد کئی بار پڑی ہے اے رند ۔ بیشتر اس سے ملے رو رو کر اکثر چھوٹے

اسی جوش و خروش میں چوتھے دن قریب کوہ زبرجدی پہونچا یہاں وہی میلہ جما ہوا ہو مراد مند حاضر ہیں سب طرف سے آوازیں آرہی ہیں کہ یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے نثار کیا جلد مراد مندوں کی مراد دیتا ہو صاحب اعجاز و کرامت آپ ہو تو پہلے دو سو خداوندوں کا باپ ہو ایسا خداوند تھا جب تو ایسی اولاد ہیں ملک ہوئیں سامری و جمشید کیسی خدائی کر گئے آخر ناچار ہو سے مر گئے اب آپ خداوند ہیں ہم سب دردمند ہیں کیا مرادیں پوری کرتے ہو دامن مدعا گل آرزو سے بھرتے ہو یکایک بیچ میں ہلڑ ہوا فریاد و الغیاث کی صدائیں آنے لگیں ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی کہ یا خداوند ہفت پیکر ان ظالموں سے

ہاتھ سے بچائیے ایک ایک لعین دیو ضال فیل مثال ہے تصویر سے آواز آئی کہ اے زبرجد ذرا دیکھ تو
کہ یہ کیا معرکہ ہے کیوں میلے والے فریاد کر رہے ہیں زندہ ہیں لیکن مرنے پر پہونچے ہیں زبرجد شاہ
سامنے سے تصویر کے ہٹا اور تصویر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کوہان جو کہ ہیں تیغہ برہنہ
ہاتھ میں ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل پشت پر بڑے بڑے قد کے جوان دو رکابہ گھوڑوں پر
سوار پامال کرتے ہوئے آتے ہیں جس خیمے کے قریب پہونچے طناب پکڑی اور کھینچ لیا یا ستون
گرا دیا جو خیمے میں تھے وہ دب کر مرے جو زندہ بچے گھوڑے دوڑا دیے یعنی پامال کیا اہل میلہ کا
عجب حال کیا قتل بھی کرتے ہیں لوٹ بھی لیتے ہیں ہر طرح ذلیل کرتے ہیں زبرجد کو پکارتا
ہے کہ او بھیا تو تاجدار بنکر بیٹھا ہے زیر کوہ آ تیرا تاج اتاروں جھکو رسوا کرکے ماروں زبرجد نے
جو یہ حال مصیبت مآل دیکھا پلٹ کر سامنے تصویر کے آیا اور دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند
کوہان اپنے ہوش میں نہیں ہے ڈیڑھ لاکھ فوج اسکے ساتھ ہے سارے میلے کو ویران
کردیا ہزارہا آدمی مارے گئے میں جیسے لاشے پھڑک رہے ہیں جو زندہ ہیں وہ بھاگے جاتے
ہیں مجکو کلمات سخت کہہ رہا ہے زیر کوہ بلاتا ہے نہایت طیش ہوتا ہے حکم ہوا کہ اے زبرجد
زیر کوہ جاؤ دیکھو تمہارا کیا کرتا ہے فوراً پریشان ہوگا تم راہ راست پر ہو تمہارا وہ کیا
کر سکتا ہے تم بادولت کو خداوند مانتے ہو اور وہ باغی ہوکر آیا ہے اسپر بلا آسمان سے نازل
ہوگی ڈیڑھ لاکھ کی کیا حقیقت ہے تو جاکر سامنے کوہان کے یہ کہ کہ ہفت پیکر فرماتے ہیں
کہ اگر لڑائی کی ہوس ہے تو آپس میں لڑو ایک ایک کو دیکھ لے میلے کو کیوں برباد کرتے ہو
خبردار اب آگے نہ بڑھو یہ سنکر زبرجد شاہ نے تاج کو سر پہ رکھا کیا ہنستا ہوا چلا
راہ میں جو اسکے ساتھ کے لوگ ملے وزیروں نے منع کیا کہ اس وقت کوہان ہوش میں نہیں
ہے زیر کوہ نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ آپکو قتل کر ڈالے یہ ایک ایک سے کہہ رہا ہے کہ بادرو مجکو
خداوند نے بھیجا ہے آسمان سے ان سب پر بلا نازل ہوگی یہ میرا کیا کرسکتے ہیں وزیروں
امیروں کو ساتھ لیتا ہوا زبرجد پہاڑ سے بہ سختی اترا جیسے ہی سامنے کوہان کے پہونچا
کوہان نے للکارا کہ او زبرجد کمظرف میں آتا ہوں زبرجد نے جواب دیا کہ اے کوہان خداوند
ہفت پیکر نے فرمایا ہے کہ اگر لڑنے کا شوق ہے تو آپس میں لڑو قدرت بھی تماشا

دیکھ رہے ہیں یہ سنکر کوہان عتر قہر کا نپا اپنی فوج کی جانب پلٹا کہا یارو سنتے ہو قدرت نے
کیا ارشاد فرمایا سب نے کہا کہ ہم سب راضی ہیں جو ارشاد فرمائیے وہ بجا لائیں ہم جنگ کو حاضر
ہیں کہیے آپس میں لڑیں بھائی کو بھائی سے شوق جنگ ہو عرصہ زندگی کا بہت تنگ ہو قریب
تھا کہ آپس میں لڑیں کہ آسمان سے پھول برسنے لگے جس پر پھول گرا وہ بھول گیا جوش جرأت
سے جوش میں آنے لگا بھائی نے بھائی کو آواز دی کہ بھاؤ یہ جرم چلو زبرجد کی طرف کوہان نے
گیسٹا بڑھایا کہ ایسے کئی پھول برسے تھے زبرجد شاہ تو بھاگا ساتھ کے اسکے وزیر و امیر دنگ
ہو کر کھڑے رہ گئے کوہان آکر وزیروں پر یہ کہکر گرا کہ اس ملعون کو کیوں جانے دیا زبرجد کو
پکڑ دیا وہ سب کہتے ہی رہے کہ ای شہریار ہم بے خطا ہیں وہ بھاگ کر نکل گیا زبرجد بھاگ کر
سامنے تصویر کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ یا خداوند میں نے جو آپ کا حکم پہونچایا وہ سب
آپس کی جنگ پر آمادہ ہوے تھے قدرت نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ آسمان سے پھول جو برسے
رنگ روانگا منتشر ہوا پھر اسی طرف چلے پر سب وزیر مارے گئے میں بھاگ کے نیچے کوہان
معروف جنگ ہو پیادہ ہو کر بالاے کوہ چڑھ آکے تصویر سے آواز آئی کہ تو اپنی جان بچا اور
جہاں جی چاہے وہاں بھاگ جا قدرت کے سامنے جب وہ آئیگا تو بہت بچتائیگا زبرجد شاہ
تو نہایت دیر پر ہو کے بھاگا اپنے ملک میں پہونچا دارالامارہ شاہی میں جاکر تخت پر بیٹھا اور باتیں
بنانے لگا حاضرین وقت کو خبر سنانے لگا کہتا ہو کہ یہ ہفت پیکر جو جاہتا ہو کہہ دیتا ہو کیسا
خداوند ہو مگر اب وقت زوال آگیا یہ باتیں کر رہا تھا کہ چھت سے قہر کے آواز آئی کہ او یاوہ گو کیا
بیہودہ بکتا ہو عذاب خداوندی میں مبتلا ہوگا ایک برق گری کہ زبرجد کے دو ٹکڑے ہوے اور
پھر آواز آئی کہ او ہی بندگان من قدرت مردے کو زندہ کرتے ہیں پھر برق چمک کر گری دیکھا کہ ای
زبرجد تخت پر بیٹھا تعریفیں ہفت پیکر کی کر رہا ہو بیان تو یہ کیفیت ہو وہاں کوہان پہاڑ سے
آکر لپٹ گیا گو شیاں پکڑ کر بالاے کوہ چڑھنے لگا گیا ٹیون کو طے کر کے بالاے کوہ پہونچا دیر جلاد
جو ان ساتھ میں پہاڑ پر بھی ہجرت کرتے ہوئے تصویر ہاے سنگی کہ اسی ایک تصویر کی شکل
جابجا کھڑی ہیں ٹھوکر کھاتا ہوا سامنے دیر کے پہونچا جا ہا کہ دیر میں گھس جائے دیر سے آواز آئی کہ او
بے ادب ادب سے رہ اندر آنے کا ارادہ نہ کرنا باہر رہ کوہان جیتنا ساتھ والوں نے بھی بلوہ کیا

اب تو تصویر نے ایک چیخ ماری کہ دیر میں اندھیرا ہوا دھوئیں نے سارے پہاڑ کو گھیر لیا
دھوئیں کا ابر بنکر تیار ہوا جسکی آنکھ میں دھواں لگا وہ جم کر کھڑا ہوا کہ آسمان سے جھونکا ہوا
سرد کا چلا پھر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا اُسنے اپنے مقام سے جنبش کی دیر میں گھس جانیکی
کوشش کی کہ جھونکا ہوا سے گرم کا چلا سب پھول جل گئے آواز آئی کہ او گیسو یہ وہ سحر ساختہ کردیا تھا
قدرت نے اُس سحر کو مٹایا اور اس مقام پہ آ تو دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں تجھکو جہنم میں پھینکوا
دونگا تجھکو ہو جہ کیوں غم و الم ہی تیرا مقام خاص جہنم ہی دیر تک تصویر نے جلا جلا کے باتیں
کیں وقت وہ ہی کہ نور الدہر اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں نسترن و سوسن دست راست
اور دست چپ کو بیٹھی ہیں کہ سوسن نے دیکھکر آواز دی کہ نسترن تمنے سنا ہفت پیکر جلا رہا ہی
میرے سحر کو مٹا رہا ہی میں نے پھولوں کا سحر ساختہ کر دیا تھا اور پیروں کو یہ حکم دیا تھا کہ جہاں یہ
سست ہو وہاں پھول برسانا ایک مرتبہ پھول برسے وہ لوگ پھر اُسی بات پر آمادہ ہوے
اب بالائے کوہ پہونچ گئے خاص ہفت پیکر نے سحر کیا پھولوں کو جلا دیا اب کوہاں مٹا اب
کوہاں کا بچنا دشوار ہی اُسنے خود سحر کیا اُسکے سحر سے بچنا مشکل ہی ارادہ ہی کہ جا پڑوں میں
آواز اُسکی سُن رہی ہوں کلمات سخت و سست کہہ رہا ہی کوہاں کو دروازے پہ دیر سے روکا ہی
وہ ٹہل رہی ہی یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں کئی مرتبہ سوسن نے قصد کیا کہ جاؤں نسترن نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا وہ ہفت پیکر بلائے روزگار ہی نہیں معلوم کیا آفت برپا کریگا کسی بلا میں
پھنس جاؤگی کہ وہاں سے رہائی نا ممکن ہوگی غرض سوسن کو نہ جانے دیا وہاں پر یہ آوازیں تصویر
نے پھر دیں کہ ای کوہ زبرجدی اس گنہگار کو لینا اسکا تیرے حکم میں مقام ہی کوہاں اسکا نام
ہی کہنا تھا کہ پہاڑ شق ہوا ہر ایک کے پاؤں کے برابر گڑھے پیدا ہوے اُن گڑھوں میں سب
پھاند پڑے گڑھے برابر ہو گئے کوہاں بھی ایک غار کلاں میں گرا دہن غار کا بند ہوا آواز آئی
زبرجد کو یہاں بلاؤ زبرجد مردہ ہو کر زندہ ہوا ہی تخت پر بیٹھا ہی کہ چوبدار نے آکر حکم پہونچایا
قدرت آپکو بلاتے ہیں زبرجد تعریفیں کرتا ہوا جلد بالائے کوہ پہونچا سامنے تصویر کے آیا
عرض کی کہ یا خداوند یہ بندہ حاضر ہی خطا میری معاف ہوئی اب کبھی ایسا کلمہ نہ کہونگا بہشت
و دوزخ دیکھہ آیا جہنم کو دیکھا کہ آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے مسلمانوں کو عجب حال زار میں دیکھا

آپ کے پرستار جو خاص تھے انکو باغ رنگارنگ میں دیکھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے تھے آپ کا
نام لیتے تھے ہر شجر اور ہر برگ سے آواز آتی تھی کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی صحیح و درست ہے
نقوبیہ نے بہ غصہ آواز دی کہ او بے ادب خاموش رہ قدرت کے عجائب و غرائب نہ بیان کر
بندے ہمارے سنتے ہیں حال بہشت و دوزخ سے آگاہ ہوتے ہیں بہشت واسطے نیک بندوں
کے ہی اور جہنم واسطے گنہگاروں کے تجکو کارخانۂ قدرت دکھا دیے تو نے جو قدرت کو برا کہا
ملک الموت کو ناگوار ہوا اُسنے تمہاری روح قبض کی روح کو زیر عرش عالی پھرایا اور عجائب
و غرائب دکھایا تجھسے نہیں ہو سکتا کہ کسی ایسے ساحر کو بھیج کر جاکر نورالدہر کو روکے یہ دونوں
جوان طرف صحرائے گرداب نشان کے چلے ہیں گرداب جادو وہ ساحرہ ہی کہ ان دونوں کو
ہلاک کریگی مگر کیا ضرور ہی یہ یہیں رک جائیں وہاں تک نہ جانے پائیں کیا عجب ہی نورالدہر کو
سوسن لیجائے اور ایرج کو توسن ہو بجائے یہ دونوں دربار گرداب میں پہونچیں سگے
کوئی ساحر جائے راہ میں انکو روکے یہ آگے بڑھ آئے ہیں انکو ہٹا دے دونوں کو آگے
نہ بڑھنے دے زبرجد نے کہا کہ میں جاکے تدبیر کرتا ہوں یہ کہکے اپنے دربار میں آیا اور اُسنے ذکر کیا
کہ قدرت یہ فرماتے ہیں کوئی ساحر یا جادوگرنی ایسی ہی کہ جاکر نورالدہر و ایرج کو روکے جس
صحرا میں ایرج اُترا ہی اُس جنگل کا صحرائے کشت و خون نام ہی وہاں سے ہٹا دے اور آگے
کو وہ نہ آنے دے قدرت خود فرما چکے ہیں کہ یہ لوگ دربار گرداب جادو میں جائیں گے لیکن
قبل سے اگر روکنے والا روکے تو بہت مناسب ہی خلخال جادو مصاحبوں میں سے زبرجد کے
تھی وہ اپنے مقام سے اُٹھی یہ کہکر کہ ای شہنشاہ وہ آفت برپا کروں کہ صحرائے وہ خود بھاگیں
بھوسنچال جادو بہن خلخال کی یہ کہکر اُٹھی کہ بہن تم چلو میں سحر تیار کرکے آتی ہوں خلخال اُسی وقت
ساٹھ ہزار جادوگر ساتھ لیکر برائے مقابلۂ نورالدہر چلی جہاں نورالدہر اُترے ہیں صحرائے بہار
چشمے جھر جھر سے بہتے صبح کو یکایک خبر جنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار عجب معرکہ گذرا
رات کو ایسی ہوا گرم چلی کہ سب چشمے خشک ہو گئے درخت جو سرسبز و شاداب تھے پاتے زرد
مثل مدقوق درختوں سے گر رہے ہیں جنگل میں اُڑتے پھرتے ہیں جنگل میں خاک اُڑ رہی ہے
صحرا ویران کف دست میدان نسترن نے دیکھکر عرض کی کہ کنیز جاتی ہی ابھی دریافت کرکے

آئی ہو یہ باعث کسی ساحرہ کے سحر کا ہو اوی شبرنگ بونڈے گرز کے اُٹھے ہونگے صحرا تپ رہا ہوگا
شبرنگ نے کہا کہ یہی کیفیت ہو جو آپ فرماتی ہیں اس سے زیادہ ویرانی کی صورت ہو یہ سنکر
نسترن اُٹھی سوسن نے کہا کہ بوا میں بھی چلوں کہا حضور آپ تکلیف نہ فرمایئے میں جا کے دریافت
کیے لیتی ہوں یہ کہہ کے نسترن باہر نکلیں صورت صحرا کو دیکھکر بہت ہنسیں کہا حضور میں پہچان گئی
یہ کہہ کے دستک دی صحرا سے بونڈے گرز کا شاد کھا کہ ایک جوان سیہ رو سامنے نسترن کے
آکے کھڑا ہوا ملکہ نسترن نے کہا کہ ارے جا کے دیکھ تو کہ یہ کسکا سحر ہو صحرا کیوں ویران ہوگیا
چشمے کیوں خشک ہوے درخت کیوں خشک پڑے ہیں وہ جوان ایکجانب بھاگا غائب
ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے دوڑا ہوا آیا پسینے پسینے ہو رہا ہو سامنے ملکہ نسترن کے آکر دست بستہ
عرض کی کہ اس صحرا کے گوشے میں بلا غلغال آکر اُتری ہیں سحر کر رہی ہیں واسطے آمدن
نے سحر شروع کیا ہو ابھی ختم نہیں ہوا کہ یہ صحرا ویران ہوگیا اور ابھی زیادہ ویران ہوگا
آب و دانہ اس جنگل میں طائروں کو نہ ملیگا غلام آپ کا جا کر سب سامان دیکھ آیا ہو شخاسنے
میں بیٹھی ہیں سحر کر رہی ہیں نسترن نے اسی وقت گالے روئی کے جھولی سے نکالے کئی ریزے
نشکر کے کھڑے ہو کر سحر کیا کہ وہ روئی کے گالے بلند ہوے ایک ٹکڑا ابر کا آسمان پر ظاہر ہوا وہ
بڑھنے لگا اسقدر بڑھا کہ تمام جنگل کو گھیر لیا ملکہ نے دوسرا سحر کیا کہ رعد کی گرج برق کی تڑپ
پیدا ہوئی آہستہ آہستہ ابر برسنے لگا پہلے بوندیاں پڑیں تھوڑے ہی عرصے میں ابر بہنے لگا
چشمے چھتر پانی سے ملو ہو بہنے لگے کہ ابر بیابک رنما ہوا اس زور سے برق ابر پر گری کہ ابر
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مینہ کا برسنا موقوف ہوا چشمے چھتر جو ملو بہ آب تھے باخاک ہوگئے پھر خاک
اسطرح اُڑنے لگی بونڈے گرز کے ڈھیر دبے ہیں دھوپ چمکی اب حرارت نیر اعظم کی بڑھنے لگی تھوڑے سے
عرصے میں اسقدر ویرانہ ہوا کہ ہوا تند چلنے لگی نخل لہرا لہرا کر گرنے لگے شاخیں پیچ و تاب کھا کر
گریں گل بوٹے مرجھائے غنچوں نے دہن اپنے بند کر لیے رنگ پھولوں کے اُڑے درختوں کے
مرجھا کر زمین پر گرے اگر کوئی جانور بھٹک کر آ گیا منہ کھول کر زمین پر گرا ملکہ نسترن بھی پسینے پسینے
ہر چند کہ دستکیں دیتی ہیں چاہتی ہیں ابر قائم کروں پانی برسے چشمے و چھتر ملو ہو جائیں مگر
ابر نہیں آتا جب گھر کے آتا ہو تمازت آفتاب اسقدر ہوتی ہو اور ایک بجلی کڑک کر گرتی ہو کہ

ابر لخت لخت ہوا جاتا ہی ٹکڑے ابر کے ہر طرف منتشر معلوم ہوتے ہین ایک مقام پر جمع نہین ہوتے
دستکین دیتے دیتے ہاتھ سرخ ہوگئے انگلیون سے قطرات خون ٹپکنے لگے آخر ملکہ نسترن مجبور
و ناچار ہوئین ملکہ سوسن یہ کہکر اُٹھین کہ کیون بلا ابر نہین آتا منتشر ہوا جاتا ہی یقین ہی کہ یہ سحر
خلخال جادو کا ہو اُسی کے سحر مین یہ تاثیر ہی کہ دوسرے کے سحر کا رنگ نہین جمتا مگر اب مین
سحر کرتی ہون تم ہٹ جاؤ یہ کہکر نسترن کو ہٹا دیا اور آپ آگے بڑھین جھولی مین ہاتھ ڈالا
کاغذ سیاہ نکالا اور زبان کو کاٹ کر خون نکالا اُس کاغذ پر ڈالا اور اُس کاغذ کو اُڑا یا آواز
دی کہ ای ابر بار سیہ رو جا کر لشکر خلخال پر برس مگر قطرات گرم ہون اور وہ بد حواس
ہو جائین وہ سیاہ کاغذ بلند ہوا خلخال بیٹھی سحر کر رہی ہی کہ لشکر والون نے اسکے دیکھا کہ ابر
سیاہ آسمان پر آیا رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہوئی یکایک پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا اُسکو
معلوم ہوا کہ چنگاری آگ کی کسی نے ڈالدی وہ جلنے لگا صدہا ساحر جل کر خاک ہوے لشکر مین
فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی خلخال باہر نکل آئی دیکھا اسنے کہ اہل لشکر جل رہے ہین آسمان سے
آگ گر رہی ہی اسنے بڑے بڑے نعرہ مارے کہ ابر کو ہٹاؤن ابر نہ ہٹا جما ہوا برس رہا ہی
عرصہ جو ہوا ابر سے برف بھی گرنے لگی سیکڑون برف مین دبے سیکڑون آگ سے جلے تھوڑے
عرصے مین ہزارون کا خاتمہ ہوا کچھ برف سے ٹھنڈے ہوے کچھ آگ مین جلے گھبراکر خلخال نے
حکم دیا کہ لشکر تیار کرو بہت جھٹ پٹ تیار ہو لشکر آراستہ ہوا جدھر ارادہ جانے کا کیا دیکھا کہ
آگ کی دیوار کھنچی ہی جدھر جانے کا ارادہ کرتے ہین آگ ہی کی دیوار معلوم ہوتی ہی جسطرف لشکر
نورالدہر کا تھا اُدھر راستہ تو سب کے آگے خلخال لشکر کو لیے ہوے آتی ہی اور ابر برستا ہوا
بھاگا ہوا لشکر آتا ہی مقابلے مین نورالدہر کے پہونچا سوسن نے کہا کہ وہ لشکر حریف کا آگیا
جب لشکر خلخال کا مقابلۂ نورالدہر مین پہونچ گیا ابر کا برسنا موقوف ہوا سوسن پلٹ آئین
خلخال مقابلے مین اُتری اُترتے اُترتے پکار کر آواز دی کہ بی سوسن و نسترن ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگی مین نے سحر بھیجا تھا تمنے اُسکو کوشش کرکے ہٹا یا اور کئی ہزار آدمی میرے
لشکر کے مرے ایک ایک کے بدلے ایک ایک ہزار کو قتل کرونگی میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگی
یہ کہکے داخل بارگاہ ہوئی دن کو تامل کیا شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے لشکر خلخال مین

صدائے نقارۂ رزمی بلند ہوئی ہرکاروں نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی نورالدہر نے بھی
حکم دیا یہاں بھی نقارۂ رزمی بجا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات تیاری
ہوتی رہی جبکہ ساحر ماہ تابان سحر سے ساحران ضیا و شعاع کے عاجز آیا فوج ثوابت و سیارگان
کو لیکر قلعۂ مغرب میں چھپا شاہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش مع لشکر ضیا و شعاع
میدان چرخ زبرجدی میں آیا میدان تمام منور و روشن ہوا دونوں لشکر میدان میں آئے ادھر
سے خلخال بڑے زور و شور سے میدان کارزار میں آئی اژدر پہ سوار منھ سے آگ نکلتی ہوئی
بال کھلے ہوئے میدان میں آکر پہونچی پشت پر فوج ساحران گمرلرزان و ترسان ادھر سے
لشکر نورالدہر بصد کر و فر میدان کارزار میں آکر پہونچا ملکہ نسترن و سوسن طاؤسان زرین بال
پر سوار آئیں۔ خلخال دیکھ رہی ہیں کہ لشکر جمنے لگے صفیں آراستہ ہوئیں اور جمیں نقیبوں نے
نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکر ہٹے خلخال جادو نے ارادہ کیا کہ میدان کارزار میں جاؤں کہ یکایک
زمین کو زلزلہ ہوا ملکہ نسترن طاؤس سے گرتے سنبھل کر اٹھیں اور ہزارہا کنیزیں زمین پر
گریں پڑی تڑپ رہی ہیں اٹھ نہیں سکتیں نورالدہر کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہی
کہ لیکر بھاگوں نورالدہر ہرچند روکتے ہیں مرکب نہیں رکتا رانوں میں تھمیں ہی چاہتا ہی
کہ طرارہ بھروں یا الف ہو جاؤں نورالدہر نے کئی کوڑے مارے نسترن نے دیکھا کہ زمین
کی جنبش بڑھتی جاتی ہے نسترن نے پڑھ کر سحر کیا گھوڑا اپنے مقام پر جا کنیزیں جو گری
تھیں پڑی ہوئی زمین پر تڑپ رہی تھیں وہ اپنے مقام سے اٹھیں اور سنبھلیں
سامنے نسترن کے حاضر ہوئیں کہا واری آپ کے سحر کرنے سے ہم بچے ورنہ زمین پر تڑپ
رہے تھے بمشکل بچے سوسن نے کہا کہ ہم سمجھ گئے آمد اسکی بہن کی ہے جسکا بھونچال نام
ہی یہ کہکے سوسن نے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ آسمان پر جا کے پھٹا ابر بنکر لشکر بھونچال
جادو پر جاکر برسا لشکر میں بھونچال کے صدائے فریاد بلند ہوئی بھونچال نے
بھی لشکر بڑھایا عین وقت پر آکر پہونچی بہن کو دیکھا کہ حیران کھڑی ہے سحر نہیں کرتی
آکر کہا کہ بہن لشکر جمے ہوئے ہیں میدان میں جاؤ میں لشکر حریف کو تہ و بالا کر دونگی
میں یہاں سے پانچ کوس پر بھی وہاں جاکے ایک ابر سیاہ برسا کئی ہزار آدمی مرے

لشکر کے چلے جب مین نے اس طرف کا رُخ کیا تب ابر ہٹا اور آگ برسنا موقوف ہوئی آپ
تم میدان مین جاکر سحر کرو لیکن سحر وہ کرو کہ لشکر نور الدہر اس صحرا سے بھاگے اور جگہ جب کر
ٹھہرے تب جاکر لطف حاصل ہو حکم خداوند بجالاؤ قدرت نے فرمایا ہو کہ لشکر نور الدہر اس صحرا
سے ہٹا دو یہان نہ اُترنے پائین لشکر طلسم کشا پر جانا منظور ہو وہان بڑی بڑی جادوگرنیان
جمع ہین اگر انکے مقابلے مین تُمکے سیماب وغیرہ سے کون مقابلہ کریگا یہ کہکر خلنخال کو ایسا
گرمایا کہ خلنخال میدان مین آئی پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے ملکہ نسترن فوراً طاؤس اپنا بڑھا کر مقابلے مین خلنخال کے آئین خلنخال نے اپنے
کو پشت اژدر سے گرا دیا بال سر کے کھولدیے مُنھ سے شعلے چھوڑنے لگی وہ شعلے آتش کے
قریب نسترن آئے نسترن نے دستک دی کہ وہ شعلے اُلٹے پلٹ کر خلنخال پر گرے
نسترن نے اور سحر کیا شعلے بھڑک کر سامنے بھونچال کے پہونچے بھونچال کے سامنے وہ
شعلے لوٹنے لگے لوٹتے لوٹتے اُسکے ملازمون پر جاکر گرے کئی ہزار ملازم خلنخال و بھونچال کے
جلے جب تو خلنخال نے ایک مار سیاہ مُنھ سے نکالا اُس مار سیاہ کو پھینک مارا ملکہ نے اس مار سیاہ
پر اشارہ کیا مار سیاہ کٹکر دو ہوا زمین پر گرکر غرق زمین ہوگیا غرق زمین ہوتے ہی خلنخال دوڑی
بھاگے خلنخال چلی بھاگی جاتی ہو نسترن بھی اسکے پیچھے چلین یہان تک کہ نظرون سے سب کے
غائب ہوئین نور الدہر نے گھبرا کر شبرنگ سے کہا کہ دیکھو تو یہ کہان لگا کر لیگئی شبرنگ الٹکل
ساحر چھپٹا جب جنگل مین پہونچا تو دیکھا خلنخال نے ظاہر ہوکر اپنے کو پاس نسترن کے
پہونچایا کہا بُوا زبان مین سوزن دے لو ایسا نہ ہو کہ تمکو تکلیف ہو نسترن نے سوزن
اپنی جھولی سے نکالی نکالتے ہی زبان مین دی گجرے پھولون کے ہاتھ سے خلنخال نے
توڑے ہاتھ مین نسترن کے باندھے وہ ہتھکڑیان ہوگئے پانوٴن مین بیڑیان پہنائین چاہا کہ
سر زنجیر تھام کر لیجاؤن سامنے بھونچال کے پہونچاؤن کہ شبرنگ بھونچال کی صورت بنکر
تیار ہوا آواز دی کہ ہین کیا کرتا کیا خوب سحر کیا خلنخال نے کہا کہ بُوا ایسے سیکڑون شعبدے
یاد ہین اب چلیے بی سوسن زبان دراز کو بھی لیتی ہون وہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہان
جائینگی شبرنگ قریب پہونچا کہا بُوا دیکھو بی سوسن آتی ہین خلنخال پلٹی جیسے ہی پلٹی

شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قعد باک خلخال کے مرتے ہی لنسترن کے جسم سے وہ قید دور ہوئی
لنسترن نے کہا کہ ای شبرنگ یہ بڑا کار نمایان کیا اسنے ایسا سحر کیا تھا کہ مین اپنے ہوش مین
نہ تھی اپنے ہاتھ سے اپنی زبان مین سوزن دے لی ہتھکڑیان بیڑیان خود پہنین اگر اپنے ہوش مین
ہوتی تو یہ حرکات کاہے کو کرتی شبرنگ نے لنسترن کو رہا کر کے ساتھ لیا پاؤن مین خلخال کے
ایک رسن باندھ لی لاشہ کھینچتا ہوا لے چلا میدان کارزار مین آکر پہونچا بھوبچال نے مرنے
کی آواز خلخال کے سُنی تھی سمجھی تھی کہ شاید ہن نے کوئی شعبدہ کیا اب جو اسنے دیکھا
کہ آگے آگے لنسترن اور پیچھے شبرنگ پاے خلخال مین رسی باندھے ہوے دیکھکر
بھوبچال نے ساحرون کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ انکو مار لو دو لاکھ ساحران کفار شبرنگ
و لنسترن پر آ پڑے لنسترن نے شبرنگ کو تو ہٹا دیا آپ معروف جنگ ہوئی سوسن بھی
جا پڑی نورالدہر تلوار کھینچ کر کفار پر جا پڑے سوسن قریب نورالدہر آتی ہی جسنے سحر
نورالدہر پر کیا اسنے اس ساحر کو مارا اس طرح صدہا جادوگر مارے کنیزان ہر دو شاہزادیان
اسباب سحر ہاتھ مین لیکر آکر مل گئین لشکر بھوبچال مین زلزلہ پڑ گیا بھوبچال بھاگتی پھرتی
ہی چاہتی ہے کہ نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن وہان کوہ زبرجد پر تصویر سنگی مین سے
ہفت پیکر آواز دے رہی ہی کہ اب ایک ایک پہاڑ پر آٹھ آٹھ دن رہتا ہون یکایک
زبرجد سے کہا کہ تو غضب ہوا خلخال قتل ہو گئی بھوبچال بھاگی بھاگی پھر رہی ہی کسی
پہلوان کو جلد روانہ کرو زبرجد نے پکار کر آواز دی کہ کوئی پہلوان ایسا ہی کہ جا کر سر
نورالدہر کا لائے زیر کوہ سکان فیل در کھڑا ہوا جھوم رہا ہے اسنے پلٹ کر آواز دی کہ ای
بادشاہ مین جاؤنگا زبرجد نے صدا دی کہ جسکو حکم قدرت کا پورا کرنا ہو ساتھ سکان
کے جائے چار لاکھ سپاہی سوار و پیدل گھوڑے اڑا کر قریب سکان فیل در آئے
عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہین سکان گینڈے پر سوار ہو کے چلا اُسوقت پہونچا کہ
بھوبچال عاجز ہو رہی تھی چاہتی تھی کہ مین نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن پر تول
رہی تھی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ سکان فیل در چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا
بھوبچال پر نعرہ کیا کہ ارے کیون گھبراتی ہے قدرت تیری جنگ دیکھ رہی ہے

ہمکو تیری مدد کو بھیجا ہی کیوں گھبراتی ہی میں تیری مدد کو آیا ہوں یہ کہکر شریک جنگ ہوا یہاں کنارے
پر لشکر کے طہماس لڑ رہا تھا سکان فیل در سے مقابلہ پڑا سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس
نے ساطور آگے کر دیا ساطور پر تلوار پڑی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے صرف قبضہ ہاتھ میں
رہگیا وہ قبضہ طہماس پر کھینچ مارا طہماس نے اک داؤں ہوکر خالی دیا خالی دے کر خبردار زخم
کو کے ہاتھ ساطور کا مارا سکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور جو تڑپ کر گرا سپر کے
دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر ساطور جو گرا مع گینڈے سکان کے چار ٹکڑے ہوئے چار لاکھ
فوج جو اسکے ساتھ آئی ہی وہ سب لڑائی میں مصروف ہوگئی طہماس نعرہ کرکے جا پڑا ساطور کی
گردش دی صدہا سر کٹ کر گرنے لگے مجمع سپاہ متفرق ہونے لگا چاہتے ہیں کہ بھاگ کر
نکل جائیں اب بھونچال اور زیادہ بدحواس ہوئی ساتھ والوں سے کہ رہی ہی کہ صاحبو بڑے
غضب کی بات ہی کہ قدرت نے مدد کیسے وقت پر بھیجی طہماس نے یوں مار لیا کہ جیسے باز کے
پنجے سے عصفور نہیں بچتی بیک ضرب ساطور دو پرکالے ہوئے فوج بہت ہی لیکن بیدل
ہو رہی ہی سب چاہتے ہیں کہ بھاگ جائیں سب نے کہا کہ آپ نعرہ کرکے آگے بڑھیں تو
اہل فوج جم کر لڑیں یہ سنتے ہی بھونچال نے علمدار لشکر کو ساتھ لیا پکار کر آواز دی کہ اے
بندگان ہفت پیکر جم کر لڑو حریف کے لشکر سے تم زیادہ ہو جرأت اپنی ظاہر کرو اور مسلمانوں
کو قدرت کے حالات سے آگاہ کرو ایک ایک کو پکار رہی ہی کہ یارو نہ گھبرانا چہار جانب سے
لشکر مسلمانان کو گھیر لو بھونچال نے یہ آواز دے کر لشکر کو بڑھایا اب جم کر تلوار چلنے لگی لشکر
نور الدہر بہت کم ہی دونوں جادوگرنیاں ایک جانب جانبازی کر رہی ہیں جم جم کے سحر چلیے
ہزاروں کو مارا صحرا میں خون کے دریا بہ رہے ہیں نور الدہر و طہماس بھی جم جم کر لڑ رہے ہیں
سوسن نے پڑھ کر جب گولہ پھینکا آسمان سے آگ برسی تلواریں گریں نیزے برسے خون کے دریا
بہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان آتے ہیں سب جادوگرنیاں ساتھ پہلوان گھیرے ہوئے
نور الدہر کو جو دیکھتے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای برادر نہ گھبرانا میں آپہونچا یہ کہکے نعرہ کیا۔ نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر	که صاحبقرانیم و آفاق گیر	چو تیغ علی برکشم از غلاف
تزلزل فتد درمیان مصاف	اگر تیغ بر سنگ خارا زنم	زگاو زمین بیخ و بن برکنم

منم شیر دل صف شکن نوجوان	منم نخل بستان صاحبقران

ایرج نوجوان مع لشکر آکر گرے توسن نے بڑھکر بھوبخال پر سحر کیا پھول برسے پھول ہو گئے
گرے بھوبخال کا چہرہ سرخ ہوا اسباب سحر ہاتھ سے پھینکا بیقرار ہو کر پکار اٹھی کہ ای ملکہ عالم
مین کنیز ہون تیری تو یہ کیفیت ہی عجب صورت ہی۔ نظم

متاع وصال کی لذت اٹھائیگا پھر کیا — گدا کو دیگا نہ منعم تو پائیگا پھر کیا
شب فراق صنم سر پہ لائیگا پھر کیا — یہ روز بد مجھے گردون دکھائیگا پھر کیا
ہزار بار کیا میرا امتحان اسنے — بس آزما چکا اب آزمائیگا پھر کیا
جفا و جور نہ کر اسکے چند دن پر او بت — خدا کو حشر کے دن منھ دکھائیگا پھر کیا
وہ گھورتے ہین بری آنکھ سے جواب ہر بار — مین دیکھتا ہون مقدر دکھائیگا پھر کیا
رہے جو پیش نظر ہر گھڑی تصور یار — یہ آنکھین کور ہون انمین سمائیگا پھر کیا
کرے نہ در کو مسمار جو کہ بت کے لیے — وہ اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھائیگا پھر کیا
وہ بے وفا ہی نہ چھوڑیگا غیر سے ملنا — جو زندہ کوفت مین تو مر بھی جائیگا پھر کیا

یہ اشعار پڑھکر گریبان چاک کیا اپنے ساتھ والون کو آواز دی کہ جاؤ خدمت مین اس ملعون و
بدکردار ہفت پیکر کی یہان کیون جمے ہو لڑائی پر ایسے شیرون کی تھمے ہو کچھ غیرت نہین دیکھو مین
تمھین سمجھائے دیتی ہون یہ کہکر گرز جھولی سے نکالا اپنے ساتھ والون پر کھینچ مارا گرز پھٹا و تلوارین
برسنے لگین کئی سو جوان مر کر گرے ایرج و نور الدہر نے اور زیادہ دباؤ ڈالا ایک مقام پر بڑھکر
نور الدہر نے ایک کمیدان کو مارا جوش جرأت مین منھ سے نکل گیا کہ بڑے تن و توش کا جوان
تھا دوسرے کو بڑھکر ایرج نے مارا پکار کر آواز دی وہ جوان بیمار تھا یہ صاحب تن و توش
تھا نشۂ جرأت سے بیہوش تھا نور الدہر نے کہا کہ بس کنارے جاؤ بہت بانکپن کی نہ لیے
ایرج نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو سپر پہ گانٹھ کر ہاتھ مارا ایرج نے
بھی تلوار کو تلوار پر روکا پکار کر آواز دی کہ مردان عالم گھونگھٹ منھ پر نہین لیتے نور الدہر
نے سپر کو پھینک دیا ایرج نے بھی سپر کو پھینکا اب جو تلوار چلی دونون شیرون کے سر
زخمی ہوئے طہماس لڑتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران وای فرزند دلبند قاسم نوجوان

آپس مین لڑائی کیا ضرور دشمن کو قتل کرو ایرج نے پلٹ کر آواز دی کہ او لم قد سے تیری شامت آئی ہی یہ کہکر کمر کو بتاکر سر پر ہاتھ مارا کہ طہماس کا بھی سر زخمی ہوا نورالدہر نے کہا کہ اسے ایرج طہماس نے پاس کیا ورنہ ساطور مار دیتا جگرگاہ تک پہونچتا اب بھی اسکو پاس ہی ورنہ اسکا شل نہین ہی ایرج نے چاہا کہ نورالدہر پر جا پڑے یہی کہتے چلے کہ او کشتی گیرزادے آج تیری میرے ہاتھ سے قضا ہی پڑے قبلہ و کعبہ سے عرض کرونگا کہ غلام سے خطا ہوئی سر جاد کاٹ لیجیے جو مناسب ہو وہ سزا دیجیے یقین تو ہی کہ تمھاری نالائقی ظاہر ہو نورالدہر نے چاہا کہ جواب دون بھونچال نے اتنے عرصے مین ہزارہا اپنے ملازم قتل کیے قلب فوج مین جا پڑی چہار جانب گوے مارنے لگی قریب ہی کہ سب بھاگین کہ یکایک آسمان پر نعرہ ہوا کہ او بھونچال کیون تیری شامت آئی ہی یہ آواز سنکر بھونچال طرف آسمان کے دیکھنے لگی ایک پنجہ گرا بھونچال کو اٹھا لے گیا دوسرا پنجہ گرا افسرین کو اٹھا لے گیا ایرج و نورالدہر تلوارین کھینچ کر چلے تھے کہ آپس مین لڑین کہ صحرا سے ایک آواز دلفریب آئی دیکھا کہ ایک نازنین سیمبر پری پیکر غنچہ دہن رشک قمر زیور و لباس سے آراستہ یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی

نظم

جز مسیحا نہ کسی سے مرا مردا اٹھا	آسنے کا نہ دیا آکر تو جنازا اٹھا
زہد و تقوی سے بھرا ای رندیت گھرا اٹھا	پھر چلا دیر کو مسجد سے مصلا اٹھا
شکر کر قید سے صیاد کی اولی ہے رہا	آب و دانہ ترا او بلبل شیدا اٹھا
قیس سمجھا مری لیلی کی سواری آئی	دور سے جب کوئی صحرا مین بگولا اٹھا
جوش وحشت مین جو دریا کی طرف جا نکلا	قد آدم مری تعظیم کو ہر موج اٹھا
نہ گیا وادی ایمن کو کوئی بعد کلیم	آتش طور نہ بھڑکی نہ وہ شعلا اٹھا
کوچۂ یار سے جب گھر کو چلا مین اپنے	دل پکڑ بیٹھ گیا درد اک ایسا اٹھا
اول شب سے موذن نے اذان دی شب وصل	تو سر شام ہی سے آج یہ مرغا اٹھا
حشر کو ہونی ہی اک تازہ قیامت برپا	گور سے سر مین اگر لے کے یہ سودا اٹھا
جسکو تیرے لب جان بخش نے مارا قاتل	حشر تک پھر نہ مسیحا سے وہ مردا اٹھا
جسکے مرنے کی خبر رند کے بولا روکر	آج دنیا سے مرا چاہنے والا اٹھا

اس طور سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ ایرج و نور الدہر نے کان لگا کر سُنا مگر برق
و عمرو جو لشکر ایرج مین تھے جس وقت بھونچال کو پنجہ اُٹھا لے گیا اُسی وقت لشکر سے نکل کر
بھاگے ایک گوشے مین کھڑے ہو کر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ نازنین جب یہ غزل گا چکی دونون
جوان گھوڑون سے اُترے ایرج اپنی جانب سے اُسے بلاتے ہین اور نور الدہر اپنی جانب
اُس نازنین نے کہا کہ مین نور الدہر کے واسطے ہون ایرج کے واسطے میری بہن ہی مجھ سے
زیادہ خوبصورت ہی اور کم سن مین اُسے بلوا دون اُسکو اپنے ساتھ لیجیے یہ کہکر اُس نازنین
نے آواز دی کہ ای گل پیکر جلد آ ایک نازنین اُس سے بہتر صد پلے جواہر مین غوطہ زن
اُسنے آکر ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا ایک نازنین نے آکر سامنے طہماس کے چند اشعار گائے طہماس
بھی گینڈے سے اُترے اُس نازنین کے ساتھ ہوئے شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر
سامنے نور الدہر کے آیا اشارہ کر کے عرض کی کہ ای شہریار مزاج کی کیا کیفیت ہی جس نازنین
کا نور الدہر ہاتھ پکڑے تھے اُسنے آواز دی کہ ای طرار حسین میرا عیار تیرا خواہان ہی کہ پہلوے
نخل سے ایک نازنین سبزہ رنگ شوخ و شنگ نے آکر ہاتھ شبرنگ کا تھام لیا اور آنکھ ملا کر
شبرنگ سے یہ اشعار گائے

نظم

ظالم کہین تو مل کبھو دارو پیے ہوئے
پھرتے ہین ہم بھی ہاتھ مین سر کو لیے ہوئے

آؤ گے ہوش مین تو تک اک سدھ بھی تجھ کو
اب تو نشے مین جاتے ہو زخمی کیے ہوئے

جی ڈوبتا ہی اُس گہر تر کی یاد مین
یا این کار عشق مین ہم مر بچے ہوئے

اس چاک دل کی چشم سے ناصح لہو تھمے
ہوتا ہی کیا ہمارے گریبان سیے ہوئے

کافر ہوئے بتون کی محبت مین میر جی
مسجد مین آج آئے تھے قشقہ دیے ہوئے

شبرنگ سے آنکھ ملا کر جو یہ اشعار گائے شبرنگ کا بھی چہرہ سرخ ہوا ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا
ان چارون کو لیکر چارون نازنینین چلین چند قدم طے کیے تھے کہ ایک صدا سے سیتا کی آئی
خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اُس جنگل مین دھوان چھا گیا تھوڑے ہی عرصے کے بعد اُس دھوئین سے
صدائین مہیب آئین بعد تھوڑی دیر کے دھوان برطرف ہوا خواجہ نے دیکھا تمام لشکر گم ہو گیا
دوست کا لشکر ہی نہ دشمن کا سناٹا پڑا ہوا ہی عمرو و برق جنگل مین دوڑے کسی شخص کو نہ پایا

عمرو نے کہا کہ ای برق معلوم ہوتا ہی کہ خود ہفت پیکر آ کے سب کو لے گیا اب اُن سب کا
پتہ ملنا دشوار ہو چل کے صاحبقران سے اطلاع کرین خواجہ برق تلاش مین صاحبقران
کے لشکر کی چلے انکا پہونچنا گزارش کیا جائیگا لیکن ایرج و نور الدہر و طماس و شبرنگ
نازنینان مہ جبین کا ہاتھ تھامے ہوے بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا
اپنے کو بالاے کوہ زبرجدی پایا دیکھا کہ زبرجد شاہ دست بستہ کھڑا ہو تصویر سنگی باتین کر رہی
ہو نور الدہر و ایرج و طماس و شبرنگ نے اپنے کو سامنے تصویر کے پایا تصویر نے آواز دی
کہ ای بندگان سن کہ نکر حاضر ہوے یہ نازنینان مہ جبین تمکو واسطے خدمت کے دی گئی ہین ای
زبرجد شاہ انکو قصر عشرت مین لیجاؤ چین سے چین کرین اُسکے بعد سزا تجویز ہوگی بھونچال کو لاؤ
اُس حرامزادی نے بڑی بے ادبی کی اسیر سزا واجب و لازم ہو دیکھا کہ ایک دنگن بھونچال کو
لیے ہوے آئی کہا کہ یا خداوند یہ نہ آتی تھی مین اسکو بڑے جبر سے لائی ہون راہ مین اسنے بڑے بڑے
زور کیے جب مین قدرت کا نام لیتی تھی زور اسکا کم ہوتا تھا بشکل بالاے کوہ زبرجدی پہونچایا
تصویر نے آواز دی کہ یہ جاروب کش قصر عشرت کی ہیہ آئندہ دیکھا جائیگا یہ کہکے تصویر
خاموش ہوئی نور الدہر نے دیکھا کہ کوہ زبرجدی پر دھوان چھایا ایک آواز دنانے کی
آئی صاف اُس دنانے سے آواز آتی تھی کہ ای بندگان خاص آگاہ رہو قدرت نے تمکو قصر
عشرت رہنے کو دیا بیٹھکر آرام کرو نازنینان مہ جبین براے خدمتگاری موجود ہین دھوان
جو ہٹا نور الدہر وغیرہ نے دیکھا کہ وہ نازنینان مہ جبین نہین ہین چارون آدمی بیقرار ہوے
پریشان ہوکر پکارنے لگے نظم

وہ لطف و مہر کی جس پر نگاہ کرتے ہین	جو ذرہ ہو تو اُسے رشک ماہ کرتے ہین
تمھارے واسطے کرتے ہین فساد دیہاتی	تمھاری راہ مین گھر کو تباہ کرتے ہین
بچھڑ کے ہم سے نہین تم بھی نظر حسینون کی	ملال کرتے ہین یہ بانگاہ کرتے ہین
ہزار شکر رسائی ہوئی پر ہم تک	خدا نے چاہا تو اب سے راہ کرتے ہین
کہان کا عشق محبت کسے ہی کیسا پیار	جو قول ہارے ہین اُسکا نباہ کرتے ہین
مزا اُٹھائینگے عاشق کے خون ناحق کا	عبث وہ قتل مجھے بے گناہ کرتے ہین

مری طرف سے ابھی دل میں راہ ہو کہ کچھ — ادھر سے بھی وہ گنہ گاہ گاہ کرتے ہیں
غفور اسکو سمجھتے ہیں بخشنے کو کیا در غل — ثواب کرتے ہیں ہم کیا گناہ کرتے ہیں
فراق یار نے ہشیار کر دیا ہمکو — وہ بیخبر ہیں جو الفت کی چاہ کرتے ہیں
غرور حسن سے اسکا خدا کا خوف نہیں — جدھر بھی جاؤں تو وہ کب نگاہ کرتے ہیں
شب فراق میں جیتے تو نالہ رک ریکا — وہ کون لوگ ہیں جو ضبط آہ کرتے ہیں
خضر بھی وادی الفت میں تھک کے بیٹھ رہا — وہ باثمر ہیں جو طے یہ راہ کرتے ہیں
کسی کو کیا جو سیہ کار ہیں ہم اے زاہد — ہم اپنا نامۂ عصیاں سیاہ کرتے ہیں
کوئی یہ رند سے پوچھے تو دل میں درد ہے کیا — پڑے کراہتے ہیں آہ آہ کرتے ہیں

کہ اندر سے قصر کے چاروں نازنین شکلیں پشت پر اُنکے دو دو سو کنیزیں آ کے ان لوگوں
کا استقبال کیا مکان میں لائیں مقام صدر پر چاروں کو بٹھایا خاطر مدارات شروع کر دی
دن بھر تو یوں گذرتا ہے شام کو بھونچال آ کے اُس مکان میں جاروب کشی کرتی ہے جاروب کشی
کر کے سامنے نور الدہر و ایرج کے آتی ہے کہتی ہے کہ اے شہریار آپ پر عنایت قدرت ہے ہماری بھی
خطا معاف کرائیے نور الدہر و ایرج جواب دیتے ہیں کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہے
دونوں جادوگرنیاں نور الدہر کے ساتھ کی نسترن و سوسن اور ساتھ والیاں ایرج
کی گلپوش و توسن و شاہ ناز وغیرہ بھی صحرا میں بیہوش ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو
ایک مکان میں پایا شاہزادوں کے ساتھ ہیں لیکن اپنے ہوش میں نہیں ہیں ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوئے
اپنے کو ان سب کے ساتھ پایا اور وہ بھی مثل قیدیوں کے ہیں ایک نگہبان سیاہ رو تیغ در دست
دروازے پر اُس مکان کے بیٹھا ہے بعد دن بھر کے شام کو ان سب کو کھانا پہونچاتا ہے شاہا
پرتا کہتا ہے کہ بہتر اسی میں ہے کہ قدرت کو سجدہ کرو یہ ثابت قدم کوے دینداری جواب دیتا ہے
کہ جیسے لعنت کی اُسکو کیا سجدہ کریں اب اُسکے اختیار میں ہیں جس طرح جی چاہے پیش آئے
مگر خواجہ برق جو لشکر سے نکل کر بھاگے تھے صاحبقران ایک صحرائے سبزہ زار میں اترے
ہوئے ہیں رفقا ساتھ ہیں یہ فرماتے ہیں کہ خواجہ عمرو برق نہ پلٹے کہ کچھ حال رستم کا
معلوم ہوتا یہ ذکر تھا کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ خواجہ برق آتے ہیں امیر نے فرمایا جلد بلاؤ

خواجہ عمرو سب سے ملاقات کرتے ہوے ایک ایک سے پوچھتے ہوے کہ ہمارے بعد تو کسی
سے مقابلہ نہیں پڑا گلباد وغیرہ نے عرض کی کہ جب سے آپ گئے کوئی مقابلے میں صاحبقران کے
نہیں آیا اسی وجہ سے لشکر اسی طرح زوکش ہو صاحبقران آپ کے واسطے متردد تھے خواجہ عمرو
سب باتیں دریافت کرتے ہوے خدمت صاحبقران میں آئے امیر نے کہا کہ خواجہ کہو تم
کیا گذری عمرو نے کہا کہ ماشاءاللہ بڑے لطف سے لشکر رستم فروکش ہو تحفہ جات پا چکے ہیں آپ
فکر لوح میں مصروف ہیں امیر نے فرمایا کہ خواجہ تمہارا نور نظر پارۂ جگر یعنی ایرج نوجوان و
نورالدہر بن بدیع الزمان آپس میں کچھ تکرار کرکے ہمارے لشکر سے نکل گئے خواجہ عمرو نام
ایرج سنکر بے اختیار رونے لگے کہا کہ ان دونوں کے مزاج سے جہالت نہیں جاتی لیکن
ایرج نوجوان نے جاکے کئی مقام فتح کیے خوب لشکر جمع ہوا تھا یا دوگر نیان عمدہ عمدہ کمک ہوئیں
صحراے گرداب نشان کا قصد تھا ایک مقابلہ پڑا اور ہفت پیکر ان شیروں کو گرفتار کرکے
لے گیا قاسم و بدیع بیٹھے ہیں ایرج کی شوکت کا جو ذکر ہوا قاسم نے کہا کہ وہ شیر دلیر
شیروں کا شیر کب رکتا ہو انشاءاللہ وہ صاحب اقبال ہو ضرور رہائی پائیگا ورنہ قبلہ و کعبہ
اسکو جاکر رہا کرینگے بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا نورالدہر کسی مقام پر رہ جائینگے
آپس میں آنکھیں ملنے لگیں جمہور نے فرامرز پر نگاہ ڈالی فرامرز نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا
مالک کو لندھور نے بہ نگاہ قہر دیکھا امیر نے خیال کرکے دیکھا کہ صرف ذکر ہونے سے آپس میں
دست رستی دوست چپی بگڑا چاہتے ہیں فرمایا ای قاسم خبردار دنگل رستم کا ذکر آج کل
ہوتا ہے یہ کہکر بدیع الزمان سے بھی فرمایا کہ بھئی ایرج بھی بے مثل ہیں اور نورالدہر بھی
بے نظیر ہیں سب کے حال معلوم ہو گئے عادی کو بلاؤ میں صحراے گرداب نشان میں جاکر
کیا کرونگا طلسم کشا کو خدا وہاں پہونچا ئیگا تو حال لوح آپ ہی کھلیگا میں جاکر رہائی ایرج و
نورالدہر کی تدبیر کرونگا ایسا نہ ہو کہ ان شیروں پر کچھ افتاد پڑ جائے بجز انکا قید ہونا
بہت شاق ہوا انشاءاللہ جلد رہا کرونگا حرف کوہ زبرجد ہی کے اتار بارگاہ کا چلے
عادی نے اسی وقت اتار بارگاہ کا لدوا دیا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے امیر
جب سوار ہو چکے سب سردار اپنے گھوڑوں پر سوار ہوے لندھور شبرنگ تازی پر

مالک ماریان شکیں پہ تھوڑے عرصے میں لشکر تیار ہوا صاحبقران نے ارادہ کیا کہ لشکر
بڑھائیں تخت شاہی جو خالی دیکھا فرمایا کہ خواجہ کچھ بادشاہ کا بھی حال معلوم ہوا عمرو نے کہا
کہ بخیر و عافیت میں لشکر لیے ہوئے ایک صحرا میں فروکش ہیں میں نے خبر مفصل پائی ہو کہ اُنکا
بھی طرف صحرائے گرداب نشان کے جانے کا قصد ہے امیر نے فرمایا کہ میں نے صحرائے
گرداب نشان کو ترک کیا کوہ زبرجدی پر چل کر تلوار چلے یہ فرما کر چاہتے ہیں کہ گھوڑے کو
بڑھا دیں کہ پہلوئے دشت سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان مثل دیو کے جو ستا ہوا پشت پہ
ساٹھ ستر ہزار پہلوان بڑے بڑے نیزے ہاتھوں میں گھوڑوں کو بڑھائے ہوئے آتے ہیں وہ
پہلوان سامنے صاحبقران کے آکر صف آرا ہوا پکار کر آواز دی کہ میں سالوس فیل پیکر ہوں
صاحبقران حکم خداوند ہے کہ ان صحراؤں سے نکل جائیے آپ کی بدعت تا بہ قدرت پیچ کی
اب آج آپ کو ہٹا دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے ہم فتح طلسم کی فکر میں ہیں
انشاء اللہ کوہ زبرجدی پر جاتے ہیں اس مقام سے بھی اسکو بھگا دیں گے ہفت پیکر
اپنی فکر کرے یہ سنکر سالوس نے گھوڑا اپنا بڑھایا میدان میں آکر سلحشوری کرنے لگا کہ صحرا
سے دوسری گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش مع ساٹھ ہزار جوانوں کے دوادوش
کرتا ہوا آتا ہے ایک عیار طرار مکار و غدار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے مثل گلدستے کے آراستہ
نقابدار آکر ٹھہرا عیار سے کہا کہ دریافت تو کر یہ پہلوان کون ہے اور کیسے مقابلے کا خواہاں ہے
عیار مثل عقاب کے گیا اور مثل پلک نظر واپس آیا عرض کی کہ یہ پہلوان صاحبقران کو
روکنے آیا ہے اور امیر بالتوقیر طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہیں نقابدار مرصع پوش نے
فرمایا کہ یہ ہمارا شکار ہے ہر چند کہ پہلو میں ایک پہلوان مثل فیل مست جھوم رہا تھا اُسنے
کہا بھی کہ سرکار تکلیف نہ فرمائیں میں جاتا ہوں یا اسکو باندھ کر لاتا ہوں یا سر کو قدم اقدس پہ
نثار کرتا ہوں لیکن مرصع پوش نے نہ مانا گھوڑا اُٹھایا مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے چلا
تین ٹھکوں میں آیا آکر مقابلہ سالوس میں پہونچا عیار بھی جست و خیز کرتا ہوا ایک
آکر ٹھہرا عیار کو جو جست و خیز کرتے مہتر برق نے دیکھا خواجہ عمرو سے عرض کی کہ استاد
آپ نے تیزی اس عیار کی دیکھی کس لطف سے آیا پہلو پر آکر ٹھہرا خواجہ نے کہا نہیں معلوم

کس خاندان سے ہی خواجہ وبرق تو یہ باتین کر رہے ہین صاحبقران نے لندھور سے فرمایا
کہ نقابدار مرصع پوش کس شوکت وشان سے آیا ہی یہ ارابلے زرد سرخ وسفید کے جو ساتھ
ہین کوئی طلسم فتح کیا یہ اُسکا مال ہی نہایت صاحب جاہ وجلال ہی اور نہایت جوان کم سن
معلوم ہوتا ہی سالوس دیو ہی خدا اُسکے شر سے اسکو محفوظ رکھے کوئی چشم زخم نہ پہونچے دل
یہ چاہتا ہی کہ جاکر نقابدار کے بدلے سالوس سے مقابلہ کرون لندھور عرض کرتے ہین کہ ای
آقاے نامدار بہت بجا ارشاد ہوا ایسے شخص صف شکن نگاہ سے نہین گذرے یہان نقابدار
سالوس سے نگاہ دو زن ہوا صاحبقران بغور دیکھ رہے ہین کہ تین قدم مرکب نقابدار
اور چھ قدم سالوس کا گینڈا پیچھے ہٹا پھیر کر گینڈے کو مقابلے مین نقابدار کے کھڑا ہوا کہا
کہ او طفل بے ادب حربے کر لے کہ تجھکو حسرت نہ باقی رہے نقابدار نے کہا کہ ہمارا دستور نہین
آخر سالوس نے نیزہ مارا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ نقابدار بہادر کس بل سے نیزہ بازی
کر رہا ہی آخر بعد تھوڑی دیر کے ایک مقام پر گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سالوس کے
نکل گیا سالوس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا خبردار کہکے نقابدار
پر ہاتھ مارا عیار پکارے جاتا ہی کہ آقا ہوشیار رہیے حریف زبردست ہی نقابدار نے بلا تکلف
تلوار کو اُسکی تلوار بد دکا روک کر سر کو تھاکر کمر پر ہاتھ مار دیا شب سے تلوار گذر گئی نعش خیار تر
کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والون نے جو افسر کو کشتہ دیکھا اسی ہزار جوان تلوارین کھینچ کر نقابدار
پر چلے دیکھنے والے نقابدار کے کہتے ہین کہ فوج نقابدار کی کم ہی دشمن زیادہ ہر چند کہ افسر
کو مار چکے مگر فوج والے لڑ رہے ہین مگر نقابدار نے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے تاک تاک کر
کمیدانون اور رسالدارون کو مارا علمدار لشکر کی جانب رخ کیا علمدار بھی اس طرف بڑھا فوج
کے بلوے ہین چاہتے ہین کہ نقابدار کو پکڑ لین مگر نقابدار شیرانہ جنگ کر رہا ہی برجستہ دیلو
سے خبردار عیار پشت پر شعبدہ بازی کر رہا ہی جو پیچھے نقابدار کے آیا خنجر مار کے اسکو گرا دیا یعنی
حقہ آتشبازی مارا دس بیس کو پامال کر ڈالا گھوڑے آپس مین لڑنے لگے ایک گھوڑے
نے دولتی ماری ایک نے ایک کو کاٹ کھایا اس طرح دس بیس سوار پامال ہوئے جب عیار
حقہ آتشبازی مارتا ہی برق فرنگی بہ نگاہ غور دیکھتا ہی کہتا ہی کہ استاد آپ نے دیکھا کس

موقع پر عیار نے حقہ مارا چند کس چاہتے تھے کہ نقابدار کو غافل کرکے زخمی کریں اُسنے حقہ
مارکر مجمع منتشر کیا آقا کے ساتھ جانبازی کررہا ہی جیسا سردار ویسا عیار وہ صف شکن و
تیغزن ہی یہ عیار بے فن ہی نقابدار بہادر لڑتا بھڑتا سامنے علمدار کے پہونچا علمدار نے
ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے صاف بے آسیب سپر تلوار کو اسکی رد کرکے ہاتھ تلوار کا مار مع
علم علمدار کو قتل کیا علم کا گرنا تھا کہ فوج دشمن پر کوہ غم والم گرا آخر بیڑا تھے پڑاؤ پر آئے نقابدار
پڑاؤ پر بھی جا پڑا خیموں مین آگ لگادی جب خیمے جلنے لگے پڑا لوٹ لیا آخر اُن سب نے بمشکل تمام
اپنے افسر کی اُٹھائی طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران دیکھا کیے لوٹ مار کر نقابدار پلٹا
سامنے صاحبقران کے گھوڑا اُڑاتا ہوا آیا صاحبقران نے بڑھکر آواز دی کہ ای بہادر کیا کہنا
کس لطف سے لڑے کس زدوخورد سے سالاس کو مارا عجب میدان مین آکر اُسکو للکارا ہم
چاہتے ہین کہ تمہارے نام نامی واسم گرامی سے آگاہ ہون گل کس گلستان کے ہو ماہ کس
آسمان کے ہو نقابدار نے کہا کہ ای شہریار اگر نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب چہرے پر کیون ڈالتا
غلام یہ چاہتا ہی کہ آپ سے امتحان کرے یا تو ہاتھ سے صاحبقرانی غلام کو ملین یا مین بھی
بعہدۂ رفاقت حاضر خدمت رہون صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر جب مزاج
مین آئے مین ابھی موجود ہون نقابدار نے کہا وقت پر موقوف ہی ابھی تو غلام ایک مرتبہ
حاضر ہوا ہی صرف اس پہلوان کو مارا اور کچھ کارنمایان ہاتھ سے نہ ہوا زمند کے ہون تو البتہ
دل کو تسکین ہو کسی وقت پر آپ سے بھی امتحان کرونگا صاحبقران نے فرمایا جب مزاج
مین آئے جو اشیا کہ یاد کی صاحبقرانی قرار پائے ہین مثل اشقر دیوزاد و تیغۂ صمصام و تیغ
ونیچہ سہراب یل و سپر گرشاسب نوجوان وگرز سام بن نریمان جب مین نے پیدا کم
قاف کا سفر کیا مصائب بھی اُٹھائے تب یہ تحفہ جات پائے ان اشیا کا دینا بہت
طبیعت پر ناگوار ہی فرزندان دلبند بڑے بڑے زور خود سے آئے اور یہی دعوی کیا مگر
عنایت پروردگار سے اُنکو زیر کیا اور ہاتھ نے بچاسے ایک نقابدار زرین پوش اُنھین اشیا کا
خواہان آتا ہی اسکو البتہ مثل اپنا پایا ہی جس دن کہ اس سے مقابلہ کیا وہ دن دیکھنے کا ہوگا
اُسکا البتہ خیال ہی اور آپ کے جب مزاج مین آئے تب امتحان کیجیے نقابدار نے عرض کی ای

شہریار آپ صاحبقران اعظم ہین سب فخر آپ کو زیبا ہین مین بھی خوشہ چین خرمن حضور
ہون مگر ابھی ظاہر کرنا منظور نہین جب حال کھلیگا تب حضور پر واضح ہوگا صاحبقران نے
چاہا کہ سوال اس سے کرون کہ آج تمھاری دعوت ہی کہ عیار نے عرض کی کہ ای شہریار بس
اب چلیے زیادہ باتین کرنا مناسب نہین صاحبقران نہ کہ سکے کہ آج تمھاری دعوت ہے
نقاب دار نے گھوڑا پھیرا ساتھ والون کو اشارہ کیا گھوڑا اڑاتا ہوا لشکر کو ساتھ لیکر طرف صحرا
کے نکل گیا صاحبقران اُسی مقام پر اتر پڑے فرمایا کہ ای عادی کل چار گھڑی رات
رہے سے اثالہ بارگاہ کا لیکر روانہ ہونا آج تو اس وجہ سے سفر معطل رہا ہمارے دونون
فرزند قید خانے مین کیسے گھبراتے ہونگے یقین ہی کہ اُنکو جلکر رہا کرون زیر کوہ زرجبدی
تلوار چلے لشکر اُسی مقام پر صاحبقران کا اتر پڑا پہلوان عادی اثالہ بارگاہ کا لیکر تین
کوس آگے بڑھ گیا خواجہ دبرق سے ارشاد ہوا کہ اگر مناسب ہو تو تم جاکر عادی کی حفاظت
کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر اُسکو گھیرے ساحر اور پہلوانون کی آمد کے تار بندھے ہوئے ہین
اگر بارگاہ پر کوئی اُفتاد پڑی تو باعث خرابی کا ہوگا خواجہ نے کہا کہ ای شہریار آپ بخوبی
آگاہ ہین کہ قرضدار مجھکو گھیرے ہوے ہین اگر مین رات کو جاؤن تو وہ جانین گے کہ بھاگا جاتا
ہو لہذا اُنکو کچھ سود وغیرہ دیا جائے صاحبقران نے پانچ توڑے منگوا کر خواجہ عمرو کو دیے
خواجہ عمرو نے جو پانچ توڑے پائے خوش ہو گئے اُسی وقت برق کو ساتھ لیکر تلاش مین
عادی کی چلے صحرا مین آکر دیکھا کہ عادی جنگل مین اُترا ہوا ہو بارہ ہزار قزاق بیچ مین اثالہ
بارگاہ سلیمانی کا قزاقون کے گھوڑے جنگل مین چرتے ہوے چر رہے ہین قزاق درختون
کے نیچے پڑے سو رہے ہین سامنے درۂ کوہ تھا خواجہ دبرق ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرے
زلف لیلائے شب کمر سے گذری تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت
پر ڈیڑھ لاکھ جوان نیزے ہاتھون مین پہلوان نے جو لشکر عادی کو دیکھا دور ہین سے نعرہ کیا
کہ باشیما ای مسلمانان حکم قدرت کا ہی کہ اثالہ بارگاہ کا چھین لو منم قرطوس قبل دریہ کے
عادی پر آپڑا خراب بیابانی کے قزاق لیٹے تھے جب تک اُٹھین قرطوس آگرا ہزارہا قزاق
مارے گئے عادی نے بڑھ کر قرطوس کا سامنا کیا اُٹھتے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر عادی کا

زخمی ہوا چالیسوین بھائی عادی کے ارجمد عادی دوریا بار عادی وغیرہ جا پڑے بھائی کو
بچایا خود بڑھ بڑھ کر مقابلہ کیا قاسم تنگ رو وحلی عیار نے جو عادی کو انتہا کا زخمی دیکھا
عیارون سے اشارہ کیا عیارون نے حقہ ہائے آتشبازی مارے فوج والے ہٹے عادی کو
گھوڑے سے اتارا ہوادار پر سوار کر لیا اڑتے بھڑتے فراق پہلوان عادی کو لے نکلے اثاثہ بارگاہ
کا قرطوس فیل در نے اپنے قبضے مین کیا اور یکہ دوڑ صحرا کے جا عمرو نے برق سے کہا کہ جا لشکر
مین کرب سے خبر کرو کہ قرطوس فیل در نے بارگاہ چھین لی لیے ہوئے جاتا ہے برق فرنگی نے
قصد کیا کہ مین طرف لشکر کے جاؤن کہ دوسری طرف سے صحرا کے گرد اڑی دیکھا کہ نقاب دار
مرصع پوش آکر پہونچا بڑھ کر قرطوس کو للکارا آواز دی کہ او نامرد شب تیرہ و تار مین عادی کو
گھیر کر بارگاہ پر قبضہ کیا اُسپر اسقدر مغرور ہے قرطوس نقابدار پر جا پڑا نیزہ مارا نقابدار نے
سنان نیزے کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالا نیزہ قرطوس کا توڑ کر پھینک دیا قرطوس نے تلوار
کھینچی نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے بادم بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی اور چھین کر
پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر قرطوس کو اُٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت
دو رنگ ہوائی قلم کیا لشکرون مین غریو ہوا تلوار کھینچے ہوئے نقابدار لشکر قرطوس پر جا پڑا
افسرون کو چن چن کے مارا تھوڑے سے عرصہ مین لشکر قرطوس کو شکست دی آخر وہ سب بھاگے
اثاثہ بارگاہ کا نقابدار نے اپنے قبضے مین کیا خواجہ کو جو سامنے دیکھا عیار نے پکار کر کہا کہ
اُستاد والا نژاد ذرا یہان تشریف لائیے نقابدار بہادر آپ کو بلاتے ہین جب خواجہ عمرو قریب
آئے تو نقابدار نے کہا کہ تخنجات صاحبقران سے یہ بارگاہ مجھکو ملی اب اسکو لیجاؤ عمرو
نے کہا کہ تمنے مدد کی اگر بارگاہ لیجاؤ گے تو صاحبقران فرمائین گے کہ بارگاہ مجھے نہین بلکہ
ایک کافر لیے جاتا تھا اُس سے چھینی ہو مجھے آکر بارگاہ لین تو معلوم ہو آئندہ تمھین اختیار
نقابدار نے عیار سے کہا کہ عادی کو بلاے عیار جست وخیز کرتا ہوا گیا عادی سے خبر دی کہ
نقابدار مرصع پوش نے قرطوس کو مارا بارگاہ چھین لی اب تم چل کر بارگاہ پر قبضہ کرو سحر
قریب تھی عادی نے آکے بارگاہ پر قبضہ کیا نقابدار لشکر کو لیکر چلا گیا عادی نے جو
بارگاہ پائی اُسی مقام پر اترا تھا نکے سر مین دوا لگائے زخمون کا علاج کیا بوقت سحر اثاثہ

بارگاہ کا لیکر چلے خواجہ عمرو الگ آنے ہین عادی سے کہدیا کہ ہوشیار رہنا دشمن قریب ہین طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہو ہفت پیکر برابر فوجین روانہ کریگا پہلوان بھیج چکا ہے ساحر روانہ کریگا اُسکو سب خبرین معلوم ہوئی ہین عادی اُٹھا لیکر تین کوس آگے بڑھکر اُترا دن بھر خیر و عافیت سے گذرا شام کو ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا پانی برسنے لگا جسپر بوند پڑی وہ جل گیا کئی سو قزاق جلے لشکر مین صداے فریاد بلند ہوئی عمرو نے جو غریو سنا برق آئی تھی سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ لشکر مین کیسا غریو ہی برق نے جاکے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قطرات آب چنگاریان بنکر لشکر پر گرے ہین جسپر قطرہ پڑا وہ جل گیا برق سمجھا کہ یہ کسی ساحرہ کا کام ہی اُسی نے یہ تہلکہ ڈالا ہی جاکر اُسے مارون یہ سوچکر بھاگا قریب ایک کوہ کے آیا دیکھا کہ پہاڑ سے لگے ہوے ابر اُٹھ رہے ہین برق نے جھانک کر دیکھا کہ درۂ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی کبھی پانی چلو مین لیکر طرف آسمان کے پھینکتی ہی کبھی پکارتی ہی کہ منم قطرہ زن جادو ای ابر آتش فشان ہو کر برس برق نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگا یا ایک ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا ایک کاغذ ہاتھ مین لیا پکارتا ہوا دوڑا کہ او قطرہ زن تو نے استقدر دیر کی قدرت نے یہ فرمان بھیجا ہی اسکو پڑھ لے جو حکم ہی وہ جلد بجالا ساحرہ نے سر اُٹھایا اشارہ کیا کہ کاغذ میرے پاس لا برق نے جو تیور دیکھے تیور ساحرہ کے بد معلوم ہوتے تھے مگر جھپٹ کر سامنے آیا جیسے ہی قریب پہونچا ساحرہ نے ایک انگوٹھی اُتار کر سامنے برق کے پھینکی اور آواز دی کہ اسے اُٹھا تا لا برق ڈرا اور سمجھ گیا کہ اُسنے مجھکو پہچانا مگر ناچار جھکا انگوٹھی اُٹھانے لگا انگوٹھی سے ایک شعلہ بھڑکا وہ ہاتھ پر برق کے پڑا کہ ہاتھ برق کا جل گیا برق نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین نے کیا خطا کی جو یہ سزا آپنے دی مجھکو قدرت کا حکم نہین ورنہ سحر کرتا کہ آپ کا منھ جلتا دیکھیے ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا سامنے قدرت کے جاکر فریاد کرونگا ساحرہ نے اُٹھ کر برق کے منھ پر ہاتھ پھیرا کہ رنگ و روغن عیاری اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی قطرہ زن نے کہا کہ او نگوڑے بہروپیے تو نے میری کیونکر خبر پائی تجھکو قدرت کے سامنے لیچلون وہان جاکر تجھکو سزا ملیگی حکم عام تو یہ ہی کہ جہان عیارون کو پاؤ قتل کرو لمحہ بھر دیر نہ ہو لیکن تیرا قدرت کے سامنے جانا ضرور ہی یہ کہکر کمر مین تخجہ دیا

برق کو لے اُڑی برق راہ میں ہر چند فقرے دیتا ہی لیکن قطرہ زن نہیں سنتی خواجہ عمرو
انتظار میں کھڑے تھے کہ برق خبر لیکر آتا ہوگا کہ برق کے بولنے کی آواز کان میں آئی دیکھا کہ
ایک ساحرہ برق کی کمر میں پنجہ دیے ہوے لیکر چلی ہے خواجہ نے فوراً منہ پر ہاتھ پھیرا
پکار کر آواز دی کہ دادا آدم درویش از کل عالم بیش میری شکل ایک ساحر سیہ فام کی
ہو جائے ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ ای ساحرہ ذرا یہان تک آ مجھے تجھسے کچھ پوچھنا
ہی قطرہ زن اُتر آئی مگر دل دھڑکتا ہوا کہ یہ بھی کوئی عیار نہ ہو کہا کہ کیون ساحر کیا کہتا ہی
عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم کہان سے آتی ہو کہا میں بارگاہ لینے آئی تھی درۂ کوہ میں بیٹھ کر سحر کیا
یہ مجبور یا پہونچا اُسنے چاہا تھا کہ مجھے مارے مگر میں نے پہچان لیا تو کون ہی کہ جو پوچھتا ہے
خواجہ عمرو نے کہا کہ میں طرف سے خداوند ہفت پیکر کے اس جنگل کا نگہبان ہون ابھی
درۂ کوہ میں بیٹھا تھا کہ آواز آئی کہ ای نگہبان صحرا ہماری بندی خاص برق فرنگی عیار کو
گرفتار کرکے اس طرف لاتی ہی اُسکا استقبال کر تیرا مرتبہ زیادہ ہوگا میں بموجب حکم خداوند
آیا ہون اگر کسی شی کی ضرورت ہو تو غریب خانے پر چلیے میں خدمتگزاری کرون قطرہ زن
نے کہا کہ ای نگہبان صحرا مجھے کسی شی کی ضرورت نہیں میں اس وقت بہت خوش ہون کہ
برق فرنگی ایسے عیار کو گرفتار کیا خواجہ باتیں کرتے ہوے قریب پہونچے کہا کہ دیکھو دو
قدرت خود آتے ہیں زبان سے کیا فرماتے ہیں قطرہ زن پلٹی خواجہ عمرو نے خنجر مارا
قطرہ زن کا شکم چاک قصہ پاک کپڑے اُس ساحرہ کے اُتار لیے یہان عادی بدحواس
ہو رہا تھا ادھر یہ ساحرہ مری اُدھر ابر آسمان سے گرا دیکھا کہ روئی کے گالے جابجا
اُڑتے پھرتے ہیں جو قزاق جل گئے تھے وہ کلمہ پڑھ کر اُٹھ بیٹھے عادی کو بڑی خوشی حاصل
ہوئی اُسی وقت اُٹھ بارگاہ کا لدوایا طرف صحرا کے چل نکلا صاحبقران زمان مع سردارون
کے کوچ کیے ہوے آتے ہیں ان مقامون پر جو آ کے پہونچے حال نقاب دار سُنا کہ قرطوس
کو بڑے زور و شور سے مارا بارگاہ دلوائی پھر حال قطرہ زن جادو عمرو نے آ کر بیان کیا
صاحبقران نے فرمایا کہ دمبدم کی خبر ہفت پیکر کو پہونچتی ہے اب میں اپنے کو جلد
پہونچاؤن عمرو نے کہا کہ میں آگے بڑھون صاحبقران نے جواب دیا تمھیں اختیار ہی

مین اپنے کو بعد دو دن کے عین میلے کے وقت پر زیر کوہ زبرجدی پہونچاؤنگا اس ملعون کی
تصویر کو مٹاؤنگا تو دل کو آرام ہوگا تصویر مین وہ مقید رہتا ہی خواجہ عمرو و برق بانہاے
عیاری سے آراستہ ہوکر پاے شاطری مارتے ہوے طرف کوہ زبرجدی کے چلے صاحبقران نے
بعد دو دن کے ایک صحراے پُرفضا تالاب جابجا آب صاف وشفاف سے بھرے ہوے طائر
درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین صاحبقران مع لشکر اُس صحراے پرفضا مین اُترے صبح کو کوچ
کیا دن بھر راستہ چلے شام کو ویسا ہی صحرا پھر ملا امیر نے فرمایا ادھر کے صحرا بہت آباد ہین کسی
ساحر نامی کا مقام ہی نہین معلوم اُسکا کیا نام ہی تین دن برابر دن بھر راستہ چلتے ہین شام کو
پھر اُسی مقام پر پہونچتے ہین سردارون نے عرض کی کہ غلامون کو ثابت ہوتا ہی کہ اسی صحرا مین
دن بھر پھرتے ہین شام کو پھر آکر اُسی مقام پر اُترتے ہین کسی نخل پر کچھ نشان کر دیجیے چنانچہ
تیر ترکش سے نکال کر بیچ نخل پر رکھے اور کوچ کیا شام کو وہی مقام پایا تیر درختون پر رکھے
دیکھے فرمایا کہ آج تین دن گذرے اسی صحرا مین دن بھر پھرتے ہین شام کو اُسی مقام پر آکے
اُترتے ہین یہ کہکے صاحبقران نے ایک شیشے مین پانی منگوایا اُسپر اسم اعظم پڑھا کہا کہ
اس پانی کو لیکر آگے بڑھو پانی زمین پر چھڑکتے جاؤ ملازم شیشہ لیکر آگے بڑھے پانی اس
زمین پر ڈالا زمین سے دھوان نکلنے لگا تالاب جو پانی سے بھرے ہوے تھے وہ کھول کر خشک
ہونے لگے درختون سے پتے زرد ہوکر گرنے لگے طائر جو زمزمہ سرائی کر رہے تھے غول باندھکر
اُڑے ایک طرف روانہ ہوے تھوڑے ہی عرصے کے بعد جس طرف طائر گئے تھے اُس طرف سے
گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بدانجام تخت پر سوار اُسپر اسباب سحر رکھا ہوا ہے طرح طرح
کے سحر موجود ہین کچھ پتلے ماش کے آٹے کے رکھے ہین وہ آپس مین لڑ رہے ہین پشت پر چار لاکھ
ساحر اسباب سحر ہاتھ مین مقابلہ صاحبقران مین آکر پہونچا پکار کر آواز دی اور نعرہ کیا کہ منم
بوزینہ منزل دراز یا صاحبقران آپ آگاہ ہوگئے آپ کو کسنے آگاہ کیا تین دن صرف
اسی صحراے خونخیز مین ویران رہے گردش کرتے رہے دو چار سال مین یون ہی بھٹکاتا اب میَن
میدان سمجھ لونگا یہ کہکے مقابلے مین اُترا ساتھ والے تمام صحرا مین اُتر پڑے جنگل فوجون سے
بھر گیا وہ خود تخت سے اُترا اکڑتا ہوا بارگاہ مین آیا ساحرون سے کہا کہ سحر تیار رکھو کل امیر سے

مقابلہ ہی آمادۂ حرب و پیکار ہو شام کو اسنے طبل جنگی بجوایا ہرکاروں نے یہ خبر صاحبقران کو
پہونچائی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں بھی طبل جنگی
بجا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں جب چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پہ
چمکا بقول شاعر نظم

شہ خاور سپہر گرد ہوا
علم آفتاب نکلا جب
رونق تخت لاجورد ہوا
فوج انجم ہوئی گریزاں جب
ہوا میدان چرخ سے اکیلا
ہوا انجم سپاہ روبہ فرار

شہنشاہ خاور بفتح و فیروزی فوج ثوابت و سیارگان کو
شکست دیکر تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دونوں لشکر بعد گرد فرمہان کارزار میں آئے
صفین جمین نقیبوں نے نقابت کی کرکٹ کڑکا کمکر ہٹے بوزینہ نے طرف دست چپ کے کیھا
سہمان کرگدن سوار ایک ساحر کھڑا ہوا ہی اسنے گینڈے کو بڑھایا سامنے بوزینہ کے آیا
اجازت لی کہا کہ حضور میں صاحبقران کو للکارتا ہوں بوزینہ نے کہا کہ حمزہ مالک اسم
باطل السحر ہو سہمان نے کہا کہ میں سمجھ لونگا یہ کہکر میدان میں آیا جلوہ گولے چار طرف پھینکا اور
پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران میرے مقابلے میں آیئے صاحبقران نے اشقر نکالا اور
مقابلے میں سہمان کے آئے سہمان نے دیکھتے ہی گولا پھینکا صاحبقران پر شعلہ آتش
گرنے لگے امیر نے اسم اعظم پڑھا شعلے الگ گرے سہمان تیغہ کھینچ کر صاحبقران پر جا پڑا
ہاتھ تلوار کا مارا اسم سحر بھی پڑھتا جاتا ہی امیر باتوقیر جس طرف دیکھتے ہیں شیران صحرا حملہ آور
ہیں صاحبقران نے جبیر تیغ کیا وہ شیر پانی ہوکر بہہ گیا چند کو تلوار سے مارا چند پر اسم اعظم پڑھا وہ
شیر غائب ہوے سہمان نے پھر سحر کیا صحرا سے گرد اڑی ہزارہا بندر پیدا ہوے قریب
صاحبقران کے آکر غل مچانے لگے امیر باتوقیر اشقر سے کودے ہاتھ تلوار کا چمکایا بندر کود
کود کے درختوں پر چڑھ گئے صاحبقران اشقر پر سوار ہوے جبیر تلوار چمکائی اور اسم اعظم
پڑھا وہ بندر مردہ ہوکر زمین پر گرا بوزینہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا کہ گھیر کر
صاحبقران کو مار لو چار لاکھ ساحر ایسے ہی آ پڑے امیر تلوار چمکا کر ساحروں پر پہونچے اسم اعظم
پڑھتے جاتے ہیں ادھر سے لندھور و مالک و بہرام تلواریں کھینچ کر امیر کے شریک ہوے
صاحبقران نے بوزینہ و سہمان کو زخمی کیا فوج بھاگی امیر تعاقب میں چلے اب خواجہ کا

حال سنیے کہ خواجہ عمر و برق دربار مین زبرجد کے پہونچے خواجہ ایک صاحب کی صورت بنے
برق کو ایک نازنین کی صورت بنایا زبرجد شاہ سے کہا کہ مین اپنی بیٹی کو بیچتا ہون
زبرجد سے معاملہ طے ہو رہا ہی کہ زبرجد کی گود مین ایک پرچہ کاغذ کا گرا زبرجد شاہ نے
اُٹھا کر پڑھا اُسمین مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاص الخاص پوزینہ جو حمزہ کو روکنے گیا تھی ان
لُسنے اپنے سحر سے آوارہ کیا حمزہ صاحب اسم اعظم ہی آخر آگاہ ہوا پوزینہ کو مقابلے مین
جانا پڑا جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی مگر وہ شکست کھایا جاہتا ہی حمزہ قریب کوہ زبرجدی آیا چاہتا ہی
تجکو مناسب ہی کہ فوج اپنی لیکر کوہ زبرجدی سے دو کوس آگے بڑھ جا جب حمزہ آکر پہونچے تو
اُسکو وہین روکنا زبرجد مضمون پرچہ پڑھ کر یہ کہکر اُٹھا کہ آغا صاحب آپ سرائے شہر مین اُتریے
مین آپکو بلوا بھیجونگا اور ایک توڑا واسطے خرچ کے دیا زبرجد تخت پر سوار ہوا قرنا کرائی
چار پانچ لاکھ ساحر وغیرہ ساحر جمع ہو کر آئے سب کو ساتھ لیکر زبرجد اول زیر کوہ آیا آپ بالا
کوہ پہونچا فوج زیر کوہ ٹھہری اسنے تصویر کے سامنے جاکر دہائی دی اور عرض کی کہ یا خداوند
یہ حقیر بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ حکم قدرت پہونچا میل جمع ہو فوج کو ساتھ لیکر آیا ہون جو حکم ہو
بجالاؤن فوج حمزہ کو بڑھ کر روکون تصویر نے آواز دی حمزہ صاحب اسم اعظم ہی وہ تیرے
روکنے سے نہ رکیگا بیلے مین آکر خلل ڈال دیگا لیکن جاکر بیلے سے باہر صفین باندھ کہ حمزہ کا
یہان تک آنا مشکل ہو زبرجد شاہ فوج لیکر چلا بیلے والے سب پوچھتے ہین کہ ای شہنشاہ
یہ کل فوج لیکر آپ کہان چلے یہ جواب دیتا ہی کہ جو حکم خداوند ہی وہ پورا کرنے جاتا ہون جب
بیچ بیلے مین پہونچا سب دوکاندار اپنی اپنی دوکانون پر کھڑے ہو گئے کہا کہ ای شہنشاہ آج
آپ پر تکلیف پڑی ہم بھی آپکے ساتھ چلین زبرجد نے منع کیا کہ تم لوگون کا کام نہین اپنے
اپنے مقام پر ہوشیار بیٹھے رہو جب کچھ ہنگامہ معلوم ہو تو دوکانون سے اُتر کر مقابلہ کرو حریف
کو جیتے جی نہ روکو صاحبقران قریب کوہ زبرجدی نہ آنے پائین سب نے کہا کہ لاکھون آدمی
یہان دوکانون پر ہین ان رہستون سے کیا مسلمان گذر سکین گے جس طرف سے نکلین گے
ہم لوگ مار لین گے آگے نہ بڑھنے دینگے زبرجد یہ کہتا ہوا سب کو سمجھاتا ہوا آگے بڑھا سب دوکاندار
آمادۂ حرب و پیکار بیٹھے ہین زبرجد گذشتہ صحرا پر پہونچا صفین جمائین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی

بوزینہ منزل دراز کے سر سے خون بہتا ہوا زخم کے باندھنے کی مہلت نہیں فوج والے لرزان
و ترسان حیران و پریشان بھاگے ہوئے آتے ہیں نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی کہ زمین
تھرائی بارہ کوس تک نعرۂ صاحبقران کی صدا جاتی ہے بالاے کوہ تصویر سے جو آوازیں
آ رہی ہیں نعرۂ صاحبقران کی جو صدا پہونچی تصویر خاموش ہوگئی ہر چند کہ مراد منہ
پیٹتے ہیں تصویر بالکل جواب نہیں دیتی جب بہت لوگ پیٹتے تو آواز آئی کہ قدرت جاتے ہیں
جنگ اپنے سپہ سالار کی دیکھنے دیکھیں سپہ سالار غصے میں کیونکر لڑ رہا ہو سب نے دیکھا کہ
تصویر کے سر سے دھوان نکل کر بلند ہوا دیکھا کہ ایک ساحر تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوئے اور
لباس معقول پہنے ہوئے قباے زر لبفتی زیب جسم موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے
مین اڑا ہوا جاتا ہو کل میلے والون نے دیکھا کہ پتھر کی تصویر خاموش ہوگئی ہر چند کہ مراد منہ
پیٹتے ہیں تصویر سے آواز نہیں آتی آخر گھنٹہ نواز و ناقوس نواز جو گرد تھے انھون نے
جواب دیا کہ یارو کسے پکارتے ہو قدرت تو نکل گئے تماشاے جنگ دیکھنے گئے ہیں یہان جو
زبرجد شاہ نے بوزینہ کو اس پریشانی میں دیکھا پکار کر پوچھا کہ ای بوزینہ تجھے ایسا شعبدباز
ایسی فاش شکست کھانے کہ ہوش درست نہیں بوزینہ نے پکار کر آواز دی کہ ای زبرجد
حال کھلیگا حمزہ ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہی اسم اعظم پڑھ کر سب شعبدے
میرے بیکار کیے آخر جیداری کر کے میں مقابلے میں پہونچا ایسے ایسے سحر کیے کہ زمین ہلا دی
سب کو بیکار کیا تھا سب سردار لڑتے رہتے تھے لیکن میں اُسی زور و شور سے لڑے گیا جو
کو بیکار کیا تھا حمزہ نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا لند حور پھر لڑنے لگا میں نے مالک کو بیکار کیا
کہ ہاتھ پاؤن میں اُسکے رعشہ تھا اسی ہزار نیزہ داران عرب کانپ رہے تھے کسی کے ہوش
درست نہ تھے میں طرف بہرام کے پلٹا بہرام کے لوگ آمادۂ حرب و پیکار ہوئے مگر میرے
سحر سے بالکل بیکار ہوئے لیکن حمزہ نے جب جا کر اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوگیا لاتی جنگ
کے ہوئے اُسی زور و شور سے لڑنے لگے مجکو تاب نہ رہی حمزہ سے جا کر مقابلہ کیا کئی ہاتھ تلوار
کے مارے آخر میں یہ ہوا کہ زخمی ہوگیا اور بھاگا تم کس امید پر آئے ہو زبرجد شاہ نے کہا کہ
حکم خداوند ہی صفین جا کر روکو بوزینہ نے کہا کہ ای زبرجد حمزہ مالک اسم باطل السحر ہی

اسپر سحر نہ چلیگا اگر فوج تمہاری جیداری کرکے گرفتار کرے تو شاید لڑائی فتح ہو زبرجد نے
کہا کہ تم ہمارے پاس آؤ ہم تمھیں بچائیں گے بوزینہ قریب زبرجد کے آیا پائے تخت کے
ہاتھ ڈال دیا جھولی سے اسباب سحر نکال رہا ہے کہ سب نے دیکھا صاحبقران سب کے
آگے پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار پشت پر شمشیر زنی کرتے ہوئے ظاہر ہوئے نعرہ کرکے
فوج زبرجد شاہ پر گرے۔ نعرۂ صاحبقران عالیشان

منم اختر برج عز و جلال زمن دیو عفریت عاری شدہ	منم ماہتاب سپہر کمال ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سمندم ز چشمم فراری شدہ سلیمان کوچک لقب شدہ قاف
ہمہ شہرہا دار اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد	

پہلو سے لندھور نے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ لندھور۔ جزیرہ ہائے دریا اگر قسم تا بہ ہندستان + اگر نام نہ میدانی منم لندھور بن سعدان + دوسرے پہلو سے مالک نے نعرہ کیا۔ نعرہ مالک
منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکر اہل دین + منم شیر دل صاحب تخت و تاج + ز ترک فلک می ستانم خراج + ایک طرف سے نعرہ بہرام کا بھی ہوا۔ نعرۂ بہرام۔ منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + پانچ ہزار سردار پشت پر فوجیں بیشمار فوج زبرجد کے ہو گرے تو لشکر زبرجد کو تہ و بالا کر دیا لاشوں سے میدان بھر دیا بوزینہ پایۂ تخت چھوڑ کے آگ برساتا ہوا چلا اُدھر سے لڑتے ہوئے شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی آتے تھے انکے ساتھ والوں پہ جو آگ برسی کئی سو جوان جل کر گرے گھوڑے بدلگامیاں کرنے لگے اسد نے اپنے کو ہٹایا ایک نخل کی آڑ پکڑی بوزینہ کو تاکا کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر سحر کمان میں پیوست کیا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ اسکے سردار کیسے کیسے صف شکن کیسے کیسے تیغزن جنگ ستارہ کرتے ہوئے آتے تھے یکایک بوزینہ نے جو سحر کیا تلواریں روک لیں حیران حیران چار جانب دیکھتے ہیں عیاران اسلام کہ حقۂ آتشبازی مارتے ہوئے آتے تھے کسی کو کمند مار کر گرایا کسی پہ حباب مار دیا کسی کے خنجر مارا کسی ساحر کو بڑھ کر للکارا عیاروں کی بھی کمندیں چلیں خنجروں کا کاٹ کم ہوا خراج عیاروں کا برہم ہوا چاہتے ہیں کہ جان بچا کر بھاگ جائیں فرامرز عاد مغربی بہادر یکتا جوانان صف شکن ہمراہ لیے لڑتا ہوا

آتا تھا عیارون کو پراگندہ دیکھا کہ خنجر پھینک پھینک کر بھاگنے پر آمادہ ہین یا تو گھس گھس کے
لڑ رہے تھے یا مزاج درہم و برہم خوف زیادہ جرأت کم کیسے کیسے عیاران طرار خنجر گذار معروف
جنگ تھے کہ لڑنے والے جان سے اپنی تنگ تھے ہزارہا ساحر مار کر گرائے یا چلے گئے ہین
کچھ بھاگے جاتے ہین فرامرز بھی اس مجمع مین آیا وہ زمین سحر بند ہی گھوڑا فرامرز کا بدلگامی
کرنے لگا اسکے ساتھ کے جوان داہنے بائین منہ پھیرنے لگے چاہتے ہین کہ کہین نکل جائین گھوڑے
اپنے قابو مین نہین رو رو کے جست کرتے ہین چاہتے ہین کہ سوار کو گرا دین جمہور جانسوز فرامرز
کا یہ حال دیکھکر تبرزین کھینچے ہوے اس مقام پر آیا پکار کر آواز دی کہ او مغربلی بچے جنگ مین
یہ کیسی پریشانی مثل آئینے کے حیرانی یہ کہکے جا پڑا دس بیس جادوگر مارے مگر بوزینہ نے
بڑھ کر کچھ ماش کے دانے پھینکے جسم سے اہل اسلام کے شعلہاے آتش نکلنے لگے بے آگ
جلنے لگے ہزار طرح گھوڑون کو سنبھالتے ہین گھوڑے نہین سنبھلتے کئی سو سردار اس مقام پر آکے
پھنسے جو اس مقام پر آیا اپنی جان سے بیزار ہوا لڑائی سے بیکار ہوا بعض پریشان ہوکر پشت
مرکب سے کود پڑے صحرا کی طرف بھاگے بوزینہ نے دو کوس کی زمین سحر بند کی ہر اپنے پیرون کے
نام لے لے کر پکار رہا ہے کہتا ہے کہ یارو مین نے عمر بھر تمکو خوراک کھلائی جو تم نے مانگا وہ ہی دیا ہے
شراب کی بوتلین صدہا تمہارے نام پر بہائین اس وقت میری مدد کرو جب بہت چیخا چلایا
کسی طرف سے کچھ پیر پیدا ہوے میدان مین جنگ کرنے لگے بوزینے نے بڑھ کر جھولی پر ہاتھ
ڈالا مٹھی بھر کے ماش کے دانے نکالے اور پکار کر آواز دی اے شعبدہ بازو تم جلد آکر حاضر ہو
تم سب میری جان کے محافظ و نگہبان ہو آج وہ سامان کرو کہ ملازمان حمزہ کو گرفتار کر لین
سامنے ایک نخل تھا اوسپر ایک طائر بیٹھا ہوا تھا اوسنے پکار کر آواز دی مثل انسان کے
گویا ہوا کہ اے بوزینہ منزل دراز اس وقت سب تیرے پیر موجود ہین اور تدبیر کر رہے ہین
چاہتے ہین کہ سرداران حمزہ کے ایسے دل اٹھین کہ یہی سب مل کر صاحب قران کو گرفتار
کر لین بوزینہ قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ یارو تم سب سے یہی امید ہے میری شعبدہ بازی مین جیسے
ہو کبھی کسی مقام پر کمی نہین کی جہان تم گئے فتح کر کے آئے کیا کیا ہمارے مرتبے بڑھائے
اب آج کیا رکوگے اگر حمزہ کو گرفتار کیا تو تمام دنیا مین نام رہیگا طلسم ہفت پیکر

برباد ہونے سے بچیگا زرجد نے دیکھا کہ لوزینہ بڑھتا ہوا کچھ نام لے لے کر پکارتا ہی اسباب
سحر پھینک رہا ہی ماش کے دانے رائی کے دانے سرسون کے دانے جب ان چیزون کو لوزینہ
پھینکتا ہی تو گھوڑے طرارے بھرتے ہین گرنے پر سوار کے آمادہ ہوتے ہین وہ شہسوار کہ
جنکے مرکب ہوا سے بھی آگے چلتے تھے دریائی روانی تموج تھی غنچۂ گل تیز و طرار اپنے راکب کے
خیر خواہ با یہ وقت ہی کہ کوڑے کھاتے ہین اپنے مقام سے قدم نہین اٹھاتے یا طرارے
بھرتے ہین کہ سوار کو گرا دین دہانہ چبا رہے ہین کف منھ سے جاری چہرون پہ اداسی و پریشانی
یا سبزۂ فلک کو تکتے تھے یا اپنے مقام سے ہل نہین سکتے یہی معلوم ہوتا ہی ان سبکے پاؤن مین
زنجیرین پڑی ہین لوزینہ بڑھا کہ ان سب پر ایسا سحر کرون کہ یہ سب مل کر حمزہ پر جا پڑین مٹھی بھر
ماش کے دانے اور جھولی سے نکالے پکار کر آواز دی کہ ای خونخوار صید گیران سب کے
دلون پر قبضہ کرکہ حمزہ کو یہ سب گرفتار کرلین تجکو خراب بتاؤنگا روز تیرا لوجہ کرتا ہون پہلو
سے آواز آئی کہ ای افسر کیون گھبراتا ہی ہم اسی میدان مین موجود ہین دلون پر سرداران اسلام
کے رنگ جارہے ہین تھوڑے ہی عرصے مین رنگ جما چاہتا ہی مگر فون اپنا نکال کر پھینکو
خونخوار بے خون کے پیے آمادہ نہ ہوگا ہم سب اسکو سمجھا رہے ہین وہ نہین مانتا ہمارے
کہنے کو خلاف جانتا ہی لوزینہ نے جواب دیا کہ اب منت و خوشامد نہ کرو مین خون بھی دیتا ہون
کیا کسی بات مین عاجز ہون اُن چیزون کو قبضے مین کیا کہ اگر دوسرا قصد کرتا تو دیوانہ ہوجاتا
مین نے تم ایسون کو بوجہ پاٹ کر کے قبضے مین کیا یہ کہکے جھولی سے کارد نکالی ران پہ
اپنی چھری ماری خون چلو مین لیکر آواز دی کہ ای خونخوار پیٹ بھر کے جسقدر جی چاہے
خون جسم کا بدولت کے سے یہ کہکر خوب قہقہہ مار کے ہنسا پکار کر کہا کہ مین سمجھ گیا اب حمزہ
کہان جائیگا منھ کھول کر جو ہنسنے لگا اسد غازی تانکے ہوئے کھڑے تھے دہن لوزینہ کا
تاک کر تیر مارا حلق پہ پڑا گدّی کو توڑ کر پار گیا نعرہ مرا لوزینہ کا تھا کہ آندھی سیاہ اٹھی سنگباری
و برفباری ہونے لگی زمین تک ہوا سے تہ جلی اسکے پیرون نے آواز دی کہ کشتی مرا نام من
لوزینہ منزل دراز بود زرجد شاہ نے جو یہ غم لوزینہ کا دیکھا ساتھ والون سے کہا کہ یہ
آسمانی تیر کہان سے آیا کسنے ایسے ساحر ہوشیار کو مارا آج قدرت کو بڑا غم ہوگا یہ ساحر شیر

قدرت تھا ایسے چند ساحر ہیں کہ عجائب وغرائب قدرت کو سنبھالے ہوئے ہیں سب طرح کی
خبر ہو جاتی ہیں آٹھ پہر نیک و بد بتاتے ہیں اب سنبھل کر لڑو حمزہ کو گرفتار کرنے کی تدبیر
کرو ساتھ والے زبرجد کے آمادہ ہوئے تین لاکھ جادوگر ساتھ لیکر آیا ہو سب کو بڑھایا افسروں
نے اسباب سحر ہاتھ میں لیا سب بلوہ کرکے چلے صاحبقران نے بڑھ کر شمشیرزنی کی مجمع ساحران
غلہ ہٹایا سردار صاحبقران کے دست راست پر لندھور بائیں پر مالک جم جم کر سب سردار
لڑنے لگے زبرجد غل مچاتا ہو کہ یارو میں سحر کرتا ہوں تم صاحبقران کو گھیر لو اب آگے نہ
بڑھنے دو کئی ہزار ساحر جمع کرکے سحر کرتے ہوئے بڑھے کوئی آگ برساتا ہو کسی نے آبرو
اپنی بڑھائی ابر بنایا کسی نے جل کر گولا زمین پر مارا دریائے آتش پیدا ہوا اس طرف سے
دریائے آب و آتش جوش زن ہوئے سرداران صاحبقران گھوڑوں سے گرنے لگے بعض
کے مرکب اپنے راکب کو چاہتے ہیں کہ پشت سے اپنی گرادیں سردار کیسے کیسے کوڑے
گھوڑوں پر مار رہے ہیں پشتیں گھوڑوں کی زخمی ہوئیں مگر مرکبوں کا وہی حال ہو سواروں
کو لیے ہوئے دوڑے پھر رہے ہیں کم سوار پشت ہائے مرکب سے گر رہے ہیں
زبرجد نے بڑھ کر سحر کیا کہ صاحبقران کو ہزارہا شعلۂ آتش نے گھیرا ہو صاحبقران نے
بڑھ کر اسم اعظم پڑھا شعلہ ہائے آتش ہٹے زبرجد نے زانو کو پیٹ لیا ساتھ والوں سے
کہتا ہو کہ یہ وہ سحر میں نے کیا تھا قدرت کا تعلیم کردہ مگر حمزہ نے جب اس سحر کو مٹایا
تو اب میں کیا کروں رفقا نے عرض کی کہ ہم لوگ ہر چند چاہتے ہیں کہ بلوہ کرکے قریب پہونچیں
اور صاحبقران کو پشت مرکب سے اُتار لیں مگر حمزہ اس زور میں شمشیرزنی کر رہا ہے کہ
اُسکے قریب کوئی ٹھہر نہیں سکتا جہاں جم گئے گرد مرکب کے لاشے ہی لاشے پڑے معلوم
ہوتے ہیں ساحر اپنی مجبوری پر روتے ہیں یہ لوگ سوائے سحر کے نیزہ و شمشیر کو کیا جانیں
عاجز ہو کر بھاگے ہیں کچھ ساحروں کو بن نہیں پڑتا زبرجد نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر
لو زینہ مارا گیا حمزہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا کچھ آواز نہ آئی صاحبقران لڑتے بھڑتے جنگ
رستمانہ کرتے ہوئے قریب تخت زبرجد پہونچے سرداران زبرجد رونے لگے اسد غازی نے
جو دیکھا کہ صاحبقران بیچ میں ساحروں کے گھرے ہیں اپنے سرداروں کو لیکر گوشۂ

نخلستان میں آئے وہاں سے کھڑے ہو کر درختوں کی آڑ پکڑ کے تیروں کی بوچھار کرنا شروع کی
سات سو ساحر تیروں سے مارے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ مقبل تو ایک جانب زخمی
کھڑا جھوم رہا ہے تیر اندازوں نے کمانیں ہاتھ سے پھینک دیں سہمے ہوئے ایک کنج میں
کھڑے ہیں جرأت صاحبقران پر قربان ہو رہے ہیں صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ تیر
کہاں سے آتے ہیں تیر انداز تو اس حال میں ہیں یہ تیر کیسے برسائے دیکھا کہ اسد غازی
دامن گردانے ہوئے گھوڑے سے اپنے اتر پڑے ہیں بیچ نخل پر گھٹنے ٹیکے ہوئے تیر اندازی
کر رہے ہیں ہزارہا ساحر مارے صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی جنگ کا تماشہ کرتے ہوئے
قریب تخت زبرجد پہونچے سرداران زبرجد روکنے لگے صدہا پہلوان اس مقام پر ہاتھ
سے صاحبقران کے مارے گئے بعض زخمی ہو کر بھاگے زبرجد نے بڑے بڑے سحر کئے جب
سحر کرتا ہے اشقر رک جاتا ہے جب امیر اسم اعظم پڑھتے ہیں تب اشقر قدم بڑھاتا ہے ایک مقام
پر امیر نے فرمایا کہ کیوں اے اشقر تو بڑی بڑی لڑائیوں میں ساتھ رہا آج کیا ہے کہ جو تو رک جاتا ہے
اشقر نے زبان جنّی میں جواب دیا کہ اے آقا زمین پاؤں تھام لیتی ہے اس وجہ سے مجبور
ہو جاتا ہوں امیر نے غصے میں کوڑا اٹھایا اشقر بلبلا کر طرارے بھر کر پار تخت زبرجد کے
پہونچا زبرجد نے اس وقت بڑے بڑے سحر کئے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی آخر امیر پر ہاتھ تلوار کا
مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کے اسم اعظم پڑھا ہاتھ تلوار کا
مارا زبرجد نے زور میں اپنے سحر کے سپر سحر کو اٹھا دیا امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہیں تڑپ کر
تلوار گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے تاج کو کاٹ کر تلوار جو گری سر پر زخم آیا قریب تھا کہ دو
ٹکڑے ہوں لیکن زبرجد نے اپنے کو تخت سے گرا دیا امیر کی تلوار جو گری تخت کو کاٹ کر
زمین کو بوسہ دیا زبرجد بھاگا صاحبقران نے اشقر دوڑایا چاہتے تھے کہ زبرجد کو
پکڑ لوں چند قدم پر جا کر ایک پنجہ آسمان سے گرا زبرجد کو اٹھا لے گیا جیسے ہی زبرجد
غائب ہوا صاحبقران لڑ رہے ہیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او سپہ سالار
قدرت قدرت نے تجھکو بڑا مرتبہ دیا اب تو قدرت سے سرکشی کرتا ہے جسکو تو اسم اعظم سمجھا ہے
یہ قدرت کے نام ہیں اب انکی تاثیر تجھ سے لے لیے ہیں جس وقت امیر نے زبرجد کو بھگایا

اُس وقت تک خواجہ عمر وگلیم اوڑھے ہوے زیر لشکر صاحبقران موجود تھے جب صاحبقران نے زبر جد کو جگایا خواجہ ایک نخل کے سایے مین ٹھہر گئے اُس آواز کو سُنکے صاحبقران نے فرمایا کہ او بیحیا کیون دیوانہ ہوا ہی ساری خدائی کرنا بھولجائیگا اُس پروردگار سے دعوی ہمسری جسنے ایک کلمہ کن مین تمام عالم کو پیدا کیا اور تجکو ایک قطرہ نجس سے قرار دیا اسپر یہ غرور سامنے آ تو حال معلوم ہو آواز آئی کہ او حمزہ ہوشیار ہوجا ایک طائر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا نخل پر بیٹھا پہلے زمزمہ سرائی کی اور مثل انسان کے پکارا کر یا صاحبقران ہوشیار رہیے ان اشعار کو سُن لیجیے یہ اشعار لائق سُننے کے ہین یہ کہکر اشعار پڑھنے لگا۔

نظم

ہی مصر مین شہرہ تری شیرین دہنی کا
دم بند لبون سے ہی عقیق یمنی کا

تو قصد کریگا نہ مری دلشکنی کا
ہی پاس برابر تجھے محتاج و غنی کا

ہون دولت وحشت سے غنی روز ازل سے
محتاج نہ تھا روز تولد کفنی کا

تاراج کیا کشور دل ترک نگہ نے
لپکا نہ سپاہی کو پڑے راہزنی کا

جو پاس ہو وے ڈالیو تو راہ خدا مین
محتاج بھی ہو جائے تو دل رکھیو غنی کا

منصف ہوا گر دیدۂ انصاف سے دیکھے
گل نام نہ لے ہرگز ترے گلبدنی کا

تمار نہین ساتھا وہ بازو ترے قاتل
بیڑا نہ اُٹھا تو ابھی شمشیر زنی کا

اللہ کو کر یاد نہ کر شکوۂ گردون
ہو وقت سحر نام نہ لے ایسے دنی کا

یاد آلئے جو مجکو شب ہجران کے حرارے
صدمہ نہ ہوا نزع کی اعضا شکنی کا

قارون کے خزانے کا طلبگار نہین مین
ہوگا نہ سزاوار سمجھے مال دنی کا

سمجھا ہون جو اس منزل ہستی کو سرپیا
دھوکا ہی وطن مین بھی غریب الوطنی کا

بو مشک کی آتی ہے کھلے ہین ترے جب بال
بوڑا نہین نافہ ہے غزال ختنی کا

کھل جائیگا زاہد یہ رندون کا تقدس
موسم تو قریب آلے دو توبہ شکنی کا

سر پھوڑتا تھا تیشے سے شیرین ہی کے آگے
فرہاد نے کیون قصد کیا کوہ کنی کا

مژگان تری پھر کرنے لگین خون دلون کا
ان حرکون کو پھر شوق ہوا راہزنی کا

بادِ دُرِ دندان مین گئی جان مری تمنّا		تقدیر نے کشتہ کیا ہیرے کی کنی کا

اُس طائر نے یہ اشعار سامنے صاحبقران کے پڑھے صاحبقران حیران اُس طائر
کو دیکھ رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ مبہوت ہو رہے ہین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہی
طائر وہ بدر اشعار پڑھتا ہی اُس طائر سے آنکھ ملاتے ہوے کچھ فرماتے ہین عمرو دیکھ رہا ہی کہ
صاحبقران کی آنکھون مین حلقے پڑے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا خاموش ہوے آسمان سے
آواز آئی کہ کیون اوسپہ سالار قدرت کیون خاموش ہو تم خداوند ہفت پیکر خود قدرت کو
تکلیف کرنا پڑی کہ اپنے نامون کی تاثیر تسے لے لی صاحبقران کے پہلو مین مقبل کھڑا ہوا
جنگ کر رہا تھا مقبل نے بڑھ کر پوچھا کہ کیون شہریار مزاج کیسا ہی مین آپ کو نہایت خاموش
پاتا ہون صاحبقران نے فرمایا دریاے حیرت کا جوش ہی اسم اعظم فراموش ہوا اس سے
خاموش ہون مقبل یہ کہکر پیچھے ہٹا کہتا ہوا کہ ای شہریار غضب ہوا کہ آپ کا اسم اعظم بند ہوا
مقبل یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ اسکا بھی گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بدلگامی کرنے مین غبار اٹھا
اُس غبار مین مقبل چھپا تھوڑے ہی عرصے مین غبار سے ظاہر ہوا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار
غلام کی خبر لیجیے غلام کے قلب مین اسقدر رنگت بھی زرد ہی یقین ہی کہ روح نکل جائے ہر عضو
مثل ہیزم خشک جل جائے جلد مجکو حرز ہیکل دیجیے کہ مین کلیجے سے مس کرون کہ جان ٹھہرے
مقبل نے جو امیر سے یہ کہا امیر حرز ہیکل اُتارنے لگے عمرو نے جو دور سے یہ دیکھا پکار کر
آواز دی کہ ای شہریار اسم اعظم تو آپ کو فراموش ہوا حرز ہیکل نہ دیجیے یہ مقبل دغاداد
نہین ہی امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور حرز ہیکل کو گلے سے اُتارا بلا تکلف مقبل کے حوالے کی
مقبل نے تڑپ کر آواز دی کہ مین کہان عجائب نگار حرز ہیکل یون لیتے ہین عمرو نے جو یہ
حال دیکھا کہ اسم اعظم صاحبقران کا بند ہوا چہرہ اُداس عالم یاس وہ جو بشکل مقبل تھا سامنے
سے غائب ہوا امیر خاموش ہو کر کھڑے ہیں جنگ سے عاجز و ناچار و پریشان کہ آسمان سے
آواز آئی کہ او زبرجد اب سحر کر اب تیرا سحر تاثیر کریگا اسم اعظم حمزہ کو فراموش ہوا زبرجد
یاقوتی کو وہ جا کر زخمدار کھڑا رہ رہا تھا یہ آواز جو کان مین آئی سرداران دوڑے ہوے آگے
وزیرون نے ہاتھ تھام کر تخت پر سوار کیا زبرجد سحر کرتا ہوا چلے سامنے لشکر لندھور کے آیا

پکار کر آواز دی کہ ای دارا ے ہند تمکو حکم ہی کہ قصر نیلگون مین داخل ہو اپنے ہمچشم مالک کو
اپنے ساتھ لیجاؤ لندھور نے پلٹ کر آواز دی کہ ای مالک چلو قصر نیلگون مین رہنے کا حکم ہی
مالک مادیان دوڑا کر آئے لندھور ہاتھی سے کودے مالک مادیان سے اُترے غلغلہ کوس جنگی
لندھور کے اسّی ہزار نیزہ داران عرب مالک کے ساتھ والے سامنے دیکھا کہ ایک قصر کی چوکی کا
پھاٹک کھلا ہوا چند نگہبان ساحر دروازے پر کھڑے پکار رہے ہین کہ ای دارا ے ہند و ای
مالک آئیے قصر آپ کا مشتاق ہی مالک و لندھور مع کل فوج اُس مکان مین داخل ہوے
فرامرز عاد مغربی و جمہور آپس مین اشارے کرنے لگے کہ دیکھو مالک و لندھور مین کیسا
میل ہی دونون جوان ایک ہی قصر مین گئے جمہور نے کہا کہ بھائی اس مقدمے مین ہمکو تم سے کیا
کہ ہی چلو ہم تم بھی چلین فرامرز نے کہا کہ چلو عذر کیا ہی دونون جوان اسی طرح پر مثل لندھور
و مالک باتین کرتے ہوے اُسی قصر مین داخل ہوے اسی طرح ایک دست راستی اور ایک
دست چپی آپس مین کلام محبت کیے اور گھوڑون سے کودے اور اسی مکان مین چلے گئے
عمرو دور جا کر کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ کل سردار چلے جاتے ہین کوئی کسی کے روکے نہین رکتا
تھوڑے عرصے مین سب دست راستی و دست چپی اسی مکان مین داخل ہوے صاحبقران اکیلے
حیران حیران دیکھ رہے ہین کچھ زبان سے نہین فرماتے جب سب سردار مکان مین داخل ہو چکے
تو صاحبقران نے دیکھا کہ اندر سے مکان کے چند تاجدار امیر کو پکارتے ہوے حاضر ہوے
قریب آ کر عرض کی کہ ای شہریار سب آپ کے سردار داخل قصر نیلگون ہین ایسے قصر بے نظیر
نگاہ سے نہین گذرے فقط حضور کے تشریف لے چلنے کی دیر ہی سب سردار آپکا انتظار کر رہے ہین
صاحبقران اُن تاجدارون کے ساتھ چلے عمرو ہر چند سفید مُہرہ مین آواز دیتا ہی کہ ای آقاے
نامدار آپ کہان جاتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور ساتھ تاجدارون کے چلے گئے جب قریب
پھاٹک کے پہونچے ایک آندھی چلی صاحبقران نے آنکھین بند کر لین بعد تھوڑے عرصے
کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک مین پایا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین
بیڑیان مسلسل و مطوق دوسرے قصر سے کراہنے کی آواز آئی صاحبقران بیڑیون کو سنبھال کر
بمشکل اُٹھے اُس آواز پر متوجہ ہوے دروازہ کھولا دیکھا کہ سب سردار ہمارے مسلسل و مقید

زنجیرین ہلا رہے ہین غل مچا رہے ہین ہر سردار یہی آواز دیتا ہو کہ ای آقاے نامدار بڑی خطا کی کہ اس مکان مین بے سمجھے چلے آئے یہان آکر گرفتار ہوے اور ایسے مجبور و ناچار ہوے کہ اپنے مقام سے ہل نہین سکتے دیکھیے کیونکر رہائی ہو صاحبقران اپنے سردارون کا حال دیکھکر بہت بیقرار ہوے مگر اسم اعظم بند دل دردمند ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان سب کو مسلسل و مطوق پایا امیر حیران و پریشان اب صاحبقران کو ہوش آیا اسم اعظم فراموش ہو سب ساتھ کے سردار قید ہین صاحبقران نے کہا کہ ای دار لے ہند مجھ خواجہ عمرو کا بھی حال معلوم ہو کہ اونپر کیا گذری لندھور نے عرض کی کہ غلام بخوبی آگاہ ہو کہ خواجہ عمرو اس مجمع سے نکل گئے تھے یقین ہو کہ قید نہین ہوے غرض کہ صاحبقران عالیشان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی قید خانے مین ہین خواجہ عمرو اس معرکے سے نکل کر طرف رستم کے جاتے ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا۔

دو کلمۂ داستان شوکت بیان رستم پیلتن بیان ہوتے ہین تدبیر رہائی امیر و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی گلعذار
جو سوچو تو اک بات ہی بات کی
مرے دل مین ہر دم یہ ہی جستجو
کہ میکش کی پینے مین دھوم ہو
یہ وصلت قمر کو ہوئی کیا عجیب
تو سب دور رنج و الم ہو گئے
نہال تمنا ہوا بار ور
کہ ہو گل کو بلبل سے ملنے کا حظ
لکھون داستان امیر جلیل
کرون جا کے صاحبقران کی مدد

دکھا مجکو باغ سخن کی بہار
بس اب آگئے دسہ وفائی کرو
یہ ہی مجکو حسرت یہی آرزو
یہ مجمع غنیمت ہی ای یار مست
ملے آکے پھر مجھسے میرا حبیب
غم فرقت یار دل سے گیا
کہ یہ نخل بے برگ لایا ثمر
ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہو
کہ فرزند انکا ہو جا کر کفیل
کہ ہی قید خانے مین ایسا جلیل

یہ ابر سیہ فصل برسات کی
یہ مشکل ہی مشکلکشائی کرو
کہ اس فصل مین رند محروم ہو
بٹھائے جو پہلو مین دلدار مست
جو سامان وصلت بہم ہو گئے
تردد مرے آب و گل سے گیا
چمن مین ہوا بلبلون کا خروش
یہ سبزہ چمن مین کہ کمخاب ہو
لکھون حال خواجہ کا باللہ و
بجاتے ہین کفار طبل رحیل

چہرہ کشایان طلسم عجائب سحر سامری و طے کنندگان منازل افسون گری اس داستان
شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیالان فرخندہ پے + رہ داستان یون وہ کرتے
ہین طے + خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی نے جب یہ ہنگامہ دیکھا اس ہنگامے سے نکلے آخر ایک مقام
پر آکر خواجہ نے برق سے صلاح کی فرمایا کہ اے برق دیکھا آج ہفت پیکر نے خود آکے سحر کیا
سب کو دیوانہ کر دیا اسم اعظم بند کر کے لے گیا حرز ہیکل بھی لے لی اب اُسکی قید سے رہائی
بہت دشوار ہے جب تک طلسم کشا پیروی نہ کرینگے تب تک رہائی غیر ممکن ہے برق بھی اس بات پے
رضامند ہوا کہ چل کر رستم کو اطلاع کرو وہ آکر رہا کر لیں گے اُنکے پاس تحفہ جات موجود ہین وہ
تحفہ جات بجائے لوح کے ہین کہ اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا آپس مین یہ صلاح کر کے طرف رستم
کے چلے منزلون کو طے کر کے راہ مین صحرائے ویران ملے کوئی جنگل آباد نہ ملا برق پتے
دیتا ہوا آیا کہ اس صحرا مین فلان ساحر تھے اس جنگل مین فلان جادوگر تھا اُنکو مارا تب یہ
جنگل ویران ہوئے یہ سب دیکھتے بھالتے چلے بشکل منزلون کو طے کیا سامنے لشکر رستم کے
پہونچے زمانہ وہ ہے کہ رستم کے ساتھ بڑے بڑے جادوگر اور بڑی بڑی جادوگرنیان ہمراہ ہین
جلال سرکش مقابلہ رستم مین آیا ہوا ہے کئی مرتبہ پیغام بھیج چکا کہ آپ یہان سے پلٹ جائیے
رستم نے جواب دیا کہ بدون قتل ہفت پیکر ایک قدم پیچھے نہ ہٹائین گے جلال سرکش نے
طبل جنگی بجوایا ہے ہو مکانے مین داخل ہے سحر تیار کر رہا ہے کہ صبح کو لشکر رستم کو مٹا دیگا یہان
ہمراہیان رستم نے عرض کی ہے کہ اے شہریار یہ جادوگر بڑا زبردست ہے صبح کو جب سحر کریگا ہم مین
سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اسکے سحر سے عاجز نہ ہو کوئی اسکے سحر کو نہ روک سکیگا رستم مترددہ ہین
آفتاب فلک سپر کا ہن نے عرض کی کہ غلام کو یہ خوف ہے کہ ایسا نہ ہو تحفہ جات حضور کے قبضے
سے نکلجائیں پس رستم کو جلال کے سحر سے نہایت خوف ہے ہر چند کہ لشکر گران ساتھ ہے مگر
سب گھبرا رہے ہین لیکن خواجہ و برق جو سامنے لشکر رستم کے پہونچے اور یہ خبر معلوم ہوئی
کہ جلال سرکش سحر تیار کر رہا ہے لشکر رستم انتشار مین ہے یہ دریافت کر کے لشکر رستم سے
خواجہ نکلے فرمایا کہ اے برق آج شب کو تم لشکر رستم مین مقام کرو شب کو رستم سے ملاقات
نہ کرنا مین جلال کی فکر مین جاتا ہون یہ کہکے خواجہ لشکر رستم سے نکلے سمت یلداقی سے

جو ساحرون کی یہ باتین سنین کہ سب ساحر ڈر رہے ہین رستم سے یہ کہکر نکلا کہ غلام فکر جہلال
مین جاتا ہو خواجہ عمرو کنارہ لشکر جہلال پر پہونچے تھے کہ دیکھا سمک ایک ساحر کی شکل بنا ہوا
آتا ہو خواجہ نے آواز دی کہ اے سمک کہان سے آتے ہو سمک نے جو اپنے قبلہ وکعبہ کو دیکھا
دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ قبلہ وکعبہ آج لشکر مین رستم کے سحر جہلال کا بڑا ہنگامہ ہے
ہر ایک کا یہی قول ہو کہ صبح کو جہلال قیامتین برپا کریگا لہذا مین کچھ خرچ کو بھی آپ کو دونگا
آپ جاکر اگر بن پڑے جہلال کو گرفتار کرکے لایئے یا سر اُسکا خدمت غلمشاہ مین پہونچایئے
خواجہ نے کہا کہ تم کنارہ لشکر پر ٹھہرو مین جاتا ہون سمک کو منتظر کرکے خواجہ لشکر جہلال مین
آئے دیکھا کہ چار لاکھ ساحر سائے مین ہر نخل کے بیٹھے سحر تیار کر رہے ہین ہر ایک کا یہی
قول ہو کہ صبح کو لشکر طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا مناسب یہ ہو کہ سب اس صحرا سے نکل جائین
ایسا سحر ہو کہ سب کو تکلیف پہونچے کوئی اپنے مقام پر باقی نہ رہے سب اُٹھکر بھاگین خواجہ
یہ دریافت کرکے اول شکل ساحر دربارگاہ جہلال پر آئے پوچھا جہلال کس کام مین مصروف
ہو زبانی خدمتگارون کے معلوم ہوا کہ ہوسناکی مین ہین یہ دریافت کرکے خواجہ وہان سے
ہٹے کنارے آکر تخت زبرجدی نکالا اُسپر سوار ہوے ایک ساحر جلیل کی شکل بنکر ایک
نامہ طرف سے ہفت پیکر کے لکھ مین لیا تخت اُڑاتے ہوے چلے یہان جہلال بیٹھا ہو
سب اسباب سحر منگواکر سامنے رکھا ہو کہ آسمان سے آواز آئی کہ اے رازدار خداوند منم
اسرار بلند پرواز یہ سُنکے جہلال نے سر اُٹھایا دیکھا کہ تخت پر ایک ساحر سوار تخت
اُترتا ہوا زمین پر آتا ہو ایک کاغذ ہاتھ مین لیے ہے جہلال اُٹھ کھڑا ہوا سرنامے پر کاغذ کے
مُہر ہفت پیکر دیکھی پکارکر آواز دی کہ اے اسرار بلند پرواز آیئے مین مشتاق تھا
خواجہ نے تیور دیکھے کہ تیور سے تو اطمینان ظاہر ہے تخت کو اُتار لائے جہلال جس چوکی
پر بیٹھا تھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آیئے خواجہ اُچک کر تخت سے اُس چوکی پہ آئے کاغذ
ہاتھ مین جہلال کے دیا جہلال نے اُسے پڑھا مرقوم تھا کہ اے بندہ خاص الخاص قدرت
کو معلوم ہوا کہ تم سحر تیار کر رہے ہو لہذا اپنے نائب کو روانہ کیا ہو یہ تمکو سحر بتائیگا اس سحر کو
صرف کرو جہلال نے عرض کی کہ مین نے وہ سحر تیار کیا ہو کہ کوئی فرد بشر لشکر طلسم کشا کا باقی

رہے کہ جسکو تکلیف نہ پہونچے عمرو نے کہا کہ ایک سحر دیا ہوا خداوند کا ملتا ہی اسکو بھی لے لو
جہلال نے کہا کہ کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا کہ ایک انگیٹھی مین آگ روشن کیجیے تو مین لوبان
دیا ہوا قدرت کا حاضر کرون اسمین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ کل کیفیت بیان کریگی جہلال
نے فوراً آگ روشن کی عمرو نے تھوڑا لوبان اپنے پاس سے نکال کر جہلال کے ہاتھ مین
دیا کہا کہ یہ لوبان آگ مین ڈالیے ایک پریزاد پیدا ہوگی جہلال نے وہ لوبان آگ مین ڈالا
دھوان نکلا دماغ مین جہلال کے پہونچا جہلال بیہوش ہو کے گرا عمرو نے فوراً زبان مین سوزن
دی پشتارہ اٹھا کر تخت پر رکھا اور تخت اڑاتے ہوے چلے جب سر لشکر پر پہونچے نعرہ کیا

نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و عیار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد و طرار ہون

لشکر والون نے دیکھا کہ ایک عیار نعرے کرتا ہوا ہمارے
افسر کو لیے جاتا ہی سبھون نے آواز دی کہ یارو اس عیار مکار کو روکو کہ ہمارے افسر کو لیے جاتا ہی
عمرو نے فوراً آشد جی حضرت دانیال کی تخت پر آراستہ کی جو ساحر جھپٹا جسنے طناب پر ہاتھ رکھا
نیچے پانون اوپر طناب مین لٹک گیا کئی ہزار جادوگر طناب مین لٹکے عمرو نے کئی گرگے زنبیل سے نکالے
اشارہ کیا ساحرون کو مار لو گرگون کے سونٹے چلنے لگے ہزارہا جادوگر کا لاشہ زمین پر گرا رستم معظم
بر بیٹھے ہین کہ سمک نے بڑھ کر خبر دی کہ قبلہ و کعبہ جہلال کو لیے ہوے آتے ہین اُسکے ملازم ہوک
رہے ہین خواجہ لڑتے بھڑتے آتے ہین رستم بارگاہ سے بیشکر نکل آئے آفتاب فلک سیر نے عرض کی
کہ غلام جاکر ان ساحرون کو دفع کرے سمک نے کہا کہ اُنکے پاس تک کوئی نہ جا سکیگا جو جائیگا
فوراً گرفتار ہوگا کاہن نے نہ مانا تڑپ کر بلند ہوا قریب تخت کے پہونچا دیکھکر آواز دی کہ
کیون خواجہ یہ جو سب ساحر بلوہ کیے آتے ہین کہیے تو انکو ہٹا دون یا قتل کرون جو ارشاد ہو
وہ بجا لاؤن خواجہ نے ہر چند کہا کہ تم الگ رہو دخل نہ دو آفتاب نے نہ مانا ایک گولا طرف
ساحرون کے مارا سب ساحر جلنے لگے ہر ایک کے جسم سے شعلۂ آتش نکلنے لگے ساحر بھاگنے لگے آفتاب

طناب پر ہاتھ رکھ دیا آفتاب بھی لٹک گیا کہ پاؤن طناب مین بندھے سر نیچے اور پاؤن اوپر فریاد کرنے لگا کہ خواجہ مجھپر رحم کرو میرا کام تمام ہوتا ہی خواجہ نے تخت قریب رستم کے اُتارا جو ساحر اسمین لٹکے ہوے تھے اُنکے سر کاٹ لیے جو آتے تھے وہ پلٹ گئے رستم نے ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام لیا جہلال کو لیکر بارگاہ مین آئے رستم نے حکم دیا کہ اسکو ستون سے باندھو خواجہ نے ہوشیار کیا کہا کہ کیون اے جہلال دیکھا پروردگار نے کیا سامان کیا جہلال نے دیکھا کہ دربار دُربار طلسم کشا آراستہ ہی طلسم کشا مقام صدر پر سجا رہے ہین کہ اے جہلال تم حافظ کلام ہفت پیکر مشہور ہو خود ہفت پیکر نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی کہ یہ سال اختتام طلسم ہفت پیکر ہی لیس مناسب ہی کہ اپنی جان بچاؤ ہمارے ساتھ طرف صحراے گرداب نشان کے چلو اُس صحرا کی بڑی تعریفین سُنی ہین کہ گرداب جادو بڑا ساحر زبردست ہی اُسکو ہمارے ہاتھ سے قتل کراؤ لوح کا پتہ لگے لوح حاصل کرین اور طلسم ہفت پیکر مین داخل ہو اس فصاحت و بلاغت سے جہلال کو سمجھایا کہ جہلال باتین فرزند صاحبقران کی سُنکر بے اختیار رونے لگا اور عرض کی کہ اے شہریار آپ نے وہ کلمات ارشاد فرمائے کہ قلب پر تاثیر ہوئی غلام آپ کا ہفت پیکر کو خوب پہچانتا ہی قلب پر تاثیر ہوئی دیدۂ دل روشن ہوگئے اور مین ہفت پیکر کے حال سے بخوبی ماہر ہون کہ ایک شخص شعبدہ بازی مین کامل و اکمل سحر سازی مین طاق شہرۂ آفاق ہی جو وقت سحر کرے زمین کو آسمان پر پہونچا دے ہفت طبقات زمین کو ہلا دے ایسی مشکل پڑے کہ سب اہل شہر پریشان ہو جائین اے شہریار ہفت غار افراسیاب مین کہ کل ملکون کے ساحر براے امتحان آتے ہین وہان سے سند پاتے ہین مین بھی براے امتحان گیا تھا کل فنون مین مین نے بھی سند پائی اُسنے جو مجکو کامل و اکمل دیکھا باہر نکل کر مجھسے کہا کہ اے جہلال میرے ساتھ چل تیرا وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے مقام پر اُس ہفت پیکر کے آیا مجکو اپنا نائب بنایا مین کل مقدمات کی اسکو خبر دیتا تھا اب جو خدمت حضور مین رہون آپکو تا طلسم ہفت پیکر پہونچا دون مین نے اب تک بہ اعتبار کام کیا اسلیے مین بخوشی صدق دل سے مطیع اسلام ہوا اب حیران ہون کہ کون خبر دیگا مین اُسکو سیکڑون کوس کی خبر بتاتا تھا جب وہ کاربند ہوتا تھا اب خبر نہ ملیگی یہ کہکر اشارہ کیا خواجہ نے

زبان سے سوزن نکالی جہلال نے اپنے کو رہا کیا دوڑ کر قدموں سے خواجہ کے لپٹ گیا کہا کہ
ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کی وجہ سے نعمت مذہب مین نے پائی دولت کونین ہاتھ آئی علمشاہ
سے متوجہ ہو کے کہا کہ ای طلسم کشا آپ نہایت صاحب اقبال ہین اگر خواجہ نہ آتے تو صبح کو
نخفہ جات جسم اطہر سے نکل جاتے اور یہ تین چیزین تین جگہ منتشر ہو جاتین اپنا اپنا رنگ
دکھاتین سالہا سال انکا ملنا آپ کو دشوار ہوتا مگر خواجہ عمرو ایسے وقت پر پہونچے اور مین
ان کرشمون سے آگاہ نہ تھا ذرا بھی اگر مجکو خبر ہو جاتی کہ وقت پر آکے عیار ساحر کو گرفتار
کر لیتے ہین تو مین ایسی تدبیر کرتا کہ جس مقام سے قصد کرتے وہین گرفتار ہوتے مگر اس امر کو
بالکل نہ جانتا تھا جسوقت خواجہ آسمان سے پیدا ہوے اور نام ہفت پیکر کا لیکر آواز دی
مین گھبرا گیا دل دھڑکا تھا مگر اس امر کو بالکل نہ جانتا تھا یہ حماقت و بیوقوفی ہفت پیکر کی تھی
کہ اُسنے مجکو نہ آگاہ کیا ورنہ اُسی وقت گرفتار کر لیتا مگر آپ صاحب اقبال ہین اگر ایسے دھوکے
نہ پڑین گے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا آپ کی اقبال مندی اور ہفت پیکر کی بد اقبالی ظاہر ہی
اس راز سے کون ماہر ہی جہلال عرصۂ دراز تک رستم کو سمجھاتا رہا اور مطیع ہوا رستم نے
خواجہ سے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپنے بڑی مشکل آسان کی اگر آپ نہ آتے تو جہلال
کا سحر کون روکتا بتائیے قبلہ و کعبہ کہان ہین عمرو بہت رویا اور کہا کہ ای نور نظر صاحبقران
نے وہ وہ مقام فتح کیے کہ جن مقامون پر غیر ساحر کا گذر نہین ہو سکتا لیکن فلک نے انقلاب
دکھایا کہ صاحبقران مع سردارون کے کوہ زبرجدی پر قید ہو گئے مین یہ حال دیکھکر وہان سے
اس خیال مین تمھارے پاس آیا کہ چل کر صاحبقران کی رہائی کی تدبیر کرو بڑی مصیبت میں
صاحبقران ہین جہلال نے جو یہ سارا حال سُنا اور سب کیفیت دریافت کی کہا کہ ای
شہنشاہ اوج عیاری یہ سحر جو آپنے بیان کیا خاص ہفت پیکر کا تھا کہ اُسنے خود تصویر
سے نکل کر سحر کیا مگر یقین ہی کہ قمام و مقیم دو جادوگر خاص مصاحب ہفت پیکر ہین اُنکا سحر
کیا ہو تو عجب نہین اگر وہ دونون قتل ہون تو صاحبقران مع جملہ سردارون کے رہائی
پائین اب مین طلسم کشا کو تا بصحر لے گرداب نشان ہیو نچاؤنگا گرداب سے مقابلے
پڑین گے بڑے بڑے سحر ہونگے علاوہ اسکے بڑے بڑے ساحر اُسکے ساتھ ہین اُس

مقام کو ہفت پیکر نے نہایت سخت کیا ہی کوئی اُدھر سے گذر نہیں سکتا کیا مجال ہر وقت
گرداب جادو اور دختر اُسکی گشت مین رہتی ہی ملکہ ہجلاے اورنگ نشین اُسکی دختر
نہایت حسین وجمیل گرفتار کرکے لیجاتی ہی پاس گرداب کے کوئی پہونچا اور اُسنے قتل کیا
کیا ممکن کہ ایک شب قید کرے اُسی وقت قتل کا حکم دیتی ہی اور شوہر اُسکا مواج سمندر نشین
بلاے روزگار ہی ان سب سے مقابلے پڑین گے اپنے اپنے زور دکھائیں گے غلام آپ کا
سب کچھ کر لیگا اب حضور کوچ کرین جہلال سرکش کو رستم نے کل فوج ساحران کا افسر کیا
سمک سے کہا کہ لشکر مین پکار دو کل سویرے کوچ ہوگا بعد نماز صبح ہم سوار ہو جائیں گے
غرض کہ شب بھر جلسہ رہا جہلال سب کیفیتین بیان کیا کیا صحراے گرداب کے حالات
بہت بیان کیے کہا کہ اب تو حضور کوہ زبرجدی پر چلین رستم بعد نماز صبح بارگاہ سے برآمد
ہوے مرکب بادرفتار پر سوار ہوے جہلال کل فوج ساحران کو لیکر ایک طرف چلا
ایک طرف رستم غیر ساحرون کو پشت پر لیکر بصد شوکت چل نکلے یہی خیال ہی کہ اپنے کو
بہ تعجیل تمام برابر کوہ زبرجدی پہونچائین قبلہ وکعبہ کو چھڑائین لیکن خواجہ عمرو نے جو
جہلال سے یہ سُن لیا کہ قیام ومقیم زن وشوہر اُنکی قید مین صاحبقران ہین اگر وہ
دونون قتل ہون یا مطیع ہون تو صاحبقران رہائی پائین جب لشکر رستم روانہ ہو چکا
تو خواجہ نے برق سے کہا کہ میان برق صاحب اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ اب میرا
ساتھ چھوڑیے مین بہ فکر رہائی صاحبقران جاتا ہون یہ کہکر برق کو الگ کیا خواجہ
ایک جانب چلے چار پہر خواجہ نے رہروی کی سامنے کوہ زبرجدی کے پہونچے دیکھا
دن بھر زیر کوہ مجمع رہتا ہی مرادمند حاضر رہتے ہین کسی کی مراد ملی کسی کو حکم ہوا کہ ماہ آئندہ
مین حاضر ہونا اکثر زبرجدیے گستاخ ہو کر سامنے تصویر کے عرض کی کہ یا خدا وندیہ کیا باعث
کہ بعض مرادمند محروم پلٹتے ہین ورنہ قاعدہ قدرت کا یہ تھا کہ جو مرادمند آتا تھا محروم نہ جاتا
تھا اب جو لوگ محروم پلٹتے ہین یقین ہی کہ اپنے مقام پر جا کر طعن وتشنیع کرین کہ کیا قدرت
عاجز ہین ہماری مراد نہ دی تصویر نے آواز دی کہ اے زبرجد شاہ ہر چند قیرسے ہاتھ سے
سب کو گرفتار کرایا لیکن قدرت کو چین نہیں ہی جس وقت سے طلسم کشا نے

تینون تحفے پائے اُس روز سے قدرت کو انتشار رہتا ہی ہر چند کہ طلسم ہفت پیکر ایسا مقام
نہین ہی کہ لوح پر قبضہ کر لے مگر قدرت کو بڑا تردد ہی کہ ایسا نہ ہو جس طرح اشیاے تحفہ جات
ملے اسی طرح دشمن شریک ہو کر لوح کا پتہ بتائین یہ سُنکر زبرجد خاموش ہو رہا خواجہ کلیم
اوڑھے پہلوے کوہ مین کھڑے تھے یہ سب باتین سنین خیال مین گذرا دن کا تو حال معلوم
ہوا کہ یہ تصویر مین موجود رہتا ہی لیکن شب کا بھی حال سمجھو ن پہلوے کوہ مین ایک نخل سرسبز
و شاداب تھا خواجہ اُسپر چڑھ کر گلیم اوڑھے ہوے بیٹھے جب دو پہر رات گذری آسمان پہ
برق چمکی خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر اور ایک جادوگرنی تخت پر سوار آکر پہونچی قریب
تصویر کے آکر عرض کی کہ یا خداوند حمزۂ صاحبقران مع طلسم کشا مع سردارون کے میرے باپ
قید مین کیا حکم ہوتا ہی دیر تک پکارا کیا بعد عرصۂ دراز ایک عقاب بلند پرواز اُڑتا ہوا آیا
اندر دیر کے گھس گیا زن و شوہر اس حال کو دیکھ دیکھ کر رو رہے ہین کہ وہ عقاب سر تصویر
سنگی پر بیٹھا غائب ہو گیا اب تصویر نے آواز دی کہ اے قیام و مقیم کیون گھبراتے ہو اب قدرت
نے نقد یر مضبوط کی طلسم کشا کی بھی فکر ہوئی جاتی ہی تو جا کر اُنکو تکلیف پہونچا کہ تڑپ تڑپ کے
اپنی جان دین چند کنیزین ان دونون کے ساتھ تھین وہ پہاڑ پر ٹہلنے لگین ایک کنیز کو عمرو
نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ٹہلنے لگے کہ قیام و مقیم تصویر سے باتین کر کے چلے تخت پر سوار
ہوے پہلے عمرو ہی کو پکارا کہ اری گُل بہار جلد آ خواجہ نے جواب دیا ایک کنیز نے ہاتھ
تھام کر کہا کہ اری گل بہار تجکو شہنشاہ پکارتے ہین تو جواب نہین دیتی عمرو سمجھا کہ گل بہار
میرا نام ہے جھپٹ کے آیا تخت پر سوار ہوا سب کنیزین سمٹ کر آئین اور تخت پر سوار ہو گئی
تخت اُڑا یا راہ مین زن و شوہر کا آپس مین کلام ہی کہ ہم جانتے تھے قدرت قید صاحبقران
اور کے سپرد کرین گے مگر ہمین سے ارشاد ہوا کہ اُنکو قید مین رکھو ہر چند کہ ہمارا باغ ایسے
مقام پر نہین ہے کہ طلسم کشا کا گذر ہو لیکن جہلال سرکش اُنکا شریک ہو گیا اور ہمراہ
ہو اگر وہ نشان بتاوے تو ہو سکتا ہی یہ کہتے ہوے جاتے ہین کہ خواجہ نے دور سے دیکھا
ویرانے مین ایک باغ نہایت عمدہ تعمیر ہے قیام و مقیم اُس باغ مین اُترے کنیزین
جو ترے پہ باغ کے فرش کرنے لگین تھوڑے ہی عرصے مین فرش وغیرہ تیار ہوا زن و شوہر

آکے مسند پر بیٹھے پکار کر کہا کہ گل بہار کچھ گائیگی نہیں خواجہ عمرو آگے بڑھ کر بیٹھے
اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

مقابل آرسی میں عکس جو اسکا نمایاں تھا
مثال آئینہ وہ آئینہ رو خود بھی حیران تھا
صبا کی طرح دیر و کعبہ میں جسکا میں جویا تھا
برنگ بوے گل دیکھا تو وہ مجھ میں ہی پنہاں تھا
تعلق جیب سے دامن کا تھا منظور چھڑوانا
فقط اسواسطے مجھسے جنون دست و گریبان تھا
نہ پایا صبح ہوتے راکھ کا ڈھیر آہ سوزاں نے
مثال شمع خوب کی شب میں اس محفل میں مہمان تھا
اڑا دیں دھجیاں کرکے لگا جو ہاتھ وحشت میں
کبھی پرزے تھے دامن کے کبھی ٹکڑے گریبان تھا
دلو ٹوں کسطرح کانٹوں پہ دوری میں گلستاں کی
وہ بلبل ہوں کہ فرش خواب جسکا گل کا داماں تھا
مرے باعث سے ہے عالم میں شہرا تیری صورت کا
وگرنہ مصحف روے تر اکس کافر کا ایمان تھا
دبستان محبت میں مری تحصیل افزوں تھی
اگر مجنوں تھا ابجد خواں تو مجکو حفظ قرآن تھا
دلا دیوانہ جس وادی میں تھا ای غیرت لیلی
پرے مجنوں کے جنگل سے بھی کوسوں بیاباں تھا
جلایا تھا مجھے کس مہروش کے سوز فرقت نے
ہر اک ذرہ جو میری خاک کا خورشید تابان تھا
نشان تک بھی نہ رکھا میرا ہو کر صبح پیری نے
مثال شبنم اس گلشن میں خوب کی شب کا مہمان تھا
نہ چھوٹا فقر میں بھی شیشہ مردانگی ای رنا
نیستان بوریا تھا میرا میں شیر نیستان تھا

خواجہ نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ قیام نے کہا ای گل بہار آج تو تو نے وہ کمال کیا کہ دل بیقرار کر دیا مقیم نے کہا کہ صاحب یہ روز تعلیم لیتی ہی بڑے بڑے کامل جمع رہتے ہیں اور یہ انسے سیکھتی ہی قیام نے کہا کہ صاحب حمزہ تمہارے پاس قید ہی خوف ہی کہ عمرو آ جائے مقیم نے کہا کہ بھلا صاحب یہ ایسا مقام ہی کہ کوئی غیر آسکے قیام نے کہا کہ آج شراب موقوف رہے میرا دل دھڑکتا ہی ہر چند کہ میں ایسے وقت پر برائے ملاقات قدرت گیا اور وہاں زیادہ نہیں ٹھہرا مگر گل بہار پر مجکو شک ہوتا ہی عمرو کے تو ہوش اڑ گئے کہ اسنے شراب موقوف کی اب میں کیا کروں کیونکر مطلب نکلیگا لیکن اب حال برق کا تحریر کیا جاتا ہی کہ برق فرنگی عقب میں خواجہ کے چلا تھا ایک مقام پر قریب ایک قصر کے آیا دیکھا کہ ایک جوان تاجدار لباس فاخرہ پہنے ہوے بیٹھا ہی ملازموں کو پکار رہا ہی کہ یارو جلد آؤ میں قیام و مقیم کی ملاقات کو جاؤنگا

ملازم جو آنے لگے ایک خدمتگار طرف سے نخاستان کے چلا برق نے جلوکر ایک حباب بان
خادم بیہوش ہوا اُسکی شکل بنکر حاضر حاضر کرتا ہوا سامنے اُس تاجدار کے آیا اُسنے کہا تخت لاؤ
ملازم ایک تخت اُٹھا کر لائے وہ جادوگر اُس تخت پہ سوار ہوا برق اُسکے ساتھ تخت پر بیٹھا
میٹھی میٹھی باتین کرتا ہوا ساتھ اسکے چلا آتا ہو یہان قیام و مقیم جلسے مین بیٹھے ہین زوجہ
ہر چند کہتی ہو کہ شراب کا جرچا کرو قیام کہتا ہو کہ صاحب آج شراب پینا بہتر نہین رہ رہ کے دل
دھڑکتا ہو نہین معلوم خداوند ہفت پیکر کو کیا منظور ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پہ برق چمکی
مقیم نے کہا کہ لو صاحب سالار کوہ کن آتے ہین تمھارے بھائی ہین اکثر تنہائی مین مجھسے کلام
عشق و محبت کے کیے مین نے جواب دیا کہ تم میرے دیور ہو بلکہ قیام سے بڑے ہو بجائے
باپ کے ہو یہ کیسی باتین کر رہے ہو قیام نے کہا کہ اُنکے مزاج مین سفہی ہو تیر کیا نگاہ ڈالینگے
مین شکایت کرونگا کہ عبر کبھی تمسے ایسی باتین نہ کرین ورنہ بہت رنج اُٹھائینگے مقیم نے کہا کہ
صاحب سہولیت مین کلام کرنا فساد کرنے سے کیا فائدہ یہ زمانہ وہ ہو کہ کل اہل طلسم اپنی اپنی
جان کا خیال رکھتے ہین آج کل کسی سے فساد ہونا بہتر نہین اور نہ کہ اپنے بھائی کو دشمن کرنا
کیا ضرور ہو یہ ذکر تھا کہ سالار کوہ کن کا تخت آکر زمین پر اُترا قیام بڑھ کے استقبال اُٹھا
مقیم نے بھی جھک کے سلام کیا سالار نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ دلبری جواہر مین غوطہ زن
نازنین پر فن غنچہ دہن ہنس کر جو سلام کیا سالار پس گیا ٹھنڈھی سانسین کھینچنے لگا ہاتھ
تھام لیا مقیم نے آنکھ سے اشارہ کیا شوہر سامنے دیکھ رہا ہو ہاتھ چھوڑ دو سالار مبہوت
ہو رہا ہو اشارہ کن کو کب مانتا ہو لپٹا جاتا ہو کبھی کہتا ہو کہ اے جان جہان واے آرام دل
مشتاقان تمھارے ہی واسطے تو مین اس وقت آیا ورنہ شب کو ہزار طرح کا انتظام کرنا
ہوتا ہو کل قدرت نے خبر دی تھی کہ برق فرنگی طرف تمھارے قصر کے آتا ہو اے سالار
ہوشیار رہنا حصار یہی مین نے نہین کیا ہو تمھارے اشتیاق مین چلا آیا ایسا نہ ہو کہ قریب
میرے قصر کے آجائے تو آفت برپا کرے مقیم نے کہا کہ تم جانتے تھے یہ وقت جلسے کا ہو اسوقت
بھائی صاحب آپ کے ضرور موجود ہونگے سالار نے کہا کہ کیا مین بھائی صاحب سے ڈرتا ہون
بھائی صاحب اگر دخل دینگے تو بہت پچتائینگے رنج و ملال اُٹھائینگے دونون نے اشارہ کمین

جو باتیں کیں قیام نے زوجہ کو آواز دی کہ صاحب ادھر آؤ تم تو بھائی صاحب سے باتیں کرنے لگیں مجھے بہت ناگوار ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ ایک گولہ ماردوں کہ سر تمھارا اور اُنکا اُڑ جائے اب تو میں نے اسکی صورت ظاہری پر خیال کرلی ہو گیا اُپنے بزرگوں کا نام بدنام کریگی اور کیوں بھائی صاحب آپ ہماری زوجہ پر نگاہ بد ڈالتے ہیں ابھی یہ آپ کی شکایت کر رہی تھی میں نے جواب دیا تھا کہ بھائی صاحب سے شکایت کرونگا سالار نے کہا کہ بھائی صاحب میں نے بہت بڑا ضبط کیا دل نہیں مانتا اب آپ میرے حال پر رحم کریں دل کانپ رہا ہے آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں باتیں تڑپ تڑپ کے کٹتیں لاکھ ضبط کرتا ہوں دل نہیں مانتا اب تو میری یہ کیفیت ہو نظم

پھر لہو سرخ ہوا جسم میں کالا ہو کر
مرتبہ پست ہوا شک کا اعلا ہو کر
آہ نکلی جو سوئے عرش معلا ہو کر
مرد میدان وفا ہو تو نہ جا ہو امداد
خاکساری نے یہ ترکیب سجھائی ہو مجھے
جلوہ فرما سر محفل ہو تکلف نہ کرو
چشم بہنے لگی جب داغ جگر یاد آیا
منھ بنا لیتے ہو جب سنتے ہو ذکر عاشق
ناز معشوق کا عاشق کو دیا ہے دعوکا
پاس ناموس محبت کا رہیگا ملحوظ
اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹونگا اپنا اک دن
ملک الموت کو تکلیف نہیں دینے کا
ٹھوکریں کھاتے ہو کیوں کعبہ میں جا جا کر زند

رہ گیا ایک برس بھی مجھے سودا ہو کر
پھر وہی قطرے کا قطرا رہا دریا ہو کر
رہ گی عالم بالا نہ دبالا ہو کر
سر کو معرکۂ عشق کہ تنہا ہو کر
چوم لے اُسکے قدم نقش کف پا ہو کر
منھ چھپاتے ہو عبث انجمن آرا ہو کر
چور بیدا کیا ناسور نے اچھا ہو کر
نام بیمار سے چڑھتے ہو مسیحا ہو کر
تار موے کمر یار نے حلقا ہو کر
اُسکو بدنام نہیں کرنے کا رسوا ہو کر
کون بیٹھا رہے پابند قضا کا ہو کر
پیشتر مرگ سے رہ جاؤنگا مردہ ہو کر
بیٹھ رہیے کہیں رہبان کلیسا ہو کر

یہ اشعار جو سالار نے پڑھے قیام نے کہا کہ بھائی صاحب ذرا ہوش میں آیئے اب تو آپ کھلی کھلی باتیں کہنے لگے بس اب جایئے ایسا نہ ہو کہ کچھ آپ کے خلاف ہو سالار نے کہا کہ آج میں مقیم کو لیکر جاؤنگا جب تک یہ میرے پہلو میں نہ ہوگی مجھے آرام نہ آئیگا رو رو کے میرا

دل گھبرائیگا قیام نے کہا کہ بھائی صاحب عورت کے واسطے آپ اتنا بگڑتے ہین بڑا افسوس
یہ ہی کہ مجھسے لڑتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف گفتہ سے میری زوجہ کو آپ لیجانے کو کہتے ہین
نازنین نے جواب دیا کہ صاحب کیون بگڑتے ہو مین انکے ساتھ نہ جاؤنگی برق نے سالار سے
کہا کہ آپ کے چھوٹے بھائی ہو کر آپ سے برابر کلام کرتے ہین آپ بھی جواب سخت دیجیے عورت
پر قبضہ کیجیے برق نے جو سکھایا سالار نے فوراً بجا دیج کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیون او ظالم
پیچ و خم نے تیری زلفون کے مجھکو پریشان کیا آئینہ رخسار نے حیران کیا مین لاکھ چاہتا ہون
کہ صبر کرون دل پر جبر کرون نہین ہو سکتا لہذا اب مین تجھکو لیجاؤنگا اب تامل نہ کرونگا دیکھون
تو بھائی صاحب کیا کرتے ہین اگر وہ لین گے تو پریشان ہونگے یہ کہکے ملازمون سے کہا کہ ارے
تخت لاؤ اسکو سوار کرو ہمارے باغ مین لیجاؤ وہان جلسہ آراستہ ہو دیکھون بھائی صاحب
کیا کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ مزاج مین اختلاف ہو مقدمۂ اصل نہ صاف ہو یہ کہکے طرف تخت
کے چلا مقیم کا ہاتھ تھام لیا چاہا کہ تخت پر بیٹھ جاؤن قیام نے بڑھکر گولہ مارا سالار نے
گولہ کاٹا آپس مین سحر چلنے لگا کنیزین ہان ہان کرکے الگ ہوگئین کہ دونون ساحر زبردست
ہین ایسا نہ ہو کہ ہمارا سر اڑ جائے دور سے سمجھا رہی ہین ای سالار چھوٹے بھائی پر یہ بدعت
کرتے ہو کبھی قیام سے کہتی ہین کہ بڑے بھائی سے نہ بگاڑو ایک عورت کے لیے یہ جانبازی
اور عورت سالار سے راضی معلوم ہوتی ہے چاہتی ہے کہ اسکے ساتھ تخت پر بیٹھکر نکلجاؤن شوہر
کے سحر دیکھتی ہو کئی مرتبہ تیر مارے ایک مرتبہ تیر شانے پر شوہر کے پڑا شوہر نے للکارا کہ او
گیسو بریدہ کیون تیری شامت آئی ہے تجھکو کیا زندہ جانے دونگا مین تیری باتین سمجھتا ہون میرے
بھائی کو تونے میرا دشمن بنایا تیرا سر کاٹ لونگا زندہ نہین جانے دونگا سالار جھوٹا بڑا آگے
بڑھا آواز دی کہ او بیحیا کیون اسقدر عورت کو ڈراتا ہے اسکے سر کے ساتھ میرا سر ہی جو اسکا جی
چاہا اُسنے کیا خبردار اسکو ڈرانا نہین یہ کہتا ہوا تلوار کھینچ کر قیام پر جا پڑا قیام اور سالار مین
چلنے لگی دونون اپنا رنگ اور ڈھنگ سحر کا دکھا رہے ہین مہتر برق فرنگی دمبدم سالار کو
اُبھارتا ہے اور خواجہ بشکل گل بہار قیام سے فرما رہے ہین سالار کا سر کاٹ لیجیے آپکے
لیے بڑی بدنامی ہوگی ایک مقام پر مقیم نے گولہ مارا قیام نے اُسے کاٹا جھولی سے گولہ نکالنے لگا

مقیم نے کمان سینگ کی جھولی سے نکال سینگ کا تیر مجر کمان میں پیوست کیا کہا کہ ارے دیکھ
آسمان سے آگ برسا چاہتی ہے قیام نے طرف آسمان کے دیکھا مقیم نے سینہ تاک کر تیر مارا کہ
سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قیام کا لاشہ ہو گرا گل بہار دوڑ کر لاش سے لپٹ گئی اور
پکارنے لگی کہ اے شہنشاہ آپ اتنی ہی زندگی لیکر آئے تھے ہفت پیکر نے آپ کو بہشت میں
بلا لیا مہلت نہ دی یہ نگوڑے احمق نے کیا تقدیر کی کہ زوجہ بھی غیر کے قبضے میں گئی اب اسکے
بدلے تمھیں وہاں حوریں ملینگی ہم کہاں جائیں اپنی مصیبت کس سے سنائیں سالار نے کہا
کہ اے گل بہار تو اسقدر کیوں بیقرار ہوتی ہے جہاں جی چاہے نوکری کر لینا گل بہار نے جواب دیا
کہ اے سالار میں اُنکے گھر کی مالک تھی زوجہ کو وہ اختیار نہ تھا جو مجھے اختیار تھا ایسی کون
ہے جو منزلت کریگا سالار نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل اپنی بی بی کے پاس رہنا سارا جواہر خانہ
تیرے سپرد کر دونگا تجھے اختیار ہے برق نے جو آواز پہچانی اسنے بھی قریب آکر کہا کہ بی گل بہار
اپنا حال ابتر نکرو انکے ساتھ چلو یہ بڑی قدر کرینگے ہم لوگ چار چار روپیہ کے نوکر دس دس بیس
اوپر سے پانے میں مزے اُڑاتے ہیں اور تم عورت ہو ایک دن میں سارے گھر پر اختیار ہو گا
نئے بازجوان جسوقت شراب پی جو شخص سامنے آیا اُس سے نشے کی باتیں کر کے سارا گھر اُسکے
سپرد کر دیتے ہیں تم تو نوجوان وضعدار ہو دو دن میں اپنا رنگ جما لینا گل بہار نے کہا او
بھیا ایسی باتیں نہ کرو میں کیا اپنی بی بی پر سوتاپا دونگی یہ مرنے والے اکثر راتوں کو اُٹھ کر
میری پائینتی آ بیٹھے تھے ہزار طرح کی منتیں و خوشامدیں کرتے تھے میں نے کہدیا کہ صاحب یہ
بات اپنے دل سے دور رکھو اُسی طرح میاں سالار سے بھی اپنا طریقہ میں رکھونگی آئندہ انھیں
اختیار ہے اگر اپنے مال کو عزیز جانیں گے تو میرے سپرد کرینگے ورنہ اختیار ہے سالار نے اسکا ہاتھ
تھام لیا کہا بی گل بہار چلو مجھے خود اُسکے مرنے کا افسوس ہے اُسنے عورت کے لیے جان دی میں نے
ہرچند سمجھایا مگر اُسنے میرا کہنا نہ مانا جب یہ بیاہ کے آئی تھی اور گو گھونگٹ میں تھی جب سے میرے اسکے
آنکھ لڑاتی تھی اور اب اسکو اپنے گھر کا مالک کرونگا یہ کہکر تخت آراستہ کیا پہلے مقیم کو سوار کیا
اُچک کے برق بھی برابر آ بیٹھا ہوا کہ ہمارے مالک کا کہا یاد ہے اور پکار کر کہا کہ بی گل بہار آؤ
گل بہار نقلی نے جواب دیا کہ ارے صاحب ٹھہرو میں اپنی گٹھری بقچی تو لے لوں یہ کہکر گٹھریاں بنیں

خواجہ گھبرانے لگے جہان جو مال دیکھا اُٹھا کر نذر زنبیل کیا برق نے جو دیکھا کہ اُستاد مکان کو لوٹ
رہے ہین یہ بھی تخت سے کود کر پہونچا خواجہ تے پکار کر کہا کہ میان خدمتگار صاحب باہر ٹھہرو مجھے سب
کی گٹھریان بقچیان جابجا رکھی ہین مین سمجھ کر اُٹھا لون برق نے کہا کہ اُستاد دیکھیے کیسے وقت پر غلام
پہونچا فرمایا بس چپ رہو کسی بات مین دخل نہ دو ورنہ ابھی کہہ دونگا برق نے کہا کہ اُستاد آپنے
حکم دیا تھا کہ میرے پیچھے نہ آؤ الگ الگ کام کرو غلام نے کیا کار نمایان کیا خواجہ نے کہا بس
چپ رہو ورنہ مین سالار سے کہہ دونگا برق کنارے ہوا ڈرا کہ یہ اُستاد والا نژاد ہین ایسا نہو
کہ کہدین تو خرابی ہو خواجہ نے جھٹ پٹ دل قبضے مین کیا نکل کر باہر آئے تخت پر سوار ہوے
برق سے کہا کہ بیٹا کچھ مال نقد و جنس نہ تھا کچھ چیتھڑے گدڑے ستے مین نے زنبیل مین ڈال لیے
بچون کے تہا لچے وغیرہ بن جائینگے برق خاموش ہو رہا اب سالار نے تخت اُڑایا راہ مین
برق رنگ جماتا ہوا کہتا ہوا کہ حضور چل کر باغ مین جلسہ جمائین خوب ہم بھی گائین گے دور جام
چلے آپ دونون کو خوب راضی کرینگے خواجہ مقیم سے باتین کر رہے ہین باتین کرتے کرتے راہ مین
پوچھا کہ صاحبقران کی قید پر تم میان بی بی حاکم تھے اسم اعظم حمزہ کا اور حرز ہیکل کہان
رکھی ہے مقیم نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم کا تو میرے پاس ہے ہر وقت جھولی مین رکھتی ہون رات
کو بھی لیکر اپنے پاس سوتی ہون راہ مین باغ ہے کہ اُسمین کبقال زنگی رہتا ہے وہی مقبل کی
شکل بنا کر گیا تھا خواجہ نے برق سے اشارہ کیا کہ اسم اعظم حمزہ تو موجود ہے کبقال زنگی کو
بلواؤ برق نے اشارہ کیا کہ اُسکے بلانے کی کوئی وجہ نہین اور بن پڑیگا تو بلواؤنگا کبقال
اپنے باغ مین معشوقہ کو لیے بیٹھا ہے شراب پی رہا ہے سر اُٹھا کے جو دیکھا دیکھا تخت پر سالار جاتا ہے
اُٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی کہ اے افسر کہان جاتے ہو چند ساعت یہان ٹھہرو ایک جام شراب
پی لو برق نے کہا کہ حضور باغ بھی معقول ہے جلسہ بھی عمدہ ہے آج اسی مقام پر ٹھہریے
کبقال نے آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا زبردستی اپنی محفل مین لایا سالار کو بمقام صدر پر
بٹھایا از وجہ قیام کو دیکھکر پوچھا کہ حضور یہ آپکے ساتھ کیونکر آئین سالار نے کہا کہ مین مدت
سے اسپر عاشق تھا آج مجھے میسر ہو سکا مین نے اُس سے سوال کیا وہ بگڑا آخر میرے ہاتھ
سے مارا گیا شوہر کو مار کر زوجہ کو لایا ہون اگر اُسکو اپنی جان کی خیر و عافیت مطلوب ہوتی تو

بسہولت زوجہ کو حوالے کرتا بگڑا آخر کو مارا گیا کیقال نے کہا کہ ای افسر ہم تو آٹھ پہر حفاظت میں
حرز ہیکل کی مصروف رہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی فتور پڑے جس وقت قدرت نے آواز دی
بشکل مقبل پہونچے جاکر حرز ہیکل مانگ لی باغ سے نکلنا موقوف کیا باغ ہی میں آٹھ پہر
رہتا ہوں کہ باغ سے باہر نکلوں عیار کسی مقام پر گھیر لیں مقیم نے کہا کہ ای کیقال اس مرنیوالے
نے شیشہ اسم اعظم میرے پاس اسواسطے رکھا کہ وہ تو مرد تھے جا بجا جایا کیا میں باغ
سے کہیں نکلتی نہیں رات کو بھی اپنے پہلو میں لیکر سوتی ہوں کیقال نے کہا کہ اب تم ہمارے
افسر کے پاس آئیں اب تم تک عیار نہیں آسکتے انکے برابر اس حوالی میں کون جادوگر ہے
سب نے انکو بہ افسری قبول کیا ہی انکی سب حفاظت کرتے ہیں تمنے خوب کیا کہ انکے ساتھ
چلی آئیں سالار نے کہا کہ ای کیقال جس عورت پر ہم نگاہ ڈالیں محال ہی کہ وہ ہم تک نہ پہونچے
ہر چند کہ زوجہ نے شوہر کو مارا مگر میں انکی مدد کو موجود تھا کیقال نے کنیزوں کو آواز دی کہ ارے
شراب لاؤ بہ برق اٹھ کر دوڑا میخانے میں گھس گیا شراب کو الٹ پلٹ کرکے لانے لگا کہتا جاتا
ہی کہ اپنے افسر کے لیے ہم خود انتظام کرینگے شراب لاکے رکھی گل بہار بیچ میں آکر بیٹھی عرض
کی کہ کنیز ایک غزل گائے کیقال نے کہا کہ بی گل بہار تمہیں گانے میں بھی دخل ہی کہا حضور
گانا تو بڑی چیز ہی دل بہلا دونگی سازندوں نے ساز درست کیے خواجہ نے سالار سے
آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

ہر گل کو اپنے حسن کا جلوہ دکھا چلے
لو آئے تھے چمن میں یہ فتنہ اٹھا چلے

طوفان آئیں پاکر مخالف ہوا چلے
کشتی خدا جو چاہے تو بے ناخدا چلے

سیر چمن کو آئے تھے گلگشت کر چلے
اب باغ سے کدھر مرے گلگوں قبا چلے

وحشت میں بیٹھے بیٹھے اگر کھینچوں آہ سرد
بجھ جائے شمع طور بھی ایسی ہوا چلے

واقف ہوئے نہ اہل جہان کے طریق سے
بیگانہ وار آئے تھے نا آشنا چلے

جاتے ہیں اب وہاں کہ جہان سے نہ آئینگے
چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے

تڑپونگا خون میں کاٹونگا اپنے گلے کو یار
دکھلاؤنگا تماشہ اگر دست و پا چلے

ان ٹھنڈی گرمیوں سے میں جلتا ہوں گیا
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

ق

آباد رکھے حق تجھے ای بادشاہ حسن — عاشق ترے فقیر ترے بینوا چلے

ہر وقت جاؤ جاؤ کہا تنک سنے کوئی — در سے ترے چلے چلے او بیوفا چلے

سو ہوگئے سفید سیہ کاریون مین رند — کس کام کو تم آئے تھے اور کرکے کیا چلے

یہ غزل گاکے خواجہ نے کہا کہ مین ہی ساقی گری بھی کرون برق نے کہا کہ یہ کام مین خوب کرتا ہون دونون مین آپس مین تکرار جو ہوئی سالار کو شک پیدا ہوا دو انگوٹھیان ہاتھ سے اُتارین ایک سامنے گل بہار کے پھینکی اور ایک سامنے خدمتگار کے کہا کہ یہ اُٹھا لاؤ تا جا دونون جھکے جیسے ہی انگوٹھی پر ہاتھ پڑا ایک شعلہ سبز کا کہ ہاتھ مین آبلہ پڑگیا گرمی جو پہونچی رنگ وروغن دونون کے چہرے سے اُڑگیا خواجہ نے جو اپنا یہ حال دیکھا فوراً تڑپ کر چاہا کہ سالار پر جا پڑون سالار نے ایک دو تھپڑ مارا خواجہ و برق منہ کے بھل زمین پر گرگئے سالار نے کہا کہ ای کیقال جب راہ مین عمرو نے حال اسم اعظم پوچھا عورت ناقص العقل اُسنے سب حال کہدیا مجھے اُسی وقت سے تردد ہوا تھا کیقال نے جو شراب مانگی اور یہ برق تڑپ کر میخانے مین پہونچا شراب لاکر آراستہ کرنے لگا مجھکو اسیر بھی اُسی وقت شک پیدا ہوا مگر گل بہار پر گمان بھی نہ تھا یہ ظالم بڑی تدبیر سے پہونچا قدرت نے انکی قضا میرے ہاتھ مقرر کی ہے ای کیقال میدان خون کی تیاری کرو کیقال نے کہا کہ مین خود جلاد صاحب بیداد ہون اگر قدرت حکم دین تو اپنے بھائی کو قتل کرون ذرا مجھکو ترس نہ آئے قدرت نے رحم میرے لیئن خلق نہین کیا مقیم نے کہا کہ کیون صاحب یہ دونون کیونکر ہم تک پہونچے مین ساتھ اپنے شوہر کے کوہ زبرجدی پر گئی تھی وہین کچھ فتور ہوا سالار نے کہا کہ برق کیونکر خدمتگار بنکر ہم تک پہونچا یہ عیاران لشکر اسلام ہین ذرا بھی جگہ پائی اور یہ پہونچ جاتے ہین مگر آج انکی قضا دامنگیر ہے کس طرح آکر دونون پھنسے بڑے بڑے ساحرون کو ان دونون نے مارا آج سبکے خون کا بدلہ ہوگا قدرت فرماتے تھے کہ اگر عمرو مار ڈالا جائے تو طلسم کشا کبھی طلسم ہفت پیکر پر نہ پہونچے راستے ہی صاف کرتے ہین لشکر طلسم کشا یہان سے دو منزل پر ہے اور یہ عیار پہلے سے آگے بڑھ آئے یہ سارے فساد ان ہی کے قدم سے ہوے کہ بھائی میرا میری آنکھون کے سامنے مارا گیا دیدۂ دل سے اشک خون ٹپک رہے ہین کہ مین نے بھائی کو مارا انہین ظالمون کے آنے سے

یہ سارے فتور ہوے ای کیقال جلد میدان خونی کی تیاری کرو کیقال نے آواز دی کو غضہ
باغ سے چند زنگی سیاہ رو تیرہ درون ابروون پر بل پڑے ہوے خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین
آکر پکارے کہ ای افسر کیا حکم دیتا ہی کیقال نے کہا کہ ان دونون عیارون کو قتل کرو گوشت
بھی انکا تقسیم کہاؤ وہ زنگی اچھلنے لگے پکارتے تھے کہ یا خداوند ہفت پیکر تو نے آج کیا
نعمت ہمارے واسطے بھیجی ہی مسلمانون کا گوشت اور مسلمان وہ کہ جنھون نے ہزارون جادوگرون
کو مارا انکا گوشت ہمکو ملے یہ تیری رحمت و قدرت ہی ان زنگیون نے عمرو و برق کو کھینچا خنجر
لیے ہوے آپس مین لڑتے ہین ہر ایک یہی چاہتا ہی کہ مین قتل کرون دوسرا کہتا ہی کہ سینے کا
گوشت مین لونگا ایک کا قول ہی کہ کلے پائے مین لونگا حصے تقسیم کر رہے ہین خواجہ و برق انکی
آمادگی دیکھکر نہایت بیقرار ہین کہ ان ظالمون کے ہاتھ سے خدا بچائے کہ جو قتل پر ایسے آمادہ ہین
گوشت کہانے پر کیسے مستعد ہین بیقرار ہوکر خواجہ رونے لگے پروردگار کی درگاہ مین دعا کرتے
تھے کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار ان دشمنون کے ہاتھ سے بچائے **نظم**

بپے کشایش باب امید نا امید — بدست فاتح ابواب رزق ہست کلید
بہ تیغ تیز محبت ہر آنکہ گشت شہید — چو خضر گشت درین دہر زندۂ جاوید
گدائے درگہ بخشش فقیر و دولتمند — امیدوار عنایت ہمہ شقی و سعید
خداست مالک و حاکم بآسمان و زمین — خداست حاضر و ناظر ہر قریب و بعید
خداست کار برار مراد اہل مراد — خداست حاصل امید صاحب امید
خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر — خداست موجد ایجاد وقت ہر تجدید
ز کینہ آئینہ سینہ چون مصفا شد — عیان ز مطلع دل نور کبریا گردید
بشاہراہ طریقت نہاد پا سالک — برہنمائی باطن چو راہ راست بدید
محمد خان اکبر عجیب تر دیوان — نوشت ہندی اہل سخن بطرز جدید

خواجہ و برق تڑپ تڑپ کر دعائین مانگ رہے ہین سات آٹھ زنگیان آدمخوار خنجرہاے برہنہ
ہاتھ مین اشارے کے امیدوار ہین کہ کیقال حکم دے تو انکے ٹکڑے ٹکڑے اڑائین مگر لشکر رستم
منزلون کو طی کرتا ہوا ایک بیشۂ سبز و خرم مین آکر اترا بارگاہ مین جملہ سردار آئے ذکر خواجہ و

برق ہونے لگا جہلال سرکش نے رستم سے کہا کہ ای شہریار خواجہ و مبدم مجھسے قیام و مقیم کا
حال پوچھتے تھے وہ اُن ہی کی فکر مین گئے ہین ایک نکتہ خواجہ سے مین کہنا بھول گیا کہ کیقال
زنگی جو زہیکل لے گیا خالی قیام و مقیم کے قتل کرنے سے مطلب نہ نکلیگا ایسا نہو کہ دشمن اُنکے
گرفتار ہو گئے ہون سماک اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ مین اپنے قبلہ و کعبہ کی تلاش مین
جاتا ہون پروردگار نے چاہا تو ڈھونڈھ کر لاتا ہون میرا دل مجھکو خبر دیتا ہو کہ عیاری اُنھون نے
کی مگر کسی بلا مین پھنس گئے کئی ساحران زبردست ہین وہ دھوکا نہ کھائینگے کوئی بات بھی
عیاری کی کی اور اُنھون نے پہچانا لہذا غلام جاکر تلاش کریگا یہ کہکر خاموش ہو رہا لیکن جہلال
ایک عقاب پر سوار ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا یہان وہ وقت ہو کہ پانچ سات جلاد آدمخوار
خنجر کھینچے ہوے سر پر کھڑے ہین خواجہ و برق سرنگون حیران طرف کیقال زنگی کے
دیکھ رہے ہین کہ اسنے اشارہ کیا اور غضب ہوا جلاد چاہتے ہین کہ سر کاٹین اور گوشت انکا
کھائین کہ جہلال نے آسمان سے دیکھا کہ خواجہ و برق قتل ہوا چاہتے ہین جھولی سے چکر
نکالا جلادون پر مارا کہ ساتون کے سر اُڑ گئے جہلال زمین پر آیا کیقال کو للکارا کہ او بھیا
تو اس لائق ہوا کہ چاہتا ہو خواجہ کو قتل کرے یہ کہکر جھولی سے گولہ نکالا کیقال نے پہلے ہی
جھولی پر ہاتھ ڈالا تھا گولہ نکال کر جہلال پر مارا جہلال نے گولہ کیقال کا روک لیا وہی گولہ
لیکر کیقال پر کھینچ مارا کیقال کے سر پر پڑا کیقال کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے کیقال کے
مرتے ہی سالار اپنے مقام سے اُٹھا للکار کر آواز دی کہ او جہلال تو نے غضب کیا کہ کیقال
کو مارا اب کہان جائیگا یہ کہکے ایک طرف سے یہ اُٹھا اور ایک طرف سے مقیم اُٹھی دونون نے
جہلال پر سحر کی بوچھار کر دی جہلال دفع کرتے کرتے اول عورت پر جا پڑا کلائی پر ہاتھ ڈالکر
ایک طمانچہ مارا کہ مقیم کا سر اُڑ گیا سالار نے ایک چیخ ماری کہ او جہلال غضب کیا اُس معشوقہ
کو مارا کہ جسکے واسطے مین نے اپنے بھائی کا لاشہ دیکھا یہ کہکر تلوار کھینچی جھومتا ہوا جہلال
پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے جہلال نے خالی دیے سالار جب ہاتھ مارتا ہو کئی تلوارین
اور خنجر جہلال پر گرتے ہین جہلال اُن تلوارون اور خنجرون کو توڑ رہا ہو جب خنجر توڑے تلوارون
کے پھل شکست کیے غصے مین آکر ایک تلوار روک لی کہا او سالار اسی سے تیری قضا ہی

خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا سالار پر مارا سالار نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن برق شمشیر
جو گری سپر کو کاٹا سر پر آئی تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کے سر پر تلوار گری سر اور سر کو کاٹا تا بہ
جگرگاہ پہونچی سالار کے دو ٹکڑے ہوئے خواجہ نے اتنے عرصے میں تمام باغ لوٹ لیا اور
کوٹھریوں میں گھس گئے جال نکال کر سارا مال کھینچا اور زنبیل کیا چھت پردے تک
کاٹ لیے جہلال نے جب ان سب کے قتل سے فرصت پائی پلٹ کر دیکھا خواجہ و برق کو شیشے
پھرتے میں پکار کر آواز دی کہ خواجہ اب چلیے آپکے لیے رستم بیقرار ہیں بہانہ تک کہ غلام کو بھیجا
لیکن شکر ہے کہ وقت پر پہونچا اگر چند ساعت اور نہ آتا تو دشمنان حضور کا خاتمہ تھا عمرو نے
کہا کہ اے جہلال مجھے مرنے کی عادت نہیں میں جانتا تھا کہ کوئی بچانیوالا آتا ہوگا مقیم کی جھولی
سے شیشہ اسم اعظم کا نکالا شیشے کو توڑ ڈالا حرز ہیکل پاس سے نکال کے لی یہان کو شیشہ
ٹوٹا وہان امیر اُس قید خانے میں بیٹھے ہیں سردار بھی سامنے بیٹھے ہوئے زنجیرین ہلا رہے
ہیں یکایک سرداروں نے دیکھا کہ صاحبقران بیہوش ہوئے بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران
ہوشیار ہوئے ہوشیار ہوتے ہی صاحبقران جو خیال کرتے ہیں اسم اعظم یاد آیا غصے میں آکر
امیر نے قید کو توڑا سرداروں نے بھی قید توڑی اندر سے قید خانے کے نکلے دروازے پر
صلصال جادو نگہبان تھا اُسنے صاحبقران کو للکارا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار
چھین لی اُسی تلوار سے اُس سیاہ رو کو بلا ملکر اُسے بڑھے تھے کہ غلغلہ ہوا بارہ ہزار اُسکے نوکر
مالک کے مرنے کی آواز سنکر دوڑے آکر گھیر لیا صاحبقران لڑنے لگے سردار بھی آپڑے وہ
شیران وحشت ہزد جو آکر گرے ساحر بھاگے یہان عمرو نے جہلال سے کہا کہ یقین ہے میں نے
شیشہ اسم اعظم کا توڑا وہان صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا ہوگا میں یہ حرز ہیکل صاحبقران
کو پہونچاؤن ایسا نہو کہ کوئی ساحر زبردست آکر اسم اعظم بند کرلے تو امیر پریشان ہونگے حرز ہیکل
پر سحر تاثیر نہیں کرتا جہلال نے کہا کہ میں پہونچا دونگا حرز ہیکل مجھے دیجیے یقین ہے کہ لڑائی
بڑی ہوتا بہ کوہ زبرجدی خبر پہونچیگی یہ کہکر حرز ہیکل خواجہ سے لی پرواز پیدا کرکے چلا اُس وقت
یہ پہونچا کہ زبرجد کو خبر پہونچی کہ صاحبقران قید خانے سے نکل آئے در زندانخانہ پر لڑ
رہے ہیں زبرجد طرف کوہ کے چلا باوے کو دوڑایا تصویر سنگی کے سامنے غل مچانے لگا کہ یا خداوند

نہین معلوم کیا باعث ہوا حمزہ مین یہ طاقت کہان سے آئی مین نے زور حمزہ روک دیا تھا آواز
آئی کہ ای بندۂ خاص اسم اعظم حمزہ کا چھوٹا کیقال وسالار وغیرہ سب مارے گئے قیام ومقیم
سے فساد پڑا قیام ہاتھ سے مقیم کے مارا گیا مقیم سالار کے قبضے مین آئی سالار کی ذات سے
سارے فساد برپا ہوے جہلال وقت پر پہونچا جسنے سالار ومقیم کو قتل کیا تجھے آگاہ کرتا ہون
کہ جہلال سرکش حرز ہیکل لیکر آتا ہی اگر ہو سکے تو بڑھ کر اسکو روکو حمزہ کا روکنا دشوار ہے
جہلال سرکش ساحر زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست رفیق طلسم کشا قرار پایا اب وہ
آمادۂ حرب وپیکار ہی یقین ہی کہ ساتھ طلسم کشا کے تا صحرای گرداب نشان جائے بدون
اطاعت گرداب دریا سے طلسم تک رسائی دشوار ہی یہ سنکر زبرجد آکر سوار ہوا تین لاکھ
فوج ساتھ لی چند قدم آگے بڑھ کر انتظار جہلال مین ٹھہرا دیکھا کہ جہلال ایک عقاب پہ
سوار ظاہر ہوا زبرجد نے آواز دی کہ او جہلال کہان جاتا ہی قدرت تجکو طلب کرتے ہین
جہلال نے جواب دیا کہ مین تو اوس چھوٹے پر لعنت کرتا ہون مکاری کر کے خداوند بن بیٹھا
مین اب اسکے پاس نہ جاؤنگا زبرجد نے آواز دی کہ ہان یارو اسے گھیر لو یہ جانے نہ پائے
تین لاکھ جادوگرون نے سحر کیا جہلال زمین پر آیا عقاب راون کے نیچے سے نکل گیا
جہلال نے زمین پر آتے آتے ایک گولہ مارا کہ تیس ہزار جادوگر ہاتھ باندھے سامنے کھڑے
تھے ہر کس کو یہ ثابت ہوا کہ ایک معشوق پریچہرہ میرے پہلو مین کھڑی ہی معشوقہ کے جمال
بیمثال کو دیکھکر بلبلا کے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

جو جسکے حق مین سمجھا وہ بہتر بنا دیا — مجکو فقیر تجکو تونگر بنا دیا
خالق نے ایک ایک سے بہتر کیا ہی خلق — دارا کوئی کسی کو سکندر بنا دیا
غافل مقام رشک نہین جاے شکر ہی — سو سے بڑا تو ایک سے بہتر بنا دیا
صاحب کمال رکھتے ہین اکسیر کا خواص — جسکی اٹھائی خاک کی اور زر بنا دیا
اجرت پہ استخوان کی گیا لیکے خط شوق — مجھ زار نے ہما کو کبوتر بنا دیا
ساری رگین ہوئی ہین تن زار پر نمود — ناطاقتی نے جسم کو مسطر بنا دیا
گردن مین طوق پاؤن مین زنجیر ڈالی زند — سودائیون کو اپنے یہ زیور بنا دیا

تیس ہزار جوان دیوانہ وار و وحشی مثال سامنے جہلال کے آئے دست بستہ عرض کی کہ اے جہلال سرکش ہم تابعدار ہیں جو حکم ہو بجالائیں جہلال نے کہا کہ یہ جو سامنے فوج صف باندھے کھڑی ہے ان سب کو مارو جلد قتل کرو زبرجد کو بھگا دو یہ سنکر وہ تیس ہزار جوان اسباب سحر ہاتھ میں لیکر فوج زبرجد پہ جا پڑے تیس ہزار سحر جو ایک مرتبہ ہوا اسی قدر جوان مر کر گرے دو تین حملے جو کیے فوج زبرجد میں تہلکہ پڑا سب بھاگنے لگے جہلال نے پھر ایک گولہ مارا دس ہزار جوان اور مطیع ہوے اُن تیس ہزار کے ساتھ یہ دس ہزار بھی شریک ہو گئے لڑائی میں مصروف ہوے جہلال جب گولہ مارتا ہے ہزار دو ہزار کے قلب اُلٹتے ہیں انکے ساتھ شریک ہوتے ہیں جہلال لڑتا بھڑتا طرف زبرجد کے جاتا ہے کہ یکایک زمین تھرائی نعرہ امیر کی آواز آئی۔ نعرہ صاحبقران

منم صاحب جبر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ دشمن ولن
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائے براز عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ فگار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
جو رستم بسنجان پے گیرودار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت دادم مصاف
شدا رجنگ بیدین فیل و نگار

منم قاتل کافران جہان
پذیرفت گنجاب ملعون فرار
گنہ چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در انجا چو جاہ داد ب یافتم

ایک طرف سے سرداران نامی دہلوانان گرامی نعرے کرکے گرے لڑنے لگے اب جو جہلال نے صاحبقران کو دیکھا جھومتا ہوا قریب آیا برائے سلام اسقدر جھکا کہ سر زمین سے مل گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے شخص تو کون ہے عرض کی کہ آپکے فرزند کا غلام اور حرز ہیکل نکالکر صاحبقران کو بتائی امیر کا مرکب اُسی قعر میں سر ٹکرا رہا تھا نعرہ امیر کی آواز جو کان میں پہونچی شیشے بھرتا ہوا قریب آیا امیر پشت اشقر پر سوار ہوے طرف زبرجد کے چلے زبرجد نے فوج کو اشارہ کیا جہلال رکاب تھامے ہوے ساتھ ہے جب گولہ مارتا ہے ہزار دو ہزار کے قلب اُلٹے اور فوج زبرجد کو پامال کرنے لگا امیر لڑتے ہوے قریب زبرجد کے پہونچے جہلال نے خوب آگ برسائی زمین ہلائی زبرجد کا اور امیر کا سامنا ہوا زبرجد برس پڑا تلواریں برسائیں شعلہائے آتش گرائے مگر امیر پر تاثیر نہ ہوئی اسم اعظم ورد زبان حرز ہیکل گلے میں جو سحر

قریب آیا باطل ہوا آخر کو صاحبقران نے المجادے سے ہاتھ نکال کر تیغہ عقرب کا ہاتھ مارا
زر برجد نے سپر سحر اٹھا دی تلوار جو تڑپ کر گری سپر کٹی تاج کو کاٹ کر سراسر سر کو کاٹا زمین کو آکر
تلوار نے بوسہ دیا زر برجد کے مرتے ہی ایک غبار سیاہ بلند ہوا کہ تمام لشکر امیر مین وزیر کوہ و
بالاے کوہ اندھیرا ہو گیا ایک بار سے ابر تڑپ تڑپ کے آسمان سے گرتے تھے آوازیں ہیبتناک
آنے لگیں تھوڑے عرصے کے بعد روشنی ہوئی جہلال نے اپنے کو دیکھا کہ ایک صحراے بےنجر
مین کھڑا ہوں سمجھا کہ یہ شعبدہ ہفت پیکر نے کیا ایک صحراے سبزہ زار مین امیر نے اپنے کو
پایا اپنے سب سردار و کل فوج بخیر و عافیت موجود تھی بارگاہ سلیمانی استادہ ہے ایک سمت بارگاہ
ہشامی خیمے بارگاہیں استادہ ہیں لشکر آراستہ و پیراستہ امیر نے سجدۂ شکر پروردگار کیا
اور فرمایا کہ اب انشاء اللہ یہاں سے طرف صحراے گرداب نشان کے کوچ کرینگے صاحبقران
تو اس مقام پر اترے مگر جہلال سرکش نے جو اپنے کو صحرا مین پایا سمجھ گیا کہ یہ سحر خاص
ہفت پیکر کا تھا کہ اُسنے مجھکو صاحبقران سے الگ کر دیا یقین ہے کہ صاحبقران بآرام ہونگے
یہ سوچکر طرف لشکر رستم کے چلا یہان رستم انتظار جہلال مین تھے جہلال جو ایک صحرا مین
پہونچا دیکھا کہ خواجہ و برق ایک مسافر کو لوٹ رہے ہین جہلال دیکھا کیا جب خواجہ نے اُس
مسافر کو لوٹ کر مہلت پائی تب جہلال آگر ملا کہا کہ خواجہ امیر تو مقام معقول پر پہونچ گئے
آپنے دو چار پیسے کا روزگار بھی کیا اب رستم کے پاس چلیے خواجہ و جہلال و برق پاس
رستم کے جانے ہین راہ مین ایک چشمے پر آکے ٹھہرے تھے کہ برق نے کہا اے جہلال پانی
پی لیں تو آگے بڑھیں جب برق قریب چشمے کے آیا چھاگل سے پانی بھرا ایک نہنگ نے
چشمے سے سر نکالا وہ نہنگ برق پر حملہ کرنے لگا برق نے چھاگل پھینک ماری نہنگ نے
جھپٹ کے برق کی گردن لی پھر چشمے مین جا پڑا برق نے چلا کر آواز دی کہ اُستاد میری خبر لو حضرت
عمرو و جہلال جب تک دوڑیں نہنگ غوطہ مار کر غائب ہوا خواجہ نے کہا کہ اے جہلال برق کو
کوئی لے گیا معلوم ہوتا ہے چشمے مین بیٹھا تھا جہلال نے چہار جانب دیکھا چشمے پر آیا چشمے کو دیکھ
ہنسا پکار کر آواز دی کہ اے نہنگ غوطہ زن یہ بیٹے بیٹھے تمکو کیا سوجھی یہ نہ جانتے تھے کہ
جہلال سرکش ساتھ ہے کئی آوازیں دین کچھ صدا نہ آئی آخر جہلال نے جھولی سے ایک

گولہ نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھ کر چشمے پر مارا دنا ہوا مگر کچھ ثابت نہ ہوا گولہ بھی پانی مین غرق
ہوا جب تو جہلال نے جھلا کر کمر سے خنجر نکالا آواز دی کہ تیری قضا ہی آئی ہی خنجر پر اسم سحر پڑھ کر
چشمے پر کھینچ مارا خنجر جا کر پانی مین چمکا ایک آندھی سیاہ اُٹھی چشمے کا پانی کھول کر خشک ہوا
دیکھا کہ برق فرنگی بیہوش پڑا ہی اور ایک ساحر کا سر کٹا ہوا لاشہ تڑپ رہا ہی برق کو ہوشیار
کیا اور حال پوچھا برق نے کہا کہ جب مین پانی پینے لگا مین نے ایک ساحر کو دیکھا اُسنے میری
گردن پکڑلی اور اب قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ آسمان سے برق چلی اور یہ خنجر اُسکے سر پہ پڑا
سر کٹ کر گرا مین بیہوش ہو گیا عمرو نے جہلال کی بڑی تعریفین کین جب نہنگ غوطہ زن
مارا گیا تھوڑی دیر آندھی سیاہ چلی آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین نہنگ غوطہ زن ہو داب
جہلال و خواجہ نے دیکھا کہ دریاے لشکر رستم موج مار رہا ہی رستم کسی وجہ مین دیر دن بارگاہ
کھڑے تھے دیکھا کہ خواجہ و جہلال و برق آتے ہین مگر جہلال دریاے خون مین نہایا ہوا خواجہ
بہت خوش خوش رستم نے بڑھ کر جہلال کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا حال پوچھا جہلال نے کہا
کہ ای شہریار اگر مین تھوڑی دیر اور نہ جاتا تو خواجہ و برق کا خاتمہ تھا غلام جو پہونچا اُن حرون
کو مارا جنکے پاس اسم اعظم موجود تھا اور حرز ہیکل بھی تھی اُنکو مارا شیشہ اسم اعظم توڑا اب منظور
تھا کہ حرز ہیکل پاس صاحبقران کے پہونچائین جب یہان شیشہ اسم اعظم کا ٹوٹا صاحبقران نے
قید توڑی زیر کوہ زبرجدی جنگ عظیم واقع ہوئی زبرجد آج مارا گیا کوہ زبرجد شاداب
وہ اور پہاڑ پر پہونچیگا اور تو کچھ سحر نے سے نہ ہو سکا مجکو الگ کر دیا جس صحرا کا نہنگ
غوطہ زن مالک تھا اُس صحرا مین پہونچایا نہنگ مجپر تو دست انداز نہو سکا برق کو لے گیا آپکے
اقبال سے اُسکو بھی مارا بخیر و عافیت آپ کی خدمت مین پہونچے اب حضور کوچ کرین اپنے کو
صحراے گرداب نشان مین پہونچائین اب بیچ کے جھگڑے سب مٹے وہان چلکر پروردگار
کوئی ایسا سامان پیدا کرے کہ حضور تا بہ گرداب پہونچین اور وہان سے حال لوح کا معلوم ہو
یقین ہی صاحبقران کا گذر طرف صحراے باد انگیز کے ہو جب یہ دونون مقام فتح ہونگے
تب لوح کا پتہ معلوم ہوگا رستم نے کہا کہ ای جہلال تمنے بڑا کام کیا جہلال نے دست بستہ
عرض کی کہ حضور کے اقبال کی خوبی ہی حضور فتاح طلسم ہفت پیکر ہین کیا کسی مقام پہ غلام

کمی کریگا مجکو ہفت پیکر غار افراسیاب سے لایا مین کیا جانتا تھا کہ ایک دن یہ معرکہ ہوگا
ورنہ لوح کا حال مفصل معلوم ہوتا کئی برس سے مین اُسکے ساتھ ہون آوازدیناؔ دشمنون کو
گرفتار کرنا مرادمندون کی مراد کا پورا کرنا سب میری ذات پر موقوف تھا اب اُسنے اپنی ذات
پر موقوف رکھا ہی سب کام خود کرتا ہی جب تک حضور کو لوح نہ ملیگی تب تک جو سحر کریگا غلام
کو ڈر ہی کہ اُسکے شعبدے مین حضور نہ پھنس جائین مین سحر مین اُس سے کم ہون وہ بلاے
روزگار ہی غار افراسیاب والون نے مان لیا کہ بنگالے کے بھی ساحر آئے کسی نے ایسا
امتحان نہین دیا کل علوم سحر مین طاق ہی غلام کو بڑا خوف ہی جب حضور صحراے گرداب نشان
مین پہونچین اور وہان سے مدد ہو اور لوح کا پتہ ملے تب غلام کو تسکین ہو رستم نے شب کو
جلسہ آراستہ کیا جہلال سے یہی باتین رہین سہکم نے لشکر مین حکم پکار دیا کہ کل طلسم کشا
کا کوچ ہی چار گھڑی رات رہے سے لشکر تیار ہوا جہلال نے ساحرون کے پرے جمائے
رستم نکل کر سوار ہوے طرف صحراے گرداب نشان کے چلے دن بھر رہروی کی شام کو
ایک صحرا مین پہونچے کہ ہوا بالکل بند کوئی پتہ کسی نخل کا ہلتا نہین معلوم ہوتا ہی کہ نخل جمد بنے
ہوے کھڑے ہین جہلال نے رستم سے عرض کی کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس صحرا مین
کسی ساحر زبردست کا گذر ہی اُسی کے سحر کا باعث ہی کہ ہوا کا نام نہین خدا انجام بخیر کرے
رستم نے بارگاہ استادہ کرائی فرمایا کہ ای خیرخواہ جو پروردگار بہتر جانیگا وہی کریگا یہان تک کسنے
پہونچایا ہزارہا جادوگر آئے اپنے اپنے رنگ سب لے جمائے پروردگار نے اُن ظالمون کے ہاتھ
سے بچایا امیر کو رہا کرایا تمنے امیر سے ملاقات کی تھی جہلال نے کہا کہ مین نے اپنے ہاتھ سے
حرز ہیکل پہونچائی یہ بھی عرض کر دیا کہ مین آپ کے فرزند کا غلام ہون جنکے پاس حرز ہیکل تھی اسکو
مارا خدمت مین یہ تحفہ لیکر حاضر ہوا اُسی صحرا مین لشکر رستم کا اُترا بارگاہ آراستہ ہوئی قضا کار
گرداب شعلہ زن اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی ہی شوہر اسکا گشت کرکے آیا ہی باتین کر رہا ہی
کہ سامنے سے ابر سنہرہ کڑکتا ہوا پیدا ہوا گرداب نے شوہر سے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین
مین نے بہت چاہا تھا کہ اس سال یہ اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو تو بہت مناسب ہی اب مجکو
لڑکی کے تیور سے خوف آتا ہی ایسا نہو کہ پاؤن مین اینچ پیچ پڑجائے تو خرابی ہو مواج نے کہا کہ میری

بیٹی ایسی نہیں ہی اُسکو مرد کے نام سے نفرت ہی میں اسکے باغ میں خود جاکے دیکھ آیا مرد انکے
نام کا کوئی پھول بھی نہیں ہی مزاج میں کھیل کود زیادہ ہی یہ ذکر تھا کہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ملکہ ہما سے
اور رنگ نشین صرف وزیر زادی ساتھ ہی تخت آکے اُترا باپ کو سلام کیا ماں سے کہا کہ کچھ آپکو
خبر بھی ہی لشکر طلسم کشا صرف ایک منزل رہگیا اب جو وہ کوچ کرینگے تو آپ کی سرحد میں آجائینگے
فکر ضرور ہی گرداب نے جواب دیا کہ ای نور نظر ایسے ویسے طلسم کشا بہت آئے اور سر ٹکرا کے
چلے گئے یہ صحرائے گرداب نشان ہی بیان کرنے میں نہیں آسکتا اس طرح کی باتیں عرصے تک رہیں
گرداب نے دیکھکر آواز دی کہ ای نور نظر کل میرے پاس مالک صحرائے باد انگیز یعنی بلوانگیز
جادو آئی تھی اُسنے بھی مجھکو خبر دی تھی کیا عجب ہی کہ راہ میں وہ رہ گئے ہما یہ کہکے اُٹھی کہ اب
میں برائے گشت جاتی ہوں سب حال مفصل عرض کرونگی یہ کہکے ہمائے اور رنگ نشین
تخت پر سوار ہوئی صرف اپنی وزیر زادی کو ساتھ لیا تخت اُڑا کر چلی یہاں رستم جب صحرا میں
اُترچکے تو سمک سے فرمایا کہ مہینوں اسی گشت میں گذرے آرام و چین کے نام کو بھول گئے
جسدن سے اس طلسم میں آئے آرام نہ پایا کن کن مقامات پر پہنچے آج یہ صحرا معقول ہی ہے
شب ماہ بھی ہی کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرو ہم تم چلکے وہاں بیٹھیں دیکھیں کیا کیفیت
ہوتی ہی یہ سنکر سمک نے کنارے پر لشکر کے بارگاہ استادہ کی چند خدمتگار برائے خدمت مقرر
کیے آپ بھی ساتھ ہوا خواجہ سے تو پردہ کیا جلال سے ذکر بھی نہیں کیا اُس بارگاہ میں آکر مسند
پر بیٹھے ایک دو جام پیے سمک سے فرمایا کہ اگر تمھاری خوشی ہو تو چند شعر گاؤ سمک نے لوا
اپنے پاس سے نکال سامنے رستم کے بجانے لگانے طور سے یہ اشعار گانے لگا۔ نظم

عشق میں حال جہاں نوع دگر ہونے لگا
ای پری دیوانہ تجھ پر ہر بشر ہونے لگا

حسن سے آگاہ اب وہ بےخبر ہونے لگا
آئنہ جو اُسکو منظور نظر ہونے لگا

گوش زد جسکے ہوا سرگشتگی کا میری حال
انگلیاں کانوں میں دیں ویران سر ہونے لگا

اک نہ اک ایذا رہی ہر دم بدولت عشق کے
دردِ دل اچھا ہوا دردِ جگر ہونے لگا

وصل کی شب ہو چکی پیدا ہوئے آثارِ صبح
بار دل کے نالۂ مرغ سحر ہونے لگا

جسنے موتی گوش میں دیکھا ترے کہنے لگا
ہر تماشا کان سے پیدا گہر ہونے لگا

میکشی موقوف جام و شیشہ کہ بالائے طاق
رنگ محفل ساقیا نوع دگر ہونے لگا

روئے انور پر ہوا آغاز خط رو سیاہ
یہ بڑا اندھیر اے رشک قمر ہونے لگا

آہ عاشق کان میں اُسکے نہیں کرتی اثر
گوش گل فریاد سے بلبل کے کر ہونے لگا

میرے مرنے کی جو دی اُس حور کو جاکر خبر
سنتے ہی ارشاد فی النار سقر ہونے لگا

شعر سنکر مدعی مرنے لگے کٹنے لگے
اب سخن میں میرے سیفی کا اثر ہونے لگا

لیکے دل صورت چھپانے سے بھلا کیا فائدہ
بے مروت اب تو جانون کا ضرر ہونے لگا

عرش تک جسدن گئی آہِ رسا سن لیجو رند
عالم بالا میں شور الحذر ہونے لگا

سمک عجب لطف سے اس غزل کو گا رہا ہو شب ماہ سناٹا صحرا کا جانور آشیانون میں با توا طمینان بیٹھے تھے آشیانون سے سر نکالدیے صدا سے زشنکر جھوم رہے ہیں بعض آشیانون سے نکل آئے گرد سمک کے چرخ مار رہے ہیں قضاے کار ملکہ ہماے اور رنگ نشین تخت اڑاے ہوے آتی تھین قریب کوہ جو پہونچین کان میں آواز کی آئی وزیر زادی جو پہلو مین بیٹھی تھی کہا اری کمبخت سنتی ہو کوئی شخص کامل و اکمل کس لطف سے گا رہا ہو دل لبھا رہا ہو کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہیں آواز مین کیا سوز و گداز ہو وزیر زادی سے کان لگا کے سُنا کہا واری بیشک کوئی کامل و اکمل ہو کیا خوب گاتا ہو اس پہاڑ پر تخت ٹھہرائیے یہ جو خیمہ سا استادہ ہو اسی مین کوئی گا رہا ہو بلندی سے اتر کے تخت کو پہاڑ پر لائین اور اُترین پہاڑ پر اس محبوب پریچہرہ کا آنا کہ پہاڑ بھی بالیدہ ہوا دماغ اپنا عرش اعلیٰ پہ پہونچا یا ملکہ ٹہلنے لگین اب جو نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک جوان تہمتن وصف شکل بیچ زمانے کا رستم صاحب شوکت و حشم سر برہنہ خود مسند پر رکھا ہوا جام معکوس معلوم ہوتا ہو زلفین عنبرین ہوا سے اُڑ رہی ہین صاف ظاہر ہوتا ہو کہ ناگنیان قریب چشمۂ خورشید لہرا رہی ہین عارض کی روشنی ماہ تابان پہ طعنہ زن غنچۂ باغ خوبی دہن گلو صراحی مئے محبت سینہ چوڑا دونون شانے نشان جرأت ہاتھون سے سخاوت آشکار ہو چہرہ گلزار ہو سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی ایک شخص طبلا تبلہ کہ نگاہ مین نہین سماتا کس نئے طور سے بجا رہا ہو اور بتا تا بھی جاتا ہو جوان مسند نشین جھوم رہا ہو دیکھتے ہی ہماے اور رنگ نشین کا یہ حال ہوا کہ ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پیشانی پر آیا قلب تھرایا کاہ و کہربا کا عالم ہوا دل کو کوئی کھینچتا ہو کہ جس طرح بنے اپنے کو اس جلسے مین پہونچاؤن

وزیرزادی سے کہا تو دیکھ لے یہ جلسہ خالی از غیر ہی فقط ایک شخص صاحب شوکت ولیاقت بیٹھا
سُن رہا ہی چل کے قریب سے سنیں کیا عجب ہی کہ یہی طلسم کشا ہو وزیرزادی نے کہا کہ یا بی بی عملداری کی
ہی آپ کے صحرا میں اُترے ہیں ذرا چل کے ڈرائیے ملکہ نے کہا کہ بہتر ہی دونوں کوہ سے اُترین
قریب پردے کے آکے دیکھا چند خدمتگار پڑے سو رہے ہیں پردہ پڑا ہی ملکہ نے پردہ اُٹھایا
رستم نے دیکھا کہ ایک بجلی چمک گئی دیکھا کہ ایک نازنین نے پردہ اُٹھایا چہرہ آفتاب عالمتاب
حسن میں لاجواب بحسرت ادھر دیکھ رہی ہی بے اختیار پکار اُٹھے کہ آئیے فرد - رواق منظر
چشم من آشیانۂ تست • کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست • سمک نے بھی پلٹ کے دیکھا
وزیرزادی سے نگاہ ملی پکار اُٹھا کہ ای صاحب تشریف لائیے ملکہ نے جو دیکھا کہ بجانے والا
خاموش ہو گیا تو آب کر وزیرزادی آگے بڑھی پیچھے پیچھے ملکہ وزیرزادی نے رستم سے آنکھ ملا کر
کہا کہ ہماری ملکۂ عالم ارشاد فرماتی ہیں کہ پرائی عملداری میں آپ یوں بیخوف اتر پڑے ابھی
بارگاہ اُٹھائیے رستم نے غصے سے جواب دیا کہ ہم فتاح طلسم ہفت پیکر ہیں تا بہ صحرائے
گرداب نشان جائیں گے یہ کہکے جو قبضے پر ہاتھ رکھا ملکہ کانپنے لگیں سمک نے وزیرزادی
کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای صاحب بیٹھیے ہم مسافرانہ آپ کی سرحد میں بیٹھے ہیں جب آپ حکم دین خیمہ
اُٹھا لیجائیں ملکہ کو رستم نے بٹھایا فرمایا کہ ای ملکۂ عالم نام نامی و اسم گرامی آپکا کیا ہی ہم ایسے
غریب الوطن کو سرفراز فرمایا اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا کہ ہم تو
اپنا نام بتائیں گے آپ اپنے نام نامی سے آگاہ فرمائیے یہ سب لشکر آپ ہی کے ساتھ ہی آخر
آپ کا کیا قصد ہی رستم نے کہا کہ ذکر سُنا ہو گا رستم بلیتن علمشاہ نوجوان فرزند رشید
صاحبقران صحرائے گرداب نشان کی فکر میں نکلے ہیں منظور ہی گرداب شعلہ زن کو قتل
کریں یا اپنے ساتھ لیں ملکہ یہ سُنکر ہنسیں کہا صاحب یہ خیال خام و تصور ناتمام دل سے
نکال ڈالیے صحرائے گرداب نشان ایسا مقام نہیں ہی کہ جہاں یوں بیخوف جائیے رستم نے
کہا کہ اب تو قصد کامل ہی وزیرزادی نے کہا کہ حقیقت میں آپ صاحب اقبال ہیں کیا عجب ہی
کہ آپ کا گذر وہاں تک ہو ہماری ملکۂ عالم جو بیٹھی ہیں خدمت گزشت ان ہی کے متعلق ہے یہ
آپکے آنے کی اطلاع نہ کرینگی لیکن جسدن صحرائے گرداب نشان میں پہونچیے گا باد انگیز جادو

آپ کی فکر مین نکلی ہو وہ آفت برپا کریگی کہ زمین ہلا دیگی سارا لشکر آپ کا بیقرار ہو گا کدھر بھاگ کر
جا ہیے گا جدھر جائیے گا دریاے قہار ملیگا جسمین نہ ناؤ اور نہ بیڑا گذرنا دشوار ہوگا نہایت
حیران ہو جیے گا رستم نے کہا کہ انشاء اللہ مالک بحر و بر ہماری رہبری کریگا یا گرداب جادو
کی قضا آئی ہو یا انشاء اللہ راہ راست پیدا ہوگی مگر کیون ملکۂ عالم لوح طلسم مشہور ہے کہ
گرداب جادو کے قبضہ مین ہو آخر لوح کا کیا نشان ہو گرداب جادو کے پاس ہو یا لوح کا
حال گرداب کو معلوم ہو ملکہ نے سر جھکا کر گرداب و یا لوح کا حال مجھکو تو نہین معلوم ہو لیکن
مادر مہربان سے دریافت کرونگی یقین ہو کہ والدہ کو اسکا حال بخوبی معلوم ہو مگر جو بتائیں
انھین باتون مین رات گذری یکایک صداے مرغ سحر آئی ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ لو صاحب
غضب ہوا صداے مرغ سحر آرہی ہو دیکھو کیا جلد صبح ہوئی کسکو دل کا حال سنائین نظم

صحت ہو موت عشق کے آزار کے لیے — بدتر ہو زیست مرگ سے بیمار کے لیے
گل شکل گوش ہو تری گفتار کے لیے — نرگس کو آنکھ دی ترے دیدار کے لیے
بند آنکھ تھی تصور دلدار کے لیے — جاگا کیا مین دولت بیدار کے لیے
جھپکے پلک پلک سے نہ اِک دل تمام رات — رتبہ بڑا ہو مردم بیدار کے لیے
ہو جان کسل تصور رخ سے جی یاد زلف — بھاری ہو رات دن سے بھی بیمار کے لیے
سیخ کباب پر لٹو کو چڑھا شتاب — ساقی گزک ضرور ہو میخوار کے لیے
مجنون عشق کو ہو عبث پند واعظو — ہو حکم شیخ مردم ہشیار کے لیے
دوزخ مین بھیجدے مجھے چاہے بہشت مین — یہ اختیار ہے مرے مختار کے لیے
اک ماہ پارہ کے تصور مین صبح ہو — کیا خوب مشغلہ ہو شب تار کے لیے
کرتے ہین پانچ وقت ملک آکے وان سجود — کیا مرتبہ ہو سنگ در یار کے لیے
عاشق ہون رند یار کا تقصیر وار ہون — جو چاہے حکم دے وہ گنہگار کے لیے

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ رستم کا دل بیقرار ہو گیا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ اے شہنشاہ
خوبی و اے سرو باغ محبوبی تمھارے رخصت کرنے کو دل نہین چاہتا کیونکر زبان سے کہین
کہ جاؤ دل تمھارے ساتھ ہو حلقہ ہاے گیسوے عنبرین مین جا کر پھنسا کشاکش مین ہے

اب اسکا چھوٹنا دشوار ہی وعدہ کر کے جاؤ کل پھر اسی مقام پر آؤ گی ملکہ نے کہا کہ صاحب
مجکو سب طرح مشکل ہی اگر تمھارے لشکر کا حال ماں سے یا باپ سے بیان کرون ابھی آفت
برپا ہو اگر نہ کہون تو اُنکو ضرور خبر پہونچیگی فرمائین گے تمنے حال آمد لشکر طلسم کشا کیون چھپایا
تو اُنکو کیا جواب دون بڑے انتشار مین ہون رستم ملکہ کا ہاتھ تھامے ہوے باتین عاشق معشوق
مین محبت کی ہو رہی ہین ملکہ فرماتی ہین کہ ای شہریار میرا اب ٹھہرنا بہتر نہین یہ ذکر تھا کہ لشکر
مین ہنگامہ ہوا اس زور سے ہوا چلی کہ نخل پھٹ پھٹ کے گرنے لگے خیمے تنکے کی طرح اڑتے
پھرتے ہین گھوڑے تھان سے چھوٹ گئے پامال کرتے پھرتے ہین جس بارگاہ مین رستم تھے
یکایک اُسکی طنابین ٹوٹین خیمہ لہرایا کہ گرے رستم نے ستون تھام کر خیمے کو روکا ملکہ کانپنے لگین
کہا یہ سحر باد انگیز کا معلوم ہوتا ہی آج وہ برادن ہی وہ ہمارے ماں باپ کے پاس آئی اور کہا
کہ طلسم کشا تمھارے صحرا مین آتا ہی مین جا کے راہ مین روکون معلوم ہوتا ہی اُسنے آپکا لشکر
دیکھ لیا ملکہ نے چند دانے ماش کے جھولی سے نکالے طرف لشکر کے پھینکے تیزی ہوا کی کم ہوئی
ہاتھ رستم سے چھڑا کر کہا کہ یہ کنیز جاتی ہی اب نہین رک سکتی ایسا نہ ہو کہ دراندازآجائے تو بڑی
مشکل ہو ای شہریار ایسے زمانے مین صاحبان فراست کوچ نہین کرتے آپ نے خلاف فصل
مین کوچ کیا ایسا نہ ہو کہ آپ کو کوئی صدمہ پہونچے کہ پھر جھونکا ہوا ے تند کا چلا یہ خیمہ بھی
گرا لشکر مین صدا فریاد کی بلند ہوئی رستم ہاتھ ہما کا نہین چھوڑتے ملکہ فرماتی ہین کہ ای شہریار
مجکو نکل جانے دیجیے رستم نے ہاتھ چھوڑا کہا کہ اب کل شب کو تمھارے منتظر رہین گے آیندہ
جیسا تمھارے مزاج مین آئے اگر نہ آؤ گی مجھے زندہ نہ پاؤ گی کہ ایک نخل سے آواز ہیبتناک
آئی کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان تو طلسم کشا کو بچا رہی ہی ابھی جا کر تیرے ماں باپ سے
اطلاع کرتی ہون مین کیا تیرے بچانے کو کم ہون دگھڑے سے بڑے بڑے راز و نیاز ہو رہے
ہین دیکھا شاخ نخل پر باد انگیز جادو یون بیٹھی ہی کہ جیسے کوئی گھوڑے پر سوار ہوتا ہی
کلمات مذکور کہہ رہی ہی ملکہ نے رستم سے کہا کہ لو صاحب راز ہمارا کھلا چاہتا ہی اگر بیچ کر
گئی تو ماں باپ سے ضرور حال بیان کریگی وہ آفتین برپا کرینگے باد انگیز نے پھر ایک
دستک دی جھونکا ہوا ے تند کا چلا غبار بلند ہوا معلوم ہوتا ہی زمین چھوڑ کر غبار

آسمان تک جائیگا علاوہ اس رستم کے سرکٹ کر گرنے لگے ملکہ بہار ے اور رنگ نشین آگے بڑھیں
آواز دی کہ او باد انگیز تو سمجھی ہی اس بات کا یہاں ٹھکانا نہیں مطلب تو اس سے ہی کہ طلسم کشا
گرفتار ہو کر پاس مادر مہربان کے پہونچے یہ شیر دلیر ایسے نہیں ہیں کہ کسی سے دبیں ہیں سے
اپنی جان بچائی ہی امروز فردا میں طلسم کشا کو گرفتار کرونگی باد انگیز نے جواب دیا کہ میں نے
سب تیری باتیں سنیں عرصہ دراز سے یہی تماشا دیکھ رہی تھی کیا کیا نازو کرشمے کیے بی
وزیر زادی صاحب تجھکو گھیر کر لائیں وہ بھی اچھی ہی عیار طلسم کشا پر مائل ہی اب کوئی عیار طرار
ایسا نہیں کہ تیری جان میرے ہاتھ سے بچائے مشکیں باندھ کر تیری اور وزیر زادی کی سامنے
گرداب شعلہ زن کے لیجاؤنگی یہ کہکر پھر دستک دی جب باد انگیز دستک دیتی ہی اس زور سے
جھونکا ہوا کا چلتا ہی کہ خیمے اُڑتے پھرتے ہیں جوار بندگان خدا کے سرکٹ کر گرے ملکہ نے پکار کر
آواز دی کہ او باد انگیز اسقدر رعونت پر کمر نہ باندھ ملکہ جب دستک دیتی ہیں ہوا کم ہو جاتی ہی
جب باد انگیز دستک دیتی ہی تو اس زور سے جھونکا ہوا کا چلتا ہی کہ زمین تھرا جاتی ہی کئی مرتبہ
ملکہ نے سحر باد انگیز کا روکا ہلڑ بہ زیادہ ہوا مہلال سرکش اپنے خیمے سے گھبرا کر نکلا دیکھا
صدہا سر کٹے پڑے ہیں آندھی زور سے چل رہی ہی ایک طرف شعلے آتش کے اٹھ رہے ہیں
مہلال نے پوچھا کہ اس طرف کیا ہی جس طرف شعلہ آتش اٹھ رہے ہیں کسی ساحر نے بڑھ کر عرض
کی کہ ایک نازنین بصورت زیبا و بطلعت جہان آرا پاس آقا کے آئی تھی باد انگیز سے اُس سے
رد و قدح ہو رہی ہی وہ نازنین بھی کمی نہیں کرتی یہ سنکر مہلال سرکش دوڑا اُس وقت پہونچا
کہ ملکہ بہار و باد انگیز سے خاتمے کے سحر ہو رہے ہیں باد انگیز نے دوپٹہ اپنا پہاڑ کے طرف
آسمان کے پھینکا ایک ٹکڑا ابر سیاہ پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای ابر پر وہ پوش تو آکر اس
گیسو بریدہ کو چھپالے وہ ابر گرا ملکہ کو چھپا لیا اُس ماہ تابان پر سر پوش ہوا اُسکے اندر سے
ملکہ تڑپ کر نکلیں ابر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہوا باد انگیز نے پھر للکارا کان سے بجلی
نکال کر پھینکی برقیں گرنے لگیں ملکہ برقوں کو کاٹ رہی ہیں ہر مرتبہ اپنے کو بچاتی ہیں مہلال نے
جو دور سے یہ معرکہ دیکھا پہچانا کہ گرداب کی بیٹی باد انگیز سے لڑ رہی ہی مگر باد انگیز دم نہیں
لینے دیتی دمبدم خاتمے کے سحر کرتی ہی ملکہ اپنے کو بمشکل بچاتی ہیں مہلال نے دیکھا کہ ملکہ

ہماے اور نگ نشین عاجز ہو رہی ہین دل مین خیال کیا کہ ایسا نہ ہو اسکا کوئی سحر اس نازنین پر چل جائے تو غضب ہو یہ سوچ کر چھوٹی سے کارد سحر نکالی خون اپنا کاٹ کر انگلی سے اُسپر ملا ملکہ پھینک ماری پشت پر باد انگیز کے آکے پڑی کہ توڑ کر سینے کو پار گذری مُنھ کے بل باد انگیز گری لاشہ اُسکا جلنے لگا ملکہ ہماے اور نگ نشین نے پکار کر آواز دی کہ ای جہلال کیا کار نمایان کیا جہلال نے آکر ملکہ سے ملاقات کی ایک بونڈر گرد کا قریب لاش باد انگیز اُٹھا لاشے کو اُٹھا لے گیا ہماے اور نگ نشین نے دستگیری کر چاہا اُس گرد کو روکون مگر وہ بونڈر نکلا جہلال کے بھی چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ ای ملکہ عالم لاش اسکی تمہاری مان کے پاس جائیگی آپ اپنے کو قبل ہو جائیے اور مواج سمندر نشین اپنے باپ سے حال لوح پوچھیے اگر معلوم ہو کہ لوح کہان ہے تو اُسکی جستجو مین معروف ہون بڑا خدا نے فضل کیا کہ طلسم کشا کو یہ تحفے ملے کہ سحر اپر تاثیر نہین کرتا ورنہ یہ جادوگرنیان جو قتل ہوئین آتشین بر پا کرتین باد انگیز بلاے روزگار تھی آپ سے سحر مین معروف تھی مین نے غفلت مین کارد ماردی اُسکا خاتمہ ہوا ورنہ یہ ہر دو ہر مجھ سے لڑتی شاید مین غالب آتا یا وہ غالب آتی خدا نے اپنا فضل شریک کیا اب ضحراے باد انگیز کی کوئی ضرورت نہین ملکہ کے چہرے پر بھی ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ ای جہلال اب مین جاتی ہون جاکر حال لوح دریافت کرون اس فکر مین آئی تھی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون خود گرفتار کمند گیسو ہوئی اب یہی فکر ہی کہ جسطرح بنے حال لوح دریافت کرون کہ طلسم کشا کو لوح ملے طلسم کشائی پر کمر باندھین اس طلسم مین بڑے بڑے عجایب و غرایب ہین در بندون سے گذرنا دشوار ہوگا ایک ایک ساحر ارسطو فطرت لقمان حکمت ہی بروقت فتاحی طلسم وہ وہ مکر کرینگے کہ لوح اُسکا جواب دیگی ورنہ اُن مکرون سے بچنا نہایت دشوار ہی ایک ایک ساحر مکار و غدار ہی ملکہ ہماے اور نگ نشین باتین کرکے جب رستم سے رخصت ہونے لگین تو آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ ای شہریار آپ کی جدائی کمال شاق ہے دل صحبت کا مشتاق ہی۔ نظم

اک جہان دیوانہ اُس زلف دوتا کا ہوگیا	ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا
آپ کو کھوکر مگر جویا خدا کا ہوگیا	راز جسپر منکشف فقر وفنا کا ہوگیا

خال رخ کے عشق میں مرتے ہیں عاشق سیکڑوں | سنکھیا کا عالم اس حب شفا کا ہو گیا
ہمکو بھی آخر حضور قلب ہو ویگا کبھی | عرض کر لینگے جو موقع التجا کا ہو گیا
مرتے ہیں بیمار الفت متصل یا مسیح | بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہو گیا
اُس نگاہِ تیز سے دل ہو گیا چشم دو چار | مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا
حور کے غمزے اُسے جنت میں خوش آتے نہیں | ای پری رو کشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا
یار میں اُس راست قامت کی ہوئی فریاد رَس | وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہو گیا

یہ اشعار سنکر رستم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے لیکن ملکہ یہ باتیں کر کے تخت پر سوار ہوئیں طرف بارگاہ اپنے باپ کے چلیں بیان گرداب جادو اپنی بارگاہ میں بیٹھی ہی کہ آسمان پر دریا ظاہر ہوا سامنے آکر شق ہوا امواج سمندر نشین شوہر گرداب آکر پہونچا گرداب نے پوچھا کہ صاحب میں تمھیں کل سے بہت بیتاب و بیقرار پاتی ہوں اس وقت آنے کا کیا سبب کیوں تکلیف کی امواج نے جواب دیا کہ صاحب کیا کہوں طلسم کشا قریب ہماری سرحد کے آکر اُترا ہی مجکو خوف ہی پسران حمزہ آنکھوں میں موہنی رکھتے ہیں جسکی نگاہ انپر پڑی وہ آپ سے باہر ہوا اور صاحبزادی برائے گشت جاتی ہیں ایسا نہو کہ کسی دن سامنا ہو جائے تو باعث خرابی ہی اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہی آج کل بیخبر ہونا نہ چاہیے ہر وقت اسی خیالات میں مصروف رہو میں اپنے باغ میں بیٹھا تھا ایسا گھبرایا آخر دل کو تاب نہ آئی تمھاری ملاقات کو چلا آیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ لاشہ باد انگیز ایک غبار میں لپٹا ہوا بیرون سے لا کے پہونچایا اور فریاد کر کے دست بستہ عرض کی دشمنوں نے اسکو مارا ہم اسکی لاش اُٹھا لائے اب آپ کو اختیار ہی گرداب نے کہا کہ لو صاحب جو دیکھو یہ پہلا حملہ خرابی کا ہی اب خرابیاں شروع ہوئیں طلسم کشا کا اس سرحد میں آنا خالی از علت نہیں ہی یہ کہہ کے ملازموں کو حکم دیا کہ لاش کو باد انگیز کی اٹھا لیجاؤ لاش کو جلا دو جہاں تک ہو سکے اس راز کو مخفی کرو اس بات کا ظاہر ہونا بہتر نہیں ایسا نہو کہ سب کو خبر پہونچے تو جا کر شریک طلسم کشا ہوں کہ باعث خرابی ہو ملازم لاشہ اٹھا کر لے گئے کہ آسمان پر ابر نقرئی پیدا ہوا امواج نے کہا کہ صاحبزادی آتی ہیں شب سے گئی تھیں اب آتی ہیں ابر پھٹا ملکہ ہما سے اورنگ نشین کا تخت ظاہر ہوا تخت زمین پر آیا ہما نے

مان باپ کو سلام کیا مگر گرداب نے دیکھا کہ رنگ روے ہما اُڑا ہوا ہی ہونٹھون پر خشکی آنکھون
مین تری ہو اس مین ابتری گرداب نے پوچھا کیون نور نظر لشکر طلسم کشا کہان تک پہنچا ہماری
سرحد مین آگئے یا سرحد سے باہر ہین ہما نے کہا کہ ای مادر مہربان مین اُس طرف نہین گئی سب مجھے
نہین معلوم دطلسم کشا کو دیکھا نہ لشکر طلسم کشا نگاہ کے نیچے آیا مگر ای باپ مین آپکے مکان کی
آنے کو تھی لیکن آپ یہین ملگئے مین کل سے بہت بیقرار ہون صحراے گرداب نشان کا بھید
طلسم کشا کو ملا ہی اور ساحران واقف کار اُنکو اس طرف لائے حتیٰ کہ جلال سرکش ساتھ ہی
کیسا رازدار طلسم ہی کہ قدرت کے ساتھ رہا گرداب نے کہا کہ ای نور نظر ہمسے کیا تم حال لوح
دریافت کرنے آئی ہو جسنے آج تک زبان سے نہین نکالا کہ لوح کس مقام پر ہی بانیان طلسم
نے ہماری کتاب پر لوح کا حال لکھا ہی اگر وہ کتاب طلسم کشا نے دیکھی اور اُدھر کا قصد کیا تو
ہمسے اصلاح کا طالب ہوگا ملکہ نے کہا کہ ای باپ آخر فرمائیے تو کہ لوح طلسمی کہان ہے مواج
نے کہا کہ مین لوح کا حال کیونکر کہون آج تک مین نے زبان سے نہین نکالا کہ لوح کہان ہی
ایسے مقام پر ہی کہ ہونا نہ ہونا دونون برابر ہی اگر طلسم کشا کے ساتھ خود قدرت پیروی کریگی تو
بھی لوح نہ ملے اُس ساحرہ کے قبضے مین لوح ہی کہ وہان تک جانا دشوار ہی وہ ساحرہ دیوانہ
کردیگی کیا طلسم کشا اپنے ہوش مین رہیگا اُسی جنگل مین سر ٹکرائیگا جب ہماری طرف سے مدد
پہونچیگی تب طلسم کشا کے ہوش و حواس درست ہونگے اس بات کو مین زبان سے نہین کہ سکتا
مگر کیون بیٹا تمنے حال لوح کا کیون پوچھا اسکا باعث مفصل بتاؤ ورنہ ہم تجسے بہت بری طرح
پیش آئینگے ہما نے کہا کہ بابا جان مین آپ کی خیر و عافیت کے لیے یہ حال پوچھتی ہون اتنا
ثابت ہو کہ لوح مقام محفوظ پر ہی کوئی وہان جا تو نہین سکتا مواج نے کہا کہ ای نور نظر خاموش
رہو دیوار و در ہم گوش دارد طلسم کشا قریب موجود ہی ملکہ رونے لگین جوش فراق مین رستم
کے بیقرار ہین خیال مین آیا کہ اگر بدون دریافت حال لوح پاس طلسم کشا کے جاؤنگی تو کیسے رنجیدہ
ہونگے فرمائینگے ملکہ تمنے تسکین دی تھی کچھ حال لوح نہ دریافت کیا مقام افسوس ہی کہ باپ
کچھ نہین بتلاتے گلے مین باپ کے ہاتھ ڈالدیے کہا ای باپ ضرور فرمائیے کہ لوح کسکے پاس ہی
مواج نے کہا کہ ای نور نظر مین مقدمۂ لوح مین کچھ نہ کہونگا بجبر حکم ہفت پیکر ہی کہ کبھی تم

زبان سے نہ کہنا کہ لوح کہاں ہی اگر مین کہون اور قدرت کو خبر ہو تو فرمائین کہ تمنے فتح طلسم کی
صورت بتائی ساکنان طلسم کے دشمن ہوے راہبر ہوکر راہزن ہوے مین تمہاری صورت
دیکھکر نہایت پریشان ہوتا ہون کیون ای نور نظر تمنے طلسم کشا کو نہین دیکھا ملکہ ہما پشنگ
تذراگئین کہا ای باپ مین طلسم کشا کے نام سے بھی آگاہ نہین آپکو خیال محال ہی مجھے طلسم کشا سے
کیا مطلب گرداب نے کہا کہ صاحب یہ کیا باتین بناتے ہو شہلا ہے اسرار دان کو بلاؤ
ابھی سب حال کھلجائیگا مواج نے آواز دی ای شہلا جلد آکر حاضر ہو ایک پتلی سنہری
اُڑتی ہوئی آسمان سے آئی مواج کو سلام کیا مواج نے اشارہ کیا اُس پتلی نے منھ پر ہما کے
ہاتھ پھیرا اور غرق زمین ہوگئی ہما کا چہرہ متغیر ہوگیا تھر تھر کانپین اور ہاتھ باندھکر کہا کہ ای باپ
شب کو جو مین برائے سیر صحرا گئی طلسم کشا کو دیکھا عیار انکا گرفتار تھا وہ گانا مجکو ایسا پسند آیا
کہ مین پاس طلسم کشا کے گئی صبح کو لشکر طلسم کشا مین آفت برپا ہوئی مین نے نکل کر دیکھا کہ
باد انگیز سحر کرتی ہی مین نے اُسکو للکارا وہ لڑنے لگی آخر جہلال نے پشت سے آکر کاردم
ماردی کہ باد انگیز کا کام تمام ہوا مین طلسم کشا سے وعدہ کر آئی ہون کہ حال لوح طلسم
دریافت کردونگی اسی وجہ سے حال لوح پوچھتی ہون مواج نے کہا کہ ای نور نظر زبان منھ
سے نکالو سوزن زبان مین دو ہمارا یہی حکم ہی ملکہ نے اپنی زبان مین آپ سوزن دی گرداب
و مواج نے اُسے سیاہ جسم مین لپیٹا نے کہا لیجا کر قید کرو سرہنگ جادو دایۂ ملکہ ہما کی
اُس سے کہا کہ اسکو لیجا کر برج قلعہ پر قید کرد کہ وہی پتلی پھر زمین سے نکل نکلتے ہی پھر منھ
پر ہما کے ہاتھ پھیرا ملکہ کو ہوش آیا تڑپنے لگی کہتی تھی کہ ای باپ مجھے کیون قید کیا مواج نے
کہا کہ تونے غضب کیا کہ طلسم کشا سے رسم پیدا کیا یہ کہکے سرہنگ جادو کو حکم دیا اسکو لیجا کر
برج قلعہ مین قید کرو خداوند سے اطلاع دیجائیگی اسی طرح ہر شی کا پتہ ملجاتا ہی طلسم کشا نے
کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن و تیغہ ہفت جوہر ان ہی نادہندان مہ جبین کی
تلاش سے پایا مگر یہ صحرا سے گرداب نشان ہی یہان کی اشیا کا پتہ نہ ملیگا یہ ہفت پیکر کی
عنایت ہی لاشۂ باد انگیز آنے سے میرے دل کو کھٹکا ہوا تھا گرداب نے خوب آگاہ کیا پتلی جو
روح سامری ہی اُسنے آکر حال ظاہر کرایا خود قبول دیا گیسو بریدہ حال لوح پوچھنے آئی تھی

سرہنگ جادو نے لیجا کر برج قلعہ مین قید کیا ملکہ دیوانہ وار وحشی مثال بیٹھی رو یا کرتی ہین آٹھ پہر نام رستم زبان پہ بیقرار و مضطر رہتی ہین یہان رستم نے دو دن انتظار کیا تیسرے دن گھبرا کر سمک سے فرمایا کہ ای یار وفادار کئی دن ہوے ملکہ ہماے اورنگ نشین نہین آئین ذرا خبر تو لاؤ اگر وہان تک پہونچنا تو کہنا کہ ای یار وفادار و ای مونس غمگسار تمھاری یاد مین دل بیقرار ہی اور عجب کیفیت ہی۔ نظم

سدّرہ موسم گل مین جو نہ زندان ہوتا — پھر تو مین اور کف دست بیابان ہوتا
خوب تھا وصف رخ و گیسو جانان ہوتا — ذکر صبح وطن و شام غریبان ہوتا
نسبت اس زلف سے ہوتی جو پریشان ہوتا — رتبہ آئینہ کا پاتا جو مین حیران ہوتا
چھینٹے موسم گل مین جو نہ پوشاک سری — چیتھڑے ہوتے نہ دامن نہ گریبان ہوتا
یان سے ہوتی نہ زیادہ جو عدم مین راحت — آکے ہستی مین کوئی طفل نہ گریان ہوتا
قد کشی کرتا نہ اُس غیرت شمشاد سے یون — آدمی تو اگر ای سرو گلستان ہوتا
آپ اگر اپنا گلا کاٹ کے مرجاتے رند — سر پہ کیون خنجر جلاد کا احسان ہوتا

سمک نے جو رستم کو بہت بیقرار پایا کہا حضور نہ گھبرائین غلام جاکر خبر لاتا ہی اگر آپکا اقبال یاوری کرے تو خاص ملکہ سے ملاقات کرکے آؤن اور کیا عجب ہی کہ غلام ملکہ کو لیکے آئے رستم نے کہا کہ ہان برادر دسکی فکر واجب و لازم ہی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ افتاد ہوئی ملکہ بہت بیتاب و بیقرار گئی تھین رنگ رو سے اُنکے ظاہر ہوتا تھا کہ کہین دل اُلجھا ہی شاید مان باپ پر حال اُنکا کھل گیا مین بھی یہان سے پہونچون ما منہ قلعہ گرداب مین تلوار چلے سمک اُسی وقت طرف قلعے کے روانہ ہوا راہ کو طی کرکے ایک ساحر کی شکل بنا ہوا در قلعہ پہ پہونچا ساحرون نے پوچھا بھائی کہان گئے تھے سمک نے کہا بھائی بڑے تردد کا مقام ہی کہ لشکر طلسم کشا ہماری سرحد مین آگیا اور مالک کچھ فکر نہین کرتے طلسم کشا کا ارادہ ہی کہ قریب قلعہ آوے آج لشکر طلسم کشا مین گیا تھا یہی ذکر ہو رہا تھا جھلال سرکش ایسا ساحر ساتھ ہی وہ دمبدم یہی کہتا ہی کہ گرداب نے کوئی انتظام نہین کیا چڑھ چلیے ایک نے منھین سے کہا کہ گرداب کیا فکر کرین بیٹی کو قید کیا سرہنگ جادو نگہبان ہی فتور تو پڑ چکا اب دیکھیے کیا ہو سمک یہ سُنکر دروازے پر جو مونڈھا

بچھا تھا بطور پہرہ آ بیٹھا ایک کنیز آکر چراغ جلا گئی مگر نوجوان ہو ہنسے دیتی ہو سوسی کا پائجامہ کاڑھے
کی چدر یا میلی اوڑھے ہوے کُرتی پھنسی ہوئی تھوڑی دیر میں پھر لیٹ کے آئی بتی کو اُنگلی سے
اُکسایا اور اُنگلی کو پائجامے میں پونچھ لیا تیسری مرتبہ جو آئی کرتی میں روٹی لیے ہوے اُسپر قورمے
کی بوٹی رکھی ہوئی سمک کو اشارہ کیا کہ لے یہ کھا لے سمک سمجھا کہ جسکی صورت میں بنا ہوں
یہ اُسکی آشنا ہو جھپٹ کے قریب آیا روٹی لی لپٹنے لگا کنیز ہنسے دیتی ہو اپنے کو چھڑاتی ہے کبھی
کہتی ہو چھوڑ دے ورنہ غل مچاؤنگی سمک نے حباب مارکر اُسے بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بنکر
اندر آیا دیکھا کہ سیکڑوں کنیزیں پھر رہی ہیں ایک طرف ایک محلدار کو دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھی گلوریاں
بنا رہی ہو کنیز نے آکر کہا کہ کیوں بی محلدار صاحب ملکہ کی رہائی کی اب کوئی صورت نہیں محلدار
نے کہا کہ ہم اس مقدمے میں دخل نہیں دے سکتے چھوکری کی دیدہ دلیری تو دیکھو کہ خیر شکار
کے آئین لوح کا حال باپ سے پوچھنے لگیں چاہتی تھیں کہ لوح کا حال دریافت کرکے جاکر
طلسم کشا سے کہدیں اگر طلسم کشا کو لوح ملجائے تو کوئی ساکن طلسم ہفت پیکر نہ بچے نہیں
معلوم سامری و جمشید کو کیا منظور ہو کنیز یہ باتیں کرتے کرتے پاس محلدار کے بیٹھ گئی ایک
گلوری اپنے ہاتھ سے لگائی محلدار کے منہ میں دی محلدار گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوئی سمک
نے محلدار کے کپڑے اُتار کے وہ ہی لباس پہن کر اُسی کی شکل بنکر تیار ہوا خاصدان و مال
مُنہ لپیٹے ہوے چلا راہ میں جسنے دیکھا اُسنے پکارا کہ بی محلدار صاحب کہاں جاتی ہو سمک
نے خاصدان دکھا دیا آگے بڑھا پھرتا ہوا برج قلعہ میں آیا سرہنگ جادو مع چالیس کنیزوں
کے بیٹھی ہو سرہنگ نے پکارا کہ بی محلدار صاحب کیا ہو ئیں ملکہ کے مقدمے میں کچھ اُنکی بات
سے نہیں کہا محلدار نے قریب سرہنگ کے آکر خاصدان تو رکھدیا منہ پیٹنے لگی کہا بی سرہنگ
رونے کی جگہ ہو کہ بی بی نے اپنے کو یوں بدنام کیا باپ نے کہ بلا ے روزگار ہو اُسنے دریافت
کرلیا دیکھیے ملکہ کے قتل کا کہیں حکم نہ ہو ہر شخص کا یہی قول ہو کہ ملکہ نے غضب کیا لوح ملنے کی
طلسم کشا کے لیے فکر کی سنا ہو کہ قدرت کو نامہ لکھا ہو دیکھیے وہاں سے کیا جواب آتے نہیں معلوم
وہ کیا جواب لکھیں سرہنگ نے خاصدان اُٹھا لیا گلوری کھائی کہا بی محلدار میں شام سے دم
تمباکو کے بیقرار تھی تمنے اسوقت زندہ کرلیا سب کنیزیں مانگنے لگیں کہ بی محلدار صاحب ایک

گلوری ہمکو دو یہان سے بدلی ہو تو اپنی صحبتی میں جائین تب یان نصیب ہوا ایک ایک گلوری سماک سنے سب کو دی ملکہ دیکھ رہی ہین کہ سب کے پہلے سرہنگ اپنے مقام سے اٹھی گر کے بیہوش ہوئی کنیزین لیبا لیبا کہکر اٹھین سب گر کر بیہوش ہوئین سماک قریب ملکہ کے آیا کہا غلام کو آپنے بھیجا تا مین ہون سماک بن عمرو۔ ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو تو مین بات کرون سماک نے زبان سے سوزن نکالی ملکہ نے سحر کرکے ماران سیاہ کو مارا سماک نے چاہا کہ سرہنگ کا سر کاٹون ملکہ نے ہاتھ تھام لیا کہا کیا ضرور ہے مین نکل جاؤن انکو پڑا رہنے دے یہ کہکے ملکہ نے سماک کی کمر مین پنجہ دبا لے اڑ گئین رستم اسی خیمے مین بیٹھے ہین یاد مین ملکہ کی رو رہے ہین خادم جو سمجھاتے ہین کہ حضور سماک گیا ہے ملکہ کو لیکر آتا ہوگا رستم فرماتے ہین کہ یار و نہین معلوم اسپر کیا گذری عرصہ دراز سے گیا ہوا ہے یہان دل کی یہ کیفیت ہے عجب صورت ہے

نظم

مشغلہ تھا یہ شب ہجر میں مہر و اپنا ـ سینہ و سر کبھی پیٹا کبھی زانو اپنا
پھینک دونگا میں اسے چیر کے پہلو اپنا ـ تجھ پہ قابو نہیں دل پہ تو ہو قابو اپنا
نہیں معلوم تجھے کس سے خصومت ہے ـ اہل ایمان تجھے اپنا کہیں ہندو اپنا
بوئے گل سے مجھے دھوکا نہ دے اے نکہت گل ـ یہ چلا رہنے دے باد سحری تو اپنا
کیا ہوا اے بت کافر وہ تری چشم کا سحر ـ کیا فسون بھول گئی نرگس جادو اپنا
جان جان جب سے ہے تجھ سے مرا خالی آغوش ـ گود بھی مجھسے تہی کرتی ہے پہلو اپنا
یاد کرکے لب بانخوردہ کی تیرے سرخی ـ خون دل آج پیا ہے کئی چلو اپنا
ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کوہے کاٹین ـ پاؤن میدان سے سرکے جو سر مو اپنا
مشترک شب سے ہوا خون جگر اشکون مین ـ رات سے رنگ بدلنے لگے آنسو اپنا
لوٹا کرتا ہون شب ہجر مین انگارون پہ ـ جلنے لگتا ہے جدھر رکھتا ہون پہلو اپنا
پاکدامانی کا دعوی نکرے اس رو سے ـ منھ گریبان مین اگر ڈالے کبھی تو اپنا
داغ کھا کھا کے مرے عشق مین گلرویون کے ـ حشر کے روز کفن ہوئیگا خوشبو اپنا
پیچ و خم دیکھ کے دم بند ہوا سنبل کا ـ باغ مین اسنے جو کھولا کبھی گیسو اپنا

شُل نہین فضل خدا سے ابھی بازو اپنا		پشت پا مارین نہ کیون ہمت گردون پر ہم

رستم بیقرار ہو رہے ہین خادم سمجھاتے ہین کہ ای شہریار سمک وہ عیار ہو کہ ملکہ کو لیکر آئیگا وہ
بہکنے والا نہین رستم فرماتے ہین کہ کچھ تو دھڑکن قلب کی کم ہوتی جاتی ہو کہ دیکھا آسمان پر برق
چمکی ملکہ ہما سے اور رنگ نشین سمک کے پنجے مین دبلے ہوئے بعد تعجیل آتی ہین رستم
بے اختیار پکار اُٹھے فرد - ای آمدنت باعث آبادی ما * ذکر تو بود زمزمۂ شادی ما ملکہ ہما
زمین پر آئین سمک کے پنجے سے چھوڑا رستم نے بغور دیکھا کہ ملکہ کا چہرہ اُداس منھ پر ہوائیان
اُڑ رہی ہین رنگ رو متغیر متردد و متحیر حیران چہار جانب دیکھ رہی ہین رستم نے ہاتھ
مین ہاتھ ڈالدیا کہا کہ ای ملکۂ عالم آئیے کیا سانحہ گذرا ملکہ نے رو رو کر سب حال اپنے قید
ہونے کا بیان کیا اور باپ کا نام لیکر کہا کہ وہ ظالم کسی طرح حال روح نہین بتاتا سمک
بڑی تدبیر سے ہونچا رستم تو یہان ملکہ کو لیکر صحبت مین بیٹھے سمک بنجار گانے لگا یہان
گرداب جادو سوکر اُٹھی سرہنگ دایہ کو آواز دی جب کچھ آواز نہ آئی گھبرا کے اٹھی لڑکھڑاتی
ہوئی نشئے سے برج مین آئی آکر دیکھا کہ سرہنگ اوندھی پڑی ہی کف منھ سے جاری اور سب
کنیزین بھی بیہوش پڑی ہین گرداب نے ایک دوہتڑ سرہنگ کو مارا اور کہا کہ ای سرہنگ
اُٹھو تو دیکھو تو اس فتنہ انگیز پر کیا گذری کون اُسے لے گیا سرہنگ نے کہا کہ یہان فقط
بی محلدار آئی تھین اُنھون نے گلوری کھلائی جب ہی سے مین بیہوش ہوئی کہا محلدار کو ڈھونڈھو
کنیزون نے کہا کہ بی محلدار بیہوش پڑی ہین محلدار کو اُٹھایا محلدار نے سب ماجرا بیان کر کے کہا
کہ مجکو ایک کنیز نے آکر گلوری کھلائی اُس کنیز کو جو ڈھونڈھا دیکھا ڈیوڑھی مین بیہوش پڑی ہی
اب تو گرداب بہت جھلائی کہا یہ تو کسی عیار کا کام ہو مگر وہ عیار بھی کامل و اکمل تھا اپنا کام
کر گیا مگر آج آگ لگا دونگی عاشق و معشوق کو مٹا دونگی یہ کہکر گرداب خود چلی اس زور سے
آندھی چلی کہ صدہا نخل اُکھڑ کر گرے بونڈلے گرد کے اٹھ رہے ہین جدھر سے نکلی وہان
خاک برسی اس زور و شور سے آتے آتے اُس کوہ پر پہونچی زیر کوہ دیکھا کہ رستم و ملکہ سو رہے ہین
سمک قنات کی آڑ پکڑے ہوئے دیکھ رہا ہو کہ گرداب آکر گری ملکہ کا تو ہاتھ پکڑ کر لٹکایا ملکہ نے
آنکھین کھول کر اس بلاے ناگہانی کو دیکھا کہ ہاتھ پکڑے کھینچ رہی ہو رستم کو آواز دی

کہ ای شہریار اُٹھیے رستم تیغۂ ہفت جوہر کھینچ کر اُٹھے تیغۂ ہفت جوہر کو گرداب سے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا اس بحر سے پیتا پانی ہے یہ کہکر ملکہ کی کمر میں ہنچہ دیا ملکہ تڑپ کر پکاری کہ ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی یہ ظالم مجکو قتل کر ڈالیگی اگر ہو سکے تو کابے گاہے مزار غریبان پر آئیے گا جب آپ قبر پر دست حسرت رکھکر فاتحہ خیر پڑھیں گے یقین ہی کہ روح کو راحت ہو پروانہ بنکر روح نکلے گرد شمع جمال نثار ہو لیکن افسوس ہی بقول شاعر حسرت لیکر یہ دو دنیا سے چلے فرد۔ ہو جا دہ اسلیے ہماری مرا + حسرتین دل میں لیے جلتے ہیں ہم + رستم نے دیکھا چند ساعت میں گرداب ملکہ کو لیے ہوے نظروں سے غائب ہوئی رستم بیقرار ہوے کہا کہ ای مہتر سمک اب کیا تدبیر ہی ملکہ کو وہ لے گئی نہیں معلوم قتل کرے یا بخشے قلب اُلٹ گیا ملکہ کے کلمات حسرت بہ کلیجہ پھٹ گیا۔ نظم

ہی ہجوم درد و غم تشویش پہ دل میں نہیں — منتشر میرے حواس مجمع مشکل میں نہیں
آتش افروزی کی او گردوں ہوا دل میں نہیں — کچھ سوا ہے خاکساری آب اور گل میں نہیں
میں بیان کرتا ہونگا تیرے اوصاف جمال — جب تلک قاصر زبان شرح فضائل میں نہیں
مارتا ہی جسکو کر دیتا ہی کام اُسکا تمام — ہیجان رکھنے کی عادت میرے قاتل میں نہیں
اُسکو گردن میں پہنکر کب گلے میرے لا — سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل میں نہیں
مرد مومن ہوں مرا ظاہر سے باطن صاف ہی — کینہ او بت تیرے دل میں ہی میرے دل میں نہیں
طو نہیں ہوتی کسی سے گفتگوے حسن و عشق — ایک لاحل مسئلہ ایسا مسائل میں نہیں
کیکے آگے رند تنہا نغمہ سرائی کروں — ایک بلبل ہمنوا میرا عنا دل میں نہیں

رستم نے بیقرار ہو کر فرمایا مرکب تیار کرو جلال سرکش کو خبر ہوئی کہ رستم سوار ہوتے ہیں اسوقت آکر پہونچا کہ رستم سوار ہو چکے ہیں جلال نے آکر رکاب تھام لی کہا کہ ای شہریار تامل فرمائیے میں وعدہ کرتا ہوں کہ ملکہ کو لے آؤنگا اس وقت حضور نہ جائیں رستم نے کہا کہ ای جلال بالکل ناممکن ہی بڑے زور و شور میں وہ آئی گرفتار کرکے لے گئی ملکہ کے کلمات حسرت سے دل پر چھریاں چل گئیں میں اپنے کو پہونچا دونگا قلعہ گرداب پر جاکر تیغۂ ہفت جوہر چمکے گرداب نے جو تیغۂ ہفت جوہر کو دیکھا تھرا گئی اس طرح ملکہ کو لے اُڑی کہ جس طرح عقاب گنجشک کو

لیجاتا ہی ملکہ کا تڑپنا پھڑکنا یہ دیکھکے رستم نے گھوڑا اُٹھایا مرکب باد رفتار طرارے بھرتا ہوا چیلا
اہل لشکر نے جو سُنا بارہ ہزار جوان ساحر وغیر ساحر فوراً تیار ہوکر عقب مین رستم کے چلے یہان
گرداب ملکہ کو لیکر آئی برج قلعہ پر ٹھہرایا ہی زیر قلعہ ہزارہا ساحر غلغلہ کر رہے ہین ہر طرف یہی
ہنگامہ ہی کہ گرداب ملکہ کو صحبت طلسم کشا سے لے آئین یقین ہی کہ طلسم کشا آتا ہو یہ ذکر تھا کہ
صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا رستم آگے ہے گے پشت پر بارہ ہزار جوان سمک بھی رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوے رستم نے سامنے آکر نعرہ کیا۔ نعرہ رستم پیلتن

ارشد اولاد امیر عرب ۔ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
کیست علمشاہ چو رستم لقب ۔ یل نامور رستم ذی ہنر
دیگر
علمشاہ رومی شیر فیل زور ۔ منم نور عین شہ بحر و بر

بارہ ہزار جوان نیزے اُٹھا اُٹھا کر آ پڑے رستم چاہتے ہین مین لڑ بھڑ کر قلعے مین گھس جاؤن گرداب
نے جو اشارہ کیا ہزارہا ساحران زبردست گولے ترنج و نارنج مارتے ہوے قلعے سے باہر نکلے اسطرح
سحر کر رہے ہین کہ جنگل مین آگ برس رہی ہی ایک طرف دریا جوش مار رہا ہی تلوارین گر رہی ہین درختون
سے پتے جو گرتے ہین تاثیر خنجر کی پیدا کرتے ہین جسپر پتہ گرا سر اسکا اُڑ گیا رستم نے بھی تیغہ ہفت جوش
سے ہزارون کو قتل کیا لاشے پڑے ہوے زمین پر پھڑک رہے ہین دریاے خون جاری کہ صحرا
سے گرد اُڑی منقار آتش ریز اس قلعے سے بارہ کوس پر رہتا ہی ملکہ ہماے اورنگ نشین کا
منگیتر یہ خبر پاکر سات ہزار ساحرون سے چڑھ آیا اُسکو خبر پہونچی کہ رستم نے میری منسوبہ پر قبضہ کیا
اب یہان رستم کو لڑتے ہوے جو دیکھا آپ بھی لڑائی مین مصروف ہوا اب رستم پر بلوہ ہی گرداب
نے بھی فوج بھیجی وہ فوج بھی جاکر مصروف جنگ ہوئی سرہنگ جادو بھی جلا کر برج سے
کودی گرداب سے یہ کہکر کہ مین جاکر رستم کو پکڑے لیتی ہون ملکہ نے جو دیکھا کہ رستم پر
فوجون کا بلوہ ہی اور مین بے سوزن بیٹھی ہون گرداب تو اس انتظام مین ہی کہ فوجین برابر
بھیج رہی ہی دس ہزار جوان بھیجے اور پانچ ہزار بھیجے ملکہ تڑپ کر برج سے نکلین اور لشکر پر سحر
کرنا شروع کیا جب سحر کیا دو دو ہزار کے سینون کو توڑ کر گولہ نکل گیا تین چار حملون مین فوج
کو ملکہ نے مستغرق کیا اور منقار بھی لڑ رہا ہی رستم پر آگ برسا دی تلوارین برسا رہے ہین مگر
رستم پر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا رستم شیرانہ لڑ رہے ہین ملکہ ہماے اورنگ نشین کا بی

باندھے ہوئے ایک نخل کے سائے مین کھڑی ہین سحر کر رہی ہین جسکو دیکھا کہ رستم پر بلوہ کرکے جاتا ہی اُسپر سحر کرتی ہین کسی کا سر کاٹ دیا اگر سوار ہی تو برق جہکائی دو دو سوار کٹ کٹ کر گرپڑے ہین رستم دور سے دیکھ رہے ہین کہ ہماے اور تنگ نشیبن نے فوج کو پراگندہ کیا ہی سر ہنگ دایہ اسنے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ نے سحر کے لشکر کو تباہ کر دیا یہ کڑک کے گری اور پنجہ کر مین دیکر ملکہ کو لے اُڑی سماک نے جو دور سے دیکھا کہ طرف پہاڑ کے لیے جاتی ہی دوڑا کہ جاکے ملکہ کو بچاؤن یہان سر ہنگ جو ملکہ کو لیکر آئی پہلوے کوہ مین اُتری ایک تختۂ سنگ پہ دہان مین سوزن دیکر بٹھایا اب ملکہ کو ہوشیار کیا بہ عتاب کہہ رہی ہی کہ او گیسو بریدہ تونے مان باپ کی بربادی کرائی جاکر طلسم کشا سے ملی تجکو کچھ خوف نہ آیا اب مین تجکو قتل کرونگی ملکہ بحسرت و یاس چہرے کو سر ہنگ کے دیکھ رہی ہین دل کو طرف پروردگار کے متوجہ کیا ہی پکار رہی ہین کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے

نظم

زکار بستہ کشاید خدا ز ہر سو باب
کہ ہست خالق اکبر مسبب الاسباب
خدا ست مالک افلاک و واقف اسرار
خدا ست کاشف استار و فاتح الابواب
کنند پیش خدا سجدہ بندگان خدا
میان بتکدہ و دیر و مسجد و محراب
خدا ز خاک بر آورد گوہر انسان
خدا ز آب برون کرد گوہر نایاب
کسے کہ سائل درگاہ ایزدی باشد
بباب حضرت حق آورد رخ از ہر باب
چرا بنقش و نگار جہان شود مغرور
کہ ہست ہستی انسان چو نقش بر رخ آب
نرفت آنکہ بدنیا گذاشت نام نکو +
نمرد آنکہ ازو باقی است نیک خطاب
ز جسم نازک انسان برند جان حزین
کشند زین گل رعنا دم اخیر گلاب
رود بخاک ز آلایش زمانہ پاک
گذشت ہر کہ نجاست ز دل بچشم پر آب
رود بساحل امید مشکل است آخر
فتد چو کشتی عمر عزیز در گرداب
برفت عمر جوانی ز دست ما ہندی
ستادہ ایم برائے دو روز پا بر رکاب

بلک بلک کر دعائین مانگ رہی ہی جی سے کہتی ہی کہ کیون معبود ایسا بھی وقت ہوگا کہ مین

رستم کے جمال کی زیارت کرون نہین معلوم ساحران مکار وغدار اُنکے ساتھ کیونکر پیش آئین
نہین معلوم کیا کیا مکر پیش کرینگے خدا اُنکو ان مکارون سے بچالے اور یہ روز سیاہ نہ دکھائے
سرہنگ چاہتی ہی کہ ملکہ کو قتل کرون کہ سامنے سے سرہنگ نے دیکھا کہ گرداب جادو آتی
ہی پکارتی ہوئی کہ ای سرہنگ قتل نہ کرنا اسکا سنگسار آیا ہوا ہی مین اُسی کے حوالے کرونگی
سرہنگ نے جو مالک کو آتے ہوے دیکھا ٹھہر گئی یا تو تیغہ مارا چاہتی تھی یا ہاتھ روک کر
کہا کہ ای ملکۂ عالم اس ظالم نے آپ کے ساتھ ایسی دشمنی کی کہ ہزارہا ساحر سامنے قلعۂ
گرداب کے لالہ زار کھلا ہی ملاحظہ تو فرمائیے کون کون ساحر کیسے کیسے افسر اس ظالم کے
ہاتھ سے مارے گئے ایسی خبر مشہور ہوئی کہ داماد نے بھی آپ کے سنگی اور سات ہزار
فوج لیکر آگیا اُسکے بھی لوگ مارے گئے گرداب نے کہا کہ ای سرہنگ یہ سب سچ ہی
مگر ہمارا دل نہین مانتا شوہر کے گھر جائیگی رستم کو فراموش کریگی وہ بڑا ساحر ہو رفتہ رفتہ
کریگا اس کمبخت کے سر پہ جو نشہ چڑھا ہو وہ سب نشہ اسکا اُتار دیگا ملکہ نے جوان کو آتے
ہوے دیکھا شرم کے سر جھکا لیا گرداب قریب سرہنگ کے آئی ہاتھ تھام کر کہا کہ ای
دایہ مجکو دونون طرح مشکل ہی اگر یہ زندہ رہے تو بڑا قتل پر ہاتھ نہین اُٹھتا ہر چند
چاہتی ہون کہ قتل کرون دل کانپ اُٹھتا ہی کمبخت کو نو مہینے پیٹ مین رکھا درد اُٹھا کے
اس مصیبت سے اُسکو پرورش کیا لیکن یہ دن نہ یاد تھا کہ کمبخت ہمارے قتل پر کمر باندھیگی
تو سرہنگ دیکھو ابر سیاہ اُٹھا شاید اسکا باپ بھی آتا ہی وہ صاحب غیرت کیسا پریشان ہوگا
جان دینے کا ارادہ کریگا سرہنگ جادو ابرو دیکھنے کو ملتفت ہوئی گرداب نقلی نے طوق کمند کے
گلے مین سرہنگ کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم سمک بن عمرو یہ کہکے خنجر مارا شکم چاک نعرہ پاک
ملکہ کی زبان سے سوزن نکالی اور کہا کہ حضور رستم بہت گھبرا رہے ہونگے اب اپنے کو جلد
پہونچائیے ملکہ نے سمک کی بلائین لین اور کہا کہ ای عمرو والا گہر کیا بات ہو عیاری ہے کہ
کرامات ہو کیا وقت پر پہونچے ملکہ تڑپ کر بلند ہوئین سمک ایک جانب چلا یہان رستم
لڑائی مین مصروف ہین دمبدم جلوہ فوج کا ہوتا ہی اُس جلوے مین شیرانہ دہنگا دہ رستم
مصروف جنگ ہین کافر ہی چاہتے ہین کہ اگر تیغۂ ہفت جوہر اس جوان کے ہاتھ سے نکلا

اور کلاہ ہفت گوشہ سر پر نہ ہو اور زرہ ہفت جوش جسم سے اتر جائے تو ایک حقیر ساحر
گرفتار کرلے ان تحفہ جات کی وجہ سے سحر تاثیر نہیں کرتا منقار جادو سحر کرتے کرتے عاجز ہوگیا
مگر رستم پر تاثیر نہوئی بس اسنے زبان اپنی کاٹ کر خون ایک گولے پر ملا وہ گولہ طرف صحرا کے
پھینکا دیکھا کہ ایک زنگی صرف تلوار ہاتھ میں گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتا ہی قریب رستم کے
پہونچا منقار سحر کر رہا ہی وہ زنگی لڑتا بھڑتا تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے پہونچا کہا کہ کیوں رستم
ان تحفہ جات پر تمکو بڑا ناز ہی اگر آپ کو جرأت کا دعویٰ ہی تو ان چیزوں کو جسم سے الگ کرکے
مجھسے مقابلہ کیجیے تب میں جانوں کہ آپ رستم ہیں یہ سنکر رستم کو غصہ آیا گھوڑے سے کود پڑے
سپر پر تلوار کو رکھا کلاہ ہفت گوشہ سر سے اتاری زرہ اتار کر سپر پر رکھی فرمایا کہ آہم فرزند
صاحبقران ہیں ہر خطر پر موجود ہیں زنگی نے تلوار پھینک دی دوڑ کے رستم سے لپٹ پڑا
سمک یداقی چیخا کہ بڑا غضب ہوا کہ رستم نے زرہ اتار ڈالی کلاہ ہفت گوشہ سر سے
جدا کی تیغہ ہفت جوہر کو سپر پر رکھدیا اور زنگی سے لڑنے لگے لیکن اسقدر قوی وہ ہی کہ سمک
کو جانا مشکل پڑا رستم تو جنگ میں مصروف ہیں کس زور و شور سے زنگی سے لڑ رہے ہیں
منقار نے یہ سحر کیا تھا جب اسنے دیکھا کہ علمشاہ زنگی کو ریل کر لے دوڑے زنگی ہرچند
چاہتا ہی کہ زور کرون رنگ نہیں سکتا اب وہ وقت ہی کہ زمین پیر کے نیچے سے نکل جاتی ہے
منقار سحر کرتا ہوا پہونچا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب زرہ آیا زرہ و تلوار و کلاہ اٹھالی رستم نے
پندرہ قدم زنگی کو ریل کر ہلہ مارا کہ دونوں گھٹنے زنگی کے آشنا بہ زمین ہوئے رستم نے
کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا کہ استخوان زنگی کے چور چور ہوگئے پلٹ کے
دیکھا کہ کلاہ و زرہ و تیغہ منقار نے اٹھا لیا رستم نعرہ کرکے جھپٹے کہ او بیحیا یہ تو نے کیا کیا خبردار
ان چیزوں کو نہ لیجانا جب قریب منقار کے ہوپہنچے منقار نے کمر میں ہاتھ دے کر
رستم کو اٹھا لیا ایک گولہ فوج پر مارا ملازمان رستم سب زمین پر گرے ملکہ ہما نے جو دور
سے یہ معرکہ دیکھا پر پرواز پیدا کرکے چلیں کہ منقار کو ماروں جب قریب پہونچیں منقار نے
ایک دستک دی کہ ایک زاغ پیدا ہوا کاؤں کاؤں کرتا ہوا قریب ملکہ کے پہونچا
عکس اپنا ملکہ ہما سے اور رنگ نشین پر ڈالا ملکہ چیخ کھا کر گریں منقار نے چاہا کہ ملکہ پر قبضہ کرلے

گرداب جادو دوڑ پڑی پکارتی ہوئی کہ ای فرزند تم ہاتھ نہ لگانا کنیزوں سے کہکر ملکہ ہمارے
اورنگ نشین کو اٹھوا لیا زبان مین سوزن دی منقار سے کہا کہ ای نور نظر سامنے باغ ہی
آج کی شب اسمین اترو کل پنڈتون کو جمع کر کے ساعت نیک و بد دیکھکر عروسی تمھاری
بھر جائیگی منقار بہت خوب کہکے رستم کو لیے ہوے چلا مگر گرداب جادو نے کہدیا کہ ای
فرزند ہوشیار رہنا عیار اس جوان کا بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ باغ مین گھس پڑے
تحفہ جات کو احتیاط سے رکھنا منقار نے کہا کہ ای مادر مہربان مین نے اپنی زبان کاٹ کر یہ
شعبدہ کیا تھا مین ضرور ہوشیار رہونگا کیا کسی کی مجال ہی کہ رستم تک آئے اب تو شام
ہو چکی کل صبح ہوتے ہی پہلے انکو قتل کرونگا تب شادی کا سامان ہو یہ کہکے فوج کو ساتھ
لیے پلٹا بیرون باغ فوج کو اتارا آپ اندر باغ کے گیا رستم کو ایک مکان مین قید کیا تحفہ جات
لیے ہوے بارہ دری مین آیا حکم دیا دروازہ باغ کا بند کرو کوئی باہر سے اندر نہ آنے پاے
اور نہ کوئی اندر سے باہر جائے منقار تو آکے بارہ دری مین بیٹھا سمک بن عمرو نے
جو یہ معرکہ دیکھا قلب الٹ گیا بیقرار ہوکے طرف باغ کے چلا صورت بدل کر ایک مالن کی
شکل بنا بمشکل قریب در باغ آیا دیکھا اندر باغ کے باغبان وغیرہ پھر رہے ہین مگر کوئی
قریب دروازہ کے نہین آتا جو ادھر سے نکلتا ہی اسے پکارتا ہی کہ بھیا مین کار ضروری کو
گئی تھی ذرا دروازہ کھول دو کوئی دروازہ نہین کھولتا جواب بھی نہین دیتا ایک عرصے
تک سمک پکارا کیا ایک باغبان بچے کو دیکھا کہ نوجوان کمسن رومال ہاتھ مین دھوتی باندھے
ہوے چاندی کے کڑے پہنے ہوے درختوں کو دیکھتا ہوا آتا ہی سمک نے پکارکر آواز
دی کہ بھیا باغبان ذرا دروازے کے قریب آؤ باغبان بچے نے دیکھا کہ ایک نازنین
کمسن ساری باندھے ہوے پھولوں کا زیور پہنے ہوے ہنس ہنس کے پکار رہی ہی
کہ بھیا ذرا ادھر آؤ باغبان بچہ صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگیا قریب دروازے کے
آیا پکار کے آواز دی کہ ارے صاحب تم باہر کہاں گئی تھین کہا ارے مین ایک گاہک
کے یہان گئی تھی مین نہ جانتی تھی کہ یہان بندوبست ہوگا نہ آنے پاؤنگی جب باہر گئی
شوالے مین پوجا کرنے لگی اسی وجہ سے دیر ہوئی اب دروازہ کھول دو ورنہ جاؤنگی

باغبان بچے نے کہا کہ خود شاہ نے منع کیا ہی کہ جو باہر ہو وہ باہر رہے مگر دروازہ شب کو
نہ کھلے مین کنجی جا کر لاؤن تو قفل کھولون تمکو بلالون یہ کہکے باغبان بچہ بھاگا کنجی قفل کی
لایا دروازہ کھولا یہ نازنین اندر آئی صورت پر تو باغبان بچہ مائل ہو چکا تھا ہاتھ تھام لیا
کہا چلیے میرے مکان مین چلو دم بھر بیٹھ کے چلی جانا سمک یلداقی نہین نہین کہتا ہوا
چلا باغبان بچہ سمک کو ساتھ لیکر قریب اپنی چھپریلے کے آیا آپ چھپریا مین گھس گیا منت
کرکے بلانے لگا سمک یہ کہتا ہوا اندر گیا مین وہان آؤنگی تو تو میرا کیا کریگا سمک یلداقی
نے چھپریا مین آتے ہی چراغ گل کیا باغبان بچے سے کہا کہ لے اب تو کیا چاہتا ہے جو
مطلب ہو وہ حاصل کر باغبان بچہ اندھیرے مین لپٹنے لگا سمک یلداقی نے حباب
مار کے اُسے بیہوش کیا باغبان بچے کی شکل بنکر چھپریا سے نکلا پوچھتا ہوا کہ شہنشاہ کہان
تشریف رکھتے ہین خادمون نے کہا کہ بارہ دری مین بیٹھے ہین پوچھا کہ قیدی کہان ہے
خادمون نے کہا کہ پہلو سے بارہ دری مین جو چھوٹا مکان ہے اُسمین قید کیا ہی سمک سب
پتے نشان پوچھتا ہوا سامنے منقار کے آیا دیکھا کہ منقار بارہ دری مین بیٹھا ہوا صفت
گل و بلبل کر رہا ہی نقل آتش رکھشن سحر تیار کر رہا ہی باغ کی جانب دیکھ رہا ہی باغبان بچے
کو جو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے کس تردد مین ہی کیون اس طرف آیا سمک
نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران غلام ابھی دروازے پر گیا تھا ایک عورت
بہت حسین منت پکار رہی تھی کہ مجھے باغ مین آنے دو مین اُس حسین پری پیکر کو دیکھکر
ایسا گھبرایا کہ طایر ہوش اڑ گئے اُس وقت سے گھبرایا گھبرایا پھرتا ہون آخر کو دل مین
خیال آیا کہ چلکر افسر سے بیان کیجیے جیسا ارشاد ہو بجا لاؤن دروازہ کھول دون اُسکو
آنے دون یا باہر ہی رہے منقار نے کہا کہ وہ کوئی عیار ہوگا خبردار کوئی آئے تو اندر
نہ آنے دینا ان باتون مین لگا کر بارہ دری پر چڑھ آیا زرہ و کلاہ و تیغہ پہلو مین اُسکے
رکھا ہی سمک نے کہا کہ کیون حضور یہ ٹوپی کیسی رکھی ہی اور دو دو تلوارین آپ کیون لگائے
ہین اور یہ تیسری تلوار کیون قریب رکھی ہی زرہ کو ہین پہنے منقار نے کہا کہ ارے یہ وہ
تحفہ جات ہین کہ جسکے گھمنڈ پر رستم سامنے قلعۂ گرداب کے آئے اور ہزارہا ساحر قتل کیے

اب دیکھیے خداوند ہفت پیکر کیا دکھاتے ہیں خداوند ہفت پیکر کوہ زبرجدی کو چھوڑ کر کوہ الماس
پر اب رہتے ہیں الماس جگر خوار جادو منتظم امورات خدائی ہو اب سحر تیار کر رہی ہوں کہ تجھ
کو آگ برساؤنگا قتل طلسم کشا کے وقت سیکڑوں ساحر آوینگے اپنا اپنا فیرنگ دکھائینگے
میں پہلے ہی تدبیر کر رکھوں کہ فقط اشارے کی دیر ہو سمک نے باتوں میں لگایا باتوں میں لگا کر
کہا کہ دیکھیے پھر آواز آتی ہو دروازے پر کوئی پکار رہا ہو منقار نے کہا کہ میں تیرے ساتھ
چل کر اُسے گرفتار کر لوں یہ کہکر منقار اپنی جگہ سے اٹھا طرف دروازے کے دوڑا یہاں
سمک نے تینوں چیزیں لے لیں کلاہ کو لیکر طرف رستم کے بھاگا زرہ و تیغ اُٹھانے سے
سمک سے نہ اُٹھا صرف کلاہ لیکر سامنے رستم کے آیا کہا کہ اے شہریار یہ کلاہ تو غلام لایا مگر
زرہ و تیغ مجھسے نہیں اُٹھا رستم نے کہا کہ اسے سر پر رکھ دو سمک نے جھپٹ کر کلاہ سر پر
رستم کے رکھی ماران سیاہ جو دہن کھولے ہوئے زبانیں منھ سے نکال رہے تھے اُن سب نے
پھن اپنے جھکا لیے رستم نے ہک مار کر ہتھکڑی توڑی ہتھکڑی کے ٹوٹتے ہی ماران سیاہ زمین پر
گرے رستم کلاہ پہنے ہوئے طرف بارہ دری کے چلے آکر تلوار پر قبضہ کیا زرہ پہن لی بارہ دری سے
باہر نکلے منقار اُدھر دروازے پر جاکر پہونچا کسی کو پکارتے نہ پایا وہاں سے پلٹا تھا دیکھا کہ
تیغ بکف علمشاہ بارہ دری سے آتے ہیں منقار نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوند ہفت پیکر
اس وقت مدد کیجیے طلسم کشا رہا ہوا دروازہ باغ کا کھولدیا فوج والے سب دوڑ پڑے
منقار نے آواز دی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی گھیر کر مارو میں پھر وہی سحر کرتا ہوں کہ زنگی جسے
اور تحفہ جات اژدر والے میں گرفتار کرونگا دس ہزار ساحر اندر باغ کے گھس آئے رستم
تیغۂ ہفت جوہر کھینچکر نعرہ کرکے ساحروں پر جا پڑے سمک نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے حقہ
آتشبازی مارے کئی سو ساحر جل کر گرے منقار نے پھر زبان کو کاٹا خون گولے پر ڈال کر
طرف صحرا کے پھینک مارا جنگل سے آواز آئی کہ غلام حاضر ہوتا ہے دیکھا کہ ایک زنگی
سیاہ فام بدانجام مثل توے کے چہرہ سیاہ موٹے موٹے ہونٹھ تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے آیا
پکار کر کہا کہ اے رستم تم رستم ہو فرزند محترم حشمت امیر ہو زرہ اُتار کے مجھسے مقابلہ کرو سمک نے
پہلو سے آواز دی کہ اے شہریار برائے خدا اُسکے مکر میں نہ آئیے گا رستم نے کہنے سے سمک کے

جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی تلوار تیرے ہاتھ میں ہی کیون نہین وار کرتا زنگی نے پیترہ بدل کے
ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پہ تلوار کو گانٹھا جیسے ہی تلوار اُسکی تیغہ ہفت جوہر
پر پڑی تلوار ٹوٹ گئی قبضہ صرف ہاتھ مین رہا قبضہ کھینچ مارا رستم نے خالی دیا خبردار رکے
ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا زنگی نے سر آگے کر دیا زنگی کے دو ٹکڑے ہوے زنگی کے
مرتے ہی منقار کے منھ سے خون جاری ہوا بات نہین کرسکتا زبان کٹ کے گر پڑی زانو ٹیکا
کہ مین نے یہ سحر کیون کیا یہ سوچ کر جا بتا ہو کہ منھ بند کرون بند نہین ہوتا منھ کھولے کھڑا ہی
خون کے قطرے گر رہے ہین کہ رستم نعرہ کر کے طرف منقار کے چلے سردار اسکے علمشاہ کو
روکنے لگے جو سامنے رستم کے آیا مارا گیا کئی سردار ہاتھ سے رستم کے قتل ہوے رستم جو قریب
منقار کے پہونچے منقار بھاگا اپنی فوج مین آیا افسرون سے اشارے کر رہا ہی کہ طلسم کشا
کو گھیر لو بڑے بڑے سردار میرے اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے افسر حیران ہین کہ ہمارے
مالک کو کیا ہو گیا کہ کچھ زبان سے نہین فرماتے اشارون مین لفظ ادا کرتے ہین بکار بکار سے
سردارون نے جو یہ اعتراض کیا منقار نے منھ کھول کر زبان دکھائی سردارون نے دیکھا
کہ منقار کی زبان بالکل گر گئی یہی کمال ہو دہان تو گر گئی اور پھر سحر کر رہا ہو مگر سحر منقار کا
زور نہین پکڑتا دور جا کر کام نہین کرتا وہان ملازمان رستم وا منۂ قلعۂ گرداب مین بیہوش
پڑے ہین جب زبان منقار کی گر گئی ان سب کو ہوش آیا اپنے آقا کے نعرے کی آواز سُنی
سب تلوارین کھینچ کر اُٹھے اس وقت آکر پہونچے کہ رستم جنگ مین مصروف ہین یہ بھی سب
آکے شریک جنگ ہوے گرداب جادو نے فوج کو حکم دیا کہ ارے دریافت کرو رستم نے کیونکر
رہائی پائی جا کر میرے داماد کے شریک ہو فوجین اندر سے قلعے کے چلین سماک نے جب
دیکھا کہ علمشاہ جنگ مین مصروف ہین تو یہ تدبیر رہائی ملکہ ہماے اور نگ نشین مین چلا
اندر قلعے کے آیا پھرتا پھرتا برج قلعہ مین پہونچا دیکھا کہ ملکہ کی زبان مین سوزن سرنگون کلیجہ فوق گرد
کنیزین نگہبان بیٹھی ہین سماک اُن سب مین مل کر بیٹھا سب نے پوچھا کہ بوا سوسن رستم نے
کیونکر رہائی پائی سماک نے بیان کرنا شروع کیا باتین کرتے کرتے اپنے پاس سے گلوریان
نکالین ایک ایک سب کو دی کنیزین کھاتے ہی بیہوش ہوئین چاہا کہ ملکہ کی زبان سے

سوزن نکالوں قضائے کار گرداب جادو اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرائی ٹہلتی ہوئی اندرون
برج آئی دور سے دیکھا کہ کنیزیں بیہوش پڑی ہیں اور ایک کنیز زبان سے ملکہ کی سوزن نکالا
چاہتی ہے للکاری کہ او گیسو بریدہ خبردار کیا کرتی ہے زبان سے اس گنہگار کی سوزن نہ نکالنا
سمک نے جو گرداب کو آتے دیکھا بھاگا اس مکان میں بہت سی کوٹھریاں بنی ہوئی تھیں
ایک کوٹھری میں گھس گیا اندر سے کنڈی بند کر لی مگر دور سے گرداب نے دیکھ لیا قریب
دروازے کے آکر آواز دی کہ ارے میں نے دیکھ لیا دروازہ کھول کے نکل آ ورنہ دروازہ
توڑ ڈالونگی میں سمجھ گئی کہ تو وہی عیار ہے ملکہ کو رہا کرنے آیا تھا سمک نے دروازہ نہ کھولا
گرداب نے ہاتھ رکھ کے ہکہ مارا کہ دروازہ کھل گیا سمک گوشے میں چھپا گرداب جادو
ڈھونڈھنے لگی گرداب جو سامنے پہونچی قریب تھا کہ سمک کو پکڑے سمک نے حباب مارا
کہ گرداب چیخ کھا کر گری سمک نے چاہا کہ گرداب کا سر کاٹ لوں دیکھا کہ اور کنیزیں بھی
بلوہ کیے ہوئے آتی ہیں دور سے کنیزوں نے دیکھا کہ گرداب بیہوش پڑی ہے اور ایک عورت
قتل کیا چاہتی ہے وہیں سے آواز دی کہ او ظالم خبردار ملکہ گرداب کو قتل نہ کرنا ورنہ تجھے
بھونک دینگے جلا دینگے سمک نے ایک حقہ آتشبازی طرف کنیزوں کے مارا شعلے گرے
اب زمین شق ہوئی گرداب اُسمیں سما گئی سمک جست کر کے نکلا نکل کر ایک جانب بھاگا
بعد تھوڑی دیر کے گرداب زمین سے نکلی کہتی ہوئی کہ ارے عیار کہاں گیا آکے ملکہ پر پھر کنیزوں
کو مقرر کیا سمک ایک گوشے میں چھپا تھا وہاں سے نکلا نکل کر پھر طرف برج کے چلا دیکھا کنیزیں
بیٹھی ہیں جو آتا ہے اُسکو منع کرتی ہیں سمک گرداب کی شکل بنکر پکارتا ہوا دوڑا کہ ارے کمبخت
زیر قلعہ جاؤ ایسا نہ ہو میرے داماد کو طلسم کشا قتل کر ڈالے کنیزیں بلوہ کر کے چلیں سمک بشکل
گرداب قریب ملکہ ہما کے آیا کہا یہ غلام آپ کا آپہونچا اب اُٹھیے ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے
سوزن نکالو سمک نے زبان سے ملکہ کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی ملکہ تڑپ کر زیر قلعہ پہونچیں
رستم لڑ رہے ہیں کہ ملکہ نعرہ کر کے لشکر گرداب پر گریں زیور اُتار اُتار کے مارنے لگیں کبھی
بجلی کھینچ ماری کہ برق گری دو چار سو کے سر اُڑ گئے رستم بھی شیرانہ جنگ کر رہے ہیں صلال کش
بارہ ہزار جادوگروں سے وقت پر آکے پہونچا شریک جنگ رستم ہوا ایک جانب علمشاہ

معروف جنگ ہین ایک جانب ملکہ ہما سے اور رنگ نشین سحر کر رہی ہین جب سحر کیا زمین بلا وی
جھلال سرکش بارہ ہزار ساحرون سے آکے گرا افسون جادو سپہ سالار گرداب کا کل فوج
کو ترغیب جنگ کر رہا ہو اور خود بھی ساحر زبردست ہو ملکہ کے سحر کا دفعیہ کرتا ہو جھلال کے
بھی سحر کو روکنے لگا ملکہ نے نگاہ اُٹھائی رستم سے کہکر گئین کہ افسون جادو باد اجان کا شاگرد
رشید ہو نہایت سحر مین دخل رکھتا ہو مگر ملاحظہ کیجیے کہ مین اسی کے مقابلے مین جاتی ہون
آنکہ ملا کر نعرہ کیا کہ او افسون جادو بے ادبی سحر کو روکا ذرا نگاہ تو ملا افسون جادو نے
جو نگاہ ملائی نگاہ سحر آگین تا زمین جہر نمکین پلکین جو ہلین معلوم ہوا افسون کو کلیجے پر تیر سے
تھرا گیا پیشانی پر پسینہ آگیا بیقرار ہوکر پکار اُٹھا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ای
سرتاج حسینان وای ماہ پیکر ایک نگاہ پھر اسی طرح دیکھو تو عاشقون کے سامنے سے نہ ہٹو
ایک نگاہ بھر کے تو دیکھ لین جوش رقت ہو اب تو قلب کی عجب کیفیت ہو۔ نظم

صدمے گذرے ایذا گذری
رند کہو تب کیا گذری
گذرے جب دم ہم دنیا سے
کیا کیا گذرا کیا کیا گذری
کافر پر بھی گذرے نہ ایسی
زندگی اپنی جیسی گذری

ہجر مین تیرے کیا کیا گذری
کیا کہون تجھسے حال فرقت
ہمنے جانا دنیا گذری
مر بھی گئے واہ ری غفلت
ہمپر جو بیت ترسا گذری
دوسرا تجھسا کوئی نہ دیکھا

ہجر مین جان رہی یا گذری
گذری جو کچھ جانا گذری
کس سے کہیے کون سُنے گا
اُنکو خبر بھی نہ اصلا گذری
وقت مرگ یہ جی مین گذرا
پیش نظر اک دنیا گذری

کیونکر جھیلی آفت فرقت
رند کہو دل پہ کیا گذری

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن ملکہ نے
اشارہ کیا کہ گرداب کا سر لاؤ بہت خوب کہکے افسون پڑھا گولے مارتا ہوا فوج کو پامال کرتا ہوا طرف
گرداب کے جاتا ہو راہ مین جس اہل فوج نے روکا اُسکو مارا اور کہا کہ خبردار سامنے سے ہٹ جا
مین گرداب کے لیے جاتا ہون کئی افسون کو قتل کر کے سامنے گرداب کے پہونچا للکارا کہ او
گرداب اسی مین خیر ہو کہ میرے سامنے چلی آ مین سر کاٹ کے تیرا سامنے محبوب جانی ویار
جادو وانی کے لیجاؤن گرداب نے منہ پیٹ لیا ساتھ والیون سے کہا کہ دیکھو صاحبو لڑکی نے

کیا خوب سحر کیا ہی کہ افسون جادو ایسا افسر بے ہوش میں نہیں ہی ہمارے قتل کو آیا ہی اس
لنگوڑے کو اس طرح قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور جگہ درس
دہ آئے یہ کہکے افسون کو للکارا کہ او افسون جادو زیادہ نہ بیتاب ہو کیون تیری قضا آئی کہ
میرے شوہر نے جگہ سحر سکھایا اس مرتبۂ اعلے پر پہونچایا اور اُسکا بدلہ تونے یہ کیا کہ اُس
لنگوڑی کے عشق مین تو نے لشکر کو پامال کیا کئی سو افسر کرسی نشین تیرے ہاتھ سے مارے گئے
ولولہ بڑھتا ہی جاتا ہی افسون نے گولہ مارا گرداب نے سحر کرکے چاہا گولے کو پلٹاؤن کہ
اسکا کام تمام کرے گولہ پلٹا جب قریب افسون کے آیا تو افسون نے گولہ ہاتھ مین روک لیا
اور اسم سحر پڑھ کے پھر وہی گولہ گرداب پر پھینک مارا اب کی مرتبہ گرداب نے ران اپنی نشتر
کے خون چلو مین لیا گولہ آکے ہاتھ پر گرا وہ خون سب اسی گولے مین جذب ہوا گرداب
نے وہ گولہ ہاتھ مین لیا چیخ وسنے لگی اور پکار کر آواز دی کہ اب اس گولے کا روکنا سامری
وجمشید کا کام ہی یہ کہ کے پھینک مارا افسون نے پیشانی پر اپنی نشتر مارا وہ خون چلو مین لیکر
گولے پر پھینک مارا گولہ طرف گرداب کے چلا اس ہیر پھیر مین کئی ہزار ساحر گرداب کام کر
گرا جب گولہ پلٹا ہر راہ مین پڑ گیا کسی کا سر توڑا کسی کا سینہ توڑ کر نکل گیا آخر گرداب نے
کارد سحر جھولی سے نکال کر گولے پر پھینک ماری گولہ کٹا ایک پتلہ فولادی اُسمین سے پیدا ہوا
گرداب کو للکارتا ہوا چلا یہ معلوم ہوتا ہی کہ فولادی پتلہ ہی یا کسی زنگی سیاہ رو کا نیمچہ ہاتھ مین لیے
للکارتا ہوا گرداب کی طرف چلا گرداب آخر کو بھاگی رستم نے نشان ہائے فوج گرداب کے علمدار و نکو
قتل کیا جھلال سرکش ایک طرف لڑتا ہوا پہونچا فوج گرداب پر شکست پڑی و دشت قلعہ مین
بارہ چودہ ہزار ساحر کا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہی علمہائے فوج سرنگون کیے دشمنون کے خون
گرداب طرف قلعے کے بھاگی ہوئی جاتی ہی پیچھے اسکے فوج کا ہلہ و رستم سب کے آگے آگے ایک
طرف سے ملکہ بہار اور رنگ نشین نے سحر کیا ایک طرف سے جھلال سرکش لڑتا ہوا آتا ہی
گرداب حیران کہ اگر بھاگ کر قلعے مین جاؤنگی یہ پتلہ پیچھا نہ چھوڑیگا اُس بھاگنے مین پکار کر آواز دی
کہ اے مواج سمندر نشین فوج کو شکست ہوئی اپنے مقام پر بیٹھا رہیگا یہ کمال کس دن کام
آئیگا یہ جو پکار کر گرداب نے کہا قریب خندق پہونچ چکی ہی پتلہ بھی قریب پہونچا ہی چاہتا ہی

کہ بڑھ کر گرداب کو ہاتھ مارون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی زمین تھرانے لگی ہوا اس زور سے
چلی کہ چلہ پیچھے ہٹا جاتا ہے جب چاہتا ہے کہ آگے بڑھون ہوا کا جھونکا پڑتا ہے کہ پیچھے قدم
اُسکے اُٹھ جاتے ہین دیکھا سب نے اسقدر غبار اُڑا کہ اہل فوج نابینا ہونے لگے پہلوے
کوہ سے ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے پیدا ہوے درختون پر آکے بیٹھے
منقارین کھول کے پکارتے تھے کہ اے اہل فوج رستم آگاہ ہو کہ وقت زوال تمھارا آگیا
سواے سمندر نشین آتے ہین ایک عندلیب خوشنوا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

تم تو چھڑا کے ہاتھ سے دامان نکل گئے
ہم چاک کرکے اپنا گریبان نکل گئے

تم آئے رنج دل سے مری جان نکل گئے
اندوہ و یاس و حسرت و حرمان نکل گئے

سیلاب اشک کو سون تلک موج زن رہا
روتے ہوئے جدھر ترے گریان نکل گئے

ثابت رہا مین آج تلک اپنے قول پر
اقرار کرکے آپ مری جان نکل گئے

دست جنون نے حد سے جو بڑھ کر قدم رکھا
دامن سے پہنچ کے چاک گریبان نکل گئے

کہنا تمھارا کافر و دیندار نے کیا
ہندو نکل گئے و مسلمان نکل گئے

وہ لب جو یاد آئے تصور مین زلف کے
ہم چین ہو کے سوے پرستان نکل گئے

اُس غیرت پری کا تصور جو بندھ گیا
دیوانے ہو کے سوے پرستان نکل گئے

صیاد تا کجا یہ تغافل شعاریان
تیرے قفس سے مرغ خوش الحان نکل گئے

تحریک عشق زلف جو کرنے تھے آن کر
یارب کدھر وہ سلسلہ جنبان نکل گئے

دیوانے ایک غیرت لیلی کے ہو کے زند
مجنون سے بھی پرے کئی میدان نکل گئے

اس طرح طائرون نے یہ اشعار پڑھے کہ سب گوش برآواز ہوے اور اُسی جانب سے دیکھ
رہے ہین کہ یکایک پہاڑ شق ہوا ایک دریاے زخار و زخار لطمہ سنج آفت زا غرّاٹا مارکے
پہاڑ سے نکلا تمام صحرا مین پھیلنے لگا ملازمان رستم ڈوبنے لگے کئی ہزار آدمی ڈوبے وہ چلہ کہ جو
زنگی کا لڑکا معلوم ہوتا ہے ایک نہنگ دریا سے نکلا طرف اس چیلے کے چلا چیلے نے چاہا کہ
بھاگون لیکن نہنگ نے جھپٹ کر اس چیلے کو دہن مین لیا دریا مین غوطہ مارکے غائب ہوا جوش و
خروش دریا کا دمبدم بڑھتا جاتا ہے جس طرف دریا نے جوش مارا ہزارون کو ڈبو دیا کشتی

حیات کی طوفانی ملازمان جہلال کو پناہ پانی دشوار ہی دل پانی پانی ہوے جلتے ہین حباب
لب دریا چشم حیرت سے ہمراہیان جہلال کو دیکھ رہے ہین جسکی نگاہ حباب پر پڑی پروانہ وار
وحشی مثال دریا مین پھاند پڑا اور غرق ہوا ہزارہا ہمراہیان جہلال غرق دریاے حیرت
ہوے رستم جس مقام پر کھڑے جنگ کر رہے ہین دریا اُنکے قریب نہین آتا بلکہ اکثر مچھلیان
کہ جنکی ماہیت سے کوئی آگاہ نہین تڑپ تڑپ کر قریب رستم کے آتی ہین رستم جب تیغۂ ہفت جوہر
کو چمکاتے ہین مچھلیان ہٹ جاتی ہین پاس رستم کے نہین آتین جہلال نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
کئی گولے دریا پر مارے لیکن کچھ تاثیر نہ ہوئی دریا کا وہ ہی جوش وخروش ہی مچھلیان نکل کر
اہل لشکر کو تباہ کر رہی ہین مچھلی کمر مین لپٹ کر ساحر وغیر ساحر کو دریا مین کھینچ کے لیجاتی ہی
جو گرا وہ غرق ہوا ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے پکار کے آواز دی کہ ای جہلال یہ سحر بڑے
ظالم کا ہی اس سے بچنا نہایت دشوار ہی کد وکاوش بالکل بیکار ہی وہ بڑا ساحر نامی و ناموری
ہفت پیکر نے اپنا قوت بازو قرار دیا برسون اُسکے ساتھ انتظام مین رہا خدائی کو اُسکی
رونق دیتا تھا عجائب وغرائب بیان کیا کرتا تھا اب سواے جان دینے کے اور کوئی چارہ
نہین ہی اب جان دینگے رستم کو چھوڑ کے کہان جائینگے لیکن جب سے اس پتلے کو نہنگ نگل گیا
اُس وقت سے افسون ہوش مین ہی گرداب کے آگے عذر کر رہا ہی کہ خطا میری معاف کیجیے
مین نے جو کلمات سخت آپ کو کہے ہین اپنے ہوش مین نہ تھا خطاوار ہون آپ کا گنہگار ہون
گرداب نے کہا کہ ای افسون تم سے یہ امید نہ تھی اُس جیحو کری نے جو نگاہ سحر آگین ڈالی
اُسکی یہ تاثیر ہوئی کہ اپنے آپ سے باہر ہوگئے جہلال وہماے اور رنگ نشین قریب رستم
کے آگئے ایک ٹاپو مین تینون کھڑے ہین رستم چاہتے ہین کہ گھوڑے سے اُتر دون اُتر نہین سکتے
گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ایک مقام پر جو گھوڑے نے طرارہ بھرا رستم کو لیکر بھاگا دریا کو طی کرتا ہوا
طرف صحرا کے نکل گیا ایک قریۂ نخلستان مین جا کر سب نے دیکھا کہ ایک غبار اُڑا رستم مع مرکب
غائب ہوے ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے جو رستم کا غائب ہونا دیکھا بیقرار ہوگئین چاہا کہ
عقب مین رستم کے جاؤن شاہزادے کو اس بلاے ناگہانی سے بچاؤن کہ دریا سے ایک
نہنگ کلان نکلا ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے بہت سحر اُس نہنگ پر کیے زیون مار پھینکا

بجلیان اور بالیان کان سے اُتار کر پھینک مارین مگر نہنگ نر کا بڑھتا ہی چلا آتا ہی ناچار
ہوکے دو پٹہ مثل دام کے پھینک مارا نہنگ اُس دام مین پھیر کا دام کو ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالا ملکہ ہماے اور رنگ نشین پر جا پڑا دہن مین لیکر دریا مین بھاگا جہلال سرکش
نے کئی تلوارین پھینکیں کئی خنجر سحر کرکے پھینکے نہنگ پر تاثیر نہ ہوئی ملکہ کو لیکر غرق ہو گیا
دوسرا نہنگ دہن کو مثل قعر بلا کھولے ہوے جہلال پر جا پڑا جہلال نے قصد کیا کہ
بھاگ جاؤن لیکن نہنگ نے اس طرح گھیرا کہ قدم زمین سے نہ اٹھ سکا معلوم ہوتا تھا
کہ زمین نے پاؤن تھام لیے انتہا کی وہان کچھ نہ تھی آخر نہنگ جہلال سرکش کو بھی نگل گیا
اور دریا مین بھاگا پڑا جہلال بھی غائب ہوا سمک نے دور سے غائب ہو تماشا ستم وہما
وجہلال کا دیکھا تھوڑے ہی عرصے مین سارا لشکر غرق دریاے مصیبت ہوا کسی کو نہ معلوم
ہوا کہ سب کیا ہوے منقار ایک گوشے مین کھڑا ہوا مواج کے سحر دیکھ رہا ہی حیران ہی کہ یہ
کیسا سحر ہی خداوند ہفت پیکر نے اپنی قدرت سے یہ کمال لازوال دیا ہے مین انکا کون سامنا
کر سکتا ہی گرداب جادو بھی یہ سب معرکے دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی کہ میرا شوہر آگیا
مواج سمندر نشین انکا نام ہی اسی نے سحر مین سبکو غرق کیا میان جہلال پر کیا گذری
مگر چھوکری کو جو نہنگ لے گیا وہ خاص مواج سمندر نشین تھے تھوڑے ہی عرصے مین
دریا پلٹ کر درۂ کوہ مین غائب ہوا زمین ساری خشک پڑی ہوئی تھی بعد تھوڑے عرصے
کے دیکھا کہ اندر سے درۂ کوہ کے مواج سمندر نشین اس طور سے نکلا کہ بالون سے قطرے
پانی کے ٹپکتے ہوے جوش و خروشان نعرہ کرتا ہوا اور پشت پر ہزار ہا ساحر افسون جادو نے
بڑھکر استقبال کیا مواج نے پوچھا کہ ای افسون تمھارا ہماے اور رنگ نشین سے
کیا حال کیا تھا سمجھے کہ وہ پتلا کیا ہوا اُسکو مین نے کوٹھری مین بند کر دیا منقار کا آکے ہاتھ
تھام لیا کہا کہ ای فرزند تمنے بڑی سختی اُٹھائی ہزار ہا افسر تمھارے مارے گئے اب اسی جیلے
مین طلسم کشا کو قتل کرکے ہماے اور رنگ نشین کو تمھارے ساتھ کر دونگا فقط تھوڑی سی
پھرنا باقی ہی مین ذرا مطمئن ہو لون تو اُسکا سامان کرون اب تم اپنے ملک کو جاؤ یہان
ٹھہرنا بہتر نہین طلسم کشا میری سرحد مین آگیا مین نے گرفتار کر لیا ہر چند کہ میرے قبضے مین

نہیں ہے مگر نوبت بجان وکارد باستخوان ہے اب زندہ نہ بچیگا سمک یہ سب مطلب دریافت
کرکے ایک جانب بھاگا اور سوچا کہ آقا قید ہوگئے مگر تحفہ جات پاس موجود ہین شاید اُنسے
کچھ مطلب نکلے ایک جانب تلاش کرتا ہوا چلا رستم پر یہ گذری کہ گھوڑا جو اُنکو لیکر بھاگا
قریب زرعہ نخلستان کے پہونچا بدلگامی کرنے لگا رستم عاجز ہوکے اُسکی پشت سے اُترے
ایک طرف سے آواز آئی کہ اے طلسم کشا اس طرف آؤ دیکھا چند کنیزین بلا رہی ہین رستم جو کنیزون
کے پاس گئے کنیزون نے کہا کہ چلیے آپ کو ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے بلایا ہے رستم نام
معشوق شنگر کنیزون کے ساتھ ہوے ایک باغ مین جاکے پہونچے دیکھا کہ باغ نہایت
آراستہ گلہاے رنگارنگ وشگوفہاے بوقلمون عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ پردازی
نخل سرسبز وشاداب گل وغنچے درختون پر مصروف شگفتگی ایک جانب نہرین لبریز جوش وخروش
ہر موجے سے ظہور تیغۂ آبدار حباب چشم معشوق لاجواب ہزارہا طائر سر چشمے پر جمع ہین عالم
بحر و بر کو پکار رہے ہین رستم بہار باغ دیکھتے ہوے کنیزین ساتھ ساتھ ناز وکرشمے دکھلاتی ہوئین
قریب بارہ دری کے پہونچے رستم نے دیکھا کہ بارہ دری مین ملکہ ہماے اور رنگ نشین مسند
پر بیٹھی ہین گرد کنیزین رستم کو دیکھکر اپنے مقام سے اٹھین پکار کر کہا کہ اے شہریار آپکی کنیز
جو جنگ سے بھاگی تھی اس مقام پر آئی جانتی تھی کہ آپ اسی صحرا مین آئینگے مین
بلوا لونگی شکر ہے کہ آپ مل گئے رستم نے تیغ ہفت جوہر ہاتھ سے رکھا ملکہ نے کہا کہ کلاہ
بھی اُتار کر رکھیے رستم نے کلاہ بھی رکھی تب تو ملکہ نے کہا کہ اے شہریار ایک کسر باقی ہے زرہ
بھی اُتار دیجیے بہ اطمینان بیٹھیے رستم نے جو تیغ وکلاہ ہاتھ سے رکھا ملکہ نے اُٹھا لیا اپنے
پہلو مین رکھ لیا کہا کہ اے شہریار جب ضرورت ہوگی تو آپ کو دیا جائیگا مین نے بہت پریشانی
اُٹھائی بڑی جنگ پڑی مواج سمندر نشین نے آکے آفت برپا کی سامنے جو نازنین بیٹھی تھی
اُسکو اشارہ کرکے کہا کہ بُوا کچھ گاؤ ہم مصیبت اُٹھا کر آئے ہین اُس کنیز نے سازندون کو اشارہ
کیا سازندون نے ساز درست کیے ساقی نے آکر جام شراب بھی دیا علمشاہ بے اندیشہ
پی گئے جب جام پی چکے ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے کہا کہ اے شہریار زرہ بھی
اُتار ڈالیے رستم نے قصد کیا کہ زرہ اُتارین کہ اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی نظم

کمر پہ جب سے حزیں کا کلِ رسا آئی — وبال جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی
نہ آیا لب پہ مرے ایک حرف مطلب کا — زبان نہ کام دم عرض مدعا آئی
گئے جو عالم وحشت مین سوے صحرا ہم — تو روح قیس کی لینے کو پیشوا آئی
یہ بیحجاب ہوے بزم غیر مین صاحب — تمھین تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی
کرینگا عشق تصرف تو دیکھنا وہ پری — پیادہ گھر سے کھلے سر برہنہ پا آئی
خیال زلف مین دم گھٹ گیا تو صدق ہوا — ہمارا وقت برابر ہوا قضا آئی
شبِ فراق کی کاہک سے دم نکلتا ہی — الٰہی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی
ہزارون مرگئے اُس پر سسکتے ہین لاکھون — عجیب روگ ہی یارب یہ کیا وبا آئی
مثال حرف غلط یون مٹا دیا دل سے — مری وفا بھی نہ کچھ یاد بیوفا آئی
پہونچ رہی ہو تو اترے مجھے خبر گُل کی — ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی
شگاف کردیا سینے کو نوک خنجر سے — کواڑ چھاتی کے کھولے ذرا ہوا آئی
کہا تھا کسنے تجھے شغل عشق بازی کر — بتا تو او دل ناداں یہ جی مین کیا آئی
غضب مین ڈالدیا اپنے ساتھ جان کو بھی — خدا کا قہر پڑا تجھپہ کیسا بلا آئی
سنا ہو رِند نے دی جان جسکی فرقت مین — مزار پر وہ پری شمع و گُل چڑھا آئی

اُس نازنین نے یہ اشعار اس لطف سے گائے کہ رستم جھومنے لگے ہر مرتبہ زرہ آتا دستے پر ہاتھ ڈالتے ہین بعد تھوڑی دیر کے ساقی بیچے حاضر ہوے دورہ جام چلنے لگا رستم بھی برابر پی رہے ہین اس نازنین سے بوس وکنار مین معروف ہین سامان محفل عیش ونشاط بر موقوف ہین اس نازنین نے بہت بڑی خاطر رستم کی کی دمبدم عرض کرتی ہو کہ ای شہریار کنیز نے بڑی بڑی کد وکاوش کی بڑے بڑے سوکھے مواج سمندر نشین کے سحر پر غالب آنا دشوار ہوا آپ خیر وعافیت سے نکل آئے یہ بڑی بات ہوئی کہ سب آپ کے ساتھ والے میدان مین بیہوش پڑے ہین اُنکی تدبیر واجب ولازم ہو اگر کنیز خیر وعافیت سے رہی تو صبح کو آپکے ساتھ چلکر ان سب کو رہا کردونگی شب بحضور تامل کرین سمک پھرتا پھرتا اُسی باغ مین پہونچا گانے کی آواز سنکر دیوار پھاند کے آیا رستم کو جو بیٹھے دیکھا ایک کنیز کو

بیہوش کر کے صحبت مین آ بیٹھا رستم سے اشارہ کر رہا ہو کہ زرہ نہ اُتار لیے گا تیغہ و کلاہ کب کیا
رستم حیران ہین کہ یہ کنیز کون ہو کہ جو تیغ و کلاہ کو پوچھتی ہو اور زرہ کو منع کرتی ہو نہ اُتار لیے
ہر مرتبہ رستم قصد کرتے ہین اور ٹھہر جاتے ہین شب بھر اسی ہنگامے مین گذری سمک اپنے
دل مین سوچتا ہو کہ صبح کو شاہزادے کو اس صحبت سے لے نکلونگا یہ نازنین مکر کی باتین
کر رہی ہی یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ ہمارے اورنگ نشین نہین ہو دم دے رہی ہو اور فقرے
کر رہی ہو یہی چاہتی ہو کہ زرہ اُتروا لون سمک نے رات بھر اشارے کر کے منع کیا اور زرہ
نہ اُتارنے دی شب گذر کر جبکہ رستم سفید پوش ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان
قصر مغرب مین جا کر چھپا اور شہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش مع فوج ضیا و
شعاع غالب آ کر سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم صحبت سے اُٹھے سمک چاہتا ہو
کہ اشارے سے الگ بلاؤن رستم کو سمجھاؤن باغ سے نکال لیجاؤن رستم صحبت سے اُٹھے
ٹہل رہے ہین کہ پہلو سے آواز آئی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان کھو دیا کام کیا
تجھے حاصل ہوے سمک نے دیکھا کہ ایک تاجدار گوشۂ باغ سے یہ کلمات کہتا ہوا آتا ہو
اُس نازنین نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تیغ و کلاہ تو پایا ایک کنیز ہو کہ وہ اشارون سے بار بار
منع کر رہی ہو کہ خبردار زرہ نہ اُتارو اسی وجہ سے زرہ حاصل نہین ہوئی وہ تاجدار غصے
مین یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او نالائق تجکو اسی واسطے بھیجا تھا شب بھر صحبت مین رہی ناز و غمزہ
کیا کی اب ہم سمجھ لین گے معلوم ہوا کہ تیرے کیے سے کچھ نہ ہوا یہ کہکے جھپٹا ملکہ کی کمر مین
پنجہ دیا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار بچائیے یہ عاشق فاسق مجکو لیے جاتا ہو خدا
اسکے ہاتھ سے بچائے اب آپ سے کیونکر ملاقات ہوگی رستم یہ صدا سنکر دوڑے چاہتے ہین
کہ ملکہ کو رہا کرین مگر وہ تاجدار ملکہ کو لیکر اُڑ گیا سب کنیزین دوڑین کہ ہی ہی اے شہریار آپنے
ملکہ کو نہ بچایا وہ اُٹھا لے گیا ہم بھی اُنھین کے پاس جاتے ہین گوشۂ باغ مین جا کر کنیزین
بھی غائب ہوئین رستم صرف اکیلے کھڑے ہین یا سمک حاضر ہو یہ عرض کر رہا ہو کہ اے شہریار
یہ ہمارے اورنگ نشین نہ تھی یہ کوئی مکارہ عورت تھی رستم نے آنکھون مین آنسو
بھر کے کہا کہ اے مہتر والا گہر ایسی معشوقہ پریچہرہ اُسکو یون دشمن لیجائے اور ہمسے کچھ

نہ ہو سکے نہین معلوم کہان لے گیا افسوس ہو کہ ہم روک نہ سکے مین دشت نوردی بادیہ پیمائی
کرونگا جان دونگا خیال مین اُس مہ جبین کے یہ کیفیت ہو نظم

معشوق اور دوسرا تمسا حسین نہین ☆ زیبندہ اس جمال پہ چین بر جبین نہین
وہ کونسا مکان ہو تو جسمین مکین نہین ☆ تا قرن کا یہ گمان ہو کہین ہو کہین نہین
مردود بارگاہ نہ ہو کوئی یار کا + ☆ دونون جہان مین اُسکا ٹھکانا کہین نہین
مشہور اک جہان مین ہین عشق باز ہون ☆ چاہا نہ ہو جسے کوئی ایسا حسین نہین
بعد از کلیم بھڑکی نہ پھر آگ طور کی ☆ کیا کیا ہوائین ورنہ جہان مین چلین نہین
ہوگی قیامت اُس قد و قامت سے ایکدن ☆ کافر ہین روز حشر کا جنکو یقین نہین
دیر و حرم مین شیخ و برہمن تباہ ہین ☆ خانہ خراب تیرا ٹھکانا کہین نہین
لازم بڑا ہو حسن کی خاطر غرور بھی ☆ وہ کونسا حسین ہو کہ چین بر جبین نہین
کسمن سکے نہ قدمون پہ دوچار کے گلے ☆ تلوارین تیری چال پہ کسمن چلین نہین
خدمت مین جسکی ہووے نہ زیبا سے کوئی [illegible] ☆ اس عہد مین تو ایسا کوئی نازنین نہین
وصلت شتاب سیم بدن سے نصیب ہو ☆ دنیا تو ہاتھ آئے بلا سے جو دین نہین
کیا سنگ آستان صنم سنگ لوح ہی ☆ کس کس نے تیری قبر سے آنکھین ملین نہین
انکار کیا کریگا تو عصیان کا اپنے رندا ☆ موجود دو گواہ یسار و یمین نہین

یہ اشعار علمشاہ نے پڑھے اور سمک سے کہا کہ ہمارے پاس سے جاؤ اب یہ صحرا ہی اور
ہم ہین اسی صحرا مین تڑپ تڑپ کے جان دینگے مثل مجنون تلاش مین اُس لیلی محمل نشین کے
اسی صحرا مین پھرینگے آخر کہین تو پتہ ملیگا ہر چند سمک نے سمجھایا مگر رستم نے دامنا گریبان چاک
کیا کلاہ سر پہ نمارد ہر چند اپنے کو سنبھالتے ہین نہین سنبھل سکتے پریشان پریشان باغ سے
نکلے نام معشوق زبان پر بیقرار و مضطر کانٹون کے جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین اگر پاؤن
مین آبلے پڑے اور اُسمین کانٹے گڑے تو کسی نخل کے سائے مین بیٹھ گئے بیقرار ہوکر فرمانے
لگے۔ فرد قمر کانٹے تلوون سے نکالین گے ہمین ہوش آیا + ہار دای دشت دل یار
چھٹے جاتے ہین + دیگر صبر و طاقت بھی نہین دشت مین اب دیتے ساتھ + کم ہوای

وحشت دل یار چھٹے جاتے ہین + سمک ہر چند سمجھاتا ہو کہ ای شہریار تیغہ وکلاہ تو آپ سے
ہاتھ سے کھویا اب رزہ باقی ہی ایسا نہ ہو کہ اسکو بھی ساحر مکر سے لے لین اپنے کو ہوش مین
رکھیے رستم اسکے سمجھانے پر فرماتے ہین کہ ای سمک صبر و طاقت نے ساتھ چھوڑا معشوق
پریچہرہ نے منھ موڑا اب دیکھیے معشوق پریچہرہ کیونکر ملے سمک نے عرض کی کہ ایسے صحرا
مین حضور آپڑے ہین کہ یہان سے نکلنا بھی دشوار ہی غلام تلاش مین اُن مفسدون کی جاتا ہی
اگر ملتا ہی تو اُنکو تلاش کرتا ہون جب تک مواج نہ قتل ہوگا یہ لوگ آپکا پیچھا نہ چھوڑینگے
یا مواج کو قتل کرون یا اپنی جان دون دیکھون انجام کار کیا ہو یہ کہکے سمک نے رستم
کو دیر تک سمجھایا اور خدمت سے رخصت ہوا تلاش مین اس عجائب و غرائب کی چلا اب
حال ملکہ ہمارے اور رنگ نشین تحریر کرتا ہون کہ یہ بیہوش ہو گئی تھین نہین معلوم کتنے
عرصے تک بیہوش رہین بعد عرصۂ دراز ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک مین
پایا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان ایک زنگن سیاہ رو بیٹھی ہی کہہ رہی ہی کہ کیون
او ہمارے اور رنگ نشین تمنے آپ کے قتل پر کمر باندھی چاہا کہ صحرائے گرداب نشان
کو فتح کرادون یہ صحرائے گرداب نشان ہی تمھارے باپ کو خداوند ہفت پیکر نے حاکم
کیا ہی موزون نام تھا کہ گرداب نشان کا حاکم مواج سمندر نشین کو کیا ای ہمارے
اور رنگ نشین تمھارے باپ کا ارادہ ہی کہ تمکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے لیجائین
قدرت تمپر نگاہ ڈالین گے کہ یہ جوش و خروش جو تمپر واقع ہی کہ نام پر طلسم کشا کے جان
دیتی ہو یہ جوش دل سے نکل جائیگا ملکہ حیران و پریشان ہین بات کا اُس زنگن کی جواب
نہین دیتین وہ زنگن کبھی منتین کرتی ہی کبھی خوشامد کرتی ہی ملکہ کچھ جواب نہین دیتین
سرنگون بیٹھی ہین ملکہ تو اس حال پر ملال مین ہین مگر جلال سرکش جو بیہوش ہوا بعد
عرصۂ دراز جب ہوشیار ہوا تو اپنے کو زندان مین سوزن ہاتھ پاؤن مین ہتھکڑیان بیڑیان
پہنے ہوے ایک قفس مین پایا چار زنگی قوی تن قوی سن دمبدم ڈراتے ہین دھمکاتے
ہین کہ کیون ای جلال تمنے کیا قیامت کی کہ قدرت سے برگشتہ ہوے طلسم کشا کا
ساتھ دیا اب عمر بھر قید سے رہائی نہ پاؤ گے قدرت کی خدمت مین بھیجے جاؤ گے

قدرت جو دل سے تمہارے محبت طلسم کشا کی نکال دینگے قدرت کے دوست ہو جاؤ گے تب
قید سے رہائی پاؤ گے آٹھ پہر وہ زنگی جھلال کو ڈراتے ہیں بعد آٹھ پہر کے آب و دانہ لاتے ہیں
دو روٹیاں خشک اور ایک آبخورہ پانی کا مشکل جھلال وہ کھا کر بسر اوقات کرتا ہے جھلال
تو اس حال میں ہے سماک پھرتے پھرتے قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک
نازنین گلگون پوش قصر کے دروازے پر بیٹھی ہے چند کنیزیں گرد ہیں خدمتگزاری کر رہی ہیں
سماک نے ایک کنیز کو بیہوش کیا سامنے اُس گلگون پوش کے پہونچا کنیزوں نے جو نام لیا
تو معلوم ہوا کہ نسیم گلگون پوش اُس نازنین کا نام ہے بیٹھے بیٹھے کنیزوں سے کہا کہ ارے
تخت لاؤ میں اُنکے پاس جاؤں دیکھوں کیا کر رہے ہیں کئی دن سے میں نہیں گئی یقین ہے
کہ انتظار میں ہوں کنیزیں تخت لائیں نسیم تخت پر سوار ہوئی سماک بھی ایک کنیز کی شکل
بنا ہوا ساتھ ہے تخت اُڑتا ہوا چلا بعد تھوڑی دیر کے طرف پستی کے تخت کو رجوع کیا ایک باغ
تھا اُسمیں تخت کو اُتارا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہے وسط میں باغ کے ایک چبوترہ
بلور کا ہے اُسپر مسند شاہانہ بچھی ہے اُسپر ایک جوان نامدار بعہدۂ افسری بیٹھا ہے گرد خادم
کہ تخت ملکہ نسیم کا پہونچا اُس جوان نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ نسیم کئی دن سے کیوں
نہیں آئیں مزاج کیسا تھا تیغہ و کلاہ کہاں رکھا ہے نسیم نے کہا کہ صاحب تمنے وہ چیز
سپرد کی ہے کہ آٹھ پہر اُسی کی حفاظت میں رہتی ہوں ایک لمحہ آنکھوں سے جدا نہیں کرتی
ہر وقت یہی خوف رہتا ہے کہ ایسا نہ ہو عیار میرے پاس آجائے اور آکر عیاری کرے میں
ساتھ لیتی آئی ہوں یہ کہکر تیغہ و کلاہ سامنے رکھا اُس جوان نے دیکھکر آواز دی کہ
قنطور مردم در اسکا نام ہے کہا کہ ای ملکہ عالم ایک دن تکلیف کرو اُس صحرا میں جاؤ
کہ جہاں طلسم کشا دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہا ہے کسی فطرت سے زرہ بھی اُتروا لاؤ تو سیل سحر
بخوبی تاثیر کرے طلسم کشا پہاڑ سے سر ٹکرا کر جان دے نسیم نے کہا کہ صاحب میں نے کئی مرتبہ
ارادہ کیا کہ جاؤں اور زرہ اُتروا لاؤں لیکن کل شب کو قدرت عالم خواب میں آئے فرمایا کہ
ای نسیم خبردار سامنے طلسم کشا کے نہ جانا طلسم کشا کی صورت سحر ہے دیکھکر ایسی بیقرار ہوگی
کہ زرہ لینا کیسا تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ بھی دے آؤگی اگر زرہ کی خواہش ہے

تو قنطور کو بھیجو کہ وہ زرہ لے لے قنطور نے کہا کہ اے ملکہ میں ابھی طلسم کشا کو بلاتا ہوں یہ کہکے
کچھ سحر کیا ایک کنیز کو روانہ کر دیا کہ تو اپنے کو صحراے بحزان میں پہونچا اور بشکل ہماے
اورنگ نشین طلسم کشا سے ملاقات کرنا لگا کر یہاں لا تاکہ میں کسی تدبیر سے زرہ بھی لے لوں
کر حلت باؤن جہلال کے قتل کا تو علم آ گیا اب اسکی خطا معاف ہوگی سماک نے دیکھا کہ وہ کنیز
روانہ ہوئی یہاں رستم اسی جنگل میں دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہے ہیں رات کا وقت ہی
شب ماہ آہ آہ کر رہے ہیں ایک نخل کے سایہ میں ملکہ ہما کو پکار رہے ہیں بیتابی حد باہر
زور کر گئی ہو پکارتے ہیں کہ اے ملکہ عالم اب صورت دکھا دو دل کی بیقراری بڑھتی جاتی ہے
اب تو ہماری یہ کیفیت ہے اصل میں یہ صورت ہے

نظم

مر گئے پر نہ اثر جب شفا کا دیکھا
درد مندوں نے ترے منہ نہ دوا کا دیکھا

تیرے پھرتے ہی اداسی چمن میں چھائی
رنگ بے رنگ گلستاں کی ہوا کا دیکھا

سامنے آئینہ رکھے تو غش آ جاتا
تم نے انداز نہیں اپنی ادا کا دیکھا

ناز معشوق کے غمزہ سے زیادہ دیکھا
آئی جب راستہ برسوں ہی قضا کا دیکھا

اے شہ حسن کبھی دھوپ میں نکلا ہے جو تو
سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہما کا دیکھا

سیر بتخانہ کی جب تک کہ نہ کی تھی ہم نے
کارخانہ ہی نہ تھا شان خدا کا دیکھا

سرو و شمشاد و صنوبر کو نہیں کچھ نسبت
قد بالا کو ترے ہم نے بلا کا دیکھا

کوے قاتل کا تماشا اسے دکھلا نقش
گرم جسنے نہ ہو بازار فنا کا دیکھا

رستم یہ اشعار پڑھ رہے ہیں بیقراریاں کر رہے ہیں کہ ایک پہلو سے آواز آئی کہ اے عاشق
صادق و اے یار موافق میں قید خانے سے نکل آئی تمھاری یاد نے اسقدر بیقرار کیا کہ آخر
صبر نہ ہو سکا شکر ہے کہ تمکو بخیر و عافیت دیکھا رستم نے جو پلٹ کر ملکہ ہما کو دیکھا مثل
گل شگفتہ ہو گئے یہ کہتے ہوئے دوڑے فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما
و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + اے لیلاے عصر و اے سلماے دہر تمھارے فراق نے دیوانہ
بنایا اس حال کو پہونچے کہ اس صحرا میں مارے مارے پھرتے ہیں آرام نہیں ملکہ نے ہاتھ میں ہاتھ
ڈال دیا کہا کہ قریب ایک باغ ہے وہاں تشریف لے چلیے آرام سے بیٹھیے وہ نازنین بصورت

ہمارے اور رنگ نشین رستم کو ساتھ لیکر چلی کہا صاحب اب رہائی کی صورت نکلے گی تحفہ جات بھی مل جائینگے آپ نے تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو کیا کیا۔ رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مجھے یاد نہین کہ وہ چیزین کیا ہوئین اُنکا حال نہین معلوم کہ مین نے کیا کیا مین خود متعجب ہون کہ تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو مین نے کیا کیا۔ اُس نازنین نے کہا کہ ای شہریار باغ مین چلکر زرہ اُتار لے اور کنیزان اُن چیزون کو تلاش کرے شاید دستیاب ہون راہ مین باتین کرتی ہوئی رستم سے نازو کرشمے کرتی ہوئی لیکر قریب باغ کے پہونچی بیان سمک نے باتون مین رنگ جمایا ہی نسیم و قنطور کے سامنے غزلین گائین احوال ہجر و وصل ایسے طور سے ظاہر کیا کہ قنطور انتہا کا مبہوت ہورہا ہی مگر جب نازنین قریب باغ پہونچی کہا کہ اندر چلیے رستم رشتۂ خام مین بندھے ہوے ساتھ اُس نازنین کے چلے آتے ہین جو جس مقام پر کہا سواے بہت خوب کے اور کچھ نہین فرماتے آخر کو باغ مین وہ نازنین رستم کو لائی روش بڑی طی کرکے سامنے قنطور کے پہونچی قنطور اُٹھ کھڑا ہوا نسیم سے اشارہ کیا کہ شاہزادے کو مسند پر بٹھاؤ نسیم نے دوسری مسند بچھائی رستم کو بٹھایا رستم آکے اُس مسند پر بیٹھے ہمارے اور رنگ نشین نقلی پہلو مین آکر بیٹھین قنطور نے کہا کہ طلسم کشا معشوقہ کو لیے بیٹھے ہین اری گانیوالی سامنے طلسم کشا کے گاؤ۔ سمک اُٹھکر قریب آیا آنکھ ملاکر یہ غزل شروع کی

نظم

خوبرو ہوتے ہین سنکر تری تقریر سفید
اور خاموشی سے ہین عاشق دلگیر سفید

وہ سیہ کار ہون ظلمت کدۂ دنیا مین
چاہیے وے نہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید

لب جانان کی کبودی جو اُنھین دکھلاؤن
زرد ہوکر گل سوسن تو طباشیر سفید

خاکساری سے ہوا آئینۂ دل روشن
کیا مس قلب کو کرتی ہی یہ اکسیر سفید

سردمہری بتان کی جو حکایت لکھون
شمع کافوری سے ہو خامۂ تحریر سفید

عید کا دن ہی بغلگیر وہ دلبر ہوگا
پہنے پوشاک ہر اک عاشق دلگیر سفید

دل منور ہی خیال رخ نورانی سے
پرتو ماہ سے رہتی ہی یہ تعمیر سفید

سخت جانی سے مجھے قاتل سے نہ شرمندہ کر
نہ جھڑی ہی اور نہ منھ پر سے ہو شمشیر سفید

ہر زمین پہ ہوئی اب وہوا کی تاثیر	مردم زنگ سیہ مردم کشمیر سفید
غم ہجران پیے لیتا ہو لہو جونک کی طرح	کیون نہ ہو رنگ صبح آتش دلگیر سفید

اس لحن سے یہ اشعار سامنے رستم کے گانے لگی کہ آگاہ بھی کرتا جاتا ہی کہ غلام آپ کا حاضر ہی
سب پر رنگ جما چکا ہون نسیم و قنطور یہان کے حاکم ہین آپکے اقبال سے انکو مارا چاہتا ہون
کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر بھی یہان موجود ہی اگر آپ کا اقبال یاور ہی اور طالع
مددگار ہین تو ان سب کو مار کے تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ لیتا ہون رستم خاموش
بیٹھے ہین رستم کے دل مین یہی سمائی ہی کہ معشوقۂ اصلی پہلو مین بیٹھی ہی جو یہ کہے وہ کر داور
وہ کہ رہی ہی کہ اے شہریار مین آپکے فراق مین اسقدر بیقرار تھی کہ قید خانے مین تڑپ
تڑپ کر بسر کرتی تھی زنگی سیاہ رو بجبر حاکم تھی اُسکو دم دیکر یہ فقرہ دیا کہ ذرا سوزن زنجیر
سے نکال مشکل اُسنے سوزن نکالی نکلتے ہی اُسکو مارا آپ کی تلاش مین مصروف ہوئی اب
یہ باغ ہمارے بزرگون کا ہی ہما آباد اسکا نام ہی بہت آباد ہی یہ دونون جو حاکم بیٹھے ہین
یہ ہمارے گھر کے ملازم ہین ہمکو مہمان بلایا ہی بہی خوشی تھی کہ رستم بھی ہون شکر ہی کہ آپ بھی
موجود ہین اب جو کہیے گا وہ ہی ہوگا رستم باتون پر ملکہ ہمامے اور رنگ نشین کی نہایت
بیقرار ہین کبھی ہاتھ بڑھاتے ہین کبھی منھ بڑھاتے ہین کہ بوسہ لون کبھی چاہتے ہین کہ گلے
لگا لون ملکہ طرف کنیزون کے اشارہ کرتی ہین کہ صاحب دیکھتے ہو یہ حرامزادیان اسی جانب
دیکھ رہی ہین انکی اسی طرف نگاہ ہی جب یہ ہٹ جائین تو آپ کو اختیار ہی رستم اشارہ
کرتے ہین کہ صاحب کیا کرین دل بیقرار ہی دل یہی چاہتا ہی کہ اختلاط ظاہری ہو نسیم و قنطور
دور سے یہ معاملہ دیکھ رہے ہین نسیم یہ کہکر اٹھی کہ مین جاکر صبا سے دلگیر کو آراستہ کرون تاکہ
بھی ہو کہ کیا وجہ جو وہ نہین اُترواتی کیا جمال طلسم کشا دیکھ کے مائل ہوئی جسکی صورت
بنکر بیٹھی ہی وہ ہی حرکتین کرنے لگی یہ مناسب نہین یہ کہتی ہوئی نسیم اپنے مقام سے
اٹھی اُس محفل مین آئی کہ جہان رستم پاس معشوق کے بیٹھے ہین آکر رستم کو سلام
کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ہم ملکہ کے ملازم ہین آپ کی راحت چاہتے ہین یہی
ہر وقت خیال ہے کہ آپ شگفتہ ہو کر بیٹھین زرہ اُتار ڈالیے کہ جسم کو ہوا لگے

بار کیوں اُٹھائیے ہلکے ہو جائیے رستم نے کچھ جواب نہ دیا سمک اشارے کر رہا ہو کہ اے شہریار برائے خدا زرہ جسم سے نہ اُتارئیے گا ورنہ نہیں معلوم یہ لوگ کس طرح پیش آئینگے دیکھیے سب اسی پر آمادہ ہیں کہ آپ سے زرہ لے لیں پھر قتل کا سامان کریں رستم نے کہا کہ اے نسیم ہمیں زرہ بار نہیں ہی ہم لوگ آٹھ پہر جنگ میں مصروف رہتے زرہ و خود ہر وقت جسم پر آراستہ رہتا ہی قنطور اپنے مقام سے اُٹھا اسی محفل میں آیا رستم کو سلام کیا اور آگے بڑھا کہا ای ملکہ ہماسے اور رنگ نشین تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ تو میرے پاس موجود ہی زرہ بھی اگر اُتار دیجیے تو تینوں چیزیں ایک مقام پر ہوجائیں ہم لوگ مہلت پائیں ملکہ ہمائے اور رنگ نشین کی صورت پر جو بیٹھی ہی اُسنے رستم کے گلے میں ہاتھ ڈال دئے کہا کہ ای شہریار زرہ اُتار ڈالیے متحمّل بالطبع ہو کر بیٹھیے زرہ پہننے سے آپ کے سبب مکدر ہیں اگر آپ زرہ اُتار کر بیٹھیں تو سب کو تسکین ہو رستم نے فوراً بند زرہ کے کھولے ہرچند سمک اشارے کیا کیا ہرگز زرہ نہ اُتاریئے گا رستم نے نہ خیال کیا زرہ اُتار کے کہا کہ لو ملکہ یہ زرہ حاضر ہی ملکہ نے زرہ لی اور قنطور کو دی قنطور نے جس مقام پر تیغ و کلاہ رکھا ہو وہیں پر زرہ بھی رکھی ہی تینوں چیزیں جب ایک مقام پر ہو چکیں تو قنطور نے آواز دی کہ اے دلگیر ہٹ جاؤ ملکہ ہمائے اور رنگ نشین پہلو سے رستم کے اُٹھنے لگیں رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ فوراً نسیم نے ایک چیخ ماری ایک برق چمکی چہرے پر اُس عورت کے بجلی اب جو رستم نے دیکھا ایک کالی عورت گال پھولے پھولے پائجامہ بھاری پہنے ہوئے کھڑی رو رہی ہی رستم نے جو یہ صورت عورت کی دیکھی گھبرا گئے فرمانے لگے کہ تو کون ہی اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا کہ آپ بیٹھیے اب کہاں جائیے گا اب یہاں سے جانا دشوار ہی رستم نے جھلا کر اُسے ڈھکیل دیا وہ گری ایک دھماکا ہوا غبار اُٹھا تھوڑی دیر کے بعد رستم نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں اور گلے میں طوق بغلوں میں خاردار لٹو پاؤں پر چوڑے فولاد کے اپنے کو مسلسل و مطوق پایا قنطور نے اُٹھ کر آواز دی کہ لو طلسم کشا کو پکڑ لیا ای رستم اب آمادۂ مرگ و مہیائے فنا ہو اتنی رات بیچ میں ہی صبح ہوئی اور تمھارے قتل کا سامان ہوا دیکھا لگے کہ معشوقہ تمھے

کیا مزہ دکھایا خوب لگا کر لائی زرہ کی وجہ سے تمھاری برات تھی ہم لوگ خائف و ترسان تھے یہی خیال تھا کہ طلسم کشا ہوشیار نہ ہو جائے اور تمھارے مقدمے مین خداوند ہفت پیکر زردہ بی فرمان لکھ رہے ہین کہ جو طلسم کشا کو قتل کریگا اُسنے اہل طلسم ہفت پیکر کی جان بچائی اے طلسم کشاے طلسم ہفت پیکر ہی ہزار طرح کی بلائین اسمین ہین رازداران طلسم تمھارے شریک ہوے اُنھون نے تحفہ جات کے نشان دیے تحفہ جات تم پاگئے کہ تا بہ صحراے گرداب نشان پہونچے سرحد صحراے گرداب نشان مین یہ خرابی ہوئی کہ دامشہ قلعہ مین تلوار چلی اور بی ہماے اور نگ نشین سے وہ سحر کیا کہ افسون جادو دیوانہ وار وحشی مثال قتل گرداب پر آمادہ ہوا یہ سب ان تحفہ جات کا باعث تھا سمک نے جو یہ باتین قنطورے سنین بیچین ہوگیا جی مین کہتا ہو کہ اے سمک ہمین تقدیر نے اسواسطے پہونچایا تھا کہ آقا کا قتل اپنی آنکھون سے دیکھین کاشکے نابینا پیدا ہوے ہوتے اب دیکھیے آقاے نامدار کے لیے کیا سامان ہوتا ہو اگر قہر کرتا ایکدن دودن کی مہلت پانے تو قاہ کو تسکین ہوتی اور رہائی کی تدبیر نکلتی فقط پہر بھر کا معاملہ درمیان مین ہے اے معبود میرے تو رحم اپنا شریک کر کیونکہ مین اپنے آقاے نامدار کو خاک و خون مین غلطان نہ دیکھون صاحبقران کو کیا جواب دونگا فرمائین گے کہ اے سمک تم موجود تھے اور آقا قتل ہوگئے سواے تیرے کس سے کہون نظم

طالب مطلب بود ہر دم طلبگار غرض — باغرض دارد غرض ہر بندۂ زار غرض
دوست کی گردد بباطن بندۂ اہل نفاق — کی بہ بند دوستی باشد گرفتار غرض
دوست خود مطلب اگر باشد مدارش دوستدار — از شمارش ہر آن تخفیف شد بار غرض
غنچۂ باغ مرادش نشگفد اندر جہان — ہر منافق را کہ باشد در جگر خار غرض
عاقلان بر گفتۂ اہل غرض کے دل نہند — گرچہ چرب و نرم و شیرین است گفتار غرض
دور بگریز از وہر صاحب صدق و صفا — بر رخ اہل غرض بیند چو آثار غرض
اہل مطلب را بود ہر دم بمطلب اشتغال — ہست ہر اہل غرض مشغول در کار غرض
ہین بیا ہرگز مکن بر اہل مطلب اعتبار — چون غرض حاصل شود گردد عدو یار غرض

دل سے دعائیں کیں سب طرح کی تدبیریں سوچ کر خوب قہقہہ مارکر ہنسا اور پکار کر آواز دی کہ اے
شہنشاہ قطور آج کا دن روز سعید ہے ہمارے واسطے روز عید ہے انکی وجہ سے جان کا خوف
تھا اب خوف جان مٹا کنیز چاہتی ہے کہ میں ساقی گری کروں سب شراب پئیں صبح ہوتے ہی
نشے کے جوش میں ایک ایک وار ہم سب طلسم کشا پر کریں کیسے ہم پر خوف غالب تھے راتوں
کی نیند اڑ گئی تھی کھانا پانی چھوٹ گیا تھا جب خبر آئی تھی کہ طلسم کشا تا بصحرائے گرداب شاں
آ پہونچا ہم لوگ خواب پریشان دیکھتے تھے اب آج سے بآرام سوئیں گے یہ سنتے ہی قطورس
نے دیکھ کر آواز دی کہ کیوں اے نسیم یہ کنیز تمھاری بہت گستاخ ہے معلوم ہوتا ہے یہ بھی
طلسم کشا پر مائل ہوئی ایسا نہ ہو کہ اسی پردے میں عیاری ہو اسنے ایسا فقرہ کہا کہ
ہمارا دل کھٹک گیا اس سے کہو کہ باہر جاکے بیٹھے صحبت میں ہماری نہ رہے ہمیں خوف
پیدا ہوا نسیم نے پکار کے کہا کہ کیوں شگوفہ یہ فقرہ تمھیں کسنے سکھایا تمنے کیوں ساقی گری
کا نام لیا ہمارے صاحب کو اس سے شک ہوتا ہے اسی ساقی گری میں صدہا جادوگر مارے گئے
اسی عیاری پر عمرو نے قیامتیں برپا کیں جاؤ اب باہر جاکے ٹھہرو سمک کے ہوش اڑ گئے
کہا اے سمک باہر سے میں کیا عیاری کرونگا قضا قریب آ گئی جہاں یہ شکوک ہیں ایک لفظ
کہتے ہی کھٹک گئے میں کیا اگر خواجہ عمرو ہوتے تو ایسے مقام پر کیا کرتے دل سے یہ باتیں
کر کے نسیم کے قدموں سے لپٹ گیا اور چیخیں مار کر رونے لگا کہتا تھا واری اگر مجھ پر عیار کا
شک ہو تو مجھکو قتل کیجیے آپ آباد رہیں سب ساحر دل شاد رہیں سب کے ساتھ ہماری بھی
زندگی ہے میں نے برائے خیر خواہی عرض کیا یہاں شک گذرا تو مجھے قتل کر ڈالیں سب بوئیں
تو بچ جائیں گے بلا سے جان جائے مگر ساحر آباد رہیں خداوند ہفت پیکر کی جان بچے
کتاب میں صاف صاف لکھ چکے ہیں کہ اس طلسم کشا کے ہاتھ سے میری قضا ہے اسکے قتل کی
ہمکو خوشی نہ ہو جب قدرت مارے گئے تو بندے کس شمار میں پڑینگے ایسے قدرت مہربان
اسکے قتل کا سامان ہم کیوں کر خوشی نہ کریں آپ کو شک پیدا ہوا یہ کہکر اسقدر روئی کہ نسیم
نے گلے سے لگا لیا کہا کہ اے شگوفہ صاحب کو شک ہے میں تو تجکو اپنا جان و ایمان جانتی ہوں
تو کیوں اسقدر روتی ہے سمک نے کہا کہ حضور کنیز کو کہتے ہیں باہر ٹھہرو میں باہر رہکر آپکے

جلسے سے الگ ہون ابھی سر ٹکرا کے اپنی جان دیدونگی مین جلسے سے باہر جاؤن جو مین نے کہا ہی میرا ابھی کہنا ہو نشے مین ایسے طلسم کشا پر دار کرون کہ ہزار ٹکڑے ہون معلوم ہو کہ طلسم کشا کا قیمہ کیا نسیم نے کہا کہ ای قنطور شگوفہ پر شک نہ کرو ابھی وہ میخانے جاوے شراب بناکے لاوے سب ایک ایک جام پیو دیکھو تو وہ اسقدر روتی ہی ڈرتی ہی کہ نگوڑی کا دم نہ نکل جائے سانس اسکے پیٹ مین نہین سماتی بچپن سے مین نے اسکو پالا ہی آج تک کبھی اس سے کوئی امر خلاف نہین ہوا مین کیونکر کہون کہ طلسم کشا کی صورت ظاہری پر یہ عاشق ہوگی قنطور نے کہا کہ بی شگوفہ جان دو دو میخانے مین جاؤ آج تمھین ساقی گری کرو سمک دوڑا میخانے مین آتے ہی جلدی ڈالدیا کہ لو صاحبو آج جسکا جی چاہے شراب لیجائے مین ساقی ہون کوئی باقی نہ رہجائے کنیزین شراب لیجانے لگین کوئی بہلہ لیے جاتی ہی کسی نے گلابی لی کسی نے قرابہ اٹھا لیا درختون کے نیچے بیٹھکر پینے لگین سمک نے وہ بیہوشی ملائی ہی کہ اگر رتی بھر دریا مین ڈالدو تو مچھلیان بلبلا کے نکل آئین سمک گھبرایا ہوا ہی کنیزون مین جسنے جام پیا ایک کنیز پہ دوسری کنیز دست درازی کرنے لگی کوئی کسیکا دوپٹہ نوچتی ہی کوئی کسی کی چوٹی پکڑتی ہے کوئی کسی کے لپٹی جاتی ہی قنطور نے نسیم کو اشارہ کیا کہ لو صاحب کنیزون کا کیا حال ہی نسیم بھی حیران ہی کہ بیشک کنیزین خلاف حرکت کر رہی ہین وہ اٹھی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی دس پانچ گر کے بیہوش بھی ہوگئین سمک بھی جلدی مین چالیس گلابیان کہ انمین بیہوشی ملا کر کٹورے انکے تمامی سے باندھے تھے سلیقے سے لیکر محفل مین آیا نسیم نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقہ سے شگوفہ شراب لائی ہی خواہ مخواہ دل چاہتا ہی کہ شراب پیجیے قنطور نے کہا کہ دیکھو صاحب مفصل حال کھلا جاتا ہی سمک نے آتے ہی شراب تو محفل مین رکھی اور یہ غزل گائی - نظم

ساقیا پلوا نمک خوارون کو چلو بھر شراب — مین ہون دریا نوش کیا دیتا ہی اک ساغر شراب
فصل گل ہی کھینچ رہی ہی آجکل گھر گھر شراب — بادہ کش بدمستیان کرتے ہین پی پی کر شراب
ہی دعا مستون کی یارب مثل ماہ و آفتاب — جام گردش مین رہے کھایا کرے چکر شراب
بزم مین وہ ترک آیا میکشی کو ساقیا — خوب تر سے خوب تر بہتر سے ہو بہتر شراب

ہون وہ میکش محتسب مین ہون تو پہلے حکم دون
دودھ کے بدلے پلا دے طفل کو مادر شراب

پھر بہار آئے الٰہی پھر شگفتہ ہووین گل
تاک کے سائے مین اینڈین مست پھولی کر شراب

گر صفاے قلب چاہیے میکشی کر اختیار
واسطے آئینۂ دل کے ہی روشن گر شراب

شوق سے داماد ہی پیر مغان کرتے قبول
خوبصورت سی اگر ہوتی کوئی دختر شراب

بوسۂ لبہاے میگون ہو اگر مجکو نصیب
گور پر ساقی کے بھجوا دون گھڑے بھر بھر شراب

میکشی سے گرچہ زاہد کو بھی انکار ہی
دیکھتا ہی سحر یہ رندون کو پلوا کر شراب

غم غلط ہوتا ہی غمگین کا سرور بادہ سے
خون دل پینا پڑے مجکو نہو وے گر شراب

سچا ہی قول کہ پیر مغان سونے کی ڈول
ہو گئی ہی دور مین اپنے تو آب زر شراب

مغتنم ہی وقت فرصت ایک دورہ اور ہو
ہی ابھی شیشے مین ای ساقی کئی ساغر شراب

حشر کے دن دیکھنا بد مستیان مجھ رند کی
گور سے کہتا اٹھون یا ساقی کوثر شراب

جون جون سمک بنا بنا کے یہ اشعار گا رہا ہی اور ہاتھ اٹھا اٹھا کے بتا رہا ہی قنطور جادو بہ نگاہ غور سمک بلدا قی کو دیکھ رہا ہی نسیم کا ہاتھ دبا دیتا ہی اشارہ ہی کہ صاحب دیکھو اس ظالم کی مکاری کہ تمھارے ساتھ آیا اپنے نزدیک اُسنے رنگ جمایا میرا قنطور جادو نام ہی جیسے ہی اُسنے ساقی گری کا نام لیا مین اسی وقت سمجھ گیا یہ کہکے پکار کر آواز دی کہ خنگو فہ پہلے جام مجکو دے مین بہت مشتاق ہون تیرے گانے نے دل بیقرار کر دیا سمک سوچا کہ اب رنگ جم چکا ایک جام دیتے ہی خنجر ماردون اسکا یون خاتمہ کرون بتعجیل تمام جام لبریز کیا بڑھایا بیہوشی کی گھائی سے ڈالی قنطور نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا جام ہاتھ مین لیکر بکچھ ہونٹھ ہلائے شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے قنطور نے پکار کر کہا کہ او مکار تو نے ہمارا کمال دیکھا شراب اُڑ گئی یہ کہکے ایک اشارہ کیا کہ برق کڑک کر گری رنگ و روغن عیاری کا سمک کے چہرے سے اُڑ گیا اور پاؤن زمین نے تھام لیے اب تو محفل مین ہلڑ ہوا کنیزین چیخین مار مار کے بھاگ گئے نگین کوئی کہتی ہی کہ بن مانس ہی کوئی کہتی ہی کہ جلمانس ہی کوئی کہتی ہی مرچا جن ہی کوئی کہتی ہی منٹھیا دیو ہی عجب طرح کے حرکات کرنے لگین سمک زمین پر پڑا ہوا ہی قنطور نے کہا کیون نسیم دیکھا تمنے میرا شک سچا تو یہ تھا میرے

پہلے ہی ساقی گری کا نام سنکر ہوش اُڑے تھے برابر اخباروں میں لکھا دیکھا کہ عمرو و برق نے اسی عیاری پر سیکڑوں کو مارا طلسم کشا قید ہوا ہی ہزاروں بلائیں نازل ہونگی دوست دشمن ہونے میں قید ہونا طلسم کشا کا بڑی آفت ہو جا بجا یہی رنگ ہی ہر مقام پر یہی مرقوم ہو کہ طلسم کشا کی کسی ساحر کے ہاتھ سے قضا نہیں ہی لیکن آج یہ سعادت مجکو حاصل ہوئی قدرت نہایت خوش ہونگے فرمائینگے تو نے ہمارے بندوں کو بچالیا اہل طلسم پر بڑا احسان کیا کنیزوں نے میدان خونی کی تیاری کی کنیزیں خنجرہاے برہنہ ہاتھ مین لیکر رہی ہین بعض خنجر ہاتھ مین لیے کہ رہی ہین کہ اسی خنجر سے طلسم کشا کو قتل کرینگے یہان باغ مین تو یہ کیفیت ہی طلسم کشا اور سمک کی یہ صورت ہو کہ نوبت بجان وکارد باستخوان سرنگون بیٹھے اپنے مالک سے دعائین مانگ رہے ہین کہ او بے نیاز ان ظالمون کے ہاتھ سے جان بچالے اور ان دشمنون سے نجات دے اُدھر مواج سمندر نشین پہلو مین گرداب کے بیٹھا ہی جس دن سے یہ سحر اسنے کیا ہی اُس دن سے قلعہ گرداب پر رہتا ہو گرداب سے باغ آراستہ کیا ہی مسندین درست کنیزین چالاک وچست مصاحبین حسین ومہ جبین گرد بیٹھی ہین صحبت عیش وجلیش آراستہ مواج خوش بیٹھا ہی ملکہ ہمائی دایہ کی بیٹی ملکہ تصویر دلکش سامنے بیٹھی ہی مگر ملکہ ہماے اور تاب نشین کے واسطے ملول وحزین ہے مغنین جوگا رہی ہین جب ہنگامہ عیش ونشاط کو ترقی ہوتی ہی تصویر دلکش کا عجب نقشہ ہوتا ہو سناٹے مین آجاتی ہو یاد کرتی ہو کہ کیون ای تصویر ملکہ پر قید خانے مین کیا گذر رہی ہوگی وہ پر وردۂ صد ناز ونعم اُسپر یہ رنج وغم مگر اسنے بھی غضب کیا کہ باپ کے سامنے بھی جنگ مین معروف رہی افسون جادو پر وہ سحر کیا کہ گرداب کو قتل کرنے چلا تھا مگر مواج نہ آجاتے تو بیٹا زندہ نہ چھوڑتا گرداب بھاگی ہوئی قلعہ مین جاتی تھین مواج نے آکر بیٹے کو گرفتار کیا یہ باتین دل سے کر رہی تھی کہ مواج بیٹھے بیٹھے ہنسا اور پکار کر کہا کہ ہما تصویر تو سوچ مین بیٹھی تھی بول اٹھی کہ اے شہنشاہ کسے مارا آپ کو بہت خوش پاتی ہون مواج نے کہا کہ اس وقت وہ خوشی حاصل ہوئی کہ دل باغ باغ ہی غم سے فارغ ہے طلسم کشا کو مین نے قریب صحراے حسرت انگیز مبتلا کیا تھا آج قنطور نے بڑا کام کیا

وہ مالک صحرائے حسرت انگیز ہو طلسم کشا کو بلا کر ایک کنیز کو اپنی بصورت ملکہ ہما بنا یا زرہ
جبین کی تعیین پیغام لیکر جاؤ قنطور کو ہمارا فرمان پہونچاؤ کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کرے
دیر ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی معین و مددگار طلسم کشا کا آجائے اور قید سے رہا کرلے تحفہ جات
وہیں موجود ہیں اگر تحفہ جات طلسم کشا کو مل گئے تو مشکل ہی مگر اب تحفے اسکے قبضے سے نکلنا
دشوار ہیں اور زبانی بھی یہ کہنا کہ طلسم کشا کو اور ہمارے اورنگ نشین اور جہلال کو قتل
کرکے سران سب کے ہمارے پاس روانہ کرے کہ ہم ان سروں کو خدمت خداوند میں بھیجیں
کہ کارخانۂ خدائی سست پڑا ہی رونق کارخانۂ خدائی ہو انتظام ہو جائے جو ملک ویران ہوئے
آنپر نامے بھیجے جاویں کہ وہ ملک آباد ہوں کل رعایا دل شاد ہو اپنا اپنا انتظام کریں جلد
اپنے تئیں پہونچاؤ راہ میں کہیں ٹھہرنا نہیں یہ سنکر تصویر دلکش اٹھی یہاں قنطور و نسیم
نے انتظام کیا ہی کہ کنیزیں آمادۂ قتل ہیں ایک کنیز سر پر سمک کے خنجر بکف کھڑی ہو اور دو
کنیزیں سر پر طلسم کشا کے خنجر برہنہ لیے ٹہل رہی ہیں نسیم نے اشارہ کیا ان کنیزوں نے
رستم کو دار پر کھینچا چاہتی ہیں کہ حکم ملے تو قتل کریں تصویر دلکش اڑتی ہوئی آسمان سے
آئی اسنے صورت زیبا رستم کی دیکھی جی میں کہتی ہو کہ ہو ہو کیا غضب ہو معشوق میری بی بی کا
قتل ہوتا ہو جس وقت وہ کشتۂ حسرت داس سنے گی تڑپ تڑپ کے اپنی جان دیگی جسنے یہ
بے غیرتی اختیار کی کہ باپ کے سامنے سے نہیں جانتی تھی کہ یہ سحر میں مجھسے زیادہ ہیں جب
ارادہ کرینگے پکڑ لیں گے اسنے جان کا جانا گوارا کیا اور لڑائی سے ہاتھ نہ اٹھایا وہ جو خبر مرگ
اس جوان کی سنے گی فوراً اپنی جان دیگی اسکے بعد ہماری کون قدر کریگا وہ بے قتل کیے
جان دیگی ہماری آبرو نہ رہیگی جیسی بی گرداب خاطر کرتی ہیں ویسے ہی ہمارے نام سے
نفرت کرینگی سامری نامے میں بھی یہی مرقوم ہو کہ یہ سال اختتام طلسم ہو کوئی نہ کوئی اور
صورت پیدا ہو گی جس طرح بنے طلسم کشا کو بچاؤ ایسا حسین و جمیل جری بہادر یوں قتل ہوتا ہی
یہ سوچ کر ہاتھ ہلایا اور عرصے تک روئی برق کڑک کر گری کہ جو دونوں کنیزیں قریب رستم کے
کھڑی تھیں انکے سر اڑگئے دوسرا ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری زنجیر کٹی رستم دار سے گرے پھر ہاتھ
ہلایا برق چمکی جو کنیز قریب سمک تھی اسکا بھی سر اڑگیا ایک خود چمک کر گری جس مقام پر

زرہ و تیغہ و کلاہ رکھا تھا ان تینون چیزون کو اٹھایا رستم قید اپنے جسم سے دور کر چکے تھے
تصویر دلکش نے تینون چیزین اٹھا کر اس جلدی مین رستم کو دین کہ رستم نے کلاہ سر پر دی
تیغہ ہفت جوہر پر قبضہ کیا زرہ ہفت جوش زیب جسم کرکے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب | البت علمشاہ پور رستم لقب | دیگا علمشاہ رومی شہ فیلزور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور | نعرہ کرکے لڑنے لگے سمک نے پور رستم کو جنگ مین

مصروف دیکھا حقۂ آتشبازی نکال کر مارا ساحر سمجھے کہ رستم کا عیار جادوگر ہی اسم سحر
پڑھ کر آگ بجھانے لگے مگر جلے جاتے ہین قنطور نے جو یہ معاملہ دیکھا للکارا کہ او تصویر
دلکش یہ تو نے کیا حرکت کی ہاے مین جانتا تھا کہ وقت قتل طلسم کشا ہی کوئی افتاد
ضرور پڑیگی نسیم کو اشارہ کیا کہ صاحب تم تو بھاگ جاؤ جان بچاؤ ورنہ طلسم کشا کے
ہاتھ سے جان نہ بچیگی دیکھو کنیزین کیسے کیسے سحر کر رہی ہین صرف زرہ پاس تھی اسپر تو
ہمکو خوف تھا اب تو تینون چیزین اسکے پاس پہونچ گئین اب اسپر سحر تاثیر نکریگا مولانا
ایسا ہی ساحر تھا کہ جسنے اس زور و شور سے کلاہ و تیغہ لیا اور طلسم کشا کو صحرا سے حجرے
مین بھیجا نسیم جواب کر گئی اور طائر کی شکل بنکر تیار ہوئی پر پرواز پیدا کرکے آدمی چاہا کہ
نکل جاؤن کہ رستم نے نسیم کو تاک کر تیر مارا سینے پر نسیم کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گیا نسیم
کا لاشہ ہو گرا کنیزین بھی جلنے لگین باغ ویران ہونے لگا نخل تھرا کر گرے اور جلنے لگے
مثل رنگ چہرۂ مدقوق زرد ہوکر زمین پر گرے اور جل گئے چمن پھولون کے پامال ہوئے
زمزمہ سرا کا عجیب حال ہوا عندلیبان خوشنوا قتل طلسم کشا کا مژدہ پاکر زمزمہ سرائی مین
مصروف تھین باستقارین بند دل درد مند دیوارین گر رہی ہین قنطور نے جو لاشۂ نسیم کا دیکھا
اور وہ باغ سرسبز و شاداب مرتے ہی نسیم کے خزان نصیب ہوا گھبرایا ہوا اڑ رہا ہی طلسم کشا
پر کبھی آگ برساتا ہی کبھی تلوارین گراتا ہی کوئی شے تاثیر نہین کرتی کئی مرتبہ تصویر دلکش پر
سحر کیا تصویر گری بدن مین آگ لگ گئی مثل سرو چراغان جلنے لگی پکار کر آواز دی کہ اے
شہریار کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی رستم نے بڑھ کر تیغۂ ہفت جوہر کا سایہ ڈالا جلنا موقوف ہوا
چاک چاک کر تصویر سحر کرنے لگی قنطور چاہتا ہی کہ تصویر کو قتل کرے اس تصویر کو فنا ہستی

عشا دون لیکن بسبب طلسم کشا کے زور نہین چلتا آخر تلوار کھینچ کر لڑتا ہوا چلا پہلے تصویر پری پر
سحر کیا کہ زمین نے پاؤن تصویر کے تھام لیے جھولی سحر کی بائین ہاتھ سے گری قنطور تیغہ
کھینچ کر چلا تصویر دعا مانگ رہی ہو کہ یا خدا لے تا دیدہ مین نے تیرا مذہب اختیار کیا
ہاتھ سے اس ظالم کے بچا لے اس حسرت مین طرف طلسم کشا کے جو دیکھا رستم کی نگاہ پڑی کہ
رنگ رو روے تصویر دلکش اڑا ہوا آنکھین ڈگ مگا رہی ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ عالم یاس
بد حواس طرف آسمان کے دیکھ رہی ہی تصویر کا یہ حال دیکھ کر رستم کا دل ٹکڑے ہو گیا
جی مین کہتے ہین کہ ای رستم یہ تمہاری جان بخش ہی تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوے ساحران
تباہی کو راہ مین مار کر قریب تصویر کے پہونچے عکس جو تیغۂ ہفت جوہر کا پڑا تصویر پھر
چمک چمک کر سحر کرنے لگی قنطور کا بھائی جیپور جادو بڑے زور و شور سے لڑ رہا تھا جمال
بے مثال تصویر دیکھ کر بیقرار ہو گیا تو بیشتر بڑھا کہ تصویر کا ہاتھ تھام لون اسکو بچا دون
اگر بن پڑے تو اس ہنگامے سے لے نکلون جیسے ہی تصویر پر جا کر ہاتھ ڈالون تصویر نے
پیچھے ہٹ کر گلے مین ایک ہار پہنے تھی سحر پڑھ کر پھینک مارا وہ ہار جو گرا پھول اسکے جیپور
پر گرے پھولون کا گرنا تھا کہ آنکھین جیپور کی سرخ ہوئین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا
بیتاب ہو کر پکار اٹھا نظم

حسن پر آپ ہین عبث مغرور
کمر یار دیکھ بھال نہین
دہن کے منہ سے بات کیا نکلے
آرزوے شب وصال نہین
ہجر مین ہو گیا وصال تمام

غم سوا عشق کا مال نہین
کون شی ہی جسے زوال نہین
خواب مین بھی نظر نہین آتے
لال ہو طاقت مقال نہین
رشک سے غیر کو جلاتا ہی
پھر کیے تکر کہون وصال تھا

کون دل لا کے جو پامال نہین
حسن مین بال کا نہین ہی فرق
انکو مطلق مرا خیال نہین
غم سے افسردہ ہو گیا اتنا
وصل کا آپ سے سوال نہین
ای جان جان دای آرام دل

مشتاق ہان میری تجھ پر جان جاتی ہی ایک نگاہ پھر ادھر ڈالدے آہون چشم نے مجھکو شکار کیا دلکو
بہت بیقرار کیا تصویر نے پکار کر آواز دی کہ قنطور کا سر لاؤ تو مین تیرے ساتھ شادی کرون
جیپور یہ سنکر جھپٹا ہوا سامنے بڑے بھائی کے آیا پکار کر آواز دی کہا او قنطور بے ادب
تو نے کیا بے ادبی ساتھ ملکہ کے کی ملکہ تیرا سر مانگتی ہین سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ لون

یہ کہتا ہوا قریب قنطور کے آیا تلوار ہلانے لگا قنطور نے ہر چند ٹالا کہتا جاتا ہی کہ ارے
بیحیا کیا تیری شامتیں آئی ہین دیکھ الگ رہ میرے پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا سزا پائیگا
جیپور اپنے ہوش مین نہین ہو ہاتھ تلوار کا مارا قنطور نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے
سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ جیپور کے دو ٹکڑے ہوے غصّے
مین تو ہاتھ مار دیا لاشہ جو بھائی کا دیکھا چیخین مار کر رونے لگا پکار کر آواز دی کہ اے
تصویر اب تجکو ضرور مٹاونگا تو نے میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا اب
تجکو زندہ نہ چھوڑونگا تصویر تڑپ تڑپ کے کنیزون پر گر رہی ہو کئی افسر مارے
کنیزین جن جن کے قتل کین یہ غصّے مین طرف تصویر کے جاتا ہو اُدھر سے رستم لڑتے
ہوے آتے ہین کہ قنطور کا سامنا ہوگیا قنطور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر
پر روکا عکس جو تیغۂ ہفت جوہر کا پڑا قنطور اندھا ہوگیا اوپر سے رستم نے ہاتھ مارا
کہ قنطور کے دو ٹکڑے ہوے قنطور کے مرتے ہی آندھی سیاہ چلی باغ سارا جل گیا کنیزین
تمام جلین اب رستم قریب تصویر کے آئے فرمایا کہ اے نازنین تجکو میری مدد کا کیا سبب ہوا
تیرا احسان عظیم ہوا تو تو جان بخش ہو تصویر نے شرما کے سر جھکا لیا کہا کہ حضور مین ملکہ
ہماے اورنگ نشین کی دایہ کی دختر ہون اسوقت جو آپ کو اس حسرت دریا مین دیکھا
دل بیقرار ہوگیا اب مین پاس مواج کے جانے کے لائق نہ رہی نہین معلوم کس طور سے
پیش آوے سب آپ کی جان کے خواہان ہین اب آپ کو مناسب ہو کہ تیمور جادو قنطور کا
بڑا بھائی ہو جسکی قید مین جہلال سرکش ہے اُسکو چلکر رہا کیجیے دوسرا جادوگر اُسکا بھائی
وسمی کے پہلو مین رہتا ہو جسکی قید مین ملکہ ہماے اورنگ نشین ہین چلکر اُسکو مارئیے
اگر حکم ہو تو کنیز جائے رستم نے کہا کہ ہم خود چلتے ہین یہ کہکر رستم تصویر کو ساتھ لیکر
سمک برائے رہائی جہلال چلے سمک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام چلے جائے اے
ملکہ تصویر دلکش مجکو پتہ بتا دو تو مین جاکر جہلال سرکش ایسے رفیق کو رہا کر دون
تصویر نے کہا کہ تھوڑی دور جاکر ایک صحرا ملیگا کہ اُسمین گرد اُڑتی ہوگی گرداب سر کا
عزیز دار سراب جادو کہ نہایت ساحر زبردست ہو جب اُسکو ماروگے تب نگہبان کا

مقام ملیگا سماک یہ سنکر چلا کئی کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحراے سراب مین پہونچا دیکھا کہ گرد انتہا کی اُڑ رہی ہی سماک گھبرا گیا دیکھا کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا جاتا ہے سماک نے اُس ساحر کو پکارا وہ ساحر ٹھہر گیا سماک قریب پہونچا پوچھا کہ اے برادر تمھارا کیا نام ہی کہان سے آتے ہو کہان جاتے ہو اُسنے کہا کہ قاصد خوشخرام میرا نام ہی سواج سمندر نشین نے خبر پائی ہی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی طرف صحراے سراب کے جاتے ہین تو مین نامہ لیکر پاس سراب جادو کے جاتا ہون کہ اُسکو آگاہ کرون طلسم کشا آتے ہین ہوشیار رہنا سماک نے یہ دریافت کر کے قاصد کو باتون مین لگایا باتون مین لگا کے بیہوش کیا اسکو درۂ کوہ مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر تیار ہوا نامہ اُسکی جھولی سے نکال لیا مقام سراب جادو کا پوچھتا ہوا چلا تھوڑی دور جا کر دیکھا بیچ جنگل مین ایک مکان بنا ہی ایک جادوگر تاج سر پر رکھے ہوے بالاے قصر بیٹھا ہے خادم دوڑے دوڑے پھر رہے ہین سماک نے پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ سراب مین آپ کی خدمت مین آنا چاہتا ہون اُس ساحر نے ایک خادم سے کہا کہ قاصد خوشخرام آیا ہی یہان بلا لو خادم آیا سماک کو بالاے قصر لے گیا سماک نے آکر سلام کیا نامہ نکال کر بلا تکلف دیا سراب جادو نے زبان پر چڑھا پڑھ کر کہا کہ اے قاصد یہ صحراے سراب آباد ہی اگر یہان بڑا ساحر آئے تو دیوانہ ہو جائے اور خاک اُڑاتا پھرے میرے صحرا مین کوئی نہین آسکتا مجھے کچھ خوف نہین سماک نے عرض کی کہ اب دن کم باقی ہی غلام کو راہ دور و دراز طی کرنا ہوگی اگر حکم ہو شب کو حاضر خدمت رہون صبح کو چلا جاؤنگا سراب نے کہا کہ مین خود چاہتا ہون کہ آج رہجاؤ سراب یہ کہکر قاصد نقلی کو ساتھ لیے ہوے پہلو مین باغ تھا نہایت سرسبز و شاداب وسط باغ مین ایک چبوترہ نہایت آراستہ تھا آکر مسند پر سراب بیٹھا سماک نے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو تو حضور کے سامنے کچھ گاؤن اگرچہ آپ کی خدمت مین عمدہ عمدہ گانیوالے موجود ہین شاید وہ بھی پسند کرین سراب نے اشارہ کیا کہ کیا مضائقہ ہی سماک بایان کھینچ کے سیدھا سیدھا ٹھیکا بجانے لگا نہایت لطف سے یہ غزل شروع کی۔ نظم

رکا ہو خنجر قاتل مجھے خیال یہ تھا — تڑپ گیا ہوں دم ذبح انفعال یہ ہی
لبوں پہ جان ہی اک دم کا اور مہمان ہی — مریض عشق محبت کا تیرے حال یہ ہی
اُڑاے طائر رنگ رخ پہ پر و بال — حضور وصل ملے آپ کا جمال یہ ہی
عیاں ہی سینۂ محبوب سے عروج شباب — پھل آیا نخل میں لیس حسن کا کمال یہ ہی
رہا نہ نام کو اغیار کا نشان باقی — دلا بس آہ رسا کا مری وبال یہ ہی
نہ آیا رات مجھے اسکا غم نہیں رعنا — گیا وہ غیر کے گھر پہ فقط ملال یہ ہی

اس لطف سے سمک نے یہ غزل گائی کہ سراب بہت خوش ہوا کہا کہ ای قاصد خوشخرام تم تو لائق اسکے ہو کہ تمکو توشہ خانہ بنا کر رکھے سمک نے کہا کہ حضور اصل یہ ہی کہ مواج نے مجکو خزانے کا داروغہ کیا ہی ہزار ہا روپیہ میں نے پایا اُستادوں کو دیکر یہ کمال یاد کیا اور یہ کمال حضور نے کیا دیکھا میں ساقی گری خوب کرتا ہوں سب کو حضور صحبت میں بٹھائیں محفل جمائیں میں ساقی گری کروں سر سے گاؤں منہ سے شراب پلاؤں ہاتھ سے بجاؤں پاؤں سے ناچوں تب میرا کمال حضور پر ظاہر ہو سراب نے کہا کہ ای قاصد خوشخرام یہ کمال تو بہت دشوار ہی یہ کہکے کنیز سے اشارہ کیا کہ کنجی میخانے کی قاصد خوشخرام کو دو سمک نے کنجی لی چاہتا ہی میخانے میں جاؤں کہ آسمان پر بجلی چمکی ایک ابر نقرئی پیدا ہوا اور آکر پھٹا دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت نحیف وضعیف جھریاں چہرے پہ پڑی ہوئیں لباس بھاری پہنے ہوئے ایک کتاب آگے رکھی ہوئی تخت آکے زمین پر اترا چند کنیزیں بھی بیٹھی ہیں وہ تخت زمین پر آیا جس وقت وہ عورت اتری سراب کھڑا ہو گیا کہا کہ ای مادر مہربان اسوقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا سفاکہ آذر خونخوار نے کہا کہ ای فرزند اس وقت میں جہلال سرکش کو کھانا کھلانے گئی تھی اسکو میں نے خوش پایا اگرچہ حال ابتر ہی بیقرار و مضطر ہی مگر شاید اسنے اپنے بزرگان دین کو عالم خواب میں دیکھا خوش بیٹھا تھا میں نے نادان بنکے پوچھا کہ ای جہلال سرکش قید خانے میں اسقدر خوش بیٹھے ہو یہاں سے تمھاری رہائی نہ ہوگی تمھارے قتل کا حکم آگیا اُسنے جواب دیا کہ خدا میرے مالک طلسم کشا کو سلامت رکھے مجھے کوئی نہیں قتل کرسکتا میں گھبرائی ہوئی مکان پر آئی کتاب پاریہ کو دیکھا صاف صاف

مضمون پایا بزرگان دین لکھ گئے ہین کہ وقت قتل سراب آگیا ای نور نظر مین گھبرائی ہوئی
تیرے پاس آئی کوئی غیر تو تیرے پاس نہین آیا سراب نے طرف سمک کے اشارہ کیا کہ
یہ قاصد آیا ہی حکم گرداب لایا ہی کہ جلال سرکش کو قتل کرو مگر کیا کامل و اکمل ہی چند شعر
جو اسنے گائے عجب لطف حاصل ہوا آپ بھی شریک ہوجیے گانا اسکا سُننے گانا کیا ہی
سحر ہی دل پر تاثیر کرتا ہی اب ساقی گری کریگا اور ای مادر مہربان یہ بزرگان دین کی یادہ گوئی
ہے قلم ہاتھ مین اُٹھا لیا اور جو جایا وہ تحریر کیا میرے جنگل مین کون آسکتا ہی کسکی مجال
ہی کہ مجھ تک آئے طلسم کشا اگر آئے تو دیوانہ ہو جائے سفاک نے کہا کہ ای فرزند یہ غرور دل
سے نکال ڈالو مجھے کتاب نے خبر دی ہی اتنا کیے دیتی ہون کہ بعد تباہی صحرائے گرداب نشان
طلسم کشا تلاش لوح مین جائیگا اور لوح کا ملنا ذات پہ لوحداران کی موقوف ہی اگر طلسم کشا
قلعہ گرداب نشان کو فتح کرے اور صحرائے محیط مین پہونچے لوحداران جادو خود
خواہشمند ہی کہ طلسم کشا سے ملون اور لوح سامنے طلسم کشا کے پیش کرون اس وقت
طلسم کشا کو مناسب ہی کہ لوح لینے سے انکار کرین کہ کسی اور باعث سے لوح لیگی طلسم کشا
صحرائے محیط سے خالی نہ پلٹیگا لوح پائی اور فتاحی طلسم مین مصروف ہوا ہر چند کہ
مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر نہایت مضبوط ہین لیکن جب لوح ملی سب مشکلین طلسم کشا
کی آسان ہین سب ترکیبین لوح بتائیگی مرحلہ جات بھی فتح ہو جائینگے سمک نے یہ باتین
سنین آج کان مین نام صحرائے محیط پڑا جی مین کہتا ہی کہ ای سمک اب خدمت آقا مین
یہ ذکر کرونگا سفاک آدمخوار سامنے سراب کے ذکر کر رہی ہو اور کہتی ہی کہ ای فرزند غفلت کا
وقت نہین ہی ہر وقت ہوشیار رہو تم مجکو صحبت مین شریک کرتے ہو اور ساقی گری قاصد
خوشخرام کے سپرد ہی مجھے ابھر دھوکا ہوتا ہی یہ کہکے سفاک نے انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کے
پھینکی پکار کر آواز دی کہ ای قاصد تم دن رات کے طلسم مین رہنے والے ہو یہ سمجھ لو کہ اگر
طلسم ٹوٹیگا تو تمھارے بھی عزیز مارے جائین گے یہ انگوٹھی اُٹھا لو پھر ساقی گری کرو
سمک کانپ گیا مگر بمجبوری اُٹھا انگوٹھی پر جیسے ہی ہاتھ ڈالا ایک زنجیر طلائی ہاتھ مین
سمک کے لپٹ گئی اور ایک شعلہ چمک کر منھ پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا

صورت اصلی نکل آئی سفاکہ نے آواز دی کہ کیون سراب تو نے دیکھا تحریر کتاب کا مطلب نکلا ابھی مین نے کتاب مین دیکھا کہ تیری اجل قریب ہی اگر مین نہ آتی یہ ساقی گری کرتا تم سب کو مار لیتا دیکھا یہ ظالم کیونکر آیا تجھ تک کیونکر ہوپنچا فورًا اسکو قتل کرو طلسم کشا کا یہ معین و مددگار ہی اسنے ہر مقام پر طلسم کشا کی مدد کی بڑے بڑے ساحرون کو مارا پسر زند خواجہ عمرو ہی عیارون مین بہتر سے بہتر ہی اگر اسکو قتل کیا طلسم کشا کا نور کم ہوجائے گا سراب جادو کے ہوش اڑگئے کہتا تھا کہ ای مادر مہربان آپنے بڑا احسان عظیم کیا عین وقت پر تشریف لائین آپ نے خوب آگاہ کیا اس مکار نے اپنا رنگ جمالیا تھا اب ساقی گری پر آمادہ تھا کنجی تک میخانے کی مین دے چکا تھا اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آتین تو یہ ساقی گری شروع کردیتا سفاکہ نے کہا کہ جلد دار استاد کرو دارین استاد ہونے لگین جلاد موجود ہوے سمک بیقرار ہی جب جلاد سر پر آیا اور چاہا کہ سمک کو دار پر کھینچون اسوقت سمک نے بیقرار ہوکر پروردگار سے اپنے دعا کی اور پکارا کہ ای رب بے نیاز وای بندہ نواز تیری صفت کون بیان کرسکتا ہی تو کریم و رحیم ہی ۔ نظم

ز نور حق منور گشت ہر شمع ... شد اندر خانۂ دل جلوہ گر شمع
گہ اندر راست و چپ جلوہ نمودہ ... گہے شد جلوہ گر زیر و زبر شمع
ز رخ اندر مطلع ایجاد بنمود ... گہ از شمس و گہ از روے قمر شمع
بچشم اہل بینش داد جلوہ ... گہ از شام و گہ از نور سحر شمع
گہ از پروانہ ذات حق عیان گشت ... گہے پرتو فگن گردید در شمع
بہر دل پرتو انوار بخشد ... بہر دیدہ کند روشن نظر شمع

بیقرار ہوکر سمک دعا کررہا ہی سفاکہ کہتی جاتی ہی کہ ارے کیا دیر کر رہے ہو جلد ہاتھ تلوار کا ماردو یہ مکار مارا جائے کہ میرا فرزند مہلت پائے ارے جہلال کو بھی لاؤ جب تک وہ ظالم یہان قید رہیگا خیر خواہان طلسم کشا برائے رہائی جہلال آوینگے تدبیر رہائی کرینگے وہ بھی قتل ہوجائے چند حبشنیان گئین قفس جہلال لیکر آئین قفس سے جہلال سرکش کو نکالا زیر تیغ بٹھایا جلاد سمک بھی سر پر آیا جلاد صاحب بیداد بیدادی کر رہا ہی پکارتا ہی ۔ فرد

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد جلیست + مرغ را داتہ بلا شد طعنہ بر صیاد جلیست + جلاد کھڑا کہہ رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم تیغہ بازہ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا قتل کرنا میرا کام ہی چلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہی جہلال نے سر جھکایا اور دزدیدہ نگاہ سے طرف سمک کے دیکھا کہ سمک رو رو کر کہتا ہی افسوس دیدار سے مین اپنے آقا کے محروم رہا ان ساحرون کے ہاتھ سے قتل ہوا سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ ارے ان دونون کا سر کاٹ لو جلاد دونون کی طرف چلے اس وقت دونون مدہوش تھے عالم یاس قضاے کار تصویر دلکش و رستم کو ساتھ لیکر چلی تھی تخت اڑاتی ہوئی جب اس صحرا مین پہونچی کہ جس جنگل مین خاک اڑ رہی تھی رستم کو وہان اتارا کہا کہ حضور یہان ٹھہرتا مین جا کر خبر تو لون دیکھون سراب کیا کر رہا ہی رستم صحرا مین ٹہلنے لگے تصویر دلکش نے آسمان سے دیکھا کہ سراب جادو دمبدم کہتا ہی اب آپکے جانے مین کیا دیر ہی سفاکہ جواب دیتی ہی کہ ای نور نظر مین خاتمہ کر کے جاؤنگی عیار اور سردار قتل ہولین چند عورتین مکارہ و حیلہ ساز و شعبدہ باز جائین اور طلسم کشا کو لگا کے لائین تب مین جانون کہ مین نے کام کیا تصویر دلکش نے جو آسمان سے یہ معرکہ دیکھا ہاتھ چمکائے دونون جلادون کے سر اڑ گئے کڑک کر تصویر گری سفاکہ نے للکارا کہ او چھوکری تو کیون جان دینے پر آمادہ ہی تجکو کیا ہوا اپنے شباب پر رحم کر ورنہ مٹا دونگی یہ کہکے گود بارا تصویر کمسن یہ ملعونہ بے حیا جہان دیدہ کار آزمودہ اسکا گود جو پڑا شعلہ سحر کے تصویر کی رنگت متغیر ہوئی حیران ہو کر کھڑی ہو گئی اشیاے سحر ہاتھ سے چھناب دینے خاموش ہو کر کھڑی ہو گئی تھرا رہی ہی ہونٹہ کو جنبش نہین جان بچانے کی کوشش نہین سفاکہ نے آواز دی کہ ای سراب جادو اسکا سر کاٹ لے سراب تلوار کھینچ کر چلا کہ دروازے سے باغ کے شیر کے نعرے کی آواز آئی دیکھا کہ تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے رستم آتے ہین اور آواز دی ۔ نعرۂ رستم پیلتن

علمشاہ رومی شہ فیل زور
منم شیر دل رستم نامدار

کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
منم قاتل کافران جہان

منم فارس عرصۂ کارزار
منم نور عینین صاحبقران

سمک و جہلال و تصویر کو زیر تیغ دیکھا تصویر کے آگے رستم نے سینہ سپر کر دیا آخر

تیغۂ ہفت جوہر کا عکس جو تصویر پر ڈالا تصویر نے سحر سفاکہ سے رہائی پائی تڑپ تڑپ کر
لڑنے لگی جسپر گری اُسکے دو ٹکڑے کیے رستم نے بڑھکر سمک و جھلال کو رہا کیا سمک نے
اُٹھتے ہی حقہ آتشبازی کا مارا شعلہ ہاے آتش بھڑکے کئی سو جادوگر مر کر گرے مگر سب
کنیزون نے مل کر رستم پر بلوہ کیا رستم نے کسی پر قبضہ مارا کسی پہ عکس تیغہ ڈالدیا جسپر عکس
پڑا وہ جلا جسکو قبضہ مارا اُسکا سر پھٹا سراب جادو نعرہ کرکے رستم پر جا پڑا سفاکہ نے
آواز دی کہ او سراب یہ کیا کرتا ہو ارے یہ جوان یکتا طلسم کشا ہو اسپر سحر تاثیر نہ کریگا دنیا مین
یہ رستم ہو صاحب شوکت و حشم ہو کون ایسا ہو کہ جو اسکا مقابلہ کرے یہ وہ جوان ہے کہ
فرنگستان مین چونسٹھ لاکھ فرنگیون مین گھسکر مرزوق کو مع تخت خندق مین پھینکا کہ
آج تک قارون وار قعر ضلالت مین غرق ہو اسکی جرأت مین کیا فرق ہو خبردار سامنے
نہ جانا سراب غصے مین جا پڑا رستم پر برس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے شعلہ ہاے آتش
گرے خنجر برسے لیکن رستم پر تاثیر نہ ہوئی ایک طرف تصویر مثل برق جہندہ تڑپ رہی کر
کسی پر گود پھینک مارا کسی پر ماش کے دانے پھینک مارے صدہا کنیزون کو جلا دیا یہان
جب سراب نے رستم پر کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے للکار کر آواز دی کہ او بے حیا
مردان عالم کا تو ایک وار قبول کر یہ کہکے تیغۂ ہفت جوہر کو چمکایا پیترہ بدل کے ہاتھ
مارا سراب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغۂ ہفت جوہر چمک کر گرد سپر سحر کے دو
ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری سراب جادو کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی
سراب کے اندھیرا ہوگیا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کہ شقی مرا نام من سراب جادو ہو
یہ آواز جو کان مین سفاکہ کے آئی سفاکہ نے سر پیٹ لیا کہتی تھی کہ ارے غضب ہوا
طلسم کشا نے سراب کو مارا ارے یارو غضب ہوا وہ ساحر مارا گیا کہ جسکا دنیا مین مثل نہ تھا
اس صحرا کو اُسنے ایسا آباد کیا تھا کہ صحراے حسرت انگیز لقب ہوا جو کچھ کیا اس
فتنہ انگیز تصویر دلکش نے کیا طلسم کشا کو یہانتک پہونچایا اور مین نے غضب کیا کہ صحراے
محیط کا نام لیا عیار میٹھا سنا کیا اب اسکے بعد یہی وہان لیجائیگی ہرچند کہ وہ صداران بڑا ساحر
زبردست ہو مگر مین سحر مین بے نظیر تھی تو کیا بنا لیا سراب ایسا ساحر یون مارا گیا

یہ کہتی ہوئی طرف تصویر کے چلی للکارتی ہوئی کہ او تصویر دلکش تو نے طلسم کشا کو بھی اپنا
جمال دکھا کے مائل کر لیا یہ کہہ کے سحر کیا مگر حال سفاکہ کا ابتر ہو بیقرار و مضطر ہو اس زور سے
تصویر پر جا پڑی کہ تصویر حیران ہو کر غل تصویر تصویر ایک مقام پر کھڑی ہو گئی سفاکہ نے
قریب آکر بال پکڑ کے کہا تجھکو اس بدعت سے قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے
حال پر روئیں اور مجھکو ذرا ترس آئے بال پکڑ کے چاہا کہ لے اڑوں اور لیکر بلند ہوں
طلسم کشا نعرہ کر کے پہونچے سفاکہ نے خوف طلسم کشا سے تصویر کے بال چھوڑے طلسم کشا نے
لپک کر ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا مارا بایاں ہاتھ کٹ کر سفاکہ کا گرا اسنے ایک چیخ ماری کر زمین
پھٹ گئی وہ ہی ہاتھ کٹا ہوا تصویر پر پھینک مارا تصویر پر جو وہ ہاتھ گرا قطرے خون کے
گرے خون کے قطرے پڑتے ہی بدن میں آبلے پڑ گئے یقین تھا اعضائے جسمی سے شعلۂ
آتش نکلیں رستم نے بڑھکر تیغۂ ہفت جوہر کا عکس ڈالا کلاہ ہفت گوشہ جسم سے تصویر
کے مس کی تب تصویر کی جان ٹھہری تصویر نے قدموں کو طلسم کشا کے بوسہ دیا کہا کہ ای
شہریار خدا آپ کو سلامت رکھے کہ کلاہ ہفت گوشہ کے مس ہونے سے خنکی حاصل ہوئی
شکر ہو کر تسکین دل ہوئی اتنی دیر جو طلسم کشا رکے سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ اے صاحبو
میرا عجب حال ہو دم بھر میں ابھی جو سامنا پڑیگا طلسم کشا مجھے مارےگا پناہ نہ دیگا میں جاتی
ہوں اس منفعی کو قتل کروں کہ جسکی ذات سے یہ سارے فساد اٹھے یعنی ملکہ ہما سے
اور رنگ نشین کو میرے ہاتھ کٹنے سے کچھ آسے بھی تو ہاتھ آئے جا کر اسکو اسی کٹے ہوے
ہاتھ سے قتل کروں یہ کہہ کے زمین پر دونوں پاؤں مارے غرق زمین ہوئی ایک گڑھا
پڑ گیا سب کنیزیں بھی اُس غار میں جا پڑیں طلسم کشا نے ارادہ کیا کہ میں بھی عقب
میں سفاکہ کے اُسی غار میں جاؤں الیاس نہ ہو کہ وہ ملعونہ غصے میں گئی ہو جا کر ملکہ کو مار ڈالے
جلال سرکش نے پکار کر کہا کہ ای شہریار غار میں نہ جائیے گا وہ حرامزادی کیا قتل
کر سکتی ہو غلام فوراً جاتا ہو یہ کہکے جلال سرکش اڑا پرواز پیدا کر کے چلا بعد نکل جانے
کنیزوں کے رستم نے دیکھا کہ اس مقام پہ سناٹا ہو سناٹا دیکھکر پریشان ہو کر سماک
سے فرمایا دیکھا تمنے بڑھ کر خبر لاؤ سماک بھاگا براے خبر چلا بعد سماک کے رستم اکیلے

اس صحرائے ویران میں کھڑے ہیں کہ پہلو سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک ساحر نہایت
قوی تن و قوی من سیہ رو بد انجام اسباب سحر ذات پر درست نہایت چالاک و چست تیغہ
برہنہ ہاتھ میں پشت پر ساٹھ ہزار ساحر نیزے و تلواریں ہاتھ میں لیے ہوئے وہیں سے ساحر
نے آواز دی کہ منم تیمور چرخ پرواز ارے طلسم کشا کو مار ڈالو ارے غضب کیا جھلال کو قید خانے
سے کیوں بلا یا رہائی کی تدبیر آئیس والوں نے کی اس مقام پر شاتا تو رہائی کیونکر پاتا اُسس
اکناف کا وہ واقف کار ہی سب پتے نشان بتائیگا طلسم کشا کو تا صحرائے محیط لیجائیگا لوح
کا پتہ لگا لیگا یہاں طلسم کشا تنہا ہی گھیر کر مار لو ساٹھ ہزار ساحر لینا لینا کہکر طلسم کشا پر آپڑے
چہار جانب سے حربے چلنے لگے طلسم کشا نے تیغۂ ہفت جوہر کھینچا ساحروں سے لڑنے لگے
جیسے ہی ساحروں نے حربے کیے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو جنبش دی حربے اُن سبکے پلٹ کر
اُن ہی کے سینوں پر پڑے جسنے نیزہ مارا تھا پلٹ کر نیزہ اُسی کے سینے پر پڑا جسنے تلوار لگائی
پلٹ کر تلوار اُسی کے گلے پر پڑی سر کٹ کر گر اکئی سو ساحر جو مر کر گرے تیمور چرخ پرواز گھبرا گیا
پکار کر آواز دی کہ یارو سمجھ کر حملہ کرو تحفہ جات اُسکے پاس ہیں مثل لوح کے کام دیتے ہیں طلسم کشا
کو بچا لیتے ہیں تیغۂ ہفت جوہر چمک رہا ہی کلاہ کا عکس پڑتا ہی: واضح رہے کہ جب تیمور روانہ ہوا
تھا تو جہلائے اور رنگ نشین کو قفس میں بند کرکے مکان تنگ و تاریک میں لٹکا کے باہر
نکلا تھا کہ ایک ابر آسمان سے اُٹھا دیکھا تیمور نے فغفور گوشہ نشین تخت پر سوار
بارہ ہزار جادوگرنیاں ہمراہ آکر ہمو نجیں فغفور گوشہ نشین سے پوچھا کہ باپ
کہاں جاتے ہو کہا بیٹا دروازے پر اس مکان کے بیٹھو کسی کو آنے نہ دینا سراب جادو مارا
گیا میں اسوقت وہاں گیا تھا جہاں جھلال قید تھا اُسکو میں نے وہاں نہ پایا اب میں فکر
میں طلسم کشا کی جاتا ہوں بیٹی کو در قید خانے پر بٹھا کر آپ روانہ ہوا آگے طلسم کشا کو گھیرا
فغفور در زندانخانے پر بیٹھی ہی کہ اندر سے قید خانے کے کراہنے کی آواز آئی کہ صدائے
دردناک سے کوئی درد رسیدہ یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہی نظم

ہوس مرگ وصل کی خواہش حسرت فتنہ دولت بیدار	مبتلائے فراغ و کاہش آخر آرام آگیا جی کو	ہمدم و ہم مزاج لیل و نہار چھوڑ کر غم چلا گیا جی کو

روز گل ہاے انبساط کا شجا
کیا تنگ ہاے آرزو باہم
کسقدر تشنہ کام آب وصال
مستی اشتیاق بوس کنار
پھر وہی شوق دشت وحشت جنون
ظلم دوران کا ماجرا یہ ہوا
بدزبانون کے منھ چڑھی یہ بات
بڑھتے بڑھتے سخن فسانہ ہوا

ہر شجر خندۂ نشاط کا جوش
دم بدم تازہ محفل آرائی
کاسۂ چرخ جام آب وصال
راہ پر اپنے آسمان نہ رہا
اپنے وعدے پر آگیا گردون
دونون کو حسب مدعا دیکھا
خوش بیانون کے ہاتھ آئی بات
دیکھنا عشق کی فسون سازی

چشم الطاف چارہ جو باہم
دلدہی دلبری دل آرائی
دائما ساغر و سبو بیکار
زہرہ بر جبیں کا نشان شرر
اس مصیبت کی ابتدا یہ ہے
چشم بد دور اسنے کیا دیکھا
بذلہ سنجون کو اک بہانہ ہوا
کھیل بچون کا ہوگا جانبازی

اختر بد کی نگاہ مہر آلود
دست دشمن مین تیغ زہر آلود

یہ آواز سنکر فغفور گوشہ نشین گھبرا گئی جی مین کہتی ہو کہ ارے یہ کس دردمند کی آواز ہو کہ کلیجے کو برماتی ہو ایک ایک بات ایک ایک تقریر تیر دل دوز و پرسوز ہو کہ دل بیچین ہوتا ہو کنیزون سے کہا کہ دروازہ کھولو مین دیکھون تو کون دردرسیدہ قید ہو کہ جسکی باتین سُنی نہین جاتین دیکھا قفس مین ایک نازنین مہ جبین کم سن گرفتار دام رنج و محن آنکھون سے آنسو گر رہے ہین کچھ اشک مژگان پر اٹک گئے ہین کچھ مژگان سے ٹپک رہے ہین جب آہ کرتی ہو تو زمین تھراتی ہو فغفور نے قریب آکے پوچھا کہ بی بی کس مصیبت مین ہو کس سے جدائی ہوئی ملکہ نے آہ کرکے کہا کہ ای پرسان حال غریبان و ای مہربان حال بیکسان کیا حال اپنا کہون گرفتار دام مصیبت کشتۂ تیغ حسرت ہون معشوق کی ایک جان لاکھون دشمن جو راہبر تھے وہ راہزن ہمارے ہین حال لائق کہنے کے نہین ہو خوف آتا ہے کہ ایسا نہ ہو زبان سے آگ نکلے کہ اس جسم کو جلادے ہرچند کہ بربادی اپنی منظور ہو مگر غم کا سراسر فغفور ہو تیمور جادو ساٹھ ہزار ساحرون کو لیکر براے گرفتاری طلسم کشا گیا ہو خدا انکی جان ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے یہان تک پہونچائے ہم نوبت بجان و کارد باستخوان ہین اسوقت مین اگر جمال دیکھ لیتے تو روح کو کشاکش نہ ہوتی ہی چاہتے ہین کہ وقت اپنا قریب ہو یہ حیران کشیدہ بدنصیب ہو شاید جمال بیمثال دیکھ لین

کہ روح کو راحت قلب کو قوت ہو بہ آسانی دم نکل جائے کہ دل تردد منزل تسکین پائے
فلک کجرفتار و گردون غدار سے یہ امید نہین کہ اب ہمکو راحت ملے کوئی ایسی صورت ہو کہ
ہم اُنکے سامنے قتل ہو جائین روح مثل پروانہ گرد شمع جمال پھرے ظاہرا کوئی ایسی صورت
معلوم نہین دیتی یہی باعث بیقراری ہو اب دیکھین تقدیر کیا دکھائے فغفور یہ باتین سُنکر
بیقرار ہو گئی کہا بی بی تمھارا ایک ایک کلمہ برابر تودۂ دل تیر دلدوز ہو باتون مین
کسقدر سوز ہو کچھ خدمت مجھسے ارشاد ہو مین بجا لاؤن ملکہ نے کہا کہ ای شاہزادی تمکو
ہمارے حال پر رحم تو آیا اگر ہوسکے قفس سے نکال دو زندان سے یعنی سوزن نکالو کہ مین
جاکر اپنے معشوق صف شکن کی مدد کرون آفت سے اس شہریار کو بچاؤن نہین معلوم
ساٹھ ہزار ساحرون سے کیا گذری ہو فغفور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین قید سے رہا نہین کر سکتی
مگر جاکے خبر لیتی ہون دیکھون جاکے کہ میرے باپ نے کیا کیا نہایت ساحر زبردست
ہو مگر یہ سُن چکی ہون کہ طلسم کشا صف شکن و تیغزن یکہ تاز میدان جلالت شہسوار
عرصۂ جراُت لاکھ دو لاکھ سے جنگ مین بند نہین مگر پھر بھی مقام مشکل ہو کہ ساٹھ ہزار جب
چہار طرف سے سحر کرینگے کیسا گھبرائین گے لیکن مین جاکر جہانتک ہوسکیگا بچاؤن گی یہ
کہکے فغفور باہر نکلی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کنیزون سے کہتی ہوئی کہ دیکھو
محبت نے اس مہ جبین کا کیا حال کیا ہو کہکے تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزون سے
چلی کنیزین بازو بلا و قرقرے پر سوار ساتھ اپنے مالک کے چلی آتی ہین یہان رستم نے
کئی سو افسر قتل کیے ساٹھ ہزار مین گھیرے ہوے لڑ رہے ہین تیمور آواز دے رہا ہو کہ
اے یارو طلسم کشا کے سامنے سے کیون بھاگتے ہو ایک مرتبہ بلوہ کرکے ڈپٹ پڑو کلاہ
سر سے اُتار لو اگر ان تحفہ جات کو لیا تو تمام طلسم مین تم سب کا نام ہوگا ہر کس و ناکس
یہی ذکر کریگا کہ فوج تیمور نے سب کی جان بچائی ورنہ طلسم کشا سب کا خاتمہ کرتا تحفہ جات
پا چکا اب لوح کا ملنا باقی ہو تیمور نے جو اس طرح کہا سب نے بلوہ کرکے رستم کو گھیرا نیزے تیر
تفنگ مار رہے ہین یہی قول ہو کہ اسکو گرفتار کرلو مگر رستم بیچ مین شیرانہ جنگ کر رہے ہین
جو سوار قریب آیا ہاتھ سے رستم کے واصل جہنم ہوا گرد لاشے ساحرون کے بیچ مین رستم

لختے خون کے جسم پر جمے ہوئے کہنی سے خون ٹپک رہا ہی قبضۂ تیغۂ ہفت جوہر پر قبضہ جھپٹ
جھپٹ کر ساحرون پر حملہ کر رہے ہین تیمور اپنے والون کو ترغیب دے رہا ہی کہ یارو تم سب ٹوٹ پڑو
طلسم کشا زخمی بھی ہی تیغہ چھین لو ایک ہاتھ مین دو دو ہزار لپٹ جاؤ کلاہ سر سے اُتار لو یہی
خوف ہی کہ کلاہ ہفت گوشہ کے عکس سے جل جاؤگے فرداً فرداً کے قتل ہونے سے تو
نجات پاؤگے کہ ابر نقرئی آسمان پر چھکا ابر کو دیکھکر تیمور نے کہا کہ میری بیٹی بھی آگئی اب وہ
بھی سحر کریگی اب طلسم کشا کا گرفتار ہونا کچھ مشکل نہین اگر ہزار دو ہزار قتل ہوئے بارہ ہزار اور
آگئے فغفور نے جو آسمان سے یہ ہنگامہ دیکھا اور جمال بیمثال طلسم کشا پر نگاہ پڑی کہ ایک
جوان رعنا فاسے زرہ کے خون سے معمور ساحر چاہتے ہین کہ لپٹ جائین مگر وہ اس جرأت
سے شمشیر زنی کر رہا ہی کہ کسی ساحر کا حوصلہ نہین پڑتا فغفور بیقرار ہوگئی کچھ تو خیال معیت
ملکہ ہماے اور تاک نشین کچھ صورت طلسم کشا پر رحم آیا فغفور نے کنیزون کو اشارہ
کیا بارہ ہزار کنیزون نے حربے سحر کے ہاتھون مین لیے ملکہ نے اشارہ کیا تیمور تو سمجھا
کہ طلسم کشا پہ سحر کریگی ملکہ نے فوج تیمور پر حملہ کیا بارہ ہزار جادوگر مر کر گرے اور پکار کر
آواز دی کہ ای شیر بیشۂ جرأت وای یکہ تاز میدان جلالت خوف نہ کرنا تیمور کو گھیر کر مار لو
مجھکو ملکہ ہماے اور تاک نشین نے بھیجا ہی مین کنیزی مین حاضر ہون یہ کہکے دوسرا
حملہ پھر کیا بارہ ہزار جادوگر اور مارے تیمور نے آواز دی کہ یارو اس شوخ دیدہ نے
بڑا غضب کیا بیس پچیس ہزار جادوگر مارے گئے اُسے گھیر کر مار لو اب اسکو مہلت نہ دو
یہ تو کھلی ہوئی طلسم کشا کی طرفدار ہی اُسکے زخمی ہونے پر کس قدر بیقرار ہی تڑپ تڑپ کر
لڑ رہی ہی کئی افسر نامی مارے اب اہل فوج تیمور فغفور کی جانب جھپٹے تیمور نے پڑھ کر
فغفور پر سحر کیا فغفور پشت پر رستم کی آگئی رستم نے تیغہ چمکایا سحر تیمور کا باطل ہوا
جب تیمور سحر کرتا ہی فغفور پشت پر طلسم کشا کی آجاتی ہی علمشاہ تیغہ چمکاتے ہین ہر مرتبہ
فغفور کو بچاتے ہین یہان تو اس طور سے جنگ ہو رہی ہی جن کنیزون کو فغفور دیو
لند و نجاتے پر چھوڑ آئی تھی اُن کنیزون نے دیکھا کہ یکایک زمین پھٹی اور سفاک
مردار خوار ہاتھ کٹا ہوا ہاتھ سے خون بہتا ہوا زمین سے نکلی اور کنیزون سے کہا کہ تم سب

سامنے سے ہٹو تمکو کسنے مقرر کیا کنیزون نے کہا کہ ہمکو ملکہ فغفور مقرر کر گئی ہین ہم قید خانے مین تمکو نہ جانے دینگے سفاکہ مردار خوار نے کہا کہ مین طلسم کشا سے لڑکر آئی ہون ایک سحر مین سب کو شاد و نگی مین ملکہ ہماے اور رنگ نشین کے قتل کو آئی ہون سامنے سے ہٹ جاؤ مین اُسکا قفس نکالون اُس ظالم کو قتل کرون اسی ظالم کی ذات سے متعلقین سحر بلا کے گرداب نشان مارے گئے یہ کہکے چاہا کہ قید خانے مین گھس جائے کنیزون نے تیغ کھینچے سفاکہ سے لڑنے لگین لیکن سفاکہ ساحرہ زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست انکے سحر کو کب مانتی ہو کٹے ہوئے ہاتھ کا خون لیکر پھینک مارا کنیزین جلنے لگین کئی کنیزین جلکر گرین اُنکے بیچ مین سفاکہ کھڑی ہوکر سحر کرنے لگی تھوڑے ہی عرصے مین کنیزون کو قتل کیا سب کو مارکر دروازہ کھولا اب وہ وقت ہو کہ ملکہ ہماے اور رنگ نشین قفس سے سر ٹکرا رہی ہین یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری ہین۔ نظم

دیکھنا شعلے ہمارے نالۂ شبگیر کے — پر بنے ہین صورت تیر شہاب اس تیر کے
چشم کم سے خاکساری کے دشمنو دیکھیے — یہ نہین اشعار ہین نسخے ہین اکسیر کے
کرتے ہو اہل زمین پر ظلم مثل آسمان — نوجوانو ہو گئے کیا تم مرید اس پیر کے
سر بسجدہ کیون نہ ہون انسان صورت دیکھکر — ہین ملائک پوجنے والے تری تصویر کے
دیکھنا قاتل نہ چھوٹیگا کبھی سیر الہو — حلقۂ زنجیر ہین جو ہر مری شمشیر کے
رٹ لگی رہتی ہی تیرے نام کی وحشت مین بھی — دانۂ تسبیح ہین دانے نہین زنجیر کے
اسقدر روئے ہین معشوق آہی کے عشق مین — حلقۂ گیسو ہین حلقے دام ماہی گیر کے
کہیو ناسخ کی طرف سے اُس پری کو یہ ادا — کیا کرین تحریر ہم مشتاق ہین تقریر کے

سفاکہ نے جو یہ اشعار سُنے اور دیکھا کہ ملکہ قفس مین سر ٹکرا رہی ہین نام رستم زبان پر بیقرار و مضطر سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدۂ عشق سر پر چڑھا ہی دیکھو مین عشق تیرا اُتارے دیتی ہون میرا تو ہاتھ جنگ مین کٹا عوض مین ہاتھ کے تیرا سر بدن سے جُدا کرونگی ملکہ نے بنگاہ حسرت طرف سفاکہ کے دیکھا سفاکہ نے قفس اُتارا باہر لیکر آئی قفس تو زمین پر رکھدیا تیغچہ کمر سے کھینچنے لگی ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے اپنے کو

مجبور و معذور پاکر طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے پھر طلسم کشا کو زندہ پاؤن جمال جہان آرا کو دیکھون ۔ نظم

تا بود دور زمان آباد باشد وار عشق ۔ محکم از سیتہ سکندر کرد حق دیوار عشق

صورت مطلوب از خود مینماید چار سو ۔ صاف چون آئینہ دل گردد از انوار عشق

پیش جانان گر کند از دادن جان ہم دریغ ۔ از زبان و تقیکہ عاشق میکند اقرار عشق

واقف حق گشت از فیض حقیقت مستفیض ۔ محرم راز خدا شد محرم اسرار عشق

دردمند درد دل را کہ شود صحت نصیب ۔ گر رود از جسم و جان عاشقان آزار عشق

ہر کسے گردن بعمصام محبت خم کند ۔ سر نہد ہر کس تہ شمشیر جوہر دار عشق

میکند سر رشتۂ الفت ز ہر رشتہ جدا ۔ ہر کہ بر گردن بہ بندد ہمچو زنار عشق

ملکہ دعائیں مانگ رہی ہیں سفاکہ نے نیچہ کمر سے نکالا کھڑکی قفس کی کھول رہی ہی چاہتی تھی ملکہ کو نکال کر زیر تیغ بٹھاؤن اپنے ہاتھ سے قتل کرون کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا پکار کے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم مبارک ہو کہ تیمور نے جاکر طلسم کشا کو گرفتار کیا ہی تیمور نے آپکے آداب و تسلیمات عرض کیا ہو مراد آنکی بر ہوئی آپنے بڑا رنج ہاتھ سے طلسم کشا کے اٹھایا یہان تک کہ ہاتھ کٹوایا ہیں لیکر ملکہ ہمارے اور ناف نشین کو بھی آپکے عاشق و معشوق ایک ہی مقام پر قتل ہون وہان تماری میدان خالی کی ہو گئی ہی فقط آپ کے چلنے کی دیر ہی حقیقت مین تیمور نے بڑا کام کیا بچلے تلوار قبضے سے طلسم کشا کے لی پھر کلاہ چینی زرہ ہفت جوش کس تکلف سے اتروائی آخر کار گرفتار کر لیا سفاکہ نے یہ سنتے ہی کہا کہ ارے کچھ نامہ و پیام بھی لایا ساحر نے کہا کہ زبانی پیغام دیا ہی مجکو حکم ہوا کہ جاکر ملکہ سفاکہ کو لا کہ آنکے سامنے یہ دشمن طلسم قتل ہو جسکے خوف سے خداوند پریشان رہتے ہین آج کل کوہ عجائب پر ہین روز میلہ رہتا ہی تیمور کے پاس فرمان بھی بھیجا تھا جسکا یہ مضمون تھا کہ طلسم کشا کو جلدی گرفتار کرو خواہ کوئی مکر کرو خواہ بجرأت پکڑ لو تیمور نے آج بڑی جرأت کا کام کیا اس طریقے سے گرفتار کیا کہ دیکھنے والے آفرین کر رہے تھے ہر ایک کا قول یہ تھا کہ آج تیمور نے وہ کام کیا کہ اگر خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے قصد کرتے تو شاید

ایسا سحر ہوتا سفاک نے دیکھ کر آواز دی کہ او ساحر میرا دل تجکو دیکھ کر دھڑکتا ہی عیارون کی
ایسی باتین کرتا ہی مین کتاب دیکھ لون تو تیرے ساتھ چلون یہ کہکے کتاب کو کھولا سمک
ہان ہان کرتا ہی کہ ملکہ عالم کتاب کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہی جی چاہے چلیے نہ جی چاہتا ہو
نہ جائیے سفاکہ نے کتاب کو کھولا سمک اٹھکر بھاگا سفاکہ نے کتاب کو دیکھکر آواز دی کہ او
ناعیار کہان جاتا ہی سمک نے پلٹ کر جواب دیا کہ مین جاکر اطلاع کرتا ہون کہ ملکہ نہین آتی ہین
قریب پچاس قدم کے سمک گیا تھا کہ سفاکہ نے داہنا ہاتھ یا خداوند ہفت پیکر کہکر زمین
پر مارا سمک لڑکھڑا کے گرا سفاکہ نے اشارہ کیا کہ سمک کے چہرے کا رنگ روغن اڑگیا
سمک نے اپنے کو دیکھا کہ مین بصورت اصلی ہوگیا سفاکہ نے سحر کشش کیا کہ سمک
دوڑا ہوا قریب سفاکہ کے آیا سفاکہ نے داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ سمک کو مارا سمک
کا عارض نیلا ہوگیا سمک رونے لگا کہا کہ او حرامزادی طمانچے کے عوض اگر نہ تجھے خنجر نہ مارا
تو اپنا نام سمک نہ پایا تو نے غضب کیا کہ طمانچہ مارا سفاکہ نے قفس توڑ ڈالا ملکہ
بہار اور رنگ نشین کو قفس سے نکالا پکار کر آواز دی کہ ارے جلاد سرکوب کہان ہی
جنگل سے آواز آئی کہ حاضر ہون دیکھا دو زنگی خنجر برہنہ کھینچے ہوے سامنے سفاکہ کے
آئے کہا کہ ای ملکہ سفاکہ کیا حکم ہوتا ہی سفاکہ نے کہا کہ دونون کے سرکاٹ لے سمک
یلداقی نے بلک کر پروردگار سے رجوع کی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اس آفت
آسمانی سے بچالے ۔ نظم

رنگ تو کردی عطا اندر چمن گلزار را — سبزہ را سر سبز کردی تیز نوک خار را
ساختی بیمار الفت نرگس بیمار را — نالہ و فریاد کردی نطق موسیقار را

جلوہ گرہ در گلشن عالم گل تر ساختی
زو دماغ بلبل نالان معطر ساختی

انقلاب دور دوران است در دست شما — ہیچکس رانیست در فرمان تو جاے کلام
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام — آب و آتش را نمودی قائم اندر یک مقام

برق را آتش فشان و ابر را تر ساختی

دو مخالف را بیک موقع برابر ساختی

ہست اندر اختیارت ہر درون ہر برون
روز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون

صانع عالم توئی ای خالق بیچون و چگون
بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی

دو چہ خوش نسخہ رقم در حمد یزدان کردہ
پیش کش پیش جناب اہل عرفان کردہ

تحفہ مرقوم بہر حمد خوانان کردہ
در زبان پارسی تحریر دیوان کردہ

منسلک ہندی بنظم این سلک گوہر ساختی
شمع نام خود بہر مجلس منور ساختی

ملکہ کی بھی آنکھوں سے آنسو جاری عالم بیقراری کلیجہ دھڑک رہا ہے قلب پھڑک رہا ہے اپنے جی میں کہتی ہے کہ ای ہمارے اور رنگ نشین یہ فلک نے کیا سامان دکھایا افسوس ہم مرتے دم جمال جہان آرائے طلسم کشا نہ دیکھا یقین ہے کہ طلسم کشا کو بھی ہمارا ملال ہو فرمائش کر جاری خیر خواہ یوں قتل ہوگئی فلک دیکھیے کیا سامان دکھائے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں کبھی فرماتی ہیں کہ ای مالک ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے مجھے کشاکش نہیں ہے سکتی سفاکہ چاہتی ہے کہ جلادوں کو حکم دوں دونوں جلاد ہاتھ ماریں کہ سر دونوں کے اڑ جائیں کہ زمین شق ہوئی جہلال سرکش اچھلتا ہوا کانپتا ہوا زمین سے نکلا نکلتے ہی آواز دی کہ او ملعونہ خبردار جلادوں کو حکم نہ دینا نکلتے ہی جہلال نے ہاتھ جھکائے کہ دونوں جلادوں کے سر اڑ گئے جلادوں کا مر کر گرنا تھا کہ جہلال سرکش نے سفاکہ پر گولہ مارا سفاکہ نے ہاتھ ہلائے برق چمکی اس گولے کو الٹا لیا یا دو چار سحر آپس میں چلے تھے کہ زمین شق ہوئی اور تصویر دلکش گھبرائی ہوئی زمین سے نکلی نکلتے ہی سفاکہ مردار خوار پر برس پڑی دو طرف سے دونوں کے سحر چلے دونوں نے ایسے سحر کیے کہ سفاکہ رکتی ہے مگر کچھ زور نہیں چلتا تصویر دلکش نے جو ہاتھ ہلائے برق گری سر سفاکہ کا زخمی ہوا بس زخمی ہوتے ہی سفاکہ نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کارد سحر نکالی چاہا کہ کارد ماروں جہلال نے فوراً تصویر

آواز دی کہ ملکہ سامنے سے ہٹ جاؤ بلا کی کارد اس حرامزادی نے نکالی ہے یہ کارد جسکے
سینے پہ پڑیگی توڑکر پشت کو پار گذر جائیگی یہ سحر رکنے والا نہین ہے بس یہ کہکے ایک پتلی چرمی
جھولی سے نکالی سامنے کردی کارد ہاتھ سے سفاکہ کے چل چلی تھی سینے پر اس پتلی کے
پڑی جہلال نے ہاتھ سے اس پتلی کو چھوڑ دیا پتلی کو توڑ کر کارد پار گذری پتلی تڑپ کر اُٹھی
پکارتی تھی کہ او سفاکہ کیون تیری قضا دامنگیر ہے مین کنیز سامری کہلاتی ہون دیکھ
عجائب وغرائب قدرت ہفت پیکر دکھاتی ہون یہ کہکر وہ پتلی اپنے مقام سے تڑپتی ہوئی
چلی جہلال کے سامنے آئی آواز دی کہ اے جہلال کیا حکم ہوتا ہے جہلال نے ہاتھ کاٹ کر
خون اپنا پتلی پر پھینکا خون جو پتلی پر پڑا مثل برق کے تڑپنے لگی جہلال نے نیمچہ ہاتھ مین دیا
وہ نیمچہ لیکر طرف سفاکہ کے چلی سفاکہ ہرچند چاہتی ہے کہ روکون گولے پھینکتی ہے ماش کے
دانے جھولی سے نکالے اور بسم سحر پڑھکر پتلی پہ پھینکے مگر پتلی پر جون جون سحر ہوتا ہے
اور زیادہ جوش اُسکا بڑھتا جاتا ہے تڑپ کر سفاکہ پہ جاپڑی نیمچہ مارا سفاکہ نے سپر سحر کو
آگے کیا نیمچہ پتلی کا سپر سحر پر پڑا سپر نے نیمچے کو تھام لیا لاکھ پتلی زور کرتی ہے نیمچہ سپر سے
نہین چھوٹتا سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او جہلال سرکش ہرچند کہ تو برسون خداوند ہفت پیکر
کی خدمت مین رہا لیکن سلیقہ سحر کا نہ آیا دیکھ پتلی کو مین نے گرفتار کیا جہلال نے پھر
اپنا ہاتھ کاٹ کر خون چلو مین لیکر پھینکا آواز دی کہ اے کنیز سامری اپنے کو سپر سے چھڑا
پتلی نے پیچھے ہٹ کر اپنے کو چھڑا لیا نیمچہ الگ کیا سفاکہ پر برس پڑی ہرچند کہ سفاکہ روکتی
ہے مگر پتلی بجلی بنگئی ایسے نیمچے مارے کہ سفاکہ بھاگی پتلی پیچھے دوڑی ایک سحر اسنے ایسا
کیا کہ کئی پتلیان فولادی پتلی کے روکنے کو آئین پتلی نے ان پتلیون کو بھی مارا [illegible]
زمین پہ گرے پتلی پیچھے سفاکہ کے دوڑی سفاکہ بھاگی جاتی ہے کٹے ہوئے ہاتھ کا خون ٹپکتا
ہے جو قطرہ پتلی پہ پڑا چنگاری آگ کی بنگیا پتلی اس چنگاری کو منہ مین رکھ لیتی ہے کہتی ہے
کہ او ملعونہ اب میرے ہاتھ سے کہو بچکر جیگی مین اب کیا تجھے زندہ چھوڑونگی میرے آقا نے
نامدار ومولا سے قدرشناس نے حکم دیا ہے کہ سفاکہ کا سر دو مین تیرا سر لینے آئی ہون
تیرے مددگار بھی تجکو بچانے آئے وہ بھی مارے گئے دیکھ وہ لاشے پڑے ہے

تڑپ رہے ہیں اور جو تیرا معین و مددگار ہو اُسے بُلا سفاک کو یاد آ گیا اور پکار کر آواز دی
کہ ای فولاد مردار خوار اس چیلی کو آ کے روک یہ میرا پیچھا نہیں چھوڑتی صحرا سے ایک چیل
فولادی غل مچاتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ او کنیز سامری کہاں جاتی ہو آگے نہ بڑھنا
یہ کہکے سامنے آیا پنجہ مارا چیلی نے سر آگے کر دیا سر پہ پنجہ پڑا سر اُٹھا خون کا نکلا وہ خون چیلے
پر گرا چیلا مثل ہیزم خشک جلنے لگا چیلی نے جھوم کر آواز دی کہ او سفاک دیکھا تو نے جو تیرا
بڑا مددگار تھا اسکا آخر یہ حال ہوا تجکو بڑا ملال ہوا یہ کہکے قریب پہونچی سفاک نے چاہا کہ
اپنے کو بھاگ کر بچاؤں لیکن اُس چیلی نے اسطرح گھیرا کہ سفاک کسی طرف بھاگ نہ سکی
چیلی نے جھپٹ کر اس طرح پنجہ مارا کہ سفاک کو کچھ نہ بن پڑا پنجہ سر پہ لیا پنجہ جو سر پر پڑا
سفاک کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے سے سفاک کے بڑی آفت برپا ہوئی آندھی سیاہ
چلی پتھر بھی برسے بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سفاک مردار خوار
بود جہلال لوٹ آ جھپٹا چیلی کو اُٹھا کر گلے سے لگا لیا کہا کہ او کنیز سامری کیا کہنا کس
لطف سے سفاک کو مارا بھاگنے نہ دیا چیلی ہنسی کہا کہ ای افسر یہ ملعونہ کیا ہی جس روز سفاک
پہ ہفت پیکر کے چلوگے اور ساتھ طلسم کشا کے ہوگے اور طلسم کشا کے پاس
فوج ہوگی اس روز میری چستی و چالاکی دیکھنا کہ کس طور سے ہفت پیکر کو دیوانہ
کرتی ہوں مجھے سامری و جمشید نے بنایا ہی تمھاری خدمت میں حاضر رہتی ہوں
جس وقت جو کام لو مجھ سے کروں جو حکم دو بجا لاؤں جہلال سرکش نے چیلی کو جھولی میں
ڈال لیا پلٹ کے آیا آ کے ملکہ کو قید سے رہا کیا ملکہ نے بیقرار ہو کر کہا کہ کچھ حال طلسم کشا
کا بھی معلوم ہی جہلال نے کہا کہ یہ خبر میں نے پائی ہی کہ تیمور نے رستم کو گھیرا ہی مگر خدا
نے مدد اُنکے واسطے بھیجی کہ دختر تیمور یعنی ملکہ فغفور بارہ ہزار جادوگرنیوں سے آ کے
مدد طلسم کشا پہونچی وہ شریک جنگ ہی اب ہم لوگ چلتے ہیں فوراً جہلال سرکش نے
تخت سحر تیار کیا جہلال و ہماے اورنگ نشین و ملکہ تصویر دلکش و سماک بن عمرو
تخت پر جہلال سرکش کے سوار ہوئے جہلال تخت اُڑاتا ہوا چلا یہاں تیمور کی مدد کو
بلور چہار چشم ڈیڑھ لاکھ جادوگروں سے آیا ہی اُسنے آ کر آواز دی کہ ارے گھیر کے

طلسم کشا کو مار تو تیمور نے پکار کے آواز دی کہ ای بلور فغفور کو گرفتار کر یو اس گیسو بریدہ نے
ایسے وقت پر طلسم کشا کی شرکت کی ورنہ اب تک مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہوتا جب یہ
آئی تو مین سمجھا میری مدد کو آئی ہو اسنے آتے ہی حربے سحر کے کرنا شروع کیے چالیس ہزار
فوج کو اسنے قتل کیا اب بھی جنگ جنگ کر رہی ہو یہ سنتے ہی بلور چہار چشم طرف فغفور کے
چلا سامنے آکے للکارا کہ او شوخ دیدہ طلسم کشا کے حسن ظاہری پر مائل ہوئی باپ کی تباہی
کا کچھ خیال نہ کیا کھڑی رہ فغفور نے ایک گولہ بلور کو مارا بلور نے گولہ کاٹا کئی سحر فغفور نے
کیے بلور دفع کرتا رہا آخر مین بلور نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا اور کہا کہ او شوخ دیدہ
اب اس لائق ہوئی کہ ہمسر سحر کرتی ہو زمین پر نہین گرتی فغفور چیخ کھا کر زمین پر گری اور
ایڑیان رگڑنے لگی معلوم ہوتا تھا کہ دم نکلتا ہو آنکھیں حسرت آلود کھلی ہوئی ہین طلسم کشا
سے جو نگاہ ملگئی اشارون مین کہہ رہی ہو کہ ای شہریار کنیز اب رخصت ہوتی ہو سحر نے
بلور چہار چشم کے یہ تاثیر کی کہ مین زمین پر گری اٹھ نہین سکتی کنیز تک تشریف لائیے
طلسم کشا چاہتے ہین کہ لڑتا ہوا بڑھون پاس فغفور کے پہونچون فغفور کو اٹھا لون
لیکن اہل فوج بلور پرے باندھے ہوے کھڑے ہین جہان ایک کو قتل کیا دس وہان
آکے کھڑے ہوگئے طلسم کشا کو قدم نہین بڑھانے دیتے چاہتے ہین کہ طلسم کشا کو
گھیر کر پکڑ لین مگر یہ اپنے زمانے کے رستم صاحب شوکت وحشم تہرانہ لڑ رہے ہین
جو قریب آیا اسکو ہاتھ تلوار کا مارا یا تیغۂ ہفت جوہر دست زبردست رستم کا تیغہ خالی
نہین جاتا جب چمکا دس بیس نابینا ہوے سحر بھول جاتے ہین آخر گھبرا گئے ہین بلور
قریب فغفور کے تلوار کھینچے ہوے پہونچا چاہتا ہو کہ سر کاٹ لون فغفور نے اس وقت
بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا اور کہا کہ ای پیدا کرنے والے اس ظالم کے ہاتھ سے
بچا لے افسوس ہو کہ صحبت طلسم کشا نصیب نہ ہوئی فغفور چاہتا ہو کہ ہاتھ مارے آسمان
سے آواز آئی کہ او ملعون خبردار زیادہ گستاخی نہ کرنا اگر فغفور قتل ہوئی تو تیری قوم مین
سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا منم ہلال سرکش ایک طرف نعرہ ہوا کہ منم ملکہ چہار سے
اورنگ نشین ایک طرف سے آواز آئی کہ منم تصویر دلکش تینون نے مل کر سحر کیا

جہلال سرکش کا گولہ بیچ مین آکر پھٹا کہ جس سے یہ تاثیر ہوئی کہ بلور رانگ ہوا تیغہ ہاتھ سے چھوٹا ملکہ ہماے اور رنگ نشین کے سحر نے یہ تاثیر کی کہ پھول برسنے لگے ملکہ ہما نے تصویر کو اشارہ کیا کہ وہ سحر کرو کہ بلور دیوانہ ہوجائے دونون نے مل کر جو سحر کیا پھول برسنے لگے بلور کے چار جانب پھولون کا انبار تھا پھول جو اٹھا کے سونگھے آنکھین سرخ ہوگئین رنگ رو متغیر منہ زرد و متحیر یکایک بیقرار ہوکر پکار اٹھا۔ **نظم**

ہی ہجوم درد و غم تشویش یہ دل مین نہین — منتشر میرے حواس خمسہ مشکل مین نہین
آتش افروزی کی او گردون ہوا دل مین نہین — کچھ سوا ے خاکساری آب اور گل مین نہین
چشم و ابرو گوش و بینی ہین نہ غنچہ سا دہن — مطلقاً تیری شباہت ماہ کامل مین نہین
مین بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف کمال — جب تلک قاصر زبان شرح فضائل مین نہین
کیون نہ مشکلین وادی الفت مین ہم غربت زدے — میل اور سنگ نشان کا نام منزل مین نہین
مارتا ہو جسکو کر دیتا ہی کام اُسکا تمام — بیحجاب رہنے کی عادت میرے قاتل مین نہین
بیحجاب آتی ہی مجنون لیلی ناقہ نشین — دیکھ لے جی بھر کے پردہ آج محمل مین نہین
موج سے دست و گریبان ہی تہ دریا مین گوہر — گوہر مقصود تو دامان ساحل مین نہین
بعد مردن لاش اُس کوچے مین گڑ جائے گی — آسمان اتنی زمین کیا کوے قاتل مین نہین
اُسکو گردن مین پہن کر گنبد گلے میرے طلا — سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل مین نہین
شکوۂ بعد مسافت اتنا سالک کیا ضرور — نابلد ہو راہ سے تو بہیر منزل مین نہین
ساربان ملتا نہین ہے کون مجنون کو جواب — لیلی گونگی ہو گئی یا کوئی محمل مین نہین
شکر اللہ جذب الفت نے کیا انکو مقر — وہ جو کہتے تھے اقراب عشق کامل مین نہین
کیسے آگے رفتار تنہا نغمہ پیرائی کرون — ایک بلبل ہمنوا سیر عنادل مین نہین

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف تصویر کے چلا اب تصویر و ہما و جہلال زمین پر اُتر آئے ملکہ ہما نے بڑھ کر فغفور کو اٹھایا فغفور اُٹھی چہرہ مسخ ہو رہا ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے مگر ہماے اور رنگ نشین نے ہاتھ منھ پر پھیرا جھولی سے ایک آبخورہ پانی کا نکالا اُس سے فغفور کا منھ دھلایا فغفور چالاک و چست ہوئی کہا کہ اے ملکہ عالم آپ نے

عین وقت پر مدد کی کنیز کو ہاتھ سے اس ظالم کے بچایا جائے اور رنگ نفیس نے کہا
کہ دیکھو اس بیچارے کا کیا حال ہو دیوانہ وار اشعار پڑھ رہا ہو اب میں اسکو حکم دیتی ہوں
غرضکہ بلور گریبان پھاڑے ہوے سامنے تصویر دلکش کے پہونچا اور پکار کر آواز
دی کہ ای شہنشاہ خوبی رو ای سرو خرامان باغ محبوبی ذرا عاشق صادق سے نگاہ چار
کرو میرا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو نگاہ ملجائے تو قلب تسکین پائے تصویر
نے سر اٹھا کے کہا کہ ای بلور زیادہ نہ گھبراؤ ذرا اپنے ہوش میں آؤ ملکہ ہما نے حکم دیا ہو
کہ تیمور کا سر لاؤ بلور نے کہا کہ میں ابھی سر لاتا ہوں دیکھو تلوار کھینچ کر جاتا ہوں کیا
مجال کہ جو وہ مجھسے سرکشی کرے یقین ہو کہ سر جھکا کے بیٹھے سر اسکا لاکر سامنے ملکہ کے
پیش کش کروں میرے دل کو آرام نہیں سوائے تیمور کے سر کاٹنے کے اور کوئی کام
نہیں آخر کہاں جائیگا شرمندہ ہوکر زور سر دکھائیگا اگر سرکشی کریگا بہت پچتائیگا یہ
کہتا ہوا تیمور کو للکارتا ہوا چلا کہ او تیمور ملکۂ عالم کا حکم ہو سر جھکا کر بیٹھ میں تیرا سر
قلم کروں تیمور نے جو بلور کو اس حال میں دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای افسران فوج
اپنے افسر کو روکو یہ اپنے ہوش میں نہیں ہو مجھسے زبان لڑاتا ہو دیکھو کس آزادی سے آتا ہو
افسران فوج بڑھ کر بلور کو روکنے لگے جسنے روکا بلور نے اسکو ہاتھ تلوار کا مارا پکارتا ہے
کہ مارو مجھکو ذرہ کو معشوق کا حکم بجا لاؤں لیکن اس صحرا کے قریب ایک جنگل ہو اسکو
صحرائے زور آوران کہتے ہیں شہ زور کرگدن سوار اس صحرا کا حاکم ہے
بیس ہزار پہلوان زبردست خدمت میں حاضر رہتے ہیں یکایک اسکو ہرکاروں نے خبر
دی کہ ای شہ زور کرگدن سوار صحرائے حسرت انگیز میں طلسم کشا آیا ہو تیمور اور
بلور نے گھیرا ہے مگر طلسم کشا ایسا جری و بہادر ہو کہ ساحروں کو قتل کر رہا ہو کسی کے
روکے نہیں رکتا خداوند ہفت پیکر کا حکم سب کے نام پہونچ چکا کہ جو طلسم کشا کو قتل
کریگا اسکو طرۂ پیغمبری ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ سنکر شہ زور نے حکم دیا کہ کرگدن ہمارا
تیار کرو سلاح جنگی جسم پر لگا کے کرگدن پر سوار ہوا بیس ہزار جوانوں کو ساتھ لیکر چلا
ایک ایک آہنین قوی تن و قوی سن ہر ایک کو یہ خیال ہو کہ میں جاکر طلسم کشا سے لڑوں

مگر شہ زور کہ سب کا اُستاد ہے جھومتا ہوا کرگدن پر سوار ساتھ والون سے کہتا ہوا آتا ہے
جلد چلو کہ طلسم کشا کو مشکین باندھ کر لاؤن اپنا زور دکھاؤن پسران حمزہ کو اپنے زور کا
بڑا دعوی ہے یہ شخص جو لڑ رہا ہے یہ سرفتنۂ ملک فرنگستان مشہور ہے بڑے بڑے کارنمایان
کیے پہلوانان ملک فرنگستان زیر ہوے کوئی اس سے مقابلہ مین سر بر نہین ہوا لیکن
کوئی پہلوان صاحب شوکت ولیاقت نہین ہوگا ورنہ رستمی نکال دیتا اسطرح رستم نہ مشہور ہوتے
مین جاکے آج سمجھا دونگا یہ کہکے بکبر و نخوت کرگدن پر سوار ہوا بیس ہزار پہلوان پشت پر
نیزہ ہلاتا ہوا چلا غرور مین تیور پر بل پڑے ہوے یہان اب وہ وقت ہے کہ تیمور بڑے
زور و شور سے مصروف جنگ ہے لیکن نہایت تنگ ہے کہ رستم پر سحر تاثیر نہین کرتا رستم
شیرانہ لڑ رہے ہین فغفور و جہلال بلقصور پر جھک جھک کر سحر کر رہے ہین بڑے بڑے
ساحرون کو مار لیا کئی بھائی تیمور کے مارے گئے افسران فوج کو چن چن کے رستم قتل کر رہے ہین
کہ صحرا سے گرد اٹھی اور آواز آئی کہ باش اے فرزند صاحبقران تمھاری رستمی کا مین بہت
مشتاق ہون ساکنان طلسم ہفت پیکر مین سے ہون شہ زور نام آور میرا نام ہے یہ
جو بیس ہزار پہلوان میرے ساتھ ہین یہ سب صاحبان اکھاڑہ ہین ہر ایک کے سو سو
پچاس پچاس شاگرد تھے انکے اکھاڑون پر پہونچا اور ان سب کو ڈنکا زیر کرکے اپنا شاگرد
کیا آج تمنے بڑی گستاخی کی کہ اس صحرا مین آکے تلوار پر سائی یہ ساحر ہین جنگ شمشیر زنی
سے نہین ماہر ہین اے تیمور صف باندھکر ٹھہر جاؤ مین ابھی زیر کرکے تمھارے ساتھ
کیے دیتا ہون قدرت سے عرض کرنا کہ آپ کا پہلوان قدرت شہ زور نام آور اُسنے رستم کو
زیر کرکے بھیجا ہے آواز شہ زور کی سنکے رستم تلوار پکڑے کھڑے ہوے تیمور اپنی فوج کو ساتھ لیکر
الگ صف باندھ کر کھڑا ہوا شہ زور نے کرگدن اپنا بڑے ناز سے بڑھایا کھڑا ہوکر نیزہ
ہلانے لگا پکار کے آواز دی کہ اے رستم زمان واے فرزند صاحبقران اب میرے مقابلے
مین آئیے تیغ ہفت جوہر کی چمک ہم بھی دیکھین رستم نے مرکب جھکایا باگ پھیر کر
سامنے شہ زور کے آئے نگاور زن ہوے پانچ قدم کرگدن شہ زور کا پیچھے ہٹا تین
قدم مرکب رستم کا پسپا ہوا شہ زور بہت جھلا کہا اے رستم اس نگاور پہ ناز نہ کرنا

کرگدن پیچھے ہٹا مین قدم بڑھائے کھڑا ہون رستم نے ہنس کر جواب دیا کہ ای پہلوان زرّین
تنکو اسکا خیال ہو مجکو تو خیال بھی نہین اب نیزہ اُٹھائیے وار کیجیے بہت غرور زیبندہ
نہین غرور ذات پروردگار کو لائق و سزاوار ہی انسان ضعیف البنیان کس بھروسے پر
گھمنڈ کرے ایک قطرۂ نجس سے خلقتِ انسان ظاہر ہی بروقت مقابلہ حال معلوم ہوگا
شہ زور نے کہا کہ ای رستم ہم تمھارے خاندان کے حال سے بخوبی ماہر ہین بڑے بڑے
ملکون پر آپ نے لشکر کشی کی مگر یہ سرحد طلسم ہفت پیکر ہی بڑے بڑے پہلوان آئے
اور سر ٹکرا کے چلے گئے یہ نہ سمجھنا کہ مین فنون سپہ گری مین کم ہون تم حملہ کرو بعد اُسکے
مین حربہ لگاؤنگا کہ تمھارا حوصلہ باقی رہے رستم نے کہا کہ ای پہلوان ہمارا یہ دستور نہین
اگر تمھارے وار سے ہمکو پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر شہ زور ہنسا
خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا اس مغرور کو خیال یہ تھا کہ سنان نیزہ پر علمشاہ کو اُٹھاؤنگا
علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی اسکا لشکر
و لشکر تیمور نگران ہی پشت رستم پر ہلال سرکش و ملکہ فغفور و تصویر و دلکش و ہما
اورنگ نشین و سمک بن عمرو عیار پر چند کس آمادۂ حرب و پیکار کھڑے ہین جنگ
رستم و شہ زور دیکھ رہے ہین کہ دونون جوانون مین نیزہ چل رہا ہی پہر بھر کامل نیزہ چلا
تین سو ساٹھ طعنین رد و بدل ہوئین اب آپس مین چوریان اور گھاتین ہو رہی ہین رستم
نے مرکب جمکا کر آواز دی کہ ای شہ زور ہوشیار رہو مشت تمھاری سست ہو مرکب
ہمارا چست و چالاک ہی دیکھو نیزہ نکلا چاہتا ہی یہ کہکے نیزہ شہ زور کا کانٹھا اور مرکب
کو اُڑا کے چپیٹرہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شہ زور کے نکل گیا مثل تیر شہاب آسمان پر چمکا
اور مثل خط شعاع زمین پر گرا دونون لشکرون مین غریو ہوا شہ زور بہت جھلایا قبضۂ
شمشیر پر ہاتھ ڈالا تیغہ لنگردار جوہردار نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت ہوتا
تھا کہ اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا جب تلوار قریب سپر پہونچی رستم نے سپر کو گردش دی بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
شہ زور نے رستم کا گریبان پکڑا آخر دونون جوان لپٹے ہوے مرکب و کرگدن سے

گودرے شہ زور بہت قہقہہ مارکر ہنسا کہا کہ ای رستم تلوار کی لڑائی مین تم غالب آئے
مگر اب زور مین میرے آپکے مقابلہ ہو قدرت نے مجکو شہ زور لقب دیا سرحد طلسم
ہفت پیکر مین کوئی زور مین میرا نظیر نہین اب کیونکر بچ گے تلوار کہین قبضے سے مردون
کے نکلتی ہو یہ کہکے رستم سے لپٹ پڑا سامنے کے داؤن پیچ ہونے لگے دستیان
ساتھ زیر دستی کے چلنے لگین جہان رستم پکڑ لاتے ہین شہ زور تڑپ کر نکل جاتا ہے
اور جہان شہ زور رستم کو پکڑ لاتا ہو رستم تڑپ کے اسقدر جلد نکلتے ہین کہ گھٹنے زمین سے
آشنا نہین ہوتے شہ زور عاجز ہو رہا ہو چاہتا ہو پکڑ کے زمین پر لاؤن اور چت کرون
مگر رستم پر پنجہ نہین قابض ہوتا دنگ ہو رہا ہو اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا ہو جی مین
کہتا ہو کہ فرزند حمزہ ہوے روزگار ہو کسی فن مین کمی نہین کرتا رستم بڑے زور و شور
سے لڑ رہے ہین سارا دن اسی جنگ مین تمام ہوا دیکھا سب نے کہ آفتاب شتابان بارو
زرد لرزان و ترسان طرف قلعۂ مغرب کے گیا شہ زور روک کر رستم کو کھڑا ہوا کہا کہ ای
رستم شاباش ہو خوب مجھسے لڑے اس دوپہر مین کسی مقام پر کمی نہین کی مگر خداوند ہفت پیکر
نے دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے مقرر کی ہو کل پھر تمہارے
اب پھر مقابلہ ہوگا رستم نے کہا کہ ای شہ زور ہمارا یہ دستور نہین کہ جنگ سے بدون
زیر و زبر کیے پلٹین یا تمکو زیر کرینگے یا زیر ہو جاینگے پلٹنا کیسا شہ زور نے کہا کہ مین بھی
بدون اختتام جنگ واپس ہونا نہین چاہتا لیکن آج معاف فرمایئے کل سویرے ہی آکر
آپ سے مقابل ہونگا برابر سے لڑونگا کمی نہ کرونگا رات کو جو ہم اور آپ لڑینگے تو کون
دیکھیگا بیس ہزار پہلوان دیکھنے والے کھڑے ہین رستم نے کہا کہ روشنی کو حکم دو بادشاہون
کو رات کا دن کر دینا کیا دیر لگتی ہو یہ سنکر شہ زور نے پلٹ کر آواز دی کہ ہان یارو روشنی
کر دو لڑائی اٹھ گئی جلال سرکش نے پڑھ کر سحر کیا کہ تیلے فولادی مشعلین لیکر موجود ہوے
ایک طرف سے فلک ہمارے اور رنگ نشین نے سحر کیا کہ سنہری پتلیان قندیلین لیکر
موجود ہوئین اور جنگل مین پھرنے لگین تصویر و فغفور نے بھی ایسا ہی سحر کیا ملازمان
شہ زور نے پنج شاخے گڑوا دیے درختون مین فتیلے باندھ کر روشن کیے تمام نخلہا سے صحرا

دھاڑ معلوم ہوتے تھے پتے مثل برق کے چمکتے ہین شاخون مین فتیلے بندھا دیے
تا سرنخل اسی طور کا انتظام تھا جب روشنی ہو چکی تو رستم نے کہا کہ اے شہزور اب وقت
جنگ ہے اب کیا درنگ ہے شہزور بھی بہ مجبوری آمادۂ جنگ ہوا اور دل مین کہہ رہا ہے کہ
بڑے ظالم سے مقابلہ پڑا ہے دیکھون اس سے کیونکر جان بچے کل فنون سپہ گری مین طاق
شہرۂ آفاق کسی مقام پر کمی نہین کرتا کل فنون مین بے مثل و بے نظیر ہے حسن میں لاثانی ہے
اگر قدرت مدد کرے تو البتہ غالب آؤن آخر کار شب کو معروف کارزار ہوا ایک طور پر کشتی
ہونے لگی چار پہر رات ایک طور پر کشتی رہی بوقت سحر رستم زیادتی کرنے لگے جب پکڑ لاتے
ہین دو دو گھڑی رگڑتے ہین بمشکل شہزور نکلتا ہے پیرون ہانپتا ہے چہرے کی کیفیت ہے
کہ ماتھا خون سے رنگین زرہ پارہ پارہ نہایت مجبور و ناچار لڑ رہا ہے دوپہر ڈھلتے ڈھلتے رستم
شہزور کو ریل کرلے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پر لاکے پٹک مارا دونون گھٹنے
شہزور کے آشنا بہ زمین ہوئے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون رستم نے دونون ہاتھ ستون
کیے کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرۂ شیرانہ کیا لنگر شہزور کا اکھڑا پہلے زور میں تھا پہ زانو دوسرے
زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا پہلوانون نے جو دیکھا کہ ہمارے افسر کو
اٹھا لیا لینا کہہ کر دوڑ پڑے رستم نے شہزور کو چیخ دے کر زمین پر مارا سمک نے
دوڑ کر جناب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا چاہا کہ لے بھاگون لیکن ملازمان شہزور
نے آکے گھیر لیا سمک کو یقین ہوا کہ اب مین قتل ہو جاؤنگا آخر پشتارہ چھوڑ کے بھاگا
پہلوان چاہتے ہین کہ رستم سے لپٹ جائین مگر جو قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تلوار کا
مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے صدہا پہلوانان افسر ہاتھ سے رستم کے مارے گئے گرد رستم کے
لاشے پڑے ہین تلوار چل رہی ہے آخر جہلال سرکش گرز پکڑ کے جا پڑا جھپٹ کر گرز مارا کئی سو
جوانون کے سر پھٹے ملکہ ہما اور رنگ نشین ایک طرف سے سحر کرتی ہوئی جا پڑین ایک
طرف سے ملکہ تصویر دلکش اس طرح کے ان نازنینان مہ جبین نے سحر کیے کہ زمین کانپ گئی
آخر شہزور نے پکار کر آواز دی کہ اے رستم الامان رستم نے قریب پہونچ کر شہزور سے کہا
کہ کیون اے پہلوان دوران وائے گرشاسپ جہان اگر کچھ اور بھی ارمان اور حوصلہ باقی ہو وہ بھی

نکال لو مین پھر تسمے برائے زور آزمائی موجود ہون خواہ نیزہ خواہ تلوار خواہ کشتی انمین سے
جو ہوس ہو مین پھر موجود ہون شہ زور نے کہا کہ ای شہریار مین خوب امتحان کر چکا سب
فنون مین آپ سے کم ہون آپکی اطاعت کرتا ہون چاہتا ہون کہ مثل غلامان حلقہ بگوش
حاضر خدمت رہون رستم نے ہاتھ شہ زور کا تھام لیا شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ یارو
خبردار تلوار نیام مین کرو مین نے بدل رستم کی اطاعت کی رستم نے شہ زور کو گلے سے
لگا لیا سب نے تلوار روکی پانچ ہزار جوان قتل ہوے پندرہ ہزار نے بدل وجان اطاعت
کی تیمور نے جو دیکھا کہ شہ زور اس زور وشور سے آیا اور زیر ہو کر اطاعت کی تیمور نے
اسی وقت فوج کو اشارہ کیا کہ شہ زور ورستم کو گرفتار کر لو فوج والے تیغ وناوک لیکر
جا پڑے جلال سرکش نے بڑھ کر تیمور کو روکا تیمور بھاگا چاہتا ہی کہ بھاگ کر نکل جاؤن رستم
ڈپٹتے ہوے سامنے تیمور کے پہونچے للکارا کہ او بیحیا مین تیرے سر کا مشتاق ہون
تیمور نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پہ تلوار کو روکا الجھا دے
سے ہاتھ نکال کر اول کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا کہ تیمور نے سحر کرنا موقوف کیا رستم نے
ہاتھ مارا تیغۂ ہفت جوہر چمک کر گرا تیمور کے دو ٹکڑے ہوے تیمور کے مرتے ہی آندھی سیاہ
چلی پتھر برسنے لگے تھوڑے ہی دیر بعد آواز آئی کشتی مرا نام من تیمور جادو بود رستم نے
فوج کو ساتھ لیا بارگاہ استادہ ہوئی جلال سرکش وتصویر دلکش وہماے اورنگ نشین
وسماک بن عمرو بارگاہ مین آکر داخل ہوے شہ زور بعہدۂ رفاقت ساتھ ہو بمقام صدر
پر رستم آکے بیٹھے فرمایا کہ کیون ای ہماے اورنگ نشین اب جو یہ خبرین سب تمہارے
ماں باپ کو پہونچینگی یقین ہی کہ سامان لشکر کشی کرین یا ہم خود قلعہ گرداب نشان پر جائین
ہماے نے کہا کہ آپ خود لشکر کشی کیجیے وہان آپ کا لشکر بھی ہوش مین آگیا ہوگا گر یہ خبرین بھی
اسکو معلوم ہوئی ہونگی دیکھیے وہ کیا کرے جلال نے کہا کہ غلام اٹھالہ بارگاہ کا لیکر
بڑھتا ہی آپ وقت پر آئیےگا شب بھر یہی صلاحین رہین بوقت سحر جلال سرکش اٹھالہ
بارگاہ کا لیکر طرف صحراے گرداب نشان کے چلا بعد تھوڑے عرصے کے رستم نے بھی کوچ
کیا عقب مین جلال کے رستم چلا سماک بن عمرو ساتھ ہی مگر حال نکبت مآل گرداب جادو

و مواج سمندر نشین لکھتا ہون کہ مواج سمندر نشین قلعۂ گرداب نشان مین بیٹھا ہی زوجہ سے کہہ رہا ہو کہ صاحب مین نے کتابون مین دیکھا ہو کہ یہ نوجوان جو آیا ہی یہ اصل مین طلسم کشا ہو ہرچند کہ مین نے ایسے صحراے ہولخیز مین پھنسایا ہو کہ جہان سے نکلنا دشوار ہو لیکن یہ جوان صاحب شوکت و اقبال ہو غیب سے اسکی مدد پہونچیگی ہر مقام پر اسکے مددگار پیدا ہوجاتے ہین رہائی کی صورت نکل آتی ہو ہر مقام پر اہل طلسم نے طلسم کشا کے ساتھ نتو رکیے لیکن یہ طلسم کشا بچا اسی وجہ سے مجکو خوف ہو کہ ایسا نہو کہ ملکہ ہما اور رنگ نشین رہائی پائے اگر جلال سرکش رہا ہوا تو دم بھر مین رستم کو جھڑا لیگا گرداب جواب دیتی ہو کہ صاحب قدرت نے بڑے بڑے فرمان لکھے ہین کہ جسطرح بن پڑے طلسم کشا کو گرفتار کرو تم ایسی باتین کہتے ہو جس سے کہ ساحرون کا حوصلہ شکست ہو کمرہمت مضبوط باندھو آئندہ جو منظور خدا وند یہ ذکر تھا کہ چند طایران زرد آسمان سے آئے اور غلغلہ مار کر انسان بنے ہاتھہ اٹھاکر دعائین دینے لگے بعد اسکے عرض کی کہ اے مواج سمندر نشین رستم نے صحراے حسرت انگیز سے رہائی پائی اور اُنکے ساتھ والے بھی رہا ہوے اب جلال سرکش اتالہ بارگاہ رستم کا لیے ہوے آپ کے قلعے پر آتا ہے یہ سنتے ہی مواج گھبرا گیا مگر منقار آتش ریز منگیتر ملکہ ہما کا جو پلٹ کے آیا نہایت بیقرار ہو رفیقون سے کہتا ہو کہ یارو کیا کہون مین چاہتا ہون دل کو پھیرون دل نہین پلٹتا اب تو یہ کیفیت ہی نظم

تحمل مجکو یاد آتا ہو اُس گل کی سواری کا
ترے نقش کف پا کے لیا کرتا ہون مین بوسے
تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے گرجائے
ارادہ ہو فلک سے بیچے مہرو ماہ کے ساغر
جہان مین ہو ترا حسن خدا داد اے صنم پیا
حسینان جہان کے غول میخانے مین آئے ہین
تری تیغ نگہ کے وار کی کیا قدر غیرون کو

چمن مین آج جلتا دیکھ کر باد بہاری کا
ہوا ہو عشق مین یہ حال میری خاکساری کا
لکھا ہو مین نے کچھ کچھ حال دل کی بیقراری کا
نہایت اوج پر ہو شوق اُنکی بادہ خواری کا
کہ ہر یان فخر کرتا ہین تری خدمتگذاری کا
بڑا احسان یہ مجھپر ہوا ابر بہاری کا
مرے دل سے مزا پوچھے کوئی اس زخم کاری کا

کوئی کہدے یہ اُس سے طالب دیدار مرتا ہے	ذرا صورت دکھا جا وقت ہو اب دم شماری کا
برہنہ دخت رز کو حضرت زاہد اگر دیکھیں	اُتاریں جامہ اپنے ہاتھ سے پرہیزگاری کا
زمیں بولی جو بعد دفن میں تربت میں گھبرایا	کہاں ہیں وہ جو دم بھرتے تھے تیری ہمکناری کا
کرینگے ترک آجائیگی پیری جبکہ اے سطوت	جوانی میں بہت مشکل ہے چھٹنا بادہ خواری کا

مصاحبوں نے کہا کہ آپ نہ گھبرائیں ہم مواج کو پیغام دینگے وہ جبرائیل کو [illegible]
کرینگے منقار کہتا ہے کہ وہ کون سا دن ہوگا کہ ملک ہمارے اور ننگ نشین کو اپنے [illegible]
دیکھوں میں نہایت پریشان ہوں یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد [illegible]
عرض کی کہ جہلال سرکش اثالہ بارگاہ رستم کا لیے ہوئے آتا ہے عقب میں رستم [illegible]
ہمارے اور ننگ نشین کے آتے ہیں نام معشوقہ کا سنکر منقار نے مقام سے [illegible]
ہمارا لشکر تیار ہو جہلال کو قتل کرونگا ہمارے اور ننگ نشین پہ قبضہ کرونگا یہ کہکے ساٹھ ہزار
کا لشکر لیکر چلا یہاں جہلال ایک مقام پر آکے اُترا ہے کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا کہ منقار
ساٹھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے آکر پہونچا جہلال سمجھا کہ مجھسے مقابلے کو آیا ہے ہرکارے
مقرر کیے کہ خبر لاؤ منقار کیا کر رہا ہے پہر رات گئے ہرکارے پلٹ کر آئے عرض کی کہ اُسنے
طبل جنگی نہیں بجوایا جہلال جاکر سو رہا یقین ہوا کہ آج تھکا ماندہ آیا ہے کل طبل جنگ
بجوائیگا جہلال تو یہ سوچ کر سو رہا دو پہر رات گئے منقار نے لشکر تیار کیا یہ ارادہ شبخون
چلا آکے لشکر پہ جہلال کے گرا ساٹھ ہزار ساحر ساتھ ہیں طنابیں خیموں کی کاٹتے [illegible]
بازار میں پامال کرتا ہوا قریب خیمۂ جہلال پہونچا جہلال کو ہرکاروں نے خبر دی کہ منقار
برائے شبخون آیا ہے جہلال جھلا کر اُٹھا نکل کر بارگاہ سے دیکھا کہ آگ جل رہی ہے
خیمے گر رہے ہیں منقار لڑتا ہوا آتا ہے جہلال نے للکارا جھولی سے گولہ نکال کے مارا
منقار نے گولہ کاٹا گولا جو پھٹ کر گرا کئی سو ساحر منقار کے مرے الامان الامان کی صدا
بلند ہونے لگی جہلال نے دو تین گولے ایسے مارے کہ لشکر منقار میں تہلکہ پڑ گیا پھر [illegible]
جہلال دوڑتا پھرتا ہے لشکر پہ منقار کے گھیرا ڈالا یا جب گولا مارا دو چار سو کے سر [illegible]
منقار چاہتا ہے کہ میں لڑ بھڑ کر نکل جاؤں جہلال نے گھیر لیا ہے رات بھر لوٹ [illegible]

منقار ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ نکل جاؤن جھلال نے نہ نکلنے دیا گھیرے ہوے جنگ کر رہا ہی
یہی قصد ہی کہ منقار کو مارون جب گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ رستم
پیلتن مع ملکہ ہماے اور رنگ نشین کے نمودار ہوے ایک جانب تصویر دلکش
اور ایک جانب فغفور جادو نہایت زور و شور سے رستم آکر پہونچے جھلال کو جاڑتے
دیکھا نعرہ کیا۔ نعرۂ علمشاہ
منم صف شکن تیغزن پہلوان

علمشاہ رومی شہ فیل زور
منم نور عینین صاحبقران

کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے
جو منقار کو دیکھا بڑھ کے رستم کو روکا کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائین کنیز اسکو سمجھائے دیتی ہی
ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے بڑھ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پھول سونگھے ہوے جھولی سے
نکالے اُنپر اسم سحر پڑھا کہ پھول شگفتہ ہوے وہ پھول منقار پر پھینک مارے مینہ پھولون کا
برسنے لگا منقار نے اُٹھا کر پھول سونگھے پھول سونگھتے ہی جھومنے لگا پکار کر آواز دی کہ اے
ملکۂ عالم مین تابعدار رہون نہایت مجبور و ناچار ہون اصل کیفیت کا کیا بیان کرون نظم

نہ کسی مین جو رہی مہر و وفا میرے بعد — سلسلہ قطع محبت کا ہوا میرے بعد
شہرۂ حسن زمانہ مین مرے دم سے تھا — پھر ترا نام کسی نے نہ لیا میرے بعد
سورۂ حمد پڑھا آکے مری تربت پر — شرط کی اُسنے محبت کی ادا میرے بعد
کفِ افسوس ملا کرتے ہین اس ننگ سے وہ — اپنے ہاتھون مین لگاتے ہین حنا میرے بعد
ظالم اس درجہ زمانے مین ہوے وہ مشہور — پھر کوئی پھول کے عاشق نہ ہوا میرے بعد
سختیان ہجر مین تیرے جو اُٹھائین مین نے — دے سزا اسکی صنم تجکو خدا میرے بعد
دل سے اپنے مجھے افسوس بھلایا ایسا — نام میرا نہ کبھی اُسنے لیا میرے بعد
ساتھ اغیار کے بیخوف پھرا کرتے ہین — نہ رہی اُنکو ذرا شرم و حیا میرے بعد
نہ ملی تجکو جو معشوق سے اک دن راحت — کی کسی سے نہ کسی نے بھی وفا میرے بعد
سمجھا صابر جو نہ دنیا مین ملا ظالم کو — ظلم کا نام پھر اُسنے نہ لیا میرے بعد
مین وہ بلبل ہون کہ گل چاک گریبان رہے — خاک اُڑاتی پھری گلشن مین صبا میرے بعد
نہ رہا عاشق و معشوق مین اُلفت کا مزا — اور ہی ہوگئی دنیا کی ہوا میرے بعد

اُس ستمگر سے کوئی دل نہ لگائے اپنا　　میری تربت سے یہ آئیگی صدا میرے بعد
نہ وہ عاشق نہ وہ معشوق رہے ای سطوت　　نام کو بھی نہ رہی مہر و وفا میرے بعد

آنکھین شرح گریبان پھاڑ کر ہاتھ باندھے ہوے سامنے آیا کہا کہ ای ملکہ جو حکم ہو وہ بجا لاؤن
ملکہ ہماے اورنگ نشین نے کہا کہ ای منقار تیرا مدعا کیا ہی کیا چاہتا ہی منقار نے کہا
کہ تمھارے گل رخسار کا عندلیب ہون افسوس ہی کہ وصل سے تمھارے محروم ہون
ایسا نہ ہو کہ بآخر فراق مین ہلاک ہو جاؤن دل کا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی
میرے حق مین جو مناسب ہو وہ فرمائیے ای مسیحاے زمان میرے علاج سے ہاتھ نہ اُٹھا
ملکہ نے کہا کہ ای منقار تم آگاہ ہو کہ ہمین کسنے تمسے ملنے نہ دیا مواج سمندر نشین کا ہمیشہ حکم
ہی اُسنے قصد نہ کیا اُسکی زندگی مین کبھی یہ سامان نہ ہوگا اگر تم وصل ہمارا چاہتے ہو تو
اپنے کو قلعہ گرداب نشان پر پہونچاؤ اور جس طرح ہوسکے سر مواج کا لاؤ مین دل و جان
سے تمسے راضی ہون وہان سے سر لے کے بخیر و خوبی پلٹو کھوتری بچر جائے بس پھر تمسے
مجھے کسی بات مین انکار نہین یہ مضمون دلچسپ سنکر منقار چکارے بھرنے لگا کہتا تھا
کہ کیا ساعت سعید ہی بلکہ یہ دن بہتر از عید ہی مین ابھی جاتا ہون جا کر مواج گرداب کا سر
لاتا ہون دیکھون تو کون روکتا ہی فوج والے اُسکے بگڑینگے تو مین اُنکو کب مانتا ہون اہل فوج
کی اُسکے کیا حقیقت جانتا ہون مواج کو فوراً شکست دونگا دیکھون تو مجھسے کون مقابلہ
کرتا ہی یہ کہکے رفیقون کی طرف پلٹا کہا کہ یارو میرا کون ساتھ دیگا دو سو رفیق عمدہ عمدہ
سردار مثل کیوان درسالہ دار فوج سے نکل آئے کہا کہ ای شہریار ہم آپ کے ساتھ ہین
جو آپ پر گذریگی سر سے جھیلین گے جان پر کھیلینگے مگر آپ کا حکم بجا لائینگے سر
اُس نابہنجار کا لائینگے دو سو افسرون کو ساتھ لیکر تلوار کھینچے ہوے طرف قلعہ گرداب نشان
کے چلا تھوڑے ہی عرصے مین جب سامنے سے نکل گیا باقی فوج والے بھاگ کر عذر کرنے لگے
دائرۂ اسلام مین آئے رستم تو اُسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اُترے مگر مواج قلعے مین بیٹھا
تھا کہ بیرون قلعہ ہنگامہ ہوا چند فوج والے بھاگے ہوے سامنے آئے کہا کہ حضور
منقار آتش ریز مع دو سو سردارون کے سحر کا حل کرتا ہوا قلعہ مین گھس آیا ہی رعیت شاہی کو

قتل کر رہا ہی منھ سے نہین بولتا آنکھین سرخ چہرہ گلنار آپ کا نام لے لے کر گالیان دیتا اور
کہ رہا ہی کہ مواج و گرداب کہان ہین یہ سُنکر مواج سمندر نشین اپنے مقام سے
غصّے مین اُٹھا کہتا ہوا کہ منقار کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرے قلعے مین گھس آیا دیکھو جا کے
کیا حال کرتا ہون تنتا ہوا مواج سمندر نشین بیرون قصر آیا دیکھا کہ منقار بہوت لب پر
مُہر سکوت تیغہ کھینچے ہوے رعایا کو قتل کر رہا ہی اور دمبدم پکار کر کہہ رہا ہی کہ مواج کس مقام
پر ہی سامنے نہین آتا قصر مین گھس جاؤنگا اندر آ کے سر کاٹونگا زن و شوہر دونون گنہگار
ہین مواج نے للکارا کہ او منقار کیون دیوانہ ہوا ہی تو نے ہزارہا بے گناہ قتل کیے زبان
کو نہین روکتا یہ کہہ کے مواج نے گولا مارا گولہ گرداں دوسیہ کے پھر اسب پر سایہ ڈالا
دیکھا سب نے کہ منقار تلوار نیام مین کر کے ہاتھ باندھے ہوے سامنے مواج کے آیا کہا
کہ اے مواج مین اپنے ہوش مین نہ تھا بڑا غضب یہ ہی کہ ہمارے اور رنگ نشین طلسم کشا
کے ساتھ ہی اُسنے مجھپر سحر کیا میرا یہ حال کیا کہ مین آپ تک پہونچا جو کہیے وہ بجا لاؤن جا کے
ہمارے اور رنگ نشین کو پکڑ لاؤن یا طلسم کشا کو سزا دون مواج نے کہا کہ اے منقار
تم نہ جاؤ نہین معلوم تمھارا کیا حال کرینگی ابکی مرتبہ زندہ نہ پلٹوگے یہ کہکے منقار کو اپنے
ساتھ لیگیا گرداب سے کہا کہ انکو ٹھہراؤ مین جا کر طلسم کشا کو لاتا ہون فوراً قتل کرونگا سر
خدمت مین خداوندی کی روانہ کرونگا یہ کہہ کے مکان سحر مین گیا اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا
پر پرواز پیدا کر کے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا رات کو لشکر طلسم کشا مین پہونچا دور سے
بارگاہ دیکھی خدمتگار کی شکل بنا ہوا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھے
ہین جملہ سردار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین مواج کھڑا رہا جب دربار برخاست ہوا اور
طلسم کشا خاصہ نوش کر کے براے آرام چلے مواج ایک گوشے مین آیا نقب سحر کھودنے
مین مشغول ہوا جب نقب سحر تیار ہوئی تو نقب مین پھاندا چہرہ نقب کا بارگاہ طلسم کشا مین
مین توڑا دیکھا کہ طلسم کشا آرام فرما رہے ہین سرھانے کرسی پر تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ
رکھی ہی زرہ زیب جسم ہی بڑھ کر اسنے اول تیغہ و کلاہ اٹھائی کھڑا ہو کر سحر کرنے لگا سوتے مین
طلسم کشا بیہوش ہوے جلدی مین زرہ اُتار نہ سکا بقچہ کمر مین دیا اٹھا کر کاندھے پر ڈالا

اسی نقب مین پھاندا نقب کو طی کر کے باہر نکلا طرف قلعۂ گرداب نشان کے چلا سمک اپنے
مقام پر پڑا ہوا سو رہا تھا دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی کھلے تھے عالم خواب مین دیکھا کہ
ایک سانپ سیاہ آقا پر حملہ کر رہا ہی گھبرا کر سمک اُٹھا دوڑا ہوا دربارگاہ پر آیا دیکھا
کہ نگہبان بیٹھے ہین جھپٹ کر بارگاہ مین آیا پلنگ اپنے آقا کا خالی پایا چہرہ نقب کا دیکھا بد حواس
ہوگیا اور نقب مین پھاند پڑا نقب کو طی کر کے باہر نکلا دیکھا کہ شہ زور بر سر طلایہ ہے
سمک کو دیکھکر پکارا کہ کون جاتا ہی سمک نے کہا کہ مین ہون اے شہ زور بڑا غضب ہوا
کہ آقاے نامدار کو کوئی چرا کے لے گیا شہ زور گھبرایا کہا کہ اے مہتر والا گہر یہ کام مواج
کا ہی بڑا ساحر زبردست ہی وہی آکر آقا کو لے گیا یہ سنکر سمک نے کہا کہ مین جاتا ہون
اگر کچھ بن پڑا تو عیاری کی ورنہ تم سب صاحبون کو اختیار ہی یہ کہکے سمک بھاگا تلاش
مین مواج کی چلا مواج بارہ کوس کا میدان طی کرتا ہوا جاتا تھا چونکہ شب ماہ ہے
جنگل کا تماشا دیکھ رہا ہی ایک مقام پر دیکھا کہ ایک جھیل کا پانی مثل برق چمک رہا ہی
موج بلند حباب کنارے جھیل کے مثل چشم معشوق کیفیت دکھا رہے ہین پانی کو
دیکھکر مواج کو جوش آیا کنارے پر جھیل کے اُترا پانی پیا ہاتھ منھ دھویا دیکھا کہ رات کا
وقت ہی طائر آشیانون سے گمان مین صبح کے چہکار اُٹھے ہین تعریف اپنے معبود حقیقی کی
کر رہے ہین مواج نے پشتارہ رستم پیلتن کا ایک تختۂ سنگ پر رکھ دیا طائرون کی
آوازین سن رہا ہی وجد مین ہی جی مین کہتا ہی کہ صنعت باغبان قضا و قدر ہی مقام صحرا
باغ سے بہتر ہی اسی جنگل مین طلسم کشا کو قتل کرونگا کہ ایک طرف سے یہ آواز آئی کہ
صاحب کیا کمال کیا کہ طلسم کشا کو جاکر لائے لیکن اب یہان کیون کھڑے ہو کل لشکر
طلسم کشا مین غلغلہ ہو رہا ہی ہر ساحر و غیر ساحر کا یہی ارادہ ہی کہ تلاش مین اپنے آقا کی
جائین اگر تمکو پا جائین گے تو بوٹیان کاٹ کے پھینک دینگے بس اب اپنے لشکر مین چلو
پلٹ کر مواج نے دیکھا کہ زوجہ میری گرداب جادو لنگ پہنے ہوے نتھ ناک مین گھبرائی ہوئی
آتی ہی پکارتی ہوئی کہ صاحب اب لشکر مین اپنے چلو سب سردار تمھارے مشتاق ہو رہے ہین
سب کا یہی قول ہی کہ ہمارے افسر صاحب جو گئے ہین خالی نہ پلٹین گے طلسم کشا کو لیکر آئینگے

یہ کہتی ہوئی گرداب قریب آئی پشتارہ اُٹھالیا کہا کہ صاحب چلو ایسا نہو کہ ہمارے یہاں طلسم کشا
آئیں جلال سرکش کہ ساحر زبردست ہی ایسا نہ ہو کہ وہ آجائے تم تو طلسم کشا کو لے کر ادھر
آئے میں لشکر طلسم کشا کی خبر لے رہی تھی بہانے اور رنگ نشین کو دیکھا کہ روتی ہوئی بارگاہ
سے نکلی تھی اور کہتی نکلی کہ یارو لشکر تیار کرو میں لشکر کشی کر کے جاؤں وہ گیسو بریدہ سب سے
زیادہ بیقرار ہی یہ کہہ کے پشتارہ لیے ہوئے چاہتی ہی کہ طرف لشکر طلسم کشا کے جاؤں مواج
نے کہا کہ صاحب یہ راستہ ہی اُدھر کہاں جاتی ہو گرداب نے کہا کہ تم لشکر میں چلو میں سیر
جنگل کو طی کر کے آتی ہوں مواج نے کہا کہ ایسا نہ ہو اُدھر سے لشکر طلسم کشا آجائے تو مشکل
ہو مواج نے ذرا منھ پھیر اتھا کہ گرداب نقلی پشتارہ لیکر بھاگی مواج نے پنڈلی پر ہاتھ
پھیرا ہاتھ کو دیکھکر آواز دی کہ او مکار میں نے پہچانا کہاں جاتا ہی ارے میرے سامنے سے پشتارہ
لیے جاتا ہی سمک اور بھاگا مواج نے وہیں سے سحر کیا سمک گرا رنگ و روغن عیاری کا
چہرے سے اُڑ گیا جھپٹ کر مواج نے سمک کو بھی گرفتار کیا دونوں کو گرفتار کر کے لے چلا
سمک کو پیدل لیچلا اور رستم کا پشتارہ دوش پر لگائے ہی یہاں گرداب جادو بعد جانے فوج
کے بیتاب و بیقرار اپنے لشکر میں پھر رہی ہی کہتی ہی کہ صاحبو میرے دل کو کیونکر آرام آئے
صاحب اکیلے گئے ہیں طلسم کشا صاحب تحفہ جات ہی سحر اُسپر ناثیر نہ کریگا یکہ و تنہا گئے ہیں
خداوند ہفت پیکر اُنکو بچائیں کہ یکایک سمک سے باتیں کرنے کی آواز آئی گرداب نے پکار کر
آواز دی کہ ارے صاحب صاف صاف کہو کیسے ہو مواج نے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب
مبارک ہو کہ میں طلسم کشا کو لا یا راہ میں اس مکار نے تمھاری صورت بہ عیاری کی مگر میں نے
پہچان لیا دونوں گرفتار ہوے جلد میدان خونی کی تیاری کرو کہ ان دونوں کو قتل کروں تو
دل ٹھنڈا ہو گرداب نے فوراً آواز دی افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
وارین استادہ ہونے لگیں جلاد شلنگیں لگانے لگے ہر طرف یہی غل ہی کہ وہ طلسم کشا کو قتل
کریں مواج نے اسی طرح طلسم کشا کو بیہوش رکھا ہی سمک ہوشیار ہی مگر رو رہا ہے
دیکھتا ہی کہ آقا کے جسم میں صرف زرہ ہفت جوش ہی کلاہ و تیغہ قبضے میں مواج کے ہی
مواج تیغہ ہاتھ میں لیے جلادوں سے کہ رہا ہی کہ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو عیار کا قتل کرنا کیا

اگر یہ رہا بھی ہو جائے تو کیا کر سکتا ہو سماک دعائیں مانگ رہا ہو کہ ای کارساز خدای بے نیاز
تیری ذات پر کل سامان موقوف ہیں اگر تجھکو منظور ہو تو بچا لینا اپنے بندے کا کیا بات ہو بلک
بلک کے دعائیں مانگ رہا ہو عرض کرتا ہو کہ ای خالق حقیقی و ای رب تحقیقی رحم کر دے نظم

در چمن ہر شاخ خاک و برگ خاک و بار خاک — خاک سنبل خاک ریحان خاک سبزہ خار خاک
ہمچو گل بنمود از کتم عدم رخسار خاک — شد جدا از فیضان وحدت مطلع انوار خاک
گشت ہم صورت بشکل چہرۂ گلزار خاک

خاک مثل شمع در بزم جہان شد جلوہ گر — جلوہ اش در چشم خلق آمد نظر زیر و زبر
گاہ آمد رتبہ دبر گہ درمیان خشک و تر — گاہ زر گشت و گہی سیم و گہی لعل و گہر
جا بجا بنمود با نوع دگر اظہار خاک

گاہ چشم و گاہ گوش و گاہ سر گاہے دماغ — گاہ مہر و گاہ ماہ و گاہ شمع و گہ چراغ
گاہ سرو و گاہ سنبل گاہ لالہ گاہ داغ — گاہ قصر و گاہ ایوان گاہ باغ و گاہ راغ
گاہ صحن و گوشہ دارد در و دیوار خاک

ہر چہ رتبہ میکند این خاک عاجز افتخار — بر کسا می پایہ دارد پاے تخت استوار
از کہ شد حاصل غرورش با وجود انکسار — ہر چہ طاقت می پرد تا اوج گردون این غبار
ہر چہ حیثیت رود تا گنبد دوار خاک

سماک بلک بلک کر دعائیں کر رہا ہو رات کم باقی ہو سب نے دیکھا کہ جلاد مہر درخشان خنجر
شعاع و ضیا کھینچے ہوے میدان چرخ نیلی میں آکر آمادۂ قتل ہوا یہاں میدان خونی تیار
ہوا داروین استادہ ہوئیں جلاد شلنگیں لگانے لگے جا بجتے ہیں مواج حکم دے تو رستم کو
قتل کریں مواج حکم دے رہا ہو کہ بارو طلسم کشا کو قتل کر جلاد سر پر طلسم کشا کے آیا گردن پر
کوئلے کا خط کھینچا خنجر کھینچ کر قریب سر کے آیا پکار کر آواز دی کہ ای مواج سمجھ کر حکم دینا حکم
اول ہو قتل کرنا ہمارا کام ہو جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہو مواج نے حکم دیا کہ حق
ہزار حکموں کا ایک حکم دیا کہ سر کاٹ لو جلاد خنجر کھینچے ہوے سر پر رستم کے آیا چاہتا ہو کہ
خنجر ماروں سماک کلیجہ پکڑے رو رہا ہو جلاد خنجر کھینچے ہوے جھپٹا چاہا کہ خنجر ماروں کہ ایک

پھول آسمان سے گرا جلاد نے وہی خنجر اپنے گلے پر پھیر لیا اور پکار کر آواز دی کہ غلام طلسم کشا پر نثار ہوا جب وہ جلاد مر کر گرا مواج نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا جلاد نے کیونکر اپنی جان دی خنجر اپنے ہاتھ سے اپنی گردن پر پھیر لیا یہ کسی کے سحر کی تاثیر تھی سر اٹھا کے جو آسمان کی طرف دیکھا چند طائر آسمان پر اُڑ رہے ہیں اور کچھ علامت نہ معلوم ہوئی گردآب نے کہا کہ صاحب یہاں ساحر اس طرح نہیں آئیگا آئیگا تو مارا جائیگا چند طائر آسمان پر اُڑ رہے ہیں ان طائروں پر سحر کرو اگر طائر اصلی ہیں بھاگ جائیں گے اگر کسی کے سحر کے ہیں تو قائم رہیں گے مواج نے ایک گولا طرف آسمان کے پھینکا گولا جا کر پھٹا ایک طائر اُلٹ گیا دیکھا کہ ملکہ ہمائے اورنگ نشین بصورت طائر عزادار تھی منقار پہلو میں مواج کے کھڑا تھا معشوقہ کے جمال جہان آرا کو دیکھا بیتاب و بیقرار ہو گیا پکار اُٹھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میری یہ کیفیت ہی

نظم

کسطرح شکر کرون تن مین نہیں جان قاتل
میرے سر پہ ہو تری تیغ کا احسان قاتل

دل مین باقی نہ رہے ذبح کا ارمان قاتل
میری گردن پہ پھرے خنجر بران قاتل

بلبل جان کا کھلنا ہو نہایت مشکل
ہین گل زخم کہ پھولا ہو گلستان قاتل

وار ہنس ہنس کے لگائے ہین جو مجکو تو نے
ہر گل زخم ہو تجہ پہ گل خندان قاتل

دیکھ لیگا جو دم ذبح پریشان مرا حال
تو بھی ہو گا صفت زلف پریشان قاتل

نیمجان چھوڑ کے تو جائیگا تو غم ہو گا
دیدۂ زخم رہین گے مرے گریان قاتل

مین وہ کشتہ ہون کہ ممنون ہون حشر تلک
دے اگر پھر کفن تیغ کا دامان قاتل

بعد میرے جو سے گا نہ جفائیں قاتل
قتل کر کے مجھے تو ہو گا پشیمان قاتل

اپنے کوچہ مین مری لاش کو کر دینا دفن
آرزو بھی ہی یہی اور یہی ارمان قاتل

سر ابھی کاٹ کے مین نذر کرون حکم جو ہو
دل کی کیا اصل ہے حاضر ہو مری جان قاتل

ہو اجازت تو گلے اسکو لگا دون مین ابھی
ہو تری تیغ مرے سامنے عریان قاتل

بدگمانی جو ہوئی ذبح کے بعد ای سلطوت
خوب دیکھا کیا پھر دون تن بیجان قاتل

منقار بیقرار طرف ملکہ ہمائے اورنگ نشین کے دوڑا کہ جلال سرکش نے نعرہ کیا اور

تڑپ کر گرا کلاہ و تیغہ جان دیکر اُٹھا لیا اور فوراً کلاہ سر رستم پر رکھی تیغہ ہاتھ میں دیا
رستم کو ہوش آیا رستم نے بڑھ کر نعرہ کیا نعرہ رستم بن صاحبقران

علمشاہ رومی شہ فیل زور | که بر تخت مرزوق فگنده جلوس | یلی نامور رستم پہلوان
منم نور عینین صاحبقران | اگر تیغ بر سنگ خارا زنم | نگاہ و زمین بیخ و بن بر کنم

ایک طرف سے ملکہ تصویر نعرہ کرکے گری ایک طرف سے فغفور نعرہ کرکے آپڑی ان چارون
سردارون نے زمین ہلا دی لڑائی ہونے لگی تلوار چل رہی ہے رستم لڑائی میں مصروف ہیں
سمک نے اُٹھتے ہی حقہ ہائے آتشبازی مارے جب حقہ پھٹا شعلہائے آتش گرے
سو دو سو جادوگر جل کر گرے رستم برابر گرداب کے لڑتے ہوئے پہونچے گرداب نے تیغ
مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا روک کر ہاتھ مارا گرداب کا سر زخمی ہوا اُسنے تڑپ کر
اپنے کو زمین پر گرایا چاہا کہ لوٹ مارے اُڑ جاؤن کہ جہلال سرکش برابر پہونچا گرداب پر
اپنے کو گرا دیا گرداب نے سحر کیا کہ جسم پر جہلال کے آبلے پڑ گئے آگ کر کے گرداب کو چھوڑا
گرداب نے چاہا کہ اُڑ جاؤن پشت پر آ کر ملکہ ہما نے گولا مارا پشت پر گرداب کے پڑا منہ کے
بھل گرداب زمین پر گری گولے نے پشت کو توڑا کہ رستم نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا لگا دیا
گرداب کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی گرداب کے اندھیرا ہو گیا آواز مین گیر و دار کی آئی
بعد تھوڑی دیر کے صدا آئی کہ شقی مرا نام میں گرداب جادو بود یہ آواز مواج نے سُنی منہ اپنا
پیٹ لیا مصاحبون سے دیکھ کر آواز دی سوائے تیغۂ ہفت جوہر کے اور کسی سے گرداب
قتل نہ ہوتی وہ ہی خاص بیابان کی مالک تھی اسی کے نام سے یہ صحرا بیابان کا آباد تھا
آج صحرائے گرداب نشان ویران ہو گیا اگر میرا جی چاہیگا لڑ بھڑ کے نکل جاؤنگا کہ
ہرکارے نے خبر دی کہ جہلال گرداب سے لپٹ پڑا تھا آخر چھوڑ کر بھاگا ہما نے پشت
پر آ کر گولا مارا طلسم کشا لڑتا ہوا پہونچ گیا تیغۂ ہفت جوہر مارا تب گرداب قتل ہوئی
مواج لڑتا ہوا چلا کہتا تھا کہ جہلال کو مار ڈالونگا کہ وجہ سے میری کیا سمجھ کے لپٹا آخر بدن
پر آبلے پڑ گئے تب چھوڑ کے بھاگا اس طرح سے اُسکو قتل کرون کہ دیکھنے والے تماشا
کریں یہ کہ کے جہلال کو للکارا جہلال رُکا مواج نے گولا مارا جہلال سرکش نے

گولہ کا نام گولے سے ایک پتلہ نکلا وہ تیغ بطرف جہلال کے پلٹا جہلال نے ہاتھ اپنا کاٹ کے خون پتلے کے سامنے کیا خون پی کر طرف مواج کے پلٹا مواج نے پکار کر آواز دی کہ او فولاد سینہ شکن ادھر کہاں آتا ہی جہلال کو پامال کر پتلہ پلٹا جہلال نے خون چلو میں لیکر اسپر پھینکا کئی مرتبہ جہلال نے پتلے کو پلٹایا مگر مواج اُسکو دور دیتا ہی پانچوین مرتبہ پتلہ طرف جہلال کے چلا اب جہلال یہ معرکہ دیکھ کر بھاگا رستم لڑتے ہوئے آتے تھے دیکھا کہ جہلال کا رنگ رو متغیر ہی اور ایک پتلہ فولادی پنجہ کھینچے ہوئے عقب میں جہلال کے آتا ہی رستم نے پکار کر پوچھا کہ کیون جہلال خیر تو ہی جہلال نے عرض کی کہ ای شہریار مین نے پانچ مرتبہ اس پتلے کو پلٹایا اور مواج نے پھیر دیا اب کی مرتبہ یہ میرے قتل کا خواہان ہی سوائے حضور کے روکے یہ کسی سے نہ رکیگا یا غلام کی قضا اسکے ہاتھ سے ہی رستم نے بڑھ کر تیغ ہفت جوہر چمکایا وہ پتلہ تیغ ہفت جوہر کو دیکھ کر گھبرایا قصد ہوا کہ بھاگے کون رستم قریب پتلے کے پہونچے پتلے نے پنجہ مارا رستم نے تیغ ہفت جوہر پر روکا جہلال نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار عکس کلاہ ہفت گوشہ ڈالدیجیے رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کو گردش دی پتلے پہ عکس جو پڑا ایک چیخ مار کر پکار اُٹھا کہ ای مواج مجکو ہاتھ سے طلسم کشا کے بچالے مواج دوڑا چاہتا ہی پتلے کو گود مین اُٹھاؤن ہاتھ سے طلسم کشا کے بچالون کہ رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا پتلے کے دو ٹکڑے ہوئے پتلے کے مرتے ہی رنگ روے مواج متغیر ہوگیا للکار کے آواز دی کہ ای طلسم کشا تمنے بڑا ستم کیا وہ سحر مٹایا کہ جسکے قلب پر صدمہ ہوا گرداب کا قتل ہونا باعث بربادی صحراے گرداب نشان ہوا یہ سحر میرا وہ مٹا کہ قلب پر صدمہ ہی خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے تکلیف فرمائین تو شاید غلام کو بچائین ورنہ زوجہ کا ایسا صدمہ ہوا ہی کہ سب سحر بھولا جاتا ہون کہ سامنے سے لڑائی بھی ملکہ چاہے اور رنگ نشین آئی تھی یہ اسکو دیکھ کر جل گیا سوچا کہ یہی ظالم باعث بربادی صحراے گرداب نشان ہوئی پکار کر آواز دی کہ او شوخ دیدہ او کج دیدہ تو نے صحراے گرداب نشان تباہ و برباد کرایا ان کو قتل کرایا اب صرف مین باقی ہون مین بھی جان دینے پر آمادہ ہون مین تجکو قتل کرکے مرونگا یہ کہکر

گولہ مارا ہماسے اورنگ نشین نے گولے کو ہاتھ مین روک کر وہی گولہ مواج پر مارا مواج نے دستک دی کہ وہ گولہ پلٹ کر شانے پر ملکہ ہما کے پڑا کر شانہ نشانہ ہوا ملکہ ہما نے زخمی ہوکر اپنے کو سنبھالا نگاہ جو طلسم کشا سے مل گئی پکار کے آواز دی کہ کنیز رخصت ہوتی ہی اب کنیز کی یہ کیفیت ہی دراصل یہ صورت ہی **نظم**

صدمہ یہ آپکے عشق مین حاصل ہوا تو کیا — اگر پائمال ناز مرا دل ہوا تو کیا
مین نے شب فراق مین جھیلی ہین سختیان — روز فراق آپ کے مقابل ہوا تو کیا
تیغ نگاہ ناز سے زخمی ہوا ہون مین — تلوار سے رقیب جو بسمل ہوا تو کیا
ہی آپکی اک ادا پہ تصدق ہزار جان — کیا بات ہی نثار اگر دل ہوا تو کیا
باطن مین تو نہین کوئی صورت ملاپ کی — گردن مین ہاتھ اسکا حمائل ہوا تو کیا
اسنے تو میرے قلب و جگر دونون لے لیے — اک بوسہ کا مین یار سے سائل ہوا تو کیا
سودائی آپکے تو بہت سے ہین شہر مین — اک مین اسیر طوق و سلاسل ہوا تو کیا
سطوت تمھارے دل سے محبت نہ جائیگی — رنج اسنے سو طرح کا جو حاصل ہوا تو کیا

طلسم کشا نے جو صداے حسرت انگیز ملکہ ہما کی سنی بیقرار ہو گئے لڑتے ہوے طرف ملکہ کے چلے آخر طلسم کشا نے تیغ ہفت جوہر چمکا کر سر مواج کا مٹایا مواج کو بڑا قلق ہوا تلوار کھینچ کر طرف بیٹی کے چلا پکارتا ہوا کہ او کنیز بدیدہ تجکو ابھی سزا دیتا ہون یہ کہکے آواز دی کہ ای جوان صحرا اے گرداب نشان جلد آکر حاضر ہو یہ وقت دستگیری ہی آواز آئی کہ حاضر دیکھا کہ ایک زنگی تیغ ہاتھ مین لیے سامنے مواج کے آیا کہا کہ ای افسر جو حکم ہو وہ بجالاؤن مواج نے طرف ہما کے اشارہ کر دیا کہا کہ تو جانتا ہی یہ میری بیٹی ہی لیکن اسنے مان کو قتل کرایا اس وجہ سے تو اس شوخ دیدہ کا سر لا تب جا کے میرے دل کو آرام آئے وہ زنگی بہت خوب کہکے جھومتا ہوا طرف ہما کے چلا ہما نے جو دیکھا کہ زنگی آتا ہی جھلال سے اشارہ کیا کہ اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچاؤ جھلال جست کر کے سامنے زنگی کے آیا آواز دی کہ او قوم کے کاکا تجھسے مقابلہ کر عورت پر کیا جاتا ہی وہ مواج کی بیٹی ہی یہ کہکے کئی گولے مارے جو گولہ زنگی پر پڑتا ہی زنگی سپر کر دیتا ہی گولہ جست کر زمین پر گرتا ہی اسی طرح کئی گولے مٹے

زنگی جھومتا ہوا سامنے جھلال کے پہونچ گیا جھلال تلوار کھینچ کر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی
کہ ملکہ ہما نے پیچھے سے سحر کر کے نیچے زنگی پر وار کیے لیکن تاثیر نہ ہوئی جو تیغ ضرب مین تیغہ
ٹوٹ گیا اور زنگی طرف ہما کے چلا تصویر دلکش نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ زنگی ہما سے
اور رنگ نشین کو قتل کیا چاہتا ہی اور ہما بدحواس بھاگی ہوئی جاتی ہی زنگی مثل شعلۂ جوالہ
دوڑا ہوا آتا ہی چاہتا ہی کہ ملکہ ہما کو پکڑ لوں بہ تعجیل تمام جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک نشتر
نکالا نشتر زبان پر مارا زبان سے چند قطرے لہو کے بہے وہ لہو کے قطرے زنگی پر پھینک
مارے زنگی جلنے لگا جل کر خاک سیاہ ہوا مواج نے جو دوسرے زنگی کا جلنا دیکھا
ساتھ والوں سے دیکھ کر آواز دی کہ یارو طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے رازدان ہیں
کسطرح اپنی جان بچاتے ہین تصویر دلکش نے معشوقۂ طلسم کشا یعنی ہما اور رنگ نشین کو
بچا لیا اب کوئی صورت فتح جنگ کی نہین معلوم ہوتی طلسم کشا بھی شیرانہ لڑ رہا ہی یہ کہکر
طرف جھلال کے چلا ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ جھلال لڑکھڑا کر گرا گرتے گرتے آواز دی
ای شہریار غلام کو بچایئے مین ایسا بیکار ہوا کہ سحر فراموش ہوا دریائے حیرت کا جوش ہی
طلسم کشا نے جو جھلال کا یہ حال دیکھا تلوار کھینچے ہوئے بیچ مین آئے مواج کو للکارا کہ
او نامرد خبردار جھلال پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تیری قوم کو قتل کر دونگا جس قبیلے سے تو ہو اُس
قبیلے کا کوئی زندہ نہ بچیگا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کر دونگا مواج نے دوسرا دو ہتھڑ زمین پر
مارا کہ ہما اور رنگ نشین بھی زمین پر گری مواج نے بڑھ کر پھر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا
کہ تصویر دلکش بھی زمین پر گری فغفور نے چاہا کہ بڑھ کر سحر کرون مواج نے پھر دو ہتھڑ مارا
کہ فغفور بھی گری اب ہما و جھلال و فغفور و تصویر یہ چاروں سردار زمین پر گرے ایڑیان
رگڑنے لگے مواج چاہتا ہی کہ ان چارون کے سر کاٹ لون اُدھر سے طلسم کشا لڑتے ہوئے
آتے تھے چاہا کہ جھلال کا ہاتھ تھامون اِدھر کنیزون نے یہ آواز دی کہ ای شہریار چارون
ساحر آپ کے بیکار ہوے اپنے کو جلد پہونچایئے اپنے ساتھ والون کو بچایئے انکو مواج
قتل کیا چاہتا ہی رستم نے جو کنیزون کی یہ آوازین سنین بیتاب ہو گئے ملکہ ہما کو زمین پر
ایڑیان رگڑتے دیکھا تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوے بڑھے کلاہ ہفت گوشہ کا

عکس ساحرون پر ڈالا عکس کلاہ ہفت گوشہ سے کئی سو ساحر نابینا ہوے اُن ساحرون نے
مواج کو آواز دی کہ ای افسر ہم بالکل بیکار ہوے طلسم کشا نے کیا شعبدہ کیا کہ ہمکو نہین سوجھتا
بالکل نابینا ہوے اور تو مواج کو نہ دیکھ یہ پڑا جھپٹ کر شہ زور کی کمر مین پنجہ دیا جست
کرکے لے اُڑا رستم نے چاہا کہ کمان کیانی دوش سے اتارون جب تک کمان کاندھے سے
آتارین وہ خطا کار قندیل فلک ہوا رستم نے جو دیکھا کہ مواج شہ زور کو لے گیا چارون
سردارون کے قریب آکے عکس زرہ ہفت جوش کا ڈالا سردار اُٹھے باقی ماندہ ساحرون
پر سحر کرنے لگے ساحر ہاتھ باندھ کر سامنے رستم کے آئے مطیع اسلام ہوے طلسمشاہ داخل
بارگاہ ہوے اہل قلعۂ گرداب نشان آکر حاضر ہوے رستم نے پوچھا کہ یارو تمکو کچھ معلوم
ہو کہ شہ زور کو کہان لے گیا کہا کہ ای شہریار یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ اُسکو
قلعۂ نہنگ کہتے ہین نہنگ دریا نوش مواج کا بڑا بھائی اُس قلعے کا حاکم ہو کیا عجب ہو
کہ وہان گیا ہو اُس سے مدد کا خواہان ہوگا وہ بلاے روزگار ہو رستم فرماتے ہین کہ اگر
مجکو لیجاتا یا یہ تحفہ جات میرے قبضے سے نکل جاتے تو مجھے اسقدر صدمہ نہ ہوتا مجکو شہزادے
کے لیجانے کا اس درجہ قلق ہو کہ لائق بیان کے نہین اُسکے نہ ہونے سے صحبت ویران ہو
خاصہ بھی طلسم کشا نے کم کھایا پہر رات رہے دربار برخاست ہوا سب اپنے مقام پر گئے
تصویر دلکش طلاے پر آئی رستم نے آرام کیا سمک برائے نگہبانی قریب پلنگ طلسم کشا کے
موجود ہو حفاظت اپنے آقا کی کر رہا ہو کبھی زیر پلنگ چھپتا ہو کبھی گوشے مین مخفی ہو گیا مگر اب
حال مواج کا تحریر کرتا ہون کہ مواج جو شہ زور کو لیکر چلا نہنگ دریا نوش بالاے قلعہ
ٹہل رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا مواج کو دیکھا کہ ایک پہلوان کو پنجے مین دبائے
اسی طرف آتا ہو نہنگ نے پکار کر آواز دی کہ ای برادر اس پہلوان نے کیا خطا کی کہ جو اسکو
لیے آتے ہو ذرا میرے پاس آؤ مین نے ایک خبر وحشت اثر سُنی ہو مواج گھبرایا ہوا تھا
مگر نہنگ کے کہنے سے اُتر آیا نہنگ نے حال پوچھا مواج رونے لگا کہا کہ ای برادر کیا حال
بیان کرون صحراے گرداب نشان ویران ہوا رستم نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تمام اہل قلعہ
شریک رستم ہوے مین ناچار ہو کر یہ پہلوان کہ سارے طلسم مین مشہور تھا اور اپنے

زور پہ مغرور تھا طلسم کشا نے آٹھ پہر لڑکر اسکو زیر کیا یہ رفیق طلسم کشا ہوا جنگ سے جو نہ
عاجز ہوا تمھاری بجا موج قتل ہو چکی تھین کچھ اور نہ بن پڑا اسی کو لے بھاگا چار ساحر کو
طلسم کشا کے ساتھ مین انکو بے کار کر آیا ہون اب کہین ٹھہر کر تدبیر کرونگا نہنگ نے یہ
حال سنکر مواج کو گلے سے لگایا کہا کہ بھائی گرداب نے اپنے سحر کے زور مین اپنی جان دی
تم قلعہ مین بیٹھ آرام کرو مین جاکر ایسا طلسم کشا کو تنگ کرونگا کہ اپنی جان سے بیزار ہو اگر ہاتھ
پڑ گیا اور تحفہ جات لے لیے تو طلسم کشا کو سوائے جان دینے کے کچھ نہ بن پڑیگا اپنے ہاتھ
سے گلا کاٹ لیگا یہ کہکے نہنگ دریا نوش بصد جوش وخروش اڑتا ہوا طرف لشکر
طلسم کشا کے چلا آ کے ایک پہاڑ پر ٹھہرا فغفور کو طلائے پر دیکھا کہ ایک نازنین پری پیکر
سیم بر رشک قمر ٹہل رہی ہے نہنگ عقاب بنکر گرا فغفور کو اٹھا لایا زندان مین سوزن
دی پھر جھپٹ کر گیا لشکر مین اترا خیمۂ جہلال دریافت کیا نقب کھود کے خیمۂ جہلال مین
پہونچا جہلال کو بھی سحر کر کے لے بھاگا فغفور کے پاس اسکو بھی بٹھا دیا پھر لشکر مین
آیا ہمائے اورنگ نشین کی بارگاہ مین پہونچا ہما پر سحر کیا کھٹکا جو ہوا ملکہ ہما کی آنکھ
کھل گئی دیکھا کہ نہنگ دریا نوش کھڑا سحر کر رہا ہے تڑپ کر اٹھی نہنگ نے جیب سے
حباب چھوڑا وہ حباب ہما پر پڑا حباب بیہوشی تھا شیشہ پر جو پڑا فوراً بیہوش ہوئی نہنگ
دریا نوش نے ملکہ ہما کو بھی لیا اسی طرح خیمۂ تصویر مین آیا تصویر کو بھی بیہوش کر کے
اٹھا لایا جب ان چاروں ساحروں کو لا چکا تب ابر سحر بنایا اسکو لشکر طلسم کشا پر پھیلنے لگا
جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا ایک ہلڑ جو ہوا سمک قریب طلسم کشا تھا اسنے جو ہلڑ سنا
طلسم کشا کو جگایا عرض کی کہ حضور باہر نکلین دیکھیے لشکر پر کیا آفت ہے پانی برس رہا ہے
جسپر قطرہ پڑا وہ بیہوش ہوا ہزاروں بیہوش پڑے تڑپ رہے ہین طلسمشاہ باہر نکلے
دیکھا خیمے گر رہے ہین پانی بڑے زور سے برس رہا ہے یا تو پانی برس رہا تھا یا یکایک برف
گرنے لگی پہاڑ جا بجا سپید معلوم ہوتے ہین کچھ لوگ زیر برف دبے ہین پڑے تڑپ رہے ہین
رستم نے بڑھ کر تیغۂ ہفت جوہر کو چمکایا جس مقام تک چمک تیغے کی پہونچی برف موقوف ہو گئی
نہنگ دریا نوش نے جب دیکھا کہ ابر جو لشکر طلسم کشا پہ بھیجا تھا وہ ابر ٹھہر رہا ہے برف

نہین برستی جی مین کہتا ہو کہ مین نے برف برسا کر چاہا تھا کہ مسلمانون کو ٹھنڈھا کرون یہ کیا
سبب ہو کہ ابر ٹھہرا رہا ہو کیا رنگ ہو کہ برف نہین برستی آخر پہاڑ سے اُترا ایک مرد پیر کی
شکل بنکے لشکر طلسم کشا مین آیا دیکھا کہ تمام لشکر بیہوش پڑا ہو چند کس ہوشیار ہین
سمک سامنے مین کلاہ ہفت گوشہ کے کھڑا ہوا ہو سمک نے دور سے دیکھا کہ ایک مرد پیر
زمین گیر برف کو پامال کرتا ہوا آتا ہو سمک سوچا کہ شاید یہ سحر اسی کا ہو یہ برف کو پامال کرتا ہوا
آتا ہو سمک قریب پہونچا کہا کہ ای مرد پیر کس فکر مین پھر رہا ہو کسکی تلاش ہو نہنگ نے
لوٹا جواب دیا کہ مین خبر کو اس لشکر کی آیا ہون سمک نے رستم کو خبر دی کہ چارون ساحر
لشکر سے غائب ہوے نہنگ دریا نوش نے دور سے دیکھا کہ عیار آیا تھا مجکو دیکھ گیا
طلسم کشا سے کہنے گیا ہو یہ سوچ کر بھاگا آکر پہاڑ پہ ٹھہرا اور دوسرا لگا ابر تیار کیا طلسم کشا
نے دیکھا کہ چند کس ہوشیار ہوے تھے پھر برف برسنے لگی طلسم کشا تیغہ ہفت جوہر
چمکاتے پھرتے ہین سمک نے دیکھا کہ اس پہاڑ کی طرف سے لکۂ ابر آتے ہین
رستم سے کہکر چلا کہ غلام واسطے خبر کے جاتا ہو وہ یک ساحر کی شکل بنکر چلا قریب کوہ کے
پہونچا دیکھا کہ پہاڑ سے لکۂ ابر نکل رہے ہین سمک گھاٹیون کو طی کرکے بالاے کوہ آیا
دیکھا کہ چارون ساحر ہمارے لشکر کے بیہوش پڑے ہین اور ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی
سمک نے آکر سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران آپ کیسا سحر کر رہے ہین نہنگ نے کہا کہ تم
کون ہو اور کہان سے آئے سمک نے کہا کہ مین اسی جنگل مین رہتا ہون ایک طائر نے مجکو
آکر خبر دی کہ خداوند ہفت پیکر نے فرمایا ہو کہ بالاے کوہ ہمارا بندۂ خاص آیا ہو اور واسطے
بربادی لشکر اسلام سحر کر رہا ہی جاکر اسکو خبر دو کہ تیرے ہاتھ سے طلسم کشا گرفتار ہوگا نہنگ
نے کہا کہ مناسب یہ ہو کہ تم بھی بیٹھ کر سحر کرو کل لشکر بیہوش ہو جائے مین جاکر طلسم کشا
کو پکڑ لون سمک نے کہا کہ آپ نے ان چارون نمکحرامون کو خوب گرفتار کیا یہی مددگار لشکر اسلام
ہین انھون نے طلسم کشا کو رہبری کرکے تا بہ قلعۂ گرداب پہونچایا گرداب جادو قتل ہوئی سلیج
بھاگ کر نکل گیا یہ کہکے سمک نے بیٹھ کر کہا کہ ایک جام شراب پیجیے نشے کے جوش مین ہم
آپ ملکر سحر کرین طلسم کشا کو گرفتار کرلین نام شراب کا سنکر نہنگ ہنسا کہا ای جہر الاّ [illegible]

مین عیارون سے بہت ڈرتا ہون آخر تم میرے پاس آکر پہونچے عیاریون کے حیلے نکالے
اب مین تمھین کب جانے دیتا ہون مین نے کتاب مین لکھا دیکھا ہی کہ جس وقت تم بالاے کوہ
جاؤ گے بعد تھوڑی دیر کے عیار طلسم کشا آئیگا اول خراب کا ذکر کریگا وہ عیار طلسم کشا
ہی سمک نے چاہا کہ کود کر بھاگ جاؤن مگر نہنگ نے سحر کیا سمک اُٹھتے ہی گرا نہنگ نے
سمک کو بھی گرفتار کیا کہا کہ او مکار مین تجکو قتل کرون تب طلسم کشا کو گرفتار کرون یہ کہکے
چارون ساحرون کی زبان مین سوزن دی اُنکو ہوشیار کیا جہلال سرکش نے دیکھا کہ
سمک گرفتار بیٹھا ہی نہنگ قصد کر رہا ہی کہ سمک و فغفور وغیرہ کو قتل کرون قضاے کار
یہان سے قریب ایک قلعہ ہی وہان کا حاکم نیسان جادو سنگیز فغفور کا کہ نسبت اسکی
قرار پا چکی ہی بعوض بیری پھیرنا باقی ہی اپنے قلعے مین بیٹھا ہی کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ تیمور
جادو مارا گیا طلسم کشا کے مقابلے مین گیا تھا وہان قتل ہوا نیسان نے ہرکارون سے
پوچھا کہ یہ بھی تمکو کچھ خبر ہی کہ فغفور بیٹی تیمور کی کہان گئی اُسپر کیا معرکہ گذرا ہرکارون نے
کہا کہ فغفور قبل قتل تیمور نکل گئی جمال طلسم کشا پر مائل ہوئی اب وہ ہمراہ طلسم کشا کے
ہی نیسان جادو اپنے مقام سے جھلا کر اُٹھا فغفور کو تلاش کرتا ہوا چلا اول قلعہ تیمور پر
آیا وہان فغفور کو نہ پایا وہان سے اُڑتا ہوا لشکر طلسم کشا پر آیا دیکھا کہ لشکر پر طلسم کشا کے
برف برس رہی ہی کہین فغفور کا نشان نہین پایا لشکر طلسم کشا پر سے بھی اُڑتا ہو بالاے
کوہ آکر دیکھا کہ فغفور سرنگون بیٹھی ہی نیسان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحر
سیہ فام بد انجام تیغہ کھینچے سر پہ کھڑا ہی چاہتا ہی فغفور کو قتل کرون نیسان جادو غصے سے
کانپنے لگا جی مین کہتا ہی کہ شاید ساحر عاشق ہو کر میری معشوقہ کو لایا اب چاہتا ہی کہ قتل کرے
جیسے ہی نہنگ نے ہاتھ اُٹھایا کہ فغفور پر خنجر مارون نیسان نے کارد سحر پھینکی کارد سحر آکے
نہنگ کے ہاتھ پر گری ہاتھ کٹ کر گرا اپنے طرف آسمان کے دیکھا کہ نیسان سحر کر رہا ہے
نہنگ اپنے مقام سے چلا ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا طرف نیسان کے گرد پھینکا نیسان
زمین پر آیا دونون مین سحر چلنے لگے جب نیسان نے دیکھا کہ مین غالب نہین آتا جھپٹ کر فغفور
کی زبان سے سوزن نکالی فغفور چونک کر اپنے مقام سے اُٹھی نہنگ پر سحر کرنا شروع کیا

لیکن نیسان عشق مین ملکہ فغفور کے ایسا بیتاب ہے کہ دمبدم پکارتا ہے کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان لبون پہ دم ہے اپنی یہ کیفیت ہے نظم

ایک ڈھب پہ نہیں رہتا ترا ہر بار مزاج ہے طبیعت متلون تو ہے عیار مزاج

مات دن دل سے یہی حضرت کو دعا کرتے ہیں ہم گو نہیں پوچھتے تم اے مرے دلدار مزاج

اے مرے رشک مسیحا تری فرقت کے سبب جسم ہے زار و ضعیف اور ہے بیمار مزاج

عرش پر پہونچے نہ کیون اپنا دماغ اے ہمدم ایکباری جو وہ پوچھے مرا دلدار مزاج

سرو قد غنچہ دہن ہیجل سا منھ گل سا بدن خوش ہو پھر دوسرے سے خاک مرا یار مزاج

سچ تو یہ ہے کہ مسیحا تری فرقت مین یہان ایک دن مین مرا بگڑا ابنا سو بار مزاج

فرقتِ یار سے ہون گور کنارے ہو چکا کیا بتاؤن کہ ہے کیسا مرے غمخوار مزاج

کس محبت سے مسیحا نے شفا سے پوچھا کیسا رہتا ہے ترا اے مرے بیمار مزاج

فغفور جواب دیتی ہے کہ او نیسان کیون دیوانہ ہوا ہے کیا تیری قضا آئی ہے نیسان نہنگ پہ سحر کر رہا ہے فغفور نے دیکھا کہ نہنگ بلا کا ساحر ہے اسپر سحر تاثیر نہین کرتا جھٹ کرھلال کی زبان سے سوزن نکالی ھلال نے اُٹھتے اُٹھتے ہماے اور نگ نشین کی زبان سے سوزن نکالی ہماے نے اُٹھتے اُٹھتے مجرا بیرون کا ہاتھ سے کھرلا نہنگ پر کھینچ مارا نہنگ کی آنکھین سُرخ ہوگئین چہرہ گلنار ہوا جس نخل کے سامنے مین کھڑا تھا ملکہ ہماے نے آواز دی کہ اے طائر زمزمہ سنج نہنگ کو ایک غزل صاف صاف سنا دے بس یکایک نخل پر سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اسنے منقار کھولی مثل انسان کے یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

دکھلا رہا ہے چہرہ کہ انور بہار صبح کیونکر رہین نہ دل سے بھلا ہم نثار صبح

سرکی نہ زلف اس رخ انور سے زینہار یاد آگیا جو یار کو اپنا قرار صبح

رخسار کا حسین کے جو عاشق ہین آپ کے کیونکر کرین وہ جان نہ دل سے نثار صبح

شب بھر یہی دعا ہے خدا سے ہمین شفا دکھلائے جلد پھر ہمین خالق بہار صبح

یہ جو اشعار اُس طائر نے پڑھے نہنگ جھومنے لگا بے اختیار پکار اُٹھا کہ اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی مین مدت سے آپ پر جان دیتا ہون اگر حکم ہو تو دل وجان آپ پر

نثار کرون جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن ملکہ ہما نے پوچھا کہ مواج سمندر نشین جو شہ زور نامی کو گرفتار کرکے لے گیا اُسکو کہان رکھا نہنگ نے دیکھ کر آواز دی کہ مین اپنے قلعے مین بیٹھا تھا کہ مواج شہ زور کو لیکر آیا مین نے اُسکو قید کا حکم دیا یہان برا سے گرفتاری طلسم کشا آیا تھا اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے قریب آکر نہنگ کا ہاتھ تھام لیا ہار گلے سے اُتارا گلے مین نہنگ کے پہنا دیا نہنگ اور زیادہ مبہوت ہوا ملکہ ہما نے کہا کہ اپنے قلعے پر جاؤ شہ زور کو رہا کرکے لاؤ یہ بھی خیال رہے کہ بعد رہائی شہ زور مواج کو اپنے قلعے سے نکال دو اگر نہ نکلے گرفتار کرکے لاؤ ہم لوگ بھی وہین آتے ہین نہنگ مبہوت ہوکر تیغہ کھینچ کر چلا عقب مین چارون ساحر چلے سب کے آگے بڑھا ہوا جھلال سرکش برابر ملکہ ہما کے اور نہنگ نشین آگے بڑھا ہوا نہنگ اپنے قلعے پر آکے پہونچا تلوار کھینچے ہوے قید خانے مین آیا شہ زور کو رہا کیا مواج نے کہا کہ ای نہنگ تجھے کیا ہوا ہی قیدی کو رہا کرتا ہی دیکھ یہ برائی ہی نہنگ نے کہا کہ ملکۂ عالم نے کہا ہی تو ہمارے قلعے سے نکل جا کیا قضا دامنگیر ہے تیرے قتل کی یہ تدبیر ہو مواج اور نہنگ سے تلوار چلنے لگی اہل قلعہ قتل ہونے لگے مواج تو بلا سے روزگار ہی عاجز کر دیا ہی کہ جھلال سرکش آکر پہونچا جھلال نے بڑھ کر نہنگ پر سینہ سپر کر دیا مواج پر گولے مارنے لگا ہما فغفور و تصویر نے مواج سمندر نشین پر آگ برسا دی ہما نے گجرا پھینکا فغفور نے کارد کھینچ ماری تصویر برق بنکر گری مواج کسی کے سحر کو رد کرکے آخر اُسنے شانہ آگے کر دیا شانہ مواج کا نشانہ ہوا تصویر اس زور و شور سے گری کہ پشت کو زخمی کرکے نکلی ہما نے جو گجرا مارا مواج پہ اسقدر پھول برسے کہ آنکھیں سُرخ ہوگئیں مبہوت ہوکر بیٹی کو پکار اُٹھا کہ ای دختر بلند اختر میرا تو یہ حال ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہے واسطہ خداوند ہفت پیکر کا ذرا زبان کھولو منہ سے کچھ بولو میری تو یہ کیفیت ہے

نظم

رشک آئینے کو آئے مری حیرانی پر	صدمے جمعیت خاطر ہو پریشانی پر
ہم تو گرداب حوادث مین ہین کیا ذوبارش	لوگ ساحل کے ہنسین کشتی طوفانی پر

حال کھلتا ہی بدو نیک کا وقت بد میں — جوہر تیغ عیاں ہوتا ہو عریانی پر
نہ مٹیگا وہ سمجھ لے ز سے پتھر کی لکیر — جو لکھا کاتب تقدیر نے پیشانی پر
سارے سامان مہیا ہون جو چاہے اللہ — دھیان کرنا نہ مری بے سروسامانی پر
زیست کا خوف نہین جب سے یہ معلوم ہوا — موت مامور ہوئی میری نگہبانی پر
ورطۂ غم سے خدا ہی نے نکالا ای رنگا — ناخدائی کی مری کشتی طوفانی پر

اس طرح یہ اشعار پکار کر پڑھے کہ سب نے سنے جہلال نے پکار کی آواز دی کہ کیون ای مواج بڑے جوش مین ہو گیا دختر کو اپنے پہلو مین بٹھانا چاہتے ہو مواج نے جواب دیا کہ ای جہلال میرا حق ہو کیا مین نے غیرون کے لیے پرورش کیا تھا مذہب مسلمانان مین ان باتون کی مخالفت ہی ہمارے خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہو کہ عورت راضی ہو تو تم بھی عار نہ کرو ادھر ہمارے اورنگ نشین نے اور سحر کو زور دیا ہو ایک طرف سے تصویر نے سحر کو زور دیا ایک طرف سے فغفور نے بھی سحر کیا مواج اسقدر جوش مین آیا کہ ہزارہا شعر پڑھے پکار پکار کر کہتا تھا کہ ای جان جہان میری جان اب تجھپر جاتی ہے روح کو راحت نہین قلب مین قوت نہین جہلال نے کہا کہ او بیحیا کیا بکتا ہو تجھکو غیرت نہین آتی اپنی زوجہ کے پاس جاتا کیون زیادہ گھبراتا ہو یہ کہکے گود مارا ملکہ ہما نے پکار کے آواز دی کہ ای گل اندام اسکو لیجا صحرا سے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہوئی ہے سب نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین گل پیرہن غنچہ دہن رشک چمن قمر پیکر سیم کی تیلے چلے ہو شمہ جن مین مسیحائی حسن شباب کی رعنائی جوڑا رنگین پہنے ہوئے گوشۂ صحرا سے پیدا ہوئی پکارتی ہوئی کہ ای مواج مین تجھپر عاشق ہون میرے ساتھ آئین سنے باغ بنوایا ہو نہایت سرسبز و شاداب گل غنچے وہان کے نایاب عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہم تم وہان چل کر بیٹھین سیر باغ بفرحت دیکھین مواج اس نازنین کو دیکھکر بے اختیار ہو کر دوڑا جاکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا گستاخی کرنے لگا اس نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہا کہ او بیغیرت ہم تجھسے کہتے ہین کہ تخلیے مین چل تو سب کے سامنے پاؤن پھیلاتا ہی دیکھتا ہو کہ جہلال کھڑا ہو تو لحاظ نہین کرتا مواج طمانچہ کھاکر چپ ہو رہا

اُس نازنین نے طرف صحرا کے اشارہ کیا مواج ساتھ اُس نازنین کے طرف صحرا کے چلا
تھوڑی دور جاکر اُس نازنین نے گلے سے موتیون کا مالہ اُتارا کہا کہ یہ بڑی آبرو ہی اسکو
پہن لو مواج نے سر جھکایا اُس مہ جبین نے موتیون کا مالہ گلے مین مواج کے پہنا دیا مالہ
پہنتے ہی غصے مین کانپنے لگا کہا کہ او خنقل تو نے یہ کیا حرکت کی مر بار بار مجکو موتیون کا
مالہ پہنایا میری آبرو مین فرق آیا نازنین نے کہا کہ بس بیہودہ نہ بکو میرے ساتھ باغ مین چلو
بڑی فرحت حاصل ہوگی باغ کو دیکھ کر تسکین دل ہوگی مواج نے تلوار کمر سے کھینچی
اُس نازنین نے سر جھکا دیا کہا کہ او جلاد صاحب ظلم و بیداد سر کاٹ لے تو اس بھید سے
آگاہ نہین سراسر بدعت کرتا ہی کیونکر کہون کہ تو مجبور مرتا ہی مواج نے ہاتھ تلوار کا مارا
اُس نازنین کا سر کٹ کر گرا مواج جھک کر دیکھنے لگا گلوے بریدہ سے جو فوارہ خون کا
نکلا مواج دریاے خون مین نہا گیا بدن مین آبلے پڑ گئے سامنے ایک جھیل تھی آہ آہ کرتا ہوا
قریب اُس جھیل کے پہونچا جھک کر جو جھیل مین دیکھا اپنا عکس نظر آیا پکارتا ہی
کہ ای بھائی آؤ تمکو کسنے دریا مین قید کیا کئی مرتبہ یہی بات کہکے آخر جھیل سے پھاند پڑا فوراً
دریاے لعنت ہوا مچھلیان تڑپ تڑپ کر بلند ہوئین کئی نہنگ بھی نکلے پانی جوش مارنے لگا
بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا کہ نام من مواج سمندر نشین بود جب مواج مرا یہ سب
سردار خوشیان کرنے لگے جن قلعہ جات کے حضرت نے نام تحریر کیے اُن قلعون پر قبضہ
کرتے ہوئے چلے آتے ہین اب یہ سب قلعے اسلام آباد ہوے یہ سب سردار دیدہ بان قلعہ جات
کو یکر خدمت رستم مین آئے مہلال نے صلاح کی کہ اب طرف صحراے محیط کے چلیے سمک
نے بھی کہا کہ صحراے محیط مین پہونچکر لوح کا پتہ ملیگا بعد حصول لوح پھر فتاحی طلسم اصلی ہی
تین پہاڑ فتح ہوے ان پہاڑون کی بھی سیر ضرور ہی رستم نے فرمایا کہ کئی مہینے سے صحراے
گرداب نشان مین حیران و سرگردان رہے اب ایک ہفتہ قلعہ گرداب نشان پر ٹھہرو
بعد ہفتہ کوچ کرینگے اس خیال سے رستم قلعہ گرداب نشان پر مقیم ہین کہ انکا حال
وقت پر لکھونگا ہمراہیان رستم جو ساتھ سے چھوٹ گئے تھے وہ قلعہ گرداب نشان
پر آکر ملے اب لشکر کثیر رستم کا جمع ہی تمام صحراے لشکر ظفر اثر سے معمور ہے ✦

داخلہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام شاہزادہ سعد بن قباد کا پہونچنا قلعۂ لالہ زار سے اور پہونچنا کوہ الماس پر و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عشق
کہ گیسو کی صورت پریشان ہیں
کہ دیوانہ وار و پریشان رہا
کہ سامان درد و الم ہو گیا
ہوا کوہ کن نام مشہور ہے
اُٹھائے محبت میں کیا کیا ستم
یہ وہ باغ ہو رنگ جسکا ہو زرد
لکھوں کیا کہ یہ حال بھی طول ہے
یہ گلچین کو دعویٰ رہا صد خوشی
سیر کرتے ہیں رو رو کے باہم سخن
نہال مضامین نہ پایا گیا
دکھائے فلک نے ہمیں کیا ستم
بہار گلستان کی خواہش ہی
وہیں بلبلیں ہوں کریں جبکہ غول
قمر حال اُلفت بہت طول ہی
کہ مشتاق ہیں ناظر و سامعان

کہ دل میں ہمارے جگہ پائے عشق
ہوا قیس محزون کا مجنون لقب
کہ وہ یاد میں رخ کی حیران رہا
ہوئی کوہ کن پر یہ سختی عیان
یہی عشق و اُلفت کا مذکور ہی
یہ سختی غرض جان شیرین گئی
کیا بلبل غم کو بھی گرد برد
چمن اسکے برباد میں سر بسر
کہ یہ منزل غم نہ طے ہو سکی
کہ کس باغ میں ہی ہمسا گذر
کہ اس باغ کا آج سایا گیا
تڑپتے ہیں اس باغ میں بار بار
یہی جان پر اپنی کاہش رہی
دکھایا فلک نے مصیبت کا باغ
کرو جلد اس راہ آفت کو طے

عجب عشق و اُلفت کے سامان ہیں
دکھائے یہ اُلفت نے رنج و تعب
نہ لیلی کا ملنا ستم ہو گیا
کہ پہونچا سر کوہ وہ نیم جان
ہوے سختی عشق میں رنج و غم
محبت میں یہ بات حاصل ہوئی
غم و غصہ وان کا ہر اک پھول ہی
کہ صیاد ہیں یان کے بیداد گر
ہر اک جا پہ بیٹھے ہیں زاغ و زغن
غرض پھول کے خار ہیں سر بسر
ہوے ہم گرفتار رنج و الم
خزان آگئی پھر نہ دیکھی بہار
کہ دیکھیں بہار گلستان کا طور
مجھے دل میں لالے کی صورت ہے داغ
لکھو داستان جلالت نشان

چہرہ رقمان مضامین خجستہ آئین داستان سرائی و کاتبان کتب رعنائی و زیبائی اس داستان حیرت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں ناظرین کو لطف بیان دکھاتے ہیں۔ شعر۔ مرصع خیال و فصاحت ادا + چنین می نگارد بہ لطف و عطا + سابق میں تحریر کر چکا ہوں کہ شاہزادہ سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام دربندان کو فتح کرتے ہوے قلعۂ لالہ زار پر پہونچے چار پانچ لاکھ فوج شہریار کے ساتھ ہی ساحر و غیر ساحر بھی ہمراہ ہیں سریر جہانبانی پر

جلوہ فرما ہیں گرد سرداران نامدار و ساحران غدار موجود ہیں کہ ایک ساحر گھبرایا ہوا آیا عرض کی غلام نے
خبر پائی ہی کہ ایرج و نور الدہر آپس میں ہمچشمی کر کے جاکر زیر کوہ مقناطیس کوئی مقام قصر عشرت
ہی اُسمین قید ہوئے ہیں یہ سُنکر بادشاہ نے بڑا تاسف کیا بیرون بارگاہ تشریف لائے کھڑے
تھے دیکھتے ہیں کہ صحرا سے گرد اُڑی بادشاہ نے دیکھا فیروزہ بن عمرو والا گہر پانچہزار فوج سے
آکر پہونچا سرداروں مین مقصود کوہ بیکر و لغمان مردم ورزہ ہیکلان خود سر مع پانچہزار
فوج کے ساتھ ہین یہ لوگ ایک مقام پر لڑائی بڑی تھی سحر ساحران سے بیہوش ہوئے جب
آنکھ کھُلی تو اپنے کو ساتھ صاحبقران کے قید پایا جب صاحبقران رہا ہوئے ان سب نے
کہا ہم خدمت مین بادشاہ کی جائینگے صاحبقران نے ساز و سامان دیکر فیروزہ کو روادہ کیا
تھا بہر نوع آکر خدمت مین شاہ کی پہونچے شاہ نے حال پوچھا فیروزہ نے تمام کیفیت صاحبقران
کی بیان کی بادشاہ نے فرمایا ای فیروزہ ایرج و نور الدہر قید ہو گئے اُنکی رہائی کی تدبیر
و فکر واجب و لازم ہی آج شب کو اس مقام پر رہو صبح کو کوچ ہو برابر کوہ مذکور کے ہمکو پہونچا دی
فیروزہ نے عرض کی ہفت پیکر کا طریقہ یہ ہو کہ ان دونون کو کسی جادوگرنی کے سپرد کیا ہوگا
غلام آگے بڑھ کے تدبیر کرتا ہی آپ کے اقبال سے دونون شیروں کو رہا کر کے لاتا ہی وہ بھی
دونون آفت پر پا کرینگے بہت سے ملک ہفت پیکر کے قبضے مین ہین اب کئی سو ملک اہل اسلام
کے قبضے مین آچکے مگر وہ ملعون پہاڑون پر عیش کرتا ہو بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ آگے
بڑھو ہم بھی اپنے کو قریب کوہ مقناطیس کے پہونچاتے ہین فیروزہ اُسی وقت بانہا سے
عیاری سے آراستہ ہو کر ایک طرف روانہ ہو گیا صبح کو بادشاہ نے کوچ کیا سرداران مذکور
آپ کے ساتھ ہین منزل در منزل جاتے ہین کوئی رہبر کامل دیا ساتھ نہین ہی کہ لشکر کو طرف
کوہ مقناطیس کے لیجائے مشکبار جادو کہ عاشق جمال بیمثال ہی رہبری کرتی ہوئی آتی ہی
لیکن فیروزہ بن عمرو تیسرے دن شام کو ایک صحرا مین پہونچا کہ نہایت سر سبز و شاداب ہی
چشمہ ہای آب لاجواب فیروزہ ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا شب ماہ تھی اُسنے جو صحرا کو
دیکھا لاجواب پایا ایک فقیر کی شکل بنکر لباس فقیری زیب جسم گوری صورت چہرے پر ملاحت
بین نکال کے بیٹھا آسن مار کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

سرسبز ہیں نسرین وگل و یاسمن ابتک
محفوظ خزان سے ہی بہار چمن ابتک

رکھا ہی امانت کی طرح مجکو زمین نے
میلا نہیں ہونے دیا تار کفن ابتک

کی خاک بھی برباد مری کوے صنم سے
ہی دل مین کدورت ترے چرخ کہن ابتک

سناٹا دل سے نکلا نہیں ہستی و عدم کا
ثابت نہ کمر ہی نہ تمھارا دہن ابتک

سو قافلے اس دشت مین آئے بھی گئے بھی
ہم ڈھونڈھتے ہی رہگئے راہ وطن ابتک

موزون نہین کرتے ہیں جو مضمون دہن کو
سمجھے نہیں شاید وہ مذاقِ سخن ابتک

شمشاد بھی دیکھے ہین بہت کبک بھی لاکھون
قد دیکھا تمھارا سا نہ ایسا چلن ابتک

مرنے پہ بھی الفت نہ گئی شعلہ رخون کی
جلتا ہی تپ غم سے ہمارا بدن ابتک

بوسے مین لیا کرتا ہون اُس رخ کے شب و روز
خون روتا ہی چھپ کے لب لعل یمن ابتک

اے آتش محبت ہی خط و خال بتان سے
قبضے مین ہمارے ہی خطا و ختن ابتک

اس رنگ مین بیٹھا ہوا فیروزہ یہ غزل گا رہا ہی طائرون نے جو یہ آواز سنی آشیانون سے سر نکال دیئے گانا سن رہے ہین لیلطے پھڑک پھڑک کے آشیانون سے گر رہے ہین چند آہوان صحرا دشت سے نکل کر سامنے آبیٹھے ہین آنکھین گردش کر رہی ہین بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین فیروزہ جان توڑ توڑ کے بین بجا رہا ہی کہ صحرا گونج رہا ہی قضائے کار اُس صحرا کی حاکم ملکہ مقناطیس جادو باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی شب ماہ دیکھکر کیفیت جو معلوم ہوئی خیال مین گذرا چلکر صحرا کی سیر کرون فوراً تخت پر سوار ہوئی تخت اُڑتا ہوا چلا کسی کنیز کو بھی ساتھ نہ لیا تھوڑی دور باغ سے چلی تھی کہ کان مین آواز بین کی آئی حیران تھی کہ کون گا رہا ہی کس لطف سے بین بجا رہا ہی ایسا جنگلہ گا رہا ہی کہ دل بیچین کر رہا ہی دل پر تاثیر ہوتی ہی تخت کو بلند کیا دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک فقیر جہانگیر نگر نہایت حسین وجمیل بین کو گود مین لیے ہوے تانے مار رہا ہی آہوان صحرا و طائران ہوا بلطف سن رہے ہین مقناطیس نے تخت ٹھہرایا دیر تک گانا سنا آخر خیال مین گذرا کہ اس فقیر کو اُٹھا کر لیچلو اپنے باغ مین اسکا گانا سنینگے تخت ہی پر بیٹھے بیٹھے سحر کیا فیروزہ کی آنکھیں بند ہوگئین بیہوش ہوا مقناطیس نے ایک زنجیر سحر لٹکائی فیروزہ کو اُٹھا کے تخت پر ڈالا اسی طرح لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ مین لا کے ایک گوشے مین فیروزہ کو اُتارا کنیزون

سے کہدیا اس فقیر کی خبر رکھنا آب و دانہ اسکو پہونچانا کسی طرح کی اسکو تکلیف نہو ہمارا منظور نظر ہی کنیزین فیروزہ کی خدمت مین گئین فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو مجمع حسینان مین پایا ایک کنیز بہت شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ نام ہمدم فیروزہ کو چھیڑتی ہی کہتی ہی ای شاہ صاحب تم تو لنگوٹ بند ہو ملکۂ عالم کا عالم شباب تمکو اٹھا کر لائی ہین جب یاد فرمائینگی اس وقت کیا جواب دوگے فیروزہ نے کہا کہ بی گلرنگ ملکۂ عالم میری مالک ہین جب مجھے یاد فرمائینگی میرا کام جو گانا بجانا ہی وہ انکو گانا سناؤنگا ملکۂ عالم کا دل بہلاؤنگا اور باتون سے مجھے کیا کام غرض باتون ہی باتون مین کنیزون سے فیروزہ نے پوچھا بی گلرنگ کے کیا خدمت متعلق ہی کنیزون نے کہا یہ گاتی ہی فیروزہ باتون مین لگا کر گلرنگ کو خلوت مین لیگیا اور اسکو بیہوش کیا اسکو تہ کنارے ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر کنیزون مین آملا اب منتظر ہی کہ دیکھیے ملکۂ عالم کب مجھکو طلب فرماتی شب کو مقناطیس جادو نے صحبت مین بیٹھی کنیزون سے کہا شاہ صاحب کو لاؤ کنیزون نے عرض کی شاہ صاحب کا نشان نہین ملتا گلرنگ نے کہا واری اس فقیر کی کیا ضرورت ہی مین اس سے بہتر گانا سناؤن مقناطیس نے اشارہ کیا فیروزہ موسوم بہ گلرنگ نے سامنے مقناطیس جادو کے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔

نظم

الفت نہ کرونگا اب کسی کی
دل دے کے سنو جلانے جی کی
معروف ہی سینہ کوبی مین دل
اب لے لے قسم تو عاشقی کی
روتے پہ مرے ہنستے ہین آپ
تن نور کا شکل ہی پری کی
دیوانہ ہوا ہون اک پری کا
تکلیف نہ کر تو میکشی کی
کرنے دو بدی جو کرتے ہین غیر

دشمن ہوا جس سے دوستی کی
اوّل اوّل بھلا نبھان کین
آئی ہی صدا دھڑا دھڑی کی
کرتے رہے روز اضطرابی
ہنس دیجیے بات ہی ہنسی کی
شیرین دہن نہین ہی زیبا
تقصیر نہی تو واقعی کی
آنکھین لڑین تجسس مین ہوا قتل
سنتا نہین زندہ وہ کسی کی

حالت کہو اپنی بیخودی کی
آخر آخر بہت بری کی
الفت پہ تیری خاتمہ ہی
تقلید نہ کی کبھی کسی کی
کیونکر نہ فریفتہ ہو انسان
تم باتین کرو نہ پھیکی پھیکی
بے یار ہی دل کباب ساقی
ان ترکون نے جنگ زرگری کی

اپنی اس طرح اس غزل کو گا گا اور سامنے مقناطیس جادو کے ہاتھ اٹھا اٹھا کے اسطرح بتایا کہ مقناطیس جادو

بیقرار ہو گئی کہتی ہی کیون گلرنگ آج تو تمنے نیا رنگ دکھایا عرض کی حضور یہ تو ہمارا پیشہ ہی
ہر روز نیا رنگ دکھاتے ہین وہ فقیر بھاگ گیا اگر سامنے ہوتا تو معلوم ہوتا ملکہ نے ارشاد کیا
ای گلرنگ جنگل مین بیٹھا ہوا وہ بین بجا رہا تھا اور جنگلہ گا رہا تھا تمام صحرا دیوان معلوم ہوتا تھا
تم لوگون نے کمی کی وہ یہان بجاکر بھاگ گیا اُسکا گانا اگر سنتین تو بیتاب ہو جاتین مین آج پھر
صحرا مین جاؤنگی شاید وہ ملجائے فیروزہ نے کہا لونڈی کو ساتھ لیچلیے مین اُسے تلاش کرونگی
اب دو گھڑی دن رہے ملکہ نے زعفرانی جوڑا پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا اور تخت پر سوار ہوئین
فیروزہ کو ساتھ لے لیا تخت کو اُڑایا صحرا مین پہاڑ پر آکے ٹھہرین تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ
نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا تخت پر ایک تاجدار بہ فر فریدونی و بحشمت جمشیدی
تاج شہریاری بر سر دیار قبا شہنشاہی در بر جوڑا زعفرانی زیب جسم سپر و شمشیر آگے رکھے ہوے
نیشت پر دس ہزار سپاہ سردار گرد گھیرے ہوے نقارے پر چوب پڑتی ہوئی علمہاے زنگاری
کے پھریرے کھلے ہوے بحسن یوسفی مصاحبون سے باتین کرتے ہوے جب دہن کھولتے ہین
سامعین موتی رولتے ہین غنچہ دہن رشک چمن چہرہ آفتاب عالمتاب حُسن مین لاجواب اب جو
سقناطیس نے اس جمال جہان آرا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہو گئی کہا کہ گلرنگ تونے اس
شہریار کو دیکھا نہین معلوم یہ شہریار پھول کس باغ کا ہی شوکت و لیاقت مثل چاکران کمترین ہمراہ
ہین دیکھنے سے صورت زیبا کے حال تباہ ہی کیا کہون کہ کیا کیفیت ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک
کرون خاک اس صحرا کی اپنے منھ پر ملون ای گلرنگ اب تو میری یہ کیفیت ہی۔ نظم

گل کسی شمع رو پہ کھا بیٹھے
چاندنی مین اگر وہ آ بیٹھے
ہی وہ قسمت فقیر ہو جاؤن
مرتے مرتے بھی جی جلا بیٹھے
راہ الفت مین رکھا جو قدم
ٹیڑھی سیدھی جو وہ سنا بیٹھے
خاک ہو کر اگر اُٹھین تو اُٹھین

دل کو پروانہ سان جلا بیٹھے
تولنا تیغ کا عبث ہر بار
میرے سر پر اگر ہما بیٹھے
جذبۂ دل نے کیا انھین کھینچا
سر سے ہم ہاتھ اُٹھا بیٹھے
کشتگان وفا شہید ہوے
اب تو در پر تمھارے آ بیٹھے

مہ کے منھ پر ہوائیان چھوٹین
جو لگاتا ہوا لگا بیٹھے
رکھ دیا سر کو پاے قاتل پر
بے بلائے جو پاس آ بیٹھے
لگ چلا ہی تو پھر نہ رکھیو دلا
اب پڑھین آپ مرثیا بیٹھے
بوسۂ لب طلب جو مین نے کیا

خال رخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے		ٹھراب کو کلون یہ ہونے لگی		دولتِ حسن جب لٹا بیٹھے
	سبز رنگت یہ اُس پری کی رہتہ		کیا عجب ہو جو زہر کھا بیٹھے	

فیروزہ نے عرض کی حضور مین اس تاجدار کو پہچانتی ہون یہ بادشاہ لشکر اسلام ہو یقین تو یہ ہو
کہ ایرج نوجوان اور نور الدہر انکے لشکر کے سردار ملک عزیزدار کوہ مقناطیس پر قید ہوے
ہین مخلصین کی فکر مین جاتے ہین اگر حضور حکم دین تو مین پاس اِس شہریار کے جاؤن انکو حضور کے
باغ مین لاؤن وہان اختیار ہو جو چاہیے کلام کیجیے ملکہ نے کہا اب تو اپنے باغ چلو جوان کی ہر شی ہو
وہ ہمسے نکلیگی ملکہ نے یہ کہکر تخت اُڑایا طرف اپنے باغ کے چلین باغ مین آکر مسند پر بیٹھین مگر دل
مین دھڑکن ہو قلب مین پھڑکن ہو گلرنگ جو پاس بیٹھی ہو اُسی سے چپکے چپکے باتین ہو رہی ہین
دم بدم فیروزہ یہی کہتا ہو کہ حضور اگر حکم ہو تو اس شہریار کو جاکر لاؤن ملکہ کہتی ہین اے گلرنگ مجکو
حجاب آتا ہو کہ اپنے دل مین کیا کہین گے کہ ہمکو بلا تکلف بلا لیا خدا ے نادیدہ مسلمان کوئی
ایسا سبب نکالے کہ میرے باغ تک یہ شہریار آجاے بڑا احسان مجپر ہو ملکہ تو اس خیال مین ہین
فیروزہ تسکین دیتا ہو کہ اگر آپکا عشق صادق ہو تو دیکھیےگا خلوت مین آیگا حضور کے قلب کو سرور
ہوگا مگر بادشاہ اسلام جو آکر اُس صحرا مین اُترے پہلے کوہ مین ایک پہلوان رہتا ہو اغلال
شیر سوار نام ساٹھ ستر ہزار فوج کا مالک ہو اپنے مقام پر بیٹھا ہو کہ ایک طائر نے آکے اُسکی
گود مین ایک کاغذ ڈالا طائر تو اُڑکر چلا گیا اغلال نے وہ نامہ پڑھا طرف سے ہفت پیکر کی
مرقوم تھا ای بندہ خاص الخاص طاعت گزار با اخلاص تمھارے صحرا مین سعد بن قباد آکر
اُترے ہین ایسا شبخون مارو کہ تباہ ہو جائین اس جنگل مین نہ رہنے پائین انکا ارادہ یہ ہو کہ
وہ اپنے کو تا بہ کوہ مقناطیس پہونچائین اغلال نے یہ مضمون پڑھکر فوج کو حکم دیا یاد و حکم خداوند
آگیا خبر لاؤ اس صحرا مین سعد بن قباد کتنی فوج سے آکے اُترے ہین پہلوان کون کون ساتھ
ہین ہرکارے روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے ہرکارے واپس آے عرض کی اے پہلوان وہ ہین
صرف دس ہزار فوج سعد کے ہمراہ ہو کئی پہلوان قوی تن قوی من جری و بہادر صف شکن و
تیغ زن ہمراہ ہین اغلال نے کہا میرے ساتھ ساٹھ ہزار فوج ہو ایک حملہ مین دس ہزار کو پامال کرونگا
سعد کو خود لوک کر مار ڈالونگا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو دو پہر رات گئے اغلال گینڈے پر سوار ہوا

ساتھ ہزار فوج کے چار طول کیے آپ آگے بڑھے چلو یہان سعد آکر اُترے چونکہ پاسے ایرج ابن نور الدہر بہت مکدر تھے نعمان کو طلاسے پر مقرر کیا ہزار جوان ساتھ لیکر نعمان طلاسے پر آیا انتظام کرنے لگا دو پہر سے زائد شب گذری تھی کہ صحرا سے روشنی معلوم ہوئی نعمان نے گھوڑا بڑھایا دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار آگے بڑھا ہوا آتا ہے نعمان کو جو گھوڑے دیکھا نعرہ کرکے اغلال آپڑا نعمان کے ساتھ چند سوار تھے اغلال جو آگے گرا نعمان زخمی بلکہ چور چور ہوا سوار اسکو لے بھاگے جاکر بادشاہ اسلام کو خبر کی بادشاہ طبل لیکر باہر نکلے مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار ہوا سوار ہوکر فوج کفار پر جا پڑے آگے نعرہ کیا

یا شیدای کافران بجیا وری نابکاران بردغا ۔ نعرۂ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد

منم شاہ شاہان فریدون حشم		بہار گلستان کاؤس وجم	منم شہر میدان وبا عدل وداد
منم نور عینین شاہ قباد		تلوار کھینچکر جا پڑے پہلوانون نے آواز جوشاہ کی سنی پہلوان	

بھی آکے لڑنے لگے بادشاہ لڑتے ہوے قریب اغلال کے پہونچے اغلال کا برادر جلال سرکش نے پشت پر سے شاہ کو ہاتھ مارا تاج شاہی کشا سر اطہر زخمی ہوا اوپر سے ہاتھ اغلال نے مارا زخم سر بادشاہ کا چوپارہ ہوگیا ایسا زخم کاری کھاکر ہاتھ تیغ انتقام کا مارا کہ اغلال بھی زخمی ہوا پلٹ کے جلال پر ہاتھ مارا کہ اسکا شانہ نشانہ ہوا دونون پہلوان ہٹے بادشاہ کو غش آنے لگا تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے فرمایا اے مرکب اصیل راکب تیرا سست ہے اگر تو چالاک وچست ہے مجھکو لے نکل مرکب نے جو راکب کو سست پایا مثل تعر بلا کے کھولا جو قریب آیا اُسکا شانہ چبا لیا شتکین دولتیان مارتا ہوا شاہ کو میدان جنگ سے لے نکلا اور ملازم پہلوان گرفتار ہوے جب شکست فاش ہوئی اُسوقت مشکبار نے نکل کے دوچار ایسے سحر کیے جس سے اغلال کے دل مین خوف طاری ہوا لشکر کو لیکر پلٹا پہلوانون کو ارابے پر ڈال لیا نعمان اور مسعود اور میکلان زخمی ہوکر گرفتار ہوے مشکبار جادو باقی لشکر کو ساتھ لیکر کوس بھر لشکر اُدھر ہر کارے برلے تلاش سعد شہریار روانہ کیے خود بھی بیقرار ہوئی تلاش مین شہریار کی چلی لیکن گھوڑا بادشاہ اسلام کو لیے ہوے صحرا مین پہونچا صبح کو ایک جانب چلا یہان وہ وقت ہے کہ انقعا طلسم بالا سے تعر مینھی ہے فیروزہ بشکل گلرنگ اسکے پہلو مین بیٹھا ماتین بنارہا ہے ملکہ نہایت عتاب مین

کہ قصر سے دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک مرکب باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا ایک شہسوار
گردن مین مرکب کی ہاتھ ڈالے ہوے گھوڑا بھاگا ہوا آتا ہو جب وہ مرکب قریب ایک جھیل کے
پہونچا جھیل سے پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ شہسوار پشت مرکب سے زمین پر گرا گھوڑے نے
گھٹنون کو فوراً زمین پر ٹیک دیا زبان سے زخم چاٹتا ہو چاہتا ہو میرا راکب اُٹھے میری پشت
پر سوار ہو جب راکب نہ اُٹھا آخر بے زبان تھا چرا مین مصروف ہوا ملکہ نے بالاے قصر سے
یہ سب معاملہ دیکھا کہ جب پشت مرکب سے وہ شہسوار زمین پر گرے معلوم ہوا سارے سحری زمین
چمک رہا ہو مقناطیس نے کہا اے گلرنگ نہین معلوم یہ کون جوان ہو معلوم ہوتا ہو کسی ظالم
قزاقون نے گھیرا ہو زخمی ہو کر گھوڑا اسطرف نکال لایا ہو چلو چلکر دیکھین فیروزہ نے کچھ پہچانے
آقا کو پہچانا کہا اے ملکہ عالم ضرور چلیے بڑی بدنامی کی بات ہو آپکے ظل مین قزاقون نے یہ حرکت کی لازم
اس شخص کا علاج کیجیے اور قزاقون کا نشان دریافت کر کے اُنکو سزا دی جاے کہ پھر کبھی ایسی حرکت
نہ کیجاے کسی مسافر کو واسطے مال کے گھیرنا کونسی جوانمردی ہو ایسے ہی دلیر تھے بیشہ جرأت کے شیر تھے
کہ مال پایا بچایا اُن سب ظالمون کے بیچ مین سے لڑ بھڑ کر جان بچا کر نکل آے یہ سنکے ملکہ اُٹھین
گلرنگ ساتھ ساتھ اور چند کنیزین بھی ہمراہ ہوئین باغ سے نکل کے جب قریب آئین اُسی
شہریار کو دیکھا ملکہ بیقرار ہو کر زمین پر بیٹھ گئین سر زانو پر رکھ لیا کنیزون نے پائون تھامے بحفاظت
تمام بادشاہ لشکر اسلام کو لیکر ملکہ باغ مین آئین بارہ دری مین لا کے پلنگ پر لٹایا جراح بلا کر
زخم دوزی کرائی خود وہان لیکر بیٹھین گلرنگ نقل سے کہتی ہین اے گلرنگ یہ خدا کی قدرت ہو
عشق حقیقی کی عجب صورت ہو کہ یہ شہریار زخمی ہو کر میرے باغ مین آیا مین علاج تو کرون آخر ہوش
آئیگا نفس کی آمد و شد جاری ہو میرے دل کی حالت سے پروردگار بخوبی ماہر ہو رومال ہلا رہی تھین
شہریار کے عارض انور پہ ہاتھ رکھا کبھی تلوے سہلاے دم بدم فرماتی ہین کہ اے گلرنگ زخم کاری
کھایا ہو ابھی تک ہوش نہین آیا ہو دل کو اب بدگمانی ہوتی ہو سینہ پر تو ہاتھ رکھو گلرنگ نے
سینہ پہ ہاتھ رکھا کہا اے ملکہ عالم آمد و شد نفس کی بخوبی معلوم ہوتی ہو پیشانی پر گرمی ہو اعضا مین
نرمی ہو تھوڑے عرصے مین ہوش آجائیگا طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ اب بہت جلدی ہوش آئیگا
آپس مین یہی باتین ہو رہی ہین ملکہ نے کہنے سے فیروزہ کے پیشانی پہ ہاتھ رکھا اور سر بھی

جھکا یا اشتیاق ہے کہ یہ جوان کلام کرے بوے زلف عنبرین جو دماغ مین بادشاہ اسلام کے
پہونچی اُسنے کام نکلنے کا کیا بادشاہ نے آنکھین کھولدین اپنے کو ایک قصر عالی مین پایا دیکھا
سامنے کرسی پر ایک معشوق پریچہرہ حسین جمیل قمر طلعت گل رخسار غنچہ دہن سرو قد خورشید خد
جلوہ افروز ہے بادشاہ اسلام نے جو ایسے معشوق پریچہرہ کو دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا بے اختیار
پکار اُٹھے اے شہنشاہ حسن و خوبی وادی سرو باغ محبوبی تو گل کس گلستان بحیران کی ہے نظم

بچھڑی کس لطف سے چھری گلے پر لب بسمل کے — جو بس ہوتا مرا تو چوم لیتا ہاتھ قاتل کے
دکھاونگا اگر مین زور اپنی وحشت دل کے — تو چوڑی کی طرح توڑونگا حلقون کو سلاسل کے
گریبان چاک کر ڈالا کیے ٹکڑے سلاسل کے — جنون تیری بدولت تو بہت نکلے وصلے دل کے
نہ رہیگا قیس زار بیلے تیرے ناقے سے — مثال گرد لپٹا جائیگا سائے سے محمل کے
جنون نے بعد مجنون مجکو بھیجا بیابان کو — روانہ ہوتا ہے عامل ہمیشہ بعد عامل کے
کشش گرداب کی شاید نہ دریا دکھائیگی — مری کشتی بھی آلگیگی پہونچکر پاس ساحل کے

بادشاہ اُٹھ بیٹھے پوچھا اے ملکۂ عالم تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا
صاحب اس کنیز کو مقناطیس زعفرانی پوش کہتے ہین مین مصاحبان ہفت پیکر سے
ہون اُسکے امورات کا مجھکو اختیار ہے ملکہ خاص جو قصر عشرت ہے اُسکی مین منتظم ہون بلکہ الحال
دو فرزندان صاحبقران قصر عشرت مین مقیم کیے گئے ہین ظاہر مین نام قصر عشرت ہے لیکن
ہزار طرح کی وہان مصیبت ہے آٹھ پہر کے بعد دو روٹیان خشک ایک آبخورہ پانی کا انکو پہونچتا ہے
زنگنین شب کو جا کے ڈراتی ہین طالب وصل ہوتی ہین وہ جوان ایسے جلیل ایسے رئیس کے
فرزند ایسی زنگنون کو کیونکر قبول کرین بادشاہ اسلام نے کھود کھود کے حال ایرج نوجوان
اور نورالدہر کا دریافت کیا فیروزہ یہ شکل گلرنگ موجود ہے اسنے جھک کے کان مین
بادشاہ اسلام کے کہا حضور زیادہ نہ دریافت فرمائین شاید کوئی باعث خرابی ہو غلام آپکا
کئی دن سے یہان حاضر ہے سب حال کھل جائیگا آپ سے کلام کرنے کا ملکہ کو بڑا اشتیاق
تھا حضور کہان زخمی ہوے ملکہ نے خود دریافت کیا کہ اے شہریار یہ تو آپ ظاہر فرمائیے کہ آپکو
قزاقون نے کہان گھیرا تھا حضور نے بڑی جرات کو کام فرمایا کہ مال اپنا قزاقون سے بچایا

سعد نے کہا اے ملکۂ عالم قراقون کی کیا مجال تھی کہ ہمسر دست انداز ہوتے اغلال شیر سوار
ساٹھ ہزار فوج لیکر دس ہزار پر شبخون آیا شب تاریک مین زخمی ہوا مرکب اسطرف نکال لایا
تمنے ہماری جان بخشی کی ورنہ یقین تھا کہ صحرا مین ایڑیان رگڑکے مرتے مگر مرکب ہمارا نہین
معلوم کہان گیا ملکہ نے کہا صحرا مین چرا کر رہا تھا مین کنیزون کو بھیجتی ہون اور مرکب پر یہ کہ
گذرا کہ چرتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا وہان سے جو پلٹ کے آیا اپنے آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر ایک طرف
بھاگا ملازمان اغلال جو صحرا مین پھر رہے تھے اُنھون نے اغلال کو خبر دی کہ مرکب بادشاہ
کا دشت مین چرا کر رہا ہے اُسنے فوراً سوار ہو کر کئی ہزار آدمیون سے آکر مرکب کو گھیرا کئی سو
آدمی مرکب نے مارے آخر رسیون اور زنجیرون سے مرکب کو گرفتار کر لیا اغلال نے مرکب کو
لا کے اپنے بیشہ مین باندھا لیکن ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ مرکب عہد طفلی مین حمزۂ صاحبقران
کو باغ ابراہیم سے ملا تھا کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا ہے مگر سُم مار مار کے زمین مین گوشت
ڈالدیتے ہین جو کوئی گھاس دانہ دینے آتا ہے کسی کا سر چبا لیا کسی کا شانہ منھ سے پکڑ کے نوچ لیا
کسی کو پشتک ماردی کئی سو جوان مرکب نے مارے ہین بالسون سے کھسکا کے گھاس
دیتے ہین دانے کا توبڑہ بالس مین لٹکا کر مرکب کے منھ پر چڑھا دیتے ہین اسطرح سے دانہ
اور گھاس ملتی ہے مگر اغلال شیر سوار نے جسدن مرکب کو گرفتار کیا ہرکارون کو حکم دیا کہ
تلاش کرو اسی دو چار کوس کے گردے مین وہ جوان بھی ہوگا تلاش کر کے ہمکو خبر دو ہرکارے
اغلال کے روانہ ہوے جا بجا پوچھتے پھرتے ہین سعد شہریار باغ مین مقناطیس
زعفران پوش کے صحت آرا ہین فیروزہ نے ابتک حال اپنا ملکہ پر ظاہر نہین کیا جب
ملکہ صحبت مین بیٹھتی ہین یہ بشکل گلرنگ گاتا ہے بجاتا ہے ملکہ کو بھی اس سے بڑی محبت ہے بادشاہ اسلام
بھی اپنے پاس تخلیہ مین اسکو بلا لیتے ہین ہر روز قصد کرتے ہین تا بہ اغلال جاؤن جا کر شکوہ
وہین مارون فیروزہ انکو منع کرتا ہے کہ آقا ابھی تامل فرمایئے زخم کو صحت ہولے تو حضور کو اختیار
ہے بادشاہ اسلام خاموش ہو جاتے ہین ایک ہفتہ اسی معرکہ مین گذرا ایک روز بادشاہ اسلام ملکہ
مقناطیس زعفران پوش کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے باغ مین ٹہلتے ہوے ایک چمن مین
آئے دیکھا ایک مادیان عربی کوہ سرین کوہ کفل لوہے کی میخون مین بندھی ہوئی زنجیرون سے

جکڑی ہی مگر فرّاٹے بھر رہی ہی اور سم مار مار کے زمین مین گڈھے ڈالدیے ہین ملکہ نے منع کیا
کہ صاحب اس گھوڑی کی جانب نہ جائیے یہ کمبخت خونی ہی ایک سوداگر لایا ہی کئی سال سے
اسکو خرید لیا ہی اسطرح کی خونی ہی کہ اسنے کئی سائیس مارے کئی جلشنین اسکے ہاتھ سے راہی
ملک عدم ہوئین گھانس یہ مشکل دیجاتی ہی یہ کسکی مجال ہی کہ گھانس قریب سے دے سعد
نے ہاتھ ملکہ سے چھڑا لیا آپ طرف مادیان کے روانہ ہوے ملکہ نے لاکھ منع کیا مگر یہ شیر بیشۂ جراٴت
کب مانتے ہین ملکہ تو پیٹنے لگین کہتی ہین صاحب یہ کمبخت ایسا نہو کہ شانہ پاجاے تو چبا لیگی
لیکن بادشاہ اسلام چمکارتے ہوے گھوڑی کے قریب جو آئے وہ مادیان بہ نگاہ غور طرف
بادشاہ کے دیکھ رہی ہی جب قریب پہونچے آپ نے چمکارا اُس مادیان نے سر جھکا دیا زبان سے
سینہ چاٹنے لگی سعد نے پشت پر ہاتھ پھیرا کہا کیون صاحب اسکا زین ولجام بھی ہی ملکہ نے
کہا بس چلے آیئے اسکے قریب ٹھہرنا بہتر نہین زین ولجام تو موجود ہی نہین معلوم آپ سے کیا
خوف کیا کہ رہ رہ کے چہرۂ زیبا کو دیکھتی ہی سعد نے کہا زین ولجام ضرور منگاؤ کنیزین زین لجام
اُٹھا کے لائین سعد شہریار نے اپنے ہاتھ سے گھوڑی کو کسا دہانہ منھ پر چڑھایا جست کرکے
پشت پر سوار ہوے مادیان اڑاے پھرنے لگی قریب دیوار باغ کے جو جست کی دیوار فرا گئی
بیرون باغ مادیان کو سعد پھیرنے لگے ملکہ نے دروازے پر آکے پکارا ای شہریار بس پلٹ چکے
سعد نے گھوڑی کو پلٹایا باغ مین تشریف لائے اُسی طرح اُسکو باندھا فرمایا ملکہ ہم اسپر سوار ہولگے
ملکہ نے عرض کی ای شہریار اسوقت یہ مادیان نیکی کے دم مین تھی ورنہ ایسا نہ ہو حضور کو آزار
پہونچائے سعد نے کہا ملکہ ہمکو یہ آزار نہ پہونچا ئیگی ہمیشہ تسخیر رہیگی اب روز بادشاہ اسلام
اُس مادیان پر سوار ہوکے باہر باغ کے بھی آتے ہین ملکہ جب قسمین دلاتی ہین تب پھرلاتے ہین
مگر ملکہ کو فیروزہ پر بڑی بدگمانی ہی یہی خیال ہردم رہتا ہی کہ کیا باعث ہی جو شہریار اسکو تخلیہ مین اپنے
پاس بلاتے ہین اور دیر تک باتین کیا کرتے ہین ایک دن بادشاہ اسلام نے ایک کنیز سے کہا
دے گلرنگ کو بلا لاؤ وہ کنیز آکے گلرنگ کو بلاے گئی ملکہ مغنا طیس زعفران پوش بھی پیچھے پیچھے
چلین کہ دیکھون تنہائی مین کیا باتین کرتے ہین ملکہ آکے کمرے کے باہر کھڑی ہوئین فیروزہ اندر
آیا بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا ای دوست صادق وای محب واثق میرا ارادہ ہی کہ کل بارگاہ جلال مین

جاؤں بعد زیر کرنے اغلال کے رہائی ایرج نوجوان اور نور الدہر کا سامان کروں فیروزہ
نے عرض کی غلام کے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ دو چار روز اور توقف فرمایئے زخم بخوبی خشک
ہو جائے دیر تک یہی صلاحیں رہیں ملکہ نے یہ سب باتیں سنیں یا تو یہ بدگمانی تھی کہ گلرنگ کو تخلیہ
میں کیوں بلاتے ہیں یا اب یہ ثابت ہوا کہ یہ تو عیار ہی شہریار کا ملکہ ہنستی ہوئیں اندر کمرے کے
آئیں تم تو اکاسن ہی چلی نہیں کہا کیوں بجّیا فیروزہ تمہی ہماری گلرنگ کو کیا کیا فیروزہ نے
بتایا کہ فلاں مکان میں ہی ملکہ نے اُسکو بلوایا اب فیروزہ ظاہر ہوا اور بادشاہ اسلام کے ہمراہ رہنے لگا
دوسرے دن بادشاہ اسلام نے فیروزہ سے کہا کہ مادیان کو تیار کرو فیروزہ سمجھ گیا کہ آج شہریار ضرور اغلال
کی بارگاہ میں جائینگے فیروزہ نے مادیان کو تیار کیا بادشاہ اسلام سوار ہوئے بھرے پھراتے
جو آسن دبایا گھوڑی کو فرّا کے بیرون باغ آئے بادشاہ اسلام گھوڑی کو اُڑاتے ہوئے چلے
اب وہ وقت ہی کہ اغلال اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہی کئی سو پہلوان گرد ہیں یہی فکر کر رہا ہی ہرکاروں کو
غصہ ہی کہ تمنے ابتک پتہ نہیں لگایا وہ جوان گھوڑے سے کہاں گرا لشکر اُسکا گردا ہوا ہی یہی
کہہ رہا ہی کہ دیہات میں جاکر تلاش کرو کسی زمیندار نے اُسکو اپنے دامن میں پناہ دی ہوگی اگر
مجھکو پتہ ملجائے تو گاؤں کو پھونک دوں اُس جوان کا سر کاٹ کے لے آؤں میرے ہاتھ سے
اُسنے زخم کاری کھایا ہی اگر کسی جنگل میں تڑپ کر مر گیا تو لاش تو ملتی ہرکارے یہ کہکر روانہ ہوئے
کہ اب ہم دیہات و قریات میں جاتے ہیں اور مفصل خبر لاتے ہیں اغلال اپنے پہلوانوں کے
سامنے اپنی جرأت بگھار رہا ہی کہہ رہا ہی اس جوان کو قتل کروں تو طلسم کشا کو تلاش کروں اُسکی
مشکیں باندھ کر بخدمت ہفت پیکر روانہ کروں لیکن ہرکارے جو لشکر سے اپنے نکلے صحرا سے
گرد اُڑتی دیکھا بادشاہ اسلام مادیان بحری کو چمکاتے ہوئے آتے ہیں ہرکارے پلٹے اغلال
شیر سوار کے سامنے پہونچے عرض کی وہی جوان آتا ہی یا کسی جانب بھاگا جاتا ہی زخم کا سر پر کہیں
نام بھی نہیں صرف ایک عیار ساتھ ہی اغلال شیر سوار نے یہ سنکر حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو ملازم چلے
گئے کہ گینڈا تیار کر کے لائیں بادشاہ اسلام در بارگاہ اغلال پر پہونچے مع مرکب اندر چلے
دربان سالار نے روکا کہا او گستاخ یہ دربار پہلوان دوران کا ہی گھوڑے سے اُتر ہتھیار
کھول کے یہاں رکھدو تب اندر جانے کا ارادہ کرو سعد شہریار مرکب سے کود کے

فرمایا دیکھو ہم اندر جاتے ہیں درگہ سالار نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سعد شہریار نے کلائی پہ
ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا اندر دربار کے پہونچا اغلال
نے پوچھا یہ کیا ہے سر یہ ہرکاروں نے عرض کی صفائی دست زبردست سعد شہریار سے
درگہ سالار مارا گیا کہ سعد شہریار نے اندر آکے نعرہ کیا او اغلال مغرور تو نے مجھکو مار ڈالا تھا مگر
خدا نے مجھے زندہ کیا اٹھ تو ہی اغلال نے کہا یارو دیکھتے ہو کہ یہ مسلمان کسقدر گستاخی کر رہا ہے
اسکو گھیر کر مار لو تمام پہلوان اپنے اپنے مقام سے اٹھے تلواریں کھینچکر بادشاہ اسلام پر جا پڑے
سعد نے جسکے ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان بڑے بڑے مارے آخر لڑتے
بھڑتے ہوئے تا بہ اغلال پہونچے اغلال نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہ نے روک کے الجھاوے
سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا اغلال نے باوجہ بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا چاہتا ہو تلوار
چھین لوں سعد نے گریبان میں ہاتھ ڈالکر ایک مارا کہ سر اغلال کا زمین سے مل گیا کشتی ہونے لگی
سعد نے جستے پیچ پر اگھیر کر دے مارا کہ چاروں شانے چت زمین پر گرا شاہ کود کر چھاتی پر چڑھ گئے
ہوئے ارشاد فرمایا اقناخت میں پروردگار عالم کی کیا کہتا ہو اغلال نے کہا لا کہ جانیں میری چند اور
ہفت پیکر پر نثار ہیں سعد نے ایک ہاتھ سر کے نیچے اور دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے ہکارا مع
زرہ کے گردن کھینچ لی بال تمام کے سر اس خودسر کا رومال میں باندھا لڑتے ہوئے چلے جب
باہر آئے کل فوج نے گھیرا سعد لڑ رہے ہیں اب زخمی ہونے لگے ہزار ہا حربہ پڑ رہا ہو کس کس سے
اپنے کو بچائیں اگر بیس تلواریں پڑیں تو ایک یا دو جسم پہ لگیں پشت و پہلو سے خون جاری ہی
سعد کو یقین ہوا کہ اس جنگ سے زندہ نہ نکلینگے بیتاب ہو کے پکار اٹھے ای خالق بے نیاز و
ای رب کارساز تو اس آفت سے مجھ گنہگار کو بچالے نظم

انقلاب دور دوران ہست در قدرتت مدام — رنج کس را نیست در فرمان تو جای کلام
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام — آب و آتش را تو دی قائم اندر یک مقام
برق را آتش فشان و ابر را تو ساختی — دو مخالف را بیک موقع برابر ساختی
ہست اندر اختیارت مہر و مہ و بر و بن — صانع عالم توئی ای خالق بیچون و چگون

روز و شب گرد و لیفرمان تو این گردون دون
بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانہ بے دیوار بے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی

جلوۂ قدرت نمودی در گلستان بار بار
گاہ از گل چہرۂ بنمودی گہ از دامان خار
گاہ از روے خزان و گاہ از رنگ بہار
گاہ کردی نور وحدت راز کثرت آشکار

گاہ کثرت را پے توحید مظہر ساختی
جلوۂ ذات احد روشن زا کثر ساختی

سوے خود اہل محبت را تو گشتی رہنمون
بردی از عاشق قرار و طاقت و صبر و سکون
از جگرہا آتش پوشیدہ آوردی برون
در دل ہر سوختہ دل سوز دل کردی فزون

گوہر افشان در محبت ہر دیدۂ تر ساختی
داغ دل از آتش این شعلہ اخگر ساختی

بیتاب ہوکر جو بادشاہ اسلام نے دعا کی فوج کفار گھبرا اٹھی اسلیے ہوے ہو اب کمندیں اور زنجیرین لیکر چلے ہیں کہ مکیسے گرفتار کرلیں ناگاہ صحرا سے گرد اوٹھی دیکھا نقابدار مرصع پوش عیار مثل گلدستہ کے رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار سوار آکے مرصع پوش گرا فوجوں کو درہم و برہم کردیا لڑتا بھڑتا نقابدار شیرانہ دمنگانہ قریب سعد شہریار کے پہونچا جھک کر سلام کیا کہا حضور آپ نکل جائیں بادشاہ جلالت پر نقابدار کی بہت خوش ہوے فرمایا اے نقابدار بہادر تمنے بڑا احسان کیا اب نقاب چہرۂ بے نظیر سے اٹھاؤ صورت دکھاؤ نقابدار نے دست بستہ عرض کی میری کیا مجال ہو کہ بندگان عالی پر احسان کرون آپ بادشاہ لشکر اسلام ہین مقبول دلہاے خاص و عام ہین محل صورت دکھانیکا نہین ہی انشاء اللہ وہ زمانہ بھی قریب آتا ہو کہ پردہ دوئی درمیان سے اٹھ جائیگا یہ نیازمند مثل چاکران کمترین بندگان عالی کی خدمت مین حاضر رہیگا تب حضور کو نام بھی معلوم ہو جائیگا یہ کہکے نقابدار تلوار کھینچے ہوے آگے بڑھا کہا حضور نکل جائین غلام اس لشکر سے سمجھ لیگا سعد شہریار لڑتے بھڑتے ایک جانب مرا غلال کا شکار بند مین باندھے ہوے طرف باغ کے چلے نقابدار نے یہان تھوڑے عرصے مین فوج کو

درہم و برہم کیا خیمے و بارگاہین لوٹ لین خزانہ قبضے مین کیا پہلوانان بادشاہ اسلام جو قید تھے اُنکو قید سے چھڑایا کہا آپ لوگ لشکر مین رہین بادشاہ اسلام اور ایک مقام پر گئے ہوے ہین کار نمایان کر کے آئینگے سرداران نامی قید سے رہا ہو کر طرف لشکر کے روانہ ہوے یہان مقناطیس بعد جانے بادشاہ اسلام کے دماغ پر بیتاب کھڑی کنیزون سے فرما رہی ہین صاحبو بادشاہ اسلام نے غضب کیا کہ یکہ و تنہا لشکر پر اُس ظالم کے گئے ہین خدا اُنکی جان بچائے تو

پر نوبت ہجر غم سے عجب حالت ہوئی ختم
ہوتا ہی آہ صبح سے داغ اور شعلہ زن
یہ جام جم ہوا قدح گل نہ ہو سکا
نفرت تھی اسقدر کہ نہ ٹھہرے دم بھر
نظارہ مجھسے جانب سنبل نہ ہو سکا
ہجر بتان مین تجکو ہے مومن تلاش تک

کیا رشک غیر تھا کہ تحمل نہ ہو سکا
کیسا چراغ تھا جو کبھی گل نہ ہو سکا
کہتے ہین گلشن اپنی گلی کو اُسکے سبھی
پاس درازی شب کا گل نہ ہو سکا
تنگی وہی رہی دل صد چاک کی ہوا
غم پر حرام خوار تحمل نہ ہو سکا

ہین جا بجا حریف تغافل نہ ہو سکا
اُسنے جو دل کو منھ نہ لگایا دو غم ہی
دشمن وہ ہم نوائے بلبل نہ ہو سکا
وہ عکس زلف چشمہ مین پڑا نہ ہو
یہ غنچہ پاش پاش مگر گل نہ ہو سکا

کنیزین عرض کرتی ہین حضور آپ نہ گھبرائین بخیر و عافیت آئینگے اغلال کی کیا مجال ہے کہ اُنسے مقابلہ کر سکے وہ شیر بیشہ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی وہ بھاگیا اُنکو جواب دیگا ملکہ کہتی ہین صاحبو مین کیا کہون جی چاہتا ہے کہ سر سے نکلجاؤن اُنکے ساتھ جا کر مصروف جنگ ہون افسوس ہے میری بیقراری کا خیال نہ کیا ایسے بد مرکب پر سوار ہو کے چلے گئے ایسا نہو بدلگامی کرے دشمنون کو کچھ صدمہ پہونچے ایسا نہو وہ ملعون جلساز و دغا باز کل فوج کو حکم دیدے مین سمجھی فقط افسران فوج اُسکے ساتھ ہین اے کریم وہ یکہ و تنہا ہین اُنکو ظالمون کے ہاتھ سے بچانا روز سیاہ مجکو نہ دکھانا کنیزین سمجھا رہی ہین بعض آگے بڑھ بڑھ کے طرف کوہ کے دیکھ رہی ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی وارث لو مبارک ہو شہریار تشریف لاتے ہین مگر دریاے خون مین نہائے ہوے ہین فیروزہ بن عمرو ساتھ ہے ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئین کنیزون سے کہا مین اُنکو بخیریت دیکھون تو مین تمھارا منھ موتیون سے بھرون یہ کہہ رہی تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سعد شہریار اسی مادیان بحری پر سوار لختہ خون کے سینے پر جمے ہوے کتنی سے خون ٹپکتا ہوا آتے ہین ملکہ نے جو اسطرح شہریار کو آتے ہوے دیکھا دوڑ کر رکاب سے لپٹ گئین کہا اے شہریار گھوڑی سے اُتر لیے ہین تو دیکھون کہ حضور نے زخم کاری

تو نہین کھایا سعد نے ملکہ کی تسکین کے لیے فرمایا نہین ملکہ کوئی زخم نہین کھایا یہ کہکر سعد
گھوڑی سے اُترے ملکہ دوپٹے سے خونِ جسم انور کا پوچھنے لگین سعد شہریار کا ہاتھ پکڑے ہوے
لیکر باغ مین آئین سعد نے سر اغلال کا سامنے ملکہ کے ڈالدیا کہا یہ اُسی خود سر کا سر ہی جسنے اپنے
نزدیک ہمکو قتل کیا تھا ہمکو تو خدا نے تمھاری وجہ سے بچایا ملکہ بخدا ہم تمکو اپنا جان بخش جانتے ہین
اگر تم ہمکو اُٹھا کر نہ لاتین تو کیونکر جان بچتی شیران صحرا لاش کو کھا جاتے ملکہ نے کہا آپ جلیل اقبال
ہین آپکی اقبال مندی کے سبب سے عجب سامان غیب سے پیدا ہوے بادشاہ اسلام نے کہا ہر
ملکہ اغلال کا فیصلہ ہوا اللہ نے فضل اپنا شریک کیا لیکن اب تمکو مناسب ہی کہ مقدور ہائی
ایرج و نور الدہر کوشش کرو ملکہ نے کہا مین جان و دل سے برلے خدمتگذاری موجود ہون
شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ عالم کسی طرح ایرج و نور الدہر کی رہائی ہو ملکہ نے کہا بڑی مشکل تو یہ
درپیش ہی کہ آپکے پاس کوئی ایسی شی نہین کہ جسپر سحر تاثیر نہ کرے جب تک ایسا نہو گا قصر عشرت مین
داخل ہونا غیر ممکن ہی بادشاہ نے فرمایا مین اسکی تدبیر کرونگا شب کو سعد پہلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین
فیروزہ گا رہا ہی کہ جب لاکھ ہاے ابر آسمان پر آئے بادشاہ اسلام نے فرمایا ای ملکہ کل ہم شکار کو جائینگے
دل بہت گھبراتا ہی ملکہ نے حکم دیا کہ بیلے اور قراول صبح کو در باغ پر حاضر رہین بوقت صبح نماز سے فراغت
حاصل کرکے بادشاہ باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے فیروزہ بن عمرو ہمراہ ہی اسباب شکار موجود
ہی بیلے قراول میر شکار ہمراہ صحرا مین آکر پہونچے طبل بازگشت پر چوب پڑی جانوران ہوائی چھوٹنے
لگے باز بحری جرے چھوڑے گئے شکار ہونے لگا پہر دن چڑھے تک بقدر شکار طائران ہوائی کا
کیا کرانے بھر گئے بادشاہ نے پہر دن چڑھے فرمایا ای فیروزہ اس صحرا مین آہو نہین فیروزہ
نے عرض کی گنواروں کو بھیجا ہی وہ خبر لیکے آیا چاہتے ہین کہ دیکھا سامنے سے دو گنوار دوڑے
ہوے آئے عرض کی ای شہریار یہان سے دو کوس پر ایک سبزہ زار ہی وہان کئی سو آہو چرتے ہین سعد نے
فرمایا گھوڑے بڑھا کر لیچلو اسی وقت گھوڑون کو دوڑا کر آئے اُس مقام کو گھیر فرمایا بیچ مین ورزی کر
اُسے ہم شکار کرینگے باقی آہوونکا تمکو اختیار ہی یہ کہکے گھوڑے دوڑائے وہ فردی ہی سامنے
سے سعد کے بھاگا سعد نے گھوڑا دوڑایا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہی اکثر ایسا ہوا کہ نوک کنی
مرکب کی دم آہو سے مل گئی بادشاہ نے چاہا نیزے سے شکار کرون آہو چوکڑی بھرے

نکل گیا پھر بادشاہ اُس آہو کے پیچھے سرگرم و سرگردان رہے ایک مقام پر جاکے آہو جو کہ ہی
بھولا ذرا رکا تھا کہ بادشاہ نے تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے کود کر آہو کو بہ قربانی پہونچایا پلٹ کے دیکھا
کسی کو اپنے قریب نہ پایا آہو کھینچکر قریب درۂ کوہ کے لائے اچھا اچھا گوشت نکال لیا باقی اسی
مقام پر ڈالدیا قربوس سے سیخیں نکالیں کباب لگاکر رکھدیے آگ نکالی جب لکڑیوں کا دھوان
سب نکل گیا سیخیں آہنی لگادیں جب کباب تیار ہوے پڑیا نمک مرچ کی قربوس سے نکالی کباب
نوش فرمائے زین پوش بچھایا ہاتھ سر کے نیچے رکھکر لیٹے ہوا جو چلی سو گئے جب آنکھ کھلی وقت شب تھا
بادشاہ تیر و کمان لیکر بیٹھے کہ شاید کوئی شیر صحرا سے نکل آئے جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری
کان میں آواز تسبیح خوانی کی آئی بادشاہ حیران رہے کہ کون صفت پروردگار کر رہا ہے بدل اُس آواز پر
متوجہ ہوے معلوم ہوا کہ بالائے کوہ سے آواز آتی ہے سعد شہریار تلوار ٹیک کر اُٹھے گھاٹیوں کو طے
کرتے ہوے جب بالائے کوہ پہونچے دیکھا بالائے کوہ ایک حجرہ ہے اُسمیں ایک عبادت گذار بیٹھا ہوا
تسبیح خوانی میں مصروف ہے بادشاہ ٹہلتے ہوے جب قریب حجرے کے آئے اُس مرد نے آواز دی اے
بادشاہ اسلام سلام تمپر ہو ہم تمہارے مشتاق تھے تشریف لائیے بادشاہ نے اپنے کو سامنے حجرے
کے پہونچایا وہ درویش کھڑا ہو گیا بادشاہ کو لیکر پہلو میں بٹھایا بادشاہ نے پوچھا اس مقام خوف میں
آپ کا کیونکر گذر ہوتا ہے درویش نے کہا بابا وہ رزاق مطلق کارساز برحق اپنی قدرت کاملہ سے آب و دانہ
پہونچاتا ہے دونوں وقت بلطف کھانا پہونچتا ہے بادشاہ نے کہا آپ عبادت گذار خاص ہیں آپ کو
پروردگار اپنے دست قدرت سے پہونچاتا ہے جب صبح ہوئی دیکھا ایک جوان زنگی ایک خوان سر پر لیے
آیا اور سامنے درویش کے رکھدیا زنگی تو چلا گیا درویش نے خوان کھولا دو طبق پلاؤ کے ایک صراحی
آب سرد کی درویش نے ایک طبق سامنے بادشاہ کے رکھا اور ایک آپ کھایا جب بادشاہ نوش کر چکے
وہ زنگی پھر آیا بادشاہ کے سامنے سے وہ طبق اُٹھا کے لیگیا درویش نے صندوق سے ایک کتاب
مجلد نکالی اُسمیں سے ایک نقش نکال کے نقل کیا بادشاہ کو دیکر کہا یہ نقش اپنے بازو پر باندھیے
آپ پر سحر تاثیر نہ کریگا جاناتک ہو سکے اسکو اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے گا تا فتح طلسم ہفت پیکر
اسکو اپنے پاس رکھیے گا ہر چند کہ فتاح طلسم ہفت پیکر رستم پیلتن ہیں لیکن آپ اور صاحبقران
معین و مددگار طلسم کشا ہیں بہت ملک ہفت پیکر سے متعلق ہیں انکا فتح ہونا واجب و لازم ہے آپ

اب اپنے کو کوہ سقنا طلیس پر پہونچا ہے بادشاہ پھر دن چڑھے اُس درویش سے رخصت ہوئے اُسنے
ہاتھ اُٹھا کے دعائیں دین بادشاہ پہاڑ سے اُترے تعویذ کو بازو پر باندھے ہوئے زیر کوہ آئے اپشت
مرکب پر سوار ہوئے طرف اپنے لشکر کے چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا فیروزہ بن عمرو آپہونچا
اور چند چیلے شاہ کو تلاش کرتے ہوئے آئے کہ صحرا سے آواز آئی ای بادشاہ کہان جاتے ہو شاہ نے
مڑکے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بدانجام گولہ ہاتھ مین قریب بادشاہ کے آیا اور گولہ مارا بادشاہ نے
ہاتھ اُٹھا دیا گولہ فوراً پھنکر گرا گئی سحر اُس ساحر نے کیے جب سحر نے تاثیر نہ کی ساحر نے چاہا
جھپٹ کر بادشاہ پر گرے بادشاہ نے قریب آکے نیزہ مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گیا پھر بادشاہ نے اسکو
نیزے پر بلند کیا اُٹھا کر زمین پر مارا استخوان چور چور ہوئے مرتے ہی ساحر کے صدائین ہیبتناک
آئین بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام من بیابان جادو بود مارا کہ اسکو بادشاہ نے فیروزہ سے حال
تعویذ ملنے کا بیان کیا فیروزہ بہت خوش ہوا عرض کی اب باغ مین سقنا طلیس کے چلکر رہائی ایرج
اور نورالدہر کی تدبیر کیجیے یہ تحفہ خدا نے آپ کو پہونچایا ہی بادشاہ شکار سے پلٹ کے باغ
مین ملکہ سقنا طلیس کے آئے سقنا طلیس شب بھر بیقرار سوئی نہین دروازے پر باغ کے کھڑی
ہین دم بدم فرماتی ہین کہ نہین معلوم شہریار پر کیا گذری شب بھر نہین معلوم کہان رہے کہ
صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ آتے ہین ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئین رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا کہ
شہریار شب کو کہان رہے بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ خدا نے فضل کیا ایک تعویذ ملا دیکھے دشمن
جگر ریش عابد زاہد کامل و اکمل ملا اُسنے دیا کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ نے کہا بہت مناسب
ہوا ملکہ شاہ کو لیے ہوئے باغ مین آئین جلسہ آراستہ ہوا اسعد نے فرمایا کہ ای ملکہ عالم ہم جاتے
ہین کہ کوہ سقنا طلیس پر جائین سقنا طلیس نے عرض کی پہلے مین جا کے ہفت پیکر سے تدبیر
رہائی دریافت کرون تب آپ سے عرض کرون بادشاہ نے فرمایا ای ملکۂ عالم اگر ملنا چاہتی ہو تو مین
قبول نہ کرونگا جو لشکر ساتھ ہی اسکو لیکر کوہ سقنا طلیس پر پہونچونگا اگر خدا نے کرم کیا تو ایرج و
نورالدہر کو رہا کر لونگا تب وہان سے پلٹونگا ملکہ نے کہا حضور تامل فرمائین مین جا کر اُس سے
دریافت کرتی ہون اور دریافت کرکے آپ سے عرض کرتی ہون تب آپ اُسطرف چلین مین تو
جانتی ہون کہ تمھی کو کوہ کا اختیار ہی آیندہ نہین معلوم کیا ہو اور پھر کسی کو اختیار ہو قصر عشرت کا یہ

رنگ ہی کہ کبھی کھلتا ہو جسکا جی چاہے چلا جائے کبھی اسطرح بند ہو جاتا ہو کہ مین بھی بمشکل جاتی ہون
مین حیران ہون وہ کون ذی اختیار ہو کہ جو مجکو روکتا ہو دو دو دن اکثر قیدیون کو دیکھنے کو ترستی
ہون آج جاکے دریافت کرونگی یہ کہکر ملکہ کچھ رات باقی تھی کہ طاؤس پر سوار ہوئین اکیلی چلین
یہان ہفت پیکر دن بھر بہار پر جشن کرتا ہو شب کو برابر کوہ مقناطیس ہی اوپر جاکے رہتا ہو
کہ ملکہ طاؤس اڑاتی ہوئی قریب کوہ کے پہونچین آواز آئی کون آتا ہو ملکہ نے پکارکر آواز دی کہ
کنیز خداوند کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتی ہو ابر جھکا ملکہ کی آنکھین بند ہوئین وہ ابر اٹھا کر
ملکہ کو قریب تخت ہفت پیکر کے لایا ہفت پیکر نے آواز دی مقناطیس کیا کہنا چاہتی ہو
مقناطیس نے آنکھ کھولی اپنے کو قریب تخت ہفت پیکر کے پایا حیران تھی کہ مجکو یہان کون لایا
اٹھ کے سجدہ کیا کہا یا خداوند مجھے کچھ عرض کرنا ہو امیدوار ہون صاف صاف مجکو حال معلوم ہو
ہفت پیکر نے کہا بیان کرو کسی راز کا تمسے انکار نہین ہو مقناطیس نے کہا کبھی تو کنیز قصر
عشرت مین بلا تکلف چلی جاتی ہو کبھی دو دو دن نہین جاسکتی مجکو حال نہین معلوم ہوتا قیدیون
پر کیا گذری امیدوار ہون کہ اسکا حال مفصل کنیز کو معلوم ہو کہ مجکو کون روکتا ہو کہ مین نہین جاسکتی
ہون ہفت پیکر نے کہا میخوار جادو و سرشار جادو دونون بہنین ہین کہ وہ بھی قصر عشرت کی
منتظم ہین جب وہ قصد کرتی ہین تمکو روکتی ہین وہی دونون معشوق بنکر سامنے اُن دونون کے
حاضر ہوتی ہین ایسی نگاہ ڈالتی ہین کہ دونون قیدی بیتاب ہو جاتے ہین ہی کے مشتاق رہتے ہین
کہ یہی دونون معشوقین آئین جب تک وہ دونون قتل نہ ہونگی تمھارا اختیار کامل نہ ہوگا وہ
کوہ سمن آرا پر رہتی ہین جب کوئی کوہ سمن آرا پر جائے انکی صحبت مین انکو قتل کرے تب تم
قصر عشرت مین بلا تکلف جاسکتی ہو کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا یہ کہکر ہفت پیکر
خاموش ہو رہا مقناطیس نے عرض کی کیا سبب ہو کہ کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا رب
ہفت پیکر نے بغصہ جواب دیا ای مقناطیس تو اس طرح پوچھ رہی ہو کہ گویا میخوار و سرشار
کے قتل کا ارادہ رکھتی ہو مقناطیس تھرا گئی سوچی کہ ایسا نہو میرا حال اسپر کھل جائے اور
ابھی قید کرنے لگی اسکا تردد رہا کہ کوہ سمن آرا تک نہ جا سکتا کیا معنی راہ مین کوئی بڑا سا حربہ ہے کہ
اسنے راہ کو بند کر دیا ہی مقناطیس خاموش ہو رہی خوف سے کچھ اور نہ پوچھ سکی مجبور ہوکر

بلبلتی دل مین کہتی ہی کہ اب مین شہریار سے جا کے کیا کہون یہ سختی کیونکر ٹلی ہو مینچوار و سرشار کیونکر قتل ہون کہ وہ سمن آرا تک کیونکر رسائی ہوگی یہ سوچتی ہوئی باغ مین آئی بادشاہ مشتاق بیٹھے ہوے تھے سقناطیس کو دیکھتے ہی فرمایا کیون ای ملکہ عالم چلین سقناطیس نے عرض کی ای شہریار ابھی مفصل حال نہین دریافت ہوا اور ہفت پیکر مجھسے بدگمانی کرنے لگا مجکو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گرفتار کرے فیروزہ بن عمرو ترب کر اٹھا کہا ای شہریار حضور لشکر لیکر آئین مین آگے بڑھکر حال دریافت کرتا ہون صاف صاف یہ حال معلوم ہوتا ہی کہ کوئی اور بھی قید کا منتظر ہی اسوجہ سے سقناطیس کو تامل ہوا مین سب دریافت کر و نگا رہائی اُن شیرون کی قبضے مین سقناطیس کے نہین ہی اور پھر قصر عشرت جو اسقام ہی غلام سب دریافت کرلیگا بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ ہم رخصت ہوتے ہین ہم لشکر کو لیکر کوچ کرتے ہین تم بھی جوقت پر مناسب جاننا آنا جیسا ہوگا ظاہر ہو جائیگا ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا ای شہریار کنیز کو کیونکر چین آئیگا اُب اس معرکہ عظیم کا ارادہ رکھتے ہین جسکا راستہ بالکل بند ہی میرے دل کو کیونکر آرام آئے آپ کیونکر وہان پہونچینگے راستے مین ہزارہا صعوبتین ہین مین کیونکر آرام لون کیا خوب کہا ہی نظم

زندگی کر دیگا ہجران سے دل ناکام تلخ
عشق کا آغاز شیرین ہی مگر انجام تلخ

میٹھی آنکھون سے نہ دیکھا ایک دن دلدار نے
کر دیے شوریدہ بختی نے مری بادام تلخ

خار خار سرکشی نے کر رکھا ہی بیقرار
ہو اب و خور ہی تجھ بغیر ای ساقی گلفام تلخ

ذائقہ تبدیل ہو نعمت کا وہ بدبخت ہون
شہد ہو تو کردے منھ مین شامت ایام تلخ

منھ بنائے نامہ بر آیا ہی یارب خیر ہو
کچھ نہ کچھ بھیجا زبانی یار نے پیغام تلخ

نیت صحت سے ہوے گر مریض چشم یار
ہووے افیون سے زیادہ شیرہ بادام تلخ

شب کو سو وین ان کو کھاوین کچھ جو ہو دل کو قرار
ہو گئے ہین ہجر مین خواب و خور و آرام تلخ

طاق مین رکھدے یہ شیشہ اور لا ساقی شراب
ایک تو شیرین پلا دے پی چکا ہون جام تلخ

مار ڈالا تو نے شیرین بے گنہ فرہاد کو
بھیجا کیون اُس عاشق جانباز کو پیغام تلخ

ای شہریار آپکے فراق مین کیونکر زندگی بسر کرونگی اور آب اُس معرکہ عظیم پر جاتے ہین جسکو مین نے دریافت کیے سے معلوم کیا کہ مینچوار و سرشار دو بہنین ہین وہ منتظر ہین کہ مجھیر بھی آ نکا

دھوکہ چل جاتا ہی جب قریب قید خانہ جاتی ہون میخوار و سرشار اُنکا نام ہی مبہوت ہوجاتی ہون
راستہ قید خانے کا نہین ملتا آخر ناچار ہو کر پلٹ آتی ہون اگر مین آپکو لیگئی اور راستہ نملا تو مین
ظاہر بھی ہوگئی اور مراد بھی حاصل نہوئی فوراً ہفت پیکر مجکو قید کر لیگا مین نے اسطرح سے
ہفت پیکر سے پوچھا کہ اُسنے صاف صاف مجھ سے کہدیا کہ کیا میخوار و سرشار کے قتل کا
ارادہ ہی بس اتنا جملہ کافی ہی کہ دونون بہنین کوہ سمن آرا پر رہتی ہین مگر پہاڑ پر جانا بہت دشوار ہی
کوئی اور لیجانے والا ہو فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم تم نگھبراؤ مین سب دریافت کر لونگا اور اپنے
آقا کو بحفاظت کوہ سمن آرا پر لیجاؤنگا شہریار کو کوچ کرنے دیجیے مقناطیس نے کہا خواہ میرا
حال ظاہر ہو خواہ ہفت پیکر مجکو قید کرے مین ضرور اپنے کو کوہ سمن آرا پر پہونچاؤنگی اُن
دونون سے کسی طرح مین سحر مین پایہ کمی کا نہین رکھتی ہون مگر قید خانے مین اُنکا انتظام سختی سے ہی
وہان کچھ زور میرا نہین چلتا لیکن پہاڑ پر مین اُنسے مقابلہ کرونگی اگر کنیز کی قضا ہی تو انھین کے
ہاتھ سے قتل ہو جاؤنگی یا اُنکو مٹاؤنگی سعد شہریار ملکۂ مقناطیس سے رخصت ہوے
فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیکر طرف اپنے لشکر کے چلے یہان اہل لشکر جب سردار نقابدار سے
رخصت ہوے تو نقابدار نے مرکب جنگ سیاہ قیطاس بھی سردارون کے ہمراہ کر دیا سب
سردارون نے آکے استقبال کیا اب خبر مشتہر ہوئی کہ کل شہریار کوچ کرینگے طرف کوہ سمن آرا
قصد ہی فیروزہ شب کو شہریار سے رخصت ہوا یا نہا سے عیاری لگاکر رات ہی کو نکل گیا
جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی کہ ایک صحرا مین پہونچا دیکھا جنگل نہایت سرسبز و شاداب چشمہ ہاے آب
لاجواب عندلیبان خوشنوا درختون پر مصروف زمزمہ سرائی جوانان چمن کی رعنائی و زیبائی ایک
قمری بر سر نخل سرو طوق محبت بگلو کوکو کر رہی ہی گویا اپنے معشوق کو ڈھونڈھتی ہی منقار کھولکر
یہ زمزمہ سرائی و بہ خوش گلوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہی -

نظم

ہین اُسی بوٹے کو ہم اے گلشن آرا دیکھتے | مثل بلبل گل کو بھی ہین جسکے شیدا دیکھتے
پھر نہ جلتے طور کی جا سب کو مشتاق جمال | اک نظر موسیٰ اگر اُس بُت کا جلوا دیکھتے
ایک سے ہی ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا | مثل نرگس چشم نابینا سے پر کیا دیکھتے

فیروزہ نے جو یہ صحراے سبزہ زار دیکھا کمسنی کا عالم سبزہ بھی آغاز نہین ہوا ایک طفل حسین کی

شکل بنکر تیار ہوا ایک کان مین بنا ایک کان مین انگوٹھی آب روان کا کرتا مشروع کا پاجامہ پہن کر اور زردوزی جوتا اس رنگ سے بیٹھ کر گانے لگا زنات بھرا اُس صحرا مین گایا جنگل مین سناٹا ہوگیا اس صحرا کا حاکم خونخوار ابلق سوار صبح کو تخت پر سوار ہوا سیر کرتا ہوا چلا باغ سے اپنے نکلا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی فیروزہ جان توڑ توڑ کر بھیروین کے سرون مین گا رہا ہے خونخوار صدا سنکر بیتاب ہوگیا اُسی طرف تخت اُڑا کر لایا آسمان سے دیکھا کہ زیر نخل ایک طفل حسین ماہ طلعت خوبصورت بیٹھا ہوا گا رہا ہی طائران ہوا پرون کا سر پر سایہ کیے ہوے ہین وہ طفل حسین سلیمان وقت بنا ہوا بیٹھا ہی خونخوار دیکھکر صورت اس طفل مہ پارہ کی بیتاب ہوگیا دل سے کہتا ہی کہ خداوند ہفت پیکر نے اسکو اپنے ہاتھ سے بنایا ہی قلم قدرت ہاتھ مین تھا جو صورت چاہی بنائی تصویر کھینچی حقیقت مین دل کی یہ کیفیت ہی نظم

زمانے مین وہ مہ لقا ایک ہی
بتون مین بھی غل ہی خدا ایک ہی
عدم ابتدا ہی عدم انتہا
یہ آئینۂ حق نما ایک ہی
تا سخن ذکر ہے یار کا
یہان مسند و بوریا ایک ہی
فضیلت ملی ایک کو ایک پر
مین واقف ہون وہ بیوفا ایک ہی
سنا آنا تو اُس زلف کے پیچ مین
گلی اُسکی اور کربلا ایک ہی
کہوگے جو کچھ تو سنوگے کبھی رند

ہزارون مین وہ دلربا ایک ہی
برابر ہے اپنا وجود و عدم
مری ابتدا انتہا ایک ہی
جہان مین ہین غافل بہت سے خلق
کہون سو طرح مدعا ایک ہی
کہان اُسکے آگے کسی کا فروغ
غرض ایک سے یان سوا ایک ہی
ہی انبوہ عشاق عیسیٰ کے گھر
ارے دل وہ کالی بلا ایک ہی
دوئی کو نہ دے دل مین غافل جگہ
ہنسی مین تو شاہ و گدا ایک ہی

خداوند ارض و سما ایک ہی
ہماری بقا اور فنا ایک ہی
ذرا غور سے مرأت دل کو دیکھ
مگر راہ صدق و صفا ایک ہی
محل فقر کا ہی عجائب مقام
وہ خورشید رو مہ لقا ایک ہی
جفاکار و دمساز و کاذب کمیل
مریض اپنی دار الشفا ایک ہی
ہزارون شہید محبت مین دفن
زبان ایک ہی اور خدا ایک ہی
اسطرح کے اشعار پڑھ کے اب

سوچنے لگا دل سے کہتا ہی یہ معشوق بے چہرہ اس لائق ہی کہ اسکو صحبت مین رکھیے معشوقون کا جلسہ ہو یہ بیٹھکر گائے دل نشۂ عشق کے مزے اُٹھائے یہ سوچکر وہین سے اسنے سحر کیا کہ فیروزہ کی آنکھین بند ہونے لگین یہانتک کہ غش آگیا بیہوش ہوا خونخوار نے سحر کر کے

اُٹھالیا تخت پر ڈال لیا اپنے باغ مین آیا ایک کمرہ کہ نہایت سجا ہوا تھا اُسمین لاکے فیروزہ کو
اُتارا کنیزین گرد بیٹھا ئین آپ تو باہر چلا آیا کنیزون سے کہا اسکو ہوشیار کرو بہلاؤ پریشان
ہونے پائے اسکو کوہ سمن آرا پر لیچلین گے میخوار و سرشار معشوقان پریچہرہ اسکے گانے
سے بہت خوش ہونگی یہ کہکے کمرے سے باہر آیا کنیزون نے فیروزہ کو ہوشیار کیا فیروزہ
ہوشیار ہوتے ہی کنیزون سے ہنسی دل لگی کرنے لگا اور پوچھا ہمکو یہان کون لایا کنیزون نے
کہا ہمارا افسر خونخوار ابلق سوار ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست وہ تمکو بیابان جنگل
سے اُٹھا لایا اب نہ گھبراؤ بڑا مرتبہ ملیگا دو معشوقین ہمارے افسر اعلا کی میخوار و سرشار کہ
بالاے کوہ سمن آرا رہتی ہین وہان تمکو لیجائینگے جلسہ ہوگا تمکو وہان گانا ہوگا فیروزہ نام
کوہ سمن آرا سنکر بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی ای فیروزہ اب کوہ سمن آرا پر ہم پہونچینگے
میخوار و سرشار کو قتل کرینگے خدا ایسا اپنا فضل شریک کرے کہ بادشاہ بھی اُس جلسے مین
شریک ہون اور ملکہ مقناطیس بھی موجود ہون اُسوقت لطف ہو فیروزہ پہلے تو رویا کنیزون
سے کہتا تھا مین اپنے مان باپ سے چھوٹا کنیزون نے کہا نہ گھبراؤ شہنشاہ تمکو جہان سے
لائے ہین وہین پہونچادینگے فیروزہ ہنسنے لگا کنیزون سے چہل کر رہا ہی کبھی اُچک کے کسی کی
گود مین بیٹھ گیا خالہ امان کہکر کسی کے گلے مین ہاتھ ڈالا کسی سے کہتا ہی تم ہماری دُلھن ہو
ہمین دودھ پلایا کرو کہ ہم تیار ہون دن بدن دُبلے ہوتے جاتے ہین مان نے کہدیا تھا
کہ ای نور نظر جب تم دلھن کا دودھ پیو گے تب تیار ہو گے شکر کرتا ہون کہ مجھے دُلھن تو
دودھ والی ملی دودھ تو بڑے بڑے ہین لیکن جو انمین دودھ بھی ہو کہ میرا پیٹ بھرے
کنیزین ان باتون پر ہنستی ہین کہتی ہین ارے دُلھن کا دودھ پیے گا فیروزہ ہنسی کی باتین
کرتا ہی کنیزین خوب ہنستی ہین بعض بعض آوازے کستی ہین خونخوار جو باہر آیا کنیزون کو بلا کر
پوچھا لڑکا رنجیدہ تو نہین ہوا کنیزون نے بیان کیا پہلے تو روتا تھا جب سنا آپ کے اوصاف
بیان کیے کہ نہایت قدردان ہین تب چپ ہوا اور اب سب سے ہنسی دل لگی کر رہا ہے
دن تو یون گذرا شب کو خونخوار ابلق سوار وسط باغ مین جلسہ جما کے بیٹھا کنیزون سے
کہا اُس لڑکے کو لاؤ کہو نہایت تکلف سے آئے ہمارے سامنے بیٹھکر گائے کنیزون نے آکے

پوچھا میاں صاحبزادے تمھارا کیا نام ہے فیروزہ نے کہا مجھکو نیرنگ تان دراز کہتے ہیں
اتنی اتنی بڑی تانیں لیتا ہوں کہ اگر ناپوں تو دس بارہ گز سے کم نہ ہوں کہنز نے کہا میاں
نیرنگ چلو تمکو شہنشاہ بلاتے ہیں فیروزہ طنبورا ہاتھ میں لیے ہوئے محفل میں آیا دیکھا
خونخوار ابلق سوار مسند پر بیٹھا ہے تاج سر پر رکھے ہوئے کہا میاں نیرنگ آؤ انعام ہم
تمکو دینگے کہ تمھارے ماں باپ بہت خوش ہونگے پھر خونخوار نے پوچھا کیوں میاں نیرنگ
ماں باپ تمھارے زندہ ہیں فیروزہ نے کہا حضور ماں نے انتقال کیا جب ماں بیمار ہوئیں
باپ ہمارے گھبرائے ہوئے باہر گئے وہاں سے ایک عورت لائے ماں کو ہماری مار ڈالا
آخر کو ایک گڑھے میں جا کے ڈال دیا یقین ہے ماں ہماری گل گئی ہوگی گھر تو ڑا سا ہے
ایک کوٹھری میں رکھ چھوڑتے کہ زمین تو نہ کھاتی ہم کبھی کبھی ماں کی قبر پہ جاتے ہیں کچھ آواز
نہیں آتی میں لاکھ روتا ہوں جواب نہیں دیتیں بڑے میاں روز نئی عورت لاتے ہیں رات کو
اُسکے پاس سوتے ہیں صبح کو اُسے رخصت کر دیتے ہیں میں انھیں کو ہزار ہا روپے دیتا ہوں مگر
بڑے میاں جیسے جلتے ہیں میں ایسی بجاتے ہیں کہ طائر محو ہو جاتے ہیں انکو بھی آپکی صحبت میں
لاؤنگا خونخوار ابلق سوار نے کہا اب گاؤ زیادہ باتیں نہ بناؤ تمھارے باپ کو بھی بلائینگے
فیروزہ نے فوراً طنبورا اُٹھایا اسکو ملا کر یہ اشعار گانے لگا نظم

دل لگی غیروں سے بیجا ہے مری جان چھوڑ دے — ماں کہنا تیرے صدقے تیرے قرباں چھوڑ دے
عاشق جانباز کیونکر کوے جاناں چھوڑ دے — اپنا گھر کس طرح سے نیرستان چھوڑ دے
یہ نہیں کہتا کہ صیاد اب مجھے آزاد کر — دو گھڑی کو سیر گلگشت بیاباں چھوڑ دے
کون کافر پھر کرے سجدہ خدا کے سامنے — کیوں میٹھے مجھسے وہ بت اپنا ایماں چھوڑ دے
تنگ ہوں دق ہوں کوئی دم میں نکلجائیگا دم — چھوڑ دے دست جنوں میرا گریباں چھوڑ دے
غیر ممکن ہے جو بھولوں گھر ترا ای رشک حور — مجکو جنت میں اگر لیجائے رضواں چھوڑ دے
غمزہ بیجا نہیں اُٹھتے پھنکا جاتا ہے دل — گر میاں اپنی تو ای مہر درخشاں چھوڑ دے
پھر پھنسوں میں دام گیسو میں تو کافر جانیو — چھوڑ دے للہ اب اونا مسلماں چھوڑ دے
طوق پہنیں گے گلے میں مثل قمری سیکڑوں — نازکی رفتار او سرو خراماں چھوڑ دے

حسن کا جو یا ہون مدت سے ہین دیوانہ مزاج	مجکو پریون کے اکھاڑے مین سلیمان چھوڑ دے
یون بھلائی دل سے یاد صحبت رخسار و زلف	حفظ کرکے جس طرح سے کوئی قرآن چھوڑ دے

فیروزہ بڑے لطف سے میٹھا ہوا گا رہا ہے تمام اہل محفل بیٹھے ہوئے سن رہے ہین تعریفین اسکی
کر رہے ہین کنیزین کہتی ہین کہ کئی گائنین یہان آئین اور کیسا کیسا گائین لیکن یہ لڑکا کیا خوب
گاتا بجاتا ہے تھاتا بھی قیامت کا ہے ایسے گانے کو بادشاہ ہمارے بہت پسند کرتے ہین حقیقت
مین کھلونا ہے یہ باتین ہو رہی ہین کہ آسمان پر لکہ ابر نمودار ہوا خونخوار ابلق سوار نے کہا ملکہ عالم
تشریف لاتی ہین ہر ایک نے دیکھا عجب تماشا ہے وہ ابر قریب آکے پھٹا دیکھا دو جادوگرنیان
تخت پر سوار گرد چند کنیزین آکے تخت اترا خونخوار کھڑا ہو گیا کہا اے شاہان اقلیم حسن و جمال آج فرصت
کیونکر آتا ہوا دونون نے جواب دیا اسوقت صحبت مین بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا خیال مین آیا کہ
چلکر صحبت خونخوار کو دیکھین یہ آج صحبت مین کیسا جلسہ ہے خونخوار نے کہا اے ملکہ عالم یہ لڑکا
گوینے کا جو آیا ہے خوب ہی گاتا ہے ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار ترکیب سے بتاتا ہے تمھارے یہان
صحبت مین لاینگے کوہ سمن آرا کے دیکھنے کا بہت مشتاق ہے میخوار و سرشار دونون نے
گانا اسکے کا سُنا سنکر کہا اے خونخوار کل ہم جلسہ قرار دینگے تم جو آنا اسکو ساتھ لیکر آنا خونخوار
نے اقرار کیا تھوڑے عرصے تک میخوار و سرشار دونون ٹھہرین آخر خونخوار سے وعدہ کرکے
اسی وقت تخت پر سوار ہوئین ابر سرخ مین چھپکر طرف کوہ سمن آرا کے روانہ ہوئین دوسرے
دن خونخوار نے چلنے کی تیاری کی تخت تیار کیا ابر سیاہ بنایا آپ تخت پر سوار ہوا اسی ابر
سیاہ مین طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے طرف کوہ سمن آرا کے چلے یہان میخوار و سرشار
جلسہ آراستہ و پیراستہ کیے انتظار خونخوار ابلق سوار کا کر رہی ہین آپس مین کہہ رہی ہین
کہ خونخوار نے کیا عمدہ گویا ممکن کیا ہے آج اسکو بھی لاینگے یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ سامنے سے
پیدا ہوا میخوار و سرشار برائے استقبال خونخوار اٹھین میخوار و سرشار نے کہا کیون
میان نیرنگ تمھارا مزاج تو اچھا ہے فیروزہ نے کہا آپ لوگون کے حق مین دعا ہین
کیا کرتا ہون یہ کہکے فیروزہ بیچ صحبت مین بیٹھا طنبورا نکالا طنبورا ملایا اور یہ غزل عاشقانہ
گانا شروع کی

غزل

عنایت کی نظر ہمپر نہین ہے
وہ آنکھ اب تیری او دلبر نہین ہی

نہین بیوجہ اپنی آہ وزاری
محبت یار سے کیونکر نہین ہے

رگڑ تو شوق سے خنجر گلے پر
سرک جاے یہ ایسا سر نہین ہی

فریب یار ثابت ہی مجھے بھی
مگر قابو مرا دل پر نہین ہی

مین فرقت مین گلا کاٹونگا اپنا
چھری لاؤ اگر خنجر نہین ہی

اُٹھاؤن ناز کس کس بت کے یارب
کلیجہ ہی مرا پتھر نہین ہی

حسینون کی محبت چھوڑ اے دل
ترا یہ شغل بھی بہتر نہین ہی

ہماری جانکنی پہ ہنستے ہین +
تجھے خوف خدا کافر نہین ہی

نہ بجھا آتش شوق او محبت
مرا سینہ ہی کچھ مجمر نہین ہی

سمجھایا ہی جو کچھ غیرون نے صاحب
تمھارے واسطے بہتر نہین ہی

نہ دے تکلیف ہو فرقت مین ساقی
یہ جام زہر ہے ساغر نہین ہی

بحمد اللہ ہوئی فی الجملہ تخفیف
وہ زور عشق غارتگر نہین ہی

مین رویا دیکھ گور رند مغفور
لحد پہ گل کی بھی چادر نہین ہی

فیروزہ نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ سیجو اور سرشار تعریفین کرنے لگین کہتی ہین کہ ای نیرنگ کیا خوب گاتے ہو فیروزہ دستبستہ عرض کرتا ہی حضور یہ گانا آدھا ہے اگر بڑے میان ہوتے تب آپ لوگ میرا گانا سنتے اگر بڑے میان ستار بجائین اور مین گاؤن تو بڑے بڑے کمال ظاہر ہون وہ پرانے گویّے ہین بہت سی باتین ایسی ہین کہ اُنکے ہونے پہ موقوف ہین وہ باتین غلام کی زبان سے نہین نکلتین سیجو اور سرشار نے کہا کہ میان نیرنگ اپنے باپ کو لاؤ تمھارے گانے نے انکا بھی مشتاق کیا فیروزہ نے کہا اگر ملکۂ عالم مین جاؤن تو اُنکو بلا کر لاؤن جس دن وہ آئینگے اُسدن محفل مین ایک ہنگامہ ہوگا سب کام مین ہی کرونگا وہ اب ضعیف ہوے اُنکے ہاتھ پاؤن سے نہین ہوسکتا مگر مین اُنکے اشارون پر کام کرونگا اُنکا صحبت مین ہونا کافی ہو تانسین کے ذات سے ہوتے ہین دروازے پر ہمارے ایلی کا پیر ہی جو نیاگو یا ارادہ کرتا ہی ہمارے دروازے

اگر درخت سے پتیان توڑ توڑ کر کھالیتا ہو تب اسے گاتا آتا ہو ابتک ہمارے گھر بھر کا یہ فخر ہے
اسقدر فیروزہ نے اپنے باپ کا مشتاق کیا کہ خونخوار نے کہا میان نیرنگ حقیقت یہ ہی
کہ تمھارے باپ بڑے کامل واکمل ہین فیروزہ نے کہا میرے جانے کی تدبیر بتایئے کہ مین اپنے
باپ تک پہونچون خونخوار نے کہا اس باغ سے نکل کر جب باہر جاؤگے وہان پہاڑی جنگل
ملیگا جس جنگل مین بیٹھے تھے اپنے والد کو لیکر وہین آنا ہم بلوالینگے میخوار و سرشار نے کہا میان
نیرنگ دن کا وعدہ کر جاؤ کہ کونسا دن ہوگا اور قدر شناسون کو ہم بلا لینگے سب جمع ہون اُن
ساحرون کا جمع ہونا واجب ولازم ہی جب وہ قدرشناس جمع ہون تب تمھارے گانے کی قدر
کرین اور بہت کچھ تمکو ملیگا فیروزہ نے قول دیا کہ کل کے دن مین جاکر والد کو ڈھونڈھونگا
پرسون شام کو مین اسی نخل کے سائے مین ٹھہرونگا فیروزہ یہ سب باتین کرکے ان سب سے
رخصت ہوا تھوڑا راستہ طے کر کے اُسی صحرا مین پہونچا کچھ عرصہ گذرا تھا کہ لشکر بادشاہ اسلام
بڑے کروفر سے آکے پہونچا فیروزہ جاکے بادشاہ سے ملا تمام کیفیت بیان کی کہا کہ مین
کوہ شمس آرا پر ہو آیا میخوار و سرشار بہت مشتاق ہین مین وعدہ کر آیا ہون حضور کو
میرے ہمراہ چلنا چاہیے سب باتین تو مین آپ کرونگا حضور صرف بیٹھے رہین باقی سب
کام مین کرونگا اب فیروزہ نے رنگ روغن عیاری کا لگایا بادشاہ کو ایک مرد ضعیف
کی صورت بنایا سر پر عمامہ باندھا کرتا چکن کا پہنایا پرانی چال کا مشروع اُسکا پاجامہ بھاری
جوتا زردوزی کھیلا اتنا پرانا کہ مال تو اسکا اُڑ گیا زردتاگا باقی ہے بادشاہ صورت مین
آفتاب عالمتاب تھے فیروزہ نے جو یہ قطع بنائی بادشاہ بہت شرمندہ ہوے فرمایا مین
اس قطع سے نہ جاؤنگا عیاری کی باتین کیونکر کر سکونگا مین طنبورا کیونکر بجاؤنگا فیروزہ
نے کہا آپ زبان نہ ہلائیں مین سب کام کرونگا سب کا خاتمہ کردونگا ایسا نشان ملا اور
ایسے شخص کا سامنا ہوا کہ ان سب کا افسر ہے بخوبی سمجھا کر بادشاہ کو اُسی نخل کے سائے
مین فیروزہ لایا دن قلیل باقی ہی فیروزہ انتظار کر رہا ہی کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا
فیروزہ نے کہا سنبھل کر بیٹھے خونخوار ابلق سوار آتا ہی نہایت سخر و ساحری مین مشاق
شہرۂ آفاق ہی میخوار و سرشار دونون بہنین اسکی معشوقہ ہین بادشاہ کا رنگ رو متغیر

طنبورا لیے بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ فیروزہ تمنے عجب آفت مین ہمکو پھنسایا ہے دیکھین انجام
کیا ہو کہ ابر آنکر بر سر شجر لہرایا ابر شق ہوا خونخوار ابلق سوار ابر سے ظاہر ہوا فیروزہ کو دیکھکر
بہت خوش ہوا کہا اے نیرنگ وعدے کے تو بہت سچے ہو فیروزہ نے کہا یہ کمترین عرصہ سے
انتظار کر رہا ہو والد ماجد کو تلاش کر کے لایا ہے اس ضعیفی وقت مین ہر ایک مقام پر نہین جاتے
ہین جنگلون مین جابجا جہان برت ہے وہان جاتے ہین انکو گانا سناتے ہین مین ڈھونڈھنے جو نکلا
ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک جنگل مین پہونچا دیکھا ایک نخل کے سایے مین باواجان بیٹھے
ہین اور جنگل مین ہزارہا ماران سیاہ و اژدہے جمع ہین بڑے میان صاحب بیٹھے ہوے
گا رہے ہین ماران سیاہ کنڈلے کھولے ہوے لہرا رہے ہین تھوڑے عرصے مین ماران سیاہ
بھاگے اپنے اپنے بلون مین گئے ایک ایک روپیہ منھ مین دبا کے لائے بڑے میان کے آگے
رکھ رکھ کے چلے گئے مین اسوقت انکو بہ خوش آمد لایا ہون ورنہ فرماتے تھے ایسے ایسے کئی
جنگلون مین میری برت ہے سال بھر کے بعد آتا ہون سال بھر کا خرچ ان سب موذیون سے
لیجاتا ہون مین کسی بادشاہ یا وزیر کے سامنے جا کے کیا کرون ایسا کون مجھے دینے والا ہوگا
مین نے آپکا نام لیا کہ خونخوار ابلق سوار بادشاہ جلیل سیمخوار و سرشار دونون انکی
معشوقین اسقدر دینگی کہ مال اٹھا نہ سکیگا بڑے میان بمشکل آئے ہین مین سمجھا کے لایا
ہون اس عمر مین بڑے لالچی ہین چاہتے ہین جس صحبت مین جاوٴن روپیون کے مارے
پاوٴن خونخوار نے کہا اے نیرنگ نہ گھبراوٴ ہم تم دونون باپ بیٹون کو راضی کرینگے سیمخوار و سرشار
بھی فیاض و سخی ہین اے نیرنگ ایسا کچھ دینگی کہ بڑے میان سب کو بھول جائینگے نیرنگ
نے کہا مین بھی ایسا راضی کرونگا کہ ساری محفل راضی ہو جائے خونخوار نے دونون کو
تخت پر سوار کیا ایکطرف کو وہ چمن آرا کے چلا یہان سیمخوار و سرشار باغ مین اپنے
روشنی کرا رہی ہین جلسہ آراستہ کیا انتظار کر رہی ہین کہ دیکھا ایک ابر اٹھا سیمخوار و سرشار
نے مصاحبون سے کہا خونخوار تو آتے ہین دیکھیے جو نیرنگ کو بھی لائے ہون کہ ابر
آکر سامنے بیٹھا دیکھا میان نیرنگ گلنار جوڑا پہنے ہوے آگے بڑے میان پیچھے
میان نیرنگ موٴدب بیٹھے ہین باپ کے سر پر مگس رانی خود کر رہے ہین سیمخوار و سرشار

واسطے استقبال خونخوار کے اُٹھیں خونخوار نے تخت اُتارا بڑے میان اُترے فیروزہ
نے بڑھکر میخوار و سرشار سے کہا بابہ ہمارے انتہا کے بدمزاج ہین اس بڑھاپے مین
بگا نیوالون کے سرکا تاج ہین کوئی اُنسے بات نہ کرے فقط اُنکے آنے کی برکت ہو میخوار و سرشار
خوشی بھر رہی ہین کہتی ہین آج ہمارے یہان وہ نایاب جلسہ ہوکہ عجب نہین جو خداوند
ہفت پیکر بھی آئین میگونہ و شبگونہ کو بھی نامے لکھے ہین سب شاہزادیان آئینگی بڑے میان
تو ایک گوشے مین آ بیٹھے فیروزہ سب کو منع کرتا پھرتا ہو صاحبو بڑے میان سے بات نکرو
ایسا نہو کہ بگڑ جائین کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار نمایان ہوا دیکھا میگونہ و شبگونہ دو شاہزادیان
تخت پر سوار لکۂ ابر گلنار کرڈکتا ہوا آکر ابر پھٹا میگونہ و شبگونہ آکر اُترین میخوار و سرشار سے
دریافت کیا گویا کون آیا ہو ہمنے بھی گانے کا حال سنا دل مین شک پیدا ہوا ای میخوار یہ وہ زمانہ
ہو کہ ساحر جابجا چھپتے پھرتے ہین ہر ایک کو یہی خوف ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام فتح کرتے ہوے
پہلوانون سے لڑتے بھڑتے ہوے ساحرون کو قتل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایسا نہو کہ انکا
عیار گویا بنکر آیا ہو ذرا امتحان کر لیجیے گا ایسا نہو عیاران اسلام کہ ہمارے روزگار ہین اُنمین سے
کوئی عیار گویے کی شکل بنکر یہان گھس آیا ہو میخوار و سرشار نے طرف فیروزہ کے اشارہ
کیا کہ خونخوار اسکو لایا ہو آج اپنے باپ کو میان نیرنگ لاے ہین بڑے سحر کے کا آج جلسہ ہوگا
جو تمنے بیان کیا اُسکا ہمین خوف نہین ہو راہ کے نگہبان میان خونخوار موجود ہین عیار ہمارے
جلسے مین کیا آسکتا ہو ہر چند میگونہ و شبگونہ نے کہا مگر میخوار و سرشار یہی کہے گئین کہ
ہمارے یہان عیار نہین آسکتا وہی راستہ آنے کا تھا خونخوار پہلے ہی روکتا اگر اُس راستے
سے عیار آتا تو زندہ رہنا اُسکا دشوار تھا میگونہ و شبگونہ چپ ہو رہین کہ لکۂ ابر مروارید ی
آسمان پر اُٹھا خونخوار نے کہا یہ کون آتا ہو میخوار و سرشار نے کہا بی مقناطیس آتی ہین
یہ متردد ہوا مگر پھر سوچا کہ مصاحبان خداوند سے ہین سرشار و میخوار نے کہا کہ ہمنے نامہ لکھا تھا کہ
ضرور ضرور بی مقناطیس تم بھی آؤ ہمارے دھارے پر آتی ہین ابر قریب قصر کے آکے پھٹا
سب نے دیکھا مقناطیس تخت پر سوار چند کنیزین ساتھ تخت اُڑاتی ہوئی آئین آکے اُترین
پہلے بنگاہ حیرت فیروزہ کو دیکھا میخوار نے کہا میان نیرنگ کے باپ وہ گوشے مین بیٹھے ہوے ہین

گانے میں انکا مثل و نظیر نہیں ہو لڑکے کو کیسا بتایا کیا مزے سے گاتا ہو ایک لفظ کو ہزار ہزار طرح سے بتاتا ہو اور گانا اسکا صاحب تاثیر ہو طائران ہوا آسمان سے اتر آتے ہیں شیر کے پہلو میں آکر روباہ بیٹھتا ہو پہلوے باز میں کنجشک با فکار سے باز رہتا ہو اور آج تو وعدہ کیا ہو کہ گانے کے علاوہ اور کمال بھی دکھائینگے سننے والے خوش ہو جائینگے مقناطیس تو خاموش ہو کر ایک گوشے میں بیٹھی خونخوار جمال جہان آرا سے مقناطیس کو دیکھ رہا ہو کبھی وجد میں آتا ہو کبھی تعریفیں کرتا ہو کبھی مصاحبوں سے کہتا ہو میں تو جمال مقناطیس دیکھکر بیتاب ہو گیا یہ دل کی کیفیت ہو۔ نظم

ہم جو خاموش دم فکر سخن بیٹھے ہیں — ڈھونڈھنے کو ترا مضمون دہن بیٹھے ہیں
ایک دن ہچکی بھی فرقت میں نہ آئی افسوس — مجکو بھولے ہوے یاران وطن بیٹھے ہیں
نہیں آتا جو وہ قاتل تو اجل ہی آئے — کب سے پاس اپنے لیے اپنا کفن بیٹھے ہیں
بزم ماتم مری کیونکر نہ بنے رشک چمن — میرے پھولوں میں کئی غنچہ دہن بیٹھے ہیں
نہ اٹھا کو مجھ دلدار سے دم لینے دے — بھرتے بھرتے ابھی ای چرخ کہن بیٹھے ہیں
خرچ اک دن کا ہو قارون کا اگر گنج بھی ہو — جب تلک پاس مرے سیم بدن بیٹھے ہیں
باغبان پھولا سماتا نہیں ہیں سبو اس میں — آج گلشن میں کئی رشک چمن بیٹھے ہیں
للہ الحمد کہ غربت میں وہ راحت پائی — دل سے بھولے ہوے ہم یاد وطن بیٹھے ہیں
زیر گردون نہیں آرام کی صورت کوئی — سب اٹھانے کو یہان رنج و محن بیٹھے ہیں
دل شگفتہ ہو ذرا بات کرای غنچہ دہن — ہم بڑی دیر سے مشتاق سخن بیٹھے ہیں
مٹی دروازے کی آنکے لیے جاتے ہیں بعض — وقت کے اپنے مسیحا جو وہ بن بیٹھے ہیں
دیکھکر طرز خرام اس بت وحشی کا مرے — چوکڑی بھولے ہوے اپنی ہرن بیٹھے ہیں
چند باتیں جو لکھی ہیں وہ سنا دے ای رند — آج محفل میں کئی اہل سخن بیٹھے ہیں

اس طور سے ان اشعار کو پڑھا کہ ملکہ نے آواز خونخوار کی سنی غصے میں پلٹ پڑیں کہا کہ ای خونخوار یہ اشعار کیسے پڑھے ذرا ہم تو سنیں اتنا جو مقناطیس نے غصے سے کہا خونخوار گھبرایا جواب دیا نہیں ملکہ مجھے اور کچھ خیال تھا اگر معاف فرمایئے تو عرض کرون مقناطیس کے

کہا بیان کرو ہم مشتاق ہین کہ کس وجہ مین اشعار پڑھ رہے ہو مگر مقناطیس حیران حیران
طرف فیروزہ کے دیکھ رہی ہی کہ فیروزہ بڑے میان کو کہان سے لایا ہی ای مقناطیس یہ
بڑے میان کون ہین بڑی مشکل کی بات ہی کہ فرزند عمرو ہو کر سعد شہریار کو نہ لایا اس
حیرانی مین تھی جو سعد شہریار سے بھی آنکھ مل گئی بادشاہ اسلام نے اشارہ کر کے اپنے کو
سمجھوایا مقناطیس حیران ہو گئی کہ یہ عیار بلا ہے ہین کہ ایسے آفتاب جمال کو بڈھا بنا کر لایا جب
یقین کامل ہوا کہ یہ بادشاہ اسلام ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب بھر آگیا مگر خونخوار نے
میخوار و سرشار کی طرف سے منھ پھیر کر ملکہ مقناطیس سے ہاتھ باندھ کے کہا مین غلام و
تابعدار ہون امیدوار ہون کہ مجکو اپنے ساتھ لیجلیے مثل چاکران کمترین کے حاضر خدمت
رہونگا ملکہ مقناطیس کو بہت ناگوار ہوا کہ ایسا نہو شہریار سمجھ جائین تو باعث خرابی ہو مگر
شہریار خاموش بیٹھے ہین میگونہ وشبگونہ کو یہی خیال ہی کہ مقناطیس کیسی باتین خونخوار
سے کر رہی ہو اور یہ گانے والا دم بدم میخوار و سرشار سے تقاضا کرتا ہو کہ کلید میخانہ
مجھے دیجیے مین ساقی گری کرون آپ لوگ لطف صحبت اٹھائین میگونہ وشبگونہ
اپنے مقام سے اٹھین سامنے فیروزہ کے آئین کہا کہ میان گویے صاحب آپکو ساقی گری
مین بہت بڑا دخل ہی فیروزہ نے دیدہ دلیر کر کے کہا کہ حضور یقین تو ہی کہ مثل میرے کوئی
اس کمال مین دخل نہ رکھتا ہوگا جلسہ تیار ہی سب شاہزادیان موجود ہین ایک ایک
جام پیین لطف صحبت بڑھے کلید مرحمت ہو خونخوار کے سوال سے مقناطیس کو نہایت
ملال ہوا جواب دیا کہ ای خونخوار اپنے ہوش مین آؤ بے شراب کے پیے بیہوشی کی باتین
کر رہے ہو جانتے ہو کہ مین خداوند ہفت پیکر کی خدمت مین جاتی ہون انکی مصاحبون مین
مشہور ہون خداوند میرے حال پر کیسی پرورش فرماتے ہین یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ
کوہ سمن آرا پر جانا میخوار و سرشار کی حفاظت کرنا مین خاص اسواسطے آئی ہون کہ دیکھون
کیا رنگ ہی میخوار و سرشار نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو لاکے دی فیروزہ جھپٹ کر
میخانے مین پہونچا تعجیل شراب مین بیہوشی ملائی گلابیان لیکر نہایت ہی سلیقہ سے صحبت مین
آیا جس رنگ کی شراب ویسی ہی گلابی جیسے ہی لاکے صحبت مین رکھی فیروزہ نے تو

پاؤن مین گھنگرو باندھے میگونہ دشتگونہ نے سحر کیا گلابیان آپس مین لڑنے لگین لڑلڑ کر
ٹوٹین شراب شعلہ بنکے اڑی ایک شعلہ اسمین سے فیروزہ کے بھی چہرے پر گرا کہ رنگ و
روغن عیاری کا اڑگیا اب تو فیروزہ گھبرایا میگونہ دشتگونہ نے کہا اے مینخوار و سرشار
اس شراب مین بیہوشی ملی تھی مین نے یہی سحر کیا تھا کہ اگر شراب مین بیہوشی ملی ہو تو یا خداوند
ہفت پیکر بچائیے دیکھو شراب اڑ گئی گلابیان بھی ٹوٹ گئین صورت گھٹنے والے کی
بدلی مینخوار و سرشار تو خاموش ہوئین حیران حیران دیکھ رہی ہین مگر خونخوار تیغہ برہنہ
کھینچکر اٹھا کہ فیروزہ کا سر کاٹ لون مقناطیس نے کہ قریب خونخوار بیٹھی تھی کارد سہ
نکالکر خونخوار پر کھینچ ماری خونخوار کے پہلو کو توڑ کر کارد پار گذری خونخوار لڑکھڑا کر گرا مینخوار
و سرشار نے کہا اے مقناطیس یہ کیا کیا مقناطیس نے کہا تمنے نہین سنا کہ یہ کیا
کیا کہتا تھا صاحب خداوند سے ایسا فقرہ میگونہ دشتگونہ نے کنیزون کو اشارہ کیا
کہ اس عیار کا سر کاٹ لو کنیزین طرف فیروزہ کے چلین سعد بن قباد اپنے مقام سے
جھلا کے اٹھے تیغہ کھینچا اپنے نام نامی کا نعرہ کیا۔ نعرہ بادشاہ اسلام - شاہ
شاہان فریدون حشم * بہار گلستان کاؤس و جم * تلوار پکڑ کر اہل جلسہ پر جا پڑے جسنے
گولہ مارا سعد کا عکس جو اس گولے پر پڑا تعویذ علیہ درویش کامل جو انکے بازو پر بندھا تھا اپنا
اثر دکھایا گولہ الٹا پلٹا کسی ساحرہ کے سینے پر پڑا کہ سینے کو اسکے توڑ کے پار گذرا فیروزہ بھی
خنجر کھینچکر کھڑا ہو گیا کئی کنیزون کو مار کے اسنے بھی گرا دیا کسی پر خنجر مارا کسی کو حباب مار کر گرا دیا
مینخوار و سرشار نے جو دیکھا کہ صحبت مین ہماری بادشاہ اسلام کیونکر آئے کئی کنیزین مر کے
گرین خونخوار ایسا ساحر مارا گیا واسطے خونخوار کے آنکھون مین آنسو بھرے انھون نے بھی
سحر کیا اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ مقام کوہ سمن آرا ہے دشمن کا اب اسپر بھی
قبضہ ہوا چاہتا ہے اپنی کنیزون کو بچائیے ہماری مدد کو آئیے کہ یکایک اندھیرا ہوا پہاڑ
تھرایا بادشاہ یا تو مجمع ساحران مین لڑ رہے تھے یا یہ معلوم ہوا کہ جس تختہ سنگ پر مین کھڑا
ہون وہ تختہ سنگ مجکو اڑائے لیے جاتا ہے ایک تختہ سنگ پر فیروزہ بھی ہمراہ ہے بعد
تھوڑی دیر کے وہ دونون پتھر اس مقام پر جا کر گرے جس مقام سے خونخوار سعد و فیروزہ

کو لیگیا تھا اُسی نخل کے نیچے اپنے کو پایا مگر حیران حیران فیروزہ سے فرماتے تھے کہ فیروزہ یہ کیا انقلاب ہوا کوہ یمن آرا پر نہین معلوم کیا گذری ملکہ سقناطیس وہان تنہا ہین فیروزہ نے عرض کی ای شہریار یہ باعث سحر میخوار و سرشار ہو انکی خبر بھی ملیگی اب تو آپ کو یہین کی سے جدا ہوے اپنے لشکر ظفر اثر مین چلیے تب ملکہ سقناطیس کا حال دریافت ہوگا بادشاہ مجبور و ناچار فرماتے تھے ای فیروزہ میگونہ وشگونہ کو پہلے ہی شک گذرا تھا آخر اُنھون نے سحر کیا اور تمام حال کھولا گا بیان ڈھین شباب شعلہ جگر اُڑ گئی آخر کو فساد چڑا سقناطیس کا حال کیونکر دریافت ہو واسطے سقناطیس کے حال ابتر ہو دل بیقرار ہی

نظم

سر کے بل جاتے ہین گھر سے سوئے صحرا کیسے — کیون جنون آ ہم بھی ہین آمادۂ سودا کیسے
گھل گئے اُسکی جدائی مین سراپا کیسے — مضمحل ہوگئے دو روز مین اعضا کیسے
کس طرح سے نہ کہین حسن مجسم عاشق — دیکھین آئینے مین ہین آپ سراپا کیسے
یاد ہو گلشن تجھے جب فصل بہار آتی ہے — نالے ہم کرتے ہین او بلبل شیدا کیسے
چشم عبرت سے ذرا سیر چمن کر غافل — مل گئے خاک مین لاکھون گل رعنا کیسے
مرض ہجر نے رنجور کیا ہے ایسا — تم بھی آؤ تو نہ اچھے ہون مسیحا کیسے
کونسا ننگ گوارا نہ کیا اُلفت نے — اور بتلاے کوئی ہوتے ہین رسوا کیسے
آگئی لہر جو دلبر ترے ای قلزم حسن — پھوٹ کر روئے ہین کل ہم لب دریا کیسے
حسرت آتی ہو تجھے چاک گریبان پہ مرے — دوڑے جاتے ہین سودائی صحرا کیسے
بت سے مطلب تھا نہ کچھ کام تھا الفت سے ہمین — دفعۃً پڑ گئے آفت مین خدایا کیسے
آج اُس گل سے کیا دعوئے ہمچشمی کا — شہرے سنتے تھے ترے نرگس شہلا کیسے
بار عصیان سے ہوا ہو مرا مژدہ عباری — دیکھیے اُٹھتا ہو یارب یہ جنازا ایسے
جوشش ازین رند خرابات نشین تھے کیسے — بنگلے اب بیٹھے ہین رہبان کلیسا کیسے

فیروزہ نے سمجھایا کہ حضور زیادہ ملول نہون اپنے لشکر مین چلیے مین جا کر باغ سے ملکہ عالم کی مفصل خبر لاؤنگا آپ اسقدر رنج نہ فرمایئن آپکے کبیدہ خاطر ہونے سے میرے ہوش و حواس اُڑے جاتے ہین دیکھیے کیا معرکہ گذرا آخر مین میخوار و سرشار نے ایسا سحر کیا کہ آپ

وہاں سے ہٹ آئے فیروزہ بادشاہ کو سمجھا کر لشکر میں لایا لشکر میں بادشاہ کو ٹھہرایا سردار بادشاہ کو دیکھکر بہت خوش ہوے حال پوچھنے لگے فیروزہ بادشاہ کو پہونچا کر طرف باغ ملکہ مقناطیس کے روانہ ہوا باغ میں آکے دیکھا کنیزیں حیران بیٹھی ہیں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ میخوار و سرشار نے بڑا ستم کیا ہماری مالک کو دم دے کے قید کیا ایک کنیز کہ رہی ہے کہ میں اپنی جان بچا کے نکل بھاگی میخوار و سرشار نے بعد جانے بادشاہ کے ہماری ملکۂ عالم کے آگے ہاتھ جوڑے کہا بیٹھیے ایک جام شراب پی لیجیے پھر آپکو اختیار ملکہ بیٹھکر شراب پینے لگیں شراب پیتے ہی ملکہ کے ہوش اڑے ایسے حرکات خلاف کرنے لگیں میں نے جب ملکہ کو اس حال میں دیکھا تو میں کام کے حیلے سے اٹھی جب باغ سے بھاگ کے باہر نکلی تو ہلڑ ہوا کہ مقناطیس کو پکڑ لو بیہوشی ملا کے شراب پلائی تھی ملکہ سحر نہ کرسکیں انکو گرفتار کر لیا میخوار و سرشار نے یہ جرم رکھا کہ خونخوار کو کس خطا پر مارا ملکہ فرماتی ہیں کہ مجکو اسنے کلمات سخت کہے مجھے بادشاہ سے کوئی تعلق نہ تھا مجھسے ایسی باتیں کہیں اور چاہتا تھا مجھپر ہاتھ ڈالے میں نے اپنا حفظ ناموس کیا کار و سحر ماردی میخوار و سرشار نے بارہ ہزار ساحر جمع کیے اور ملکہ کو اڑا بے پر سوار کیا ہی خدمت میں ہفت پیکر کی لیجائینگی اسی باغ کے دروازے سے قید جائیگی اس باغ پر بھی میخوار و سرشار قبضہ کرینگی فیروزہ نے یہ سب خبر دریافت کی خدمت میں بادشاہ کی آیا شاہ رات بھر تڑپتے ہیں ہر چند امرا و وزرا سمجھاتے ہیں لیکن بادشاہ فرماتے ہیں یارو کیا کہوں جو مجھپر گذرتی ہے میرے تو قلب کی عجب کیفیت ہے دل کی بڑی حالت ہے اب تو یہ نوبت ہے۔ نظم

ہوں سرفروش جان کا خوف و خطر نہیں	ان قدموں کی قسم مجھے پروائے سر نہیں
اب آپکی وہ آنکھ نہیں وہ نظر نہیں	ثابت ہوا کہ چشم عنایت ادھر نہیں
کوئی دوا فراق میں کوئی اثر نہیں	گر درد سر یہی ہے تو اک روز سر نہیں
عاشق انھیں یہ کہتے ہیں کیا جانیں جوہری	دندان و لب ہیں یار کے لعل و گہر نہیں
وہ بت فروغ حسن سے پتلا ہے نور کا	دیکھے نگاہ بد سے یہ ثابت بشر نہیں
سودا اسے عشق زلف مرے سر کے ساتھ ہی	بے سر کے کاٹے جائے یہ وہ درد سر نہیں
بیچا تنا ہوں خوب تہ کر جلسا زبان	یہ خط تو میرے یار کا ای نامہ بر نہیں

کیا جلوہ ماہتاب کا مہتاب ہوں پہ ہے	یاد رخ سے خبر آج وہ رشک قمر نہیں
کھویا گیا ہوں وادیٔ الفت میں کیسا زار	برسوں گذر گئے مجھے اپنی خبر نہیں

رات بھر تڑپ کے بادشاہ نے بسر کی مصاحبوں میں بیٹھے ہیں کہ فیروزہ آ کے پہونچا تمام کیفیت
بیان کی عرض کی حضور چل کے قریب باغ مقناطیس کے ٹھہریں جب تھیما دہر سے
گذرے شبخون ماریے بادشاہ نے اس امر کو قبول کیا ہرچند فیروزہ نے کہا زیادہ فوج کی
ضرورت نہیں ہے لیکن مشکبار نے عرض کی حضور کنیز کو ضرور ہمراہ لے لیں یہ کنیز ملکہ مقناطیس کو
رہا کریگی رہا کر کے مقناطیس کو کوہ سمن آرا پر چلیے گا میخوار و سرشار کی بھی تدبیر ہوجائیگی
بادشاہ ملکہ مشکبار کو اور دو سو سواروں کو مع فیروزہ کے لیکر قریب باغ مقناطیس کے
آئے ایک درۂ کوہ میں آ کے اُترے دوسرے دن دیکھا طرف سے کوہ سمن آرا کے گرد
اُڑی بادشاہ نے دیکھا کئی ہزار ساحر اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے بیچ میں ارابے پر مقناطیس
سرشار و میخوار کے دو ساحر زبردست گینڈوں پر سوار لشکر کو لیے ہوئے آتے ہیں بادشاہ کو
تاب نہ ہی ہرچند فیروزہ نے کہا اے شہریار تامل فرمائیے جس مقام پر یہ اُتریں گے وہاں چلکر
شبخون ماریے گا بادشاہ نے نہ مانا اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہوئے دو سو سوار لیکر پہاڑ سے
نکل کے نعرہ کیا نعرہ سعد بن قباد سنم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس جم +
دو تین سواروں سے آگے گرز جسکے ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوگئے مشکبار تڑپ کے
آسمان پر پہونچی برق بنکر ارابے پر ملکہ مقناطیس کے گری کئی ساحروں کے سر اُڑا دیے
زبان سے ملکہ مقناطیس کی سوزن نکالی کہا بن اٹھو نعرۂ شاہ کی صدا سنکر مقناطیس خوش
ہوگئی تڑاپ کر اُٹھی اُٹھ کے لڑنے لگی ایک طرف بادشاہ شمشیر زنی کر رہے ہیں ایک جانب
مشکبار مصروف جنگ بادشاہ لڑتے بھڑتے ہوئے قریب کرگدن سوار کے پہونچ گئے ساحل
جادو کہ افسر لشکر ہو بادشاہ کا اُس سے مقابلہ ہوا بادشاہ پر ساحل نے کئی سحر کیے تاثیر
نہوئی بادشاہ نے مرکب مہمیز کر کے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ساحل جو کنارۂ عدم پہ کھڑا ہوا تھا غرق
دریائے لعنت ہوا دوسرا ساحر افسر بیکنار جادو اُسنے جو اپنے بھائی کا مردہ دیکھا تڑپ کے
بادشاہ پر جا پڑا بیکنار نے بھی کئی سحر کیے دریائے سحر حائل کیا بادشاہ نے مرکب

دریا مین ڈالدیا دریا بیچ مین سے شق ہوا بادشاہ برابر بیکنار کے پہونچے بیکنار نے پھر سحر کیا
دریاے قہار ظاہر ہوا اُس دریا سے ہزارہا مچھلیان نکلنے لگین گرد بادشاہ کے پھرتی ہین نہنگان
خون آشام دریا سے نکلتے ہین بادشاہ کے قریب آتے ہین اور پھر دریا مین غوطہ مارکے غائب
ہوتے ہین کئی نہنگ نکلے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ پر اُنکا حملہ کارگر نہین ہوتا شاہ جسے ہاتھ
مارتے ہین وہ نہنگ غوطہ مارکر غائب ہوجاتا ہو مچھلیان دریا سے بعد جوش وخروش
نکلتی ہین گرد بادشاہ کے پھرتی ہین آخر مین پھر دریا مین گرتی ہین اس ارادے سے نکلتی ہین
کہ بادشاہ کے لپٹ جائین قریب آکر تھراتی ہین بادشاہ سے لپٹ نہین سکتین کسی مچھلی نے
دامن دبالیا کسی نے خود پر دم ماردی کوئی مرکب سے لپٹ گئی مرکب سُم مارتا ہو مچھلی کا سر
کچلتا ہو جب کئی مچھلیان مرین تب دریا خشک ہوا بیکنار نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ
نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ایک ہاتھ مارا کہ بیکنار بھی دریاے طاقت مین
ڈوبا مشکبار و سقناطیس نے لشکر تباہ کیا خیمے بارگاہین لوٹ لین باقی جو زندہ بچے وہ طرف
صحرا کے بھاگے بادشاہ اسلام بہ فتح و فیروزی سقناطیس جادو کو اپنے ہمراہ لے کے چلے آگے
آگے بادشاہ پشت پر سرداران شمشیرزن ایک طرف سقناطیس اور ایک طرف مشکبار
کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم افلاک آسمان سیر اے سقناطیس تیرا حال قدرت کو معلوم
ہوا اجل تجھکو خداوند نے یاد فرمایا ہو سب نے دیکھا آسمان سے ایک عقاب تڑپ کے
گرا سقناطیس جادو کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا سقناطیس نے آواز دی اے شہریار کنیز کو ساحر
لیے جاتا ہو بادشاہ نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر نکالا تیر بچلہ کمان پیوست کرکے
مارا سینے پر عقاب کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سقناطیس پنجے سے چھوٹی تراب کر خدمت
مین بادشاہ کے آئی کہا اس دست و بازو کے قربان ہو جاؤن کیا حضور نے تیر مارا افلاک
آسمان سیر مارا گیا حضور نے کیا کمال کیا مگر آج طریقے سے معلوم ہوا کہ اب ہفت پیکر
کو میری بغاوت کی خبر ہو گئی یہ افلاک آسمان سیر وہین سے آیا تھا غلام ہفت پیکر
کا تھا ستر اسی ہزار غلام اُسکے ایسے ہی ہین ایک ایک آفت روزگار بلاے زمانہ بے نظیر
وساحری مین یگانہ ہی معلوم ہوتا ہو کہ اسکو خبر ہماری معلوم ہو گئی اب اور آفتین

بر پا کرینگا اب آپ کوہ سمن آرا پر چلیں وہاں قبضہ ہو جائے اب میخوار و سرشار بھی آپ پر
لشکر کشی کریں تو عجب نہیں مشکبار نے کہا اے مقناطیس ہم تم دونوں ملکر بادشاہ کو
بر سر کوہ سمن آرا لیچلیں میخوار و سرشار کا علاج ہو جائے فیروزہ نے عرض کی بادشاہ
کی صورت تبدیل کرو ساحر کی شکل بناؤ میخوار و سرشار سے کہنا ہم بادشاہ کے یہاں سے
بھاگ آئے یہی ساحر ہمکو سمجھا کے لایا ہم اپنے ہوش میں نہ تھے اسنے سحر اتارا ہمکو تم تک
پہونچایا اب جلد لشکر کشی کریں بادشاہ کو پکڑ لائیں خدمت خداوند میں جلکر اپنی خطائیں معاف
کرائیں یہی رائے سب کی ہوئی فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا بادشاہ کو ایک ساحر
سیہ فام کی صورت بنایا مشکبار و مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا فیروزہ بھی ایک ساحر
کی شکل بنا پہلو میں بادشاہ کے بیٹھا مقناطیس نے تخت اڑایا میخوار و سرشار محل میں بیٹھی
یہی کہہ رہی ہیں کہ اب تو بی مقناطیس قتل ہوگئی ہونگی کوہ مقناطیس بھی ویران ہو گیا ہوگا-
اب ہم باغ مقناطیس پر قبضہ کرینگے کہ چند ساحر روتے ہوئے آئے عرض کی راہ میں بادشاہ
نے ساحل و بیکنار کو قتل کیا مقناطیس کو رہا کر لیا ہم لوگ شکست کھاکے بھاگے اگر
ٹھہرتے تو قتل کیے جاتے جان بچا کے بھاگ آئے میخوار و سرشار حیرت میں آگئیں سناٹا
آگیا قلب تھرایا کہا ساحل و بیکنار ایسے ساحر نہ تھے کہ یوں مارے جاتے میخوار سے
سرشار نے کہا یہ کیا باعث ہے کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا میخوار نے کہا میں ابھی دریافت
کیے لیتی ہوں اب انتظام سے غافل نہ ہونا چاہیے یہ کہکے میخوار نے جھولی سے ایک چراغدان
نکالا اُسے روشن کیا چار بتیاں نکالیں اُنکو جلایا میخوار نے ایک دستک دی کہ آسمان سے
ایک مجوزا پیدا ہوا گرد چراغدان کے پھرنے لگا اپنی آواز میں کچھ کہتا بھی ہے میخوار نے
قلم ہاتھ میں لیا اُسکے لفظوں کو لکھنے لگی بعد تھوڑی دیر کے ترجمہ کیا الفاظ زبان سنسکرت
میں تھے اب اُسکو اُردو میں بیان کیا کہ بادشاہ کے بازو پر تعویذ ہے کہ ایک درویش کامل نے
دیا ہے اس سبب سے بادشاہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا سرشار نے کہا ہاں لشکر تیار کرو مقابلہ بادشاہ
میں چلو میں تعویذ چھین لونگی میخوار نے حکم دیا ہمارا سب لشکر تیار ہو ستر ہزار ساحر چھپے ہوئے
علم سحر کے مشاق سحر و ساحری میں شہرۂ آفاق بیچ میں تخت پر میخوار و سرشار بیٹھی ہیں گرد

ساحران مذکورہ جمع ہین سرشار کہتی ہی زمین ہلا دونگی چشم زدن مین بادشاہ کو مین پکڑ لاؤنگی
لشکر آراستہ ہوکر کوہ سمن آرا سے اُترنے لگا دونون بہنین ابھی تخت پر بیٹھی ہین کہ آسمان سے
ابر سیاہ نمایان ہوا سر اُٹھا کر دیکھا کہ دو ساحران زبردست اور مقناطیس و مشکبار تخت پر
بیٹھی ہین تخت اُڑا ہوا آتا ہی میخوار و سرشار دیکھتے ہی گھبرا گئیں کہ یہ دونون ساحر کون ہین
مگر جب دیکھا کہ تخت اسی طرف آتا ہی تخت آکر پہاڑ پر اُترا مقناطیس نے دوڑ کر
میخوار و سرشار کو سلام کیا کہا بوا مبارک ہو کہ ہم قبضۂ مسلمانان سے نکل آئے بڑی بڑی
کدوکوششین ہو رہی ہین مگر خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کی اُنکی تقدیر کے آگے کسی کی
تدبیر نہین چلتی ایسا قدرت نے اُنکو غافل کیا کہ شب کو کوئی ہوش مین نہ تھا ان دونون
ساحرون نے بڑا احسان کیا کہ رات کو ہمارے پاس پہونچے ہین ہمکو سمجھایا کہ نکل چلو اگر یہ ساحر
روکینگے تو ہم انکے روکے سے نہ رکینگے ایک سحر مین انکو دیوانہ کر دینگے ہم بھی اُسی وقت اُٹھ کھڑے
ہوے جب تک اُنکے لشکر سے نہ نکلے تھے جب تک دل پر ایک جوش وخروش تھا جب لشکر
سے اُنکے نکل آئے نہ وہ جوش تھا اور نہ خروش تھا شکر ہی کہ تم تک پہونچے تمنے لشکر کیسا
تیار کیا ہی میخوار نے کہا بادشاہ بڑی سرکشی کرتے ہین گرفتار کرینگے مقناطیس نے کہا بوا
ظاہر مین ہمارے برابر کوئی ساحر وہان نہین ہی نہ کوئی معین و مددگار پہلوان کئی فریب مین
وہ ہمارا کیا کر سکتے ہین ایکطرف سے مین سحر کرونگی ایکطرف سے تم آگ برسانا کہان نکل سکینگے بے تکلف
مقناطیس نے بیان کیا کہ مقناطیس کے کہنے سے میخوار و سرشار کو یقین کامل ہوا کہ سچ کہتی ہی
خداوند سے بھاگ آئی ہی فوراً لشکر کو روک لیا کوچ موقوف ہوا ساحرون کی کمر کھلوا دی کہا
ٹھہر جاؤ اب اور جو کچھ کام کرینگے انکی صلاح سے کرینگے پہاڑ پر جلسہ آراستہ ہوا فرش عمدہ
بچھایا گیا بلکہ میخوار نے کہا بھی کہ ان دونون ساحرون مین سے کسی کو گانا بھی آتا ہی مقناطیس
نے جواب دیا یہ ساحر علم سحر سے آگاہ ہین گائنون کو بلاؤ فیروزہ نے اشارہ بھی کیا مقناطیس نے
چٹکی لی کہ اے جہتر صاحب خاموش رہو فیروزہ خاموش ہو رہا جب جلسہ آراستہ ہوا
گائنین آکے بیٹھین ایک گائن شوخ و شنگ دریاے علم موسیقی کی نہنگ تڑپ کر بیچ مین آئی
اہل جلسہ سے متوجہ ہوکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

غزل

سب نے سرگوشیاں غیروں سے اشارے دیکھے — آج آنکھوں سے کرشمے ترے سارے دیکھے
رنگ وہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے — ہمنے جو آنکھوں سے ہین روپ تمھارے دیکھے
قول کے جھلوں کی اللہ ری کافر کو خوشی — ہمنے سو مرتبہ سو بار اُتارے دیکھے
رو بہ صحت ہوا ایک مریض فرقت — ایسے بیمار سدا گور کنارے دیکھے
پاؤن ہر مرتبہ کس طرح نہ پھیلاؤن ابھی — ہتھکنڈے تمنے نہین جان ہمارے دیکھے
بوالہوس ہین نہ کوئی عاشق صادق پایا — چاہنے والے نہ دو چار تمھارے دیکھے
دل تو کیا جان بھی کی نذر رزی ای شہ حسن — وہ صلے تونے فقیری مین ہمارے دیکھے
رند سے جتنے کہ اقرار ہوے سب برعکس — قول سے فعل خلاف آپکے سارے دیکھے

اس طرح گانے کا رنگ بندھا ہوا ہی کہ تمام اہل محفل بیہوش ہورہے ہین گانن کو انعام ملنا ہی کہ
فیروزہ کا قصد ہوا کہ مین اپنے مقام سے اُٹھون اپنے کو مخفی میخانے مین پہونچاؤن کہ آسمان کے
تڑاقہ ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام بدانجام ایک عقاب پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا
آتا ہی کہ ارے بادشاہ اسلام و فیروزہ بن عمرو و مقناطیس و مشکبار کو ای میخوار دستار گرفتار کرلو
مقناطیس و مشکبار اُٹھکر اُس ساحر پر سحر کرنے لگین کئی کنیزون کے سرکٹ کے گر سے
بادشاہ نے بھی تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ بادشاہ اسلام منم شاہ شاہان
فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + تلوار کھینچکر جا پڑے مگر وہ ساحر کہ جو عقاب پر سوار
ہوکر آیا ہی اُسکا نام شہباز عقاب سوار ہی مقناطیس جادو نے کیسے کیسے سحر اُسپر کیے لیکن اُسنے
جب ہاتھ سے اشارہ کردیا سحر اُلٹا پلٹا مقناطیس کو شعلہ ہاے آتش نے گھیر لیا مشکبار بہوت
لب بر مُہر سکوت مقناطیس کا حال دیکھکر گھبرائی آواز دی ای شہریار مقناطیس کا خاتمہ
ہوتا ہی ہزار ہا شعلہ ہاے آتش نے اُسکو گھیرا ہی اب تھوڑی دیر مین جسم مین آگ لگ جائیگی
مثل ہیزم خشک کے جلکر خاک ہوجائیگی پھر کچھ کسی کا زور نہ چلیگا سعد شہریار نے جو آواز
مشکبار کی سُنی نہایت ملول ہوے کنیزون نے قصد کیا ہی کہ مشکبار کو گھیر لین مشکبار جادو
اپنے مقام سے نہین ہٹتی بادشاہ اسلام نے جو مقناطیس کو ایسی حالت مین دیکھا بیتاب
ہوگئے تلوار چمکاتے ہوے قریب مقناطیس کے پہونچے فرمایا ای مقناطیس ہوشیار ہو شعلہ ہاے

سرکش گرد سے مقناطیس کے ہٹے تب بادشاہ نے اُس بینائی مین بازو سے تعویذ کھولا
جب تعویذ کا عکس ڈالا ایک دناٹا ہوا شعلہ ہاے آتش گرد سے مقناطیس کے ہٹے جب تعویذ کو
بادشاہ نے وہ تعویذ جسم سے مقناطیس کے مس کیا مقناطیس ہوشیار ہوئی کہا کہ اے
شہریار آپ نے عجب کارنمایان کیا ورنہ کنیز آپکی جلکر خاک ہو جاتی یہ اسی شہباز کا سحر تھا
شہباز عقاب سوار نے جو یہ معرکہ دیکھا فوراً عقاب سے کود آواز دی اے عقاب شعبدہ باز
یہ تعویذ تو لے اپنی جان کا خوف نہ کرنا مین تجھکو بچاؤنگا عمر بھر تیرا بوجھ پاٹ کیا آج کا دن
جانبازی کا ہی عقاب اپنے مقام سے اُڑا مقناطیس نے قصد کیا ہی کہ تعویذ بادشاہ کے
ہاتھ سے لے کے سارے جسم پر مس کرون کہ میرے ہوش و حواس درست ہون اعضا چالاک
و چست ہون کہ عقاب اُترتا ہوا قریب بادشاہ کے آیا منھ سے دھوان چھوڑا وہ دھوان آنکھون
مین بادشاہ کی لگا بادشاہ آنکھین ملنے لگے عقاب نے ایک پر ہاتھ پر بادشاہ کے مارا کہ
تعویذ ہاتھ سے بادشاہ کے گر پڑا عقاب نے منقار سے تعویذ کو اُٹھا لیا اُڑا سامنے شہباز
عقاب سوار کے آیا منقار سے تعویذ ڈالا شہباز نے چاہا تعویذ اُٹھاؤن مشکبار تڑپ کے
گری چاہا تعویذ اُٹھا لون کہ شہباز نے ہاتھ تیغ کا مارا مشکبار کا زخمی ہوا مشکبار تو زخمی
ہو کر رہی مقناطیس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ پاگل ہوے خاموش کھڑے میخوار و
سرشار نے تلوار ہاتھ سے بادشاہ کے لے لی بادشاہ مبہوت کھڑے ہین اپنے مقام سے نہین
ہل سکتے مقناطیس جو چمک کے گری عقاب کے دو ٹکڑے ہوے عقاب جو مرا اندھیرا ہوا
اندھیرے مین شہباز نے تعویذ اُٹھا لیا اور چاہا کہ مقناطیس کو زخمی کر کے نکل جاؤن مقناطیس
چاہتی ہی کہ شہباز سے لپٹ جاؤن جان اپنی دیدون مگر تعویذ کو لے لون شہباز و مقناطیس سے
تیغ چلنے لگا شہباز نے ایک مقام پر مکر کو تبایا سر پہ جو ہاتھ مارا مقناطیس کا بھی سر زخمی ہوا
شہباز یہ کہکر اُڑا کہ اے میخوار و سرشار میرا ٹھہرنا بہتر نہین ہی مین یہ تحفۂ نایاب لیے جاتا ہون تم
بادشاہ کو گرفتار کر کے قتل کرنا اب بادشاہ بیکار ہین یہ کہکے اُڑا فیروزہ نے دیکھا کہ یہ تعویذ لیے چلا
فوراً پہاڑ سے بچانما آسمان پر شہباز جاتا ہی نیچے نیچے اُسی کے سائے مین فیروزہ بھی
چھپتا ہوا جاتا ہی یہان میخوار و سرشار نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا سب فوج بالا سے کوہ

آگئی لڑائی ہین جو بادشاہ لڑے پسینے پسینے ہوگئے ہین رنگ وروغن عیاری کا جو فیروزہ نے
لگایا تھا وہ اڑ گیا جمال بمثال اصلی نکل آیا سیخوار نے بزور سحر مقنا طلیس ومشکبار کو کہ ژجوم
مین چور چور مجھوم رہی تھین فوراً گرفتار کر لیا اب کوہ سمن آرا پر ہلڑ ہی کہ عجب مکر سے مسلمان
آئے مگر شہباز عقاب سوار نے اسوقت بڑا کام کیا کہ ان دونون کو زخمی کر گیا بادشاہ سے
تعویذ بھی لے لیا اس سنئے پہ بادشاہ کو بڑا گھمنڈ تھا مگر تعویذ خوب لیا اگر وہ نکل نہ جاتا تو کچھ
افتاد پڑتی سیخوار وسرشار کہتی ہین کہ عیار نکل گیا وہ بھی بصورت ساحر آیا تھا اب شہباز
کو نامہ لکھین کہ ای مقرب خداوند تیری وجہ سے دونون جادوگر نیوں کو گرفتار کیا اگر ستاب
جانو تو کل تم بھی سویرے سے آؤ تمھارے سامنے انکو قتل کرین یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہا یہ
جاکر شہباز کو دینا اور کہنا کہ بچتیا تمھاری وجہ سے کوہ سمن آرا پر مسلمانون کا قبضہ ہوا
سرتاسر تمھارا ہی باعث تھا کہ تمنے ہمسے بادشاہ کو گرفتار کرایا مقنا طلیس ومشکبار کو بھی
گرفتار کیا ہو لیکن عیار بادشاہ اسلام کا بھاگ گیا اُسکا خیال رکھنا کنیز کو خوب سمجھا کے روانہ
کیا کنیز نوبہار نامے نامہ لیکر روانہ ہوئی طرف شہباز کے جاتی ہو فیروزہ بشکل مبدل ساتھ ساتھ
شہباز کے آیا ہوا ہو شہباز تو باغ مین اپنے اُترا فیروزہ اس فکر مین ہو کہ مین اپنے کو کسی طرح
سے باغ مین پہونچاؤن کوئی عیاری کرکے تعویذ لون باغ سے الگ ایک نخل کے سایے مین
کھڑا ہوا سوچ رہا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک کنیز آتی ہو جیتی ہوئی چاہتی ہو کہ باغ
مین جاؤن فیروزہ سمجھا کہ کیا عجب ہو کہ یہ کنیز کوہ سمن آرا سے آتی ہو ایک جادوگر کی شکل
بنکر فیروزہ نے پکارا نوبہار رکی فیروزہ نے قریب آکے پوچھا کہ بولو تم کہان سے آتی ہو
اور کہان جاتی ہو کاہے کی جلدی ہو مجھکو شہباز نے اسی مقام پر مقرر کیا ہو کہ جو کوئی
کوہ سمن آرا سے آئے اُسے روکو ہمارے پاس اُسے بہ احتیاط لاؤ اگر کوہ سمن آرا سے
آئی ہو تو ہمارے ساتھ باغ مین چلنا ہم بخوبی ملاقات کرادینگے کنیز سوچی کہ کوئی تو باعث ہی
کہ شہباز نے اس ساحر کو یہان مقرر کیا ہو کہ بیٹھی کہ نوبہار میرا نام ہو شہباز عقاب سوار کے پاس
آئی ہون سیخوار وسرشار نے بھیجا ہو فیروزہ بہت ہنسا کہا بی نوبہار خداوند ہفت پیکر کی
کیا قدرت ہی ابھی ایک طائر مجھسے کہ گیا کہ کوہ سمن آرا سے پیغام آتا ہو مین اسی وجہ سے

انتظار مین کھڑا تھا باتین کرتے کرتے فیروزہ نے حباب مارا کہ بیہوش ہو کے نوبہار گری فیروزہ
نے اُسکے دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھائی زبان مین سوزن دیکے اُسکو تو ایک درہ کوہ مین
ڈالدیا جھولی سے نامہ نکالا رنگ و روغن عیاری کا لگایا نوبہار کی صورت بنکے طرف باغ
کے چلا راہ مین چند ملازمان شہباز ملے اُنھون نے پوچھا بی نوبہار شہنشاہ شہباز کے
پاس جاؤگی فیروزہ نے کہا شہنشاہ کہان تشریف رکھتے ہین اُن ساحرون نے جواب
دیا باغ مین بیٹھے ہین کچھ سوچ رہے ہین فیروزہ نے کہا جاکر عرض کرو کہ وہ سمن آرا سے
ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہو ساحرون نے جاکے شہباز سے اطلاع کی بس شہباز نے سنتے ہی
سر ہلایا ساحرون سے کہا مین ایسا تحفہ نایاب لایا ہون کہ جسکا مثل نہین بادشاہ اسلام سے
چھین کر لایا ہون ہو سکتا تھا کہ فکر کرنے والے تدبیر نہ کرین اچھا کنیز کو بلاؤ جب ساحرون نے
آکر کنیز سے کہا کہ بی نوبہار چلو تمھین شاہ شہباز بلاتے ہین فیروزہ کے ہوش تو اُڑگئے مگر
مجبور و ناچار ساحرون کے ہمراہ چلا باغ مین آیا دیکھا ہر نخل پر ہزار ہزار طائر شنبے منقارون
مین دبائے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہین اُن طائرون کی نگاہ جو فیروزہ پر پڑی وہ طائر
جو اُن سب مین بزرگ تھا اپنی منقار کو کھول کے پکار اُٹھا۔ نظم

ہوگیا ہو حسن کا پھر گرم بازار اندنون ۔ تو نے ہی پڑھے ہین یوسف خریدار اندنون
سرمہ ہوتا ہو نگاہ دلربا بار اندنون ۔ ناتوان سے ناتوان ہو چشم بیمار اندنون
پھر تپ فرقت نے کردی ہو مری حالت ردی ۔ بیٹھے رونے لگے پھر میرے غمخوار اندنون
او پری ہر وقت دیوانے جو ٹکراتے ہین سر ۔ زلزلے مین رہتی ہو زندان کی دیوار اندنون
صورت ناقوس دم بھرتا ہون اک کافر کا مین ۔ ہر رگ جان سے زیادہ مجکو زنار اندنون
عالم رویا مین شب کو یار دکھلاتا ہو شکل ۔ خواب مین لاتے ہین اُسکو بخت بیدار اندنون
پڑگیا ہو پیچ ہمیں حال دل کس سے کہین ۔ ہین کسی کاکل کے پھندے مین گرفتار اندنون
کھول ڈالو اب کمر سے تم بھی ہتھیارون کو زخم ۔ بید کی لکڑی سے ہو بیقدر تلوار اندنون

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے شہباز بہ نگاہ غور فیروزہ کو دیکھنے لگا فیروزہ گھبرا گیا
دل مین کہتا ہو ای فیروزہ یہ تو ہوشیار بیٹھا ہو اب کیا کرون کبھی چاہتا ہو بھاگون فیروزہ کو

دیکھتے ہی شہباز نے کہا اری نوبہار ہم تمہارے انتظار مین بیٹھے تھے ہمکو پانی پلاؤ فیروزہ جھپٹ کر آبدار خانے سے صراحی پانی کی لایا گلاس مین پانی بھرا اگر فیروزہ کے ہوش اڑے ہوے ہین ناچار ہوکر گلاس پیش کیا جیسے ہی شہباز نے گلاس ہاتھ مین لیا کچھ پڑھکر ہلایا پانی شعلہ بنکر اڑگیا جیسے ہی پانی اڑگیا شہباز نے للکارا او نابکار عیار مجھے تیرا بڑا خیال تھا مین جانتا تھا کہ تو بہار سے غائب ہوا ہی مجھکو یقین تھا کہ تو میری فکر مین نکلا ہوگا آخر اس حیلہ سے آیا یہ کہکے اشارہ کیا شعلۂ آتش منھ پر فیروزہ کے گرا رنگ و روغن عیاری کا جلا دیا جب صورت اصلی نکل آئی مصاحبون نے کہا حضور اس عیار نے تو مار لیا ہوتا۔ شہباز نے کہا میرے ساتھ کیا مکاری کریگا جب مجھسے ساحرون نے کہا کہ نوبہار کنیز آئی ہی جب ہی مجھکو بدگمانی ہوئی تھی کہ عیار آتا ہی نوبہار کو بتا تو نے کیا کیا فیروزہ نے کہا درۂ کوہ مین پڑی ہی ساحر جاکر نوبہار کو لے شہباز نے نوبہار کو ہوشیار کیا شہباز نے پوچھا اری نوبہار نامہ کہان ہی نوبہار گھبرا گئی نامہ ڈھونڈھنے لگی کبھی جھولی مین دیکھتی ہی آخر ناچار ہوکر کہا حضور نہین معلوم نامہ کیا ہوا اسی عیار نے نامہ لے لیا ہوگا شہباز سے سب حال بیان کیا اب نوبہار نے زبانی پیغام میخوار و سرشار کا بیان کیا شہباز نے کہا مین بھی چلتا ہون مجھے عیار کا نکل جانا شاق تھا اب چل کے ان سب کو ساتھ قتل کرین یہ کہکے شہباز تخت پر سوار ہوا فیروزہ کو قید کرکے ساتھ لیا نوبہار کو بھی تخت پر بٹھالیا تخت اڑاتا ہوا طرف کوہ سمن آرا کے چلا یہان میخوار و سرشار نے زیر کوہ سمن آرا میدان خونی کی تیاری کی ہی ستر ہزار فوج جمع ہوئی کھڑی ہی بادشاہ و مقناطیس و سنگبار کو زیر تیغ بٹھایا ہی مگر انتظار کر رہی ہین کہ نوبہار پلٹ کر آئے تو حکم قتل دیا جائے کہ تخت شہباز کا سامنے سے پیدا ہوا میخوار و سرشار نے دیکھا ایک عیار مشکین بندھا ہوا نوبہار بھی تخت پر سوار ہی شہباز آکے اترا میخوار و سرشار سے سب کیفیت بیان کی کہ عیار نے مجھکو مار لیا ہوتا لیکن مین نے اسکو گرفتار کیا میخوار و سرشار نے شہباز کی بڑی تعریف کی میخوار و سرشار نے کہا اس عیار کا مجھکو بھی بڑا خیال تھا تمنے خوب اسکو گرفتار کیا فیروزہ کو بھی زیر تیغ بٹھایا چارون گنہگار زیر تیغ بیٹھے ہین شہباز نے کہا اے میخوار و سرشار اگر انکو قتل کیا

تو طلسم کشا کا جی چھوٹ جائیگا طلسم کشا آگے نہ بڑھیگا اُسنے بہت ملک فتح کیے ساری
بربادی ذات سے مقناطیس کی ہوئی اب نوبت نقارے بج رہے ہیں میخوار و سرشار خوشیانہ
تخت پر بیٹھے ہیں اُسوقت کی مقناطیس کی بیقراری بادشاہ کو جو زیر تیغ بیٹھے دیکھا آنکھون
سے آنسو جاری ہوے بلک بلک کے دعائیں مانگ رہی ہیں نظم

ہست خالق واحد و رزاق و رب العالمین — حاکم و فرمانروائے کشور دنیا و دین
خاک بوس آستان درگہش شام و صباح — سرفرازان زمانہ صاحب تاج و نگین
ابتدا را ابتدا او انتہا را انتہا — کارفرمائے گروہ اولین و آخرین
خویش بر صورت ہر صاحب صورت عیان — جلوہ می بخشد بہر یک چہرہ چون آن حسین
گاہ ملک و مالک گنجینہ و گنجینہ دار — گاہ تاج و تاجدار و مسند و مسند نشین
گاہ در روم و گہے در روس گہ اندر عراق — گاہ در ایران و ترکستان و ہند و سند و چین
گاہ در ابر و گہے در برق گہ در مہر و ماہ — گاہ در فرش زمین و گاہ بر عرش برین
گاہ در کوہ و بیابان بحر و بر و خشک و تر — گاہ در ملک و ولایت چار اطراف زمین
حاضر و ناظر بس و بیشت خدا آید نظر — زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بادشاہ اسلام کو اس حال زار میں دیکھکر مقناطیس و اشکبار رو رہی ہیں یہی آرزو ہی کہ ہم قتل
ہون مگر یہ شہریار بچ جائیں فیروزہ کو بھی عالم یاس ہی جی میں کہتا ہی ای فیروزہ سب
معین و مددگار گرفتار ہوگئے اب کون صورت رہائی کی ہی بالاے کوہ سمن آرا قضا لکھی
تھی ظاہرا تو کوئی صورت بچنے کی نہیں معلوم ہوتی زیر کوہ سمن آرا تو ہنگامہ اس طرح کا برپا ہی کہ
میخوار و سرشار دم بدم حکم دیتا ہیں جلاد بانی بیباد کھڑے ہیں کہ رہے ہیں کہ ای ملکہ عالم
یہ قتل بادشاہ اسلام ہی پانچ ہزار پانچ سو کچھین سردار انکے خون کا دعوی کرینگے طلسم ہفت پیکر
کا ہر ہر شہر و قصبہ فوجون سے معمور ہو جائیگا سب نیک و بد اپنے نزدیک سمجھ لیجیے گا
لیکن حقیر عرض کرتا ہی کہ صاحبقران نے جب قید سے رہائی پائی ایک صحرائے سبزہ زار میں
فروکش ہوے بیلیون کو حکم دیا ہم سوتے ہیں تم گردہ ذراع کی خبر لاؤ صبح کو جو اٹھے آنکھون میں
آنسو بھرے ہوے بارگاہ میں خواجہ نے عرض کی آج آئینۂ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہے

مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ بادشاہ اسلام کے آگاہ ہونے سے بیقدر بیقرار ہون کہ شکر ہین مجکو سنا تا معلوم ہوتا ہی تخت سلیمانی پر غاشیہ دیکھکر کلیجہ پھٹت رہا ہی آج شب کو عجب خواب پریشان دیکھا بادشاہ اسلام ہان کے ساتھ خواب مین آئے عرض کی کیون قبلہ وکعبہ اپنے غلام سعد کو کیون اپنے سے جدا کیا وہ تو آپکا دعاگو ہی پھر دیکھا میں نے ایک جانب دیکھا ہزارہا ساحر جمع ہین نوبت نقارے بجا رہے ہین اور سعد بن قباد کو زیر تیغ دیکھا قتل کیا چاہتے ہین تو خواجہ اسوجہ سے میرے دل پر ہجوم غم و الم ہی دل گھبراتا ہی آنکھین اس نور عین کو ڈھونڈھتی ہین کہ کیونکر دیکھون اسکو لاکر تخت پر بٹھاؤن خواجہ نے کہا ای شہریار قباد کو صرف تخت نشینی کا ملال ہی یہ خواب وخیال ہی غرض صاحبقران سوار ہوے اسباب صید وشکار ہمراہ لیکر صحرا مین آئے جنگل مین تا زہی بازدارون کو حکم دیا باز بہری چھوٹے طبل بازگشت پر چوب پڑی

نظم

چو در نالیدن آمد طبل باز	در آمد مرغ صید افگن بپرواز
جہان شد خالی از کبک وکبوتر	رہا شد پر ہوا باز سبک پر

طائران ہوائی شکار ہونے لگے پہر دن چڑھے تک امیر حمزہ صاحبقران نے شکار طائران ہوائی کا کھیلا فرمایا خواجہ ابتک کسی آہو کا سامنا نہین ہوا خواجہ نے کہا ہرکارے گئے ہوے ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار یہان سے تین کوس پر دھانون کا کھیت ہی کئی سو آہو وہان چرا کرتے ہین صاحبقران نے سوارون کو اشارہ کیا گھوڑے دوڑائے آہوان وحشی نے جو صدا سم مرکب کی سنی ایکطرف بھاگے سوارون نے اُنپر گھوڑے ڈالے ایک آہو سامنے سے صاحبقران کے بھاگا امیر نے اشقر کو پھیرا اس آہو کا پیچھا کیا پہر بھر کامل صاحبقران نے جستجو کی مگر آہو کر چالین بھرتا ہوا چلا جاتا ہی امیر چاہتے ہین اسکو نیزے سے شکار کرین آہو جست کر جاتا ہی ایک مقام پر جا کے آہو چوکڑی بھولا امیر نے تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے جھپٹ کے اُسکو بہ قربانی پہونچایا امیر گھوڑے سے جو اُترے تو قریب اپنے سوائے خواجہ کے اور کسی کو نہ پایا آہو کو لیکر ایک نخل کے سائے مین آئے زین پوش بچھا کے زیر نخل بیٹھے خواجہ چنکر لکڑیان لائے چقماق پتھری سے آگ نکالی کباب تیار کرکے نوش کیے اب

صاحبقران بیٹھے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے نقابدار زرین پوشش شکار کھیل رہا ہے باز سفید سر پہ سایہ فگن عیار طرار رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوئے بارہ ہزار سوار جرار نقابدار کی پشت پہ ہیں امیر کو جو زیر نخل دیکھا گھوڑے سے کود پڑا آکے امیر کو سلام کیا عرض کی حضور کا یہاں گذر کیونکر ہوا امیر نے فرمایا ارے شکار آیا تھا یہاں آکے آہو کو شکار کیا ساتھ والے میرے پیچھے رہگئے ہیں انکا انتظار کر رہا ہوں یہ سنکر فوراً نقابدار نے بارگاہ زربفتی استادہ کرائی صاحبقران کو بارگاہ میں لا کے جام ارغوانی چھلکنے لگا نقابدار نے ایک گائن کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

نہ دنیا کی خبر ہے کچھ نہ دین کا ہوش ہے سر میں
بھلا یاد وجہان کو تو نے ساقی ایک ساغر میں

مثال آئینہ تو بھی اگر بیٹھا رہے گھر میں
جمال شاہد مقصود پیدا ہو ترے بر میں

وہی پیدا کریگا دل میں بھی عشق حقیقی کو
بنایا جسنے گوہر کو صدف میں لعل پتھر میں

فلک اسباب دنیا جسکے کیا ہاتھ آئینگا تیرے
نہیں ہے بھیک کا بھی ٹھیکرا درویش کے گھر میں

جو اعلیٰ ہیں مقام انکا ہوا سفل غیر ممکن ہے
بشر کے طور کی آتش وہ دیکھی جسنے مجمر میں

وہی خواہش ہے دنیا کی وہی غفلت ہے عقبیٰ کی
نہیں کرتے ہیں اب تک فرق یہ میں اور بستر میں

پڑے ہیں کنج مرقد میں کفن پہنے ہوئے غافل
جو پھولے بھی سماتے تھے نہ کمخواب و مشجر میں

قد دلدار سے دعویٰ جو اسکو سر کشی کا ہے
کوئی لکی ہے شاخ تازہ کیا نخل صنوبر میں

کیا ہے خود بسنا آئینے نے سارے حسینوں کو
بڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر میں

دعا ہر دم یہ ہے زلف سیاہ یار خالق سے
رہے دم جب تلک دم میں ترا سودا رہے سر میں

میں وہ آتش نفس بلبل ہوں جس لپیٹا تھا گلچیں کو
لگادی آگ نالوں نے مرے صیاد کے گھر میں

لہو تو پی چکا ہے عشق اب تو ہاتھ اٹھا مجھسے
نہیں جز استخوان و پوست باقی جسم لاغر میں

وہ راحت پائی ہے کنج لحد میں خود میں حیران ہوں
کنار گور میں سوتا ہوں یا آغوش مادر میں

سوا ہوں داغ کھا کر عشق میں لالہ رخوں کے
مرا مردہ لپیٹا جائیگا پھولوں کی چادر میں

خدا چاہے تو رتنا ابکی در مقصود ہاتھ آئے
توکل کرکے اک غوطہ لگا پھر تو سمندر میں

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے نقابدار زرین پوشش اپنی جرأت کے صاحبقران سے ذکر کر رہا ہے ہیں

کہ ہر مرتبہ قہقہہ سیہ چشمی لشکر کشی کرکے ملکہ آسمان پری پر آتا ہو میرے بھی ہرکارے مجکو خبر
ہو پہنچاتے ہین جاکے اسکو شکست دیتا ہون وہ بھاگ کر پردہ تاریک چلا جاتا ہی ورنہ آپکے حقیر
نے کل سرکشان پردہ قاف کو مٹا یا بڑے بڑے امیرزادے خروج کرکے آئے یہی چاہا کسی طرح
گلستان ارم پر قبضہ کرین آپکے حقیر نے رہ مین انکو مارا صاحبقران نقابدار کی تعریفین
کر رہے ہین کہ سامنے سے عیار نقابدار روتا ہوا آیا نقابدار نے پوچھا کیون ای عیار کیون گھبرایا
ہوا ہو عرض کی ابھی صحرا مین ایک کوہ فلک شکوہ ہی مین نے اوپر سے چڑھکر دیکھا تین افسران
ساحر تخت پر بیٹھے ہین لاکھ ڈیڑھ لاکھ صف جمائے کھڑے ہین اور سعد بن قباد زیر تیغ بیٹھے
ہین ساحران تخت نشین حکم قتل دیا چاہتے ہین غلام حضور سے اطلاع کرنے آیا ہی یہ سنتے ہی
اول صاحبقران دنگل سے اٹھے فرمایا اشقر لاؤ یہ فرماکر صاحبقران اشقر پہ سوار ہوے
نقابدار زرین پوش بھی ہمراہ ہوا عیار رکاب پر ہاتھ دہرے ہوے نشان بتاتا ہوا لیچلا راہ
کوہ طی کرکے صاحبقران و نقابدار زرین پوش سر پہ نقابدار کے باز سفید سایہ فگن اڑتا
ہوا چلا آتا ہو اسوقت صاحبقران یہان سامنے پہونچے کہ شہباز عقاب سوار میخوار و سرشار
سے کہ رہا ہی کہ جلد حکم قتل سعد دو جیسے ہی میخوار و سرشار نے حکم قتل دیا جلاد نے چاہا
تیغہ مارے کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا سعد شہریار قتل ہوا چاہتے ہین وہین سے
اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ امیر حمزہ صاحبقران تصنیف مصنف

منم قاتل لشکر کافران | بہ پیشم نگون شد سر کافران
منم ماہتاب سپہر کمال | منم اختر برج عز و جلال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف | سمندون ز پیشم فراری شدہ
زمن دیو عفریت عاری شدہ | سلیمان کو جاہ لقب شد قاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد | ہمہ شہرہا دار اسلام شد

نعرہ صاحبقران کی صدا بارہ کوس جاتی ہی تمام کافر تھرا گئے
جلاد کانپتا ہوا پیچھے ہٹا امیر نے خطا کار کو تیر مارا کہ سینے کو جلاد کے توڑکر پار گذرا نقابدار بھی
نعرہ کرکے گرد ساحرون کو قتل کرنے لگا ایک سمت ملازمان نقابدار جری و بہادر وصف شکن
تیغین تلوارین کھینچکر ساحرون پر گرے عیارون نے حقہ ہائے آتشبازی مارے جنگ
ہونے لگی شہباز اپنے مقام سے اٹھا میخوار و سرشار سے کہا دیکھو عین وقت پر امیر حمزہ

صاحبقران آگئے مین نکل جاؤن میرے پاس وہ تعویذ موجود ہی پھر ہر مقام پر گرفتار
کرونگا اگر تعویذ سعد نے پایا پھر اُسپر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکیگا مینخوار و سرشار نے کہا کہ ای
شہباز تم نکل جاؤ ہم اس جنگ کو دیکھ لین گے شہباز نے دستک دی ایک عقاب
اُڑتا ہوا آسمان سے آیا شہباز اُسپر سوار ہوا اُسکو اُڑایا قصد تھا کہ جنگل سے نکل جاؤن مگر
باز سفید جو سر پر لقا بدار کے سایہ فگن ہی اُسنے آکے عقاب کو گھیرا ہر چند شہباز چاہتا ہی
نکلجاؤن باز سفید نے سامنے آکے شعلہ ہاے آتش چھوڑے ہر چند شہباز ارادہ نکلنے کا کرتا ہی
شعلہ ہاے آتش سد راہ ہوتے ہین عقاب شعلہ ہاے آتش سے نہین نکل سکتا صاحبقران
لیان لڑتے بھڑتے ہوے قریب بادشاہ اسلام کے پہونچے فرمایا ای نور نظر اُٹھو یہ کیسا ہنگامہ ہی
کامین سعد نے قید کو توڑ کر للکارتے ہوے صاحبقران کے ساتھ چلے مقناطیس کو
بڑھکر عمرو نے روکا مشکبار کے نزدیک اترتا پھرتا ہوا لقا بدار پہونچا سوزن جو زبان سے
نکلی تڑپ تڑپ کے دونون لڑنے لگیں مینخوار و سرشار دیکھ رہی ہین کہ لقا بدار زیر ہوئی
و صاحبقران نامدار پر سحر تاثیر نہین کرتا افسران فوج کو ٹوک ٹوک کر مارا آواز مین سن رہی ہین
بڑے بڑے افسرون کے مرنے کی صدائین آرہی ہین یہان شہباز نے جو دیکھا کہ باز سفید
مجھکو نہین بڑھنے دیتا عقاب پر ایک دو ہتڑ مارا کہ عقاب تڑپ کر شعلہ آتش سے نکلا چاہا
شہباز کو نکال لیجاؤن باز سفید نے بڑھکر منقار ماری کہ عقاب کا سر پھٹ گیا شہباز پشت
عقاب سے جدا ہوا عقاب مرکر زمین پر گرا اب چاہا شہباز نے کہ مین تڑپ کر نکل جاؤن
باز سفید نے آکے پر مار دیا کہ پشت شہباز سیاہ ہوگئی داغ لگ گیا ہی چاہتا ہی تعویذ کو لیکر نکلجاؤن
مگر باز سفید نہین جانے دیتا اسقدر پر مارے کہ شہباز کا بدن تمام آبلہ ہوگیا میری نگاہ پڑی
کہ باز سفید نے شہباز کو گھیرا ہی منقار اور پر مار رہا ہی صاحبقران نے تاک کر خطا کار کو تیر مارا
کہ شہباز کے سینے کو توڑ کے پار گذرا لاشہ جو شہباز کا زمین پر گرا مقناطیس کہ اس راز سے کلی
آگاہ تھی جھپٹ کے قریب پہونچی جھولی سے شہباز کی تعویذ نکال لیا سعد شہریار کے
بازو پر جا کے باندھا سعد شہریار ساحرون مین گھس پڑے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے مینخوار و سرشار کے سحر کو مقناطیس مشکبار روک رہی ہین ہنگامہ گیرودار بلند ہے

صاحبقران لڑتے بھڑتے ہوئے سامنے میخوار و سرشار کے پہونچے میخوار نے سحر کیا گھوڑا
صاحبقران کا مڑکا پہلو سے خواجہ نے آواز دی کہ آقائے نامدار اسم اعظم وردِ زبان کیجیے
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کہ اشقر آگے بڑھا میخوار نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے
تلوار کو تلوار پر روکا کہ پہلو سے بادشاہ اسلام نے نعرہ کیا نعرہ کرتے ہی آ پڑے فرمایا او بیحیا
خبردار میخوار نے وہ سحر کیا تھا کہ گرد صاحبقران کے ہزارہا شعلہائے آتش تھے بادشاہ
اسلام کو یہ خوف ہوا کہ اشقر کو شعلہائے آتش نہ جلا دیں اشقر کے پاؤں زمین پر نہ
جمتے تھے بیچین ہو رہا تھا بادشاہ جو سامنے آئے وہی سحر بادشاہ اسلام پر بھی میخوار نے
کیا شعلۂ آتش بھڑکے بسبب اس تعویذ کے بادشاہ اسلام پر سحر نے تاثیر نہ کی بادشاہ
نے ہاتھ تلوار کا مارا میخوار نے گھبرا کے سپر سحر کو اٹھا دیا تیغ قمقام دست زبردست بادشاہ
اسلام کی ضرب سے سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے میخوار نے دیکھا تلوار اب سر پر آتی ہو اپنے کو
اسنے فوراً زمین پر گرا دیا بادشاہ اسلام بھی فوراً پھاند پڑے میخوار نے قصد کیا کہ ترکیب کر
نکل جاؤں بادشاہ لپٹ پڑے میخوار نے چاہا کمر میں پنجہ دیکر لے اڑوں شاہ نے لنگر باکہ
ہر دو زانو تک زمین میں غرق ہوئے جب لنگر شاہ کا نہ اٹھا میخوار کشتی لڑنے لگی بادشاہ اسلام
نے موئے سر اس لوور کے تھام کے ایک طمانچہ مارا کہ سر میخوار کا جبر گردن سے اڑ گیا لاشہ
اسکا گرا کہ گرا اندھیرا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام میں میخوار جادو بود
اب سرشار نے جو اپنی بہن کے مرنے کی آواز سنی بڑھ کر دیکھا کہ لاشہ میخوار جادوگار زمین میں
پڑا ہو سر تن کاسۂ گدائی ٹھوکریں کھا رہا ہو اسی مقام کے لیے شاعر کہتا ہو۔ بیت
کاسۂ چینی پر اے منعم نہ کر اتنا غرور ✦ جسنے دیکھا ٹھوکریں کھاتے سر فغفور کو ✦ مشفق
عرض کرتا ہو یہ بھی دو شعر لائق اسی مقام کے ہیں نظم

ناسازی زمانہ سے کیجئے کہاں کہاں تک	بیزار ہو گئی ہو جسم حزیں سے جان تک
رکھکر لحد میں مردہ کوئی دم پاس ٹھہرا	خویش و عزیز سارے بس ساتھ تھے یہاں تک

سرشار جادو حال پرملال ہمشیرہ دیکھکر بہت روئی کنیزوں سے کہا کہ وقت بربادی کوہ
سمن آرا آگیا عین وقت پر صاحبقران آئے نقابدار زرین پوش ہمراہ ان کے سر

باز سفید سایہ افگن ہے منقار سے صدہا کو مارا جسپر سایہ ڈال دیا وہ جلنے لگا نعت بیدار کی
ہیبت سے ہوش ساحرون کے اُڑے ہوے ہین تیر سحر کے خطا کرتے ہین جلا جلا کر جاتے
ہین گوشۂ ترکش مین چھپتے ہین کمانون کی کمر جھکی ہے گرز کے منھ پر ورم ہے خنجر بیدم ہے ہم لوگ
ساحر ہین سواے جنگ سحر کے شمشیر زنی کو کیا جانین سارا لشکر تباہی مین پڑا ہے بار منھ
سے بھاگتا پھرتا ہے اب مجھے کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرون مقناطیس جادو نے آگ
برسادی مشکبار جادو نے دریاے سحر بنایا سیکڑون کو پانی مین ٹھنڈا کیا صاحبقران
کے ہاتھ مین وہ تلوار علم ہے کہ جسپر پڑے اسکے دو ٹکڑے کردے تینون دلیر اس طرح لشکر کو
قتل کر رہے ہین کہ آواز الامان الامان بلند ہے کنیزون نے جواب دیا واری ان لوگون پر سحر
نہین تاثیر کرتا وہ سامنے دیکھیے نقابدار زرین پوش نے علم فوج کو سرنگون کیا باز سفید
خارستان کفر کو مٹا رہا ہے نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہے ایک جانب بادشاہ لشکر اسلام جنگ مین
مصروف ہین فرما رہے ہین کہ اے مقناطیس کچھ کد و کوشش کرو کہ تابہ سرشار پہونچون
سرشار جادو میرے ہاتھ سے قتل ہو مقناطیس و مشکبار داہنے بائین سحر کرتی چلی آتی ہین
ایک نے آگ برسائی ایک نے دریاے سحر جاری کیا بادشاہ کو دوڑاتی ہوئی لیے جاتی ہین
دور سے سرشار نے جو دیکھا کہ بادشاہ اسی طرح جنگ کرتے ہوے چلے آتے ہین سرشار
نے آتش سحر کو بجھا دیا دریاے سحر کو مٹا دیا مگر بادشاہ اسی طرح جنگ کرتے ہوے چلے آتے ہین
سرشار نے افسران فوج کی جانب دیکھکر آواز دی کہ ہان اے یارو یہی وقت جانبازی ہے گھیر کر
بادشاہ اسلام کو مار لو دیکھو کیا انقلاب ہے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا بادشاہ تمھارے قبضے مین تھے
تمھارا ارادہ تھا کہ بادشاہ کو قتل کرین صاحبقران زمان و نقابدار زرین پوش نے
آکے بچا لیا اب وہ ہمارے قتل کے درپے ہین یہ انقلاب زمانہ ہے جرأت و ہمت مین پیشتر لگانا
ہے ہمشیرہ صاحبہ تو خدمت بابرکت مین سامری و جمشید کی بہو بیٹیان بہشت عنبر سرشت مین
سیر کر رہی ہونگی ایسے مین بادشاہ کو گھیر کر مار لو دیکھو لڑتے ہوے آتے ہین اب بھی تم لوگ
گنتی مین زیادہ ہو اسّی ہزار ساحرون کا لشکر تھا چالیس ہزار قتل ہو چکے افسران فوج آواز
سرشار کی سنکر سحر کرتے ہوے سامنے بادشاہ کے آتے ہین یہ کیا تازہ میدان جالت

جرأت و ہمت جو سامنے آیا اسکو دہن اجل کا لقمہ کیا کئی سو افسر ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے واصل جہنم ہوئے اب ساحروں کے وصلے کم ہوئے جدھر بادشاہ رخ کرتے ہیں ساحر بھاگتے نظر آتے ہیں بادشاہ اسلام شیرانہ دہنگانہ لڑ رہے ہیں سرشار جادو مست مے سحر و ساحری آگ برساتی ہوئی ہاتھ جھکاتی ہوئی بادشاہ کے قریب آئی للکار کر آواز دی کہ ای سعد بن قباد تمھین قضا گھیر کر لائی ہی یہ مقام کوہ سمن آرا ہی بڑے بڑے شاہان جلیل یہان آکے مارے گئے یہان کسی کو فتح نصیب نہین ہوئی صد ہا پہلوانان تاجدار اس ارادے پر آئے کہ اس کوہ کو فتح کرین ممکن نہوا انکو بھی گرفتار کر لیا تھا مگر چند ساعت اور زندگی تمھاری باقی تھی اب تم میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچوگے یہ کہکے خنجر ہلالی کمر سے کھینچا خنجر جھکایا ہزار ہا شعلۂ آتش اوس خنجر سے چلے بادشاہ نے جو ہاتھ ہلایا وہ شعلے نابود ہوئے کئی مرتبہ سرشار نے خنجر جھکایا لیکن بادشاہ سحر کو دفع کرتے ہوئے قریب سرشار جادو کے پہونچے سرشار اسقدر خائف تھی کہ دل مین کہتی تھی بادشاہ سے نہ لڑون پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن کچھ بہن کے قتل ہونے کا غصہ کچھ خیال عتاب ہفت پیکر ایسی ایسی باتین سوچکر قریب آئی خبر دار خبر دار کہکے ایک ہاتھ خنجر کا مارا بادشاہ نے تیغۂ قمقام آگے کر دیا وار خنجر کا تیغۂ قمقام پر روکا سرشار نے قصد کیا کہ سب وار میرے خالی گئے اب مین نکلجاؤن کسی طرح جان بچاؤن مگر بادشاہ قریب پہونچ گئے تھے سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوئے فوج بادشاہ نے اپنی ایک درۂ کوہ مین چھوڑی تھی خبر گرفتاری شاہ سنکر سب اس خیال سے چلے تھے کہ اپنے کو بادشاہ اسلام پہ نثار کرین سرشار جو مری غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہوئی ہزار ہا نخل جل گیا طائر کباب ہوکر درختون سے گرے زاغ و زغن بعد رنج و محن پر دل سر پیٹ رہے ہین ایک زاغ سیاہ بعد رنج و آہ یہ اشعار پڑھتا تھا نظم

تیرا تو رنگ سرخ ہے گو میرا زرد ہی	بیدرد تجھکو کیا جو مرے دل مین درد ہی
دم بھر نہین قرار ستارہ نورد ہی	جب سے شریک ریگ روان اپنی گرد ہی
مہندی لگا کے تم تو کرو ہاتھ پاؤن سرخ	صاحب کو کیا غلام کا گر رنگ زرد ہی
کیا اختلاف آب و ہوا ہی زمانے مین	ہین اشک گرم گاہ و گہے آہ سرد ہی

اگلی سی گرمیاں نہیں حسن و جمال کی — ٹھنڈے دلوں سے عشق کا ہنگامہ سرد ہی
ہر ذرہ شکل مہر درخشاں ہی فلک کا — یارب یہ کس سوار کے توسن کی گرد ہی
غصہ عبث ہی جنگ کو موقوف کیجیے — ہو یہ شب وصال کہ روز نبرد ہی
مر کر بھی میں رکاب سعادت کے ساتھ ہوں — توسن سے آگے چار قدم میری گرد ہی
ملتا نہیں پتہ تری منزل کا خضر کو — برسوں گذر گئے یونہیں صحرا نورد ہی
کرنا کسی کو قتل یہ مردانگی نہیں — نادان شعار نفس کشی کر جو مرد ہی
آزار کیا ہوا تمھیں اکر رند عشق مست — آنکھوں میں اشک سرخ ہیں اور رنگ زرد ہی

اہل لشکر بادشاہ اسلام نے جو یہ ہنگامہ سنا سمجھے کہ ہمارے شاہ غالب آئے درۂ کوہ سے نکلے
عین وقت پر آکے شریک جنگ ہوئے اُس وقت آکے پہونچے کہ ساحر جپا در بلا رہے ہیں
مقناطیس جادو ساتھ لیکر ساحرون کو حاضر خدمت ہوتی ہی دس ہزار مطیع اسلام ہوئے
نقابدار زرین پوش نے جب دیکھا کہ لڑائی فتح ہو گئی ساحرون نے حلقۂ اطاعت گوش مین
ڈالا صاحبقران زمان سے کہا حضور اب نکل چلیں بادشاہ مظفر و منصور ہوئے رنج و الم
عنایت خدا سے دور ہوئے آپ کے ٹھہرنے سے بادشاہ محجوب ہونگے امیر حمزۂ صاحبقران
نے خیال کیا کہ نقابدار سچ کہتا ہی پھر کسی موقع سے ملاقات ہو جائیگی اب یہ محل کلام نہیں ہی
فوراً ہمراہ نقابدار طرف صحرا کے روانہ ہو گئے بادشاہ نے چاہا بھی کہ جدّ عالی تبار سے
ملاقات کرون مگر دیکھا نقابدار زرین پوش کے ساتھ ساتھ صاحبقران چلے گئے
بادشاہ نے کوہ سمن آرا پر بارگاہ استادہ کرائی مقناطیس اور شکبار کو ساتھ لیکر
داخل بارگاہ ہوئے مصاحبان شاہی نے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کیا ساقی بچے
گلابیان لیکر حاضر صحبت ہوئے کشتیان شراب و کباب کی محفل مین آئین راگ رنگ
شب بھر رہا صبح کو جو بادشاہ باہر نکلے جانب راست ملاحظہ کیا نخل بڑے بڑے جھیلیں پانی سے
بھری ہوئیں طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہیں بائیں جانب جو بادشاہ نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا
نوبت نقارے بج رہے ہیں دوکانیں آراستہ ایک جانب کوہ فلک شکوہ اُسپر ایک دیر
سنگ کا بنا ہی اُس دیر مین تصویر سنگی مثل انسان کے باتین کرتی ہی ہزارہا مرادمند شور و غل

مچا رہے ہین کوئی کہتا ہو کہ یا خداوند ہمارا بھائی کئی سال سے سفر مین گیا پلٹ کر نہین آیا جلد
ملون میرے بھائی سے مجھے ملا دیجیے تصویر نے آواز دی دیکھ تیرا بھائی سامنے آتا ہو پلٹ کر اُسنے
دیکھا حقیقت مین بھائی میرا بخیر و خوبی چلا آتا ہو دوڑ کر بھائی سے لپٹ گیا کوئی اس طرح پکارتا کہ
یا خداوند مین ضعیف ہوا زوجہ بھی ضعیف ہو پچاس برس ہوے کہ کوئی چوہے کا بچہ بھی نہین پیدا
ہوا امیدوار ہون کہ اولاد مرحمت ہو تصویر نے آواز دی زوجہ کو تو اپنی دیکھ کس حال مین ہو
پلٹ کر اُسنے اپنی زوجہ کو دیکھا کہ پیٹ پھولے کھڑی ہو کہہ رہی ہو صاحب دعا نہ مانگو اب ابھی
بچہ پیٹ سے نکل پڑے ہاتھ لگا کر دیکھو کہ بچہ پیٹ مین پھر رہا ہو مجھکو تو پورے دن ہین یہ معرکہ جو
حاضرین جلسہ نے دیکھا اور زیادہ معتقد خدائی خداوند ہفت پیکر ہوے اس طرح سب کی
مرادین مل رہی ہین بادشاہ اسلام نے مقناطیس جادو کو بلایا فرمایا اے مقناطیس دیکھو
یہ کیا مقام ہو اس پہاڑ کا کیا نام ہو مقناطیس نے دیکھکر کہا اے شہریار کوہ سمن آبا یہ وہ
کوہ مقناطیس کا تھا دونون بہنین آج قتل ہوئین پردہ اُٹھ گیا اسی کوہ کے پہلو مین ایرج
و نورالدہر بھی قید مین اب جیسا رب قدس مین آئے بادشاہ نے فرمایا اب میرے دل کو
کب تاب ہو مین فوراً اپنے کو پہونچاتا ہون انشاءاللہ بعنایت پروردگار ایرج و نورالدہر
کو رہا کرون شیرون نے بہت تکلیف قید اُٹھائی مقناطیس نے کہا حضور سامنے سے لشکر
لیکر آئین مین غرق زمین ہو کر پہونچتی ہون اُن شیرون کو قبضہ مین کرونگی چار زنگنین کہ اُن
دونون پر نگہبان ہین اُنکے نام ہفت پیکر کا حکم ہو کہ جب اُنکو کوئی رہا کرنے آئے اور اُنکے
عزیزون کے نعرے کی آواز آئے تو ان دونون کو قتل کر ڈالنا جو کوئی آئے اُنکے لاشے
اُٹھا کے لیجائے کنیز کو یہ خیال بہت پڑا ہو اور دونون جوان ہوش مین نہین ہین یہی زنگنین
صبح کو صورت دریا بنا کر دکھاتی ہین دونون جوان آٹھ پہر خیال مین اُن معشوقان پیچیو
کے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین یہی چاہتے ہین کہ اُن معشوقون کو دیکھین بعد آٹھ پہر کے پھر
صورت دکھاتی ہین دونون جوانون کو دیوانہ بناتی ہین مہینون اسی رنگ مین گذر چکے پہلے
کنیز جا کے اس امر خاص کا انتظام کر لے تب حضور لڑتے ہوے پہونچین مگر یہ اے خدا
بلائے کوہ نہ جائیگا اس تصویر مین خود ہفت پیکر موجود ہو ایسا نہ ہو کوئی سحر ایسا کرے

کہ تعویذ قبضے سے نکل جائے سقناطیس نے بخوبی بادشاہ کو سمجھایا بادشاہ مسلح ہوکر کرب پر
سوار ہوئے مشکبار نے رکاب بہ ہاتھ رکھا ایک جانب فیروزہ بن عمر و سامنے سعد کے ہو
سقناطیس غرق زمین ہوئی بادشاہ گھوڑے کو بڑھا کر چلے تمام لشکر پشت پر ہے بیان ہے
ایرج و نوراﷲ ہر قصرِ عشرت میں بیٹھے ہوئے زنجیریں ہلا رہے ہیں کبھی پکارتے ہیں نظم

جب صبا زلف کو اُس گل کی چھو آتی ہے　　کو بکو عنبر فردوس کی بو آتی ہے
ساقیا جھوم کے بدلی جو کبھو آتی ہے　　حسرت ساغر صہبا و سبو آتی ہے
یاد کرنا بھی ترا موت ہے عاشق کے لیے　　دم اُکھڑ جاتا ہے ہچکی جو کبھو آتی ہے
رند مشرب ہوں فقط نام خدا جپتا ہوں　　نہ نماز آتی نہ ترتیب وضو آتی ہے
عنقریب آئے ہیں ایام وصال اپنے بھی　　ناک میں اب بغل گور کی بو آتی ہے
منتظر دونوں کا رہتا ہوں برابر دیکھوں　　پہلے یار آتا ہے یا موت کہ تو آتی ہے
فیض ساقی سے ہے میخانے میں خم خانہ خراب　　موج مے بادہ کشوں تا بہ گلو آتی ہے
شاید القول ہمارا ہے دماغ یعقوب　　سیکڑوں کوس سے معشوق کی بو آتی ہے
تیغ ابرو سے ہیں کس مست کی مجروح ہوا　　زخم سے بادۂ انگور کی بو آتی ہے
دیکھ کر سنگدلی بت کی برہمن سے رند　　یاد اُس کافر بدکیش کی خو آتی ہے

دونوں جوان مبہوت بیٹھے ہیں چاروں رنگینیں کھڑی ہنس رہی ہیں ان دونوں کو ڈرا رہی
ہیں کہتی ہیں معشوقوں نے تمہاری تمکو پیغام دیا ہے اور اپنی صحبت میں بلایا ہے وہ دونوں
ہنستے ہوئے اپنے اپنے مقام سے اُٹھ کھڑے ہوئے خوشا نصیب ہمارے کہ ہمکو معشوق
پریچہرہ نے یاد کیا ہم آنکھوں سے چلیں گے پلکوں سے جاروب کشی کریں گے اگر صحبت
میں پہونچ جائیں آنکھیں بچھائیں صحبت میں جلسہ ہوگا گانوں کو بلائیں معشوق کی تعریف
میں اشعار عاشقانہ گوائیں شاید معشوق ہمسے رضامند ہو مگر معشوق خود پسند ہے ہم
اسکی صورت کے مشتاق ہیں حالِ دردِ دل کہنے کے اشتیاق ہیں رنگینیں یہ کہکے جاتی ہیں
سامنے سے ہٹ جائیں کہ زمین شق ہوئی سقناطیس نے کہا اری کمبختو کہاں جاتی ہو دونوں
کو دیوانہ بنانے کے قصد ہے کہ بھاگ جاؤ یہ بیچارے زندان مصیبت میں سرنگرا ہیں ان شہزادوں

کو بڑی تکلیفیں پہونچائیں چاروں زنگنیں پلٹ پڑیں یہ کہتی ہوئی پلٹیں کہ او مقناطیس شب کو قدرت تیری شکایت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مقناطیس نے کوہ سمن آرا برباد کیا سرحد کا پردہ کھل گیا کہ مقناطیس اب بے دو میں نہ رہا اور یہ بھی کہا تھا کہ کل وہ ضرور در قصر عشرت میں آئیگی خبردار ہوشیاں بزج کے بھینک بنا ہے اُسکے واسطے طبقۂ جہنم پنجم خلق فرمایا ہے اُسی میں اُسکو پھینکیں گے فرشتگان طبقۂ جہنم پنجم اُسکے مشتاق ہیں جلا جلا کے اُسکو خاک کرینگے ہم تیرے خود مشتاق ہیں ایرج و نورالدہر مقناطیس کی طرف کہتے ہوئے چلے اری تو کون ہے کہ ہماری معشوقہ کی پیغام بر کو کلمات سخت کہتی ہے مقناطیس نے سحر کیا کہ ایرج و نورالدہر ٹھہرے اپنے مقام سے بڑھ نہ سکے زنگنیں اپنے مقام سے بڑھ کر سکیں زنگنیں چاہتی ہیں مقناطیس کو پکڑلیں مقناطیس نے ایک کو طمانچہ مارا لڑکھڑا کے دم گری زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگی دوسری کے بال پکڑ کے جھٹکا مار دیا ایک کو دھکا دیدیا ایک کو لات ماری چاروں زمین میں گریں ایرج و نورالدہر ایک مقام پر کھڑے ہوئے زنجیریں ہلا رہے ہیں چاہتے ہیں مقناطیس پر قبضہ کریں مگر سحر مقناطیس بازو نہیں چھوڑتا اور یہ دونوں مقناطیس کو کلمات سخت کہہ رہے ہیں کہ اری تو کون ہے معشوق کی خبر اب ہم کیونکر پائینگے مقناطیس اب ایرج و نورالدہر کا سحر اُتار رہی ہے جب ہاتھ ہلایا کبھی طوق کٹ کے گرا کبھی سحر کیا کہ ہاتھ کی ہتھکڑیاں کٹ کے گریں مگر مقناطیس دیکھتی ہے کہ جوش اور خروش ایرج و نورالدہر کا بڑھتا جاتا ہے سمجھی کہ شاید ان زنگنوں کا سحر ہے ایک کو بڑھکر تیغ مارا سر اُسکا کٹ کے الگ ہوا اور جوش و خروش ایرج و نورالدہر کا بڑھا بیقرار ہو کر چلانے لگے پکارے کہ او نازنین تو نے غضب کیا قاصد معشوق کا سر کاٹا افسوس کہ تو ہمارے حال سے آگاہ نہیں کہ ہمیں فراق میں کیا گذرتی ہے کال راتیں ہجر کی بہت ستاتی ہیں تڑپ تڑپ کے بسر ہوتی ہے کہیں جو ہماری کیفیت ہے ہمارے حال پر بلبل نالاں بھی روتی ہے۔ نظم

زیست کے دن اپنے پورے کر چلے — تکتے تکتے راہ تیری مر چلے
ابرو و مژگاں کی اُلفت چھٹ چلی — اب چلے تلوار یا خنجر چلے
سحر بھولے بھکے آگے سامری — ایسے جادوگر پہ کیا منتر چلے

نقش پاے رفتگان ہو کیا نمود / سر کے بل اس کوچے میں اکثر چلے
آگے آگے ہم تھے راہ عشق میں / پیچھے پیچھے خضر پیغمبر چلے
دیکھیے منزل پہ پہونچیں کب تلک / شام سر پر آگئی دن بھر چلے
اب تو دیوانے ہوے تیرے پری / شوق سے کنکر چلے پتھر چلے
خاک اڑاتے سر پہ مثل گردباد / یوں چلے ہم جس طرح صرصر چلے
حیف ہے کی زندگانی نے دغا / آئے آنے موت کے ہم مر چلے
پیر ہے اشکوں کا غضب طوفان ہے / ناؤ لیکر نوح پیغمبر چلے
کر عمل اے رند قول درد پر / جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

عجب جوش و خروش میں دونوں جوان میں قید سے رہا ہوتے جاتے ہیں مگر انتہاے دریاؤ گھبرائے ہیں چاہتے ہیں سر اپنا دے ماریں پکارتے ہیں کیا دنیا میں تلوار ہمکو دے مارتا ہم کاٹیں نام پر اپنے معشوق کے نثار ہو جائیں مارے اتنے مہلت پائیں مقناطیس نے سحر کیا کہ دو جوان زنگی پیدا ہوے اُن دونوں زنگیوں نے تینوں زنگیوں کو قتل کیا لیکن اُنکے قتل ہونے سے اور زیادہ دونوں بیقرار ہوے چاہتے ہیں اپنے کو ہلاک کریں مقناطیس کو گالیاں دے رہے ہیں کہتے ہیں او بیحیا ہمارے پیغمبروں کو تو نے قتل کیا تیرے ہم قاتل ہیں لیکن مجبور ہیں کہ ہاتھ پاؤں ہمارے قابو میں نہیں ہیں ہاتھ دستگیری نہیں کرتے پاؤں سے ثابت قدمی جدا ہوگئی دل ہمارا تڑپ رہا ہے تجھپر آسمان سے بجلی گرے وہ دونوں غلامان زنگی زنگیوں کو قتل کرکے قریب ایرج و نورالدہر کے آئے مقناطیس کہتی ہے ان دونوں کو بیرون قصر لیجاؤ زنگیوں نے دونوں جوانوں کے ہاتھ تھامے کہا اے شہزادو باہر چلو کہ تمہارا جوش و خروش کم ہو مقناطیس دریاے خون میں نہائی ہوئی باہر آئی لیکن ہفت پیکر ایسا ہے کہ وہ سب کی مرادیں دے رہا ہے اپنی خدائی کے رنگ جما رہا ہے تصویر سنگی سے مختلف آوازیں دیتا ہے مقناطیس تاجدار سامنے تصویر سنگی کے کھڑا ہے اول تصویر سے ایک صداے ہیبتناک آئی اُسکے بعد صدا دی او مقناطیس تاجدار تجکو کچھ اپنے گھر کی بھی خبر ہے مقناطیس جادو

قیدخانے مین پہونچ گئی ایرج و نورالدہر کو رہا کر لیا چارون زنگیون کو مارا لیکن ہوش و
خروش ایرج و نورالدہر کا کم نہین ہوتا سیاہ روے گیسو دراز کو جلد روانہ کر کہ وہ جا کے
مقناطیس کو گھیر لے ایرج و نورالدہر کو قید کرے اسی گیسو دراز کی چار لونڈیان قتل ہو گئین
سیاہ رو حلقہ ہاے زلف مین باندھ لیگی میرے سامنے لاویگی مقناطیس سزا پائیگی طبقۂ جہنم مین
پھینکو نگا دشنگان جہنم گرز ہاے آتشین لگائینگے خاک کے پتلے زندہ کرینگے پھر صدمہ ہاے شدید
انکو پہونچائینگے مقناطیس تاجدار یہ حکم سنکر پیچھے ہٹا آواز دی اے سیاہ رو جلد حاضر ہو درہ کوہ
سیاہ سے اول دھوان نکلا شل مار سیاہ پیچ و تاب کھاتا ہوا دھوان بلند ہوا یکایک ڈنکا ہوا
دھوان بیچ سے شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحرہ سیاہ رو بال اسقدر بڑے ہین کہ پاؤن سے
نیچے لٹک رہے ہین ایک اژدر پر سوار ہے اژدہا منھ سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہو پشت پر ساتھ تخمینا ہزار
نازنینان مہ جبین مہ جبینان مہر تمکین آپس مین ہنستی ہوئین دل لگیان کرتی ہوئین ایک کو ایک
کلمات سخت کہتی ہوئین اچھلتی کودتی ہمراہ ساحرہ اژدر سوار نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی آواز
دی اے مقناطیس تاجدار کیون مجھے یاد کیا مقناطیس تاجدار نے جھک کر کہا اے سیاہ روے
گیسو دراز جلد بنے کو قریب قصر عشرت کے پہونچا مقناطیس جادو مصاحب خداوند باغی ہو گیا
برائے رہائی ایرج و نورالدہر آئی اور چاہتی ہے رہا کرکے ایرج و نورالدہر کو لیجاے یہ سنکر
سیاہ رو نے کہا مقناطیس کی کیا حقیقت ہے یہ ایک حلقۂ زلف گرہ گیر تمام مصاحبان خداوند
کے واسطے کافی ہے تو شکی کیا حقیقت ہے اُسپر تو میرا حق اُستادی ہے ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ مین نے
اُسکو چند سحر سکھائے ہین مین نے سحر مین اُسکو طاق کیا ان شعبدون مین مشاق کیا وہ مجھسے کیا مقابلہ
کریگی یہ کہکے بارہ چودہ ہزار ساحرہ گیسوون کو ساتھ لیکر چلی جہان مقناطیس جادو لڑ رہی ہے
دروازے پر قصر عشرت کے چند زنگنین بیٹھی ہین پیچھے کھینچکر اڑانے لگین کسی کو مقناطیس
جادو نے دوڑکر طمانچہ مارا کسیکو نیچے مار دیا چالیس زنگنین اسکی قتل ہو چکی ہین مگر حیران ہے کہ
ایرج و نورالدہر کیسے سحر مین ہین مین نے اتنی جادوگرنیان قتل کین مگر انکا ہوش و
خروش نہین کم ہوتا چہرہ سرخ آنکھین کھلی ہوئی پکار رہی ہے کہ اے بہادر وہ ہوش مین آؤ دیکھو
اور نورالدہر جواب دیتے ہین کہ اے نازنین تو نے ہمکو مکر سے باہر نکالا اب جو معشوقہ آئیگی

یہاں ہمکو نہ پائیگی تو کیسی گھبرائیگی تو کیا جانے کہ یہ کیا گذری ہی کس سے کہیں کیونکر خاموش
رہیں بہتر یہی ہی کہ سر ٹکرا کر نعش محبوب پہ جان دیں اس کشاکش سے مہلت پائیں سقناطیس
جادو ہر چند سحر کرتی ہی مگر ایرج و نورالدہر ہوش میں نہیں آتے دونوں غلامان زنگی دونوں
جوانوں کو سنبھالے ہیں اپنے پاس سے ہٹنے نہیں دیتے ہاتھ تھامے کھڑے ہیں پیچھے بھی
سقناطیس کا ہی زنگیاں بیرون قصر تعاقب سقناطیس کا نہیں چھوڑتیں تانتا لگا ہوا ہی کارزار جما
ہوا ہی جو سامنے آتی سقناطیس نے گولہار اللکار کے قتل کیا زنگیوں کے لاشے پڑے ہوے
ہیں لیکن سقناطیس نیمچہ ہاتھ میں لیے ہوے مصروف جنگ ہی کہ ایک آواز ہیبتناک آئی زمین تھرائی
سیاہ روے گیسو دراز اژدر پر سوار سقناطیس جادو کو دیکھکر للکاری کہ او سقناطیس ہمارا
خیال بھول گئی تیرے ماں باپ تو مر گئے تھے جینے تجھکو گود میں پالا سحر سکھایا اس مرتبے کو
پہونچایا تو نے سرحد کو ویران کرایا کہ سرحد سے یہ دو اٹھ گیا یہ وہ مقام ہی کہ جسکو کوئی دیکھ سکتا
تھا اب یہ نوبت پہونچی کہ تو یہاں آگئی اور تو نے گناہگاران خداوند کو رہا کر لیا لیکن یہ عمر بھر
ہوش میں نہ آئینگے سر ٹکرا ٹکرا کے مر جائینگے انکو کہاں لیے جاتی ہی دیکھتے ہی سقناطیس نے
گولہار سیاہ رو نے بالوں کو با حلقۂ زلف میں گوندھکر رکھا وہی حلقۂ گیسو بعینہ جسم
سیاہ رو نے ہلا دیا گیسوؤں کو جنبش دی ہر چند کہ بال بال گنہگار ہی لیکن ہوے روزگار ہی
زلف جو ہلی بالوں کو جنبش ہوئی کہ ایک حلقۂ گیسو گلو میں اس نوخو کے پڑ گیا سقناطیس
لڑکھڑا کر گری دوبارہ اسنے زلفوں کو جنبش دی دو حلقے ایرج و نورالدہر کے گلے میں
پڑ گئے وہ دونوں غلامان زنگی بھی حلقہ ہاے زلف مسلسل میں گرفتار ہوے اور زمین
پر گر کے تڑپے تو سیاہ زلف نے کام خنجر کا کیا کہ سر دونوں غلاموں کے کٹ گئے سیاہ رو
گیسو دراز نے حلقہ کھینچا سقناطیس لٹک گئی آنکھیں نکل آئیں کھینچی ہوئی طرف
سیاہ رو کے چلی افسوس سقناطیس کی پریشانی نہایت حیرانی طرف آسمان کے منھ کیا
اور بے اختیار پکار اٹھی ای خالق لیل و نہار ای پروردگار اس کشاکش سے بچا لے۔ نظم

باقلیم جہان ہست آن خداوند جہان حافظ	بہ عرش و فرش و کرسی و زمین و آسمان حافظ
براے صرف کردن حضرت حق ال بخشیدت	نہ بہر آنکہ مثل مار تو باشی بران حافظ

شود ظاہر چو اندک انقلاب عالم فانی | نہ آن گنجینہ باشد در جہان باقی نہ آن حافظ
چو ہر چند روزہ است این خزانہ زیر تحویلت | مکن بہر نگہبانی معتمد پاسبان حافظ
بہ یک ساعت طلبس از مرگت رود در دست دیگر | ہر آن مالی کہ خود بودی بر آن ور ہر زمان حافظ
درین دنیا ز ہر آفت خدا خود حافظت باشد | اگر باشی بصدق دل پئے خلق جہان حافظ
ازین بہتر چہ باشد گر بود شام و سحر ہندی | بہ ذکر حضرت باری بدولت ذاکر زبان حافظ

مقناطیس نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت وا ہوا بہادو سے
نعرۂ شیر کی آواز دی کہ یا شہماء کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند
بداند۔ نعرۂ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ شاہان فریدون حشم ۔ بہار گلستان کاؤس وجم + فرزند
دلبند قباد و شہریار نبیرۂ صاحبقران عالی وقار تیغۂ تمام دست حق پرست مین بارہ ہزار
جہان پشت پر ساحر توجہد مین باقی سب بغیر ساحر دور سے بادشاہ نے حال پر ملال مقناطیس
دیکھ لیا جس ساحر پر ہاتھ پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ساحر وادون نے خطانہ کی تیراندازی شروع
کی مقناطیس کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا سیاہ روے گیسو دراز نے پلٹ کر شاہ سعد
کو دیکھا جمال بیمثال دیکھکر عاشق ہوئی پکار کر آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل
مشتاقان بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو مقناطیس جادو پر مائل ہوا اُسکو کیا لیاقت ہے
اگر مین تیری شریک ہو جاؤن تا بہ فلک چہارم پہونچاؤن دیکھ مقناطیس کو ایک حلقۂ زلف
مین گرفتار کر لیا اسکا تو یہ حال ہے جسکی رہائی کو آئے ہو وہ بوقلمون وحوش مین معشوق کے
لئے عمر بھر یون ہی دیوانے رہین گے ہزار طرح کی آفت سہین گے آپ میرے پاس چلا آئے مین تجھسے
بدل وعدہ کرتی ہون کہ تیرے کسی امر انعام و اکرام مین فرق نہ آئیگا مقام لوح طلسم بتاؤن لوح
طلسمی تجکو دلواؤن آخر فتح طلسم سے تم لوگون کی کیا مراد ہے ایرج و نورالدہر کو لیجاؤ لیکن
یہ جوش و خروش انکا کم نہوگا اگر تمہے موقوف کرون ورنہ لیجانا انکا بیکار ہے یہ کہکے ہاتھ بڑھایا
اور یہ کہتی ہوئی بڑھی کہ ای یار دلنواز در لگا کے تو میرے آکے لپٹ جا کہ روح کو راحت ہو
دل کو قوت حاصل ہو کیون اپنی جان کو تباہ کرتا ہے شاہ سعد بھی گھوڑے کو اپنے جھکا کر
آگے بڑھے فرماتے ہوئے او لکاتہ اپنی صورت نحس تو دیکھ آئینہ تو کبھی نہ دیکھا ہوگا جیسی مین

پیشاب کرے تو صورت نجس دیکھی ہوگی گال کولاہو کا کتا کھون یا اُلٹا توا کس سے مثال دون وفا
سعد نے جو یہ کہا سیاہ روے گیسو دراز ہنس پڑی معلوم ہوا کہ تو اہنسا زرد زرد دانت ایسا
قہقہہ مارا کہ بادشاہ اسلام کے ساتھ کی جادوگرنیان کانپ گئین ایک ایک کا قول یہ تھا کہ
اگر ایکی مرتبہ ہنسے گی تو ہم لوگ جل جائینگے بات کرنے مین منہ سے انگارے نکلتے ہین بال
ہین کہ وبال جان کس بلا کے پیچ و تاب ہین پردہ ظلمات کا جواب ہین حلقے کسقدر بیحیا
آنکھین دونون جیسے دو خم شراب ہین لیکن سیاہ روے گیسو دراز نے قہقہہ مار کے بادشاہ
اسلام کو للکارا مقناطیس جادو حلقہ زلف مسلسل مین لٹک رہی ہو آنکھین نکلی ہین گلا
حلقے مین بندھا ہوا ہی مایوس ہو کر طرف بادشاہ اسلام کے دیکھا نگاہون سے یہ پیدا تھا
کہ زندگی سے بیزار ہون مجبور و ناچار ہون اس ساحرہ نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ او طفل
بے ادب خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ یہی حال تیرا بھی کرونگی میرے کوچۂ زلف کی آجتک کسی نے
سیر نہین کی جسکا سامنا ہوا میرے دام گیسو مین پھنسا جان کو اپنی غنیمت جان میرے سامنے بیخوف
آتا ہی جان کا خوف نہین کرتا مین بلاے گرفتاری طلسم کشا جادو کی خداوند ہفت پیکر نے
تمھین لوگون کے لیے مجکو قصر تاریک مین پرورش کیا ایرج اور نورالدہر پر ایک نگاہ ڈالی
تھی آجتک بیتاب ہین ایرج و نورالدہر دیکھ رہے ہین اور سبکو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ
ظلمات کا جواب یا شب تاریک ہجران و عذاب ہو مگر ایرج اور نورالدہر نے دیکھا کہ ایک
نازنین مہ جبین نہایت حسین و جمیل اپنے چاہنے والون کی کفیل دریاے جواہر مین غوطہ زن
یار شک چمن نسرین بدن غنچہ دہن آنکھین نرگس شہلا نہایت بیباک چست و چالاک بہ نگاہ
محبت طرف ایرج و نورالدہر کے دیکھ رہی ہو دونون جوان اور زیادہ بلبلا گئے بے اختیار
ہو کے پکار اُٹھے او عاشق کش معشوق دلفریب بہ نگاہ محبت ادھر دیکھ لے کہ ہمارے دل کو
آرام آجائے تیرا معشوقان باوفا مین نام ہو ۔ نظم

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد	عشق بازی کا بھی چرچا نہ رہا میرے بعد
اب نہ مرنے کا اگر رنج ہے مجھے تو یہ ہو	کون اُٹھائیگا ترے جور و جفا میرے بعد
بعد مجنون کے ہین دیوانہ گیا صحرا کو	پھر نہ آیا کوئی رنجیدہ بیا میرے بعد

کون یون شانے سے ہر وقت کریگا سیدھا
سب نکل جائیگا دعوائے خدائی اسسے
مجکو مر جانے کا اپنے سے یہی غم ای یار
سرمہ ہو جائیگا معدوم بہ رنگ اکسیر
جب مین مر جاؤنگا پھر غور کروگے کسکی
کون سمجھائیگا یون میری طرح اک اک پل
بھولے بیٹھے ہین عبث حسن دو روزہ پہ تم
رنا کی ہی یہ وصیت اسسے سب سن رکھین

خوب بل کھائیگی وہ زلف دوتا میرے بعد
بندگی کرنے لگوگے بخدا میرے بعد
کون دیکھے گا ترے ناز و ادا میرے بعد
کچھ لگانے کو ملیگی نہ حنا میرے بعد
کسکو بلواؤگے پسوا کے دوا میرے بعد
سب سے الجھے گی تری زلف دوتا میرے بعد
یاد آئینگی انھین میری وفا میرے بعد
پاس تربت مین رہے خاک شفا میرے بعد

نگاہ جو سیاہ روے گیسو دراز نے ڈالی اور دونون کو ولولہ بڑھگیا بادشاہ اسلام ہرچند پکارتے ہین ای فرزندان صاحبقران وای نور نگاہ مومنان ایسی طلوعہ کو دیکھکر خوف کرنا چاہیے کیسپر مائل ہوے ہو ایسی جلوے سے وصل کے سائل ہوے اسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوے ہو برائے خدا اپنے کو سنبھالو یہ کہکے مرکب مہمیز کیا سیاہ روے گیسو دراز نے قہقہہ مارا کہ تاریکی سامنے بادشاہ اسلام کے آئی معلوم ہوا کہ دیوار سیاہ سامنے حائل ہوگئی بادشاہ اسلام نے بجوف گھوڑا دوڑایا اُس تاریکی کو طے کر گئے اُس تعویذ کی برکت تھی جب تاریکی سے نکل آئے قصد کیا کہ سیاہ رو پر جا پڑون اُسنے زلفون کو جنبش دی مقناطیس کی جان پر بنگئی نحیف کی آواز آئی کہ ای شہریار فدا ادھر متوجہ ہوجیے ایسے بیوفا نہ بن جایئے اب جو پلٹ کے بادشاہ اسلام نے دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ غرق دریاے جواہر علم شعبدہ بازی سے بجلی کا ہنستی ہوئی سامنے آئی پکار کر آواز دی کہ یہ لباس گران معلوم ہوتا ہوگا میرے باغ مین چلیے گل و غنچے کا تماشا دکھاؤن بہت خوش ہوگے تمھین جنگ وجدل سے کیا واسطہ مقناطیس جادو کو قتل ہونے دو بادشاہ اسلام اُس نازنین کو دیکھکر ایسے مبہوت ہوے کہ خوش ہوکر فرمایا ای سرگروہ معشوقان و ای آرام دل عاشقان مجھے مقناطیس سے کیا کام مین تو تیرے شمع جمال کا پروانہ ہون جہان کہو وہان چلون وہ نازنین قریب آئی ہاتھ پکڑکے بادشاہ اسلام کو گھوڑے سے اُتارا سیاہ روے گیسو دراز نے زلفون کو جنبش دی اسطرح کا اندھیرا

ہوا کہ دم گھٹنے لگا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ اُس نازنین کے باغ کے دروازے پر کھڑا ہون
چند کنیزین اندر سے باغ کے آئین کہا حضور اندر چلیے سب سامان عیش و فرحت مہیا ہے
حقیقت مین ملکۂ عالم کیا معشوق آپ نے پایا ہی عجب عمدہ سامان ہو کنیزون پر آپ کا احسان
ہو بادشاہ اسلام اُس نازنین کے ساتھ اندر باغ کے آئے دیکھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین
نہرین جاری ہین باغ پر بہار گل و غنچہ بیشمار وہ نازنین بادشاہ اسلام کو لیے ہوے وسط
باغ مین آئی کنیزین بھی آکر بیٹھین ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے بادشاہ
اسلام کے مسکراتی ہوئی آئی کہا چند اشعار تو سنیے ایسے عاشق و معشوق کے سامنے یہ ذکر
بھی ضرور ہی ہمارا دل ناصبور ہی یہ کہکے وہ نازنین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

چلتی رہی اُس کوچہ مین تلوار ہمیشہ	لاشے ہی نکلتے رہے دو چار ہمیشہ
گل کھلتے رہین چہچہے کرتا رہے بلبل	یارب رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ
ہم رند ہوے شاہد مقصود سے واصل	جھگڑے مین رہے کافر و دیندار ہمیشہ
یان تخم تمنا سے اُگا کرتا ہے لالہ	گل کھاتے ہین ہر فصل مین دو چار ہمیشہ
تڑپا کرین کوچے مین ترے سیکڑون کشتے	رنگین رہے خون سے تری تلوار ہمیشہ
مجھ تشنۂ دیدار کو کس روز چھکایا	پیاسا ہی رہا خون کا وہ خونخوار ہمیشہ
ہنگامے نئے روز ہوا کرتے ہین برپا	فتنے ہی اُٹھاتی ہو وہ رفتار ہمیشہ
کیونکر تو مسیحا ہوا مشہور جہان مین	مرتے رہین ترے ہاتھ سے بیمار ہمیشہ
ای رند جنون مین بھی صحرا کو گئے کم	کھایا کیے تیغ سر بازار ہمیشہ

اس طرح اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ وہ نازنین جو بادشاہ اسلام کو لائی ہی تعریفین اُسکی
کرنے لگی کہتی ہی ای گلرنگ کیا کہنا کیا خوب گاتی ہو دل کو بیتاب کر دیا اُس نازنین نے
کہا ای ملکۂ عالم آپکی خدمت مین رہی اُستادان فن سے کمال حاصل کیا شراب منگوائیے
کلید میخانہ مجھے عنایت فرمایئے اور طرف بادشاہ اسلام کے اشارے کرتی جاتی ہو مراد اُن
اشارون سے یہ ہو کہ جس طرح سے بنے تعویذ بازو سے بادشاہ اسلام کے لیلو وہ نازنین
کہتی ہو ایک جام ایسا پلاؤن کہ ہوش اُڑ جائین خود بازو سے تعویذ کھول کر دین تعویذ اسکے

بازو سے جدا ہوا پھر مار لینا انکا کتنی بڑی بات ہو اسی تحفہ پر انکو ناز ہو کسی کامل نے وہ نقش انکو دیدیا ہو جب تو کوہ مقنا طلیس پر گھس آئے اس زور و شور سے جنگ ہوئی کہ دیکھنے والے حیران و پریشان ہین ساحرون کے سحر نہین چلتے سیاہ روے گیسو دراز ایسی ساحرہ اُسنے یہ فقرہ کیا ہو میرے ساتھ بھیجا ہو تعویذ اُسنے لے لیا جائے پھر کتنی بڑی بات ہو بلی مقنا طلیس گرفتار ہین مہوس نازنین نے کنجی ازاربند سے کھول کر گلرنگ کو دی گلرنگ بیمیخانے مین آئی شراب کو خراب کیا جالیس گلبدان محو ارغوانی سے معمور کر کے صحبت مین آئی یہ تعجیل گھنگرو باندھے گت ناچنے لگی جھک کر جام سر پر رکھا اب تو وہ نازنین بڑی تعریفین کرنے لگی کہ ای گلرنگ تم نے بڑا کمال حاصل کیا ٹھوکرین لگاتی ہو توڑے لے رہی ہو بہ قول قمر- مطلع- ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا ✤ اہل محفل مین کیا اُسنے بچھا کر توڑا ٹھوکرین لیتی ہوئی اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بادشاہ اسلام کے سامنے آئی آکر سر جھکایا اشارے سے مراد یہ تھی کہ ای شہریار یہ جام اسی شعبدہ باز کو پلا دیجے کہ مین اس ملعونہ کو مارون یہ کہکے جام بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ سمجھ گئے کہ یہ گائن میرا عیار ہو فورًا وہ جام اس نازنین کو دیا وہ نازنین پی گئی اب تو اس نازنین نے دورا باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلا کے سامنے مودب بیٹھی کہا کیون ملکۂ عالم اور ایک آدھ چیز گاؤن بیہوشی اپنی تاثیر کر چکی ہو آنکھون مین لال ڈورے نشۂ وحشت کے یا تو ارادہ تھا کہ بادشاہ اسلام سے تعویذ مانگون یا گھبرا کر بول اُٹھی کیون شہریار مقام جنگ پر نہ چلیے گا ایسا نہو سیاہ روے گیسو دراز مقنا طلیس کو قتل کر ڈالے بادشاہ اسلام نے کہا صاحب چلو وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزین لینا لینا کہکے اُٹھین اُٹھتے اُٹھتے وہ بھی گرین اب تو وہ نازنین نعرہ کر کے اُٹھی بادشاہ اسلام نے پوچھا ای فیروزہ تم کیونکر پہونچے عرض کی جب یہ ملعونہ آئی اور آپ اسکے سحر مین مبتلا ہوے مین آگے بڑھکر آیا کنیزون سے باغ مین آکے ملا انھین سے حال پوچھا انھون نے بیان کر دیا کہ ہماری مالک محبوبہ شعبدہ باز بادشاہ اسلام کو بلانے گئی ہو سحر مین اپنے پھنسا کے لائیگی یہان اُنکا تعویذ لے لین پھر جسطرح چاہین اُس طرح قتل کرین مین نے گلرنگ گائن کو الگ بلایا اُسی کی شکل بنکر بیٹھ رہا اب آپ جلد مقام

جنگ پر چلے بادشاہ اسلام تو اُٹھے عیّار نے یہان سب کو قتل کیا جب اُس نازنین کو قتل کیا
سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من محبوبۂ شعبدہ باز بود بادشاہ اسلام
نے آکر دیکھا سارے لشکر کو سیاہ روے گیسو دراز نے اپنے سحر مین پھنسایا ہی مقناطیس
کو زیر تیغ بٹھایا ہی مقناطیس جانتی ہی کہ اب بادشاہ اسلام کا بچنا دشوار ہی محبوبۂ شعبدہ باز
منگا کر لے گئی ہی تعویذ کو بادشاہ سے لے لیا ہوگا کہ پہلو سے نعرہ بادشاہ اسلام کی آواز آئی
تلوار کھینچکر گرے ساحرون کو قتل کرنے لگے سیاہ روے گیسو دراز نے جو بادشاہ اسلام
کو دیکھا گھبرا گئی ساتھ والیون سے کہتی ہی محبوبۂ شعبدہ باز پر کوئی اُفتاد پڑی پھر اژدہے پر
سوار ہوئی طرف بادشاہ اسلام کے چلی للکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ اسلام تمکو میرا خوف نہین
ارے محبوب کے ساتھ کیا کیا ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا آیا سامنے نخل تھا اُسپر بیٹھا پکار کر آواز
دی ای سیاہ رو اندھیر ہو گیا محبوبۂ شعبدہ باز کو عیار بادشاہ اسلام نے قتل کیا وہ باغ
وغیرہ ویران ہوا لاشہ محبوب کا بے دفن وکفن پڑا ای سیاہ روے گیسو دراز نے سنکر
جواب دیا او بھڑوے کل سوہے ایسی خبر واہیات مجکو سناتا ہی تو نے محبوبۂ شعبدہ باز
کو نہ بچایا عمر بھر تیری خدمتگزاری کی محبوب تجھکو روز صبح کو کھانا پہونچاتی تھی زاغ نے
ایک چیخ ماری پرون سے آگ نکلی جلکر تمام ہوا مگر سیاہ روے گیسو دراز بال نوچتی ہی اور
طرف بادشاہ اسلام کے پھینکتی ہی اژدہے ہزاران سیاہ طرف بادشاہ اسلام کے حملہ کرتے
ہین جو قریب آیا وہ جلکر خاک ہوا بعض اژدہون نے منھ سے آگ چھوڑی بادشاہ پر تاثیر نہوئی
کہ ایک اژدہا بل کر کے سیدھا ہوا چاہتا تھا اپنے کو شاہ پر مارے ہارون شاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا
تلوار کے ساتھ تعویذ چمکا اُسکے عکس سے اژدہا جل گیا جلنے سے اژدہے کے اندھیرا چھا گیا
آوازین مہیب آنے لگین تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے دیکھا کہ اندھیرا دفع ہوا مین ایک
کانٹون کے جنگل مین کھڑا ہون حیران تھے کہ ای معبود لشکر کیا ہوا مقناطیس جادو کو
کیا تھا اُسپر کیا گذری یہ تو ظاہر تھا کہ سیاہ رو مقناطیس جادو پر غالب آئی مقناطیس
سیاہ روے گیسو دراز کے سامنے سحر نہین کر سکتی یہ سوچکر ایک جانب چلے ساحرون سے
لڑے لخت خون کے جسم پر جمے ہوئے سامنے ایک وہ معلوم ہوا ایک کھیت پر ایک کنواں

کھڑا ہوا پانی دے رہا ہی اُس کھیت مین ہزار ہا سردے سرسبز و شاداب لگے ہین بادشاہ کو دیکھکر خواہش ہوئی کہ اس سے سردہ لیکر کھائین فرمایا ای شخص ایک سردہ ہمکو دے اُسکے بدلے مین جو کہو وہ دیدین یہ کہکے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا کہا ای شخص یہ موتیون کا مالا لے اور ایک سردہ ہمکو دے اُس گنوار نے دیکھکر آواز دی کہ ای شخص یہ تو راہ ہی دن بھر صدہا آدمی آتے جاتے ہین ایک ایک اگر سب کو دون تو میرا کھیت خالی ہو جاے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عوض مین ایک سردے کے ساٹھ ہزار کا موتیون کا مالا تجھے دیتے ہین اُسپر یہ باتین بناتا ہی اُسنے کلمات سخت کہے اور یہ کہا کہ ہمارے زمیندار کے گھر مین ایسے کنکر پتھر بہت پڑے ہین بادشاہ اسلام نے کمر سے خنجر نکالا جسکے دستے پر یاقوت احمر و نگین الماس نصب تھے فرمایا کہ ای برادر یہ خنجر لے اُسنے کہا مین تو نہ دونگا جب تو بادشاہ اسلام نے ایک سردہ توڑ لیا اُسی خنجر سے اُسے تراشا اب تو گنوار شور و غل مچانے لگا غل و گنوار نے مچایا تھوڑے عرصے مین گانون سے کہار پیدا ہوئی ایک زمیندار کانے ٹٹوے پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر بڑے بڑے لٹھ ہاتھ مین کسی کے ہاتھ مین تیر و کمان کوئی برچھے لیے ہوے کوئی ڈھال پھٹکا سنبھالتا ہوا اُس زمیندار نے آواز دی ہان یارو اِس بے ادب کو مارو سب گنوار یلوہ کر کے بادشاہ اسلام پر آپڑے بادشاہ شمشیرزنی کر رہے ہین جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو گنوار جو مارے گئے طرف گانون کے بھاگے بادشاہ اسلام لڑتے ہوے ان سب کے پیچھے گانون کے اندر پہونچ گئے زمیندار کا مکان جو کچا بنا تھا مٹی و گوبر سے لیا ہوا تھا اُس مکان مین زمیندار گھس گیا کہار والے سب اُسی مقام پر ٹھہر گئے سب کے کان مین ایک آواز آئی کہ ارے یارو تم اب بھی بہت ہو بادشاہ اسلام کو گھیر کر مار لو سب گنوار دوڑ پڑے بادشاہ سے لڑنے لگے کہ ایک آواز کان مین آئی ای شہنشاہ حسینان ای سعد نوجوان ذرا ادھر بھی نگاہ اُٹھا دیجیے بادشاہ اسلام نے سر اُٹھایا دیکھا ایک نازنین چنچل دریاے جواہر مین غوطہ زن چھوٹے پائنچون کا پائجامہ پہنے ہوے چاندی کے کڑے چڑھے چمپاکلی سونے کا ماتھے پر رنگین دوپٹہ کاندھے پر پڑا ہوا کرتی آب روان کی پکار رہی ہی۔

نظم

نگاہ ناز پہ مجھسے ابھی تصفیہ دل کا	کرو تو آج مین کرتا ہون فیصلا دل کا
غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا	سنو تو عرض کرون تمسے ماجرا دل کا

مسیح وقت دکر تو معالجہ دل کا / کہ جان گسل نظر آتا ہی ماجرا دل کا

ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے خبر ہو یارو / کہین نہ طول پکڑ جائے عارضا دل کا

طریق عشق مین پیش آئے مرحلے کیا کیا / معین و یاور و ناصر رہا خدا دل کا

تپک رہا ہی یہ نہین مدتون سے پہلو مین / مسیح قابل نشتر ہی آبلا دل کا

گراز کوہ الم اسے چرخ نا انصاف / حباب سے بھی ہی نازک یہ آبلا دل کا

وفور ضبط سے دم گھٹ کے آگیا لب پر / مگر زبان پہ آیا نہین گلا دل کا

نوائے چنگ سے ہین گوش آشنا جنکے / خوش آئیگا نہ انھین مرغنا دل کا

جھڑایا چاہتا ہی شغل عشق بھی واعظ / کبھی کبھی کا جو باقی ہی مشغلا دل کا

نجات محکمۂ حشر سے نہ پائیگا / پڑیگا سامنا اک روز جبکہ عادل کا

برنگ غنچۂ پژمردہ مضمحل ہی غریب / عجیب حال کیا تو نے بیوفا دل کا

بجز خدا نہین کرتا رجوع بندے سے / کسا ہی تجربہ مشکل مین بارہا دل کا

الٰہی جلد یہ آنکھون سے خون ہو کے بہے / غضب مین ڈال دیا مجکو ہو برا دل کا

دم اخیر ہی بیچارہ جان بلب ہی آج / معاف کیجیے ابتو کہا سنا دل کا

یہی ہی مرشد کامل رہ حقیقت مین / خضر شہ ہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا

مکین ہی ایک ہی دونون مکان اُسی کے ہین / کرو نہ کعبے سے کم رتبہ مرتبا دل کا

اُس نازنین نے اِس طرح آنکھ ملا کر بادشاہ اسلام سے یہ اشعار پڑھے لیکن چشمۂ چشم سے طوفان محیط موج زن ہی ہچکی لگی ہوئی ہی یقین ہی کہ روتے روتے گر پڑے بادشاہ اسلام کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی ہی اشارون سے بمنت کہ رہی ہی کہ داہنے پہ جو کوچہ ہی اُس طرف سے ہو کر میرے مکان مین آؤ ان گمار والون سے اپنی جان بچاؤ ایسا نہو یہ گنوار بلوہ کرکے لپٹین اور تمھارے بازو سے چھین لین اس گمار مین وہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے شکست کی صورت نہین دیکھی بڑے بڑے بہادر ہین ہر چند کہ آپ دریاے جرأت کے بے بہا در ہین مگر اکیلے کس کس کو روکیے گا اس طرح سے اُس نازنین نے بعجز و انکسار کہا اور شوق اپنا بیان کر دیا کہ بادشاہ اسلام تلوار کھینچکر اُس کوچے کی طرف آئے دیکھا چند کنیزین بلور

استقبال کھڑی ہیں بادشاہ اسلام کو دیکھکر کئی آگے بڑھیں بادشاہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا
زر نثار کرنے لگیں کوئی نون جسم کا بوجھتی ہی کوئی پا انداز بچھاتی ہو کم سن کمسن یہ خوشامد عرض کرتی
ہیں کہ ای شہریار چلیے ملکہ ہماری بہت مشتاق ہیں ہرچند ہمنے سمجھایا کہ ملکہ صبر کیجیے دل پر جبر
کیجیے وہ کہتی ہیں کیا کرون دل میرا نہیں مانتا تو یہ ہی ہیں پھڑک رہی ہیں یہ باتیں کرتی ہوئی
بادشاہ کو اندر مکان کے لائیں دیکھا بادشاہ نے ایک باغ پر بہار طائران زمزمہ سرائی
پکار رہے گلزار سرخ لالہ زار اور عندلیبان خوشنوا کی پکار کہ جس سے یہ مراد حاصل ہو کہ اس
باغ کے رہنے والے ہمیشہ خرم و خندان رہتے ہیں یہان کے پھول غنچے جور خزان نہیں
سہتے ہیں بادشاہ اسلام ساتھ ساتھ اُن کنیزون کے روشیں طے کرتے ہوئے وسط باغ میں
پہونچے دیکھا جو تہ یہ باغ کے باغ بیخزان کھلا ہو وہی نازنین عمدہ زیور پہنے ہوئے
مسند پر بیٹھی ہوئی ہو بادشاہ کو دیکھکر اپنے مقام سے برائے تعظیم اُٹھی پکار کر آواز دی آئیے
تشریف لائیے آپ نے خوب کیا کہ آپ جنگ سے ہٹ آئے وہ بیچارے سب ڈھونڈھ رہے ہیں
مگر یہان کوئی نہ آسکے گا دو چار دن اس باغ میں رہیے پھر میں آپکے لشکر میں آپ کو ضرور
پہونچا دونگی اب بادشاہ اسلام یہ باتیں سنتے ہوئے آگے مسند پر بیٹھے اُس نازنین نے
اختلاط ظاہری کرنا شروع کیا باتون میں تسخیر کر رہی ہو کبھی زانو پہ سر رکھتی ہو کبھی کہتی ہو کہ ای
شہریار کئی دن کا زمانہ گذرا کہ میں نے آپکو عالم خواب میں دیکھا کنیزون سے دریافت فرمائیے کہ
راتون کو بیقرار ہو ہو کر سارے باغ میں دوڑی پھرتی تھی اکثر یاد میں قد دلجو کی کئی مرتبہ زیر شجر
گری کنیزون نے ملکے سنبھالا اُٹھا کر بارہ دری میں لائیں آج میں نے خبر پائی کہ دشمنون پر
حضور کے جلوہ ہو کو ٹھے پر اسی اشتیاق میں چڑھی آپکو گھورے ہوئے دیکھا آخر کو دین پڑا
اور شدت گریہ نے دامن دیجوڑا آخر کو میں نے آپکو بلا یا شکر ہو خداوند ہفت پیکر کا کہ آپ
آگئے سعد نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہفت پیکر کون شخص ہو شیطان رہزن دین و ایمان
بندگان خدا کو برگشت کرتا ہو خدا اُسکے شر سے سبکو بچائے اُسپر لعنت کرو اُسکا اعتقاد ہو کہ
جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان پیدا کیا ہو اُسکو خدا نہیں جانتا وہ مشرک ہے اب
ہفت پیکر پر لعنت کرو اعتقاد رب اکبر ہو اُسکے حکم سے باہر نہو اُسنے سر جھکا کے کہا کہ ای شہریار

مین دل سے اعتقاد رکھتی ہون زبان سے کہنا مناسب نہین یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی اے ملکۂ عالم آپ کے باپ مقبول دینداد کو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ گل اندام نے اپنے مکان مین دشمن کو جگہ دی ہے ہزار گنوارون کو لیکر آتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنکر وہ نازنین ماہ جبین گھبرائی ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی اے شہریار آپ برلے چند ساعت کے مین چھپ جائیے وہ آئینگے دیکھ بھال کر چلے جائینگے بادشاہ نے جواب دیا کہ چھپ رہنا حریف کو دیکھکر ہمارا کام نہین ہم مقابلہ کرین گے مرکب ہمارا تیار کر وہ نازنین زار زار رونے لگی کہا اے شہریار کیا کہکے دل کو سمجھاؤن آپ کے جانے کے بعد نہین معلوم میرا کیا حال ہوگا بادشاہ اسلام خاموش بیٹھے وہ نازنین رو رہی ہے کنیزین بھی یہی سمجھا رہی ہین کہ جو ملکہ کہتی ہین قبول کیجے ایسا نہو ہماری مالک سرشن ہو جائین دیکھیے تو کیا حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نظم

دل لگی اچھی نہین ہے آٹھ پہر نالون سے	اب بسر ہوتی ہے اے زند بُرے حالون سے
مین یہ جانونگا قضا آئی ہوئی میری تھی	جان بچ جاے جو ان ناز و ادا والون سے
یون نہ ٹھکراؤ مزار شہدا وقت خرام	لوگ کہتے ہین برا تمکو انہین چالون سے
یاد کرکے تمہین کوٹھے پہ جو روتا ہون کبھی	اشک دریا کی طرح بہتے ہین پرنالون سے
مردم چشم نے مژگان سے کیا کام تمام	انہین تیرون سے مجھے چھید لیا بھالون سے
ساقیا آتش حل کردہ پلائی کہ شراب	بجلی کوندی شہ انگور زبان چھالون سے
حسرت یار مین آنکھین ہوئین اس پہ سفید	تیلیان چھپ گئین مکڑی کی طرح جالون سے
ہوگا مردہ نہ خراب ایسا بالین مرگ یار زند	گورکن دوست زمین پامال ہوئی نشانون سے

کنیزین یہ اشعار پڑھ رہی ہین وہ نازنین دامن بادشاہ کا تھامے ہوے رو رہی ہے کہ یکایک بادشاہ کو یاد آیا کہ مین وہان جنگ چھوڑکر آیا نہین معلوم مقناطیس جادو پر کیا گذری یہ خیال کرکے تیغہ ٹیک کر اٹھ کھڑے ہوے نازنین نے کہا اے شہریار کہان چلے فرمایا اے نازنین مجھے بڑی حیرت ہے کہ مین جنگ مین تھا یکایک میرا گذر صحرا امن ہو گیا اب مجھے یقین ہوا کہ مین اس صحرا مین پھنسا ہون میرے یار وفادار فیروز وزیر عمرو کو میری خبر نہین کہ مجھپر کیا گذری یہ سنکر وہ نازنین گھبرائی کنیزون کی طرف دیکھکر آواز دی میرے باپ کو

خبر کردو یہ شہریار میرے گھر مین گھس آئے آپ آکے انکو گرفتار کرلین کنیزین دوڑین دیکھا کہ
زمیندار آگے آگے تیغہ کھینچے ہوئے پشت پر دو ہزار گنوار لینا لینا کہتے ہوئے باغ مین
گھس آئے بادشاہ کو ہوش نہ آنے کا باعث یہ ہوا کہ ہاتھ جو تعویذ پر پڑا فوراً حواس درست
ہوے ہوش ٹھکانے ہوے یا تو محبت اُس نازنین کی انکو مبہوت کر رہی تھی یا جسوقت اُن
گنوارون کا بلوہ ہوا بادشاہ نے ہاتھ اُس نازنین کا تھا یا اب جو بنگاہ غور دیکھا تو ایک ضعیف
سیاہ فام قوم کی زنگن ملکہ پر فن کھڑی ہوئی ہنس رہی ہی چاہا بادشاہ سے ہاتھ کو چھڑا دون
بادشاہ نے غصہ مین اُسکے بالون پہ ہاتھ ڈالا زنگن غل مچانے لگی پکارتی تھی کہ ای باپ
مین قبضے مین اس ظالم کے آگئی میری محبت مین مبہوت بیٹھا تھا سحر کی تاثیر مٹی جب تو ان
حرکات کا ارادہ کرتا ہی یہ کہکے چاہا تڑپ کے نکلون گنوار بھی قریب آگئے تھے بادشاہ نے
ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس مکارہ کا اُڑ گیا مرتے ہی زنگن کے کئی سو گنوار بے سر ہو کر گرے
وہ گنوار جو ٹٹو پر سوار تھا سر پیٹنے لگا کہتا تھا صاحبو میری بیٹی کی جان محبت مین خداوند
ہفت پیکر کی گئی افسوس ہی کہ اسوقت قدرت نہ آئے کہ اپنی کنیز کو بچا لیتے بادشاہ تلوار
کھینچکر مجمع مین گنوارون کے جا پڑے تلوار چلنے لگی اُس زمیندار نے بڑھکر بادشاہ کو نیزہ
مارا بادشاہ نے پہلے سے سنان نیزہ کو اُڑا دیا بادشاہ نے نیزہ کاٹ کر بڑھ کے ایک
ہاتھ تلوار کا زمیندار کو بھی مارا زمیندار کے دو ٹکڑے ہوے زمیندار کے مرنے سے اندھیرا
ہوگیا باغ بھی جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ظلمات جادو بود
بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ سیاہ روے گیسو دراز لڑ رہی ہی سرداران فوج
شاہی کو بظلم قتل کر رہی ہی لیکن مقناطیس جادو مجبور اور ناچار ایک نخل کے سایے مین
کھڑی ہی زبان بند دل دردمند بادشاہ کو اشارے سے منع کر رہی ہی اور ہوشیار کرتی ہی
کہ براے خدا تعویذ بازو سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہو کہ یہ مکارہ تعویذ آپ سے لے لے
بادشاہ اُسی طرف لڑتے ہوے چلے ہین مگر ساحرون کا اسقدر ہجوم ہی کہ گرد مقناطیس جادو کے
ساحر صف باندھے کھڑے ہین اگر ایک قتل ہوا تو دس اُسی مقام پر کھڑے ہون بعضے ساحر
غل مچاتے ہین کہ یا خداوند ہفت پیکر اس شخص پہ ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا اب تصویر سنگی

سے باہر نکلے بندے آپکے عاجز ہو رہے ہین تصویر سے آواز آئی ہر ای بندگان من اگر
قدرت تصویر سے باہر نکلین گے اور نمونہ سحر دکھائین گے تو ہفت طبقات زمین جل جائین گے
کوئی ذی حیات زندہ نہ بچیگا سیاہ رو آواز دیتی ہی یا خداوندا مین نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر
سامری و جمشید ہوتے جنھون نے سحر کو ایجاد کیا تو وہ بھی اس دام مکر مین پھنسے نہین
معلوم اس ظالم کو کون آگاہ کر دیتا ہی دختر ظلمات ایسی ساحرہ قتل ہوئی کس لطف سے
نکلکے لے گئی تھی اب تعویذ لینے کو تھی خود بخود وہ ظالم ہوشیار ہو گیا ایسی معشوقہ پریچہرہ
کے بال پکڑ لیے آخر وہ قتل ہوئی ایکی مرتبہ اور رنگ کا سحر کرتی ہون یہ کہکے اژدہا بڑھا یا
طرف صحرا کے پلٹ کے آواز دی ای ہیران جلد آؤ اب تمہارا کام ہی صحرا سے دیکھا کہ ہزار ہا
شیران ببر پیدا ہونے لگے بادشاہ پر آ آکے حملے کرنے لگے بادشاہ نے کسی پر قبضہ مارا
کسی کو چیر کر پھینک دیا کسی کا سر کھینچ لیا گھوڑا نہین تھمتا مشہور ہی کہ شیر کی بو سے گھوڑا
بھاگتا ہی نہ کہ حملے کر رہے ہین جب بادشاہ بیٹھی جماتے ہین رانون مین مرکب کو سلتے ہین
تو پسلیان گھوڑے کی کڑ کڑا جاتی ہین مرکب بمشکل تھمتا ہی ایک شیر کلان اٹھارہ ہاتھ کا
لمبا مثل سر فیل سر اسکا دونون ہاتھ اٹھا کر حملہ آور ہوا بادشاہ گھوڑے پر سے کود پڑے
خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گھوڑا اسنہ پھیر دے مثرہ بابل کے دونون کلائیان تھام لین ایک
گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا مرتے ہی شیر کے سارا صحرا تاریک ہو گیا آندھی سیاہ اٹھی
بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا دروازے پر ایک باغ کے کھڑا ہون چند کنیزین
درختون سے بندھی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھکر فریاد کرنے لگین کہ ای شہریار تمکو دیکھکے
سیاہ رو ہمکو قید کر گئی بادشاہ نے بڑھکر ان کنیزون کو کھولا کھلتے ہی وہ کنیزین ہاتھون
پر شاہ کے بوسے دینے لگین کہا ای شہریار باغ مین چلیے مقناطیس کو اس باغ مین
قید کیا ہی مقناطیس جادو کا نام سنکر بادشاہ بدحواس ہو گئے ساتھ ان کنیزون کے باغ
مین آئے دیکھا باغ خشک پڑا ہی روش بگڑی برباد جا بجا درخت ٹوٹے پڑے ہین باغ کے
وسط مین ایک نخل سایہ دار ہی اسمین مقناطیس جادو بندھی ہی زبان مین سوزن ہاتھ
پانون درخت سے بندھے ہوئے ماران سیاہ بدن مین لپٹے ہوئے بادشاہ نے قریب

آکے زبان سے سوزن نکالی مقناطیس جادو نے سحر کرکے قید توڑ ڈالی اور باران سیلاب
کو مارنا شروع کیا دوڑکر شہریار کا ہاتھ پکڑ لیا عرض کی حضور یہ کنیز بے تمیز صرف حضور کی وجہ
سے بچی وہ تو کہہ گئی تھی کہ تھوڑی دیر مین آکر قتل کرونگی آپ تشریف لائے آپ نے آکے
قید سے رہا کیا مگر اب وہ پھر آئیگی اُس سے سنبھل کر مقابلہ کیجیے گا بلا کی ساحرہ ہی یہ کہکر
کنیزون سے اشارہ کیا جو ترسے پر کچھ بچھا دو کنیزون نے اپنی اپنی کمرون سے چادرے
کھول کر بچھا دیے اُسپر آکے مقناطیس جادو بیٹھی کنیزین خدمت مین حاضر ہین ابھی
بادشاہ اسلام سے مقناطیس جادو باتین نکرنے پائی تھی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی
بادشاہ نے دیکھا باغ کے ایک گوشے سے سیاہ رو ظاہر ہوئی پکارتی ہوئی او مقناطیس
تو نے رہائی پائی تیرے لیے اور بلا لاتی ہون یہ کہکر دونون پاؤن زمین مین مارے زمین
مین ہوکر غائب ہوئی مقناطیس جادو نے تڑپ کے آواز دی اے شہریار غضب ہوا
مجھپر سحر کر گئی میرے کلیجے مین درد پیدا ہوا روح نکلا چاہتی ہی جلد تعویذ بازو پر سے
کھولیے کہ میرے قلب کو تسکین ہو بادشاہ نے ہاتھ اُٹھایا کہ تعویذ کو بازو سے کھولین
ایک کنیز اُنھین کنیزون مین گھلی ملی بیٹھی تھی بادشاہ سے اشارے کیے مراد اُسکی یہ تھی
کہ برائے خدا تعویذ نہ دیجیے گا بادشاہ اُسکے اشارے سے رُک گئے مقناطیس جادو
نے کہا کہ اے شہریار جلدی کیجیے میرا دم نکلا جاتا ہی جلد تعویذ دیجیے پھر بادشاہ نے
ارادہ کیا کنیز سے جو آنکھ ملائی اُسنے دانت کے نیچے اُنگلی دبائی کہ ہرگز تعویذ نہ دیجیے گا
مقناطیس نے جو کنیز کو سر ہلاتے ہوے دیکھا کہا کیون سوسن تجھکو گوارا ہی کہ درد
سے ہمارا دم نکلجاے درد کی ترقی ہی اور تو تعویذ کو منع کرتی ہی اُسنے ہاتھ جوڑکر
عرض کی حضور مین تو نہین منع کرتی شہریار کو اختیار ہی اپنی نیکی بدی تصور کرلین اپنے
اور پراے کو سمجھ لین مقناطیس جادو نے جھلا کے کہا تجھے نیک و بد سے کیا کام
ہی جو ہم کہین اُسکی پیروی کر ہر چند کہ انکا حُسن عابد کش زاہد فریب ہی لیکن کل اہل طلسم
کی ہلاکت کا باعث ہین زیر کوہ مقناطیس جنگ ہو رہی ہی تجھے اسکی خبر نہین مین
صحت پاؤن تو سیاہ روے گیسو دراز کے قتل کی کوئی تدبیر کرون یہ سیاہ روے گیسو دراز

نفس ناطقۂ ہفت پیکر ہی مگر میں بھی بے نظیر ہی جب تو اسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی
سوسن نے ہنسکر کہا کہ حضور کو اختیار ہی ہماری عرض و معروض بیکار ہی باتین تو سوسن
مقناطیس جادو سے کرتی ہی مگر بادشاہ سے آنکھین ملاکر سر ہلا دیتی ہی جب تو جھلا کر
مقناطیس جادو نے کہا اے سوسن ہماری صحبت سے اُٹھ جاؤ زیادہ باتین نہ بناؤ سوسن
اُٹھی بادشاہ نے کہا مقناطیس سوسن بیجا ہی جسقدر تم اُسکو بُرا سمجھی ہو وہ بات اسمین
نہین ہی بادشاہ نے سوسن کا ہاتھ پکڑ لیا کہا سوسن بیٹھو صاف صاف کہو کہ یہ کیا معرکہ ہی
سوسن نے کہا اے شہریار خواہ بی بی کنیز کو قتل کرین خواہ بخشین یہ تیسرا سحر سیاہ روے
گیسو دراز نے کیا تھا اُسی کا یہ ظہور ہوا آیندہ آپکو اختیار ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا مقناطیس
جادو نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن اپنی جان بچاؤن بادشاہ کا ہاتھ چوٹی پر پڑ گیا چوٹی تھام کر
کلیجہ تھر تھرا کر لیا ایک طمانچہ مارا کہ مقناطیس نقلی کا سر اڑ گیا سوسن نے کہا اے شہریار سبحان اللہ
یہی چاہیے تھا یہ حضور ساحرہ بھیجی ہوئی سیاہ روے گیسو دراز کی تھی کل کال اسکا نام
تھا تعویذ لینے کا حکم دیا تھا جب آپ نے تعویذ دینے کا ارادہ کیا مجکو نہایت قلق ہوا آخر
نہ رہا گیا صاف صاف میں کہہ بیٹھی دل کو صبر نہ آیا آپکے خدا نے آپکو بچا لیا مرنے سے
کل کال کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من کل کال جادو بود بادشاہ اسلام نے
سوسن کو ساتھ لیا باغ اسی طرح قائم رہا اور کنیزین بھاگ گئین سیاہ رو کے سامنے
جا کر پہونچین بیان کیا واری کل کال کو سوسن نے قتل کرایا سیاہ روے گیسو دراز نے
حکم دیا مقناطیس کو تو قتل کرو ایک داغ تو کلیجے پر بادشاہ کے پہونچے چند کنیزون نے
ہاتھ پکڑ کر مقناطیس جادو کا کھینچا مقناطیس حیران حیران چار جانب دیکھ رہی ہی
بیقرار ہو کر پکار اُٹھی اے رب دوجہان چارہ ساز بیچارگان مین نے تیرا مذہب دل و جان
اختیار کیا ہی اب تو ہی اس بلا سے مجھ گنہگار کو بچائیگا یہ ظالم میرے قتل پر آمادہ ہے
اسکے ہاتھ سے مجکو نجات دے شیطان رہزن دین و ایمان ہونے پائے نظم

اگر تو مرد نکو کاری و نکو اندیش
چرا بعیب دگر میکند نگاہ کسے

زشاہ راہ ہدایت قدم مکن پس و پیش
بہ چشم غور نہ بیند چرا بحالت خویش

به پیش بندهٔ وحدت پرست یکسان ست — بهای کسوت شاهی و خرقهٔ درویش
کند زمانه پرستش خدای واحد را — بهر طریق و بهر ملت و بهر یک کیش
خدا به وقت مصیبت کند مددگاری — نه اقربا نه عزیزان نه رشته داران خویش
به فکر عاقبت کار باش ای هندی — اگر تو صاحب عقلی و مرد دور اندیش

مقناطیس جادو تو دعا مین مانگ رہی ہے کنیزین منتظر ہین کہ سیاہ روے گیسو دراز حکم دین ہم سر کاٹ لین کہ بہلوے میدان جنگ سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی باشندی کا فران سیماداے نابکاران بزدغا آگاہ ہو۔ نعرۂ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ شاہان فریدون حشم ✣ بہار گلستان کاؤس جم ✣ نعرہ کرکے ایک تیر مارا کہ تین کنیزین جو قتل پر مقناطیس کے آمادہ تھین تینون کے سینے کو توڑ کر نکل گیا اُن تینون کا مرنا کہ سیاہ روے گیسو دراز ازدرسے کود پڑی سامنے کوہ مقناطیس کے آواز دی یا خداوند کیا میری موت کی تقدیر کر چکے مین نے کیسے کیسے سخت سحر بادشاہ پر کیے مگر بادشاہ کا تختۂ اُنکے قبضے سے نہ نکلا یہ آخر سحر ایسا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا بادشاہ اس سحر مین کھاینگے یہان کسنے مدد کی اور کسلیے آگاہ کیا مقناطیس جادو کیونکر قتل ہو آواز آئی ای بندی خاص الخاص اب قدرت مجبور ہین ہر ایک سحر مین تیرا ساتھ دیا سحر کو پختہ کیا ابکی مرتبہ نیا معرکہ گذرا کہ سوسن نامے کنیز جمال بادشاہ پر عاشق ہوئی دیکھ تو ساتھ لڑ رہی ہی اُسی نے بادشاہ کو آگاہ کیا صاف صاف کہدیا کہ خبردار تعویذ بازو سے کھول کر نہ دینا آخر بادشاہ ہوشیار ہوے اُسکا ہوشیار ہونا ستم تھا مگر ای سیاہ روے گیسو دراز سوسن کو سزاے معقول دینا ہر چند کہ تیرا پیمانۂ عمر لبریز ہوا قدرت کی خدائی شکست ہوئی ہو بڑا خیال ہو کہ تیرے بعد کارخانۂ خدائی کو کون روکے گا مگر قدرت تجھکو پھر زندہ کرینگے خاتمہ طلسم کشا کا تیرے ہاتھ سے تجویز کیا ہے دیکھ سامری و جمشید نے کیسی خدائی کی مگر بعد مرنے کے کسی کو اُنھون نے زندہ نہ کیا ہوگا مگر یہ کرامت دکھاینگے کہ تجھکو دوبارا جلاینگے مقابلہ بادشاہ اسلام سے منھ نہ پھیر جا بچے اگر تیرا دار چل گیا تو تونے مار لیا اور جو اُنکی تلوار چل گئی تو نہین معلوم تیرے اوپر کیا گذرے گی سیاہ روے گیسو دراز یہ آواز سنکر مثل شعلۂ جوالہ بھڑکی پہلے تو اژدر کو اشارہ کیا اژدر

منھ سے آگ چھوڑتا ہوا بادشاہ کے قریب پہنچا بادشاہ بھی گھوڑے سے اُترے جیسے ہی
اژدر نے چاہا کہ بادشاہ کو اپنے منھ میں لون بادشاہ نے بہ قوت صاحبقرانی کلّے اژدر کے
پکڑ کر جھٹکا مارا کہ تابہ شکم چیر ڈالا دوسرے جھٹکے میں دُم تک چیر کر پھینک دیا اب سیاہ رو
نے بال نوچکر طرف بادشاہ اسلام کے پھینکے شاہ نے تعویذ کا عکس دکھایا ماران سیاہ جلکر
گرنے لگے اب تو سیاہ رو گھبرائی چاہا سامنے سے بادشاہ کے نکل جاؤں زمین میں اپنے کو گرایا
غلطاں سا مار کر ایک زاغ سیاہ بنکے تیار ہوئی بازو دن کو بکّہ دیکر بلند ہوئی آواز دی او میرے
خداوند اگرچہ آپ نے دوبارہ پیدا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور اقرار کیا ہے مگر دل میرا دھڑک
رہا ہے دنیا کے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا ہے جب آیا دام میں پھنسا طایران صحرا اپنے اپنے رنگ
میں نخچیران دشت اپنے اپنے ڈھنگ میں باغ کو دیکھو کیا رنگ ہے پھول ہنستے ہیں اور عندلیبان
خوشنوا کی بیقراری پر آوازے کستے ہیں طفلان غنچہ زبان نہیں کھولتے طائر بر سر نخل نہیں بولتے
موسم بہار میں کیا رنگ ہے جب آمد خزان ہوگی تو کیا ڈھنگ ہوگا ہوائے گرم کا چلنا
نخلہائے سرسبز و شاداب کا جلنا عندلیبان خوش لہجہ کے دل پر عجب صدمہ گذرتا ہے سرو گلزار
ہرچند کہ مشہور آزاد ہے مگر اصل میں بہ نگاہ غور دیکھو تو پابند ہے ہر وقت و ہر ساعت دردمند
ہے آخر میں سلطان خزان تخت بدعت پر بیٹھکر دست ظلم دراز کرتا ہے پھولوں کو گرایا غنچوں
کو پامال کیا آخر باغ کا یہ حال کیا کہ ساری رعنائی زیبائی کو پامال کیا یا خداوند رنگ دنیا
دیکھکر دل نہیں چاہتا کہ دنیا کو چھوڑے یا رشتۂ الفت کو توڑیے یہ کہتی ہوئی پھر بروے
زمین آئی قریب بادشاہ اسلام کے آکر خوب خاک اُڑائی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور تلوارین
برسنے لگیں صحرا سے شیر پیدا ہوے وہ بھی خاک اُڑاتے تھے آخر کار بعد ان آفتوں کے
سیاہ روے گیسو دراز نے اپنے کو پھر ظاہر کیا تلوار کھینچے ہوے سر پر بادشاہ کے پہونچی
ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ کو نکال کر
شاہ نے نقش کو بھی چمکایا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا سیاہ روے گیسو دراز نے بالوں کا
گنبد مثل سپر کے سر کی پناہ کیا تیغۂ قمقام دست زبردست بادشاہ اسلام سے جو سر پر اس
خود سر کے پڑا تو بہ برکت تعویذ وہ بال وبال جان ہوے تلوار آپار سر کو دو پارہ کرتی ہوئی تا بہ جگر

جگر سے تابہ کمر اتری جانے حیات کو گرادیا سیاہ رو کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ اس مکارہ کا
زمین پر گرا خون کے قطرے جو اڑے آسمان سے خون برسنے لگا تھوڑی دیر کے بعد آواز
آئی کشتی مرا نام من سیاہ روے گیسو دراز بود مرنا سیاہ رو کا مقناطیس سے رہائی پائی
ایرج و نور الدہر جو دیوانہ وار زنجیرین ہلا رہے تھے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے
دونون جوان تھرا کر زمین پر گرے ایڑیان رگڑنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوئے
عیار انکے برابر پہونچے عیارون سے دریافت کرنے لگے ہم کس حال مین ہین عیارون نے
بیان کیا آپ قصر عشرت مین قید تھے سیاہ روے گیسو دراز کے سحر مین مبتلا رہے اب
سیاہ روے گیسو دراز کو سعد شہریار نے قتل کیا آپ رہا ہوئے دونون شیر نعرے
کرتے ہوئے اٹھے دو سواران جرار کو قتل کیا تلوارین چھین لین انھین کے مرکبون پر سوار
ہوئے اپنے نام کے نعرے کر کے لڑنے لگے بادشاہ اسلام نے جب ایرج و نور الدہر کو لڑتے
ہوئے دیکھا سمجھے کہ اسی ساحرہ کے سحر مین تھے اسکے قتل ہونے سے رہائی پائی اطمینان ہوا
ہوا ایسے زور سے چلتی تھی کہ بیان سے باہر ہے تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے سر اٹھا کے دیکھا
کہ مقام کوہ مقناطیس نہین ہے جس مقام پر لشکر فروکش تھا اور بارگاہین خیمے استادہ تھے
اسی مقام پر اپنے کو پایا جو سردار یہان تھے وہ براے استقبال شہریار حاضر ہوے مقناطیس
جادو وشکبار جادو نے عرض کی ای شہریار تردد نہ فرمایئے اور توجہ اس سے نہ ہو سکا لیکن
کوہ مقناطیس سے اسنے ہٹادیا ہواے تند چل رہی ہو اسی کا یہ باعث ہو مگر بہ برکت نقش سلیم
حضور اپنے مقام پر پہونچے اسنے تو قصد یہ کیا ہوگا کہ ایسے مقام پر پھینکا ہو کہ جہان سانس کا
لینا دشوار ہو مگر کچھ زور اسکا نہ چلا حضور اپنے مطلب پر کامیاب ہوے ایرج و نور الدہر کہان
ہین اگر وہ بخیر ساتھ ہین تو بیشک یہ فعل اسی کا تھا ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے
ایرج و نور الدہر تیغ ہاے برہنہ ہاتھ مین دریاے خون مین نہائے ہوئے چلے آتے ہین
قدمون کو بادشاہ اسلام کے آکے بوسہ دیا عرض کی غلامون نے ایک مرتبہ قید مین بڑی تکلیف
اٹھائی ہر روز امید قتل تھی چونکہ زندگی باقی تھی خدا نے آپکو پہونچایا بادشاہ دونون جوانون کو لیکر
بارگاہ مین آئے ایرج و نور الدہر کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی بارگاہ کو آراستہ کیا ساقیان سیمین ساق

ومطربان خوش آواز جام وسبو لیکر حاضر ہوے ایک نازنین نہایت حسین سامنے بادشاہ کے آئی اور بعد سوز وگداز یہ اشعار عبرت آثار سامنے شہریار کے گانے شروع کیے۔ اشعار

غیر ہی حسرت گلزار مین حال بلبل
دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل

موسم گل مین اُکھیڑے پر و بال بلبل
جان صیاد پہ بڑ جاے و بال بلبل

باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان
آگئے آگئے ایام زوال بلبل

سرو دیکھا تو تصور مجھے قمری کا رہا
گل کو دیکھا تو بندھا مجھکو خیال بلبل

مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو ای گلچین
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

فصل گل آئی ہی کیا بھولی ہوئی بیٹھی ہی کہ
دیکھتا دبدبہ وجاہ و جلال بلبل

مر گئی فرقت گلزار مین نالے کرکے
اب رہا حشر پہ موقوف وصال بلبل

گل ہین معروف عزاداریون مین بھول ہر ایک
ہوگیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل

بعد مردن ہوئی مدفون شجر گل کے تلے
کسکو معلوم تھا یہ ہوگا مآل بلبل

کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین
جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل

عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین ندا
نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

رات بھر ہنگامۂ عیش ونشاط گرم رہا عین گرمی صحبت مین بادشاہ نے فرمایا مجھے ہمیشہ سے شاہزادۂ بدیع الزمان سے محبت ہی جنگ سنجان مین مین نے کہلا بھیجا تھا کہ چچا جان اگر آپکی خوشی ہو تو مین آپکے ساتھ لشکرکشی کرون مگر انھون نے قبول نہ فرمایا مین نے جدن سے سُنا تھا کہ نورالدہر قید ہوگئے دل کو ہی بیقراری تھی کہ مین عم نامدار کو کیا مُنھ دکھاؤنگا شکر کرتا ہون پروردگار عالم کا کہ شاہزادۂ نورالدہر نے میرے ہاتھ سے رہائی پائی اب مین انکو خدمت مین عم نامدار کی روانہ کرونگا کیسی خوشی ہوگی جب کہ عم نامدار انکو پائینگے فرمائینگے کہ بادشاہ نے اپنے ہوادار کو رہا کیا یہ باتین جو بادشاہ اسلام نے اپنے سردارون سے کہین نورالدہر نے گرمی صحبت مین کھنکار کر طرف ایرج کے دیکھا اپنے عیار سے فرمایا کہ دست راست والون کی لیاقت دیکھی جو لوگ ہوادار بادشاہ ہین ہم اس صف کے بیٹھنے والے ہین ایرج نے یہ سنکر بڑا قلق کیا شاپور سے کہا کہ اے شاپور تو نے سُنا

کہ بادشاہ نے سر دربار کیا کہا مین اس محفل مین رہنا اچھا نہین سمجھتا شاپور شیر دل نے
عرض کی غلام کی بھی یہی راے ہو کہ یہان رہنا بہتر نہین ایرج نوجوان نے اشارہ کیا مرکب
ہمارا تیار کرو ہم نکل چلین شاپور نے گھوڑا تیار کیا ایرج نگاہ بادشاہ کی بچاکر بارگاہ سے
نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے صرصر عیار کو ہمراہ لیکر نکل گئے بوقت سحر جو بادشاہ بارگاہ مین
آئے پوچھا کہ ایرج کہان ہین نورالدہر نے کہا کچھ رات باقی تھی تب وہ بارگاہ سے اُٹھ گئے
نہین معلوم کہان گئے بادشاہ نے فیروزہ کو روانہ کیا وہ دریافت کرکے آیا عرض کی حضور نے
شب کو کچھ باتین کی تھین وہ اُنکو ناگوار گذرین اس وجہ سے نکل گئے بادشاہ نے نورالدہر
سے فرمایا ای فرزند ہم تمکو خدمت مین تمھارے والد کی روانہ کرینگے ایسا نہو تمکو ایرج کے
جانے کا خیال ہو نورالدہر نے ظاہر مین بہت سا کچھ عذر کیا لیکن دل مین یہ خیال ہو کہ تاجر زادہ
انتہا کا جھلا ہو ایسا نہو کوئی کام کرے تو ضرور بارگاہ مین داداجان کی بل کریگا اور کہیگا کہ ہم
بچہ لگوون مین نہین ہین الگ شمشیر زنی کرتے ہین اسوقت حجاب ہوگا یہ کہکے شبرنگ سے
پوچھا کہ ای یار وفادار کیا صلاح ہو اُسنے عرض کی حضور چلکر دربندون پر قبضہ کرین خالی بیٹھے رہنے
سے کیا فائدہ ہو اگر یہان رہیےگا اور کوئی کام بھی ہوگا تو نام بادشاہ کا مشہور ہوگا آپکا کون
نام لیگا دوسرے روز نورالدہر بن بدیع الزمان بھی اسپ پر یوغش پر سوار ہوے اور طرف
صحرا کے روانہ ہوے اول حال ایرج نوجوان کا تحریر ہوتا ہو کہ ایک صحرا مین سایۂ نخل مین
کھڑے تھے کہ ایک آہو تیر خوردہ سامنے سے آیا کہ پیچھے پر تیر لگا ہوا ہو لنگڑاتا ہوا سامنے
آیا ایرج نے تیر مارا آہو گرا ایرج نے اُسکو بہ قربانی پہونچایا تیر نکال کر رومال سے اُسکا خون
پونچھ رہے ہین کہ نام پڑھون ناگاہ کڑاکے کی سم مرکب کے آواز بلند ہوئی دیکھا کہ ایک
نقابدار گلگون پوش چہار جانب دیکھتا ہوا آتا ہو اپنا شکار جو پڑا ہوا دیکھا جھلاکر آواز دی
او اجل گرفتہ تو کون ہو جو ہمارے شکار کو شکار کیا کچھ تجکو خوف نہ آیا یہ کہکے تیغ کھینچکر ایرج کو
مارا ایرج نے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مین نرمی جسم مین گرمی تلوار چھین کر کمر مین ہاتھ ڈال دیا
بلکہ دیکر اُٹھایا جیسے ہی سر سے بلند کیا بند نقاب چہرے سے اُٹھ گیا دیکھا ایک آفتاب آسمان
حسن و جمال آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال نہایت حسین و جمیل ہو

ایرج کی نگاہ جو چہرۂ زیبا پر پڑی رعب حسن سے قلب تھرآیا پیشانی پر پسینہ آیا چیخ کھاکر زمین پر گرے اُس نازنین نے بھی اب بنگاہ غور جمال باکمال ایرج نوجوان کو دیکھا کہ ایک شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہو فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھاکر زانو پر رکھ لیا گرد و غبار چہرے سے پاک کیا یہ بھی قصد ہوتا ہو کہ عارض پر عارض رکھدون مگر حجاب مانع ہوا اتفاقاً ایرج نوجوان کے واسطے جو شاپور شیر دل پانی کے لینے کو گیا تھا چھاگل مین پانی لیکر پلٹا دور سے اسنے دیکھا کہ ایرج تو زمین پر پڑے ہین ایک نازنین ماہ جبین ورنگین آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب سر زانو پر رکھے بیٹھی ہی جھپٹ کے چلا نازنین نے جو عیار کو ادھر آتے دیکھا وہ نازنین گھبراکر اُٹھی دل نہ چاہتا تھا جی بیٹھا جاتا تھا لیکن دوڑکر مرکب پر سوار ہوئی صحرا کی طرف روانہ ہوگئی شاپور نے آکے تلوے سہلائے چہرے پر پانی چھڑکا ایرج جو اُٹھے چار جانب حیران حیران دیکھنے لگے اور بے اختیار آہ کی اور فرمایا اے بھائی کیا پوچھتے ہو کیا حال دل بیان کرین کیونکر خاموش رہین ہمارے دل کی تو عجب کیفیت ہی — نظم

کوچے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے	سب اپنے دم کے ساتھ لیے شور و شر گئے
مانند برق چشم زدن مین گذر گئے	پر بھی نہ سمجھے ہم کدھر آئے کدھر گئے
ثابت ہوا جو کشتۂ چشم سیاہ یار	آ جو مرے مزار کے سبزے کو چر گئے
رو کر کہا جو مین نے کہ مرتا تھا میری جان	ہنسکر دیا جواب کہ پھر کیون نہ مر گئے
احوال کس سے پوچھیے یاران رفتہ کا	وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے
کوٹھے پہ جب چاک کے وہ زہرہ جبین چڑھا	شمس و قمر نظر سے ہماری اُتر گئے
سمجھین گے اُسکو ابر کرم سب گناہگار	ہم حشر مین جو لے کے یہ دامان تر گئے
آیا نہ آجتک کوئی لیکر جواب یار	قاصد گئے سفیر گئے نامہ بر گئے
ہم آفتاب بام ہین یا ہین چراغ صبح	کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے
پھولے پھلے نہ آکے گلستان دہر مین	ہم وہ شجر ہین باغ سے جو بے ثمر گئے
ابتک وہ ایک ایک سے کرتے ہین تذکرہ	ہر چند ترک عشق کو برسون گذر گئے
واللہ رفتار سے یہ توقع نہ تھی مجھے	کیا کیا کہا نہ کرتے تھے پر کچھ نہ کر گئے

یہ قول تھا کہ تجھ سے جدائی ہوئی اگر — ای جان مر ہی جائینگے تو اب نہ مر گئے
کہتے ہین رند رات کو کچھ کھا کے مر گئے — عاجز تجھے اپنی جان سے آخر گذر گئے

شاپور نے کہا ای شہریار غلام نے اُس نازنین کو دیکھا تھی کو وہ آتے دیکھکر اُٹھکے چلی گئی
ایرج نے کہا ای یار وفادار ہمکو وہان تک پہونچا دو یا تو تلاش مین جاؤ ہم اسی مقام بیٹھے
ہین شاپور نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے اُسی جانب جدھر کہ وہ نازنین گھوڑے پر سوار ہوکے
چلی گئی تھی روانہ ہوگیا ایرج تن تنہا زیر نخل بیٹھے ہین آہو کو صاف کیا اُسکے کباب لگا
کہ صحرا سے ایک فقیر پیدا ہوا اُسنے قریب آکے دریافت کیا آپ ایسا جلیل اس صحرائے
لق و دق مین تنہا اسکا سبب کیا ہی نام نامی سے آگاہ فرمایئے ایرج چونکہ بہوت ہو رہے
تھے صاف صاف فرمادیا کہ ایرج بن قاسم بن رستم بن صاحبقران زمان برائے بربادی
طلسم ہفت پیکر نکلے ہین عیار ہمارا شاپور شیر دل ایک کام کو گیا ہی ہم کباب لگا رہے ہین
آگ سلگا رہے ہین اُس فقیر نے کہا لایئے آگ مین سلگا دون اور کباب بھی درست
کر دون ایرج نے ہاتھ روکا اُس درویش نے جھٹ پٹ آگ سلگائی کباب طریقے
سے لگائے نمک اپنے پاس سے ڈالا تھوڑے عرصے مین کباب تیار ہوئے ایرج چونکہ
بھوکے ہو رہے تھے کباب جو کھائے سر گردش کرنے لگا فرمایا ارے تونے ان کبابون
مین کیا ملا دیا کہ سر گردش کرتا ہی تاثیر بیہوشی کی معلوم ہوتی ہی اُسنے پکار کے کہا تم
نسیم تیز رو عیار مبہوت تیغ زن تم لوگون کی تلاش مین ہی ایرج جھلا کے اپنے مقام سے
اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوئے نسیم تیز رو نے ایرج کا پشتارہ
باندھا طرف قلعہ سرخ پوشان کے بھاگا مبہوت تیغ زن سرخ پوش کا اکثر نامے
اسکے پاس ہفت پیکر کے آئے مضمون جنکا یہ تھا کہ فرزندان حمزہ صاحبقران مین سے
جسکو پاؤ یا قتل کر دو یا بدولت کے پاس روانہ کر دو یہ بیٹھا ہوا ہی کہ آواز زناٹے بلند ہوئی دیکھا
نسیم تیز رو عیار ایک مرکب کوتل ساتھ لیے ہوئے پشتارہ بدوش آکر پہونچا پشتارہ
سامنے لا کے ڈال دیا کہا ای پہلوان دوران یہ نبیرہ صاحبقران زمان ہی آپ کی سرحد مین
کباب لگا رہا تھا مین گرفتار کر لایا مبہوت نے کہا اسکو ہوشیار کرا تحفہ عرض کی یہ شیر بیشہ

جرأت ہین مین مکر سے گرفتار کرکے لایا ہون ہوشیار ہوتے ہی یہ قیامت برپا کردیگا آہنگرون کو بلائیے مسلسل و مطوق کرائیے ہوشیار کرائیے اسی وقت آہنگر آئے ایرج کو مسلسل کیا لیکن اب شہر مین ہلڑ ہوا کہ نبیرۂ صاحبقران کو صحرا سے نسیم عیار گرفتار کرکے لایا ہی اب اُسکا دربار سمجھا جاتا ہی ماہ پیکر آفتاب جمال جو راہ مین ایرج پہ عاشق ہوئی اسی مبہوت کی بیٹی ہی جسوقت سے ایرج پر عاشق ہوکے آئی ہی اور باغ مین اپنے بیوبچی سرنگون بیٹھی ہی خواصین جو پوچھتی ہین کہ آج حضور کا مزاج کیسا ہی کیا سبب ہی کہ حضور کو پریشان پاتے ہین ملکہ کچھ جواب نہین دیتین لیکن سوچ رہی ہین کہ مین کیون چلی آئی دیکھیے ہوشیار ہونے پر وہ جوان کیسی باتین کرتا ہی ایسی ایسی باتون کی سوچ مین ملکہ بیٹھی تھین کہ ایک خواص نے آکے خبر دی کہ حضور لونڈی ابھی برائے کام ضروری طرف دربار شاہی کے گئی تھی کہ نسیم سبک رو عیار نبیرۂ صاحبقران کو گرفتار کرکے لایا ایک نئی بات یہ ہی کہ مین آنکھون کا گھوڑا اُس شہریار کا ہی نہایت حسین و جمیل اب ہمارے شاہ نے اُسکو مسلسل کیا ہی دربار سمجھا چاہتے ہین یہ سُنکر ملکہ گھبرائین دل سے کہتی ہین یہ تو بالکل اُسی جوان کا پتہ ہی مین تو جاکے ذرا کوٹھے سے دیکھون یہ سوچکر اُٹھین کوٹھون کوٹھون ملکہ چلین جھروکون سے آکر دیکھا ایرج نوجوان مسلسل و مطوق ہین عیار نے بڑھکر ہوشیار کیا ہی ایرج نے جو ہاتھ اُٹھائے خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھے کہ ہم قید ہوگئے بل کرکے اُٹھے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی وزرا امرا بگڑنے لگے کہ ای تاجدار یہ جوان نام خداے نادیدہ کا لیتا ہی مبہوت نے کہا اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی انھین لوگون نے اس مذہب کو رواج دیا ہی اب یہ قتل ہوگا جسطرح چاہے کلام کرے پکارکر آواز دی ای ایرج نوجوان دیکھو خداوند نے کیا تقدیر کی کہ ہمارے ہاتھ سے تمھین گرفتار کرایا اب بدون قتل نہ بچوگے اگر خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو تو نجات ملے ایرج نے جھلاکر جواب دیا کہ ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہین اسکی مکاری ہمپر کھُل گئی جن پہاڑون پر وہ خود رہتا ہی اُسی مقام پر شمشیر زنی کی بڑے بڑے سحر کیے کچھ نہ ہوسکا اتنا کیا کہ آندھی چلی بادشاہ اپنے مقام پر آگئے اگر کچھ حقیقت اصلی رکھتا ہوتا

تو شاہ کو نجات نہ ملتی ایک پہاڑ کو صاحبقران زمان نے فتح کیا ایک پہاڑ طلسم کشا نے فتح کیا کوہ مقناطیس جو برباد ہوا وہان بادشاہ اسلام پہونچے سیاہ روے گیسو دراز کو کس زور و شور سے مارا بڑی ساحرہ مکارہ تھی مگر کچھ اُسکا زور نہ چلا بس اتنا کیا کہ بادشاہ کو وہان سے ہٹا دیا اب جو تجھ سے ہو سکے وہ قصور نہ کر مبہوت نے یہ سُنکر حکم دیا اس جوان کو ابھی قتل کرو ملکہ نے جو کوٹھے سے یہ سب معاملہ دیکھا کہ جلاد تیغہ ہاے برہنہ لیکر سرپر ایرج کے آئے حکم پوچھنے لگے ملکہ زار زار مثل ابر بہار رونے لگین خواصون سے فرماتی ہین کون بابا جان کو جاکر سمجھائے کہ اس جوان کو قتل نہ کرو قید کرو تو بہتر ہی یہان جب جلاد نے گردن پر ایرج کی کوٹلے کا خط کھینچا بیقرار ہوکر ایرج نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھے کہ ای مالک حقیقی و ای رب تحقیقی ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے اپنے بندۂ حقیر کو نجات دے تیری قدرت سے دنیا آباد ہی ہر غمگین شاد ہی **نظم**

خدا خالق و رازق مار و مور	خدا مطلع جلوۂ نار و نور
خدا باطن ست و خدا ظاہر ست	خدا در حجاب و خدا در حضور
خدا جلوہ بخشندہ ہر آئنہ	ز ہر ذرہ حق مینماید ظہور
ستورہ چو نور نور ذات خداست	بہر جن و انسان و وحش و طیور
ز گرداب آفت بساحل رسد	گر از نجبہ وحدت کند کس عبور
خدا ہست مانند دل در بغل	عبث میرود بندہ نزدیک و دور
گہی شکل موسیٰ نمایان شود	گہی بر تو جلوۂ کوہ طور
گہی صورت شب گہی شکل روز	گہی شکل سایہ گہی شکل نور
ہر آنکس کہ چشم خدا بین کشاد	نظر آیدش جلوۂ حق ضرور
ز ہر ذرہ تا بندہ نور خداست	ز ہر چہرہ روشن ظہور خداست

ایرج نوجوان دعائین مانگ رہے ہین ملکہ کوٹھے پر بیقرار فرماتی ہین اگر جلاد نے اس جوان کے ہاتھ مارا تو مین کوٹھے سے اپنے کو گرا دونگی فرط رنج جان دیدونگی وہ حکم بادشاہ دے چکے قصہ ہی اب تیسرا حکم دون کہ ایک وزیر جو مزاج مین بادشاہ کے دخل رکھتا تھا

اپنے مقام سے اُٹھا سامنے تاجدار کے دست بستہ آیا عرض کی اے شہنشاہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہون امیدوار ہون قبول فرمائیے یہ جوان نبیرۂ صاحبقران زمان ہے اسکو اس طور سے خفیہ قتل کرنے مین حضور کا نام نہوگا بہت بہتر ہوگا کہ آج دن بھر تمام ملک مین اشتہار چھپا ہوا ہون ساری خلقت کو خبر ہو کل اسکو قتل کیجیے تمام خلقت دیکھے کہ نبیرۂ صاحبقران قتل ہوا اور قدرت کو ایک عرضی لکھیے کہ مین نے نبیرۂ حمزہ کو قتل کیا آپکے ملک پر جو کوئی قصد کرے اسکو آکر خراج گذار روکین اسوقت قید کرنا ہی بہتر ہے بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی کہا اے وزیر اعظم اے دستور معظم جو تمنے کہا وہ ہمکو کو بہت پسند ہوا آج اسکو قید کرو ایک پہلوان ہے کلکال نیش زن اُسکے نام حکم ہوا کہ اس جوان کو لیجا کر قید کرو کلکال نے سر زنجیر کو تھام لیا قلعے مین ایک مقام ہے وہان لاکے ایرج کو بند کیا آپ بطور پہرے کے بیٹھا ملکہ نے جب دیکھا کہ ایرج کی قید کا حکم ہوا اور کلکال نیش زن لے گیا روتی ہوئی محل مین آئین اُسی وقت حکم دیا کہ سواری تیار کرو ہم باغ جائینگے سواری تیار ہوئی خواصین سمجھاتی ہین کہ واری کل سے حضور نے کھانا بھی نہین کھایا ہے ملکہ روکر جواب دیتی ہین کہ صاحبو تم میرے دل کے حالات کو کیا جانو میرے دل کی عجب کیفیت ہے کیا حال بیان کرون یہ حرام زادہ نسیم تیز رو کیونکر وہانتک پہونچا جاکر گرفتار کرلایا کیا مکر کیا کہ انکو دم دیا انکا عیار انکے ساتھ تھا مین کس منھ سے اپنے درد دل کا حال بیان کرون

نظم

فصل گل مین کب اُٹھا مجھ سے ستم صیاد کا
توڑ ڈالونگا اگر ہوگا قفس فولاد کا

ذوق گرفتاری مین چندے یاد گلشن کی رہی
اب قفس سے چھٹ کے یاد آئیگا گھر صیاد کا

خاک کے پتلے کو حورین خلد مین کرتی ہین یاد
قاف مین کرتی ہین پریان ذکر آدم زاد کا

کھینچکر ذوق اسیری دام تک لیجائیگا
آب ودانہ ہے جو قسمت مین مری صیاد کا

بیکسان عشق پر جور وستم اچھا نہین
صبر پڑ جائیگا او ظالم کسی ناشاد کا

ضبط کرلے گر تیرے مرغان قفس تک آئے آہ
اب رہائی انکی ہو یا حکم ہو فریاد کا

سینے سے بیگانہ ہوا ہے دل آشنائی اس سے کر
بھول جا جسکو ارادہ ہو جو اُسکی یاد کا

اسقدر بالا بلندون سے ہی اب مجکو گریز — بسکے جلتا ہون جہان سایہ پڑے شمشاد کا
آشیان میرا جلاکر وہ بھی ایذا پائیگا — پھونک دیگی آتش گل جھونپڑا صیاد کا
سر کا کٹنا کیسا اک خط بھی نہ گردن پر پڑا — سخت جانی سے مری جی چھٹ گیا جلاد کا
جوہر حسن آئنہ رویون پہ کھلتے کس طرح — گر سکندر سے نہ بنتا آئنہ فولاد کا
رند شکوہ کیجیے کسکا بقول استاد کے — آب و دانے نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا

خواصین حیران ہین کہ ہماری مالک کو کیا ہو گیا کیسی دیوانہ وار باتین کرتی ہین باغ مین گرا دیئیا
ہر چند کہ باغ سرسبز وشاداب ہو مگر دل جب ویران ہو تو رعنائی زیبائی کیا معلوم ہو پھول
مثل خار دل مین کھٹکنے لگے بارہ دری مین آکے بیٹھین مگر نہایت حیران کہ اے ماہ پیکر چار پہر رات
آنکھون مین کٹ جائیگی صبح کو پھر وہی سامنا کل تو وزیر نے بچا لیا ایک رات کی مہلت ملی اب وہ مہلت
نہ ملیگی کچھ تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا صبا جو دختر نسیم کو بلالاؤ مین اُس سے حال دل کہون شاید
اُس جلاد کو رحم آئے اُسنے ستم کیا یہ ذکر تھا کہ نسیم کا بیٹا صبا سے سبک پا خبر کو ملکہ کی آیا دیکھا
صحبت مین عجب رنگ ہو ملکہ خاموش بیٹھی ہین صحبت پریشان ہو ملکہ کے ساتھ پرورش پائی ہو قدمون
سے لپٹ گیا عرض کی حضور کو عجب حال مین پاتا ہون مزاج مبارک کیسا ہو آپکا چہرہ بے نظیر دیکھکر
دل گھبراتا ہو کلیجہ منھ کو آتا ہو ملکہ نے صبا کی بات سنکر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا اے صبا
کیا حال پوچھتا ہو جو مجھپر گذری اُسکو کیا بیان کرون ایک کام ہو جو تم سے ہو سکے تو یہ جوان جو قید
ہوا ہو کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہو کہ ایک نگاہ مین اُسکو دیکھ لون صبا نے کہا آپکے اقبال سے
یہ کتنی بڑی بات ہو مین صورت زیبا اُسکی آپکو دکھلاؤن ایسا نہو آپ وہان جاکر کچھ فساد مچائین
ملکہ نے کہا اے صبا مین ایک نگاہ دیکھکے چلی آؤنگی کلام بھی نہ کرونگی صبا نے اُسی وقت کھانا
پکوایا اُسمین بیہوشی ملائی خوان تیار کرکے کنیزون کے سر پر رکھوائے ملکہ کو ساتھ لیا در زندان پہ
آیا کلکال نطیش زن پہرے پر بیٹھا تھا اُسنے پکارکر آواز دی کون آتا ہو صبا نے اپنا نام
بتایا دوڑ کر قریب آیا کہا اے پہلوان وزیر ملکۂ عالم بیمار ہو گئی تھین اُنھون نے نذر لات
مناتکا کھانا پکوایا حکم دیا کہ قیدیون کو کھلاؤ سنا ہو کہ یہان بھی کوئی قید ہو بس تم اُس
قیدی کو بھی کھانا کھلا دو کلکال نے کہا اے صبا تمنے سنا ہوگا کہ سارے شہر مین غلغلہ پڑا ہی

صبح کو وہی جوان قتل کیا جائیگا ان لوگون نے دربند ہفت پیکر مٹائے۔ دین اسلام کو رواج
دیا دین خداوند ہفت پیکر منسوخ کیا اسوجسے ہم شب و روز دروازہ نہین کھولتے صبا
نے کہا تم لوگ تقسیم کرکے کھالو کھائینگے کر قیدیون کو کھلا آئے سب کے پہلے کلکال اُٹھا اور
کہا کہ میرا دوہرا حصہ دو صبا نے سبھون کو تقسیم کیا سب کھانے لگے کلکال نے مزدورنی
کو دیکھا اپنے مقام سے بلبلا کے اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ مزدورنی مجھسے اشارہ کرتی ہی مین اسپر قبضہ
کرونگا بیہوشی اپنا کام کر چلی تھی اُٹھتے ہی جہان سے اُٹھا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہو سب لینا لینا
کہکے اُٹھے بیہوش ہوکر گرے صبا نے بڑھکر در قید خانہ کا قفل کاٹا ایرج زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے
تھے ملکہ نے آکے ایرج کو اس حال مین دیکھا دل بیتاب ہوگیا کہا اے صبا انکو باغ مین لیچل صبا
نے کہا حضور مین نے کہدیا تھا کہ ایسا نہو آپ وہان جاکر کچھ اور ارادہ کرین مین لیے چلتا ہون
لیکن جان پر بنے گی اس جوان کا مخفی رہنا دشوار ہی ملکہ نے کہا کچھ ہو بیڑیان کاٹ ایرج نے
جو دیکھا کہ عیار نے سو من نکالا زور مین آکر قید توڑ ڈالی ملکہ رومال سے خون پونچھنے لگین کہا
اے شہریار کیون جلدی کی عیار بہ سہولت قید کاٹ دیتا ایرج نے کہا اب ہمکو یقین کامل ہوا
کہ وقت رہائی آگیا قید کا ٹوٹنا وقت پر موقوف تھا ملکہ نے ایرج کو ساتھ لیا طرف اپنے باغ
کے چلین قضائے کار املاک نیش زن بھائی کلکال کا کہ کوتوال شہر ہو طلایہ پھرتا ہوا آیا تھا
بھائی کو اپنے آواز دی جب جواب نہ آیا تو گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آگے بڑھ آیا بھائی کو دیکھا
کہ بیہوش پڑا ہی ساتھ والے بھی سب بیہوش وہ بیہوش پڑے ہین چند آدمی ایک قیدی کو
نکالے ہوئے لیے جاتے ہین للکار کر آواز دی کہ ارے تم کون لوگ ہو گنہگار شاہی کو لیے جاتے ہو
صبح کو میرے بھائی سے پرسش ہوگی یہ کہکے پیادون سے اشارہ کیا ارے قیدی کو گھیر لو اسکا اتنا
کہنا کہ چار طرف سے پیادے لینا لینا کہکے چلے ایرج نے تلوار کھینچی مصروف جنگ ہوئے
لڑتے بھڑتے ہوئے سامنے افسر کے پہونچے للکار کے آواز دی کہ او نامرد ان تین روپیون کے
پیادون کو کیون قتل کراتا ہی تو افسر ہی سامنے آ املاک نے گھوڑا بڑھایا قریب شاہزادے
کے آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا ہمراہیان املاک نے کلکال کو بھی ہوشیار کیا جب یہ
ساتھ والون کو لیکر بڑھا ملکہ کنیزون کو لیکر ایک گوشہ مین آئین اور آکر ٹھہرین کمانین کاندھون سے

آتا رین تیر بجر کمان مین پیوست کیے سب نے تیر اندازی شروع کی یہان املاک نے کئی ہاتھ
تلوار کے مارے شاہزادے نے سب ہاتھ تلوار کے خالی دیے سب ایرج نوجوان کو گھیرے
ہوے ہین ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ پڑا کہ املاک کے دو ٹکڑے ہوگئے
یہان ملکہ نے بھی مع کنیزون کے وہ تیر اندازی کی کہ آخر سب بھاگنے لگے کلکال نے گھوڑا
بڑھایا پکار کر آواز دی ای صبا تو اسوقت اسواسطے آیا تھا کہ گنہگار کو رہا کر کے لیجائے مین
تجھکو نہ جانے دونگا یہ کہکے طرف صبا کے چلا صبا نے آواز دی ای شہریار غلام کو بچا یئے
یہ نامرد طرف حقیر کے آتا ہی ایرج بیتاب ہوگئے گھوڑے کو بڑھا کے للکارے کہ او کلکال
کہان جاتا ہی ٹھہر جا ورنہ بہت پچھتائیگا لیکن شاپور شیر دل جو تلاش مین ملکہ کی نکلا تھا ایک
دوکان مین فقیرانہ بھیس بدلے ہوے پڑا ہوا سو رہا تھا آواز جو اپنے آقا کی سُنی اُٹھکر دوڑا
راہ مین دیکھا ہمراہیان املاک بھاگے ہوے آتے ہین اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان
نے رہائی پائی دوڑتا ہوا اُسطرف پہونچا باتون باتون مین صبا سے تمام حال دریافت کیا
معلوم ہوا دختر بادشاہ اس نوجوان پر عاشق ہوئی اُسنے آکر اسکو رہا کیا اہل طلایہ نے
گھیرا ہی یہ سُنکر یہ بھی تیر اندازی کرنے لگا سر سے گوپھن کھولا وہ پتھر مارے کہ کسی کے سینے
پر پڑے ہڈیان ٹوٹ گئین کسی کے سر پر پڑا کہ سر اُسکا پھٹا یہان ایرج نوجوان کلکال سے
مقابلہ کر رہے ہین ایرج نوجوان نے کلکال کے سامنے کئی پہلوانون کو مارا شیرانہ و دلیرانہ
معروف جنگ ہین کفار اپنی جان سے تنگ ہین بھاگتے پھرتے ہین ایرج نے جسکا پیچھا
کیا اُسکو گھیر کر مارا آخر کار کلکال نابہنجار نعرہ کرکے جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج
نے سب وار اس مکار کے تلوار آبدار پر روکے ہر چند کہ صد ہا حربہ پڑ رہا ہی مگر یہ ہمہ تن
چشم بنے ہوے معروف جنگ ہین کفار اُنکی جنگ سے بہ تنگ ہین مرکب مثل ہوا
دوا دوش کر رہا ہی آخر کلکال کو ایرج نے مارا جب اسکے دو ٹکڑے ہوے پیادون نے
چاہا لاشہ اپنے سردار کا لیکر بھاگین کہ نسیم سبک رو یہ ہلڑ سُنکر دوڑا ہوا آیا دیکھا کو توال
شہر مارا گیا اور کلکال بھی قتل ہوا پیادے بھاگا چاہتے ہین اپنے بیٹے کو دیکھا کہ ایک
گوشے سے تیر اندازی کر رہا ہی اسکو چلایا کہ یارو اپنے افسر کو قتل کرایا اب اسکا پیچھا نہ چھوڑو

مین جاکر بادشاہ سے اطلاع کرتا ہون وہ مع فوج جنگی آئینگے آتے ہی اسکو پامال کرڈالینگے
اُنکے ہاتھ سے بچنا اسکا دشوار ہوگا ساری جرأت وہمت بیکار ہوجائیگی مگر حیران ہون کہ میرا بیٹا
کیون لڑ رہا ہی برابر تیراندازی کر رہا ہی اپنے چہرے کو چاہتا ہی کہ چھپاؤن اور مار کر ان سب کو
اس گناہگار شاہی کو نکال لیجاؤن ایک گوشے مین ملکۂ عالم کو چھپائے ہوے سینہ کو
سپر کیے ہوے کھڑا ہوا تیرون کا مینہ برس رہا ہی سیکڑون سر مثل قطرات باران کے دم بدم
گر رہے ہین دریاے خون جاری ہی چارطرف سے یہی غلغلہ ہی کہ اس جوان کو گھیر کر مار لو
یہ کہکے نسیم تو ہوا ہوا اور دولت شاہی پر پہونچ کے نفس راست کی پکار کر آواز دی کہ محلدار
صاحب بادشاہ سلامت سے عرض کرو کہ خداوند جلد باہر تشریف لائین نیا قیدی چھوٹ گیا
حلقۂ سلاسل ٹوٹ گیا بڑے بڑے نامی گرامی پہلوان اس جوان کے ہاتھ سے مارے جاچکے
اور پشت پر بیٹا میرا کہ وہ شریک قیدی ہی اسکو بھی چلکر قتل کیجیے محلدار نے جاکے مہبوت
تیغ زن کو جگایا آنکھین ملتا ہوا مہبوت تیغ زن اٹھا اور پوچھا عیار سے کہ کیا معرکہ ہی
عیار نے سب حال بیان کیا اور عرض کی نہین معلوم حضور کیا سبب ہی کہ میرا بیٹا قیدی
کے ساتھ لڑ رہا ہی مہبوت نے کہا مین جاکر سب کو سمجھا دونگا زنجیرون سے کمر باندھتا ہوا
باہر آیا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا علماے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے ڈنکے پر چوب
پڑتی ہوئی کتنی سی نقارہ بجتا ہوا ایرج نوجوان معروف جنگ تھے کہ صبا نے بڑھکر خبر دی
کہ اے شہریار بادشاہ آپہونچا نقارے کی آواز آئی دیکھیے زمین تھرائی ساٹھ ہزار فوج سے
مقابلے کو آتا ہی ایرج نے کہا آنے دو مگر اے صبا و شاپور جس طرح ہوسکے ملکہ کو نکال لیجاؤ
انکی وجہ سے مین جمکر لڑ نہین سکتا ناموس کا اس مجمع مین رہنا بڑے عیب کی بات ہے
انشاء اللہ مہبوت کو وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد رہے شاپور و صبا ملکہ کو لیکر طرف باغ کے
چلے ملکہ روتی ہوئین ساتھ ان دونون کے چلین مگر کنیزون سے فرماتی ہوئین ماجرا جو
مین کیا بیان کرون جو میرے دل کی نوبت ہی اس شیر دلیر کو اتنے بڑے مجمع مین چھوڑ آئی ہون
خدا اُنکو خیر و عافیت سے رکھے کیا کہون جو میرا حال ہی دل پر ہجوم غم و ملال ہی جی چاہتا ہے
مین بھی اُنکے ساتھ لڑون افسوس فلک نے کیا سامان دکھایا ۔ نظم

تسلی ہووے کوئی دم تو جان مضطر کو
خدا کے واسطے مرتا ہوں آنگھڑی بھر کو

مزا بڑا ہے قناعت کا عہد طفلی سے
میں سیر ہو کے نہ پیتا تھا شیر مادر کو

ہوا سماگئی خود کو ہوا سمجھتا ہے
گلی میں جا کے تری دن لگے کبوتر کو

بگاڑا ہے جو یہاں بیخودانہ مستی میں
بنایا ساقی نے کیا جلترنگ ساغر کو

کچھ آجکل سے تساہل نہیں طبیعت میں
قدیم خو ہے تغافل کی میرے دلبر کو

حسین بند تمہارا جو یاد آیا ہے
تمام رات میں پیٹا ہوں سینہ و سر کو

خدا نے چاہا تو کلمہ پڑھیگا وہ بت بھی
دکھاؤنگا میں مسلمان کرکے کافر کو

دہن کے واسطے ظلمات خط میں دل ہے تباہ
تلاش چشمۂ حیوان کی ہے سکندر کو

پس از فنا جو ہے سوزش میں جنون کی تپش
تو ڈھونڈ کے پھوڑونگا سنگ مزار سے سر کو

قضا لے آئی ہے اہل قبور مجھکو بھی
جگہ دو تھوڑی سی یارو ذرا ادھر کو

ہوئے سب آج گنہگار عشق زندان میں
سنا ہے میں نے ستمگر نے چن دیا در کو

کسی کے ساتھ کی میخواریاں جو یاد آئیں
رہا نہ آپ میں منہ سے لگا کے ساغر کو

جواب دونگا صنم سے سوال کا اپنے
خدا کے حکم سے گویا کرونگا پتھر کو

سنبھالو آپ کو اے رند ترک عشق کرو
کہاں کا روگ لگایا ہے جان مضطر کو

ادھر تو ملکہ مجبور و ناچار بے سلے ہوئے چلی آئیں کچھ بن نہ پڑا روتی بیٹھی ہوئیں باغ میں آئیں
اُدھر ایرج نوجوان پر لشکر مبہوت کا آکر گرا یا تو پیادے بھاگ گئے کوتھے پادشاہ کے آنے
سے رک گئے ساٹھ ہزار جوانوں نے ایک مرتبہ حملہ کیا دور سے تیر پڑنے لگے نیزے مار مار
کے نامرد بھاگتے ہیں ایرج انتہا کے زخمی ہوئے اُسی زخمداری میں مبہوت کا سامنا ہوا مبہوت
ملکار ادیکھا دور سے کہ یہ سر مو دہن موسے خون شاہزادہ ایرج نوجوان کے بہہ رہا ہے
چاہا کہ گھوڑے کو ٹھکرانکے جا پڑوں افسروں نے بھی ایسے ارادہ کیا مگر قریب تو اس شیر کے
کون آتا ہے دور سے فقط نیزے دکھاتے ہیں مبہوت نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اس
جوان نے اسی حالت زخمداری میں کئی افسرون کو ٹوک ٹوک کے مار ڈالا لاشے اُنکے
پڑے ہوئے پھر رک رہے ہیں مبہوت نے چند سوارون کو روانہ کیا انھون نے تیر کے

دکھائے ایرج جیٹ کر قریب آئے ایک سوار کے دو ٹکڑے ہوئے اُسوقت مہوت نے
پشت سے تلوار کا ہاتھ مارا ایرج نے چمک تلوار کی دیکھی مگر وار روک نسکے تیغہ جو پڑا تمام جسم
تو زخمی ہو رہا تھا سر پوٹ جو کھائی غش آنے لگا اُسوقت جگر شمشیر زنی کی دل مین فرماتے ہین
کہ ای ایرج موت لیکر آئی تھی اب جانبر ہونا دشوار ہی جب ہاتھون نے دستگیری نکی پاؤن
سے ثابت قدمی موقوف ہوئی خون بیکر چہرے پر آیا ایرج نے تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ دونون
گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے کہا ای مرکب اصیل مجکو نکال لے چل پر جسم رکب غیر ہو مگر رکب
کی ران جو لگی مرکب کو مزا ملا سمجھا کہ شہسوار ہوشمند شل فرہاد کے کھولا چشکین دولتیان مارتا ہوا
میدان جنگ سے لے نکلا وہ سب بیچا آپس مین لڑا کیے ملکہ رات بھر باغ مین منتظر رہین صبح
فراق نے جو چہرہ بلا دکھایا عیاروں سے کہا ذرا خبر تو لو صبا نے آکے دیکھا کہ مہوت لاشون
مین تلاش کر رہا ہے اور کہہ رہا ہی کہ میرے ہاتھ سے وہ جوان مارا گیا مگر مرکب اصیل زیر ران تھا
وہ میدان جنگ گاہ سے نکال لے گیا توقف تو کرو شاید کہین اکناف مین ہو پھر کارے
جیٹ جیٹ کے جلتے ہین اور مایوس ہو ہو کر پلٹ آتے ہین حاکم کے سامنے بیان کرتے
ہین کہ دو دو کوس ہمنے دیکھا کہین اُس جوان کا پتہ نہین ملتا چار طرف تلاش کیا مہوت نے
پلٹ کر نسیم سے کہا کہ ذرا تم تو تلاش کرو کہ تمھارا بیٹا کہان ہے اُسکو گرفتار کرکے لاؤ اُس سے
پوچھا جائے کہ تو نے کیون رہا کیا صبا نے سیاہ رو بصورت مبدل یہ سب باتین سُن رہا
تھا نسیم تو تلاش مین چلا اور صبا بھاگ کر ملکہ کے پاس آیا کہا ای ملکہ عالم ابھی تک کوئی
آپکا نام نہین لیتا بابا جان کو اب حکم ملا ہو کہ بیٹے کو اپنے گرفتار کرکے لاؤ مین کہان چھپون
میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ باغ مین آگ لگا دیے یہان سے نکل چلیے اب یہان ٹھہرنا
مناسب وقت نہین معلوم ہوتا ہو اب حال کھل جائیگا ملکہ نے کہا بیٹا کہان چلون مین یہ
اُفتادہ سمجھی تھی صبا سے سیاہ رو نے عرض کی اگر کوتوال شہر مارا نہ جاتا تو وہ اس
حال کو ظاہر کر دیتا اُسکے ساتھ کے پیادے بھی مارے گئے اور سب ناواقف ہین یہی کہتے
ہین کہ صبا نے گنہگار شاہی کو کیون رہا کیا مین اب یہان نہ رہ سکونگا ملکہ نے کہا بیٹا تم
یہان ٹھہرو مین سوار ہو کے محل مین جاتی ہون مان سے دریافت کرتی ہون کہ میرا تو

نام کوئی نہیں لیتا ہی اگر شاید کوئی ذکر کرے تو سد باب کرون اور خود کہدون کہ صبا کو گرفتار
کر کے بھیجونگی صبا کو کیا واسطہ اس سے کیا تعلق تھا جو رہا کرنے گیا مین دریافت کرون شاید
میرے باغ مین آیا ہو زوجہ سے اپنی ذکر کر رہا ہو یہ کہکے حکم دیا کہ محافہ لاؤ جیسے ہی محافہ لا کے
رکھا گیا فوراً سوار ہوئین مبہوت تیغ زن بھی محل مین آیا ہوا ہی زوجہ سے ذکر کر رہا ہی کہ
تمھاری بیٹی کے عیار نے قیدی کو رہا کیا مین نے اُسے بلوایا ہی باپ اُسکا اُسکے ڈھونڈھنے
کو گیا ہی کہہ گیا ہی کہ اصل مطلب مین سمجھ گیا اُسکو گرفتار کرکے لاؤن تو حال کھلے اتنے مین ملکہ
بھی آکے پہونچین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ زرد حیران و پریشان چاہتی ہین
اپنے کو سنبھالون مگر ترقی غم و الم سے دل نہین سنبھلتا باپ کو سلام کرکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے
دریافت کیا باباجان یہ کیا ہنگامہ ہی مبہوت نے دیکھکر کہا ای نور نظر و ای پارۂ جگر تمھارے
عیار نے جاکر قیدی کو رہا کیا طرز کلام نسیم سے معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری بھی کچھ شرکت ہی ملکہ
رونے لگین کہا باباجان مجکو کیا ضرورت تھی کہ مین ایسے دشمن کی رہائی چاہتی نسیم جھوٹ
کہتا ہی مین نے شب کو باغ مین یہ خبر سنی کہ قیدی رہا ہو کے نکل گیا مین حاضر ہوئی مبہوت
نے کہا حال اب ظاہر ہو جائیگا مگر اُس جوان نے میرے ہاتھ کی تلوار کھائی ہی زندہ نہ بچیگا
گھوڑا مردے کو نکال لے گیا ہرکارے بھیجے ہین وہ لاشہ اُٹھا کر لائینگے تب حال کھلیگا
سر خدمت خداوندیٔ بیچون قدرت فرما کے ہین یہ لوگ ہمارے بندگان خاص ہین انکا
مٹانا ہم نہین چاہتے تھے تمھین بیاڑ ویران ہوے گمہار اُن جادون کے ویران ہوے
جان سے مارے گئے ہین مقناطیس جادو جاکر بادشاہ کی ظاہر مین شریک ہو گئین انجمن
کے ساتھ جنگ کرتی پھرتی ہین سُنا ہی کہ کوہ مقناطیس بھی ویران ہوا ایسے ایسے خیالات
سے مجھے تمہیر بدگمانی ہوئی ملکہ نے باپ کے سر پر ہاتھ رکھا کہا باباجان آپ کے سر کی قسم مین نے
کبھی اس جوان کو دیکھا بھی نہین مبہوت نے کہا بیٹا اب میرا گمان نکل گیا مجھے یقین کامل
ہوا کہ صبا سے شاید رونے اپنی ذات سے شرکت کی دیکھو تو کیا حال ہوتا ہے مگر
یہ خیال رکھنا کہ اگر شاید عیار تمھارا تمھارے پاس آئے تو اُسکو گرفتار کرکے روانہ کر دینا ملکہ
نے کہا باباجان جو جو مقام اُسکے رہنے کے ہین مین وہان سیان محرم کو بھیجونگی یہ کہکے ملکہ

سوار ہوئیں باغ میں آئیں صبا سے کیفیت بیان کی کہا کہ بھیا تم اسی باغ میں بیٹھو تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہو خدا کہیں وہ وقت دکھاے کہ میں اس شیر بیشۂ جرأت کو پھر خیر و عافیت سے دیکھوں اُسوقت دل کو تسکین ہوگی نظم

آزاد ہون آگاہ ہین سب میرے لقب ہے ۔ کچھ کام نہین مجکو حسب سے نہ نسب ہے
ہی کون بچالے جو ترے قہر سے یارب ۔ تجھسے ہی امان مانگتا ہون تیرے غضب سے
جانبازی نہ کی معرکۂ عشق مین کس روز ۔ میدان مین رہا چار قدم آگے ہی سب سے
جز شکر کے شکوہ نہ کبھی آئے زبان پر ۔ انسان ہو باہر نہو تو مرضی رب سے
دم بھر نہ رہے چین سے افسوس ارا ی چرخ ۔ ایذا ہی اُٹھاتے رہے پیدا ہوے جب سے
دکھلا ئیگا دن وصل کا بھی جذب محبت ۔ اللہ بچالے جو مجھے ہجر کی شب سے
آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا ۔ دیوانہ ہون اس رشک پریزاد کا تب سے
بڑھ چلنا قد یار سے زیبا نہین تجھکو ۔ باہر نہوا سرو چمن حد ادب سے
مطلب نہین کچھ اہل دول سے مجھے ای رند ۔ سائل ہی یہ درویش شہنشاہ عرب سے

شاپور نے کہا غلام تو اب رخصت ہوتا ہی ملکہ رونے لگین کہا بھیا اگر اُنکی خیر و عافیت تمکو ملے تو ہم بھی اُنکے حالات کے معلوم کرنے کے مشتاق ہین اگر موقع پاتا تو ہمارے حال زار کا ذکر کرتا اور ہمکو بھی خبر پہونچاتا شاپور نے کہا مجھپر کیا موقوف ہی شاہزادے تمھارے لیے خود بیچین ہونگے مگر آپ گھبرائیں نہیں یہ غازی اور مجاہد ہین ایسی افتادیں اکثر پڑین ہیں عظم و شان کے ساتھ اُنکو پایا آپ دل کو سنبھالیے زیادہ بیقرار نہ ہوجیے مین انشاءاللہ شاہزادہ کو لیکر آتا ہون یہ کہکر شاپور ملکہ سے رخصت ہوکر پشت باغ سے نکلا تلاش کرتا ہوا ایرج کو چلا مگر ایرج نوجوان پر یہ سانحہ گذرا کہ گھوڑا جو لیکر نکلا ہا ہوے دلیران کی صدا کان میں آ رہی ہوئی رات بھر بھاگا ہوا آیا صبح کو آکر ایک دشت سبزہ زار مین پہونچا دو چار منٹ گھاس کے کھاے بدن کو جنبش دی شاہزادہ پشت مرکب سے زمین پر گرا مرکب اصیل بیٹھ گیا زبان سے زخمون کو چاٹتا ہی جب شاہزادے کو ہوش نہ آیا بے زبان تھا چرنے مین معروف ہوا وہان پر قریب ایک قریہ ہی بہزاد زمیندار یہان کا حاکم ہی صبح کو چند گنوار ساتھ مین کھیتون کے

دیکھتا ہوا چلا آتا ہی ایک پاسی کی نگاہ ایرج پر پڑی کہا گستیان دیکھیے قراقون نے ایک
جوان کو مار کر ڈالدیا ہی بہزاد قریب آیا ایرج کو دیکھا زخمون مین چور چور مگر ہتھیار لگے ہین اسباب
جواہرات موتیون کے ملے یاقوت احمر کے کنٹھے گلے مین پڑے ہوے بہزاد نے کہا یارو
اس جوان نے بڑا کمال کیا انتہا کا زخمی ہوا مگر مال اپنا بچایا قزاق لوٹنے نہین پائے
ساتھ والون نے کہا گستیان آپ سچ کہتے ہین دیکھیے گھوڑا بھی اسی جوان کا چر رہا ہی بہزاد
نے گانوں سے چارپائی منگائی سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی دیکھکر خوش ہو گیا کہا مین
اسکا علاج کرونگا جب ایرج کو اُٹھا کر چارپائی پر ڈالا تو گھوڑا اشہب پھرتا ہوا اس ارادے سے
قریب آیا کہ ان سب پر حملہ کرون بہزاد نے چمکار کر کہا اے مرکب اصیل ہم تیرے سوار کے
خیرخواہ ہین تو بھی ہمراہ چل گھوڑا سر جھکا کے ساتھ ہوا مرکب ایرج کا کرہ بن اشقر پاس بہوت
کے نسیم عیار لیگیا تھا بہزاد گانون مین لایا اپنے مکان مین لوا کے رکھا جراح سے بلوا کے کہا کہ
اسکا علاج کرو پانچ بیگھے زمین اپنی سیر سے تمکو دونگا جراح نے زخم دھویا بہزاد کو مطمئن کیا
کہا یہ جوان خوب لڑا کوئی رگ پٹھہ ایسا نہین کٹنے پایا کہ جس سے جان کا خوف ہو اسی ہفتہ مین
صحت پائیگا یہ کہکے مرہم پٹی کی بہزاد خود رومال ہاتھ مین لیکر سرھانے بیٹھا کہ اس جوان کو ہوش
آئے تو دریافت حال کرون کہ کس مقام پر زخمی ہوے یہ جوان کس خاندان سے ہی جب
ایرج کو آرام پہونچا آنکھ کھولکر دیکھا ایک مکان کچا چھوٹی مٹی سے لپا ہوا ایک پیر مرد وضع
سرھانے بیٹھا ہوا رومال ہلا رہا ہی ایرج نے آنکھ کھولی ارادہ کیا کہ اُٹھون بہزاد نے منع کیا
کہ ٹانکے ٹوٹ جائینگے ابھی اُٹھنے کا ارادہ نہ فرمایئے اور یہ تو بتایئے کہ آپ کو قزاقون
نے کس مقام پر گھیرا اگرچہ آپ نے اپنے مال کو خوب بچایا گھوڑا آپکا عملداری مین میری آپکو
لے آیا مجھکو آپ کی جوانی پر رحم آیا آپکو اپنے گھر مین اُٹھا لایا اب مفصل حال بیان کیجیے
ایرج نے کہا قزاقون کی کیا مجال ہی جو مجھکو گھیر سکین مہبوت تیغ زن جو بادشاہ ہوا اُسنے
ساٹھ ہزار فوج سے مجھپر بلوہ کیا اُسپر بکر بیش آیا پشت پر سے آکر زخمی کیا انشاء اللہ اسکو
جا کر سزا دونگا اور تمنے میری جان بخشی کی تمھارا احسان ہوا بہزاد نے عرض کی نام نامی سے
اپنے آگاہ فرمایئے ایرج نوجوان نے صاف صاف اپنا نام بتادیا اور کچھ ذکر اپنے جد کا

کہ وہ طلسم کشا یہین بہزاد کو ستانا آگیا جی مین کہتا ہی ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر ہو جاے اور
وہ مجبر لشکر کشی کرے تو گانون پھونک دیگا مجھے زندگی دشوار ہوگی یہ سوچکر سر جھکا لیا بہزاد
نے کہا اے بہادر جس بادشاہ کا آپ نے نام لیا مین اُسی کا خراج گزار ہون اگر کہین خبر
وہ پا گیا تو سارے گانون کو پھونک دیگا ایرج اُٹھنے لگے فرمایا کہ اے بہزاد ہم رخصت ہوتے
ہین جنگل مین جا کے بسر کرینگے ہماری وجہ سے تمھارے لیے کوئی خرابی نہو انشاءاللہ اگر حیات
مستعار باقی ہی تو صحت پائینگے ورنہ جنگل مین تڑپ تڑپ کے مر جائینگے زمیندار قدمون پر گر پڑا کہا
مین آپکو نہ جانے دونگا میرے گانون مین ہزارہا ہی بستے ہین بادشاہ سے لڑ بھڑ لونگا لیکن
آپکو جانے نہ دونگا مین نے آپکو اپنا فرزند سمجھا ہی یہ کہکے مصروف خدمتگذاری ہوا قضاے کار
یہان سے تین کوس پر ایک پہاڑ ہی بلمان مردم در قزاق باپ کے رہتا ہی اُسکو ہرکارون نے
خبر پہونچائی کہ بہزاد زمیندار میدان سے ایک جوان زخمی کو اُٹھا کے لے گیا کہ کئی لاکھ روپیہ کا جواہر
اُسکے زیب جسم ہی اُسکا علاج کر رہا ہی یہ سنکر بلمان مردم در یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ آج تک بہزاد
کو نہین ستایا مگر یہ سونے کی چڑیا اُس سے ضرور لینگے یہ کہکے نفیر بجائی بارہ ہزار جوان تیار
ہوکر سامنے آگئے آپ گینڈے پر سوار ہوکر طرف قریے کے روانہ ہوگیا کہتا ہوا کہ یارو ہمکا خیال
ہے کہ ایسا نہو نام مابدولت کا سنکر وہ جوان بھاگ جاے تو مشقت ضائع ہو دور دور سے
اُسکا خیال رکھو تو میان بہزاد نے تمام مال اپنے قبضے مین کیا ہوگا کسی حیلہ سے اُس جوان کو
مار ڈالیگا یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ راہ مین ایک گنوار نے جو یہ حال سُنا تو بھاگا ہوا پاس زمیندار
کے آیا وہ وقت ہی کہ بہزاد ایرج نوجوان سے ہم کلام ہی تمام حالات پوچھ رہا ہی اور ایرج
اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ وہ گنوار آکر بہ تنہا کان مین بہزاد کے تمام کیفیت بیان کی کہ بلمان
قزاق آپ کی اور آپ کے گانون کی بربادی کو آتا ہی اور یہ اپنے ساتھیون سے کہہ چکا ہی کہ اگر
اُسنے بہ سہولت اُس جوان زخمی کو دیا جب تو خیر ہی ورنہ سراسر اُسکے لیے خرابی ہے سب کو قتل کر
گانون مین قتل کرونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر رنگ روے بہزاد متغیر ہوگیا ایرج نے دریافت
کیا کہ اے بہزاد اس شخص نے آکے کیا کہا کہ تم پریشان ہوگئے مجھے مفصل بیان کرو بہزاد
نے کہا اے شہریار مین کسی طرح یہ نہین چاہتا کہ آپکو ملال پہونچے بلمان مردم در نامی قزاق یہان

زبردست ہی کہ مبہوت تاجدار کی زمین دبالی سال مین اکثر خراج منگوا بھیجتا ہی بادشاہ اُس سے
اسقدر دبتے ہین کہ اُسکے لئے اور وہ جو کچھ منگا بھیجتا ہی بادشاہ فوراً روانہ کر دیتے ہین اُسکے ہرکارے
آٹھ پہر صحرا مین پھرا کرتے ہین آپکی تشریف لانے کی خبر اُسکو معلوم ہوئی بس آپکو مع مال کے
طلب کرتا ہی اور بارہ ہزار قزاقون سے آتا ہی ایرج نے کہا تم فوراً مجکو بھید و زمیندار نے
کہا حضور وہ جلاد ہی نہین معلوم کیونکر پیش آئے مین یہ نہ گوارا کرونگا ایرج خود اُٹھ بیٹھے
کہا ہمارا مرکب تو تیار کرو زمیندار نے تامل کیا ایرج نے خود اُٹھ کر مرکب پہ زین طلا آلات
سیکار زیب جسم کرکے بُشت مرکب پہ سوار ہوے فرمایا اے بہزاد تم آگے جاؤ اور بیان کرو اُس سے
کہ مین نے آپکے خوف سے اس جوان کو نکالدیا آپ سے مجھے بگاڑنا منظور نہین ہی اسی طرف
اب وہ آتا ہی اسباب وغیرہ لے لیجیے گھوڑا بھی نہایت ہی عمدہ زیر ران ہی آپکی سواری کے
قابل ہی بس یہ کہکر تم الگ سے کھڑے ہوکے تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی اگر تمام فوج کو حکم دے
تو تمھارے مزاج مین آئے شریک ہو نا نہ مزاج مین آئے تماشا ہی دیکھا کرنا دیکھو تو ان بارہ ہزار
کے کیا درجے کرتا ہون بہزاد کہتا ہی اے شہریار آپ قصد کرتے ہین میرا دل کانپتا ہی بارہ برس سے
وہ قزاقی کرتا ہی جنگ دیدہ کارآزمودہ بارہ ہزار جو اُسکے ساتھ ہین اُن بارہ ہزارون سے
ایک لاکھ فوج مقابلہ نہین کرسکتی ایک لاکھ پہ یہ بارہ ہزار ٹوٹ پڑتے ہین اُنکو لوٹ لیتے ہین
آپ یکہ و تنہا کیا کرسکتے ہین میرے گانون مین جو ہزار پاسی بستے ہین وہ ان قزاقون کے مقابلے
کے لائق نہین ہین وہ قزاق ایسے تیر انداز ہین کہ شب تیرہ و تار مین چشم مور پہ تیر مارین آواز پہ
تیر لگاتے ہین صدہا قافلے لوٹ لیے اُنکے نزدیک آدمی کا مار ڈالنا گویا ایک مور ضعیف کو تلوے
سے مل ڈالنا ہی اور وہ خود بھی انتہا کا زبردست ہی ایرج نے کہا تو خیر اب ہم جان دیے جاتے
ہین اور یا جواہرات اُسکو دینگے زمیندار نے کہا حضور جان کے آگے مال کو عزیز نہ کیجیے اسباب
مجھے دیجیے اس مرکب کے عوض مین وہ اسب صبا رفتار صرصر کردار آپکو دون کہ جسکی رفتار سے
ہوا بھی تھک تھک کر رہ جائے اُسپر سوار ہو جیے اور جان عزیز کو بچا کر اس صحرا سے طرف کسی
قریہ کے نکل جائیے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ یکایک گانون مین ہلڑ ہوا ایک پاسی نے آکے خبر پہونچائی
کہ گانون مین قزاق گھس آئے کئی مکانون مین آگ لگا دی کتنے ہی آدمی قتل کر ڈالے بلمان

پکارتا ہوا آتا ہو کہ کہاں ہی بہزاد زمیندار جلد حاضر کرے اُس مسافر کو کہ جسے صحرا سے زخمی اور
صاحب مال دیکھکر اُٹھا لایا ہو یا جو کچھ کہ مال و اسباب زر و زیور نقد و جنس سے اُسکے پاس ہو
وہ لاکر پیش کرے بہزاد قدموں پہ ایرج کے یہ خبر وحشت اثر سنکر گر پڑا کہا حضور دیکھیے قریہ میرا
تباہ ہوا جاتا ہی لوگ قتل ہو رہے ہیں مگر میں آپکی بہتری چاہتا ہوں مال دیدیجے ایرج نے
کہا ای بہزاد نہ گھبراؤ مال ہم یون نہ دینگے جب وہ ہم پر غالب آئیگا تب اُسکو اختیار ہی خود ہمارے
جسم سے اُتار لیگا یہ کہکر ایرج نے گھوڑا بڑھایا بہزاد روتا ہوا ساتھ ہوا جب مکان سے نکلے
دیکھا کہ بلمان تیغہ کھینچے ہوئے مکانوں میں اہل قریہ کے آگ لگاتا ہوا چلا آتا ہی ایرج کو جو
آتے ہوئے دیکھا دیکھا کہ سپر پشت پر پڑی ہی اُسپر موتیوں کا جال اور موتیوں کے مالے گلے میں
پڑے ہوئے صورت زیبا مانند آفتاب عالمتاب پکار اُٹھا کہ او مسافر جان کو اپنی غنیمت جان
یہ سپر ہمارے لائق ہی تیغہ بھی مابدولت کو نہایت مرغوب ہی گھوڑا بھی بہت خوب ہی گھوڑے
سے اُتر اسباب ہمکو دے جب تو تیری جان بخشی کرتا ہوں ورنہ سر کاٹ کر لیجاؤنگا ایرج نے
جواب دیا ای بلمان مردان عالم کیونکر قبول کریں کہ سپر و شمشیر بغیر لڑے بھڑے تیرے حوالے
کریں آمر میدان ہو مقابلہ کر اگر ہم پر غالب ہو تو لے لے بلمان بے ایمان یہ سنکر خوب قہقہہ
مارکے ہنسا ساتھ والوں کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ او صاحبو ذرا سنو یہ مجھسے مقابلہ کرینگے سنان
نیزے پہ اُٹھاکے ماروں گا کہ استخوان چور چور ہو جائینگے یہ کہکے نیزہ اُٹھایا پیچ و تاب دیتا ہوا
بڑھا چاہا سنان نیزہ پہ اُٹھالوں ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پہ روکا نیزہ چلنے لگا
بلمان ساتھ والوں کو پکار رہا ہی خبردار تم میں سے کوئی دخل نہ دے اسنے چند طعنیں یاد کی
ہیں اُسی پر اُسکو گھمنڈ ہی میں سب وہ طعنے اسکے نکالے دیتا ہوں اس طرح نیزے پہ اُٹھاکے
ماروں کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائیں بہزاد زمیندار ہر مرتبہ ہاتھ باندھتا ہی کہ اے
بلمان جان کا اس جوان کی خیال رکھنا مجھے اس سے ایک دلی محبت ہو گئی ہی بلمان کہتا ہی
ای بہزاد مجھے تیرا ہی خیال ہی ورنہ ابتک مار لیتا زندہ دیکھ چھوڑتا مگر یہ نہیں مانتا لڑے ہی جاتا ہی
ایرج نوجوان جواب دیتے ہیں ای بلمان اب حال کھل جائیگا ابھی تو فقط نیزہ بازی شروع
ہوئی ہی اور فنون سپاہ گری میں امتحان لینا یہ کہکر گھوڑا بڑھاکے بلمان مردم در کا نزم

گا سنبھا تھپیڑا مارا کہ ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بہزاد تو اُچھل پڑا بلمان نے کہا او جوان اسپر غرور
نہ کرنا نیزہ بازی مردوں کا کھیل ہی اس تیغہ بے دریغ کو اگر پہاڑ پر ماروں تو تا بہ پیچ کاٹوں
نیزے کے نکال دینے پر ناز نہ کرنا یہ کہکے تیغہ بے قتاب کھینچا گویا اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار
کہکے بلمان نے دودستی تیغہ مارا ایرج نوجوان نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے
ہاتھ نکال کے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان نے دیکھا کہ آئینہ شمشیر میں جلوہ گر
عروس مرگ معلوم ہوتا ہی وار کو خالی دیا سپر پر نہ روکا اور پھر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایرج
نے سپر کو گردش دی بازو بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بلمان نے گریبان پر ہاتھ رکھا کہا کہ
جوان دھوکھا کھاتا ہی تلوار کی رد و قدح میں شاید میں زخمی ہوتا تو کیا کشتی لڑیگا توڑ مروڑ کے
ملکعدہ نکا کیا تیرا اور چلیگا ایرج نے کہا اتو گینڈے سے اُتر پے میں کشتی کا مشتاق ہوں بلمان
نے گریبان چھوڑا خوشی خوشی گینڈے سے کودا ایرج بھی گھوڑے سے کودے سب قزاق جمع کر
کھڑے ہوے بہزاد زیندار کے ملازم بھی آگے سب تیر کھنچے لگائے ہوے کیس ہیں تماشا
دیکھ رہے ہیں ہر ایک کا قول ہی کہ اس جوان نے کمال کیا کہ بلمان ایسے بہادر کا نیزہ نکالا اور
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بلمان کا وار رکتا نہیں اس جوان نے بڑے بڑے کام کیے کیسے کیسے پہلوان
مارے جب تو بادشاہ خاموش ہی جو طلب کرتا ہی وہ کھیج دیتا ہی بارہ ہزار قزاقوں کی تنخواہ بادشاہ
کے ذمے ہی اب دیکھیں کشتی میں کیا گذرتی ہی بلمان نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑ لوں ایرج
نوجوان نے کلائی تھام کر دستی ساتھ زبردستی کے کھینچی سامنے کے داؤں ہونے لگے بلمان
اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی جان پکڑ لاتا ہی ایرج مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے ہیں اور
جب ایرج اسکو پکڑ لاتے ہیں تو بلمان بمشکل نکلتا ہی جو لوگ اس فن کے ماہر ہیں وہ کہ
رہے ہیں یارو اب ہمنے اس جوان کو پہچانا یہ نبیرۂ صاحبقران زمرد شاہ باختری کا ہی اسکی
بڑے بڑے پہلوان زبردست اسکے زیر کیے ہیں میعاد و صبا و رشک درا د گردن وغیرہ
اسکے سردار ہیں ہمکو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ بلمان کو زیر کریگا اتنی ہی دیر میں دیکھو کہ کیا حال
ہو گیا ہی رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہی کھڑا ہوا کانپ رہا ہی اور اس جوان کے چہرے پر بحالی
ہی کس خوشی اور بشاشی سے کھڑا ہوا لڑ رہا ہی یاس کا چہرے پر نام نہیں جب بلمان

کوئی پیچ باندھتا ہو تو بارہ ہزار قزاق تعریف کرتے ہین کہتے ہین ای پہلوان دوران وگرشاسپ
جہان کیا پیچ باندھا ہی کہ اسکا توڑنا ممکن ہوگا ایرج بآسانی نکل جاتے ہین قزاق خاموش
کھڑے ہین صبح سے جنگ شروع ہوئی ہی اب چار گھڑی دن باقی رہگیا ہو بلمان نے کہا ای
شیر بیشہ جرأت وہمت دن بھر ہمکو تمکو لڑتے ہوے گذرا سب لوگ کھڑے ہوے تماشا
دیکھ رہے ہین ہاں ایک داؤ اور آخر کرتا ہون اگر غالب آیا تو عنایت خداوند ہفت پیکر ہو اور اگر نہ کچھ چلا
تو پھر آپکو اختیار ہی ایرج نے کہا بسم اللہ کوئی بات اُٹھا نہ رہے کوئی وصلہ باقی نہ رہے
بلمان نے دونون مونڈھے ایرج کے تھامے اور سینے مین سر اڑا کے ریل کرکے دوڑا سات قدم
ایرج ہٹکر آئے بلمان نے ہلہ مارا ایرج نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا بلمان نے کمر مین ہاتھ ڈال کر
زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی جنبش ہوتی مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین حرکت بھی نہ ہوئی
بلمان کا چہرہ سرخ ہوگیا قریب تھا انگلیون سے خون ٹپکنے لگے تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا
اب آپکے زور کا مشتاق ہون ایرج نوجوان تڑپ کر اُٹھے جیسے شیر اپنے مقام سے
اٹھتا ہو دونون مونڈھے بلمان کے پکڑ کے سینے مین سر اڑا یا ریل کے لے دوڑے بلمان
مردم درچا ہتا ہو کہ دا ہنے ہاتھ پر رکون تو بائین بازو کا ہلہ پڑتا ہو طبقہ زمین کا پاؤن کے
نیچے سے نکلا جاتا ہو وہ بڑا وقت ہی کہ زمین قدمون کے نیچے سے سرکی جاتی ہو سترہ اٹھارہ قدم
ریل کرلائے بلمان اپنی زندگی سے بیزار ہی اٹھارہوین قدم پر لاکے ہلہ مارا کہ دونون گھٹنے
بلمان کے زمین سے آشنا ہوے چاہا لنگرہ قائم کرون ایرج نے ہاتھون کو ستون کی طرح لنگر
نہ جمنے پایا کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرائی پہلے ہی زور مین لنگر کو جنبش
ہوگئی بلمان سے زمین چھڑائی دوسرے زور مین تا بہ گھٹنہ اور تیسرے زور مین سر سے بلند
کیا داہنہ پاؤن آگے بڑھا بایان قدم پیچھے ہٹایا ارادہ کیا چرخ دیکر زمین پر دے مارون
اس زور وجرأت پر اُس شیر دلیر کی بلمان عاشق ہوگیا بیقرار ہو کر پکار اٹھا ای شہریار جسکو
سر سے بلند کرتے ہین اُسکو زمین مذلت پر نہین ڈالتے مین دل سے اطاعت کرتا ہون
ماشاء اللہ کیا زور وجرأت ہی میری کیا حقیقت ہی مین سن چکا کہ بڑے بڑے پہلوان
آپ کے مطیع ہین ایرج نے فوراً ہاتھ گردش سے روکا زمین پر اُسکو اُتارا بلمان قدمون پر

گر پڑا ایرج نے کلمۂ طیبہ تبلایا بلمان مردم در کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا فوج سے پکار کر
آواز دی یارو مین نے اس شیر دلیر کی اطاعت قبول کی جسکو دین اسلام قبول کرنا منظور ہو
میرا ساتھ دے ورنہ مجھکو ترک کرے سب قزاقون نے پکار کر آواز دی ہم دل و جان سے
اطاعت قبول کرتے ہین مدت سے انکی جرأت کے ذکر سنتے تھے یہ بھی جانتے تھے کہ اُن سے
کوئی جرأت مین غالب نہین ہوسکتا جس کسی نے انتہائی جرأت کا خیال کیا انکے ہاتھ سے
زیر ہوا بہزاد زمیندار قدمون کو بوسہ دیتا تھا کہتا تھا ای شہریار بندگان خدا کے بہت سے
خون ہوے کیسا ہی تاجر ادہر سے نکلا اگر فوجین بھی اُسکے ساتھ ہوئین تو اسنے لوٹ لیا
کوئی قافلہ بغیر لٹے ہوے ادہر سے نہین بچا آپ نے آج مسافرون پر بڑا احسان کیا
قبیلے مین لا کے بلمان کو اُتارا بلمان بجان و دل مصروف خدمتگزاری ہو گیا ایرج فرماتے
ہین کہ جلد یہان سے کوچ کرو اب یہان رہنے کی کیا ضرورت ہے بلمان نے کہا مین قدوم
میمنت لزوم مین حاضر رہونگا چاہتا ہون کہ ساتھ نہ چھوڑون ہمیشہ حاضر خدمت رہون بلمان
مردم در نے صبح کو لشکر تیار کیا ایرج نوجوان نماز صبح سے فارغ ہوکر ہو نکلے دیکھا جلد قزاق
صف جمائے ہوے کھڑے ہین فقط سوار ہونے کی دیر ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی سب
دیکھنے لگے بلمان نے دیکھا دل مین سمجھ گیا کہ بیمان فیل بجائی اسکا ساٹھ ہزار فوج سے
آتا ہے بلمان آگے بڑھا ایرج سے عرض کی کہ حضور میرا بھائی آتا ہے اُسکو بھی لا کر قدمون پر
گراتا ہون یہ کہکے گھوڑے کو بڑھایا سامنے بیمان فیل سوار کے آیا پوچھا بھائی صاحب
اسوقت کس ضرورت سے نکلے ہو بیمان نے کہا تیری نامردی سنکر آیا ہون تجھ ایسا
قزاق زور و طاقت مین طاق شہرۂ آفاق فن جنگ مین مشاق اور یکایک یون دل
چھوڑ دے اور اطاعت قبول کرے بلمان نے کہا بھائی مجھکو فنون سپاہ گری مین زیر کیا
تب مین نے اطاعت ایسے شیر دلیر کی قبول کی ایسے بہادر کسکو ملتے ہین تیرا بھی اگر دل چاہے
امتحان کر لے وہ برابر تجھکو زیر کرین گے بیمان نے کہا مین چلکر ذرا اُسکی صورت تو دیکھون
کہ کیسے ہاتھ پانون ہین کتنے بڑے قد و قامت کا جوان ہے بلمان نے کہا بھائی ظاہر مین تو
چھوٹے سے قد کا آدمی ہے مگر زور گوشت کے رگ و ریشہ مین بھرا ہے بلمان ساتھ لیکر

ہیمان فیل سوار کو خدمت بابرکت مین شاہزادۂ ایرج نوجوان کی آیا عرض کی حضور یہ میرا بڑا بھائی ہو یہ بھی آپکی اطاعت کرنا چاہتا ہو ہیمان صورت ایرج نوجوان کی دیکھکر جل گیا دلمین کہتا ہو کہ یہ تو اس قابل ہو کہ صحبت مین ہم نشینین ساقی بجون مین اسکو شریک کرین نہ کہ ہم اسکے مطیع ہون مگر ظاہر مین کہا ای شہریار کل مین آپسے امتحان کرونگا آج شب کو دعوت میری قبول فرمایئے ایرج نوجوان نے قبول کیا ہیمان نے اُسی وقت لشکر اُتارا بارگاہ استاد کرائی بلمان اور ایرج کو لیکر بارگاہ مین پہونچا ظاہر مین تو مصروف خدمتگزاری ہو باطن مین اسکو بڑا رشک ہو جلسہ جمایا ساقی بجون کو طلب کیا ایک نازنین کو اشارہ کیا وہ سامنے حاضر ہو کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔نظم

بیمروت بیوفا تو باوفا کیونکر ہوا　　خود غرض نا آشنا ہی آشنا کیونکر ہوا

خواجۂ قنبر کے گھر کا ہو کے کہلایا فقیر　　بادشاہ ہفت کشور ہو گدا کیونکر ہوا

کسلئے وہ معجزنمائی کرنے دی پیغمبری　　یہ عصا موسیٰ تمھارا اژدہا کیونکر ہوا

وادی الفت مین اب آوارہ پھرتا ہی خضر　　خضر خود گمراہ ہی وہ رہنما کیونکر ہوا

توبہ کر تو برہمن سجدے یہ کرتا ہو کسے　　بت جو پتھر کا بنا ہو وہ خدا کیونکر ہوا

دعوتین رندون کی اب کرنے لگا پیر مغان　　تھا بڑا کم ظرف یہ ذی وصلہ کیونکر ہوا

شاید اُس نازک کمر نے تیر مارا سینہ دوز　　ورنہ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا

مطلقاً آثار الفت پہلے کچھ پیدا نہ تھے　　عقل حیران ہی یہ دردلا دوا کیونکر ہوا

گر نہین ہون شہیدان ہو گیا [illegible]　　پوچھتا ہی شوخ پھر رنگ حنا کیونکر ہوا

سنتے ہین جھکے سے خادم ہی وہ بت استاد کا　　رند تھا مرد قلندر پارسا کیونکر ہوا

عین گرمی صحبت مین ہیمان نے جام اپنے ہاتھ سے بھر اسلئے ایرج نوجوان کے آیا عرض کی غلام اپنے ہاتھ سے جام حاضر کرتا ہو اُمیدوار ہون نوش فرمایئے ایرج نوجوان نے مجبور ہو کر جام لے لیا اور بے اندیشۂ انجام پی گئے دوسرا جام ہیمان نے بلمان کو دیا بلمان بھی پی گیا ساقی بجون کو اشارہ کیا ساقی بجے سب کو بھرنے لگے تھوڑے عرصے مین سبکو شراب پلائی آخر ایرج بیٹھے ہوئے اپنے نشے کے جوش مین اُٹھے اُٹھتے ہی گرے بلمان برابر بیٹھا

وہ بھی گرااِن دونون جوانون کا گرنا ساٹھ ہزار فوج ساتھ تھی فرمایا بارہ ہزار قزاقون کو گھیر لیا
فوج والون نے قزاقون کو گھیر لیا اُن بیچارون نے مجبور وناچار ہوکر اطاعت کی ان دونون کو
مسلسل کیا اور ایسے پہرہ کیا اب یہ دونون جوان ہوشیار ہوئے ایرج نے کہا او نامرد تو نے کیا
حرکت کی ہیمان نے جواب دیا تم ایسون کے واسطے یہی تدبیر مناسب تھی اب تمکو خدمت خداوند
مین لیجاؤنگا اُسی وقت ہیمان نے کوچ کردیا قضاے کار شاپور شیر دل جو تلاش مین اپنے
آقا کی نکلا تھا پھرتا پھرتا ادھر کو گذرا تو ایک پہاڑ پر چڑھ کے کیا دیکھا اُسنے کہ ایک
لشکر گران اُترا ہوا ہے اور شاہزادہ ایرج نوجوان اور ایک اور جوان دو خصال زنجیر مین
دونون کو جکڑے ہوئے چند سپاہی لیے جاتے ہین شاپور شیر دل بیقرار ہوگیا حیران تھا
یہ کیا معرکہ ہوا آخر صورت بدل کر لشکر مین آیا احوال دریافت کیا مگر دل مین کہتا ہو آج ہی
رات کو آقا کو چھڑاؤنگا افسوس اس مصیبت مین شاہزادہ گرفتار ہوا رات کو سامنے
قید خانے کے آیا دیکھا سب ہوشیار بیٹھے ہوئے اسی کی حفاظت کر رہے ہین کہ سامنے
سے گذرنا دشوار ہے گرد اُسی قید خانے کے پھرا کیا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ یہ جہان بیٹھکر
نقب دیتا رات بھر اسی فکر مین گذر گئی دیکھا شاپور شیر دل نے قیدی زندان مغرب
قید شدید سے رہائی پاکر بالاے آسمان آیا شاپور شیر دل بہت حیران ہوا ہیمان جو اُٹھا تو
قید خانے کے آیا جابجا دیکھا کہ نقب دینے کے نشان پائے جاتے ہین زمین پتھر کی
تھی نقب نہ لگی ہیمان سمجھا کہ کوئی عیار میرے لشکر مین آیا مگر نگہبانی معقول تھی نقب
نہ دے سکا پریشان ہوا نگہبانون کی زبانی بھی معلوم ہوگیا کہ ایک شخص سیاہ پوش رات کو
کئی مرتبہ ہمارے سامنے آیا مگر ہمنے نہین آنے دیا ہوشیار رہے ہیمان نے کہا کہ دس بارہ
منزلین طے کرنا ہین پہرے والے کہانتک جاگینگے آخر وہ عیار اپنا کام کر جائیگا ساتھ والون سے
صلاح کی کہ اگر تم سب کی صلاح ہو تو اس جوان کا سر کاٹ لون سب نے کہا بہت بہتر ہے
بیشک بقول آپکے عیار مسلمانون کے بڑے غضب کے ہین رہا کر لیجائینگے سر کاٹ کر لیجیے
ہیمان نے اُسی وقت میدان خونی کی تیاری کی جلاد خنجر برہنہ لیکر حاضر ہوئے اور شلنگین
لگانے لگے ایرج و بلمان کو زیر تیغ لاکے بٹھایا جلاد نے کوسے کا خط گردن پر ایرج کی دیا

شاپور شیر دل ایک دوکان مین پڑا ہوا سو رہا تھا یقین تھا جب لشکر کوچ کریگا مین بھی اُٹھایا جاؤنگا مگر بلڑ دستنے اُٹھا مجمع مین آکے دیکھا سب سامان قتل مہیا ہی حیران تھا کہ ای شاپور اب کیا کرون بیان ہیمان نے جلاد کو حکم دیا شاپور نے گو بھن کے پتھر سے کئی جلاد مارے چاہتا ہی جست کرکے قریب پہونچون فوجون کے اسقدر مجاؤ ہین کہ یک خیال کا گذر دشوار ہی حیران و پریشان ہی گوبھن لیے کھڑا ہی دعائین مانگ رہا ہی کہ ای کارساز وبے نیاز میرے آقا کو اس جلاد کے ہاتھ سے بچالے ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے نظم

کردۂ بر ہر کہ ای خالق کرم	اوندارد در زمانہ رنج وغم
چارہ ساز درد بیماران توئی	در سقیم الحال در رنج والم
تو خبر گیر جہانی روز و شب	ہمدم و دمساز عالم دم بدم
ہر زبان در شرح اوصاف تولال	قاصر از تحریر وصفت ہر قلم
جلوہ گر در بتکدہ انوار تست	آشکارا صورتت اندر حرم
ای کرم گستر بنام تا سیت	ختم شد بخشش سخاوت گشت تم

ایرج نوجوان بھی زندگی سے مایوس ہین بہزاد زمیندار کے کلیجے پر چھری چل رہی ہے کہ اسنے بخوف جان اطاعت قبول کی ہی فوجون مین گھرا کھڑا ہی سوچتا ہی کہ ذرا مین نے سرکشی کی تو مجھ بھی اہل فوج ٹوٹ پڑینگے دل سے دعائین مانگ رہا ہی آخر ہیمان نے آواز دی کہ یارو دو گنہگارون کا قتل کرنا بھی دشوار ہی آخر یہ پتھر کہان سے آتے ہین کہ ایک سپاہی نے شاپور شیر دل کو دیکھ لیا پکار کر اُسنے آواز دی کہ ای پہلوان دوران دیکھیے یہ شخص پتھر مارتا ہے لوگ طرف شاپور کے دوڑے شاپور نے نیمچہ کھینچا کسی کو خنجر کسی پہ جاب مار دیا کبھی حقہ آتشبازی مارتا مگر یہ ایک طرف کو رُخ کیے ہوئے بھاگا چلا جاتا ہی قضاے کار صحرا سے گرد آڑی دیکھا سب نے نور الدہر بن بدیع الزمان اسپ پریوش پر سوار چلے آتے ہین ہلڑ جو ستا سر اُٹھا کے بہ نگاہ غور دیکھا ایرج نوجوان کو زیر تیغ پایا بیقرار ہوگئے وہین نعرہ کیا باشیدای کافران بیحیا وای نابکاران بدغا ہر کہ داند داند وہر کہ نہ داند بشناسد

نعرۂ نور الدہر بن بدیع الزمان

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستاں خوانند

پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش
عدو در رزم گاہش صد ہزاران الاماں خوانند

نعرہ کرکے آواز دی ای برادر نہ گھبرانا میں آپہونچا شاپور شیر دل نے جو اتنی مہلت پائی کہ
شاہزادہ نور الدہر کافرون پر آپڑے تلوار چلنے لگی شاپور نے قریب جاکے ایرج کی ہتھکڑی
کاٹی ایرج نے بیڑیاں توڑیں گلے کے طوق کو مروڑ ڈالا بلمان کی قید کاٹی بہزاد نے بلوہ
کردیا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے طرف ہیمان بے ایمان کے چلے ایرج نوجوان نے
بیتاب ہوکے آواز دی او کشتی گیر زادے خبردار میرے حریف کے سامنے نہ جانا افسر پر ہاتھ
نہ اٹھانا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے ایک جانب کو چلے گئے سوچے کہ اگر ٹھہر جاؤنگا تو
اس بدزبان سے فساد ہوگا لہذا نکل چلو شبرنگ عیار بھی ہمراہ ہے جب ایرج نوجوان
نے دیکھا کہ نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے چپکے نکلے چلے گئے تو خود جنگ کرتے ہوئے
قریب بلمان کے بھائی ہیمان فیل سوار کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد مکاری کا
انجام دیکھا جسنے رہائی پائی تیری اب شامت آئی اب ہمکو اپنی جرأت دکھا بلمان مثل
دیو کے جھومتا ہوا قریب ہیمان کے آیا گر کسی کی گردن توڑ ڈالی کسی کو مع گینڈے اٹھاکر
زمین پر دے مارا کہ استخوان بدن چور چور ہوئے چاہتا ہی کہ ہیمان کی کشتی کھینچے ہو ایرج
نوجوان کو پیچھے ہٹا کے آپ آگے بڑھ گیا قریب اپنے بھائی کے آیا بھائیوں بھائیوں
مین تلوار چلنے لگی دو چار ضربیں رد ہوئی تھیں کہ ہیمان نے ہیمان شلنی کی کہا او بلمان دیکھ
پشت پر کون آگیا بلمان پلٹا ہیمان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سر بلمان کا زخمی ہوا چاہا کہ
سر کاٹ لوں بلمان نے آواز دی ای آقائے نامدار شہنشاہ والا تبار غلام نثار ہوتا ہی ایرج
نے جو بلمان کو اس حال مین دیکھا صفوں کو درہم و برہم کرتے ہوئے قریب ہیمان کے پہونچے
للکار کر آواز دی او نامرد مکر کا بہت پابند ہی اس شیر دلیر کو مکر سے زخمی کیا ہمارے سامنے
تو آ ہیمان فیل سوار ایرج نوجوان پر آپڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب
وار خالی دیے تیغے کو اپنے چمکایا خبردار کہکے ہاتھ مار دیا تیغہ دودمۂ سکندری دست
زبردست ایرج نوجوان سے جو پڑا قرص سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹکے جگر بھی

تلوار نے کام تمام اور پہلوان بھی شاہزادے پر ٹوٹ پڑے مگر اس دلیر نے کئی سو پہلوان نامی
و زبردست اسی مقام پر کھڑے کھڑے قتل کیے شاپور شیر دل رکاب ظفر انتساب سے
لپٹا ہوا پشتیبانی کر رہا ہو جو پشت پر آیا اُسے خنجر مار کے گرا دیا کبھی حقہ آتش بازی داغا
دس پانچ کے منھ پر پھینکا جب پیمان مارا گیا فوج والے بدحواس ہوئے کچھ بھاگ گئے
بعضوں نے جو نہ بھاگے تھے ہتھیار ڈالدیے آخر کار بلمان نے سب کو لا کے حاضر خدمت
کیا اور عرض کی کہ ای شہریار یہ سب اطاعت کرینگے ہفت پیکر پر سب نے لعنت کی اب
ایرج نوجوان نے سب کو کلمہ پڑھایا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی کل پہلوانوں کو لیے ہوے
بارگاہ میں آئے بعد کئی دن کے جب لشکر جمع ہوا شمار ہو کیا ستر ہزار جوان ساتھ ہیں دوسرے
دن لشکر کو تیار کیا طرف مبہوت تیغ زن کے چلے لشکر منزل بمنزل چلا جاتا ہی مبہوت
تیغ زن اپنے قلعے میں ملکہ کی الگ عجیب حالت ہی باغ میں ہمراہ صبائے سبک رو کے
یاد میں شاہزادے کی رویا کرتی ہیں جب انکا عیار عرض کرتا ہو کہ ای ملکۂ عالم صبر کیجیے انشاء اللہ
شہریار صحیح و سالم آکے حضور سے ملاقات فرمائینگے ملکہ بیقرار ہو کے فرماتی ہیں ای صبائے
سبک رو میں کیا صبر کروں کیونکر جبر کروں میری تو یہ کیفیت ہی **نظم**

سکت کہاں جو کرے تیرا ناتوان فریاد — اُسے تو آہ کا یارا نہیں کہاں فریاد
یہ ہو یقین کہ جب ایگی رائگان فریاد — نگر کرینگے کبھی ہم امتحان فریاد
کھینچیں جو حسرت دیدار کے دنیا سے — کرینگی حشر کو آنکھوں کی پتلیاں فریاد
فراق یار میں جو ہو سکا وہ کر دیکھا — نہ آہ و نالہ کروں میں نہ اب فغان فریاد
چھٹیگا بعد فنا بھی نہ شغل نالہ کشی — کرینگے شکل مزامیر استخوان فریاد
تمھارے واسطے نالاں ہیں سارے خورد و بزرگ — جو پیر کرتے ہیں تو نوجوان فریاد
ترے فراق میں اوبت کرا ہنے کے سوا — قسم خدا کی جو آئی ہو تا زبان فریاد
اثر ہو باد بہاری کا آہ میں میری — وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سان فریاد
کہیں وہ عشق کے ہمراہ رہ نہ تاثیرین — سنیگا کون اثر یار اب کہاں فریاد

جب ملکہ بہت بیقرار ہوئیں تو صبائے سبک رو نے عرض کی کہ غلام برائے تلاش

شاہزادہ والا قدر جاتا ہو ملکہ نے کہا بیٹا اسکو تلاش کروگے اب ہمارے اُنکے عدم مین
ملاقات ہوگی سر دربار مہبوت تیغ زن کہتا ہو کہ مین نے اُنکو مار ڈالا صبا سبک رو
نے کہا حضور بالکل جھوٹ ہو یہ وہ شیر ہین کہ لاکھون مین اکیلے لڑتے ہین مہبوت کے ہاتھ
سے بھلا وہ شیر دلیر مارا جائیگا اُس ایسے صدہا پہلوان اُنھون نے مار ڈالے ہونگے یہ کہکے
رات کو صبا سبک رو نکلا اِدھر سے تو یہ جاتا ہو اور اُدھر سے نسیم سبک رو آتا تھا
ہرچند کہ صبا صورت بدلے ہوے تھا مگر طرز رفتار سے نسیم نے پہچانا پکار کے آواز دی میان
جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ صبا گھبرا گیا مگر اسوقت ٹھہرنا ہی مناسب سمجھا سامنے آکے پہونچا
کہا کیون حضرت صاحب خیر تو ہو نسیم نے جو نگاہ ملائی تو بخوبی تمام پہچانا کہا اے صبا چل نجب
شاہ نے بلایا ہو اگر صاف صاف بتا دیگا تو تیری جان بخشی ہوگی صبا نے کہا آپ کچھ دیوانے
ہوے ہین مین ایک غریب مسافر ہون تلاش معاش مین نکلا ہون اس زمانے مین تنگی ہو
اہل و عیال بے حد بے چین ہین کہین سے تلاش کرکے لاؤن بال بچون کو کھلاؤن نسیم نے کہا
ارے تو میرے سامنے باتین بناتا ہو مجھسے چھپاتا ہو اب یہان سے فوجین گئی ہین اُس جوان کو
گرفتار کرکے لائینگی سب حال کھل جائیگا تو کیون چھپاتا ہو صاف صاف ظاہر کردے صبا انکار
کر رہا ہو آخر باپ بیٹون مین تیغ چلنے لگا مگر نسیم جہان دیدہ کار آزمودہ اور صبا نوجوان ایک جلد
پر نسیم نے کہا ارے اسکی مشکین تو باندھ لو صبا کے شب رو نے یہ سنکر منہ پھیرا نسیم نے
حلقہ ہاے کمند اسکی گردن مین ڈالے صبا سے شب رو زمین پر گرا باپ نے بیٹے کو
جاب مارا صبا بیہوش ہوا صحرا مین لا کے اسنے اپنے بیٹے کو ایک درخت سے باندھا کوڑا
لیکر کھڑا ہوا پوچھا کیون اے بیٹا اب بھی صاف صاف بتادے کہ تو گنہگار شاہی کا کیون
دوست ہوا کیا وجہ تھی جو تو نے قید سے اُسکو رہا کیا اگر صاف صاف ظاہر کردیگا تو تیری مین
جان بخشی کرونگا ورنہ سر کاٹ کر سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگا صبا سبک رو اب
پریشان ہوا کہ باپ کو کیا جواب دون اگر اصل امر کہتا ہون تو راز کھلا جاتا ہو نہین معلوم کہ
اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق پر کیا گذرے آخر یہ جواب دیا کہ اے بابا جان مجھے
اسکی جوانی پر رحم آیا عیاری کرکے رہا کردیا نسیم سبک رو تو خود عیار ہو مکار طرار قرار ہو قہقہہ

مار کے ہنسا کہا اے فرزند یہ بات تیری لائق اعتبار کے نہیں یہ امر تیرے و صبا نے کیونکر گوارا
کیا یہ کسی جلیل کا کام ہے صاف صاف بیان کر صباے شبک رو نے کہا بابا جان آپکے
سامنے میری کیا مجال ہے کہ میں خلاف عرض کروں نسیم نے ہوا کو یاد رکھا ہے جب صباے سبک رو
نے قبولا تو صبا کے نسیم نے ایک کوڑا مارا صبا بلبلا گیا کہا اے باپ اگر قتل ہی کرنا منظور ہے
تو خنجر مار دے سر جدا ہو جائے کوڑا اب نہ مارنا نسیم نے اور کوڑا مارا کہ بدن سے اسکے خون
جاری ہو گیا اب تو یہ کیفیت ہے کہ صباے شبک رو تڑپ رہا ہے اور نسیم کوڑے مار مار کر
پوچھتا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی نسیم بھی دیکھنے لگا صباے شبک رو نے دیکھا لشکر
فوج ظفر موج آگے آگے سب کے ایک مرکب باد رفتار برق کردار پر نقد روح قاسم
ذیشان شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب کو اڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں بلمان مردم در
قزاق پہلو میں مثل دیو کے جھومتا ہوا گینڈے پر سوار شاپور شیر دل رکاب ظفر انتساب پہ
ہاتھ رکھے ہوے صباے شباب رو نے جو ایرج کو دیکھا بیقرار ہو کر آواز دی شاپور نے
جو صبا کو پہچانا نیمچہ کھینچکر جا پڑا نسیم نے خنجر کھینچا کہ صبا کا سر کاٹ لوں ایرج نے دیکھا کہ
یہ جب تک پہونچیگا وہ صبا کا سر کاٹ لیگا کمان کیانی دوش سے اتاری تیر چلہ کمان میں
پیوست کیا آواز دی او جلاد صاحب بیداد اگر ایک موے جسم بھی صبا کا کم ہوا تو یہ تیر دو
ہے کہ اندھیری شب میں چشم مور پر پڑے نسیم شاپور شیر دل کو تو خیال میں نہ لایا مگر کڑکنے
سے کمان کے بھاگ کر ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہو گیا دل میں کہتا ہے کہ اسکے تیر سے تو اپنے کو
بچاؤں پھر جب یہ عیار آئیگا تو دیکھا جائیگا میرا کیا کر سکیگا اسکی بھی مشکیں باندھکر لیجاؤنگا ایرج
نے دیکھا کہ وہ عیار ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہے وہیں سے ایسا ایک تیر تاک کے مارا کہ
تنہ نخل کو توڑ کر شانۂ نسیم نشانہ کیا اب اتنے عرصے میں شاپور بھی قریب پہونچا اور للکارا
کہ او بھیا میرے سامنے آ اور جھپٹکر ایک نیمچہ جو مارا تو کمند کٹ گئی اور صباے سبک رو
رہا ہوا شاپور شیر دل و نسیم سبک رو سے نیمچہ چلنے لگا شاپور نے کمر تاکر ہاتھ پر نیمچہ مارا
نسیم کا ہاتھ کہنی سے کٹ کے گرا اب نسیم بھاگا ہاتھ اپنا کٹا ہوا لیتا گیا اسکے بعد ایرج بھی مع
لشکر ظفر اثر کے آ کے پہونچے صباے سبک رو سے حال دریافت کیا اسنے سب کیفیت ملکہ کی بیان کی

اور کہا حضور ملکہ کا عجب حال ہی جس روز سے آپ نکل گئے بے ہیجا میری تلاش مین تھا آج مین آپکی تلاش مین نکلا اس ہیجا نے مجکو پایا مین نے اسکے ہاتھ سے یہ صدمے اٹھائے مگر ملک کا نام نہین لیا اب مجھے رخصت کیجیے مین اپنے کو خدمت مین ملکہ کی پہونچاؤن ایرج نے کہا ہماری جانب سے کہنا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ہم لشکر کشی کر کے آتے ہین باپ سے تمھارے مقابلہ کر کے تمکو لین گے مگر اب تمھاری یاد مین ہماری کیفیت ہی نظم

قفس سے کم نہین ہی روح کو تن ہجر جانان مین
یہ یوسف دیکھیے کب تک رہے محبوس زندان مین

کہ لے حسن کو نذر اک بوسہ چھپا کر دو
سخی کو اجر ہوتا ہی زیادہ خیر پنہان مین

ہوائے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے
جلے قمری کا خون روغن کی جا سرو چراغان مین

وہی دکھلائیگا مجکو بھی صورت میرے یوسف کی
دوبارہ جسنے بخشا نور چشم پیر کنعان مین

بظاہر گو ہون دیوانہ پر اتنا ہوش ہی مجکو
رفو کرتا ہون لیکر تار دامن کا گریبان مین

کہ جاتا ہون مین بھی آسمان کے میہمانون مین
مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہی اسکے خوان الوان مین

سنائی ہو صبا کسکو بہار آئی تو آنے دے
قفس مین قید ہی بلبل مین دیوانہ ہون زندان مین

تلاطم سے محیط عشق کے عاشق کو کیا ڈر ہے
نہین کچھ نوح کی کشتی کو خوف غرق طوفان مین

برہنہ دیکھکر عاشق مین جان تازہ آتی ہی
سراپا روح کا عالم ہی تیرے جسم عریان مین

کبھی خوف خزان ہی اور کبھی صیاد کا کھٹکا
بناؤن کیا سمجھکر آشیانہ اس گلستان مین

مین سمجھا شہسوار آتا ہی میرا ترکتازی کو
بگولا جب کبھی اٹھتا نظر آیا بیابان مین

مہیا کو بکو سامان ہی اب میری وحشت کا
نظر آتا ہو جو لڑکا بھرے ہی سنگ دامان مین

گیا جو فاتحہ پڑھنے ترے کشتون کے مدفن پر
صدائے حبذا قاتل سنی گنج شہیدان مین

تو قادر ہی تری قدرت نمائی سے عجب کیا ہی
زمرد کے اگر پتے ہون پیدا شاخ مرجان مین

وہ ڈر افعال بد سے تو جو مومن ہو تو ناجی ہی
سفینہ آل احمد کا نہین آئیگا طوفان مین

مجھے گو بے سرانجامی نے بھیجا پہلی منزل پر
رہا ہر ایک ہمراہی مرے مرنے کے سامان مین

ستم کرنے مین اہل ظلم اورون کی حمایت پر
برون سے تیر کے ہی طاقت پرواز پیکان مین

طبیعت سے نہ جائے رند جو ہو جوہر فانی
مثال شیر فلقی ہو حرارت مرد میدان مین

صباے شبرنگ رو نے عرض کی ای شہریار مین نے آپکو ملکہ سے زیادہ بیقرار پایا اور یہی حال
ملکۂ عالم کا بھی پایا شب کو غلام کے ساتھ چلیے چل کر ملکہ سے ملاقات کر لیجیے ہر چند کہ شاپور
نے منع بھی کیا لیکن ایرج نے ذرا ما شب کو صبا نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ضعیف
عورت کی شکل بنکر تیار ہوا ایرج و شاپور کو ساتھ لیا طرف باغ ملکہ کے چلا مگر حال نسیم کا عرض
کرتا ہون کہ کس طرح ہوا یا تھ لیکر سامنے مبہوت کے آیا تمام کیفیت بیان کی کہ وہ گنہگار لشکر لیکر
آیا ہی ساٹھ ستر ہزار کا مجمع ساتھ ہی بلمان مردم در ایسے پہلوان کو زیر کر کے لایا ہی عیار بھی اسکا
اسکے ہمراہ ہی مبہوت نے کہا قضا اسکی دامنگیر ہی یہی اسکے قتل کی تدبیر ہی کل مین قلعہ سے لشکر
لیکر نکلونگا مشکین باندھ کر لاؤنگا دار پر لٹکا کر اسکو تیر باران کرونگا نسیم خاموش ہو رہا رات کو
خبر کے واسطے نکلا ایک کوچے مین کھڑا تھا دیکھا اسنے تین شخص آتے ہین ایرج ہتھیار لگائے
ہوے آگے آگے پشت پر دونون عیار اسنے ایرج کو پہچانا مگر حیران ہو کہ یہ ضعیفہ کون ساتھ
ہی معلوم یہ ہوتا ہی کہ شہر مین جو کوئی اسکا مددگار ہی اسکی ملاقات کو جاتے ہین دل مین سوچ کر
اسنے پیچھا کیا یہان ملکہ ماہ پیکر انتظار مین اپنے عیار کے پٹ پر اپنے رخسارے کے ہاتھ
رکھے ہوے زار زار مثل ابر نوبہار کے رو رہی ہین کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری وہ عیار
آپکا خبر معقول لیکر آئیگا خالی نہ پلٹیگا کہ سامنے سے دیکھا تین شخص آتے ہین ایک ضعیفہ
آگے بڑھی اسنے پکار کے آواز دی واری مبارک مین شاہزادے کو لیکر آئی لشکر گران لیکر شاہزادہ
قریب قلعے کے پہونچ گیا مجھے حضور نے نہین پہچانا مین ہون صباے شبرنگ رو ملکۂ عالم تمام
ایرج نوجوان کا سنکر باغ سے نکل آئین دوڑ کر شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای شہریار
یہ ایک عہد ہم پر کس مصیبت مین کٹا شبہاے تار یاب ہجران نے جان لینے کا ارادہ کیا
مگر جان بڑی سخت ہی ایرج نوجوان نے گلے سے لگا لیا کہا ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ اگر مبہوت
قلعہ بند ہوگا تو بسواری قلعہ لونگا اور اگر مقابلے مین آیا مشکین باندھکر تمھارے سامنے
لاؤنگا سب حال تمپر کھل جائیگا خواصون نے بھی آکے گھیر لیا ایرج نوجوان ساتھ ملکہ کے
باغ مین آئے نسیم نے دور سے یہ سب معرکہ دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا ہو گیا دیوار باغ پر آیا ملکہ کو
پہلوے ایرج مین پایا ایک جانب اپنے بیٹے کو ایک جانب شاپور کو دیکھکر نسیم باغ کی دیوار سے

آخر ا خیال مین آیا کہ جاکر بادشاہ سے خبر کرون قلعہ کا بھی پھاٹک بند کرلین گھیر کر اِس جوان کے ٹکڑے کریں دونون کے دونون کیا گھلے ملے ہوے بیٹھے ہین یہ سوچ کر نسیم بھاگا دروازے پر بادشاہ کے آیا محلدار سے کہا بادشاہ کو جگا دو کہ نسیم شبک رو دروازے پر حاضر ہے محلدار نے جاکر بادشاہ کو جگایا مبہوت تیغ زن آنکھین ملتا ہوا باہر آیا پوچھا اے نسیم کیا ہے کہا اے شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہین مین سب طرح حضور کی بہتری چاہتا ہون صبا سے شبک رو بیٹا میرا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر گنہگار شاہی اور اُسکے عیار کو ہمراہ لیے ہوے آپکی صاحبزادی کے باغ مین آیا ہوا ہے ہر چند کہ مین نے ایک وقت مین اپنے لڑکے کو گرفتار کرکے کوڑے بھی خوب مارے تھے مگر اُسنے حضور کی صاحبزادی کا نام نہ بتایا اور اب تو پھولے ہوے پہلوے گنہگار مین دونون بیٹھے ہین آپس مین راز و نیاز کی باتین ہورہی ہین فرحکا شکوہ و شکایت کیے ہوے ہین اگر میدان مین حضور سے اور اُس گنہگار سے مقابلہ پڑتا تو وہ غالب آتا بلمان مردم در لیسے قزاق کو وہ زیر کرکے لایا ہو خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کیسی کہ کیکے قبضے مین اُسکو کردیا اب فوج لیکر چلیے اور ہر چہار جانب سے گھیر کر ماریے قلعے کا پھاٹک بھی بند کرلیجیے کہ فوج والون کو بھی اُسکے خبر نہ ہونے پائے یہ سُنکر مبہوت تیغ زن نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار کرو چلکر ملکۂ عالم کے باغ کو گھیر لو اے نسیم شباب رو حقیقت مین وہ جوان بہادر ہے مین نے پشت پر سے زخمی کیا تھا اگر یہ فریب نہ کرتا تو مین اُسپر غالب نہ آتا تھوڑے عرصے مین ڈیڑھ لاکھ فوج تیار ہوگئی مبہوت نے حکم دیا کہ خواصے پر بھی پہرے دار ہین وہ بھی تیار ہوکر آئین سب ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا نسیم شبک رو کو یہ بڑی فکر ہے کہ مین بیٹا ہو رشیر دل کو کسی طرح ضرور قتل کرون اُسنے میرا ہاتھ قلم کیا ہے مین اُسکا جب تک تن سے سر نہ جدا کرونگا اُسوقت تک میرے دل کو آرام نہ آئیگا یہان ایرج نوجوان بصد شوکت و عظم و شان پہلوے ملکہ مین بیٹھے ہوے ہین باتین مزے مزے کی آپس مین ہورہی ہین دفعتہً بیٹھے بیٹھے صبا سے سبک رو نے عرض کی حضور میرا خود بخود اس وقت دل گھبراتا ہے اے آقاے نامدار آپ نے بُرا کیا کہ میرے ساتھ چلے آئے ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر ہوجاے تو کیسی مشکل ہو لشکر ظفر اثر حضور کا بیرون قلعہ ہے بلمان مردم در کو خبر نہین ہے اب

پھر دوپہر یہاں ضرور بیٹھے گا ملکہ کو آپ کی جدائی گوارا نہیں ہوگی اگر مناسب سمجھیے تو میں
آپکے لشکر کے سپہ سالار کو خبر کر دون کہ وہ ہوشیار رہے شاید نسیم سُبک رو خبر کر دے
اور وہ رات کے وقت ارادہ شبخون کا کر دے تو پھر بڑی خرابی ہو ایرج نوجوان نے
قبضے پر ہاتھ ڈال کے کہا اے صبا ے سُبک رو مبہوت تیغ زن کو نہایت ہی دعوا ے
جرأت ہی وہ شبخون کا ہرگز ارادہ نہ کریگا مجکو بہت کمزور سمجھے ہوے ہی مگر تم پچھے ہوے جانا
ایسا نہو کہ نسیم تمکو دیکھ لے بات ہو کر تمھارا دشمن ہو رہا ہی شاپور شیر دل نے کہا آپ
بجا ارشاد فرماتے ہین صبا ے سُبک رو ایرج نوجوان سے یہ باتین کر کے شکل اصلی
باغ سے نکلا آدھ کوس رستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا بادشاہ گھوڑے پر سوار
نسیم سبک رو آگے پشت پر فوج ہی لیکن سب اسی طرف چلے آتے ہین صبا یہ دیکھ کے
پیچھے ہٹا سوچا کہ جو خیال تھا آخر وہی ہوا مبہوت تیغ زن کو خبر ہو گئی مین جا کے
بلمان مردم در کو خبر کر دون کہ وہ فوج لیکر آئے ایسا نہو کہ شاہزادہ میرا گھر جلے عنایت
خدا سے وہ صف شکن تیغ زن قوی تن قوی من ہین اس لشکر سے اکیلے لڑنے پر مستعد
ہو جائینگے یہ دل سے باتین کرتا ہوا دوسرے رستے سے بھاگا بھاٹک پر قلعے کے اُسکے
دیکھا دروازہ بند ہو رہا ہے صبا ے سبک رو دوسری طرف آیا ایک مہری کی سلاخ
سو ہین سے کاٹین اُسمین سے نکل کے بھاگا یہان بلمان مردم در لشکر کا طلایہ دے رہا ہے
ساتھیون سے کہتا ہی یارو غضب ہوا کہ آقا اکیلے قلعے مین گئے ہین ایسا نہو راہ مین روکے جائین اور
خدانخواستہ دشمنون مین گھر جائین مین تو عاشق جمال عدیم المثال ہون جسوقت سے آقا نے مجکو زیر
کیا مین یہی چاہتا ہون کہ لمحہ بھر اُنکے سامنے سے نہ ہٹون جمال اُس شاہزادے کا دیکھا کرون میرا
دل اندر سے گھبرا رہا ہی ہرچند کہ آقا ے نامدار ایسے نہین ہین کہ ہزار دو ہزار سے منھ پھیرین شیر
کے مانند گلۂ گوسفندان مین آپڑتے ہین ماشاء اللہ کس خوبصورتی سے جنگ مغلوبہ مین لڑتے
ہین افسرون کو گھیر کر مار لیتے ہین مین نے اُنکی لڑائی کا طریقہ سب پہلوانون سے الگ دیکھا ہی
ہمکو تو اب معلوم ہوا کہ طرز جنگ مین ہم بالکل دخل نہین رکھتے ساتھ والے کہہ رہے ہین کہ
یہ نبیرۂ صاحبقران اعظم فنون سپاہ گری کے محرم ہین اس خاندان کی لڑائی کا طریقہ سب سے

الگ ہی سب فرزندان صاحبقران جلیل بہادر خوبصورت صاحب شوکت صاحب تیغ
طرز جنگ مین وحید عصر یہ باتین ابھی ہو ہی رہی تھین کہ بلمان نے دیکھا صبا سبک رو
بدحواس دوڑا ہوا چلا آتا ہی پکارکر آواز دی ای سپہ سالار آقاے نامدار باغ مین ملکہ کے
ہین مبہوت تیغ زن نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے آکے گھیر لیا میرے سامنے جنگ شروع ہوئی
پھاٹک قلعے کا بند ہو گیا تھا اب تم کیونکر شریک جنگ ہوگے بلمان مردم در یہ سنکر گھبرا گیا
کہا ای صبا مین اپنی جان دونگا میرا دل پہلے ہی سے دھڑک رہا تھا مین نے پر وقت جانے
کے آقا کو سمجھا بھی دیا تھا ہاے افسوس میرا کہنا انھون نے نہ مانا یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا
بارہ ہزار قزاق اسکے علاوے پر ساتھ موجود تھے انھین کو ہمراہ لیکر چلا صبا سبک رو
نے کہا بھی کہ کل لشکر کو ہمراہ لے لیجیے وہان فوج زیادہ ہی بلمان نے کہا عرصہ ہوگا یہ بارہ ہزار
قزاق جنگ آزمودہ ہین قلعہ پر جا پڑینگے صبا نے لشکر مین آکر آواز دی کہ یارو آقا قلعہ مین
گھر گئے کل فوج والون کو شاہزادے کے نام سے عشق ہو جو ہین نام اپنے آقا کا سنا
اور آنکھین اپنی ابنی ملتے ہوے اُٹھے سوارون نے گھوڑون پر کاٹھیان ڈالین پیدلون نے
سپر و شمشیر ہی صرف ہاتھ مین لے لی اور روانہ ہوے یہان قلعے کے پھاٹک پر گولہ انداز توپون کو
درست کر رہے ہین جتیان برابر لگی ہوئی ہین ایک جانب تیل کے کڑھاؤ مین تیل بھرا ہوا نیچے
انکے آگ روشن ہو کہ دیدبان نے دیکھکر آواز دی یارو بلمان مردم در فوج کو لیے ہوے آتا ہی
گولہ اندازون نے یہ سنکر توپون کو جھکا کے کان مین ایک دوسرے کے نہین معلوم کیا بڑھ بڑھ کے
کہا کہ بس دفعۃً توپین کوکین اور گرجین اور آگ اُگلنے لگین بلمان مردم در نے جو دور سے دیکھا کہ
گولہ پڑنے لگا گینڈا پھیر کر قزاقون کو آواز دی قزاق ایک ہی طاق و مشاق تھے انھون نے
پیدلون کو اشارہ کیا کہ تم لوگ ذرہٹجاو جب ہم قلعے مین داخل ہو جائین تو تم آنا گھوڑون کو کوڑے
مارکر داہنے بائین سب نکل گئے اہل قلعہ نے دیکھا کہ بالکل میدان پاک و صاف ہوا تو ہین
روکین کہ پیلون سے گرد اڑی دیکھا بلمان گرز ہلاتا ہوا قزاقون کے گھوڑے اڑتے ہوے
اسقدر جلد آکے پہونچے کہ گولہ انداز فیرنہ کرسکے بلمان مردم در برابر پھاٹک کے پہونچا گینڈا اڑا کر
خندق کے پار آیا قزاقون نے گھوڑے خندق مین ڈالدیے گھوڑے اس پار آگئے اور پھاٹک

توڑکر اندر گھسے در قلعہ پر تلوار چلنے لگی بلمان مثل فیل مست کے جھومتا ہوا جس طرف گیا پرے
کے پرے پامال کر دیے لاشوں سے میدان بھر دیے مار کر اہل قلعہ کو بلمان چلا باقی ماندہ سپاہ
جو پیچھے رہگئے تھے وہ بھی آپڑے قلعے مین گھس آئے وہان ایرج نوجوان کو کنیزون نے خبر کردی
کہ حضور باغ چار جانب سے گھر گیا مبہوت تیغ زن چاہتا ہو اندر گھس آئے ایرج تلوار ٹیک کر
اُٹھے ملکہ بھی سوار ہوئین چار سو کنیزین پشت پر مبہوت تیغ زن در باغ کے قریب کھڑا ہوا
حکم دے رہا ہو کہ دروازہ کھود کر گرا دو بیلداروں نے ارادے کیے ہی تھے کہ خود بخود دروازہ
کھلا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شششجہت افروز جانداری باغ سے طالع ہوا نعرہ
کیا کہ او مبہوت یہ کیا نامردی ہو کہ عورتوں پر تو نے لشکر کشی کی ہو یہ کہکے جھپٹے تو بیلداروں کو قتل
کیا مبہوت تو بھاگ کر فوج مین آیا کہا یارو وہ گنہگار نکلا جاتا ہو سب گھیر کر مارو سب فوج بڑھی
مگر شاپور شیر دل نے بڑھکر حقہ آتشبازی مارے ہر چند کہ ایرج منع کرتے ہین کہ اوبار وفادار
اسکی کیا ضرورت ہو مین جاکر مبہوت مردود کو مارتا ہوں شاپور کب مانتا ہو ایک جست مین چالاک
جنگ مین بیباک ہو چند حقے آتشبازی کے مارکے پشت پر اپنے آقا کی آیا ایرج غول پر آکے
گرے شاپور نیشتی بانی کر رہا ہو جو پشت پر آیا اُسے خنجر مارکے گرادیا ایرج نوجوان کی برق شمشیر
تڑپ رہی ہو افسروں کو تاک تاک کے مارا گردانکے مرکب کے صد پاشہ پڑا ہو ہر لاشہ مثل مرغ بسمل
کے تڑپ رہا ہو مبہوت نے پکار کر آواز دی اوسے یارو یہ جوان اکیلا سارے لشکر کو تباہ کر رہا ہو
سب مل کے اسکو گھیر لو کہ نسیم نے یہ جھکے خبر دی ذرا باغ کی جانب ملاحظہ فرمایئے ملکہ عالم مع کنیزان
باغ سے نکل آئی ہین تیر و کمان لیے لیس کھڑی ہین پہلے انکو گرفتار کیجیے مبہوت گینڈا بڑھا کر
اس طرف چلا دس ہزار سوار جرار اسکی پشت پر ہین ملکہ نے جو دیکھا کہ بابا جان قادم آنے کا ارادہ
رکھتے ہین کنیزوں کو آواز دی کہ اسے تیر مارو یہ کہکے اپنے کاندھے سے بھی کمان اُتاری چار سو تیر
جو ایکسر تیہ چلے چار سو کا ز گھوڑوں سے گرے تڑپ تڑپ کر تمام ہوے مبہوت نے گینڈا آگے بڑھایا
دور پکار کر آواز دی او گیسو بریدہ آکے سکو پامال کرونگا تیرا وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان
ہوا تیرے حال پر روئین اور تجکو ترس نہ آئے تو نے بربادی ملک کا ارادہ کیا او ننگ خاندان
کیا تجکو میرا خوف نہین ملکہ نے پکار کر آواز دی بس دور ہی رہیے قریب نہ آیئے ورنہ میرے ہاتھ سے

قتل ہو جیے گا مہبوت تیغ زن نے گینڈا بڑھایا تلوار ہلاتا ہوا بڑھا ملکہ نے تیر تاک کر گینڈے کی آنکھ پر مارا گینڈے نے جست کی دوسرا تیر ملکہ نے مارا کہ شانہ مہبوت کا نشانہ ہوا تو بہت جھلایا کل فوج کو پکار کر آواز دی یارو پہلے اس گیسو بریدہ کا خاتمہ کرو سب سوار و پیدل سمٹ کر اسی طرف چلے چند نے ایرج نوجوان کو گھیرا سب نے ملکہ ملکہ پر بلوہ کیا ملکہ نے دیکھا ڈیڑھ لاکھ فوج کا اسی طرف رخ ہے گھبرا گئیں دل کو خدا سے رجوع کیا پکارنے لگیں اے معبود اے موجود وقت مدد ہے ان ظالموں کے ہاتھ سے بچا لے نظم

ای طپد در سوز عشقت سینهٔ سوزان ما	در غم ہجر تو گرید دیدهٔ گریان ما
کن نظر یارب بحال بے سر و سامان ما	گوش فرما بر صدائے نالہ و افغان ما
وقت تنہائی توئی یار از ہمہ یاران ما	تو مددگاری بس از جملہ مددگاران ما
اشرف المخلوق کردی شکل انسان ساختی	در گروہِ بندگانِ خود فزودی شان ما
خاکیان را رتبہ بخشیدی تو بر افلاکیان	از فلک کردی بلند اندر زمین ایوان ما
جیب ما از دولتِ علم و ہنر پر ساختی	بستۂ نقد زر و گوہر تو در دامان ما
شستہ گردد گر بآبِ دیدہ ما نیست دور	نامۂ اعمال ما و دفتر عصیان ما
حمد حق در پارسی کردیم ما ہندی رقم	دفتر توحید ہست اندر سخن دیوان ما

ایرج نوجوان نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ مہبوت تیغ زن نے کل فوج سے ملکہ کو گھیرا ہے بسبب تیراندازی کے جوانمرد قریب نہیں پہونچ سکتے وہ دور سے تیر لگا رہے ہیں ایرج نے بیتاب ہو کر گھوڑا بڑھایا اور پکار کر آواز دی او نامردو تم ہم سے آ کے مقابلہ کرو عورت پر کیا بلوہ کرتے ہو مہبوت نے پلٹن کے دس ہزار کو اشارہ کیا کہ اس ظالم کو گھیر لو اور تیر و نیزوں سے مار لو دس بارہ ہزار سوار و پیدل ایرج پر تیراندازی کرنے لگے ایرج نوجوان تلوار سے تیروں کو قلم کر رہے ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس جوان کے گھوڑے کو مار لیں اگر یہ جوان پیدل ہوا تو پھر مار لینا اسکا آسان ہوگا آخرکار سب نے مل کے اسقدر نیزے گھوڑے کے مارے کہ گھوڑا شاہزادے کا زخموں میں چور چور ہو کر گرا ایرج کود کر مرکب سے الگ ہوئے شمشیرزنی پیدل ہو کر کرنے لگے مہبوت نے آواز دی نسیم کو بلاؤ نسیم سبک رو وہ سامنے آیا اس سے کہا

ای نسیم دیکھتا ہی کہ ایرج پیدل ہو چکا لیکن گرفتار نہیں ہوتا تیرے ساتھ کتنے عیار ہیں نسیم نے
کہا اسوقت دو سو پیک بچے ساتھ ہیں مبہوت نے آگے بڑھکر کمندیں مار کے پکڑ لینے کا حکم دیا
نسیم دو سو پیک بچون سے آگے بڑھا سوار و پیدل کو آواز دی کہ ہٹجاؤ سوار و پیدل ایرج کو
گھیرے ہوے ہیں نسیم سبک رو چاہتا ہی یہ ہیں نو میں کمندیں مار کر پکڑ لون ایرج نے جو
کمند اندازون کو دیکھکر پریشان ہوے اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی بے اختیار ہوکے
پکار اُٹھے ای خدا و ندلیل و نہار مجکو بچالے نظم

برخطاکاران براہ لطف فرمودی عطا | بے نوایان را بفضل و لطف بخشیدی نوا
دردمندان را عطا کردی تو داروی شفا | گمرہان را و الفت را تو کردی رہنما
خاکساران جہان را کیمیا گر ساختی | مفلس و دریوزہ گر را صاحب زر ساختی
خلق میدارد بحکمت گردن اخلاص خم | ساختی کم را زیادہ بیش را کردی تو کم
کس نہ بیرون بردہ از تعمیل فرمانت قدم | کس نزد ای صاحب فرمان بفرمان تو دم
ساختی شاہ و گدا امیر و پیمبر ساختی | جملہ را با خاک گور آخر برابر ساختی
رنگ تو کردی عطا اندر چمن گلزار را | سبزۂ سرسبز کردی تیر نوک خار را
ساختی بیمار اُلفت نرگس بیمار را | نالہ و فریاد کردی نطق موسیقار را
جلوہ گر در گلشن عالم گل تر ساختی | زود باغ بلبل نالان معطر ساختی

بیقرار ہوکر جو شاہزادہ ایرج نوجوان نے دعا کی پشت پر ہنگامہ ہوا عیار قتل ہونے لگے
سوار و پیدل بھاگنے لگے ایرج نے دیکھا بلمان مردم در بارہ ہزار قزاقون سے آگے
گرا اپنے آقا کو جو پیدل دیکھا گینڈے سے کود پڑا صبا سے سبک رو سے اشارہ کیا گھوڑا
آقا کو جلد پہونچاؤ صبا نے جو پلٹ کے دیکھا تو ایک زنگی سائیس کرہ ین اشقر کو لیے کھڑا ہے
صبا نے اُسکو تیغ مارا زنگی کا سر کٹا صبا گھوڑے کو لیکر ہوا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا
بلمان مردم دریچی گرد پھر پھر کر لڑ رہا ہی ایرج نوجوان نے جو اپنا گھوڑا پایا جان آگئی پشت
پہ ہاتھ رکھ کے فرمایا ای وفادار صبا رفتار مجھکو قریب مبہوت کے پہونچا مرکب
طرارے بھرتا ہوا چلا جب کوئی سوار سامنے آگیا اُسکو دو لتی ماردی ایک سوار مر کر گرا دوسرا

ساتھ ہوا یون ہی دو چار پامال ہوے بلمان مردم درنے بارہ ہزار قزاقون سے پرے کے
پرے درہم و برہم کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے ایرج نوجوان کے ساتھ جنگ کرتا ہوا
آگے پیچھے سوار و پیدل کو ہٹاتا ہوا یہانتک کہ ایرج نوجوان قریب مبہوت تیغ زن کے
پہونچے بلمان نے عرض کی ای آقاے نامدار ذرا تامل فرمایئے مین اس مغرور کی گردن پکڑ کے
لاتا ہون یہ کہکے گھوڑا بڑھایا سامنے مبہوت کے آیا مبہوت تیغ زن نے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان
نے کلائی پکڑ لی تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا چرخ دیتا ہوا سامنے ایرج
کے لایا مبہوت پکار اُٹھا ای شہریار الامان شاہزادے نے جواب دیا امان بشرطیکہ اسنے عرض
کی غلام مسلمان ہوتا ہو کلمہ طیبہ ایرج نے تعلیم کیا مبہوت تیغ زن کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان
ہوا فوج والون کو آواز دی یارو مین نے شہریار کی اطاعت کی تلوارین روک لو سب افسر رومال
اپنے ہاتھون مین باندھ کر حاضر ہوے ایرج نوجوان نے سب کو سرفراز کیا مبہوت
ایرج نوجوان کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا بلمان ساتھ نہین چھوڑتا کہتا ہو ای آقا یہ ابھی
مسلمان ہوا ہی آپ اسکے ساتھ بارگاہ مین جاتے ہین ایسا نہو کچھ مکر کرے غلام کو بڑا خیال
ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی شاپور شیر دل قریب تھا اُسنے عرض کی ای بلمان مقام اندیشہ
نہین ہی یہ صدق دل سے مسلمان ہوا ہی غور تو اسکے دیکھو چہرے پر رونق معلوم ہوتی ہی
پیشانی اسکی منور ہی مبہوت نے وزراسے صلاح کرکے ترنج خوشبوئی نسبت ملکہ کا سینے پر
ایرج نوجوان کے لگایا ایرج بہت خوش ہوے فرمایا کہ مبہوت نے بڑی محبت کی مگر ای
مبہوت ہم تجسے شرمندہ ہوے مبہوت نے عرض کی کہ میرے واسطے یہ فخر ہوا کہ حضور
ایسا خوش مجکو ملا قاسم نوجوان کا سمدھی کہلاؤنگا ایرج نے کہا ای مبہوت ہمکو
جلدی ہی کہ اپنے کو تا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچاؤن مبہوت نے عرض کی بامین بر اسی قلعے کے
صحراے نرگستان ہی اسی جنگل کو طی کرکے قریب کوہ زنگار رنگ کے پہونچیگا وہان سے
سلسلہ راہ طلسم ہفت پیکر کا لگا ہی ایرج نے کہا انشاء اللہ اب تم ہمارے ناموس کو لیکر
بلا تکلف یہان کی حکومت کرو ہم جب پلٹ کر آئینگے تو عقد کا سامان ہوگا ایرج محل مین آئے
ملکہ سے رخصت ہوے فرمایا ای ملکۂ عالم ہم رخصت ہوتے ہین انشاء اللہ پلٹ کر عقد کرینگے

ملکہ بہت بیقرار ہوئیں کہا اے شہریار آپکی جدائی میں کیونکر بسر ہوگی اسقدر زمانہ فراق میں راتیں ہجر کی کیونکر کاٹونگی میرے دلکی عجب کیفیت ہے نظم

پیدا ہو جس سے رخش کسی شہسوار کا
آنکھوں کو انتظار رہا اُس غبار کا

دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے
مارا ہوا ہوں گردش لیل و نہار کا

کیونکر وہان یار سے تشبیہ دوں اُسے
غنچے کو اسکے سامنے رتبہ ہو خار کا

یہ جانتا ہوں میرے گنہ بیشمار ہیں
اندیشہ دل میں کیا کروں روز شمار کا

بعد وصال ہجر میں یوں مبتلا ہوا
کیفی کو جیسے ہوتا ہے صدمہ خمار کا

دست سپید سے یہاں میں پڑ گیا
آنکھوں نے میری رنگ نہ دیکھا خمار کا

دیوانے جائیں دشت کو زنجیر توڑ کر
تلووں میں یاد آئے کھٹکنا جو خار کا

اللہ ری صفا رخ رنگین یار کی
گل کو بھی اس مقام پہ رتبہ ہے خار کا

اب اُسکے آستان سے چھڑاتے ہیں مجھکو یار
اے رند جب عمل نہ رہا اختیار کا

ایرج نے ملکہ کو گلے سے لگایا فرمایا اے ملکۂ عالم میٹ کر طلسم ہفت پیکر سے پہلی منزل اسی قلعہ کی ہوگی تمسے عقد کر لینگے تب لشکر میں جائینگے ہمارے بعد اپنے کو ہلاک نہ کرنا سیر و شکار میں بسر کرنا غم و الم کا دلپر ہجوم نہ ہو دشمنوں کے دیوانے پن کی دھوم نہ ہو جانا جہانتک ہو سکے اس آتش عشق خانہ خراب کو ظاہر نہ کرنا ہمکو بھی تمہاری جدائی شاق ہے مگر یہ مقدمہ ایسا درپیش ہے کہ ہمکو انتہا کا پس و پیش ہے یہ کہکے باہر نکلے مہبوت کو بادشاہ قلعہ کیا چاہا کہ بلمان کو بعہدہ سپہ سالاری مقرر کریں لیکن اُسنے عرض کی غلام نے اطاعت جدا ہونے کے لیے نہیں کی ہے امیدوار ہے کہ ہمیشہ کمترین قدوم میمنت لزوم ہی میں حاضر رہے ورنہ ناچیز اپنی جان دیگا اب شاہزادہ ایرج نوجوان نے بلمان کو جب اپنے ہمراہ چلنے پر آمادہ پایا تو اپنی فوج ظفر موج کا سپہ سالار کیا اور کوچ کرکے طرف صحرائے نرگستان کے آئے اُترے شاپور شیر دل ساتھ ہے اُسنے عرض کی اگر خلاف نہو تو کچھ عرض کروں ایک ہفتہ اسی صحرا میں مقام کیجیے بعد ایک ہفتے کے یہاں سے کوچ فرمائیے گا ایرج نوجوان نے کہا اے شاپور شیر دل کیا مضائقہ ہے ناظرین ایرج نوجوان اسی صحرائے نرگس میں فروکش ہوتے ہیں وقت پر اب انکا حال تحریر ہوگا

دوکلمۂ داستان مہر نشان نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچنا قلعہ قراطاق کی اور مقابلہ پہلوانون سے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقیا دے شراب عشق انگیز
چاہتا ہون کہ نشہ مین ہی رہون
جھوم کر آج ابر آیا ہے
دشمنون کو بڑا ملال ہوا
پہلے دور شراب ناب مین
نقش پا ہی ترا مرا سر تاج
حالت ابر ہی فرح افزا
ابھی میخانے مین ہی ری باقی
ساقی ما ہوش بھی آئیگا
ہووے تحریر برسر میدان

رگ و ریشے مین ہی شراب آمیز
دیکھون ابر سیہ کی کیفیت
میکشون کو مزا دکھایا ہے
جمع میخوار ہوگئے آکر
اسقدر ہم نہ تیغ و تاب سہین
ساقیا ہمیہ تیرا احسان ہی
لطف محفل ہی جبہ جان فدا
آج ہو میکدے مین لطف خمار
میکشی کا مزا آٹھائیگا

لطف ابر سیاہ بھی دیکھون
ساقیا اسکون ہو بڑی صنعت
آج ساقی سے بھی وصال ہوا
ساقیا آج تو نہ ہو جلد
جیسے قہقہے اڑا مین آج
رنگ محفل ہی کہ سے جانان کی
میرے کہنے کو مان لے ساقی
جام کے واسطے ہو دل بیتاب
اے قمر داستان شیرزبان

جرہ حاکمان محکمۂ جرأت و جلالت دیدہ تازان میدان شوکت و سطوت اس داستان سحر عنوان کو یون تحریر و تسطیر فرماتے ہین۔ شعر تصنیف مصنف
راقمان سوانح ہیجا * می نویسند ادیبقنا * سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ شاہزادہ والا شان یعنی بدیع الزمان ایرج نوجوان کو قید سے رہا کر کے طرف ایک صحرا اسکے روانہ ہوئے شبرنگ بن عمرو ساتھ ہی ایک نخل کے سایہ مین آ کے ٹھہرے مرکب کو واسطے چرنے کے چھوڑ دیا آپ شبرنگ سے باتین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ کیون اے شبرنگ ایرج نوجوان کو فوج و لشکر ملا ہم آجتک آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار صحرا خس و خار مین پھر رہے ہین کوئی کیفیت معلوم نہین ہوئی شبرنگ کہتا ہی اے شہریار آپکو بھی انشاء اللہ لشکر ملیگا گھبرائیے نہین وقت پر موقوف ہی اسی مقام پر ٹھہرے رہیے جگہ بھی فضا کی ہی یہان سے قریب ایک قلعہ ہی اسکو قلعہ قراطاق کہتے ہین قراطاق جادو تخت پر بیٹھا ہی کہ آسمان سے ایک طائر آیا فرمان ہفت پیکر گود مین ڈالکر اڑگیا قراطاق جادو

نے وہ فرمان پڑھا مرقوم تھا اے قراطاق جادو پوتا حمزہ عرب کا تیرے قلعے سے پانچ کوس
کے فاصلے پر زیر نخل کھڑا ہے اسکو اُٹھالا سر کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کر کوئی صدمہ
حمزہ کو بھی ایسا پہونچے کہ ہم تک آنے کا ارادہ نہ کرے فوراً ہی قتل کرنا ذرا تامل نہ ہو
ان لوگون کے مددگار پیدا ہو جاتے ہین اگر قید کریگا تو وہ فوراً چھوٹ جائینگے تیرے ہاتھ
سے قلعہ جائیگا تو بہت بڑا رنج اُٹھائیگا قراطاق جادو نے پلٹ کے مصاحبون کی جانب دیکھا
جہلیل جادو ایک ساحرہ ہاتھ باندھ کر اُٹھی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ کنیز جا کے سر لائے یا
زندہ گرفتار کر لائے مین اُڑتی ہوئی آتی تھی حقیقت مین ایک نخل کے سائے مین ایک جوان
ماہ رخسار کھڑا ہے میرے دل مین آیا کہ اُٹھا لاؤن پھر خیال مین گذرا کہ شاید مسلمان ہو اسکا ستانا
اچھا نہین اب حکم خداوندانہ ہے مین ابھی جا کے لاتی ہون یہ کہکے جہلیل اُڑی آسمان پر جا کے
نظر آئی نور الدہر کو دیکھا ایک جوان رشک یوسف کنعان ایک شاطر سے باتین کر رہا ہے
تڑپ کے گری نور الدہر کو اُٹھا لیگئی شبرنگ بیقرار ہو کر عقب مین دوڑا یہان قراطاق
کے سامنے لا کے نور الدہر کو جہلیل جادو نے پہونچایا قراطاق نے سحر کیا کہ پانون نور الدہر
کے زمین نے تھام لیے جہلیل جادو نے اپنا سحر اُتار لیا قراطاق نے حکم دیا جلادون کو
بلاؤ جلاد فوراً حاضر ہوئے کہا اس جوان کو قتل کرو جلاد خنجر کھینچکر سر نور الدہر پہ آیا
کولے کا خط گردن پر دیا قراطاق نے کچھ سوال و جواب بھی نہ کیا فوراً حکم قتل دیا سب
مصاحب اسکے افسوس کر رہے ہین کہ رہے ہین کیا جوان قتل ہوتا ہے کوئی خطا بھی اسنے
نہین کی قراطاق ہفت پیکر پرستی کو کہتا اگر یہ انکار کرتا تو قتل کا اختیار تھا ہر کس و ناکس
افسوس کر رہا ہے جلاد مشغلنگین نگار رہے ہین نور الدہر بن بدیع الزمان حیران حیران ہین
اور چہار جانب سے دیکھ رہے ہین چاہتا ہے قراطاق کہ تیسرا حکم دون جلاد خنجر مارے کہ اس
جوان کے دو ٹکڑے ہون کہ آسمان پر لکہ ابر سیمابی پیدا ہوا اسنے عرض کی ملکہ سیماب
آتی ہین قراطاق نے کہا نہین معلوم کس کام مین تھین آج کئی دن کے بعد آتی ہین ہم تو
انتظار کرتے ہین اور یہ مصروف سیر و شکار رہتی ہین آج آئین تو سہی مین بڑی شکایت کرونگا
سمجھا دونگا کہ خبردار روز آیا کرو ہم راتون کو گھبراتے ہین کہ وہ ابر پھٹا دیکھا کہ سیماب سحر طراز

تخت پر سوار آکر اُترین قراطاق نے کچھ توجہ نہ کی سیماب سحر طراز بے تکلف آ کے تخت پر
بیٹھ گئی قراطاق سے پوچھا آج دربار مین یہ کیسا ہنگامہ ہو قراطاق نے کہا یہ نبیرۂ امیر حمزہ
صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان نواسہ گنجاب کا قتل ہوتا ہو سیماب سحر طراز
نے جواب دیا سامنے سے ہٹجاؤ ذرا ہم تو دیکھین کہ کون جوان ہو اگر گنجاب کا نواسہ ہو تو
گوہر ملک کا بیٹا ہو مین ایک زمانے مین پہلے ملاقات گوہر ملک گئی تھی تو وہ اپنے
فرزند کا ذکر جرأت کرتی تھین کہ نہایت کمسنی مین اس جوان نے جا کے طلسم گوہر بار فتح کیا
بڑے بڑے ساحران زبردست کو مارا یہ کلام سُنکے لوگ سامنے سے ہٹے سیماب سحر طراز
کی نگاہ جو جمال عدیم المثال نورالدہر پر پڑی نورالدہر نے بہ نگاہ یاس ملکہ سیماب
سحر طراز کی طرف دیکھا یہ تو مایوس بیٹھے تھے نگاہین جو اٹھائین تیر مژگان سینۂ سیماب
پر لگے سیماب بیقرار ہو گئی کہا کیون اے قراطاق اس جوان نے تیرے کسی عزیز کو
قتل کیا یا ملک پر تیرے قبضہ کر لیا قراطاق نے جواب دیا مجھے اسمین کیا دخل ہو قدرت
نے فرمان بھیجا ہو سیماب سحر طراز نے کہا مین تو اسکو قتل ہونے دونگی قدرت نے
بہت خلاف فرمان لکھا ہو خطاوار کو قتل کرتے ہین بے خطا کو قتل کرتے ہین کون یہان
اسکو لایا تھا مہلیل جادو اپنے مقام سے اٹھی سامنے سیماب جادو کے اپنی جرأت
اور ہمت کی تعریفین کرنے لگی سیماب سحر طراز نے کہا کیون بیہودہ بکتی ہو مین اسکو قتل
نہ ہونے دونگی مہلیل نے جو سخت کلامی کی سیماب نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری جس سے
مہلیل کے دو ٹکڑے ہوئے دوسرا ہاتھ ہلایا کہ جلاد کا سر اُڑ گیا پکار کر آواز دی کیون اے
شیر بیشۂ صاحبقرانی کیا خیال ہو اپنے مقام سے اُٹھو قراطاق نے جھلا کے کہا او
سیماب کیا تیری شامت آئی ہین جو تو نے مہلیل کو مارا جلاد کو قتل کیا اب قیدی کو رہا کرتی
ہو قدرت تجھکو سنگ سیاہ کر دینگے سیماب نے جواب دیا خاموش رہ ایسا نہ ہو مجھکو غصہ آجا
مجھے اس جوان کی غربت پر رحم آتا ہو قراطاق نے کہا تجھے دیوانی ہوئی ہو کیا دھگڑا بنائیگی
سیکڑون جادوگرنیان اسی جوش عشق مین ان جوانون کے پیچھے تباہ اور برباد ہوئین
اب فی الحال مین اسکا سر کاٹ کے پاس قدرت کے بھیجونگا قدرت نے تاکید لکھا ہو

کہ خبردار قید نہ کرنا فوراً قتل کر ڈالنا مین انخیں کے حکم کی تعمیل مین سرگرم ہون سیماب سحر طراز اپنے مقام سے اُٹھی قراطاق جادو نے گولہ اُٹھایا کہا ای سیماب مارون گولہ کہ تیرا سر بھٹ جاے سیماب سحر طراز نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ ہاتھ قراطاق کا اُڑ گیا اجو قراطاق جھلا کے اپنے مقام سے اُٹھا کہا یارو تمنے دیکھا اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی میرا ہاتھ اسنے کاٹ ڈالا اب اسکو ہاتھون ہاتھ پکڑ لو سیماب سحر طراز نے کہا ای قراطاق تیری کیا مجال ہی جو تو مجھے گرفتار کر سکے مین کئی سال برابر خدمت مین قدرت کی رہی انتظام خدائی کرتی تھی مردون کو باتین کرانا درختون سے آواز دینا طائرون سے ملجانا کہ اُسکی خدائی روشن ہو تم لوگ بھلا میرا کیا کر سکتے ہو بقول معروف کہ سیماب کو کون کشتہ کر سکتا ہی چند ساحرون نے ارادہ کیا کہ سیماب سحر طراز پر ہاتھ ڈالین لیکن سیماب سحر طراز جب ہنستی ہے گوہر دندان کو ظاہر کر کے برق چمکاتی ہو کہ جس سے دس بیس کے سر اُڑ جاتے ہین ساحر اسپر حملہ کر رہے ہین مگر یہ برق کے مانند تڑپ رہی ہی کبھی اڑتی ہوئی سامنے نورالدہر کے آتی ہو اشارہ ہو کہ او ظالم دیکھ مین نے یہ سب تیرے واسطے مصیبتین اُٹھائی ہین اپنون سے بیگانی ہوئی چند سال سے مجھسے اور قراطاق سے ملاقات تھی آج اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہو اب گرد نورالدہر کے سیماب نے ایک لکیر کھینچ دی ہو گویا حصار کیا ہو کہ کوئی اسکے اندر نہ آسکے قراطاق غل مچا رہا ہی کہ ارے یارو اس گنہگار قدرت کا سر کاٹ لو لیکن جو قریب نورالدہر کے جانے کا ارادہ رکھتا ہو لکیر کے قریب پہونچا اور دھم سے گرا ہاتھ ٹوٹا پاؤن ٹوٹا ہر نوع بیکار ہوا جنگ عظیم ہو رہی ہی مراد سیماب کی یہ ہو کہ قراطاق کو کشتہ کر کے شاہزادے کے ساتھ عیش کرے مزے لوٹے یہ جوان طرحدار اسکو معلوم ہو رہا ہی عشق مین اس حسین جوان کے چور ہی ہر چند کہ اسپر صدہا عاشق تھے مگر یہ تو ایسی عاشق ہوئی کہ بے اسپر قبضہ کیے نہ ٹلی قراطاق نے جب دیکھا کہ سیماب نے لاشون سے بارگاہ کو بھر دیا دم اب نورالدہر کے نزدیک کوئی نہین جا سکتا جو جاوے گا خود بخود سر اُسکا کٹ کے گر پڑا غصہ مین قراطاق شمشیر برہنہ لیکر اُٹھا اور للکار کر آواز دی کہ او فتنہ بریدہ دھگڑے کو اپنے دیکھکر

ایسا پھسلی کہ مشیران سلطنت کو مارا وزرا وغیرہ سب قتل ہوے اب مین تیرے چھوٹے بچے پکڑ کے
ایسے مکان مین قید کرتا ہون کہ اسکی تاریکی سے تیرا دم گھٹے کیا عجب ہی جو عنایت سامری
و جمشید شریک ہو یہ سحر آنکھین کا بنایا ہوا ہی ہفت پیکر کی خدائی مین تاخیر نہ رہی اسکا زوال
اب قریب ہی یہ کہتا ہوا قریب سیماب سحر طراز کے پہونچا سیماب پر آگ برسائی اسنے
ہنس ہنس کر ان سحرون کو دفع کیا کہ رہی ہی کا و دیوانے میرے ہاتھون سے تیری کیون قضا
آئی ہی دیکھ کہتی ہون کہ جان بچا کر بھاگ جا لیکن قراطاق نے دمانا تیغ خون آلود کا ہاتھ مارا سیماب
نے تڑپ کر اسکی تلوار کو توڑا اب جو جھپٹ کر گری قراطاق کے دو ٹکڑے ہوے مرنے سے
اسکے اندھیرا ہوگیا سیماب سحر طراز اپنے ہاتھون کو چمکا کے روشنی کرتی ہی جب جو نگاہ ہوا کا
چلتا ہی روشنی گل ہو جاتی ہی سیماب نے کئی مرتبہ چاہا کہ نور الدہر کو پنجے مین اٹھا لون لیکن
بسبب اندھیرے کے پاس نہ پہونچ سکی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من قراطاق
جادو بود تمام ساحر فریاد کرنے لگے کہ ای ملکۂ عالم ہم آپکے تابعدار ہین سیماب نے سحر سے
ہاتھ روکا سب ساحر اسکی خدمت مین حاضر ہوے اب جو سیماب سحر طراز نے سر اٹھا کے
دیکھا تو شاہزادہ نور الدہر کو اپنے مقام پر نہ پایا سیماب سر پیٹنے لگی ساحرون پر غصہ کیا
کہ جسنے اس جوان کو چھپایا ہو وہ بتا دے ورنہ سبکو قتل کرونگی سب نے عذر کیا کہ ملکۂ عالم
ہمتو جنگ مین معروف تھے ہمین نہین معلوم کیا گذرا سیماب سحر طراز نے جواب دیا کیا مین
کسی بات مین عاجز ہون ابھی دریافت کرتی ہون جہان نور الدہر بیٹھے تھے اس مقام پر
آئی دیکھا چند دانے ماش کے پڑے ہین اسنے وہ دانے اٹھا لیے کہا صاحبو تم سب سمجھا ہو
کوئی ساحر آسمان سے آیا وہ اٹھا کر لیگیا یہ کہکے اُن دانون کو زمین پر رکھا ایک دو ہتھڑ زمین
پر مارا آواز دی ارے تو کسکا سحر ہی صاف صاف بتا ورنہ پھونک دونگی وہ دانے چیخے
مثل انسان کے آواز دی گوہر جادو مالک قلعۂ مروارید نگار اڑتی ہوئی آسمان پر
جاتی تھی اسنے جو نور الدہر کو دیکھا عاشق ہو کر اٹھا لیگئی یہ سنکر سیماب سحر طراز تڑپ گئی
کہا ابھی جا کر مین گوہر جادو کو قتل کرتی ہون میرے معشوق کو اٹھا کر لیگئی میرا دل مثل ماہی
بے آب کے تڑپ رہا ہی میرا اضطراب یہ عالم ہی کہ جینا مجکو دشوار ہی یا دین دل بابی قلب کو اضطرار ہی

دی جان محبت مین کسی خاک چمن کی
سونگھینگے ملک آنکے بو میرے کفن کی
ہستی ہو جو بھولی ہوئی مرغان چمن کی
شو آئے نو خوش الحانیان کس غنچہ دہن کی
خط نکلے پہ بوسہ رخ پر نور کا پایا
خیرات برہمن کو ملی چپا گہن کی
کافور کی بو آئی اگر عطر لگایا
پوشاک جو کی قطع تو یاد آئی کفن کی
کیا جانیے کیا کیا دل عاشق سے کرینگی
ہر بار کی شوخی ترے بیساختہ پن کی
اس کاکل مشکین کا جو سلجھائے کوئی تار
تحصیل سمجھنا تو خطا اور ختن کی
حسرت لیے جاتے ہین ہم اے مرگ غریبی
مٹی نہ ملی دست عزیزان وطن کی
وان غیر کے گھر جانے کو میلی گئی پوشاک
تدبیر ہو یان اپنے لیے غسل وکفن کی
اعجاز نما ہو لب عیسے کی طرح سے
کیا بات ہی کیا بات ہو اس گل سے دہن کی
ہو الفت گیسو کا مین دیوانہ تھا پابند
زنجیر محبت پاؤن مین ڈالی کسی من کی
یاد آگئین اگلی وہ غزلخوانیان اے بند
صحبت کہین دیکھی جو کبھی شعر وسخن کی

سب سمجھانے لگے گوہر جادو کا حال یہ گذرا کہ وہ جو براے سیر وشکار نکلی کہین اتفاق سے گذرا اسکا طرف کوہ سمن آرا کے ہوا ویرانی اسکی دیکھکر اسکو نہایت پریشانی ہوئی ورنگ بانٹ مٹھر کے روئی کہتی ہو کہ افسوس ایسے مقام ویران ہوے مسلمانون نے طلسم ہفت پیکر کو بیچراغ کر دیا وہان سے پلٹی ہوئی آتی تھی کہ دنالے سنانے کی آواز کان مین آئی جھانکے دیکھا ایک بارگاہ مین ایک ساحرہ تڑپ تڑپ کے سب کو قتل کر رہی ہو اور ایک مقام پر ایک جوان رعنا نہایت حسین وجمیل خاموش بیٹھا ہی نظر حسرت سے ہر چہار جانب دیکھ رہا ہی گوہر جادو جمال عدیم المثال دیکھکر بیتاب ہوگئی سحر کرکے تڑپ کے گری کمر مین پنجہ دیکر لے اڑی وہ مین جمال دیکھتی ہوئی خوش ہو ہو کے کہ رہی ہو اے گوہر کیا معشوق خوشخو خوش رو دستیاب ہوا اب اسکو قلعے مین لیکر اسکے ساتھ عیش کرونگی ع ایسے معشوق طرح دار کسے ملتے ہین ✤ دل سے اسی طرح کی باتین کرتی ہوئی قلعے مین آئی خود تو مسند پر بیٹھی بھاری جوڑا پہنکر اپنے کو زر وزیور سے سنوار کے جلسہ آراستہ کیا نور الدہر کو ہوشیار کیا اب جو نور الدہر کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک نئے طور کے جلسے مین پایا ایک ساحرہ دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے

اشارے کر رہی ہو نورالدہر نے شرما کر سر جھکا لیا گوہر جادو نے پکار کر آواز دی ای زینت
محفل عاشقان ای رشک یوسف کنعان تیرا نام نامی کیا ہو تو ساحروں مین گھرا ہوا تھا مین
تیری جان بخشی کرکے اُٹھا لائی تیری صورت زیبا پر عاشق ہوئی اس قلعہ کی بادشاہ ہون خداوند
ہفت پیکر کو خراج دیتی ہون نہ جی چاہے تو ایک پیسہ نہ دون چند عزیز میرے سرکار
خداوندی مین بر سر عہدہ ہاے بزرگ ہین تجکو خداوندی زیارت کراؤنگی وہ تجکو نظر کرم
کرینگے عہدۂ جلیل سے سرفراز فرمائینگے نورالدہر نے کہا ای گوہر جادو نام میرا نورالدہر ہے
بدیع الزمان ہو ہفت پیکر کی تباہی کی فکر مین نکلے ہین اس ملعون سے ملاقات کرکے
ہم کیا کرینگے عم نامدار میرے طلسم کشا ہین وہ بھی طلسم فتح کرتے ہوئے چلے آتے ہین
میرا بھتیجا ایرج نوجوان وہ بھی قلعجات فتح کرتا ہوا آتا ہو دادا جان میرے امیر حمزہ صاحبقران
زمان لشکر گران لیے ہوے ایک مقام پر فروکش ہین انشاء اللہ تعالی ہفت پیکر شکست
کھا کر بھاگیگا ابھی تو چار پہاڑ عیش کرنے کو باقی ہین آنیر مزے سے وہ خدائی کر رہا ہے
انشاء اللہ ان پہاڑون سے بھی بھاگیگا یہ سُنکر گوہر جادو کانپنے لگی اور چہرۂ زیبا پر
نظر کرکے کہا ای شاہزادۂ والا قدر مین تمہارا ساتھ دونگی اطاعت دین اسلام بدل قبول
کرتی ہون یہ سنکر نورالدہر مثل گل شگفتہ ہوے کہا ای گوہر جادو نہ گھبرا مین جو جو ملک فتح
کرونگا اُن سب کا تجکو مالک کرونگا گوہر نے سحر اُتارا نورالدہر کو پہلو مین اپنے جگہ دی کنیزین
گرد آکے بیٹھین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او گوہر میرے معشوق کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہی
مین نے اسکے واسطے بارہ برس کے آشنا کو مار ڈالا کہ جو دل و جان سے میری اطاعت
کرتا تھا گوہر جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سیماب جادو غصے مین بکتی ہوئی آئی ہو نورالدہر
نے للکار کر او قحبہ کیا بیہودہ بکتی ہو ہان ای گوہر اسکو مار لے سیماب نے دیکھکر آواز دی
جیسا سحر ملی گوہر کرتی ہین ویسا سحر میری رنڈیون کو یاد ہو گوہر نے اُٹھکر گولا سیماب
پر مارا سیماب نے گولہ کاٹا آپس مین سحر ہونے لگے کنیزون کے سر کٹ کٹ کر گرے سیکڑون
کنیزین گوہر کی قتل ہوئین نورالدہر جو تلوار لیکر اُٹھے سیماب نے بیقرار ہوکر سر جھکا دیا کہا
ای جوان سر کاٹ لے بار تو میری گردن سے اُتر جائے مین دل و جان سے تجھپر جان دیتی ہون

نورالدہر کو حال پر سیماب کے رحم آگیا فرمایا اے سیماب اطاعت دین اسلام قبول کر بس
سیماب دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئی کہتی تھی اے جان جہان و اے آرام دل عاشقان میں نے
سامری و جمشید و ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت دین اسلام بدل قبول کرتی ہوں
نورالدہر نے سر سیماب کا سینے سے لگا لیا گوہر و سیماب کو بلوا لیا اب بیچ میں مسند پر تکلف
پر نورالدہر بیٹھے دست راست و دست چپ پر گوہر و سیماب آکر بیٹھیں کنیزیں سامنے
دست بستہ حاضر ہیں گوہر جادو نے اشارہ کیا گلوبیان شراب کی کشتیاں کباب کی لا کر سامنے
رکھیں جلسہ آراستہ ہوا جام چلنے لگا اس عیش میں نورالدہر بیٹھے ہیں گوہر و سیماب
ہنس ہنس کے باتیں کر رہی ہیں رشک و حسد کا نام نہیں کہ آسمان پر ایک لکہ ابر کڑک کر آیا
برقیں چمک کر زمین پر گریں گوہر و سیماب اپنے اپنے مقام سے اٹھیں اور پکار کر آواز
دی کہ یہ کون صاحب ہیں جو ہماری صحبت عیش و نشاط کو بے لطف کرتے ہیں اور اپنی
بے ادبی و گستاخی کو کام فرماتے ہیں یہ کہکر سیماب نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا کہ
تخت پر خود ہفت پیکر تاج اکیس کنگرے کا سر پر دریائے جواہر میں غوطہ مارے بیٹھا ہے
گرد تخت کے کچھ جادوگر نیاں ہیں اور کچھ جادوگر ہیں کہ ابر آسمان پر آکر ٹھہر گیا ہفت پیکر
نے پکار کر آواز دی او گوہر او سیماب تو نے دشمن کو ہمارے اپنے گھر میں جگہ دی ہے
شرط یہ کہ ابھی قلعے کو الٹا دوں نام و نشان تم دونوں کا مٹا دوں سیماب نے گولہ مارا گولہ
الٹا پلٹا شانے پر سیماب کے پڑا شانہ سیماب کا نشانہ ہوا ہفت پیکر نے تیور بدلے
ابرو پر بل ایک خنجر گرا کر سر گوہر جادو کا زخمی ہوا ہفت پیکر نے ہاتھ اٹھایا کہ ابھی سب
قلعے کو بھی الٹ کے فیصلہ کر دوں ناگاہ کان میں نوبت و نقارے کی آوازیں آنے لگیں
نقابدار زرین پوش بعد و فش و خروش تخت اڑائے ہوئے جاتا تھا کہ دیکھا
ایک ابر لہرا رہا ہے اور ایک ساحر کھڑا ہوا چاہتا ہے سحر کروں اور نورالدہر سامنے
سینہ سپر کیے کھڑے ہیں نقابدار سے عیار نے عرض کی اے شہریار یہ ساحر اب نورالدہر
کو مارا چاہتا ہے اتنا بڑا ساحر ہے کہ ایک اشارے میں دونوں جادوگرنیوں کو زخمی کیا
نقابدار نے وہیں سے نعرۂ کوہ شگاف کیا باز سفید تڑپ کر ہفت پیکر کے سر پر

سایہ کرنے چلا ہفت پیکر نے ابرو کو ہلا دیا ابرو کا ہلنا تھا کہ یکا یک ایک خنجر تڑپ کر باز سفید
پر گرا سرباز سفید کا زخمی ہوا باز پلٹا سر پر نقابدار کے آیا سر ہلاتا تھا آنکھوں سے اشارے
کرتا تھا جن اشاروں سے مراد یہ تھی کہ ای شہریار یہی ہفت پیکر ہی ہیں تو اسکے سامنے
نہیں جا سکتا مگر نقابدار نے مرکب بے ند کو بڑھایا دیوزاد ایک جانب کھڑے ہو گئے
ہفت پیکر نے سر ہلا دیا کئی سو سر دیوزادوں کے کٹ کر زمین پر گرے اوشے جلنے لگے -
نقابدار کو بہت ناگوار ہوا قریب آکر آواز دی او نامردان غریبوں نے تیرا کیا کیا تھا
ہفت پیکر سحر کرنے لگا نقابدار نے اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھا سحر ہفت پیکر کے
باطل ہوے چاہتا ہو کہ نقابدار کو اپنے سحر میں پھنساؤں مگر بہ برکت اسم اعظم رب اکبر
سحر تاثیر نہیں کرتا نقابدار تلوار کھینچے ہوے قریب آیا ہفت پیکر نے ہاتھ تلوار کا مارا -
نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اور جھکاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا تیغۂ برق زا بلند ہوکر
دست زبردست نقابدار سے جو سر پر ہفت پیکر کے پڑا کئی سو سپریں آہنی لہرانے لگیں
چند زاغ و زغن سنے لگا اپنا دم شمشیر پر رکھ دیا تیغہ جو پڑا زاغ و زغن کے سر قلم ہوے
سپروں کے پرکالے اڑ گئے مگر تلوار قریب سر ہفت پیکر کے نہ پہونچی ہفت پیکر نے جو زاغ
و زغن کے سر دیکھے اور سپریں کٹی ہوئیں ہر چند کہ تلوار اسکے سر تک نہیں آئی مگر گھبرا گیا
اب دیو منہ کھول کر چلے کہ چنگل مار کر اسکو گولی بنائیں اور پھانک جائیں ہر چند کہ کوئی دیو
قریب ہفت پیکر کے نہیں آسکا لیکن ہفت پیکر کو ایک خوف پیدا ہوا پکار کے آواز
دی او نقابدار پھونک دونگا جلا دونگا اسوقت قدرت اور مقامات پر جاتے ہیں
کچھ جذبے پیدا ہوے ہیں کہ اُنکی مشکلیں آسان کرتا ہیں یہ کہکے تخت کو ہفت پیکر نے
اُڑایا ہر چند دیوزادوں نے چاہا روکیں لیکن تخت نہ رکا ہفت پیکر تخت اڑا کے نکل گیا
نور الدہر نے یہ سب معرکہ آنکھوں سے دیکھا سمجھے کہ یہ نقابدار مثل جد عالی تبار کے
صاحب اسم اعظم ہیں کیسا ساحر زبردست جسنے مجاہ وذال کے قلعہ گھیرنے کا ارادہ کیا اسکو
بھگا دیا گئے کچھ دن پڑا زاغ و زغن سے سر کٹوانے مگر اسکو بچایا یہ سب اسکے بر تھے
جھک کر نقابدار کو سلام کیا نقابدار زمین پر آیا کہا ذی شاہزادہ رستم خصال اتفاقاً ادھر

میرا گذر ہوا ورنہ یہ مردود تمکو گرفتار کر لیجاتا نورالدہر نے دیکھکر کہا ای میرے محسن جان بخش
کیا آپکا شکریہ ادا کرون اسوقت آپ کے آنے سے میری جان بخشی ہوئی یہ دونون میری مددگار
جادوگرنیان اُسکے ایک اشارے مین زخمی ہوئین واقعی وہ جو چاہتا کر گذرتا اسکو ہر طرح
کا اختیار ہی نقابدار نورالدہر سے اس گفتگو کے بعد رخصت ہوا لیکن کہ گیا کہ تمہارے
ہمچشم ایرج نوجوان صحراے زرستان مین فرو کش ہین نقابدار تو روانہ ہو گیا
نورالدہر اپنی مددگار زخمی جادوگرنیون کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوے لیکن ہفت پیکر
جو بیٹھا تو اسنے کیا کیا کہ جو جو قلعے راستے مین ملے وہان کے حاکمون سے کہتا گیا کہ ایرج
و نورالدہر اس راستے سے آتے ہین ہوشیار رہنا یہ کہتا ہوا کوہ قلمون پر تصویر سنگی مین
داخل ہوا وہان کا تاجدار بو قلمون جادو تصویر سنگی کے سامنے آیا سجدہ کرکے پوچھا آج قدرت
کیون خاموش ہین مراد مند جمع ہین زیر کوہ سبکا جماؤ ہی دن منگل کا ہی آج جشن ہوگا تصویر
سے آواز آئی ای بندۂ خاص الخاص تیری رائے پر انتظام ہی جسطرح تو چاہے انتظام کر ایرج
و نورالدہر لڑتے بھڑتے ہوے فتح کرتے ہوے تا بہ قلعۂ مروارید نگار آ گئے نورالدہر کی
گوہر جادو نے اطاعت کی مطیع اسلام ہوئی دعوت و ضیافت کے سامان ہو رہے ہین
نورالدہر گوہر جادو و سیماب جادو کو پہلو مین لیے بیٹھا ہی صحبت عیش و نشاط گرم ہی
تمکو لازم ہی کسی کو بھیج کہ وہ جاکے سبکو گرفتار کر لائے بو قلمون نے پلٹ کر آواز دی کہ
کوئی سر فروش حاضر ہی بر سر قلعۂ مروارید نگار جاے اور دشمنون کو گرفتار کر لاے
گوہر جادو کی آبرو مٹالے سامنے ایک نخل چنار تھا پیچ اُسکی شق ہوئی ایک ساحر بصورت
عجیب و بشکل مہیب یہ کہتا ہوا نکلا کہ سنم مہیب جادو قلعۂ مروارید نگار کو جاکر تباہ کرون
اور جو جو حکم ہو وہ آنکھون سے بجا لاؤن تصویر نے آواز دی ای مہیب جادو نورالدہر
و گوہر جادو وغیرہ کو اُٹھا لاؤ یہ سُنکر وہ ساحر اُڑا اُسوقت آکے پہونچا کہ نورالدہر کھڑے
ٹہل رہے ہین گوہر جادو برابر کھڑی ہی کہ رہی ہی ای شہریار اب اس قلعے کو چھوڑ دیجیے
ہفت پیکر خود دیکھ گیا ہی کوئی بلا آیا چاہتی ہی نورالدہر فرماتے ہین کہ جو کوئی بلا نازل
ہوگی پروردگار عالم دفع فرمائیگا ہمارا تکیہ اُسی پر ہے یہ ذکر ہو ہی رہا تھا

کر مہیب تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر میں نورالدہر کی دیا اور ایک ہاتھ سے گوہر جادو کو اٹھایا اور اپنے نام کا نعرہ کر کے لے اُڑا سیماب نے جو دیکھا کہ کوئی شاہزادے کو لیے جاتا ہے پرواز پیدا کر کے اُڑی عقب سے گولے مارتی ہوئی جاتی ہے مگر گولہ اسکا مہیب جادو تک نہیں پہونچتا راستے ہی میں پھٹکر گر پڑتا ہے مہیب جادو بلند ہوگیا سیماب تعاقب سے پلٹی مگر کنیزوں کو روانہ کیا کہ تلاش تو کرو نورالدہر کو یہ ظالم کہاں لے کے چلا گیا کنیزیں علم پاتے ہی برائے تلاش روانہ ہوگئیں صحرا صحرا ڈھونڈھتی پڑی پھرتی ہیں مگر مہیب جادو اُڑتا ہوا قریب ایک پہاڑ کے پہونچا کہ ایک آواز کان میں آئی اسطرح جیسے کوئی اس غزل عاشقانہ کو گا رہا ہے

غزل

نمود خط ہو احسن و جمال لینے کو — یہ جو رکہات میں تھا کب سے بال لینے کو
ابھی ہو عازم جنت اگر یہ حسن پرست — چلیں فرشتۂ جنت جمال لینے کو
ضرور چاہیے مستوں میں کوئی اک ہشیار — وگرنہ کون ہے ساقی سنبھال لینے کو
تمیز ہو تو کرے فرق دہشت و گلشن میں — خدا نے آنکھیں ہمیں دی ہیں دیکھ بھال لینے کو
کھلا یہ عکدۂ دہر میں پہونچکر حال — عدم سے آئے ہیں رنج و ملال لینے کو
سفیر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے کچھ — میں آپ جاؤں جواب سوال لینے کو
شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے — ہمارا خواب تمھارا خیال لینے کو
کھلیگی قیمت حسن و جمال اے یوسف — جب آئیگی تجھے اک پیرزال لینے کو
شب فراق کے صدموں سے یار مر مر کے — جیا ہوں لذت روز وصال لینے کو
بس از فنا نہ پھروں چاک کیطرح اے چرخ — نہ آئے گورکن مٹّی کلال لینے کو
متاع دل کوئی کیونکر بچائے گا نسیم رند — بلائیں زلف و رخ و خط و خال لینے کو

حسن و جمال عدیم المثال شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھکر حیران تھا اور گانے کی آواز جو سُنی بیتاب ہوگیا اُسی صدا کی طرف متوجہ ہوا دیکھا بر سر کوہ ایک نخل کے سایے میں ایک مہنت بیٹھا ہوا نَے بجا رہا ہے بالوں کی لٹیں زمین پر پڑی ہیں سامنے دھونی لگی ہے دھوئیں میں سے آہستہ آہستہ نکل رہا ہے مہیب جادو نے اس پہاڑ پر اُتر کے ایک طرف نورالدہر و گوہر جادو کو ڈال دیا مثل مردے کے دونوں پڑے ہیں مہیب ٹہلتا ہوا

سامنے جہنت کے پہونچا جھک کے سلام کیا اُسکا جواب جہنت نے یہ دیا کہ او بیحیا تو کون ہے
جو بیبان بے تکلف چلا آیا یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی خداوند ہفت پیکر بھی گاہے
گاہے اسطرف چلے آتے ہیں پہاڑ سے اُتر جا ورنہ ایک سونٹا مار دونگا کہ تیرا سر پھٹ جائیگا
صہیب نے کہا میں آپکی زیارت کو آیا ہوں گانے کا مشتاق ہوں جہنت نے پوچھا تو
کون ہی کہاں سے آتا ہے اور کہاں جاتا ہے مفصل بیان کر ورنہ بہت پچھتائیگا صہیب نے کہا
میں خدمتگزار خداوند ہفت پیکر ہوں برلے گرفتاری نور الدہر گیا تھا اُسکو گرفتار کر لایا
ایک نخل کے نیچے اُسکو ڈال دیا ہے مثل مردے کے پڑا ہے میں آپکی زیارت کے لیے آیا ہوں
مجھکو معلوم ہے تو بہجے اب خداوند ہفت پیکر بر سر کوہ بو قلمون جشن کر رہے ہیں جہنت
نے کہا دامن قدرت دراز ہے بیٹھ جاؤ تو میں تمھیں گانا سناؤں صہیب بیٹھا جہنت نے
بجری کو نکالا چند اشعار پُر بہار گانا شروع کیے۔ نظم

زلفشاں آنکھیں ہیں لڑکر چشم شوخ یار سے ۔ دل تہ و بالا ہے اُسکی ناز کی رفتار سے
ہجر کی شب یہ رہیں باتیں دل بیمار سے ۔ وہ کبھی رات آئیگی خوش ہونگے وصل یار سے
کیا قیامت ہے کہ تم ہنگامہ محشر سے قبل ۔ حشر کے سامان دکھلاتے ہو صنم رفتار سے
ڈالکر بانہیں گلے میں میرے لپٹے تو سہی ۔ آج وہ باتیں کروں میں اُس بت عیار سے
دے بھی نمک بوسہ کوئی ظالم یہ ہٹ اچھی نہیں ۔ دل نہ قابو میں رہیگا اس ترے انکار سے
شیخ جی پیا تکا عمامہ پھر اُچھلے گا خوب ۔ سابقہ پڑ جائیگا جسدن کسی میخوار سے
لبے کیونکر وصل کی شب کچھ گلے شکوے کروں ۔ منفعل اپنی نگاہیں ہیں عتاب یار سے
اٹھکے وہ پہلو سے میرے جسگھڑی جانے لگے ۔ حشر کے سامان عیاں ہونے لگے رفتار سے
ہٹ بھی اے ناصح نصیحت کچھ نہ ہوگی کارگر ۔ شیشہ و ساغر نہ چھوٹینگے لب میخوار سے
قاتل نادان اسے تیغ ادا سے ذبح کر ۔ سخت جانکا حلق کٹنے کا نہیں تلوار سے
جیسے اک پردہ نشین سے لڑگئی آنکھ اے جلال ۔ شرم اٹھا دی کچھ رہا مطلب نہ ننگ و عار سے

صہیب جادو نے جو اس بہار یہ غزل کو جہنت کی زبانی سنا مست ہو کر جھومنے لگا جہنت نے
گانے گاتے اپنی دھونی کو جو کریدا دھواں اور زیادہ نکلا صہیب کے دماغ میں خوشبو آئی ناک

بھلا کر سو نگھنے لگا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ پاؤن کانپنے لڑکھڑا کے گرا اسکے
گرتے ہی مہنت سے نے خنجر کھینچا اور نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو لباب کر چاہا خنجر مارون کہ ایک
پنجہ آسمان سے تڑپ کر گرا حبیب کو اُٹھا لیا شبرنگ نے آکر نورالدہر کو جگایا پہلے گوہر
جادو کو پوچھا ارے تو کون ہو شبرنگ نے کہا مین اُسی شہریار کا عیار ہون حبیب کو بیہوش
کیا تھا وہ بیچا قتل نہ ہوا آسمان سے پنجہ گرا اُسکو اُٹھا لیگیا اب شاہزادے کو ہوشیار کرو
گوہر جادو نے منتر پڑھکر سحر کیا نورالدہر کے منھ پر چھینٹے پانی کے مارے تب شاہزادے کو ہوش
آیا شبرنگ کو دیکھا نورالدہر نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای یار وفادار عین وقت پر پہونچے
نورالدہر نے فرمایا ای گوہر جادو تم پر پرواز پیدا کرکے چلو ہم مرکب اپنا تلاش کرکے آتے ہین
اسپ پریوش ہمارا صحرا مین چرا کر رہا ہو اُسپر سوار ہوکے آئینگے کیون ای شبرنگ تمنے مرکب
ہمارا کس حال مین چھوڑا شبرنگ نے کہا جب آپکو ساحرہ اُٹھا لیگئی مین نے مرکب کو دشت
مین یہ کہکے چھوڑا تھا کہ ای مرکب وفادار مین تیرے آقا کی تلاش مین جاتا ہون کسی کے قبضہ مین
نہ جانا گوہر جادو کہنے سے نورالدہر کے پر پرواز پیدا کرکے طرف اپنے قلعے کے چلی نورالدہر
شبرنگ تلاش مین مرکب کی روانہ ہوے جاتے جاتے قریب اُس صحرا کے جو پہونچے جہان
شبرنگ نے مرکب کو چھوڑا تھا معلوم ہوا کہ کچھ آدمیون کے بولنے کی آواز آتی ہو غل ہو رہا ہے
یہ نورالدہر نے بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ مین کچھ آدمیون کے ہمارا مرکب کھڑا ہوا ہو ہزار
دو ہزار آدمی اُسے گھیرے ہوے ہین ایک تاجدار تاج پہنے ہوے سامنے میرے مرکب کے
کھڑا ہوا کہہ رہا ہو کہ ارے رستان دانگر اس مرکب کو پکڑ لو مگر مرکب اصیل آنکھین نکالے ہوے
بیچ مین کھڑا ہو کیا مجال کسی کی جو قریب اُس مرکب کے آسکے وہ تاجدار کھڑا ہوا کہہ رہا ہو یارو
کل شام سے اس گھوڑے کو تم سب گھیرے ہوے ہو اور یہ ہاتھ نہین آتا ہو کئی سو جوان
مار چکا ہو جو کوئی اسکو گرفتار کریگا اُسکو دولت دنیا سے مالا مال کردونگا شبرنگ نے رنگ روغن
عیاری کا لگایا ایک چابکسوار کی شکل بنکر تیار ہوا پگڑی سر پر بنا ہی ہوئی کوڑا ہاتھ مین
لیے ہوے ٹہلتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا ملازمون سے دریافت ہوا کہ مقیم تاجدار اسی
حوالی کا بادشاہ ہو مرکب کی خبر سنکر آیا ہو مرکب کو آکر گھیرا ہو رات بھر مین کئی سو چابکسوار

اس مرکب نے مارے کسی کا اتنا حوصلہ نہیں پڑتا جو گرفتار کرلے سب گھیرے ہوئے کھڑے
ہین خبر رنگ نے آکر بادشاہ کو سلام کیا کہا حضور جو ہم اس مرکب کو گرفتار کر دین تو ہمکو کیا ملیگا بادشاہ
نے جیب مین ہاتھ ڈالا دو ہزار کی اشرفیان نکال کر سامنے رکھیں کہا یہ تو نقد دیتا ہون اور اپنے
اصطبل کا داروغہ کرونگا خبر رنگ چمکارتا ہوا طرف مرکب کے چلا مرکب نے آنکھیں نکالیں کنوتیان
بلند کیں مرکب ترکا خبر رنگ نے زبان چینی مین کہا کہ اے مرکب وفادار آقا بھی تیرا ایک مقام پر ہے
تجھکو لینے آیا ہون یہ سنکر مرکب نے سر جھکایا خبر رنگ قریب آیا مرکب کے گلے مین ہاتھ ڈالکے
رونے لگا مرکب کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے خبر رنگ جست کرکے سوار ہوا مرکب کو
پھیرنے لگا سب تعریفین کر رہے ہین کہ یہ چابکسوار نہایت کامل و اکمل ہے دیکھو کس طور سے
مرکب کو تسخیر کیا ہے اب خبر رنگ مرکب کو کاوے دینے لگا خبر رنگ نے پکار کر آواز دی اے
شہریار آیئے یہ کہتا ہوا مرکب کو اُڑا کے قریب نور الدہر کے آیا آپ گھوڑے سے کود ا
نور الدہر سوار ہوئے مرکب پر آتے ہی نعرہ کیا نعرہ کرکے معروف جنگ ہوئے مقیم
تاجدار نے آواز دی یارو یہ نبیرۂ حمزہ ہے اسی کے مقدمے مین قدرت فرما گئے تھے یہ
سنکر سب کا فوج نے انبوہ کیا مقیم پکار رہا ہے یارو اسی کی قدرت شکایت کرتے تھے شاہزادہ
نور الدہر لڑتے بھڑتے قریب مقیم تاجدار کے پہونچے مقیم نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر
نے مقیم تاجدار کا وار خالی دیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغہ خارہ شگاف کا مارا مقیم کے دو ٹکڑے
ہوئے قیام تاجدار بھائی مقیم تاجدار کا فوج کو ترغیب دے رہا ہے کہ بڑھکے شاہزادہ
نور الدہر نے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا قیام نے امان مانگی نور الدہر نے
سوال اسلام کیا قیام کلمہ پڑھکے بصدق مسلمان ہوا افسران فوج کو قدمون پر گرایا شاہزادہ کو
نور الدہر نے گلے سے لگایا قیام شاہزادے کو ہمراہ لیکر دارالامارۂ شاہی مین آیا عرض کی
تخت پر قدم رنجہ فرمایئے نور الدہر نے کہا ہمارے تاجدار کو خدا سلامت رکھے تاج و تخت
کی ہمکو مانعت ہے یہ فرماکر قیام تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ زنگل پر بیٹھے صحبت جمی دور
شراب ہوا ایک نازنین سامنے آکے گانے لگی شب بھر صحبت رہی قیام نہایت محبت سے
شاہزادے کے ساتھ پیش آیا چوب وچماق ہاتھ مین لیے ہوئے انتظام کرتا پھرتا ہے

گریبان سحر چاک ہو چکا ہے کہ چند ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا عرض کی اے شہریار کاؤس
بیشہ نشین تین لاکھ فوج کی جمعیت سے قریب قلعہ کے آپہونچا نورالدہر نے اسی وقت حکم دیا
لشکر تیار ہو آپ مرکب پر سوار ہوئے فوج کو لیکر بیرون قلعہ آئے دیکھا آمد فوج کے نشان ظاہر
ہین کہ گردین اُڑ رہی ہین پلٹنین رسالے آتے جاتے ہین بعد تھوڑے عرصے کے باجے بجے ڈنکے
چوب پڑی نورالدہر نے دیکھا کہ کاؤس بیشہ نشین سانڈ آرنج کا قد و قامت فیل مست پر سوار گرز
گران کاندھے پر اس دھج سے اکڑا اترا بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا نورالدہر کو بہ نگاہ قہر دیکھتا ہوا
کہتا ہے ایسے ایسے لڑکے مین نے بہت سے ہلیم کر بے یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے
نورالدہر کو خبر دی نورالدہر نے بھی نوازش طبل کو حکم کیا یہان بھی نقارۂ رزمی گرد گرایا دونون
لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جبکہ فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی لپیٹا اور خورشید
زرین پوش تخت زبرجدی پہ جلوہ فرما ہوا صفین لشکرون کی جمنے لگین میمنہ میسرہ درست ہوئے
کاؤس نے فیل مست اپنا صفوف لشکر سے نکالا میدان مین آکر نعرہ کیا کہ نبیرۂ حمزہ کہاں ہے میدان
مین آوے تو حال معلوم ہو نورالدہر نے اسب خوشخرام بڑھایا قیام تاجدار کی بیقراری کہتا ہے کہ ای شہریار
اس دیو سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا جس بیشے مین یہ رہتا ہے صدہا شیر اسمین تھے جب سوار ہو کے نکلتا تھا
دو چار شیر مار کر پلٹتا تھا چند روز مین سارا بیشہ صاف کر دیا جس مہم پر گیا فتح کرکے آیا مین کیونکر
گوارا کرون کہ حضور اس سے مقابلہ کرین نورالدہر نے کہا اے قیام کاؤس کے قد و قامت پہ نہ جاؤ
دیکھنا کیا ہوتا ہے یہ کہکے گھوڑا بڑھایا اسب پر پوش عقاب پر تھا اور مرکب ہوائی پر سوار ہین سامنا کر
کاؤس کے پہونچے آپس مین تگا ورزن ہوئے چند قدم گھوڑا نورالدہر کا تگاور سے ہٹا
کاؤس نے نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دونون لشکر بہ حیرت نگران وشل آئینہ حیران
ہین کہ نورالدہر سے نیزہ چل رہا ہے ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر گھوڑا اڑایا کاؤس کے ہاتھ سے
نیزہ نکل گیا کاؤس نے ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا اور وہین سے گرز گران سنگ اٹھایا پکار کر
آواز دی کہ یہ حربہ میرا عطا کیا ملک الموت کا ہے گرد سر کے چرخ دیکر دودستی گرز کاؤس نے
مارا نورالدہر نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز گنبد گردون تک پہونچی ہوئی کاؤس نے
آواز دی اب فنا اس جوان کی خبر وہڈیان سرمہ ہو گئی ہونگی کہ شبرنگ بن عمرو

گرد مین گھسا دیکھا کہ شاہزادہ مثل بید کانپ رہا ہی گھوڑے کی کمر ٹوٹی نتھنے خون کے منھ
سے گر رہا ہی دونون گھٹنے نورالدہر کے زمین سے آشنا ہین شبرنگ نے پانی کے چھینٹے مارے
تب نورالدہر پشت مرکب سے کودے محمودی کے رومال سے گرد جھاڑتے ہوے اُس گرد
سے جو نکلے کاؤس نے دیکھا ابر تیرہ و تار سے آفتاب نکل آیا کاؤس نے ہاتھی کو بڑھایا
ہاتھی نے سونڈ بڑھائی نورالدہر نے دونون ہاتھ آگے کر دیے ہاتھی نے ہاتھون کو سونڈ مین
لپیٹا نورالدہر نے بقوت صاحبقرانی جھونڈ ہاتھی کا دونون ہاتھون مین تھام کر ایک
ہلہ مارا کہ گردن ہاتھی کی مع زنجیر کے کھینچ لی ہاتھی نے چنگھاڑ کھایا زمین پر مثل پہاڑ کے گرا کاؤس
نورالدہر کو پیدل دیکھکر دوڑ پڑا ایک ہاتھ کو ہاتھ سے تھاما اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا قصد کیا
لے دوڑے ون نورالدہر نے گردن پر ہاتھ رکھ کے ہلہ مارا کہ سر کاؤس کا زمین سے ملا دیا اب
کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ جہان کاؤس نورالدہر کو پکڑ لاتا ہی مثل برق تڑپ
کر نکل جاتے ہین اور جہان نورالدہر کاؤس کو پکڑتے ہین دو چار گھسّے ایسے دیتے ہین کہ
ملنے سے قوت خون ٹپکنے لگتے ہین ذرہ پارہ پارہ آنکھ الجھ کے لڑ رہا ہی لوگ حیران ہین کہ آج
کاؤس کو کیا ہو گیا ہی کہ اتنا بڑا جوان ہو کر لشکل لڑ رہا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی آخر آفتاب برنگ
زرد لرزان و ترسان مغرب مین جا کر چھپا اور شہنشاہ زنگبار کا قصد ہوا کہ مع فوج ثوابت
و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہو کاؤس نورالدہر کو روک کر کھڑا ہوا کہا ای جوان
کیا کہتا خوب مجھسے دن بھر لڑا مگر دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے
ہی اب جا کر آرام کر کل پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا نورالدہر نے فرمایا ای برادر آرام کیسا
ہمارا یہ دستور نہین کہ بدون زیر و زبر کیے ہوے میدان سے پلٹین کاؤس نے کہا مین شب
کو مقابلہ نہین کرتا نورالدہر نے پھر ہاتھ پکڑا کاؤس ہاتھ چھڑا کر یہ کہکے پلٹا کہ مین رات کو مقابلہ
نکرونگا جب کاؤس پلٹ گیا نورالدہر بھی واپس ہوے قیام تاجدار نے آ کے شاہزادے
کی قدمبوسی کی کہتا تھا ای شہریار آج خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپ نے دیو کے مقابلہ سے نجات
پائی نورالدہر نے کہا وہ پلٹ ہی گیا ورنہ صبح ہوتے ہوتے مین اسکو زیر کرتا مگر انشاءاللہ
کل دن بھر نہ گذرے گا شاہ پوسے نے عرض کی ای آقاے نامدار کاؤس شرمندہ ہو کر گیا ہی

ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ اب آپ سے مقابلہ نکرے گا نورالدہر کہتے ہین اُسکو اپنے قدوقامت
کا بڑا گھمنڈ ہی ضرور مقابلہ کریگا یہ فرما کے داخل بارگاہ ہوے مگر کاؤس جو لشکر مین آیا سیدھا
اپنی بارگاہ مین گیا اکیلا جا کے بیٹھا کسی سردار کے آنے کا حکم نہین کہ عیار اُسکا طاؤس سیاہ رو
پھرتا ہوا قریب بارگاہ کے آیا سرداروں نے بیان کیا کہ آقا اکیلے بیٹھے ہین کسی کے آنے کا حکم نہین
طاؤس نے آواز دی اے پہلوان دوران مین حاضر ہون کاؤس نے بلا لیا طاؤس نے دیکھا
کہ کاؤس آنکھون مین اپنی آنسو بھرے ہوے سرنگون بیٹھا ہی طاؤس نے پوچھا اے آقاے
نامدار کیا ملال ہی کیا خیال ہی کاؤس نے کہا اے یار وفادار اے عیار طرار مجھے عجب صدمۂ عظیم گذرا
اس حقیر جوان معشوق وضع سے مقابلہ پڑا یہ اس لائق تھا کہ مجھکو شراب پلاتا مگر اسنے مجھکو تنگ
کر دیا کل فن مین مجھپر غالب آیا اگر بہر دو بہر اور کشتی ہوتی تو مجھکو زیر کر لیتا مین نے اپنی جان بچائی
اسی سے ابھی طبل جنگی بھی نہین بجوایا عیار نے عرض کی اگر حکم ہو تو مین چرالاؤن قید کرکے قتل
کیجیے اسکے لشکر مین کوئی اس لائق نہین ہی کہ آپ کا ہم نبرد ہو یہ سنکر کاؤس خوش ہوگیا کہا
اے یار وفادار اگر تو اسکو چرا لاوے تو بڑا کام کرے میری بات رہ جائے طبل جنگی لشکر مین
بجوا دے اور تو جا کر عیاری کر طاؤس نے اُسی وقت نوازش طبل کو حکم دیا آپ بہانہ عیاری
لگا کر طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہان نورالدہر بیٹھے تھے کہ شاگرد شبرنگ نے آکر خبر دی کہ
کاؤس نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر نے پکار کر شبرنگ سے کہا اے یار وفادار ہمارے یہان
بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل نے و کاتب قسمت نے صفحۂ
پیشانی پر ترقیم کیا ہو وہی پیش آئی ہی بفائدہ حیرانی ہی طبل جنگی بجوا کر نورالدہر اُٹھے خاصہ
نوش کرکے آرام فرمایا شبرنگ طلایہ پر انتظام کرتا پھرتا ہی مگر طاؤس پھرتا ہوا پشت بارگاہ
نورالدہر پر پہونچا آکر اُسنے سراچہ چاک کیا جھانک کر دیکھا بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ
ہی شمعہاے مومی و کافوری روشن شاہزادہ چھپرکھٹ پر آرام کر رہا ہی طاؤس اندر بارگاہ کے
آیا چادرہ کمر سے کھولا ایک سرا پاؤن سے دبایا اور ایک سرا ہاتھ سے تھاما چادرے کو حرکت
دیا کہ شمعہاے مومی و کافوری لہرا کر گل ہوئین ایک شمع روشن رکھی چھپرکھٹ کے قریب
پلنگ کے آیا آتے ہی کانٹے سے دو شالہ ہٹایا نیچے مین دارو سے بیہوشی رکھکر برابر دماغ کے

لگا دی دماغ میں جو بیہوشی پہونچی شاہزادہ سوتا تھا بیہوش ہوا طاؤس نے بسبجند کاٹ کے
اُسی چادر میں شاہزادے کا پشتارہ باندھا اُسی طرح شاہزادے کو لیے نکلا یہ تو پشتارہ
لیے جاتا ہی مگر مہتر شبرنگ طلایہ پھر رہا تھا کہ خودبخود دل دھڑکا ساتھیوں سے کہا یارو خدا
خیر کرے کاؤس عاجز ہو گیا ہی طاؤس سک روؤ اُسکا عیار ہی ایسا نہو کچھ فتور کرے
اسوقت بیوقت دل دھڑکا میں اپنے آقا کی خبر لون شاگردوں کو طلایے پر چھوڑا آپ وہان سے
چلا قریب بارگاہ نورالدہر کے پہونچا دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہین جب قریب آیا پردہ اٹھا کے
اندر گیا روشنی گل پھیر کھٹ پر شاہزادے کو نہ پایا پیترہ عیار کا معلوم ہوا شبرنگ سمجھ گیا
کہ طاؤس لیگیا یہ دیکھکر گھبرایا تلاش میں طاؤس کی چلا طاؤس لشکر سے نکلا اب جو اسنے
میدان پکڑا بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار مکار پشتارہ لیے جاتا ہی
بیقرار ہوا دوڑ کر چاہتا ہی پاس پہونچون مگر طاؤس بڑا تیز رو ہی لشکر میں اپنے داخل ہو گیا
طاؤس جب لشکر میں پہونچا دیکھا کہ ہنگامہ ہو رہا ہی شبرنگ بھی دریافت کرتا ہوا جاتا ہی
طاؤس بارگاہ میں کاؤس کی پہونچ گیا کاؤس رات بھر جاگا انتظار میں رہا ہر مرتبہ یہی کہتا تھا
یارو عیار میرا گیا ہی خیر و عافیت سے آجائے تو بڑی بات ہی کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا طاؤس
آکر پہونچا کاؤس نے پوچھا شیر یا روباہ طاؤس نے کہا آپکے اقبال سے شیر رہتے ہین
میں نورالدہر کو لایا اب سرکار کو اختیار ہی یہ کہکے پشتارہ ڈالدیا کاؤس نے کہا ہوشیار کرو
طاؤس نے کہا یہ وہی زور و طاقت میں بے نظیر حسن و جمال میں رشک ماہ منیر ہی اُٹھتے ہی
آفت برپا کرے گا آہنگر کو بلاؤ آہنگر آیا آہنگر نے کئی سو من کی قید جسم پر نورالدہر کے ادر اُس
کی اب شاہزادے کو بیدار کیا شاہزادے نے ہاتھ جو اٹھایا خانہ زنجیر میں غل ہوا سمجھے کسی نے
قید کیا بل کرکے اُٹھے سامنے کاؤس کو دیکھا پہلے تو اپنے خدا کے اوصاف سامنے کاؤس کے
بیان کیے پھر کھنکار کر تھوک دیا فرمایا او نامرد ہم تجھے پہلوان سمجھے تھے تو تو زن پیر زال سے
بھی بدتر ہے اگر طفلان بازاری ہوتے تو پھر طعن کرتے اب تیرے دربار میں کوئی ایسا ہو کہ
ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکال دے اور پھر پنہادے تو ہم جانین کاؤس نے ان باتون کا جواب
نہ دیا حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اس زباندراز کو قتل کرے خادم دوڑے جلاد جلاد کا ہلہ ہوا

دیکھا ایک پرے سے جلاد با خنجر برہنہ پکارتا نکلا او پہلوان دوران مین اسکو قتل کرون اور
مہلت نہ ملے تو آپ کو بھی قتل کرون کسی نے ہاتھ مین نہ رشتا کاؤس نے پکار کر کہا او جلاد جلد
اسکو قتل کر بڑا زبان دراز ہو اپنی جرات پر مسکرا رہا ہو جلاد نے نورالدہر کا ہاتھ پکڑا کہا ارے
جوان بیٹھ جا تجھکو رہا کرون اور ون کو قتل کرون تمام افسران فوج کاؤس کے اندر بارگاہ کے
آگئے ہین ہر ایک کا قول ہو جلدی قتل کرو نورالدہر حیران حیران چار جانب سے دیکھتے ہین
کبھی بیتاب ہوکر پکارتے ہین اے خالق بے نیاز داور رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے
بچالے عجب مکر کیا ہو سوا تیرے کون معین و مددگار ہو تو چارہ بے مددگار ہو تیری صفت
کیا بیان ہو سکتی ہو نظم

بہ آمد آن گل رنگین نگارا
گہے از گل عیان گشتہ گہ از خار
بیک جانب مسلمان مرد دیندار
گہے در خواب غفلت گاہ بیدار

بجنبش شد فدا ہر بلبل زار
گہے از نور شد روشن گہ از نار
بیکسو برہمن پوشیدہ زنار
گہے برق و گہے ابر گہر بار

گہے از برگ شد گاہی گہ از بار
نمایان شد گہ از سرو گہ از دار
گہے مستانہ گشت و گاہ ہشیار
گہے مہر و گہے ماہ پر انوار

ز ہر صورت خدا صورت نماید　　نقاب از چہرۂ انور کشاید

کاؤس نے پکار کر آواز دی او جلاد جلد قتل کر جلاد نے نورالدہر سے آنکھ لڑائی اشارہ کیا کہ سنبھل
بیٹھے اب نورالدہر کے ہوش درست ہوے سمجھے کہ عیار ہمارا آگیا خبر نگ نے خنجر مارا نورالدہر کے
ہاتھ اٹھا دیا ہتکڑی کٹی نورالدہر نے سمٹ کر بیڑی کو مروڑا کاؤس نے پکار کر آواز دی اے
پہلوانو اسکے عیار نے رہا کر دیا ایک پہلوان نے چاہا جھپٹ کے نورالدہر کے تلوار مارے
نورالدہر نے وہی بیڑی کھینچ کر دیکر ماری کہ اس پہلوان کا سر پھٹا نورالدہر نے تلوار اسکی اٹھالی
خبر نگ نے فقرہ ہائے آتشبازی مارے اندھیرا ہوگیا نورالدہر نے ستون بارگاہ کا تھام کے
بارگاہ کو جنبش دی بارگاہ لہرا کر گری نورالدہر و خبر نگ باہر نکلے نورالدہر کے ہمراہی
جو اترے ہوے تھے وہ بھی اپنے آقا کی آواز سنکر آپڑے تلوار چلنے لگی کاؤس نے
قریب آکر نورالدہر کو ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر کا سر کسیقدر زخمی ہوا نورالدہر نے زخمی
ہوکر خبردار خبر دار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کاؤس کا زخمی ہوا کاؤس زخمی ہوکر بھاگا

افسر کا پاؤن اُٹھا تو کُل فوج کے پاؤن اُٹھ گئے کاؤس گینڈے کو اُڑا کر دور جا کے ایک
نخل کے سائے مین کھڑا ہوا نورالدہر نے میمنہ و میسرہ کو پامال کیا لڑتے ہوے نورالدہر
جاتے ہین کاؤس کھڑا ہوا زخم باندھ رہا ہی فوج کو دیکھتا ہی سب بھاگے ہوے چلے آتے
ہین ہرچند ترغیب دیتا ہی علم ہاے فوج سرنگون اہل فوج کے کلیجے خون سیکڑون سر
کٹ کٹ کے گر رہے ہین دریاے خون کی طغیانی کافرون کی حیرانی و پریشانی نورالدہر کے
ساتھ فوج بہت کم ہی مگر شیر دشت نبرد ہین کافرونکے سامنے پاپوش کی گرد ہین جو سُرخ کیا
سوار پیدل بھاگے علاوہ ان نورالدہر جلوہ کرتے ہوے چلے آتے ہین مقابلۂ نورالدہر سے
کافرون کے قلب تھراتے ہین کہ وہ پہلوان گینڈا چمکا کر سامنے آیا علاف شمشیر آبدار کا ہوا
رب جو انکی فوج والے آئے اسپ بیہوش بھی ہو بچا یا تیغۂ خاراشگاف سلیمانی ہاتھ آیا
جھکر لڑ رہے ہین غیرت سے کفار زمین مین گڑ رہے ہین۔ کاؤس پکار رہا ہی کہ اے خداوند
ہفت پیکر مین تو آپ کے حکم سے آیا تھا مگر مہیب جادو کو جو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا پکار کر ساتھ
تصویر سنگی کے ڈال دیا تھا تصویر سے آواز آئی اے بندۂ خاص الخاص کیا رنگ ہی مہیب نے
پکار کر آواز دی یا خداوند یہ فقیر کون تھا خود مُنڈا ہنارس کا گنڈا اُسکی دعوی مین کہا تھا کہ
مین بیہوش ہوگیا تصویر سے آواز آئی اے بندہ ہم قدرت یہان سے دیکھ رہے تھے
فوراً قدرت نے آواز دی پنجہ تجھکو اٹھا لا یا تیری دستگیری کی مہیب جلا کر اُٹھا کہا یا خداوند
جوان وہ جوان ملیگا اسقدر گولے مارونگا کہ ایک زندہ نہ بچے تصویر سے آواز آئی اسوقت
نورالدہر نے کاؤس کو شکست دی صحراے ہول خیز مین لڑ رہا ہی کاؤس کو بچانا نورالدہر
کا سر کاٹ لینا مہیب فوراً طرف صحراے ہول خیز کے روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ کاؤس کی
فوج نصف قتل ہو چکی اب کاؤس کا ارادہ ہی کہ بھاگ کر اپنے بیشے مین جاؤن یون جان
بچاؤن نورالدہر سب کے آگے لڑتے ہوے آتے ہین کہ آسمان سے آواز آئی کہ ای شاباش اے
نبیرۂ حمزہ آگے نہ بڑھنا اور کاؤس کو آواز دی تجھ ایسا پہلوان ایسا گھبرایا یون شکست
کھائی اب پیچھے قدم نہ ہٹانا مین ہون مہیب ابلق سوار یہ کہکے مہیب نے ایک گولہ
مارا یا تو نورالدہر گھوڑے کو بڑھائے ہوے آتے تھے یا گھوڑا چلتے چلتے رک گیا

دوسرا گولہ صہیب نے مارا ساتھ والے نورالدہر کے پابہ گل ہوے مرکب جم گئے قدم نہین
اُٹھاتے بعض کے مرکب بدلگامیاں کر رہے ہین سوار کو لیے دوڑے دوڑے پھرتے ہین پیدل
نشہ کے بعل زمین پر گر لیتے ہین اُٹھ نہین سکتے تلوارین قبضے سے نکل گئین سپرین پشت سے
اگرین صہیب ہر چند اشارہ کرتا ہو کہ او علاوہ اس ان سبکو مارے بالکل بے کار ہین مگر کافر
ایسا خائف ہو کہ گینڈے کو نہین بڑھاتا صہیب زمین پر آیا آواز دی ہان یارو حریف
کو قتل کرلو اب مسلمان بالکل بے کار ہین بلکہ لاکہ آواز و تباہی کا فر ایسے ڈرے ہین کہ
نہین بڑھتے صہیب نے زمین پر آکر کلمات سخت کہے کہ او نامردو اب مسلمانون کا قتل کرنا کتنی
بڑی بات ہو ہاتھ پاؤن بیکار کر دیے زمین پر مثل مردون کے پڑے ہین تمھارے گھوڑے
تمھارے قبضے مین ہین انکے مرکب پابہ گل جب اسطرح صہیب نے کہا تب کافر گھوڑون کو درست
کرکے بڑھے تلوارین چمکاتے ہوے چلے جو راہ مین مل گیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا سوار
کے پاس جو پہونچے گھوڑے کو ہاتھ مارا گھوڑے کا سر کٹ کے گرا سوار کو بھی مار لیا صد ہا
بندگان خدا جو اسطرح ہاتھ سے کفار کے مارے گئے کفار اب دلیر ہوے کہ ہم جو جبر کرتے ہین
وہ جبر نہین کر سکتے لیکن اہل اسلام بیتاب و بے قرار پکار رہے ہین اے رحیم و کریم و اے سمیع
و علیم دشمنون کے ہاتھ سے بچا لے اس بلا سے نجات دے **نظم**

ہر چہ نازان است انسان ضعیف / ہر چہ طاقت ہست سرکش این نحیف
نیست امید بقا در زندگے / چون بسر مرگ است استادہ حریف
گل مشو رخصت ز صحن بوستان / چون بیاید ناگہان فصل خریف
ناتوانان را حسد انجند دان / حق بہ بخشد تاب و طاقت با ضعیف
این غزل ہندی چہ خوش کردی تم / زانکہ بد مطبوع خاطر این ردیف

یہ تو سب دعائین مانگ رہے ہین ملازمان کاؤس آمادہ بدعت مگر حال سیماب تحریر کرتا ہے
کہ جب گوہر جادو واپس آئی تو سیماب نے بیقرار ہو کر پوچھا کہ شاہزادے پر کیا گذری گوہر
نے سب حال بیان کیا کہ عیار نے عیاری کر کے صہیب کو بیہوش کیا تھا اُسکو تو پنجہ اُٹھا
لگیا تھا عیار و سرداران نے ہونگے سیماب تو عاشق جمال ہے رات بھر انتظار مین بیٹھی رہی

کبھی بے قرار ہوکر روتی ہی یاد مین شاہزادے کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی نظم

خنجر قاتل پہ رکھدون گا گلا
غم کے غم پیتا رہا ہون ساقیا
آن پہونچا وعدۂ دیدار یار
یون قضا آئی رضینا بالقضا
عشق بازی مین کیا نقصان دل
ہستی فانی بڑا دھوکا دیا
کھولدے زنجیر مجھ دیوانے کی
بے مروت خود غرض نا آشنا

جی چلا بیٹھونگا ہون مین سنبھلا
کشتگان عشق سب گرما دیے
مژدہ باد ای عاشقان باوفا
بار الفت بھی اٹھا کر دیکھ لین
مفت کھو بیٹھے یہ لعل بے بہا
چشم بد دور آج دیکھا آپ کو
ای پری تجھ پر بھی شاید جن چڑھا
دل جلو تم ہر کس و ناکس سے رند

ایک دو ساغر کو پیکے لٹ گیا
ای جزاک اللہ قاتل مرحبا
کشتۂ فرقت کیا تقدیر نے
رہ نہ جاوے دل مین دل کا ولولہ
مار ڈالا بے مثالی تو نے ری
شہرہ سنتے تھے جمال یار کا
نام کہا کیا آپ نے رکھوائے ہین
کیجیے جو بات ہو وہ صاف صاف

اسی حسرت مین گریبان سحر چاک ہوا گوہر نے کہا شاید صحرا مین ٹھہر گئے ہونگے سیماب نے کہا ای گوہر ہمارے دل کی تمکو کیا خبر ہی جیسے ہی شاہزادے نے رہائی پائی تھی تخت سحر تیار کرکے اُسپر سوار کرلائی ہو تمین اگر شاہزادے نے انکار کیا تھا تمنے کیون قبول کیا تمام دُنیا اُنکی دشمن سیکڑون پہلوان ہزارہا ساحر اپنے زمانے کے سامری وجمشید ہین جنہ اکی قدرت ہی کہ خود ایک حرف سحر کا نہین جانتے اور ساحر کشی کرتے ہین مین تلاش مین اُس گوہر بے بہا صاحبقرانی کے نکلتی ہون گوہر نے کہا ای ملکۂ عالم ہمارا تمہارا جانا ہرگز صلاح نہین ہفت پیکر اپنی آنکھون سے دیکھ گیا سیماب نے کہا اگر کوئی ساحر ملیگا اُس سے مقابلہ کرینگے بلا سے مارے جائین اس کشاکش سے تو مہلت پائین یہ کالی رات کس مصیبت مین کٹی ہی ہمین امید نہ تھی کہ روے سحر فراق دیکھین گے دیکھو سارے باغ پر کیسی اُداسی ہی پھول مرجھائے ہوے غنچے دہن بستہ بلبلین سر پیٹ رہی ہین میرے دل کو کیونکر آرام آئے ہفت پیکر اُنکا دشمن ہو رہا ہی مصیبت کو بیٹھے اُٹھا کر لیگیا وہ ضرور فتور برپا کریگا بڑا چھلا ساحر ہی اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی یہ کہکے سیماب اُٹھی گوہر نے کہا مین بھی ساتھ چلون سیماب نے کہا بہوا تمکو اختیار ہی میرا دل تو آرام نہین لیتا مین جنگل جنگل ڈھونڈھونگی یہ کہکے سیماب نے بہ پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی عقب مین گوہر جادو سحرا اُنکو دیکھتی ہوئی جسطرف نگاہ کر

صحرائے سبزہ زار ہی وہاں ٹھہر جاتی ہو جب صورت زیبا نہیں نظر آئی تو گھبرا کر آگے بڑھتی ہی
آخر پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر اُتری کہ کان میں آواز آئی کوئی بلک بلک کے رو رہا ہی ہزارہا
بندگان خدا اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہیں کوئی کریم کہتا ہی کوئی رحیم کہکے پکارتا ہی کوئی
سمیع و علیم کو یاد کرتا ہی ایک طرف سے آواز آتی ہی یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے صدقے
کیا مسلمانوں کو مغلوب کیا کیسے مجبور و ناچار ہیں اب بالکل بیکار ہیں پہلے ہمکو قتل کرتے تھے
اب ہمنے بدلہ اپنا لیا کاؤس آواز دیتا ہی اے افسر کا سر کاٹ لو اپنے خدائے نادیدہ سے
دعا میں مانگتا ہی سیماب یہ آوازیں سنکر بیقرار ہوگئی اُس صدا کی طرف چلی آسمان پر آکے دیکھا
کہ نور الدہر ایک مرکب پر خاموش کھڑے ہیں تلوار نیام انتقام میں خنجر زنگ بن عمرو کا کمر
سے لپٹا ہوا قیدیوں کو بوسے دیتا ہی کبھی عرض کرتا ہوا ای آقائے نامدار و ای مولائے قدرشناس
کاشکے غلام نابینا پیدا ہوتا کہ حضور کو اس پریشانی میں نہ دیکھتا خدا آپکا حافظ و نگہبان ہی
پیدا کرنے والے کا سراسر احسان ہو اگر کوئی معین و مددگار آجائے تو اس آفت سے بچا لے
وہ بندہ نواز چارہ ساز احکم الحاکمین رب العالمین ہی اُسکے نزدیک سب آسان ہی اور سارا لشکر
مجبور زمین پر پڑا ہوا لوٹ رہا ہی صدہا کے سر کٹے پڑے ہیں بعض رو رہے ہیں بعض بلک بلک
کر اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہیں مہیب جادو کاؤس کے قریب کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی
کئی مرتبہ مہیب نے کاؤس سے کہا کہ بڑھکر نور الدہر کا سر کاٹ لے کاؤس نے جواب
نہ دیا جب تو مہیب نے جھولی سے گولہ نکالا اسم سحر کا پڑھکر نور الدہر کی جانب پھینکا گولہ
مثل شعلہ جوالہ چلا سیماب دیکھکر بیتاب ہوگئی سب حال تو آنکھوں سے دیکھ چکی ہی گولہ جب
قریب نور الدہر پہونچا سیماب نے بیتابی و بیقراری کو اپنی ظاہر کرکے گولے پر تجلی مار دی اور
نعرہ کیا منم سیماب جادو گولہ اُلٹا پلٹا قریب مہیب کے پہونچا مہیب نے خون اپنا دیکر گولے کو
دفع کیا سیماب اور مہیب سے آپس میں سحر چلنے لگا سیماب مہیب کے سحر کو دفع نہیں کر سکتی ہی اور
اہل اسلام پر سے سحر بھی اُتار نہیں جاتی ہی کہ سوار اپنے اپنے مقام سے اُٹھکے مصروف جنگ
ہوئے نور الدہر جو مبہوت تھے سیماب پر بجلی سی چل رہی تھی یا دل تو سیماب یہ زیادہ حیران تھی کہ
کو دیکھے صف شکن کی تلوار نیام میں کیوں ہی لیکن کچھ اثر نہ تھا اپنے خون میں رنگین کرکے

سیماب نے نور الدہر پر پھینکے تب نور الدہر کے جسم میں طاقت آئی اسپ خوشخرام طرارے
بھرنے لگا نور الدہر نے تلوار کھینچی صفوں میں دشمن کی ہنگامہ ہوا کہ یار و وہ تلوار کھینچ گئی
مگر سیماب ناچار ہو رہی ہے ہر مرتبہ مہیب وہ سحر کرتا ہے کہ سیماب ٹھہر جاتی ہے ڈر ہے کہ ای سیماب
کشتہ نہوں بڑی یہ تدبیر ہے جان بچانا اکسیر ہے کئی زخم مہیب نے سیماب پر لگائے مگر سیماب بیچ
سینہ سپر کیے کھڑی ہے سامنے سے ہٹتی نہیں جو سحر مہیب نے کیا سیماب دفع کرتی ہے مگر کانپ کانپ
جاتی ہے دل سے کہہ رہی ہے کہ ذرا بھی اسکو کوئی غافل کرتا تو میں اسکو مار لیتی نور الدہر کے سر پر
خود ندارد سر برہنہ شاہزادہ کھڑا لڑ رہا ہے جو سامنے آیا عالم شمشیر آبدار ہوا صدہا کو مار ڈالا
چاہتے ہیں اپنے کو کاؤس تک پہونچاؤں اہل فوج کاؤس جان دیتے ہیں نور الدہر کو بڑھنے
نہیں دیتے سیماب اشارے کرتی ہے کہ ابھی آپکے جسم میں طاقت نہیں ہے مگر نور الدہر آمادہ
ہیں کہ جاکر کاؤس کو ماروں قضائے کار گوہر جادو پیچھے سے عقب میں سیماب کے
چلی تھی اسوقت آکر پہونچی دیکھا کہ سیماب کے سر سے خون بہہ رہا ہے مگر مقابلے سے مہیب کے
نہیں ہٹتی گوہر نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم کیا تدبیر کروں سیماب نے کہا اے گوہر ایک
چشم زدن کے واسطے تو اسکو اپنی جانب متوجہ کر گوہر نے بڑھکر کان سے گوہر کلان نکالا اسپر
اسم سحر پڑھا طرف مہیب کے پھینکا مہیب نے دیکھا ایک شعلہ جوالہ میری جانب سے آتا ہے دنگ
دیکھا اسے روکنے لگا ذرا جو مہیب کی نگاہ پلٹی سیماب نے کارد سحر جھولی سے نکالی اسپر اپنا خون
ڈالا خوب سحر کو سخت کیا تاک کر سینۂ پر کینہ پر کارد کھینک ماری مہیب طرف سحر گوہر کے متوجہ تھا
چاہتا تھا سوتی سی آبرو بچاؤں کارد جاکر سینہ پر پڑی توڑ کر پشت کے پار نکل گئی ایک آندھی سیاہ
اٹھی سنگ باری و برف باری ہوئی بعد ہر عنصہ دار کے آواز آئی کشتی مارا نام من مہیب جادو بود ہیر عمل
بچا رہے تھے کہ ہمارے افسر کو دھوکا ہوا افسوس ہے ایسا ساحر ہوشیار ایک عورت کے ہاتھ سے
مارا گیا آخر سیماب و گوہر سحر کرتی ہوئی طرف کفار کے چلیں نور الدہر نے گھوڑا بڑھا کر سیماب
کا ہاتھ تھام لیا کہا ای سیماب ہمارے قاعدے کے بالکل خلاف ہے کہ غیر ساحر پر ساحر سحر کرے ہم سمجھ
لینگے سیماب نے منہ پھیر لیا کہا ای شہریار کفار نے جو سراسر خلاف کیا کہ ساحر کو آپکے سامنے کر دیا
صدہا بندگان خدا ہلاک ہوئے آپکے رعب و جلال کو خدا قائم رکھے کہ کاؤس گیند کے

بڑھانہ سکا صہیب نے جب گولہ مارا تو میں دیکھ رہی تھی آخر میں نے بیتاب ہوکر اپنے کو ظاہر کردیا
ورنہ وہ سحر میں مجھسے زیادہ تھا مخفی ہوکر اس سے مقابلہ کرتی مگر دل بیقرار تھا یہی مناسب جانا
گوہر عین وقت پہ آئی میں نے شب بھر تڑپ تڑپ کر قلعے میں کاٹی آپ اب بھی روکتے ہیں
چاہتی ہوں کہ ایک سحر میں ان سب کو مٹادوں وہ آگ برساؤں کہ ان ناریوں کو جلاکر خاک
کردوں نورالدہر نے منع کیا کہ ہمارے سر کی قسم سحر نکرنا جب سر کی قسم نورالدہر نے دی تنبیہ بیٹھی
ہوئی سیماب ہٹی نورالدہر بلوہ کرکے جا پڑے کئی رسالے کاؤس کی طرف کے ہمراہی ہیں
نورالدہر کی شریک ہوے اپنے ساتھ والوں سے لڑنے لگے کاؤس نے دیکھا کہ اب
کوئی صورت بچنے کی نہیں گینڈا بڑھاکر قریب آیا جھک کر سلام کیا کہا ای شیر بیشۂ جرأت میں
آپ سے نہیں لڑ سکتا چاہتا ہوں ہمراہ رہوں نورالدہر نے فوراً کاؤس کو گلے سے لگالیا
اب کاؤس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو آواز دی تلوار نیام میں کرو خدمت میں آکر
حاضر ہو جیسے افسر کسکو کہتے ہیں سب نے تلوار روکی آکر خدمت میں حاضر ہوے طاؤس ہاتھ سے
شبرنگ کے مارا گیا بیس ہزار فوج سے کاؤس شریک ہوا وہی بارگاہ جو استادہ تھی لیکر نورالدہر
کو اسی بارگاہ میں آیا نورالدہر نے کہا قلعہ مروارید نگار پہ چلو فوج لیکر قلعے پر آکے فروکش ہوے
قصد ہی کہ طرف طلسم کے کوچ کریں سیماب کہتی ہی ای شہریار میں رہبری کرونگی گوہر کہتی ہی
اگر آپ کوچ کریں تو میں تابلوح آپ کو پہونچا دوں شاید لوح حاصل ہو نورالدہر سے صلح کر رہی
ہیں کہ شبرنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ یہاں سے قریب ایک ملک ہی کہ اس کا نام قلعۂ
سیاہ پوشان کہتے ہیں وہاں کا حاکم بہمن شیر سوار ساٹھ ہزار فوج سے برائے مقابلہ خود
آتا ہی کاؤس نے کہا ای شہریار میں ایک مرتبہ اسکے قلعے پر لشکر کشی کرکے گیا تھا میں نے اسکو
زخمی کیا یہ بھاگ کر قلعہ میں چھپا قلعہ نہایت مضبوط ہی تین خندقیں آگے قلعے کے کھدی ہوئی
ہیں سیماب نے کہا ای شہریار کنیز کو ضرور ساتھ لیجے نورالدہر نے کہا تم اور گوہر قلعے میں رہو
سیماب رونے لگی کہا ای شہریار میرے دل کو کیونکر تاب ہوگی کیا کہکے دل کو سمجھاؤنگی

عجب کیفیت ہی نظم

ناہرہ و دلبر جدا ہی آن کر ہمخانہ آج	غیرت بیج قمر میرا بنا کاشانہ آج

ہے منور شمع روے یار سے کاشانہ آج — پہ جلین آئے اگر اس بزم مین پروانہ آج
اب نہین روکے سے رکتا وہ کسی کے ہی بجا — طوق و زنجیرین تڑاتا ہے ترا دیوانہ آج
آرہی ہے قلقل مینا سے حق حق کی صدا — وہ بت کافر ہوا ہے ساقی میخانہ آج
شمع رو دلدار سے کہتا ہے مجھکو سوز دل — تخلیہ ہے کہدو باہر ہی رہے پروانہ آج
کسکا یہ رتبہ ہوا اے ساقی زہے میرے نصیب — آپ بھر کر یار نے مجھکو دیا پیمانہ آج
رشک آیا عندلیبان چمن کو مجھپہ آہ — باغ مین لپٹا جو مین اس گل سے گستاخانہ آج

نور الدہر نے سیماب کو سمجھایا فرمایا کہ ساحرہ کا ساتھ ہونا بہتر نہین تم قلعے مین رہو شکل سیماب و گوہر کو قلعے مین چھوڑا آپ لشکر غیر ساحران ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلے کاؤس بیشہ نشین بعہدۂ سپہ سالاری ساتھ ہے تین کوس قلعے سے آگے بڑھکر لشکر اُتارا تیسرے دن صحرا سے گرد اڑتی دیکھا بہمن تخت پر سوار کئی سو پہلوان پایہاے تخت سے لپٹے ہوئے پشت پر ساٹھ ہزار کا لشکر علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے بڑے زور و شور سے بہمن آکر پہونچا اُترتے وقت اسنے ساتھ والون سے کہا نور الدہر کون شخص ہے کہ جو یہان بڑھکر مقابلے کو آیا ہے مین سمجھا تھا قلعہ بند کرکے لڑے گا مگر کاؤس کے بھروسے پر آیا ہے کاؤس ہمیشہ سے حسن پرست ہے صورت زیبا دیکھکر عاشق ہوگیا ہوگا ایک زمانے مین کاؤس مجھپر چڑھکر آیا تھا مین بیمار تھا زخمی ہوا قلعے مین جاکر چھپا چاہتا تھا زخم اچھا ہو تو نکل کر مقابلہ کرون کچھ قریے وغیرہ لوٹکر کاؤس چلا گیا اُسی کے گھمنڈ پر نبیرۂ حمزہ آیا ہے فنون سپاہ گری مین عاجز کرونگا کاؤس کی کیا حقیقت ہے اور نبیرۂ حمزہ کو سنتا ہے کہ ایک معشوق وضع ہے چاہتا ہون کہ جاکر بارگاہ نور الدہر کو دیکھون ساتھ والون نے کہا حضور بعہدۂ سفارت جائین اور نبیرۂ حمزہ سے استقبال کرکے نامے پر زر نثار کرائین حال کھل جائیگا بہمن کو یہ بات پسند آئی میر منشی سے حکم دیا نامہ تیار کرو ما بدولت خود ایلچی بنکر جائینگے بارگاہ بھی اُسکی دیکھ لین کاؤس کو بہت حیران کرونگا میر منشی نامہ تیار کرکے لایا بہمن نے نامے کو دو بلغے سے باندھا سو پہلوان دو سو ملازم سوار و پیدل ہمراہ لیے کمال سج دھج سے طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہان نور الدہر بیٹھے تھے کہ شتر نالگ نے خبر دی کہ بہمن برسم سفارت آتا ہے لشکر مین بدعت کر رہا ہے نور الدہر نے کاؤس کو حکم دیا

کو استقبال کر کے لاؤ ایلچی کے فخر و نخوت مین کچھ فرق نہ آنے پاوے کاؤس سو جوان ساتھ لیکے
براے استقبال چلا کاؤس کو نورالدہر نے سمجھا دیا ہی ورنہ کاؤس بڑا آتشخو شعلہ مزاج
ہی اُدھر سے بہمن آتا تھا وسط لشکر مین کاؤس سے سامنا پڑا صاحب سلامت ہوئی بہمن
نے کہا اے کاؤس کس ارادے سے آئے ہو کاؤس نے جواب دیا آپکے استقبال کو آیا ہون
بہمن سمجھا کہ نورالدہر مجھسے دبا جب تو کاؤس کو براے استقبال بھیجا کہا اے کاؤس اب
پیدل ہمارے ساتھ چلو گھوڑے پہ سوار ہونا کاؤس نے کہا اے بہمن آقا نے خوب سمجھا دیا
ہی ورنہ تمھاری یہ مجال تھی کہ پیدل چلنے کو کہتے مگر خیر مین پیدل ہی چلونگا لیکن ایک عہد کر لو
کہ جب میدان مین آنا مجھی کو بلانا اس سرکشی کا مزا دکھاؤنگا اسوقت حکم آقاے نامدار ہی
سواے خاطر کے اور کچھ نہین ہوسکتا مگر میدان مین حال کھلے گا بہمن نے کہا اے کاؤس
مین جو تمھارے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہی خیال تمکو ہوگا وہ خیال خام ہی دل سے دور رکھو
اُس زمانے مین مین بیمار تھا اسوجہ سے تمھارے ہاتھ سے زخمی ہوا اب اور وقت ہی مین خود
چاہتا ہون کہ سر میدان حال جرأت کھلے دب کے جو کاؤس باتین کرتا ہی بہمن کو اور غرور
بڑھتا جاتا ہی کاؤس بہمن کو ساتھ لیکے بارگاہ نورالدہر مین آیا جہان جہان آرا سے نورالدہر کو
دیکھکر بہمن دنگ ہوگیا سلام کیا شاہزادے نے جواب سلام دیا پہلو مین دنگل کا کاؤس
بچھا تھا اُسپر بہمن بیٹھا سو پہلوان اُسکے دنگلون پر کرسیون پر بیٹھے نورالدہر نے اشارہ کیا
ساقی بہمن نے جام سامنے کیا نورالدہر نے اپنے ہاتھ سے جام بہمن کو دیا تو بہمن کو یقین
کامل ہوگیا کہ یہ جوان خوشامدی باتین کرتا ہی مجھکو تسخیر کر رہا ہی ضرور اطاعت کریگا استقبال
وغیرہ بھولا نامہ سر سے کھولکر ہاتھ مین نورالدہر کے دیا نورالدہر نے اُسکو پڑھا بعد تعریف
ہفت پیکر کے لکھا تھا کہ اے شیر بیشۂ صاحبقرانی بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ورنہ گرفتار
کر کے لے جاؤنگا اس اقلیم مین مجھسے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اور یہ تو تجھپر بخوبی ثابت
ہوا کہ کاؤس تم پر عاشق ہی اسی وجہ سے اطاعت کی مین اپنے قلعے کا بادشاہ کرونگا نورالدہر
نے نامہ پڑھکر جواب جنگ لکھ کر دیدیا کہا جب ہمکو سر میدان زیر کرنا تو سوال اطاعت کرنا
کیا بیہودہ لکھا ہی اب تم برسم سفارت آئے ہو جواب سخت دینا ہمکو مناسب نہین

جاکر طبل جنگی بجواؤ میدان مین آکر مقابلہ کرو بعد زیر و زبر سوال اطاعت و غیر اطاعت کا اختیار ہو غرور کو دماغ مین جگہ نہ دو یہ کہکے گائنون کو اشارہ کیا ایک گائن شوخ و شنگ سامنے کھڑی ہوکر یہ غزل گانے لگی۔ نظم

یون کسطرح سے وصف خدا مشکبو کرین ۔ گلی کرین گلاب سے تب گفتگو کرین
کرلین وضو شراب سے سوزن چاک تا ۔ ہم بادہ کش جو بیعت دست سبو کرین
منصف وہ ہین ہمارا اگر اختیار ہو ۔ بلبل کا زخم دل رگ گل سے رفو کرین
مضمون اس کمر کے نکالے نئے نئے ۔ عنقا کو باندھ لائین جو ہم جستجو کرین
سودائی کر نہ زلف کو عشاق کا نصیب ۔ حیران مثال آئنہ آئینہ رو کرین
اُس گل کی بوے زلف سے تازہ دماغ ہم ۔ عطر گل بہشت ہو تو ہم نہ بو کرین
چپکے ہین ایک شاک مسیحا کی یاد مین ۔ مردے جواب ہین جو ابھی گفتگو کرین
ہر شاخ مثل شمع لگی جلنے باغ مین ۔ گل پر نگاہ گرم اگر شعلہ خو کرین
وہ مست ہین جو میکدے مین آ جاوین ۔ تعظیم سرو قد مری اٹھکر سبو کرین

نورالدہر نے دھوم سے جشن کی دعوت کی اور ایسے خلق سے پیش آئے کہ بہمن بھول گیا دل مین کہتا ہی کہ یہ جوان مجھسے دبا زیر تو مین اسکو کرونگا فوراً اطاعت کرے گا بلکہ کاؤس کے زیر ہونے پر اقرار اطاعت کرے گا پہر دن رہے نورالدہر سے بہمن رخصت ہوا نورالدہر تا دربارگاہ اسکو پہونچانے آئے بہمن نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا طرف اپنے لشکر کے چلا راہ مین پہلوانون سے کہتا ہی یارو تم مطلب اس جوان کا سمجھے نہایت محبت سے پیش آیا مین نے بھی تو وعدۂ سلطنت کیا اور حقیقت مین اگر یہ لشکر کا بادشاہ ہو تو نہایت رونق ہوگی زور و قوت تو خیر مگر منچلا ہی ساتھ والے جواب دیتے ہین حضور کا رعب و دبدبہ ایسا ہی کہ اسکو دیکھکر دنگ ہوگیا ضرور آپ کی اطاعت کرے گا آپ کو دیکھکر بہت خوش تھا آپ نے سلطنت کو کہا یا کیونکہ خوش ہوا آپ کے لشکر کی سلطنت آپ ایسا سپاہ سالار بہمن نہایت خوش اپنی بارگاہ مین آیا سردارون کو مژدہ دیا کہ سردارون مین سوائے کاؤس کے اور کوئی پہلوان نہین ہی کل اسکو زیر کرونگا دوسرے دن نورالدہر کو زیر کرونگا اسی مقام پر

جلوس ہو جب طبل جنگی بجا ہرکارے و بہ بہرہ جاسوسی لگے ہوئے تھے خبرین لیکر پاسنے
نورالدہر کے آئے بعد دعا عرض کی کہ بہمن حضور کی ملاقات سے بہت خوش گیا ہے اپنے مقام پہ
کہہ رہا ہے کل کاؤس کو زیر کرونگا دوسرے دن نورالدہر کو اور بہمن نے طبل جنگی بجوا دیا
نورالدہر نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی
گڑگڑایا لشکر مین تیاریان ہونے لگین الآت حرب و ضرب درست ہو رہے ہین جس وقت کہ
شہنشاہ ماہ تابان نے شکست فاحش کھائی طرف قلعۂ مغرب کے چلا اور شہنشاہ زرین پوش
بہ جوش و خروش تخت زر جدی پہ مع فوج ضیا و شعاع جلوہ فرما ہوا فوجین سیاہان مین
آئین صفین جمین کاؤس آگے بڑھا دو رکابے مرکب پر جھوم رہا ہے جب فوجین جم چکین
نقیب نقابت کر کے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا بہمن سیاہ قبا نے گینڈا صف سے نکالا
میدان مین آکر سراپا میدان کا دکھایا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان وای زیردستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم بہمن سیاہ قبا کاؤس نے گینڈا بڑھایا سامنے نورالدہر
کے آیا عرض کی اجازت میدان نورالدہر نے فرمایا ای برادر بسم اللہ کاؤس نے گینڈا اپنا
بڑھایا نورالدہر کی تعریفین کرتا ہوا کاؤس جیقہ نشین سامنے بہمن کے آیا بہمن نے
کہا ای پہلوان تونے اس جوان کی کیا سمجھ کے اطاعت کی کاؤس نے کہا مجھکو بہ فنون سپہگری
زیر کیا بہمن نے کہا مجھے یقین نہین آتا کہ تجھ ایسے دیو خصال کو ایسے حقیر جوان نے کیونکر
زیر کیا کاؤس نے کہا جب مقابلہ کروگے حال کھل جائیگا کل فنون سپاہگری سے
ماہر ہین ایسے ایسے اُنکے سردار ہین کہ میری کیا حقیقت ہے مثل ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب
ساطور گران صف شکن و صفدر طماس بن عنقویل دیو پرور زر ہانجان و یحییٰ خان ایسے
ایسے کئی سو سردار ہین سب صاحبقران کے ساتھ ہین یہ یکہ و تنہا اسطرف آئے ہین یہ لشکر
اب جمع کیا ہے ای بہمن مجھے بھی یہی غرور تھا کہ ہاتھ پاؤن توڑ کے رکھدونگا لیکن جب مقابلہ
پڑا کچھ بھی نہو سکا بہمن باتون پر کاؤس کی ہنستا ہے بہمن نے کہا میرے تیرے تو مقابلہ
ہو کاؤس نے کہا مین حربہ نکرونگا جب تیرے حربے سے فدا بچ جائیگا تب مین بھی حربہ
کرونگا یہ سنکر بہمن نے نیزہ مارا کاؤس نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین

نیزہ بازی ہونے لگی دونون شاگردان مین ایک مقام پر کاؤس نے نیزہ بہمن کا ہٹ
تھپیڑا جو مارا نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا بہمن بہت جھلایا قبضے پر سیف کے ہاتھ ڈالا کہ
اے کاؤس مجھے تجھ پر رحم آتا ہے مگر یہ تلوار وہ ہے کہ جسکا وار رکتا نہین اگر بچاؤ پر باور ن
ہو تو بیچ کا نون کاؤس نے کہا ہم ایسی ضرب کے مشتاق ہین بہمن نے خبردار خبردار کہکے
ہاتھ مارا کاؤس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تیغ بہمن قریب سر کاؤس پہونچا کاؤس
نے سپر کو گردش دی صاف پر آسیب سپر تلوار کو ردکیا بازو بچا کے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا بہمن
نے گریبان کاؤس کا تھاما دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی بہمن نے کہا
کہ اے کاؤس ملیشہ نشین اب کیونکر بچیگا کہ نوبت کشتی کی آئی کاؤس نے کہا اے بہمن مین کیا
تجھسے پایہ کمی کا رکھتا ہون نوور تیرے دماغ مین بہت ہے نہین معلوم کیا سمجھا ہے کیا تو ہی سپاہی
ہے ہمنے یہ فن خوب حاصل کیا ہے دونون مین کشتی ہو رہی ہے لشکر والے تعریفین کر رہے ہین
نورالدہر اپنے مقام پر فرماتے ہین کہ کاؤس بڑے مزے سے لڑ رہا ہے کسی مقام پر کمی
نہین کرتا کیا بہمن سے کم ہے یقین ہے کاؤس غالب آئے دو پہر ایک طور پر کشتی ہوئی
دو پہر ڈھلے بہمن نے دونون مونڈھے کاؤس کے تھامے ریل کرلے دوڑا سات قدم پیچھے
ہٹکر کاؤس آیا وہان پر آکے کاؤس کو غصہ آیا۔ اوین قدم سے پلٹا کہا اے بہمن اب
ہماری باری ہے بہمن نے کہا کیا مجال اور ریل کرلیجاؤنگا بہمن نے اپنی طرف زور کیا اور
کاؤس نے اپنی طرف زور کیا دونون پاؤن بڑھائے وہان پر موشخانہ تھا دونون پاؤن
کاؤس کے موشخانہ پر پڑے گھٹنون تک اتر گیا بہمن نے ہلہ مارا کہ کاؤس کا کولہ اترا
اس صدمے سے بیہوش ہو گیا بہمن گرا کہ کاؤس کی مشکین باندھ لون نورالدہر نے
ہر چند للکارا کہ او قابو پرست کیا کرتا ہے مگر بہمن لیگیا نورالدہر نے شبرنگ کو حکم دیا
ہمکو دمبدم کی خبر پہونچانا کہ یہ کاؤس سے کیونکر پیش آتا ہے شبرنگ نے شاگردون کو
مقرر کیا کہ دمبدم کی خبر پہونچانا نورالدہر پلٹے مگر نہایت رنجیدہ بہمن نے بارگاہ مین آکے
کاؤس کو مسلسل کیا پہلوانون سے کہا اسکا کولہ بٹھاؤ صبح کو دربار اسکا سمجھا جائیگا بات کو
تو بہمن نے آرام کیا صبح کو آکر دربار مین بیٹھا سرخ لباس پہنے ہوے کہا کاؤس کو لاؤ

مالک قید خانہ سر زنجیر کاؤس کو تھام کر کاؤس کو لایا کاؤس غصے مین کانپ رہا ہی جیسے ہی
دربار مین بہمن کے پہونچا مثل اہل اسلام کے سلام کیا بہمن نے کہا اے کاؤس ابھی تک
بلبلانا نہین گیا اگر میری اطاعت نہ کروگے فوراً قتل کردونگا آج لباس شیخ پہنکر آیا ہون کاؤس
نے کہا او نامرد مکر سے گرفتار کیا اسپر ناز کرتا ہی بہمن کے ہاتھ مین جام شراب تھا پی گیا دُرد شراب
کاؤس پر پھینکا قطرہ دُرد کا جو کاؤس پر پڑا شعلۂ غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوا غصے
مین آکر جھٹکا مارا ہتھکڑی ٹوٹی طوق بھی توڑا بہمن نے کہا اسکو مار دو ایک پہلوان سے اشارہ کیا
اُسنے اُٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا کاؤس نے خالی دیکر وہی ہتھکڑی ماردی کہ پہلوان کا سر پھٹا تلوار اسکی
کاؤس نے اُٹھالی بہمن نے آواز دی ارے اس کو گرفتار کرو سو پہلوان جو اُسکی صحبت مین
بیٹھے تھے تلوارین لیکر اُٹھے کاؤس نے لڑنے لگا کئی پہلوان مار کر ڈالدیے بہمن غل مچا رہا ہی
کہ ارے اسکو گرفتار کرو کاؤس کہتا ہی تم آکے گرفتار کرو انمین کوئی میرے لائق نہین ہے
شاگردان خبرنگ بر لے خبر حاضر تھے طرف لشکر نور الدہر کے بھاگے یہان صبح کا وقت ہی
نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے فرما رہے ہین نہین معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری کہ شاگردان
خبرنگ آکر پہونچے سب کیفیت سامنے شاہزادے کے بیان کی کہ حضور کاؤس اکیلا بارگاہ
بہمن مین لڑ رہا ہی ہزارہا ملازمان بہمن بارگاہ مین جمع ہوگئے ہین مگر کوئی کاؤس پر ہاتھ نہین
ڈال سکتا فرمایا اے خبرنگ مرکب ہمارا تیار کرو ملازم مرکب تیار کرکے لائے نور الدہر سوار ہوے
صرف خبرنگ کو ساتھ لیکر طرف لشکر بہمن کے چلے اُس وقت پہونچے کہ کاؤس لڑتا ہوا بیرون بارگاہ
آیا ہی دور سے دیکھا کہ بیچ مین ہزارہا جوانون کے کاؤس شمشیر زنی کر رہا ہی کسیکا حوصلہ نہین
پڑتا کہ کاؤس پر ہاتھ ڈالے جو قریب آیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے گرد اُسکے
لاشے پڑے ہوے تڑپ رہے ہین بہمن گھوڑے پر سوار اپنے پہلوانون کو ترغیب دے رہا ہی
کہتا ہی یارو تم اتنے ہو ایک شخص کو گرفتار نہین کرسکتے جھپٹ جھپٹ کے پہلوان جاتے ہین
ہاتھ سے کاؤس کے مارے جاتے ہین بعض دور سے لیتا لیتا کر رہے ہین بخوف جان قریب
نہین جاتے غل و شور کر رہے ہین کاؤس ہر مرتبہ بہمن کو للکارتا ہی کہ سامنے آ دیکھ تو کیا
رنگ ہوتا ہی نور الدہر نے یہ معرکہ دیکھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ کرکے آواز دی اے بزدلو

نہ گھبرانا میں آپہونچا کاؤس نے جو نورالدہر کو دیکھا جھک جھک کر لڑنے لگا کئی پہلوان
بڑھ کر مارے نورالدہر نے تعریف کی کاؤس نے اُس ہنگامے مین پکار کر آواز دی کہ حضور کی محبت
کا باعث ہو کہ یہ جرأت حاصل ہوئی ورنہ میری کیا حقیقت تھی مگر بہمن سامنے نہین آتا دور سے
لینا لینا کر رہا ہو نورالدہر مصروف جنگ ہوے لڑتے بڑھتے طرف بہمن کے چلے جب کئی ہاتھ
نورالدہر نے للکارا تو بہمن کو بھی غیرت آئی مقابلہ مین نورالدہر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر
نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر بہمن پلٹا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر مارا دروب کے
جو تیغۂ خارہ شگاف گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹتا ہوا ابروتک
پہونچا بہمن نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکالا جا در خون کی چہرے پر پڑی اور پہلوان بیچ مین آگئے
بہمن خون پونچھتا ہوا پیچھے ہٹا اور کئی پہلوان نورالدہر نے اسی مقام پر مارے لڑتے ہوے
قریب کاؤس کے پہونچے زخم جو کاؤس نے کھائے کوے کے اُکڑنے کا صدمہ بھی آنکھین بند
کیے جھوم رہا تھا نورالدہر نے آکر ہاتھ تھاما فرمایا اے برادر ہوشیار ہو کر لڑو کہ فوج نورالدہر بھی
آگئی بہمن نے ساتھ والون سے کہا اب نکل چلو لڑائی بگڑ گئی اب قلعہ مین زخم کو صحت دیکر پھر
آؤنگا ساتھ والون نے بہمن کو ہوادار پر ڈالا اور طرف قلعۂ سیاہ پوشان کے بھاگے
نورالدہر نے دو تین کوس تک پیچھا کیا کئی ہزار جوان قتل کیے اب اُنھون نے گھوڑے
بگٹٹ بھگائے تب نورالدہر ٹھہر گئے کاؤس بڑھا ہی جاتا تھا نورالدہر نے یہ کہکے روکا
کہ اے برادر اب اُسکے تعاقب مین نہ جاؤ کل اُسکے قلعہ پہ لشکرکشی کرینگے اے کاؤس مجھے اُس
ملعون نے بڑا رنج دیا تمکو گرفتار کر لیگیا اور وربلہ بے لطفی سے سمجھا کاؤس کو سمجھاتے
ہوے پلٹے بارگاہون پر بہمن کی قبضہ کیا اُسی مقام پر اُتر پڑے یہ ہرکارون نے خبر سیماب
کو پہونچائی شب کو آکر حاضر ہوئی یہ عرض کی حضور قلعہ مین چلیے نورالدہر نے فرمایا اب ہم
کل انشاء اللہ قلعہ سیاہ پوشان پر جائینگے سیماب نے عرض کی کیون اپنے کو کشاکش مین
ڈالیے آپ کو ابھی طلسم ہفت پیکر پہ جانا ہی بھاگے جھگڑے آپ اپنے ذمے نہ لیجیے پھر یہ
عرض کی کنیز کو بڑا تردد ہو دل کی یہ کیفیت رہتی ہو **نظم**

	کٹ گئی عمر غم و رنج مین بیچارون کی		پوچھیے کیا جو مصیبت کے گذر دنکی	

مرتے ہین بنگئی ہو جان پہ بیچارونکی — خوب لی تمنے خبر اپنے گرفتارون کی
شعلۂ رخسار ہمیشہ سے رہے مد نظر — آنکھین سینکا کیے ہم آنچ پہ انگارونکی
نقد جان تک تو خریدونگا تجھے او یوسف — بھیڑ ہونے دے ذرا بھیڑ خریدارونکی
بد مزاجی مرض عشق کے باعث سے نہین — تندرستی مین بھی خو تھی ترے بیمارونکی
زلفین سرکاکے دکھادو جو ذرا عارض صاف — قلعی کھل جائے ابھی آئنہ رخسارونکی
ڈالدی پیپ کلیجون مین غم فرقت نے — غور کرتے ہو تو کر لو جگر افگارون کی
یارب اعمال کی اپنے ہمین ہو جائے سزا — حشر پر رکھیو نہ تقصیر گنہگارون کی
رنگ کھلتا نہین کچھ حال تمہارا کیا ہی — زرد سے ہوگئے ہو شکل ہی بیمارون کی

نور الدہر نے سیماب کو سمجھایا فرمایا کہ ای ملکۂ عالم ہم ان دربندون پر قبضہ کرینگے عمر نامدار ہمارے جگر لوح مین آگے ہونگے ان مقامون پر انکو رہنے دے کہ بخیر و عافیت تا بمقام لوح پہونچین چارون پہاڑ فتح ہون اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین جائے ہم لشکر کشی کرین جاکے اسکو طلسم مین گھیرین آخر سیماب کو سمجھاکے رخصت کیا اب صبح کو سوار ہوے طرف قلعۂ سیاہ پوشان کے کوچ کیا منزلین طی کرکے چلے لیکن بہمن سیاہ قبا جو قلعہ مین آگے پہونچا علاج اپنا کرنے لگا بہمن کو تیسرے دن خبر پہونچی کہ نور الدہر اس قلعے کی طرف آتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی گھبرا گیا ساتھ والون سے صلاح کرنے لگا کہ کیون یارو قلعہ بند کرکے بیٹھون مصاحبون نے کہا اس قلعے کو سر سواری وہ فتح کرلیگا ان لوگون کا یہ بھی دستور ہی کہ جو ارادہ کیا اُس کو پورا کیا دس برس تک قلعہ کو گھیرے رہین جب تک قلعہ فتح نہ ہو کبھی نہ ہٹینگے جیسا کاؤس نے کیا کہ تمنے قلعہ بند کرلیا وہ پلٹ گیا یہ نہ پلٹینگے قلعے کو گھیرے رہینگے مصاحب یہ باتین کر رہے تھے کہ عیار اُسکا الماس تیز پا مجمع سے اُٹھا کہا ای شہنشاہ آپ کیون تردد کرتے ہین غلام جاتا ہی گرفتار کرکے اُنکو لاتا ہی قتل کرنے کا آپکو اختیار ہو بہمن نے کہا ای الماس اگر یہ کام توکرے تو گویا ملک بچالیا مجھے بڑا اعتبار ہو اُسکی جرأت و شوکت آنکھون کے نیچے پھرتی ہی ایسا لشکر مین گھس آیا فوج بعد دیر کے آئی کاؤس کا اُسکو بڑا پاس تھا رفیق پر وہ جری بہادر تھا زور و طاقت مالک ملک لیا تھا مگر میرا دل نہین چاہتا کہ مسلمان کی اطاعت کرون الماس

اُسی وقت بانہلے عیاری لگا کر قلعے سے نکلا طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہان نورالدہر
کو جو کہ منزل تھی ایک صحرا مین آکے اُترے ہین کاؤس نے بارگاہ استادہ کرائی نشکر اُترا
نورالدہر شام سے خاصہ نوش کر کے جا کے سوئے مگر الماس پہر رات گئے لشکر نورالدہر مین
پہونچا لوگون سے دریافت کیا کہ افسر کی بارگاہ کہان ہی پشت بارگاہ نورالدہر پر آیا ایک گوشے
مین بیٹھکر نقب کھودنے لگا پہر رات رہے عمرو نقب کا بارگاہ نورالدہر مین توڑا سر نکال کے
دیکھا شاہزادہ پڑا سو رہا ہی دوشالہ چہرے پر پڑا ہی الماس نقب سے نکلا روشنی گل کر کے
قریب چھپر کھٹ آیا کانٹے سے دوشالہ اُٹھایا دیکھا شاہزادہ غافل سو رہا ہی کفچہ مین داروے
بیہوشی کو رکھ کر پہونکا شاہزادہ بیہوش ہوا الماس نے پشتارہ باندھا نقب سے کود کے بھاگا
نقب کو خم کر کے لشکر سے نکلا میدان پکڑا جست کرتا ہوا قلعے مین آیا بہمن رات بھر جاگا تھا کہ
اب الماس آتا ہوگا اتنے مین الماس آکر پہونچا پشتارہ اسنے ڈالدیا کہا لیجیے یہ گنہگار حاضر ہی
آہنگر کو بلا کر مسلسل کرلیا تب نورالدہر کو ہوشیار کرایا نورالدہر نے جو ہاتھ ہلایا غاذ زنجیر مین
غل ہوا سمجھے کسی نے گرفتار کیا آنکھین کھول کر دربار کفر مدار کو دیکھا فرمایا او بہمن بد مکاری
عیار کو بھیجکر گرفتار کرا منگایا جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر بہمن چاہتا ہی حکم قتل کا دون کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے کہا کہ کاؤس لشکر کو لیکر بلوہ کرتا ہوا آتا ہی ایک خندق کے پاس پہونچ چکا
ہی اب دونون خندقون کو فرآیا چاہتا ہی بہمن یہ خبر سُنکر حیران ہوگیا رفیقون سے کہا اب
کیا کرون سب نے کہا اس جوان کو کشان کشان بالاے قلعہ لیجائیے زیر تیغ بٹھا دیجیے اور
کاؤس سے پکار کہیے اگر تو قریب پھاٹک آئیگا تو ہم تیرے افسر کو قتل کرینگے کاؤس قتل
ہونا نورالدہر کا گوارا نکریگا فوراً پلٹ جائیگا یہ بات بہمن کو پسند آئی نورالدہر کو بالاے
قلعہ لایا دیکھا کاؤس مع فوج ظفر موج ایک خندق فراچکا ہی دوسری کو فرانا چاہتا ہی بہمن
نے پکار کر آواز دی ای کاؤس اب آگے نہ بڑھنا تیغ کھینچ کر سر پر نورالدہر کے آیا جب تو کاؤس
غمگین کرنے لگا کہا مین پلٹا جاتا ہون آقا کو دستاؤ نورالدہر نے پکار کر کہا بھی کہ ای
کاؤس تم مشقت کرکے آئے ہو اپنے کو نہ روکو مجکو قتل ہوجانے دو کاؤس نے کہا غلام
کیونکر قبول کرے کہ حضور کو یہ قتل کرے پھر پکار کر آواز دی ای بہمن اگر آقا کا ایک

سوے جسم بھی کم ہوا تو خاک تک قلعہ کی بباد فنا اڑا دونگا ایک ذی حیات کو قلعے مین زندہ
نہ چھوڑونگا تجھکو آکر قتل کرونگا ناچار کاؤس پلٹا اب بہمن نورالدہر کو لیکے قلعے مین آیا رفیقون سے
کہا یہ بڑی مشکل ہی جب تک کاؤس کی تدبیر نہو تب تک اس جوان کو قتل نہین کرسکتا یہ کہکے حکم
دیا نورالدہر کو قید کرو ایک مکان مین لیجاکے نورالدہر کو قید کیا کاؤس کا یہ دستور ہی کہ روز
صبح کو گینڈا اڑا کر قریب قلعے کے آتا ہی جب بہمن نورالدہر کو زیر تیغ بٹھاتا ہی تب پلٹ جاتا
حیران ہی کہ کیا کرون قضاے کار تیسرے دن جو کاؤس جلوہ کرکے آیا قریب قلعے کے پہونچا
بہمن نے حکم دیا گنہگار کو لاؤ ملازم جو اندر قید خانے کے گئے نورالدہر کو وہان نہ پایا
سب نے آکر کہا وہ جوان قید خانے سے غائب ہوگیا یہان کاؤس خندقون کو طی کرتا ہوا برابر پھاٹک
کے پہونچا چاہتا ہی پھاٹک توڑے بہمن نے کہا اے الماس تیزپا کوئی تدبیر کرو الماس نے
کہا اور گنہگار کو بشکل نورالدہر بناؤ زیر تیغ بٹھاؤ آخر بہمن نے یہی کیا اور ایک شخص کو بصورت
نورالدہر بنایا کاؤس کو دکھایا کاؤس مجبور پلٹ گیا مگر کہہ گیا کہ ای بہمن تم اسکی میری ہاتھ سے
قضا ہی کہان جاؤگے جسدن غافل ہوے فوراً قلعے مین گھس آؤنگا پہلے تجھکو قتل کرونگا
بہمن خاموش ہو رہا نورالدہر پہ معرکہ یہ گذرا کہ جب قلعے مین پلڑ ہوا کہ نورالدہر کو الماس
تیزپا گرفتار کر لایا بہمن کی ایک بیٹی ہی کہ اسکا شیرین عذار نام ہی اسنے کہا مین بھی جا کر
دیکھون مسلمان کس وضع کے ہوتے ہین کوٹھے پہ آئی اسوقت نورالدہر و بہمن سے کلام ہو رہا
تھا اسکی نگاہ جو جمال نورالدہر پہ پڑی بیتاب ہوگئی کلیجہ تھام لیا روتی ہوئی محل مین آئی
آخر دریافت کیا کہ فلان مکان مین نورالدہر کو قید کیا ہی کئی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین کنیزون
سے حال کہا کنیزین سمجھاتی تھین شیرین عذار کہتی تھی کیونکر دل کو سمجھاؤن کیونکر خاموش
رہون دل کی تو عجب کیفیت ہی اور یہ صورت ہی

نظم

خون گرفتہ کوئی جینے سے زبون بیزار ہو — شاہ رگ پھڑکے اگر عریان تری تلوار ہو
چشم میگون صنم کا ہو جو کوئی شیفتہ — تو ہی ای ساقی بتا وہ مست کیا ہشیار ہو
کس مین ہی تیرے سوا عاجز نوازی کی صفت — کون ہی مشکل مین جو بندے کا اپنے یار ہو
قید کفر و دین سے ہین آزاد ہم زندان عشق — دونون یکسان ہین ہمین سبحہ ہو یا زنار ہو

پاس اظہار محبت بھی ہو انسان کو ضرور	یا حسن دل مین ہو لیکن لب پہ استغفار ہو
مصر مین چلے مقابل تمکو یوسف کے کرین	گنہگار جیسے زلیخا سے سر بازار ہو
تیغ ابرو پر تیرے کیونکر گلا کاٹے نہ زند	کیا کرے ایسے سوا انسان جب ناچار ہو

تیسرے دن ملکہ بہت بیقرار تھین کہ کوکا انکا سفاک نقب زن واسطے خبر کے آیا ملکہ کو اس حال
پر ملال مین پایا دریافت کیا کہ خیر تو ہی وزیرزادی نے رو رو کر سفاک کے سامنے سب حال
بیان کیا سفاک کو نقب زنی پر بڑا ناز ہی ایک مکان مین آیا کہ وہ خالی پڑا تھا وہان سے نقب
لگائی نورالدہر کو نکال لایا پاس ملکہ کے پہونچایا نورالدہر بھی خیرین عذار کو دیکھکر مائل ہوے
سفاک روز خبرین پہونچاتا ہی کہ سردار آسیب کا روز بلوہ کرکے قریب قلعہ کے آتا ہی بہمن نے
یہ مکر کیا ہی کہ ایک گنہگار کو اپنی شکل بنا رکھا ہی اسی کو دکھاتا ہی کاؤس پلٹ جاتا ہی نورالدہر
نے کہا اے سفاک کسی طرح کاؤس کو خبر پہونچاؤ سفاک نے کہا ہر چند کہ قلعے سے نکلنا بہت مشکل
ہی مگر مین بادشاہ سے جاکر کہتا ہون کہ اگر آپ کا حکم ہو تو مین کاؤس کو پکڑ لاؤن اس حیلے
سے جاؤن اپنے تئین پاس کاؤس کے پہونچاؤن نورالدہر نے کہا ادہر سے کاؤس آوے
اور باغ سے مین نکل پڑون ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار آپ دیکھئے ایسا نہو کہ دشمن گرفتار
ہوجائین سب آپ کے دشمن ہو رہے ہین نورالدہر نے کہا اے سفاک تم جاؤ جاکر بادشاہ سے
عرض کرو اگر قلعے سے نکلنے کی تدبیر ہو تو کوئی فکر کرو سفاک نقب زن چلا لیکن بڑا تردد ہی کہ ایسا
نہو بادشاہ کو خبر ہوجاے کہ اسنے نورالدہر کو چرایا تو فوراً بادشاہ قتل کرے گا اور زندہ نہ چھوڑے گا
سفاک تو خدمت مین بادشاہ کی آیا الماس جو نورالدہر کو چرا کے لایا تھا تلاش نورالدہر
مین پھر رہا ہی جی مین کہتا ہی ایسا کون گستاخ تھا کہ جو نقب دیکر لیگیا کیونکر تلاش کرون
بادشاہ کے سامنے جاکر سفاک نے مطلب اپنا بیان کیا کہ اگر حضور حکم دین تو مین کاؤس کو
پکڑ لاؤن بادشاہ خوش ہوگیا کہا اگر تو کاؤس کو گرفتار کر لاوے تو دولت دنیا سے نہال
کر دونگا بڑی خرابی یہ ہوئی کہ نورالدہر کو کوئی قیدخانے سے چرا لیگیا اسکا پتہ نہین ملتا ای
سفاک تو تلاش کر عرض کی پہلے مین کاؤس کو گرفتار کر لاؤن تو اسکو بھی تلاش کر دونگا
بادشاہ نے حکم دیا کھڑکی پھاٹک کی کھولدو سفاک باہر جائیگا جب یہ کاؤس کو گرفتار

کرلائے تو پھاٹک کھولدیا فوج والون سے مجکو کیا خوف ہی دم بھر مین سبکو پامال کرڈالونگا سفاک تو اُس طرف چلا الماس پھرتا پھراتا طرف باغ ملکہ کے آیا گانے کی جو آواز سنی کہ کوئی گائن یہ غزل گا رہی ہے - نظم

مین وہ اینا دوست تمھارا حت سے مجکو غم ہوا — زخم کو ناخن سے چھیڑا درد دل جب کم ہوا

شب گھٹی ہر پردہ دار عشق محو غم ہوا — رک گئین آ مین مزاج آرزو برہم ہوا

جان لی یا دلب شیرین نے تیرے ای صنم — میرے حق مین التفات انگبین بھی سم ہوا

درد دل زخم جگر کو اُس سے ایذا تھی مگر — ترک صحبت جسنے کی آخر کو اُسکا غم ہوا

زخم بڑھکر کھل گئے سینون پر اہل بزم کے — تھا جو شادی مرگ ہنس ہنس کر مرا ماتم ہوا

عمر کاٹی آرزوے وصل جانان مین تسنیم — کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا

الماس نے جو گانے کی آواز سنی کان اُسطرف لگائے ہوے پہلوے باغ پر آیا کمند مارکر دیوار پر چڑھا دیکھا نور الدہر پہلو مین شیرین عذار کے بیٹھے ہین اور سفاک نقب زن کا ذکر ہو رہا ہی کہ اگر اُسنے جاکر کاؤس سے ذکر کردیا تو کل صبح کو قلعے مین قیامت ہوگی مین ضرور نکلونگا بڑی نامردی ہی کہ سردار تو ہمارا پھاٹک توڑ کر آئے اور ہم نہ ہو نکلین ملکہ رو رہی ہین کہتی ہین ای شہریار مین آپ کو نہ جانے دونگی ہر شخص آپکا دشمن ہی ہمین کو آپ سے بڑی کد ہی نور الدہر کہتے ہین مین ضرور جاؤنگا ملکہ دامن پکڑے ہوے فرماتی ہین کہ ای شہریار مجھکو ساتھ لے چلیے مین بھی اپنی جان دونگی مجھے صبر نہو گا دل اپنے قابو مین نہین ہی نظم

ناز ہی غمزہ ہے یا اعجاز ہی — سحر ہے افسون ہی یا انداز ہے

وہ ہی آئینہ بے مشق ناز ہے — چشم بد دور اب تو اور انداز ہے

کیا کرون اظہار ستر عشق کا — عاشق و معشوق کا یہ راز ہے

ہین پھڑکتے تو گرفتار قفس — توڑتی بے حسرت پرواز ہے

ظلم ہی چھیڑین نہ سازندے بھی ساز — کیا مزاج دشمنان ناساز ہے

فتنہ برپا وہ کرین گے صبح و شام — گر یہی شوق خرام ناز ہے

مر بھی جاؤن تو نہ پوچھو جھوٹون بات — واہ مشفق واہ اچھا ناز ہے

گو گھلا دے یا جلا دے مثل شمع	سوز سے بے یار ہم کو ساز ہے
ہمنے دیکھا رفتار تیرے یار کو	سرو سا قد اک بہت طناز ہے

الماس نے یہ سب باتیں سنیں جی میں کہتا ہی اس گیسو بریدہ نے یہ فتور کیا گھر میں لیکر دشمن
کو بیٹھی ہی کل صبح کو قلعے میں ہنگامہ ہوگا دیوا دے اُتر اکر جاکر بادشاہ کو خبر کرون رات ہی
کو اس جوان کو مار لیں اور اس دماندار کو بھی قتل کرین لیکن یہ جوان اکیلا نکلنے پر ضد کر رہا ہی
دیکھیے کیا ہو آخر یہ مضمون سوچ کر در شاہی پر آیا محلدار کو بھیج کر بادشاہ کو بلوایا بہمن نے
پوچھا ای الماس کیا ہی کہا حضور بڑا غضب ہوا مار آستین گرگ بغل پیدا ہوا صاحب زادی
آپ کی قید خانے سے نور الدہر کو لیگئین پہلو میں لیے بیٹھی ہین سفاک لقب زن کی ذات
سے سارے فساد برپا ہوے نور الدہر کو قید خانے سے چھڑا کر لیگیا اب کا ڈس کو خبر کرنے
گیا ہی رات ہی کو چلکر نور الدہر کو مار لیجیے یہ سُنکر بہمن بہت جھلا یا کہا مین خود چلتا ہون
چلکر نور الدہر کو قتل کرونگا سب کنیزون کو مٹاؤنگا اس گیسو بریدہ کو سر بازار لاکر قتل کرونگا
اُسکی زندگی مجھے کیونکر گوارا ہو وہ ہی باعث بربادی ہی یہ کہکے سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج
ساتھ لیکر چلا پہر رات باقی ہی نور الدہر مسند پر بیٹھے ہین پہلو مین شیرین عذار کہ چند کنیزین
دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای شہریار ہوشیار ہو جیے کسی نے خبر پہونچا دی بلکہ سارا گھر گیا
بہمن خود آیا ہی کنیزین پیٹنے لگین نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ نے کہا صاحب میں
کبھی نہ جانے دونگی سارا باغ گھرا ہوا ہی نور الدہر نے ملکہ سے دامن چھڑایا فرمایا ای ملکہ عالم
بڑی مشکل کی بات ہی سب بیحیا اندر گھس آئینگے بہمن کو تو کچھ آبرو کا خیال نہیں یہ نہ سوچا کہ
وہان بیٹی ہی یہ ذلت کسکی ہوگی اسکا اُسکو خیال نہیں تم ہمارا ناموس ہو ہم تو نہ گوارا کرینگے
کہ وہ بیحیا اندر گھس آئین باہر نکل کر روکین گے یہ کہکے اپنے ہاتھ سے گھوڑا تیار کیا اُسپر
سوار ہوے بہمن دروازے پر کھڑا پکار رہا ہی ارے دروازہ کھولو ورنہ دروازہ ابھی
توڑ ڈالونگا کہ دروازہ کھلا دیکھا آفتاب آسمان جرأت صاحب شوکت وشان نور الدہر
بن بدیع الزمان تلوار کھینچے ہوے باغ سے باہر نکلے بہمن نور الدہر کو دیکھکر بھاگا
فوج والون کو آواز دی ہان یارو اسکو مارو تمام فوج نے نور الدہر پر حملہ کیا نور الدہر نے

نعرہ کیا باشہامای کافران سپاہ وای نابکاران پُر دغا۔ نعرۂ نورالدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی	کہ شاہانش جہان گیر و فلک تیغ ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہیبتش	عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانند

دیگر۔ ز طفلی بجرأت ہنر داشتم + لقا را بیک دست بر داشتم + ظفر بر یلان عرب یافتم + پس از نوجوانان لقب یافتم + نعرہ کر کے شاہزادہ لڑنے لگا افسروں کو تاک تاک کر مارا ملکہ کوٹھے پر چڑھ آئین کنیزوں سے کہا تیر مارو کنیزوں نے کمانیں سنبھالیں تیر مارنے لگیں جس خطا شعار پر تیر پڑا سہم کر گرا کافر حیران ہین کہ آسمانی آفت کہاں سے آتی ہے کئی سو سوار گرے الماس نے سر اٹھا کے دیکھا بہمن سے کہا دیکھیے آپ کی صاحبزادی تیر مار رہی ہیں بہمن نے کہا ادھر نورالدہر کو گھیر دو میں جا کر ملکہ کو پکڑوں نصف فوج نے نورالدہر کو گھیرا نصف فوج سے تو نورالدہر مصروف جنگ ہین نصف فوج کو بہمن نے ساتھ لیا ملکہ نے کوٹھے سے دیکھا کہ بہمن اس طرف آتا ہے نصف فوج نورالدہر سے جنگ کر رہی ہے مگر نورالدہر تن چشم بنے ہوئے پشت و پہلو سے خبردار خیرانہ جنگ کر رہے ہیں مگر کد و کاوش میں خود سر سے گر گیا سر برہنہ زلفین غالیہ بو ہوا سے اڑ رہی ہیں جنسے بوے مشک و عنبر آتی ہے ملکہ بیقرار ہو کر خدا سے دعا کرنے لگیں پکارتی ہیں ای کارساز دو بے نیاز اس آفت سے بچالے۔ نظم

حق ترا تاج شرف بخشید بر جن و طیور	سرفرازی داد بر جن و ملک غلمان و حور
یکدم از یاد خدا غافل مشو غافل مشو	دم غنیمت دان و ہر دم باش حاضر در حضور
گر تو باشی ہر زمان سرگرم در عجز و نیاز	حضرت مولے بحالت لطف فرماید ضرور
قاصر از خدمت مباش ای صاحب صدق و صفا	کن نہ اندر بندگی ای بندہ یکساعت قصور
بایدت اندر محبت آہ سرد و رنگ زرد	جان و دل از سوز باطن گرم مانند تنور
ہست دنیاے دنی دریاے ناپیدا کنار	تا توانی زود زین بحر تحیر کن عبور
بود ز عرفان تصفیہ باید دل تا صاف تو	حق نماید پردہ خود بینی از چشم تو دور
حاضر و ناظر پس و پیشت خدا آید نظر	زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

نورالدہر بیس ہزار جوانوں میں یکہ و تنہا لڑ رہے ہیں بہمن بلوہ کیے ہوئے طرف باغ کے آتا ہے

جب کنیزین تیر مارتی ہین سو دو سو کو گرا دیتی ہین بہمن نعرے کرتا ہوا آتا ہی او شوخ دیدہ
او گیسو بریدہ آکے باغ کو فتح کرتا ہون ایک ایک نخل کاٹونگا دیوارین باغ کی گرا دونگا
کسیکو امان نہ دونگا اب کیا نور الدہر کو زندہ چھوڑونگا آکے ایک ایک کو مٹاؤنگا ملکہ نے
خود تیر و کمان ہاتھ مین لیا اور پکار کر آواز دی او خطا شعار اپنے کو تیر سے بچا تاک کر تیر مارا گینڈے
کی آنکھ پر پڑا گینڈے نے جست کی بہمن گینڈے سے گرا لوگون نے اُسکو اُٹھایا لشکر ہٹ گئے
اور گینڈے پر سوار کیا مگر سفاک نقب زن قلعے سے نکل کر رات ہی کو لشکر نور الدہر مین
پہونچا کاؤس کو کب آرام ہی آب و دانہ اُسنے ترک کیا ہی رات دن مسلح رہتا ہی کہ اُسنے دور سے
دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہی پکار کر آواز دی کون آتا ہی جواب دے ورنہ مین تیر مارتا ہون
سفاک نے آواز دی خیر خواہ دولت ہون تمھارے پاس آنا چاہتا ہون کاؤس بشنیدن
رُک گیا آگے بڑھکر سفاک سے ملاقات کی ایک عیار پیشہ کو دیکھا حال پوچھا سفاک نے
بیان کیا کہ مین دختر بہمن کا عیار ہون مین نور الدہر کو قیدخانے سے چرا کر لیگیا تمنے دو
تین دن دھوکا کھایا ایک گنہگار کو نور الدہر بنا کے دکھا دیا تم اپنا آقا سمجھ کے پلٹ آئے
اب مین نے بموجب صلاح شاہزادہ تمکو خبر کر دی کہ اب جو وہ مکر کرے نہ رکنا جلد سوار ہو
رات ہی کو بلوہ کرو اسوقت بالاے قلعہ لوگ کم ہین نہین معلوم قلعے مین کیا ہنگامہ ہی بادشاہ
سے مین نے اطلاع کی کہ مین کاؤس کو خبر لاؤن تب بادشاہ نے مجھکو حکم دیا مین اس حیلے
سے آیا کاؤس نے شبرنگ کو برابر کھڑا کر لیا ہی کہا ای مہتر والا گوہر اس عیار کی باتین سنو
کچھ عیاری نہ کرتا ہو شبرنگ نے سُنکر کہا یہ سب سچ کہتا ہی بلکہ اسکو شاہزادے کا تردد ہی
شاید کوئی دست اندازی کرے ای کاؤس جلد چلو کاؤس گینڈے پر سوار ہوا فوج کو آواز
دی یارو آقا کو لینے چلتے ہو سب سوار و پیدل یہ آواز سُنکر دوڑ پڑے کاؤس نے کہا قاعدے
سے چلو قلعے سے توپ پڑے گی اپنے کو بچا کر قریب خندق پہونچاؤ مین تو سینہ سپر
جاتا ہون کاؤس نے گینڈا بڑھایا گھمک مار دی کہ گینڈا تڑپ کر چلا اہل قلعہ نے
کاؤس کو آتے ہوئے دیکھا غل مچا کر آواز دی کہ ای کاؤس آج کیا ہی جو رات کو
بلوہ کیا کاؤس نے کچھ آواز نہ دی اہل قلعہ نے اُسی گنہگار کو بلوا کر زیر تیغ بٹھایا کاؤس نے

کہا او مکار و اب مین تمہارے فریب کو کب مانتا ہون مین تمہارے دام مکر مین گرفتار رہا اب مجھے حال کھلا اسکو قتل کرو مین اب نہین منع کرتا ہون قلعے والون نے تو مین مارین کاؤس کا وہ بدگینڈے کو ڈالے ہوے برابر خندق کے پہونچا فوج والے بھی کترا کے پہونچے کاؤس خندق فرمایا اہل قلعہ نے دیکھا کہ سفاک نقب زن بھی ساتھ ہے تینون خندقین کاؤس فاندا برابر پھاٹک کے پہونچا ادھر تو کاؤس نے تیغہ مارا ساتھ والون نے کلھاڑے و خنجر مار کر پھاٹک کھولا کاؤس اندر گھسا فوج ساتھ ہے اہل قلعہ نے پھاٹک پر روکا کاؤس سے تلوار چلنے لگی کاؤس ان کو کب مانتا ہے کئی سو جوان مار کر ڈالدیے اس گنہگار کا بھی ہاتھ پکڑ کے اٹھایا وہ عین غین کرنے لگا کاؤس نے اسکو ایک لات ماری سفاک نے کہا بھی کہ وہ افسر اعلیٰ ہی مکر تھا کاؤس نے کہا مجھے تیری صداقت ظاہر ہوئی جو تو نے کہا وہی کیفیت ہوئی یہ کہتا ہوا کاؤس لڑتا ہوا قلعے مین آیا دور سے دیکھا کہ آقا گھیرے ہوے ہین تیس ہزار مین اکیلے لڑ رہے ہین کاؤس بیتاب ہو گیا نعرہ کرکے طرف بہمن کے چلا فوج سے کہا جا کے آقا کے خبردار ہو نوراالدہر تنہا جو بے روک رہے تھے جسکے ہاتھ مارو یا اسکے دو ٹکڑے سے کیے کریکا یک بلوہ ہوا دیکھا نوراالدہر نے کہ کاؤس عیش نشین دریلے خون مین نہایا ہوا طرف بہمن کے جاتا ہے نوراالدہر نے آواز دی اے یار وفادار کیا کتنا خوب وقت پر پہونچے یہ کہکے بہمن کو للکارا کہ او بہمن اب تو کاؤس سے مقابلہ کر تو نے مشہور کیا تھا کہ مین زیر کر لایا کاؤس جنگ مین شریک ہے نوراالدہر لڑتے بڑھتے تا بہمن پہونچے للکار کر مقابلہ مین جا پڑے بہمن نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے تھے عرصے مین کاؤس نے فوج کو تہ و بالا کر دیا کئی ہزار جوان بہمن کے قتل ہوے آخر مین جو بہمن نے ہاتھ مارا نوراالدہر نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر بہمن کی جھنگی دست حق پرست بڑھا کے کمر زنجیر مین ڈالا زور کیا خانہ زین سے بہمن کو اٹھا لیا گرد سر کے چرخ دیا چاہا زمین پر مارون بہمن نے آواز دی الامان نوراالدہر نے فرمایا امان بشرط ایمان بہمن کلمہ پڑھ کے بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو لڑائی سے روکا سب نے اطاعت قدمبوسی نوراالدہر کی کی نوراالدہر و کاؤس ہمراہ اسکی بارگاہ مین آئے بہمن نے کہا حضور

تخت پر بیٹھیں نورالدہر نے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہیں بیٹھتے
نورالدہر ذرا کمتر پر آکے بیٹھے بہمن نے وزیرون کو اشارہ کیا اُنھون نے ترنج خوشبوئی سینے
پر نورالدہر کے لگایا نورالدہر نہایت خوش ہوئے فرمایا اے بہمن ہمنے اس تقریب کو بدل و
جان قبول کیا لیکن ہم برسر راہ ہین ہمین تابہ طلسم ہفت پیکر جانا منظور ہے ہمارے عم نامدار
تلاش لوح مین ہین ہمنے بچشم ہمارا صحرائے ترکستان مین فروکش ہے سکا اسی سمت ارادہ
ہے کہ سب طرف سے بلوہ کرین ہفت پیکر ان پہاڑون کو چھوڑے اور بھاگ کر طلسم
ہفت پیکر مین جائے کوچ کا سامان تیار کرو اُدھر سے پلٹ کر عقا کرینگے فی الحال فرصت
نہین ہے بہمن نے کہا غلام ہمراہ رکاب رہے گا نورالدہر نے قبول کیا کاؤس بیشہ نشین
سپاہ سالار قرار پایا بہمن کو بادشاہ لشکر کیا دن کوچ کا قرار دیا ابھی نورالدہر قلعہ
سیاہ پوشان پر بعد شوکت حشمت فروکش ہین وقت پہ ذکر تحریر کرونگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران
بعد چھوٹنے قید کے ایک صحرائے پرفضا مین فروکش ہین ارادہ ہے کہ اپنے گو
تا بہ کوہ نیرنگ پہونچاؤن - باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقیٔ باتمیز
کہ جام و سبو مجھکو ہوگا عزیز
تری چال بھاتی ہے اے مہ لقا
تو ہے سرو گلزار حسن و صفا
تری میکدے مین جو آمد ہوئی
تو رندون کو جلسے کی بھی کد ہوئی
گلابی سے رونق ہوئی بزم کی
کہ ساقی کی آمد بہ رونق ہوئی
تجھے ساقیا جام جم کی قسم
تجھے اپنے جاہ و حشم کی قسم
دکھادے جو چہرے کا تو اپنے نور
کہ ہو قلب کو ایک خفیف سرور
یہ ساقی سے تسکین دی بارہا
چلے ہم کہ دور مصفے چلا
ہو رند میخوار اس درجہ تنگ
کہ صحبت کی ہے جیسے دلیل ننگ
وہ جلسہ جسے آج تو خاستہ
کہ ہو رند مشرب نہ برخاستہ
کیا دختر رز نے آخر حجاب
کہ ڈالی ہے چہرے پہ اپنے نقاب
ہر اک بادہ کش کو یہ خواہش ہوئی
کہ دیدار کی سیکو کاہش ہوئی
نہالان گلزار ہین سبز پوش
کہ ہے ہر کو بحر الفت کا جوش
تڑپتی ہین کل مچھلیاں نہر مین
ہر اک موج بھی ہے اسی لہر مین
قدمبوس ہون ساقیٔ جم کے ساتھ

قدم اسکے ہون اور رندون کے ہاتھ
چھپاتی ہے منھ رند میخوار سے
کہ مشتاق ہین تیرے سب بادہ نوش
ترے دور مین ساقی مہ لقا
بڑھاتے ہین میخوار غم کے ہجوم
امیر جہان گیر والا تبار
ہوئے مکر سے کاذون کے اسیر
انھین کی رقم ہوتی ہے داستان

مگر دخت رز خوب بیباک ہے
کیا آہ محروم دیدار سے
نہال تمنا مین آوے ثمر
یہ رندون نے دیکھا نہ ہے مزا
چل اے توسن کلک جادو رقم
کہ جن سے ہین کفار سب ترسا
سنی جب علمشاہ نے یہ خبر
کہ حالات جرأت ہین کرنا عیان

جو دیکھا تو کیا چست و چالاک ہے
ذرا بزم مین ہمکو صورت دکھا
کہ ہو کشت امید پھر بارور
کیا منجمون نے بھی آکے ہجوم
کہ سامان عیش و فرح ہین بہم
ہوا جلسۂ اسلام رونق پذیر
چھڑایا بدر کو بصد کر و فر
چہرہ غازیان غزوات لمر درو بشی

داستان جام ۔ بوحشی اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین ۔ شعر مصنف
راقمان کتاب عشق انگیز + می نگارند داستان غم خیز + صاحبقران زمان کو بعد رہائی زندان
ملکہ ہفت پیکر سے نہایت درجہ رنج اور قلق ہے خواجہ سے صلاح کر رہے ہین کہ خواجہ اب یہ دریافت
کرو کہ رستم کس مقام پر ہین تحفہ جات تو ماشاء اللہ اس صاحب اقبال نے پاسے لوح ملنے مین
کیا دیر ہے قضائے کار ایرج آیا لندھور نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران
نے حکم تو دیا مگر فرمایا کہ ملک پر آشوب ہے ایسا نہ ہو کہ جا کر کسی عجائب و غرائب مین مبتلا ہو
لندھور نے عرض کی نیاز مندون کو شکار کھیلے گا شام کو پلٹ کر خدمت مین آئیگا لندھور
نے داراب عیار کو حکم دیا داراب نے وقت سحر سامان صید و شکار در دولت پر مہیا کیا
لندھور باہر آئے شبرنگ تازی مرکب تیار تھا سوار ہو کر طرف صحرا کے چلے فرہاد خان
یلکضربی بھی ہمراہ ہے سبکو ساتھ لیکر صحرا مین آئے طبل بازگشتی پر چوب پڑی یکایک طائر
جھاڑیون سے نکلنے لگے بازا و بہری کو چھوڑا شکار ہونے لگا اسقدر جانوران پرندہ شکار
کیے کہ ارابے بھر گئے قضائے کار ایک تیہو جھاڑی سے نکلا لندھور کے ہاتھ مین باز تھا
اس تیہو پر باز کو چھوڑا باز نے بلندی پر جا کر تیہو کو گھیرا طمانچے مارتا ہوا طرف زمین کے
لے چلا لندھور نے مرکب مہمیز کیا ایک مقام پر باز نے تیہو کو زمین پر گرایا لندھور مرکب
مہمیز کرکے وہان اس مقام پر پہونچے دیکھا تیہو زمین پر پڑا ہے باز اسکو نوچ رہا ہے

لندھور گھوڑے سے کود ے دیکھا ایک خیمہ استادہ ہی دروازے پر چند کنیزین ماہ رخسار ٹہل رہی ہین جیسے کوئی کسیکا منتظر ہوتا ہی کہ خیمہ کا پردہ اُٹھا برج خیمہ سے ایک آفتاب طالع ہوا ایک نازنین مہ جبین مرصع پوش باہر آئی باز کا تماشہ دیکھنے لگی لندھور کی جو جمال بے مثال پر نگاہ پڑی تیر مژگان تودۂ دل پر بیٹھے ادائے جبر زہا بے اختیار پکارا ٹھے اومہ جبین وای نازنین ایک نگاہ پھر اٹھادے وہ مہ جبین پلٹ گئی پردہ خیمے پر پڑ گیا کنیزین کہتی ہین ای شخص تو کون ہی کہ ہماری مالک کے ساتھ یہ بے ادبی کرتا ہی یہان سے اُٹھ جا بیٹھنے کا ارادہ نکرنا ملکہ ناہید مرصع پوش خفا ہونگی لندھور نے ایک کنیز کو اشارے سے اپنے قریب بلایا کہا ای ماہ پیکر وای سمن بر مین اپنے ہوش مین نہین ہون شاید دل پہلو مین نہین یہ پیغام میرا پہونچا دے

نظم

لڑ بھڑ کے تم انجار سے مر کیون نہین جاتے ای رند جو دل مین ہی وہ کر کیون نہین جاتے

اکتائے ہوئے بیٹھے ہو گھر کیون نہین جاتے ای غیرت نور رشک قمر کیون نہین جاتے

جراح مرے زخم جگر سیتے ہین دن رات ناسور نہین ہین تو یہ بھر کیون نہین جاتے

تھم جانے کی کیا وجہ کوئی رونا ہے یہ بھی دن رات بہے دیدۂ تر کیون نہین جاتے

رہزن کا تو اندیشہ نہین راہ عدم مین ہم ساتھ لیے زاد سفر کیون نہین جاتے

کیون خاک اُڑاتے ہین ہم اس راہگذر کی اس کوچے مین ہم خاک بسر کیون نہین جاتے

ہو یہ بھی کوئی زیست کہ مردے سے بڑھے ہین پھٹکار ہی اس جینے پہ مر کیون نہین جاتے

ای عاشق بیدل کو خوشی رفتار اسی کی دشمن مرے فی النار سقر کیون نہین جاتے

لندھور نے اُس خواص سے کہا ہمارا پیغام اس مغرور تک پہونچا دو تمھارا احسان ہوگا خواص نے جواب دیا کہ مین جاکر عرض کرتی ہون جیسا وہان سے جواب ملے یہ کہکے خواص اندر گئی نہین معلوم وہان جاکر کیا کہا تھوڑی دیر کے بعد آئی لندھور سے کہا اندر چلیے آپ کو یاد فرمایا ہی لندھور اندر آئے برج آفتاب مین داخل ہوئے پر رعنائی و زیبائی اندر خیمے کے دیکھی کہ نہایت لطف سے آراستہ فرش مشجر بچھا ہی مسند جواہر نگار آراستہ گرد اُسکے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کنیزین دست بستہ کھڑی ہین مسند پر

وہ سرو ناز بصد انداز جلوہ فرما ہی کنیزین دست بستہ حاضر کوئی پھولون کی پنکھیا لیے جھل رہی ہی اور کوئی اُگالدان چاندی کا لیے کھڑی ہی کسی کے ہاتھ مین خاصدان گلوری پیش کر رہی ہی اس مہ جبین نے خاصدان سے لیکر ایک گلوری کھائی پہلے غنچۂ دہن وا کیا اُگال منھ کا جو اُگالدان مین ڈالا صاف ثابت ہوتا تھا کہ یاقوت کے ٹکڑے اُگالدان مین ڈالدیے وہ گلوری گلے مین دبائی ہونٹھ پہلے مسیحائی کرنے لگے لندھور جو سامنے آئے وہ نازنین نہایت ادب سے برائے تعظیم لندھور اُٹھی بائین جانب لندھور کو اشارہ کیا لندھور بائین جانب آکے بیٹھے گل چینی گلشن جمال کی کر رہے ہین وہ جمال بے مثال کہ لندھور کی نگاہ نہین ہٹتی جب وہ نازنین مسکرا کر نگاہ اُٹھا دیتی ہی برق گوہر دندان کی چمک دل پہ تاثیر کرتی ہی لندھور حیران جمال محو دیدار بیٹھے ہین لندھور ایسا بہادر کہ لقا کے پاس جاکر سفارت کی تھی اُن قیطولات بر لڑے قیطول سے لڑے مگر خائف نہین ہوے مگر وہ رعب وہ دبدبہ حسن و جمال کا ہی کہ لندھور سرنگون بیٹھے ہین ہر مرتبہ قصد کرتے ہین مگر حیا وشرم حسن آواز دیتا ہی ادب سے رہنا ایسا نہو کہ خلاف مزاج گذرے جس خواص کی معرفت لندھور نے پیغام بھیجا تھا وہ سر بہ کھڑی ہوئی پھولون کی پنکھیا ہلا رہی ہی پھول اپنی رسائی بخت پہ ہنس رہے ہین کہ یہ سرو باغ حسن و جمال ماہ باکمال ہماری ہوا مین بیٹھی ہی ہم کو بڑا ناز ہو ہنسنا آغاز ہو مسکرا رہے ہین رنگ اپنا دکھا رہے ہین لندھور نے اس خواص سے اشارہ کیا اُس خواص نے جھک کر سرگوشی کی کچھ کان مین کہا ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کیا مضائقہ ہی مگر ان لوگون مین دستور عقد ہی مہر ادا کرین تو ہم راضی ہین لندھور نے کہا ہم مہر ادا کرنے پر راضی ہین اس خواص نے کہا ملکۂ عالم فرماتی ہین کہ صاحبقران سے آپ کو کیا توسل ہی لندھور نے کہا مین اُنکا جانشین ہون سپہ سالار دست راست مشہور ہون فرزندان حمزہ مجھکو عم نامدار کہتے ہین کون ایسا شیر دلیر ہی کہ جو مجھکو بہ بزرگی نہین مانتا خواص نے کہا ملکۂ عالم مہر مین سر صاحبقران مانگتی ہین آپ کو منظور ہی لندھور نے فرمایا مین بدل و جان قبول کرتا ہون بس اُس مہ جبین نے جھک کر گلابی کی گردن لی جام لبریز کیا پنجۂ نگارین دست خورشید نما پر رکھ کر سامنے لندھور کے پیش کیا کہا اے دارائے ہند

یہ جام پختگی نسبت ہی لندھور نے دونون ہاتھ بڑھادیے جام اُس محبوب پری چہرہ کے ہاتھ سے لیا لبون سے لگاکر بے اندیشۂ انجام پی گئے جام پیتے ہی آنکھیں سرخ ہوئین چہرہ گلنار ہاتھ پانون مین رعشہ پسینے پسینے ہاتھ باندھ کر جواب دیا عہد مین فرق نہو گا جو کہا ہی وہی کرینگے اُس نازنین نے جواب دیا جلیئے مہر لیکر آیئے عقد ہو جائے اب ہم اسی مقام پر فروکش رہینگے جسوقت لندھور نے جام پیا چند گائنین جو سامنے تھین اُنھون نے فوراً طبلہ بجایا صدائے سارنگی بلند ہوئی یہ غزل گانے لگین نظم

سرکشی عشق کی درگاہ مین منظور نہین — یان سلیمان کے لیے مرتبۂ مور نہین
عہد مین اپنے خوشی رکھتی ہی عنقا کا وجود — دل غمگین ہین بہت خاطر مسرور نہین
جو کسی روز کہا ہو جسے شب باش نہین — ہنس کے فرمانے لگے اپنا یہ دستور نہین
طالب مرگ ہو خواہان ہو اگر راحت کا — گوشۂ امن کوئی اور بجز گور نہین
زخم دل کا مین ہر کیف اُٹھاؤنگا مزا — ہی نمک پاس اگر مرہم کافور نہین
چشم بد دور سراپا ہی وہ اک عالم نور — جلوۂ حسن جمال بہت مستور نہین
چشم عاشق کی طرح بہتا ہی ہر زخم جگر — کون سا داغ ہی سینے کا جو ناسور نہین
جلوۂ دوست تو موجود ہی ہر شی مین رند — آپ اندھا ہی تو آنکھون مین ترے نور نہین

اس طور سے گائن نے یہ غزل گائی کہ لندھور کا اور جوش بڑھا تلوار ٹیک کر اُٹھے کہا ملکہ مین رخصت ہوتا ہون اب جاکر مہر کی تدبیر کرون اُس مہ جبین نے کہا جلد جایئے اب سر صاحبقران لیکر آیئے لندھور باہر نکلے مرکب حاضر تھا اُسپر سوار ہوے چند خادم ساتھ تھے اُنھون نے راہ مین پوچھا کہ داراے ہند کیا معرکہ ہوا ہم لوگ تو اندر نہین گئے لندھور نے کہا نسبت پختہ ہو گئی اب ادائے مہر کی فکر مین آیا ہون راہ مین اور پہلے قراول ملے اُن سب نے دیکھا کہ لندھور کے تیور پر بل پڑے ہین ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ ڈالتے ہین اکڑتے ہوے چلے آتے ہین شکارگاہ مین جو بارگاہ استادہ تھی اُس بارگاہ مین آکر اُترے بیٹھے تھے کہ بیٹا انکا فرہاد خان یکلخت چلا آیا لندھور نے کہا اے فرزند ہماری شادی ٹھہری ہے اُسنے مہر مین سر صاحبقران مانگا ہی لہذا تم میری طرف سے خدمت

صاحبقران

صاحبقران مین جاؤ اور میری طرف سے یہ عرض کرو کہ مین مدت سے خدمت مین رہا کبھی
کچھ آپ سے نہین طلب کیا اب ایک مہ جبین پر عاشق ہوا ہون اُسنے مجھکو بخوشی قبول کیا ہی
مگر مہر مین سر آپ کا مانگا ہی لہذا مہربانی ہوگی کہ سر اپنا براہ پرورش مرحمت فرمایئے ورنہ
فساد بڑھیگا فرہاد خان نے حیران ہوکر جواب دیا کیون قبلہ و کعبہ مقدمہ مین صاحبقران
کے آپنے اقرار کر لیا اور مین ایلچی ہوکر جاؤن صاحبقران کیا جواب دینگے کیا خوش ہونگے
کہ ہمارے جانشین نے ایک زن بازاری کے واسطے ہمارا سر مہر مین قبول کر لیا لندھور نے
کہا او نالائق ملکہ عالم کو زن بازاری کہتا ہی ابھی تیرا سر کاٹ لونگا فرہاد خان نے بھی
قبضے پر ہاتھ رکھا کہا مین آپسے کیا بیگمی کار رکھتا ہون آخر آپ سے مقابلہ ضرور ہوگا اگر
آپکے ہاتھ سے مارا گیا تو بھی میری نجات ہی اب موت زندگی آپکے ہاتھ ہی لندھور نے
تلوار کھینچی فرہاد خان اپنے مقام سے اُٹھا ہندی بچہ بیچ مین آ گئے ہان ہان کرکے فرہاد خان
کو باہر لے آئے فرہاد دوسری بارگاہ مین آکر اُترا لندھور نے کہا پہلے اُس جوانامرگ کو
مٹاؤنگا تب صاحبقران سے سوال کرونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے فرہاد کو
خبر کی فرہاد نے بھی فوراً طبل جنگی بجوایا مگر داراب عیار یہ خبر لیکر طرف صاحبقران کے چلا
خدمت امیر مین آکر پہونچا مگر روتا ہوا امیر نے پوچھا ای داراب کیون اسقدر بدحواس
ہو گیا رنج پہونچا داراب نے کل حال عرض کیا اور کہا صبح کو فرہاد سے مقابلہ ہی امیر نے
فرمایا تو کیون گھبراتا ہی مین وقت پر آؤنگا دونون مین مصالحہ کرا دونگا داراب نے عرض
کی وہ حضور سے برسر فساد ہین امیر نے فرمایا تو جا مین اپنے بارہ مین کلام نہ کرونگا بلکہ اگر
اُنکا حل مشکل میرے سر پر موقوف ہی تو مین سر حاضر کردونگا میرا جانشین قدیم خیرخواہ دولت
صاحب حشمت و شوکت مین کیا اُسکی بات سے انکار کرونگا جو اُسکی خوشی وہ میری مرضی
داراب نے کہا حضور وہ ہوش مین نہین ہین بیٹے کا سر کاٹنے کو کہتے ہین جس وقت
سے وہان سے جام پی کر آئے ہین اُسی کی یاد ہی ہم سب کی صورت سے بیزار ہین دیکھیں
کیا ہو امیر نے فرمایا بہت بہتر ہوگا مگر لندھور اپنے ہوش مین نہین ہی عمرو نے کہا
آقائے نامدار آپ تکلیف نہ کرین مین جاتا ہون اُس ملعونہ کو قتل کردون تب یہ بلا

دفع ہو برق فرنگی اپنے مقام سے اٹھا یہ کہکے کہ مین ابھی جاتا ہون اُس ملعونہ کا سر لاتا ہون
عمرو نے منع کیا کہ ای فرزند جانے کا ارادہ نکر اُسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی کہ جا کر یہ فساد
برپا کرو صاحبقران نے فرمایا خواجہ ابھی تامل کرو مین کل جا کر اُسکا طرز دیکھ لون جاسوس
داراب خبر لیکر پلٹ گیا صاحبقران کو بات بہرا انتشار رہا شیرون سے ذکر کرتے ہین کہ
یارو لندھور کو کیا ہوا کہ اُسنے میرا سر قبول کر لیا اور بیٹھے سے آمادۂ جنگ ہی مین صبح کو
جاکر دیکھون کہ کیا رنگ ہو نماز پڑھ کے صاحبقران تو پشت اشقر پر سوار ہو سمت
لندھور کے چلے خواجہ ہمراہ ہین سردارون مین بہرام نے ساتھ دیا امیر کیسا جانا قبول
نکرتے تھے مگر بہرام نے عرض کی اگر غلام کو ہمراہ نہ لیجیے گا تو غلام اپنے کو ہلاک کرے گا
بمجبوری بہرام ساتھ ہوے یہان جانبین مین طبل جنگی بج چکے تھے صبح کو فرہاد و شان
خروشان چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوے گینڈے پر سوار میدان مین آیا
اُدھر لندھور میدان مین آئے فرہاد نے جو لندھور کو آتے ہوے دیکھا دور سے سلام
کیا لندھور نے منھ پھیر لیا لندھور نے ہاتھی اپنا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی وہ
جوانا مرگ کہان ہی میرے مقابلے مین آوے جب لندھور نے بہت لاف و گزاف کی
اور یہ کلمہ کہا کہ حمزہ کی قضا میرے ہاتھ سے ہی تب فرہاد نے گینڈا بڑھایا سامنے آکر سلام
کیا لندھور نے کہا تو میرے مقابلے مین آیا ہی فرہاد نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا میری کیا مجال
کہ بندگان عالی سے مقابلہ کرون سر حاضر ہی کاٹ لیجیے اگر میرے سر سے مطلب آپکا نکلے تو
مجھکو عذر نہین مگر آقا کا نام نہ لیجیے یہ غلام پر بہت شاق ہی لندھور نے کہا ای فرہاد اگر تجھکو
اپنی جرأت پر ناز ہی تو مین کیا تجھسے باہر ہون ایسا گرز مارون کہ مع گینڈے پیوند خاک کردون
فرہاد نے کہا بسم اللہ گرز اُٹھائیے مین سر سامنے کردون بقوت تمام لگائیے کہ اگر آپکے دست
حق پرست سے مارا جاؤن میری نجات ہی اور اگر خدانخواستہ مجھسے کوئی بے ادبی ہوئی تو
دنیا و عقبی دونون بگڑی لندھور نے کہا اگر اسکا تجھکو خیال ہوتا تو مجھسے کیون بگڑتا
میرا حکم بجا لا کے خدمت مین حمزہ کی برسم ایلچی گری جاتا آپس مین یہ باتین ہو رہی تھین لندھور
نے چاہا تھا کہ نیزہ اُٹھاؤن صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا صاحبقران زمان مع بہرام و خواجہ آکر

پہونچے امیر نے بہرام کو بھیجا کہ جاکر لندھور کو سمجھا دے کہ بیٹے سے مقابلہ نکرے ہر چند
کہ صاحبقران تشریف لائے مگر لندھور اسی طرح کھڑے ہوئے ہین سلام بھی صاحبقران
کو نکیا بہرام گھوڑے کو اُڑا کر بیچ مین آئے چونکہ بہرام پرلے سردار ہین سب انکا پاس
کرتے مین آتے ہی فرہاد کو جھڑک دیا اور کہا یہ کیا حماقت ہو کہ باپ کے مقابلے مین کھڑے
ہو اور کلام کرتے ہو اپنے بستر پر جاؤ فرہاد نے سر جھکا لیا اور یہ جواب دیا کہ ای عم نامدار
یہ حماقت مجھ سے بیوجہ نہین سرزد ہوئی آپ جو غور کرینگے تو نیازمند کو بجا نہ کہین گے بہرام
نے کہا ہم سمجھ لینگے مگر تم جاؤ فرہاد خان گینڈے کو پھیر کر روانہ ہوگیا اب بہرام نے لندھور
کو سلام کیا لندھور نے نکچھی سی آواز دی بہرام نے کہا ای دارائے ہند مزاج کیسا ہی تمکو کچھ
مکدر سا پاتے ہین ہمنے سنا ہو کسی عورت پر عاشق ہوئے اور جہر مین سر صاحبقران تول
کیا ای رستم زمان سر آقا سے نامدار زن بازاری کے جہر مین لندھور نے تلوار کھینچی کہا ای
بہرام زبان کو بند کرو ورنہ تمھارا سر کاٹ لونگا بہرام نے کہا ای لندھور ہوش مین آؤ ہم
صاحبقران کی وجہ سے تمھاری بزرگی مانتے ہین جب تم اُنکے دشمن ہو تو ہمارے بھی دشمن
ہو اگر تمنے امیر سے برائی کی تو ہم کیا تمھارے ساتھ بھلائی کرینگے ایک زن بازاری فاحشہ پر
یہ ناز لندھور نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا بہرام نے کہا ای لندھور مجھسے
بے ادبی نہوگی کہ سامنے آقا کھڑے ہین تو نے ادب و پاس سب کھویا تیرے لیے بہت
برا ہوگا جسوقت اُنکے فرزند سنین گے تو تیرے قتل پر کمر باندھین گے اگر رستم کو خبر ہوئی
کہ لندھور نے ہمارے باپ کا سر جہر مین ایک زن بازاری کے مقرر کیا ہو تو آفت برپا کرینگے
زن بازاری کے نام پر لندھور بگڑا آواز دی او حبشی ابکی ہاتھ مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا بہرام
نے کہا ای لندھور ابکی ہاتھ لگاؤ تو لطف جرأت کھلے مین بھی تیری رستمی دیکھ لون لندھور
نے پھر ہاتھ مارا بہرام کا زخم سر چپارہ ہوگیا بہرام نے ایسے کاری زخم کھا کر تلوار کھینچی اور
کہا کہ ای لندھور اب مین بھی اسواسطے ہاتھ لگاتا ہون کہ ذہن سے تمھارے یہ نکل جائے کہ
رفیقان صاحبقران تمسے کسی بات مین بند ہینگے یہ کہکے بہرام نے ہاتھ مارا شانہ لندھور کا زخمی
ہوا کچھ ہندی بیچ مین آپڑے چند نے بہرام کے آگے ہاتھ باندھے منت و خوشامد بہرام کو پھیرا

بعض نے لندھور کے سامنے عذر کیا کہ ای دارائے ہند صاحبقران سامنے سے دیکھ رہے ہین ایسا ہنو کہ تم پر آپڑین لندھور نے جواب مین کہا کہ مین خود حمزہ کو سر میدان ڈھونڈونگا اگر مقابلہ نکریگا تو سر کیونکر کاٹونگا آخر ہندی پھیر کر لندھور کو لے گئے بہرام خدمت مین امیر کی آیا کہ فرہاد نے آکر ملاقات کی کہا ای آقائے نامدار آپ تشریف لیجائین مین لندھور سے سمجھ لونگا امیر نے فرہاد کو بھی ساتھ لیا فرمایا کہ ای فرزند ساتھ چلو تم اس دیوانے کے منھ نہ چڑھو اب جو یہ لشکر مین آئیگا دیکھین کیا کرتا ہی صاحبقران بہرام و فرہاد کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آئے لندھور جب خیمے مین آیا زخم دوزی کرائی داراب سے کہا ہمارے لشکر والون کو خبر دو کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو ہمارے پاس آئے ہم امیر پر لشکر کشی کرینگے داراب نے جاکر لشکر لندھور مین خبر کی سب سردار لندھور کو برا کہنے لگے کہتے تھے یارو معلوم ہوتا ہی وقت زوال لندھور کا آگیا کہ امیر سے بگڑا ہی جسدن امیر سے مقابلہ پڑے گا امیر رگڑ کر مار ڈالینگے اگر وہ سحر مین ہی تو امیر مالک اسم اعظم ہین مگر یہ ارادہ ہی تو بھلا ہی تو ہمارا آقا ہی ہمین چلنا چاہیے سب تیار ہوئے سب نے صلاح کر کے افسرانکی کو خدمت مین صاحبقران کی بھیجا کہ ای آقائے نامدار ہم آپکے دل وجان سے تابعدار ہین مگر اُسنے بلایا ہی ناچار جاتے ہین بروقت جنگ ہم آپکے شریک ہین افسرون نے آکر سر دربار رو رو کر بیان کیا کہ غلامون کو انتہا کا قلق ہی مگر اُسکے بلانے پر مجبور جاتے ہین جسے یہ ہنوگا کہ بروقت جنگ اپنے بھائیون اہل اسلام کو قتل کرین لندھور پر سب ٹوٹ پڑینگے وہ شکست فاش ہوکر ہندوستان چلے جانے کی تلاش ہو اُسنے ہم کو اسواسطے بلایا ہی کہ آپ پر لشکر کشی کرے امیر نے سبکو گلے سے لگایا فرمایا بھائیو مجکو تم سے سب طرح کی امید ہو بسم اللہ اُسنے بلایا ہی تو جاؤ دیکھو کیا کرتا ہی نولاکھ ہندی کھماچی مسلح ہوکر پشت ہائے مرکب پر سوار ہوئے یہان لندھور اُترا ہوا تھا کہ خبر پہونچی لشکر آیا لندھور نے سبکو اس صحرا مین اُتارا کہا کل لشکر تیار رہے مین حمزہ پر لشکر کشی کرونگا صبح کو لشکر لندھور نے تیار کیا آپ مست ہاتھی پر سوار ہوا نولاکھ جان بازون کا لشکر لیکر چلا صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی کہ لندھور مع لشکر آتا ہی امیر نے فرمایا آنے دو عمرو نے کہا ای آقائے نامدار اب غلام کو رخصت دیجیے ورنہ لندھور سے

بڑی گذرے گی لندھور کو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہو سب سردار کہہ رہے ہیں ہم نکل کر لندھور سے مقابلہ کرینگے امیر کو بڑا تردد ہو کہ دیکھیں اس ہندی سے کیا گذرے مقابلہ نکرنے مین بڑی خرابی ہو اور مقابلہ کرنے مین بھی مشکل ہو شام کو لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہر کاروں نے امیر کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا طبل جنگی بج چکے تب خواجہ بھاگے لازبان لندھور کی زبانی سن چکے ہین اسی صحرا کی طرف چلے صحرا مین جو آئے دیکھا صحرا ویران پڑا ہو نخل جلے ہوے طائر آشیانوں سے نکل کے ہر نخل کے نیچے پڑے ہوے نہرین خشک پڑی ہین خواجہ اس صحراے ویران کو دیکھتے ہوے آگے بڑھے ایک مقام پر دیکھا پانچ سات عورتین ٹہل رہی ہین عمرو نے صورت اپنی انھین کنیزون کی سی بنائی انھین جا ملا وہ کہ رہی ہین کہ آج دیر ہوگئی ملکہ ابھی تک تشریف نہین لائین معلوم ہوتا ہو آج صحبت عیش آراستہ ہوئی ایک نے انھین سے کہا کہ اب ملکہ کے پاس چلو سب نے کہا بوا یہ بڑا غضب ہو ملک کا ہونا بڑا باعث خرابی ہو چلو چل کے دیکھین فرمائی تھین کہ ہم قریب شام آئینگے یہ کہتی ہوئین دس بارہ کنیزین اس مقام پر آئین کہ جہان خیمہ استادہ تھا عمرو نے دیکھا خالی خیمہ استادہ ہو روشنی بھی وہان نہین آخر ان سب نے کہا باغ سنبلستان مین چلو شاید وہان تشریف رکھتی ہون سب کنیزون کے ساتھ خواجہ بھی چلے چند نخل طے کر کے دیکھا کہ سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہو اور چند کنیزین دروازے پر کھڑی ہین ان سب کو دیکھکر ان سب نے آواز دی ارے تم کیون چلی آئین ان سب نے کہا جب وقت گذر گیا تو ہم چلے آئے ایک نے انھین سے کہا کہ بوا یہ بھی خبر کچھ معلوم ہوئی کہ وہان لندھور نے صاحبقران سے کہا کیا ہر چند کہ لندھور کا غالب ہونا بہت دشوار ہو لیکن بڑی سختی کریگا لندھور ہی ہاتھ سے سرداروں کے مارا جاے کہ امیر کو صدمہ پہونچے مراد تو یہ ہو کہ ایسا صدمہ و ملال امیر کو پہونچے کہ طلسم کی طرف رخ نکر سکین یہ مراد ملکہ عالم کی ہو کنیزون نے کہا ہم نے یہ خبر پائی تھی کہ لندھور نے امیر لشکر کشی کی طبل جنگی بجے اب کل مقابلہ ہوگا یہ باتین کرتی ہوئین سب ایک جگہ جمع ہوئین سب نے کہا اب ملکہ کے پاس چلو خواجہ ساتھ ہین کہ ایک نے کہا اگر ملکہ عالم قصد نہ کریگی تو مشکل ہو کہ صاحبقران کا سر لندھور کاٹ لین سب سردار آمادۂ قتل لندھور ہونگے لندھور کی جان بچنا دشوار

ہوگی غرضکہ سب باغ مین آئین دیکھا باغ نہایت وسیع نخل سر سبز و شاداب پھول پھل لاجواب دیکھتے ہوے خواجہ وسط باغ مین آئے دیکھا مسند پر ایک نازنین مہ جبین بیٹھی ہی گرد گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کہ ایک گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

عشق بیخود ہو کرے پھر نہ خودی ہم مین رہے — یہ بھی معلوم نہو کون سے عالم مین رہے
رات بھر سینے سے آتی ہی صدائے شیون — چند ارمان دل مردہ کے ماتم مین رہے
شوق ہی اُسکو بھری بزم مین ہنسنے کا اگر — دل بغم مین رہے دیدۂ پرنم مین رہے
شب کی انجمن کا سنو ہم نفسو مجھسے نہ حال — اُسنے پوچھا جو مری خاطر برہم مین رہے
رہکے دل زلف مین کام آئیگا کیا اُنکے جلال — خوب سینے کو ابھارے جو وہ محرم مین رہے

خواجہ نے کنیز کا ہاتھ تھام لیا کہا بجا ہے سُری گاتی ہو مین گا کے دو چار شعر سناؤن مسند نشین نے کہا ای رنگین تجھے گلچین کو گانے دو خواجہ نے باجان بجایا چند اشعار گائے پوچھتے جاتے ہین کچھ مسافرون کی زبانی معلوم ہوا کہ لندھور نے امیر پر لشکر کشی کی ہو دیکھیے آپس مین کیا ہو کیون حضور جو آپ نے فرمایا ہو کہ سر صاحبقران لاؤ لندھور ہی کر گندے کا مسند نشین نے کہا قتل ہونے مین صاحبقران کے ابھی دیر ہی جب تک وہ شریک نہوگا تب تک دشمن پڑے گا دیکھو مین تدبیر کرتی ہون پھر نازنین مسند نشین نے دونون ہاتھ زمین پر مار کے چلاکر آواز دی ای نیرنگ شعبدہ باز اپنی نیرنگیان دکھا دے شعبدے کا رنگ جما دے صبح کو مقابلہ ہی ہمین تمھاری کارستانی دیکھنا ہی دیکھا ایک طائر نخل سے اڑا اور چکا دیے مارتا ہوا غائب ہوگیا یہان سر دربار دارائے ہند کہ رہا ہی کہ کل حمزہ کو قتل کرونگا ایک ضرب گرز مین پیوند خاک کرونگا سر دارا لکا جو بولیگا اسکو بھی مٹاؤنگا خالی پلٹ کے میدان سے نہ آؤنگا ملک باد کرتی ہوئی کہ یکایک آسمان پر سناٹا ہوا دربار گاہ سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے گرد سر لندھور چیخ مارا چیخ مار کر غائب ہوا لندھور کا جوش اور زیادہ ہوا کہتا ہے ای لات و منات کل صبح کو مدعا میرا حاصل ہو کر صاحبقران سے مقابلہ پڑے تب اول کھلے سرداران ہندوستان کو بڑا تردد ہی کہ کل دیکھیے کیا گندے لندھور کو انتشار ہی مگر صاحبقران بیقرار ہین یہان عمرو ملکہ سے باتین کر رہے ہین کہ آسمان پہ سناٹا ہوا اوای

طائر چکارے مارتا ہوا سامنے آیا مسند نشین نے پوچھا ای نیرنگ کہا کیا طائر مثل انسان
گویا ہوا عرض کی جوش و خروش بڑھتا آیا اب صبح کو ضرور لندھور صاحبقران سے مقابلہ
کریگا صبح کو حال معلوم ہوگا ہرکارے واسطے خبر کے مقرر ہین یہ باتین کرکے طائر اُڑ گیا مگر
وہ نازنین مسند نشین چپ بیٹھی ہی ہر مرتبہ کہتی ہو آج کیا باعث ہوا کہ تشریف نہین لائے
انکا آنا مجھپر شاق ہی دل صورت زیبا کا مشتاق ہی کنیزین کہتی ہین حضور آتے ہونگے اگر حکم ہو تو کنیزین
جائین بلاکر انکو لائین بیان کرین کہ ملکہ آپکے واسطے پریشان ہین مسند نشین نے کہا تم لوگ کہان
جاؤگے تھوڑی دیر انتظار کرکے مین خود جاؤنگی دیکھکر چلی آؤنگی کنیزون نے کہا حضور یہ امر مشکل ہی
آپ آج کل قدم باغ سے باہر نہ نکالین ایسا نہو وہ ظالم عیار حمزہ آپکی تلاش مین ہو مسند نشین نے
کہا میرا کیا کرسکتا ہی مجھے بھی اُسکے نام سے خوف ہی مگر جدھر آئیگا گرفتار ہوجائیگا خواجہ
گھبرائے خاموش بیٹھے ہین کبھی باتین بناتے ہین کبھی حیران ہوتے ہین کہ یہ کیسے انتظار مین ہی
اُسنے کیا انتظام کر رکھا ہی کہ جسپر یہ نازہی کہ عیار مجھ تک نہین آسکتا مین یہان تک آیا کوئی مجھسے متعرض
نہین ہوا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا بجلے زور و شور سے پانی برستا ہوا اولا برنا بجلی
کڑکتی ہوئین مسند نشین اُٹھ کھڑی ہوئی چہرے پر بحالی آگئی کہا لو صاحبو وہ آگئے سرِ باغ پردہ ابر
پھٹا دیکھا ایک ساحر قوم کا زنگی مگر تاج سر پر تخت پر لٹا ہوا آیا تخت اُتارا مسند نشین نے آواز دی
کہ ای ظلمات کہان دیر لگائی ساحر نے جواب دیا ای ملکہ عالم مین لشکر حمزہ تک گیا تھا لندھور نے
طبل جنگی بجوایا ہی کل مقابلہ ہوجائیگا اب حمزہ ہاتھ سے لندھور کے نہ امان پائیگا لشکر حمزہ مین
بڑا انتشار ہی یہ بھی مین نے ذکر سنا کہ عیار حمزہ تمھاری فکر مین نکلا ہی مسند نشین نے کہا یہان تک
تو نہین آیا نا جادو نے کہا عمرو ایسا طرار ہی کہ اُسکی فکر خالی نہین جاتی اُس کا ارادہ فوراً ہوتا
ہی اور مین تو کتاب ہفت پیکر مین دیکھکر آیا ہون کہ تمھاری صحبت مین عمرو بیٹھا ہی دیکھو مین ابھی
پکڑے لیتا ہون یہ کہکے پکار کر آواز دی ای طائر حیلہ گر جلد آؤ پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا جیسے
خواجہ نے چاہا کہ صحبت سے نکل جاؤن ظلمات نے کہا خبردار کوئی یہان سے نہ ہٹے وہ طائر
اگرد عمرو کے چیخ مارنے لگا عمرو کے چہرے کا رنگ و روغن اُڑ گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا
عمرو نہ بول سکا ظلمات نے عمرو کو گرفتار کیا کہا کیون ملکہ آپ نے دیکھا مین نے اسوقت

باغ مین اپنے ارادہ کیا کہ تمھاری ملاقات کو چلون طائر آشیانون سے نکل کر چیکارنے لگے
مین فوراً سمجھ گیا کوئی افتاد ہی اب مین عمرو کو لیے جاتا ہون آپ انتظام بربادی صاحبقران
کیجیے کل صبح کو لندھور صاحبقران سے لڑیگا بیشک غالب آئیگا جب تمھارے پاس سر لیکر
آئے تو وہ سر خدمت مین خداوند کی روانہ کر دینا اور یہ بھی لکھنا کہ لونڈی نے خاتمہ مسلمانان کر دیا
ای حسین شعبدہ باز غافل نہ رہنا اب تمنے ارادہ کیا ہی تو یہ ارادہ پورا ہو خوب سمجھا کر عمرو کو لیکر
تخت پر ڈالا لیکر ایک جانب چلا راہ مین خواجہ نے کہا ای ظلمات تجھ ایسا ساحر میری نگاہ سے
نہین گذرا ظلمات نے جواب دیا او مکار مجھے یہ باتین پسند نہین عمرو نے کہا ای ظلمات اگر مجھ پر
مہربانی کرے اور رہا کر دے تو مین صاحبقران کو پکڑ لاؤن جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ظلمات جواب نہین
دیتا کہتا ہو او ساربان زادے مجھ سے باتین نہ بنا قدرت نے جو کتاب تیرے مکر مین لکھی ہی اگر
ساحر اُسکے پابند رہتے تو کسی پر تیری عیاری نہ چلتی یہ کہکے عمرو کو لایا لاکر ایک مکان مین قید کیا
یہان لندھور نے رات بھر تیاری کی مالک وغیرہ سامان جنگ مین مصروف ہین صبح کو سب تیار
ہوکر در دولت صاحبقران پر آئے دیکھا مقبل رو رہا ہی قاسم نے پوچھا کیون ای مقبل خیر تو
ہی مقبل نے کہا صاحبقران فرش خواب سے غائب ہو گئے نہ کہین نقب کا ہی اور نہ سراغ
چاک ہی مگر صاحبقران فرش خواب پر نہین ہین خواجہ بھی لشکر مین نہین ہین کئی دن ہوے لشکر
سے نکل گئے کون تلاش کرے سب سردار بیقرار ہو گئے مالک نے کہا بہت مناسب ہوا صاحبقران
کا نہونا ہم لوگ اس نمک حرام سے مقابلہ کرینگے کیا اُس سے کوئی پایہ کمی رکھتا ہی نہین معلوم
وہ ہندی کیا سوچا ہی اہل ہند کو جنگ وجدل مین کیا دخل یہ کہکر مالک سب لشکر کو ساتھ
لیکر میدان کارزار مین آئے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا لندھور ہاتھی پر سوار پشت پر
نولاکھ ہندی سب آمادۂ جنگ میدان مین آکر صفین جمائین جب صفین جم چکین نقیب نقابت
کرکے ہٹے لندھور نے ہاتھی اپنا میدان مین نکالا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان صاحبقران
کہان ہین میرے مقابلے مین آوین مالک نے مادیان کو بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا سامنے لندھور کے
آیا کہا کیون ای ہندی تو اپنے کو عاشق صاحبقران مشہور کرتا ہی صاحبقران کو چرا منگوایا
اگر وہ ہوتے تو تیرے مقابلے مین نہ آتے جان لے کہ تیری جان بخشی ہوگئی ورنہ ہاتھ سے

امیر کے مارا جاتا لندھور نے کہا اور عرب سو سوار خوار تو میرے مقابلہ میں آیا مالک نے کہا یہی
ارادہ ہی تو سودائے خام جو تیرے دل مین سمایا ہی اُسکو نکال دون گا تجھکو متنبہ کردونگا کہ تو اس
امر قبیح سے باز آئے لندھور نے کہا اے مالک جان کو اپنی غنیمت جان سامنے سے میرے
پلٹ جا ورنہ مارا جائے گا مالک نے کہا مین تیری جان کا ملک الموت ہون ایک زن ساحرہ کے
واسطے آقائے نامدار سے بے ادبی کرتا ہی لندھور نے نیزہ مارا مالک سردار نیزہ داران میں اس
فن سے نیزے کو رد کا کہ لندھور حیران ہوگیا دونون مین نیزہ چلنے لگا مالک نے فن نیزہ بازی
مین دنگ کر دیا آخر چار گھڑی مین مالک نے نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکالا لندھور نے فوراً
تلوار کھینچی اور آواز دی یہ وہ تلوار ہی جس سے صاحبقران کا سر کاٹونگا آج تیرے سر پہ
چلاؤنگا یہ کہکے ہاتھ مارا مالک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار لندھور کے ہاتھ کی ضرب گرگی
سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری مالک کے تا دوابرو پہونچی مالک نے دستانہ مارا تیغہ جھکا کر
نکلا مگر چادر خون کی چہرے پہ آئی مالک نے اتنا بڑا زخم کھا کے ہاتھ مارا کہ لندھور کا شانہ زخمی
ہوا عربون نے جو مالک کو زخمی دیکھا اسی ہزار نیزہ دار آ پڑے لندھور کی بھی فوج نے قصد کیا
قاسم بھی اپنے خاوریون کو لیکر آ پڑے ہندیون نے جو اہل اسلام کو دیکھا تلوارین روکین
پکار کر کہا بھائیو لندھور کو سودا ہی ہمین سودا نہین ظاہر مین لڑنے لگے مگر تلوار نہین چلتی ہی
ہندیون نے کسیکو قتل نہین کیا بعض نے تلوارین کھائین خود زخمی ہوے مگر تلوار نہ لگائی
اسی خیال سے کہ اپنے ہم مذہب پر کیا ہاتھ لگائین اپنے کو گنہگار بنائین لندھور نے جو پلٹ کر
دیکھا کہ مین اکیلا لڑ رہا ہون سرداران صاحبقران مثل جمہور و فرامرز وغیرہ لندھور کو گھیرے
ہین لندھور پہ تلوار پڑ رہی ہی کئی زخم لندھور نے کاری کھائے آخر دیکھا کہ مین مارا جاؤنگا میرے
سردار مدد کو نہین آتے ہر چند لندھور ترغیب دیتا ہی مگر وہ گھوڑا بڑھا کر ہٹ جاتے ہین جب
لندھور کا خون بہت جاری ہوا کہ آنکھ بند ہونے لگی تب لاچار ہوکر حکم دیا کہ طبل بازگشت
بجے طبل پر چوب پڑی لندھور پلٹا سردارون سے اپنے کہتا ہوا کیون یارو تم وقت پر ہماری
مدد کو نہ آئے سردار کچھ حیلے حوالے کر دیتے ہین لندھور آکر داخل بارگاہ ہوا علاج ہونے لگا
ایک شب کو لندھور بہت گھبرایا دارا ب سے بلا کر کہا اے یار وفادار آج فراق مین معشوق کے

میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی دل کی یہ کیفیت ہے نظم

حیران سے ہین آئینے مین رخسار کو تکتے　　عاشق کی طرح آپ ہین دیوار کو تکتے
دلجوئی ملازم کی ہی سرکار کو منظور　　کس میٹھی نظر سے ہین نمک خوار کو تکتے
کیا جھوم کے ابر آیا ہی قبلے کی طرف سے　　میخوار ہین سب خانۂ خمار کو تکتے
جس روز سے سجدہ دیئے آپ نے روزن　　رہگیر کنکھیون سے ہین دیوار کو تکتے
دنیا کا عجب حال ہوا ای رندو نہ پوچھو　　احباب ہین احباب کی دستار کو تکتے

داراب بیقرار ہو گیا کہا جو ارشاد فرمایئے وہ بجا لاؤن کہا تم معشوق کے پاس جاؤ ہمارا پیغام پہونچاؤ داراب نے عرض کی اگر غلام وہان تک پہونچے تو دس پھیرے کرے لندھور نے رقعہ اشتیاقیہ لکھکر دیا کہا صحراے گلگون مین جاؤ وہان ایک خیمہ استادہ ملے گا اندر چلے جانا اشتیاق نامہ جاکر دینا یہ ذکر تھا کہ لندھور سے عرض ہوئی کہ دروازے پر ایک کنیز حاضر ہی لندھور نے کہا بلا لو کنیز نے آکر لندھور کو سلام کیا اور کہا ای دارلے ہند ملکہ نے پوچھا ہی کہ سیر صاحبقران کا آپ نے نہیں بھیجا لندھور نے کہا صاحبقران غائب ہوگئے ہین اگر وہ ہوتے تو مین سر ضرور روانہ کرتا سر داران صاحبقران کو زخمی کیا جنگ مغلوبہ بھی ہوئی لیکن جاکر ملکۂ عالم سے عرض کرو کہ مجھکو صحبت مین بلایئے مین مشتاق جمال ہون کنیز نے کہا چلیے کنیز نے لندھور کو ساتھ لیا لندھور اُس کنیز کے ساتھ چلے کنیز نے کہا آپ خالی چلتے ہین ملکہ ضرور آزردہ ہونگی لندھور نے کہا مین عہد کامل کرونگا کہ مین اس ہفتہ کے اندر سر ضرور حاضر کرونگا فرزندون مین آج فقط قاسم لشکر مین ہین آخر لندھور ہمراہ کنیز چلے صحراے سبزہ زار مین پہونچے لندھور نے دیکھا شب کا وقت ہی مگر نخل سرکشی کر رہے ہین وجد مین جھوم رہے ہین جابجا درختون پر طائر مصروف زمزمہ سرائی ایک درخت پر بہت سے طائر بیٹھے ہین ایک طائر مثل انسان کے پکار رہا ہی ای آیندو روند آگاہ ہو کہ دنیا مقام عبرت ہی مقام عشرت نہین ایکدن سب فنا ہین جمشید ایسا بادشاہ جسنے دنیا کو آراستہ کیا تاج و تخت نکالا حاجب دربان مقرر کیے وہ ہاتھ سے فنا کے مارا گیا کسنے اس دنیا مین آکر آرام پایا ہر شخص حسرت لے گیا بقول شاعر۔ نظم

ای سلیمان چہ سقف سپہر غدار　　تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

اس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا — جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
قصر کو جانے دو با خشت کو واں کی دیکھو — تکیۂ گور و گون آج ہی ہر اک کا مزار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو — ہو خرابے میں اگر قصر فریدوں کے گزار

یہ اشعار جو لندھور نے دبانی طائر کے سنے ہوش اڑ گئے جی میں کہتے ہیں ای لندھور بڑے تاسف کا مقام ہی یہ طائر ناپائداری دنیا بیان کرتا ہی سچ کہہ رہا ہی افسوس معشوق کی ملاقات کو خالی ہاتھ جاتے ہیں آخر بیتاب ہو کر کہا ای کنیز مجکو کس جگہ بلائی اُسنے کہا سر اُٹھا کر دیکھیے لندھور نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک خیمہ بیچ صحرا میں استادہ ہی قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کر رہا ہی چند کنیزیں دروازے پر ٹہل رہی ہیں اُنھوں نے پکار کر آواز دی ای نسترن تیرے ساتھ کون ہی اُس خواص نے جواب دیا دارائے ہند مشتاق ہو کر آئے ہیں جا کر عرض کرو کنیزیں اندر گئیں تھوڑی دیر میں پلٹ آئیں لندھور در بارگاہ پہ پہونچ گئے تھے اُنھوں نے کہا چلیے آپ کو یاد فرماتی ہیں ملکہ بولی ہیں مگر فرمایا ہی کوئی سر بھی ساتھ ہی لندھور نے سر جھکا کر جواب دیا حضور سے عرض کرو کہ صاحبقران لشکر سے غائب ہو گئے میں مجبور تھا یہ کہکے سامنے پہونچے دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہی مسکرا کر کہا کیوں صاحب سر لائے لندھور نے کہا صاحبقران لشکر سے غائب ہو گئے ہیں میں نے سرداروں کو زخمی کیا مگر وعدہ کرتا ہوں کہ اسی ہفتے میں سر لا دونگا اُس نازنین نے لندھور کو بٹھایا کہا پختہ وعدہ کرو ہمیں تمھارا فراق ناگوار ہے دل بیقرار ہی عجب کیفیت ہی حقیقت میں یہ صورت ہی۔ نظم

واہ کیا شکل ہی سیرت کی شباہت کیسی — آپ تو کیسا ہی صانع تری صنعت کیسی
دیکھتے بھی نہیں تم چشم عنایت کیسی — پیار کیسا ہی مری جان یہ الفت کیسی
رکھ چکا ہوں میں گلا اپنا چھری کے نیچے — سانس لینے کی تو مہلت نہیں فرصت کیسی
ٹال جاتے تھے جو تم میں بھی طرح دیتا تھا — درگذر اب نہیں کرتے تو مروت کیسی
مجھسے مانگو کبھی وہ شہ خوبی ای لند — جان تک دیدوں اُسے دولت و حشمت کیسی

یہ اشعار سنکر لندھور کا اور اشتیاق بڑھا اُس نازنین نے بحسرت کہا ای دارائے ہند ہر رات ہمیں بڑی سختی سے کٹتی ہیں کالی راتیں ہمکو بڑی مصیبت میں گذرتی ہیں تمکو ہمارا بالکل خیال نہیں آتی

حقیر چیز ہمنے طلب کی وہ تمسے نہین ہوسکتی لندھور نے غصے مین جواب دیا کہ اے ملکہ مین اپنا
حال کیا کہون کلیجے پر چھریان چلتی ہین تمکو کیا معلوم دن رات کیونکر گذرتے ہین مگر مجبور ہون
حمزہ کے نہونے سے یہ عرصہ ہوا ورنہ خالی ہاتھ نہ آتا اب جاکر سردارون سے اُنکے کہونگا کہ امیر کو
حاضر کرو ورنہ تم سبکو قتل کرونگا جب سردار اُنکے قتل ہونگے جہان کہین صاحبقران ہونگے فوراً
چلے آئینگے جب لندھور نے بسنت کہا تب وہ تخت نشین اُٹھی کہا اچھا جایئے پھر کنیز کو بھیجونگی
مگر اب خالی ہاتھ نہ آنا لندھور نے کہا اگر سامنا ہوا تو کیا مین صاحبقران کو چھوڑونگا فوراً قتل
کرونگا خوب عہد واثق لندھور نے کیا دفعتاً زمین چمک کر تخت پر سوار ہوئی سبکو ساتھ لیکر طرف آسمان
کے روانہ ہوگئی لندھور نے دیکھا خیمہ بھی نہین مین میدان مین اکیلا کھڑا ہون لندھور گھوڑے پر
سوار ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلے تھے کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش
بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا ساتھ والون کو آواز دی کہ اس ہندی کو مار لو زندہ نہ جانے پائے
بارہ ہزار جوانون نے لندھور پر بلوہ کیا داراب نے جو دیکھا کہ سب طرف سے لندھور پر حربے
پڑ رہے ہین طرف لشکر لندھور کے بھاگا آکے لشکر مین اطلاع دی کہ یارو جلد چلو نقابدار مرصع پوش
نے لندھور کو گھیرا ہے تمام سرداران لندھور فوراً دوڑے اُسوقت آکر پہونچے کہ زخمون مین لندھور چور چور
ہورہا ہے نقابدار نے حکم دیا مشکین باندھ لو لوگون نے آکر لندھور کو گھیرا ہے چاہتے ہین لندھور کو کھینچین
عیار نقابدار نے چاہا ہے کہ حلقہ ہائے کمند مارکے لندھور کو گھوڑے سے اُتار لون کہ داراب
جست کرکے برابر عیار نقابدار کے پہونچا جنگ کرکے عیار نقابدار کو ہٹایا سرداران لندھور
نے لندھور کو گھوڑے سے اُتار لیا ہو لعار پر ڈال کے بھاگے دور تک نقابدار نے پیچھا کیا جب
کئی کوس لے بھاگے تب پکار کر نقابدار نے آواز دی کہ لندھور خبردار اگر غلامان امیر کو تو نے
ستایا تو سر میدان آکر تجکو قتل کرونگا اُس فاحشہ سے کیا عہد کیا خبردار اس عہد کا پابند رہنا ورنہ
خراب جائیگا سر میدان تجھکو ذلیل کرونگا زندہ نچھوڑونگا تو نے خبر پائی کہ صاحبقران کو کوئی چرا کر
لے گیا اسیر دباؤ ڈالنے کا ارادہ کیا بہت ہوشیار رہنا تجکو غیرت نہین آئی مدت گذری خدمت
صاحبقران مین اب یون باغی ہوگیا دشمنی پر کمر باندھی یہ کہکے نقابدار پلٹ گیا لندھور کو سردار
لیکے بارگاہ مین لاکر اُتارا جراحون کو بلاکر شانے دوائے لندھور کا علاج ہونے لگا دوسرے

دن شام کو وہی خواص برائے خبر لندھور آئی لندھور نے تمام کیفیت بیان کی خواص نے
کہا ای داراے بندہ نہ گھبراؤ مین اس نقابدار کو تلاش کر کے سزاے معقول دینگی لندھور نے
کہا مجھکو نقابدار نے بہت عاجز کیا بارہ ہزار جوان اکیلے پر ٹوٹ پڑے آخر سرداران ہندوستان
وقت پر پہونچے مجھکو بچا کر لے آئے ای خواص ملکہ سے سب حال بیان کرنا جب نقابدار کو گرفتار
کرین تو مجھکو بلا بھیجنا میرے سامنے سزا دے خواص پلٹ کر گئی حسین سے سب حال بیان کیا حسین نے
کہا صاحبقران و عمرو میرے قبضے مین ہین انکو قتل کرونگی آج ظلمات سے کہلا بھیجونگی و
امیر کو قتل کریگا میرا سپاہ سالار ہی جو عمرو کو گرفتار کر کے لیگیا ہی حمزہ کو بھی وہی لایا ہی حمزہ کو بڑی
سختی سے قید کیا ہی یہ کہکر خود اٹھی تلاش مین نقابدار کے چلی نقابدار جو لڑکر لندھور سے گیا ہی پاس
صحرا مین جاکر اُتر پڑا حسین نے جاکر جو دیکھا نقابدار ایک صحرا مین اُترا ہی پلٹ کے آئی ایک خواص
کو حکم دیا کہ جلد جا فلان جنگل مین نقابدار اُترا ہی سحر کرنا کہ ہاتھ پاؤن سب بیکار ہون نقابدار کو
گرفتار کر لا خواص اسکی کیفور جادو اسی وقت اسباب سحر لیکر روانہ ہوئی صحرا کا پتا تو اُسنے ٹھیک
دیدیا تھا یہ کنیز بر سر کوہ پہونچی نقابدار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی عیار طرار سر پر مگس رانی کر رہا ہی رفقا
جمع ہین نقابدار کہہ رہا ہی کہ ای عیار طرار تمنے کچھ کوشش نکی امیر بھی قید مین خواجہ بھی قید ہوے
انکی رہائی کی کچھ تدبیر نکی عیار عرض کرتا ہی غلام کو مقام قید امیر دریافت نہین ورنہ براے رہائی
جاتا رفقا نے کہا حضور نے لندھور کو خوب سزا دی دو ہفتے تک تو قابل جنگ نہونگے زخمی پڑے
کراہ رہے ہونگے اگر وہ صحیح و سالم ہوتے لشکر صاحبقران آرام نہ پاتا نقابدار کہتا ہی اگر صحت پاکے
اُسنے جنگ آغاز کی تو مین اپنے کو ضرور پہونچاؤنگا سر میدان ستاؤنگا ایسی سرجنگ معقول دونگا کہ
نام لڑائی کا بھول جائے یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا نقابدار نے عیار سے کہا دریافت کرو
کیا ہلڑ ہی عیار باہر نکلا دیکھا ہوا کے جھونکے چل رہے ہین ابر چھایا ہی بوندیان پڑ رہی ہین لشکر مین
انتشار ہی سب یہی کہہ رہے ہین کہ ابر سیاہ بڑھتا آتا ہی اگر یہ برسا تو لشکر کو پناہ پانی مشکل ہوگی
عیار تو ایک جانب بھاگا پلٹ کر نقابدار سے کہا کہ حضور ابر و ہوا کا شور ہی اہل لشکر جیسے
گھبرا رہے ہین مگر حیران ہین کدھر جائین کوئی دہ قریہ بھی قریب نہین کہ وہان امان پائین نیز
یہی صحرا سے ہولناک خیز وحشت انگیز ہی نقابدار گھبرا کے باہر نکلا دیکھا تو ہوا دمبدم زیادہ ہو رہی ہی

پانی کی طغیانی ہی ہر کس و ناکس بیقرار ہر ایک کا یہ قول ہی یارو کس طرف جائیں پانی سے نجات پانی
مشکل ہی خیمے تیرنے لگے گھوڑا گھوڑے کے گرنے لگے بارگاہ نقابدار بھی لہرائی گرنے پر آمادہ ہے
ملازموں نے آکر بارگاہ نقابدار کو روکا عیار بھاگ کر جنگل میں آیا دیکھا اُس مقام پر ابر و ہوا
کی بالکل تاثیر نہیں عیار سمجھا یہ معاملہ سحر ہی اور لشکر پر ابر محیط ہوتا جاتا ہی نقابدار جو نکل کر
باہر کھڑا ہوا دیکھا ہوا کے جھونکے اس زور سے چل رہے ہیں کہ پاؤں زمین پر نہیں جمتے سپر و شمشیر
کو ہاتھ سے ڈالدیا رفقا کو آواز دی کہ یارو میرا عجیب حال ہی جی چاہتا ہی اس پانی سے کدھر جاؤں
ہوا پاؤں نہیں جمنے دیتی ہی ہوا کی خواہش ہی کہ مجھکو اُڑا کر لیجائے سب رسالہ دار و کمیدان گھبرا کر
نقابدار کے آگئے نقابدار بیچ میں رفیقوں کے کھڑا ہو کہتا ہی پاؤں نہیں جمتے ساتھ والوں نے
نقابدار کے ہاتھ تھامے کچھ لوگ پاؤں پکڑے بیٹھے ہیں نقابدار دمبدم کہتا ہی طبقہ زمین کا
نہ اُلٹ جائے نقابدار تو اس حال پر ملال میں ہی عیار نے جنگل میں جاکے خیال کیا کس طرف سے
ہوا آتی ہی دیکھا ایک پہاڑ سے کالے کالے ابر سیاہ اُٹھ رہے ہیں پیار بر جو محیط ہی اُسی میں آکر ملتے
ہیں اور طغیانی آب و ہوا کی بڑھاتے ہیں عیار اُسی جانب چلا قریب پہاڑ کے آکر دیکھا ایک
ساحرہ سحر کرتی ہی کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک نامہ
ہفت پیکر کی جانب سے لکھا مضمون یہ تھا کہ او ساحرۂ مکارہ تو نے کیوں دیر کی جلد لشکر نقابدار
کو غارت کر دے اپنا جادوگر بیٹے بھیجا ہی یہ تجکو ترکیب بربادی بتا دیگا اگر اسمیں کچھ دیر کی تو تیری
بربادی ہی زندگی دشوار ہوگی جو سحر یہ سکھائے اُسکو صرف کر نامہ لکھکر ہاتھ میں لیا جنگل میں آکر
ایک آہوے وحشی کو گرفتار کیا اُسپر سوار ہوا آہو کو دوڑاتا ہوا بر سر کوہ آیا پکار کر آواز دی او ساحرہ
تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا ذرا اس کاغذ کو پڑھ لے دیکھ کیا تحریر فرماتے ہیں اُس ساحرہ نے سر
اُٹھا کے دیکھا ایک ساحر آہو سوار آہو کو دوڑاتا ہوا آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ میں سحر کرنے سے سلجو
رکی کیفور جادو نے پکار کر آواز دی او ای فرستادۂ خداوند میں نے سحر روک دیا ساحر قریب آکر
آہو سے کودا آہو کی تو جان بچی کودتا ہوا طرف صحرا کے بھاگا ساحرہ نے پلٹ کر آواز دی او آہو
وحشی تھوڑی دیر میں آنا مجھکو لیجانا بیٹھ نہ رہنا آہو پلٹ پلٹ کے دیکھتا ہوا جنگل میں بھاگ گیا
ساحر قریب آیا کہا او اندھی اس کاغذ کو پڑھ اُس ساحرہ نے کاغذ دیکھا مہر لگی ہر ہفت پیکر بانو کی

مہر کو آنکھوں سے لگایا مضمون سے آگاہ ہوکر کہا کو نساحر قدرت نے دیا ہی میں بھیجی ہوئی حسین کی
ہوں حسین نے حکم دیا ہی کہ نقابدار کو گرفتار کرکے لاؤ وہی سحر کر رہی ہوں تھوڑے عرصے میں
کل لشکر نقابدار کا خاتمہ ہو لشکر کو یہیں چھوڑ دنگی نقابدار کو لیجاؤنگی ساحرہ نے لوبان پاس سے
نکالا کہا لے اسکو آگ پر ڈال دھوئیں کے ساتھ ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ سب کیفیت سے تجھکو
آگاہ کردے گی کیفو نے لوبان ہاتھ میں لیا جیسے ہی آگ پر ڈالا دھواں پیچ و تاب کرتا ہوا نکلا
عیار کہہ رہا ہوا ہے ملکہ دیکھو پریزاد بننے لگی سر پیدا ہوا پر شانوں پر یاقوت کے ہیں ساحرہ بہ نگاہ
غور طرف دھوئیں کے متوجہ ہوئی ایک بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا دھواں
اُسکے دماغ میں پہونچا عیار نے تو اپنی ناک میں روئی دے لی ہو ساحرہ اونے کہکر گری عیار نے
نعرہ کیا منم برق ثانی خنجر کمر سے نکالا ایک ہاتھ مارا کہ سر ساحرہ کا جدا ہوگیا قضاسے کار مہتر برق
تلاش میں عمرو کی نکلا تھا اسنے یہ منہ برسے دیکھا اور لشکر نقابدار پر آفت آب و ہوا اور عیار کو ایک
سمت جاتے دیکھا عیار کا پیچھا برق نے کیا کوہ پر آیا جب عیار نے ساحرہ کو جھٹ پٹ مار لیا اور اپنے
نام کا نعرہ کیا کہ منم برق ثانی جب تو مہتر برق فرنگی نے گوشے سے نکل کر چاہا ہاتھ تھام لوں عیار
کو دیکھ بھاگا برق نے پکار کر کہا ارے کیوں بھاگا جاتا ہو میں تیرا دشمن نہیں ہوں برق ثانی نہ ٹھہرا
یہاں نقابدار بیقرار کھڑا تھا ترقی آب و ہوا کی دمبدم زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ تراقہ ہوا ابر ٹکڑے ٹکڑے
ہوکر غائب ہوا طغیانی آب و ہوا کی موقوف ہوئی نقابدار نے کہا یہ غیبی مدد ہوئی خود بخود ابر غائب
ہوا عیار کو دیکھا کہ بھاگا ہوا آتا ہی نقابدار نے پکار کر آواز دی ای یار وفادار بلاے آسمانی دفع
ہوئی عیار نے سر ساحرہ کا قدموں پر ڈالدیا کہا حضور یہ ملعونہ سحر کر رہی تھی برق بھی بصورت
مبدل لشکر میں آیا دور سے دیکھا عیار نقابدار سے باتیں کر رہا ہو نقابدار تعریفیں کر رہا ہی کہ برق ثانی
نے شاہزادہ خسرو شیر دل سے برق فرنگی کا ذکر کیا کہ حضور نے چاہا تھا مجھے پکڑ لے مگر میں آنچ
اقبال سے نکل آیا نقابدار نے تاکید کی کہ خبردار یہ خبر کھلنے نہ پائے ایسا نہو برق فرنگی دریافت
کرکے صاحبقران سے ہمارا حال کہدے مجھے نہیں معلوم کیا منظور ہی نقابدار عیار کو ساتھ لیکر
اپنی بارگاہ میں آیا برق فرنگی تڑپتا پھرتا ہی کہ کیونکر دریافت کروں لیکن جب برق ثانی نے سر ساحرہ
کا تالاشہ جلسہ سر پہاڑ پر پڑا تھا کہ ایک جھونکا ہوا کا پیدا ہوا کہ لاش کو اڑا کر لیگیا حسین بیٹھی تھی

کہ لاشہ سامنے آکر گرا لاشہ کیفور دیکھکر حسین بہت گھبرائی کہتی تھی میری خواص کو کسنے مارا کیا
مجھکو بھی دارائے ہند سمجھا ہی جس کسیکا جی چاہے میرے مقابلے کو آئے کیا مین کسی سے پایہ
کمی کا رکھتی ہون کیا تدبیر کرون کیونکر نقابدار گرفتار ہوکر آئے ایک خواص نے عرض کی کہ اسی صحرا
کے قریب ایک قلعہ ہی اُس قلعے کا نام فتح نصیب ہی وہانکا حاکم پہلوان زبردست منہاج دیو بند
ہی آپ اگر اُسکو نامہ لکھیے تو وہ گرفتار کرکے نقابدار کو روانہ کردیگا فنون سپاہگری مین طاق دہر
مین شہرۂ آفاق ہی حسین نے خواص کے کہنے سے منہاج کو نامہ لکھا کہ اے منہاج تیرے صحرا کے
قریب نقابدار مرصع پوش ہی فوراً اُسکو گرفتار کرکے روانہ کر نامہ جو منہاج کو پہونچا خوش ہوگیا ساتھ
والون سے کہا لشکر تیار کرو اُسی وقت پہلوانون نے ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کیا آپ گینڈے پر سوار
ہوا لشکر کو لیکر بر سر نقابدار چلا یہان نقابدار فروکش ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر فوج جنگی بڑے زور و شور سے آکر مقابل ٹھہرا
پہونچا نقابدار کو معلوم ہوا کہ منہاج نامے پہلوان ہمارے مقابلے کو آیا ہی یہ سنکر خاموش ہو رہے
منہاج نے شام کو طبل جنگی بجوایا شاگردان برق ثانی نے خبر پہونچائی کہ دشمن کے لشکر مین طبل جنگی
بجگیا نقابدار نے حکم دیا کہ بالفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی
بجے رات بھر تیاریان ہوئین جبکہ بوقت سحر نقابدار زرین پوش کا شانۂ مغرب سے برآمد ہوا میدان جنگ
مین آکر ٹھہرا فوج ضیا و شعاع پشت بر تماشہ دیکھنے مین معروف ہوا کہ نقابدار سوار ہوا دوسری طرف
سے منہاج دیو بند گینڈا اُڑاتا ہوا میدان مین آیا برق فرنگی بھی گنوار کی شکل بنا ہوا ایک کھیت پر
کھڑا دیکھ رہا ہی کہ منہاج دیو بند نے گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی نقابدار مرصع پوش کون شخص
ہی قدرت ہے اُسکی طلبہ ہی میری مقابلے مین آوے کہ مین گرفتار کرکے روانہ کرون نقابدار نے
گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کے میدان مین آیا منہاج گرد سپر کا ہاتھ مین لیکر برائے نگاہ داشت
بڑھا تگاور مین مرکب نقابدار تین قدم گینڈا منہاج کا پانچ قدم ہٹا بعد گفتگو آپسمین نیزہ چلنے لگا
نقابدار اسطرح سے نیزہ بازی کر رہا ہی کہ منہاج بھی بھنک ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی یہی خیال ہی کہ ایسا
نہو نقابدار نالبتہ جائے پہر بھر کامل دونون مین نیزہ چلا نقابدار نے ایک مقام پر نیزہ منہاج کا
لگا نتھا ٹھیسٹرا مارا کہ نیزہ منہاج کا نکل گیا منہاج بہت جھلایا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا نقابدار نے بھی

نیچہ نیام انتقام سے کھینچا ناگنی تھی کہ بجلی چمک کر نکلی منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے
گرد اسپر کا آگے کیا بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا منہاج نے قبضہ تلوار کا سر مرکب نقابدار پر مارا کہ
سر مرکب کا پھٹا نقابدار زمین پر آیا بیٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ چاروں پیر گھوڑے کے اڑ گئے
منہاج گھوڑے سے کودا چاہا نقابدار سے لپٹ پڑوں نقابدار جو زمین پر آیا اور مرکب مارا گیا
بس آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا منہاج نے شانے سے اُتار کر حلقہ ہائے کمند پار دیے گردن
میں نقابدار کی حلقے پڑے منہاج نے جھٹکا مارا کہ نقابدار زمین پر گرا برق فرنگی جو گنوار کی شکل
بنا ہوا کھڑا تھا بے اختیار دوڑ پڑا للکارتا ہوا دو قابو پرست کیا کرتا ہے منہاج نے چاہا کہ حلقہ ہائے
کمند کھینچے نقابدار بے لطف ہو رہا ہے گلے میں حلقے پڑے ہوئے زمین پر گرا پڑا ہے
برق فرنگی نے حلقے کمند کے کاٹ دیے پکار کر اپنے نام کا نعرہ کیا جست کرکے برق فرنگی
الگ ہوا نقابدار کی جو کمندیں کٹیں تڑپ کر اپنے مقام سے اٹھا منہاج کے گریبان میں ہاتھ
ڈالدیا کشتی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہیں کہ دونوں شیر لڑ رہے ہیں مگر منہاج چار جانب
دیکھ رہا ہے گھبرا رہا ہے زور میں جو اپنے سے نقابدار کو زیادہ پایا پکار کر آواز دی ارے یارو
دیکھ رہے ہو کہ نقابدار مجھ پر زیادتی کرتا ہے چار جانب سے آکر گھیر لو بلوہ کرکے اسکو گرفتار کر لو
اہل فوج منہاج کے دوڑے فوج والے نقابدار کے بھی چلے نقابدار چاہتا ہے کہ منہاج کو
نہ چھوڑوں اسکی مشکیں باندھوں لیکن بلوہ جو ہوگیا اور چار جانب سے نقابدار پر تیر پڑنے
لگے نقابدار نے اہل کے تودہ میں تیر جسم پر کھائے ملازموں نے مرکب پہونچایا نقابدار
مرکب پر سوار ہوا فوراً کمر سے کھینچی تیروں کو کاٹنے لگا گرد مرکب کے کئی ڈھیر تیروں کا انبار
ہوگیا مگر برق فرنگی برابر رکاب نقابدار کے آگیا ایسے دو تین حقے آتشبازی کے مارے
کہ تیر اندازوں کے منہ جلے غل مچاتے ہوئے تیر انداز بھاگے نقابدار لڑتا بھڑتا برابر منہاج
کے پہونچا للکارا کہ او مکار اسی بھروسے پر آیا تھا منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے
روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر منہاج کا زخمی ہوا آخر منہاج شکست فاش کھا کے بھاگا
آکر اپنے قلعے میں چھپا نقابدار بھی کوچ کرکے برسر قلعہ آیا آب و دانہ اہل قلعہ پہ بند کیا قلعے
کو چار جانب سے گھیرا منہاج نے ایک نامہ ملکہ حسین کو لکھا کہ ای ملکہ میں برسر نقابدار

گیا سستی طالع سے زخمی ہوا کل لشکر کو شکست فاش ہوئی نقابدار نے آکر مجھکو گھیرا ہی کسی ساحر
کو میری مدد کو بھیجیے کہ آکر نقابدار کو گرفتار کر لیجائے ظلمات جادو جسکی قید مین خواجہ ہین
سامنے کھڑا تحسین سے کہہ رہا ہی لشکر حمزہ سے جسکو حکم دیجیے پکڑ لاؤن لاکر قید کرون عمرو
آج تک قید ہی کچھ میرے ساتھ مکر نہ کیا کہ نامہ منہاج کا پہونچا تحسین نے پڑھکر کہا دوڑی ظلمات
جاؤ نقابدار کی مشکین باندھکر لاؤ اُسنے قلعہ منہاج کو گھیرا ہی ظلمات نے کہا ابھی جاتا ہون یہکہ
ظلمات روانہ ہوا کنارے پہ لشکر نقابدار کے اترا پوچھتا ہوا چلا کہ بارگاہ نقابدار کونسی ہی برق فرنگی
ایک دکان پر بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر آسمان سے آیا بارگاہ نقابدار پوچھ رہا ہی برق نے
آکر ظلمات سے کہا چلیے مین آپکو بارگاہ نقابدار بتادون ظلمات ساتھ برق کے چلا برق نے
باتون مین لگاکر خنجر مارا کہ ظلمات کا شکم چاک ہوا مرنے کا ساحر کے غلغلہ ہوا برق بھاگ کر ایک
خیمے کی آڑ مین چھپا عیار نقابدار بارگاہ نقابدار پر ٹہل رہا ہی کہ ساحر کے مرنے کی آواز کان مین
آئی دوڑا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا ہی دوکانداروں نے بیان کیا یہ آسمان
سے اُترا ہوا آیا بارگاہ نقابدار پوچھتا تھا ایک شخص دوکان مین بیٹھا تھا اُسنے جاکر خنجر سے مارا نہین
معلوم وہ قتل کرنے والا کہان گیا عیار نے یہ خبر آکر نقابدار سے کہی یہ خبر سنکر نقابدار بہت خوش ہوا
پکار کر آواز دی ہم پر اُس عیار کا احسان ہی میدان جنگ مین بھی اُسنے کمندین کاٹین یہ ساحر
بھی ہماری فکر مین آیا تھا اگر وہ ہمسے ملاقات کرے تو بہتر ہی برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا نقابدار
کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی کہا کمتر برق فرنگی شاگرد عمرو ہی سلو آپکا نام لیکر
پوچھ رہا تھا مین نے اُسکی گردن لی جو جانا تھا وہ ہوا میدان کارزار مین آپکو عاجز پاکے کمندین
کاٹین جسکا یہ انجام ہوا کہ منہاج شکست کھا کے بھاگا نقابدار برق کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ
مین آیا اپنے عیار کو بلایا کہا آپ کی قدمبوسی کرو اتفاق سے یہ تمھارے لشکر مین آگئے برق ثانی
نے تن کر کہا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہکہکر برق سے آنکھ لڑائی برق نے کہا مین شاگرد
عمرو ہون ایسے ایسے لونڈے مین نے بہت سے تعلیم کر دیے برق ثانی یہ کہکر اُٹھا کہ آئیے میرے
آپکے مقابلہ ہو جائے برق بھی تڑپ کر اُٹھا نقابدار نے دونون مین مصالحہ کرا دیا ہر چند برق نے چاہا
کہ نام نقابدار کا دریافت کرون نقابدار نے بمنت کہا اے حضرت والا گوہر اسکا ارادہ نہ کرنا پردہ پوشی

مین ہمارا مطلب ہی جب صاحبقران سے مقابلہ ہوگا تو حال کھلیگا برق فرنگی نے لقا بدلا
سے رخصت لی جست وخیز کرتا ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا برق یہ نہین سمجھا کہ جس ساحر کو مین نے
مارا اُسی کی قید مین استاد تھے بھاگا ہوا جاتا ہی کہ ایک ساحر سے ملاقات ہوئی برق نے فقیر
کی شکل بنکے ساحر سے پوچھا بابا کہان جاتے ہو ساحر نے کہا مین ظلمات کو ڈھونڈنے جاتا ہون
آج کئی دن سے قیدیون کو آب وطعام نہین پہونچا لہذا تلاش مین ظلمات کی جاتا ہون کہ
وہ آوین اور حکم دین تو قیدیون کو کھانا پہونچے برق نے پوچھا قیدی کون لوگ ہین ساحر
نے کہا وہ قیدی ہین کہ جنسے خداوند ہفت پیکر کو دشمنی ہی طلسم قدرت درہم وبرہم کررہے ہین
ہمارا افسر ایسا ہی تھا کہ اُنکو گرفتار کرلایا دونون کو قید کیا امیر وعمر وعیار ہین برق نے کہا سامنے
جنگل مین جاؤ وہان ظلمات سے ملاقات ہوگی وہان وہ شغل رہے ہین ساحر اُسی طرف چلا
برق جھپٹ کر اُس صحرا مین پہونچا رنگ وروغن عیاری کا لگایا ظلمات کی شکل بنکر تیار ہوا
جنگل مین ٹہلنے لگا اُس ساحر نے جو دور سے دیکھا پکار کر آواز دی میان ظلمات آفات جادو
آپکے بھائی نے مجھے بھیجا ہی تشریف لیچلیے قیدیون پر آب ودانہ بند ہی بدون آپکے حکم کے قیدخانہ
نہین کھولا آپ چلین تو آب ودانہ دیا جائے برق فرنگی بصورت ظلمات اُس ساحر کے ساتھ
ہوا تھوڑا راستہ طی کرکے سامنے ایک قصر دکھائی دیا اُس ساحر نے جاکر آفات جادو سے اطلاع
کی کہ آپکے بھائی صاحب آئے آفات مکان سے نکل آیا پکار کر پوچھا بھائی صاحب کہان تھے
برق نے کہا بھائی عجب معرکہ ہوا مین جنگل مین برائے سیر گیا وہان سوگیا خواب مین خداوند
ہفت پیکر آئے ارشاد فرمایا کہ مین تجکو دو کمال دیتا ہون یہ کہکے گلے پر ہاتھ پھیرا اور ہاتھون کو
چھولیا سر پر بھی ہاتھ پھیرا کہا کہ ایک تو ساقی گری کریگا دوسرا کمال علم موسیقی مین نے تجکو دیا
کہ کوئی علم موسیقی مین تیرا سامنا نکرسکیگا بھائی ذرا بایان چھیڑو علم موسیقی کا تو امتحان کرون
یہ کہکے بایان منگایا ٹھیکہ چھیڑ کر یہ غزل گانا شروع کی۔ نظم

خنجر نے لاکھ جوڑ مارے ہین
یہ ہم اُٹھے ہین وہ ہمارے ہین

اُڑتے ہر آہ مین شرارے ہین
چھوٹے گنج کے ستارے ہین

ہاتھون سے چھوڑتے ہین کب قدم
اب تو ہم تمسے قول ہارے ہین

چھپ کے گھر کسی کے جاؤ گے معشوق	کیون چھڑے پاؤن سے اُتارے ہین
ایک وعدہ کبھی وفا نہ کیا	جھوٹے اقرار سب تمھارے ہین
زلف بے ساختہ ہین گیسوے یار	نہ بنائے ہین نہ سنوارے ہین

اس طور پر یہ غزل گائی کہ سب ساحر تعریفین کرنے لگے کہتے تھے اے ظلمات حقیقت مین ہم قدر
کے نظر کردہ ہوے کیا خوب آواز ہے آواز مین کیا سوز و گداز ہے دل کھنچا ہے دل چاہتا ہے کہ تمھارے
گرد پھرین کوئی تو کام تمسے ایسا ہوا کہ قدرت مہربان ہوے اور عالم خواب مین آکے برق سے
کہا حمزہ کے قید کرنے پر قدرت بہت راضی ہوے فرماتے تھے کہ تو نے ہمارے دشمن کو قید کیا
جو ہمارا نام مٹاتا تھا خبردار حمزہ کو قتل کرنا عمرو و امیر قدرت کے دشمن ہین جسدن سے حمزہ
نے ہوش سنبھالا یہی فکر ہے کہ نام لات ومنات مٹائیے سیکڑون ملک اسلام آباد ہوگئے ہین
حمزہ کو لاؤ شراب انگوری کا جرعہ ہو نشے مین مسلمانون پر تلوارین لگاؤ اس فعل پر سب راضی ہوے
برق بیٹھا ہے کہ آفات گیا سر زنجیر تھامے ہوے قیدیون کو لایا برق نے دیکھا عمرو و امیر
زنجیرون مین بندھے چلے آتے ہین عالم یاس آفات نے کہا اے برادر جب سے تم کار ضروری کو گئے
آب ودانہ انکو نہین ملا اگر تمھاری خوشی ہو تو اب انکو آب ودانہ پہونچادین کہ وقت قتل انکا قریب
ہے ظلمات نقلی نے کہا اب انکا وقت انتقال قریب ہے جہان تک ہو سکے تکلیف پہونچاؤ یہ
کہکے عمرو کو برق نے للکارا کہ او ساربان زادے تو ہی نے مشمش و دمامہ کو مارا دیکھ وہ بھی آگئے
ہین سوائے میرے انکو کوئی نہین دیکھتا اشارے کر رہے ہین کہ ان دشمنون کو قتل کر وہان بھائی
شراب لاؤ آفات جاکر تپلا اٹھا لایا برق نے حسب دلخواہ اس مین بیہوشی ملائی شراب گلابیون مین
بھری سب سے کہا ایک ایک جام پی کر عین نشے مین ان پر بدعت کرو خواجہ عمرو نے برق کی
آنکھ ملتے ہی پہچانا صاحبقران سے کہا ہمارا محبوب آگیا اب مار لیا اتنے مین صاحبقران نے
دیکھا برق نے کئی سو جام بھر کر رکھے کہا ہان بھائیو نام ہفت پیکر کا لیکر جام پیو مگر ایک ہی
سانس مین پینا یہی قدرت نے خواب مین کہا تھا کہ جو شراب پینے کے وقت ہمارا نام لے گا
سو سو برس عمر بڑھے گی لو بھائیو یہی وقت ہے عمر اپنی بڑھالو دشمنون کو قتل کرو آفات خوش
ہو کر میرے بھائی کو عجب شرف ملا سنتے جام اٹھاکے ہاتھون مین لیے برق پھر گانے لگا۔ نظم

آنکھوں کو جانتے ہیں پیالا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام کر
ای بحر حسن آج تو چل ہوتی جھیل پر
پی پی کے رنگ کھیلنگے رندان بادہ خوار
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای عمر

مستوں کو فرض عین ہی مینا شراب کا
کشتی میں میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
پتلا وہ آگ کا ہی میں پتلا شراب کا
عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
ابکی ہو عیش باغ میں جلسا شراب کا
ہولی میں خوب ہوگا تماشا شراب کا
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

جب برق نے یہ اشعار گائے سب نے ایک ایک جام پیا وہ قاتل بیہوشی برق نے ملائی تھی کہ حلق سے اترتے ہی گھبرا کر سب کھڑے ہو گئے ناچنے لگے لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوگئے مگر برق ابتدا سے دیکھ رہا ہی کہ ایک شخص منھ اپنا چھپائے ہوئے گوشے میں بیٹھا ہی اُس نے شراب نہ پی مگر جب سب گرے تو وہ بھی گرا ظاہر میں بیہوش ہوا برق خنجر پکڑ کے چلا کہ آفات کو قتل کروں کہ آسمان سے نعرہ ہوا او برق کیا کرتا ہی منم حسین شعبدہ باز برق نے دیکھا کہ ایک عورت بہت خوبصورت آسمان سے نعرہ کرتی ہوئی آتی ہی اُسنے سحر کیا برق کے پاؤں زمین سے تھام لیے خنجر ہاتھ سے گرا وہ عورت زمین پر آئی دیکھا سب بیہوش پڑے ہیں وہ عورت چلی کہ برق کو قتل کروں اُس وقت برق کا تڑپنا بلک کے دعائیں کر رہا ہی کہ ای خالق لیل ونہار وای پروردگار اس آفت سے بچانے میں کیا مشقت کرکے پہونچا کہ پہلو سے نعرہ ہوا کہ ای زن فاحشہ کیا کرتی ہی وہ نازنین پلٹی برق نے دیکھا وہ جو شخص گوشے میں بیٹھا تھا اور سبکے ساتھ گرا تھا مگر بیہوش نہ تھا اُسنے نعرہ کیا بس او ملعونہ کیا کرتی ہی میرے باپ کو قتل نکرنا منم عیار نقابدار اور پتھر مارا کہ پتھر حسین کے سر پر پڑا سر کے اُسکے ہزار ٹکڑے ہوئے ایک دھماکا ہوا کہ سارا مکان اُڑ گیا مرتے ہی اس ساحرہ کے برق کے ہاتھ پاؤں قابو میں آئے عیار نقابدار پتھر مار کر بھاگا برق پکارتا رہا کہ ای فرزند ماشاء اللہ کیا کار نمایاں کیا ہی خوب وقت پر پہونچا صاحبقران و عمرو کی ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹ کے گریں صاحبقران کو ہوش آیا عمرو و برق نے مل کر سب ساحروں کو قتل کیا اُس مکان میں ایک حبہ نہ پایا خواجہ

بہت جھلائے فرمایا کہ اس بیہودہ نے ہم کو جنگل میں قید کیا تھا برق سے پوچھا تمھارا کیونکر آنا
ہوا برق نے سب کیفیت بیان کی کہ لشکر نقابدار پر جا کر ظلمات کو مارا اب نقابدار قلعۂ
منہاج دیو بند کو گھیرے اُترا ہوا ہے وہیں سے یہ عیار بھی آیا خواجہ نے بھی عیار کی بڑی تعریف
کی برق نے کہا اب چلیے ایسا نہو لندھور نے صحت پائی ہو تو بڑی آفت کرے کا نقابدار نے
لندھور کا وہ حال کیا کہ دو تین ہفتے تک لائق جنگ نہو گا مگر نقابدار عجب صاحب شوکت
و لیاقت ہے اور یا صاحبقران آپ کے نام سے محبت رکھتا ہے عیار نے کا تو حال کھلا کہ وہ میرا فرزند
ہے آج جو خنجر میں وقت پر گرم اٹھا کر میرے باپ کو قتل نکرنا نہایت عزار فرار ہے صاحبقران
نے کہا خواجہ کہیں سے ایک مرکب مہیا کرو کہ لشکر تک پہنچیں خواجہ نے کہا جاتا ہوں اگر کہیں
بکتا ہو تو خرید لاؤں یہ کہکے خواجہ چلے قضائے کار ایک سائیس کسی تاجر کا کئی مرکبوں کو
لیے ہوئے پانی پلانے جاتا تھا عمرو نے سائیس بنکر اُسکو پکارا وہ سائیس ٹھیرا خواجہ نے
کہا بھائی کہاں جاتے ہو سائیس نے کہا اسی صحرا میں ایک تاجر اُترا ہے اُسی کے گھوڑوں کو
پانی پلانے لیے جاتا ہوں خواجہ نے کہا بھائی ہمیں بھی نوکر رکھوا دو ہمارا تمھارا ساتھ رہیگا
ایک مرکب عربی کی باگ تھام لی کہا ہم اسی مرکب پر نوکری کرینگے جھٹ پٹ اُس پر سوار ہوا
کہا میں اسکو پھیر لاؤں یہ کہکے جو ایڑ کی مرکب بھاگا سائیس پیٹتا ہوا دوڑا خواجہ عمرو
کب ٹھہرتے ہیں گھوڑے کو خدمت میں صاحبقران کے لائے امیر پر ظاہر کیا کہ یہ گھوڑا
میں نے بارہ ہزار کو خریدا ہے اس صحرائے ہول خیز میں بارہ لاکھ کو بھی نہ ملتا امیر نے فرمایا
لشکر میں چلکر قیمت دینگے عمرو نے کہا آپ کی بات کا کیا اعتبار ہے مگر ایک رقعہ لکھ دیجیے امیر نے کہا
کبھی کہنے کے خلاف کیا ہے عمرو نے کہا اگر آپ خلاف کریں تو میں کیا کروں دس سردار تمھارے
وہاں جمع ہیں تمھاری بات پر ہاں ہاں کرینگے میری بات کو سب جھوٹا بتائینگے امیر نے فرمایا
یہاں قلم دوات کہاں ہے عمرو نے کہا یہ سب چیزیں میرے پاس موجود ہیں یہ کہکے زنبیل
سے کاغذ قلم دوات نکالا کہا آپ لکھیے کہ فلاں جنگل میں ایک گھوڑا مول لیا قیمت
اُسکی عمرو سے قرض لیکر ادا کی لشکر میں چلکر ادا نکروں تو اپنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے یہ
بھی لکھ دیا خواجہ نے رقعہ لیکر زنبیل میں رکھا ساز و یراق مرکب زنبیل سے نکالا امیر نے

پشت مرکب پر سوار ہوئے عمرو و برق ساتھ ہین کہ غرو کی آواز کان مین آئی امیر نے فرمایا خواجہ بڑھکر دیکھو ادھر یہ معرکہ گذرا کہ ایک ہفتے سے نقابدار نے قلعہ کو گھیرا اور آب و دانہ بند کیا منہاج نے ساتھ والون سے صلاح کی کہ یارو قلعہ مین بھوکے مرتے ہین چلکر لشکر نقابدار پر شبخون مارین شاید غالب آئین لاکھ آدمیون کو ساتھ لیکر منہاج دیو بند قلعے سے نکل پڑا ہزارون قتل کیے ہرکارون نے جاکر نقابدار کو جگایا نقابدار اپنی بارگاہ سے نکلا پشت مرکب پر سوار ہوکر نعرہ کیا نہایت لطف سے لڑنے لگا منہاج نے فوج کو ترغیب دی یارو نقابدار کو گھیر کر مار لو ساری فوج نے نقابدار پر بلوہ کیا عمرو نے جو یہ حال دیکھا بھاگ کر خدمت صاحبقران مین آیا کہا ای شہریار نقابدار پر وقت بہت تنگ ہے یہی بیر کر رہے ہین کہ نقابدار کو پکڑ لین مگر نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہے کسکی مجال ہے کہ نقابدار پر ہاتھ ڈالے نقابدار پشت و پہلو سے آگاہ لڑ رہا ہے مگر بلوہ کفار کا بہت ہے ساتھ والے نقابدار کے سست کھڑے ہین یہان نقابدار حیران ہوکر طرف منہاج کے بڑھا تھا مگر بلازان منہاج بڑھ بڑھ کے نقابدار کو روک رہے ہین نقابدار انکے روکے سے نہین رکتا جب تو منہاج نے دو ہزار کمند انداز اپنے لشکر سے جنے عیار اسکا طفیل قطرہ زن دو ہزار کمند اندازون کو لیکر چلا نقابدار گھبرایا کہ دو ہزار حلقہ ہائے کمند جو مجھپر پڑینگے کیونکر پشت مرکب پر قائم رہونگا بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا ای کریم و رحیم اس آفت سے بچالے اپنی کارسازی دکھادے۔

نظم

بندہ ام پابندِ صد رنج و الم — عاجز و مسکین اسیرِ درد و غم
ای شہ فریادرس فریادرس — نفس و شیطان میکنند بر من ستم
وای صد حسرت کہ در دنیای دون — نقدِ عمرِ خویش ضائع کردہ ام
دار چون گردن دون ای کردگار — گردنم در سجدۂ اخلاص خم
کن عطا ای معدنِ جود و عطا — کن کرم ای صاحبِ لطف و کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار — بر کمالِ فضلِ تو امیدوار

نقابدار دعائین کر رہا تھا کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی ایکطرف سے عیار بھی

جست وخیز کرتا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا عیار کو جو آتے ہوئے دیکھا نیمچہ پکڑ کے اس
عیار پر جا پڑا عیار سے نیمچہ چلنے لگا عیار نقابدار نے اس عیار کو سر جا کر کمر پہ ہاتھ مارا
عیار کے دو ٹکڑے ہوئے نیمچہ کھینچکر عیارون پر جا پڑا برق نے دیکھا کہ عیار نقابدار
مثل برق جہندہ لڑ رہا ہی چالیس عیارون مین یون گھرا ہی گویا شیر رمہ گوسفندان مین
کسی کو کمر تک سر پہ ہاتھ مارا کسی کو سر تا کے کمر پہ ہاتھ مارا اُن سب عیارون کو ختم
کر دیا صاحبقران نے بڑھ کر علم فوج کفار کو گرا یا منہاج جو گھبرایا منظور یہ ہوا کہ فوج
کو لیکر قلعے مین بھاگ جاؤن صاحبقران خندق پر آکے بیچ جیسے قلعے مین جانے کا ارادہ
کیا اُسکو تلوار مار کے خندق مین گرا یا خندق لاشون سے پٹ گیا نقابدار نے جو سُنا
کہ صاحبقران خندق پہ کھڑے لڑ رہے ہین طرف منہاج کے چلا منہاج نے دیکھا
ایک طرف سے صاحبقران آرہے ہین اور ایک طرف سے نقابدار للکارتا ہوا اور
سردارون کو بیرحمی قتل کرتا ہوا آتا ہی گھبرا گیا مگر نقابدار نے امیر سے پکار کر کہا ای شہریار
منہاج پر قصد نہ کیجیے گا یہ میرا حریف ہی صاحبقران نے جواب نہ دیا قریب منہاج کے
پہونچے منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب کو آگے کر دیا جیسے منہاج تلوار مار کر
اُس طرف پلٹا امیر نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا منہاج کے دو ٹکڑے
ہوئے نقابدار نے جو لاشہ منہاج دیکھا آنکھون مین خون اُتر آیا چونکہ نقابدار کسی ہی
تاب نہ آئی گھوڑا جھپکا کر قریب صاحبقران کے آیا آواز دی کیون ای شہریار آپ نے
میرے حریف کو کیون مارا امیر نے کہا لڑائی مین کیا ہوتا ہی اُسنے ہاتھ مارا حافظ حقیقی نے
مجھے بچایا میرا ہاتھ پڑا وہ مارا گیا آپ کو کیون غصہ ہی نقابدار نے کہا مین آپسے مقابلہ
کرونگا امیر نے فرمایا اب مین لشکر جاتا ہون آپ وہان آیئے طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کیجیے
مین آپ سے باہر نہین ہون جس طرح امتحان لیجیے گا مین آپ کو جواب دونگا غصہ نہ کیجیے
معاف فرمایئے اس سلاست سے امیر نے کلام کیا کہ نقابدار نے شرما کر سر جھکا لیا کہا
حضور کے ہونے سے لندھور لشکر مین بدعت کر رہا ہی جلد اپنے کو پہونچایئے
مین بھی حاضر ہونگا امیر نے فرمایا اگر راہ مین کسی نے نہ روکا تو مین ضرور آج ہی

لشکر مین پہونچ جاؤنگا جابجا دشمن ہین راہ مین رہزن ہین شاید کوئی کافر کسی مقام پر روکے
تو آپ میری مدد کو آئیے گا آپ نے لندھور کو جب میرے لشکر کے قتل سے باز رکھا اگر وہ
صحیح رہتا تو لشکر کو بہت پریشان کرتا بادشاہ بھی لشکر مین نہین ہین نقابدار نے کہا میرا تو ارادہ
یہ تھا کہ لندھور کو زخمی کرکے پکڑ لیجاؤن قید رکھون جب حضور آوین تو اُنھین چھوڑ دون مگر آپکے
سردار آکے انکو بچا کر لیگئے امیر نے فرمایا آپکا بھی احسان ہوا کہ آپ نے حریف کے ساتھ یہ
کیفیت فرمائی نقابدار سخت کلامی صاحبقران سے کرکے بہت شرمایا مگر وعدہ کر لیا کہ مین
حاضر ہونگا نقابدار اس قلعے پر اُترا سب مردان قلعہ نے بصدق دل نقابدار کی اطاعت
کی صاحبقران خواجہ و برق کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے ایک صحرا مین آکر امیر کو
رات ہوگئی ایک نخل کے سائے مین زین پوش بچھا کے بیٹھے عمرو و برق نے عرض کی حضور
آرام فرمائین ہم جاگتے ہین امیر ہاتھ سر کے نیچے رکھکر سو گئے عمرو نے دیکھا گوشۂ صحرا سے ایک
روشنی معلوم ہوتی ہو دیکھا ایک غول ہو کہ ایک چوبدست کاندھے پر لیے ہوے اسی جانب آتا ہو
عمرو نے صاحبقران کو جگایا جب امیر نے آنکھ کھولی عمرو نے کہا کہ اے شہریار غول صحرائی آتا ہو
صاحبقران اُٹھے پشت مرکب عربی پر سوار ہوے غول کو للکارا غول سامنے سے بھاگا صاحبقران
اُسکے پیچھے چلے عمرو و برق ساتھ نہ پہونچ سکے امیر گھوڑا اڑائے ہوے جاتے ہین غول آگے بھاگا
بھاگا جاتا ہو عمرو و برق ٹھہر گئے ساتھ گھوڑے کے نہ بڑھ سکے امیر رات بھر غول کے پیچھے گئے ایک
پہاڑ کے نیچے غول پہونچا صبح ہو چکی تھی غول نے ایک چیخ ماری درۂ کوہ سے غول نکلنے لگے کئی ہزار
غول جمع ہوگئے اب سب ملکر امیر پر حملہ آور ہوے امیر نے تیغ سہراب پیل کھینچا وہ تیغ دوکش ہی
جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے وہ غول جو امیر کو لگا کر لایا ہو دور سے سبکو ترغیب دے رہا ہو امیر
پلٹتے ہوے اُسکے سامنے پہونچے اُسنے چوبدست لگائی امیر نے چوبدست قلم کرکے ہاتھ مارا کہ اُسکے بھی
دو ٹکڑے ہوے جو غول باقی بچے تھے وہ سامنے سے بھاگے تھوڑے عرصے مین امیر نے دیکھا کہ جنگل
صاف ہوگیا قریب درۂ کوہ کے آئے اندر سے درۂ کوہ کے رونے کی آواز آئی امیر اندر درۂ کوہ کے
آئے دیکھا کئی ہزار جوان مشکین بندھی ہوئین زمین پر پڑے ہین رو رہے ہین امیر نے پوچھا تم لوگ کون ہو
ایکطرف ایک افسر بیٹھا تھا اُسنے کہا اے شہریار ہم تاجر ہین کاروان لیکر اسطرف آیا ان غولون نے ہمارا

کاروان لوٹ لیا ہم سب کو باندھ کے قید کیا آج کئی دن سے بے آب و دانہ ہیں مارے بھوک کے رو رہے تھے
امیر نے سلوک کیا اُسی درۂ کوہ میں مال بھی لوٹ کا بھر رکھا تھا ملک جمشید جو سب کا افسر تھا اُسنے مال پر
قبضہ کیا جب درۂ کوہ سے باہر نکلے بارگاہ میں آکر جمشید بیٹھا کہا اے شہریار آپنے احسان عظیم کیا ہم تو
سب یونہی بھوک پیاسے تڑپ تڑپ کر مر جاتے آپکا شکریہ ادا کریں آپکے سبب سے دین حق
پایا مال گیا ہوا دستیاب ہوا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ اُسکو قلعۂ ارکانیہ کہتے ہیں ارکان
فیل در وہانکا حاکم و ناظم ہو غلام کا اُسی قلعے میں مکان ہو امیدوار ہوں کہ غریب خانہ پر قدم رنجہ
فرمایئے وہاں دوکان بھی ہو سر چوک دوکان ہو وہاں بیٹھیے گا بڑی فرحت حاصل ہوگی بعد دو چار
روز کے حضور کو لشکر میں پہونچا دونگا امیر نے کہنا جمشید کا قبول کیا جمشید نے کاروان کو ساتھ لیا
امیر پشت مرکب عربی پر سوار ہوے جمشید کے ساتھ قلعۂ ارکانیہ میں آئے سر بازار دوکان تھی جمشید
نے کہا حضور دوکان پر بیٹھیں کہ فرحت حاصل ہو امیر دوکان پر کرسی بچھا کے بیٹھے ہزارہا آدمی جمال
دیکھ رہے تھے دوکان پر بھیڑ لگ گئی ارکان فیل در جو بادشاہ ہو اُسکی بیٹی زہرہ اختر چشم جو تھی
وہ کسی کار ضروری کو بازار میں آئی تھی اُسنے جو اُس دوکان پر ہنگامہ دیکھا خود بھی آکر کھڑی ہوئی جمال
صاحبقران دیکھکر حیران ہوگئی خود زرین باندھے سر سپر و شمشیر حمائل کرسی پر بیٹھے ہیں مشتاق لوگ
بہ حیرت جمال دیکھ رہے ہیں کوئی تعریف کرتا ہو کوئی آہ کوئی واہ سب طرح کے لوگ ہیں دایہ نے جمال کو
دیکھکر بہت پسند کیا جب محل میں آئی تو زہرہ نے پوچھا دائی امان آج بازار میں کیوں دیر لگی کیا
دوکانیں بند تھیں دایہ نے کہا بی بی کیا کہوں جمشید تاجر کی دوکان پر آج ایک شخص کو بیٹھے جو
دیکھا عجب دبدبہ سطوت صورت مثل جاگران کمترین ہمراہ ہزارہا آدمی مشتاق جمال کھڑے ہوے
تماشہ دیکھ رہے تھے میں بھی اُس جلسے میں گئی دیر تک اُسکا جمال دیکھا کی کل اعضا کو بخیال دیکھا آپکے
والد بڑے بہادر ہیں مگر ایسا ستارۂ شوکت پیشانی پر اُس شخص کے درخشان ہو کہ صورت دیکھکر
محویت ہوتی ہو جی چاہتا تھا کہ گل جیسی گلشن جمال کی کیا کروں وہیں کھڑی رہوں آپکی خفگی کے خیال
سے چلی آئی جی چاہتا تھا دھونی رما کر وہاں بیٹھوں زہرہ حال صاحبقران سنکر خاموش ہو رہی
مگر دل پر چوٹ لگی دل سے باتیں کرتی ہو کہ ای زہرہ دائی امان نے یہ کیا جلد بیان کیا کہ دل کے ٹکڑے
ہو گئے کیونکر ایسے شخص کو دیکھوں اُسی وقت اُٹھکر بارہ دری میں چلی گئی پردے چھوڑ لیے حیران تھی

کر مین کیونکر ایسے جوان کو دیکھون دایہ نے خوصوق سے پوچھا ارے بی بی کہان ہین خوصوق نے
کہا بارہ دری مین اکیلی بیٹھی ہین ہم سب کو منع کیا کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے دایہ نے تو دودھ پلایا
ہی محبت کی آگ بھڑکی شلتی ہوئی پردے کے پاس آئی اب جو گوش بر آواز ہوئی تو ہچکیون کی آواز
آرہی ہی دایہ پردہ اٹھا کے اندر آئی دیکھا چھپرکھٹ پر پاؤن لٹکائے ہوئے بیٹھی ہی دوپٹہ ڈھلکا ہوا
آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین آنکھین سرخ اب یہ نوبت پہونچی ہی کہ ہچکی لگ گئی دایہ نے قریب آکر
بلائین لین کہا کیون واری کیسا مزاج ہی ملکہ نے آنسو پونچھ ڈالے کہا دائی امان تمھاری آگ لگائی ہوئی
ہی اسی خیال سے یہ حال کیا ہی — نظم

محبت عناصر مین شامل ہوئی　　لہو بن کے رگ رگ مین داخل ہوئی
جلین دیر مین کیونکر گھی کے چراغ　　مرادون اس بت کی حاصل ہوئی
مرض عشق کا رفتہ رفتہ بڑھا　　جو سوچے ہوئے تھے وہ اے دل ہوئی
دوا جاتی ہی الفت نہ ملتا ہے یار　　غرض ہر طرح مجھکو مشکل ہوئی
اب آئے ہو صورت دکھانے مجھے　　بصارت جب آنکھون کی زائل ہوئی
گلا کٹ چکا میرا جھگڑا مٹا　　تسلی تری اجو قاتل ہوئی
دکھایا جو خون شہیدان نے رنگ　　ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی
مین دیوانہ مجنون رہا اسکا رند　　پری جبکہ لیلی شمائل ہوئی

یہ اشعار ملکہ زہرہ نے اسطرح پڑھے کہ دایہ رونے لگی آنسو پونچھ کر کہا آپ سوار ہون باغ کو
چلیے راہ مین وہ دوکان ملیگی ایک نظر دیکھ لینا ملکہ نے اسیوقت حکم دیا محافہ تیار ہوا ملکہ دایہ کو ساتھ لیکر
سوار ہوئین پشت پر کنیزین ڈولیون مین ہر چند ملکہ نے خود کہا کہ لوگ کم ساتھ چلین آخر پھر بھی
سو دو سو ڈولیان ساتھ ہولین آگے ہٹانے کے چوبدار دو چار سوار ہمراہ یہان امیر دوکان پر
جمشید کی بیٹھے تھے جمشید مثل جاکر ان کمترین رومال لیے پشت پر کھڑا تھا کہ دو چار سوار سامنے
سے پیدا ہوئے راہگیرون کو ہٹاتے ہوئے سامنے سے نکل گئے پیچھے سے غرض کی دختر شاہ
کی سواری آئی ہی امیر بھی اسی جانب دیکھنے لگے ناگاہ محافہ زرین نمایان ہوا ملکہ تو دیکھنے
کی مشتاق ہین دایہ نے چلمن ہٹا کے کہا لو دیکھ لو وہ جوان کرسی پر بیٹھا ہی اور جمشید رومال لیے

پشت پر کھڑا ہی نہین معلوم یہ کون شخص ہی کہ جمشید شہنشاہ تاجران کہلاتا ہو مگر اس شخص کی
نگہبانی کرتا ہی ملکہ نے بے اختیار ہوکر پردہ ہٹایا صاحبقران کی نگاہ جمال بے مثال زہرہ
پر پڑی بیچ محافہ مین ماہ تابان کو پایا صاحبقران بھی بیقرار ہوگئے ملکہ سطوت وصولت دیکھکر
دایہ سے کہنے لگین ارے کہارون سے کہو ذرا رکے ہوے چلین ہول کیا ہو باغ پہونچ جاینگے
فوراً کہار رُکے کاندھا بھی اُسی مقام پر بدلا آگے سے سوار بلٹے اُنھون نے آواز دی ارے
کہارو تم کیون رُکے ہو محافہ بڑھاؤ کہار بڑھے ملکہ پلٹ پلٹ کے دیکھا کین جب نظرون
سے صاحبقران مخفی ہوے وحشت کا جوش بیہوشی مین ہوش زانو پر ہاتھ مار کر کہا کیون
دایہ کس ماہ تابان کو دکھایا دل کی بیقراری بڑھ گئی جی چاہتا ہو اسی مقام پر اُتر پڑون
سر قدمون پر اس شہریار کے رکھدون پروانہ وار گرد شمع جمال پھرون دایہ سمجھاتی ہوئی
باغ مین لائی گل وبلبل کو دیکھکر اور جوش وحشت بڑھا فرماتی ہین کیون دائی امان بلبل کا نالہ
سراسر بیکار ہی یہ تو خود گل کے گلے کا ہار ہی پہلو گل مین پھول پھول کے بیٹھتی ہی ہر وقت
چاؤن چاؤن کیا کرتی ہی نہ جیتی ہی نہ مرتی ہی فراق نصیب نہین کوئی امر فراق کا قریب نہین
حماقت ہی کہ روتی ہی یہ بے نصیبی مجھے نصیب ہوئی کہ معشوق سے دور فراق سے قریب
ہوئی کیون دائی امان کیا تدبیر کرون کہ وہ اس باغ مین آکر گل وبلبل کی سیر دیکھین
مین جلسہ آراستہ کرون ایک شب تو یہ صحبت ہو دایہ نے کہا واری تمھارا حسن بھی نازکش
زاہد فریب ہی مین بہ نگاہ غور دیکھ رہی تھی کہ جب تمنے پردہ اُٹھایا تو وہ بھی اسی جانب
بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے رنگ رو اُنکا متغیر ہوا ادہر ملکہ نے کہا دائی امان تمنے یاد ہو محبت
سے ایسی باتین کہتی ہو وہ خود حسین وجمیل ہین بہ قول شاعر۔ فرد شنا یوسف کو حسینان
جہان بھی دیکھے + ایسا بے مثل طرح دار نہ دیکھا نہ سُنا + آنکھین رشک دیدۂ غزال عارض
ماہ آسمان کمال رعب وجلال چہرے سے ہویدا و آشکار ہو وہ خود بے مثل ہین دوسرے کے
جمال پر کیا نگاہ ڈالینگا دایہ نے کہا آج کی شب صبر کیجیے اگر وہ آئے تو بہتر ورنہ مین عدہ کرتی ہون
کہ جا کر بلالاؤنگی یہ بولا دایہ نے کہا زہرہ کو کچھ صبر آیا دن تڑپ تڑپ کے بسر کیا جب شام ہوئی
چبوترے پر فرش بچھوایا گلا بیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھین گائن سامنے حاضر ہے

مگر منع کر دیا کہ ابھی تامل کرو یہان صاحبقران نے جمشید سے سب حال زہرہ کا پوچھا
معلوم ہوا کہ باغ مین گئی ہین جب جمشید خاصہ کھلا کر رخصت ہوا اور صاحبقران تنہا ہو کے
بیقرار ہو رہے تھے لباس شب روی پہنا تلوار بغل مین دبائی کمندین بازوون پر باندھین
اُٹھ کر ٹہلنے لگے آخر ضبط ہو سکا اُس مکان سے نکلے نشان تو جمشید سے پوچھ لیا تھا اُسی
نشان پر چلے آتے آتے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا کہ چند کنیزین در باغ پر کھڑی ہین
آپس مین باتین کر رہی ہین کہ بی زہرہ کو کیا سودا ہوا تاجر کے مہمان کا انتظار کر رہی ہین
نہین معلوم وہ کون شخص ہو آکر جمشید کا مہمان ہوا ہو کسی ملک کا تاجر ہوگا بی ہماری
آپ سے باہر ہو رہی ہین دایہ سے کچھ باتین ہو رہی ہین صاحبقران کنیزون کو دیکھ کر
پشت باغ پر آئے کمند لگائی دیوار پر چڑھے دایہ کی نگاہ پڑی کہا داری دیکھو کوئی شخص
دیوار پر چڑھا ہو یقین ہو کہ وہ ہی ہین یہ کہکے دایہ بڑھی ملکہ نے کہا کہ مین بھی آؤن دایہ نے
کہا بی بی تم بیٹھو معشوق کی بات رہے جب اسقدر راستہ طی کر کے آئے ہین تو جلسے مین بھی
آکر شریک ہونگے صاحبقران دیوار سے اُتر کر ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہین مگر حیران
ہین کہ اب کیا کرون خود بخود صحبت مین کیونکر چلا جاؤن حجاب مانع ہو اس سوچ مین کھڑے
تھے کہ دایہ نے آکر سلام کیا امیر حیران ہوے دایہ نے ڈرا کر کہا کہ آپ کون ہین پرائے مکان
مین بیخوف چلے آئے امیر نے شرما کر کہا کہ اس طرف جاتے تھے بوے گل پسند آئی کمند مار کر
چلے آئے اگر تمھارے خلاف ہو چلے جائین دایہ نے ہاتھ پکڑ لیا لا کر مسند پر بٹھایا ملکہ سے
کہا کہ لو بی بی یہ وہ ہی جمشید کے مہمان ہین اب انسے حال پوچھو ملکہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ
جمشید کے یہان آپ کے آنے کا کیا باعث ہو آپ کی دوکان کس ملک مین ہو امیر نے فرمایا
کہ روشہنشاہ قوی مین تاجر نہین ہون داماد نوشیروان صاحبقران زمان ہون ایک غول
کے تعاقب مین آیا اُسکو مارا جمشید درۂ کوہ مین قید تھا مین نے اُسے رہا کیا اسنے کہا
کہ میرے قلعہ مین چلیے مین اُسکے ساتھ چلا آیا ملکہ نے دایہ کے چٹکی لی کہ اور زیادہ باعث
خوش نصیبی ہوا کہ شوہر جہر نگار ہین جو جو شاہزادیان ملکون مین حسین و جمیل ہین وہ
سب اُنکے عقد مین ہین اب ملکہ نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل گائی۔ نظم

اب لڑا یا کرتے ہیں اکثر سر بازار آنکھ — آئنے سے بھی نہ کرتے تھے کبھی وہ چار آنکھ
اُسکے کوچہ سے اگر میرا جنازہ جائیگا — کھولدونگا جلکے زیرِ سایۂ دیوار آنکھ
چشم پوشی پہلے کی تھی کیا سمجھ کر آپ نے — چھپا ہوا اب جو مجھ سے کرتے ہو پھر چار آنکھ
دیکھتے ہی حسن کو یہ مبتلا ہوتا ہے وہ — ڈالدیتی ہے غضب میں دلکو بھی ہر بار آنکھ
وعدۂ دیدار فردا ہے قیامت پھر نہ کر — روز محشر تک نہ کھولیں طالب دیدار آنکھ

گانے والیوں نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ عاشق و معشوق میں اختلاط ظاہری ہونے لگا سب کنیزیں پوشیدہ ہو گئیں جب رات کم رہی تو صاحبقران نے کہا کہ اب رخصت ہوتے ہیں انشاء اللہ کل پھر آئینگے مگر دین اسلام قبول کرو ملکہ نے بخوشی کلمہ پڑھا دایہ نے بھی مع کنیزوں کے بخوشی کلمہ پڑھا ایک کنیز ہے چنچل نامے اسکو کلمہ پڑھنا نہایت ناگوار ہوا اپنے جی میں کہتی ہے کہ اس گیسو بریدہ نے غیر کو اپنے گھر میں لاکر بٹھایا مذہب بھی ہاتھ سے دیا جنکی مدت سے خدائی چلی آتی ہے لات و منات کو بُرا کہا خداے نادیدہ کے اوصاف بیان کیے میں ان دونوں کو قتل کراؤں جاکر انکے باپ سے اطلاع کروں امیر رخصت ہو کر کل کا وعدہ کر کے روانہ ہوئے چنچل کنیز بیچین ہو رہی ہے کہ جاکر اطلاع کروں شام سے ملکہ انتظام میں مصروف ہوئیں روشنی کرائی گلدستے آراستہ کیے آپ بھاری کپڑے پہنے چنچل شام سے روانہ ہوگئی امیر بموجب وعدہ کے وقت پر آئے چنچل در دولت پر پہنچی ارکان کو بلوایا جب ارکان باہر آیا چنچل کو دیکھ کر پوچھا کہ کیوں چنچل ملکہ کا مزاج کیسا ہے چنچل نے جواب دیا کہ آوارہ کا آپ مزاج پوچھتے ہیں جمشید تاجر امیر کو اپنی دوکان پر مہمان لایا ہے دایہ صاحبہ نے آگ لگائی وہاں سے دیکھ کر آئیں ملکہ سے بیان کیا ملکہ مشتاق ہوئیں سکھپالے پر سوار ہو کر دیکھنے کو گئیں صورت دیکھکر اُنکی بہت بیقرار ہوئیں امیر بھی رات کو آئے پہلو میں بیٹھیں سب کنیزوں نے کلمہ پڑھا مگر میں نے نہیں پڑھا شام سے ملکہ اہتمام کر رہی ہیں اب امیر آئے ہونگے حضور تشریف لیچلیں اگر آپ نے امیر کو قتل کیا تو خداوند خوش ہونگے آپ تو خداوند کے خراجگزار ہیں کیا عجب ہے کہ وہاں سے آپکے واسطے خطاب آئے یہ سُنکر ارکان غصے سے سُرخ ہوگیا کہا کہ او ناملائق تو نے میرے سامنے یہ دو ابیات

باتین بیان کردین جی چاہتا ہی کہ جاکر اُس گیسو بریدہ کو ہاتھ تلوار کا مارون کہ دو ٹکڑے
ہون یہ کہکے گستاخ کرگدن سوار سپہ سالار کو بلایا کہا کہ لشکر جنگی جلد تیار کرو ایسا نہ ہو
کہ دشمن بھاگ کر نکل جائے گستاخ نے اُسی وقت قرنا کرائی بیس ہزار سوار و پیدل
تیار ہوے ارکان خود سوار ہوا بیس ہزار فوج پشت پر طرف باغ کے چلا یہان امیر
بہرات گئے موافق وعدے کے آئے ملکہ استقبال کرکے لائین گانیکی تیار تھین امیر
کے بیٹھتے ہی گانا ہونے لگا ملکہ امیر سے حالات مہرنگار پوچھ رہی ہین نام مہرنگار سُنکر
امیر رونے لگے فرمایا کہ ای ملکہ حال مہرنگار کیا بیان کرون عجب حسرت سے انتقال کیا
غم مین قباد شہریار کے ملکہ نے جان دی ہرچند کہ مین نے قاتل کو مارا مگر وہ جام
زہر پیا چلی تھین اُنکے غم مین فقیر ہوے نو مہینے پنجرے مین بند رہے فرامرز بن
قارن نے یہ آفت برپا کی جب سب سردار جمع ہوے تب قید سے چھوٹا کہ ایک کنیز دوڑی
ہوئی آئی کہا حضور شام سے چنچل نکل گئی اُسنے جاکر کچھ آگ لگائی آپکے والد فوج لیکر
آپہونچے گیسو بریدہ جلائے ہوے طرف دربار کے آتے ہین امیر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ
رونے لگین کہا کہ ای شہریار آپ اکیلے ہین بیس ہزار سپاہ آتے ہین اُنسے کیونکر مقابلہ ہوگا
امیر نے فرمایا کہ کیا مین چھپ کر بیٹھ رہون ملکہ نے لاکھ روکا امیر اُٹھکر چلے اور غصے مین جا بولے کہ
بس اب صبر کرو پروردگار سے دعا کرو امیر تو یہ کہکر باہر نکلے ملکہ دعائین کر رہی ہین اور خواصین
آمین آمین کہہ رہی ہین امیر مرکب پر سوار ہوے دربار سے نکلے نعرۂ شیرانہ کیا ارکان
کو دیکھکر آواز دی کہ او ارکان تو خود میرے مقابلے مین آ ارکان نے اپنی فوج والون سے
کہا یارو دیکھ رہے ہو اس دشمن خداوند کو مار لو فوج نے بلوہ کیا امیر لشکر لقا مین اکیلے
لڑے مین یہ بیس ہزار کب خیال مین آتے ہین تلوار کھینچ کر جا پڑے ارکان نے جو ترغیب
دی فوج جانبازی کرنے لگی ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین
مگر صاحبقران اُس بلوے مین لڑ رہے ہین کئی مرتبہ امیر نے پکارا لیکن ارکان مقابلہ
مین نہ آیا دور سے ترغیب دے رہا ہی کہ یارو تم اسقدر ہو ایک شخص کو گرفتار نہین
کر سکتے امیر کے سامنے جو آیا وہ مارا گیا مگر سوارون نے امیر کو اب نرغے مین گھیرا ہے

نیزے مار مار کر بھاگتے ہیں بعضے دور سے تیر اندازی کر رہے ہیں امیر نے اسقدر نیزے
کھائے کہ تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہے ملکہ نے جو کوٹھے پر سے یہ حال دیکھا بیقرار ہوکر دعا
کرنے لگیں یکایک صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بعد جوش و خروش
بارہ ہزار سوار پشت پر گھوڑا بڑھائے ہوئے آتا ہے دور سے نعرہ کیا کہ یا شیدای کافران
بیحیا و ای نابکاران پر دغا میں آپہونچا امیر کو پکار کر آواز دی کہ ای شہریار نہ گھبرائیے کہ
آپکا خدمتگزار آپہونچا ان بیحیاؤں کی یہ مجال ہے کہ آپ کو اکیلا پاکر یوں ہلاک کریں یہ
کہکے نقابدار نے تلوار کھینچی بارہ ہزار تلواریں برابر کھنچ گئیں امیر چست ہوکر مرکب پر
بیٹھے نقابدار جو آکر گرا پہلے ہی حملے میں بارہ ہزار کو واصل جہنم کیا امیر نے جو اتنی مہلت
پائی ڈپٹتے ہوئے طرف ارکان کے چلے نقابدار چاہتا ہے کہ ارکان پر میں جا پڑوں
ایک طرف سے امیر للکارتے ہوئے آتے ہیں ایک طرف سے نقابدار آتا ہے امیر
سے مقابلہ پڑا گئی ہاتھ تلوار کے ارکان نے مارے امیر نے تلوار پر روکے آخر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا تلوار چھین کر ہتھکڑی کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھایا ارکان نے دیکھا کہ فوج کا خاتمہ
ہوا اگر دلاشے پڑے ہیں نقابدار تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا پکارکے آواز دی کہ اس
مکار کو مجھے دیجیے ارکان گھبرایا کہ ایسا نہ ہو امیر نقابدار کے حوالے کریں پکار اٹھا
کہ ای شہریار الامان امیر نے فرمایا امان بشرط ایمان ارکان نے کہا کہ جب تک زندہ ہوں
غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا امیر نے رکھ دیا ارکان کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا
امیر گھوڑا اڑا کر قریب نقابدار کے آئے فرمایا ای محسن تو نے نہایت احسان کیا
چاہتا ہوں کہ تیرا روے زیبا دیکھوں ثابت ہو کہ گل کس گلستان کے ہو ماہ کس آسمان
کے ہو نقابدار نے دست بستہ عرض کی کہ ابھی اظہار نام نہیں منظور ہے انشاءاللہ عنقریب
پر ثابت ہوگا یہ کہکر نقابدار نے اپنے ساتھ کے لوگوں کو سمیٹا امیر کو سلام کرکے
رخصت ہوا جمشید کے ملازموں نے خبر پہونچائی کہ امیر باغ بند ہیرہ کے گھر گئے میں ہزار
فوج لیکر ارکان گیا ہے جمشید دوسو غلاموں کو لیکر اس وقت آیا کہ لڑائی فتح ہو چکی
تھی امیر ارکان کو لیکر باغ میں جاتے ہیں کہ جمشید نے آکر سلام کیا عرض کی کہ غلام کو

جو حال معلوم ہوا علام بیقرار ہوگیا امیر نے فرمایا کہ ای جمشید خدا نے اپنا فضل فریک
کیا نقابدار مرصع پوش برائے مدد آیا ارکان مسلمان ہوا اب باغ مین اسکو لیے
جاتا ہون جمشید مع نگہبانون کے دروازے پر ٹھہرا امیر ارکان کو لیکر باغ مین آئے
ارکان نے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مجکو دولت اسلام ملی
مگر اب چاہتا ہون کہ ای شہریار آپ اسکو کنیزی مین قبول کرین ہرچند کہ امیر نے
فرمایا کہ ای ارکان مین بر سر راہ ہون چار پہاڑون کو فتح کرنا ہی اگر یہ پہاڑ فتح
ہوگئے اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین گیا اُسوقت عقد کرونگا فرزند میرا اسم طلسم
مین جائیگا مین در طلسم پر نگہبانی کرونگا بعد اسکے شرف عقد حاصل کرونگا مگر ارکان
نے نہ مانا ترنج خوشبوئی سینے پر لگایا جمشید طرف امیر کے شریک ہوا ارکان نے ڈیرہ(?)
باغ مین حجلہ عروسی قرار دیا شہر مین امیر آئے شادی کی تیاری ہوئی عمرو عیار تا پھرا تا
اُس طرف پہونچا جہان سامان برات ہو رہا ہی سب حال دریافت کیا برق سے کہا کہ
حمزہ کیا صاحب نصیب ہی جہان جاتا ہی معشوق پریچہرہ سے سامنا ہی امیر زعفرانی
جوڑا پہنے ہوئے مقام صدر پر بیٹھے ہین ارکان کرسی پر بیٹھا ہوا برات کا سامان کر رہا ہی
کہ خواجہ ایک سوداگر کی شکل بنکر اندر آئے ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین پڑا ہوا گلے
ارکان کو سلام کیا کہا کہ ای بادشاہ میرا ملازم کئی لاکھ روپیہ کا صندوقچہ لیکر بھاگ آیا ہی
چاہتا ہون کہ اُسے گرفتار کرکے لیجاؤن ارکان نے کہا کہ اس صحبت مین دیکھو اگر ہو تو
لیجاؤ خواجہ نے چشمہ آنکھ پر رکھکر سب طرف دیکھا امیر کو جُھک کر سلام کیا کہا کہ یہان
آکر داماد شاہ بنے ہو بڑی جرأت پیدا کی امیر نے فرمایا کہ او سوداگر تجھے دیوانہ ہوا ہی اچھی طرح
پہچان عمرو نے کہا کہ مین خوب پہچانتا ہون صندوقچہ جواہرات کا کیا کیا یہ سُنکر ارکان
نہایت ملول ہی کہ یہ تو صاحبقران بنے تھے افسوس ہی کہ سوداگر کے ملازم کے ساتھ
مین نے اپنی بیٹی کو منسوب کیا امیر و سوداگر نقلی مین جب تکرار ہوئی امیر تیغے کو ٹیک کر
اُٹھنے لگے عمرو نے کہا کہ مجھ پر کیا قصد کرتے ہو خوف خدا نہین آتا تب تو امیر نے عمرو
کو پہچانا اُٹھکر گلے سے لگا لیا کہا کہ ای یار وفادار کہان تھے تمسے جدا ہوکے یہ جا مین

اُٹھائیں خواجہ کو ارکان سے ملایا اب عمرو و برق بھی صحبت میں بیٹھے تیاری برات
کی ہو رہی ہی پھر برات سے گئے امیر کو جمشید کے ہاتھی پر سوار کیا بھاری سہرا بندھا ہوا
خواجہ نکس رائی کرتے ہوے ساتھ میں ملکہ سے وہاں سب نے مبارک مبارک دولہا
ملکہ شرما کر ایک کمرے میں جا بیٹھیں حکم کیا خبردار ہمارے پاس کوئی نہ آئے کنیزیں کمرے
کے دروازے پر کھڑی ہیں ملکہ کمرے کا دروازہ نہیں کھولتی ہیں دختر دایہ روح افزا کہ
یہ بہت منھ لگی ہی اسنے آکر دروازے پر آوازیں دیں جب صدا نہ آئی گھبرا کر کہا دروازہ
توڑ ڈالو دروازہ توڑ کر جو روح افزا آئی دیکھا کمرہ خالی پڑا ہی کنیزوں میں رونے کا غل
ہوا یکایک قلعۂ آتشبازی چھٹنے کی آواز آئی برات لیکر امیر پہونچے ہاتھی سے اُترے
بارگاہ میں آئے خواجہ سرا دوڑا ہوا آیا امیر کے سامنے رو رو کر بیان کیا کہ ملکہ غائب ہو گئیں
خواجہ نے کہا کہ ذرا میں اس مقام کو جا کر دیکھوں خواجہ جو محل میں آئے روح افزا کو دیکھکر
عاشق ہوے کمرے میں آئے دیکھا چہرۂ نقب نہیں ہی مگر لیجانے والا لے گیا خواجہ باہر
آئے امیر سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہ کسی ساحر کا کام ہی حضور یہیں تشریف رکھیں میں تلاش
کرکے لاتا ہوں امیر نے فرمایا اگر مناسب ہو تو مجھے بھی لیچلو عمرو نے کہا آپکا چلنا بہتر نہیں
یہ کہکر تنہا چلے تین دن سرگرداں رہے چوتھے دن خیال میں گذرا کہ ابھی فال دیکھیں وہ
فال یہ ہی کہ ایک ہاتھ زنبیل پر رکھا اور ایک ناک پر رکھکر آواز دی کہ دادا آدم درویش
از کل عالم بیش جس طرف پتہ ملکہ کا ملے اُس طرف منھ ہو جائے جدھر منھ اُٹھا اُس طرف چلے
راہ میں ایک جادوگر کو دیکھا کہ بھاگا ہوا جاتا ہی عمرو نے پکار کر آواز دی کہ اے جادوگر
تھوڑی دیر ٹھہر جا بھی دو مسافروں کو لوں لگ گئی اُنکے وارث اُٹھا لیگئے ساحر نے
کہا کہ شاہ صاحب نوکری بڑی چیز ہی یہاں سے پانچ کوس پر باغ ہی نسیم گیسو دراز کا
اُنکو نامہ پہونچانے جاتا ہوں عمرو نے تعجیل پانی بھرا کہا بھائی جان پانی تو پیو ساحر
نے پانی پیا پانی پیتے ہی بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے نامہ جھولی سے نکال لیا اُسکو مار
ڈالا دیا اُسی ساحر کی شکل بنکر طرف باغ نسیم کے چلے راستے کو طی کرکے در باغ پر پہونچے
دروازے پر دو تین جشنین کھڑی تھیں اُنھوں نے پکار کر آواز دی اے اعظم جادو

کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ نسیم کیا کرتی ہیں میں انکے پاس نامہ لایا ہوں جبشیں خواجہ کو لیکر اندر گئیں خواجہ نے دیکھا کہ بیچ میں باغ کے ایک چبوترہ ہے اوس پر فرش بچھا ہے ایک نازنین زعفران پوش بیٹھی ہے گانا ہو رہا ہے خواجہ نے جا کر نامہ ہاتھ میں دیا اوس نازنین نے پوچھا کہ بہن کا مزاج کیسا ہے خواجہ نے کہا کہ آپکی یاد میں رہتی ہیں اوس نازنین نے نامہ پڑھا اور کہا کہ میں ضرور جاؤنگی ایسی شادی میں جا کر شریک نہوں شہنشاہ نے ایسی معشوقہ پائی اوسکے ساتھ شادی کرینگے ہم لوگ بخوشی شریک ہونگے عمرو نے باتوں میں پوچھا کہ حضور کسکی شادی ہے نسیم نے کہا کہ شہنشاہ اور رنگ جادو کہیں سے معشوق لائے ہیں وہ رضامند نہیں ہوتی جلسہ جمع کر کے اوسکو راضی کرینگے کمال اپنے سحر کا دکھاوینگے کہ وہ انکو قبول کرے اب خواجہ سمجھے کہ کیا عجب ہے ملکہ زہرہ کو لایا ہو اوسی کے واسطے یہ سامان ہو رہے ہیں عمرو نے کہا کہ اے ملکۂ عالم ایک چیز میں بھی سناؤں نسیم نے کہا کہ اے اعظم تمہیں تو گانے میں دخل نہ تھا عمرو نے کہا کہ میں نے قدرت کو خواب میں دیکھا قدرت تعلیم کر گئے سیکھ لئے عمرو نے سازندوں کو اشارہ کیا سازندوں نے یہ غزل شروع کی۔ نظم

صدمۂ ہجر سے چھوٹوں مجھے راحت ہو جائے	دم نکل جائے کہیں جلد فراغت ہو جائے
تیری تصویر جو لیجا کے لگا دوں او بت	دیر درگاہ بنے جائے زیارت ہو جائے
پڑھ کے قرآن مری روح کو بخشے جو تو اب	چین آجائے مری روح کو راحت ہو جائے
آدمی کیا شب فرقت وہ بلا ہے اے رند	دیو بھی ہو تو اسے ضعف و نقاہت ہو جائے

نسیم نے بیقرار ہو کر کہا کہ اے اعظم تم نظر کردۂ خداوند ہو تمکو یہ کرامت دی گئی ہم تمکو سامنے شہنشاہ اور رنگ کے گوا دینگے عمرو نے کہا کہ حضور کا کمترین کر دوں اگر حکم دیجیے تو گا دوں شہنشاہ اور رنگ کے سامنے معشوق ناراض کو رضامند کر دوں نسیم نے کہا کہ اے اعظم یہ خبر مشہور ہے کہ کئی دن سے شہنشاہ نے غذا نہیں نوش کیا ہزار طرح سے معشوق کو سمجھاتے ہیں مگر وہ نہیں قبول کرتی اسی واسطے شہنشاہ اور رنگ نے یہ جلسہ قرار دیا ہے کہ سب شاہزادیاں جمع ہوں اونکے سامنے ناچ گانا ہو اوسی جلسے میں شہنشاہ سحر کرینگے کہ معشوق تسخیر ہو جائے دل و جان سے عاشق ہو عمرو نے کہا کہ اے ملکۂ عالم مجھکو

فرد رسے چلے ہین نے سیکڑون ہوشیون کو بدراہ کر دیا نسیم نے کہا کی ای اعظم اگر تمھارے
ہاتھ سے یہ کام نکلا تو شہنشاہ تمکو بہت خوش کر دینگے یہ کہکے اُسی وقت تخت پر سوار ہوئی خواجہ کو
بھی ساتھ لیا راہ مین خواجہ کہ رہے ہین کہ کیون ای ملکہ شہنشاہ کہان سے اس معشوقہ کو لائے
نسیم جواب دیتی ہی کہ اُس نازنین کی شادی ہو رہی تھی حجلۂ عروسی سے اُسکو نکال کر لائے
ہین اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ ہماری ہی ملکہ کا ذکر ہی کہ یکایک پھولون کی بو دماغ مین آئی
دیکھا سامنے ایک باغ ہی بیچ باغ مین ایک چبوترہ بلور کا ہی اُس پر تخت بچھا ہی ایک ساحر
سیہ فام تاج مرصع سر پر رکھے بیٹھا ہی گرد اُسکے جلیسین بیٹھی ہین کہ نسیم جاکر پہونچی تاجدار
کو سلام کیا تاجدار نے کہا کہ ای نسیم آؤ بیٹھو کرسی جواہر نگار جو بچھی تھی اُسپر نسیم بیٹھی خواجہ
رومال لیے ہوئے مگس رانی کر رہے ہین یکایک ابر اُٹھے بر سر باغ آکر لہرائے اور شق
ہوئے شاہزادیان تخت اُڑاتی ہوئی آئین کرسیان طلب کر کے اُس صحبت مین بیٹھین جب
جلسہ جمع ہو چکا تو اورنگ نے پکار کر آواز دی کہ مین نے تم سب صاحبون کو اسلیے تکلیف
دی ہی کہ مین تخت اُڑائے جاتا تھا ایک باغ مین ایک شہزادی کو دیکھا دل ہاتھ سے دیا
اپنے ہوش مین نہ تھا آخر اُسی مقام پر ٹھہرا وہ ایک کمرے مین گئی مین بھی وہان پہونچا
اُسکو اُٹھا لایا آٹھ دن گذر رہے میرے ہوش درست نہین مین نے جو اُس سے سوال وصل
کیا اُسکو میری صورت سے نفرت ہی جواب صاف دیتی ہی کہ مجھکو قتل کرو خواہ قید رکھو لیکن
مین اِس امر واہیات کو نہ قبول کرونگی ایک ہفتے بعد جب مین نے دیکھا کہ جان جاتی رہیگی
تب مجھ کھانا راتون کو نیند نہین آتی تڑپ تڑپ کر صبح کرتا ہون یاد مین اُس محبوب
پریچہرہ کی مرتا ہون تم مین سے جو ساحر اس فن مین کمال رکھتے ہون اُسکو رضامند
کرین تو بڑا احسان ہی نسیم نے دیکھکر آواز دی کہ ای شہنشاہ ہماری بہن کا ملازم اعظم
جادو نظر کردۂ خداوند ہفت پیکر ہوا اس کام مین کمال رکھتا ہی اسکا معشوقہ سے سامنا
کرائیے اورنگ نے کہا کہ ای اعظم تمھارے بزرگون سے ہمین رسم رہا تمھارا کمال دیکھنا
چاہتے ہین کہا کہ ای شہنشاہ جو کمال قدرت نے دیا ہی پہلے وہ ظاہر کرون اورنگ نے
پوچھا وہ کیا کمال ہی عمرو نے کہا علم موسیقی کا بجھا و عالم کیا پہلے میرا گانا سنیئے مین بہت

بد آواز تھا آواز بھی درست ہو گئی راگ راگنیاں سامنے آتی ہین تدبیرین بتاتی ہین سماعت فرمائیے
میری آواز تو آپ نے سُنی تھی یہ کہکر عمرو نے زٹل نکالی اور یہ غزل شروع کی۔ نظم

مطلب مین صفا ہو یہ تکلف ہو زبان کا — دقت ہو معانی مین تو کیا لطف بیان کا
ثابت نہین ہوتا چلی جاتی ہو کدھر کو — عالم ہی مری روح مین بھی ریگ روان کا
مر مر گئے عاشق ترے نگرا کے سرون کو — تو نے نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا
دلخواہ جنون ٹھیک نہین ہوتا گریبان — سو بار اُدھیڑا اُسے سو مرتبہ ٹانکا
پیری مین ہوسے رنا عبث مائل طفلان — کیون آپ کو سمجھون کیا ہر ایک جوان کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ تعریفین کرنے لگا کہا کہ ای اعظم حقیقت مین
تم قدرت کے نظر کردہ ہو سامنے کمرہ ہی اسمین قفس ہی مین مین نے معشوقہ کو بند کیا ہے
اس آٹھ دن مین کیا کیا بدتمیزین کین کیا کیا نیرنگ دکھائے مگر وہ ظالم نہین مانتی خواجہ اُٹھے
کمرے مین جا کر دیکھا کہ زہرہ قفس مین بند سرنگون بیٹھی ہی عمرو نے سلام کیا کہا کہ ملکہ عالم
غلام کو آپنے پہچانا زہرہ عمرو سے آگاہ نہ تھی کہا کہ ای شخص مین نہین جانتی عمرو نے کہا
کہ مین امیر کا عیار ہون تمھارے غائب ہونے سے امیر کا عجب حال ہی مجکو واسطے
تمھاری تلاش کے بھیجا ہی مین بہانا تنگ ہو گئی تم صرف اتنا کہدو کہ مجھے تجھ سے محبت ہی
مگر تو نے ابتدا سے بدعت کی اسوجہ سے مجکو نا منظور ہوا تجھ ایسا صاحب اختیار سبحے
کہان ملیگا صاحب حکومت و سلطنت سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق نائب خداوندی
جو یہ کہو گی مین ان سب کو مار لونگا زہرہ نے بہ مجبوری منظور کیا عمرو نے کہا کہ مین فوراً اسانی حرکت
کرکے اپنا کام کر لونگا مگر اورنگ کو جوش محبت ہی جب خواجہ کمرے مین گئے تو بعد
تھوڑی دیر کے اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ای نسیم مین بھی جا کر سنون کہ اعظم کیا باتین
کر رہا ہی یہ کہکے فوراً دروازے کے پاس آیا سُنا کہ عمرو سکھا رہا ہی زہرہ کہتی ہی کہ بھیا
مین یہی کہونگی یہ سب باتین اورنگ نے سنین زانو پر ہاتھ مارتا ہوا محفل مین آیا کہا کہ ای
نسیم تمنے اعظم کو کہان پایا یہ تو قاتل دہامہ و مشتمش ہی ہمارے قتل کی فکر مین آیا ہے
خواجہ ملکہ کو سمجھا کر جیسے ہی باہر نکلے اورنگ نے کہا کہ ای اعظم قریب آؤ کہو کیا عمرو

ڈرتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای شہریار وہ تو خود آپ پر مائل ہو تیغ ابرو کی گھائل ہو اورنگ نے ہاتھ سے اشارہ کیا ایک برق چمک کر عمرو پر گری رنگ وروغن عیاری کا اُڑ گیا زمین نے پانون تھام لیے کہا کہ کیون او ساربان زادے تو نے ہماری چالاکی دیکھی کہ بیٹھے سب تیری باتین سنتین اب مین کیا تجھے زندہ چھوڑون گا جسقدر شاہزادیان محفل مین موجود تھین سب کے ہوش اُڑ گئے کہا کہ ای اورنگ تمنے بڑا کام کیا اورنگ نے کہا جب اسنے اشعار گائے تب ہی میرا دل دھڑکا کہ اعظم کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا خداوند ہفت پیکر نے خوب بچایا ای نسیم اسکو لیجاؤ اپنے باغ مین جاکر قید کرو مین قدرت سے عرض کرونگا کہ عمرو کو مین نے قید کیا ہی اگر حکم ہو تو سر کاٹ کر روانہ کرون معشوق کے واسطے پھر جلسہ کرونگا آج اور معاملہ درپیش ہو گیا نسیم نے عمرو کو گرفتار کیا ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر تخت پر ڈال لیا لیکر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی یہان نسیم کنیزون کو باغ مین چھوڑ آئی تھی کنیزین باغ مین بیٹھی ہین کہ برق عقب مین خواجہ کے چلا تھا بشکل مالن اس باغ مین آیا کنیزون سے حال پوچھا کنیزون نے کہا کہ اعظم جادو کو ساتھ لیکر صحبت اورنگ مین گئی ہین برق سمجھ گیا کہ اُستاد بشکل اعظم پہونچے ایک کنیز کو الگ لیجا کر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر اُن سب مین شریک ہوا کہ نسیم عمرو کو لیے ہوے آکر پہونچی کہا اسکو لیجاکر قید کرو اس ظالم نے اورنگ ایسے ساحر کو دھوکا دینا چاہا تھا اُنھون نے بڑی تدبیر سے اسکو پہچانا اور گرفتار کیا برق نے بڑھکر کہا کہ مجھے دیجیے تو مین اسکو قتل کرون اسکا قید کرنا بہتر نہین ایسا نہو کہ اسکا کوئی شاگرد اسطرف آجائے تو اسکو چھڑا کر لیجائے حضور مجھے بڑا خوف ہی یہ کہکر خنجر لیکر چلا نسیم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای لالہ عذار مین تیرے مطلب کو سمجھی لیکن ابھی اسکے قتل کا حکم نہین ہو آفت برپا ہو جائیگی قدرت کے پاس نامہ گیا ہی وہان سے حکم آئیگا تب یہ قتل کیا جائیگا برق نے ہاتھ روک لیا برق کی تیزی پر خواجہ سمجھ گئے کہ برق ہی مگر شرم آئی کہ برق ہمکو رہا کرے خود چھوٹا اور اس محفل کو لوٹو برق حیران ہوکر رہ جائے نرگس نامے ایک ساحرہ سامنے کھڑی تھی نسیم نے دیکھکر آواز دی کہا ای نرگس تم اسکو لیجاکر قید کرو نرگس نے سر زنجیر کو تھام لیا کشان کشان خواجہ کو

ایک مکان مین لائی اُس مکان مین لاکر کہاکہ او ساربان زادے یہان بیٹھ آب و دانہ تجھپر بند رہیگا عمرو نے کہاکہ بُوا نرگس ہمارے پاس کچھ روپیہ ہو وہ لے لو ہمارے مارے جانے کے بعد ہمارا فاتحہ کرا دینا نرگس نے کہاکہ روپیہ کہان ہی عمرو نے کہاکہ ایک ہتھکڑی کاٹو تو مین روپیہ نکالون نرگس نے ہتھکڑیان نکالین عمرو نے کمر سے نکال کر ایک پوٹلی روپیون کی دی نرگس نے روپیے لیکے کہا خواجہ اور بھی سوجی کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا جو اس سے ملے وہ لیلو عمرو نے کئی پوٹلیان روپیون کی نکال کر دین ایک پوٹلی نکالی کہاکہ اسمین اشرفیان ہین کھول کر گن لو نرگس نے گرہ جو کھولی بیہوشی اڑی نرگس بیہوش ہوکر گری خواجہ نے اُسکی زبان مین سوزن دی روپیے اپنے لیکر اپنی زنبیل مین رکھے کہتے جاتے ہین کہ حرامزادی نے کیا باوا کا مال سمجھا تھا کہ روپے لیکر اپنے دوپٹے مین باندھ لیے یہ دیکھنی تھی کہ اس مال کے ساتھ جان جائیگی اُسکی زبان مین سوزن دیکر اپنی صورت بنایا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوے قیدخانے مین قفل لگا یا دوڑے ہوے سامنے نسیم کے آئے کہا دائی یہ تو بڑا مکار ہی مین نے ایک طمانچہ مارا دو دانت اُسکے ٹوٹ گئے بیہوش پڑا ہی قدرت اُسکی مکر سے بچائین نسیم نے کہاکہ ای نرگس تمنے اچھا کیا عمرو نے کہاکہ صحبت عیش آراستہ ہو شراب کا چرچا ہو اُس نشے مین اس نگوڑے پر بدعت کرین لالہ عذار نے کہاکہ مین میخانے سے شراب لاؤن نرگس نے جواب دیا کہ بی لالہ عذار الگ رہو دیکھو مطلب ہوا جاتا ہی برق شراب کر میخانے مین ہونگا گلابیان شراب کی درست کرنے لگا لا کر صحبت مین رکھین عمرو نے کئی مرتبہ کہا کہ ای لالہ عذار تمکو بڑی خوشی ہی برق نے کہاکہ دشمن ساحران قتل ہوجائے تو دل آرام آئے برق نے گلابیان رکھین خواجہ نے نے بجائی کہ نسیم بہت خوش ہوئی کہا حضور ساقی گری کرون یہ کہکر جام نسیم کو دیا کہا حضور آپ پیجیے تو سب کنیزین پیین نسیم جام کو پی گئی اب تو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی نسیم نے بیٹھے بیٹھے نشے کے جوش مین کہاکہ لو خداوند ہفت پیکر آئے ہین عمرو نے کہاکہ اُنکی بھی ٹانگ لیجیے نسیم بلبلا کر اُٹھی بیہوشی نے اپنا رنگ دکھایا لڑکھڑا کر گری سب خواصین اپنے اپنے مقام سے لینا لینا کہکر اُٹھین گر کر بیہوش ہوئین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا برق بھی اپنے

نام کا نعرہ کرکے اُٹھا خواجہ نے بڑھکر نسیم کو قتل کیا اندھیرے مین برق لوٹنے لگا کئی کنیزون
کے کپڑے چھلّے اُتار لیے عمرو نے جو دیکھا برق کو ڈھکیل دیا کہا کہ ابے چوٹّے دیکھا تو نے
مین خوور ہا ہوا مگر برق جب کنیزون پر گرتا ہی کبھی چھلّا اُتار لیا کبھی انگوٹھی اُتاری لاکھ خواجہ
مارتے ہین برق نہین مانتا گھسا جاتا ہی عمرو نے کہا کہ او برق ملکہ کو رہا کرنا واجب ہی ان
کنیزون کو صحبت اورنگ مین لیچلو کنیزون کو ہوشیار کیا کنیزون نے اطاعت کی
ڈرین کہ ایسا نہ ہو ہمکو بھی قتل کر ڈالین لاشے دیکھکر خائف ہوئین خواجہ بشکل نسیم بنے
برق بشکل لالہ عذار چند کنیزون کو ساتھ لیا کہا کہ ہمکو صحبت اورنگ مین لیچلو یہان
اورنگ شب کو ملکہ زہرہ کو صحبت مین بلاتا ہی عجائب وغرائب سحر دکھاتا ہی مگر زہرہ کا
وہی کلام ہی کہ تو مجھے قتل کر ڈال مگر ہاتھ نہ لگانا اگر ہاتھ لگائیگا تو بہت پچتائیگا کہ دیکھا
نسیم تخت اُڑائے ہوئے آتی ہین جیسے ہی نسیم پہونچی اورنگ نے پوچھا کہ ای نسیم
کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا حضور کو خبر دینے آئی ہون عمرو کو ایسی تکلیفین پہونچا مَیْں
کہ شب کو قید خانے مین مر گیا مین نے ابھی لاشہ اُسکا نہین پھینکا کہیے تو لاشہ منگواؤن
اورنگ نے کہا کہ مین لاشہ دیکھکر کیا کرونگا تجھے تو اُسے قتل نہین کیا مین قدرت کو
ملکہ پھیجونگا نسیم نے کہا کہ عمرو کے مرنے کا جشن کیجیے یہ سُنکر اورنگ نے کہا کہ ای نسیم
کیا خاک جشن کرون نسیم نے کہا کہ شراب وکباب کا چرچا ہو مین آپکے پہلو مین بیٹھون
میرے ساتھ اختلاط ظاہری کیجیے یقین ہی کہ اُسکو رشک ہوا اور آپکا وصل قبول کرے
اورنگ نے کہا کہ ای نسیم بات تو خوب کہی یقین ہی کہ رشک ہو عمرو نے پکار کر کہا کہ ای
لالہ عذار میخانے مین جاؤ شراب سلیقے سے لاؤ برق جھپٹ کر میخانہ مین پہونچا شراب مین
بیہوشی ملائی گلابیان درست کرکے لایا لاکر محفل مین رکھین خواجہ بشکل نسیم ہین کہا کہ اے
اورنگ آج بڑی خوشی ہی گویا مسلمانون کی کمر ٹوٹ گئی اب کون حمزہ کے ساتھ رہیگا
اور عیاریان کریگا بڑے بڑے مقام اسنے برباد کیے قفس ملکہ زہرہ کا منگا کر سامنے رکھا
نسیم نقلی پہلو مین اورنگ کے بیٹھی نسیم بھی خوبصورت ساحرہ ہی اورنگ اختلاط
ظاہری کرنے لگا لالہ عذار نقلی نے کہا کہ دیکھیے نسیم جو پہلو مین بیٹھین ہوا بند ہو گئی

بی زہرہ متغیر ہو رہی ہین آپ کی جانب دیکھتی ہین جاتی ہین ہمکو پہلو مین بٹھائین اور نگ
کو کھٹکا۔ دیکھا اُسنے زہرہ تو اُسی طرح سر جھکائے بیٹھی ہے اور لالہ عذار یہ کہتی ہی برق نے
جام بھر کر اورنگ کو دیا اورنگ نے سحر کیا کہ شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام ٹوٹا اورنگ نے
کہا کہ ارے تو کون ہی برق نے نیمچہ مارا اورنگ نے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے برق کے گرا
رنگ و روغن بھی چہرے کا اڑگیا دیکھا برق عیار ہی خواجہ بشکل نسیم ہین خنجر لیکر اُٹھے کہتے
ہوئے کہ یہ ظالم یہان کیونکر آیا ارے بتلا کہ میری کنیز کو کیا کیا ای بادشاہ مین اسے قتل کرون وہ
میری پرانی کنیز ہو اُسکو اسنے کیا کیا یہ کہکر رونے لگے اسقدر روئے کہ ہچکی لگ گئی اورنگ
نے اشک نسیم کے پاک کیے کہا کہ ای نسیم مین لالہ عذار کو تلاش کرونگا محال ہی اسکی کہ نہ بتائے
اب شراب پیو اسکے تڑپنے سے مجکو شاک ہو مین نے سحر کر دیا عمرو نے کہا کہ مجکو خوف
آتا ہی یہ پتلے جو آپ کے گلے مین پڑے ہین انکو اتار ڈالیے ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھ پتلے
برائی کرین یہ کہکے بازوؤن پر سے اورنگ کے خواجہ نے پتلے کھولے وہ پتلے جسم سے دور
ہوتے تھے جب اورنگ نے کہا کہ ای پتلہ ہاے سامری تم الگ بیٹھو جو خوف تھا وہ نکل گیا
اب عمرو نے جام لبریز کرکے اورنگ کو دیا اورنگ نے جام ہاتھ سے نسیم کے لیا لبون سے
لگا کر پی گیا تو خواجہ نے دورہ باندھا سب کو شراب پلائی ارادہ ہو کہ ایسا فقرہ کرون کہ اپنے
مقام سے اُٹھے اور گر کر بیہوش ہو آنکھین تو سرخ ہو رہی ہین فقط اُٹھنے کی دیر ہی سرنگ
شہزادہ وزیر شکار کو گیا تھا اسوقت آکر پہونچا اورنگ نے نشے مین کہا کہ ای سرنگ
کہان تھے سرنگ نے جواب دیا کہ ای شہنشاہ شکار مین تھا وہان جو آپ کا خیال کیا دل
دھڑکا مین نے سحر کیا اُس سے یہ حال معلوم ہوا کہ آپ پر کوئی زوال آنے کو ہی اورنگ
نے کہا کہ برق بشکل لالہ عذار آیا تھا مین نے اُسے گرفتار کر لیا اب کوئی تردد نہین ہی عمرو
نے سرنگ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور جام لبون سے لگا کر کہا کہ لو صاحب تم بھی شراب
پیو سرنگ نے جیسے ہی قصد کیا کہ پیون بازو پر اسکے پتلہ فولادی بندھا تھا اُسنے سر
ہلایا سرنگ نے کہا کہ ای نسیم ٹھہر جاؤ یہ کہکر سرنگ نے نشست پر پتلے کے ہاتھ رکھا کہا کہ
بتلا یہ کیا واقعہ ہی پتلے نے مثل انسان کے آواز دی کہ یہ عمرو عیار ہی جو بشکل نسیم ہے

سرنگ نے فوراً سحر کیا خواجہ بھی گرے اور نگ کے ہوش اڑ گئے صحبت کے لوگ
کہتے تھے کہ اے شہنشاہ آپ بڑے صاحب اقبال ہیں دیکھیے تو یہ عیار کیونکر آئے نہیں معلوم
نسیم پر کیا معرکہ گذرا کہ اُسکی شکل پر یہ آیا اس کلیجے کو دیکھیے کہ اول شاگرد گرفتار ہوا اُستاد
عیاری کرنے کو موجود ہی زبردستی شراب پلائے دیتا ہی سرنگ کے آنے نے اس وقت
بڑی حفاظت کی سرنگ نے کہا کہ میں جنگل میں شکار کھیل رہا تھا کہ مجھے آپ کا خیال آیا ورق
بنا ہوا قدرت کا جیب سے نکلا اُسمیں نوشتہ پایا کہ شہنشاہ اورنگ پہ کوئی اُفتاد پڑا
چاہتی ہی میں بیقرار ہو کر دوڑا آپ کو آکر اس حال میں پایا بیہوشی ساربان زادہ پلا چکا تھا
اب چاہتا تھا کہ اُٹھیں تو بیہوش ہوں ملکہ نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا عمرو و برق
سامنے گرفتار ہوے بیقرار ہو کر رو رہی ہیں کہ اے فلک مجھے اس بلا میں پھنسایا ایسے خلیل
سے چھوٹ کر ایسے کے قبضے میں پہونچایا کہ جسکی صورت دیکھکر خوف آتا ہی اے کریم و رحیم اب جلد
نجات دے یا ملک الموت حکم ہو کہ میری قبض روح کرلے اورنگ نے سرنگ سے کہا کہ اب
کہو کیا صلاح ہی سرنگ نے کہا کہ باغ سے نکلیے میدان خونی کی تیاری ہو وہاں اُستاد و
شاگرد کو قتل کیجیے سرانکے خدمت قدرت میں بھیجے جائیں یہ صلاح سکو پسند آئی سرنگ
نے یہ بھی کہدیا کہ ان دونوں کے قتل کے بعد آرام سے بیٹھیے پھر کسی کا اتنا خوف نہیں حمزہ
کی یہی دستگیری کرتا ہی بلاے روزگار ہی اُن ساحروں کو اسنے مارا کہ جنکا مثل و نظیر نہیں
اب قدرت ہفت پیکر پر سراسر زوال تھا لیکن اب معلوم ہوتا ہی کہ قاعدے میں جو کاہن
لکھ گئے ہیں کہ طلسم ہفت پیکر کی میعاد گذر چکی بعض نے لکھا ہی کہ سال آخر طلسم ہی اب وہ
سب دروغ ہوا پھر طلسم کو فروغ ہوا اورنگ نے اُسی وقت حکم دیا بیرون باغ میدان خونی
کی تیاری ہونے لگی دار ین استادہ ہوئیں جلاد موجود ہوے اورنگ و سرنگ عمرو و
برق کو لیکر نکلے جلادوں سے اشارہ کیا کہ ان دونوں کو دار پر کھینچو جلادوں نے پاؤں میں
عمرو و برق کے زنجیریں باندھیں ملکہ نہایت بیتاب ہیں کہ عمرو و برق دار میں لٹکائے
گئے اورنگ نے تیر و کمان طلب کیا سب ساحر و جادوگر ساحر کمانیں لیکر کھڑے ہوے
عمرو و برق نے اپنے خالق سے رجوع کی کہ اے کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر شاہزادی

اہل اسلام قبضے مین کافر کے جاتی ہو اسکی عصمت کو بچالے عمرو و برق نے جو بیقرار
ہو کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ علمہاے
زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے لشکر ساحران دلیر ساحران بڑے تجمل سے آتا ہو خواجہ عمرو
نے رستم کو پہچانا رستم مرکب پر سوار کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم
تیغہ ہفت جوہر کمر سے لگا ہوا جہلال ایسا ساحر رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے رواروی
کرتے ہوے آتے ہین جہلال کی نگاہ پڑی کہ خواجہ و برق دار پہ لٹکے ہین اور رنگ تیر
کو بحر کمان سے رہا کیا چاہتا ہو جہلال نے زانو اپنا پیٹ کر کہا کہ ای شہریار گھوڑا جلد
بڑھائیے عمرو و برق قتل ہوا چاہتے ہین یہ کہکے تڑپا برق بنکے آسمان پہ پہونچا
وہان سے تڑپ کے دار پر گرا دار کو قلم کر کے عمرو و برق کو رہا کیا رستم بھی تیغہ ہفت جوہر
کھینچ کر دشمنون پر جا پڑے پہلے حملہ مین کئی سو ساحرون کو مارا اب اور رنگ سنبھلا اسنے
جو دیکھا کہ جہلال نے ستم ایجاد کر دیا جہلال کو للکارا کہ او جہلال کیون فساد انگیزی کیا
مجھکو تو نہین جانتا زمین ہلا دونگا سامنے سے ہٹ جا جہلال نے گولا مارا اور رنگ نے
گولا روک لیا وہی گولا پھینک مارا جہلال نے ہرچند روکا مگر گولا نہ رکا قریب آ کے
پھٹا اُس سے برق نکلی شانے پر گری شانہ جہلال کا نشانہ ہوا جہلال زخمی ہو کے
ہٹا رستم لڑتے ہوے قریب سرنگ کے پہونچے سرنگ نے کئی سحر کیے مگر رستم پر تاثیر نہ کی
آخر سرنگ نے تلوار کھینچی بڑھ کر رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تلوار اُس کی تیغہ ہفت جوہر
پر روکی تلوار سرنگ کی ٹوٹ گئی رستم نے تیغہ جو چمکایا سرنگ کو آئینۂ شمشیر مین جلوۂ
عروس مرگ دکھلائی دیا اپنے کو گھوڑے سے گرایا تڑپ کر بلند ہوا رستم نے
کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بحر کمان مین پیوست کر کے سینۂ پُر کینۂ سرنگ کا تاکا
تاک کر تیر مارا کہ سرنگ کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سرنگ کے مرتے ہی اندھیرا
ہو گیا مارے جانے سے سرنگ کے اور رنگ گھبرایا مگر اپنے سحر پہ اسکو بڑا ناز ہو ساتھ کے
ساحر غل مچاتے ہین کہ حضور اس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا ذرا سمجھ کر مقابلہ کیجیے جب
سرنگ مرا اور اندھیرا ہوا عمرو نے جست کر کے نعش ملکہ زہرہ کا اُٹھالیا

اب جو روشنی ہوئی اورنگ نے قفس نہ دیکھا بیتاب ہوگیا پکار کر آواز دی کہ اے جان جہان نظروں سے مخفی ہوئیں اب میں کیونکر زندہ رہونگا۔ نظم

اُسے غیر آ کے بھڑکاتے ہیں بدنام کرتے ہیں	کسی کے کام سے کیا کام اپنا کام کرتے ہیں
رسائی اُسکے گیسو تک بخبر ممکن ہی	وہ سودائی ہیں جو ایسے خیال خام کرتے ہیں
نہ گیسو چھونے دیتے ہیں نہ رُخ کا بوسہ دیتے ہیں	یونہیں اک عمر گذری ہی کہ صبح بشام کرتے ہیں
نہیں دیکھا ہی تجھسا دوسرا وحشی مزاج اب تک	جو تجکو دام میں لاتے ہیں وہی کام کرتے ہیں
بنے پھرتے ہیں عاشق معرکوں میں منہ چراتے ہیں	عبث اے رند نام عشق کو بدنام کرتے ہیں

اورنگ اسقدر بیقرار ہوا کہ پکار کر آواز دی اے رستم مجھے جان دینا منظور ہے کہ بتلاؤ کہ معشوقہ کا قفس کہاں ہے یہ کہتا ہوا رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم پیلتن نے تیغہ ہفت جوش پر روکا اورنگ برس پڑا آگ برسائی تلواریں گرائیں خنجر چمکائے مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی آخر رستم نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کہ اورنگ کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اورنگ کے آندھی سیاہ چلی عرصۂ دراز تک ہلڑ رہا اسکی لاش سے کچھ زاغ و زغن پیدا ہوئے آوازیں دیگر بلند ہوتے تھے اور گرد لاش کے پھر کر جان دیتے تھے بعد اسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اورنگ جادو بود روشنی ہوئی جو ساحر کہ باقی رہ گئے تھے اُنکو جلال نے گھیر لیا وہ سب مطیع اسلام ہوئے خواجہ نے اتنے عرصے میں یہ کام کیا کہ باغ کو لوٹ لیا جھٹ پردے تک کاٹ کر زنبیل میں رکھے رستم سے ملاقات کی گلے سے لگایا کہا کہ اے فرزند کہاں جاتے ہو رستم نے کہا کہ صحرائے محیط کا پتہ ملا ہی وہان سے لوح کا پتہ ملیگا آپکا آنا کس طور پر ہوا گرفتاری کا کیا باعث ہوا عمرو نے سب حال بیان کیا رستم نے کہا کہ بارگاہ میں چلیے والدۂ ماجدہ کو نکالیے میں بھی زیارت سے مشرف ہوؤں خواجہ نے کہا کہ عین شادی میں یہ بربادی ہوئی امیر سبب بیقرار ہونگے میں اپنے کو جلد پہونچاؤں ایسا نہ ہو کہ بیقراری میں وہ بھی نکل آئیں اور ہفت پیکر کو تلاش ہی کہ امیر کو گرفتار کریں آج یہ بڑا ساحر مارا گیا رستم نے بارگاہ استادکرائی خواجہ بارگاہ میں آئے ملکہ زہرہ کو مسند پر بٹھایا رستم اندر آئے ملکہ زہرہ کو سلام کیا ملکہ نے سر جھکا کر رستم کی بلائیں لین

دعاے جان درازدی خواجہ نے اب زہرہ کو بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا برق کو ساتھ
لیکر طرف لشکر امیر کے چلے رستم اُسی وقت لشکر کو تیار کرکے تلاش صحراے محیط مین روانہ ہوے
عمرو نے دور سے دیکھا کہ اب لشکر جلیل رستم کے ساتھ ہو شان و شوکت طلسم کشائی کی نظا ہر ہی
جس مقام پر اُترتے ہین صحرا آباد ہو جاتے ہین اس شوکت و شان سے رستم تلاش مین صحراے
محیط کی جاتے ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا مگر خواجہ جست وخیز کرتے ہوے پاس امیر
کے پہونچے ارکان فیل در نے جو خبر سُنی دوڑا ہوا آیا پوچھا کہو خواجہ کچھ اُس گم شدہ کا پتہ
ملا عمرو نے کہا کہ کئی ساحر قتل کیے ملکہ کو لیے ہوے آتا تھا راہ مین قرضخواہ ملا اُسنے ملکہ زہرہ
کو چھین لیا کچھ روپیہ دیجیے تو چھڑا کر لاؤن صاحبقران و ارکان سے عمرو نے مبلغ خطیر لیے
تب ملکہ کو دیا امیر نے ساتھ زہرہ کے عقد کیا پھر وہی دھوم دھام ہوئی سب کو معلوم ہوا
کہ اورنگ جادو ملکہ کو لے گیا تھا خواجہ اُسکو مار کر لائے امیر نے قلعہ کو اسلام آباد کیا
ارکان سے کہا کہ اب ہم جائینگے ہمین جانا واجب و لازم ہے نہین معلوم لندھور
نے کیا آفت برپا کی ہو وہ اُسی طرح بگڑا ہوا ہے اُس سے کون مقابلہ کریگا زور و طاقت مین
اُسکو کوئی جواب نہین دے سکتا ارکان نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگا امیر نے
ارکان کو ساتھ لیا ملکہ کو قلعۂ ارکانیہ پر چھوڑا ارکان نے اپنی جانب سے قلعہ دار کو
مقرر کیا امیر ارکان کو لیکر مع عمرو طرف لشکر کے چلے یہان لندھور نے بعد دو ہفتے
کے زخمون سے صحت پائی اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہے کہتا ہے کیونکر آقا سے سامنا کرونگا
کیسا صاحبقران سے حجاب ہوگا جب امیر پوچھینگے کہ تمنے ہمارا سر حجر مین مقرر کیا
مین تو عاشق صاحبقران کہلاتا ہون اُنکو کیا جواب دونگا کہ یکایک آسمان پر برق چمکی
ایک ساحرہ تخت پر سوار سامنے لندھور کے آئی بہم صورت حسین شعبدہ بازی کی تھی لندھور
نے جو نقشہ محبوب کا پایا پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ اے دارا ے ہند میرا
مہ جبین شعبدہ گر نام ہے بہن ہون حسین شعبدہ بازکی اُنھون نے فرمایا تھا کہ اگر
موت ہمکو نہ چھوڑے تو تم اے مہ جبین تم پاس ہمارے معشوق کے جانا اپنے ہاتھ سے
ایک جام شراب پلانا یہ کہکے مہ جبین نے گلابی اُٹھائی جام لندھور کو پلایا جیسے ہی

جام لندھور نے پیا مہ جبین نے وہی عہد لندھور سے لیا لندھور نے ہاتھ پہ ہاتھ مارکر
کہا اے مہ جبین تمہاری ہمین کے مقدر مین وصل ہے نہ تھا فلک نے یہ سامان دکھایا
مگر تم سے جو عہد کرتا ہون اسکو فوراً پورا کرونگا مہ جبین تو رخصت ہوگئی چلتے چلتے عہد
واثق لیا اور کہہ گئی کہ اے داراے ہند مین باغ مین اپنے تمکو بلاؤنگی وہان جلسہ
آراستہ ہوگا مگر جو وعدہ کیا ہی اُسمین جلدی کرنا اب خاموش ہوکر نہ بیٹھنا چلتے چلتے
مہ جبین جام تو پلا ہی چلی تھی کچھ ماش کے دانے بھی پھینک گئی بعد جانے مہ جبین
کے لندھور کی بیقراری بڑھی داراب سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ امیر لشکر مین آئے یا نہین
آئے داراب بصورت مبدل اُس وقت لشکر امیر مین پہونچا کہ مالک و بہرام وغیرہ
تیاریان استقبال امیر کی کررہے ہین تمام لشکر مین یہی چرچا ہی کہ کل آقا لشکر مین آجاینگے
داراب نے آکر لندھور کو خبر دی کہ اے داراے ہند برق خبر لیکر آیا ہی کہ امیر آتے
ہین چند سردار براے استقبال امیر گئے ہین لندھور نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی
بجے ہرکارے لشکر اسلام کے خبرین لیکر بارگاہ شاہی مین آئے قاسم تیاری چلنے
کی کررہے ہین کہ ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سنائی قاسم ٹھہر گئے اور حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے نہین معلوم یہ ہندی اپنے دل مین کیا سمجھا ہی
انشاء اللہ سر میدان ایسی تلوارین مارونگا کہ یہ ہندی پھر کبھی لڑائی کا نام نہ لے اپنے
افعال پر شرمندہ ہو لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرونمین تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات گذر کر جس وقت شہنشاہ سپہر برین نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر
لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا حمائل کرکے توسن افق پر جلوہ فرما
ہوا لندھور بصد قہر و غضب سوار ہوکر میدان مین آیا ادھر قاسم سب لشکر کو لیکر
میدان مین پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے لندھور
نے ہاتھی میدان مین نکالا پکار کر آواز دی کہ امیر کہان ہین مقابلے مین میرے نہین آتے
اپنے کو چھپایا ہی یا تو کوئی میرے مقابلے مین آئے نہین تو مین خود آتا ہون قاسم نے
قصد کیا کہ مرکب نکالون لندھور سلحشوری کررہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے

دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر پہونچا مرکب بڑھا کر سامنے لندھور کے
آیا کہا کہ کیوں ای لندھور تمنے پاس اپنی لیاقت کا نہ کیا اور میدان میں نکلے امیر کو پکار
رہے ہو میرے مقابلے میں آؤ لندھور نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا کہ طبل سکندری پر چوب پڑی سب نے دیکھا کہ امیر آگئے خواجہ بھی ہمراہ رکاب
ہیں ارکان بھی تخت پر سوار پشت پر فوج دریا موج نیزے سب کے ہاتھوں میں قاسم
نے بڑھکر امیر کو سلام کیا امیر لشکر میں آئے آگے بڑھکر بر پشتہ صاحبقرانی کھڑے ہوے
دیکھا نقابدار نے لڑتے لڑتے یا تو نیزہ نیزے پر روک رہا تھا یا نیزے کو کن دیکر آنکھ پر
فیل لندھور کے مار دیا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑا ہاتھی نے چرخ کھایا نقابدار نے بڑھکر
نیزہ لندھور کا قلم کیا لندھور تو ہاتھی کو سنبھال رہے ہیں نقابدار نے فوراً پشت پر
آکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر لندھور زخمی ہوا لندھور ہاتھی سے گرے گرتے گرتے نقابدار
نے چار پانچ ہاتھ اور مارے کہ لندھور خوب زخمی ہوے نقابدار نے آخر کو تلوار گلے پر
لندھور کے رکھدی امیر بیقرار ہوکر پکارے کہ ای نقابدار یہ حرکت بہتر نہیں نقابدار نے
ہاتھ کو اپنے ہٹا لیا لندھور کے سر پر ایک قبضہ مار دیا کہ لندھور کے سر سے خون جاری ہوا
نقابدار گھوڑا اُڑا کر طرف صحرا کے چلا گیا لندھور کے ملازموں لے آکر لندھور کو اٹھایا
زخمی کو بارگاہ میں لائے زخمدوزی ہو رہی ہو کہ آسمان پر برق چمکی لندھور زمین پر پڑے
تڑپ رہے تھے ہر چند کہ زخمدار ہیں مگر مہ جبین کے واسطے بیقرار ہیں کہ مہ جبین کا
تخت زمین پر پہونچا کہا کہ ای دارائے ہند تمھارے زخمی ہونے کی مجھکو خبر ملی میں
تمھاری عیادت کو آئی ہوں لندھور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب امیر آگئے ہیں سر سیدن
آنکھ کو لگا پہلے ہی مقابلے میں تمھارا وعدہ پورا کرونگا یہاں امیر پلٹ کر جو بارگاہ
میں آئے خواجہ سے کہا کہ خواجہ نقابدار کس لطف سے لندھور کو زخمی کر گیا ذرا جا کر
لندھور کی تو خبر لاؤ خواجہ میں لندھور کے زخمی ہونے سے خوش نہیں ہوا نقابدار
نے چاہا تھا کہ قتل کرے جب میں نے منع کیا تب باز رہا خواجہ برائے خبر بارگاہ لندھور
میں آئے دیکھا کہ ایک ساحرہ سے باتیں کر رہے ہیں بعد تھوڑی دیر کے اس ساحرہ نے

ایک جام شراب کا لندھور کو پلایا اور کہا کہ مین رخصت ہوتی ہون عمرو اُسکے پیچھے چلے
تخت بلندی پر جاتا ہی خواجہ زیر تخت چلتے ہین صحرا مین ایک قصر تھا اُسمین وہ ساحرہ
اُتری عمرو نے گرد قصر چرخ مارا ایک کنیز کسی کام کو نکلی عمرو نے اُسے بیہوش کیا
اُسکو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنا اندر قصر کے آئے دیکھا مہ جبین مسند پر بیٹھی
ہی گرد کنیزین بیٹھی ہین یہی ذکر کر رہی ہی کہ اب امیر آگئے لندھور اُنسے لڑیگا پہلے ہی
مقابلے مین خاتمہ کردیگا خواجہ سامنے کھڑے ہوے یہ باتین سن رہے ہین مگر حیران ہین
کہ جس کنیز کو مین نے بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنا ہون نہین معلوم اُسکا نام کیا ہی کہ ایک
کنیز نے آکر کاندھے پر ہاتھ رکھا کہا کاری غنچہ دہن بات کا جواب نہین دیتی خواجہ نے
ہنس کر کہا کہ مین بی بی کی باتین سُن رہی ہون خداوند ہفت پیکر اُنکے ارادے کو پورا
کرین مگر مہ جبین کا یہ حال ہی کہ دمبدم جیب سے کاغذ نکالتی ہی اُسے دیکھکر کُڑھی جاتی
ہی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی عمرو نے بڑھکر پوچھا کہ کیون ای ملکہ عالم کیا انتشار ہی
یہ سُنکر مہ جبین نے کہا کہ ای غنچہ دہن کیا بیان کرون خداوند ہفت پیکر نے ایک کتاب
لکھی ہی اُسمین حال آیندہ و گذشتہ ترقیم کیا ہی اُسی کا ورق مین نے نکال لیا ہی خیال
کرتی ہون تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ ارادہ میرا پورا نہوگا امیر کی قضا لندھور کے ہاتھ سے
نہین ہی مین اب سحر کرونگی دیکھیے انجام اُسکا کیا ہو خواجہ تو قصد کرتے ہین کہ سامنے مہ جبین
کے گاؤن اُسکو اپنی جانب متوجہ کرون مگر کوئی محل نہین پاتے مہ جبین اپنی فکر مین ہی جلسہ
آراستہ نہین کرتی خواجہ حیران ہین کہ کیا کرون کیونکر موقع پاؤن مگر مہ جبین کے ساتھ ہر وقت
موجود رہتے ہین لیکن لندھور نے تیسرے دن جب زخم خشک ہوے پھر طبل جنگی بجوایا
امیر نے خبر سُنی بڑا افسوس ہی فرماتے ہین کہ ایسا نہو لندھور میرے ہاتھ سے قتل ہو
مہ جبین کا میرا رفیق ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ میرے مقابلے کا ارادہ کرتا ہی لیکن امیر
نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر
میدان مین آئے لندھور مست ہاتھی پر سوار کھڑا ہوا ہی چاہتا ہی کہ میدان مین نکلون
امیر کو پکارون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار نہایت قوی تن قوی من گینڈے

پر سوار ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر تین لاکھ فوج میدان مین آکر
پہونچا سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران منم اخطاے زرین رخش
فرستادۂ خداوند ہفت پیکر خداوند کا حکم ہو کہ جلد حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ اور دوسرے
یہ کہ تو میرا حریف ہو میری منگیتر ملکہ زہرہ کو لے آیا اس وجہ سے مین کوچ کرکے اپنے
ملک سے آیا قلعۂ سلامت نگار مشہور عالم ہو اور ارکان سے آنکھ ملا کر آواز دی کہ کیون
او ارکان تو نے کچھ میرا پاس نہ کیا تجھکو فوراً قتل کرونگا یہ نہ جانتا تھا کہ میرے خوف
سے رستم و اسفندیار نے کفن مین منھ چھپایا کوئی پہلوان کبھی میرے مقابلے مین نہین
آیا ایک زمانہ وہ تھا کہ تو نے مجھکو درخواست دی اور تصویر معشوقہ کی بھیجی تب مین نے
اس بات کو قبول کیا تھا اگر تو یہ عذر کرے کہ حمزہ نے زبردستی قبضہ کیا تو اسکا جواب یہ ہو
کہ تو نے نابدولت کو نامہ لکھا ہوتا مین آکے فیصلہ کر دیتا لاشون سے میدان بھر دیتا یہ
کہکے میدان مین آیا امیر ہی کو پکار رہا ہو امیر نے ارکان سے کہا کہ یہ کیا بیہودہ بکتا
ہو ارکان کو دیکھا کہ کانپ رہا ہو ارکان نے امیر سے عرض کی کہ حضور یہ بڑا پہلوان ہو
اپنے زور بازو پر سلطنت کرتا ہو قلعۂ سلامت نگار وہ مقام خارستان ہو کہ بڑے
بڑے پہلوان وہان رہتے تھے اُن سب کو اسنے زیر کیا اب اسکی عملداری ہو امیر نے کہا
یہ دیوانہ ہو دماغ مین غرور بھرا ہو جب مقابلہ پڑیگا حال کھل جائیگا یہ کہکے امیر نے
اشقر نکالا اشقر اڑا کر سامنے اخطا کے آئے اخطا نے جو جمال بیمثال صاحبقران کو
دیکھا خوب قہقہہ مار کر ہنسا دیکھکر آواز دی کہا او حمزہ ان ہاتھ پاؤن پر تمام دنیا مین یہ غلغلہ
ڈالدیا پہلوانان عالم اپنی صحبت مین تیرا ذکر کرتے ہین کہ حمزہ کے برابر کوئی سپاہی نہین
ہو مگر ہم ایسون سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا کبھی کہتا ہو کہ حربہ تو کیجیے امیر نے فرمایا کہ اپنا
یہ دستور نہین جب تیرے حربون سے پروردگار بچائیگا تب مین بھی حربہ کرونگا اخطا قہقہہ
مار کر ہنسا کہ زمین ہل گئی اور تان کر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین
نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر تماشا دیکھ رہے تھے امیر نے ایک مقام پر نیزہ کا ہتھا
اور گانٹھ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اخطا کے نکل گیا اخطا مثل ابر کے گرگرا یا قبضے پر ہاتھ

ڈالا خبردار خبردار کہ کے امیر پر برس پڑا امیر نے چوٹین اُسکی خالی دین آخر مین اخطا
نے کمر تبا کے سر پر ہاتھ مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اخطا تو اپنے زور کے گھمنڈ مین
تھا ہی لپٹ پڑا اور کہا کہ گھوڑے سے اُتر یے امیر گھوڑے سے کود نے اخطا گینڈے سے
اُترا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ اخطا چھایا ہوا ہی امیر بہ فنون سپہ گری
اسکے زور کو روک رہے ہین جہان پکڑ لاتے ہین اخطا کو عاجز کر دیتے ہین دو چار گھسّے ایسے
دیتے ہین کہ اخطا عاجز ہو جاتا ہی جہان پر اخطا امیر کو پکڑ لاتا ہی امیر مثل برق کے چمک کر
نکل جاتے ہین دن بھر اسی طور سے کشتی رہی کہ شہنشاہ زرین پوش شکست خوردہ قلعۂ
مغرب مین جا کر چھپا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان سریر نیلگون فلک پر
جلوہ فرما ہوا اخطا امیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا یا امیر آپ مجھسے خوب لڑے حقیقت مین جیسا
سنتا تھا ویسا ہی پایا لیکن اب جا کر آرام کیجیے کل پھر آکر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا کہ میرا یہ
دستور نہین روشنی کو حکم دو بدون غالب یا مغلوب نہین پلٹونگا اخطا نے کہا کہ مین رات کو
نہین لڑتا کل فیصلہ ہو جائیگا بدون زیر و زبر واپس نہونگا آج مین نے امتحان کر لیا دوہی پہر مین
زیر کر لونگا ہر چند امیر نے روکا مگر اخطا گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو گیا
آخر امیر بھی ناچار ہو کر پلٹے آ کے بارگاہ مین بیٹھے مگر اخطا نے آکر پھر طبل جنگی بجوایا اور
ایک نامہ لندھور کو لکھا کہ ای لندھور میرے پاس چلے آؤ لندھور فوراً اپنی بارگاہ سے
یہ کہکر اُٹھے کہ مین برائے ملاقات اخطا جاتا ہون یہ کہکر اپنے لشکر سے نکلے لشکر اخطا
مین آئے اخطا در بارگاہ پر کھڑا ٹہل رہا ہی لندھور سے بڑھکر بغلگیر ہوا اور لیکر بارگاہ
مین آیا اپنے پہلو مین جگہ دی کہا کہ ای دارائے ہند مین نے سُنا ہی کہ تم رضا جو صاحبقران
کے خواہان ہو مین تم سے وعدہ کرتا ہون کہ جب امیر کو گرفتار کرونگا تو تمھارے سپرد کرونگا
یہ کہکر ایک بارگاہ علیحدہ استادہ کرائی اسمین لندھور کو داخل کیا جب لندھور نے
آرام کیا تو اُسنے عیار سے کہا کہ ای ننگ عیاروں مین سب کے ظاہر مین یہی کہتا ہون کہ
حمزہ کو زیر کر لونگا مگر قسم کھاتا ہون کہ نصف مال تجھکو دونگا مین نے حمزہ کو کسی
فن مین کم نہین پایا تو جا کر جس طرح بن پڑے ملکہ زہرہ کو لے آ پھر مین حمزہ سے سمجھ لونگا

اور اگر بن پڑا تو مین لیکر معشوقہ کو چلا جاؤنگا نہنگ نے کہا کہ غلام فوراً جاتا ہی اور ملکہ کو لاتا ہی باپ بھی اسکا یہان ہی ملنے آنے مین جو دیر لگے گی وہ ہی دیر ہی ورنہ گیا اور ملکہ کو لایا یہ کہکر نہنگ نے بانباے عیاری ذات براراستہ کیے اور روانہ ہوا پہر رات سے زیادہ نہین آنے پائی تھی کہ یہ قلعۂ ارکانیہ مین پہونچا جس دن سے اسیر نگئے ہین ملکہ زہرہ بیقرار رہتی ہین اور بیرون قلعہ ارکانیہ اپنے باغ مین رہتی ہین رات بھر بیقراریان دن بھر اشکباریان کبھی بیقرار ہوکر پکارا کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار یہ کیا کجروی ہی جو تونے کی۔

نظم

رخ سے پردہ اٹھا دیا کسنے
سر سے پا تک جلا دیا کسنے
ناز و غمزہ سے تو نہ تھا آگاہ
یہ شرف او ہما دیا کسنے
شب کو پی کر شراب مستی مین
آنکھین چوٹین جگا دیا کسنے

جلوۂ حق دکھا دیا کسنے
اشک کیطرح اٹھ نہین سکتا
چار دن مین بڑھا دیا کسنے
اٹھ نہین سکتا مثل نقش قدم
پردۂ شرم اٹھا دیا کسنے

شعلۂ رخ دکھا دیا کسنے
یون نظر سے گرا دیا کسنے
کسکے صدقے مین مرتبہ پایا
خاک مین یون ملا دیا کسنے
یہی کہکے رند روتا ہوین

جب کنیزون نے بہت سمجھایا کئی دن گذرے کہ سوئی تھین پلنگ پر جو لیٹین کنیزون نے پیروبالے پنکھیان جھیون کی جھلین ملکہ سو گئین اور یہ نہ جانتی تھین کہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہونے کو ہی نہنگ عیار ایک ضعیفہ کی شکل بنکر در باغ پر آیا محلدار کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کہ تو کون ہی ایک پیش خدمت کا نام نہنگ نے دریافت کرلیا تھا عیار ہی باتین بناکر کہا کہ بی محلدار صاحبہ فلان کے مکان سے آئی ہون محلدار نے کہا کہ باغ مین جاؤ مگر کئی دن کے بعد ملکہ سو گئی ہین جاکر کلام نہ کرنا نہنگ اندر باغ کے آیا اس مقام پر پہونچا کہ جہان ملکہ سو رہی تھین خواصین بھی کئی دن کی جاگی ہوئی تھین ملکہ کے سوتے ہی یہ بھی سو گئین نہنگ برابر چھپر کھٹ کے پہونچا اور پہونچکر ملکہ کو بیہوش کیا بیہوش کرکے پشتارہ باندھا دیوار باغ سے کود گیا تھوڑی دیر کے بعد کنیزون کی آنکھ کھلی باغ مین ہلڑ ہوا کہ ارے کوئی ملکہ کو چرا کر لے گیا بیرون باغ ملازمون کو خبر پہونچی پڑانا چوبدار کہ اس حال سے بخوبی آگاہ تھا اس نے

ساتھ والون سے کہا کہ یہ فتور اخطا کی طرف سے پیدا ہوا ایک شتر سوار جاکر صاحبقران
کو اطلاع کرے ورنہ بڑی خرابی ہوگی امیر ہم لوگون پر خفا ہونگے ایک شتر سوار رات ہی کو
روانہ ہوا یہان اخطا انتظار مین عیار کے شب بھر جاگا بارگاہ مین اپنی بیٹھکر رات بسر کی
گجر زنگ کی آواز آئی دیکھا کہ نہنگ آکر پہونچا پہلو مین بارگاہ کے ایک خیمہ خالی تھا عیار
سے کہا کہ اس خیمے مین ملکہ کو اُتارو نہنگ نے اُس خیمے مین لاکر ملکہ کو اُتارا عیار تو باہر
چلا آیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنی خواصون کا نام لیکر پکارا کسی کی آواز نہ آئی آنکھ کھول کر
دیکھا گھبرا گئین کہ یہ کیا معرکہ ہے گھبرا کر چارہ جانب دیکھ رہی ہین کبھی دل سے کہتی ہین کہ
مین نے خواب دیکھا کبھی آنکھین ملتی ہین کبھی فرماتی ہین کہ اے غنچہ دہن وای شمشاد
کہان ہو کچھ آواز میرے کان مین نہین آتی اتنے عرصے مین اخطا نے لباس فاخرہ پہنا
اور ایک قرابہ عطر کا اپنے اوپر اُنڈیل لیا داڑھی کو پھٹکارتا ہوا اندر خیمے کے آیا
آکر ادب سے بیٹھا کہا کہ اے ملکۂ عالم مین آپ کا غلام ہون آپ کے باپ نے مجھکو فراموش
کیا آپ مجھکو دل سے نہ بھلائیے ملکہ نے منھ اپنا ڈھانپ لیا کہا کہ اے اخطا سامنے سے
ہٹجا تو نامحرم ہے میری شادی ہو چکی ہے خدا دوسرے کی شکل نہ دکھائے اخطا نے بہت
منت کی مگر ملکہ نے پھر جواب نہ دیا اور منھ ڈھانپ کے رونے لگین امیر صبح کو اُٹھکر بارگاہ
مین آئے فرما رہے ہین کہ یارو مین نے خواب پریشان بمقدمۂ زہرہ دیکھا ہے خدا خیر کرے
کہ خبر ہوئی ایک شتر سوار دروازے پر آیا ہے امیر نے زہرہ کے باپ کو حکم دیا کہ دریافت
کرو تمھارے ملک سے شتر سوار آیا ہے کیا خبر لایا ہے خدا کرے ملکہ کی خیر و عافیت ہو ارکان
باہر گیا شتر سوار سے جو پوچھا شتر سوار نے رو رو کر سب حال بیان کیا ارکان روتا ہوا
سامنے امیر کے آیا عرض کی کہ حضور عجب معرکہ درپیش ہوا اخطا نے عیار کو بھیجکر ملکہ
کو چُروا منگایا امیر کا یہ حال سُنکر چہرہ مسخ ہو گیا فرمایا کہ اخطا کچھ دیوانہ ہوا ہے کہ برق
فرنگی سامنے آیا عرض کی کہ اے شہریار استاد کہہ گئے تھے کہ خبرین مفصل لانا اخطا
بارگاہ مین ہے لندھور سے بڑا خلا ملا ہے اخطا نے اپنے عیار کو بھیجکر ملکہ کو چرا منگایا
پہلوے بارگاہ مین ایک خیمہ ہے اُسمین ملکہ کو اُتارا ہے اور منتین خوشامد کر رہا ہے

مگر وہ عاشق جمال حضور انکار کر رہی ہی یہ سُنکر امیر اپنے مقام سے اُٹھے اور قبضے پر
ہاتھ ڈالا کہا کہ بارگاہ اخطا میں خون کا دریا بہا دونگا یہ ملعون کیا سمجھا ہوا اور لندھور
ہماری ذلت کو سن رہے ہیں اب مجھے لندھور سے ناامیدی ہوئی آج اُسنے بھی سمجھ لونگا
دیکھوں تو میرا کیا کرتے ہیں امیر فوراً پشت اشقر پر سوار ہوے طرف لشکر اخطا کے چلے
یہاں اخطا بارگاہ میں بیٹھا ہی چند کنیزیں بلائیں اُنکو حکم دیا کہ تم جاکر سمجھاؤ برق جست خبر
کرتا ہوا پہلے بارگاہ اخطا میں پہونچا اُن کنیزوں میں ملکہ خدمت میں ملکہ زہرہ کی آیا
چپکے سے کہا کہ آپ نہ گھبرایئے امیر آتے ہیں جب امیر سوار ہوکر چلے فرہاد خان فوراً
گینڈے پر سوار ہوکر عقب میں امیر کے چلا تو جملہ سردار سوار ہوکر چلے ہرکاروں نے
جھپٹ کر یہ خبر اخطا کو پہونچائی اخطا نے فوج کو حکم دیا کہ امیر کو باہر روکو یہاں تک
نہ آنے پائیں تین لاکھ فوج صفیں جماکر کھڑی ہوئی کہ نعرہ امیر کی آواز آئی یا شیادی
کافران بحیا و ای نابکاران پُر دغا سامنے سے ہٹ جاؤ میں کسی کے روکے سے نہ رکونگا
تا بہ بارگاہ اخطا جاؤنگا دو پہلوانوں نے جو کہ افسران فوج میں ہیں بڑھ کر امیر پر حملہ
کیا امیر نے ایک ضرب میں دونوں کو قلم کیا فوج میں در آئے لڑتے ہوے چلے دوسری صف
پر پہونچے وہاں بھی یہی واقعہ گذرا امیر برابر کافروں کو قتل رہے ہیں صف اول پر
فرہاد خان پہونچا جملہ سردار عجب شوکت سے لڑ رہے ہیں کہ ہزاروں لاشے گرا دیئے
جس مقام پر پہونچے تہلکہ ڈالدیا علم ہاے فوج قلم کیے علمدار بھاگتے پھرتے ہیں امیر تیسری
صف پر پہونچے وہاں بھی دو افسر پہلوانوں کو مار مار کر صف پر آئے فرہاد خان وغیرہ
دوسری صف پر پہونچے ہنگامہ لڑ رہے ہیں فوج اخطا میں صداے فریاد و الغیاث
بلند ہی نقیب نقابت کر رہے ہیں صفوں میں غل مچاتے پھرتے ہیں کہ یارو امیر کو آگے
نہ بڑھنے دو ہر مقام پر گھیر لو لیکن فوج اخطا کی جان پر بنی ہی سب بھاگتے پھرتے ہیں
گھوڑوں سے منھ کے بھل زمین پر گرتے ہیں خون کے دریا بہ رہے ہیں جابجا ہزاروں
ترکش پڑے ہیں تیر جو اُنمیں سے نکل کر گرے ہیں معلوم ہوتا ہی کہ دریاے خون میں مچھلیاں
شناوری کر رہی ہیں اگر کہیں سپر پڑی ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ کچھوے نے دریا سے منھ نکالا لشکر

کفار پر شکست اہل اسلام کا بندوبست قاسم و بہرام و جمہور بھی شیرانہ لڑ رہے ہیں
دست راستی و دست چپی میں آنکھیں مل رہی ہیں آپس میں ہچشمی کیے کافرون کو قتل
کرتے ہیں امیر لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے چار صفیں الٹیں انتظام سیمرغ کا
توڑا ہر صف پر پہونچے کہنی سے خون ٹپک رہا ہو لخت خون کے جسم پر جمے ہوئے ہیں لیکن
فرہاد خان بھی برابر لپٹا ہوا آتا ہو صدہا پہلوان ضرب شمشیر سے مارے گلہاے زخم نخل
جسم پر کھلے ہوئے ہیں مگر کچھ خوف نہیں امیر لڑتے ہوئے قریب بارگاہ اخطا پہونچے
اخطا کو یہ امید ہو کہ امیر مجھ تک نہ آسکیں گے چار سو پہلوان بارگاہ میں جمع ہیں سب
قوی تن و قوی من سپریں شمشیریں سنبھالے ہوئے سامنے اخطا کے لاف و گزاف
کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ ای پہلوان دوران اگر حمزہ یہاں آئے تو بوٹیاں اسکی کاٹ کر
پھینک دیں امیر دربارگاہ پر آئے گھوڑے سے کودے سوائے فرہاد خان کے کوئی
برابر نہیں پہونچا فرہاد خان بھی گینڈے سے اترا امیر اندر چلے تھے کہ درگہ سالار نے
بڑھ کر للکارا کہ بس اب آگے نہ بڑھیے گا اسی مقام پر ٹھہریے یہ کہکے امیر پر ہاتھ مارا
امیر نے خالی دیکر ہتھکنڈے کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ درگہ سالار کا کٹ کر گرا درگہ سالار ایک جا
بھاگا کہ برق اس خیمے سے نکلا امیر سے اشارہ کیا کہ حضور اس طرف تشریف لائیں امیر
اس خیمے میں پہونچے ملکہ زہرہ امیر کو دیکھکر اٹھیں کہا کہ ای شہریار کنیز پر بہت بڑی
بدعت ہوئی خدا نے حضور کی صورت زیبا دکھائی امیر نے زہرہ کو گود میں اٹھایا اشقر کو
آواز دی اشقر اپنے آقا کی آواز سنکر سامنے آیا امیر نے زہرہ کو پشت اشقر پر سوار کیا
کہا کہ ای اشقر ناموس ہمارا تیرے سپرد ہو تا بہ لشکر پہونچا اشقر نے زبان جنی میں اقرار
کیا کہا کہ آقا جب تک جسم میں جان باقی ہو کیا مجال ہے کسی کی کہ قریب آسکے یہ کہکر اشقر
زہرہ کو لیکر چلا اب امیر داخل بارگاہ اخطا ہوئے اور نعرہ کیا کہ او نامرد تو نے یہ کیا
حرکت کی کوئی ناموس پر کسی کے دست انداز ہوتا ہو اخطا نے جو امیر کو آتے ہوئے
دیکھا آواز دی کہ ای پہلوانو حمزہ کو مارو چار طرف سے پہلوان امیر پر ٹوٹ پڑے
اور ہر طرف سے تلوار پڑنے لگی لندھور دنگل پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں ہرچند

کہ امیر نے کئی پہلوان بارگاہ میں بھی مارے گریز نے اور تیر اسقدر پڑے کہ تمام جسم
غربال ہوگیا فوارے خون کے جسم سے نکلنے لگے یہاں جو وقت سے امیر بارگاہ خاص میں
آئے ہیں خواجہ عمرو نے بارگاہ مہ جبیں میں رنگ جمایا جب گانے کا رنگ جم گیا تو سامنے
مہ جبیں کے بیان کیا کہ خداوند خواب میں آئے کمال علم موسیقی و ساقی گری تعلیم فرما گئے
پاؤں سے ناچوں ہاتھ سے بتاؤں منہ سے گاؤں سر سے شراب پلاؤں کیا مجال کہ
کوئی قطرہ گرے یہی قدرت فرما گئے ہیں مہ جبیں نے خوش ہو کر کہا کہ اے کلید میخانے
کی غنچہ دہن کو دو خواجہ نے کلید پائی میخانے میں پہونچے شراب کو خراب کیا بیہوشی ملا کر
گلابیاں درست کیں سامنے مہ جبیں کے لائے جام پلایا مہ جبیں پی گئی اور تعریفیں کیں
کہ اے غنچہ دہن آج تک ہمنے کسی کو اس طرح شراب پلاتے نہیں دیکھا سنا ہے کہ عمرو
عیار اسی طرح ساقی گری کرتا ہے خواجہ جھک جھک کر سلام کرتے ہیں یہ بھی کہتے جاتے ہیں
کہ شراب میں بڑے بڑے نفع ہیں رنگ نکلے ملالت ظاہر ہو عمر بڑھے لیکن ایک گھونٹ
پیے مہ جبیں بڑی تعریفیں کر رہی ہے کہتی ہے کہ بڑے فخر کا مقام ہے کہ میری کنیز لطف کردہ
خداوند ہفت پیکر ہوئی اور یہ کمالات تعلیم کیے گئے یہ دن کسکو اس طلسم میں نصیب ہوا
یہ فخر میرے واسطے ہے کہ قدرت تشریف لائے اور ایسے کمال بتا گئے آواز تو غنچہ دہن
کی دیکھو کہ دل پر تاثیر کر رہی ہے ہر تان میں دل پامال ہوتا ہے کیا کیا گٹکریاں لے رہی ہے
عمرو نے سب کو شراب پلائی کہتے جاتے ہیں کہ کئی دن ہوئے قدرت نے آکر نظر کر
کیا مہ جبیں کہتی ہے کہ اے غنچہ دہن قدرت سے دعا کر کہ ہمارا سحر پورا ہو [illegible] امیر کو
قتل کرے اور امیر ایسے مبہوت رہیں کہ اسم اعظم نہ پڑھ سکیں اسی رنگ کا میں نے
سحر روانہ کیا ہے جب خواجہ سب کو شراب پلا چکے تو محفل میں آکر بیٹھے مہ جبیں نے
فرمائش کی کہ اے غنچہ دہن خاموش نہ رہو ایک غزل عاشقانہ شروع کرو عمرو نے
بیچ میں بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

مارا ہوا ہوں اک بت وحشی مثال کا	❦	تربت پہ ہو چراغ تو چشم غزال کا
خط نکلا بر صفائے رخ پر نور کی کمان		شہرہ ہے عارفی ترے حسن و جمال کا

کس کس پری کی شکل مرے دل پہ نقش ہے — رکھتا ہوں مین بغل مین مرقع خیال کا
گلشن مین یاد آئی جو چشم سیاہ یار — سوسن کا پھول بنگیا دیدہ غزال کا
چشمک زنی کرین نہ کہین رند سب جوان — پیری مین عشق خوب نہین خرد سال کا

مہ جبین یہ اشعار سنکر مست سے اُٹھی کہا کہ ای غنچہ دہن قدرت آلے ہین اور کہا یا خداوند لندھور کو امیر پر غالب کیجیے ایسا دام یہ مین نے بچھایا ہی کہ لندھور آٹھ پہر میری یاد مین رہتا ہی صدمات فراق سہتا ہی اب آج حمزہ کو قتل کریگا دل مین جو نکہ مزا بھرا ہی گت ناچتی ہوئی اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری مہ جبین کے گرتے ہی سب کنیزین اپنے مقام سے اُٹھین اور گرین گرکر بیہوش ہوئین تو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کرکے پہلے مہ جبین کا سر کاٹا ادہر تو عمرو نے مہ جبین کو قتل کیا وہان لندھور بارگاہ مین بیٹھا تھا زخم کھانا امیر کا دیکھ رہا تھا یکایک ہوش درست ہوے ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ اُٹھ کر امیر پر سینہ سپر ہون آقا کو دشمنون سے بچاؤن مگر اخطا کی محبت روک رہی ہے کہ امیر نے ایک کافر کو مارا اخطا پشت پر امیر کے آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر کے تا ودا برو تیغہ پہونچا امیر نے دستانہ مارا لیکن نکان جو پہونچی لڑکھڑا کر گرے تلوار ہاتھ سے چھٹ گئی عمرو جو مہ جبین کو مار کر بھاگا لشکر مین اُس وقت آیا کہ امیر دربار مین اخطا سے لڑ رہے ہین عمرو سے سب نے بیان کیا کہ اخطا نے ملکہ زہرہ کو چھڑا منگوایا اُس غصے مین امیر بارگاہ اخطا مین گئے ہین عمرو جست وخیز کرتا ہوا چلا دیکھا کہ لشکر مین تلوار چل رہی ہی تمام سردار لڑ رہے ہین مگر امیر کی آواز نہین آتی عمرو جست کرکے بارگاہ مین پہونچا راہ مین اشقر کو دیکھا کہ سمون سے جنگ کر رہا ہی پشت پر ملکہ زہرہ سوار ہین خواجہ نے چاہا کہ ملکہ کو اُتارون اشقر نے رو کر زبان جنی مین کہا کہ جا کر آقا کی خبر لو بارگاہ دشمن مین اکیلے جنگ کر رہے ہین عمرو اُس وقت پہونچا کہ امیر چرخ کھا کر گرے ہین اخطا جھپٹ کر سینے پر امیر کے سوار ہوا خنجر کمر سے نکالا گلے پر امیر کے رکھا اُسوقت امیر کی آنکھین گردش کرتی تھین حسرت چہرے سے ظاہر تھی لندھور کی جو آنکھ کھل گئی دیکھا کہ حمزہ چت پڑے ہین اور اخطا نے خنجر گلے پر رکھا ہے

جی مین کہتا ہی کہ ای لندھور ایسا ستم کہین سنا تھا کہ آقا تو قتل ہون اور عاشق بیٹھے بیٹھے
دیکھے اسی محبت مین لندھور اُٹھا اخطا سمجھا کہ لندھور برائے قتل امیر آتا ہی لندھور
نے قریب اخطا کے پہونچکر ایک لات اخطا کو ماری کہ اخطا منھ کے بل زمین پر گرا اور
نعرہ کیا کہ با خبیث ای کافران بیحیا و ای نابکاران بدوغا منم عاشق جمال صاحبقران (۱)
نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا اگر فتم تا بہ ہندوستان + اگر نام ندانی منم لندھور
بن سعدان + لندھور گرد امیر کے پھرنے لگا اخطا نے آواز دی کہ یارو لندھور
کو بھی مار لو اب خیال رفاقت اسکو آگیا اپنے آقا پر جان نثار کر رہا ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو بھی
مار کر گرا دو اسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی کی مین تو حمزہ کو اسی سے واسطے قتل کرتا تھا
خیال ہماری محبت کا بالکل فراموش کیا ہمنے تو اسکے واسطے اتنا بڑا کام کیا کہ عیار
کو تکلیف دی اور یہ پھر اپنے آقا کا دوست ہوا چہار طرف سے اسقدر تلوارین پڑین
اور اخطا نے پہلو پر آکر پشت پر سے ہاتھ مارا کہ لندھور کا سر زخمی ہوا ہر طرف سے
لندھور پر کافرون کا بلوہ ہی صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ لندھور مجھ پر جان نثاری
کر رہا ہی اور ہر مرتبہ آواز دیتا ہی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس آپکے
بعد زندگی بیکار ہی قدمون پر آپکے میرا دم نکلے دیکھنے والے دیکھین کہ آقا کے قدم
عاشق صادق کا سر لندھور پر تلوارین جو بہت پڑین آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب
تھرایا چرخ مار کر لندھور گرا وہ جو اعتقاد دل مین تھا وہ ظاہر ہوا کہ قدمون پر امیر کے
سر تھا اور ہاتھ سینے پر امیر کے اُس وقت عمرو پہونچا اخطا چلا کہ لندھور اور امیر کا
سر کاٹ لون عمرو اُس وقت اندر آیا کہ دیکھا صاحبقران تو پڑے ہین تلوار ہاتھ سے
چھوٹ گئی ہی اور لندھور کا سر قدمون پر ہاتھ مین قبضۂ تلوار وہی ہاتھ صاحبقران کے
سینے پر عمرو سمجھا کہ لندھور امیر کا سر کاٹنے آیا ہی عمرو نے چاہا کہ جھپٹ کر لندھور کا سر
کاٹون کہ امیر کی آنکھ کھل گئی فرمایا عمرو یہ کیا کرتے ہو اگر لندھور نہوتا تو تم مجکو زندہ
نہ پاتے لندھور نے بچایا کہ تمنے زندہ پایا لندھور نے محبت دیرینہ ظاہر کر دی زخمی ہوکر
وہ بھی گرا ہی عمرو نے اخطا پر خنجر مارا اخطا نے خنجر زو کا اپنے کو بچایا عمرو نے پکار کر

آواز دی کہ ای سرداران تہمتن وای جوانان صف شکن جلد دوڑو آقا بیہوش پڑے ہین
دشمن قتل کیا چاہتے ہین جلد آکر بچاؤ جلوخانۂ بارگاہ مین فرہاد خان رہ رہا تھا عمرو
کی آواز سنکر اندر گھس آیا دیکھا کہ قریب امیر کے لندھور پڑا ہی اور تلوار ہاتھ مین کرٹھا
کہ باپ کا سر کاٹ لون عمرو نے آواز دی کہ ای فرہاد خان باپ کو بچاؤ کفار کا بلوہ ہی
لندھور نے رفاقت قدیم کی کہ امیر کو قتل سے بچایا آپ بھی زخم کھاکر گرا تو فرہاد خان
گرد لندھور و امیر کے پھرنے لگا کئی پہلوان فرہاد خان نے مارے پہلو پر آکر اخطا نے
گرز مارا کہ سر فرہاد خان کا پھٹ گیا چیخ کھاکر گرا اسوقت مالک و جمہور و فرامرز وغیرہ
چالیس سردار لڑتے ہوے اندر پہونچے دیکھا کہ اکیلا عمرو تینون زخمیون کے گرد پھر
رہا ہی اور شیرانہ جنگ کر رہا ہی سردارون نے آکر جنگ کی سرداران ہندوستان
فیل میمونہ کو لیکر آئے سردارون نے بمردی امیر و لندھور و فرہاد خان کو گود مین
اٹھایا ہودے پر ہاتھی کے ڈال لیا عمرو نے ہاتھی کو ارشیون پریزاد کے سپرد کیا کہ
یہ لندھور کا چھوٹا بیٹا ہی ارشیون جھول ہاتھی کی تھامے ہوے گرد سرداران ہندوستان
لڑتا ہوا ہاتھی کو لیچلا قاسم و بدیع بارگاہ مین جنگ کرنے لگے قاسم نے جنگ کو
تھاما بدیع نے ستون بارگاہ پکڑکر ستون کو جنبش دی بارگاہ لہرائی یہ سب جوان
لڑتے ہوے باہر نکلے ہاتھی کو سرداران ہندوستان لیے جاتے ہین بارگاہ جو گری
کئی سو کافر دبے اخطا کود کر باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا فوج کو ترغیب دی کہ اہل اسلام
کو مارو اس وقت بارہ کوس کے گرد مین جنگ ہو رہی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی
مگر عمرو کبھی جست کرتا ہوا قریب ہاتھی کے آتا ہی دیکھ رہا ہی کہ سرداران ہندوستان
انتہا کے زخمی ہوے مگر ہاتھی کو بچا رہے ہین ہاتھی بھی اپنی سونڈ سے جنگ کر رہا ہے
جسکو پکڑا کھینچ لیا پاؤن کے نیچے ڈال دیا عمرو اس مقام سے بھاگا سمجھ گیا کہ امیر پر
کوئی قبضہ نہین کر سکتا کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ اشقر جنگ کر رہا ہی زہرہ نے پکار کر
کہا کہ خواجہ مجھے تو اشقر نے بچایا جنگ کرتا ہوا یہانتک لایا اب نکال کر لیجائیگا مگر مجھے
سے امیر کی آواز نہین آتی امیر کس طرف ہین دل اندر سے واسطے امیر کے رو رہا ہے

دیکھوں کون وقت ہو کہ پھر جمال جہان آرا دیکھوں اب تو دل کی عجب کیفیت ہی عمرو نے
جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم خدا تمھارے راج وسُہاگ کو بچائے پھر تمکو امیر سے صحبت نصیب ہو
عمرو نے اور چند سردار و عیار اشقر کے ساتھ گئے کہا کہ یارو جس طرح ہو سکے اشقر
کو تا بہ لشکر پہونچاؤ امیر نے سرداروں سے اشقر کو بہتر جانا کہ ناموس کو اسکی پشت پر
سوار کرکے اُسکے سپرد کر دیا لیکن دیکھو مرکب وفادار ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے کو زخمی کرایا
مگر ناموس امیر کو بچایا جب تو امیر نے سرداروں کے سپرد نہ کیا اور مرکب کے سپرد کیا
مرکب لاکھوں سے لڑ بھڑ کر کنارے تک آیا ہو اور اب بھی لڑ رہا ہی پشت تک کسی کا حربہ
نہیں آنے دیتا عیار جو گرد اشقر کے آئے حقہ ہائے آتشبازی نکالے داغتے ہوے
اشقر کو لے چلے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی بدیع لڑتے ہوے قریب اخطا کے پہونچے
دیکھا کہ اخطا نے کئی سردار زخمی کیے اور کئی سردار جان سے مارے بدیع الزمان للکار
کر اخطا پر جا پڑے اخطا نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا
اُسکھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو تا کے سر پر ہاتھ مارا تیغہ طلسمی تڑپ کر گرا اخطا کے دو
ٹکڑے ہوے اخطا کے مرتے ہی فوج کو شکست حاصل ہوئی فوج اخطا بھاگی بدیع الزمان
نے سرداروں کو ساتھ لیکر کئی کوس پیچھا کیا اُن سب نے لاش اخطا کی اُٹھائی لیکر
بھاگے طرف صحرا کے روانہ ہوے سرداران امیر بہ فتح و فیروزی پلٹے بارگاہیں خیمے
کافروں کے لوٹ لیے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی میں آئے اول امیر کو فرزندان امیر نے
اُتارا جب مسند پر لٹایا اور چاہا کہ امیر کی زخم وزی کریں تو امیر نے آنکھ کھول دیا
فرمایا کہ پہلے لندھور کی زخم وزی کرو لندھور نے آنکھ کھول کر کہا کہ میں اس لائق ہوں
کہ مجکو قتل کیجیے مجھ سے بڑی نمکحرامی ہوئی عمرو نے تمام حال ساحرہ کا بیان کیا امیر
نے کہا کہ ای لندھور تم سحر میں مبتلا تھے تمھاری خطا نہ تھی خواجہ نے جو وقت اُس ساحرہ کو
مارا اُسی وقت سے تمکو ہوش آیا اگر تم اخطا کو لات نہ مار دیتے تو اُسنے میرا خاتمہ کر دیا تھا
خنجر گلے پر پھیرا چاہتا تھا تمنے وہ جانبازی کی کہ جو عاشقان صادق کرتے ہیں جب
صاحبقران نے ایسے کلمے اپنی زبان سے فرمائے تب لندھور کا حجاب رفع ہوا زخم ورم

گرائی امیر زخمدوزی کرا کے اُٹھے دیکھا کہ اشقر زخمون سے چور ہو پشت پر ملکہ زہرہ شیشہ بجر رہا ہی کسی کو اپنے پاس آنے نہین دیتا امیر نے جب آواز دی تب اشقر قریب آیا امیر نے پشت سے زہرہ کو اُتارا بارگاہ مین داخل کیا تب زہرہ نے شکریہ امیر ادا کیا صاحبقران نے زہرہ کے واسطے کنیزین طلب کین ملکہ زہرہ معروف عیش ونشاط ہوئین کہتی تھین خدا نے دشمن کے ہاتھ سے بچایا دشمن خدا نے عیار بھیجکر جڑا منگایا خواہان وصل تھا مین نے یہی جواب دیا کہ قتل کا تجھے اختیار ہی مگر خبردار ہاتھ نہ لگانا کنیزین دعائین دے رہی ہین بلائین لے رہی ہین صاحبقران نے اس فتح کی بڑی خوشی کی اور فرمایا کہ اب مین طرف کوہ بوقلمون کے جاؤنگا سات دن کا جشن کیا سپہ سالارون کو بلا کر حکم دیا طرف کوہ بوقلمون کے کوچ کرو لشکر لیکر صاحب قران طرف کوہ بوقلمون کے چلے کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر کیا جائیگا۔

دو کلمہ داستان شوکت بیان رستم پیلتن کہ طرف صحرائے محیط کے تلاش لوح چلے ہین پہونچنا تا بہ صحرائے محیط باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آتش نشان
کہ ہون خوش رئیسان والا نشان
عجب عشق والفت کے سامان ہین
کہ اس جال مین ہین ہزارون نہان
چل اب ساقیا آج گلزار مین
کہ دون جان نالہ نکلی ہو دھوپ
ہوئی بلبلون کو جو گلشن مین یاس
کہ اظہار رنگ شگفتہ ہوا
کبھی کہہ رہا ہی کہ لیلے کہان
عبث ذکر شیرین پہ مرتا ہو وہ

کہ لکھتا ہون رستم کی اب داستان
پلا ساقیا جام صہبائے عشق
کہ عاشق ہمیشہ پریشان ہین
جسے عشق روئے صنم ہوگیا
صلاحین ہون ہر ایک میخوار مین
اکڑتے ہین نخل چمن وجد مین
گئین آپ خود اُٹھکے پھولون پاس
یہان کبک و طاؤس ہین وجد مین
مری آنکھ سے ہوگئی ہی نہان
کہا دل نے عشق و من آشکار

وہ ہی داستان جلالت شعار
کہ قلب و جگر مین جگہ پائے عشق
وہ جنجال ہی عشق زلف بتان
اُسے فرط رنج والم ہوگیا
یہ ہی جوش پر باغ کا رنگ و روپ
لکھون چند رنگ سخن وجد مین
ہر اک غنچۂ گل شگفتہ ہوا
وہان قیس بیتاب ہی وجد مین
کبھی ذکر فرہاد کرتا ہے وہ
ہمیشہ رہا وہ ذلیل اور خوار

کبھی قیس لیلے کا جویا ہوا
کہ ہر وقت لیلے تھی حسن و جمال
نہ ظاہر کا گر وصل ظاہر ہوا
وہ لیلی کا مژدہ سنا جاتے تھے

کہ وہ دشمن عیش گویا ہوا
قرین قیس کے آرہی تھی نظر
وہ باطن کی الفت سے صابر ہوا
کبھی شیر صحرا سے صحبت رہی

ہوا قیس کو عشق میں یہ کمال
اسی رنگ میں عمر کی تھی بسر
کبھی طائر دشت پاس آتے تھے
غزالان صحرا سے الفت رہی

	لکھنو جلد آئی ہے فصل بہار		قمر داستان مرصع نگار	

چہرہ دشت نوردان وادی بیباکی وطے کنندگان مراحل چستی وچالاکی اس داستان شوکت بیان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر وتسطیر فرماتے ہین۔ شعر سخن سنج غواص دریاے ہوش ✦ چنین ریخت گوہر بہ دامان گوش ✦ رستم پیلتن خواجہ کو قید سے چھڑا کے طرف صحرا سے محیط کے روانہ ہوئے محیط بیابان خسکن اپنے قصر مین رونق افروز ہو انیس جلیس جمع ہین کہ آسمان سے طائر کی آواز آئی دیکھا ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے اوترتا ہوا آیا کاندھے پر آکے محیط کے بیٹھا گلے مین طائر کے ایک نامہ بندھا تھا محیط نے نامہ کھول لیا اُسکو جو کھول کر پڑھا طرف سے ہفت پیکر کے مرقوم تھا کہ اے محیط طلسم کشا نے تیرے صحرا کے جانب رخ کیا جلد روکنے کی تدبیر کرو ورنہ بہت پریشان ہوگی قدرت تو بھاگ کر طلسم باطن مین چلے جاینگے تم لوگ تباہ وبرباد ہوجاوگے لیکن آگاہ ہو کہ کلاہ ہفت رنگ وتیغہ ہفت جوہر وزرہ ہفت جوشن طلسم کشا کو مل چکے سحر اسپر تاثیر نہین کرتا غیر ساحر کو روانہ کرو کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کر لائے محیط نے نامہ کو پڑھ کر جواب لکھا کہ یا خداوندہ گھبرائیے اگر طلسم کشا ہزار فوج لیکر آئیگا جب بھی مجھ تک نہ آسکیگا یہ لکھکر وہی نامہ گلے مین اسی طائر کے ڈالدیا طائر نامہ لیکر اڑ گیا محیط نے ایک محبت نامہ استحقاق الحرور سوار کو لکھا کہ طلسم کشا ہم تک آنے کا ارادہ رکھتا ہے جا کر راہ مین گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کردو جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا استحقاق اپنے بیٹھے مین بیٹھا تھا یکتائی کا دم بھر رہا تھا کہ ایک ساحر نے آکے نامہ دیا نامہ کو پڑھکر استحقاق ایسا چیخا کہ تمام جنگل گونج گیا ساٹھ ہزار جوان سامنے حاضر ہوئے عرض کی کیا حکم ہے اسنے کہا کہ رستم فرزند حمزہ بارادہ طلسم کشائی اس طرف سے جائیگا فوج تیار کرو تا بدولت بھی

کرینگے تاکہ وہ بھی واقف ہو کہ صحرا سے محیط مین ایسے ایسے پہلوان رہتے ہین شاید خوف
کھاکر پلٹجاے یہ جو اُسنے کہا ایک ہنگامہ جنگل مین پڑگیا فوجین آنے لگین تھوڑے عرصے
مین تین لاکھ فوج جمع ہوگئی استحقاق بھی اپنے مقام سے بل کرکے اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا
جنگلی فوج لیکر چلا اُدھر شاہزادے کو تیسری منزل ہی صحرا مین اُترے ہوے ہین صحرا اے
دل شاد اِس صحرا کا نام ہی صبح کا وقت ہی ارادہ ہی کہ سوار ہون ناگاہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا
آگے آگے ایک پہلوان دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ فوج نوبت نقارے بجتے
ہوے سامنے سے نمایان ہوا اور پکارکر آواز دی اے رستم اب آگے نہ بڑھنا رستمی تمھاری یہین تک
تھی بس اب اس صحرا اے دل شاد سے رستمی کا خاتمہ ہی یہ کہکر گینڈے سے اُترا بارگاہ مین داخل
ہوا ہمراہیون سے کہتا ہی کہ محیط نے بھی مجھے کس سے لڑنے کو بھیجا یہ تو معشوق وضع ہی لیکن
اگر بھاگ جانے تو بہتر ہی ملکہ نے لکھا تھا کہ اسنے تحفہ جات حاصل کیے تحفجات ایسے کہان رکھے
تھے جو یہ اُٹھا لایا اور طلسم کشائی کرتا پھرتا ہی یہ غرور دماغ مین سمایا کہ اس صحرا کا ارادہ کیا
اگر تم سب کی صلاح ہو تو مین کہلا بھیجون کہ جو گذرا وہ گذرا اب اس ارادے سے باز آؤ یہان سے
پلٹجا سب نے کہا یہ حضور کی رحمدلی ہی جو آپ ایسا ارشاد فرماتے ہین ورنہ اسکے لشکر کا تباہ کردینا
کتنی بڑی بات ہی اشفاق اژدر در استحقاق کا بھائی اپنے مقام سے اُٹھا کہا آپ نامہ
لکھیے مین جاکے اُسکو پھیر دونگا استحقاق نے نامہ لکھکر اپنے بھائی کو دیا یہ نامہ لیکر گینڈے
پر سوار ہوا طرف لشکر رستم کے چلا جب لشکر مین آیا جابجا خیمون مین ساحرون کو اُترے جو
دیکھکر دنگ ہوگیا دل مین کہتا ہی یہ ساحر اسے کیونکر دستیاب ہوے ہین جلال کش
و آفتاب فلک سیر وغیرہ اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہین ساز بج رہا ہی پانی برس
رہا ہی لیکن کیچڑ کا نام نہین حیران و پریشان یا تو ارادہ تھا کہ لشکر مین جاکر بدعت کرونگا یا
سر جھکائے ہوے اُن مقامون سے نکلا دربارگاہ رستم پر پہونچا درگہ سالار سے کہا
ہماری خبر کرو کہ استحقاق نے ایلچی بھیجا ہی درگہ سالار نے جاکر عرض کی رستم نے کہا ہمنے
ایلچی کو کیون روکا درگہ سالار نے جاکر حکم دیا اشفاق گینڈے سے کودا جلال و آفتاب
اسکے استقبال کو دربارگاہ پر آئے یہ اور زیادہ بھولا رستم نے حکم دیا جتنے سردار کہ

ساحر ہمارے لشکر مین ہین اسوقت باہر ٹھہرین سب سردار حکم پاتے ہی باہر جلوخانے
مین آکر ٹھہرے اشفاق اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ بارگاہ لقا و دیر افسران سے معمور ہی رستم
مقام صدر پر بیٹھے ہین جیسے ہی اشفاق سامنے آیا رستم نے تعظیم کی اشفاق سمجھا کہ
طلسم کشا مجھسے دبا دنگل پر آکر بیٹھا رستم نے ساقی بچے کو حکم دیا ساقی نے جو جام دیا اور
زیادہ مبہوت ہوا نامہ سر سے کھول کر رستم کو دیا رستم نے نامہ پڑھا پڑھکر جواب جنگ لکھا
اشفاق نے کہا ای رستم ہمارے افسر نے تیرا زخم کیا جو تمکو ایسا کچھ لکھا تم جواب جنگ
دیتے ہو استحقاق وہ پہلوان ہی کہ جسکو قدرت نے اس مقام پر مقرر کیا صحرائے دلشاد سے
تا بہ بیشۂ زر ریز ہمارے افسر کی عملداری ہی اس راستے سے نہ جانے پائیگا رستم نے کہا
اب تو تمہارے افسر صاحب آئے ہین مقابلہ پڑیگا حال کھلیگا اور جو راستہ کہ اصل مین ہی ہم تو
اُسی راہ سے جائینگے اشفاق نے جھلا کے جواب دیا ہم لوگون کے ہاتھون مین کیا مہندی لگی
ہی ہمتو نہ جانے دینگے رستم نے کہا کہ کل حال کھل جائیگا اشفاق نے کہا ہم تمکو ابھی لے چلینگے
رستم نے کہا ہم تو نہ جائینگے اشفاق نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلون رستم نے ایک تھپکی ماری
اشفاق بہت جھلایا تلوار کھینچکر اٹھا کہا سر کاٹ لونگا اب پناہ نہ دونگا یہ کہکے تلوار کا ہاتھ
مارا رستم نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ اشفاق منھ کے بل جھکا
کھسیانا ہوکر لپٹ پڑا رستم نے اکھیڑ ماری کہ زمین پر گرا آپ پھر اپنے دنگل پر آبیٹھے لاحول
پڑھنے لگے اشفاق زمین پر پڑا ہوا ہی آنکھین کھولتا ہی رستم کو دیکھکر بند کر لیتا ہی رستم نے
کہا ای اشفاق جا مین اپنے فعل پر خود نفرین کر رہا ہون اب کچھ نہ کہونگا جھاڑ پونچھکر
اشفاق اُٹھا طرف دربارگاہ کے چلا گینڈے پر سوار ہو کے ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف
اپنے لشکر کے چلا استحقاق بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ خبر پہونچی اشفاق آتا ہی مگر گھبرایا ہوا
استحقاق نے کہا بھائی صاحب سے پوچھو مزاج کیسا ہی مین آپکی پریشانی سنکر نہایت متردد
ہون جلد تشریف لائیے اشفاق گینڈے سے کود کر استحقاق کے سامنے آیا اُسنے
پوچھا بھائی صاحب آپ کچھ مکدر معلوم ہوتے ہین اشفاق نے کہا بھائی صاحب طبل جنگی
بجوائیے طلسم کشا کو سزائے معقول دیجیے مین نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ آپ

صحرائے محیط کی طرف نہ جائیے کہ دس آدمی میرے لپٹ گئے مین نے کچھ نہ کہا فوراً چلا آیا
سر میدان طلسم کشا سے سمجھونگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچینگے اشفاق کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا
کہا ابھی طبل جنگی پر چوب پڑے سمک نے رستم کو خبر کی کہ اشفاق نے جاکر بڑا فساد اُٹھایا
طبل جنگی بجوایا ہی رستم نے کہا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل و کاتب
قسمت نے صفحۂ پیشانی پر لکھا ہی وہی پیش آئی ہی ناحق کی پریشانی ہی اُسی وقت یہان بھی طبل جنگی
پر چوب پڑی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین رستم نے دیکھا کہ آفتاب طلاے پر
جانے کی تیاریان کر رہا ہی رستم نے پوچھا کیا سبب ہی جو طلاے پر جانے کی تیاری کر رہے ہو عرض کی
حضور کے طلایہ دینے کا روز تھا چونکہ کل میدان کارزار ہی اسوجہ سے غلام تیاری کر رہا ہی رستم
نے کہا سال بھر کے بعد یہ دن آتا ہی ہم کیون تامل کرین ہر چند آفتاب و جہلال نے عرض کی کہ حضور
نہ جائین غلام تو موجود ہین رستم نے نہ مانا سمک کو حکم دیا کہ تم بھی تیار رہو سال بھر بعد ایک دن
یہ پڑتا ہی کہ اپنے رفیقون کی خدمت کرتے ہین لہذا آج کا دن خدمت سواران نامی کا ہی کہ خود طلایہ
دیتے ہین کیونکر ہوسکتا ہی کہ ہم اس سعادت سے محروم رہین ضرور خدمت کرینگے سرداران با توقیر
دعائین دینے لگے عرض کی کہ آپ ایسے افسر کی کون دل و جان سے اطاعت نہ کرے جری بہادر
جنگ اپنے ذمے لیتے ہین سردارون کو تکلیف نہین دیتے ہوسکتا ہی کہ ایسے آقا کی بدل و جان
اطاعت نہ کرین رستم سوار ہوے طلایہ پر آئے بازار برازان مین سوار و پیدل چھوڑے آپ بڑھکر لشکر
کے آگے کھڑے ہوے کہ لشکر دشمن شاید قصد شبخون کرے کبھی آگے بڑھ جاتے ہین کبھی پھر کر لشکر
پر آتے ہین قضائے کار اُسطرف طلایہ پر اشفاق تھا اُسنے جو خبر سُنی کہ رستم خود طلاے پر ہین اول
یہ بھی خبر سُنی کہ صرف عیار ساتھ ہی دس ہزار سوار اُسکے ساتھ ہین سوارون سے کہا مارو ہوسکتا ہی
کہ رستم اکیلے کھڑے ہین حملہ کرکے گرفتار کر لو سب نے کہا کہ ہمین کیا عذر ہی اگر چاہین دس آدمیون
سے گرفتار کر لین نہ کہ دس ہزار یقین ہی رستم دیکھکر بھاگین وہ بھاگینگے ہم گرفتار کر لینگے اشفاق نے
دس ہزار سوارون کو حکم دیا رستم نے دیکھا وہ نامرد جو برسم ایلچی گری آیا تھا اپنے لشکر کے
سوارون کو میری گرفتاری کا حکم دے رہا ہی گھوڑے کو بڑھایا بڑھکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم پیلتن
از خدا و لاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور

کر تخت مرزوق افگندہ فخور * نعرہ کرکے مرکب بڑھایا اور جا پڑے تلوار کھینچی دس ہزار
کی کیا حقیقت سمجھتے ہیں لاکھوں میں اکیلے لڑے ہیں جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا انکی جو
جوان مار کر گرا دیے عیار ایسا کہ جو پشت شاہزادے پر آیا اسکو خنجر مارکے گرایا کئی جوان جو آ کے
پشت پر مارے اب کوئی پشت پر نہیں آتا رستم لڑتے ہوئے برابر اشفاق کے پہونچے للکار
کر آواز دی او نامرد تو فوج کو ترغیب دیتا ہے خود سامنے نہیں آتا لشکر میں آکر وہ تہجیر گذری
اسکا عکس بیان کیا اب بیان احوال کھل جائیگا اشفاق نے بڑھکر فوج کے بھر سے
بے ہاتھ تلوار کا مارا اور آواز دی ہاں یارو گھیر کر اس جوان کو مار لو سواروں کا شاہزادے
بلوہ ہوا اشفاق سے مقابلہ نہیں کرنے دیتے رستم کئی سواروں کو مار کر قریب پہونچے اشفاق پر
ہاتھ مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا مارے جانا تمام سوار و پیدل بھاگے رستم
اہل طلایہ کو شکست دیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تھا کہ استحقاق بارگاہ
سے مسلح ہو کر نکلا دیکھا کئی سو لاشے جابجا پڑے ہیں اشفاق کا لاشہ دیکھکر بہت جھلّایا پوچھا
یارو یہ کیا معرکہ ہوا سب نے بیان کیا کہ رستم سے مقابلہ پڑ گیا رستم کے ہاتھ سے مارا گیا استحقاق نے
کہا ارے تم دس ہزار تھے ایک نے سبکو مارا سب نے عرض کی وہ بلا کا شمشیر زن ہے کئی افسر
اسنے مارے اشفاق کو للکارا ہر چند اشفاق نے کد و کوشش کی مگر کچھ زور نہ چلا ایک ہاتھ میں
رستم نے دو پر کالے کیے ہم لوگ آخر بھاگے استحقاق نے کہا اب میں اپنے بھائی کا عوض اس سے
لونگا اسی کو ڈھونڈونگا یہ کہتا ہوا لشکر کو لیکر میدان کارزار میں آیا ادھر سے لشکر رستم پہونچا
شاہزادے نے ساحروں کو الگ کر دیا ساحر کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اگر آقا ہمکو حکم
دیتے تو ہم انکو مار لیتے دو ہی گولوں میں لشکر کا خاتمہ تھا مگر آقا نہیں مانتے آفتاب فلک سیر
و جہلال وغیرہ دور جا کر ٹھہرے یہاں نقیبوں نے نقابت کی فوج کو ترغیب دے رہے ہیں
افسروں سے آنکھیں ملا کر یہ اشعار عبرت پڑھ رہے ہیں۔ نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر ہے نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑوں قافلے راہی اسی منزل میں ہوئے — گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال　　جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا　　ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم　　کف افسوس ہر اک برگ ہے اس گلشن کا
لیے پھرتی ہے صبا وش پر آج انکا غبار　　جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین　　اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

رباعی

راحت سے بسر ہوئی کہ ایذا گذری　　کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس　　کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری

اس طرح کے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ بہادر جوش مین لگے یہی قصد ہو کہ دشمن پر جا پڑین لڑین بھڑین تمام بیدار کرین استحقاق نے گھوڑا اپنا بڑھایا میدان مین آکر خوب غل مچایا اور پکار کر آواز دی اے رستم اب کہل تو حال معلوم ہو میرے بھائی کو طلا سے پر مارا فوج نے دلہی نہ کی ورنہ بچ کر نہ جاسکتے رستم نے قصد کیا کہ مرکب اپنا بڑھاؤن کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہلوان دیو خصال کو جو میدان مین دیکھا ایک طرف لشکر کو روکا مرکب بڑھا کر مقابلہ مین استحقاق کے آیا پکار کر آواز دی رستم کو کیا پکارتا ہے پہلے ہمسے تو مقابلہ کر اسنے دریافت کیا آپ کون ہین نقابدار نے جواب دیا ملک الموت جان کا لینے والا نیزہ و بارچھہ پر تلوار کی فوراً نام مرد عالم کا کھل جاتا ہے بس اب حربہ کر استحقاق نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا پندرھوین طعن مین نقابدار نے نیزہ استحقاق کا نکالا استحقاق نے غصہ مین آکر تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتایا اور سر پہ ہاتھ مارا استحقاق کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو اپنے سردار کو کشتہ پایا نقابدار پر دوڑ پڑے نقابدار بارہ ہزار سے تین لاکھ پر جا پڑا تین لاکھ کو تلوار کے نیچے رکھ لیا جسپر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے بارہ ہزار جوان شیرانہ لڑرہے ہین تھوڑے ہی عرصہ مین میدان کارزار سے کل فوج کے پاؤن اٹھا دیے لاشون

کے انبار لگا دیے افسران فوج نے فوج کو ترغیب دیکر نقابدار پر حملہ کیا رستم نے جو دور
سے دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش پر انتہا کا حملہ ہی تاب نہ لائی گھوڑے کو اڑا کر جا پہنچے
لڑتے بھڑتے قریب نقابدار کے پہونچے فرمایا اے بہادر ماشاء اللہ نقابدار نے سلام کیا
رستم نے دعاے جان درازی دی اور کہا کہ تمھاری شمشیر زنی دیکھکر حوصلہ دو چند ہوا کہ
بارہ ہزار سے تین لاکھ پر آپڑے خوب لڑے فوجیں پامال ہوئیں لالان کوہ پیکر سپہ سالار
کل لشکر کا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی شاہزادے کو للکارا یہ چلے تھے کہ نقابدار نے
آواز دی آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں چھوٹوں کے سامنے بڑوں کو تکلیف فرمانا کیا ضرورت ہی
یہ کہکے مرکب بڑھایا لالان پر جا پڑا لالان نے نقابدار پر وار کیا نقابدار نے جھکائی دی
اور ایک ہاتھ تلوار کا مارکہ لالان کے دو ٹکڑے ہوے نقابدار نے عرض کی کیوں حضور نے
آپنے ملاحظہ فرمایا کہ میں نے اس مغرور کو کس طرح مارا شاہزادے کو بل کرنا نقابدار کا بہت
ناگوار ہوا فرمایا ای نقابدار تمکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی نقابدار نے کہا مردان عالم کیا کسی
مقام پر رہجاتے ہیں یوں ہی زور بازو دکھاتے ہیں نقابدار و رستم سے تکرار ہونے لگی
نقابدار نے رستم سے کہا میں آپ سے سب طرح موجود ہوں رستم نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا
نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار رد و قدح کے ہوے تھے
کہ شاہزادے نے بازو بچاکے کلائی پر نقابدار کی ہاتھ ڈالدیا نقابدار بھی لپٹ پڑا دونوں جوان
گھوڑوں سے کودے نقابدار و رستم میں کشتی ہونے لگی یہاں تک کہ شاہزادے نے
زیادتیاں کرنا شروع کیں نقابدار عاجز ہو رہا ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی دونوں فوجیں کھڑی
ہوئی دیکھ رہی ہیں قضاے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید ہر دم جلوہ فگن
رہتا ہی صحرا میں شکار کھیل رہا تھا کہ اسکے عیار نے خبر دی ای شہریار رستم و نقابدار مرصع پوش
سے مقابلہ ہو رہا ہی شاہزادے زیادتی کر رہے ہیں نقابدار مرصع پوش عاجز ہو رہے
ہیں نقابدار زرین پوش نے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مرکب اپنا بڑھایا اس مقام پر
آیا جہاں یہ دونوں شیر دلیر لڑ رہے تھے قریب آکے نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ دونوں
جھجک کے ہٹے نقابدار زرین پوش بیچ میں آیا داہنا ہاتھ سینے پر رستم کے رکھا

اور بایان سینے پر نقابدار مرصع پوش کے رکھا اور کہا یارو یہ کیا حرکت ہی آپس مین لڑتے
ہو اگر اُنکا افسر نہ مارا جاتا اتنی دیر مین تمہر دبا کو ڈالتے آخر آپس مین تکرار کاہے کی ہے
شاہزادے نے بیان کیا کہ استحقاق کو مار کر یہ بلبلانے لگا مجھسے نہ دیکھا گیا زرین پوش
نے کہا ای مرصع پوش تمنے ایک پہلوان مارا انکا لقب رستم ہی ایسے ایسے ہزارون پہلوان
انکے ہاتھ سے مارے گئے مجھے تعجب ہی کہ تمھارے انکے مقابلہ ہوا کہا بھاگ گئے اگر استحقاق
زندہ ہوتا ظرور فساد بڑھتا اب تم کیا چاہتے ہو نقابدار مرصع پوش نے کہا مین صاحبقران
سے مقابلہ کرونگا زرین پوش نے کہا مرحبا صد مرحبا یہ دل مین گھمنڈ ہی جب صاحبقران سے
وعدہ کر چکے تو لشنے لڑنے کی کیا ضرورت ہی طرف سے صاحبقران کے مین موجود ہون مجھسے
مقابلہ کیجیے مرصع پوش نے کہا اگر صاحبقران کو زیر کیا تو بانہائے صاحبقرانی بھی
لے لونگا نقابدار زرین پوش نے کہا میرے پاس بھی اشیاے نادرہ موجود ہین اگر مجھکو زیر
کیجیے یہ اشیاے نادرہ لے لیجیے اور اگر شاید مین زیر کرون تو میری اطاعت کیجیے غرضکہ نقابدار
مرصع پوش اور رستم سے زرین پوش نے مصالحہ کرایا مرصع پوش پشت مرکب پر سوار ہوکے
اپنے ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف صحرا روانہ ہوے اب زرین پوش رستم کے ساتھ ہے
شاہزادے سے کہا آپ اپنے کار ضروری مین مصروف ہوجیے مین بھی وقت پر آونگا مراد اس
تحریر سے یہ ہی کہ شاہزادے اُسی مقام پر اتر پڑے اور زرین پوش رستم سے رخصت ہوا اور
صحرا مین جاکر مصروف شکار رہا رستم جو بارگاہ مین آئے جلال وغیرہ سے ذکر کیا کہ یارو ہمارے
قبلہ وکعبہ کے مقابلہ مین بہت سے نقابدار آئے مگر جو اسباب شوکت اس زرین پوش کو ملی ہی
کسی نے یہ اسباب نہین پایا دیکھیے کیا گذرتی ہی ہر چند کہ ہمارے قبلہ وکعبہ مؤید من اللہ ہین مگر
یہ نقابدار بلاے روزگار ہی خیر اب آج شب کو اسی صحرا مین رہو کل کوچ کرینگے لیکن ملازمان
استحقاق جو لاشہ اسکا لیکر بھاگے تو ایک صحرا مین جاکر پہونچے وہان ایک قلعہ ہی جسمین
ایک پہلوان رہتا ہی نہایت زبردست خراج گذار ہفت پیکر اسکے جو پاوے قلعہ سے
دیکھا کہ ایک لشکر میرے صحرا مین آکر اترا قلعہ سے باہر نکل آیا حال استحقاق سنکر بہت
جھلایا کہا کہ میرے نام حکم خداوند نہین آیا مگر مین جاکر رستم کو چیر دونگا لاشہ استحقاق کا

جلوا دیا فوج استحقاق کو ساتھ لیا اور اپنے قلعہ سے تیس ہزار جوان ساتھ لیکر بارادہ جنگ
رستم نکلا لیکن ہمراہیان استحقاق راہ مین سمجھاتے ہین اور حال زور رستم سناتے ہین کہ اشفاق کو
طلائے بربار نقابدار نے استحقاق کو قتل کیا میلان مردم در اس پہلوان کا نام ہی جواب
دیتا ہی کہ مین تدبیر سے مقابلہ کرونگا عیار میرا محکوم تیزرو بلائے روزگار ہی اس سے
پکڑوا لونگا یہ کہتا ہوا صحرا مین آکر اُترا کر سامنے روشنی دیکھی دیکھا ایک لشکر اُترا ہی عیار کو
حکم دیا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہی عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا نقابدار صبح پوش کا لشکر ہی
عیار نے خبر دی کہ اسی نقابدار کا لشکر ہی جسنے استحقاق کو قتل کیا میلان نے کہا اے محکوم نقابدار
کو پکڑ لا عیار چلا لشکر مین نقابدار کے آیا دریافت کرنے لگا کہ بارگاہ نقابدار کی کونسی ہے
عیار نقابدار کا بازار مین پھر رہا تھا شاگرد نے خبر دی کہ ایک شخص ابھی بارگاہ نقابدار دریافت
کرتا تھا عیار تو بلائے روزگار ہی یہ سنتے ہی سمجھ گیا کہ کسی کا عیار آیا ہی آگے بڑھکر آواز دی اے برادر
ٹھہر جاؤ محکوم ٹھہرا عیار نقابدار قریب آیا پوچھا کیون بھائی بارگاہ نقابدار کس واسطے پوچھتے ہو
عیار نے کوئی بات دلنشین نہ تجویز کی تھی جواب دیا کہ شوکت نقابدار سنکر مشتاق ملازمت ہوا کہ
جسنے استحقاق ایسے جوان کو مارا عیار نقابدار نے کہا چلو مین سامنا کرا دونگا مین اُس شہریار کا
عیار ہون یہ کہکے محکوم کو ساتھ لیکر ایک خیمہ کی آڑ مین آیا کہا آگے چلو جیسے ہی عیار نے قدم
بڑھایا عیار نقابدار نے حلقہ ہائے کمند مارے محکوم نے شتاب ہو کر جست کی حلقون سے
نکلا عیار نقابدار جو خیمہ کھینچکر محکوم پر جا پڑا محکوم سے نیچے چلنے لگا عیار نقابدار نے جھکا کر
دیکھ نیچہ مارا کہ سر کٹ کے محکوم کا گر پڑا عیار نے شاگردون کو حکم دیا کہ لاشہ اسکا بیرون لشکر
پھینکدو وہان جب عرصہ ہوا تو میلان گھبرایا محکوم کا بھائی زنار صبا رفتار اسکو بلا کر
کہا کہ تیرا بھائی برائے گرفتاری نقابدار گیا تھا عرصہ ہوا کہ نہین پلٹا ذرا بڑھکر خبر تو لے زنار
چلا جنگل مین آکر بھائی کا لاشہ دیکھا لاشہ اٹھا کر سامنے میلان کے لایا کہا بھائی صاحب
مارے گئے عیار نقابدار بلائے روزگار ہی مین سمجھ گیا کہ اُسنے پہچانکر اسکو مارا اب مین جاکر
نقابدار کو لاتا ہون یہ کہکر زنار چلا لشکر نقابدار مین آیا ایک دوکاندار سے بارگاہ نقابدار
دریافت کی پشت بارگاہ پر آیا ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقب کھودنا

چلا چہرہ نقب کا بارگاہ نقابدار مین توڑا دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہو
شمعہاے مومی و کافوری کو گل کیا ایک شمع روشن رہنے دی کہ ایسا نہو اندھیرے مین پاؤن
کسی طرف پر پڑ جاے کہ کم ظرفی ثابت ہو یہ تدبیر کر کے برابر پلنگ نقابدار کے آیا دیکھا نقابدار
پڑا سو رہا ہی خیال مین آیا کہ اسکو دیکھ تو لون کہ یہ کون شخص ہی جسنے استحقاق ایسے پہلوان کو
مارا کیفے سے بیہوشی نکالی ایک ہاتھ سے نقاب الٹی جیسے ہی نقاب چہرے سے ہٹی معلوم ہوا
کہ آفتاب نکل آیا زنار تھرا گیا اپنے کو ضبط کر کے بیہوشی برابر دماغ کے لگا دی نقابدار بیہوش
ہوا زنار نے پشتارہ نقابدار کا باندھا اسی طرح نقب سے لیکر نکلا جنگل کا رستہ لیا ایک صحرا مین
اسکو صبح ہو گئی اب سوچا کہ دو کوس چڑھکر اپنے لشکر مین چلون ایسا نہو سامنے سے کچھ فوج ہے
یہ سوچ کر ایک جانب بھاگا یہان عیار نقابدار بازار مین پڑا سو رہا تھا خواب پریشان دیکھکر
اٹھا سوچا کہ نقابدار پر کوئی افتاد پڑی یہ سوچتا ہوا قریب بارگاہ نقابدار کے آیا نگہبانون
سے دریافت کیا خیر و عافیت ہی پردہ اٹھا کے اندر آیا پلنگ خالی پایا گھبرا گیا جی مین کہتا
ہی بڑا غضب ہوا نقب مین کود انقب کو طی کر کے باہر آیا نشان قدم دیکھتا ہوا چلا مگر زنار
پشتارہ لیے ہوے جنگل مین دو کوس پر آبادن چڑھ آیا ہی ایک جھیل پہ پہونچا خیال مین آیا اب
اسطرف کوئی نہ آئیگا کنارے پر جھیل کے ایک تختۂ سنگ پڑا تھا اسپر پشتارہ رکھا نقاب چہرے
سے سرکائی حیران ہی کہ یہ جوان کون ہی گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی حیران ہی کہ نام کیونکر دریافت
کرون کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش مرکب اڑاے ہوے چلا آتا ہے
باز پر سے شکار چھوڑا ہی باز نے جا کر طاؤس کو دبایا اسی مقام پر آ کے طاؤس گرا کہ جہان
پشتارہ تھا نقابدار گھوڑے سے کودا کہ اپنے باز کو اٹھاؤن کہ نگاہ جمال عدیم المثال
نقابدار مرصع پوش پر پڑی پسینہ آگیا عیار سے کہا ارے تو کون ہی اس چاند کے ٹکڑے
کو کیون باندھا ہی عیار نے کہا مین عیار ہون سیلان مردم در کا اسکو اسکے لشکر سے چرا کر
لایا ہون اب خدمت مین اپنے آقا کی لیے جاتا ہون نقابدار نے کہا اپنی جان کو غنیمت سمجھ
عیار یہ سنکر سختی کرنے لگا نقابدار نے کمان کیانی دوش سے لی تیر جگر دوز کمان مین پیوست
کیا عیار سامنے سے بھاگا نقابدار نے تیر مارا کہ شانہ زنار کا زخمی ہوا نقابدار نے جب

دیکھا کہ عیار بھاگ گیا زنار جاکر ایک نخل کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا ہی کہ نقابدار نے بند نقاب
چہرے پر مرصع پوش کے آراستہ کیا چند ہمراہیان بادلہ پوش آگئے اُسنے کہا اس جوان
کو اٹھا کر گھوڑے پر ڈال دو مرصع پوش کو بادلہ پوش لیکر چلا زنار پیچھے ہو لیا اُس
صحرا سے نکل کر دروازہ باغ کا نمودار ہوا اُسمین داخل ہوا دیکھا کہ بادلہ پوش مرصع پوش
کو لیے ہوے اُسی باغ مین آیا زنار نے پہچانا کہ بیٹی میلان کی نرگسی چشم والی ہی زنار پلٹا
یہان نرگسی چشم مرصع پوش کو لیے ہوے اپنے باغ مین آئی بارہ دری مین لاکر ہوشیار کیا
نقابدار کی جو نگاہ جمال پر اس مہ جبین کے پڑی بہت پسند کیا باتین ہونے لگین اب
نرگسی چشم نے بیان کیا کہ تمکو عیار میرے باپ کا لیے جاتا تھا مین اُس سے چھین لائی اِدھر
عیار پھرتا ہوا قریب اس باغ کے پہونچا سوچا کہ شاید یہان سے کچھ پتا آقا کا ملے پشت پر
آکے کمند ماری باغ مین اُترا دیکھا کہ آقا باطمینان بیٹھے ہین پہلو مین ایک معشوق خوبرو
عیار سامنے اپنے آقا کے آیا عرض کی یہان ٹھہرنا بہتر نہین اے ملکۂ عالم تم بھی آقا کے ہمراہ
لشکر مین چلو نرگسی چشم نے کہا مجکو یہ خوف ہی کہ اگر باپ کو خبر ہوگئی لشکر لیکر آئیگا اُسکے
پاس لشکر بہت ہی یہ کہکر کنیزون سے کہا جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ ہمارا ساتھ دے
جو یہین رہے اور تو سب بھاگ گئین جن کنیزون کو کہ جنکو دل سے محبت ہی ساتھ ہو لین
گھوڑیان تیار ہوئین نقابدار سوار ہوا نرگسی چشم کو ساتھ لیا باغ سے نکلا طرف اپنے
لشکر کے چلے یہان زنار نے آکر میلان مردم در سے اطلاع کی میلان نے لشکر کو تیار کیا
آکے باغ کو گھیرا جب زنار اندر آیا باغ خالی پایا دو تین کنیزون کو پکڑا اُنھون نے بیان کیا
کہ ساتھ نقابدار کے گئی ہین عیار میلان کو ساتھ لیکر چلا سامنے جنگل مین دیکھا کہ نقابدار
ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا ہوا ملکہ سے کہ رہا ہی جلد نکل چلو زنار نے بڑھکر میلان کو
خبر کی کہ سامنے جنگل مین سب کھڑے ہین میلان فوج لیکر آپڑا نقابدار نے تلوار کھینچی
فوج کفار سے لڑنے لگا جب میلان طرف ملکہ کے قصد کرتا ہی تب نقابدار گھیر آتا ہی ملکہ
بھی مع کنیزون کے تیراندازی کر رہی ہین کئی سو سوار و پیدل تیرون سے گرائے
میلان چاہتا ہی بیٹی کو گرفتار کرے مگر نقابدار بڑھکے سینہ سپر کرتا ہی نقابدار نے

کئی زخم بھی کھائے جب نقابدار زخمی ہوا تو ملکہ دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند
کرکے پکارا اُٹھیں ای مالک بے نیاز و ای رب کارساز میرے وارث کو بچالے ملکہ کا
بلک کر دعا کرنا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا شاہزادے مع لشکر آکے پہونچے دیکھا ایک
مقام پر تلوار چل رہی ہی سمک نے خبر دی کہ نقابدار مرصع پوش فوج مین گھرا ہے
کفار کا چار طرف سے بلوا ہی رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کھینچا نعرہ کرکے لشکر
کفار پر جا گرے رستم کے ساتھ لشکر بہت بھارتے بھڑتے قریب نقابدار کے پہونچے
فرمایا ای بہادر یہ کیا سانحہ ہوا نقابدار نے مجمل بیان کیا رستم نے کہا اب ہم لڑائی کو سمجھ لینگے
تمھارا عورت کا ساتھ ہی انکو لیکر نکل جاؤ نقابدار نے بہت شکریہ رستم کا ادا کیا شاہزادے
نے کئی پلٹنین رسالے نقابدار کے ہمراہ کیے اور فرمایا کہ انکو بخیر و خوبی انکے لشکر تک
پہونچا دو راہ مین نہ چھوڑنا وہ پلٹنین نقابدار کو بیچ مین لیے ہوے لڑتی بھڑتی نکل گئیں
نقابدار اپنے لشکر مین پہونچا ملکہ کو ایک بارگاہ مین رکھا کنیزین واسطے خدمت کے
مقرر کین یہان زنار نے میلان کو خبر دی کہ آپ کیون لڑ رہے ہین نقابدار تو آپ کی
بیٹی کو لیکر بھاگ گیا رستم لڑ رہے ہین میلان نے طبل بان بجوایا رستم رُک گئے میلان
مقابلہ مین اُترا مگر جنگ رستم دیکھکر حیران ہو چکا ہو جب پلٹ کر بارگاہ مین آیا تو زنار کو
بلاکر کہا طلسم کشا نہایت زبردست جوان ہی مین طور جنگ رستم دیکھ رہا تھا کہ کئی سو
پہلوان نامی و نام آور اسکے ہاتھ سے مارے گئے اگر ہو سکے تو اسکو چُرالا عیار نے کہا
اس جوان کا چُرالانا کچھ بات نہین ہی لیکن انتظام نقابدار کا کیجیے کہ یہ بڑی بدنامی کی
بات ہی مین اُسکے لشکر مین جاتا ہون اگر قابو پایا تو نقابدار کو لاؤنگا ورنہ ملکہ کو تو ضرور
لاؤنگا بڑے افسوس کی بات ہی کہ یون بری ہوا نکل جائے اور ساتھ معشوق کے رہے
اب آپکی اسی مین نام آوری ہی کہ مین گرفتار کرکے ملکہ کو لاؤن سر میدان قتل کیجیے اسکا
خیال دل مین نہ لائیے کہ بیٹی کو قتل کیا کرون پھر اس جوان سے سمجھ لیجیے گا اس طرح
مالک کو سمجھا کر زنار طرف لشکر نقابدار کے چلا ایک مقام پر رہ کے دیکھا زنانی ڈیوڑھی
کے دروازے پر محلدار بیٹھی ہی کنیزون کی آمد و رفت ہو رہی ہی کنیزین اندر سے آتی ہین

اور پھر چلی جاتی ہین زنار نے ایک کنیز کو بلایا جب وہ کنیز آئی کہا ذرا کنارے چل تجھے
کچھ کہنا ہی کنیز کو کنارے لیجا کر بیہوش کیا آپ اُسکی شکل بنکر اندر پہونچا دیکھا ملکہ مسند پر
بیٹھی ہین گرد کنیزین زنار نے آکر بشکل کنیز سلام کیا کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہے حضور ذرا
اُٹھین تو عرض کرون ملکہ اُٹھین تخلیہ کے خیمہ مین لایا وہان لاکر ملکہ سے باتین کرنے لگا باتین
کرتے کرتے خاصدان کھولا گلوری بیہوشی ملائی ملکہ سے کہا گلوری نوش فرمائیے ملکہ نے
وہ گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئین زنار نے پشتارہ باندھا باندھکر حیران ہی کہ کس طرح
سے نکلون آخر ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب دینے لگا نقب دیکر بیرون بارگاہ ٹوٹی گرد مین آیا ہوا
نکلا اور طرف اپنے لشکر کے بھاگا یہان نقابدار بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا عیار سے کہا دل گھبراتا
ہی ذرا ملکہ کی خبر لاؤ اسوقت صاف دل کو یقین ہوتا ہی کہ ملکہ پر کچھ تکلیف ہی عیار دوڑکر بارگاہ
ملکہ پر آیا ایک کنیز کو ایک درخت کے سایے مین بیہوش پایا اُسکو ہوشیار کیا اُسنے حال
بیان کیا کہ ایک شخص مجھکو بلا کر لایا اُسنے نہین معلوم کیا کر دیا کہ مین سو گئی وہان سے عیار کنیز کو
ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا بارگاہ مین جاکے ملکہ کو نہ پایا دیکھا ایک گوشے مین نقب لگی ہے
اُس نقب مین پھاندپڑا آخر مین نقب سے نکلا عیار کو جو دیر لگی گھبرا کر نقابدار عیار کو
ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان عیار کھڑا تھا دریافت کیا کیون یار وہ قا وار کیا ہو عیار
نے کہا حضور ملکہ کو کوئی چرا لیگیا بڑا طرار تھا کہ دن کو یہ حرکت کی نقابدار نے کہا سوا سے
میلان کے اور کون دشمن ہی معلوم ہوتا ہی اُسکا عیار چرا لیگیا بڑا غضب ہوا عیار نے
دست بستہ عرض کی حضور فکر نہ کرین مین جاکر ملکہ کو لاتا ہون نقابدار نے کہا ایسا نہو تمپر
کوئی زوال آئے تم چلو مین بھی آتا ہون عیار تڑپتا ہوا چلا اُدھر وہ عیار پشتارہ ملکہ کا لیے
ہوے بارگاہ میلان مین آیا پشتارہ ڈالدیا میلان نے کہا او نالائق تو سرور بار پشتارہ
لے آیا کہا حضور یہ غیر کے سامنے ہو چلین گھوڑے پر سوار ہو کے نکلین اب انکا پردہ کیا
میلان نے اشارہ کیا ہوشیار کرو زنار نے بڑھکر ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنے
کو سامنے میلان کے پایا خدا کے سر جھکا لیا خوف سے کانپنے لگین میلان نے پکار کر
آواز دی او گیسو بریدہ مین کیا تیرا پیچھا چھوڑتا دیکھ کس طرح تجھکو بلوا لیا بہتر یہ ہو کہ مجھ سے

نقابدار کی توبہ کر کہ تیری خطا معاف کرون اور محل مین جگہ دون ملکہ نے کہا ای بابا چاہے
قتل کرو یا جان بخشی کرو مین تو نقابدار کا نام لینا نہ چھوڑونگی میلان اپنے مقام سے
یہ کہکے اُٹھا تھا کہ دربارگاہ سے آواز آئی منم عیّار نقابدار او بیحیا دیکھ یون لیجاتے
ہین یہ کہکر عیار نے حقۂ آتشبازی مارا اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ سب گھبرانے لگے اُس
اندھیرے مین عیار تڑپ کر ملکہ پر گرا حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ باندھا اور
لے بھاگا تھوڑی دیر مین روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ عیار پشتارہ بدوش بیرون
بارگاہ پہونچا ہی میلان نے آواز دی یارو جانا عیّار جانے نہ پائے چہار طرف سے سپاہی
نیزے و تلوارین لیکر دوڑے عیار نے تیغ کھینچکر پالٹ کا ہاتھ مارا میلان کہ رہا ہی ارے
اسکو پکڑ لو کیا ستم ہی کہ سامنے سے اکیلا پشتارہ لیے جاتا ہی عیار نیزے کھا رہا ہی مگر کھڑا
لڑ رہا ہی مہلت پاتا ہی تو بھاگتا ہی سوار و پیدل بڑھکر گھیرتے ہین عیار تڑپ تڑپ کر لڑتا ہی
آخر زخمون مین چور ہوا گھٹنے ٹیک دیے دعائین کر رہا ہی کہ ای معبود ناموس آقا کا پشت پر
ہی اگر مین مارا گیا تو کیسی رسوائی ہی یہ لوگ کہینگے کہ عیار تھا کچھ نہ ہو سکا پشتارہ تو جرات
کرکے لے گیا مگر نکل نہ سکا اس مشکل کو آسان کر رحم اپنا شریک کر عیار دعائین مانگ رہا ہی
گلہاے زخم نخل جسم پر کھلے ہوے ہین عیار بلک رہا ہی مگر اسطرح تیغے مار رہا ہی کہ کوئی قریب
نہین آتا دور سے نیزے مار رہے ہین میلان آواز دیتا ہی یارو گھوڑے اُڑا کے ادھر سے
اُدھر نکل جاؤ پامال ہو جائیگا چار سو سوار چلے نیزے ہاتھ مین لیے قصد کیا کہ گھوڑون کو
اُڑا دین اور نیزے مارتے ہوے نکل جائین گھوڑون کو جما کر کھڑے ہوے نیزے بلند
کیے کہ سامنے سے گرد اُڑی نقابدار مرصع پوش بصد جوش و خروش گھوڑا اُڑائے ہوے
آ گیا نگاہ اسکی اپنے عیار پر پڑی دیکھا کہ عیار میرا پشتارہ بدوش گھٹنے ٹیکے ہوے لڑ رہا ہی
نقابدار نعرہ کرکے اُنھین سوارون پر جا پڑا تلوار چلنے لگی میلان نے آواز دی یارو اس
نقابدار کو مار لو کہ تھوڑے ہی عرصے مین نقابدار نے اُن سوارون کو مار کر عیار کو بچا لیا
قریب عیار کے پہونچا شانہ تھام کر اُٹھایا کہا ای یار وفادار اپنی جان ہی دی ہوتی ای برادر
خدا نے تمکو بچایا اس عرصہ مین لشکر نقابدار بھی آ پہونچا لشکر نے جو آکر جنگ کی چند ساعت

نقابدار نے عیار کے ساتھ کیے فرمایا ملک کو لشکر میں پہونچا آؤ آپ لڑتا بھڑتا قریب میلان کے
پہونچا میلان نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھا دوسرے ہاتھ نکال کر
تلوار ماری کہ میلان کے دو ٹکڑے ہوئے فوج کے پاؤں اُٹھ گئے سب لوگ لاش میلان کی لیکر
بھاگے نقابدار نے بارگاہیں لوٹ لیں اور بفتح و فیروزی پلٹا اپنے مقام پر آکے اُترا مگر رستم طرف
صحرائے محیط کے چلے جاتے ہیں صحرائے دلشاد سے گذر کر صحرائے نشاط میں پہونچے یہاں
نشاط جادو اُس صحرا کا حاکم ہے ہرکاروں نے اُسکو خبر پہونچائی کہ طلسم کشا آپکے صحرا سے جاتے ہیں
لشکر اُترا ہے نشاط جادو نے اپنے مشیروں کو بلوا کے اُنسے صلاح کی کہ یارو مقدمۂ طلسم کشا کیا
کہتے ہو اس جوان کی آمد کا غلغلہ سارے طلسم میں پڑا ہے کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر و زرہ
ہفت جوشن کبھی کسی کو یہ تحفے نہ ملے تھے مگر اس جوان نے ان تینوں چیزوں کو پایا اب فلک منزل
کی تا صحرائے محیط جائیگا وہاں سے حال دریافت کر کے فکر حصول لوح میں مصروف ہوگا لہذا یہ فکر واجب
ولازم ہے کہ طلسم کشا کو ایسے طور سے روکا جائے کہ قصد صحرائے محیط سے باز رہے بساط جادو نشاط
جادو کا بھائی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا کہ میں جا کر اس جوان کو پھیر دونگا مگر اور جادو اُسکے ساتھ
آفتاب و جلال بھی موجود ہیں میں پہلے اُنکی تدبیر کرونگا اے برادر ذی فکر کردن کہ طلسم کشا کو
بالکل خبر نہو اگر میری بات چل گئی تو ملاحظہ فرمایئے گا یہ کہکر بساط اُسی وقت روانہ ہوا دن کو تو آکر
ایک پہاڑ پر ٹھہرا رات کو پہاڑ سے اُترا لشکر میں طلسم کشا کے آیا اپنی تدبیر میں پھرا کیا صبح کو
رستم بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ ملازمان آفتاب روتے ہوئے آئے کہ آفتاب بستر سے غائب
ہوگیا رستم نے سمک کی طرف دیکھا اُسنے دست بستہ عرض کی ظاہر ہے کہ کسی ساحر نے یہ کام کیا
اب غلام اُسکی فکر کریگا رستم خاموش ہو رہے سمک تلاش میں نکلا جابجا پھرا مگر کچھ نشان نہ ملا
دوسرے دن رستم کو خبر ملی کہ جلال بھی غائب ہوا اب رستم نے سمک پر تاکید کی فرمایا تم فرزند
خواجۂ نامدار ہو پتہ نہیں لگاتے کہ یہ کام کسنے کیا سمک نے عرض کی آج غلام پتہ لگا لیگا ایک
ہفتہ عشرہ میں رستم کو خبر معلوم ہوئی کہ سرداران ساحران سب غائب ہوئے رستم کو بڑا قلق ہوا
اب دربار میں آئے عیار نے آکر سلام کیا شاہزادے نے منھ پھیر لیا فرمایا اے سمک تمکو معلوم ہوا
کہ آٹھ نو افسر عورت اور مرد ہمارے لشکر سے غائب ہوئے ابتک پتہ نہ لگا تو ہمارے سامنے نہ آنا

سمک نے عرض کی حضور برہم نہون غلام فکر مین نکلتا ہی یہ کہکر باہر آیا شاگردون کو تو حکم دیا کہ
فکر مین رہنا جہانتک ہوسکے غیر شخص لشکر مین نہ آنے پاے اور آپ جست وخیز کرتا ہوا لشکر
سے نکلا پانچ کوس راہ طی کرکے نکل گیا ایک پہاڑ پاکے دیکھا کہ سامنے قلعہ معلوم ہوتا ہی سمک
ایک مسافر کی صورت بنکر قلعہ مین آیا دیکھا ملازمان شاہی بھی ساحر ہین اور رعایا بھی شعبدہ بازی
سے ماہر ہی یہ مسافر بنا ہوا کاروان سرا کو پوچھتا پھرتا ہی لوگون نے پتہ بتایا کہ میان مسافر فلان
محلہ مین سرا ہی غرض یہ پھرتا پھرتا ہوا دربارگاہ پر پہونچا دیکھا حاجب و دربان اپنے اپنے
عہدون پر بیٹھے ہین قریب زنجیر لگی ہو درگہ سالار دروازے پر آیندو روند بارگاہ کو روک
رہا ہی اسنے ایک ساحر سے پوچھا تمھارے حاکم کا کیا نام ہو ساحر نے کہا نشاط جادو ہی اپنی
بارگاہ مین جلوہ فرما ہی سمک ایک گوشے مین آیا زن حسین کی صورت بنائی روتا پیٹتا
دربارگاہ پر آیا درگہ سالار کو سلام کیا درگہ سالار نے دیکھا ایک نازنین بھولی بھولی صورت
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہ رہی ہی بادشاہ سے عرض کرو ایک عورت فریادی آئی
ہی درگہ سالار نے صورت زیبا کو بہت پسند کیا نازنین کو ٹھہرایا جاکر نشاط جادو سے
عرض کی کہ ایک عورت فریادی آئی ہی نشاط نے کہا آنے دو سمک اندر آیا بادشاہ کو
تخت پر دیکھا گرد ساحر بیٹھے ہین بادشاہ سے آنکھ ملائی مسکرا کر سلام کیا کہا اے شہنشاہ
عادل تجھ ایسے کی عملداری مین کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین کنیز کو لوٹ لیا فریاد
کرنے آئی ہون بادشاہ نے کہا اسنے لوٹا کہا حضور ایک رسالہ دار آئے تھے ایک روز جدھر
آئے چار پانچ سوار بھی ہتھیار لگائے ہوے پہونچے مجکو اور میری مان بہنون کو
سوارون نے پکڑ لیا زیور سونے چاندی کا اور بھاری کپڑے سب لے لیے باہر کا دروازہ
بند کرکے چلے گئے دو دن کے بعد محلے والون نے آکے دروازہ کھولا تب ہمکو کھانا پانی ملا
بادشاہ نے کہا سب کمیدان رسالہ دار دربار مین حاضر ہین انکو دیکھو پہچانو سب سردار
کانپ گئے سمک نے نگاہ اٹھائی اُن سردارون مین کسی کا کہنا مناسب نہ جانا عرض کی
ان لوگون مین تو کوئی نہین ہی مگر کنیز رسالون مین جاکے پہچان لیگی بادشاہ نے کہا گنہگار کو تم
ہمکو دکھا دو ہم فوراً اسکو سزا دینگے اسنے جواب دیا کنیز ضرور عرض کریگی سمک بادشاہ

سے باتین کر رہا ہو نگاہ جب بادشاہ پر ڈالتا ہو مسکرا دیتا ہو کہ آسمان پر برق چمکی بساط جادو
آکر پہونچا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کیون ہی برادر آج کیا کیا بساط نے عرض کی آٹھ
دن مین غلام نے لشکر طلسم کشا ساحرون سے خالی کردیا قیدخانے مین دریافت کیجیے بارہ
زن و مرد قید ہین اب مین فکر مین طلسم کشا کی روز جاتا ہون مگر پنجہ قابض نہین ہوتا لیک فکر
لگائی ہو وہ یہ ہو کہ عیار طلسم کشا ہماری فکر مین لگا ہو پہلے عیار کو گرفتار کرلون تو طلسم کشا پر دست انداز
ہون جسدن اسکو گرفتار کرلاؤنگا اسی دن ایک سحر مین کل لشکر کا خاتمہ کردونگا خیمے بارگاہین
لوٹ لونگا اسی ہفتہ عشرے مین یہ سب سامان ہوجائیگا سمک نے بساط کی زبانی یہ معاملہ
سنایا تو بادشاہ پر نگاہ ڈال رہا تھا یا طرف بساط کے متوجہ ہوا اسنے بادشاہ سے پوچھا یہ
نازنین کون ہی بادشاہ نے فرمایا فریادی ہی کسی رسالہ دار نے اسکو لوٹ لیا بساط نے پلٹ کے
پوچھا کس محلے مین رہتی ہو نازنین نے تتلا کر جواب دیا کہ جہان بیری کے درخت بہت ہین
یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی بادشاہ سے کہا اب مین دریافت کرکے عرض کرونگی بساط پیچھے
دوڑا جلوخانے مین آکر ہاتھ پکڑلیا کہا اے نازنین جسقدر تیرا نقصان ہوا ہی ہم دینے کو
موجود ہین نازنین نے کہا دو ہزار روپے کا نقصان ہوا گہنے کے نام کو ایک تانبے کا چھلا نہین
رہا بساط نے کہا ہمارے مکان پر چلو وہان تمکو زیور دینگے نازنین بساط کے ساتھ ہولی بساط
نازنین کو لیے ہوے مکان پر آیا نازنین کو کمرے مین بٹھایا اب نازنین نے پوچھا کہ آپ آج کل کس کام
مین رہتے ہین بساط نے کہا صحراے نشاط آباد مین آکر طلسم کشا اترے ہین مین جملہ سرداران
ساحران کو گرفتار کرلایا پہلوے قصر شاہی مین جو مکان ہی اسمین سبکو قید کیا ہو اب
امروز فردا مین طلسم کشا کو چرالاؤنگا بساط نے نازنین سے سب احوال بیان کیا چاہتا ہی
بساط کہ کسی حیلہ سے باتین تو ہون نازنین ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی گلابی کھینچی کہتا
ایک جام مین پیون بساط نے کہا پیو نازنین نے جام لبریز کیا اور دو تین شعر عاشقانہ اس
رنگ مین سامنے بساط کے گاے کہ بہت خوش ہوا نازنین نے کہا ایک جام تم بھی پیو گر
وعدہ کو تو پورا کرو بساط نے زیور جواہرات کا سامنے اس نازنین کے رکھدیا نازنین کہتی ہے
جام پیو مین اپنے گھر جاؤن جو مطلب ہو وہ ظاہر کرو بساط نے ہنسکے کہا کہ مین وصل کا طالب ہون

نازنین نے انگوٹھا دکھا دیا لبساط کا منھ چڑھا دیا لبساط سمجھا کہ راضی ہے شراب پی کے مطلب
حاصل کرونگا نازنین کہاں سے بیہوشی ملا چکی ہے جیسے ہی لبساط نے جام اٹھایا دل اسکا
دھڑکا بازو پر ہاتھ رکھا پتلا فولادی بازو پر بندھا تھا اُس پتلے نے سر ہلا کر منھ سے شعلہ
چھوڑا شعلہ جو جام پر گرا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا لبساط نے کہا ارے
تو کون ہے اسنے چاہا اٹھکر خنجر مارے کہ زمین نے پاؤن تھام لیے لبساط نے سحر کیا رنگ و
روغن اس زن حسینہ کے چہرے سے اڑ گیا اب جو دیکھا تو ایک دبلا پتلا عیار ہے اتو لبساط
نے پہچانا اور کہا او عیار میرے سحر نے مجکو خبر دی تھی کہ عیار تیری فکر مین نکلا ہے مین تیری
تدبیر مین تھا اب اسکی شکلین اڑ رہی گئین کشان کشان لبساط اسکو لیچلا شبرنگ جادو
اسپنے ملازم کو آواز دی کہ اسکو ہی قید خانے مین لیجا جہان اور سردار قید ہین شبرنگ
سمک کو لیکر طرف قید خانے کے چلا راہ مین اسنے دریافت کیا کہ اب مین زندہ بھی بچونگا یا نہین
شبرنگ نے کہا لبساط تمکو ضرور قتل کریگا اور تمھاری صورت بنکر تمھارے آقا کو
پکڑ لائیگا سمک نے کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہے اسکو پوشیدہ طور سے لیلو اسمین
ہمارا تیجہ دسوان بیسوان چالیسوان وغیرہ کر دینا کہ ہم لوگون مین دستور ہے یہ کہکے کچھ روپے
تو بٹوے سے نکالے اور ایک طرف سے ایک ڈبیہ نکالکر دی کہا بھائی اسکو نہ کھولنا تمھین
میری جان کی ہے شبرنگ نے اسکا کہنا نہ مانا ڈبیہ کھولی جیسے ہی ڈبیہ کھولی بیہوشی اسکے دماغ
مین پہونچی بیہوش ہوکے گرا سمک نے اسکو قتل کیا لبساط اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ گلدستہ
اسکے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا وہ جلا لبساط گھبرایا خدمتگارون سے کہا یارو غضب ہوا شبرنگ
مارا گیا جاکر خبر تو لاؤ خادم دوڑے بازار مین اکر لاشہ اسکا پایا لبساط تلاش مین سمک کی نکلا
مگر یہ شبرنگ کو مار کر راہی سردارون کی تلاش مین چلا اب یہی فکر ہے کہ سردارون کو تلاش
کرون سرخرو سامنے آقا کے جاؤن اس مکان پر آیا جہان سردار قید ہین دیکھا سمک
نے گلرنگ جادو بھائی شبرنگ جادو کا شل نگہبانون کے بیٹھا ہے کچھ جادوگر ساتھ
ہین یہ کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک تھالی برنجی ہاتھ مین لیا مالن کی
شکل بنکر تیار ہوا اگرم گرم موہن بھوگ تھالی مین رکھ لیا اسی طرف سے نکلا کہ گلرنگ جادو

جسطرف بیٹھا تھا جیسے ہی اسکی نظر پڑی بیقرار ہوگیا ساتھ والون سے کہا ارے اس
مالن کو بلاؤ ساتھ والون نے آواز دی بی مالن ذرا ادھر ہوتی جاؤ ہمین پوجا پاٹ کو پھول
چاہیے ہین مالن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا کیا کہتے ہو گلرنگ نے کہا ہمین روز صبح کو پھول
دیجایا کرو ذرا سا پرشاد ہمین بھی دو مالن نے کہا میری دیورانی کے پیٹ مین درد ہی شوالے
مین جاتی ہون وہان چڑھا کے پلٹون گی تو لے لینا ایک نے بڑھکر پھول اٹھا لیے مالن نے
تھالی رکھدی کہا لوٹ لو دن دہاڑے ڈاکا پڑتا ہو سب نے موہن بھوگ چھین کر کھالیا کھاکر
بیہوش ہوے مالن نے قید خانے مین گھسکر جھلال کی زبان سے سوزن نکالی آفتاب کو
رہا کیا سب سردار جو اندر سے نکلے پرتین چمکاتے ہوے گولے مارتے ہوے شہر مین غدر ڈالدیا
کئی سو مکان گرے کئی ہزار آدمی مارے گئے ہلڑ جو ہوا بادشاہ نے کہا دیکھو لبساط کیا کرتا ہو شہر
مین کیسا ہنگامہ ہو لبساط نے جو ہلڑ سنا دوڑا ہوا قید خانے پر آیا دیکھا لاشے ساحرون کے
تڑپ رہے ہین دروازہ قید خانے کا کھلا ہو ایک دربان روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا حضور
عیار غضب کر گیا قیدیون کو رہا کر لیا وہی سالار سحر کرتے ہوے گئے کئی سو مکان بھی گرے
اور کئی ہزار آدمی بھی مارے گئے لبساط نے کہا آپ نہ گھبرائیے مین پھر سب کو پکڑ لاؤنگا سب
غافل اپنی بارگاہون مین سوتے ہین طلسم کشا کی بھی تدبیر مین ہون صبح و شام مین لاتا ہون
یہ کہکے پھر چلا لشکر اسلام مین آیا یہ سردار جو اپنے آقا کی خدمت مین پہونچے سب نے حال عیار کا
بیان کیا کہا حضور آپکا عیار کمال کرتا ہو دن کو ہمکو رہا کر لیا آفتاب نے کہا غفلت مین ہم گرفتار
ہوے سامنا پڑے تو حال معلوم ہو ادھر لبساط پھرتا پھراتا قریب بارگاہ طلسم کشا کے پہونچا
سماک بشکل خدمتگار بیٹھا تھا لبساط نے دریافت کیا طلسم کشا کیا کرتے ہین عیار اپنے مقام
سے اٹھا پوچھا تمھارا کیا نام ہو اگر کوئی ساحر ملتا تو ہم انکو گرفتار کرا دیتے تنخواہ ہماری نہین
دیتے کلمات سخت کہتے ہین لبساط سمجھا کہ یہ خدمتگار طلسم کشا سے بیزار ہی کہا اے خدمتگار اگر
تو اپنے آقا کو گرفتار کرا دے تو وہ مرتبہ تیرا کرون کہ تجھے کوئی نہ پہچانے تجکو رسالہ داری
دلوا دونگا خدمتگار ہنسنے لگا کہا حضور ہزار جوان میرے سنبھالے نہ سنبھلینگے میرا یہ کام ہو کہ
مین عیار اور طلسم کشا کو گرفتار کرائے دیتا ہون میری تنخواہ مقرر کر دیجیے کہ مین بیٹھے بیٹھے

بسر کرون کوئی عہدہ مجھے نہین چاہیے بساط نے کہا ہزار روپے کی تیری تنخواہ مقرر ہوگی کار
سے اسقدر مال ملیگا کہ مالا مال ہو جائیگا عیار باتین کرتا ہوا بساط کو لیچلا کہا اسوقت طلسم کشا
کے پاس تحفہ جات نہین ہین سحر کرکے اُٹھا تو بساط رضامند ہوا عیار ساتھ لیکر چلا درگ سالار
نے چاہا بڑھکر انکو روکون عیار نے آنکھ سے اشارہ کیا درگ سالار کا سماک بساط کو لیے ہوے
اندر بارگاہ کے آیا رستم بیٹھے تھے تحفہ جات پہنے تھے بساط نے کہا ای خدمتگار کلاہ
ہفت گوشہ تو سر پر ہی اسوقت سحر تاثیر نہ کریگا خدمتگار نے جواب دیا یہ کلاہ وہ نہین ہے فقط
اُسی طرح کی دوسری بنوائی ہی اتنا تو یہ بہت خوش ہوا کہا ای خدمتگار تیری وجہ سے یہ راز معلوم
ہوے اب مین انکو اُٹھائے لیے جاتا ہون خدمتگار نے کہا پھر اب دیر نہ کرو بساط چلاتا ہوا
قریب طلسم کشا کے آیا چاہا کہ مین پنجہ دون رستم نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر بساط
کا اُڑ گیا سماک نے لاشہ بساط کا بیرون لشکر پھینکدیا ہرکارون نے یہ خبر نشاط کو پہونچائی کہ
بھائی صاحب آپکے مارے گئے نشاط نے کہا اب مین خود جاؤنگا بھائی کے غم مین محل مین آیا زوجہ
اسکی ریحانہ جادو اور بیٹی اسکی ماہی سحر سحر مین بلاے روزگار ہین ان بیٹیون نے بڑھکر
پوچھا کیون آج رنج چہرے پر کیون نمودار ہی نشاط نے کہا بھائی صاحب براے گرفتاری
طلسم کشا گئے تھے اُسکے ہاتھ سے مارے گئے لاشہ تو مین نے پھکوا دیا اب خود مین فکر مین جاؤنگا
ماہی سحر نے کہا ہمین سحر کسواسطے سکھایا ہی مجھے حکم ہو ابھی جاکر طلسم کشا کو لاؤن ہرچند اسکو
منع کیا مگر یہ نہ رکی اسباب سحر و ذات پر آراستہ کرکے طرف لشکر اسلام کے چلی ایک پہاڑ پر آکے
دیکھا طلسم کشا کے سوار ہونے کا انتظام ہو رہا ہی بارگاہ سے شاہزادے نکلے پشت مرکب پر سوار
ہوے عیار کو ساتھ لیا فرمایا پہلے قراول حکم کرو کہ ہم براے شکار جائینگے عیار نے پہلے قراول
میر شکار وغیرہ ہمراہ کیے رستم واسطے شکار کے چلے ماہی سحر کی نگاہ پڑی جمال بے مثال رستم دیکھکر
عاشق ہوئی یا تو گرفتار کرنے کو آئی تھی یا خود گرفتار طرۂ گیسو ہوئی دیر تک شاہزادے کو دیکھا کی
جب رستم نکل گئے تو ماہی سحر پلٹی مگر رنگ روئے متغیر اپنے باغ مین آئی کنیزون نے جو ملکہ کو پریشان
دیکھا پوچھا واری خیر تو ہی ماہی سحر نے کہا تمسے کیا بیان کرون فلک کجرفتار گردون غدار نے عجب
سامان دکھایا مجھکو پریشان کیا خانۂ دل کو ویران کیا تم اسمین حیران ہین ہر چند دریافت کرتی ہین

کچھ جواب نہیں پاتیں ماہی سحر نے اپنے پاس سے سبکو ہٹا دیا تنہائی مین بیٹھکر رونے لگی دل سے
کہتی ہی اے دل تجھکو کیا کہکے سمجھاؤن اپنے کو مین مغرور تاب کیونکر ہو پہنچاؤن شام کو اس سوچ
مین اُٹھی کہ جاکر دیکھو تو آؤن رستم جو شکار سے پلٹے کنارے پر لشکر کے خیمہ استادہ کرا اُسمین آ بیٹھے
نشاط فکر مین تو لگا ہی اسنے جو دیکھا کہ رستم تنہا خیمے مین آ گئے اور عیار کار ضروری مین مصروف ہے
گلابیان لوکر رکھتا ہی نشاط نے ایک گوشے سے سحر کیا عیار کے پاؤن زمین نے تھام لیے نشاط
نے گلابیان ہاتھ سے عیار کے لے لین فوراً سحر سے صورت اپنی بدلی عیار کی صورت بنا گلابیان لیکر
اندر آیا کہا اے آقاے نامدار ایک جام نوش فرمائیے رستم سمجھے کہ عیار کہتا ہے کچھ تو اسنے بہتر سمجھا
ہوگا جب تو شراب پلاتا ہی فوراً جام پی گئے جام پیتے ہی لڑکھڑا کے گرے نشاط رستم کو لے کے
چلا یہان سمک راہ مین کھڑا ہی زمین پاؤن نہیں چھوڑتی ہی کہ آفتاب اپنی بارگاہ سے نکلا دیکھا
سمک راہ مین کھڑا ہی رنگ رو متغیر پسینے پسینے کانپ رہا ہی آفتاب نے بڑھکر پوچھا کیون اے
سمک خیر تو ہی سمک نے کہا اے آفتاب میرے پاؤن زمین پکڑے ہی میری شکل بن نشاط جادو
آقا کے پاس گیا ہوگا کچھ مکر کیا ہوگا یہ سُنکر آفتاب نے سمک پر سے سحر اُتارا آپ طرف بارگاہ
کے دوڑا اُسوقت آیا کہ نشاط رستم کو لیکر نکلتا تھا اسنے دیکھکر للکارا ارے تو کون ہی جو آقا کو
لیے جاتا ہی نشاط نے جواب نہ دیا جایا جھپٹ کے نکلون آفتاب پشت پر سے للکارتا ہی کہ
او مکار ٹھہر جا آفتاب کی آواز سُنکر جلال اپنی بارگاہ سے نکلا خدمتگارون سے پوچھا کہ یہ کیسا
ہنگامہ ہی خدمتگار نے کہا کوئی ساحر آیا تھا رستم کو گرفتار کرکے لیے جاتا تھا آفتاب نے جاکر روکا
دونون مین مقابلہ ہو رہا ہی مگر وہ ساحر ایسا خائف ہوا کہ بھاگ نکلا جلال نے جو یہ معرکہ شنا
مثل شعلۂ جوالہ تڑپ کر پہونچا دیکھا آفتاب پر نشاط سحر کر رہا ہی مگر آفتاب اپنے کو بچاتا ہی
جلال نے کارد سحر نکالی پشت پر آکے اسم سحر پڑھ کے پھینک ماری پشت پر جا کے
نشاط کے بڑی سینے کو توڑ کر پار گذری اسکا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام
مین نشاط جادو بود دم بھر کے بعد ایک زاغ سیاہ آسمان سے پیدا ہوا آنکھون سے آنسو
جاری تھے پہلے لاش پر نشاط کی خوب رویا پھر پنجہ سے لاشہ پکڑ کے اُٹھا لیگیا محمودا اپنے تخت پر
بیٹھی تھی کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی دیکھا ایک زاغ سیاہ لاشہ نشاط کا لیکر آیا مثل

انسان کے گویا ہوا جس طرح نشاط مارا گیا تھا وہ سب احوال بیان کرکے خوب رویا محیط نے
نشاط کی ارتھی بنوائی حکم دیا ایک ساحر جائے اُسکی بیٹی کو لے آئے ماہی سحر اپنے باغ مین
فراق طلسم کشا مین بیٹھی رو رہی تھی کہ کنیزون نے اُسکو خبر دی ماہی سحر [illegible] چپ ہو رہی ایک
غم ایسا ہے کہ دلبر ہو کہ کوئی غم و خوشی تاثیر نہین کرتی اتنا جواب دیا کہ میرے سحر نے مجھکو خبر دی کہ
نشاط کو جلال نے مار ڈالا طلسم کشا کو چرانے گئے تھے وہ اُنکے رفیق تھے اپنے آقا کی حفاظت
کی اگر یہ پلٹے تو کیا طلسم کشا کو زندہ چھوڑتے پہلے ہی دن اُنکے سردارون کو بساط سے گرفتار
کرایا آخر انجام یہ ہوا کہ جیا دنے اُنکے دن دہاڑے عیاری کی اب مین کیا کرون یہ کہکر خاموش ہو رہی کہ
آسمان سے ساحر آکر پہونچا اُسنے کہا چلیے آپکو محیط نے بلایا ہی ہر چند ماہی سحر نے عذر کیا کہ مزاج
میرا درست نہین ہی مین علیل ہون مگر اُس ساحر نے نہ مانا کہا ضرور چلیے ملک کچھ انتظام کرینگی ناچار
ماہی سحر ساحر کے ساتھ روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ محیط جادو رو رہی ہی اور کہ رہی ہی کہ اے
صاحبو اس راستے سے طلسم کشا آتا ہی احکام سامری زین دخل نہین دے سکتی جو مناسب
جانا وہ کیا اگر نشاط و بساط خیرخواہ خداوند تھے کس شدومد سے تدبیرین کین آخر اپنی جان
دی ماہی سحر آکے اپنے باپ کے لاشے پر گری خوب چیخین مار کر روئی محیط نے گلے سے لگایا
کہا اے نور نظر بہت نہ روؤ خداوند ہفت پیکر نے نشاط کا بڑا مرتبہ بڑھایا کہ اس مرتبہ کو
پہونچایا ہاتھ سے جلال کے مارا گیا مین نے تمکو اسواسطے بلایا کہ تمھارے ہاتھ سے انتظام شہر
کا نہ ہو سکیگا جالینوس جادو کہ جہان دیدہ اور کار آزمودہ ہی اُسکو تمھارا ملک بخشے دیتی ہون
وہ جاکر خوب انتظام کرلیگا لشکر اسلام مین تہلکہ ڈالدیگا تم بھی موافق اپنے رتبے کے شریک ہوا کرنا
ماہی سحر نے کہا آپکو اختیار ہی مین انتظام کرونگی مگر گرفتاری طلسم کشا دشوار ہی علاوہ افسرون کے
وہ خود بہادر صف شکن ہی تحفجات اُسکو ملے ہین سحر کیسا اُسپر تاثیر نہین کرتا کوئی کیونکر گرفتار
کریگا بساط جادو کتنا بڑا ساحر زبردست تھا وہ اس طور سے آخر مارا گیا والد خود طلسم کشا کو گرفتار
کرنے گئے وہ بھی مارے گئے اب اور کوئی کیا تدبیر کریگا محیط نے کہا جالینوس بڑا ساحر عقیل مکار و
محیل ہی فوراً طلسم کشا کو گرفتار کر لائیگا یہ کہکے آواز دی جالینوس کو بلاؤ فوراً زمین شق ہوئی ایک
ساحر پیدا ہوا محیط کو سلام کرکے پوچھا آج غلام کو کیون یاد کیا محیط نے حال قتل نشاط بیان کیا

اور کہا صحرائے نشاط آباد خالی پڑا ہے تم جا کر اپنا دخل کر دو یہ ماہی سحر اسکی بیٹی ہوا اس سے
محبت کرنا مراد یہ ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار کر کے قتل کرو جالینوس نے جو پلٹ کر جمال ماہی سحر دیکھا
بیتاب ہو گیا دل و جان سے عاشق ہوا کہا اے ملکۂ عالم جان لگا دونگا مگر ملکہ مجھپر مہربانی رکھیں محیط نے
کہا ہر کام اسکی صلاح پر کرنا جو خلاف صلاح دے فوراً مجھے خبر کرنا بس جاؤ انتظام مالی و ملکی کرنا پڑا انتظام
مقدمۂ گرفتاری طلسم کشا ہے - جالینوس نے تخت سحر تیار کیا کہا ملکۂ عالم آئیے ماہی سحر سوار ہوئی تخت
اُڑتا ہوا چلا قلعہ میں آکر کار گزار جا بجا مقرر کیے ماہی سحر تھوڑی دیر قلعہ میں ٹھہری بعد اسکے کہا کہ میں اپنے
باغ میں جاتی ہون اب جالینوس اس فکر میں ہوا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون تب ماہی سحر پر قبضہ کرون
شب کو بصورت مبدل لشکر اسلام میں پہونچا خادمون سے دریافت کیا کہ طلسم کشا تحفہ جات کس وقت جدا
کرتے ہین خادمون نے بیان کر دیا کہ شب کو جب آرام کرتے ہین تحفے اُتار کر رکھ دیتے ہین یہ دریافت کر کے
باغ ملکہ میں واپس آیا یہ فراق دلبر میں تڑپ رہی تھی نہ کھایا نہ پیا جلسہ وغیرہ سب موقوف رنج و غم میں
معروف جالینوس بلا تکلف سامنے ملکہ کے چلا آیا ملکہ نے بجوا اعتنا نہ کی یہ بیٹھ گیا کہا اے ملکہ میں تدبیر
گرفتاری طلسم کشا کر رہا ہون کل گرفتار کر کے لاؤنگا ماہی سحر گھبرا گئی دریافت کیا کیا تدبیر کی ہے جالینوس
نے جوش محبت میں بیان کر دیا کہ شب کو جب وہ تحفہ جات اپنے سے جدا کرینگے میں اُٹھا لاؤنگا مگر آپ
مجھکو اپنا غلام جانیے بخدمتگزاری سرفراز فرمائیے اس صحرا کو ایسا آباد کرون صحرائے محیط سے بڑھا دون مگر جبر
میرے دل سے نکل گیا کئی دن سے ضبط کر رہا ہون آج مفصل کیسے کہتا ہون کہ وہ مرتبہ آپکا بڑھا دون کہ محیط
آپکا اپنا محسن جانیں خداوند مرتبۂ مصاحبت دین ہر چند کہ ماہی سحر کو یہ باتیں جالینوس کی نہایت
ناگوار ہوئیں مگر خاموش ہو رہی کچھ جواب نہ دیا جالینوس سمجھا کہ چپ رہنا صورت قبول کرنے کی
ہے وہ اٹھ کھڑا ہوا کہا غلام رخصت ہوتا ہے ملکہ خاموش ہی رہی اسکا بھی جواب نہ دیا مگر جالینوس
اُٹھکر قلعہ پر آیا اسباب سحر سے آراستہ ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا لشکر اسلام میں آیا ایک
مقام پر آکر دونون پاؤن زمین میں مارے بارگاہ طلسم کشا میں آکے نکلا دیکھا کہ حقیقت میں
طلسم کشا آرام کر رہے ہین تحفہ جات علیحدہ رکھے ہین اسنے سحر کیا طلسم کشا اور زیادہ غافل ہو گئے
اُسنے اسی حال میں طلسم کشا کو اٹھا لیا غرق زمین ہو کر پھر سے بر نقب کے نکلا پر پرواز پیدا کر کے قلعہ
میں آیا طلسم کشا کو مسلسل و مطوق کیا حکم دیا جلادون کو بلاؤ جلاد آئے دار بین استادہ ہوئین طلسم کشا

کی آنکھ کھلی بیٹے کو اس حال میں پایا بیتاب ہوکر دعا کرنے لگے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز
اس ظالم کے ہاتھ سے بچانا رستم تو دعائیں مانگ رہے ہیں جالینوس آمادۂ قتل بیٹھا ہے کہ ملکہ چونک
بیٹھی گھبرائیں کنیزوں سے کہا کہ سنا جالینوس ہمپر عاشق ہوا ہے دیکھو تو کیا کر رہا ہے صاف جواب دیدوں
کہ یہ خیال محال ہے ایک کنیز گئی تھوڑی دیر کے بعد آکر قتل طلسم کشا کی کیفیت بیان کی ملکہ گھبرا کے تخت
سحر پہ سوار ہو کے طرف قلعے کے آئیں جالینوس دیکھکر اٹھ کھڑا ہوا تعظیم کر کے ملکہ کو پاس بٹھلایا یہاں
صبح کو جب عیار جگانے کو طلسم کشا کے آیا چھپر کھٹ خالی پاکر گھبرایا ہوا جہلال کے پاس آیا اور سب
کیفیت بیان کی خدمتگار کی زبانی یہ بھی دریافت ہوا کہ ایک شخص کل دریافت کرتا تھا کہ طلسم کشا تحفہ جات
کب جدا کرتے ہیں سمک نے کہا یہ جالینوس جو آیا ہے واقعی اسم بامسمی ہے ارسطو فطرت لقمان حکمت ہے
خدا اسکے مکر سے بچائے جہلال نے کہا میں جاتا ہوں سمک نے کہا وہ ساحر زبردست ہے ایسا نہو تیر بھی
افتادہ پڑے میں جا کے دریافت کرتا ہوں جیسا موقع ہوگا ویسا بیان کرونگا تم لوگ تحفہ جات سے ہوشیار
رہو سمک بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر خبر کو چلا وہ وقت ہے کہ جالینوس ماہی سحر سے کہہ رہا ہے کہ ملکہ آج
بڑی خوشی کا دن ہے تمھارے باپ کے خون کا معاوضہ لیا جاتا ہے ہاں ایک خطا ہوئی ہے کہ طلسم کشا کو تو
لایا تحفہ جات منگا کے بالکل بیکار کر دیتا ملکہ نے جواب دیا کہ قتل انکا بہتر نہیں عزیز انکے جا بجا پھیلے ہوئے ہیں
اور والد انکے اس قصد میں ہیں کہ ہفت پیکر پر دست انداز ہوں ہر چند وہ طلسم کشا نہیں ہیں مگر صاحب
اسم اعظم ہیں اگر وہ قصد کرینگے تو تمکو جان بچانا دشوار ہوگی بہتر یہ ہے کہ انکو قید کرو خداوند کو عرضی لکھو
کیونکہ باپ انکے قریب طلسم موجود ہیں بیٹے کے قتل کی خبر سنکر آپڑینگے سحر اُنپر تاثیر نہیں کرتا جالینوس نے
کہا ہم انکو قتل کر کے تمکو ساتھ لیکر صحرائے محیط میں جائینگے محیط کے واسطے بڑا فخر ہے کہ ہر مشکل کو کمیل جادو
آسمان سے آتی ہے کچھ خبر سنا کر چلی جاتی ہے رازدان لوگ کہتے ہیں کہ اُسی کے پاس لوح ہے ضرور اُسنے
ایسے مقام پر رکھی ہوگی جہاں طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچ سکے اُسی کی معرفت لوح کا پتہ ملیگا تمکو لیکر
مقام کمیل پر جائینگے وہاں کوئی نہ آسکیگا عزیزداران طلسم کشا ہزار کوشش کریں جب بھی نہ پہونچ سکیں
ملکہ نے کہا آخر کمیل کہاں رہتی ہے جالینوس نے کہا کمیل وسط سما پر رہتی ہے کئی ہزار گز میں سے بلند
اُسنے ایک مکان بنایا ہے اُسی میں رہتی ہے وہاں کوئی جا نہیں سکتا ہے ماہی سحر نے کہا یہ سب انتظام ہیں
مگر طلسم کشا کو قتل نکرو انکے عزیز خاک اُڑا دینگے دوست انکے آسمان سے پیدا ہوگئے ہیں اور دستہ

بتاتے ہیں مقام تک پہونچاتے ہیں ویسا نہو کہ کہیں کی بھی خرابی ہو اور گرفتار ہو جائیں اٹھوں دن
محیط کے پاس آتی ہیں وہیں کوئی گرفتار کرلے تو کیسی مشکل ہو جالیینوس نے بجرنگ جادو کو
ملکہ کی خاطر سے بلاکر کہا کہ تم رفیق نشاط تھے اور یہ اسکا قاتل ہی اچھی طرح قید کرنا میں تو آج
خوش ہوں کہ ملکہ نے مجھسے بات تو کی اب صورت وصل بھی پیدا ہو جائیگی بجرنگ رستم کو لیکر چلا
سمک کہ بصورت مبدل یہ باتیں کھڑا سن رہا تھا اسکے پیچھے پیچھے چلا بجرنگ رستم کو لیے ہوے
قصر سیاہ میں جو وسط قلعہ میں ہی آیا قصر میں شاہزادے کو داخل کیا چار سو جادوگر گرد مقرر کیے اور
کہدیا کہ ہوشیار رہنا غفلت نہو مقدمۂ قید طلسم کشا ہی بڑے بڑے ساحر اسکے رفیق ہیں ہر وقت
دروازہ کھول کر دیکھا کرنا جالینوس نے بڑی کمی کی تحفہ جات نہ لایا ورنہ اسقدر خیال نہوتا یہ کہکے
دروازے پر آکے خود حفاظت کرنے لگا حکم ہو کوئی سامنے اس قصر کے نہ آنے جو کوئی آئے اسکو قتل کرو
سمک نے یہ سب انتظام دیکھا خیال میں آیا کہ عیاری کرنی بجز سوچا کہ چلکر جلال و آفتاب سے کہوں
دیکھوں کیا کہتے ہیں یہاں جالینوس نے بعد جانے ملکہ کے بخدمت محیط ایک عرضی روانہ کی مضمون
یہ تھا کہ ای ملکۂ عالم میں نے قاتل بادشاہ کو گرفتار کیا آمادہ قتل تھا کہ ماہی سحر نے وقت پر آکے
بچا لیا قاتل شاہ قصر سیاہ میں قید ہی جیسا حکم ہو وہ بجا لائیں ساحر تو اسکی عرضی لیکر اسطرف چلا
سمک قید رستم دیکھکر لشکر میں آیا اور سب حال بیان کیا آفتاب نے کہا میں تحفہ جات لیکر جاؤں
آقا کے زیب جسم کروں بجرنگ کو مار کر وہ کل آئینگے سمک نے کہا ہو سکتا ہی کہ میں جاکر عیاری کروں
اور تا بہ قصر پہونچوں مگر چار سو ساحر نگہبان ہیں اگر ایک بھی ہوشیار ہو گیا تو مجھے گرفتار کرلیگا آفتاب
نے کہا تم تماشہ دیکھو میں کیونکر پہونچتا ہوں سب اسباب تحفہ جات لیے چلتا ہوں وہ شاہزادے کو
پہنا دونگا یہ کہکے تحفے لیے جھولی میں رکھے عیار کو روانہ کیا کہ تم دروازے سے دیکھنا سمک بصورت
مبدل قلعے میں آیا دیکھ رہا ہی کہ آقا قید خانے میں بیٹھے ہیں زنجیریں پڑ رہے ہیں کہ دیکھا سامنے آفتاب نے
سر نکالا سر نکلتے ہی بجرنگ دوڑا کہ روکوں آفتاب نے کلاہ سر پر رکھی نہ دیکھائی تیغہ جیسے ہی
ہاتھ میں رستم کے آیا ماراں سیاہ جو جسم سے شاہزادے کے لپٹے ہوے تھے چھوٹ گئے رستم نے
بجرنگ کو ٹکڑے کا تو یہ اندر چلا تھا گھبرا کر باہر نکلا فوج سے اشارہ کیا قیدی کو مارلو آگے رستم پیچھے
آفتاب ساحروں نے قصد کیا کہ ان دونوں کو گرفتار کرلیں یہ دونوں شمشیر لڑ رہے ہیں جسکو ہاتھ مارا

اُسکے دو ٹکڑے ہوئے آفتاب نے جب گولہ مارا دس دس کے سینے پر مار دیے کبھی ہاتھ ہلایا برق
چمکی کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا جالینوس بارگاہ مین بیٹھا تھا اسنے جو ہار سُنا ساحرون سے کہا
ارے دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہی ہرکارون نے خبر دی کہ رستم کو قید سے آفتاب نے چھڑایا آپ
لڑ رہے ہین ساحر روک رہے ہین سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا جالینوس یہ سُنکر گھبرا گیا کہا یارو ملکہ نے مجھے
آفت مین پھنسایا یہ روز بد دکھایا بجرنگ سے کہو اپنی جان بچا کر چلا آئے رستم و آفتاب کو جانے
دے وہ میرے روکے سے نہ رکینگے شمشیرزنی انکی ذات پر موقوف ہو حقیقت مین جو قدرت نے
لکھا ہی اُسی کا ظہور ہوتا ہی جا بجا ہی لکھا ہی کہ طلسم کشا کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی
جب قید ہو گا رہا ہو جائیگا بجرنگ لڑ رہا تھا کہ مخبر نے آکر خبر دی پلٹ آؤ بجرنگ نے چاہا مین
پلٹ جاؤن کہ آفتاب نے للکارا بجرنگ نے گولہ مارا کہ برق چمک کر گری سر آفتاب کا زخمی ہوا
اسنے پکار کر آواز دی آقا غلام رخصت ہوتا ہی سر سراسر زخمی ہوا رستم جست کر کے برابر بجرنگ کے
پہونچے سمک نے آکر حقۂ آتشبازی مارا بجرنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا
جیسے ہی تیغہ چمکا بجرنگ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا رستم نے ہاتھ مارا بجرنگ کا سر کٹ کے گرا
جیسے ہی اسکا سر گرا سب ساحر بھاگے رستم و آفتاب و سمک لڑتے ہوئے قلعہ سے باہر نکلے دیکھا
کہ ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کے کھلا ہی ماہی سحر نے جو خبر سنی کہ رستم نے رہائی پائی بیقرار
ہو کر باہر نکل آئی شاہزادے کو آتے دیکھکر آواز دی ای شہریار اس باغ کے شجر آپکے مشتاق ہین
پھول آنکھین کھولے انتظار مین ہین غنچہ ہائے دہن بستہ مشتاق جمال ہین اب خدا نے اپنا فضل کیا
کہ آپ نے قید سے رہائی پائی تھوڑی دیر کے لیے یہان بھی آیئے رستم نے جو دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین
بلا رہی ہی آفتاب کو تو رخصت کیا اور عیار کو اپنے ہمراہ لیے ہوے باغ مین داخل ہوے ماہی سحر
مدت سے مشتاق تھی ہاتھ مین ہاتھ دیکر باغ مین لائی بارہ دری مین لاکر بٹھایا شراب و کباب پیش کیا
رستم نے سوال اسلام کیا ماہی سحر نے عرض کی جس وقت سے آپ پر عاشق ہوئی ہفت پیکر پر لعنت
کی مذہب خدائے نادیدہ اختیار کیا وہ دن خدا کرے کہ ہم اس آفت سے نجات پائین آپکی خدمت مین
رہین شاہزادے نے جام پیا ماہی سحر نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

شگفتہ روح ہو اُسکی مجھے ثواب ملے | دلاؤن فاتحہ بلبل کا جو گلاب سے ملے

نہ کھاؤن داغ اگر لذت کباب ملے — پیون نہ زہر جو کیفیت شراب ملے
ازل سے اُسنے دیا ہو وہی جو زیبا تھا — گلون کو رنگ تو بلبل کو پیچ و تاب ملے
وہ رونے والا جہان سے اُٹھا ہو بلبل ای زند — جواب جسکا نہ تا حشر چشم سحاب ملے

رستم و ماہی سحر مسند پر بیٹھے ہین سمک نے جو ماہی سحر کو مسند پر دیکھا پہلو مین زرزادی
ملک کی نہنگ بحری بیٹھی تھی اُسپر نگاہ ڈالکر کہا کہ غلام کا تو گانا سنیے ملکہ نے گانے کو منع کیا
سمک نے ایسے اشعار عاشقانہ گائے کہ نہنگ بحری بیتاب ہو گئی ہنس ہنس کے اس سے
باتین کرنے لگی رستم ماہی سحر کے جمال کو دیکھتے ہین سمک نہنگ بحری سے باتین کر رہا ہے
کنیزین اپنے اپنے کام پر آمادہ ہین شراب وکباب لاکر رکھ رہی ہین کہ یکایک ہرکارون نے
یہ خبر جالینوس کو پہونچائی کہ رستم ماہی سحر کے باغ مین بیٹھے ہین یہ سنکر جالینوس جل گیا غصہ مین
آکر اپنے مقام سے اُٹھا طرف باغ ملکہ کے چلا یہان عاشق و معشوق بیٹھے ہین کہ آسمان سے نعرہ
ہوا اری او گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر مین جگہ دی پہلو مین لیے
بیٹھی ہو یہ کہتا ہوا زمین پر آیا گولا مارا گولہ قریب رستم کے پھٹکر زمین پر گرا رستم تیغۂ ہفت جوہر
لیکر اُٹھے جالینوس نے کئی سحر کیے رستم پر تاثیر نہ ہوئی بہت گھبرایا ماہی سحر و نہنگ بحری حیرت سے
دیکھ رہی ہین کہ جالینوس تڑپ کر گرا دونون کو پنجے مین دبا کے یہ کہکے لے اُڑا کہ اب ماہی سحر سے
اور رستم سے ملاقات نہ ہوگی ایسے مقام پر لیجا کر اسکو بند کرون کہ تڑپ تڑپ کر مر جائے مین تو وہ
اسیر عاشق ہون یہ نہ سمجھو کہ مین اسیر مرتا تھا اب حال عشق و عاشقی کا کھلیگا رستم نے کمان کیانی
دوش سے لی بچر کمان مین تیر پیوست کیا تیر جب مارا کہ جالینوس بلند ہو چکا تھا اسنے سحر کیا کہ تیر
جلکر گر گئی تیر رستم نے مارے مگر جالینوس نکل گیا رستم سمک کو لیے ہوے رنجیدہ باغ سے
نکلے لشکر مین آئے جہلال و آفتاب نے یہ جو حضور کو زیادہ ملکدر پاتے ہین ملازمان خاص
گھبرائے ہین رستم نے کہا کیا بیان کرون کہ کس بلا مین جاکر پھنسے ہیر تو عجب معرکہ گذرا کہ جسکو کہہ
نہین سکتے سردارون نے عرض کی حضور کیا معرکہ گذرا رستم نے حال ماہی سحر کا بیان کیا
سردارون نے دیکھا سمک بھی بہت بیقرار ہے کہتا ہے نہین معلوم نہنگ بحری پر کیا گذری
یہ کہکے اُٹھا کہا حضور تامل فرمائین غلام پتہ لگاتا ہے لیکن جالینوس جو لیکر چلا خیال مین تھا

کے پاس محیط جادو کے پہونچ جاؤں پھر سوچا کہ ایسا نہو محیط قتل کر ڈالے تو مین وصل سے محروم
رہونگا ایسے مقام پر قید کروں کہ میری قبضہ مین رہے یہ سوچتا ہوا جاتا تھا کہ دیکھا راہ مین ایک
باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے غنچے چٹک رہے ہین پھول کھلے ہوئے ہین نخل سرسبز و شاداب
ہوا ان چمن اکڑ رہے ہین عروسان چمن کو جلوے معشوق نصیب صیاد گلچین بے نصیب
بلبل خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی اس باغ کو دیکھکر جالینوس شگفتہ ہوگیا سوچا کہ اسی باغ مین
رہوں ملکہ کو ایک قفس مین بند کیا باغ مین اُترا چبوترہ جو وسط مین تھا اُس پر سحر سے فرش بچھوایا سحر
کیا چند کنیزین حاضر ہوئین مسند پر آکے بیٹھا کنیزوں سے کہا قفس سامنے لاؤ دونوں قفس سامنے
رکھکر منت سمجھانے لگا کہتا تھا اے جان جہان وے آرام دل مشتاقان میرا کہنا قبول کرو وصل سے
شاد ہوں تمھاری بھی جان بچے اب یہان پر وہ تمھارے چاہنے والے کیونکر آئینگے غیر مقام پر
مین آکے اُتر پڑا ہوں ملکہ کی آنکھوں مین آنسو بھر آئے جب جالینوس ستمگر کو کلام سخت کہتا ہے
جب ملکہ بیقرار ہوجاتی ہے جواب دیتی ہے اے ملعون اُنھوں نے تیر کیا یا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر
جو تیرے دلمین آرزو ہے دل ہی مین رہیگی کبھی مطلب اصلی حاصل نہ ہوگا جالینوس نے دونوں
قفس سامنے درخت مین لٹکوا دیے خود شرابخواری مین مصروف ہوا ہر رات گذری تھی کہ ایک
اس باغ کی گل پیرہن جو شکار کھیل کر پلٹی دیکھا باغ مین روشنی ہو رہی ہے ایک ساحر بے نام
مسند پر بیٹھا شرابخواری کر رہا ہے دو قفس درخت مین لٹک رہے ہین جالینوس کو دیکھکر جل گئی
دلمین کہتی ہے یہ سمجھا تو یوں بیٹھا ہے جیسے کوئی اپنے گھر مین بیٹھتا ہے کیا دل مین سمجھا جو میرے باغ پر
قبضہ کیا زمین پر اُتری پکار کر آواز دی او بیحیا تو کون ہے کہ میرے باغ پر قبضہ کیا یہان سے نکلجا تو
بہتر ہے جالینوس نے کہا آؤ صاحب تم بھی بیٹھو یہ باغ سنسان پڑا تھا ہم یہین آکر بیٹھ گئے
تمھارا کیا نقصان ہوگیا گل پیرہن نے کہا نکلجاؤ یہان سے ورنہ بہت پریشان ہوگے یہ کہکے
اسنے گولہ مارا جالینوس نے گولہ کاٹ کر ایک دو پتھر زمین پر مارا برق کڑک کر گل پیرہن پر گری
کہ سر گل پیرہن کا زخمی ہوا جالینوس اپنے مقام سے اُٹھا کہ اسکو گرفتار کرکے وصل حاصل کرون
ما ہی سحر چلیگی شرمائے گی تب میرے قابو مین آئیگی آخر گل پیرہن جالینوس کے خوف سے
بھاگی جنگل مین آکر زخم باندھا حیران کھڑی ہے کہ کیا تدبیر کروں باغ ہاتھ سے جاتا ہے افسوس کچھ نہو سکا

وہ تو ساحر زبردست ہی سحر مین مجھپر غالب آیا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک عیار طرار قطعوی
لگائے ہوئے جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی عیار کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک ساحرہ سر سے خون بہ رہا ہی
زیر نخل خاموش کھڑی ہی عیار قریب آیا پوچھا تمھارا کیا نام ہی ساحرہ نے کہا ایک ظالم نے
باغ پر میرے قبضہ کیا مین نے چاہا اُسکو نکالدون اُسنے سحر کرکے مجھے زخمی کیا عیار نے پوچھا
وہ ساحر کون ہی ساحرہ نے کہا مین نام نہین جانتی لیکن دو قفس معشوقان پریچہرہ کے لٹکے ہوے
ہین اُنکو محبت دیکھ رہا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی اُنپر عاشق ہی چاہتا ہی اُنکو قبضے مین کرون عیار
نے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو مین تھوڑے عرصہ مین باغ تمھارا خالی کرائے دیتا ہون ساحرہ یہ سُنکر
خوش ہوگئی کہا اے عیار اپنے نام سے آگاہ کر کہ تو کون ہی کس فکر مین نکلا ہی کہان جاتا ہی اور کہان سے
آتا ہی عیار نے کہا مین طلسم کشا کا عیار ہون فکر ماہی سحر مین نکلا ہون دیکھو تمھاری شکل بنکر جاتا ہون
یہ کہکر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگاکے اُسی کی شکل بنا گل پیرہن نے جو اپنی شکل پر دیکھا
حیران ہوگئی کہا اے عیار اب تو میری مان بھی مجھکو نہین پہچان سکتی کسی خال وخط مین فرق نہین عیار
نے کہا دیکھو مین کیا کرتا ہون گل پیرہن کی شکل بنا ہوا باغ مین آیا جالینوس نے جو گل پیرہن کو
دیکھا آواز دی کیون اے نازنین اب شر سے باز آئی ایسے سحر مین دو ٹکڑے کرونگا عیار نے جواب دیا اگر
ساحر مین تیری مطیع ہون جو کہو وہ بجالاؤن تیرے حکم سے باہر نہونگی تیری اطاعت مین رہونگی اگر
تو نے باغ پر قبضہ کیا تو میرا کوئی نقصان نہین تو بھی اسی باغ مین رہ مجھکو بھی جگہ دے مین ہمیشہ
اس باغ کی رہنے والی ہون اب آخر کہان جاؤن خیر مجھکو ایک وارث ہی بہم ہوا ایسا نہو باغ
بالکل ہاتھ سے جاتا رہے جالینوس نے بلا لیا عیار قاعدے سے بیٹھا کہا صاحب یہ جو گانیوالیان
گارہی ہین انکو سُر مین تو بالکل دخل نہین ہی اگر کہو تو مین گانا سُناؤن یہ کہکے باجا اُٹھا لیا سیدھا
سیدھا ٹھیک بجاکر گانا شروع کیا اس رنگ سے گایا کہ جالینوس بیقرار ہوگیا کہا اے گل پیرہن
تم تو کمال رکھتی ہو مین نے کبھی ایسا گانا نہین سُنا تھا تم نے تو دل بیتاب کردیا جی چاہتا ہی کہ تم اب
خاموش نہو آگاہ ہو کہ مین بھیجا ہوا خداوند ہفت پیکر کا ہون حکم ہی خداوندکا کہ طلسم کشا کو گرفتار
کرکے لاؤ مین گرفتار کرہ پاتا تھا یہ ظالم جو قفس مین بند ہی اسطرح آکے مجھکو سمجھایا کہ مین اسکے قریب
مین آگیا طلسم کشا نے رہائی پائی اسکے جوش محبت مین اپنے باغ مین بلا لیا ہرکارون نے مجکو خبر دی

طلسم کشا

مین غصے مین جا پڑا طلسم کشا پر سحر نہین تاثیر کرتا جب عاجز ہوا تو ان دونون کو نے بجا گا طلسم
کے پہلو مین بیٹھی تھی اسکو اٹھا لایا یہان آکر یہ بوتجا یہ باغ پسند آیا سوچا کہ یہ غیر مقام ہی آرام ملیگا
تمنے آکے ستایا مجھے غصہ آیا اب وعدہ کرتا ہون کہ تمکو اپنی معشوقہ بناونگا باغ کو آباد کرونگا ہزارہا
لونڈیان یہان موجود رہینگی اسنے جواب دیا آپ تو اس ظالم پر عاشق ہین مجھے کیونکر منظور فرمایئےگا
جالینوس نے کہا اول تم تو خوبصورت ہو دوسرے یہ کہ مجھے منظور ہی کہ مین اس ظالم کو جلاؤن تیرے
ساتھ مزے اڑاؤن عیارہ نے سر جھکا کے کہا قدرت کو منظور رہوا کہ ہمارا باغ آباد ہو جالینوس نے
کہا اگر یہ قبول ہی کرلی تو بھی تیرا مرتبہ سب سے زیادہ رہیگا معشوقہ خاص لقب دونگا جسقدر یہ
ملازم ہین سب تیری خدمت مین رہینگے عیارہ نے اور دو چار شعر گا کر کہا صاحب تمھارے گلے
مین جو یہ پتلے فولادی پڑے ہین مجھے انسے ڈر معلوم ہوتا ہی جو تمھے صحبت منظور ہی تو انکو اپنے
جسم سے الگ کرو جالینوس نے کہا یہ تو میری جان کے نگہبان ہین عیارہ نے کہا اگر تمھے خوف
جان ہی تو صحبت مین اپنی جگہ نہ دو مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ مین بدنصیب ہون جیسے کہ میرا شوہر
ایک جلشن کو لیکر بیٹھ رہا جیسے تنہا تڑپتی ہون تم بھی نہین معلوم کیونکر پیش آؤ آخر ظاہر ہوا کہ
تمکو مجھے جان کا خوف ہی یہ کہکے رونا شروع کیا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی اب تو جالینوس بیتاب
ہوگیا آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھنے لگا کہا اے گل پیرہن تیرے رونے سے دل بیتاب ہوگیا اب مین
ان سب چیزون کو جسم سے جدا کرتا ہون تو آکر پہلو مین بیٹھ سب پتلے کھولکر جالینوس نے الگ کیے
اتو سمک نے بڑی خوشی کی اور جام لبریز کرکے اسکے لبون سے لگا دیا جالینوس پی گیا اب اسنے
وہ وہ شعر گائے کہ جالینوس بیقرار ہوگیا چاہا گود مین لون عیارہ دور جا بیٹھا وہان سے اشارہ کررہا تھا
کہ مجکو گود مین لیجاؤ جالینوس بلبلا کے اٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا جھپٹکر سمک نے
خنجر مارا جالینوس کا شکم چاک قصہ پاک سمک نے دونون قفس درخت سے اتارے ملکہ کو
قفس سے نکالا زبان سے سوزن نکالی قضائے کار محیط جادو اپنے دربار مین بیٹھی تھی گلدستہ
جو جالینوس کے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا جلا محیط نے کہا اے کسی نے جالینوس کو مارا وہ تو ایک
بلائے روزگار تھا شکم اسنے مارا اب اوراق جمشیدی نکالکر پڑھے منھ پیٹ لیا کہا باغ
گل پیرہن مین جالینوس مارا گیا کوئی ایسا تیز پر ہی کہ اپنے کو باغ گل پیرہن مین بہت جلد پہونچائے

قاتل کو گرفتار کر لائے اور ماہی سحر کی ذات سے یہ فساد ہوا عقاب تیز پر یہ کہکر اُٹھا کہ غلام
ابھی لاتا ہی یہ کہکے چلا اُسوقت یہونچا کہ سمک نے ماہی سحر کو اور نہنگ بحری کو قفس سے
نکالا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم عقاب تیز پر او بیحیا اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگی ماہی سحر
نے گولا مارا عقاب نے گولہ کا صدمہ پایا طائر گولے سے نکلے سمک تو بھاگ کر ایک غار مین
چھپا ماہی سحر کو اُن طائرون نے گھیر لیا کوئی منقار مارتا ہی کوئی پرون سے ہلاک کرتا ہی ہرچند
ماہی سحر نے اپنے کو بچایا مگر طائرون نے بیجان چھوڑا نہنگ بحری نے جو اپنے مالک کو طائرون مین
پھنسا پایا تڑپ کے گری ایک طائر کا سر کاٹا اُس طائر کے سر کٹتے ہی قطرات خون جو اُسکے زمین
پہ گرے اتنے ہی طائر اور پیدا ہوے اُن طائرون نے دونون کو گھیر لیا منقارون سے بدن کو
نوچ ڈالا گھیر کر سامنے عقاب کے لائے عقاب نے دونون کی زبان مین سوزن ری اور
گرفتار کر کے لے بھاگا کہتا تھا تم ہی دونون نے ملکر اتنے بڑے ساحر کو قتل کرایا سمک نے
جب دیکھا کہ یہ ظالم لیکر دونون کو چلا تو غار سے نکلا زیر سایۂ عقاب چلا دیکھتا ہوا جاتا ہی
کہ جہان یہ اُترے مین بھی یہونچکر جان اپنی لگادون مگر معشوق کو رہا کرون عقاب اُڑا ہوا جاتا تھا
کہ گانے کی آواز اُسکے کان مین آئی دیکھا کہ ایک نازنین ایک قصر مین بیٹھی ہی گرد کنیزین صحبت
رقص و سرود آراستہ گانا ہو رہا ہی عقاب اِس نازنین کے دیکھتے ہی بیقرار ہوا آسمان سے اُترا
سمک نے دور سے دیکھا کہ عقاب قصر مین اُترا اُس نازنین نے جو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام
بد انجام دو عورتون کو پنجے مین دبائے ہوے آسمان سے اُترا ہوا آتا ہی پریشان ہوگئی پکار کر
آواز دی ارے تو کون ہی جو اِس طرح میرے مکان مین چلا آیا عقاب نے کہا مین مصاحب
ملکہ محیط جادو ہون نازنین نے جواب دیا کہ محیط نے تمکو کیا حکم دیدیا ہی جہان چاہو چلے جاؤ
کیا بی بی محیط سب کی حاکم ہین خداوند ہفت پیکر کو سبکا خیال ہی اُنکے بندے ہین بی بی محیط کون ہین
عقاب نے کہا ہم تھوڑی دیر ٹھہرینگے پھر چلے جائینگے اُسوقت اُس نازنین نے جواب دیا کہ صاحب
کیا زبردستی کی ہی ہم اپنی صحبت مین غیر کا آنا پسند نہین کرتے اگر ہمارے شوہر کو خبر ہوگی تو وہ بہت
آزردہ ہونگے عقاب نے پوچھا تمہارے شوہر کا کیا نام ہی نازنین نے جواب دیا کہ موسیقیا
جادو اور میرا جلترنگ جادو نام ہی عقاب نے نہ مانا آکر بیٹھ گیا اُس نازنین نے

پوچھا یہ دونون عورتین کون ہین کہا انکا حال مین نہین جانتا محیط نے کہا گرفتار کرلاؤ مین
جا کے پکڑ لایا۔ یہ ذکر تھا کہ ایک سیاہ آندھی اٹھی جلترنگ نے کہا اب بھاگو شوہر میرا آتا ہی
بڑا بدمزاج ہی آتش قہر و غضب مین تمکو پھونک دیگا اور مجھپر غصہ کریگا کہ اپنے مکان مین غیر کو کیون
جگہ دی تو مین کیا جواب دونگی عقاب نے کہا اس سرحد مین رہتا ہی تو محیط کا خراج گذار ہوگا
ضرور ہمکو مانیگا جلترنگ نے کہا تو جان تیرا کام جانے ہمنے سمجھا دیا یکایک وہ آندھی موقوف ہوئی
سمک بھی ایک کنیز کی شکل بنکر پہونچا ہی سینہ ابھارے کھڑا ہی کہ عقاب نے دیکھا ایک ساحر اژدہے
پر سوار ماران سیاہ بازون مین لپیٹے ہوئے نہایت کریہ منظر اژدر سے کودا کوڑا مار آتشین کا ہاتھ
مین تھا جلے زوجہ کی طرف متوجہ ہوا کہ کیون ری یہ تیرا کون ہی اور یہان آنے کا کیا سبب ایک
کنیز نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا اے شہنشاہ ملکہ نے بہت منع کیا یہ زبردستی آکر بیٹھ گیا اب
شوہر اسکا طرف عقاب کے پلٹا کہا او روسیاہ تو ہمارے گھر مین کیون آیا زوجہ نے ہماری منع
بھی کیا مگر تونے نہ مانا کیا زن بازاری سمجھا تھا مقام جو معقول پایا زبردستی چلا آیا عقاب نے کہا
مین محیط کا مصاحب ہون اسنے جواب دیا مین نہین جانتا کہ محیط کون ہی تو اگر اپنی سلامتی چاہتا ہی
تو یہان سے نکل جا اگر تامل کریگا تو مارے کوڑون کے کھال اُڑا دونگا عقاب نے کہا مجھکو تو سمجھا
کیا ہی ابھی آگ لگا دونگا زوجہ تیری مجھکو پسند آئی ہی اسپر قبضہ کرونگا یہ سنکر موسیقار نے جھلا کے
کوڑا مارا کہ عقاب ہلاک ہوگیا اب تو اسنے عقاب کو کوڑے کے نیچے رکھ لیا عقاب جب ارادہ
کرتا ہی اٹھون موسیقار کوڑا مارتا ہی آخر عقاب نے جھولی سے نشتر نکالا ران پر مارا خون چلو مین
لیکر چاہا کہ موسیقار پر پھینکون کہ موسیقار نے گنگنا کے دیپک کی تان لگا دی شعلہ منھ سے نکلا
عقاب پر گرا عقاب نے خون دیکر اپنے کو بچایا سمک نے جو دیکھا کہ دونون جنگ مین مصروف
ہین ماہی سحر کی زبان سے سوزن نکال کر اشارہ کیا کہ تم تو نکل جاؤ نہنگ بحری بھی زبان سے
سوزن نکلتے ہی بلند ہوئی ملکہ سے کہا آپ جائین شاید سمک پر کوئی افتاد پڑے تو مین کمک کو
موجود رہون ملکہ تو نکل گئین نہنگ بحری آسمان پر لہرا رہی ہی ایک مقام پر جو موسیقار نے دیپک کی
تان ماری بقول حقیر فرد تونے وقت رقص دیپک کی لگائی جبکہ تان + پھنک گئے عشاق سارے
شعلۂ آواز سے + موسیقار کا یہی سحر ہی کہ شعلہ اسکے منھ سے نکلا اور حریف جلنے لگا عقاب نے

للا کہہ رہا تھا مگر شعلہ سر پہ گرا جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مین عقاب تیز پرواز ہو محیط نے
بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ عقاب کی تصویر جلی محیط نے کہا غضب ہوا کسی نے عقاب کو
مارا بھائی اسکا جلباب جادو بیقرار ہوکر اُٹھا کہا حضور کہان جاکر خبر لون محیط بولی باغ موسیقار
مین یہ معرکہ گذرا جلباب بقہر و غضب تمام چلا یہان وہ وقت ہو کہ عقاب مارا گیا موسیقار
نے حکم دیا لاشہ اس بیجیا کا باہر پھینکدو لاشہ عقاب کا باہر پھینکدیا گیا اب زوجہ کو پہلو مین
لیکر بیٹھا گانا ہونے لگا کنیزین حاضر ہین سمک بھی بشکل کنیز دربار مین حاضر ہو ہر مرتبہ جھک جھک کر
سامنے موسیقار کے آتا ہو ناز و کرشمے دکھاتا ہو کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ ارے
جلباب جادو کسنے میرے بھائی کو مارا ابھی بدلہ لونگا موسیقار نے کہا جلباب ذرا ہوش مین آ
کس سے بدلہ لیگا مین نے تیرے بھائی کو مارا میرے گھر مین گھس آیا میری زوجہ پر اشعار عاشقانہ
پڑھتا تھا اسوجہ سے مارا گیا جلباب نے چاہا اسکی کمر مین پنجہ دیکے لے اُڑون کہ موسیقار نے پھر
گنگنا کے تان ماری شعلہ منھ سے نکلا جلباب شعلے کو دیکھکر بھاگا موسیقار ہر چند للکارا مگر
جلباب نہ ٹھہرا بھاگ کر پاس محیط جادو کے پہونچا تمام حال بیان کیا کہا حضور موسیقار جب
تان لگاتا ہو منھ سے شعلہ نکلتا ہو کہ وہ حریف کو جلا دیتا ہو مین شعلہ کو دیکھکر بھاگا محیط نے
کہا مین ابھی موسیقار کو بلواتی ہون یہ کہکے آواز دی ارے شعلہ شعبدہ باز کہان ہو کہ ایک
ساحرہ سلسلے تلی آواز دی کہ ای شعلہ شعبدہ باز جلد جا اور موسیقار کو لا یہ سُنکر شعلہ بھڑک کر
چلی موسیقار جلترنگ سے کہہ رہا ہو اب محیط کو خبر ہوگئی وہ اب جلا دیگی یہ کہکے اپنے مقام سے
اُٹھا کہا وہ شعلہ شعبدہ باز آتی ہو وہ مجکو لیجائیگی جبتک محیط آفت برپا کریگی جلد بارگاہ محفوظ کا
جلترنگ نے ایک آواز دی کئی ہزار کنیزین ایک بارگاہ لیکر آئین کہا اس بارگاہ کو بیرون باغ
استادہ کرو کنیزون نے بارگاہ استادہ کی اس بارگاہ مین موسیقار آ بیٹھا کنیزین صف باندھکر
کھڑی ہوئین شعلہ شعبدہ باز جو آکر پہونچی تو اسنے دیکھا کہ کنیزین صف باندھے کھڑی ہین اور
بارگاہ محفوظ مین موسیقار بیٹھا ہو پکار کر آواز دی ای شعلہ آ اس بارگاہ مین تو قدم رکھو شعلہ
نے جو بارگاہ محفوظ دیکھی تو اُلٹے بھاگی جاکے محیط سے اطلاع کی کہ موسیقار بارگاہ محفوظ
مین بیٹھا ہو وہان مین جاتی تو جل جاتی محیط نے کہا موسیقار کو بڑا گھمنڈ ہو ای شعلہ فوج لیکر

جاؤ اور اُس سیمیا کو لاؤ شعلہ نے آواز دی تیس ہزار ساحر جمع ہوئے اسباب سحر سے آراستہ ہو
سب کو لیکر طرف موسیقار کے روانہ ہوئی موسیقار نے کہا لو اب شعلہ فوج لیکر آئی ہو مگر مین پامال
محیط کے ہو جاؤنگا کہ دور سے دیکھا علمہائے زنگاری کے پھر پرے کھلے ہوئے شعلۂ شعبدہ باز
ایک تخت پر سوار زور شور سے آکے پہونچی بارگاہ استادہ کرائی فوج بھی اُتری موسیقار نے زودیہ کو
حکم دیا اپنی کل فوج جمع کرو اسنے اُسی وقت باغ مین آکر آواز دی ہر گوشہ سے فوجین نکلنا شروع ہوئین
تھوڑے عرصہ مین چالیس ہزار ساحران غدار سحر و ساحری سے تیار ہوکے سامنے حاضر ہوئے موسیقار
نے حکم دیا صفین باندھو شعلہ نے طبل جنگی بجوایا موسیقار کو خبر پہونچی یہان اسنے بھی طبل جنگی بجوایا دونون
لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین سمک ماہی سحر و نہنگ بحری کو لیکر اپنے لشکر مین پہونچا ملکہ
رستم کو لیکر اپنے قلعہ مین آئی شاہزادے نے ملکہ کو تخت پر بٹھایا اُس پر ایک قصر زنگار رنگ سبز ملکہ
نے کنجی اُسکی نکال کر شاہزادے کو دی کہا اس قصر کو کھولیے اسمین چند پتلیان ہین اُنسے احکام
پوچھیے شاہزادے نے کنجی لیکر قصر کو کھولا اندر آئے دیکھا ایک تخت زر جڑی بچھا ہے اُسپر سات پتلیان
سبز کھڑی ہین شاہزادے کو پتلیون نے سلام کیا کہا اے طلسم کشائے ہفت پیکر تشریف لائیے
آپکو مناسب ہے کہ عیار کو لیکر باغ موسیقار پر جائیے اُس سے اور شعلۂ شعبدہ باز سے مقابلہ ہے
اُن دونون کی قضا آپکے ہاتھ سے ہے جلد مع لشکر اپنے کو پہونچائیے تپکہ خدا نے یہ انقلاب کیا کہ
آپس مین مقابلہ پڑا اسی وجہ مین آپکی رسائی تا محیط ہوگی ہم جو عرض کرین اُسپر آپ پابند ہون تو
لوح کا پتہ ملیگا جب تک لوح نہ پائیے گا پریشان رہیے گا جس دن لوح ملی ہفت پیکر بھاگ کر
طلسم ہفت پیکر مین جائیگا اُسی کے تعاقب مین آپکا داخلہ ہوگا ہر چند کہ طلسم ہفت پیکر وہ
مقام وسیع ہے کہ سالہا سال مین مرحلجات طے ہونگے لیکن آپکے بزرگ ایسے اقبالمند ہین کہ سب
مرحلے جلد طے کر لینگے رستم یہ احکام سنکر بیرون قصر آئے ملکہ سے سب بیان کیا ملکہ نے اُسیوقت حکم دیا
لشکر تیار ہو فوراً لشکر تیار ہوا شاہزادے پشت مرکب پر سوار ہوئے عیار کو ہمراہ لیا گھوڑا
اُڑا کر چلے یہان رات بھر تیاری ہوئی صبح کو شعلہ شعبدہ باز تخت سحر پر سوار میدان مین آئی موسیقار
کو یکایک ہی اسکا ارادہ ہے کہ جاکر شعلہ سے مقابلہ کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی تمام میدان تاریک
ہوگیا موسیقار دیکھنے لگا ناگاہ دامنۂ گرد شگافتہ ہوا دیکھا رستم آگے آگے

پیچھے

ماہی سحر ایک طاؤس پر سوار عقب میں رستم کے آتی ہے نہنگ بحری سمک کی پشت پر کشتی رہائی
اے مہتر والا گہر جب شعلہ شکست کھا کے بھاگے تو اپنے کو ساتھ اوس لشکر کے مقام محیط کے
پہونچانا اگر وہاں پہونچ گئے اور کمیل جادو کو آتے ہوے دیکھا اوس سے ایسا سہم پیدا کرو
کہ وہ اپنے مکان پر لیجائے مقام لوح دیکھ آؤ یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے کہ جو تم کہتی ہو وہی ہوگا یہاں
شعلہ سلحشوری کر رہی ہے کہ شاہزادے گھوڑا اڑاے ہوے اسکے سامنے آئے شعلہ نے آواز
دی تو کون ہے جو میرے مقابلے میں آیا ہے میں تو موسیقار کی طالب ہوں شاہزادے نے
کہا قابض ارواح کافران برباد کن ساحران مغرور و متکبر فاتح طلسم ہفت پیکر شعلہ یہ جملہ
سنکر کانپ گئی مگر سحر کرکے اسنے پانی برسایا تلوار ن شاہزادے پر گرا میں بڑی کوشش کی
مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو نیام سے کھینچا چمک اسکی دیکھکر شعلہ
گھبرائی ساحروں سے کہا ملیدہ کردو اسکو گرفتار کرو بیس ہزار ساحر شاہزادے پر آپڑے یہ
ساحروں پر جا گرے تلوار چلنے لگی ساحر سحر کرنے لگے سر آتے پلٹنے لگے ساحروں کے سینوں پر
پھٹنے لگے کئی سو ساحر جو مر کر گرے شعلہ نے آواز دی ارے سحر نہ کرو نیزہ و تلوار سے مارلو
ساحر نیزہ و تلوار لیکر دوڑے شاہزادہ ایک ہی نہنگ دریاے جرأت ہے کب اُنکی پیکار خیال
میں لاتا ہے جھپٹے نیزے کو اٹھایا سنان نیزہ کو اڑا دیا برابر آگے ساحر کو مارا کئی ہزار ساحر جب
ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے تو شعلہ شعبدہ باز صحراے محیط کی طرف بھاگی —
ماہی سحر نے رستم کو روکا نہنگ بحری نے سمک کو اشارہ کیا اسنے فوراً رنگ و روغن
عیاری کا نکالا ایک ساحر مفلوک کی صورت بنکر ہمراہ شعلہ کے ہولیا نہنگ بحری بھی ہمراہ ہوگا
تین دن میں شعلہ شکست خوردہ قریب قصر محیط کے پہونچی لشکر کو باہر چھوڑا آپ خدمت میں
محیط کی چلی کنیز نے بڑھکر عرض کی لونڈی بھی ساتھ چلیگی مالک کے جمال کو دیکھیگی شاید
کوئی صورت فتح کی نکل آئے شعلہ نے اُس کنیز کو ساتھ لے لیا دروازے پر قصر محیط کے آئی
دیکھا ایک ساحرہ بیٹھی ہے اسنے شعلہ کو سلام کیا یہ متوجہ نہ ہوئی اُس ساحرہ نے اسکا ہاتھ
تھاما کہا میں بھی ساتھ چلوں یہ دونوں کو ساتھ لیے ہوے اندر قصر کے آئی محیط نے جو شعلہ
کو دیکھا پوچھا موسیقار کو لائی کہا حضور عین وقت پر طلسم کشا آگئے اُنکے ہاتھ سے

کئی ہزار ساحر مارے گئے آخر کنیز وہان سے شکست کھاکے بھاگی ان کنیزون سے پوچھے
انکےلین کے سامنے مقابلہ پڑا مین نے بڑی کوشش کی مگر طلسم کشا پر ہاتھ نہ پڑا اُسنے سرمیدان شکست
مجکو دی آخر مین زخمی ہوکر بھاگی ایک کنیز جھک کر سامنے محیط کے آئی دست بستہ عرض کی
حضور اُسکا اقبال بلند ہو جری ایسا کہ بیس ہزار ساحرون سے اکیلا لڑا اور سب کو ہزیمت دی
اب وہ موسیقار پر دھاوڑا لیگا اس طرح اس کنیز نے باتین کین کہ محیط نے کہا اے شعلہ
یہ کنیز تیری نہایت سلیقہ دار معلوم ہوتی ہے ہمارے پاس رہے تو بہتر ہے شعلہ نے کہا حضور یہ
دونون کنیزین نہایت معقول ہین خدمت حضور مین رہین تو بہتر ہے محیط نے دونون کو ساتھ لیا
کہا اے شعلہ ٹھہر و ہم اور تدبیر کرینگے شعلہ باہر جاکر ٹھہری محیط نے شب کو جلسہ آراستہ کیا
کنیزون سے پوچھا تمکو کچھ گانے مین بھی دخل ہے ایک کنیز نے عرض کی واری مین نے لاکھون
روپیہ صرف کیا اس علم کو سیکھا یہ کہکے سامنے آکر بیٹھی سازندون نے ساز درست کیے اسنے
گانا شروع کیا اس رنگ سے کنیز گائی کہ محیط اس سے بہت خوش ہوئی پوچھا تیرا کیا نام ہے
اسنے عرض کی مجھکو گلگونہ کہتے ہین آپ کی سرکار مین مدت سے ہون مگر حضور کا کبھی سامنا نہین
ہوا آج اتفاق سے حضور میرے کمال سے واقف ہوئین اب مین چاہتی ہون کہ آٹھ پہر خدمت
مین رہون طلسم کشا کی گرفتاری کی بھی تدبیر بتاؤن گی اگر مین دربار طلسم کشا مین جاؤن
تو گا کر اُنکو راضی کرون بی شعلہ نے ناحق شکست کھائی محیط نے کہا اے گلگونہ اگر طلسم کشا کو
گرفتار کرا دے تو وہ مرتبہ تیرا کرون کہ سب کنیزین رشک کرین کنیز نے عرض کی واری بی بی
نہین آئین کہ اُسنے پوچھا تاکہ لوح ایسے مقام پر ہے کہ جہان طلسم کشا نہ جاسکے محیط نے
کہا منگل کو بی کمیل آئینگی اور جہان لوح ہے وہان طلسم کشا تو کیا طائر وہم و گمان بھی اُڑکا
نہ جا سکیگا لاکھ کوشش کرے مگر اُسکے مقام تک پہونچنا دشوار ہے وہ دن اور وہ شب
تو بسر ہوئی بروز منگل شام سے محیط جادو نے جلسہ آراستہ کیا گلگونہ کو سامنے بٹھایا
پہر رات گذری تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ سر جادو سے تخت اُڑاتی
ہوئی آئی محیط نے نہایت اعزاز و اکرام کیا کہا اے کمیل تمنے سنا کہ طلسم مین کیا ہنگامہ
ہو اپنے بیگانے ہوے میان موسیقار جیسے بگڑے بیٹھے ہین ہمارے بلانے سے

نہین آتے طلسم کشا اُنکے مقابلے مین اُترے ہین مگر گلگونہ کا گانا سنو دیکھو اسنے کیا کمال پیدا
کیا ہو لوح کی تو حفاظت ہو یہ تو مجال نہین کہ طلسم کشا وہانتک جاے اور لوح پر دست انداز
ہو کمیل نے کہا ای محیط اگر خداوند ہفت پیکر قصد کرین کہ لوح لیاون تو وہ بھی وہانتک
نجا سکین اسکا ذکر نہ کرو شاید کوئی دوست طلسم کشا تمھاری محفل مین ہو محیط خاموش
ہو رہی گلگونہ سے اشارہ کیا کہ گاؤ سازندون کو حکم ہوا ساز درست ہوے گلگونہ نے
اشعار عاشقانہ محیط کے روبرو اس طرح گاے کہ محیط بہت خوش ہوئی کمیل نے بڑی تعریفین
کین کہا ای محیط اگر تمھارا حکم ہو تو ایک شب کے واسطے گلگونہ کو ہمارے ساتھ کر دو کہ
اسکو اپنے مقام پر لیجائین محیط نے کہا کیا مضائقہ کمیل اپنے مقام سے اُٹھی گلگونہ کو
تخت پر سوار کیا بیکطرف آسمان کے چلی دوسری کنیز یہ کہکر ساتھ ہولی کہ مین گلگونہ سے
لمحہ بھر جدا نہین ہوتی کمیل نے اُسے بھی تخت پر بٹھا لیا گلگونہ یعنے سمک دوسری کنیز
یعنے نہنگ بحری دونون ساتھ کمیل کے تخت پر سوار ہولین تخت اسقدر بلند ہوا کہ
انسان کی آواز نہین آتی دیکھا کہ وسط سما پر ایک قصر بنا ہو اسمین کمیل آکر داخل ہوئی
انیسین جلیسین دوڑی ہوئی آئین تخت سے کمیل جادوہ کو اُتارا کمیل نے اُترتے ہی حکم دیا
کہ جلسہ آراستہ ہو وہ گانا آج ہوگا جو کبھی نہ سُنا ہوگا کنیزون نے جلسہ آراستہ کیا کمیل
مسند پر آکے بیٹھی کہا ہان ای گلگونہ تمھاری آواز دل مین سوراخ کرتی ہو کچھ گانا شروع
کرد گلگونہ نے یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

نالہ ہونے لگا افلاک کے پار آج کی رات — ضبط تجھسے نہ ہوا اخترکار آج کی رات
ہول آتا ہو سیاہی سے شب فرقت کی — گور تاریک سے ہو تیرہ و تار آج کی رات
شب آیندہ پہ موقوف رہا وعدۂ وصل — دیکھیے کٹتی ہو کیونکر دل زار آج کی رات
خواب غفلت مین بھی ای یار رہا تیرا خیال — نیند مین تجھکو پکارا کئی بار آج کی رات
اے جنون مشغلۂ عالم تنہائی ہے — گن ہمارے تو گریبان کے تار آج کی رات
دل جگر آتش فرقت نے جلاے ای رند — ساتھ ہر نالے کے اُڑتے ہین شرار آج کی رات

کمیل بہت خوش ہوئی کہا ای گلگونہ کیا کہنا گلگونہ نے عرض کی اب تو کنیز کو رخصت کیجیے ایکی جو

کنیز حاضر ہو گی تو کئی دن خدمت مین رہیگی مگر کیون حضور یہ پہلو مین جو قصر ہی اسمین کیون قفل
لگا ہی کمیل نے کہا ای گلگونہ حقیقت مین تم اس رنگ مین گاتی ہو کہ دل کے ٹکڑے اڑاتی ہو
گلگونہ نے کہا واری اس قصر کا حال بتائیے کمیل نے کہا ای گلگونہ یہ بات کہنے کی نہین ہی اس
مکان مین لوح طلسم ہفت پیکر ہی اسمین ایک تختۂ سنگ رکھا ہی اسپر سو گلدستے ایک رنگ کے
رکھے ہین جب طلسم کشا اسکے قریب آئیگا تو جس گلدستہ مین لوح ہی وہ شگفتہ ہو جائیگا ہر غنچہ
اشارے کرکے طلسم کشا کو اپنے قریب بلائیگا جب طلسم کشا ہاتھ ڈالیگا تو اسی گلدستہ پر ہاتھ
پڑیگا جس گلدستہ مین لوح طلسم ہفت پیکر ہی اسی لیے مین نے سکونت اپنی دنیا سے کنارہ
کرلی باغ مکانات سب ترک کیے اس مقام پر رہتی ہون میرے بزرگون کے وقت سے یہ
خدمت لوح سپرد ہی آج نئے آدمیون مین تم یہان آئین گلگونہ نے کہا واری حقیقت مین
یہان کون آسکتا ہی کسکی مجال ہی اب کی مرتبہ جو مین آؤنگی تو اپنے بھائی کو ساتھ لاؤن گی وہ
کیا خوب ساز بجاتے ہین بسبب انکے ہونے کے میرا گانا آدھا ہی وہ ساز بجائین اور مین گاؤن
کیا عجب ہی کہ زہرہ فلک سے اتر آئے شاہد و عروس شریک صحبت ہو اور مجھے فرمایش
کرے کہ اشعار عاشقانہ گاؤ وہ گانا تاثیر دار ہی مین آجتک کبھی اپنے بھائی کو صحبت مین
بی محیط کی کبھی نہین لائی وہ ایک آوارہ مزاج ہین مگر حال لوح سنکر مشتاق ہون ذرا امیدوار
ہون کہ مجھے دکھا دیجیے کمیل نے کہا ای گلگونہ آجکل طلسم مین انقلاب ہی مین آٹھوین روز
زمین پر جاتی ہون اکیلی اور اکیلی پلٹ آتی ہون آج تمکو بخاطر محیط لائی بھائی کا تمھارے آنا
بہتر نہین ہم تمکو البتہ ہر مہینہ مین بلایا کرینگے گلگونہ نے کہا واری مین بھائی کو لے کے دریا کوہ
دخان پر ٹھہرونگی آپ دونون کو اٹھا لائیے گا اسی قصر مین ہو بجائے گا ایسے لطف سے
آپکی خدمتگذاری کرون کہ آپ بہت راضی ہون کمیل نے کہا ای گلگونہ مین محیط کے خلاف کوئی
کام نہ کرونگی گلگونہ نے کہا آپ نے کبھی ایسا گانا نہ سنا ہوگا کمیل نے کہا اب رخصت ہو مین
کوہ دخان پر ٹھہرنا مین محیط سے صلاح کرونگی اگر انکی رائے ہوگی تو اٹھا لاؤنگی ورنہ تمکو بھی
اب نہ لاؤنگی یہ چند کنیزین اور بیٹی میری شہرت مرصع پوش اس مکان مین رہتی ہین برسون زمین
کی طرف نہین جاتی اسی قصر مین رہتی ہی اب تم رخصت ہو میرا دل دھڑکتا ہی گلگونہ نے کہا مجکو بھی

کوہ دخان کے پہونچا دیجے مین اپنے بھائی سے جاکر ملون اور اس سے یہان کا حال کہون
بھائی صاحب آنا قبول نہ کرینگے جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا کمیل اسی وقت ان
دونون کنیزون کو لیکر برابر کوہ دخان کے پہونچی وہان ان دونون کو اُتار دیا گلگونہ نے
وعدہ کیا کہ جب ہمکو تلاش کروگی ہمین پاؤگی سمک و نہنگ بحری رستم کی طرف چلے اور کمیل
محیط کے پاس آئی تمام کیفیت بیان کی کہا حضور اُس کنیز نے تو ایسا گانا سنایا کہ کلیجہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مگر اے ملکہ عالم جب تک گلگونہ صحبت مین رہی دل کانپا کیا محیط نے کہا یہی
میری بھی کیفیت تھی رات کو روتے روتے جو سوئی تو خداوند کو خواب مین دیکھا فرماتے تھے
گلگونہ سے اپنے کو بچانا اے کمیل اب ایک کام کرو خورشید روشن چراغ کے گھر جاؤ وہان
جاکر پوجا پاٹ کرو شیرینی وغیرہ یہان سے لیجاؤ دو چار روپئے بھی پاس رکھ لو طرف سے خداوند
ہفت پیکر کی کہو اے خورشید روشن چراغ اب رحم کیا گندہ ریگی اور یہ کنیزکون ہے سب حال معلوم
ہوجائیگا یہ سنکر کمیل اُڑتی ہوئی کوہ فرہاد کش پر پہونچی یہ پہاڑ انتہا کا بلند ہے ایک قصر اسکے وسط مین
تھا قفل اُسمین پڑا تھا اسنے پکار کر آواز دی اے خورشید روشن چراغ کنجی عطا فرمایئے یکایک
آسمان پر گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی تیرہ اعظم سے ایک زنجیر لٹکی اس زنجیر مین ایک کنجی بندھی تھی وہ کنجی
کمیل نے کھولی قفل کھولا اندر آکے دیکھا سارے مکان مین سناٹا پڑا ہے ایک گوشے مین چراغ
روشن ضو اُسکی سارے قصر کو روشن کر رہی ہے کمیل جاکر سامنے کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی اے
خورشید طلسمی اب لوح پر کیا گندہ ریگی چراغ کی ضو مین تیزی ہوئی ایک چہرہ ثابت ہوا آواز آئی اے کمیل
یہ سال آخر طلسم ہے طلسم کشا شوید من اللہ ہے ہر چند کہ بانیان طلسم نے لوح ایسے مقام پر رکھی ہے کہ کم
نگہبان ہوا آجتک صورت لوح کی نہین دیکھی مگر طلسم کشا کو لوح ملیگی اور وہ گلگونہ جو گانا گاتی تھی یہ عیارہ
طلسم کشا کا تھا مقام لوح دیکھ گیا یہی لوگ طلسم کشا کو بالا سے قصر معلق پہونچا دینگے جسدن طلسم کشا لوح
پائیگا اُسدن بڑا ہنگامہ ہوگا کل اہل طلسم کو خبر ہو جائیگی اپنے اپنے مقام پر سب انتظام کرینگے مگر کوئی
انتظام نہ چلیگا جو فکر ہوسکے وہ کرو اور یہان جسکین کے بھیجا کمیل نے کہا محیط نے پتہ دیا کہ کوہ فرہاد
پہ جاؤ اب جا ہا کمیل نے اور کچھ پوچھوں کہ ایک دھماکا ہوا وہ چہرہ جلکر خاک ہوا آواز آئی اے
کمیل مکان سے نکلجا ایسا نہو تو بھی جل جائے کئی سو برس سے یہ چراغ روشن تھا تیرے

آنے سے تنگ ہوا کمیل گھبرا کر مکان سے نکلی آسمان پر دیکھا ہزار ہا طائر اُڑ رہے ہیں پکار رہے ہیں اے کمیل یہاں کیوں آئی کوچۂ عشق و عاشقی سے ساری بربادی ہے اہل طلسم کی ناشادی ہے ایک طائر نے پکار کر آواز دی اے کمیل یہ شعبدے بھی دیکھ لو ذرا یہ اشعار سُن لو نظم

میکدوں میں کرتے ہیں گر رندمی آشام رقص	مسجدوں میں کرتے ہیں زاہد بھی صبح و شام رقص
کیجیے پامال تا آسودگان خاک کو	سیکھتا ہو اسلیے وہ سرو گل اندام رقص
مردے جی اُٹھتے ہیں زندے ہیں گلگوں کیجیے	حشر کرتا ہے بپا تیرا بت خود کام رقص
صبح سے لے صبح تک رقصاں ہے وہ اے ہم	چرخ بے رہرو گیا کی شام سے تا شام رقص
سیکڑوں پھاڑینگے کپڑے گر یہی ہے رقص یار	وے جنون کا دیکھیے کس کس کو ابرام رقص
کیفیت میں رہتا طالب ہوں اگر میں رقص کا	ہاتھ پر ساقی کے بھر کے اور دکھاوے جام رقص

کمیل بحیرت دیکھ رہی ہے کہ وہ طائر ناچ ناچ کر یہ اشعار گا رہا جب گا چکا تو منہ سے شعلۂ آتش چھوڑے کہ سب طائر جلکر خاک ہوئے اُن طائروں کی خاک قصر پر گری اور وہ طائر بھی تڑپ کر گرا ایک چیخ ماری کہ اے کمیل یہ تماشا بھی دیکھ لے پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر یہاں آئیگی تو جلکر خاک ہو جائیگی وہ قصر جلنے لگا ہزار ہا شعلے نکلنے لگا کمیل گھبرا گئی بیقرار ہو کر بھاگی دور جا کر دیکھا کہ وہ مکان جلکر خاک ہوا کمیل وہاں سے بھاگی ہوئی پاس محیط جادو کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے سر پیٹ لیا کہا اے کمیل یہ مکان چراغ طلسم تھا اب طلسم میں اندھیرا ہو گیا میں یہ نہ جانتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوگی بڑا غضب ہوا کہ عیار طلسم کشا مقام لوح کو دیکھ گیا اب تم جاؤ یہاں آنا موقوف کرو لوح کے انتظام میں معروف ہو کمیل نے قصر میں رہی اُس مکان کے گرد پہرا مقرر کیا مگر اسکی دختر بلند اختر شہرت مرصع پوش نوجوان نام سے عشق و محبت سے بالکل نابلد تھی پھر بھی کہتی ہے کہ عشق و محبت کیا چیز ہے اتفاقاً ایک روز یہ بیٹھے بیٹھے گھبرائی کمیل سے کہا اے مادر مہربان آپکو تو یہ خیال ہے کہ مقام لوح پر طلسم کشا ضرور آئیگا قصر چراغ میں سُن آئیں سب حال روشن ہوا اب مجھکو حکم دیں یہاں سے نکلوں جا کر حال طلسم دیکھوں اور یہ بھی دریافت کروں کہ طلسم کشا کو کون شخص اس مکان میں لائیگا کیونکہ وہ لوح طلسمی پائیگا یہ دریافت کر کے طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤں کمیل نے کہا اے نور نظر

گرفتار کرنا طلسم کشا کچھ مشکل نہیں ہو لیکن جہان وہ گرفتار ہوا وہ مقام ملتا ہو گرفتار کر نیوالا بلا مین
پھنستا ہو شہرت نے کہا اے مادر مین بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہ کرونگی جملہ حالات آپ سے
کہونگی بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہوگا کمیل بیٹی کو گلے لگا کے خوب روئی کہا اے نور نظر دیکھون
تقدیر کیا دکھائے اچھا بیٹا جاؤ سمجھ کے کام کرنا شہرت بناؤ کرکے طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی
اول پاس محیط کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے کہا اے شہرت جمال بیمثال طلسم کشا دل کو
ہلا دیتا ہو ماہی سحر اور نہنگ بحری عاشق ہوکر یہی چاہتی ہین کہ لوح طلسم کشا کو ملے تم اُسے نہ دیکھنا
مین کمیل کو کیا منہ دکھاؤنگی وہ پوچھیگی میری بیٹی کو کس بلا مین پھنسایا شہرت نے کہا آپکو ناحق یہ
خیال ہو اگر طلسم کشا کو لوح مل گئی تو کوئی نامی طلسم کا نہ بچیگا پہلا زوال تو میری مان ہی پر ہوگا بھلا
مجھسے یہ دیکھا جائیگا کہ مان قتل ہو یہ کہکر محیط سے رخصت ہوئی چلتے چلتے اسنے سمجھا دیا تھا کہ اے نور نظر
بہت ہوشیار رہنا ادھر سے تو شہرت جاتی ہو اب حال لشکر اسلام کا عرض کرون کہ جب سمک و
نہنگ بحری نے اپنے آقا کی خدمت مین پہونچ کے عرض کی کہ حضور مقام لوح دیکھ آئے سمک نے
وعدہ بھی کیا ہو کہ مین اپنے بھائی کو لیکر آؤنگا لہذا آپ تشریف لیچلیے رستم نے کہا مین یہ کہ نہین چاہتا
اس صحرا سے کوچ کر صحراے محیط مین قیام کرین وہین سے پتہ لگا مین سب سردارون نے
بھی یہی صلاح دی کہ حضور یہان سے کوچ کرین بیشک اُسی صحرا مین انتظام بن پڑیگا آفتاب نے
اُٹھکر عرض کی جو آپ فرماتے ہین اے شہریار یہی مناسب ہو طلسم کشا نے اُسی وقت حکم دیا لشکر
تیار ہونے لگا موسیقار کو خبر پہونچی کہ طلسم کشا جاتا ہو اُسنے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا طلسم کشا نے
بھی مجبور ہوکر نوازش نقارہ کو حکم دیا آفتاب نے کہا موسیقار کی قضا آئی ہو کہ حضور سے آمادہ
جنگ ہوا ہو معلوم ہوا کہ اپنی جان سے تنگ ہوا ہو موسیقار طبل جنگی بجوا کر میٹھا ہے
جلترنگ پہلو مین ہو شراب پی رہا ہو ہر مرتبہ زوجہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیتا ہو کہتا ہے اے
جان جہان دیکھا تمنے کہ بوجہ محیط مجھسے آزردہ ہو مین اب یہ رنج یون مٹے کہ طلسم کشا کا سر
کاٹ کر خدمت مین محیط جادو کی پہونچاؤن عفو تقصیر کراؤن شاید ملکہ کو رحم آجائے جلترنگ
شوہر سے کہتی ہو اب آپ سے اور محیط سے صفائی ہوگی مین نے خواب مین خداوند
ہفت پیکر کو دیکھا فرماتے تھے اب صفائی تو محیط سے ہوگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا

موسیقار نے ملکہ شہرت مرصع پوش دختر کمیل تخت پر سوار ہنستی ہوئی آئی جلترنگ اُٹھی شوہر سے کہا تم بھی اُٹھو استقبال کرو تو صدا لکی بیٹی آتی ہے موسیقار نے بنگاہ غور دیکھا عجب نازنین تخت پر سوار طاؤس اُڑاتی ہوئی چلی آتی ہے عجب محبوب مرغوب ہے بقول شاعر نظم

کیا کہوں طرز دیکھنے کی آہ
قالب آرزو میں ڈھالا ہے
اُسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو
کالے کوسوں کی رات کا کیا ہے
اُس جبین سے ہے دل کی کب جاذب
یہ کمانیں کسی نے کھینچی ہیں
صبح رخسار آئنہ سے صاف
جیسا کٹورا گلاب کا سا پھول
برگ گل سے زبان ہو نازک تر
وہ زبان کاش میرے منہ میں ہو
کنج لب آرزوے جان و دل
قند مصری کو کیوں نہ نام رکھے
رہے گردن میں میری اُنکے ہاتھ
تیغ سے پھر جدا کریں تو نہ ہوں
ہاے اُس سے خدا جدا نہ کرے
چُپ کی جا گہ ہے کیونکہ کیجیے صاف
گئی نظروں سے وہ کمر باریک
پھر قیامت تک لطافت ہے
ناخن پاحنائی ہیں ایسے
آگئے جسطرف بہار آئی

دل جگر سے گذر گئی وہ نگاہ
ایک جاگہ سے ایک جاگہ ہو جب
کاکل صبح پر نظر نہ کرو
اُسکی زلفوں میں دل لگے نہ بچے
صبح صادق کا دعویٰ ہے کاذب
بھری پلکوں کی اور سب کی نگاہ
جو نہ ٹھہرے نگاہ دیکھیے معاف
ہے دہن تنگی سے سخن کوتاہ
پھول جھڑتے ہیں بات بات اوپر
دمبدم سوے گوش اشارۂ صبح
آگے چلنا نگاہ کو مشکل
ہو تبسم سے لعل کا دل خون
یہ تو یارب ہو میرے جی کے ساتھ
شانہ و دست و ساعد و بازو
دور اُس سے رہوں خدا نکرے
اسکے پھر آگے غنچۂ گل ہے
ہو نہ آنکھوں میں کیوں جہاں تاریک
وہ قدم کاش فرق سر پہ ہوں
برگ گل ہاے سرو ہوں جیسے
طرز رفتار جیسے افسوں ہو

کیا کہوں کیسا قد بالا ہے
پیکر نازک اسکا سب محبوب
کچھ بھی نسبت ہے تجھکو سودا ہے
رہے سنبل کے بیچ ہاتھ دھرے
وہ بھنویں بھی کسی نے دیکھی ہیں
چشم پر پھیرے تیری چشم سیاہ
کیا چمکتا ہے ہاے رنگ قبول
کچھ نکلتی نہیں سخن کی راہ
کیا کہوں کم ہیں ایسے شیریں گو
گوہر گوش با ستارۂ صبح
اُن لبوں سے جو کوئی کام رکھے
ہنستے دیکھیں تو سو ہوں مجنون
بس چلے تو گلے لگاے رہوں
دل کشی میں تمام یک پہلو
صدر سے لیکے تا بحلقۂ ناف
لا سخن بابت تامل ہے
تنگ اگر لیجیے تو قیامت ہے
ساق سیمیں مری کمر پہ ہوں
گل و بلبل ہیں سب تماشائی
رنگ رفتار دیکھ مجنوں ہو

موسیقار شہرت جادو کا سراپا دیکھکر پسینے پسینے ہوگیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا پکار پکار کر آواز دیتا ہو آئیے میری آنکھوں پر قدم رکھیے شہرت نے جو یہ کلمہ سُنا کہ جو رسم محبت سے ناواقف تیور پر بل پڑگئے کہا ای موسیقار ہوش مین آ یہ باتین کیا بکتا ہین ذرا سنبھلو ایسا نہو تمھارے کچھ خلاف گذرے جلترنگ نے بھی شوہر کو منع کیا کہا صاحب سنبھل کے بات کرو تو صدار طلسم کی بیٹی ہو نہین معلوم کس وجہ سے آنا ہوا موسیقار نے زوجہ سے کہا مین کیا کہون صاحب میرا دل نہین مانتا اب زن و شوہر دونون منتین کرنے لگے کہتے ہین بیٹھ جاؤ شہرت نے کہا مین اس صحبت مین نہ بیٹھونگی اپنا حال دیکھ کر ٹیکے پڑتے ہو موسیقار نے دونون ہاتھ بڑھائے کہ گلے سے لپٹ جاؤن شہرت نے ایک طمانچہ مارا کہا او بے ادب یہ کیا طریقہ ہے ہاتھ گلے مین ڈالتا ہو دونون لشکرون مین طوفان بھر رہے ہین رستم خود طلایہ پر ہین شہرت نے موسیقار کو طمانچہ جو مارا موسیقار نے بگڑ کر کہا کیون جانِ جہان یہ کیا بے ادبی ہے مین نے طمانچہ کھایا خاموش رہتا ہون مگر اب سمجھا کے کہتا ہون کہ میرا دل بہت بیقرار ہو یقین ہو دل پہلو سے نکل جائے آنکھوں پر میری قدم رکھیے مسند پر بیٹھیے مین مثل چاکران کمترین خدمتگزاری کرون شراب پلاؤن اپنے ہاتھ سے کباب کھلاؤن شہرت نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہو یہ کہکے چاہا نکل جاؤن یہان نہ بیٹھون مین تو تدبیر مین طلسم کشا کی آئی تھی اسنے اور فساد برپا کیا جیسے ہی اسنے چاہا نکلون موسیقار نے ایک تان ماری منھ سے شعلہ نکلا شہرت کی طرف چلا شہرت نے ہاتھ ہلا دیا شعلہ بجھ گیا اب تو موسیقار پکار اٹھا ارے صاحبو میری جان جاتی ہی اسکو پکڑ لو مین بجبر وصل حاصل کرون کہ دل کو آرام ہو تمام کنیزین دوڑ پڑین چاہا شہرت کو پکڑین شہرت ہنسنے لگی گلزار نامے کنیز پچاس کنیزون کو لیکر بڑھی تھی جیسے ہی شہرت ہنسی گوہر دندان کھلے گلزار پکار اٹھی نظم

تمھارے ہاتھ سے تنگ آگئے ہین خون بہا کرتے
بمجبوری گلے کو کاٹتے ہین تیغ مرتے ہین

رہے خوفِ الفت مین قدم ای رند دھرتے ہین
تمنا زندگی کی ہو نہ مرجانے سے ڈرتے ہین

محیط عشق سے ساحل تلک اللہ پہونچا دے
بٹھائے دیتی ہو ہم کو قضا جون جون ابھرتے ہین

چلو تم بھی شہیدان محبت کے مزارون پر
زیارت کو فرشتے آسمانون سے اُترتے ہین
بحمد اللہ محبت دونون جانب سے برابر ہی
وہ ہم پر جان دیتے ہین اگر ہم اُن پہ مرتے ہین
طبیعت ہو گئی برہم جیسے ناحق آپ اُلجھین گے
خبر لیجے ہوا سے بال زلفون کے بکھرتے ہین
شریک بزم ہین یہ دوستون کی پاس خاطر تھی
سمجھو انکو زندون مین کسی پر رند مرتے ہین

گلزار کے ساتھ پچاس کنیزین مل کر گانے لگین گلزار ہاتھ باندھ کر سامنے آئی کہا حضور آپ
دختر بلند اختر تو جدار طلسم ہین ہماری مجال ہی کہ ہم آپ پر سحر کرین جو حکم ہو بجا لائین
شہرت نے ہنسکر کہا اس نگوڑے موسیقار کو مارو یہ پچاس کنیزین ساری فوج پر
جا پڑین سحر ہونے لگا لیکن موسیقار ایسے ایسے شعلے شہرت مرصع پوش پر گرا
رہا ہے کہ جسم پر شہرت کے کئی آبلے پڑے فوج موسیقار نے دور سے نیزے مارے
تیر پھینکے اُسکے زخم جسم پر شہرت کے پڑے رستم اپنے لشکر مین طلایہ دے رہے تھے
یکایک دیکھا لشکر دشمن مین ہنگامہ گرم ہوا شعلے بھڑکنے لگے لکہ ہاے ابر سحر کڑکنے
لگے برق شمشیر چمکی سپر کمان کڑکی نیزے بلند ہوے رستم نے سمک سے کہا دریافت
کرو لشکر دشمن مین یہ کیا ہنگامہ ہے سمک نے عرض کی شاگردان حمزہ وہان موجود ہین
خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے شاہزادے نے دیکھا چارون مخبر خبر لیے ہوے مثل
اربع عناصر اُفتان وخیزان ظاہر ہوے اور ہاتھ اُٹھا کر دعاو ثناے شاہی
بجا لائے - نظم

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ
گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم بہ کام تو باد

ای شہریار شہرت مرصع پوش دختر کمیل نہین معلوم کس طرورت سے لشکر موسیقار مین آئی
وہ اُسپر عاشق ہوا چاہا جبر کردن وہ صاحب عصمت معروف جنگ ہی پچیس تیس ہزار لشکر
موسیقار سے اکیلی لڑ رہی ہی ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہی لیکن انتہائی زخمی ہو گئی ہے
کیا عجب ہی جو خستہ ہو کر گرفتار ہو جاے نام شہرت سنکر رستم کے دل پر تاثیر ہوئی بقول شاعر

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد | بسا کین دولت از گفتار خیزد
درآید جلوۂ حسن از رہ گوش | زجان آرام برباید ز دل ہوش
زدیدن ہیچ اثرے در سیاش | کند عاشق کسان را غائبانہ

رستم نے فرمایا کیون سمک اس غریب کی مدد کرنا ضرور چاہیے ایسا نہو ہمراہیان سیقار
اس پاکباز کو گرفتار کرلین اور بظلم پیش آئین یہ ذکر تھا کہ آفتاب فلک سیر پھرتا ہوا سامنے آیا
عرض کی اے شہریار حضور ملاحظہ فرما رہے ہین کہ شہرت پر یہ ہنگامہ ہے اگر حکم ہو تو ان ناہنجارون کو
جاکر سزا دون رستم نے کہا بہتر مین بھی چلتا ہون آفتاب جھک کر آگے بڑھا آتے ہی ایک سحر
کیا وہ گرمی بڑھی کہ حرارت سے ساحر بیتاب ہوے پانی پانی کہکے غل مچاتے تھے شہرت ایک نخل کے
سائے مین پشت بیخ نخل سے لگائے ہوے اپنے کو سنبھالے ہوے کھڑی تھی کہ دیکھا سیکڑون سر
کنگر گرنے لگے ساحر پیاس پیاس کہتے پھرتے ہین کوئی منھ کے بل گرا کوئی پیاس کہتا ہوا بہ تعجیل
بھونچکا اپنے کو پانی مین گرا دیا غرق دریاے لعنت ہوا گرداب گلے کا طوق موجہ زنجیر پا بعض کنوئین
مین گرے یون آبرو کھوئی پناہ پانی مشکل ہوئی شہرت حیران کہ اسقدر گرمی کہان سے آئی اس درجہ
بڑھگئی کہ سب ساحر بدحواس سبکو شکایت پیاس کی ہے کہ ایک شعلہ بھڑک کر زمین پر آیا دیکھا ایک ساحر
سانولی رنگت سپر شمشیر ہاتھ مین جرائت بات بات مین اسباب سحر جسم پر آراستہ بڑے لطف سے
سحر کر رہا ہے جب گولہ پھینکا سو دو سو ساحرون کے سر اڑگئے جب شہرت کے پاس سے مارکر ساحرون
کو بھگایا تو شہرت نے پکار کر آواز دی اے شخص اپنے نام نامی سے آگاہ کر کہ اسوقت مین تو نے
ساتھ دیا دشمنون کو ہمارے مارا آفتاب نے کہا مین غلام ہون طلسم کشا کا طلسم ہفت پیکر کا
کاہن ایسا مجھکو طریقہ طلسم کشا کا پسند آیا کہ اپنی جان کا خوف نکیا اور آکر اس پیر کا شریک ہوا
آفتاب میرا نام ہے اور اے ملکۂ عالم تمھاری خبر مفصل سنکر آقا کو بہت ناگوار ہوا مجھکو بھیجا کہ جاکر شہرت
مرصع پوش کو بچاؤ خود بھی آیا چاہتے ہین کہ پہلے سے نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی رستم کے نعرہ کی
آواز آئی۔ نعرۂ رستم۔ ار خداولاد امیر عرب + گیتی علم شاہ چو رستم لقب + دیگر علم شاہ رومی شہ
فیل در + کہ بر تخت مردوق افگندہ شور + منم شیر دل صف شکن پہلوان + منم نور عینین صاحبقران +
تیغہ ہفت جوہر ہاتھ مین کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم اڑتے بھڑتے چلے آتے ہین

عجب جمال باکمال ہے کہ جس نازنین پر نگاہ ڈالی وہ ذبح ہوگئی بیقرار ہوکر دوڑی چاہا قدمبوسی کرون
آفتاب نے گودہ مارا سر اڑ گیا صدہا کنیزین قتل ہوگئین شور موقوف نہین ہوتا شہرت نے جو جمال
بیمثال کو دیکھا ہر چند کہ بڑے لطف سے شہرت لڑ رہی ہے اپنے پاس کسی کو آنے نہین دیتی مگر جمال رستم
دیکھکر مثل آئینہ حیران و مثل زلف محبوب پریشان ہے ہر مرتبہ جب سر اٹھاتی ہے تو یہی دیکھتی ہے کہ رستم بھی بر نگاہ
اچھی طرح دیکھ رہے ہین ٹکٹکی بندھی ہوئی آنکھین لڑ رہی ہین شہرت کی یہ نوبت ہے بقول شاعر نظم

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
ہاتھ جانے لگا گریبان تک
اشک نے رنگ خون کیا پیدا

وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی
دل بہ کرنے لگی تب غم ناز
چاک کے پہلے پانون دامان تک
سوزش غم نے دل مین جا کی

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
رنگ چہرے سے کر چلا پرواز
طبع نے اک جنون کیا پیدا
داغ نے آ جگر کو آتش دی

قریب تھا کہ شہرت لڑکھڑا کر گرے شاخ گل پر ہاتھ رکھ دیا رستم نے قریب آنکر فرمایا اگر
لڑنے سے معذور ہو تو ہوادار پر سوار ہو کنیزین بارگاہ مین پہونچاوین جلترنگ زوجہ موسیقار
نے جو دور سے دیکھا کہ رستم سے باتین ہونے لگین جل گئی پکار کر آواز دی او شوخ دیدہ ہمارے
شوہر سے تو انکار کیا طلسم کشا سے باتین کر رہی ہے تیری مان کو اطلاع کرونگی یہ جو جلترنگ نے کہا
شہرت نے گلزار کنیز کو اشارہ کیا کہ اس زبان دراز کا سر کاٹ لے گلزار تیغ کھینچ کر جلترنگ پر
جا پڑی جلترنگ نے وار اسکا رد کیا چاہتی تھی سحر کرون کہ شہرت نے ہاتھ ہلا دیا ایک خنجر آسمان سے
گرا کر سر تن سے جلترنگ کا اڑ گیا مرنا جلترنگ کا کہ موسیقار نے گریبان چاک کیا زوجہ کے
غم مین خاک اڑانے لگا موسیقار نے پیچھے ہٹکر ایک گولا طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی کہ
اے فراق نصیب دونون مین فراق تو کر دے گولہ جا کر آسمان پر پھٹا ایک ایسی صدائے مہیب آئی
کہ زمین تھرائی آواز آئی اے شہرت کیا کرتی ہے اندھیرا ہوگیا آوازین لینا لینا کی آنے لگین جب
اندھیرا دفع ہوا رستم کو شہرت نے اپنے قریب نہ پایا ایک پنجہ چمک کر آسمان سے گرا وہ پنجہ کمر مین
شہرت کی پڑا لیکر ہوائے آسمان ہوا متوجہ ہوا سے آنکھین شہرت کی بند ہوگئین بعد عرصہ دراز
کے جو آنکھ کھلی اپنے کو قصر معلق مین پایا دو زنگین سامنے کھیل کے ہاتھ پکڑے کھڑی ہین کہہ رہی ہین
کیون ملکہ عالم آپ کس سے جنگ کر رہی تھین شہرت نے اپنے کو ضبط کرکے کہا اے مادر مہربان اصل حال

کرین براے گرفتاری طلسم کشا گئی تھی لشکر موسیقار جو دیکھا اپنے گھر کا ملازم جانکر اُتر پڑی اُسنے ایسے بیہودہ کلام کہے کہ آپ دریافت فرمالین مین نے اُسے طمانچہ مارا مجھسے ضبط نہو سکا کلام سخت کہے قصد کیا اُسکی بارگاہ سے نکل جاؤن اُسکو اپنی فوج پر بڑا ناز تھا اُسکی فوج سے لڑنے لگی طلسم کشا صاحب اپنے لشکر مین طلایہ دے رہے تھے مجکو اکیلا دیکھکر وہ بھی آپڑے موسیقار نے آج وہ حرکتین کین کہ حضور دریافت کرینگی تو معلوم ہوگا آپ دریافت فرمائین تو آپ پر حال کھلے کمیل نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف اُن زنگنون کے دیکھکر کہا اُس دشمن کو نہ لائین جو ہمیشہ ہمسے بغض و حسد رکھتا ہو جلد جاکر لاؤ وہ دونون زنگنین شہرت کا ہاتھ چھوڑکر تڑپ کر بلند ہوئین اُسوقت پہونچین کہ یہان جو روشنی ہوئی طلسم کشا نے شہرت کو نہ پایا بیتابی مین یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

ترک کرلی تجھے ای شوخ ملاقات نہ تھی	گر نہ عشق کی پیرے یہ مکافات نہ تھی
آپ آسکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی	بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی
کیا تکلف تھا بھلا قیس مین جو مجھ مین نہین	عاشقی حصے مین اُسکے نہ تھی کچھ ذات نہ تھی
تب سے وارفتہ ہون ای یار ترے جلوے کا	جسم و روح مین بھی جبکہ ملاقات نہ تھی
زندگی ہوگئی آنے سے تمہارے ورنہ	جانی بے جان لیے آج کی وہ رات نہ تھی
بوے یوسف کے سوا مصر سے کیا لائی نسیم	اور یعقوب کے قابل کوئی سوغات نہ تھی
فخر کرتا تھا عبث کوہ کنی پر فرہاد	معجزہ عشق کا تھا اُسکی کرامات نہ تھی
وصل کی شب بھی رہی وصل کی حسرت [illegible]	تب وہ بیدار رہے نیند سے جب رات نہ تھی
ایک کلمے مین کیا تو نے دو عالم کو مطیع	اسم اعظم تھا مری جان تری بات نہ تھی
چار دن زیست کے جو چاہے سو کرلے زاہد	جنبش ازین خاک کے پتلے کی کوئی ذات نہ تھی

رستم کو جو موسیقار نے مبہوت پایا سحر کرتا ہوا قریب آیا سوچا کہ اسوقت طلسم کشا ہوش مین نہین ہی شہرت کی یاد مین بیقرار ہی ایسے عالم مین گرفتار کرون جیسے ہی قریب پہونچا رستم نے تیغ ہفت [illegible] چمکایا موسیقار دیپک کی تانین لگا رہا تھا شعلے بھڑک کر آتے تھے سامنے سے رستم کے پلٹ جاتے تھے رستم تلوار کھینچ کر جھپٹے موسیقار پیچھے ہٹا رستم نے چاہا ہاتھ مارون کہ سر موسیقار کا اڑ جائے کہ دونون زنگنین تڑپ کر گردن موسیقار کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اڑین اس زور سے ہلکہ دیا

کہ موسیقار بیہوش ہوگیا بلندی پر جلکے جو ہوا لگی آنکھ کھلتے ہی اُسنے دیکھا کہ دو زنگنین مجھکو لیے
جاتی ہین دیپک کی تانین مارین شعلہ منھ سے بھڑک کر نکلا ایک زنگن جلنے لگی دوسری نے بخوف
نیچے سے چھوڑا ساتھ والی کو لپٹ گئی اُسکی آگ نے اُسکو بھی جلایا لمیل نے بیٹھے بیٹھے آواز دی اے
گرفتار جادو اس ظالم کو لینا میری زنگون کو اُسنے مارا کنیزان قدیم تھین انکا جلنا مجھ پر شاق ہوا وہ
غفلت مین تھین ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ میری کنیزون کو جلاتا دفعتہً پہلوے قصر سے ایک ساحر سیاہ رو
بدخو ہتکڑیان بیڑیان پہنے ہوے سامنے آیا کہا کیا حکم ہے لمیل نے کہا کوہ سیاہ پر موسیقار میری کنیزون کو جلا
رہا جا کر اُسے لا خبردار نہ چھوڑنا وہ ساحر زنجیرین ہلاتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ ایک کنیز جل رہی ہے اور ایک
اُسپر مینھ برسا رہی ہے مگر پانی کی جو بوندین اُسپر پڑتی ہین معلوم ہوتا ہے آگ پر روغن ڈالا موسیقار
کھڑا ہنس رہا ہے کہتا ہے میرا سحر ایسا ہے کہ یہ زنگنین بچ جائین بی لمیل کی شامت آئی ہے یہان سے
تابہ صحراے محیط جلا ڈونگا آگ برساؤنگا کہ آسمان سے آواز آئی منم گرفتار دام بلا میرے ہاتھ سے کیونکر
بچیگا مین اسی واسطے ہمیشہ زنجیرین پہنے رہتا ہون چل تجھکو ملکہ نے بلایا ہے موسیقار نے چاہا آگن
کے تان لگاؤن اس گرفتار کو بھی جلا دون کہ اُسنے آسمان سے اُترکر منھ پر ہاتھ رکھدیا زنجیر گلے مین
ڈالی کمر مین پنجہ دیا مثل اپنے اُسے بھی گرفتار کرلیا وہ دونون کنیزین ایک پہلے جلکر خاک ہوئی دوسری
پیچھے جلی مگر بہن کے واسطے روتی ہوئی کہتی تھی کہ ہاے اس ظالم نے میری بہن کو میرے سامنے جلایا مین
کچھ نہ کرسکی پانی برسایا پانی نے رنگ روغن کا دکھایا کہ آگ زیادہ ہوتی جاتی تھی مین بہت گھبرائی تھی
مین بھی جان دونگی کیونکہ اس ظالم کو آتش قہر و غضب مین جلا نہ سکی لمیل بیٹھی تھی کہ گرفتار جادو موسیقار
کو گرفتار کیے ہوے لاکر پہونچا لمیل نے پوچھا کیون موسیقار ہماری دختر سے دعوی عشق کرتا تھا
موسیقار نے منھ سے شعلہ چھوڑا کہ ایک زنگن آکر پہونچی زنگن نے شعلے کو روکا سر پر موسیقار
کے ہاتھ رکھدیا سر سے شعلۂ آتش نکلا موسیقار و کنیز دونون جلنے لگے جب یہ دونون جلکر خاک ہوے
لمیل نے ملکہ شہرت کو دیکھکر کہا بولی بی تمھاری کنیز نے اس دشمن سے بدلہ لیا اب تم کہو تمھارا کیا
حال کرون شہرت نے کہا آپ کو اختیار ہے لمیل نے ایک قفس منگایا کہا اے نورنظر ظاہر مین تمھاری
کوئی خطا نہین مگر مجھکو شک گذرتا ہے جب طلسم کشا صحراے محیط سے گذر جائیگا اور لوح ہچیگی تب تمکو
رہا کردونگی شہرت نے کہا اے مادر مہربان اختیار ہے جس حال مین چاہیے رکھیے لمیل نے شہرت کو

قفس مین بند کیا اور اُس مکان کو کھولا جہان گلدستے لوح کے تھے وہی مقام قفس ملکہ کا لٹکا دیا
شہرت روتی تھی اور بے اختیار ہوکر پکارتی تھی کہ ای طلسم کشا تمھارے جرم عشق مین مثل جانورون
کے گرفتار ہوئی افسوس یون بیکار ہوئی۔ نظم

بجز فتور عناصر مین اعتدال نہین — یہ کیا ہی آب و ہوا مین جو اختلال نہین
تمھارے گال پہ بیوجہ لال لال نہین — جما ہوا ترے شہیدون کا خون گلال نہین
نہین دکھائی دی مدت سے وہ تجلی طور — یہ کیا ہوا ہی الٰہی کہ اب جلال نہین
وہ کون لوگ ہین ہی دستور رنج نہین — ہمین زمان کے دشمن سے بھی ملال نہین
مین ہجر یار مین مرجانے پر بھی راضی ہون — فراق روح بدن ہو اگر وصال نہین
ہون اپنی جان سے بیزار اسکی فرقت مین — کسی سے رنج کسی سے مجھے ملال نہین
سوال جلوۂ دیدار اس سے کر بیٹھون — کسی کا وصل ہو گا مری مجال نہین
جنون ہمارا ہی مسکن وہ دشت وحشت خیز — کہ جسمین منزلون گرد رم غزال نہین
وہ بے نظیر ہی اسکا کوئی نظیر نہین — وہ بیمثال ہی اسکا کوئی مثال نہین
یہ وجہ کیا ہی چھٹا نگاہ حسن نے اُلٹا — اگر وہ زلف گنہگار بال بال نہین
نہ صوفی وجد سے واقف نہ قال سے قوال — یہ حال ہو کسی محفل مین حال قال نہین
کبھی وہ منزل مقصود تک نہ پہونچیگا — مثال جادہ جو اس رہ مین پائمال نہین
زمین سے عرش تلک جاے وہ فغان و خروش — بجز بلبشر یہ وحشت کی بھی مجال نہین
نگاہ بد سے ہی محفوظ خط عارض یار — یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہین
چھڑاو الفت گیسو سے آپکو ای زند — بڑی بلا مین پھنسے ہو تمھین خیال نہین

ملکہ شہرت کا تو فراق رستم مین یہ حال ہی کہ بیقرار اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی اور قفس مین تڑپ رہی
ہی لیکن رستم اس جنگ کو فتح کرکے اپنے بارگاہ مین آئے اب خیال شہرت بندھا تڑپ رہے تھے
سمک آیا عرض کی ای شہریار شہرت پر کوئی آفت پڑی یہ سنکر رستم اور زیادہ بیقرار ہوے نہنگ
بحری نے عرض کی اگر حکم ہو تو کتیر جاے قصر کمیل سے خبر لاے رستم نے خوش ہوکر کہا ای نہنگ بحری
اگر خبر اس محبوب مطلوب کی لاؤ تو ہم پر احسان ہو گا نہنگ بحری نے عرض کی اگر لاکر بانہین ہون

تو قدم اقدس پر نثار کرون حضور کو کسی طرح تسکین ہو فرمایا رستم نے ای نہنگ بحری ایک کام
کرنا اول تو اپنے کو بچانا سمجھ کے سامنے کمیل کے جانا کمیل بڑی زبردست ساحرہ ہی وہین سے
بیٹھے بیٹھے اُسنے انتظام کرلیا اپنے آنے کی بھی ضرورت نہوئی شہرت سے بدگمان ہوئی دیکھے آپ
اُسکے سامنے کیا کرے نہنگ بحری نے عرض کی کنیز اس صورت پر جاتی ہی سمک نے ایک نامہ طرف سے
محیط کے لکھدیا اور سمجھایا کہ یہ نامہ بلا تکلف کمیل کو دینا دیکھنا پڑھکر کیا حکم دیتی ہی وہ نامہ نہنگ
بحری نے جھولی مین رکھا پر و بازو پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی کمیل نے بیٹی کو قید تو کیا مگر کنیزون سے کہ رہی
ہی میری بیٹی بیجا ہی موسیقار نے یہ فتور برپا کیا استقبال نہ کیا تھا مگر کلمات سخت کیا ضرور تھے اُن
لفظون نے اُسکا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کنیزون نے عرض کی حضور آپکو یہ مناسب نہ تھا کہ بے ثبوت
خطا اسطرح قید کیا وہ اپنی زندگی سے بیزار ہی کسقدر بیقرار ہی کہ قفس مین تڑپ رہی ہی مثل طائر
نو گرفتار قفس کی مصیبت نئی نئی آفت اک کنیز نے بڑھ کر عرض کی اگر مناسب ہو تو قید سے رہا کیجیے قصر
نہ نکلنے دیجیے دوسری کنیز نے بڑھ کر عرض کی آج سامرہ طرف سے صحراے محیط کے آئی ہی کمیل نے
حکم دیا بلالو نہنگ بحری سامنے آئی نامہ بلا تکلف ہاتھ مین دیا محیط نے نامہ پڑھا پڑھ کر جواب دیا
کہ ملکۂ عالم کو جواب دینا مین نے انتظام کے لالچ مین بیٹی کو قید کیا جو حکم ہو بجالاؤن نہنگ
نے پوچھا حضور نے کس مقام پر بیٹی کو قید کیا ہی کہا یہ سامنے جو قصر ہی اس مین قفس لٹک رہا ہی تم
بھی جا کے دیکھ آؤ مگر سمجھا نا کہ خبردار طلسم کشا پر نگاہ نہ ڈالے محبت طلسم کشا کی آفت ہی نہین
معلوم کیا آفت برپا ہوگی جان بچانا مشکل پڑیگی محیط دشمن ہو جائیگی خداوند لقا بر غارت کریگا
یا جانور بنا دین یا جنگلون مین آوارہ کرین نہین معلوم کیا آفت کرین نہنگ اُسی وقت اس قصر کو
کھولکر اندر گئی دیکھا ایک تختۂ سنگ زبرجدی رکھا ہی اتنا وہ وسیع تختہ ہی کہ جیسے اسی گلدستے
رکھے ہین ایک رنگ ایک ڈھنگ پھولون کے مگر سرنگون غنچے دہن بستہ پتے مرجھائے ہوے
شاخین سر جھکائے ہوے ایک طرف قصر مین قفس شہرت لٹک رہا ہی نہنگ نے قریب آکر کہا
ای ملکۂ عالم مجھکو پہچانا مین ہون نہنگ بحری وزیرزادی ماہی سحر کی منظور نظر عیار طلسم کشا آپکے واسطے
طلسم کشا کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی آخر مجھکو اس قصر سے بھیجا کہ محیط کی نامہ دار بنکر
جاؤ آپکی مان نے مجھکو بھیجا ہی کہ جاکر ملکہ کو سمجھا دو خبردار خیال پر طلسم کشا کے نگہ نہ ڈالنا شہرت رونے لگی

کہا ای نہنگ بحری تمنے کمال کیا کہ اس فقرے سے مجھ تک پہونچیں طلسم کشا کو سمجھانا کہ حضور یہ مصیبت بھی نکل جائیگی انشاء اللہ آپ سے ملینگے پھر غنچۂ آرزو کھلینگے محبت آپکی ہماری جان کے ساتھ ہو دل ہمارا آپکے حلقۂ زلف مین پھنسا اب اسکی رہائی ناممکن مناسب ہو کہ غم نہ کیجیے کھانا کھائیے انشاء اللہ ہم قید سے چھوٹ کر آپکی ملاقات کو آئینگے وہان آکر سمجھائینگے اسطرح کی باتین شہرت نے کین کہ نہنگ بحری خود چوٹ کھائے ہوئے ہے بے اختیار رونے لگی کہا ملکہ بس اب زیادہ نہ فرمائیے دل ہمارا نہ دکھائیے آپکو آکر طلسم کشا رہا کرینگے اور لوح بھی لینگے طلسم کشا وہ صف شکن اور تیغ زن ہین کہ کسی ساحر سے نہین ڈرتے آج تک تو اُس شیر نے خوف نہین کیا کیسے کیسے پہلوانون کو مارا کہ جنکا مثل دنیا مین نہ تھا ان کو یہان تک پہونچا دونگی لو خدا حافظ اُسوقت شہرت سے رخصت ہونا نہنگ اور شہرت کا بلک بلک کر رونا مگر کمیل اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی کہتی ہے دیکھو صاحبو ایک غیر کنیز نے تو جا کر شہرت کو سمجھایا وہ رو رہی ہے اگر ہم لوگ اسی طرح دو چار مرتبہ سمجھاؤ تو کیا عجب ہے کہ جو اسکے دل مین خیال طرف سے طلسم کشا کے ہے نکل جائے کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی ایک طائر آسمان سے آیا ہے دروازے پر سر ٹکرا رہا ہے کمیل نے دستک دی وہ طائر اندر آیا کاغذ چھے پر کمیل کے بیٹھ گیا منقار کھولکر کچھ کہتا ہے کنیزین نہین سمجھین کمیل کے تیور پر بل پڑتے جاتے ہین چہرہ سرخ ہو گیا طائر اُڑ گیا جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا نہنگ بحری شہرت کو بخوبی تسکین دیکر جیسے ہی مکان سے باہر نکلی کمیل نے کہا اری میرے پاس تو آ تیرا کیا نام ہے محیط نے تجھے کس مکان سے بھیجا ہے اب نہنگ بحری گھبرائی کہ اتنی دیر مین کیا ہو گیا پہلے آنے کے وقت نام و نشان نہ پوچھا اب کیوں پوچھتی ہے نہنگ بحری چپ ہوئی کمیل نے کہا ارے جلد اسکو بھی گرفتار کرو وہین ساحر زنجیر لاتا ہوا ظاہر ہوا ہاتھ نہنگ بحری کا تھام لیا اور کہا کیون مکارہ شہرت سے باتین کرنے آئی تھی طرف سے طلسم کشا کے تسکین دیتی ہو اور کمیل سے کہا کہ ای ملکۂ عالم اس مکارہ کو آپ نے پہچانا یہی سحر کی وزیرزادی ہے عیار ہے عاشق اسی کی صلاح سے یہ دریافت کرنے آئی تھی نہنگ بحری کو گرفتار کر لیا کمیل اُٹھی کہ نہنگ بحری کو طمانچہ مارون نہنگ بحری نے کہا ای کمیل میری آبرو کا خیال رکھنا جو حرکت میرے ساتھ کریگی میرا عاشق صادق جعفر سمک یلداقی وہی حرکت تیرے ساتھ کریگا یہ سنکے کمیل نے ہاتھ روک لیا اور نہنگ بحری کو قفس مین بند کیا ملکہ شہرت کو تسکین تھی کہ

تھوڑی دیر مین دیکھا نہنگ بحری قفس مین دشمنون کے بس مین لاکر برابر شہرت کے قفس نہنگ بحری کا لٹکا دیا کمیل نے کہا کہ کیون شہرت جس بات کو ہمنے منع کیا وہی حرکت تونے کی معلوم ہوتا ہے اس حیلہ مین تیری قضا ہے مین لے تو دھوکا کھایا لیکن محیط جادو کہ اُسکے یہان کنیزان سامری موجود ہین اُنھون نے یہ ذکر کیا ہوگا جب تو عین وقت پر خبر بھیجی طائر نے آکر سب حال مجھ سے کہدیا التعریف خدا وند ہفت پیکر طائر نے بیان کی اور سب حال کہا کہ تمھاری دختر عاشق طلسم کشا ہوئی ایسی ایسی باتین کہکر شہرت پر غصہ کیا مکان بند کرکے چلی گئی شہرت و نہنگ بحری کے بس مین باتین درد آمیز کرتی ہین نہنگ بحری کہتی ہے ملکۂ عالم افسوس یہ ہے کہ سماک کو خبر کون پہونچائے ورنہ وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت اپنے کو بیان کسی ترکیب سے پہونچاتا ہمکو چھڑا کر لیجاتا شہرت کہتی ہے اے نہنگ ہم فراق نصیب ہین راحت سے دور رنج و غم سے قریب ہین دیکھین فلک کیا دکھائے کب ہمارا نخل مدعا ثمر لائے نظم

فلک کا جور و ستم اب سہا نہین جاتا   زمین کاش پھٹی ہوتی مین سما جاتا
شب فراق کا صدمہ نہین سہا جاتا   حرام موت نہ ہوتی تو زہر کھا جاتا
دکھاؤن مین کسے تقدیر کا لکھا جاکر   مرا نوشتہ کسی سے نہین پڑھا جاتا
نہین لکھی جو سعادت مرے مقدر مین   بجائے سایے کو سر پر سے ہے ہما جاتا
ترے مقام کا اے دوست گر نشان ملتا   ہوا سے آگے رہ شوق مین اُڑا جاتا
وہ گردشون کا بدلنا تھا تاب طاقت تک   ترے مریض سے اب تو نہین ہلا جاتا
نکرتی موت اگر ہجر مین مسیحائی   مین کسکے پاس لیے درد لا دوا جاتا
جنون وسیع نہوتا جو دامن صحرا   نکالنے مین کدھر دل کا وصلا جاتا
نہین ہے کوئی پس از مرگ گاڑنے والا   مین زندہ خاک لحد مین ہون گڑا جاتا
نکر تو گرم سیان اے برق شل نخل چنار   مین اپنی آگ مین ہون آپ ہی جلا جاتا
نہین ہے طاقت اظہار قصۂ جان کاہ   بیان کرتا اگر حال دل کہا جاتا
وہ گاہ گاہ بھی ہوتا وصال یار نصیب   غم فراق کلیجا مرا نہ کھا جاتا
اکیلے منزل ہستی مین کیا کروگے زند   چلو عدم کو ہے یارون کا قافلہ جاتا

یہ تو دونوں اس حال پر ملال میں شکایت فلک کر رہی ہیں سمک کا نام لیکر نہنگ بحری روتی ہی اور شہرت مرصع پوش رستم کا نام لیکر روتی ہو یہ دونوں اس حال میں ہیں مگر جب کئی دن گذرے رستم نے دربار سے آکے آرام کیا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا تھے دیکھا شہرت مرصع پوش قفس میں بند رو رہی ہو رستم نے پوچھا ملکہ تمھیں قفس میں کسنے بند کیا شہرت نے رو کر جواب دیا کہ ای شہریار نہنگ بحری ہمارے پاس پہونچی سب حال اُسنے آپکا کہا جب باہر نکلی کمیل نے اُسے بھی گرفتار کر لیا دیکھیے وہ سامنے قفس میں بند ہو آہ بہر درد مند ہو اب کوئی رہائی کی ہماری تدبیر نکالیے رستم سوتے میں اُٹھے کہ قفس اُتاروں کہ سر فرش کی ٹھوکر لگی منہ کے بل گرے آنکھ کھل گئی ایک چیخ ماری سمک اپنے آقا کی آواز سنکر دوڑا آکے دیکھا رستم رو رہے ہیں پوچھا کیوں آقا خیر تو ہی رستم نے کہا نہنگ بحری گئی اُسنے شہرت کو قید میں پایا نہنگ بحری کا حال کُھلا نہنگ بحری بھی قید ہوگئی ای سمک عجب حال میں ملکہ شہرت و نہنگ بحری کو دیکھا اُسکی کچھ تدبیر کرو سمک نے کہا ای شہریار تا بہ قصر معلق رسائی دشوار ہو اگر زبان سے اُنکی سوزن نکلجائے تڑپکے نکل آئیں مگر وہاں تک پہونچنا مشکل ہو غلام آپکا فکر میں جاتا ہو سمک باہر آ عیاری لگا کر ایک فقیر کامل بنا ایک صحرا میں جاکر ایک نخل کے سائے میں آکر بیٹھا مگر شہرت کی دایہ یاسمن خوشرو نے اپنی بلائی کو جو اس حال میں دیکھا جانا کمیل سے کہوں مگر نہ کہ اُسکی خالف ہوئی کہ ایسا ہو مجبر غصہ کرین قصر معلق سے نکلی یاسمن جنگل میں پھر رہی ہو کہ ایک فقیر کی آواز آئی تسبیح پڑھ رہا ہی یاسمن خوشرو فقیر کے پاس آئی بیٹھکر رونے لگی درویش باصفا نے پوچھا کیوں نیک بخت کیا درد ہو کہ اسقدر بیقرار ہو حال مفصل بیان کر یاسمن خوشرو نے کہا شاہ صاحب میری بی بی کو کمیل نے جرم لگا کر قید کیا کوئی تعویذ ایسا دیجیے کہ مان اُسکی اُبہر مہربان ہو سمک نے نام پوچھا یاسمن نے نام بتایا کہ شہرت مرصع پوش نام ہو سمک نام سنکر بیتاب ہوگیا کہا کہ ای یاسمن اگر تو مجھکو اس مقام تک لیچلے تو فوراً رہائی ہو یاسمن نے کہا میں آپکو لیچلونگی پہلے کمیل سے پوچھ لوں سمک نے کہا جو میں کہوں وہ کہنا بیان کرنا کہ ایک شاہ صاحب کامل وا کمل ہیں اگر انکو بلائیے تو مکان کو وہ ایسا عمل بند کر دیں چہار جانب موکل بٹھائیں کہ غیر اس مکان میں نہ آسکے جب وہ اسیر راضی ہو تو مجھکو لیچلو میں رہائی شہرت کی تدبیر کرونگا وہاں بیٹھکر عمل پڑھوں جلسے میں کمیل کے حاضر ہوں شاید

جو تم کہتی ہو وہی ہو یاسمن نے کہا میں آج شب کو ذکر کرونگی کل آپ مجھکو اسی مقام پر ملیگا
شاہ صاحب نے اقرار کیا کہ کل میں اسی مقام پر ملونگا یاسمن خوش ہو شاہ صاحب سے رخصت
ہوئی قصر معلق میں آئی اور کمیل سے ذکر کیا کہا حضور چند دن سے میں نے سنا ہے کہ طلسم کشا اس مکان
میں آئیگا اور لوح لیجائیگا آٹھ پہر رویا کرتی ہوں بی شہرت نے یہ حرکت کی کہ اُنکے نام سے نفرت
ہوگئی آپکی زندگی سے ہمارا مطلب حاصل ہو خداوند ہفت پیکر اور آپکے دشمنوں پر زوال آئے
آپکی ذات سے اس قصر میں رہتے ہیں ایک شاہ صاحب ایسے کامل و اکمل ہیں کہ جنگل میں بسر کرتے
ہیں نہیں معلوم آب و دانہ کیونکر پہونچتا ہے وہ کہتے ہیں اگر ہم اُس مکان میں آئیں موکل اپنا مقرر
کریں غیر شخص کو موکل نہ آنے دینگے کمیل نے خوش ہوکر یاسمن کو گلے سے لگایا کہا میں تجھکو بیٹی
سے زیادہ عزیز رکھتی ہوں تو اُن شاہ صاحب کو لائیو یہیں موکل مقرر کریں کہنا اگر یہ دو مہینے
گذر گئے اور دوسرا ستہ شروع ہوا جو کوئی ارادہ فتاحی طلسم کا کریگا لوح پھر نہ پاسکیگا یہ دو مہینے ہم
ساحروں پر بڑے سخت ہیں قدرت اگر ہاتھ سے طلسم کشا کے بچ جائیں تو گویا حیات تازہ پائیں اری
یاسمن یہ فکر واجب و لازم ہے یاسمن نے کہا کل شاہ صاحب کو لاؤنگی مگر کمیل نے کہا ذرا بوجھ لی
سمجھ لینا ایسا نہو کوئی عیار مکار ہو یاسمن نے کہا فقیر کے بھیس میں عیار کہاں جنگل کے رہنے والے
شیران صحرا و غزالان دشت برائے قدم بوسی اُنکی آتے ہیں میں نے بھی دیکھا بعجز اُنسے ملی تب
اُنھوں نے اقرار کیا اور یہ بھی کہتے تھے کہ فتح ہونا طلسم ہفت پیکر کا ہم کو ناگوار ہے ہر جگہ مسلمان
بھر جائینگے ہمکو یہ ناگوار ہے کہ بغیر خداوند ہفت پیکر کا کون نام لیگا کمیل بہت خوش ہوئی دوسرے روز
یاسمن جنگل میں آئی شاہ صاحب کو اُسی نخل کے نیچے پایا آکے سلام کیا شاہ صاحب نے پوچھا
کیوں بابا کیا گذری یاسمن نے سب حال بیان کیا شاہ صاحب نے کہا چلو یاسمن نے تخت سحر
تیار کیا شاہ صاحب بھی تخت پر بیٹھے یاسمن تخت اُڑاتی ہوئی چلی کمیل کا دربار جمع ہے دیکھا
یاسمن آتی ہے شاہ صاحب ہمراہ ہیں داڑھی تا بہ ناف پیشانی پر جھریاں پڑی ہوئیں کہ اُنکو سطور مکاری
کہنا چاہیے تسبیح ہاتھ میں الف آزادی کا پیشانی پر کھنچا ہوا کمیل کھڑی ہوگئی جھک کر سلام کیا
شاہ صاحب نے دعا دی کہ بابا بھلا ہو طلسم ہفت پیکر ہاتھ سے مسلمانوں کے بچے سامری و جمشید کی
عملداری رہے خداوند ہفت پیکر کا جابجا چرچا ہو بندے اُنکے شاد رہیں ہفت پیکر پرست

آباد رہیں اس مزے سے شاہ صاحب نے دعائیں دیں کہ کمیل خوش ہوگئی پہلو میں اپنے جگہ دی
شاہ صاحب نے کہا میں دو دن میں سب سامان کر دونگا دن بھر گوشے میں شاہ صاحب بیٹھے
رہے شام کو کمیل نے کنیزوں کو جمع کیا آپ مسند پر بیٹھی حکم دیا شاہ صاحب کو بلاؤ شاہ صاحب
سامنے آئے کمیل نے کہا شاہ صاحب کچھ علم موسیقی میں بھی دخل ہو شاہ صاحب نے کہا بابا ہم
درویش صحرا گرد ہمیں گانے بجانے سے کیا کام ہو البتہ شباب میں مرشد کے سامنے کچھ قوالی
گاتے تھے کہ چیلوں کو حال آتے تھے وہی چیزیں یاد ہیں یہ کہکے بایاں کھینچا سیدھا سیدھا
ٹھیکہ چھیڑنے لگے اور گنگنا کے یہ چند اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تیرے سوا اسنا ہی نہیں اس صفات کا　　حقا شریک کوئی نہیں تیری ذات کا
مضمون آبدار لکھے یک قلم رقم　　بھر بھر دیا ہو موتیوں سے منھ دوات کا
تسبیح تیرے نام کی ورد زبان رہے　　ثابت ہو جب تلک کہ یہ رشتہ حیات کا

یہ جو چند اشعار حقانہ شاہ صاحب نے گائے کمیل بہت خوش ہوئی مگر دل بھی دھڑکا جی میں کہتی
ہو درویش صحرا نورد کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا ای کمیل ایسا نہو کوئی فریب ہو لوح ہاتھ سے
جائے کہ کچھ ذہن پڑے امتحان کو کمیل نے کہا بھلے آپ پاس شہرت کے جائیے ایسا اسکو جاکر
سمجھا یئے کہ جو دل میں اسکے آگیا ہو وہ دل سے نکل جائے فقیر نے کہا کہ وہ سحر مسلمانان میں
پھنسی ہو ایک نعرے میں دل پھیر دونگا کمیل نے قصر کھولا کہا اسی قصر میں جائیے اس کمبخت کو
سمجھا یئے سمک جو قصر میں آیا نہنگ بحری کو قفس میں دیکھکر کلیجہ الٹ گیا دوڑکر قفس سے
لپٹ گیا کہتا تھا کیوں ای جان جہان وہ ای آرام دل مشتاقان تجھے ہمارے واسطے بڑی جفا
اٹھائی میں بھی جانبازی کرکے آہو نخچار نگ اپنا کمیل پر جما دیا اب کل تمھیں رہا کرکے لے نکلونگا
یہ سب باتیں کمیل نے ایک گوشے سے سنکر کنیزوں سے اشارہ کیا بی یاسمن کو تو پکڑلو یاسمن
کو کنیزوں نے پکڑ لیا سمک یلدا قی جب باتیں کرکے نکلا کمیل نے پکار کر آواز دی او عیار مکار
تیرے گانے ہی پر میرے کان کھڑے ہوئے تھے سمک نے جو دیکھا کہ مجھکو پہچانا خنجر کھینچکر جا پڑا
کہ خنجر ماروں اسکا شکم چاک ہو کمیل قہقہہ مار کر ہنسی سمک کے ہاتھ سے خنجر چھٹ گیا زمین نے
پانوں تھام لیے رنگ و روغن چہرے کا اڑگیا صورت اصلی ظاہر ہوئی کمیل نے منھ پیٹ کر کہا

ارے تار بندھ گیا کیون ای یاسمن تو اسکو پہچان کر لائی یاسمن نے قسم کھا کر کہا کہ لونڈی
نے نہین جانا کہ یہ عیار مکار ہی فقیر جانکر لائی تھی آئندہ حضور کو اختیار ہی یاسمن کو تو کمیل
نے حکم دیا کہ قصر معلق سے باہر نجانا سرخیل جادو کو حکم دیا کہ ان سب کی نگہبانی کرو مین خود پاس
محیط کے جاؤنگی نہنگ بحری و سمک کے قتل کا حکم لاؤنگی سرخیل جادو نے سمک کو بھی
قفس مین بند کر کے وہان لٹکایا نہنگ بحری کے جی چھوٹ گئے کہا ای سمک تمھارا قید ہونا
شاہزادے پر بہت شاق گذریگا شہرت سے کہا اُن تک کون خبر پہونچایگا کہ عیار بھی آپ کا
جاکر پھنسا سمک بھی اپنے حال پر بہت رویا یہ تینون دردمند یہ قید و بند مگر سرخیل مدت سے
شہرت پر عاشق ہی بہت خوش ہوا کہ اب دباؤ ڈالونگا اگر شہرت میرا وصل قبول کریگی تو قید سے
رہائی کی تدبیر سوچون اور کسی حیلہ سے اُسکو لے نکلون قید لیکر بھاگ جاؤن روز آب و دانہ
پہونچاتا ہی مگر خوف سے کچھ کر نہین سکتا مگر بیقرار ہی ایک دن شام کو جو آیا کھانا پانی پہونچا کر قدمون
پر شہرت کے گر پڑا کہا ای ملکۂ عالم مدت سے آپکے دام زلف مین گرفتار ہون شہرت سے
بگڑ کر جواب سخت دیا سرخیل مایوس ہوا سمک نے کہا ای ملکۂ عالم اب جو سرخیل آئے اُس سے
پُرمحبت باتین کیجیے آپ ہی کی رہائی کی صورت نکلے اگر یہ آپکو لیکر نکل جائے صحرا مین جاکر اسکو
مار کر پھر ہم دونون کی رہائی کی تدبیر کیجیے ملکہ نے کہا ای سمک مجھسے یہ باتین وابیات نہین کی جائینگی
سمک نے بمنت و خوشامد شہرت کو راضی کیا سرخیل جو شام کو آیا ملکہ نے بمحبت کہا ای سرخیل تمکو
ہماری گرفتاری کا غم و الم ہی اگر ہم تمکو قبول کرینگے تو ہمکو یہان سے نکالدوگے سرخیل یہ فقرہ سنکر
مثل گل شگفتہ ہوا کہا ای شاہزادی والا قدر آسمان خوبی کی بدر جان قدمون پر نثار کرون جو حکم
ہو وہ بجالاؤن ملکہ نے کہا ای سرخیل یہ دونون غریب ہماری وجہ سے گرفتار ہوے ہمکو رہا
کرنے آئے تھے مگر کمیل تو ہمہ دان و ہمہ گیر ہے محیط سے ہر بات کی طالب ہوتی ہو وہ اسکو بتادیگی
ہی جو کام کرنا ہو وہ جلد کرو ایسا نہو کہ محیط اُسکو تعلیم کردے کہ سرخیل دشمنون سے ملگیا نہین معلوم
کیا آفت برپا ہوگی ایسا نہو تم بھی قید ہوجاؤ تو پھر بڑی خرابی ہو سرخیل نے قفس شہرت کا اُتارا
اور کہا کہ تینون کو رہا کرتا ہون یہ کہکے تینون قفس اُتارے اول سرخیل نے شہرت کو
قفس سے نکالا شہرت نے نہنگ بحری کا قفس کھولا دہان سے سوزن نکالی کہا سمک

کو نیچے مین دبائے نہنگ نے سمک کو نیچے مین دبایا شہرت وہان سے اُڑی نہنگ بحری ساتھ ساتھ سمک کو لیے ہوے سرخیل یہ کہتا ہوا آتا ہی ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جایئے مین تو قریب آ جاؤن سمک نے نہنگ بحری سے کہا اب زمین پر اترو مین سرخیل کی خدمت کرونگا شہرت نے کہا ہمارے گھر کا غلام ہی اُسکو دیوانہ کر کے بھیجون کہ کمیل کو ہماری رہائی کی خبر ہو جائے ایک بار آ کے اترین سرخیل خوشی خوشی قریب آیا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان وای مرہم زخم خون چکان وای فوج معشوقی کی نشان ذرا گلے سے لگاؤن سالہا سال مجھکو گذرے کہ اشتیاق مین تمھارے مرتا ہون مہینون گذرے کہ یاد مین تمھاری آب و دانہ ترک رہا صرف چاہتا ہون ذرا گلے مین ہاتھ ڈالدون ایک بوسے کا طالب ہون ذرا تو دل کو تسکین ہو ملکہ نے جواب دیا او نمکحرام تجھکو شرم نہین آئی ہمارے گھر کا نمک کھایا ہمیشہ بہ عہدۂ غلامی رہا ایسی واہیات بات زبان سے نکالتا ہی بچھ بیلا کرنیوالے کا بھی خوف ہی میرے پاس سے الگ رہنا خدا رستم کو سلامت رکھے یہ گلا و جسم اُنکی ملکیت کا ہی دوسرے کو کب اتنی لیاقت ہی کہ میرے قریب آئے اگر اپنی زندگی چاہتا ہی چلا خدمت مین رستم کی سر بسلام ہو کہ سردارون مین تیرا بھی نام ہو اُنکی ملازمت سے عجب فخر ملیگا یہ سنکر سرخیل گھبرا گیا کہا ای ملکۂ عالم تمنے عجب فقرہ میرے ساتھ کیا یہ کہکے طرف نہنگ بحری و سمک کے چلا نہنگ بحری نے گولہ مارا سرخیل نے گولہ کاٹا شہرت نے دیکھا کہ ایسا نہو سرخیل نہنگ بحری کو پکڑلے مسکرا کر للکاری او نمکحرام اُسنے تیری کیا خطا کی اُسپر کیون جاتا ہی میری طرف آ مراد تو تیری مین ہون سرخیل نے چاہا پلٹے ملکہ شہرت نے کان سے بجلی اُتاری اُٹھا کر پھینک ماری سرخیل پر برق گری سرخیل نے اسنے کو بچایا شہرت نے ہنسکر طرف اپنے اشارہ کیا کہ آ جو تیری مراد ہی مین پوری کرون سرخیل ہنستا ہوا آگے بڑھا شہرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا جب سرخیل قریب آیا شہرت نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا ای سرخیل ہوش مین آ سرخیل ہنستا ہوا پکار اٹھا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی میرا تو یہ حال ہی۔ نظم

عدم آتا تھا ہستی مین ملک عدم سے
ازل سے ہی وابستہ اپنے قدم سے
جو دریاے رحمت ترا موج زن ہو
سکندر سے آئینہ اور جام جم سے

ترا شوق لایا ہی ہان مجھکو دم سے
گلے مین تمھارے بہت رہینگے
محق عفو کے ہون گنہگار ہمسے
ترو تازہ کی کشت امید اپنی

محبت ہو زنجیر سے کیون نہ ہمکو
ستارون کے ہنا ؤ کنٹھے کے خم سے
رہے یادگار جہان تا قیامت
ہوئے بہرہ ور فیض ابر کرم سے

وہی ایک ہی نور شاید جلایا
یہ بت سب تراشے ہیں سنگ حرم سے

چراغ صنم خانہ شمع حرم سے
خدا تا ابد رکھے آتش کو ای زند

سمجھ قبلہ و کعبہ اک اک کو زاہد
کہ ہی رونق شاعری اُسکے دم سے

سرخیل یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شہرت کے آیا اور دست بستہ عرض کی جو حکم ہو وہ بجالاؤن ملکہ شہرت نے کہا ای سرخیل تمنے سنا کہ کمیل ہماری دشمن ہی ہو سکتا ہی کہ اُسکا سر لاؤ یہ سنکر سرخیل نے ہاتھ باندھکر کہا اگر آپکی وہ دشمن ہی تو میری بھی رہزن ہی مین اس ذلت سے اُسکو قتل کرونگا کہ سب دیکھین اور عبرت کرین غلام جاتا ہی ابھی سر لاتا ہی سرلیکر کہان آؤن ملکہ نے کہا لشکر رستم مین آنا ہم تمھاری ملازمت کرائینگے رستم تمکو سرفراز کرینگے تمکو بڑا فخر حاصل ہوگا یہ سنتے ہی سرخیل نے تلوار کھینچی جھومتا ہوا اشعار پڑھتا ہوا چلا یہان کمیل اپنی صحبت مین بیٹھی ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور نے کچھ حال سُنا سرخیل جادو نے جوش عشق شہرت مین تینون گنہگارون کو رہا کر دیا قفس خالی پڑے ہین یہ سُنکر کمیل گھبرا گئی اُٹھکر قصر مین آئی دیکھا قفس ٹوٹے پڑے ہین مکان سنسان بالکل ویران قیدی و نگہبان کا نام نہین کمیل سر جھکائے ہوے پلٹی آکر جلسے مین بیٹھی سوچ مین بیٹھی تھی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی سرخیل جادو دیوانہ وار وحشی مثال آپ کو بُرا بھلا کہتا ہوا آتا ہی راہ مین چند ملازمون نے روکا اُنپر جا پڑا اُنکو قتل کیا قریب دربارگاہ پہونچ چکا ہی اگر حکم ہو تو دروازے پر روکین سامنے سرکار کے بے ادب کو نہ آنے دین کمیل نے کہا جسطرح آتا ہے اُسی طرح آنے دو خبردار روکو نہین کنیزون نے دروازے پر جگہدی دیکھا کمیل نے کہ سرخیل جادو دیوانہ وار یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا آتا ہے۔ نظم

چھوڑ کر ہمکو جو اپنے گھر کے وہ اندر چلے　　یہ ہوئی حالت کہ بس ہم آپ سے باہر چلے
بعد مردن دوست جب ہمکو لحد مین دھر چلے　　پیچھے پیچھے ہم بھی سوے کوچۂ دلبر چلے
دَور کی تسبیح مین نے جب ملا جام شراب　　آفتاب ای میکشو آیا تو بس اختر چلے
ساغر امید خالی رہگیا تو رہ گیا　　ساقیا ہم اپنا جام زندگانی بھر چلے
مرحمت سے کی نظر قاتل نے جو غصے کے بعد　　زخم جتنے تھے ہمارے خود بخود سب بھر چلے
بام گردون سے چلا تحت الثری کو آفتاب　　اُلٹا کے تہ خانے سے جب وہ اپنے کوٹھے پر چلے
رہگیا کیا دیکھکر حسرت سے ای صیاد مین　　اُڑ کے گلشن کو جب کرتے ہوے پر چلے

جذبۂ شوق شہادت سے مرے گھر کیطرف — خود بخود شمشیر قاتل صورت اژدر چلے
ساقیا گردش نصیب ایسا ہون جو مرنے کے بعد — خود بخود محفل مین میری خاک کا ساغر چلے
کردیا ای وائے پئے تیغ ہلال عید نے — آج شبدیز شب فرقت بھلا کیونکر چلے
میکشی کے باب مین ناسخ جناب درد سے — سن لے مصرع جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

سامنے کمیل کے آیا کمیل پر جو نگاہ پڑی پکار کر آواز دی اے کمیل حکم ہو ملکہ شہرت کا جلد چلکر حاضر ہو
تجھکو یاد فرمایا ہو اگر تامل کیا تو مین بال پکڑ کے کھینچتا ہوا لیجاؤنگا کمیل نے بسہولت جواب دیا کہا اے
سرخیل ایک تو تو نے خطا اتنی بڑی کی کہ جنکا نگہبان تھا انکو قید سے رہا کیا اب دوسری خطا کا خواہان
ہے بیٹھ جاین تجھکو سمجھا دونگی مین تیرے ساتھ چلونگی سرخیل نے کہا کہ جلد اٹھ دیر نہ کر ملکہ گھبرا رہی ہونگی
مجھے راہ مین دیر ہوئی کانٹون کا جنگل طے کرکے آیا راہ مین بڑی مصیبت گذری مگر مین نے سب گوارا
کی اپنے کو یہان تک پہونچایا اب دیر ہونا کیسی اٹھ کھڑی ہو یہ کہکے طرف کمیل کے چلا چاہا ہاتھ تلوار کا
مارون کمیل نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی آواز دی اے گرفتار جادو سرخیل کو لینا واہی
ساحر زنجیر ہلاتا ہوا مسلسل ومطوق گوشۂ قصر سے پیدا ہوا سرخیل کو آکر زنجیرون مین گرفتار کیا
سرخیل زنجیرون سے سر ٹکراتا تھا [illegible] اور آواز دیتا تھا اے حرامزادی تو نے کیا کیا کہ مین سحر بھول گیا
کیا مین تجھ سے باز آؤنگا جب قید سے چھوٹونگا تیرا سر لیکر خدمت محبوب مین جاؤنگا اب کیا ہے تجھے
زندہ چھوڑ دونگا تیرے قتل سے منھ موڑونگا کمیل نے کہا اسکو قفس مین بند کرو ساحر جلیل ہے
ہمارا کفیل ہے ہم اسکا سحر اتار دینگے یہ ہوش مین نہین ہے گرفتار نے سرخیل کو قفس مین جکڑکے
چھت مین لٹکا دیا کمیل بعد تھوڑی دیر کے قریب قفس کے آئی دیکھا سرخیل سر ٹکرا رہا ہے کمیل کو
ہزارون گالیان دیتا ہے کمیل نے سرخیل کو قفس سے نکالا زنجیرین توڑین زنجیرین چھوٹتے ہی
سرخیل جھپٹکر طرف کمیل کے چلا کہتا ہوا او بیحیا اب تو مین قید سے رہا ہوا سحر بھی مجھکو یاد آیا اب
میرے ہاتھ سے کیونکر بچے گی یہ کہکے تنتا ہوا طرف کمیل کے چلا کمیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا
سرخیل زمین پر منھ کے بل گرا کمیل نے پشت وپہلو پر سرخیل کے ہاتھ پھیرا پانی منگایا اسمین پھونکی پڑھی
ہرچند کہ سرخیل چیخا مگر کمیل نے وہ پانی پلا دیا اور تھوڑا اسکے منھ پر چھڑک دیا پانی کے چھڑکتے ہی سرخیل
بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا قدمون پر کمیل کے گرا کہا حضور میری خطا معاف ہو

مجھ سے بڑی خطا ہوئی کمیل نے کہا اے سرخیل بڑی خرابی یہ ہے کہ شہرت نکل گئی میرے قلب پہ
یہ صدمہ ہے اب وہ طلسم کشا کو مدد دیگی قصر کا حال اُسپر ظاہر ہے لوح کے مقام سے ماہر ہے اگر تمکو قتل
کرتی تو مجھکو کیا نفع ہوتا لہذا تم پر سے سحر اتارا اب تمکو مناسب یہ ہے کہ اس قصر کی حفاظت کرو آٹھ پہر
گرد پھرو گرفتار جادو کو میرا پیر کامل ہے جسوقت پکارو گے فوراً آموجود ہوگا جو کام کہوگے وہ کرے گا
سرخیل بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیکر گرد اس مکان کے پھرنے لگا چاہتا ہے بیان ہو ابھی دو آئے
یہان رستم واسطے سمک کے پریشان تھے کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ ملکہ شہرت و نہنگ بحری
و سمک بلذاقی سب آتے ہین رستم خوشی سے کھڑے ہوگئے کہا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ
انکو استقبال کرکے لائے ہمین اُنکے ہونے کا بڑا تردد تھا آفتاب و جہلال وغیرہ براے
استقبال نکلے ملکہ شہرت کو سب نے سلام کیا شہرت ایک ایک سے بمحبت ملین نہنگ بحری
ہمراہ ہے سمک سب حال بیان کرتا ہوا خدمت رستم مین آیا رستم نے مقام صدر پر شہرت کو جگہ دی
ملکہ پہ سردارون نے تجویز کی کہ انکو بادشاہ لشکر جیسے تخت طاؤس کی بنا ہوئی مقام صدر پر تخت بچھا ملا
اُس تخت پر شہرت بیٹھین نہنگ بحری و ماہی سحر بھی شریک صحبت ہین رستم نے شہرت سے پوچھا
کیون ملکہ عالم اب لوح کی کیا تدبیر ہوگی شہرت نے کہا اے شہریار مین نے سرخیل کو سحر کرکے روانہ کیا
تھا کہ کمیل کا سر لاؤ سرخیل کی یہ حقیقت نہین ہے کہ کمیل کو قتل کرے کمیل نے اُسکو تسخیر کیا ہوگا اے
آفتاب فلک سیر تم کاہن طلسمی ہو ذرا قصر کا حال دیکھو کاہن نے سر جھکایا دوازدہ برج ہفت سیارہ
کو خیال مین لایا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھایا دست بستہ عرض کی قصر لوح کا انتظام ہوگیا سرخیل جادو
بارہ ہزار ساحرون سے گرد قصر لوح پھر رہا ہے سرخیل کو خیال جانبازی ہے چاہتا ہے کہ ہوا کا جھونکا بھی
اوپر نہ آئے میری نگہبانی مین فرق نہ پڑے شہرت نے کہا حضور یہان سے کوچ کرین جو کچھ ہوگا
وہ ظاہر ہو جائیگا رستم نے حکم دیا جہلال و آفتاب نے لشکر تیار کیا طلسم کشا نے اس منزل سے کوچ
کیا صحراے نشاط آباد سے گذر کر صحراے فیل گوشان مین پہونچے فیل گوش فیل سوار ایک
پہلوان یہان رہتا ہے اسنے جو آمد لشکر طلسم کشا سنی کمیل کو عرضی لکھی کہ اے ملکہ عالم لشکر طلسم کشا میری
سرحد مین آگیا جو حکم ہو وہ بجا لاؤن نامہ پاس کمیل کے پہونچا نامہ پڑھکر اُسپر حکم لکھا اے فیلگوش فیلسوار
طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دینا لشکر لے کے جاؤ اپنے کو مقابلہ طلسم کشا مین پہونچاؤ جب یہ جواب

فیلگوش کو پہونچا دیوانہ وار ایک چیخ ماری ستر اسی ہزار فوج پہلوانان زبردست ہاتھیون پر سوار
نیزے ہلاتے ہوے سامنے آئے فرمایا ای افسر کیا حکم ہی فیلگوش نے جواب دیا یارو مقابلہ بخت کے
بیٹھیں گے لشکر طلسم کشا کہ ایک دریاے قہار ہی اُس سے مقابلہ کو حکم ہوا ہی یہ کہکے آپ بھی ایک
فیل مست پر سوار ہوا چالیس ہزار فیل مست ہمراہ رکاب زنجیرین کھسونڈون مین لپیٹی بعض کی خوش
مین بٹی آہنی بعض کی سونڈمین گرز گران آگے آگے اُنکے فیلبان نیزے ہلاتے ہوے
اس ہجوم سے فیلگوش فیلسوار طرف طلسم کشا کے چلا یہان لشکر طلسم کشا صحرا مین اُتر چکا تھا
کر شہرت نے عرض کی ای شہریار یہ صحراے فیلگوشان مشہور ہی چالیس ہزار فیل مست جسکے ہمراہ
رہتے ہین اگر اُسنے ارادہ روکنے کا کیا تو سرکار کو بڑی تکلیف ہوگی رستم نے کہا انشاءاللہ اگر وہ
بھی آئیگا تو سزا پائیگا خدا چاہیگا تو بھاگ کر اپنے مقام پر جائیگا آفتاب و ہلال نے عرض کی
حضور ہم دونون کو آگے فوج لے کر دین کیا مجال کہ آپ کے لشکر پر نگاہ کج کرسکے رستم نے کہا اے
آفتاب و ہلال ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ دستور نہین کہ غیر ساحر پر ساحر کو بھیجین بلکہ تم لوگ پیچھے رہو
اگر وہ ہم پر لشکر کشی کرے اور آگے گرے تو تم لوگ دخل نہ دینا دونون سردار سر جھکا کر رہ گئے
دیکھا صحرا سے گرد اُڑی زنجیرون کے جھناٹے کی آواز کان مین آئی رستم باہر بارگاہ کے نکل آئے
دیکھا آمد سے فیلون کی تمام صحرا سیاہ ہوگیا فیلگوش فیلسوار مست ہاتھی کو آگے بڑھائے
ہوے پشت پر تمام فیل نشین لشکر طلسم کشا کو بہ نگاہ غور دیکھا عیار پہلو مین سیاہ روے جانگر
اُسکی جانب متوجہ ہوا کہا کیون ای سیاہ رو کل فوج کو اشارہ کر دون کہ لشکر طلسم کشا برباد ہو
سیاہ رو نے کہا ای شہریار جرأت طلسم کشا حد پر پہونچی ہی کسی جنگ سے طلسم کشا عاجز نہین
ہی تمام فیل اُس خیر کے سامنے سے بھاگین گے لشکر کو اُتار لے جلدی نہ کیجیے ایسا نہو کہ بھاگ کر
کسی جنگل مین جانا ہو دون کی جنگ کا بہانہ ہو فیلگوش ہاتھی سے اُترا ایک بارگاہ استادہ کرائی
فیلسوار شہتہاے فیلان سے اُترے بارگاہون مین داخل ہوے ہاتھی تھانون پر باندھے
جبکہ فیلسوار نیر اعظم بہ صد شوکت و حشم شکست کھا کے بھاگا اور شہنشاہ ماہ تابان بہ فوج
ثوابت و سیارگان سپہر نیلگون پر جلوہ فرما ہوا فیلگوش نے عیار کو طلب کیا اُس سے پوچھا
کہ کیون ای کلیہ عقل مین کیا صلاح ہی سیاہ رو نے کہا ظاہر مین دھوکہ دینے کو طبل جنگی بجوا دیجیے

اور دو پہر رات گئے لشکر طلسم کشا پر شبخون مارینے ہاتھی لشکر طلسم کشا کو تباہ کردینگے یہ صلاح قرار
ہوئی چپکے چپکے لشکر تیار ہونے لگا لشکر طلسم کشا مین یہ معرکہ ہوا کہ اول شام کو خبر ملی کہ دشمنون نے
طبل جنگی بجوایا ہو رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا بعد تھوڑے عرصے کے لال کاغذ نگاہ سے طلسم کشا
کی گذرا جس سے مراد یہ ہو کہ آج حضور کے طلایہ دینے کا دن ہو رستم نے سمک کو حکم دیا کہ تیاری کرو
آفتاب و جلال نے بمنت عرض کی کہ آج طلایہ غلامون کے سپرد ہو ایسے دشمن سخت سے مقابلہ ہو
ایسا نہو کہ مکار کچھ فتور کرین رستم نے دانا صرف بارہ ہزار سوار ساتھ لیے پہر رات گئے طلائے پر
آئے ہزارون مین سوار و پیدل مقرر کیے آپ دوسی سوار ساتھ لیکر لشکر کے آگے بڑھکر کھڑے
ہوے سمک سے کہا ذرا لشکر دشمن کی تو خبر لاؤ دیکھا کل فیلبان فیلون کو تیار کر رہے ہین سمک
نے فقیر بنکے دریافت کیا ایک کے منھ سے نکل گیا کہ لشکر دشمن پر شبخون مارنا منظور ہی جاتے ہی
مسلمانون کو مارینگے سمک یلداقی یہ حال دریافت کرکے بھاگا خدمت رستم مین آیا تمام کیفیت بیان
کی کہ لشکر دشمن سے شبخون آیا چاہتا ہی تیاری ہو رہی ہو یہ سنکر رستم نے آستینین چڑھائین اور بقہر و غضب
تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا سمک نے عرض کی کہ بادشاہ لشکر سے اطلاع کردون رستم مانع ہوے
فرمایا ہو سمک انشاء اللہ بیرون لشکر انکو روکونگا ساحرون کو خبر نہو تو بہتر ہو قضائے کار ملکہ شہرت
لیٹے لیٹے گھبرائین کنیزون سے کہا دریافت کرو طلسم کشا طلائے پر کیا کر رہے ہین کنیزین آئین اور
آکر دیکھا کہ رستم لشکر سے آگے دوسی سوار ساتھ لیے ہوے لشکر دشمن دیکھ رہے ہین کنیزون نے سمک
سے پوچھا سمک نے جواب دیا لشکر دشمن سے شبخون آنے کو ہو وہ لوگ تیاریان کر رہے ہین
کنیزین بھاگین ملکہ شہرت سے آکر کہا ملکہ یہ خبر سنکر گھبرا گئین تاج پہنے ہوے باہر نکلین سب
سرداران ساحرا اپنے اپنے خیمون سے نکل آئے جلال و آفتاب نے بڑھکر عرض کی اسوقت
حضور خلاف وقت کیون بارگاہ سے نکلین جو حکم ہو غلامان جانباز بجا لائین ملکہ نے گھبرا کے جواب
دیا ای آفتاب ہم کیسے بادشاہ ہین تم کیسے رفیق لشکر دشمن مین تیاری شبخون کی ہو رہی ہو اس طرف
آپ لوگ دیکھ چکے کہ چالیس ہزار زنجیر فیل ہی اگر انکی آمد ہوئی تو معلوم ہوگا کہ آندھی سیاہ اٹھی
ہی یا کوہ ہائے سیاہ نے اپنے مقام سے جنبش کی اس بلائے ناگہانی کے روکنے کو خود وہ اکیلے
کھڑے ہین سحر و ساحری سے بالکل نابلد ہم لوگ اگر موجود ہونگے تو سحر کرکے فوج دشمن کو روکینگے

آفتاب لقا نے عرض کی حضور روکتا کیسا ہاتھیون کو پٹوا دینگے لشکر دشمن پامال ہو مکارون کا عجیب حال
ہو چالیس افسر چیش بائیس ہزار ساحران غدار جہان رستم کھڑے تھے وہان آکر ملکہ شہرت غمگین
رستم نے پوچھا اسوقت حضور نے کیون تکلیف کی شہرت نے کہا مجھے خبر ملی کہ لشکر دشمن آمادہ
شبخون ہی ہمارے دل کو تاب نہ آئی آخر خدمت مین حاضر ہوے سرداران خیرخواہ ایسی خبر
وحشت اثر سنکر کب تامل کرتے ہین جسوقت جسنے خبر سنی وہ حاضر ہوا مین نے کسی کو بلایا نہین
رستم نے کہا ملکہ ہمارے قبلہ وکعبہ کا یہ دستور ہی کہ کبھی ساحر کو ہمراہ نہین رکھتے مین یہ ننگ
نہ گوارا کرونگا آپ لوگ پلٹ جائین ملکہ نے جواب دیا اب تو ہم لوگ نہ جائینگے خواہ آپ خوش ہون
خواہ آپ آزردہ ہون رستم نے کہا اگر وہ بہادر ہوتا تو کبھی نہ گوارا کرتا کہ شبخون کا ارادہ کرے
دیکھنا کیسا شکار کھیلتے ہین فیلگوش کو خبر پہونچی کہ لشکر تیار ہی حضور آوین تو سب چلین
فیلگوش باہر نکلا سیاہ رو عیار سے کہا ذرا بڑھ کر دیکھ اب تو سب پڑے سو رہے ہونگے
عیار بڑھا عیار نے آکر دیکھا کہ چالیس سرداران ساحر اسباب سحر تیار ہاتھ مین لیے کھڑے
ہین اور ساحرون کا تانتا لگا ہوا ہی جسنے سنا کہ افسر ہمارا گیا اُٹھا اور چلا فوجین سب تمام
ہوگئین ہر غول مین یہی چرچا ہی کہ لشکر دشمن اگر شبخون آئیگا تو اُن بیچارون کو بھاگتے رستہ
نہ ملیگا سیاہ رو نے دیکھا دمبدم فوجین جمع ہوتی جاتی ہین رستم منع کررہے ہین کہ آپ لوگون
نے کیون تکلیف کی ساحر سرنگون کھڑے ہین اپنے آقا کو کچھ جواب نہین دیتے سیاہ رو یہ سب کچھ
دیکھکر پلٹا آکر فیلگوش سے ذکر کیا کہ لشکر طلسم کشا آمادہ بجنگ ہی کیا کہین کہ کیسی تیاری ہی
آپ لوگ جاکر بہت محجوب ہونگے شکست کھا کے پلٹین گے تین یا چار لاکھ جوان مسلح ہو کر
پاس طلسم کشا کے آ بچے آپ کی جمعیت کو کیا خیال مین لاوینگے یہ سنکر فیلگوش فیلسوار نے
یہ حکم دیا بارو کمر کھولڈالو اپنے اپنے مقام پر جاکر اُترو کل میدان مین مقابلہ کرکے بس لشکر دا
دیکھا جائیگا یہ کہکے فیلگوش بھی پلٹا سب لشکر نے کمر کھولی رستم نے رات بھر انتظار کیا کوئی نہ آیا
آخر رستم وقت نماز پلٹے آکے نماز پڑھی نماز پڑھ کے باہر آئے میدان مین آکر ٹھہرے سوار ہوکر
چلے اُدھر سے فیلگوش مع فوج مذکور بڑے کروفر سے میدان مین آیا صفین جمائین نقیب
نقابت کرکے ہٹے کڑکیتون نے بڑھکر اشعار پڑھے۔ نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر رہا نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے — گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا — ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم — کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
سینے بھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار — جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو ہم اہل فنا سے پوچھین — ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

یہ اشعار پڑھکر جو دیکھتے ہین فیلگوش نے طرف بائین کے دیکھا میلوش فیلسوار نے ہاتھی اپنا بڑھایا بڑھاکر بجائی سے اجازت لی فیلگوش نے حکم دیا ای برادر میلوش رستم کو للکارنا میلوش میدان مین آیا آکے سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی طلسم کشا کہان ہین منم میلوش فیلسوار اُنکی جرات دیکھنا چاہتا ہون رستم نے مرکب صف سے نکالا سرداران سب قدمون سے لپٹ گئے کہا ای شہریار آپ اس دیو خصال کے مقابلے مین جاتے ہین غلامون کو حکم ہو آفتاب فلک سر قدمون پر گرتا ہی رستم نے کہا ای یاران وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی ہمارے قبلۂ وکعبہ کا قانون ہی جو جسکا نام لیکر پکارے وہ جائے شہرت کی بیقراری سردارون سے کہتی ہین صاحبو انکو روکو اس دیو خصال کے مقابلے مین جاتے ہین خدا انکی حفاظت کرے رستم گھوڑا بڑھاکر سامنے تخت کے آئے فرمایا ای ملکۂ عالم تمسے رخصت ہوتے ہین وہ بیحیا ہمارا نام لیکر پکار رہا ہی شہرت کا دل بھرا ہوا تھا رستم نے رخصت مانگی ملکہ کا اور زور تو نہ چلا بے اختیار رونے لگین رستم نے کہا ملکہ گھبراؤ نہ مین اس بیحیا کے دماغ سے غرور نکالے دیتا ہون قد وقامت کا خیال نہ کرو شیر کے بچے ہاتھی کو مار لیتے ہین اسکا قد وقامت دیکھنے کا ہی ملکہ نے ناچار ہوکر فرمایا آپ کو خدا کے سپرد کیا اور جو بزرگان دین ہین اُنکی حفاظت مین آپکو دیا خدا آپ کو اس دیو خصال پر مظفر ومنصور کرے رستم نے مرکب عربی کو پھیرا اشتر ملا کبود فرنگی آج کل بیکار ہی اور مرکب عربی پر سوار ہین گھوڑا طرارے بھرکے چلا کلائیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا سامنے میلوش کے

ہوبنے مینوش صورت زیبا دیکھکر بہت خوش ہوا آواز دی کہ ای طلسم کشا تمنے اوریکو دیکھا
تم خود ہی میرے مقابلے مین آئے کوئی رفیق ایسا نہ تھا کہ تمکو میرے ہاتھ سے بچاتا رستم نے کہا
او مغرور عقل و فراست سے دور قد و قامت پر نہ بھول وار کر اسقدر نہ پھول مینوش نے نیزہ
مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اس لطف سے رستم نے نیزہ بازی کی کہ مینوش تنگ
ہو رہا ہی ایک مقام پر رستم نے گانٹھ کر نیزے کا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مینوش کے نکل گیا
مینوش نے خواصی سے گرز اٹھاکر کہا ای طلسم کشا اگر اس گرز کو پہاڑ پر ماروں تو بیخ کوہ ہلا دوں
انسان کی کیا حقیقت ہی ملکہ قہرت نے جو گرز ہاتھ مین مینوش کے دیکھا بیتاب ہوگئین کنیزوں سے کہا
صاحبو دعا مانگو یہ شہریار اگر مقابلے مین اس نامرد کے نہ ہوتا تو مین سحر کرتی کہ ہاتھ اسکا خشک ہو جاتا
اس گرز کی ضرب کو کیونکر روکین گے آفتاب برابر تخت کے تھا آفتاب نے کہا ای ملکہ عالم آپ
نہ گھبرائیے ایسے بہت پہلوانوں کو رستم نے مارا ہی ماشاء اللہ فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق نہ ویسا
انکے رگ و ریشے مین شیر صحرائی مثل روباہ انکے بیشے مین دیکھیے ملاحظہ کیجیے ملکہ کا قلب کانپ رہا ہی
مینوش نے دودستی گرز مارا رستم نے گرز اپنا اٹھاکر چہرے کی پناہ کیا گرز مینوش جو آکر گرز رستم پہ
پڑا تڑاقے کی آواز سے سارا جنگل ہل گیا ملکہ تو بیقرار ہوگئین کلیجہ پکڑ لیا یہان جو سمک بیداری
نے دیکھا کہ تتق گرد مین رستم چھپے جھاگل مین پانی لیکر بیچ مین گھس پڑا پانی کے چھینٹے مارے
سب نے دیکھا رستم کے ہاتھ تو قائم ہین اور مینوش عربدہ کر رہا ہی کہ اب ہڈی تک رستم کی
ڈھیلی مگر سمک نے دیکھا کہ شاہزادے کی زرہ کی کڑیان ٹوٹ گئین آنچ بھی ہو کی معلوم ہوتی
ہین مگر گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی دونون گھٹنے زمین کو لگے سمک نے منھ پر پانی کا چھینٹا مارا
شاہزادے نے آنکھ کھولی عیار نے عرض کی آقا حریف لاف و گزاف کر رہا ہی رستم نے چاہا گھوڑے کو
اٹھاؤن سمک نے عرض کی آقا گھوڑے پر عرصہ زیست کا تنگ ہوا شاہزادہ گھوڑے سے کودا
گھوڑے نے تڑپکر جان دی مینوش نے دیکھا کہ میرے گرز سے یہ جوان بچ گیا جی چھوٹ گئے ہاتھی
کو اشارہ کیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی شاہزادے نے دونون ہاتھ بڑھا دیے ملکہ نے بیقرار ہوکر فرمایا ای
آفتاب اب میرے دل کو تاب نہین مین سحر کرتی ہون کہ ہاتھی پیچھے ہٹے ہاتھی تو سونڈ بڑھاتا ہی
انکی بیوقوفی دیکھو کہ ہاتھ بڑھا رہے ہین آفتاب نے کہا ای ملکۂ عالم نہ گھبرائیے رستم کے زور کو

دیکھیے رستم نے جو دونوں ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے سونڈ میں لپیٹے رستم نے سونڈ کو دونوں ہاتھوں سے
تھاما دونوں پاؤں پاؤں میں ہاتھی کے جمائے نعرۂ تکبیر لیکے بہ ہٓ ارائع زخرے گردن ہاتھی کی
گھسیٹ لی ہاتھی نے چنگھاڑا مینوش کے ہوش اڑ گئے مینوش کا نشہ اتر گیا ہاتھی سے کودا
رستم کو جو پیدل پایا دوڑ کر لپٹ پڑا رستم سے کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں مینوش
نے گردن پر ہاتھ رکھا رستم نے مینوش کو دنگ کر دیا مینوش چاہتا ہی جان بچاؤں مگر خیال ہی کہ جان
نہیں بچیگی دن بھر رستم سے لڑا شام کو چھوڑ کے الگ ہوا کہا ای طلسم کشا میں شب کو مقابلہ نہیں
کرتا ہر چند رستم نے فرمایا کہ روشنی کراؤ دیکھنے والے دیکھ لینگے مینوش نے نہ مانا گینڈے سے پیوار
ہو کے بھاگا اپنے لشکر میں آیا فیلگوش نے پوچھا ای برادر طلسم کشا کو زور میں کیسا پایا مینوش
کانپنے لگا کہا ای برادر سارا نشہ جرات اتر گیا رگ و ریشہ میں رستم کے زور بھرا ہوا ہی کسی فن میں
کم نہیں میں سمجھا تھا کشتی میں ہاتھ پاؤں توڑ دونگا مگر کشتی میں بھی پنجہ نہ قابض ہوا آخر میں اپنی
جان بچا کے چلا آیا اب سیاہ رو سے کہو کہ عیاری کر کے رستم کو پکڑ لائے فیلگوش نے
بارگاہ میں آ کر سیاہ رو کو بلایا کہا ای سیاہ رو تو نے سنا بھائی صاحب کے جی چھوٹ گئے کہتے
ہیں کہ تم بھی رستم پر غالب نہ آؤ گے شاید ایسا ہی ہو تم ایسا کام کرو کہ اپنے کو لشکر رستم میں پہونچاؤ
اور عیاری کر کے پکڑ لاؤ سیاہ رو نے عرض کی میں ابھی جا کے پکڑے لاتا ہوں ہر چند کہ عیار
طلسم کشا کا فرزند عمرو ہی مگر میرے سامنے کیا مجال ہی کہ دم مار سکے میں فوراً گرفتار کر لاؤنگا
یہ کہکے سیاہ رو نے باندھے عیاری جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا صحرا کو طے
کر کے لشکر طلسم کشا میں پہونچا پھرنے لگا آخر چار طرف بارگاہ کے چکر مارا ایک مقام پر ٹھہرا پشت
پہ بارگاہ کی ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا اسی کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقب لگانے لگا سمک طلایہ
پھر رہا تھا طلایہ پھرتے پھرتے گھبرایا ایک مقام پر آ کے دیکھا مٹی کے انبار ہیں قریب انبار آ کے
جو دیکھا تو چہرہ نقب کا ہی اب سمک سوچا کہ اگر میں نقب میں گیا تو عیار بھاگ کر نکل جائیگا میں
اسی مقام پر ٹھہروں اشتارہ لیکر ادھر ہی آئیگا بہ آسانی گرفتار کر و نگا سمک تو حلقہ ہائے کمند
لیکر قریب نقب بیٹھا مگر سیاہ رو نے چہرہ نقب کا بارگاہ میں آ کر توڑا یہ قاعدہ مقرری رستم کو
بیہوش کیا اشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا نقب میں کودا نصف نقب میں آ کر سوچا کہ ای

سیاہ رو شاید اتنے عرصے مین کوئی آ گیا ہو یہ سوچ کر بیچ نقب سے پلٹا اور طرف آکر کھودنا شروع
کیا ایک نخل کے نیچے مہرہ نقب کا آکر توڑا پلٹ کے دیکھا کہ مُہرہ اول پر ایک عیار حلقہ ہائے
کمند لیے بیٹھا ہی بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی یہ عنایت خداوند لات و منات ہی یا زور لعنت دیو
ہفت پیکر کہ بیچ مین نقب کے دل دھڑکا مین خوب اس طرف نکل آیا اگر اُدھر جاتا بے شک گرفتار
ہوتا جان بچانا دشوار ہوتا یہ سوچکر راستہ لیا طرف اپنے لشکر کے چلا سمک کو جب یہان عرصہ گذرا تو
سوچا کہ ای سمک عرصہ ہوا ادھر وہ نہ آیا اور طرف سے نہ نکل گیا ہو یہ سوچکر نقب مین کودا نیچہ جھپکاتا ہوا
بارگاہ مین جو آیا پلنگ پر آقا کو نہ پایا سمک گھبرا گیا پھر نقب مین بھاگا بیچ نقب سے آکر دیکھا
دوسری جانب اُسنے نقب لگائی جی مین کہتا ہی ای سمک حقیقت مین بڑا ہوشیار تھا گویا کسی نے
کمند یا اُسی نقب مین چلا مُہرے سے آکر نکلا صحرا کا راستہ طی کرتا ہوا چلا دور سے دیکھا کہ ایک عیار
پشتارہ بدوش جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی سمک جھپٹا جب تک سمک پہونچے جب تک سیاہ رو
داخل لشکر ہو گیا فیلگوش رات بھر جاگا آواز دنگ کی جو سُنی باہر بارگاہ کے نکل آیا دیکھا عیار
پشتارہ بدوش آتا ہی آواز دی کہ ای یار وفادار خیر یار و بادہ عیار نے آواز دی آپکے ملازم ہمیشہ خیر سے ہین
مگر ایک بلا میرے پیچھے آتی ہی اُس سے جان بچے تو بڑی بات ہی یہ کہتا ہوا قصد کیا کہ قریب اپنے آقا
کے پہونچون کہ فیلگوش نے دیکھا ایک عیار طرار خنجر گزار مثل بلاے ناگہانی پہونچا اور بیٹھ کر نیمچہ مارا کہ
دونون پانون سیاہ رو عیار کے اُڑ گئے سیاہ رو گرا اُس عیار طرار نے مثل بجلی کے چمک کر پشتارہ لیا اور دوش
پر لگایا کہ فیلگوش نے چلا کر آواز دی ارے یارو اس عیار کو لینا یہ عیار کو مارے جاتا ہی اور
پشتارہ طلسم کشا کا لیے جاتا ہی چار سمت سے ملازم دوڑے چہتر سمک کو تلوارین مارنے لگے سمک
نے ایک جست کی ایک درخت کے نیچے ٹھہر پشتارہ دوش سے اُتارا ایک تختہ سنگ پر رکھکر جواب
دافع دارو سے بیہوشی رستم بہادر کیا اور گرد پھر کر لڑنے لگا کہ رستم کی آنکھ کھلی دیکھا عیار میرا زخمون مین
چور چور لڑ رہا ہی اپنے کو کمندون مین بندھا ہوا پایا رستم نے کمندین توڑین نعرہ کرکے اُٹھے نعرہ کا رستم
از خدا داد دلیر عرب + کیست علمشاہ جدید رستم لقب + دیگر علم شاہ رومی شہر فیل قدر + کہ بر تخت مرزوق
افگندہ شور + سمک نے نیمچہ ہاتھ مین رستم کے دیا اُٹھکر لڑنے لگے سپاہیون کو مار کر ہٹایا جو ہوا فیلگوش
اپنی بارگاہ مین پڑا سوتا تھا ہر دو شکر جو سنا بھاگا کہ دیکھا رستم در بارگاہ پر لڑ رہے ہین تلوار لیکر دوڑا جو

رستم کے پہونچکر پیچھے سے آیا ہاتھ مارا سمک نے آواز دی آقا بچیے گا مکار پشت پر سے ہاتھ مارتا ہے
رستم نے قصد کیا پلٹون مگر تیغہ اُسکا چل چکا تھا رستم زخمی ہوے لیکن زخم کھا کر تیور بدل گئے مینوش
پر جا پڑے اُسنے تلوار چلائی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر مار کے لیٹے
کا لیٹا مگر اسمک تو گردیدہ پھرنے لگا رستم کو دو کر چھاتی پر مینوش کی سوار ہوے فرمایا او نامرد دمِ دانِ عالم کی
پاپوش کی گرد شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اُسنے جواب سخت دیا رستم نے چھاتی سے مینوش کی
اُٹھکر ایک پاؤن دونوں پاؤن سے دبایا اور ایک پاؤن دونون ہاتھون سے پکڑ کر ایک ہی بار مینوش
کو سامنے فیلگوش کے شق کر پاس کمنہ چیر کر پھینک دیا آنکھون کے نیچے فیلگوش کی اندھیر آگیا للکار کر
آواز دی او رستم غضب کیا میری آنکھون کے سامنے میرے بھائی کو چیرا مین دخل نہ دیتا مگر اب
نہ جانے دونگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے تیغہ برق زا نیام سے کھینچا گویا اژدہا غار سے بل کرکے نکلا
بڑا تیغہ جوان طاقت دار تیغہ لنگر دار سر سے رستم کے خون بہ رہا ہی کہ خبردار خبردار کہتا ہوا فیلگوش
قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اس حال مین کہ سر زخمی قطرات خون روے زیبا پر بہہ رہے ہین
کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ر کھکر جھٹکا مارا کہ فیلگوش منہ کے بل زمین پر آیا چہار طرف سے نامردون نے
جو حملے کیے آخر رستم نے چھوڑ دیا جان بچاکر فیلگوش بھاگا مگر فوج کو ترغیب دیتا جاتا ہی کہتا ہی کہ یارو
بڑی غیرت کی بات ہی کہ ایک عیار نے آکر اپنے آقا کو چھڑا لیا بھائی میری آنکھون کے سامنے مارا گیا
حیف ہی کہ وہ زندہ نکل جائے آواز اس نامرد کی سنکر پلٹنین رسالے آتے جاتے ہین بعض
نے آکر یہ نامردی کی کہ فیل کو رستم پر پیل دیا ہاتھی نے بڑھکر چاہا رستم کو سونڈ مین لپیٹون رستم نے
دونون ہاتھ سامنے کر دیے اور آواز دی کہ او نامرد تیرا حوصلہ خالی نہ جائے جو تو نے ارادہ کیا وہ پورا
ہوا اور ہاتھی کو ہاتھ دیے ہاتھی نے سونڈ مین ہاتھ لپیٹے رستم نے سونڈ تھام کر ایک مارا مع زنجیرے
گردن گھسیٹ لی گرتے گرتے سوار کی بھی گردن لی سوار کی بھی گردن کھینچی گئی فیلسوار رستم نے
جو بمردی مارے کافرون کے جسم مین تھرتھری پڑ گئی مگر چالیس ہزار نامرد ہین لینا لینا کر رہے ہین
بیچ مین رستم مثل شیر خشم آلود کبھی داہنے پر جا پڑے کبھی بائین پر کبھی روبرو کبھی پشت پر سیکڑون
لاشے پڑے لوٹ رہے ہین کہ ایک طرف سے نقاّرے کی آواز آئی دیکھا ملکہ شہرت خیمہ ہاتھ مین
جھولی بائین ہاتھ پر گولے مارتی ہوئی آتی ہین ایک طرف آفتاب فلک سیر اور ایک طرف

جہلال سرکش نے زمین کو تلے اوپر کر دیا رستم نے جلاکر آواز دی ہان ہان ای ملکہ عالم سحر نکانا جہلال اور آفتاب تو رک گئے مگر ملکہ زرین فیلگوش وہ بھاگا ہوا جاتا تھا ملکہ نے اُسکی گردن لی للکار کر کہا کہ او نامرد اکیلے ہر فوج کو ترغیب دیتا ہی کچھ تجھکو خیال جرات نہین ایک طمانچہ مارا کہ سر فیلگوش کا اُڑ گیا فیلگوش کا مرنا کہ کافر بھاگے آفتاب و جہلال اُڑتے ہوئے قریب رستم کے آئے عرض کی ای شہریار گھوڑے پر سوار ہوجیے جسوقت ہم لوگون نے خبر سنی تاب نہ باقی رہی یہ مکاریون مکاری کرتے ہین مگر حضور سمک نے کیا جرات کی ہی رستم نے کہا یہ فرزند خواجہ عمرو ہین کہ ہمیشہ خواجہ عمرو نے قبلہ و کعبہ کے واسطے جان لگا دی ہر مقام پر وہ عیاری کی کہ کافرون کو دنگ کر دیا کیسے کیسے ساحر مارے ہین جب چاہ الماس مین صاحبقران داخل ہوے تو خواجہ عمرو ہی ساتھ تھے جبدن سرارہ جادو دختر دمامہ کو مارا ہی تو چاہ الماس کی زمین کانپتی تھی اور دربار مین دمامہ کے یہی ذکر تھا کہ آج عمرو نے آفتاب چاہ الماس غروب کر دیا دمامہ کا مارنا عمرو ہی کا کام تھا کہ تخت پر چڑھکر اسکو داخل ذبیل کیا صاحبقران اُس جنگ مین غائب ہوگئے تھے خواجہ عمرو و اشقر پر صاحبقران نامور کے سوار ہوے اور جنگ مغلوبہ کو سنبھالا کہ جسمین بائیس لاکھ ساحر جنگ کر رہا تھا آخر سبکو خواجہ پھیر کر لائے اور صاحبقران کی تلاش مین مصروف ہوے یہ اُن کا فرزند دلبند ہی کسی جرأت مین کب نیچا ہی اب مال و اسباب کافرون کا لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر اپنے مقام پر فروکش ہوے جشن فتح ترتیب دیا اُس روز تخت پر ملکہ شہرت سردار و تاجدار گرد گھیرے ہوے تمام لشکر مین نوشی جابجا صحبت رقص و سرود ہر مقام پر ناچ ہو رہا ہی سب نے سمک سے کہا کہ ای جہتر والا گہر آج اس جلسے مین تم کچھ گاؤ سمک نے اول انکار کیا مگر جب ملکہ شہرت نے کہا تب سمک بیچ مین آکر بیٹھے سازندون نے ساز ملائے اور سمک نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

تن سے بار سر آمادۂ سودا اُترا
شکل ہی خنجر قاتل کا تقاضا اُترا
اسقدر اپنے یم اشک سے کی موج بلند
آخر کار لطمے سے مری دریا اُترا
درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا
جل کے جن مجھے نا ہی آتش سودا اُترا
وصل کے بعد کسی طرح سے ہو رنج فراق
درد سر ہوتا ہی جب نشۂ صہبا اُترا
شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا ہے
خون تری آنکھوں میں ای بلبل شیدا اُترا

اُس محفل میں عجب ہنگامہ ہے سب سردار سمک کی تعریفیں کر رہے ہیں اب محیط کا ذکر کیا جاتا ہے کہ اپنے
مقام پر بیٹھی ہے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کمیل جادو آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے نمایاں ہوئی
آکے محیط کو سلام کیا محیط نے حال پوچھا کمیل نے رو رو کر حال شہرت کا بیان کیا کہا حضور دیکھیے
اب فلک کیا دکھائے محیط حال پر کمیل کے افسوس کر رہی ہے کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آواز
آئی محیط و کمیل نے دیکھا کہ ہزارہا ہاتھی پشتیں اُنکی سواروں سے خالی سونڈ سے خاک اڑاتے ہوے
اور کئی ہزار جوان ایک لاش میں لپٹے ہوے روتے پیٹتے چلے آتے ہیں محیط نے کنیزوں کو اشارہ
کیا ذرا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر شکست خوردہ ہے لاش کسکی لیے جاتے ہیں کنیزیں گئیں اور سبکو
لیکر کے آئیں عرض کی لاشۂ فیلگوش فیلسوار مقابلہ طلسم کشا سے لیکر بھاگے ہیں آپکے پاس
فریادی آئے ہیں اور حضور تین دن تین رات ہمسکو بھاگتے گذرے ہیں محیط نے پوچھا آخر
فیلگوش کو کسنے مارا کنیزوں نے کہا بی کمیل کی صاحبزادی نے ایک طمانچہ مارد یا کہ سر فیلگوش کا
اڑ گیا باعث خرابی کا ذات سے مینوش کی پیدا ہوا کہ مینوش روز اول طلسم کشا سے لڑا مگر جی
مینوش کے چھوٹ گئے پھر اُسنے آکر اپنے بھائی کو ترغیب دی کہ عیار کو بھیجکر طلسم کشا کو پکڑ وا لیجیے
عیار گیا اور طلسم کو پکڑ لایا عیار اُنکا نہ ساحروں سے ڈرا نہ پہلوانوں سے اُسنے آکر سامنے فیلگوش
کے سیاہ رو کو مارا سیاہ رو کے مرتے ہی فوج والوں نے قصد کیا کہ بلوہ کریں عیار نے سردار کو
ہوشیار کیا اسی بلوہ میں فیلگوش مارا گیا محیط نے کہا اے کمیل بڑی ذلت کی بات ہے اب طلسم کشا
جو کوچ کیے ہوے آتا ہے ساحر اُسکے ساتھ موجود ہیں قصر لوح کو بی ہنگ بجری وغیرہ دیکھ گئیں وہ
طلسم کشا کو لے آئینگی بالاے قصر لوح ہو بجائینگی یہ تو بخوبی ثابت ہو چکا کہ یہ شخص طلسم کشا ہے اگر طلسم کشا
حقیقی نہوتا تو تحفہ جات دستیاب نہوتے جری بہادر صف شکن تیغ زن مگر اے کمیل ایک ساحرہ میں نے
آج کے دن کے لیے چھپا رکھی ہے اب اُسکو روانہ کرتی ہوں کہ وہ جاکر لشکر طلسم کشا کو پراگندہ کرے
کہ ایکسے ایک جدا ہوئے طلسم کشا کے لیے دشت پیمائی بادیہ گردی نصیب ہو کیا عجب ہے کہ
اس انتشار میں طلسم کشا کا کام تمام ہو کمیل نے کہا آپ ہماری افسر ہیں بہتر سے بہتر ہیں آپ سے
زیادہ کون تدبیر کرنے والا ہے آپ ہی ہم سبکو بچائینگی اگر طلسم کشا لوح پا گیا تو کون روک سکیگا بعد
حصول لوح جو جاتا ہے شکست کھاتا ہے فیلگوش ایسا پہلوان کہ آج تک کسی نے صحراے فیلگوش ... [illegible]

قبضہ نہیں کیا مگر طلسم کشا نے فیلگوش کو بھی مارا یہ کہکے آواز دی کہ ای بلند پرواز ذرا ہمارے پاس
آؤ کمیل نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ مہیب زمین سے پیدا ہوئی بال سر کے کھلے ہوئے کمر
سے نیچے لٹکتے ہوئے دو زنگنیں سیاہ فام بد انجام موٹے موٹے ہونٹھ پھولے پھولے گال لال لال
کپڑے پہنے ہمراہ تھیں محیط کو سلام کیا کہا کیوں واری کیا میرے ہوا کھانے کے دن آ گئے وقت تنہائی
موقوف ہوا اب میں دنیا کی ہوا کھاؤں محیط نے کہا ای بلند پرواز تمھاری ہوا کھانے کا وقت
آیا لیکن ایک بڑی مشکل ہی کہ طلسم کشا فرزند صاحبقران ملقب بہ رستم پیل تن کشندۂ قول
و دو پیل طلسم کشائی کرتا آتا ہی دربندوں پر قبضہ کر لیا حتی کہ فیلگوش فیلسوار مارا گیا رستم اب
کل کوچ کرینگے ابکی مرتبہ لشکر آ کر صحراے کمیل میں اترے گا۔ بی شہرت طلسم کشا کو بالاے قصر لوح
پہونچا دینگی کاہن طلسم جسکی نگاہ کے نیچے دوازدہ بروج و ہفت کواکب آٹھ پہر رہتے ہیں وہ ساعت
نیک دیکھکر لیجائیگا اگر کوچ طلسم کشا نے پائی تو پھر کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا ای بلند پرواز ہو سکتا ہی تو
جا کر طلسم کشا کو آوارہ کرد کہا واری یہ تو میرا کام ہی دوستوں کو دشمن کرا دوں طلسم کشا ایسے لشکر
سے جدا ہوں کہ پھر لشکر جمع نہ ہو سکے صحراے کمیل سے ہزار منزل دور ہو جائیں مجھے کوئی سامان
بھی نہیں چاہیے یہ دونوں زنگنیں کہ ہزاروں مردوں پر بھاری ہیں صرف انکا ساتھ ہونا کافی ہی محیط
سے بخوبی وعدہ کر کے بلند پرواز چلی یہاں طلسم کشا نے شب کو جشن کیا صبح کو اٹھکر بیرون بارگاہ
کرسی پر بیٹھے تھے کہ آسمان پر گھٹا سے ابر آ گئے کچھ بوندیاں بھی پڑنے لگیں رستم نے کہا ہم براے
شکار جائینگے آج تیسرے پہر کو صحرا میں جا کر شکار کھیلیں کل آ کر کوچ کریں سمک نے بہلیے قراول
جمع کیے سامنے طلسم کشا کے آ کر عرض کی ای شہریار سامان شکار تیار ہی مگر دھوپ کی بڑی تیزی ہی کل
صبح کو تشریف لیجائیے آج قصد نہ کیجیے طلسم کشا نے کہا ہمارا دھوپ ہی میں دل چاہتا ہی سمک
مجبور ہو کر خاموش ہوا دو پہر ڈھلے طلسم کشا سوار ہوے واسطے شکار کے طرف صحرا کے چلے رستم
تو صحرا میں آ کر شکار کھیلنے لگے ملکہ شہرت تخت پر بیٹھی ہیں مقدمات مالی و ملکی پیش ہو رہے ہیں
خراج جو ملکوں سے آتا ہی ملکہ خراج داخل خزانہ کرا رہی ہیں کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی دروازہ
پر سمک آیا ہی حضور کو بلاتا ہی ملکہ اٹھکر باہر آئیں سمک نے کہا ای ملکۂ عالم آپ کو طلسم کشا نے یاد
کیا ہی اور ننگ بجری کو اشارے سے بلایا کہ تم بھی ملکہ کے ساتھ آنا یہ کہکے سمک چلا گیا شہرت

کو خوشی ہی کہ بارگاہ تو شاہزادے کے ساتھ ہی جنگل مین خوب منگل ہوگا نہنگ بحری کو بھی ترغیب
دے رہی ہین کہ جلد تیاری چلنے کی کرو ملکہ شہرت نے پچاس کنیزون کو اور نہنگ بحری کو ساتھ لیا
طرف صحرا کے یہ بھی روانہ ہوئین ماہی سحر کو بڑا افسوس ہی کہ طلسم کشا نے ملکہ شہرت کو بلایا ہمین
نہ یاد کیا کنیزون نے عرض کی دروازے پر ایک چوبدار آیا ہی ملکہ ماہی سحر جو باہر آئین دیکھا
یہ چوبدار رستم کے ساتھ کا ہی کہہ رہا ہی کہ ای ماہی سحر طلسم کشا نے تمھین بھی بلایا ہی ساتھ والیون
سے ہنسکر کہا طلسم کشا کی عنایت و محبت کے مین تصدق ہوجاؤن کہ مجھکو بھی صحرا مین یاد کیا ہی
بی شہرت کو بڑا ناز ہی کہ ہم کو بادشاہ لشکر کیا مین کیا ان سے مرتبے مین کم ہون یہ کہکے کنیزون
کو حکم دیا طاؤس زرین بال تیار کرو کنیزون نے ایک طاؤس نہایت معقول آراستہ کیا ماہی سحر
نے سو کنیزین ساتھ لین یہ بھی خدمت مین طلسم کشا کے چلین آفتاب فلک سیر گھبرا رہا ہی
کہ شاہزادہ صحرا مین اکیلا ہی ہرچند کہ ملکہ شہرت تشریف لیگئین بخوبی نگہبانی کرینگی مگر افسوس
ہی کہ ہم ساتھ نہ ہوے کہ خادمون نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک خبر سوار نامہ لیکر طلسم کشا
کا آیا ہی آفتاب باہر نکل آیا خبر سوار نے فرمان رستم کا ہاتھ مین آفتاب کے دیا آفتاب نے
پڑھا طرف سے طلسم کشا کے لکھا تھا کہ ای آفتاب جلد آؤ محیط نے کچھ ساحر ہمارے
مقابلے کو بھیجے ہین آفتاب اسی وقت دو سو غلامان زرین کمر لیکر سوار ہوا خدمت رستم مین
چلا جہلال سرکش کو بڑا انتشار تھا کہ ملکہ شہرت و ملکہ ماہی سحر گئین انکے بعد آفتاب بھی
گیا ہمکو آقا نے کیون نہین طلب فرمایا اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ عرض ہوئی ای جہلال دروازے
پر بارگاہ کے خدمتگار آیا ہی آپکو طلب فرمایا ہی جہلال بحال ہوگیا اور حکم کیا کہ جسقدر ساحر و غیر ساحر
ہماری بارگاہ مین موجود ہین سب تیار ہون سب تیار ہوکر جہلال کے ساتھ ہوے یہ بھی
ایک سمت روانہ ہوے جہلال چلتے وقت کل لشکر سے کہتا گیا کہ سب تیار ہوکر ہمارے
پیچھے آؤ ہم پاس رستم کے جاتے ہین اور آقا نے تم سبکو طلب کیا ہی سب تیار ہوکر چلے مگر اول رستم
جو صحرا مین آئے نماز ظہر پڑھی بعد نماز مصروف شکار ہوے باہر بہر کامل شکار طائران ہوا کا
کر کے فرمایا ای سمک کوئی آہو دستیاب نہوا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ مین نے کہ ہرکارے
بھیجے ہین یہ ذکر تھا کہ دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یہان سے تین کوس پر شکار

مستعد ہو رستم نے اس طرف گھوڑا ڈالا دیکھا سامنے چند آہو چر رہے ہین رستم نے ایک آہو پر گھوڑا ڈالا تعاقب مین آہو کے چلے اور سوار اور آہوؤن پر گھوڑے ڈالکر روانہ ہوگئے مگر رستم گھوڑا ڈالے ہوے آہو کے پیچھے جاتے ہین آہو نے پہر بھر کامل جست وخیز کی ایک مقام پر جاکر آہو چوکڑی بھولا رستم نے تیر مارا آہو تیر کھاکر بھاگا رستم حیران ہے کہ میرے ہاتھ کا تیر کھایا اور آہو نکل گیا حیران ہوکر اسی مقام پر اترے سمجھے کہ یہ مقدمہ خالی از اسرار نہ تھا آہو تیر خوردہ بھاگ کر ایک جانب نکل گیا رستم نخل کے سایہ مین ٹھہرے کہ رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی آفت رسیدہ یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہا ہو نظم

کام آخر ہوا اپنا ضعف مژگان سے — حسرت تیر لیے جاتے ہین ترکستان سے
وصل کے بعد کھلا ہمکو غم ہجران سے — نہین ہوتی ہو مکافات عمل انسان سے
حیف ہو خاک کا پتلا نکرے یاد اسکو — الفت اللہ کو کس مرتبہ ہو انسان سے
باغ مین زلف وخد یار ہو یاد آجاتا — کبھی سنبل سے الجھتا ہون کبھی ریحان سے
گردش بخت ہو یا گردش پرکار آتش — پاؤن اٹھتا نہین اس دائرۂ دوران سے

یہ اشعار اس سوز وگداز سے کوئی پڑھکر رو رہا ہو کہ رستم بیتاب ہوگئے فوراً اپنے مقام سے اٹھے طرف آواز کے چلے چند نخل طے کیے تھے دیکھا ایک نخل ویران کہ جسمین برگ وشاخ کا پتہ نہین اسکے نیچے ایک جوان خوش رو خوشتر تاج ڈھلکا ہوا گریبان پھٹا ہوا منہہ پر خاک دامن وگریبان چاک چاک کرد وگر اشعار مذکور پڑھ رہا ہو رستم حال زار اس جوان کا دیکھکر نہایت پریشان ہوے گھوڑے سے اترکر قریب آئے فرمایا ای جوان حال زار اپنا ہم پر بھی ظاہر کر کہ اسکا علاج کرین وہ جوان اور رونے لگا کہا ای شہریار میرا درد علاج پذیر نہین رستم نے کہا جتنے درد پروردگار نے خلق کیے ہین سبکا علاج بھی تعلیم فرمایا ہو تو بیدل نہو ہم بدل وجان کوشش کرینگے جوان نے پوچھا آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہو رستم نے اپنا حسب ونسب ظاہر کیا اور فرمایا مین فتاح طلسم ہفت پیکر ہون وہ جوان قدمون پر گر پڑا کہا کیا تعجب ہو کہ آپ سے مشکل میری حل ہو ایک بزرگ عالم خواب مین آئے تھے انھون نے زائچہ بتایا تھا کہ فتاح طلسم ہفت پیکر سے تیرا مدعاے دل حاصل ہوگا یہ کہکر عرض کی ای شہریار باپ میرا سالم نیزہ باز ہو غلام کو سلیم تاجدار کہتے ہین ایک دن براے شکار نکلا ایسا شکار ہوا کہ آج تک غریب رہا ہون حتی کہ گھر بار چھوٹا یہ جنگل اجاڑ مقام ہوا سامنے پہاڑ ہو کہ اسکو کوہ بے ستون کہتے ہین

وہان ایک قزاق رہتا ہی کہ اُسنے راستہ بند کر دیا ہی جو قافلہ نکلا اُسے لوٹ لیتا ہی اور بالای کوہ
چلا جاتا ہی ہر شخص کوہ کی بلندی سے عاجز ہوتا ہی اکثر بادشاہون کی رسالین لوٹین بادشاہون نے آکر
گھیرا مگر اُسکو نہ پایا پہاڑ پر قلعہ بند کر لیتا ہی بڑے بڑے شاہان جلیل آئے اور اُسکا کچھ نکر سکے آخر
ناچار ہوکر چلے گئے مین شکار مین تھا کہ ایک آہوے تیر خوردہ میرے سامنے آیا مین نے اُسے شکار کیا
عقب مین اس آہو کے ایک نقابدار بادلہ پوش آیا مجھسے تکرار کرنے لگا کہ میرا شکار کیون تو نے مارا مین نے
جواب سخت دیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے کلائی تھام کے کمر مین ہاتھ ڈالا نرمی ہاتھ کی معلوم ہوئی
مگر اُسکو اُٹھا لیا بند نقاب جو اُسکے چہرے سے ہٹا صاف ثابت تھا کہ ابر ہٹا اور چاند نکل آیا
اُس معشوق خوبرو کو دیکھکر میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا غش کھاکے گرا وہ نازنین بھی مجھپر پاک ہوئی
سر میرا اُٹھا کر زانو پر رکھا گرد و غبار پاک کیا مجھکو ہوش مین لائی مین اُٹھ بیٹھا نام پوچھا اُسنے نام اپنا قتال
عنبرین مو بتایا مین اس سے بیٹھا باتین کر رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی وہی قزاق تھا ایک شکار کھیلتا ہوا
آیا بیٹی پر غصہ کیا اُسکو گرفتار کرکے ملازمون کے حوالے کر دیا مجھسے کہا کہ تو تاجدار ہی اگر خواہان وصل کا
میری دختر سے ہی تو لشکر لیکر آ اگر مجھکو زیر کرے تو مین تیرے ساتھ شادی کر دون مجھکو بھی اپنی سپاہ گری پر ناز
تھا اپنے ملک مین آیا بیمار پڑ گیا باپ کو خبر ہوئی یہ کیفیت دریافت کرکے باپ میرے فوراً لشکر تیار کیا مین نے
جاکر سفتون قزاق کو گھیرا وہ پہاڑ سے اُترا آپس مین طبل جنگی بجے صبح کو مین میدان مین نکلا سفتون کو طلب کیا
سفتون خود میدان مین آیا میرے اُسکے مقابلہ ہوا اُسنے مجھے زیر کیا خنجر گردن پر رکھ کے ہٹا لیا اور کہا کہ جا
کبھی ایسا ارادہ نکرنا مین روتا پیٹتا اپنے قلعے مین آیا مہینون بیمار پڑا رہا ایک شب کو خواب مین دیکھا
کہ فلان صحرا مین جاکر مسکن کر فرزند صاحبقران وہان تشریف لائینگے تیرے کفیل ہونگے شکر ہی کہ
آج قدمون تک پہونچا میری دستگیری فرمایئے معشوق سے مجھکو ملا دیجئے وہ قید ہی مین آوارہ دشت
ہون یار رستم نے سر سینے سے لگا لیا فرمایا کہ ای سلیم تاجدار انشاء اللہ مین تجھکو تیرے معشوق تک
پہونچا دونگا گرد و غبار چہرے کا پاک کیا سلیم تاجدار رستم سے باتین کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا
کہ ایک بادشاہ پیر زمین گیر تخت پر سوار پشت پر دس بارہ ہزار سوار و پیدل بارگاہین خیمے لدے
ہوے ہمراہ آکر پہونچا بیٹے کو خوشی مین دیکھکر گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند آج تجھکو خوش پاتا ہون
سلیم نے کہا ای باپ آج باعث خوشی کا یہ ہی کہ رستم سے ملاقات ہوئی اُنکو خدا نے بھیجا یا معشوق ملانے کا

اقرار فرماتے ہین امید قوی ہی کہ انشاء اللہ معشوق ملے مین تو دین اسلام مین آنا باپ نے بیٹے کو
لباس پہنایا بارگاہ استاد کی رستم کو لیکر باپ بیٹے بارگاہ مین آئے خاطر کی دوسرے دن سوار ہوکر
طرف کوہ بے ستون کے چلے مفتون قزاق کاروان لوٹ کر آتا ہی زیر کوہ اُترا ہوا ہی مال جو لوٹ کر
لایا بالاے کوہ بھیج رہا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ سالم نیزہ باز اپنے بیٹے کو لیکر آتا ہی مفتون نے
پوچھا کہ ایک مرتبہ تو سلیم تاجدار آکر زیر ہوا اب کس بھروسے پہ آتا ہی ہرکارون نے بیان کیا کہ
فرزند صاحبقران کو لیکر آتا ہی مفتون نے کہا مین تو خواہان تھا کہ طلسم کشا میرے مقابلے کو آئے
مین اُسے گرفتار کرکے خدمت خداوند مین بھیجون یہ کہکر مفتون باہر نکل آیا دیکھا آگے آگے رستم
تخت پہ باپ بیٹے سوار پشت پر لشکر آکر اُترے مفتون بہت خوش ہی قزاق اُسکے کہ رہے ہین
اگر حکم دیجیے تو لشکر مین گھس پڑین مال لوٹ لین طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائین شام کو مفتون نے
طبل جنگی بجوایا ساتھ والون سے کہ رہا ہی یارو طلسم کشا نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا پہلوانون
سے سرحد طلسم خالی ہوگئی طلسم کشا نہایت بہادر ہی اب صبح کو میدان مین دیکھا جائیگا جب
رستم نے خبر سنی کہ مفتون قزاق نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی رستم نے نوازش طبل کو حکم دیا تیاریان
ہونے لگین جاگیر رات گذری جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین آفتاب نے نیزۂ
خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان
مین آئے مفتون میدان مین غرور کرتا ہوا نکلا پکار کر آواز دی ای طلسم کشا مین تمہارا مشتاق ہون
یہ میری خوش نصیبی کہ آپ میرے مقابلے مین آئے طلسم کشا نے مرکب باد رفتار چمکایا قضاے کار
بالاے کوہ جو قلعہ ہی بیٹی اُسکی عاشق جمال سلیم تاجدار نظر بند تھی اُسنے کنیزون سے کہا ذرا مجھکو سامنے
کردو کہ مین دیکھون آج سلیم تاجدار کس مددگار کو لایا ہی کنیزون نے ملکہ کا فرش قصر قلعہ پر بچھایا رستم
گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین کہ نگاہ قتال عنبرین مو کی جمال بے مثال رستم پر پڑی دیکھا کہ
شعشۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی ہو رہا ہی مفتون نے جو شاہزادے کو آتے ہوے دیکھا
رعب و دبدبہ دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہوگیا گھوڑے سے اپنے اُترا جھک کر سلام کیا کہا ای شہریار
مین مدت سے مشتاق دیدار جمال تھا آج میری تقدیر نے رسائی کی کہ آپنے سرفراز کیا میری بیٹی
ہون دختر میری آپکی کنیز ہی جسکے ساتھ چاہیے منسوب کیجیے یہ کہکے قدمون کو بوسہ دیا گھوڑے سے رستم

کو اُتارا کہا اپنا مذہب تعلیم کیجیے رستم نے کلمہ تعلیم کیا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا رستم کو استقبال کرکے بارگاہ مین لایا ساتھ ساتھ رستم کے سلیم تاجدار کو جو قتال نے دیکھا بیقرار ہوگئی یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

خواہان ترے ہر رنگ مین ای یار ہمین تھے ۔ یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے
بیداد کے محفل مین سزاوار ہمین تھے ۔ تقصیر کسیکی ہو گنہگار ہمین تھے
وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہوتا ۔ سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے
دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا ۔ اک خاک مین ملتے دم رفتار ہمین تھے
بھڑکانے سے آتش کے جلانے لگے یا تم ۔ الطاف وعنایت کے سزاوار ہمین تھے

یہ اپنی آنکھون سے ملکہ نے دیکھا کہ سلیم تاجدار رستم کے ساتھ بارگاہ مین باپ کی آیا کنیزون کو حکم دیا دریافت تو کرو کہ باپ رستم سے کیونکر پیش آیا کنیزین خبر کے واسطے دوڑین سلیم جو بارگاہ مین لیکر رستم کو آیا مقام صدر پر جگہ دی اور عرض کی اگر حکم ہو تو ترنج خوشبوئی سینے پر سلیم کے لگایا جائے رستم نے حکم دیا ترنج خوشبوئی آیا سینے پر سلیم کے لگایا سلیم مثل گل کے شگفتہ ہوگیا صدائے مبارکباد بلند ہوئی رستم نے کہا ای سفتون ہم اپنے سرداروں کو لیکر الگ بارگاہ استادہ کرا لین تم اپنے بھائی کے پاس رہو یون شادی ہو سفتون نے کہا آج شب کو میری بارگاہ مین تشریف رکھیے غلام چاہتا ہی جو کچھ بہ جزء آتش ذرہ بمقدار کو میسر ہی وہ پیش کرے رستم نے قبول کیا شب کو سامان دعوت مہیا کیا سفتون نے روشنی کرائی رستم کو مقام صدر پر بٹھایا لطائف نغمہ باجے ناچ راگ رنگ رہا شب بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو بارگاہ مین بصیر دین آ دبی ہی سفتون معروف خدمت ہی کہ ایک قزاق دوڑتا ہوا آیا اور سفتون کے کان مین کچھ کہا سفتون کی رنگت متغیر ہوگئی رستم نے پوچھا کیون ای سفتون اسوقت کیا سانحہ گذرا کہ تم متغیر ہو چہرے سے انتشار ٹپک رہا ہی عرض کی ای شہریار مین نے بادشاہ کے قصبات دبالیے ارسالین لوٹ لین اسطرف سے راستہ بالکل بند کردیا کیوس تاجدار کہ بڑا بادشاہ زبردست ہی اسکی ارسال ادھر سے نکلی مین نے خود لوٹ لیا اُسنے آکے گھیرا ایک مہینہ برابر وہ اُترا رہا مگر میرا کچھ نکرسکا مین بالاے کوہ قلعے مین تھا اُسنے جو خبر پائی کہ زیر کوہ مین سے جشن کیا ہی تین لاکھ فوج سے آگیا اب پہاڑ کے رستے روکے ہوا ہی کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤن تو ای شہریار سب راستے تو تنگ گے گھیرے اُسنے بٹھا دیے ایک گھاٹی روکنے کو باقی ہی کہ ایک سوار

سے مرکب جا سکتا ہی بس حضور بالاے کوہ جائین غلام لڑ بھڑ کر مر جائیگا رستم نے کہا ای مفتون ہم
اسوقت تیرا ساتھ نچھوڑینگے اُس سے مقابلہ کرینگے مفتون نے عرض کی حضور ایسے ہی صف شکن و
تیغ زن ہین مگر اُسکا قد و قامت مثل دیو کے ہی اُسکے ہمراہ چار سو پہلوان ہین ایک ایک بے مثل و
بے نظیر فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق کیونکر عرض کرون کہ حضور اُس سے مقابلہ کرین
رستم نے کہا میدان مین دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی خبردار جسطرح بیٹھے ہو اسی طرح بیٹھے رہو کسی انتظام مین
فرق نہ آنے پائے مفتون کانپ کر خاموش ہو رہا ساتھ والون سے ارشاد کرتا ہی یارو تمھارے
خیال مین آتا ہی کہ اُس دیو خصال عفریت مثال سے آقا مقابلہ کرینگے تلوار اسقدر بھاری باندھتا
ہی اُسکے وار کو کون سنبھال سکیگا مگر خاموش خوف رستم سے کچھ کہہ نہین سکتا کنیزون نے جاکر
یہ خبر ملکہ قتال عنبرین مو کو سنائی ملکہ یہ خبر سُنکر بیتاب ہوگئین کہتی تھین مین خود جاؤنگی جان
اپنی قدم اقدس طلسم کشا پر نثار کرونگی مگر اُس دیو خصال سے نہ لڑنے دونگی لیکن کیوس تاجدار
انتظام کوہ کرکے سامنے لشکر مفتون کے آیا کہلا بھیجا کہ ای مفتون اب کہان جاؤگے مین نے
خبر تمھارے جشن کی ملازمون سے پائی خود تکلیف کی سنا ہی کہ طلسم کشا کو تمنے گھر مین اپنے جگہ دی
خداوند نے خواب مین آکر مجھے ارشاد فرمایا کہ جاکر طلسم کشا کو گرفتار کرکے ہمارے پاس لے آؤ
کرو اور مفتون سے بدلہ لو کہ ہمیشہ بھاگ کر پہاڑ پر چلا جاتا ہی اب دیکھون پہاڑ پر کیونکر جاتے ہو
مین نے سب راستے روک دیے اب بالاے کوہ نہ جا سکوگے مین نے سب جگہ پہرے بٹھا دیے
ہین یہان مفتون نے ہرچند رستم کو سمجھایا رستم نے ہرگز قبول نہ کیا فرمایا کہ ای برادر تمکو تو اُسنے
گھیرا ہی اور ہم بالاے کوہ چلے جائین اپنی جان بچائین یہان کیوس نے حکم دیا جب سب طرف
سے گھیرا پڑ چکا تو نوازش طبل کو حکم دیا نقارۂ رزمی گڑگڑایا ہرکارون نے مفتون کو خبر پہنچائی
مفتون نے جواب دیا کہ ہمارا جو طریقہ ہی اسطرح لڑینگے تو ہے کے قزاق دشمن کو گھبرا دینا مکر سے
کام لینا ہمارا کام ہی رستم نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے مفتون نے کہا ای شہریار
مین مقابلے مین کیوس کے نجاؤنگا مگر رات کو کھلبلی ڈالدونگا رستم نے کہا ای بہادر یہ تو جرأت کے
خلاف ہی ہم یہ حکم نہ دینگے جسطرح طبل جنگی بجا ہی اسی طرح مقابلہ بھی ہوگا مفتون نے کہا ای شہریار
انصاف شرط ہی فوج اُسکے پاس بے حساب خود بہادر وہ جواب چار سو پہلوان افسر وہ بھاگنا نہین جانتے

فوج کو کیا اڑا ئینگے میدان کارزار سے قدم ذرا ہٹا ئینگے کیسا معرکہ پڑیگا ہر ایک افسر پہلوان نامی
اور نامآور خود فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق جو وقت تلوار پکڑ کے جم جائیگا رستم وقت بھی
ٹھہرائیگا صرف بارہ ہزار قزاق تین لاکھ فوج جنگی سے لڑ سکتے ہین لہذا شب کو بطور شبخون گرینگے
جو گھر جائینگے وہ مارے جائینگے اور جو نکل گئے گھاٹیون پر تلوار چلیگی اگر پہاڑ ہمنے پکڑ لیا تو پھر
بہرام فلک بھی ہمارا مقابلہ نہین کرسکتا اور جو گھاٹیون پر گھر گئے تو مارے گئے یہ ترکیب ہماری ہی
رستم نے کہا یہ سب تدبیرین بیکار ہین صبح ہونے دو دیکھو میدان کارزار مین کیا گذرتی ہے المشکل
رستم نے سفقون کو سمجھایا فرمایا اے برادر ہمارے بعد تمکو اختیار ہے اگر کیوس کو اپنی جرات
وشوکت پر گھمنڈ ہو تو ہم اُسے جواب دینگے دیکھنا ہمارے اسکے کیا گذرتی ہے سفقون کی بیقراری
اور یہ خبر جو اندر پہونچی تو ملکہ قتال کی اشکباری فرماتی ہین صاحبو جو شخص باعث ہوا ہمارے
آباد کرنے کا وہ آمادۂ حرب وپیکار ہے اور یہ جانتے ہین کہ کیوس بلائے روزگار ہے کہ اس سے
کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اس اقلیم مین تو کوئی ایسا نہین کہ اس کو جواب دے یا انسان ہین وہ دیو
ہو اسکے مقابلہ کو رستم فرماتے ہین صرف انکا تقاضائے جرأت ہے جب اُنکے دشمنون پر سختی پڑی
خدانخواستہ اُس دشمن کے ہاتھ سے انکو چشم زخم پہونچا تو ہم لوگ کیا زندہ بچینگے اور کیوس کو رنج
عظیم مجھسے پہونچا ہے بربادی کو وہ کا ارادہ کریگا اور باعث خرابی یہ ہے کہ میرے حسن کا اس اقلیم مین
شہرہ ہے اب کو قزاق جانکر کسی بادشاہ نے ارادہ نہین کیا وہ ضرور محل مین آنے کا ارادہ کریگا پھر
میرا زندہ رہنا بیکار ہے اُسکے آنے سے پہلے اپنی جان دونگی اور زیادہ باعث خرابی یہ ہے کہ سلیم اور
سالم کے نام کا دشمن ہے نہین معلوم ماں باپ بیٹون کو قتل کرے یا گرفتار کرے مجھسے دیکھا جائیگا
کہ عاشق صادق قتل ہو میرے دل کی تو یہ کیفیت ہے اصل مین یہ صورت ہے نظم

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہوا — ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون
قاتل سے اپنے مرتبہ عشق اک ہے مجھے — میرے لہو کے داغ نہ دامان سے دور ہون
یارب برا ہوا اختر بخت سیاہ کا — اس چاندنی مین مہر تابان سے دور ہون
اے خضر ناگوار ہے پانی کا بھی سلوک — ہمتو کھڑے بھی چشمہ حیوان سے دور ہون
آتش غم حسین مین روح نفس ہا ہے کیا — سطرین کی سطرین نامہ عصیان سے دور ہون

کنیزین عرض کر رہی ہین حضور نہ گھبرائین وہ ا بے زمانے کے رستم ہین صدہا ملک فتح سیکیے ہین طلسم مین ہنگامہ برپا ہی بڑے بڑے پہلوان رستم نے مارے وہ فرزند صاحبقران ہین کچھ سمجھ کے ارادہ مقابلے کا کیا ہی جب کنیزون نے بہت سمجھایا ملکہ نے سجادہ بچھایا دعائین ملنگنے لگین کہ ای خالق بے نیاز داور رب کارساز رستم کو کیوس پر غالب کرنا مین سلیم وسالم کو بھی خیر وعافیت سے دیکھون کسی پر زوال نہ آئے اُس دشمن کے ہاتھ سے بچالے تیرے نزدیک سب آسان ہی اندر باہر مردون مین عورتون مین ہر خرد وکلان کو تردد ہی کہ دیکھین کیا معرکہ گذرے شب بھر اسی ہنگامہ مین بسر ہوئی جبکہ جلاد زرین پوش خنجر ضیاء شعاع ہاتھ مین لیکر بالائے چرخ زبرجدی آیا تمام میدان نورانی اور منور ہوا رستم سفقون کو ساتھ لیکر سوار ہوے سامنے دریاے فوج کیوس موج مارتا ہی تین لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل ایک ایک سیاہ سالار پہلوان زبردست ایک ایک بادۂ کبر و نخوت سے مست یہی ارادہ ہی کہ ان سب پر جا پڑین قزاقون کو گھیر کر ماریں سب سردار اُبلے ہوے کیوس سب کے آگے گینڈے پر سوار کہتا ہی اُس قزاق نالائق نے بڑے بڑے رنج وملال دیے اس کو وزے کیوس میدان مین آکر پہونچا جا نبین سے صفین آراستہ ہوئین اُدھر تو فوج بے حد و بے حساب ادھر بارہ ہزار قزاق سفقون کا اُسوقت بھی یہی قصد ہی کہ مین فوج پر کیوس کی جا پڑون لڑتا بھڑتا اپنے کو بالائے کوہ پہونچاؤن نہایت چست وچالاک ہی مگر کیوس نے فوج کو اسطرح جمایا ہی کہ کسی طرف سے نکلنے کا سامان نہین معلوم ہوتا رستم دمبدم فرماتے ہین ای سفقون گھبراؤ نہین دیکھو کیا ہوتا ہی کوئی میدان مین آوے تو مین نکل کر جواب دون تم انتشار نکرو جو دل مین قصد ہی اُسکو نکال ڈالو جب فوجین جم چلین تو کیوس نے قصد کیا کہ مین نکلون دیوث مردار خوار بھائی اسکا جو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے گینڈا جمکایا بھائی سے اجازت لی کیوس نے کہا ای دیوث مین حیران ہون رات بھر اسی فکر مین جاگا کہ سفقون کس بھروسے پر ٹھہرا ہی مین جانتا تھا یا بھاگ جائیگا یا مجھسے صلح کریگا خزانہ جو میرا لوٹ لیا ہی اگر وہ پھیر دے تو مین اُسکے خون سے درگذرون یہ مقدمہ پیش کرنا شاید اُسکو مال سے جان اپنی عزیز ہو دیوث نے کہا مین سمجھا دونگا دیوث گینڈے کو جمکاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای سفقون تو دیکھتا ہی کہ ابر فوجون کے گھرے ہین اگر شاہ کا لوٹا ہوا مال پھیر دے تو تیری جان بخشی ہی قتال تجھسے

دیکھ رہی ہو کنیزون سے کہنے لگی جاکر باپ کو سمجھاؤ کہ مال لوٹا ہوا پھیر دین جان تو بچے اپنے
گھر مین مہمان آیا ہوا ہی سلیم و سالم بھی موجود ہین دیوث دیو ہی دیکھو تو کیا غریو ہی میرا دم رکا
دل گھبراتا ہی مضمون شاعر کا یاد آتا ہی — نظم

ای پری ہین ترے دیدار کے خواہان کتنے / لہجے ہین آٹھ پہر کوچے مین نالان کتنے
جور صیاد سے گلشن ہوے ویران کتنے / آشیان چھوڑ گئے مرغ خوش الحان کتنے
کسطرح آؤن مجھے کاہیکو آنے دینگے / نئے نوکر ہوے ہین آپکے دربان کتنے
ربط ہین کافر و دیندار سے یکسان مجھکو / کہتے ہندو مجھے کہتے ہین مسلمان کتنے
کوچۂ یار مین ای آتش بقول غافل / تشنۂ خون ہین مرے گبر و مسلمان کتنے

کنیزین کہتی ہین واری دیکھیے اب اس دیو سے کون مقابلہ کرتا ہی جیسے دیوث نے پکار کر کہا
کہ ای مفتون شاہ تمھاری جان بخشی کرتے ہین مگر خزانہ جو لوٹ لیا ہی وہ پھیر دو اپنی جان کو غنیمت
جانو مفتون نے رستم سے کہا ای شہریار فیصلہ کرون خزانہ وہ ابتک رکھا ہی رستم نے کہا ای برادر
ابتو خزانہ دینا خلاف ہی دیوث نے پکار کر آواز دی ای مفتون اگر مال نہین پھیرتے تو کسیکو مقابلے
کو بھیجو جیسے دیوث نے یہ کہا رستم نے مرکب کو بڑھایا سامنے سلیم تاجدار کے آکے فرمایا ای شہریار
اجازت میدان مفتون تو گھوڑے سے کود کر قدمون سے لپٹ گیا سلیم و سالم دونون رونے
لگے کہتے تھے ای شہریار مال کے واسطے مفتون جان دیتا ہی اس دیو خصال سے حضور کیونکر
مقابلہ کرینگے کیوس کا بھائی دیوث ہر ادھر کے قلعہ جات سب اسی نے فتح کیے جس ملک پر
گیا کبھی خالی نہ پلٹا رستم نے کہا اب آپ اجازت دین پھر تماشہ دیکھین کہ اس دیو خصال سے
کیا گذرتی ہی تاجدار نے جواب دیا آپ کے خدا کو آپ کو سپرد کیا خدا آپ کو مظفر و منصور کرے یہ
سنتے ہی رستم نے گھوڑے کو صف سے نکالا مرکب بادپیما کلاتیان مارتا ہوا دم سے جنور کرتا ہوا
میدان کارزار مین آیا دیوث نے جو رستم کو آتے دیکھا گرز وہ سیر کا لیکر اسے تکا در بڑھا
کوٹھے سے ملکہ بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین کہ آپس کی تگادو مین نیا مضمون ہوا سات قدم گھوڑا
دیوث کا اور تین قدم گھوڑا رستم کا پیچھے ہٹا ملکہ نے کنیزون سے کہا ظاہرا تو خیر معلوم ہوتا
ہی گھوڑا اُسکا زیادہ ہٹا بیشک یہ اپنے زمانے کے رستم ہین خدا انکو غالب کرے دیوث

نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی مگر رستم ہر مرتبہ نیزہ خالی
زرہ میں رکھ دیتے ہیں جسم سیاہ پر قطرہ خون کا ابھر آتا ہے سیکڑوں زخم نوک نیزہ سے جسم پر دیو
کے لگائے لوگ پھبتیاں کہہ رہے ہیں تختۂ آہن پر شنجرف کے نقطے دیے ہیں دیوث عاجز ہو گیا
ہی ایک مقام پر گا تھا کہ رستم نے نیزے کا پھیر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے دیوث کے نکل گیا نعرۂ
احسنت و آفریں کی صدا بلند ہوئی دیوث نے دیکھ کر آواز دی اے رستم نیزہ بازی کھیل ہے
مرداں عالم کا تیغ جلے دریغ نیام سے کھینچتا ہوں اگر کوہ آہنی ہے تو سامنے ہو وار یہ بھی دو دو
کروں اب اپنے کو بچاؤ پیچھے ہٹ جاؤ رستم نے کہا مردان عالم جنگ سے منہ موڑتے ہیں تلوار
کھینچ اسکا بھی وار سہینگے بندہ نے اہم بھی وار کرینگے دیوث نے خبردار خبردار کہکے تلوار کا ہاتھ
مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاؤ سے ہاتھ نکالا مرکب چمکا یا خبردار خبردار کہکے تم
تلوار کا مارا دیوث نے بجز استمام کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالدیا رستم نے گریبان پکڑ لیا
آپس میں بھڑ کے چلنے لگے آخر دونوں جوان گھوڑوں سے کود پڑے دیوث کہتا ہے اے رستم زور میں
کیا کروگے ہاتھ پیر توڑ کے رکھ دونگا رستم نے کہا یہ حوصلہ ہی رہجائیگا دیوث کہتا ہے اے رستم
کیوں فساد بڑھاؤ مفتوں سے کہکر خزانہ دلوادو رستم نے جواب دیا وہ خزانہ جس میں ہر شے بہا
اٹھوانا دشوار ہو وہ تجھ سے ہوسکے قصور نکر دیوث لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر ایک پٹکا مارا کہ
سر دیوث کا زمین سے لگا دیا سب نے دیکھا کہ دیوث بمشکل سنبھلا پھر رستم سے زور کرنے لگا
وہ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ رستم نے دونوں مونڈھے تھام کر پنجے میں سر اڑا یا ریل کرکے دوڑے
دیوث چاہتا ہے اپنے کو روکوں مگر وہ بتاوقت ہے کہ زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی ہے ستر اسی
قدم ریل کر دیوث کو لاسے گیوس اپنے مقام پر کھڑا ہے آج بھائی صاحب کو کیا ہو گیا کہ پیچھے
ہٹے جاتے ہیں [illegible] قدم پر رستم نے پٹکا مارا کہ دونوں گھٹنے دیوث کے آشنائے زمین ہوگئے
رستم نے کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور میں تا بہ گھٹنہ دوسرے زور میں تا بہ سینہ اور تیسرے
زور میں سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے بایاں قدم پیچھے چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتش بازی کے
چرخ کھانے لگا رستم نے دیوث کو زمین پر دے مارا کہ چاروں شانے چت گرا رستم کود کر
چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے اگر اپنی جان بری کو تو

چاہتا ہے تو ہفت پیکر پر لعنت کر دیوث بے ملول ہو کر جواب دیا بھائی پیل سامنے کھڑا
دیکھ رہا ہے میں مسلمان ہوں لگا رستم نے سینے سے اٹھا کر ایک پاؤں دونوں پاؤں سے دبایا
اور ایک پاؤں دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے میں سرین سے تا بناف دوسرے
جھٹکے میں شق کر دیا ہیں کمینہ دیوث کو چیر کر طرف کیوس کے پھینکا آواز دی او مغرور عقل و
فراست سے دور اب تو مقابلے میں آ تیرا بھی یہی حال کروں مغفوں کے قراقوں نے صدہا
احسنت و آفرین بلند کی کفار کیسے شرمندہ ہوئے مگر کیوس کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا
گینڈے کو بڑھا کر قریب رستم کے پہونچا رستم مرکب پر سوار ہوتے تھے ایک پاؤں رکاب میں
ایک خانہ زین پر پہونچا تھا کہ کیوس نے ہاتھ مارا سیلا سر پر رستم کے پڑا کہ خود کو کاٹ کر تا دو انگل
پہونچا رستم نے زخم کھا کر زخم سر کو تھاما جو آواز دی کہ او مکار اس قد و قامت پر یہ مکاری
اور تیغہ ہفت جوہر کھینچ کر ہاتھ مارا کیوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ ہفت جوہر چمک کے
ہو گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹتا تا دوار ہو تیغہ کیوس کے بھی پہونچا اس نے
دستانہ مارا تیغہ جھنا کے گردن پر گینڈے کی پڑا کہ گردن گینڈے کی کٹی کیوس مع گینڈا تہ و بالا
ہو گیا فوج والوں نے جانا ہمارا افسر مارا گیا تین لاکھ کافر چار سو پہلوان رستم پر آ پڑے رستم
تیغہ چمکا کے تین لاکھ کا فوج پر جا پڑے مغفوں نے جو دیکھا قراقوں کو لیکر کا سلیم و سالم بھی
فوج کو لیکر آ پڑے دونوں لشکر تو مل گئے مگر مغفوں جمعیت فوج سے یہی چاہتا ہے کہ اوپر بالا
کوہ پہونچیں پھر جھگڑا کوئی نہ پائے جا بجا ہوا لڑ رہا ہے کیوس تو بیہوش ہو گیا فوج والوں نے اسکو
ہوادار پر ڈال لیا مگر رستم زخم کھائے ہوئے مصروف جنگ ہیں مگر بباعث زخم سر کے اسقدر
خون جاری ہوا کہ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آنے لگا تلوار کو نیام میں کیا فرمایا اے مرکب اصیل مجھکو
لے نکل گھوڑا رستم کو لیکر طرف صحرا کے چلا ہر چند کہ شاہزادہ بیہوش ہے مگر کوئی دوشت سے قریب
نہیں آتا گھوڑا لیکر شاہزادے کو نکل گیا مغفوں قراق و سلیم و سالم بارہ ہزار فوج سے
لڑتے بھڑتے بالائے کوہ پہونچے وہاں جا کر مغفوں نے پہاڑ سے پتھر ڈھلکائے جو بلوہ
کرکے جاتا ہے وہ پتھروں کے نیچے دبتا ہے کئی ہزار جوان کیوس کے مارے گئے کہ کیوس کو
ہوش آیا کہا یارو میں جانتا ہوں جو تقدیر میں لکھا ہوگا وہی ہوگا رستم کوہ میں نے

باب قریب شمشیر قتل کیا پہاڑ پر جانے کا ارادہ نکرو پہاڑ پر نہ جا سکو گے فراق پتھر برسا رہے ہیں
تیغے نکالے کیوس دیا سب نے کہا حضور فراقون کی لڑائی جی پتھر ڈالتے ہیں اس ڈر و شور سے
پہاڑ سے کوہ گیا کہ ہم لوگ نہ روک سکے کیوس نے حکم دیا کوہ کو چار جانب سے گھیر لو فوج کیوس
نے کوہ کو گھیر لیا کیوس کا علاج ہونے لگا مگر رستم کو گھوڑا لیکر جلا رات بھر لیے ہوئے چلا آیا
صبح کو ایک صحرا میں آکر ٹھہرا گھاس چرنے لگا رستم کی آنکھ کھل گئی گھوڑے سے اترے رشتہ اور
سوزن تھیلی سے نکالا اور آئینہ سامنے رکھکر اپنے ہاتھ سے سر میں ٹانکے دیئے زخم کو باندھ
خیال میں گذرا کسی گوشے میں ٹھہر کر دو چار روز میں زخم کو صحت دیں پھر طرف کوہ بے ستون
کے چلیں آگے آگے رستم پیچھے مرکب تھوڑی دور چلے تھے کہ آدمیوں کے بولنے کی آواز کان میں
آئی سر اٹھا کے دیکھا ایک باغ وسیع ہے اسکے باہر صد ہا خیمے استادہ ہیں کچھ جوان رنگین پوش
باغ میں جاتے ہیں کچھ باہر آتے ہیں رستم طرف اس مجمع کے چلے جب قریب باغ آئے پوچھا کہ
یہ کیسا جلسہ ہے لوگوں نے بیان کیا یہ اقلیم متعلق ہفت کوہ ہے جہان خدائی خداوند ہفت پیکر
کی ہے اس سرزمین کو فاروقیہ کہتے ہیں فاروق صف شکن یہاں کا حاکم ہے اور یہ باغ عشرت آباد
ہے شاہ و شہریار زادوں کی شادی اسی مقام پر ہوتی ہے دختر فاروق کی شادی ہے فاروق خود آیا
اسی کا مجمع ہے مگر فاروق کوہ تن مہمان نواز تھا کہا کہ آپ اندر تشریف لیجائیے رستم مع مرکب
اندر باغ کے آئے دیکھا فرش جابجا بچھا ہے طائفے ناچ رہے ہیں جہاں رستم ٹھہرتے ہیں جمال انکا
دیکھکر لوگ جمع ہو جاتے ہیں ہرکاروں نے آکر پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہے کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا رستم نے کہا میں فرزند صاحبقران ہوں اسطرف بھی اتفاق آب و دانہ سے نکل آیا رستم ایک
چمن میں آکر بیٹھے تمام تاجدار بھی اسی مقام پر آ گئے بیچ میں رستم بیٹھے ہیں گرد تاجدار پہلوانان
صف شکن رستم سے باتیں کر رہے ہیں رستم زخمی ہونا اپنا کوہ بے ستون پر کاہن کیوس سے
بیان کر رہے ہیں وہ لوگ تعریفیں کر رہے ہیں ہرکاروں نے جا کر خبر فاروق کوہ تن کو پہونچائی
کہ فرزند صاحبقران آپ کے یہاں شادی میں آئے ہیں فاروق بہت خوش ہوا کہا صاحبو
یہ عنایت خداوند ہفت پیکر کی ہے میرے یہاں شادی میں فرزند صاحبقران تشریف لائیں کمر کو
باندھتا ہوا سپر و شمشیر سنبھالتا ہوا خود اسی مقام پر آیا کہ جہاں شاہزادہ بیٹھا تھا آکر سلام کیا

رستم نے جواب سلام دیا فاروق نے دست بستہ عرض کی حضور نے ذرہ نوازی فرمائی یہ مقام
آپ کے بیٹھنے کا نہیں ہے بارہ دری میں تشریف لے چلیے ہر چند رستم نے انکار کیا فاروق بہت محبت
سے پیش آیا رستم کو بمنت و خوشامد بارہ دری میں لایا سب تاجدار جمع تھے برائے استقبال اُٹھے
بیچ میں ایک تخت زبرجدی بچھا تھا اُس کے قریب دنگل زرین پر رستم کو جگہ دی ناچ ہونے لگا
ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا بعد تھوڑی دیر کے فاروق کوتوال آیا دست بستہ عرض کی دختر خداوند
ملکہ مغرور شمر بن کلام برائے شکار آئی تھیں ذکر شادی کا سنکر یہاں تشریف لاتی ہیں وقت ہے
آپ بھی برائے استقبال کھڑے ہو جائیے گا مجھ پر احسان ہوگا رستم نے کہا کیا مضائقہ ہے کہ
ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا آگے چوبداران نقیبان انتظام کرتی ہوئیں کئی ہزار کنیزان ماہرو ایک
تخت پر ایک معشوق نو بر نہایت حسین و جمیل چہرہ ماہ کمال ابرو رشک ہلال آنکھیں بعید دیدۂ
غزال تخت پر بیٹھی ہوئی پہلو میں وزیر زادی ستارہ پہلوئے ماہ میں ہے گرد فوجے سواری نمایاں
ہوئی رستم بھی اُٹھ کھڑے ہوئے فاروق کوتوال انتظام کرتا ہوا قریب ملکہ کے آیا کہا حضور یہ میں
نے کیا معقول تقدیر کی رستم فرزند صاحبقران میرے یہاں تشریف لائے ہیں وہ سامنے دیکھیے
کھڑے ہیں ملکہ نے نگاہ اُٹھا کے جو جمال بے مثال رستم کو دیکھا کہ ایک جوان رعنا غفص گردن
بلند بالا تنومند درشت چنگال جرأت و شوکت میں بیمثال رعب و داب و سطوت و صولت مثل
چاکران ہمراہ ہیں آسمان خوبی کے ماہ ہیں ملکہ کی نگاہ سے جو نگاہ ملی تیر مژگان دونوں طرف سے دونوں
دل پر لب معشوق ہوئے ادھر رستم تھرا لیے اُدھر مغرور ہر چند کہ اپنے کو ملکہ نے روکا مگر غش آنے لگا
وزیر زادی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ بار کھڑاتی ہوئی قریب تخت زبرجدی کے آئی دزدیدہ نگاہ
سے رستم کو دیکھتی ہوئی قریب تخت کے آئی تخت پر آ کے بیٹھی رستم دنگل زرین پر آ کے بیٹھے مگر
محبت مغرور کو دیکھ رہے ہیں فاروق کوتوال دیر تک کھڑا رہا آخر کام میں معروف ہوا ایک ایک
سے کہتا ہے میں نے بڑا مرتبہ پایا کہ فرزند صاحبقران بھی تشریف لائے اُدھر خداوند زادی تشریف
لائی ہیں آج وہ جلسہ ہے کہ اس سرحد میں کبھی ایسا جلسہ نہیں ہوا یہاں ملکہ نے گھبرا کر فاروق کو
بلا کر کہا کہ ہم کل سے شکار میں تھے تھکے ماندے یہاں آئے ہیں ہم جا کر کہیں تنہائی میں ٹھہر جگہ
کرے وہ بنے ہوئے تھے شیشہ آلات سے آراستہ ایک کمرے میں فاروق نے ملکہ عالم کو

بیٹھا یہاں رستم نے جو جلسے کو ملکہ سے خالی پایا دل گھبرایا فرمایا کہ ای فاروق اگر کوئی کمرہ خالی ہو تو
ہم وہاں جاکر آرام کریں کئی دن سے جنگل میں حیران و پریشان تھے تمہارے باغ میں آکر آرام پایا
فاروق نے ایک کمرے میں لاکر رستم کو پہونچایا ملکہ جو یہاں کمرے میں آئیں تنہائی میں گھبرا رہی
ہیں وزیرزادی سے کہا ای وزیرزادی کیا حال بیان کروں دل کی عجب کیفیت ہے وزیرزادی نے
کہا کچھ بیان کیجیے تب ملکہ نے رو رو کر حال عشق رستم بیان کیا وزیرزادی نے عرض کی حضور کے
کمرے کی پشت پر جو کمرہ ہے اُس میں وہ بھی تشریف لائے ہیں میں جا کے بلا لاتی ہوں حضور
کی بیتابی مجھ سے نہیں دیکھی جاتی یہ کہکے وزیرزادی گئی دیکھا رستم بھی اشعار پڑھ رہے ہیں سرنگون
تنہا بیٹھے ہیں وزیرزادی نے آکر عرض کی ای شہریار چلیے آپ کو ملکہ نے یاد فرمایا ہے رستم فوراً اپنے
مقام سے اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ اُس کمرے میں آئے ملکہ حجاب سے پردہ کرنے لگیں رستم
نے آکر ہاتھ تھام لیا وزیرزادی گوشے میں جا بیٹھی یہ دونوں شیدائے یکدیگر مصروف میخواری ہوے
لیکن نشہ و شراب کا جو اثر لڑکھڑاتے ہوے دونوں چھپر کھٹ پر آئے اور لیٹتے ہی سو گئے فتنۂ
خوابیدہ بیدار ہوا فاروق کہ تن نے صبرو تیغزن سے کہا جاکر دیکھو تو ملکۂ عالم اگر بیدار ہوں تو
میری جانب سے دست بستہ عرض کرنا کہ ای ملکۂ عالم حضور نے نیازمند کو سرفراز کیا آج مجھے نہایت خوشی
ہے کہ دختر خداوند نے قدم رنجہ کیا اگر خاصہ نوش کیجیے تو میں نہایت سرفراز ہوں سر افتخار بہ عرش اعلی
کے پہونچاؤں صبرو تیغزن بالاے بام آیا کنیزان ملکہ کو دیکھا کہ پڑی ہیں صبرو نے پوچھا تم سب
یہاں کیوں پڑی رہی ہو ایک شوخ و شنگ فوراً بول اُٹھی دو سلطنت اس کمرے میں ملکہ تشریف رکھتی ہیں
جاکے دیکھو تو کیا گل پھولا ہے دیکھکر بہت خوش ہو گے دوسری نے کہا ہوا تمھیں صاف صاف کہنے
سے کیا نفع ہوا ان باتوں کو سنکر صبرو طرف اس کمرے کے چلا دراروں میں سے دیکھا کہ چراغ گل ہے
کچھ معلوم نہیں ہوتا صبرو پہلوان زبردست ہے دروازے پر ایک لات ماری دروازہ ٹوٹا اندر
آیا دیکھا ملکہ و رستم ایک پلنگ پر لیٹے ہیں صبرو بیتاب ہو گیا بڑھکر قریب پلنگ کے آیا ملکہ کا ہاتھ
پکڑ کے جھٹکا مارا زیر پلنگ ملکہ گریں آنکھیں کھولکر یہ آفت دیکھی کہ صبرو جھکا چھپر کھٹ کے نیچے
گرا چکا صبرو نے اشارہ کیا ملکہ کو تو کنیزیں لپٹ گئیں ملکہ بیٹھی ہیں کہا دیکھا کیا کرتا ہے مگر صبرو نے
ہاتھ تلوار کا رستم پر مارا تلوار اُنکی خالی گئی پٹی پر پڑی کہ پٹی پلنگ کی کٹی رستم کی آنکھ کھلی صبرو کو تیغہ

کھینچے ہوئے سپر پر دیکھا اور کھڑا تے ہوئے اُٹھے کرسی پر الکا تیغہ رکھا تھا مشغول ہوا کہ بڑھکر
تیغہ لون مبرور نے دوسرا ہاتھ مارا کہ سپر رستم کا چو پارہ ہوگیا یہ تلوار کھا کر رستم نے قصد کیا کہ میں مبرور
کو لپٹ جاؤں مبرور نے تیسرا ہاتھ مارا کہ شانہ بھی رستم کا جھول گیا اب تو مبرور برس پڑا بے قدر
تلواریں ماریں کہ رستم چور چور ہو کر زمین پر گرے ملکہ چیخ رہی ہیں کہ او ظالم کیا کرتا ہی اگر وہ تلوار
تک پہونچتے اور اُنکے ہاتھ میں بھی تیغہ ہوتا تو تجھکو معلوم ہوتا او جلاد گنہگار تو میں ہوں مجھکو قتل کر
مبرور کہتا ہی او گیسو بریدہ تو نے ہم سب کو ذلیل کیا ہے تجھے باندھکر شہر فاسد میں لیجاؤنگا وہاں تو
دار پر کھینچی جائیگی تجھکو تیرباران کرینگے رستم کو تو میں نے مار ڈالا رستم تو بیہوش فرش پر پڑے تھے
دریا لہو کا جسم سے جاری مبرور نے اُسی فرش میں رستم کو لپیٹا اور پشتارے کو اُٹھایا سامنے ملکہ
کے دیوار کے اُس پار پھینک دیا کہتا ہوا میں نے فرزند حمزہ کو مارا خاتمہ کر دیا ملکہ کو گرفتار کر کے
ایک مکان میں بند کیا جلسہ شادی درہم و برہم فاروق نے جب یہ حال سنا کہا یارو اس بیحیا
نے شادی میں آکر یہ کیا فتور کیا مگر مبرور ملکہ کو مکان میں ڈالکر چو بند کر کے آپ گینڈے پر چڑھا
ہوا محافہ کو لیکر چلا فاروق سے کہا آپ چلے چلیں شادی مہمل بربادی ہوئی اس گیسو بریدہ
نے سبکو بدنام کیا محل میں چلکر سامنے اسکی ماں کے اسکو قتل کیجیے فاروق بڑا بہادر ہوا آگے
بڑھ گیا شہر میں آیا فاروق کو رستم کے مارے جانے کا بڑا قلق ہی شہر میں آکر دربار میں آیا کئی سو
پہلوان بیٹھے تھے کہتا ہی کہ مبرور لیے ہوئے محافے کو آتا ہی مبرور نے اُس شخص کو مارا کہ جسکا جرأت
میں مثل نہ تھا ایسا اس پر برس پڑا کہ وہ تلوار اور سپر لیے پایا اب محل میں جاکر اُس گیسو بریدہ کو قتل
کرونگا مبرور نے محافہ زنانی ڈیوڑھی پر اُتروایا ملکہ گلعذار ماں مغرور کی یہ حال سنکر دوڑیں ڈیوڑھی
میں آکر ملکہ کو عجب حال میں پایا کہ خراش ناخن غم سے جا بجا مبرور کا نام لیکر بیٹھی ہی کہتی ہوئی کہ اے مادر مہربان
اس جلاد نے اُس شیر بیشۂ جرأت کو ایسا مجبور و ناچار کر کے مارا اگر ہتھیار اُنکے ہاتھ میں ہوتے تو
اس بیداد گر کو حال معلوم ہوتا یقین ہی کہ بھاگتا پھرتا ہائے کس بیکسی سے اُنکو مارا ماں نے
منھ پر ہاتھ رکھ دیا کہا اے نور نظر خاموش رہو ایسا نہو تمھارے قتل کی تدبیر ہو ملکہ عالم کہتی
ہیں اے مادر مہربان تم اگر اس جوان کو دیکھتیں تو میرے جمال رعنائی کو بھول جاتیں میں اُنکی کنیز
معلوم ہوتی ماں نے مغرور کو ایک کوٹھری میں بند کر دیا ملکہ دیوانہ وار اُس اندھیری کوٹھری

میں سرنگرا سی ہیں کہ خبر پہونچی فاروق کو وہ تن بہ سالار قدرت تیغ لیے ہوے آتا ہی جیسے ہی فاروق
اندر آیا ملکہ نے کہا اے فاروق کیا ارادہ ہی فاروق نے کہا اُسکو قتل کرونگا قدرت کو جواب دیلونگا
گلعذار نے کہا اے فاروق سمجھ کے بات کر قدرت نے جو تقدیر کی وہ ہوا مجھ تو یہیں مناسب
ہوگا تو قتل نکر میں نے بیچ کو چھپا دیا قدرت جو مناسب جانیگا وہ کریگی میں لاکھ چھپاؤنگی تو کیا
ہوگا اگر موت آئی ہی تو کون روک سکتا ہی غلبہ فتنے کیمیں خون لیتا ہی فاروق کو گلعذار نے ایسا
سمجھایا کہ وہ باہر چلا گیا ملکہ ایک گوشے میں بیٹھی رویا کرتی ہیں کبھی کہتی ہیں اے کریم و رحیم میں نے
تیرے مذہب کا اعتقاد کیا ہی اس شہریار کو مجھے زندہ دکھا تا یہ جلاد صاحب بیداد دولت مد سواری
سے مارا جائے اپنی مروت کی سزا پائے ماں منع کیا کرتی ہی کہ بی بی خاموش رہو ابھی مطلب براری
روبکاری قدرت سے ہوگی دیکھیں وہ کیا فرمائیں کام تو یہ انھیں کا ہی کہ رستم کو جسنے صد ہا پہلوان
مارے کسی سے بند نہیں ہوا اُسکو مہر ور ایسے کے ہاتھ سے مروا دیا نہ بیر قتل کی نکالی قدرت
کے کارخانے قدرت ہی پر موقوف ہیں آٹھ پہر ایسی ہی تدبیریں کرنے میں وہ مصروف ہیں ملکہ
نے کہا اس نگوڑے کی خدائی کو آگ لگے کہ ایسی تقدیر کر دی اسکا بدلہ رستم کا خدا اسکے سامنے آئیگا
یہاں تو یہ کیفیت ہی لیکن حال رستم تحریر کرتا ہوں کہ مہر ور نے تو اپنے نزدیک مار ڈالا مگر مالک
دو جہان جان کا ہر شخص کی نگہبان ہی ہنوز جان باقی ہی مگر زخمداری سے بیہوش و مدہوش
قضائے کار اُس بیہوش سواد کا زمیندار سعدان نامی نام چند گنوار ساتھ صبح کو برائے نگہبانی
زراعت نکلا تھا ایک پاسی کی نگاہ پڑی اسنے بڑھکر سعدان کو خبر دی جو رونا لے میں پہلوان ڈال گئے
ہیں گھٹا پڑا ہی اگر کہیے تو اٹھوا لاؤں سعدان ٹہلتا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا جو ملی میں لپٹا ہوا پڑا گھٹا
پڑا ہی مزدوروں سے اشارہ کیا اٹھالو مزدور لے گئے اٹھا کر مکان پر لائے خاص اپنے بیٹھنے کا جو مکان تھا
اُسمیں گھٹا رکھوایا مزدوروں کو مزدوری دیکر کہلا آب سرد کی چھڑکا بیٹھا تماشہ کو لاغوں کے دھبے معلوم
ہونے لگے حیران تھا کہ ماں میں خون کہاں آخر ساری چاندنی کھولی دیکھا ایک جوان آفتاب آسمان خوبی و فلک
محبوبی حسین و جمیل زخموں سے چور چور ہچکیاں لے رہا ہی اُسنے فوراً جراح کو بلوایا کہا اگر اسکو صحت دیگا
تو جو مانگے گا وہی دونگا جراح نے فوراً زخموں کو دھو ٹانکے لگائے پٹیاں چڑھائیں کہا یخنی مرغ کی تیار
رکھیے جسوقت آنکھیں کھولے فوراً پلائیے سعدان زمیندار نے سب سامان مکمل کر لیا جو ہوشیار ہونے کا

منتظر رہا زخموں میں ٹانکے ہو گئے اور آرام ہوا رستم کو بعد دو پہر کے ہوش آیا آنکھیں کھولکر دیکھا
ایک مکان دیہات کی قطع کا ہے اور کھٹولے پر میں پڑا ہوں ایک شخص زمیندار وضع رومال ہاتھ میں مگس رانی
کر رہا ہے جیسے ہی رستم نے آنکھ کھولی سعدان زمیندار کو بڑی خوشی ہوئی تلوا سہلانے لگا رستم نے
ارادہ کیا کہ اٹھوں زمیندار نے منع کیا یخنی لیکر منہ سے لگا دی رستم نے شکر خدا کر کے یخنی پی اب دو
جراح آتا ہے زخموں کو دیکھ بھال جاتا ہے تیسرے دن زمیندار نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہے رستم نے
کہا حسین تیغ زن میرا نام ہے قزاقوں نے راہ میں گھیر لیا میں لڑ کر زخمی ہو کے گرا انہوں نے مردہ جانکر [illegible]
پھینک دیا خدا نے تمکو مہربان کر دیا کہ تم نے علاج کیا میں تمھارا نہایت ممنون و شکر گزار ہوں رستم نے
موتیوں کا مالا دیا کہا کہ اسکو بیچ کر ہمارے علاج میں صرف کرو زمیندار نے بہت عذر کر کے مالا لیا
جانتا ہے کہ یہاں کون خریدے گا یہاں سے جہاں بھی دو ہی گاؤں ہیں موتیوں کا مالا لیکر رکھ چھوڑا رستم
اٹھنے لگے بیرون مکان آکر بیٹھتے ہیں اور ٹہلتے ہیں زمیندار ملاقات کرتے ہیں ایک دن رستم باہر نکل کر بیٹھے تھے
صبح کا وقت ہے زمیندار اپنے حوائج ضروری سے فارغ ہو رہا تھا کہ رستم نے دیکھا کہ ادھر سے زنجیروں کی آواز آئی
رستم نے سر اٹھا کے دیکھا ایک دیوانہ زنجیریں ہلاتا ہوا آتا ہے آتے آتے قریب مکان زمیندار کے پہونچا
عورتوں کی آواز سنکے دیوانہ دروازہ زمیندار کا کھولنے لگا رستم نے للکارا او دیوانے مجہول بخت برگشتہ
نامعقول کیا کرتا ہے زمیندار کی عورتوں میں جانے کا ارادہ کیا ہے خبردار آگے نہ بڑھنا اس دیوانے نے [illegible]
نہ سنا چاہتا ہے دروازہ کھولے رستم جھپٹکر قریب پہونچے دیوانے نے چوبدست کو گردش دی اور پکار کر
کہا کہ او قاسے کج تم سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ ایک ہی چوبدست میں پیوند زمین کر دونگا جب وار کیا
چوبدست کا ہاتھ مارا رستم نے پہلو تہی کر کے چوبدست خالی دی وہ چوبدست زمین پر پڑی زمین کانپ گئی جس جگہ
یہ چوبدست پڑی تھی وہاں پانی نکل آیا دیوانے نے اپنا منہ پیٹ لیا پکار کر آواز دی ہائے آقا بے
تجھے نے میرا کنبہ تباہ خاک میں ملا دیا ہے قضا آگیا رستم نے پہلو سے آواز دی او دیوانے مجہول
حریف تیرا ابھی موجود ہوں دیوانے نے پلٹ کے دیکھا کہ صحیح و سالم رستم موجود ہیں یہ دیکھکر پیچ و تاب
کھایا اور دوڑ کر جنگل مارا ناخن بڑھے ہوئے رستم کی زرہ میں ڈالکر کھینچنے لگا رستم نے غضب کر کے
کلائی اسکی تھامی ایک طمانچہ مارا کہ دیوانہ تھرا گیا کشتی ہونے لگی مگر دیوانہ عجب حرکتیں کرتا کبھی کچھ کبھی کچھ
ہر کئی مرتبہ جب رستم کو کاٹا رستم نے ایک گھونسا مارا کہ دیوانہ منہ کھول کر رہ گیا ہاتھ و ہوا زمیندار بھی آگیا تمام

گانوں کے لوگ جمع ہیں رستم کی تعریفیں کر رہے ہیں سعدان نے پاسیوں سے کہا ارے کم بختو تم نے
سب ملکر دیوانے کو مارلو رستم نے جو یہ آواز سنی فرمایا کہ صاحب یہ ارادہ نہ کیجیے گا سعدان نے
کہا اس دیوانے کے سبب سے کوئی دم نہیں مار سکتا ہے جسکے گھر میں چاہتا ہے گھس جاتا ہے مال
لوٹ لیجاتا ہے رستم نے آواز دی کہ آپ دیکھیں تو کیا گذرتی ہے رستم نے لڑتے لڑتے دیوانے کو
اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے جیسے ہی سوال اسلام کیا دیوانے نے کہا خود اُٹھائیے رات کو
ایک آقائے سرخ خواب میں آئے تھے آپکی اطاعت کا حکم دے گئے ہیں میں پہچان تو لوں کہ آپ ہی ہیں
طریقے سے معلوم ہوتا ہے آپ چھوٹے آقائے سُرخ ہیں رستم نے خود ہٹایا زلفیں خلیلی دیکھکر قدموں پر گرا
پھر دلمیں سوچا ہے کہ مجھے کیا کر دیا تھا کہ وہ میں زمین پر گر پڑا وہ اٹھکر لپٹ گیا رستم نے پھر دے مارا چار
پانچ مرتبہ رستم سے لپٹا چاروں پانچوں مرتبہ رستم نے اسکو زیر کیا اب چپکا ہوکر کھڑا ہوا رستم سے عرض
کرتا ہے آقا میرے مکان پر چلیے بڑے بڑے مال جمع ہیں چار سو نوکر میرے ساتھ ہیں وہ بھی ایسے ہی دیوانے
ہیں اگر تجھسے لڑینگے تو تجھکو لڑنا پڑیگا میں دخل دونگا رستم اُسکے ساتھ چلے سعدان زمیندار روتا ہوا پیچھے
پیچھے کہتا ہوا چلا ہائے شہریار ایسا ہو وہاں جاکر آپ کو مار ڈالے یہ بڑا دیوانہ ہے نیک بد نہیں سمجھتا رستم کہتے
ہیں اسکو کوئی حوصلہ باقی نہ رہے کہ دیوانے نے ایک چیخ ماری چار سو دیوانے زنجیریں ہلاتے ہوئے آکر
جمع ہوئے اُس دیوانے نے اُن سب سے کہا میں تو اس آقا کا تابعدار ہوں تمھارا جی چاہے اس سے لڑو
اپنا امتحان کر لو چار سو دیوانے چوبیں سنبھال کر رستم پر آگرے رستم نے کسیکو طمانچہ مارا کسیکو گھونسہ مارا
آخر سب ناچار ہوئے کہا اے آقا جسطرح ہمارے افسر نے اطاعت کی اسیطرح ہم بھی تیرے تابعدار ہوئے
مگر وہ سب کا افسر خبر پر دوم دوڑا ہوا اپنے مکان میں پہونچا شریر کی جورو جو ہے وہ حاملہ تھی درد زہ سے
بیقرار ہو رہی تھی دیوانہ اُسکے سر پر چوبدست ٹیکے کھڑا ہو گیا اور کہا جلد لڑکا پیدا کر آج بڑی خوشی کا دن ہے
کہ آقائے سُرخ آیا ہے وہ بہانہ جڑتی ہے کہ سامنے سے ہٹ جا لڑکا پیدا ہوا دیوانہ لڑکے کو گود میں لیکر
بھاگا عورتیں غل مچاتی ہوئیں پیچھے دوڑیں کہ ارے یہ لڑکا ابھی پیدا ہوا ہے ہوا لگنے سے مر جائیگا دیوانہ کہتا ہے
آقا کو دکھلاؤں تم سب جاکر بیٹھو ابھی خبر کرے آؤنگا لڑکے کو رستم کے سامنے لایا کہا آقا دیکھیے نرز کے
پیٹ سے یہ لڑکا پیدا ہوا رستم نے جبین سے کئی عورتوں کو دیا کہا دیوانے یہ کیا حرکت ہے کہا آج بڑی خوشی
کرونگا میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا آقائے سرخ نے بھی دیکھ لیا ساتھ والوں سے کہا جنگل میں فرش بچھاؤ

علاقے لاؤ آقا کے سامنے ناچ ہو اسی جنگل مین بچھونا بچھایا چند کوٹھریان بند تھین اُن کوٹھریون کو کھلوایا تھین
کسبیان بند تھین مع ساز و سامان ندے روتی ہوئین نکلین کہتی تھین ای شہریار ہم کو پکڑ کے بند کیا ہی کھانا نہین دیتا
رستم نے کہا او دیوانے یہ کیا حرکت ہی دیوانے نے کہا یہ لوگ بلانے سے نہین آتے ایک مرتبہ جو پاگیا اُنکو بند
کر رکھا کہ پھر خواہش ہوگی دکھاون سے لاؤنگا رستم نے اُن سبکو تسکین دی سبکو کھانا کھلوایا صحبت جمی رستم کو
لا کر بیچ مین بٹھایا کسبیان ناچنے لگین جو اچھا ناچتی ہی اُسکو دیوانہ گود مین اُٹھا لیتا ہی جب وہ غل مچاتی ہی
رستم چھڑاتے ہین دیوانے کا کان پکڑ کے ایک طمانچہ مار دیتے ہین دیوانہ گال سہلا کر رہجاتا ہی کہتا ہی آقا نے
سمجھونگا کبھی رستم پر چوبدست مار بیٹھا ہی رستم چوبدست چھین کر دے مارتے ہین دیوانہ ہاتھ جوڑتا ہی کہ آقا
اب ایسی حرکت نہ کرونگا جلسے مین عجب غلغلہ ہی دیوانے نے راحت نہ لینے دی رات بھر یہی ہنگامہ رہا صبح کو
جب رستم کسبیون کو رخصت کرنے لگے دیوانہ چوبدست کو پکڑ کر کھڑا ہوا کہ آقا یہ پھر نہ آئینگی گانون مین جا کر چھپ
رہتی ہین انکو نہ جانے دونگا رستم نے اُنسے اقرار لیا کہ جب دیوانہ بلائے تب آنا اُنھون نے اقرار کیا رستم نے
بمشکل اُنکو رخصت کیا گویا اُنمین جان آگئی اپنے اپنے مکانون پر گئین دیوانہ دوڑا ہوا ماں باپ کے پاس
پہونچا اُنسے کہا مجھے جانے دو مین آقا کے ساتھ رہونگا باپ نے کہا بیٹا یہ جنگل ویران ہو جائیگا ہمکو آب و
طعام کون پہونچائیگا دیوانے نے ایک چوبدست ماردی بڈھے کا سر پھٹ گیا ٹانگ پکڑ کر کھینچتا ہوا
سامنے رستم کے لایا کہا ای شہریار مین نے آپکی محبت مین اپنے باپ کو مار ڈالا رستم بہت خفا ہوے لاش
اُسکا دفن کیا فرمایا فاروقیہ یہان سے کتنی دور ہی زمیندار نے کہا ای شہریار فاروقیہ سے آپکو کیا کام ہی
رستم نے کہا مہرو زرین تیغ زن سے بدلہ لینا ہی ہماری معشوق وہان ہی اُسکو لینا منظور ہی سعادان زمیندار
نے سمجھایا کہ ای شہریار وہان کے لوگ بڑے زبردست ہین رستم نے کہا ہمارا مرکب و تیغہ ہفت جوہر وہین ہی
مہرو زرین اُٹھا کر لیگیا نہ معلوم ہمارے مرکب کے ساتھ کیا کیا ہمین جانا ضرور ہی دیوانہ چارسو دیوانے لیکے
ہمراہ ہوا زمیندار سے رستم نے وعدہ کیا یہ گانون تمکو معافی مین دینگے زمیندار کو بھی اطمینان کہ اب زمیندار
کو معلوم ہوا کہ یہ فرزند صاحبقران ہین دور تک پہونچانے آیا راستہ سیدھا بتا دیا جب رستم کئی منزلین طے
کر کے قریب فاروقیہ پہونچے دیوانے سے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو ہم اکیلے شہر مین جاوینگے دو چار دن کے
بعد آوینگے دیوانہ جنگل مین اُترا رستم اکیلے شہر مین آئے جسکی نگاہ جمال بے مثال رستم پر پڑی حیران جمال ہو دیدار
ہو گیا رستم ایک ایک سے سرا کو پوچھتے ہین دوکاندار دکانون سے آواز کرتے ہین ہمارے مکان پر چلیے رستم

انکار کرنے ہین فرماتے ہین مسافر کا مقام سرا ہی بازار مین کھڑے ہوے یہ فرماتے ہین گرد بازار ہونگا
ہجوم ہی قضاے کار مسلسل آہن قبا پہلوان زبردست فاروق کا ہم صحبت دربار سے اٹھا ہی طرف
اپنے مکان کے جاتا ہی بازار مین مجمع دیکھکر پوچھا یہ کیسا مجمع ہی لوگون نے کہا ایک مسافر سرا پوچھ رہا ہی
لوگ گھیرے کھڑے ہین مسلسل گھوڑے پر سے کود پڑا ٹہلتا ہوا قریب رستم کے آیا جمال دیکھکر حیران
ہوگیا با ادب سلام کیا کہا اے شہریار غلام کو سرفراز کیجیے میرے مکان پر تشریف رکھیے مین خدمت
کرونگا اس عجز سے مسلسل نے کہا کہ رستم راضی ہو گئے رستم کو ساتھ لیکر اپنے مکان پر آیا بڑا بھاری
قصر بنا ہوا تھا رستم کو ایک بارہ دری مین لایا مسند بچھائی رستم کو مسند پر جگہ دی آپ ہاتھ باندھکر
کھڑا ہوا کہا امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون رستم نے کہا اے مسلسل مین فرزند صاحبقران
ہون باغ عشرت مین مسرور نے مجھکو پکڑ زخمی کرکے پھینک دیا تھا میرے پروردگار نے مجھکو صحت عطا
کی اب آیا ہون کہ اس سے بدلہ لون اپنا مرکب اور اپنے ہتھیار حاصل کرون علاوہ ان سب کامون کے
ایک کار ضروری یہ ہی کہ معشوقہ ہماری مغرور شیرین کلام دختر ہفت پیکر ہی فاروق سے اسکو طلب
کرینگے جسطرح دیگا اس سے لینگے مسلسل کے یہ حال سنکر ہوش اڑ گئے سامان دعوت مہیا کیا مگر دست بستہ
عرض کرتا ہی اے شہریار فاروق پہلوان زبردست ہی مین اسکے مصاحبون مین سب سے حقیر ہون
کا ہیکو ان باتون کو سنے گا سرکار کو آزار پہونچائیگا رستم نے کہا جب تلوار کھینچی تو ایک اور لاکھ سب
برابر ہین کیا مجال ہی کہ بے ادبی کرے مسلسل اس جرات پر حیران ہوگیا کہتا ہی اے شہریار آپ ایسے ہی
جری و بہادر ہین مگر فاروق کے ساتھ وہ جمعیت ہی کہ گاو زمین بار نہین اٹھا سکتی یہ جملہ کافی ہی کہ فاروق
وہ شخص ہی کہ ہفت پیکر نے اپنے گھر کا انتظام اسکے سپرد کیا ہی آپ اس ارادے سے باز آئین اس
ارادے مین آپ کی جان کا ضرر ہی رستم کہتے ہین اے مسلسل اگر مارے بھی گئے تو خون کے دریا
بہا جائینگے فاروقیہ مین ذکر رہیگا کہ فرزند صاحبقران نے آکر یکہ و تنہا دربار مین فاروق کے شمشیرزنی کی
مسلسل رات بھر جاگا رستم کو سمجھاتے سمجھاتے سر پھر گیا مگر رستم یہی کہتے ہین یہ فرماتے ہین کہ مین
ضرور دربار فاروق مین جاونگا اور سوال مغرور کرونگا جب صبح ہوئی تو مسلسل نے عرض کی آج کا دن اور
شب میرے مکان مین رہیے کل آپکو اختیار ہی رستم نے کہا بہتر جو تمنے کہا وہی ہمنے قبول کیا مسلسل
سوار ہوگیا دربار فاروق مین آیا دیکھا دنگل پر بیٹھا ہی دربار مین سب پہلوان جمع ہین یہان بعد

جلانے مسلسل کے رستم نے اپنا مرکب تیار کیا ملازمان مسلسل نے روکا کہ حضور آقا کا حکم نہین ہو رستم
نے کہا ہم کیا مسلسل کے نوکر ہین یہ کہکے فوراً گھوڑا اپنے ہاتھون سے کسا پشت پر سوار ہوے عرف
بارگاہ فاروق کے چلے یہان مسلسل بیٹھا ہوکہ مبرور پہلوان آیا اُسکا دستور ہو کہ دن بھر مین دو چار
مرتبہ باغ عشرت کا ذکر کرتا ہو بیٹھنے کے ساتھ ہی اُسنے کہا ای بادشاہ مین نے رستم کے ہاتھ سے تلوار
چھین لی اُسی کا ہاتھ مین نے مارا آخر ٹکڑے ٹکڑے کرکے عقب باغ پھینک دیا یقین ہو لاش کو
زاغ و زغن کھا گئے ہونگے مسلسل کو تاب نرہی بول اُٹھا جھوٹے کی ایسی تیسی فاروق نے کہا ای
مسلسل تمھین کیا معلوم کہ وہان کیا گذری مسلسل نے کہا جو کچھ مین جانتا ہون وہ کوئی نہین جانتا
فاروق نے پوچھا تمھین کیونکر معلوم ہوا کہا حضور شب سے رستم میرا مہمان ہو مین نے بمشکل روکا کہ
وہ حضور سے سوال کرنے آئیگا مین نے بہ خوشامد و منت آج روکا ہو فاروق نے کہا ای مسلسل سچ کہتا
ہو کہ مضحکہ کرتا ہو کہا حضور وہ سوتا تھا انھون نے تلوارین مارنا شروع کین اگر اُسکے ہاتھ مین تلوار رہتی تو
آجاتا تو وہ بہادر اُنکے ٹکڑے اُڑا دیتا اُنکو وہان سے آنا مشکل ہوتا آج کا دن تو مین نے بمشکل روکا کہ
کل نرکے گا فاروق نے کہا ای مسلسل ایک کام کرو اُس جوان کو سمجھا کر ہمارے ملک سے رخصت
کردو اگر ہمسے مقابلے کا ارادہ ہو تو اپنے باپ کی فوج لیکر آئے مقابلے مین ہمارے اُترے
جانبین سے طبل جنگی بجین سامنے طریقے کے مقابلے ہون تب کیفیت ثابت ہوگی اور اگر وہ اکیلا ہمارے
دربار مین آیا اور ہمنے اُسکی بات کا جواب سخت دیا تو ہماری جرأت مین فرق آئیگا اگر نہ جواب دیا تو کیسا
حجاب ہوگا لہذا ہمارے دربار مین وہ نہ آئے تو بہتر ہو مسلسل نے کہا مجھے یقین نہین کہ وہ چند
میرے کہنے سے مانے حضور مین نے رات بھر سمجھایا مگر وہ اپنی کہے گیا آخر ناچار ہوکر مین نے یہ
جواب دیا کہ آپ آج کا دن میرے یہان اور مہمان رہیے کل آپ کو اختیار ہو آج دوسرے پہلو سے
سمجھاؤنگا جہان تک ہوسکیگا یہ ہی تدبیر کرونگا آئندہ جیسا کچھ ہوگا وہ ظاہر ہوگا مگر میان مبرور کی تو
نامردی کھل گئی گئی جینے اس معاملے کو گذرے اور روز یہی ذکر کرتے ہین غفلت مین ایک بہادر کو زخمی
کیا اُسپر یہ ناز فاروق نے کہا ای مسلسل توبیخ کرتا ہو مبرور نے شرمندہ ہوکر کہا ای شہریار اب مین
رستم کی بات کا جواب دونگا مسلسل نے کہا کیا مجال ہو کہ جو اُسکے سامنے زبان بھی کھولو کچھ منھ سے
بھی بولو اگر بولوگے تو سزا پاؤگے وہ جوان نہایت ہٹ جھٹ ہی مبرور نے کہا ہو نے دو مین

اُسکے سامنے کمی ذکرونگا جیسا ہو سکیگا جواب دونگا اور پوچھونگا کہ تلوارین نے تمہارے ہاتھ
سے چھینی تھی یا نہین وہ منصف ہی تو صاف صاف کہدے گا یہان یہ تکرار ہو رہی تھی کہ چوبدار نے
بڑھکر فاروق کو سلام کیا کہا حضور آج نئی بات دیکھی وہ گھوڑا جو اُس جوان کا آیا ہو ظاہر ہو کہ بند ھا ہوا کہ
کسیکو اپنے قریب نہین آنے دیتا ٹاپین مارکر زمین مین گڑھے ڈالدیے ہین کتنے سائیس ہلاک کیے
چابک سوار بھی کیسے کیسے آئے مگر وہ گھوڑا کسیکو پاس نہین آنے دیتا لیکن آج ایک جوان خوش رو
خوشخو معشوق وضع آیا گھوڑے سے باتین کین اور یہ کہتا تھا کہ ای مرکب اصیل ہم تیری جدائی
مین بیقرار تھے تجھے لینے آئے ہین گھوڑا اُسکا سینہ چاٹتا تھا ہر مرتبہ بنگاہ یاس طرف اسکے دیکھتا
تیور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جمال کا مشتاق تھا اپنے آقا کو دیکھکر نہال ہو گیا اب وہ جوان گھوڑے
سے باتین کرکے دربارگاہ شاہی پر آیا چوبدار سے کہتا ہو ہماری شاہ سے اطلاع کرو مسلسل
نے کہا بیچے وہ جوان آپہونچا میان مبرور صاحب اب باتین بنایئے تو آپ کو حال معلوم ہو فاروق
نے کہا ای مسلسل تم دروازے پر جاؤ اور اسکو سمجھاؤ سمجھا کے لاؤ ہم بڑی خاطر کرینگے یہ سنتے ہی
مسلسل چلا پردہ اُٹھا کے باہر آیا مسلسل رستم کو دیکھکر رونے لگا کہا ای شہریار آپنے میرا
کہنا نہ مانا مگر برائے خدا یہ تو ضرور مانیے گا کہ بادشاہ سے سوال معشوق نکیجے گا مرکب و ہتھیار نے
لیجیے بخیر و خوبی چلے جایئے رستم نے کہا ای مسلسل ابھی جانا ہمارا کہان ہفت پیکر کو مار کر ہمارا
جانا ہوگا کئی سال سے اس طلسم مین مارے مارے پھرتے ہین بے قتل اُس ملعون کے طلسم سے
قدم نہ نکالینگے مسلسل سمجھاتا ہوا رستم کو اندر بارگاہ کے لایا رستم نے جو دربار کفر مدار کو دیکھا مشل
اہل اسلام کے آواز دی سلام من درین مجلس و درین بادشہی برکسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا
یک ہست و درین پیغمبر خدا برحق است. کافر بگڑنے لگے مگر فاروق نے سب کو اشارہ کیا کہ یارو
خبردار اگر کسی نے خیال بھی ناراضی کا کیا تو مجھپر شاق ہوگا سبکو سمجھا کر پکار اُٹھا ای رستم آیئے تخت جو
وسط بارگاہ مین بچھا تھا اُسپر غاشیہ پڑا ہو رستم دنگل پر جو فاروق کے پہلو مین بچھا تھا بیٹھے فاروق
خاطرین کرنے لگا کہا ساقی بچے کو بلاؤ ارباب نشاط بھی آئین فاروق کے کہتے ہی نازنین مہ جبین و
پریجبینان جہر تکین حاضر ہوئین سامان عیش و نشاط مہیا ہوا لطف صحبت اُٹھنے لگا فاروق چاہتا ہو کہ
رستم کو سمجھا بجھا کر رخصت کرون رستم نے عین گرمی صحبت مین کہا ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان

باعث ہمارے آنے کا نہ پوچھا ہمارا مرکب و ہتھیار منگا دو سنتے ہی فاروق نے حکم دیا تیغۂ ہفت جوہر
لا دو دو کمان کیانی گھوڑا آپکا جنگی وہان بندھا ہی کسی کو پاس نہین آنے دیتا بسم اللہ آپ سوار ہو جیے
تشریف لیجایئے اگر حکم ہو کچھ سوار ہمراہ کر دون کہ آپ کو سیدھا راستہ بتا دین رستم نے کہا ایک
کلام اور کہنا ہی معشوقہ ہماری ملکہ مغرور شیرین کلام کہ اُسکو بجبر لائے ہو جلد حوالے کر دیجیے بہتر ہی
ورنہ محافہ کو لاکر بیچ مین رکھدو یا ہم لیجائین یا تم لیجاؤ جسکو خدا دے وہ پائے فاروق ہنسنے لگا کہا ای
رستم ذرا سمجھکر کلام کرو کون ایسا ہوگا کہ اپنی دختر کو گھر سے سوار کر دے لشکر پیکر آآ ہمسے مقابلہ کرنا
اگر ہمکو زیر کرنا معشوق لینا وہ ہمارے کام کی نہین ہی ہم اہل فاروقیہ کے یہان یہ دستور ہی کہ جو عورت
کسی سے آنکھ لگائے یا نکل جائے یا دوسرے کے پاس تھوڑی دیر بیٹھے ہم لوگ اس عورت کو گھر مین
نہین رکھتے لیکن وہ دختر خداوند ہی بدون حکم خداوندی ہم کچھ نہین کر سکتے رستم نے کہا آپ خداوند کو
بلوایئے خداوند آکے روکین ہم جانب سے لینگے جیسا کچھ ہوگا سمجھ لینگے مگر جو کچھ کہا وہ کہا مردان عالم کی زبان سے
جو نکلا وہی ہوگا اس بات کا جو جھگڑا ہوا یہ خبر محل مین پہونچی ملکہ گلعذار بیٹی کے دیوانے ہونے سے نہایت
پریشان ہی کہ وہ آٹھ پہر بکا کرتی ہی دیوانہ وار وحشی مثال اگر کسی نے رستم کا ذکر کیا تو بات کی ورنہ وہکا
کلام وحشیانہ ماں نے قریب آکر کہا ای نور نظر تیرے سنا رستم ہیلین صحیح و سالم آئے ہین اور فاروق سے
تجھین مانگ رہے ہین یہ خبر جو مشہور ہوئی فاروق کا بیٹا عیوق تیر زن کہ فنون سپاہ گری مین طاق مشہور آفاق
ہی اپنے رفیقون مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی ای شہریار رستم آئے ہین مسرور تو عجب رہا پا
سے اٹھ گیا فاروق نے حکم دیا کہ ای مسرور انکو دیکھکر رستم کو بڑا غصہ آتا تھا ایسا نہو تمسے اور اُس سے دربار مین
تکرار ہو وہ فرزند صاحبقران ہی نہین معلوم کیا کیفیت ہو تو حضور مسرور تو جاکر الگ قصر مین چھپا ہی رستم
کے سامنے نہین آتا آپکے دنگل بپا کر رستم بیٹھ گئے آپ کے والد سے کلام کر رہے ہین ہر چند آپکے والد
نے سمجھایا مگر رستم نہین مانتے یہ سنکر عیوق اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ مین جاکر رستم کو سزا دونگا خوب
سمجھا دونگا بل کرتا ہوا چلا بیٹون کے جھلّی اکڑتا ہوا اُسوقت پہونچا کہ یہان دربار مین فاروق و رستم
سے تکرار ہو رہی ہی رستم ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ رکھکے اُٹھتے ہین فرماتے ہین ای فاروق اُٹھو ہمارے
تمھارے تلوار چلے یا اور کسی کو حکم دو وہ اُٹھے میان مسرور کہان ہین سنا ہی کہ اُنھین نے مشہور کیا
کہ مین نے رستم کو مار ڈالا اُس نامرد نے مار ڈالنے مین کوئی دقیقہ نہین اٹھا رکھا مگر ہمارے حافظ

حقیقی نے ہمکو بچایا کہ ہم یہان تک پہونچے دیوانہ شریر مردم در کو رفیق کیا وہ دیوانون کو ساتھ لیے
ہوے بیرون شہر اُترا ہی مجھکو اکیلا ہی آنا منظور تھا نام دیوانہ شریر مردم در کا سنکر لوگون کے ہوش
اڑ گئے کہا حضور اُس ایسے شخص کو کیونکر قبضے مین کیا اس شہر مین نام اُسکا مشہور ہی سب اسکو جانتے
ہین جس صحرا مین وہ رہتا ہی اُدھر کا راستہ بند ہی رستم نے کہا ۔۔ ہمارے ساتھ بہ عہدہ رفاقت آیا ہی
باپ کو اپنے اُسنے مار ڈالا اُسنے کہا تھا کہ رستم کے ساتھ نہ جاؤ ایک چوبدست ماردی باپ اُسکا پرلوک
ہو گیا اگر اُسکو ساتھ لاتا تو دین بلجاتی اتنی ہی دیر مین نہین معلوم کیا حرکات کرتا کہ تم سب عاجز ہو جاتے
کہ بلڑ ہوا عیوق آتا ہی فاروق گھبرا گیا اور سوچا کہ وہ نوجوان بہ جاہل مزاج دیکھیے انکے اُنکے کیا
گذرتی ہی کہ عیوق بل کرتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا رستم کو دیکھکر کہا ای رستم تنے غضب کیا کہ بلابد
کے ڈنگل پر بیٹھ گئے رستم نے کہا اجو اُشبر ہمارا قبضہ ہی اگر تمھارا ڈنگل ہی تو ہم کو اُٹھا دو سب سے
زیادہ باعث فساد یہ ہی کہ ہم مغرور شیرین کلام کو مانگ رہے ہین اور بے لیے نہ جائینگے تم روکو ان
باتون کو سنکر عیوق دنگ ہو گیا غصے مین کانپنے لگا کہا اچھا ای رستم ایک کام کرو ہمکو بڑا خیال یہ ہی
اگر تمکو ہمسے کوئی چشم زخم پہونچا تو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہی ہمارے ملک کا نام مشہور ہی کہ سب
بہادر رہتے ہین بعض لوگ کہینگے اکیلے کو ذلیل کیا یا شاید آپ نے چشم زخم پہونچایا تو بھی باعث ہنسائی
کا ہی کہ اکیلے نے جاکر ملک مین اپنے نام کا جھنڈا گاڑا لہذا یہ کرو کہ یہان سے چلے جاؤ رستم نے
کہا یہ تو نہو گا اگر اب تمنے کلام کیا اور ہمنے تلوار کھینچی بارگاہ کو خون سے لال کر دینگے اور مر جانا
سپاہی کے واسطے عین فخر ہی جان دینے آئے ہین عیوق نے کہا مجھسے مقابلہ کیجیے اگر مجھے زیر کیجیے
تو مغرور شیرین کلام کو بھی بیجیے اگر مین غالب آؤن تو اپنے لشکر کا آپ کو بادشاہ کردون ایسے بہادر
کسے ملتے ہین رستم نے کہا بسم اللہ اُٹھیے اسی بارگاہ مین ہمارے آپکے فیصلہ ہو عیوق نے بجز شاد
کہا کہ ای رستم تم زخمی ہوے اور مکان پر زمیندار کے رہے کیا آرام پایا ہو گا چھ مہینے کی مین تمکو مہلت
دیتا ہون کہ میرے ساتھ رہو اور فنون سپاہ گری کو زور دو تب مجھسے مقابلہ کرو رستم نے کہا ای برادر بےقدر
مہلت قلب کو گوارا نہین طاقت جو داد الٰہی ہی وہ ہر وقت جسم مین موجود ہی عیوق نے کہا آج کی رات کی مہلت
دیجیے کہ مین اکھاڑا تیار کرا دون اور مردمان شہر کو خبر کر دون کہ صبح کو آکر سب تماشہ دیکھین رستم نے کہا
طبل کشتی بجوایئے صبح کو سامنے خلقت کے ہمارے آپکے مقابلہ ہو پس ایک مکان نہایت پاک پاکیزہ صاف

وشفاف شیشہ آلات سے آراستہ رستم کو رہنے کو دیا کہا اسمین تشریف رکھیے چند خادم واسطے خدمت کے مقرر کیے کہا صبح کو میدان مین آئیے گا رستم اس مکان مین آکر بیٹھے خادم خدمتگار خدمت کرنے لگے دن جب گذرا اور پردہ شب حائل ہوا رستم بیٹھے بیٹھے گھبرائے سوچے کہ اے رستم ایسی راہ سخت وصعب طے کر کے اس ملک مین ہیونچے مگر افسوس ہے کہ اس حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق کا کیا حال ہوگا چلو چلکر اس معشوق سے ملاقات کرین اسکو تو دیکھ آئین کہ کس حال مین ہے فاروق طبل کشتی بجواکر محل مین آیا گلعذار سے سب حال بیان کیا گلعذار نے کہا اے فاروق یہ تو ظاہر ہے وہ یکہ وتنہا ہے شاطر بھی ساتھ نہین تمہارا ملک ومال فوج ولشکر سردار پہلوان سب سامان موجود ہے لیکن ہم بھی کشتی کے مشتاق ہین کہ تماشہ دیکھین سامنے ہمارے محل کے اگر اکھاڑا کہدے تو بہت مناسب ہے فاروق نے حکم دیا باہر آکر کارگزارون سے کہا کہ اکھاڑا سامنے محل کے آراستہ کرو اکھاڑا تیار ہونے لگا مگر رستم لباس شبروی پہنکر طرف محل کے چلے مہرور تیغزن طلایہ پر تھا اسنے دور سے دیکھا ایک جوان بلند سیاہ پوش طرف محل شاہی کے جاتا ہے ابھی جرأت نہ کیا تو اسکو بڑا تازہ ہے گینڈا دوڑا پکار کر آواز دی او دزد مکار کہان جاتا ہے جب رستم کو پہچانا چاہا پلٹ جاوین مگر مہرور نے دامن پکڑا تلوار ماری کہا مین نے تجھکو پہچانا رستم نے تلوار اسکی خالی دی اور سر جھکا کر زیر شکم گرگدن جھکا کر آئے مہرور کو مع گینڈے اٹھالیا چرخ دیکر مارا کہ اعضا مہرور کے چور چور ہوے نصف جسم اسکا گینڈے مین اور نصف بیرون گرگدن تھا یک دور سے پیادون نے جو دیکھا کہ افسر کو ہمارے اس سیاہ پوش نے مار لیا لینا کہتے آئے پلٹ گئے رستم پشت پر محل کے آئے مگرون کی چٹکیان جسم پر پڑی ہوئین کمند پھینکی جست کر کے بالاے دیوار آئے دیکھا صحن خانہ مین مغرور جبین گلعذار فرش خاک پر بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین

نظم

صبا سے یہ دیتا ہے عاشق پیام	کہ اے باد کہیو یہ بعد از سلام
خیالات ملنے کے جاتے نہین	قرار و سکون دل تک آتے نہین
شب و روز رہتا ہے ہان اضطراب	کیا شوق نے کام کو کیا خراب
کوئی طور ملنے کا ایجاد کر	نہ جور و ستم کر نہ بیداد کر
تن زار بیجان کیونکر جیے	جگر مین نہ خون ہو تو کیا پیے

عجب بیقراری مین بیٹھی ہو کبھی اُٹھنا کبھی بیٹھنا کبھی بال نوچنا نام رستم ورد زبان حیران و پریشان کبھی
خندان کبھی گریان کبھی پکارتی ہی ای رستم ہماری آواز تم تک نہین پہونچتی صبا کو پیغام دیا مگر
اُسنے آپ تک نہ پہونچایا تمھاری جرأت و شوکت تو ظاہر ہوئی کہ صد ہا کوس کا رستہ طی کر کے آئے مگر
ہم ایسے بد نصیب گوشہ نشین کہ ہمارے شہر مین اُترے ہو اور ہم تم تک نہین آسکتے رستم نے جو یہ
باتین سنین بیقرار ہوگئے کنیزین سوگئی تھین پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم اب کلیجے کے ٹکڑے ہوتے
ہین یہ عاشق صادق راہ طی کر کے پہونچا تمھارا جمال بے مثال دیکھ رہا ہون اب دامن صبر دست
استقلال سے چھوٹا چاہتا ہی شیشۂ دل سنگ بدعت فراق سے ٹوٹا چاہتا ہی آواز رستم جو ملکہ نے سنی
بیقرار ہو کر اُٹھین کہا ای شہریار اسوقت کی آہ نے تاثیر دکھائی صبا نے نامہ داری کی کہ ہمارا پیام آپ تک
پہونچایا یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے بلک کے روئین رستم کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوے خون جسم رستم
پر دیکھکر ملکہ نے پوچھا کیون صاحب یہ خون کیسا ہی رستم نے کہا خون اُسی نامرد کا ہی جسنے ہمکو مکر سے
قتل کیا ہمارے حافظ نے ہمکو بچایا رستم نے اپنا حال مختصر کر کے سامنے ملکہ کے بیان کیا ملکہ نے کہا
صاحب تمنے اس قصائی کے کتے سے جو لڑنے کا ارادہ کیا ہی کیسا کھا کھا کے پھولا ہی اب مین آپکے
قبضے مین ہون جہان کہیے وہان چلون مگر عیوق سے مقابلہ نہ کیجیے اس ملک مین کوئی اُسکا مثل
نہین ہی رستم نے کہا ای ملکۂ عالم یہ چورون کا کام تو ہمسے نہوگا انشاءاللہ کل عیوق کو سر میدان
زیر کر لینگے اور تمکو بحکومت لینگے اگر حبیب کے رات کو بھاگے تو ہمارے لشکر والے طعن و تشنیع کرینگے
اور لشکر مین رہنا ہمکو مشکل ہوگا ہمارے یہان ان باتون کی بدنامی ہی ہم ایسا نہ کرینگے ملکہ رو دین للّٰہ
رستم نے کہا بس تمکو دیکھنے آئے تھے اب خدا حافظ و ناصر اگر زندہ رہے تو پھر ملینگے اور اگر کل ہماری
قضا عیوق کے ہاتھ سے ہو تو غم نکرنا کبھی کبھی مزار غریبان پر آنا تمھارے فاتحہ پڑھنے سے روح کو راحت
ہوگی ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کیا بیان کرون کیا حال دل کہون عاشق و معشوق کی رخصت
ایک بیقرار ایک اشکبار ایک کو حیرت ملکہ رو رو کر سمجھاتی ہین کہ ای شہریار
عیوق بلاے روزگار ہی اُسکا زیر کرنا نہایت دشوار ہی کئی سو پہلوانون کو روز لڑاتا ہی اُسکا نام سنکر
دل گھبراتا ہی رستم کہتے ہین اب تو وعدہ ہو چکا جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا اس سر صفا ردیفہ سخن
ذکر رہیگا فرزند صاحبقران اکیلے آئے اور آکر دختر خداوند کو طلب کیا اور معشوق کو لے گئے

دیکھو تو عیوق کا کیا حال کرتا ہون جیسا جرأت کا دعوی ہی وہ مجمع عام مین کھل جائیگا بشکل عاشق
و معشوق رخصت ہوئے رستم تو کند سے اترے ملکہ نے سجادہ بچھایا بدرگاہ مجیب الدعوات دعا
مانگنے لگین پکار رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز و رب کارساز میرے وارث کو دشمنون کے ہاتھ
سے بچانا غربت مین انکو روز سیاہ نہ دکھانا یہ کافر دشمنان خدا کیا کیا فتور کرتے ہین آٹھ پہر
ہنگامے برپا ہین اسقدر سجدے ملکہ نے کیے ہین کہ پیشانی سے خون جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا دل
طرف خدا کے رجوع بخضوع و خشوع دعائین مانگ رہی ہین مان و صبح کو اٹھین بیٹی کو آج
عجب رنگ مین دیکھا کہ کبھی سر سجدے مین جھکا کبھی ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اٹھین
ای رحیم و کریم اس مشکل کو آسان کر عجب مشکل درپیش ہی مجھکو انتہا کا پس و پیش ہی مان نے
پوچھا بیٹا کس سے دعا مانگتی ہو ملکہ نے کہا اپنے پیدا کرنے والے سے ہر نیک و بد مین التجا چاہیے
آپ خیال تو کیجیے وہ کیسا کردگار ہی ہر امر کا اسے اختیار ہی۔ نظم

قائل یکتائیش ہر خاص و عام	متفق بر وحدتش خلقت تمام
سرنگون دارد پے در بندگی	شکل سرو استادہ دیگر در قیام
ابتدا را ابتدا از ذات اوست	ہست بر وے اختتام اختتام
ہر مسلمان اللہ اللہ میکند	وز صفائے قلب ہندو رام رام
نیست بر دنیائے فانی اعتبار	ختم کن این ذکر ہندی والسلام

مان نے کہا ای نور نظر یہ طریقے تجکو کسنے تعلیم کیے ہمارے تو خداوند ہفت پیکر ہین جب ارادہ کیا
میلے مین پہونچے جو جاہا وہ کہا یا اب چلو کوٹھے پر تمام خلقت جمع ہو ملکہ روتی ہوئی اٹھین کوٹھے پر
آئین دیکھا پردہ ہاے زنبوری کھنچے ہین کنیزین انتظام کر رہی ہین کرسیان بچھین ہین زیر قصر سامنے
اکھاڑا اکھاڑے پر تخت فاروق کا بچھا ہی افسران فوج و رئیسان شہر جمع ہین اور غول کے
غول چلے آتے ہین کہ ایک طرف سے باجے کی آواز آئی دیکھا عیوق ترزن مسلح و مکمل کئی سو
پہلوان ساتھ ڈھول بجتا ہوا آکے پہونچا باپ کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ پکڑ کے بیٹے کو برابر تخت
بٹھایا ملکہ نے جو تن و توش عیوق کا دیکھا گھبرا گئین مان سے کہتی ہین ای مادر مہربان خدا انکو
مظفر و منصور کرے یہ دیو اس لائق ہی کہ کوئی اس سے مقابلہ کرے چلنے مین زمین تھراتی ہی

کہ دوسری طرف سے نعرے کی آواز آئی دیکھا رستم پیل تن یکہ و تنہا تیغ ہفت جوہر قبضے میں سپر
پشت پر لگائے ہوئے آتے ہیں رستم نزدیک فاروق کے پہونچے دنگل بیٹھنے کو تھا کہ ایک
طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا لاشہ میرور کا ایک بڑے کھٹے پر ڈالے ہوئے لوگ
پہونچے فاروق نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا پیادوں نے بیان کیا حضور ایک سیاہ پوش قریب
محلات شاہی پہونچا تھا ہمنے دور سے یہ دیکھا کہ یہ گینڈا اٹھا کر قریب پہونچے ہاتھ تلوار کا مارا
اس سیاہ پوش نے مع گینڈے انکو اٹھا لیا اور زمین پر مارا افسر کا ہمارے یہ حال ہوا کہ نصف
گینڈے میں غرق ہوگئے فاروق یہ معاملہ دیکھکر بہت حیران ہوا کہ رستم نے اٹھکر فاروق سے
کہا حضور الکریم اذا وعد وفا جس اشتیاق میں سب لوگ جمع ہوے ہیں اسمیں تامل نہو فاروق
نے طرف بیٹے کے دیکھا عیوق جانگ لنگوٹ باندھ کر اکھاڑے میں اترا ڈنڑ پیلنے لگا تھی
جو پیکر بازوؤں پر چڑھائی تو کوئی اس قد و قامت کا جوان نہیں معلوم ہوتا فاروق سے
کہا عیوق ہاتھ پاؤں توڑ کر رکھدے گا رستم بھی اکھاڑے میں کودے سب مشتاقوں کا جمگھٹ
سبکو یہی خیال ہے کہ رستم اس دیو خصال سے کیونکر لڑینگے عیوق ایک کلائی رکھدیگا تو استخوان
رستم کے ٹوٹ جائینگے رستم نے جو تن و توش اسکا دیکھا دل سے باتیں کر رہے ہیں کہ ای دل کمی
مدد کر یا پروردگار ارادے کو پورا رکھے کہ مٹی بازوؤں پر چڑھا کے عیوق نے پکار کے آواز دی ای
رستم اب آؤ تماشہ دیکھنے والے مشتاق کھڑے ہیں رستم جھپٹ کر قریب عیوق کے آئے عیوق
اچھل کود کرنے لگا رستم نے ہاتھ پکڑا کہا ای عیوق اچھلنے کودنے سے کیا نفع تجھسے کشتی لڑنے آئے
ہیں یہ نٹ بازی ہم نہیں جانتے عیوق نے چاہا گردن پر ہاتھ رکھیں رستم نے ہاتھ عیوق کا ہٹایا گردن
پر ہاتھ رکھ کے ایک ہیکا مارا کہ سر عیوق کا زمین سے مل گیا سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ عیوق
نے بمشکل سر اٹھایا جی میں کہتا ہے ای عیوق خداوند ہفت پیکر نے تمام دنیا کا زور اسی میں بھر دیا ہے
کشتی لڑنے لگا جب عیوق پیچ دلاتا ہے رستم تڑپ کے نکل جاتے ہیں اور جب رستم پکڑ کے لاتے ہیں تو
عیوق کو دو دو گھڑی رگڑتے ہیں عیوق بمشکل نکلتا ہے سب دیکھ رہے ہیں حیران ہیں کہ یہ جوان
فولاد کا پتلا ہے عیوق ایسے گران ڈیل سے یہ جوان لڑ رہا ہے تین پہر کامل ایک طور سے کشتی ہوتی
پہر دن رہے عیوق نے دیکھکر آواز دی ای رستم تین پہر گذرے مشتاق دیکھ رہے ہیں ایک زور

آخری کرتا ہون رستم نے کہا بسم اللہ زور آخر کیجیے عیوق نے دونون مونڈھے رستم کے تھامے
سینے مین سر لگا کے لے دوڑا چند قدم لیجا چکا تھا کہ رستم نے چاہا پلٹون عیوق نے کہا ای رستم
اب رکنا نہایت دشوار ہی رستم نے کہا اب ایک قدم نہ ہٹینگے یہ کہکر رستم پلٹے عیوق نے چاہا
نہ پلٹنے دون رستم نے دونون پانُون آگے بڑھائے عیوق نے قصد کیا پھر لے دوڑون جیسے
ہی دونون پانُون آگے بڑھائے وہان پر ہونچنا نہ تھا دونون پانُون عیوق کے گھٹنون تک
زمین مین اُتر گئے رستم نے ہکتا را کہ کولہ عیوق کا اُتر گیا کراہ کے کی آواز آئی عیوق تھر تھر کانپا بیہوش
ہونے لگا سر کاندھے پر رستم کے رکھدیا رستم نے دونون ہاتھون پر عیوق کو سنبھالا دیکھا کولہ
عیوق کا اُتر گیا پکار کر آواز دی ای فاروق عیوق صید زبون ہی اسیر ہاتھ ڈالنا ہماری
مروت سے بعید ہی اسکو لو اور اسکا علاج کرو کئی شاگردون نے عیوق کو گود مین لیا ہوادار آیا
عیوق کو ہوادار پر ڈال کے لیگئے رستم اکھاڑے سے باہر آئے پہلوے تخت فاروق مین ڈنگل بچھا تھا
اُسپر آکے بیٹھے فاروق سے فرماتے ہین ای فاروق معاملہ کشتی ناتمام رہا جب صحت پائیگا دوبارہ
مقابلہ ہوگا اب مقدمہ ملکہ مین کیا کہتے ہو فاروق کہتا ہی یہ محل آپکے مقدمہ ناتمام رہا اب آپ
یہان تشریف رکھیے عیوق کا ہم علاج کرتے ہین جس روز صحت پائیگا آپ سے مقابلہ کریگا رستم
نے قبول کیا چند خدمتگار ہمراہ کیے کہا اُسی کمرے مین آپکو لیجا کر اُتارو رستم کو اُس کمرے مین
اُتارا رستم اُس انتظار مین ٹھہرے ہین کہ ہر شب کو ملکہ سے ملاقات کرینگے جس روز عیوق صحت
پائیگا اُس دن اُسکو زیر کر کے ملکہ کو لینگے دن بھر زیب ترتیب کے بسر ہوئی جب شاہ انجم سپاہ مع فوج
ثوابت وسیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم انتظار مین ہین کہ خادم خدمتگار سوئین تو
مین جاؤن اس انتظار مین لیٹے دن بھر کے تھکے ہوے تھے غافل سو گئے خادم اپنے اپنے مقام پر
سوے صبح کو فاروق برائے ملاقات آیا دیکھا خدمتگار بیٹھے رو رہے ہین فاروق نے پوچھا
ارے کیا ہوا کہا حضور حجرہ نقب کا لگا ہی کوئی رستم کو چرا لیگیا فاروق نے آکر ہرکارون کو
حکم دیا کہ شہر مین تلاش کرو جس کسی نے یہ حرکت کی ہوگی گھر بار سب ضبط ہوگا وہ شخص قتل کیا جائیگا
ہمارے مہمان کو چرا کر لیگیا مقدمہ جو قرار داد تھا وہ ناتمام رہا عیوق نے بلاکر فاروق سے کہا
بابا جان اس مقدمہ مین زیادہ کوشش کیجیے آپکے واسطے بدنامی ہی ایسا نہو دشمن لوگ کہین کہ گھر مین

رکھکر چھڑوا دیا فاروق نے کہا اے فرزند مین نے ہرکارے مقرر کیے ہین کوتوال سے تاکید کی ہے یہان
تو فاروق تدبیر کر رہا ہے مگر حال رستم تحریر کرتا ہون فاروقیہ سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اُسکو
قلعہ مہر و ماہ کہتے ہین ماہتاب خاراشکن پہلوان زبردست اُس قلعے کا حاکم ہے اُسکو ہرکارون نے
خبر دی کہ طلسم کشا قلعۂ فاروقیہ پر آئے ہوے ہین عموق سے مقابلہ پڑا عموق کا کولا اُتر گیا اب
رستم مہمان ہین اُسنے اپنے عیار کو بلایا غراب بن اہرمن بڑے قد و قامت کا عیار ہے ہم پہلوان ہم عیار
بادشاہ نے حکم دیا کہ اے غراب ہوسکتا ہے کہ تو رستم کو چرا لا غراب بہ صورت مبدل قلعۂ فاروقیہ مین
آیا خدمتگاران رستم سے ملاقات کو نقب دیکر لے بھاگا راہ کو طے کرتا ہوا جاتا ہے قضاے کار سمک عیار کی
کہ شکارگاہ مین آقا سے چھوٹا تھا تلاش کرتا ہوا آتا ہے اسنے سُنا کہ آقا فلان قریہ مین صحبت پاکر طرف
قلعہ فاروقیہ کے گئے ہین یہ بھی طرف فاروقیہ کے جاتا ہے تھک کر ایک نخل کے سایے مین بیٹھا ہے
کہ آواز زنگ کی کان مین آئی دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہے سمک نے بہ تعجیل رنگ روغن
عیاری لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار ہوا جب غراب قریب پہونچا پکار کر آواز دی میان جانے والے
کچھ فقیرون سے واحد شاہد ہو گے ذرا حقہ پی لو غراب نے پلٹ کے دیکھا ایک درویش
جہان گرد دعائین دے رہا ہے غراب جہاندیدہ کار آزمودہ ہے تیور فقیر کے دیکھکر اسکو تردد ہوا پکار کر کہا
شاہ صاحب مین اسوقت نہین ٹھہر سکتا ایک جا یا پڑھون گوشۂ ردا جو چہرے سے رستم کے بیٹا سمک
کی نگاہ پڑی سمجھا کہ یہ عیار آقاے نامدار کو لیے جاتا ہے تو تاب زبانی رہی تیغ کھینچکر للکارا او نا عیار میرے
آقا کو لیے جاتا ہے غراب سامنے سے بھاگا چاہتا ہے سرحد مین اپنے قلعے کی پہونچون وہان کے
دیہاتی میری شرکت کرینگے دو کوس بھاگا قریب ایک گاؤن کے پہونچا گنوار کھیتون پر حراست
زراعت کر رہے تھے غراب نے پکار کر آواز دی یارو مین ہون غراب بن اہرمن عیار بادشاہ کا
بحکم شہنشاہ اس جوان کو چرا کر لایا ہون یہ عیار مکار پیچھا نہین چھوڑتا گنوار طرف سمک
کے دوڑے سمک نے کئی گنوارون کو مارا غراب جست و خیز کرکے نکل گیا جب سمک نے
دیکھا کہ غراب نکل گیا گنوارون سے لڑنے سے کیا فائدہ بھاگ کر ایک گوشے مین چھپا
جب گنوار چلے گئے تو سمک نکلا طرف قلعے کے چلا غراب پشتارہ لیے ہوے سامنے بادشاہ
کے آیا کہا اے شہریار مین طلسم کشا کو لایا مگر عیار اُسکا بلاے روزگار ہے اُسنے پشتارہ لیلیا ہوتا

مگر مین نے گنوارون مین بیٹھا پایا وہ بیرون قلعہ رہا مین قلعے مین لے آیا یقین ہو وہ عیار قلعے
مین آیا ہوا اپنے آقا کی رہائی کی کوشش کریگا ماہتاب خاراشکن نے کہا عیار آئیگا تو کیا کریگا
مین کل اسکو قتل کرونگا تو ہوشیار تو کر غراب نے کہا حضور یہ کمندہاے ریشمی مین بندھا ہو اُٹھے پہر
اسکے قیامت برپا ہوگی مسلسل و مطوق کراکے ہوشیار رہیے بادشاہ نے آہنگرون کو بلایا مسلسل و مطوق
کراکے غراب سے اشارہ کیا عیار نے فتیلہ رافع دارو بیہوشی دیا رستم کی آنکھ کھلی اپنے تو مسلسل پایا
مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی دربار کفر مدار کو دیکھا اور بادشاہ کو تخت پر پایا مچکار کیا
ماہتاب خاراشکن نے آواز دی اے رستم کل قلعہ جات پر تمھارے قتل کے فرمان بھیج گئے
مین بھی ایک ادنی خراج گذار خداوند کا ہون خداوند حقیقی تمھارا تمسے بیزار ہے تم گرفتار ہوکے ایسے
مقام پر آئے کہ یہان سے بچنا دشوار ہے رستم نے جواب دیا ہمارا حافظ حقیقی نگہبان ہے ہمین کون قتل
کرسکتا ہے جو تجھسے ہوسکے وہ قصور نکر چند باتین کرکے حکم دیا شہر مین ڈھنڈورا پٹے کل صبح کو رستم قتل
ہونگے سب لوگ آکر جمع ہون اشتہار چسپان کیے جائین حکم کیا لیجاکر رستم کو قید کرو غراب خود بطور نگہبانی
کے آکر بیٹھا سمک تلاش کرتا ہوا جب در قلعہ پر پہونچا ڈھنڈورے کی آواز سنکر بہت گھبرایا حیران ہوکر کہ
کیا تدبیر کرون پھرتا پھراتا سامنے قید خانے کے آیا دیکھا غراب چار سو شاگرد لیے بیٹھا ہے کیا مجال کہ
کوئی ادھر سے رستہ چل سکے سمک نے کدو کاوش کی لیکن عیارون کو ہوشیار پایا رات بھر گرد پھرا
پھرا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ جہان سے بیٹھ کے نقب دے اسی تردد مین صبح ہوگئی سمک بہت گھبرایا
یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا بادشاہ تخت پر سوار نمایان ہوا بادشاہ کے عقب مین فوج اس مقام
پر بادشاہ آکر ٹھہرا کہ جس مقام پر دار تھی استادہ ہین جلاد جست و خیز کررہے ہین کہ بادشاہ نے غراب سے کہا
کہ قیدی کو لاؤ غراب وہان سے آیا آتے ہی قفل کھولا اندر مکان کے آکر دیکھا تو ہتھکڑیان کٹی پڑی ہین
بھرو نقب کا لگا ہوا ہے رستم ندارد اتنے غراب بدحواس ہوکر نقب مین کودا دوسرا سرا اسکا ایک دوکان مین پایا
وہ دوکان ہمیشہ خالی پڑی رہتی تھی غراب روتا ہوا پلٹا اتنے مین غل ہوا کہ قیدی کو کوئی قید خانے سے نکال لیا
سمک یہ ذکر سنکر حیران ہوا کہ یہان کسنے ایسی حرکت کی دوست کہان سے آیا اب سمک اس مجمع سے نکلا گلی گلی
لگانے لگا غراب نے بادشاہ سے کہا کہ کسکا عیار بڑا تیز و طرار ہے اسنے ایسی حرکت کی ہو تو تعجب نہین یہان
بادشاہ نے غراب کو حکم دیا غراب نے آکر تھانہ دارون سے کہا تھانہ دارون نے مخبرانیون سے بلاکر اقرار نامے

لیے کہ نیا آدمی جس مکان میں نکلا تم لوگ گنہگار ہوگے جلد پتہ لگاؤ غراب کہتا ہے مجھے ایک مقدمہ میں
بڑی حیرت ہے کہ اگر عیار ہوتا اسکا ایسا کام کرتا تو وہ کہاں رہتا مگر سمک یلداقی پھرتا پھراتا قریب ایک دیوار باغ
کے پہونچا گانے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ بڑے لطف سے گا رہا ہے۔ نظم

چشم عشق میں سے ہو اس بت کا سراپا دیکھا ‏ ‏ صنعت صانع قدرت کا تماشا دیکھا
داغ الفت سے رہا سینہ ہمیشہ خالی ‏ ‏ اس چمن میں نہ کبھی پھولتے لالا دیکھا
آگئیں یاد غزل خوانیاں اپنی اے رند ‏ ‏ کسی بلبل کو اگر زمزمہ پیرا دیکھا

سمک نے جو گانے کی آواز سنی بیتاب ہوگیا پشت باغ پر آیا کمند مارکے دیوار پر چڑھا دیکھا ایک نازنین
زہرہ جبین نہایت حسین گل رخسار شیرین گفتار سیمیں لب چاہ غبغب جبین عدیل یوسف دل نرگسی
کہ جسکا ملنا دشوار پہلو میں رستم کے بیٹھی ہے اختلاط ظاہری ہو رہا ہے ایک گائن نہایت شوخ و شنگ
میٹھی میٹھی لے سے گا رہی ہے سمک خوش ہوگیا جی میں کہتا ہے آقا ہمارے کیا صاحب نصیب ہیں کہ
ایک معشوق سے چھوٹے دوسرے کو پایا دیوار سے اترا اور پہلو میں اس نازنین کے مثل ستارہ کے
پہلوے ماہ ایک نازنین بیٹھی ہے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم موسیقی میں دخل رکھتی ہے تال سم پر
تعریفیں کر رہی ہے اتفاقاً گائن ہولا کر اٹھی واسطے رفع حاجت کے چمن میں آئی سمک نے
اسے بیہوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے گائن کی شکل بنا محفل میں آیا سامنے رستم کے
بیٹھ کر گانے لگا نام لینے سے معلوم ہوا کہ علائہ عنبرین مو نام رستم کے پہلو میں بیٹھی ہے اور صنوبر سہی قد
وزیرزادی پرستان سمک مائل ہوے اُسی کی جانب گانے میں متوجہ ہیں کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا
کبھی بتاتے بتاتے عارض کی جانب ہاتھ اٹھایا صنوبر نے جھلا کر کہا اری گلشن کچھ دیوانی ہوئی
ہے یہ کیا حرکات ہیں کہا بی بی بتانے میں ضرورت پڑتی ہے معاف فرمائیے کنیز حضور کی ہوں قدمبوسی
چاہتی ہوں ایسا ہوں کہ قدمبوسی کروں صنوبر بے اختیار ہنس پڑی کہا گلشن آج تجھے کیا ہوگیا
کیسی باتیں کرتی ہے سمک نے زبان عربی میں رستم کو آگاہ کیا میں ہوں آپکا غلام سمک یلداقی اجتو
رستم نے طرف سے سمک کے صنوبر سہی قد سے سفارش کی کہ ہمارا عیار ہے تم پر دلدادہ ہے دل فریفتہ
اسکی خاطر کر دیہ فرزند خواجہ عمرو ہے صاحبقران اسکو فرزند کہتے ہیں ابتو صنوبر آگاہ ہوئی سمک
نے صورت اصلی دکھائی ملکہ نے کہا ارے میری گائن کو کیا کیا سمک گائن کو صحبت میں لایا اب

بصورت اصلی پہلوے صنوبر مین بیٹھا مگر غراب بر بادشاہ نے بہت تاکید کی ہو کہ شکار میرے
ہاتھ سے آکر نکل گیا اگر اُسکا سر بھیجتا تو قدرت کیسے خوش ہوتے یقین ہو کہ مجھکو طرہ پیغمبری ملتا
باغ مین تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی گا نیکی بھی گا رہی ہو صنوبر رستم سے سفارش کرا کے دو چار
اشعار سمک سے گوا لیتی ہو کہ غراب پھرتا ہوا عقب باغ ہو گذرا گانے کی آواز کان مین آئی
حیران ہوا کہ آج ملکہ کے نیہان کیا خوشی ہو بڑے دور و شور سے گانا ہو رہا ہو اسوقت سمک
گا رہا تھا آواز سنکر زیادہ پریشان ہوا خیال مین گذرا کہ یہ کسکی آواز ہو آواز مین بڑا سوز و گداز ہو
کمند مار کر دیوار پر چڑھا رستم کو پہلوے علامہ مین اور سمک کو پہلوے صنوبر مین دیکھکر جل گیا
دلمین کہتا ہو اس شوخ دیدہ نے رستم کو کیونکر پایا کنیزین ذکر کر رہی ہین کہ واری ہمنے دوکان خالی
سے نقب لگائی کئی جشنین کہتی ہین کہ ہمنے مٹی نقب سے نکالی یہ سب ذکر غراب نے سنا معلوم
ہوا کہ کنیزین نقب دیکر لائین رستم کو قید مین نہ رہنے دیا دیوار سے اُترا در دولت پر بادشاہ کی آیا
محلدار سے کہا شاہ کو جا کر جگا دے کہنا غلام آیکا رستم کا پتہ لگا لایا جلد آیئے ایسا نہو کہ وہان کچھ
انقلاب ہو جاے بادشاہ کو یہ سنکر بہت غصہ آیا کہا فوج تیار کرو ساٹھ ہزار جوانان جنگی تیار ہوکر
آئے آپ خود گینڈے پر سوار ہوا غراب راہ بتاتا ہوا چلا کچھ کنیزین کوٹھے پر ہو گئیں اُنھون نے
آمد فوج دیکھی ملکہ کے سامنے کانپتی ہوئی آئین کہا حضور معلوم ہوتا ہو کہ حال حضور کا کھل گیا
بادشاہ مع فوج آتا ہو ملکہ تو گھبرا گئین رستم تلوار ٹیک کر اُٹھے ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہریار
اول تو بادشاہ خود پہلوان ہو دوم ساٹھ ہزار فوج اُسکی جنگ آزما لڑنے کو بڑھی ہوئی آپ یکہ و
تنہا کیا کرینگے رستم نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو ایسے معرکے اکثر گذرے ہین اُس حافظ حقیقی نے
حفاظت کی دشمن کے ہاتھ سے بچا لیا ہو ایک سا وہان کہ ملکہ کی سواری کی تھی سمک نے بڑھکر
اُسی پر زین ڈالا کسکر اُسکو سامنے رستم کے لایا رستم سوار ہوے باغ سے نکلے ملکہ بام پر آئین دعائین
مانگنے لگین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز میرے وارث کی مدد کر رستم جیسے ہی در باغ
سے نکلے دیکھا غراب آگے آگے فوج کو حکم دیتا ہوا کہ چار جانب سے باغ کو گھیر لو بعد
غراب کے ماہتاب خارا شکن گینڈے پر سوار چند افسر ساتھ کہتا ہو مین جاتے ہی سر رستم کا
کاٹ لونگا اور اس شوخ دیدہ کو وہ سزا دونگا کہ تمام شہر آگاہ ہو جواب پردہ پوشی کی کیا ضرورت

ہو جب وہ مسلمان کے پہلو مین بیٹھی تو خداوند ہفت پیکر کو بڑا کہا ہوگا سر بازار اسکو قتل کرونگا
رستم کو جو دیکھا غراب نے کہا دیکھیے وہ شخص آتا ہو ماہتاب نے گینڈے کو مہمیز کیا کہا اوی رستم
آؤ مین تمھاری رستمی دیکھون رستم گھوڑا بڑھا کر جا پڑے اب جو رستم کو دیکھا حیران حال ہو دیدار
ہوا دل سے کہتا ہو اس شخص پر کیا حملہ کرون ایک ادھیڑ سپر کی کافی ہو رستم نیزہ پکڑ کے سامنے
آئے ماہتاب نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا
اب تو ماہتاب بے رنگ ہوا ہر مرتبہ نیزہ نکلا جاہتا ہو بمشکل سنبھالتا ہو وہ گھڑی کا مل نیزہ چلا آخر
رستم نے نیزہ اس کا نکالا ماہتاب نے غصے مین تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے
سپر کو گردش دی بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ماہتاب بھی لپٹ پڑا دونون مین کشتی ہونے لگی
اہل فوج دیکھ رہے ہین کہ رستم ریل کرنے دوڑتے ہین ماہتاب گھبرا رہا ہو پھر پھر اُلجھ اُلجھ کے لڑا
ایک مقام پر رستم ریل کرے دوڑے دس بارہ قدم ریل کر لائے وہان پر لا کر پٹک مارا دونون گھٹنے ماہتاب
کے آشنا بہ زمین ہوئے یقین ہوا کہ پسلیان نکل جائینگی رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا سر سے
بلند کیا چاہا زمین پر مارون کہ ماہتاب نے آواز دی ای شہریار الامان رستم نے کہا امان بشرط ایمان
ماہتاب نے عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نکرونگا رستم نے گلے سے لگا لیا
ماہتاب نے عرض کی بارگاہ مین چلیے سمک نے عرض بھی کی کہ نیا مسلمان ہو ایسا نہو کچھ فساد برپا
کرے رستم نے کہا خدا حافظ ہو ماہتاب بخوشنودی منت رستم و سمک کو لیکر بارگاہ مین آیا مقام صدر پر
رستم کو بٹھایا کہتا تھا تخت پر بیٹھیے رستم نے انکار کیا فرمایا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم
تخت پر نہین بیٹھتے مقام صدر پر وہ محل زرین تھا اُس پر رستم بیٹھے ماہتاب نے جام شربت بڑھایا
کیا عرض کی حضور اسکو نوش کرین کہ غلام کو تسکین ہو ہمارے یہان کا یہ دستور ہو رستم نے بے اندیشہ
انجام شربت نوش فرمایا دوسرا جام ماہتاب نے سمک کو دیا سمک نے کہا آقا پی چکے اب میری کیا
ضرورت ہو غراب نے ہاتھ باندھ کر کہا اُستاد آپکے نوش کرنے سے ہمکو تسکین ہوگی سمک نے
بھی جام نوش کیا اس منت سے غراب نے کہا کہ سمک کو کچھ نہ پڑا شربت پیتے ہی رستم نے
سمک سے کہا کہ ای سمک سر گردش کرتا ہو سمک نے کہا غلام کا بھی یہی حال ہو غلام تو سمجھ گیا تھا
مگر حضور کے خیال مین نہ آیا اُسکا یہ انجام ہوا رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا قصد کیا کہ اپنے مقام سے

اُٹھون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے سمک نے چاہا مین نکل جاؤن غراب نے سمک کو
گرفتار کیا نشے مین دونون کو ہتھکڑیان پہنائین اب ہوش آیا۔ اُسی وقت حکم کیا کہ میدان خونی کی
تیاری کرو اسی وقت دارین استادہ ہوئین یہ خبر کنیزون نے ملکہ کو پہونچائی ملکہ یہ خبر سُنکر گھبرائین کنیزون
نے کہا داری نکل چلیے ملکہ نے سجادہ بچھایا بارگاہ رب الارباب کے دعائین مانگنے لگین کنیزین آمین
کہ رہی ہین رنگ باغ دگرگون گلون کا کلیجہ خون شمشاد کی کمر مین خم ہر نخل بیدم بلبلین باہم
نوحہ خوانی کر رہی ہین قمریان ٹھنڈھی سانسین بھر رہی ہین یہان ماہتاب نے آواز دی یارو جلدی
کرو ایسا نہو کوئی اُفتاد پڑ جائے ایک رات قید خانے مین نہ رہ سکے اس شوخ دیدہ نے جو ہنگامہ
انکا خاتمہ کرون تو باغ بہ جاؤن اس شوخ دیدہ کو گرفتار کر لاؤن اسی مقام پر اُسکو بھی قتل کرون
تب دل خوش ہوگا کہ اُس گیسو بریدہ کا لاشہ اسکے لاشے کے قریب ہو ہر شخص جانتا ہے یہ
بے نصیب ہو جلاد نے رستم کو کھینچ کر قریب دار کے لاکر پاؤن مین زنجیر باندھی رستم و سمک دار پہ
لٹک گئے ماہتاب تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا چاہتا ہے تیر مارون کہ صحرا سے گرد اُڑی فرد۔ از دامن
دشت کوہ اورنگ گردے برخاست طوطیا رنگ سب نے دیکھا نقابدار مرصع پوش مع بارہ ہزار
جوانون کے گھوڑا اُڑاتا ہوا صحرا سے پیدا ہوا آتے ہی فوج کو حکم دیا ان سپاہیون کو مار لو بیلدار ہمراہیان
نقابدار نے نیزون سے کیا دوبارہ تلوارین کھینچین کنیزون نے جھپٹ کر یہ خبر ملکہ کو پہونچائی ملکہ قصر پر آئین
دور سے دیکھا نقابدار بہادر لڑتا ہوا طرف رستم کے جاتا ہے یہان رستم نے جو دیکھا کہ نقابدار مجھے رہا کرنے
آتا ہے غیرت سے پسینے پسینے ہو گئے زنجیر پکڑ کر ایک جھٹکا مارا زنجیرین ٹوٹین زمین پر آئے زمین پاتے ہی
ایک سوار کو مارا اُسکے گھوڑے پر آپ سوار ہوئے تلوار کھینچ کے لڑنے لگے سمک کو رستم نے رہا کیا سمک نے
حقہ ہائے آتشبازی داغے تمام میدان کو دھوان دھار کر دیا اُس دھوئین مین رستم لڑتے بھڑتے قریب
ماہتاب پہونچے نقابدار نے چاہا تھا ماہتاب کو مین مارون مگر دور سے دیکھا کہ رستم پہونچ گئے ماہتاب
نے بخوف جان چاہا گھوڑا بھگاؤن رستم آگے سد راہ ہوئے ماہتاب نے ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو
تلوار پر روکا خبردار کہکے ہاتھ مارا برق شمشیر چمک کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سر کو کاٹ کر جگر کی
تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کر جگرگاہ تک تلوار پہونچی نقابدار بڑی کوشش کر کے قریب علمدار کے پہونچا علمدار
کو مع علم قتل کیا فوج ماہتاب کو شکست ہوئی الامان الامان کی صدائین آنے لگین سب افسر

رومال سے ہاتھ باندھکر قریب رستم کے آئے عرض کی کہ اے شہریار یہ مکار اسی لائق تھا کہ واصل جہنم ہوا ہم لوگ منع کرتے تھے کہ یہ فریب نکر مگر موت اسکی دامنگیر تھی جیسا کیا ویسا پایا ہم تابعدار ہین سبکو رستم نے کلمہ پڑھایا کلمہ پڑھکر سب افسر مسلمان ہوے پچیس ہزار سوار جو باقی رہے تھے وہ مسلمان ہوے اب رستم نے فرمایا اے سمک اس نقابدار کو بڑا دعوی ہی جب آتا ہی بانک بن دکھاتا ہی ایک دن اسکو پھر رو کو نگا سمک نے عرض کی دعوی محبت رکھتا ہی آپ لوگون کی ملاقات کو آتا ہی کیا ضرور ہی کہ دوستکو دشمن بنائیے جب وہ کبھی آپ لوگون سے دعوی کریگا سوال و جواب کا آپکو اختیار ہی رستم نے وزیر قلعہ کو بلوایا وہ جو سامنے آیا فرمایا اے وزیر اعظم تیغ خوشبوئی نسبت علامہ عنبرین مو کا اگر مناسب ہو تو ہمارے سینے پر لگا دو وزیرون نے بہ تعجیل تیغ خوشبوئی لاکر سینے پر رستم کے لگایا کہا ملکہ علامہ عنبرین مو کو حضور کے ساتھ منسوب کیا رستم دربار مین انتظام کر کے باغ مین آئے فرمایا لو ملکہ عالم نسبت کو تو ہمنے پختہ کر دیا انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہفت پیکر شادی بھی کرینگے اب ہمکو جلدی ہی قلعہ فاروقیہ پر اپنے کو پہونچا ئین ملکہ نے کہا اے شہریار فراق حضور مین کنیز کی کیونکر بسر ہوگی راتین ہجر کی کیونکر کٹینگی رستم نے کہا اس طلسم ہفت پیکر کی کدو کاوش کرتے ہوے عرصہ ہوا انشاء اللہ بہت جلد اب فتح کی تدبیر ہوگی شب بھر رستم نے ملکہ کو سمجھایا تب ملکہ کو صبر آیا بعد دو دن کے رستم نے کوچ کی تیاری کی ایک افسر خونخوار جنگ آرا کو قلعہ سپرد کیا پچیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر طرف فاروقیہ کے چلے لیکن فاروق شاہ تخت پر اپنے بیٹھا ہی عیوق دربار مین آنے لگا کولے کے درد سے اُسنے مہلت پائی کہ اب دربار مین روز آتا ہی باپ سے کہہ رہا ہی کہ کیا عرض کرون کولہ اُحتا تجھپر ایسا شاق ہوا چار پہر کشتی اور ہوتی تو رستم کو زیر کر لیتا فاروق کہتا ہی اے فرزند مین نے جو خیال کر کے دیکھا کسی فن مین رستم کو علم پایا بلکہ اگر چار پہر کشتی اور ہوتی تو مجھے یہ خیال ہی کہ وہ تجھپر غالب آتا عیوق کہتا ہی اے باپ ہر چند کہ رستم پہلوان بے مثل ہی لیکن زور مین ہی غالب آتا باپ بیٹے باتین کر رہے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ رستم نے جا کر قلعہ مہر و ماہ کو فتح کیا ماہتاب ایسا پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارا گیا پچیس ہزار فوج لیکر آتے ہین آپ سے مقابلے کا قصد ہی فاروق نے کہا اے نور نظر سنا تمنے ماہتاب ایسا پہلوان ہاتھ سے اس شہریار کے مارا گیا اور میرو رکے

مقدمہ مین بھی اعتقاد قوی کرتا ہون کہ وہ سیاہ پوش یہی شیر تھا عجب رنگ سے مسرور ہوا گیا گنبد سے
اُسکو اٹھالیا گنبد سے کو جیخ دیگر زمین پر مارا کیا حال اُسکا ہوا عیوق نے کہا ای باپ بڑی شرم کی
بات ہی اگر وہ قلعہ تک آگئے تو لوگ مجھکو ہنسین گے مین آگے بڑھکر روکون قلعہ تک رستم کا آنا
بہتر نہین فاروق نے کہا ای نور نظر فوج جسقدر چاہے لیلو افسران فوج سب تمھارے ساتھ ہین
بلکہ ہمارے زیر کردہ بخوشی تمھارے ساتھ جائینگے عیوق اپنے مقام سے اُٹھا چارسی پہلوانان نامی
اور تمام آور فوج کے افسر اور تین لاکھ فوج فاروق نے جوانان جنگی چھانٹ کر بیٹے کے ساتھ کی تین لاکھ
فوج اور چارسی پہلوان ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلا خیال مین گذرا کہ اب دن کم باقی ہی کل آگے جاونگا
حکم دیا آج در قلعہ پر بارگاہ استادہ ہو فوج اُسی مقام پر اُتری بارگاہ استادہ ہوئی بازارین درست
ہوگئین کٹورہ کھنکنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی عیوق آگے بارگاہ کے کرسی پر بیٹھا ہی لاف وگزاف
کر رہا ہی کہتا ہی اب رستم کو مشکل پڑے گی وہ پیچ باندھون جسکا توڑ اُستادان فن نے معلوم نہین کیا
سوائے میرے اور کوئی اُنکا توڑ نہین جانتا [illegible] رات اس معاملے مین گذری صبح ہوتے باہر نکلا
ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم پیل تن پشت مرکب پر سوار سمک یلداقی ہمراہ پشت پر پچیس ہزار
سوار نوبت و نقارہ بجتا ہوا اس گرد سے رستم کو آتے ہوئے دیکھا عیوق کے ہوش اُڑ گئے
پہلوانون سے کہنے لگا اگر مین نے اسکو زیر کیا اور اسنے میری رفاقت کی تو مین کوچ کرنا گوارا کرونگا
اسکے سبب سے ممالک پر قبضہ ہوگا بادشاہ لشکر کرونگا یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا لشکر رستم
اُتر پڑا اُنکی بھی بارگاہ استادہ ہوئی سپہ سالار جنگ آزما کہ جسکو سپہ سالار کرکے لائے ہین وہ افسرون کو
ساتھ لیکر ہمراہ رستم بارگاہ مین آیا عیوق بیٹھے بیٹھے اپنی بارگاہ مین گھبرایا ساتھیون سے کہا
اگر تم سب کی خوشی ہو تو مین جاکر رستم سے ملاقات کرون جرأت کے خلاف ہی آپس مین کدوکاوش
نچاہیے بروقت جنگ ہوگی بروقت اصلاح اصلاح حال اُنکا پوچھین کہ آپ کو کون لیگیا
کیونکر قلعے پر قبضہ ہوا لیکن یہ خبر ملکہ معذور کو پہونچی کہ رستم آئے ہین ملکہ گھبرا گئین کنیزون سے
کہا صاحبو تمنے سنا اب تو لشکر بھی ساتھ ہی مگر لشکر کسقدر ہی کنیزون نے کہا حضور سنتے ہین کہ
پچیس ہزار جوان ساتھ ہین مگر عیوق تین لاکھ فوج لیکر گیا ہی یہ خبر سنکر ملکہ نے بیتابی مین
شگوفہ نامے کنیز کے قدمون پر سر رکھہ یا اسنے کہا مجھے گنہگار نہ کیجیے آپ ہماری مالک ہین

ہو ارشاد فرمائیے بجالاؤن آپ مجھ اُجڑی کے قدمون پر کیون گرتی ہین ہمنے سرکار کے نمک سے
پرورش پائی آپکے واسطے قید ہوے مار کھائی مگر ہمشہ سے نہین نکلا کہ حضور نے رستم کو بلایا ہم کسی بات
سے انکار کرینگے کہا بس ہمکو دمبدم کی خبر ملے شگوفہ نے کہا کوئی خبر ایسی نہ ہوگی کہ آپکو نہ ملے یہ کہکے
شگوفہ نے مردانے کپڑے پہنے واسطے خبر کے چلی اُسوقت پہونچی کہ عیوق سردارون سے صلاح
کرکے برائے ملاقات رستم چلا ہے شگوفہ بھی اسی کے ساتھ ہوئی لشکر مین رستم کے آیا پلٹنون اور
رسالون کی رونق دیکھتا ہوا جب دربارگاہ پر پہونچا دیکھا رستم برائے استقبال کھڑے ہین عیوق
نے سلام کیا اور دوڑکر لپٹ گیا کہا اے رستم عجب معاملہ ہے مجھے اسقدر تمسے محبت ہے کہ جی چاہتا ہے
دم بھر ساتھ نہ چھوٹے ہروقت حاضر خدمت رہون میرا دل نہین چاہتا کہ تمسے مقابلہ ہو رستم نے ہاتھ
پکڑ لیا لاکر مقام صدر پر جگہ دی قریب اپنے دنگل کے دنگل زرین بچھا تھا کہ وہ دنگل سپہ سالار کا تھا
اُسپر جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا جام ارغوانی گردش مین آیا صداے نوشا نوش و نوشا نوش بلند
ہوئی رستم نے کہا اے عیوق ایک مرتبہ مقابلے مین ہمارے تمھارے فیصلہ ہو عیوق نے کہا مین کیا عرض
کرون مین آپکو اگر ایسا صاحب اقبال جانتا تو کبھی آپسے وعدہ نہ کرتا اب مجھے افسوس ہے کہ ایسا
نہو میرے ہاتھ سے آپکو کوئی آزار پہونچے ہرچند کہ بروقت مقابلہ خیال رکھونگا مگر کشتی مین کیا اختیار ہے
اگر کوئی پیچ کڑا بندھ گیا اور دست و بازوے حضور کے کوئی صدمہ پہونچا تو مجھکو قلق ہوگا رستم نے کہا
آپ اسکا خیال نہ کیجیے کوئی بات اٹھا نہ رکھیے گا عیوق نے کہا آپکے مزاج مین بڑی جہالت ہے
اگر آپ میری رفاقت اختیار کرین تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون رستم نے کہا یہ آپکی مہربانی ہے مگر بعد غالب
اور مغلوب ہونے کے اسکا خیال کیجیے گا اگر مین نے آپکی رفاقت اختیار کرلی تو ہمیشہ مجکو خیال
رہے گا کہ اگر غالب ہوتا تو افسر بنتا ماتحت کاہیکو ہوتا بعد مقابلہ یہ گھمنڈ نکل جائیگا نہ آپکے دل مین
رہیگا نہ میرے دل مین مقابلہ ہونا ضرور ہے عیوق نے کہا مین خاص اسی واسطے آیا تھا کہ میرے آپکے
باتون مین فیصلہ ہو جائے مقابلہ نہ ہو رستم نے کہا مقابلہ تو ضرور ہے دیر تک عیوق بیٹھا رہا اور ہر کلام
سے یہی مراد تھی کہ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے رستم نے آخر مین کہا اے برادر جبتک ہمارے تمھارے کشتی
ہوئی غالب و مغلوب ثابت نہ ہوا تمام شہر والون نے دیکھا اپنے مقام پر کہینگے کہ رستم دب گئے
جا بجا چرچے کرینگے بس اب جاکر طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان مین مقابلہ ہو عیوق ناچار ہوکر اُٹھا

اپنی بارگاہ مین آیا پہلوانون سے کہتا تھا رستم کیا ضدی ہی مقابلہ نہ کرنے پر راضی نہین ہوتا مین مجبور
ہون طبل جنگی بجے سر میدان مقابلہ ہوگا اُسیوقت لشکر مین عیوق کے طبل جنگی بجا سمک نے خبر رستم
کو پہونچائی رستم نے حکم دیا ہی سمک ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون لشکرون
مین طبل جنگی بجنے کی تیاریان ہونے لگین مگر عیوق رات کو شل رہا ہی کہتا ہی یارو اگرچہ چار پہر مقابلہ
ہوا مین اپنے مقام پر سمجھ گیا کہ رستم مجھپر غالب ہے مگر کیا کرون کہ وہ ظالم نہین مانتا اگر وہ میری
اطاعت کرتا تو باپ کے مرتبے پر بادشاہت سارے ملک کی اُسکے سپرد کرتا شگوفہ کنیز نے یہ سب خبر
مفصل ملکہ کو پہونچائی ملکہ نے کہا ہاے اُنکی جہالت میرے مقدمے مین جو کچھ ہوتا سمجھا جاتا وہ تو ملک
کے مالک ہو جاتے مگر اُنکی جہالت کنیز نے عرض کی عیوق اسوقت بھی اپنے دربار مین یہی ذکر کر رہا ہی
کہ رستم کل فنون مین طاق سپاہ گری مین شہرۂ آفاق ہی دیکھیے سر میدان کیا ہو عیوق کو بڑا تردد ہی
مگر وہ نہین چاہتا رستم زبردستی اُس سے اُلجھے ہین دیکھیے خدا انجام بخیر کرے عیوق کو تو تردد
تھا طلاے پر خود آیا اُدھر اتفاق سے رستم بھی طلاے پر آئے دوپہر رات گئے اُس شب تیرہ و تار
مین اُنکا اُنکا سامنا ہوا عیوق نے پکار کر آواز دی سیر طلایہ کون ہو رستم نے جواب دیا تمھارے
سر کوب عیوق ہنس پڑا کہا ای رستم تم حقیقت مین سپاہی ہو اب صبح کو ہمارے تمھارے حال
کھلجائیگا دیر تک رستم سے باتین کیا کیا آخر رنجیدہ پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہا یارو صبح کو کل
ملک الموت سے سامنا ہی آجتک جو مین نے مشقت کی اور فنون سپاہ گری کو زور دیا سب بیکار
معلوم ہوتا ہی رستم جو پلٹ کر بارگاہ مین آئے جا کر آرام فرمایا وہ وقت آیا کہ رستم خاور یعنی شہسوار فلک
سوار ہوا کل عالم کو منور کیا رستم نے سویرے اٹھکر اول نماز پڑھی نماز پڑھ کے دعا کی کہ ای خداوند
حریف پر غالب کرنا کسی فن مین عیوق سے کم نہ رہون کہ سمک حاضر ہوا صندوق سلاح جنگ
سامنے رکھا رستم نے اول کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم تیغہ ہفت جوہر
لگایا نیزہ ہاتھ مین لیا باہر نکلے سب فوج جمع کر آئی طرف میدان کارزار کے چلے کہ اُدھر سے بھی گرد
اُڑتی دیکھا عیوق گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج کو ساتھ لیے ہوے چار سو پہلوان شل رسالدار
و کمیدان ساتھ ساتھ سب سے کہتا ہوا آج مین کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا اول تو نیزہ بازی
مین ایسا داؤ دکھاؤنگا کہ رستم بھی ناچار ہون شمشیر زنی ایسی ہو کہ رستم کو دنگ کر دون

اور کشتی مین جتنے نہ دون ابتدا ہی سے وہ پیچ باندھون کہ رستم بھی یاد کرین یہ کہتا ہوا میدان مین آیا
صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکر ہٹے عیوق نے گینڈا اپنا نکالا
میدان مین آکر آواز دی کہ ای رستم پیل تن میرے مقابلے مین آو رستم نے مرکب اپنا نکالا مقابلے مین
عیوق کے پہونچے عیوق نے صاحب سلامت کی رستم نے جواب دیا عیوق نے کہا ای رستم یہ آخر کلام
کلام ہی کہ مجھ سے مقابلہ نہ کرو بڑی خرابی ہوگی رستم نے جواب دیا ای عیوق اب تو میدان مین آگئے اب
نہ مقابلہ کرنا جرأت کے سراسر خلاف ہی تم بھی بدنام ہوگے لہذا اب حربہ کرو عیوق نے نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا رستم نے ساتوین طعن مین نیزہ عیوق کا توڑا عیوق نے غصہ مین آکر
تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون عیوق
نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا ای رستم کہین مردان عالم کے قبضے سے تلوار نکلتی ہی رستم نے کہا ای
عیوق غرور نہ کرو مغرور پروردگار کو زیبندہ و سزاوار ہی وہی مالک و مختار ہی اب کشتی کا مقابلہ ہو
عیوق گینڈے سے کود اور رستم بھی زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ
رستم ہر مقام پر زیادتی کرتے ہین عیوق سمجھکر ٹال جاتا ہی کہتا ہی ای رستم تم اپنا بانک پن مجھے دکھاتے
ہو یہ پیچ جو تمنے باندھا کیا مین اسکا توڑ نہ کر سکتا تھا رستم دوپہر ڈھلتے ڈھلتے عیوق کو ریلکر لے دوڑے
دس بارہ قدم پر آکر ایسا مارا کہ دونون گھٹنے عیوق کے آشنا بزمین ہوے رستم پکڑکر عیوق کو
زمین پر لائے عیوق نے زمین پکڑی رستم قاعدے سے بیٹھے چاہا ایک گھسہ دون کہ تین لاکھ سوار
و پیدل نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر نیچے مجبور پڑا ہی اور رستم گھسہ دیا چاہتے ہین لینا لینا کہکے دوڑ پڑے
ہمراہیان رستم نے جو دیکھا کہ تین لاکھ سوار و پیدل ہمارے آقا پر آتے ہین سب نے چاہا جا پڑین
کہ صحرا سے گرد اوڑی جھنا کے کی زنجیرون کے آواز آئی سب نے دیکھا کہ دیوانہ شیر پر مردم در
چارسو دیوانون کو ساتھ لیے ہوے آیا اپنے آقا پر جو بلوا سے عام دیکھا اوسی سے چوب دستین
سنبھالین اور آواز دی کہ او نالائقو آقا کا اگر ایک موے جسم بھی کم ہوگا تو سارے لشکر کو پامال
کرونگا یہ کہکے چارسو دیوانے چوب دستین پکڑکر لشکر عیوق پر آپڑے عیوق جو رستم کے نیچے سے
نکلا گینڈے پر سوار ہوا نعرہ کرکے دیوانون پر جا پڑا دیوانہ شیر پر مردم درنے جسکو وہ چوب دستی
ماری خون کا تھالا ہوکر رہگیا قریب عیوق کے پہونچا للکار کر آواز دی کہ او نامرد آقا تجکو زیر

کر چکے تھے تو نے فوج کا بلوہ کرایا مین تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون قریب عیوق کے پہونچا چوبدست
چرخ دیکر ماردی عیوق گھبرا کر گینڈے سے کود پڑا چوبدست گینڈے پر پڑی گینڈا پاش پاش ہوا
عیوق نے چاہا لپٹ پڑون شیر مردم درندے جو عیوق کو آمادہ دیکھا چوبدست پھینک کر ایک
چنگل مارا کہ زندہ نوچ لیگیا منہ پھیلا کر چلا عیوق چیخ مارکر بھاگا آواز دی کہ یارو مجھکو بچاؤ یہ دیوانہ شخص
مجھے کھا جائیگا فوج والے دوڑ پڑے دیوانے نے کئی کو اسیوقت اسی مقام پر مارا کسی کو نوچ لیا
کسی کو کاٹ کھایا بوٹیان چباتا ہوا لڑ رہا ہے آخر عیوق نے اسی مین جا بری دیکھی کہ طبل امان
بجوادون ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی طبل بازگشت کی آواز
سنکر دیوانہ اور ساتھ تیزی کے لڑنے لگا رستم نے بڑھکر منع کیا ارے حریف امان ملنگے ہین دیوانہ
چوبدست پکڑے کھڑا ہوا کہنے لگا کہ آقا مجھے بیوقوف بنایا ہے دشمن تو نقارے بجائین اور ہم
ڈر دین یہ کہکے ایک چوبدست رستم کو ماردی رستم نے کٹ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا دیوانے نے چوبدست
چھوڑ دی چاہا ایک چنگل مارون رستم نے لپٹ کر دے مارا چھاتی پر چڑھکر تلوار چمکتی ہوئی گلے
پر دیوانے کے رکھدی دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا آقا اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی جب رستم نے اسکو
چھوڑا اور دیوانے بھی لڑ رہے تھے رستم نے کہا سب کو منع کر دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ بھائیو
بس کرو دشمن نقارے تمسے لڑنے کو نہین بجاتے ہین آقا کی زبانی معلوم ہوا کہ امان مانگ رہے
ہین دشمنون کو امان دو لڑائی موقوف کرو سب دیوانے رک گئے ہاتھ باندھ کر رستم کے سامنے آئے
عیوق نے جو یہ تماشہ دیکھا ہوش اڑ گئے ساتھ والون سے کہا یارو جب ایسی طاقت رکھے تب
دیوانے کو رفیق کرے جس طرح انکو چوبدست ماردی اور انھون نے چوبدست روک لی اختیار دے سکا
یہ مجھسے کب ہوسکتا ہے اس سے بہتر آقا نہ ملیگا عیوق فوراً رومال سے ہاتھ باندھ کر تلوار گلے مین
ڈالے ہوئے سامنے رستم کے آیا کہا ای شہریار یہ تو فرمایئے اس دیوانے سے کیونکر جان بچی ہے
رستم نے کہا آٹھ پہر یہی ہنگامہ رہتا ہے کبھی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے بگڑ جاتا ہے کبھی راہ مین فساد بپا
کرتا ہے اسکی سزا یہ ہے کہ چوبدست اسکی چھین لی تلوار چمکتی ہوئی جان گلے پر رکھی ڈر جاتا ہے ہاتھ باندھے
لگتا ہے عیوق نے کہا حضور آپ ہی کا کام ہے کہ جو آپ نے اسکو رفیق بنایا ہے آٹھ پہر ایک حریف
پہلو مین ہے فرمایا ہم اسی واسطے اسکو صحرائے افروقیہ مین چھوڑ آئے تھے کہ پرانے ملک مین

جا

فساد برپا کریگا کوئی اسکا فساد اٹھا نہ سکیگا عیوق نے کہا آج شب کو اسی مقام پر اتریے غلام آپکی
دعوت کرے کل شہر مین لیچلونگا باپ کو بھی مسلمان کرونگا اور معشوقہ بھی آپ کی دلواؤنگا اور باپ سے
اصلاح کرا دونگا اگر آنکو فساد منظور ہوگا اُس طور پر جواب دیا جائیگا یہ کہکے عیوق نے بارگاہ
استاد کرائی رستم مع دیوانے بارگاہ مین آئے دیوانہ وہی حرکتین کرتا ہوا دھوپ مین جو آیا اپنی
پرچھائین دیکھکر اُسپر چوبدستین مارتا ہی جو حرکت دیوانہ کرتا ہی وہی حرکت پرچھائین سے پیدا
ہوتی ہی تو اپنے کو چڑاتا ہی ہر مرتبہ بچاتا ہی رستم نے جو دیکھا کہا او دیوانے یہ کیا کرتا ہی کہا آقا اس
حریف سے بہت تنگ ہون یہ روز مجھکو ملتا ہی مگر ایسا سخت جان ہی کہ مار نہین کھاتا اتنی چوبدستین
مین نے لگائین مگر تاثیر نہوئی رستم دیوانے کا ہاتھ پکڑ کر سائے مین لائے فرمایا ای برادر اب
وہ حریف کہان ہی دیوانہ بہت ہنسا کہا آقا اُس حریف کو کیا کیا فرمایا مار ڈالا اب رستم اُسکو دھوپ
مین نہین جانے دیتے دیوانہ چپ بیٹھا ہی کچھ منہ سے نہین بولتا کہ نائی دیہات کا سامنے آیا اُسنے
جو دیوانے کو دیکھا آئینہ نکالکر دیوانے کے ہاتھ مین دیا دیوانے نے جو آئینے مین اپنی تصویر دیکھی
چیخین مار کر رونے لگا کہا دیکھیے میرے بھائی کو اسنے قید کیا ہی ایک چوبدست نائی کو ماردی کہا اسنے
میرے بھائی کو قید کرکے لایا ہی اور چیخین مار مار کر رونے جاتا ہی رستم نے اُٹھکر آئینہ اُسکے ہاتھ سے چھینا
اُلٹ کر آئینہ دکھایا اب تو قہقہہ مار کر ہنسا رستم نے کہا بھائی تمھارا قید سے چھوٹ گیا تمھارا بھائی
تمھارے گھر گیا دمبدم دیوانہ خوشی کرتا ہی کہے جاتا ہی کہ آقا نے بھائی کو قید سے چھڑا دیا اب جاکے
باپ سے ملا ہوگا کیون آقا مان کے پاس بیٹھا ہوگا رستم ہان ہان کر رہے ہین عیوق کے اس دیوانے
کو دیکھکر ہوش اُڑے جاتے ہین ساتھ والون سے کہتا ہی ایسے دیوانے کو اسطرح کون سمجھا سکیگا
اب عیوق نے جلسہ آراستہ کیا گانے آئین رنڈیان جو عمدہ کپڑے پہنکر آئین دیوانہ رستم کے
آگے ہاتھ جوڑتا ہی کہتا ہی ای آقا ایسے کپڑے مین بھی پہنونگا رستم نے ایک دھول ایسی مارے
دیوانہ رونے لگا کہا آقا تونے مجھے دیوانہ سمجھا ہی ہر بات پہ مارتا ہی بدلہ لونگا رستم کھڑے ہوگئے گردن
پہ دیوانے کی ہاتھ رکھا کہا آؤ اب بدلہ لو گردن پہ ہاتھ جو رستم نے رکھ دیا معلوم ہوتا تھا ہڈی ٹوٹ
جائیگی رستم نے ہاتھ اپنا اُٹھایا رنڈی مجرا کرنے کو کھڑی ہوئی دیوانہ بھی اُٹھکر ناچنے لگا رنڈی کو
گود مین اُٹھایا کاندھے پر سوار کیا دوڑا دوڑا پھرتا ہی ہار پھول رنڈی کے نوچکر اپنے سر پہ باندھ لیے

رستم ہر مرتبہ اُٹھنے ہیں دیوانے کو بٹھاتے ہیں دیوانہ مسخرہ پن کیے جاتا ہی عیوق نے کہا ای
آقا نامدار دیوانے کی وجہ سے جلسہ نہوسکے گا سامنے باغ ہی وہان اُٹھ چلیے رستم نے کہا دیوانہ
وہان بھی آئیگا جہان مین جاؤنگا وہان ضرور آئیگا آخر عیوق نے سب سامان جلسے کا باغ مین
بھیجا رستم کو اُٹھا کر لیچلا دیوانہ سد راہ ہوا کہا آقا کہان جاتے ہو مجھے ساتھ لیجیے چلو رستم نے
کہا کہ آؤ مگر مسخرہ پن نہ کرو کہا آقا مین تو کوئی حرکت نہین کرتا نزک جبلے ناچتی ہی مین اگر ناچا تو
کیا بُرا ہوا اور زیادہ بولوگے تو سزا دونگا یہ کہکے رستم سے لپٹنے لگا رستم لپٹ گئے دیوانے کو
دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے تلوار چمکتی ہوئی گلے پر رکھی جب تو دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا رستم نے
چھوڑ دیا لباس تمام رستم کا پارہ پارہ زرہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالی عیوق کہتا ہی آقا اپنے کو اس سے
بچائیے روبرو کہتا ہی مین سمجھ لونگا رستم نے کہا یہ کیا سمجھے گا مین کسی وقت اس سے غافل نہین
ہوتا جس وقت قصد کریگا اپنے کیے کی سزا پائیگا ساری رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو دو دو جام
واسطے خمار شکنی کے پیے گئے عیوق اپنے مقام سے اُٹھا کہا آقا اب باپ کے سمجھانے کو
جاتا ہون اور آپ کی معشوقہ کو لاتا ہون رستم نے کہا بھی کہ ای برادر اب تم مسلمان ہو لیا ہو
باپ تمھارا کچھ فساد برپا کرے کہا حضور میری تلوار کو سب مانتے ہوے ہین کوئی میرے منھ
نہ چڑھیگا یا تو یہ اصلاح چلا آئے گا یا جواب جنگ دیگا تو میدان مین سمجھا جائیگا یہ کہکے اکیلا چلا
رستم نے چاہا کچھ رفیقون کو ساتھ کریں عیوق نے کہا اب حضور دخل نہ دین غلام کو تنہا جانے
دین اگر باپ نے مانا تو بہتر ہی یہ کہکے تنہا گینڈے پر سوار ہوا طرف شہر فاروقیہ کے چلا یہان
باپ نے بیٹے کی سب خبر سُنی ہی بارگاہ مین بیٹھا کہ رہا ہی کہ فرزند میرا دل سے مسلمان نہ ہوگا
جب موقع پائیگا چلا آئیگا کہ ہرکارون نے خبر دی فرزند آپ کا آتا ہی فاروق نے کہا دیکھو
اُسنے رستم کو دم دیا یہ فقرہ تھا کہ رستم کی جرأت پر عاشق ہوا سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا
کہ میرے فرزند کو استقبال کرکے لاؤ سردارون نے راہ مین آکر سلام کیا عیوق ایک ایک سے
بمحبت ملا جب بارگاہ مین آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اپنے دنگل پر بیٹھ گیا اور
باپ کی طرف متوجہ ہوا کہا ای باپ تو سمجھا کہ مین کیونکر آیا فاروق نے کہا ای فرزند مین سمجھ گیا کہ
تو رستم کو دم دیکر آیا ہی اب کیا مجال ہی کہ تجھپر کوئی نگاہ ڈالے مین سمجھ لونگا عیوق نے کہا ای باپ

قول مردان جان دارد و سخن مردان اعتبار جو مین نے رستم سے کہا وہ کہا مین اُسکا تابعدار ہون
آیا ہون کہ آپ کو سمجھا کر بخدمت رستم لیچلون رستم سے صفائی کر لیجیے فاروق نے کہا او سیجیا تو
بے غیرت نکلا مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین اپنے کو خدمت رستم مین پہونچاؤن دوسرے یہ کہ وہ معشوق کو
مانگتے ہین مین اُسے قتل کر ڈالونگا مگر دونگا عیوق نے کہا او بابِ سمجھا کر کام کیجیے مین آپ کو گردن
پکڑکے لیجاؤنگا اور معشوق کو سوار کرا دونگا وہ بھی تو براے رستم دیوانی ہو رہی ہی پھر آپکو کیا عذر ہے
فاروق نے پہلوانون سے دیکھکر آواز دی ارے یہ زبان دراز مجھسے سخت کلامی کرتا ہی اسکا سر کاٹ لو
پہلوان لینا لینا کہکے اُٹھے عیوق نے اٹھکر ہاتھ تلوار کا فاروق کو مارا فاروق کا شانہ زخمی ہوا
پہلوان عیوق پر ٹوٹ پڑے عیوق لڑنے لگا تمام اہل بارگاہ چہار طرف سے عیوق کو تلوارین
مار رہے ہین عیوق دمبدم پلٹ کر کہتا ہی او باب اگر مجھے قتل کریگا میرا آقا وہ جری و بہادر ہی کہ ضرور
میرے خون کا بدلہ لیگا ملک یہ گدھے کا ہل پھروا دیگا میرے آقا کی غریب پروری مشہور ہی اور ایک
شہر یہ مردم در دیوانہ اُسکا رفیق ہی کیا مجال کہ جو کوئی پیر دو پہر اُسکو صحبت مین جگہ دے سکے آقا
آٹھ پہر اُسکو سمجھاتے ہین مگر ہاے مین کون سنتا ہی دو گھڑی کامل عیوق لڑا آخر زخمون مین چور ہو
ہوکے گرا بیہوش ہوگیا فاروق نے اشارہ کیا اسکو گرفتار کرو جاکر شفاخانے مین رکھو جب صحت
پائیگا تو اس سے سوال ہفت پیکر پرستی کرونگا اگر کلمہ پڑھیگا تو کیا نقصان ہی بچیگا کا موت
بلا کر ہفت پیکر پرست کیا جائیگا عیوق کو شفاخانے مین لیگئے ہتھکڑیان بیڑیان پہنا دین علاج
ہونے لگا مگر سمک نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ فاروق نے عیوق کو گرفتار کیا یہ خبر سنکر رستم اپنے
مقام سے اُٹھے فرمایا میرے رفیق کا یہ حال کیا وہ ایسا نہ تھا کہ سو دو سے کم ہوتا ہزارون ان پر
ٹوٹ پڑے ہونگے دیوانہ اپنے مقام سے چوبدست ہلاتا ہوا اُٹھا کہا آقا آپ بیٹھیں مین جاکے
فاروق کو سزا دیتا ہون رستم نے دیوانے کو روکا دیوانے نے کہا آقا آپ کو بھی نہ جانے دونگا
آخر کو صلاح یہ ٹھہری کہ ایک رفیق عیوق کو نامہ دیکر بھیجو کہ مجھسے مقابلہ کرے بہتر یہی ہوگا کہ عیوق
کو رہا کرکے بھیجدے ورنہ تیرے دربار مین آؤنگا دریاے خون بہا دونگا یہ نامہ اس مضمون کا جو
کا لکھا گیا رفیق عیوق سحاب فیل زور اُسنے دعوی کیا کہ مین نامہ لیکر جاؤنگا مردانہ کلام
کرونگا سحاب فیل زور نے پانچہزار سوار ساتھ لیے برسم ایلچی گری چلا لشکر مین فاروق کے

آیا بد عتیین کرتا ہوا چلا جہان جھنڈا بازا کا دیکھا اُسے یہ کہکے گروا دیا کہ ہم کافر کے جھنڈے کے نیچے سے نہ جائینگے اگر خیمہ راہ مین ملا اُسکی طنابین کٹوا دین صدہا خیمے گروا دیے جھنڈے قلم کیے فاروق کو جو خبر ملی کہا جسطور سے آتا ہی آنے دو شاہون مین مشہور ہی کہ ایلچی کو زوال نہین ہوتا صاحب ایلچی سے سمجھ لینگے مگر لوگ واسطے استقبال کے جائین سحاب دربار گاہ تک پہونچا تھا کہ سردار برائے استقبال آئے بہ اعزاز و اکرام سحاب کو لاکر سامنے فاروق کے پہونچایا سحاب نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پہلوان بگڑنے لگے فاروق نے منع کیا کہ اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی ہمارا کیا حرج ہی سحاب کو دنگل بیٹھنے کو ملا فاروق نے نامہ طلب کیا سحاب نے نامہ سر سے کھولا کہا ای فاروق ایک خیال رہے کہ اس نامے کے ساتھ میرا سر ہی اگر الفاظ پر غصہ آئے تو مجھپر غصہ کیجیے یہ جو کافر پر غصہ نہ کیجیے گا فاروق نے جواب دیا ای پہلوان عیوق نے ایسے کلمات ناشایستہ میرے سامنے کہے کہ مجھکو غصہ آیا تب اُسکے ساتھ یہ حرکت ہوئی ورنہ مجھے کیا ضرورت تھی کہ فرزند کے ساتھ ایسی حرکت کرتا مین رستم سے مقابلہ کرونگا جو اس نامے کا جواب دونگا یہ کہکے نامہ لیا نامے کو پڑھا اور پڑھکر جواب جنگ لکھا سحاب کے منہ سے نکلا کہ ای فاروق جوان بیٹا تمھارا کل فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی جرأت رستم دیکھکر حیران ہو گیا ایک رفیق اُنکا شریر مردم در اگر پھر پھر آپکے پاس رہے تو آپ دستہ نہال سکیے اسی کے حرکات دیکھکر آپکے صاحبزادے عاشق رستم ہوئے ہم لوگ سب مطیع و منقاد ہوے ای فاروق تمنے اچھا نہ کیا سردین ذلیل ہوگے صاحبزادے نے تمھارے اپنے کو بہ حکمت بچایا رفیق رستم کے بیٹے رستم وہ بہادر ہی کہ جسکا آج مثل و نظیر نہین فاروق نے کہا ای سحاب تو دیوانہ ہوا ہی فرزند میرے کی حقیقت ہی اب بھی اسکو دو پکڑین لڑا سکتا ہون سحاب نے کہا وہ نوجوان ہین آپکا سن زیادہ ہی مقابلہ مین آپکو مشکل پڑیگی آپ کا فرزند نہایت عقیل و فہیم ہی فاروق نے کہا مین کدو کوشش کرونگا آیندہ جو خداوند ہفت پیکر کو منظور ہو یہ کہکے چھ سات لاکھ فوج تیار کی بیرون قلعہ فوج لیکر نکلا مقابلے مین رستم کے فرو کش ہوا شگوفہ کنیز نے یہ سب خبرین ملکہ کو پہونچائین ملکہ نے جوشناک عیوق قید ہو گیا اور فاروق مقابلہ رستم مین گیا کنیزون سے کہا ہو سکتا ہی کہ عیوق کو بیکار میرے باغ مین اُسکو لے آؤ پھر جو کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا کنیزون نے عرض کی ہم اچھی طرح

نقب زنی کرتے ہیں قید خانے میں اپنے کو پہونچا ئینگے بارہ کنیزیں اس کام پر مقرر کیں جب چستون
کنیزون نے کہ نقب زنی میں تیز دست تھیں ایک دوکان سے آکر نقب زنی شروع کی سمک بھی اسی
فکر میں آیا ہی رستم نے حکم دیا ہی کہ جسطرح بنے عیوق کو پکڑ کے لاؤ سمک آیا ہی قید خانے کے سامنے
پھر رہا ہی دیکھ رہا ہی کہ عیوق قید خانے میں قید ہوا اور عیار فاروق کا نہنگ شعلہ زن بھی آس
عیارون کو لیے در زندان خانے پر بیٹھا اور دروازہ مکان کا کھلا رکھا ہی دیکھ رہا ہی کہ قیدی بیٹھا ہی
وہ کنیزیں نقب کھود کر قید خانے میں پہونچیں ایک کنیز نے چہرہ نوڑا جیسے ہی سر نکالا نہنگ
نے پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی کنیز نے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کھلا ہی نہنگ دیکھ رہا ہی
جیسے ہی کنیز کو نکلتے دیکھا جست کرکے چلا کہ یہ عورت زمین سے کیونکر نکلی نکلتے ہی اسنے کہا
کہ عیار آتے ہیں ایک جلسن جست و چالاک جست کرکے نکلی جھپٹ کر پنجہ عیوق پر مارا کہا اے
جوان ہاتھ اٹھا دے عیوق نے ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی عیوق نے خائہ زور میں آکر قید کو
توڑا اپنے مقام سے اٹھا جیسے ہی نہنگ نے بڑھکر چاہا کہ عورت کو پنجہ مارون عیوق نے ہاتھ
بڑھا دیا ہتھکڑی پر پنجہ روکا پلٹ کے وہی ہتھکڑی ماردی نہنگ کا سر پھٹا نہنگ تو چیخ کھا کر گرا
دوسرے عیار نے بڑھکر حلقہ ہاے کمند عیوق پر مارے عیوق نے حلقہ ہاے کمند توڑے کھینچی عیار
نیچے کھینچکر عیوق پر آ پڑے کنیزیں تو اسی طرح نقب میں کود کر بھاگیں سب عیارون نے عیوق
پر بلوہ کیا عیوق عیارون کو کب مانتا ہی جسکو طمانچہ مار دیا وہ گھبرا گیا کسی کو لات ماردی کسیکا تیغہ
چھین لیا اُسی تیغے سے اُسکو قتل کیا عیارون نے جو دیکھا کہ ہمارے روکے سے یہ شیر گرسنہ
نہ رکیگا بیس عیار تھوڑے ہی عرصے میں مار کر ڈالدیے باقی بھاگے بھاگے پھرتے ہیں چند عیار
بھاگے کہ جاکر فاروق کو خبر کریں سمک نے بھی یہ ہنگامہ دیکھا کہ عیوق تو قید خانے سے نکل آیا اور
جو راہ میں ملا اُسکو مارتا ہوا جاتا ہی عیارون نے جاکر فاروق کو خبر دی کہ اے شہریار بڑی خرابی
ہوئی کہ عیوق قید سے چھوٹ گیا عیار آپکا نہنگ شعلہ زن مارا گیا اب وہ لڑتا ہوا جاتا ہے
فاروق نے حکم دیا فوج تیار کرکے روکو افسران فوج چلے عیوق لڑتا ہوا چوک میں پہونچا تھا
کہ علمہاے سرخ و سفید نمایاں ہوے گیہان بلند رکاب پہلوان زبردست دس ہزار
جوانون سے آکر پہونچا تمام فوج نے عیوق کو گھیرا عیوق نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا

لڑنے لگا دوسری گرد اڑی سہراب گرد دس ہزار فوج سے آکر پہونچا دمبدم افسرون کی آمد شروع ہوگئی کوئی افسر دس ہزار سے کوئی بارہ ہزار سے آکر پہونچا دس افسر نامی گرامی فوجین لیکر پہونچے عیوق گھبرا ہوا لڑ رہا ہی مگر حیران ہو کہ ہمارے آقا کو خبر نہین پہونچی جب زیادہ فوج کا بلوہ ہوتا ہے تو بیقرار ہو کر اپنے قلب کو خدا سے رجوع کرتا ہی عرض کرتا ہی ای معبود بے نیاز ودای رب کارساز اس مشکل کو آسان کر مقام تعجب ہی کہ ہمارے آقا کو خبر نہین ہوئی ربا آقا قدر شناس فلک اساس تک اسکو خبر ہو اور وہ نہ آئے ای رحیم تو رحم اپنا شریک کر۔ نظم

نمود حضرت وحدت در دوئی مسدود ۔ بچار سوے جہان باب اتحاد کشود
جہان نہادہ بخاک درش جبین سجود ۔ کسے بشغل قیام وکسے بحال قعود
جو ہست بندگی وعجز موجب بہبود ۔ چرا نہ بندہ کند حاصل از عبادت سود
زہر مکاشفہ مکشوف گشت اسرارش ۔ زہر مشاہدہ مشہود رازہاے شہود
مجوس تابع فرمان وبندہ عیسائی ۔ غلام زار مسلمان مطیع حکم جہود
مطیع حکم خدا اندر عرب مسلمان انار ۔ تراکنند عبادت بملک ہند ہنود
خدا ست آنکہ نماید بطور شعلہ نار ۔ خدا ست آنکہ کند سرد آتش نمرود
بلطف موم شود نرم آہن از اعجاز ۔ بحکم حضرت داور در کف داؤد
نکرد عذر بجانان سپرد جان عزیز ۔ رسید بر سر انسان چو وعدۂ معہود
نماند حکم نہ ملک ونہ سلطنت باقی ۔ نہ آن خزانہ نہ دولت نہ آن ہجوم جنود
زانقلاب جہان غم مخور تو ای ہمدمی ۔ کہ دار دوست ہمہ حال ذات حق خوشنود

ای کریم کارساز اگر موت میری قریب ہی تو جمال بیمثال آقا کا دیکھ لون اتنی مہلت ملے کہ غلام آقا کے سامنے مارا جائے مگر سمک دوڑا ہوا بارگاہ رستم مین آیا پاؤن پکڑ کے جگایا رستم کی جو آنکھ کھلی پوچھا کیون یار وفادار خیر تو ہی عرض کی ای شہریار نہین معلوم کون عورتین مقتین کہ ہاتون نے آکر عیوق کو رہا کیا عیوق پر فوج کفار کے بلوے ہین رستم نے فرمایا جلد لشکر تیار کرو اور مرکب ہمارا لاؤ مرکب تیار ہو کر آیا رستم سوار ہوے سمک نے جاکر میخوار جنگ آزما کو جگایا کہ یہ کل فوج کا افسر ہی کہا ای میخوار جلد اٹھو آقا اتنی بڑی فوج پر اکیلے روانہ

ہوے ہین مین تو اب جاتا ہون یہ کہکے سماک چلا یہان عیوق گھرا ہوا ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی
فاروق گینڈے پر سوار کل فوج پشت پر چار سو افسر گھیرے ہوے رستم نعرہ کرکے آگے سے
آواز دی کہ اے برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا عیوق نے دیکھا کہ رستم تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے
فوج کو درہم و برہم کرتے ہوے افسرون کو مارتے ہوے آتے ہین ہر چند کہ عیوق زخمی بھی
تھا مگر رستم کو دیکھکر دل مین طاقت آگئی سہراب گرد پر جا پڑا سہراب گرد نے جو دیکھا کہ عیوق
میرے نزدیک آیا نیزہ دارون کو آواز دی ارے اس دلیر کو روکو ایسا نہ ہو کہ فتور برپا ہو اسکا
خیال نہ کرو کہ فاروق کا بیٹا ہے فاروق نے خود ہمکو حکم دیا ہے کہ لڑ بھڑ کر مار لو
زندہ نہ بچے نیزہ دار سنانین سیدھی کرکے سامنے آئے عیوق نیزہ دارون سے لڑنے لگا سہراب
نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا عیوق نے جو رستم کو آتے دیکھا تلوار پر تلوار کو روکا چار طرف
سے نیزے پڑ رہے ہین مگر عیوق نیزون کو قلم کرتا ہوا قریب سہراب کے پہونچا سہراب کی کلائی
پکڑ کے بقہر و غضب جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھایا ہاتھ پر تولا کر
آسمان کے چھبکا اڑتے وقت چور نگ ہوا قلم کیا رستم نے جو دیکھا بہت خوش ہوے
پکار کر آواز دی اے عیوق مرحبا عیوق نے جھک کر سلام کیا اور کہا شکر پروردگار کرتا ہون کہ
اسوقت جمال بیمثال کو دیکھ لیا اب مجکو اپنے مارے جانے کا افسوس نہین یہی دعا کرتا تھا کہ
حضور کے جمال کو دیکھ لون شکر ہی کہ مشرف ہوا فاروق نے دور سے دیکھا کہ عیوق لڑ رہا ہی
اور رستم کو جھک جھکے سلام کرتا ہی رستم تعریفین کر رہے ہین فاروق نے فوج کو اشارہ کیا
کہ چار جانب سے عیوق کو گھیر لو چار جانب سے فوج نے بلوہ کیا رستم حیران ہین کہ چھ لاکھ فوج
کا بلوہ چار سو افسر ترغیب دینے والے فوج کو ترغیب دے رہے ہین رستم نے دور سے
دیکھا کہ عیوق پر فوج کا بلوہ ہی عیوق زخمی ہونے لگا جسم سے خون کے تراشے اڑ رہے ہین
اگر ایک کا حربہ روکا تو دس نیزے پڑ گئے نیزون کی چار جانب سے بوچھار رستم نے گھبرا کر پلٹ
کے دیکھا کہ سماک شمشیر زنی کر رہا ہی کبھی جب زیادہ بلوہ دیکھتا ہی تو حقہ آتشبازی مار دیتا
پشتیبانی اپنے آقا کی کر رہا ہی جو کوئی پشت پر آنے کا ارادہ کرتا ہی خنجر مار کے گرا دیتا ہی کسی کو قریب
نہین آنے دیتا مگر عیوق پر بڑا بلوہ ہی کہا اے سماک لشکر مین خبر کرو ہماری شمع جمال کا پروانہ

یعنی شہریر مردم در دیوانے کو خبر کرو سمک نے کہا آقاے نامدار ایسی صفین بندھی ہوئی
ہین کہ نکلنا دشوار ہوا سو جسے غلام مجبور و ناچار ہو رستم نے کہا مین اپنے کو قریب عیوق
پہونچاتا ہون یہ کہکے پامال کرتے ہوے بڑھ گئے افسر مقابلہ مین آئے مگر دست رستم سے واصل
جہنم ہوے گیہان بلند رکاب کر بڑے قد قامت کا جوان ہو اپنی جرأت پر بھی ناز رکھتا ہی
گینڈا اٹھاکر طرف رستم کے چلا اور پکار کر آواز دی ای رستم مین تجسے مقابلے کا بہت مشتاق ہون
رستم نے مرکب پھیرا ہر چند کہ فوج نے گھیرا مگر رستم شمشیر زنی کرتے ہوے قریب گیہان پہونچے
گیہان پر س پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے چوتھے حربے پر بازو بچاکر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا
ایک جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کرکے زور کیا قاش زین سے
گیہان کو اٹھایا قصد کیا کہ زمین پر مارون گیہان پکار اٹھا ای شہریار الامان رستم نے جواب دیا
امان بشرط ایمان گیہان نے عرض کی تا بہ زندگی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا رستم نے گیہان
کو پھر گینڈے پر بٹھا دیا گیہان پھر رستم کے پہلو پر آیا دیکھا رستم نے کہ اپنی فوج کو قتل کرنے لگا چاہتا
ہو فاروق پر للکار کے جا پڑون کئی مرتبہ فاروق کو آواز دی آپ افسر کلان ہین مین غلام
جدید رستم میرے آپ کے تو امتحان ہو فاروق جھلاکر گیہان پر آپڑا خبردار کہکے ہاتھ
مارا گینڈا گیہان کا بدلگامی کرنے لگا تلوار فاروق کی پڑی کہ شانہ گیہان کا نشانہ ہوا اب
لقمان فیل سوار بھائی گیہان کا اسنے جو بھائی کو زخمی دیکھا دور سے للکارا کہ ای فاروق آپ
ہاتھ نہ مارنا اسکا داہنا شانہ بیکار ہوا فاروق لقمان پر جا پڑا خبردار کہکے ہاتھ مارا لقمان
کا بھی سر زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ لقمان کا سر اڑ گیا فوج کو ترغیب دی جو نمکحرامی کریگا اسکا یہ
حال کرونگا میدان جنگ کو خون سے لال کردونگا فوج نے گیہان پر بلوہ کیا کہ صحرا سے گرد اڑی
دیکھا سب نے کہ شہریر مردم در چارسو دیوانے ہمراہ جو بید شین ہلاتے ہوے آکے فوج پر
فاروق کی گرے پامال کرنا شروع کیا فاروق نے دیکھا کہ دیوانے کے کوئی منہ پر نہین چڑھتا
جو قریب دیوانے کے آیا اسنے چوبدست ماری مع گینڈے کھالا خون کا بنادیا چارسو دیوانے
غل مچاتے چڑھتے ہین جس صف پر جا پڑے اس صف کو پامال کیا صفین توڑین رستم نے
جو دیکھا کہ دیوانہ آگیا طرف فاروق کے چلے فاروق نے بھی گینڈے کو بڑھایا دیوانون کو

رستم نے اشارہ کیا کہ گیہان کو بچانا چند دیوانون نے آکر گیہان کو گھیر لیا جو بدستین مار رہے ہین
گیہان پریشان حال زخمون مین چور چور لڑتا ہوا قریب عیوق کے پہونچا عیوق نے جو گیہان
کا یہ حال دیکھا گرد گیہان کے پھرنے لگا آپ زخم کھاتا ہو مگر گیہان کو بچاتا ہو فاروق نے جو
دیکھا کہ دیوانون نے فوج کو درہم و برہم کردیا لاشون سے میدان بھر دیا رفقا سے صلاح
کی کہ عیوق رہا ہوا اپنے آقا تک پہونچگیا اب تم سب کی صلاح ہو تو طبل امان بجوا دون طبل جلوس
سب نے یہی صلاح دی کہ دیوانون کے ہاتھ سے فوج نہ بچیگی دیوانون کی عجب رنگ کی لڑائی ہی
سب نے یہی صلاح دی کہ طبل بازگشت بجوائیے فاروق نے حکم دیا طبل امان پر چوب پڑی
رستم نے دیوانون کو روکا رستم فوج لیکر پلٹے گیہان بلند رکاب بھی ساتھ ہو رستم آکر اپنے مقام پر
پہونچے فاروق پلٹا ہوا اپنے مقام پر آیا داخل بارگاہ ہوا مشیرون کو جمع کیا اُنسے صلاح
کرنے لگا سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بجوائیے فاروق نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی پر
چوب پڑے ہرکارون نے خبر رستم کو پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا آکر لقمان کو شفاخانے
مین بھیجا عیوق کا بھی علاج ہونے لگا اور گیہان کی بھی زخم دوزی ہوئی یہ خبرین فاروق
نے سنین نہنگ شعلہ زن کا بھائی کہنگ شعلہ زن عیار کو بلایا کہا کہ تجھ سے ہو سکتا ہو کہ
عیوق کو چرا لاوے مجھکو بڑا یہ خیال ہو کہ محبت مین رستم کی وہ مست ہو رہا ہو ایسا نہو صبح کو میدان
مین میرے مقابلے مین آئے اگر میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھکو بڑا قلق ہوگا کہنگ نے کہا
غلام ابھی جاتا ہو اور عیوق کو چرا لاتا ہو یہ کہکے کہنگ باہنا سے عیاری سے آراستہ
ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر رستم مین آیا جابجا پھرنے لگا جب زلف لیلائے شب کمر سے
گذری پشت بارگاہ عیوق پر پہونچا نقب کھودنے لگا جلکے حجرہ بارگاہ عیوق مین نوڑا دیکھا
عیوق کے جسم پر پٹیان مرہم کی چڑھی ہین پڑا سو رہا ہو چار خادم جیبی پر ہین کہنگ نے پھوڑے
بیہوشی کے بیضے شمع پر جو پروانے جلے دھوان بلند ہوا چارون خدمتگار بیہوش ہوے
جھپٹ کر قریب عیوق کے آیا بیہوشی دماغ سے لگا دی جب عیوق بیہوش ہو چکا حلقہ ہائے
کمند سے ہاتھ پاؤن باندھے پشتارہ دوش پر لگایا صحیح و سالم پشتارہ لیکر نقب سے نکلا
اب کہنگ نے میدان پکڑا اسک یلداقی بازار مین طلایہ دے رہا تھا شاگردون سے کہا

کہ جا کر خبر لون ایسا نہو فاروق کسی عیار کو بھیجے بیٹے کی فاروق کو بڑی فکر ہو اپنے شاگردون
کو طلاے پر چھوڑا آپ جست وخیز کرتا ہوا قریب بارگاہ عیوق پہونچا اندر بارگاہ کے جو آیا دیکھا
بارگاہ عیوق مین اندھیرا پڑا ہو پلنگ کو خالی دیکھا گھبرا کر باہر آیا نگہبانون سے کہا یارو
بڑی غفلت کی عیوق کو عیار لے گیا اب ہوشیار رہنا مین فکر رہائی عیوق مین جاتا ہون یہ کہکے
تیغچہ لیے ہوے لشکر سے نکلا ایک بلندی پر چڑھ کے دیکھا کہ عیار جاتا ہو سماک نے وہین سے
للکارا او نا عیار خبردار آگے نہ بڑھنا منم جہتر سماک بلدا قی کہنگ نے جو سماک کو آتے دیکھا
گھبرا گیا معلوم ہوا پانون مین زنجیرین پڑگئین سماک قریب پہونچا چاہا تیغچہ مارون کہنگ نے
زفیل بجائی چالیس شاگرد اسکے جنگل مین چھپے ہوے تھے حلقہ ہاے کمند لیے ہوے
نکلے سب نے آکر سماک کو گھیرا حلقہ ہاے کمند مارے سماک جست کرکے حلقہ ہاے کمند سے
نکلا مگر چالیس پیک بچے تیغچے مارے ہین ہرچند سماک اپنے کو بچاتا ہو مگر کس کس سے بچے کئی
زخم کھائے سرہنگ تیز پا خلیفہ کہنگ پشت سماک پر آیا عیارون سے اشارہ کیا کہ اپنی جانب
سماک کو متوجہ کرو عیارون نے تیغچے مارے سماک روک رہا ہو خلیفہ سرہنگ نے پشت پر سے
حلقے کمند کے مارے سماک تڑپ کر گرا عیار ٹوٹ پڑے عیارون نے ازروے بادے کے
سماک کو گرفتار کیا کہنگ بہت خوش ہوا کہا یارو یہ وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس سے رستم کی
رستمی کو رونق ہو اب اسکو جھٹ پٹ چل کے قتل کرنا چاہیے یہ کہکے عیوق و سماک کو لیکا چند
عیار ساتھ ہین طرف فاروق کے جاتا ہو تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ کہنگ نے دیکھا ضرب سے
آواز زنگ کی آئی آگے آگے ایک عیار طرار باانداے عیاری سے آراستہ پشت پر چالیس پیک بچے
دورے جو کہنگ کو دیکھا آواز دی ارے تو کون ہو لاشے اُس مقام پر پڑے تھے سماک نے
دس بارہ پیک بچے مار کر ڈالدیے تھے وہ لاشے پھڑک رہے ہین اب وہ جو عیار آگے تھا
لینا لینا کہکے بڑھا بندہ کو جلیس نے گھیر لیا کہنگ چاہتا ہو مین نکلجاؤن ایک عیار سرہنگ
تاے جو پشتارہ سماک کا باندھے تھا اُسپر یہ افسر جا پڑے اور نعرہ کیا۔ نعرۂ چالاک۔ بیعاری
من آنم چست و چالاک ٭ بچشم دشمن اندازم کف خاک ٭ نیاید باد گرد تیز گامم ٭ خلیفہ ادہم
چالاک نامم ٭ انکو صاحبقران نے برائے خبر رستم بھیجا تھا اُسوقت پر آکے پہونچے چالاک

سرہنگ پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بیحیا اس میرے بھائی کو کیونکر پکڑا اگر اپنی جانبری چاہتا ہو تو چھوڑ کر بھاگ سرہنگ نے بڑھکر چالاک کو نیمچہ مارا چالاک نے نیمچے کیبیچے پر روکا سر کو جاکر کمر پہ ہاتھ ماردیا سرہنگ کی کمر پہ پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوئے اول سمک کو چالاک نے رہا کیا حباب واقع وارو سے بیہوشی ماردیا سمک ہوشیار ہوا اُٹھتے ہی چالاک کو سلام کیا پوچھا خلیفہ صاحب کہاں سے آتے ہو چالاک نے کہا مین براے خبر رستم آتا ہون اسوقت آکے پہونچا شکر ہی کہ تمکو رہا کیا سمک بھی نیمچہ کھینچکر دوڑنے لگا اب چالاک طرف کہنگ کے چلا کہنگ نے نیمچہ کھینچا چالاک سے اور کہنگ سے نیمچہ چلنے لگا سمک نے بڑھکر لئی پیک بہمن کو مارا شاگردان چالاک نے شاگردان کہنگ کو مار لیا کہنگ اکیلا لڑ رہا ہو چالاک نے کہا ارے بیوقوف پشتارہ تو اس پہلوان کا زمین پر ڈالدے جمکر مقابلہ کرکہ لطف مقابلے کا ملے سنتے ہی کہنگ نے پشتارہ زمین پر ڈالدیا چالاک سے جاب جمک کر لڑنے لگا چالاک بھی کہنگ سے لڑ رہا ہی اور عیاروں نے جو ارادہ کیا چالاک نے منع کیا کہ تم قریب دآؤ ہر چند شاگردوں نے کہا کہ اُستاد اسکو جھٹ پٹ مارلین چالاک نے قبول نہ کیا سب دیکھ رہے ہین کہ چالاک اور کہنگ مین نیمچہ چل رہا ہی کبھی آپس مین خنجر کھینچے کبھی نیمچے کھینچے چالاک نے ایک مقام پہ حلقہ ہاے کمند مارے کہنگ نے جست کی حلقہ ہاے کمند سے نکلا نکلتے نکلتے چالاک پر حلقے مارے چالاک نے حلقہ ہاے کمند کاٹے اور آواز دی کہ اسکا سر کاٹ لو کہنگ سمجھا کہ میری پشت پر کوئی آگیا کہنگ پلٹا پلٹتے ہی کہنگ کے چالاک نے نیمچہ ماردیا کہنگ زخمی ہوا زخمی ہوکر بھاگا چالاک نے ہر چند للکارا کہ او بھگوڑے کہاں جاتا ہو زخمی ہوا تو بھاگا کہنگ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا جب کہنگ بھاگ گیا تو چالاک نے عیوق کو ہوشیار کیا عیوق نے پوچھا سمک نے تمام کیفیت بیان کی عیوق و سمک و چالاک مع شاگردان چاہتے ہین کہ اپنے کو لشکر رستم مین پہونچائین کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی علم ہاے سرخ و سفید نمایان ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے آگے آگے ایک تاجدار پشت پہ بارہ ہزار جوان تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ ڈالے ہوئے نیزے جھکاتے ہوئے سامنے سے نمایان ہوئے عیوق نے جو اُس جوان کو آتے دیکھا سمک سے کہا یہ فاروق کا بھائی ہی جاروق کمندگیر

جاروق نے جو دور سے بھتیجے کو دیکھا پکار کر آواز دی ای فرزند اس صحرا مین بے ساز و سامان
چند عیار ساتھ کیون پھر رہا ہی آج کل خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ جہان مسلمان ملین انکو
روکو ہم جابجا تلاش کرتے ہوے آئے ہین ہمکو کہین مسلمان نہین ملے عیوق کو بہت ناگوار
ہوا جواب دیا کہ ای عم نامدار مسلمان کہین چھپتے ہین مسلمان کے ہاتھ سے شاہان طلسم بھاگے پھرتے
ہین ملک خالی کرا لیے ہین آپ نے اگر کچھ دعوی ہو ایک ادنے مین اہل اسلام کا غلام ہون بھلا
جن شیرون نے سیکڑون بادشاہون کو مٹا دیا وہ شیر کہین منھ چھپاتے ہین فاروق ایسا بادشاہ
دو مرتبہ شکست کھا چکا ہی جاروق نے جو یہ باتین عیوق سے سنین مثل مار سر دم کوفتہ قلب لشکر
مین بل کر نکلا گینڈا بڑھا کر آواز دی ای فرزند اب مین کیا تجھکو جانے دونگا تیرے باپ پاس تجھکو
لیچلونگا عیوق نے دیکھکر آواز دی کہ باپ میرا جنگ رستم دیکھکر بدحواس ہو گیا آپ ہی مقابلے کو
آتا ہی آخر ناچار ہو کر امان مانگتا ہی عیارون کے بھروسے پر پھولا ہی سامنے دیکھ تو کہنگ کا لاشہ
پڑا ہی مجھکو گرفتار کر کے لیچلا تھا مگر خالق کارساز نے اس دشمن کے پنجے سے رہا کرایا اب صدمت
مین اپنے آقا کی جاتا ہون تجھکو اگر کچھ گھمنڈ ہو یہ گوی یہ میدان مین باہر نہین ہون باپ سے
مقابلہ پڑا تھا تمہاری بھی جرات کو دیکھ چکا افسوس یہ ہی کہ مجھے سوتے مین عیار پکڑ لایا تھا سلاح پاس
نہین ہین سواری کو گھوڑا گینڈا نہین جاروق ایسا جلا کہا ای عیوق مین تجھکو گینڈا دون اور
ہتھیار بھی دون اور تجھ سے مقابلہ کرون میرے منھ سے نکل گیا کہ تجھکو تیرے باپ کے پاس
لیچلونگا یہ کہکے طرف اپنی فوج کے اشارہ کیا کہ ایک جوان گینڈے سے اتر پڑا ہتھیار اپنے
اور گینڈا عیوق کو دیا عیوق نے تلوار حمائل کی سپر پشت پر ڈالی نیزے کو جھکاتا ہوا سامنے
جاروق کے آیا جاروق نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا یہان رستم جو
سوکے اٹھے یہ خبر سنی کہ عیوق کو کوئی چرا لیگیا سمک تعاقب مین گیا ہی شاہزادہ متعجب بیٹھا ہی
کہ سمک گھبرایا ہوا آیا تمام کیفیت بیان کی کہ غلام کو چالاک نے رہا کیا رہا ہو کے آتے تھے کہ
جاروق بھائی فاروق کا بارہ ہزار سوارون سے آ تا تھا عیوق سے اسکے کچھ کلام ہوے عیوق
و جاروق سے مقابلہ ہو رہا ہی رستم نے کہا ہمارا گھوڑا لاؤ صرف بارہ ہزار جوان تیار ہون
زیادہ فوج نہ ہو دیوانے نے جو خبر سنی جست و خیز کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا عرض کی ای

آقاے نامدار جاروق پہلوان زبردست ہو رستم فوراً سوار ہوے دیوانہ نے کہا مین بھی ساتھ
چلونگا ایسا ہو عیوق پر کچھ چشم زخم پہونچے رستم نے صرف دیوانے شریر مردم درکو مع چارسی
دیوانون کے ساتھ لیا تماشہ دیکھنے کو طرف جاروق و عیوق کے چلے اُسوقت پہونچے کہ
عیوق نے نیزہ جاروق کا توڑا تعریفین ہو رہی ہین جاروق کہتا ہو ای فرزند اب مین تلوار
کھینچتا ہون عیوق کہتا ہو بسم اللہ کوئی حربہ اُٹھا نہ رہے کہ سامنے سے گرد اُڑی چیخنے کی دیوانون
کے آواز آئی عیوق نے کہا ای جاروق آقا میرا آتا ہو دیوانے شریر مردم درکو اپنا رفیق کیا ہو
کہ دیکھا گردش ہوئی دیوانہ شریر مردم در سے آگے جست کرتا ہوا پکارتا ہوا کہ ای عیوق
تم ٹھہر جاؤ اس خرد منڈے کو مین سمجھا دونگا ایک چوبدست کے وار مین اسکا ٹھکانا دلیگا
رستم ہان ہان کرتے رہے مگر دیوانہ کب مانتا ہو جست کر کے بیچ مین آیا عیوق سے کہا ہٹو اور چوبدست
کو جنبش دیا وہ سناٹا ہوا کہ جاروق کے ہاتھ پیرون مین رعشہ آگیا گھبرا کر آواز دی کہ ای دیوانے
ٹھہر جا صاف صاف ظاہر کر کہ رستم نے تجھکو زیر کیا شریر مردم در نے دیکھکر آواز دی کہ
ای جوان زیر کرنا ایک مرتبہ ہوتا ہو آقا دن بھر مین مجھکو دس مرتبہ زیر کرتے ہین جو حرکات
ناشائستہ اُنکے ساتھ کرتا ہون اگر اور کے ساتھ کرون تو میرے ہاتھ سے پیوند زمین ہو یہ باتین
آپس مین ہو رہی تھین کہ طرف سے فاروقیہ کے گرد اُڑی دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار
چار لاکھ فوج پشت پر علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے پھریرون پر تعریف ہفت پیکر
مرقوم آمد فوج کی دھوم لیکن فاروق طرف کوہ زنگار رنگ کے دیکھکر پکارتا ہو کہ یاخداوند
ہفت پیکر میرے بھائی کو ہاتھ سے رستم کے بچانا عین وقت پر مدد کو آنا یہان جاروق نے
جب دیکھا کہ بھائی صاحب بھی آگئے تو رستم سے کہا مین آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے پوچھا
کل فنون سپاہ گری مین امتحان منظور ہی جاروق نے کہا مین آپ سے کشتی کا مشتاق ہون
اگر آپ مجھپر غالب ہون مین دل و جان سے اطاعت کرون رستم نے گھوڑے سے کود کر دیوانے
کو ہٹایا دیوانہ بگڑ گیا کہتا تھا آقا مین نہ ہٹونگا یہ کہکے ایک چوبدست ماری رستم نے کلہ چوبدست
پر ہاتھ ڈالا چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانہ لیٹ پڑا جاروق دیکھ رہا ہو کہ رستم نے
دیوانے کو اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر نکال کر گردن پر رکھا دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا

کہا کہ آقا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہ کرونگا رستم نے چھوڑ دیا سر جھکا کے کنارے کھڑا ہوا
سر اٹھا کے رستم کو نہین دیکھتا جاروق نے جو یہ زور رستم کا دیکھا ہوش اڑگئے گینڈے سے
کود ا کہا ای شہریار یہ آپ ہی کا کام ہی کہ ایسے رفیق بدخو کو سنبھالتے ہین مین نے حلقہ غلامی
حضور کا ن مین ڈالا مین ابھی لشکر فاروق کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکے طرف فاروق کے چلا
فاروق حیران ہی کہ یہ کیا ہوا یا تو رستم سے آمادۂ جنگ تھا اور اب میرے پاس کیون آتا ہے
رفیقون نے کہا آپ کا بھائی ہی کچھ صلاح کریگا فاروق نے کہا اسکے تیور بد ہین خداوندی
بچائین کہ جاروق قریب آیا فاروق کو سلام کیا کہا ای شہریار مین نے اپنے کو امتحان کیا رستم
سے اپنے کو کم پایا دیوانے کو دیکھکر میرے ہوش گم ہوتے ہین مین نے تو اس شہریار کی اطاعت
کی اب بہتر یہ ہی کہ تم بھی خدمت مین رستم کی چلو اس شہریار کی اطاعت کرو ورنہ وہ زیر کرلے گا
فاروق نے کہا ای جاروق مین رستم کی اطاعت نہ کرونگا جسطرح مجھسے چاہے مقابلہ کرلے
تو اسکو بڑا بہادر سمجھتا ہی میری وہ نگاہ مین نہین سماتا جاروق نے کہا ای برادر مین تو اسیواسطے
حاضر ہوا ہون کہ تمکو خدمت رستم مین لیچلون یہ کہکے ہاتھ بڑھانے لگا فاروق نے تلوار کھینچی
دونون مین دو دو ہاتھ چلے تھے کہ فاروق نے بادھ بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا جاروق
نے گریبان پکڑا دونون گینڈون سے کود ے بھائیون مین کشتی ہونے لگی بہر بھر مین فاروق
نے جاروق کو زیر کیا عیوق کھڑا دیکھ رہا تھا اُسنے رستم سے کہا ای شہریار جاروق کو فاروق
نے زیر کرلیا مشکین باندھکر لشکر مین بھیجا اب میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلبی کررہا ہی اگر حکم ہو
جاکر مقابلہ کرون رستم نے کہا ای عیوق جاؤ سمجھا کر فاروق کو جاروق کو رہا کرلاؤ یہ سُنکر عیوق
گینڈا اٹھکر اکر سامنے فاروق کے آیا کہا ای باپ تمنے جاروق پر ظلم کیا وہ تمھاری اطاعت
نہین کرتا کیون زبردستی کرتے ہو جاروق نے کہا کیا مین کسی سے بندہ ہون مین کیا تیری طرح
اطاعت کرونگا باپ بیٹون مین یہانتک تکرار ہوئی کہ عیوق و فاروق سے مقابلہ ہونے لگا
جب دونون مین نیزہ چلنے لگا تو رستم قریب آئے چاہا کہ عیوق کو جدا کرون کہا فاروق باپ بیٹے
کا مین مقابلہ اچھا نہین جانتا میدان کارزار مین ہمسے مقابلہ کرو اگر ہمپر غالب آؤ تو ہم تمھاری
اطاعت کرین اور اگر ہم غالب آئین تو تم اطاعت کرو فاروق نے ہاتھ روک لیا کہا اپنے رفیق کو

لیجائیے طبل جنگی بجوا کر میدان میں آئیے میں آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے کہا تم عیاروں کے
بھروسے یہ کام کرتے ہو یہ ہمارے خلاف گذرتا ہی سر میدان آؤ فاروق نے رستم سے
وعدہ کیا جاروق کو لیکر پلٹا رستم نے بخوبی سمجھا دیا کہ ای فاروق اگر جاروق اطاعت
تمھاری نہ کرے تو اُسپر بدعت نہ کرنا ورنہ میں تمھاری بارگاہ میں ہونگا دریاے خون بہادونگا
فاروق نے کہا میں اُس سے اطاعت کو کہونگا اگر اُسنے مانا تو فبہا ورنہ قید رکھونگا جب آپسے
فیصلہ ہولیگا تب سمجھ لونگا بڑے افسوس کی بات ہی کہ میرا فرزند آپکا مطیع ہوا میں نے کوشش
بھی کی وہ نہیں مانتا اب بھائی آپکا مطیع رہے عیوق کہتا تھا آقا آپ ٹھہر جائیں میں ابھی اسکا
فیصلہ کرتا ہوں رستم نے نہ مانا عیوق کو سمجھا کر پھیر لائے اپنے لشکر میں آکر اُترے فاروق
خوف سے رستم کے دربار بھی جاروق کا نہ بھیجا جاروق کو قید خانے میں بھیجا یہ خبر کنیزوں
نے ملکہ مغرور شیرین کلام کو پہونچائی کہ یہ معرکہ درپیش ہوا جاروق نے رستم کی اطاعت
کی تھی فاروق جاروق کو پکڑ لایا ملکہ تو محبت میں رستم کی بیقرار ہین کنیزوں سے کہا
تمسے ہوسکتا ہی کہ جاروق کو رہا کرلاؤ کنیزوں نے عرض کی ہمارا کام جانا اور نقب لگانا ہی
آئندہ یہ درہ گار کو اختیار ہی ملکہ نے پوچھا قید خانے پر جاروق کے کون مقرر ہوا ہی شگوفہ
نے آکر خبر سنائی کہ سرلیج گرد قید خانے پر نگہبان ہی ملکہ نے کہا وہ غفلت نہ کریگا نقب سے
رہائی ہوگی میں آج رات کو شبخون مارونگی رستم کو پلٹنا نہ تھا آٹھ پہر خیال میں رہتی ہوں کہ
عجب حال ہی قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی کیا کہوں کہ جو گذرتی ہی — نظم

نالے شرر فشاں رہے تاب و تواں تلک
پرواز اپنی آگے تو تھی لا مکاں تلک
قسمت گئی نہ لیکے کسی قدرداں تلک
وہ سوختہ ہوں میں کہ نہ باو ینگے بعد مرگ
اک رشک گل کی دوری میں ہم ہیں قریب مرگ
اس شعلہ رو بغیر جو کھینچی ہے آہ گرم
روشن چراغ داغ بھی ہیں سوز غم سے کیا

اور ابتو آہ بھی نہیں آتی زباں تلک
دشوار اُڑکے جانا ہی اب آشیاں تلک
وہ مدعا ہوں میں جو نہ پہونچا بیاں تلک
سگ ہاے کوے یار مرے استخواں تلک
بلبل کی زندگی ہوئی کیونکر خزاں تلک
پڑ پڑ گئے ہیں آبلے دل سے زباں تلک
جلتے ہیں مثل شمع مرے استخواں تلک

اُس خانمان خراب کا پایا نہ کچھ سراغ
ہوگا گمان فرشتوں کو تیر شہاب کا
اعضا تمام اشک ہو چشموں سے بہ گئے
گرمی سے بھی زیادہ زمستان میں لو چلی
اک دن نہ پائی اُسمین ہوا کوے یار کی
قمری ترے گلے میں پڑے طوق دوسرا
ہمراہی اپنے تیز روی کر کے بڑھ گئے
افسوس رندنام سے وہ آشنا نہین

سو مرتبہ خیال گیا لامکان تلک
نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک
اُس بحر حسن کے لیے رویا مین یان تلک
اک نالہ سوز دل سے جو آیا زبان تلک
سو بار سیر کو گئے ہم بوستان تلک
اُڑکر جو پہونچے تو مرے سرو روان تلک
ہم گرد سان پہونچ نہ سکے کاروان تلک
اُلفت مین جس کی مٹ گیا اپنا نشان تلک

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ سب کنیزین آمادہ ہوگئین عرض کی خواہ ہم لوگون کی جانین جائین خواہ رہین مگر حضور کے ساتھ ہین چارسو کنیزین جب اسطرح سے آمادہ ہوئین تو شب کو ملکہ نے نقاب سُرخ چہرے پر ڈالی چارسو کنیزون کو ساتھ لیا ملکہ باغ سے نکلین سریع گرد چارسو جوانون سے نگہبانی کر رہا ہو کہ دیکھا سامنے سے ایک نقابدار چارسو نقابدارون سے آکر گرا در زندان خانے پر تلوار چلنے لگی سریع گرد جو اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا تلوار چمکاتا ہوا طرف نقابدار گلگون پوش کے چلا نقابدار نے جو سریع گرد کو آتے ہوے دیکھا خوف پیدا ہوا کہ اس دیو خصال سے کون مقابلہ کریگا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بحر کمان مین پیوست کیا تاک کر گینڈے کی آنکھ پر مار دیا گینڈے نے جست کی سریع گرد گینڈے سے گرا اوپر آکے نقابدار نے ہاتھ مارا سر سریع کا زخمی ہوا ساتھ والون نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر زخمی پڑا ہی نقابدار برس رہا ہی اتنے نیمچارے کہ سرو شانہ اسکا زخمی ہوا آخر گود مین اُٹھا کر لیکر بھاگے نقابدار لڑتا ہوا قید خانے پر آیا کنیزون سے اشارہ کیا جاروق کو رہا کرو کنیزون نے بڑھکر قید کاٹی جاروق بھی قید خانے سے نکلا دیکھا کہ نگہبان بھاگ گئے جاروق کو ملکہ نے ساتھ لیا جاروق ملکہ کے ہمراہ خاموش چلا آتا دل مین حیران ہی کہ یہ نقابدار کون ہی جو اسنے میرے ساتھ یہ احسان کیا جب در باغ پر پہونچا اور ملکہ مرکب سے کودین جاروق مدت سے شگوفہ نامے کنیز پر عاشق

تھا نہال ہو گیا کہ اس باغ مین میرا آنا ہوا باغ باغ ہو گیا نقابدار جاروق کو لیکر باغ مین آیا
نقابدار نے نقاب چہرے سے اُتاری اب جو جاروق نے ملکہ کو دیکھا جھک کر سلام کیا
کہا حضور کا بڑا احسان ہوا ملکہ نے کہا اے جاروق تم رفاقت رستم کرو اور قید خانے مین رہو
ہمسے نہ دیکھا گیا آخر شکر ہے کہ تمکو رہا کر لائی صبح کو فاروق کو خبر پہونچی کہ ایک نقابدار آیا
سریع گرد کو زخمی کر کے جاروق کو رہا کر کے لیگیا اب جو اسنے دریافت کیا اسکو معلوم ہوا کہ ملکہ
مغرور شیرین کلام رات کو باغ سے آئین اور جاروق کو رہا کر کے لیگئین اور باغ مین ملکہ کے
جاروق موجود ہے سوچا کہ اگر گرفتار کرنے جاروق کو جاؤنگا تو ملکہ سدراہ ہونگی اگر مین نے کوئی
دست اندازی کی ایسا نہ ہو قدرت کے خلاف گذرے تو مشکل ہوگی شاید کچھ تقدیر کردین تو پھر
کیسی مشکل ہوگی یہان سے قریب ایک قلعہ ہے کہ ملک سامان جادو وہانکی حاکم و ناظم ہے اسکو نامہ لکھا
کہ اے سامان جلد آکر میری مدد کر طلسم کشا نے آکر مجھکو گھیرا ہے سامان بڑے سازو سامان سے
براے مدد فاروق چلی دربار مین فاروق کے آکر پہونچی فاروق نے سب حال رو رو کر بیان
کیا سامان جادو نے حکم دیا طبل جنگی بجاؤ میدان مین نکلو جو تمھارا مقابلہ کریگا بیشک مارا جائیگا
اُسکا دور گھٹاؤنگی فاروق نے اس بھروسے پر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا
سماک نے آکر خبر دی حضور عجب معرکہ گذرا ایک نقابدار گلگون پوش شب کو آیا جاروق
کو رہا کر کے لیگیا غلام نے جو دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ ملکہ مغرور شیرین کلام نقابدار بنکے
آئین اور جاروق کو رہا کر کے لیگئین اور نہین معلوم کیا مصلحت فاروق نے سوچی تھا پہونچ
کہ ایک ساحرہ کو بلوایا ہے اُسکے بھروسے پر طبل جنگی بجوایا ہے کل حضور اس مکار سے سمجھکر مقابلہ کرین
رستم نے کہا سمجھا جائیگا طبل جنگی دونون لشکر دن مین بج چکے تیاریان ہو رہی ہین صبح کو دونون
لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین سامان جادو ایک طائر بنکر میدان مین ایک نخل تھا
اُسپر آکے بیٹھی فاروق میدان مین نکلا پکار کر آواز دی: اے رستم دیوانے پر تمکو بڑا گھمنڈ ہے اسکو
میرے مقابلے مین بھیجو کہ میرے زور سے آگاہ ہو دیوانہ اپنا نام سنکر بیقرار ہو گیا کہا آقا جو
میرا نام لیکر پکارتا ہے اسکو مجھکو جانا ضرور ہے یہ کہکے چوبدست ہلاتا ہوا چلا جیسے ہی سامنے
فاروق کے پہونچا چاہا چوبدست مارون سامان نے سحر کیا فاروق نے چوبدست تھامی

ہر چند دیوانہ زور کرتا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا آخر فاروق نے چو بدست چھین لی کمر مین ہاتھ
ڈال کے دیوانے کو اٹھا لیا مشکین باندھین طرف اپنے لشکر کے بھیجا کہا یارو اسکی قید بار ہی
رکھو پھر گینڈے پر چڑھ کے مبارز طلبی کی رستم نے چاہا کہ مین نکلون کہ عیوق نے گینڈا صف سے
نکالا اور کہا ای آقاے نامدار اب غلام فاروق کے مقابلے مین جاتا ہی رستم نے ہر چند روکا عیوق
نے نہ مانا گینڈا بڑھا کر بابے کے مقابلے مین آیا ساحرہ سحر کر رہی ہی عیوق نے دیکھا کہ زن حسیم کا کم تو کی
حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی جب سامنے فاروق کے پہونچا فاروق نے نیزہ مارا عیوق نے
چاہا نیزے کو نیزے سے روکون ایک برق گری کہ نیزہ عیوق کا کٹ گیا عیوق حیران حیران
دیکھ رہا ہی کہ فاروق نے بڑھکر کمر مین عیوق کی ہاتھ ڈالا مثل طفل کے اٹھا لیا رستم حیران ہین
کہ آج تو فاروق نے بڑا زور دکھایا کہ دیوانہ اور عیوق دونون گرفتار ہو گئے فاروق نے پھر
مبارز طلبی کی ابکی مرتبہ رستم نے اپنا مرکب اٹھا دیا ایک افسر نے بڑھکر خبر دی ای فاروق
رستم پر سحر تاثیر نہ کریگا اُسکے پاس تحفہ جات موجود ہونگے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش
و تیغہ ہفت جوہر اول یہ تحفے کسی طور سے رستم سے جدا ہون تب رستم سے مقابلہ کیجیے ورنہ
بڑی خرابی ہوگی جب رستم سامنے فاروق کے پہونچے تو فاروق نے کہا ای رستم جرات
کے سراسر خلاف ہی مین دو پہلوانون سے مقابلہ کر چکا اب تمسے مقابلہ کرونگا اگر تم نے تھکے
ہوے کو زیر کیا تو رستمی کے خلاف ہوگا رستم نے وعدہ کیا کہ کل مقابلہ کرینگے ہم عذر کو حریف
کے سن لیتے ہین حقیقت مین تم نے دو پہلوانون سے مقابلہ کیا ہی اب تم پلٹ جاؤ کل ابتدا
مین ہمین نکلینگے فاروق سے وعدہ کرکے رستم لشکر کو اپنے پھیر لائے فاروق جا بگاہ
مین آیا سامان جادو نے کہا ای فاروق تو کیون پلٹ آیا رستم ایسے اگر سو پہلوان میدان
مین آتے تیرا ہی زور بڑھتا جاتا اور اسکا زور گھٹتا تو غالب ہوتا فاروق نے کہا ای سامان
رستم کے پاس تحفہ جات طلسمی ہین کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر
اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا نام تحفہ جات سنکر سامان خاموش ہو گئی کہا کہ ای فاروق اگر کل طلسم
کے ساحر جمع ہون تو ان تحفہ جات پر کسی کا سحر نہ چلیگا مگر مین تدبیر کرونگی اگر کوئی تدبیر ایسی
ذہن مین آئی کہ تحفہ جات رستم کے قبضے سے نکال دون تو پھر رستم کو پکڑنا اور گرفتار کرنا

کوئی بات نہین بیان رستم جو پلٹ کے آئے ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ حضور سامان جادو
ایک ساحرہ ہو وہ آئی ہو وہ حضور کے ساتھ مکر کریگی حضور ہوشیار رہین اُسی کے سحر سے
دونون پہلوان گرفتار ہوگئے رستم نے کہا مجھے اپنے سردارون کا بڑا قلق ہے کہ دیوانہ کیسا
قید خانے مین گھبراتا ہوگا اُسکا زیر ہونا مجھپر بڑا شاق ہوا اس ایسا بہادر مجھکو نہ ملیگا مین نے
ایسا ہی کمال کیا کہ جو وہ میرا مطیع ہوا اُسنے راستے بند کر دیے تھے اس سوچ مین رستم بیٹھے تھے
سمک نے ارادہ کیا کہ مین فکر مین سامان جادو کی جاؤن سامان کو قتل کرون کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار ملکہ شہرت مرصع پوش دختر نوصدار جادو و ملک
ماہی سحر تشنہ وگرسنہ جیسے حضور سے وہ جدا ہوئین ایسے صحرا و بیابان ملے کہ سارا لشکر
ہلاک ہوا ماہی سحر و شہرت ایک مقام پر ہوئین اب اُنھون نے حضور کے نزول اجلال کی
جو خبر پائی دریخل خیمہ آئی ہین لیکن قدم نہین اٹھ سکتا حضور تشریف لے چلین رستم
بارگاہ سے نکلے کنارے پہ لشکر کے آکر دیکھا دونون نحیف وزار مجبور ونا چار چہرے اُداس
عالم یاس ایسے صحراہاے گرم مین گذر ہوا وہ چہرے جو غل آفتاب کے تھے وہ سیاہ
ہوگئے ہین ماہی سحر شہرت کو سنبھالتی ہو دو قدم چلین اور گرین رستم نے جاکر دونون کے
ہاتھ تھامے جیسے ہی رستم کے سامنے مین آئین دونون مین جان آگئی روح کو راحت قلب
کو قوت حاصل ہوئی شہرت نے روکر کہا ای شہریار ایسا خلاف وقت تھا جو حضور سے
جدا ہوئی کئی جینے صحرا ے ویران مین پھری راتین ہجر کی اُن جنگلون مین کاٹین کہ جہان
آب و دانہ ممکن نہوا دن اس پیچ و تاب مین گذرا تھا کہ زبان مین طاقت نہین کہ اُسکا ذکر کرین
آپکو دیکھکر بدن مین طاقت آگئی روح کو راحت حاصل ہوئی اتنو یہ کیفیت ہی نظم

یار آیا ہوا احوال دل زار دکھاؤ جینے کو ذرا حالت بیمار دکھاؤ
آجاؤ بس اب راہ نہ ای یار دکھاؤ مشتاق ہوں مشتاق ہوں دیدار دکھاؤ
فرداے قیامت کا نہ اقرار کرو جان محشر کی سحر آج ہے دیدار دکھاؤ
عاشق ہین بہت ایک تو جنکر کوئی مجھسا بیشے کی طرح بہشت بدیوار دکھاؤ
عالم نظر آجاے بہار اور خزان کا ہم زرد ہوں تم پھول سے رخسار دکھاؤ

تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو | تل ڈھاک ہو اور ابروے خمدار دکھاؤ
ہر دم متقاضی ہی یہی حسرت دیدار | پھر ایک نظر جلوۂ دیدار دکھاؤ
فرماتے ہو عاشق ہیں مرے تجھسے ہزاروں | ایجان زیادہ نہیں دو چار دکھاؤ
میں قبر سے بھی رنا یہی کہتا اٹھونگا | مشتاق ہوں مشتاق ہوں دیدار دکھاؤ

اسطرح بلک بلک کر دونوں نے یہ اشعار پڑھے اور روئیں کہ رستم بیتاب ہو گئے فرمایا ملکہ شکار
کو آنے تھے اتنے لوٹ پڑے کہ آجتک مبتلا ہیں کوئی ساحرہ ہی سامان جادو براے مدد
فاروق آئی ہی بیٹا اسکا میرا رفیق ہی لیکن اسی ساحرہ کے جبر سے فاروق دور فیلون کو گرفتار
کرکے لیگیا مجھے اسقدر قلق ہی کہ میں نے شب سے کھانا نہیں کھایا دیکھیا مقابلے میں پڑا ہی
اس فکر میں ہی کہ تحفہ جات جدا کر کے رستم سے مقابلہ کروں اب تم آگئیں تدبیر ہو جائیگی
شہرت نے عرض کی حضور سامان جادو مثل ہماری کنیزوں کے ہی کان پکڑ کے اسکو بلا لونگی رستم
ان دونوں کو ساتھ لیکر چلے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا آفتاب فلک سیر و جہلال سرکش
گھوڑوں پر سوار مگر چہرے اترے ہوے دو دو سو جوان دونوں کے ساتھ ہیں اپنے آقا کو
سامنے دیکھا ادھر شہرت باتوں میں شرمائی ہوئی دمبدم کہتی ہی حضور بارگاہ میں چلیے یہاں
کنارے ٹھہرنا مناسب نہیں کہ جہلال و آفتاب بھی آکر قدمبوس ہوے اپنی اپنی مصیبتیں
بیان کیں کہ حضور کبھی صحرا ے ویران میں کبھی کانٹوں کا جنگل ملا ساتھ والے ہلاک ہو گئے کل
غلام کو خیال آیا کہ میں نے علم نجوم کیوں حاصل کیا میں نے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر زائچہ
کھینچا اس سے یہ ثابت ہوا کہ بائیں جانب جاؤ تو آقا سے ملاقات ہو ہم دونوں شکر کرتے
ہیں کہ زندہ آکر حضور سے ملے وہ بلا ہی سفر میں اٹھائی کہ کبھی نہ دیکھی تھی شکر ہے کہ حضور کو
بخیر و عافیت پایا رستم نے اپنے حالات بیان کیے ان چاروں کو لیے ہوے بارگاہ میں آئے
شہرت نے دعوی کیا کہ وہ طبل جنگی بجوائیگا جب میدان میں آئیگا تو بی سامان کا سحر
نہ چلنے دونگی میں اسکو دیکھ بھال لونگی یہ خبر ہرکاروں نے فاروق کو پہونچائی کہ ملکہ شہرت
دانا ہی سحر و آفتاب فلک سیر کا بیٹا و جہلال سرکش یہ چاروں سردار بڑی تباہی اٹھا کر
اب رستم سے آکر ملے شہرت نے سامان کا دعوی کیا ہی سامان نام شہرت سنکر گھبرا گئی کہا

شہرت دختر لوصدار جادو یہ کیونکر طلسم کشا کی شریک ہوئی واقف کارون نے بیان کیا کہ
طلسم کشا پر عاشق ہو کے نکل آئی ارادہ تھا کہ طلسم کشا کو لوح حاصل کرائے محیط وکمیل نے
صلاح کر کے یہ تدبیر کی کہ طلسم کشا ان خرابیون مین پھنسے چارون سردار آوارہ ہوے تھے
بڑی جفا مین اٹھائین اب آکر رستم سے ملے سامان نے کہا اے فاروق یہ ساحرہ چیلۂ طلسم
ہفت پیکر ہے رستم کو سب سامان ممکن ہو چکے اب صرف لوح کا حاصل ہونا باقی ہے اب کد و کوشش
بیکار ہے اب ہماری خبر انکو ہو گئی اب وہ تدبیر کر لینگے اگر شہرت نے آکر میدان مین سحر کیا تو تیر
سحر چلیگا مگر طبل بجواؤ اگر میرا دھوکا کھایا تو رستم کو گرفتار کرا دونگی ورنہ اے فاروق تیری محبت مین
اپنی جان پر کھیلونگی فاروق نے اسی وقت طبل جنگی بجوایا یہان یہ چارون سردار جب بارگاہ
رستم مین آئے ہوش و حواس درست ہوے رستم نے ان چارون کو کھانا کھلوایا شراب و کباب
پیش کیے بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی فاروق نے طبل جنگی بجوایا ہے رستم نے
بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے تیاریان دونون لشکرون مین
ہونے لگین رستم نے آکر آرام فرمایا سماک بلداقی طلا سے یہ ہے لشکر کا انتظام کر رہا ہے سامان جادو
رات کو اٹھی سحر کرتی ہوئی لشکر مین رستم کے آئی ایک نخل پر آکے بیٹھی مگر بشکل عقاب بیٹھی ہی تھی
نخل کے قریب سماک بھی موجود تھا اسنے دیکھا کہ رات کو عقاب کہان سے آیا بیٹھنے سے عقاب
کے شاخ نخل جھکی سماک سمجھا کہ یہ ساحرہ ہے کنارے ہٹا ایک خدمتگار کی شکل بنکر زیر نخل آیا
سامان نے جو خدمتگار کو آتے دیکھا فوراً سحر کیا کہ سماک بیہوش ہو کے گرا سامان نے نخل سے
اتر کر برق چمکائی کہ رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا اب اسنے سمجھا کہ یہ تو عیار طلسم کشا کا ہے سحر کر کے
سماک کو کنارے ڈالدیا آپ سماک کی شکل بنکر تیار ہوئی طرف بارگاہ رستم کے چلی نگہبانون نے جو
سماک کو آتے دیکھا پوچھا مہتر صاحب اسوقت کہان آئے سامان نے جواب دیا کہ مین نے سنا ہے
کہ سامان فکر مین آقا کے آئی ہے مین قریب پلنگ کے جا کر پہرا دون یہ کہکے اندر آئی دیکھا کرسی پر
کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر رکھا ہے زرہ ہفت جوش جسم پر ہے سامان نے کلاہ و تیغہ
اٹھا لیا منظور ہوا کہ جیفون شہرت کو تو اسکا خیال تھا پایا تو اپنی بارگاہ مین پڑی سو رہی تھی خواب
پریشان دیکھکر پریشان ہوئی اٹھکر طرف بارگاہ رستم کے اسوقت ہو چکی کہ سامان بیرون بارگاہ آچکی

شہرت نے للکارا کہ او سامان مین نے پہچانا خبردار ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا سامان آواز شہرت
سُنکر بھاگی شہرت نے پیچھا کیا ہلڑ جو ہوا رستم بھی بیدار ہوئے پکار کر کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ
و تیغۂ ہفت جوہر کوئی لیگیا ماہی سحر نے بھی یہ ذکر سُنا اپنی بارگاہ سے نکلی دیکھا رستم سوار ہو رہے
ہین ماہی سحر نے کہا حضور تکلیف نہ کرین مین جاتی ہون سامان کو گرفتار کر کے لاتی ہون رستم
نے کچھ جواب نہ دیا ماہی سحر بھی چلی سامان بھاگی ہوئی جاتی ہے شہرت اُسکے تعاقب مین ہے فاروق
کنارے پر لشکر کے موجود تھا اُسنے جو سامان کو آتے ہوئے دیکھا پوچھا کیون خیر تو ہے کہا حضور
مین کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر لائی لیکن شہرت میرے تعاقب مین آتی ہے فاروق
نے کہا لاؤ وہ دونون تحفے مجھکو دے چاہتی تھی کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر فاروق
کو دے کہ شہرت آکر پہونچی سامان پر برق بنکے گری سامان کے دو ٹکڑے ہوئے فاروق
تو گھبرا کر پیچھے ہٹا شہرت نے سامان کو مارکر کلاہ و تیغہ اُٹھا لیا فاروق نے ہمراہیان
سامان کو اشارہ کیا کہ اس ساحرہ کو مارو چار طرف سے جادوگرنیون نے شہرت پر بلوہ کیا
شہرت نے سحر کیا کئی سو جادوگرنیون کے سر اُڑ گئے کوئی منھ کے بل گری برق چمک رہی
ہے خنجر تلوارین گر رہی ہین کہ شہرت نے دیکھا زمین تھرائی نعرۂ رستم کی صدا آئی رستم آکر گرے
شہرت نے بڑھکر کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر پیش کیا رستم نے کلاہ سر پر رکھی اور تیغہ
ہاتھ مین لیا نعرہ کر کے لشکر دشمن پر گرے کہ ماہی سحر کا نعرہ ہوا دونون ملکر لڑنے لگین مگر رستم
دونون کو منع کرتے ہین کہ سحر نہ کرو جس ساحرہ کا اُسکو بھروسہ تھا وہ قتل ہو چکی ہے شہرت
نے عرض کی کہ حضور عوق کو تو رہا کرین جاروق کہ باغ مین ملکہ کے موجود ہے کنیزون نے آکر
خبر دی کہ رستم لشکر دشمن پہ آپڑے جاروق نے ہتھیار لگائے ملکہ سے یہ کہکر نکلا کہ آپ
مصروف جنگ ہین غلام کو پہونچنا ضرور چاہیے یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوا اُسوقت آکے پہونچا
کہ آفتاب و جملال نے بھی آکر سحر کیا زمین کانپ رہی ہے آگ آسمان سے برس رہی ہے
فاروق بدحواس جنگ مین مصروف مگر گھبرایا ہوا ایک ایک سے کہتا ہے سامان نے سامان
جنگ کرادیا شب تیرہ و تار مین مغلوبہ ہو گئی دیکھیے اس مغلوبہ کا کیا انجام ہو رفقا عرض کرتے
ہین کہ مسلمانون کو تو آسان ہے دیکھو ساحرون نے مشعلہاے سحر روشن کرلین فاروق اس

حیرانی مین ہی کہ آفتاب فلک سیر لڑتا بھڑتا برابر قید خانہ عبوق کے پہونچا نگہبانون کو مارا
عبوق کو قید سے رہا کیا لیکر خدمت رستم مین آیا فاروق نہایت حیران ہی کہتا ہی اگر بھاگتا ہون
تو جرأت مین فرق آتا ہی اور لڑتا ہون تو مارا جاؤنگا تین جوان تین طرف جنگ کر رہے ہین آخر
فاروق پیچھے ہٹتا ہوا چلا قریب اسکے شہر کے ایک پہاڑ تھا اُسکے سایے مین پہونچا بیقرار ہو کر
آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اسوقت مدد کیجیے عبوق بھی میری طرف رخ کیے ہوے ہی اور
جاروق میرے خون کا پیاسا رستم کو سمجھے کہ ہی یا خداوندان مین اژدہون سے بچائیے اگر
مین نے عبوق و جاروق کو زخمی کیا آفتاب فلک سیر قیامت برپا کریگا کس قیامت کا سحر
کرتا ہوا آتا ہی یہ جو فاروق نے بیقرار ہو کر کہا اُسوقت ہفت پیکر کوہ نیرنگ پر تھا ایک
طائر نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر آپ کا بندۂ خاص فاروق فریاد کر رہا ہی سامان
نے بے سمجھے سحر کیا سب ساحر طلسم کشا کے آ جٹے اپنے بندے کو بچائیے ہفت پیکر نے آواز
دی یہان سے اُسی پہاڑ پر جاؤ جہانگیر جادو وہان رہتی ہی اُس سے اطلاع کرو وہ سب کو گرفتار
کریگی وہ طائر اُڑتا ہوا سامنے فاروق کے آیا مثل انسان کے آواز دی ای فاروق کیون
بیتاب ہوتا ہی اس درۂ کوہ مین جا جہانگیر جادو کا نام لیکر پکار وہ ان سب کو گرفتار کریگی
فاروق یہ صدا سنکر قریب درۂ کوہ کے پہونچا پکار کر آواز دی ای جہانگیر جادو جلد میرے
پاس آؤ دیکھو قدرت نے کیا حکم دیا ہی پتھر کلان شق ہوا ایک ساحرہ نے سر نکالا
اژدہے کا سر منھ سے آگ نکلتی ہوئی چوٹیان سر پر گندھی ہوئین آواز دی ای فاروق کیا ہی
کیون اسقدر بیتاب ہی اسنے پکار کر کہا ای جہانگیر آفتاب فلک سیر و جلال سرکش اور
شہرت مرصع پوش و ماہی سحر وغیرہ یہ سب ساحران نامی طلسم کشا کے ساتھ ہین لشکر کو میرے
تباہ کر دیا بڑے بڑے رفیق مارے گئے اُس ساحرہ نے آواز دی سامنے سے ہٹ دیکھ مین
سحر کرتی ہون یہ کہکے سر اندر پتھر کے کھینچ لیا اُسی پتھر سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے آفتاب نے
دور سے دیکھا کہ فاروق بھاگ کر زیر کوہ پہونچا کھڑا ہوا کچھ پکار رہا ہی آفتاب للکار کر فاروق
پر جا پڑا جب قریب فاروق کے پہونچا فاروق نے ہاتھ تلوار کا مارا آفتاب نے سحر کر کے
تلوار چھین لی ہاتھ بڑھایا کہ فاروق کی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لون کہ پہلو سے آواز آئی

کہ او بے ادب کیا کرتا ہی منم جہانگیر جادو بنت کے آفتاب نے دیکھا ایک ساحرہ بڑے قد
کی میرے پہلو میں کھڑی ہی منع کر رہی ہی کہ فاروق پہ ہاتھ نہ ڈالنا آفتاب نے نہ مانا چاہا کہ
فاروق کی گردن میں ہاتھ ڈالدوں اُس ساحرہ نے ہاتھ ہلایا ایک برق کڑک کر گری آفتاب
غروب ہوا یعنے غائب ہو گیا جہلال سرکش نے دور سے دیکھا کہ آفتاب پر کیا گذری کہ جو آفتاب
غائب ہوا سحر کرتا ہوا قریب فاروق کے آیا دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار اُسی طرح تلوار
ہلا رہا ہی جو قریب آیا اُسے قتل کیا ایک ساحرہ بہ صورت مہیب پہلو پر فاروق کے کھڑی
ہی جہلال نے بڑھکر ایک گولہ طرف ساحرہ کے پھینکا اُس ساحرہ نے گولے پر ہاتھ مارا کہ گولہ پھٹا
اُسمیں سے ایک برق جہلال پر گری جہلال بھی غائب ہوا شہرت مرصع پوش نے دور
سے دیکھا کہ جہلال و آفتاب قریب درۂ کوہ جاکر غائب ہوئے جھک کر قریب آئی اُس ساحرہ
نے جو شہرت کو دیکھا پکار کر آواز دی ای دختر کمیل تجھکو کیا ہوا کہ فاروق کی بربادی چاہتی ہی
درۂ کوہ میں تجھکو تیری ساتھ والیاں بلاتی ہیں شہرت اِن فقروں کو کب مانتی ہی کڑک کے
اُس ساحرہ پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے کروں جب گری زمین پر آکے دیکھا میں نے ایک اژدہے
کے دو ٹکڑے کیے اژدہا پڑا ہوا جل رہا ہی درۂ کوہ سے آواز آرہی ہی ای شہرت کمال سحر
حاصل کر و منم جہانگیر جادو شہرت نے سر اُٹھاکے دیکھا ایک تختۂ سنگ کلان پڑا ہی اُسمیں سے
ایک ساحرہ سر نکالے ہوئے للکار رہی ہی شہرت درۂ کوہ میں گھس گئی جیسے ہی اندر درے
کے آئی کچھ سوجھتا نہیں انتہا کا اندھیرا ہی اُس ساحرہ نے اُف اُف کی شعلہ ہائے آتش
چمکے اب شہرت نے دیکھا کہ وہی ساحرہ منھ سے شعلہ ہائے آتش جو چھوڑ رہی ہی اُسی کی
درۂ کوہ میں روشنی ہی جھپٹ کر اُس پتھر پر آئی نیمچہ کمر سے کھینچا قصد کیا کہ اسکا سر کاٹ لوں
تلوار جو چمکائی تلوار سے ایک شعلہ بھڑک کر گرا کہ شہرت بھی غائب ہوئی اب ماہی سحر نے
جو دیکھا کہ شہرت بھی جاکر غائب ہوئی بیتاب ہو گئی آواز دیتی ہوئی قریب درۂ کوہ کے پہونچی
دیکھا اُسی تختۂ سنگ سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوئے بر قین لشکر رستم پر گرا رہی ہی کئی ہزار
ساحر و غیر ساحر لٹ کر گرے فاروق کو آواز دی ای فاروق دشمنوں کو مارے مگر ساحرہ کو
ماہی سحر دیکھکر گھبرا گئی کئی گولے پھینکے کچھ تاثیر نہ ہوئی ماہی سحر نے ایک دو پتھر زمین پر

مارا چند شعلہ ہاے آتش اسکے ہاتھ سے نکلے ایک دریا موج مارکر طرف تختۂ سنگ کے چلا وہ
ساحرہ تڑپ کر ماہی سحر پر گری اسکی آف سے دریاے سحر مین ماہی ڈوب گئی عیوق نے جو
دور سے یہ معرکہ دیکھا اُسی ساحرہ نے آواز دی اے فاروق اپنے فرزند کو لینا فاروق نے
جو عیوق کو آتے ہوے دیکھا گینڈا اچکایا عیوق جو قریب فاروق کے پہونچا عیوق نے چاہا
ہاتھ تلوار کا مارون زمین سے دھوان نکلا عیوق مع گینڈے غرق زمین ہو گیا ایک آواز آئی اے
فاروق نہ گھبرا تا بیٹا تمھارا بہ آرام قید ہی بعد فتح جنگ تمکو ملیگا جاروق نے جو عیوق کو غائب
ہوتے دیکھا کئی تیر فاروق پر مارے تیر جل جل کر گرے جاروق گینڈے کو بڑھا کر قریب
فاروق نہ پہونچا تھا کہ پہلو سے ایک کیدان نے آواز دی اے جاروق کہان جاتا ہی مجھسے مقابلہ
کر یہ کہکے جاروق پر ہاتھ مارا جاروق ایک پہلوان زبردست تھا بازو بچا کر کلائی پر کیدان
کی ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر یہ کیدی کمر مین ہاتھ ڈالا کہ اٹھاون ایک برق چمکی سب کی آنکھین
خیرہ ہو گئین اور جاروق اس برق کے چمکتے ہی غائب ہوا سہاک نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ
اول جاروں ساحر افسران لشکر ایک کے بعد ایک غائب ہوے بعد اسکے عیوق و جاروق
بوجہ سحر ایک ساحرہ کے غائب ہوے اب اُس مقام پر سناٹا ہی یہ سنکر رستم کو بہت ناگوار
ہوا گھوڑا اچکا کے چلے دیکھا فاروق تلوار کھڑا ہلا رہا ہی جو قریب آیا اُسے ٹوک کے مار لیا
رستم نے للکارا کہا او نامردان غربا نے تیرا کیا نقصان کیا مفت مین انکو قتل کرتا ہی فاروق کو تو
اور بھی گھمنڈ ہی للکار کر آواز دی کہ آپ آئیے آپکے رفیق تو قید ہوے اب آپ باقی ہین رستم
کے جسم مین تحفہ جات طلسم نصب ہین تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوے قریب فاروق کے پہونچے
فاروق تلوارین مارنے لگا رستم کبھی کبھی تلوار کو تلوار پر روکتے ہین کبھی چاہتے ہین کلائی پر
فاروق کی ہاتھ ڈالدون مگر اتنی جلدی ہاتھ مار رہا ہی کہ رستم کا ہاتھ کلائی پر نہین پڑتا کہ درۂ کوہ سے
ایک شیر کی آواز آئی رستم نے پلٹ کر دیکھا شیر اسطرح جست کرکے آیا کہ فاروق کو تو پشت
پر لیا اور رستم پر حملہ کرنے لگا رستم کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا رستم ٹھیری جماتے ہین آسن اکھڑے
جاتے ہین ہر مرتبہ یقین ہوتا ہی کہ مین پشت مرکب سے گر پڑونگا رستم نے جھکا کر کوڑا پشت مر
پہ مارا مرکب نے طرارہ بھرا کہ فاروق سے الگ ہوے شیر نے آکر دونون پنجے مارے اس گمان پر

کہ زرہ وغیرہ نوچ لون رستم نے دونون کلائیان شیر کی پکڑکے ایک گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا کئی شیر درۂ کوہ سے نکلے ہاتھ سے رستم کے مارے گئے شیرون کو مار کر رستم گھوڑے سے کود کے تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوے طرف کوہ کے چلے دور سے دیکھا ایک ساحرہ مہیب شکل عجیب و غریب سر نکالے ہوے کبھی سر کے بال نوچکر طرف رستم کے پھینکتی ہی اور کبھی قہقہہ مار کر ہنستی ہی رقین رستم پر گرتی ہین مگر سحر تاثیر نہین کرتا رستم درۂ کوہ مین گھس گئے ہاتھ سر پر ساحرہ کے مارا تلوار جو پڑی سر تو اُس ساحرہ نے اندر کر لیا رستم نے دیکھا تلوار نے تختۂ سنگ کو کاٹا زیر تختۂ سنگ ایک دروازہ دکھائی دیا اُس دروازے مین قفل کلان لگا ہی اندر سے رونے کی آواز آتی ہی کوئی بلک بلک کے یہ اشعار پڑھ رہا ہی

نظم

ازل سے لکھی ہجران جو لکھی تھی مقدر مین — حلاوت زہر کی ملتی تھی مجھکو شیر مادر مین
مین کیا جانون جمین کہتے ہین کسکو آشیان کیسا — کھلین آنکھین تو میری آنکہ صیاد کے گھر مین
بلند و پست سے آگاہ ہون ایام طفلی سے — کبھی تھا دوش دایہ پر کبھی آغوش مادر مین
اگر دندان جانان کے مضامین کا خیال آیا — دم فکر سخن غوطے لگائے آب گوہر مین
جنون عشق کا مجنون سے پہونچا سلسلہ مجھ تک — چلی آئی امامت جیسے آل پیمبر مین
پری دیوانی ہو جاتی ہی تنکے چننے لگتی ہی — وہ سحر سامری ہی یار کی چشم فسونگر مین
بچائے تشنگی سے حشر کی ہم بادہ نوشون کو — یہ قدرت کہان نہین واعظ تسنیم و حوض کوثر مین
خیال اُس ور کے گھر کا جو اپنے گھر مین رہتا ہی — پری استادہ آتی ہی نظر مجھکو ہر اک در مین
شہادت کے لیے کافی ہی خون دامن قاتل — نہین حاجت گواہون کی ہمارے خون بے محضر مین
دہان یار مین دیکھی زبان تو یہ خیال آیا — کسی نے چھوڑ دی ہی لال مچھلی حوض کوثر مین
گلا مجھ سخت جان کا کس مزے سے اُسنے کاٹا ہی — ذرا دم دے برش اے قاتل تیرے خنجر مین
نہین ہی گردش چرخ آسیا سان فیض سے خالی — جہان کو رزق پہونچاتا ہی گو رہتا ہی چکر مین
مین وہ شوریدہ طالع ہون جب آیا دور مے مجھ تک — شراب تند سرکہ ہو گئی گرتے ہی ساغر مین
بھٹکنے بھی نہ پائین غیر صحبت مین کبھی اے دل — اگر ہو جائے دخل اپنا ذرا بھی طبع دلبر مین

رستم نے آواز پہچانی دل مین کہا یہ تو شہرت کی آواز معلوم ہوتی ہی رستم نے قفل دروازے کا توڑ دیا

اندر آکے دیکھا عیوق وجاروق تو اُلٹے لٹکے ہوئے ہین تڑپتے تڑپتے بیہوش ہوگئے ہین
اور آفتاب و جلال و شہرت و ماہی سحر فرش خاک پر بیٹھے ہین شہرت بلک بلک کے
رو رہی ہو ماران سیاہ جسم مین چارون کے لپٹے ہین صدمات عظیم پہونچاتے ہین رستم نے قریب
آکے ان چارون کی زبانون سے سوزنین نکالین ان چارون ساحرون نے زبان قابو مین
آتے ہی اسم سحر پڑھا کہ ماران سیاہ مر کر گرے رستم رہا کرنے مین عیوق وجاروق کے مصروف
ہوے کہ پہلو سے اُس قصر کے ایک اژدہا پیدا ہوا اُسنے چاہا کہ ان چارون کو نگلے مین لیلون
رستم نے قریب آکے اُس اژدہے کے گلے مین ہاتھ ڈالا شق کر یا اس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا
عیوق اور جاروق کو بھی ہوشیار کیا یہ دونون قدمون سے رستم کے لپٹ گئے کہا اے شہریار
خدا آپ کو سلامت رکھے کیا آپ اس زندان تاریک مین پہونچے کہ غلامون کو رہا کیا ورنہ تڑپ
تڑپ کے مرجاتے رستم ان جیتون کو ساتھ لیکر بیرون درۂ کوہ آئے فاروق کھڑا ہوا تھا رستم
کو جو پیدل آتے دیکھا جھپٹ کر جا پڑا تلوار کے سائے مین لیکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اُس
اندھیرے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ فاروق کی زبان سے آہ نکل گئی گیند سے
کود کر رستم سے لپٹ گیا رستم اور فاروق سے کشتی ہونے لگی عیوق وجاروق تیغ لیے گرد
کھڑے ہین آفتاب فلک سیر نے ایک دائرہ بنایا ہو کہ اسکے اندر کسیکو نہین آنے دیتا رستم فاروق
سے لڑ رہے ہین جب فاروق گردن پر ہاتھ رکھتا ہو یہ ریل کرے دوڑتے ہین فاروق جان لڑا
رہا ہو سب لشکر والے ساکت ہو کر تماشائے جنگ دیکھنے لگے دونون لشکر والے جمع ہوے
تماشا دیکھ رہے ہین قضائے کار شیر مردم در زنجیرین ہلاتا ہوا قریب رستم کے آیا چوبدست
ہلاتا ہوا بیچ مین پھاند پڑا کہا آفتاب چھوڑ دین مین اس مکار سے سمجھ لونگا رستم ہر چند کہتے ہین
اے برادر تم ہٹ جاؤ دیوانہ نہین مانتا چاہتا ہو آفتاب ہٹ جائین تو مین اس سے سمجھ لون جب رستم
نے نہ مانا تو ناچار ہوا شمہ بھر کر رونے لگا رستم نے جو دیکھا کہ دیوانہ رو رہا ہو فاروق سے کہا اے
فاروق یہ وہی دیوانہ ہو جسکو تم گرفتار کرکے لیگئے تھے اس سے مقابلہ کروگے فاروق نے کہا
مین نے اسکی چوبدست چھین لی تھی اور کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھالیا تھا مین اب بھی لڑنے کو
اس سے موجود ہون رستم فاروق کو چھوڑ کر الگ ہوے کہا اے برادر تم کیون روتے ہو بیوقت

تمھارا موجود ہی اتنے مین شریر مردم در رستم کو دعائین دیتا ہوا طرف فاروق کے چلا چوبدست کو
گردش دیتا ہوا پہونچا فاروق چوبدست کی گردش کو دیکھکر گھبرا گیا شریر مردم در نے لپک کر
چوبدست ماری فاروق نے ہاتھ اُٹھائے کہ کلائی تھام لون دونون کلائیان فاروق کی
ٹوٹ گئین دوسری چوبدست اُس شریر نے ماری کہ چوبدست سر پہ فاروق کے پڑی کہ سر گردن
مین گردن سینے مین سینہ زمین مین تھا لاش کا بنکر رہگیا دیوانہ فاروق کو مارکر اُسکی
فوج پہ جا پڑا دو چوٹین مارین کہ فوج سے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی آواز دیتے تھے
اے طلسم کشا فریاد ہے وقت امداد ہے ہم بدل وجان اطاعت کرتے ہین رستم کے قریب درۂ کوہ
سے نکل کر ایک فیل مست نے بھسونڈا طرف رستم کے بڑھایا رستم گھوڑے سے کود پڑے
دونون ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے دونون ہاتھ سونڈ مین لپیٹے رستم نے دونون ہاتھون سے سونڈ کو
تھاما ایک جھٹکا مارا کہ مع زرخرے ہاتھی کی گردن گھسیٹ لی ہاتھی چیخ کھا کر گرا اور پہاڑ بھی اُڑ کے
گرا ایک دھوان پہاڑ سے نکلا اُس دھوئین سے آواز آئی منم جہانگیر جہان پیما اے رستم مجھکو
کیا پا سکتا ہے مین خدمت مین خداوند کی جاتی ہون معلوم ہوا کہ تجھپر سحر تاثیر نہین کرتا ہاتھی
وہ سحر تھا کہ دس ہزار کو پامال کرتا لیکن تو نے اسکو بھی مارا دشمنون نے ملکہ تجھکو زور دیا پہلے
اُسنے سمجھ لون تو پھر تجھسے سمجھونگی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بڑے قد و قامت کی اژدہے پر
سوار اُڑی ہوئی جاتی ہے رستم نے لشکر پلٹایا عیوق کو ساتھ لیے ہوے قلعے مین آئے ملکہ
مغرور شیرین کلام کہ باغ مین دعائین مانگ رہی ہین کنیزون سے کہتی ہین آج کی جنگ بڑی
سخت ہے خدا رستم کو بچائے آج ہفت پیکر نے جہانگیر جہان پیما کو بھیجا ہو دیکھیے وہ ملعونہ کیا
آفت برپا کرے کہ کنیزون نے خبر دی ملکۂ عالم مبارک ہو کہ رستم آتے ہین عیوق ساتھ ہے ملکہ
براے استقبال دروازے پر باغ کے آئین رستم کو جو آتے ہوے دیکھا بڑھ کر سلام کیا رستم
ہنس پڑے ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لیکر باغ مین آئین جلسہ آراستہ کیا شراب و کباب کا
چرچہ ہوا رستم نے کہا اے ملکۂ عالم مین اب صحراے محیط مین جادو نگار سے شکار آیا تھا ان جگر گوشون
مین کیا سا حیات باقی تھی کہ خدا نے زندہ رکھا تمکو اس قلعے کا حاکم کرتے ہین عیوق و
جاروق انتظام لشکر کرین گے ہم انشاء اللہ پلٹ کر طلسم ہفت پیکر سے تم سے ملاقات

کرینگے ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار کنیز سے یہ زبانہ کیونکر گذریگا راتین ہجر کی کیا ستائینگی زندگی
کاٹے کو آئیگی رستم نے اشک معذور سے پاک کیے اور فرمایا کہ ملکہ عالم اس فکر مین کئی سال مجھکو
گذر چکے ہین اب اس صحرا مین پہونچا تھا جہان سے لوح قریب ہے مگر تمسے ملاقات ہونا قضا و قدر کو
منظور تھا اسطرف نکل آئے فاروق کی قضا دامنگیر تھی ہمکو مارا جیاتا فاروق کا بہت ناگوار
ہوا اُسنے کسیطرح اطاعت کو نہ مانا یہ باتین ہو رہی تھین کہ دروازے پر باغ کے باہر ہوا جلدار
دوڑی ہوئی آئی عرض کی اے شہریار دیوانے نے یہ جو سنا ہے کہ آقا پاس نزرک کے گئے تو وہ کہتا ہے
آتا ہے کہ مین بھی نزرک لونگا کئی کنیزون کو نوچ ڈالا عیوق نے کہا غلام جاکر روکے رستم نے کہا وہ
کسی کے روکے نہ رکیگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا دیوانہ سامنے سے چلا آتا ہے ایک کنیز کو بغل مین دبائے ہے
اور ایک کو کاندھے پر سوار کیا ہے اور کنیزین بھاگی ہوئی آتی ہین اُنکے پیچھے دیوانہ دوڑتا ہوا آتا ہے
جب قریب رستم کے پہونچا تو پکارکر آواز دی کیون آقا سے سرخ تو نزرک کو لیکر بیٹھا ہے اور ہم ایکے
اپنے مقام پر رہان رستم نے دوڑکر ہاتھ پکڑا دیوانے نے جنگل مارا کہ زرہ نوچکر پھینکدی رستم دیوانے
سے لپٹ پڑے دیوانے نے کاٹا بھی مگر رستم نے دیوانے کو اُٹھاکر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر کمر سے
نکالا چمکتا ہوا خنجر جو گردن پر رکھا اب تو دیوانہ منتین کرنے لگا کہ آقا معاف فرمایئے رستم نے دیوانے
کو باہر نکالا ملکہ کے پاس جو آئے بدن سے خون جاری تھا ملکہ دیوانے کو کوسنے لگین کہتی ہین کہ حضور
اسکو نکال دیجیے یہ تو نگوڑا جان کا خواہان ہے ایسا نہ ہو کبھی غافل پا جائے تو دشمنون کو مار ڈالے
ایسا بیخوف رہتا ہے کہ بالکل پاس نہین کرتا رستم نے کہا ایسا ہی رفیق اچھا کہ ہر وقت ہوشیار رکھتا ہے
ایک ہفتہ رستم اُس قلعے پر رہے سلطنت بنام ملکہ قرار دی عیوق و جاروق منتظم ہوئے ملکہ شہرت
نے عرض کی اب حضور طرف صحراے محیط کے چلین بعنایت پروردگار لوح کی تدبیر کیجیے اب
تامل بہتر نہین سردارون نے تیاری کی رستم کا تو قصد ہے کہ طرف صحراے محیط کے جائین اور لوح کو
حصول کرین لیکن بلند پرواز بلشکر پاس ہفت پیکر کے آئی عرض کی بندی قدرت نے
لشکر طلسم کشا تباہ کردیا اب سالہا سال آوارہ رہینگے لشکر مین آنا دشوار ہے ہفت پیکر خوشی کرکے
یہ کہتا ہوا اے بلند پرواز کیا کہنا کیسی خوبصورتی سے تمنے لشکر طلسم کشا کو آوارہ کیا اب طلسم کشا
لشکر مین نہ پہونچیگا محیط بھی یہ خبر سنکر آئی عرض کی کہ مین نے سنا ہے لشکر طلسم کشا تباہ ہو گیا صحرا

مین مارے مارے پھرتے ہونگے ہفت پیکر بھی خوش ہو کر کہتا ہو میرے پاس ایسے ایسے
ساحر ہین وہ کام کرین کہ کسیکو خبر نہ ہو کیا خوبصورتی سے طلسم کشا کو تباہ کیا سب سردار فرداً فرداً
گئے یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ چلی آسمان پر نعرہ ہوا منم جہانگیر جہان پہلا جہانگیر آ کے پہونچی
ہفت پیکر نے پوچھا ای جہانگیر کیا ہوا جہانگیر نے کہا مین نے بکار کی فاروقیہ پر وہ سحر کیا کہ
کل ساحرون کو گرفتار کر لیا لیکن طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا اس سے مین ناچار ہون اسنے
اپنے سردارون کو رہا کیا مین نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر قدرت دیکھتے تو انصاف کرتے لیکن طلسم کشا پر کسی
سحر نے تاثیر نہ کی دیکھا کہ اگر اب ٹھہرونگی تو قتل ہو جاؤنگی طلسم کشا نے شہر فاروقیہ کو لیلیا اب
طرف صحرائے محیط کے جانے کا ارادہ ہو کمیل پر آفت آئیگی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مار کے
کہا کیون جہانگیر نور چکیدۂ خالص قدرت جو فاروقیہ مین رہتی تھین انپر کیا گذری جہانگیر نے
کہا قدرت انکا حال نہ پوچھیے انکی ذات سے طلسم کشا کا عظم و شان بڑھا اب راہین بتا ہینگی
تا بہ صحرائے محیط پہونچا دینگی ہفت پیکر نے کہا ای جہانگیر ہو سکتا ہو کہ مغرور شیرین کلام کو
یہان لے آ جہانگیر نے کہا یہ بات نہین لیکن جہان مغرور کو رکھیے گا عیار یا سردار خبردار
ہو نکلین گے ہفت پیکر سمجھا کہ جہانگیر ایسی ڈری ہو کہ اب لشکر رستم مین جانے کا ارادہ بھی
نہین کرتی کہا کیون بلند پرواز تمنے جو سحر کیے اسکا کیا انجام ہوا بلند پرواز نے عرض کی کہ جیسے
سب سردار آوارہ رہے مارے مارے پھرے اب آپس مین لڑنے پھر سحر کرونگی کہ طلسم کشا گھبرا کے
طرف صحرائے محیط کے نہ جائیگا ہفت پیکر نے پکارکر آواز دی ارے سرخیل جادو کو بلاؤ بلند پرواز
نے آواز دی تو اسرخیل تمکو قدرت یاد فرماتے ہین یہ آواز دیتے ہی زمین تھرتھرا کے پھٹی
ایک مقام پر غار ظاہر ہوا زمین سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے ایک ساحرہ نے زمین سے سر
نکالا زمین سے نکلتے ہی ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی آج قدرت نے کیون یاد
فرمایا ہفت پیکر نے دبکر آواز دی ای سرخیل نور چکیدۂ خالص قدرت جو شہر فاروقیہ
مین تھی وہ خیر یک طلسم کشا ہوئی ای سرخیل اس سے خوف ہو کمیل جادو اسکو بہت
مانتی ہو ایسا نہ ہو کہ تا بہ صبح پہونچا دے یا کمیل کو بلا بھیجے ای سرخیل اگر ہو سکے تو مغرور کو
اٹھا لا باغ دلکشا مین قید رکھنا وہان کوئی نہ آسکیگا جو باغ دلکشا کا قصد کریگا گرفتار مصیبت

ہو گا سرخیل نے کہا کنیز ابھی جاتی ہی ملکہ مغرور کو اوٹھا لاتی ہی قدرت نے جو مجھکو تجویز کیا فخر کا مقام ہی کہ قدرت کسی کار ضروری کو لونڈی سے کہین اور مین تامل کرون یہ کہکر سرخیل نے پری واز پیدا کیے طرف ملک فاروقیہ کے چلی یہان وہ زمانہ آیا کہ رستم لشکر گران لیکر قلعے سے باہر نکلے ہین مغرور نے عرض کی آج کی شب میرے باغ مین سرفراز فرمایئے دعوت کو قبول کیجیے کل حضور کو اختیار ہی رستم نے قبول کیا شب کو ملکہ مغرور شیرین کلام نے باغ مین روشنی کرائی ملکہ شہرت دماہی سحر سب معشوقین ایک جلسے مین جمع ہین نہنگ بحری نے ملکہ مغرور سے کہا آج سمک کو گوایئے ملکہ مغرور نے کہا او سمک کچھ گاؤ سب تمہارے مشتاق ہین سمک نے کہنے سے ملکہ کے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہل جلسہ کے گائی نظم

موت آئی راستے مین مُسے یہ بھٹک گیا
قاصد مرا نہ ایک بھی دلدار تک گیا

دل ایک ساغر مئے اُلفت سے چھک گیا
کم ظرف مثل جام لبالب چھلک گیا

او رند شوق جامہ دری پھر چھک گیا
پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تلک گیا

پھر دل مین گھر کیا ہی کسی رشک ماہ نے
دو چار دن سے داغ جگر پھر چمک گیا

پھولا جو آمد آمد گلرو سے باغ مین
مارے خوشی کے پیرہن گل مسک گیا

اُس گل کی شاخ گل سے بھی نازک کلائی ہی
گجرا جو پہنا پھولون کا پہونچا لچک گیا

ٹھہرائی دی نسیم نے میرے مزار پہ
باران رحمت آن کے پانی چھڑک گیا

گلشن مین آکے آگ لگا دی بہار نے
انگارے کی طرح سے ہر اک گل دہک گیا

کہین عاشقون سے اتنی ترش رویان بھلا
شیرین لبون کے جھڑون سے آخر نمک گیا

سونپا زمین کو مجھکو مرے پردہ پوش نے
پیوند خاک ہوگیا سب عیب ڈھک گیا

یارب بہار گلشن ہستی بحال رہے
بلبل ہزار رنگ مین آکر چہک گیا

صیاد تیرے دام سے آسان تھا چھوٹنا
مشکل یہ ہی کہ تجھ سے مرا دل اٹک گیا

برباد کرکے خاک مین مجھکو ملا چکا
اب جو غبار دل سے ترے ہی فلک گیا

انگڑائیان جو لین مرے اُس تنگ پوش نے
چولی نکل نکل گئی دامن مسک گیا

سوچا جو رند دل مین مآل شگفتگی
رویا میں غنچہ باغ مین جسدم چٹک گیا

یہان آن یہ غزل سمک نے گائی سارے لشکر مین طلسم کشا کے جشن ہی ہر مقام پر گانا ہو رہا ہی
سرخیل جادو جو آئی لشکر مین عجب گہما گہمی دیکھی کہ جابجا ناچ ہو رہا ہی عیوق لباس فاخرہ پہنے
ہوئے انتظام کرتا پھرتا ہی اب سرخیل ایک کنیز کی شکل بنکر کنیزان ملکہ معزورسے تیار ہوئی
اور عیوق کو آواز دی ای شاہزادہ والا قدر ملکہ تمھین یاد فرماتی ہین عیوق نے اپنے
ساتھ والون کو اسی مقام پر چھوڑا آپ کنیز کے ساتھ چلا ایک نخل کی آڑ مین لاکر عیوق پر سحر کیا
کہ عیوق بیہوش ہوکر گرا عیوق کی شکل بنکر باغ مین آئی سمک گا کے اٹھا ہو کہ اتو سرخیل
نے سمک کو پہچانا اور کنیزون کی زبانی سُنا کہ یہ عیار طلسم کشا ہی محفل سے گا کر آیا ہی سرخیل
بشکل عیوق بنی ہوئی تھی کہ سمک نے جھکر سلام کیا کہا ای شاہزادہ جلیل کل آقا کوچ کرینگے
دیکھیں تمسے کب ملاقات ہو سرخیل نے کہا ای سمک ہم بھی ساتھ چلینگے سمک نے کہا آقا
تمکو براے حفاظت ملک چھوڑتے ہین سرخیل باتین کرتی ہوئی سمک کو ایک چمن مین لائی بیہوش
کرکے اُسکو ڈالدیا آپ سمک کی شکل بن رہی تھی کہ قضاے کار شہرت انتظام کرتی پھرتی تھی
ہمراہیان عیوق سے پوچھا کہ تمہارے شاہزادے کہان ہین سبنے کہا ایک کنیز ملکہ
کی آئی تھی بلاکر لیگئی پوچھا کدھر سے لیگئی سبنے کہا نخلستان کی طرف سے لیگئی شہرت
جو اُس طرف آئی دیکھا عیوق بیہوش پڑا ہی شہرت نے عیوق کو ہوشیار کیا پوچھا تمھین
کون یہان ڈال گیا عیوق نے بیان کیا کہ ایک کنیز ملکہ کی بلانے آئی تھی وہی بیہوش کرکے
ڈال گئی شہرت وہان سے جھپٹی اُسوقت باغ مین آئی کہ سرخیل بشکل عیوق بنی تھی سمک
کو بیہوش کر رہی تھی شہرت نے للکارا او مکارہ تو کون ہی ای سمک اپنے کو بچانا یہ بشکل عیوق
کوئی ساحرہ ہی عیوق باہر آیا سمک جست کرکے ہٹا سرخیل نے شہرت پر گولا مارا شہرت
نے گولکا نام کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق سرخیل پر گری مثل بید کانپنے لگی
سحر چہرہ سے اُترا دیکھا ایک ساحرہ ہے کھڑی کانپ رہی ہو شہرت نے پوچھا تو
کون ہی کس ضرورت سے آئی ہے سرخیل نے کہا میرا سرخیل نام ہی قدرت نے براے
گرفتاری معزور بھیجا ہی عیوق کو بیہوش کرکے یہان تک آئی اب ارادہ تھا کہ جاکر ملکہ کو
گرفتار کرون شہرت نے کہا ای سرخیل جاکر کوہ رنگا رنگ پر تہلکہ ڈالدے

اگر بن پڑے تو ہفت پیکر کا سر لا یہ کہکے ایک بیلے کا ہار گلے سے اُتارا سرخیل کے گلے مین
ڈالدیا اب تو سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہی سمک نے آکر رستم کو خبر دی کہ شہرت نے ایک
ساحرہ کو گرفتار کیا ہی اب وہ ساحرہ اُسکے قبضے مین ہی کہہ رہی ہی جو کہیے وہ بجالاؤن رستم و
مغرور اُٹھکر آئے دیکھا سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہی شہرت نے رستم سے کہا حضور اب ہفت پیکر
فکر مین ہی کہ ملکہ کو گرفتار کرائے مین سرخیل کو براے گرفتاری ہفت پیکر کے روانہ کرتی
ہون وہان جاکر ہنگامہ برپا کریگی مغرور نے کہا ای شہرت تنے بڑا کام کیا بڑے وقت
پر پہونچین نہین اب یہ سمک کو گرفتار کرکے بصورت سمک محفل مین آتی کسی حیلہ سے
بلا کے گوشے مین لیجاتی خدا نے حفاظت کی شہرت نے کہا ای سرخیل جو تیری آرزو
تھی وہ تو پوری نہ ہوئی اب کیا ارادہ ہی سرخیل ہاتھ باندھے کہتی ہی جو آپ ارشاد کرین
وہ بجالاؤن شہرت نے پشت پر سرخیل کی ہاتھ رکھا کہا ای سرخیل اگر ہوسکے تو یہان سے
کوہ زنگار رنگ پر جاؤ ہفت پیکر کو گرفتار کرکے لاؤ سرخیل بہت خوب کہکے پلٹی عقب
مین طرف کوہ زنگار رنگ کے چلی قضاے کار راہ مین اسکا باغ ملا میلاد جادو شوہر
اسکا کنیزون مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی آج کیا باعث ہی کہ میری زوجہ کو قدرت نے بلایا ہی
کہ سرخیل آکر پہونچی شوہر نے دیکھا زوجہ کا چہرہ سرخ تیغ کھینچا ہوا ہاتھ مین ہفت پیکر کو
گالیان دے رہی ہی میلاد نے کہا کیون صاحب قدرت نے کیا خطا کی جو اُنکو ایسے کلمات
کہتی ہو قدرت صاحب کشف و کرامات ہین جو کوئی مراد مانگتا ہی وہ اُسکی مراد پوری کرتے
ہین تمنے قدرت کو کیون برا جانا معلوم ہوتا ہی اچھی طرح نہین پہچانا سرخیل نے کہا وہ جھوٹا
دعوی خدائی کا کرکے بیٹھا ہی خلقت کو برگشتہ کر رہا ہی ملکہ شہرت نے حکم دیا ہی کہ ہفت پیکر
کا سر لاؤ مین سر لینے جاتی ہون اگر تمھین دعوی ہو تو روکو کہ ایک آندھی چلی کیاد جادو بھائی
میلاد کا آکر پہونچا اُٹھتے جو سرخیل کا حال دیکھا بھائی سے کہا مین اسکو گرفتار کیے لیتا ہون
ورنہ کوہ زنگار رنگ پر جاکر یہ قیامتین برپا کریگی قدرت کو ستائیگی کسی کے روکے نہ رکیگی
آخر کو شراب مین بیہوشی ملائی کیاد نے کہا بھابھی صاحب شراب تو پی لو سرخیل نے جام
ہاتھ مین لیا گلے مین جو موتیون کا مالا پہنے ہی اُسکا جو عکس جام پر پڑا شراب شعلہ بنکر اُڑگئی

سرخیل نے کہا او مکار اس شراب مین کیا تھا شوہر ہان ہان کرکے اٹھا سرخیل نے موتیون
کا مالا گلے سے اُتارا ایک سڑا کا مارا موتی جو اسپر پڑے معلوم ہوا گولہ آہن مارا سر میلاد کا
پھٹ گیا کیاد بد باطن کہ اسم باسمے ہی نفرین کرنے لگا بھائی کا لاشہ دیکھکر ہوش اُڑ گئے
ڈرا کہ مین نے بیہوشی ملائی شراب شعلہ بنکر اڑ گئی نہین معلوم کس غضب کا سحر کردیا ہی
اُسکا سحر اسکی جان کی حفاظت کر رہا ہی ایسا نہ ہو مین اسپر سحر کرون اُلٹا میرے گلے پڑے تو
مشکل کی بات ہی خوشامد کرکے سرخیل کو بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا تمھارے مالک کو اس
ظالم نے مارا مین سحر کرتا ہون کمندین مار کر پکڑ لو اس عذاب الیم سے قتل کرون کہ ماہیان دریا
و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین او مجھکو ترس نہ آئے اسنے شوہر کو بیخوف مار ڈالا کچھ خیال
نہ کیا کہ دس بارہ برس کا ہمدم تھا وہ ہمیشہ اسکی خاطر کرتا رہا اور کسقدر اسکو چاہتا تھا وہ
یہ کہکے اٹھا تھا کہ دیکھو صاحب نیا شعبدہ ہوا کہ شراب جام سے اُڑ گئی کیاد نے باتون مین
لگایا چپکے چپکے سحر کرنے لگا کنیزون نے چہار طرف سے حلقہ ہاے کمند مارے کہ سرخیل جادو
بے بس ہو گئی تڑپ کر کئی کنیزون کو مارا مگر کیاد نے فوراً زبان مین سوزن دیدی اور وہ ہار
گلے سے اُتار لیا قفس مین بندکر کے لیچلا خیال ہو کہ خدمت مین قدرت کی لیچلون پھر سوچا
کہ آج اپنے باغ خارستان مین قید کرون پہلے قدرت سے جا کر عرض کرونگا پھر جیسا حکم ہوگا
وہ بجا لاؤنگا قفس مین بندکر لیا زبان مین سوزن دی اور وہ ہار اپنی جھولی مین کہا ایک
باغ ویران مین لیکر آیا کیاد کا سپہ سالار بیداد سرکش اسکو قفس دیا کہ کسی نخل مین لٹکا دے
سامنے ایک درخت ببول کا تھا اُسنے قفس کو اُسمین لٹکا دیا رات کو کیاد نے بیداد سے
کہا اُسکو جاکر کھانا کھلا دے بیداد کھانا لیکر آیا بیداد نے کہا او سرخیل اگر تو مجھکو قبول
کرے تو مین تجھکو قید سے رہا کرون سرخیل نے کہا ای بیداد تجھکو معلوم ہی کہ وہ ہار کیاد نے
کہان رکھا ہی اُسی پر ہار جیت ہی بیداد نے کہا اُسکی جھولی مین ہی اگر کہیے تو مین نکال لاؤن
سرخیل نے کہا ہار نکال لاؤ بیداد سرکش رات کو جوش محبت مین سرخیل کی سرھانے
کیاد کے آیا جھولی سے ہار نکالا لیکر پاس سرخیل کے آیا قفس سے نکالا ہار گلے مین اسکے
پہنا دیا اور سوزن زبان سے نکالی جیسے ہی ہار گلے مین سرخیل کے آیا وہی جوش و خروش تھا

کہا اری بیداد جادو سامنے سے دور ہو کیوں شامت آئی ہی بیداد سرکش منت کرنے لگا
چاہا گلے میں ہاتھ ڈالوں سرخیل نے وہی ہار مارا کہ سر بیداد کا پھٹ گیا مرنے کی اسکے صدا
بلند ہوئی کیاد کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آندھی چل رہی ہی اور آواز آ رہی ہی کشتی مرا نام میں
بیداد سرکش ہو کیاد جھپٹ کر چمن میں آیا دیکھا سرخیل اپنے کو درست کر رہی ہی لاشہ بیداد
سرکش کا سامنے پڑا ہی پکار کر آواز دی اے سرخیل یہ کیا کیا تو نے میرے سپہ سالار کو مار سرخیل
نے ہار گلے سے اُتارا کیاد سامنے سے بھاگا سرخیل للکارتی ہوئی پیچھے چلی کہ او بیحیا ٹھہر جا
کہاں بھاگا جاتا ہی تو نے مکر کرکے مجھکو قید کیا تھا اب تو مجھ سے مقابلہ کر سحر کرکے سامنے آ کیا
بھاگا ہوا جاتا ہی سرخیل جوش میں آنکھیں اُبلی ہوئی پیچھے کیاد کے جاتی ہی کیاد کے ذہن میں
آیا خدمت میں قدرت کی چلوں شاید وہاں جان بچے شب کا وقت ہی آخر کی رات کو وہ
رنگا رنگ بر تصویر سنگی سے نکلکر ہفت پیکر بالاے کوہ بیٹھا ہی گرد کنیزیں سیر صحرا کر رہا ہی کہ
دیکھا سے ایک جادوگر بھاگا ہوا آتا ہی ہفت پیکر کو دیکھکر فریاد کرنے لگا کہ یا خداوند اپنے بندہ
کو ہاتھ سے سرخیل کے بچائیے ہفت پیکر حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی گوشہ کوہ پر آکر کیاد اُترا چاہتا ہی کہ
دوڑکر پاس ہفت پیکر کے جاؤں کہ بوے خوش دماغ میں آئی سب مست ہو گئے کنیزیں ہفت پیکر
کی جھومنے لگیں کہتی تھیں آج قدرت نے دروازہ بہشت کا کھلوا دیا کہ سرخیل کو دیکھا ایک ہاتھ
میں نیمچہ کھنچا ہوا اور ایک ہاتھ میں ہار- ہار کو جنبش دیتی ہوئی برابر کیاد کے پہونچی کیاد نے چاہا
بھاگ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤں سرخیل نے ہار کا عکس ڈالا کہ کیاد کے پاؤں زمین نے
تھام لیے سرخیل نے برابر آکے ایک سڑاکا مارا کہ سر کیاد کا پھٹ گیا سرخیل نے پکار کر آواز
دی او ہفت پیکر مکار دعوی خدائی کرکے بیٹھا ہی اصلی پیدا کرنے والے کو بھولا کنیزان
ہفت پیکر دوڑیں کہ سرخیل کو روکیں جو کنیز قریب پہونچی سرخیل نے وہی ہاتھ مار دیا کسی کا
سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سینہ چور چور ہوا کسی کے استخوان ٹوٹے کنیزیں سامنے سے بھاگیں
اب سرخیل طرف ہفت پیکر کے چلی کنیزیں دور سے لپٹا لپٹا کر رہی ہیں کوئی قریب نہیں جاتی
ہفت پیکر نے دیکھا کہ سرخیل نہیں رکتی پکار کر آواز دی اے اژدر کوہ نشین اس ظالم کو لینا
بڑی بدعت پر کمر باندھی ہی میرے سامنے آکر کیاد کو مارا مجھ بادولت کا خیال نہ کیا ارے

بھیجا ہمنے تجھے کس کام کو بھیجا تھا کچھ حال تو بیان کر کہ کس آفت مین پھنسی ہفت پیکر تو یہ باتین
کرتا ہو لیکن سرخیل کلمات سخت کہ رہی ہو کہتی ہو او مکار دعوی خدائی کرکے بیٹھا ہو اب ایام
انقلاب ہی تین پہاڑ ویران ہوے اب جو یہ چار کوہ باقی ہین انپر بھی اہل اسلام قبضہ کرینگے
بھاگنے کا رستہ نملیگا ایسے ایسے لوگ طلسم کشا کے شریک ہین کہ راستے تیار ہے ہین لوح کو
دلوا دینگے تم بھاگ کر طلسم مین جاؤگے سارا خدائی کرنا بھولوگے یہ کہتی ہوئی قریب آئی چاہا
ہفت پیکر پر ہاتھ ڈالون کہ زمین شق ہوئی ایک اژدہا آگ منھ سے چھوڑتا ہوا زمین سے نکلا
اُس اژدہے نے سرخیل پر حملہ کیا سرخیل نے وہی موتیون کا ہار مارا اژدہا تھرا گیا کانپ کر
دم کھینچا کہ سرخیل گری ہار اسکے ہاتھ سے چھوٹا ہار الگ گرا سرخیل کو اژدہے نے
منھ مین لے لیا ہڈیان تک چبا چبا کے کھا گیا پھر اُسی طرح زمین مین غائب ہو ہفت پیکر
نے کہا کیون صاحبو تمنے ظہور قدرت دیکھا سب تعریفین کرنے لگے کہ آپ خداوند زمین
و آسمان سب آپکے حکم مین ہین جسکو جہان سے حکم دیا وہین سے پیدا ہو گیا اژدہے نے نگلکر
اس بے ادب کو کھا لیا ہفت پیکر نے وہ ہار اُٹھا یا پوچھا تو کسکا سحر ہو سرخیل کو کسنے دیوانہ
کیا پھول شگفتہ ہوے طفلان غنچہ چون غان کرنے لگے غنچون نے آواز دی یا خداوند بی سرخیل
برائے گرفتاری مغرور شیرین کلام گئی تھین اور سحر کرتی پھرتی تھین تدبیرین تھین کہ دختر قدرت
کو لے اُڑین شہرت مرصع پوش دختر تکمیل آگاہ ہوئی اُسی نے سحر کرکے سرخیل کو بھیجا یہ کہکر
کہ قدرت کا سر لاؤ پھر راہ مین اُفتادین پڑین کیقباد نے مکر سے سرخیل کو قید کیا تھا بیداد اُسپے
عاشق ہو کر رہا کیا سرخیل نے اول اپنے شوہر کو مارا بعد اُسکے بیداد سرکش کو موت آئی
یہان آکر کیقباد کو مارا غنچے یہ کہ رہے تھے کہ پھول ہنسے شعلہ ہائے آتش نکلے غنچے و گل تو سب
جلکر خاک ہوے ہفت پیکر نے کہا صاحبو دیکھو کیا غضب کا سحر کیا ہو کہ حال جا کر اپنے کہلا دیا
کہ اور کوئی ساحر اس سحر پر قبضہ نکرے یہ سحر کیا تھا ایسے ایسے سحر میری لونڈیان جانتی ہین جبکہ
سامنا پڑ جائیگا بی شہرت کو ایک موے سر مین باندھ لونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ جہان
ہوا کا گذر نہ ہو سب ہفت پیکر کی تعریفین کر رہے ہین کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی
جسکو چاہین گرفتار کرین اور جسکو چاہین رہا کرین ہفت پیکر نے دیکھا کہ صبح کا وقت ہے

شہنشاہ ماہ تابان کو شکست ہو رہی ہی آمد شہنشاہ زرین پوش ہو رہی ہی اپنے مقام سے وہ شاہ اُسی تصویر سنگی مین داخل ہوا دیکھا دیہات و قریات سے زمیندار ہزار ہا گنوار ڈفلیان بجاتے ہوے آئے کوئی نخل کے سائے مین ٹھہرا کسی نے دوکان لگائی کوئی کمبل تان رہا ہی کوئی خیمہ استادہ کرنے لگا کسی نے زمین کھود کر چولھے بنائے مٹھائی بنے لگی پہر دن چڑھتے چڑھتے سارا میلہ آراستہ ہوا کچھ نازنینان مہ جبین کسبیان دیہات کی جمع ہوکر آمن زیر کوہ آکر سازندون کو اشارہ کیا انھون نے ساز درست کیے سب ملکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے۔ نظم

چمن مین آمد آمد ہی خزان کی　　عبث بلبل نے طرح آشیان کی
خوشی آئی ہو انھین اب وضع بانکی　　کمر پر رہتی ہے کاکل میان کی
کرے گی دیکھیے کس کسکو سیدھا　　یہ ٹیڑھی وضع تیری بانکی بانکی
بڑی منحوس ساعت مین پھنسے تھے　　کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی
تنِ خاکی سے نکلے بھی کہین روح　　پہونچ جائے یہ مٹی ہو جہان کی
عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا　　نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی
پھنسا کس پیچ مین او عشق پیچے　　عبث تقلید کی زلف بتان کی
الٰہی جلد لے چل اس مکان سے　　چھٹی ہو سیر جیسے لامکان کی
اُسے دھوکا تھا جانبازی مین میری　　لگا کر تیر کو خاطر نشان کی
شب فرقت مین نیند آتی ہو کسکو　　شکایت تا سحر ہی آسمان کی
نہ آئینگے چمن مین سیر کو بھی　　اگر مرضی نہین ہے باغبان کی
اگر وہ ماہ پیکر مسین جو لے　　ہنڈولے مین ہو گردش آسمان کی
دماغ جان کیا تازہ صبا نے　　جو وادہ کاکل عنبر فشان کی
ہر اک بوسے نے جانِ تازہ بخشی　　کرون کس منھ سے تعریف اس پان کی
جو کیفیت اُٹھایا جب ہوا کی زند　　تو خدمت کیجیے پیر مغان کی

تصویر سنگی سے آواز آئی ای ہمسر زہرۂ فلک اپنے کو لشکر طلسم کشا مین پہونچا و جس طرح ہو سکے سرداران طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤ تمھارا مرتبہ بڑھایا جائیگا زہرۂ فلک کا مرتبہ لیگا آج سے

تمکو یہ خطاب دیا خاک قدمون کی ہمارے چاٹ لو یہ سنتے ہی و دوچند نازنینان مہ جبین بالاے کوہ آئین خاک پاسے تصویر پیکر زبان پر رکھی سب اکٹھا ہوکر اپنے اپنے مکان پر آئین ڈولیون مین سوار ہوکے سازندون کو ساتھ لیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلین سرخیل کے جانے سے شہرت نے دست بستہ عرض کی اب دو چار روز اسی مقام پر مقام کیجیے یقین ہے کہ سرخیل جو جائیگی فتور برپا ہوگا ہفت پیکر ضرور فکر کریگا لشکر تو اُسی مقام پر اُترا ہوا ہی یہ طوائفین لشکر مین آئین پردے اُٹھا دیے مجرے شروع ہوگئے غول ہاے عاشقانہ گا رہی ہین لشکر کے کپتان رسالدار صدر اہل لشکر جو آئے بلا تکلف انکے خیمون مین چلے گئے جو خیمے مین آیا وہ باہر نہ نکلا قضاے کار صبح کا وقت ہی یہان تو بھیروین گا رہی ہین جہلال سرکش اپنے خیمے سے نکلا دربار طلسم کشا مین جاتا ہی کہ گانے کی آواز کان مین آئی پلٹ پڑا خدمتگارون سے پوچھا یہ آج کون گا رہا ہی خدمتگارون نے عرض کی کہ آج چند کسبیان آئی ہین وہی گا رہی ہین جہلال سامنے آیا وہ جو نازنین گا رہی تھی اُسنے آنکھ ملا کر کہا آئیے ہم آپ لوگون کے اشتیاق مین دور سے آئے ہین جہلال بلا تکلف خیمے مین چلا گیا خیمے مین جا کر غائب ہوا خادم چند ساعت کھڑے رہے آخر پلٹ آئے طلسم کشا دربار مین بیٹھے ہین سر اٹھا کر دیکھا جہلال کو دنگل پر نہ پایا اور چند کپتان رسالدارون کے دنگل بھی خالی پڑے ہین فرمایا آج کیا باعث ہوا کہ جہلال دربار مین نہین آئے ای آفتاب ذرا جا کر دریافت کرو کہ اُسکا مزاج کیسا ہی جو نہین آیا اور یہ چند کپتانون اور رسالدارون پر کیا گذری کہ دربار مین نہین آئے آفتاب فلک سیر طرف بارگاہ جہلال کے چلا راہ مین گانے کی آواز جو کان مین آئی پھر کر خادمون سے پوچھا خادمون نے سب حال بیان کیا آفتاب فلک سیر در خیمہ پر آیا جو کہ نازنین گا رہی تھی وہ براے تعظیم آفتاب اُٹھی کہا آئیے تشریف لائیے ہم آپکے مشتاق ہوکے دور سے آئے ہین آفتاب کا دل دھڑکا لیکن اُس نازنین نے اس ادا سے آنکھ ملا کر کہا کہ آفتاب بیقرار ہوگیا بلا تکلف خیمے مین آیا خیمے سے پھر نہ نکلا خدمتگار کھڑے کھڑے چلے گئے رستم نے عرصے تک انتظار کیا جب آفتاب پلٹ کر نہ آیا تو شہرت سے کہا ای ملکۂ عالم دیکھا تمنے آفتاب جہلال کو بلانے گیا تھا خود بھی پلٹ کر نہ آیا شہرت نے سر جھکا لیا بعد تھوڑے عرصے کے سر اُٹھا کے جواب دیا کہ ای شہریار خود بخود دل کو دھڑکن ہی آفتاب و جہلال اسفنی

نامی اور چند کمیدان و رسالدار غائب ہوئے یہ مقدمہ خالی از علت نہیں ہے ہفت پیکر نے
کسی کو بھیجا ہے مگر کیونکر ظاہر ہو کہ آنے والے کس پردے مین آئے ہیں نہنگ بحری یہ کہکر
اُٹھی حضور کنیز جاکر دریافت کرتی ہے بارگاہ سے نکلی پھرتے پھرتے اُسطرف آئی جسطرف وہ مجرا
کر رہی ہیں آواز سُنکر نہنگ بحری نے دوکانداروں سے پوچھا یہ کون گا رہی ہے دوکانداروں نے
بیان کیا آج کئی دن سے چند کسبیان آئی ہیں وہ ہر وقت مجرا کیا کرتی ہیں آپکے لشکر کے اکثر
سردار گئے پھر پلٹ کر نہ آئے نہنگ بحری خیال میں ہے کہ جاکر طلسم کشا سے اطلاع کروں پھر
سوچی کہ اپنی آنکھ سے دیکھ لوں یہ سوچکر دروازے پر خیمے کے آئی دیکھا سازندے ساز بجا رہے
ہیں ایک مہ جبین نہایت حسین دریائے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن تانین لگا رہی ہے
نہنگ بحری ہر مرتبہ قصد کرتی ہے کہ پلٹ جاؤن مگر صدائے دلفریب کھینچ رہی ہے اُس نازنین
نے اشارہ کرکے کہا کہ حضور آئیے ہم تو آپکے مہمان ہیں آپ بودم بھر بیٹھین گی ہم سرفراز
ہونگے نہنگ بحری خیمے مین آئی جو سب پر گذرتا تھا وہ اسپر بھی گذرا صبح کو دربار مین جب
طلسم کشا آئے سب سردار بھی آئے مگر جہلال و آفتاب و نہنگ بحری و چند کمیدان
و رسالدار بھی نہین آئے فرمایا ای شہرت دیکھو نہنگ بحری کہکر گئی تھی وہ بھی واپس آئی
شہرت نے عرض کی حضور کوئی ساحر کامل آیا ہے خدمتگاران آفتاب و جہلال سے پوچھا کہا
کہ حضور چند کسبیان کئی دن سے لشکر مین آئی ہیں جو کمیدان و رسالدار اُنکے خیمے مین جاتا ہے پھر
واپس نہین آتا شہرت نے کہا اب کنیز جاتی ہے ماہی سحر اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ ای شہنشاہ
حضور تامل کرین مین بخوبی دریافت کرکے آتی ہوں شہرت کو بھی منع کیا یہ کہکر بیرون بارگاہ آئی
کنیزون سے کہا تم اپنے اپنے خیمون مین جاؤ ہمارے ساتھ نہ آؤ مین اور طرف سے جاؤنگی
یہ کہکے دونوں پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوئی اندر اندر زمین کے چلی قریب اُس
بارگاہ کے پہونچی گانے کی آواز کان مین آئی بیقرار ہو گئی چاہا تڑپ کے زمین سے نکلوں لیکن
سحر کرکے اپنے کو روکا اندر ہی اندر اور آگے بڑھی دیکھا زیر خیمہ ایک چھوٹا سا مکان بنا ہے
اُسکے دروازے پر ایک اژدہا بیٹھا ہے ماہی سحر قریب اُس اژدہے کے آئی اژدہا مثل انسان
کے گویا ہوا کہ ای ماہی سحر یہ قیدخانۂ زہرۂ فلک ہے یہاں نہ آؤ ماہی سحر آواز اژدہے کی

سنکر گھبرائی جواب دیا اس قید خانے مین کون قید ہی اژدہے نے کہا ہم قیدیون کے نام و نسب سے
اور نام سے آگاہ بھی نہین ہین ماہی سحر نے کہا تو سامنے سے ہٹ جا ہم اندر جاکے دیکھ لین گے
اسطرح جب اکر ماہی سحر نے کہا کہ وہ نازنین جو مجرا کر رہی تھی اُسکے کان مین آواز آئی سازندون نے
کہا لو غضب ہوا ماہی سحر برابر قید خانے کے پہونچ گئی اژدر سمجھا رہا ہی وہ نہین مانتی مین جاکر
سمجھا دون ماہی سحر چاہتی ہی کہ اپنے کو قریب اُس دروازے کے پہونچائے کہ پیچھا سے کسی کی
آواز آئی دیکھا ایک نازنین پہلو سے آتی ہی پکارتی ہوئی ای ماہی سحر یہ مقام زندان خانہ ہی تمھارا
جانے کا کام نہین میرے پاس آؤ یہ کہکے ماہی سحر کا ہاتھ تھام لیا دوپٹہ اپنا اتار کر ماہی سحر کو
اُڑھایا ماہی سحر کا دوپٹہ آپ اوڑھا جیسے ہی ماہی سحر نے دوپٹہ اُسکا اوڑھا سر جھکا کر کہا
ہوا جو کہو وہ بجا لاؤن اُس نازنین نے بڑھکر وہ دروازہ کھولا ماہی سحر نے دیکھا جہلال و
آفتاب وغیرہ پچیس سردار سلسل بطوق بیٹھے ہین اُس نازنین نے ماہی سحر سے کہا تم بھی
انکے پاس جاکے بیٹھو ماہی سحر اندر گئی نازنین نے دروازہ بند کر لیا اژدر حشیم سے کہا بہت ہشیار
رہنا اگر یہ پلٹ جاتی تو غضب آفت برپا کرتی یہ کہکے جست کی اپنے مقام پر آئی بیٹھ کر گانے لگی
یہان رستم کو تردد ہوا شہرت سے کہا او صاحب ماہی سحر بھی گئی شہرت نے کہا اب مین بیچ
سے جاؤنگی ماہی سحر ایسی نہ تھی کہ کسی مقام پر بکی کرتی نہین معلوم اُسپر کیا معرکہ گذرا اور کیا
سانحہ ہوا آج مین شب کو سحر تیار کرونگی حال دریافت کرونگی یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آکے
ہومنخانہ درست کیا ایک چوکی پر بیٹھی بیٹھکر سحر کرنے لگی آواز دی ای غائب جادو آج اپنے کو
ظاہر کرو پہلو سے ایک ساحر مہیب حاضر حاضر کہتا ہوا آیا شہرت نے کہا ای غائب جادو
دریافت تو کرو کہ ان لوگون پر کیا معرکہ گذرا آفتاب و جہلال وغیرہ کہان ہین یہ سنکے غائب
نے دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوا شہرت سحر کر رہی ہی پھر پکار کر آواز
دی ای غائب اپنے کو ظاہر کرو وہی ساحر پھر آیا اور دیکھکر عرض کی حضور لولی فلک کو ہفت پیکر
نے بھیجا ہی اُسنے اگر سحر کیا ہی آفتاب و جہلال وغیرہ قید ہو گئے زیر زمین ایک قصر ہی اُسمین
سب قید ہین اب دو چار روز مین وہ کوچ کریگی قیدیون کو لیجائیگی اگر جلد کوشش کی تو شاید رہا
ہون ورنہ بڑے قید ہوئے ہین سحر کامل مین مبتلا ہین شہرت یہ سنکر اپنے مقام سے اُٹھی اول خدمت

طلسم کشا مین آئی عرض کی ای شہریار نولی فلک یا زہرۂ فلک کیسے ایک ساحرہ کامل و اکمل سحر مین طاق شہرۂ آفاق اُسنے آکر سب کو سحر مین پھنسایا زیر زمین کوئی قصر ہی اسمین قید ہین یہ جانتی ہون کہ سحر مین وہ مجھسے زیادہ ہی مگر جاتی ہون جو اقبال آپ کا یاور ہوا اور طالع آپکے مددگار ہوے اور مین نے زہرۂ فلک کو گرفتار کر لیا تو قیدیون کو رہا کیا اور جو کنیز واپس نہ آئی تو ای سماک اسکا خیال رہے کہ ہماری فکر کرنا بازار مین سمجھ کے نکلنا شاید بازار ہی جانے سے کچھ فتور ہوتا ہی یہ سردار جو قید ہوگئے سحر سے انکا حال مجھپر کھلا بڑی بلا کی جادوگرنی آئی ہی آفتاب فلک سپر ایسا ساحر جلال دلیا ہوشیار یہ لوگ کیونکر پھنسے سماک کو بخوبی سمجھا کر شہرت بارگاہ رستم سے نکلی بازار مین پہونچی تھی کہ گانے کی آواز کان مین آئی اہالی بازار سے پوچھا یہ کون گا رہا ہی اہل بازار نے بیان کیا کہ ہفتہ گذرا چند طائفے ہمارے لشکر مین آئے ہین وہ آٹھ پہر گایا کرتے ہین شہرت کو یہ سنکر بڑا تردد ہوا طرف گانے کے متوجہ ہوئی تھوڑی دور پر آکے دیکھا ایک خیمہ زر بفتی استادہ ہی اور ایک نازنین نہایت حسین گا رہی ہی شہرت کو جو آتے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی شہرت سے آنکھ ملا کر سلام کیا کہا ملکۂ عالم تشریف لایئے صبح کا وقت ہی ایک جیر بیٹھنے اسوقت تک شہرت کے ہوش درست ہین وہ نازنین قریب شہرت کے آئی ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا ہم تمسے بہنایا کرتے ہین اُسنے دوپٹہ اپنا اُتار کر شہرت کو اُڑھایا شہرت کا دوپٹہ آپ اوڑھ لیا اب شہرت کے ہوش درست نہ رہے پاس اُس نازنین کے جا بیٹھی سازندون کو اُس نازنین نے اشارہ کیا اُنھون نے ساز درست کیے اُس نازنین نے شہرت سے آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

جو غیرون سے ہین یہ اشارے تمھارے ۔ بنے گی نہ مشفق ہمارے تمھارے
نہین طور اگلے سے پیارے تمھارے ۔ نئے اب ہین انداز سارے تمھارے
وہ دیکھے کن آنکھون سے عدو بری کو ۔ جو کرتا رہا ہو نظارے تمھارے
یہی قول و اقرار باہم ہوے تھے ۔ تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
نکلتی نگہ دم جو پہلو سے سرکے ۔ مری زندگی ہے سہارے تمھارے
تم قول سے اپنے پھرتے ہو ناحق ۔ خدا درمیان ہی ہمارے تمھارے
بلے تیغ ابرو تو کاٹون گلے کو + ۔ سمجھنے لگا ہون اشارے تمھارے

نہ مانونگا ہرگز نہ مانونگا ہرگز — بس اب عذر بیجا ہین سارے تمھارے
مین سب سُن چکا ہون نہ دو مجھکو چھینٹے — جو ہین شغل دریا کنارے تمھارے
مرا جذب الفت تمھین کھینچ لایا — اثر کچھ ہوا دل مین بارے تمھارے
قسم سُرمگین چشم کی کھا چکا ہون — نہ ہونگا مین بے پکارے تمھارے
ہوا اٹھ گیا پردہ رازِ محبت — ق — چھپا اب چھپانے سے پیارے تمھارے
ہوے عشق مشہور شہرون مین جانی — تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
ادا ناز عشوہ تبسم تکلم — سب انداز ہین پیارے پیارے تمھارے
وہ افعی ہو تم کاکل و زلف دونون — نہین مانگتے پانی مارے تمھارے
مہ حسن کی کیا ہو تعین وہ رنگین — لیئے رند نے سب اُتارے تمھارے

اس رنگ سے یہ غزل سامنے شہرت کے گائی کہ شہرت کا چہرہ سرخ ہو گیا آنکھین اُبل آئین کہا ای نازنین حقیقت مین تو ایسا گاتی ہو کہ دل کو بیچین کر دیا جو کہو تمھارا حکم بجا لائین اُس نازنین نے کہا ای شہرت تمھارے کمال کی شہرت ہی آفتاب فلک سیر تمکو یاد کر رہا ہے ذرا اُسکی ملاقات کرا دو یہ سُنکر شہرت اپنے مقام سے اُٹھی کہا ہوا مین تو اُن سب کے دیکھنے کی مشتاق ہون کئی دن سے وہ لوگ دربار طلسم کشا مین نہین آئے وہ نازنین بھی اپنے مقام سے اُٹھی شہرت کا ہاتھ تھام لیا دوسرا خیمہ تخلیے کا تھا اُسمین شہرت کو لیگئی کہا تو ذرا یہان بیٹھو مین اُن سب کو بلواتی ہون یہ کہکے وہ نازنین باہر گئی بعد تھوڑی دیر کے آئی تو آفتاب و جلال وغیرہ سب اُس نازنین کے پیچھے پیچھے آئے شہرت کو سب نے گھیر لیا کہا ای شہرت تجھسے یہی امید تھی جو تمنے ہمارے ساتھ کیا اب ہمارے ساتھ چلو شہرت سر جھکائے ہوے اُن سب کے بیچ مین وہ سب ساتھ لیے شہرت کو چلے فرش خیمے کا ہٹایا دیکھا ایک دروازہ لگا ہی اُس دروازے کو آفتاب نے کھولا کہا اس دروازے مین چلیے شہرت جیسے ہی اندر اُس مکان کے پہونچی آفتاب نے کہا ای شہرت تمھاری زبان مین سوزن دینگے شہرت نے منھ کھولدیا آفتاب نے دہان مین سوزن دی جلال وغیرہ نے ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین کہ وہ نازنین جو پیدا ہوئی آتے ہی دو پٹہ سر سے شہرت کے اُتار لیا

اب شہرت کو یقین ہوا کہ ہم بھی قید ہو گئے سب سردار گرد بیٹھے ہیں بیچ میں سب کے شہرت
جب دن اور رات گذرا رستم نے کہا اے سمک شہرت بھی پلٹ کے نہ آئی جو کچھ تم سے
ہو سکے وہ کرو سمک یلداقی نکلا یہاں زہرۂ فلک نے اُن سب سرداروں کو مسلسل کیا بیرون
لشکر رستم چند ارابے آئے آن ارابوں پر سب سرداروں کو سوار کیا آپ ڈولیوں میں
سوار ہو کے نکلیں فقط ایک نازنین ہو کہ اُسکی ڈولی کو سازندے گھیرے ہوئے ہیں ارابے
گڑگڑاتے ہوئے جاتے ہیں سمک جو بارگاہ سے نکلا اہل بازار نے ذکر کیا کہ آج جن خیموں
میں وہ گانے والیاں جمع تھیں رات کو اُٹھ گئیں اب وہ مقامات خالی ہیں سمک پریشان
ہوا بیرون لشکر جو آیا تو خبر سُنی کہ ارابوں پر سردار ابھی گئے ہیں بس ایک ڈولی اور چند سازندے
ساتھ ہیں سمک پلٹ کر خدمت رستم میں آیا کہا اے شہریار سرداروں کو قید کر کے وہ نازنین
لیگئی ابھی کوس دو کوس پر پہونچی ہوگی حضور خود تعاقب کریں رستم نے کلاہ ہفت گوشہ سر
پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم کی تیغۂ ہفت جوہر کو قبضے میں کیا پشت مرکب پر سوار
ہوے رستم تعاقب میں چلے اہل لشکر دس بیس ہزار ساتھ ہر چند رستم نے منع کیا مگر اُن
خیر خواہوں نے نہ مانا رستم جو لشکر سے نکلے مرکب کو مہمیز کیا دور سے دیکھا ارابے جاتے ہیں
آفتاب وغیرہ زنجیریں ہلا رہے ہیں رستم نے چاہا مرکب کو مہمیز کروں کہ پہلوے صحرا سے گرد
آڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار تین لاکھ سواران جنگی پشت پر ہیں نعرہ کیا اے
رستم اب آگے نہ بڑھنا منم کبود اژدر چشم رستم نے مرکب بڑھایا کہ دستہ مار کر نکلجاؤں کہ کبود
نے گینڈا بڑھا کر رستم کو روکا کبود نے نیزہ مارا رستم سے نیزہ چلنے لگا تین لاکھ فوج والے
مرکبوں کو بڑھا کر انکی فوج پر آ پڑے ملازمان رستم دس بارہ ہزار جوان تین لاکھ میں گھر گئے تلوار
چل رہی ہے رستم نے دیکھا ساتھ والے قتل ہونے لگے چاہتے ہیں کبود کو چھوڑ کر فوج والوں
کو بچاؤں جنگ مغلوبہ میں جا کر شریک ہوں کبود رستم کو ہٹنے نہیں دیتا ہے سمک یلداقی نے
دیکھا کہ آقا اس بلوے میں گھر گئے ارابے نکلے جاتے ہیں رستم کا ساتھ چھوڑ کر نکلا دیکھا
وہ ارابے جاتے ہیں مگر سازندے ساز کو سنبھالے ہوئے جاتے ہیں ایک سازندے
کو سمک نے پکارا تو بڑے سے مجیرے نکالکر ہاتھ میں لیے وہ سمجھا کہ ہمارے ساتھ کا

جوڑی بجانے والا ہو جیسے وہ ٹھہرا سماک نے ترتیب جال اُسکو جا ب مار کھینچکر کنارے
ڈالدیا آپ اُسی کی شکل بنا جیبٹ کر سب کے ساتھ ہو لیا اُس کوہ کو طی کر کے سامنے ایک
باغ دکھائی دیا چند کنیزین در باغ پہ کھڑی تھین پکار کر آواز دی ای شاہد نوعروس تو نے
بڑا کام کیا ہم سب کو قدرت نے بھیجا تھا اور خبر دی تھی کہ زہرۂ فلک قیدیون کو لیکر آئیگی
اُن کنیزون سے یہ آواز سُنکر ڈولی سے وہ نازنین اُتری کنیزون سے کہا ان قیدیون کو لیجاؤ
کنیزون نے قیدیون کو اراب سے اُتارا آگے آگے وہ نازنین پیچھے کنیزین سرِ زنجیر کو
قیدیون کی تھامے ہوے باغ مین آکر پہونچین سماک بھی سازندون کے ساتھ داخل باغ
ہوا دیکھا باغ سرسبز و شاداب نہرین لاجواب حباب مثل چشمان معشوق نہرون مین شناوری
کر رہے ہین موجے بلند معلوم ہوتا ہو تلوارین چل رہی ہین ایک جانب جھنہاے طلائی
گل پھولون کے درخت بہ تکلف آراستہ ہزارہا طائر درختون پہ زمزمہ سرائی کر رہے ہین
اُس نازنین کو دیکھکر وہ طائر درختون سے اُترے غلطلین مار کر بہ شکل ساحر بنے کئی سو
ساحر جمع ہو گئے اُس نازنین کو گھیرے ہوے وسط باغ مین لائے چبوترے پر فرش
بچھا ہو وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھی سماک بھی سازندون کے ساتھ ملا ہوا صحبت مین
آبیٹھا کنیزون نے عرض کی ای زہرۂ فلک اپنا گانا سنائیے اُس نازنین نے سازندون کو
اشارہ کیا سازندون نے ساز درست کیے قیدی سامنے بیٹھے ہین اُس نازنین نے ساز
سے آواز ملائی یہ اشعار شروع کیے

نظم

جا مین راحت کو نہ آگاہ ہین آرام سے ہم
بلفس سے گئے کنج قفس مین جو چھٹے دام سے ہم

فکر مضمون رخ و زلف مین ہین سرگردان
صبح کر دیتے ہین جب بیٹھ گئے شام سے ہم

رند سرمست بلا نوش ہین میخانے کے
غم گردون کو سمجھتے ہین کم اک جام سے ہم

وہ بھی واقف ہین جو آگاہ نہین صورت سے
مثل عنقا ہوے مشہور فقط نام سے ہم

چین سے وہ من دایہ مین کبھی سوئے نہ کبھی
روز مولود سے واقف نہین آرام سے ہم

بے قضا کے نہین ہوتا کوئی پیوند زمین
رو کین ہاتھون سے زمین جو گرین بام سے ہم

عاشقون مین ترے ہم بھی ہین ازل سے اے دوست
تجھکو دیکھا نہین آگاہ ہین بدنام سے ہم

یان بھی قسمت نے لب خشک ہونے دیے تر	آکے میخانے مین محروم چلے جام سے ہم
اس ہنڈولے پہ ہر اک اہل جہان کی ہے بنا	کیون نہ چکر مین رہین گردش ایام سے ہم
ساغر بادۂ الفت جو پلایا تھا ہمین	آجتک مست ہین ای رند اُسی جام سے ہم

اس رنگ مین اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ سب کنیزین اور وہ ساحر جو بشکل طائر تھے
انسان بنکر بیٹھے ہین تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین ای شاہد نوعروس تیرا مثل نہین قدرت نے
تجھکو سمجھکر مرتبہ دیا سمک نے اسطرح ساز بجایا وہ ٹکڑے طبلے کے باندھے کہ زہرۂ فلک نے
کہا ارے تونے کیا کمال کیا مگر یہ بتلا کہ تیرا نام کیا ہے اور کنیزون کی طرف دیکھکر کہا اس شخص کو
دیکھکر میرا دل دھڑکتا ہے ذرا اسکو میرے قریب لاؤ سمک یہ سنکر گھبرا گیا سمک اپنے مقام سے اٹھا
قریب اُس نازنین کے آیا جھک کر سلام کیا کہا حضور. غلام کو آپ نہین پہچانتین غلام قدیم نے
اس کمال کو حاصل کیا آپ پسند فرماتی ہین زہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا جیسے ہی ہاتھ سمک کا تھاما
برق چمکی رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا اتنے مین ظاہر ہوا کہ عیار طلسم کشا ہے دیکھیے کسطور سے
ساتھ آیا اُس نازنین نے کہا جب اسنے راہ مین سازندے کو بیہوش کیا میرے سحر نے مجھکو خبر
دی تھی لیکن مین خاموش ہو رہی سوچی کہ اسکو ساتھ آنے دو باغ گل افشان مین چلکر گرفتار
کرلین گے سازندے کو میرے خیال جادو لاتا ہوگا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام ہوش
سازندے کو لیے ہوئے آیا اُسکو ہوشیار کیا زہرہ نے کہا ہم خیال جادو تو اسی واسطے چھوڑ
آئے تھے کہ ایسا نہ ہو جانوران درندہ کھا جائین وہ سازندہ کہتا ہے حضور اس مکر سے مجھکو بیہوش
کیا کہ میرے ہوش اُڑ گئے کچھ بن نہین پڑتا عیارون کی کیا بات ہے عیاری انکی مثل کرامات ہے
یہ باتین ہو رہی تھین کہ جھونکا ہوا کا چلا ایک طائر سرخ رنگ آسمان سے آیا کاندھے پر زہرہ
کے بیٹھا کان مین منھ لگا دیا بعد تھوڑی دیر کے اُڑ گیا زہرہ نے کہا صاحب حکم خداوند آگیا کہ
ان سب کو قتل کر دیات بحفاظت ہو صبح کو میدان خونی کی تیاری کیجاے قدرت کو عیار کے
گرفتار ہونے کی خبر ہوگئی پیغام بھیجا ہے کہ یہ فرزند عمرو ہے ای زہرہ ہم تجھکو خبر دینے کو تھے
زہرہ مسند پر بیٹھی ہے کنیزین دارین استادہ کر رہی ہین جلاد حاضر ہوتے جاتے ہین گنج باغ سے
نکلکر جلاد بھی آ رہے ہین مگر رستم کیوداثر درِ حشم سے لڑ رہے ہین جب دیکھا کہ لشکر پامال ہوتا ہے

رستم نے جلدی کر کے نیزہ کبود اژدر چشم کا نکالا کبود نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای رستم اب جان
بچنا دشوار ہی یہ کہکے ہاتھ مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر آگے کر دیا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی
تلوار مار کر پلٹا رستم کو نہایت غصہ تھا کہ اس بیحیا نے اسقدر روکا کہ ارا بے نکل گئے خبردار خبردار
کہکے جھکا کر ہاتھ تلوار کا مارا کبود اژدر چشم نے سپر اٹھا دی تیغۂ ہفت جوہر دست زبردست
رستم برق خم شیر نے سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سر پہ گری تا بہ جگر گاہ پہونچی کبود کو مار کر فوج پر جا پڑے
بلوہ فوج کا بے حساب ہی اگر دس کو مارا تو دو سو جمع ہوگئے بلوہ بڑھتا جاتا ہی ساتھ والے جو قتل
ہورہے ہین رستم بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم ارابے نکل گئے نہین معلوم
سردار ہمارے کہان پہونچے تیرے نزدیک اُنکی حفاظت بہت آسان ہے۔ نظم

هر آنکه لائق اعزاز و سربلندی هست	بخاک عجز سر انکسار دارد پست
هر آنکه دل بخدا از همه تعلق بست	بشد مجرد و پیوند ماسوا بشکست
نمود ترک تعلق هر آنکه در دنیا	خلاص گشت ز بند غم از مصیبت رست
گره کشاد بعالم ز کار سربسته	هر آنکه رشته بسر رشتهٔ محبت بست
ببرد هر که بزندان حرص دنیا ماند	ببرد جان بسلامت هر آنکه بیرون جست
چو نقد عمر عزیز است در دل از همه چیز	مده تو این همه سرمایه رایگان از دست
بلوح دهر همان نقش میشود تحریر	نوشت خامهٔ قدرت هر آنچه روز الست
کمر برای سفر بند زین سرا برخیز	که نیست بهر مسافر درین مقام نشست
نمود ذات و صفات از ظهور ذات نخست	وجود و نیستی و هستی از وجودش هست
خدا بوقت غم و رنج میکند امداد	خدا بحالت افتادگی بگیرد دست
بنوش جام محبت بدور خود هستی	که تا ظهور قیامت همیشه مانی مست

رستم نے جو بیقرار ہو کر دعا کی فوج کبود کا بلوہ ہی نقیب پکار رہے ہین کہ ای افسران فوج تمہارے
افسر اعلی کو رستم نے مارا اپنے افسر کا بدلہ لو تم لاکھون ہو اور وہ ہزارون ہین رستم گھرے ہوے
ہین ہر طرف سے افسر پلٹنین اور رسالے لیکر آرہے ہین رستم شیرانہ جنگ کر رہے ہین سمک کا
بڑا اقبال ہی ہر مرتبہ کہتے ہین ای معبود سردارون کی حفاظت تیرے اختیار مین ہی کیسے جانباز

و سرفروش کس حال مین پھنسے کہ سب ایک مرتبہ گرفتار ہو گئے شہرت کو اپنے سحر پر کیسا ناز تھا
کیا بیچ پڑا کہ گرفتار ہوئی آفتاب فلک سیر کہ کاہن طلسم کہلاتا ہی سمک کا پلٹ کے نہ آنا باعث خرابی
ہو دلکو بیتابی ہو سرداروں کو قتل کر رہے ہین اور اپنے کو بچاتے ہین ہر غول مین جھپٹ کے جاتے
ہین مگر زخمی ہو رہے ہین کئی زخم ایسے کھائے ہین جس سے خوف ہی ایسا نہو گھوڑے پر سے
گر پڑون اپنے کو سنبھالے ہوے لڑ رہے ہین بیتابی مین طرف آسمان کے دیکھا کہ صحرا سے گرد اٹھی
ایک نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہلے آتے ہی کمان کیانی دوش سے
اُتاری ساتھ والون نے کمانین ہاتھ مین لین بارہ ہزار جوان لیس ہو گئے نقابدار نے تیر مارا
بارہ ہزار تیر گوشہ ہاے کمان سے بارہ ہزار کافرون پر چلے پھر بھالے سنبھالے جھپٹ کر ایک
وار نیزون کا کیا بارہ ہزار جوان نیزون سے گر پڑے چوبیس ہزار جوان جو مارے گئے اب نقابدار
نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چوبیس ہزار گھوڑے بے سوار کے دوڑتے پھرتے تھے ہزارہا سوار
پامال ہوے نقابدار نے تلوار کا وار کیا بارہ ہزار جوانون کو گھوڑون سے گرایا نقابدار لڑتا
ہوا قریب رستم کے آیا رستم ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوے لڑ رہے ہین مگر آنکھین بند
اول دردمند نقابدار جنگ کرتا ہوا قریب رستم کے آیا شانہ پکڑ کر رستم کا ہلایا کہا ای شہریار
ہوشیار ہو جیسے فوج کو کفار کی درہم و برہم کر دیا رستم نے آنکھ کھولی نقابدار کو اپنے قریب پایا
فرمایا ای نقابدار تو عین وقت پر آیا ورنہ گھڑی دو گھڑی مین مین لڑتے لڑتے گھوڑے سے
گر پڑتا اب رستم نے گھوڑا اڑایا تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے قریب فیل علمدار فوج پہونچے
گھوڑے کو ایڑ کی مرکب نے دونون ٹاپین مستک پر رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم
نے روک کر ہاتھ مارا کہ مع علم اور علمدار کے دو ٹکڑے ہوے علم فوج سرنگون ہوا کفار کے
پانون اُکھڑے لاشہ اپنے افسر کا تلاش کر کے اٹھایا طرف صحرا کے بھاگے نقابدار نے دور تک
تعاقب کیا رستم نے آواز دی ای نقابدار بہادر ہمارے قبلہ و کعبہ کا دستور نہین بھاگے ہوے
کا پیچھا نہین کرتے نقابدار مرصع پوش پلٹا اپنی بارگاہ استادگرائی رستم کو ساتھ لیکر اپنی
بارگاہ مین آیا اپنے ہاتھ سے رستم کی زخم دوزی کی بعد پہر بھر کے رستم کو افاقہ ہوا نقابدار کی
بڑی تعریفین کین اور شکریہ ادا کیا نقابدار کہتا ہی ای شہریار بہادر کی بہادر مدد کرتا ہی حقیر کو

خبر دریافت ہوئی سشکر ہو کہ وقت پہ پہونچا عیار نے نقابدار کے عرض کی کہ ای شہریار یہ اسی
ساحرہ کا سحر تھا جو آپ کے سردارون کو گرفتار کر کے لیگئی باغ گل فشان یہان سے
تین کوس پر ہے وہان جاکے اُتری ہی مین آپ کو خبر دیتا ہون کہ سماک بھی گرفتار ہوا تیاری
سیمان خونی کی ہو رہی ہی آپ اپنے کو پہونچایئے کیا عجب ہو کہ وقت پہ پہونچے اور اگر عرصہ
کیجیے گا تو اُنکو زندہ نہ پایئے گا نقابدار مرصع پوش کے عیار سے یہ خبر وحشت اثر سنکے رستم
بیقرار ہوے حکم دیا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہو کے آیا اُسی وقت رستم سوار ہوے طرف باغ
گل فشان کے چلے یہان زہرہ نے رات بھر تیاری کی سماک کے گرفتار ہونے سے بہت
خوش ہے کہتی ہے کہ آج وہ شخص گرفتار ہوا جسکا مثل ممکن نہین عمرو عیار کا بیٹا اسکے
ہاتھ سے بڑے بڑے سردار مارے گئے جسوقت اسکا سر خدمت مین قدرت کی پہونچا بہت
خوش ہونگے اب رستم کا گرفتار ہونا کچھ بات نہین ناگاہ جلاد زرین پوش خنجر مہر حمائل کر کے
توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا زہرہ سو کے اُٹھی پہلے صبح کو بھیروین گائی سب کو خوش کیا پھر
ایک طاؤس پر سوار ہوئی بیرون باغ آئی کہا قیدیون کو لاؤ کنیزین کشان کشان آفتاب وغیرہ
کو لیکر آئین زیر دار بٹھایا زہرہ نے حکم دیا ان سب کو دار پر کھینچ دو اول اُس ناعیار کو لاؤ
جو ہماری فکر مین آیا تھا طبلے کے کیا کیا ٹکڑے باندھے ہین یہ اُس ناعیار کو معلوم نہ تھا کہ موت
کا سامنا ہو سمجھے تھے ساز ندون مین ملکر خراب بناؤنگا مجھکو دمبدم کی خبر میرا سحر دیتا ہی جب
اسنے راہ مین طبلیے کو بیہوش کیا لا ڈلے نامے میرا پیارا طبلیہ وہ اسکے دم مین آگیا اسکو اسنے
بیہوش کیا آپ اسکی شکل بنکر آیا کنیزین پہلے سماک کو لائین زہرہ نے کہا کیون او ناعیار
مجھکو اسکی خبر نہ تھی کہ خداوند کی گائی سے سامنا ہو دمبدم کی خبر ہمکو ملتی ہے سماک نے
کہا ہم لوگ تو مرنا نہین جانتے تمھاری موت قریب ہی ہم گرفتار ہوے اور دشمن کو مارا زہرہ
خوب ہنسی کہا دیکھو صاحبو کیا ان عیارون کے کلیجے ہین دار کے قریب پہونچ چکا ہی اور کیا
باتین بناتا ہی زہرہ طاؤس پر سوار کنیزون سے اشارہ کیا تیر و کمان ہمارا لاؤ ایک صندوق
کھولا اُس مین سے کتنی سی کمانین نکالین ایک کمان اور ترکش ہاتھ مین لیا اور ایک ایک
کمان اور ترکش سب کو دیا آمادہ ہو کر کھڑے ہوے سماک کو دار پر لٹکا دیا کہ صحرا سے

گرد اُڑی دیکھا ایک جادوگر ایک فرمان ہاتھ مین لیے ہوے پکارتا ہوا آتا ہی کہ ای بوبی فلک
خبردار ابھی کسی کو قتل نہ کرنا یہ فرمان پڑھو دیکھو قدرت نے کیا تحریر فرمایا ہی صحراے ویران
سے کئی ہزار کوس کی رہ طی کر کے آیا ہون اسی وجہ سے میرے نام حکم ہوا کہ ای تیز رفتار جلد جاؤ
اور راز و نیاز کی باتین ہماری بندی خاص زہرہ کو سمجھاؤ زہرہ ٹھہر گئی آفتاب اور شہرت دیکھ رہی
ہین اُس ساحر کو دیکھکر خوش نہ ہوئین کہتی ہین کہ اسطرح کی عیاریان تو سمک کا کام تھا وہ بیچارہ
گرفتار ہو چکا اب اسطرح کون ہماری مدد کو آئیگا حافظ حقیقی حفاظت کریگا وہ بے نیاز و کارساز
بندہ نواز ہی اگر اُسکی نظر رحمت ہو جاے تو کیا بڑی بات ہی

نظم

ہر بریکس بعالم نیست کس	جز خدا ہمراز و ہمدم ہم نفس
حاضر و ناظر بود ذات خدا	راست و چپ زیر و بالا پیش و پس
ہر چہ ہست اندر جہان گردد فنا	جز خدا باقی نماند ہیچکس
در جہان از یاد حق غافل مباش	یکزمان یک لحظہ یکدم یک نفس
تیر چون جست از کمان ناید بدست	بگذرد چون وقت ناید باز پس
تارک دنیاے دون یابد خلاص	از عتاب حاکم و بیم عسس
در بلاے نفس ہندی مبتلاست	یا الٰہ العالمین فریاد رس

سب واسطے سمک کے دعائین مانگ رہے ہین سمک دار پر لٹکا ہوا ہی تڑپ رہا ہی وہ ساحر
جھپٹ کر قریب زہرہ کے آیا نامہ ہاتھ مین دیا سرنامے پر مہر ہفت پیکر کی پائی زہرہ نے مہر کو
آنکھون سے لگایا چاہا کہ نامہ کھولون ساحر نے کہا ملکۂ عالم اس کاغذ کو علحدہ چل کے دیکھیے
راز خداوندی کی باتین ہین زہرہ طرف خیمے کے چلی جادوگر ساتھ ساتھ خیمے مین آیا زہرہ نے
خیمے مین آ کے لفافہ پھاڑا کاغذ نکالا دیکھا کہ لکھا ہوا ہی زہرہ تو نے بڑا کار نمایان کیا مگر
یہ جادوگر ہمارا راز دار ہی جو کچھ یہ تعلیم کرے وہ اس سے سیکھ لینا نامہ پڑھکر زہرہ نے کہا
کہا قدرت نے تعلیم فرمایا ہی ساحر نے کہا انگیٹھی منگواؤ زہرہ نے انگیٹھی منگوائی کہا اسمین
کوئلے روشن کرو جب کوئلے روشن ہوے تو ساحر نے لوبان اپنے پاس سے نکالا کہا کہ
زہرہ اس لوبان کو آگ پر ڈالو اور بہ نگاہ غور دیکھو اسمین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ

سب حال آپ سے کہدیگی یہ سحر قدرت کا بنایا ہوا ہی زہرہ نے لوبان لیکر جو آگ پر ڈالا بغور
دیکھنے لگی دھوان نکلا کہ زہرہ کو ایک چھینک آئی فوراً بیہوش ہو کر گری عیار نے خنجر کھینچ
اور نعرہ کیا منم جہتر برق ثانی عیار نقابدار مرصع پوش اور چاہا خنجر ماروں پھر خیال مین آیا
کہ ایسا نہ ہو اسکے مرنے کی علامت برپا ہو اور ساحر آگاہ ہو جائیں دماغ پر اسکے بتی
بیہوشی کی چڑھائی آپ جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر زہرہ کی شکل بنا پردہ اٹھا کے
باہر آیا کنیزون نے پوچھا حضور وہ ساحر کہان گیا زہرہ نے ہنسکر کہا اس راز خداوندی کی بات
نہ پوچھو ابھی تو سامنے سے گیا ہی تمکو سوجھا نہین یہ کہکے قریب شہرت کے آیا کہا کیون اے گیسو بریدہ
تو نے کیون طلسم کشا کا ساتھ دیا شرط ہی کہ تجھکو قتل کرون شہرت نے کہا تجھے اختیار ہے
ہمارا ساتھ طلسم کشا کا تا روز قیامت رہیگا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ سوزن اسکی زبان سے نکالون
کبھی چاہتا ہی آفتاب کو رہا کرون کبھی چاہتا ہی جلال کو چھڑاؤن حیران ہو رہا ہی کچھ بن
نہین پڑتا جھٹ سے سمک کی زنجیر کاٹ دی اور چپکے سے کہا منم عیار نقابدار مرصع پوش
اے سمک یہ احسان یاد رکھنا سمک کو ایک گوشے مین چھوڑا آپ قریب شہرت کے آیا و
زہرہ بیہوش پڑی تھی کہ آسمان سے ایک ستارہ چیخ مارتا آیا ظاہر مین ستارہ معلوم ہوتا تھا
مگر سنہرہ پنجہ تھا اُس پنجے نے بتی بیہوشی کی دماغ سے اتاری ایک چھینٹا پانی کا مارا زہرہ
کی آنکھ کھلی دیکھا سنہرہ پنجہ بالائے سر لہرا رہا ہی پہلو مین ایک چٹھی پڑی ہی اسمین لکھا ہی عالم
جلد اُٹھیے آپ کی صورت عیار بنا پھر گیا ہی سب کو مارا چاہتا ہی یہ سنکر زہرہ اُٹھی باہر آئی عیار کو
دیکھا کہ شہرت پر غصہ کر رہا ہی یہی کہتا ہی کہ اب سب کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون کنیزین کہتی ہین
واری اپنے ہاتھ سے قتل نہ کیجیے گا جلاد موجود ہین کہ زہرہ نے پکار کر آواز دی او نا عیار او
مکار و غدار اب کہان جائیگا عیار نقابدار نے چاہا کہ جست کر کے نکل جاؤن زہرہ نے
ایک دو جھڑ زمین پر مارا کہ عیار لڑکھڑا کر زمین پر گرا زہرہ نے دوبارہ سحر کیا کہ رنگ و روغن
چہرے کا اڑ گیا سمک نے گوشے سے دیکھا برق فرنگی عالم طفولیت مین معلوم ہوتا ہے
مگر وہی تیزی سحر مین وہی رخسار رنگ رو متغیر جی مین کہتا ہی اے برق ثانی کام تو بخوبی کیا
مگر بیوقوفی نے دامن تھاما اگر ان ساحرون کی زبانون سے سوزنین نکالدیتے بعض لوگ کی

نکلجاتے بعض مقابلہ کرتے یہ خرابی تو نہ ہوتی چار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہی کہ میں نے سمک کو
رہا کیا مقام افسوس ہی اتنا بڑا عیار گوشے میں جا کر بیٹھ رہا ہماری مدد نہ کریگا کبھی کہتا ہی
آقاے نامدار انتظار کرتے ہونگے کون اُن تک خبر پہونچائے کہ آپ کا غلام گرفتار ہوگیا
زہرہ نے کہا معلوم ہوا یہ اُسکا شاگرد ہی کنیزوں نے کہا یہ بڑا عیار ہی از ہوشربا تا قاف فتن
عیاریاں کرتا ہوا یہاں تک پہونچا برق فرنگی اسکا نام ہی برق ثانی نے پکار کر جواب دیا
کہ وہ عیار صاحبقران ہیں اور میں بیچارہ عیار نقابدار مرصع پوش ہوں اگر حیات باقی
ہی اور قتل ہونے سے بچا تو بابا جان کی زیارت سے مشرف ہونگا یہ کہکے عیار خاموش ہوا
زہرہ نے کنیزوں سے اشارہ کیا اس نابکار کو دار میں لٹکا دو سمک کے عوض میں پہلے
اسی کو قتل کریں میں سمک کو گرفتار کر لاؤنگی اُسی کی شکل بنکر رستم کو گرفتار کرونگی کنیزوں
نے ہم شبیہ برق کو دار میں لٹکا دیا زہرہ تیر و کمان لیکر لیس ہوئی دو سو جادوگر تیر و کمان
لیکر آمادہ ہوے کہ تیر ماریں برق ثانی تڑپ رہا ہی پکارتا ہی اے معبود حقیقی و اے رب حقیقی یہ
شرمندگی میری تقدیر میں لکھی تھی سب سردار بلک رہے ہیں دعائیں پروردگار سے مانگ
رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا رستم پیل تن تیغ ہفت جوہر ہاتھ میں اپنے
سرداروں کو جو دیکھا دور ہی سے نعرہ کیا باش ای کافران بیحیا و ای نابکاران پردغا منم رستم
پیل تن نعرہ رستم - ارشد اولاد امیر عرب * کیست علمشاہ جو رستم لقب * دیگر علمشاہ رومی
شہ فیل زور * کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور * منم دیگر شہ نامور پہلوان * نہال گلستان
صاحبقران * رستم تلوار کھینچکر جا پڑے کہ دوسرے پہلو سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ نقابدار
مرصع پوش بصد جوش و خروش مرکب کو اُڑائے ہوے آتا ہی اپنے عیار کو لٹکے ہوے دار پر
دیکھا وہیں سے گھوڑا اُٹھا کر لشکر کفار پر آ پڑا اور تلوار ماری کہ زنجیر کٹی عیار تڑپ کے الگ ہوا
رستم لڑتے ہوے قریب شہرت کے پہونچے شہرت رستم کو دیکھکر بیحال ہوگئی زہرہ رستم
پر سحر کر رہی ہی سحر تاثیر نہیں کرتا نقابدار مرصع پوش چاہتا تھا کہ اپنے عیار کو ہمراہ لیکے
نکلجاؤں کہ زہرہ نے ہاتھ بڑھا دیا مرکب نقابدار کا پا بگل ہوا رستم نے اول سوزن
زبان سے شہرت کی نکالی شہرت نے ماہی سحر کو رہا کیا ماہی سحر نے آفتاب و ہلال

کو رہا کیا آفتاب طرف زہرہ کے چلا زہرہ نے کنیزوں سے اشارہ کیا کہ نقاب دار
مرصع پوش کا تو سر کاٹ لو مرکب اسکا پابہ گل ہی اُسنے عیار کو رہا کر دیا برق ثانی نے
رہا ہوتے ہی چند حقے آتشبازی کے مارے کئی جادوگر جلکر گرے سمک نیچہ پکڑا کر قریب
اپنے آقا کے آیا مگر شہرت اور زہرہ سے مقابلہ پڑا زہرہ نے ایک دستک دی کہ آندھی سیاہ
چلی تمام میدان میں اندھیرا ہو گیا شہرت نے سحر کیا کہ چند جوان مشعلیں ہاتھ میں لیے ہوئے
اُس اندھیرے کو مٹاتے تھے لیکن تاریکی بڑھتی جاتی تھی جب زہرہ نے دوبارہ دستک دی
اور تاریکی میدان کی دفع ہوئی تو سب نے دیکھا چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین
دریاے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن جوڑے بھاری پہنے ہوے پشت پر
سبکی سازندے میدان میں آکر کھڑی ہوئیں جنہوں نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی نظم

آج گلشن میں کون آتا ہے
سیری بگڑی کو کیا بناتا ہے
عمل خیر کرلے کچھ غافل
تو ہنسی میں مجھے اڑاتا ہے
شوق نظارۂ جمال مجھے
ایک آتا ہے ایک جاتا ہے
عشق میں رکھ نہ زندگی کی امید

گل جو پھولا نہیں سماتا ہے
دل دیا تو ایک کافر کو
وقت فرصت وگرنہ جاتا ہے
بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہے
کوبکو دربدر پھراتا ہے
نہ ملیگا زیادہ قسمت سے
یہ مرض گور ہی جھکاتا ہے
کافلہ روز یان سے جاتا ہے

دیکھوں طالع کی اب رسائی کو
دیکھئے کیا خدا دکھاتا ہے
رو کے کرتا ہوں عرض حال اگر
خضر رستا کسے بتاتا ہے
شاہ راہِ عدم کا حال پوچھ
رنج بیہودہ کیوں اٹھاتا ہے
تم بھی سوے عدم چلا و رند

اُن نازنینان مہ جبین نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ ملکہ شہرت کا چہرہ سُرخ ہو گیا قریب تھا کہ نکلنے پائیں
قریب تھا کہ ہاتھ باندھکر سامنے زہرہ کے جائیں کہ آفتاب نے بڑھکر آواز دی او شہرت ہوشیار
ہو جاؤ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اُسنے قریب شہرت کے آکر کچھ آواز دی کہ شہرت کا چہرہ جو
سُرخ ہو گیا پسینے پسینے آفتاب نے بڑھکر وہ نازنینان مہ جبین جو صحرا سے پیدا ہوئی تھیں اور
غزلیں گا رہی تھیں ایک ایک کو دیوانہ بنا رہی تھیں اُنپر کئی گولے مارے دیکھا کہ سحر تاثیر نہیں
کرتا جب آفتاب گولہ پھینکتا ہے وہ ہنس دیتی ہیں گولہ پھٹکر زمین پر گرتا ہے بیکار ہوتا ہے

جلال سرکش نے جو دیکھا کہ انکی آوازین سوز و گداز ہین کہ قلب اُلٹے جاتے ہین بڑھکر رستم
کو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور شہرت پر ان مکارون کے سحر نے تاثیر کی ہو وہ قصد کرتی ہے کہ ہاتھ
باندھکر اُن کے سامنے جاؤن آپ تلوار کھینچکر انکو قتل کرین کیونکہ سردار آپ کے بیقرار ہو رہے
ہین ایسا نہ ہو کہ دیوانہ وار وحشی مثال طرف صحرا کے نکل جائین رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو
کھینچکر نعرہ شیرانہ کیا کہ زمین کانپی اُن نازنینون پر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا اُسکا سر کٹ کر گرا مگر نہین
معلوم کیا ہنر ہے کہ زہرہ جب دستک دیتی ہو سر زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین اُن گلو ہاے
بریدہ سے اُسی طرح گا رہی ہین آفتاب فلک سیر ہر مرتبہ کاغذ کا پرچہ جیب سے نکالتا ہو ساعت
دیکھتا ہو ساعت دیکھکر سحر کرتا ہو لیکن اُن سرون سے آواز نہین موقوف ہوتی ہو سرداران رستم
بیتاب ہو کر اُس طرف دوڑتے ہین اور رستم کو منع کرتے ہین کہ ان نازنینان زہرہ جبین کو آپ قتل
نہ فرمایئے لیکن جلال و آفتاب بڑھکر ترغیب دیتے ہین کہ ان مکارون کی آواز کسی طرح موقوف
ہو رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس اُن سب پر ڈالا جب وہ آوازین موقوف ہوئین زہرہ
نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے میرے سحر کو مٹایا پھر اُسنے بڑھکر دستک دی اور ساتھ والیون سے
کہہ رہی ہے کیا مین ان قیدیان بلا کو جانے دونگی مین پھر گرفتار کرونگی دستک دے رہی ہو اسم
سحر پڑھتی جاتی ہو کبھی پکارتی ہو کہ یا خداوند ہفت پیکر آپنے مجکو مرتبہ زہرہ فلک کا دیا رستم
نے میرے سحر کو مٹایا اُسوقت قدرت نے مجکو اطلاع نہ کی کہ جب یہ تحفہ جات نہ ملے تھے ان
تحفہ جات سے بہت عاجز ہون ایسے الفاظ جو زہرہ نے کہے آسمان پر ایک دھماکا ہوا اور
ایک آواز آئی کہ اے زہرہ کیون گھبراتی ہو مین تیری مدد کو موجود ہون مگر ان تحفہ جات وغیرہ کو
طلسم کشا نے پایا ہے سحر تاثیر نہین کرتا اچھا اپنے کو بچا یہ سنکر اُس نازنین نے جسکا لقب زہرہ کا
پر پرواز پیدا کیے چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤن آفتاب نے غل مچائی اے شہریار بانی ان آفتون کی
نکلا چاہتی ہو ہفت پیکر نے کسی ایسے کو بھیجا کہ اُسنے یہی آواز دی کہ نکلجا تیرا ٹھہرنا بہتر نہین دیکھیے
حضور اُسنے پر پرواز پیدا کیے ہین یہ اگر نکل گئی تو پھر ہم سب پر آفت لاویگی رستم نے فوراً کمان
کیانی دوش سے اُتاری مین جلال کا تیر سحر کمان مین پیوست کیا زہرہ جو اُڑی مثل ستارۂ سحری
چمکتی ہوئی جاتی ہو رستم نے تاک کر تیر مارا پیشانی پر اُسکی مثل آفتاب چمکتی ہوئی تیر جا کر

پیشانی پر پڑا آہ کی آواز آئی ستارہ ٹوٹ کر زمین پر گرا مگر وہ نازنین نکل گئی کنیزیں وساقی شخص
انکو گھیر کر جلال و آفتاب نے قتل کیا جو کنیز مری آندھی سیاہ چلی اور آواز آئی کشتی طلسم اس
کنیز زہرۂ فلک بود نقابدار مرصع پوش کو رستم نے دیکھا کہ عیار انکا انکے ساتھ ہو مگر جب
بالکل اپنے مقام سے ہٹ نہیں سکتا رستم قریب نقابدار پہنچے جب کوہ ہفت گوشہ کا
عکس ڈالا تب مرکب نقابدار کے پاؤن زمین سے چھوٹے فوراً عیار کو ساتھ لیکر ایک جانب
نکل گئے رستم اپنے سرداروں کو ساتھ لیکر چلے گئی سو لاشہ زمین پر پڑا تڑپ رہا ہو رستم اُن
لاشوں کو دیکھتے ہوے سرداروں کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے آفتاب
عرض کر رہا ہی کہ ای شہریار زہرہ مکر کرکے نکل گئی اُسنے ایسا فتور کیا کہ تیر حضور کا اُس تک
نہ پہونچا رستم تو پلٹ کر لشکر میں آئے سردار بہ اطمینان بیٹھے ہیں مگر ہفت پیکر کوہ زنگار رنگ
پر ہو زہرہ زخمدار آکر پہونچی تصویر ہفت پیکر کے قدموں سے لپٹ گئی روتی جاتی ہے اور
عرض کرتی ہو کہ خداوندا میں آپکے حکم کی پابند رہی افسوس رستم پر سحر تاثیر نہیں کرتا تصویر
سے آواز آئی کہ ای زہرۂ فلک اب رستم پر تو سحر تاثیر نہ کریگا سو جسکے بڑے بڑے سردار
اسکو حکم ہوے یقین ہو کہ اب اپنے کو صحراے محیط میں پہونچائیں یہ تو انکو ثابت ہو چکا کہ
لوح قصر معلق میں ہو وہاں کوئی جا نہیں سکتا کمیل جادو لوح کی منتظم ہو اُسکی دختر ملکہ
شہرت مرصع پوش طلسم کشا پر عاشق ہو وہ ضرور لوح دلوادیگی عیار طلسم کشا کا مقام لوح
دیکھ آیا وہ ضرور کوشش کریگا جو تم سے مقدمہ تباہی طلسم کشا ہو سکے وہ کرو قدرت اب
ان پہاڑوں کی آبادی سے بہت بیزار ہیں اسی واسطے طلسم بنا رکھا ہو وہاں جاکر خدائی
کرینگے طلسم ہفت پیکر میں بڑے بڑے ساحر ہیں تیرا ہی چاہیے تو بھی وہاں چلنا زہرہ نے
عرض کی مجھے رہا ہونے کا سرداروں کے بڑا قلق ہے میں تو لائی تھی کہ باغ گل فشان کے
دروازے پر ان سب کو قتل کرونگی مگر طلسم کشا خود وقت پر آگیا اپنے سرداروں کو رہا کرکے
لیگیا زہرہ تصویر کو چھوڑ کر الگ ہوئی عرض کی یا خداوند میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا
طلسم کشا پر سحر نہیں تاثیر کرتا انتہا یہ کہ جن نازنینان سرجبین کو میں نے بلایا اُنکے سحر کا رنگ
رستم نے نہ جمنے دیا آخر طلسم کشا نے اُن سب کو قتل کیا اُنکی خاک سے بھی صداے سوختگان

آئی تھی کہ سردار دیوانے ہونے کو تھے طلسم کشا نے کلاہ ہفت گوشہ کا جو عکس ڈالا جب وہ موقوف ہوئی مگر کنیز جانی ہو جا کر سرداران رستم کو آوارہ کرتی ہو یہ کہکے زہرہ رخصت ہوئی ہفت پیکر نے حکم دیا جانگیر جہان پیما بھی ہمراہ جاکے زہرہ کی شرکت کرے اُسی وقت ایک آندھی سیاہ چلی ایک ساحرہ آسمان سے آئی زہرہ سے کچھ باتیں ہوئیں دونوں آپس میں صلاح کرکے طرف لشکر طلسم کشا کے چلیں رستم آکر قلعۂ فاروقیہ پر اترے ہیں عیوق بن فاروق ایسا سردار جلیل انتظام لشکر کر رہا ہے۔

دو کلمہ داستان حیرت عنوان بادشاہ لشکر اسلام مقابلۂ بادشاہ اسلام زلزلہ سحر ساز سے و دیگر پہلوانان سے و حالات متعلقۂ داستان ہذا

ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا ساغر زرفشان
یہ منظور ہی ہووے جلسے میں شان
ہوئے جمع رندان میکش یہان
یہی دل کا مطلب یہی مدعا
اُٹھا ابر ہو زور سے شور ہے
ہے آج آنے کا ہو انتظار
تڑپتے ہیں میخوار تیرے لیے
دکھا آج میکش کو جلسے میں جوش
چلے کوئی دم ساغر دلربا
تری آمد آمد کی حسرت میں ہون
سیاہی کو ظلمات سے دون مثال
گل نسترن سے مشابہ کرون
اگر کلک قدرت سے دیجے جا

کہ منظور ہے طبع کا امتحان
پلا اپنے ہاتھوں سے ہمکو خُم
مرے ساقی بادہ کش مہربان
کہ جلسے میں تو اور میخوار ہون
تری مہر سے آج جلسے ہوئے
نہالان گلزار کو جب ہو
اسی شوق میں ہمنے جلسے کیے
کہ پیر مغان کو یہ خواہش ہوئی
یہی آرزو ہے یہی مدعا
یہ گیسو ہیں یا سنبل پیچ دار
گنہگار ناظم کا ہے بال بال
کہون قد کو مین سرو باغ مراد
تو ہوتا ہے سرو سہی پائمال

ترا دور ہے ساقی ماہرو
کہ ہو رفع سب دل کا پیچ و تاب
چلے آج دور شراب ولا
نہ یہ ابر و گلزار بیکار ہون
یہ جلسہ ہے حشر تک یادگار
کہ لیلی کا ناقہ ہے اور نجد ہی
مرے ساقی مہوش بادہ فروش
تری آمد آمد کی کاہش ہوئی
سراپا کی تیرے صفت کیا کرون
کہ ہے دود آہ دل غمگسار
رخ خوب کو ماہ تابان لکھون
کہ ہو قمری دل کو بھی اتحاد
دہن کو کہون غنچۂ آرزو

کہ ہو جان عاشق کی جن پر نثار	یہ دندان ہیں یا گوہر آبدار	مسیحا ہیں لب اور صراحی گلو
	نئی داستان کی مجھے فکر ہے	شہنشاہ اسلام کا ذکر ہے

چرہ رہروان منازل جرأت وشوکت وطے کنندگان راہ پر ہول صحرائے شفقت اس داستان تحریر
بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں یہ شعر مصنف مرصع نگار فصاحت مقال وچنین می نگارد زکلک
خیال ۔ لشکر جمجاہ قلعۂ مقناطیس پر فوج کشی ہو یہی خیال ہو کہ مین بادشاہ لشکر ہون بشوکت
تمام جاکر صاحبقران سے ملون قضائے کار قلعۂ مقناطیس سے پندرہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ
جسکو قلعہ جلیل کہتے ہیں وہان کی حاکم زلزلہ سحر ساز ہی ہرکارون نے اُسکو خبر دی کہ مقناطیس
جادو مسلمان ہوئی بادشاہ لشکر اسلام مع لشکر وہان فوج کش ہیں ایکسو عرضی اُسنے ہفت پیکر
کو لکھی مراد یہ تھی کہ مقناطیس مسلمان ہوگئی جو حکم ہو وہ بجالاؤن وہان سے جواب آیا کہ اے زلزلہ
جاکر زمین کو ہلا دے لشکر بادشاہ مین جنگ ہو کہ افسر لشکر تنگ ہو کر آوارہ ہو جاے زلزلہ
یہ جواب پاکر طرف قلعۂ مقناطیس کے چلی ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری پہاڑ پر بیٹھ کے جوکا وہا سحر
کرنے لگی بہ جوش وخروش سحر کر رہی ہی بادشاہ اسلام سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہیں ایک
جانب ملکہ مقناطیس اور ایک جانب مشکبار ہی صلاحین ہو رہی ہین کہ آج کل ہفت پیکر
کہان ہی مقناطیس نے کہا آج کل کوہ زنگار رنگ پہ ہی اور میلہ ہوتا ہی مشکبار ہر مرتبہ یہی
کہ رہی ہی کہ حضور اگر چلین گے تو جنگ عظیم واقع ہوگی کہ مقناطیس اپنے مقام سے اُٹھی بادشاہ
نے پوچھا کہان چلین کہا اے شہریار آپ کی رفاقت سے کچھ لطف نہ پایا ہم اب رخصت ہوتے ہین
بادشاہ نے قصد کیا کہ اسکو جواب سخت دون مشکبار نے اشارہ کیا کہ حضور مقناطیس کو
نہ روکین ورنہ اپنا گلا کاٹ ڈالیگی دیکھیے آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہی زبان مین لکنت ہی
اسوقت تو مقناطیس کی عجب کیفیت ہی بادشاہ نے فرمایا اے مقناطیس جاؤ ہمنے تمہین
آزاد کیا مقناطیس اپنے مقام سے اٹھی جھولی سحر کی زمین پر پھینکی بارگاہ سے نکلی مشکبار
اسکے پیچھے پیچھے کہ مقناطیس لشکر بادشاہ سے نکل طرف کوہ ویران کے چلی مشکبار الگ
سے دیکھتی ہوئی آتی ہی کہ مقناطیس قریب کوہ آئی پہاڑ پر جاکے غائب ہوئی مشکبار حیران
و پریشان کہ یہ کیا ماجرا ہی اس پہاڑ پر کوئی ساحر یا ساحرہ آئی ہے اُسی کے سحر نے مقناطیس کو

لیا یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے اڑکر بلند ہوئی آسمان پر سے آکے دیکھا کہ ایک ساحرہ سحر کر رہی
ہو مقناطیس جاکر سامنے بیٹھی ہو منتین کر رہی ہو کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر کے پاس لیچل مین
دام مکر مسلمانان مین پھنس گئی تھی آج چھوٹی ہون اُس ساحرہ نے کہا ذرا منھ کھولو مقناطیس
نے زبان نکالی اس ساحرہ نے زبان مین سوزن دی اور جسم مین مار آتشین لپٹا کے پشت پر
ایک حجرہ بنا ہوا تھا اُسمین مقناطیس کو بند کیا آپ پھر بیٹھکر سحر کرنے لگی مشکبار نے بلندی
سے یہ سب معرکہ دیکھا پہلو سے کوہ پر اُتری منظور ہو کہ پشت پر سے اس ساحرہ کے ایک گولہ
مارون کہ اسکے سر کے ہزار ٹکڑے ہون جیسے ہی پہاڑ پر اُتری اور ہوا وہان کی کھائی ہاتھ
پاؤن مین رعشہ آیا دل گھبرایا دل سے باتین کرتی ہو کہ مین اسی ساحرہ کے ساتھ بخدمت
ہفت پیکر جاؤن خطا معاف کردیگا دامن آرزو گل مراد سے بھر دیگا یہ سوچکر سامنے زلزلہ
کے آئی زلزلہ نے پکار کر آواز دی ای مشکبار آج بعد مدت کے تمکو دیکھا ہمارے پاس آؤ
تمکو قدرت نے بلایا ہو ہم تمھاری صفائی کرا دین گے ورنہ خراب رہوگی یہ سُنکر مشکبار سلام
کرتی ہوئی قریب اُسکے آئی کہا ای زلزلہ سحر ساز مین جا رہی ہون کہ مجھکو خدمت خداوند مین
لیچلو زلزلہ نے کہا بوا قدرت تم سے ناراض ہین زبان کھولو تو مین دیکھون کہ کیا فتور ہے
مشکبار نے منھ کھولا زلزلہ نے اُسکی زبان مین بھی سوزن دی اور اُسی حجرے مین اسکو بھی
قید کیا بادشاہ نے جب دیکھا کہ دونون جادوگرنیان گئین واپس ہوکے نہ آئین فیروزہ سے
فرمایا ای فیروزہ کوئی ساحرہ آئی ہو اُسی کے سحر نے یہ رنگ دکھایا کہ دونون جاکر مبتلاے بلا ہوئین
کہ پھر واپس نہ آئین مقناطیس کیسی گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھی مجھسے اُسنے کہا کہ اب مین آپ سے
رخصت ہوتی ہون اگر مین کوئی کلام سخت کہتا تو وہ بھی ویسا ہی جواب دیتی مگر مشکبار نے
سمجھایا اُسی کے عقب مین گئی اور وہ بھی واپس نہ آئی ذرا اُسکی خبر لو فیروزہ بن عمرو اسی فکر
مین بارگاہ سے نکلا لشکر مین آکے دیکھا کہ افسران فوج اپنے اپنے خیمے سے نکلتے ہین اور طرف
پہاڑ کے جاتے ہین پھر واپس نہین آتے فیروزہ سمجھ گیا کہ سحر کامل کی یہ تاثیر ہے کسی ساحرہ
کا کمال کر رہا ہو یہ لوگ میرے روکے سے نہ رکین گے اہل فوج بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
کہہ رہے ہیں کہ رفاقت مین بادشاہ کی کوئی مزہ نہین چلکر قدرت سے صفائی کرین فیروزہ

نے خیال کیا کہ سارے لشکر کا قلب اُلٹا ہوا ہی ایسا نہو یہ سب ملکہ بادشاہ پر بلوہ کرین کہ یک
سپہ سالار طرف کوہ کے چلا فیروزہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلا دور سے دیکھا وہ افسر پہاڑ پر
جا کر غائب ہوا اب فیروزہ کو یقین کامل ہوا کہ اسی پہاڑ پر وہ ساحر یا ساحرہ ہی مگر حیران کہ
کیونکر جاؤن ایسا نہو پہچان لے تو باعث خرابی ہو اس تردد مین پھر کر آخر سامنے کوہ کے
ایک نخل ہی اُسکے سائے مین بیٹھا ہی مگر لشکر سے ایک ایک دو دو افسر چلے آتے ہین پہاڑ پر
جا کے غائب ہوتے ہین کہ دیکھا صحرا سے ایک ساحر جوڑا باندھے ہوئے ایک ہاتھ مین گلابی
دوسرے ہاتھ مین سامان گزک لیے چلا آتا ہو سمک نے بڑھکر اُس ساحر سے پوچھا بھائی
تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو یہ شراب تمھارے ہاتھ مین کیسی ہو اُس ساحر نے جواب دیا
کہ ملکہ زلزلہ سحر ساز مقرب خداوند تین دن کا وعدہ کرکے آئی ہین کہ مین جا کر تین دن مین سب
لشکر کو بادشاہ کے آوارہ کر دونگی بلکہ آخر کے سحر مین کچھ لوگ بادشاہ پر حملہ کرینگے مجھکو حکم دیا
تھا کہ شراب وکباب ہمکو پہونچانا فیروزہ نے یہ باتین کرکے اُس ساحر کو اور باتون مین
لگایا حباب مارکر بیہوش کیا سوچا کہ قتل کرنے سے اسکے شاید معاملہ بگڑ جائے اُسکو تو
ایک گوشے مین ڈالدیا آپ سنگ و روغن عیاری کا لگا کر اُسی ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا
شراب وکباب ہاتھ مین لیکر طرف اُس ساحرہ کے چلا گھاٹیان طے کرکے بالائے کوہ پہونچا
دیکھا زلزلہ بیٹھی سحر کر رہی ہو ساحر کو دیکھکر کہا کیون آہنگ جادو آج تو تمنے بڑی دیر لگائی
ہم تمھارے انتظار مین تھے کیا باعث ہوا کہ تمنے عرصہ کیا فیروزہ نے جواب دیا اے ملکہ عالم
راہ مین دیر ہوگئی اب مین جلد آیا کرونگا زلزلہ گھبرائی ہوئی تھی جماہیان بھی لے رہی تھی تو اُس
فیروزہ کے ہاتھ سے شراب وکباب لیا جام لبریز کرکے ضیکا کہ یون دل جو دھڑکا رک گئی
دل مین کہتی ہو راہ مین کوئی فتور نہ ہوا ہو فیروزہ سے پوچھا قدرت کس شغل مین ہین فیروزہ
نے سوچ کر جواب دیا کہ کوہ زنگار رنگ پر جلوس فرماتے ہین مرادمند لوگ جمع ہوتے ہین آجکل
کئی طرف سے خبرین مل رہی ہین کہ طلسم کشا حصول لوح کی فکر کر رہا ہے بی شہرت مرصع پوش
و دختر کمیل جا کر شریک ہوگئین بمقام لوح طلسم کشا کو معلوم ہوا اب قلعہ فاروقیہ پر
فروکش ہین ایک طرف سے صاحبقران کا قصد ہو کہ بالائے کوہ آتش قدرت تدبیرین

کر رہے ہین دو جادوگرنیان کامل وکمل کہ اُنکا نام مجھکو نہین معلوم قدرت نے براے گرفتاری طلسم کشا کے روانہ کی ہین دو چار روز مین طلسم کشا گرفتار ہونگے اس ترکیب سے فیروزہ نے ان فقرات کو بیان کیا کہ زلزلہ کے دل مین جو شک آیا تھا وہ نکل گیا فوراً گلابی سے شراب اونڈیل کر پی گئی کباب کھانے لگی شراب مین فیروزہ نے بیہوشی ملائی تھی ایک ہی جام پی کر گھبرا گئی کہا اے آہنگ آج یہ شراب کیسی ہے کہ پیتے ہی اسقدر نشہ ہوا کہ سر گردش کر رہا ہے یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی مگر گاتی ہوئی قصد ہے کہ آہنگ کو گرفتار کرون اب یقین ہوا کہ شراب مین کچھ فتور ہے قلب خود بخود ناصبور ہے اُٹھتے ہی لڑکھڑائی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی فیروزہ نے خنجر کمر سے نکال کر زلزلہ کا سر کاٹ ڈالا مرتے ہی زلزلہ کے ہنگامہ ہوا چند جادوگرنیان کنیزین زلزلہ کی جنکو چھپا کر رکھا تھا وہ پہلو سے گوہ سے نکلین لینا لینا کہکر فیروزہ پر سحر کیا کہ فیروزہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے نیچے کھینچکر طرف فیروزہ کے چلین فیروزہ بیقرار ہوا دل مین کہتا ہے مین یہ نہ جانتا تھا کہ اور جادوگرنیان بھی گوشے مین چھپی ہین دیکھیے اب کیونکر جان بچتی ہے بلکہ کر دعائین مانگنے لگا کہ اے معبود ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے لاشہ زلزلہ کا دیکھکر سب کنیزین رو رہی ہین اور کہتی ہین اے آہنگ تو نے ملکۂ عالم کو کیون قتل کیا اسکو تو قدرت نے بھیجا تھا فیروزہ کچھ جواب نہین دیتا اپنے پیدا کرنے والے سے دعائین کر رہا ہے نظم

نکرد بندگی این بندۂ خدا افسوس	ز قرب وصل خدا ماند خود جدا افسوس
رہا ز دام تعلق نگشت این قیدی	بہ بند حرص و ہوا ماند مبتلا افسوس
براے بندگی آمد درین جہان لیکن	نگشت حق عبادت ازو ادا افسوس
نکرد قابل تحسین با بتدا کارے	نماند بیدار ز غفلت با نتہا افسوس
بماند دور تر از منزل مقاصد خویش	قدم نہاد کج از راہ مدعا افسوس
نکرد گردن تسلیم مثل گردون خم	بر آستان خداوند کبریا افسوس
برنج و درد و الم ماند در جہان تا ہم	چو رفت رفت ز دور زمانہ پا افسوس
رسد بکوچہ و بازار و در بدر گردد	چو سگ بخاصل یک لقمہ این گدا افسوس

بجستجوے زروسیم روزوشب گردد	بکوہ ودشت وبیابان برہنہ پا افسوس
بکن براہ حسنا خرج مال وزر بندی	بدل وگرنہ بماند ازین ترا افسوس

کنیزون کے سحر سے فیروزہ بصورت اصلی ہوگیا اب کنیزون نے چاہا کہ اسکو قتل کرین کہتی ہین ارے تونے ایسی نازنین کو قتل کیا جسکا حسن وجمال مین مثل نہ تھا کوئی نیزہ دکھاتی ہو کوئی منھ پھیلا کر چلی کہ اس نگوڑے کی بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگی ہماری قدردان کو مارا ہم کیا تجھے زندہ چھوڑینگے فیروزہ حیران حیران ایک ایک کی جانب دیکھ رہا ہو مگر جس حجرے مین سب سردار بند تھے مرنے سے زلزلہ کے اسکا دروازہ کھلا سردارون نے دیکھا کہ ماران سیاہ جو ہمارے جسم مین لپٹے تھے وہ زمین پر گرے سب نے سر اٹھا کے دیکھا کہ فیروزہ کنیزون کے بیچ مین ہو کنیزین قتل کیا چاہتی ہین ایک کمیدان نے مقناطیس کی زبان سے سوزن نکال لی کہ مقناطیس تڑپ کر ان جادوگرنیون پر گری کچھ سنگ ریزے مارے کچھ دور اتار کر پھینک مارا کسیکا سر پھٹا کئی سو کنیزین تھین لیکن چالیس پچاس مرکر گرین چند کنیزون نے بمشکل لاشہ زلزلۂ سحر ساز کا اٹھا یا لیکر پہاڑ سے کودین طرف صحرا کے بھاگین لاشہ اُس کا لیے ہوے روتی پیٹتی جاتی ہین یہان مقناطیس نے مشکبار وغیرہ کو رہا کیا سب سردارون کو ساتھ لیا پہاڑ سے اتری طرف لشکر کے چلی یہان بادشاہ اسلام حیران وپریشان بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی فیروزہ سرداران حضور کو لیے ہوے آتا ہو بادشاہ خوش ہو کر باہر نکل آئے اپنے سردارون کو جاتے ہوے دیکھا ایک ایک کو گلے سے لگایا سب سردارون کو لیکر بارگاہ مین آئے سبھون نے اپنا اپنا حال بیان کیا مقناطیس کہتی ہو حضور نے بڑی جلالت فرمائی کہ بروقت جانے کے مجھکو نہ روکا یہی دل چاہتا تھا کہ سرکار کے ساتھ بے ادبی کرون لیکن حضور نے جو مجھکو نہ روکا مین خود جا کر پہاڑ پر پہونچی مشکبار نے بھی کہا کہ جو مین تمھارے تعاقب مین گئی تھی میرے تو ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا تھا جو زلزلہ نے کہا وہی کیا سارا پہاڑ مع ہوا سحر سے مملو تھا ہوا لگتے ہی وہ جو خیال تھا کہ مقناطیس کو روکین بھلا یہ یہ ہوا کہ خود اسکے سامنے جا بیٹھی کمیدان رسالدار بھی اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ حضور لودیجو دل مین ہوا سے الفت ہفت پیکر پیدا ہوگئی اپنے خیمے سے نکل گئے پہاڑ پر جا کر

پہونچے اُسنے قید کر لیا یہان تو یہ ذکر ہین مگر کنیزین لاشہ زلزلہ کا لیکر چلین اُڑتی بیٹھتی خاک
اُڑاتی جاتی ہین رات بھر راستہ چلین صبح کو دامنے مین ایک قلعے کے پہونچین قلعہ صحرا اُسکو کہتے
ہین وہانکا حاکم اغلال جادو تخت پر بیٹھا تھا کہ رہا تھا کہ زوجہ ہماری ملکہ زلزلہ سحر ساز خدمت
خداوند مین گئی ہین دیکھیے کیا سامان ہو قدرت کہین اسکو بھیجین گے کہ چند ساحر دوڑے
ہوے آئے عرض کی ای شہنشاہ بھنے سر قلعہ سے دیکھا کہ کئی سو جادوگرنیان ایک لاشہ لیکر آئی ہین
دامنۂ قلعے مین ایک نخل کے سائے مین ٹھہری ہین اور رو رہی ہین کہ اغلال تخت سے کپتا ہوا
اُٹھا کہ خداوند خیر کرین میرا خود بخود دل بھرا آتا ہے یہ کہکے بیرون قلعہ آیا دیکھا ایک لاشہ نخل کے
نیچے رکھا ہے کنیزین رو رہی ہین قریب لاش کے آکر پکارتی ہین ای ملکۂ عالم اُٹھیے آپکے شوہر کا
قلعہ سامنے ہے وہ مردہ پڑی ہے جواب کون دے اغلال کنیزون کو پہچان کر دوڑا پکار کر آواز دی
ای لستری وغیرہ یہ کسکا لاشہ ہے تم تو بہت بیقرار ہو اُن کنیزون نے جو اغلال کو دیکھا پیٹنے لگین
کہتی ہین ای شہنشاہ آپ کی زوجہ کو قدرت نے بہشت مین بھیجدیا یہ سُنکر اغلال نے اپنے کو
گرا دیا ہاے صاحب کہکے رونے لگا کبھی کہتا ہے کیون صاحب ایسی جلدی چلی گئین کہ مجھ سے
بھی رخصت نہ ہوئین مین بھی تمھارے ساتھ جاتا ایسی معشوقہ کو قتل کرتے قاتل کو افسوس
نہ آیا ہاے کیا کرون کنیزون نے عرض کی اب حضور صبر کرین ہم رات بھر لاشے کو لیکر آئے اُن
کوہ ویران پر جاکے وہ سحر کیا کہ سرداران بادشاہ اسلام خود چلے آئے آکر قید ہوے عیار
بادشاہ کا آکر پہونچا نہین معلوم کیا دھوکا دیا ہم لوگ تو درّہ پاے کوہ مین تھے آواز سنکر
جو نکلے لاشہ خاک و خون مین غلطان دیکھا یا تھا عیار کو قتل کرین سقنا طیس ایسی ساحرہ
اُسنے نکلتے ہی آفت برپا کر دی اغلال نے کہا دیکھو تو کیا بدلہ کرتا ہون اگر بادشاہ کو نہ قتل کیا
تو نام اپنا اغلال جادو نہ پایا اُسی وقت ارتھی جڑائی لاشۂ زوجہ کو جلا کر پلٹا اپنے دربار مین
آیا عیار اسکا اجلال تیزرو دربار مین بیٹھا تھا کہا ای اجلال سُنتا تو ہے کہ مین برباد ہو گیا
اگر ہو سکے تو بادشاہ کو گرفتار کر لا مین دار پر کھینچ دون کہ میرے دل کو صبر آئے اجلال نے کہا
حضور مین گیا اور آیا یہ کہکے اِنہاے عیاری آراستہ کیے طرف لشکر بادشاہ اسلام چلا
شب کو آکر لشکر مین پہونچا ایک ضعیف کی شکل بنکر پھرنے لگا ایک خدمتگار کی شکل بنکر پایگاہ

مین آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین گرد سردار و عیار سب جمع ہین جب بادشاہ نے دربار
برخاست کیا آپ ایک گوشے مین چھپا جب سردار چلے گئے بادشاہ نے خاصہ نوش کیا خاصہ
نوش کر کے چھپر کھٹ پر تشریف لائے خدمتگار چپی پر آئے عیار نے پروانے بیہوشی کے پھینکے
دھوان جو بلند ہوا خدمتگار بیہوش ہوے اجلال جھپٹ کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کو
بیہوش کیا پشتارہ باندھکر سراچہ چاک کیا لیکر بھاگا فیروزہ اپنے خیمے مین سو رہا تھا خواب پریشان
جو دیکھا اپنے مقام سے اٹھا گھبرایا ہوا دربار گاہ پر آیا اندر جا کے چھپر کھٹ کو خالی دیکھا
پتہ عیار کا پایا عیار پشتارہ لیکر جا چکا تھا فیروزہ نے پلٹ کر نگہبانون کو جگایا کہ یارو غضب
ہوا نہین معلوم عیار کہان سے آیا آقا کو گرفتار کر کے لیگیا مقناطیس یہ خبر سنکر آئی کہا کہ
فیروزہ تم جلد جاؤ اور تلاش کرو ایسا نہ ہو کہ قیدم انکی سامنے ہفت پیکر کے پہونچ جاے
ہفت پیکر تو انکا دشمن ہو رہا ہی فیروزہ بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کر کے تلاش مین
بادشاہ کی نکلا یہان اغلال جادو انتظار مین اپنے عیار کے تھا کہ عیار پشتارہ بدوش آکر
پہونچا کہا حضور مین بادشاہ کو گرفتار کر لایا اب قتل و غیر قتل کا آپ کو اختیار ہی اغلال نے
حکم دیا آہنگرون کو بلاؤ اسکو مسلسل و مطوق کرو آہنگرون نے آکر بادشاہ کو ہتھکڑیان بیڑیان
پہنائین عیار نے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا دربار کفر مین
اغلال کو دیکھا اغلال نے کہا جلادون کو بلاؤ مشیرون نے عرض کی ای شہریار اتنا بڑا
شخص یون قتل ہو جاے اشتہار چسپان ہون سارا شہر جمع ہو اس مقام پر انکو قتل
کیجیے کہ قدرت کو بھی خبر پہونچے کہ اغلال نے معاوضۂ زوجہ مین بادشاہ لشکر اسلام کو قتل
کیا آپ کو طرۂ پیغمبری عطا کرین آپ کا سارے طلسم مین نام ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام قلعۂ
اغلال پر قتل ہوے یہ بات اغلال کو پسند آئی حکم دیا کہ شہر مین ڈھنڈورا پیٹے کل صبح کو
بادشاہ لشکر اسلام قتل ہونگے سب آکر تماشہ دیکھین اسی وقت تمام شہر مین ڈھنڈورا پٹا
اشتہار چسپان ہو گئے ہر شخص کو خبر پہونچی کہ بادشاہ لشکر اسلام کل صبح کو قتل ہونگے ایک
یہی ذکر کر رہا ہی کہ زوجۂ اغلال قتل ہوئی اسکے بدلے مین بادشاہ لشکر اسلام گرفتار ہو کے
آئے اس عذاب الیم سے بادشاہ قتل ہوگا کہ لوگ عبرت کرین ہر چند کہ مسلمانون سے

ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے مگر ایسی ساحرہ جو حسن مین بے مثل و بے نظیر تھی نجانے اور ایسی ہوشیار کہ مقناطیس اور مشکبار کو اپنے سحر مین پھانسا یا وہ عیار کے ہاتھ سے قتل ہوئی اغلال کو بڑا قلق ہے ہر جگہ یہی ذکر ہو رہے ہین لیکن اغلال ڈھنڈھورا پٹوا کر اپنے باغ مین آیا کنیزون سے کہا یہین لاکر بادشاہ کو رکھو ہم رات بھر جاگین گے ایسا نہ ہو کوئی اسکا مددگار آئے وسط باغ مین ایک چبوترہ ہے سنگ مرمر سفید کا اوسپر فرش بچھا ہے ایک طرف بادشاہ کو مسلسل و مطوق ایک قفس مین بند کر کے سامنے رکھا اور کنیزون سے کہا گائنون کو لاؤ گائنین حاضر ہوئین اشارہ کیا ایک گائن سبزہ رنگ چست و چالاک نہایت بیباک اپنے مقام سے اوٹھی سامنے اغلال کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی **نظم**

محشر مین پاس کیون دم فریاد آگیا
رحم اسنے کب کیا تھا کہ اب یاد آگیا

الجھا ہے پاؤن یار کا زلف دراز مین
لو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا

ناکامیون مین تمنے جو تشبیہ مجھسے دی
شیرین کو درد تلخی فرہاد آگیا

ہم چارہ گر کو یون ہی پنھائینگے بیڑیان
قابو مین اپنے گر وہ پریزاد آگیا

دل کو قلق ہے ترک محبت کے بعد بھی
اب آسمان کو شیوۂ بیداد آگیا

وہ بدگمان ہوا جو کہین شعر مین مرے
ذکر بتان خلخ و نوشاد آگیا

تھے بیگناہ جرأت پابوس تھی ضرور
کیا کرتے وہم خجلت جلاد آگیا

جب ہو چکا یقین کہ نہین طاقت ملک
دم مین ہمارے وہ ستم ایجاد آگیا

ذکر شراب و حور کلام خدا مین دیکھ
مومن مین کیا کہون مجھے کیا یاد آگیا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا اغلال مبہوت بیٹھا ہے جب زوجہ کا ذکر آتا ہے تو دُرد شراب بادشاہ پر پھینکتا ہے بادشاہ اپنی زندگی سے تنگ بیٹھے ہین یہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہے ہین کبھی فرماتے ہین کیون اے معبود کیا طلسم ہفت پیکر کا دیکھنا ہماری تقدیر مین نہین ہے کیا ساغر عمر میرا لبریز ہوا اے معبود اس آفت سے مجھکو بچا لے صاحبقران سے ملنے کی ہوس ہے **نظم**

گاہ در دل خیال وحدت ہست
گاہ در دیدہ نور کثرت ہست

بر رہِ حق قدم نہد ثابت
ہر کہ او رہرو طریقت ہست

گاہ از حق زبان نمی بندد — ہرکہ او واقف حقیقت نیست
ہست فارغ ز مذہب و ملت — ہرکہ پابند بر شریعت نیست
با دگرکس نمی کند الفت — ہرکہ وابستۂ محبت نیست
کو تعلق بما سوا دارد — ہرکہ مصروف در عبادت نیست
جلوہ گر جا بسو بدیدۂ خلق — ہمچو خورشید نور قدرت نیست
طالب دید راز ہر صورت — پیش دیدہ ظہور صورت نیست
بزمین و زمان ندارد کار — ہرکہ گنجینہ دار دولت نیست
عاشق از خود خبر نمیدارد — بیم جان خوف سر نمیدارد

بادشاہ لشکر اسلام بلک باک کر دعائین مانگ رہے ہین زلف لیلاے شب کمر سے کھلی ہو اغلال نشے مین بیٹھا جھوم رہا ہو کہ ایک لکہ ابر سرخ رنگ سامنے سے اُٹھا پھول برسنے ہوے ہوا ٹھنڈی چلنے لگی ابر کو دیکھکر نخل باغ جھومے چمن سرسبز و شاداب ہوے اغلال نے جو اُس ابر کو آتے ہوے دیکھا یا تو غم مین زوجہ کے رنجیدہ بیٹھا تھا یا ابر کو دیکھکر شگفتہ ہوا کنیزون سے کہا ملکہ نوبہار رنگین پوش آتی ہین شاید شب ماہ مین براے سیر نکل آئین گائن کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی آپ اپنے مقام سے اُٹھا پکارکر آواز دی ای ملکۂ عالم ودای شہنشاہ خوبی ودای ماہ آسمان محبوبی ہمارے باغ کی طرف سے جاؤ گی ادہر ہم مشرف بہ زیارت ہونگے چند ساعت ٹھہر جائیے ابر باغ پر آکے پھٹا بیچ مین سے شق ہوا بادشاہ نے دیکھا تخت پر ایک نازنین گلپوش دریا مین پھولون کے غوطہ مارے جوڑا گلنار کا زیب جسم ابروے خمدار کھینچے ہوے گویا خنجر برہنہ براے قتل عاشقان بڑی بڑی آنکھین رشک دیدۂ غزال دونون ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال غنچہ دہن نازنین سیم تن رشک چمن سرو قد خورشید خد چند کنیزین گرد گھیرے ہوے بادشاہ دیکھتے ہی بیقرار ہوے وہ نازنین تخت اُڑاتی ہوئی اُتری پکار کر کہا ای اغلال آج یہ جلسہ ہماری بہن سے کیون خالی ہو ملکہ زلزلۂ سحر ساز کہان گئین تمنے ہمکو کیون بلایا اُنکو تو ہمارے آنے سے رشک ہوتا ہو اغلال بے اختیار رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم خداوندا ہفت پیکر نے اُنکو بلا لیا

یہ دیکھو سامنے قاتل بیٹھا ہی اُنکے خون کا بدلہ لونگا اُنکو خانۂ دل مین جگہ دونگا نوبہار نے پلٹ کے
دیکھا ایک جوان رعنا غبغب گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال چہرہ مثل آفتاب روشن سینہ
چوڑا خوبصورتی کی تیاری مگر ملول و حزین کُرتا شبنم ابی کا زیب جسم ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے
مسلسل و مطوق مگر معلوم ہوتا ہی کہ زیور سا ہن زیب جسم ہی بہ قول شاعر - فرد - اس تنگچی پوشاک
پہ مسکی ہوئی چولی * یہ بگڑی ادا لاکہ بناوٹ کے برابر جو نوبہار جمال بیمثال دیکھکر نہایت بیقرار ہوئی
کہا کہ کیون میان اغلال یہ تم کیا سوچتے ہو وہ ساحرہ ایسی تھی جسکو یہ قتل کرتے یہ اُسکو کیا
مار سکتے کلائی پکڑ لیتی تو چھوٹ نہ سکتی کسی اور نے مارا ہوگا بیگناہ کو کیون خطاوار بنایا اغلال نے
کہا اے ملکۂ عالم اس جوان کو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھیے بڑے بڑے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے
گئے یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی نوبہار نے مسکرا کر طرف بادشاہ کے دیکھا کہا کیون شہریار آپ
ہی زلزلہ سحر ساز کے قاتل ہین بادشاہ نے سر ہلایا فرمایا اے معشوق خوبرو میرے عیار نے
اُسکو قتل کیا عیارون کا یہی کام ہی آپس مین نگاہین ملین دو باتین بھی ہوئین اشتیاق جانبین
کے بڑھے اغلال نے نوبہار کو لاکر مسند پر بٹھایا اب نوبہار خاموش بیٹھی ہی دل سے باتین
کر رہی ہی کہ او نوبہار ایسے شخص پر طبیعت مائل ہوئی کہ جو چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہی
کیا تدبیر کرے کہ اسکو بچاؤن کیونکر قید سے چھڑاؤن گرفتار دام مصیبت آشفتۂ وادی مودت
مجھکو یہ محبت دیکھ رہا ہی اغلال جادو کہ مدت سے اُسپر عاشق ہی مگر خوف سے اپنی زوجہ کے
اظہار محبت نہ کر سکا تھا دلمین کہتا ہی کہ مدتین گذرین اس ظالم پہ جان جاتی ہی اب تو اسکو قبضے
مین کرون کہ وہ رشک کرنے والی مر گئی اسی سے گھر آباد کرون کسی طرح دل کو شاد کرون بڑے
لطف سے خاطر کر رہا ہی کبھی گائن کو اشارہ کرتا ہی وہ غزلین ٹھمریان عاشقانہ گاتی ہی کبھی خود
اٹھکر جام شراب لبریز کرتا ہی ہاتھون پر رکھکر سامنے آتا ہی کہتا ہی ایک جام تو میرے ہاتھ سے
نوش فرمایئے نوبہار منھ پھیر لیتی ہی کہتی ہی اسوقت میرا دل نہین چاہتا ہی جب اغلال بہت
منت کرتا ہی اور اپنا عاشق ہونا ظاہر کرتا ہی تو ابرو پر بل پڑ جاتے ہین کہتی ہی ذرا ہوش مین آؤ
اپنے دل کو سمجھاؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ کیا بیہودہ بکتے ہو زلزلہ تمھارے لائق تھی قدرت
نے سمجھکر تمھارے ساتھ شادی کی جام ہاتھ سے اغلال کے لیکر پشت پر پھینک دیتی ہی اغلال

پھر اپنے مقام سے اُٹھا دوسرا جام بھر کر لایا تحسین کرنے لگا کہتا ہو کہ ملکۂ عالم ایکی مرتبہ تو نوش فرمائیے
مین بہت بیقرار ہون دل کو سمجھاتا ہون دل نہین سمجھتا یہ قول قمر نظم

کیا کہون آپ سے کیسی ہے یہ بیماری دل | درد سے بھی نہین ہوسکتی ہے غمخواری دل
تیر مژگان سے انھین چھیڑ کے مارا اُسکو | پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہے | صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل
اے قمر تیر زبان سے بھی تو خوف آئے مجھے | اسد اللہ رسد گر بہ مددگاری دل

نوبہار نے کہا اے اغلال تم فراق مین اپنی زوجہ کے دیوان پڑھ رہے ہو زیادہ گوئی نکرو خاموش ہوکے بیٹھو ورنہ مین اُٹھ جاؤنگی مجھکو ناگوار ہوتا ہو مین اگر ایسا سمجھتی تو کبھی نہ آتی اغلال تحسین کرتا ہو کہ اے ملکۂ عالم مین اب آپ کو نہ جانے دونگا آپ کے تشریف لانے سے کیسی آبادی ہوئی دیکھیے باغ کیسا سرسبز و شاداب ہو رہا ہو دل نوبہار کا طرف شاہ کے رجوع ہو دزدیدہ نگاہون سے دیکھ رہی ہو شاہ بھی دیکھ رہے ہین کبھی اشارہ کرتے ہین تو نوبہار بھی مسکرا دیتی ہو سفیدی و براقی دانتون کی ایک برق چمکتی ہو کہ خرمن ہوش و حواس جلا دیتی ہو بادشاہ ملول ہوکر جب سر جھکاتے ہین نوبہار چاہتی ہو کیونکر اس شہریار کو شگفتہ کرون ہائے افسوس ایسا شہریار طوق و زنجیر مین مسلسل و مطوق ہو کاشکے یہ ہتھکڑیان بیڑیان میرے ہاتھ پاؤن مین ہوتین کیونکر اس شہریار کو رہا کرون جب اغلال کو بہت بہوت پایا کہا اے اغلال اب مین نے اس شخص کو بخوبی پہچانا اس شخص کے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے کئی ملک انھون نے فتح کیے سقناطیس جادو انھین کے قبضے مین ہے اغلال نے کہا اے ملکۂ عالم اب آپ نے بخوبی پہچانا سقناطیس و مشکبار اسپر عاشق ہین اسی وجہ سے مین چاہتا ہون کہ صبح کو قتل کرون نوبہار نے کہا ایسے شخص کا یون قتل کرنا مناسب نہین ایک دن اور ایک شب تامل کرو اسکو قتل کرکے بہت پچتاؤگے کیونکر جان بچاؤگے طلسم کشا اسکا چچا ہو وہ خبر سنتے ہی تمھارے قلعے پر آئیگا کسی ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑینگے ایک دن اور ایک شب اور قید رکھو مین ایک عرضی قدرت کو لکھتی ہون اگر تمپر مسلمان ہلوہ کرین تو قدرت مدد بھیجین ایک طرف سے صاحبقران ہلوہ کرینگے اور طلسم کشا حاکم تختہ جات اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا کون اُنکو روکیگا ہم خود

اسکا انتظام کرینگے تمھاری جان بچے یہ جو ملکہ نے ہنسکر کہا اغلال سمجھا میرا وصل نوبہار کو قبول ہوا نہال ہوگیا بحال ہوا کہا اے ملکۂ عالم اگر تمھارا حکم ہے ایکدن ایک رات کیا جبتک کہیے قید رکھوں اگر آپ انتظام کریں تو بہت مناسب ہو ورنہ حقیقت میں مشکل ہوگی ایک طرف سے صاحبقران اور ایک طرف سے رستم ایسا بلوہ کرینگے کہ جان بچانا دشوار ہوگی نوبہار نے کہا میں قلعے سے چند کوس آگے بڑھکر انتظام کر دونگی کہ کوئی آنے نہ پائیگا دیواریں سحر کی بنا دوں کہ اگر قریب دیوار کے آئیں تو دب جائیں مہلت نہ پائیں اغلال بہت خوش ہوگیا حکم کیا کہ شاہ کو لیجاکر قید کرو ملکہ نوبہار نے قریب آکر اشارے سے کہا اے شہریار اب نہ گھبرائیے گا میں نے آپکی رہائی کی تدبیر تو کرلی ہے ایک دن اور ایک شب کا فاصلہ ہے آپکا پروردگار تدبیر نکالدیگا اب بادشاہ کو یقین کامل ہوا کہ مجھپر عاشق ہے خوب باتیں راز و نیاز کی کیں کہ جس سے دل کو تسکین ہوئی اغلال نے میمون جادو کو کہ یہ اسکا ملازم ہے حکم دیا اے میمون بادشاہ لشکر اسلام کو لیجاکر قید کر لیکن بحفاظت رکھنا اسکے دوست بہت ہیں میمون جادو چارسو جادوگر ساتھ لیکر ایک مکان میں آیا اُس مکان میں لاکر بادشاہ کو قید کیا چارسو ساحر گرد مقرر کیے دروازے پر کرسی بچھا کے خود بیٹھا ہے حکم ہے کوئی ادھر سے راستہ نہ چلے جو کوئی راہ گیر آیا آواز دیکر اُسے روک دیا اس طور سے انتظام کر رہا ہے اغلال نے ملکہ نوبہار سے کہا آپ نے جو وعدہ کیا تھا میرے قلعے سے آگے بڑھکر انتظام کر دیجیے نوبہار ٹالتے ٹالتے شام کو یہ کہکر اُٹھی کہ اب میں رنگ سحر جمانے جاتی ہوں وہ سحر بناؤں کہ اگر ہزار طلسم کشا قصد کریں تو آنہ سکیں تحفہ جات بھی بیکار رہیں ادھر سے ملکہ نوبہار چلیں مگر فیروزہ بن عمرو عیار جو بادشاہ کی تلاش میں نکلا تھا راہ میں اسنے خبر پائی کہ فلاں قلعے میں جہان کا حاکم اغلال جادو ہے عیار اُسکا شہریار کو وہاں لیگیا ہے جب ڈھنڈھورا وغیرہ پٹا تھا شہر یار بھی حیران ہوئے تھے کوئی باعث ہوا کہ ایک دن اور ایک رات کی مہلت دی گئی فیروزہ قلعے میں آیا مقام قید کو دیکھا مگر انتہا کا حیران ہے کہ یہ لوگ راہگیر کو روکتے ہیں میں کس طرح سے جاؤں یہ سوچ رہا تھا کہ میمون نے پکار کر آواز دی اے برادر جیحون در دولت شاہی پر جاؤ ہم لوگوں کے واسطے شراب و کباب لاؤ دن تو بمشقت بھنے کاٹا اب رات کو حفاظت چاہیے شراب پی کر رات بھر جاگیں گے فیروزہ یہ سنکر چلا در دولت شاہی پر آیا

ایک کنارے ٹھہرا جیحون نے آکر عرض کی کہ بھائی صاحب نے شراب طلب کی ہی اغلال نے حکم
دیا کہ میخانے سے لیلو جیحون نے آکر میخانے سے پتلہ لیا پکارتا ہوا باہر نکلا دے کوئی مزدوری
کریگا فیروزہ ایک شہدے کی شکل بنکر سامنے جیحون کے آیا نکر کہا ہوا کہ حضور ہم تو رنگ باز ہین
جب رنگ کا وقت ہمارے آتا ہی جان تک بد دیتے ہین مگر آج دن کی رات ہو گئی دو داؤ ن
رنگ کے ایسے ہرے کہ دل پر قلق ہی اور حضور وہ داؤن ایسے تھے کہ کبھی نا نہین جاتے
جسدن چار ہاتھ ہمارے رنگ کھیل جائیگی سلطنت جیت لینگے کچھ ہار جانے کا افسوس نہین
کیا حکم ہوتا ہی جو کام چاہیے بیجیے مگر مزدوری کے چار غنڈے لینگے صبح کو اسی سے داؤن بدینگے
اگر ایلے گئے تو سارے جوے کو ویران کردینگے جسے کیا کوئی کھیل سکتا ہی جیحون نے کہا
یہ پتلہ اٹھاؤ شہدے نے پتلہ اٹھایا آپ ہی آپ بکتا ہوا جیحون کے ساتھ ہی راہ مین ایک
مقام پر ٹھوکر لی پتلہ دوش سے گرا ہاتھ مین جو فتیلہ تھا وہ بھی گل ہوا جیحون سے کہا حضور
اسے روشن کرا لیجئے اسی ہارنے کی جھل مین گرا حضور ایسے داؤن غلام کے آج ہرے کہ سب
جوے والے میرے بدلے کی صفت کرتے تھے جیحون نے کہا میاں شہدے صاحب تمھین
ان باتون سے مہلت نہین شہدے نے کہا حضور ہمارا جان و مال یہی ہی اسی مین ہماری بسر
ہوتی ہی جوے پر رہتے ہین جواریون سے کوج کے داؤن بدا اگر ہمارا رنگ کھیل گئی تو ایک
ٹکے سے دس بیس روپے ہو جاتے ہین بڑے جوے پر جا کے لڑا دیتے ہین لمبا جگ پڑتے
ہین جس دن نکل آئیگا سونے کے مکان بنالینگے ابھی تقدیر رسائی نہین کرتی اس حال
سے رہتے ہین جیحون فتیلہ روشن کرنے گیا فیروزہ نے پتلہ کھولا اسمین بیہوشی ملائی اتنے
عرصے مین جیحون روشنی لیکر آیا پتلہ اٹھا کر شہدے نے کاندھے پر لگایا جیحون کے ساتھ
قیدخانے پر آیا شہدے نے پتلہ رکھدیا سپاہیون کی چلمین بھرنے لگا ان سب نے
شہدے کو عزیز کیا کسی کی چلم بھرتا ہی کسی کا سودا لینے دوڑا جاتا ہی جیحون نے کہا میان
شہدے صاحب بیٹھو تمھین بھی شراب ملیگی شہدے نے کہا حضور ہم کو ایک جام کافی ہو
گی تو پیٹ مین بھرے ہین فقط منھ سے بو آنا چاہیے مجھکو رتوندی بھی آتی ہی آپ لوگون کی
خدمت مین رہونگا رات یہان بسر ہو جائیگی صبح کو جوے پر جاؤنگا جو کچھ آپ لوگون سے

بابا ہو لڑا دینگے اگر دو ہاتھ رنگ کھیلی تو سارے بوے کو جیت لینگے اور آسمان پھٹ پڑے تو ناچار ہین سب شہدے کی باتون سے ہنس رہے ہین کہتے ہین اس شہدے کی ذات سے بڑی آبادی ہی اور بوے کے ذکر سے تو اسکا بڑا دل لگتا ہی کہا حضور ہماری یہی دنیا یہی عقبی ہی اسی کے شوق مین شہدے ہوے اور بوے پر پڑے رہتے ہین میمون نے سب کو شراب پلوائی آپ بھی دو جام پیے ہنسکر کہا میان شہدے صاحب کوئی چیز بھی یاد ہی شہدے نے کہا حجور رکھو بیگا تا ہون ایسی تان لگاؤن کہ ساون کی طرح مینھ برسنے لگے یہ کہکے شہدے نے ایک گھڑا اٹھا لا اُسے اوندھا کرکے رکھا اُسی کو بجانے لگا اور یہ غزل شروع کی۔

نظم

اجل جان لب تیرے شیوون سے ہی　　یہ نادم مرے دود کشتن سے ہی

وہ بدخواہ سمجھا تو سیہ انھین　　عبث دوستی تمکو دشمن سے ہی

یہ پردہ نہ ہو نیش زنبور کا　　مشبک مرا سینہ چلون سے ہی

مرے داغ یاد آئے گل دیکھکر　　کہ بیزار وہ سیر گلشن سے ہی

جلانے سے بھی تیرے شاکر ہون مین　　گلہ نالۂ آتش زنگن سے ہی

شب غم موے شمع کو دیکھکر　　ہمین خجلت اُس شوخ پرطن سے ہی

مرا خون کیا بار گردن ہوا ❋　　کہ جیتا ہے وہ بار گردن سے ہی

کھلائے نہ کیون سرمہ گو ساز کو　　خجل سامری چشم پرفن سے ہی

جہان خاک اُڑائی وہین دب رہے　　کدورت عبث فکر مدفن سے ہی

نئی کچھ نہین ابھی جانبازیان　　یہی کھیل ہمکو لڑکپن سے ہی

بگڑتے ہو کیا اب بھی کہتا ہون مین　　عیان صلح پھر کس کی چتون سے ہی

دل مومن آتشکدہ کیون بنے　　لگاوٹ یہ طفل برہمن سے ہی

شہدے صاحب گا رہے ہین بیہوشی نے وہ اپنا رنگ باندھا سب سپاہی شہدے سے ہنس ہنس کے باتین کر رہے ہین چیچون میمون سے کہتا ہی بھائی صاحب راہ بھر میان شہدے صاحب بوے کی باتین کرتے آئے انھین باتون سے یہ خوب خوش ہوتے ہین میمون نے کہا بھائی دیکھو میان شہدے کا گانا ایسا مقبول ہوا کہ خداوند ہفت پیکر آئے ہین شہدے نے جھکر کہا آپ

قدرت کو بلائیے میمون ناچتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا جیحون بھی اپنے مقام سے اُٹھا
اور سپاہی بھی لینا لینا کہکے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے فیروزہ
خنجر لیکر اُٹھا کہ انکو قتل کرون پھر سوچا کہ یہ سب ساحر ہین قتل کرنے سے علامت برپا ہوگی اور
کوتوال وغیرہ طلاے پر پھر رہے ہین ایسا نہ ہو کہ آجائین پہلے دروازہ کھولون شہریار کو رہا کرون
تب ان سب کو قتل کرون فیروزہ جست کرکے قریب دروازے کے آیا دیکھا کہ قفل بند ہے چاہا
قفل کھولون یا خنجر سے کاٹون نہ قفل کھلتا ہے اور نہ کاٹے سے کٹتا ہے اب تو فیروزہ حیران
ہوا کہ مین کیا تدبیر کرون ہرچند چاہتا ہے کاٹون قفل نہین کٹتا کئی سو کنجیان اپنے پاس سے نکالین
مگر کوئی کنجی کلید قفل نہ ہوئی اب فیروزہ حیران ہے کہ مین کیا کرون جی مین کہتا ہے کہ ای فیروزہ معلوم
ہوتا ہے کہ میمون کا سحر ہے یہ قفل نہین کھلتا اِس سوچ مین تھا کہ پھولون کی خوشبو دماغ مین آئی فیروزہ
نے دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ طاؤس پر سوار جوڑا سرخ پہنے ہوے آسمان سے آتی ہے فیروزہ
کو جو خنجر بکف اُس ساحرہ نے دیکھا پکار کر آواز دی ارے تو کون ہے ان سب کو کسنے بیہوش
کیا ہے فیروزہ پریشان ہوا کہ کیا جواب دون نہین معلوم کہ دوست یا دشمن ہے راہبر یا رہزن
ہے دل کو پتھر کرکے پکار اُٹھا منم فیروزہ بن عمرو عیار بادشاہ عالیجاہ آپ حضور کون ہین اِس
شب کو آنے کا کیا باعث ہوا ساحرہ نے جواب دیا کہ ای عیار نہ گھبرا تو نے سب کو بیہوش تو کیا
مگر قید خانے مین نہ جا سکیگا قید خانہ سحر بند ہے مین آکے دروازہ کھولے دیتی ہون یہ کہکے
نوبہار طاؤس سے اُتری آکر سحر کیا ایک پھول پھینکا کہ قفل ٹوٹ کر گرا فیروزہ اندر آیا دیکھا
بادشاہ سر زنجیر پر سر خم کیے ہوے بیٹھے ہین فرماتے ہین افسوس ہمارے یار وفادار نے بھی
خبر نہ لی فیروزہ نے پکار کر آواز دی کہ غلام حاضر ہے سب کو بیہوش کیا ہے لیکے ہتھکڑیان کاٹین
نوبہار دروازے پر کھڑی پکار رہی ہے کہ ای فیروزہ جلد آ عیار اغلال اجلال تیز رو
طلایہ دیتا ہوا آتا ہے ایسا نہ ہو آکر یہان کے نگہبانون کو پکارے جب ہتھکڑی بادشاہ کی کٹی شاہ
نے قید توڑی نوبہار نے دیکھا کہ نعلون سے بادشاہ کی خون جاری ہے دل کو تاب نہ آئی بڑھکر
عرض کی حضور نے کیون اسقدر جلدی کی عیار بیڑیان کاٹ دیتا ملکہ دوپٹے سے خون پونچھنے
لگین بادشاہ باہر نکلے کہ اجلال قریب آیا میمون کو پکارا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ کھڑی

ہو ایک عیار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے جیحون کو قتل کیا چاہتا ہی پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی کہ جیحون کو قتل کرتا ہی یہ کہکے ساحرون کو اشارہ کیا کہ انکو گھیر لو ساحرون نے بادشاہ اور نوبہار کو گھیر لیا عیار نے میمون اور جیحون کو ہوشیار کیا کہا اُٹھو تمھارا قیدی رہا ہو گیا میمون اور جیحون نے اُٹھکر بادشاہ پر سحر کرنا شروع کیا بادشاہ کے بازو پر وہ نقش ہی کہ جس پر سحر تاثیر ہی نہین کرتا جو سحر کیا وہ اُلٹا پلٹا اُنھی کا کام تمام کیا خواہ سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گیا خواہ سر پہ پڑا کر سر پھٹ گیا ایک ساحر کو مار کر بادشاہ نے تلوار لے لی اُسی تلوار سے لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے عیار نے جو غل مچایا کئی ہزار ساحر جمع ہو گئے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا نوبہار نے جو دیکھا کہ بادشاہ گھر گئے ساحرون کا بلوہ ہر طرف نوبہار کے کوئی نہین تھا تب تو نوبہار نے گلے سے ہار اُتارا کچھ اسم سحر پڑھکر جیحون کی جانب پھینکا جیحون پر کچھ پھول گرے جوش مین آکر لہرایا بے اختیار پکار اُٹھا اے شہنشاہ اقلیم خوبی دا ای نوبہار باغ محبوبی مین بھی تیرے باغ حسن و جمال کا گلچین ہون گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہون میری عجب صورت ہی اصل مین دل کی یہ کیفیت ہی۔ نظم

ہمسری اُس زلف سے اب یہ بھی ایسا ہوگیا
تو مرے بخت سیہ کو اور سودا ہوگیا

گو جنا دے یہ عدو کے وہ خود آرا ہوگیا
یہ ہمارا بھی تو مر جانا تماشا ہوگیا

کسطرح معلوم ہو حال دل گم گشتہ ہائے
جو کبوتر لے گیا وان نامہ عنقا ہوگیا

مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی
کیون بری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہوگیا

ظلم کا ثمرہ یہی تھا دیکھکر گل ہائے داغ
بید مجنون شرم سے وہ سرو رعنا ہوگیا

چشمۂ حیوان بنا اُسکے لبون کی شرم سے
پانی پانی بسکہ اعجاز مسیحا ہوگیا

روز محشر کیا ہوا پھر کیون شب دیجور کی
کیا ہمارا نامۂ اعمال کچھ وا ہوگیا

ہو فنائی ہی سرشت اُسکی سو وہ ہم مین کہان
ہم مزاجی کے سبب سے غیر اپنا ہوگیا

جان و دل پر لشکر آرائی تھی جوش یاس کی
مفت ایسی ہلوے مین شبخون تمنا ہوگیا

ہٹ گیا ہوگا دوپٹہ منھ سے سوتے مین کہین
شب یہان رہنے کا تیرے سب مین چرچا ہوگیا

لگ گئی جیب مجھکو تو بھی بات وہ کرتا نہین
کیا کہون قسمت کو کہنا دشمنون کا ہوگیا

شربتِ مرگ آبِ حسرت شور بختی زہرِ غم — تلخ کامی سے مجھے کیا کیا گوارا ہو گیا
رو دیا اُسنے جو میری لاغری کو دیکھکر — قطرۂ اشکِ ندامت ہمکو دریا ہو گیا
ہو شبک بسکہ روتے روتے چشم ای ماہرو — شب جو اشک آیا سو اک عقدِ ثریا ہو گیا
حق تو یہ ہی کیا غزل اک اور مومن نے پڑھی — آج باطل سارے استادوں کا دعوا ہو گیا

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے نوبہار کے آیا کہا ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی ملکہ نے کہا او عاشق فاسق تو دیکھ رہا ہی کہ میمون کیسا جست کرتا پھرتا ہی ہمارے قتل کے لیے آیا ہے تو اسکا جلد سر لا جو تو کہیگا وہ مین قبول کرونگی اسی کا خوف ہی کہ اگر مین تمھارے گھر بیٹھ جاؤن یا تمسے محبت بڑھاؤن تو یہ مجھکو قتل کریگا کنیزون سے کہکر زہر دلوا دیگا یہ سنکر جیحون جوش مین آیا کہا ابھی اس بیحیا کا سر لاتا ہون یہ کہکر پلٹا جست وخیز کرتا ہوا سامنے میمون کے پہونچا پکار کر آواز دی او نا مبارک بند رہ ہماری ملکہ کے ساتھ دشمنی کرتا ہی یہ کہکے پیترہ بدل کے ہاتھ مارا میمون ہوشیار جادوگر ہی اُسنے وار خالی دیا للکارتا ہوا چلا جب قریب آیا تو کہا دیکھ پشت پر تیری کئی جادوگر آگئے ایسا نہ ہو تجھکو قتل کرین جیحون آواز دیتا ہوا پلٹا میمون نے ہاتھ مارا سر جیحون کا زخمی ہوا جیحون نے خون سر کا چلو مین لیا لشکر پر میمون کے پھینکا کئی سو ساحر جلکر خاک ہوئے قضائے کار ملکہ مقناطیس جادو کہ جسکو جدائی مین شاہ کی کب آرام تھا اُڑتی پھرتی ہی شاہ کو ڈھونڈھ رہی ہی کہ نعرۂ شاہ کی آواز کان مین آئی آواز سنکر بیقرار ہو گئی جی مین کہتی ہے شہریار کہین لڑ رہے ہین وہ یکتا ہی میدان جلالت رستم شوکت اسفندیار ہیبت کسی مقام پر رکنے والے نہین بلند ہو کر آسمان پر آئی دیکھا ایک ساحرہ حسین چارطرف بادشاہ کے پھرتی ہی کہ انکو کوئی چشم زخم نہ پہونچے بیچ مین ساحرون کے بادشاہ لڑ رہے ہین تڑپ کر زمین پر آئی فیروزہ کو بھی دیکھا بڑھکر پوچھا یہ ساحرہ کون ہی فیروزہ نے کہا مین نہین جانتا مگر اتنا طریقے سے معلوم ہوا کہ ہماری خیرخواہ ہی بادشاہ کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہی یہ فرزند قباد شہریار ہین دختر سکندر بن ہیکلان عاد مغربی کے بطن اور صلب قباد شہریار سے پوتے صاحبقران کے بادشاہ لشکر اسلام انکی جرأت کا کیا پوچھنا معلوم ہوتا ہی یہ ساحرہ بھی شاہ پر مائل ہوئی مقناطیس نے کہا مین ان سب کا ابھی خاتمہ

کرتی ہوں پیچھے ہٹکر ایک گولا اسم سحر پڑھکر مارا کئی سو ساحروں کے سر پھٹے واصل جہنم ہوئے
فیروزہ نے بڑھکر اجلال تیز رو عیار کو ٹوکا وہ خنجر چاہکر اسپر آپڑا دو چار وار آپس میں واقع
ہوئے تھے کہ فیروزہ نے بیٹھکر نیمچہ مارا کہ دونوں پاؤں اجلال کے اڑ گئے بڑھکر نوبہار
نے میمون کو مارا ساحر جلنے لگے مگر کچھ ساحر بھاگ کر پاس اغلال کے پہونچے کہ سعدان
قباد کو ملکہ نوبہار نے مار ڈالا اغلال فوراً گھوڑے پر سوار ہوا فوج کو آواز دی کئی ہزار
ساحر تیار ہوکر آئے انکو لیکر چلا یہاں مقناطیس نے دو تین حملے ایسے کیے کہ کئی ہزار ساحر
مارے لڑتی ہوئی قریب بادشاہ کے آئی کہا حضور اب نکل چلیں بادشاہ انکار کرتے ہیں مگر
مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا بادشاہ اور فیروزہ کو اسپر بٹھایا نوبہار کی طرف نگاہ کرکے
آواز دی آؤ بی بی تم بھی نکل آؤ ایک گوشے پر تخت کے نوبہار بیٹھی مقناطیس نے اپنا
تخت پر ہاتھ ڈالا تخت اڑاتی ہوئی لے نکلی اغلال جادو فوج لیکر اسوقت پہونچا کہ دستے آکر
دیکھا لاشہ میمون اور سعدان خاک و خون میں غلطان پڑا ہے قیدخانہ لٹا پڑا ہے آگے قیدخانے
کے دروازہ کھلا ہوا چند ساحر اب بھی سحر میں نوبہار کے مبتلا سر ٹکرا رہے ہیں غل مچا رہے
ہیں اغلال نے آکر انپر سے سحر اتارا جب انکو افاقہ ہوا تو انسے حال پوچھا ان سب نے
حال بیان کیا اغلال جادو غصے میں کانپنے لگا کہا یارو اس گیسو بریدہ نوبہار نے مجھے
بڑا صدمہ دیا کہ بادشاہ کو نکال لیگئی ساحروں نے بیان کیا کہ مقناطیس نے آکر قیامت
برپا کردی نوبہار بھی انھیں کے ساتھ گئیں اغلال نے کہا میں ابھی اسکے بھائی گلزار جادو
کو نامہ لکھتا ہوں وہ آکر اس گیسو بریدہ کو سزا دیگا وہ اس ذلت کو نہ گوارا کریگا میری صحبت
میں آکر اسنے بادشاہ کو دیکھا مجھسے میٹھی میٹھی باتیں کرکے یہ دھوکا دیا میں سمجھا کہ یہ بادشاہ کو
قتل سے کیوں روکتی ہے مراد اسکی یہ تھی کہ قید سے شاہ کو نکال لیجاؤں اگر مقناطیس
دبھی آتی تو ان ساحروں میں یہ لیاقت نہ تھی کہ اسکو روک سکتے اور مقناطیس تو بلا کی
سونگار ہی ہے لیکن بلشا مگر وہ قلق ہے کہ کسی سے بات نہیں کرتا اسی وقت ایک نامہ لکھا مراد
یہ تھی کہ اے گلزار جادو تمھاری بہن نے بڑا ستم کیا میں بادشاہ لشکر اسلام کو قتل کرتا تھا
اسنے مجھکو دھوکا دیا اور بادشاہ کو آکر رہا کر لیگئی اور ساتھ بادشاہ کے نکل گئی نامہ قاصد

لیکر چلا سقنا طلیس نے راہ مین نوبہار سے مفصل حال سُنا سنا تا آگیا جی مین کہتی ہی
دیکھیے اسکی ذات سے کیا فساد برپا ہو لشکر اسلام مین آکر پہونچی نوبہار نے کہا اگر حکم ہو تو مین
بالاے قلعہ چمنستان جاؤن بارہ ہزار جادوگر میرے ملازم ہین اُنکو جا کے مسلمان کرون خدمت مین
حضور کی لیکر آؤن بحر کوہ زنگار رنگ پر جلوہ دیجیے بادشاہ نے سمجھایا کہ تمہارا جانا بہتر نہین
نوبہار نے نہ مانا اپنی طاؤس پر سوار ہو کر طرف قلعہ چمنستان کے چلی اس قلعے مین اُسکی
سلطنت ہی قلعے مین آکر پہونچی تخت پر آ کے بیٹھی وزیر و مشیر حاضر ہوے نوبہار نے سب سے کہا
صاحبو تم لوگون کو کچھ حال طلسم ہفت پیکر بھی معلوم ہی چار طرف سے اہل اسلام نے گھیرا ہے
تمام در بند فتح کر لیے تین پہاڑ قبضے مین مسلمانون کے آگئے اب چار پہاڑ قبضے مین خداوند کے ہین
طلسم کشا کو لوح ملا چاہتی ہی ملکہ مغرور شیرین کلام نور چکیدہ خالق قدرت طلسم کشا پر عاشق
ہوئین لوح کا حال بھی اُنکو معلوم ہوا دختر گمیل شہرت مرصع پوش سب حال اُسنے لوح کا
ظاہر کیا طلسم کشا کو معلوم ہو گیا کہ لوح قصر معلق پر ہی کتابین ہماری جتنی تصنیف کردۂ خداوند
ہین سب مین صاف صاف تحریر ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی یہی شخص جسکا نام رستم پیل تن ہی یہ
طلسم ہفت پیکر کا فاتح ہی منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہی تم سب کو مین سمجھاتی ہون
کہ اہل اسلام کا ساتھ دو جو اُنکا ساتھ نہ دیگا وہ تباہ و برباد ہو گا ہزارہا ساحر قتل ہوا ملکون پر
کیسی تباہی ہی وزیر و مشیر چپ بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی آپ کے
بھائی صاحب گلزار جادو تشریف لاتے ہین نوبہار تخت سے یہ کہکر اُٹھی کہ بھائی صاحب تشریف
لاتے ہین مین اُنسے چند ساعت باتین کر کے اُنکو رخصت کر دونگی تم سب صاحبون کو خدمت
اہل اسلام مین چلنا ہو گا یہ کہکر براے استقبال گلزار جادو چلی بیرون بارگاہ آئی گلزار
نے جو بہن کو دیکھا جل گیا کیونکہ نامہ اغلال کا اسکے پاس پہونچ چکا ہی حال سے ملکہ نوبہار
کے آگاہ ہی مگر خاموش ہو رہا نوبہار نے پوچھا بھائی صاحب خلاف وقت آنے کا کیا باعث
ہوا گلزار نے کہا تمھین دیکھنے کو دل چاہتا تھا بیقرار ہو کر آیا نوبہار نے گلزار کا استقبال کیا
بارگاہ مین لیکر آئی گلزار تخت پر بیٹھا نوبہار سامان خاطر داری مین مصروف ہوئی نوبہار
جو سامنے سے ہٹی ملازمون نے گلزار سے بیان کیا آپ کی ہمشیرہ پاس بادشاہ لشکر اسلام

کے جانے کو ہین ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ آپکی آمد سنکر براے استقبال گئین اب
آپکے نزدیک جو مناسب ہو وہ کیجیے گلزار خاموش ہو رہا جب نوبہار نے ساقی بیجون کو بلایا
شراب عیش کی تو گلزار نے آنکھ بچاکر بیہوشی ملائی کہا بہن یہ پہلے تم پیو نوبہار اس انقلاب
سے آگاہ نہ تھی کہ یہ میری خبر سنکر آیا ہی اہل دربار نے آتش افروزی کی جام پی گئین پی کر سیج
بیٹھین تھوڑے عرصے مین آثار بیہوشی کے ظاہر ہوے نوبہار گھبراکر اپنے مقام سے اٹھی
گرکر بیہوش ہوئی گلزار نے زبان مین سوزن دی مسلسل کرکے ہوشیار کیا کہا کیون او گیسو بریدہ
تو نے قلعۂ اغلال مین جاکر کیا آفت برپا کی تیری وجہ سے ہزارہا ساحر مارا گیا اغلال نے
شکایت لکھی ہے اب تجھکو خدمت خداوند مین پہونچاؤنگا وہان سزا ملیگی کہ ساحرون کو قتل کرکے
بادشاہ کو اُسکی قید سے چھڑایا وہ مجبور ہو ناچار اپنے مقام پر حیران و پریشان ہے اُسنے سب حال
مجھکو لکھا یہان اہل دربار تمھاری شکایت کررہے ہین کہ ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ
خدمت بادشاہ اسلام مین چلو تو تو بادشاہ اسلام کو دیکھکر ایسی مبہوت ہوئی کہ اپنے مذہب قدیم کو
بھولی اہل اسلام پر توجہ کی نوبہار کو اراب پر سوار کیا بارہ ہزار ساحر ساتھ لایا تھا طرف
کوہ رنگارنگ کے چلا یہان بادشاہ اسلام لشکر مین ہین جب کئی دن گذرے اور نوبہار
واپس نہ آئین اُنکی صورت زیبا کی زیارت نہ ہوئی فرمایا کہ ای فیروزہ ذرا دریافت تو کرو کہ
نوبہار پر کیا گذری فیروزہ اُسی وقت قطرہاے زرنیخی سے آراستہ ہوکر براے خبر
نوبہار نکلا خیال مین یہ تھا کہ قلعۂ چمنستان پر چلون جو ملکہ کی حکومت کا قلعہ ہے رہ روی
کرتا ہوا آتا ہی اسی فکر مین کہ کسی طرح ملکہ کا حال دریافت کرون راہ مین ایک پہاڑ پر چڑھ گیا
دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک اراب پر ملکہ نوبہار اور ایک ساحر گینڈے پر سوار بہ عہدۂ
سپہ سالاری بارہ ہزار ساحر ہمراہ قید لیے ہوے جاتا ہی فیروزہ صورت بدل کر کوہ سے اُترا
اہل لشکر سے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ گلزار جادو نوبہار کو لیے ہوے طرف کوہ رنگارنگ
کے جاتا ہی فیروزہ یہ دریافت کرکے پلٹا خدمت شاہ مین آیا مقناطیس وغیرہ دربار مین حاضر
ہین کہ فیروزہ آکر پہونچا بادشاہ نے گھبراکر پوچھا کہ کیون ای یار وفادار کیا خبر لائی یاد مین اُس
نازنین و معشوق سرخ پوش کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

رک گیا اُس پری سے جی ہی تو ہے
ساقیا شغل میکشی ہی تو ہے
راہ پر آپ کا اجارہ کیا
آگیا رنج دوستی ہی تو ہے
وقت بد میں کہاں انیس و جلیس
نہیں لگتا چمن میں جی ہی تو ہے

نہ بھی ہمسے دوستی ہی تو ہے
لعد الحمد کیا نو وہ ہوئی
ہم بھی آنکھیں لگے گلی ہی تو ہے
نا شگفتہ رہا یہ غنچۂ دل
کون دے ساتھ بیکسی ہی تو ہے
ضبط آخر نہ ہو سکا اے رند

نہ رہا ہوش بیخودی ہی تو ہے
بن پڑی ہمسے عاشقی ہی تو ہے
وجہ آزردگی بتاؤں کیا
نہ کھلی اے صبا کلی ہی تو ہے
دل ہمارا اُداس ہے بلبل
ہنس پڑا یار گدگدی ہی تو ہے

اسطرح بیقرار ہوکر یہ اشعار سعد شہریار نے سامنے فیروزہ کے پڑھے فیروزہ نے بیقرار ہوکر عرض کی اے شہریار نوبہار نے بڑی خیر خواہی پہ کمر باندھی تھی مگر اُسکے بھائی نے اُسے قید کرلیا ابھی غلام نے دیکھا کہ ملکہ ارابے پر سوار گلزار ہمراہ لیے ہوے طرف کوہ رنگارنگ کے جاتا ہے چند کنیزوں کو بھی ہمراہ لیا ہو کہ وہ سامنے ہفت پیکر کے گواہی دیں کہ کل اہل قلعہ کو ترغیب دیتی تھیں کہ جلکر بادشاہ اسلام کے شریک ہو بڑے سامان سے گلزار گیا ہے ثبوت خطاے ملکہ نوبہار میں کوئی جملہ اُسنے اُٹھا نہیں رکھا ہفت پیکر تو جلا ہوا ہے فوراً حکم دیگا کہ نوبہار کو قتل کرو بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ اول تو میں گلزار کو راہ میں لونگا ورنہ اپنے کو تا بہ کوہ رنگارنگ پہونچاؤنگا وہاں جاکر ملکہ نوبہار کو چھڑاؤنگا یہ فرماکر بادشاہ سوار ہوے مقناطیس نے کئی مرتبہ منع بھی کیا کہ اے شہریار مقام کوہ رنگارنگ عجائب وغرائب سے معمور ہے ایسا نہ ہو کہ حضور کسی بلا میں پھنسیں تو کیسی مشکل ہو بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا جب بہت سرداروں نے کہا تو بادشاہ نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کا ساتھ چلنا نہیں چاہتا میں یکہ و تنہا جاؤنگا اگر خدا فضل کریگا تو اُس گرفتار دام رنج و مصیبت کو رہا کرونگا یا اپنی جان دونگا اُسنے ایسی خیر خواہی کی اپنی جان دینے میں کچھ اُٹھا نہیں رکھا میں خبر سنوں کہ اُسکی قید جاتی ہے اور نہ جاؤں تو خلاف مروت ہے سردار یہ کہکے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہ اے ناخن پاے حضور یہ ہماری جان نثار ہے بادشاہ مرکب پر سوار ہوے مقناطیس و مشکبار نے لشکر تیار کیا ساحرہ و غیر ساحر تین لاکھ کا لشکر ساتھ ہے بادشاہ بے فکر رہیں نوبہار روانہ ہوے یہاں گلزار قید لیے ہوے نوبہار کی دامن کوہ رنگارنگ میں پہونچا زیر کوہ دو کا . میں

آراستہ میلا جمع ہی یا ہوے کوہ تصویر سنگی مثل انسان کے باتیں کر رہی ہو مراد مند جمع ہیں گلزار
جو اُس مجمع میں ہیو نچا دو کاندار اُٹھ اُٹھ کے اپنی دو کانوں سے پاس گلزار کے آتے ہیں تو پوچھتے
ہیں اے گلزار یہ قیدی کون ہو گلزار ایک ایک سے حال بیان کرتا ہوا چلا آتا ہو رنگار رنگ جادو
عالم بیان کا سامنے تصویر کے حاضر ہو مراد مندوں کو پیش کر رہا ہو موافق ہر ایک کی خواہش
کے تصویر سے آواز آتی ہو مراد مند مرادیں پا رہے ہیں درختوں پر جانور بیٹھے ہوے تعریف
ہفت پیکر کر رہے ہیں ہزار ہا زاغ و زغن درختوں پر جمع ہیں نام ہفت پیکر پکار رہے
ہیں ہر ایک زاغ و زغن کا یہی قول ہو کہ خداوند ہفت پیکر خداوند حقیقی ہیں سامری اور
جمشید لعین کے بندے تھے اُن سب نے بڑی حماقت کی کہ دعوی خدائی کر بیٹھے آخر کار یک
سب غائب ہوے انکی خدائی روشن ہو ہر طرف سے یہی آوازیں آرہی ہیں کہ رنگار رنگ جادو
نے بڑھکر تصویر سے عرض کی گلزار جادو نوبہار کو گرفتار کر کے لایا ہو کیا ارشاد ہوتا ہو تصویر
سے آواز آئی ہم اُسکے حال سے بخوبی آگاہ ہیں بالاے کوہ اس گنہگار کو لاؤ زیر کوہ سامان
قتل کرو رنگار رنگ نے بڑھکر گلزار کو خبر دی کہ قدرت فرماتے ہیں بالاے کوہ اس گنہگار کو
لاؤ زیر کوہ سامان قتل مہیا ہو گلزار جادو نے اپنے ساتھ والوں کو حکم دیا کہ میدان خونی
کی تیاری کرو اہل فوج داریں استادہ کرنے لگے جب نوبہار نے یہ سامان دیکھا بیقرار ہو ہو کر
دعائیں مانگنے لگی کہ اے خالق بے نیاز و اے مالک کارساز رحم اپنا شریک کر میں نے مذہب
حق کو اختیار کیا اس ہفت پیکر پر لعنت کرتی ہوں تو رحم اپنا شریک کر۔ نظم

تو بادشاہ جہانی و دو جہان محتاج — تو بندہ پروری و جملہ بندگان محتاج
جہان بباب عطاے تو روز و شب سائل — زمانہ بر در لطف تو ہر زمان محتاج
بگوش قدرت تو گوش میکند یارب — کند چہ بر در دربار تو فغان محتاج
رسد بکام دل خویش از عنایت تو — غریب و عاجز و کمزور و کم زبان محتاج
مطیع حکم تو دام و دد و وحوش و طیور — فرشتہ بندۂ درگاہ و انس و جان محتاج

گلزار سامان قتل نوبہار کر رہا ہو داریں استادہ ہیں جلاد با خنجر برہنہ سر پر کھڑے ہیں
شگنیں لگا رہے ہیں گلزار چاہتا ہو حکم دوں کہ نوبہار کا سر کاٹ لو کہ صحرا سے گرد

اُدہر اہل میلہ نے دیکھا کہ آگے آگے ایک تاجدار مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر فوج دریا موج
دو طرف سے دو ابر سیاہ اُٹھے ہیں کہ اُن ابروں سے رعد کی گرج برق کی چمک معلوم ہوتی ہے
دونوں وہ ابر بہ روا روی آتے ہیں بادشاہ نے جو دیکھا وہیں سے نعرہ کیا یا شیدا ہی کا فریاد
بیحیا وای نابکاران بزدو غاہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس وجم | ہزبر قربان شاہ اسلامیان
نہال گلستان صاحبقران

جو ہمراہی پشت پر تھے سب نے تلواریں کھینچیں بادشاہ
لڑتے ہوئے چلے کہ وہ دونوں ابر بھی آ کر گرے داہنی جانب سے ملکہ مقناطیس بارہ ہزار کنیزوں
کو ہمراہ لیے ہوے اور بائیں طرف سے ملکہ مشکبار مع بیس ہزار ساحروں کے آ کر گریں دونوں
نے جو سر کے ہزارہا ساحر قتل ہوے دو کا نار فریاد کرتے ہوے بھاگے سید لٹنے لگا کل اہل میلہ
فریاد کرتے پھرتے ہیں کوئی پکارتا ہے یا خداوند ہفت پیکر یہ کیا بلا نازل ہوئی ہم تو مراد
مانگنے آئے تھے یہ کیسی نامرادی ہے بادشاہ نے آگے بڑھکر چاہا کہ تو بہار کو رہا کروں کہ گلزار
سحر کرتا ہوا بڑھا پکار کر آواز دی اے بادشاہ قریب گنہگار کے نہ جانے دونگا یہ کہکے گلزار نے
گولہ مارا شعلۂ آتش بھڑکے تلواریں برسنے لگیں مگر کوئی شے بادشاہ پر نہیں آتی تلواریں الگ
گر رہی ہیں شعلہ ہائے آتش بھڑک کر اہل میلہ پر گرتے ہیں میلے والے جل رہے ہیں زمین سے
شعلے نکل رہے ہیں گلزار نے دیکھا کہ میرے سحر سے میرا لشکر تباہ ہوتا ہے بادشاہ پر کچھ تاثیر
نہوئی ایک تلوار بھی اگر اثر کرتی تو سر اڑ جاتا مگر افسوس کوئی تلوار بھی انکے قریب نہیں جاتی
گلزار نے دوسرا سحر کیا کہ پانی برسنے لگا برف کی سلیں گرنے لگیں دم بھر میں کوہ سفید کے
انبار ہوگئے سب کا فسردگی سے مثل بید کانپ رہے ہیں مگر بادشاہ پر کوئی سل نہ گری
گرد مرکب انبار ہے جسم مرکب بادشاہ کا برف و پانی سے محفوظ ہے جس طرف گھوڑا بڑھاتے ہیں
برف پانی ہوکر بہ جاتی ہے یہ تاثیر دکھاتی ہے بادشاہ بڑھتے بڑھتے قریب گلزار کے پہونچے گلزار تو
اپنے سحر سے عاجز ہوچکا تھا قبضے پہ تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ
نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر گلزار پر ہاتھ مارا گلزار کی پشت پر
جو سپر پھولوں کی پڑی تھی اُس سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر پڑی سپر کے

دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری یا تو قبۂ سپر پہ تلوار چلی تھی یا زیر تنگ تلوار نے
بوسہ دیا گلزار کا مارے جاتا افسران فوج بھاگنے لگے بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب ملکہ
نوبہار کے پہونچے نوبہار بادشاہ کو دیکھکر شگفتہ ہوئی فیروزہ نے بڑھکر زبان سے نوبہار
کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی نوبہار نے سحر کیا کہ قبہ کنگر گری نوبہار تڑپ کر اٹھی بھلے
لشکر گلزار پر گری کئی سو کے سر اڑا دیے کچھ پھولوں کا زیور جو جسم پر آراستہ تھا اتار کے
پھینکا پھول جو بکھرے کئی ہزار ساحر دیوانے ہوگئے کوئی سر ٹکراتا ہو کسیکا گریبان چاک کوئی
منھ پر خاک مل رہا ہو لشکر میں گلزار کے ہنگامہ پڑگیا ایک طرف سے مقناطیس سحر کرتی ہوئی
آتی ہی اور ایک طرف سے مشکبار سحر کرتی ہی رنگارنگ جادو نے بالائے کوہ سے دیکھا
کہ میلہ تباہ ہو رہا ہی گلزار جادو قتل ہوا نوبہار نے رہائی پائی تینوں جادوگرنیاں جو کے سحر
کر رہی ہیں کہ پہاڑ تک انکے سحر پہونچ رہے ہیں رنگارنگ کانپتا ہوا سامنے تصویر کے آیا
عرض کی یا خداوند مقناطیس و مشکبار و نوبہار نے سارے میلے کو لوٹ لیا ہو وو کانٹ
بھاگے جاتے ہیں کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ بندے آپ کے اس آفت سے نجات پائیں
آواز آئی ای رنگارنگ قدرت خود اس فکر میں ہیں دیکھو تدبیر ہوئی جاتی ہو جاکر تماشہ
دیکھو رنگارنگ جادو سرنگوں سامنے سے ہٹا تصویر سے آواز آئی ای آسمان سیر جلد
آؤ دیکھا پہاڑ سے تصویر سے دھواں نکلنے لگا وہ دھواں پیچیدہ ہوکر بالائے آسمان پہونچا
آواز آئی منم آسمان سیر کوہ انداز تصویر سے آواز آئی ای بندی خاص الخاص مقناطیس
و مشکبار و نوبہار کو لینا اس جفا میں قید ہوں کہ سحر کرنا بھولیں وہ ساحرہ دھوئیں سے
نکلکر پہاڑ پر آئی پاؤں پر تصویر کے بوسہ دیا تصویر سے آواز آئی ای آسمان سیر جاؤ نکو
قدرت نے نظر کردہ کیا آسمان سیر نے آکر رنگارنگ جادو کو سلام کیا کہا ای رنگارنگ
آج کا سحر دیکھنے کے لائق ہے قدرت کی تقدیر میری تدبیر موافق ہو تو مطلب نکلے رنگارنگ
نے کہا ای آسمان سیر جلد جاؤ لاکھوں بندگان قدرت قتل ہوے اگر تمنے دیر کی تو
سارا میلہ تباہ ہو جائیگا کوئی ساحر و غیر ساحر تلوار سے بادشاہ کی اماں نہ پائیگا ذرا خیال
کرکے دیکھو نوبہار کس لطف سے لڑ رہی ہو تمام زیور پھولونکا جو جسم پر آراستہ تھا سب اسنے

نوچکر پھینک دیا دیکھو سب ساحر وغیر ساحر دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتے پھرتے ہیں بعض
ابر دڈبونے کو جھیل میں جاکر گرتے ہیں آسمان سیر نے کہا سب بلائیں دفع ہوجائینگی
لشکر اہل اسلام اس رنگ میں پھنسے کہ نکل نسکے پھر قدرت کو اختیار ہو رنگار رنگ کو
آسمان سیر سمجھا کر پہاڑ سے بلند ہوئی نوبہار نے دیکھا میرے چہار جانب چار پہاڑ ہیں اور
سحر کرنے سے مجبور ہوں سحر یاد نہیں آتا آخر تھک کر ایک درخت کے سائے میں بیٹھی رنگار رنگ
کے کان میں آواز آئی کہ دیکھ میں نے نوبہار کو عاجز کیا سامنے درخت کے سائے میں بیٹھی
ہی رنگار رنگ نے سر اٹھا کے دیکھا کہ گرد چار پہاڑ ہیں اور ایک چھوٹا میدان اس میدان میں
ایک نخل ہے اُسکے سائے میں سر جھکائے بیٹھی ہے افسوس کہ سہی ہو رنگار رنگ
نے پکار کر آواز دی ای آسمان سیر کیا کہنا سحر اسکا نام ہی جو تونے کیا آواز آئی ای رنگار رنگ
دیکھو بادشاہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا دیکھو کیا آفت ہوتی ہی رنگار رنگ نے اپنی فوج کو اشارہ
کیا قلعہ رنگار رنگ سے ستر ہزار جادوگر اسباب سحر لیکے نکلے لشکر اسلام سے جنگ ہونے
لگی وہ لشکر اسلام ہٹ کر نخلستان میں پہونچا فوج رنگار رنگ ہٹ آئی کل اہل لشکر اسلام
کو یہ معلوم ہوا کہ گرد ہمارے ایک دیوار کھنچی ہے اُس دیوار پر لاکھ لاکھ سحر کیا غیر ساحروں
نے گرز اور نیزے مارے مگر دیوار پر کچھ تاثیر نہ ہوئی مقناطیس ایک جانب لڑ رہی ہے
سحر کرتی جاتی ہے کہ اسکے کان میں رونے کی آواز آئی کہ کوئی آفت رسیدہ درد کشیدہ یہ اشعار
پڑھ پڑھ کے رو رہا ہے۔ نظم

گر میں کمبخت وہ بخیل ہوا
کون مشتاق سلسبیل ہوا
ہائے وہ لاف ہائے خود کامی
میرے آزار کا کفیل ہوا
از حسن و عشق تھا بے مثل
میں اگر بزم میں ذلیل ہوا
کوتہی کے جواب میں جون بولنی

مجھکو جیسا آسمان ذلیل ہوا
آسمان راہ پہ نہیں آتا
غیر ہر کام میں دخیل ہوا
کسقدر تیز رو ہی سوے ستم
میں ترا تو مرا عدیل ہوا
آتش آہ بے اثر سے مری
اور بھی خط مرا طویل ہوا

گر یہی بیخودی ہے صہبا میں
دعوی خضر بے دلیل ہوا
اب تغافل ہے وان مگر گردون
نامہ بر میرا جبرئیل ہوا
آپ کی کون سی بڑھی عزت
آسمان گلشن خلیل ہوا
ہائے مومن شہادت ہے بجا

بہر وصل صنم قتیل ہوا

مقناطیس یہ صدائے دردناک سنکر بیقرار ہوگئی پلٹ کے دیکھا
کہ ایک مقام پر چار کوہ ہین ایک نخل کے سائے مین نوبہار بیٹھی ہوئی رو رہی ہی اور اشعار
مذکور زبان پر جاری ہین مقناطیس بیقرار ہوکر اُن پہاڑون کے بیچ مین پہونچی جاکے نوبہار
سے ملاقات کی نوبہار نے ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھالیا مقناطیس بھی پاس نوبہار کے
بیٹھی مشکبار سحر کر رہی ہی کہ پلٹ کے اسنے دیکھا مقناطیس کہان گئی اب جو دیکھا تو ایک درخت
کے سائے مین نوبہار سے باتین کر رہی ہی مشکبار تڑپ کے پاس مقناطیس جادو کے
پہونچی یہ تینون ایک مقام پر بیٹھی ہین لشکر کل دیوارون مین گرفتار ہی بادشاہ نے پلٹ کے
دیکھا آگے پیچھے کوئی سردار نہین حیران ہوکر چہار جانب دیکھنے لگے دور سے دیکھا لشکر سارا
حصار دیوار مین پھنسا مقناطیس اور مشکبار و نوبہار پہاڑون کے بیچ مین بیٹھی ہین
سردار اور سپہ سالار ہر مرتبہ شہریار پر تلوارین کھینچکر آتے ہین اور جہنم واصل ہوتے ہین
یکایک گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ہر چند بادشاہ نے روکا مگر نہ رکا طرارہ بھر کے پہاڑون کے
بیچ مین پہونچا فیروزہ ہمراہ رکاب ہی ایسا گھوڑا بگڑا کہ آخر بادشاہ پشت مرکب سے اُتر پڑے
پہاڑ چارون مل گئے بادشاہ نے دیکھا کسی جانب راستہ نہین ایک نخل کے سائے مین
جا بیٹھے فیروزہ بن عمرو ایک نخل کے نیچے بیٹھا رو رہا ہی ہر مرتبہ بادشاہ کو پکارتا ہی ای شہریار
یہان سے نکلیے بادشاہ ہر مرتبہ اُٹھتے ہین چاہتے ہین مرکب کو قبضے مین کرون پشت پر اسکی
سوار ہون مرکب بھاگا بھاگا پھرتا ہی کبھی پہاڑ سے سر ٹکراتا ہی لیکن راستہ نکلنے کا نہین پاتا
یہی حال بادشاہ کا ہی تینون جادوگرنیان نخل کے سائے مین سے نہین اُٹھتین آپس مین
ہم کلام ہو رہی ہین زنگار رنگ جادو دیکھ رہا ہی آسمان سیر آسمان سے اُتری آکے زنگار رنگ
سے کہا کہ ملاحظہ کرو دیکھو بادشاہ کے بازو پر نقش ہی اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی مگر پہاڑون
کے بیچ مین بیٹھے ہین نکل نہ سکینگے اسی مقام پر تڑپ تڑپ کر مرینگے زنگار رنگ کو سمجھا کر آسمان پر
قریب تصویر سنگی کے آئی عرض کی یا خداوند ملاحظہ فرمائیے مین نے سبکو قید کر دیا مین بادشاہ
کا انتظام کرونگی ایک ہفتے مین تمام ہو جائینگے یہ کہکے تصویر سے رخصت ہوئی آسمان پر
پہونچی انتظام کرنے لگی یہان بادشاہ کو دن بھر گذرا بے آب و دانہ شام ہوئی بادشاہ نے

فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ تمنے دیکھا کہ اس قیدخانے مین آب ودانہ بھی بند ہی فیروزہ اپنے مقام سے اُٹھا چارطرف پھرا مگر راستہ نکلنے کا نہ پایا پلٹ کر پاس نوبہار کے آیا کہا کیون ای نوبہار کچھ سحر وغیرہ تمکو یاد نہین نوبہار نے کہا مجھے سحر فراموش ہوگیا کوئی اسم سحر یاد نہین اب دیکھین اس مقام سے کیونکر رہائی ہو مگر ای فیروزہ بن عمرو جب تک آسمان سیر نہ قتل ہوگی یہان سے رہائی دشوار ہے فیروزہ یہ سُنکے پھرنے لگا قریب ایک درے کے آیا مختصر راستہ پایا اپنے تئین دبا کر بمجبوری اُترا درے سے باہر نکلا دیکھا پہلوے کوہ مین ایک باغ ہی اندر سے اُس باغ کے گانے کی آواز آتی ہے فیروزہ پشت باغ پر کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا آسمان سیر مسند پر بیٹھی ہی چند کنیزین گرد ہین گانا ہورہا ہی ایک گائن بیٹھی ہوئی تانین لگا رہی ہی آسمان سیر کہ رہی ہی مین نے سب مسلمانون کو ایسے مقام پر قید کیا کہ جہان آب ودانہ کا نام نہین بادشاہ اسلام کو بڑا گھمنڈ ہی کہ بازو پر نقش درویش کامل کا دیا ہوا بندھا ہی کوئی ساحر اُنکو گرفتار نہین کر سکتا مگر مین نے ایسے طور سے سحر کیا کہ وہان سے نکل نہ سکین گے آب ودانہ بھی مین نے بند کردیا یہ باتین دیوار سے فیروزہ نے سنین دبے پاؤن دیوار پر سے اُترا رخنے مین چھپکر بیٹھا گائن گاتے گاتے اپنے مقام سے اُٹھی اس مقام پر واسطے پیشاب کے بیٹھی فیروزہ نے اُس گائن کو حباب مار کے بیہوش کیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اُسی کی صورت بنکر سامنے آسمان سیر کے آیا بیٹھکر کعب کے یہ اشعار گائے۔ **نظم**

جلون کے بدلے مجھکو زمین پر گرادیا
اُس شوخ بے حجاب نے پردہ اُٹھا دیا

برق آہ کو جو مین نے کہا مسکرادیا
دل گرمیون نے اُسکی کلیجہ جلا دیا

فرماتے ہین وصال ہے انجام کار عشق
کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنادیا

تا پھر سوز دل کرہ نار ہے مگر
اُس شعلہ رو کو سینے سے میرے لگا دیا

اشک فغان کی ہائے رقیب آفرینیان
محشر نے خفتگان زمان کو جگا دیا

مٹی بھی دی مزار تلک آکے اُسنے ہی
کہتے ہین لوگ خاک مین اُسنے ملا دیا

اُسکی شرارتون سے جگر داغ داغ ہی
گل کھانے کو رقیب کا چھتا لگا دیا

ایسی غزل کہی ہی یہ جھکتا ہی سب کا سر		مومن نے اس زمین کو مسجد بنا دیا

آسمان سیر نے کہا ای شعلہ رخسار آج تو تو نے آگ لگا دی کس لطف سے یہ غزل گائی
فیروزہ نے عرض کی آج کنیز کو بڑی خوشی ہی وہ لوگ کہ جنکے ہاتھ سے بربادی طلسم لکھی تھی
وہ گرفتار ہوے جی چاہتا ہی آج شراب وکباب کا چرچہ ہو خوب خوشی کرین آسمان سیر
نے کہا ای شعلہ رخسار یہ سحر مجھسے ایسا بن پڑا کہ قدرت خوش ہو گئے فرماتے تھے جن
صدہا سحر بنائے لیکن تو نے نئی ترکیب سے سحر کیا یہی بڑا کمال ہی کہ بازو پر اُنکے نقش
چڑھا ہی کوئی ساحر پاس نہ جا سکیگا بے آب ودانہ مر جائینگے پہاڑ سے نکلنے کی راہ نہ پائینگے
بی سقنا طلیس کو اپنے سحر پر بڑا دعوی تھا اب سب منتر جنتر فراموش ہوے بی مشکبار
کہ ہمیشہ اس گھمنڈ مین رہتی ہین کہ ہمسے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا ذرا سے شعبدے مین
کیسی پھنسین اب اُس نخل کے نیچے سے اٹھ نہین سکتین مین اُسجگہ قدم نہ رکھونگی اگر
بادشاہ کے سامنے جاؤن وہ ہاتھ تھام لین تو رہائی میری غیر ممکن ہے لہذا میرا وہان جانا
بہتر نہین چند کنیزین مقرر کرتی ہون کہ قیدیون کی خبر رکھا کرین اہل لشکر کہ حصار دیوار مین
پھنسے ہین فریاد فریاد کرکے مر جائینگے رہائی نہ پائینگے فیروزہ نے ہاتھ باندھ کے کہا واری
مین نثار ہو جاؤن کلید میخانہ مجھکو مرحمت ہو آج وہ ساقی گری کرون کہ کوئی باقی نہ رہے
آسمان سیر نے کہا یہ کنجی موجود ہی تم سب کے خوش ہونے سے ہمارے دل کو بھی خوشی ہی
کنجی دیکر کہا ای شعلہ رخسار ایک تدبیر مین نے اور بھی کی ہی بیہوشی زہر سنکھیا کوئی مجھکو چلا
نہین سکتا یہ میرے بازو پہ تیلے بندھے ہین فوراً منع کرینگے اتنے فیروزہ کے ہوش اُڑے جی مین
کہتا ہوا ای فیروزہ بڑا یہی دعوی ہی کہ شراب مین بیہوشی ملا کے لاؤن اگر حال کھل گیا تو عذاب الیم
سے قتل کریگی دل مین کہتا ہوا ای فیروزہ گیا تہ بہ کرون میخانے سے جا کر شراب لایا سب کو
پلائی مگر بیہوشی نہ ملائی تمام شب اسی تردد مین گذری دل سے کہتا ہوا ای فیروزہ بادشاہ کو
دو شبانہ روز بے آب ودانہ ہو چلے ایسا نہ ہو صدمے سے ہلاک ہو جائین دن کو کئی مرتبہ
سامنے آسمان سیر کے آیا آسمان سیر کہتی ہی ہمارے رہنے کا مقام اور ہی اُن قیدیون کے
اختتام تک رہونگی شعلہ رخسار نقلی ہر مرتبہ باتون مین یہی چاہتی ہے کہ اسکو تنہائی مین لیجاوے

چار گھڑی دن بھلا باقی ہو آسمان پری بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اٹھی کہا کہ گرد و اطراف کی خبر لین
شاید انکا مددگار نہ آتا ہو یہ کہکے بلند ہوئی دور سے دیکھا ایک صحرا مین لشکر نقابدار مجتمع ہو
اُترا ہوا ہی لشکر مین کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین سُن چکی ہے کہ یہ نقابدار بھی
مسلمانون کا مددگار ہی جا بجا اسنے کار نمایان کیے ایک پہاڑ پہ آکے بیٹھی سحر کیا کہ آسمان پہ
ایک ابر سیاہ اُٹھا برف آسمان سے برسنے لگی نقابدار بارگاہ مین بیٹھا ہوا افسران فوج
گرد جمع ہین عیار طرار بلاے روزگار پشت پر کھڑا مگس رانی کر رہا ہی کہ لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا
نقابدار نے کہا ای یار وفادار ذرا باہر نکل کے دیکھو تو کیا لشکر پر آفت آئی ہو کہ صدا سے
فریاد بلند ہوئی یہ کہکے صحن مین آیا دیکھا آسمان پر ایک ابر سیاہ چھایا ہی برف برس رہی
ہی عیار نے آسمان کو دیکھکر کہا یہ ابر اصلی نہین ہی کسی ساحر یا ساحرہ نے سحر کیا ہی خدا خیر
کرے یہ کہکے جست کرتا ہوا باہر نکلا باہر آکے دیکھا ہمارے لشکر پر ابر چھایا ہی اور دور دور
چاندنی نکلی ہوئی ہی اب تو یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہی دیکھتا ہوا ابر کو لشکر سے نکلا
دیکھا سامنے کوہ ہی اُسپر سے لکے ہاے ابر اٹھتے ہین ابر سیاہ مین جا کر ملتے ہین ابر کو زور
دے رہے ہین جب یہ لکہ ہاے ابر جا کر اُس ابر سیاہ سے ملجاتے ہین تو برف کی تیزی
ہوتی ہی عیار اُسی جانب بھاگا قریب کوہ کے ایک نخل تھا اُسپر سے چڑھ کے دیکھا کہ ایک
ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہی جی مین کہتا ہوا کہ برق ثانی جو سوچتے تھے وہی بات ٹھہری اسوقت
قبلہ و کعبہ ہوتے تو ہماری راے پر آفرین کرتے درخت پر بیٹھے بیٹھے سوچکر ایک جادوگر کی
شکل بنا ایک نامہ تیار کرکے ہاتھ مین لیا درخت سے کودنے کا قصد کیا پھر سوچا کہ اگر پہاڑ پہ
کودے تو اس جادوگرنی کے پاس پہونچے اگر نیچے گرے تو استخوان چور چور ہوے خیر
جانبازی کا ہماری ذکر ہوگا یہ تو کہنے والے کہینگے کہ اپنے آقا کے واسطے جان دی اور کوئی وجہ
نہ تھی یہ کہکے کودا اور وہین سے نعرہ کیا کہ منم فرستادۂ خداوند ہفت پیکر پہاڑ پہ آکے
پانون قائم ہوے آسمان پری نے پلٹ کے دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ یہ ساحر آسمان سے آیا
گھبرا گئی ہاتھ مین کاغذ دیکھا سمجھی کہ نامہ دار ہے قدرت نے بھیجا ہوگا مین کئی دن سے
خدمت مین حاضر بھی نہین ہوئی شاید یہ نقابدار طرفدار قدرت ہو مجھسے خطا ہوئی یہ سوچکے

اپنے مقام سے اوٹھی پکار کر آواز دی ای ساحر کہان سے آتا ہو مین ہون آسمان سیر ساحر
جھپٹ کر قریب آیا کہا او شوخ دیدہ اپنے مرتبے پر بھول گئی دیکھ اس نامے مین کیا لکھا ہے
قدرت تجھ سے بہت خفا ہے آسمان سیر نے نامہ لیا دیکھا تہ بہ تہ لپٹا ہوا ہو نامے کی کھولنے
لگی تہ کو پکڑ کر کھینچا اندر سے بیہوشی اوڑی ادھر کہکر لہرائی عیار آمادہ کھڑا تھا خنجر کھینچکر پہلو پر مارا
کہ شکم چاک قصہ پاک آسمان سیر لہرا کر گری فیروزہ بن عمرو یہ تو باغ مین آسمان سیر کے بصورت
شعلہ رخسار گائی موجود ہو کنیزون مین بیٹھا مسخرہ پن کر رہا ہو کہ یکایک دناٹا ہوا اور سیاہ آسمان
پر آیا چمن جلنے لگے صدہا درخت گرے طائر جلکر خاک ہوے کنیزین سر پیٹنے لگین کہتی تھین
غضب ہوا کسی نے ہماری بی بی کو مارا اوسکے سحر کی علامتین مٹ رہی ہین خاص اونکے قتل کی
نشانی ہو کیون شعلہ رخسار اب ہم کیا کرین کہان جائین عمر بھر تو اونکے ساتھ بسر کی شعلہ رخسار
نے کہا ہم تم سب ملکر چلین اونکے خون کا بدلہ لین کسنے اتنی جلدی مار لیا مگر فیروزہ حیران ہو
کہ آسمان سیر کو کسنے مارا دوڑ کر میخانے سے پتلہ شراب کا لایا اوسمین بیہوشی ملا کے کنیزون کو
شراب پلائی پلا کے بیہوش کیا سب کو قتل کر کے چلا یہان بادشاہ اسلام مع مقناطیس نوبہار
و مشکبار حصار کوہ مین قید تھے دیکھا یکایک دناٹا ہوا پہاڑ گرے مقناطیس کو سحر یاد آیا
نوبہار بھی خواب سے اوٹھی مشکبار سجدہ شکریہ پروردگار کرنے لگی مرکب بلور نثار جو بھاگا بھاگا پھرتا
تھا وہ قریب بادشاہ کے آیا سر جھکا کر کھڑا ہوا بادشاہ اوسپر سوار ہوے تینون جادوگرنیان
ہمراہ دور سے دیکھا لشکر بھی آتا ہو کہ فیروزہ آکر پہونچا اپنے آقا کو جو اس حال مین دیکھا
خوش ہو گیا عرض کی ای شہریار نہین معلوم آسمان سیر کو کسنے مارا کہ باغ اوسکا ویران پڑا ہو
مین نے اوسکی کنیزون کو قتل کیا مین کل سے حضور کے پاس سے گیا باغ اوسکا بہت قریب
تھا مگر خوف سے اوسکو بیہوشی نہین پلائی بادشاہ نے قلعہ زنگار رنگ کو دیکھا اوسی
طرف متوجہ ہوے اہل قلعہ سحر کرنے لگے بادشاہ بڑھتے چلے جاتے ہین لشکر تو بادشاہ
کا رک گیا تینون جادوگرنیون نے بڑھکر وہ گولے مارے کہ پھاٹک ٹوٹا زنگار رنگ جادو
کو خبر ہوئی کہ بادشاہ قلعے پر آپہونچے زنگار رنگ فوج لیکر نکلا اوسوقت پہونچا کہ پھاٹک
پر بادشاہ لڑ رہے ہین لاشون سے جادوگرون کے خندق پاٹ دی ہو ساحر جلوہ کر رہے ہین

چاہتے ہین قلعے مین دہ آنے دین مگر نوبہار نے پڑھکر ایسے سحر کیے کبھی تو بجلی چھنک ماری کبھی زیور گل جسم سے اتار کر پھینکا ہزار دو ہزار بلبلا گئے دیوانہ وار وحشی مثال غل مچاتے ہوے سامنے آکے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے۔ نظم

کرتا ہی قتل عام وہ عیار کے لیے — دس بیس روز مرتے ہین دو چار کے لیے

دیکھا عذاب رنج دل زار کے لیے — عاشق ہوے ہین ہم ترے آزار کے لیے

دل عشق تیری نذر کیا جان کیونکہ دون — رکھا ہی اسکو حسرت دیدار کے لیے

قتل اسنے جرم صبر جفا پر کیا مجھے — یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے

لے تو ہی بھید سے کوئی پیغام تلخ اب — تجویز زہر ہی ترے بیمار کے لیے

آتا نہین ہی تو تو نشانی ہی بھید سے — تسکین اضطراب دل زار کے لیے

چلنا تو دیکھنا کہ قیامت نے بھی قدم — طرز خرام شوخی رفتار کے لیے

جی مین ہی موتیون کی لڑی اسکو بھیدون — اظہار حال چشم گہربار کے لیے

دیتا ہون اپنے لب کو بھی گلبرگ سے مثال — بوسے جو خواب مین ترے رخسار کے لیے

جینا امید وصل پہ ہجران مین سہل تھا — مرتا ہون زندگانی دشوار کے لیے

مومن کو تو نہ لاے کہین دام مین وہ بت — ڈھونڈھے ہی تار سبحہ کے زنار کے لیے

نوبہار نے افسران فوج کو بیقرار دیکھا فوج رنگار رنگ پر اشارہ کر دیا ایک طرف سے مقناطیس نے اسطرح کا سحر کیا کہ کئی سو جادوگر افسران فوج ہاتھ باندھکر سامنے آئے عذر کرتے تھے کہ اے ملکہ عالم جو ارشاد فرمایئے وہ بجا لاوین مقناطیس نے بھی بھائی کو بھائی سے لڑوایا بیٹے کو باپ سے قتل کرا ڈالا مشکبار ایک جانب تڑپ تڑپ کے گر رہی ہے کئی سو کے سر اڑا دیے رنگار رنگ جب سحر کرتا ہی ہزار ہا ساحر وغیر ساحر ٹھہر جاتے ہین رنگار رنگ کو زیادہ یہ مشکل پڑی ہی کہ اسکے افسر اسی کی فوج کو قتل کرتے پھرتے ہین کسی کو وہ کا جب رو سے نہ رکا جلا کر قتل کر ڈالا قتل کر کے افسوس کرتا ہی کبھی کہتا ہی ہاے وہ افسر مارا کہ جسکا رفاقت مین مثل نہ تھا افسوس مین نے خود قتل کیا اس ہنگامے مین کس کس پر سے سحر اتارون کیونکر اپنے یاران ہمدم کو بچاؤن آخر ناچار ہو کر قتل کر ڈالتا ہون کہ بادشاہ

لڑتے بھڑتے قریب تخت رنگار رنگ پہونچے گریبان سحر چاک ہوچکا ہو ستارۂ سحری آسمان پر
چمک رہا ہی شعاع نیر اعظم ظاہر ہوتی جاتی ہو جب شہنشاہ گیتی ستان جنگ رستمانہ کرتے ہوے
قریب رنگار رنگ پہونچے رنگار رنگ نے آگ برسائی تلوارین گرائین ان چیزون سے
بادشاہ پر تاثیر نہ کی جب قریب پہونچ گئے تو رنگار رنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گری رنگار رنگ کے دو ٹکڑے ہوے
رنگار رنگ کو مار کر بادشاہ طرف دارالامارۂ شاہی کے چلے کہ وزیرون اور امیرون نے آکر
قدمبوسی کی عرض کی سب حضور کا مذہب اختیار کرتے ہین بادشاہ قلعے سے باہر نکلے دیکھا
آندھی سیاہ چل رہی ہی کوہ رنگار رنگ پر اندھیرا چھایا ہوا ہی نوبہار نے بڑھکر عرض کی ای
شہریار یہ علامت سحر ہفت پیکر ہے پہاڑ پر نہ جایئے قلعے پر حضور کا قبضہ ہوا امروز فردا میں فوج
پہاڑ چھوڑ دیگا ایسا نہ ہو کوئی ایسا سحر کرے کہ حضور پھر بلا مین مبتلا ہون بادشاہ نے نہ مانا طرف
کوہ کے چلے نوبہار نے بڑھکر سحر کیا کہ چند لڑکے مشعلین لیے ہوے ظاہر ہوے انکی روشنی
مین بادشاہ چلے کہ تصویر سنگی نے آواز دی ارے رنگار رنگ جادو انکو نہین روکتا کہ چند
برہمنون نے بڑھکر عرض کی کیا قدرت کو ظاہر نہین ہوا رنگار رنگ جادو مارا گیا قلعے پر
قبضہ کرکے بادشاہ اسطرف آتے ہین رنگین جادو کہ رنگار رنگ کا بھائی ہے دیکھیے بادشاہ
کے ساتھ آتا ہی سحر ہوا کو برطرف کر رہا ہی بادشاہ گھاٹیان طے کرنے لگے تصویر سے آواز آئی
کہ ای کوہان کوہ در بادشاہ کو روک پہلو سے زمین شق ہوئی ایک جادوگر بشکل عجیب
نکلا نکلکر ایک چیخ ماری کہ ہر طرف سے ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوے
تھوڑے ہی عرصے مین ساٹھ ستر ہزار جادوگر صفین باندھکر کھڑے ہوے کوہان کوہ
آگے بڑھا گھاٹیون پر آکے سحر کیا کہ کوہ تھرانے لگا بادشاہ کا قدم گھاٹیون پر نہین جمتا جھٹکے
ملتے ہین پہاڑ مین جنبش ہلتے ہین کئی ہزار جادوگر جو ساتھ بادشاہ کے گھاٹیون پر چڑھ
آئے تھے وہ سب قعر کوہ مین گرے ہر مرتبہ کوہان بڑھکر سحر کرتا ہی اور کہتا ہی کہ بادشاہ کیون
نہین گرتے کہ مقناطیس سحر کرتی ہوئی پہلو بادشاہ کے آئی کوہان نے جو مقناطیس کو
دیکھا آواز دی اوگیسو بریدہ تو بھی ان باغیون کے ساتھ ہی یہ کہکے سحر کیا جس سے پر کہ

سقناطلیس کھڑی تھی وہ پتھر پھٹا ایک آواز دناٹے کی آئی قریب تھا کہ سقناطلیس بھی قعر
کوہ میں گرے کہ نوبہار نے بڑھکر سقناطلیس کو سنبھالا کہا ہوا کوہان کوہ در سحر کر رہا ہے
مشکبار نے دوسرے پہلو سے آکر ایک گولہ مارا کوہان نے اُس گولے کو کاٹا گولے کے
کٹتے ہی چند ہا آہوان صحرا پیدا ہوے کوہان کو آہوؤں نے آکے گھیر لیا جنگ کرنے لگے کئی ہزار
جادوگر مار کر گرا دیے کوہان پیچھے ہٹا نام ہفت پیکر کا لیکر ایک دستک دی کہ پہلوے کوہ سے
چند شیر ظاہر ہوے آہوؤں پر آکر گرے اب آہو بھاگنے لگے شیروں نے اپنا رنگ باندھا
آہوں کو بھگا کر ساحروں کی طرف چلے مشکبار نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو اسنے دفع کیا اور
شیر دھڑوں کے مار رہے ہیں طرف صحرا کے ایک دستک دی کہ چند خرس مہیب لڑتے ہوے
شیروں پر جا پڑے کبھی خرس شیروں پر غالب آئے کبھی شیر خرسوں پہ آوازیں مہیب آنے
لگیں تھوڑے عرصے میں شیر و خرس غائب ہوے بادشاہ گھاٹیوں کو طے کرکے بالاے کوہ
آگئے کوہان نے جو دیکھا کہ میں نے ہر چند سحر کیا کسی سحر نے بادشاہ پر تاثیر نہ کی بادشاہ
لڑتے ہوے بالاے کوہ آگئے ساحروں کو قتل کر رہے ہیں تینوں جادوگرنیاں چمک چمک
کے سحر کر رہی ہیں جس پر سحر کیا اُسے مار گرا دیا پہاڑ پر صاف ظاہر ہے کہ چمنستان لالہ زار
کھلا ہے ہزار ہا لاشہ لوٹ رہا ہے تصویر سنگی نے آواز دی کہ اے کوہان اپنا سحر کیوں نہیں
کرتا بادشاہ پر یہ سحر تاثیر نہ کریگا اُنکے بازو پر درویش کامل کا نقش دیا ہوا موجود ہے کوہان
نے طرف صحرا کے دیکھا اور ایک گولہ طرف نخلستان کے پھینکا دیکھا پہلوے نخلستان
سے چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین ظاہر ہوئیں سب کے آگے ایک نازنین
زعفران پوش جوڑا زعفرانی زیب جسم ابرو کھنچی ہوئی تلوار یا خنجر آبدار عارض ماہ تابان یا
آئینہ اسکندری سے مثال دوں یا رنگ گل نسرین و نسترن کہوں آخر کس شے سے مثال
دوں وہ عارض کہ دیکھنے والوں کو عارضہ عارض ہو خراماں خراماں سب کے آگے بڑھی ہوئی
گنگناتی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بصد ادا آتی ہے

نظم

اعجاز جان دہی ہے ہمارے کلام کو
لکھو سلام غیر کے خط میں غلام کو

زندہ کیا ہے ہمنے مسیحا کے نام کو
بندے کا بس سلام ہے لیجیے سلام کو

اب شور ہے مثال جو دی اس خرام کو | یوں کون جانتا تھا قیامت کے نام کو
آتا ہے بہر قتل وہ دور اے ہجوم یاس | گھبرا نہ جائے دیکھ کہیں ازدحام کو
گو آپ نے جواب برا ہی دیا ولے | مجھ سے بیاں نہ کیجے عدو کے پیام کو
یاں وصل ہے تلافی ہجراں میں ہے فلک | کیوں سوچتا ہے تازہ ستم انتقام کو
تیرے سمند ناز کی بیجا شرارتیں | کرتی ہیں آگ نالۂ اندیشہ کام کو
گریہ تو میرے زندہ و بنے کا ہے آہ | روتا ہوں اپنے میں دل جنت مقام کو
سمجھے تھے کے نادرست تری خو بگاڑی | سمجھے خراب آپ کیا اپنے کام کو
جب تو چلے جنازۂ عاشق کے ساتھ ساتھ | پھر کون وارثوں کے سنے اذن عام کو
شاید کہ دن پھرے ہیں کسی تیرہ روز کے | اب غیر اس گلی میں نہیں پھرتے شام کو
مدت سے نام سنتے تھے مومن کا بارے آج | دیکھا بھی ہم نے اس شعرا کے امام کو

وہ نازنین غزل گاتی ہوئی مسکراتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی سلام کرکے مثل ہلال شب اول خم ہوئی بینادو کھانے سر اٹھایا آنکھ سے آنکھ کو ملایا نگاہ ملنے نے یہ تاثیر پیدا کی کہ سعد بن قباد ہر چند زرہ پہنے ہیں تعویذ زیر زرہ ہے مگر اس نازنین سے کہا میں دور سے حضور کی مشتاق ہو کے آئی ہوں ذرا میرے ساتھ تشریف لے چلیے سامنے زیر کوہ اس کنیز کا باغ ہے چند ساعت وہاں تشریف رکھیے دیکھیے ملاحظہ کیجیے کہ لڑائی فتح ہو گئی آپ کے سردار غالب آئے یہ بی نوبہار و مقناطیس و مشکبار نے کیا کیا سحر کیے یہ کہکے بادشاہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیے بادشاہ اسکے ساتھ چلے دور سے نوبہار نے دیکھا کہ بادشاہ ایک نازنین زعفران پوش سے باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں تلوار نیام میں کرلی سیر بہشت بریں کی گلچینی گلشن جمال کی اسکے کر رہے ہیں نوبہار نے بڑھکر مقناطیس سے کہا کہ بوا دیکھو بادشاہ کہاں جاتے ہیں مقناطیس آگے بڑھی چاہا جاکر بادشاہ کو روکے کو یہاں سے نے دوسرا گولہ طرف صحرا کے مارا کہ وہ گولہ وہاں جاکر پھٹا تھوڑی دیر تو اس مقام پر مانند حیران رہا بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا ایک نازنین گلابی کپڑے پہنے ہوئے نہایت طرارہ و فراٹے بھرتی ہوئی قریب مقناطیس کے آئی پکار کر آواز دی اے افسر لشکر بادشاہ اسلام میرا سلام قبول ہو مقناطیس نے جواب دیا بوا کہاں سے آئی ہو ہم تو خود تمہارے مشتاق

تھے لیکن وہ گلابی پوش بادشاہ پر نگاہ ڈالتی ہوئی قریب مقناطیس کے پہونچی کہا اے مقناطیس
سامنے ہمارا باغ ہے ہمنے آپ ہی لوگون کے واسطے آراستہ کیا ہے ذرا اک نگاہ چلکر دیکھو لو کہ
ہمارے دل کو تسکین ہو گل و غنچے تمھارے انتظار مین لہک رہے ہین پھول چاندنی کے تمھارے
انتظار مین چٹک رہے ہین مقناطیس نے کہا وا کیا نقصان ہے تمھارا عارض انور رشک
غنچہ و گل ہے باتون مین کیا تسلسل ہے اس نازنین نے مسکراکر مقناطیس سے آنکھ ملائی
اور یہ اشعار بہ صد سوز و گداز گانے لگی۔ نظم

خالی ہوا ہی فتنہ سے گا ہے جہان ہو — اس دم قیامت آئے اگر آسمان نہ ہو
اعجاز سے زیادہ ہی سحر انکے ناز کا — آنکھین وہ کہہ رہی ہین جو لب سے بیان نہ ہو
یون تو بہت سے دل کے خریدار ہین وے — جو ہی سو بد معاملہ کیونکر زیان نہ ہو
لکھتا ہون اُسکو بستگی دل کا ماجرا — آنسو روان نہ ہون تو سیاہی روان نہ ہو
شیخ حرم سے کام نہ پیر مغان سے ربط — کیا کفر و دین جو پاس وہ زیبا جوان نہ ہو
خوکردیا ہوا بہاری نے اس قدر — بجلی گرے تو گرم مرا آشیان نہ ہو
اب شوق وصل ہی نہ غم قرب مدعی — پامال ہو چکا ہون عبث سرگران نہ ہو
عزم سفر جہان سے کرون کیا شب فراق — مین جانتا ہون چین کہان تو جہان نہ ہو
اس شرط پر جو لیجے تو حاضر ہی دل ابھی — رنجش نہ ہو فریب نہ ہو امتحان نہ ہو
یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہوگیا — صبح شب فراق ہے تو بدگمان نہ ہو
مومن بہشت عشق حقیقی تمھین نصیب — ہمکو تو رنج ہو جو غم جاودان نہ ہو

یہ اشعار اس نازنین نے اس تکلف سے سامنے مقناطیس کے گائے کہ مقناطیس کا چہرہ
سرخ ہو گیا آنکھین ابل آئین اس نازنین کا ہاتھ تھام لیا زعفران پوش کے ساتھ بادشاہ
جاتے ہین اور گلابی پوش سے مقناطیس باتین کرتی ہوئی بہت شگفتہ دونون نازنین اب
دونون کو لیکر چلین تو بہار نے جو یہ سامان دیکھے مشکبار سے بڑھکر کہا لو بوا مین سمجھی تھی کہ
مقناطیس بادشاہ کو بچا لینگی وہ خود مبہوت ہو کر اس مکارہ کے ساتھ جاتی ہین مین جا کر
روکتی ہون مشکبار نے کہا بوا مین بھی سحر کرتی ہون تم جا کر اول مقناطیس کو روکو تو بہار

جمعیت کر سامنے مقنا طلیس کے آئی کہا بوا کہاں جاتی ہو مقنا طلیس نے کہا ہماری بہن کا سامنے
باغ ہو اُسی کو دیکھنے جاتے ہیں آؤ بوا تم بھی چلو نو بہار با تکلف ساتھ ہولی کوہان کوہ در ایک
گوشے میں بیٹھا سحر کر رہا ہو اور ساتھ والوں سے کہ رہا ہو کہ اب اگر سامری و جمشید بھی آکے
روکیں تو یہ لوگ نہ رکیں گے نو بہار نے بھی مقنا طلیس کا ساتھ دیا مشکبار جمعیت کر سامنے
بادشاہ کے آئی کہا ای شہریار آپ کہاں جاتے ہیں اس نازنین کو کیا سمجھے ہیں بادشاہ نے
فرمایا ای مشکبار سیر باغ کی دیکھکر ابھی آتے ہیں آؤ تم بھی چلو مشکبار بھی بادشاہ کے ساتھ ہوئی
دور سے فیروزہ بن عمرو نے یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ اور مشکبار ساتھ اُس زعفران پوش
کے جاتے ہیں اور گلابی پوش نے مقنا طلیس و نو بہار کو لیا یہ دونوں اُنکے ساتھ جاتی ہیں
اور کوہان کوہ در گوشے میں بیٹھا ہوا خون اپنا کاٹ کاٹ کے پھینک رہا ہو دمبدم پکارتا ہو
یا خداوندا یہ سحر تو پورا ہو بادشاہ اور نو بہار وغیرہ کو گلابی پوش و زعفران پوش ساتھ لیے
ہوے پہاڑ سے اُتریں اُترتے ہی کئی ہزار کنیزیں جو صحرا میں پھیلی ہوئی تھیں جمع ہو کے سامنے
آئیں پکارتی ہوئیں کہ باغ آج کل خوب سرسبز و شاداب ہو ہر پھول رنگ و بو میں لاجواب
ہو چلکر ملاحظہ کیجیے بادشاہ نے زعفران پوش سے اشارہ کیا زعفران پوش جب ہنستی ہے
گوہر دندان کی چمک دل کو بیقرار کرتی ہو بادشاہ باغ میں داخل ہوے گلابی پوش نے
مقنا طلیس و نو بہار کو بھی باغ میں پہونچایا اب جو بادشاہ کی باغ پر نگاہ پڑی دیکھا گلہاے
رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بو قلموں نہریں سلسبیل آسا ہر نخل کے سائے میں جوش مار رہی ہیں
حوض پختہ لبالب بیتاب نایاب حباب کی آبرو موجیں خوشبو کناروں پر ہر حوض کے جام ہاے
شراب ناب رکھے ہوے جھلک رہے ہیں جیسے ہی بادشاہ نے باغ میں قدم رکھا ہزارہا طائران
زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کرتے ہوے صف باندھکر سامنے آئے اپنی آواز میں بصد سوز وگداز یہ
اشعار گانے لگے - نظم

یہ وہ بیداد و ستم کچھ دل مضطر میں نہیں — یوں ہوں نالاں کہ وہ گویا صف محشر میں نہیں
خار بستر پہ شب ہجر بچھاؤں کیونکر — دلمیں تو ہو وہ گل اندام اگر بر میں نہیں
سر پٹکتا ہوں کہ بس ہم بھی نہوں گھر بھی نہو — دھیان جسوقت یہ آتا ہو کہ وہ گھر میں نہیں

مجھسے مہوش کی طرف محتسب آتا ہی تو آئے | ایک قطرہ بھی سبو و خم و ساغر میں نہیں
جی اُٹھے اور وہی رنج محبت کے لئے | ہم نہ مانیں گے کہ ایذا تری ٹھوکر میں نہیں
ہم نفس کیونکر مسخر وہ پری رو ہوگا | نام اہل ہوس اور وہ افسونگر میں نہیں
قطع امید سے سر کاٹنے کو کیا نسبت | مجھ میں وہ دم ہی ابھی جو ترے خنجر میں نہیں
دے دیا کیجیے بوسہ طلب اول بھی | سچ کہا تمنے مزا حرف مکرر میں نہیں
کیا موثر ہو دعا وصل صنم کی مومن | ہم طلب کرتے ہیں وہ شے جو مقدر میں نہیں

طائرون نے یہ اشعار اس رنگ سے گائے کہ نوبہار و مشکبار و مقنا طیس آمادہ ہو گئیں کہ بادشاہ کو باغ کی سیر کراؤ بادشاہ ساتھ اس زعفران پوش کے باغ میں سیر کر رہے ہیں کہ زعفران پوش نے دست بستہ عرض کی اے شہریار رنگار نگ جادو کہ بادشاہ اس بہادر کا تھا وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا خداوند ہفت پیکر کو نہایت ناگوار ہی ہم لوگون نے بہت عذر کیے تب یہ حکم ہوا ہی کہ وہ گنہگار تھا اچھا ہوا مارا گیا مگر آپ ہتھیار کھولکر رکھدیں آپ کے پاس ان اشعار کا رہنا مناسب نہیں بادشاہ نے سپر شمشیر کمان ترکش سب کھولکر زعفران پوش کو دیدیے پھر دوبارہ عرض کی یہ تعویذ بازو پر سے کھول ڈالیے قدرت کا نام آپ کا حافظ و نگہبان ہی بادشاہ نے بازو پر سے تعویذ بھی کھولا طرف نوبہار وغیرہ کے متوجہ ہوے پوچھا کیون اے مقنا طیس ہتھیار تو میں نے کھول ڈالے اب یہ کہتی ہیں کہ تعویذ بھی کھولکر رکھدو تمھاری کیا راے ہی تینون نے عرض کی حضور تعویذ کھول کر رکھدیں ہم نگہبان رہیں گے بادشاہ نے جیسے ہی تعویذ بازو سے کھولکر سپر پر رکھا ایک طائر آسمان سے گرا تعویذ اُٹھا لیگیا زعفران پوش نے بادشاہ سے عرض کی حضور تعویذ ہاتھ سے گیا طائر اُٹھا لیگیا نہیں معلوم یہ طائر کون تھا کنیز کو بڑا قلق ہی اب مناسب ہی کہ آپ جلد طلسم ہفت پیکر میں تشریف رکھیں بادشاہ نے فرمایا اے مہ جبین میں مدت سے طلسم ہفت پیکر کا مشتاق ہون مقام فقط بتادو میں طلسم ہفت پیکر میں خود چلا جاؤنگا مقنا طیس و مشکبار و نوبہار بھی کہ رہی ہیں کہ اگر طلسم میں نہ جلینگے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا بادشاہ نے کہا مجھے مقام دکھادو پھر میں فتح کرونگا تینون جادوگرنیان طرف گلابی پوش کے متوجہ ہوئیں کہا کہ اے ملکہ عالم نشان طلسم ہفت پیکر کا

شاہ کو تباہ آپ اُسمین فوراً داخل ہونگے جاکر فتح کرینگے گلابی پوش نے کچھ اسم سحر کا پڑھا
فوراً دیوار باغ کی گر گئی دیکھا سامنے ایک صحراے سبزہ زار بفراخ دلکشا جہانتک نگاہ کام کرتی ہو
سبزہ پھیلا ہوا ہو نہرین جاری ہین بادشاہ نے دیکھا ایک طرف سے گرد اڑی کل افسران فوج
ہماری فوج کو ساتھ لیے ہوے آتے ہین آکے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا کل افسر یہی کہتے
ہین کہ حضور مبارک ہو اب طلسم ہفت بیکر مین آپ کا داخلہ ہوگا بادشاہ جس افسر سے صلاح
کرتے ہین وہ یہی صلاح دیتا ہو کہ حضور ہم سب ساتھ ہین چلتے ہی طلسم کو فتح کرینگے بادشاہ کو تخت پہ سوار
کیا وہ دونون نازنین ساتھ ہین ہتھیار بادشاہ کو لاکر دیے بادشاہ مسلح ہوے اس صحراے
سبزہ زار سے گذر کر ایک دشت مین پہونچے کہ صحراے ویران کف دست میدان بالکل
سنسان ہی ہواے گرم چل رہی ہو زاغ و زغن درخت ہاے خار پر اپنی آوازین لگا رہے
ہین بادشاہ اس دشت کو دیکھکر بہت پریشان ہوے جب جھونکا ہواے گرم کا آتا ہو گل عارض
مرجھا جاتے ہین چہرے پہ پریشانی اہل فوج فریاد گری کی کرتے ہوے مرکب سے گرے
پڑتے ہین فریاد کی صدائین بلند ہر خورد و کلان دردمند تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ سامنے سے ایک
قلعہ معلوم ہوا کئی ہزار برج ہر برج مین ایک ایک زنگی قرنا لیے کھڑا ہو برج کلان مین دیکھا زنگی
بڑے قد و قامت کا کرسی پہ بیٹھا ہو پہلو مین اسکے ایک معشوق خوبرو گلا بیان شراب کی سامنے
رکھی ہین ہر مرتبہ شراب پیتا ہو معشوق سے بوس و کنار کر رہا ہو بادشاہ نے وہ قلعہ دیکھا
وہ جو زنگی قرنائین لیے کھڑے ہین دہن سے قرنائین لگائے ہوے کئی ہزار نقارہ نواز
ہین گنگا جمنی اُنکے ہاتھون مین نقارون کے ڈنکے ہاتھ مین امیدوار کھڑے ہین کہ بادشاہ
کا داخلہ ہو تو نقارے اور قرنائین بجائین بادشاہ تخت سے اُترے اول تینون جادوگر بیان
یہ کہکر بڑھین کہ پہلے کنیزین جائین حال طلسم دیکھ آئین تب حضور کا داخلہ ہو طلسم نہایت سخت
ہو فتح حضور کے نام ہو بادشاہ تخت سے اتر کر سامنے قلعے کے کھڑے ہوے کہ اول مشکبار
و سقنا طیس و نوبہار طرف قلعے کے چلین وہ زنگی جو معشوق خوبرو سے بوس و کنار کر رہا تھا
اُسنے پکارکر آواز دی ای سقنا طیس وغیرہ یہان آنے کا ارادہ نہ کرنا مگر تینون نے جواب
نہ دیا طرف قلعے کے جاتی ہین جیسے ہی قریب قلعے کے پہونچین دروازہ قلعے کا کھلا ایک

زنگی بڑے قدو قامت کا تین کنیزین کرسیان لیے ہوے بیرون قلعہ آئین خندق کے اس پار
آکر تینون کرسیان بچھائین یہ تینون جادوگرنیان جاکر اُن کرسیون پر بیٹھین اُس زنگی نے
ایک ایک جام تینون جادوگرنیون کو دیا تینون نے جام پیا جام پی کر حرکات لغو کرنے لگین اس
زنگی نے دیکھکر آواز دی ای مقناطیس و شکیار و نوبہار قلعے مین چلو کہ سب تمھارے
مشتاق ہین اہالی طلسم ذکر کیا کرتے ہین کہ ہمراہیان بادشاہ اسلام طلسم مین آئینگے ہم سب قیدی
ہونگے یہ کہکے طرف پھاٹک کے اشارہ کیا پھاٹک قلعے کا کھلا کئی سو کنیزین آگے اُنکے ایک نازنین
گلنار پوش جوڑا بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سب نازنینون
کے آگے بڑھی ہوئی پکارتی ہوئی آئی کہ ای مقناطیس و شکیار و نوبہار قلعے مین چلو بادشاہ طلسم
تمھارے مشتاق ہین تینون جادوگرنیان کرسی سے اُٹھین اُن سب نے چارہ جانب سے
گھیر لیا بادشاہ دور سے دیکھ رہے ہین کہ تینون جادوگرنیان بیچ مین اُن سب کے ہنستی ہوئین
نازنینان مہ جبین سے بخلق و محبت باتین کرتی ہوئین قلعے مین داخل ہوئین جب قلعے مین
داخل ہو گئین نقارہ نوازون نے نقارے بجاے زنگیون نے قرناؤن کو دم دیا اب بادشاہ
قبضے پر ہاتھ ڈالکر طرف قلعے کے چلے وہ زنگی جو برج کلان پر بیٹھا ہی اور پہلو مین اُسکے معشوق
خوشخو ہی بوس و کنار سے موقوف کیا کھڑا ہو گیا پکار کر آواز دی او اجل گرفتہ کیون جان دینے
آتا ہی مگر بادشاہ نے جواب نہ دیا ہی چاہتے ہین اپنے کو قلعے مین پہونچاؤن کہ یہی
تینون رفیقین داخل قلعہ ہو چکین نہین معلوم اُنپر کیا گذری مین جاکر تماشہ دیکھون یہ فرماتے
ہوے جیسے ہی قریب خندق کے پہونچے پھاٹک قلعے کا کھلا وہی زنگی ایک کنیز ساتھ ہاتھ
مین اُسکے کرسی پکار کر زنگی نے آواز دی زیادہ تکلیف نہ کیجیے اُس پار خندق کے ٹھہر
جائیے بادشاہ رکے تھے کہ اُس نازنین نے آکر کرسی بچھائی بادشاہ کو اشارہ کیا بادشاہ کرسی
پر بیٹھے کہ پھر پھاٹک کھلا ایک نازنین نہایت حسین گل پیرہن سیم تن غنچہ دہن رشک چمن
دریاے جواہر مین غوطہ زن ایک ہاتھ مین گلابی دوسرے ہاتھ مین جام بلورین اُسنے قریب
بادشاہ کے آکر جام جو ہاتھ مین تھا وہ پیش کیا بادشاہ فوراً جام کو پی گئے جام کے پیتے ہی
بادشاہ کی آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہوا تلوار ٹیک کر اپنے مقام سے اُٹھے جس نازنین

۴

نے شراب پلائی اُسی نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا بادشاہ کو ساتھ لیکر چلی سب زنگیون نے قربانین
دہن سے ملا مین نقارچیون نے چوبین اٹھائین وہ زنگی جو معشوق کو پہلو مین لیے بیٹھا تھا
اُسنے پکارکر آواز دی اے اہالی طلسم ہفت پیکر تمکو مبارک ہوکہ بادشاہ لشکر اسلام طلسم مین
آتے ہین قرنائین بجنے لگین نقارون پر چوب پڑی اندر سے قلعے کے کئی ہزار نازنینان چہرہ کشا
نکلین بادشاہ کو بیچ مین لیکر اس جاہ وحشم سے داخل قلعہ ہوئین جب بادشاہ قلعے مین آئے
تو دیکھا کہ بازارین کھلی ہوئین دوکاندار دوکانون پر بیٹھے ہین خرید و فروخت ہو رہی ہی دلالون
کی باتین ہو رہی ہین سرخ و سبز و زرد و کپاسی پگڑیان باندھے ہوے بالے کانون مین اُس مین
مروارید بے بہا پڑے ہوے دوکانون پہ بیٹھے ہین دلال خریدارون کو بلاتے ہین اور مال
جوہریون کا دکھاتے ہین جسطرف بادشاہ جاتے ہین ہرطرف کے دوکاندار کھڑے ہو جاتے ہین
اور جھک جھک کر سلام کرتے ہین کہتے ہین آپ کا آنا ایسا مبارک ہوکہ ہم لوگ بچین اے طلسم کشا
قلعے مین نہ آئے صاحبقران بھی قید ہو جائین بادشاہ کو دعائین دیتے ہین یہانتک کہ بادشاہ
چوک مین آکے پہونچے اب ایکطرف سے ہنگامہ ہوا کان مین آواز آئی کہ کوئی شخص خوش آواز
بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے —

نظم

کہتے ہین جسکو عرش برین ہی وہ بام دوست — اعلیٰ ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست
کٹتے ہین سیکڑون کے گلا گام گام پر — چلنے سے تیغ کے نہین کچھ کم خرام دوست
جاتا ہی جب خون شہیدان عشق کو — کاٹھی سے نکل پڑتی ہی باہر حسام دوست
ہو جی مین کوہ طور پر اک روز جایئے — مثل کلیم ہو جیے وان ہمکلام دوست
عاشق جلو مین دوڑتے ہی دور تک لیے — ہرگز قدم لگا نہ کہین جو خرام دوست
پیغام بر کو دخل نہین اس مقام مین — بیواسطہ پہونچتا ہی مجھکو پیام دوست
آتا ہی یار فاتحہ پڑھنے کو بیشتر — لوح لحد ہی تختۂ مشق خرام دوست
وان تک گذار ہر کس و ناکس محال ہی — پر جلتے ہین ملک کے جہان ہی مقام دوست
بیٹھا کرے وہ شوخ جو کوٹھے پہ آن کر — میلہ سا روز رہنے لگے زیر بام دوست
اے رند مشک بو دکی کیا اسکو احتیاج — رکھتی ہی بوے زلف معطر مشام دوست

اس آواز کو بادشاہ جمجاہ سُنکر اسطرف متوجہ ہوے دیکھا صدہا نازنینان مہ جبین دف و دائرے
بجاتی ہوئیں ایک محافہ آگے اُسکو نازنینکانے گھیرے ہوئے آگے ایک چوبدار عصاے مرصع کا
ہاتھ مین آواز دیتا ہوا آتا ہو کہ ای دوکانداروی اہلی شہر موءدب رہو کہ معشوق شاہی کی سواری
آتی ہو جب وہ محافہ قریب پہونچا تو یکایک ہوا چلی کہ پردہ محافہ کا اُٹھا بادشاہ نے اُس بیچ محافہ
مین ایک کوکب درخشان دیکھا یعنی ایک نازنین چاردہ سالہ دُلھن بنی ہوئی عطر سہاگ ملا ہوا
کہ بوسے اُسکی دماغ جان معطر و معنبر ہوتا ہو عروس نے یکایک سر اُٹھایا بادشاہ سے آنکھ چار
ہوئی تیر مژگان جو کمانخانۂ ابرو مین لیس تھے تو وہ دل پہ پڑے کہ توڑ کر پشت کو پار کر دے
بادشاہ نے جھپٹ کر پاسے پہ محافے کے ہاتھ ڈالدیا فرمایا یہ ماہ پیکر کون ہو چوبدار نے جھکر
عرض کی حضور بیتاب نہ ہوں یہ معشوق خاص آپ کی عروس ہو گرد جو نازنینان مہ جبین کھڑی تھین
اُنھون نے بادشاہ کو مبارکباد دی ایک تخت مرصع کا سامنے آیا پھر بادشاہ کو بٹھا کر دولھا بنایا بھاری
سہرا باندھ دیا وہی نازنین سہرے کو سنبھالے ہوے بادشاہ اپنے تخت کے ہمراہ اُس محافے
کو لیکر چلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا ایک دروازہ باغ کا سامنے معلوم ہوا دروازے
پہ صدہا کنیزین بطور استقبال کھڑی ہین جیسے ہی تخت بادشاہ کا قریب پہونچا اُن سب
کنیزون نے پھول جو ہاتھون مین تھے تعین بادشاہ پر اور محافے پر نثار کیے بادشاہ سے عرض
کی حضور تخت سے اُترین عروس کو لیکر داخل باغ ہون بادشاہ تخت سے اُترے محافہ رکھا
گیا عروس نے ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے عروس کو گود مین اُٹھایا مالامال محبت ہین لیکر عروس
کو باغ مین آئے بارہ دری کہ نہایت تکلف سے آراستہ تھی فرش منقش بچھا ہوا جھاڑ کنول
آراستہ ایک جانب چھپر کھٹ نہایت عمدہ درست ہو اُس چھپر کھٹ پر لیکر عروس کو آئے کنیزان
نے بڑھکر انتظام کیا ہر کام کے جیلے سے ہٹنے لگین تھوڑی دیر مین بادشاہ نے دیکھا کہ گزیان
شراب کی کشتیان کباب کی رکھکر سب ہٹ گئین بادشاہ نے دیکھا اب سواے عروس کے اور
کوئی اُس مقام پہ نہین ہو مقام جو خالی از غیر پایا چھپر کھٹ پہ تشریف لائے پردہ ہاے زنبوری
چہار جانب کھنچے ہوے بادشاہ نے جو پلنگ پہ قدم رکھا عروس نے ہاتھ پھیلائے امید وصل
مین دست دراز کیا اب جو عروس نے گھونگھٹ اُٹھایا تو اُس معشوق پریچہرہ کو

دیکھا تھا یا دیکھا کہ ایک ضعیفہ زنگن چھڑیاں پڑی ہوئی ہاتھ پھیلائے ہوئے کہ رہی ہے کہ اے شہریار آیئے میں بھی تشنۂ شربت وصل ہوں بادشاہ کو بڑا قلق ہوا فرمایا او مردار تو کون ہے کہ مجھ سے وصل کی خواہان ہوتی ہے میں تجھ ایسی مردار ضعیفہ سے وصل حاصل کردن اصلی دولھن کیا ہوئی زنگن نے دامن پکڑا کہا اے شہریار میری شادی آپ کے ساتھ ہوئی تمام شاہزادیاں ساتھ تھیں آپ بہ ناز و نعم مجھکو بیاہ کر گھٹ بر آئے اب آپ کلمات نادرست کہتے ہیں شاید کسی نے بہکا دیا بادشاہ نے فرمایا تو اپنی صورت تو دیکھ ماری بیحیا حلوا خوردن را روئے باید اس زنگن نے چاہا گلے میں بادشاہ کے ہاتھ ڈالدے منھ چوم لیوے بہ آئی بادشاہ نے ہاتھ اسکا ہٹا دیا اسنے دیکھکر آواز دی ارے یہ دولھا بڑا گستاخ ہے میں چاہتی ہوں گلے میں ہاتھ ڈالوں وہ اپنے کو کھینچتا ہے کیوں شاہتین آئی ہیں تو نے مجھکو بدنام کیا تمام شاہزادیاں آگاہ ہو گئیں اپنے اپنے جلسوں میں ذکر کرینگی کہ ضعیفہ مردار خوار کی شادی ہوئی برات بازار سے نکلی سب نے دیکھا اب میں اپنے میکے میں کیونکر جاؤنگی یا یہ ذکر کرونگی کہ دولھا مجھ سے بیزار ہو گیا میں بھی تجکو سب میں ذلیل کرونگی کیا اب تم جانے پاؤگے سب برادری والے جانتے ہیں کہ ضعیفہ کی بڑی آبرو ہے تم بادشاہ اسلام مشہور ہو میرے وصل سے اور زیادہ آبرو بڑھیگی یہ کہکے جو زنگن نے ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے ہر چند روکا وہ نہیں مانتی بادشاہ نے کلائی پہ ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ زنگن کا سر پھٹ گیا زنگن جو مر کر گری ہزاروں کنیزیں سر پیٹتی ہوئی گھس آئیں غل مچاتی تھیں کہ صاحبو یہ ظلم بھی کہیں سنا ہے اس راز دنیا نے سے دلھن کو بیاہ کے لائے اور پھر دولھا نے دلھن کو مار ڈالا کنیزوں نے جو ارادہ کیا کہ بادشاہ کو بذلت پکڑ لیں بادشاہ نے تلوار کھینچی کنیزیں چیخنے لگیں ایک سے ایک کہتی ہے ارے اس ظالم کو تو دیکھو کہ دلھن کو مار ڈالا اور ہم پر اب تلوار کھینچتا ہے بادشاہ نے جس پر ہاتھ مارا تلوار نے اسے زخمی نہ کیا آخر وہ سب عورتیں لپٹ گئیں بادشاہ کو پکڑ لیا چلا کے آواز دی کہ ارے ہتھکڑیاں بیڑیاں لاؤ آہنگر کو بلاؤ آہنگر ہتھکڑیاں بیڑیاں لیکر آیا بادشاہ کو مسلسل و مطوق کیا ایسی بدعت بادشاہ پر کی کہ بادشاہ بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ چند زنگنیں سر زنجیر کو تھامے ہوئے اور لاشہ اس زنگن کا ساتھ روتی پیٹتی ہوئیں مجھکو لیے جاتی ہیں ہر راہ میں ملتا ہے اس سے

کہتی ہین صاحبو یہ اتفاق ہوا کہ ضیغمہ مردار خوار کو ساتھ مجمع کے بیاہ کے لے گئے تنہائی مین
نہین معلوم کیا فساد ہوا کہ دولہا نے دلہن کو مار ڈالا بادشاہ ان باتون سے کیسا محجوب ہوتے
ہین ہر ایک راہ گیر بادشاہ کے قریب آکر کہتا ہے ایسی خوبصورت دلہن اُسکے وصل پر کچھ اُسکو
توجہ نہوئی بادشاہ اُن کہنے والون کو گالیان دیتے ہین فرماتے ہین کہ دلہن کے نام سے یہ بات
ظاہر ہے ضیغمہ مردار خوار نام آخر اُسکا انجام نیک ہوا ایسی لایق تھی کہ مین نے قتل کیا زنگنین
کہتی ہین کہ میان دولہا صاحب زنگن کے قتل کا وہ انجام ہوگا کہ عمر بھر یاد کرو گے خداوند
ہفت پیکر ایسا کرین کہ بادشاہ انصاف کرے ہماری قید مین ہیلسو کب وہ انتم پر بند کرین
ضیغمہ مردار خوار کے خون کا بدلہ لین تھوڑا راستہ طے کرکے ایک قصر کے دروازے پر پہونچے
کہ چند حاجب نگہبان عصاے مرصع کار ہاتھ مین لیے ہوے دروازے پر حاضر ہین دروازے
پر پردۂ زنبوری کھنچا ہے قرق زنجیر بھی آراستہ ایک زنگی درگہ سالار بیٹھا ہے اُسنے زنگنون سے
پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے کہا میان درگہ سالار صاحب یہ دولہا ضیغمہ مردار خوار کو بیاہ
کے لے گئے محافے مین اُسکو دیکھکر عاشق ہوے تھے ہم سب نے کہا اسی کے ساتھ
شادی کردین باغ نیرنگ مین لیکر گئے دولہا نے دلہن کو گود مین لے کے اُتارا بڑا ولولہ
تھا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے تخلیے مین لیجاکر جب بیٹھا اور وقت وصل آیا نہین معلوم
کیا سوجھی دولہا نے دلہن کو مار ڈالا بادشاہ سے عرض کرو کہ عزیزداران عروس لاشہ لیکر
آئی ہین اور میان دولہا بھی آئے ہین درگہ سالار اپنے مقام سے اُٹھا اندر گیا بعد تھوڑی دیر
کے پکار کر آواز دی کہ قیدی کو اندر لاؤ بادشاہ نہایت محجوب ہین ہر چند کہتے ہین کہ لاشہ اُس
ناحق کا میرے ساتھ نہ لاؤ زنگنین کہتی ہین کہ دلہن سے کیون شرماتے ہو ہماری قوم مین کیا ایسی
کوئی خوبصورت عورت نہین ہے کبھی ہم لوگون پر یہ باعث نہین ہوئی بادشاہ جو اندر پہونچے دیکھا
تخت آہنی بچھا ہے اُسپر ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تاج میلا سا سر پر رکھے ہوے لباس بھی
جسم مین بوسیدہ ویسے ہی رفیق دنگل ہاے آہنی پر بیٹھے ہوے بادشاہ سے مسخراپن کر رہے
ہین بادشاہ نے دربار مین پہونچکر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بادشاہ نے جمع زنگیون
کے کانون پر ہاتھ رکھ لیے زنگنون نے لاشہ سامنے بادشاہ کے رکھا کہا اے بادشاہ عادل

دولھا نے دُلھن کو مار ڈالا بادشاہ ہنسا کہا صاحبو کیا خلاف مرضی دولھا کے شادی کی کہ جو
دولھا نے دولھن کو مار ڈالا زنگیون نے عرض کی حضور یہ دولھن پر عاشق ہوے تھے تخت سے
کود کر پلنگ پر جانے کے بائد رکھا حضور خوب آگاہ ہین کہ ہماری قوم مین اس سے زیادہ کوئی
خوبصورت عورت نہین ہی قوم بھر کے گھرون مین رونا پیٹنا پڑا ہی اور حضور آگاہ ہین کہ دولھن کا
سِن کیا تھا چار سو کئی برس گذرے ابھی روے شباب بھی نہ دیکھا تھا حسرت لیکر پردۂ دنیا سے
گئی ہم لوگ سُن رہے تھے کہ اُسنے کوئی بات محبت کی اُٹھا نہین رکھی مگر اس ظالم کو ایسی نفرت
ہوئی کہ اُسکا یہ حال کیا بادشاہ نے پوچھا کیون ای شخص تو نے دولھن کو کیون مار ڈالا بادشاہ
اسلام نے فرمایا مین جبسے عاشق ہوا تھا یہ وہ عورت ہی نہین تھی کئی سو برس کی بڑھیا منھ سے
بوے بدآتی تھی مجھکو دو لپٹنے لگی مین نے منع کیا اُسنے نہ مانا آخر کار کو مین نے سمجھا دیا بادشاہ
نے کہا عزیز داران عروس کیا چاہتے ہین زنگیون نے عرض کی کہ جو اس شہر کا دستور ہی کہ دولھا
دولھن کے ساتھ دفن ہوتا ہی امیدوار ہین کہ شاہ اسکو قتل کرکے لاش ہمین دین کہ دولھا اور
دولھن کو ایک مقام پر دفن کرین دُلھن حسرت لیکر دنیا سے گئی ہو مرنے کے بعد تو اُسکو وصل ملے
شاید قبر مین وصل ہو بادشاہ نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ خود دولھا کو اقبال ہی کہ مین نے اسکو قتل
کیا ابھی معاوضہ ہوا جاتا ہی حکم دیتے ہی چند زنگی جلاد لباس سیاہ پہنے ہوے خنجر برہنہ ہاتھ مین
سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی حکم ہوا کہ دولھا کو قتل کرو کہ اسنے دلھن کو قتل
کیا جلادون نے سر زنجیر پکڑ کے کھینچی بادشاہ اسلام کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی ای شاہ زنگیان
حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا آپ کو معلوم ہی کہ طلسم ظاہر مین کئی سال سے ہنگامہ
پڑا ہوا ہی طلسم نور افشان جب سے فتح ہوا اہل اسلام ادھر جھک پڑے کئی پہاڑ فتح ہوے
یہ قیدی کوہ زنگار رنگ سے اسطرف آیا قتل کرنا ہمارا کام ہی جلانا ہمارا کام نہین ہی اس
بادشاہ پیر نے سر ہلا کر جواب دیا کہ تم فوراً اسے قتل کرو ہم جواب وسوال کرلینگے جلاد خنجر کھینچ کر
سر پہ بادشاہ کے آیا اُسوقت بادشاہ کی بیقراری آنکھون سے آنسو جاری دل طرف پروردگار
کے رجوع کرکے بخضوع وخشوع دعائین مانگ رہے تھے کہ ای رب بے نیاز و ای خالق کارساز
اس بلا سے نجات دے ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے نظم

سیما بہ پرتو نور خدا نزدیک و دور — سید بہ جلوہ جمال کبریا نزدیک و دور
دور شد از دیدۂ دل چون حجاب ماسوا — در نظر آید جمال دلربا نزدیک و دور
پاک شد چون از غبار ہر تعلق آئنہ — عکس ذات حق نظر آید صفا نزدیک و دور
خانہ دار خانۂ دل بود در حنا نہ تمکین — رفت بہر جستجو طالب چرا نزدیک و دور
طی کند راہ طلب طالب بپائے اشتیاق — شہر شہر و قریہ قریہ جابجا نزدیک و دور
جستجوئے گل کند بلبل بہر یک بوستان — میر دد دور از چمن شل صبا نزدیک و دور

بادشاہ دعا مین مانگ رہے ہین اور وہ زنگی تخت نشین جلاد سے اشارہ کر رہا ہی کہ جلد قتل کر جلاد نے کوے کا خط کھینچا خنجر کھینچکر چلا کہ قتل کرون کہ ایک کنگرہ قصر کا گرا کئی سو زنگی اُسکے نیچے دبے اور ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ او ظالم زنگی کئی سو برس سے تیری حکومت و سلطنت ہی آجتک حالات طلسم سے آگاہ نہ ہوا یہ کیا ستم کرتا ہی اگر اسکو قتل کیا تو فوراً طلسم برباد ہوگا یہ آواز سُنکر وہ بادشاہ گھبرایا مشیرون وزیرون سے صلاح کرنے لگا کہ صاحبو اب مین کیا کرون آخر یہ کون شخص ہے کہ جسکے واسطے یہ انتظام ہو کہ آسمان پر برق چمکی بادشاہ نے دیکھا ایک ساحر تخت اُڑائے ہوئے آتا ہی ایک کتاب ہاتھ مین اُسکو دیکھا ہی اُسکی آمد دیکھکر بادشاہ تخت سے اُٹھا کہا آہن صاحب آئیے وہ ساحر آکر کرسی پر بیٹھا کہا ای ظالم تونے دیکھا کہ ایک کنگرہ تیرے قصر کا خلاف وقت گرا کیا تو نے خبر نہین سُنی غور کر مین نے اکثر جلسون مین بھی بیان کیا کہ عمر طلسم تمام ہو چلی طلسم کشا آگیا کئی در بند فتح کر چکا اگر یہ شخص آج قتل ہوجاتا تو طلسم کشا اگر زمین کو ہلا دیتا رونے کی جگہ ہی کہ اہل طلسم ہفت پیکر یون غافل بیٹھے ہین کہ عبادت خداوند بھی نہین کرتے مسلمانون کا بلوہ بڑھتا جاتا ہی در بند فتح ہوے تین پہاڑ مٹے چوتھے پہاڑ سے مصاحبان ہفت پیکر اسکو پکڑ لائے تین جادوگرنیان بھی ساتھ تھین اُنکو تو باغ نگارین مین قید کیا یہ شخص بادشاہ لشکر اسلام ہی اسکا قتل ہونا مناسب نہین چند دن مین خداوند ہفت پیکر بھی بھاگ کر آئینگے بلکہ اس قیدی کو میرے حوالے کر مین اسکو لیجا کر اسی باغ مین جہان تینون جادوگرنیان قید ہین وہین اسکو بھی قید کرون شاید اہل طلسم ہفت پیکر کی مراد پوری ہو کہ طلسم بچ جائے کل کتابون مین یہی لکھا ہی

کہ اس سال طلسم نہ بچیگا تم لوگون نے انجام بدخیال نکیا یہ کہکے بادشاہ کو اپنے تخت پر بٹھالیا
لیکر روانہ ہوگیا زنگنین دوہائی دیتی رنگین اُٹھ ساحرنے رونا پیٹنا کسی کا نہ سُنتا بلکہ جوابدیا
کہ اس ضعیفہ مردارخوار کی ایسے جلیل کے ساتھ کیون شادی کی کہ جسکا یہ انجام ہوا لاشہ اسکا
لیجاکر جلاؤ بعد انکو یہ اسی لائق تھی تمام دربار مین سناٹا پڑگیا سب زنگی توبہ توبہ کرنے لگے
ہر ایک کا قول تھا کہ بڑے تعجب کی بات ہے اب قدرت طلسم مین تشریف دینگے مگر وہ ساحر
بادشاہ کو لیے ہوے ایک باغ پر بہار مین آیا بادشاہ نے دیکھا مقناطیس اور نوبہار دشکبار
انکی زبانون مین سوزن چند زنگنین اُسی باغ مین انکو پھرا رہی ہین مجھے نہین دیکھتین تینون
اپنے حال زار پر روتی ہین کہ کاہن طلسمی قید بادشاہ لیے ہوے اُسی باغ مین آیا ایک مکان
عمدہ جو فرش وغیرہ سے آراستہ تھا اُس مکان مین لیجاکر بادشاہ کو پہونچایا زنگنون سے
کہا ان تینون قیدیون کو بھی اسی مقام پر لاؤ جب وہ تینون بھی آئین کاہن نے اُنکی زبانون سے
سوزن نکالی کہا اے مقناطیس و نوبہار دشکبار تمنے بڑی غفلت کی کہ بادشاہ کو قید کرادیا اگر
مین نہ پہونچتا تو اظلم زنگی نے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا بادشاہ کو مسند پر بٹھایا یہ تینون
جادوگرنیان پہلو مین بیٹھین کہا حضور اب نکاسی یہان سے بدون دست حق پرست
طلسم کشا کے ناممکن ہے غلام اکثر حاضر خدمت ہوگا مین بخوبی حال طلسم سے آگاہ ہون اب
طلسم کشا صاحب اسی مہینے مین طلسم مین قدم رکھین گے اور بڑی بہتری یہ ہے کہ لوح لے کے
آئینگے میرا علم خبر دیتا ہے کہ جسدن رستم طلسم مین قدم رکھین گے ہنگامہ عظیم ہوگا اُسی دن حضور
کو بھی پاس طلسم کشا کے پہونچادونگا بادشاہ نے کاہن کا شکریہ ادا کیا کاہن نے عرض کی
غلام کو شمس فلک ہفت پیکر کہتے ہین مدت سے جانتا ہون کہ فرزند صاحبقران اس طلسم کو
آکر فتح کرینگے مین مذہب باطل پر لعنت کرچکا شکر ہے کہ بدل مطیع اسلام ہون یہ کہکر بادشاہ
کی خدمت مین چند خادم چھوڑے اور چند نگہبان در باغ پر مقرر کیے اُنسے کہدیا خبردار کوئی
ساحر اس باغ مین نہ آنے پائے منع کرنا کیونکہ شمس یہان بادشاہ اسلام قید ہین یہ انتظام
کرکے شمس فلک ہفت پیکر طرف اپنے مکان کے روانہ ہوا لیکن فیروزہ بن عمرو جب
اسنے دیکھا کہ بادشاہ اسلام بخوشی ساتھ ان جادوگرنیون کے روانہ ہوگئے اور مقناطیس

اور نوبہار وغیرہ بھی ساتھ گئیں پلٹ کے دیکھا فوج کو بھی نہ پایا سوچا کہ ایسا نہو میں بھی کسی
بلا میں پھنس جاؤں ساحران مکار بادشاہ کو نگاکر لے گئے اب چلکر رستم کو خبر کرو فیروزہ
بن عمرو گریبان چاک چہرے پر خاک اول کئی دن گرد کوہ کے پھرا کہیں بادشاہ کا نشان نپایا
اکثر ساحرون سے ملاقات ہوئی اُنسے دلدہی کرکے پوچھا اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ بادشاہ
کو ساحر طلسم ہفت پیکر میں لے گئے اور داخل قلعۂ طلسم ہوگئے یہ دریافت کرکے فیروزہ
طرف لشکر رستم کے چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہے دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ لشکر نورالدہر بن بدیع الزمان اُترا ہوا ہے فیروزہ روتا ہوا بارگاہ میں نورالدہر کی آیا
نورالدہر بمحبت پیش آئے پوچھا کیوں اے فیروزہ کس حال میں ہو فیروزہ چیخیں مار کر
رونے لگا کہا اے شہریار ہمارے بادشاہ نامدار نے چند قلعے فتح کیے اور جس ملک میں پہونچے
اُسکو مطیع اسلام کیا ایک نقش جو اُنکو ایک درویش کامل نے دیا تھا اُسکی وجہ سے
سحر اُنپر تاثیر نکرتا تھا بادشاہ کوہ زنگار رنگ پر چڑھ گئے قلعہ فتح کرلیا زنگار رنگ جادو
مارا گیا سقفاطیس وغیرہ نے منع کیا تھا کہ پہاڑ پر نہ جائیے مگر بادشاہ نے نمانا اکثر
ساحرون کو بھی قتل کیا آخر ایک استاد نمین فریب و مکر سے مسحور بادشاہ کو نگاکر لیگئی طلسم
ہفت پیکر میں جاکر دشمن اُنکے قید ہوے اب خدمت رستم میں چلا ہوں نورالدہر نے کہا
اے فیروزہ تم خدمت عم نامدار میں نجاؤ میں جاکر بادشاہ کو رہا کردونگا فیروزہ نے کہا رستم
طلسم کشا ہیں اُن سے عرض کرنے میں مطلب حاصل ہوگا حضور قصد نکریں اور بادشاہ کے
پاس وہ نقش تھا کہ سحر اُنپر تاثیر نکرتا تھا اُنکو تو مکار نگاکر لے گئے حضور کا جانا بیکار ہوگا
فیروزہ کا کہنا نورالدہر نے نمانا اُسی وقت لشکر تیار کیا طرف کوہ زنگار رنگ کے چلے
فیروزہ نورالدہر سے رخصت ہوکے نکلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے گرد
اُڑی ایرج آگے آگے بشت پر فوج ظفر موج علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے
ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے فیروزہ کو جو ایرج نے دیکھا گھوڑے سے کود پڑے
پکار کر آواز دی اے فیروزہ بادشاہ جمجاہ کہاں ہیں فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا
کہا بادشاہ جمجاہ طلسم ہفت پیکر میں داخل ہوے اب میں حضور کے دادا جان سے

لینے جاتا ہون ایرج نے کہا ای فیروزہ تم کیون تکلیف اٹھاتے ہو مین جاکر طلسم کو درہم برہم
کرونگا بادشاہ کو رہا کرونگا فیروزہ نے کہا ای پہلوان دوران مین جانتا ہون کہ جسقدر سعی کروگے
اسقدر یا آپ زیادہ جلدی کرینگے مگر مقدمۂ طلسم ہی جرأت کو کام نہ فرمائیے بدون دست حق پرست
رستم اور کسی سے مطلب نہ نکلیگا ایرج نے اسی وقت لشکر کو درست کیا طرف کوہ زنگار رنگ
کے چلے مگر فیروزہ کئی دن مین منزلین طی کر کے سرحد فاروقیہ مین پہونچا خبر سنی کہ لشکر رستم
قلعۂ فاروقیہ پر فروکش ہے طرف لشکر کے چلا رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین خیرخواہان دولت
ساحران نامی و پہلوانان گرامی خدمت مین حاضر ہین کہ سمک نے خبر دی فیروزہ بن عمرو آتا ہے
رستم بیقرار ہوکر کھڑے ہوگئے فیروزہ نے آکے سلام کیا رستم نے باشتیاق پوچھا کہ
کیون ای فیروزہ ہمارے شہریار کس حال مین ہین فیروزہ بہت رویا کہا ای شہریار عالی
لشکر بادشاہ کا اوج پر تھا مگر فلک نے یہ انقلاب دکھلایا کہ بر سر کوہ زنگار رنگ پہونچے قلعہ
تسخیر کر لیا بالاے کوہ جاکر یہ سختی پڑی کہ جادوگریان لگا کر بادشاہ کو لیگئین ساکنان طلسم
سے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم ہفت پیکر مین گئے وہان جاکر قید ہوے یہی فکر ہوئی کہ چلکر حضور
سے عرض کرون راہ مین ایرج اور نوراللہ بہر سے ملاقات ہوئی وہ دونون یہ خبر سنکر بہ قہر و
غضب گئے ہین ہر چند غلام نے منع کیا مگر نہ مانا رستم نے کہا ای فیروزہ مین فکر مین لوح طلسمی
کی ہون انشاء اللہ لوح طلسمی حاصل ہوئی اور مین نے طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا فیروزہ نے
کہا مین حضور ہی کے ساتھ رہونگا رستم نے فیروزہ کو بالفت اپنے لشکر مین رکھا اور ملکۂ
شہرت مرصع پوش سے فرمایا کیون ای شہرت تمنے سنا کہ ہمارے بادشاہ طلسم مین جاکر قید
ہوے اب ہم کو جانا واجب و لازم ہے کہ اپنے کو طلسم ہفت پیکر مین پہونچائین لوح کی کوئی فکر
کرو شہرت نے عرض کی میری جان حاضر ہے کہ قدمون پر سرکار کے نثار کرون جسطرح ارشاد ہو
بجالاؤن آفتاب فلک سیر نے کہا ای شہرت ہر وقت کمیل پاس گلدستون کے نہین بیٹھی
رہتی تم رستم کو پیکر بالاے قصر معلق پہونچو ہم ہوا پر اڑتے رہینگے جب رستم لوح حاصل
کرلین اور کمیل پر جلوہ کرین ہم آسمان سے آکر پہونچین مصروف جنگ ہون اور لڑکے رستم
کو نکال لائین یون لوح طلسمی حاصل ہو شہرت نے کہا مین لیجاکر اسی مقام پر انکو اتار دونگی

جہان گلدستے لوح کے ہین لیکن اے آفتاب ایک مقام پر اتنے گلدستے رکھے ہوئے ہین یہ
ہمکو نہین معلوم کہ کس گلدستے مین لوح ہے جہلال سرکش نے عرض کی اے شہرت طلسم کشا کے
واسطے یہ فخر حاصل ہے کہ جب یہ ہاتھ ڈالینگے جس گلدستے مین لوح ہوگی خود ظاہر ہو جائیگی
اسطرح لوح ملیگی شہرت نے کہا مین سب طرح پر حاضر ہون جسطرح سے ارشاد ہو بجا لاؤن آخر یہی
صلاح ٹھہری کہ شہرت تخت پر سوار کرکے بالاے قصر معلق لیجائے تب لوح حاصل ہو آخر یہی
صلاح کامل ہوئی کہ جہلال اور باقی سحر و آفتاب وغیرہ یہ قرار کر بالاے آسمان روانہ ہوئے
یہان شہرت نے ایک تخت سحر تیار کیا اُسپر رستم کو سوار کیا تخت اُڑا کرکے چلی سمک و
فیروزہ زیر قصر پہونچے ساحرون کی شکل بنے ہوئے پھر رہے ہین لیکن محیط جادو پنے
قصر مین بیٹھی ہے کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے آکر سامنے محیط کے زمزمہ سرائی شروع کی
محیط مراد طائر سمجھی کنیزون سے کہا صاحبو تمھارے ذہن مین آیا کہ اس طائر نے کیا کہا
خداوند نے اس طائر کو بھیجا ہے کہ لوح کی حفاظت کرو اسی ہفتے مین طلسم کشا کو لوح ملجائیگی
اور قدرت نے فرمایا ہے کہ اے محیط آگاہ ہو جاؤ کہ بادشاہ اسلام طلسم ہفت پیکر مین
داخل ہوے وہان قید ہو گئے اب طلسم کشا کو جلدی ہے کہ اپنے کو طلسم مین جلد پہونچائے
بادشاہ کو جاکر چھڑائین لہذا حفاظت لوح واجب و لازم ہے مصاحبون نے عرض کی اے
ملکۂ محیط اگر حکم ہو تو بالاے قصر معلق جاکر نگہبانی کرین محیط نے کہا کمیل کو نامہ لکھو یہ
کہکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے کمیل قدرت نے کہلا بھیجا ہے کہ اسی ہفتے
مین طلسم کشا کو لوح ملیگی ایک کنیز کو نامہ دیا وہ کنیز نامہ لیکر قصر معلق مین آئی کمیل کو
نامہ دیا کمیل نے پڑھکر جواب دیا کہ کنیز نے عالم خواب مین قدرت کو دیکھا بہت پریشان
تھے فرماتے تھے اب ما بدولت ان بہادرون سے تنگ آئے ہین طلسم مین تشریف لیجائینگے
مگر اے کمیل جہانتک ہوسکے لوح کی حفاظت کرنا کہ بیٹی تمھاری شہرت طلسم کشا پر عاشق
ہے اپنی جان کی کچھ حقیقت نہین جانتی لہذا لوح کی حفاظت کرو ملکۂ عالم سے عرض کرنا کہ
مین رات بھر جاگتی ہون چالیس ہزار کنیزین جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین گرد قصر
براے نگہبانی موجود ہین اب مین آج سے جس قصر مین گلدستے رکھے ہین اُسی قصر مین اب

رات دن بسر کرونگی کیا مجال ہو کہ وہ گیسو بریدہ طلسم کشا کو لاسکے میری زندگی مین تو نا ممکن ہو کہ
لوح طلسم کشا کو ملے آپ مطمئن رہین یہ جواب کمیل نے پاس محیط کے بھیجا محیط جادو جواب
سنکر بہت خوش ہوئی کہا صاحبو کمیل وہ ساحرہ ہو کہ شہرت جسکے سامنے طفل مکتب ہو وہ ایک
سحر مین سب کو دیوانہ کریگی اور مین بھی گوش برآواز ہونگی جسوقت طلسم کشا قریب اُن گلدستون
کے پہونچین طائران سحر اس طور سے آواز دین کہ مین خبردار ہو جاؤن سب نے کہا حضور اگر آپکو
خبر پہونچی اور ہم لوگ پہونچ گئے پھر سامری و جمشید بھی ہمراہ ہونگے تو ہم لوگ گرفتار کرلینگے
ملازمان حضور کے سحر سے کون بچ سکتا ان باتون سے ساحرون کی تشفی ہوگئی مگر کمیل جادو
نے جس دن سے یہ خبر سُنی تحریر کر چکا ہون کہ معلق ہوا پر دو قصر بنے ہین ایک قصر مین
کمیل رہتی ہے دوسرے قصر مین وہ تختہ سنگ رکھا ہو جسپر اُنھی گلدستے رکھے ہین اُنھی مین ایک
گلدستے مین لوح ہے کمیل نے اپنے قصر مین رہنا موقوف کیا جس قصر مین گلدستے رکھے ہین
اُسمین آکر بیٹھی آٹھ پہر گلدستون کو دیکھا کرتی ہو بارہ ہزار کنیزین گرد قصر پھر رہی ہین شہرت
رستم کو لیے ہوئے بالائے آسمان پہونچی نازل شہرت نے تخت رستم الگ چھوڑا آپ تنہا
آسمان پہ آکے چلی کمیل کو دیکھا کہ سامنے گلدستون کے بیٹھی ہو آفتاب و ہلال وغیرہ
جو بالائے آسمان ستارے بنے ہوئے چمک رہے تھے شہرت نے ان سب سے کہا
کیون ای آفتاب یہان میری بڑی حفاظت کر رہی ہو یہ تھوڑے عرصے کو ہٹے تو مین طلسم کشا
کو لیکر اُترون لوح قبضے مین آجائے تو لڑائی پڑے پھر کچھ تردد نہین اور بدون حصول لوح
لڑائی اگر پڑی تو لوح قبضے مین نہ آئیگی یہ سُنکر ماہی سحر نے کہا ہوا تمنے ٹھیک بیان کیا
مگر مین کنیزان کمیل مین جاکر ملتی ہون تھوڑی دیر کے واسطے کمیل کو قصر سے بلا ونگی
شہرت نے کہا یہ ایسی کرو کہ اب جو آئے ہین تو بدون حصول مطلب واپس نہ ہون
ماہی سحر تڑپ کر زمین پر گری کنیزون مین کمیل کی ملگئی اور کمیل کو پکار کر آواز دی کہ ای
ملکۂ عالم برائے چند ساعت یہان تشریف لائیے کمیل نے آواز سنی سمجھی کوئی کنیز میری
مجھکو پکار رہی ہے سامنے سے گلدستون کے اُٹھی دوسرے قصر مین آئی پوچھا مجھے کسنے
پکارا ماہی سحر نے ہاتھ پکڑ لیا کہ کنیز کی شکل بنی ہوئی تھی کہا ای ملکۂ عالم آپنے انتظام

لوح تو خوب کیا اب تو کوئی نہین آ سکتا کمیل نے جواب دیا اے نرگس تو سچ کہتی ہی مگر آج
میرا دل دھڑک رہا ہی کلیجہ خود بخود دھڑک رہا ہی ماہی سحر نے کمیل کو باتوں مین لگایا-
شہرت نے بالاے آسمان سے دیکھا طلسم کشا کا تخت اُتار کر قصر مین لائی کہا اے شہریار
بسم اللہ کرکے گلدستون پر ہاتھ ڈالیے دیکھیے قدرت پروردگار ظاہر ہوتی ہی رستم
جیسے ہی آگے بڑھے عکس انکا گلدستون پر پڑا گلدستے شگفتہ ہوے رستم نے جیسے ہی
بسم اللہ کہکے ہاتھ بڑھایا ایک گلدستہ جو سب کے بیچ مین تھا دیکھا اُسمین ایک ستارہ
چمک رہا ہی رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ اُس ستارے پر ہاتھ ڈالون کہ شاید یہی لوح ہو وہ جو گلدستے
شگفتہ ہوے تھے اُن مین سے ایک طائر تڑپ کے نکلا اور اُسنے بالاے آسمان آکر آواز
دی دی کمیل کیون دھوکا کھاتی ہے کس سے باتین کرتی ہی دشمن اپنا کام کیا چاہتے ہیں-
طلسم کشا قریب گلدستون کے کھڑا ہی اپنے تئین جلد پہونچا کمیل نے جو یہ آواز سُنی
ماہی سحر سے آنکھ ملا کر کہا اری تو کون ہی جو مجھے روک رہی ہی ماہی سحر نے کہا حضور
نہین معلوم یہ طائر کیا بکتا ہی کمیل نے سحر کیا کہ ماہی سحر سے ہاتھ چھڑایا اور ماہی سحر کو
ڈھکیل دیا ماہی سحر زمین پر گر کے تڑپنے لگی کمیل تڑپ کر بلند ہوئی دیکھا کہ شہرت سامنے
گلدستون کے کھڑی ہی اور طلسم کشا گلدستۂ لوح پر ہاتھ مارا چاہتے ہین کہ کمیل نے آواز دی
اے شہرت او گیسو بریدہ و او شوخ دیدہ دھگڑے کو پاس لوح کے لیکر آئی اے طلسم کشا خبردار
لوح پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ ہاتھ جل جائیگا یہ کہکے مُنھ سے ایک شعلہ چھوڑا وہ شعلہ قریب گلدستے
کے آکر چمکا دو شعلے چمک رہے ہین ایک شعلہ لوح کا اور ایک شعلہ سحر کمیل کا ماہی سحر
جو زمین پر تڑپ رہی تھی اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون نے ماہی سحر کو گھیرا تمام قصر مین غل
پڑگیا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچا وہ کنیزین بارہ ہزار جو گرد قصر کے چیخ مار رہی تھین
اُنھون نے چاہا قصر پر جا پڑین آفتاب فلک سیر نے آسمان سے سحر کیا کہ گرد قصر کے اندھیرا
چھا گیا کنیزین ٹٹول رہی ہین قصر تک نہین پہونچین مگر محیط جادو اپنے قصر مین بیٹھی بے
آگاہ پر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہتا ہی اور ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار
گا رہی ہے نظم

ہے دل مین غبار اُسکے گھر اپنا نہ کرینگے
ہم خاک مین ملنے کی تمنا نہ کرین گے

کیونکر یہ کہین منت اعدا نہ کرین گے
کیا کیا نہ کیا عشق مین کیا کیا نہ کرینگے

ہنس ہنس کے وہ مجھ سے ہی مرے قتل کی باتین
اسطرح سے کرتے ہین کہ گویا نہ کرین گے

کس نامہ مین لکھون دل وابستہ کا احوال
معلوم ہے پہلے ہی کہ وہ وا نہ کرین گے

غیرون سے شکر لب سخن تلخ سے تیرا
ہر چند ہلاہل ہو گوارا نہ کرین گے

بیمار اجل چارہ کو گر حضرت عیسیٰ
اچھا بھی کرینگے تو کچھ اچھا نہ کرین گے

جھنجھلاتے ہو کیا دیجیے اک بوسہ دہن کا
ہو جائین گے لب بند تو غوغا نہ کرینگے

دیوانے کے گر پڑتے ہی اُٹھنے لگے طوفان
اب بیٹھ کے کونے مین بھی رویا نہ کرینگے

گر سامنے اُسکے بھی گرے اشک تو دل سے
کیون روز جزا خون کا دعوی نہ کرینگے

کس وقت کیا مردمک چشم کا شکوہ
اے پردہ نشین ہم تجھے رسوا نہ کرینگے

ناصح کف افسوس نہ مل چل تجھے کیا کام
پامال کرینگے وہ مجھے یا نہ کرین گے

اُس کو مین ٹھہرنے نہ دیا جوش قلق نے
اغیار سے ہم شکوۂ بیجا نہ کرین گے

گر ذکر وفا سے یہی غصہ ہے تو اب سے
گر قتل کا وعدہ ہو تقاضا نہ کرین گے

مومن وہ غزل کہتے ہین اب جس سے یہ مضمون
کھل جائے کہ ترک در بتخانہ کرین گے

کہ ایک طائر ہفت رنگ آسمان پر چمکا اور مثل انسان کے آواز دی اے ملکہ محیط جادو طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا لڑائی شروع ہوئی جلدی جاکر خبر لیجیے ورنہ لوح ہاتھ سے جایا چاہتی ہے یہ آواز جو محیط جادو نے سُنی گھبرا کر کنیزون سے کہنے لگی لو صاحبو غضب ہوا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا کمیل جادو لڑ رہی ہے یہان وہ رنگ ہے کہ طلسم کشا وشہرت اندر قصر کے ہین گلدستے پر دو شعلے چمک رہے ہین جب طلسم ارادہ کرتے ہین کمیل جادو سحر کرتی ہے جتنے گلدستے ہین اُن سب پر ستارے چمکنے لگتے ہین جتنی کنیزین کمیل کی ہین جاتی ہین بلوہ کرکے طلسم کشا کو پکڑ لین طلسم کشا نے تلوار کھینچی تیغ ہفت جوہر ہاتھ مین جس کنیز پر عکس پڑا اجل کے سنگ گئی جسپر ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے جو کنیزین قصر سے نکلی ہین گلدستون پر سینہ سپر ہین گلدستون پر گرتی پڑتی ہین جنگ سحر کرتے

کنیزون نے رستم کو گلدستے کے پاس سے ہٹایا باہر جو کنیزین تھین اُنکو تو آفتاب نے
دیوانہ کر دیا ہی اسطرح کا سحر کیا ہی کہ گرد قصر معلق تاریکی چھائی ہوئی ہی چاہتی ہین قصر مین
جائین مگر نہین جا سکتین جلال نے آفتاب سے کہا دیکھو رستم پر بڑا بلوہ ہی کنیزین
سینہ سپر کر رہی ہین گلدستے کے پاس سے طلسم کشا کو ہٹا دیا ہی آفتاب اگر تمھاری صلاح ہو
تو ہم سب قصر مین پہونچین قصور نہ کرین اسوقت اگر طلسم کشا نے لوح پا لی تو نہین معلوم لوح
کہان جائیگی ہفت پیکر ایسے مقام پر لوح کو چھپا دیگا کہ جہان گذر ہوا کا نہ ہو سکیگا جلال
اور آفتاب نے قصد کیا ہی کہ قصر مین داخل ہون وہان سے محیط ساٹھ ستر ہزار ساحر لیکر
چلی اُڑتی ہوئی آئی آفتاب و جلال وغیرہ نے دیکھا کہ محیط بجمعیت کثیر آ پہونچی جلال
و آفتاب وغیرہ جتنے سردار ہوا پر اڑ رہے تھے لشکر محیط پر جا پڑے محیط نے آسمان
سے دیکھا کہ طلسم کشا قصر لوح مین لڑ رہا ہے اور سردار طلسم کشا کے بھیڑ آ پڑے اسنے
کئی سحر آفتاب پر کیے آسمان سے شعلہائے آتش گرے شعلہائے آتش مین آفتاب
گھر گیا ہر چند قصد کرتا ہی کہ شعلہائے آتش سے نکلون مگر نہین نکل سکتا نہنگ بحری نے
جو دیکھا کہ آفتاب پھنسا اور یہ سحر محیط کا ہی نہنگ بحری و ماہی سحر قریب اُس آتش کے
آئین بال سر کے کھولے کچھ اسم سحر پڑھا کہ فلک ابر سیاہ پیدا ہوا اس زور سے پانی برسا
کہ شعلۂ آتش بجھے آفتاب کڑک کر نکلا اب جو آفتاب نے گرمی دکھائی جادوگر گرمی سے
پریشان ہوے اُف اُف کرتے پھرتے ہین محیط نے جو بالائے آسمان سے دیکھا کہ ماہی سحر
و نہنگ بحری نے میرے سحر کو دفع کیا آفتاب شعلہائے آتش سے نکلا اب ساحرون کو
قتل کر رہا ہی ماہی سحر پر کڑک گری اور للکارا کہ او گیسو بریدہ تجکو بھی پیلیا قسم ہوئی کہ ہمارے
سحر کو دفع کیا ماہی سحر الٹ گئی طرف زمین کے چلی کمیل نے جو دیکھا کہ بالائے آسمان سے
محیط نے سحر کر کے ماہی سحر کو گرایا کمیل جادو نے کڑک کر چاہا کہ جب یہ زمین پر پہونچے
اس طرح گردن کہ اسکے دو ٹکڑے کرون ماہی سحر زمین پر جو آکے گری فیروزہ بن عمرو
و سمک لیدائی ساحر بنے ہوے زیر قصر کھڑے تھے ماہی سحر کو جو دیکھا کہ زمین پر
گر کے تڑپ رہی ہے کمیل جادو قصر سے تڑپ کر نکلی دیکھا ماہی سحر تڑپ رہی ہی

ایک ساحر ہاتھ بڑھائے ہوئے سنبھال رہا ہے کمیل نے پہچانا کہ یہ عیار طلسم کشا ہی ماہی سحر کو سنبھالتا ہے وہیں سے سحر کیا کہ سمک کے پاؤں زمین نے تھام لیے کمیل تیغ لیکر دوڑی کہ دونوں کے سر کاٹ لوں اُسوقت سمک کی بیقراری ماہی سحر کی اشکباری جنابِ باری میں پکار رہے ہیں ای خالق کون و مکاں وای رب دوجہاں اب تو اس آفت سے نجات دے تو کریم و رحیم ہی۔ نظم

تمام خلق چہ خاکی چہ نوری و ناری	بعجز سجدہ کند پیش حضرت باری
سحاب رحمت حق گر دجون گہرباری	بکار سوے زمین بحر فیض شد جاری
بحال بندۂ بیکس چو ناکند یاری	ہمیشہ وقت غم و رنج و درد غمخواری
براہ لطف کند حق معاف تقصیرش	کند چو بندۂ مجرم بہ پیش حق زاری
کند عبادت معبود جن و انس تمام	بود بہ وحدت واحد زمانہ اقراری
کسے ز حالت انسان خبر نمی پرسد	کند بوقت مدد ذات حق مددگاری
ز حال نیک و بد خلق حق خبر دارد	کہ خود بذات خدا منحصر خبرداری

فیروزہ بن عمرو نے دور سے دیکھا کہ سمک و ماہی سحر قتل ہوا چاہتی ہیں ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا پکارتا ہوا ای کمیل حکم خداوند لیکر آیا ہوں اسے دیکھ تو پھر تجھے اختیار ہی کمیل نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیاہ فام نیک انجام جھپٹا ہوا آتا ہی کمیل دونوں کو قتل کرتے کرتے رک گئی اُس ساحر نے بڑھکر کاغذ ہاتھ میں دیا کمیل نے کاغذ لیکر لفافہ جو کھولا لفافے سے ایک دھواں نکلا کمیل کے دماغ میں پہونچا لہرا کر گری ساحر پاس کھڑا ہوا تھا کودکر کمیل کی خنجر مارا کمیل کا شکم چاک تھم پاک ہونے سے کمیل کے ایک آندھی سیاہ اٹھی کہ اندھیرا چھاگیا سنگباری برفباری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من کمیل جادو بود شہرت باہو سے قمر لادستی پر دونوں ہاتھوں سے سحر کرتی ہی اسکے کان میں جو آواز پہونچی کہا معلوم ہوتا ہو کسی عیار نے کمیل کو مارا نقدمہ ماں کا تھا ایک قلق مرنے کا کمیل کے ہوا لیکن اسی حالت میں سارا طلسم کشا کے اڑے گئی شہرت نے سحر سے ہاتھ نہ اٹھایا محیط کے جو کان میں آواز پہونچی کہ کمیل کو عیار نے مارا مجمع سے آب نکل کے بلند ہوئی بالا سے

آسمان پہونچی دیکھا کہ لوح ابھی تک گلدستے مین ہی تڑپ کر آسمان سے گلدستے پر گری لوح
اُٹھالی اب سب ساحرون کا محیط پر بلوہ ہی محیط نے لوح جھکانا شروع کی جسپر عکس لوح
کا پڑا وہ ساحر سحر بھولنے لگا آفتاب فلک سیر ایسا جادوگر کرمک کر محیط پر چلا کہ غضب
ہوا لوح لیے جاتی ہی جیسے ہی قریب پہونچا قصد کیا کہ چھین لے محیط نے لوح سامنے کردی
آفتاب الٹ گیا جھلال نے یہ جرأت بھی قصد کیا کہ چھین لے لوح لون جب قریب پہونچ گیا
تو محیط نے لوح کو پھر جھکایا آفتاب و جھلال دونون لڑکھڑا کے زمین پر گرے ماہی سحر نے
دونون کو سنبھالا آفتاب نے گھبرا کر کہا کہ یارو غضب ہوا طلسم کشا قصر مین لڑ رہے ہین اور
محیط لوح نکال لائی اب لیے جاتی ہی محیط نے بلند ہو کر ایک آواز دی کہ ای ساحرو جنگ
موقوف کرو مین لوح لیکر خدمت خداوند مین جاتی ہون یہ جو ساحرون کے کان مین آواز
پہونچی جنگ طلسم کشا سے عاجز ہو رہے تھے سب ساحرون نے مار گوون ستم اکردہ تھا
اب دو دو چار چار نکل کر بھاگنے لگے محیط سب کے قبل نکل گئی یہان رستم قصر معلق مین
خوب لڑے جو کنیزین کہ اندر قصر کے آئین وہ سب انکے ہاتھ سے قتل ہوئین تھوڑی دیر مین
رستم نے دیکھا قصر مین سناٹا ہو گیا شہرت نے کہا ای شہریار جستجو ہماری آپ کی
بیکار ہوئی محیط لوح لیکر نکل گئی سب ساحر آکر پاس رستم کے جمع ہوے رستم نے کہا
ای آفتاب مین پیچھا محیط کا نہ چھوڑونگا جہان وہ لوح لیکر جائیگی وہین مین بھی پہونچونگا
خواہ اسمین جان جائے خواہ رہے مین مفصل خبر پا چکا کہ بادشاہ جا کر طلسم مین قید ہوے
دشمن انکے کس مصیبت مین ہونگے شہرت نے کہا ای شہریار چلیے کوہ الوان کے
ہفت پیکر کھڑا ہے آفتاب نے بزور کہانت بیان کیا کہ حضور طرف الوان کے کوچ
کرین یقین ہے کہ لوح دستیاب ہو میرا علم تو یہی خبر دیتا ہی رستم لشکر مین آئے افسران فوج
کو تیار کیا قلعۂ قاروقیہ سے کوچ کر کے چلے سب سے زیادہ شہرت مرصع پوش مصروف
جستجو تھی ایک منزل رستم نے راستہ طی کیا تھا کہ شہرت نے عرض کی کنیز اپنے کو بالا
کوہ الوان پہونچاتی ہے جا کے دیکھون کہ لوح پر کیا گذری یہ کہکر شہرت خدمت رستم
سے رخصت ہوئی صورت اپنی سحر سے بدل لی طرف کوہ الوان کے چلی یہان بعد کئی

کہ ہفت پیکر کوہ رنگارنگ سے کوہ الوان پر آیا ہے الوان جادو نہایت ساحر زبردست
ہے اسنے جو آمد ہفت پیکر کی سنی دیر کھلوا دیا آپ برائے استقبال قلعے سے نکلا دیکھا ایک
چار رنگ آسمان سے پیدا ہوا ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے آتے ہین الوان
جادو تخت سے اٹھکر بلند ہوا زیر ابر آکر آواز دی یا خداوند آیئے مین مدت سے آپکا مشتاق
ہون کوہ رنگارنگ پر عرصۂ دراز تک جلوس فرمایا اب ساکنان کوہ الوان آپکے جلوس
کے مشتاق ہین قریب ابر کے یہ باتین کرتا ہوا طرف کوہ کے ابر کو لے چلا کوہ الوان پر آکے
جو ابر ٹھہرا الوان جادو ہاتھ باندھکر سامنے ابر کے کھڑا ہوا کہا یا خداوند یہان سب آپ کے
رازدان ہین بلا تکلف ابر سے باہر آیئے قلعے مین تشریف لے چلیے یہان کوئی درانداز نہین
ہے کہ قدرت کو پہچانے یہ جو الوان نے کہا ابر شق ہوا ایک جادوگر بڑے قد و قامت کا
سرچہار چشم بیاٹھ ابر سے نکلا الوان جادو کے مشہور وزیر حاضر تھے پاے انداز بچھواتا ہوا
لیکر طرف قلعے کے چلا قلعے مین بلڑ ہوا کہ قدرت تشریف لاتے ہین قلعے مین جابجا ذکر ہو رہا
ہے ہمارا بادشاہ الوان جادو قدرت کا مصاحب ندیم ہے قدرت کو اسقدر پاس ہے کہ
بہ صورت اصلی تشریف لاتے ہین طائر درختون پر بیٹھے ہوے تعریف ہفت پیکر
کر رہے ہین ہفت پیکر ٹہلتا ہوا گرد شہر وزیر قلعۂ الوان مین آیا شہر مین ہنگامہ ہوا کہ
قدرت تشریف لاتے ہین الوان ہفت پیکر کو لیے ہوے دار الامارہ مین آیا اور ہفت پیکر
آکے تخت پر بیٹھا جلوے تخت مین ایک کرسی جواہر نگار بچھی تھی اسپر الوان بیٹھکر
ہفت پیکر سے باتین کر رہا ہے کہ یا خداوند بندے آپکے جابجا قتل ہو رہے ہین ہفت پیکر
کہہ رہا ہے مین نے خود انقلاب کیا ہے اعتقاد کا سب کے امتحان ہے کہ آسمان پر ایک ابر یاقوتی
اٹھا الوان نے دست بستہ عرض کی کنیز قدرت کی میری بیٹی جسدن سے اُسنے انقلاب
سُنا ہے پانچ پانچ منزل نکل جاتی ہے دیکھیے وہ دودہ لیے ہوے آتی ہے آمد مسلمانان کی خبر لیتی
رہتی ہے دیکھیے کئی دن کے بعد پلٹی ہے لڑکی الماس ناز یاقوت پوش نام ہے ہفت پیکر دیکھنے لگا
کہ ابر قریب بارگاہ آکر پھٹا ایک نازنین تخت پر سوار نہایت حسین و جمیل اپنی مصاحبون کی
کیفیل گرد کنیزین گھیرے ہوے لباس گلنار پہنے ہوے قدرت کو جو تخت پر دیکھا

تخت سے اپنے کودی تخت قدرت کے سامنے آکر سجدہ کیا ہفت پیکر کی نگاہ اس جی کی پیکر
پہ پڑی بیچین ہوگیا سلطان عشق نے مزرع دل پر چڑھائی کی پسینہ آگیا جیسے ہی الماس سجدہ
کرکے اٹھی ہفت پیکر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای بندی قدرت آؤ قدرت تمہارے مشتاق تھے
تمکو بڑی مشقت پڑی ہی ہاتھ پکڑ کے وہ الماس کو کھینچا تخت پر اپنے بٹھا لیا الماس ایک نازنین
مہ جبین حسن مین بےمثل ابرو خنجر آبدار کبک رفتار شیرین گفتار قمر پیکر ماہ منظر ہفت پیکر جو
منھ کھول کر باتین کرنے لگا وہ بوسے بواسطہ دہن سے تالی کہ الماس نے منھ پھیر لیا مگر پہلو
تخت پر سرنگون بیٹھی رہی ہفت پیکر کبھی پشت پر ہاتھ رکھ دیتا ہی کبھی کہتا ہی کچھ باتین کرو
ای الماس کہان گئی تھین قدرت کو معلوم ہوا دور سے آتی ہو الماس نے سر جھکا کے عرض کی
جب سے مین نے سنا کہ قدرت موجود تھے اور مسلمان بلوہ کرکے کوہ رنگار رنگ پر آئے
اپنے کوہ کی حفاظت کے لیے پانچ پانچ کوس بڑھ جاتی ہون کہ اگر کوئی اسطرف آئے تو وہین
صحرا مین روکون قریب قلعۂ الوان نہ آنے دون ہفت پیکر نے جواب دیا قدرت کو یہ
منظور ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو طلسم ہفت پیکر مین قید کرون قدرت نے اسکو ہدایت
کی وہ قلعۂ رنگار رنگ پر آگیا رنگار رنگ جادو کہ نہایت مغرور تھا ہاتھ سے بادشاہ کے
اسکو قتل کرایا بادشاہ کو طلسم ہفت پیکر مین بھیجا وہان جاکر قید ہوئے اس مصیبت مین
ہونگے کہ اسی ہفتے عشرے مین کوئی ساکن طلسم لکھے گا کہ بادشاہ کا انتقال ہوا الماس
درست کہہ رہی ہی الوان جادو قریب کرسی پہ بیٹھا ہی مگر تیور ہفت پیکر کے دیکھ کر
حیران ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی یہ کیسی بدعت ہی کہ بیٹی میری پر بوشش اور یہ ایسا دیکھیے اب
کیا ہوتا ہی اس تردد مین الوان بیٹھا ہی پہلو سے اپنے ہفت پیکر الماس کو اٹھنے نہین دیتا
جب الماس ارادہ کرتی ہی ہفت پیکر بٹھا دیتا ہی کہ آسمان پر برق چلی دیکھا محیط جادو
آگے آگے پشت پر کئی سو جادوگر نیان مگر خستہ شکستہ کسی کا سر زخمی کوئی ران کے زخم سے
حیران افتان و خیزان چلی آتی ہین محیط کو دیکھکر ہفت پیکر نے کہا محیط کچھ مژدہ خوشخبری لائی
الماس نے درست کہکے سر جھکا لیا محیط آکر پہونچی سجدہ کرکے رونے لگی اور کہا کہ
یا خداوند وہ صدمے اٹھائے کہ قدرت کے سامنے بیان نہین کر سکتی و فرکیل سے

طلسم کشا کو بالاے قصر معلق پہونچایا کمیل قتل ہوئی مگر جس وقت یہ پہونچی جان اپنی بچاکر فوراً
گلدستون پہ گری اور لوح نکال لائی لوح یہ حاضر ہی پہلے کوہ زنگار رنگ پہ گئی کہ کئی مہینے
سے قدرت اُسی مقام پر تھے وہ مقام قدرت سے خالی پایا تب یہان آئی یہ کہکے لوح سامنے
رکھدی ہفت پیکر بہت ملول ہوا کہا ای محیط ابھی لوح کو اپنے پاس رکھو قدرت مقام تجویز
کریں کہ اب لوح کو کہان رکھیں تو حکم دیا جائیگا محیط نے لوح کو اُٹھا کر پھر جھولی مین رکھ لیا الماس
نے اپنے دل مین کہا یہ کیسا خداوند ہی کہ جسنے محیط کو دیکھکر کہا تھا کہ مژدہ خوشخبری لائی ہے وہ
یہ خرابی کی خبر لیکر آئی کہ اُسکی جان بچ گئی یہ بڑی بات ہوئی کمیل ایسی ساحرہ ماری گئی ای الماس
یہ اصل مین ساحر زبردست ہی خداوند بنکر ان پہاڑون پر بیٹھا ہی سب کو اپنے عجائب و غرائب
دکھاتا ہی یہ الماس کے دل مین طرف سے ہفت پیکر کے شک پڑا محیط بھی آکر جلسے مین
بیٹھی الماس نے بخوبی دیکھ لیا کہ لوح پاس محیط کے ہی اور ہفت پیکر سراسر جھوٹا ہی مجھ سے
باتین عشق و محبت کی کر رہا ہی مجھکو اسکی صورت سے نفرت ہی اگر خداوند اصلی ہوتا میرے بھی
دل کو رغبت ہوتی یہ سوچکر پہلے سے اُٹھنے لگی ہفت پیکر نے پھر با نہ تھا کہا ای سرتاج معشوقان
کہان جاتی ہو چند ساعت بیٹھو قدرت تمھارا مرتبہ بڑھائینگے تمام اہالی طلسم تمکو سجدہ کرینگے
میرے مقام پر آئین گے تم کیون جاتی ہو ہفت پیکر جو یہ باتین کرتا ہی الماس کو ناگوار
ہوتا ہی باپ سے اشارہ کیا کہ آپ قدرت کو منع نہین کرتے سر دربار مجھ سے ایسی باتین کرتے
ہین یہ کیسے خداوند ہین مثل انسان کے عقد و حیلہ کر رہے ہین اگر یہ پیدا کرنے والے ہوتے
میرا دل خود بخود متوجہ ہوتا بیٹی کا یہ اشارہ پاکر الوان جادو کرسی سے اُٹھا سامنے ہفت پیکر کے
گیا کہا یا خداوندا تو آپ نے نیاز مند کو سرفراز کیا بالاے کوہ تشریف لے چلیے وہی مقام
آپ کا جو تصویر سنگی مین ہی وہان تشریف رکھیے مراد مند حاضر ہونگے اور کنیز کو اپنی درویے
میونے یہ انتظام کیا ہے کہ اگر مجھکو معلوم ہو کہ مسلمان اس طرف آتے ہین تو بڑھکر ایسا سحر
کرون کہ لوہے کی دیوارین درمیان مین قائم ہون مسلمان قریب نہ آسکین یہ دیکھے جاتی ہی کہ
اگر آپ کو خبر دیگی ہفت پیکر کا دل تو چاہتا تھا کہ اس محبوب پریچہرہ کو پاس سے اُٹھنے
دون مگر الوان کے کہنے سے ناچار ہوا تخت سے اُٹھے اُٹھتے غائب ہو گیا الوان نے

مشیروں اور وزیروں کو بلاوے کوہ بھیجا کہ اب خداوند کا ظہور اُسی تصویر میں ہوگا گھنٹے والے ونا قوس نوازوں کو حکم دو کہ جا کر گرد تصویر مجمع کریں اپنے کام میں مصروف ہوں وزیر و امیر گھنٹ نوازوں کو لیکر بلاوے کوہ آئے سب نے دیکھا وہی تصویر باتیں کر رہی ہو شہر میں بھی ڈھنڈورا پٹوایا کہ کل سب مراد مند زیر کوہ آکر حاضر ہوں کہ قدرت تشریف لائے ہیں اب اس کوہ پر میلہ ہوگا مگر ملکہ الماس یاقوت پوش بعد جانے ہفت پیکر کے باپ سے متوجہ ہوئی کہنے لگی کہ ای محیط جادو لوح لیکر ہمارے ملک میں آئی ہیں اُنکو بحفاظت جگہ دیجیے قصر معلق چھوٹا مقام تھا اب حفاظت سے رہیں وقت بے وقت نہ نکلیں ایسا نہ ہو کوئی دشمن نشان پا جائے اور اگر محیط پر دست انداز ہو تو باعث خرابی ہو یہ یقین ہو کہ طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے ساحر ہیں اُنھوں نے تبلایا ہوگا کہ محیط بلاوے کوہ الوان گئی دوسرے یہ کہ قدرت یہاں تشریف لائے ہر خرد و کلاں برائے مراد آئیگا تمام دنیا میں مشہور ہوگا کہ قدرت بلاوے کوہ الوان ہیں ضرور طلسم کشا آئینگے اور محیط کی فکر کرینگے انتہائی جرأت یہ کی کہ بلاوے قصر معلق پہونچے اُس وقت محیط نے بڑا کام کیا کہ اس بلوے سے لوح نکال لائی الوان نے کہا ای نور نظر اپنے کو نگاہ ساحران سے بچانا ایسا نہو تمھارے جانے سے آفتاب فلک سحر آگاہ ہو تمھاری گرفتاری کی تدبیر کرے الماس نے کہا میں آمد لشکر دیکھکر پلٹ آؤنگی مگر ہفت پیکر کی باتوں نے شک میں ڈالدیا کہ مذہب اصلی کیا ہو اگر یہ خداوند حقیقی ہوتا تو میری جانب توجہ نہ کرتا اُسنے خود ہی پیدا کیا اور آپ ہی عاشق ہوتا ہی مجھکو بہت ناگوار ہوا میں آپ کے خیال سے خاموش بیٹھی رہی ورنہ میں قدرت پر سحر کرتی دیکھتی کہ سحر کا کیا جواب دیتے الوان نے کہا ای نور نظر ان باتوں میں دخل نہ دو ہم سب لوگوں نے ملکر اُنکو خداوند بنایا ہو سب لوگ اُنکو بخدائی مانتے ہیں اب اس مذہب کے مٹانے والے پیدا ہوے وہ بھی ہوگا ظاہر ہو جائیگا الماس نے کہا اک خیال آپ کو رہے کہ تنہائی میں قدرت کو سمجھا دیجیے گا کہ مجھسے ایسی باتیں نہ کریں ورنہ قدرت کو مجھ سے ملال ہوگا الوان نے کہا میں سمجھا دونگا الماس باپ سے باتیں کر کے ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف صحرا کے چلی بارہ کوس نکلکر ایک پہاڑ تھا اُسپر آکے ٹھہری نگاہ اُٹھا کے چہار جانب دیکھ رہی ہے

کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی الماس دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے
چالیس ہزار نشان کئی لاکھ فوج کا لشکر ظاہر ہوا علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوئے زیر کوہ سے
نکلے بعد علمدارون کے کئی ہزار مرکب تازی عجمی یمنی عراقی پاکھرین اُنکی پشت پر موتیون کی پچی
ہوئی تھین سامنے سے گذر گئے اُنکے بعد دیکھا آفتاب فلک سیر و جلال سرکش شہرت
مرصع پوش تخت پر تخت کو ساحر گھیرے ہوئے نقیب آگے آوازین لگاتا ہوا الماس جاہ و
جلال شہرت دیکھکر حیران ہوگئی جی مین کہتی ہی لشکر طلسم کشا بین شہرت کو بڑا مرتبہ ملا کہ
بڑے بڑے ساحر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوئے آتے ہین شہرت کا تخت سامنے سے
گذر گیا اب جو دیکھا تو ایک مرکب باساز و یراق مرصع کا سوار ایک جوان آفتاب جمال مہر تمثال
آنکھین بعینہ چشم غزال ابرو فلک حسن کے ہلال چہرہ ماہ کمال تلوار بیلو مین حمائل سپر
پشت پر کمان کیانی دوش پر ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پر لٹک رہا ہی
اور چند پیکان تیر جو ترکش سے باہر ہین معلوم ہوتا ہی ناگنیان بانبی سے منھ نکالے ہین قد سرو
گلعذار ولی دہن غنچۂ صدبرگ محبوبی ڈاڑھا سیاہ گرد عارض انور جیسے سورج کے گرد گہن سیمتن
رشک چمن ایک عیار مثل گلدستے کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے کئی سو افسر کمیدان و
رسالدار پشت پہ مسلح و مکمل کئی لاکھ فوج دریا موج الماس کی نگاہ جو جمال جہان آرائے
رستم پہ پڑی بیقرار ہوگئی پسینہ آگیا قلب تھرا گیا گھڑی گھڑی ہوئی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی
ہی کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھ کے پکار اٹھتی ہے کہتی ہی دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

ازبس جنون جدائی گل پیرہن سے ہی　　دل چاک چاک نغمۂ مرغ چمن سے ہی
سرگرم مع غیر دم شعلہ زن سے ہی　　دوزخ کو کیا جلن مرے دل کی جلن سے ہی
روز جزا نہ دے وہ مرے قتل کا جواب　　وہم سخن رقیب کو اُس کم سخن سے ہی
کچھ بھی کیا نہ یار کی سنگین دلی کا پاس　　سب کاوش رقیب دل کوہکن سے ہی
آنکھو گمان ہے گلۂ چین زلف کا　　خوشبو وہان دخم جو مشک ختن سے ہی
مین کیا کہ مرگ غمزہ پہ دامان ترشہ ہو　　وہ اشک ریز خندۂ چاک کفن سے ہی

کیونکر نجات آتش ہجران سے ہو کہ مرگ — آئی تو دور ہی تب و تاب بدن سے ہی

خود رفتگی مین چین وہ پایا کہ کیا کہون — غربت جو مجھسے پوچھو تو بہتر وطن سے ہی

داغ جنون کو دیتے ہین گل سے زیب شال — مین کیا کہ عندلیب کو وحشت چمن سے ہی

کیون یار نوحہ زن ہی کہان مرگ مجکو تو — لب بستگی قصور بوس دہن سے ہی

کیا کیا جواب شکوے مین باتین بنا گیا — تو اب بھی دل درست اسی دلشکن سے ہی

اپنا شریک بھی نہ گوارا کرے جو — مومن کو ضد یہ کشش برہمن سے ہی

الماس یاقوت پوش حیران بڑھ بڑھ کر گلچینی گلشن جمال رستم کی کر رہی ہو قصد یہ ہو کہ اسی شہریار کے ساتھ جاؤن جہان یہ ٹھہرینگے کسی نخل پر بیٹھ رہونگی جب بارگاہ سے نکلین گے جمال بے مثال دیکھونگی دل کو اپنے تسکین دونگی اس خیال مین تھی کہ رستم نے گھوڑا روکا سارا لشکر چلتے چلتے رک گیا رستم گھوڑے سے اُترے اسی کوہ کے دامنے مین بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اسی صحرا مین اُتر پڑا الماس پہاڑ سے یہ سب سامان دیکھ رہی ہو کہ آگے سے پلٹ کر تخت شہرت آیا رستم نے پایہ تخت پر بڑھ کے ہاتھ ڈالا شہرت تخت سے کودی رستم ہاتھ تھامے ہوئے شہرت کا لیکر بارگاہ مین گئے الماس بھی دیکھا کی سارا دن اسی مقام پر الماس کو گذرا رستم نے شام کو سمک سے حکم دیا کہ کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرو چند خادمون کو حکم دو کہ وہان شراب و کباب پہونچائین آج ہم چاندنی کی کیفیت دیکھین گے کنارہ صحرا پر ایک خیمہ استادہ ہوا رستم طرف اسی خیمے کے چلے شہرت نے راہ مین عرض کی کنیز بھی ہمراہ حاضر ہو رستم نے کہا تم بارگاہ مین رہو الماس راز و نیاز شہرت دیکھ رہی ہو بڑی حیرت مین ہو جی مین کہتی ہو کہ شہرت پر تو طلسم کشا بہت مہربان ہین سمک کے ساتھ رستم اسی خیمے مین آ کے داخل ہوئے گویا برج مین ماہتاب آیا خیمہ روشن ہو گیا خادمون نے اسباب عیش و نشاط مہیا کیا الماس کوہ سے دیکھ رہی ہو کہ صحرائے سبزہ زار چاندنی کی بہار رستم نے سمک سے کہا اے یار وفادار اسوقت کچھ گاؤ سمک نے زنو برطے سے نکالی سامنے رستم کے بیٹھ کر نئے طور سے یہ غزل شروع کی

نظم

دو دینا بوسۂ پا گو فلک جھکتا زمین پر ہی　　کہ یہ جتنا زمین کے نیچے ہی اُتنا زمین پر ہی
تڑپتا ہی بڑا شوق شہادت خاک اور خون مین　　گرا کوچے مین یہ تیرے لہو کسکا زمین پر ہی
خرام ناز نے کسکی جہان کو کر دیا برہم　　زمین گرتی فلک پر ہی فلک گرتا زمین پر ہی
سری دوری مین کبھی کیا جاے جان بن پایا جاتا ہی　　کہ جیسے آسمان برسے اسے پٹکا زمین پر ہی
نوید قتل سے کبھی ہو دل مضطر کو کیا تسکین　　کہ قدر نیم رقص مرغ بسمل جیسا زمین پر ہی
مری فریاد سے کہتا ہی اسرافیل حیرت سے　　قیامت آ گئی کیونکر یہ غل کیسا زمین پر ہی
ہوا جہر برات عفو نقش سجدہ مومن کو　　قدم رکھتا فلک پر ہی کہ سر رکھتا زمین پر ہی

اس لطف سے سمک بلیا اتی گا رہا ہی کہ طائران صحرا درختون پر وجد کرتے ہین غزالان صحرا کبھی گوشہ ہاے دشت سے نکل کر گرد خیمۂ رستم چیخ مار رہے ہین شیران صحرا بیلون مین غزالان وحشی کے بیٹھے ہوے ڈکار رہے ہین باز بلند پرواز نخل سے اُترے بیلو کنجشک مین بیٹھے شکار سے باز ہین یہ حال ملکہ الماس یاقوت پوش نے جو دیکھا ضبط نکر سکین اور دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا آخر بیاری سے بہتی ہوئین در بارگاہ پر پہونچین غیرت تو منع کرتی ہی حسرت دامن کھینچ رہی ہی کہ بلا تکلف اندر بارگاہ کے چلو چند خادم کہ در بارگاہ پر حاضر تھے اُنھون نے گھبرا کے پوچھا آپ کون ہین کس انتظار مین کھڑی ہین ملکہ نے جواب دیا کہ آپ کے افسر کی ملاقات کی خواہان ہون خدمتگارون نے عرض کی کہ ہم جا کر عرض کرین الماس نے کہا جا کر بیان کرو کہ یاقوت پوش دختر الوان جادو قدمبوسی کی مشتاق ہین دروازے پر حاضر ہین امیدوار باریابی ہین خادمون نے جا کر رستم سے کہا کہ ایک نازنین نہایت جمیل و حسین در بارگاہ پر حاضر ہین چاہتی ہین کہ صحبت مین آئین نام اپنا الماس یاقوت پوش بتاتی ہین سمک نے عرض کی غلام اول جا کے دیکھ لے تب اندر بلائیے ایسا نہ ہو کوئی مکار حیلہ ساز ہو باتون مین کچھ راز و نیاز ہو رستم نے کہا اے برادر دانا خدمتگارون کو معلوم ہوا کہ نازنین محبوب ہی حسن و جمال مین خوب ہی اے سمک تمھارے گانے کی مشتاق ہو کر آئی ہی سمک نے کہا حضور روح کی جستجو مین نکلے ہین قریب کوہ الوان پہونچ چکے ہین ایسا نہ ہو کچھ فتور ہو رستم نے کہا کیا ہم سوتے ہین حضرت جاگتے

رہے ہین تحفہ جات موجود ہین کوئی کیا کر سکتا ہی سمک نے یہ مانا تڑپ کر اُٹھا بیرون خیمہ آیا
دیکھا ایک ماہ پارہ لباس معقول زیب جسم ہی بحسرت طرف بارگاہ کے دیکھ رہی ہی سمک نے
دیکھکر کہا ای الماس جادو تشریف لائیے بجز سمک نے برابر آکے پوچھا نام نامی و اسم
گرامی حضور کا کیا ہی الماس نے کہا اس طرف کے سنگ ریزے بھی پہچانتے ہین سب خاص و
عام جانتے ہین الماس یاقوت پوش دختر الوان تاجدار یہ باتین کرتی ہوئی اندر پہونچی رستم نے
جو جمال بے مثال دیکھا رعب حسن و جمال سے اُٹھکر کھڑے ہو گئے تعظیم کرکے فرمایا آئیے تشریف لائیے
فرد - رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✦ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✦ یہ کہکے
رستم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لاکر برابر مسند پہ بٹھایا الماس جو آکر بیٹھی رستم نے پوچھا اے
سرتاج حسینان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہمین کس وجہ سے سرفراز کیا الماس نے سر جھکا لیا
کہا ای شہریار اصل یہ ہی کہ مین اس سرحد کی نگہبان ہون اسی خیال سے آئی تھی لشکر کی جو
آپکے آمد ہوئی اور مرتبۂ ملکہ شہرت مرصع پوش دیکھا اشتیاق مین آپ کی ملاقات کے سارا
دن مجھکو اسی پہاڑ پر گذرا اب اسوقت جو گانا سُنا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ تخلیے مین ہین
بلا تکلف چلی آئی آپکے جمال بے مثال کی مشتاق ہون بیقراری دل کھینچ لائی رستم
سمجھے کہ ہم پر عاشق ہوئی رستم نے پوچھا کہ ہفت پیکر پر سر کوہ الوان آیا ہی کہا کہ ہان
الماس نے کہا ایک بڑا مدعا آپ کا یہ ہمارے قلعے مین ہی کہ محیط جادو لوح لیکر قصر معلق
سے آئی ہی ہفت پیکر نے حکم دیا ابھی لوح اپنے پاس رکھو محیط جادو قلعے مین درویش کی
ہفت پیکر تصویر سنگی مین داخل ہے وہی میلے ہو رہے ہین مشتاق آکر اسکے جمع ہونگے
جسطرح اور پہاڑون پر میلہ ہوتا ہی اسی طرح یہان بھی میلہ ہوگا آپ کے اقبال نے مجھکو
یہان تک پہونچایا اب آپ اسی مقام پر تشریف رکھین جہان تک ہوسکیگا کل مین لوح
لیکر آؤنگی اب مین جان و مال سے کوشش مین حاضر ہون لیکن عیار سے کہیے کہ ایک
غزل اور گائے کنیز نے بڑا تامل کیا اب صبح ہوتے جاؤنگی یقین ہی کہ والد نامدار ڈھونڈھینگے
کہ دن بھر اور شب بھر مسکو کہان گذرا حیران ہون کہ کیا کہونگی دیکھون کہ دل خانہ خراب
کیا دکھائے نوشتۂ تقدیر کیسا پیش آئے سمک نے سامنے الماس کے بجز

یہ شعر گائے نظم

بغیر یار کے لطف مے و کباب نہیں	پیالہ زہر کا ہو ساغر شراب نہیں
وہ عضو کون سا ہو جو کہ انتخاب نہیں	کمر کا مثل دہن کا ترے جواب نہیں
زمانہ پھر گیا تیری نظر کے پھرتے ہی	غضب خدا کا ہی کافر ترا عتاب نہیں
کھڑا ہو بام پہ پردہ نہ کر تو عاشق سے	کلیم سے صنم اللہ کو حجاب نہیں
خدا کا قہر ہی نازل ہوا ہی بعض پر	مراد پہ یہ ترا عالم شباب نہیں
سوا بدی کے نہ سرزد ہو فعل نیک کبھی	ابو لہب ہیں زمانے میں بوتراب نہیں

یہ اشعار جو سمک نے گائے الماس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بے اختیار ہو کے پکار اٹھی۔ فرد شب وصل غریبان ہو مرے ہمدم کسی ڈھب سے ۔ گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن شب سے ۔ رستم نے کہا ای ملکۂ عالم اسقدر بیقرار نہو کہا ای شہریار نہیں معلوم تقدیر میں کیا لکھا ہی اور کیا ہونے والا ہو دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی اب کنیز رخصت ہوتی ہی مجلد سے لوح لیکر آؤنگی اور ایک امر گوش زد کرتی ہون کہ حضور کے خیال میں رہے ہفت پیکر نے بجبر دل توجہ کی یہی چاہتا تھا کہ پاس سے نہ اٹھیں باپ کو یہ ناگوار ہوا یقین ہے ہفت پیکر کو سمجھایا ہو اصل یہ ہو کہ ہفت پیکر ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہو مثل ہمارے باپ کے چند رازدان قرار دیے دعوی خدائی کر بیٹھے یہ لوگ منتظم کارخانۂ خدائی ہین بڑا شرف یہ رکھتا ہو کہ طلسم ہفت پیکر والے اسکو بخدائی مانتے ہین وہ طلسم ہفت پیکر پر بڑا ناز رکھتا ہو کہتا ہو کہ طلسم ہفت پیکر وہ مقام ہی کہ اگر طلسم کشا لوح بھی پا جائیگا تو طلسم کو فتح نہ کر سکیگا وہ وہ مرحلے ہین کہ جنسے گذر طلسم کشا کو دشوار ہوگا تو ای شہریار خدا فضل اپنا کرے کہ لوح حاصل ہو جائے کل آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے گا میں اسی مقام پر حاضر ہونگی رستم سے بخوبی وعدہ ہوا وعدہ کر کے الماس رخصت ہوئی طاؤس پر بیٹھکر طرف کوہ الوان کے چلی یہان الوان جادو آنے سے بیٹی کے غضب بھر پریشان رہا صبح کو حیران بیٹھا ہی کہ الماس آکر پہونچی مگر آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اداس پریشان آکے باپ کو سلام کیا الوان نے پوچھا کہ ای نور نظر شب کو کہان

رہین الماس نے کہا مین نے خبر آمد طلسم کشا سُنی تھی تا بہ قصر معلق گئی تھی وہان جاکے دیکھا
قصر معلق ویران پڑا ہی اُسی مقام پر لشکر طلسم کشا اُترا ہوا ہی مین دیکھکر پلٹی تھی کہ راہ
مین ایک کوہ ملا اُسپر ٹھہری تھکی ہوئی تھی سو گئی آنکھ جو کھلی ستارہ سحری آسمان پر چمک
چکا تھا آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی الوان نے کہا اے نور نظر بہت بہتر ہوا کہ تم شب کو
نہ آئین خداوند تشریف لائے تھے تمکو دمبدم پوچھتے تھے مین نے اُنکو بہت سمجھایا مگر وہ نہین
مانتے شب کو کھلکر مجھ سے کہا کہ اپنی بیٹی ہمین دو خداوندزادہ اُسکے بطن سے پیدا ہوگا
خدائی تمھارے گھر مین آئیگی مین نے کچھ جواب نہ دیا ابھی صبح ہوتے کوہ الوان پر گئے
رہین الماس نے باپ سے کہا کہ قدرت بہت پچھتائینگے اتنا کہکر خاموش ہو رہی الوان جادو
برسر کوہ براے انتظام گیا الماس محیط کے ساتھ ساتھ پھرتی رہی جب محیط ایک قصر مین
جاکر سوئی الماس نے آکر جھولی سے محیط کی لوح نکال لی اُسی وقت طاؤس پر سوار ہوکر
طرف لشکر طلسم کشا کے چلی قریب شام رستم نے اُسی مقام پر خیمہ استادہ کرایا تھا سمک
کو ساتھ لیے بیٹھے تھے کہ الماس گھبرائی ہوئی آئی کہا حضور لوح مین لائی دونون ہاتھ پر
رکھکر لوح خدمت طلسم کشا مین پیش کی طلسم کشا نے لوح کو گلے مین ڈالا مگر محیط جو
سوکر اُٹھی جھولی مین لوح کو نہ پایا گھبراکر ایک ایک سے پوچھتی ہے کہ میرے پاس کون
آیا تھا کسنے لوح میری جھولی سے نکال لی کنیزین قسمین کھا رہی ہین محیط کو ایک ایک سے
پوچھتے پوچھتے شام ہوگئی ہر ایک سے دریافت کرتی ہی کہ بی الماس کہان ہین کنیزون نے
کہا براے گشت تشریف لیگئی ہین محیط بیٹھی رو رہی ہی کہ الوان آیا اُسنے آکر پوچھا کہ اے
محیط کیا ہوا محیط نے کہا اے شہنشاہ جھولی سے میری لوح نکل گئی یہ ذکر تھا کہ آندھی
سیاہ چلی ہفت پیکر اشتیاق ملکہ مین آکر پہونچا الوان سے پوچھا کہ معشوقۂ قدرت
کہان ہی الوان نے کہا قدرت تو اور فکر مین ہین یہان دشمنون نے فکر کرلی ہی محیط
کی جھولی سے لوح نکل گئی [illegible] بیٹھی رو رہی ہی ہفت پیکر نے کہا اے الوان قدرت
جانتے ہین کہ لوح پاس طلسم کشا کے پہونچ گئی تمھاری صاحبزادی نے یہ آفت
برپا کی برسر کوہ لشکر رستم اُترا ہے وہین الماس گئی ہی اور لوح پاس طلسم کشا کے

پہونچادی اور وہ پاس طلسم کشا کے بیٹھی ہے ای الوان تجنے ہمارا خیال نہ کیا قدرت کا بڑا قلق ہو الوان جادو جھلا کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند اگر وہ لوح پاس طلسم کشا کے لیگئی اور پہلوے طلسم کشا مین بیٹھی ہے تو ابھی جاکر اُسے لاتا ہون اور قتل کرتا ہون یہ تو مجھسے کبھی ہونگا کہ بیٹی آپکے سپرد کرون آپ یہ ہوس دل سے نکالڈالیے ورنہ غلام کو رنج ہوتا ہو قدرت یہ ذکر نہ کرو ہفت پیکر نے کہا ای الوان یہ نہ کہو ضرور قدرت الماس کے قبضے مین کرینگے الوان نے کہا اچھا تو مین جاتا ہون اگر بنتا ہو لوح بھی لاؤنگا نہین تو الماس کو تو ضرور لاتا ہون یہ کہکے الوان چلا محیط نے کہا مین بھی آؤن ہاے ای الوان مین لوح کو قصر معلق سے جان دیکر لائی تھی قدرت نے لوح کو دلیا آخر دشمنون نے اپنا کام کر لیا الوان جادو آہ کر کے اپنے مقام سے اُٹھا کر کتا ہوا طرف کوہ صحرا کے چلا پیچھے پیچھے محیط جادو بھی چلی یہان پاس رستم کے الماس یاقوت پوش بیٹھی ہے جب کہتی ہے کہ مین جاتی ہون رستم ہاتھ تھام لیتے ہین فرماتے ہین ای الماس وہان جانے کا ارادہ نہ کرو ہفت پیکر خود وہان موجود ہو شاید کہدے اور ہفت پیکر کل علوم سے آگاہ ہو الماس نے کہا میرے جانے مین کئی مطلب ہین اگر میرا سحر چل گیا تو ہفت پیکر کو مین گرفتار کرکے آپ کی خدمت مین حاضر کرونگی کہ ایک آواز آئی او طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ لوح بے منت خلق پائی ای الماس تو نے لوح پاس طلسم کشا کے پہونچائی او گیسو بریدہ کیا تجھے زندہ چھوڑونگا یہ کہتا ہوا الوان مثل شعلۂ جوالہ اول طرف طلسم کشا کے چلا منھ سے شعلے چھوڑتا ہوا ہاتھ جھکاتا ہوا کہ برقین گرنے لگین شعلہاے آتش ہزارہا گرد رستم کے ہوگئے رستم نے لوح کو جھکایا شعلہاے سرکش غائب ہوے تیغہ ہفت جو ہر نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت ہوتا تھا کہ ہلال شب اول سے ہلال پیدا ہوا ہاے آہ دل مظلومان اب جو تیغہ ہفت جوہر جھکا الوان پیچھے ہٹا کبھی گولہ پھینکتا ہو کبھی برق جھکاتا ہو کبھی تلوارین گراتا ہو مگر کوئی سحر رستم پر تاثیر نہین کرتا رستم جھپٹتے ہین الوان جادو پیچھے ہٹا جاتا ہو الماس کھڑی یہ تماشہ دیکھ رہی ہے ایک مقام پر رستم جھپٹ کر طرف الوان کے چلے الوان جو تڑپتا ہو برابر الماس کے پہونچا ملکار اکہ او شوخ دیدہ تماشہ دیکھ رہی ہے الماس نے چاہا سحر کرون الوان سنے

کلائی پکڑ لی کمر میں پنجہ دیکر لے اُڑا رستم نے لوح گلے سے اُتاری پکار کر کہا او ساحر یہ لوح لیتا جا مگر الماس کو چھوڑ دے ملکہ حسرت سے پکاری ای شہر یار برائے خدا لوح اپنے پاس رکھیے مجھ ایسی کنیزیں اگر نہ ہونگی تو کیا ہوگا آپ صاحب اقبال ہیں جو جمال بیثال دیکھیگا پروانۂ شمع جمال ہوگا مگر کنیز کا خیال رہے اب یہ ساحر مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا مزار غریبان پہ آکے فاتحہ پڑھیے گا روح کو راحت ہوگی قلب کو قوت ہوگی آپ ایسا جلیل جو قبر پر آئے تو کیون نہ روح راحت پائے

نظم

ہماری خاک پہ کہتی تھی گل یہ بلبل زار
اُٹھو اُٹھو کہ چمن میں پھر آئی فصل بہار

پڑھوں غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے
رہے نہ ایک گریبان عاشقان میں تار

پڑھوں میں قصۂ لیلی کو کیا بہ بانگ بلند
عدم کے خواب سے مجنون نہ ہو کہیں بیدار

جو مے پرست مرین چاہیے کہ پیر مغان
بنائے تاک کے سائے تلے سبھونکا مزار

غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل مین
کفن سے قبر مین میری ہوا دھوان اظہار

یہ قول شاعر شیرین کلام سُن اک نقل
ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار

ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کے مرقد پہ
جو دیکھتا ہون تو اک قبر پہ ہے نرگس زار

کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس
تو سرنگون ہی بھلا کس لیے بہ خاک مزار

تب اُسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا
عزیز تو مجھے نرگس نہ جان غور نہار

کہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان مین
سو اُسکا گور غریبان مین کیلیے ہو گزار

مین اُسکی آنکھیں ہون جس شخص کا یہ مرقد ہے
یہ زیر خاک بھی ابتک ہی حسرت دیدار

ان کلمات حسرت نے غم والم سے خانۂ دل رستم کو بھر دیا کہ پشت پر سے محیط جادو جلی پکار کر آواز دی ای رستم بوجہ الماس تمنے لوح پائی ورنہ عمر بھر نہ ملتی قدرت نے خودکشی کی جسجگہ مین نے لوح پہونچائی تھی لوح لیکر اپنے پاس رکھتے اُن تک کوئی نہ جا سکتا ہی الماس نے یہ کمال کیا کہ تجھکو سوتا دیکھکر لوح جھولی سے نکال لی اب مرطعات پر ساحران طلسم ہفت پیکر لوح تجھسے لینگے رستم نے چلا کر کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر جوڑ کر محیط پر مارا کہ سینے پر محیط کے پڑا پشت کو توڑ کر باد گذرا لاشہ محیط کا زمین پر گر آندھی

سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام محیط جادو بود راہ میں یہ آواز کان میں الوان کے پہونچی زانو پر ہاتھ مارا الماس سے کہا گیسو بریدہ محیط جادو ایسی ساحرہ نے اپنی جان دیدی دیکھیے اب قدرت پر کیا گذرے الماس خاموش ہی الوان چیلاتا ہوا بر سر کوہ پہونچا زیر کوہ میلا جمع ہی مرادمند بھی جمع ہیں فریاد فریاد کر رہے ہیں مراد مانگ رہے ہیں تصویر سنگی ہر مرتبہ آواز دیتی ہی ای بندگان من مراد تمہاری قبول ہوئی سعادت دارین حصول ہوئی وزیر و امیر و گھنٹہ نوازو ناقوس نواز گرد تصویر کے جمع ہیں باجے بجا رہے ہیں غل مچا رہے ہیں ہر ایک سجدہ و حجر سے آواز آرہی ہی یا خداوند ہفت پیکر تیرا ٹمدہ بے دیا بے نظیر ہے کہ جسکا مثل نہیں ہے ہفت پیکر تصویر میں سے باتیں کر رہا ہی کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا سب نے کہ الوان جادو الماس یاقوت پوش کو بغل میں لیے ہوے مگر محیط کے واسطے نہایت ملول و غمگین زمین پر آکے اترا سب شیر و وزیر حیران ہوگئے کہ بیٹی کو اسطرح گرفتار کرکے لایا اور جلسہ خداوندی میں پہونچا یا اب الوان نے سامنے تصویر کے آکر عرض کی یا خداوند اس گیسو بریدہ نے کل ساکنان طلسم ہفت پیکر کی جان لی لوح طلسم کشا کو پہونچائی محیط جادو قتل ہوئی تصویر سے آواز آئی اے الوان اسکو چھوڑ دو یہ قدرت کو قبول ہے قلب اسکا صاف کیا جائے گا الوان نے کہا یا خداوند میں نہ مانونگا میرے بڑے بڑے عزیز دار طلسم ہفت پیکر میں حاکمان مرحلہ میں وہ سب قتل ہونگے میں کیونکر گوارا کرون کہ یہ زندہ رہے اسکو سزا نہ دیجائے ہرچند ہفت پیکر نے سمجھایا اور منع بھی کیا مگر الوان نے نہ مانا ملکہ الماس کو جلادون کے سپرد کیا جلاد ون نے پکڑ کر الماس کو کھینچا دارین استادہ ہونے ملکہ الماس دیکھ رہی ہی کہ میرے قتل کا سامان ہو رہا ہی بیقرار ہو کر پکار اٹھی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت سے بچالے نظم

از خدا جو یہ دوا سے درد دل بیمار رح	شافی مطلق کند چارہ بے آزار روح
جلوہ گر باشد بہ چشمش نور ذات کردگار	جسم ہر شخصیکہ باشد مطلع انوار روح
ذائقہ حاصل کند بر وقت مرد اہل حال	از صدائے نغمۂ پر سوز موسیقار روح

پاک گرد جسم زارش ز اختلاف آب گل | شو یدا از رویش سیاہی چشم گو ہر بار روح
در گذر از رنگ و بوے جسم خاکی در گذر | سیر اے بلبل مکن در گلشن بیکار روح
لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر عالم آکہ | دور دار از ہندی آسیب تن آزار روح

ناظرین پر واضح ہو کہ یہان کو وہ الوان بر گرد الماس کے مشیر و وزیر جمع ہین طرف سے ہفت پیکر کے سمجھا رہے ہین کہ ای الماس قدرت کو قبول کر وہ تیری جان بچالین گے ابھی تجھکو رہا کر دینگے الماس نے جواب دیا مین عاشق جمال بیمثال طلسم کشا ہون مین اس بیحیا مکار کو نہ قبول کرونگی اسنے اپنے کو خداوند بنایا معاذ اللہ یکتائی کا دعویٰ کرتا ہے خداوند ہونے پر مرتا ہی یہ خداوند نہین ہی یارو یہ ایک ساحر ہی کیون اسکے دام مکر مین پھنسے ہو وزیر و مشیر توبہ کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ یارو ایسی بے ادبی کسی نے کاہیکو کی ہوگی کہ قدرت کو مکار بتاتی ہی مگر طلسم کشا بعد جانے الماس کے لوح کو پھینکدیتے تھے سمک نے سمجھا کر لوح گلے مین ڈالی کہا ای شہر یار اسی کی وجہ سے سب ساحر آپ سے ڈرینگے یقین ہی کہ وحیلہ نہ کرینگے برائے خدا اسکو قبضے مین رکھیے رستم نے کہا ای سمک مین کیا کرون الماس کا گرفتار ہو کے جانا مجھے نہایت شاق ہے دل اسکے جمال کا مشتاق ہی سب سردار آکر جمع ہوگئے ہین سمجھا رہے ہین کہ ای شہر یار صبر فرمایئے خدا اُنکو بچائیگا باپ اُنکا گرفتار کرکے لیگیا ہے حضور بیٹی کو ضرور بچانے کی تدبیر کریگا رستم نے کہا بڑی مشکل یہ ہی کہ ہفت پیکر ا سپر عاشق ہے وہ ضرور کد کریگا کہا کہون دل کو عجب عجب خیال ہین دل پر ہجوم غم و ملال ہین۔ **نظم**

مشورہ کیا کیجے چرخ پیر سے | دن نہیں پھرتے کسی تدبیر سے
کسطرح مایوس ہون تاثیر سے | دم رُکے ہی نالۂ شبگیر سے
میری وحشت کے لیے صحرائے قیس | تنگ تر ہے خانۂ زنجیر سے
کیون نہ ٹپکے آب جب ٹپکے لہو | برق گرتی ہے تری شمشیر سے
وہ شادے نامۂ مضمونِ وصل | گر ہوا خط کاتب تقدیر سے
یون بنا کر حال دل کہنا نہ تھا | بات بگڑی ہے مری تقدیر سے

انگلیون مین خامہ جبکر رہ گیا — نامہ ہاے شوق کی تحریر سے
پھر ہی کھبر نا نگاہ یار کا — الامان اس بازگشتی تیر سے
وحشت چشم بری رو دیکھنا — بھر گیا جی سرمۂ تسخیر سے
لیگئی جان یادرونق ہاے وصل — گھر مرا ویران ہوا تعمیر سے
ای صنم مومن ہون آخر کسطرح — مجھکو تسکین ہو تری تصویر سے

آفتاب نے عرض کی حضور کا جوش وخروش ایسا ہلنے ہین کہ غلام بہت گھبرائے ہین اُسوقت
بارگاہ مین ایک عجب غل ہو رہا ہی رستم کی بیقراری بسبب ہوا اور ہرچند سمجھا رہے ہین رستم نہین قبول کرتے
قضاے کار دایہ ملکہ الماس کی کہ یہ قلعے مین تھی اسنے جو یہ ہلڑ سنا کہ الوان جادو جاکر الماس
کو گرفتار کر لایا پہلو مین رستم کے پایا اُسی غیرت مین بالاے کوہ الوان قتل الماس کی تدبیر
ہو رہی ہی بیقرار ہوکر قلعے سے نکلی بالاے کوہ الوان آکے دیکھا کہ الماس زیر تیغ بیٹھی ہی
وزیر و امیر گرد سمجھا رہے ہین مگر الماس مبہوت یاد مین رستم کی لب پہ مہر سکوت دایہ گھبرائی
چونکہ اسنے دودھ پلاکر پرورش کیا ہی بیقرار ہوکر پہاڑ سے اُتری دل سے کہتی ہی کہ چلکر رستم
سے اطلاع کرون اور عرض کرون کہ آپ کی محبت مین الماس قتل ہوتی ہی وقت قتل اب
قریب ہی اگر آپ سے کچھ ہو سکے تو کوشش کیجیے تامل نہ فرمایئے یہ سوچتی ہوئی لشکر طلسم کشا
مین آئی بارگاہ مین آکر پہونچی دیکھا بارگاہ مین عجب ہنگامہ ہی رستم مثل مرغ بسمل تڑپ رہے
ہین دایہ نے آکر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی واری آپکے اس تڑپنے سے کیا نفع ہوگا
اسوقت تک تو الماس کو مین نے ثابت قدم پایا کہ آپ کے جوش محبت مین سر جھکائے ہوے
زیر تیغ بیٹھی ہی اب قتل ہونے مین اسکے کچھ دیر نہین ہی یہ سنکر رستم نے فرمایا کہ مرکب تیار کرو
مین جاکر اسکو رہا کرون یا اپنی جان دون وہ حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق اس
خیال مین ہوگی کہ جو میرے قبضے مین تھا یعنے لوح طلسمی کا لیجانا وہ مین نے طلسم کشا کو لیکے
پہونچا دی یقین ہی کہ میری مدد کو آئین رستم کا مرکب تیار ہوکر آیا آفتاب وغیرہ آراستہ ہوے
سمک نے لشکر کو تیار کیا رستم لوح گلے مین ڈالے ہوے تحفہ جات زیب جسم مرکب چمکا
چلے تمام سردار ساتھ ہین شہرت نے جو رستم کا یہ حال دیکھا بیقرار ہو گئی سب کے ساتھ

ذ چلی بالائے آسمان جاکر چھپی رستم جاتے ہین یہان اوان جادو سر پر مٹی کے کھڑا کہہ رہا ہے
کہ کیون ای نور نظر عشق سے رستم کے انکار نہ کر بکی قدرت تجھکو پہلو نشین کرینگے سارے طلسم
مین ہنگامہ ہوگا کہ الماس یاقوت پوش زوجۂ خداوند ہفت پیکر ہو سب تجھکو آکر سجدہ کرینگے
الماس نے جواب دیا ای باپ تجھکو شرم نہین آتی کہ ایسے فقرات کہتا ہی مین جانتی ہون کہ معشوق
طلسم کشا مشہور ہون کہ جو ہفت پیکر کے بھی سر کوب ہین نام سے رستم کے بھاگتے پھرتے
ہین اسیر اوان جادو چلاتا ہی کلمات سخت سست سناتا ہی کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا نعرۂ
طلسم کشا کی آواز آئی - نعرۂ رستم - ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم + لقب
دیگر - علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + بزیر دمان رستم نوجوان +
نہال گلستان صاحبقران + زیر کوہ زمین تلے اوپر ہوئی اوان نے دیکھا کہ دوکاندار بھاگنے
لگے ایک پہلو پر رستم کے آفتاب فلک سیر اور ایک طرف جھلال سرکش ان دونون کے
سحر نے زمین ہلا دی ایک جانب ماہی سحر اور ایک سمت نہنگ بحری ان دونون نے
ہزارون کو دیوانہ کیا جسکو جال بمثال دکھا دیا اور نگاہ سحر آگین سے اشارہ کیا وہ گریبان
پھاڑنے لگا خاک اُڑا رہا ہی جنگ سے بالکل بیکار مجبور وناچار سحر آفتاب نے سیکڑون
کے سر گرائے دوکانین ویران میلہ برباد اوان نے مشیرون اور وزیرون کو اشارہ کیا کہ
بڑھکر طلسم کشا کو روکو وہ لوگ پہاڑ سے اُترے سحر کرنے لگے رستم نے لوح کو گردش دی
ہزارون ساحر نابینا ہوگئے لوح کا چمکنا ساحر آنکھین بند کر کے بھاگتے ہین جب ساحرین اوان
پہاڑ سے اُتر آئے چند مارے گئے چند آنکھین بند کیے کھڑے ہین انکو آفتاب قتل کر رہا ہے
اوان نے کئی سحر کیے رستم پر تاثیر نہ ہوئی پہاڑ سے اُترنے لگا الماس اسی مقام پر بیٹھی تھی
شہرت نے جو آسمان سے دیکھا کہ چند جلاد و صرف گرد ہین اور ساحران زبردست گرد ہے
الماس کے ہٹ گئے تڑپ کے آسمان سے گری جلادون کے سر اُڑا دیے الماس یکدمان
سے سوزن نکالی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا ای الماس اٹھو ہم سب تمھارے ممنون وشکر گزار
ہین تمنے وہ نعمت طلسم کشا کو پہونچائی کہ ہمنے مہینون کوشش کی اور ہماری جستجو بیکار ہوئی
لوح ایسی شی تمنے طلسم کشا کو پہونچائی کہ طلسم کشا لڑتے ہوئے آتے ہین ہزارون ساحرون

کو دیکھو مار کر زیر کوہ پہونچے رستم نے دامن گردانا گھوڑے سے کودے جھاڑی جھنڈیان
پکڑ کر پہاڑ پر چڑھنے لگے جب جست کی ایک گھاٹی کو طے کیا گھاٹیون پر ساحر بیٹھے ہین رستم کو
روکتے ہین رستم لوح کو چمکاتے ہوئے آتے ہین جب لوح چمکائی سو دو سو نا بینا ہوئے
سامنے سے ہٹے آفتاب نے جو زیر کوہ سے دیکھا کہ رستم گھاٹیون پر لڑتے ہوئے چلے آتے ہین
گرد رستم انبوہ ساحران ہے سحر سے تیر و تلوار سے روک رہے ہین رستم اُنکے روکے سے نہین رُکتے
مگر زخمی ہو رہے ہین آفتاب جست کرتا ہوا قریب رستم کے آیا ایک پتھری آڑ پکڑ کے گولا مارا کہ
کئی ہزار ساحرون کے سر پھٹے الوان جادو کہ زیر کوہ پہونچا تھا فوج کو تو اپنے سحر کر کے
روک لیا مگر پلٹ کے دیکھا کہ رستم جنگ رستمانہ کرتے ہوئے بالاے کوہ پہونچے جب الوان
ہٹ آیا ماہی سحر وغیرہ نے پھر جلوہ کیا زیر کوہ دریاے خون بہا دیے سارا میلا لوٹ لیا
ہر طرف سے صداے فریاد بلند ہے الوان جادو نے جو دیکھا کہ رستم بالاے کوہ پہونچے
سب گھنٹ و زنار ناقوس نواز گرد سے تصویر کے ہٹ گئے تصویر اکیلی دیر مین آواز دیتی ہے
او الوان طلسم کشا کو روک سب قدرت کو اکیلا چھوڑ گئے الوان آکر سینہ سپر ہوا دروازے
دیر کے کھڑا ہوا ایسے ایسے سحر کیے کہ آفتاب ایسا ساحر کئی مرتبہ زمین پر گرا رستم نے لوح
چمکا کر سحر الوان کا مٹایا آفتاب کو اُٹھایا رستم نے جو الوان کو لڑتے ہوئے دیکھا ادھر
تیغہ کھینچکر بڑھے الوان بھی در دیر سے تلوار کھینچے ہوئے بڑھا رستم نے للکارا او الوان
بے ایمان الوان نے یہ سُنکر گرز مارا کئی سو کنیزون نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین
آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہوئی سامنے آئین نظم

وہ گردن دیکھ یہ حالت ہوئی تغییر شیشے کی — کہ تھمتی ہی نہین ہچکی ہوئی ہے دیر شیشے کی
مدام اُس دیر میکش کے منھ لگتا ہوا ہے ساقی — بنائی ہاے کیا اللہ نے تقدیر شیشے کی
سوا ہے محتسب سے کہ اپنے دل کی صورت ہے — سزاوار شکستن کونسی تقصیر شیشے کی
اثر اُس سنگدل کو کیا ہو عرض دل شکستن کی — شکایت ہے مری فریاد بے تاثیر شیشے کی
ہون اک آئینہ رو کا دیدۂ پُر آب دیوانہ — بنا اشک مسلسل سے مری زنجیر شیشے کی
بیان کرتا ہے ہکلانے کا اُس بدمست کے عالم — وہ کیا سمجھے سمجھ بیدہ ہے تقریر شیشے کی

بھلا کیا اعتبار اے مومن ایسی پارسائی کا	کہ بےخود ہو گئے تم دیکھکر تصویر شیشے کی

رستم نے اُن نازنینون کو دیکھکر لوح چمکائی لوح چمکاتے ہی وہ نازنینان مہ جبین غائب ہوئین
اُنکے غائب ہوتے ہی الوان ایسا گھبرایا کہ دوبارہ اُسنے دستک دی دروبے سے آگے بڑھ
ایک دو پتھر زمین پر مارا چند جوانان زنگی زمین سے پیدا ہوے تلوارین کھینچکر رستم پر گرے
آفتاب نے آواز دی ای شہریار انکو قتل نہ کیجیے گا لوح چمکائیے رستم نے فوراً لوح کو چمکایا
وہ زنگی گویا پانی کے بنے ہوے تھے مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہو گئے دور سے الوان
نے جو یہ دیکھا گھبرا گیا طرف صحرا کے دیکھکر آواز دی کہ ای ببران مردم خوار جلد آؤ صحرا سے
چند شیر دم اُٹھائے ہوے منھ کو مثل قبر بلا کھولے ہوے جست کر کے پہاڑ پر آئے آتے ہی
طرف رستم کے چلے رستم نے بہ تعجیل لوح کو دیکھا لوح اُن سب کے بیچ مین پھینک دی
ہلال وغیرہ نے پکار کر کہا ای شہریار یہ کیا فعل کیا دیکھیے لوح نہ ہاتھ سے جائے رستم نے
اشارہ کیا کہ لوح نے ہی حکم دیا تھا کہ مجھکو درمیان مین اُن شیرون کے پھینک دو مین نے
وہی کیا جیسے ہی لوح کا عکس شیرون پر پڑا آپس مین لڑنے لگے یہان تک لڑے کہ وہ سب
نابود ہوے کوئی زخمی ہو کر بھاگا جسپر عکس لوح کا پڑا مثل قطرۂ آب جذب ہو گیا تھوڑے
عرصے مین سب شیر غائب ہوے الوان نے دور سے یہ فعل دیکھکر طرف تصویر کے پلٹ کر
پکار کر آواز دی یا خداوند کوئی تدبیر کیجیے طلسم کشا کے روکنے کی کوئی تدبیر کیجیے تصویر نے
آواز دی ای الوان قدرت گھبرائے ہوے ہین اب یہان نہ ٹھہرینگے ہی آرزو ہی کہ طلسم
ہفت پیکر مین جائین وہان جا کر کچھ انتظام کرین اہل طلسم بڑے بڑے ساحر ہین کل شعبدون
سے بخوبی ماہر ہین ایسا فقرہ کرین کہ طلسم کشا لوح والے کرے تحفہ جات قبضے سے جب
طلسم کشا کے نکل جائینگے طلسم کشا کو نکلنا طلسم سے مشکل ہو گا الوان نے جو یہ باتین
سنین گھبرا گیا طلسم کشا قریب الوان پہونچے للکارا- او الوان اُس مکار سے کیا پوچھتا ہی
وہ خود مکار دجلساز ہی ساحر شعبدہ باز ہی آج وہ بھی بچ جائیگا الوان نے جو یہ باتین رستم
کی سنین گھبرا گیا تیغہ کمر سے کھینچکر رستم پر جا پڑا اور کہتا جاتا ہے او ظالم تو نے مجھکو ذلیل و خوار
کیا الماس نکل گئی اُسکے رہا کرنے مین یہ آفت ہوئی ہین اگر یہ مصیبت جانتا رہا ہی مین اُسکو

قتل کر ڈالتا یہ ہفت پیکر بڑا جلساز ہے طلسم کشا کو لوح ملتے ہی بدحواس ہو گیا طلسم کشا
نے وار الوان کا تیغہ ہفت جوہر پر روکا جیسے ہی تلوار پر تلوار پڑی شعلۂ آتش بھڑک کر
طرف رستم کے چلا رستم نے جو تیغہ چمکایا وہ شعلہ بھڑک کر الوان پر گرے الوان نے
ہاتھ جھکایا اپنے سحر کو آپ مٹایا رستم نے بسم اللہ کہکے ایک ہاتھ سے لوح کو چمکایا اور
ایک ہاتھ سے تیغہ مارا الوان نے سپر سحر اٹھا دی تلوار چمک کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر
سر پر گری کہ الوان کے دو ٹکڑے ہوئے الوان کا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی رستم طرف تصویر کے
چلے اسقدر اندھیرا ہوا کہ رستم نے تصویر کو نہ دیکھا آفتاب نے پہلو سے آواز دی کہ اے
شہریار لوح چمکایئے رستم نے لوح کو چہرے کے آگے کر کے جو چمکایا تصویر کو چاہا کہ
تیغہ ماروں کہ یکایک تصویر کو جنبش ہوئی سر تصویر کا شق ہوا ایک جوان پیچیدہ ہو کر
نکلا آفتاب و جلال و شہرت و الماس جو پشت پر تھے ان سب نے آواز دی اب آگے
نہ بڑھیے ہفت پیکر نکل گیا تھوڑی دیر میں روشنی ہوئی دیکھا بالائے آسمان ایک ساحر تو
تن قوی میں پکار رہا ہے کہ اے رستم میں اب طلسم ہفت پیکر میں جاتا ہوں اگر وہاں آؤ گے
تو مزا اٹھاؤ گے رستم نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر سحر کمان میں پیوست کیا تھا
ہفت پیکر چمک کر اور بلند ہوا بلند ہوتے ہی غائب ہو گیا طلسم کشا نے کمان کو روک لیا
اہل فوج ان کے لڑتے بھڑتے قلعے میں گھس گئے ماہی سحر و نہنگ بحری فوج کے ساتھ میں
قلعے میں جا کر وہ شمشیر زنی کی ماہی سحر و نہنگ بحری نے بھی سحر کیا کہ اہل قلعہ فریاد کرنے
لگے آواز دیتے تھے کہ طلسم کشا کی دہائی ہے رستم بہ فتح و فیروزی کوہ سے اترے اہل
قلعہ کو امان دی اہل قلعہ کو بسایا اسی مقام پر لشکر اترا قشون میں یہی چرچا ہے کہ ہفت پیکر
بھاگ کر طلسم میں گیا الماس نے عرض کی اے شہریار اب کیا قصد ہے رستم نے کہا خواہ جان
جائے خواہ جان رہے ہمارا طلسم میں جانا ضرور ہوگا آئندہ جو قضا و قدر کو منظور ہو ہمارے
بادشاہ وہاں قید میں جس وقت قبلہ و کعبہ سنینگے تو کیا فرمائینگے تین دن رستم کوہ الوان پر
مشکل رہے الماس کو سلطنت دی الماس نے عرض کی میں ضرور ساتھ چلونگی الماس نے
اپنی طرف سے اپنی دایہ شوخ چشم کو حاکم قلعہ کیا رستم ساری فوج کو آراستہ کر کے

پشت مرکب پر سوار ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے جلو ساحرا اپنی اپنی شوکت و شان
دکھاتے ہوے جاتے ہین سب کے آگے مقدمۃ الجیش لشکر آفتاب فلک سیر آفتاب
ایک صحراے پرفضا مین آکر اُترا آفتاب کے عقب مین لشکر جلال بعد اُسکے لشکر شہرت
مرصع پوش و الماس یاقوت پوش ایک جانب ماہی سحر و نہنگ بحری لشکر گران
لیے ہوے اُتری ہین ان سب کے بعد لشکر عیوق و جاروق و شریر مردم در دیوانہ ان
سرداروں کے بیچ مین بارگاہ رستم استادہ ہو شام کا وقت ہے رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین آفتاب
و جلال و شہرت و الماس لشکروں کو اپنے چھوڑ کر براے ملاقات رستم آئے ہین
بیچ مین دنگل زرین پر رستم گرد سب سردار بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہے صحبت عیش و جشن آراستہ
تھی کہ لشکر آفتاب مین ہڑ بڑ ہوا سردار جاگنے لگے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
رستم کو خبر دی کہ لشکر آفتاب پر ہزارہا شیران صحرا آکر گرے ہین لشکر پامال ہو رہا ہے سردار
بھاگے ہوے آتے ہین آفتاب یہ کہکر اُٹھا کہ حضور تشریف رکھین غلام ابھی آتا ہے یہ کہکے
آفتاب باہر نکلا دیکھا ہزارہا شیران صحرا لشکر کو پامال کر رہے ہین آفتاب نے بڑھکر
شیروں کو للکارا اور آواز دی اے سگان صحرائی یہ کیا بے ادبی ہے یہ کہکے آفتاب نے سحر کیا
کہ دوسری طرف سے صدہا آہو سینگوں کو جنبش دیتے ہوے سامنے شیروں کے آئے
جس شیر نے ارادہ کیا کہ آہو کو شکار کرون آہو نے بڑھکر اُسکو سینگ مارا کہ توڑ کر پشت کو
شیر کی پار گذرا شیروں کو آہوون نے مار لیا شکار نے شکار کیا بعد تھوڑی دیر کے ایک
ابر سیاہ اُٹھا اُس سے برف برسنے لگی الماس نے اس ابر کو دیکھا کہا اے آفتاب یہ
دو جادوگرنیاں ہین انکو ہفت پیکر نے کوہ رنگا رنگ سے روانہ کیا تھا کہ شاید لشکر
طلسم کشا مین غفلت ہو تو تم لشکر کو تباہ کر دینا ایسے مضمون کا نامہ ہمارے باپ کے پاس
آیا تھا کہ جہانگیر و زہرہ بڑی زبردست جادوگرنیاں ہین شاید ان دونوں کے ہاتھ سے کام
نکلے وہ دونوں سحر کر رہی ہین مین ابھی جا کر اُنکو لاتی ہون یہ کہکے الماس طاؤس پر بیٹھی شہرت
نے بڑھکر سحر کیا کہ جسقدر برف برسی تھی وہ سب غائب ہوئی یہ سحر کرکے شہرت زمین پر
آگے کھڑی کھڑی دیکھ رہی ہے کہ الماس طاؤس پر سوار سحر کرتی ہوئی جا برابر کے پہونچی

للکار کر آواز دی او جہانگیر و زہرہ مین نے تمکو پہچانا اب مین کہاں تک چھوڑوں گی یہ کہکے گولہ مارا
ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر دونون جادوگرنیان بیٹھی ہین سحر کر رہی ہین الماس کو جو جہانگیر
نے دیکھا پکار کر آواز دی کیون الماس تو نے باپ کو قتل کرایا قدرت کو بھلایا اب میرے
مقابلے مین آئی ہے یہ کہکے گولہ مارا الماس نے گولے کو ہاتھ مین روک لیا روک کر وہی گولہ
مارا کہ تخت جہانگیر کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا تخت کے ٹوٹتے ہی وہ دونون جادوگرنیان علیحدہ
ہوئین دونون نے دو طرف سے سحر کیا کہ الماس پر آگ برسنے لگی آگ نے الماس کو گھیرا
الماس تڑپ کے نکل کر دونون پر جا پڑی دونون کا سحر دفع کر رہی ہے زہرہ نے
ستارے الماس پر گرائے جہانگیر نے ایک سحر کیا کہ تلوارین الماس پر برسنے لگین
سب تلوارین الماس نے توڑین ایک تلوار جھک کر سر پر الماس کے گری کہ سر سراسر
الماس کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی الماس نے دوپٹہ اپنا پھاڑا اُس سے سر کو باندھا
کچھ خون چلو مین لیا اسم سحر کا پڑھکر دونون پر پھینک مارا دو کمندین دونون کی گردن
مین پڑین الماس نے کھینچا دونون کی گردنین بندھی ہوئین کمندون مین لٹکتی ہوئین
الماس نے چاہا ان دونون کو لے نکلون کہ ابر سیاہ الماس پر گھرا آفتاب نے جھپٹ کر
چاہا ابر کو توڑ دون ابر نہ ٹوٹا آفتاب نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ الماس نے گرفتار تو کر لیا
مگر ابر سے نہین نکل سکتی آفتاب جھپٹ کر قریب ابر کے پہونچا جا کر ایک گولہ مارا اور دود
کڑک کر گرا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آفتاب نے جا کر الماس کو سنبھالا الماس کے
ہوش درست ہوے آفتاب نے منھ پر چھینٹے پانی کے دیے الماس اُن دونون کو
گرفتار کیے ہوے ایک کو آفتاب نے لیا اور ایک کو الماس نے زمین پر آ کے پہونچین
اُن دونون کو ایک درخت سے باندھا آفتاب نے بہت کچھ سمجھایا ان دونون نے
ہفت پیکر پرستی سے انکار نہ کیا الماس نے کہا حضور یہ خاص مصاحبان ہفت پیکر
ہین یہ کبھی مطیع نہ ہونگی آخر رستم نے اُن دونون کے قتل کا حکم دیا جلادون نے انکو
قتل کیا قتل ہونے کے بعد اُن دونون سے دیر تک ہنگامہ رہا کچھ زاغ و زغن پیدا ہوے
وہ سر پیٹتے ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے رستم لشکر فراغت کر کے

بہ فرفرہ یدونی و حشمت جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوئے کہ وقت پر حال انکا تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان جانا ایرج و نورالدہر کا اور قید ہو جانا طلسم ہفت پیکر مین و صاحبقران کا پہنچنا و دیگر حالات متعلقۂ داستان

ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام جرأت فزا
بتا ساقیا میں بیاں کیا کرون
عبث مجھسے ساقی تو مجبور ہی
سر راہ پر ایرج گرو ہے
کہ دونون جوان بر سر راہ ہین
نیا آج سامان ہوا ہی بہم
کہ صاحبقران خجستہ شیم
نکل آیا جانے کا اُنکے سبب
لکھون صاف خواجہ کی عیاریان

کہ سامان ہی قید سردار کا
کیا مجھکو پیر مغان نے خراب
ترے جہد سے صاف یہ دور ہی
یہ منظور ہی مجھکو پیر مغان
کہ اس رمز سے لوگ آگاہ ہین
سنین سعد کا حال صاحبقران
گل گلشن عز و جاہ و حشم
بصد لطف رستم کا جانا لکھون
نہ عیاریان بلکہ مکاریان
کبھی رزم مین رنگ ہی بزم کا

ترے دور مین ایسے کیون ہون
کیا مجھسے بنت العنب نے حجاب
کہ صاف ہی اور نہ یان درد ہی
لکھون حال فرزند صاحبقران
چل ای توسن کلک جادو رقم
رہے رنگ پر ہر گھڑی داستان
بصد کر و فر کوچ کرتے ہین اب
امیر عرب کا بھی آنا لکھون
اسی حال مین لطف ہو رزم کا

بہ جستجوئے رہروان منازل طلسمات و طی کنندگان مراحل پر آفات داستان حیرت بیان ایرج و نورالدہر یون تحریر فرماتے ہین - شعر - مرصع خیالان رنگین ادا ✱ چنین سے نگارند این ماجرا ✱ جبکہ خبر وحشت اثر گرفتاری بادشاہ جمجاہ ایرج نوجوان نے سنی قبضۂ تیغۂ دو دمۂ سکندری پہ ہاتھ رکھا اُسی وقت سوار ہوئے جو فیروز نشان جا گیا تھا اُسی سمت پر چلے عقب مین نورالدہر بھی آتے ہین مگر اول ایرج نوجوان بعد از قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی کر کے اُس دشت پر آشوب مین پہونچے دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہے تا کنگرہ برجا ے قلعہ پر نگہبان آدم خوار قرنا مین دہن سے

لگانے گھڑے ہیں بہت سے نقارہ نواز برجوں میں ایرج نے آتے ہی لشکر آتا را
شب کو داخل بارگاہ ہوئے شاپور شیر دل نے عرض کی اے شہریار یہ مقدمۂ طلسمات
ہو بادشاہ آکر جانبر نہ ہوئے نہیں معلوم کس حال سے طلسم میں پہونچے ایرج نے کہا
جب تیغ مردافگن عالم کھینچی تو شعبدہ و نیرنگ کام نہیں کرتا کل اس قلعے کو فتح کریں گے
لڑتے بھڑتے تا بہ بادشاہ اسلام پہونچیں گے کہ اُنکو بھی یقین ہو کہ ہمارے ہوا خواہ دونگے
وہ آ پہونچے شاپور نے دیکھا کہ یہ جاہل مزاج کسی کا نہ مانیں گے خاموش ہو رہا وہ رات
ایرج نے تڑاپ تڑاپ کے کاٹی جبکہ عابد شب زندہ دار ماہ تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پہ
رکھکر سر بسجود ہوا اور ستمیاح جہانگرد سلطان زرین پوش بصد جوش و خروش فوج ضیا
و شعاع ہمراہ لیکر میدان چرخ زبرجدی میں آیا تمام عالم منور و روشن ہوا ایرج نے
نماز سحر سے فراغت حاصل کی مسلح ہو کر باہر نکلے شاپور دمبدم عرض کرتا ہے اے شہریار یہ
مقدمۂ طلسم ہے بے سمجھے نہ جائیے ایرج نے نہ مانا گھوڑے کو میدان میں مہمیز کیا جب
میدان میں آکر نعرہ کوہ شگاف کیا اور طرف پھاٹک کے چلے سب نے دیکھا کہ نصف
میدان طے کیا تھا کہ پھاٹک کھلا ایک زنگی ایک نازنین کو ساتھ لیے ہوئے خندق پہ
آکے بیٹھا اس نازنین کے ساتھ بوس و کنار کرنے لگا چند کنیزیں پشت پر حاضر ہیں اور
گلابیاں اُنکے ہاتھ میں دونوں کو شراب پلا رہی ہیں زنگی نے جوش محبت میں اس نازنین
کا بوسہ لیا اُسنے سر اُٹھا کر ایرج سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ یہ ظالم مجھپر ظلم کرتا ہے ایرج
نوجوان نے تلوار نیام سے کھینچی اور للکار اکہ او بے ادب یہ کیا حماقت ہے اس نازنین سے
الگ رہ اُسنے پھر گلے میں ہاتھ ڈالا پھر اُسکا بوسہ بجبر لیا اتو ایرج کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے
کو جھکا کر قریب خندق کے آکے للکارا کہ او بے حیا میں اُس پار آتا ہوں اُسنے کچھ جواب
نہ دیا ایرج نے گھوڑے کو ایڑ کی کہ ہیں اشقر ایسا گھوڑا چاروں تیلیاں جھاڑ کر خندق
کے پار پہونچا اب وہ زنگی تلوار لیکر اُٹھا ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے روک کر اپنا وار کیا
کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے وہ نازنین کھڑی ہو گئی ہاتھ باندھنے لگی کہتی ہے اے شہریار
آپ نے مجھکو بڑے ظالم کے ہاتھ سے بچایا خوشامد کرکے ایرج کو کرسی پر بٹھایا ایرج

میٹھے اُس نازنین نے کنیز کو اشارہ کیا کنیز نے جام بھر کر ایرج کو دیا ایرج نے جام پیا پیتے ہی
آنکھیں سرخ ہوئیں اُس نازنین نے ہاتھ ایرج کا تھام کر کہا اب باغ میں چلیے وہ مقام خالی از
غیر ہے اُسی وقت ایرج اُٹھ کھڑے ہوے وہ نازنین ایرج کو لیکر اندر قلعے کے گئی دروازہ
بند ہوگیا اہل فوج ایرج نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قلعے میں گئے چاہا کہ روتے پیٹتے لشکر میں
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع فوج آکر پہونچے ایرج
کا حال سُنا بڑا افسوس کیا شہرنگ نے عرض کی حضور اس طرف جانے کا ارادہ نہ کریں
اب عبادت خانہ آراستہ ہو نور الدہر نے کہا سبحان اللہ وہ کر پاس فروش بازاری ہوں
طلسم میں جلئے اور میں عبادت خانہ آراستہ کروں میں ابھی جاتا ہوں ہر چند سب نے سمجھایا
یہ بھلا کب مانتے ہیں اسپ پریوش کو مہمیز کیا طرف قلعے کے چلے کہ یکایک قلعے کا کھلا دیکھا کہ
ایک سوار مرصع پوش قلعے سے نکلا للکارا کہ او جوان کہاں آتا ہے یہ مقام طلسم ہفت پیکر ہے بڑے
بڑے شاہ و شہریار آئے ٹھوکریں کھا کے چلے گئے یا اسے قلعہ سے نقارہ نوازوں نے
آواز دی کہ ای جوان کیا اپنی جان سے بیزار ہے نور الدہر نے کسی کو جواب نہ دیا جب وسط
میدان میں پہونچے وہ جوان مرصع پوش جو قلعے سے نکلا تھا گھوڑے کو مہمیز کر کے سامنے
نور الدہر کے آیا ایک نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ
چلنے لگا نور الدہر نے چاہا کہ نیزہ اسکا توڑ ڈالوں نیزے کو گانٹھا چھیلا دیکر ایسا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے مرصع پوش کے نکلگیا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے نکلا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا نور الدہر
پر ہاتھ مارا نور الدہر نے ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان میں ہاتھ ڈالا دونوں
لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی پھر بھر میں اُس مرصع پوش نے نور الدہر کو اُٹھالیا
ہاتھ پر تولتا ہوا قلعے میں لیگیا پھاٹک بند ہوگیا اہل قلعہ نوبت نقارے و قرنائیں بجانے لگے
ہر طرف یہی ہلڑ تھا کہ دو جوان عزیزداران طلسم کشا قید ہوے اہل لشکر دونوں کے حیران و
پریشان سامنے قلعے کے کھڑے ہیں بیقرار و بیچین اپنے آقا کے واسطے رو رہے ہیں کہ
صحرا سے گرد اُڑی سینے دیکھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع لندھور و مالک و
قاسم و بدیع الزمان وغیرہ آکر پہونچے شہرنگ و شاپور نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار

ایرج و نورالدہر بھی جا کر قید ہوئے بادشاہ اسلام چند روز گذرے ہیں کہ جا کر قید ہو گئے
امیر نے جو یہ حال سنا اشک حسرت آنکھوں سے ٹپکانے لگے اُسی وقت جمہیز کیا الندھور
و ملک دارا بنے بائیں قاسم و بدیع الزمان قبضوں پر ہاتھ رکھے لیس پشت ہوئے سرداران
نامی نے جو دیکھا کہ صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہیں سب سردار یعنی جمہور و فرامرز
و بہرام وغیرہ چار پانچ سو سردار لیس پشت صاحبقران چلے مقبل نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
گھوڑا جھکا کر یہ بھی آگے بڑھا اہل قلعہ جو قرنائیں لیے کھڑے تھے سب قرنائیں پھونکنے لگے
نقارچیوں نے نقارے بجائے میدان میں ایک غوغا ہوا صاحبقران طرف قلعے کے جاتے
ہیں کہ پہلے قلعہ سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان سیاہ رو تیرہ درون لیس پشت پر کئی سو پہلوان
عقب میں تین لاکھ کا لشکر سب مسلح و مکمل وہ جوان گینڈے کو بڑھا کر سامنے قلعے کے
آیا آواز دی یا صاحبقران پہلے مجھسے مقابلہ کیجیے تب قلعے پر جائیے یہ کہکے پشت پر دیکھا
ایک پہلوان کرگدن سوار لیس پشت سے گینڈا جھکا کر نکلا پکار کر آواز دی یا صاحبقران
کسی کو بھیجیے امیر نے طرف دست چپ کے دیکھا جمہور نے گھوڑا بڑھایا اور صاحبقران
سے اجازت طلب کی امیر نے فرمایا بسم اللہ تکو خدا کے سپرد کرتا ہوں جمہور گھوڑا جھکا کر مقابلے
میں اُس جوان کے آیا جیسے ہی قریب اُس جوان کے پہونچا اُسنے نیزہ مارا جمہور نے نیزے
کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی چند طعنیں آپس میں رد و بدل
ہوئی تھیں کہ جمہور نے کانشکر تجبیر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اُس جوان کے نکل گیا اُسنے
قبضے پر ہاتھ رکھا جمہور سے تلوار چلنے لگی اُسنے ایک مقام پر بار وار بچا کے کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا جمہور نے گریبان میں ہاتھ ڈالا لپٹے ہوئے دونوں زمین پر آئے آپس میں کشتی
ہونے لگی وہ جوان جمہور کو لے دوڑا ہر چند جمہور چاہتا ہے کہ رکوں لیکن نہیں رک سکتا
دس پانچ قدم پر لا کر اُسنے بگہ مارا کہ دونوں گھٹنے جمہور کے آشنا بہ زمین ہوئے
کمر میں ہاتھ ڈال کے آواز دی المدد یا خداوند ہفت پیکر لیس جمہور کو اٹھا لیا جست
کر کے اپنے گینڈے پر سوار ہوا پھاٹک قلعے کا کھلا اہل قلعہ قرنائیں بجانے لگے وہ جوان
جمہور کو لیکر داخل قلعہ ہوا پھاٹک بند ہو گیا وہ افسر جو کھڑا ہے اُسنے دوسرے

جوان کو اشارہ کیا اُسنے میدان مین آکر نعرہ کیا جسے تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے
مین آئے فرامرز عاد مغربی نے گھوڑا اُٹھا دیا مقابلے مین اُس جوان کے پہونچا
آپس مین نیزہ چلا فرامرز نیزے مین غالب آیا بعد تلوار کشتی کی نوبت آئی چار گھڑی مین
اُسنے فرامرز کو اُٹھا لیا گینڈے پر سوار ہو کر طرف قلعے کے گیا پھاٹک کھلا قلعے مین داخل
ہو گیا اسی طرح تا بہ شام چالیس سردار اُس طرف سے نکلے اِدھر سے سرداران صاحبقران
عبد الجبار حلبی وعبد القہار حلبی ولقمان بن منظر نکلے مگر پہلوانان لشکر کفار سرداران
صاحبقران پر غالب آئے اور گرفتار کر کے قلعے مین لے گئے ہر مرتبہ قرنائین بجتی ہین اور نوبت
نقارہ بجتا ہی لشکر کفار سے صدا مبارک مبارک کی آتی ہے شام کو وہ سردار جسکا لقب
گیہان کرگدن سوار ہی یہ کہکر پلٹا کہ یا صاحبقران اب تو شام ہو گئی کل آپ سے سمجھ لونگا یہ
کہکے اُسی مقام پر اُتر پڑا صاحبقران بھی لشکر کو لیکر پلٹے سامنے قلعے کے بارگاہ سلیمانی
استادہ ہوئی جملہ سردارون کو لیکر داخل بارگاہ ہوے خواجہ عمرو نے عرض کی اے شہریار
معلوم ہوتا ہی اس طلسم کا ہفت پیکر نام ہی علاحدہ چند در چند ہین بادشاہ اسلام کا
اور طور سے داخلہ ہوا ایرج اور ڈھنگ سے گئے نور الدہر اور طریقے سے داخل ہوے
حضور کے سردارون پر یہ معرکہ گذرا میری مراد یہ ہی کہ حضور اپنے کو بچائین ایسا نہو کہ مفقود
طلسم ہی کوئی سانحہ بندگان عالی پر گذرے تو مشکل ہوگی انتظار رستم کیجیے مین نے خبر پائی
ہی کہ اُنھون نے تختہ جات طلسمی بھی حاصل کیے اور لوح طلسمی بھی اُنکو ملی وہ آکر طلسم مین
داخلہ کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل
جنگی پھر بجوایا امیر نے حکم دیا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی
بجے یہان بھی بحکم صاحبقران نقارۂ رزمی پر چوب پڑی امیر نے فرمایا خواجہ اب ممکن
ہی کہ دشمن تو آمادہ حرب و پیکار ہو اور ہم تامل کرین جس طور سے جنگ آغاز ہوئی
اُسی طرح ہوگی مین خود نکلونگا اگر سحر ہی دفع ہو جائیگا اسی وقت سے دونون لشکرون
مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی تیاری مین بسر ہوئی جس وقت کہ
شہنشاہ زرین پوش بعد جوشش وخروش قلعۂ مغرب سے مع فوج ضیا و شعاع

برآمد ہوا اور میدان چرخ زبرجدی میں صف آرا ہوا دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے اور
صف آرائی ہونے لگی اُدھر بھی صفین جمین آتش افسر پہلوان نے خود گینڈا احمیکا یا اور میدان
مین آکر آواز دی منم گیہان کرگدن سوار جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے بدیع الزمان
نے قصد مقابلہ کا کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میدان قرق کردین خود اسکے مقابلے
مین جاونگا خواجہ نے کلاہ نمدی اچھالی ہر ایک کو معلوم ہوا کہ صاحبقران خود نکلیں گے امیر نے
اشقر بڑھایا سب سردار پیدل ہوکر ساتھ ہوے امیر نے سب کو رخصت کیا فرمایا میدان مین
ایک سے ایک مقابلہ کرتا ہی تم لوگ میرے واسطے دعا کرو کہ پروردگار مجکو مظفر و منصور کرے
سب سردار پلٹے مگر بدیع الزمان سب کے آگے گھوڑا بڑھاے ہوے کھڑے ہین امیر جو
گیہان کے مقابلے مین پہونچے تگاورزن ہوے خواجہ عمرو فرماتے جاتے ہین کہ ای شہریار
اسم اعظم وردِ زبان رہے امیر نے اسم اعظم ورد کیا گیہان سے تگاورزن ہوے چھ سات
قدم اُسکا گینڈا ہٹا تین چار قدم گھوڑا صاحبقران کا پیچھے ہٹا گیہان نے دیکھکر آواز دی
یا صاحبقران مین پہلوان قدرت ہفت پیکر ہون اور نظر کردہ ہون آپ مجھسے مقابلہ
نکیجے صاحبقران نے فرمایا ای گیہان اب تو تیرے مقابلے مین آئے پلٹ جانا مقابلے مین آکر
مردان عالم کا دستور نہین گیہان نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ روکا آپس مین نیزہ بازی ہونے
لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہین صاحبقران نے بعد چند طعنون کے نیزہ کا تھکر تھیڑا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے گیہان کے نکلگیا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین جب اسم اعظم
موقوف کرتے ہین ایک پریشانی معلوم ہوتی ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ خون بدن مین جوش مار رہا
ہی امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا بازو بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گیہان نے گریبان پر ہاتھ ڈالا
دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے امیر سے اور گیہان سے کشتی ہونے لگی امیر اگر چار
قدم ریل کر لیجاتے ہین تو وہ چاہتا ہی کہ پانچ قدم ریل کر لیجاؤن لیکن بسبب اسم اعظم کے
صاحبقران پر کوئی زور نہین چلتا امیر بھی چاہتے ہین اسکو زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا ہے
ایک طور پر کشتی ہو رہی ہی جس مقام پر صاحبقران گیہان کو پکڑ لاتے ہین گیہان تڑپ کر
نکلجاتا ہی اور جہان گیہان صاحبقران کو پکڑ لایا یہ بھی مثل برق تڑپ کر نکل جاتے ہین شام تک

کشتی ہوئی امیر بھی عاجز ہوگئے گیہان کو زیر نہ کر سکے اور گیہان بھی پسینے پسینے ہوگیا ہر چند
قصد کیا کہ امیر کو زیر کرون مگر ممکن نہ ہوا آخر شام کو ہاتھ روک کر کھڑا ہوا کہا یا صاحبقران دن
واسطے جنگ وجدل کے اور شام واسطے آرام کے ہے اب تشریف لیجائیے میرے آپ کے
کل پھر مقابلہ ہوگا ہر چند کہ صاحبقران کو پلٹنا حریف کے مقابلے سے نہایت شاق ہے مگر
خوف غالب ہوا کہ ایسا نہ ہو گیہان مجھپر غالب آئے جیسے ہی گیہان نے دوسرے روز کا
وعدہ کیا امیر نے فوراً گیہان کو چھوڑ دیا فرمایا کہ کل کا وعدہ ہوتا ہی گیہان نے کہا مین ضرور
آپ کے مقابلے مین آؤنگا ہر چند کہ میرے بجا سردار آپ کے سوارون سے مقابلے کے خواہان
ہین مگر اب مین میدان مین آیا آپ سے مقابل ہوا میرے آپ کے فیصلہ ہولے تو
سردارون سے سردار لڑین صاحبقران پلٹے سپر و شمشیر اُٹھائی اشقر پر سوار ہوکے چلے
کنارے تک لشکر کے نہ ہونچے تھے کہ لشکر مین ہلڑ ہوا امیر نے فرمایا خواجہ دریافت تو کرو
یہ کیسا ہنگامہ ہے کہ امیہ روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کوئی آقا کو اُٹھا لیگیا امیر کو مال سُنکر
بدیع الزمان کا بڑا قلق ہوا سر اُٹھا کر دیکھا ایک پنجہ کمر مین پڑا ہوا بدیع الزمان کو قلعے
مین لیگیا امیر کو بڑا قلق ہوا مگر خاموش بارگاہ مین آئے سر جھکا کر بیٹھے عمرو نے پوچھا کیون
آقائے نامدار مزاج کیسا ہے امیر نے فرمایا خواجہ بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلہ کیا مگر
یہ پہلوان ایسا زبردست ہے کہ خدا نے آبرو بچائی مجھے یہ یقین تھا کہ دیکھیے اسکے ہاتھ سے
کیونکر بچونگا مگر خواجہ تمنے سُنا کہ بدیع الزمان کو پنجہ اُٹھا لیگیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر
ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل جنگی بجوا دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہدو کہ
ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے ادھر بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون
مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا۔ نظم

روز دیگر کین جہان پرغرور
یافت از سرچشمۂ خورشید نور
ترک روز آخر بہ زرین سپر
ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر

صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین گیہان گردن سوار نے گینڈا اپنا
نکالا میدان کارزار مین آکر سلحشوری دکھانے لگا گینڈے کو جھکا رہا ہے نیزہ ہلا رہا ہے

صاحبقران آمادہ کھڑے ہیں کہ یہ آواز دے تو میں میدان کارزار میں جاؤں مگر فرماتے ہیں
کہ خواجہ بڑے سخت پہلوان سے مقابلہ ہے پروردگار آبرو بچائے گیہان گینڈے کو روکے
کھڑا ہوا آواز دی کہ کہاں ہیں صاحبقران زمان کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی سب دیکھنے
لگے دیکھا چند لکہ ہائے ابر آسمان پر کڑکتے ہوئے نمایان ہوئے اور لشکر عظیم پشت پر
ساحر وغیر ساحروں کے جماو امیر نے دیکھا رستم مرکب اشتر ملا کبود پر سوار سردار گھیرے ہوئے
ایک دیوانۂ ژولیدہ مو چوب دست کاندھے پر رکھے جست وخیز کرتا ہوا آتا ہے پشت پر چار سو
دیوانے غل مچاتے ہوئے پانچ لاکھ سوار و پیدل کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ میں اس
گرد سے رستم ظاہر ہوئے رستم نے جو ایک پہلوان کو میدان میں دیکھا سمک نے چدکا
پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا عرض کی ای شہریار پہلوان میدان میں ہے آپ کے قبلہ وکعبہ کو للکار
رہا ہے صاحبقران نکلا چاہتے ہیں رستم نے وہیں سے مرکب کو مہمیز کیا فرمایا او بیحیا میں
تیرے مقابلے میں آتا ہوں مرکب پر کوڑا اٹھایا وہ مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے چھلاوے میں
ٹھیک ٹھیک میں مقابلہ گیہان میں پہونچے مگر لوح کو ملاحظہ کر لیا سامنے گیہان کے پہونچکر
فرمایا او بیحیا ہم تیرے ہم نبرد ہیں صاحبقران نے جو رستم کو اس شان سے دیکھا خوش ہوگئے
صاحبقران کو رستم نے سلام کیا امیر نے سمک کو اپنے قریب بلایا سب حال پوچھا کیفیت
سمک نے بیان کی عرض کی حضور یہ جو لکہ ہائے ابر آسمان پر نظر آتے ہیں اسمیں بڑے
بڑے ساحر مخفی ہیں اور رستم کے شریک ہیں کائنات کے ساحر ہیں علم نیرنگ و شعبدے
سے بخوبی ماہر ہیں صاحبقران نے بڑی خوشی کی فرمایا رستم نے بڑا کام کیا کہ لوح لیکر آئے
رستم جو سامنے گیہان کے پہونچے گیہان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر لیا چند طعنین آپس میں رد وبدل ہوئی تھیں کہ رستم نے نیزہ گیہان کا توڑ ڈالا گیہان نے
قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغ برقاب نیام انتقام سے کھینچکر خبردار کہکر رستم پر ہاتھ مارا رستم
نے تیغ ہفت جوہر سامنے کیا جیسے ہی تیغ چمکا گیہان نے ہاتھ روکا رستم نے ہاتھ
تیغ ہفت جوہر کا مارا اسنے سپر فولادی چہرے کی پناہ کی مگر تیغ ہفت جوہر جو پڑا
سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو جو کاٹ کر تیغ گرایا تو قبضہ سپر رجیکا تھا یا زیر تنگ جاکر

زمین کو بوسہ دیا بارگیہان کو رستم نے مرکب بڑھایا فوج جو پانچ لاکھ سامنے کھڑی ہوئی نیزے
اٹھاکر رستم پر چلی رستم نعرہ کرکے اُن سب پر جا پڑے — نعرۂ رستم — ارشد اولاد امیر عرب
کیست علمشاہ جو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
ہزبر دمان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + اگر تیغ کین برکشم از غلاف +
تزلزل فتد درمیان مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم + زگاو زمین بیخ دین برکنم +
فوج کفار پر جا پڑے جس پہلوان نے سامنا کیا اُسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے
کئی سو پہلوان ہاتھ سے رستم کے مارے گئے آخر فوج نے شکست کھائی طرف قلعے کے
بھاگی رستم اُنکو رولتے ہوئے جاتے ہیں جب وہ لوگ سامنے خندق کے پہونچے قرنا نوازان
نے قرنائیں بجائیں اور پکار کر آواز دی ارے اس طرف نہ آنا جب قرنا نوا دون سنا آواز
دی تو اہل فوج پلٹے طرف صحرا کے رُخ کیا رستم سامنے قلعے کے کھڑے ہیں خندق پاٹ کے
رستم نے لوح کو چکایا پانی میں غرض ہوئی ایک آہو جست کرکے نکلا سامنے رستم کے بھاگا رستم
نے اُسپر گھوڑا ڈالا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہے صحرا میں جاکر آہو غائب ہوا رستم اُسکے تعاقب
میں ایک کوئیں پر پہونچے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا ای فتاح طلسم دو دی سیار این عجائبات
اپنے کو چاہ میں مع مرکب گرا دو رستم نے فوراً گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا کوئیں میں فوراً پھاند پڑا
سمک یلدائی نے جو یہ معرکہ دیکھا وہاں سے پلٹا اور یہاں لشکر میں آیا آفتاب فلک سیر
نے پوچھا آقا کہاں گئے سمک نے بیان کیا کہ کوئیں میں مع گھوڑے پھاند پڑے
آفتاب اُسی جانب چلا شہرت مرصع پوش نے کہا ای آفتاب جس راہ سے طلسم کشا
گئے ہیں اس راہ سے ہم تم نہیں جا سکتے ہمارا تمہارا اور راستہ ہے آفتاب نے الماس سے
پوچھا کیوں ای ملکۂ عالم کسطرح جائیں کہ پاس طلسم کشا کے پہونچیں الماس نے کہا میں
چلتی ہوں میرے پیچھے جسکو آنا ہو جلد آئے یہ کہکے الماس آگے بڑھی آفتاب و جلال
و شہرت پیچھے پیچھے الماس کے چلے الماس آتے آتے قریب ایک کوہ کے پہونچی آکر
آواز دی ای راہبر منزل مراد جلد آؤ ہمکو طلسم میں لیچلو دیکھا درۂ کوہ سے ایک ساحر سیہ فام
بد انجام نمایاں ہوا پکارتا ہوا ای ملکۂ عالم آئیے آگے آگے وہ ساحر چلا پیچھے اُسکے الماس و آفتاب

و شہرت و جھلال جاتے ہیں جیسے ہی الماس نے پیچھے اُس ساحر کے قدم درہ کوہ میں
رکھا آواز آئی ای راہبر کسے لیے جاتا ہے یہ لوگ دشمن خداوند ہیں پہلو سے ایک ساحر قوی الجثہ
جھپٹ کے نکلا چاہا الماس کو پکڑ لوں الماس نے پیچھے ہٹکر زلف عنبرین کو گردش دی جیسے ہی
زلفوں کو جنبش ہوئی دھواں نکلا وہ دھواں اُس ساحر کی طرف چلا اُس سلونے پیچھے ہٹکر
ایک پتھر زمین پر مارا الماس لڑکھڑا کر زمین پر گری وہ ساحر چلا کہ الماس کا سر کاٹ لوں
آفتاب نے للکارا او نالائق کیا کرتا ہے ساحر نے پھر دو پتھر زمین پر مارا آفتاب بھی لڑکھڑا کر
گرا جھلال نے بڑھکر سحر کیا جھلال کو بھی اس ساحر نے گرایا تب شہرت مرصع پوش نے
بڑھکر آواز دی ارے مجھکو پہچانتا ہے یا نہیں اس ساحر نے وہ جمال بے مثال شہرت کو دیکھا
شہرت نے کچھ آنکھوں سے اشارہ بھی کیا گورے ہاتھوں سے دستک دی اُس ساحر کا
منہ گلنار ہوا آنکھیں سرخ ہوئیں منتیں کرنے لگا کہتا تھا ای سرتاج معشوقان میں تو مدت سے
تمہارا مشتاق تھا ہجر کی راتیں تڑپ تڑپ کے کاٹیں شکر ہے خداوند ہفت پیکر کا کہ جمال
بے مثال تمہارا دیکھا برسوں تڑپتے گذرے اب یہ کیفیت ہے نظم

ہے فسانہ ساننہ سوئے کب کسی تدبیر سے　　نیند آتی ہے ہمارے خواب کی تعبیر سے
ہائے پھر مرنے لگا میں لطف کی تقریر سے　　اُسکا دم بھی کم نہ تھا ہرگز دم شمشیر سے
بزم دشمن سے نہ اُٹھے وہ کسی تدبیر سے　　مل گئے ہم خاک میں محشر تری تاخیر سے
میرے لکھنے کو مٹایا آپ نے اچھا ہوا　　تھا شگون ہی مدعا یان نامہ کی تحریر سے
جلے شربت مرتے دم بھی ہوں بلکہ ہائے　　منہ مرا لکھو لا ستم پیشہ نے دک تیر سے
عشق اُس قاتل کا بعد قتل بھی بھکو رہا　　ہے یہ کیسا جرم جو جاتا نہیں تعزیر سے
سر پٹکتا ہے قلق میں مومن خانہ خراب　　مسجدیں رہتی نہیں کیا فائدہ تعمیر سے

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے شہرت کے آیا کہا ای ملکۂ عالم راہ زن میرا نام ہے راہبر دہ
کھڑا ہے تشریف لیچلیے یہ کہکے راہ زن اور راہبر آگے بڑھے شہرت نے الماس کو اٹھایا
آفتاب و جھلال پر سے سحر اُتارا اب دونوں ساحر راستہ بتاتے ہوے ان چاروں کو
لیے چلے درہ کوہ سے تھوڑی دیر میں نکلے دیکھا ایک صحراے ویران کف دست میدان جابجا

سنسان کچھ تخل چلے ہوئے خاک اُڑ رہی ہی ہر طرف سے آواز سائین سائین کی آ رہی ہی
زاغ و زغن غل مچاتے پھرتے ہین اِنکو جاتے ہوئے جو دیکھا ایک زاغ اُن سب کے بیچ سے
نکلا نکلکر بلند ہوا پکار کر آواز دی ای ساکنان صحراے ویران ہمراہیان طلسم کشا اِس
راستے سے جاتے ہین کہ ایک طرف سے ایک ساحرہ دوڑی ہوئی آئی آفتاب نے بڑھکر
آواز دی کیون سنسان ہمکو بھول گئے آئی ہو ہم تو مدت سے تمہارے مشتاق تھے ذرا ہمسے
نگاہ ملاؤ اگلی محبتین یاد کرو یہ کہکے آفتاب نے نگاہ سحر آگین ڈالی جیسے ہی نگاہ اُسکی
آفتاب پر پڑی وہ ساحرہ تھر تھر کانپی کانپ کر پکار اُٹھی ای آفتاب ای کاہن طلسمی ہم تو
مدت سے تمہارے مشتاق تھے کئی دن سے ذکر ہو رہا تھا کہ ساتھ طلسم کشا کے آفتاب آئینگے
لیکن یہ راہبر و راہ زن تمکو خلاف راستے سے لئے جاتے ہین کہ تمکو بھٹکائین آفتاب
نے کہا ای سنسان تمکو کیا گوارا ہوگا کہ ہم بھٹکتے پھرین منزل مقصد تک نہ پہونچین اور طلسم کشا
سے ملاقات نہ ہو ای سنسان ان دونون کو روکو یہ بد باطن ہین سنسان نے بڑھکر آواز
دی اور راہ زن آگے نہ بڑھنا کیون انکو بہکاتا ہی راہ بر نے پلٹ کے آواز دی ہان ری [illegible]
ہمارا یہی کام ہی اسی اُلٹ پلٹ مین ہمارا نام ہی آخر دونون نے تلوارین کھینچین راہبر اور
راہ زن سنسان کی سمت چلے سنسان نے کئی سحر کیے راہ زن دفع کر دیتا ہی تینون
مین سحر چل رہا ہی الماس نے سنسان کو پکار کر کہا ذرا مجھ سے آنکھ ملا سنسان نے جو
الماس سے آنکھ ملائی آنکھ ملاتے ہی سنسان کو بڑا غصہ آیا تیغ کھینچ پہلے راہبر کو تیغ
مارا پلٹ کے راہ زن پر وار کیا دونون کا سر زخمی کیا دونون کا سر زخمی ہونا تھا کہ دونون نے
خون اپنے اپنے سرون کا لیکر سنسان پر پھینک مارا دونون کے سر کا خون جو جسم پر سنسان
کے پڑا سنسان مثل ہیزم خشک جلنے لگی غل مچانے لگی کہ ای ملکہ الماس واسطے اپنے
دین و مذہب کا مجھے بچائیے اب مین جلکر خاک ہوا چاہتی ہون الماس نے بڑھکر دونون ہاتھ
ہلائے برق چمکی ابر آیا اور اس ابر نے پانی برسایا پانی نے آگ بجھائی سنسان ہوش مین
آئی آگ جو بجھی آبلے جسم پر باقی رہے ایک آبلہ پھوٹا اُسکا پانی لیکر سنسان نے راہ زن
پر پھینک مارا راہ زن کے بدن پر آبلے پڑ گئے راہبر نے دوڑ کر چاہا پانی برساؤن یہ جو

سنسان نے دیکھا نیمچہ کھینچکر قریب راہبر آئی للکارا کہ او بیحیا کیا کرتا ہی اپنی تو جزے یہ کہکے
ایک آبلے کا پانی راہبر پر کھینچ مارا پانی جو پڑا دونوں لڑکھڑے سنسان نے بڑھکر ایک نیمچہ
مارا کہ راہ زن کے دو ٹکڑے ہوے راہ زن کا مرنا کہ راہبر نے سنسان پر نیمچہ مارا دونون
مین دو دو ہاتھ چلے مگر راہبر نے سر بتا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ سنسان کے دو ٹکڑے ہوے
سنسان جو مر کر گری جسم کا اُسکے خون جو راہبر پر پڑا یہ بھی جلنے لگا جب ان تینوں کا
خاتمہ ہوا آفتاب نے دیکھا یا تو صحراے ویران مین تھے یا ایک صحراے پر بہار ہی جا دورن
کی بکار یعنی بون کے رخسار مثل شعلۂ آتش دہک رہے ہین غنچے چٹک رہے ہین نخل سرسبز
و شاداب غنچہ ہاے گل لاجواب نہرین موج مار رہی ہین موجین مثل تلوار کے چمک رہی ہین
عندلیبان خوشنوا چہک رہی ہین ایک مقام پر صد ہا بلبلین جمع ہین ایک عندلیب خوشنوا
یہ اشعار گا رہی ہی

نظم

گر غیر کے گھر سے نہ دلارام نکلتا — دم کاہے کو یوں اے دل ناکام نکلتا
مین وہم سے مرتا ہون وہان جب کے اُسکے — قاصد کی زبان سے نہین پیغام نکلتا
کرتے جو مجھے یاد شب وصل عدو تم — کیا صبح کہ خورشید نہ تا شام نکلتا
ہر ایک سے اُس بزم مین سب پوچھتے تھے نام — تھا لطف جو کوئی مرا ہمنام نکلتا
ورنہ نہین مومن کے نصیبون مین وہ ہوتین — بت خانے ہی سے کیون یہ بد انجام نکلتا

یہ اشعار جوان سب نے سنے آفتاب نے دیکھکر آواز دی یار و دیکھا تمنے صحرا تبدیل ہوا
عندلیبان خوشنوا ہمکو تمکو سمجھا رہی ہین اب ہمارا تمھارا ساتھ رہنا بہتر نہین ورنہ گرفتار
ہو جائینگے اب الگ الگ چلو راہبر کامل پاس طلسم کشا کے پہونچا دیگا نہین معلوم طلسم کشا
کس مقام پر ہین آفتاب نے جو یہ باتین کین الماس نے پیچھے ہٹکر گولہ مارا زمین سے غبار
پیدا ہوا ایک ابر بنکر تیار ہوا الماس ایک طاؤس پر سوار ہو کر اس ابر مین مخفی ہوئی ایک
جانب چلا شہرت نے بھی ایک ابر نگون تیار کیا اُس ابر مین مخفی ہوئی جو نکے بولے سر
کے چلتے ہوے ایک جانب دو ابر چلا آفتاب نے سحر کیا کہ ابر سفید رنگ جھومتا ہوا سامنے
آیا مثل آفتاب عالمتاب اُسمین چمکتا ہوا آفتاب بھی ایک جانب چلا جہلال نے

ابر روشنی آراستہ کیا بہ شکل ماہ تابان بنکر اس ابر مین مخفی ہوا یہ ایک جانب چلا جادوان ساحر
ایک ایک جانب چلے کہ انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر رستم پیل تن جو کوئین مین داخل ہوے
بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی ایک صحراے پر آشوب مین جاکر پہونچے وہ صحرا نہایت وسیع تھا
ہزارہا نخل بڑے بڑے سایہ دار کسی جانب چمن ہاے طولانی آراستہ کسی جانب چھوٹے
چھوٹے نخل مثل گلدستے کے آراستہ مین کہ سایہ انکا نہایت لطف دیتا ہی رستم اس صحرا کو دیکھ
رہے ہین بہت محظوظ ہوے اب ایک نخل کے سایے مین جاکر اُترے زین پوش بچھا کر بیٹھے
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اگر دشت ہول خیز و فرح انگیز مین داخل ہو تو اسم حاشیہ لوح اس
تعداد سے وردِ زبان کرو تعداد مین فرق نہ آئے رستم نے اسم حاشیہ لوح شروع کیا چند تھے
پڑھا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان نیزے
چمکاتے ہوے پیدا ہوے وہ جوان جو سب کے آگے ہی اسکا سرخ فام سرخ پوش نام
ہی سامنے رستم کے آکر کھڑا ہوا پکار کر دور ہی سے آواز دی اے طلسم کشا سار اگمنڈ تمکو اس
لوح پر ہی کچھ زور بازو بھی رکھتے ہو اگر دعوی جرأت ہو تو میرے مقابلے مین آؤ کچھ زور بازو
دکھاؤ رستم اسم پڑھ رہے تھے کہنا اُسکا ناگوار تو ہوا مگر کچھ جواب نہ دیا دوبارہ اُسنے پکار کر
آواز دی کہ اے رستم نام رستم ہی صفت رستمی دکھاؤ پھر رستم نے ضبط کیا سہ بارہ اس
پہلوان نے پھر پکار کر آواز دی کہ آپ کی جرأت ہم پر کھل گئی کہ آپ ہمارے مقابلے مین
نہین آتے آپ کے بزرگ بھی ایسے ہی ہونگے جیسے آپ ہین بزرگونکا جو اُس پہلوان نے
نام لیا رستم کو بہت ناگوار ہوا آواز دی او بیحیا کیا بکتا ہی مین تیرے مقابلے مین آتا ہون
یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے وہ پہلوان گینڈا دوڑا رہا ہی نیزہ ہلا رہا ہی رستم گھوڑے پر
سوار ہوکر مقابلے مین اسکے پہونچے نگاور زن ہوے اُسنے نیزہ مارا رستم نے چند
طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا نیزہ نکلنا کہ اُسنے ساتھ والون سے پکار کر آواز دی یارو
تم دیکھتے ہو طلسم کشا ہم پر زیادتی کرتا ہی چار جانب سے گھیر کر مارلو کئی ہزار سوار گھوڑے
اُٹھا کر رستم پر آپڑے رستم نے تیغ ہفت جوہر کھینچا اُن سب سے لڑنے
لگے مگر وہ جوان الگ سے لینا لینا کر رہا ہی مقابلہ مین رستم کے نہین آتا سوارون کو

ترغیب دے رہا ہی جو سامنے رستم کے آیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا رستم جنگ کرتے ہوئے
قریب اُس جوان کے پہونچے پکار کر آواز دی او نامرد بُرے طعن و تشنیع کرتا تھا اب مقابلے مین
نہین آتا تب اُسنے بڑھ کر ڈرتے ڈرتے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر ہردو کار کا
ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اُس پہلوان کے غریو بلند ہوا اسقدر غبار اُڑا کہ
صحرا تاریک ہوگیا آوازین مختلف آئین پھر ایک آواز آئی کشتی مرا نام من سرخ فام سرخ پوش
بود رستم اُس اندھیرے مین کھڑے ہین حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے
اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی رستم نے دیکھا ایک صحرائے مختصر ہی سامنے مین پہاڑ کے مین کھڑا
ہون حیران ہوے کہ ای رستم یہ کیا عجائب و غرائب ہو شام قریب تھی مرکب سے اُترے سامنے
مین ایک نخل کے زین پوش بچھا کر بیٹھے دیکھا چند ساحر درۂ کوہ سے نکلے رستم کو دیکھکر پھر
پلٹ گئے اُس صحرا کا حاکم غراب بن اہرمن صحرانشین اپنے مقام پر بیٹھا ہی دربار جمع ہی
بیٹی اسکی سہیم گوہر پوش کرسی پر بیٹھی ہی اہل دربار ذکر طلسم کشا کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہی
کہ اب جو طلسم کشا لوح لیکر آیا ہی غراب کہتا ہی کہ مقام پر سرخ فام کے پہونچے ہین وہ ضرور
دھوکا دیگا کہ سالہا سال رستم پریشان رہین یہ وہ مقام نہین ہی کہ لوح کے بھروسے پر طلسم کو
فتح کرلین وہ مشکل پڑیگی کہ نوبت بجان و کارد بہ استخوان پہونچے گی کہ چند ساحر دوڑے ہوے
آئے عرض کی ای بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا آپ کے زیر کوہ بیٹھے ہوے ہین سب غلام اپنی
آنکھون سے دیکھ آئے غراب یہ سنکر اُٹھا سہیم گوہر پوش نے کہا ای والد کہان ارادہ
جانے کا ہی غراب نے کہا برائے قتل طلسم کشا جاتا ہون سہیم نے کہا ای والد تحفہ جات و
لوح طلسم کشا کے پاس موجود ہین ایسا نہ ہو حضور پر وار چل جائے غراب نے کہا ای
نور نظر اب وہ میری حوالی مین آیا ہی کیونکر مقابلہ نہ کرون سہیم نے کہا فوج کو بھیجدیجیے وہ جا
گھیرے غراب نے کہا اُنکا لقب رستم ہی ہزار دو ہزار کی حقیقت نہین جانتے ایسے ایسے
مقامون پر معرکے پڑے اُنکو شکست دی بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے
کہ سرحد طلسم ہفت پیکر پہلوانان نامی سے خالی ہوگئی بڑے بڑے پہلوان کہ جو طبل یکتائی
بجاتے تھے نام سے اُنکے شیران صحرا تھراتے تھے اُنکو یون قتل کیا کہ اب اُنکا کوئی نام بھی نہین لیتا

سہیم گوہر پوش نے کہا دی والا نامدار آپ اسقدر جاہ و جلال طلسم کشا بیان کرتے
ہین اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین جاکر دیکھ آؤن آخر یہی صلاح ہوئی کہ ملکہ سہیم
جاکر دیکھ آئین اُسکے بعد لشکر کشی کیجائے یہ صلاحین کر کے ملکہ سہیم طاؤس پر سوار ہوئین طرف
طلسم کشا کے چلین غراب بن اہرمن بارگاہ مین بیٹھا ہو کہہ رہا ہی دختر میری بسحر مین طاق
شہرۂ آفاق ہی کیا عجب کہ طلسم کشا کو گرفتار کروائے ہزارہا شعبدے اُسکو آتے ہین ایک شعبدہ
اگر اُسکا چلگیا تو طلسم کشا دیوانے ہوکر آئین گے راہ مین سہیم گوہر پوش سوچی کہ وہ تدبیر
کرون کہ دربار طلسم کشا دیکھون ساحر و غیر ساحر جو اُنکے ساتھ ہین اُن سب کو نگاہ مین تولون
موافق ہر ایک کے مرتبے کے سحر کرون سب دیوانے ہوکر الگ جائین طلسم کشا خدمت
والا مین آئین یہ سوچکر ایک پہاڑ پر ٹھہری صورت اپنی تبدیل کی ایک ساحرۂ راہ گیر کی
قطع بنی کپڑے بیچ لچہ خراب صورت مین خلاف وضع اُس اندھیری رات مین دور سے
دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین ایک شخص بیٹھا ہی مرکب مثل نگہبان گرد پھر رہا ہی
آخر یہ دیکھکر پہاڑ سے اُتری یہ تو ثابت ہوگیا کہ طلسم کشا اکیلے اس مقام پر پہنچے ہین
رات بسر کرنے کو زیر نخل بیٹھے ہین پہاڑ سے اُترکر بطور راہ گیرون کے طرف طلسم کشا
چلی لوح طلسم کشا کے گلے مین تحفہ جات زیب جسم قبضہ پر تیغۂ ہفت جوہر کے ہاتھ زیر بغل
سپر اُسپر تکیہ کیے بیٹھے ہین کہ سہیم ٹہلتی ہوئی زیر نخل پہونچی مرکب اصیل نے جو دوسرے شخص
کی آہٹ پائی ٹاپ زمین پر ماری رستم نے آنکھ کھولدی سر جو اُٹھایا عارض انور چمکا
صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان جلوہ افروز ہی سہیم کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک ماہ
پیر کنعان صاحب شوکت و شان چہرہ آفتاب جاہ و جلال عارض ماہ آسمان کمال ابرو رشک
ہلال آنکھین بعینہ چشم غزال زلفین خلیلی دو رخ پر مار سیاہ لہرا رہے ہین جسکی مثال
شاعر کہتا ہی۔ نظم بطور مسدس

زلف رسا ہی یا شب معراج سر بلند	یا قد سیون کے صید کو پھینکی ہی یہ کمند
یا ہین وہ مار شانۂ ضحاک خود پسند	ہی جسکی دست برد سے آفاق کو گزند
آشفتہ اس سے ایک سنبل چمن مین ہی	دل خون خشک مشک کا نافہ ختن مین ہی

ہر زلف یا دھوان ہے یہ شمع جمال کا
یہ ابر آفتاب کے پہلو مین چھا گیا
خورشید روے یار کی گو زلف غرق ہو

اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا
پیدا ہو یا کہ شام غریبان یہ برملا
ممکن نہین ہے یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دل ربا ہوئی
زلفین سنوارنے مین جو شانہ شل ہوا

آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی
کھا کھا کے رشک پنجۂ شمشاد شل ہوا

ہین معجزے وہ چشم خردبین مین بگیان
دیکھے جو سامری بھی تو ہو جائے بے زبان
پہونچے نہ چشم زخم کہین خوف ناک ہون

جادو ہو اُنکے نام سے دنیا مین بے نشان
آشوب دہر فتنۂ آفاق ہین عیان
دم سورۂ صاد کا مین کرون کیون ہلاک ہون

اس چشم مست نے مجھے بیہوش کر دیا
وار نگاہ لطف سے زخم جگر سیا
سیدھی نگاہ تیر سی سینے کے پار تھی

جتنون نے کشتۂ دم تیغ ادا کیا
آنکھین کبھی چرا کے مرا دم چرا لیا
ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دوسار تھی

پہلوے گل کی خار ہین پلکین کہ ہین خدنگ
یا فوج کی صفین ہین مہیاے رزم و جنگ
پلکون سے ترک چشم نے بھالے سنبھالے ہین

رگہاے جان پہ تیر ہین یا نشتر فرنگ
پہنے ہوے ہے چشم یہ وردی سیاہ رنگ
یا ہر صید باز نے پنجے نکالے ہین

جمال جہان آرا سے رستم دیکھکر سہیم کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا ہر چند چاہا ضبط کرون نہو سکا آخر لہرا کر گری بیہوش ہوگئی رستم نے جو اس حال سے ایک راہ گیر کو پایا تو ثابت ہوا کہ کوئی عورت ہی قریب جو رستم آئے عکس لوح کا پڑا سحر سے صورت تبدیل کی تھی وہ صورت بدلی لباس بھی عمدہ پہنے ہی دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہی رستم سرہانے بیٹھ گئے سر اٹھا کے زانو پر رکھا اب بہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین دلفریب ماہ آسمان کمال ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار آنکھین بہ سبب غشی کے بند دوپٹہ سینے سے سرکا نار پستان کا ابھار قد سرو باغ رعنائی زیور و لباس کی زیبائی رستم جمال جہان آرا دیکھکر سب نازنینان زہرہ جبین کے جمال کو بھول گئے اب جو سر زانو پر رکھا سحر سے صورت تبدیل کی تھی جمال اصلی ظاہر ہوا

رستم بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہیں سر زانو پہ آنکھوں سے آنسو ٹپکے عارض پر اُس مہ جبین کے
پڑے اشکوں نے کام گلاب کا کیا زلف عنبرین کی بو جو دماغ میں پہونچی گویا لخلخہ سنگھایا
سہیم کو غش سے افاقہ ہوا گھبرا کر آنکھ کھول دی عجب اپنا مرتبہ دیکھا کہ سر تکیۂ زانوے
محبوب گوہر آبدار اشک آنکھوں سے رستم کی ٹپک رہے ہیں گھبرا کر اٹھ بیٹھی کہا اے شہریار
آپ کے گرفتار کرنے کو آئی تھی خود گرفتار دام گیسو ہوئی کشتۂ تیغ ابرو ہوئی رستم نے
اُسی زین پوش پر جگہ دی پہلو میں سہیم بیٹھی رستم سے باتیں ہونے لگیں فرمایا اے سر تاج
معشوقان نام نامی سے اپنے آگاہ کرو گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو آج
اس شب تیرہ میں تشریف لانے کا کیا سبب ہوا سہیم نے سر جھکا کر کہا اے شہریار آپ نے
جو سرخ فام سرخ پوش کو مارا اُسنے عجب شعبدہ آپ کے ساتھ کیا منظور یہ تھا کہ آپ اسم
حاشیۂ لوح بہ تعداد کامل نہ پڑھنے پائیں اُسنے اپنی جان دی مگر آپ کو آوارہ کیا اس سرحد
میں بھیجا میرا باپ غراب بن اہرمن جادو اس سرحد کا حاکم ہے جب ساحر آپ کو دیکھکر گئے
غراب کا ارادہ تھا کہ آپ پر لشکر کشی کرے لیکن یہ کنیز کہ سحر میں طاق شہرۂ آفاق مشہور ہے
بڑے بڑے ساحروں کو مارا یہ سب کی صلاح ہوئی کہ تم جا کر دیکھ آؤ اگر ہیں پڑے تو یہاں لگا کے
لاؤ بہ جمعیت ساحران طلسم کشا کو گرفتار کریں یہ کنیز اس ارادے پر آئی یہاں آکر ایسی گرفتار
ہوئی کہ رہائی غیر ممکن ہے اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤں یہ بھی خبر سنی ہے کہ بڑے بڑے ساحر
آپ کے ساتھ ہیں اُن سب میں میں حقیر ہوں مگر اس سرحد کا انتظام میرے متعلق ہے اس
سرحد سے آپ کی نکاسی ہو اور پھر اُسی صحرا میں پہونچیں اور اُسی اسم کو اُسی تعداد سے ختم
کریں ہر چند کہ اور ساحر موجود ہیں اپنے اپنے شعبدے دکھائیں گے مگر آپ دھوکا نہ کھائیں
اسی اسم کو بہ تعداد کامل پڑھیں تب یقین ہے کہ اُن مکاروں کے مکر سے بچیں اور منزل مقصود
تک پہونچیں پھر جو امورات ہونگے وہ آپ کو ظاہر ہو جائیں گے اب جو اس سرحد
میں آنا ہوا قتل غراب بن اہرمن واجب و لازم ہے اب مجھکو کچھ بن نہیں پڑتا اگر
تامل کروں تو باعث خرابی ہے آپ کے دشمن بلا میں پھنسیں اگر کوشش کروں تو باپ کے
قتل کا سامان ہے دونوں طرح مشکل ہے اور جبتک غراب نہ قتل ہوگا اس سرحد سے

نکلنا سی غیر ممکن ہی اور ہزار طرح کی آفتین ہین اگر کسی بلا مین پھنسے تو نکلنا دشوار ہوگا کیا گزارش
کرون اب مناسب یہ ہی کہ مین رخصت ہوتی ہون رستم نے سوال اسلام کیا سہیم نے عرض کی
مین دل و جان سے آپ کی مطیع ہون جو آپ کے واسطے بہتر ہو وہی کرونگی خواہ باپ قتل
ہو یہ وہ مرحلہ ہی کہ جس پر بڑے بڑے ساحر آکر حیران ہوے اور میرے ہی ہاتھ سے مارے
گئے مین اب طور بربادی ملک غراب یہ چاہتی ہون مین جا کر سب حال آپ کی تنہائی کا اپنے
باپ سے بیان کرونگی مگر آپ صبح کو لوح کو دیکھکر دربار غراب مین تشریف لائین مجھسے جو کچھ
خیر خواہی ہو سکے گی بسرو چشم کوشش کرونگی اگر کل آپ نے آکر غراب کو مار لیا تو مہلت
پائی ورنہ تکلیف ہو جب آپ دربار مین تشریف لائینگے تو ساٹھ ستر ہزار ساحر آپ پر
بلوہ کریگا ہر چند کہ جہان تک ہو سکیگا مین کد و کوشش کرونگی ساحرون کو آپ پر بلوہ
نہ کرنے دونگی شب وصل تو تھوڑی ہوتی ہے عاشق و معشوق دل کھول کر باتین نہ کرنے
پائے تھے کہ طائرون نے آشیانون سے سر نکالے چہکارنے لگے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا
سہیم نے گھبرا کر کہا اے شہریار رات تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہو رہے ہین اب مین رخصت
ہوتی ہون ہر چند کہ دل رستم کا نہ چاہتا تھا کہ یہ محبوب خوش اسلوب آنکھون کے سامنے
سے جائے مگر مجبور کہ روشنی ہوا چاہتی ہے سہیم رستم سے وعدہ کر کے طرف بارگاہ
غراب کے چلی رستم انتظار مین کہ روشنی ہو لے تو مین سوار ہون اتفاقاً جب
سہیم چلی تھی تو دایہ غراب کی پیر فرتوت اپنے مقام پر سوچی کہ رستم وہ جوان ہی کہ سہیم دیکھکر
شاید عاشق ہو مین بھی پردے مین چلون دیکھون اسپر کیا گذرتی ہے شہرت نے لوح
بتائی کمیل کو قتل کرایا الماس نے وہ آفت برپا کی کہ جس سے پورے طلسم کشا ہوے
لوح ایسی شی دستیاب ہوئی تو اے معطل جادو اسکا خیال ضرور ہے معطل جادو ایک
طائر بنکر آئی اسی نخل پر بیٹھی اپنے کو پتون کی آڑ مین چھپایا سب حال سہیم کا دیکھا کہ بیہوش
ہو کے گری رستم نے سر زانو پر رکھا ہوشیار ہو کر وعدے وعید کیے معطل نے چونکہ غراب
کو دودھ پلایا ہے پرورش کیا ہے یہ جو اسنے سُنا کہ کل غراب قتل ہو جائیگا طلسم کشا
دربار غراب مین جائیگا یہ جوان انتہا کا بہادر ہے لوح طلسمی پاس ہی کون روک سکیگا

دوسری خرابی یہ ہوگی کہ سہیم دل وجان سے رستم پر عاشق ہوئی سب تدبیرین بتاگئی پس
مین لوح طلسم کشا سے لیلون جب سہیم جاچکی معطل جادو درۂ کوہ مین آئی اور سہیم کی
صورت بنکر درۂ کوہ سے نکلی دور سے رستم کو سلام کیا کہا اے شہریار مجھے کچھ اور عرض
کرنا ہو دل نے نہ مانا پلٹ آئی رستم نے کہا کہو ملکہ خیر تو ہو معطل قریب آئی قریب آکر کہا
ذرا مین لوح دیکھون کہ وہی لوح ہو کوئی آفت دو نہین پڑی رستم جان گئے ہین کہ سہیم عاشق
صادق ہو بس فوراً لوح گلے سے اُتار کے ہاتھ مین سہیم نقلی کے دیدی معطل نے لوح دیکھتے
دیکھتے تیغہ ہفت جوہر ہاتھ مین لیا کہا اے شہریار کلاہ بھی دیکھون رستم کلاہ اُتارنے لگے مگر
معطل جادو نے لوح جو جھولی مین رکھی عکس اُسکا پڑگیا صورت تبدیل ہوئی رستم نے
دیکھا ایک ضعیفہ فرتوت کمر مین خم جھریان پڑی ہوئین فرمایا ارے تو کون ہے جایاکہ تیغہ
چھین لون معطل جادو سامنے سے بھاگی رستم اُسکے تعاقب مین چلے تھوڑی دور دوڑے
تھے کہ ایک مقام پر ٹھوکر کھائی آخر تھک کر اسی مقام پر ٹھہر گئے معطل جادو لوح و تیغہ
ہاتھ مین لیے ہوے پاس غراب کے پہونچی غراب محل مین تھا ابھی سہیم نہ پہونچی تھی
کہ معطل جادو نے آکر سب کیفیت بیان کی لوح و تیغہ پیش کیا کہا اے غراب تیری دختر
نے سب تدبیر تیرے قتل کی طلسم کشا کو بتادی مین اسطرح چھپکر گئی مجھکو یقین تھا کہ
جب شہرت و الماس ایسی شاہزادیان آپ سے مبہوت ہوکر عاشق ہوئین کہ گھر اپنے
برباد کرائے بزرگون کو قتل کرایا کچھ خوف نہ آیا کیا عجب ہو کہ یہ بھی جاکر عاشق ہو عین وقت
شباب رستم رشک آفتاب اُسکے دام عشق سے کون رہائی پاسکتا ہو وہی ہوا کہ یہ جلتے ہی
مائل ہوئی بیہوش ہوکے گری رستم نے سر زانو پر رکھ لیا جب یہ بیدار ہوئی آپ کے
قتل کی تدبیر بتائی یہ تو رخصت ہوکر چلی آئی مین نے سہیم کی شکل بنکے لوح و تیغہ لیا
کلاہ و زرہ بھی مانگی تھی کہ عکس لوح جو مجھ پر پڑا صورت اصلی ہوگئی اب یہ دونون تحفے موجود
ہین اور صاحبزادی آتی ہونگی ان چیزون کو احتیاط سے رکھیے مین امروز فردا مین طلسم کشا
کو گرفتار کرلاؤنگی اب گرفتار کرنا طلسم کشا کا آسان ہوگا غراب بیٹی کا حال سنکر جلا گیا
غصہ مین کانپنے لگا کہا معطل جادو ان تحفہ جات کو ایسے مقام پر رکھو کہ جہان ہوا کا بھی

گذر نہ ہو ابھی چل کے اس گیسو بریدہ کو سزا دیتا ہون اُسکو ایسے مقام پر قید کرون
کہ جہان کوئی نہ پہونچ سکے مگر ای امان تمنے وہ احسان کیا کہ مین تمھارا شکریہ نہین ادا
کرسکتا اہل قلعہ غرابیہ کی تمنے جان بچائی ہرچند کہ اس طلسم مین ایسے ایسے ساحر
ہین کہ طلسم کشا جانبر نہ ہونگے مرحلہ جات پر دھرے جائینگے مگر ابتدا ہی مین تمنے
ایسا کام کیا کہ قدرت بہت خوش ہونگے اب دربار مین آکر تخت پر بیٹھا کہ آسمان پر برق
چمکی دیکھا سہیم گو ہر پوش گھبرائی ہوئی آکر پہونچی باپ کو سلام کیا غراب نے پوچھا کیون
بیٹا کیا کیا سہیم نے کہا مین نے گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کی ہی صبح و شام مین گرفتار کرونگی
رنگ مین نے جمایا ہی غراب نے کہا او گیسو بریدہ داو شوخ دیدہ جا کر دھگڑے کو دیکھ کے
عاشق ہوئی بیہوش ہو کے گری طلسم کشا نے سر زانو پر رکھا میری دائی امان سب تماشا
دیکھ رہی تھین میرے قتل کی تدبیر تو نے طلسم کشا کو بتائی دیکھ یہ لوح اور تیغہ طلسم کشا سے
لیلیا اتفاق سے وہ بچگیا اب دائی امان اُسکو گرفتار کرلینگی سہیم نے یہ سنکر چاہا کہ اُٹھون
اُڑ کر نکلجاؤن غراب نے ہاتھ پکڑ لیا سہیم نے سحر کے ہاتھ چھُڑایا چاہا کہ ملون معطل جادو
نے جو دیکھا کہ یہ نوجوان ہو لڑ بھڑ کر نکلجائیگی تو طلسم کشا کو بچائیگی خبیث کے پہلو پر آئی حلقہ
کمند سحر ماردیے وہ گردن مین سہیم کے پڑے غراب نے بھی کچھ سحر کیا کہ سہیم مجبور ہو کر گری
غراب نے گرفتار کر لیا دہان مین سوزن دی مار سیاہ جسم مین لپٹائے قفل مار سیاہ دہن
پر لگایا تمام اہل دربار سہیم کا یہ حال دیکھکر سہم گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جو کوئی طلسم کشا
کے ساتھ دوستی کریگا غراب اُسے زندہ نہ چھوڑیگا بیٹی کا یہ حال کیا کہ دیکھا نہین جاتا غراب نے
سہیم کو گرفتار کرکے ایک تخت سحر بنایا لوح و تیغہ لپیٹ کر اپنے پاس رکھا سہیم کو بھی اُسی پر
سوار کیا معطل نے پوچھا ای نور نظر اسکو کہان لیجاؤگے کہا ایسے مقام پر لیجاؤنگا کہ جہان
ہوا کا بھی گذر نہ ہو ای مادر مہربان باغ سومناتیہ مین قید کرونگا کہ وہ مقام سخت و سنسان
ہی ساتھ ستر ہزار ساحر وہان رہتا ہی مگر کسیکو خبر نہین ظاہر مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل
سنسان ہی یہ کہکے تخت کو بلند کیا پھر بکمال رہروی کی سہیم نے دیکھا بیچ جنگل مین ایک باغ
ہی مگر بالکل ویران چہار دیواری ٹوٹی ہوئی درخت کہنہ چمن برباد درخت گرے ہوے

پھول بے رنگ غنچون کے دل تنگ ہزارہا طائر درختون پر خاموش بیٹھے ہین چارجانب
دیکھ رہے ہین بیچ مین باغ کے ایک گنبد رکھنہ بنا ہوا ہی اُسکا دروازہ بند ہی غراب تخت کو
لیے دروازے پر اُس گنبد کے اُترا دروازہ کھولا سہیم گوہر پوش نے دیکھا گنبد مین
صدہا بت پتھر کے رکھے ہین غراب بیٹی کو لیکر اس بتخانے مین آیا بیٹی کو بیچ مین بتون کے
بٹھا دیا اُنھین بتون کے آگے لوح و تیغہ رکھکر کہا کہ یا خداوند لات ومنات سوا میرے
کوئی اس مقام پر نہ آسکے اگر شاید کوئی آئے تو اُسکو ظہور قدرت دکھایئے گا کہ وہ شخص
زندہ بچ کے نہ جانے یہ کہکے کچھ سحر کیا کہ وہ بت پتھر کے مثل انسان کے کھڑے ہوگئے تیغہ پر
نگاہ ڈالے ہوئے ٹہل رہے ہین یہ سامان کرکے باہر نکلا پھر گنبد مین قفل لگایا کنجی اپنے
جوڑے مین رکھی پکارکر آواز دی ای نگہبانان باغ سومناتیہ خبردار کوئی غیر اس باغ مین
نہ آنے پائے اگر شاید قصد کرے اُسکو گرفتار کرنا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ انتظام
کرکے اکیلا روانہ ہوا کہ دیکھا طرف سے مشرق کے ایک ابر برنگ سفید پیدا ہوا
اُسمین آفتاب چمکتا ہوا غراب دیکھنے لگا جب وہ ابر قریب آیا غراب نے آواز
دی ای آفتاب فلک سیر کہان سے آتے ہو آفتاب نے کہا مجھے سُنا ہی کہ قدرت
طلسم مین تشریف لائے ہین اور طلسم کشا بھی ہین ہم تلاش مین طلسم کشا کی نکلے ہین جہان
طلسم کشا ملین اُنھین گرفتار کرلین جا بجا ڈھونڈھا ابھی تک طلسم کشا کو نہین پایا غراب
نے کہا ای آفتاب وہ میری سرحد مین ہی سرخ فام سرخ پوش مارا گیا اُسنے جان دیکر طلسم کشا
کو میری سرحد مین پہونچا دیا معطل جادو دایہ میری وہان پہونچی لوح اور تیغہ لے لیا
بیٹی میری طلسم کشا پر مائل ہی مین نے اُسے بھی گرفتار کیا باغ سومناتیہ مین قید کرکے
وہین لوح اور تیغہ بھی رکھا ہی اس باغ مین کوئی جا نہین سکتا یہی کام کرکے پلٹا ہون
میرے ملک مین آنا مین طلسم کشا کو بتادونگا تم گرفتار کرلینا آفتاب نے سب حال
غراب سے پوچھا پوچھکر رخصت ہوا غراب طرف اپنے ملک کے چلا آفتاب بھی
طلسم کشا کو ڈھونڈھتا ہوا اُسی صحرا مین پہونچا دور سے دیکھا مرکب طلسم کشا چر رہا ہی گھوڑے
کو پہچانا اُتر کے زمین پر آیا پکار کر آواز دی ای مرکب وفادار آقا تیرا کس مقام

یہ ہو مرکب نے سر اُٹھا کر طرف نخل کے اشارہ کیا آفتاب ٹہلتا ہوا سامنے نخل کے آیا
دیکھا طلسم کشا زیر نخل بیٹھے ہیں مگر سرنگون آفتاب نے آکر سلام کیا رستم نے فرمایا کہ ای
آفتاب تم ہمسے جدا ہوے ہمنے بڑا دھوکا کھایا لوح اور تیغہ ہمارے قبضے سے ایک ساحرہ
لے گئی آفتاب نے کہا غلام کو سب حال معلوم ہو گیا ملکہ سہیم گوہر پوش دختر غراب سرکار
پر عاشق ہو گئی وہان گرفتار ہوئی معطل جادو دایہ غراب کی بلا سے روزگار ہی کس
مکر سے سرکار کے سامنے ہو بیٹھی رستم نے کہا اگر اُسکی صورت نہ تبدیل ہوتی تو کلاہ اور
زرہ بھی دیدینا دیبا اُسنے دم مکر بھیلا یا کل سے اسی مقام پر بیٹھا ہون آفتاب نے
اُسی وقت ایک تخت سحر تیار کیا اُس تخت پر رستم کو سوار کر لیا تخت اُڑاتا ہوا طرف باغ
سومناتیہ کے چلا یہان غراب اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا کہ رہا ہے صاحبو مین نے مٹی کا
پاس نہ کیا ایسے مقام پر قید کیا ہے کہ خداوند کنہ نگہبان ہین کیا مجال کسی کی کہ قدرت کے
سامنے جلائے فورًا افکار ہے تلے پتھر کے ٹہل رہے ہین سردار کہتے ہین حضور آپ بڑے
صاحب اقبال ہین جا بجا شاہزادیان عاشق ہوئین مجھ بھی کسی کے کیے نہ ہو سکا
دایہ صاحبہ نے بڑا کمال کیا غراب نے کہا ساحران سرحد بھی طلسم مین آگئے اب طلسم کشا
کا بچنا دشوار ہے آج بہت بڑے ساحر سے ملاقات ہوئی وہ تلاش مین طلسم کشا کی پھرتے
ہین کاہن طلسم ہے ضرور وہ گرفتار کر کے طلسم کشا کو لائیگا صرف مراد یہ ہے کہ کلاہ و زرہ لے لے
پھر تو ایک غلام گرفتار کر لیتا کب طلسم کشا بچ سکتے ہین دائی امان نے لوح طلسمی لی
اب کلاہ و زرہ لے لینا کتنی بڑی بات ہے مقدم لوح کا لینا تھا وہ نکلنا ہی دائی امان
کے واسطے ہوئی کیا مجال ہے کہ کوئی باغ سومناتیہ مین جا سکے اور سامنے گنبد کے گنجر شاہ
ساٹھ ہزار نگہبان وہان موجود ہین سب کو ہوشیار کر آیا ساٹھ ہزار ساحر راہ
دیکھ رہے ہین کہ اگر کوئی آئے تو اسے گرفتار کر لین اگر سامری و جمشید ہو تو وہ بھی گرفتار
ہو جائے غراب تو اپنے مقام پر بیٹھا بلبلا رہا ہے مگر آفتاب جو رستم کو لیکر چلا تھوڑی دور
چلا تھا کہ سامنے سے ابر گوہر نگار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک سامنے آفتاب
کے آکر بیٹھا دیکھا ملکہ الماس پر رعنائی تخت پر سوار ہین آفتاب کو دیکھکر طلسم کشا کو

جو دیکھا بڑھکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا پوچھا کیون آفتاب شہریار کو کہان لیچلے آفتاب نے
سب حال بیان کیا کہا کہ لوح ہاتھ سے گئی تیغہ قبضے سے نکل گیا لیجاکر باغ سومناتیہ مین
رکھا ہو الماس نے کہا ای آفتاب باغ سومناتیہ ہمارا دیکھا بھالا ہو وہ جو ہزارون
طائر ہین وہی ساحر ہین زمزمہ سرائی کررہے ہین وقت پر وہی ساحر بنینگے پہلے اُنھین
کو روک دینگے یہ کہکے الماس آگے بڑھی کہا ای آفتاب تم عقب سے آؤ مین چل کر
انتظام کرتی ہون رستم نے گھبراکر کہا ای الماس ایک خیال رہے کہ دختر غراب سہیم
گوہرپوش بھی اُسی گنبد مین ہی اُسکو بہ لطف نکالنا نام سہیم کا جو سنا الماس سمجھ گئی کہ وہ
بھی طلسم کشا پر عاشق ہوئی کہا ای شہریار اُسی کی ذات سے یہ فساد برپا ہوا لیکن کنیز پہلے
اُسی کو رہا کریگی تب لوح اور تیغہ قبضے مین کریگی یہ کہکے الماس نے ابر اپنا بڑھایا باغ پر آکر
ابر چھایا طائرون نے جو ابر گوہربار دیکھا جانا کہ درختون سے اُڑین غلغلہ کرین الماس نے
لکۂ ابر پر اشارہ کیا چند عقاب قوی الجثہ کہ پنجے اُنکے مثل آہن تھے ابر سے نکلے طائرون کو
گرے جس طائر نے چاہا منقار کھولے اُسی طائر کو مارا اور چیر کر پھینک دیا چند طائرون کو
مارا چند طائرون کو غربال کیا درخت جو ہرے تھے پھولون سے بھرے تھے وہ لہرا کے
گرنے لگے کئی سو نخل گرا طائر اُن درختون مین دبے طائرون کو مارکر الماس ابر سے اُتری
سامنے گنبد کے آکر چوکہ دیا ساری لیکر آدھی باندھی آدھی اوڑھی بیٹھکر سحر کرنے لگی
اسلحے سے سحر کیا کہ ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوا اُس پنجے نے قفل کھولا دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا
سہیم کے نور جمال سے تمام گنبد روشن و منور ہورہا ہی معلوم ہوتا ہی ماہ تابان اپنے برج مین
ہی یا گوہر بے بہا اپنے درج مین ہی الماس سہیم کو دیکھکر شرما گئی دل سے کہتی ہی ایسی نازنین
پہ شہریار کیون نہ فریفتہ ہون تمام اعضا سانچے مین ڈھلے ہوے ہین رنجیدہ کبیدہ بیٹھی
دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق لیل و نہار اس کنیز کو ابھی بچالے کہ الماس نے پکارکر آواز
دی ای ملکہ نہ گھبرایئے مین بھی کنیز طلسم کشا ہون وہ بھی تشریف لاتے ہین آپ کے
قید ہونے سے طلسم کشا کو بڑا صدمہ ہوپہنچا ہمراہ آفتاب فلک سیر کے آتے ہین یہ کہکے
الماس اندر گنبد کے گھسی پتلے پتھر کے جو گرد سہیم پھر رہے تھے اُن پتلون نے مثل

انسان کے آواز دی کہ گنبد مین کون آتا ہو یہ گنبد خزانۂ راز ہی سوائے غراب کے اور کسی کو
آنے کا حکم نہین ہی الماس نے پکار کر آواز دی ارے او نگہبان ہمکو غراب نے بھیجا ہی
اُسی نے حکم دیا ہو کہ ملکہ سہیم کو نکال لاؤ جو روکوگے تو بہت پچتاؤ گے یہ کہکے الماس آگے
بڑھی جیسے ہی گنبد مین قدم رکھا ایک پتلے نے بڑھکر الماس کو روکا اور آواز دی کہ اے
ملکۂ عالم و ای شاہزادی والا حشم ہم وہ پتلے ہین کہ جنکو سامری و جمشید نے بنایا ہمکو بھی
سجدہ کرتے تھے ہمارے ساتھ بے ادبی نکرنا بس باہر نکلجاؤ یہان زیادہ باتین نہ بناؤ
الماس نے اُس پتلے پر گولا مارا گولا جو پتلے کے سینے پر پڑا ایک دناٹا ہوا اُس پتلے نے ایک
چیخ ماری اپنے ساتھ والون کو آواز دینے لگا کہ یارو تم دیکھ رہے ہو کہ یہ نازنین سیمین بر
بجبیر بدعت کرتی ہو خالی کیا بیٹھے ہو اسکو روکو قیدی کے پاس اسکو نہ جانے دو جو پتلے پتھر
کے اُس گنبد مین تھے سب اپنے مقام سے اُٹھے الماس کو روکنے لگے اس عرصے مین
آفتاب مع طلسم کشا آگے ہوکے راستے باہر سے دیکھا کہ الماس پتھر کے پتلون سے لڑ
رہی ہو پتلے الماس کو قریب سہیم گوہر پوش کے نہین جانے دیتے آفتاب دروازے
پر آیا آفتاب بنکے جیکا اپنا عکس جو پتلون پر ڈالا پتلے ساکت ہوئے جو جس مقام پر تھا اُسی
مقام پر ٹھہرا آفتاب نے پکار کر آواز دی ای الماس بڑھکر سہیم کو رہا کرو الماس بڑھی
کہ سہیم کو رہا کرون کہ ایک پتلے نے پھر اپنے مقام سے جنبش کی قبل الماس مین کوشش
کی جیاک کہ مثل برق قریب الماس کے آیا قصد کیا کہ الماس کو پکڑلون آفتاب نے
جھپٹ کر اُس پتلے کو ایک طمانچہ مارا کہ وہ پتلا لڑکھڑا کے گرا پتھر کے پتلے کے جسم سے خون کا
فوارہ چھوٹا اور پتلون کے جسمون پر خون پڑا پتلے اور زیادہ تیز ہوئے کچھ طرف آفتاب کے بھی
چلے رستم نے جو دیکھا کہ الماس اور آفتاب کو پتلے پتھر کے گھیرے ہین چاہتے ہین گرفتار کرین
سہیم بلک بلک کر دعائین مانگ رہی ہو کہ ای خالق لیل و نہار یہ میری رہائی کو آئے ہین
انکو آفت ارض و سما سے بچالے اس آفت سے نجات دے رستم نے جو سہیم کو بیقرار
پایا الماس و آفتاب کو وہ پتلے قریب سہیم کے نہین جانے دیتے ہر چند کہ آفتاب نے
کتنی پتلون کو آفتاب بنکے جلایا الماس نے کار سحر سے کئی پتلے مارے ظاہر ہین وہ ہر کہ

گرے زمین پر لوٹے پھر کھڑے ہوگئے رونے لگے رستم کی کمر مین تلوار لگی تھی اُسکو
کھینچکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب + گیت علمشاہ چو رستم لقب +
دیگر۔ علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ہژبر زمان رستم نوجوان +
نہال گلستان صاحبقران + اسطرح رستم نے نعرہ کیا کہ تمام گنبد ہل گیا ایک پتلے پر بڑھ کے
ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے گرا اور گر کر پھر زندہ ہوا آفتاب نے آواز دی ای شہریار
تیغۂ ہفت جوہر اُٹھا لیجیے علمشاہ نے بڑھکر تیغۂ ہفت جوہر اُٹھالیا اُس تیغ کو کھینچا
جس پتلے پر عکس تیغہ ہفت جوہر کا پڑا وہ غل مچا کے بھاگا گنبد سے باہر نکلا غل مچا رہا ہی کہ
ای غراب دوڑو سہیم رہا ہوتی ہی کل آپ شکایت کرینگے ہمیں وقت تنگ ہی پاس نام و ننگ
ہی مدت سے اس گنبد مین رہتے تھے آج قدم ایسے شخص کا آیا کہ ہم باہر نکل آئے فریاد
کر رہے ہین غراب اپنے تخت پر بیٹھا ہی گرد مشیران سلطنت ہین ذکر کر رہا ہی کہ اب سہیم تڑپ
تڑپ کے مریگی وزیر و مشیر کہتے ہین حضور اُسکی خطا معاف کیجیے اتفاق سے اُس سے
ایسا معاملہ ہوا طلسم کشا اوصاف ظاہری و باطنی سے موصوف ہی اُنکی طلسم کشائی انھین
نازنینان مہ جبین کی مدد پر موقوف ہی غراب کہتا ہی یارو تمنے دیکھا میرے سامنے اُسنے
کیا جواب دیا کہ اگر میرے ٹکڑے ٹکڑے کروگے بند سے بند جدا ہوگا محبت طلسم کشا دلپر
تاثیر کر چکی ہے غیر ممکن ہی کہ مین محبت سے طلسم کشا کی ہاتھ اُٹھاؤن یہ ذکر تھا کہ فریاد کرنیکی
پتلون کے آواز کان مین آئی غراب نے کہا لو کہا جو غضب ہوا طلسم کشا گنبد نور مین
پہونچ گیا پتلے غل مچا رہے ہین جلد چلو یہ کہکے تخت سے اُٹھا چالیس شیر و وزیر اپنے اپنے
مقام سے اُٹھے بارہ ہزار فوج ساحران چیدہ اور منتخب اپنے ساتھ لیکر غراب چلا یہان
تھوڑے ہی عرصے مین طلسم کشا نے پتلون کو باہر نکالدیا اب قریب سہیم کے پہونچے
جیسے ہی سہیم کی زبان سے سوزن نکالی سہیم و تڑپی سب قید جسم سے دور ہوئی ماران سیاہ
مرکر گرے سہیم تڑپ کر پشت پر رستم کی آئی کہا ای شہریار باہر نکلیے سہیم نے روح گلے مین
رستم کے پہنا دی رستم نے تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین لیا ایک طرف الماس دوسری
طرف سہیم پشت پر آفتاب فلک سیر گنبد سے نکلے آفتاب نے کہا غلام تخت تیار

کے اُسپر سوار ہو کر نکل چلے رستم نے اشارہ کیا آفتاب نے تخت تیار کیا سہیم و الماس
سوار ہوئیں آفتاب نے تخت اُڑانے کا قصد کیا کہ آسمان سے ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا
غراب نے بیٹی کو جو پہلوے طلسم کشا میں دیکھا جل گیا وہین سے نعرہ کیا شاباش اے طلسم کشا
تو چاہتا ہی کہ سہیم کو رہا کر کے لیجاؤن سہیم کو مین ہرگز نہ جانے دونگا یہ کہکے ساحرون کو اشارہ
کیا چالیس مشیر غراب کے سحر کرتے ہوے چلے بارہ ہزار ساحر علم شعبدہ کے باہر سحر
کرتے ہوے اُترے چار جانب سے گولے ترنج و نارنج پڑنے لگے طلسم کشا تخت سے
کودے نعرہ کر کے لڑنے لگے ایک طرف سے سہیم سحر کرتی ہوئی اُٹھی الماس نے بھی سحر کیا
ساحرون کا بلوہ رو کا ہر طرف سے ساحر ہی چاہتے ہین کہ بلوہ کر کے رستم کو گرفتار کر لین مگر رستم
پیلتن تیغۂ ہفت جوہر کھینچے ہوے درمیان مین اُن ساحرون کے لڑ رہے ہیں جو ساحر سحر
کرتا ہوا قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا مار دیا ساحر مر کر گرا مرنے کی اُسکے
علامت برپا ہوئی سہیم نے جو دیکھا کہ رستم پر شہاب جادو بھائی غراب کا چار سو ساحرون سے
اس زور سے گرا ہی چاہتا ہی کہ مدد ون مین رستم کو گرفتار کرون سہیم نے بڑھکر للکارا کہ او شہاب
سیاہ رو کیون اسقدر کوشش کرتا ہی ذرا ادھر دیکھ شہاب بن اہرمن نے جو طرف سہیم
کے دیکھا سہیم نے نگاہ سحر آگین ڈالی کان سے بالی نکال کے پھینک ماری وہ بالی گرد جا کر
شہاب کے پھری شہاب کا چہرہ سُرخ ہوا آنکھین اُبل آئین بیقرار ہو کر پکار اُٹھا اے
جان جہان وای آرام دل عاشقان ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ کلمات کہتا ہوا سامنے سہیم کے
آیا آواز دی اے ملکۂ عالم کیا ارشاد ہوتا ہی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے کہا غراب کا سر لاؤ
شہاب بہت خوب کہکے چار سو ساحرون کو لیکر فوج غراب پر گرا غراب نے جو دور سے
دیکھا کہ شہاب سیاہ رو میری فوج کو قتل کر رہا ہی دور سے للکارا کہ او نامرد یہ کیا حرکت
ہی شہاب نے کئی افسرون کو مارا اور دمبدم ولولہ بڑھتا جاتا ہی غراب شہاب پر جا پڑا
ایک گولہ مار دیا کہ شہاب کا سر پھٹ گیا وہ چار سو ہمراہی جو مبہوت ہو رہے تھے اپنے افسر
کے خون کا بدلہ لینے کو غراب پر گرے مگر غراب اُنکو کب مانتا ہی جب ہاتھ ہلا دیا دس پانچ کے
سر اُڑ گئے بڑے زور شور سے لڑ رہا ہی چار سو کو قتل کیا بھائی کی لاش پر جو نگاہ پڑی خوب

چیخیں مار کر رویا کہتا تھا کہ یارو اس شوخ دیدہ نے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا
تقدیر نے بھائی کا لاشہ دکھایا صیہم نے کئی افسرون کو دیوانہ کیا کہ آسمان پر ایک ابر
تین رنگ کا پیدا ہوا برقیں گرتی ہوئیں وہ ابر قریب آنکر پھٹا سب نے دیکھا شہرت ماہی سحر
و نہنگ بحری تینوں جادوگرنیاں آکر پہونچیں شریک جنگ ہوئیں اب غراب بھاگا بھاگا
پھرتا ہے عین گرمی جنگ میں فوج تو ساحران مذکور نے تباہ کر دی غراب کا رستم کا سامنا ہوا
غراب اپنی جان سے عاجز ہو رہا تھا ہر طرف سے دیکھتا ہے افسران فوج خیر خواہان دولت جم
جلوہ گر کے آتے ہیں کوئی سحر شہرت میں مبتلا کسی کو ماہی سحر نے دیوانہ بنایا کوئی جمال ہیبتناک صیہم
دیکھکر تنکے چن رہا ہے کوئی کوہ دشت سے سر ٹکراتا ہے کوئی غل مچاتا ہے کئی افسر اپنے ہاتھ
سے قتل کیے آخر رستم پر جا پڑا خوب خوب سحر کیے رستم پر آگ برسی مگر بہ سبب لوح کے سحر
نے تاثیر نہ کی سحر کو دفع کرتے ہوئے رستم قریب غراب کے پہونچے لوح چمکائی لوح پر جو نگاہ
غراب کی پڑی تھرا گیا یقین تھا کہ لہرا کر گرے مگر مجبور و ناچار سر آگے کر دیا تیغۂ ہفت جوہر جو
پڑا غراب کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا غراب کا آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من غراب
بن اہرمن بود چند ساحر جو باقی رہے اُنھوں نے چادر ہلائی امان مانگی رستم نے اُن سب کو
امان دی ان سب کو ساتھ لیکر رستم طرف لشکر کے چلے آفتاب نے عرض کی حضور لوح کو ملاحظہ
کریں رستم نے کہا میں نے جس مقام پر دھوکا کھایا ہے وہاں جا کر اسم حاشیہ لوح پڑھونگا تب
قلب کو اطمینان ہوگا غرض رستم اُسی صحرا میں آکر پہونچے اُس نخل کو پہچانا زیر نخل بیٹھکر فرمایا کہ
برادران تم اب ہمکو رخصت کرو تم لشکر میں جاؤ ہم بھی انشاء اللہ وقت پر آپہنچینگے سب ساحر
ابر چمکاتے ہوئے اس مقام پر پہونچے کہ جہاں لشکر تھا لشکر میں آکر ملے رستم نے اسم حاشیۂ
لوح تعداد کو قیاس کر کے شروع کیا نصف پڑھا تھا کہ ایک آواز مہیب کان میں آئی رستم نے
دیکھا بائیں پرے گرد اُڑی ایک جوان بصورت مہیب بہ شکل عجیب و غریب کوڑا مار آتشین کا
ہاتھ میں اژدر پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار صدائیں مہیب دیتا ہوا دور سے
پکارتا آتا ہے او طلسم کشا بس عمل خوانی کو موقوف کیجیے اپنے لشکر کی تباہی اور بربادی دیکھیے
منم اژدر دراں اژدر سوار او طلسم کشا سر اُٹھا کے دیکھو لشکر کا کیا حال ہے رستم نے سر اُٹھا کے

دیکھا کہ لشکر پر ایک ساحر آکر گرا ہی لشکر تباہ ہو رہا ہی یکایک آفتاب فلک سیر اپنی بارگاہ سے
نکلا پکارتا ہوا منم غلام طلسم کشا اُس ساحر پر جا پڑا اُس ساحر سے خوب سحر چلے آخر کار اُس
ساحر نے ایک گولا مارا کہ آفتاب کا سر پھٹ گیا لڑکھڑا کے زمین پر گرا پکار کر آواز دی ای شہریار
غلام کو بچا لائیے دیکھا ملکہ شہرت مرصع پوش اپنی بارگاہ سے نکلیں اُس ساحر سے مقابلہ کیا
اُس ساحر نے آواز دی او شوخ دیدہ میں نے تجھکو پہچانا طلسم کشا پر مائل ہو کے بڑے
فخر لیے یہ کہکے نیمچہ مارا کہ سر شہرت کا زخمی ہوا ملکہ الماس اپنی بارگاہ سے نکلیں پکارتی
ہوئیں کہ ای شہریار یہ ساحر ہم سب سے زبردست ہی آپ اسم موقوف کرکے آئیے ہم سب کو
اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے الماس کو بھی اُس ساحر نے زخمی کیا رستم اسم پڑھنا نہیں
موقوف کرتے جب لوح پر نگاہ ڈالی حکم پایا کہ ای طلسم کشا یہ تو دیو بود طلسم ہی یکایک الماس
بھی زخمی ہوئی سہیم نے آکر الماس کو سنبھالا سہیم بھی زخمی ہوئی تھوڑے عرصے میں سب ساحرون
نامی کو اُس ساحر نے زخمی کیا اب اُس اژدر سوار نے دیکھکر آواز دی کہ ای طلسم کشا
ذرا بائیں جانب دیکھو طلسم کشا نے جو اُدھر منھ پھیرا دیکھا ایک طرف لشکر لقا صف باندھے
کھڑا ہی اور ایک جانب لشکر صاحبقران کہ ایک کوہی پہلوان لشکر لقا سے جھومتا ہوا
نکلا گینڈے کو بڑھا کر میدان میں آیا آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بدیع الزمان
اُسکے مقابلے میں نکلے آپس میں نیزہ چلا بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے تلوار کھینچی
خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا دُو دُو وار آپس میں چلے
تھے کہ اُس جوان کوہی نے پکار کر کہا ای فرزند صاحبقران اپنے سردار کو منع کیجیے کہ وہ
ہمپر تیر مارا چاہتا ہی بدیع الزمان غصے میں پلٹے اُس کوہی نے سر کو تاک کر کمر پر ہاتھ مارا
بدیع کے دو ٹکڑے ہوے اُس کوہی نے پھر مبارز طلبی کی رستم نے دیکھا کہ قاسم نوجوان
غم میں بدیع الزمان کے روتا ہوا لشکر سے نکلا پکارتا ہوا میں اپنے عم نامدار کے پاس
جاؤنگا اُس جوان کوہی نے کمان کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر تاک کر سینہ
بے کینہ پر مارا کہ تیر سینے پر قاسم کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قاسم گھوڑے سے
گرے صاحبقران لاش قاسم و بدیع پر روتے ہوے آئے صاحبقران فرماتے ہیں

ای نور نظر تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا لقانے فوج کو حکم دیا لشکر اسلام پر جا کے گری صاحبقران تو
لاش بدیع دقلاسم پر بین ایرج و نورالدہر نکلکر اس جوان کوہی سے لڑے یہ دونون
جوان بھی مارے گئے ان چارون جوانون کی لاش پر تمام سرداران نامی کا جا دہی لقا رہتا ہوا
قریب خیمہ ہاے ناموس صاحبقران کے پہونچا قضاے کار ابتدا مین خیمہ ملکہ رابعہ زربفت
اطلس پوش مادر رستم کا تھا لقا درخیمہ پر کود پڑا کنیزون نے ہرچند روکا اُن عورتون کو لقا
کب مانتا ہی کئی سو کنیزون کو دروازے پر قتل کیا ملکہ رابعہ نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن اس
دشمن خدا سے اپنی آبرو بچاؤن پہلو پر قریب لقا صیغم خون آشام اور ہا تھا لقا نے
اشارہ کیا ضیغم نے جھپٹ کر رابعہ کا ہاتھ تھام لیا کشان کشان بیرون خیمہ لیچلا رابعہ نے
پکار کر آواز دی ای فرزند رستم تم ہمارا یہ حال دیکھ رہے ہو اور دخل نہین دیتے ہمکو بچا دو
ملکہ رابعہ نے جو اس حسرت سے کہا اب رستم کو تاب نہ رہی تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ
ڈالا بدحواس ہوکر نعرہ کیا او دشمن خدا لقا سے بے لقا عورتون نے تیرا کیا لیا ہی رستم نے
جیسے ہی اسم موقوف کیا ایک دناٹا ہوا کہ زمین کانپ گئی اب رستم نے جو بغور دیکھا وہ صحرا
نہ تھا نہ فوج ہے نہ وہ اژدر سوار ہے ایک پہاڑ کے سامنے رستم کھڑے ہین ایک آواز
کان مین آئی کہ ای شہریار خوب دھوکا کھایا فلک نے آپ کو اس مقام پر پہونچایا اب بھی
خیر ہی اس تعداد کو تمام کرو رستم نے قصد کیا کہ سامنے نخل ہی اُسکے سایے مین بیٹھون اور اب
کسی طرح اسم کو موقوف نکرون جیسے ہی قصد کرکے دامن گردانا کہ پہلو سے آواز آئی ای رستم ہم تو تمھاری
رستمی دیکھین رستم نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان قوی تن قوی من للکارتا ہوا سامنے آیا آکر
آکر نیزہ مارا چند طعنون مین رستم نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا پھر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے
ہوے جیسے ہی وہ جوان مرا آواز آئی ای طلسم کشا غضب کیا ایسے بہادر کو مارا اب کہان
جاؤگے کہان چھپوگے سنم ناقوس جادو درہ کوہ سے ایک ساحرہ سیاہ پوش بعد جوش و خروش
ظاہر ہوئی رستم پر سحر کرنے لگی ہرچند آگ تلوارین گرائین مگر رستم پر تاثیر نہوئی وہ جادوگرنی دور سے
سحر کر رہی ہی قریب رستم کے نہین آتی جب رستم نے دیکھا کہ یہ ساحرہ قریب نہین آتی کمان کیانی
کاندھے سے اُتاری تیر بحر کمان مین پیوست کیا سینہ پر کینہ ساحرہ کا تاک کر تیر مارا کہ سینے پر

ساحرہ کے پڑا توڑ کر چہرۂ پشت کو بار گندہ اندھیرا اس مقام پر چھایا عرصۂ دراز کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من ناقوس جادو بود اب پھر گرد اڑی دیکھا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے آفتاب فلک سیر سب کے آگے سب شاہزادیاں طاؤسان زرین بال پر سوار شہرت تخت پر عیوق و جاروق و دیوانہ خریر مردم در وغیرہ نہایت تکلف سے سب سردار آکر پہونچے سہیم نے قریب آکر عرض کی ای شہریار آپ سے بڑی خطا سرزد ہوئی دو مرتبہ آپنے اسم موقوف کیا جب آپنے لوح کو دیکھا یہی حکم پایا کہ یہ نمونہ بے بود طلسم ہی ہم لوگون کا اسوقت حاضر ہونا اتفاق سے ہوا اب چلکر باغ نسترن مین فروکش ہوجیے یہ مقدمہ راز طلسمی ہی باغ نسترن مین چلکر بعد وظیفہ خوانی لوح کو ملاحظہ فرمائیے حکم لوح پر کاربند ہوجیے مگر اس خطا پر آپکو تکلیف ہوگی بعد تکلیف بسیار سامنا ساحران مکار و غدار کا ہوگا اگر ایسے ایسے دھوکے کھائیے گا تو طلسم ہفت پیکر فتح نہ ہوگا ایسے ایسے صدہا مقدمات سرکار کو ملین گے بڑے بڑے مکار و جعلساز اس طلسم مین ہین سب سرداران رستم نے آکر قدمبوسی کی یہی عرض کی کہ اب باغ نسترن مین آپ کا مقام ہوگا غرض رستم مع جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی طرف باغ نسترن کے جاتے ہین کہ ذکر اس عجائب و غرائب کا وقت پر ہوگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان صاحبقران کہ بر سر قلعۂ طلسم فروکش ہین عاشق ہونا امیر پر دختر اظلم زنگی کا کہ بادشاہ در بند اوّل ہی یعنی جہانزیری طلعت کا عاشق ہوکر صاحبقران کو مقام اظلم پر لیجانا و دیگر حالات داستان ساقی نامہ مصنف

چلا ساقیا ساغر نوش گوار
کہ جسکا شگفتہ ہی ہر اک ثمین
ہواے فرحناک بھی چلنے لگی
کہ ملجاے معشوق کا بھی نشان
نسیم چمن لڑکھڑانے لگی

دکھاؤن مین باغ سخن کی بہار
نہالان گلزار ہین سبز پوش
ہر اک شاخ سر سبز جھلنے لگی
کبھی پھول آویزہ گوش ہین
یہ مژدہ گلون کو سنانے لگی

عجب ہی بہار ریاض سخن
اُڑاتی ہی بلبل ہر اک گل پے ہوش
ہر اک پھول ہی عارض مہوشان
کہ میخوار اس جا پہ بیہوش ہین
بہار مضامین کی آمد ہوئی

قمر مجھکو تحریر کی کد ہوئی
ترانے جو گاتی ہین یہ بلبلین
گلون کو یہ ہنسکر سنانے لگین
کہا قمریون نے بصد سوز و درد
کہ شمع طرب یان یہ حیران ہے
ہوے طائران چمن نغمہ سنج
کہ دل تنگ تھے خشل رنگا ہین
یہ لیلی کو الفت مین فرد ملا
کہ ہر رنگ سے عشق کے دل کھلا

کہ آتی ہے گلشن مین سر سے بلا
ہوا کہتے کے گلشن کی سیر یہان
ہین وصل گل کی بو تو اہش ہوئی
کہ ولے کی رنگت نہ ہو جائے زرد
چراغ معنا مین جو روشن ہوے
زر گل لٹانے لگے بعد رنج
چمن آجکل بر سر وجد ہے
کبھی غنچۂ دل نہ ایسا کھلا

کرون بلبل فکر کو مین شکار
ترانے فرح خیز گانے لگین
ہر اک سرو گلشن کو کاہش ہوئی
کہ لالہ چراغ گلستان ہے
تو مضمون سب شاخ گلشن ہوے
کہ کھولی ہے غنچون نے اپنی زبان
کہ لیلی کا ناقہ سر نجد ہے
لکھون حال عشق امیر دلبر

چہرہ نیرنگ سازان حال عشق و الفت و سرائندگان حالات شوکت و لیاقت اس داستان حیرت خیز کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر مصنف۔ دوران فلک کہ بید ارست + او گاہ خزان و گہ بہارست + این بادہ کہ روزگار دارد + یک مستی و صد خمار دارد + ہم چہرہ دہر بدست ہم ذر + گہ شیشہ تہی کند گہے پر + گہ برد فراز از نشیبت + ہشیار کہ مید ہد فریبت + صاحبقران زمان برسر قلعۂ طلسم فروکش ہین انکے سامنے رستم آئے پہلوان کو مار صحرا مین جا کر غائب ہوے سرداران رحم بھی فرداً فرداً گئے اب امیر کو بڑی تشویش ہے کہ چالیس سردار گرفتار طلسم ہوے رستم بھی طلسم مین گئے نہین معلوم ہے سردارون پر اور بادشاہ لشکر پر کیا گذری آخر بلیٹ کے بارگاہ مین آئے فرماتے ہین کہ کل مین طلسم مین داخل ہونگا خواجہ عرض کرتے ہین کہ حضور کا یون جانا مناسب وقت نہین ہے عمارت خانہ درست کرائیے جیسا حکم پروردگار ہو وہ کیجیے ایسا نہو کسی بلاے طلسمی مین مبتلا ہو جائیے امیر فرماتے ہین خواجہ مین اپنے سردارون کا کیونکر حال دریافت کرون عمرو نے عرض کی حضور کیون گھبراتے ہین آپکا فرزند لبند اس طلسم کا فاتح ہے سارا عجائب وغرائب کا سیاح ہے وقت پر قیدی رہا ہونگے عمرو نے سمجھا کر امیر کو جانے سے قلعے کے باز رکھا امیر کو کئی دن اسی مقام پر گذرے قضاے کار ظلم زنگی کہ بادشاہ علامت طلسم ہوا اپنے مقام پر بیٹھا ہے اسکو اکر ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا داخل طلسم ہوے مگر امیر برسر قلعہ فروکش ہین جسدن قصد کرینگے انکو کون روکیگا صاحب اسم اعظم ہین گلے مین حرز ہیکل ہے جو انکو روکیگا مارا جائیگا ساحرانکا قائل

نہین کر سکتا اظلم نے کہا اگر وہ طلسم کشا نہین ہین تو ایسا آوارہ کرون کہ عمر بھر رہائی نہ پائین
کیا عجب ہو کہ گرفتار ہو جائین بیٹی اسکی نہایت حسین و جمیل معشوقان جہان سے زیادہ شکیل سیب
باتین بیٹھی سُن رہی ہی اوصاف امیر سُنکر مشتاق جمال بیمثال امیر ہوئی صحبت سے باپ کی بیقرار ہو کر
اُٹھی گھبرا کر کنیزون سے کہا سواری تیار کرو ہم اپنے باغ جائینگے محافۂ زرین کنیزین تیار کرکے لائین
وہ ماہ آسمان خوبی محافہ مین سوار ہوئی کنیزین بھی سوار ہوئیں اپنے باغ مین آکر پہونچی اندر بارہ دری
کے آئی مسند پر آکے بیٹھی مگر اشتیاق امیر مین مدہوش چہرہ اُداس ملکہ کو جو کنیزون نے بہت بیقرار
دیکھا گلشن نامے وزیر زادی نے علیحدہ بُلایا اور عرض کی کہ لونڈی سے نہ چھپایئے مین حضور کو کل
شب سے بہت بیقرار پاتی ہون آپکا انتشار دیکھکر گھبراتی ہون مفصل حال دل بتایئے کنیز قدیم سے
نہ چھپایئے ملکہ جہناز پری طلعت سے جو وزیر زادی نے منت پوچھا ملکہ بے اختیار رونے لگین
کہا اے گلشن کیا کہون عجب معرکہ درپیش ہی دل کو بیس و پیش ہی کل شب کو دربار مین باباجان کے
امیر کے آوارہ کرنے کی تدبیرین ہو رہی تھین ہر ایک ساحر موافق اپنے مرتبے کے آوارہ کرنے پر آمادہ تھا
اے گلشن انصاف کرو کہ انکے آوارہ کرنے سے کیا نفع ہوگا طلسم کشا ہے اسکی داخل طلسم ہو چکا وہ ضرور
طلسم فتح کریگا لوح طلسمی لیکر داخل ہوا ہی فوج گلشن مین تو باپ کے مقدمے مین کہہ نہ سکی کیونکر امیر کو
بچاؤن اور کیونکر اُن تک جاؤن کیون گلشن کوئی ایسی تدبیر ہو کہ امیر کو خبر پہونچ جائے یا اُنکو بلوالو
کیا تدبیر کرون جلالت امیر سُنکر دیدار کی مشتاق ہون گلشن نے کہا واری اب آپکے دشمن ہو جائینگے
جہناز نے کہا اے گلشن جب جان دینے کا ارادہ کیا تو پھر کیا خوف ہی گلشن نے بہت بہت سمجھایا ملکہ کا
ولولہ بڑھتا جاتا ہی فرماتی ہین اے گلشن اگر کچھ تدبیر تمسے ہو سکے تو کرو ورنہ جواب صاف دو گلشن نے کہا
واری میرا بھائی گل عیاری عیار پیشہ ہی اُسکو بلاتی ہون شاید وہ جیزا لائے ملکہ نے خوش ہو کر کہا
اے گلشن اگر یہ تدبیر کر لی تو نہایت احسان ہوگا یہ کہکے گلشن کے قدمون پر سر رکھ دیا گلشن نے
ہاتھ باندھکر عرض کی لونڈی کیا کوئی بات اُٹھا رکھے گی یہ کہکے ایک کنیز کو حکم دیا میرے بھائی کو بلا لا
کنیز نے جاکر گل عیاری کو خبر کی سنتے ہی گل عیاری حاضر ہوا گلشن نے رو رو کر اُس سے بیان کیا
کہ اگر ہو سکے تو امیر کو جیزا لا گل عیاری اُسی وقت با بہانے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر امیر کے
چلا لشکر مین جو آیا ہنگامہ سُنا کہ کل صبح کو امیر قلعۂ طلسمی مین جائینگے اپنے سرداروں سے کہے۔ رہے

بہت بیقرار مین عیار نے گھبرا کر کہا کہ آج ہی شب کو جو کچھ فکر ہو سکے وہ کرون پہر دن رہے لشکر
مین آیا سنا کہ امیر دربار مین ہین ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ امیر مین آیا کھڑا ہو کر جمال امیر
دیکھنے لگا دیکھا کہ شعشعۂ نور جمال سے تمام بارگاہ منور ہی جب اسنے کئی مرتبہ امیر کو دیکھا خواجہ عمرو کہ
رومال ہلا رہے تھے نگاہ اس خدمتگار پر جو پڑی کھٹکا ہوا کہ یہ خدمتگار دمبدم امیر کو دیکھتا ہی شاید کوئی
عیار ہی جھپٹ کر پشت پر آنے چاہا کمند یارون عیار بھاگ کر بارگاہ سے نکلا عمرو نے پیچھا کیا خود بھی
بارگاہ سے نکلے ہر چند پکارا مگر عیار نہ پلٹا بھاگ کر نکل گیا اب خواجہ کو اور زیادہ تردد ہوا جب شب کو امیر
نے دربار برخاست کیا اور سونے چلے تو عمرو نے عرض کی آج غلام حضور کے پاس سوئیگا امیر نے فرمایا خواجہ
تم تکلیف نکرو اپنے خیمے مین جا کر سو مین ہوشیار رہتا ہون مین نے بھی دیکھا تھا کہ وہ خدمتگار مجھکو دمبدم
دیکھتا تھا مجھکو بھی کھٹکا ہی عمرو خاموش ہو رہا اپنے خیمے مین جا کر سو یا لیکن وہ عیار جو لشکر سے نکلا
بازارون مین پھرا کیا جب پردۂ شب حائل ہوا عیار پھرتا ہوا پشت بارگاہ پر آیا یہ کیا جانے یہ بارگاہ
کیسی ہی ایک مقام سے بیٹھکر نقب لگانے لگا یہ بارگاہ سلیمانی ہی جسقدر کھودتا ہی سراپردہ زمین مین
اُترتا جاتا ہی آخر کھودنے سے عاجز آیا پاس سے آگ نکالکر چاہا سراپردے کو جلاؤن سراپردہ آگ سے بھی نہ جلا
ناچار ہو کر نقب سے نکلا دربارگاہ پر آکر ٹھہرا مقبل پہرے پر تھا وقت نماز اندر گیا جاکر امیر کو جگایا امیر
نے فرمایا ای مقبل پانی وضو کے واسطے لاؤ مقبل تو پانی لینے گیا عیار فوراً مقبل کی صورت بنکر
بارگاہ مین آیا آفتابہ پانی کا اُٹھایا بیہوشی ملا کر آگے امیر کے رکھا امیر نے جیسے ہی کلی کی چند قطرے
جو حلق سے اُترے بیہوش ہوے عیار نے بہ تعجیل امیر کا پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا اوپر سے
پشتارے کے ایک میلی چاندنی ڈالی باہر نکلا غلامون نے پوچھا ای مقبل یہ کیا ہی مقبل نقلی نے کہا اس
چاندنی پر چھینٹین پڑ گئین دھوبی کو دینے جاتا ہون غلام خاموش ہوے عیار جست کرتا ہوا نکلا کہ
مقبل اصلی آیا غلامون نے کہا تم تو چاندنی لیکر گئے تھے جلدی پلٹ آئے مقبل نے کہا مین تو پانی
لینے گیا تھا گھبرا کر اندر گیا آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر نکلا کہا آقا کو کوئی لیگیا کسی نے حفاظت نہ کی سب نے
کہا ہم تمہارے دھوکے مین رہے مقبل دوڑ کر کنارے لشکر کے آیا دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش چلا جاتا ہی
پکارا او عیار ٹھہر جا عیار ٹھہر گیا جب مقبل قریب پہونچا عیار نے حباب بیہوشی مارا مقبل گرا عیار نے
چاہا سر کاٹون پھر سوچا کہ ملکہ کے خلاف ہوگا مقبل کو چھوڑ کر طرف باغ ملکہ کے چلا یہان ملکہ رات بھر عیار کے

انتظار میں در باغ پر کھڑی رہیں کہ گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اڑی عیار کو دیکھا پشتارہ بدوش آتا ہے ملکہ نے گلشن وزیرزادی کو پکارا جب گلشن قریب آئی کہا وہ تمھارا بھائی پشتارہ بدوش آتا ہے گلشن نے جو بھائی کو آتے دیکھا خوش ہوگئی ملکہ سے کہا آپ بارہ دری میں چلیے میں بھائی کو ساتھ لیکر آتی ہون عیار قریب آیا گلشن نے پکار کر پوچھا کیون بھائی کسے لایا عیار نے کہا جو ملکہ کی مراد تھے اُنکو لایا گلشن نے اُسی مقام پر پشتارہ رکھوا یا صاحبقران کو ہوشیار کیا امیر کی جو آنکھ کھلی باوجود وضو کر رہے تھے یا اپنے کو ایک باغ میں پایا ایک نازنین برائے تسلیم خم ہوئی امیر نے پوچھا اری تو کون ہے اُسنے دست بستہ عرض کی حضور کی کنیز ہون سب حال صاحبقران کے سامنے بیان کیا امیر کنیزین تو ذکر اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ بارہ دری میں آئے دیکھا ایک مہ جبین حور خصال پری تمثال ابرو رشک ہلال آنکھیں سیاہ شل دیدۂ غزال دریائے جوش میں غوطہ زن مسند پر سرنگون بیٹھی ہے امیر کو دیکھکر اپنے مقام سے اٹھی استقبال کرکے امیر کو قریب مسند کے لائی امیر نے جو جمال بے مثال دیکھا محو مطلق ہوگئے اور دل سے مائل ہوکے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا اُس مہ جبین نے سر جھکالیا امیر آکر مسند پر بیٹھے وزیرزادی نے اشارہ کیا ایک گائن نہایت شوخ و شنگ سامنے آکر بیٹھی ساز ملا کر یہ غزل گانے لگی۔ نظم

جان بلب ہون جیسے وہ سیر چمن ہو گیا — حال میرا اب مبارک باد دشمن ہوگیا

کچھ عجب تاثیر تھی اُس بت کے نظارہ میں بھی — جو مسلمان اس طرف گذرا برہمن ہوگیا

صدمے میں کتنا ترا تیر نظر بیتاب تھا — چھد گیا پہلو کبھی سینے میں روزن ہوگیا

بے ہوا اُڑتا ہون جب بیتابیان کرتا ہے دل — کاہش الفت سے کیا ہلکا مراتن ہوگیا

مین بھی مرنے کے لیے آیا ہون آزردہ نہو — اب یہ وہ کوچہ کہان لوگونکا مدفن ہوگیا

ہائے کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا — اشک جو دامن پہ آیا زیر دامن ہوگیا

وہ توقع تجھسے برآئی جو مجھکو تُس سے تھی — او عدو کے دوست تو بھی اب تو دشمن ہوگیا

حلقۂ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا — پاؤن میرا شاہد آغوش آہن ہوگیا

بڑھ کے ٹھہرا جب یہ سمجھا مین کہ وہ آتے نہین — بارہا میرا القور مجکو رہزن ہوگیا

سر اُٹھانے کی کہان طاقت لیس مردن نسیم — آج تو احسان قاتل بار گردن ہوگیا

جلسہ آراستہ ہی صاحبقران پہلوے جہناز مین بیٹھے ہین جہناز سمجھا رہی ہین کہ کئی ساحر آپکے آوارہ کرنے پر آمادہ ہین کسی ساحر سے دھوکا نہ کھائیے گا اپنے کو بہت بچائیے گا امیر فرمارہے ہین ملکہ تمنے بڑا احسان کیا کہ مکر سے ساحرون کے آگاہ کردیا یہان خواجہ جو سوکر اُٹھے قریب بارگاہ آتے ہی حال سُناکہ عیار صاحبقران کو لیگیا مقبل عقب مین گیا ہے مگر پلٹکر نہین آیا عمرو بیقرار ہوکر چلا راہ مین آکر مقبل کو بیہوش پایا مقبل کو ہوشیار کرکے طرف لشکر کے بھیجا آپ نشان نقش پا دیکھتا ہوا پشت باغ پر پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی عمرو نے دیوار پر آکے دیکھا کہ صاحبقران پہلو مین ایک نازنین کے بیٹھے ہین اور پہلو مین اس نازنین کے ایک حسینہ جمیلہ ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار بیٹھی ہوئی گا نا سن رہی ہے عمرو گلیم اوڑھکر اُترا گلیم اوڑھے ہوے ایک نخل کے سایہ مین بیٹھا گائن واسطے پیشاب کے اُٹھی اُسی نخل کے سایہ مین آکر بیٹھی عمرو نے اُسے بیہوش کیا کپڑے اُتارلیے زیور بھی لیا اُسکو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا تا تا کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگا نظم

بیتابی فراق سے عالم بدل نجائے
نالہ فراز عرش سے آگے نکل نجائے

وہ مجھسے ہین گئے خبر مرگ غیر سُن
بے اختیار نالہ دہن سے نکل نجائے

روئے ہین ضد یار سے نارخ ہو کہیں
وہ طفل اشک آنکھ سے ٹپکے مچل نجائے

وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہی
ٹھنڈا رہی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نجائے

ابرو چڑھے رہے صف مژگان پھری رہے
خم تیغ کا مشاق خنجر سے بل نجائے

شام فراق ہی وہ اندھیری کہ خوف ہی
پیغامبر جناب قضا کا دہل نجائے

کس آب و تاب پر رُخ شفاف ہی نسیم
ہے نظر ہزار جگہ کیون پھسل نجائے

اسطرح تا تا کے یہ غزل گائی گلشن اس علم کی واقف کار تھی خوب تعریفین کین کہا ای نیرنگ آج تو تو نے رنگ باندھ دیا دل بیچین کردیا کیا کیا بتایا ہی آج تو نے رنگ واقف کارون کا دکھایا ہی خواجہ نے گلشن کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا ای واقف کار تیرے سامنے کمال دکھایا یہ کہکے پھر اپنے مقام پر آبیٹھی گاتے گاتے طرف جہناز کے دیکھکر کہا بی جہناز صاحبقران مجھسے اشارے کرتے ہین طرف کرے کے اشارہ کررہے ہین مین ہرگز ان

بڑے میان کو نہ قبول کرینگی تمھین کو مبارک رہین مجھے یہ فقرے نہین پسند آتے جہناز کی
آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا صاحبقران یہ میری کنیز آپ کو پسند آئی بڑے افسوس کی
بات ہے صاحبقران نے غصے مین فرمایا اے نیرنگ کچھ دیوانی ہوئی ہے مین نے تجھسے کب اشارہ کیا
مین خود ایسی شغلون کو قبول نہین کرتا عمرو نے کہا زبان سنبھالے بیٹھے رہتے جوان جوان اور
آپ اب بھی عاشق و معشوق بنتے ہین یہ کہکے عمرو نے بائین آنکھ کا تل امیر کو دکھایا امیر
نے پہچانکر فرمایا او مکار مین سمجھ گیا بولی گلشن تمکو ہمارے بھائی صاحب نے پسند کیا اور کہا
خواجہ اپنی صورت اصلی دکھاؤ عمرو نے اُٹھکر جست کی اور پکار کر آواز دی یا دادا آدم درویش
از کل عالم بیش میری شکل اصلی مجھکو مرحمت فرمایئے یہ کہکے جو محفل مین آئے صورت پیر مرد
کی کنیزین دیکھکر بھاگ گئے ملکین کوئی کہتی تھی جلمانس آیا کوئی کہتی تھی جن مانس آیا ہے خواجہ
فرماتے تھے مین تو خاصا بھلا مانس ہون گلشن دیکھکر حیران ہو گئی جہناز کو دیکھکر خواجہ نے
کہا حمزہ تو کس عورت کے پاس بیٹھا ہے جسکی ننھی ننھی آنکھین تاڑ سا قد ملکہ یہ سنکر رونے لگین
سوچین کہ محلات صاحبقران مین ایسی حسین شاہزادیان ہونگی جنکے آگے مجھکو عمرو عیار
ویسا سمجھتا ہے امیر نے فرمایا ملکہ یہ شخص مرد طماع ہے کچھ دو اسکو تمھاری تعریفین کریگا ملکہ نے
دو کشتیان جواہرات کی منگا کر کہا خواجہ یہ آپ کی نذر ہے عمرو نے کہا اے شاہزادی مین افسوس
کرتا ہون کہ تجھ ایسی شاہزادی نے مجاور زادۂ خانۂ کعبہ کو پہلو مین بٹھایا ہے یہ لعل بے بہا
پتھر سے لوٹا انکے بزرگ خانۂ کعبہ کے جاروب کش ہین تو شاہزادی والا قدر ہے حسن و جمال
مین رشک بدر ہے امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ موجود نہین عمرو نے کہا آپ ہمیشہ
مفلس رہتے ہین اب لشکر مین چلیے وہ سب لوگ بیقرار ہین امیر نے فرمایا خواجہ چلین گے
جہناز نے کہا اے شہریار مین نے آپ کو اسواسطے بلایا تھا کہ کئی سو ساحر اظلم نے آپکے آزار
کرنے کے لیے مقرر کیے ہین آپ اپنے کو اُنکے مکر سے بچایئے اگر مناسب ہو تو اپنے کو میرے
ساتھ دربار اظلم مین پہونچایئے پس اگر آپ نے اظلم کو مار لیا تو سب بلاؤن سے بچیے گا
ورنہ دشمن کسی بلا مین مبتلا ہو جاینگے صحرا نوردی دشت پیمائی دشمنون کے واسطے ہوگی
اور مین بالکل سحر نہین جانتی ورنہ اپنے کو وقت پر پہونچاتی اُن صحراہاے پُرآشوب سے

پہنچاتی تا بمنزل مقصد پہونچاتی امیر نے فرمایا تمھارے ساتھ کیونکر چلیون کہا حضور سواے
میری کنیزون مین ملکر چلنے کے اور کوئی صورت نہین ہی امیر نے فرمایا خواہ جان رہے خواہ
جائے مگر مین کنیز کی شکل نہ بنونگا ہر چند ملکہ نے کہا صاحبقران نے کہا مین نہ مانونگا عمرو
نے کہا اے ملکۂ عالم یہ اپنے زمانہ کے صاحبقران ہین عورت کی شکل پر نہ جائین گے مگر
آپ مجھے لیچلیے مین اُسکی گردن لونگا وہ ساقی گری کرون کہ ایک کو باقی نہ رکھون میان
اظلم کو قتل کرون جس کنیز کی صورت دکھا دو اُسی کی شکل بنکر چلیون ملکہ نے کہا مین آج
شب کو صحبت مین باپ کی جاؤنگی جو جو ساحر آمادہ ہوے ہین وہ بھی سب جمع ہونگے
سب کے حال بھی سنونگی تم رنگ جماؤ گلشن وزیر زادی کی شکل بنکر چلو خواجہ اُسی وقت
سامنے سے ہٹ گئے نقشہ گلشن کا تو بخوبی دیکھ لیا ہی گلشن کی شکل بنکر محفل مین آئے قریب
ملکہ گلشن بیٹھی ہے آتے ہی کہا حضور یہ مکار کون ہی جو میری شکل پر آکے بیٹھی ہی حضور معلوم
ہوتا ہی اظلم نے کسی کو واسطے خبر کے بھیجا ہی اسکو گرفتار کیجیے ملکہ خفا ہونے لگین کہ اری سچ بتا
تو کون ہی اب گلشن خفین کرنے لگی آخر عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا اور ملکہ سے پوچھا کوئی
مجھکو پہچان تو نہ سکیگا سب نے خواجہ کی تعریفین کین شب کو گلشن کو پاس امیر کے
چھوڑا کہ تو امیر کی خاطر مدارات کیجیو امیر کو بہلاتی رہیو مین خواجہ عمرو کو لیکر دربار اظلم مین
جاتی ہون خواجہ عمرو گلشن کی شکل بنکر ملکہ کے ساتھ ہوے ملکہ نے اور چند کنیزون کو ساتھ
لیا لباس فاخرہ پہنکر طرف دربار اظلم کے چلے یہان اظلم زنگی تخت پر بیٹھا ہی ساحرون کو
نامہ لکھا ہی کہ جلد آکر موجود ہو باپ طلسم کشا کا امیر حمزہ بر سر قلعۂ طلسمی فروکش ہی اُسکو آکر
آوارہ کرو اپنے اپنے کمال دکھاؤ ساحر آتے جاتے ہین اپنے اپنے کمال دکھا رہے ہین کوئی کہتا ہی
بادشاہ اسلام جو طلسم مین قید ہین اُنکی شکل بنکر جاؤنگا وہ دھوکا دون کہ صاحبقران جنگل
مین مارے مارے پھرین دوسرا کہتا ہی بیٹا اُنکا بدیع الزمان جسکو مین نے بلغ سنبلستان
مین قید کیا ہی اُسکی شکل بنکر امیر کو ایسا آوارہ کرون کہ پہاڑون سے سر ٹکرا ئین زندہ پلٹکر
نہ آئین کوئی کہتا ہی اُنکے فرزند کی معشوق ملکہ شہرت کی شکل بنون نامۂ رستم لیکر جاؤن امیر کو
لے نکلون اظلم زنگی اپنے ساتھ والون سے کہتا ہی یارو کسی طور سے حمزہ کو اسم اعظم بھلاؤ ایک

ساحر کہہ رہا ہی کہ مین ایسا سحر کرون کہ صاحبقران مبہوت ہو جائین اسم اعظم نہ پڑھین اظلم کہتا ہی مین بھی وہ سحر کرون کہ ملازمان صاحبقران زمین پہ قدم نہ رکھ سکین زمین متزلزل و متحرک ہو کہ وزیر زادی نے بڑھکر خبردی کہ صاحبزادی تشریف لاتی ہین اظلم نے وزیرون کو براے استقبال بھیجا وزیر ملکہ کو لیکر بارگاہ مین آئے آنے سے ملکہ کے تمام بارگاہ روشن ہوگئی حسن جانسوز کا وہ جلوہ ہوا کہ سب جلتے تھے ماہ تابان نکل آیا ملکہ قریب تخت کے آکر کرسی پر متمکن ہوئی پر بیٹھین کہا ای والد ہماری وزیر زادی نے وہ کمال علم موسیقی کا حاصل کیا ہی کہ آپ سنکر یہ فرمائینگے کہ ہمنے ایسا گانا کبھی نہین سنا یہ کہکے اشارہ کی کہ یوا گلشن آج اس صحبت مین کچھ گاکر رنگ دکھاؤ قدر دانون کو اپنا گانا سناؤ خواجہ عمرو جھپٹ کر اٹھے بیچ محفل پری کر بیٹھے اول تو حسن عابد کش زاہد فریب بڑی بڑی انکھڑیان جھکی بھوین سازندے حاضر ہو ساز درست ہوگئے گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہل محفل کے شروع کی۔ نظم

کعبہ نہین ہی زاہد غافل نشان دوست
دل ڈھونڈھ عاشقونکا یہی ہی مکان دوست

افسانہاے دوست مین کٹتے ہین اپنے دن
رہتی ہی لب پہ آٹھ پہر داستان دوست

جھگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی
رکھتے تھے ایک دل سو ہوا میہمان دوست

نکلی نہ منہ سے بات بجز ذکر یار کے
لب آشنا کسی سے نہین جز بیان دوست

کیا تاب مدعی جو لگائے نظر کہین
رہتے ہین آہ و نالہ مرے پاسبان دوست

ہوتی ہی مشق بے ادبی گالیون کے ساتھ
رکھتی ہی اور طرح کا چسکا زبان دوست

ہو سرفروشیون پہ بہاے جمال دوست
ارزان ہی آج کل تو متاع دکان دوست

ہین داغ سینہ صورت آتش دہک رہے
ہان آج کل بہار پہ ہی گلستان دوست

مانند گل وہان جراحت شگفتہ ہین
ہی اور رنگ پر چمن بیخزان دوست

دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام
دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست

دیکھا جو برگ گل تو لبون کا ہوا گمان
غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست

دھوکے دیے نزاکت جانان نے اے نسیم
پایا عدم مین بھی نہ نشان میان دوست

اس رنگ مین گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ گائی کہ سب اہل محفل تعریفین کر رہے ہین

اظلم نے کہا ای گلشن حقیقت مین تمنے ایسا کمال حاصل کیا کہ میرا دل خوش ہو گیا تمنے کن کاملون
سے یہ کمال سیکھا ہو کہ آج سب اہل محفل وجد کر رہے مین خواجہ نے عرض کی حضور کی
قدردانی ہو کہ اپنی کنیزون کی آبرو بڑھاتے ہین یہ کمال حضور نے کیا دیکھا ایک کمال ایسا
رکھتی ہون کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا بلکہ سنا بھی نہوگا اظلم نے پوچھا اُس سے بہتر اور کیا
کمال ہو خواجہ نے کہا ای شہنشاہ اصل یہ ہو کہ مین ساقی گری ایسی کرتی ہون کہ کوئی باقی
نہ رہے سر سے شراب پلاؤن ہاتھ سے بتاتی جاؤن پاؤن سے ناچون زبان سے گاؤن
تب حضور کو میرا کمال ظاہر ہو ہر اہل محفل میرے علم سے ماہر ہو اظلم نے کہا ای گلشن جو کچھ
وہ سامان کرون آج تمھارا کمال دیکھون خواجہ نے کہا کلید میخانہ مجکو دیجیے شراب مین
محفل مین لاؤن سب کو پلاؤن تب میرا کمال حضور پر اور اہل محفل پر ثابت ہو اظلم نے
کہا ای گلشن کلید میخانہ موجود ہو یہ کہکے کلید نکال کے دی خواجہ کلید لیکر میخانے مین آکے
شراب مین بیہوشی ملائی اب خواجہ خوش ہین کہ مطلب ہوا چاہتا ہو کئی سو گلابیان جواہرنگاری
سے آراستہ کین محفل مین لیکر آئے گھنگرو پاؤن مین باندھے اب چاہتے ہین کہ گت شروع
کرون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اظلم نے منشی سے کہا اب بخوبی اطمینان ہوگا ملکہ اختر جادو
آتی ہین ہمارے ملک کی یہ کاہنہ ہین ابر آکے قصر پر شق ہوا دیکھا تخت پر ایک ساحرہ کتاب
ہاتھ مین لیے ہوے اُسکو پڑھتی ہوئی تخت سے اُتری کہا کیون ای اظلم زنگی آج یہ جلسہ کیسا
آراستہ ہو ہمنے تمکو لکھ بھیجا تھا کہ قدرت نے لکھا ہو کہ فلان تاریخ عمرو اس صحبت مین
آئیگا آفت برپا کریگا یہ کہکے کتاب کھول کے سامنے اظلم کے رکھی اظلم نے دیکھا کتاب مین
لکھا ہو کہ آج کی شب کو عمرو اس صحبت مین آئیگا اظلم نے کہا ای ملکہ اختر مین نے اپنی صحبت
مین یہ بات مشہور کر دی کہ کوئی غیر صحبت مین نہ آئے آج کل ہم انتظام مین رہتے ہین نگاہ
اُٹھا کے دیکھو ابھی میری صاحبزادی تشریف لائی ہین چند کنیزین ساتھ ہین اور ایک
وزیرزادی ہو تو گلشن نے عجب کمال حاصل کیا ہو ایسا آج گائی کہ تمام اہل محفل مسرور ہوے
اب ساقی گری کیا چاہتی ہین اختر نے کہا ای شاہ عمرو کے آنے کو کوئی پہچان سکتا ہے
ایک کلمہ کتاب مین ایسا لکھا ہو کہ اُسکو زبان پر نہین لا سکتی ایک ورق اُلٹ کر آپ

مضمون دیکھ لیجیے اظلم نے جو ورق اُٹھا بخط جلی نوشتہ پایا کہ ای اظلم تیری صحبت مین بیٹی تیری
عمرو کو لیکر آئیگی ہوشیار رہنا اظلم نے اختر کے کان مین کہا ای اختر اس فقرے کا کیا اعتبار
کرون بیٹی میری سحر سے ناواقف ہی یا میری صحبت مین آتی ہی یا اپنے باغ مین رہتی ہی تو شکار تک کو
نہین جاتی اختر نے کہا مین آج سے علم کہانت کو ترک کرون اسوقت عمرو آپ کی صحبت مین موجود
ہی جو جو قدرت نے لکھا ہی وہی پیش آتا ہی عمرو یہ حال سُنکر بہت گھبرا رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ
خواجہ عین وقت پر یہ کاہنہ آگئی صاف صاف کہ رہی ہی مہناز سے اشارے کر رہا ہی کہ ملا اب
شکل چلیے رنگ بگڑا جاتا ہی مین شراب محفل مین لا چکا تھا ایک تھوڑی دیر یہ کاہنہ اور نہ آتی تو
خون کا دریا بہا دیتا اس عیاری پر بڑے بڑے جلسے درہم و برہم کر دیے مگر اب یہان رنگ بگڑا ہی
دیکھون فلک کیا دکھائے مہناز کا رنگ رو متغیر اشارون مین جواب دیتی ہی کہ خواجہ کیو نکر اُٹھون
چلنے کے نام پر حال کھل جائیگا یہ ساحرہ زبردست ہی جانے نہ دیگی اختر نے جو مہناز کو ملول و حزین پایا
قریب آکر کہا کیون صاحبزادی عمرو کو کس صورت پر لائی ہو صاف صاف بتلا دو ورنہ ہم پہچان
لینگے قدرت نے کتاب مین سب کچھ لکھ دیا ہی آج کی صحبت کا حال بہت طول و طویل لکھا ہے
صاف صاف لکھ دیا کہ لی مہناز صاحبقران پر عاشق ہو گی اور عمرو کو صحبت مین لائیگی مگر یہ
نہین لکھا کہ صاحبقران کہان ہونگے ہم وہ بھی تجویز کر دینگے احکام قدرت مین فرق نہین پڑتا
جو جو لکھ گئے ہین وہ سب کچھ ہو گا طلسم کشا باغ نسترن مین جائینگے نسترن جادو بڑی کوشش
کریگی مگر طلسم کشا کی گرفتاری نہین لکھی انجام اُنکا بخیر ہی مہناز نے گھبرا کر جواب دیا ای اختر جادو
ہوش مین آؤ مین عمرو کو کیا جانون مین باپ کی صحبت مین عمرو کو لاتی بربادی دربار چاہتی یہ گمان
دل سے نکال ڈالو مجھے گنہگار نہ بناؤ اختر کنیزان ملکہ کو بہ نگاہ تند دیکھنے لگی خواجہ جو گلشن
بنے ہوے تھے ہوش اُڑ گئے اختر دیکھتے دیکھتے طرف گلشن کے پلٹی نگاہ تند جو ڈالی رنگ و روغن عیاری
کا چہرہ سے خواجہ کے اُڑ گیا اب جو اظلم نے گلشن کی طرف دیکھا صورت بدل گئی کہا ای گلشن یہ
صورت تمھاری کیسی ہو گئی عمرو نے جو طرف آئینے کے دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا اپنے مقام سے
اُٹھے کہا مین براے پیشاب جاتی ہون اختر نے پکار کر آواز دی او ساربان نا دسے اب
کہان جائیگا عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ عمرو۔ عمرو ہون مین عیار صاحبقران‌ؑ

مرے مکر سے کانپتا ہو جہان　تراشندۂ ریش کفار ہون　زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم　صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم　اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوش کو　دوندہ جہان گرد و طرار ہون　جہانگیر عالم کا عیار ہون

چاہا کہ اختر کو خنجر مارون اختر نے ہاتھ سے اشارہ کیا خواجہ زمین پر گرے زمین نے پاؤن تھام
لیے غل ہوا کہ عمرو پکڑا گیا جہناز کا عجب حال ہو جاہتی ہو کہ دم نکل جائے یا زمین شق ہو مین
سما جاؤن اختر نے کہا ای اظلم صاحبزادی کو بھی گرفتار کرے اسی کی ذات کا سارا فتور ہی اظلم
کو تو بیٹی سے محبت ہو طرف جہناز کے دیکھتا ہو اور خاموش بیٹھا ہو اختر نے بڑھکر جہناز کا ہاتھ
تھاما چند کنیزین جو ملکہ کے ساتھ آئی تھین نکل کے بھاگین کہ جاکر صاحبقران کو خبر کرین
اختر نے جہناز کو بھی گرفتار کیا اظلم نے اختر سے کہا بیٹی کہ اسکی کیا خطا ہی اختر نے کہا ای شاہ
کیون دھوکا کھاتا ہی یہی عمرو کو یہ شکل گلشن لائی جہناز و گلشن دونون گرفتار ہوے اظلم
یہی چاہتا ہی کہ بیٹی میری خطاوار نہ ہو مگر اختر نہین مانتی کہتی ہو ان دونون کو جلد ہی قتل کرو
ای اظلم اگر عمرو مارا گیا تو تمھاری خیر و عافیت ہی ورنہ تمھاری قضا اسی ضمن مین ہی کوئی عمرو
کا مکر ایسا پڑیگا کہ بہت پچھتاؤ گے ہاتھ سے مسلمانون کے مہلت نہ پاؤ گے آٹھ پہر یہ لوگ
اسی فکر مین رہتے ہین اختر تو یہ باتین کر رہی ہی اظلم تخت پر خاموش بیٹھا ہی سب اہل دربار
حیران و پریشان ہین کہتے ہین صاحبو کیا زمانہ خلاف آیا ہو کہ بیٹی نے باپ کے قتل پر کمر باندھی
ہی یہ تو قدرت نے طلسم مین خوب آشوب کیا فرماتے ہین کہ اب مین طلسم کو برباد کراؤنگا
حقیقت مین اب طلسم کا بچنا دشوار ہی مسلمانون کا خدا بڑا زبردست ہی ہمارے خداوند جو لی
طلسم مین ہین بادشاہ طلسم یہ خوشامد پیش آرہا ہی دیکھین اب انجام کیا ہو سب تو یہ باتین کر رہے
ہین کہ اب ہر طرح مشکل ہی مگر اختر نے جہناز و عمرو کو گرفتار کرکے زیر تیغ بٹھایا کہ رہی ہی کہ
جلادون کو اب بلاؤ ان دونون کو جلد قتل کرو یہان جلادون کا ہنگامہ ہی اظلم چاہتا ہی کہ بیٹی کو
بچاؤن یہان صاحبقران باغ مین جہناز کے گھبرا رہے ہین فرماتے ہین کہ ای گلشن نہین معلوم
وہان عمرو پر کیا گذری ہر چند لشکر و بلاے روزگار ہی مگر یہ دربند طلسم ہین انکے عجائب و
غرائب مشہور ہین دیکھین کیا ہو کہ رونے کی آواز کان مین آئی امیر نے کہا ای گلشن دیکھو

یہ کون روتا ہو گلشن اٹھی ہو کہ حال دریافت کرے کہ چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین اور
رو رو کر سب حال مفصل بیان کیا امیر اپنے مقام سے اُٹھے کہا اے گلشن مین دربار اظلم مین
جاؤنگا گلشن نے عرض کی اے شہریار فوج اظلم بہت ہو کئی سو افسران فوج مین ایسا نہ ہو کہ
حضور کو گھیر لین حضور اکیلے جو اس صحبت مین جائینگے بیچ مین فوج کے گھر جائینگے اکیلے کس کس سے
لڑیے گا امیر نے فرمایا اے گلشن مین اپنے یار وفادار کا حال سنون اور بیٹھا رہون میرے دل کو
تاب نہین یہ فرما کر صاحبقران اُٹھے طرف دربار اظلم کے چلے گلشن مع دو سو کنیزون کے
پیچھے پیٹتی ہوئی چلی کہ اے شہریار اکیلے دربار اظلم مین نہ جائیے اگر حکم ہو تو جاکر آپ کے
لشکر مین خبر کردون افسران فوج آئین تب آپ جائین امیر نے فرمایا اے گلشن تم نہ مجکو سمجھاؤ
مین اپنے یار وفادار کی محبت مین بیقرار ہو رہا ہون یہ کہکے گلشن کو پلٹایا گلشن پلٹ کر باغ
مین آئی سجادہ بچھا کر واسطے عمرو کے دعائین مانگ رہی ہو کہ اے خالق کارساز و اے رب
بے نیاز عمرو و صاحبقران و جہناز کو آفت سے بچالے نظم

برفگن از چہرۂ انور نقاب ۔۔۔ تا شود شرمندہ نور آفتاب
لاشریک و بے مثال و لایزال ۔۔۔ ذات پاک تست اے عالی جناب
گاہ ز آتش آب جاری میکنی ۔۔۔ گاہ آتش میکنی پیدا از آب
از تو آباد است ہر بایندہ ئے ۔۔۔ از تو آباد است ہر خانہ خراب
خارج از ہر حد و اندازہ توئی ۔۔۔ فارغی از ہر حساب و ہر کتاب
گرچہ پنہانی تو از دیدہ مگر ۔۔۔ شکل مے آید نظر از ہر حجاب

گلشن تو یہان دعائین مانگ رہی ہو وہان اختر نے جلادون کو اشارہ کیا کہ عمرو کا سر
کاٹ لو جلاد نے بڑھکر عمرو کی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا کہا او ساربان زادے جو کھانا ہو
وہ کھالے وقت قضا تیرا قریب ہو عمرو نے کہا مین مرنے کا عادی نہین بی جہناز کو قتل کیجیے
جلاد نے پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم عمرو کہتا ہو مجھے کوئی نہین قتل کر سکتا اختر نے کہا سر
کاٹ لے اب باتین نہ بنا دیر نہ لگا جلاد تلوار کھینچکر چلا کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا نعرۂ خیبری کی
صدا آئی زمین تھرائی۔ نعرۂ صاحب قران۔ منم صاحب جبر و تیغ و علم ✦

امیر عرب حمزهٔ ذی حشم
چو رفتم بسنجان بیلے گیر و دار
شده بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین لیل و نہار

ستم قاتل کافران جہان
پذیرفت کنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزه فتادند دیوان قاف
درآنجا چو جاه و ادب یافتم

زتیغم گریزنده نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشته شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

اختر نے کہا ای اظلم ہوشیار ہو جاؤ ایسا سحر کرو کہ حمزہ دیوانہ ہو جائے یکایک صاحبقران اندر بارگاہ کے گھس آئے اسم اعظم پڑھتے ہوئے تیغۂ عقرب سلیمانی چمکاتے ہوئے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اختر نے بڑھکر سحر کیا ایک طرف اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اختر نے دستک دی دیکھا سب سے کئی سو نازنینان پہ جبین آگے اُن سب کے ایک مہ پارہ پیشانی یا آسمان کا ستارہ جب گنگناتی ہو سب ساتھ اُسکے آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہیں۔ **نظم**

سراغ درد نہان کا جو پا نہیں سکتے — تو ہاتھ رکھ کے ٹھکانا بتا نہیں سکتے
ہم آہ بھی نکلے اپنی کہ چھپا نہیں سکتے — وہ ہوش کھو رہے ہمارے کہ آ نہیں سکتے
یہ رنگ ہجر میں یوں اشک لا نہیں سکتے — جگر کا خون کیا ہو چھپا نہیں سکتے
حجاب ہو گئے کب تیری جلوہ گاہ کے تنگ — بس ایک پردۂ حیرت اُٹھا نہیں سکتے
کوئی بلائے جو قاصد ہمیں تو کہہ دینا — کہ آپ ہی میں وہ مدت سے آ نہیں سکتے
چلے تھے کوچۂ قاتل پہ رہ گئے بسمل — تڑپنے والے بہت دور جا نہیں سکتے
یہ لاکھ طرح سے ہو ایک امتحان وفا — جفاکشوں کو تمھیں آزما نہیں سکتے
بس ایک دوست ملا عشق میں نصیحت گر — کسی طرح جسے دشمن بنا نہیں سکتے
فراق یار میں اللہ رے شور نالوں کا — کہ درد دل ہی کسیکو سنا نہیں سکتے
یہ مدعائے دلی ہو کہ نقش سجدہ کا — بہت مٹاتے ہیں لیکن مٹا نہیں سکتے
کسی کے پاؤں پہ گر کر یہ آگیا ہے غرور — کہ لاکھ سر کو جھکائیں جھکا نہیں سکتے
ہوئی جو حشر میں پرسش ہمارے قاتل کی — دہان زخم پکارے بتا نہیں سکتے
گلے سے ہم تو اُنھیں ہر ادا پہ لپٹا لیں — دھرے ہیں ہاتھ جگر پر اُٹھا نہیں سکتے

نگاہ خلق مین کم ہوگئے بہت لیکن
جلال اُسکی خبر کو نہ دل نے سمجھا ہو

تمھاری آنکھ مین ہرگز سما نہین سکتے
کہین تو ہوش گئے ہین کہ آ نہین سکتے

اُن نازنینان مہجبین نے جو یہ غزل عاشقانہ گائی صاحبقران بہ نگاہ غور سُننے لگے ساحرون نے بلوہ کیا کہ امیر کو گرفتار کرلین عمرو نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران خاموش نہ ہو جیسے اسم اعظم پڑھیے ایسا نہ ہو دشمن گرفتار ہو جائیں یا تو صاحبقران چپ ہوے تھے یا اسم اعظم پڑھنے لگے جیسے ہی امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ نازنینین خاموش ہوئین امیر ساحرون کو قتل کرنے لگے اظلم نے پکار کر آواز دی ارے کل فوج کو تیار کرو اتنو لشکر اظلم مین قرنا ہوئی کل افسران فوج لشکر ہزیمت اثر یکبار حاضر ہوے لکھا ہی کہ اسّی ہزار ساحر وغیر ساحر بلوہ کرکے آئے یہان اظلم نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ شخص غضب کرتا ہی چاہتا ہی قیدیون کو رہا کرے او ساحرو جان بچا کے نہ لڑو ایک مرتبہ سب ملکر ٹوٹ پڑو ایک شخص کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی سب ساحرون نے ملکر بلوہ کیا امیر نے جو مہناز پری طلعت کو ہتھکڑیون اور بیڑیون مین پایا بیقرار ہوگئے لڑتے ہوے قریب عمرو کے پہونچے رسن ہاے سحر کاٹین اسم اعظم پڑھا عمرو کے جسم پر سے سحر دفع ہوا عمرو نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا۔ نعرۂ عمرو

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر رستخیز ہوا
مرا لگر ہی گلشن قیل و قال
نشان تمامی گرد پاپوش کا

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کے مین غوغا
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار

مری نسل سے ہی مگر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کوتیا
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

نعرہ کرکے عمرو نے حقہ آتشبازی مارنا شروع کیے حقہ ہاے آتشبازی جو چلے سب میدان دھوان دھار ہوگیا سوار پامال پیدلون کا عجب حال افسر دیکھتے ہین کہ شعلۂ آتش بھڑکے وہ سمجھے کسی نے سحر کیا برق کڑک کر گری دوسرے ساحر کا سر اُڑ گیا اُس اندھیرے مین سیکڑون نہین ہزارون کو مارا خواجہ عمرو برابر حقہ آتشبازی مار رہے ہین کبھی گوپھین سے گولا سنگ لون پر پتھر برسا دیے کسی کو جھپٹ کر جاب مارا وہ لڑکھڑا کے گرا عمرو نے خنجر مارا سر شکم چاک

قصہ پاک کپڑے اُسکے اُتار لیے اختر جادو حیران کہ اب کیا تدبیر کرون اختر نے اظلم سے کہا
اے اظلم اب نکل چلو دوسرے دربند پر کہ تمھارے بھائی حاکم ہین کہکشان زنگی وہان چلکر
ٹھہرو وہان سے لشکر کشی کا سامان کیا جائیگا اظلم نے اس بات کو قبول کیا لڑتے لڑتے
ایک گوشے مین آیا اسطرح کا سحر کیا کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اُس آندھی مین نکل گیا
جہناز نے دیکھکر کہا اے شہریار اظلم نکل گیا اختر نے پر پرواز پیدا کیے جیسے ہی بلند ہوئی
امیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر جگر کمان مین پیوست کر کے اسم اعظم پڑھکر تیر مارا
اختر کا ستارہ گردش مین تھا تیر آکر مہرۂ پشت پر پڑا تو وہ سینے کو توڑ کر پار گیا ادھر اختر کے
مرتے ہی اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اختر جادو بود اختر مری
اظلم نکل گیا فوج بے سردار ہوئی فریاد کرنے لگی امیر سے امان مانگی امیر نے سبکو امان دی
چالیس ہزار ساحر وغیر ساحر دائرہ اسلام مین آئے امیر نے قلعۂ اظلم پر قبضہ کیا سب رعایا
مطیع الاسلام ہوئی جہناز کو لاکر تخت پر بٹھایا گو سکہ نام پر سعد بن قباد کے جاری ہوا
جہناز نے عرض کی حضور طرف دربند کہکشان کے تشریف لے چلین وہان اظلم جاکر
خاموش نہ بیٹھے گا کوئی تدبیر حضور کی گرفتاری کی ضرور کریگا حضور اب دربند کہکشان پر
چلین امیر نے جہناز سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہفت پیکر کے ہم
تمسے عقد کرینگے جہناز نے عرض کی اے شہریار کنیز کی تو عجب کیفیت ہے کیونکر ہجر کا
یہ زمانہ کٹیگا۔

نظم

جذب دل کھینچ اُسے دست و گریبان ہوکر
دے جگہ یار کو پہلو مین رگ جان ہوکر

وحشت نکالا ہون سے کرتے کوئی ہمسے پوچھے
آنکھون مین کرتے ہین گھر آنکھ سے پنہان ہوکر

دست وحشت سے کرونگا مین اُسے بھی کرچاک
دل مجھے تنگ کریگا جو گریبان ہوکر

حسرت ناوک قاتل ہین جو دل بھر آیا
آنسو آنکھون مین کھٹکنے لگے پیکان ہوکر

گریۂ شب ہو کسی پر بھی اثر ہو کہ نہ ہو
مضحکہ کرلے ذرا صبح تو خندان ہوکر

حسرتین خاک مین سب ملگئین اپنے دل کی
اب بلائین انھین کیا بے سروسامان ہوکر

قتل عالم کو کیا پر وہ نہ ٹھہرے قاتل
بھولے بنکر کہین چھوٹے کہین نادان ہوکر

جان ہو جاتے ہین کسطرح کسی کے دلبر — آزمایش تو کرون قالب بیجان ہو کر
ہاے اُس شوخ کی شرمندگی جور و ستم — مار ڈالا ہمین ظالم نے پشیمان ہو کر
آنکھ عاشق سے ملاتا نہین جو ہر کوئی — تیغ اُس ترک کی شرما گئی عریان ہو کر
دل وحشی وہ ہی جو ہوش کرے عشق مین گم — راہ بتلاے یہ داناؤن کو نادان ہو کر
تیر قاتل کو نہ چھوڑے جو ہمارا سینہ — پھانس کھینچ آئے کلیجے ہی مین پیکان ہو کر
نہ رہے ہمسے سیہ بخت تو کیا غم ہی جلال — دیکھنے رہتی ہے کسکی شب ہجران ہو کر

اس حسرت مین یہ اشعار پڑھے کہ صاحبقران سے گلے سے لگاکر فرمایا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی ہم فکر فتاحی طلسم ہفت پیکر مین ہین ہمارا فرزند صاحب شوکت و شان عالمشاہ نوجوان سامنے ہمارے داخل طلسم ہفت پیکر ہوا اور بادشاہ ہمارے لشکر کے ایچ دو لاکہ اس طلسم مین جاکر قید ہوے اُنکی رہائی کی ہمکو فکر ہی انشاء اللہ بعد ہان کے واپس ہونے کے ہم تمسے ملاقات کرینگے اور عقد کا بھی تمسے وعدہ کرتے ہین اسطرح صاحبقران نے سمجھایا کہ ملکہ جہناز کو صبر آیا خواجہ گلشن سے وداع ہوے اور یہ وعدہ کیا کہ مین بھی ہمراہ صاحبقران کے آؤنگا اور جو وعدہ کہ صاحبقران و جہناز سے ہوا وہی وعدہ مین بھی تمسے کرتا ہون یہ کہکر جہناز و گلشن کو رخصت کیا صاحبقران مع فوج ظفر موج بموجب ہدایت جہناز طرف دربند کہکشان کے چلے مگر کہکشان جادو دربند دوم کا مالک ہو راہ مکر و حیلہ کا سالک ہی اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ صاحبقران دربند اظلم پر آگئے اسنے سرحد دارون کو نامے لکھے کئی پہلوان آئے دعوی کرتے ہین کہ ہم صاحبقران کو گرفتار کر لائینگے کہ اظلم آکر پہونچا سب کیفیت اسنے بیان کی اور کہا کہ میرے دربند پر صاحبقران کا قبضہ ہو گیا ای کہکشان اس نازنین مہ جبین نے بڑی آفتین برپا کین عمرو کو دربار مین لے آئی اختر نے آکر حال کھولا عمرو گرفتار ہوا اُسکے قتل کا ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران آگئے ہرچند کہ وہ طلسم کشا نہین لیکن سحر انیز تاثیر نہین کرتا آخر دربند پر قبضہ ہو گیا اختر جادو قتل ہوئی ای کہکشان کچھ انتظام کرو ورنہ وہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ جہناز پری طلعت یہان کا پتہ بتا ئیگی تم لوگون کو مشکل ہوگی اور یہ خبر مفصل معلوم ہوئی کہ طلسم کشا طرف باغ نسترن کے جاتے ہین اور

اُنکے جملہ سردار ساحران نامی اُنکے ساتھ ہین اگر طلسم کشا باغ لسترن مین پہونچ گئے تو تمہارا
دربندراہ مین پڑیگا کہماشان نے کہا مین یہی تدبیر کررہا ہون تم آؤ بیٹھو ایسے پہلوان کو بھیجون
کہ صاحبقران کو گرفتار کرلائے امیر حمزہ مہلت نہ پائے یہ کہکے اظلم زنگی کو بیٹھنے کی جگہ دی اظلم
آکر تخت پر بیٹھا کہماشان نے پکار کر آواز دی ای پہلوانان دیو خصال تم مین کون ایسا ہے کہ
حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کرکے لائے ہمعان دیو بند پہلوان زبردست دنگل سے جھوستا ہوا
اُٹھا کہا ای شہریار مین جاتا ہون امیر کو گرفتار کرکے لاتا ہون ستر اسّی ہزار فوج ہمراہ لیکر آیا تھا
کوچ کرکے واسطے روکنے صاحبقران کے چلا یہان صاحبقران کو تیسری منزل ہوا ایک صحرائے
بے خس وخاشاک ہین آکر ٹھہرے ہین چارون طرف ملاحظہ فرمارہے ہین جنگل مین کہین درخت
کا نام نہین گرد اُڑرہی ہو صدائے بوم سے کہ صدائے ہیہات دیتے ہین تنہا کا ویرانہ پن
اُس مقام پہ برس رہا ہو کسی مقام پر دیکھا کہ کوئی طائر اگر بھٹک کر آگیا شدت عطش سے
مُنہ کھولکے زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے اُسی مقام پر مرا دُھوپ کی شدت سے اُڑ نہ سکا
کسی جانب عوض درختون کے بڑے بڑے بلند ومرتفع پہاڑ ہین اُن پہاڑون پر جا (ر آکے بیٹھے ہین
مگر تپش آفتاب سے جسم تپک رہے ہین تڑپتے پھرتے ہین چین نہین ملتا زمین پر پنجہ ٹیکا تو چہرہ کو
شعلہ اُٹھا یا پھر اُٹھے چاہا کہ دشت ہول خیز سے نکل جائین آخر اُسی پہاڑ پر تڑپ کے گرے
اور بمجبوری جان دی امیر یہ تماشہ دیکھ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ کیون خواجہ کیسے کیسے
جنگل دیکھے مگر ایسا صحرائے ویران کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا عمرو جواب دیتا ہو کہ ای شہریار
یہ صحرائے طلسمی ہو ایسے ایسے شعبدے بہت معلوم ہونگے آپ اسم اعظم وردِ زبان کریں ایسا
نہو کہ دشمنون کو تکلیف گذرے یہ وہ جنگل ہو کہ جسمین کبھی انسان کا گذر نہ ہوا ہو یہ کہکر امیر
نے مقبل کو اشارہ کیا مقبل شیشہ پانی کا لیکر سامنے آیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر پانی پر دم
کیا لیکن اسم اعظم کے پڑھتے ہی ایک دھماکا ہوا کہ زمین ہل گئی امیر نے وہ پانی دمیدۂ اسم اعظم
گرد لشکر کے چھڑکوا دیا قصد کیا ہو کہ بارگاہ مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی ہومان دیوبند
اسّی ہزار فوج سے آکر ہوبجا لشکر کو اپنے اُتارا آپ بیرون بارگاہ ٹہلنے لگا امیر کا لشکر جو دیکھا
پکار کر آواز دی کہ یارو یہ لشکر کسکا ہو ساتھ والون نے عرض کی ای پہلوان نامدار آپ نے جو نام

صاحبقران کا سنا تھا ملک ظلم پر قبضہ کرکے اب طرف دربند کہکشان کے جلنے مین ہومان
نے جلاکر کہا حمزہ کی قضا دامنگیر ہی یہ کہکے داخل بارگاہ ہوا بارگاہ مین آکر حکم دیا طبل جنگی بجے
کل صبح کو دلیر سے سمجھ لونگا ہرکارے جو صاحبقران کے بامر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر
بھاگے خدمت مین امیر کی حاضر ہوے بعد عادشنا کے عرض کی کہ ای شہریار ہومان دیو بند
پہلوان آیا ہی طبل جنگی اُسنے بجوا دیا اُسکا ارادہ ہی کہ کل بندگان عالی سے سرمیدان مقابلہ کرے
امیر نے حکم دیا خواجہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے کلک قدرت
سے صفحۂ پیشانی پر ثبت فرمایا ہی وہی پیش آنی ہی خواجہ نے آکر نقار خانۂ سکندری مین خاشیہ
اُٹھاکر طبل سکندری پر چوب لگائی صداے طبل جنگی جو بلند ہوئی تمام اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ
کل ہومان دیو بند سے سرمیدان مقابلہ ہی دیکھین کیا گذرے تیاریان ہونے لگین آلات
حرب و ضرب درست ہونے لگے ناگاہ وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین بخش مع شاگردان شعاع
و ضیا بصد عظمت اکھاڑے پر میدان چرخ زبرجدی کے آیا تماشہ دیکھنے لگا ادھر امیر مع
فوج ظفر موج میدان کارزار مین تشریف لائے اُدھر سے ہومان دیو بند مع فوج میدان
مین آکر پہونچا صفین بندھنے لگین بعد صفوف آرائی ہومان نے گھوڑا میدان
مین نکالا پکارکر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین آیئے کہ بہرام گرد بن خاقان چین
گھوڑے کو بڑھاکر سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی غلام اس سے جاکر مقابلہ کریگا امیر نے
فرمایا ای بہرام وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی لہذا مناسب ہی کہ مین مقابلے مین جاؤن بہرام نے
کہا غلامون کے ہوتے نہین مناسب ہی کہ آقا سے نامدار تشریف لیجائین بہرام نے التجا
یہ عرض کی کہ اگر غلام کو حضور اجازت نہ دینگے تو غلام اپنے کو ہلاک کریگا یہ کہکے تلوار کھینچ کر گلے پر
رکھ لی امیر ناچار ہوے بہرام کو اجازت دی بہرام گھوڑے کو اُڑاکر میدان مین آیا ہومان
سے آکر نکاورزن ہوا دو دو چار چار قدم مرکب بڑھے ہومان نے دیکھکر آواز دی ای جوان تیرا
نام کیا ہی بہرام نے جواب دیا غلام قدیم صاحبقران اُسوقت سے مین رفیق ہون کہ جبکہ
کوئی اور خدمت صاحبقران مین شریک نہ تھا سب سردار میرے سامنے آئے کلندھور
بن سعدان ایسے سردار کہ عاشق صاحبقران ہین وہ بھی میرے سامنے آکر شریک

ہوئے ہومان سے کہا ای جوان حربہ کرکہ تیرے دل میں وصلہ نہ باقی رہے بہرام نے کہا ہمارا دستور نہیں کہ پیش قدمی کرین جب تیرے حربے سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے ہومان نے خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا بہرام نے نیزہ ہومان کا نکالا شستے قبضے پر ہاتھ ڈالا بہرام نے باوہو بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہومان لپٹ پڑا دونون گھوڑون سے اُترے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین بہرام ایک مقام پر ہومان کو ریل کرلے دوڑا ہومان چند قدم جاکے پلٹا بہرام نے چاہا پیچھے نہ ہٹون ہومان نے جو زور کیا بہرام کا قدم پیچھے ہٹا وہان پر موشخانہ تھا ہومان نے دھکا مارا دونون پانون بہرام کے موشخانے مین جاتے رہے کولہ بہرام کا اُتر گیا ہر چند صاحبقران نے آواز دی کہ او قابو چی کہاں کرتا ہی ہومان نے خیال نہ کیا بہرام کو گرفتار کرکے لیگیا صاحبقران رنجیدہ ہلٹے خواجہ سے فرمایا خواجہ ہمین دمبدم بہرام کی خبر پہونچانا خواجہ اُسیوقت صورت بدل کر طرف لشکر ہومان روانہ ہوئے بصورت خدمتگار دربار مین ہومان کے آئے آکے دیکھا کہ ہومان نے بہرام کی نسبت اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لیجا کر اس جوان کا کولہ بٹھاؤ کل صبح کو سر بار سمجھا جائیگا یہ کہکے بہرام کو قیدخانے مین بھیجا عمرو نے آکر امیر کو خبر دی کہ ہومان نے بہرام کے کولہ بٹھانے کا حکم دیا ہی امیر نے فرمایا سویرے ہمکو خبر دینا خواجہ عمرو صبح کو جو دربار مین ہومان کے آئے دیکھا کہ ہومان نے بہرام کو بلا کے کہا ای بہرام مین نے تمکو سر میدان زیر کیا اب بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ورنہ ابھی دار پر کھنچو نگا بہرام نے کہا تجکو دعوے پہلوانی بیکار ہی میرا کولہ اُتر گیا تو گرفتار کر لایا اُسپر اطاعت کو کہتا ہی شرم نہیں آتی ہم اہل اسلام ایسے مکارون کی اطاعت نہیں کرتے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ہومان نے حکم دیا جلادون کو بلاؤ ابھی اسکو قتل کرین ہمکو مکار بتاتا ہی سر میدان زیر کرکے لائے ہین آخر کولہ بھی ہمارے زور سے اُترا اسی وقت جلاد حاضر ہوا شلنگین لگاتا ہوا قریب بہرام کے آیا دیکھکر آواز دی ای جوان جو حسرت ہو بیان کر حسرت دلی نکال لے ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کردونگا میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا مین نے صدہا پہلوان قتل کیے میرے ہاتھ سے بچنا

دشوار ہو بہرام نے کہا او بیجا جو تیرا مالک حکم دیتا ہی وہ بجالا زیادہ باتین نہ بنا جلاد نے گردن پر کوڑے کا خط دیا خواجہ عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا خیال مین گذرا کہ اگر مین خدمت صاحبقران مین جاؤن یہان بہرام قتل ہو جائے تو کیسی بدنامی ہی یہ سوچکر عمرو نے گوپھن سے کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ لیکر ایک گوشے مین کھڑے ہو کے جیسے ہی جلاد نے چاہا کہ ہاتھ مارے عمرو نے پتھر مارا کہ جلاد کا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا ملہڑ ہوا وہ مارا اب سب نے دیکھا کہ لاشہ جلاد پڑا لوٹ رہا ہی سب نے کہا کہ جلاد دیوانہ تھا تلوار پھرا پھرا کے اپنے سر پر مار لی مر کر گرا عیار ہومان کا شہباز بلند پرواز اسنے اپنے شاگرد کو حکم دیا کہ ارے اس گنہگار کا سر کاٹ لے شاگرد اسکا خنجر کھینچکر آگے بڑھا نگاہ اٹھا کے عمرو کو دیکھا چاہا بہرام پر خنجر مارے عمرو نے پتھر مارا عیار کی کلائی ٹوٹی خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر گرا شہباز نے عمرو کو دیکھ لیا پکار کر آواز دی ارے اس شخص کو پکڑو عمرو نے تیغ کھینچا لڑتا ہوا قریب بہرام کے پہونچا کہا اے بہرام سنبھلکر بیٹھو یہ کہکے عمرو نے تیغ مارا ہتھکڑی بہرام کی کٹی بہرام نے خانۂ زین میں آکر قبضہ کو تو ڑا لڑائی مین مصروف ہوا عمرو و بہرام لڑ رہے ہین اور ہرکارے شاگردان عمرو جو کہ دربار مین حاضر تھے نکلکر بھاگے کہ جا کر صاحبقران کو خبر کرین صاحبقران یہان مسلح بیٹھے ہین خبر بہرام کے مشتاق ہین کہ ہرکارے آکر حاضر ہوے عرض کی اے عالیجاہ درصل ہمارے اُستاد نے بڑا کام کیا جلادون کو مارا اب خواجہ عمرو و بہرام لڑ رہے ہین مگر دونون پر فوج کفار کا بلوہ ہی یہ سنکر صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھکے سرداران نامی جو دربار مین حاضر ہین ساتھ صاحبقران کے سوار ہوے یہان بہرام و عمرو سے لڑائی ہو رہی تھی عمرو نے کئی سو عیارون کو مارا بہرام نے کئی پہلوان مارے کہ ہومان ہٹو ہٹو کرتا ہوا آگے بڑھا پہلوان ہٹ رہے ہین ہومان چاہتا ہی بہرام پر جا پڑے کہ نعرۂ شیر کی صدا کان مین آئی بارگاہ تمام کی ہومان نے پوچھا یہ کیسی آواز ہی ملازمون نے عرض کی کہ صاحبقران آگے نعرۂ امیری کو سب نے سنی ۔ نعرۂ صاحبقران

منم قاتل کافران جہان پذیرفت گنجاب ملعون فرار	منم صاحب چتر و تیغ و علم ز تیغم گریزنده نوشیروان چو در باختر جنگ شد آشکار	امیر عرب حمزۂ ذی حشم چو رفتم بسنجان بے گیر و دار شده بر سرم فتح و نصرت نثار

گندر چون بجولان گہ قاف شد	جزائر براز عدل وانصاف شد	زدم دیو عفریت را در مصاف
بلرزہ فتادند دیوان قاف	سمندرون بدبخت گشتہ شکار	شد از جنگ بیدین ذلیل و زار
در انجا جو جاہ وادب یافتم	سلیمان ثانی لقب یافتم	

نعرہ کرکے صاحبقران آبڑے
چند سردار جو ہمراہ تھے وہ بھی لڑنے لگے امیر لڑتے ہوے قریب بہرام کے پہونچے کہا ای شیر
بیشہ جرأت لڑتے بڑھتے باہر بارگاہ کے نکلو لیکن بہرام عجب شیر مرد ہو لڑتا ہوا قریب ہومان
کے پہونچا ہومان کو للکارا ہومان بہرام پر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی ایک مقام پر
ہومان نے کمر بنا کے سر پر ہاتھ مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا ہومان نے چاہا بہرام کا سر
کاٹ لون امیر نے جو دور سے دیکھا بیتاب ہوگئے وہین سے للکارا او نامرد کیا کرتا ہے
صید زبون پر ہاتھ نہ ڈالنا سر اُسکا زخمی ہے زرہ و خود لڑ رہا ہو اسپر یہ مکاری یہ کہکے امیر نے
گھوڑا ڈالدیا مقابلے مین ہومان کے پہونچے کئی پہلوان ہمراہیان ہومان صاحبقران پر
وار کرنے لگے جسنے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تیغ عقرب کا ہاتھ ماردیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے
چار پہلوانون کو مار کر مقابلے مین ہومان کے پہونچے ہومان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
تیغ عقرب پر روکا روک کر کمر کو بنا کر سر پر ہاتھ ماردیا ہومان کے دو ٹکڑے ہوے اب سرداران
امیر نے فوجون کو منتشر کیا بارگاہ ہومان گرادی لوٹ ہونے لگی خزانہ لوٹ لیا بازارین
تباہ کین عین گرمی جنگ ہو سب کافر شمشیر زنی صاحبقران سے تنگ ہین چاہتے ہین کہ
بھاگ جائین کسی طور سے جان بچائین کہ صحرا سے گرد اُڑی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا
دیکھا ایک پہلوان ڈور کا بمرکب پر سوار بشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل فوج کے دل
کے دل سامنے آکر پہونچا اُس پہلوان نے کہ جسکا قنطور آہن کلاہ نام ہو اُسنے جو سُنا کہ
ہومان مارا گیا فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر لو چار طرف سے بچاؤن نے امیر پر بلوہ کیا
امیر لڑنے لگے قنطور طرف لندھور کے متوجہ ہوا لندھور سے تلوار چلنے لگی شاہباز عیار
ہومان کا قریب قنطور آہن کلاہ کے آیا لندھور نے ہاتھ تیغ دودمۂ ہندی کا مارا قنطور
کو زخمی کیا قنطور نے شاہباز عیار کو جو دیکھا کہا او بیہودہ آقا تیرا ہاتھ سے امیر کے مارا گیا
اس جوان نے مجھکو زخمی کیا اپنے ساتھ کے عیارون کو بلا اُس جوان کو کمندون مین گرفتار

کرے شاہباز نے زنبیل بجائی چارسی پانسو بچے اسکی صدا پر جمع ہو گئے شاہباز اُن عیارون
کو لیکر طرف لندھور کے چلا قنطور نے اپنے ایک سپہ سالار کو اشارہ کیا اُس سپہ سالار نے
بڑھکر لندھور سے مقابلہ کیا لندھور تو اسکے مقابلہ مین مصروف ہوئے شاہباز نے پشت پر
آکے حلقہ ہاے کمند مارے گردن و کمر مین لندھور کی پڑے عیارون نے کھینچا لندھور پشت
مرکب سے گرے چارطرف سے عیار ٹوٹ پڑے لندھور کو اندوے بلوے کے گرفتار کیا
اب قنطور طبل بازگشت بجا کر پلٹا صاحبقران بہرام کو لیکر پلٹے راہ مین خبر ملی کہ لندھور گرفتار
ہو گئے صاحبقران کو بڑا ملال ہوا خواجہ سے فرمایا خواجہ تمنے سُنا کہ بہرام رہا ہوے
لندھور گرفتار ہوے عمرو نے عرض کی اے شہریار قنطور کے تیور بد مین ایسا نہو کہ لندھور
کو قتل کرے لندھور کے ہاتھ سے جو وہ زخمی ہوا تو اُسنے شاہباز عیار کو اشارہ کیا غلام
آج شب کو تدبیر کریگا مگر قنطور جو پلٹ کر بارگاہ مین آیا ساتھ والون سے صلاح کی سبنے
کہا وہ جو آپ دعویٰ کرکے آئے تھے کہ مین حمزہ کو پکڑ لاؤنگا وہ تو باطل ہوا کہ حمزہ کے سردار
کے ہاتھ سے آپ زخمی ہوے ایک عرضی اس حال کی کہکشان جادو کو تحریر فرمایئے اور لکھیے
کہ مقابلے مین حمزہ کے فروکش ہون مگر جرات مین حمزہ بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر ہے
لندھور جانشین صاحبقران میرے پاس قید ہے جیسا حکم ہو بجا لاؤن یقین ہے کہ وہ کسی ساحر
کو روانہ کرین جب کوئی ساحر آئیگا تو مطلب نکلے گا قنطور نے اُسی وقت ایک عرضی کہکشان جادو
کو لکھی ہشا ہباز نے عیار کو دی کہ جاکر ہاتھ مین کہکشان کے دینا شاہباز عیار عرضی
لیکر چلا خواجہ جو لشکر سے نکلے صحرا مین آکر ٹھہرے اس سوچ مین کہ کسی کی شکل بنکر جاؤن
لندھور کو رہا کرون اس سوچ مین ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ زنگ کی آواز کان
مین آئی خواجہ نے دیکھا شاہباز عیار آتا ہے جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہے خواجہ نے
اپنے کو ایک جھاڑی مین مخفی کیا کمندین سرراہ بچھادین کہ شاہباز آتے آتے قریب کمندون
کے پہونچا لیکن دل اُسکا دھڑکا پکارنے لگا او ساربان زادے مین نے تجھکو پہچانا نکل کے
مجھسے مقابلہ کر کیون چھپا بیٹھا ہے خواجہ سمجھے اسنے مجھے دیکھ لیا چاہا کہ نکل آؤن پھر سوچے
کہ ذرا اور ٹھہر جاؤن شاہباز نے کئی آوازین دین جب کوئی سامنے نہ آیا سمجھا کہ میرا

گمان غلط ہی مقدمۂ صحرا اتحاد دل دھڑکا اسکا کچھ اعتبار نہین یہ سوچ کے جست کی بیچ کمندون
مین آکے کھڑا عمرو نے شیر کی آواز دی اس نے چاہا کہ بھاگون خواجہ نے کمندین کھینچین
شاہباز جھنکر گرا خواجہ کود کر چھاتی پر سوار ہوے چاہا بیہوش کرون مگر شاہباز نے
اپنے دونون ہاتھ زیر کمر سے نکالے آٹھ دس جاب منھ پر عمرو کے مار دیے خواجہ بیہوش
ہوکر گرے شاہباز نے عمرو کو ایک درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا اور پکار کر آواز دی
کیون او ساربان زادے اب کہو تیرا کیا حال کرون عمرو نے کہا استاد کیا کہنا مین نے
سیکڑون عیار مارے مگر آپ سا عیار طرار نگاہ سے نہین گذرا اگر آپ قبول کرین تو مین
شاگرد ہوتا ہون اس کلمے پر شاہباز خوش ہوگیا کہا خواجہ کچھ نقدی دلواؤ عمرو نے کہا روپیہ
تو میرے پاس موجود ہی مگر ایسی مشقت سے روپیہ پیدا کیا ہی کہ مجھسے دیا نہ جائیگا
شاہباز نے کہا خواجہ مین اپنے عہدے پر تمکو مقرر کراؤنگا کہکشان جادو بڑا سخی و
فیاض ہی ہزار ہا روپیہ پیدا کر دوگے عمرو نے کہا خیر مین خدمتگذاری کرتا ہون یہ کہکے
بولا میرا ہاتھ ڈھیلا کر دیجیے شاہباز نے ہاتھ عمرو کا کھولا خواجہ نے کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک
پوٹلی اشرفیون کی نکالی اور شاہباز کو دی شاہباز خوش ہوگیا اسی طرح متواتر کئی پوٹلیان
عمرو نے شاہباز کو دین شاہباز روپیہ و اشرفیان گن گن کر اپنے پاس باندھتا جاتا ہی عمرو
نے دیتے دیتے کمر سے ایک ڈبیہ نکالی عقیق سرخ کی بنی ہوئی معلوم ہوتا ہی یاقوت احمر ہی کہا
استاد یہ تحفہ لیجیے یہ وہ شی ہی کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہین مگر اسکو دیکھیے نہین جب
ایسا ہی کوئی وقت پڑے تب اس سے کام لیجیے گا جب مین قیطول لقا پر گیا اور اسکو
بیہوش کیا تب یہ تحفہ پایا شاہباز سوچا کہ اسمین کوئی بھید ہی کوئی شی بڑی معقول ہی یہ سوچکر
کھولنے لگا عمرو ہان ہان کرتا رہا شاہباز نے جیسے ہی ڈبیا کو کھولا بیہوشی ہوا اڑی اور سے
کھڑے زمین پر گرا اور بیہوش ہوا عمرو نے شاہباز کو اسی وقت درخت مین باندھا اور آب
رنگ و روغن عیاری کا لگا کر طرف لشکر قنطور کے چلے یہان لندھور جس قیدخانے مین قید
ہین وہان شاگردان شاہباز مقرر ہین استاد کو جو اپنے آتے ہوے دیکھا شاگردون
نے پکارا عمرو نے کہا رات کا وقت ہی مین پلٹ آیا لندھور کو جاکر دیکھون کہ وہ قید مین

کیا کر رہا ہے یہ کہکے قید خانے مین آکر لندھور کو دیکھا کہ سر بزنجیر بر سر خم کیے ہوے ہے عمرو نے
آکر کہا اے جانشین صاحبقران ہم آپہونچے مگر خیال رکھیے گا ہمارا روپیہ بہت خرچ ہوا لشکر مین
چلکر دیجیے گا لندھور نے کہا خواجہ سلامت مجھے کسوقت انکار ہے خواجہ نے قلم دوات
زنبیل سے نکالکر کہا لاؤ روپیہ کا رقعہ لکھیے لندھور حیران ہے کہ مین نے رقعہ لکھا یہ خواجہ عمرو
ہین ضرور مجھسے لینگے لندھور انکار کر رہے ہین خواجہ اصرار کر رہے ہین سحر قریب تھی کچھ
کاہ فروش جنگل مین پہونچے گھاس چھیلنے لگے شاہباز نے انکو پکارا آواز انسان کی سنکر
گھسیارے گھبرائے آپس مین کہنے لگے کہ اس جنگل مین کوئی بھوت پریت ہے جواب دو یہان سے
بھاگ چلو شاہباز نے اپنا نام بتایا پتہ نشان جو بیان کیا گھسیارے اسی لشکر کے تھے سمجھکر
قریب آئے شاہباز کو کھولا رہا ہوتے ہی شاہباز طرف لشکر کے جھپٹا قید خانے پر لندھور کے
آکر پہونچا شاگردون نے دیکھکر کہا استاد آپ نے حرکات لات و منات کے پیدا کیے ایک
شاہباز اندر خیمے کے اور آپ باہر سے آتے ہین شاہباز نے کہا وہ عمرو عیار ہے مجھکو جنگل مین
قید کر کے براے رہائی لندھور آیا ہے چار طرف سے خیمہ گھیر لو چالیس عیارون نے چار طرف سے
خیمہ گھیرا خواجہ عمرو لندھور سے باتین کر رہے ہین کہ شاہباز نے آواز دی او ساربان زادے
اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا عمرو نے کہا اے لندھور تمنے ایسا عرصہ کیا کہ شاہباز آگیا
لندھور نے کہا میری ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو مین لڑتا بھڑتا نکل چلونگا عمرو نے چاہا لندھور
کی ہتھکڑیان کاٹے کہ شاہباز نے بڑھکر تیغ مارا خواجہ نے خم ہوکر خالی دیا عمرو نے زنبیل
پر ہاتھ ڈالا کہ حقہ آتشبازی نکالون پیک بچون نے مہلت نہ دی حلقہ ہاے کمند مارنے لگے
عمرو لڑتا ہوا باہر نکلا چاہا کہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤن شاہباز بھی لڑتا ہوا چلا آتا ہے خواجہ نے
پانچ سات پیک بچے مار کر ڈالدیے ایک مقام پر شاہباز نے بڑھکر حلقۂ کمند عمرو پے
مارے خواجہ نے جست کی شاخ نخل کی جو ٹکر لگی لڑکھڑا کر گرے شاہباز نے بڑھکر حباب
بیہوشی مارا کہ خواجہ بیہوش ہوے اب شاہباز نے عمرو کی مشکین باندھین پر اب
لندھور کے انکو بھی قید کیا دوڑکر قنطور کے پاس آیا سب حال اپنا بیان کیا کہا اے
شہریار اب عمرو و لندھور قید مین اگر آپ قتل کا ارادہ کرینگے صاحبقران آپڑینگے اپنے

عیار و سردار کو رہا کر لیجائینگے اور یہ بھی مناسب نہین ہو کہ عرضی لیکر جاؤن نہین معلوم کہکشان
کیا فرمائین بہتر یہ ہو کہ عمرو و لندھور کو خدمت مین کہکشان کی لیچلیے کوچ کرکے نکل چلیے
ان دونون کے قتل ہونے سے حمزہ کی کمر ٹوٹ جائیگی لندھور افسر پہلوانان عمرو روح قالب
حمزہ اسنے بڑے بڑے حمزہ کے ساتھ کام کیے اگر یہ دونون قتل ہوگئے تو مین یہ وعدہ
کرتا ہون کہ حمزہ کو گرفتار کرلاؤنگا عمرو کے سامنے کوئی حمزہ پہ دست اندازی نہین کرسکتا
عمرو کے قتل ہونے پر حمزہ بے دست و پا ہوجائیگا قنطور کو بھی یہ راے بہت پسند آئی
اسی وقت لشکر تیار کیا لندھور اور عمرو کو ایک ارابے پر سوار کیا طرف دربند کہکشان کے
روانہ ہوگیا صاحبقران جو صبح کو دربار مین آئے فرمایا کیون بہرام یہ عمرو کا حال معلوم
ہوا کہ لندھور پر کیا گذری کہ اس عرصے مین نامیان و طوسیان خبری گھبرائے ہوے
آئے عرض کی اے شہریار شب کو استاد گرفتار ہوگئے قنطور کوچ کرکے گیا لندھور و عمرو
کو لیگیا یہ سنکر صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے فرمایا کہ عمرو کا گرفتار ہونا باعث خرابی
ہو اگر قنطور برسر دربند کہکشان پہونچ گیا تو فوراً عمرو و لندھور کو قتل کریگا یہ ممکن نہین ہو
کہ عمرو پر کوئی اُفتاد پڑے اور مین نہ جاؤن یہ مجھسے نہ ہوگا کیونکہ وہ لشکر کا جان بخش ہی
مجھسے ناممکن ہو کہ حال گرفتاری عمرو سنون اور خاموش رہون فرمایا اشقر لاؤ سردارون نے
عرض کی غلامان جانباز بھی ہمراہ چلین امیر نے فرمایا کسی کی ضرورت نہین امیر سوار ہوے
سردارون کو کب آرام آتا مالک و بہرام وغیرہ عقب مین چلے مگر قنطور لیے ہوے عمرو و
لندھور کو جاتا ہو راہ سے اسنے عرضی خدمت کہکشان مین روانہ کی کہ عمرو و لندھور کو لیکر
آتا ہون مگر حمزہ ضرور پیچھا کریگا امیدوار ہون کہ غلام کی مدد کیجیے کہکشان زنگی نے جو اس
عرضی کو دیکھا بہت خوش ہوا کہا قنطور نے جاکر بڑا کام کیا لشکر تیار کرو مین راہ سے جاکر
قنطور کو لاؤن قلعے مین لاکر دونون قیدیون کو قتل کرون اگر عمرو کو مارلیا تو پھر طلسم فتح
نہ ہوگا عمرو کی ذات سے بڑے بڑے سامان پیدا ہوتے ہین ستر اسی ہزار ساحرون
کو لیکر چلا قنطور قلعہ کہکشان سے بارہ کوس ہٹ کر اترا ہو کہ کہکشان آکر پہونچا قنطور
کو بڑا بھاری خلعت دیا شاہباز کو بھی سرفراز کیا کہا اے شاہباز تو نے جہان عمرو کو

گرفتار کیا تھا دین کیون نہ قتل کر ڈالا اتنی دور کاہے کو لیکر آیا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو
لندھور اور عمرو کو دار پر کھینچون قلعۂ کہکشان پر جا کے بیٹھون رات ہی سے تیاری میدان
خونی کی ہونے لگی خواجہ عمرو ایک خیمے مین قید تھے لندھور ملول و حزین سر زنجیر پر سر
رکھکے سو گئے شاہباز مع عیاران در قیدخانہ پر نگہبانی کر رہا ہو عیارون سے کہا اچھی طرح
حفاظت کرو جاگتے رہو کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شاہباز نے کہا یارو تم ہوشیار رہنا
یہ کہکے آپ طلاے کی خبر لینے چلا ایک عیار جو اٹھا بھیرون کے سُرون مین تانین مارنے لگا
عمرو نے دروازے پر تال دینا شروع کیا عیار نے پوچھا خواجہ کچھ گانے مین بھی دخل ہے
عمرو نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

جہان مین نقش پیری سے سفر ظالم نے کم پایا
کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا

مکان ہون تو نکین ہوتے مین از خود غیب سے پیدا
کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا

بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا
کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا

کمی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نے
مری آنکھون کو دامن نے سدا ابر کرم پایا

نہین ممکن جدائی رات اور اُنکے تسلسل مین
بہ شکل عاشق و معشوق دونون کو بہم پایا

کھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنے کے
اُسے بالاے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا

رہا ترک ادب کا پاس مجھکو اسقدر باقی
مین دوڑا سر سینے کو جسے تیرا صنم پایا

بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے
ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دودم پایا

جہان سینے مین دل ہو آرزو بھی ساتھ ہی سکے
ہمیشہ دو لبون کی طرح دونون کو بہم پایا

نکل جائینگے دلمین حوصلے جو جو کہ آئین گے
کہ گردش کو مرے معشوق نے میدان قلم پایا

تصور میرا سمجھے ہر طرح قسمت مین بہتر ہے
کہ جب مین نے اُسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا

فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل
ہجوم خواب کو بھی ہمنے سامان عدم پایا

نسیم اب خاک کی جا ہی لحاظ انکار کا لوٹا
ملی ہمکو اجازت لطف پہلوے صنم پایا

اس طور پر عمرو نے یہ غزل گائی کہ عیار بیقرار ہو کر اندر قیدخانے کے چلا آیا عمرو نے باتین
کر کے اُسکو بٹھایا تان لگا کر کہا بھائی یون گلا ہلاؤ وہ گلا ہلانے لگا عمرو نے حباب مار کے

اُسی بیہوش کیا اسکو اپنی شکل بنایا اب اسکی شکل بنکر اُسی کے مقام پر آ بیٹھا اس عرصے مین سفیدہ سحری
ظاہر ہوا کہکشان زنگی سوار ہوا بازار مین جو شاہباز کو پھرتے دیکھا پکار کر کہا ای شاہباز
قیدیون کو جلد لا شاہباز نے آواز دی ای سرہنگ تیز پا قیدیون کو جلد لاؤ ملحوظ خاطر
ناظرین والا مقام رہے کہ سرہنگ اُسی عیار کا نام ہی کہ جسکی شکل خواجہ بنے ہوئے ہین
خواجہ نے بہ تعجیل اپنے ہمشبیہ کو نکالکر ارابے پر سوار کیا بعد لندھور کو اور جیبٹ کر قریب
شاہباز کے آئے کہا اُستاد عمرو کو جلد قتل کیجیے اگر لندھور بچ بھی جائیگا تو ہم یا آپ پھر
گرفتار کر لائینگے اور عمرو تو آپ کے اقبال سے پکڑا گیا عمرو کو جلد قتل کیجیے اب شاہباز
نے بڑھکر کہکشان زنگی سے کہا کہ پہلے عمرو کو قتل کیجیے کہکشان نے اشارہ کیا ہے
شاہباز تجھکو اختیار ہی جسکو جسطرح مزاج مین آئے اُسکو قتل کر شاہباز نے ارابے سے
اُتارنے کا ارادہ کیا سرہنگ کی آنکھ کھل گئی اپنے کو جو قید مین پایا غل مچانے لگا پکار کر
آواز دی اُستاد مین ہون سرہنگ عمرو مجھکو قید کر گیا خواجہ نے بڑھکر ایک تھپڑ مارا اور
شاہباز سے کہا اُستاد اس مکار کی باتون کا خیال نہ کیجیے بہ تعجیل دار پر اسکو کھینچیے شاہباز
نے عمرو نقلی کو دار پر کھینچا شاگردون سے اشارہ کیا تیر مارو جب تیر جگر کمان مین پیوست
ہوئے سرہنگ تڑپنے لگا کہتا تھا اُستاد مین بیجا قتل ہوتا ہون عمرو نے ایسا غل مچایا کہ
سرہنگ کی بات شاہباز کو نہ سُننے دی چار طرف سے تیر پڑے کہ چند تیر جہرۂ پشت کو توڑ
کر پار گذرے نوبت نقارے بجنے لگے چار جانب ہلڑ ہوا کہ عمرو مارا گیا اب شاہباز نے
اشارہ کیا لندھور کو بھی دار پر کھینچو لندھور کو بھی ارابے سے اُتارنے لگے لندھور نے لنگر
مارا ارابے سے نہین اُترتے کہکشان کو خبر پہونچی کہ لندھور ارابے سے نہین اُترتے
کہکشان خود گینڈے سے کودا چاہا کہ لندھور کو ارابے سے اُتارے کہ زمین تھرائی نعرۂ
صاحبقران کی آواز آئی ۔ نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
بکف تیغ عقرب بکف دو لجام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

بکف تیغ صمصام و قمقام تام
سر سرکشان جملہ درخاک کرد

نعرہ کر کے امیر آگر گئے باجے جو امیر نے بجتے دیکھے گھبرا کر پوچھنے لگے یہ کیسے نوبت نقارے بج رہے ہین

کہ سامنے سے برق روتا ہوا آیا کہا اے شہریار غضب ہوا اُستاد مارے گئے وہ سامنے لاشہ زار کا
لٹک رہا ہے تمام جسم مشبک ہے یہ کہکے برق چلا صاحبقران نے جو لاشہ اپنے یار وفادار کا دیکھا
آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا جھک کر لڑنے لگے ڈر ہوا کہ لندھور نہ قتل ہو جائے مگر ایسے
لاشہ عمرو کا دیکھکر ایسے بیقرار ہوئے کہ لڑتے ہوئے طرف لندھور کے چلے مگر سر ہنگ نقلی یعنی
خواجہ عمرو فوراً جست وخیز کرتے ہوئے قریب لندھور کے پہونچے شاہباز کے برابر خواجہ عمرو
آ کر کھڑے ہوئے کہا اُستاد دیکھیے ساربان زادے نے میرا نام لیا مجھے ناحق کو بدنام کیا
دیکھیے صاحبقران کس زور وشور سے لڑتے ہوئے آتے ہیں جیسے ہی شاہباز نے
طرف امیر کے دیکھا قریب تو پہونچ ہی چکے تھے کوکھ پر ایک خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا

عمرو ذیحشم جہتر جہتران
اُٹھاتا ہوں کفار کے میں دو جنگ
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھٹکتا ہوں دشمن کو ہر دم کو
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے　　کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

امیر نے جو نعرہ عمرو کی صدا سنی مثل گل شگفتہ ہوگئے کہا اے جہتر برق فرنگی تمھارے اُستاد
کے نعرے کی آواز آئی ہے یہاں عمرو نے جو شاہباز کو مارا عیاروں نے عمرو کو گھیر لیا عمرو
اُن سے لڑ رہا تھا کہ برق آکر پہونچا برق نے دور سے دیکھا کہ اُستاد گھرے ہوئے ہیں
نیمچہ کھینچکر جا پڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق۔

کہ اُستاد ہیں خواجۂ نامدار
کروں سیکڑوں کوس کی راہ طے
تو ہے سے مری جرخ بہرا رہا

تڑپنے میں ہیں برق رفتار ہم
ارسطوے ذیعلم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے

لقب ہے مرا برق خنجر گزار
زمانے کا مکار و غدار ہوں
در مکر پر سیدا ہیرا رہا
بھلا وہ ہوں میں نام ابھی برق ہے

نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا خواجہ بڑے زور وشور سے لڑ رہے ہیں جسکے نیمچہ مارا اُسکا سر اُڑا دیا
امیر لڑتے بھڑتے قریب لندھور کے پہونچے بڑھکر ہاتھ مارا لندھور نے ہاتھ اُٹھا دیا
ہتھکڑی کٹی لندھور نے خانۂ زور میں آکر قید توڑی وہی ارابہ اٹھا لیا اُسکو جو گھما تا

شروع کیا ایک ایک جنبش مین دس دس کے سر بٹیے بیجے ارا بے مین لپٹے ہوے ہین کہکشان
جادو کو بڑھکر ہرکارون نے خبر دی کہ امیر نے لندھور کو چھڑا لیا عمرو نے شاہباز کو مارا
کہکشان نے گھبرا کر کہا عمرو تو مارا گیا عمرو نے کیونکر شاہباز کو مارا ہرکارون نے عرض
کی بہ شکل سرہنگ عمرو تھا عمرو نے شاگرد شاہباز کو قتل کرایا آپ بہ صورت سرہنگ
تھا اُستاد شاگرد خوب لڑے اب عمرو ہمراہ اپنے آقا کے ہی لندھور نے جو قید اپنی توڑی
چھکڑا اُٹھا لیا اُسی چھکڑے سے لڑ رہا ہی ہزارون ساحر و غیر ساحر مارے گئے یہ سُنکر
کہکشان گھبرایا رفیقون سے کہا کہ یارو اب تم سب کی کیا صلاح ہی سب نے کہا طرف
قلعے کے نکل چلیے کہکشان زنگی اپنے ساتھ والون کو لیکر بھاگا امیر نے لندھور و عمرو
کو ساتھ لیا اُسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اُتر پڑے آکر داخل بارگاہ ہوے بیٹھے ہوے
لندھور و عمرو سے باتین کر رہے ہین سب سردارون نے جانا کہ امیر نے کہکشان کا پیچھا
نہ کیا اسی مین کچھ مناسب تھا کہ عرض ہوئی دروازے پر شتر سوار حاضر ہی امیر نے شتر سوار
کو بلوایا شتر سوار نے اندر آکے ایک نامہ پیش کیا امیر نے جو نامے کو ہاتھ مین لیا سرنامے پہ
نام جہانداد ماہ طلعت پایا امیر نے بہ اشتیاق نامہ کھولا القاب لکھا تھا کہ بہ وردۂ جہد
کج ادائی غزال صحراے بے اعتنائی زیبت دولتکم بعد آرزوے ملاقات مسرت آیات
واضح ہو کنیز کو خبر پہونچی کہ کہکشان آپ کے مقابلے مین آکر نکل گیا جلد اپنے کو قریب قلعۂ
کہکشان کے پہونچائیے ورنہ وہ ایسا انتظام کریگا کہ حضور تا بہ قلعۂ کہکشان نہ جا سکین گے
کیونکہ کہکشان جادو بڑا زبردست ساحر ہی آپ کے اسم اعظم سے کچھ اُسکا زور نہ چلا
ورنہ وہ حضور کو گرفتار کر لیجاتا اور کنیز کا فراق مین حضور کے عجیب حال ہی زندگی محال ہے
اصل مین یہ کیفیت ہی

نظم

افراط شوق یہ تھا قلق دل تمام رات — کاٹی ہی ہمنے یار بہ شکل شمع تمام رات
ہر لحظہ دل مین شوق شہادت کے جوش تھے — ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات
محظوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن — آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات
فرصت نہ پائی ریزش گریہ سے ایکدم — جاری رہا ہے قافلۂ دل تمام رات

کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت
بیتابیان تھین صورت بسمل تمام رات

فرصت نہین تصور جانان سے ایکدم
رہتا ہی سامنے مہ کامل تمام رات

دامن مین آکے اشک ٹپکتے ہین اے نسیم
لٹتی ہی خوب دولت حاصل تمام رات

امیر نے اس غزل کو پڑھکر جواب لکھا کہ نامۂ محبت آمیز تمھارا پہونچا بموجب تمھارے لکھنے
کے فوراً طرف دربند مذکور کے جاتے ہین یہ لکھکر جواب روانہ کیا مگر کہکشان کہ قنطور
کہن کلاہ اسکے ساتھ ہی راستہ بھر صلاحین کرتا ہوا جاتا ہی کسی منزل پر قیام نہ کیا برابر سیر کی
کرکے قلعہ کہکشان مین پہونچا تخت پر آکے بیٹھا مشیر و وزیر گرد یہی ذکر ہونے لگے کہ ایک
ساحر آسمان پر اُڑتا ہوا آیا دربار مین کہکشان کے گرا کہا اے کہکشان نامدار طلسم کشا
عالیوقار طرف باغ نسترن کے جاتے ہین نسترن نے ابلاغ ہیر دندان پہلوان کو
لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے براے گرفتاری رستم روانہ کیا ہے کل ابلاغ آپکے
قلعے کے قریب آکر اُترے گا اگر مناسب ہو کسی پہلوان کو آپ بھی اُسکے ساتھ کر دیجیے
سُنا ہی کہ علم شبخون مین ابلاغ کو زیادہ دخل ہے وہ جب کسی حریف پر گیا تو شبخون
مارکر اُسے تباہ کیا یہی لڑائی وہ طلسم کشا سے بھی لڑیگا آپکے سرداروں کے لازم
میلاد و دامن پوش حاکم بیشۂ میلادیہ نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر کہکشان سے اطلاع کرو
یہ کہکے وہ ساحر چلا گیا کہکشان نے دس پہلوان طلب کیے اُنسے سوال کیا کہ کون تم مین
ایسا ہی کہ ابلاغ کے ساتھ جائے جس طور سے ابلاغ جنگ کرے اُسکی شرکت کرنا واجب
و لازم ہی مگر ہمارا بھی نام ہو اور طلسم کشا کو معلوم ہو جاے کہ حاکم دربند کہکشان نے
یہ آفت برپا کی سالوس خارہ شکن ایک پہلوان قوی تن قوی من قددار مکار و غدار
اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکر کہ آپ کا غلام ساتھ ابلاغ کے جائیگا اور سر طلسم کشا لائیگا
شبخون سے ایسی بات نہین ہے کہ طلسم کشا بچ سکے کہکشان نے اُسکو خلعت دیا
اور لاکھ سوار و پیدل ساتھ کیے سالوس فوج مذکور لیکر بیرون قلعہ انتظار مین ابلاغ
کے اُترا دوسرے دن بیرون رہے گرد اُڑی دیکھا کہ ابلاغ ہیر دندان فیل مست پر سوار
پشت پر لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل نمایان ہوے سالوس نے بڑھکر

ابلاغ سے ملاقات کی ابلاغ نے پوچھا ای سالوس بیرون قلعہ آنے کا کیا باعث ہوا
سالوس نے سب کیفیت بیان کی ابلاغ نے کہا شبخون مین میرا ساتھ نہ دے سکو گے
سالوس نے کہا تمسے چند قدم آگے بڑھکر رہینگے دونون ایک ہی بارگاہ مین رہے چار پہر رات
آپس مین تکرار رہی جب صبح ہوئی دونون پہلوان سوار ہوے لاکھ لاکھ سوار و پیدل دونون
کے ساتھ رستم ایک منزل پر فروکش ہین بیرون بارگاہ کرسیان بچھی ہوئین اسیر معشوقان
عاشق زار حسن و جمال گرد بیٹھی ہین یہی ہر ایک کا قول ہے کہ ابکی مرتبہ انشاء اللہ باغ نسترن
مین سرکار کا مقام ہو نسترن جادو بڑی کوشش کریگی کہ رستم نے دیکھا صحرا سے گرد
اڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی پھریرے علمہاے سیاہ کے کھلے ہوے نشان
آمد لشکر کا فران جس سے ثابت ہوتا ہی آکے دونون مقابلے مین اترے رستم نے سمک سے
کہا دریافت تو کرو یہ پہلوان کون ہین کس ارادے سے آئے ہین سمک گیا اور دریافت
کرکے آیا عرض کی دو پہلوان زبردست حضور کے روکنے کو آئے ہین مگر حقیقت مین بڑے
قد و قامت کے دونون جوان ہین دونون مغرور نشۂ بادۂ کبر و نخوت سے چور رستم اٹھکر
اپنی بارگاہ مین آئے آج طلاے کی گشت دیوانہ شیر مردم در کے متعلق ہے جیسے ہی داروغہ
نے لاکر فرد دکھائی دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا سامنے رستم کے آیا عرض
کی آج غلام طلایہ دیگا رستم نے کہا تم آرام کرو ہم سمجھ لینگے دیوانے نے چوبدست اٹھائی کہا
آقا انھین باتون پر مجھے غصہ آتا ہی ایک چوبدست ماردونگا بھرتا ہو جاؤ گے رستم نے
ہنسکر کہا کیون شامتین آئی ہین تمھارے کان اکھاڑ ڈالونگا دیوانے نے پیچھے ہٹکر ایک
چوبدست ماری رستم نے پیترا بدل کے چوبدست کو خالی دیا چوبدست جو زمین پر پڑی گرد اڑی
رستم تو گرد مین چھپ گئے دیوانہ چیخین مارکر رونے لگا کہتا تھا ہاے آقا اسی دن کے لیے مین
منع کرتا تھا آخر آج راہی عدم ہوے رستم نے پہلو سے نعرہ کیا کہ ارے کیون روتا ہی مین
بحفاظت پروردگار زندہ موجود ہون دیوانے نے چوبدست پھینک دی بڑھکر ایک چنگل مارا
کہ زرہ اور پوست نوچ لیگیا رستم کے جسم سے خون جاری ہوا جب تو رستم نے بڑھکر
دیوانے کے دونون کان پکڑے فرمایا اکھیڑ لون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقا تو بڑا بہادر

ہی دریلے جرأت کا بے بہا دُر ہی آقا معاف فرمایئے غصہ نہ کیجیے مگر طلاسے بہ مین ہی جاؤنگا
رستم نے حکم دیا دیوانہ قہر بر مردم درچار سو دیوانون کو اپنے ساتھ لیکر لشکر مین آیا دوکاندارون سے
کہتا ہوا خبردار ہوشیار رہنا کسی کا نقصان نہ ہونے پائے اگر کسی کے یہان چوری ہو دے تو
مجھسے اطلاع کرنا مین کنارے پر لشکر کے ہون مین اُسکو مار ڈالونگا دوکاندار دیوانے کی صورت
سے ڈرتے ہین بہت خوب بہت خوب کہہ رہے ہین دیوانہ یہ سب انتظام کرکے کنارے پر لشکر
کے آکر ٹھہرا وہ دونون پہلوان اپنی بارگاہ مین ہین کہ ابلاغ نے سالوس سے کہا کہو بھائی
کیا صلاح ہی آج شبخون مار کے طلسم کشا کو پکڑ لین سالوس نے کہا ای ابلاغ طلسم کشا رستم
ہی اُسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا ابلاغ نے کہا تو تو بڑا نامرد معلوم ہوتا ہی مین نے تو طلسم کشا کو
دیکھا ہی ایک چھوٹا سا جوان ہی سامنا ہوتے ہی گرفتار کرونگا سالوس نے کہا اُسنے
بڑے بڑے پہلوانون کو مار ڈالا تمھاری کیا حقیقت ہی ابلاغ نے کہا تو بھی ہاتھ سے رستم کے
مارا جائیگا مین فوراً گرفتار کرونگا دونون مین تکرار ہونے لگی آخر یہانتک تکرار بڑھی کہ دونون
نے تلوارین کھینچین ابلاغ نے کہا باہر نکل چلو تو میرے تمھارے امتحان ہو سالوس باہر
نکلا فوجین دونون کی تیار ہوگئین نوبت نقارے بجنے لگے قرنا پھُکی لاکھ سوار ادھر لاکھ سوار
اُدھر آپس مین تلوار چلنے لگی ابلاغ سالوس کو نامرد کہتا ہی اور سالوس کہتا ہی تو خود نامرد ہے
ایک ہی وار مین گرد بر کر دونگا دونون مین تلوار چلنے لگی ہلڑ جو ہوا اور باجے جنگی بجنے لگے
دیوانے نے کنارے سے جو یہ معاملہ دیکھا سمک ساتھ تھا کہا ای سمک دیکھو تو یہ کیسے
باجے بج رہے ہین سمک نے بڑھکر خبر دی کہ دونون پہلوان آپس مین لڑ رہے ہین دیوانے
نے کہا مین جاکر دونون کا فیصلہ کر دون سمک نے سمجھا کر کہا تم تماشہ دیکھو کہ دیوانہ چوبدست
لیکر سمک پر چلا کہا او عیار تو مجھے سمجھاتا ہی یہ کہکے چارسو دیوانون کو اشارہ کیا کہا ہان بھائیو
ہوشیار ہو جاؤ ورنہ صبح کو آقا طعن کرینگے فرمائینگے کہ اگر دیوانہ طلاسے بہ نہ ہوتا تو
بہت مناسب تھا دیوانہ یہ باتین کرکے طرف فوج کفار کے چلا چارسو دیوانون کو ساتھ
لیکر دولا کہ یہ آگرا سالوس اور ابلاغ دونون زخمی ہو چکے تھے کہ ایک چیخ کی آواز آئی زمین
ہلنے لگی دیوانے نے گھسکر فوج کفار مین چوبدستین مارنا شروع کین کئی ہزار جوان مار کر

ڈالدیے سالوس نے کہا ای ابلاغ اب سنبھل جاؤ اس دیوانے نے قیامت برپا کردی
اب ہم تم سنبھل کے لڑین دونون آپس مین ایک ہوے فوج کو بھی ترغیب دینے لگے
ایک طرف ابلاغ چلا اور ایک طرف سالوس کہتا ہوا جاتا ہی یارو تم سوار و پیدل بہت
ہو دیوانے کے ساتھ چارسو جوان ہین جی داری کرو حق نمک خداوندی سے ادا ہو سالوس
جب یہ آواز دیتا ہی سوار و پیدل جاؤ کرکے طرف دیوانے کے چلتے ہین اور دیوانہ
ننگ ننگانہ شیرانہ چارسو دیوانون کو جلائے ہوے چوبدستین مارتا ہوا آتا ہی جب جمکر حملہ
کیا ہزار دو ہزار کے سر بچاتے جرأت کے جھنڈے گاڑے دیوانون کی بیباکیان و
چالاکیان جب جم کے حربہ کیا ہزار دو ہزار کو مار کر گرا دیا چیخین مارنے مین حریف کو للکارتے تھے
سالوس کو جو دیوانے نے دیکھا للکار کر آواز دی او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد
تو اپنی فوج کا افسر ہے مین ملازم آقاے سرخ ہون میرا آقا کسی سے نہین دبتا مجھ ایسے کو
رفیق بنایا ہی چوبدست سے بیکار رہتا ہی دن بھر مین سو مرتبہ بگڑتا ہون اپنے آقا سے لڑتا ہون
تجھکو کب مانونگا یہ کہکے جست کرتا ہوا سامنے سالوس کے آیا سالوس نے
ہاتھ تلوار کا جمکایا دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ گینڈے نے سالوس کے منہ پھیرا زمین
کتراگئی سالوس نے چاہا گینڈے کو بھگاؤن مگر دیوانے نے للکارا گردن مین جو طوق
پڑا ہی اسکو ہلا کر چوبدست کو گردش دی خبردار خبردار کہکے چوبدست آہنی لگائی سالوس
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا چوبدست پڑا کر پڑی سپر کے پھول مرجھائے سپر روگردان چوبدست
جو پڑی سپر ہاتھ سے چھوٹ کر سر پہ پڑی سر گردن مین گردن سینے مین سارا جسم گینڈے
مین گینڈا و سالوس دونون خون کا تھالا ہوکر رہگئے دیوانہ پکارتا ہی ابے سالوس
دیوث اٹھکر مقابلہ کر کیا ٹانگ پھیلائے پڑا ہی دیکھون تو کیا پہلوان ہی ساتھ والون نے
جو دیکھا کہ سالوس مارا گیا روتے پیٹتے سامنے ابلاغ کے آئے کہا ای ابلاغ سالوس کو
دیوانے نے مار ڈالا گینڈا و افسر خون کا تھالا ہوکر رہگئے دیوانہ لڑتا ہوا آتا ہی ابلاغ نے
افسرون کو پکارا کہا یارو طلسم کشا کا یہ رفیق ہے مگر بڑے غضب کا ہی نہین معلوم طلسم کشا
نے کیا سحر کیا ہی کہ انکی اطاعت مین ہی سنتا ہون کہ روز طلسم کشا پہ چوبدستین لگاتا ہی

مگر طلسم کشا اپنے کو بچاتے ہیں ایسا اسکو دبایا کہ یہ نام سے طلسم کشا کے ڈرتا ہی رفیقون نے
کہا حضور اصل مین یہ کیفیت ہی کہ طلسم کشا نے بڑے زور و شور سے اسکو زیر کیا ایسا دبایا
کہ دیوانہ رستم کا دم بھرتا ہی چار طرف سے گھیر کر اسکو گرفتار کرین ابلاغ نے بھی ترغیب
دی کہ چار جانب سے فوج نے مجمع کیا کمندین اور رسنین دیوانے پر پڑنے لگین سپاہ ہے
دیوانہ کے فوج سے جنگ کرنے لگے دیوانے پر اسقدر کمندین پڑین کہ وہ منہ کے بل گرا
چار طرف سے از روے بلوہ کفار ٹوٹ پڑے گرد دیوانہ بیہوش ہو کر گرا ابلاغ نے
گرفتار کر لیا ساتھ والون نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا افسر گرفتار ہوا جو بدستین تان کر چلے
سامنے ابلاغ کے خوب جنگ ہوئی ایسے دیوانے لڑے کہ کئی ہزار کو مار ڈالا لاشے تڑپ
رہے ہین ابلاغ نے آواز دی یاروان سب کو رسنون اور کمندون مین گرفتار کرو ان
بیچارون پر بھی کمندین پڑنے لگین دیوانہ شریر مردم در مع ساتھ والون کے گرفتار ہوا وہ
طبل امان بجا کر پلٹ گیا ہرکارون نے یہ خبر رستم کو پہونچائی رستم نے کہا ہم تو منع کرتے
تھے کہ یہ دیوانہ طلاے پر نہ جاے اُسنے نہ مانا آخر جا کر گرفتار ہوا اے سمک بڑھکر خبر تو لو
سمک واسطے خبر کے چلا تھوڑے عرصے مین پلٹ کے آیا عرض کی سالوس نے مارا گیا
دیوانے کی ایسی جو بدست پڑی کہ برا حال ہو گیا ابلاغ نے دیوانے کو کمندون سے
گرفتار کر لیا اب اُسنے قید کیا ہی حکم دیا ہی کہ کل سویرے میدان جنگ کی تیاری ہو دیوانہ قیدخانے
مین زنجیرین ہلا رہا ہی رستم نے کہا میری زندگی مین دیوانے کو کون قتل کر سکتا ہی اے سمک
ہمکو وقت پر خبر دینا سمک بصورت مبدل داخل لشکر کفار ہوا پھرنے لگا ابلاغ جو اس
معرکے سے پلٹ کر آیا آتے ہی ایک عرضی بخدمت نسترن جادو لکھی جسکا مضمون یہ تھا
کہ غلام بموجب حکم جو آکر پہونچا طرف سے کہکشان جادو کے سالوس نامے ایک
پہلوان آیا ایسا جاہل اجل تھا کہ غلام سے تکرار کرنے لگا آخر دیوانہ شریر مردم در کے
ہاتھ سے مارا گیا مین نے دیوانے کو گرفتار کیا ہی کسی جادوگر کو روانہ کیجیے مین نے رستم
کو بھی روکا ہی آگے نہ بڑھنے دونگا نسترن جادو باغ نسترن مین بیٹھی ہے جادوگر نہان
اُسکے پاس بیٹھی تھین ہلال انجم پیشانی نے ذکر دیوانے کا سُنا کہ چار سو دیوانون سے وہ

دولا کھ پر آگرا اتنی فوج کو قتل کیا ازسالوس بھی مارا گیا ابلاغ باقی ہے اپنے مقام سے
اُٹھی کہا اے ملکہ عالم کنیز جاکر طلسم کشا کو روک لیگی ابلاغ تو بہ قوت روکیگا مگر میں سحر سے
روکونگی طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکیگا ہلال انجم پیشانی کو ساٹھ ہزار جادوگرنیوں سے لشکرن
نے روانہ کیا ابلاغ اپنے مقام پر بیٹھا ہے اسکو چونکہ خوف ہے کہ ایک رفیق طلسم کشا کا ایسا
آکے لڑا اگر کل رفقا کو لیکر طلسم کشا آپڑا تو کون روک سکیگا یقین ہے کہ اپنے رفیق کو رہا
کر لیجائیگا کہ دفعۃً آسمان سے پرفین چمکین ہلال انجم پیشانی ساٹھ ہزار جادوگرنیوں سے
آکر ہویدا ہوئی ابلاغ خوش ہو گیا کہا اے ہلال خوب وقت پر آئین آج میرا ارادہ تھا کہ میدان جنگ
کی تیاری کروں دیوانے کو قتل کر ڈالوں لیکن خائف تھا کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا آجاے
ہلال نے کہا ذرا دیوانے کو بلواؤ میں دیکھونگی ابلاغ نے حکم دیا داروغہ جیل خانہ سر زنجیر
تھام کر دیوانے کو لایا دیوانہ بل کرتا ہوا دربار میں آیا ہلال کی جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان
سبزہ رنگ گلے میں طوق زرین پڑا ہوا خوف کا نام نہیں زنجیریں ہلاتا ہوا دربار میں آیا
بہ طریق اہل اسلام صاحب سلامت کی ہلال کی نگاہ جو دیوانے پر پڑی بیقرار ہو گئی پہلو
بدلنے لگی پیشانی پر پسینہ آگیا کہا اے ابلاغ تو نے بڑا کمال کیا اس شیر کو کیونکر گرفتار کیا
ابلاغ نے کہا کمندوں سے گرفتار ہوا کیا رو کے سے رکتا تھا گرتے گرتے کئی سو جوان
مارے جب بیہوش ہو گیا تب بہ مشکل تمام گرفتار ہوا سیکھے قید خانے میں بھیجا ابلاغ
نے ہلال کی خاطر کے واسطے گائنوں کو بلایا گائنیں سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ
بجوش و خروش گانے لگیں نظم

ہوس یہ رہ گئی دل میں کہ مدعا نہ ملا — بہت جہان میں ڈھونڈھا پر آشنا نہ ملا
ہوا ہی کون سا معشوق باوفا اے دل — گلہ عبث ہے اگر وہ ملا ملا نہ ملا
عجیب قسمت بد تھی شب فراق میں ہم — کمال ڈھونڈھ پھرے خاک قضا نہ ملا
ندی تو ہاتھ سے ہوں ضعف میں میرے رنگ حنا — ہوائے شوق فنا میں جہان اڑا نہ ملا
جواب دیگی بھلا روز بازپرس تو کیا — اڑا اڑا کے ہمیں خاک میں صبا نہ ملا
وہ کشتہ نگہ قہر تھا کہ محشر میں — مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا

غریق بحر ستم عمر کی ہوئی کشتی | بہت سا ہمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا
کمال عیش و جوانی و ملک و مال و طرب | یہ سب ملے ہمیں پر یار باوفا نہ ملا
عجیب جوش جنون میں ہوئی تھی پامالی | کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا
جیے ہزار تمنا سے کیوں نہ بے کلکے | کہ خار کو کوئی ہمسا برہنہ پا نہ ملا
بہت ہی کرتی رہی باغ دہر میں گلگشت | پر اپنی بلبل دل کو نسیم سا نہ ملا

یہ اشعار عاشقانہ جو گائن نے گائے ہلال کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے ابلاغ نے پوچھا کیون ملکہ ہلال مزاج کیسا ہی ہلال نے کہا اے ابلاغ کچھ حال نہ پوچھو طبیعت خودبخود گھبرائی ہی پریشانی سامنے آتی ہی اب اس طلسم کا بچنا دشوار ہی طلسم کشا صاحب زور و طاقت ہی کیسے کیسے سردار جمع ہین کہ اُسی وقت ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے پہلوان دوران اسوقت دربار مین طلسم کشا کے عجب ہنگامہ ہی ملکہ شہرت مرجع پوش نے ہلال انجم پیشانی کے آنے کی جو خبر سُنی اپنے مقام سے اٹھی ہین اور کہتی ہین کہ دیکھون تو ہلال کیا کرتی ہی مین برائے رہائی شہریہ مردم در جاتی ہون دیکھون کہ بی ہلال میرا کیا کرینگی ایک طرف سے جہلال سرکش یہ کہتا ہوا اُٹھا ہی کہ اے ملکہ عالم ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو مناسب نہین ہی کہ لشکر دشمن مین جایئے آفتاب فلک سیر کاہن نے اُٹھکر دونون کو روکا اور کہتا ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین شہریہ مردم در کو مجھے بھیجے اس سہولت مین رہا کرون کہ کسیکو خبر بھی نہ ہو ماہی سحر یہ کہتی ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین عرق ریز ہوکر جاؤن دیوانے کو رہا کرلاؤن اور کسیکو نہ معلوم ہو جو بولیگا اور رد کیگا سمجھ لونگی اور عیوق یہ کہتا اُٹھا کہ ہم کس دن کے واسطے ہین جاروق کہتا ہی مین اسیوقت جا کر قیدخانہ مین گھس جاؤن رفیق کو مع جملہ ہمراہیان رہا کرلاؤن مگر طلسم کشا نے بہ نرم زبانی سب کو روکا ہی کہا تم لوگ ایسے ہی جانباز اور سرفروش ہو کیونکر نہ دریاے جرأت کا جوش ہو ابلاغ کو ارادہ کرتے دو دیوانے کی سزا ہی کہ ہمنے منع کیا تھا کہ مقدمہ لشکر کفار مین دخل نہ دینا اُسنے ہمارا کہنا نہ مانا آخر یہ روز سیاہ دیکھا جسوقت وہ قصد کریگا کہ اُسکو قتل کرین اُسی وقت مین جا پڑونگا سب تو رکگ گئے مگر بی شہرت نہین رکتین انکا ارادہ ہی کہ آپ جائین کئی سرافسران

فوج لیے ایسے ایسے ساحر بکار رہے ہیں ای پہلوان دوران کچھ تدبیر کیجیے ابلاغ نے جو یہ خبر
سنی کہا کیوں ملکہ ہلال اب کیا تدبیر کروں اگر تمہاری خوشی ہو تو دیوانے کو لیکر بخدمت
شعرن چلا جاؤں وہاں انکو اختیار ہے ہلال نے جواب دیا کہ ای ابلاغ طلسم کشا جانے دیگا
راہ میں جاکر روکیگا معرکۂ عظیمہ پڑیگا مگر میں بڑھکر ایک حصار سحر بناتی ہوں کہ کوئی ساحر
نہ آسکے اگر طلسم کشا آئیگا گرفتار ہونگی مشکل یہ ہے کہ تحفے انکے پاس موجود ہیں ابلاغ ملکہ
سے تحسین کرنے لگا کہتا ہے کہ ای ملکہ عالم تم حصار سحر بناؤ روکنے کی ساحروں کے تدبیر کرو
یہ سنکر ہلال اپنے مقام سے اٹھی اس حیلہ سے در زندانخانے پر آئی اور نگہبانوں سے
کہا ہوشیار رہنا دیوانہ نے جو قید خانے سے ہلال کو دیکھا زنجیریں ہلانے لگا پکار کر آواز
دی ای ترک ذرا ہنسے تو نگاہ ملا شرما کر ہلال نے آنکھ سے اشارہ کیا خاموش رہو دیوانہ
بھی اشارے کرنے لگا اور پکار کر آواز دی ای مہ جبین ذرا میرے پاس آکر بیٹھ جا بلبلا کر
یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا۔ نظم

مزا دیوانگی کا زیر شمشیر دو دم نکلا — کہ زنجیر ہوا سنکر مرے سینے سے دم نکلا
جبین سائی کو ہم کس حوصلے پر آپ تک آئے — نہ بل زلفوں میں کم پایا نہ کچھ ابرو سے خم نکلا
بڑے ثابت قدم یاران اپنا دوست ہوتے ہیں — کہ اشک دیدہ سے لخت جگر ہوکر بہم نکلا
نہ ڈوبی کشتی افلاک جوش چشم گریاں سے — بہت سمجھے تھے اس دریا کو ہم افسوس کم نکلا
غضب کیا کیا نہیں لائی نگاہ شرم زا تیری — جسے ہم لطف سمجھے تھے وہ آخر کو ستم نکلا
پکارا مجھکو وان اسکو ہوئی منظور جس جا کا — جو نکلا نام بھی میرا تو مانند قسم نکلا
وہی زور جوانی میں ابھی پشت خمیدہ کی — کمان آسمان پیر کا ابتک نہ خم نکلا
نہ چھوڑا خاک نے جز خاک کچھ انکا نشان باقی — نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا
ابھی پردے میں ہو جیسے پیام مرگ آتے ہیں — قیامت اور آئیگی اگر باہر قدم نکلا
زمانہ مسکون سے ای نسیم آباد ہی اجڑ — بہت ڈھونڈھا مگر کوئی نہ ارباب کرم نکلا

اس رنگ سے دیوانے نے یہ اشعار پڑھے کہ ہلال انجم پیشانی کا چہرہ چمکنے لگا اور اختر
اقبال اوج پر آیا سمجھی کہ اس دیوانے کو بھی مجھ پر توجہ ہوئی بڑے جلیل کا رفیق ہے

حقیقت مین اس دیوانہ مزاج کو کیونکر زیر کیا آخر ٹہلتی ہوئی قریب دیوانے کے آئی دیوانہ
زنجیر ہلانے لگا قیدخانے مین اُچھلتا ہی کودتا ہی دمبدم یہی کہتا ہو اے جان جہان و اے
آرام دل مشتاقان تجھکو دیکھکر میری جان نکلی جاتی ہی کوئی ایسی تدبیر کر کہ مین اور تو ایک
پاس رہون یہ سُنکر ہلال نے کہا نہ گھبرا مین تیری رہائی کی تدبیر کرتی ہون قصد کر رہی ہو کہ سحر کرکے
نگہبانون کو بیہوش کرون دیوانے کو نکال لیجاؤن قضائے کار نسترن جادو جلسے مین اپنے
بیٹھی ہی اور سب مصاحب جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ ہلال واسطے روکنے طلسم کشا کے گئی ہے
ابلاغ ایسا پہلوان ہلال ایسی ساحرہ اُسنے جاکر ایسا سحر کیا ہوگا کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ
سکینگے اُسکی بہن نجم جادو بیٹھی ہی اُسنے کہا ملکۂ عالم یہ تو ارشاد فرمائیے کہ طلسم کشا صاحبِ لوح
و حاکم تحفہ جات اُسپر سحر کیونکر تاثیر کریگا بڑی مشکل پڑیگی یہ تو کتاب مین دیکھیے کہ اسوقت
ہماری بہن کیا کر رہی ہین نسترن نے جھولی سے کتاب نکالی اُسکو کھولا مضمون دیکھکر منہ
پیٹ لیا نجم نے پوچھا حضور خیر تو ہی کہا اور غضب دیکھو دیوانے کو دیکھکر دیوانی ہوئین
قیدخانے مین اُسکے پاس بیٹھی ہین نگہبانون پر سحر کیا چاہتی ہین نگہبان بیہوش ہوسے
اور وہ دیوانے کو لے نکلین اے نجم تو جا جوٹی پکڑ کے کھینچتی ہوئی لا وہ سزا دون کہ دیکھنے والون
کو بھی عبرت ہو کبھی کوئی ملازم ایسی حرکت نہ کرے ہمارا خوف بالکل دل سے بھلا دیا سحر
کیا چاہتی ہین اُس دیوانے نے جو وحشیانہ کلام کہے بس گئین رات کو گانا سُننا اور
زیادہ بیقرار ہوئین غزل عاشقانہ سُنکر روتی تھین نجم نے کہا مین ابھی جاکر لاتی ہون اس
ذلت سے لاؤن کہ دیکھنے والے عبرت کرین یہ کہکے سامنے سے نسترن کے اُٹھی نسترن نے
کہا ایسا نہو اُسکے ساتھ کی فوج بگڑ جائے اور تمھارے ساتھ فساد کرے نجم نے کہا کیا مجال ہی
کہ کوئی بول سکے جاتے ہی گرفتار کر لونگی نسترن نے کہا قیدخانے مین جاؤ کہ خطا اُنکی ثابت
ثابت ہو نجم جادو پر پرواز پیدا کرکے چلی مگر نسترن کو فکر ہوئی کہ ایسا نہو نجم گرفتار ہو جائے
تو باعث خرابی ہی بارہ ہزار جادوگر جمع کیے افسر اُنکا مسکین جادو ہی کہا اے مسکین جلد
جاؤ اگر نجم جاتے ہی ہلال کو انگشت نما کر دے تو تم الگ رہنا اگر کچھ خرابی ہو تو تم بھی
شرکت کرنا مسکین نے کہا مجھکو دیکھتے ہی بی ہلال کا پیدہ ہو گی آپکا حکم قضا شیم کی سکی

مجال ہی کہ آپ کے حکم مین دراندازہو یہ کہکے مسکین تخت پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر اسکے
تخت کے ساتھ چلے وہان ہلال انجم پیشانی چپکے چپکے نگہبانون پر سحر کر رہی ہے
نگہبان کہتے ہین کیا ٹھنڈی ہوا چلی دیکھو یارو ابر بھی آسمان پر آتا ہی جی چاہتا ہی سو رہین
نیند آرہی ہی طبیعت گھبرا رہی ہی کوئی بیٹھے بیٹھے بیہوش ہوا کوئی لیٹ گیا بعضے ٹھنڈی
ہوا کھاکر ایسے بدحواس ہوے کہ گانے لگے نظم

کس پری رو کا انتظار ہی آج — دل مرا سخت بیقرار ہے آج
جلوہ گر میرا گلعذار ہے آج — بلبلو باغ مین بہار ہے آج
آہ کی برق کوندجاتی ہی — ابر ترچشم اشکبار ہے آج
شوق سے آ ادھر کمان ابرو — مرغ روح روان شکار ہو آج
تیرے آتے ہی دیکھ راحت جان — جین ہی صبر بے قرار ہے آج
وصل گلرو سے عیش باغ مین ہی — باغیون کو کمال خار ہے آج
فخر تھا کل تو مجھسے ملنے کا — کس لیے تکو ننگ و عار ہی آج
دھیان ہی کاکل پریشان کا — ایسلیے دل کو انتشار ہے آج
قتل گہ مین جو خاک اڑتی ہے — گرم رو کوئی شہسوار ہو آج
لب معشوق دیکھ تیر نظر — تودہ دل کے صاف پار ہو آج
کہنا قاصد سے اسکے جینے کا — وعدۂ وصل پر مدار ہے آج
درد ہو کیون نہ اپنے پہلو مین — غیر سے یار ہمکنار ہے آج
ہجر گلرو مین سیر باغ کہان — نکہت گل بھی ناگوار ہے آج
عندلیبو مقام ناز ہے یہ — غیرت گل گلے کا ہار ہے آج
مین نہین ہجر یار مین تنہا — غم دلدار غمگسار ہے آج
دھیان مین کسکی چشم میگون کے — کہو رعنا ہمین خمار ہے آج

بعض یہ اشعار پڑھ کے بجائے جانے ہن کہتے ہین ہم نگہبانی دیوانے کی نہ کرینگے درحقیقت
پر ایک ہنگامہ ہی ہلال بیٹھی ہنس رہی ہی دیوانے سے کہتی ہی نہ گھبرا مین تھوڑے

عرضے مین ان سب کو ہٹائے دیتی ہون تجھکو لیے چلتی ہون دیوانہ بھی خوشی کر رہا ہو معشوق کو
دیکھکر ہنس رہا ہو قضاے کار ہلال چاہتی ہو کہ دیوانے کو رہا کردون یہ اُڑتا بھرتا نکلجائیگا
مین اسکے عقب مین جاؤن جو روکے اُسکو دیوانہ کردون ابلاغ بیر دندان بارگاہ مین اپنی
بیٹھا ہو قضاے کار بارگاہ سے نکلا دیکھا در قید خانہ پر کچھ لوگ سورہے ہین کچھ دیوانہ وار
وحشی مثال اشعار پڑھتے پھرتے ہین اور ہلال قید خانے مین بیٹھی سحر کررہی ہو ابلاغ نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبراگیا پکار کر آواز دی ای ہلال یہ کیا کیا تمنے نگہبانون کو سُلا دیا یہ دیوانہ وار
کیسے پھر رہے ہین ہلال نے آواز دی تم انکا ساتھ کیون نہین دیتے یہ جو ہلال نے کہا ابلاغ
اپنے آپ سے باہر ہوگیا پکار اُٹھا ای ہلال صاف تو یہ ہو نظم

جسنے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار — کب خوش آتی ہو اُسے ای دوست گلشن کی بہار
اسقدر نازان نہ ہو یہ رنگ گل ہو بے ثبات — چار دن کے واسطے بلبل ہو گلشن کی بہار
فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی کے دوش — دل ٹھکانے ہو تو دیکھین جل کے گلشن کی بہار
کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی — عارض گل کیطرح مہمان ہو گلشن کی بہار
جلوہ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہو عکس — برق تابان کی چمک دیتی ہو دامن کی بہار
کیون خفا ہوتا ہو چھینٹون سے لہو کی بار بار — اور بڑھ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار
گر نہین کوئی نہ ہو باقی ہو کسکو احتیاج — دیکھتی ہو بیکسی اب میری مدفن کی بہار
کیون نہ صدقے جایئے ای دل ہجوم داغ کے — کم نہین ہو جلوہ گلزار سے تن کی بہار
ہان اُٹھا اب پردہ رخسار روشن ای پری — دیکھنے آئے ہین ہم بھی تیرے جوبن کی بہار
مثل پیراہن ہوئی ہو زیور وحشت کی قدر — کم گریبان سے نہین ہو طوق گردن کی بہار
سوز فرقت سے بھڑک اُٹھتی ہو جب سینے مین آگ — گرد ہو جاتی ہو اکثر شمع روشن کی بہار
داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہو نسیم — دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ابلاغ یہ اشعار پڑھ کے وجد مین ہو مصاحب اسکے یہ حال دیکھکر دوڑے کہتے ہین اے
پہلوان دوران آپکے قاعدے کے بہ خلاف ہو ہلال نے اُنپر بھی سحر کردیا کہ سب مصاحب
بھی اشعار پڑھ کے ناچنے لگے اب قصد ہوا کہ دیوانے کو قید سے رہا کردون ہنسکر کہا ای رفیق

طلسم کشا تو نے دیکھا کہ ان سب کا کیا حال ہوا اگر دس بیس ہزار آدمی ہون تو سبکا یہی حال
کرون میرے سحر سے کوئی بچ سکتا ہی اتو نکلجا دیوانہ اُچھلنے کودنے لگا کہ آسمان پر برق جلی
نجم جادو اُسوقت آکے پہونچی کہ اسنے آسمان سے دیکھا ابلاغ ناچ رہا ہی گرد اسکے مصاحب
چرخ مار رہے ہین ہلال اپنے مقام سے اُٹھی چاہتی ہی دیوانے کو رہا کرون نجم نے وہین سے
للکارا او شوخ دیدہ اسی واسطے تجھکو ملکہ نسترن نے بھیجا تھا کہ دیوانے کو رہا کیا چاہتی ہے
خبردار اُسکے قریب نہ جانا اگر اُسکو رہا کیا تو آفت برپا ہوگی تیرے افعال قبیحہ کی خبر ملکہ نسترن
کو ہوگئی مجھکو بھیجا ہی بہتر یہ ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے اور چلکر حاضر خدمت ملکہ نسترن
ہو ہلال نے کہا مین کیا نسترن کی لونڈی ہون ملازمت نہین کرتی مین اُسکے پاس نہ جاؤنگی
یہ سُنکر نجم نے ایک گولہ مارا ہلال نے گولہ کاٹا کٹتے ہی اُسمین سے دھوان نکلا وہ دھوان جو سونگھا
ہلال کے لگا چرخ کھا کر گری بیہوش ہوگئی نجم تڑپ کے آسمان سے گری چاہا کمر مین ہلال کو لیکر
لے اڑون دیوانے نے جو دیکھا کہ معشوق ذلیل ہوتی ہے اپنے مقام سے اُٹھا للکار کر
آواز دی ہر چند کہ تو بھی نزرک ہی مگر میری یہ نزرک نہایت حسین و جمیل ہی تجھسے زیادہ شکیل
ہی مین تجھپر توجہ نہین کرتا خبردار اسکے قریب نہ آنا نجم نے دیوانے کی بات کا جواب نہ دیا
چاہا جھپٹ کر اسکے بال پکڑون کھینچتی ہوئی لیجاؤن دیوانے نے غصے مین ہکہ مارا کہ ہتھکڑی
ٹوٹی خانہ زور مین آکر قید کو توڑ کے پھینک دیا طرف نجم کے جھپٹا نجم سمجھی کہ ہاتھ ہلا دونگی
دیوانہ گر پڑیگا دیوانے نے جھپٹ کر ایک دانۂ زنجیر مارا کہ نجم کا سر پھٹا لڑکھڑا کر گری
اندھیرا ہوگیا ہلال کو ہوش آیا آواز آئی کشتی مرا نام من نجم جادو بود اب جو ہلال اُٹھی دیکھا
دیوانہ کھڑا جھوم رہا ہی لاشۂ نجم زمین پر پڑا ہی کہا ای یار وفادار اس مکارہ کو کیونکر مارا دیوانے
نے کہا قید توڑ کر ایک زنجیر ماردی اسکا سر پھٹ گیا اب ابلاغ کہہ رہا ہی ای ہلال تو نے
غضب کیا کہ فرستادۂ نسترن اپنی بہن کو مارا ہلال بڑھی کہ ابلاغ کو قتل کرون دیوانہ منع
کرتا ہی کہ ای ملکۂ عالم تم تکلیف نہ کرو مین اس سے سمجھ لونگا دیکھتے ہی کا اسکا قد و قامت
ہی ایک چوبدست اسکے واسطے کافی ہی یہ کہکے جھومتا ہوا چلا یکایک آسمان سے نعرہ
ہوا منم مسکین جادو او دیوانے مجہول ابلاغ پر نہ جانا ارے نجم جادو کو کسنے مارا

ارے یہ مصاحب نسترن تھی یہ کہکے مسکین جادو نے سحر کیا کہ دیوانہ رُک گیا پانوٗن زمین
نے تھام لیے ہلال نے پڑھکر سحر کیا دیوانے کو رہا کیا مگر فوج کو مسکین نے اشارہ کیا کہ
ان سب کو گرفتار کرلو کل فوج نے حملہ کیا ہلال کی فوج نے جو دیکھا وہ بھی سب دوڑ پڑی
دونون لشکر آپس مین ملگئے سحر چلنے لگا مگر ہلال چمک چمک کے گرنے لگی جب تڑپ کر
گری ہزار دو ہزار کے سر اُڑا دیے مسکین کو کہ ہلال سے سحر مین کم ہی خوف ہوا کہ
ایسا نہو میرا بھی سر اُڑا دے بھاگا بھاگا پھر رہا ہے قضاے کار رہتر سمک یلداقی
یہ سب معاملہ دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ ہلال پر سب طرف سے حملہ ہی دیوانہ چپکا
کھڑا ہی چہ بدست کو ہلا نہین سکتا یہ رنگ دیکھکر سمک بھاگا اُسوقت پہونچا کہ زرستم
دربار مین بیٹھے ہین تمام ساحر جمع ہین ملکہ شہرت کہ رہی ہین کہ حضور نے کنیز کو کل روک
لیا ورنہ ابتک یہ پہلوان بھاگ جاتا یا اگر موت دامن گیر ہوتی تو مارا جاتا کہ سمک آکر پہونچا
سمک نے ہاتھ اُٹھاکر دعا دی فرد - ای زابر رحمت خرم گل بستان ما + گفتگو سے حرف
عشقت مطلع دیوان ما + شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے عجب
طرح کا ہنگامہ لشکر کفار مین ہی آپس مین تلوار چل رہی ہی آپکے دیوانے پر بی بی ہلال عاشق
ہوئی ہین نسترن کو جب یہ معلوم ہوا تو اسنے اپنی بہن نجم جادو کو بھیجا اُسنے آکر ایسا سحر کیا
کہ ہلال بیہوش ہوئی دیوانے نے اُٹھکر نجم کا سر پھاڑ ڈالا اب مسکین جادو نے آکر اُسنے ہلال
کو گھیرا ہی کہ ہلال انگشت نما ہو رہی ہی پریشان پریشان لڑ رہی ہی یہ سنکر شہرت اپنے
مقام سے اُٹھی کہا حضور ایسا نہو رفیق آپ کا مارا جاے تو باعث خرابی ہوگا کہ آفتاب
فلک سیرا اپنے مقام سے اُٹھا کہا ملکہ تم نہ جاؤ مین جاکر دیوانے کو لاتا ہون شہرت نے
ہاتھ باندھکر عرض کی اسوقت کی گستاخی معاف فرمائیے گا یہ کہکے بلند ہوئی اُسوقت جاکے
پہونچی کہ سب ساحرون نے ملکر ہلال کو زخمی کیا سر سے خون بہ رہا ہی مگر مصروف جنگ دیوانے
کو جو پریشان دیکھتی ہی پکار کر آواز دیتی ہی کہ او صاحب تمسے رخصت ہوتے ہین تم پر نثار ہوے
افسوس ہی حسرت وصل لیکر پردۂ دنیا سے چلے دیوانہ ان باتون کو سنکر چیخین مارکر روتا ہی ہرچند
چاہتا ہی بڑھون جاکر معشوق کو بچاؤن مگر ایسا سحر مین مبتلا ہی کہ زمین سے پانوٗن نہین

چھوٹتے شہرت نے وہین سے سحر کیا کہ دیوانے کے پاؤن زمین نے چھوڑ دیے آواز دی ای شریر مردم در تو رفیق طلسم کشا ہو لڑتا بھڑتا نکلجا دیوانے نے رو کر آواز دی ای ملکہ شہرت کیونکر نکلجاؤن نزدک میری گھری ہوئی ہے اگر نزدک پر کوئی صدمہ پہونچا تو تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگا اس نزدک کے واسطے میری جان تک حاضر ہے نزدک سے کوئی شی عزیز نہین اسطرح دیوانے نے بیچین ہو کر کہا کہ ملکہ شہرت ہنس پڑین کہا ای شریر مردم در مین تیری معشوقہ کو بھی نکالتی ہون یہ کہکے طرف ابلاغ ببر دندان کے دیکھا پکار کر آواز دی ای ابلاغ ببر دندان مقام تعجب ہے کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو ذرا نگاہ اٹھا کر تماشہ دیکھو جیسے ہی ابلاغ نے سر اٹھایا ملکہ شہرت نے نگاہ سحر آگین ڈالی ہاتھون مین گجرہ پھولون کا بندھا تھا وہ گجرا پھولون کا کھولکر طرف ابلاغ کے پھینکا ابلاغ چپ ہوا پکار کر شہرت نے آواز دی ای ابلاغ ذرا ادھر دیکھو جیسے آنکھ ملاؤ اسقدر جیسے آنکھین بچراؤ ابلاغ نے سر اٹھایا ایک معشوقہ مہ جبین کو دیکھا دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوئے زیور جواہر پہنے ہوئے سیم تن غنچہ دہن رشک چمن سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار ماہ رخسار رنگ گل عارض پر نثار دیکھتے ہی ابلاغ غل مچانے لگا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی ابتو آپ کے چاہنے والے کا یہ حال ہے

نظم

کھو چکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم　　ہو گئے آغاز محبت ہی مین انجام کو ہم
لن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سُنکر　　دیکھتے روز ہین آ آ کے ترے بام کو ہم
پہلے تو عاشق عارض تھے اور اب بندۂ زلف　　صبح کے بھولے ہوئے آئے مگر شام کو ہم
خوب انصاف ہے سرکار مین ماشاء اللہ　　مہربانی کے لیے غیر ہین دشنام کو ہم
مرغ جان کے لیے مانع قفس چرخ نہین　　توڑ کر صاف نکلجائینگے اس دام کو ہم
جلوۂ کثرت و وحدت ہے حقیقت مین ایک　　خاص کو عام کہین خاص کہین عام کو ہم
دیر مین یار ملا کعبہ جو ادین رعنا　　کیون سلام اب نہ کرین کعبۂ اسلام کو ہم

دیوانہ وار وحشی مثال ابلاغ یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ شہرت کے چلا شہرت نے آواز دی مسکین کا سر لا طرف مسکین کے ابلاغ چلا للکارتا ہوا او ساحر ناکام

ہمارے غلام مطعون خاص و عام ادھر آئیں تجھکو سزا دونگا مسکین نے جو ابلاغ کو
آتے ہوئے دیکھا کہ تلواریں مارتا ہوا آتا ہی ادھر اور ساحروں کو شہرت نے اشارہ کیا
کہ مسکین کو مارو سب ساحروں پر گجرہ پھینکا سب بر بھول رہے سب مبہوت ہو گئے مسکین
پر سب نے بلوہ کیا مگر ابلاغ لڑتا بھڑتا قریب مسکین کے پہونچا پکار کر آواز دی او نامرد کہاں
جاتا ہی مسکین نے دیکھا ایک طرف سے ابلاغ آتا ہی تین جانب سے فوج نے بلوہ کیا ہی
حیران ہوا کدھر جاؤں کیونکر بھاگ کر نکلوں آخر گھبرا کر طرف ابلاغ کے پلٹا ابلاغ پر سحر کیا
یہ تو سحر میں ملکہ شہرت کے ہی سحر اُلٹا پلٹا مسکین حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی سوچکر ایک جانب
بھاگا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نعرہ کر کے سامنے آئی کہا ای مسکین کیوں گھبراتا ہی
منم محن جادو فرستادہ ملکہ نسترن یہ کہکے تین طرف ماش کے دانے پھینکے شہرت کا سحر
جو ساحروں پر تھا سب کو ہوش آیا اور پکار کر آواز دی ای مسکین ہم تیرے تابعدار ہیں
تجھپر جو قصد کیا اُسکا یہ باعث تھا کہ اپنے ہوش میں نہ تھے جی چاہتا تھا تجھکو قتل کریں اب
ذی ہوش ہوئے تیرے غلام حلقہ بگوش ہوے مسکین نے آواز دی شہرت و ہلال
کو مارو نوجوں نے طرف ہلال کے بلوہ کیا چاہتے ہیں ہلال کو پکڑ لیں ہلال نے بہ نگاہ
یاس طرف شہرت کے دیکھا اور پکار کر آواز دی بی بی اس کنیز کو بچائیے لا کہ ساحروں نے
تجھپر بلوہ کیا یقین ہی گرفتار کر لیں ملکہ شہرت نے بڑھکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی محن جادو نے
لکہ ابر پیدا کیا ایسا پانی برسایا کہ سب آگ بجھ گئی جو سحر شہرت نے کیا محن نے اُسکو مٹایا
ایک تلوار پھینک ماری آسمان پر جا کے تلوار چمکی کڑک کر شہرت پر گری کہ شہرت کا
شانہ نشانہ ہوا شہرت جو زخمی ہوئی اتو محن نے ہلال کو بھی زخمی کیا ہلال کا زخمی ہونا
کہ اسنے دل طرف خدا کے رجوع کیا پکار اٹھی ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعائی کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شدہ دہم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا

ای خالق ارض و سما و ای رب دوسرا میں نے تیرے مذہب کو اختیار کیا کنیز کا خاتمہ
ہوتا ہو جلد مدد کر اس بلا کو رد کر فرد — شاہا ز کرم برمن درویش نگر + بر حال من خستہ

دلریش نگر۔ ادھر ملکہ شہرت عرض کر رہی ہیں کہ ای مالک بے نیاز و ای خالق کارساز و واقف
اخبر ہی عین وقت پر جمال بے مثال رستم کو دیکھ لوں فراق میں کنیز کا عجیب حال ہو
اسوقت قلب پر ہجوم غم و ملال ہی۔ نظم

وہ دیوانہ تھا میں جسکا ہوا غم اہل عالم کو ｜ پریزادوں نے اپنے بال کھولے میرے ماتم کو
عداوت پاک دامن سے بھی ہی ابنائے عالم کو ｜ کیا ملعون معاذ اللہ بدکاری سے مریم کو
مثال غنچۂ مادر خون دل پیتا ہی غیرت سے ｜ دیا کیا وصل اللہ نے فرزند آدمؑ کو
کیا باغ و بہار آتش کو ابراہیمؑ پر جسنے ｜ گل و گلنار کر سکتا ہے وہ نار جہنم کو
محیط حسن و خوبی ہو سراپا یار زیبا ہے ｜ کہوں میں دو حباب بحر خوبی اُسکی محرم کو
میں دیوانہ ہوں اُس شنگ پری کا دیکھ کر جسکو ｜ سلیمانؑ نذر کی خاطر اُتارے اپنی خاتم کو
بجھے وہ تیغ ابرو راست بازوں کیطرف کیونکر ｜ بنایا ہی نہیں استاد نے تعظیم کے خم کو
بجا ہی جو کہوں محراب کعبہ اُسکے ابرو میں ｜ اگر تشبیہ دوں چاہ ذقن سے چاہ زمزم کو
گلیم فقر کو کیوں دوش پر ہم ڈال لے اے رند ｜ اگر کمل سے بہتر جانتے کمخاب و شبنم کو

شہرت کی بیقراری یاد رستم میں اشکباری کہتی ہی ای خالق لیل و نہار میرا حال تجھپر ظاہر ہے تو
میرے باطن سے بخوبی ماہر ہی کہ سمک نے جاکر رستم کو خبر پہونچائی کہ ای شہریار شہرت و ہلال
گھر گئیں دیوات زخموں میں چور ہے مگر شیرانہ لڑ رہا ہی ہر مرتبہ حضور کو پکارتا ہی رستم نے
فوراً تیغۂ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا مرکب تیار ہوکر آیا رستم نے خانۂ زین کو مثل
خانۂ آفتاب کے روشن کیا مرکب کو مہمیز کیا رستم کا چلنا کہ آفتاب فلک سیر وغیرہ سب
سوار ہوے مگر آفتاب آگے بڑھگیا اُسوقت آکے جھکا کہ محسن نے وہ سحر کیا ہی کہ شہرت
پر آگ برس رہی ہی شہرت ہر مرتبہ ہاتھ ہلاتی ہے پانی برساکر اپنے کو بچاتی ہے آفتاب
نے جو شہرت کو اِس حال میں دیکھا گھبراگیا قریب آکر آواز دی ای شہرت ہوشیار ہو
اسقدر نہ بیقرار ہو شہرت نے آنکھیں کھولیں آفتاب نے منھ پر ہاتھ پھیرا ظاہر میں
سب زخم اندمال پاگئے مگر باطن میں درد ہی رنج سے رنگ شہرت کی زرد ہو صدمۂ زخم
قلب پر ہی نہایت بیقرار و مضطرب ہے اُس حال میں پوچھا کہ ای آفتاب کیا باعث ہوا کہ

رستم تشریف نہیں لائے آفتاب نے ہاتھ اٹھاکر بتایا کہ وہ لڑتے ہوئے آتے ہیں رستم
بہت درہم و برہم کرتے ہوئے آتے تھے کہ ابلاغ بیر دندان سامنے آیا سحر شہرت سے
مبہوت ہو رہا ہی پکار کر آواز دی ای طلسم کشا فدا مردان عالم سے تو آنکھیں چار کیجے
مجھپر تو کوئی وار کیجے قریب رستم پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاو
سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکے گھوڑا جھکایا گینڈے سے اسکے مرکب اپنا ملادیا ہاتھ تیغۂ
ہفت جوہر کا مارا ابلاغ نے سپر تو اٹھادی مگر کمال پریشان ہو کہ نام تو اسکا سہ پر ہے
اگر ایک پر بھی ہوتا اُڑ جاتا تیغۂ ہفت جوہر چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے برق
شمشیر نے ابر سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچی ابلاغ زمین پر گرا تمام
ساتھ والے ٹوٹ پڑے ملکہ شہرت دیکھ رہی ہیں کہ رستم نے کئی سو پہلوان اُس مقام پر
مارے ایک غریو ہوا کہ طلسم کشا کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا اتنے بڑے پہلوان کو کس طرح
مارلیا دیوانے نے جو اپنے آقا کی آواز سنی پلٹ کے دیکھا آقا فرماتے ہیں کہ ای شیر مردم
نہ گھبرانا میں آپہونچا شیر مردم درسے جو آقا کو دیکھا یا تو سست تھا یا چالاک و چست ہوا
ارادہ درست ہوا جو بہ دست ہلاتا ہوا چلا ہلال نے جو لاشۂ ابلاغ دیکھا اور دیوانے پر
نگاہ پڑی خوش ہوگئی جی میں اپنے کہتی ہی آقا کو دیکھکر دیوانہ کیا مزے سے لڑ رہا ہے
محسن جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ طلسم کشا کے آتے ہی ہزار ہا ساحر دعیوق وجاروق
بغیر ساحروں کا لشکر ساتھ لیے آگرے اب محسن جادو گھبرائی دیکھتی ہے کہ ہلال میری فکر میں ہے
آفتاب فلک سپر آفتاب بنا ہوا چمک رہا ہی گرمی سے ساحران غدار بد حواس ہوش پر
بیاس سوچی کہ ای محسن نکل جاؤں اب لڑائی فتح نہ ہوگی سامان شکست ہی بھاگنے کا بندوبست
ری ملکہ نسترن نے کہکر بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلانا طلسم کشا پر سحر تاثیر نہیں کرتا لوح سے کلا
نیچ پڑی ہی یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے محسن جادو نکل گئی فوج کا ساتھ ستر ہزار ساحر مارا گیا
باقی ماندہ نے چاہا نکلجائیں آفتاب نے گھیر احصار کا ڈالدیا اُس حصار سے وہ نہیں
نکل سکتے فریاد کرنے لگے سب کے سب حاضر خدمت طلسم کشا ہوے پناہ مانگی طلسم کشا نے
پناہ دی سب مطیع الاسلام ہوے اُسی مقام پر طلسم کشا اُتر پڑے دربار آراستہ ہوا

سب سردار آکر بیٹھے صلاحین ہونے لگین شہرت نے عرض کی کہ آپکا باغ نسترن مین
پہونچنا واجب ولازم ہی دو چار دن آپ کو وہان رہنا ہوگا پھر مرحلہ جات کا پتہ ملیگا لوح
سب حال بتا ئیگی طلسم کشا کا ارادہ ہی کہ طرف باغ نسترن کے کوچ کرین مگر محن جادو جو
بھاگی راہ مین ایک مکان دیکھا کہ ایک ساحر زبردست مسند پر بیٹھا ہی کئی سو افسر گرد
فوجین گرد قصر کے اُتری ہوئی ہین محن جادو زخمدار تھی آسمان سے اُتر آئی اُس ساحر
مسند نشین نے پکار کر آواز دی ای محن جادو خیر تو ہی بی نسترن سے جنگ آغاز کر دی اور
ہمکو خبر نہ کی منم افتتاح جادو سلطنت نسترن ہمارے زور پر قائم رہی ہمیشہ مکر کرتے رہے
پہلوان بھیجے ساحر بھیجے کیا انجام ہوا آخر تم بھی شکست کھا کے آئین محن نے کہا ای افتتاح جادو
طلسم کشا کا ظاہر و باطن ایک رنگ پر ہی حقیقت مین طلسم کشا ایسا جری و بہادر ہماری
نگاہ سے نہین گذرا افتتاح نے کہا جب فرزندان جمشید دعوی خدائی پر ہفت پیکر کے
مقابلے مین آئے اور ہفت پیکر اس طلسم مین آیا ہم سب نے ملکر فرزندان جمشید کو پکڑ لیا
آجتک قید مین کیا طلسم کشا اُنسے زیادہ ہی جس روز قصد کرو نگا زمین ہلا دونگا یہ کہکے
محن کو بٹھایا ایک سحر کیا کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا دیکھا ایک ساحرہ تخت پر سوار کئی ہزار
کنیزین گرد تاج سر پر شعلۂ آتش نکلتے ہوے پتلہ سحر کا بنی ہوئی کسی طرف آگ برستی ہی کسی طرف
مینہ برس رہا ہی کسی جانب آندھی ہی کہین ڈرے چمک رہے ہین اس زور و شور سے وہ
ساحرہ آکر پہونچی افتتاح دیکھکر خوش ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا برائے استقبال آیا پکار کر
کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا اسی راستے سے آئیگا ای ملکہ
اختتام جادو تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا لوح پاچکے اختتام نے کہا صاحب تم نہ گھبراؤ بخوبی ہم
انتظام کر لین گے اس راہ سے نہ جانے دینگے وہ عورت بھی آکر پہلو مین اُس ساحر کے
بیٹھی کہا صاحب شراب کا چرچہ کرو ساقی بنے موجود ہوے گلابیان کھلنے لگین جام گردش
مین آیا ایک گائن شوخ و شنگ موسوم بہ نیرنگ سامنے افتتاح و اختتام کے بیٹھ کر
یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

دیکھ لینا شرط ہی شمشیر خاد ساز کا		بیبیجے جو رنگ عاشق کو نگاہ ناز کا

صوفیون کو وجد مین لاتا ہی نغمہ ساز کا
یہ اشارہ جسے ہی اُنکی نگاہ ناز کا +
گھنگھرو پڑھ جائیگی تقریر عیسے نے وکی
پڑ گئے سوراخ دل مین گفتگو سے یار سے
روح قالب سے جدا کرتا ہی قالب روح سے
مُنھ سے بے دل کے اشارہ کے نکلتا کچھ نہین
حیرت آنکھون کو ہی نظارہ مین اُس محبوب کے
یہ اشارہ کر رہی ہی ابروے خمدار یار
اے زبان کیجو نہ شرح حالت دل کا خیال
غیبت عاشق کے سننے کا دماغ اُسکو نہین
کا شکر بے مطلب مین سبب دو بے پروا ہو
کھینچ دیتا ہی شبیہ شعر کا خاکہ خیال
بندش الفاظ جڑنے سے نگون کے کم نہین

شبہہ ہو جاتا ہی پردے سے تری آواز کا
دیکھ لو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا
وہ لب جان بخش دم بھرتے ہین اب اعجاز کا
بے کنایہ کے نہین اک قول اُس طناز کا
ایک ادنے سا کرشمہ ہی یہ تیرے ناز کا
شل نہ محتاج ہی اپنا وہین دمساز کا
یہ نہین کھلتا کہ دل کشتہ ہی کس انداز کا
کام منھ چڑھتا ہی اس تلوار کے جانباز کا
منکشف ہوتا نہین بہتر ہی مخفی راز کا
بند ہو جاتا ہے سو سو بار دم غماز کا
روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا
فکر رنگین کام اُسیر کرتی ہے پرواز کا
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

یہ غزل جو برمحل گائی گئی اہل محفل خوش ہو گئے عاشق و معشوق مین بوس و کنار ہونے لگا
افتتاح نے کہا اے محن اب تم جاؤ مین ایسا سحر تمھارے ساتھ کردون کہ لشکر طلسم کشا غارت
ہو جائے محن نے کہا اے افتتاح اُس سرزمین پر جاکر وہ انقلاب دیکھا کہ اپنے بیگانے
ہو گئے افتتاح نے جھولی سے ایک طائر نکالکر دیا کہا اے محن یہ طائر مین چھوڑتا ہون
جسقدر سرداران طلسم کشا ہین یہ سبکو تمھارے پاس پہونچا دیگا تم لیکر خدمت لسترن
مین جاتا کہ لسترن تمسے راضی ہو ہم لوگ ہمیشہ ملک لسترن کی سلطنت کا انتظام کرتے رہے
اگر ہمارا قدم درمیان مین نہ ہوتا ابتک یہ طلسم کا زور نہ ہوتا کس کسنے نہین ارادہ کیا کہ
طلسم ہفت پیکر پر قبضہ کرے جب ہم تک وہ پہونچا ہمنے اختتام کر دیا کسی ساحر نے ہمارے
ملک مین آکر دباؤ نہین ڈالا اور ہم اپنے مقام سے نہین بڑھے یہین سے انتظام کر دیا لہذا
تم فوج لیکر جاؤ جاکر مقابلے مین اُترو یہ طائر جو اُڑ کر گیا ہی انکو زبان نہ ہلانا پڑیگا یہی طائر سب

انتظام کریگا بس تم اتنا کرو کہ مقابلے مین جا کر گروہ ہر روز ایک سردار تمھارے پاس آجائیگا
محسن جادو اپنے مقام سے اُٹھی ساٹھ ہزار ساحران کار آزمودہ ان زن و شوہر نے ساتھ
کر دیے محسن لیکر اس فوج کو چلی یہان طلسم کشا جو اس جنگ مذکور سے پہلے ہلال انجم پیشانی
کہ دیوانہ شریر مردم در بر عاشق ہوئی ہو زخمی ہو کر آئی ہو طلسم کشا نے ہلال کو شفاخانے مین
بھیجا صبح کو دیوانہ تنہا ہوا سامنے رستم کے آیا کہا کیون آقاے نامدار میری تزرک کو کیا کیا
مین نے رات تڑپ تڑپ کے کاٹی غلام کا عجیب حال ہو سب سردار ہنسنے لگے دیوانہ شرمندہ
ہوا سر جھکا کر کہا صاف صاف فرمائیے اگر میری تزرک نہ آئی ہو تو مین باغ نسترن جاؤن
اپنی معشوقہ کو لاؤن دیکھون تو کون روکتا ہو ملکہ شہرت نے کہا تمھاری معشوقہ کو ہم ساتھ
لائے مگر انتہا کی زخمی تھی اُسکو شفاخانے مین بھیجا ہو علاج اُسکا ہو رہا ہو جب صحت
پائیگی تمھارے پاس آئیگی دیوانہ بیتاب و بیقرار ہو کر طرف شفاخانے کے چلا شفاخانے
مین جو پہونچا دیکھا جراحون نے زخم کھولے ہین پٹیان چڑھا رہے ہین اُسنے جو بدست جراح
پر ماری جراح پر اتھا ہو کر رہگیا اور جراح اُٹھکر بھاگے دیوانے نے ہلال کو اُٹھا لیا
کاندھے پر سوار کیا ہلال چیختی ہے ارے دیوانے مجھے کہان لیے جاتا ہو اور کبھی اسکے
حرکات پر ہنستی ہو دیوانہ لیکر اُسے دربار مین آیا کہا آقاے نامدار میری تزرک تو بڑی مصیبت
مین تھی مین نے ایک جراح کو مار ڈالا معشوقہ کو اپنی لے آیا رستم اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہلال
کو کاندھے سے اُتار دیوانے نے کہا میری معشوقہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا کبھی مین بھی آپ کی
تزرک کو چھوتا ہون رستم نے گھُرکا کہا آقا کیون بگڑتے ہو رستم نے دیوانے کے کان پکڑے
کہا ارے یہ زخمی ہے دو دن مین صحت پائیگی تب تیرے پاس آئیگی ایسا نہ ہو اُسکے زخم
بگڑ جائین کان جو رستم نے پکڑے دیوانہ ناچار ہوا کاندھے سے ہلال کو اُتارا کہا لیجیے
آقا اب آپ نے میری معشوقہ کو چھین لیا اب آپ کو اختیار ہو مین اسپر نگاہ ڈالونگا رستم
نے کہا تیری معشوقہ تجھکو مبارک ہو علاج کرکے تجھکو دی جائیگی اسوقت دربار مین ایک عجب
ہنگامہ ہو سمک یلداقی بیرون بارگاہ کھڑا ہو کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی محسن ساٹھ ہزار
ساحرون سے آکر پہونچی ہلال انجم پیشانی بارگاہ مین کھڑی تھی حیران ہے کہ کیا کرون

رستم نے کہا ای ہلال شفاخانے مین جاؤ زخمون کو بندھواؤ ہلال بارگاہ سے نکلی کا ایک طائر
آسمان سے پیدا ہوا سر پر ہلال کے آکر چیخ مارا ہلال کی آنکھیں سرخ ہوگئین کنیزون سے
کہا ہٹ جاؤ مین شفاخانے مین نہ جاؤنگی محن جادو میرے افسر کی سردار فوج لیکر آئی ہی
مین جاکر اُسکی شریک ہون تم لوگ سب دشمن ہو یہ کہکے طرف لشکر محن کے چلی بلوا ہوا
کہ ہلال انجم پیشانی پاس محن کے جاتی ہی رستم باہر نکل آئے دیکھا ہلال مبہوت آنکھیں سرخ
چہرہ گلنار اُسی پر بگڑی ہی کہ پاس محن جادو کے جاؤنگی رستم نے قریب آکر کہا کہ اے
ہلال ہمسے کیا برائی دیکھی جو ہمارا ساتھ چھوڑتی ہو لوح کا عکس جو ہلال پر پڑا قدمون پر
گر پڑی کہا مین کنیز سرکاری ہون میری کیا مجال کہ جو کہین مین جاؤن محن کا ہمیشہ ساتھ رہا
اُسکو دیکھکر ایک ولولہ ہوا تھا کہ پاس اُسکے جاؤن اب حضور کو دیکھکر ہوش آگیا سب
سردار اُسی مقام پر آکے جمع ہوگئے آفتاب نے کہا حضور ہلال پر سحر ہوا تھا اُسی جوش
مین یہ جاتی تھی اب لوح کا عکس پڑا اُسکے ہوش درست ہوے محن کسی وجہ سے آئی ہی
یہ کہکر آفتاب طرف اپنی بارگاہ کے چلا کہ اُسی طائر نے آکر گرد سر آفتاب چیخ مارا یا تو
طرف اپنی بارگاہ کے جاتا تھا یا اُسی مقام پر ٹھہر گیا کہا مین برائے ملاقات محن جاؤنگا
یہ کہکے چلا ہرچند طلسم کشا نے پکارا آفتاب نے پلٹ کے جواب نہ دیا دوڑا ہوا لشکر مین
محن کے پہونچا جاکر محن کو سلام کیا محن نے کہا ای آفتاب مزاج کیسا ہی آفتاب نے
کہا تمھارے پاس اسواسطے آئے ہین کہ ملکہ لنترن سے ہماری صفائی کرادو ہمین زبردستی
طلسم کشا نے قید کیا ہی ہم مجبور و ناچار تھے اسوقت مہلت پائی محن نے اشارہ کیا
زبان مین اپنی سوزن دو آفتاب نے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی ہتھکڑیان
بیڑیان پہنین محن نے آفتاب کو قیدخانے مین بھیجدیا ہلال جب شفاخانے مین پہونچی
جراحون نے پھر پٹیان چڑھائین بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھی یہی کہتی ہی کہ مین پاس محن کے
جاؤنگی وہ ملکہ لنترن سے صفائی کرادیگی ورنہ بڑی خرابی ہوگی یہ کہکے اُٹھی ہرچند جراحون
نے روکا ہلال نے پر پرواز پیدا کیے اور پاس محن کے پہونچی جاکر سلام کیا مثل آفتاب
کے یہ بھی قید ہوئی ملکہ ماہی سحر اپنی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ وہی طائر آکے پہونچا گرد سر کے

چرخ مارا ماہی سحر یہ کہکے اُٹھی کہ نسترن سے صفائی کرنا ضرور ہے محسن جادو صفائی کرا دیگی اپنی بارگاہ سے اُٹھکر چلی نہنگ بحری یہ کہکر دوڑی کہ حضور مجھے تو ساتھ لیجیے مین تو آپکے ساتھ ہون ماہی سحر نے کہا بوا میرے ساتھ آؤ پاس نسترن کے پہونچ جائینگے دو دن جانب وجد مین لشکر سے نکل گئین پاس محسن کے پہونچین محسن نے آفتاب وہلال کے مثل انکو بھی قید کیا سمک نے یہ سب خبرین طلسم کشا کو پہونچائین کہ حضور چار سردار جا کر محسن کے لشکر مین قید ہوے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی فورًا ہتھکڑیان بیڑیان پہنین محسن نے قید خانے مین بھیجا بارستم یہ خبر وحشت اثر سُنکر نہایت پریشان ہوے فرمایا اے سمک سردارون پر زوال آنے لگا کہ دربار مین شہرت جادو بیٹھی ہے کہا حضور نہ گھبرائیے یقین ہے وہ طائر مجھکو بھی لینے آئیگا جس وقت گرد میرے آکے چرخ ماریگا دیکھیے کسطور سے گرفتار کرتی ہون یہ کہکے شہرت اپنے مقام سے اُٹھی طرف اپنی بارگاہ کے چلی جیسے ہی قریب پہونچی دیکھا وہ طائر اُڑتا ہوا آتا ہے جب طائر سامنے نمایان ہوا شہرت نے للکارا او بے حیا مین نے پہچانا میرے قریب نہ آنا بہت پچھتائیگا اُس طائر نے چاہا کہ گرد شہرت کے چرخ مارون شہرت نے سحر کیا کہ وہ طائر ایک نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا منقار کھول کر پکارتا تھا کہ اے ملکہ شہرت آگاہ ہو

نظم

کوچۂ یار مین چلیے تو غزل خوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے
دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کتنا
رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے
پاؤن مین تا ہے رفتار کی طاقت باقی
پیچھے پیچھے ترے اے عمر گریزان چلیے
زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہو دل
ہند سے کوچ جو کیجیے تو بدخشان چلیے
شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنون
تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے
دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے
ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہین جب سے
قصد رہتا ہے یہی پاؤن کا اب وان چلیے
رہنما جوش جنون ہوگا بہار گل مین
طوق و زنجیر پہن لیجیے زندان چلیے
زلف کے سودے مین اک سیر کی ہمنے آتش
بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

ملکہ شہرت طرف طائر کے دیکھ رہی ہیں جون جون اشعار سنتی ہیں آنکھیں سرخ ہوتی جاتی ہیں
نصف اشعار طائر نے پڑھے تھے کہ یکایک شہرت کو ولولہ ہوا جھولی پر ہاتھ ڈالا اور پلٹ کر
کنیزون سے کہا طلسم کشا کو خبر کرو کنیزون نے جاکر طلسم کشا سے خبر کی طلسم کشا دوڑے ہوئے
آئے دیکھا کہ شہرت نے پڑھے ہوئے مین جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا نکالا طلسم کشا
کے جمال کو دیکھکر قلب کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی کاغذ کا ایک جانور کاٹ کے ہوا
پر اُڑا دیا طلسم کشا بھی دیکھ رہے ہیں کہ وہ پرچہ کاغذ کا ہوا پر جاکر غائب ہوا ایک باز سفید ہوا
سے اُڑتا ہوا آیا طرف طائر کے وہ باز چلا تھا کہ وہ طائر اُڑ کر بھاگا باز نے دور تک پیچھا کیا
وہ یہی چاہتا تھا کہ باز نہ آوُن اس طائر کو پکڑ کر چیر ڈالون جب تڑپ کر آسمان پر پہونچا آسمان
سے ایک برق گری کہ اسنے باز کو جلا دیا رستم نے شہرت کی بڑی تعریف کی شہرت نے کہا اے
شہریار آپکے گلے مین لوح تھی آپ کا جمال دیکھکر قلب مین قوت آئی کہ مین نے یہ سحر کیا مگر
آسمان پر جاکر اسیر سحر ہوا وہ جلکر خاک ہوگیا لیکن حضور کو اسکا خیال رہے جسوقت یہ طائر
میرے قریب آئے حضور اپنے کو بچائین آپ کے جمال جہان آرا کو دیکھکر قلب مین قوت
آئی ہی اگر حضور لوح حاصل کرکے نہ آتے تو اس طلسم مین وہ ساحر ہین کہ حضور کا جمنا و تھمنا
مشکل ہوتا رستم نے اقرار کیا اور سمک پر تاکید کی کہ ملکہ شہرت کا خیال رہے سمک نے کہا غلام
آج خبر لیتا ہی یہ کہکے بارگاہ محن مین آیا دیکھا محن جادو اکیلی بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ ایک آواز
آئی ہم بھی آئین محن نے کہا تشریف لائیے سمک ایک ستون کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا ہی کہ بیکو
بارگاہ سے ایک ساحر مہیب ہنستا ہوا سامنے محن کے آیا محن نے کہا ای طیران جادو ملکہ شہرت
کو نہ لائے طیران نے کہا ای ملکہ عالم مین گیا اور شہرت مبہوت ہو چلی تھی کہ اُسوقت طلسم کشا
آگئے طلسم کشا کو دیکھا شہرت دلیر ہوئی باز سحر کا اسنے سحر کیا مین نے بلندی پر جاکر اسپر برق
گرائی جلا کر خاک سیاہ کیا لیکن اب پھر فکر مین جاتا ہون یہ کہکے وہ ساحر بشکل طائر بلند ہوا
سمک بارگاہ سے نکلا جو صورت منظور ہوئی وہ صورت بنکر ایک نخل کے سایہ مین بیٹھ
سر جھکا کر یہ اشعار عبرت آثار گانے لگا نظم

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب	پاؤن کو پوجتے ہین پرستار آفتاب

منھ پہ نقاب ڈالا ہی جب سے کہ یار نے
آنکھون مین اپنی بند ہی بازار آفتاب

پی کر شراب مست جو رہتے ہین نشہ سے
وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب

حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ
آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب

اُس طفل مہ جبین نے جو رکھی کلاہ کج
پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب

نور زمین سے گاہ گئے آسمان پہ
عقل حکیم ہے یہی رفتار آفتاب

البتہ روے یار کا ہمکو ہوا اشتباہ
لب لعل سے دکھائے جو رخسار آفتاب

بٹھلایئے نہ دھوپ مین ہوکر خفا مجھے
مجرم ہون آپ کا نہ گنہگار آفتاب

چلکر چمن مین پختہ کرو میوہ ہاے خام
ظاہر ہین رُخ سے آپ کے آثار آفتاب

پیدا ہوا ہون عشق رُخ یار کے لیے
دیکھا ہی آنکھ کھل گئے دیدار آفتاب

سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہین
شب کو ہمارے گھر مین ہوا وار آفتاب

ہوتے فلک سے کم نہین مستون کو میکدہ
ہی آفتاب ساغر سرشار آفتاب

ایسا کھرا ہو سکہ ترے داغ عشق کا
کھوٹا ہے جسکے سامنے دینار آفتاب

رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے
خواہان ماہ ہون نہ طلبگار آفتاب

اندھیر اپنی آنکھون مین آتش ہی روشنی
بے روے یار داغ ہے رخسار آفتاب

ان اشعار کی آواز جو کان مین طیران کے آئی بیقرار ہوگیا درخت پہ بیٹھا پاؤن مین رشتۂ محبت بندھ گیا جھک کر دیکھا کہ کوئی مرد یا عورت ہی لیکن آواز سے عورت ثابت ہوتی ہے پلنگ پوش اوڑھے ہوے بیخ نخل مین سر ڈالے ہوے بیٹھی ہی اسی اپنی بیقراری مین اشعار مذکور گا رہی ہی یا دل تردد منزل بہلا رہی ہی بہ صورت اصلی ہوکر درخت سے اُترا ٹہلتا ہوا قریب آیا پلنگ پوش چہرے سے ہٹایا معلوم ہوا کہ زیر لکۂ ابر ماہ تابان مخفی تھا طائر ہوگیا حیران جمال محو دیدار ہوا کہا اے نازنین اس صحراے ہول خیز مین تجھ ایسی پریجبین کا کیا کام ہی صاف بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہی اس نازنین نے سر جھکا کر کہا مجھ برگشتہ بخت کا حال نہ پوچھو آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار اس صحرا مین آپھنسی باپ میرا تاجر جلیل تھا وہ مجھکو ساتھ لیے ہوے جاتا تھا مال وافر کارندے معتبر ناگاہ شب کو قزاق آپڑے

کار زندے مارے گئے اوا جان گرفتار ہوے مال سب لٹ گیا مین بد نصیب آوارہ ہو کر بارگاہ
سے نکلی آج تین دن ہوے کہ بے آب و دانہ اس جنگل مین پڑی ہون شیر بھیڑیے نے بھی مجھکو
نہ پوچھا ای شخص تیرا بڑا احسان ہو کہ تلوار سے مجھکو قتل کر ڈال کہ مین اس کشاکش سے چھوٹون
طیران نے آواز دی ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی ہو سکتا ہی کہ تجھ ایسی محبوبہ کو
قتل کرون جان کو تیرے قدمون پر نثار کرون تمھاری آواز نے دل کو مشتاق کیا ذرا انھین
اشعار کو پھر تو سناؤ اس مہ جبین نے سنتے طیران کے پکڑ لیے کہا اور دیوا نے اس نگاہ
سے دیکھتا ہی کہ کھائے لیتا ہی میرے سر مین درد ہونے لگا نگاہ ہی کہ تیر دلدوز طیران منتین
کرنے لگا جب چاہتا ہی کہ یہ چھوون یا کچھ کلام محبت آمیز کرون وہ نازنین کہتی ہی ای شخص پرے
پاس سے جا مجھے ہاتھ نہ لگا میرا خون گھٹا جاتا ہی تیرے تیور سے دل گھبراتا ہی طیران منتین
کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا کہ اس نازنین نے پلنگ پوش اوڑھکر منھ بند کیا صاف ثابت
ہوتا تھا کہ کوئی شرابی کرشمہ کھولا طیران نے کہا کیون ملکۂ عالم کیا شرابی اس نازنین نے
بغل سے گلابی نکالی کہا یہ آرام روح ہی اسی کی وجہ سے زندہ رہی طیران نے کہا ہم بھی ایک
قطرہ پیین مٹکے شراب کے منگوا دونگا کہ آٹھ پہر پیا کرو اس نازنین نے کہا صاحب مین اسمین
سے نہ دونگی میری زندگی کا باعث ہی جب درد غم و الم سے گھبراتی ہون تو چند قطرے پی لیتی
ہون جان کو آرام ملتا ہی ای طیران اسکے لینے مین دخل نہ دے مجھ بدنصیب کو کہان ممکن ہوگی
تم تو مٹکے منگاؤ گے مین کمبخت کہان سے لاؤنگی طیران نے کہا ای جان من یہ سامنے جو
لشکر معلوم ہوتا ہی مین اسکا مالک ہون اگر حکم دون تو مٹکے کے مٹکے شراب کے چلے آئین
نازنین نے کہا تمھاری حکومت کا کیا باعث ہی طیران نے جواب دیا کہ ملک افتتاح کا مین
بھیجا ہوا ہون چند سرداران اسلام کو قید کرا دیا شہرت جادو نہایت ساحرہ زبردست
ہی وہ ہر وقت اسی خیال مین رہتی ہی اسوجہ سے سحر نہین چھتا طلسم کشا نے بڑے بڑے
خاندان مین دھبا لگا دیا نام مسلمانان سنکر وہ نازنین کوسنے لگی کہنی تھی انھین مسلمانون
مین کے لوگ تھے جو لوٹنے آئے تھے ایک انمین یہی کہتا تھا کہ رستم کو خبر کرو طیران کو
بڑی حیرت ہوئی کہ مسلمان قزاقی بھی کرتے ہین نازنین نے پتے دیے کہ ایک جوان اس

قد و قامت کا تھا اور ایک شخص دیوانہ مزاج مجھکو دیکھکر دوڑا تھا اب شراب کے پینے کا لالا
ہونے لگی نازنین تو کہتی ہے مین نہ دونگی طیران کہتا ہی مین چند قطرے پیونگا آخر اُس
نازنین نے گلابی بغل سے نکالکر سامنے رکھدی کہا لو صاحب تمھین اختیار ہی اگر پھر دو پہر
مجھکو دھمکی ہوگی تو میرا دم نکلجائیگا طیران نے کہا مین بھی گلابی بھرلا دونگا پھر دو پہر کیون
ہوتا کیا معنی بتلا کے رکھی۔ ون میخانہ بھر دون نازنین نے کہا تم منہ کھولو مین چند
قطرے تمھارے منہ مین اونڈیل دون طیران منہ کھولکر بیٹھا نازنین نے گلابی اٹھائی
مگر طیران کو شک ہوا کہ شاید یہ کوئی عیار ہو اسنے سحر کر دیا اب جو نازنین نے چاہا ساری شراب
منہ مین اُنڈیل دون گلابی ٹوٹ گئی شراب شعلہ بنکر اُڑی منہ مین اسکے نہ گئی جب تو طیران
نے کہا اری تو کون ہی سمک سمجھ گیا کہ اسنے سحر کیا خنجر گھسیٹ کر نعرہ کیا چاہا کہ چھاتی پر
چڑھ بیٹھون طیران نے ایک دوہتھڑ مارا کہ سمک زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے سے
اُڑ گیا طیران نے کہا ارے مین جانتا تھا کہ سرداران اسلام قید ہوے ہین عیار طلسم کشا
ضرور فکر کریگا یہ کہکے سمک کو کھینچتا ہوا لیچلا سمک چار جانب دیکھتا ہی جنگل کا سناٹا
کہین انسان کا نام نہین کہ ایک طرف سے آواز آئی ای ساحر کس لیے جاتا ہی ذرا ہمسے ملاقات
کرلے طیران نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر جست و خیز کرتا ہوا پکارتا ہوا آتا ہی کہ ارے
ٹھہر جا کیا خداوند ہفت پیکر کی کرامات ہی بیٹھے بیٹھے اپنے مقام پر فرمایا عیار رستم طیران
کو مارا چاہتا ہی جلد اپنے کو بچا وہ تدبیر خداوند کی تھی کہ شراب تجھکو نہ پینے دی منم
خیال جادو فرستادۂ خداوند ہفت پیکر طیران ٹھہر گیا وہ ساحر جست کر کے قریب آیا
ایک نامہ ہاتھ مین دیا طیران نے سرنامے پر مہر ہفت پیکر کی پائی جی مین کہتا ہی خداوند کو
ہر وقت فکر رہتی ہی کہ عین وقت پر ساحر کو بھیجا یہ بھی کوئی عیار نہ ہو نامے کو دیکھتا جاتا ہی اور
چاہتا ہی کہ سحر کرون باتین کرتے کرتے طیران نے سحر کیا نامہ دار کے پانون زمین نے تھام
لیے ساحر نے کہا ای طیران مجھپر سحر کرتا ہی اگر دفعیہ کرونگا تو جلکر خاک ہو جاؤگے ایک عیار
بد سحر کے سب کو عیار جانتے ہو طیران نے منہ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیار کا
چہرے سے اُڑ گیا دیکھا ایک عیار طرار نہایت گورا قوم کا فرنگی ہی طیران نے کہا

تو کون ہو عیار نے کہا میں نام نہ بتاؤنگا باعث یہ ہوا کہ نقابدار مرصع پوش اس صحرا میں واسطے شکار کے آیا تھا شام جو ہو گئی ساتھ والون سے کہا اسی مقام پر اتر پڑو عیار نقابدار جھتر برق ثانی یہ بھلا کب سوتے ہیں رات کو واسطے سیر کے جنگل میں نکلے سمک کو جو دیکھا تو گرفتار ہوا دوڑ پڑے سمک بھی اسکو دیکھکر حیران ہو جی میں کہتا ہو کہ بالکل یہ صورت تو مجھکو برق فرنگی کی معلوم ہوتی ہو مگر بہ نگاہ غور جب دیکھا تو سمجھ گیا کہ برق فرنگی نہین ہے مگر ہمشبیہ برق ہو کچھ کچھ صورت مین فرق ہو کمسن مگر بڑا تیز و طرار ہو سمک کو بڑا افسوس ہوا طیران دونون کو گرفتار کر کے لیچلا محن جادو کہ ہر وقت انتظار مین رہتی ہو بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ ہر کارون نے آکر خبر پہونچائی کہ طیران جادو دو عیارون کو گرفتار کر کے لاتا ہی عیارون کا نام سنکر محن باہر نکل آئی سمک کو تو پہچانا کہ عیار طلسم کشا ہو پوچھا ای طیران یہ انگریز کون ہو طیران نے کہا مین نے لاکھ پوچھا لیکن یہ نام نہین بتاتا محن نے کہا جلادون کو بلاؤ ساحر دوڑے وارین استاد کین جلاد آئے ایک نے برق ثانی کو پکڑ لیا اور ایک نے سمک کو لیا زیر تیغ بٹھایا مگر نقابدار مرصع پوش جو صبح کو اٹھا رفیقون سے پوچھا ہمارا یار وفادار عیار کہان ہو ہر کارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار استاد رات کو برائے سیر نکلے تھے سمک کو جو گرفتار دیکھا عیاری کی پکڑے گئے اب لشکر محن مین تیاری میدان ہونی کی ہو رہی ہو عیارون سرداران طلسم کشا بھی بلائے گئے آفتاب ہلال وماہی سحر و نہنگ بحری سب زیر تیغ بیٹھے ہین یہ سنکر نقابدار نے کہا گھوڑا لاؤ پشت مرکب پر سوار ہوا چند بھلے قراول ساتھ ہین واسطے شکار کے آیا تھا کل دو سو سوار ہین مگر نقابدار کو انتہا کا غصہ ہو کہتا ہو کہ عیار ہمارا قتل ہو اور ہم تماشہ دیکھین اسوقت یہ نقابدار پہونچا کہ ان سب کو دار پر کھینچا ہو تیر و کمان لیکر طیران و محن کھڑے ہوے مین حکم ہو کہ بارہ ہزار تیرانداز بلاؤ تیرانداز آکے جاتے ہین کہ نعرۂ نقابدار کی صدا آئی پلٹکر طیران نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش تیغۂ برق تاب ہاتھ مین کھینچا ہوا دو سو سوارون سے قتل کرتا ہوا آتا ہو محن نے دیکھکر آواز دی کہ ای طیران ان مسلمانون کے مددگار تو جا بجا موجود ہین یہ گورا عیار اسی کا ہو طیران نے کہا مین اسکو بھی گرفتار کرتا ہون طلسم کشا یہ سبب

لوح کے بیچ جاتا ہی یہ کس بھروسے پر بچیگا جیسے ہی نقابدار لڑتا ہوا سامنے پہونچا ساتھ کے
سوار تیر اندازی کر رہے ہین جب دو سو تیر چلے دو سو ساحران خطا کار گھوڑون سے گر کے
تڑپ کر واصل جہنم ہوے کئی ہزار جوان ان دو سو نے مارے برق ثانی چاہتا ہے کہ
کسی طرح میرا ہاتھ کھلے تو بھاگ جاؤن نقابدار طرف اپنے عیار کے آتا ہی کہ طیران نے ایک
گولہ مارا کہ مرکب نقابدار کا بدلگامی کرنے لگا لیے لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہی نقابدار جدھر قصد
کرتا ہی اودھر نہین جاتا ساتھ والے گھوڑون سے گرے دوبارہ جو طیران نے سحر کیا گھوڑے
نے نقابدار کے جست کی مرکب کو معلوم ہوتا تھا کہ زمین مین انگارے بچھے ہین تڑپ کے
جست جو کی نقابدار گھوڑے سے گرا تلوار چھوٹ کر الگ گری محسن نے کہا نقابدار کے
چہرے سے نقاب ہٹاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہی ملازمان محسن جو طرف نقابدار کے
چلے نقابدار نے للکارا خبردار میرے قریب نہ آنا نقاب چہرے سے نہ ہٹانا تمھین ہمارے
نام ونشان سے کیا کام ہی ہم طلسم کشا کے مددگار ہین جہان کہین ساحرون کو پائینگے
قتل کرینگے زندہ نہ چھوڑینگے تمھارے دشمن ہین ہماری صورت نہ دیکھنا اس تہور
سے نقابدار نے کہا کئی سو ملازمان محسن چلے تھے مگر تھرا کر رک گئے کوئی قریب نہین آتا
ہرچند محسن وطیران غل مچاتے ہین ساحر کہتے ہین قریب نقابدار کے نہ جاؤ جو پاس
جائیگا نقابدار گردن مروڑ دیگا دیکھو کیسا غیرت ہی للکارنے سے اسکے ہاتھ پاؤن مین
رعشہ آتا ہی کلیجہ تھراتا ہی مگر آفتاب وماہی سحر ونہنگ بحری وہلال تہ دل سے دعا
مانگ رہے ہین پکار رہے ہین ای خالق بحر وبر وای رب اکبر اس بہادر کو بچالے ہم لوگ
مارے جائین مگر نقابدار پر حرف نہ آئے رباعی۔ شاہا ز کرم بر من درویش نگر
بر حال من خستہ دل ریش نگر + ہرچند نیم لائق بخشایش تو + بر من منگر بر کرم خویش نگر
بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا انکا ہدف مراد پر پہونچا آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی
قضائے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر بادسفید سایہ فگن رہتا ہی پردۂ دنیا سے
پلٹتا ہوا طرف پردۂ قاف کے جاتا ہی کئی لاکھ نرّہ دیو ہمراہ سائبان زر لبفتی سر پر
نقابدار کے کھنچا ہوا تخت زبرجدی پر سوار مرکب سہ چشمی بھی اسی تخت پر بہ پشت عیار

طرار قنطورے لگائے ہوئے کمند ین بازوون پر عیار کی نگاہ پڑی عیار نے سمک کو پہچانا
دست بستہ عرض کی چند مسلمانان قتل ہوا چاہتے ہین پروردگار کو پکار رہے ہین نقابدار کی
نگاہ جو نقابدار مرصع پوش پر پڑی خون قرابت نے جوش مارا بیقرار ہو کر دیوزادون سے
اشارہ کیا کہ تم تو سب ہٹو دیوزاد بیرقین چمکاتے ہوے طرف صحرا کے نکل گئے نقابدار
گھوڑے پر سوار ہوا بارہ ہزار جوان چلتہ پوش تلوار کھینچے پشت پر نقابدار کے اور برسر
نقابدار وہی باز سفید سایہ فگن ہی نقابدار زمین پر آیا پکار کر اسم اعظم پڑھنے لگا جسوقت
اسم اعظم پڑھا سحر ساحرون کا اُلٹا ہو گیا جسنے سحر کیا وہ گولے تیغ و زنبور اُلٹے پلٹے اُنھین کے
سینون پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے نقابدار لڑتا ہوا اول قریب مرصع پوش کے
آیا شانہ مقام کر اسم اعظم پڑھا جسم مین نقابدار مرصع پوش کے طاقت آئی گھوڑے پر
سوار کیا نقابدار مرصع پوش لڑتا ہوا قریب اپنے عیار کے پہونچا طیران جادو نے کیسے
کیسے گولے نقابدار زرین پوش پر مارے جو گولہ مارا باز سفید سینہ سپر کر دیتا ہی کسی گولے
پر پنجہ مار دیا کسی گولے پر منقار گولہ پھٹ کر اسی مقام پر گر پڑتا ہی محن نے کہا ای طیران
نکل چلو اس نقابدار پر سحر تاثیر نہین کرتا اور باز سفید کیا بلا ہی کہ گولہ پھٹ جاتا ہی اب
ٹھہرنا مناسب نہین طیران نے قلقلک ماری اسی طائر کی شکل بنکر چاہا کہ نکل جاؤن باز سفید
نے جو دور سے دیکھا کہ طیران اُڑتا ہوا جاتا ہی جھپٹ کے ایک پنجہ مارا پر نوچ کے پھینک
دیے طائر نے منقار کھولی باز سفید نے دونون آنکھون پر دونون پنجے رکھدیے آنکھین
نکالکر پھینک دین طیران کی آنکھون سے دریاے خون جاری باز سفید نے منقار سے
سر پکڑا دونون پنجے پنجون سے پکڑ کر دبا دبا کے چیر ڈالا مرنے سے طیران کے اندھیرا ہو گیا
آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو بود محن نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گئی گرفتار
رنج و محن ہو گئی نقابدار زرین پوش بعد جوش و خروش لڑتا ہوا ساحرون کو قتل
کرتا ہوا قریب محن کے پہونچا محن نے نقابدار پر آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر
برسائے لیکن نقابدار پر تاثیر نہ ہوئی نقابدار بہ آواز بلند اسم اعظم پڑھ رہا ہی ادھر
عیار نقابدار جست و خیز کرتا ہوا قریب سمک کے آیا قید سمک کی کاٹی چپکے سے کہا

یہ احسان یاد رکھنا سمک چھوٹتے ہی بھاگا چاروں سرداروں کو نقابدار زرین پوش
نے رہا کیا آفتاب نے چھوٹتے ہی وہ سحر کیا کہ زمین کا بچہ وہ گرمی پیدا ہوئی کہ جیسے پگھلنے
لگے نخل حدت سے جلنے لگے ماہی سحر چھوٹتے ہی غرق زمین ہوئی جابجا زمین شق ہوئی
پانی اُبلنے لگا کہ ہزارہا ڈوب گئے ہلال آسمان پر جا کے چلی خنجر گرنے لگے کسی کا سر اُڑ گیا
کسی کا ہاتھ کٹا رستم اپنی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ سمک گھبرایا ہوا آیا عرض کی اے شہریار معرکہ
عظیم پڑا غلام قتل ہوگیا ہوتا اپنا عیاری کرنا اور گرفتار ہونا عیار نقابدار مرصع پوش کا
آکر مدد کرنا اور بعضے ساحران قتل ہونا اور نقابدار مرصع پوش کا آنا اور عاجز ہونا بعد اسکے
نقابدار زرین پوش کا پہونچنا بیان کر کے کہا حضور محن ابھی لڑ رہی ہے ساحر نقابدار کو گھیرے
ہوئے ہیں مگر کسیکا سحر اُنپر تاثیر نہیں کرتا نقابدار عجب صاحب شوکت و لیاقت ہے غلام کی
نگاہ سے ایسا بہادر نہیں گذرا رستم نے کہا یہ کوئی جرأت نہیں ہے کہ اسم اعظم دستیاب
ہوا اُسکے بھروسے پر ساحروں کو قتل کرتے ہیں کچھ زور بازو دکھائیں سمک خاموش ہوگیا
جانتا ہے کہ یہ جاہل مزاج ہیں میں جو کچھ کہونگا اور زیادہ بگڑینگے عرض کی کہ طیران قتل ہوا محن جادو
معروف جنگ ہے رستم فوراً سوار ہوئے عیوق و باروق ساتھ ہوئے رستم نے حکم دیا
کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے ہمکو سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہے سوار ہو کر چلے یہاں
نقابدار نے گھیر کر محن کو بھی مارا ساحران باقی مطیع اسلام ہوئے اب نقابدار بہ فتح پلٹا
چاروں سرداران رستم نقابدار زرین پوش کے ساتھ ہیں دیوانہ شریر مردم در نے جو سُنا
کہ آقا جاتے ہیں بدمست ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا چارسو دیوانوں کو ساتھ لیکر ہمراہ
رستم ہوا تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا نقابدار زرین پوش سے خون کی چھینٹیں جسم پر پڑی ہوئی
سردار چار جانب سے گھیرے ہوئے عیار جست کرتا ہوا ساتھ کمندیں بازوؤں پر توڑا تیروں
کا لٹکتا ہوا رکاب پر اپنے آقا کی ہاتھ رکھے آتا ہے نقابدار آفتاب سے کہتا ہے آپ لوگ
اب جائیں اور اپنے آقا سے ملیں یہ مال جو لوٹ کا ہے تمھیں لیتے جاؤ آفتاب نے مال پر
قبضہ کیا یہ بھی چلا بارگاہیں خیمے چند ارابوں پر خزانہ اس لطف سے آفتاب آتا ہے
زرین پوش نے کہا اے آفتاب رستم سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ اے شیر بیشہ جرأت

تم فرزندان صاحبقران میں نہایت پُر قوت ہو جیسے تسے امتحان ہو جائے بعد فتح
طلسم ہفت پیکر کوئی مقام قرار دیجیے لشکر لیکر اس مقام پر آئیے مقابلہ ہو جائے صرف
امتحان منظور ہے آفتاب کہتا ہی میں عرض کرونگا کہ سامنے سے گرد اڑی نقابدار نے
دیکھا رستم پیلتن آتے ہیں لوح طلسمی گلے میں تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ دیوانہ جست
وخیز کرتا ہوا زنجیروں کی جھنکار دیوانوں کی للکار دیوانے نے جو ہلال کو آتے دیکھا ترزک ترزک
کہتا ہوا دوڑا دوڑ کر ہلال کے گرد پھرنے لگا کہتا تھا کیوں ترزک کہاں تھی رستم نے
نقابدار سے صاحب سلامت کی کہ آفتاب نے بڑھکر وہ مال پیش کیا رستم نے کہا یہ مال
نقابدار کو دیدو ہم کیا اس مال کے محتاج ہیں آفتاب نے پلٹ کر نقابدار کیطے کہا نقابدار
کو بہت ناگوار ہوا کہا ای آفتاب اب ہم واپس نہ لین گے تمکو دیجئے آفتاب نے کہا
آقا خفا ہوتے ہیں ہماری یہ مجال نہیں کہ بدون حکم آقاے نامدار مال لین نقابدار نے
بڑھکر کہا ای رستم برہم کیوں ہو رہے ہو یہ مال تمھارا حصہ ہی اسمین کیا قصہ ہی رستم نے
کہا ہم کیا تمھارے مال کے محتاج ہیں صدہا ساحر یہ عنایت پروردگار قتل کیے دو ساحرونکو
مار کر آپ کو بڑا گھمنڈ ہی نقابدار نے کہا میں صاحبقران سے مدت سے تقاضا کر رہا ہوں
کہ مجھسے امتحان لیجیے جو آپ کے فرزندوں میں مثل آپ کے ہو اس سے مقابلہ کرائیے مجھے
لحاظ ہی کہ صاحبقران سے ہم نبرد ہونوں اور طور سے امتحان ہو جائے اگر آپ کو منظور ہو
مجھسے مقابلہ کیجیے مگر وعدہ حصول بابہاے صاحبقرانی ہو جائے رستم نے کہا بسم اللہ
جسطرح آپ کو منظور ہو میں امتحان کو موجود ہوں صرف یہ ایک دیوانہ جو میرا رفیق ہی پہلے
اس سے تو مقابلہ کیجیے نقابدار ہنس پڑا کہا ایسے دیوانے صدہا زیر کیے اور میںنون
میں چھوڑ دیے اسکی کیا حقیقت ہی دیوانہ شریر مردم در تو ہلال سے باتیں کر رہا تھا
اسنے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار ہمارے آقا سے کلام کر رہا ہی چوبدست گھماتا ہوا جھپٹا
قریب آکر کہا او نقابدار ہوشیار ہو جا آقا سے کلام نہ کر یہ کہکے چوبدست لگائی نقابدار نے
کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مار کے چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانے نے
دوڑ کر چنگل مارا زرہ جسم نقابدار سے نوچ لیگیا نقابدار نے گردن پر ہاتھ رکھ کے

ایک ہکّہ مارا کہ سر دیوانے کا زمین سے لگیا دیوانے نے بمشکل سر اُٹھایا تیسرے پیچ پر
نقابدار نے دیوانے کو اُٹھایا ہاتھ پر چرخ دیکر کہا مارون زمین پر کہ استخوان چور چور ہوکر
رہجائین اب دیوانے نے منھ پھیلایا کہ نقابدار کو کاٹ کھاؤن نقابدار نے ایک طمانچہ مارا
دیوانے کو معلوم ہوا کہ سر اُڑ گیا تحسین کرنے لگا کہا ای نقابدار مین تجھسے نہین لڑتا نقابدار
نے چھوڑدیا دیوانہ سر جھکا کر کھڑا ہوا رستم کو بہت ناگوار ہوا بڑھکر کہا ای نقابدار بہادر
اب آپ کو مین جانے نہ دونگا اسی مقام پر اُتریے طبل جنگی بجوائیے صبح کو میرے آپکے
امتحان ہوجائے تب حال کھلیگا نقابدار نے کہا اگر مین آپ کو زیر کرون تو باہناسے
صاحبقران ملینگے رستم نے کہا قبلہ وکعبہ مجھکو خود زیر کرچکے ہین کوئی فرزندون مین ایسا
نہین ہو کہ جسکو امیر نے زیر نہ کیا ہو بس میرے زیر کرنے پر باپون کا ملنا نا ممکن ہو مگر
مین آپ کو جانے نہ دونگا نقابدار بارہ ہزار سوارون سے اُسی مقام پر اُتر پڑا اب
بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی نقابدار داخل بارگاہ ہوا باز سفید قبہ بارگاہ پر بیٹھا رستم بھی
آکر مقابلے مین اُترے ساحرون کو الگ کردیا جاروق وعیوق و دیوانہ شہری مردم در
یہ سردار ساتھ ہین نقابدار نے بارگاہ مین جاکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب
پڑی ہرکارون نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین
سرداران رستم رستم سے عرض کررہے ہین ای شہریار حقیقت مین نقابدار نہایت زبردست
ہو زبانی عیارون کی معلوم ہوا کہ سالہا سال سے آتا ہو صاحبقران سے بھی گفتگو کرچکا —
صاحبقران یہی فرماتے ہین کہ جب مزاج مین آئے مجھسے مقابلہ کیجے آجتک تصفیہ نہین ہوا
حضور نے جو قصد کیا کچھ سمجھ لیا رستم نے کہا صاحبو کل سر میدان اسکی مشکین باندھ لونگا
غرور جو اسکے دماغ مین ہو نکال دونگا قبلہ وکعبہ کے مرتبے اعلیٰ ہین یہ بیچارہ کیا پانے لگا
شب بھر یہی چرچا رہا کہ چار پہر رات گذر کر صاحبقران زرین پوش بصد شوکت وجوش
قلعۂ مغرب سے ظاہر ہوا تمام تاریکی شب دفع ہوئی لیلی شب دشت نجد مین پہونچی مجنون
روز بصد سوز رونق افروز ہوا نقابدار نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے پشت مرکب
سہ چشمی پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر میدان مین آیا انتظار مین ہو کہ طلسم کشا

آئین تو مقابلہ ہو رستم سوار ہوے جاروق و عیوق کو ساتھ لیکر میدان کارزار میں آئے
صفیں جمنے لگیں میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ طرفین سے آراستہ ہوے
کہ نقابدار زرین پوش نے مرکب اپنا نکالا میدان کارزار میں آکر سلحشوری دکھانے لگا
پکار کر آواز دی ای رستم آئیے عیوق نے گینڈا اپنا بڑھایا رستم کے سامنے آکر قدموں سے
لپٹ گیا تلوار کھینچکر گلے پہ رکھ لی کہا ای شہریار غلام کو اجازت دیجیے جاکر نقابدار سے
مقابلہ کروں آپ کے اقبال سے مشکیں باندھوں دوڑاتا ہوا خدمت میں لاؤں ناچار
ہوکر عیوق کو رستم نے اجازت دی چونکہ عیوق نے تلوار کھینچکر گلے پر اپنے رکھی تھی
اسوجہ سے رستم نے ناچار ہوکر اجازت میدان کی دی عیوق گینڈا جھکاکر سامنے
نقابدار کے آیا آپس میں نگاور زن ہوے تین قدم مرکب نقابدار چھ سات قدم
گینڈا عیوق کا پیچھے ہٹا نقابدار نے کہا ای عیوق اگر دل میں اپنے انصاف کرو
تو کمی زیادتی ظاہر ہوگئی عیوق نے کہا صبح کا وقت ہی گینڈا اگرایا ہوا تھا پیچھے ہٹ گیا
اب نیزہ اٹھائیے نقابدار نے کہا پیش قدمی ہمارا دستور نہیں جب تیرے حربے
سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے عیوق نے نیزہ مارا نقابدار نے سنان
سے اپنے کو بچایا گلوگاہ پر نیزے کی ہاتھ ڈالدیا نیزہ توڑکر عیوق کا پھینکدیا عیوق
نے قبضے پر ہاتھ رکھا تیغہ برق تاب کھینچا نقابدار پہ ہاتھ مارا نقابدار نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا بازو بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا کہا ای عیوق بس زیادہ غصے کو کام نہ فرمایئے
عیوق نے نہ مانا نقابدار نے تلوار کو چھوڑا گھوڑے سے کود پڑا اور کہا کہ اب کشتی میں
مقابلہ کیجیے تو آپ کو حال کھلے عیوق غصے میں گینڈے سے کودا نقابدار سے لپٹا
دونوں میں کشتی ہونے لگی نقابدار نے عیوق کو دہ دہ گھستے مارے کہ عیوق اپنی جان
سے تنگ مگر مصروف جنگ ہو زندہ پارہ پارہ پیشانی سے خون کا فوارہ نکل رہا ہی الجھ الجھ
کے لڑ رہا ہی نقابدار ہر مرتبہ عیوق کو ریلکر لے دوڑتا ہی عیوق ناچار پیچھے ہٹتا چلا جاتا ہی
دوپہر نقابدار سے عیوق لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال زور عیوق ہونے لگا دوپہر
ڈھلتے ڈھلتے نقابدار ایک مقام پہ عیوق کو ریلکر لے دوڑا سترہ اٹھارہ قدم پر لاکر

ہنہ مارا کہ دونوں گھٹنے عیوق کے آشنا بہ زمین ہوئے نقابدار نے کمر زنجیر میں ہاتھ
ڈالا نعرۂ تکبیر کیا کہ زمین تھرائی پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے
زور مین سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا عیوق نے چاہا ہٹ ہوکر گردن نقابدار نے
جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماری کہ چارون شانے چت گرا نقابدار نے چھاتی پر چڑھ کے مشکین
باندھیں عیوق کو لیکر پلٹا رستم گرفتار ہونے سے عیوق کے رنجیدہ و کبیدہ پلٹے آکر
داخل بارگاہ ہوئے نقابدار نے پھر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم
دیا دونوں لشکروں مین طبل جنگی بج رہا ہے تیاریاں ہو رہی ہین اتفاقاً افتتاح جادو
کی زوجہ اختتام مسند پر بیٹھی شراب پی رہی ہے کہ زوجہ نے کہا صاحب دریافت تو
کرو کہ طلسم کشا پر کیا گذری طیران نے جاکر کیا کیا یقیناً سرداران طلسم کشا کو پکڑ لیا ہوگا
مگر مین نے حکم دیا تھا کہ جس سردار کو گرفتار کرنا فوراً ہمارے پاس روانہ کرنا اب تک کسی
سردار کو اُسنے روانہ نہین کیا افتتاح نے کتاب اُٹھائی کتاب اُٹھا کر دیکھا کتاب
دیکھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا کہا اے ملکۂ عالم غضب ہوگیا طیران و محن نے جاکر بڑی آفتین
برپا کین آخر مارے گئے اب طلسم کشا اور نقابدار زرین پوش سے مقابلہ ہی اُسوقت
کئی ساحر موجود تھے کہ اُسنے پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کون ایسا ہی کہ جاکر لشکر طلسم کشا کو
تباہ کردے دیلمان جادو اپنے مقام سے بل کھا کے اُٹھا کہتا ہوا کہ اے ملکۂ عالم غلام کو حکم
ملے کہ طلسم کشا کو دیوانہ کردون لوح جبین ہون افتتاح و اختتام نے اُسکو خلعت دیا
دیلمان تخت پر سوار ہوا اسّی ہزار ساحر ساتھ لیکر چلا یہان وہ وقت ہی کہ طلسم کشا نے
اپنے نام پر لکھا طبل جنگی بجوایا ہے عیوق کے گرفتار ہونے کا بڑا قلق ہے نقابدار
نے عیوق کو لاکر قید خانے مین بھیجدیا آب و دانہ مقرر کیا مگر نگہبان کو حکم دیا کہ سردار
رستم کو تکلیف نہ پہونچنے پائے ورنہ ہمکو رستم سے شرمندگی ہوگی پھر رات
گئے دربار مین اپنے نقابدار بیٹھا تھا کُل سردار دست بستہ حاضر تھے کہ بیٹھے بیٹھے
نقابدار نے کہا ایک سردار جائے رستم کو بُلا لائے ہمین اُسنے کچھ کام ہے
بہمن تیغ زن کہ طرف دست چپ کے بیٹھا تھا اپنے دنگل سے اُٹھا نقابدار نے

چند فقرے ایک کاغذ پر لکھے پہلوان سے کہا یہ پرچہ رستم کے ہاتھ مین دینا اور زبانی یہ
عرض کرنا کہ اسوقت غلام کے دربار مین جلسہ آراستہ ہی آپ بھی تشریف لائیے جو کچھ حصہ آتش
اس ذرہ بے مقدار کو ممکن ہی اسکو نوش فرمائیے بہمن تیغ زن نامہ لیکر بیرون بارگاہ آیا
گینڈے پر سوار ہوکر چلا لشکر رستم مین آیا ہرکارون نے رستم کو خبر دی کہ سردار نقابدار کا ایلچی
لشکر مین آیا ہی رستم نے چند سردار براے استقبال بھیجے بہمن حاضر خدمت ہوا نہایت ہی
ادب سے سلام کیا رستم نے اپنے قریب دنگل پر جگہ دی بہمن نے وہ کاغذ پیش کیا
رستم نے وہ کاغذ لیکر پڑھا بہمن نے زبانی پیغام بھی پہونچایا رستم فوراً اپنے مقام
سے اُٹھے ہمراہیان طلسم کشا ساتھ ہین رفتہ رفتہ بارگاہ نقابدار مین آئے نقابدار
نے تعظیم کی رستم کو پہلو مین جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا ساقی بچے نے جام رستم کو
دیا رستم نے جام نوش فرمایا دوسرا جام ساقی بچے نے نقابدار کو دیا نقابدار نے کئی جام پیے
سرور جو ہوا پکار کر آواز دی کہ عیوق کو لاؤ ملازمان نقابدار جاکر عیوق کو لائے عیوق سر کو
جھکائے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے سامنے نقابدار کے آیا بطریق اہل اسلام کے
سلام کیا سب نے جواب دیا نقابدار نے اشارہ کیا کہ عیوق کو قید سے رہا کرو جب عیوق
قید سے رہا ہوا نقابدار نے ہاتھ تھام کر عیوق کا خدمت مین رستم کی پیش کیا کہا یہ سردار
حاضر ہی رستم نے کہا آپنے اسے زیر کیا آپ کو اختیار ہے خواہ آپ کی یہ اطاعت کرے
خواہ اسکو قتل کیجیے نقابدار نے کہا بھلا مسلمان کو کوئی قتل کرتا ہے اسنے امتحان کیا
مین اسپر غالب آیا مگر نہایت صاحب غیرت ہی جب سے زیر ہوکر آیا اسنے آب و دانہ نہین
کھایا سر جھکائے بیٹھا ہے رستم نے عیوق کو گلے سے لگایا اپنے پہلو مین جگہ دی عیوق
شگفتہ ہوکر بیٹھا نقابدار نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر عیوق کو دیا اب عیوق بھی جام
شراب پی کر مسرور ہوا نقابدار نے عیار سے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ ایک گائن شوخ
شنگ حسین و جمیل حاضر ہوئی سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ بصد ناز و انداز بتا بتا کے
گانے لگی۔ نظم

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جان رہے ہین	کسنے جا جا کے وہان جوڑ نہین مارے ہین

متلاشی ترے افلاک کے سب تارے ہین
جو ثوابت تھے وہ اب چرخ پہ سیارے ہین

مضمحل ہجر مین اعضاے بدن سارے ہین
ای اجل فرقت محبوب کے ہم مارے ہین

ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہونچین گے
تھک گئے تھک گئے ہمت تو نہین ہارے ہین

دمبدم قتل ہوا جاتا ہی کیون نخل حیات
آمد و شد یہ نفس کی ہی کہ دو آرے ہین

ہین یہ از قند و نبات آپ کی میٹھی باتین
لب شیرین نہین گویا یہ شکر پارے ہین

کھلی بلبل بھی وفادار ہی ہمسا صیاد
چھری کیا کھا کے ترے باغ مین چکارے ہین

گاہ بیگاہ ترے کام بھی آجائین گے
آج اگرچہ تری دانست مین ناکارے ہین

وہ سنایا جو فرشتون نے سنا تھا نہ کبھی
عالم جذب مین مجذوب جو جنکارے ہین

بات سے اپنی پھرین قول یہ مردود کا نہین
ہو سو ہو اب تو ہم اس بت سے سخن ہارے ہین

ہم کہان تم کہان پھر گل کہان گلزار کہان
منتشر گلشن ایجاد کے نظارے ہین

دق کیا ہجر نے ایسا کہ ہوئی سل آخر
لہو تھوکے ہین جو ہم کھانس کے کھنکارے ہین

اپنے ہمچشمون سے ہم بڑھ گئے کس وادی مین
قیس و فرہاد سے بڑھ بڑھ کے قدم مارے ہین

بھاگ نکلے ہین فرشتے بھی دبے پاؤن رند
یا علی کہکے جو ہم گو سے للکارے ہین

نقابدار نے سب طرح کی خاطر کی ناچ راگ ورنگ جب ہو چکا اور رات کم باقی رہی تو نقابدار اپنے مقام سے اٹھا کہا ای رستم حقیقت مین تم اپنے وقت کے رستم ہو مین تم سے نہین لڑ سکتا مین تو صاحبقران کا ہم نبرد ہون رستم نے کہا اسطرح مین آپ کا پیچھا چھوڑتا ہون کہ کبھی قبلہ و کعبہ کا نام نہ لیجیے گا نقابدار نے کہا کہ یہ عہد تو مین کبھی نہ کرونگا اس عہد کا تو خدا سے خواہان ہون جہان صاحبقران ملین گے اُنسے بھی یہی عرض کرونگا کہ کسی امتحان پہ سترار دیجیے اگر مان لیا تو سبحان اللہ اُس امتحان کو بجا لاؤنگا ورنہ بناچاری مقابلہ کرونگا ای رستم یہ ملحوظ رہے کہ بانہاے صاحبقرانی مجھی کو ملین گے مین نے تو یہ بھی صاحبقران سے عرض کیا تھا کہ بزرگان دین سے دریافت فرمایئے اگر وہ حکم دین تو بانے مجھے مرحمت کیجیے اگر منع کرین اور مجھ سے یہ فرمادین کہ تو لائق بانہاے صاحبقرانی نہین ہی پھر مین اُس دن سے نام نہ لونگا صاحبقران نے اسکو بھی قبول نہ کیا عجب طرح کا کلمہ فرمایا کہ بزرگان دین

کو میری سپاہ گری مین کیا دخل ہے غرضکہ ان باتون کا فیصلہ ہوگا دیکھون کس مقام پر
میرے دل کے تصفیہ ہو رستم کہتے ہین کہ ای نقابدار طبل جنگی بج چکے سب خرد و کلان آگاہ
ہوے اب میرے تمھارے کل فیصلہ ہوجانا بہتر ہے نقابدار کہتا ہی اے رستم میرے
تمھارے فیصلہ ناممکن ہے مگر رستم بگڑ رہے ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا لشکر مین ہاتھی گھوڑے
چھوٹنے لگے نقابدار نے گھبرا کر کہا کہ ارے دریافت تو کرو کہ یہ کیا آفت برپا ہی کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ لشکر مین حضور کے اسقدر برف برس رہی ہو کہ سفید
پہاڑ بنگئے ہین ہزارہا آدمی زیر برف دب گئے ہین اہل لشکر فریاد کر رہے ہین نقابدار
باہر نکلا دیکھا کہ تمام لشکر والے بھاگے جاتے ہین بڑے زور و شور سے برف برس رہی
ہی مگر جس مقام پر نقابدار کھڑا ہے اس مقام پر برف نہین گرتی نقابدار نے گھبرا کے کہا
ای عیار دریافت تو کرو یہ کیا معرکہ ہے ہزارہا بندگان خدا زیر برف دبگئے ہین ہاتھی گھوڑے
جو چھوٹے ہین لشکر کو پامال کرتے پھرتے ہین نقابدار جس مقام پر جاکر کھڑا ہوتا ہی اسم اعظم
پڑھتا ہے اس مقام پر برف موقوف ہوجاتی ہے پہاڑ برف کے پگھلتے ہین بندگان خدا
ہمراہیان نقابدار جو زیر برف دبے تھے وہ اٹھ بیٹھے ہین ادھر کہتے ہین حضور کی آواز
لشکر دل مین طاقت آتی ہے اور روح کو راحت ہوتی ہے مرکب نقابدار جو سہ چشمی ہی وہ بھی
چھوٹتا ہوا پھر رہا تھا اسکو نقابدار نے پکڑا پایا تو بدحواس پھر رہا تھا نقابدار نے
اسم اعظم پڑھ کے اسکی پشت پر ہاتھ رکھا مرکب رکابون مین نقابدار کی منھ ڈالنے لگا
رستم نقابدار کے ساتھ ہین جس مقام پر یہ بھی جاتے ہین برف موقوف ہوجاتی ہے
کہ سماک دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار یہی آفت آپکے لشکر مین ہے آفتاب و
شہرت و جلال وغیرہ سحر کر رہے ہین مگر برف نہین موقوف ہوتی ان ساحران نامی
نے کیسے کیسے شعلے چمکائے آگ برسا رہے ہین مگر آگ کی تاثیر برف پر کچھ نہین ہوتی عیار
نقابدار جو پہلو مین کھڑا تھا یہ کہکے بھاگا کہ حضور مین خبر لاتا ہون صورت بدلتا ہوا بیرون
لشکر آیا کنارے پر لشکر کے آکے دیکھا سامنے ایک پہاڑ ہے اسپر لکہ ہاے ابر جمع ہین
وہ لکہ ہاے ابر وہان سے بھڑک کر آتے ہین اور اس ابر مین آکر ملجاتے ہین ابر کو دوڑ

ہوتا ہی برف کے برسنے کی ترقی ہوتی ہے عیار نے جو یہ معرکہ دیکھا سمجھ گیا کہ اِس پہاڑ پہ
کوئی ساحرہ ہے اُسی کے سحر نے یہ تلاطم کیا ہی یہی معرکہ کنارے پر سے سمک نے
بھی دیکھا سمک آگے بڑھگیا قریب پہاڑ کے آکے پکارنے لگا کہ ای ملکۂ عالم مجھے
خداوند نے بھیجا ہے دیلمان جادو کہ پہاڑ سے سحر کر رہا تھا اسنے جو یہ آواز سنی سمجھا کہ
عیار آئے جھانک کر دیکھا ایک ساحر کھڑا ہی ملکہ ملکہ کہکر پکار رہا ہی دیلمان نے پکار کر آواز
دی ای ساحر کیا ہی کسنے تجھے بھیجا ہی سمک نے پکار کر آواز دی کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر
نے بھیجا ہی نامہ لیکر آیا ہوں دیلمان جادو نے سر سے ایک بال جھٹکا دیکر توڑا اُس بداقبال
نے بال کو لٹکایا ایک زنجیر چمکتی ہوئی زیر کوہ آئی دیلمان نے آواز دی اس زنجیر کو پکڑ کر
چڑھ آ۔ سمک نے جو زنجیر پہ ہاتھ رکھا زنجیر ہاتھ پاؤں میں لپٹ گئی دیلمان جادو نے
سمک کو اوپر کھینچ لیا جب سمک بالا ے کوہ پہونچا دیلمان نے منھ پر ہاتھ پھیرا
رنگ و روغن عیاری کا اُترگیا صورت اصلی نکل آئی پکار کر آواز دی ادنا عیار ابھی ان
دونوں لشکروں کو مثل خس و خاشاک کے بہا دونگا اور تجھکو ابھی قتل کرتا ہوں اتنا بھی
نہ آگاہ تھا کہ مرد سحر کر رہا ہی یا عورت سحر کر رہی ہو مگر کیا کیجیے ہیں تم لوگوں کے کہ فوراً آ
دوڑ پڑے ملکہ ملکہ کہکے پکارنے لگے ہیں آواز سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ کوئی عیار صاحب ہیں
جو آکر پکارنے لگے یہ کہکر خنجر گھسیٹا چھاتی پر سمک کی چڑھ بیٹھا چاہتا ہی خنجر گلے پہ رکھوں
درخت جو بڑے بڑے گرد کوہ کے تھے اُنمیں ایک درخت کلان بہت بلند تھا تیے اُسکے بڑے
بڑے پتوں میں کھڑکھڑاہٹ ہوئی اور ایک آواز ضعیف سی آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا
تھا کہ کوئی درد رسیدہ رو رو کر کچھ کہہ رہا ہی دیلمان جادو چھاتی پہ سمک کی سوار طرف نخل
کے دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین بھاری کپڑے پہنے ہوئے آسمان سے اترتی
ہوئی آتی ہی جس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ آسمان سے سحر کرکے آئی ہی مگر پکارتی ہوئی کہ ای
دیلمان ذرا ٹھہر جاؤ میں آتی ہوں یہ کہتی ہوئی زمین پر پہونچی بڑی بڑی آنکھیں دیلمان کے
جو نگاہ ڈالی دیلمان فریفتہ ہوا ساحرہ نے اشارہ کرکے آواز دی ای دیلمان ہم تو تمھارے
مشتاق ہوکر آئے ہیں اور تم عیار کے قتل میں مصروف ہو دیکھو قدرت نے کیا ارشاد

فرمایا ہی تمھارے سحر پر ناز کر رہے ہین فرماتے ہین میرا بندہ خاص کیا مزے سے سحر کر رہا ہی
مین سامنے گا رہی تھی خوش ہوکر فرمایا اے زہرہ فلک تم اپنے کو پہونچاؤ یا مِن دیلمان کے
جاؤ جاکر ہمارا پیغام پہونچاؤ کہنا کہ تمنے ہمارا سحر بڑے مزے سے کیا ہمین نے تمھارے
دل کو روشن کر دیا خانۂ دل عیش و فرحت سے بھر دیا کہ سمک کو تمنے گرفتار کیا یہ بلا کا
عیار ہی بیٹا عمرو کا اسنے سیکڑا دن کو دھوکا دیا اسطرح جو مسکرا کر اس نازنین نے کہا
دیلمان نے سمک کو چھوڑا سحر کر دیا کہ اُٹھ نہ سکے کہا اے جان جہان واے آرام دل
مشتاقان اسوقت تیرے آنے سے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا کیا کہوں
کیا دل کی کیفیت ہی تمکو دیکھکر میری یہ حالت ہی کہ کہہ نہین سکتا نظم

میلاد

خرمن عمر جلی تیرے لبِ خندان سے — برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے
زلف سے چھُٹ کے نگہ الجھی رخ جانان سے — بیگئی کعبے کو قسمت مجھے ہندستان سے
روز مولود سے ہی اصل حقیقت کا خیال — بوے خون آتی ہی دایہ کی مجھے پستان سے
مثل گل یار کو خندان نہ کیا گریہ نے — تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے
حالت شمع حرارت سے بہم پہونچی ہے — سر گئے پر نہ ہٹے پاؤن مرا میدان سے
نیک طینت کو بدی کا نہین منظور غرض — انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا اخوان سے
صحبت یار ورقیب آنکھون مین پھر جاتی ہی — داغ ہوتا ہی مجھے لالۂ نافرمان سے
آخر کار جہان سے ہوا گر آگاہی + — صاحب خانہ نظر آنے لگین مہمان سے
پست فطرت کو نہ ہو رتبۂ اعلےٰ حاصل — ایک تہ خانے کو دیکھا نہ بلند ایوان سے
امن چاہے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ — ہاتھ آتا ہی کفن دزد کو کیا عریان سے
بیخبر کو ہو خبر شوق کی اپنے آتش — یار تک نامہ پہونچ جاے کسی عنوان سے

نازنین نے ہنسکر جواب دیا کہ صاحب مجھکو قدرت نے تمھاری مدد کے واسطے بھیجا ہی تم
مجھسے لگاؤ کی باتین کرتے ہوان باتون سے مجھے معاف رکھو مین ان باتون کے قابل نہین
ہون مین ابھی قدرت سے فریاد کرونگی وہ ابھی آجائین گے مجھے تمھارے لگاؤ سے
بچائین گے اسطرح کی باتین اس نازنین نے کین کہ دیلمان جادو سحر کرنے سے رُکا برف کی

وہاں کمی ہوئی دیلمان نے ہاتھ تھام کر کہا صاحب بیٹھ جاؤ تم بڑی دور سے آتی ہو نازنین نے جواب دیا کیوں صاحب اس پہاڑ پر بے سامان آئے ہو یا کچھ سامان بھی لائے ہو کچھ شراب و کباب کا بھی چرچا ہو دیلمان نے خوش ہو کر جواب دیا میں سات دن کا وعدہ کر کے آیا تھا چند گلابیاں ساتھ لایا تھا سب تو پی چکا ہوں لیکن یہ دو باقی ہیں نازنین نے دونوں میں سے ایک گلابی اٹھائی اسکو سونگھا سونگھکر جام لبریز کیا ایک جام پہلے آپ پیا اور کہا صاحب مجھے تو سرور ہوا لو ایک جام تم بھی پی لو شاید دل کو توجہ وصل ہو نازنین نے دوسرا جام لبریز کیا دیلمان کو ڈھکانے لگی آخر کار جام شراب لبوں سے لگا کر کہا ایک سانس میں پیو دیلمان تو صورت زیبا دیکھکر عاشق ہو چکا تھا بے کھٹکے جام شراب پی گیا پیتے ہی مبہوت ہوا یکبار اٹھا کر قلب میں آگ لگ گئی گھبرا کر کہنے لگا کیوں صاحب یہ کیا ماجرا ہے دل گھبرا رہا ہے معلوم ہوتا ہے پہاڑ اڑا جاتا ہے نازنین دور جا بیٹھی کہا ہمیں گود میں آ کر اٹھا لیجا دیکھو خدا وند بھی آتے ہیں بے طرح ہاتھ نہ لگانا دیلمان اپنے مقام سے اٹھا چٹکیاں بجاتا ہوا چلا چاہا گود میں اٹھا لاؤں پتھر کی ٹھوکر لگی منھ کے بھل گرا نازنین کا یا تو پنجہ نگارین تھا یا پنجہ جلادی بنگیا خنجر کمر سے کھینچکر نعرہ کیا منم عیار نقابدار زرین پوش یہ کہکے خنجر مارا کہ دیلمان کا شکم چاک قصہ پاک خنجر مار کر بھاگا سمک یلداقی پیچھے چلا یہاں نقابدار نے دیکھا برف سب پانی ہو کر بہگئی رستم اپنے لشکر میں تھے جو لوگ بیہوش ہو کر گرے تھے انپر لوح چمکاتے پھرتے تھے وہ عکس سے لوح کے ہوشیار ہوتے تھے یکایک رستم نے دیکھا ایک دنا ٹا ہوا برف پانی ہو کر بہنے لگی رستم حیران کھڑے تھے کہ سمک آ کر پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ عیار نقابدار نے ساحر کو مارا یہ برف باعث سحر سے تھی رستم نے کہا لشکر نقابدار کی خبر لو کہ کیا کر رہا ہے سمک جو لشکر نقابدار میں آیا دیکھا لشکر نقابدار تیار ہو رہا ہے گھوڑے کسے جاتے ہیں سمک نے پلٹ کر رستم سے خبر کہی رستم نے کہا میں نقابدار کو نہ جانے دونگا گھوڑے پر سوار ہو کر چلے رستم جب قریب پہونچے دیکھا نقابدار سوار ہو رہا ہے رستم نے پکار کر آواز دی اے نقابدار بہادر وعدے کے خلاف کرتے ہو نقابدار نے پکار کر جواب دیا اے رستم آپ سے میں مقابلہ نہیں

کرتا میرا مقابلہ صاحبقران سے ہوگا وہ صاف صاف فرما چکے کہ جبتک میں زیر نہ ہونگا
یا ہمارے صاحبقرانی ہرگز نہ دونگا اور میں بانے آپسے لونگا رستم نے کہا ای نقابدار جھگڑا
ہمارے تمہارے آج فیصلہ ہو جائے نقابدار نے بہ فصاحت جواب دیا کہ معاف فرمایئے
ہمارے آپکے مقابلہ نہ ہوگا یکلخت نقابدار نے حکم دیا کئی لاکھ نرہ دیو صحرا سے بیرقین
لیے ہوئے آئے سائبان زربفتی سر پر نقابدار کے کھنچا نقارے پر چوب پڑی اُسی وقت
شوکت و شان سے نقابدار روانہ ہوگیا رستم دیکھتے رہگئے شوکت و شان نقابدار دیکھکر ایک
حیرت ہوئی کہ کیا شوکت پیدا کی ہی عیار بھی عرض کرتا ہی کہ حضور اصل یہ ہی کہ جو شوکت و لیاقت
نقابدار نے پیدا کی ہی آجتک کسی جلیل کی یہ شوکت نہین دیکھی رستم ناچار ہوکر چلے داخل
بارگاہ ہوئے سب سردار آکر جمع ہوگئے سب کے یہ قول ہین کہ حضور اپنے کو باغ نسترن
پہونچا مین عرصہ کرنا باعث خرابی ہی بیچ مین سرحدداران نسترن مین افتتاح و اختتام کے
ساحران کامل و اکمل ہین بڑے بڑے غور کرینگے یہ ساحر آخین کا فرستادہ تھا کہ لشکر دونکے
کے مٹانے پر آمادہ تھا خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ نے اُسکے مکر سے مہلت پائی ایسے غضب کا
سحر تھا کہ ہمارے دفع کیے سے ہرگز دفع نہ ہوتا تھا آفتاب نے بڑے بڑے زور مارے
شہرت نے کہا مین نے بڑے بڑے سحر کیے لاکھ طرح پر آگ برسائی لیکن برف دفع نہوئی
عیار نقابدار نے بڑا کام کیا یہاں تو یہ ذکر ہین اُدھر افتتاح جادو سے اختتام نے کہا
کیون صاحب کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ دلیمان نے جاکر کیا کیا یہ تو خبر معلوم ہوئی تھی
کہ دونون لشکر معرض زوال مین ہین وہ جاکر اُسنے برف برسائی ہے کہ طلسم کشا اور
نقابدار بچین گے اور کوئی باقی نہ رہیگا یہ ذکر تھا کہ دلیمان کا لاشہ اُڑتا ہوا آیا سامنے
افتتاح کے گرا سینہ ساحر کا شق ہوا ایک طائر سبز رنگ نکلا پکارتا ہوا کہ میرے آقا کو
عیار نقابدار زرین پوش نے مارا عیار طلسم کشا کو پکڑ لیا تھا اب قتل کرتا تھا کہ عیار
نقابدار زرین پوش اس صورت پر پہونچا کہ دلیمان کو دیوانہ کر دیا آخر مار لیا افتتاح
نے جھلا کر چند نامے سرحدداران کو لکھے مضمون ہر ایک کا یہ تھا کہ طلسم کشا طرف باغ
نسترن کے جاتے ہین اگر باغ نسترن مین پہونچے تو تم سب کے لیے باعث خرابی

ہو گا جبتک جیتے ہیں بڑھکر طلسم کشا کو روکو صمصام جنگ آزما ایک پہلوان ہو اپنے قصر میں
بیٹھا ہی کہ نامۂ افتتاح پہونچا طائر نے لاکر نامہ گود میں گرایا صمصام نے نامہ پڑھا مثل برق
کے چمکا اپنے رفیقوں کو آواز دی لشکر تیار کرو تین لاکھ غیر ساحر جوانان زبردست مرکبوں کو
تیار کر کے سامنے آئے صمصام تیز ہو کر اٹھا محل میں آیا دختر اسکی مینوش خیرین کلام
باپ کو دیکھکر براے تعظیم اٹھی سلام کیا کہا کیوں بابا جان آج آپ نے ہتھیار کیوں لگائے
ہیں در دولت پر کیسا غلغلا ہے صمصام نے کہا اے نور نظر اصل کیفیت یہ ہے کہ طلسم کشا
تحفہ جات حاصل کر کے مع لوح طلسم ہفت پیکر سرحد طلسم میں آگیا ہے کئی مقام فتح
کیے اب طرف باغ نسترن کے جاتا ہے کسی کے روکے نہیں رکتا افتتاح و اختتام ہمارے
افسر ہیں انھوں نے نامہ لکھا ہے میں براے مقابلۂ طلسم کشا جاتا ہوں مینوش رونے لگی
کہا اے والد نامدار میں نے حالات طلسم کشا سنے بڑے بڑے ساحر اُنکے ساتھ ہیں
مالک لوح صاحب تحفہ جات کن کن ہنگاموں سے بچے اور ان چیزوں کو پایا آپ
بے سمجھے مقابلے میں نہ جائیے ایسا نہ ہو غالب نہ آئیے صمصام نے کہا اے نور نظر بے
تحفہ جات کا کیا خوف میں بزور اُسے زیر کرونگا اسی وجہ سے افتتاح نے نامہ پہلوانوں
کو لکھا کہ ساحر تو عاجز رہیں گے پہلوان بہ آسانی لوح چھین لیگا تحفہ جات اُتار لیگا
ہمارا کیا کر سکیں گے مینوش خاموش ہو رہی صمصام محل سے نکل کر سوار ہوا
قمقام بلانوش بھائی کو اپنے دو لاکھ فوج سے براے حفاظت شہر صمصامیہ چھوڑا
آپ سوار ہو کر چلا مینوش کو باپ کے جانے سے نہایت ملال تھا فنون سپہ گری میں
طاق حسن و جمال میں شہرۂ آفاق تھی قمقام کو عرضی بھیجی کہ اے عم نامدار والد کے جانے
سے دل کو تشویش رہتی ہے بہت جی گھبراتا ہے اگر آپ حکم دیں تو میں براے سیر و شکار کے
جاؤں اپنے دل کو بہلاؤں شاید میرے آنے میں دو چار دن کا عرصہ گذرے تو آپ تشویش
نہ فرمائیے گا میں بہت جلد حاضر ہونگی قمقام نے عرضی پر دستخط کیا کہ اے نور نظر باپ
تمھارے یہاں نہیں ہیں شکار سے جلد واپس آنا یہ حکم دیکھکر مینوش نے کنیزوں سے
اشارہ کیا جلد شکار کی تیاری کرو کنیزوں نے سب اسباب شکار کا درست کیا بارہ سی

کنیزین مسلح ہوکر سامنے آئین مینوش ایک مادیان بحری پر سوار ہوئی سب کو ساتھ لیکر واسطے
شکار کے چلی صحرا مین شکار کھیلنے لگی تمام صحرا طائران چرند و پرند سے خالی کر دیے گئی رات
اُسی صحرا مین گذرین سب نے عرض کی اب واپس ہوجیے چچا صاحب آپ کے انتظار کرتے
ہونگے مینوش کی پشت پر بارہ سو کنیزین سب کے ہاتھ مین نیزے پھر پھر سے اڑتے ہوے
اس شوکت سے مینوش آتی ہو کہ جس صحرا مین گذر ہوا ہنگامہ پڑگیا قضائے کار بادشاہ
جمجاہ کر یہ ترکیب شمس فلک ہفت پیکر کہ اپنے شاہ کو لاکر باغ نگارین مین رکھا ہے
بادشاہ اندر قصر کے رہتے ہین ایک روز گھبرا کر فرمایا کہ شمس کو بلاؤ سقناطیس نے نگہبانون
سے کہا شمس کاہن کو خبر کرو کہ بادشاہ نے یاد فرمایا ہے نگہبانون نے جاکر شمس سے
اطلاع کی شمس فوراً حاضر ہوا کہ نہایت خاطر کرتا ہو آ کے سلام کیا عرض کی کہ کیا ارشاد
ہوتا ہو بادشاہ نے فرمایا ای شمس تمنے ہمکو ایسے مکان مین رکھا ہو کہ سوا اس مکان
کے کوئی شے دکھائی نہین دیتی اگر تمھاری خوشی ہو یہ جو قصر مین دریچہ ہو جسکے باہر صحرا ہو اسکو
کھول کر اسمین بیٹھا کرین صحرا کی کیفیت دیکھا کرین اس حیلے سے دل کو بہلائین یہ سنکر
شمس نے کہا غلام جانتا ہو کہ حضور صاحب اقبال ہین لشکر اسلام کے تاجدار ہین آپ کا
ایک مقام پر رہنا نا ممکن ہو مگر غلام اس فکر مین ہو کہ جب لشکر صاحبقران اس طرف آئے
تب آپ کو لشکر مین داخل کرون اس سیر سے بھی کوئی مراد حاصل ہوگی مین بدل وجان مطیع
سرکار ہون بسم اللہ دریچہ کھول دیجیے لیکن یہ عرض ہو کہ غلام کی خدمتگذاری کا خیال رہے
کہ آپ کے ذریعہ سے صاحبقران سے ملون مجھکو بھی شرف حاصل ہو یہ کہکے شمس نے
خود دریچہ کھولا بادشاہ کے لیے مسند لگا دی مقناطیس سے کہا شہریار کا خیال رکھنا
ایسا نہ ہو کہین تشریف لیجائین مقناطیس نے کہا مین آٹھ پہر خدمت مین رہتی ہون
نوبہار نے عرض کی ای شمس مطمئن رہنا غیر ممکن ہو کہ یہان کوئی آئے شمس نے کہا ای
نوبہار ہزارہا ساحر تلاش مین آپ لوگون کی نکلا ہو ایسا نہو کوئی اس راز سے آگاہ ہوجائے
کسی کی یہ مجال نہین کہ مجھپر نگاہ سخت ڈالے مگر باعث حجاب ہوگا کہ شمس نے بادشاہ کو
قید نہ کیا بہ آرام رکھا نوبہار نے کہا کوئی ساحر نہ آئیگا اگر آئیگا تو زندہ پلٹ کر نہ جائیگا

شمس بخوبی سمجھا کر طرف اپنے قصر کے گیا بادشاہ آکر دریچے میں بیٹھے اب اس دریچے میں بیٹھے ہوئے ہر وقت بہار صحرا دیکھا کرتے ہیں ایک روز پہر دن چڑھا تھا بادشاہ دریچے میں بیٹھے دیکھ رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑتی پھر رہی ہے اُڑتے ہوئے گرد سے نمایاں ہوئے بادشاہ بہ نگاہ غور دیکھنے لگے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ آگے آگے سب کے ایک نقابدار بادلہ پوش پشت پر بارہ سی نقاب پوش رواروی کرتے ہوئے آتے ہیں جب قریب قصر کے وہ نقابدار پہونچا بہ نگاہ غور طرف دریچے کے دیکھنے لگا باگ جو ڈھیلی ہوئی گھوڑا بدلگامی کرنے لگا مادیان نے جست کی جست کرنے میں نقاب چہرے سے ہٹی بادشاہ نے دیکھا کہ پردۂ ابر ہٹا ماہ تابان پردۂ ابر سے نکل آیا ایک نازنین نہایت مہ جبین بقول شاعر نظم

وہ سماں تھا وہ نور کا سراپا
ہر چین تھی موجۂ لطافت
دنبالۂ چشم میں سرمہ کا تھا

ایسا نہیں حور کا سراپا
آنکھیں استاد سامری تھیں
بیمار کے ہاتھ میں عصا تھا
شہباز نے واکیے تھے بازو

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشے میں شراب کے بھری تھیں
مینی کے قریب کب تھا ابرو

سراپا خوب معشوق مرغوب سراپا سانچے میں ڈھلا ہوا عارض انور ماہ تابان جلالت نمایاں سینہ پر نار پستان کا ابھار جنت الماوی کے انار چہرۂ آفتاب عالمتاب ابروے خمدار تلوار جوہر دار یا ہلال فلک خوبی کہیے یا عارض انور کو گل باغ محبوبی کہیے پشت مرکب پر سوار دستے پر ہاتھ پڑا ہوا نیمچہ کمر میں سپر پشت پر ہلال و آفتاب فلک فتح و ظفر آنکھیں نرگس شہلا یا بادام کہیے یا دیدۂ غزال کہیے ناظرین سمجھ گئے ہونگے مینوش شیرین کلام دختر صمصام جو برائے شکار نکلی اس طرف سے گذر ہوا مینوش نے جو بہ نگاہ غور جمال بادشاہ دیکھا آفتاب فلک جلالت رستم ہیبت سہراب سطوت معشوق خوبرو ماہرو سمن بو خوشنو جمال بے مثال دیکھکر پشت مرکب پر تھرائی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی ادھر بادشاہ تھرا کر گرے وہ نازنین جو لہرا کر گرنے لگی بیہوش ہونے لگی کنیزوں نے بڑھکر سنبھالا بادشاہ جو گر کر بیہوش ہوئے سقناطیس و نوبہار نے بڑھکر سر انور زانو پر رکھا نوبہار نے زلف عنبرین کی خوشبو سنگھائی تب بادشاہ کو ہوش آیا وہاں کنیزوں نے جو بڑھکر اس نازنین کو سنبھالا لیکن

طرف صحراے سبزہ زار کے نکل گئین وہان جاکر بارگاہ استادکرائی ملکہ کو داخل بارگاہ کیا گلاب و کیوڑہ و بید مشک چھڑکا اُس مہ جبین نے بمشکل آنکھ کھولی گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگی سامنے اُس روے زیبا کو نہ پایا دل بھر آیا کنیزان رازدار جو خدمت مین حاضر ہین اُنھون نے عرض کی ہم حضور کو بہت پریشان پاتے ہین خیر تو ہی اسوقت حضور کا مزاج کیسا ہو آپ حالت پریشانی مین کیون چار جانب دیکھ رہی ہین خیر خواہان سرکار گھبرا رہے ہین ہمسے تو حال دل کہیے کیا دیکھا کہ جس نے قلب کو حیرانی بصورت زلف پریشانی ہو ملکہ نے گھبرا کر جواب دیا صاحب تمسے کیا کہون کیونکر خاموش رہون کیفیت تو اپنی یہ ہی نظم

آستانِ یار تک اپنی رسائی کیجیے ‏ جی مین ہی دربان سے اُسکے آشنائی کیجیے

مثل آئینہ مصاحب ہوجیے اُس حور کے ‏ شانہ سان گیسوے پیچان تک رسائی کیجیے

پانون پھیلا کر شب وصل صنم مین سویے ‏ بالش سر دست جانان کی کلائی کیجیے

نالہ و فریاد سے اُنکے تنگ آئے ہین لوگ ‏ ذبح ہون یا اب اسیرون کی رہائی کیجیے

زنگ دل مٹتا نہین ہردم کدورت ہے زیاد ‏ تا کجا آئینہ رویون سے صفائی کیجیے

خون ہو جائین لہو تھوکے کوئی صاحب کو کیا ‏ آپ مہندی مل کے دست و پا حنائی کیجیے

اب نہ ہونگے جیسے آگے قطعہ گلزار تھے ‏ لاکھ خط منڈوا کے عارض کی صفائی کیجیے

چار دن کی دوستی کا ہے زمانے مین رواج ‏ کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجیے

بیٹھ رہیے بنکے وان دریوزہ گر دیوار کے ‏ اُس شہ خوبی کے کوچے مین گدائی کیجیے

زیر گردون رند قسمت آزمائی کی بہت ‏ اب زمین شعر مین طبع آزمائی کیجیے

کنیزون نے حیران ہو کر کہا لونڈیان اس پہیلی کو نہین سمجھین ملکہ نے کہا جہان مادیان سے نے بدلگامی کی تھی اور مین بیہوش ہوگئی تھی وہان سے مجھے کیون لے آئین اُس مقام پر تھوڑی دیر ٹھہرتی شاید وہ آفتاب پھر نظر آجاتا قلب تسکین پاجاتا اتنا تو ثابت ہوجاتا کہ وہ گل کس گلستان کا ہی ماہ کس آسمان کا ہی اگر قریب ہوتی تو یہ پوچھتی فرد اگر شاہے ترا آخر چہ نام است + وگر ماہی ترا منزل کدام است + اس مضمون مین شاعر گرامی و نامور بیان قمر کیا خوب ارشاد فرماتے ہین۔ نظم

قمر ہم داغ بنکر عاشقوں کے دلمیں رہتے ہیں
خیال مہ جبیناں عاشقوں کے دلمیں رہتے ہیں
عدم سے شوق میں آئے چلے دنیا سے حسرت میں
ہمارے گھر پہ آکر بیٹھے وہ بیخبروں سے کہتے ہیں

لگی لو لا میں مسکن ہو یہ کامل میں رہتے ہیں
یہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل میں رہتے ہیں
نہ اُس عالم میں مسکن تھا نہ اس منزل میں رہتے ہیں
قمر جنکا تخلص ہو اسی منزل میں رہتے ہیں

تم لوگوں نے جلدی کی مجھکو لے آئیں میں نام بھی نہ پوچھنے پائی اگر نام معلوم ہو جاتا شاید بسبب نام کے دل تسکین پاتا کوئی ایسا ہو کہ وہاں تک جائے نام تو دریافت کر آئے یہ تو میں جانتی ہوں کہ وہ باغ نگارین شمس فلک ہفت پیکر کا ہو مگر یہ کون شخص ہو کہ جو وہ بیچ میں بیٹھا تھا سمن رخ نامے کنیز نے عرض کی اگر حکم ہو تو لونڈی جائے مفصل دریافت کر کے آئے سمن رخ پیشہ عیاری سے بھی آگاہ ہو مردانے کپڑے پہنکر طرف باغ کے چلی یہاں بادشاہ مجاہد جب ہوشیار ہوے تو گھبرا کر طرف صحرا کے دیکھنے لگے مقناطیس و سنگبار و نوبہار عرض کرنے لگیں کہ اے شہریار آپ دمبدم طرف صحرا کے دیکھتے ہیں چہرے پر اُداسی معلوم ہوتی ہو لونڈیوں کو آگاہ فرمائیے جو تردد ہو اسمیں کوشش کریں شاید ہماری کوشش سے ملال سرکار کا رفع ہو مجاہد نے سر جھکا لیا کہا اے مقناطیس میں کیا بیان کروں تم لوگوں کے سامنے کچھ نہیں کہہ سکتا چاہتا ہوں کہ ضبط کروں نہیں ہو سکتا مگر حیران ہوں کہ کیا تدبیر کروں کیونکر خاموش رہوں کیا کہکے دل کو سمجھاؤں کیونکر اُس ماہ پیکر کو پاؤں دل کی عجب کیفیت ہو نئی صورت ہو۔

نظم

مست بے یار مجھکو ہستی ہو
ہو جہاں پر مرا قدم بھاری
وہ پری ساتھ لے کے سوتا ہوں
ہو حقیقت مجاز سے مطلوب
اُسکے کشتے ہیں زندہ جاوید
ایک بت نے دیا نہ ہمکو جواب
خاکساروں کی ہو یہی معراج

شہر ویران اُجاڑ بستی ہو
ہر قدم پر زمین دھنستی ہی
حور جسکا پلنگ کستی ہو
بت پرستی خدا پرستی ہو
نیستی اُنکی عین ہستی ہو
بے زبانوں کی ہند بستی ہو
سر بلندی ہماری پستی ہو

کئی دن سے ہی گھات مین صیاد — عندلیب آج گل مین پھنستی ہی
اس مرقع کی دیکھو ہر تصویر — کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہی
منزل عشق کی ہے رہ ہموار — نہ بلندی ہی یان نہ پستی ہی
زلف اُسکی سیاہ ناگن ہی — مار رکھتی ہے جسکو ڈستی ہی
ایسے جینے پہ رنار خاک پڑے — موت اس زندگی پہ ہنستی ہی

تمنے خیال کر کے نہین دیکھا یہ دریچہ کھولنا میرے واسطے سدِّ باب عیش ہوا تمنے خیال کیا ہوگا سامنے سے گرد اڑی ایک ماہ پیکر رشک قمر مادیان بحری پہ سوار سپر شمشیر لگائے ہوے یہ تمول شاہ فرد - اکڑکے پنجون کے بل پہ چلنا نہ کیونکہ کشتہ ہون اُس ادا کا سجا سجایا کھنچا کھنچایا یہ جسم تو دیکھو غضب خدا کا + یہ مین نے دیکھا کہ حال اُسکا بھی ابتر ہوا مین اودھر غش کھاکے گرا اُدھر کنیزون نے اُسکو سنبھالا لیکر نکل گئین مین نے چاہا تھا اپنے کو سنبھال کے آواز دون کہ ای جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مگر کلام کرنے کے لائق نہ رہا ایسا غش آیا نوبہار کہ عاشق صادق ہی اسنے عرض کی حضور سلطنت رائین مین پتہ لگاتی ہون اور ابھی جاتی ہون اگر ملجاے تو حضور کے عیار کو تلاش کرکے لاؤن یہ کہکے نوبہار چلی مگر فیروزہ بن عمرو بادشاہ سے جدا ہو کر چند دن ہمراہ طلسم کشا رہا آخر گھبرایا اور سوچا کہ انکے ساتھ رہنے سے کیا نفع ہی مین اپنے آقا کو خود تلاش کرون یہ سوچکر لشکر رستم سے نکلا ایک صحرا مین جاتا ہی دیکھا ایک جادوگرنی زیر شجر بیٹھی سحر کر رہی ہی جب ماش کے دانے اچھالتی ہی شجر خشک بارور ہوتے ہین صحرا کو سرسبز و شاداب کر رہی ہی فیروزہ نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل بنا اور گاتا ہوا چلا یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے نظم

بیابان کو بھی ہنگام جنون مین سیر کر دیکھا — سر شوریدہ کو پاے غزالان پہ بھی دھر دیکھا
تری مستانہ آنکھون کی دگردش کا اثر دیکھا — مے گلرنگ سے سو طرح پیمانہ بھر دیکھا
سوادِ گیسوے مشکین مین ظلمت شام کی پائی — بیاض گردن محبوب مین نور سحر دیکھا
محبت مین مزا ملتا ہی ایذا مین اٹھانے سے — اسی کو ہمنے چاہا جو حسین بیداد گر دیکھا

مسافر ہی نظر آیا نظر آیا جو دنیا مین
جسے دیکھا اُسے آلودۂ گرد سفر دیکھا

دل سوزان کی حالت سینۂ سوزان مین پائی
کسی مجمر مین ہمنے عود کو جلتے اگر دیکھا

خریدار محبت آئے تھے بازار عالم مین
وہی سودا کیا ہمنے کہ جسمین دردِ سر دیکھا

یہ غمزہ کیا صیاد نے اپنے اسیرون سے
کیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال و پر دیکھا

ہوئی ہین کیا سمجھ کر پردۂ فانوس سے باہر
مگر شمعون نے پروانون کو بھی بے بال و پر دیکھا

جگر خون ہوگیا بدگو کا اپنے چپکے رہنے سے
خموشی مین بھی مظلومون کی نالے کا اثر دیکھا

یہ مستغرق تصور مین ہو مین اُس طاق ابرو کی
پھرین اپنی نگاہین جسطرف کعبہ اُدھر دیکھا

فراق یار مین جب عشق نے مجھکو ٹٹولا ہی
جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا

بدخشان ولیمن چھانا لگانے غوطے دریا مین
نہ لب سا لعل ہی نہ دندان سا گہر دیکھا

گانے کی آواز جو اُس ساحرہ نے سُنی پکار کر آواز دی بی گانے والی ذرا ہمارے پاس آؤ فیروزہ جھپٹ کے قریب آیا پوچھا کہ صاحب تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا گلرنگ جادو میرا نام ہی افتتاح تاجدار کی ملازم اُسنے اس صحرا کی آبادی کا حکم دیا ہی اسکو آباد کر رہی ہون فیروزہ بیٹھ گیا اب گلرنگ نے کہا کیون صاحب تم کون ہو اس جنگل مین جو اسطرح پھر رہی ہو فیروزہ نے کہا مین رازدار خداوند ہفت پیکر ہون ابھی صحراے بے خس و خاشاک مین تھی حکم ہوا کہ پاس ہماری بندی خاص گلرنگ کے جاؤ تو کیون بی گلرنگ مین بحکم خداوند تمھارے پاس پہونچی لیکن خراب بھی ممکن ہی ایک جام ہم پئین اور ایک تمکو پلائین گلرنگ نے کہا مین ابھی شراب لاتی ہون یہکہکے اُٹھی دو گلابیان شراب کی ڈھونڈھ کے لائی فیروزہ نے جام لبریز کیا پہلے خود پیا دوسرے جام مین گھائی سے بیہوشی ملادی سامنے گلرنگ کے پیش کیا گلرنگ نے چاہا پیون مگر سحر کر رہی ہی ایک ماش کا دانہ جو شراب مین پڑگیا شراب شعلہ بنکے اُڑگئی جام ٹوٹا گلرنگ نے للکار کے آواز دی ارے تو کون ہی فیروزہ نے اپنے دلمین کہا تیرا انتظام مٹا نیمچہ کھینچکر نعرہ کیا منم فیروزہ بن عمرو ساحرہ نے اپنے کو گرا دیا فیروزہ جست کرکے بھاگا گلرنگ نے نعرہ کیا او مکار تو کہان جاتا ہی بے سبب میرے قتل کو آیا اب مین کب تجھے جانے دیتی ہون فیروزہ قریب سو

قدم کے نکلگیا تھا کہ گلرنگ نے آواز دی ای نسیم سحر خیز اس عیار کو لینا ایک جھونکا ہوا کا
چلا فیروزہ زمین پر گرا گلرنگ نیمچہ کھینچکر چلی اُسوقت فیروزہ کی بیقراری بلک بلک کے
پکار رہا ہو ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی تو مدد کر **نظم**

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شدہ دانم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا

رباعی - شاہا ز کرم برمن درویش نگر + بر حال من خستہ و دلریش نگر + ہر چند نیم لائق بخشایش
تو + برمن منگر بر کرم خویش نگر + گلرنگ نیمچہ کھینچے ہوے کلمات سخت زبان پر لاتی پہونچکر
اسکو قتل کرون مگر فیروزہ نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نوبہار جو تلاش فیروزہ
مین نکلی تھی آسمان سے اسنے دیکھا کہ فیروزہ زمین پر پڑا ہی اور ایک ساحرہ قتل کیا چاہتی ہی
نوبہار حال فیروزہ دیکھکر گھبرا گئی کہ مین ذرا اُڑی اور اُسنے نیمچہ مارا نیمچہ مثل برق کے
چمکتا ہوا ہاتھ مین ہی اور بہت ہی بدظن ہو رہی ہی نوبہار نے بجلی کان سے نکالکر پھینک
ماری ایک برق چندہ گلرنگ پر گری گلرنگ کے دو ٹکڑے ہوے نوبہار کو اطمینان ہی
کہ فیروزہ کو ساتھ لیچلونگی لیکن مرنے سے جو گلرنگ کے اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین
فیروزہ بھاگا جنگل مین گھس گیا درختون کی آڑ پکڑے ٹلہوا جاتا ہی نوبہار با اطمینان زمین پر
آئی دیکھا لاشہ گلرنگ کا پڑا ہی فیروزہ ندارد گھبرا گئی کہ یہ کمبخت کہان گیا پکارتی ہوئی چلی
ای فیروزہ بن عمرو تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہی مین ہون نوبہار یہ کہکے بلند ہوئی دیکھا
ایک نخل کی جڑ مین چھپکر فیروزہ بیٹھا ہی نوبہار کڑک کر گری فیروزہ کی کمر مین پنجہ دیا اور
لے اُڑی فیروزہ کا تڑپنا پھڑکنا کبھی کہتا اری تو کون ہی جو مجھکو لیے جاتی ہی مین بیچارہ تو
غریب مسافر فقیر مذہب جنگل مین پڑا رہتا ہون مجھکو کہان لیجائیگی نوبہار کچھ جواب نہین
دیتی تھوڑے ہی عرصے مین باغ نگارین مین لاکے اُتارا بادشاہ کو فیروزہ نے دیکھا کہ مسند
پہ سرنگون بیٹھے ہین چہرہ اُداس عالم یاس کچھ اشعار پڑھ رہے ہین مقناطیس
و مشکبار کہ رہی ہین کہ ہم بھی تلاش مین جائینگے فیروزہ کو ڈھونڈھکر لائینگے کہ فیروزہ نے
دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا بجوش محبت گرد پھرنے لگا عرض کی ای شہریار حضور کیون اسقدر

بیقرار ہین بادشاہ نے جو بعد مدت کے فیروزہ کو پایا بچپن سے ساتھ اسکی پرورش پائی تھی گلے سے لگایا فرمایا کہ ای یار وفادار کہان تھے ہمکو تو ظالم زنگی سے بچا کر شمس فلک ہفت پیکر کاہن نے اس باغ مین رکھا ہی یہ تینون رفیق بھی ساتھ ہین فیروزہ نے اپنی مصیبت بھی بیان کی بادشاہ نے دیکھکر فرمایا ای فیروزہ عجب معرکہ گذرا ہی اسطرح ایک نازنین کا اسطرف گذر ہوا دل کی عجب کیفیت ہوئی ای فیروزہ کس زبان سے بیان کرون نظم

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہی چشم یار کو
نیلگون گنبد انجھا یا مردم بیمار کو

حال پر میرے توجہ کیا ہو چشم یار کو
جبر تکلیف نگہ ہی مردم بیمار کو

حسن بے پردہ سے عالم جلوہ گر پایا ہو مین
دم بھڑک جاتا ہی عریان دیکھکر تلوار کو

زلف کو میں نے اگر دیکھا نہ ہو ابر سیاہ
برق دیکھی ہو وہ جھنے دیکھے اس رخسار کو

مطلع ہو کچھ تو حالِ زار سے وہ بے وفا
زعفران سے لکھ کے خط بھیجا ہی مین نے یار کو

روے روشن سے مشابہ ہی نہایت آفتاب
دھوپ مین بٹھلائیگا مجھ تشنۂ دیدار کو

میری آہون کے دھوئین سے گھر بنا یا خانہ باغ
نرگس شہلا کیا ہر روزن دیوار کو

رات بھر آنکھون کو اس امید پر رکھتا ہون جو
خواب مین شاید کہ دیکھون طالع بیدار کو

بھول جاوے عالم اپنی چال کا طاؤس مست
نشہ مین اگر دیکھے تری رفتار کو

صبر کو کمو کر نہ ہو گا تو بھی ای دل باغ باغ
بھولتے پھلتے نہ دیکھا ہو غریب آزار کو

لکھ کے خط حسرت مین قاصد کی لہو رویا ہی مین
کر دیا چشم کبوتر روزن دیوار کو +

بوٹیان اپنے کف پا کی جو صحرا مین اڑین
رشک سیخ کباب آتش بنا ہر خار کو

فیروزہ نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام آپ کا جاکر پتہ لگاتا ہی اگر بتا ہی تو حضور کو لیکر چلتا ہون یہ کہکے فیروزہ باغ سے نکلا ادھر تو یہ جاتا ہی ادھر ملکہ بہت بیقرار ہین اور سمن رخ کا انتظار کر رہی ہین دمبدم فرماتی ہین کہ سمن رخ پلٹ کر نہ آئی یہ باغ سے آئی ہی اور فیروزہ صورت بدلے ہوے ایک مہ جبین کی شکل بنا ہوا ہی راہ مین دوچار ہوے سمن رخ نے خود پوچھا ای نازنین تو کون ہی جو اس صحرا مین یون پھرتی ہے فیروزہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا صاحب کیا بیان کرون کس حال مین ہون ایک

گوہر بے بہا کی تلاش مین نکلی ہون سمن رُخ نے پوچھا یہ مطلب مین نہین سمجھی فیروزہ نے کہا
ہمارے آقاے نامدار بادشاہ لشکر اسلام باغ نگارین مین بمدد شمس فلک ہفت پیکر مقیم
ہین وقت کا شمس فلک کو انتظار ہو دریچے مین براے سیر تشریف رکھتے تھے کہ ایک گرد
عظیم بلند ہوئی ایک نازنین ماذیان بحری پر سوار نہایت حسین وجمیل بارہ سو کنیزین پشت پر نمایان
ہوئی بادشاہ ہمارے کئی دن سے بہت بیقرار ہین مین اُسی محبوب کی تلاش مین نکلی ہون سمن رُخ
یہ حال سُنکر بہت خوش ہوئی کہ پتہ تو ملا فیروزہ سے کہا تمھین بادشاہ سے کیا تعلق ہی فیروزہ
نے کہا اے مہ جبین اصل یہ ہی کہ مین عیار ہون بادشاہ کا فیروزہ بن عمرو میرا نام ہی سمن رُخ
نے کہا سامنے جاؤ ایک باغ ملیگا وہان سے نشان حاصل ہو جائیگا فیروزہ طرف باغ
کے چلی مگر سمن رُخ نام و نشان سُن چکی قریب باغ نگارین کے پہونچی دروازے پر باغ
کے جن نگہبان دیکھے ایک نگہبان کی شکل بنکر باغ مین آئی پھرتی ہوئی قریب بادشاہ کے
پہونچی جھک کر سلام کیا عرض کی حضور ذرا کنارے چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی بادشاہ اُٹھ کھڑے
ہوے ایک کمرے مین لیکر سمن رُخ کو آئے یہ قدمون پر بادشاہ کے گر پڑی کہا اے شہریار مین
ملیتوش شیرین کلام کی کنیز ہون جس روز سے ملکہ حضور کو دیکھکر یہان سے گئی ہین اُسی دن
سے آب و دانہ ترک ہو آپ کی یاد مین بیقرار ہین اگر حضور ساتھ چلین تو مین آپ کو لیچلون بادشاہ
یہ مژدہ سُنکر فوراً اُٹھ کھڑے ہوے فرمایا اے سمن رُخ مین تیرے ساتھ چلونگا پیام محبوب
سنون اور مین رُک جاؤن مگر میرے رفیق جو یہ تینون ساتھ ہین یہ مجھکو نہ جانے دینگے مین
چاہتا ہون کہ اُنسے چھپکر جاؤن سمن رُخ نے عرض کی مین جاکر صحرا مین ٹھہرتی ہون آپ کسی طور
وہان تک آئیے بادشاہ نے سمن رُخ سے وعدہ کیا سمن رُخ تو جاکر صحرا مین ٹھہری صبح کو بادشاہ
جو اُٹھے مقناطیس وغیرہ نے دیکھا کہ آج تو چہرے پر بادشاہ کے بحالی ہی تینون جادوگرنیان
بادشاہ کے قریب بیٹھین بادشاہ نے فرمایا اے مقناطیس ایک مرکب کسی طرح ممکن ہوتا تو
مین سوار ہوکر شکار کو جاتے مقناطیس نے عرض کی اے شہریار آپ جسکے مہمان ہین اُسنے
منع کیا ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر آپ کو دیکھ لے تو راز کھل جائیگا شمس کا قول یہ ہی کہ مین
کسی سے سحر مین کم نہین ہون مگر جو مین نے تجویز کیا ہے اُسمین فرق پڑیگا بادشاہ نے

فرمایا مین باغ مین مرکب کو پھراؤنگا باہر نہ جاؤنگا مقناطیس نے کہا مین شمس کو بلواتی
ہون اُس سے مرکب کی فرمایش کرون یہ کہکے ان تینون نے شمس کاہن کو ایک نامہ لکھا
شمس نامہ دیکھکر آیا مقناطیس نے کہا ای شمس بادشاہ یہان گھبراتے ہین ایک مرکب
بادشاہ کے واسطے بھیجدو اسی باغ مین پھیرینگے شمس نے کہا ای مقناطیس وقت انقلاب
قریب آگیا ہو مین سوچا تھا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ اُسکے خلاف ہوگا ای مقناطیس مین نے
یہ انتظام کیا تھا کہ جب صاحبقران اس طرف سے گذرین تو مین بادشاہ کو اُنسے ملا دون اور
بالاعلان ساتھ ہو جاؤن اب بادشاہ پر کوئی اُفتاد پڑیگی جہانتک ہوسکے ای مقناطیس
وغیرہ بادشاہ کو باغ کے باہر نہ جانے دینا میرا نجوم خبر دیچکا ہی کہ باہر جانا بادشاہ کے واسطے
باعث خرابی ہو مقناطیس نے کہا باہر تشریف لیجانے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی باہر وہ
کیون تشریف لیجائینگے شمس نے کہا خیر مین مرکب آج بھیجونگا مگر حفاظت کرنا مقناطیس وغیرہ
نے عرض کی ظاہر تو یہی ہی کہ اسی باغ مین سیر کرینگے باطن کا حال خدا جانے شمس نے
اپنے نگہبانون کو بھیجا ایک مرکب باساز و یراق مرصع کار خدمت مین بادشاہ کی لائے
شمس دست بستہ کھڑا ہوا کہا ای شہریار یہ مرکب تو حاضر ہی مگر غلام کی خدمتگذاری خیال مین
رہے ایسا نہو سرکار کو کوئی دیکھ لے تو باعث خرابی ہو بادشاہ نے کہا او شمس مین تمہارے
حکم سے قدم نہ ہٹاؤنگا باغ سے باہر نہ جاؤنگا شمس مرکب چھوڑکر چلا گیا بعد جانے
شمس کے بادشاہ مرکب پر سوار ہوے باغ مین مرکب پھیرنے لگے قریب دیوار باغ کے
آکر ایڑ جو کی مرکب طرارہ بھرکے دیوار کے پار گیا صحرا مین بادشاہ نے سمن رخ کو تلاش کیا
تو دیکھا سمن رخ سایہ مین ایک نخل کے بیٹھی ہی انتظار بادشاہ کا کر رہی ہو بادشاہ کو
دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی رکاب پر ہاتھ ڈالدیا بادشاہ کو لیکر طرف باغ کے چلی اور یہان
فیروزہ تلاش کرتا ہوا قریب باغ فلک پیمو پہنچا پشت پر باغ کی آکر کمند ماری داخل باغ ہوا لیکن
حیران و پریشان وسط باغ مین ایک چبوترہ تھا اُسپر بیٹھی ہین کنیزین بہلا رہی ہین فیروزہ
ایک کنیز کی شکل بنکر قریب ملکہ کے آیا ملکہ نے کہا اے لالہ رخسار سمن رخ کو کئی دن
ہوے گذرے کہ گئی ہے اسوقت تک پلٹ کر نہین آئی معلوم ہوتا ہے اُسنے نشان نہین

پایا حجاب سے پلٹ کر آئی فیروزہ نے کان میں منھ لگا کر کہا اے ملکۂ عالم میں اس شہریار کا عیار ہوں یہ مشکل بیان تک پہونچا حضور نہ گھبرائیں میں بادشاہ کو لاتا ہوں ملکہ نے گھبرا کر کہا بھیّا اگر مناسب ہو تو میں خود چلوں فیروزہ نے کہا آپ کے چلنے کی کیا ضرورت ہے وہ مرد ہیں اُنکا آنا آسان ہے آپ سے کہکے جاتا ہوں آج سے کل تک بادشاہ کو لیکر آتا ہوں ملکہ نے گلے سے موتیوں کا مالا اُتار اسکے گلے میں فیروزہ کے پہنا دیا فیروزہ بخوبی سمجھا کر ملکہ کو باہر نکلا طرف باغ نگارین کے چلا ملکہ نے یہاں جو حال شاہ کا سُنا سوزش قلب زیادہ ہوئی کنیزوں نے پوچھا حضور لالہ رخسار کہاں گئی ملکہ نے کہا ذرا مادیان بحری تیار کرو تو ہم صحرا کی سیر کرینگے دل کو زیادہ بیقراری ہے ترقی پر اشکباری ہے دیکھوں اس سوزش کا کیا انجام ہو آخر میں حال ابتر ہوگا کوئی شے اچھی نہیں معلوم ہوتی آب و دانہ کے نام سے نفرت ہے اصل میں دل کی یہ کیفیت ہے۔

نظم

ایسی وحشت نہیں دل کو کہ سنبھل جاؤنگا — صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا
وہ نہیں ہوں کہ رکھائی سے میں ٹلجاؤنگا — آج جاتا ہے تو ضد سے تری کل جاؤنگا
شام ہجران کسی صورت سے نہیں ہوتی سحر — منھ چھپا کر میں اندھیرے میں نکلجاؤنگا
کھینچکر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو — ناز معشوق نہیں ہوں جو میں ٹلجاؤنگا
شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہے — بچہ میں لڑکا تو نہیں ہوں کہ دہل جاؤنگا
طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہے مجھکو — تیری حسرت ہی میں اے حسن عمل جاؤنگا
چار دن زیست کے گذرینگے تاسف میں مجھے — حال دل بر کف افسوس میں مل جاؤنگا
شعلہ رویوں کو دکھاؤ نہ مجھے اے آنکھو — موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاؤنگا
حال پیری کسے معلوم جوانی میں تھا — کیا سمجھتا تھا کہ آخر میں میں ڈھل جاؤنگا
وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو — دیکھکر لڑکوں کی صورت کو بہل جاؤنگا
شعر ڈھلتے ہیں مری فکر سے آج اے آتش — مرگئے کل تو کسی سانچے میں میں ڈھل جاؤنگا

ملکہ نے کنیزوں کو سمجھایا کہا میں مادیان پر سوار ہونگی کنیزیں سمجھیں کہ باغ میں پھر کر جنگل میں دل بہلائینگی ملکہ نے جو اس مادیان کو زیر ران پایا اُڑاتی ہوئی قریب در باغ آئیں گھوڑے کو باغ سے

نکالا بادپا کو اپنے اور ادھر کی باغ سے نکلیں صحرائی ہوا جو گھوڑی کو لگی طرارے بھرنے لگی ملکہ تو وہ راستہ دیکھ چکی تھیں مگر گھوڑی طرارے بھر کے اور طرف نکل گئی اب جو پلٹ کے دیکھا معلوم ہوا کہ اصلی راستہ چھوٹا سامنے ایک پہاڑ تھا اُس کے دامنے میں آکر ٹھہریں دیکھ رہی ہیں کہ ای مہوش راستہ اصلی مجھ سے چھوٹا بادپا نے راستہ بھلایا نگہ اُٹھا اُٹھا کے چار جانب دیکھ رہی ہیں کہ ای مہوش کس طرف جاؤں کیونکر اپنے کو قریب باغ نگار ین پہونچاؤں اسی سوچ میں کھڑی تھیں کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار پشت مرکب پر سوار پشت پر دو تین سو پیلے قراول عہدے ہاتھوں میں باز بحری جرّہ لیے چلے آتے ہیں بسبب صحرا کے ملکہ بے نقاب کھڑی تھیں اُس بادشاہ کی جو نگاہ پڑ گئی آفتاب زیر کوہ پایا دامنہ کوہ روشن ہو رہا ہی بدحواس ہو گیا پکارا اُٹھا ای جان جہان ؛ ای آرام دل مشتاقان تمہارا جمال بے مثال دیکھکر روح تڑپ گئی چاہتا ہوں آکر قدموں کو بوسہ دوں ہرچند اپنے کو روکتا ہوں مگر ضبط نہیں ہوسکتا عجب کیفیت ہی دل کی یہ صورت ہی۔ نظم

بہار آئی ہے عالم ہی گل و نسرین و سوسن پر
جوانان چمن نازان ہیں اپنے اپنے جوبن پر

نقاب الٹے جو تو رخسار آتش رنگ سے اپنے
نہ پروانے آرہے جلیں شمعوں کی گردن پر

دل نازک کو اپنے جنبش مژگان سے کیا ڈر ہی
چھری چلتے نہیں دیکھی کبھی شیشے کی گردن پر

ادب آموز ہی ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا
نہیں ممکن کہ گرد اڑکر پڑے رہرو کے دامن پر

نہایت بلبل شیدا کا دل اس نے جلایا ہی
جو بس ہووے تو رکھ دیں آگ میں گلچیں کے دامن پر

نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب
مقدر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کودن پر

وہی زلف سیہ اکبت سفیدا ہی یار ہوئیگی
یہ وہ شب ہی چلیگی جو طریق روز روشن پر

حرارت طور کے شعلے کی ہر اک دانہ رکھتا ہی
یقین ہی خاک ہو بجلی گرے گر اپنے خرمن پر

فنا ہوکر بھی چھوٹے گی نہ خو نظارہ بازی کی
ہماری خاک کے ذرے کرینگے قبضہ روزن پر

جو کامل ہیں نہیں اندیشہ آتش انکو بدبین کا
دہان زخم کاری خندہ زن ہیں چشم سوزن پر

ملکہ نے پکار کر جواب دیا ای شخص خبردار ایسے خیالات مہملات اس جانب نہ کرنا یہ تاجدار بادشاہ قلعہ نیلم نگار خراج گذار ہفت پیکر برائے شکار نکلا تھا ملکہ کو دیکھکر مائل ہوا

تحسین کرنے لگا جب ملکہ نے کلمات سخت کہے تو گھوڑا بڑھایا کہا اے جان جہان اب مین تمکو نجانے دونگا
پکڑ کر لیجاؤنگا ملکہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ گھوڑے کی آنکھ پر پڑا
گھوڑے نے جست کی نیلم تاجدار گھوڑے سے گرا ساتھ والون سے اشارہ کیا چارجانب
سے گھیر لو گرفتار کرکے نیلم حصار مین لیجاؤ خاتون محل قرار دونگا وہ مرتبہ کرون کہ سب محلات کو
رشک ہو بہلیے قراول بلوہ کرکے چلے نیلم تاجدار رجھاڑ پونچھ کر اُٹھا حکم بلوے کا دے رہا ہی
بہلیے قراول جو چلے ملکہ نے جسے تاک کر تیر مارا وہ خطا شعار سہم کر واصل جہنم ہوا چلایا روایپٹا
مگر گر کر نہ اُٹھ سکا بعض گوشون مین چھپتے ہین بعض خل تیر کے بھاگتے ہین ملکہ نے تیرون
کی بوچھار کردی دس بیس جوان گرے نیلم نے اور مرکب منگایا یہ نہ سمجھا کہ بھلا گھوڑا مرگیا
گیا اب گھوڑے کو مہمیز کیا ساتھ والون کو لیکر چلا قضا سے کار صمصام بد انجام کو جو لشکر گشتی
کرکے طرف طلسم کشا کے چلا تھا اُسکا اس طرف گذر ہوا ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ
آپ کی صاحبزادی نہین معلوم کس ضرورت مین اس جنگل مین آئی ہین نیلم تاجدار نے گھیرا
ہی وہ صاحب عصمت وعفت اپنے کو بچا رہی ہے تیر لگا رہی ہے صمصام یہ سنکر غصّہ
مین گینڈا جھکا کر بڑھا پکار کر آواز دی او نیلم کیون قضا آئی ہی میرے مقابلے مین آ سوارون
سے اشارہ کیا اسکے ساتھ والون کو مار لو سواران جنگی گھوڑون کو بڑھا کر بڑھے تھوڑی ہی
دیر مین بہلیے قراولون کو مار لیا اب نیلم مقابلے مین صمصام کے آیا نیلم جانتا ہے کہ یہ
پہلوان زبردست ہی اس سرحد مین کوئی اس سے مقابلہ نہین کر سکتا تحسین کرنے لگا
کہتا تھا اے صمصام بیٹی کی آخر شادی کروگے مجھکو بہ فرزندی قبول کرو مگر صمصام
نے کہا او نامرد ایک عورت کو تو تو گرفتار نہ کر سکا پیغام شادی دیتا ہی مین ایسے دلیر
کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرونگا کہ جو تمام دنیا پر غالب ہو جیسا مین پہلوان ہون مثل
میرے ہو اُسکو داماد قرار دونگا کہ مجھکو بھی لطف ملے یہ کہتا ہوا قریب نیلم کے آیا نیلم نے
نیزہ مارا صمصام نے نیزہ پکڑکے توڑ ڈالا ملکہ نے دیکھا کہ جب باپ میرا نیلم کے مقابلے
سے مہلت پائیگا مجھکو اپنے ساتھ لیجائیگا یہ تو دونون مصروف جنگ ہوے ملکہ نے گھوڑی
کو جھکا کر درہ کوہ مین ڈالدیا دوسری طرف سے ہوکر نکل گئی یہان صمصام نے تھوڑی

عرصے مین نیلم تاجدار کو مار لیا اب جو ملیٹ کے دیکھا بیٹی کو اُس مقام پر نہ پایا سمجھا کہ واسطے
شکار کے آئی تھی یہان آکر گھر گئی اب طرف اپنے باغ کے گئی ہوگی بر سر منزل روانہ ہوا
ملکہ راہ مین بھٹکتی ہوئی جاتی ہی ایک نخل کے سایے مین جاکر ٹھہری حیران پریشان ہو کہ اے
مینوش رستہ فراموش کیا اب تا بہ باغ نگارین کیونکر پہونچونگی عیار نے جاکر اُس شہریار
کو خبر کی ہوگی وہ میرے مشتاق ہونگے کیا عجب ہی کہ چل نکلے ہون اس خیال مین کھڑی تھی
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ جمجاہ گھوڑے پر سوار سمن رُخ رکاب پر ہاتھ رکھے ہمراہ
بادشاہ کے آتی ہی ملکہ نے پکار کر آواز دی ای سمن رُخ یہ تو کیسے گھوڑے کے ساتھ جاتی ہے
سمن رُخ نے جو ملکہ کو دیکھا کہا ای شہریار دیکھیے ملکہ کو یہ اشتیاق تھا کہ آپکے اشتیاق
مین نکل آئین بادشاہ ملکہ کو دیکھ کر گھوڑے سے اُترے ادھر ملکہ بادپان سے اُترین دونون
فراق دیدہ آپس مین ملے بادشاہ نے کہا ملکہ طرف باغ نگارین کے چلو شمس نے مجھکو
منع کیا ہی کہ صحرا مین نہ جائیے گا شاید کوئی ساحر آتا ہو مجھکو تمکو دیکھ لے تصویرین ہماری
سب کے پاس موجود ہین ملکہ نے کہا طرف میرے باغ کے چلیے وہان آرام پایئے گا اسپر
آپس مین تکرار ہوئی ملکہ کہتی ہین میرے باغ مین چلو بادشاہ فرماتے ہین باغ نگارین مین چلنا
بہتر ہی آخر صلاح ہوئی کہ اسی مقام پر زین پوش بچھا کر بیٹھو اُسی مقام پر زین پوش بچھا کر
بیٹھے صرف سمن رُخ خدمت مین ہی کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی فیروزہ بن عمرو آتا ہی
فیروزہ نے جو بادشاہ کو بیٹھے دیکھا قریب آیا ملکہ نے فیروزہ کو پہچانا کہا اے شہریار یہ عیار
آپ کا میرے باغ مین پہونچا تھا اسی کے کہنے سے مین نکل آئی اس مقام پر بیٹھنا بہتر نہین
ہی راہ مین مجھکو ایک تاجدار نے گھیرا تھا میرے باپ نے آکر مدد کی نیلم کو مارا مگر میرا
بدوہ اُسپر نہین کھلا مین درہ کوہ مین ہوکر نکل آئی آپ تک پہونچی ایسا نہ ہو وہ اسطرف
سے آتا ہو بادشاہ نے فرمایا وہ بر سر منزل ہوگا اس طرف کہان آئیگا اگر آئے گا تو
مارا جائیگا ملکہ نے کہا ای شہریار صمصام یگانۂ آفاق ہے فنون سپاہ گری مین طاق ہی
اُسپر پنجہ قابض ہونا دشوار ہی اس والی مین کوئی اُسکا نظیر نہین نظر کردہ ہفت پیکر کہلاتا ہی
اگر حضور سے مقابلہ پڑا تو بڑی مشکل ہوگی شاہ نے فرمایا ای ملکہ ہر چند کہ اُس

حوالی میں پہلوان بے نظیر مشہور ہیں مگر مقابلہ پڑے تو تماشہ دیکھنا ہے فیروزہ بن عمرو
کہیں سے شراب نوش کرو کہ صحرا میں بہت دیر سے شراب کا حرج نہیں ہوا فیروزہ بہت خوش
ہوکے روانہ ہوا اور یہاں بادشاہ نے ایک ہرن تیر سے مارا اُسکے کباب لگانے میں مصروف
ہوئے یہاں کباب تیار ہیں فیروزہ کوس کوس بھر دوڑ دوڑ کر گیا کہیں شراب کا نشان
نہ پایا پلٹ کر عرض کی اے شہریار یہ وہ صحرا ہے کہ جہاں بستی کا نام نہیں بجتی قریب بستی کے
ہوتی ہے یہاں کوئی بستی قریب نہیں سب طرف جنگل اُجاڑ چار جانب پہاڑ یہ ذکر تھا کہ پہاڑ
سے ہنسنے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک مرد پیر جھرّیاں چہرے پر پڑی ہوئیں لباس بھاری
پہنے ہوئے ایک طفل امرد کا ہاتھ پکڑے ہوئے اُس سے سخن ہائے وہ کرتا ہوا پہاڑ سے اُترا
سامنے بادشاہ اسلام کے ایک نخل کے سائے میں آکر بیٹھا پکار کر آواز دی اے میخوار
شراب لاؤ ایک غلام زنگی پہلو سے کوہ کے پیدا ہوا مٹکا شراب کا کاندھے پر رکھے ہوئے
جام گلابیاں شراب سے خالی لاکر اُس مرد پیر کے سامنے رکھا ہے مرد پیر نے گلابیاں
شراب سے معمور کیں ایک جام شراب آپ پیتا ہے ایک طفل امرد کو پلاتا ہے طفل امرد نشے کے
جوش میں بہ الحان یہ غزل گاتا ہے

نظم

ہوتا ہے سوز عشق سے جل جل کے دل تمام — کرتی ہے روح مرحلۂ آب و گل تمام
دیکھا ہے جب سے عرق آ گیا ہے یار — غیرت سے ہو گئے ہیں حسین منفعل تمام
قدسی بھی کشتہ ہیں تری شمشیر ناز کے — مارے پڑے ہیں متصل و منفصل تمام
درد فراق یار سے کہتا ہوں بند بند — اعضا ہمارے ہو گئے ہیں مضمحل تمام
ساری عدالت اُلفت صادق کی ہے گواہ — چھُروں سے ہے لکھی ہوئی اپنی سجل تمام
کرتے ہیں غیر یار سے میرا بیان حال — اُلفت سے ہو گئے ہیں موافق مخل تمام
تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا — چھلنی ہوا ہے سینہ مشبک ہے دل تمام
ہوتا ہے روز فاش کلام دروغ کا — وعدے کا دن سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام
خلوت میں ساتھ یار کے جا بیٹھتے ہیں — ارباب انجمن ہوئے آتش خجل تمام

وہ لڑکا اسطرح گا رہا ہے کہ وہ پیر کبھی اُسکے پاؤں پر گرتا ہے کبھی اُسکے گلے میں ہاتھ ڈال دیتا ہے

بادشاہ نے جو یہ رنگ دیکھا فیروزہ سے فرمایا کہ اے فیروزہ اس بڈھے کے پاس جاؤ ایک
بوتل شراب کا اُسکے پاس ہے کہو ایک گلابی ہمیں دیدے تیرا احسان ہوگا پھر ایک گلابی شراب
کے بدلے ہم دس گلابیان دینگے مگر اسوقت ہم مجبور ہیں تیرے پاس شراب بہت ہے اگر
ایک گلابی دیدے گا تو تیرے پاس کم نہ ہوگی فیروزہ پیغام بادشاہ کا لیکر پاس اُس
بڈھے کے آیا بڈھے نے یہ سنکر جواب دیا کہ ہم اپنے لطف کو شراب لائے ہیں کہ غیرون کو
تقسیم کرتے ہیں مگر اے شخص تو میرے پاس آیا ہے تو ایک جام پی لے فیروزہ نے کہا وہ
میرے آقا ہیں انھون نے شراب مانگی تم نہیں دیتے میری مجال ہے کہ میں پیون بڈھے
نے کہا اے شخص میں تجھے ایک جام پلاتا ہوں تو کیون عذر کرتا ہے یہ کہکے جام لبریز کیا
لڑکے نے کئی شعر فیروزہ سے آنکھیں ملاکر جو گائے فیروزہ خود شراب مانگنے لگا کہا
کہ لائیے مجھے ایک جام شراب پلا دیجیے میں تو خود جام کا مشتاق ہوں اگر بادشاہ
کو غرض ہوگی تو وہ خود آکر مانگینگے یا طلب کر لینگے اُس طفل نے جام لیا چند اشعار
گا کر جام فیروزہ کو دیا فیروزہ بے اندیشۂ انجام پی گیا پیتے ہی فیروزہ خود تھرکنے لگا
مانند اسکے گاتا تھا اور بڈھے کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا عرض کرتا تھا کہ اے پیر
روشن ضمیر و اے صاحب جاہ و توقیر جو حکم کرو وہ بجا لاؤن بڈھے نے کہا ابھی کوہ
فلک شکوہ جاؤ وہی تمھارا مسکن ہے یہ سنکر فیروزہ طرف کوہ کے چلا بادشاہ نے
آواز دی او بے حیا کہان جاتا ہے اس طرف آ فیروزہ نے جواب بھی نہ دیا گھاٹیان طے
کرکے بالائے کوہ پہونچا پہاڑ پر ایک غار تھا اُسمین پھاند پڑا بادشاہ نے سمن رخ سے
کہا تم جاؤ اس بڈھے سے شراب مانگ لو فیروزہ بڑا بیحیا ہے شراب پی کے بالائے
کوہ چلا گیا فرزندان عمرو بے مروت بھی ہوتے ہیں آپ شراب پی کر بالائے
کوہ چلا گیا نہیں معلوم وہان کیا رکھا ہے سمن رخ نے عرض کی جب اُسنے عیار کو
شراب نہ دی تو مجھے کاہیکو دیگا نہیں معلوم کیا کہیگا آخر ملکہ نے کہا اے سمن رخ
جاؤ تو تم جاکر مانگو تو ایک گلابی دیدے گا اُسکے پاس سارا جل رکھا ہے ایک گلابی مین
کیا کم ہو جائیگا سمن رخ ناچار ہو کر بموجب حکم ملکہ اُس بڈھے کے پاس آئی کہا اے

پیر روشن‌ضمیر ایک گلابی ہمارے بادشاہ مانگتے ہین تیرے پاس چپلہ بھرا رکھا ہی ایک گلابی
مین کیا کم ہو جائیگا بڈھے نے کہا ہم رفتہ رفتہ کرکے پیئین گے اس چپلے کی کیا حقیقت ہی ہم
دن بھر مین دو دو چپلے پیتے ہین اسمین سے گلابی دینے مین ہمارے نشئے مین کمی ہوگی مگر ای
سمن رُخ تو ہم تک آئی ہی اگر تیرے مزاج مین آئے تو ایک جام پی لے سمن رُخ نے کہا
میری ملکہ سامنے بیٹھی ہین مجھسے یہ بے ادبی نہ ہوگی لڑکے نے گنگنا کے سمن رُخ سے آنکھ ملائی
چند اشعار عبرت آثار جو گائے سمن رُخ بھی تحسین کرنے لگی کہتی تھی ای پیر روشن‌ضمیر ایک جام
شراب کا مجھکو پلا دے مالک کو چاہیے نہ دینا میرا کیا حرج ہی مجھے اپنے لطف سے مطلب ہی
لڑکے نے فوراً جام شراب سے لبریز کیا اور سمن رُخ کو دیا سمن رُخ بھی پی گئی پی کر
ناچنے لگی بڈھے نے کہا ای سمن رُخ تم بھی بالاے کوہ جاؤ سمن رُخ یہ سُنکر گاتی ہوئی
فوراً طرف کوہ کے چلی ملکہ نے پکارا او سمن رُخ بے حیا بے مروت کہان جاتی ہے ادھر آ
ادی وہان جاکر کسی بلا مین پھنس جائیگی حضور یاد فرماتے ہین کس کام کو بھیجا تھا تو نے جاکر
کیا کیا اب پلٹ کر ادھر نہین دیکھتی ہرچند ملکہ نے پکارا سمن رُخ نے نہ سُنا بالاے کوہ
چلی گئی مثل فیروزہ یہ بھی غار مین پھاند پڑی بادشاہ نے لاحول پڑھکر قبضے پر ہاتھ ڈالا
اپنے مقام سے اُٹھے فرماتے ہوے کہ ای ملکہ عالم مین اس ملعون سے شراب چھین کر
لاتا ہون مجھسے انکار نہ کرسکیگا جیسے ہی بڈھے نے دیکھا کہ بادشاہ آتے ہین تمام چپلے کی
شراب زمین پر انڈیل دی طفل کا ہاتھ تھام کر طرف کوہ کے بھاگا بادشاہ نے بڈھے
کا پیچھا کیا ملکہ غل مچاتی ہین کہ ای شہریار آپ کہان جاتے ہین مجھکو اس صحراے ہول خیز
مین اکیلا چھوڑے جاتے ہین بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بڈھا گھاٹیون کو طی کرکے طفل
امرد کا ہاتھ تھامے ہوے اور مسخرہ پن کرتا ہوا بالاے کوہ پہونچا اسی غار مین پھاند پڑا
بادشاہ نعرہ کرکے گھاٹیان تھامتے ہوے بالاے کوہ چلے ملکہ بیٹھ رہی ہین پکارتی
ہین ای شہریار بالاے کوہ نہ جائیے یہ کنیز گھربار چھوڑکر آپ کے واسطے آئی ہی اب کیونکر
بسر کرونگی اسی جنگل مین سر ٹکراکر مرونگی

نظم

ظاہر کسی کے دل کا کیا حال زار کچھ		کُھلتا نہین وہ گُل کہے کوئی ہزار کچھ

توفیق خیر رکھتی ہے گر تیغ یار کچھ
پوچھی کسی سے لئے محکمۂ حشر مین نبات

زخم اتنے کھائیگا نہ رہیگا شمار کچھ
ٹھہرے نہ ہم حساب مین روز شمار کچھ

ای شہریار اس صحرا مین مجھے آپ تنہا چھوڑے ہین میری محبت سے منھ موڑتے ہین بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بالاے کوہ پہونچے اور اُس غار میں جاکر بلا تکلف پھاند پڑے ملکہ تڑپتی ہوئی زیر کوہ رہگئین تھوڑے عرصے کے بعد اُسی غار مین سے فیروزہ بن عمرو نکلا پکار کر آواز دی ای ملکہ کیون گھبراتی ہو تمکو بادشاہ نے بلایا ہی ملکہ خوش ہوکر دوڑین پکار کر پوچھا ای فیروزہ تمنے جو بادشاہ کے ساتھ ایسی حرکت کی کہ خود شراب پی لی اور ہمارے واسطے نہ لائے بالاے کوہ چلے گئے اور غار مین پھاند پڑے اب بادشاہ کیا کر رہے ہین فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم بادشاہ کو وہان جاکر سلطنت ہوئی بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین وزیر امیر گرد چونکہ یہ سامان ہونے کو تھا اسی وجہ سے مین نے بات کا جواب نہین دیا اور بالاے کوہ پہونچا جب وہان پہونچا تو سُنا کہ سب بادشاہ کا ذکر کرتے ہین اب بادشاہ نے کہا ای فیروزہ جاکر ہماری معشوقہ کو بلا لاؤ مین آپکو بلانے آیا ہون تشریف لے چلیے ملکہ فیروزہ کے ساتھ ہوئین غار کو دیکھکر ڈرین فیروزہ نے کہا اسی غار مین پھاند پڑیے ملکہ نے کہا ای فیروزہ مین اس غار مین کیونکر پھاندون مجھکو تو خوف معلوم ہوتا ہے فیروزہ نے کہا اگر بادشاہ کی ملاقات منظور ہو تو میرے ساتھ چلیے یہی راستہ چلنے کا ہی کچھ آپ کو تکلیف نہ ہوگی ملکہ یہ سُنکر بیتاب و بیقرار ہوئین کہا ای فیروزہ بادشاہ پر تو میری جان جاتی ہی مین ضرور چلونگی اول فیروزہ اُسی غار مین پھاند پڑا بعد فیروزہ کے ملکہ بھی آنکھین بند کرکے پھاند پڑین اب جو آنکھین کھولین اور سر اُٹھا کر دیکھا بادشاہ بیٹھے ہوے ہین شمع رُخ مگس رانی کر رہی ہے کچھ وزیر و امیر وضع گرد بادشاہ کے بیٹھے ہین سمجھا رہے ہین کہ حضور یہان کے بادشاہ ہوے ہم لوگون پر دست شفقت رکھیے عدل و انصاف سے بسر کیجیے بادشاہ نے ملکہ کو دیکھکر فرمایا ای ملکۂ عالم آؤ بیٹھو ملکہ مجمع وزرا دیکھکر گھبرائین مگر ایک کرسی پر بیٹھین فیروزہ بن عمرو کہ رہا ہے ای ملکۂ عالم یہ مقام نہایت فرح خیز ہے بڑی راحت ملیگی یہ باتین ہو رہی

نھین کہ چند لوگ دوڑے ہوے آئے بادشاہ سے عرض کی حضور داروغۂ زندان خانہ آتا ہے
دیکھا کہ چند چوبدار حاجب وغیرہ پہلے آئے اُسکے بعد وہی پیر زمین گیر طفل امرد کو ساتھ
لیے ہوے لباس بھاری پہنے ہوے آیا بادشاہ برائے تعظیم اُٹھے اُس بڈھے نے
کہا ای بادشاہ لشکر اسلام یہ مقام زندان خانۂ طلسم ہو یہان وجہ معاش سبب سے
حاصل ہوتی ہے بے سبب کسی کو کھانا نہین ملتا یہ عورت کیا پیشہ جانتی ہو کیا پیشہ کر کے
کھائیگی ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا کہ صاحب گوشہ نشین سب عورتین سینا پرونا جانتی
ہین اور ہم شاہزادیان کیا جانین بڈھے نے کہا انکو خیاط خانے مین داخل کرو ہر چند ملکہ
تڑپین پھڑکین مگر کسی نے نہ سُنا بادشاہ کچھ نہ بولے چند کنیزین ملکہ کو کھینچکر ایک مکان
مین لیگئین وہان دیکھا بہت سی عورتین عبا و قبا وغیرہ سی رہی ہین ملکہ کے آگے بھی
بہت سا سینا رکھ دیا کہا اسکو سیجیے جسقدر سیوگی اُسیقدر اُجرت ملیگی اور اگر کچھ کام
بگاڑ دیا تو سزا ملیگی ملکہ آنکھون مین آنسو بھر کر سینے لگین مگر حیران ہین کہ دیکھیے جمال
بادشاہ بھی دیکھنا ملتا ہو یا محروم رہتی ہون اب اُس بڈھے نے فیروزہ سے پوچھا
کہ کیون ای عیار طرار تو بھی کوئی کام جانتا ہو فیروزہ نے کہا مین کار زرگری سے بخوبی
آگاہ ہون چند نگہبان فیروزہ کو لیگئے اور ایک مکان مین دیکھا کہ بہت سے زرگر بیٹھے
ہوے کار زرگری کر رہے ہین فیروزہ کے آگے لا کر نہائی ہتھوڑا سونا چاندی کچھ نگینے
جواہرات کے رکھدیے کہا یہ لو زیور بناؤ لیکن اگر کام بگڑ جائیگا تو تمکو سزا ملیگی فیروزہ ناچار
کار زرگری مین مصروف ہوا اب اُس بڈھے نے سمن رُخ سے کہا تم خیاط خانے مین
جاؤ جو جوڑے تیار ہون اُنکو تہ کر کے رکھا کرو بروقت آنے طلسم کشا کے تیسے حساب
لیا جائیگا سمن رُخ کو یہی غنیمت معلوم ہوا کہ مالک کے تو سامنے رہونگی سمن رُخ اُسی
مکان مین آئی جہان ملکہ سینے مین مصروف ہین اب وہ بڈھا طرف بادشاہ کے متوجہ
ہوا کہا آپ بادشاہ لشکر اسلام ہین آپ کیا کام کرینگے بادشاہ نے فرمایا مجھے تاج
بنانے مین دخل ہو مین تاج بنایا کرونگا وہ بڈھا اپنے ساتھ بادشاہ کو لیکر ایک کمرہ
مین آیا کہ اُسمین بالکل سناٹا ہو ایک الماری رکھی ہے اُسمین قفل لگا ہو بڈھے نے

ازار بند سے اپنے کنجی کھولی قفل کھول کر الماری سے تاج شکستہ نکالکر سامنے بادشاہ
کے رکھدیے بادشاہ مجبور و ناچار اُسکے بنانے مین مصروف ہوے مگر رویا کرتے
ہین کہ عجب مقام پر فلک نے پہونچایا کہ مثل مزدورون کے کام کیا کرتے ہین شب کو
ایک مکان ہے خراب ٹوٹا ہوا اُس مکان مین نگہبان سوتے ہین وہین ملکہ و فیروزہ
وسمن رُخ بھی کام بناکر آتے رہین اسقدر تھکے ماندے ہوتے ہین کہ آپس مین کلام
کرنے کی نوبت بھی نہین ہوتی نگہبانون نے کھانا لاکر مثل مرتبے کے سامنے ہر ایک کے
رکھدیا سب نے اُسکو شکر کرکے نوش کیا اور اپنے مقام پر سو رہے صبح کو پھر اپنے اپنے
کاروبار مین مصروف ہوے اس بڈھے کا نام فرتوت جادو ہے سب کو اس مقام پر
قید کرکے اپنے مکان اصلی مین آیا زوجہ اسکی سکارہ جادو دختر اسکی گلگونہ
گلگون پوش ہو اُنکے سامنے سب حال بیان کیا کہ آج مین نے بادشاہ لشکر اسلام
کو قید کرلیا بڑی مصیبت مین ہین جبتک طلسم کشا یہان آئین گے انکو زندہ نہ پائینگے
جس دن خدمت مین فرق پڑیگا وہ سزا دونگا کہ موت مانگے اور موت نہ آئے گلگونہ
نے جو یہ سب حال سُنا اور یہ بھی سُنا کہ ایک معشوق پری پیکر دختر صمصام لدسس
قید خانے مین بھی ساتھ ہی گلگونہ نے باپ سے پوچھا کہ ای والد نامدار انکے رہا ہونے کی
کیا صورت ہی کہا ای دختر بلند اختر یہ باتین راز خداوندی کی ہین انکو زبان سے نہین
نکال سکتا گلگونہ نے کہا ای باپ اگر تم حکم دو تو ہم بھی ایک دن قیدیون کو دیکھ آئین
اُنکو مصیبت مین دیکھین کہ ہمارے دل کو خوشی ہو فرتوت نے کہا یہ بادشاہ لشکر اسلام
مین انکا دیکھنا بہتر نہین جس نازنین نے انکو دیکھا دل و جان سے مائل ہوئی دختر
صمصام کہ کل فنون سپاہ گری سے ماہر ہو مگر عشق مین ایسی مبتلا ہی کہ ساتھ بادشاہ کے
قید اختیار کی اور ایسی مبہوت ہو رہی ہی کہ شام کو صرف جمال دیکھ لیتی ہو اسی کو وہ غنیمت
جانتی ہو بات کرنے کی فرصت نہین اتنا کام ان لوگون کو پڑتا ہی کہ فقط کھانا کھا کے
بسبب محنت و مشقت کے سو رہتے ہین صبح کو پھر اُسی مشقت کا سامنا ہوتا ہی اب مدت
تک یون ہی رہینگے طلسم کشا کا یہان تک پہونچنا دشوار ہی جب تک وہ یہان آئین گے

جبتک یہ لوگ تڑپ تڑپ کے مر جائین گے یہ کہکے فرتوت نے کوئی صورت نسبت رہائی
کی بیٹی سے نہ بیان کی باہر چلا گیا لیکن گلگونہ کو ذکر بادشاہ سُنکر ایسا اشتیاق ہوا کہ دن بھر
تڑپی آخر شام کو اُٹھی مان کے پاس آئی کہا اے مادر مہربان سچ بتلایئے کہ اگر کوئی قصد کرے کہ
بادشاہ اسلام کو قید خانے سے رہا کرے تو کیا تدبیر ہے مکارہ نے کہا اے نور نظر باپ تمھارے
کہ مکار طلسم مشہور ہین اس بات کو مُنھ سے نہین نکالتے یہ بھی کتابون مین لکھا ہے کہ
ان لوگون کے معین زمین سے پیدا ہوتے ہین صمصام جنگ آزما کہ پہلوان بےنظیر ہے
بیٹی کو بھی فنون سپہ گری سکھائے مگر وہ بادشاہ پر عاشق ہوئی اپنے مکان سے نکل آئی
بادشاہ نے خلاف قاعدۂ طلسمی کیا قید ہو گئے مین ان باتون کو زبان سے نہین نکال سکتی
گلگونہ رونے لگی کہا اے مادر مہربان آپ کیا مجھکو دشمن جانتی ہین مین ان دشمنون کی
رہائی کی تدبیر کرونگی چونکہ مین دختر فرتوت جادو ہون آگاہ ہونا چاہیے کہ رہائی کی ان لوگون
کی کیا صورت ہے مکارہ نے کہا اے نور نظر اول یہ تدبیر ہے کہ شمس فلک ہفت پیکر
ان لوگون کا معین ہے قید اظلم سے رہا کر کے لایا اپنے باغ مین رکھا وہان یہ افتاد
پڑی کہ جوش عشق مینوش شیرین کلام مین باغ سے نکل آئے یہان آکر پھنسے شمس
کو اطلاع ہو وہ کچھ اسکی تدبیر کریگا گلگونہ خاموش ہو رہی کنارے آکر ایک نامہ
بنام شمس لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شمس فلک ہفت پیکر تم جنکے مددگار ہو وہ آکر
قید مین فرتوت کی مبتلا ہوے ایک کنیز و ایک عیار و عاشق و معشوق مبتلاے
بلا ہین مین گلگونہ دختر فرتوت مشتاق جمال بادشاہ ہون اور کوئی خواہش نہین
رکھتی اگر ہو سکے تو مجھ تک آؤ تدبیر رہائی بادشاہ کرو ایک کنیز کو وہ نامہ دیا کہا یہ جاکر
شمس کو پہونچا دے کنیز نامہ لیکر چلی یہان شمس فلک ہفت پیکر بعد کئی دن کے
جو باغ مین آیا مقناطیس و نوبہار دستگیار کو گریان و نالان پایا گھبرا کر اُن سب سے
پوچھا نوبہار نے سب کیفیت بیان کی مقناطیس وغیرہ نے رو رو کر سب حال
بیان کیا کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ جوش محبت مینوش مین باغ سے نکل گئے
کسی بلا مین جا کر پھنسے شمس نے زانو پر ہاتھ مارا مُنھ اپنا پیٹ لیا اور کہا صاحبو افسوس

میری مشقت ضائع ہوئی بادشاہ نے میرا کہنا نہ مانا باغ سے نکل گئے مین سمجھ گیا جہان جاکر پھنسے مگر غیب سے پروردگار سامان پیدا کریگا یہ ذکر تھا کہ کنیز گلگونہ نے آکر نامہ دیا شمس نے نامہ پڑھا کنیز کو جواب دیا کہ ملکۂ عالم کو ہماری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ آپ آج شب کو قصر راز مین تشریف رکھیے گا مین حاضر ہونگا جو صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا کنیز روانہ ہوگئی شمس رات کو پر پرواز پیدا کرکے چلا گلگونہ قصر راز مین تھی کہ شمس آکر پہونچا دیکھا گلگونہ رو رہی ہی شمس کو دیکھکر آنسو پونچھے شمس نے کہا اے ملکۂ عالم آپکو تو عجب حال زار مین پایا آپ نے مجھکو بہ عنایت سرفراز کیا مین حاضر ہون امیدوار ہون کہ جو فرمایئے وہ بجالاؤن گلگونہ نے کہا ای شمس کیا کہون حال مصیبت مآل بادشاہ شکر حجب دل کی کیفیت ہی آٹھ پہر یہی خیال ہی کہ قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی اس خیال مین عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

وان پڑے ابرو مین بل یان ہون خم شمشیر ہم
زلف آپ سمجھے اور پھانسی پائین بے تقصیر ہم

کھائین شل نشتر ای ترک تیرے تیر ہم
جانکر شربت پئین آب دم شمشیر ہم

بُت سے الفت ہمکو زاہد عاشق اللہ تو
تو بنا مسجد کو بتخانہ کرین تعمیر ہم

ہم وہ منصف ہین جو دے مقدور ہمکو آسمان
خاک بلبل سے کرین گلزار کی تعمیر ہم

بیگناہی اپنی ثابت حسن پر ہو یا نہ ہو
عشق شاہد ہی ہوے ہین قتل بے تقصیر ہم

جب چلے گھر سے تو پہونچے منزل مقصود پر
تیز رفتاری مین رکھتے ہین خواص تیر ہم

کوہکن کہتا تھا ای شیرین جو ہی تائید عشق
بے ستون کو کاٹ کر لاتے ہین جوے شیر ہم

دیکھ لیتے ہین شفق آلودہ جبدم ماہ نو
یاد کرتے ہین گریبان کی ترے تحریر ہم

دولتِ دنیا سے مستغنی قناعت نے کیا
جانتے ہین خاک کوے یار کو اکسیر ہم

رخ کو قرآن جانتے ہین تیرے مصحف کی قسم
کیون کہین خط کو نہ فتح اللہ کی تفسیر ہم

صورت معنی عیان ہین اپنی ہر اک بیت سے
شاعری کرتے نہین ہین کھینچتے تصویر ہم

شیخ ناسخ خواجہ آتش کے سوا بالفعل اب
شاعران ہند مین کہتے ہین طرز میر ہم

شمس نے دیکھا گلگونہ کی حالت تغیر ہے کہا ای گلگونہ اکثر جمشید کو وہ نیرنگ برای

اگر ہو سکے تو اپنے کو وہان پہونچاؤ انگشتر جمشید لیکر آؤ تو تدبیر رہائی بادشاہ کی ہو یا اس
کوشش مین ہماری تمھاری جان گئی یا بعنایت پروردگار بادشاہ کو دین بلا سے نکالا
گلگونہ نے کہا مین کوہ نیرنگ پر جاتی ہون اور جہانتک ہو سکیگا انگشتر لیکے آتی ہون
مگر نیرنگ جادو نہایت بدمزاج ہی شعبدہ بازون کے سر کی تاج ہی وہ ضرور حائل ہوگی
ای شمس خیال رکھنا شمس نے کہا کتنے وقت جاؤگی گلگونہ نے کہا جو وقت بزرگون نے
مقرر کیا ہی کہ نہ دن ہو اور نہ رات ہو جانا کوہ نیرنگ پر مثل کرامات ہو اسیوقت
قصر نیرنگ کھلیگا انگشتر ظاہر ہوگی اگر میرا ہاتھ پڑگیا تو لے نکلونگی اور اگر قضا لیے جاتی
ہی تو مجبور و ناچار ہون شمس نے کہا مین سمجھ گیا یہ کہکے شمس رخصت ہوا گلگونہ تمام
رات تڑپی تصویر خیالی بادشاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی جب وہ وقت آیا کہ جسکو
ساعت ہشت کہتے ہین نہ دن ہی نہ رات ستارۂ سحری چمک چکا ہی سفیدۂ سحری ظاہر
نہین ہوا کہ گلگونہ طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی خیال سے نیرنگ جادو کے دل
دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی اڑتی ہوئی جاتی ہی سامنے کوہ نیرنگ کے پہونچی دیکھا
ایک کوہ فلک شکوہ پھاٹک بڑا سا لگا ہی ایک قفل کلان سے بند ہی اور قریب پھاٹک
کے دو پتلیان سنہری تیغے برہنہ ہاتھون مین لیے ٹہل رہی ہین گلگونہ نے آسمان سے
سحر کیا کہ وہ پتلیان ہٹین ہٹ کر گوشہ قصر پر آئین مگر جھانک رہی ہین گلگونہ نے پکار کر
آواز دی ای کنیزان ہفت پیکر منھ پھیر کر کھڑی ہو ایسا نہو ہمارا عکس تم پر پڑے
پتلیون نے یہ سنتے ہی منھ پھیر لیا طرف صحرا کے دیکھنے لگین گلگونہ اتری یا ہفت پیکر
کہکے قفل کھولا جیسے ہی قفل پہ ہاتھ ڈالا اور نام ہفت پیکر زبان پر جاری ہوا فوراً
قفل کھلگیا دیکھا ایک تخت زبرجدی بچھا ہی اور ایک نازنین دلفریب ایک آئینہ ہاتھ مین
لیے بیٹھی ہی گلگونہ کو دیکھکر ہنسی اور کہا ای گلگونہ کس خیال مین آئی ہو انگشتر جمشید
دستیاب نہ ہوگی بہت پچتاؤگی ای گلگونہ پلٹ جاؤ گلگونہ نے کچھ اسمائے سحر
پڑھے اسمائے سحر پڑھکر دستک دی دستک دیتے ہی اس نازنین نے آئینے کا
گردپوش ہٹایا اور پکار کر آواز دی ای غائب جادو اپنے کو ظاہر کر آئینے مین برق چلی

ایک تڑاقا ہوا آواز آئی ای گلگونہ تو نے کیون قتل پر ساحرون کے کمر باندھی گلگونہ
نے جواب دیا مین کسیکی جان کی خواہان نہین ہون فقط انگشتر جمشید لینے آئی ہون
ای دختر غائب اگر مطلب ہوسکے تو ہمکو منع نکرو آواز آئی چلی جاؤ یہ مقام بزرگان دین
ہی ایسا نہو قدرت آجایئن تو بڑی مصیبت ہوگی یہ کہکے اُس نازنین نے ہاتھ چمکایا
گلگونہ کی آنکھون کے آگے برق چمکی دیکھا جس نازنین کے ہاتھ مین آئینہ ہی اُسکی اُنگلی مین
ایک انگوٹھی مثل ستارے کے چمک رہی ہی گلگونہ نے ہاتھ بڑھایا اُس نازنین نے
ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی قصر ہلگیا آواز آئی او بے ادب یہ کیا کرتی ہی یکایک قصر کی
چھت سے ایک زنجیر گری گلے مین گلگونہ کے پڑگئی گلگونہ لٹکتی ہوئی طرف قصر کے
چلی گلگونہ کی آنکھین نکل آئین نفس در قفس بہچیدہ دل سے پکار رہی ای بادشاہ
لشکر اسلام کے خدا میری مدد کر ورنہ ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح کو قبض کرے
اب مجھسے کشاکش نہین اُٹھتی بیقراری کررہی ہے اور زنجیر اُسے کھینچے لیے جاتی ہے
یقین ہی اندرون شگاف چھت کے لیجائے کہ ایک برق چمکی برق زنجیر پر گری زنجیر
کے دو ٹکڑے ہوے گلگونہ چھوٹ کر گری اب جو بہ نگاہ غور دیکھا تخت پر نہ وہ نازنین
ہی نہ وہ آئینہ ہی اور نہ انگشتر کا پتہ ہی مگر دروازے سے دیکھا کہ شمس فلک ہفت پیکر
چلا آتا ہے گلگونہ نے کہا ای کاہن یہ کیا شعبدہ ہے کہا نیرنگ کا سحر تھا مین نے
سحر کے متعین بچایا چونکہ تمسے وعدہ کرلیا تھا مین پیشتر سے یہان موجود تھا مین نے
برق چمکاکر تمکو بچایا اب انگشتر کیونکر ظاہر ہو یہ کہکے شمس نے کئی دستکین دین
لیکن کچھ نہوا گلگونہ نے ہیکل گلے سے اُتارکر آواز دی اے نگہبان انگشتر جمشید
اس پردہ کرنے سے کیا فائدہ اپنے کو ظاہر کرو اے انگشتر ظاہر ہو تو بھی میرے
حال سے ماہر ہو شمس نے پکار کر کہا اے نیرنگ اصل یہ ہی کہ طلسم کشا آتا ہے
اس طلسم کشا کے ہاتھ سے طلسم فتح ہوگا اور طلسم ظاہر سے خداوند بھاگ آئے
سب کتابون مین قدرت نے لکھا ہو اُس تحریر کا وقت ظہور آگیا اُس شخص کی
رہائی کی تدبیر ہوتی ہے کہ جو سب کا افسر ہی بادشاہ لشکر اسلام مقبول طبع خاص وعام

یہ سنکر ایک پہلو سے ایک بلی پیدا ہوئی ایک مار سیاہ اسکے دہن پر لپٹا ہوا غرغرکے طرف
گلگونہ کے چلی مار سیاہ نے کفچہ کھولا جب تو گلگونہ گھبرائی شمس نے پکار کر کہا ای نیرنگ
ہمارے سمجھانے کے خلاف کرتی ہو مار سیاہ تڑپ کر گلگونہ پر گرا سارے بدن پر دوران
ہوکے لپٹ گیا کشان کشان لیچلا اور وہ بلی مار سیاہ کی نگہبان ہو گرد پھرتی ہوئی
جاتی ہی شمس نے فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک طائر مردہ نکالا وہ طائر سامنے بلی کے
پھینکا بلی نے جو شکار مردہ پایا فوراً شکار نوچنے لگی جیسے ہی شکار مردہ پر منہ ڈالا
جھنجھوڑنے لگی دیکھا اس طائر مردہ کی ہڈیاں مثل برق کے چمکیں بدن میں بلی کے
لپٹ گئیں وہ مار سیاہ جو گلگونہ کو کشان کشان لیچلا تھا پلٹ پڑا چاہا کہ بلی کو چھڑاوے
گلگونہ کو تو ایک طرف ڈالدیا جیسے ہی قریب بلی کے آیا استخوان سے طائر کے ایک
تڑاقا ہوا اب جو آنکھ کھول کر دیکھا مار سیاہ جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام سن
گلرنگ جادو بود بلی کو جو استخوان طائر لپٹے اور شمس نے بخوبی سحر کیا بلی پر گرتی پڑتی
گرین ایک طائر پیدا ہوا کہ اسنے سر پر بلی کے منقار لگائی بلی تڑپ کر گری گلگونہ نے
دیکھا ایک ساحرہ گلگون پوش عاجز و ناچار فرش خواب پہ بیٹھی کہہ رہی ہے ای شمس
الاماں شمس نے کہا اماں بشرط ایمان نیرنگ نے کہا میں اطاعت طلسم کشائی کرتی ہوں
اٹھکر گلگونہ کے قدموں کو بوسہ دیا گلگونہ نے سر چھاتی سے لگا لیا نیرنگ بصدق
مطیع اسلام ہوئی شمس نے کہا ای ملکہ انگشتر جمشید دو نیرنگ نے کہا میرے قبضے
میں انگشتر نہیں ہے میں اس قصر کی نگہبان ہوں وہ جو نازنین آئی تھی میں نے سحر کرکے
گلگونہ کو گرفتار کیا تمھارے سحر سے کچھ زور نہ چلا اب اسکو بلاؤ شمس نے کہا جو تمسے
ہو سکے اسمیں قصور نہ کرو نیرنگ نے دستک دی اور پکار کر آواز دی ای جمشید یہ
سحر طراز دیکھ تیرا کون کون مشتاق ہے بلی گلگونہ دختر فرتوت و شمس کا ہن یہ کہکے
دستک دی ایک بجلی جھمکی کہ ایک چھما کا ہوا دیکھا وہی نازنین تخت پہ بیٹھی ہے
انگشتر ہاتھ میں مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہے شمس نے اس ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا
کہا ای جمشید یہ سحر طراز وقت خرابی ساحران آگیا ہفت پیکر خود بھاگ کر طلسم میں آیا

اپنے شعبدے دکھا رہا ہی یا تو اطاعت طلسم کشا کر یا سحر ساحری کا تجھکو اختیار ہی اُس
جادوگرنی نے فوراً سر جھکا لیا کہا ای شمس تمھارا کہنا مجھکو بدل وجان قبول ومنظور ہی گلگونہ
بھی سامنے کھڑی ہی شمس ونیرنگ سمجھا رہے ہین اُس ساحرہ نے انگوٹھی اُنگلی سے اُتاری
اُتار کر ہتھیلی پر رکھی کہا ای شمس یہ حاضر ہی گلگونہ یہ انگوٹھی لیجیے شمس نے انگوٹھی ہاتھ مین لی
دیکھا کہ یکایک وہ قصر تھرایا گوشہ ہاے قصر سے جادوگرنیان پیدا ہوئے لیکن کئی ہزار
جادوگرنیون نے آکر گلگونہ ونیرنگ سحر طراز وشمس فلک تاز کو گھیر لیا ہر ایک کا
یہ قول تھا کہ ان تینون کو مارو گولے ترنج نارنج مارنے لگین نیرنگ سحر طراز پر جو کئی گولے
پڑے کڑک کر گرنے لگی جب تڑپ کر گری دس پانچ کے سر اُڑ گئے گلگونہ نے بھی سحر کیا
آگ برسنے لگی نیرنگ نے کہا آپ لوگ ٹھہر جائین مین ان شعلون کا علاج کیے دیتی ہون
لپک کے باہر نکلی باہر آکر ایک دستک دی کہ قصر گرا سب جادوگرنیان اُسی مین دب کر
رہگئین اندھیرا ہوگیا بعد دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام ما نگہبانان قصر طلسم انگشتر
جمشید بود اب گلگونہ وشمس ونیرنگ سحر طراز وجمشید یہ کو یکجا جمع ہوے شمس نے کہا
ای گلگونہ اب تم قصر قیدخانہ مین جاؤ بادشاہ کو دیکھو تمکو کوئی نہ دیکھے مگر دن کو نہ جانا شام کو
جانا کہ وہ خلاصی کا وقت ہی سب کو ایک مقام پر پاؤگی بادشاہ سے وعدہ کر آنا کہ حضور
نے شمس کے حکم کے خلاف کیا اب وہ بھی خدمت مین آئے فرتوت کے قتل کی تدبیر
ہوگی گلگونہ چلی قریب شام نزدیک قصر پہونچی دیکھا قصر سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے
ہین پہلے تو گلگونہ شعلہ ہاے آتش دیکھکر ڈری انگشتر جو چمکائی شعلہ ہاے آتش نابود ہوے
گلگونہ قریب پہونچی پہلوے قصر مین ایک دریچہ تھا اُس دریچے سے وہ داخل ہوئی
دیکھا بادشاہ مینوفش شیرین کلام سے باتین کر رہے ہین حسرت دونون کی باتون سے
ہویدا مینوفش کہتی ہے ای شہریار کون سی ساعت تھی کہ جو مین بدنصیب گھر سے نکلی طرف
باغ نگارین کے چلی تھی کہ راہ مین حضور مل گئے یہان کی مشقت سے زندگی تنگ ہوگئی فیروز
نے کہا دن بھر آپ کا سامنا رہتا ہی سمن رخ نے رو کر کہا ای شہریار کل مین جوڑے
پہنکر چلی تھی ایک جوڑا باقی تھا کہ وہی پیر مکار آیا طفل امرد ہر وقت اُسکے ہمراہ رہتا ہی

مسخرہ پن سے مجھکو خوشی نہیں ملتی مجھسے کہا اے سمن رخ دیکھو یہ جو لڑتے نہیں ہو کیا گرد و غبار
اسیر پڑ رہا ہو سب کو علیحدہ علیحدہ رکھا کرو ہمکو حساب دینا ہوگا تمکو سزا دونگا بادشاہ نے
فرمایا دیکھیے کیا سزا ہم سب کو دے یہ کہکر رونے لگے اور کہا اے مینوش و فیروزہ اور
سمن رخ یہ انقلاب فلک ہو کہ ہمارے حکم سے شاہ و شہریار دار پر کھینچے جاتے ہیں
نہ کہ ایک مکار ہمکو ناسزا کہتا ہو جو کچھ فلک دکھائے وہ دیکھنا پڑے گا مگر یہ بات ہو کہ
ہمارے عم نامدار کا نام سنکر سب تھراتے ہیں وہ بڈھا کہتا تھا کہ طلسم کشا کے ہاتھ سے
کیونکر نجات پائینگے بادشاہ کے رونے پر سب رونے لگے اُس حال میں گلگونہ سامنے
آئی جمال پر بادشاہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان شیر دلیر حسین و جمیل مردان عالم کا
کفیل مگر کانٹا ہو گئے ہیں گل عارض مرجھائے ہوے گلگونہ نے سلام کیا بادشاہ نے
فرمایا آواز تو ہمارے کان میں آئی مگر ہمنے نہیں دیکھا کون صاحب ہیں گلگونہ نے انگشتر
کو چمکایا صورت ظاہر ہوئی بادشاہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین حسین و جمیل رخسار پہ
خراش ناخن غم جابجا آنکھیں جو نرگس شہلا تھیں اُنمیں آنسو بھرے ہوے صاف ثابت
ہوتا ہو کہ جام یاقوتی میں موتی کوٹ کر بھرے ہیں بادشاہ نے بہت پسند کیا فرمایا اے
نازنین تو کون ہو گلگونہ نے بطور مختصر سب اپنا حال بیان کیا کہا میں صرف آپکو دیکھنے
آئی تھی اب شمس بھی آئیگا یہ کہکے طرف مینوش کے دیکھا کہا اے شاہزادی والاقدر تم اس
بلا میں کیونکر پھنسیں تمھارا باپ ایک پہلوان ہو مینوش نے کہا جب فلک گردش کھاتا ہو
تو ایسا ہی سامان ہوتا ہو میں نے کس اشتیاق میں شہریار کو صحرا میں پایا یہ مجھ بدنصیب
کے اشتیاق میں آئے تھے ہم لوگ یہ نہ سمجھے تھے کہ یہ سرحد فرقوت جادو ہو مگر اب
تمھارے ہاتھ سے جو کوئی تدبیر نکلے وہ کرو گلگونہ بادشاہ سے رخصت ہوئی وعدہ
کر گئی کہ اب جا کر شمس سے صلاح کروں فرقوت جادو بڑا ساحر زبردست ہے
دیکھیے یہاں سے کیونکر نکاسی ہو کئی ہزار جادوگرنیاں کو وہ نیرنگ پر قتل کریں ایسا
نہ ہو اُس ملعون کو خبر ہو جائے آنے جانے کا تو راستہ کھلا میں بلا تکلف حاضر ہوا
کرونگی یہ کہکے گلگونہ رخصت ہوئی پاس شمس کے آئی شمس سے سب حال بیان کیا

کہا بادشاہ بڑی حسرت دیا‌س مین ہین ای شمس تمکو یاد کرتے تھے شمس نے کہا ای ملکۂ عالم
بڑی سختی ہو اب تم طرف اپنے مکان کے جاؤ باپ سے اپنے حال نسبت رہائی بادشاہ
دریافت کرو ملکہ ان سب سے رخصت ہوکر جو مکان پر آئین مان کو دیکھا رو رہی ہین اب
گلگونہ نے پوچھا کیون مادر مہربان خیر تو ہی کیون رو رہی ہو مکارہ نے کہا ای نور نظر
آج ایک کتاب کتب خانے سے نکلی اسمین مین نے عجب مضمون دیکھا تمھارے بارے
مین تھے لکھے پائے مجھکو خوف پیدا ہوا ای نور نظر برائے خداوند ہفت پیکر کوئی تدبیر
نہ کرنا اپنے کو کسی بلا مین نہ پھنسانا یہ گنہگاران خداوند ہفت پیکر ہین جو انکی مدد کریگا
قدرت اس سے بیزار ہو نگے گلگونہ خاموش ہو رہی نہ پوچھ سکی کہ مان کو شک ہی
ایسا نہو گرفتار ہو جاؤن باپ سے نہین معلوم کیا آفت برپا کرے تو پھر رہائی غیر ممکن ہی
مگر سوچ مین ہی کہ کیا کرون کیونکر پوچھون کہ محل مین ہلڑ ہوا فرقوت جادو آتا ہے
طفل امرد ہمراہ ہی کنیزون نے کہا یہ نگوڑا ہر وقت ساتھ رہتا ہی ہماری بی بی کا
کمبخت رقیب ہی اب اسکی موت قریب ہی فرقوت جادو کو اس طفل کا بڑا عشق ہی فرقوت
آکر تخت پر بیٹھا اپنی زوجہ سے کہا صاحب شراب لاؤ مکارہ نے کنیزون سے کہا کنیزین
گلابیان لائین فرقوت نے جام لبریز کیا پہلے اس طفل امرد کو پلایا امرد جام پی گیا
پیتے ہی مسخرہ پن کرنے لگا گلے مین فرقوت کے ہاتھ ڈالکر کہا کیون صاحب جن قیدیون
کو تمنے قید کیا انکو کون چھڑا سکتا ہے فرقوت نے طفل کو ایک طمانچہ مارا کہا او بیحیا
ہم تجھیر تاکید کر چکے ہین کہ اس مقدمے مین کبھی کلام نہ کرنا طفل رونے لگا منہ پھلا کر
بیٹھا ہرچند فرقوت شگفتہ کرتا ہی مگر طفل کہتا ہے مجھسے بات نہ کرو پہلے یہ بتاؤ انکی
رہائی کی کیا صورت ہو آخر فرقوت نے گھبرا کر کہا ارے تجھے کیا مطلب طفل نے
کہا اسے کیون ڈرتا ہو اپنے مکان مین بیٹھا ہے تیری زوجہ ہے اور دختر یہان
غیر کسکو سمجھا ہے مین آٹھ پہر تیرے ساتھ رہتا ہون مجھے کیا غرض کہ مین کسی سے
ذکر کرون جب طفل نے بہت تنگ کیا تو فرقوت نے کہا خبردار کسی کے سامنے
ذکر نہ کرنا وہ شخص رہا کریگا جو انگشتر جمشید حاصل کرے اور نقش انگشتر کو گرا سے

اور جمشید یہ سحر طراز بھی اطاعت مین ہو اور شمس فلک ہفت پیکر بھی ہو نیرنگ بھی
اُسکے ساتھ ہو اگر انمین سے ایک نہ ہوگا تو رہائی غیر ممکن ہی ای جان جہان وای آرام دل
مشتاقان خبردار کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا مین آج کتاب مین دیکھ چکا ہون چاہتا ہون کہ بادشاہ
کو قتل کرون جب کتاب دیکھتا ہون یہی نکلتا ہی کہ کسی ساحر کے ہاتھ سے بادشاہ کی موت
نہین ہی اور عمر طلسم تمام ہو چکی اب طلسم فتح ہو جائیگا تو میرا دل چاہتا ہی کہ مین قاعدۂ
طلسم کو توڑون بادشاہ کو قتل کرون تب ثابت ہو کہ قاعدے مین فرق آیا کہ بادشاہ قتل ہوے
بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہمارے ہزارون بھائی بند مارے گئے جو گرفتار ہوا مسلمانون نے
اُسے مار لیا کیسی کیسی شاہزادیان ان مسلمانون کی شریک ہوئین گلگونہ کو دیکھکر میرا دل کانپتا ہی
اسکی دوجہ نے کہا صاحب یہ لفظین زبان سے نہ نکالو میری بیٹی نہایت پاک دامن ہی شکار
کو بھی نہین جاتی فرتوت نے کہا صاحب کیا کہون جو کتاب مین دیکھا ہی اُسکو زبان پر
نہین لا سکتا بس اُسکا یہ بدلہ ہی کہ بادشاہ کو قتل کرون مکارہ نے کہا صاحب تمکو اختیار ہی
گلگونہ نے کہا ای باپ مجھکو حکم ہو کہ مین جاکر سر کاٹ لون فرتوت نے کہا ای نور نظر یہ بھی
کتاب مین لکھا ہی کہ جہان ان لوگون کا خون کریگا وہ زمین آباد نہوگی کوئی ایسا خیر خواہ ہو کہ
قصر زندان خانے سے ان قیدیون کو لیجائے کسی مقام ویران پر لیجاکے قتل کرے
گلگونہ نے جو پہلو بابا باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای باپ آپ کی زبانی احکام سنکر
دل تھراتا ہی کسی طرح یہ قتل ہو جائیں مین اسے صحرا مین لیجاکر قتل کرون جہان کو سون پانی نہو
کیسیکی مجال نہین کہ میری قید سے رہا ہو سکے پھر آپ کو کیا خوف ہی فرتوت نے کہا بیٹا
کتاب مین وہ مضمون پڑھے ہین کہ جس سے دل کانپتا ہی ایسا نہو تمھاری وجہ سے کوئی فتور
برپا ہو مکارہ نے کہا ادبے غیرت خاموش رہ دمبدم مقدمے مین بیٹی کے ایسے کلمات
کہتا ہی مین خود بیٹی کے ساتھ جاؤنگی گلگونہ نے کہا بہت بہتر ہی مادر مہربان جو ساتھ ہوگی تو ذرا
سر کاٹ کے جلد آؤنگی آخر یہ وعدہ ہوا کہ کل پہر دن چڑھے مان بیٹیان چارون قیدیون کو
لیکر جائین صحرائے بے خس و خاشاک مین لیجاکر قتل کرین صرف سر لیکر چلی آوین فرتوت
طفل امرد کا ہاتھ پکڑکر اُٹھ کھڑا ہوا زوجہ سے کہا اب تمھین اختیار ہی کل ان چارون کو

لیجاکر قتل کرو مگر بہت ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ کوئی انکا مددگار آجائے مکار مے کہا
اس طلسم کا کوئی ساحر ایسا نہیں ہو کہ مجھسے مقابلہ کر سکے مین زمین ہلا دون اور طبقے زمین
کے آسمان پر پہونچا دون فرتوت تو اپنے دربار مین آیا مصاحب نشے مین دیکھکر اسکو
ہٹ گئے یہ بیٹھا اس طفل امرد کے ساتھ شراب پینے مین معروف ہوا جب خوب نشہ
کی زیادتی ہوئی کپڑے اُتار کے ناچنے لگا تالیان بجاتا ہو ناک پر انگلی رکھ کے مٹکتا ہے
تھرکتا پھرتا ہو اور یہ گاتا ہو ؎ بے جانان چون ہولی بازم + دو پچکاری بندہ نوازم
بے جانان چون ہولی - فرتوت جب سم پر آتا ہو طفل امرد کہ جوتی ہاتھ مین لیے ساتھ سا
پھرتا ہو تڑاق سے اُسکے سر پر لگاتا ہو یہان تو یہ عیش ہو مگر گلگونہ باغ کے جلسے سے باہر نکل
طاؤس پر سوار ہوکر پاس شمس کے آئی تمام کیفیت بیان کی اور کہا اے شمس کل مین
مادر مہربان کے ہمراہ قیدیون کو لیکر اسی صحرا مین آؤنگی تم سب ٹوٹ پڑنا مین مادر
مہربان کو مارونگی اگر مادر مہربان کا سحر چلگیا تو تم سب کو بیکار کر دیگی بہت ہوشیاری سے
کام کرنا شمس نے کہا مین آتے ہی اُسکی گردن لونگا اپنے بادشاہ کو رہا کر لونگا شمس
یہ باتین کر رہا تھا کہ دیکھا تارے ٹوٹ کر گرنے لگے شمس نے سر اٹھا کر دیکھا مقناطیس
و نوبہار و مشکبار بدحواس و پریشان تلاش مین بادشاہ کی نکلی ہین شمس کو دیکھکر
اُتر آئین شمس نے سب حال بیان کیا مقناطیس نے کہا مکارہ کی کیا حقیقت ہے
ایک سحر مین تنکے چنوا دونگی شمس نے کہا اسکا خیال رہے کہ پہلے بادشاہ کو قبضے مین
کر لینا اُنکے دشمنون پر کوئی زوال نہ آنے پائے مقناطیس نے کہا مین بادشاہ کو
اُٹھا لونگی فیروزہ وغیرہ کا تم لوگ خیال رکھنا یہ صلاحین کر کے آپس مین رخصت
ہوے گلگونہ گلگون پوش نے سب سے وعدہ پختہ کر کے شمس سے سمجھا دیا کہ ہم
اسی صحرا مین آئینگے وقت پر پہونچ جانا یہ کہکے گلگونہ محل مین آئی وہ رات بیدار
ہوئی تھی کئی مرتبہ مان کو جگایا کہا اے مادر مہربان ہوشیار رہیے سحر قریب ہو مکارہ
حیران ہے کہ گلگونہ کو بڑی دھن لگی ہے کئی مرتبہ کہا اے نور نظر چلین گے تمہارے
باپ بھی تو محل مین آ رہین یہ کہکے مکارہ اُٹھی پوجا پاٹ کرنے لگی پوجا پاٹ کر کے

گلگونہ اول اپنے باپ کو بلواؤ اس عرصے مین فرتوت جادو طفل امرد کا ہاتھ تھامے
ہوئے محل مین آیا از وجہ سے طفل کی تعریف کرنے لگا کہا یہ لڑکا اب لطف پر آیا شب کو
حیران نہین کرتا ناچنے گانے مین میرا ساتھ دیتا ہی خوب لطف ہوتا ہی گلگونہ نے آکر
سلام کیا کہا باوا جان اب قیدیون کو لیجائیں فرتوت جادو نے کہا ای نور نظر مجھکو
تمھاری باتون سے خوف آتا ہی مکارہ نے کہا صاحب چوکری رات بھر جاگی ہی ہر مرتبہ
یہی کہتی تھی جلد صبح ہو دشمنون کو لیجا کر قتل کرین تمام اہل طلسم کو بچائیں فرتوت
نے کہا ای مکارہ کیا کہون جو دل پر ہجوم غم و ملال ہی کئی مرتبہ رات کو کتاب دیکھی کہین
یہ لکھا نہ پایا کہ بادشاہ کی قضا فلان ساحر کے ہاتھ سے ہی بلکہ اکثر ایسے فقرے دیکھے
کہ جنکے معنی سمجھ مین نہین آئے قدرت نے سب زبانین لکھی ہین خیر لے جاؤ گلگونہ
و مکارہ دو ہزار جادوگرنیون کو لیکر تخت پر سوار ہوئیں قیدخانے مین آکر ہوئیں دیکھا
نگہبان کام بانٹ رہے ہین بادشاہ کو جواہر خانے مین بھیجا چاہتے ہین گلگونہ نے
کہا کہ ارے ان قیدیون کو کام نہ دو ہم انکو قتل کرنے لیجائینگے مگر نگہبانون مین ایک
شخص بڑے قد کا یہ گفتگو سنکر اپنے مقام سے اٹھا نقارے پر چوب لگائی آواز
دی منم بقراط جادو لو نگہبانو تمکو فرصت ملتی ہے قیدی براے رہائی جاتے ہین
یہ فقرہ سنکر گلگونہ کے ہوش اڑ گئے بڑھکر کہا ای بقراط کیون تو باتین بناتا ہے
یہ کیا لفظین سناتا ہی مادر مہربان ساتھ ہین کسکی مجال ہے کہ انپر دست انداز ہو اگر
تجھکو خوف ہی کہ کوئی رہا کر لیگا تو تو بھی ساتھ چل قتل مین حفاظت کرنا مکارہ نے کہا
ای نور نظر یہ بقراط جادو رازدار خداوند ہفت پیکر ہی اسکا نقارے پر چوب لگانا
اور یہ کہنا کہ براے رہائی جاتے ہین کبھی اسکے حکم مین فرق نہین پڑا جو یہ کہتا ہی وہی ہوگا
آج تامل کرو کل لے چلنا گلگونہ خاموش ہوئی چارون قیدیون کو کام تقسیم ہو گیا گلگونہ
نے طرف شاہ اسلام کے بہ نگاہ غور دیکھا اشارہ یہ تھا کہ حضور ہرگز نہ گھبرائیں
مین رہا کر لونگی اگر آج اسنے روک لیا شب کو اسی کی فکر کرونگی معلوم ہوا کہ نگہبانون
مین یہی در انداز ہے مکارہ نے کہا ای نور نظر اب گھر چلو کام سے چھڑا کر قیدیون کو

لیجانا سراسر قاعدے کے خلاف ہی گلگونہ ناچار ماں کے ساتھ چلی راہ مین ماں سے کہنے لگی کہ اگر آپ کا حکم ہو تو مین باغ جاؤن مکارہ نے کہا بیٹا تیرے مزاج سے برہمی پائی جاتی ہی مجھکو ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو باپ تیرا کچھ تحقیقات کر بیٹھے تیرا چہرہ اُداس ہی گلگونہ نے کہا ای مادر مہربان یہی باعث اُداسی کا ہی کہ دشمن قتل ہو جائین تو دل کو تسکین ہو مکارہ نے کہا ای نور نظر مجھکو تیرے مقدمے مین بڑے بڑے تردد ہین کہ ایسا نہو تو جمال بادشاہ پر مائل ہوئی ہو تیرے انداز کلام سے مجھے خوف آتا ہی گلگونہ نے کہا اگر آپ کو خیال ہی تو مین باغ نہ جاؤنگی مگر گلگونہ ماں سے رخصت ہو کے باغ مین آئی کنیزون نے جو پریشان پایا پوچھا ملکۂ عالم آج حضور کو بہت پریشان پاتے ہین کہا صاحبو کیا کہون کیا کیفیت ہی اب تو یہ صورت ہی کہ نہین سکتی نظم

بیکسی پر بچھے لڑاتی ہی کیا کیا بدلی
گل تھے جس جا یہ وہان خار ہین سبحان اللہ
طرز بارش مرے رونے سے اُسے یاد آیا
قلزم اشک جو فرقت مین ہوا طوفان زا
دفعتہً ہو گئی صحت مجھے بیماری سے
نظر لطف سے دیکھوا سے کچھ تسکین ہو
سر بحفل جو اشارہ کیا بوسے کا رند

یاد دلوا رہی ہی ساغر و مینا بدلی
کیا ہوا باغ کی او بلبل شیدا بدلی
ورنہ بھولی تھی برسنے کا طریقا بدلی
دیکھنا یہ گئی شکل کف دریا بدلی
کیا دوا نسخے مین ای میرے مسیحا بدلی
آنکھ بیمار سے کیون اپنے مسیحا بدلی
جیتون اُس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

کنیزون نے عرض کی آج کیا فتور ہوا گلگونہ نے کہا کہ بقراط جادو تو نہایت ہوشیار ہی اُسنے نقارے پر یہ لکھکے چوب لگادی کہ قیدی رہا ہونے جاتے ہین مادر مہربان نے کہا آج تامل کرو آج مین بقراط ہی کی فکر کرتی ہون یہ کہکے ملکہ گلگونہ اپنے مقام سے اُٹھکے دریاے سحر مین غوطہ زن ہوئین کچھ اشیاے سحر ہاتھ مین لیے تلاش مین بقراط کی روانہ ہوئین جب گلگونہ وغیرہ چلی گئین تو بقراط جادو نے کہکے اُٹھا کہ صاحبو تم آگاہ ہوے مین تمکو واقف کرتا ہون مین سب کچھ کتاب مین دیکھ چکا کہ گلگونہ در پے ہی کہ بادشاہ کو رہا کرے مین زوجہ کی ملاقات کو جاتا ہون

جا کے انتظام کروں لیکن تم لوگوں سے کہے جاتا ہوں اگر میں وقت پر نہوں تو فرقوت
سے صاف صاف کہدینا کہ تمھاری شاہزادی ہوش میں نہیں ہیں انکی باتوں کا اعتبار
نہ کرو شاید کہ فرقوت جادو سمجھ جائے نگہبانوں نے کہا ای بقراط یہ ہماری مجال ہی جو
کہ بیٹی کا عیب باپ کے سامنے بیان کریں بقراط نے کہا کہ میں خود کل صاف صاف
حال کہدونگا یہ کہکے تخت پر سوار ہوا اور اپنی زوجہ کے باغ کی جانب چلا نزد جسکے
اسکی ثمرات جادو باغ میں اپنے بیٹھی ہوئی ہی جلسہ آراستہ ہو رہا ہی شوہر کی منتظر
ہی اس باغ میں چند درخت ہیں کہ بقراط جادو نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہیں انکو دیکھ رہی
ہی بقراط جادو جو قید خانے سے چلا ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرا چہار جانب سر کو اٹھا اٹھا
کے دیکھ رہا ہی زوجہ کی تصویر خیالی میں مبہوت ہو رہا ہی اودھر سے ملکہ گلگونہ گلگون پوش
آتی تھی بقراط جادو کو جو دیکھا غصے میں کانپنے لگی دل سے کہتی ہی اگر یہ سیہ کار اندازہ
نہ ہوتا تو میں نے بادشاہ کو رہا کر لیا تھا حقیقت میں یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی
باوجود کبر و نخوت سے مست ہی ماش کے دانے ہاتھ میں لیے تھی جھولی سے ایک مقراض
اور ایک کارد نکالی اُسپر اسم سحر پڑھکر پشت پر بقراط کی آکر پھینک ماری
جب سحر کو رہا کر چکی تب نعرہ کیا کہ منم گلگونہ گلگون پوش او بقراط اپنے کو بچا پنجۂ
اجل سے نکلا اور حال تو نے کتاب میں شب کو دیکھا وقت موت تو نے اپنا نہ دیکھا
کارد و مقراض مثل شعلۂ جوالہ چلیں کہ اسنے آواز دی او گلگونہ تو نے اپنا کام کر لیا بادشاہ
لشکر اسلام صاحب اقبال ہیں میرا جب قدم نہ ہوگا اُسوقت جسطرح چاہنا بادشاہ کو بچا لینا
مقراض و کارد تیزی کے ساتھ آکر پشت پر بقراط کی پڑیں کہ توڑ کر پشت کے پار
گذریں بقراط جادو لڑکھڑا کر زمین پر گرا گلگونہ نے آکر دھڑ سے سر کاٹ لیا ثمرات
جادو جو باغ میں بیٹھی ہوئی درختوں کو دیکھ رہی تھی سامنے ایک نخل تھا وہ نخل
جلنے لگا ثمرات جادو نے دیکھکر منھ پیٹ لیا کہا ارے صاحبو غضب ہوا کہ شوہر میرا
مارا گیا پکار کر آواز دی ای شجر ساختۂ بقراط یہ تو تو نے ظاہر کیا مگر مجھکو اس سے
بھی آگاہ کر کہ بقراط جادو کو کسنے مارا کہ یکایک بیخ نخل سے دھواں نکلنے لگا اُس دھوئیں

سے ایک طائر پیدا ہوا ثمرات جادو نے پوچھا ای طائر خیال تو مجھسے یہ ظاہر کر کہ میرے
شوہر کو کسنے مارا اور کس مقام پر مارا گیا ہاے کوئی وہان پر معین نہ تھا طائر نے مثل
انسان کے آواز دی کہ ای ثمرات جادو تیرے شوہر لقراط جادو کو گلگونہ گلگون پوش
دختر فرقوت نے مارا وہ سنگین پر لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی ابھی قاتل اسی مقام پر
موجود ہی ثمرات جادو یہ کہکے اُٹھی کہ ابھی جاکر اُس گیسو بریدہ کا سر کاٹ کر لاتی ہون
فرقوت کو جواب دیلونگی کہونگی کہ اسنے میرے شوہر کو مارا مین نے اسکو قتل کیا یہ
کہکے حیران و پریشان اُفتان وخیزان چلی مگر بدو اس عالم یاس چہرہ اُداس آنکھون
سے آنسو جاری دلپر ہجوم آہ وزاری چادر سر سے اپنے اُتار کر پھینک دی یہان گلگونہ
لقراط کا سر کاٹ کر جاتی ہی بلند ہو کہ سامنے سے نعرہ ہوا او شوخ دیدہ وا و گیسو بریدہ
تونے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مارا یہ کہکے ایک گولہ پھینکا گلگونہ نے آنکھ سے اشارہ
کر دیا یہ بھی ساحرہ بے بدل ہی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا ثمرات جادو نے متواتر کئی سحر
کیے مگر گلگونہ نے اشارون مین سب سحر دفع کیے پہاڑ پر آکر ثمرات جادو اُتری گلگونہ
نے اُترتے اُترتے ثمرات کے اپنے گلے سے ہار پھولون کا اُتارا ثمرات جادو پر
کھینچ مارا ثمرات نے چاہا دفع کرون مگر وہ ہار قریب آ کے ٹوٹا پھول برسنے لگے
بو جو پھولون کی دماغ مین آئی بے اختیار ہو کر پکار اُٹھی کیا کہون کہ جو حال ہی دل پر
ہجوم غم و ملال ہے ۔ نظم

دل کو کبتک ہجر مین بہلائیے ۔ جی مین ہو اب کھاکے کچھ مر جائیے
دھوپ دن کی اوس شب کی کھائیے ۔ آستان یار پر مر جائیے
مجھسے بیہودہ نہ گرمی کیجیے ۔ ٹھنڈے ٹھنڈے آپ گھر کو جائیے
ہم جو کہتے ہین سراسر ہے غلط ۔ سب بجا ہی آپ جو فرمائیے
اُٹھ نہین سکتے شدائد ہجر کے ۔ آئیے اب پاس مجھے بلوائیے
دن کو تو تشریف تم لاتے ہو روز ۔ شب کو بھی اکدن کرم فرمائیے
ترک عشق لالہ رویان کر دیا ۔ کسلیے کسکے واسطے گل کھائیے

کفر کیون بکتے ہو توبہ کیجیے | جھوٹی جھوٹی بس قسمین کھائیے
کچھ کرونگا مین بھی اب خدمت مین عرض | چپکے رہیے منھ داب کھلوائیے
دیدۂ سوزن مین بھی بھر آئین اشک | زخم سینے کے اگر دکھلائیے
کی ہی جیسی بیوفائی آپ نے | بالعوض اسکے خدا سے پائیے
ہاتھ پاؤن توڑتا ہون نزع مین | مشکل آسان ہو مری جلد آئیے
باغ مین او گل نظر تو آیا گیا | خون بلبل سے تجھے نہلائیے
بن چکین زلفین بھی سر بھی گندھ چکا | آئینہ آگے سے اب سرکائیے
کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ ہی | وحشت دل اب کدھر کو جائیے
دل لیا ہو جان بھی گر درکار ہو | کیا کروگے یاد لیتے جائیے
خوف رسوائی جو بیداری مین ہو | خواب مین صورت مجھے دکھلائیے
تکتے تکتے آنکھین بھی پتھرا گئین | اب تو پردہ غرفے سے اٹھوائیے
زور و زر سے جسطرح ممکن ہو رند | آج کل تک اسکو گھر مین لائیے

فرات جادو یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے گلگونہ کے آئی گلگونہ نے کہا اے فرات جادو
کیا چاہتی ہو فرات نے کہا مین اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی گلگونہ نے کہا تلوار کو کھینچ
فرات جادو نے تلوار کھینچی گلگونہ نے کہا گلا اپنا کاٹ لے فرات جادو نے بیخوف
تلوار اپنے گلے پر رکھی گلگونہ نے اشارہ کیا کھینچ لے فرات جادو نے تیغہ کھینچا سر
کٹ کے دھڑ سے زمین پر گرا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من فرات جادو
بود لیکن شمس وغیرہ صحرا مین سرگردان تھے گلگونہ کا انتظار کر رہے تھے یہ آواز جو کان مین
آئی بدحواس ہوگئے شمس آسمان پر آکے جھکا دیکھا گلگونہ نے زن و شوہر کو مارا
اور تلوار کو نیام مین رکھ رہی ہی کہ شمس فلک آکر پہونچا گلگونہ کا دامن پکڑا کہا اے
گلگونہ ہمکو آٹھ پہر اسی صحرا مین گذرے ہین آب و دانہ بھی ترک کیا گلگونہ نے رو رو کر
سب حال بیان کیا اور کہا اس بیہودہ بقراط نے باتین بنا کر روک دیا مین نے آج
زن و شوہر کو مارا اب آج رات کو قیدخانے پر بلوہ کرکے آؤ بادشاہ کو رہا کرلو

میرے پاس انگشتر جمشید موجود ہی کوئی مجھکو نہ دیکھ سکیگا یہ لقراط جادو مرتے
نگہبانون کو آگاہ کر آیا ہی نگہبان وقت جانے کے روکین گے بادشاہ کو نہ جانے دینگے
مین بالاعلان قید خانے مین جاؤنگی مگر تم لوگ اپنے کو مخفی ہو سمجھنا یہ بولی یہ وعدہ
کرکے گلگونہ گلگون پوش اپنے مقام سے اُٹھی اندھیری رات مین طرف
قید خانے کے چلی جو دروازہ اصلی تھا اُدھر سے نہین گئی بلکہ قید خانے کے بغلو مین
جو دریچہ تھا اُسی دریچے سے اندر قید خانے کے داخل ہوئی جاکر دیکھا بادشاہ
آرام فرماتے ہین شانہ پکڑ کر جگایا نگہبانون نے دیکھا کوئی جگانے والا بادشاہ کا
معلوم نہین ہوتا مگر بادشاہ اُٹھ بیٹھے ہین نگہبانون نے پکارکر آواز دی کہ یارو ہوشیار
ہو جاؤ کسی نے بادشاہ کو جگایا فیروزہ دسمن تیغ و منیوش شیرین کلام بھی اُٹھے
بارہ ہزار نگہبانون نے آکر بادشاہ کو گھیرلیا گلگونہ نے سحر کیا کئی کے سر کٹ کے
زمین پر گرے نگہبانون نے بلوہ کیا اور چاہا کہ بادشاہ کو پکڑلین گلگونہ سحر کر رہی ہی
بادشاہ کے قریب کسی کو نہین آنے دیتی فرتوت جادو پڑا سو رہا تھا طفل امرد پاس
بیٹھا تھا جگاکر کہا اے فرتوت جادو بادشاہ رہا ہو رہے ہین فرتوت نے گھبراکر
آنکھ کھولی پوچھا ارے کسنے رہا کیا طفل نے کچھ جواب نہ دیا فرتوت نے اپنے
مقام سے اُٹھکر اپنی زوجہ کو جگایا کہا اے سکارہ اُٹھ دیکھ تو کیا ہوا سکارہ گھبراکر
اُٹھی فرتوت نے کہا طفل امرد نے مجھکو خبر دی کہ بادشاہ رہا ہو رہے ہین
یہ کہکے فرتوت نے ایک دستک دی ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا آیا پکار کر اُسنے
آواز دی اے فرتوت و سکارہ گھر سے آگ لگی لقراط اور ثمرات مارے گئے لقراط
کے مارے جانے کی خبر سنکر فرتوت گھبراگیا کہا اے سکارہ جلد چلو زن و شوہر طرف
قید خانے کے بارہ چودہ ہزار ساحر ساتھ لیکر چلے اُسوقت آکے پہونچے کہ دیکھا
قید خانے پر دریائے خون بہ رہا ہی جب برق چمکی دس پانچ کے سر اُڑ گئے دھڑ ادھر
لاشے گر رہے ہین فرتوت نے کہا اے سکارہ دریافت تو کر یہ کون مخفی سحر کر رہا ہی
چارون گنہگارون کے گرد حلقۂ آہن ہی جو قریب حلقے کے آیا سر کٹ کر گرا کتنے ساحر جلے

سکارہ نے ایک دستک دی اپنے جسم کا خون کاٹ کر اچھالا جب خون اچھالا ایک
برق چمکی اس برق کے چمکنے سے معلوم ہوا کہ گلگونہ کھڑی سحر کر رہی ہو فرتوت نے
پکار کر آواز دی کہ او سکارہ و او شہکارہ مین یہ سب حال جانتا تھا اسی سبب سے
بقراط کے کہنے سے کل روکا تھا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی فرتوت بڑھا
کہ گلگونہ کی چوٹی پکڑون گلگونہ نے جھولی سے انگشتر جمشید نکالی مثل ستارے
کے جو انگشتر چمکی فرتوت نے کہا کہ او صاحب اور غضب دیکھو انگشتر جمشید اس
شوخ دیدہ کے پاس موجود ہو رات کو میرے بیرون نے خبر دی کہ اسنے بقراط و
ثمرات کو مارا پہاڑ پر لاشے بے دفن و کفن پڑے ہین کون اُنکا لاشہ اُٹھائے
کون اُنکی خبر کو جائے یہ کہکے کنیزون کو آواز دی کہ ارے اس شوخ دیدہ کو پکڑ لو
انگشتر اس سے چھین لو انگشتر ہمارے قبضے مین آجائے تو ابھی گرفتار کر لین
لاشہ ہائے کنیزان مین اسکا بھی لاشہ پڑا ہو اسنے خانمان برباد کیا کنیزون نے
قسم کھا کر کہا کہ ای افسر ہم گلگونہ کو نہین دیکھتے کیونکر گرفتار کرین سر ہتھیلی پر رکھے
کھڑے سحر اُٹھا رہے ہین آگ ہم پر گر رہی ہو جلے جاتے ہین کنیزون کی زبانی یہ حال
سُنکر فرتوت نے کہا کہ صاحب ایک مرتبہ برق اور چمکا و سکارہ نے پھر دستک
دی برق چمکی فرتوت نے دیکھا کہ گلگونہ ایک گوشے مین ہٹ گئی ہو مگر سحر
کر رہی ہو جب ہاتھ چمکاتی ہے بجلی تڑپ کر گرتی ہو دو چار کے سر اُڑ جاتے ہین
فرتوت بڑھا اُس برق کی چمک کو روکا وہ برق سامنے گلگونہ کے رُکی کہ جسکی وجہ
سے گلگونہ معلوم ہوتی ہو فرتوت سحر کرتا ہوا بڑھا کہ چوٹی گلگونہ کی پکڑلون گلگونہ
نے بلک کر دعا کی کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز مجھکو اس آفت ارضی و
سماوی سے بچالے بلک کر جو دعا کی زمین شق ہوئی مقناطیس جادو تیغ برہنہ
ہاتھ مین لیے ہوے نکلی للکارا کہ او بیحیا خبردار اس بے گناہ پر ہاتھ نہ اُٹھانا
دوسری طرف سے زمین شق ہوئی نیرنگ جادو ظاہر ہوئی اور ایک طرف سے
جمشیدہ سحر طراز ایک آئینہ ہاتھ مین لیے ہوے نکلی عکس آئینے کا ملک

گلگونہ پر ڈالا گلگونہ نگاہ سے فرتوت کے مخفی ہوئی فرتوت ٹٹولنے لگا چاہتا ہی کہ اسکو
پا جاؤن تو گرفتار کرون مگر جمشید پہ سحر طراز آئینہ چمکا کر سامنے فرتوت کے آئی
فرتوت پر جو آئینے کا عکس پڑا نابینا ہوگیا زوجہ سے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب
مجھکو کچھ نہین سوجھتا زوجہ نے دوڑ کر چاہا کہ شوہر کا ہاتھ تھامون جمشید پہ سحر طراز
نے بڑھ کر آئینے کا عکس اُسپر بھی ڈالا زن و شوہر دونون نابینا ہوے نیرنگ
نے بڑھ کر فرتوت کا سر کاٹا فرتوت کے سر کٹتے ہی صداے ہا ہو بلند ہوئی
زمین کانپنے لگی آواز آئی کہ او نیرنگ تونے کو توال زندانخانہ کو مارا اے ت
طلسم کشا سے فیض نہ پائیگی مکارہ سحر کر رہی ہی چاہتی ہے کہ اگرچہ نابینا ہون
مگر نکل جاؤن جمشید پہ سحر طراز نے آواز دی کہ ای گلگونہ اس بیحیا کی قضا
تیرے ہاتھ سے ہی اب یہ بچنے نہ پاے گلگونہ نے بڑھ کر تیغہ مارا کہ مکارہ کے بھی
دو ٹکڑے ہوے تمام کنیزون کو بھی قتل کیا بادشاہ و فیروزہ و سمن رخ و مینوش
شیرین کلام کو لیکر نکلین مینوش نے عرض کی کہ اب حضور براے چند ساعت
میرے باغ مین چلین وہان چند تحفہ جات ہین اگر وہ حضور کو مل گئے تو اس طلسم
مین آرام ملیگا مقنطیس وغیرہ نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلین ملکہ مینوش نے
منع کیا صرف بادشاہ و فیروزہ کو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ پانچ کوس
باقی ہی کہ بادشاہ نے فرمایا اے مینوش ہم پیدل چلنے کے عادی نہین ہین اب
ہمسے چلا نہین جاتا اُس مقام پر ایک نخل تھا اُسکے سائے مین بادشاہ و مینوش
بیٹھے مینوش عاشق جمال بادشاہ ہے ناز و غمزے کر رہی ہو بادشاہ فرماتے ہین
کہ ای مینوش ہمارا تمھارا وصل بروقت فتح طلسم ہوگا چند سردار ہمارے مثل
نور الدہر و ایرج و چالیس سرداران صاحبقران یہ بھی قید ہوے آج تک
اُنکے نشان نہین معلوم کہ یہ لوگ کس حال مین ہین سرداران نامی اس حسرت
و یاس سے قید ہوے رستم کی وجہ سے صاحبقران بھی داخل طلسم ہین یہانتک
یہ کیفیت ہی سر پہ بار رنج و مصیبت ہی۔ نظم

آفت شب تنہائی کی ٹل جائے تو اچھا گھبرا کے جو دم آج نکل جائے تو اچھا
او جان حزین جانا ہو اک دن تجھے آخر اب جائیے تو بہتر ہو کہ کل جائے تو اچھا
بہتر نہیں ہے صورت جانان کا تصور دل اور کسی شے سے بہل جائے تو اچھا
اک سل ہو کلیجہ پہ نہین روح بدن مین چھاتی کا پہاڑ آج یہ ٹل جائے تو اچھا
او آتش دل پھونک دے تن اشک بہا دے یہ جلیے تو بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا
تابوت مرا غم سے اٹھاؤ ابھی یارو وہ بھی کف افسوس جو مل جائے تو اچھا
ای رند ملو یاس سے یا ہاتھ اٹھاؤ جھگڑا جو چکے ہر شب کا خلل جائے تو اچھا

مینوش نے کہا کہ ای شہریار یہ کنیز اپنی کیفیت کیا عرض کرے کہ جو جو صدمات اٹھائے خدا نے فضل کیا کہ اس قیدخانے سے آپ نے نجات پائی سب کو یقین یہ تھا کہ بدون آئے طلسم کشا کے اب رہائی بادشاہ کی نہ ہوگی مگر آپ کا اقبال یاور ہو طالع آپ کے مددگار ہین گلگونہ نے بڑی جانبازی کی انگشتر جمشید لائی قیدخانہ مین پہونچی ماں باپ کو قتل کرایا ایسا کسکا کلیجہ ہوگا وہ حضور کی عاشق صادق ہو اس طلسم مین اس سے بڑے بڑے مطلب نکلین گے انگشتر جمشید لیکر آئی ہے اس انگشتر سے جابجا مطلب نکلیگا میرے باغ مین کئی تحفے ہین وہ بھی حضور کو دستیاب ہونگے دشمنون کا سحر تاثیر نہ کریگا صرف ایک لوح تو نہ پائی ورنہ طلسم کشائی حضور کے ذمے رہتی عاشق ومعشوق یہ باتین کر رہے ہین فیروزہ مگس رانی مین مصروف ہی کہ صحرا سے گرد اڑی صمصام جنگ آزما دو لاکھ فوج کی جمعیت سے باپ ملکہ مینوش کا جو برائے مقابلۂ طلسم کشا چلا تھا اس وقت آکر پہونچا دور سے جو اسکی درخت پر نگاہ پڑی زیر شجر جلوہ وادی ایمن پایا عیار اسکا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ہی نام اسکا وہم تیز رو ہی اس سے صمصام نے کہا کہ ای وہم بڑھکر دیکھ تو سائے نخل شجر کے کون بیٹھا ہی وہم نے کہا کہ حضور مین یہین سے پہچان گیا آپ کی صاحبزادی پاس بادشاہ لشکر اسلام کے بیٹھی ہین نہین معلوم کہان سے آئی ہین اپنے باغ مین لیے جاتی ہین صمصام یہ سنکر غصے سے کانپنے لگا طرف فوج کے پلٹا کہا یارو بادشاہ کو

قتل کرو اس شوخ دیدہ کو زندہ گرفتار کر لو دولا کہ فوج لیتا لیتا کہ کے چلی مینوش نے
عرض کی کہ حضور غضب ہوا باپ میرا صمصام بلوہ کرکے آتا ہے بڑی بہادر اسکی
فوج ہے بادشاہ قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھے سواروں نے آکر حملہ کیا ایک رسالہ دار
کو بادشاہ نے مارا اُسی کے مرکب پر سوار ہوے نعرۂ شیرانہ کیا کہ باشیدائی
کافران بیحیا وای نابکاران پُر دغا منم شہنشاہ گردون مقام بادشاہ لشکر اسلام
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ بڑھے فیروزہ تو کنارے ہو گیا مگر اپنے دل میں کہتا ہے
کہ اے فیروزہ غضب ہوا مینوش گھبرا رہی تھی کہ بادشاہ نے بڑھکر ایک اور
سوار کو مارا مادیان اُسکے زیر ران تھی بادشاہ نے وہ مادیان سامنے مینوش
کے کی کہا کہ اے ملکہ اسپر سوار ہو مینوش روتی ہوئی مادیان پر سوار ہوئی نیمچہ
کمر سے کھینچا کمانِ کیانی دوش سے اُتاری تیراندازی کرنے لگین صمصام کو اپنے
زور بازو پر بڑا گھمنڈ ہے دور سے دیکھ رہا ہے کہ بادشاہ شیرانہ لڑ رہے ہین
جسکو جھپٹ کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لاشون کے انبار لگا دیے پلٹن و
رسالے بے افسر کردیے جب جھپٹ کر گئے کمیدان و رسالہ دار کو تاکا اُسی کو
تاک کر مارا گرہ مرکب صد ہا لاشہ تڑپ رہا ہے فیروزہ حقہ آتشبازی مار رہا ہے
کسی پر حباب مار دیا کسی پر حلقہ ہاے کمند مار دیے گرتے گرتے اُسکو خنجر مارا
اسطرح کئی سو جوانون کو فیروزہ نے مارا صمصام نے دور سے جو یہ ہنگامہ دیکھا
ہوش پراگندہ ہوے وہم تیز رو عیار سے کہا کہ تو عیار کو انکے پاس سے ہٹا تو
مین بادشاہ کو گرفتار کر لون یہ سُنکر وہم تیز رو دس عیارون کو لیکر بڑھا اور للکار کر
آواز دی کہ او عیار طرار مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر اسنے پتھر مارا فیروزہ نے پتھر اسکا
خالی دیا وہم نے فیروزہ کو آکر گھیرا آخر ناچار ہو کر فیروزہ پیچھے ہٹا اور کئی
بیلچون کو جھپٹ جھپٹ کر مارا لڑتا ہوا لشکر سے نکل گیا مگر دل مین کہتا ہے کہ اے
فیروزہ غضب ہوا کہ مین بادشاہ کے پاس سے ہٹ آیا ایسا نہو کہ شہریار پر کوئی
اُفتاد پڑے مگر وہم فیروزہ کو گھیرے ہوے ہے قریب بادشاہ نہین جانے دیتا۔

فیروزہ ہر چند کہ چاہتا ہی اپنے کو قریب بادشاہ پہونچاؤن مگر وہم دور سے پتھر مارتا ہی
ادھر صمصام جنگ آزمانے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گینڈے کو ٹھکرا کر چلا شمشیر زنی
بادشاہ کی بہ نگاہ غور دیکھ چکا ہی پہلوانون کو اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ بادشاہ کو ٹکڑے کر
قتل کرون جب قریب پہونچا اور پہلوانون نے بادشاہ کو ٹوکا یہ للکارا کہ ای بادشاہ
جمجاہ ہم لوگون سے مقابلہ کیجیے بادشاہ اُن پہلوانون مین سے ایک پہلوان پر
جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر سر کو بچا یا کمر پر ہاتھ مار دیا کہ
اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے اور پہلوان تعریفین کرنے لگے صمصام نے
پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ کا سر زخمی ہوا پرنالہ خون کا سر سے جاری ہوا مگر
بادشاہ نے اتنا بڑا زخم کاری کھا کر بائین ہاتھ سے زخم سر کو پکڑا داہنے ہاتھ سے
ہاتھ تیغے کا مارا ہر چند کہ آنکھون پر قطرات خون چلے آتے ہین مگر تیغۂ قمقام جو
تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے وہان سے تڑپ کر سر پر گرا تا دوابرو پہونچا
صمصام نے دستانہ مارا تیغہ جھنجنا کر نکلا تڑپ کر گینڈے کی گردن پر گرا گینڈے کی
گردن قلم ہوئی صمصام مع گینڈے کے گرا اور پہلوانون نے صمصام کو سنبھالا ایک
پہلوان نے بادشاہ کو نیزہ مارا کرشانہ نشانہ ہوا دوسرے شخص نے آکے گرز مارا وہ
دوسرے شانے پر پڑا وہ بھی شانہ بیکار رہوا ایک پہلوان نے گھوڑا بادشاہ کا
پکڑ لیا بادشاہ گھوڑے سے گرے از روے بلونے کے کافرون نے چاہا بادشاہ کو
پکڑ لین بادشاہ نے اُس حال پر ملال مین کسی پر قبضہ مار دیا کسی پر خنجر مارا کئی پہلوان
جو بادشاہ نے اس حال مین مارے پہلوان ہٹے فیروزہ نے دور سے دیکھا جھٹ سے
حقہاے آتشبازی مارے کئی کے منہ جلے گرد سے بادشاہ کے لوگ ہٹے فیروزہ نے
جلدی سے پشتارہ بادشاہ کا باندھ کر اٹھا یا اس عرصہ مین جو مینوش نے مہلت پائی
بادبان کو جھکا کر گلستان صحرا مین جا کر چھپین صمصام کو پہلوان گینڈے پر سوار کر کے
لے بھاگے ایک صحرا مین جا کر اُترے علاج مین صمصام کے مصروف ہوے مگر
فیروزہ جو پشتارہ بادشاہ کا لیکر بھاگا ایک ٹیلے کی طرف سے گذرا سہیل زمیندار

زراعت کی حراست کر رہا تھا چند پاسی ساتھ تیر کمٹھے لیے ہوے سہیل زمیندار نے
پکار کر آواز دی کہ ای جانے والے ذرا اس طرف آ یہ کیا شی لیے جاتا ہی فیروزہ نے
چاہا کہ بھاگون پاسیون نے تیر کمٹھے بڑھے کیے فیروزہ نے دیکھا کہ غربال ہو جاونگا
ناچار پلٹ پڑا سہیل نے بڑھ کر فیروزہ کو ایک نخل کے سایے مین ٹھہرایا کہا کہ دکھلا
پشتارے مین کیا ہی فیروزہ نے پشتارہ کھولا ایک آفتاب تابان کو ٹکڑے
ٹکڑے پایا سہیل بے تاب ہو گیا کہا کہ ای عیار یہ کیا معرکہ گذرا اس شیر کو کسنے
زخمی کیا فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کر دیا سہیل زمیندار بادشاہ کو لیکر
اپنے مکان مین آیا فیروزہ ساتھ ہی زمیندار نے جراح کو بلایا زخمون کو دھلوایا
ٹانکے دلوائے جراح سے کہا کہ بہت کچھ تجکو دونگا اگر تو نے اس زخمی کو صحت دی
جراح نے کہا کہ کوئی رگ و پٹھہ نہین کٹنے پایا ہی انشاء اللہ ایک ہفتے مین صحت
حاصل ہوگی یہ کہکے پٹیان جڑھائین زخمون کو باندھا زمیندار رومال ہاتھ مین لیکر
کرسی پر بیٹھا مگس رانی کرنے لگا بعد دوپہر کے بادشاہ کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک
زمیندار مگس رانی کر رہا ہی زمیندار نے سلام کیا کہا کہ ای شہریار آپ کا عیار
آپ کو لیے جاتا تھا مین آپ کو اپنے مکان مین لے آیا ہون امیدوار ہون کہ
خدمتگذاری کرون سرکار سے سرخرو ہون بادشاہ نے زمیندار کا شکریہ ادا کیا
موتیون کا مالا گلے سے اتار کر دیا کہا کہ اسکو بیچ کر صرف کرو زمیندار نے قدمون کو
بوسہ دیا عرض کی غلام اس صرف کے لائق ہی جب حضور صحت پائینگے تو معاوضہ
خدمت گذاری کا چاہونگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کہانکی سرحد ہی کسکو خراج دیتے ہو
سہیل زمیندار نے عرض کی کہ جسنے حضور کو زخمی کیا یعنے صمصام جنگ آزما کی یہ
سرحد ہی بادشاہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ گاؤن تمکو معافی مین دین گے اور
صمصام سے بدلہ لین گے اس بیحیا نے از روے بلوے کے ہمارے قتل کا
ارادہ کیا تھا ہمارے وحدہ لاشریک نے اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لیا تم تک پہونچایا
یہ قدرت اس حافظ حقیقی کی ہی فیروزہ بھی رومال لیے مگس رانی کر رہا ہی سہیل

بہت خوش ہوا جراح روز آتا ہی پٹیان مرہم کی لگا کر چلا جاتا ہی ایک دن ایک مکان مین سہیل زمیندار نے جلسہ آراستہ کیا طائفے بلائے رنڈیان دیہاتنین گلبدن کے پانجامے پہنے ہوئے انمین تول کی گوٹین زیور مین چاندی کے لدی ہوئین آکر حاضر ہوئین زمیندار نے فیروزہ سے کہا کہ مہتر صاحب آج ہمنے جشن کیا ہی تم بھی صحبت مین آنا عین گرمی صحبت کا وقت ہی دیہاتنین شراب پیے گا رہی ہین اُلٹا سیدھا کچھ بتاتی بھی ہین کہ فیروزہ صحبت مین پہونچا بے لطفی صحبت دیکھکر ایک جانب سر جھکا کر بیٹھا سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا یہ صحبت ناپسند ہی فیروزہ نے کہا کہ گانے والیان ناواقف ہین سازندے بھی علم موسیقی سے بالکل بیخبر ہین آئین بائین شائین بجا رہے ہین ویسا ہی گانے والیون کا حال ہی بے سمجھی تان لگاتی ہین سننے مین گھبرا جاتی ہین سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا تمکو علم موسیقی مین دخل ہی فیروزہ نے کہا کہ ہم عیار ہین اسکی بھی ضرورت ہوتی ہی تو گانا پڑتا ہی سہیل نے کہا کہ کچھ گائیے فیروزہ تو یہ چاہتا ہی تھا سب کو خاموش کیا آپ بیچ صحبت مین آکے بیٹھا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ غزل عاشقانہ گائی۔ نظم

زکسطح سے کرین نالہ و فغان مشتاق
کہان تلک سر تری الفت کرین نہان مشتاق

یہان بھی آئیے اک رات تو کرم سے
تمھارے لطف کے ہم بھی ہین مہربان مشتاق

پتہ لگا نہ ترا بتخانے مین نہ کعبے مین
پھرے تلاش مین تیری کہان کہان مشتاق

شنا ہی جب سے تری ذات ہی کریم و رحیم
عطا و لطف کا رہتا ہون ہر زمان مشتاق

دکھایا جلوہ بھی اپنا نہ تو نے بعد کلیم
ترس گئے تری صورت کو جان جان مشتاق

فراق یار شکر لب نے زیست کر دی تلخ
ہوئی ہی چاشنی مرگ کی زبان مشتاق

تمھارے طالب دیدار زہر کھاتے ہین
خدنگ آنے مین تیرے ہین اپنی جان مشتاق

قرار و سکو نہین ایک دم کسی جا پر
کسی حبیب کا پھرتا ہی آسمان مشتاق

کمال حسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال
رہے فریفتہ ہر پیر و ہر جوان مشتاق

عیان تھی رند کی نظرون سے یاس تا دم مرگ
خدا اٹھائے جہان سے نہ ہو بتان مشتاق

فیروزہ نے اس لطف سے یہ غزل گائی کہ دختر سہیل زمیندار راونی پر بیٹھی تھی فیروزہ کی آواز سنکر جھک کے دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک شخص دُبلا جلا تا متیا کمندین بازوؤن پر بندھی ہوئین تو پڑا پچھر کا لٹک رہا ہی مغرور غمخوار اسکا نام ہی دیکھتے ہی فیروزہ کے گانے پر عاشق ہوئی ہر چند کہ صورت سے نفرت ہوئی مگر آواز پر دل سے مائل ہوئی حیران ہو کر کیا کرون تھوڑی دیر مین جلسہ برخاست ہو گیا فیروزہ وہان سے اُٹھ کے جس کمرے مین پادشاہ تھے وہان آیا تمام کیفیت بیان کی لیکن مغرور جو اس جلسے سے اُٹھی تھراتی ہوئی گوشے مین آکر رونے لگی دل سے کہتی تھی کہ ای مغرور اس جلسے سے ملون ہم سن اسکی شعلہ خیز آفت انگیز اسکے ہمراہ رہتی ہی اسنے جو شاہزادی مغرور ایک گوشے مین بیٹھی ہین ٹہلتی ہوئی دروازے پر کمرے کے آئی باہر سے رونے کی آواز سُنی حیران تھی کہ یہ کیون روتی ہی چہ نکہ رازدان ہی بلا تکلف اندر چلی گئی دیکھا کہ مغرور کا چہرہ روتے روتے سرخ ہو گیا ہی آنکھیں اُبلی ہوئین شعلہ خیز کو دیکھ کر مغرور نے آنسو پونچھ ڈالے شعلہ خیز نے پوچھا کہ کیون بہن کیا مصیبت ہی تنہائی مین رونے کی کیا صورت ہی ہمسے بیان کرو علاج کرین جو خواہش ہو اسکی تدبیر کرین ہم تمکو بہت پریشان پاتے ہین مغرور اور زیادہ بیتاب ہوئی رو کر کہا کہ بہن کیا بیان کرون کیونکر خاموش رہون میرے باپ نے جسکا علاج کیا اُنکا عیار کل صحبت مین آیا جب سے اس کمبخت کا گانا سُنا دل پر ہجوم غم و الم ہی اور کیا کہون صاف صاف تو یہ مضمون ہی کہ مجھے خواہش جنون ہی۔

نظم

گر تجھے روح روان راحت جان کہتے ہین	سب بجا کہتے ہین جو اہل جہان کہتے ہین
رخ کو گل قد کو ترے سرو روان کہتے ہین	لوگ کیا کیا تجھے ای جان جہان کہتے ہین
مرض عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا	کچھ جنون کہتے ہین بعضے خفقان کہتے ہین
جو کہ خوگر ہین تری بوسہ دہن کے ای گل	غنچۂ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتے ہین
زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہین دید	گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہین
یون پتہ پوچھو اس حور کے گھر کا قاصد	کسکے کوچے کو گلستان جنان کہتے ہین

جسنے دیکھا تجھے ای جان وہ جانبر نہوا — اہل دل تجکو بجا آفت جان کہتے ہین
کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز ہر دل — یوسف وقت اُسے پیر و جوان کہتے ہین
سُنکے کٹتے ہین سخن کو مرے حاسد ای رند — اسلیے لوگ مجھے سیف زبان کہتے ہین

شعلہ خیز نے کہا کہ نہ گھبراؤ مین لیکر آؤنگی عیار کی کیا حقیقت ہی فوراً اُسے لاکر لاؤنگی
نام تمھارا سُنکر دوڑیگا اس طور سے ذکر کرون کہ وہ بھی بیقرار ہو جائے عیار کی کیا
اصل ہی شعلہ خیز نے مغرور کو بخوبی سمجھایا گوشے سے اُٹھاکر باغ مین لائی سیر
گل و بلبل کرائی نرگس شہلا کو دکھایا یاد چشم محبوب دلائی سرو کو دکھلا کر کہا قد محبوب
کی یہی صورت ہی مغرور کو کچھ تسکین ہوئی شعلہ خیز مردانے کپڑے پہن کر چلی
اُس قصر مین آئی کہ جہان بادشاہ کا علاج ہو رہا ہی باہر آکر ٹہلنے لگی فیروزہ کسی ضرورت
کو نکلا شعلہ خیز نے اشارے سے الگ بلایا کہا کہ تمکو ملکہ مغرور یعنے دختر سہیل نے
اپنی صحبت مین بلایا ہی وہ نہایت حسین و جمیل ہی فیروزہ نے اقرار کیا کہ شام کو
آؤنگا جب شام ہوئی شعلہ خیز نے جاکر مغرور کو خبر دی مغرور جلسہ جما کر باغ
مین بیٹھی کہ فیروزہ آیا دربار باغ پہ کنیزین جو نگہبان تھین انھون نے کہا کہ اندر جائیے
فیروزہ اندر آیا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب نہرین پر از آب صاف و شفاف
چہار جانب گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون نرگس کے اشارے سے گل و
بلبل مین اختلاط نرگس شہلا کی بزم انبساط سوسن صد زبان چاہتی ہی کہ غمازی
کرون حال عشق گل و بلبل ظاہر کر دون فیروزہ سیر کرتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا
کہ ایک چبوترہ بلور کا ہے اُسپر مغرور بیٹھی ہے فیروزہ بھی آکر بیٹھا شعلہ خیز
نے کہا کہ اے فیروزہ ہماری ملکہ عالم چاہتی ہین کہ کوئی غزل عاشقانہ گاؤ
تمھارا گانا بہت پسند ہی فیروزہ نے کہا کہ ای ملکہ عالم مجھے تمھاری صحبت مین بیٹھنا
ناگوار ہی تم ہفت پیکر کو خدائی مانتی ہو اُسپر لعنت کرو خدائے حقیقی کو
پہچانو جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان کو پیدا کیا کیا عجائب و غرائب
دکھائے ایسے مالک کو نہ ماننا سراسر حماقت ہی اس طرح کے کلمات جو

فیروزہ نے کہے اور ہفت پیکر کی برائیان کین مغرور سے زیادہ شعلہ خیز کو
ناگوار ہوا کہا کہ حضرت صاحب سمجھکر کلام کرو پیدا کرنے والے کو برا نہ کہو فیروزہ نے کہا
کہ وہ ایک جعلساز و مکار ہی سرحد طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا اگر
پیدا کرنے والا ہوتا تو ایسا عاجز ہو جاتا ساری مکاریان و دغابازیان ظاہر ہو گئین
اب طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا جائیگا ایک دم کی مہلت نہ پائیگا یہ کیسا خداوند ہی کہ اپنے
بندون کے ہاتھ سے دردمند ہی بھاگا بھاگا پھرتا ہی طلسم کشا لوح طلسمی حاصل
کر چکے مرحلہ جات توڑکر جب ان لشکر کشی کرینگے پھر بھاگ کر کہان جائیگا مغرور نے
کانون مین انگلیان دے لین شعلہ خیز سے کہا کہ انکو ہماری صحبت سے رخصت کرو
مجھسے قدرت کی برائیان نہین سُنی جاتین کچھ تو مناسب جانا کہ طلسم ظاہر کو چھوڑکر
طلسم باطن مین آئے اب طلسم باطن آباد ہوگا رعایا کی پرورش منظور ہوئی
چلے آئے بادشاہ جو یہان کا ہی اُسنے بہ اعزاز و اکرام قدرت کو رکھا ہی سامری
و جمشید و لات و منات پہ قدرت اُنکی غالب ہی فیروزہ نے ان باتون کو
سُنکر منھ پھیر لیا ہنس کر کہا کہ مین شراب نہ پیونگا مغرور نے کچھ جواب نہ دیا
فیروزہ رنجیدہ ہوکر صحبت سے اُٹھ آیا فیروزہ تو آکر خدمتگزاری مین بادشاہ کی
معروف ہوا بعد جانے فیروزہ کے شعلہ خیز نے کہا کہ ای مغرور اگر قدرت کو خبر
ہوئی تو سنگ سیاہ کر دینگے جائے انسانیت مین نہ رہوگی اگر انکا دل چاہے جادو
بنا دین جہنم دکھا دین تو کیسی مشکل ہو مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز مجکو بھی یہی خوف
آتا ہی یہ لوگ دشمن خداوند ہین اپنی سرکشی کے پابند ہین یہ سُنکر شعلہ خیز نے کہا
کہ ای ملکہ مغرور یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا مین صمصام جنگ آزما فروکش
ہی اگر تم کہو تو مین جاکر خبر کرون کہ آکر بادشاہ کو قتل کرے عیار صاحب مجبور و
ناچار ہونگے تب قدمون پر گرینگے مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز مین بھی یہی ڈرتی ہون
کہ شاید قدرت مجھکو جہنم مین داخل کرین ایسے عشق کو آگ لگے کہ قدرت کو برا کہنا
ہمارے بزرگون نے جو یہ مذہب اختیار کیا کچھ تو بہتر سمجھ لیا ورنہ یونہی دوسرے کو چھوڑتے

اور مذہب ہفت پیکر کو اختیار کرتے یہی بہتر ہی کہ بادشاہ اسلام قتل ہون اور یہ عیار
عاجز ہوکر قدمبوسی کرے ورنہ اور کوئی صورت ملنے کی نہین پائی جاتی مگر اسے
شعلہ خیز اتنا خیال رکھنا کہ وہ آکر عیار پر دست انداز نہ ہو شعلہ خیز نے کہا کہ کیا
مجال وہ عیار پر دست انداز ہو مین خود کھڑی بچا لونگی اگر آپ کے والد طرفداری
کرینگے تو صمصام کے ہاتھ سے مارے جائینگے صمصام وہ پہلوان ہی کہ اس
اقلیم مین کوئی اُسکا مثل نہین یہ آپس مین صلح کرکے شعلہ خیز کو آمادہ کیا شعلہ خیز
مردانے کپڑے پہن کر طرف لشکر صمصام کے چلی یہان ایک دن بادشاہ جو اُٹھکر
بیٹھے تو کچھ مذہب کا ذکر نکلا بادشاہ نے فرمایا کہ ای سہیل نظر انصاف سے دیکھو
کہ ہفت پیکر ساحر ہی علم شعبدہ سے بخوبی ماہر ہی طلسم ظاہر سے بھاگ کے طلسم
باطن مین آیا سہیل نے کہا کہ حضور یہان کا بادشاہ جو ہی اُسکے دماغ مین غرور بھرا ہی
قصر عجائب مین ہفت پیکر کو اُتارا ہی اور وعدہ کیا ہی کہ مین طلسم کشا سے لوح
چھین لونگا سب ساتھ والون کو گرفتار کرونگا ہرچند کہ صاحبقران پر سحر تاثیر
نہین کرتا کہ صاحب اسم اعظم ہین مگر ایسی تدبیر کرون کہ مبہوت ہو جائین اسم اعظم
پڑھنا موقوف کرین ملاحظہ عجائب و غرائب مین مصروف رہین ایسی ہی تدبیر واسطے
طلسم کشا کے کرونگا بادشاہ تو فصیحان عرب سے ہین ایسی دلیلین باطل ہونے
مذہب ہفت پیکر کی فرمائین کہ سہیل نے قدمون کو بوسہ دیا کہا غلام ہفت پیکر
پر لعنت کرتا ہی دین خدائے حقیقی قبول کیا بخوبی جان گیا آپ کے فرمانے سے
پیدا کرنے والے کو پہچان گیا یہ تو آپ نے ٹھیک فرمایا کہ ہفت پیکر مرد ساحر
زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی سہیل زمیندار صدق دل سے
مسلمان ہوا اپنے گانون کے لوگون کو بھی بلا کر مسلمان کیا روز دس پانچ کو بلاتا اور
بادشاہ کی دلیلین سنواتا ہی وہ لوگ بصدق مسلمان ہوتے ہین دس ہزار آدمی
اُس قریے مین رہتے تھے پانچ ہزار جو صاحبان منصب و جاگیر تھے اُن سبکو سہیل
نے مسلمان کیا وہ رئیس روز خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوا کرتے ہین گھبرا کر

عرض کرتے ہیں کہ کیوں حضور ہم لوگ کیونکر ہمراہ رکاب رہیں بادشاہ فرماتے تھے
کو انشاء اللہ میں صحت پاکر چلونگا تم سب کو اپنے ساتھ لونگا اہالی قریہ اس وعدے
پر بہت خوش وخرم ہیں لیکن شعلہ خیز پھرتی پھراتی لشکر میں صمصام جنگ آزما
کے پہونچی صمصام کنارے پر اپنے لشکر کے بیٹھا ہوا چوسر کھیل رہا تھا کہ
دیکھا طرف سے صحرا کے ایک جوان امرد لوگوں سے پوچھتا ہوا آتا ہے کہ پہلوان
دوران وگرشاسپ جہان یعنے صمصام جنگ آزما کہاں تشریف رکھتے ہیں
لوگوں نے کہا کہ وہ سامنے تشریف رکھتے ہیں شعلہ خیز سلام کرکے سامنے آئی
کہا میں کچھ عرض کرونگی صمصام نے پہلو میں جگہ دی سر جھکاکر پوچھا کیا بیان
کریگی شعلہ خیز نے کان میں صمصام کے کہا کہ آپکے دشمن ہفت پیکر پرستوں
کے رہزن بادشاہ اسلام شاہزادہ سعد بن قباد ہمارے قریے
میں فروکش ہیں آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے عیار اُنکو لے بھاگا تھا
سہیل زمیندار نے اپنے مکان میں جگہ دی علاج کیا اب صحت پائی ہے
ضعف قریہ مسلمان ہوچکا مگر بیٹی اُسکی بڑی پختہ ہفت پیکر پرست ہے
چاہتی ہی کہ بادشاہ قتل ہوں مگر عیار کو اُسنے امان دینا کہ وہ ملکہ کی اطاعت کرے
خدمت میں مغرور کی بخدمتگذاری حاضر رہے صمصام نے کہا کہ یہ کیا باعث
شعلہ خیز نے کہا کہ مغرور عیار پر عاشق ہی چاہتی ہی کہ میری خدمت کرے جب
اُسکا بادشاہ مارا جائیگا تو ناچار ہوکر حاضر رہیگا اپنی زندگی کو غنیمت جانیگا
صمصام نے کہا کہ کل میں صبح کو آکر قریے کو گھیر لونگا میرے ساتھ دولاکھ فوج
ہو سارے قریے بھر کو قتل کرڈالونگا عیار کو گرفتار کر دونگا مشکیں باندھکر
خدمت میں اُس خیر خواہ دولت کی حاضر کر دونگا شعلہ خیز نے بخوبی وعدہ لیا
صمصام نے پختہ طور پر کہا کہ کل صبح قریہ گھرا ہوا ہوگا تم اپنے قصر سے دیکھ لینا
لیکن اپنے قصر کا نشان بتادو کہ اُس طرف ہمارا ملازم نہ جائے ایسا نہ ہو کہ
تمھارا مکان لٹ جائے شعلہ خیز نے نشان بتایا کہ بائیں پر قریے کے ایک

باغ ہی اُس باغ مین ملکہ رہتی ہین اُس باغ کو سجانا اُس طرف تمھارا کوئی ملازم نجائے
کہ ساکن باغ آرام پائے ملکہ ہم بھی اپنے باغ سے کنیزون کو ساتھ لیکر تیر اندازی کرینگے
چند اہل قریہ کو مار لین گے صمصام بہت خوش ہوا کہا کہ ای شعلہ خیز ملکہ مغرور کو
اُس قریے کی حکومت دین گے تمکو منتظم کردین گے اور چند قریے بھی اُس
قریے کے خراجگزار ہین گے بڑے بڑے راجاؤن کو مغرور کے ماتحت کردونگا
اگر وہ قبول کرین تو خاتون محل اپنا قرار دون شعلہ خیز نے کہا کہ ایسی باتین وہان
آکے کرنا اگر یہ بات دل مین ہی تو عیار کو بھی ایک نیزہ مار دینا ہم کہدین گے کہ مغلوب
مین مارا گیا ملکہ خاموش ہو رہین گی بعد اُسکے مرنے کے تمکو قبول کرینگی اب شعلہ خیز
صمصام سے رخصت ہوئی آکے مغرور سے سب حال کہا مغرور بہت خوش
ہوئی کہا کہ ای شعلہ خیز بڑا کام کیا ہفت پیکر پرستون مین نام کیا یہان شب کو
بادشاہ براے فرحت قصر پر آکے بیٹھے چونکہ زخم وغیرہ صحیح ہو چلے ہین چند
باقی ہین بادشاہ نے فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ کچھ گاؤ فیروزہ نے جو اپنے
مالک کا دماغ تر پایا یہ غزل شروع کی - نظم

اتنا ہو وے بلبل ناشاد کی طرف — گلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف
برسون سے قد یار کا مضمون نہین بندھا — مدت ہوئی گئے نہین شمشاد کی طرف
چلنے مین کی جو شوق شہادت نے رہبری — گردن جھکائی کوچہ جلاد کی طرف
ای جذب دل بغل مین سمجھتا ہون یار کو — جاتا ہی دھیان جب تری امداد کی طرف
لایا ہی عشق حسن کا تیرے کشان کشان — آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف
نکلا ہی تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ — آوازے ہین اسیرون کے آزاد کی طرف
سمجھے نہ معصیت کوئی اپنا تو ہے عشق — مد نظر ہے حسن خداداد کی طرف
گردون سے چاہتے ہین یہی ہم گناہ گار — منھ سوے قبلہ آنکھین ہون جلاد کی طرف
طاقت ہی کسکی دیکھے جو رغبت کی آنکھ سے — اُس فتنہ و فساد کے بنیاد کی طرف
عاشق ہین محو حسن جو چاہو ستم کرو — کسکا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف

بیت الحزن میں ہیرے وہ یوسف کم گر
شادی کو بھی گذر ہو غم آباد کی طرف

جوش جنون ہے موسم گل کا ہی زور شور
سودائی کھنچے جاتے ہیں حداد کی طرف

دھوکا دیا ہی دام نے کس گل کی زلف کا
بلبل اشارے کرتی ہے صیاد کی طرف

شیرین بھی چاہتی تو اُسے پیرزن تو کیا
خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف

آتش یہ وہ زمین ہو کہ جسمیں شفیق مین
سودا ہوا ہو پیر سے اُستاد کی طرف

دماغ بادشاہ کا تر ہو شب بھر فیروزہ کا گانا سُنا اب وہ وقت آیا ہو کہ نے نواز زرین پوش جنگ زرین ہاتھ مین لیکر عیش گاہ آسمان چارم پر آیا سہیل بھی خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہو یکایک گانوں مین بلوہ ہوا وا ہائی و فریاد کی صدا ہر طرف سے آنے لگی بادشاہ نے سر اُٹھا کے فرمایا کہ ای فیروزہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا ہنگامہ ہی فیروزہ صحبت سے اُٹھا دوڑا ہوا گیا گھبرایا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار صمصام جنگ آزما کو کسی نے خبر دی وہ گانوں مین آگیا رعایا کو قتل کر رہا ہو سہیل زمیندار گھبرا کے اُٹھا پاسیون کو اشارہ کیا کہ وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے ہین اُنکو خبر کرو اور سب سے کہو کہ وقت جانبازی ہو صمصام بد انجام براے گرفتاری شاہ آیا ہی ہم اپنی جان دین گے پاسیون نے دوڑ کے آوازین دین کہ ای اہل اسلام اپنے اپنے مکانون سے نکلو بادشاہ اسلام پر وقت پڑا ہی صمصام جنگ آزما فوج کو لیکر قریہ مین گھس آیا ہے بے گناہون کو قتل کر رہا ہے بادشاہ اور سہیل سوار ہوگئے ہین جسکے کان مین یہ آواز پہونچی تلوار لیے ہوئے مکان سے نکلا یہان بادشاہ سوار ہوے سہیل زمیندار ساتھ ہے نکلتے ہی جس سے سامنا ہوا اُسکو واصل جہنم کیا کئی افسر بادشاہ کے ہاتھ سے مارے گئے کہ ایک طرف سے بلوہ ہوا پانچ ہزار جوان نیزے تلوارین ہاتھ مین لیے ہوئے نمایان ہوئے بادشاہ کے ساتھ لڑنے لگے بادشاہ نے جو پانچ ہزار جوان آمادہ حرب و پیکار دیکھے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ بادشاہ جمجاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاوس و جم
ہزبر دمان قاتل کافران

اُگلی نخل بستان صاحبقران + سہیل زمیندار بھی ساتھ بادشاہ جمجاہ کے بجانبازی
لڑ رہا ہی جس نے سامنا کیا اسکو نیزہ مار دیا یا تلوار کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان
سہیل نے بھی مارے یہ خبر برکاروں نے صمصام کو بھی پہونچائی کہ بادشاہ
پانچ ہزار جوانوں سے جنگ کر رہے ہین صمصام گینڈا اشکر اسی طرف چلا بادشاہ
جنگ ستمانہ کرتے ہوئے آتے ہین کہ نعرہ صمصام کی آواز کان مین آئی بادشاہ
نے للکارا کہ او نامرد ازلی ان غریبون نے کیا لیا تھا کہ جنکو تو نے قتل کیا تو اگر بیرون
قریہ آکر اُترتا ہرچند کہ فوج تیرے ساتھ بہت تھی مگر مین تنہا تیرے مقابلے مین
آتا جو کچھ گذرتی وہ ظاہر ہوتا صمصام نے ساتھ والون کو منع کیا کہ غربا کو قتل نکرو
فوج والے جم کر کھڑے ہوئے صمصام و بادشاہ سے مقابلہ ہوا صمصام نے
نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے بادشاہ نے نیزہ صمصام کا گانٹھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے صمصام
کے نکل گیا صمصام نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ ای بادشاہ تمنے بڑا غضب کیا کہ نیزہ
میرے ہاتھ سے نکالا کُل فوج نے میری دیکھا ہمیشہ سب پر غالب رہا مینے
اپنی عملداری مین کسی پہلوان کو رہنے نہین دیا اور جو رہا اُسکو اپنا شاگرد کیا یہ کہہ کے
بعد کبر و غرور تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی چاہا کہ تلوار مار کر پلٹون بادشاہ نے الجھاوے سے
ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تیغہ لمقام کا مار دیا صمصام نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری اس سپر کے ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود
کو کاٹا سراسر کلہ اور جبڑے کو کاٹا تا بہ جگرگاہ پہونچی لاشہ جو صمصام جنگ آزما
کا گینڈے سے گرا گینڈا تو ایک جانب بھاگا فوج والون نے جو افسر کو مردہ دیکھا
لینا لینا کہکر بادشاہ پر آپڑے بادشاہ اُن ہی پانچ ہزار جوانون سے دو لاکھ پہ
جا پڑے گنوارون کا بلوہ ہی لٹھ چل رہا ہی جسپر لٹھ مارا تلوار اُسکی ٹوٹی سر پھٹ
گھوڑے سے گرا اس طرح ہمراہیان صمصام پامال ہونے لگے مثل مشہور ہے

کہ لشکر بے امیر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر کس کام کا چاہتے ہین بادشاہ کو گرفتار کرلین بادشاہ ننگا نہ لڑرہے ہین جو قریب آیا مارا گیا قلب فوج مین آکر لڑرہے ہین ہزارہا افسرون کو تاک تاک کر مارا جب افسر مارے گئے پانچ ہزار گنوارون نے دس بارہ ہزار جوان مار کر ڈال دیے لاشے زمین پر تڑپ رہے تھین دریاے خون جاری ہو آخر کار چند افسر رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی کہ اے شہریار ہم جنگ سے عاجز ہوے امیدوار ہین کہ دامن مین پناہ دیجیے آپ کے زیر سایۂ دامن دولت ہم لوگ بھی بسر کرین بادشاہ نے تلوار روکی ساتھ والون کو منع کیا لاکھ سوار و پیدل بصدق دائرۂ اسلام مین آئے سہیل کسقدر خوش ہو کہ پھولون نہین سماتا بادشاہ نے فرمایا کہ صمصام کے بیشے مین نامہ پہونچے کہ خراج ہمارے پاس آئے اور جو خراج دینا نہ منظور کرے وہ آمادۂ حرب و پیکار رہے بادشاہ نامہ لکھ رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مقنا طیس دنو بہار و شکیبا و گلگونہ و جمشید یہ سحر طراز و نیرنگ جادو و شمس فلک ہفت پیکر چونکہ بادشاہ کا زخمی ہونا سنا تھا تلاش کرتے ہوے آکر پہونچے بادشاہ کو خسرو جہانبانی پر پایا سب نے قدمبوسی کی بیشۂ صمصام مین ناکام پہلوان کہ صمصام کی طرف سے حاکم تھا وہ حال سنتے ہی کانپ گیا خراج خدمت مین بادشاہ کی بھیجا جواب لکھا کہ مین تابعدار ہون چند دن قدمبوسی بصدق مسلمان ہوا بادشاہ نے کل سرحد کا حاکم سہیل زمیندار کو کیا فرمایا کہ ہمنے تمکو بادشاہ بنایا سہیل نے عرض کی کہ مین حضور کے ساتھ رہونگا میری یہی سلطنت ہو کہ زیارت سے ہمیشہ مشرف رہون بادشاہ نے اسکے بھائی کو حاکم کیا سلطنت بنام سہیل زمیندار قائم رہی ایک ہفتے مین بادشاہ جمجاہ نے اس اقلیم کی تسخیر کی جابجا حاکم مقرر کیے خراج و باج مقرر کرکے شمس سے کہا کہ اے برادر اب ہم چاہتے ہین کہ اپنے کو مقابلۂ ہفت پیکر مین پہونچا مین شمس نے عرض کی کہ غلام کو بھی یہی خواہش ہو کہ حضور کے ساتھ کد و کاوش کرے مگر تا بہ ہفت پیکر پہونچنا بہت دشوار ہو

وہ سامان لشکرکشی قصر عجائب مین کر رہا ہو کیا عجب ہو کہ طلسم کشا پر لشکرکشی کرے یہ
شوکت وجلالت طلسم کشا کی ہو کہ مقابلے مین ہفت پیکر کے جائین اور اُس سے
مقابلہ کرین حضور یہان سے کوچ کرین شاید آپ ہی کے مقابلے مین ہفت پیکر
آئے مگر یہ غلام بجولی بزور علم کہانت دریافت کر چکا ہو کہ ہفت پیکر کا مقابلہ
طلسم کشا ہی سے پڑیگا وقت پر کہکے رہیگا آیندہ جو مناسب ہو بادشاہ نے
ایک لاکھ پانچ ہزار کا لشکر و ساحران مذکور کو اپنے ساتھ لیکر طرف ہفت پیکر کے
کوچ کیا اس جلد کو حقیر اسی مقام پر تمام کرتا ہو آیندہ جلد سوم مین تحریر کرونگا
بادشاہ کوچ کرکے قریۂ سہیل سے چلتے ہین دیکھیے کہان پہونچین

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین تخلص سہیل فرزند دلبند مصنف کتاب ہذا

بعد حمد کبریا اور نعت اشرف انبیا و منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار یہ حقیر سراپا
تقصیر کج مج زبان زلہ ربائے خوان نعمت شاعران خدمت ناظرین والا تمکین
مین عرض رسا ہو کہ جناب قبلہ وکعبہ نے اس جلد دوم کو عجائب وغرائب سے
بھر دیا ہو وہ وہ داستانین لکھین کہ ناظرین والا تمکین پڑھکر نہایت خوش
ہونگے اور تیسری جلد مین جو کچھ قبلہ وکعبہ نے تجویز کیا ہو عرض نہین کرسکتا مقابلہ
ہفت پیکر اس عجائب وغرائب سے ہو کہ ناظرین عجائب وغرائب ہوشربا
کو فراموش کرین ماشاء اللہ کیا جودت طبع ہو کہ بعد طلسم ہوش ربا قلم اٹھا لیا
فتنۂ نور افشان تین جلدون مین ایسا لکھا کہ ناظرین پر واضح ہوا ہوگا عیاریان
بے نظیر لڑائیان باتوقیر اُسکے بعد اس کتاب کو جلد اول سے مسلسل فرمایا ہے
جو داستان لکھی نایاب زمانہ بے سُنا ہوا فسانۂ عشق نئے طور کے مقابلے جرأت
وجلالت سے بھرے ہوے میری زبان نہین کہ مین اس کتاب کے اوصاف لکھون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خالق یکتا مالک بے ہمتا بندہ نواز کارساز خاک کے پتلے کو یہ اختیار و یار کیا یک
نعمتین بائین کیا کیا دعوی کرتا ہی صرف موت سے ناچار ہوا ہر شی کو اپنا مطیع کیا
مرتبہ اپنا رفیع سمجھا کارسازی اُس خالق کی طریقہ دنیا سے ظاہر ہی ہر ایک اہل معرفت
بخوبی ماہر ہی کہ اس خالق نے خاک کے پتلے کو کیا کیا نعمتین مرحمت فرمائین سبحان اللہ
کوئی شاعر ہی علم عروض وقافیہ سے بخوبی ماہر ہی کیا کیا شعر کہتا ہی اپنے کمال مین خود
مغرور و متکبر رہتا ہی بقول شاعر خوش فکر

نظم

هرچه خواهی وهرکرا خواهی
جان کہ او را بماند اندکس
تو توانیش باز کردن خاک
گل برآری ز گل بجلوہ گری
ہم بہاری وہم بہارآئی

گر بجان زندگیست حیوان را
رایگانش دہی بمرد و کس
خاک را آدمی توانی کرد
ہم برآری وہم فرو دبری
گوہر اندر صدف بہ بند کنی

تو توانی کہ بخشی از شاہی
زندگانی تو میدہی جان را
تو نگاری ز خاک صورت پاک
آدمی نیز خاک دانی کرد
سبزہ آری ز خاک صحرائی
پس برآری وار جمند کنی

نعت جناب اشرف انبیا صاحب قاب قوسین او ادنے حبیب

رب العزت یعنی جناب ختمی مرتبت

سبحان اللہ زہے مراتب و جاہ و سخے عطیہ رب ذیجاہ کہ ایسا پیغمبر ہمکو عطا فرمایا جسنے اپنا علم ہدایت بلند کیا ملل و ادیان سابقہ باطل کیے کیا کیا شرف بعنایت رب اکبر حاصل کیئے ایسا حبیب رب العزت کہ جسکو پروردگار نے اپنا معشوق گردانا ایک صاحب معرفت کیا خوب کہتا ہی اُس صاحب معرفت کی خدمت مین ایک شخص حاضر ہوا صاحب معرفت کی چندے خدمت کی ایک دن خدمت گزار نے صاحب معرفت سے کہا میرے واسطے خدا سے دعا کیجئے صاحب معرفت نے ہنس کر کہا کہ خدا سے بوسیلہ حبیب خدا دعا کرنا چاہئے اشرف انبیا کا مگر یہ خدا کے قبضہ ہی نواسہ عاشق پروردگار نانا معشوق کردگار نواسے نے مرتبہ عشق کو تمام کیا معشوق پہ مرتبہ شفاعت کا اختتام ہوا **نظم**

ذات او خلق را کلید نجات	ہم حیات جہان ہم آب حیات	اوست جانی کہ قالبش یقین
جان روح امد ست روح امین	ختم پیغمبران و یار خداے	گمرہان را بصدق راہنماے
ہدایت دلیل بیدینان	بشفاعت پناہ مسکینان	درجہان گیری از زبر تا زیر
ہم زبانش درشت ہم شمشیر	بر سر یہ فلاک بحجت سیر	لاے لولاک دورباش ہریر

منقبت حیدر کرار وصی بلافصل احمد مختار

لیسے نبی کو خدا نے کیسا وصی مطلق عطا فرمایا صاحب جود و سخا جری و بہادر و یکتا دست زبردست کبریا شوہر صدیقہ کبرا والد سبطین برادر رسول الثقلین قاتل عمرو و عنتر شیر بیشہ داور جناب حیدر صفدر کہ جنکا مرتبہ مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہی خارستان دنیا اُنکے فیض قدوم سے رشک گلستان ہو گیا بیر العلمین کو دو پہرے تین دن برابر جنون سے لڑے یوسف اشرف انبیا تیسرے دن چاہ سے پانی لیکر نکلے بقول شاعر **نظم**

بعد احمد شرع کی مسند ہی جاے مرتضیٰ	انتہاے مصطفیٰ ہی ابتداے مرتضیٰ
مسند شاہی سے بہتر بوریاے مرتضیٰ	بادشاہ ہفت کشور ہی گداے مرتضیٰ
گلشن ایجاد ہی دار القضاے مرتضیٰ	بل نہین سکتا ہی تا بے رضاے مرتضیٰ

نور ایمان سے منور دونون آنکھین ہین مری ایک جا ہے مصطفےٰ ہی ایک جا ہے مرتضےٰ
راہ حق مین اول منزل پڑا حضرت کا پانون بطن مادر سے خدا کے گھر مین آئے مرتضےٰ
بسم اللہ کیون عنوان ہر مصحف نہ ہو ہے یہ محراب درِ دولت سرائے مرتضےٰ
روشنی آنکھون مین قوت بازوؤن مین سر مین عقل تن مین جان دل مین سودائے ولائے مرتضےٰ
کشتی سائل ہی لبریز گوہر مثل صدف جس جگہ ہی موج زن بحر سخائے مرتضےٰ
ہو اگر تکلیف کی صورت نہ گھبرا ای اسیر دیکھتا ہی دیدۂ مین عطائے مرتضےٰ

ان بزرگون کی صفت وثنا کرنا حد سے اپنی گذرنا ہی ایک روایت حقیر کو یاد آئی جبکہ جناب اشرف انبیا بطلب رب درساعت معراج تشریف لے چلے اور آسمان اول پر بعد کو پہونچے **نظم قمر**

اس طرح اب زبانِ قلم ہی گہر فشان معراج کو گئے جو شہنشاہِ دو جہان
پُر بار دیکھے اونٹ کئی اک سمت مین روان فرمایا جبرئیل سے مجھ پر کرو عیان
معلوم حال کیجئے یہ دل مین امید ہی یہ کس طرف کو جاتے ہین کیا انمین بھید ہی

جبرئیل نے رسول جلیل سے عرض کیا کہ یا حضرت مین نہین جانتا کہ ان اونٹون پہ کیا بار ہی جو جانتا ہون وہ ظاہر کیے دیتا ہون **فرد** جب سے خدا کے حکم سے پیدا ہوا ہون مین اونٹون کی یہ قطار یونہین دیکھتا ہون مین + جبرئیل کو حکم رب العزت ہوا کہ ای جبرئیل ایک اونٹ کو قطار سے الگ کر کے اسکو کھولو جو ایک مین ہی وہی سب مین بھرا ہوا ہی حال کھل جائیگا دل تردد منزل تسکین پائیگا جبرئیل نے ایک شتر قطار سے الگ کیا بار کھولکر پیغمبر کو ملاحظہ کرایا دیکھا کتابین بھری ہوئی ہین اُن کتابون کو جو کھولا ملاحظہ فرمایا **نظم قمر** احوال علم وفضل شہ قلعہ گیر ہی + بالکل ثنا و مدح جناب امیر ہی + حکم ہوا کہ ای حبیب میرے تا روز قیامت یہ قطار یونہی جاری رہیگی فضائل جناب حیدر کرار کون تحریر کر سکتا ہی مرتبہ علی کا اعلیٰ ہی پروردگار عالم خود اُنکی مدح کرتا ہی حدیث شریف ہی کہ ذکر علی ابن ابیطالب عبادت ہی بہر نوع عنان سمند قلم پھیرتا ہون اور اصل مطلب کی طرف رجوع ہوتا ہون

دو کلمہ داستان حیرت بیان شروع جلد سوم اول آنکہ جہانگیر والاتدبیر کہ جلد اول مین ذکر کیا تھا کہ شاہزادہ سفاک تیرہ درون کو مار کر مع ماہ رخسار ساحرہ سفر مین ہین ہامان صحرانورد پہلوان اٹھالیا بارگاہ جہانگیر کا لیکر چلا ہے باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عیش
ترے نام سے مین تو بدنام ہون
کہ ہو جائے عبرت یہ دنیا کے دون
کہ ہو دور آخر یہ رنج و ملال
کبھی برق لامع کی چمک ہوئی
کہ آئینہ سان صاف حیران کیا
قسم مجھکو مجنون دل ریش کی
تو لیلی کہاں کس طرف سودا ہو
نہ لیلی کو پایا تو پھر تم کب
وہ عارض جو تھے گل ہو گئے زرد
نہ محروم ہون بلکہ سو وصال مین
تو حیران تھے سب کہ یہ کیسے ہو
چمن مین بھی آرام پایا نہین
اڑا دامان حیرت سے رنگ چمن
اُسے رنج فرقت سے سودا ہوا
نکلے ایک دن زندگی مین نصیب
لکھون داستان جلالت نشان

کہ دل مین ہمارے جگہ پائے عیش
بس اے ساقی مہوش مہ لقا
ترے دور مین آہ محروم ہون
کہ اٹھا ہے ابر سیہ جا بجا
نہ ہے چشم بینا نہ عینک بھلی
تری زلف پیچان کی مجھکو قسم
کہ لیلی کو کیا کیا نہ کاہش ہوئی
ادھر قیس مجنون وحشت خراب
شہ عیش محزون و پُر غم گیا
مرے ساقی مہربان جلد آ
کہ باغ جہان مین نیا پھول ہون
کھلا ہان اک عاشق زار ہے
فلک رنگ وصلت دکھاتا نہین
یہی وقت ہے آکے کر دلبری
مجھے خواہش وصل ہے برملا
ترے وصل کی آرزو دل مین ہے
کہ ہوتا ہے پھر طبع کا امتحان

ترا دور ہے اور مین ناکام ہون
پلا جام صہبائے لطف و عطا
پلا آج جام شراب وصال
دکھاتی ہے کیا لطف کالی گھٹا
ترے ہجر نے مجھکو بیجان کیا
ترے روئے تابان کی مجھکو قسم
نہ پایا مگر نجد مین جب پتا
گیا در پہ لیلی کے روتا شتاب
ہوا نجد مین جا کے صحرانورد
مجھے جام وصل صنم پھر پلا
کیا بلبلون نے جتا کر جتاؤ
کہ وہ زیست سے اپنی بیزار ہے
ہوئین بلبلین دیکھ کر نعرہ زن
کہ ہے قیس مجنون سے بھی ہمسری
یہی آرزو ہے کہ میرے حبیب
یہ لیلی جو شہ سے محمل مین ہے
چہرہ قتلمان قلعۂ شوکت

ولیاقت و نیرنگ سازان میدان شجاعت اس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر کرتے ہین
شعر مصنف فصاحت شعاران فرخندہ پے + نگارندہ مضمون مینا و مے + جلد اول مین تحریر
کیا تھا کہ شاہزادہ جہانگیر سے ماہ رخسار ساحرہ عادم سفر ہین ہامان صحرا النورد پہلوان نام آ
بارگاہ جہانگیر کا لیکر چلا ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا ماہ رخسار ابر سے اُتری
بارگاہ جہانگیر استادہ ہو رہی ہی ماہ رخسار گلچینی گلشن جمال جہانگیر مین معروف
ہی چانک بارگاہ استادہ کر رہا ہی کہ ایک جھونکا ہوائے گرم کا چلا کہ اہل لشکر کے منھ
جھلک گئے فریاد و الامان کی صدا بلند ہوئی ماہ رخسار نے جو دیکھا کہ ہوا گرم چل رہی ہی
ایک ہار بیلے کا گلے سے اُتار اسپر اسم سحر پڑھ کر پھینکا وہ ہار جا کر آسمان پر ٹوٹا برابر پھول
برسنے لگے غنچے چٹکے درختون مین پھول ظاہر ہوئے پتے سبز شاخین پُر نم خنجر برہنہ معلوم
ہوتی ہین عندلیبان خوشنوا اپنے پہلوئے گل مین بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گاتی

نظم

دو ٹکڑے کر چکے کہیں تیغ دو سری چوٹ	سر کو جھکا کے چل چکی قاتل کمر کی چوٹ
آزار عشق سے یہ ہوا ہون مین ناتوان	پتھر کی چوٹ ہی مجھے گل برگ تر کی چوٹ
درد اسکو ہو گا سنکے مری آہ دردناک	جس دل نے کھائی ہو وےگی ترچھی نظر کی چوٹ
مشتاق درد عشق جگر بھی ہی دل بھی ہی	کھاؤن کدھر کی چوٹ بچاؤن کدھر کی چوٹ
ای آسمان دکھائین گے آیا جو بام پر	پیدا کیا ہی جسنے بھی شمس و قمر کی چوٹ
بدبین کو اپنی بزم مین کافر جگہ نہ دے	پتھر کو کاٹتی ہی یہ کافر نظر کی چوٹ
ہوتا ہی آہ سرد سے یون اپنے دلمین درد	پڑوا ہوا مین دکھتی ہی جیسے بشر کی چوٹ
مفلس کا کام یان نہین دولت کا کھیل ہی	دنیا قمار خانہ ہی چلتی ہی زر کی چوٹ
بدتر نہین ہی غم غم فرزند سے کوئی	دل کو نصیب ہو نہ الٰہی جگر کی چوٹ
صدمہ فراق کا نہ ہو مشتاق وصل کو	اسکے حوض لگے اسے تیغ و تبر کی چوٹ
سودائے عشق ہو نہ تمھارے دماغ مین	آتش بجھا ہی دیتی ہی انسان کو سر کی چوٹ

صحرا سارا جو خشک پڑا تھا سحر ماہ رخسار کے سرسبز و شاداب ہوا ہر پھول
بیتاب ہوا یکایک اسی جوش بہار مین بھونرون نے آنکھین نکالین غنچے چٹکنے لگے جوانان

جس اکڑے شاخون نے رعنائی دکھائی نرگس شہلا کی نگاہ سے جو نگاہ ماہ رخسار کی ملی
بیقرار ہو کر طرف نرگس شہلا کے دوڑی آکر درخت سے لپٹ گئی عارض اپنا پھول پر
ملنے لگی ماہ رخسار کے ساتھ جو کنیزین ہین ان سب نے آکر گھبرا کہتی تھین کہ واری یہ کیا
حرکت خلاف ہے ماہ رخسار کہتی تھی کہ میرے پاس سے ہٹو مجھے نرگس شہلا سے
آنکھین ملانے دو یہ کہتے ہی تھرائی غش کھا کے گری بیہوش ہوگئی کنیزین ماہ رخسار
کو گھیرے ہین اور چاہتی ہین کہ ہوشیار کرین ماہ رخسار ہوشیار نہین ہوتی جب
ماہ رخسار کا یہ حال ہوا اب لشکر والے بھی گر گر بیہوش ہونے لگے جہانگیر ایک
جانب دوڑے چابک پکارتا ہوا آتا ہے کہ اے شہریار خیر تو ہے آپ کہان جاتے ہین
جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا دوڑ کر اُس صحرا سے نکل گئے چابک نے دور سے دیکھا
وسط جنگل مین ایک باغ بنا ہے اُسکے دروازے پر کئی سو کنیزین جوان جوان گلع ذار
ماہ رخسار آپس مین چہلین کر رہی ہین چابک ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھنے لگا
جہانگیر کی آنکھین ابلی ہوئین چہرہ سرخ کف منہ سے جاری تیغے کے قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا
سپر پشت پر کمان کیانی دوش پر کنیزون کے سامنے اس حال سے پہونچے اُن سب کی
نگاہ جمال بمثال پر پڑی اشارون سے بلانے لگین ایک کنیز نہایت شوخ و شنگ ہے اُسنے
کہا کہ ہمارے سحر کی ملکہ کو خبر کرو کہ ہمارے سحر کو ملاحظہ فرمایئے ایک خواص اندر باغ کے
گئی واضح ہو کہ ملکہ رنگین قمر طلعت اس حوالی کی حاکم ہے کنیزین اُسکی دروازے پہ
باغ کے حاضر تھین کنیزون نے جو لشکر کا ہنگامہ دیکھا جوانی کے جوش مین سحر کیا کہ
ماہ رخسار وغیرہ کا یہ حال ہوا پھر کنیزون نے پکار کر آواز دی مالک جو اس
لشکر کا ہے وہ ہمارے سامنے آئے اب جہانگیر واللہ بیر جو سامنے پہونچے ایک ایک نے
پسند کیا مگر وہ جو دوڑی ہوئی گئی تھی اُسنے جا کر ملکہ رنگین سے اطلاع کی کہ اے ملکہ عالم
ہم دروازے پہ باغ کے کھڑے تھے ایک لشکر آکر اُترا آپ کی لونڈیون نے سحر کیا جو لگا ہوا
گرم کا چلا اس لشکر مین کوئی ساحرہ تھی اُسنے ہمارے سحر کو مٹایا ہمکو عجائب و غرائب
دکھایا آپ کی کنیزون نے رنگ مین اسی سحر کے اپنا رنگ جمایا افسر اس لشکر کا بیقرار ہو

بہوت قریب باغ ٹہل رہا ہی اگر حکم دیجیے اُسے باغ مین بلائین رنگین نے ہنس کر کہا
کہ او شغلو کسی کو ستانے سے کیا فائدہ آخر وہ شخص کون ہی کنیزون نے کہا کہ اب تو
لونڈیون نے یہ شعبدہ کیا رنگین اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلتی ہوئی طرف دروازہ
باغ کے چلی در باغ کے پٹ پر ہاتھ رکھ کے کھڑی ہوئی جہانگیر درختون کی آڑ سے
تمنتے ہوے سامنے آئے جمال جہان آرا ے جہانگیر پر جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک شیر بیشہ
جرأت و یکہ تاز میدان جلالت ہی چہرۂ آفتاب عالمتاب یہ تو ناظرین پر واضح ہی کہ حال
ولادت باسعادت اس شیر کا یون ظاہر کر چکا ہون کہ ریحانہ پری دختر فغفور چینی
کہ مالک طلسم گلشن سلیمانی تھی بموجب تحریر دفتر طہران لقا بھاگ کر کوہ قاف مین پہونچا
وہان عجائب و غرائب زیادہ تھے نیرم سوسن پرست وہان کا حاکم نہایت جری و
بہادر تھا جب عادی اتالہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر پہونچے نیرم نے قلعے سے نکل کے
عادی کو زخمی کیا بارگاہ کو چھین لیا صاحبقران عالیشان یہ خبر سنکر آئے ہاتھ سے
نیرم کے زخمی ہوے زخمداری مین گھوڑا نکال لے گیا ایک بیشے مین لیجا کر مرکب نے
صاحبقران کو پشت سے اپنی گرایا قضائے کار ریحانہ پری واسطے شکار کے اُس
صحرا مین آئین صاحبقران زمان کو عاشق ہو کر اُٹھا لے گئین فغفور چینی کی مدد
سے صاحبقران نے اُس طلسم کو فتح کیا اُسی ریحانہ پری کے بطن سے شاہزادہ
جہانگیر پیدا ہوتے ہین اور بطن سے وزیرزادی کے کہ گلرنگ پری اُنکا نام ہی
اُنکے بطن سے چابک پیدا ہوا چابک چھپا ہوا دیکھ رہا ہی جمال جہانگیر کا کیا کہنا
بطن پریزاد و صلب صاحبقران زمان رنگین قمر طلعت کی جو نگاہ جمال بیمثال
جہانگیر پر پڑی شل بید کانپی پسینے پسینے ہو گئی آخر صبر نہ ہو سکا تھرا کر گری بیہوش ہو گئی
کنیزون نے جو ملکہ کا یہ حال دیکھا گرد آگئین گلاب و کیوڑہ و بید مشک چھڑکا ملکہ نے
آنکھ کھولی کہا کہ اس جوان کو آنے دو تم کمبختون کے سحر مین دیوانہ وار و وحشی مثال
پھر رہا ہی ایسا نہ ہو کہ کسی نالے کھوے مین گر پڑے دشمنون کی جان جائے کنیزون نے
پکار کر آواز دی کہ اے شہریار اس طرف آئیے جہانگیر تو رشتہ خام سحر مین پھنسے ہی تھے

دوڑ کر اسی جانب آئے جب دروازے پر باغ کے پہونچے تب کنیزون نے سحر اتارا جہانگیر نے ہوش مین آکر اپنے کو در باغ پر پایا سامنے ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کو دیکھا۔ نظم

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن	جوانی کی راتین مرادون کے دن
جبین مطلع صبح ایجاد حسن	بھوین دستبا دو سے جلاد حسن
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین	قیامت نہان گوشۂ چشم مین

سراپا درست نازنین چالاک وچست بہ نگاہ غور جہانگیر کو دیکھ رہی ہے جہانگیر کی جو ہوش مین آکر نگاہ پڑی شل ہیا کانپے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا لہرا کر گرے بیہوش ہو گئے عارض و غبار آلود ہوئے رنگین سے ضبط نہو سکا آہ کر کے بیٹھ گئی سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اشک حسرت آنکھون سے بہنے لگے بوے زلف عنبرین دماغ مین پہونچی اشکون نے کام گلاب کا کیا۔ جہانگیر نے آنکھ کھولی زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلے پر پہونچایا گھبرا کر اٹھ بیٹھے کنیزیں کچھ منتشر ہین کچھ گرد کھڑی ہین جابک نے جو کنیزون کو منتشر پایا ایک کنیز کی شکل بنکر تیار رہوا مجمع مین آکر وہ جہانگیر کا ہاتھ تھام لیا ملکہ رنگین کو اشارہ کیا کہ بارہ دری مین چلیے در باغ پر کھڑے رہنا باعث ننگ ہے ملکہ سر جھکائے اٹھین جہانگیر نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا خرامان خرامان باغ کی سیر دیکھتے ہوئے چلے دیکھا کہ باغ پر جوش بہار ہے خوش و محظوظ ہر گلزار ہے آگے آگے بارہ دری مین پہونچے اور آکر دونون مسند پر بیٹھے کنیزون نے جام وصراحی حاضر کیا جابک کہ شکل لالہ رو بنا تھی سامنے آکر بیٹھا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ملکہ عالم لشکر شاہزادے کا اسی طرح حیران و پریشان ہے انکو تو رخصت دیجیے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے لشکر جہانگیر سے سحر اتارا ماہ رخسار اپنے مقام سے اٹھی کہتی تھی کہ میرا کیا حال تھا کنیزون نے عرض کی کہ حضور یکایک گھبرا کر زیر شجر نرگس آکر گرین سارا لشکر بیہوش ہو گیا آپ کے ہوشیار ہونے ہی ابھی سب کو ہوش آیا وہ سب حیران ہو رہے ہین کہ یہ کیا باعث تھا کہ پہلے ہوائے گرم چلی پھر سامان موسم بہار ہوا جوش بہار کو دیکھ کر سب بیہوش ہو گئے

تمام لشکر مین تلاش کیا چاپک و جہانگیر کو نہ پایا ماہ رخسار نے سوچ کر کہا کہ یہ کسی کے سحر کا باعث تھا کسی نے ہم لوگون پر امتحان کیا شاہزادے کو کھینچ لیا نہین معلوم شاہزادہ کہان گیا شاگردان چاپک نے کہا کہ ہم برائے تلاش جائین ماہ رخسار نے کہا کہ یہ مقدمہ سحر ہے تم لوگ جاکر کیا کروگے مین تلاش کو اُسکی جاتی ہون اگر پالیا تو بہتر ورنہ صاحبقرانی کے نکلتی ہون اگر پا گئی تو فبہا نہ پایا تو جان دونگی یا تلاش کرونگی یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوئی تلاش مین جہانگیر کی چلی لشکر اسی صحرا مین مہوش ہے وہان جب چاپک نے دیکھا کہ دونون عاشق و معشوق مسند پر بیٹھے باہان کھینچا ملکہ رنگین نے کہا کہ ای لالہ رو آج تمہارا گانے کا ارادہ ہے کہا واری شب کو مین نے خواب دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر تشریف لائے مجکو کمال علم موسیقی عطا فرمایا مین اُسکا امتحان کرونگی کہ مجکو کمال آیا یا نہین ملکہ رنگین نے کہا کہ ای لالہ رو ہم بھی سنین خداوند ہفت پیکر نے تمکو کیا کمال عنایت فرمایا چاپک نے باہان بجا کے یہ غزل گائی۔ نظم

پیچ و خم مین گیسو و رخسار دونون ایک مین
حسن مین وہ چاند سے رخسار دونون ایک مین

انتہا و اوج چرخ و بام یار دونون ایک مین
چاندنی اور سایۂ دیوار دونون ایک مین

وصل کی ہر دم اُلٹ پھیر ای تمنا دیکھنا
میرا بخت اور پہلوئے دلدار دونون ایک مین

سچ ہے آنکھ اُس چھل بہار او چھل تمہین کیا واسطہ
تجرہ ہو یا ہم لیس دیوار دونون ایک مین

ایک دم کے دیکھنے پر میری استغنا نہ پوچھ
عمر جاوید اور ترا دیدار دونون ایک مین

منہ اُدھر پھیرا اودھر باہم ہوا اُسکا مزاج
میرا دل اور آپ کا رخسار دونون ایک مین

باتون مین کیون تلخ و شیرین اللہ رکھتے مین
چوسنے مین قند و لب ای یار دونون ایک مین

مجکو دینے کا اشارہ خنجر کو یا مین طرف
آنکھ کے فقرے یہ پہلو دار دونون ایک مین

خنجر کیا ہم کیا ستمگر قتل کرنا چاہیے
جب اُٹھائی ہاتھ مین تلوار دونون ایک مین

وصل کی شب کون سونے دیتا ہے مجکو صفیر
چشم شوق و طالع بیدار دونون ایک مین

چاپک نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ ملکہ معہ لقین کرنے لگین کہا کہ ای لالہ رو تیری تو آواز نے چراغ روشن کر دیا قضائے کار ایک کنیز کج طینت نام یہ اختلاط دیکھکر

گھبرائی بیٹھے بیٹھے دل مین سوچی کہ اگر انکے مان باپ کو خبر ہوگئی بیٹی کو تو کیا کہین گے ہم لوگون
کی ناک چوٹی کاٹی جائیگی لہذا مین جاکے انکے مان باپ سے اطلاع کرون کہ ایک مرد غیر اجنبی
آکر صحرا مین اُترا اُسکو اپنی صحبت مین بلا لیا یہ دل مین سوچ رہی تھی حیران تھی کہ نہین معلوم
اس جوان کا کیا نام ہے اور کس خاندان سے ہے کہ ملکہ رنگین نے مسکرا کر جہانگیر سے
پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے جہانگیر نے جواب دیا کہ مین فرزند صاحبقران
ہون مان میری پریزاد ملکہ ریحانہ پری مالک چہارم پردۂ قاف ہمارے عزیز طلسم
ہفت پیکر مین قید ہین اُنکی رہائی کو ہم نکلے ہین جس طرح بنے گا طلسم ہفت پیکر کو
فتح کرین گے ہم لوگون کے خوف سے ہفت پیکر بھاگ کر طلسم ظاہر سے طلسم باطن
مین آیا ہے انشاء اللہ ایک طرف سے ہمارے والد آتے ہین سب فرزندون نے
چہار طرف سے بلوہ کیا ہے کل مقامات فتح کرتے ہوئے آتے ہین یہ سنکر رنگین قمر طلعت
کو سناٹا آگیا سر جھکا کر کنیزون سے کہا کہ کل باواجان کے پاس فرمان اسی صورت کا
آیا تھا اب یقین ہے کہ وہ سامان لشکر کشی کرین اور جاکر امیر کو روکین یا طلسم کشا کے
روکنے کو جائین کیا مجکو خرابی ہے کہ انکا میرے مکان مین رہنا کیسا باعث مشکل ہے
والد ہمہ دان و ہمہ گیر ہین جس وقت دریافت کرین گے انکو سب حال معلوم ہو جائیگا
کہ فرزند صاحبقران باغ مین ملکہ رنگین قمر طلعت کے ہین اگر انکو آکے میرے
باغ سے گرفتار کر لے گئے اور مین نے دخل دیا تو مشکل ہے اور اگر نہ دخل دیا تو مشکل ہے خدا انجام
بخیر کرے گنج طلعت خواص نے سب حال سُنا اور زیادہ رشک ہوا ساتھ والیون
سے یہ کہکر اُٹھی کہ مین اپنی بیٹی کو دیکھنے جاتی ہون یہ کہکے باہر نکلی ڈولی پر سوار ہو کے
چلی بحرین ابربار و مواج دریا شگاف مان باپ رنگین قمر طلعت کے
اپنے قصر مین بیٹھے ہین بحرین ابربار فرمان ہفت پیکر سامنے رکھے ہوئے
پڑھ رہا ہے مواج دریا شگاف کہتی ہے کہ اے صاحب جسدن لشکر کشی کرین گے
مسلمانون کو بھاگتے رستہ نہ ملیگا سوراخ مور و مار مین چھپین گے کہ خواص آکے پہونچی
بحرین و مواج نے پوچھا کہ صاحبزادی کا مزاج کیسا ہے انکو یہان بلا لاؤ کہ ہم لشکر کشی

کرین گے یا بادشاہ کو روکین یا صاحبقران پر جا پڑین یا طلسم کشا کی تدبیر کرین
جو اسمین زیادہ کاروکوشش کریگا اُسی کا خداوند ہفت پیکر پر احسان ہوگا قدرت
قصر عجائب مین ہین کج طینت نے عرض کی کہ داری حال تو سنیے آپکی صاحبزادی نے
غضب کیا جہانگیر فرزند صاحبقران کو دربندون کو تسخیر کرتے ہوے چلے آتے
ہین فی الحال سفاک خیرہ درون کو مارا اُسکے قلعے پر قبضہ کیا اُنکا لشکر آ کے صحراے
نیشکر مین اُترا تمام کنیزین ہماری بی بی کی سب شوخ و شنگ سحر مین بے نظیر ایسا سحر
کیا کہ ہوے گرم چلی اُنکے لشکر مین کوئی ساحرہ ہے ماہ رخسار نامے اُسنے رد سحر
کیا کنیزون نے اُسی سحر مین اُسکو پھنسایا سب اہل لشکر بیہوش ہوے جہانگیر افسر
لشکر دیوانہ وار و وحشی مثال طرف باغ کے آئے ملکۂ عالم اُنھین دیکھکر عاشق ہوئین اور
بیہوش ہوگئے گرین اب اُنکو لیکر بارہ دری مین بیٹھی ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہے ہم لوگون
نے سمجھایا آپ کے نام سے ڈرایا فرماتی ہین کہ کوئی کیا کریگا دیکھا جائیگا مین گھبرا کر دوڑی
آئی کہ شیشۂ نام و ننگ شکست ہوتا ہے اور یہ بند و بست ہوتا ہی جلد چلیے فرزند
صاحبقران کو مار لیجیے سنتی ہون کہ مسلمان کئی سال طلسم ظاہر مین لڑے کوئی
فرزند صاحبقران مارا نہین گیا یہ سنکر بحرین کو جوش آیا مواج دریا شگاف
مارے غصے کے اُبلنے لگی کہتی تھی کہ صاحب بڑا ستم ہوا میری بھولی بچی کو نوجوان خوامون
نے آوارہ کیا مین چلکر سب کو سزا دونگی بحرین ابر بارہ مواج دریا شگاف دونون
غصے مین اپنی جگہ سے اُٹھے مگر بحرین ابر بار نے کہا کہ صاحب ایک بات تو
سمجھ لو رنگین بھی تو سحر مین طاق حسن تین شہرۂ آفاق ہے سب ماز و نیاز اُسکو بتا دیے
کسی سحر مین وہ نہ رکیگی پہلے یہ تدبیر کر لو کہ چلتے ہی اُسکو بیہوش کرین جہانگیر کو پکڑ لین
لشکر کی کیا حقیقت ہے جنکو کنیزون نے بیہوش کیا ہمارے سحر سے جل کے خاک
ہوجائینگے مواج دریا شگاف سوچکر بولی کہ میرے خزانے مین شیشۂ آب
دمیدۂ سحر سامری رکھا ہے اُس شیشے کو لیتے چلو اُسکا قطرہ پڑتے ہی بیہوش ہو جائیگی
زبان نہ ہلا سکیگی آخر مواج دریا شگاف نے خزانے سے شیشۂ آب دمیدۂ سحر سامری

نکالا اسی جھولی مین رکھ لیا زن وشوہر اُڑتے ہوئے چلے یہان پر دونون بیٹھے ہوئے ہین
جہانگیر کو نشہ جو ہوا ملکہ رنگین کو گود مین بٹھا لیا صحبت ناؤ نوش بوس وکنار ہو رہا ہے
لالہ رو لینے جا بابک سامنے بیٹھا ہوا گا رہا ہی عاشق ومعشوق کو خوش کر رہا ہی کہ یکایک
آسمان پر برق چمکی رنگین نے سر اُٹھا کر مان باپ کو آتے ہوئے دیکھا کہا کہ لیجیے شہریار
غضب ہوا مان باپ آ پہونچے اُنھون نے آپ کو دیکھ لیا اب مین آپ کو کہان چھپاؤن
آنکھ کر سحر کرتی ہون ملکہ رنگین نے قصد کیا کہ اپنے مقام سے اُٹھون کہ مواج دریا شگاف
نے آسمان سے نعرہ کیا کہ او شوخ دیدہ تو نے دشمن خداوند کو گھر مین جگہ دی دشمن
خداوند سے بوس وکنار کر رہی ہے ابھی اگر قدرت چاہین آسمان کو تجھ پر گرا دین زمین
نگل جائے خبردار اُٹھنے کا ارادہ نہ کرنا یہ کہکر شیشہ پھینک مارا قطرات آب جو سر پر ملکہ
جہانگیر کے پڑے دونون عاشق ومعشوق بیہوش ہوئے کنیزین وغیرہ بھی بیہوش
ہو ہو کر گرے رنگین لالہ رو نے فریاد کی کہ واری لونڈیان تباہ ہوئی ہین اب رحم
کیجیے مواج دریا شگاف نے لالہ رو کا آسمان سے زن وشوہر اُترے ملکہ
رنگین کی زبان مین سوزن دی جہانگیر کو ایک نخل سے باندھا کنیزون کو ہوشیار کیا
مواج کوڑا لیکر کنیزون پر اُٹھی دو چار کوڑے مارے لالہ رو نے دست بستہ عرض
کی کہ حضور کا مطلب ہو گیا کئی سال گذرے مسلمانون کو لڑتے ہوئے صدہا صنم
مارے گئے کوئی مسلمان قتل نہین ہوا آپ کے ہاتھ سے جہانگیر قتل ہوتے ہین نام
طلسم مین آپ کا نام ہو گا کہ فرزند حمزہ کو قتل کیا اب ان دونون کو ہوشیار نہ کیجیے عالم غشی
مین قتل کیجیے ذرا میرا گانا تو سنیے خداوند ہفت پیکر میرے خواب مین آئے علم موسیقی
مجھکو عطا کر گئے ذرا سماعت تو فرمائیے یہ کہکے بایان کھینچا سینہ سے جا سینہ ٹھیکہ بجا کے
یہ غزل عاشقانہ شروع کی لطف

برق طور و جلوہ دلدار دونون ایک ہین	چشم حق بین سے [illegible] ہو دیدار دونون ایک ہین
مہر ومہ دو ہین دم دیدار دونون ایک ہین	رنگ کچھ ہی ہو یہ صورت دار دونون ایک ہین
ہو گیا قابو تو ہم تم یار دونون ایک ہین	اب کرو انکار یا اقرار دونون ایک ہین

کفر و دین کے رگڑے جھگڑے ہین تمھارے واسطے
مدعا سُنکر ذرا دل مین تامل کیجیے
وان خیالون کا ہی جمگھٹ یان خیال وصل کا جاؤ
کب تلون سے تمھارے ہی مجھے امید وصل
عاشقی مین جب انا لیلی کی نوبت آگئی
جز اجیر ناقابل عالم ہے او طفل حسین
پھر کے ملنے کے لیے نادان زاد چاہیے
قتل کر کے مجکو اپنے منھہ کی رونق دیکھیے
ذرۂ خاک در جانان ہوا ہمسر ناتوان
تم کی جانب دیکھتا ہی کیا تو مجکو دیکھکر
تیرے کوچے مین پڑے رو جب پھسل کر گر پڑے
اپنے مطلب سے کوئی غافل نہین ہرگز صفیر

لگے جب تم تو بے تکرار دونون ایک ہین
میرا مطلب آپ کا انکار دونون ایک ہین
فلسفی ہم وہ طبیعت دار دونون ایک ہین
تم کرو انکار یا اقرار دونون ایک ہین
آئنہ ہو یا کہ روے یار دونون ایک ہین
بارہ قد کی اور چھُری کی دھار دونون ایک ہین
گردش بخت و نگاہ یار دونون ایک ہین
آئنا اور آپ کی تلوار دونون ایک ہین
دب کے زیر سایۂ دیوار دونون ایک ہین
ظرف مین اے ساقی سرشار دونون ایک ہین
ہم ضعیف اور سایۂ دیوار دونون ایک ہین
عاشقون مین سادہ و پُرکار دونون ایک ہین

یہ غزل اس رنگ سے چابک نے گائی کہ مواج دریاشگاف تعریفین کرنے لگی چابک نے مواج دریاشگاف کی بلائین لین کہا کہ واری آج تو وہ خوشی ہے کہ جی چاہتا ہی خوب شراب پئین اور پسر حمزہ کو قتل کرین نشے مین بدمستون کے ہاتھ ایسے پڑین کہ بند سے بند جدا ہون دیکھنے والے کہین کہ قتل کیا کیا قیمہ بنا ڈالا بلکہ اگر حکم ہو تو پسر حمزہ کے کباب لگائین نشے مین کھائین کہ مزے لے خداوند ہفت پیکر دعائین دین بلا آپکے نام طرۂ پیغمبری آئے جو دیکھے وہ نہال ہو جائے اگر حکم ہو تو شراب لاؤن اس طرح سے چابک نے بچرب زبانی کہا کہ مواج دریاشگاف ہنسنے لگی کہا کہ کیون لالہ رو تجکو قتل مسلمانان کی بڑی خوشی ہی کہا کہ واری ان لوگون نے ہزارون عزیز ہمارے قتل کیے ملک کے ملک ویران ہو گئے یہ قتل ہون طلسم کشا روکا جائے ہفت پیکر بہت صلت پائین ہم لوگ خوشیان کرین مسلمانون کو رنج ہو مواج دریاشگاف نے اشارے سے کہا کہ اے لالہ رو شراب لاؤ سب کنیزین لالہ رو کو دعائین دیتی ہین کہ لالہ رو کی

وجہ سے جان بچی ورنہ یہ زن و شوہر ہم سب کو قتل کرتے لالہ رو نے خوب اپنی جانب متوجہ کر لیا غرضہ زن و شوہر کا تماشا میخانے میں چابک صبا رفتار نے آکر شراب کو خراب کیا یعنے بیہوشی ملائی گلابیان درست کر کے لایا کنیزون سے کہا کہ اری شفتالو آؤ مالک کی خوشی سے خوشی ہو آج روز عید ہی بلکہ روز سعید ہی سب کنیزین بھی گرد آکے بیٹھین اب تو چابک نے گھنگرو پاؤن مین باندھے مواج دریا شگاف نے کہا کہ ای لالہ رو تو ناچنے سے ہمیشہ محروم رہی آج کیونکر ناچیگی چابک نے دست بستہ عرض کی کہ یہ کمال تو مجکو خداوند ہفت پیکر دے گئے ہین گانے کا تو امتحان ہوا ناچنے کا بھی امتحان ہو جائے کہ دل تسکین پائے یہ کہ کے پیشواز پہنی زیور مواج سے لیکر کنیزون کا پہنا دیا ملکہ رنگین قمر طلعت نے جو آنکھ کھولی مان باپ کو دیکھا کہ مسند پر بیٹھے ہین لالہ رو مسخرہ پن کر رہی ہے یقین کامل ہوا کہ اسے رنگین تمھارے قتل کی تدبیر ہو وہی ہے لالہ رو بھی ہماری دشمن ہے جہانگیر کو ایک درخت مین بندھے دیکھا بے اختیار یہ اشعار عبرت آثار زبان سے نکل گئے۔

نظم

نقاب اُٹھاؤ کہ لطف خراب کیا ہوگا
پڑا نہ عکس تو جام آفتاب کیا ہوگا

ابھی سے قہر ہے فتنہ ہی اک قیامت ہی
ہی کم سنی مین یہ عالم شباب کیا ہوگا

ابھی نگاہ ٹھہرتی نہین ہے گالون پر
عروج حسن مین وہ آفتاب کیسا ہوگا

سوال وصل تو بیجا ہے پر یہ تشویش
پیامبر کو عنایت جواب کیسا ہوگا

جو دو گے عارض سیمین کا اک جبین کو
خسارہ اے صنم لاجواب کیا ہوگا

فراق یار مین تنکے چنے وطن چھوٹا
اب اور اس دل خانہ خراب کیا ہوگا

ذرا سے رنج کی اسے بحر حسن تاب نہین
دل غریب سے نازک حباب کیا ہوگا

جلا بھنا ہوا ہی سوز اشک حسرت سے
لالہ دل کے برابر کباب کیا ہوگا

جو غرق بحر خجالت ہو بات کرنے سے
شب وصال مین وہ بیحجاب کیا ہوگا

نہین ہی ڈر ہمین روز شمار کا ای رند
حساب پاک ہوا تا حساب کیا ہوگا

آنکھون سے آنسو جاری ہوئے مگر خاموش زبان مین سوزن سا منے راہ زن چابک

شراب صحبت مین لا کے جمع کی جوڑا بجاری پہنا گھنگرو پاؤن مین باندھے پہلے گت ناچا
سبھون کے سب تعریفین کرنے لگے مواج دریا فشگاف بھی تعریفین کرتی ہی کہتی ہی کہ اے
لالہ رو تو نے عجب کمال کیا لالہ رو نے عرض کی کہ یہ سب کمال مجھکو ایک شب مین خداوند
نے دیا مین نے کوئی مشقت نہین کی قدرت نے ہاتھ گلے پر رکھ دیا اور پشت پر بھی پھیرا
تب یہ کمال حاصل ہوا اب تلوارین نکالے آمادہ قتل ہو جیسے ایک ایک جام پیکر پسر
حمزہ پر حربے لگاتا مین یقین ہے کہ قدرت بھی تشریف لائین اور قتل پسر حمزہ سے بہت
خوش ہون کہ ہمارے دشمن کو قتل کیا یہ کہکر جام لبریز کیا جام کو سر پر رکھا ٹھوکرین
لگاتا ہوا اور توڑ سے لپٹتا ہوا سامنے بحرین کے آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسے بادشاہون کو
سر سے شراب پینا چاہیے بحرین نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اور اسکے گلے مین لا کے
ڈال دیا اور جام بے اندیشہ انجام پی گیا مواج دریا فشگاف کو دیا وہ بھی
ناچ گانے مین ایسی مبہوت تھی کہ خوشی خوشی جام پی گئی کچھ انجام کا خیال نہ کیا
اتنے مین چابک صبا رفتار نے دوزہ باندھا کنیزین جو مقرب ہین اُنکو بھی جام پلایا
دس پانچ کو پلا کر بیٹھ گیا کہا صاحبو اپنے ہاتھ سے پیو مین تھک گئی اتنے پاؤن
مین طاقت نہین کنیزین پینے لگین بحرین نے بیٹھے بیٹھے مواج دریا فشگاف
سے کہا کہ صاحب اس وقت ہمارا جی ستاتا ہے نشہ شراب کا خوب ہوا لالہ رو نے
مست کر دیا اسکی انکھڑیان تو دیکھو جب نگاہ اُٹھاتی ہے تیر چلتے ہین دل پران
تیرون کے زخم پڑتے ہین بابا دام کہون یا چشم آہو سے مثال دون تیرے بھی
سینے پر خوب اُبھار ہے ثابت ہوتا ہی کہ باغ کا انار ہے یہ کہکے چاہا کہ زوجہ کے
سینے پر ہاتھ رکھون مواج دریا فشگاف نے اُسکا ہاتھ مارا کہا اے دیوانے
بے وقوف کنیزین سامنے بیٹھی ہین یہ بے ادبی کرتا ہے بحرین اُسپر بہت بگڑا
کہا کہ تو میری زوجہ ہے سب طرح کا مجھکو اختیار ہے جسدم ہمارا اشارہ پائین گی
سب ہٹ جائین گی ورنہ سزا پائین گی مواج دریا فشگاف نے کہا اے دنیا
مین شرم بڑی چیز ہے تو بڑا بے تمیز ہے زن و شوہر مین تکرار ہونے لگی بحرین ہنسنے

زوجہ کو طمانچہ مارا مواج دریا شگاف یہ کہا اُٹھی کہ او نگوڑے تیرے ہاتھ ٹوٹین
کس بے تکلفی سے طمانچہ مار دیا مین طمانچے کے بدلے جوتی مارونگی یہ کہا جوتی
اُٹھانے لگی بحرین اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا
مواج بھی اُٹھی گر کر بیہوش ہوئی جو کنیز اپنے مقام سے اُٹھی گری اور بیہوش ہوئی
تھوڑے ہی عرصے مین سب کنیزین بیہوش ہوئین چابک نے اپنے نام کا نعرہ کیا
کہ منم چابک صبار فتار قریب ملکہ کے آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم کہیے تو ان زن و شوہر کو قتل کرون
رنگین نے کہا کہ ای چابک تو نے بڑا کام کیا اب مناسب یہ ہی میری جھولی مین ایک پتلی
سنہری ہی اُسکو نکال کر پانی اُسکا میرے مُنھ پر چھڑک دے اور سوزن زبان سے نکال دے
کہ جسے سحر اُترے مین اُٹھ کر ان دونون کو قید کرون اور بخوبی ہوشیار ہو جاؤن تو
شاہزادے کو ہوشیار کرون وہ بھی اسکے سحر سے بیہوش ہین جب تک مین ہوشیار
نہ کرونگی تب تک ہوشیار نہ ہونگے اگر ہوشیار ہوے اور حواس درست نہ ہوے تو کیا
چابک صبار فتار نے اُسی طور سے پتلی جھولی سے نکالی اُسکو پانی مین دھویا اُس
پانی کا مُنھ پر ملکۂ رنگین قمر طلعت کے چھینٹا دیا سوزن زبان سے نکالی سوزن زبان
سے نکلتے ہی ملکہ چست و چالاک ہوئین ان اپنے ماں باپ کی زبان مین سوزن دی اور خوب سحر
قائم کرکے شاہزادہ جہانگیر کو ہوشیار کیا چابک صبار فتار نے جب پانی مُنھ پر
چھڑکا تب جہانگیر کے ہوش درست ہوے ہوشیار ہوتے ہی فرمایا کہ کیون چابک
مین بہت سویا چابک نے کیفیت بیان کی جہانگیر نے کہا کہ انکو قتل کرو رنگین نے
کہا کہ حضور یہ میرے ماں باپ ہین اگر آپ کی اطاعت کرین تو بہتر ورنہ پھر آپ کو اختیار
ہی جہانگیر کو مسند پر بٹھایا ملکۂ رنگین پہلو مین بیٹھین چابک صبار فتار نیمچہ کھینچ کر
پشت پر آیا مگس رانی کرنے لگا ملکۂ رنگین نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے بڑھ کر
ان دونون کو ہوشیار کیا بحرین و مواج کی آنکھ جو کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا جہانگیر
اور دختر کو ایک مسند پر بیٹھا دیکھا عیار نیمچہ کھینچے سر پر کھڑا ہے جہانگیر نے پکار کر آواز
دی کہ اے بحرین و مواج قدرت خدا کو دیکھا کہ ابھی ہم قید تھے اب تم قید ہوے

لالہ رو کنیز تھی ہمارا عیار طرار چابک صبا رفتار فرزند عمرو نامدار تھا اب بہتر ہے کہ
دین اسلام و ملت بیضا اختیار کرو ہمارے بڑے بھائی رستم پیلتن فتاح طلسم ہفت پیکر
ہیں سب طرف سے سرداران نامی بلوہ کر کے آتے ہیں چار طرف سے ہفت پیکر کو
گھیر لیں گے طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن میں آیا ہے اب وہ کیا زندہ بچیگا بہت
دنوں خدائی کر چکا اور کتابوں میں بھی اپنی لکھ چکا ہے کہ یہ سال آخر طلسم ہے شمس فلک
ہفت پیکر کا ہیں طلسم ہے اسکو جان طلسم کہتے ہیں وہ بادشاہ لشکر اسلام کے
ساتھ ہے پس تم اپنے کو معرض زوال میں نہ ڈالو ہفت پیکر ایک مکار و غدار ہے
خدائے نادیدہ ہمارا پروردگار ہے دیکھو اتنے ہی عرصے میں کیا ہوا کس طرح پروردگار عالم
نے تمکو زیر کرایا اپنے سحر پر تمکو بڑا ناز تھا ہر چند کہ ہم لوگ ساحر نہیں ہیں مگر ساحر کش
ہیں طلسم نور افشان میں میں نے جا کر زاد کو کب میں کھلبلی ڈال دی لوح بھی
لے لی تھی چند مرحلے بھی شکست کیے قبلہ و کعبہ نے آکے مجھکو زیر کیا تب میں راہ
راست پر آیا اپنی ولادت سے آگاہ نہ تھا اب ہو کے ماہر ہوا اب بعنایت پروردگار
ہفت پیکر پر چڑھائی ہے جو اس سے ہو سکے وہ کرے مگر تم بموجب اپنی کتابوں کے
کاربند ہو سرکشی نہ کرو اس طرح سے شاہزادہ جہانگیر نے سمجھایا کہ بحرین و
مواج ملکہ رنگین قمر طلعت کی طرف متوجہ ہوے کہا کہ ای دختر بلند اختر تیرے
ذریعے سے ہمکو یہ شرف حاصل ہوا کہ خدا سے برق طلعتچہ آرزو کھلا و زنگ کفر آئینہ
دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا ملکہ رنگین نے اٹھ کر مان باپ کی زبان سے
سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی دونوں قدموں پر جہانگیر کے گرے کہا کہ اے شہریار
ہم دل سے مطیع اسلام ہوے مگر ہمکو سرفراز فرمایئے بیٹی کو ہماری عہدۂ کنیزی میں
قبول کیجیے بعد فتح طلسم ہم سب کلمہ پڑھیں گے اور راہ راست پر آئیں گے اب
حضور ہمارے ملک میں چلیں تا بہ ہفت پیکر جانا بہت دشوار ہے راہ میں ایک طلسم
ملیگا جب وہ ٹوٹیگا تو راستہ کھلیگا جہانگیر نے دونوں کو گلے سے لگایا اور دست
مرحمت پشت پر رکھا سب کنیزیں مطیع اسلام ہوئیں حیران تھیں کہ شاہزادہ

کیا صاحب اقبال ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں کیا سامان ہوگیا مواج اور بحرین کا مطیع
ہونا جس وقت ہفت پیکر سنے گا نہایت سر دھنے گا کہیگا کہ میری خدائی مٹی یہ لوگ
اہل اسلام جو ارادہ کرتے ہیں اُسکو کر کے چھوڑتے ہیں نور افشان ایسے طلسم کو
کس کر و فر سے فتح کیا چابک صبا رفتار نے عرض کی کہ اب حضور لشکر میں چلیں
اہل لشکر آپ کے واسطے بہت بیقرار ہونگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ماہ رخسار
جو تلاش میں شاہزادہ جہانگیر کے نکلی تھی اُس جلسے میں آکر پہونچی سب حال سُنا مگر
حسن و جمال ملکہ رنگین قمر طلعت کو دیکھ کر نہایت رشک ہوا بحرین و مواج نے واسطے
شاہزادے کے مرکب منگایا شاہزادہ جہانگیر مرکب پر سوار ہوئے مع چابک
لشکر میں آئے سرداران جہانگیر آکے قدمبوس ہوئے ہامان صحرا نورد صدمۂ فراق
شاہزادے میں بیمار ہوگیا تھا مسیحا کو جو دیکھا خوش ہوگیا سب بیماری رفع ہوگئی
دوسرے دن صبح کو چابک صبا رفتار نے آکے خبر دی کہ مواج و بحرین و رنگین
آتے ہیں شاہزادہ بارگاہ سے باہر نکل آیا دیکھا کہ لال ہے ابر سبز و سرخ و زرد آسمان
پر نمایاں ہوئے بحرین و مواج تخت پر سوار ملکہ رنگین قمر طلعت طاؤس
بال پر تین لاکھ ساحر بازو بط و قرقرے پر سوار اُس دھوم دھام سے مواج و
بحرین آکر پہونچے تمام لشکر میں گہما گہمی ہوگئی بحرین نے عرض کی کہ یہاں سے
بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے ارکان فیل زور وہاں کا حاکم ہے اُس قلعے سے پتہ ملیگا
اب حضور لشکر کشی کریں ارکان فیل زور یا تو مسلمان ہو یا مارا جائے وہیں سے پتہ
داخلۂ طلسم کا ملیگا ہر چند کہ آپ فتاح طلسم نہیں ہیں مگر اس شان و شوکت سے
ملاقات ہو کہ اُنکو بھی ظاہر ہوجائے کہ ہمارے بھائی صاحب بڑے وقت پر آئے آپکے
پہونچنے سے اُنکے لشکر میں بھی رونق ہو جہانگیر نے ہامان صحرا نورد کو حکم دیا کہ اثاثہ
بارگاہ کا لیکر آگے بڑھو لشکر ساحران پس پشت رہے ہم بھی قلعۂ ارکانیہ پر پہونچیں گے
کہ ارکان فیل زور کو بھی ثابت ہو کہ شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر بھروسے پر جادوگرون
کے نہیں آئے ہیں اپنے زور بازو پر دعوی رکھتے ہیں ہامان صحرا نورد نے آتش فتنہ

اٹھانا بارگاہ کا لدوایا جہانگیر بھی سوار ہوے عقب مین مواج دریا شگاف و بحرین نے ابر گلمنار آراستہ کیا اُسمین لشکر ساحران کو مخفی کر لیا اس شان و شوکت سے طرف قلعہ ارکا نیہ کے چلے دو دن برابر رہروی کی تیسرے دن لشکر ظفر افرو دامنہ قلعہ ارکا نیہ مین اُترا نوبت و نقارے جو بجے ارکان فیل زور اپنے قلعے مین بیٹھا تھا نوبت و نقارے کی آواز جو کان مین آئی ہرکارون سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر ہے یہ کیسے نوبت و نقارے بجے ہماری عملداری مین کیون اُترے ہرکارے روانہ ہوے تھوڑے ہی عرصے مین پلٹ کر ہرکارے آئے عرض کی کہ اے پہلوان دوران فرزند صاحب قران باتوقیر شاہزادہ جہانگیر فتح کرتے ہوے آتے ہین طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہین ارکان فیل زور نے حکم دیا کہ ہم اپنے ڈانڈے سے نہ جانے دین گے سب کو گرفتار کرلین گے تین لاکھ فوج لیکر گینڈے پر سوار ہوکے باہر قلعے کے آیا مقابلہ جہانگیر مین آکے اُترا جہانگیر کو خبر معلوم ہوئی کہ ارکان فیل زور برائے مقابلہ آیا ہے چابک صبا رفتار سے فرمایا کہ ہم کو سب طرح کی خبر پہونچانا چابک نے اپنے شاگردون کو روانہ کیا ارکان جو اپنی بارگاہ مین آیا تو بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارہ رزمی گرگرا اسلیے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جبکہ شہنشاہ زرین پوشش بعد جوش و خروش کاشانہ مشرق سے نکل کر مع فوج ضیا و شعاع میدان زبرجدی مین آکر ٹھہرا ادھر سے لشکر جہانگیر آیا جہانگیر بحرین و مواج سے کہچکے ہین کہ لشکر ساحران میدان مین نہ لانا اور نہ تم لوگ میدان مین آنا ملکہ رنگین قمر طلعت نے عرض کی کہ ہم بھی میدان مین چلین گے سحر ذکرین گے شاہزادہ جہانگیر بعد نماز سحر سوار ہوکے چابک صبا رفتار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ہامان صحرا نورد انتظام لشکر کرتا ہوا فوج کو قاعدے سے جمائے ہوے میدان کارزار مین آکے پہونچے اُدھر سے ارکان فیل زور لشکر لیکر آیا صلین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی کہ ڈکیت کرکا لکی بیٹھے ارکان نے گینڈا نکالا میدان مین آکر سراپا دکھانے لگا جبکہ خوب عرق عرق ہو

پکار کے آواز دی کہ اے فرزند رشید صاحبقران میرے مقابلے مین آیئے میری سرحد
مین کبھی کسی نے قدم نہین رکھا اگر مقابلہ منظور ہو تو پلٹ جایئے مین اپنے ڈانڈے سے
نہ جانے دونگا ساحرون کا آپ کو بڑا گھمنڈ ہے آگے بڑھ کر قلعہ جات ساحران لیں گے
تا بہ طلسم نہ جا سکیگا شاہزادہ جہانگیر نے یہ لاف و گزاف سُنکر گھوڑا صف سے نکالا آگے
نکا وزن ہوے ارکان فیل زور نے جو جمال بے مثال دیکھا تو محو جمال شاہزادہ
والا قدر ہوا کہا کہ ای شہریار مجھ سے مقابلہ نہ کیجیے میرے ہاتھ سے حریف نہین بچتا ہی
مین نے بڑے بڑے پہلوان مارے اپنی سرحد مین پہلوان نہین رہنے دیتا جب کسی نے
سر اُٹھایا مین نے اُسے جا کر زیر کیا اور آپ تو ابھی صاحبزادے ہین ایک وار مین
دو ٹکڑے کرونگا میری تلوار کبھی خالی نہین جاتی جہانگیر نے فرمایا کہ بس زیادہ لاف و
گزاف نہ کرو یہ میدان کارزار ہے زبان نیزہ و شمشیر سے کلام ہوتا ہے ارکان فیل زور
نے نیزہ مارا جہانگیر سے نیزہ چلنے لگا جہانگیر صاحب جاہ نے تو قیر نے ایک مقام پر
نیزے کو ارکان کے گانٹھا اور گانٹھ کر بھیڑہ مار دیا نیزہ ہاتھ سے ارکان فیلزور
کے نکل گیا سب ہلکی سپاہ گری کے بھولا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے
ہاتھ تیغہ برق تاب کا مارا۔ جہانگیر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ ارکان جو گرا
گوشہ سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا سر مین شاہزادے کے زخم اوچھا آیا شیر زخم کھا کے
بپھرا تیغہ برق جندہ کو نیام سے نکالا آواز دی کہ اے ارکان ہوشیار ہو جا
ہاتھ جو تلوار کا مارا برق شمشیر نے اول ابر سپر کے ٹکڑے اُڑائے تڑپ کے تلوار جو
گری خود و دو بلغے کو کاٹ کرتا دوا بر و تیغہ ہو نچا ارکان نے دستانہ مارا تیغہ سر
سے نکلا گینڈے کی گردن پر پڑا گینڈے کی گردن قلم ہوئی ارکان گینڈے سے
گرا جہانگیر نے چاہا کہ گھوڑا اُس پر دوڑا دون اہل فوج جو اسکے کھڑے تھے سمجھے
کہ آقا ہمارا مارا گیا۔ لینا لینا کہکے دوڑ پڑے جہانگیر نے دریاے فوج مین گھوڑا
ڈال دیا ہامان صحرا نورد فوج لیکر شریک جنگ ہوا دونون لشکر آپس مین ملے آخر
ملازمان ارکان۔ ارکان فیل زور کو لیکر طرف قلعے کے چلے داخل قلعہ ہو گئے

جہانگیر نے چاہا کہ قلعے پر جا پڑوں سرداروں نے روکا کہ اے شہریار آپ کے سردار
تھکے ماندے ہیں دو پہر کامل جنگ مغلوبہ ہوئی چند سردار زخمی بھی ہیں قلعہ کو گھیر لیجیے
کل فتح کیجیے گا جہانگیر نے حکم دیا قلعے کو چار جانب سے گھیر لیا مورچے درست ہوئے
اہل قلعہ تیر بار رہے ہیں کبھی گولیاں مارتے ہیں مگر لشکر جہانگیر میں مورچے درست ہیں
کسی پر حربہ نہیں پہونچتا شاہزادہ جہانگیر آکے داخل بارگاہ ہوئے دن بھر تامل
کیا شام کو حکم دیا کہ طبل یورش بجے طبل یورش پر چوب پڑی اہل قلعہ نے بھی جواب
میں طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاری جنگ ہوئی صبح کو جہانگیر والا تدبیر سوار ہوئے
سامنے قلعے کے آکے دیکھا کہ قلعہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ ہے
ارکان فیل زور کرسی پر بیٹھا ہے سب کو ترغیب دے رہا ہے جہانگیر نے اپنی فوج
کی طرف دیکھا ہامان صحرانورد نے عرض کی کہ حضور کے حکم کی دیر ہے قلعے کو تاپوں میں
اڑا دیں گے جہانگیر نے جو لینا کہا تمام فوج بلوہ کر کے چلی ارکان فیل زور نے
گولہ اندازوں کو اشارہ کیا گولہ اندازوں نے نہیں معلوم کان میں توپوں کے کیا
پھونک دیا کہ توپیں کڑکیں اور گرجیں آگ اگلنے لگیں اس جانب سے لوگ بڑھے
ہوئے جاتے تھے توپوں سے گولے جو آکر پڑے پانچ ہزار جوان اڑ گئے یا تو لوگ بڑھے
ہوئے جاتے تھے یا قدم اٹھے یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ یارو گوشت مٹی کی لڑائی ہے
جہانگیر نے دیکھا کہ اہل فوج بھاگ آئے جہانگیر کو نہایت ناگوار ہوا ہامان صحرانورد
کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یارو کیا میں تمہارے بھروسے پر ملک گیری کو نکلا ہوں میں ابھی
جا کر قلعہ لیتا ہوں یہ کہکر مرکب بڑھایا گھوڑے کو دوڑایا وہاں سے گولے پڑنے لگے شاہزادہ
جہانگیر کے گرز ہاتھ میں جرأت بات بات میں کوئی گولا داہنے سے نکل گیا کوئی بائیں سے
نکل گیا جو گولا خاص منھ پر آیا اسپر گرز مارا گولا الٹا پلٹا جا کر کسی برج پر گرا برج کو
گرا دیا اس طرح شاہزادہ جہانگیر گولوں کو رد کرتے ہوئے قریب خندق پہونچے
للکار کے آواز دی کہ او ارکان اگر دعوی جرأت ہو تو نکل آ اس توپ کے بھروسے
پہ لڑنے نکلا تھا کسی نے کچھ جواب نہ دیا جہانگیر نے گھوڑے پہ کوڑا مارا گھوڑا چاروں

تیلبان جھاڑ کر اس پار خندق کے آیا گرز پھاٹک پر مارا پہلے گرز مین پھاٹک ٹکڑا ہوا دوسرے
گرز مین پھاٹک گرا جہانگیر اندر چلے ہامان صحرا نورد فوج لیکر پہونچا اندر قلعے کے
تلوار چلنے لگی ارکان فیل دور بھی اُترا بیچ قلعہ مین ارکان سے مقابلہ پڑا ارکان
نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر تم
تلوار کا مارا برق شمشیر جب چمکی آئینۂ شمشیر مین ارکان کو جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا تلوار
جو بڑی سپر کو کاٹ کر مثل بلائے مبرم سر پر گری یا تو قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ جا کر رکی
دیا فوج مین غریو ہوا کہ ارکان مارا گیا فوج والون نے امان طلب کی وزرا و امرا ہاتھ باندھ کر
سامنے آئے جادرین ہلانے لگے شاہزادۂ جہانگیر نے سب کو پناہ دی وزیر و امیر کلمہ
پڑھ کر بصدق مسلمان ہوئے جہانگیر داخل بارگاہ ہوئے کل لشکر قلعے مین آکر اترا بارگاہ
مین بحرین ابر بار و امواج دریا شگاف و ملکہ رنگین قمر طلعت و ماہ رخسار
سب دربار مین حاضر مین بحرین ابر بار تعریفین شاہزادۂ جہانگیر کی کر رہا ہے کہتا ہے
کہ اے شاہزادۂ رستم خصال و سہراب جلال کس لطف سے آپ نے قلعے کو فتح کیا
سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا جرأت و شوکت دکھائی کس زور و شور سے لڑے ارکان فیل دو
کو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ تھا بہ یک ضرب شمشیر واصل جہنم ہوا فساد و شر دنیا سے کم ہوا
انشاء اللہ آپ ہفت پیکر کو قتل کرینگے جہانگیر نے حکم دیا کہ دیر و بت کدے کھود کر
اُسی مقام پر مسجدون کی بنا ہو گئی دیر کھدے دوسرے دن جہانگیر با توقیر بارگاہ مین
بیٹھے تھے کہ ہامان صحرا نورد آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سامنے آیا دست بستہ
عرض کی کہ اے شہریار اس شہر مین ایک دیر کلان ہے کہ جہان بادشاہ پوجا کرتا تھا اُس
بتخانے کے قریب جو ملازمان سرکاری گئے کئی سو کے سر کٹ کر گرے اب کوئی قریب دیر
کے نہین جاتا یہ سُنکر جہانگیر اُٹھے رنگین قمر طلعت نے بڑھ کر عرض کی یہ دیر ہفت پیکر
مشہور ہے کوئی ساحر ہوگا کسی بت مین رہتا ہوگا کنیز ابھی جا کر اُسا کھدوا دیگی یہ کہکے رنگین
چلی جہانگیر نے کہا کہ ہم بھی چل کر تماشا دیکھین سب سردار ہمراہ ہوئے سامنے دیر کے
آکر دیکھا کہ کئی سو سر کٹے پڑے ہین جو پھاوڑا لگاتا ہے پھاوڑے سے برق نکل کر اُس شخص

گرتی ہے کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوتے ہیں ملکہ رنگین قمر طلعت نے پکار کر آواز دی کہ او بے ادب یہ کیا حرکت ہے ملازمان جہانگیر کے خون بہاتا ہے یہ کہکے جھولی سے گولہ نکالا قصر پر گولہ مارا گولہ جاکر پھٹا دھواں نکلا دھوئیں سے ایک عقاب پیدا ہوا قصر پر بیٹھ کے زمزمہ سرائی میں یہ اشعار پڑھنے لگا۔ **نظم**

پھینکو بھی تو یوں تیر بلا ترچھی نظر سے
حیران ہیں بہادر تری آنکھوں کے ہنر سے
وہ پاس مرے آئے یہ کہتے ہوئے گھر سے
آنکھوں نے ہمیں مار لیا سحر نظر سے
یہ مہر سلیمان ہے تم اے جان پری ہو
لوگوں سے سنا کیجیے تعریف نہ اپنی
منھ دو سے کا مشتاق ہو دیدار کی آنکھیں
ہم اُلفت دنداں میں بہے جاتے ہیں آنسو
او دعدہ فراموش تری آنکھوں کی سوگند
کیا سیر گلستان سے ہوں عشاق شگفتہ
ٹکسال میں ہم بھی ہیں صفیر سخن آرا

برماتا ہوا دل کو نکل جائے جگر سے
دونوں نے مجھے مار لیا ایک نظر سے
ایسا نہ گمان تھا ترے نالوں کے اثر سے
شرمائے تھے اپنے لب اعجاز اثر سے
واقف نہیں کیا داغ محبت کے اثر سے
آگاہ نہیں آپ زبانوں کے اثر سے
دیکھوں تو مری جان نکلتی ہے کدھر سے
اک اشک کا قطرہ ہوا پنہاں دگہر سے
ہمنے جو لگائی ہو پلک چار پہر سے
بجھتی ہے کہیں دل کی لگی بھی گل تر سے
ناسخ کے مقلد ہیں تلمذ ہے سحر سے

اُس عقاب نے یہ اشعار اس طرح پڑھے کہ ملکہ رنگین قمر طلعت کا چہرہ سرخ ہوا آنکھیں اُبل آئیں طرف عقاب کے ہاتھ اُٹھائے عقاب تڑپ کر گرا ملکہ رنگین قمر طلعت کو اُٹھالے گیا بحرین ابربار نے جو یہ معاملہ دیکھا غصّے میں کانپتا ہوا آگے بڑھا للکار کر آواز دی کہ او نامرد یہ کیا سحر ہے مخفی ہو کے سحر کرتا ہے سامنے آ تو حال معلوم ہو یہیں دہی عقاب پیدا ہوا تڑپ کر طرف بحرین ابربار کے چلا مواج دریاشگاف نے جھولی سے ایک کاغذ سفید نکالا ایک جانور کاٹ کر پھینکا دیکھا سب نے کہ ایک باز سفید تھا عقاب کی طرف چلا عقاب و باز لڑنے لگے عقاب جب منقار مارتا ہے پر نوچ کے باز کے پھینک دیتا ہے باز بھی لڑے ہی جاتا ہے عقاب نے ایک مقام پر پنجہ مارا کہ باز کی

آنکھیں نکال لین باز اندھا ہوکر زمین پہ گرا وہ عقاب تڑپ کر بحرین ابر بار پر گرا
ہرچند کہ مواج نے روکا کچھ نہ ہوا بحرین کو بھی اُٹھا کے لے گیا مواج دریا شگاف
نے ایک گولہ مارا کہ ایک کنگرہ قصر کا گرا ایک بُت سنگی اپنے مقام سے اُٹھا جھپٹ کر
مواج پر گرا ہرچند کہ مواج نے اپنے کو بچایا اُس بت سنگی سے نہ بچی بت مواج کو
اُٹھا کر دیر مین لے گیا مواج دریا شگاف دیر سے غائب ہوگئی ماہ رخسار نے
چاہا کہ سحر کرون ایک بت نے نکل کر ماہ رخسار کو بھی اُٹھا لیا شاہزادۂ جہانگیر تیغ
کھینچ کر بڑھے سردار جہانگیر کو لپٹ گئے کہا کہ اے شہریار مقدمۂ سحر و ساحری
ہی آپ تشریف نہ لیجائین شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ مین ابھی قریب جا کے گرز
سے قصر کو گرا دونگا اگر ابھی قصر کو نہ پامال کیا اور بتون کو نہ توڑا تو نام اپنا جہانگیر پایا
سب سے اپنے کو چھڑا کر جہانگیر تیغہ کھینچے ہوئے بڑھے تھے کہ ایک دفعتاً ہوا
اندھیرا ہوگیا عرصۂ دراز تک صدائین بلند ہوئی آئین بعد تھوڑی دیر کے غبار
برطرف ہوا جہانگیر نے دیکھا کہ قصر کا اُس مقام پر نام و نشان نہین ہی سارے
بت اور قصر غائب ہوگیا چابک صبا رفتار نے کہا کہ لیجیے شہریار جو غلام سمجھا تھا
وہی معرکہ ہے اب شب کو حضور عبادت کرین یہ مقدمۂ طلسم ہی یون قدم نہ رکھیے
جب تک ہدایت نہ ہو تشریف لیجانے کا ارادہ نہ کیجیے شاہزادۂ جہانگیر نے
اُسی مقام پر خیمۂ عبادت استادہ کرایا بعد مغرب پلنگ پر دعائین کرنے لگے
پکارتے تھے کہ ای خالق کارساز وای بندہ نواز معلوم ہو کہ یہ کیا عجائب و غرائب ہی
دیر کیون غائب ہوا روتے روتے شاہزادہ جہانگیر بیہوش ہوئے عالم خواب مین
ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہین ای فرزند صاحب قران اُس مقام کا
کہنا ہی ایک خود بلے بود تھی اُسنے بعیاری سردارون کو گرفتار کیا تمکو مناسب ہی کہ یہ
پرچہ تمکو دیا جاتا ہی جب تک لوح نہ ملے تب تک اسیر کار بند رہنا شاہزادۂ جہانگیر کی
آنکھ کھلی پرچہ کاغذ کا زیر جانماز پایا باہر آنے اُسکو پڑھا مرقوم تھا کہ اے فرزند
صاحبقران تمکو مناسب ہی کہ بیرون قلعہ جادو سامنے ایک پہاڑ کے پہونچو گے دامنکو

مین بیٹھ کر اسم حاشیۂ مکتوب پڑھو جو کچھ ظاہر ہو بموجب حکم اس مکتوب کے کرنا جہانگیر
اُسی وقت سرداروں سے رخصت ہوے گھوڑے پر سوار ہوکے بیرون قلعہ چلے
چابک صبا رفتار نے عرض کی کہ غلام ساتھ رہے مکتوب کو دیکھا اسمین نوشتہ پایا
کہ کسی کا ساتھ رہنا مناسب نہین یکہ و تنہا جاؤ اس طلسم کا نام بین الطرفین ہی
تا بہ ہفت پیکر جانے کا رستہ کھلیگا جہانگیر نے چابک صبا رفتار سے منع کیا کہ تمھارا
ساتھ رہنا مناسب نہین چابک و جملہ سردار کنارے ہو گئے شاہزادہ گھوڑے کو
بڑھا کر دامنۂ کوہ مین پہونچا گھوڑے سے اُترے ایک نخل کے سائے مین زین پوش
بچھا کے بیٹھے اسم حاشیۂ مکتوب پڑھنے لگے ایک آندھی سیاہ چلی دوبارہ جو اسم دم کیا
آندھی شق ہوئی دیکھا کہ چند عورتین حسین و جوان ایک بارگاہ لیکر اُس صحرا مین
آئین بارگاہ کو استادہ کیا کنیزین دروازے پر ٹھہرین دوبارہ جو جہانگیر نے اسم
دم کیا ہوا سے ایک تخت پیدا ہوا اُس تخت پر ایک نازنین چاردہ سالہ کو دیکھا
کیا صفت اُسکی لکھون یہ اشعار مصنف کافی ہین ؎

وہ کٹھا تھا وہ نور کا سراپا	ایسا نہین حور کا سراپا
وہ صبح جبین تھی صبح جنت	ہر چین تھی موجۂ لطافت
آنکھین استاد ساحری تھین	لٹنے مین شباب کے بھری تھین
دنبالہ کب اُنھین سرے کا تھا	بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
بینی کے قریب کب تھے ابرو	شہباز نے وا کیے تھے بازو

ابرو ہلال آسمان خوبی آنکھین آہوے صحراے محبوبی ایک صندوقچی آگے رکھی ہوئی
تخت آ کے زمین پر اُترا بائین ہاتھ میں صندوقچی اُٹھائی داہنے ہاتھ سے شاہزادے
کو اشارہ کیا ہنستے ہوا کہ اسطرف تشریف لائیے آپ زیر نخل کیون بیٹھے ہین جہانگیر اپنے
مقام سے اُٹھے طرف اُس نازنین کے چلے جب قریب پہونچے اُس نازنین نے بڑھکر
ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے چلی جب بارگاہ مین پہونچی مسند
خالی بچھی تھی اُس مسند پر شاہزادہ جہانگیر کو بٹھایا دست بستہ عرض کی کہ حضور نے

کنیز کو کیون یاد فرمایا مین حاضر ہون جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن جہانگیر نے بدزدیدہ نگاہ مکتوب کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم اس سے صندوقچی طلب کرو اگر دیدے تو اسی مین لوح طلسم ہو جس سے مطلب نکلے گا جہانگیر نے کہا کہ اے سرتاج حسینان و اے افسر معشوقان یہ صندوقچہ ہمکو دو نازنین نے ہنسکر جواب دیا کہ میرے باغ مین تشریف لے چلیے علاوہ صندوقچی کے جان بھی حاضر ہے شاہزادۂ جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا بناز و کرشمہ باہر لائی اور کہا کہ تخت پر سوار ہوجیے جہانگیر کو اُس نازنین نے تخت پر سوار کیا اور تخت اُڑا کے طرف آسمان کے روانہ ہوئی سردار روتے ہوے پلٹے مگر جاباب بہت بیقرار و بیتاب ہو اُسی تخت کو دیکھتا ہوا چلا پانچ کوس تک زیر تخت گیا پانچ کوس پہ جاکر تخت غائب ہوا جاباب صبا رفتار اُسی جنگل مین بھٹکتا رہگیا لیکن صورت بدل کر اُسی جنگل مین پھرنے لگا دل کو یقین کامل ہے کہ جو شاہزادۂ جہانگیر با توقیر کو لے گئی ہے یقین ہے کہ یہی لوحدار ہو جب شاہزادے کو لوح ملے کیا عجب ہو کہ مین بھی پا بشاہزادہ پہونچون اس سوچ مین پھر رہا ہے لیکن وہ نازنین شاہزادۂ جہانگیر کو لیکر چلی سامنے ایک قلعہ معلوم ہوا اُس قلعے مین لیکر جہانگیر کو آئی ایک باغ مین جاکر داخل ہوئی اور آواز دی کہ اے کہان گئین قریب دو سو کنیزون کے کنج باغ سے پیدا ہوئین آکے ملکہ کو گھیر لیا ملکہ نے ارشاد فرمایا کہ فرش بچھاؤ اسی وقت چبوترہ پر فرش بچھایا گیا مسند آراستہ ہوئی اُس نازنین نے اشارہ کیا جہانگیر مسند پر آکے بیٹھے پھر اُس نازنین نے کنیزون کو حکم دیا کہ کچھ گاؤ ایک نازنین نہایت شوخ و شنگ باجا بجانے لگی اور یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

آنکھون پھرتی ہے کوچۂ دلدار کا خیال
ہر دم ہے دل کو ابروئے خمدار کا خیال
ایسا مین محو جلوۂ رخسار ہوگیا
سودا ہوا تصور زلف سیاہ سے

بلبل کو بھولتا نہین گلزار کا خیال
کرتا ہے قتل یار کی تلوار کا خیال
رہتا ہے خواب مین بھی مجھے یار کا خیال
کیا برملا ہے گیسوئے دلدار کا خیال

دن رات آسمان کی جانب نگاہ ہے
اللہ رے تیرے طالب دیدار کا خیال

حسرت سے دیکھ لیتا ہون مین چاند کیطرف
آتا ہے جب مجھے ترے رخسار کا خیال

بلبل ترے ترانے ہین کانون کو ناپسند
جب سے سنا ہے اک گل بیخار کا خیال

کافی ہے ایک جنبش ابروبرائے قتل
اے ترک ہے عبث تجھے تلوار کا خیال

نظرون مین نور سب گل شاداب خار ہین
جب سے ہے دل کو اک گل بیخار کا خیال

اس خوش الحانی سے اُسنے یہ غزل گائی کہ اہل محفل تعریفین کرنے لگے مگر جہانگیر نے
تامل کرکے دیکھا کہ زمین کو گردش ہے طبیعت پر ایک گرانی پائی جاتی ہے۔ نگاہ دزدیدہ
مکتوب کو دیکھا تو نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم و اے سیاح این عجائبات اگر بدکرداران جادو
تمکو لیکر باغ دلکشا مین جائے تو بہت ہوشیاری سے کام کرنا وقت ظہور طاقت
صاحبقرانی بہت قریب ہے ورنہ زمین کو گردش ہوگی اور مکتوب قبضے سے نکل جائیگا
مکتوب کو دیکھکر شاہزادہ جہانگیر کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ایک طرف سے آواز
آئی کہ اے فرزند رشید صاحبقران اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگے دیکھا کہ ایک
جوان سر برہنہ گرز کئی سو من کا ہاتھ مین لیے ہوئے اس جلدی مین آیا کہ جہانگیر
نہ سنبھل سکے اُسنے آتے ہی گرز مارا جہانگیر نے بتعجیل سپر کو اُٹھایا گرز آکر سپر پر پڑا
یہ صدمہ پہونچا کہ گھٹنون تک زمین مین غرق ہوگئے اور جوان گرز مارکر بھاگا وہ نازنین
کوسنے لگی کہ واہ رے نگوڑے بھگوڑے میرے مہمان پر گرز مارا اور بھاگ گیا
قریب شاہزادے کے آکے ہاتھ تھامنے لگی شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ میرے قریب
نہ آنا مین زمین سے نکل آؤنگا یہ کہکے شاہزادہ تلوار ٹیک کر بمشکل زمین سے نکلا
زمین پر قائم ہوکے کھڑے ہوئے اچھی طرح سنبھلنے نہین پائے تھے کہ پھر وہی جوان
مثل شعلۂ جوالہ نکلا غو غو کرکے قریب شاہزادہ جہانگیر کے پہونچا ابکی مرتبہ گرز اس
زور سے مارا کہ شاہزادہ کمر تک زمین مین غرق ہوگیا بمشکل اپنے کو نکالا کہ پھر اسی
جوان کا نعرہ ہوا جہانگیر سوچے کہ ابکی ہڈیان ٹوٹ جائینگی جیسے ہی اُسنے آکے گرز مارا
شاہزادہ جہانگیر نے بچالاکی کلاہ خود پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ اُسنے گرز چھوڑا

شاہزادے کو لپٹ پڑا کہتا تھا کہ اے فرزند صاحبقران مجھ ایسا آپ کو حریف نہ ملا ہوگا
نازنین طرف جہانگیر کے کھڑی ہے اُس جوان کو کوس رہی ہے اور کہ رہی ہے کہ او
دغا باز و جلساز کوئی ایسا فریب کرتا ہو ہان شہریار بیچنے نہ پائے جہانگیر ہر مرتبہ
زور کر کے لے دوڑتے ہین وہ اپنے کو بمشقت بچاتا ہو چار گھڑی اسی حال سے لڑا
ایک مقام پر جہانگیر بیل کے لے دوڑے مراد سے مکتوب کی ماہر ہو چلے ہین پانچ سات
قدم پر لا کے ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے اُس جوان کے آشنا بہ زمین ہوے کمر مین ہاتھ
ڈال کر اُٹھا لیا چاہا کہ جھٹکے دیکر زمین پر مارون وہ نازنین یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ اے
شہریار اس غریب پر رحم کیجیے اسکی خطا معاف فرمایئے یہ کہتی ہوئی جو قریب آئی
شاہزادہ جہانگیر نے اُس نازنین پر اُسکو کھینچ مارا وہ پر اٹھا ہو کر گری جہانگیر جھپٹ کر
قریب آئے چوٹی پکڑ کے ہکہ مارا اور سر تن سے کھینچ لیا کنیزین یہ کہکر غل مچاتے تکین
کہ کیون بی لوحداران محبت کا فرہ بابا ہاے ہماری بی بی کو مارا ارے صاحبو
اس شخص کو مار لو گو شہاے باغ سے ہزار ہا ساحر تیغ بکف پیدا ہوے آکر جہانگیر
پر حملہ کرنے لگے شاہزادہ جہانگیر نے سر اُسکا پھینک کر صندوقچی کو اُٹھایا اپنے کو
حربون سے بچا کر صندوقچی کو کھولا ایک برق چمکی کہ آنکھین خیرہ ہونے لگین دیکھا کہ
ایک تختی الماس ہو اُسپر حروف یاقوت احمر کے ہین اور پیشانی پر لکھا ہے کہ یہ لوح طلسم
بین لطر فین ہے شاہزادہ جہانگیر نے لوح کو چمکایا جیسے ہی لوح چمکی وہ سب ساحر
بھاگے کہتے ہوے کہ ہم نابینا ہو جائین گے طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہے دیکھو تو
لوحداران جادو کو کس مکر سے مارا وہ جوان کہ جسنے شاہزادہ جہانگیر پر گرد مار اتھا
وہ تڑپ کر اُٹھا قدمون پر جہانگیر کے گرا کہا کہ اے شہریار بعد مدت دید آپ سے
مجمع سے ان ساحرون کے مجھکو نکالا فغفور جنی میرا نام ہے ملازم آسمان پری رہا جب
آپکے قبلہ و کعبہ پردہ قاف مین آئے آپ کے والد ماجد کے ساتھ رہا اور جس دن
صاحبقران عالی شان نے کوہ زہرہ جہرہ پر عفریت کو مار اجاڑ ا نرہ دیو
کوہ قاف سے بھاگے پردہ دنیا مین آکے جا بجا بسے غلام پر اسے ملاقات

طمطراق جادو اس طلسم مین آیا اُسنے دھوکے سے مجھے اس طلسم مین باندھا ہزارون بندگان
خدا میرے ہاتھ سے مارے گئے مگر آپ طلسم کشا ہین چلیے اپنے سردارون کو رہا کیجیے
لوح مین ملاحظہ فرما لیجیے جو مین عرض کرتا ہون خلاف ہو اسقدر صاف ہے
بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا اب شاہزادۂ جہانگیر نے دیکھا کہ مکتوب تو نا پید
ہوا لوح طلسمی موجود ہے قول فغفور چینی کو ملاحظہ فرمایا لاسشنہ دیکھا کہ یہ خیر خواہ دولت
ہو مگر اسکی حفاظت کرنا یہ مضمون دیکھ کر جہانگیر فغفور کے ساتھ چلے وہ اُسی بارہ دری
مین لا کر جہان اُس نازنین نے جلسہ آراستہ کیا تھا لاشہ اُسکا پڑا تھا فغفور نے فرش
ہٹایا بیچ مین ایک تختۂ سنگ لگا تھا کہا کہ اے شہریار اس تختۂ سنگ کو ہٹایئے ہمرہ ایک
نقب نکلیگا اسمین تشریف لے جایئے شاہزادۂ جہانگیر نے تختۂ سنگ ہٹایا اور اُس
نقب مین داخل ہوے سیڑھیون کو طی کر کے باہر نکلے دیکھا کہ ایک میدان سرسبز و
شاداب ہو گھاس وہان کی مثل ریشم کے نرم نرم ہے ہواے معتدل چل رہی ہو
کہ ایک طرف سے آواز آئی اے طلسم کشا غلام کو بچایئے دیکھا کہ ایک ساحر نے
چابک صبا رفتار کو گھیرا ہے چابک بھاگتا پھرتا ہے جہانگیر نعرہ کر کے جا پڑے لوح
چمکائی ساحر بھاگا چابک دوڑ کر قدمون سے لپٹا کہا کہ حضور آپ کے تشریف لانے کے
بعد گینڈا بنکے یہ ساحر مجھکو اُٹھالایا اب مین اسکے قبضہ سے چھوٹا ہون بھاگا بھاگا پھرتا
تھا یہ چاہتا تھا کہ گرفتار کرے حضور کو دیکھ کر مین نے غل مچایا جہانگیر نے ہنس کر کہا
کہ بہتر صاحب قریب آؤ چابک ہاتھ باندھے ہوے قریب آیا جہانگیر با توقف لوح طلسمی
کاندھے سے اُسکے مس کی چابک نے ایک چیخ ماری بدن سے شعلۂ آتش نکلے مثل ہیزم
خشک جل کر تمام ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نزد بان جادو بود - دوسری طرف سے
آواز آئی کہ اے شہریار غلام کو بچایئے غلام کا خاتمہ ہوتا ہے جہانگیر نے پلٹ کے
دیکھا کہ ایک ساحر نے ہامان کو پکڑا ہے گلے مین پھانسی لگا رہا ہو جہانگیر پہنچے ساحر نے
پھانسی گلے مین ہامان کے ڈالدی اور ایک جھٹکا مارا کہ ہامان کی آنکھین نکل آئین
تڑپ کے تمام ہوا شاہزادۂ جہانگیر نے جو اپنے رفیق کا لاشہ دیکھا بیتاب و بیقرار ہو گئے

فرماتے تھے کہ اے رفیق شفیق تو نے ہماری محبت مین جان دی کہ تیسری طرف سے رونے کی
آواز آئی کہ جیسے کوئی رو رو کر کہتا ہی کہ اے شہریار لونڈی نثار ہوتی ہے اب ہمارے
آپ کے عدم مین ملاقات ہوگی دیکھیے اب کیا گذرے اُن لوگون سے سامنا ہی کہ جنکے مزاج
سے آگاہ نہین قبر کی تنہائی پرسش نکیرین برائے خدا صحیفۂ ابراہیمی تلاوت فرمائیے گا
شاہزادۂ جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا کہ وہی ساحر جسنے ہامان صحرا نورد کو مارا تھا ملک
رنگین قمر طلعت کے سر پر تیغ لیے کھڑا ہے ملکہ رنگین کلام حسرت کر رہی ہے جہانگیر
جھپٹے للکارتے ہوے کہ او جلاد صاحب بیداد خنجر نہ مارنا اُس ساحر نے خنجر مارا ملک
رنگین کا سر کٹ کر گرا لاشہ خون مین تڑپنے لگا سر بریدہ رنگین کا دیکھ کر جہانگیر کو
تاب نہ آئی دوڑ کر سر اُٹھا لیا عارض کے بوسے لیتے تھے فرماتے تھے کہ اے ثابت قدم
کوے محبت تو نے ہماری محبت مین جان دی افسوس ہے کہ قاتل بھی جرا نکل گیا خنجر کمر
سے نکالا کہ اپنا گلا کاٹ لون کہ درخت پر سے رونے کی آواز آئی جہانگیر با توقیر نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہ ایک طوطی زرین بال پرون سے سر پیٹ رہی ہے مثل انسان کے گویا ہے کہ
مقام افسوس ہے راہبر پاس ہے اُس سے صلاح نہ کرے جہانگیر کو یاد آیا لوح کو جو
ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم بین الطرفین نمود ہے یہ طلسم ہے
لوح کا عکس لاشہ رنگین پر ڈالا تو سب حال کھل جائیگا شاہزادۂ جہانگیر نے سر
پھینکا لاش پر جو سایہ لوح کا ڈالا ایک دھوان بلند ہوا دیکھا کہ لاش کے آگے کا پتلہ
ہی لا حول پڑھ کر سر پھینکا مگر حیران تھے کہ یہ مددگار کون تھا بیشک خیر خواہ تھا کہ جسنے
جان بچائی بڑا اسکا خیال رہا تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ دیکھا ایک گنبد ہے گنبد کے
دروازے پر چند شیر بیٹھے ہین جہانگیر نے لوح کو دیکھا اُن شیرون نے شاہزادۂ
جہانگیر پر حملہ کیا جہانگیر نے جسکے سامنے لوح کر دی وہ چیخ مار کے بھاگا ان شیرون کو
بھگا کے در گنبد پر آئے جب قفل توڑا تو کراہنے کی آواز آئی ثابت ہوتا تھا
کہ کوئی دردمند کراہ رہا ہے اندر آ کے دیکھا کہ ایک جوان اٹھارہ بیس برس کا سن
تاج ڈھلکا ہوا آنکھون مین حلقے چہرہ اُداس عالم یاس زمین پر پڑا ہوا تڑپتا

رہا ہے شاہزادۂ جہانگیر نے آکر لوح کا عکس جو ڈالا ماران سیاہ جو جسم سے لپٹے
ہوئے تھے وہ چھوڑ کر اُس جوان کو علیحدہ ہوئے اُس جوان نے آنکھیں کھول کر کہا کہ
اے معین و مددگار آپ کون ہیں کہ آپ کے قریب آنے سے روح کو راحت اور قلب
کو قوت حاصل ہوئی ماران سیاہ جو صدمے ہونچا رہے تھے وہ ہٹ گئے جہانگیر
نے قریب ہونچکر زبان سے اُسکی سوزن نکالی سوزن زبان سے نکلتے ہی اُس جوان نے
کچھ ہونٹھ ہلائے کہ ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹ کر گریں وہ جوان اُٹھکر قدموں سے لپٹ گیا
کہا کہ کیا آپ کے پاس لوح طلسمی ہے آپ کا نام نامی شاہزادۂ جہانگیر فرزند امیر کبیر کی
جہانگیر نے اقبال کیا اُس جوان نے رو کر کہا کہ اے شہریار میں وزیران طمطراق میں سے
ہوں ملک سہیل آسمان سیر کہ بزرگ طلسم ہیں اُنھوں نے مجھے پرورش کیا نہایت
محبت فرماتی ہیں طمطراق کو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو اس کو بادشاہ کر دیں
واسطے شکار کے مجکو لے گیا دم دے کر پکڑ لیا اس مقام پر کی حاکم مفتری جادو
ہی اُسکے سپرد کیا وہ ملعونہ خود مجھپر عاشق ہوئی عجب عجب صدمات پہونچاتی تھی
ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ مژدہ دیتے ہیں کہ فرزند لبید
صاحبقران زمان جہانگیر نوجوان آکر تجکو رہا کریگا اب میں آپ کے ساتھ ہوں
تشریف لے چلیے میں آپ کو مقام مفتری جادو بتاؤں اُسکے فریب سے اپنے کو
بچائیے گا مفتری نام ہی فتور اُسکے ہر کام میں ہی نہیں معلوم کیا کیا فساد برپا کریگی
بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا یہ کہتا ہوا ساتھ چلا یاقوت تاجدار اپنا نام بتایا
کہا کہ میں دربار طمطراق تک حضور کو پہونچا دونگا جب گنبد سے باہر نکلے
سامنے چشمۂ آب تھا شاہزادۂ جہانگیر نے کہا کہ ای یاقوت چھاگل میں تھوڑا پانی
لاؤ یاقوت قریب چشمے کے پہونچا چاہا کہ پانی لوں چشمے سے ایک نہنگ نکلا اور نکلکے
یاقوت تاجدار کو لپٹ گیا یاقوت نے آواز دی کہ غلام کو بچائیے جہانگیر جھپٹے وہ
نہنگ یاقوت کو لیکر چشمے میں کود پڑا شاہزادۂ جہانگیر کو بڑا قلق ہوا کہ ایک رفیق
ملا تھا وہ بھی جدا ہوا یہ دل سے کہتے ہوئے تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ گانے کی

آواز کان مین آئی سر اُٹھا کے دیکھا کہ سامنے ایک قصر ہی اُسمین سے گانے کی آواز آتی ہی جب قریب قصر پہونچے تو ایک تاجدار قصر سے نکلا آ کے شاہزادہ جہانگیر کو سلام کیا اور دست بستہ عرض کی کہ غلام اس سرحد کا حاکم ہی نیرنگ تاجدار نام ہی طمطراق جادو بادشاہ طلسم یہان آیا چاہتا ہی حضور چل کر صحبت مین بیٹھین جب طمطراق آئے تو شکار کیجیے تمام طلسم پر قبضہ ہو یہ سُنکر شاہزادہ جہانگیر خوش ہو گئے ساتھ اُس تاجدار کے قصر مین آئے دیکھا کہ قصر نہایت آراستہ و پیراستہ ہی مسند شاہانہ درست چند نازنینان مہ جبین مع ایک رقاصہ مصروف عیش و نشاط ہین اُس تاجدار نے بعد اعزازہ اکرام شاہزادہ جہانگیر کو لا کے مسند پر بٹھایا رقاصہ سے اشارہ کیا ایک ایک سے کہتا ہی یہ ہمارے مالک ہین انکی اطاعت سے جان بچ جائیگی وہ رقاصہ اپنے مقام سے سلام کر کے اُٹھی گت ناچی گت ناچ کر سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

دو مہینے سے ہوں ای چرخ ستمگار جدا	ایک ہفتہ تو نہ ہو مجھ سے مرا یار جدا
میان سے کرتا ہی وہ دیکھ جو تلوار جدا	تن سے ہوتے ہین سر عاشق غمخوار جدا
اور معشوق مین یہ غمزہ و عشوہ ہی کہاں	تیرا انداز زمانے سے ہی اے یار جدا
ای مژگان تری آنکھو نہ ہین عاشق دونون	دل بیمار جدا نرگس بیمار جدا
بار احسان خلائق سے مجھے نفرت ہی	رہے کیونکر نہ مری سقف سے دیوار جدا
دل صد چاک پہ اک پیچ نیا پڑتا ہے	زلف کا شانے سے ہوتا ہی جو ہر تار جدا
عمر بھر ساتھ نہ ای رشک پری چھوڑ دنگا	سایہ کی شکل سے ہونگا نہ مین نہار جدا
ڈر خدا کا ہی تو ہی پاس صنم بھی ای دل	شیخ تسبیح سے کیونکر کرے زنار جدا
ایک جا رہنے نہیں پاتا فلک کے ہاتھون	مین جدا رہتا ہوں ای تو رہا یار جدا

وہ نازنین گاتی جاتی ہی بتلانے مین نہایت تکلف کرتی ہی کبھی اپنے سینے پہ ہاتھ رکھتی ہے اسطرح سینہ اُبھارتی ہے اور آنکھ چار کر کے اشارے کرتی ہی کہ شاہزادہ جہانگیر بیتاب و بیقرار ہو جاتے ہین جون جون گانا سنتے ہین ہوش و حواس مین فرق آتا جاتا کہ اُس نازنین نے گاتے گاتے تلوار کی جانب اشارہ کیا شاہزادہ جہانگیر نے بتلانے سے

تلوار نکالی رقاصہ کو دے دی بعد تھوڑی دیر کے اُسنے کمان کو اشارہ کیا شاہزادے نے
کمان بھی دے دی جب سب سلاح دے چکے تو اُسنے چٹکی بجے دہن بجاما مچلنے لگی
بتاتی جاتی ہے اور لوح پر اشارہ کرتی ہو کہ یہ مجھے دیجئے تاجدار سر بکس راتی کر رہا ہی
جہانگیر نے لوح اُتار کے گلے سے رقاصہ کو دی جیسے ہی لوح رقاصہ کے ہاتھ مین آئی
تاجدار سے آنکھین ملا کر رقاصہ نے کہا کہ لو ای مغتری کام ہو گیا اب کیا بات ہی
سب نے دیکھا کہ بانو وہ تاجدار تاج مرصع پہنے ہوے معروف خدمتگاری تھا اب
دیکھا کہ ایک ساحرۂ سیہ فام بد انجام کوڑا ہاتھ مین لیے کھڑی ہی کہہ رہی ہے کہ کیون
پسر حمزہ ہمارا کار نمایان دیکھا لوح طلسمی یون لیتے ہین یون دھوکا دیتے ہین اب میرے
ہاتھ سے بچ کر کہان جائیے گا شاہزادۂ جہانگیر نے چاہا کہ قبضے پر ہاتھ ڈالین تلوار پہلو
مین نہ پائی دوش پر ہاتھ ڈالا حلقۂ کمان سے شانے کو خالی پایا جھلا کے اپنے مقام
سے اُٹھے مغتری نے اشارہ کیا جہانگیر گرے حکم دیا کہ ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ کنیزون
نے شاہزادے کو قید پنہائی جب شاہزادہ مسلسل و مطوق ہو چکا مغتری نے کہا کہ
ارابہ لاؤ ارابے پر شاہزادۂ جہانگیر کو سوار کیا مغتری طاوٴس پر سوار ہوئی کنیزین
باز و بط و قرقرون پر سوار ہوئین اس طرح قید لیکر طرف قلعۂ طلسمی کے چلی راہ مین
جو قیدِ طلسم کشا دیکھتا ہی وہ مغتری کی تعریفین کرتا ہے مغتری جادو سب کو سلام
کرتی ہوئی سامنے قلعۂ طلسمی کے پہونچی شاہزادۂ جہانگیر نے دیکھا کہ ایک قلعۂ آہن
نہایت بلند و مرتفع ہے اُسپر توپین لگی ہوئین چند ساحر ٹہل رہے ہین جو کھنٹے نشان
ہوا مین اُڑ رہے ہین خندق مین پانی جوش مار رہا ہے کہ دروازہ قلعے کا کھلا ساحرون
نے پل تختہ ڈالا مغتری کو آکے گھیر لیا ہر ایک ساحرہ یہی پوچھتی ہے کہ کیونکر ہوا ایسے
ہوشیار کو کیونکر گرفتار کیا مغتری سب سے حال بیان کرتی ہوئی قلعے مین آئی تمام
مصاحبان طمطراق و وزیران باشوکت برائے استقبال مغتری آئے مغتری کو
لیکر دربار مین طمطراق کے پہونچے شاہزادے نے مثل اہل اسلام سلام کیا طمطراق
نے کہا کہ اب یہ جوان چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہے اسکی باتون کا بُرا نہ مانو پہنچ

خدائے نادیدہ کی تعریف کرتا ہے اب وہ صلاح کرو کہ سارے اہل طلسم کی جان بچے
جس روز سے یہ لوگ آئے لاکھون ساحر مارا گیا قلعے اسلام آباد ہوگئے ہر مقام پہ
ان ہی کی عملداری ہے سب دربار مین خوشیان کرنے لگے قضائے کار عاشق
یاقوت تاجدار ملکہ برفان نور پیکر دربار مین بیٹھی ہوئی ہے مفتری جادو کی تو
بڑی قدر ہے برفان نے جو یہ حالات دیکھے اور یہ بھی ذکر سنا کہ یاقوت تاجدار
نے رہائی پائی تھی مگر کرگدن جادو کی زوجہ ماہی جادو نے گرفتار کرلیا آنکھون مین
آنسو بھرے ہوئے رنجیدہ کہتی ہے کہ افسوس فلک نے یہ کیا سامان دکھایا ہر ایک کا
یہی قول تھا اور بزرگون نے خواب مین بھی یہی خبر سنائی تھی کہ طلسم کشا آکے اُس
دلیر کو رہا کریگا مگر افسوس ہے کہ رہا بھی ہوے اور قید بھی ہوگئے اب اُنسے ملاقات کیونکر
ہوگی فلک نے عجب گردش دکھائی دیکھیے اب کیا ہوتا ہے طمطراق مشیرون سے صلاح
کرنے لگا کہ یارو مقدمۂ لوح مین کیا کیا جائے مین نے سنا ہو کہ اس جوان کے بھائی بھتیجے
صاحبان لیاقت ہین اور سب نے طلسم توڑے ہین ایسا نہ ہو بعد اسکے قتل کے
وہ لوگ بلوہ کرین جہان کہین لوح ہوگی حاصل کرینگے ایسی مکارہ کے پاس لوح
تھی اور کیا کیا قاعدے مقرر تھے مگر وہ سب قاعدے شکست ہوے اور لوح طلسم
حاصل ہوگئی اور اب مشکل یہ ہو کہ دربند توڑنے کئی مرحلے بھی شکست ہوچکے جو کوئی قصد
کریگا وہ سیدھا طلسم مین چلا آئیگا لوح حاصل کرلیگا ایسے مقام پر لوح رکھو کہ کوئی
لوح نہ پاسکے بلکہ نگاہ نہ اُٹھا سکے کسی نے کہا کہ لوح توڑ ڈالیے طمطراق نے کہا کہ یہ
غیر ممکن ہے لوح کو توڑ نہیں سکتے آخر یہ صلاح ہوئی کہ یہ دۂ قاف مین ایک مقام
ہو کہ اُسکو چہار موجہ سلیمانی کہتے ہین طبقۂ زمین وہان کا ٹوٹا ہوا ہو پانی ہی
پانی ہے اگر کوئی ساحر وہان جائے اور لوح کو چہار موجہ مین پھینک کر چلا آئے
تو پھر تا روز قیامت کوئی لوح نہ پائے ایک ساحر ہو کہ اُسکا نام عقاب جادو ہی
وہ اپنے مقام سے اُٹھا اور دست بستہ عرض کی کہ اے بادشاہ طلسم آپ نے بہت
توجہ اور بہت بجا فرمایا مین ایک دن سیر کرتا ہوا جاتا تھا قصر البحرین پہ پہونچا

وہاں سے میں نے دیکھا تھا کہ اُسطرف جہاز بھی نہیں آتے دور سے پلٹ جاتے ہیں
وہاں کا پانی چرخ مارتا ہو اگر کوئی وہاں جاکر پھینسے نکالنی دشوار ہے اکثر جہاز جو جاکر پھینسے
اُنپر کے لوگ مرگئے جہاز وہاں چرخ مار رہے ہیں اگر غلام کو حکم ہو تو غلام وہاں جاکے
لوح پھینک آئے طمطراق نے عقاب جادو سے عہد واثق لیا کہ راہ میں کہیں
نہ ٹھہرنا قصر البحرین پر جاکر آترنا اور کسی مقام پر نہ اُترنا عقاب نے کہا کہ غلام اسقدر
تیز پرواز ہے کہ تیسرے دن پلٹ کر حاضر ہوگا لوح کو پھینک کر فوراً چلا آئیگا طمطراق
نے عقاب جادو سے عہد و پیمان لیکر کہا کہ اے مقتری تمنے وہ کار نمایاں کیا کہ
تمام اہل طلسم کی جان بچائی ورنہ سب مارے جاتے تم تین دن طلسم کشا کو اسی قلعہ
میں قید کرو جب عقاب پلٹ کر آئے اُس دن میدان خونی کی تیاری کرو اُس دن
طلسم کشا قتل ہو تب ہم سب کو آرام ملے مقتری نے عرض کی کہ حضور ایسی نگہبانی
کروں کہ راستہ بند کردوں یہ کہکے طمطراق نے لوح ہاتھ میں عقاب جادو کے دیکر
کہا کہ اے عقاب میں نے تجھیں خداوند سامری و جمشید کے سپرد کیا مگر اے عقاب
کہیں راہ میں نہ ٹھہرنا عقاب نے عرض کی کہ غلام کسی مقام پر نہ ٹھہریگا اور نہ کسی سے
ملاقات کریگا تین دن کا کھانا پانی میں نے جھولی میں رکھ لیا ہے جاکے لوح پھینک کر
بھاگونگا چھ پہر میں جاؤں اور چھ پہر میں آؤں اگر کسی اور شخص کو بھیجیے گا تو ایک
مہینے میں جائیگا اور ایک مہینے میں واپس آئیگا اس رائے کو سب وزیروں اور
امیروں نے پسند کیا کہ حضور نے واسطے لوح کے کیا خوب تدبیر کی لوح کو غائب کیا
اب لوح کسی کو نہ ملیگی اگر سو ہزار داران طلسم کشا آئینگے تو سر ٹکرا ٹکرا کر چلے
جائینگے عقاب جادو لوح کو لیکر نکلا مگر برقان یہ انتظام دیکھکر تڑپ گئی سمجھی کہ
بڑا غضب ہوا حقیقت میں لوح ایسے مقام پر جاتی ہے کہ اب جسکا ملنا نہایت دشوار
ہوگا اے برقان اسی عقاب کا تعاقب کروں اگر اسکو راہ میں پاگئی اور مار کر
اسکو لوح پائی اور طلسم کشا کو دی تو باقوت تاجدار بھی رہائی پائیگا ورنہ میں بھی
اپنی جان دونگی یہ سوچ کر بارگاہ سے نکلی اور تعاقب میں عقاب کے چلی

عقاب جادو عقاب بنا ہوا اُڑتا ہوا جاتا ہی اور برقان تعاقب مین مگر عقاب جادو
اس زور مین جاتا ہی کہ برقان قریب نہین پہونچ سکتی ہرچند چاہتی ہے کہ برابر پہونچون
لیکن ممکن نہین کہ پہونچے عقاب جادو جو تیز روی کے ساتھ چلا سو پیاس کو شدت
چلنے کے تھکا چہار جانب نگاہ اُٹھا کے دیکھنے لگا کہ کوئی مقام ایسا ملے کہ وہان اترون چند
ساعت ٹھہرون پھر اڑ کے چلون یہ سوچ کر نگاہ جو اُٹھائی ایک پہاڑ نظر آیا کہ اُسپر چشمہ آب
بھی ہی کنارے تول کر اُسی پہاڑ پر چلا سوچا کہ پانی بھی پیونگا اور تھوڑی دیر یہان ٹھہرونگا
یہ سوچ کر طرف پہاڑ کے چلا آخر پہاڑ پر اُترا پانی پیا اب ٹہل رہا ہے کہ برقان پہونچی دور سے
دیکھا کہ عقاب جادو ٹہل رہا ہے چاہتا ہے پرواز پیدا کرون یہان سے بھی نکل جاؤن
یہان برقان سوچی کہ اگر یہ یہان سے نکل گیا تو پھر دستیاب نہوگا جو ہوسکے اسی مقام
پر کرو جھولی سے کارد سحر نکالی اُسپر اسم سحر دم کیا ہوا سے اُڑنے لگی جب قریب پہونچی
کارد پھینک ماری پشت پر عقاب جادو کے پڑی کہ توڑ کر سینے کو پار گذری عقاب
جادو گرا برقان پہاڑ پر آئی جھولی سے لوح نکالی اپنی جھولی مین رکھی پھر پرواز پیدا
کر کے طرف قلعہ طلسمی کے چلی یہان مفتری نے طلسم کشا کو اسی طرح قید کیا ہے کہ
وسط قلعہ مین ایک حجرہ ہے اُسین تو آب آکر بیٹھی حجرے کے سامنے میدان ہے اُسمین
طلسم کشا کو بٹھا دیا آپ بیٹھی خوب خواری کر رہی ہے کہ برقان آکے پہونچی دور سے
برقان نے دیکھا کہ مفتری حجرے مین بیٹھی ہوئی شراب خواری کر رہی ہے برقان زمین
پر اُتری طرف طلسم کشا کے چلی مفتری نے جو دیکھا پکار کر آواز دی کہ کون آتا ہی برقان
نے کچھ جواب نہ دیا آخر مفتری نے ایک گولہ مارا برقان نے لوح کو چمکا دیا گولہ پھٹ کر
گرا بیکار ہوا مفتری نے کئی سحر کیے برقان نے لوح سے باطل کیے مفتری نے پکار کے
آواز دی کہ اے شخص تو کون ہی کہ قریب گنہگار کے جاتا ہی برقان نے جواب نہ دیا جھپٹ کر
اپنے کو قریب طلسم کشا کے پہونچایا لوح اُٹھا کر آواز دی کہ اے شہریار یہ کنیز لوح لیکر حاضر
ہوئی ہے اسکو لیجیے مفتری وہان سے دوڑی کہ ارے او ظالم تو کون ہی طلسم کشا کو
کیا شئے دیتی ہی خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ تیر عذاب کا نشانہ ہوگی برقان نے ایک دستی

لوح لیکر گلے مین طلسم کشا کے پہنا دی لوح جو گلے مین طلسم کشا کے آئی قید ٹوٹ کر گری مفتری نے جو یہ معرکہ دیکھا کئی ہزار جادو گرنیان جو اسکے ساتھ تہین انکو اشارہ کیا کہ ارے صاحبو برقان جادو مصاحب شہنشاہ ہی غضب ہوا کہ طلسم کشا کو لوح دیدی جو طرف طلسم کشا کے چلین چند سے کہا کہ جاکر شاہ کو خبر کرو معلوم ہوتا ہی کہ عقاب جادو مارا گیا جب تو اس ظالم نے لوح پائی کیونکر دستیاب ہوئی اس ظالم نے بڑی کوشش کی شاید اسنے جاکر عقاب جادو کو مارا لوح لیکر آئی ہے طمطراق کو جو یہ خبر پہونچی غصے مین دارالامارہ شاہی سے نکلا نعرۂ طلسم کشا کی آواز سُنی۔ نعرہ جہانگیر

جہانگیر ابن امیر عرب
بہ عالم جہانگیر دارا لقب
اگر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتد درمیان مصاف

نعرہ کر کے شاہزادۂ جہانگیر لڑنے لگے رئیسان شہر نے جو یہ خبر سنی اپنے اپنے محلے سے دوستون کو ساتھ لیکر نکلے وہین سے سبھون نے اپنے اپنے نام کے نعرے کیے کہ ہم غلامان طلسم کشا ای شہر یار ہمکو یقین کامل ہوا کہ آپ قاتل طمطراق ہین اُسنے لوح کی وہ تدبیر کی تھی کہ امید نہ تھی کہ اب کوئی اہل دنیا لوح پائیگا مگر آپ صاحب اقبال نامی و نامدار فرزند صاحبقران عالیوقار ہین کس لطف سے آپ کو لوح ملی کسی کو امید نہ تھی کہ آپ رہائی پائینگے مگر صاحبان اقبال کے لیے ایسا ہی ہوتا ہی کہ جیسا آپ کے لیے ہوا جو جہانگیر کے قریب آیا اُسکو شاہزادہ جہانگیر نے امان دی برقان کی وجہ سے کئی ہزار جادوگر آئے برقان نے بڑھ کر عرض کی کہ یہ سب غلامان حضور ہین کبھی اطاعت سے گردن تابی نہ کرینگے ہر ایک کی پشت پر طلسم کشا نے ہاتھ رکھا کئی ہزار آدمی ساتھ ہوگئے طمطراق جادو نے جو دیکھا کہ اہل فوج کے بھی لوگ شریک ہوگئے گھبرا گیا مگر برقان نے مفتری کو گھیرا مفتری نے پکار کے آواز دی کہ او نادان بے وقوف تو نے غضب کیا کہ لوح لے کے طلسم کشا کو دی اب میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگی یہ کہکے مفتری نے ہاتھ سے ایک طائر چھوڑا اور پکار کے آواز دی اے طائر ساحری برقان کو دیوانہ تو کردے طائر نے گرد سر برقان چیخ مارا ایک چیخ ماری کہ میدان

ہل گیا دیکھنے میں وہ طائر چھوٹا سا ہے مگر آواز سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رعد گرجا برقان
مغز تمر کا بنی آنکھیں اُبل آئیں رنگ رو متغیر ہوا گھبرا کر یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

انقلاب ایسا کبھی اے دل نہ ہوا ہوا
ہائے میں تیری جگہ تیری جگہ تو ہو
وصل جھکو نکال آئے نہ ای شوق اپنے
دل میں ارمان بنا آنکھ میں آنسو نہ ہوا
ہمنے دیکھے نہ شب وصل کرشمے تیرے
سوکے فتنہ نہ بنا جاگ کے جادو نہ ہوا
باغبان لاکھ چھپایا کیے لیکن نہ چھپا
خون مرغان چمن رنگ ہوا بو نہ ہوا
اُسکے ملنے کی خبر مجھکو پھڑک کر دیتا
ہاتھ ملتا ہوں کہ ایسا کوئی بازو نہ ہوا
تمتک کے ہم کوچۂ محبوب میں بیٹھے کبھی
پاؤں توڑا بھی مقدر نے تو زانو نہ ہوا
سوز الفت نے اثر کچھ نہ دکھایا اپنا
کوئی پروانہ چمک کر کہیں جگنو نہ ہوا
کم نصیبی کی شکایت نہیں مجھکو ای دوست
شکر کرتا ہوں کہ دشمن سا تو کمرو نہ ہوا
جب خدا ہونے کا اقرار خود اس بت نے کیا
پھر مسلمان وہ کیسا تھا جو ہندو نہ ہوا
عکس نے آئنے کے دل میں جگہ پیدا کی
سامنے کا بھی یہ ترک آپ سے پہلو نہ ہوا
ساتھ کسکا کوئی دیتا ہے پریشانی میں
رنگ گلشن میں کبھی ہمسفر بو نہ ہوا
شب کو بیتابی دل سے میں ہی مجبور رہتا
اپنی شوخی پہ تمھارا بھی تو قابو نہ ہوا
نامۂ شوق کو رکھتے وہ بنا کر تعویذ
قاصد اپنا کوئی چلتا ہوا جادو نہ ہوا
جس تمنا کا ہوا خون مرے دل میں جلال
غم دلدار کے عارض کا وہ گلگو نہ ہوا

یہ اشعار برقان پڑھتی ہوئی سامنے مغتری کے آئی ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ جو حکم ہو
وہ بجا لاؤں مغتری نے کہا کہ ای برقان طلسم کُش سے لوح مانگ لاؤ برقان نے کہا کہ
میں جاتی ہوں جسطرح لوح دینگے اُس طرح مانگ لاؤنگی شاہزادہ جہانگیر جنگ میں مصروف
ہیں طمطراق نوجوں کو بھیج رہا ہے ہر ایک افسر پر بھی تاکید ہے کہ جس طرح ہوسکے
طلسم کشا کو گرفتار کرو سب سالار ساحران میں سے جو مقابلہ جہانگیر میں ہو بچا جان
لوح جہانگیر نے جسکا کوئی نابینا ہوگیا اور سے جہانگیر نے ہاتھ مارا خود آدو ٹکڑے کیے
گئی سو افسر نامی و نامدار ہاتھ سے شاہزادہ جہانگیر کے واصل جہنم ہوے غول کے

مغول بے افسر لڑ رہے ہیں اور جہانگیر معروف جنگ ہیں بجائے سپر لوح ہاتھ میں داہنے
ہاتھ میں تیغہ کھنچا ہوا شیرانہ دہنگا ملاتے ہوئے آتے ہیں اکثر افسران فوج جرأت و
شوکت دیکھ کر فریاد کرتے ہیں کہ اے شہریار ہم آپ کی اطاعت کرتے ہیں ہماری
جان بخشی فرمایئے اس طرح سے کئی افسر شریک ہو چکے ہیں ساٹھ ستر ہزار جادوگر ہمراہ
رکاب ہیں جم کے سحر کر رہے ہیں طمطراق طرف وزیروں کے متوجہ ہوا کہا کہ یارو اپنے
بیگانے ہو گئے کیا بڑا وقت ہے اے وزیرو تم دیکھتے ہو کہ طیفور و اسفور دونوں بھائی
شریک ہوئے وزیروں نے فوج کو ترغیب دی خود بھی بڑھ کر سحر کیا آتش سحر برسائی
سامنے کے ساحر طلسم کشا کے حیران ہو کر کھڑے ہو گئے سحر کرنا بھولے اس وقت برقان
آگے پہونچی کہ طلسم کشا لوح چمکا رہے ہیں برقان نے آکر سلام کیا کہا کہ ای شہریار میری
خیر خواہی سرکار پر بخوبی ثابت ہے ذرا لوح مجکو دیجیے میرے حواس درست ہوں شاہزادہ
جہانگیر نے لوح کو سامنے کیا جیسے ہی عکس لوح کا پڑا سحر جو مفتری نے کیا تھا وہ
اُتر گیا شاہزادے کے قدموں پر گر پڑی کہا کہ اے شہریار میں سحر میں مفتری کے
تھی آپ سے لوح لینے آئی تھی شکر ہو کہ لوح کو دیکھتے ہی ہوش میں آگئی اگر آپ
لوح نہ چمکاتے تو میں لوح لیکر مفتری کو دے دیتی اب میں جا کے مفتری سے مقابلہ
کرتی ہوں یہ کہہ کے برقان جھپٹی للکار کے آواز دی کہ او مکارہ جو سحر تو نے کیا تھا
وہ اُتر گیا اب میں تیرے مقابلے کو آئی ہوں مفتری نے جو برقان کو ہوش میں
پایا جل گئی نیمچہ کھینچا آپس میں نیمچہ چلنے لگا مفتری تو ساحرۂ زبردست ہی اس طرح
کا نیمچہ مارا کہ سر برقان کا زخمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لوں برقان نے پکار کر آواز دی
کہ اے شہریار لونڈی رخصت ہوتی ہے شاہزادۂ جہانگیر نے فوراً پلٹ کے دیکھا
کہ برقان کے سر سے خون بہہ رہا ہے پیچھے ہٹتی چلی آتی ہے اور مفتری نے
سامنے میں تلوار کے لیا ہی چاہتی ہے کہ یہ مرے تو ہاتھ ماردوں جہانگیر با وقت
جست وخیز کر کے قریب پہونچے سینہ سپر کر کے سامنے مفتری کے ہو گئے برقان کو
ہٹایا مفتری نے نیمچہ جہانگیر پر مارا جہانگیر نے لوح کو سامنے کیا عکس جو لوح طلسمی کا

مفتری پر پڑا تا بنا ہوگئی اوپر سے جہانگیر نے ہاتھ مارا مفتری یون ہی سامنے کھڑی ہوگئی
نتیجہ جو چمک کر گرا مفتری کے دو ٹکڑے ہوئے گرتے ہی مفتری کے اندھیرا ہو گیا آواز
آئی کہ کشتی مرا نام مین مفتری جادو بود مرا مفتری کا جو طمطراق نے سنا گھبرا گیا وزیرون سے
کہا کہ بڑی رفیق قتل ہوئی اب مین نہ ٹھہرونگا راہ مین ایک گنبد ہے اسکو گنبد سامری
کہتے ہین وہان کی حاکم ونا طلسم ملکہ سیمبر صحرا نورد ہے کہ وہ بزرگ طلسم ہے اُسکے پاس
جاتا ہون وہ میری بزرگ ہے شاید کوئی تدبیر بتلائے وزیرون نے کہا کہ بہتر ہے نکل چلیے
اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین قلعے مین قبضہ طلسم کشا کا ہو گیا اہل قلعہ اطاعت کرتے
جاتے ہین طمطراق اُسی جنگ مغلوبہ مین تخت پر سوار ہوا وزیرون کو ساتھ لیا تخت کو بلند
کرکے آواز دی کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا نہین منظور ہے وہ قلعے مین رہجائے اور جسکو ساتھ
دینا منظور ہو وہ میرے ساتھ چلے مین نے سلطنت سے ہاتھ اُٹھایا تخت جو اُڑا کئی لاکھ
ساحر طمطراق کے ساتھ چلے اہل قلعہ بعد جانے طمطراق کے فریاد و الغیاث کرنے لگے
افسر رومال سے اپنے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے کہا کہ ای شہریار طمطراق تو نکل گیا حضور
کے ہم تابعدار ہین اب امان ملے ہم مطیع اسلام ہوتے ہین کئی ہزار ساحر بعد فنا مطیع
اسلام ہوئے شاہزادہ جہانگیر بہ فتح و فیروزی داخل قلعہ ہوئے قیدیون کو آکے
رہا کیا ملکہ رنگین قمر طلعت و بحرین ابر پارہ و مواج و ملکہ ماہ رخسار وغیرہ نے رہائی
پائی اُسی قید خانے مین یاقوت تاجدار بھی قید تھا برقان معشوق کو دیکھ کے بہت
خوش ہوئی کہتی تھی صاحب مین نے تمھارے واسطے جانبازی کی کہ جان اپنی لگا دی
مگر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا کہ جو مین نے ارادہ کیا وہ پورا ہوا یہ کہکر طرف
شاہزادہ جہانگیر کے متوجہ ہوئی کہا کہ اے شہریار طمطراق سے ہاتھ اٹھایئے وہ جان
بچاکے بھاگ گیا ہر چند کہ اُسکے زندہ رہنے سے یہ خرابی درپیش ہے کہ جب کبھی موقع
پائیگا اس قلعے پر چڑھ آئیگا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ہم لوگون کا یہ دستور نہین کہ
جسپر قصد کرین پھر اُس سے ہاتھ اُٹھا لین بغیر اسکے کہ یا اُسے مسلمان کرین یا اگر
مسلمان نہ ہو اُسے قتل کرین تعاقب طمطراق کا نہ چھوڑین گے یہ کہکر ہرکارون کو

حکم دیا کہ مفصل دریافت کرو طمطراق کہان گیا ہرکارے واسطے خبر کے چلے مگر طمطراق
جو گنبد سامری مین پہونچا حاکم اس گنبد کی ملکہ سیمبر حجرہ انور د گنبد مین بیٹھی ہے
کہ ہرکارون نے آکے خبر پہونچائی طمطراق شکست خوردہ آتا ہے سیمبر نے کہا کہ ہم جانتے
تھے اس سال مین فساد برپا ہوگا جیسے جیسے طمطراق نے غرور کیے اُسی کا یہ انجام ہوا
یہ کہکے سیمبر واسطے استقبال کے نکلی آگے طمطراق کا سامنا کیا سامنا ہوتے ہی
طمطراق نے کہا کہ اے معین و مددگار و اے سرپرست طلسم قلعہ طلسمی مجھ سے چھوٹا
اے سیمبر آپکے پاس آیا ہون فریاد لایا ہون اس وقت مین میری مدد کیجیے قلعہ طلسمی پر
طلسم کشا نے قبضہ کرلیا بڑے بڑے ساحر طلسم کشا کے ساتھ مین اُن سب کی توہین نہ
کرسکتا ہون یہ سنکر سیمبر نے کہا کہ اے طمطراق تم جانتے ہو کہ تمپر کیون زوال آیا باعث
یہ ہوا کہ دین جدید تمنے اختیار کیا ہفت پیکر ایک ساحر زبردست ہے جبسے تم نے
یہ مذہب نو اختیار کیا ہوتا سامری و جمشید کا شہر اسقلانیہ مین ہے اسکے پاس چلو
دین قدیم اختیار کرو اور اعتقاد ہفت پیکر دل سے نکالڈالو طمطراق تو حد سے زیادہ
گھبرایا ہوا تھا فوراً آمادہ ہوگیا سامری ثانی نبیرۂ سامری شہر اسقلانیہ کا حاکم ہے
اُسی وقت تیاری چلنے کی کی گئی سیمبر مع پانچ سو ساحرون کے طمطراق کو لیکر طرف
شہر اسقلانیہ کے چلی چند روز مین منزلین طے کین جب سامنے شہر کے پہونچی تو دیکھا
کنگرہ ہائے قلعہ سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین وہ شعلہ ہائے آتش بلند ہوکے
آواز دیتے ہین کہ یا خداوند سامری ثانی تیری خدائی برحق ہے سیمبر نے کہا کہ اے طمطراق
یہ ظہور خداوندی دیکھ طمطراق نے زمین سے سجدہ کیا پکار کر آواز دی کہ اے سامری
ثانی مین نے دل سے تیرا اعتقاد کیا ہفت پیکر پہ لعنت کرتا ہون یہ کہکے اُسی مقام
پہ اُتر پڑا سیمبر نے ایک عرضی لکھی کہ یا خداوند سامری ثانی آپ کا بندۂ قدیم طمطراق
جادو بادشاہ طلسم بین الطرفین معتقد ہوکے حاضر ہوا ہے امیدوار ہون کہ
باریاب ہون یہ عرضی لکھکے سیمبر نے ہوا پر اُڑا دی ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا
عرضی کو منقار مین دبا کے لے گیا دوسرے دن صبح کو طمطراق نے دیکھا کہ کئی سو جوان

واسطے استقبال کے آئے طمطراق وسیمبر کو بیچ مین لیا شہر مین داخل ہوئے
طمطراق جادو نے شہر مین آکر دیکھا کہ جا بجا درخت ہین اُن درختون پر طائران
زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین تعریف سامری ثانی زبان پر ہے ہر طرف سے
یا خداوند سامری ثانی کی صدائین بلند ہین طمطراق جادو یہ عجائب وغرائب دیکھتا
قریب ایک دیر کلان کے آیا دیکھا کہ دروازے پر دیر کے گھنٹہ نوازو ناقوس نواز
دیر ہمن وچھتری پیتمبری دھوتیان باندھے ہوئے تلک ماتھے پر لگائے ہوئے
یا خداوند سامری ثانی پکار رہے ہین طمطراق جادو دروازے پر دیر کے آیا سیمبر
طمطراق کو ساتھ لیکر اندر دیر کے پہونچی دیکھا کہ تخت پر ایک تاجدار بیٹھا ہے گرد
مشیران سلطنت ووزیران بہت جمع ہین وہ تاجدار سب سے باتین کر رہا ہے
طمطراق نے بڑھکر سجدہ کیا سیمبر نے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند سامری ثانی یہ
بندۂ قدیم برگشتہ ہو گیا تھا اب راہ راست پر آیا ہی امیدوار ہون کہ اسکی خطا معاف
ہو سامری ثانی نے آواز دی کہ ہماری ملکۂ عالم کو بلاؤ کہ وہ آکے ان سب کا علاج
کریگی ایک وزیر اُٹھکر گیا تھوڑے عرصے مین ایک ابر سیمابی آسمان پر آکر لہرایا اور
قریب دیر کے آکر شق ہوا دیکھا کہ تخت پر ایک ماہ پیکر وسیمتن پری عارض تابان رشک قمر
نہایت حسین وجمیل دریائے جوانی مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن نمودار ہوئی
تخت آکر زمین پر اُترا وہ تاجدار جو تخت پر بیٹھا ہے اُسنے کہا کہ ای ملکہ الماس پریچہرہ
تم آگاہ ہو یہ کہ طمطراق جادو طلسم شکست کراکے آیا ہی بہت حال ابتر ہی اب یہان
فریادی آیا ہی اسکی مدد کرنا واجب ولازم ہی الماس نے ہنس کر جواب دیا کہ مسلمانون کا
گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی مین ابھی جا کر طلسم کشا کو گرفتار کیے لاتی ہون اگر موقع ملا تو
لوح لاؤنگی نہین تو صرف طلسم کشا کو لاؤنگی اُس تاجدار نے چلا کے آواز دی کہ اے
بندگان من طمطراق کو رہنے کی جگہ دے اُسی وقت طمطراق کے واسطے جگہ رہنے کی تجویز
ہوئی پھر اُس تاجدار نے آواز دی کہ ای طمطراق تمنے ہمسے بغاوت کی نیا خداوند قرار
دیا ہمارے باپ دادا خدائی کرتے آئے ہین ایک کو ایک کے بعد خدائی ملی ہفت پیکر

ایک ساحر مکار ہے لیکن اگر تمنے دل سے اطاعت کی ہے تو تمھارا طلسم تمکو ملیگا قدرت
ایسے شخص کو روانہ کرتے ہین کہ جاکے زمین اُلٹ دیگی یہ نواسی جمشید کی ہی الماس
پری چہرہ اسکا نام ہے جب ملک دمامہ کا تباہ ہوا چاہ زمرد مین یہ بھی تھی اگر اپنے
نانا سے عرض کرتی تو صاحب قران کو غارت کر دیتے مگر چلا آنا ہی مناسب جانا
اس شہر مین جو آئی سامری و جمشید کی ننھیال ہماری ددھیال تھی ہمنے ان کو اس
ملک کا مالک کیا اور تخت سلطنت پر بٹھایا مگر بد مزاجی انکی قدرت کو پراگندہ کرتی ہی
صحبت مین آتی ہین مگر تخلیہ نہیں چاہتین اب قدرت ان ہی سے طلسم کشا کو گرفتار
کرائینگے ہم بھی تقدیر کرینگے اور نانا سے عرض کرینگے کہ طلسم مین الطف فیض آباد
ہو جائے طمطراق جادو کو وزیر دن نے ایک قصر رہنے کو دیا جو کہ نہایت آراستہ تھا
طمطراق اُسمین جاکر اُترا الماس پری چہرہ تخت پر سوار ہوئین تلاش مین طلسم کشا کی
چلین راہ طی کرتی ہوئین ایک پہاڑ پر ٹھہرین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان
گینڈے پر سوار فوج غیر ساحران ہمراہ اُسکا انتظام کرتا ہوا علمہائے زنگاری کے
پھریرے کھلے ہوئے سامنے سے گذر گیا اسکے بعد الماس نے دیکھا کہ ابر سرخ و زرد
و کبود گرجتے ہوئے سامنے سے نمایان ہوئے وہ ابر بھی گذر گئے اُسکے بعد دیکھا کہ ایک
جوان خورشید جمال و آفتاب مثال مرکب باد رفتار پر سوار سپر و شمشیر حمائل ہلال و آفتاب
کا ساتھ کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہی کہ ماہ نمایان ہیچ قوس مین ہی ہزار تیر و نکا
ترکش مثل دُم طاؤس بائین ہاتھ پر لٹک رہا ہی ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے
ہوئے مثل گلدستے کے جست و خیز کرتا ہوا پشت پر لشکر ظفر اثر ساحر و غیر ساحر مسلح و مکمل
یہ رعنائی و زیبائی دیکھ کر بیتاب و بیقرار ہو گئی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی پیشانی پر پسینہ
آیا قلب تھرایا گلچینی گلشن جمال کی کرتے کرتے غش آگیا تھرا کر پہاڑ پر گری اور بیہوش
ہو گئی لشکر نکل گیا بعد عرصہ دراز ہوشیار ہوئی سر اُٹھا کر دیکھا وہ صورت زیبا
آنکھون کے سامنے نہ پائی اور لشکر کا سامان بھی نظر نہ آیا بیقراری و بیتابی مین یہ
اشعار زبان سے نکل گئے۔ نظم

نورِ رُخ کے روبرو نورِ قمر کیا چیز ہے ... آبِ دندان کے حضور آبِ گہر کیا چیز ہے
سوزِ دل کے روبرو نارِ سقر کیا چیز ہے ... نوح کا طوفان حضورِ چشمِ تر کیا چیز ہے
نام سنتا تھا شبِ فرقت میں پر دیکھی نہیں ... یا الٰہی کس سے میں پوچھوں سحر کیا چیز ہے
ہجر کے روکے سے میں دیوانہ رکنے کا نہیں ... تو بھلا ای پاسبان بے خبر کیا چیز ہے
دان ید بیضا تھا پائی سن انگلیان ہیں دس چراغ ... عیب بینوں سے کوئی پوچھے ہنر کیا چیز ہے
اُس سے پوچھو جو ہو صدمے ہجر کے جھیلے ہوئے ... آہِ بے تاثیر کیا شے ہے اثر کیا چیز ہے
آگ لگ اٹھتی ہے تن میں خود بخود بھکتا ہے دل ... کس سے پوچھوں سوزشِ داغِ جگر کیا چیز ہے
تو جوابِ خط تو لا انعام خاطر خواہ لے ... جان تک حاضر ہے ای نامہ بر کیا چیز ہے
آنکھیں دکھلا کر جو ساغر کھینچ مارا یار نے ... ہو گیا نشہ ہرن اے نور ڈر کیا چیز ہے

بیتابی میں اُسی جانب چلی جس طرف لشکر جہانگیر گیا تھا شاہزادہ جہانگیر باغ کوس پر آ کے اُترے چونکہ ابر آیا ہوا تھا چابک صبا رفتار سے کہا کہ ای برادر خیمہ استادہ کرو اُسمین چل کر بیٹھیں آج تمھارا گانا سنیں چابک صبا رفتار نے ایک خیمہ کنارے پر اپنے لشکر کے استادہ کیا گلابیان وغیرہ وہان رکھدین جب خدمتگار دروازے پر چھوڑے آپ خدمت میں حاضر ہوا عرض کی کہ جو حضور نے فرمایا تھا وہ سامان تیار ہے شاہزادہ جہانگیر اُٹھے ساتھ چابک صبا رفتار کے اُس خیمے میں آئے مسند پر آ کے بیٹھے چابک سے کہا کہ آج تو گانا سناؤ چابک نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

بلکہ بازو پہ بندھا ہاتھ ہوا نور کی شاخ ... نخل قامت نے نکالی شجر طور کی شاخ
تیرے قامت کی بلندی سے دبیگا طوبیٰ ... تیرے ہاتھوں سے جھکیگی شجر طور کی شاخ
تجھ سے پہنے ہوئے ہاتھوں میں کڑے لبِ بام ... آج پھولوں سے لدی ہے شجر طور کی شاخ
تجھ کو گل کھاؤں تو یہ ہو یدِ بیضا حاصل ... ہاتھ بیعت کو بڑھا لے شجر طور کی شاخ
ایک بھی شاخ نہیں ہے ترے ہاتھوں کی مثال ... کونپلیں اور نکالے شجر طور کی شاخ
آپ تو ابنِ تجلی سے جو بیخود ہو گا + ... ہاتھ اُٹھائیگی دعا کو شجر طور کی شاخ
آب رخ سے ترے سینچیں اگر ای باغ مراد ... گل رخسار نکالے شجر طور کی شاخ

ہاتھ ہی زیر زنخدان وہ کھڑے ہیں سرِبام	جل گئی سیب ذقن سے شجر طور کی شاخ
وحش عاشق پہ سر پیٹ کر اپنا رو لئے	نخل ماتم نے نکالی شجب طور کی شاخ

چنانچہ اس رنگ سے اس غزل کو گا رہا ہی کہ شاہزادہ جہانگیر محو سماعت ہو رہے ہیں الماس پریچہرہ اُڑتی ہوئی آتی تھی کہ اسنے دور سے لشکر دیکھا طلایہ پھر رہا ہی اور حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہی اشتیاق دیدار فرحت آثار مین ایک نخل پر آکے بیٹھی کہ کنارے سے لشکر کے گانے کی آواز کان مین آئی جب ان اشعار نے بیچین کر دیا خانۂ دل غم رنج و الم سے بھر دیا نخل سے اتری ساحرہ تو زبردست ہی ٹہلتی ہوئی قریب دریچے خیمے کے پہونچی پردے خیمے کے اُٹھے ہوے تھے دیکھا کہ مسند پر دہی جوان بلا تکلف بیٹھا ہی ایک عیار نئے طور سے بجا رہا ہی شاہزادہ بھی وجد مین ہی ٹہلتی ہوئی دروازے پر آئی خدمتگار پڑے سو رہے تھے ضبط نہ ہو سکا بلا تکلف اندر چلی آئی شاہزادہ جہانگیر کی نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک گل رخسار قمر عذار سرو قد خورشید خد پائینچے ہاتھ سے سنبھالے ہوے خرامان خرامان آتی ہی بے اختیار اٹھ کھڑے ہوے پکار اُٹھے۔ رباعی

باز آمدنت اگر خبر داشتمے	در رہ گذرت گل سمن کاشتمے
نگذاشتمے کہ پاے بر خاک نہی	خاک قدمت ز دیدہ بر داشتمے

اور پھر اُسی بیتابی و بیقراری مین بیک زبان سے نکل گیا کہ آئیے تشریف لائیے۔ فرد

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست	کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست

ملکہ الماس پریچہرہ بے اختیار ہو کر ہنس پڑی غنچہ دہن جو کھلا سفیدی دیدانی نے دانتون کی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا شاہزادہ جہانگیر نے بڑھ کر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور لاکے مسند پر بٹھایا بیٹھتے ہی الماس پریچہرہ نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے جہانگیر نے نام اصلی بتایا کہا کہ فکر مین بادشاہ طمطراق کی جاتے ہین طلسم زمین الطرفین سے بھاگا ہے اس طرف کی خبر پائی ہے اُسی فکر مین جاتے ہین یہ سنکر الماس پریچہرہ نے ہنس کر کہا کہ صاحب آپ بڑے با اقبال ہین نہین تو مین آپ کا سارا لشکر تہ و بالا کر دیتی ہر چند کہ آپ صاحب لوح ہین مگر سارا لشکر آپ کا دشمن آپ کا ہو جاتا

جلوہ کر کے گرفتار کر لیتے مگر مین بدنصیب ایسی ساعت چلی تھی کہ آتے ہی کمند زلف مین گرفتار
ہوئی شاہزادۂ جہانگیر نے بھی محبت خیز باتین کین چابک صبا رفتار تے جو دیکھا کہ عاشق
و معشوق بیقرار ہو رہے ہین یہ حیلے سے کسی کام کے اُٹھ گیا دروازے پر جا کے ٹھہرا
قضاے کار ملکہ رنگین قمر طلعت کو منسوب بھی ہو چکی ہے اور یہ بھی وعدہ کر چکی ہے کہ
بعد فتح طلسم ہفت پیکر سحر سے توبہ کر دونگی اسنے شام سے خبر پائی تھی کہ شاہزادے نے
کنارے پر لشکر کے خیمہ استادہ کرایا ہی اسی سوچ مین اپنے خیمہ مین لیٹی ہی دل کو خیال ہے
یہی ملال ہی کہ تنہائی مین کیون خیمہ استادہ کرایا دل سے باتین کر رہی ہی کہ صبح کو پوچھونگی کہ
کیا باعث تھا کہ آپ جا کے جنگل مین رہے شاید کسی سے وعدہ ہو یہی دل سے باتین کرتے
کرتے سو گئی عالم خواب مین دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین سیم بر قمر منظر دریاے جواہر مین
غوطہ زن بھاری لباس پہنے ہوے پہلو مین شاہزادے کے بیٹھی ہے غصہ مین چلی کہ جا کر
شکایت کرون اور پوچھون کہ یہ نازنین کون ہی غصہ جو انتہا کا آیا آنکھ کھل گئی اپنے کو پلنگ
پر پایا گھبرا کے کنیزون کو آواز دی ایک کنیز جاگتی تھی وہ اُٹھ کر سامنے آئی کہا لالٹین کو تو
اُٹھا لے کنیز نے لالٹین اُٹھائی آگے آگے کنیز پیچھے پیچھے ملکہ رنگین قمر طلعت چلی غصے سے
کانپتی ہوئی جو خواب مین دیکھا ہی وہ آنکھوں کے نیچے پھر رہا ہی چابک صبا رفتار دروازے
پر بارگاہ کے بیٹھا تھا کہ اسنے دور سے ملکہ رنگین قمر طلعت کو آتے ہوے دیکھا کہ غصے
مین جھپٹی ہوئی آتی ہین خود بھی کبھی آگے کبھی پیچھے ہو جاتی ہے چابک صبا رفتار گھبرا کے
اندر آیا کہا کہ ای شہریار ملکہ رنگین قمر طلعت آتی ہین مگر نہایت غصے مین ہین شاہزادہ
جہانگیر نے گھبرا کر کہا کہ ای ملکہ الماس تھوڑی دیر کے واسطے ذرا ہٹ جاؤ ورنہ وہ مفسدہ
فساد کریگی آتشخو شعلہ مزاج جاہلون کی سرتاج اُس سے خوف کا مقام ہی یہ سنکر ملکہ
الماس پریچہرہ نے کہا کہ انکو آنے دیجیے مین ہٹ جاؤنگی مگر یہ کہکر آنکھوں مین اشک
بھر لائی جہانگیر تو زانو بدل رہے ہین الماس نے ایک چٹکی خاک کی اپنے سر پر ڈال لی
شاہزادہ جہانگیر نے دیکھا الماس غائب ہو گئی ملکہ رنگین قمر طلعت جب قریب در
خیمے کے آئی دیکھا کہ چابک صبا رفتار کھڑا ہے کہا کیوں کسنے آج کس سے وعدہ تھا

جنگل میں کیون خیمہ استادہ کرایا چابک نے کہا کہ اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال و اے ماہ آسمان
کمال آفتاب تھے بیٹھے گھبرائے میرا گانا سننا منظور ہوا یہاں خیمہ استادہ کرایا ابھی گا کے
گانے اُٹھا ہوں ملکہ رنگین قمر طلعت نے کہا کہ تو عیار مکار ہے تیری باتوں کا کسکو اعتبار ہے
تیرا یہاں ہر گھڑے ہونا خاص علامت ہے کہ تو دیکھ رہا تھا شاید شاہزادہ جہانگیر کو میرا خیال
ہو اگر کسی کو دیکھ لونگی اپنی اور اُسکی جان ایک کر دونگی اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لونگی
چابک صبا رفتار نے کہا کہ اندر جائیے ملاحظہ کیجیے شاہزادہ اکیلا بیٹھا ہے یہ سُنکر ملکہ
رنگین طلعت نے خیمے سے پردہ اُٹھایا اور اندر خیمہ کے آئی شاہزادے کو مسند پر
تنہا دیکھا اور زیادہ غصہ آیا دوڑ کے دامن پکڑ لیا کہا کہ کیون اے شہریار آپ نے
یہان خیمہ کیون استادہ کرایا شاہزادے نے عجز سے جواب دیا کہ چابک صبا رفتار کا
گانا سننا منظور ہوا یہان خیمہ استادہ کرایا کیون صاحب تمکو کیا خیال ہے ملکہ رنگین
نے کہا کہ میں کیا کہوں اُس سوت کو ابھی نہ پایا ورنہ اپنی جان اور اُسکی جان ایک
کرتی جہانگیر نے بمنت و خوشامد ملکہ رنگین قمر طلعت کو بٹھایا ملکہ رنگین گھبرا گھبرا کے
چار جانب دیکھ رہی ہیں ملکہ الماس تو نکل گئیں شاہزادے نے جام بھر کر ملکہ
رنگین کو دیا رنگین نے جو یہ محبت دیکھی غصہ اُتر گیا دوسرا جام اپنے ہاتھ سے ملکہ
رنگین قمر طلعت نے لبریز کیا شاہزادہ جہانگیر کو دیا کہا کہ اے شہریار یہ چابک
کہان بھاگ گیا چابک کو بلائیے جہانگیر نے آواز دی چابک سامنے آیا ملکہ رنگین
قمر طلعت نے ارشاد کیا کہ اے چابک آج خیر گذری تمنے خبر ہو نجا دی تم عیار ہو
دروازے پر کھڑے ہو رہے چابک نے عرض کی کہ ابھی تک آپ کو وہی خیال ہے
اگر یہان کوئی ہوتا تو آپ اُسکو نہ دیکھتیں رنگین نے کہا کہ وہ بھی کوئی ساحرہ تھی
نشان نقش پا سے ثابت ہوتا ہے اگر کہو تو ابھی حال کھول دیں یہ کہکے ملکہ رنگین نے
خاک نقش پا اُٹھائی سامنے خاک کو رکھ کر جیسے دانے ماش کے مارے کہ وہ خاک اُڑی
اُسمیں سے آواز آئی کہ میں خاک پائے ملکہ الماس پریچہرہ ہوں یہ سُنکر جہانگیر نے کہا
کہ صاحب تمھیں سحر میں سب طرح کا دعویٰ ہے ملکہ رنگین طلعت نے کہا کہ اے

شہر الماس پہ پہرہ وہ ساحرہ ہے کہ دمامہ جادو کی عملداری میں رہتی تھی سامری ثانی
مدت سے اُسپر عاشق ہے مگر وہ نہیں مانتی ایسا نہ ہو کہ آپ کے دشمنوں کو پکڑ لیجائے جہانگیر
نے کہا کہ ای ملکہ عالم میں نہیں جانتا کہ الماس کسکا نام ہے جب شاہزادہ جہانگیر نے عذر کیا
تو ملکہ نے ہنس کر چاپک صبا رفتار سے کہا کہ بھیا یہ تو جھوٹ جھوٹ باتیں کر رہے ہیں کچھ
کچھ اشعار گاؤ چاپک نے غم و الم دونوں کا مٹانے کو یہ اشعار شروع کیے۔ نظم

سب بناوٹ ہی یہ الفت تیری ۔۔۔ جھوٹ ہی ساری محبت تیری
حشر ہوتا ہی جو چلتا ہے تو ۔۔۔ صاف قامت ہو قیامت تیری
بلبل و گل جو بہم دیکھتا ہوں ۔۔۔ کیا ہی یاد آتی ہے صحبت تیری
دیکھ لیتا ہوں قمر کو ای مہر ۔۔۔ یاد جب آتی ہے صورت تیری
مجکو کچھ کام نہیں جنت سے ۔۔۔ ہی گلی غیرت جنت تیری
تجھپہ عاشق نہ تھے کچھ رنج و عنا ۔۔۔ غم اُٹھاتے ہیں بدولت تیری
بے طرح عشق ہوا ہے تیرا ۔۔۔ خاک چھٹوائیگی اُلفت تیری
کیا کھلیں تجھ پہ سنہری کپڑے ۔۔۔ صورت مہر ہے صورت تیری
جب مجھے دیکھتا ہے کہتا ہے ۔۔۔ ہٹ مجھے شکل سے نفرت تیری
میرے آگے تو کرے اور سے بات ۔۔۔ نور اتنی نہیں طاقت تیری

تھوڑی دیر تک ملکہ رنگین قمر طلعت بیٹھی کہا کہ ای شہریار اب میں رخصت ہوتی ہوں
شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ بسم اللہ اسیر بھی ملکہ رنگین قمر طلعت بگڑیں کہا کہ ای شہریار
میرا بیٹھنا اس وقت ناگوار ہی شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ای ملکہ رنگین تمھارے دل میں
ایسا شک پڑا ہی کہ وہیں کہے جاتی ہو ملکہ رنگین قمر طلعت نے کہا کہ خیر بہتر ہے میرا عرض
کرنا ثابت ہو جائیگا یہ کہکے ملکہ رنگین قمر طلعت رخصت ہوئیں ملکہ الماس کا جلنے کو
دل نہ چاہتا تھا باہر نکل کر ایک طائر کی شکل بنکر ایک درخت پر جا بیٹھیں جب ملکہ
رنگین چلی گئیں تو ملکہ الماس درخت سے اتر کر آئیں کہا کہ اے شہریار میں سامری
ثانی سے وعدہ کر کے آئی تھی کہ برائے گرفتاری طلسم کشا جاتی ہوں میں آگئی

اس دام مین پھنسی اب جا کر کچھ حیلہ کرونگی مگر آپ اسی مقام پر رہیے آگے نہ بڑھیے مین
گرفتاری طمطراق کی تدبیر کرونگی یہ کہکے بخوبی سمجھایا کہا کہ اب آپ ہمسے مطمئن رہیے
کہکے ملکہ الماس پریچہرہ رخصت ہوئین سامری ثانی تخت پر بیٹھا ہوا ہے وزیرون سے
کہہ رہا ہے کہ ملکہ الماس نے جا کر لشکر طلسم کشا برباد کیا ہوگا طلسم کشا پر پنجہ قابض ہونا
دشوار ہے مگر سردار انکا کوئی دیکھیگا کہ سامنے سے ابر سیاہی نمایان ہوا چند طائر زیر ابر
زمزمہ سرائی کرتے ہوئے ابر سے پھول برستے ہوئے ابر آکے پھٹا سامری ثانی نے دیکھا
کہ ملکہ الماس پریچہرہ آئی ہین رنگ ورو اُڑا ہوا بوس وکنار جو ہوا ہی عارض پر بوسون کے
نشان ہین حیران و پریشان آ کر آفرین سامری ثانی نے کہا کہ ای ملکہ عالم کہو کیا گذری
الماس پریچہرہ نے کہا کہ بحرین ومواج ورنگین قمر طلعت یہ تین ساحر ایسے ساتھ ہین
کہ کوئی فعل بن نہ پڑا رنگین طلائے پر تھی بحرین ومواج عقاب بنے ہوئے بالائے خیمۂ
طلسم کشا تھے اگر اصلی ہوا کا جھونکا آتا ہی تو رنگین اسکو سحر جانتی ہی دفع کرنے لگتی ہے
آٹھ پہر یہ تینون سردار اسی فکر مین رہتے ہین مین دیکھ کر چلی آئی جس وقت موقع ان لوگون سے
پاؤنگی ایک پہر مین لشکر تباہ کرونگی سامری ثانی نے کہا کہ مواج وبحرین ایسے ہی
ساحر ہین تمنے خوب کیا کہ سحر نہ کیا اگر سحر کرتین تو مقابلہ پڑ جاتا بحرین ومواج پرانے ساحر
ہین علم سحر وشعبدہ سے بخوبی ماہر ہین مگر مین اور بھی تدبیر کرتا ہون ہر چند کہ الماس
نے سمجھایا کہ یہ قدر میری رائے پر رکھو مگر سامری ثانی نے وزیرون کو حکم دیا کہ وہ تدبیر
کرو کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکے وزیرون نے اسی وقت پہلوانان کو فرمان لکھے کہ جا کے
طلسم کشا کو روکو جس منزل پر ہے وہان سے بڑھنے نہ دو ہفت وہ پر وزیرون نے نامہ لکھا
کہ وہان پہلوانان مختلف وضع ہین وہ جا کے انھین روکین گے کیا عجب ہی کہ طلسم کشا کو جا کے
ہلاک کرین اور طلسم کشا اقلیم سے زندہ بچ کر نہ جانے پائے یہان طلسم کشا میدان مین آخر
ہوے ہین محبت الماس دل مین خیال آٹھ پہر آب وگل مین صبح کا وقت ہے بیرون
بارگاہ کرسی پر بیٹھے ہین چابک صبا رفتار پر کس رانی کر رہا ہے بحرین ومواج ورنگین
وماہ رخسار کرسیون پر بیٹھے ہین ہامان صحرا نورد انتظام لشکر کر رہا ہے تمام لشکر

صحرا مین فروکش ہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک پہلوان آگے آگے چلا آتا ہے جسم انسان
کا سر شیر کا چابک سے شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ دریافت تو کرو یہ پہلوان کون ہے اور
کیون آیا ہے چابک گیا اور دریافت کرکے آیا کہ جنید شیر سر اسکا نام ہے برائے مقابلہ
طلسم کشا آیا ہے جہانگیر نے کہا کہ سمجھا جائیگا جنید شیر سر نے اترتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے
اسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی یہ خبر ہرکارون نے شاہزادہ جہانگیر کو پہونچائی
جہانگیر نے بھی حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی بجا دونون لشکرون
مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جبکہ ہزبر زرین پوش صحرا نورد صحراے
چرخ زبرجدی پر آکے بیشہ نشین ہوا جنید شیر سر سوار ہوکے میدان کارزار مین باصف
سے اپنی آگے بڑھ کر کھڑا ہوا کہ شاہزادہ جہانگیر مع لشکر میدان کارزار مین آکے پہونچے
صفین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کرکا کہکر ہٹے جنید شیر سر نے قصد
کیا کہ گینڈا اپنا میدان مین لگاوون کہ صحرا سے گرد اڑی اقوام فیل سر بارہ ہزار
فیل سرون سے آکر پہونچا جنید نے حال پوچھا اقوام نے کہا کہ سب فوجین چلی آتی ہین
فردا فردا آیا چاہتی ہین یہ ذکر تھا کہ پھر گرد اڑی دیلم خرطوم جبینی بارہ ہزار پہلوان اپنے
ہمراہیون سے آکر پہونچا بعد اسکے پھر گرد اڑی عشاق دراز گوش بارہ ہزار جوانون
سے آکر پہونچا نعمان سنگ سر چھ ہزار جوانون سے آیا اور ہامان مرغ سر دس ہزار
سوارون سے اسقدر فوجین آئین کہ تمام صحرا معمور ہوگیا دیکھنے والے گھبرا رہے
تھے جب یہ سب جمع ہوچکے آمد مین فوج کی دوپہر ڈھل گئی کہ جنید شیر سر نے گینڈا
اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے فرزند ایرستان جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے جہانگیر نے قصد کیا تھا کہ نکلون ہامان صحرا نورد نے گھوڑا اپنا بڑھایا
ہرچند کہ جہانگیر نے منع کیا مگر ہامان صحرا نورد نے نہ قبول کیا گھوڑا بڑھا کر
سامنے جنید شیر سر کے آیا جنید شیر سر نے ایک چیخ ماری کہ صحرا ہل گیا مرکب نے
ہامان کے جو مرکب جنید شیر سر کو دیکھا بھڑا بدلگامی کرنے لگا جنید شیر سر نے بڑھ کر
ہامان صحرا نورد پہ چنگل مارا اور گھوڑے سے کھینچ لیا لشکر مین جنید شیر سر کے

ایک قہقہہ ہوا جہانگیر کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو صف سے نکالا اور آواز دی کہ او
جنید شیر سر آگے نہ بڑھنا مگر جنید اپنی صف پر پہونچا ہی چاہتا ہے کہ ہامان کو اپنے
ساتھ والون کو دے کہ یکایک پہلو سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ او مکار یہ کیا حرکت ہے
جنید پلٹا ہاتھ تلوار کا شاہزادۂ جہانگیر پر مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاو
سے ہاتھ نکال کر سر کو بچایا کمر پر ہاتھ مارا کہ جنید شیر سر کے دو ٹکڑے ہوئے عشاق
دراز گوش کہ اسکے کان مثل کمل کے لپٹے ہوئے دوش پر پڑے ہین عشاق نے
آکر حربہ کیا شاہزادۂ جہانگیر نے روک کر ہاتھ مارا کہ اُس دراز گوش کے بھی دو ٹکڑے
ہوئے سب فوجون نے شاہزادۂ جہانگیر کو گھیر لیا جہانگیر جنگ رستمانہ کر رہے ہین
ملکہ الماس پریچہرہ جو صبح کو دربار مین سامری ثانی کے آئین سامری ثانی نے
اُسوقت وزرا سے پوچھا کہ طلسم کشا کے مقابلے مین کسکو بھیجا وزرا نے عرض کی
حضرت ورے پر مینے نامہ لکھا ہے شیر سر وغیرہ جسقدر فوجین وہان رہتی ہین سب
مقابلے مین طلسم کشا کے گئی ہونگی وہ لوگ بصورت ہاے مختلف پامال کرکے آئینگے
فوج طلسم کشا اُنکو دیکھ کر بھاگ جائیگی الماس نے جو یہ سُنا ایک ٹھنڈی سانس
کھینچی سوچاین کہ حقیقت مین یہ اقوام مختلف جو پہونچی ہونگی کیا آفت برپا ہوگی
طلسم کشا کس سے لڑینگے دربار سے سامری ثانی کے اُٹھین سامری
نے کہا بھی کہ اے ملکہ عالم کہان جاتی ہو ملکہ الماس نے کچھ جواب نہ دیا باہر نکل کر
طاؤس پر سوار ہوئین طرف میدان کارزار کے چلین اُسوقت آکے پہونچین کہ شاہزادۂ
جہانگیر گھرے ہوئے ہین سگ سر وغیرہ حملے کر رہے ہین گھوڑا شاہزادے کا
بدلگامی کر رہا ہے جدھر پلٹا کبھی سگ سر کو دیکھا اور کبھی فیل گوش پر نگاہ
پڑی ان مختلف صورتون کو دیکھکر اور زیادہ تڑپتا ہے شاہزادۂ جہانگیر روکتے
ہین مگر مرکب نہین تھمتا زخمی بھی ہوچکے ہین خون جسم سے بہ رہا ہے تختے خون کے جمے
ہوئے مگر جس مقام پر جم گئے لاشون کے انبار کردیے الماس پریچہرہ کی نگاہ جو اس
حال پہ پڑی بیتاب وبیقرار ہوگئی اور یہ بھی دیکھا کہ رنگین قمر طلعت فوج

غیر ساحران کو بھیج رہی ہین ساحر کوئی نہین بڑھتا ایک طائر کی شکل بنکر الماس ایک
تخت پر بیٹھی شاہزادہ جہانگیر پر جو حربے پڑتے ہوئے دیکھے بتون کی آڑ مین ہو کے
ہاتھ چمکایا برق جو کڑک کر گری کئی سو کے سر اُڑ گئے کافر گھبرانے لگے ایک نے اُنمین سے
پکار کر کہا کہ ای طلسم کشا ساحرون کے بھروسے پر لڑتے ہو جہانگیر نے پلٹ کر طرف
ملکہ رنگین کے دیکھا۔ دیکھا کہ رنگین کنارے پر لشکر کے کھڑی ہین اور غیر ساحرون
کو بھیج رہی ہین کنیزون نے اگر قصد سحر کرنے کا کیا تو اُنکو منع کر دیا کہ تم لوگ نہ بڑھو
جرات شاہزادہ والا قدر سے سراسر خلاف ہی کہ غیر ساحرون سے ساحر لڑین جہانگیر
نے پکار کے آواز دی کہ اے ملکہ رنگین قمر طلعت یہ سحر کسنے کیا کہ کئی سو کے سر
اُڑ گئے اُنکے گھوڑے بھڑکتے ہین ملکہ رنگین نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار کیا
مجال جو کوئی یہان سے سحر کرے شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ملکہ دریافت تو کرو یہ سحر کون
کر رہا ہے ملکہ رنگین بنگاہ غور دیکھنے لگین ایک شخص نے بڑھکر شاہزادہ جہانگیر
نیزہ مارا کہ وہ نیزہ پشت پر پڑا خون جاری ہوا الماس نے ہرچند چاہا کہ ضبط کرون
نہ ہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ محبت عشق سے ٹوٹا
اُسی جوش مین ہاتھ ہلا دیا رنگین قمر طلعت کی نگاہ پڑی کہ طائر نے پر ہلائے اور برق
چمکی دل مین سوچی کہ اے رنگین یہ کوئی ساحرہ ہے یہ سوچ کر چند دانے ماش کے
طائر پر مارے طائر نے ماش کے دانون پر پر مار دیے وہ ماش کے دانے زمین پر گر کر
جل گئے بحرین و مواج نے جو دیکھا کہ ہماری بیٹی کا سحر خالی گیا یہ ساحر کون ہے بحرین
نے ایک دو پتھر مارا کہ وہ درخت جلنے لگا مواج نے پکار کر آواز دی کہ ارے ظاہر ہو
یہ کون شخص ہے درخت جل کر خاک ہوا دھوان عجیب وہ اُٹھ رہا ہے یکایک وہ
دھوان بھی پھٹا سب نے دیکھا کہ اُس دھوئین مین سے ایک آفتاب تابان نمایان
ہوا ہو شگفتہ ہلتے ہوئے چہرے پر اُداسی زلف عنبرین پر پریشانی آئینہ رخسار پر جلی
مگر کچھ اشیاے سحر ہاتھ مین ہین ملکہ رنگین قمر طلعت نے ملکہ الماس پر یہ چہرہ کو پہچانا
رنگین نے شاہزادہ جہانگیر کو پکار کے آواز دی کہ اے شہریار سرکار کی معشوقہ

سحر کر رہی ہین ملکہ الماس کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا پکار کے آواز دی کہ بی رنگین ذرا
زبان سنبھالو کیسے عاشق و معشوق فقط رحم دلی کو کام کیا ورنہ ہمکو کیا غرض تھی کہ اس جنگ
مغلوبہ سے بچاتے ملکہ رنگین نے ایک گولہ اُٹھا کر مارا کہا بوا خاموش رہو ہم سب
معاملات سمجھ چکے الماس نے ہاتھ ہلایا گولہ کٹ کر گرا ملکہ رنگین نے کئی سحر کیے لیکن
ملکہ الماس نے اشارون مین دفع کردیے بحرین نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا کہ
الماس پر سحر تاثیر نہین کرتا رنگین شرمندہ ہوکے رہجاتی ہے چہرے سے اُداسی
بالون سے پریشانی آئینۂ رخسار سے حیرانی ظاہر ہوتی ہے بحرین نے جھپٹ کر پشت پر
الماس کے آکے حلقہ ہاے کمند سحر مارے الماس نے تڑپ کر وہ حلقے توڑے
پلٹ کر بحرین پر جو سحر کیا بحرین کی زبان بند ہوئی الماس نے آگے کمر مین پنجہ دیا چاہا کہ
لے اُڑون رنگین نے بالون کو اپنے کھول دیا ہاتھ پر الماس کے شعلہ گرا کہ آبلہ پڑگیا
بحرین کو چھوڑا بحرین طرف زمین کے چلا زمین شق ہوئی ایک عقاب تڑپ کر
زمین سے نکلا اُسنے بحرین کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑا رنگین نے چاہا کہ عقاب کو مارون
دوسرے طائر نے رنگین کو لیا الماس ترجمہ کر بلند ہوئی ملکہ رنگین و بحرین کو دو
طائر لے گئے مگر الماس اس طرح جھپٹی کہ جس سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ اسے قتل کر ڈالتی
جاتی ہے مگر وہ طائر برق جہندہ سے تڑپ کر نکل گئے عقب مین الماس بھی غائب
ہوئی چابک صبا رفتار نے جو یہ معرکہ دیکھا تعاقب مین بحرین و رنگین کے چلا
مگر حیران ہے کہ مفصل کیونکر معلوم ہو کہ کون لے گیا حیران و پریشان جاتا ہے یہان
جہانگیر نے سب افسرون کو مارا اہل فوج شکست کھا کے بھاگے مواج دریا شگاف
واسطے دختر و شوہر کے نہایت بیتاب و بیقرار ہے آنکھون سے آنسو جاری ہین
جہانگیر نے پوچھا کہ اے مواج خیر تو ہے آج تمکو بہت پریشان پاتے ہین تمکو معلوم
ہوگا کہ چابک صبا رفتار کسی فکر مین گیا ہے مواج نے عرض کی کہ اے شہریار مین
حیران ہون کہ کیسا سحر کامل تھا ورنہ شوہر میرا اسقدر شعبدہ باز ہے کہ کوئی اُسکا مقابلہ
نہین کرسکتا لیکن ایسا ناچار ہوا کہ طائر اُٹھا لے گیا اور بچہ نور نظر کنیز واسطے شوہر

سے بہت بیقرار ہے حضور نے سنا ہوگا کہ میں کبھی شوہر سے جدا نہیں ہوئی میرا تو عجب حال
ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے۔ نظم

اُنکی دوری سے یہ اب حال ہمارا پہونچا ‏ دم کے جانے میں پیغام اجل آ پہونچا

پاس ایمان نہ رہا عشق بتِ مہرو میں ‏ میں جو کعبے سے پھرا سوے کلیسا پہونچا

خط جو قاصد کو دیا تاب نہ آئی دل کو ‏ میں ادھر اور اُدھر یار کو نامہ پہونچا

پڑھ کے مضمون غم انگیز بھر آئے آنسو ‏ اُنکی خدمت میں عریضہ جو ہمارا پہونچا

لہر اس بحرِ لطافت کی جو آئی دل میں ‏ صورت موج رواں جانب دریا پہونچا

کمر یار کا نازک تھا نہایت مضمون ‏ ذہن مطلق نہ دم فکر ہمارا پہونچا

قاصد یار کو میں اپنا پیمبر سمجھا ‏ وحی سمجھا جو مرے پاس نوشتا پہونچا

قدسیوں نے بھی جگر تھام لیے ملکوں نے ‏ شور نالے کا جو تا عالم بالا پہونچا

حوریں آئیں ترے کشتے کی زیارت کے لیے ‏ کربلا میں جو پئے دفن جنازہ پہونچا

جوش اُلفت سے وہ روتے ہوئے در تک آئے ‏ در یار پہ جو عاشق کا جنازہ پہونچا

زور سے ہاتھ جو کھینچا تو بگڑ کر بولے ‏ چھوڑ دو نور کہ دکھنے لگا میرا پہونچا

شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ای مواج نہ گھبراؤ انشاء اللہ چالاک صبا رفتار مفصل خبر لیکر
آئیگا مواج یہ باتیں سنکر سامنے سے جہانگیر کے چلی چاہا کہ اپنے خیمے میں جاوے
کہ آسمان سے ایک برق چمک کر گری مواج کو اُٹھا لے گئی یہ تو ناظرین پر واضح ہو
کہ جب افسران مختلف وضع مارے گئے اہل لشکر اُنکے اپنے سرداروں کے لاشے
لیکر شکست خوردہ بھاگ گئے شاہزادہ جہانگیر اُسی مقام پر فروکش ہیں لیکن چالاک
صبا رفتار جو تلاش میں رنگین و بحرین کی چلا کئی کوس تک نکل گیا ایک مقام پر آکے
دیکھا کہ ایک باغ بنا ہے اور چند کنیزان زرین پوشش دروازے پر کھڑی ہیں آپس
میں چہلیں کر رہی ہیں چالاک صبا رفتار نے اپنے کو ایک درخت نخل میں چھپایا
دیکھ رہا ہے کہ ایک کنیز پھرتی ہوئی اُسی طرف آئی چالاک نے اُسے بیہوش کیا اُسی کی
صورت بنکر آکے اُن کنیزوں میں ملا اُنھیں کے ساتھ باغ میں آیا آکر دیکھا کہ گل ہا

رنگا رنگ و سنگ ہ فہ ہاے بوقلمون نہرون کا جوش و خروش حباب لب جو کو بیہوشی مین ہوش وسط باغ مین چبوترہ بلور کا حالت اُسکی نور کی فرش مشجر بچھا ہوا مسند جواہر نگار آراستہ و پیراستہ اُسپر ایک نازنین بیٹھی کہہ رہی ہو کہ اری شفقتو بحرین و مواج و رنگمین کی حفاظت کرنا ملکہ فرما گئی ہین کہ اُنکو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچے آپ واپس پہونچا نیکی کنیزین عرض کر رہی ہین کہ اُنکو اُسی قصر مین چھوڑا ہے آرام سے بیٹھے ہین مگر نہین سب سے زیادہ بیتاب و بیقرار ہے جابک نے جو ان سب کا حال سُنا گھبرایا گھسکر محفل مین بیٹھا کہا کہ حضور ایک غزل سُناؤن اس وقت فصل بہار جوش پر کنیزون نے اُس نازمین کا نام گلستان جادو لیا گلستان نے کہا کہ ای نرگس تیری عادت دیدہ بازی کی نہین جاتی خوشی تیری ملکہ الماس کی پریشانی پر دل ہمارا بیقرار ہے کل سے خاصہ خوش نہین فرمایا آج فرماتی ہین کہ ان قیدیون کو رہا کرون یا قید مین بھیجدون دونون طرح مشکل ہو مگر جابک نے بابان کھینچ کر طبلہ بجایا گلستان نے کہا کہ اے نرگس تم تو طبلہ خوب بجاتی ہو جابک نے کہا گانا تو سنیے یہ کہکر یہ غزل شروع کی

نظم

دم گھٹ رہا ہو چشم سیہ کے خیال مین
گردن ہو طوق حلقۂ چشم غزال مین

اُلجھا رہا مین زلف سیہ کی مثال مین
مضمون پیچ کا تھا نہ آیا خیال مین

اُلجھی ہوئی جو فکر دہن کی مثال مین
عنقا کو باندھ لائینگے دام خیال مین

ہو عشق کون لے دردلدار کی خبر
دل اپنے حال مین ہو جگر اپنے حال مین

کیا غم کیا جو قید عزیزون نے ای جنون
مہندی بندھی نہین مرے پاے خیال مین

دل میرا بعد میرے حسینون مین بٹ گیا
صد ہا شریک ہوتے ہین مُردے کے مال مین

تمنے نگاہ قہر جو کی عین غیظ مین
تل تیل ہوکے رہگیا چشم غزال مین

تمکو زوال حسن کا ہو دیکھنا جو رنگ
احوال آفتاب کا دیکھو زوال مین

یارب برا ہو ذکر زمان فراق کا
گذری شب وصال اسی قیل و قال مین

قیدون سے ٹوٹتا نہین وحشت کا سلسلہ
بیری پڑی نہین مرے پاے خیال مین

آنکھوں میں ڈورے ہیں تہ ابروئے پُر جھیا	چلا چڑھا ہوا ہی کمان ہلال میں
اللہ رے صفیر کی رنگین خیالیان	لو اتو پھول جھڑتے ہیں یوں بول چال میں

چاپک نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ گلستان تعریفیں کرنے لگی کہا کہ ای نرگس خوب گاتی ہو چاپک صبا رفتار نے دست بستہ عرض کی کہ اب حضور شراب کا چرچا ہو گلستان نے کنجی میخانے کی دی چاپک جاکر شراب کو خراب کرکے لایا چند اشعار گاکر جام بھر کر اول گلستان کو دیا گلستان بے خوف پی گئی اب تو چاپک نے دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے میں سب کو شراب پلائی کہ سب بیہوش ہوئے چاپک نے چاہا کہ قتل کردوں پھر سوچا کہ ایسا نہ ہو قتل کرنے سے اسکے کوئی آفت برپا ہو جاے آخر خنجر کمر میں رکھ لیا جھپٹ کر قریب اُس کمرے کے آیا قفل لگا ہوا تھا اُسکو کاٹا اندر کمرے کے آیا دیکھا کہ ملکہ رنگین و مواج و بحرین مسلسل و مطوق زبانوں میں سوزن دیے ہوے بیٹھے ہیں مگر ملکہ رنگین بیہوش پڑی ہیں چاپک نے چاہا کہ بحرین کی زبان سے سوزن نکالوں بحرین نے منع کیا کہ ای چاپک میرے پاس نہ آنا چاپک طرف مواج کے چلا مواج نے بھی منع کیا کہ ای چاپک اثر بجلو پاکروگے تو خود گرفتار ہو جاؤ گے چاپک نے چاہا کہ رنگین کو ہوشیار کروں ہر چند کہ ہاتھ ہلاتا ہے مگر ملکہ رنگین ہوشیار نہیں ہوتیں چاپک صبا رفتار ناچار ہو کر بیٹھا خیال میں آیا کہ سب کو جل کرکے ہوشیار کردوں انکے بیہوش کرنے سے کچھ نفع نہ ہوا چاہا کہ باہر نکلوں کہ دیوار کمرے کی شق ہوئی دیکھا کہ ملکہ الماس پریچہرہ نمودار ہوئی اُنگلیوں سے قطرے خون کے ٹپکتے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس نکلتے ہی آواز دی کہ او چاپک تو نے بڑی گستاخی کی اگر ان سب کو تو رہا کرتا تو مزا اُٹھاتا چاپک نے کہا کہ ای ملکہ عالم میں نے سب کو بیہوش کیا مگر کچھ مطلب نہیں حاصل ہوا ملکہ الماس نے کہا کہ اسے چاپک صبا رفتار یہ سحر ہمارا ہے پی رنگین کو بڑا دعوے تھا مواج و بحرین اپنے کو بے مثل و بے نظیر جانتے تھے لیکن کیسے پھنسے کچھ زور نہ چلا یہ کہکر جھولی سے ایک آبخورہ پانی کا نکالا کہا کہ دے چاپک اسکو منھ پہ رنگین کے چھڑکو رنگین

ہوشیار ہوگی چابک نے وہ پانی جو شیشہ میں ملکہ رنگین قمر طلعت کے چہرے پر چھڑکا ملکہ رنگین کو
چھینک آئی آنکھ کھول کر چابک کو دیکھا کہا کہ ای مہتر والا گہر خوب وقت پر پہونچے
ہمنے بڑے صدمے اٹھائے ہمکو بی الماس گرفتار کر کے لائی ہین کہ پہلو سے آکر ملکہ
الماس نے سلام کیا کہا کہ ای شاہزادی طلسم سحر عجب نازک مقدمہ ہے اگر چل گیا تو
دیوانہ کیا اگر نہ چلا تو پریشانی ہے آپ نے دیکھا کہ آپ لوگ کیونکر گرفتار ہوے کوئی
بھی زور چلا اب مین آپ کو رہا کرتی ہون ہم بھی عاشق جمال شاہزادہ جہانگیر ہین
ہمارے آنے جانے کا سد باب نہ کیجیے گا رنگین نے شرما کر سر جھکا لیا اشارے سے کہا کہ
ای الماس ہم تم دونون گلچین گلشن جمال شاہزادہ جہانگیر ہین ابھی دو دن مین دیکھو کیا
کیفیت ہوئی کیسے کیسے سردار برائے مقابلہ شاہزادہ والا قدر آئے اور اس شیر کے ہاتھ
سے قتل ہوے یہ سنکر ملکہ الماس نے کہا کہ ای ملکہ رنگین اسکو یاد رکھنا کہ یہ سرحد
حکومت سامری ثانی ہے بے ہماری مدد کے یہان مشکل کشائی نہ ہوگی ہزار طرح
کے وہ شعبدے جانتا ہی اُسکے شعبدون سے بچنا مشکل ہے ہم اُن عجائب و غرائب
کو بیان کرینگے ملکہ رنگین نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا الماس نے اول زبان
رنگین کے سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی ملکہ رنگین نے قصد کیا کہ قید کو توڑ دوں
مگر نہ ہوسکا الماس نے ہنس کر کہا کہ بی ابھی قید خانے مین ہو ہماری سرحد ہے
قید نہ ٹوٹیگی یہ کہکر قید جسم سے دور کی ملکہ رنگین نے رہا ہوتے ہی ماں باپ کی زبان
سے سوزن نکالی بحرین و مواج پیر نے ساحرون قیدین توڑ کر سیدھے ہوے رنگین
و بحرین و مواج کمرے سے باہر نکلے الماس نے کہا کہ بی رنگین تم جاؤ چابک کو
روک لینا رنگین و بحرین و مواج اڑتے ہوے چلے سر راہ باغ سے نکلے تھے کہ صحرا
سبزہ زار ملا دیکھا کہ بڑے بڑے درخت اُگے ہوے ہین جا بجا آہو پھر رہے ہین
کالی کالی آنکھین گردش کرتی ہوئین ایک سے ایک تیز و طرار و چالاک و چست آراد
درست جھنڈون پہ گھاس کے کبھی منھ ڈالتے ہین کبھی جست و خیز کرتے ہین کبھی آپس
مین لڑتے ہین خوش فعلیان کر رہے ہین ملکہ رنگین نے جوان آہوان صحرا کو دیکھا

ماں باپ سے کہا کہ دیکھیے یہ آہو کیسے خوبصورت ہیں کہیے تو دو چار کو گرفتار کر لیں
شاہزادہ بہت خوش ہوگا بحرین نے کہا کہ ای نور نظر اگر تمھاری خوشی ہو تو یہ آہو
تمھارے ساتھ ہوں اتفاق سے ہم سحر میں الماس کے پھنس گئے رنگین نے
کہا کہ آپ سحر کیجیے یا میں سحر کروں بحرین نے پڑھ کر کچھ ماش کے دانے پھینکے آہو جستیں
کرنے لگے گرد بحرین کے چرتے تھے ایک آہو نے بڑھ کر رنگین کے سامنے آنکھیں
جھکائیں رنگین نے ہاتھ بڑھایا کہ اُسے پکڑ لوں وہ آہو ایک جانب بھاگا ملکہ رنگین
اُسکے پیچھے دوڑتی ہوئی چلیں بحرین نے پکار کر کہا کہ ای نور نظر اب آہو کا پیچھا کرو
ملکہ رنگین نے پلٹ کر کہا کہ میں اسے پکڑ لاتی ہوں بحرین و مواج دیکھ رہے ہیں کہ
وہ آہو جا کے ایک درہ کوہ میں گھس گیا رنگین قریب درہ کوہ کے کھڑی ہیں
ہر مرتبہ قصد کرتی ہیں کہ اندر درہ کوہ کے جاؤں کہ یکایک کوہ کے اندر سے دھاڑنے
کی شیر کے آواز آئی دور سے مواج و بحرین نے دیکھا کہ شیر للکارتا ہوا قریب رنگین
کے آیا اس طرح جھپٹ کر حملہ کیا کہ رنگین تھرا کر زمین پر گری ہر چند کہ چاہتی ہے سحر
کروں شیر کو ہٹاؤں زبان میں لکنت ہے مزاج کی عجب کیفیت ہے شیر نے رنگین کو
اُٹھا لیا منھ میں دبا کر درہ کوہ میں گھس گیا اب تو بحرین بیقرار ہوا اور قریب درہ کوہ
کے آیا للکار کے آواز دی کہ او سگ صحرائی نکل تو سہی مواج نے دیکھا کہ وہی شیر منھ
سے قطرے خون کے ٹپکتے ہوے درہ کوہ سے نکلا بحرین شیر کو دیکھ کر بیقرار ہو گیا
صاف ثابت ہوتا تھا کہ رنگین کو کھا کر آیا ہے تلوار کھینچ کر اسم سحر پڑھتا ہوا شیر پر
جا پڑا لیکن ہاتھ تلوار کے مارے شیر نے خالی دیے بحرین ذرا رکا تھا کہ شیر نے
دھڑو کر مارا بحرین زمین پر گرا شیر نے بحرین کو بھی اُٹھا لیا درہ کوہ میں چلا گیا
مواج حد سے زیادہ بیتاب ہوئی کہ دختر بھی گرفتار ہوئی اور شوہر پر یہ سانحہ ہوا
دل کو صبر نہ آیا جھپٹ کر قریب آئی غل مچانے لگی ایک گولہ مارا کہ پہاڑ تھرا گیا درہ
کوہ سے وہی شیر نکلا منھ میں اُسکے خون بھرا ہوا ڈکاریں لیتا ہوا قریب مواج کے
پہونچا مواج بھی اسی طرح گری شیر نے مواج کو بھی اُٹھا لیا درہ کوہ میں گھس آیا

یہان ملکہ الماس نے بعد ان تینون کے جانے کے چابک سے کہا کہ تمنے جانکو بیہوش کیا ہے انکو قتل کرو مگر وہ تینون شخص پھر آتے ہین جنگل مین جاکر اُنپر افتاد پڑی بہران جادو نے اُن تینون کو پھر گرفتار کر لیا چابک نے بڑھ کر گلستان جادو کو قتل کیا کنیزین ہوشیار ہوگئین قدمون پر الماس کے گرین کہا بی بی ہم آپ کے تابعدار ہین ملکہ گلستان نے جو خطا کی اُسکی سزا پائی الماس نے کنیزون کو گلے سے لگایا کہا کہ خبردار ساحری ثانی کے سامنے یہ ذکر نہ آئے کنیزون نے کہا کہ کیا مجال جو ہم زبان سے نکالین کہ دیکھا ایک طرف سے آندھی چلی چابک نے دیکھا کہ ایک ساحر رنگین وبحرین ومواج کو گرفتار کیے ہوئے لیکر پہونچا سامنے الماس کے حاضر کیا الماس نے کہا کہ اے ہزبر آدمخوار تو نے بڑا کام کیا انکو گرفتار کر لیا الماس نے دیکھا کہ ملکہ رنگین شرمندہ سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہین بحرین ومواج کو غصہ ہے چاہتے ہین کہ زبان سے سوزن نکلے تو ہم ہزبر پر سحر کرین الماس نے جوزن وشوہر کو برہم پایا ہزبر سے کہا کہ انکی زبانون سے سوزن نکال لے ہزبر دونون کی زبانون سے سوزن نکالی جلدی کی زبانون سے سوزن نکلی بحرین نے ہزبر پر سحر کیا ہزبر جیسا کھڑا رہا لیکن الماس نے ہان ہان کر کے بحرین کا ہاتھ تھام لیا کہا یہ غضب ہے مگر مواج نے تڑپ کر ہاتھ ہلایا برق گری کہ ہزبر کے دو ٹکڑے ہوئے ہزبر کے مرتے ہی ایک آندھی چلی مواج کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پڑ گئین زبان مین کسی نے سوزن کی جب آندھی دفع ہوئی سب نے دیکھا کہ ہزبر آدمخوار اُسی طرح کھڑا ٹوکارین لے رہا ہے الماس نے کہا کہ کیون اے مواج اس اقلیم کے شعبدے دیکھے مواج نے سر جھکا لیا الماس نے کہا کہ ای مواج جبتک مین تدبیر نہ کرونگی طمطراق نہ مارا جائیگا اب آپ لوگ جلدی رخصت ہوجیے مگر کسی صحرا مین یا کسی قریے مین ٹھہرنے کا ارادہ نہ کرنا مواج وملکہ رنگین وبحرین ملکہ الماس پر بچرہ سے رخصت ہوکر چلے پر پرواز پیدا کر کے اُڑے الماس نے چابک کو رخصت کیا

چابک عیار رفتار عقب مین چلا لیکن مواج و سحر بن و رنگین اڑتے ہوے جاتے
مین دیکھا کہ ایک قریے مین ہلڑ ہو رہا ہے رنگین ایک نخل پر آکر ٹھہری دیکھا
کئی شخصون کو اہل قریہ نے گرفتار کیا ہے کشان کشان لیے جاتے ہین رنگین نے
دیکھا کہ جنکو گرفتار کیا ہے وہ منت و خوشامد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ صاحبو چور
تو بھاگ گئے ہم راہ گیر تھے ہمکو ناحق گرفتار کر لیا لیکن اہل قریہ نہین مانتے تھوڑے
عرصے مین رنگین نے دیکھا کہ ایک زمیندار آیا اُس سے اُن سب نے بیان کیا
کہ یہ چارون چور ہین زمیندار نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ ان چارون کو قتل کرے
چور فریاد کرنے لگے کہ ہمین بلا وجہ قتل نہ کرو ہمنے چوری نہین کی رنگین کو بہت
ناگوار ہوا جی مین کہتی ہے کہ یہ غریب راہی بلا وجہ قتل ہوتے ہین آخر تاب نہ لائی
درخت سے اُتر پڑی پکارکے آواز دی کہ او زمیندار یہ کیا انصاف تو نے کیا کہ بے
ان چند کس کے ان بے گناہون اور غریبون کو قتل کرتا ہے زمیندار نے غصے مین
جواب دیا کہ اے نیک بخت تو کون ہے سب گاؤن کے لوگ انکی چوری کرنے پر
گواہی دیتے ہین ان گواہون کے بیان پر مین نے انکے قتل کا حکم دیا رنگین نے
کہا کہ تو نا منصف ہے زمیندار نے اور سخت جواب دیا ملکہ رنگین نے غصے مین اسم سحر
پڑھکر ایک طمانچہ مارا کہ سر زمیندار کا اُڑ گیا سب لینا لینا کہکے دوڑے رنگین چاہتی
ہے سحر کرکے ان سب کو مارون کوئی سحر یاد نہین آتا آخر اُن سب نے گھیر کر ملکہ
رنگین کو پکڑ لیا زبان مین سوزن دی ہلڑ ہے کہ انکو پاس ملکہ الماس کے لے چلو
رنگین کو بڑی شرمندگی ہے کہ دو مرتبہ اُسنے قید سے رہا کیا ابکی مرتبہ جو قید دیکھے گی
تو کیا کہیگی کہ یہ کیسی علم سحر سے آگاہ ہین کہ گنوارون نے پکڑ لیا مگر گنوار کشان کشان
ملکہ رنگین کو لیے جاتے ہین سرحد قریہ سے باہر نکلے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ملکہ
الماس پریچہرہ ہنستی ہوئی آتی ہین سب نے سلام کیا اور عرض کی کہ حضور اس
عورت نے ہمارے افسر زمیندار کو مار ڈالا الماس نے کہا کہ انکو چھوڑ دو زمیندار
تمھارا اس مجمع مین کہان تھا وہ اپنے گھر مین بیٹھا ہی جاکے اُسکو بلا لاؤ لوگ گئے

اُسکو آواز دی زمینہ از ہنستا ہوا نکلا اور کہا کہ کیون صاحبو کیا ہی سب نے کہا کہ تمکو ملکۂ عالم نے بلایا ہی زمینہ ار حاضر ہوا الماس نے اُن سب سے کہا کہ اپنے افسر کو لو اب رنگین کی زبان سے سوزن نکالی کہا تو اُسنے یہان کے عجائب وغرائب دیکھے یہ سب انتظام میرے سپرد ہین اگر مین تمھاری دوست نہ ہوتی تو کیا تم پلٹ کر اپنے لشکر مین جا سکتین رنگین بہت شرمندہ و محجوب ہوئی پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئی کسی مقام پر جنگل مین میلہ دیکھا کسی مقام پر دیکھا کہ دارین استادہ ہین کچھ لوگ قتل ہو رہے ہین کسی مقام پر دیکھا کہ صحراے سبزہ زار ہی ایک نخل مین جھولا پڑا ہے چند نازنینان مہ جبین جھول رہی ہین اور تانین لگا رہی ہین ایک خوش آواز کی آواز مین سوز ہے یہ غزل گا رہی ہے۔ نظم

تھا وحلت جنون کا جو سامان تمام رات — لپٹے رہے ہین دست و گریبان تمام رات
پھاہے جو داغہاے فروزان سے ہٹ گئے — شعلے تھے جلوہ گر تہ دامان تمام رات
گھیرے رہے ہین دل کو خیالات حسن یار — پریان رہی ہین گرد سلیمان تمام رات
جھپکی نہین ہے آنکھ اسیران عشق کی — شاہد رہے ہین روزن زندان تمام رات
پیش نظر تھی عارض گلرنگ کی بہار — دیکھا کیے ہین لطف گلستان تمام رات
آئینۂ جمال مین وہ ہین صفائیان — تکتے رہے ہین دیدۂ حیران تمام رات
کس کس طرح سے دل تہ و بالا ہوا کیا — برہم رہی جو زلف پریشان تمام رات
پڑھتا رہا مین مصحفِ عارض کی آیتین — پیش نظر رہا مرے قرآن تمام رات
ہٹ ہو چکی بس اب سر انصاف کیجیے — انکار کیا رہیگا مری جان تمام رات
گھر مین بلا کے رنج دیے آپ نے ہمین — کیا خوب کی ہے خدمت مہمان تمام رات
فرصت جنون سے ایک گھڑی بھی نہین ملی — زیر قدم رہا ہے بیابان تمام رات
گھیرے رہی ہی روے زمین پست و آسمان — تاریکی مزار غریبان تمام رات
آسان نہین ہے دشت نوردی بجا نسیم — دن بھر ہی دھوپ خار مغیلان تمام رات

یہ سب ہنگامے ملکہ رنگین نے دیکھے لیکن بسبب خوف کے کسی مقام پر متوجہ نہین ہوئین

ہر مقام پر یہی خوف ہو کہ ایسا نہ ہو پھر کسی بلا میں پھنس جاؤں یہ سوچتی ہوئی لشکر میں پہونچی
مگر رنگ رو متغیر تھا جہانگیر نے پوچھا کہ اے رنگین تمکو بہت پریشان پاتا ہوں رنگین
نے عرض کی کہ اے شہریار میں کئی مرتبہ گرفتار ہوئی مگر الماس نے آکر رہا کیا۔ آپ
صاحب اقبال ہیں کہ ایسی ساحرہ جو مختار کارخانۂ سامری ثانی ہے وہ آپ پہ مہربان
ہوئی ورنہ کنیز کا زندہ آنا مشکل تھا ہر مقام پر عجائب وغرائب دیکھے کنیز نے کسی شے میں
دخل نہیں دیا ملکہ رنگین نے الماس کا بہت شکریہ ادا کیا کہ تجرین و مواج آکر
پہونچے زن وشوہر بھی یہی بیان کرنے لگے کہ تمام صحرا عجائب وغرائب سے مملو ہے
کنیز وغلام بڑی احتیاط سے حاضر خدمت ہوئے ای شہریار اس سرحد کا فتح ہونا
نہایت دشوار ہے رنگین نے کہا کہ اے والد نامدار جو اس عجائب وغرائب کی ملک
ہیں وہ عاشق جمال شاہزادۂ والا قدر ہیں یہ ذکر تھا کہ الماس پریچہرہ آکر پہونچی
ملکہ رنگین نے قدموں کو بوسہ دیا کہا کہ اے ملکہ الماس اصل یہ ہے کہ آپ نے
تمام صحرا عجائب وغرائب سے بھر دیے ہیں الماس نے کہا کہ ای شہریار اب آپ
طلسم اسقلانیہ کو شکست کریں تب تا بہ طمطراق پہونچے گا میں وقت پر آؤنگی جہانگیر
نے بعد شغل شراب وکباب ملکہ الماس کو رخصت کیا آپ نماز سے فراغت کرکے بوقت
سحر لوح کو ملاحظہ کیا حکم سے آگاہ ہوئے سرداروں سے فرمایا کہ ہم رخصت ہوتے ہیں
طلسم اسقلانیہ متعلق طلسم بین الطرفین ہے اسمیں چند مرحلے ہیں میں انکو جاکر
فتح کروں تب تا بہ طمطراق پہونچونگا یہ فرماکر جہانگیر نے لوح کو گلے میں ڈالا بیروں بارگاہ
آئے جابک بھی عقب میں ہے جہانگیر ایک نخل کے قریب آئے جب قریب نخل کے
پہونچے بحکم لوح اُس نخل کو بقوت تمام اُکھیڑا جب نخل گرا ایک اژدہے نے بیخ سے
سر نکالا جہانگیر دہن اژدر میں پھاند پڑے جب جہانگیر دہن اژدر میں پھاندے
صدائیں مہیب آئیں لیکن جہانگیر کے جو پاؤں زمین سے آشنا ہوئے دیکھا کہ
ایک صحرا ہے نہایت سنسان کف دست میدان انسان کا کہیں نام نہیں جہانگیر نے
اسم حاشیۂ لوح پڑھا یا تو صحرا ویران تھا یا سبزہ زار ہوا پھولوں نے آنکھیں کھولیں

طفلان غنچہ غون غان کرنے لگے عروسان چمن نے حلہ ہاے سبز پہنے نہرین جوش مارنے لگین حباب مثل چشم معشوق نگران و حیران جہانگیر قدرت بہار سراے عالم کا تماشا دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف سے صدا آئی کہ اے شہریار آپ اس جنگل مین کیون حیران کھڑے ہین باغ مین تشریف لائیے جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین حسین سیمین بر عارض رشک قمر چست و چالاک غمزہ و عشوے مین بیباک لباس گلنار پہنے ہوے زیور یاقوت احمر جسم پہ آراستہ مثل شعلہ جوالہ بنی ہوئی خرامان خرامان اس طرف آتی ہی آواز دیتی ہے کہ اے شہریار والا قدر آسمان خوبی کے بدر کنیز کی تو یہ صورت ہی

نظم

داغ لیجاتا ہون تیرے لالۂ رخسار سے
پھول لے آتے ہین گلچین جسطرح گلزار سے

رہتے ہین محروم اُس خورشید کے دیدار سے
مثل انجم فائدہ کیا دیدۂ دیدار سے

کیا دلِ افگار کو ہو وصل چشم یار سے
چاہیے بستر جدا بیمار کا بیمار سے

تھا شب فرقت مین کیا تاریک ویرانہ مرا
سائے کے مانند اتری چاندنی دیوار سے

ساتھ ہو لیتے ہین گھر تک کاروان کاروان
یوسف ثانی گذر جاتا ہی جب بازار سے

کام کچھ بھی دیدۂ بیدار سے نکلا نہین
دولتِ بیدار ملتی ہے دل بیدار سے

میرے پہلو مین بجاے مرغ دل ہے فاختہ
کیون محبت ہو نہ سرو قامت دلدار سے

کشتِ سبز آسمان روز ازل سے خشک ہی
جی مین ہی سیراب کر دون چشم دریابار سے

آئیگا گلشن مین وہ خورشید عیسی دم اگر
زردی اُڑ جائیگی چشم نرگس بیمار سے

میکشو سید ہے وہ مسجد کو نہ جائین کیا کرین
جو کہ ناواقف ہین راہِ خانۂ خمار سے

لخت دل کیونکر کردن ناسخ سرِ مژگان پہ دو
واقعی نکلا ہے بہتر تیر بے سوفار سے

اُس نازنین نے یہ اشعار پڑھے قریب جہانگیر کے آئی اس ناز و کرشمے سے یہ شعر پڑھے کہ شاہزادہ جہانگیر بیتاب ہو گئے سراپاے حسن اُس محبوب مرغوب کا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین حقیقت مین جملہ اعضا موزون معلوم ہوتا ہے ہر عضو کو مصور عالم نے سانچے مین ڈھالا ہے اُس نازنین نے قریب آکر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا کہا کہ اے شہریار باغ مین چلیے یہ صحراے ویران آپ کے لائق نہین ہے اور یہ سرسبزی

اسکی چند ساعت کی مہمان ہے دمبدم باغبان ازل بہار کو خزان سے بدلتا ہی گل وغنچہ کا کیا زور چلتا ہی وہ باغ ایک رنگ پر ہی یہ کہکر جہانگیر کو ساتھ لے چلی لوح مین جو کچھ جہانگیر نے دیکھا ہے اُسکا خیال ہے تھوڑی دور راہ طی کی تھی کہ دیکھا کئی سو کنیزین حسین و جمیل دروازے پر ایک باغ کے کھڑی ہین نازنین کو دیکھکر آواز دی کہ بی چین پیرا طلسم کشا کو لائین ہم سب اسی بات کے مشتاق تھے تمھاری بیقراری دفع ہوا اُس نازنین نے مسکرا کر جواب دیا کہ اری شغلو تم تو مجھپر ہنستی تھین اور کہتی تھین کہ طلسم کشا تشریف نہ لائین گے کیسا سرفراز فرمایا کنیزون نے آکر چار جانب سے جہانگیر کو گھیر لیا باتین کرتی ہوئی وہ نازنین جہانگیر کو لیکر باغ مین آئی باغ نہایت پُربہار عندلیبان خوشنوا کی پکار گلہاے چمن بادۂ حُسن سے سرشار کہین چراغ لالہ روشن کہین نافہ آہو کے مشک پڑے ہوے ہین جہانگیر باتوقیر انکو دیکھتے ہوے جب وسط باغ مین پہونچے تو اُس نازنین نے ایک مشک نافہ اُٹھایا کہا کہ ای شہریار ملاحظہ فرمایئے شب کو آہو کی تاتار آتے ہین مشک نافے گرا کر چلے جاتے ہین جہانگیر نے اُس مشک نافے کو لیکر سونگھا اُسکی بو جو دماغ مین پہونچی جو مضمون کہ لوح مین دیکھا تھا وہ فراموش ہوا محبت کا جوش ہوا اُس نازنین کے ساتھ بارہ دری مین آئے اُس نازنین نے لاکر جہانگیر کو مسند پر بٹھایا گانیون سے اشارہ کیا کنیزین ڈھول لیکر بیٹھ گئین اور یہ غزل گانے لگین۔ نظم

ہما غربا کے جلے تبر دو جہان بنا ۔۔۔ او پیر کو فرد شس ہمین بھی جوان بنا
اللہ ری درازی آغاز مدعا ۔۔۔ نکلا جو حرف منھ سے مرے داستان بنا
تھا کچھ تو جب بھی یہ نہ کہو تم کہ کچھ نہ تھا ۔۔۔ گر کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا
اُٹھا مرا غبار جو تعظیم یار کو ۔۔۔ ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا
وہ بے نشان تھا مین کہ جہانتک ہوا نسبت ۔۔۔ مجھسے وہان بار رہنا لا مکان بنا
ہستی کا بس مری وہین اطلاق ہوگیا ۔۔۔ جس جا کہین کسی کے قدم سے نشان بنا
عشاق جان فروش کے دیکھو تو حوصلے ۔۔۔ مقتل تمام معرکہ امتحان بنا

اُس سے زمیں اس سے ہر اک آسمان بنا		بیکار تھی نہ خاک نہ دود جگر نسیم

یہ اشعار بھی جہانگیر نے سنے اُس نازنین سے اختلاط کرنے لگے عشق مین اُس نازنین
کے مبہوت ہو رہے ہین اور وہ نازنین بھی ناز و غمزے کر رہی ہے جب وہ گانے والیان
سامنے سے ہٹین اور اُس نازنین نے جہانگیر کو گرم اختلاط پایا پکار کر آواز دی کہ بوا
سرشار گلابیان لاؤ ایک کنیز آہنین سے اُٹھی آنکھیں سرخ لڑکھڑاتی ہوئی میخانے
مین گئی جھٹ گلابیان و جام بلوری لیکر آئی جام بھر کر اُس نازنین کو دیا اس نازنین
نے ایک گھونٹ پیا اور طرف جہانگیر کے ہاتھ بڑھایا کہا کہ صاحب سر اُٹھا کر بیٹھو ایک
جام نوش کرو کہ خیال خیر و شر دل سے دفع ہو جہانگیر نے جو سر اُٹھایا دیکھا کہ سامنے
بارہ دری کے ایک نخل ہے اُسپر ایک طائر زرین بال منقار کھولے بیٹھا ہی مگر پرون
سے سر پیٹ رہا ہی کبھی پکار کے مثل انسان کے آواز دیتا ہی کہ اے گل و بلبل کیا
افسوس کی بات ہی کہ استاد پاس ہو اور اُس سے صلاح نہ کرے اِس حسن ظاہر پہ
ایسا مفتون ہوے کہ خیال بزرگون کا بالکل فراموش کیا جہانگیر اُس طائر سے آنکھیں
ملائے ہوے بیٹھے ہین جام ارغوانی ہاتھ سے اُس نازنین کے لیا چاہا کہ پی جاؤن طائر کو
دیکھا کہ آواز دے رہا ہی اور صاف صاف کہہ رہا ہے کہ اے جہانگیر قطرہ اس شراب
کا اگر حلق سے اُترا ہالک ہو کر رہ جاؤ گے یہ کہکر وہ طائر اپنے مقام سے اُڑا اور پکار کر کہا
کہ لوح ملاحظہ کیجیے جہانگیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اگر یہ معرکہ درپیش ہو تو جام
لیکر سر پر اُس نازنین کے ڈال دو پھر قدرت پروردگار کا تماشا دیکھو خبردار
جام نہ پینا جہانگیر نے لوح کو دیکھ کر سر اُٹھایا وہ نازنین منتین کرنے لگی کہتی تھی
کہ مین مدت سے عاشق جمال ہون بیوفائی نہ کیجیے کا شاہزادے کو افسوس آیا کہ
ایسی مہجبین عاشق صادق اُسکے ساتھ بدی پیش آنا دل گوارا نہین کرتا لیکن جام
لے لیا وہ نازنین سر جھکا کر بیٹھی جہانگیر نے اُس نازنین کے دکھانے کو بجا ارادہ
پینے کا کیا اور شراب سر پر اُس نازنین کے انڈیل دی اُس نازنین نے ایک چیخ
ماری پکار کر آواز دی ہاے اے شہریار زمین کیونکر یہ کام نہ کرتی یا نسیان

طلسم نے اسی کام پر مامور کیا تھا اگر ایسا نہ کرتی تو اہل طلسم طعن و تشنیع کرتے شاہزادہ
جہانگیر نے کچھ پڑھنا جیسے ہی شراب ڈالی وہ نازنین مثل ہیزم خشک کے جلنے لگی کنیزیں
جو آگ بجھانے دوڑیں جو قریب آئی اُس پر بھی شعلہ گر دگئی سب کنیزیں اور وہ نازنین جلکر کوئلہ
ہو گئیں تھوڑے ہی عرصے کے بعد آواز آئی کہ کشتی مرا نام من جمن پیرا سے رنگین بود
جہانگیر نے دیکھا کہ ایک زنگن ضعیفہ کا لاشہ پڑا ہے جہانگیر نے لاشہ دیکھ کر لاحول پڑھی
کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی ملکہ الماس پریچہرہ آکر ہویئیں نذر دی مراد جس سے یہ تھی
کہ اے شہریار مبارک ہو آپ نے ایک مرحلہ فاسق کیا لیکن کوئی ایسی نادانی کرتا کہ تم
کر مبہوت ہو گئے تھے اور کیا بات باقی تھی جام پیتے انجام بخیر نہ ہوتا مثل قطرۂ آب
زمین میں جذب ہو جاتے طائر زرین بال کی شکل پر یہ کنیز تھی آخر صاف صاف کہنا
شروع کیا ابھی آگے مرحلہ اور رنگ جگر خوار ہو دیکھیے آپ کے ساتھ وہ کیا کرے
اگر لوح ملاحظہ فرمائیے گا تو کوئی مکر نہ چلیگا ورنہ ہزاروں طرح کی خرابیاں ہونگی بخوبی
سمجھا کر ملکہ الماس رخصت ہوئیں اور کہ گئیں کہ کنیز وقت پر آپنے کو پہونچا ئیگی چار جانب
خیال رکھیے گا جب ملکہ الماس جا چکیں جہانگیر نے لوح کو دیکھا اُسی بارہ دری میں
ایک تخت بچھا تھا اُس تخت کو بقوت صاحبقرانی اٹھایا اُسی مقام پر بیٹھ کر اسم
حاشیۂ لوح پڑھا تحریر کو سمجھ کر حاشیۂ لوح سے اسم یاد کیا اُسکو ورد زبان کرنے
لگے تھوڑے ہی عرصے میں آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ ایک طائر برابر فیل کے منقار
کھولے ہوئے زمین پر آیا چاہا کہ اپنی منقار شاہزادہ جہانگیر با توقیر پہ مارے جہانگیر
نے بہ فن سپہ گری منقار کو خالی دیا لوٹا طائر کا زمین سے آشنا ہوا جست کرکے
جہانگیر اُسکی پشت پر سوار ہوئے سوار ہوکے روانہ ہوئے ایک پہاڑ پر جاکے وہ
طائر اترا شاہزادہ جہانگیر بھی اُسکی پشت سے اُترے طائر تو چلا گیا جہانگیر پہاڑ پر
کھڑے ہیں اور لوح کو دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی اسمیں
یہ صدا تھی کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار تو نے یہ کیا کجروی دکھائی نہیں
معلوم آقائے نامدار کہاں ہیں کہ اس غلام کو اپنے رہا کرنے سخت جان گیئی یہ

ظالم کا بے کو زندہ چھوڑیگا جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام چابک کی
مشکیں باندھے ہوئے کشاں کشاں لاتا ہی چابک کا منتیں کرنا اور اُس ساحر کا دشنا
ہر مرتبہ خنجر دکھاتا ہی کہ تیرا سر کاٹ لون چابک مجبور و ناچار ہے سر جھکا کر کہتا ہے کہ تجکو
قتل کا اختیار ہے وہ ساحر کہتا ہی اسی مقام پر تجکو قتل کرونگا کہ قصہ پاک ہو بعد مرنے
کے لاشہ تیرا اسی جنگل مین پڑا رہیگا کہ زاغ و زغن لاش کو کھائین یہ مسلمان
دفن و کفن دیا مین اور تیرے قتل کے بعد جہانگیر کو بھی تلاش کرکے قتل کرونگا اس طرح
سے اُس ظالم کو قتل کردن کرا ہیان دریا در مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ وزاری کرین
اور مجکو ذرا رحم نہ آسکے جہانگیر نے جو اپنے عیار کو اس حال مین دیکھا بیقرار ہو گئے
وہین سے للکارا کہ او جادو چابک کو رہا کر ساحر نے جو جہانگیر کو آتے دیکھا سحر کر کے
چابک کو زمین پر گرا دیا ایک گولہ جہانگیر کو مارا جہانگیر نے لوح چمکائی سحر باطل ہوا
کئی گولے اُس نجادو گر نے جہانگیر پر مارے بسبب لوح کے وہ گولے زمین پر گرے
اور نابود ہوئے تلوار کھینچ کر وہ ساحر دوڑ پڑا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے تلوار
کو تلوار پر روکا اُلجھا دوسرے ہاتھ نکال کر خبردار کہکے ہاتھ مارا اُس ساحر نے
سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے یا تو وہ تلوار قہر سپر
پر چمکی تھی یا زمین پر آکے تلوار نے بوسہ دیا مرتے ہی اُس ساحر کے اندھیرا ہوا
آواز آئی کشتی مرا نام من سنگبار جادو بود چابک صبا رفتار پہ سے سحر اُتر گیا
چابک دوڑ کر قدمون سے لپٹا عرض کی کہ اے آقاے نامدار و اے مولاے
قدرشناس آپ نے مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچایا بڑا کام کیا مین آپ کی تلاش مین
فلان جنگل مین پھر رہا تھا کہ یہ ساحر پہونچا اُسنے مجھے گرفتار کر لیا اب قتل کرنے کو لیچلا تھا
خدا نے آپ کو عین وقت پر پہونچایا اس دشمن کے ہاتھ سے غلام کو بچایا مگر اے آقا
نامدار کلیجے مین درد ہوتا ہی وہ دمبدم بڑھتا جاتا ہے یہ کہکے چابک زمین پر گرا اور
تڑپنے لگا جہانگیر زمین پر بیٹھ گئے سر چابک کا لیکر زانو پر رکھا مگر چابک نے کہا کہ
اے شہریار اب غلام کا دم نکل جائیگا اسقدر درد کی ترقی ہے کہ ہر دو خدمت نہین ہو سکتی

جہانگیر نے لوح گلے سے اُتارنے کا ارادہ کیا کہ آواز آئی سبحان اللہ کس لطف سے
طلسم کشائی ہوتی ہے طلسم کشائی اسی کا نام ہے جو طریقہ آپ کا ہے برائے خدا اسکو لوح
نہ دیجیے گا۔ شاہزادہ جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ الماس ایک نخل کے سایے میں
کھڑی ہوئی زار زار رو رہی ہیں آخر صاف صاف پکار کے کہا کہ لوح نہ دیجیے گا فتنہ انگیز
جادو اسی کا نام ہے جہانگیر لوح تو ہاتھ میں نے نہ چکے تھے مگر وہ جو ڈالی نوشتہ پایا
کہ یہی لوح اسکے سینے پر رکھدو جہانگیر نے جو لوح سینے پر چاپک نقلی کے رکھی چاپک
نے ایک چیخ ماری کہ اے آقا اب آپ نے جان لی منہ سے شعلۂ آتش نکلا چاپک
نقلی مثل ہیمۂ خشک جلنے لگا جل کر راکھ ہوا ملکہ الماس قریب آئیں کہا اے شہریار
خدا آپ کو ان مکاروں سے بچائے اب آگے مرحلۂ مرغان جادو ہے قدم بقدم
لوح دیکھیے گا اگر ذرا بھی تامل ہوگا لوح قبضے سے نکل جائیگی الماس نے بہت بخوبی
جہانگیر کو سمجھایا اور سمجھا کر جہانگیر کو رخصت ہوئی جہانگیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ
زیر کوہ باغ لالہ زار ہے جس طرح بن پڑے لالہ زار سے ملاقات پیدا کرو اگر لالہ زار
مسخر ہو جائے تو بڑے مطلب حاصل ہونگے جہانگیر کوہ سے اُترے دیکھا سامنے
دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہے جہانگیر داخل باغ ہوے کہ کان میں رونے
کی آواز آئی کہ جیسے کوئی دردرسیدہ درد سے راحت ندیدہ بلک بلک کر یہ اشعار
پڑھ رہا ہے قطعہ

صبر ہر چند ہو سینے کے لیے سل بھاری	نہ سبک ہو یہ جو سمجھے اسے غافل بھاری
ہو شہ خال کے سودے میں ہوا ہوں پرکاہ	تو لے مجھے جو ترازو میں تو ہو تل بھاری
بار ہستی نہیں اب مجھ سے سنبھالا جاتا	یا الٰہی مجھے سمجھے کوئی قاتل بھاری
حامل جسم ہوئی روح کا یہ وصل تھا	کوہ ناقہ ہو تو اسپر ہے یہ محمل بھاری
بسکہ تھی کوچۂ جلاد سے اُلفت ہمکو	ہو گیا کوہ گراں سے تو بسمل بھاری
فوق مجنوں سے رہے عشق جنوں میں مجکو	اُسکی زنجیر سے ہو میری سلاسل بھاری
زور کر توڑ کے جان دلکو اُٹھا دیتا ہی	یہ وہ پتھر نہیں جس سے ہو کوئی سل بھاری

نہ اُٹھا بہر خدا ناز حسینان ای دل | نہیں اُٹھ سکنے کا یہ بوجھ ہی غافل بھاری
خاک کے پتلے نے وہ بوجھ لیا گردن پر | کہ سمجھتے تھے جسے عرش کے حامل بھاری
شمعرو نے مرے اُٹھی سر مجلس جو نقاب | ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری
بار خاطر ہو نہ عالم کا سبک باتون سے | زندگانی مین نہ ہو مُردے سے غافل بھاری
مجھسے ہر بات مین قدرن وہ اُٹھواتا ہی | گردن یار مین شاید ہے حمائل بھاری
ہمرہ غیر گیا چاندنی کی سیر کو یار | ہوگیا مجکو ستارہ مہ کامل بھاری
آتش اسلئے نہیں نظارے کا لپکا چھٹتا | میری آنکھون کو ہی شاید مرا دل بھاری

یہ صدائے دردناک سنکر شاہزادہ جہانگیر بیتاب ہوگئے اس صدا کی جانب چلے ایک چمن مین آکے دیکھا کہ ایک جوان لباس گلنار پہنے ہوئے تاج یاقوتی سر پر مگر ڈھلکا ہوا گریبان چاک چہرے پر خاک اشعار مذکور پڑھ رہا ہے کبھی گھبراکر اُٹھ کھڑا ہوا کبھی بیٹھ گیا کبھی کہتا ہی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اب کا ہیکو وہ دن ہوگا کہ ہم تمھاری صورت زیبا دیکھین گے یا تمھارے پہلو مین بیٹھین گے تڑپ تڑپ کر راہی ملک عدم ہونگے یہ حالات سنکر شاہزادہ جہانگیر قریب اُس جوان کے آئے پکار کر آواز دی کہ اے آشنائے بحر محبت وای گرداب نشین یم موت ذرا ہوش مین آؤ ہمسے کلام کرو تمھارا حال زار دیکھ کر دل کو بیقراری ہوئی انکشاف راز کے خواہان ہین وہ جوان آواز جہانگیر سنکر رونے لگا کہا ای نکوخصال وای ماہ آسمان کمال تونے غمخواری فرمائی کہ مجھ بیکس وبے بس کا حال پوچھتا ہی جو مشکل کہ لاحل ہو اُسکو دریافت کرنے سے کیا فائدہ شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ اے برادر تم حلال مشکلات کو فراموش کرتے ہو جو دنیا مین عارضہ آیا اُسکا علاج بھی حکیم مطلق نے ضرور مقرر کیا جو مشکل کہ دنیا مین ہے اُسکا حل ہونا بھی واجب ولازم ہے تو ای برادر کوئی ایسی مشکل نہیں ہے کہ جسکی صورت حل نہ ہو برائے خدا بیان تو کرو تمھاری ناامیدی پر دل ٹکڑے ہوتا ہے جس معبود نے ایک کلمۂ کن سے یہ زمین وآسمان بنایا سب اُسکے نزدیک آسان ہے انسان ضعیف البنیان پر سراسر اُسکا احسان ہے وہ معبود حقیقی ورب

تحقیقی ہے اے بھائی اسکا اعتقاد کرو ہر مشکل مین اُسی کو یاد کرو تمھاری بھی مشکل حل ہوگی
ہم فرزند صاحبقران شاہزادہ جہانگیر ہین جان و مال سے کوشش کرینگے شاید تمنے سنا ہو
کئی در بند توڑے اب طلسم بین الطرفین فتح ہو رہا ہے طمطراق جادو بادشاہ
بین الطرفین بھاگ کر پاس سامری ثانی کے آیا ہے ہم تم سے عہد کرتے ہین کہ پہلے
ہم تمھاری حل مشکل مین کوشش کرین گے تمھاری مراد بر تمکو پہونچا دینگے تب مرحلہ جات
اسقلانیہ کے فتح کی تدبیر کرین گے نام جہانگیر سنکر وہ جوان کانپ گیا آنکھین کھولکر
جمال جہانگیر کو دیکھا قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ اے آقائے نامدار و اے مولائے قدر
شناس لالہ زار جادو میرا نام ہے آج تیسرا دن ہے کہ آب و دانہ بند ہے دل دردمند
ہے آپ کے آنے کی خبر سنکر فکر مین تھا کہ کسی طور سے آپ کو دکھا دون میرے باغ مین
طمطراق آتا ہے صحبت آرا رہتا ہے جس دن سے مین دیوانہ ہوا اور یہ بار مصیبت پھر
گرا اُس دن سے وہ یہان نہین آیا ہے مین مطیع اسلام ہوتا ہون اور یہ مشکل غلام کی
آپ ہی کے ہاتھ سے سر ہوگی شاہزادہ جہانگیر نے اُسکو مطیع اسلام کیا لالہ زار نے
جہانگیر کو لا کر بارہ دری مین مسند پر بٹھایا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا زار زار رونے لگا
کہا کہ اے غمخوار کیا اپنی کیفیت بیان کرون زوجہ میری گلنار سحر بند مصاحب سامری
ثانی ہے مین اُسپر جان دیتا تھا کمسنی مین شادی ہوئی جانبین سے بیحد عشق تھا اُسکو
مجھ سے محبت مجھے اُس سے اُلفت تھی آج چوتھا دن گذرا ہے کہ مین اسی باغ مین ساتھ
اپنی زوجہ کے صحبت آرا تھا آپس مین شراب خواری ہو رہی تھی ایک دیو خونخوار کہ دیو
سیماب اُسکا نام ہے اور مدت سے اسی حوالی مین رہتا ہے آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا
زوجہ کو میری دیکھ کر عاشق ہوا بیتاب ہوگیا رقص کرتا ہوا زمین پر آیا ہم زن و شوہر مع
کنیزون و ملازمون کے اُسکی صورت مہیب دیکھ کر بیہوش ہوگئے اُس ظالم نے عالم غشی
مین زوجہ کو میری اُٹھا لیا سامنے ایک باغ ہے اُسمین لیجا کر صحبت آرا ہوا وہ اُسکی صورت
دیکھکر پھر بیہوش ہوگئی اُس ظالم نے اُس معشوقہ کو قفس آہنی مین بند کیا ایک
درخت بلند ہے اُسمین قفس لٹکا دیا مین فوج لیکر اُس سے لڑنے گیا وہ شکار سے

پلٹ کر آیا وہ جنگل ایسے مارے کہ تمام فوج تباہ ہو گئی مین عاجز و درماندہ اسی باغ مین آکر گرا بیہوش ہوگیا تین دن تین راتین گذری ہین فراق زوجہ مین بیقرار ہون آٹھ پہر اشکبار ہون اُسکے فراق مین یہ کیفیت ہی

نظم

فرقت کی شب مین گرمی ہی روز قیام کی
مردون کی نیند نالون نے کی بے سحر حرام کی

الله مجاز سے تو حقیقت کھلی مجھے
قرآن کا سامنا تھا جو اجسد تمام کی

سرخی جہان ہو لعل مسی زیب یار پر
بھولی شفق وہ بار بدخشان کی شام کی

گھر سے خدا کے ملتے ہین مضمون مجھے بلند
فکر رسا کمند ہے کعبہ کے بام کی

اچھا نہین ہی صورت عاشق سے بھاگنا
صاحب سمجھ لین خود ہی یہ حرکت غلام کی

بلبل سوا پھڑک کے تو کیا دیگا خون بہا
خالی ہر اک گرہ نظر آتی ہے دام کی

پیشش از سوال دون مین نکیرین کا جواب
رکی التجا زبان سے مجھے اتنے کلام کی

باغ جہان مین گل کی قناعت ہی جا بہ رنگ
عمر دو روزہ ایک قبا مین تمام کی

غلمان و حور ہین مری خدمت کو خلد مین
پروا نہین جہان مین کنیز و غلام کی

پہچانا حق کو چاردہ معصوم کے طفیل
زینے سے رہنمائی ہوئی مجھکو بام کی

موے سیاہ ہوگئے دو روز مین سپید
ثابت تھی پختگی نہین اس رنگ خام کی

صرف نگین ہی لعل و زمرد بھی روز و شب
حسرت نہین عقیق ہی گو تیرے نام کی

پیدا نہ ہوگا دوسرا مجھسا شراب خوار
مٹی خراب ہوگی مرے بعد جام کی

اندیشہ ہمارے رنگ خزان ہی زرد
دہشت لگی ہوئی ہے اُسے انتقام کی

آتش خدا کے واسطے موقوف فکر شعر
طاقت نہین دماغ کو نظم کلام کی

شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ ای برادر ہم اُس دیو خونخوار سے مقابلہ کرینگے اگر حیات باقی ہے تو تمھاری زوجہ کو تم سے ملائینگے یہ دکھو کہ حل مشکل نہین ہوگی اب تم دین اسلام مین آئے اب تو شام ہو چلی کل صبح کو چلکر اُس دیو خونخوار کو دیکھینگے اگر اُسپر غالب آئے تو تمھاری زوجہ کو لے آئینگے اور اگر ہم اُس دیو خونخوار کے ہاتھ سے مارے گئے تو ہمارا جنازہ اُٹھانا اور اگر لحد ہماری شکم دیو مردار خوار ہو

تو ہمکو یہ بھی گوارا ہی مگر تمھاری مشکل حل ہو لالہ زار نے شاہزادے کو لاکر مسند پر بٹھایا
اور آپ مصروف خدمتگزاری ہوا پھر آواز دی چند کنیزین وجاء خدمتگار آئے اُنسے بھی
لالہ زار نے یہی کہا کہ صاحبو مین نے ہفت پیکر پر لعنت کی جس روز سے مطیع اسلام
ہوا دل مین قوت پائی جاتی ہی ہرچند کہ جب اُس دیو کے تن و توش کا خیال آتا ہے
کہ جو صدہا جادوگرون کو کھا گیا تو خوف آتا ہی کہ وہ کیونکر قتل ہوگا دبان مین اُسلئے بلکہ
گلنار سحر بند کی سوزن دی ہی سحر سے ڈرتا ہی کہ ایسا نہ ہو قفس کو توڑ کر نکل جائے
شب بھر لالہ زار خدمت مین شاہزادہ جہانگیر کی رہا جبکہ ساحر روز زرین پوش ہو مخاجم
مشرق سے نکلا اور روشنی سے اپنی عالم کو منور کیا جہانگیر باتوقیر نے نماز سحر پڑھی پیدا
کرنے والے سے دعا کی کہ ای خالق زمین و آسمان و ای رب دوجہان اس غریب کی
مشکل کو آسان کرنا اُس دیو خونخوار پر غالب آؤن اور فرمایا کہ ای لالہ زار چلو لالہ زار نے
کہا کہ غلام تو اُسکی صورت دیکھکر ایسا خائف ہی کہ سحر نہین ہو سکتا مجھکو خیال ہے
کہ حضور اُسکا قد و قامت دیکھکر گھبرا جائین شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ تم در باغ
رہو دور سے تماشا دیکھو لالہ زار در باغ پر آکر ٹھہرا شاہزادہ جہانگیر والا تبار سامنے
ایک نخل کے پہونچے دیکھا کہ اُس مقام پر سناٹا ہی ایک قفس آہنی اُس نخل مین
لٹکا ہی اُسمین ایک نازنین سرنگون بیٹھی ہے زبان مین سوزن آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے جہانگیر کو جو آتے دیکھا ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ای شخص ادھر نہ آ دیو
خونخوار برائے شکار گیا ہی آتا ہوگا شاہزادہ جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا جب زیر
نخل پہونچے چاہا کہ قفس اُتارون ایک آواز ہیبتناک آئی کہ ای شخص تو کون ہی
کہ میری معشوقہ کا قفس اُتارتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا ہڈیان چبا چبا کر کھا جاؤنگا
اِسی معشوقہ کو اپنا دل بہلنے کو رکھا ہی ہرچند کہ یہ وہ سرکش ہی کہ کہنا نہین مانتی
جس دن جھلاؤنگا اسکو بھی کھا جاؤنگا آدمخواری میرا کام ہے یہ سنکر جہانگیر نے
کچھ جواب نہ دیا چاہا کہ درخت اُکھیڑون ایک دھماکا ہوا دیکھا کہ ایک دیو سوگز
کا قد و قامت چوبدست آہنی کاندھے پر فیل شکار کرکے لایا تھا اُسے چباتا ہوا

سامنے جہانگیر کے آیا اور للکار کر آواز دی کہ ای جوان بھاگ جا قضا تیری تجکو گھیر کر لائی
ہی جہانگیر نے جواب دیا کہ او بیحیا سامنے تو آ دور سے کلام کرتا ہی دیو نے بڑھکر چنگل
مارا جہانگیر نے کلائی پکڑکے ایک جھٹکا مارا دیو منھ کے بھل جھکا جہانگیر سے لپٹ پڑا
لالہ زار در باغ سے دیکھ رہا ہی دیو جو جہانگیر سے لپٹا لالہ زار دعائین مانگنے لگا کہ ای
آسمان کے خدا اے نادیدہ میرے مددگار کو بچا لے شاہزادہ جہانگیر نے ایک دو
گھونسے ایسے مارے کہ دیو غل مچانے لگا اور پکار اٹھا کہ ای جوان مجکو چھوڑ دے
معشوقہ کو لے لے میری جان پر بنی ہی جب جہانگیر گھونسہ اٹھاتے ہین دیو بیتاب ہو کر
منتین کرنے لگتا ہی کہ ای جوان یہ گرز نہ مارنا جہانگیر نے بال پکڑکے دو جھٹکے مارے کہ
دیو جھکا آپس مین کشتی ہونے لگی آخر کو لے پر لاد کر شاہزادہ جہانگیر نے دے مارا
چھاتی پر سوار ہو کے فرمایا کہ در شناخت پروردگار چہ میگوئی دیو بولے پوچھا کہ آپ کا نام
کیا ہی شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ فرزند صاحب قران۔ نام صاحبقران کا سنکر
دیو سیماب کانپنے لگا کہا کہ ای شہریار جس روز عفریت قتل ہوا اُس دن مین بھی
عفریت کے ساتھ تھا جب آپ کے والد کے ہاتھ سے عفریت مارا گیا تو ہم چند کس
بھاگ کر پردۂ دنیا مین آئے جسکو جہان موقع ملا وہ وہان رہگیا مین اس مقام پر آ کر رہا
اگر حضور ایک فرمان اپنے دست حق پرست سے بنام ملکہ قریشہ عطا فرمائین تو مین اپنی
عملداری پر جاکر قائم ہون یہ کہکے سیماب نے کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوا جہانگیر
نے نامہ لکھ کر دیا بڑی بہن کو لکھا کہ ہمشیرہ صاحبہ دیو سیماب مسلمان ہوا اگر یہ آپ کی
اطاعت کرے تو اسکا ملک اِسکو ملے پھر کہا قفس اُتار دو دیو سیماب نے بخوشی تمام
قفس اُتارا شاہزادہ جہانگیر نے قفس لیا دیو سیماب طرف پردۂ قاف کے گیا جہانگیر
قفس گلنار سحر بند کا لیے ہوے سامنے لالہ زار کے آئے لالہ زار دوڑ کر قریب جہانگیر
کے آیا گرد جہانگیر کے پھرنے لگا کہتا تھا کہ ای آقاے نامدار آپ نے وہ احسان کیا کہ جسکا
شکر یہ ادا نہین کرسکتا بس شاہزادہ جہانگیر کو باغ مین لا یا زوجہ کو قفس سے نکالا ایام
مہاجرت یاد کرکے زن و شوہر خوب روئے۔ جہانگیر نے دونون کو سمجھایا زن و شوہر

خدمت مین شاہزادۂ جہانگیر کی مصروف ہوے لاڈزار نے کہا کہ ای شہریار جو حکم ہو وہ بجالاؤن چاہتا ہون کہ جان اپنی قدمون پر نثار کرون آپ نے وہ احسان کیا کہ وہ کسی طرح ادا نہین ہوسکتا اب جو کام ہمارے لائق ہو وہ فرمائیے ہم زن وشوہر بجالائین جہانگیر با توقیر نے لوح دیکھی فرمایا کہ طمطراق جادو اس باغ مین آتا ہو اسنے کہا کہ اُسکی ایک معشوقہ ہی ہر شب آتا ہی اُسکے ساتھ مصروف عیش رہتا ہی جس طرح حضور چاہین اُس سے مقابلہ کرین جو کنیز وغلام سے ہوسکیگا آنکھون سے بجالائینگے یہ کہکے زن وشوہر ہمراہ شاہزادۂ جہانگیر کے مصروف عیش ونشاط ہوے کنیزین حاضر ہوئین زن وشوہر نے اشارہ کیا کہ سامنے ہمارے آقا کے بیٹھکر کچھ گاؤ ایک کنیز شوخ وشنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے جہانگیر کے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی ۔

نظم

سنگ تربت لال ہی میرے تنِ محرور کا
پھول کمھلاتا نہین گرکر چراغ گور کا

گھل گیا ہی جسم اس درجہ ترے رنجور کا
ایک لقمہ بھی نہ تھا لاشہ دہانِ مور کا

اہل جنت کو رہا کرتی ہے اکثر آرزو
میرا افسانہ بھی ہے شاید سراپا حور کا

دیجیے کچھ دن ہوا مین اسکو آہِ سرد کی
جوشِ خون گرم سے منہ آگیا ناسور کا

صاعقے دو چار جا لپٹے جو میری آہ سے
روشنی دینے لگا دامن شبِ دیجور کا

دیکھتا ہون وہ کہ جسکی آرزو موسیٰ کو تھی
دل مین روشن ہو مرے شعلہ چراغ طور کا

جم گیا ہی خون کا قطرہ نظر کیا آئے خاک
آبلہ رکھتا ہے دیدہ جوہر ساطور کا

کھینچ لون آغوش مین ہفت آسمان یار کو
پاس ہی وقت تصور گو ہو رستہ دور کا

کثرت دولت مین لطف خانہ بربادی کہان
شہد کے ہونے سے لٹ جاتا ہی گھر زنبور کا

کم حقیقت کے لیے پرسش کبھی ہوتی نہین
کون استفسار کرتا ہے قدودِ مور کا

مین نہین کچھ بادہ کش کیون گھورتا ہی محتسب
آبلے ہین دل کے یہ خوشہ نہین انگور کا

ہاے کیا دیکھا کہ مجکو دیکھنے آتے ہین لوگ
پھر لا یاد آتا قامت مستور کا

کون سن سکتا ہی کسکو اتنی طاقت ہی نسیم
اپنا ہر نالہ ہے بدرودہ کسا صور کا

شام تک جہانگیر کو لالہ زار نے بہلایا پھر بارہ دری میں لا کر بٹھایا کچھ رات گئی تھی کہ نوبت
نقارے کی آواز آئی بارہ دری کے پردے ڈالدیے ہیں لالہ زار و گلنار جہانگیر کو
تماشا دکھا رہے ہیں پہلے بارہ ہزار فوج آئی ملازموں نے باغ کو گھیر لیا سیکڑوں
نگہبان دروازے پر بیٹھے ہیں ہر ایک نگہبان کا قول ہے کہ جب طلسم کشا سامنے سے
آتا ہوا معلوم ہو اُسی وقت اپنے آقا کو خبر کردیں کہ آکر نکل جائیں طلسم کشا سے سامنا
ہونا باعث خرابی ہے طمطراق نے خوف جان سے قلعۂ طلسمی چھوڑا اب طلسم اسقلانیہ میں
آئے ہیں مگر طلسم کشا کو وہی لوح یہاں بھی کام دیگی طلسم اسقلانیہ بین الطرفین کا ایک
ٹکڑا ہے مگر سامری ثانی نے ایسے عجائب و غرائب یہاں تیار کیے ہیں کہ پورا طلسم بھی
کوئی اُسپر دست انداز نہیں ہو سکتا یہاں شاہزادہ جہانگیر بارہ دری سے عجیب کر
دیکھ رہے ہیں جب فوج نے گرد باغ کے انتظام کر لیا تو آسمان پر برق چمکی طمطراق مع اپنے
مصاحبوں کے آکر پہونچا مسند پر آکے بیٹھا جہانگیر نے چاہا کہ جا پڑوں لالہ زار اور
گلنار نے عرض کی کہ ابھی ٹھہر جائیے اُسکی معشوقہ بھی آلے تو اپنے کو ظاہر کیجیے گا طمطراق
نے بیٹھتے ہی ایک مصاحب سے اشارہ کیا کہ لالہ زار کو بلاؤ لالہ زار اور گلنار حاضر
ہوے جہانگیر بارہ دری میں بیٹھے دیکھ رہے ہیں جب گلنار نے آکر طمطراق کو
سلام کیا طمطراق نے پوچھا کہ کیوں ای ملکہ گلنار دیو کی قید سے کیونکر رہائی پائی
گلنار نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ بین الطرفین عنایت خداوند ہفت پیکر
ہوئی کہ دیو اپنے وطن کو گیا اور مجکو رہا کر دیا طمطراق نے کہا کہ ای گلنار صاف صاف
کہو گلنار نے عرض کی کہ جو اصل حال تھا وہ میں نے بیان کر دیا طمطراق خاموش
ہو رہا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی طمطراق کھڑا ہو گیا
یا تو باغ میں بیٹھا تھا یا مثل گل شگفتہ ہو گیا ابر نیلگون آکے پھٹا دیکھا سب نے
کہ ایک نازنین تاج سر پر رکھے تخت پر سوار دریاے جواہر میں غوطہ زن ابرووں پر افشان
چھڑکی ہوئی ثابت ہوتا ہے کہ تیغۂ ہلال کے جوہر ہیں جب تیر مژگان ہل جاتے ہیں دل
عاشق کو نشانہ بناتے ہیں غرضکہ نہایت ناز و کرشمے سے آئی طمطراق نے

اٹھ کر ہاتھ تھام لیا لا کر مسند پر بٹھایا کنیزوں کو اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ گائنیں اسی وقت حاضر ہوئین طمطراق نے اشارہ کیا گائن نے ساز درست کرکے یہ غزل شروع کی نظم

گردش سے آنکھ فتنہ پناہی مین رہ گئی — تم سے یہ چال دل کی تباہی مین رہ گئی
پھینکی تھی بام یار پہ اے دل کمند آہ — وہ بھی فلک کے عرش الٰہی مین رہ گئی
سب مٹ گیا فروغ مرے داغ عشق کا — کچھ رہ گئی چمک تو سیاہی مین رہ گئی
عشق جنان مین حضرت زاہد کو گفتگو — ابتک ہماری پاک نگاہی مین رہ گئی
یہ بھی پکارتا ہی کہ آتا ہے کوئی آج — قاصد کی بات دل کی گواہی مین رہ گئی
عالم دکھا گئی شفق شام وصل یار — سرخی سی کچھ جو ملکے سیاہی مین رہ گئی
گذریگا کون ادھر سے کہ خاک اس حقیر کی — اٹھ اٹھ کے آمد آمد شاہی مین رہ گئی
کیون اے دعاے وصل صنم تونے کیا سنا — چپکی جو بارگاہ الٰہی مین رہ گئی
پوری نظر اس آنکھ کی تیر پڑیگی کیا — رخصت طلب جو نیم نگاہی مین رہ گئی
حسرت نہ نکلی وصل مین اس دست شوق کی — اندیشہ ہاے نامتناہی مین رہ گئی
دیر اتنی ہی ہوئی تری بخشش مین اے جلال — جتنی کمی زیادہ گناہی مین رہ گئی

جب گلنار نے دیکھا کہ ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہوا یہ جو نازنین آئی ہی اسکا غنچہ مہر بستہ نام ہی طمطراق کی ملاقات کو آئی ہی ہاتھ نہین لگانے دیتی طرف گلنار کے متوجہ ہوئے پوچھا کہ تمنے کیونکر رہائی پائی گلنار نے کہا کہ خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کی کہ دیو اپنے وطن کو گیا اور مجکو رہا کر گیا مگر یہ کہ گیا ہی کہ جب مین آؤنگا پھر تمکو اٹھا لاؤنگا اگر میری دل دہی نہ قبول کرو گی پھر اسی قفس مین قید کرونگا غنچہ مہر بستہ نے کہا کہ اے گلنار مطلب اصلی ہمسے نہ چھپاؤ ہمین سب حال معلوم ہی سواے طلسم کشا کے تمکو کوئی رہا نہین کر سکتا تھا فرزندان حمزہ ہی کا یہ کلیجہ ہی سب پسران حمزہ دیو بند و دیو کش مین طلسم کشا نے اُسے زیر کیا وہ اپنے وطن گیا تمھارے شوہر نے طلسم کشا کو اپنے گھر مین جگہ دی ہی بس بہتر یہ ہی کہ جا کے اُسے گرفتار کر لاؤ جانتی ہو اس مقدمے مین کیا حکم خداوند ہفت پیکر ہی ہر ایک ناظم کے نام یہی حکم ہی کہ جس فرزند حمزہ کو پاؤ گرفتار کرکے لاؤ تمنے اور تمھارے

شوہر نے جو اطاعت کی ہو اُس اطاعت کو شکست کرو شراب یہان سے لیجاؤ اُسمین
بیہوشی ملا کر پکڑ لو سامری ثانی کو بھی یہی منظور ہے کہ یہ نوجوان قتل ہو اگر تم یہ نکروگی
ہم تمکو بخدمت خداوند سامری ثانی روانہ کرین گے بعد طمطراق کیجانب متوجہ ہو کر
کہا کہ ای طمطراق ہر چند کہ مجکو تمھاری باتون سے نفرت ہی مگر ان زن و شوہر نے تمھارے
قتل کا سامان کیا ہی مجکو میرے سحر نے خبر دی ہی کہ طلسم کشا بارہ دری مین موجود ہی اب بھی
وہ گرفتار ہو سکتا ہی مین خود براے گرفتاری طلسم کشا جاتی ہون یہ سنکر لالہ زار نے کہا کہ
ای ملکۂ عالم آپ بکا فرائی ہین طلسم کشا ہمارا محسن ہی جب وہ یہان سے جائیگا تب
اُسکو گرفتار کیجیے گا ہم گرفتار نہ ہونے دین گے غنچہ سربستہ نے کہا کہ ای لالہ زار کیون
تیری شامتین آئی ہین یہ کہکر غنچہ سربستہ نے اپنا ہاتھ ہلایا لالہ زار گرا گلنار نے
بڑھ کر گودا مارا طمطراق نے گودا کاٹا گودا کاٹ کر ہاتھ ہلا دیا۔ گلنار بھی گری طمطراق و
غنچہ نے دونون کو گرا دیا زبانون مین سوزن دی کہا جلاد کو بلاؤ۔ دو جلاد خنجر برہنہ
لئے ہوئے حاضر ہوے طمطراق نے اشارہ کیا کہ دونون کا سر کاٹ لے جلاد دونون
کے سر پر خنجر برہنہ کھینچ کر آیا کہا کہ ای شہنشاہ حکم اول بے سمجھ کر حکم دیجیے ایک ہاتھ مین
سر کو تن سے قلم کرتے ہین قتل کرنا ہمارا کام ہی جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہی
طمطراق نے آواز دی کہ ارے یہ دونون گنہگار خداوند ہفت پیکر ہین سامری ثانی
بھی انکے دشمن ہو رہے ہین انکے بارے مین حکم ہی کہ جو طلسم کشا سے دوستی کرے
فوراً اُسکو قتل کروا ایسے ہی لوگون نے میل کرکے طلسم کشا کو زور دیا شاہزادہ جہانگیر
بارہ دری مین ٹہل رہے تھے پردہ ہٹا کر دیکھا کہ زن و شوہر زیر تیغ بیٹھے ہین بیچارے
یاس سے چہار جانب دیکھ رہے ہین گلنار لالہ زار کو اشارہ کرتی ہی کہ مقام افسوس ہی
طلسم کشا نے ہمارا حال ملاحظہ نہین کیا صاحب اب ہمارے قتل مین کیا دیر ہی
جلاد ہاتھ مارینگے سر اُڑ جائیگا افسوس ہی کہ طلسم کشا کی خدمت نہ کرنے پائے شاہزادہ
جہانگیر دیکھتے ہی بیقرار ہو گئے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قبضے پر ہاتھ ڈالا بجاے
تیغ کے لوح کو ہاتھ مین لیا دین سے نعرہ کرکے جا پڑے۔ نعرۂ جہانگیر

جہانگیر فرزند صاحبقران	منم بلبل باغ اسلامیان	چو تیغ یلے برکشم از غلاف
تزلزل فتند درمیان مصاف	اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم	زگاو زمین بیخ و بن برکنم

اب جو پہلو سے نعرہ جہانگیر ہوا ساحر ٹھٹر گئے شاہزادہ جہانگیر نے بڑھکر جلادون کو مارا۔ ان دونون کی زبانون سے سوزن نکالی لوح چمکائی کہ سحر دونون کے اوپر سے اترا زن و شوہر بھی کڑک کر اٹھے کنیزون کو قتل کرنے لگے۔ غنچہ سربستہ نے للکارا کہ او اسیر حمزہ لوح کے ملنے پر بڑا گھمنڈ ہی دیکھ تو کس آفت مین پھنساتی ہون یہ کہکے ایک گولہ مارا گجرہ پھولون کا ہاتھ مین تھا وہ بھی کھینچ مارا گجرہ ٹوٹا پھول برسنے لگے تمام درخت پھولون سے لد گئے غنچہ و گل چٹکنے لگے پھل ٹوٹ کر زمین پر گرے ان سے ساحر پیدا ہونے لگے ہر طرف سے بلبلین آواز دیتی ہین کہ ای جوان ہوشیار ہو ذرا ہماری نغمہ سرائی سن لے چہکارے مار کر یہ غزل گانے لگین ہے

کس منھ سے کہتی ہو کہ مین ہون آشنائے گل — بلبل زبان سے یہ بھی نہ نکلا کہ ہائے گل
دیکھا طلسم اس چمن روزگار کا — بلبل کے بدلے زاغ ہین کاشنے جائے گل
آنکھون سے دیکھ لو ستم روزگار کو — کچھ پوچھنا ضرور نہین ماجرائے گل
بلبل اسیر ہو تو کرون چاک پیرہن — ہم خوب جانتے ہین یہ تھا مدعائے گل
ای عندلیب کیا نفس چند کی بہار — دو دن کے بعد پھر ہو وہی ہائے ہائے گل
فصل بہار و وقت خزان دونون سامنے ہین — وہ ابتدائے گل ہو تو یہ انتہائے گل
کہتی تھی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہون — راحت کہان اٹھا نہ سکی مین جفائے گل
ارباب ضبط کے نہین کھلتے لب سوال — اپنا ہی خون دل ہی چمن مین غذائے گل
ای رنج ہجر اور کہین ڈھونڈھ لے مکان — رہتی ہی عندلیب کے گھر مین ہوائے گل
اس ضبط عندلیب کے قربان جائیے — آئے زبان پر نہ کبھی شکوہ ہائے گل
رسوا کیا محبت خندیدگی نے آہ — کھلنے لگے قریب سحر پردہ ہائے گل
شاید نسیم آمد فصل بہار ہی — پیدا ہی چند روز سے سر مین ہوائے گل

اسطرح بلبلون نے نغمہ سرائی کی کہ لالہ زار و گلزار یہ صدائین سنکر حیران حیران طرف

پھولون کے دیکھنے لگے شاہزادہ جہانگیر کے دل مین جب توجہ ہوتی ہی کہ طرف پھولون کے
متوجہ ہون کوئی کان مین کہہ دیتا ہی کہ اُدھر نہ دیکھو لوح چمکاؤ شاہزادہ جہانگیر ہوشیار ہو کر
لوح چمکا دیتے ہین اور شمشیرزنی کرنے لگتے ہین طمطراق حیران کھڑا دیکھ رہا ہے اور
چاہتا ہی کہ پرپرواز پیدا کر کے نکل جاؤن غنچۂ سربستہ نے کہا کہ ای طمطراق اسی منھ پر دعوے
سلطنت طلسم ہی میرا سحر بسبب لوح کے تاثیر نہین کرتا ایسا سحر کرو کہ طلسم کشا لوح نہ دیکھے
طمطراق نے ایک گولا اُٹھا کر زمین پر مارا گوشہ ہاے باغ سے شیر و خرس پیدا ہوے اور
آسمان سے ہزارہا زاغ و زغن اُڑتے ہوے آئے اب جہانگیر کو دو طرف کی پڑی
شیر و خرس حملہ کرتے ہین زاغ و زغن نے کاؤن کاؤن مچائی چاہتے ہین کہ طلسم کشا پر
ٹوٹ پڑین کہ ایک طرف سے ہواے سرد چلی دیکھا کہ چند عقاب بلند پرواز منقارین
مثل نیزہ پنجے فولادی آکے زاغ و زغن پر گرے جس زاغ یا زغن کو پکڑا چیر کر پھینک دیا
چند عقابون نے زاغ و زغن کو مار کے بھگا دیا شیر و خرس جب جہانگیر پر حملہ کرتے ہین
کان مین آواز آتی ہے کہ انکو تلوار سے نہ قتل کرو لوح چمکاؤ جہانگیر نے لوح جو چمکائی
شیر و خرس منھ پھیر کر بھاگے طمطراق نے کئی سحر کیے بسبب لوح کے رنگ جما شاہزادہ
جہانگیر لڑتے ہوے قریب غنچۂ سربستہ پہنچے غنچۂ سربستہ نے وہ سحر کیا کہ تمام نخل ہاے
باغ مثل انسان کے دوڑے گرد جہانگیر مجمع کیا ہواے تند کے جھونکے چلے شجر گرنے لگے
کہ یہ ہمارے سایے مین دبجائین مگر جہانگیر جب لوح چمکاتے ہین وہ نخل کنیزان
غنچۂ سربستہ پر گرتے ہین کئی سو کنیزین دبین کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سر کچلا غل و شور ہوا
غنچۂ سربستہ نے پلٹ کر دیکھا کہ کئی سو کنیزون کے لاشے پڑے پھڑک رہے ہین
غنچۂ سربستہ نے دستک دی کہ وہ سب نخل جا کر اپنے مقام پر قائم ہوے عندلیبان
خوشنوا جو زمزمہ سرائی کر رہی تھین اُڑ کر دیوار باغ پر بیٹھین منقار کھولے پرون کو تول
رہی ہین کہ اُڑ کر نکل جائین غنچۂ سربستہ نے انکو سحر سے روکا بلبلین پھر بیٹھین جہانگیر
نے دیکھا کہ سواے غنچۂ سربستہ و طمطراق کے اُس مقام پر اور کوئی نہین ہے
لالہ زار و گلنار نے سب کنیزون کو مار ڈالا زن و شوہر دریاے خون مین نہاے ہوے

سامنے جہانگیر کے آئے عرض کی کہ ای شہریار اب یہ دونون باقی ہین بدون کوشش
حضور یہ نہ قتل ہونگے شاہزادہ جہانگیر طمطراق پر جا پڑے طمطراق نے تلوار کمر سے
کھینچی تلوار کو ہلایا ہزارہا تلوارین جہانگیر پر برسنے لگین مگر کوئی تلوار جسم پر جہانگیر
کے نہین پڑتی طمطراق نے سر کو جنبش دی پتھر برسنے لگے درخت وچمن پامال وتباہ
ہونے لگے جہانگیر کے قریب کوئی پتھر نہین آتا طمطراق گھبرایا آخر تلوار کا وار کیا
جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا چاہا کہ ہاتھ مارون طمطراق
نے اپنے کو گرادیا غلطک مار کے بلند ہوا بشکل طاؤس اُڑتا ہوا چلا لالہ زار نے پکار کر
آواز دی کہ ای شہریار طمطراق جاتا ہی داہنی طرف سے آواز آئی کہ اگر یہ نکل گیا تو پھر
دستیاب نہ ہوگا جہانگیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر جعبہ کمان مین پیوست
کیا سینہ پر کینہ طمطراق تاکا تیر رہا ہوا جا کر پشت پر طمطراق کی پڑا کہ سینے کو توڑ کر
پار نکلا طمطراق کا لاشہ زمین پر گرا اندھیرا ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین
غنچہ سربستہ نے جو لاشہ طمطراق دیکھا گھبرا گئی پرواز پیدا کر کے بھاگی اُڑتے
اُڑتے اشارہ کیا کہ لاشہ طمطراق بھی بلند ہوا غنچہ سربستہ نے موے سر کو جنبش
دی کہ ایک حلقہ موے سر کمر مین لاش کی پڑا غنچہ سربستہ اُڑتی ہوئی چلی اب وہ
وقت ہی کہ سامری ثانی تخت پر بیٹھا ہی مشیران سلطنت جمع ہین کہ یکایک زمین تھرائی
گرد اُسکے جو بت ہاے سنگی رکھے تھے مُنھ کے بل گرنے لگے سامری ثانی نے گھبرا کر
کہا کہ یارو غضب ہوا آسمان پر میرے کوئی افتاد پڑی کہ دیکھا آسمان سے غنچہ سربستہ
گریبان پھٹا ہوا دوپٹہ ڈھلکا ہوا لاشہ طمطراق لٹکتا ہوا سامنے سامری ثانی
کے آئی کہا کہ ای خداوند غضب ہوا طمطراق مارا گیا سامری ثانی نے پوچھا کہ
ای غنچہ سربستہ تم اُس باغ مین کیونکر پہونچین غنچہ سربستہ نے جواب دیا کہ طمطراق
مجکو بلواتا تھا جلسہ جماتا تھا اُس جلسے مین مین بھی گئی تھی قدرت کو حال معلوم ہوگا
کہ لالہ زار کیونکر تسخیر ہوا زوجہ لالہ زار قید تھی اُسے طلسم کشا نے چھڑایا زن وشوہر
مطیع اسلام ہوے بارہ دری مین طلسم کشا کو چھپایا جب مین نے زن وشوہر کو گرفتار

گیا اور قصد کیا کہ قتل کرون طلسم کشا بارہ دری سے نکل آئے تلوار چلی جب طمطراق
مارا گیا تو کنیز نکل آئی اب باغ لالہ زار مین طلسم کشا کا قبضہ ہی سامری ثانی نے
کہا کہ ادے کوئی حاضر ہی لالہ زار و گلعذار کو لاؤ ایک بت سنگی سے ایک ساحر سیہ فام
نکلا پکارتا ہوا کہ منم کوہ کن سنگ شکن یا خداوند کیا حکم ہوتا ہی سامری ثانی نے
کہا کہ زن وشوہر کو لاؤ وہ ساحر غرق زمین ہوا یہان جب غنچہ بھاگ گئی اور لاش
طمطراق بھی لے گئی شاہزادۂ جہانگیر بفتح وفیروزی بیلچے باغ کو وہی رنگ اول پر
دیکھا چمن پھولون سے بھرے ہوے بڑے بڑے درخت خشک ہوگئے ہین
خاک درختون پر پڑی ہوئی آگے آگے شاہزادۂ جہانگیر پیچھے پیچھے زن وشوہر طرف
بارہ دری کے جاتے ہین کہ زمین کانپی لالہ زار ارے کہکے پلٹا دیکھا کہ زمین سے
ایک ساحر سیہ فام وبد انجام نکلا ایک پنجہ کمر مین زن کے اور ایک شوہر کے دیکر
لے اڑا گلنار نے آواز دی کہ ای شہریار کنیز وغلام کو بچائیے ہمکو دربار مین سامری
ثانی کے یہ ساحر لے جاتا ہی اس ظالم کا سامنا ہی کہ رحم جسکے مزاج مین نہین کنیز وغلام
زندہ نہ بچین گے افسوس ہی کہ حضور کی خدمتگزاری سے محروم رہے شاہزادۂ
جہانگیر نے چاہا کہ کمان کاندھے سے اتارون وہ جھپٹ کر بلند ہوا آسمان مین جاکر
ڈوب گیا شاہزادے کو لیجانا زن وشوہر کا بہت شاق ہوا بے اختیار ہوگئے پکارتے
تھے کہ ای لالہ زار وگلنار ہمکو کہان چھوڑا ہماری محبت سے منہ موڑا ایسی بیقراری
جہانگیر کو ہی کہ زیر سایۂ شجر تڑپ رہے ہین یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا
کہ ملکہ الماس آکر پہونچین شاہزادۂ جہانگیر کا ہاتھ تھام کر سنبھالا کہا کہ اے
شہریار آپ اپنے کو سنبھالیے ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر آپ کو دم دیکر لوح لے لے
مجھے آٹھ پہر اسی کوشش مین گذرتی ہی کبھی دربار سامری ثانی مین برائے جاسوسی
جاتی ہون کبھی آپ کے پاس واسطے نگہبانی حضور آتی ہون لیکن انتہا کی گھبرائی
ہون کہ خدا ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے لالہ زار وگلنار گرفتار ہوکر گئے ہین
ان دونون پر بڑی سختی گذریگی جہانگیر نے کہا کہ ای الماس پریچہرہ مین چاہتا ہون

کہ مجکو دربار مین سامری ثانی کے لے چلو بچہ دیکھو کیسا شکار کھیلتا ہون الماس
پری چہرہ نے کہا کہ آج کنیز بھی جان پر کھیلے گی حضور کو لیے چلتی ہون شاہزادے
نے کہا کہ مین بھی آمادہ ہون ضرور چلونگا کہ پہلو سے باغ سے رونے کی آواز آئی
شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ای ملکہ الماس یہ کون روتا ہی کہا ای شہریار چل کے
دیکھیے کنج باغ مین آکر دیکھا کہ ایک قصر ہی اسمین سے مردون کے رونے کی آواز آتی
ہی جہانگیر نے لوح کو دیکھا الماس پریچہرہ سے کہا کہ یہ زندانخانۂ طلسمی ہی جسمین پہلے
جو لوگ بارادۂ فتاحی طلسم آئے ان مقامون پر آکے گرفتار ہوے وہی سب یہان
قید ہین یہ کہکے قفل کاٹا اندر آکے دیکھا کہ کئی سو جوان تاجدار گردن تک ماش کے
آٹے کے مارے سیاہ پڑے ہین وہ لوگ رو رہے ہین ایک ایک سے کہتا ہی کہ
یارو آج نیا معرکہ ہوا کہ یہ یاران سیاہ ماش کے آٹے کے ہوگئے مگر ہمارے رہا
ہونے کی کوئی صورت نہین شاہزادۂ جہانگیر کو جو دیکھا سب کھڑے ہوگئے
شاہزادے کو جھک جھک کر سلام کرنے لگے جہانگیر نے سب کی قید کاٹی سب سے
حال پوچھا ان سب نے رو رو کے حال بیان کیا کسی نے کہا کہ دس برس سے قید
ہین کسی نے کہا کہ بارہ چودہ برس گذرے اسی طرح سبھون نے اپنا اپنا حال بیان
کیا کلمہ پڑھکر سب مسلمان ہوے کوئی لات پرست اور کوئی منات پرست تھا
سبھون نے ادیان باطلہ پر لعنت کی مذہب حق کا دل سے اعتقاد کیا الماس پریچہرہ
نے عرض کی کہ حضور دیر نہ کرین ایسا نہو کہ زن و شوہر پر کوئی افتاد پڑے تو صدمۂ
عظیم ہوگا شاہزادۂ جہانگیر نے کہا کہ ای ملکہ الماس مین چلنے پر آمادہ ہون مجکو
زن و شوہر کا بڑا قلق ہی انکے اعتقاد کا حال ہمپر کھلا غنچہ سرلیتہ نے کیا کیا سمجھایا
مگر زن و شوہر نے نہ قبول کیا ملکہ الماس نے ایک تخت سحر تیار کیا اوسپر شاہزادہ
سوار ہوا الماس آکے پہلو مین بیٹھی چارسو جوان یعنے جو اپنے اپنے ملک کے
شاہزادے تھے سب قیدخانے سے چھوٹے الماس پریچہرہ نے ان سب سے
کہا کہ بعد تھوڑی دیر کے تم لوگ بھی اس نقب مین پھاند پڑنا جہان شاہزادہ ہوگا

وہان پہونچو گے یہ کہکے الماس تخت اُڑا کے چلی سامری ثانی بھی تخت پر بیٹھا ہے
طمطراق کے مرنے کا افسوس کر رہا ہی کہ ہواے تند چلی سامنے سر اُٹھا کے دیکھا کہ
طلسم کشا ایک تخت پر سوار لوح گلے مین پڑی ہوئی الماس پریچہرہ تخت اُڑاتی ہوئی
آتی ہو وہین سے شاہزادہ جہانگیر نے نعرہ کیا کہ باش او بیحیا تجکو شرم نہین آتی اسی منھ پر
تو دعوے خدائی کرتا ہی یکتائی پہ مرتا ہی الماس کو دیکھ کر سامری ثانی گبھرا گیا پکار کر کہا
کہ ای ملکہ عالم مجھ سے کیا خطا ہوئی کہ جو طلسم کشا کی شریک ہو گئین مین تو تمکو معشوقہ
جانتا تھا ہمیشہ عجز کیا مگر تمنے مسلمان کا ساتھ دیا خداوند ہفت پیکر کو فراموش کیا
الماس نے آواز دی کہ او مکار تو وہی ہی جو دعوی خدائی کرتا تھا آج صاحب لوح
سے مقابلہ کر تیرے سحر کا امتحان ہو یہ کہنا تھا کہ سامری ثانی اُٹھا جہانگیر تخت سے کودے
سامری ثانی نے اشارہ کیا ساحر ٹوٹ پڑے جنگ سحر کرنے لگے شاہزادہ جہانگیر لوح
چمکا رہے ہین سحر ساحرون کے شمار بے ہین جب لوح چمکی سحر اُلٹے پلٹے اُن ہی سحر
کرنے والون کے سینون پر پڑے توڑ کر شست کو بارگد دے مگر سامری ثانی سامنے
شاہزادہ جہانگیر کے نہین آتا بھاگا بھاگا پھرتا ہی گوشے مین آکر سحر کرتا ہی کہ جہانگیر
لڑتے بھڑتے سامنے سامری ثانی کے پہونچے سامری ثانی نے ایک دستک دی
زمین کانپی آسمان سے آگ برسنے لگی شاہزادہ جہانگیر نے لوح کو چمکایا آگ برسنا
موقوف ہوئی پھر سامری ثانی نے دستک دی اور پکار کے آواز دی کہ ارے نائب
قدرت کہان ہی مقام افسوس ہی کہ نائب نے منھ پھیرا ایسے وقت مین سامنے نہین
آتا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی خیر خواہ حاضر ہوا دیکھا سب نے کہ ایک ساحر
سیہ فام و بد انجام جھولی اسباب سحر سے بھری ہوئی زمین پر آکر گرا اور آواز دی
کہ یا خداوند حاضر ہوا سامری ثانی نے کہا کہ ای نائب قدرت طلسم کشا کو یہان سے
ہٹا مجھ سے مقابلہ کرنے پائے اُس ساحر سیہ فام نے جھولی سے کچھ پرچہ ہاے کاغذ
نکالے وہ ہوا پر اُڑا دیے کہ پہلوے گنبد سے حاضر حاضر کی آواز آئی دیکھا کہ چند نازنینان
مہ جبین گوشہ گنبد سے ظاہر ہوئین ایک نازنین سرو قد خورشید خد ماہ جبین و

جہ تمکین اُن سب کے آگے پکارتی ہوئی کہ ای فرزند صاحب قران ذرا ادھر متوجہ ہوجیے جہانگیر نے آنکھ ملائی اُس نازنین نے بھی آنکھ ملا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے شروع کیے

گل کو نظر سے اشارہ خونی اتارتے ہیں — گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہیں
شانے سے جب وہ اپنی زلفیں سنوارتے ہیں — سنبل کو اور مشک و عنبر کو وارتے ہیں
مردے وہ زندہ کرنے زندوں کو مارتے ہیں — اسکو بگاڑتے ہیں اسکو سنوارتے ہیں
مشتاق ہم کنارے ملتے ہیں ہاتھ کیا کیا — تن تن کے جب وہ اپنا سینہ ابھارتے ہیں
وہ دلپسند ہی تو جب دیکھتے ہیں تجھکو — کرتے ہیں گنگ اشارے گویا پکارتے ہیں
قائل ہوں میں تو اپنے نالوں کی گرمیوں کا — داغوں کو میرے دل کے کیا کیا ابھارتے ہیں
دریائے رحمت اسکا غالب کہ موج زن ہو — تقصیر وار توبہ توبہ پکارتے ہیں
دن رات کو بتاتے ہیں باہم قمار الفت — وہ ہم سے جیتتے ہیں ہم اُنسے ہارتے ہیں
شیریں لبوں کے اوپر رال اپنی ہی ٹپکتی — بوسہ کا نام سنکر ہم منھ پسارتے ہیں
اُس گل سے رخ کے اوپر کرتے ہیں گل کو صدقے — اُس زلف سنبلیں پر سنبل کو وارتے ہیں
رو رو کے دل کو خالی کرتے ہیں جس جگہ ہم — مانند دریا جیسے واں موج مارتے ہیں
پوشاک برلہ کی حاضر ہے کشتیوں میں — اسکو پہنتے ہیں وہ ہم اسکو اتارتے ہیں
جاتے ہیں عاشق اسکے کوچے کے گرد پھیرے — پھر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہیں
دم دے انھیں کبھی وحشت انکا کبھی دل بچا دے — زاہد کمال اپنی شیخی بگھارتے ہیں
مرد فقیر حق حق کرتے ہیں بو سیلے بہ — شیر اپنے نیستان میں عاشق وکارتے ہیں

اس نازنین نے جو شاہزادہ جہانگیر سے آنکھ ملا کر یہ غزل گائی جہانگیر با توقیر کو ایک محبت پیدا ہوئی پکار کے آواز دی کہ ای سرگروہ حسینان وای سرتاج معشوقان کیا خوب آواز ہے کیا صدا میں سوز و گداز ہے الماس نے جو دیکھا کہ جہانگیر طرف اُس نازنین کے متوجہ ہوئے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار دھوکا نہ کھایئے گا لوح چمکا کے تو اسکی صورت دیکھیے یہ سنتے ہی جہانگیر نے لوح چمکا دی لوح چمکا کے جو اُس عورت پر نگاہ ڈالی دیکھا کہ ایک زنگن سیاہ رو تیرہ درون کالے کپڑے پہنے ہوئے زیور پیتل کا

اب تو شاہزادے نے اُسے للکارا کہ او بے حیا آگے سے ہٹ ہمارے سامنے نہ آ ورنہ
ایک ہاتھ تلوار کا ماروں گا قریب آئیگی تو بہت پچتائیگی دھوکا دینے آئی ہی وہ ساحرہ
سیہ فام جو آیا تھا اُسنے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا جہانگیر نے دوبارہ لوح کو اُسکے سامنے
چمکایا وہ عورت مع کنیزون کے جلنے لگی اُس ساحرہ نے پھر آواز دی کہ او فتنہ انگیز تو کیا
کرتی ہی آتی نہین طلسم کشا کو آ کے لے دوسرے پہلو سے صدا آئی کہ حاضر ہوئی طلسم کشا
کو لیتی ہون سامری ثانی نے بڑھ کر الماس پریچہرہ کو للکارا الماس نے گولہ مارا سامری
ثانی نے گولہ کا ٹا گولے سے دھوان نکلا کہ آنکھین بند کرکے الماس کھڑی ہو گئی اور
مثل بید کانپنے لگی اتنے مین اُس ساحرہ نے پھر پکار کے آواز دی کہ او فتنہ انگیز جلد آ
دیر نہ کر کہ یکایک ایک نازنین مہ جبین سامنے آئی اور جُھک کر شاہزادہ جہانگیر کو
سلام کیا جہانگیر کی نگاہ پڑی کہ ایک حسین ماہ پیکر قمر منظر سیمین بر سامنے آ کر پہونچی
شاہزادہ جہانگیر سے کہا کہ باغ مین چلیے گل ولالہ کی سیر کیجیے سب گل و غنچے آپکے
مشتاق ہین جہانگیر یا توقیر اُسکے ساتھ چلے الماس پریچہرہ آنکھین بند کیے جھوم رہی
ہین حیران حیران طرف جہانگیر کے دیکھتی ہین اشارون سے پیدا ہی کہ لوح چمکائیے
اُس سیاہ رو نے آواز دی کہ او فتنہ انگیز کیون اسقدر دیر کرتی ہی اُس نازنین نے
قدم اُٹھایا اسی گنبد مین ایک در پیدا ہوا جہانگیر نے دیکھا کہ ایک باغ عنبر سرشت ہی
یا نمونہ بہشت ہی گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا موج مار
رہی ہین حباب نہر مثل چشم معشوق جہانگیر سے اشارے کر رہے ہین کہ لوح کو ملاحظہ
کیجیے مگر جہانگیر با توقیر اُس نازنین کا ہاتھ تھامے ہوے باغ مین آئے اور سیر کرنے لگے
فتنہ انگیز نے کہا کہ بارہ دری مین چلیے تو مین آپ کو تماشا دکھاؤن جہانگیر اُسکے ساتھ
بارہ دری مین آئے بارہ دری مین لا کر فتنہ انگیز نے مسند پر بٹھایا کنیزون سے پکار کر
آواز دی کہ ارے شراب و کباب لاؤ مہمان کی خاطر کرو کنیزین دوڑ کر گلابیان شراب
کی اور کشتیان کباب کی لائین اُس نازنین نے بڑھ کر ایک کنیز کو کہ گوشے مین بیٹھی تھی
اُسے پکار کر آواز دی کہ اری گلرنگ یہان آ کر شراب پلا گوشے مین کہان جا کر بیٹھی ہی

وہ کنیز اپنے مقام سے اُٹھی جام لبریز کیا سامنے شاہزادہ جہانگیر کے یکتائی لیکن نگاہ
جو گلرنگ کی جمال بے مثال جہانگیر پر پڑی جی مین کہتی ہی کہ اس جوان نے شراب پی
اور لوح اسکے قبضے سے نکلی ہاتھ تو بڑھایا مگر آنکھ سے اشارہ کیا کہ جام میرے ہاتھ سے
لیکر فتنہ انگیز پر ڈالدیجیے پھر تماشا قدرت پروردگار کا دیکھیے جہانگیر نے ہاتھ بڑھا
جام لیا انجام کا خیال آگیا پلٹ کے فتنہ انگیز سے کہا کہ قریب آؤ جیسے ہی فتنہ انگیز
قریب آئی اور دل مین سمجھی کہ شاہزادہ میرے دام مکر مین پھنس گیا جام پیا اور مین نے
لوح لی جہانگیر نے وہی جام سر پر فتنہ انگیز کے ڈالدیا جیسے ہی شراب سر پر اُس
نازنین کے گری معلوم ہوتا تھا کہ تودۂ بارود مین چنگاری آگ کی ڈالدی سراپا شعلہ
آتش بنگئی کنیزین سر پیٹنے لگین کہتی تھین کہ اری گلرنگ کیا ستم کیا جب فتنہ انگیز جل کر
خاک ہوئی شاہزادے کو ہوش آگیا تلوار ٹیک کر اُٹھے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا
کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات سامری ثانی مثل طمطراق کے نہین ہی
یہ دعوی خدائی رکھتا ہے لوح کو گردش دو اپنے کو اُسی گنبد مین پہونچاؤ اگر دیر کروگے
تو الماس پریچہرہ کو زندہ نہ پاؤ گے جہانگیر نے لوح مین جو یہ مضمون پایا خوشی سے
چہرہ سرخ ہوگیا لوح کو گردش دی جیسے ہی لوح کو گردش دی ایک دھماکا ہوا
جب روشنی ہوئی اپنے کو پھر اُسی مقام پر پایا سامری ثانی نے جو شاہزادہ
جہانگیر کو دیکھا اُس ساحر سیہ رو نے پکار کر آواز دی کہ ای خندان سیاہ رو
فتنہ انگیز ماری گئی طلسم کشا آتا ہی ہمارے سامنے سے ہٹاؤ خندان سیاہ رو نے
ایک دو پتھر زمین پر مارا آواز دی کہ ای فیلان فیل پیکر طلسم کشا کو لے خبردار اب
جانے دو دینا شاہزادہ جہانگیر طرف خندان کے چلے تھے کہ ایک صدا سے مہیب
آئی کہ او طلسم کشا ذرا جمسے تو مقابلہ کر جہانگیر نے دیکھا کہ ایک جوان فیل پر سوار
سات سر بوضع مختلف یعنے ایک سر شیر کا ایک خرس کا ایک سگ کا ایک
خنزیر کا ایک طاؤس کا ایک فیل کا یہ سر گردن پر بیچ مین سر انسان اور سات ہاتھ
مین ہر ہاتھ مین حربہ گرز و شمشیر و نیزہ و خنجر وغیرہ کل حربون کو جنبش دیتا ہوا ساوتن

حربے اسنے شاہزادے پر لگائے جہانگیر نے سنان نیزہ کو بیلچے سے کاٹا اور حربون کو
خالی دیا جست کر کے ہاتھ تلوار کا مارا تین ہاتھ اُسکے کاٹے تو اُسنے ایک چیخ ماری کہ ہر سے
آواز نکلی اور ہر دہن سے شعلہ آتش نکلے شاہزادہ جہانگیر پر اُن شعلون نے کچھ کام
نہ کیا پھر جہانگیر نے دیکھا کہ ساتون ہاتھ اُسکے اُسی طرح تیار ہین چار مرتبہ جہانگیر نے
دو دو چار چار ہاتھ کاٹے مگر جب اُسنے چیخ ماری اور روشنی ہوئی سب ہاتھ تیار دیکھے
اُس حال پر ملال مین الماس کھڑی ہو سحر مین سامری ثانی کے پھنسی ہوئی آنکھون مین
آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس مثل بید کانپ رہی ہو جب جہانگیر نے کئی مرتبہ اسکے ہاتھ
کاٹے اور ہاتھ پھر درست ہو گئے حیران تھے کہ کیا کرون الماس نے اُس حال مین
ضبط کر کے آواز دی کہ اے شہریار مین تو بیکار ہو رہی ہون سامری ثانی کے سحر مین
پھنسی ہون مقام افسوس ہو کہ آپ لوح نہین ملاحظہ کرتے یہ فیلان ہفت سر
جان طلسم ہو اگر عمر بھر اس سے مقابلہ کیجیے گا تو اسکا یہی حال رہیگا بعد تھوڑی دیر کے
جیسے سر ہین اُسی وضع کے ساحر پیدا ہونگے اور آپ کو گھیر لین گے ذرا مجھ تک اپنے کو
پہونچایئے یہ آواز سنکر شاہزادہ جہانگیر کو جیسے ہوش آگیا فیلان ہفت سر نے بڑی
کوشش کی کہ لوح نہ دیکھنے دون حربے بھی لگائے غل بھی مچایا مگر جہانگیر نے کچھ خیال
نہ کیا لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ اے فتح طلسم وادی سیار این عجائبات اگر تمسے
اس طرح کا ساحر آکے مقابلہ کرے اگر تا بہ حشر لڑو گے فتح نہ پاؤ گے مگر اسکا سر اصلی
جو مثل سر انسان کے ہو خیال کر کے دیکھو کہ پیشانی پر اُسکے ایک خال سیاہ ہو اگر
قادر انداز ہو تاک کر تیر مارو اُسی خال سیاہ پر پڑے تل بھر کا فرق نہ ہو جہانگیر نے
جیسے ہی کمان کیانی دوش سے اُتاری اُس ساحر ہفت سر نے کئی حربے لگائے
شاہزادہ جہانگیر نے خالی دیے تیر بحر کمان مین پیوست کیا تاک کر اُسی خال پر مارا پیشانی
سے شعلہ ہاے آتش نکلے مثل طاؤس آتشبازی جلنے لگا جلنے مین اُسکے آواز عجیب
آتی تھین اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے وہ جل کر خاک ہوا اور آواز آئی کہ شقی مرا
نام من فیلان ہفت سر بود اس عرصہ مین جہانگیر نے ساحرون کو قریب سے

ملکہ الماس کے ہٹایا اپنے کو قریب الماس پہونچا یا الماس نے اشارہ کیا کہ لوح کا
عکس مجھپر ڈالیے جہانگیر نے لوح جو چمکائی ایک شعلہ منھ سے الماس پری چہرہ کے نکلا
اور وہ شعلہ نکل کے طرف آسمان کے غائب ہوا الماس جو تڑپی خندان جادو پر بجلی سی
جا پڑی اس زور سے گری کہ بایاں ہاتھ اسکا اوڑ گیا ہاتھ جو خندان کا کٹا اسنے ایک
چیخ ماری اور رونے لگا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہاتھ میرا ہاتھ سے گیا جلد دستگیری
کیجیے اس حال کو پہونچا ہوں کہ بے دست و پا ہوں ایک جھونکا ہوائے سرد کا چلا
الماس نے دیکھا کہ ہاتھ خندان کا درست ہو گیا ابکی مرتبہ الماس پری چہرہ برق بنکر
گری خندان کے دو ٹکڑے کیے لاشہ جو خندان کا تڑپا دونوں ٹکڑے آتش میں
جل گئے خندان ہنستا ہوا اٹھا پکار کر آواز دی کہ ای الماس اگر میرا کوئی حصہ بدن
جل جائیگا تو بچنا دشوار ہوگا الماس نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر اپنی نشتر
مارا خون کے قطرات چلو میں لیے ہاتھ چمکاتی ہوئی خندان پر اس زور سے گری کہ
خون کا چھینٹا دیا کہ خندان کے دو ٹکڑے ہوے ہزارہا جانور مثل شیر و پلنگ و خرس
کے پیدا ہوے جہانگیر پر حملہ کرنے لگے الماس نے قطرات خون کے ان جانوروں
پر بھی پھینک مارے جانور بھی جل کر خاک ہوے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خندان
جادو بود جب خندان مارا گیا تو سامری ثانی گھبرایا پکار کر آواز دی کہ کنیزان سامری
سب ہلاک ہوئیں ایک فتنہ انگیز کے مرتے ہی یہ آفت برپا ہوئی کہ پہلوے گنبد سے
آواز آئی کہ ای شہریار ذرا ٹھہر جائیے لوح نہ چمکائیے جہانگیر نے ہاتھ روکا دیکھا کہ ایک
نازنین پوشش پر عالم شباب دونوں عارض گل گلاب چہرہ آفتاب عالمتاب چمکا در دولت
عرض جناب بنفسی ہوئی یہ اشعار عبرت آثار پڑھتی ہوئی آئی ہے۔ نظم

جلوے ہیں شش محل میں ترے رخساروں سے	آگئے گرنے پرین ٹوٹ کے دیواروں سے
گال ملنے دے پریرو مجھے رخساروں سے	سر دھری تری جا بجی ان انگاروں سے
نور کمرے میں یہ پھیلا ترے رخساروں سے	گر پڑا سایہ پھیلتا ہوا دیواروں سے
آگئے پشت بہ دیوار نظر آتے ہیں	بیٹھے ہیں آنکھ رو لی کے جو دیواروں سے

تیرے گھر ہی یہ حسینان سلف کا نقشہ
سب کی تصویرین ہین چپکی ہوئی دیوارون سے
روک لیگی نہ ہمین پردہ نشینی تیری
تاک لینگے کوئی روزن ابھی دیوارون سے
قوت نامیہ بخشنے گا جو یون سایۂ قد
سرو ایک روز نکل جائیگا دیوارون سے
یون نہ چلائے کے شب وصل یہ تقریر کرو
کان اغیار لگائے ہنوز دیوارون سے
تو نے گلگشت جو موقوف کیا اے گل تر
پھول مرجھائے چلے آتے ہین گلزارون سے
ناوک اندازیون کی مشق کہان تک اے ترک
خون انگلی کا ٹپکنے لگا سوفارون سے
غل یہ کیا ہے نہین بالی یہ تیرون کی صفیر
مرغ مضمون کو اڑاتے ہین یہان یارون سے

جہانگیر نے دیکھا کہ وہی گگر ناگ خواص کہ جسنے پہلو مین فتنہ انگیز کے خراب پینے کو منع کیا تھا ہنستی ہوئی آئی ہے کہتی ہے کہ اے شہریار باغ مین چلیے جہان آپ نے فتنہ انگیز کو قتل کیا تھا آفت خیز آ سکی ہین آیا چاہتی ہے وہ آکر لوح جبین لے گی ایک مرتبہ یہ خیر خواہی کر چکی تھی شاہزادے کو یقین ہوا کہ سچ کہتی ہے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا وہ خواص جہانگیر کو لیکر چلی الماس نے دور سے دیکھا بیقرار ہوگئی مجمع ساحران سے تالی بلند ہو کر اس خواص پر گری اُسکے دو ٹکڑے کیے جہانگیر کو غصہ آیا الماس پہ تلوار کھینچی چاہا کہ ہاتھ مارون الماس نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ میری کیا خطا ہے لوح تو ملاحظہ کیجیے جہانگیر نے لوح جو دیکھی اسمین نوشتہ پایا کہ یہ گگر ناگ وہ خواص نہ تھی الماس نے دشمن کو مارا اسپر غصہ نہ کرو اسنے بڑی آفت سے بچایا باغ مین لیجاتی اور لوح جبین لیتی شاہزادے نے لوح مین یہ نوشتہ پاکر تلوار کو نیام مین کیا الماس نے جاکر سامری ثانی کو گھیرا اور شاہزادہ جہانگیر سے اشارہ کیا کہ اس دشمن سخت کو مار لیجیے ورنہ یہ نکل جائیگا پھر مشکل پڑیگی جہانگیر بھی طرف سامری ثانی کے چلے ساحرون نے بلوہ کیا کہ شاہزادے کو تا بہ سامری ثانی نہ جانے دین سامری ثانی نے پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا بہ سحر نہ کرو نیزہ و شمشیر سے لڑو اب جو ساحرون نے بلوہ کیا جہانگیر زخمی ہونے لگے دیکھا ہزارہا تلوار چمکتی ہے ہر تیر پیغام قضا لیکر آرہے ہین تیرون کو قلم کرتے ہین سنان نیزہ ہتھیلی سے اڑاتے ہین ساحرون کو قتل کرتے ہین مگر ملکہ الماس پری چہرہ نہایت بیقرار ہین پکار رہی ہین کہ اے شہریار اپنے کو بچائیے لوح

چمکانا ئے کنیز کا تو یہ حال ہے کہ بیان کرنا محال ہی نظم

داغِ فرقت برق کی صورت چمک کر رہ گیا ‏— ایک شعلہ سا ہے دل میں بھڑک کر رہ گیا
پر تو خالِ رخ پر نورِ شامِ زلف میں ‏— کوکبِ شب تاب کی صورت چمک کر رہ گیا
گلشن نہالِ حسن کی آمد تھی جو گلزار میں ‏— فرطِ شادی سے ہر اک غنچہ چٹک کر رہ گیا
یاد آئی صندلی رنگت جو مجھکو یار کی ‏— رات کو میں پٹیوں سے سر پٹک کر رہ گیا
باغ میں اُس گل کے یاد آنے جو عارض لال لال ‏— قطرۂ خون چشمِ بلبل سے ٹپک کر رہ گیا
شوق میں نظارۂ عارض کے تڑپا اسقدر ‏— دم رگوں سے کھنچ کے آنکھوں میں اٹک کر رہ گیا
یاد اُس بحرِ لطافت کی جو آئی ہجر میں ‏— بر میں دل مچھلی کی صورت سے پھڑک کر رہ گیا
کہتے ہیں آوازہ یا نوحہ سے باکرو مجھے ‏— کچھ مری آنکھوں میں کانٹا سا کھٹک کر رہ گیا
اُس پری تمثال کے حسن کی شہرت اڑی ‏— آشیان میں طائرِ سدرہ پھڑک کر رہ گیا
تو رعاشق ہی نہیں کچھ سا زمانہ میں کوئی ‏— جو حسین آیا نظر بس دل پھڑک کر رہ گیا

الماس نے جو رو رو کر یہ اشعار پڑھے جہانگیر کا دل بھر آیا فرمایا کہ ای الماس بس تم اپنے کو سنبھالو اسقدر بیقرار نہ ہو الماس نے کہا کہ میں سامری ثانی کو گھیرتی ہوں سوا آپکے ہاتھ کے یہ کسی سے قتل نہ ہوگا میں کیا کوشش کرتی ہوں یہ کہ کے الماس نے دو چار گولے ایسے مارے کہ کئی سو ساحر گرے جہانگیر نے تلوار کھینچ کر بجائے سپر لوح کو ہاتھ میں لیا لوح چمکاتے ہوئے چلے ساحر جلنے لگے بہت سے نابینا ہوئے سامری ثانی نے ایسے ایسے سحر شاہزادۂ جہانگیر پر کیے کہ قدم اُٹھانا اور ہاتھ ہلانا اور لوح چمکانا مشکل تھا مگر یہ شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان لڑتا بھڑتا لوح کو گردش دیتا ہوا قریب سامری ثانی کے پہونچا سامری ثانی نے جو جہانگیر کو قریب پایا کمر سے تلوار کھینچی تلوار کو جنبش دینے لگا جوں جوں جنبش دیتا ہی شاہزادۂ جہانگیر پر تلواریں برس رہی ہیں مگر جسم پر جہانگیر کے کوئی تلوار اثر نہیں کرتی آخر جہانگیر نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا سامری ثانی نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر جوہری اور دست زبردست جہانگیر اُسکے سپر سحر کو کاٹتا سر کو کاٹ کر سرا سے آگئی اور چہرے کو

کاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچی سامری ثانی کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی سامری ثانی کے
اندھیرا ہوگیا جب روشنی ہوئی تو دیکھا گنبد مین ایک گنبد ہی اُسی گنبد مین لاش سامری
ثانی کی پڑی ہی اندر سے رونے کی آواز آتی ہی یکایک وہ گنبد پھٹا ایک ساحرہ
روتی ہوئی نکلی پکارتی ہوئی کہ او طلسم کشا تونے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مارا پھر
آواز دی کہ او الماس تونے بڑی طلسم کشا کی مدد کی جو سحر میرے شوہر نے کیا تونے اُسکا
حال بتا دیا فتنہ انگیز ایسی ساحرہ آفت خیز اُسکی بہن اُسکو قتل کرایا وہ سحر تجویز کرکے
آئی ہون کہ دیکھون بی الماس تم کیونکر بچتی ہو یہ کہکے تڑپی اور بلند ہوئی وہان سے
برق بنکر الماس پر گری الماس غرق زمین ہو گئی وہ عورت تڑپ کر بلند ہونے لگی کہ
دوسرے پہلو سے الماس نکلی پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ نکل جائیگی تو غضب ہوگا
جہانگیر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا سینہ تاک کر اُس
ساحرہ کو تیر مارا کہ توڑکر جرہ پشت کو پار گذرا وہ ساحرہ جو مرکر گری گنبد بھی گرا اور آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من سہمناک جادو بود چند جادوگر جو باقی تھے وہ سب امان طلب
کرنے لگے شاہزادے نے اُن ساحرون کو امان دی شہر اسقلانیہ مین داخل ہوے وزیر
و امیر آکر قدمبوس ہوے سرخیل جادو کہ جو سب کا افسر ہے اُسکو بادشاہ ملک اسقلانیہ
کیا طلسم بین الطرفین مین آئے وہان کا بادشاہ ملکہ الماس پریچہرہ کو کیا الماس
نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار میری آرزو یہ ہے کہ ہمراہ رکاب رہون جہانگیر نے
کہا کہ ای الماس ہمارا سفر بہت پیچدار ہی تمکو بہت تکلیف پہونچیگی الماس نے عرض کی
کہ کنیز رہبری کریگی بہت آرام سے پہونچیے گا مین ضرور ساتھ چلونگی آپ تو سیدھے
سادے ہین لوح ہونے پر اسقدر دھوکے کھائے کہ کنیز ناچار ہوکر کلام کرتی تھی جب
جہانگیر نے دیکھا کہ الماس نہین مانتی حکم دیا کہ تیاری کرو الماس نے طرف کنیزون کے
اشارہ کیا بارہ ہزار کنیزین جو کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین اُنھون نے اسباب سحر جسیم
آراستہ کیا ہامان صحرا نورد سپہ سالار لشکر قرار پایا تین لاکھ نخجیر ساحر بھی تیار ہوے
بحرین ومواج وماہ رخسار و رنگین یہ سب افسران ساحران قرار پائے اور ایک

ابر سوسنی تیار کیا دوسرے دن صبح کو شاہزادہ جہانگیر سوار ہوے ماہ رخسار سے بہت کہا کہ تم سلطنت طلسم قبول کرو ماہ رخسار نے کہا کہ مین ساتھ رہنے کو نعمت عظمی جانتی ہون کسی نے سلطنت نہ قبول کی آخر عزیز دار طمطراق مسواک چوب گردان ایک ساحر ہو اسکو حاکم طلسم کیا شاہزادہ جہانگیر سوار ہوے نوبت ونقارے بجاتے ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے سب خبرین سن چکے ہین کہ رستم و بادشاہ لڑتے بھڑتے جاتے ہین شاہزادہ جہانگیر کو بڑا اشتیاق ہی کہ لشکر بادشاہ اسلام مجکو ملے کہ مین بادشاہ سے ملاقات کرون اس خوشی مین منزل بمنزل برہبری ملکہ الماس پریچہرہ طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جاویگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ اسلام پہونچنا صحراے مینوسواد مین اور مقابلہ ساحران وغیر ساحران و ملاقات از شاہزادہ جہانگیر و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر زرفشان
ہر اک اہل دل اس سے دلتنگ ہی
ذرا باغ عالم کا دیکھو سمان
ہمیشہ کسی کو نہ عشرت رہی
جہان بلبل وگل کی صحبت ہوئی
وہ کرتی ہی یون راہ الفت کو طے
بہار وخزان کا نیا ڈھنگ ہی
تو بلبل کو عشرت مین بھی کد ہی
ہوائین چلین گرم گلزار مین
کہ گل پھولنا بھی کہانی ہوا
ملالے مین سرخی کا سامان ملا

کہ پھر آگئی رنگ پر داستان
کہین عیش ہی اور کہین رنج ہی
یہ فرماتے ہین صاحب ہیجان
جہان پھول ہی شاخ گلزار مین
جدائی کا وقت آیا حیرت ہوئی
کہ کوکو سے اسکو سروکار ہی
کہ گلزار عالم مین کیا رنگ ہی
نہ عشرت مین گذرے اسے چند
کھٹک بڑھ گئی نشتر خار مین
وہ اڑنے لگی باغ عالم مین خاک
ہر اک پھول بھی غم سے مرجھا گیا

زمانے کو دیکھو تو کیا رنگ ہی
ہو مار سیہ جس جگہ گنج ہے
کہ دنیاے دون جاے عبرت ہی
وہ افسردہ ہی پہلو خار مین
جہان قمری عاشق سرو ہی
سیہ سر دیہ یا سر دار ہی
بہار گلستان کی آمد ہوئی
کہ سوز فراق آگیا ایک رود
یہ رنگ چمن زعفرانی ہوا
گریبان گل ہوگیا چاک چاک
جو ترچھی کلہ سر پہ لانے کے تھی

وہ مرجھا گئی یوں کہ رستے گری
کہاں تک لکھوں حال گلزار کا
کچھ اب داستاں کی بھی تقریر کر

ہوئیں بلبلیں نعرہ زن باغ میں
کلیجہ مرا منھ کو بس آگیا
لکھوں حال شاہ فلک بارگاہ

کہ ویران ہوئے سب چمن باغ میں
قمر رنگ دنیا نہ تحریر کر
جو ہیں صاحب تاج و تخت و کلاہ

جھرہ راقمان اخبار خجستہ اطوار جرأت و جلالت و محرران حالات سعادت آیات ہمت و شجاعت اس داستان جلالت عنوان کو یوں تحریر کرتے ہیں۔ نظم

بہار انگیز باغ سبز بختان
چراغ خلوت تنہا نشینان
رفو گر چاک ہائے سینہ چاکان
شگاف صف زن رستم مصافان

برومندی دہ جرم درختان
طبیب دردمند و دردمندان
عدالت گستر فریاد ناکان
زبان خامۂ معنی نگاران

شراب مجلس اندوہ گینان
ادیب خود پسند خود پسندان
دم تیغ کف خارشگافان
عنان ابلق جانباز سواران

بہ طرز نو سخن را زیب دادہ
کنار رود الفت ایستادہ

بادشاہ اسلام شاہزادہ سعد بن قباد والا نژاد کہ شمس فلک ہفت پیکر بادشاہ کا ایسیر ہے ہر وقت خوف کا سفر ہی کہ ایک دن گذر شہنشاہ گیتی ستان کا ایک صحراے سبزہ زار میں ہوا دیکھا کہ صحراے سبزہ زار ہی و نواح دلکشا درختان میوہ دار بار انثار سے سربسجود بہ قول شاعر شیرین زبان نظم

دشت تھا تختۂ زمرد گون
مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام
یہ ہواے خوش اُس سے آتی تھی
چڑھ گئی بس دماغ کو سردی

صاف مثل بلور پاک روان
سوئے اُس سبزے پر اگر آب
روح عیسیٰ کی سی پاتی تھی
دل شبنم یہ چاہتا کہ وہان

بس نظر کی تھی جہاں تک گل
تندرستی کے ساتھ ہو بیمار
کف پا جسنے اس میں چھڑکی
ہوں اسی سبزہ زار میں غلطان

اک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز
اک طرف کو زمین عنبر بیز

بادشاہ نے جو بعد مدت ایسا صحراے پرفضا دیکھا شمس فلک ہفت پیکر کو بلا کر فرمایا کہ یہ زمین خجستہ آئین نہایت پربہار ہی درختوں کی بھی عجب کیفیت سے قطار ہی شمس ہفت نے عرض کی کہ ای شہریار یہ صحراے مینو سواد ہی بحکم بانیان طلسم یہ صحرا درست کیا گیا ہی سواد جادو جو یہاں کا حاکم ہی آٹھوں روز وہ آتا ہی بہار یہاں کی بڑھا جاتا ہی غلام جا کر لشکر کو اُتارتا ہی لیکن ہوشیاری آٹھ پہر چاہیے یہ کیونکر عرض کروں کہ سواد کو خبر ہوگی وہ ضرور آگاہ ہوگا بلکہ خود آکے

دیکھا جائیگا دیکھیے کیا رنگ لائیگا بادشاہ نے فرمایا کہ سمجھا جائیگا الغرض لشکر ظفر اقتدار اس صحرائے
فرحناک میں اتر پڑا بارگاہ بادشاہ کے لیے استادہ ہوئی بادشاہ آکر داخل بارگاہ ہوے
سب مشیر و وزیر حاضر خدمت ہین سرداروں سے دربار معمور ہی یہ وہ ہاے زنبوری اُٹھے
ہوے ہین جلسہ جما ہوا ہی شمس قریب تخت بادشاہ حاضر ہی ذکر طلسم ہفت پیکر راوی
کہتا ہی کہ ای شہریار ایک ایک سردار بلاے روزگار ہی یہ وہ مقام ہی کہ جہان کدو
کاوش بیکار ہی مگر جام مے ارغوانی گردش مین ہی ہر خرد و کلان عیش و عشرت کی کوشش
مین ہی قضاے کار سواد جادو کہ آٹھوین دن اس جنگل مین آتا ہی اُسی اپنے طریقہ قدیم
پر گوشہ صحرا پر آکر اُترا درختون کو دیکھتا بھالتا چلا ایک پہاڑ تھا کہ اُس پر چڑھا اب جو نگاہ کی
دیکھا کہ ایک لشکر اس صحرا مین فروکش ہی اور ایک بارگاہ فلک رفعت بیچ لشکر مین
استادہ ہی نوبت و نقارے بج رہے ہین دور سے کھڑے ہوکے سواد نے اُس لشکر
ظفر اثر کو دیکھا شوکت دیکھ کر جل گیا جی مین کہتا ہی یہ کون ایسا سرکش ہی کہ بدون
ہماری اطلاع کے ہمارے صحرا مین اُتر پڑا پلٹ کر قلعہ سواد نگار مین آیا ہرکارون کو
حکم دیا کہ ارے خبر تو لاؤ اتنا بڑا لشکر یہ کسکا اُترا ہی کہ تمام صحرا پامال ہو رہا ہی مین نہین
گوارا کرتا کہ میرے صحرا مین کسی کا لشکر اُترے ہرکارے گئے خبر لیکر آئے عرض کی
کہ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد نامے طرف طلسم ہفت پیکر کے جلتے ہین یہ
منزل خجستہ آئین پسند آئی اُتر پڑے یہ سُنکر سواد جادو بہت برہم ہوا پوچھا کہ
ساحرون مین کون ساتھ ہی ہرکارون نے نام شمس کا لیا شمس کا نام سُنکر سواد جادو
جل گیا بیٹی اسکی گلنار گل اندام کرسی پر بیٹھی ہی جب سواد نے کہا کہ مین ابھی جاکر
لشکر تباہ کرتا ہون ایک سحر ایسا کرون کہ اہل لشکر سر ٹکرا کر مرین گلنار نے عرض کی
کہ باواجان آپ تکلیف نہ فرمائیے مین برائے گشت جاؤنگی جو مناسب وقت ہوگا
عرض کرونگی اُن لوگون نے آپ کے ساتھ کوئی سرکشی نہین کی اکثر صحرا مین بیابانِ
قریات آباد ہین کسی کو ستایا نہین اکثر ساحر پھرتے ہوے لشکر مین بھی آتے ہین کسی کی
روک ٹوک نہین کی پس بلا وجہ ستانا کیا ضرور سواد نے کہا کہ خبردار تو نہ جا اور اگر

جاتی ہی تو جہان تک ہو سکے بادشاہ لشکر کا سر لانا گلنار نے کہا بہت خوب ایسا ہی ہوگا یہ
کہکر اپنے باغ مین آئی لباس بھاری پہنا اور ایک طاؤس زرین بال سحر سے درست کر کے
اپنے کو چالاک و چست کیا طاؤس پر سوار ہو کر یکہ و تنہا چلی اول پہاڑ پر آئی پہاڑ پر سے دیکھا
کہ لشکر اُترا ہی بارگاہ استادہ ہی مگر گرد بارگاہ کے سردارون کا جماؤ ہی معلوم نہین ہوتا کہ افسر
کہان ہی سوچی کہ اے گلنار پہلے چل کر افسر کو دیکھ لون تو اسی پہاڑ پر سے سحر کرون یہ سوچکر
پہاڑ سے اُتری صورت اپنی سحر سے تبدیل کی ٹہلتی ہوئی لشکر مین آئی دو پہر سے شب
تجاوز کر چکی ہے یعنے زلف لیلاے شب تا بہ کمر پہونچی ہی لشکر مین سناٹا ہی حاضر باش
و ناظر باش کی صدا آرہی ہی شب ماہ ہی تمام صحرا روشن ہی ہر مقام رشک گلشن ہی گلنار
ٹہلتی ہوئی آتی ہی بادشاہ جو بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے اپنے عیار یعنے فیروزہ بن عمرو کا ہاتھ تھام لیا
ایک ہاتھ مین تلوار اٹھائی سردارون نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلین بادشاہ نے فیروزہ
سے اشارہ کیا کہ سب مصاحبون کو منع کر دو کہ ہمارے ساتھ آنے کا ارادہ نہ کرین سردار
ٹھہر گئے بادشاہ بارگاہ سے نکلے گویا آفتاب عالمتاب اپنے برج سے نکلا تاج سر پر بند
قبا کھلے ہوے ٹہلتے ہوے چلے ادھر سے گلنار آتی تھی بازار غلہ فروشان مین سامنا
ہوا گلنار ایک دوکان پر کھڑی ہوئی لشکر کو دیکھ رہی ہی کہ سامنے سے آفتاب عالمتاب
شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری نمایان ہوے گلنار کی نگاہ پڑی شباب کی
رعنائی و زیبائی تلوار ہاتھ مین بند قبا کھلے ہوے تاج جواہر بیش قیمت سر پر اُس شہریار کے
رکھا ہوا ٹہلتے ہوے آتے ہین گلنار کی نگاہ جو جمال بے مثال پر پڑی رعب حسن کا نپنے لگی
چاہا کہ ضبط کرون نہو سکا جب پیشانی پر پسینہ آیا چرخ کھا کر گری بیہوش ہو گئی بادشاہ نے دیکھا
کہ ایک شخص سامنے کھڑا تھا مجکو دیکھ کر گر پڑا یہ تو تحریر کر چکا ہون کہ گلنار نے صورت اپنی
سحر سے بدل لی ہی مگر موے مشکین و زلف عنبرین جو کھل گئی ہی چہرۂ زیبا پر لہرا رہی ہی
اور صاف ثابت ہوتا ہی کہ مار سیاہ قریب چشمۂ خورشید لہرا رہے ہین ہر چند کہ آنکھین بند ہین لیکن
گل بادام کی مخمور ہین ہونٹھون سے مسیحائی پائی جاتی ہی عاشق صادق کی طبیعت گھبرائی ہے
بادشاہ کو ایک خیال سا ہوا کہا کہ اے فیروزہ اس شخص کو ہمارا اشتیاق تھا ظاہر مین کوئی

صدمہ نہایت پہونچا بیہوش ہوتا یعنی فیروزہ نے عرض کی بہت بجا ہی بادشاہ فوراً فرش خاک پر بیٹھ گئے عارض سے خاک چھڑانے لگے سر اُٹھا کر زانو پر رکھا دست نازک جسم پر پھیرنے لگے گلنار کو جو آرام پہونچا آنکھ کھولکر زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلے پہ پہونچایا مگر رعب شہنشاہی سے اُٹھ بیٹھی سر جھکا لیا منھ پر اپنے ہاتھ پھیرا وہ جو صورت سحر سے مردانی بنائی تھی وہ صورت دفع ہوئی گوری گوری صورت گل سے عارض پتلے پتلے ہونٹھ گردن صراحی دار سینے پر اُبھار جو ظاہر ہوا بادشاہ بنگاہ محبت دیکھنے لگے فرمایا کہ اے ماہتاب فلک حسن و جمال وای آسمان خوبی کی مہر بیمثال اپنے نام نامی سے آگاہ کرو کہ تم گل کس گلستان کی ہو ماہ کس آسمان کی ہو بادشاہ نے جو اس طرح فرمایا بے اختیار ملکہ گلنار کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے زبان سے یہ اشعار نکل گئے نظم

ہم دل سے تنگ چلے ہی دیوانہ پن ہوا　　سمجھے تھے راہبر جسے وہ راہزن ہوا
وحشت کا جوش باعث ترک وطن ہوا　　گھر مجھ پہ تنگ ہوکے مرا پیرہن ہوا
اظہار سوز دل مین جو گرم سخن ہوا　　شعلہ ہوئی زبان پھپھولہ دہن ہوا
گیسوئے عشق کا تھا سبب برہمی یار　　تقدیر کا بل اُسکی جبین کا شکن ہوا
یون دل مین مجھ مین قطرۂ روز ازل چڑھا　　جب تک رہا بدن مین نہ جز و بدن ہوا
مجکو جو کوے یار مین جاے لحد ملی　　خواہان مرگ رشک سے خود گورکن ہوا
محشر مین داغ عشق کی پھیلی جو تیرگی　　چلائے اہل حشر کہ سورج گہن ہوا
پیدا کیے ہین کچھ نئے ڈھنگ آسمان نے　　فیروزہ رنگ لانے لگا جب کہن ہوا
رخت قباے گل کا جو ٹکڑا تھا دی جنون　　کچھ بچ رہا کہ اُس مین مرا پیرہن ہوا
پہچانا نہیں یہ اثر کو اخر اسے　　نالہ نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا
تھا اک حجاب اپنے گناہون سے زیست مین　　جس وقت مر گئے وہی پردہ کفن ہوا
پیری سے آرزوے جوانی جو مجنے کی　　ایسا دیا جواب کہ دندان شکن ہوا
کس شوخ پر گلون کے گریبان پھٹ گئے　　کسکا حجاب پردۂ در انجمن ہوا
آکر وطن مین ہوگئے دیوانے ہی جلال　　یہ شور آمد آمد اہل وطن ہوا

اس طور سے اس نازنین نے یہ شعر پڑھے کہ بادشاہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے فرمایا کہ ای مہ جبین میں تیری دل شکنی کرنا نہین چاہتا تیرے سوز و گداز سے بیقرار ہوگیا مگر اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کرو گلنار نے سر جھکا کر کہا کہ کیا نام و نسب بتاؤن بہت شرماتی ہون مگر آپ کے ارشاد کا ٹالنا مناسب وقت نہین نام میرا گلنار گل اندام ہی سواد جادو جو اس صحرا کا حاکم ہی اسکی دختر ہون آپ کے لشکر کی تباہی کا حکم ہوا تھا مین ایسی ساعت سے چلی تھی کہ آتے ہی گرفتار کمند گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی یہ بھی سن چکی کہ آپ کے ساتھ کاہن طلسم موجود ہی لیکن اگر مخفی ہوکر سحر کرتی تو لشکر ظفر اثر کو ضرور تکلیف پہونچتی اب حیران ہون کہ جاکر کیا حیلہ کرون دل گوارا نہین کرتا کہ آپ کے دشمنون کو تکلیف پہونچاؤن گلنار یہ باتین شرما شرما کر رہی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم بارگاہ مین چلو گلنار اٹھ کھڑی ہوئی بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا بارگاہ مین تخلیہ ہے وہان لیکر آئے فیروزہ بن عمرو سایہ کی طرح ساتھ ہی ڈٹا ہی کہ یہ دہ دوستی مین دشمنی نہ کرے بادشاہ بارگاہ مین آکر بیٹھے فیروزہ سے فرمایا کہ ای فیروزہ نہ بجاؤ ملکہ گلنار کو گانا سناؤ فیروزہ نے تو پڑے سے نۓ نکالی اور یہ غزل عاشقانہ سامنے ملکہ گلنار کے نئے طور سے شروع کی

نظم

بھلا وہ کیا ہو مرے حال زار سے واقف
نہین ہی جو ستم روزگار سے واقف

وہ عندلیب ہون جسکی کھلی قفس مین آنکھ
نہین مین لطفِ خزان و بہار سے واقف

نہین اٹھائی ہو جسنے تپش جدائی کی
وہ کیا ہو میرے دلِ داغدار سے واقف

فروغ حسن شب زلف اسنے دیکھا ہی
یہ دل ہی گوشش لیل و نہار سے واقف

خیال گریہ پس مرگ اسکو کب ہوگا
جو آج تک نہین میرے مزار سے واقف

نہ جانتے تھے کہ تکلیف عشق مین ہوگی
نہین تھے ہم ستمِ انتظار سے واقف

ہجوم کیف کی بردم ترقیان ہین مجھے
وہ آنکھ ہون کہ نہین جو خمار سے واقف

خلش اٹھائی نہ نوک مژہ کی پاؤن نے
یہ آبلے نہین تکلیف خار سے واقف

ڈرو خدا سے ستمگر ستاؤ اسقدر نہین اچھا
نہین ہو جذبِ دلِ بیقرار سے واقف

مین وہ ہون غنچۂ پژمردہ اس چمن مین نسیم ۔۔۔ کہ جو نہین کبھی لطفِ بہار سے واقف

اس رنگ مین فیروزہ نے یہ غزل گائی کہ گلنار تعریفین کرنے لگی بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ ملکہ اب رخصت ہو کل ہم آئینگے گلنار بادشاہ اسلام سے رخصت ہوئی گلنار اول
دربار مین سواد کے آئی سواد نے پوچھا کہ کیون ای نور نظر ساتھ لشکر اسلام کے کیا کیا
گلنار نے کہا کہ ای والد نامدار لشکر مین بادشاہ اسلام کے شمس سا ساحر زبردست موجود ہی
مین نے قصد نہ کیا کہ اگر مین اپنے کو ظاہر کردنگی اور سحر کرونگی تو شمس خلل کریگا اس
وجہ سے مین واپس آئی سواد نے کہا کہ ای نور نظر تمنے سحر تو کیا ہوتا اگر شمس تمھارے سحر
کو دفع کرتا تو مین شمس کو پکڑ لاتا پہلے اُسی کو قتل کرتا کہ اُسی نے بادشاہ اسلام کو رہبری
کرکے یہان تک پہونچایا ہی ورنہ راہ صحرا سے سواد نگار تک آنا دشوار تھا مگر ای نور نظر تم
کل کے روز جاکر لشکر اسلام کو تباہ کرو مین شمس کی فکر کرونگا چند باتین کرکے گلنار
سواد سے رخصت ہوئی بعد جانے گلنار کے سواد نے کہا کہ آج مین نے گلنار کو
عجب حال مین دیکھا میرا دل کھٹکتا ہی اُسی وقت چند غلامون کو بلاکر حکم دیا کہ جہان
گلنار جائے اُسکی خبر ہمکو پہونچاؤ وہ ساحر یعنے غلام اُڑکر چلے گلنار اپنے باغ مین آئی
باغ کی آراستگی کا حکم دیا دن بھر اسی کام مین رہی شام کو روشنی ہونے لگی جا بجا لالٹینین
گرد امین جھاڑ جا بجا نصب کیے بادشاہ دن بھر مشتاق رہے شام کو بارگاہ سے یہ کہکر
اُٹھے کہ ای فیروزہ چلو وعدے والا انتظار کرتا ہوگا فیروزہ بھی اُٹھا بادشاہ اور فیروزہ
جب بیرون بارگاہ آئے تو کسی کی مجال نہ ہوئی کہ پوچھتا حضور کہان تشریف لیجائیےگا
مگر شمس نے آکر دامن پکڑا عرض کی کہ ای شہریار یہ مقام نہایت سخت ہی ایسا نہو کہ حضور
پہ کوئی افتاد پڑے غلام کا ساتھ رہنا ضرور ہی بادشاہ نے شمس کا ہاتھ تھام کر فرمایا
کہ ای حافظ و نگہبان تیری ذات سے سب طرح کی امید ہی تو فلک رفاقت کا خورشید ہی
تم تکلیف نہ کرو لشکر کی حفاظت مین رہو مین بہت جلد چلا آؤنگا شمس کو سمجھا کر بادشاہ
اسلام چلے راہ کو طی کرکے جب سامنے باغ کے پہونچے دیکھا گلنار جوڑا زعفرانی پہنے
ہوے دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے در باغ پر کھڑی ہی بادشاہ کو جو آتے ہوے

دیکھا دروازے سے نکل آئی بادشاہ کا ہاتھ تھام لیا بادشاہ کو لیکر باغ میں آئی وسط باغ میں ایک چبوترہ تھا اُس پر مسند آراستہ کرائی بادشاہ کو اُس مسند پر بٹھایا فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ کچھ اشعار تو گاؤ فیروزہ نے فوراً نَے نکالی اور غزل عاشقانہ سامنے عاشق و معشوق کے گانے لگا۔ نظم

غنچے نے تاج گل سے کیا پیرہن درست
شادی بہار کی ہی ہوا ہے چمن درست

پیغام رستخیز ہے آمد بہار کی
مرکر ہوئی ہے نرگس بیمار تندرست

رکھا دہان تنگ نے مطلب کو ناتمام
نکلا تمھارے منھ سے نہ کوئی سخن درست

گل جلوہ گر ہین آمد فصل بہار ہے
کر باغبان نشیب و فراز چمن درست

پیوند مہر و ماہ لگاتا ہے روز و شب
کرتا ہی چرخ پیر رداے کہن درست

دستِ جنون نے قید تعلق سے دی نجات
ہو بخیہ نہ ایک تا بہ گلو پیرہن درست

کرتی ہے جمع باد صبا خاک منتشر
ہوتا ہے پھر نشان مزار کہن درست

ہوتی ہین جوش عشق مین جو جو شکایتین
کہتا ہی ناز سے وہ بت سیم تن درست

فرہاد نے فریب محبت مین جان دی
سمجھا کہ ہے معاملۂ شیرزن درست

ساقی بھلا ہو خیر سبو کوئی جام دے
رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست

ناحق خراش زخم کی دیتا ہے رنگتین
کرتا ہو شانہ زلف بت سیم تن درست

زنگ دوئی سے آئینۂ دل ہی پاک و صاف
رہتا ہی اپنا گوشۂ بیت الحزن درست

بیفائدہ ہین چارہ گرون کی مشقتین
ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست

جاتا ہے ایک عمر لعاب زبان تیغ
زخمون کے مدتون مین ہوئے ہین دہن درست

بدلو ردیف اور کہ جی بھر گیا نسیم
ہو اور طرح زلف عروس سخن درست

فیروزہ نے اس طرح یہ غزل گائی کہ گلنار و شاہ تحسین کرنے لگے مگر افلاک فلک سیر فرستادۂ سواد جادو آسمان پر طائر بنا ہوا اُڑ رہا تھا اُسنے جو بادشاہ کو بیٹھے ہوئے دیکھا طرف سواد جادو کے چلا سواد اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی افلاک آسمان سے آیا عرض کی کہ ای شہنشاہ آج وہ معرکہ غلام نے دیکھا کہ قلب تھرا رہا ہی آپ کی صاحبزادی لیے ملکہ

گلنار نے بادشاہ لشکر اسلام کو بہ اشتیاق تمام بلاکر باغ مین بٹھایا ہے آپس مین
اختلاط ہو رہے ہین یہ سُنکر سوادیو نے مقام سے اُٹھا اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ
کرنے لگا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ شہریار بیشہ نشین آپکی ملاقات
کو آتا ہی یہ سُنکر سوادیو نے کہا کہ جاکر شہریار سے کہو کہ ملکہ گلنار تمھاری منگیتر ہے تم ملکہ
کے باغ کی جانب سے آؤ بادشاہ اسلام باغ مین تکیہ کیے بیٹھا ہی اُسکو پکڑتے لاؤ علاوہ
گرفتاری بادشاہ اسلام اپنی منگیتر پر قبضہ کرو ہم بخوشی حکم دیتے ہین ملحوظ خاطر ناظرین
والا مقام رہے کہ یہ شہریار بیشہ نشین دعوی جرأت رکھتا ہی لازم سوادیو نے جاسکے جو
شہریار سے اطلاع کی اور شہریار نے یہ حال سنا کہ بادشاہ اسلام پاس میری معشوقہ
کے بیٹھے ہین جل گیا فوج کو حکم دیا کہ چہار طرف سے باغ کو گھیر لو ایسا نہ ہو کہ بادشاہ اسلام
بھاگ جائے بارہ ہزار سوار ساتھ تھے آکر باغ کو گھیر لیا ایک کنیز جو کسی کام کو کوٹھے پر
چڑھی سوارون کو دیکھا گھبرا کر اُتری آکر بادشاہ سے اطلاع کی کہ ای شہریار باغ چہار جانب
سے گھر گیا گلنار نے گھبرا کر کنیز سے کہا کہ دریافت تو کرو فوج غیر ساحرون کی کہان سے
آئی کنیز نے باہر نکل کر دیکھا کہ شہریار بیشہ نشین گینڈا ٹھکراتا ہوا طرف باغ کے آتا ہی
کنیز نے بڑھ کر عرض کی کہ شہریار بیشہ نشین جسکو دعوے جرأت ہی اُسکی فوج نے باغ
کو گھیرا ہی اور شہریار گینڈے کو بڑھائے ہوئے اسی طرف آتا ہی بادشاہ تلوار ٹیک کر
اُٹھے فرمایا کہ مین شہریار سے سمجھ لونگا ای ملکہ تم نہ گھبراؤ ملکہ نے کہا کہ ای شہریار آپ اکیلے
ہین وہ بارہ ہزار فوج سے آتا ہی کنیز نکل کر سحر کرتی ہے تمام لشکر کو تباہ کر دیگی بادشاہ
نے فرمایا کہ مجکو یہ منظور نہین یہ فرماکر پشت مرکب پر سوار ہوئے نیزہ ہلاتے ہوئے
باہر چلے ملکہ نے دوڑ کے دامن پکڑا کہا کہ اے شہریار مین اپنا حال زار کیا عرض کرون

عجب دل کی کیفیت ہے

نظم

گلے مین بخت کے اُنکا بھی کچھ قصا نکل آیا	ہوئی تھی صلح کس مشکل سے پھر جھگڑا نکل آیا
مین اپنے شور کے صدقے کہ دیکھا آج تو سکو	بھرا غصے مین گھر سے شوخ بے پروا نکل آیا
ندامت جو ہوئی دین گالیان افسانہ گوئیون کو	وہ سنتے تھے کہانی ذکر کچھ میرا نکل آیا

مری تقدیر بدلی ضعف سے آواز کیا بدلی
جو سچ پوچھو تو صدقے میں تمھارے عکس جانی کے
وہ اپنے دلین دشمن کی صدا سمجھا نکل آیا
کنول پھولے دلون کے رنگ غنچون کا نکل آیا
تسنیم آنکو جو اپنا جذب خاطر اس طرف لایا
گلے مل مل کے رونے وصل دل کا نکل آیا

بادشاہ اسلام نے دامن چھڑا لیا اور کہا ملکہ صبر کرو در باغ سے تماشا لڑائی کا دیکھو تب سب کچھ حال کھلیگا گھوڑے کو اڑا کر بادشاہ باہر نکلے شہریار بیشہ نشین گینڈے کو آڑاتے ہوئے آتا تھا دیکھا کہ بیچ باغ سے آفتاب نکل آیا نیزہ ہلاتے ہوئے بادشاہ قریب آئے اور للکارا کہ او مکار کہان جاتا ہی شہریار بیشہ نشین صورت زیبا دیکھکر دنگ ہوگیا حیران تھا کہ کیا صورت ہی اور کیا سطوت و جلالت ہی دیکھکر آواز دی کہ ای جوان میرا شہریار بیشہ نشین لقب ہی مین نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا اور بڑے بڑے سرکشون کو للکارا تیرے شباب پر رحم کرتا ہون جا نکل جا تجھ سے کوئی تعرض نہ کریگا اور نہ کوئی روکیگا اور نہ کوئی ٹوکیگا سعود نے فرمایا کہ ای شہریار بیشہ نشین انصاف تو کرو معشوق کو دشمنون مین چھوڑ دین کہ اسپر مصیبت پڑے اسکا باپ اسے ذلیل کرے شہریار نے سر جھکا کر کہا کہ ای جوان تو نے عجب بات کہی کہ دل مین گڑ گئی ناموس کی ذلت کوئی گوارا نہین کرتا مگر مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہی سنگ صبر اپنے دل پر رکھتا ہون کہ ناموس کو بھی لیجا مین کچھ خیال نہ کرونگا ہر چند کہ میری منگیتر ہے اور وہ ساحرہ ہی اگر اسکو منظور ہوگا اور میرا خیال ہوگا تو تمھارے پاس سے نکل آئیگی بادشاہ نے کہا کہ دشمن کو پشت دکھانا ہمارا کام نہین شہریار نہایت حیران ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا ملکہ گلنار تعریفین کر رہی ہین خواصون سے کہتی ہین کہ اس دیو خصال سے کس لطف سے ماشاءاللہ لڑ رہے ہین شہریار کو دنگ کر دیا ہی بادشاہ نے نیزہ کا نوک کر ایک مقام پر جھٹکا دیا کہ نیزہ ہاتھ سے شہریار کے نکل گیا شہریار نے قبضہ تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بادشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو پڑی ابر سپر کٹا تاج کٹا بادشاہ زخمی ہوئے ملکہ نے سر پیٹ لیا خواصون سے کہا کہ تو غضب ہوا بادشاہ زخمی ہوئے بادشاہ

لے زخم کھاکر جیسے شیر زخم کھاکر بپھرتا ہے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے مارا برق تیغ جو تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے اُڑے تڑپ کر سر پہ گری خود دو دو بلغہ و وق جبین کاٹ کر سراسر گلے اور جبڑے کو کاٹا مراحی گردن سے مانند قطرۂ آب گذر کی اور صندوق سینے سے مثل سیماب گذر کر تلوار نے زمین کو بوسہ دیا مع گینڈے شہریار کے چار ٹکڑے ہوئے فوج والوں نے جو اپنے افسر کا یہ حال دیکھا بادشاہ پر آ پڑے بادشاہ بھی اس ابر فوج پر جا پڑے کئی افسروں کو تاک تاک کر مارا جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے بادشاہ لڑتے ہوئے جاتے ہیں ملکہ در باغ سے تماشا دیکھ رہی ہیں بادشاہ شہنگاہ وغیرانہ اس فوج ہزیمت موج سے لڑ رہے ہیں جو افسر سامنے آیا وہ ہاتھ سے بادشاہ کے مارا گیا کئی سو پہلوان نامی و نام آور تاک تاک کر مارے ایک افسر نے کہا کہ یارو سواد جادو کو خبر کرو کہ داماد تمہارا مارا گیا بادشاہ لشکر اسلام ایسے جری و بہادر وصف شکن و تیغ زن ہیں کہ کوئی بہادر اُنکا مقابلہ نہیں کر سکتا ایک خدمتگار بھاگا سواد جادو تخت پر بیٹھا کہہ رہا ہے کہ شہریار بیشہ نشین باغ میں بیٹھا عیش و عشرت کرتا ہوگا کہ خدمتگار دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران شہریار بیشہ نشین نے بڑے لطف سے انتظام کیا تھا جاکر باغ کو گھیر لیا تھا خود طرف در باغ کے چلا کہ ناگاہ یکایک اندر سے باغ کے روشنی ہوئی دیکھا کہ بادشاہ اسلام نیزہ ہلاتے ہوئے نکلے شہریار سے مقابلہ پڑا بادشاہ اسلام نے اول نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالا بعدہ بیک ضرب شمشیر مع گینڈے کے اُسکے چار ٹکڑے کیے اب بارہ ہزار سواروں سے اکیلے لڑ رہے ہیں صرف ایک عیار پشت پر ہے لیکن وہ عیار ایسا تیز و طرار ہے کہ پشت پر کسی کو نہیں آنے دیتا جو پشت پر آتا ہے اُسے خنجر مار کے گرا دیتا ہے سواد جادو یہ حال مصیبت مآل سنکر مثل ابر گرج اُٹھا گینڈا منگایا کہا کہ اس گیسو بریدہ و شوخ دیدہ نے غضب کیا کہ منگیتر کو اپنے قتل کرایا اب مجکو عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ اسلام پر عاشق ہے اسی خوشی میں اُسنے یہ حرکت کی جاتے ہی پامال کرونگا بلبلاتا ہوا گینڈے پر سوار ہوا پانچ جار سو جادوگر ساتھ لیکر طرف باغ کے چلا یہاں بادشاہ نے علم فوج جب قلم کیا فوج والے بھاگے

ملکہ نے جو باغ سے غول کے غول دیکھے کنیزون سے کہا کہ اگر یہ بیہودہ پلٹ پڑین تو اکیلے کی جان بچنا مشکل ہی ایسا سحر کرون کہ سب بھاگ جائین یہ سوچ کر درباغ سے ہار گلے مین تھا توڑ کر پھینک مارا آسمان مین جا کر وہ ہار بیٹھا پھول برسنے لگے فوج والے اُن پھولون کو سونگھ کر جھومنے لگے لیٹنے بیکار ہو گئے

ہی رخصتِ جان حال مین بتلا نہین سکتا | رہ ہوا بہت تیز ہی ٹھہرا نہین سکتا
وہ ضعف ہی ای جان کہ کہین جا نہین سکتا | مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا
کچھ خال سے بھی کم ہی کنارِ لبِ رنگ | آرام کہان پاؤن تو بہلا نہین سکتا
قاصد کی طبیعت کبھی ہوئی خاطر نادان | سنتا ہے مگر یار کو سمجھا نہین سکتا
ہون خاطرِ پژمردہ کہان تازگیِ شوق | لطفِ چمنستان مجھے دکھلا نہین سکتا
پوشیدہ ہون جس طرح ارادہ ترے دلکا | ڈھونڈھے بھی اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا
سیاحِ عدم قیدِ تعلق سے ہین آزاد | دوم رگِ تن روح کو اُلجھا نہین سکتا
دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کے شعلے | بجھا ہا کوئی تا زخمِ جگر آ نہین سکتا
تقصیرِ شبِ وصل ہی شکوہ بھی تمھارا | شرم آتی ہی تا نوکِ زبان لا نہین سکتا
رکتے نہین سیاحِ عدم اشک کی صورت | جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا
رکھتے نہین گوش خنوا عاشقِ جانباز | دیوانے کو تیرے کوئی سمجھا نہین سکتا
مشکل ہی نسیم اب کہ میسر ہون وہ راتین | کھوئے ہوئے آرام بشر پا نہین سکتا

وہ لوگ خاک اُڑاتے ہوئے اشعار مذکور پڑھتے ہوئے طرف صحرا کے چلے بادشاہ نے دیکھا کہ وہ سب بھاگ گئے سامنے باغ کے آ کر ٹھہرے رومال سے تلوار پونچھ رہے ہین وہ لوگ گوشۂ صحرا سے بھاگ کر چاہتے ہین کہ جنگل مین جائین سواد سامنے آ کر پہونچا اُسنے جو اہل فوج کو اس حال مین دیکھا ساتھ والون سے کہا شہریار ایسا نہ تھا کہ ہاتھ سے اس جوان کے مارا جاتا اُس شوخ دیدہ نے سحر کر کے اُسے قتل کرایا دیکھو سب فوج بھاگی ہوئی آتی ہے یہ کہکر جھپٹ کر ایک گولا مارا کہ آسمان سے ان سب پر پانی برسنے لگا جس پر قطرہ پڑا وہ ہوشیار ہوا پھول ہاتھ سے پھینک دیے سواد جادو کو

دیکھ سلام کرنے لگے کہا حضور نے دیکھا کہ شہریار ایسا پہلوان ہاتھ سے اوس معشوق وضع
کے مارا گیا ہم سب نے اوس اکیلے کے ہاتھ سے شکست کھائی سواد نے کہا کہ مین سمجھ گیا
تم لوگ پشت لشکر پر آؤ کیونکہ تم سب اوسی کے سحر مین تھے جون جون پھول سونگھتے
تھے اور زیادہ بدحواس ہوتے تھے بادشاہ نے جو سواد جادو کو آتے ہوئے دیکھا گھبرا گئے
کنیزون سے فرمایا کہ ملکہ اپنے کو کسی نخل کے سائے مین چھپائین گلنار آڑ مین دروازے
کے آئین سواد نے جو دیکھا کہ بادشاہ نخل کے سائے کھڑے ہین للکار کر آواز دی کہ
او ظالم تو نے غضب کیا کہ میرے داماد کو مارا بادشاہ نیزہ جھکا کے چلے سواد نے
وہین سے گولہ مارا کہ بادشاہ کا مرکب رہروی سے اڑ آیا بادشاہ لاکھ ایڑ کرتے ہین
گھوڑا نہین بڑھتا سواد جادو تلوار کھینچ کر چلا ملکہ نے جو دروازے سے دیکھا قلب
پھڑک گیا دیکھا کہ دشمن بادشاہ کے قتل ہوتے ہین لاکھ چاہا کہ ضبط کرون نہ ہو سکا دونون
ہاتھ ہلا کر ایک برق چمکائی بادشاہ پر کچھ پھول برسے اور برق کڑک کر طرف سواد کے
چلی سواد نے برق کو کاٹا اور پکار کر آواز دی کہ او شوخ دیدہ سامنے آ کر سحر کر پردے
مین سے سحر کرتی ہے گلنار گھبرا کر نکل آئی اور پکار کر آواز دی کہ ای بابا اگر میرا پاس
ہے تو اس شہریار کو آزار نہ پہونچا سیر سواد اور جھلایا سحر کرتا ہوا بڑھا بادشاہ کے
مرکب نے رہائی پائی تھی اب مرکب کو مہمیز کیا کمان کیانی دوش سے اوتاری تیر بکمان
مین پیوست کیا تاک کر طرف سواد کے مارا سواد نے ہاتھ ہلا دیا تیر جل کر گرا پھر ہاتھ ہلایا
گھوڑا اوڑ گیا گلنار نے سواد پر کئی سحر کیے سواد نے اپنے کو بچایا ملکہ گلنار نے جب
دیکھا کہ یہ نہین رکتا چاہا کہ تڑپ کر گردن بادشاہ کو مرکب سے اوٹھاؤن کسی مقام پر
لیجاؤن بادشاہ کی جان بچاؤن بس پر پرواز پیدا کر کے اوڑی سحر کر کے بادشاہ پر
گری پنجہ کمر مین دے کر لے اوڑی سواد نے جو دیکھا کہ بادشاہ کو لیے جاتی ہے فوراً زمین پر
دوہتھڑ مارا گلنار لڑکھڑا کر گری قریب آ کر سواد نے زبان مین گلنار کے سوزن دی۔
بادشاہ کو مسلسل و مطوق کیا فوج والون سے کہا کہ باغ کو لوٹ لو کنیزون پر قبضہ
کرو اہل فوج باغ مین گھس پڑے کنیزین بھی خوب لڑین آخر جان دی زندہ

نہ گرفتار ہوئیں باغ میں سواد جادو نے آگ لگادی باغ کا انتظام کرتا ہوا باہر نکلا ارادہ
کیا کہ ملکہ گلنار اور بادشاہ کو قتل کرون مشیرون نے بڑھکر دست بستہ عرض کی کہ ای
شہریار انکا قتل کرنا مناسب نہین خداوند کو عرضی لکھیے دیکھیے قدرت کیا حکم
دیتے ہین سواد نے کہا کہ مجھکو کوئی ضرورت نہیں آخر مشیرون نے یون سمجھایا کہ دونون
کو لیجاکے قید کیجے سواد جادو نے ارابہ منگوایا ارابے پر بادشاہ اور گلنار کو سوار
کیا گرد اہل فوج پرے تانے ہوے اس طرح سے قیدیون کو لیکر چلا واضح رہے کہ
فیروزہ نے جب سواد کو آتے دیکھا تھا ایک نخل کی آڑ مین چھپ گیا تھا جب دیکھا
کہ قیدیون کو لیجاتا ہے فیروزہ نکلا صورت تبدیل کرکے ساتھ ہولیا سپاہی بنا ہوا قریب
ارابے کے آیا تلوار لیکر بادشاہ پر جھپٹا اور کہا کہ اس ظالم کے ہاتھ سے میرا بھائی مارا گیا
مین اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا سپاہیون نے منع کیا کہ ابھی حکم دینے قتل کا نہین
ہے جب بادشاہ اسکے قتل کا ارادہ کریگا تو تم ہی مثل جلاد کے آنا قتل کرنا کہ تمھارے دل کو
راحت ہو یہ باتین کرتا ہوا فیروزہ قریب ملکہ گلنار کے آیا اور اشارہ کیا کہ حضور کی زبان
سے سوزن نکالون بادشاہ کو لیکر نکل جائیے گلنار نے منع کیا اشارہ تھا کہ سواد جادو
ساتھ ہی یہ فوراً گرفتار کریگا زندہ نہ جانے دیگا فیروزہ رُک گیا مگر ارابے کے ساتھ چلا
آتا ہے کبھی بادشاہ کو نیچے دیکھتا کہ آنکھین اس قیدی کی نکال لون سپاہی ہاتھ
پکڑ لیتے ہین سواد قیدیون کو لیکر قلعۂ سواد نگار مین آیا اہل شہر کا جماؤ دیکھا کہ سب
آپس مین باتین کر رہے ہین کہ شہریار بیشہ نشین ایسا شخص ایکے ہاتھ سے مارا گیا نہایت
بہادر ہے بجز جرأت کا بے بہادری کو بٹون سے طوائف دیکھ کر بیچین ہو گئین کہتی ہین
آفتاب عالمتاب برج شہریاری وکوکب سعادت افروز فلک جہانداری ہے صاحب اقبال
اہل اسلام کا سردار ہے صاحب قران عالیشان بھی اسکو سلام کرتے ہین پایۂ تخت
پر ہاتھ رکھتے ہین سواد نے لاکر قریب دارالامارۂ شاہی ایک قصر تھا اسمین قید کیا
فیروزہ بن عمرو نگہبانون مین مل کر بیٹھا سواد کہہ گیا کہ یارو بخوبی حفاظت کرنا فیروزہ
ایک ایک سپاہی کے سامنے روتا ہی کہتا ہے کہ میرا جوان بھائی اس شخص کے ہاتھ سے

مارا گیا مین نے لاشہ اُسکا اپنی آنکھ سے دیکھا اُسکی جوانی کا مجکو خیال آتا ہی حقے
بھر بھر کے سب کو پلا رہا ہے جب شام ہوئی تو فیروزہ بن عمرو نے بایان بجایا سب کے
سامنے یہ غزل عاشقانہ گائی۔

نظم

مقام شکر ہے جلاد سے گر زخم تن پایا
تہ مدفن بھی ہنسنے کے لیے ہنسنے دہن پایا

نہ خوش آیا ہمین کچھ اس دل افسردہ کے باعث
نہ راحت دشت مین دیکھی نہ لطف انجمن پایا

بشکل شمع ساری رات رو رو کر بسر کی ہے
یہی اس عالم فانی مین لطف انجمن پایا

پریشانی مین کاٹی عمر جب تک دم رہا باقی
نہ کچھ لطف سفر دیکھا نہ راحت زا وطن پایا

ہوئی بخشش جو قسام ازل کی مہربانی سے
تو روح ناتوان نے اپنی خاکی پیرہن پایا

نسیم اب تک وہی خم دم ہے پیری مین جوانی کے
کسی دن بھی نہ ہمنے کم تمہارا بانکپن پایا

یہ غزل گا کر ایسا سپاہیون کو خوش کیا کہ سب تعریفین کرنے لگے کہتے ہین کہ بھائی خوب گاتے ہو
تمہاری صحبت سے دل بہلتا ہی کہ دیکھا سامنے روشنی معلوم ہوئی نگہبانون نے پکارا کہ کون
آتا ہی چوبدار نے پکار کر آواز دی کہ مین سرکاری چوبدار ہون نگہبانون کے واسطے شراب
لایا ہون فیروزہ نے دوڑ کر تیلا اُتروا لیا عمرو کھول کر اُس مین بیہوشی ملائی کہا بھائیو آج مین
سب کو شراب پلاؤنگا گاؤنگا بھی جاؤنگا سب کو راضی کردونگا حقے بھر بھر کے پلاؤنگا سب نے کہا
کہ بھائی برابر کے سپاہی ہو جو مزاج مین آئے تمہاری خوشی ہمکو منظور ہے تمہارا بھائی مارا گیا
ہمکو بڑا اضطراب ہی فیروزہ نے کہا کہ بھائیو کس کس کا صدمہ کرین باپ ہمارے عین شباب مین
جوک مین لڑتے فوج سرکاری کے ہاتھ سے مارے گئے ایسے قصے فیروزہ نے چھیڑے کہ نگہبان
مشتاق ہو کر سننے لگے کسی کو حقہ پلایا کسی کے منھ سے لگا کہ ہم گانجہ پیتے ہین تو تماکو گانجہ کا کے
ملا اُسے گانجہ پلایا دو پہر رات گئے دور شراب شروع کیا سب کو شراب پلائی پہر رات رہے
سب بیہوش ہوئے فیروزہ اندر قیدخانے کے آیا دیکھا بادشاہ و گلنار سرنگون بیٹھے ہین
فیروزہ نے آکر بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کہ تو کون ہے فیروزہ نے عرض کی کہ غلام
قدیم حضور کا گلنار کی زبان سے سوان نکالی گلنار نے بادشاہ کو شیشے مین دبا لیا لیکر باہر
نکلی پرواز پیدا کر کے چلی قضا سے کار رسواد جادو پڑا ہوا سو رہا تھا کہ اسکے پیر سے

اسکو جگایا کہا کہ اے سواد جادو ہوشیار ہو عیار بادشاہ نے سب کو بیہوش کیا یہ سنکر
سواد جادو گھبرا کر اُٹھا باہر نکل کر پہلے قیدخانے مین آیا دیکھا سب نگہبان بیہوش پڑے ہین
قیدی ندارد صرف ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین یہ دیکھ کر سواد جادو اُڑ کر چلا ملکہ
گلنار قریب لشکر اسلام پہونچی تھین کہ نعرے کی آواز آئی باش او گلنار کہان جاتی ہے
گلنار نے پلٹ کر دیکھا کہ سواد جادو آ پہونچا باپ کو دیکھ کر گھبرا گئی بادشاہ کو زمین پر اُتارا
اور آپ سینہ سپر کرکے کھڑی ہوئی للکارا کہ اے باپ اگر جان لینا منظور ہے تو حاضر ہے مگر
عشق بادشاہ سے دل نہ پلٹے گا یہ عشق ایسا نہیں ہے کہ دامن چھوڑے سواد نے اُترتے ہی
گولہ مارا گلنار نے گولہ کاٹا آپس مین سحر چل رہا ہے کہ پہلو سے آواز آئی اے شہنشاہ آپ
کیون تکلیف فرماتے ہین مین ایک سحر مین اسکو گرفتار کرلونگا سواد جادو نے پلٹ کر دیکھا
کہ ایک ساحر اشیاے سحر ہاتھ مین لیے ہوے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے سواد نے کہا
کہ ارے تو کون ہے عرض کی کہ خیرخواہ دولت یہ کہتا ہوا قریب سواد جادو کے پہونچا قریب
آکر کہا کہ وہ دیکھیے ابر تیرہ و تار اُٹھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند ہفت پیکر آتے ہین
سواد پلٹا اُس ساحر نے نعرہ کرکے حلقے کمند کے مارے کہ منم فیروزہ بن عمرو جا بالے دیا
پشتارہ باندھ کر چاہا کہ لے بھاگون آسمان سے ایک پنجہ گرا فیروزہ و سواد کو اُٹھا لیگیا
بعد تھوڑے عرصے کے فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک قیدخانے مین پایا چند ساحر
نگہبان بیٹھے ہین سرشار جادو مصاحب سواد کا وقت پر پہونچ گیا۔ سواد و فیروزہ کو
اُٹھا لایا سواد نے اُسی وقت سرشار کو نگہبان قرار دیا وہ چند ساحر ساتھ لیکر بعہدۂ
نگہبانی بیٹھا فیروزہ نے پوچھا کہ مجھکو کون لایا سرشار نے اپنی مونچھون پر تاؤ پھیر کر کہا
کہ ہم ملازم سواد جادو ہین وقت پر پہونچ گئے تمکو اور اپنے مالک کو اُٹھا لیا۔ اب
قیدخانے مین لایا سواد تمھارے قتل کا حکم دیگا فیروزہ نے کہا کہ ذرا یہان تشریف
لائیے تو مین آپ سے اپنے دل کا حال کہون سرشار اندر قیدخانے کے آیا فیروزہ
نے کہا کہ میرے پاس کچھ مال ہے اسکو آپ ہی لے لیجیے ورنہ جلاد قتل کرکے لے لیگا
سرشار مال کا نام سنکر خوش ہو گیا کہا کیا مال ہے فیروزہ نے تو بڑہ کھولا کچھ روپیے

نکال کر دینے پھر کچھ اشرفیان نکالین ایک ڈبیہ نکال کر دی کہا حضور اسمین میری جان
ہو ملک باختر مین کہ جب لقا خدائی کرتا تھا اُسکے قیطول پر پہونچے وہان سے یہ حاصل کی
امیدوار ہون کہ اسکو کھول کر نہ دیکھیے سرشار نے کہا کہ جس طرح تو کہیگا اسی طرح مین کرونگا
مگر دیکھ تو لون کہ یہ کیا شے ہے فیروزہ نے جسقدر منع کیا سرشار جادو کو اصرار ہوا آخر
ڈبیہ کھولی بیہوشی اُڑی سرشار بیہوش ہوکر گرا فیروزہ کو تو پہلے ہی رہا کر چکا تھا
فیروزہ نے اسکی زبان مین سوزن دی اپنی صورت اسکو بنایا آپ اُسکی صورت بنکر باہر
نکلا نگہبانون نے افسر سے پوچھا کہ قیدی کیا کہتا ہے کہا بیہودہ بکتا ہے کہتا ہے کہ مجھکو رہا
کرا دو مین اب جاتا ہون شہنشاہ سے جاکر سب کیفیت کہونگا یہ کہکے نگہبانون سے
کہا کہ ہوشیار رہنا آپ جست وخیز کرتا ہوا دربار مین سواد کے آیا۔ سواد جادو نے
پوچھا کہ کیون اسے خیر خواہ کیا ہو سرشار نقلی نے عرض کی کہ ای شہنشاہ عیار بڑا
فیلسوف ہے عجب باتین بناتا ہے سواد نے کہا کہ اے سرشار اسکی باتون کا اعتبار
نہ کرنا اُسکا فرزند ہے کہ جسنے دمامہ ومطمش کو مارا سرشار نے کہا کہ حضور الگ چلین
تو مین گرفتاری گلنار کی بھی تدبیر بتاؤن سواد اپنے مقام سے اُٹھا ساتھ سرشار
نقلی کے ایک کمرے مین آیا فیروزہ نے باتین کرنا شروع کین کہا کہ حضور دیکھیے عیار
کیا کیا فریب کر رہا ہے خداوند ہفت پیکر اُسکے مکر سے آپ کو بچائین یہ باتین کرتے
کرتے حباب مار دیا سواد جادو بیہوش ہوا اب فیروزہ حیران ہی کہ اسکو کیونکر
لے جاؤن باہر قصر کے ہزارہا ساحر کھڑے ہین رنگ وروغن عیاری کا نکالا سواد
کی شکل بنکر تیار ہوا باہر نکل کر ساحرون سے کہا کہ تم سب لوگ در قیدخانے پر جاؤ عیار
کی حفاظت کرو کہ مین برائے گرفتاری گلنار جاتا ہون جب سب ساحر طرف قیدخانے
کے گئے تو کے پشتارہ سواد کا پشت پر لگایا نکل کے بھاگا یہان بادشاہ وگلنار
دربار مین بیٹھے ہین شمس فلک ہفت پیکر کہ رہا ہے کہ ای شہریار افسوس ہی کہ غلام
وقت پر نہ پہونچا ورنہ سواد کو حال معلوم ہوتا مگر اب ای ملکہ گلنار تم نہ گھبراؤ کیا تمکو یہان سے
وہ بیجا لے جا سکتا ہے کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی دیکھا کہ فیروزہ بن عمرو

پیشتارہ ہر دش آتا ہی بادشاہ نے پکار کر پوچھا کہ ای یار وفادار کیونکر رہائی پائی فیروزہ
نے سب حال بیان کیا اور عرض کی کہ سواد جادو کو لایا ہون شمس نے کہا کہ ستون سے
باندھ دو سواد کو ستون سے باندھا فیروزہ نے زبان مین سوزن دے دی ہی فتیلہ رفع
بیہوشی دیا سواد کو چھینک آئی آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین سعد کے پایا شمس نے پکار کر
کہا کہ ای سواد اپنے بزرگون کی لکھی ہوئی کتابین دیکھو کہ سب لکھ گئے ہین کہ عمر طلسم اب
تمام ہوئی زوال دولت ہفت پیکر قریب ہی پس دین اسلام و ملت بیضا اختیار کرو
اس باطل پرستی کو چھوڑو ہفت پیکر مثل تمھارے ساحر ہی سواد نے جو بیٹی کو یہ ابرو
تمام جلوے بادشاہ مین پایا اور کتب کا بھی خیال آیا کہ کتاب سوانحات مین ہفت پیکر
نے خود لکھا ہی کہ یہ سال آخر طلسم ہے اشارہ کیا کہ ای شمس ہفت پیکر مین دل و جان سے
اطاعت کرنے کو موجود ہون شمس نے اُٹھکر زبان سے سواد جادو کی سوزن نکالی سواد
دوڑکر قدمون پر سعد شہریار کے گرا عرض کی مین غلام تابعدار ہون مجکو فخر حاصل ہوا
کہ بیٹی میری حضور کی خدمتگزار ہوئی گلنار کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے
مین نے یہ فخر پایا بادشاہ نے فرمایا کہ اب تم جا کر قلعہ کو اسلام آباد کرو ہم کوچ کرین اور اسنے
کو طلسم مین پہونچائین شمس فلک ہفت پیکر نے عرض کی کہ ازروے ستارہ شناسی
کے حضور پر واجب و لازم ہی کہ ایک ہفتہ یہان مقام کرین بعد اُسکے جو کچھ ہوگا وہ ظاہر
ہوجائیگا طلسم مین چلنا تو آپ کا ضرور ہی حضور کو یہ رہبری پہونچائین گے عین وقت
پر ہفت پیکر سے مقابلہ پڑے کہ ہفت پیکر کو بھی معلوم ہو کہ اہل اسلام نے کس طور پر
سے لشکرکشی کی سواد جادو قلعۂ سواد نگار مین آیا رفیقون کو بلاکر سمجھایا سب کو
مطیع اسلام کیا بارہ ہزار ساحر چھانٹے کہا ان سب کو ساتھ لیکر ہمراہ بادشاہ جاؤنگا
جب شہریار نے کوچ کی تیاری کی شمس نے پھر روکا گلنار قلعہ مین آئی باپ سے کہا
کہ ایک شب بادشاہ کی دعوت کرو سواد نے سامان دعوت کیا بادشاہ سے سردارون کو
لیکر قلعۂ سواد نگار مین آئے سواد نے بڑی دھوم سے سامان دعوت کیا باغ مین گلنار
کے سامان دعوت ہوا بادشاہ آکر مسند پر بیٹھے گلنار نے فیروزہ بن عمر سے

اشارہ کیا کہ آج تم بھی کچھ گاؤ فیروزہ نے کہنے سے گلنار کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

کیونکر اٹھائیں طرۂ زلفِ دوتا کے ناز
برسوں کے بعد میری برآئی ہیں حاجتیں
کن کن مصیبتوں سے ہوئی ہے نصیب مرگ
کھلتے ہیں عقدِ غنچہ کس آہستگی کے ساتھ
عشاق جان فروش کے کچھ اور رنگ ہیں
اے دل ستمگروں کی جفا سے نہ پھیر منھ
گنجایش عذاب دل زار میں نہیں
کیا کیا نہیں ہوا ہے حجاب نگاہ سے
ہو گی رہنے نالہ و فریاد بیکسی
نوبت کرے تا بہ قدم یار اجسکی
دیکھو ضرور یار نزاکت سے ہوگا دنگ
تن شعلہ ہائے غم سے ہوا خاک اے نسیم

کافر سے نہ جائیں گے ہمسے بلا کے ناز
کیا کیا نہ آرزو یہ ہوے ہیں دعا کے ناز
کیا کیا اٹھائے ہیں شب غم میں قضا کے ناز
ہوتے ہیں کیا عروس چمن سے صبا کے ناز
گستاخ ہو گئے ہیں تمھارے اٹھا کے ناز
سہتے ہیں سہنے والے تو روز جزا کے ناز
کب تک اٹھائیں ظالم ناآشنا کے ناز
لائے ہیں آفتیں تری شرم و حیا کے ناز
جز مرگ کون اٹھائے مرے مدعا کے ناز
طولانیوں پہ ہیں تری زلف دوتا کے ناز
اے جان نہ اٹھ سکینگے قدم سے حنا کے ناز
دیکھیں گے استخوان نہ ہمارے ہما کے ناز

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط بر پا رہا پڑے لطف سے سواد نے دعوت کی بادشاہ نے
فرمایا اب لشکر میں جائیں گے کہ خبر پہونچی شمس فلک ہفت پیکر جو یہاں سے دعوت
کھا کر گیا اسی وقت سے بستر خواب پر تڑپ رہا ہے سینے میں اسکے درد ہے سواد نے جو سنا
کہا چل کر ذرا میں بھی دیکھوں بادشاہ مع سواد و گلنار جب لشکر میں آئے شمس گھبرا کے
اپنی بارگاہ سے نکلا درد درد کہتا ہوا طرف صحرا کے چلا سواد نے کہا کہ ذرا ایل کر ملاحظہ
فرمایئے کہ یہ کہاں جاتا ہے بادشاہ بھی پیچھے پیچھے شمس کے چلے شمس جو صحرا میں پہونچا
بے اختیار دوڑنے لگا سامنے ایک نخل چنار تھا اُسکے پہلو سے آواز آئی کہ اے عاشق
صادق ودای یار موافق اس طرف آ ہم تیرے مشتاق تھے سب نے دیکھا کہ ایک
نازنین مہ جبین لباس فاخرہ پہنے ہوے دریائے جواہر میں غرق ہے بقول نمر مطلع
نکھڑ بان رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہے ✦ ہر اشارے میں ہمارے قتل کی تدبیر ہے

اُس نازنین نے شمس فلک پیکر کو اشارے سے اپنے قریب بلایا جب شمس قریب پہونچا
اُس نازنین نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا طرف اُسی نخل چنار کے لے چلی بادشاہ نے پکار کے
ای شمس کہان جاتا ہی شمس نے کچھ جواب نہ دیا سواد نے کہا کہ ای شہریار ہمیشہ سنتے تھے
کہ اِس صحرا مین طلسم ہی مین جاکر شمس کو لاتا ہون یہ کہہ کے سواد بڑھا قریب اُس
نازنین کے پہونچا شمس کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ای شمس تمکو بادشاہ بلاتے ہین شمس
نے کچھ جواب نہ دیا اُس نازنین نے سواد کا بھی ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ آپ بھی چلیے
سواد و شمس اُس نازنین کے ساتھ جب قریب اُس نخل چنار کے پہونچے بیچ نخل سے
ایک اژدہے نے منھ نکالا نازنین نے سواد و شمس کو اشارہ کیا دونون جوان دہن
اژدر مین پھاند پڑے اژدر اُسی بیچ نخل مین غائب ہوا وہ نازنین پھر آگے بڑھکر
کھڑی ہوئی پکاری کہ ای گلنار تم بھی آؤ تمھاری بھی طلب ہی گلنار بھی جوش مین چلی
ہر چند کہ بادشاہ نے روکا نہ رکی جواب دیا کہ ای شہریار باپ میرا مجکو بلاتا ہے کیونکر نہ
جاؤن یہ کہتی ہوئی طرف نازنین کے چلی نازنین نے پلٹ کر آواز دی کہ ای اژدر تن
اپنے کو ظاہر کر دے اژدر ظاہر ہوا گلنار بھی جاکر دہن مین اژدر کے کود پڑی وہ نازنین
پھر طرف بادشاہ کے متوجہ ہوئی اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار ان تینون سرداران
کو آپ کے کنیز لیے جاتی ہی آپ ہوشیار رہیے کا جو وقت آپ کی طلبی ہوگی یہ کنیز حاضر
ہوگی یہ کہکے وہ نازنین بھی دہن اژدر مین پھاند پڑی بادشاہ رنجیدہ کھڑے دیکھا
کیے فیروزہ نے عرض کی کہ ای شہریار ظاہر مین یہ طلسم معلوم ہوتا ہے اور سواد نے
بھی بیان کیا کہ طلسم چنار بزرگون سے سنتے تھے وہ بھی گرفتار ہوا آج رات کو
حضور عبادت خانہ آراستہ کرین غیب سے مدد طلب فرمائیے جیسا حکم ہو وہ کیجیے
پروردگار عالم انجام بخیر کریگا بادشاہ نہ پشیمان پریشان دربار مین بیٹھے دن پریشانی
مین بسر کیا بعد نماز مغرب بادشاہ نے بخضوع و خشوع التجا کی کہ اے مالک کارساز
واے بے نیاز مجکو ثابت ہو کہ ان سردارون کو میرے کون لے گیا روتے روتے
بہر رات رہے غنودگی ہوئی ایک بزرگ کو عالم خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین

ای بادشاہ لشکر اسلام حقیقت مین یہ مقام طلسم چنار ہی جب تک اسکو فتح نہ کیجیے گا تب تک
سردار آپ کے رہائی نہ پائینگے اب آپ تامل نفرمائیے نہین تو وہ نازمین اُسی طرح
پھر آویگی آپ کو بھی بلاکر لیجائیگی تو مشکل ہوگی آپ صبح کو اٹھکر سامنے نخل چنار کے جا بیٹھے
یہ اسم جو تبلاتے ہین اِسکو یاد رکھیے سامنے نخل چنار کے پڑھیے صحرا سے ایک غول پیدا
ہوگا اُسکے تعاقب مین جائیے جو کچھ ظاہر ہو دیکھیے پروردگار عالم مدد کریگا لوح ملنے کی تدبیر
ہوگی بادشاہ یہ خواب دیکھکر اُٹھے اور وضو کرکے نماز سحر پڑھی اور عبادت خانے سے
باہر تشریف لائے فیروزہ سے سب حال بیان کیا سلاح جسم پر آراستہ کرکے سامنے
نخل چنار کے آئے اسم تعلیم کردہ بزرگ زیر نخل بیٹھکر پڑھا کہ سامنے سے ایک غول
پیدا ہوا آنکھین مثل مشعل کے روشن چوبدست کو ہلاتا ہوا بادشاہ نے جو اُس
غول کو دیکھا نعرہ کیا کہ او غول مجہول اسطرف نہ آنا غول چیخ مارکر بھاگا بادشاہ تعاقب
مین اُسکے چلے وہ غول نخلستان مین پہونچا درختون کی آڑ پکڑکر غائب ہوگیا اب بادشاہ
حیران ہین کہ یہ غول کہان گیا اُس حیرت مین ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے ہین
قضاے کار چنار آتش خوار ایک فرزند رکھتا ہے کہ پہلوانی مین طاق سپاہ گری مین
شہرۂ آفاق سحر نہین سیکھا شکار دوست ہے واسطے شکار کے صحرا مین آیا ایک آہو پیش
مرکب اُٹھایا دور سے اُسکو تیر مارا وہ تیر پار نہ گذرا اوچھا پڑا آہو سامنے سے بھاگا اُس
پہلوان کا فرزند ہاے مردم دربنام ہے آہو تیر کھاتے ہی نظرون سے غائب ہوا فریلا آہو کو
ڈھونڈھ رہا ہے بادشاہ جو زیر نخل کھڑے تھے سامنے سے آہو آیا بادشاہ نے دیکھا کہ شکار
سامنے آتا ہے اُٹھاکر تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے اُسکو بقربانی پہونچایا ایک تیر اور اُسکے
پٹھے پر پایا اُس تیر کو نکال کر چاہتے ہین آگے بڑھون کہ سامنے سے گرد اُڑی فریلا کینہ وہ
یہ سوار غصے سے چہرہ سرخ آیا اپنا شکار روبرو پڑا ہوا دیکھا آگ ہوگیا قریب آکر کہا کہ تو کون ہے
بادشاہ نے تبسم فرمایا کہ اے شخص صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہے شکار سامنے آیا ہمنے
تیر مار دیا فریلا نے کہا کہ اگر خیریت اپنی جان کی منظور ہے تو آہو کو کاندھے پر اُٹھاؤ یہان سے
خیمہ میرا قریب ہے وہان تک پہونچاؤ بادشاہ نے فرمایا کہ او بے عقل کیا ہمکو تونے مزدور

تجویز کیا ہی ہم ہرگز نہ اُٹھائینگے ثریا یہ سنکر گینڈے سے کود پڑا تیغہ نیام انتقام سے
کھینچا معلوم ہوتا تھا کہ اژدہا غار سے بل کر کے نکلا تیغہ جوہردار لنگردار کا ہاتھ خبردار
خبردار کہ کے مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ثریا غصے مین تھا فوراً لپٹ پڑا
بادشاہ سے کشتی ہونے لگی بادشاہ نے تیسرے پیچ پر اُکھیڑ کر مارا چاہا پٹ گرون بادشاہ
نے جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماردی کہ چارون شانے چت گرا سینے پر سوار ہو کے فرمایا کہ
شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی ثریا کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی دیکھا کہ تاج
شہریاری برسر قبۂ شہنشاہی در بر شعشعۂ نور جمال سے وہ مقام منور ہی ثریا جمال جہان آرا
کو دیکھ کر حیران جمال و محو دیدار ہوا دست بستہ عرض کی کہ حضور کا نام نامی و اسم گرامی
کیا ہی بادشاہ نے صاف صاف فرمایا کہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام مین فکر مین لوح
طلسم کی نکلا ہون اسی فکر مین کھڑا تھا ثریا نے عرض کی کہ مین مذہب آپ کا بدل وجان
قبول کرتا ہون عاشق جمال بے مثال ہوا یہ کہکر ثریا اُٹھا قدمون سے لپٹ گیا کلمہ
پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی کہ یہان سے قریب غلام کا باغ ہی وہان چل کر
تشریف رکھیے مین جنارہ آتشخوار یعنے اپنے باپ سے حال لوح پوچھونگا بادشاہ نے
فرمایا جنارہ نے مجکو خود ستایا ہی اور پریشان کیا ہی سواد جادو بادشاہ قلعہ سواد نگار
و قمس فلک ہفت پیکر ان دونون کو قید کرلیا مین اپنے سردارون کی رہائی کی
تدبیر مین نکلا ہون ثریا نے عرض کی کہ جو غلام سے ہو سکیگا کمی و کوتاہی نکریگا حضور
تشریف لے چلین یہ سنکر بادشاہ ثریا کے ساتھ چلے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ
سامنے سے گرد اُڑی کچھ سوار و پیدل نمایان ہوئے ثریا نے اُن سب سے کہا
کہ صاحبو مین نے اس شہریار کی اطاعت کی دین اسلام قبول کیا جسکو میرا ساتھ
دینا ہو ہفت پیکر پر لعنت کرے دائرۂ اسلام مین آئے سب نے خوش ہو کر کہا
کہ حضور ہم زبانی آپ کے والد کی سُن چکے کہ اب عمر طلسم تمام ہوئی طلسم کشا آئیگا ساحرون
کو جان بچانا مشکل ہوگی سب سوار و پیدل ساتھ ہولیے ثریا بادشاہ کو لیکر باغ مین
آیا جو سرسبز و شاداب تھا سیر کرا کے بارہ دری مین لایا بادشاہ کو مسند پر بٹھایا

آپ مثل چاکران کمترین مصروف خدمتگزاری ہوا دن کو جب گذرا بادشاہ سے عرض
کی کہ حضور یہان تشریف رکھیں مین خدمت مین باپ کی جاتا ہون آج ترکیب سے
حال لوح پوچھونگا بادشاہ کو باغ مین چھوڑا آپ سوار ہوکے دربار جبار آتشخوار
مین آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے کاہن و پنڈت و نجومی جمع ہین سب کہ رہے ہین
کہ حضور یہ سال اختتام طلسم ہے اس سال مین اور مذہب کی عملداری ہوگی مذہب
ہفت پیکر کا کوئی نام نہ لیگا جبار کہتا ہے کہ کیا تدبیر کرون وزیرون اور مشیرون نے
سوچ کر کہا بڑا کام یہ ہے کہ لوح طلسم کو چھپائیے جبتک طلسم کشا کو لوح نہ ملے گی کچھ
نہ ہوسکیگا کہ ثریا نے دست بستہ عرض کی کہ اے والد نامدار لوح طلسم کہان رکھی ہے
جبار نے جھلا کر جواب دیا او صاحبو اور سنو یہان تو حفاظت لوح کی تاکید ہے یہ مجھ سے
حال لوح پوچھتے ہین کیون ثریا تو نے کیون حال لوح پوچھا تیرا کیا مطلب ہے ثریا نے
کہا کہ راہ مین ایک پنڈت ملا اُسنے بھی یہی بیان کیا کہ کوئی نامی ساحر نہ بچیگا باپ بھی جادو
نہ بچیگا طلسم کشا آیا چاہتا ہے اس خیال سے مین نے پوچھا کہ مجکو بتا دیجیے لوح کسکے پاس
ہے جبار بہت خفا ہوا کہا کہ اے فرزند خبردار کبھی لوح کا حال مجھ سے نہ پوچھنا یہ وقت
حفاظت ہے گلعذار جادو کو ابھی نامہ لکھتا ہون کہ اے گلعذار خبردار لوح کی حفاظت
کرنا اپنے باغ سے نہ نکلنا اگر حفاظت نہ ہوسکے تو لوح اور ساحر کے سپرد کردون یہ نامہ
لکھکر ایک کنیز کو دیا اُس وقت سردارون سے دربار معمور ہے کنیز نامہ لیکر روانہ ہوگئی ثریا
محجوب و ناچار دربار سے باپ کے اُٹھا خدمت مین بادشاہ اسلام کی آیا عرض کی
کہ اے شہریار باپ میرا لوح کے نام سے خفا ہوتا ہے سب نے یہی حکم دیا ہے کہ لوح
کو چھپاؤ جب تک لوح طلسم کشا کو نہ ملیگی طلسم نہ فتح ہوگا غلام نے اتنا سنا کہ کوئی
گلعذار جادو ہے اُسکے پاس لوح ہے نہین معلوم وہ کون ہے اور کہان رہتی ہے
نامہ اُسکے پاس روانہ کیا ہے کہ حفاظت لوح کرو غلام ناچار ہے اب حکم ہوا ہے کہ
لوح کا کبھی ذکر نہ کرنا حضور باغ مین تشریف رکھیں غلام وزیرون سے پوچھیگا
شاید پتہ مل جائے بادشاہ خاموش ہو رہے فرمایا کہ اے ثریا ہم رحمت خدا سے

پابند ہیں تمنے پیروی کی اگر لوح کا پتہ نہیں ملتا نہ سہی اب ہم تمسے رخصت ہوتے ہیں اپنے خالق سے عرض کرینگے جن بزرگان دین نے یہان تک ہمکو پہونچایا وہ لوح کا پتہ بھی بتائیں گے ہم اس طلسم کے فتاح ہین منازل عجائب و غرائب کے سیاح ہین ثریا نے کہا کہ حضور کو کیونکر معلوم ہوا فرمایا جو بزرگ عالم خواب مین آئے تھے مجھے یاد ہی انھون نے فرمایا کہ تم طلسم جبار کے فتاح ہو کسی اور طور سے لوح دستیاب ہو گی اب ہم رخصت ہوتے ہین یہ فرماکر بادشاہ اٹھے ثریا قدمون پر گرا کہا کہ آج کی شب اور تشریف رکھیے کل در رو کو نگا بادشاہ ناچار ہو کر بیٹھ گئے ثریا نے دن سے باغ کو آراستہ کرنا شروع کیا جب شام قریب ہوئی تو سامان روشنی کیا جھاڑ و کنول و گلاس و فانوس وغیرہ جا بجا قرینے سے روشن کیے وسط باغ مین چبوترہ بلور کا تھا اُسپر فرش مشجر بچھایا مسند شاہانہ درست کر کے اُسپر بادشاہ کو بٹھایا عرض کی کہ حضور ناچ دیکھیں مصروف عیش و نشاط رہین غلام دربار مین باپ کے جاتا ہی کسی نہ کسی طرح سے حال لوح دریافت کرونگا بادشاہ نے فرمایا تم اب کہہ دکوشش دکرو پروردگار سامان لوح کردیگا ثریا نے دماما اپنے باپ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوا بادشاہ مسند پر بیٹھے ہین اور ایک گائن خوخ و خنگ جوانی کی امنگ مین یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

آ دیکھ لے بیتابی بسمل کا ذرا رقص	کرتے ہین پس ذبح بھی مشتاق قضا رقص
رہتا ہی ترے افعی گیسو کا تصور	کرتی ہی مرے پیش نظر روز بلا رقص
ہی خواہش تعلیم جو اُٹھ رہی ہی کمر سے	سیکھے گی قدم سے ترے کیا زلف دوتا رقص
یاد آتا ہی جب لطف طواف در ایجان	کرتی ہی تمنا مری ہنگام دعا رقص
وہ ناز اٹھائے ہین دم مرگ تمھارے	فرش سر مقتول یہ کرتی ہے قضا رقص
پردہ نہ رہا کچھ تری بے پردگیون سے	کرنے لگے بے ساختہ پابند حیا رقص
تجھکو کسنے سکھایا تری انداز غضب جو	زیبندہ ہی جو جیب کرے دزد حیا رقص
خود رفتگی کیف محبت سے خبر کیا	مزدور کے نزدیک ہی حال فقرا رقص

غم خوردہ طبیعت کو نہیں عیش سے مطلب
جانباز دفا بعد فنا ہوتے ہین زندہ
آنکھون کے اشارے کشش دل کو غضب ہین
شب چادر مہتاب بچھاتی ہی سحر تک
افسانۂ شب سنکے نکل آیا ہی خورشید
نالون کی مرے دھوم زمین پر رہی شب بھر
لے لیتے ہو جان عاشق جانباز کی کیونکر
سوچو تو نسیم آپ کی کس طعن سے گذری

کیا دیکھنے آئیگا گرفتار غزا رقص
ہی اپنے بلا سے مزار شہدا رقص
ہر ہر ترے انداز سے ہوتا ہی نیا رقص
کرتی ہی یہان پیش لحد آکے قضا رقص
کس دھوم سے محفل مین تری یار ہوا رقص
ایوان فلک پر مری آہون کا رہا رقص
دکھلاؤ ہمین جان جہان بہر خدا رقص
برسون ہی سر شام سے تا صبح رہا رقص

بادشاہ اسلام مصروف عیش و نشاط ہین گانے پر کان کے مبہوت ہو رہے ہین مگر ملکہ گلعذار رنگین پوش کہ جسکے پاس لوح طلسم ہی اپنے باغ لالہ زار مین بیٹھی ہے کہ نامہ حیار کا آیا نامے کو پڑھ کر کنیزون سے کہا کہ ابھی طلسم کشا کا ٹھکانا نہین اور بادشاہ کو تردد نے گھیرا ہی میرے باغ مین کون آسکتا ہی ہوا بھی تھراتی ہوئی آتی ہی اگر کوئی شخص قصد کرے کہ لوح طلسم لے پر سوچ تدبیر کرے تو شاید میرے باغ مین پہونچے اور یہ نئی بات دیکھو کہ بادشاہ تحریر فرماتے ہین کہ اگر حفاظت لوح نہو سکے تو لوح لیکر حاضر ہو بھلا ہماری ایسی حفاظت کون کو سکتا ہی ہمارے بزرگ ہمیشہ اسی عہدے پر قائم رہے کبھی کوئی فرق نہین پڑا گلعذار یہ باتین کر رہی ہی کنیزین واسطے دل بہلانے کے گا رہی ہین کہ بیٹھے بیٹھے گلعذار گھبرائی لباس بھاری نکال کر پہینا دریائے جواہر مین غوطہ مارا آئینہ دیکھا اپنی صورت دیکھ کر خود ہنس پڑی کہا کہ ارے طاؤس زرین بال لاؤ مین سیر کو جاؤنگی اسوقت خود بخود میرا دل گھبراتا ہی طاؤس زرین بال سجا ہوا آیا اُسپر سوار ہوئی اڑاتی ہوئی چلی شب ماہ نے جو کیفیت دکھائی ہر طرف طاؤس اڑاتی پھرتی ہی قضا کار طرف باغ ثریا کے گذر ہوا گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی۔ نظم

جو عاشق ہو تو کچھ سمجھو یہ نکتہ آشنائی کا
ملا ہی حکم کیون سجدے مین ہمکو جبہہ سائی کا

نہیں از خود فراموشی کوئی گھونٹ وہی ساقی
کہ جا دے رہا ہی دُرد دُردِ آشنائی کا

نہیں ہی ایک دم فرصت بھلا دم لے سکیں کیونکر
کہ ہر دم میں ہمارے دم ہی افسونِ آشنائی کا

عبث حرفِ تکلم ہی لبِ خاموش پر تیرے
دہانِ تنگ شاہد ہی سخن نا آشنائی کا

اذیت شست و شوی پاک طینت تک اُٹھاتے ہیں
مصفّا ہی کدورت سے ہی فرقہ آشنائی کا

غرض پیالے سے کیا اصل فقیری ترک دنیا ہی
ہمارا ہاتھ کیا کم ہے ہمیں کاسہ گدائی کا

فقیروں کے لیے دنیا و دین دونوں مہیا ہیں
کبھی خالی کبھی لبریز ہی کاسہ گدائی کا

وہ کافر ہی جو تجکو دور اپنے سے سمجھتا ہی
ہمارا دل بھی آئینہ ہی تیری خود نمائی کا

جھکا زاہد کا سر پائے صنم پر سجدہ کرنے کو
خدا کی شان بت کرنے لگے دعوی خدائی کا

مذاقِ خدمتِ صیاد مدت میں ملا ہمکو
مبارک ہو قفس اب فاتحہ پڑھیے رہائی کا

نہیں خوفِ وفا صیاد تنہا چھوٹ جاؤن میں
کہ طعنہ دینگے ہم صحبت مرے مجکو رہائی کا

قفس مرقد اجل صیاد مرغِ روح پابستہ
رہا روزِ قیامت پر بس اب وعدہ رہائی کا

تصور تجکو ای مجلس نشین کس طرح سے دیکھے
کہ دامن پاک ہی لوثِ نظر سے پارسائی کا

نہیں لکھا وصالِ شمع پروانے کی قسمت میں
حریفوں کو جلا دیتا ہی شعلہ پارسائی کا

لباسِ عاریت ہی ہر حسین و زشت میں پیدا
نہیں ہی کوئی شی جسمیں نہیں جلوہ خدائی کا

نہ آئے وہ کبھی ہم تک بسر کیونکر ہو فرقت میں
اچانک کیا ہوا آہ رسائی نا رسائی کا

کہاں کا وصل کسکا عیش کیسا لطف او غافل
قریب آیا زمانہ روح و قالب کی جدائی کا

کلامِ آتش مرحوم سے بھی نالہ پیدا ہی
نسیم آگاہ تھا کچھ وہ بھی درد آشنائی کا

ان اشعار کی آواز جو کان میں گلعذار کے پہونچی بیتاب ہو گئی اُسی آواز کی جانب متوجہ ہوئی آسمان سے آکے دیکھا کہ ایک آفتاب تابان یا ماہ درخشان مسند پر بعہدۂ افسری بیٹھا ہی اور گرد کنیزان گلعذار سامنے ایک گائن خوش آواز صاحب کرشمہ و ناز کس لطف سے گا رہی ہی وہ شہریار گانا سن رہا ہی صورت زیبائے بادشاہ دیکھا گلعذار کے ہوش اُڑ گئے پیشانی پر پسینہ آگیا حیران ہی کہ کیونکر صحبت میں جاؤن اور یہ بھی حیرانی ہی کہ یہ باغ کسکا ہی اور یہ شخص کون ہی صاحب خانہ بھی نہیں معلوم ہوتا آخر پہچانا کہ یہ باغ

تو بادشاہ کے بیٹے کا ہی مگر یہ جوان اس باغ مین کیونکر آیا اور ملازم بھی ثریا کے گھیرے
بیٹھے ہین یقین ہوا کہ ثریا کا مہمان ہی زلف عنبرین کو دیکھ کر پریشانی ہوئی کہ یہ شخص انسان
ہی یا فرشتہ ہی تمام اعضا سانچے مین ڈھلے ہین تاج شہریاری برسر چارقب شہنشاہی
دربر موتیون کے مالے زیب گلو کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوے صاف
ثابت ہوتا ہی کہ قریب ماہ تابان شفق پھولی ہی عقل عاشق راہ بھولی ہی عرصہ دراز تک
آسمان سے دیکھا کی گلچینی گلشن جمال خوب کی یہ تو سمجھ لیا کہ صاحب خانہ صحبت
مین نہین ہی کنیزین خاطر کر رہی ہین آخر کچھ سوچ کر آسمان سے اُتری جب قریب
پہونچی تو قلب کو تاب نہ باقی رہی آہ کر کے بیہوش ہو کر گری بادشاہ نے دیکھا کہ
ایک ستارہ آسمان سے گرا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اب جو بہ نگاہ غور دیکھا
دیکھا کہ ایک پری پیکر عارض رشک قمر سمنبر خورشید خد بیہوش پڑی ہے کنیزین تو
گھبرا گئین بدحواس ہو کر غل مچانے لگین طاؤس زرین بال ہوا پر اُڑ رہا ہے
بادشاہ سمجھے کہ ساحرہ ہی قریب آ کر بیٹھ گئے جوش محبت مین سر اُٹھا کر اپنے زانو پہ
رکھ لیا بہ نگاہ غور صورت زیبا دیکھنے لگے نارپستان پر جو نگاہ بادشاہ کی پڑی
معلوم ہوا کہ گویا نخل صنوبر مین پھل آیا ہی بوے زلف معنبر جو دماغ مین پہونچی
گلعذار نے آنکھین کھول کر دیکھا کہ وہی جوان آہو چشم صاحب قہر و خشم سر میرا
زانو پہ لیے بیٹھا ہی شرما کر اُٹھ بیٹھی بادشاہ نے پوچھا کہ اے پری پیکر تمھارا نام
نامی و اسم گرامی کیا ہی گلعذار نے سر جھکا کر جواب دیا کہ خوشہ چین اپنے گلشن کا
سمجھیے بادشاہ نے کہا کہ مسند پر بیٹھیے ہمسے بات کیجیے نازنین آکے مسند پہ بیٹھی بادشاہ
نے جام مے ارغوانی بھر کر دیا ملکہ گلعذار نے کہا کہ یہ شغل خرم شکن ہی ایسا نہو کہ مین
بے طریقہ ہو جاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ یہ جام ارغوانی شراب لاثانی ہی کوئی امر خلاف
مزاج نہ گذریگا تب گلعذار نے جام پیا اپنے ہاتھ سے جام بھر کر بادشاہ کو دیا ابھی
کچھ باتین نہین ہونے پائی ہین اور نہ دور شراب بخوبی ہوا ہی کہ کنیز دوڑی ہوئی
آئی عرض کی کہ حضور شاہزادہ آتا ہی ثریا سے تاجدار سامنے سے آیا بادشاہ اُٹھ کر

ہوسے ثریا نے جو گلعذار کو دیکھا نہایت خوش ہوگیا قریب آکر کہا کہ ای شہنشاہ
خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی کیونکر آنے کا اتفاق ہوا بادشاہ سے کہا کہ ای
شہریار یہی اس طلسم کی بوصدار ہین لوح ان ہی کے قبضے مین ہی آج مین نے دربار مین
اپنے باپ کے جاکر وزیرون سے جو پوچھا کہ لوح کس مقام پر ہی ایک وزیر نے
کہا کہ باغ لالہ زار مین جو قصر احمر ہی اُسمین لوح رہتی ہی لاکہ گلعذار رو رہا تھا گم ہین
یہ فقرہ جو بادشاہ نے سن لیا بحیر غصہ ہوکر کہا کہ کیون ای ثریا کیا وجہ ہی کہ کل سے تو
حال لوح پوچھتا ہی مین نے کہا کہ ای والد نامدار چونکہ مین نے سُنا ہی کہ طلسم کشا
اسی سال مین آئیگا لوح کی ضرور جستجو کریگا لہذا مین جاکر حفاظت کرونگا باپ نے
مجکو جھڑکا اور للکار کر کہا کہ اب اگر کبھی لوح کا نام لوگے اور ذکر کروگے تو مین تمکو
قید کرونگا مین رنجیدہ ہوکر دربار سے اٹھ آیا گلعذار نے کہا کہ ای ثریا تم نہ گھبراؤ مین
شہنشاہ کو تکلیف نہ اٹھانے دونگی لوح قصر احمر سے لاکر خدمت شہریار مین پیش
کرونگی اور جو سردار آپ کے قصر ابیض مین قید ہین اُنکی بھی رہائی کی کوئی نہ کوئی تدبیر
کرونگی ثریا ان باتون کو سنکر باغ باغ ہورہا ہی کہتا ہی کہ ای شہریار آپ بیشک حسب و فا
ہین کہ گھر بیٹھے خدا نے لوح ملنے کا سامان کردیا انکی ذات سے اب سب سامان
بن پڑیگے لوح کا لانا اور قصر ابیض تک پہونچانا انکے نزدیک بہت آسان ہی
کوئی تکلیف سرکار کو نہ ہوگی ثریا نے اپنے ہاتھ سے جام لبریز کرکے بادشاہ کو پلایا
بادشاہ نے گلعذار سے کہا کہ ای ملکۂ عالم لوح کی کب تقریب ہوگی گلعذار نے کہا
کہ کنیز گئی اور لائی ثریا سے تاجدار خوش بیٹھا ہی گلعذار کی منتین خوشامدین کررہا ہی
گلعذار کہتی ہی کہ ای ثریا مین ابھی کتاب مین پڑھ چکی کہ یہ آخر سال طلسم ہی اِس
سال طلسم کشا کا آنا واجب و لازم تھا بالا علان جو لوح کا ذکر ہوا کنیزون نے بھی سُنا
کہ گلعذار وعدہ کررہی ہے کہ مین جاکر لوح لے آؤنگی ایک کنیز کہ رشک وحسد سے
معمور تھی یہ حالات سنکر بہت گھبرائی کہ اگر لوح طلسم کشا کو ملیگی سب اہل طلسم
قتل ہوجائینگے مین جاکر بادشاہ کو اطلاع کرون فوراً اپنے مقام سے اٹھی

طرف بادشاہ کے چلی یہان باغ مین ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی بادشاہ نے جو گلعذار
سے سوال مذہب کیا گلعذار بصدق دل مطیع مذہب اسلام ہوئی مگر وہ کنیز جو دربار
شاہ مین آئی جبار آتشخوار بھڑک بھڑک کر وزیرون سے کہہ رہا ہی کہ مجھکو ثریا پر کچھ
شک معلوم ہوتا ہی شاید اُسنے طلسم کشا سے کچھ پیام وسلام کیا ہی جب تو حال لوح
پوچھتا ہی وزرا عرض کر رہے ہین کہ ای شہریار آپ کا فرزند نامدار سحر سے ناواقف
ہی کیونکر عرض کرین کہ طلسم کشا سے نامہ وپیام کریگا جوش جرأت مین اُسنے حال لوح
پوچھا آپ اور کچھ سمجھے وہ رنجیدہ ہوکر چلے گئے ایسے کلمات نہ فرمایئے وہ رستم
وقت ہی بلکہ طلسم کشا سے جو مقابلہ پڑیگا یہی طلسم کشا کو زیر کریگا اسکی ذات سے
مطلب نکلے گا یہ ذکر تھا کہ کنیز آکر پہونچی بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے کہا کہ کیون
نسرین آج کہان آئین کہا حضور کیا عرض کرون دنیا کا عجب رنگ ہی کہ جسکو عرض
نہین کر سکتی شاہزادۂ والاقدر نے اپنے باغ مین طلسم کشا کو لاکر رکھا ہی بی گلعذار
آکر عاشق ہوئین وعدہ کر رہی ہین کہ جاؤن تو لوح لے آؤن بادشاہ اسلام بہت
حسین وجمیل ہین بی گلعذار بیہوش ہوکر گری تھین بادشاہ نے سر زانو پر رکھ لیا
اب جو ہوشیار ہوئین باتین لوح کی ہونے لگین اب بی گلعذار آمادہ ہین کہ مین
جاؤن تو لوح لے آؤن قصر ابیض سے قیدیون کو چھڑاؤن جلد تدبیر کیجیے یہ سنکر
جبار آتشخوار تخت سے اُٹھا سیماب جادو کو حکم دیا کہ تم جاکر قصر لوح گھیر لو کوئی نکلنے
جانے نہ پائے اگر گلعذار بھی پہونچے تو اُسے گرفتار کر لینا یہ سنکر سیماب جادو اسطرف
چلا پھر ہماے جادو کو بادشاہ نے حکم دیا کہ ای ہما تم بھی فوج لیکر جاؤ طلسم کشا
ثریا و گلعذار کو گرفتار کرکے لاؤ خبردار کوئی بچنے نہ پائے کچھ لحاظ نہ کرنا کہ ثریا میرا
فرزند ہی وہ اب میرا دشمن ہے رہروان طلسم کا رہزن ہی یہ کسی کو ہرگز خیال نہ رہے
کہ مین اس مقدمے مین کسی کا پاس کرونگا اگر باپ میرا طلسم کشا سے ملے تو اُسے بھی
قتل کرون یہ فرزند ناسعادتمند یون طلسم کشا سے ملا ہی باغ مین بٹھا لیا اُسنے طلسم کشا
کو کیونکر پایا کنیز نے کہا کہ حضور آپ کے صاحبزادے شکار کو گئے تھے شکارگاہ سے

پلٹ کر آئے بادشاہ کو ساتھ لائے سب نے کلمہ پڑھا مگر کنیز نے آپ کی اُسوقت بھی
منھ مین تنکار کھ لیا کہ خداوند ہفت پیکر کو بڑا کہنا بڑے عیب کی بات ہی ہماے جادو
بیس ہزار فوج لیکر طرف باغ ثریا کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ شہنشاہ زرین پوشش
قلعۂ مشرق سے برآمد ہوا میدان چرخ زبرجدی مین آکے ٹھہرا صبح کا وقت ہی باغ
مین بھیروین اُڑ رہی ہے ایک کنیز کسی کام کو کوٹھے پر چڑھی اُسنے دیکھا کہ سوارون نے
باغ کو گھیر لیا ایک جادوگر تخت پر سوار مع کئی سَو افسرون کے طرف باغ کے آتا ہے
پکار کر کہتا ہوا کہ گلعذار کو گرفتار کر لو بادشاہ اسلام نکل کر نہ بھاگ جائین ثریا ئے تاجدار
کا بھی خیال نہ کرو کہ بادشاہ کا بیٹا ہی سارے اہلِ طلسم کا دشمن ہی اور چاہتا ہی کہ
لوح طلسم کشا کو مل جائے یہ کنیز حال دیکھ کر بھاگی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی
عرض کی کہ اے شہریار سارا باغ فوج شاہی نے گھیر لیا آپ کی تلاش ہو رہی ہے اور
ثریائے تاجدار کی بھی فکر ہی گلعذار جادو کا بھی حال کھل گیا بادشاہ یہ سنتے ہی
تلوار کھینچ کر اُٹھے ثریائے تاجدار بھی تلوار کھینچ کر اُٹھا ملکہ گلعذار نے کہا کہ بادشاہ
دیوانہ ہوا ہی خون کے دریا بہا دونگی یہ تینون صاحب آگے بڑھے بادشاہ ایک جانب
ثریا ایک جانب گلعذار گاتی باندھے ہوے اسباب سحر ہاتھ مین لیے ایک
جانب ہماے جادو نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا آفتاب عالمتاب شہریاری
و کوکب سپہر جہت افروز جہانداری باغ سے نکلا تمام میدان روشن و منور ہو گیا
ہماے جادو نے اشارہ کیا کہ ارے ان تینون شخصون کو گرفتار کر لو بادشاہ اور
ثریا تلوار کھینچ کر گرے جس ساحر نے ہونٹھ ہلایا چیر مار دیا حلق کو توڑ کر پار گذر آئے
ثریائے تاجدار مثل فیل مست جھومتا ہوا چلا آتا ہی کسی کی گردن توڑ ڈالی کسی کو
چیر کے پھینک دیا ملکہ گلعذار بھی تڑپ کر گرین ہماے جادو کا بھائی عقاب
جادو کئی سَو ساحرون کو ساتھ لیے ہوے آتا ہی ملکہ گلعذار پر سحر کرنے لگا گلعذار
نے موتیون کا مالا اُتار کر آواز دی کہ اسکو لینا جیسے ہی موتیون کا مالا ٹوٹا عقاب
جادو جھومنے لگا آنکھین اوبل آئین بے اختیار پکار اُٹھا ای ملکہ عالم مین تو

غلام ہون اتو میرا یہ حال سب ہے نظم

وہ شعلے ہیں ہجوم آہِ آتشناک سے پیدا
صدائے الحذر ہے گنبد افلاک سے پیدا

ہوئے مضمون اعلیٰ میری طبع پاک سے پیدا
ہزاروں آسمان ہیں اک مشت خاک سے پیدا

جھکے شیشے کھلی آغوش ساغر دختِ رز چلی
اٹھو مستو ہوا ہے آفتاب افلاک سے پیدا

لگا منھ نہ اسکو قصد گستاخی مقرر ہی
تمنا ہے زبانِ ریشۂ مسواک سے پیدا

سجانا آب کو دیکھو خلافِ داب عصمت ہی
کہ چشم آرزو ہے حلقۂ فتراک سے پیدا

پسیں مردن جو دیکھا اول و آخر برابر ہے
وہی پھر خاک مین آیا ہوا جو خاک سے پیدا

ہوائے دولتِ منعم نہین ہے خاکسارون کو
کہ ہر دم تازہ خلعت ہے لباس خاک سے پیدا

نہ کیون ہو جاوہ ہائے نوعروسی زلف مضمون مین
جو شانہ ہو ہمارے پنجۂ ادراک سے پیدا

نہ ہو پہنچے نکہت گل برق کیونکر پہنچے ہے
وہ تیزی ہے تمہارے توسن چالاک سے پیدا

ڈرو انکار سے دیکھو ابھی ہے خیر بو سوسن پر
نہ ہون کچھ اور تکلیفین دلِ بیباک سے پیدا

نگہ کے لوٹ سے آنکھون مین کیفیت نشے کی ہے
یہ دانہ خال کا ہے یا رگِ تریاک سے پیدا

محیط موج خیز حسن بے ڈوبے نہین ملتا
کہ ساحل ہو نہین سکتا کسی پیراک سے پیدا

نسیم اب سینے سے جھکا فروغ داغ بیتابی
طلوع مہر ہے صبح گریبان چاک سے پیدا

عقاب جادو کے جو یہ اشعار پڑھے ساتھ والون نے گریبان چاک کر ڈالے سب ملکر سر ٹکرانے لگے عقاب جادو ہاتھ باندھ کر سامنے ملکہ گلعذار کے آیا کہا کہ اے ملکۂ عالم کیا ارشاد ہوتا ہے گلعذار نے کہا کہ ہما کا سر لاؤ عقاب جادو سب کو اپنے ساتھ لیکر بلبلاتا ہوا چلا ہماے جادو نے جو دور سے دیکھا کہ عقاب جادو لڑتا ہوا آتا ہے فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ کاغذ سادہ نکال کر اُسکے کچھ پرچے کاٹے طرف آسمان کے پھینک مارے باران سیاہ برسنے لگے جسپر بارگرا وہ پانی ہوکر بہ گیا عقاب اُس سحر کو دفع کرنے لگا اور لڑتا بھڑتا قریب ہماے جادو کے پہونچا گئی ہاتھ تلوار کے مارے ہماے جادو نے رد کیے کارد سحر جھولی سے نکالی وہ کارد عقاب کے سینے پر لگائی کہ نافِ بغت کو توڑ کر پار گذری عقاب مرکر گرا ہماے جادو تخت سے کود لاش پر بھاگی کی

خوب چیخیں مار کر رویا کہتا ہو کہ یارو گلعذار نے یہ آفت برپا کی افسوس ہو کہ یہ اپنے
ہوش میں نہ تھا اب سحر کرتا ہوا چلا گلعذار کا سامنا ہوا گلعذار نے ہما پر بھی سحر کیا
ہمارے جادو کہ مشہوران چنار میں سے ہو سحر کو گلعذار کے دفع کرتا ہو دیر تک آپس میں
ردّ و قدح رہی آخر ہمارے جادو نے تلوارین برسائین ایک تلوار گلعذار پر گری
کہ سراسر سر اسکا زخمی ہوا ہما نے چاہا کہ بڑھکر سر اسکا کاٹ لون گلعذار سوچی کہ
اب اسکے سامنے ٹھہرنا بہتر نہیں ہے میری ساری بزرگی لوح طلسمی سے ہو وہ اس
مقام پر موجود نہیں چل کر لوح طلسمی کو قبضے میں کرون جب میرا کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا
یہ بات سوچ کر اُس مجمع عام سے نکلی اور طرف قصر احمر کے چلی کہ جاکر لوح کو اپنے قبضے
مین کرون اور لاکر بادشاہ کو دون ذکر اسکا کیا جائیگا مگر ثریائے تاجدار جو اس
مجمع عام مین لڑنے لگا گیہان بلند رکاب پہلوان ہمارے جادو کے ساتھ ہو
چونکہ بادشاہ حکم دیچکا ہو کہ میرا فرزند سمجھنا وہ تم سب کا دشمن ہو جس طرح بنے
اُسکو قتل کرنا گیہان بلند رکاب نے للکارا کہ صاحبزادے دعویٰ جرأت رکھتے ہو
ذرا میرے مقابلے مین تو آؤ ثریائے تاجدار فرزند بادشاہ طلسم اس بات کی
تاب کب رکھتا ہو فوراً سامنے گیہان کے پہونچا للکارا کہ اور ذلیل تجکو بھی یہ دن
نصیب ہوا کہ ہمارا مقابلہ کریگا گردن کھینچ کر پھینکدونگا گیہان نے ایک پہلوان کو
اشارہ کیا کہ تو اسکا آکر سامنا کر مین پشت پر اسکی آکر ہاتھ تلوار کا ماردونگا وہ پہلوان
سامنے آیا اور نیزہ مارا ثریائے تاجدار نے سنان نیزے کو پھیلے سے اُڑایا سنان نیزہ
اُڑاکر ہاتھ تلوار کا مارا یا تو تلوار قبہ سپر پر چلی تھی یا زیر تنگ جاکر زمین کو بوسہ دیا
گیہان نے پشت پر سے اس عرصے مین ہاتھ تلوار کا مارا سر ثریا کا زخمی ہوا گیہان نے
چاہا کہ سر کاٹ لون مگر ثریائے تاجدار خیر مبغہ جرأت ہو اسنے پلٹ کر کے ہاتھ تلوار کا
مارا کہ شانہ اسکا نشانہ ہوا ثریا لڑتا بھڑتا چلا جاتا ہو کہ اپنے کو قریب بادشاہ اسلام
کے پہونچاؤن مگر بادشاہ کو نامردون نے گھیر لیا ہے اسی مجمع مین شیرانہ جنگ کر رہے
مین کتنی سو پہلوان مار کر ڈال دیے لاشے گردم کب کے ٹوٹ رہے ہین بادشاہ

بھی سر اٹھا اٹھا کر ثریاے تاجدار کے جوپا ہین فریا کے بھی کوئی قریب نہین آتا ہے
لڑتا ہوا ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا اسقدر خون سر سے جاری ہوا کہ لخلخے سینے
پر جم گئے غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے
مایوس ہوکر کہا کہ ای مرکب اصیل اب تیرے راکب مین طاقت جنگ وجدل باقی
نہین ہی اگر ہوسکے تو مجکو نکال لیچل یہ کہکے دونون ہاتھ حمائل گردن مرکب کیے۔ مرکب
نے جو اپنے راکب کو سست پایا دہن مثل قعر بلا کھولا بشتکین دولتیان مارین جو
سامنے آیا اُسکو چبا ڈالا کسی کا شانہ توڑا کسی پر دولتی ماردی سوارون اور پیدون کو
گراتا ہوا طرف صحرا کے نکل گیا اب بادشاہ جنگ مین چار جانب دیکھتے ہین نہ
صداے گلعذار آتی ہو نہ آواز ثریاے تاجدار کان مین پہونچتی ہے لشکر حسرت و
یاس نے بادشاہ کو گھیرا ہے بادشاہ انتہا کے زخمی ہونے اور دیکھا کہ ہمارے جادو
آتا ہی ایسا نہو کہ سحر کرکے گرفتار کرلے ایک طرف لڑتے ہوے چلے ہزارہا زخم تیر کے
جسم اقدس پر پڑے آخر غش آنے لگا بادشاہ نے زخم سر گوشۂ تحت الحنک
سے باندھا فرمایا کہ ای مرکب اب تیرے راکب مین قوت نہین مرکب جنگ کرتا ہوا بادشاہ
کو لے چلا جس طرف سے گھوڑا نکلتا ہے لوگ راستہ دیتے ہین اسطرح گھوڑا رہروی
کرتا ہوا بادشاہ کو لیچلا یہ ہزار دشواری ساحرون سے نکلا غیر ساحرون کے غول تین
پہونچا وہ دور سے لینا لینا کرتے ہین کوئی قریب نہین آتا گھوڑا مثل شیر غضبناک
شیہے بھرتا ہوا اُس غول سے بھی نکلا کنارے پر لشکر کے آکر طرف صحرا کے چلا ہمارے
جادو نے آواز دی کہ مارو یہ مرکب جانے نہ پاے لوگون نے چاہا کہ چلین مرکب
کو محاصرہ کرکے گھیر لین لیکن مرکب صبا رفتار باد کردار جست وخیز کرتا ہوا طرف صحرا کے
نکل گیا ملکہ گلعذار تو زخمی ہوکر مجمع سے نکل گئی ہین یہان ہمارے جادو نے باغ کو
پامال کیا کنیزین گرفتار ہوئین مال واسباب لوٹ لیا یہ کہتا ہوا پلٹا کہ مین نے اُن
سبکو قتل کیا چنار آتشنزار کے پاس آیا لاف وگزاف کرنے لگا کہ مین نے جاکر اول گلعذار
کو مارا اسکے پیرا شش تلاش کرکے اٹھالے گئے بادشاہ ثریا کی لاش مرکب لے بھاگے

جبار آتشخوار کو اطمینان ہوا کہا کہ اب صلاح کرکے سرداران طلسم کشا کے قتل کا وہ دن قرار دونگا جس دن شمس فلک ہفت پیکر قتل ہوگا ایسا کوئی ساحر کسی کے ساتھ نہیں ہے یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں لیکن گلعذار زخمدار و بیقرار آکر قصر احمر پر جبکہ دیکھا کہ ایک ساحر ساٹھ ہزار ساحرون سے قصر کو گھیرے ہوے ہے گلعذار کو جو آتے ہوے دیکھا گولے ترنج و نارنج پھینکنے لگے ملکہ گلعذار وہان سے بلبلی آکر کوہ پر ٹھہری ایک نخل کے سائے مین بیٹھی بمشکل اپنے سر مین ٹانکے دبے جاتی ہی کہ صحت پاکر پھر اُسی قصر کے قریب جاؤن جن ساحرون کو بادشاہ نے بھیجا ہے اُنکو قتل کرون اور لوح لون یہ سوچ کر پہاڑ سے اُتری پاؤن مین طاقت چلنے کی نہ پائی ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہری چہار جانب حیران حیران دیکھ رہی ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک تاجدار گھوڑے کو اُڑاتا ہوا باز ہاتھ پر چڑھا ہوا نمایان ہوا جس طائر کو کسی نخل پر بیٹھے دیکھا باز کو پھینک مارا باز نے اُسے شکار کیا بادشاہ گھوڑے سے اُترا باز سے جانور کو چھڑایا ذبح کرکے اپنے ساتھی کو دیا اس طرح شکار کھیلتا ہوا آتا ہے قضائے کار ایک تیہو گوشۂ صحرا سے اُڑا اُس شاہ نے باز کو چھوڑا باز قریب تیہو کے پہونچا تیہو کو طمانچہ مارتا ہوا طرف زمین کے لیچلا قریب نخل آکر ایک طمانچہ مارا کہ تیہو زمین پر گرا باز کندے باندھ کے زمین پر آیا سینے پر تیہو کے چڑھا پنجون سے نوچنے لگا بادشاہ گھوڑے سے کودا آکر تیہو کو باز سے چھڑایا لیکن ملکہ گلعذار زیر نخل بیٹھی ہین تاجدار کو آتے ہوے دیکھا بوجہ ضعف و نقاہت کے عجیب حال تھا اپنے کو بیخ نخل پر گرا دیا دوپٹے سے منھ چھپا لیا لیکن اُس تاجدار نے جب باز کو اُٹھایا نگاہ پڑ گئی دیکھا کہ ایک عورت بیخ نخل سے لپٹی ہوئی پڑی ہی پاؤن گورے گورے گرد مین آلودہ قریب آکر کہا کہ اے بی بی تو کون ہی کہ جو اس غربت مین پڑی ہی یہ کہہ کے دوپٹہ چہرے سے ہٹایا ہر چند کہ ملکہ نے چاہا چہرہ نہ کھلے مگر چہرۂ زیبا کھل گیا معلوم ہوا کہ تلے ابر چھپا چاند نکل آیا صورت زیبا دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا کہتا تھا کہ اے نازنین تو کون ہی نام سے اپنے آگاہ کر گلعذار نے کہا کہ ہم

آوارۂ دشت ادبار ہین مصیبت سخت مین گرفتار ہین ہمارا حال کہنے کے قابل نہین ہے جس کام کو تو آیا ہی اُسی شغل مین مصروف ہو ہماری عجب کیفیت ہی کیا بیان کرین۔ نظم

مخلصی پائے بلا سے دل مضطر کیونکر　　توڑیے حلقۂ زنجیر مقدر کیونکر
آنکھ جھپکیگی نہ مشتاق قضا کی ظالم　　دیکھ کرتے ہین نظارے تہِ خنجر کیونکر
آنکھ اُٹھا دیکھ ذرا جانب خنجر قاتل　　گھورتا ہی مجھے ہر دیدۂ جوہر کیونکر
کھینچ شمشیر اگر دل مین ارادہ کچھ ہے　　دیکھ مرجاتے ہین جانباز ستمگر کیونکر
گر یہی ضعف رہا قبر سے اُٹھنے کے بعد　　ناتوان جائینگے تیرے لب کوثر کیونکر
سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کے لیے　　منھ دکھائیگا تجھے خسرو خاور کیونکر
جو لکھا صفحۂ قسمت مین وہ مٹنے کا نہین　　مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر
کیا وفادار جفا پیشہ ہے دیکھ او ظالم　　دوستی کرتا ہی دم سے دم خنجر کیونکر
دھوم آئینۂ رخسار کی تیرے سُنکر　　چین پائیگا تہِ خاک سکندر کیونکر
ہر رگ تن مین ہی تیرے اثر مقناطیس　　مخلصی پائیگا فصاد کا نشتر کیونکر
دیکھ لے جوہر مژگان کا تماشا ظالم　　ڈوب جاتا ہی رگ جان مین یہ نشتر کیونکر
ساتھ مدت سے ہین سرمایۂ سودا میرے　　پھینکدون دامن لبریز سے پتھر کیونکر
سنگ دل کو مرے نالون پہ نہ رحم آئیگا　　موم ہو جائیگا فریاد سے پتھر کیونکر
آتش گرمی مضمون سے پھنکا جاتا ہی　　نامہ لیجائیگا تا یار کبوتر کیونکر
صدقے اس قوت بازو کے دل و جان نسیم　　دیکھ اُکھیڑا ہی علی نے در خیبر کیونکر

اس حسرت سے یہ اشعار گلعذار نے پڑھے کہ اس تاجدار کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے دیکھ کر کہا کہ ای شاہد رعنا و ای معشوق یکتا تیرے بیان پر دل روتا ہی قلب مین درد ہوتا ہی بہتر ہے کہ مفصل بیان کر یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی وہان رہتا ہون چنانچہ آشنوار بادشاہ طلسم چنار کا خراجگزار ہون محکوم جادو میرا نام ہے واسطے شکار کے آیا ہون تمکو خاتون محل قرار دونگا ہزارہا کنیزان رومی و چینی برای خدمتگزاری حاضر رہین گی گلعذار نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ ای محکوم جادو

یہ سوداے خام دماغ سے نکال مجکو یہی مقام بہتر ہے سودائی کو جنگل مین آرام ہی
آبادی سے کیا کام ہی محکوم تاجدار منتین کرنے لگا کہا کہ واسطہ خداوند ہفت پیکر
کا نام سے تو آگاہ کر تیرے بیان حسرت خیز نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو
غم وحسرت سے بھر دیا اب یہی مناسب ہی کہ میرے ساتھ قلعۂ احکام نگار مین چلو
مجکو سرفراز کرو حکومت قلعہ کا تمکو اختیار رہی میرا نام اپنے دفتر غلامی مین درج کیجیے مین
خدمتگذار رہونگا جب محکوم نے اس طرح منتین کین ملکہ گلعذار تو عشق بادشاہ
اسلام مین مبہوت ہو رہی ہی آنکھون کے نیچے وہی صورت زیبا پھر رہی ہی چاہتی
ہی کہ گریبان چاک کرون صحراے نجد مین اپنے کو پہونچاؤن شاید روح مجنون سے
ملاقات ہو اُس سے پوچھون کہ کیون اے شہنشاہ عاشقان عشق کے سودائی کیونکہ بسر
کرتے ہین عشق ومحبت مین نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین دل سے یہ باتین ہو رہی ہین محکوم
کا کلام کرنا ناگوار ہوا اُسکی باتون کے جواب سخت دیے کہا کہ اے شخص ہمسے کلام نہ کر
ہمارا ہمدرد ہمارے پہلو مین بیٹھا ہی اُس سے صلاح کر رہے ہین کہ کیا کرین تو ہمکو
کیون ستاتا ہی ہم اپنی جان پر کھیلین گے اب محکوم کو یقین ہوا کہ یہ کسی پر عاشق
اُسی سوچ مین بیٹھی ہے محکوم نے ہاتھ بڑھایا کہ ہاتھ پکڑ کر کھینچ لون ملکہ گلعذار نے
ہاتھ کو اسکے جھٹک دیا محکوم نے سوارون کو اشارہ کیا کہ اس نازنین کو اُٹھا لو
سوارون نے گھوڑے سے کود کر ارادہ کیا کہ ملکہ کا ہاتھ پکڑ لین گلعذار نے بال
اپنے نوچ کر سوارون پر پھینک مارے ماران سیہ نے اُنکو کاٹا اب تو سوار ہٹے
محکوم نے کہا کہ ارے تو بڑی ساحرہ ہے سوارون کو میرے مارا مین کیا تجھے زندہ
چھوڑونگا تجکو گھسیٹ کر لیچلونگا یہ کہکے گولا مارا کہ بیہوش ہو جائے ملکہ کا یہ رنگ
کہ حال ابتر ہے دل پہلو مین مضطر ہے لیکن گولے کا تاوم گود بیٹھا محکوم کے
سینے پر آکر پڑا کہ محکوم لڑکھڑا کر گرا راہی ملک عدم ہوا ساتھ والون نے جو دیکھا
کہ مالک کو ہمارے اس عورت نے مار ڈالا لاشہ اُٹھا لیا روتے پیٹتے لاشے کو
لیکر قلعہ مین آئے اصنام بت پرست بجائی محکوم کا بارگاہ مین بیٹھا تھا خبر سنی کہ

محکوم مارا گیا لوگ لاش کو لیکر آئے ہین، روتا ہوا بیرون بارگاہ آیا جو لوگ لاش لائے تھے اُنسے حال پوچھا اُن سب نے حال بیان کیا کہ ایک عورت حسین بیرون قلعہ بیٹھی ہوئی ہی اُسنے مارا اصنام بت پرست فوج لیکر چلا ملکہ گلعذار بیٹھی رو رہی ہین کہتی ہین کہ ای خالق لیل و نہار ظلم سے اُن ظالمون کے بچانے کہ دیکھا فوج آتی ہی ایک ساحر تاج سر پر رکھے پکارتا ہوا کہ او عورت تو نے غضب کیا کہ اُس تاجدار کو مارا یہ کہکے فوج کو اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کر لو کل فوج ملبوہ کر کے چلی ملکہ گلعذار اپنے مقام سے سراسیمہ اُٹھی اصنام بت پرست سب کے آگے تھا ملکہ گلعذار نے اُسپر بال سر کے پھینکے کل فوج پر باران سیاہ برسنے لگے اصنام بت پرست پر ایک برق گری کہ اُسمین بند ہو گیا ملکہ نے انگلی سے اشارہ کیا وہ برق ہٹ گئی اصنام بت پرست جو برق کے اندر سے نکلا سامنے ملکہ گلعذار کے ہاتھ باندھے ہوئے آیا کہا کہ مین تابعدار ہون جو حکم دیجئے اُسے بسر و چشم بجا لاؤن میرا تو یہ حال ہی۔ نظم

جتنے فتنے ہین مرے شکوۂ بیداد ہین سب — ذکر کا ہیکو ہین افسانۂ فریاد ہین سب
للہ الحمد کہ مین رنج فراموش نہین — جو ستم تمنے کیے ہین وہ مجھے یاد ہین سب
جسطرف دیکھیے دو تین پڑے ہین اسیر — کیون نہ صیاد خوشی ہو قفس آباد ہین سب
خواستگاران قضا ہین جو ہین خنجر بیتاب — شائق حسن اجازت ترے جلاد ہین سب
انکو تکلیف رسائی کی عبث ہے تعلیم — نالہ و آہ و فغان تیرے ستم زاد ہین سب
چھوٹ جائے جو پھپھولا تو رواں ہون آنسو — اشک ای جان جہان آبلہ بنیاد ہین سب
طوق و زنجیر کے خواہان ہین ترے دیوانے — روز و شب منتظر خدمت حداد ہین سب
کفر و اسلام برابر ہین زبان رحمت — حسن جتنے ہین زمانے مین خداداد ہین سب
تا کجا کاوش صیاد اجل ہی نزدیک — ایک دن اس قفس جسم سے آزاد ہین سب
اب یہ حالت ہی کہ دشمن بھی دعا دیتے ہین — دست بردا شتہ میرے لیے جلاد ہین سب
ناتوان وہ ہون کہ ہر بال وبال جان ہے — ضعف سے میرے بدن خنجر فولاد ہین سب
سخت جان ہون مری تسکین کو بتا دے قاتل — کسقدر گھر مین ترے خنجر فولاد ہین سب

مین ہوا قیس ہوا وامق بیچارہ ہوا — دل گرفتار ہین سب عاشق ناشاد ہین سب
عاشق و وحشی و دیوانہ و رسوا ہو کے — جسطرح چاہے بُلا تیرے ہی ارشاد ہین سب
آمد آمد ہی مگر میرے سہی قامت کی — باغ مین ہر طرف استادہ جو شمشاد ہین سب
ایک سے ایک نرالا ہی زمانے مین حسین — جلوۂ نور الٰہی یہ پریزاد ہین سب
سب تری آنکھون کے مضمون لکھے ہین مجھے — حرف جتنے نظر آتے ہین مجھے صاد ہین سب
دور تک تیری گذرگاہ جفا ہو اور کے — ہفت افلاک مرے مسکن فریاد ہین سب
اپنے اشعار کا آتش نے دیا آپ جواب — معترض ہو جسے تو قابل ایراد ہین سب
راست کہتا ہون مین یہ ناسخ و سودا و نسیم — اپنے انداز مین تمثیل مین استاد ہین سب

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ گلعذار کے آیا کل فوج فریاد کر رہی ہے کہ جو ارشاد ہو بجا لائین ملکہ گلعذار سوچی کہ یہ فوج سفت کی افسر سفت کا سب فوج جنگی موجود ہی انکو جل کر سپاہ سے جادو سے لڑوا دون شاید غالب آجائین اے گلعذار لوح لے لون تو میرا زور بڑھ جائے یہ سوچ کر طاؤس پر سوار ہوئی لشت پر اصنام بت پرست مع بارہ ہزار فوج کے آمادۂ جنگ ملکہ گلعذار اس ہیئت سے چلی جو معرکہ اب گذریگا وہ تحریر کرونگا لیکن ثریائے تاجدار جو زخمی ہو کر مجمع عام سے نکلا مرکب اسکو اُسی حال مین لیے ہوے راستہ مین ایک کوہ کے پہونچا دو چار جھٹکے گھانس کے کھائے بدن کو جنبش جو ہوئی ثریائے تاجدار پشت مرکب سے زمین پر گرا گھوڑے نے بہت چاہا کہ اپنی پشت پر سوار کرون مگر ثریائے تاجدار بیہوش تھا اپنے مقام سے نہ اُٹھا مرکب چرتا ہوا آگے بڑھ گیا قضائے کار درے مین اس پہاڑ کے ایک قزاق رہتا ہی فولاد قزاق درۂ کوہ پر آیا دیکھا کہ ایک جوان درۂ کوہ پر بیہوش پڑا ہی ملازمون سے حکم دیا کہ اس مرکب اور اس جوان زخمی کو اُٹھا کے لاؤ ملازمون نے جاکر ثریا کو اُٹھایا مرکب خود دوڑا ہوا آیا آقا کے ساتھ ہو لیا اپنے باغ مین فولاد ثریائے تاجدار کو لیکر آیا جراح کو بلایا زخم مین ٹانکے دلوائے مشتاق ہی کہ یہ جوان ہوشیار ہو تو حال پوچھون رومال ہاتھ مین لیے مگس رانی کر رہا ہی کہ ثریائے تاجدار نے آنکھ کھولی فولاد نے کہا کہ اے جوان

مین تجھے صحرا سے اُٹھالایا زخم دوزی کرائی گھبرانا نہین لیکن سچ بتا کہ تجھکو قزاقون نے
کہان گھیرا ای بہادر یہ تو ظاہر ہی کہ تو خوب لڑا اپنا مال بچایا انتہا کا زخمی ہوا تو بڑا بہادر ہی
مگر اُن گھیرنے والون کا نشان بتا کہ مین اُنکو گرفتار کرکے لاؤن اور تیرے سامنے اُنکو
سزا دون ثریاے تاجدار نے کہا کہ ای جوان تو نے احسان کیا مگر قزاقون کی کیا مجال تھی
کہ مجکو گھیرتے ایک مقام پر جنگ عظیم واقع ہوئی مین ہاتھ سے دشمنون کے زخمی ہوا کوئی
میرا مجکو نکال لایا تم تک پہونچایا مجکو کسی قزاق نے نہین گھیرا مین بادشاہ طلسم خیال کا
بیٹا ہون رفیق بادشاہ اسلام فولاد کو یہ حال سُنکر سناٹا آگیا جی مین کہتا ہے کہ کیا
غضب کی بات ہی رفاقت بادشاہ اسلام کو بہتر جانتا ہی کیا سبب کہ اپنے باپ کے قتل کی
کمر باندھی ہی بہتر یہ ہی کہ اسکا علاج کرون جب اچھا ہوجائے تو گرفتار کرکے اسکے باپ کے
پاس بھجوا دون اسنے بڑا غضب کیا کہ خداوند ہفت پیکر کو بھی چھوڑا یہ سوچ کر علاج
کرنے لگا یہ تو سمجھ گیا کہ یہ شاہزادۂ والا قدر ہی آسمان سلطنت کا بدر ہی اگر اسکے باپ
کے پاس اسکو پہونچاؤنگا تو وہ بہت خوش ہوگا یہ سوچ کے ایک ہفتہ علاج کیا
ثریاے تاجدار نے جب صحت پائی درۂ کوہ سے باہر نکلا بارہ سو قزاق ساتھ ہین
فولاد نے بارگاہ استاد کرائی ثریاے تاجدار کو مسند پر بٹھایا ارادہ ہی کہ شراب پلاکر
بیہوش کرون جلسۂ عیش و نشاط منعقد ہی کہ چند قزاق گھبرائے ہوئے بدحواس پاس
فولاد کے آئے کچھ کان مین کہا فولاد کا رنگ رو متغیر ہوا کبھی باہر جاتا ہی کبھی اندر
آتا ہی گھبرایا ہوا پھر رہا ہی ثریاے تاجدار نے پوچھا کہ ای فولاد کیا خبر آئی کہ تو اسطرح
گھبرایا ہوا ہی فولاد نے کہا کہ حضور خیر ہے مین درۂ کوہ کے باہر ہون ایک بادشاہ ہی
کہ اُسکا سلطان زرین پوشش نام ہی وہ نہایت بہادر صاحب جاہ و حشم ہی مین نے
اُسکی ارسال لوٹ لی تھی وہ میری فکر مین تھا جب کبھی میری فکر مین آیا اُسنے مجکو
نہ پایا مین درۂ کوہ مین پوشیدہ رہا کبھی مجھ پر قبضہ نہ کرسکا اب جو اُسنے سنا کہ مین
درۂ کوہ سے باہر آگیا معروف جشن ہون وہ ساٹھ ہزار فوج لیکر آیا ہی چار جانب
سے گھیر لیا ہی حضور جانتے ہین کہ ہم تو قزاق ہین تدبیر سے لڑتے ہین اگر مین اندر دُرّہ

کوہ کے ہوتا تو وہ ناچار ہو کے پلٹ جاتا اب اُسنے گھیر لیا میرے ساتھ فوج کم ہی
اُسکے ساتھ فوج زیادہ ہی خود بھی بہادر ہی جس وقت یلغار کریگا گرفتار ہو جاؤنگا مجکو
آپ کا بڑا خیال ہے مین لڑ بھڑ کے درہ کوہ مین چلا جاؤنگا آپ کو دیکھ کر وہ بھی خیال کریگا
ثریاے تاجدار نے جواب دیا ہم مقابلہ کرین گے تم نہ گھبراؤ سلطان زرین پوش
بھی میرے زور سے واقف ہی یقین ہے کہ مقابلہ نہ کرے تم نہ گھبراؤ فولاد نے کہا اے
شہریار باعث تردد یہ ہو کہ میرے پاس بارہ سو جوان ہین اُسکے ہمراہ ساٹھ ہزار جوان مین اگر
اُسنے جنگ مغلوبہ کی تو اس بلوے کو کون سنبھالے گا ثریاے تاجدار نے کہا کہ اے
فولاد کیون گھبراتے ہو جب تلوار مردان عالم کی کھنچی پھر بلوہ سامنے نہیں آتا جاہل
دو لعین سے مقابلہ پڑتا ہی ہمارے آقاے نامدار نے ایسے معاملے بہت دیکھے ہین
ای فولاد ایک کام کرو اعتقاد مذہب اسلام ولعین لاؤ خدا سے دعا کرو وہ رحم وکرم اپنا
شریک کریگا فولاد یہ سُن کے بصدق دل مطیع اسلام ہوا بارہ سو جوانون نے اُسی وقت
کلمہ پڑھا اعتقاد سب کے درست ہوے بُرا کہنے پر ہفت پیکر کے چالاک وچست ہوے
اب ثریاے تاجدار کے سمجھانے سے قزاقون کو تسکین حاصل ہوئی گرد آکر سب ثریاے
تاجدار کے بیٹھے خوف جان سے کانپ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ دیکھیں اب
کیا ہو سلطان زرین پوش نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر فولاد کو دی
ثریاے تاجدار نے کہا کہ ای فولاد تم نہ گھبراؤ تم بھی طبل جنگی بجواؤ فولاد نے
ڈرتے ڈرتے طبل جنگی بجوایا قزاق آمادہ جانبازی ہین ہتھیار اپنے اپنے درست
کر رہے ہین کوئی سنان نیزہ درست کرتا ہی کوئی تلوارون کو زہر سے آبداری دیتا ہی
کوئی تلوارین صیقل کرتا ہی تیغ چرخ پر چڑھ رہے ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی گرہی
انتشار ہی کہ ہم لوگ کم ہین اور وہ زیادہ خدا آبرو رکھے اُدھر لشکر سلطان مین یہ خبر
پہونچی کہ بیٹا جبار آتشخوار کا فولاد قزاق کے یہان مہمان ہے اُسنے مقابلے کا ارادہ
کیا ہی سلطان نے کہا کہ ہم اُسکے باپ کے خراج گزار ہین یقین ہے کہ ہمکو دیکھکر ایسا
خائف ہو کہ مجھ سے طالب ہو کہ باپ سے صفائی کرا دو مین اُسکو ساتھ لیکر جاؤنگا اور

اُسکی صفائی کرا دونگا رات بھر یہی تیاریان رہین چار پہر رات گذر کر وقت سحر آیا سلطان زرین پوش شہنشاہ فلک چہارم قلعۂ مشرق سے برآمد ہوکر تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے ثریائے تاجدار سب کے آگے بڑھا ہوا مسلح و مکمل اُدھر سلطان زرین پوش سب کے آگے بڑھا ہوا تاج سر پر رکھے ہوے فوج دریا موج پشت پر صفین جمین فوج قزاقان دیکھکر سلطان زرین پوش کہ ہا کہ یہ لوگ کیا سمجھ کے مقابلے مین آئے ہین ایک حملے مین سب کو زیر و زبر کر دونگا - یکایک گینڈا چمکایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنائے مرگ کی ہو میدان مین آئے ثریائے تاجدار نے بھی مرکب بڑھایا مقابلہ مین سلطان زرین پوش کے آیا سلطان نے جھک کر سلام کیا کہا کہ اے شاہزادے باپ سے کیا خطا دیکھی کہ جو ایسے بگڑ گئے قزاقون کی طرف سے لڑنے آئے ہو میرے ساتھ چلو مین تمھارے باپ سے تمھاری صفائی کرا دونگا یہ سنکر ثریائے تاجدار نے کہا کہ ہرچند وہ سحر مین زبردست ہے لیکن ہفت پیکر پرست ہے ہفت پیکر ایک ساحر مکار و غدار ہے اُسکو خدائی ماننا سراسر حماقت ہے مین اُسکی اطاعت نکرونگا تم اگر دعوی جرأت رکھتے ہو تو بسم اللہ وار کرو مین جواب دونگا سلطان زرین پوش نے کہا کہ صاحبزادے ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہے کہ ہم تمکو گود مین کھلاتے تھے آج تم ہمارے مقابلے مین آئے ہو تم ہی حربے کرو بعد تمھارے حربون کے ایک وار مین ہم تم کو زیر کرینگے ثریائے تاجدار نے کہا مین ملازم بادشاہ اسلام ہون طریقہ میرے شاہ کا پیشدستی نہین ہے تمھارے حربے کے بعد اگر میرا خدا مجکو بچائے گا تو حربہ کرونگا سلطان زرین پوش نے نیزہ اُٹھایا خبردار خبردار کہہ کے نیزہ مارا ثریائے تاجدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ثریائے تاجدار نے بعد چند طعنون کے نیزہ سلطان کا گانٹھا نیزہ گانٹھکر جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے سلطان کے نکلا سلطان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا ثریائے تاجدار نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا ہاتھ برق شمشیر کا چمکایا سلطان کی آنکھون مین اندھیرا

آگیا آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا سمجھا کہ اگر یہ تلوار پڑی خالی نہ جائیگی
کہا کہ ای شاہزادے مین تیری اطاعت کرتا ہون واسطہ اپنے آقاے نامدار کا تلوار
نہ لگا ثریاے تاجدار نے ہاتھ روک لیا سلطان گھوڑے سے کودا قدمون سے
لپٹ گیا کہا ای شہریار آپ کے قدمون کی بدولت دولت اسلام پائی ثریا نے گلے
سے لگا لیا سلطان نے پلٹ کر فوج کو آواز دی کہ یارو مین نے شاہزادے کی اطاعت
کی جسکو دین اسلام قبول کرنا ہو میرا ساتھ دے ورنہ میری فوج سے نکل جاے سب نے
پکار کر آواز دی کہ ہم آپ کے تابعدار ہین جو حضور نے اختیار کیا وہ غلامون نے
بھی قبول کیا ساٹھ ہزار جوان سب سلطان کے ساتھ ہوے ثریاے تاجدار
سب کو ساتھ لیکر بارگاہ فولاد مین آیا سلطان زرین پوش سے سب حال
بیان کیا کہ آقاے نامدار میرا جنگ سے غائب ہوا ہی مین اُسکی تلاش مین نکلا ہون اب
تم سب چلو آقا کو تلاش کرین سلطان زرین پوش نے کہا کہ ای شاہزادۂ والا قدر مین بھی
حضور کے ساتھ چلونگا قصر یوح پر چلیے یقین ہی اُسی مقام پر بادشاہ آئینگے یہ صلاح
کرکے ثریاے تاجدار مع سلطان زرین پوش و فولاد مع فوج مذکور طرف قصر احمر
کے چلے کہ پہونچنا انکا بھی تحریر کرونگا اب ذکر شہنشاہ گیتی ستان واجب و لازم ہی
بادشاہ اسلام جو زخمی ہوکر نکلے مرکب لیے ہوے بادشاہ کو قریب ایک جھیل کے
پہونچا کنارے اُس جھیل کے بادشاہ پشت مرکب سے گرے سر جھیل مین جسم خشکی مین
تڑپنے کا رسامنے ایک باغ ہی کہ اُسکو باغ سروستان کہتے ہین ملکہ سرو شمشاد قد
اُس باغ کی مالک ہی نہایت ساحرۂ زبردست حسین وجمیل ہی اپنے باغ مین سوکر اُٹھی
حوض پر آکر بیٹھی جھیل کا پانی حوض مین پہونچتا ہی ناگاہ سرو شمشاد قد نے دیکھا کہ
خون کی لکیر چلی آتی ہی پکار کر آواز دی کہ ای صنوبر باہر جاکر دیکھ تو یہ خون کہان سے
آتا ہی صنوبر گئی جمال بادشاہ دیکھکر گھبرائی ہوئی آئی کہا واری ایک جوان آفتاب جمال
خورشید مثال انتہا کا زخمدار نہین معلوم زندہ ہی یا مردہ کنارے جھیل کے پڑا ہی
مرکب اُسکا چرا کرتا ہی سرو شمشاد قد یہ ذکر سنکر اُٹھی پائچے سنبھال کر کہا کہ سیری

عملداری مین کسی نے کسی مسافر کو مارا قراقون کا نام مٹا دونگی چند کنیزین ہمراہ ہو مین
مسیحاے زمان بالین پر اُس بیمار کے آئی دیکھا کہ ایک آفتاب برج آبی مین اُتر رہا
ہی جسم خشکی مین ہی آکر فرش خاک پر بیٹھ گئی سینے پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی پائی کہا
کہ ارے زندہ ہی اسکو اُٹھاؤ باغ مین لے چلو ہم اس سے حال قراقون کا پوچھ کر انتظام
کرین گے چارپائی منگوا کر سر مین خود ہاتھ لگایا کنیزین لپٹ گئین کہا حضور آپ ہاتھ
نہ لگائیے ملکہ نے کہا کہ کیا نقصان ہی بندۂ ہفت پیکر اس مصیبت مین ہی اگر اسکا
علاج کرین اور قراقون کا انتظام ہو جائے تو کوئی مسافر یہ آفت کبھی نہ اُٹھائے
چارپائی کو لیکر باغ مین آئین بادشاہ کو مسند پر لٹایا کہا کہ ارے جراح کو بلاؤ کہ اسکے
سر مین ٹانکے لگائے جراح آیا اُسنے ٹانکے لگائے زخم دھویا پٹیان مرہم کی چڑھائین
جراح گیا ملکہ رومال ہاتھ مین لیکر خود بیٹھین مگس رانی کر رہی ہین لیکن جراح دربار شاہی
مین بھی جاتا ہی باپ اسکا مبہوت اژدر سوار مالک شہر مبہوتیہ تین کوس پر یہان
سے قلعہ ہی اُس مین رہتا ہی یہ جراح وزیرون اور امیرون کا علاج کرتا ہی دربار مین
جو آیا بادشاہ کو تخت پر پایا سلام کیا وزیر کے پھوڑا تھا اُس پھوڑے کو کھولا منظور ہوا
کہ پھاہا لگاؤن وزیر نے کہا کہ ای جراح آج دیر کیون ہوئی جراح نے کہا کہ آج ملکۂ
عالم نے بلایا تھا ایک جوان آفتاب جمال ہے اُسکے سر مین ٹانکے لگائے ملکۂ عالم
نے بڑی تاکید کی ہی کہ اسکو جلد صحت دو مین پٹیان چڑھا کے چلا آتا ہون بادشاہ سے
یہ سُنکر کان کھڑے ہوے جب جراح چلا گیا تو کہا ای وزیر اعظم کچھ تو نے بھی یہ خبر سُنی
نہین معلوم وہ جوان کون ہی ذرا دریافت تو کرو وزیر نے ہرکارے بھیجے اور کہدیا کہ
مخفی دریافت کرنا ہرکارے روانہ ہوے در باغ پر آئے محلدار سے پوچھا کہ آج
یہ ٹانکے کس کے لگائے گئے محلدار نے منھ پھلا کر کہا کہ ایک جوان جنگل مین زخمی پڑا
تھا اُسے ہماری بی بی اُٹھا لائی ہین اُسکا علاج ہو رہا ہی ہرکارے نے جو محلدار کو
مہربان پایا کہا کہ ذرا جا کے دیکھ آؤ اب کیا ہو رہا ہی وہ جوان کون ہے اور اُسکا نام بھی
دریافت کرو وہ محلدار اندر گئی یہان بادشاہ کی آنکھ کھلی ایک نازنین بے نظیر

رشک ماہ منیر کو اپنے قریب پایا گھبرا کے اٹھ بیٹھے فرمایا کہ ای ماہ پیکر تیرا نام کیا ہی مجکو لانے کا
کیا باعث ہوا سرو شمشاد قد نے شرما کے سر جھکا لیا جب بادشاہ نے کئی مرتبہ کہا اور
نام پوچھا شرما کر کہا کہ میرا نام سرو شمشاد قد ہی آپ جنگل مین زخمی پڑے تھے اتفاقاً یہ
بدنصیب اُس طرف سے گذری مجکو آپ کے حال زار پر رحم آیا اُٹھا لائی جراح کو بلا کر
ٹانکے دلوائے پٹیان مرہم کی چڑھائین اب آپ ارشاد فرمائین کہ آپ کو قزاقون نے
کس طرح گھیر لیا مگر ماشاء اللہ آپ نے بڑی جرأت دکھائی کہ اسقدر زخمی ہوے مگر جو
جسم پر تھا اُن چیزون کو اُتارنے نہ دیا بادشاہ نے فرمایا کہ اے پری پیکر رشک شمس و
قمر قزاقون کی کیا مجال تھی کہ ہمکو گھیرتے ساحرون سے مقابلہ پڑا زخمی ہوکر گھوڑا نکال
لایا۔ یہان آکر گر پڑا خدا نے تمکو مہربان کیا ہمکو اپنے باغ مین اُٹھا لائین۔ القصہ بادشاہ
نے کل حال اپنا کہا بادشاہ سے اور سرو شمشاد قد سے یہ باتین ہو رہی تھین مگر دونو
شرمائے ہوے حجاب سے سر جھکائے ہوے کہ اتنے مین محلدار آئی سارا حال سُنکر
عرض کی کہ حضور طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کی خبر بادشاہ جمجاہ کو پہونچ گئی وہان سے
ہرکارہ حال دریافت کرنے آیا ہی لونڈی کے مُنھ سے نکل گیا کہ ایک جوان زخمی کو ملکہ
لائی ہین وہ ہرکارہ دروازے پر حاضر ہے کیا جواب دون وہ نام و نشان انکا
پوچھتا ہے ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ بوا تمنے غضب کیا اب جا کر مخفی کرو یہ کہدو کہ وہ جوان چلا گیا
کوئی مسافر تھا زخمی ہوکر آیا تھا مطلب اُسکا پورا ہوا یعنے علاج ہو گیا اب وہ باغ
مین نہین ہی محلدار جھلائی ہوئی پلٹی ہرکارہ اور کنیزون سے بھی پوچھ رہا ہی جنکو بادشاہ
آنا ناگوار ہوا وہ کہہ رہی ہین کہ ہم اپنے مالک کی خبر کیونکر کہین مُردے کو لا کر زندہ
کیا علاج کرکے رومال جھل رہی ہین اور جنکے مزاج مین کچھ انصاف ہی وہ کہتی ہین
کہ یہان کوئی نہین آیا مرد کی کیا مجال ہے جو باغ مین ملکہ کے آسکے کہ محلدار آکر پہونچی
کہا سمان ہرکارے اور نئی بات یہ ہے کہ وہ جوان فتاح طلسم کا عزیز دار ہے
کہین لڑائی پڑی وہان زخمی ہوے گھوڑا یہان لے آیا ملکہ نے علاج کیا اب
آپس مین باتین ہو رہی ہین تو ابھی جاکر صاف صاف بادشاہ سے کہدے کہ اب ملکہ

بدراہ اور آوارہ ہوگئی ہین آکر حضور سزا دین اُس جوان کو گرفتار کر کے لیجائین ہرکارہ خبر دریافت کر کے بھاگا یہان مہبوت غصے مین بیٹھا ہی کہ ہرکارہ آکے پہونچا اور مفصل خبر سامنے مہبوت کے بیان کی مہبوت نے کہا کہ ای وزیر اعظم جو احکام نجومیون اور پنڈتون نے لگائے تھے وہ سب سامنے آئے فوج تیار کرو اگر اُس شخص کو قتل کیا تو خداوند ہفت پیکر بہت خوش ہونگے ان لوگون نے تمام طلسم مین کھلبلی ڈال دی ہی انکا گرفتار کرنا واجب ولازم ہی وزیر نے باہر نکل کے قرناکرائی ساٹھ ہزار فوج ساحران غدار تیار ہوئی جب فوج تیار ہو چکی ناسوت جادو وزیر پلٹ کر سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے کہا کہ ای ناسوت تم فوج لیکر جاؤ دونون کو گرفتار کر لاؤ ناسوت جادو فوج لیکر چلا یہان بادشاہ اسلام اُٹھ کر بیٹھے ہین کنیزین بھی آئین مگر اپنا اپنا منھ پھلائے ہوئے سامنے حاضر ہین اور عرض کر رہی ہین کہ حضور اب انکو رخصت کیجئے ملکہ کہتی ہین کہ تم لوگون کو کیا جلدی ہی جب انکے مزاج مین آئیگا چلے جائینگے کہ ایک کنیز نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور بڑا غضب ہوا ناسوت جادو وزیر فوج لیکر آیا ہی جلد تدبیر کیجئے یا انکو باہر بھیج دیجئے کہ وہ انکو لیکر پلٹ جائے بادشاہ تلوار لیکر اُٹھے فرمایا کہ ملکہ ہم جاتے ہین دیکھین وہ وزیر کون ہی کیا ہمکو چور سمجھا ہی ہم اُس سے مقابلہ کرینگے ناسوت جادو کو مارین گے ملکہ نے بھی اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا کہا کہ مین ساتھ اس شہریار کے دینی جان دونگی گرفتار ہوکے جانے دونگی یہ آگ ہی کیا جلد اپنے لگائی خیر سمجھا جائیگا ہمکو یقین ہوا کہ جام عمر لبریز ہوا رشتۂ حیات منقطع ہوا ساٹھ ہزار کیسے اگر لاکھون ساحر ہونگے تو ہمارا کیا کرینگے بادشاہ جمجاہ مسلح ومکمل ہوکے آگے بڑھے ملکہ سرو شمشاد قد جست کر کے پھاٹک پر آئین ناسوت جادو جو فوج لیے ہوے آیا تھا اُسنے دیکھا کہ ملکہ سرو شمشاد قد پھاٹک پر کھڑی ہین پکار کے آواز دی کہ مین یہ حکم بادشاہ آیا ہون بہتر یہ ہی کہ میرے ساتھ چلیے ورنہ مین فوج کو حکم دیتا ہون ابھی تمام باغ کو گھیر لیگی وہ جوان کہان گیا اُسکی بہت تلاش ہے معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ لشکر اسلام ہی اُسکا گرفتار کرنا ہمکو واجب ولازم ہی کہ یکایک دروازہ باغ کا کھلا سب نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب حشمت افروز جہانداری تیر وکمان ہاتھ مین لیے ہوے نمایان ہوئے

ایک ساحر سیہ فام نے چاہا کہ بڑھ کر سحر کرون بادشاہ نے تیر مارا کہ حلق کو توڑ کے پار گیا
وہ ساحر لڑکھڑا کے زمین پر گرا ماند جبرا ہوگیا اب تو بادشاہ اسلام نے تیرون کی بوچھار کی
جس خطاکار پر تیر پڑا وہ راہی گوشہ عدم ہوا کوئی سہم کر چھپا کوئی چلا کے بھاگا دشمن مین
ساحر جو اس طرح مر کے گرے ناسوت جادو گھبرایا جی مین کہتا ہی کہ یہ آفتاب جمال نہایت
جری و بہادر ہی ساحرون سے بیخوف و خطر لڑ رہا ہی پہلو مین بھائی اسکا برہوت جادو
کھڑا ہی اُس سے کہا کہ ای برادر اِس جوان کو گرفتار کرنے برہوت جادو نے آگے
بڑھکر ایک گولہ مارا بادشاہ کا گھوڑا پایا تو رواروی مین جاتا تھا پاؤن اُسی مقام پر رک گیا
اور بدلگامی کرنے لگا تیر وکمان بادشاہ کے ہاتھ سے گرا برہوت جادو تلوار کھینچ کر
جھپٹا ملکہ سرو شمشاد قد نے جو یہ معرکہ دیکھا جی مین کہتی ہی یہ ملعون قتل کرنے چاہتا ہی
افسوس ہی کہ بادشاہ علم سحر و ساحری سے بالکل ناواقف ہین کیا سمجھ کے ساحرون سے
مقابلہ کرتے ہین یہ سوچ کر موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا آواز دی
کہ ای دلگیر برہوت کو لینا برہوت جادو کے قریب موتیون کا مالا آکر پھٹا ایک شعلہ
برہوت پر جھک کر گرا گرتے ہی الگ ہوا برہوت جھومتا اور پکار اُٹھا کہ ای ملکہ عالم مین تو
تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن میری تو عجب کیفیت ہی اب تو یہ صورت ہی کہ خود بخود
دل گھبراتا ہی اور جی چاہتا ہی کہ گرد حضور کے پھرون اور اپنے کو قربان کرون لیکن افسوس
ہی کہ تمھین چاہنے والے کا بالکل خیال نہین آخر تا بہ دشت نجد جاؤنگا اُستاد سے
پوچھونگا کہ آپ نے عشق مین کیونکر بسر کی کیونکر شام کس طرح سحر کی ہمارا دل نہین سنبھلتا ہے
کلام کرتے مین دہن سے دھوان نکلتا ہی صاف تو یہ ہی

نظم

یا شکستون سے جب ملین گے آپ — سر راہ طلب ملین گے آپ
اُسنے پوچھا تھا کب ملین گے آپ — تو لے جب جان بلب ملین گے آپ
جستجو تیری ہمسے پوچھتی ہے — آپ مین اپنے کب ملین گے آپ
دل یہ کہکر خبر کو اُسکی چلا — مجکو زندہ نہ اب ملین گے آپ
نالہ رکھیگا کب تک اُنکو جدا — ایک دن دونون اب ملین گے آپ

بھیڑ ہوئی ہے سرو قدون کی حضرت دل
عرصۂ حشر عیدگاہ ہوا
وصل مین بھی جبین پہ ہو گی شکن
بیخودون کو تلاش سے کیا کام
پگڑی اُچھلیگی رندون مین اے شیخ
چھوڑ دی رُخ پہ زلف سمجھے ہم
چھیڑ مطرب ترانۂ شب وصل
دل کو اس راہ ورسم سے ہی خبر
یار جب ملگیا تو ہم سے جلال

ایسے مجمع مین کب ملین گے آپ
سب سے ملیگی جب ملین گے آپ
توڑنے کو غضب ملین گے آپ
ہر جگہ بے طلب ملین گے آپ
اُٹھنے جب بے ادب ملین گے آپ
چھپ کے اک آدھ شب ملین گے آپ
ساز عیش و طرب ملین گے آپ
شوق کیا جانے کب ملین گے آپ
جو نہ ملتے تھے سب ملین گے آپ

برہوت اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ سرو شمشاد قد کے آیا عرض کی کہ اے ملکۂ عالم جو ارشاد ہو فرمایئے وہ بجالاؤن ملکہ سرو شمشاد قد نے پشت پر برہوت جادو کی ہاتھ رکھا کہا کہ ہم تیرا مطلب سمجھے تو ہمپر عاشق ہوا ہی جب تک ناسوت جادو زندہ ہے جب تک وصل نہ ہوگا وہ درانداز بیان کرتا ہی اگر ہو سکے تو اُسکا سر جلدی لا برہوت بہت خوب کہکے پلٹا دل مین سوچتا ہوا چلا کہ بھائی صاحب کا سر لاؤن ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کے خلاف ہو روزگار جاتا رہے ادھر معشوق کا خیال ہے کہ آزردہ نہو جائے تو مشکل ہو اور یہ بھی خیال ہے کہ یہ شاہ کی دختر بے بہر طور سے. سامان عیش ہو جائیگا دل کڑا کرکے اپنے ساتھ والون کی طرف پلٹا کہا یارو کیا کہتے ہو ملکہ سرو شمشاد قد کا حکم ہے کہ ناسوت جادو کا سر لاؤ اگر بے سر لیے ہم پلٹین گے تو کیسی خفا ہو نگی لہذا سر ناسوت کا کاٹ لو کہ جھگڑا مٹے سب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین جو حکم دیجیے بسر وچشم بجالائین یہ کہکر سب برہوت جادو کے ساتھ ہوے برہوت ان سب کو ساتھ لیکر طرف فوج ناسوت کے پلٹا گولے مارتا ہوا چلا جتنے ساتھ والے ساتھ ہین گریبان چاک چہرون پر خاک جب ناسوت نے دیکھا کہ بھائی میرا دشمنی کر رہا ہی پکار اُٹھا کہ یا خداوند ہفت پیکر یہ کیا ستم ہی کہ بھائی میرا دشمن ہو گیا ہزارون ساحرون کو قتل کر چکا اسکی بدعت سے مجکو بچایئے

مبہوت جادو تخت پر بیٹھا تھا کہ اسکے کان مین آواز پہونچی کہ ناسوت جادو پکار رہا ہے
یا خداوند ہفت پیکر مجکو بچائیے مبہوت جادو نے گھبراکر کہا کہ یارو معلوم ہوتا ہی ناسوت
پر کوئی ایسی آفت آئی کہ بیقرار ہو ہو کے قدرت کو پکار رہا ہی یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھا
اور تخت پر سوار ہوا طرف باغ ملکہ سرو شمشاد قد کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ برہوت نے
کئی ہزار ساحر مارے مقابلۂ ناسوت جادو مین پہونچا ہی تلوار کے ہاتھ مار رہا ہی ایک ایک
کو للکار رہا ہی کہ یکایک زمین تھرائی نعرۂ مبہوت کی آواز آئی کہ باش او برہوت خبردار
ناسوت کے قریب نہ جانا لیکن برہوت جادو عشق مین ملکہ سرو شمشاد قد کے بیتاب ہی
جواب بھی نہ دیا مبہوت جادو نے وہین سے برق چمکائی کہ برہوت کے دو ٹکڑے ہوے
ساتھ والون کو آتش قہر و غضب سے جلا دیا بادشاہ جمجاہ نے رہائی پائی رہائی پاتے ہی
مرکب کو پھر مہمیز کیا ملکہ سرو شمشاد قد نے جو اپنے باپ کو دیکھا کانپ گئی سحر بھولی ہاتھ
پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرایا کہتی ہے کہ اس غارت کے ہاتھ سے اب کس طرح سے نجات
ہوگی مبہوت جادو نے ناسوت جادو کو اشارہ کیا کہ اس جوان گستاخ کو فوراً گرفتار کرلے
بادشاہ جمجاہ نے کئی افسرون کو تیر سے مارا انکے مرنے کی جو یکایک علامت برپا ہوئی اندھیرا
ہوگیا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین بھلا کب خوف کرتے ہین اگر بہرام فلک ہو تو بھی
اس سے نہ دبین اور مقابلہ کرین قدم گویا ستون اسلام ہین جرأت و شوکت مین مشہور
خاص و عام ہین اس اندھیرے مین بادشاہ اسلام نے ناسوت کو تیر مارا کہ اسکے
گلے پر پڑا توڑ کے گدی کو پار گذرا لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا پر اسکے غل و شور
مچانے لگے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ناسوت جادو بود روشنی جو ہوئی مبہوت نے
لاشۂ ناسوت دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا تخت سے کود کر للکارا کہ او جوان گستاخ
تو نے رکن سلطنت گرا دیا نعرہ کرتا ہوا طرف بادشاہ جمجاہ کے چلا صرف ہاتھ سے اشارہ
کردیا مرکب کے پاؤن زمین نے تھام لیے لاکھ ایڑی کوڑے مارے لیکن کسی طرح مرکب نے
قدم نہ اٹھایا ملکہ سرو شمشاد قد نے جو دیکھا کہ بادشاہ اسلام کا مرکب رہروی کرنے سے
رکا تیر و کمان بھی ہاتھ سے گرا بیتاب ہوگئی آنکھون سے آنسو جاری ہوے چمک کر بلند ہوئی

کڑک کر یاب برگری شاہ مبہوت کا زخمی ہوا زخمی کرکے بلند ہوتا چاہا مبہوت نے سحر کیا
سحر کرتے ہی سرو شمشاد قد گری رنگ رو متغیر ہوا مبہوت نے اشارہ کیا بادشاہ اسلام
و سرو شمشاد قد کو گرفتار کرلو ملازموں نے بڑھ کر زبان میں سرو شمشاد قد کی سوزن دی
اور بادشاہ کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں پہنائیں مسلسل و مطوق کرکے ایک
ساحر کو بلایا اُس سے کہا کہ انکو لیکر قصر ہفت در پر جاؤ وہیں خداوند ہفت پیکر میں یہ
کہکے ایک عرضی لکھی کہ یا خداوند یہ بادشاہ اسلام اور دختر کو اپنی آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں
ان دونوں کو دار پر کھنچوا دیجیے سنتا ہوں کہ کئی سال کا زمانہ گذرا فرزندان صاحبقران
داخل طلسم ہفت پیکر ہوئے جا بجا قید بھی ہوئے رہا بھی ہوگئے ایک تو انہیں سے
قتل ہو۔ یہ عرضی لکھ کر مسمار جادو کو دی کہ لیکر روانہ ہو مسمار جادو ابھی قید لیکر روانہ
ہوا تھا کہ صحرا سے گرد عظیم اُڑی غبار آسمان کو پہونچا ایک لکہ ابر آسمان پر کڑکتا ہوا علم ہائے
سبز و سرخ کے پھریرے ہوا سے اُڑتے ہوئے نمایان ہوا ایک جوان بلند بالا مرکب تند چشمی
پر سوار پشت پر بارہ ہزار فوج اسباب سحر سے درست نہایت چالاک و چست اُسنے جو بادشاہ
اسلام کو اسیر دیکھا ابر سوسنی جو آسمان پر تھا اُس سے آواز آئی کہ اے اصنام بت پرست
یہ جو فوج سامنے کھڑی ہے ان سب کو مار لو اصنام بت پرست نے طرف فوج کے دیکھا فوراً
بارہ ہزار ساحر حربہ ہائے سحر لیکر آ پڑے بارہ ہزار حربے چوبکا یک پڑے کئی ہزار جوان
مارے گئے مسمار جادو کے سر پر اصنام بت پرست کا گولہ پڑا کہ مسمار جادو مسمار ہوا سر
پھٹ گیا بادشاہ اسلام کی قید کٹ کر گری بادشاہ نے چاہا کہ اُٹھوں مبہوت نے پھر اشارہ
کردیا بادشاہ اسلام اُٹھ کر گرے ابر سوسنی جو آسمان پر چھایا ہوا ہے وہ پھٹا سب نے
دیکھا کہ ایک نازنین قمر پیکر حور منظر ہاتھ ہلاتی ہوئی ابر سے ظاہر ہوئی جب ہاتھ ہلاتی ہے
برقیں گرتی ہیں سو کاس کے سر قلم ہوتے ہیں مبہوت نے جو گلعذار رنگین پوش کو دیکھا
تھرا گیا یقین تھا کہ مرے گلعذار رنگین پوش نے للکارا کہ او مبہوت بھیا تجکو بھی یہ دن
نصیب ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو گرفتار کیا سرو شمشاد قد نے جو گلعذار کو دیکھا مثل
گل کے شگفتہ ہوگئیں گلعذار نے للکار کے گولہ مارا مبہوت نے چاہا کہ پیچھے ہٹوں تڑپکر

نکل جاؤن جدھر مبہوت جاتا ہی اُسی طرف وہ سحر بھی جاتا ہی آخر ناچار ہو کے مبہوت
ایک مقام پر ٹھہرا جاہا کہ گولہ کاؤن گولہ آکے سینے پر پڑا توڑ کے پشت کو پار گذر گیا مبہوت
مر کے گرا اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ اٹھی آواز مہیب آنے لگی صدا بلند تھی کہ کشتی مرا نام
مبہوت جادو بود بادشاہ اسلام اٹھے اور ملکہ سرو شمشاد قد کی زبان سے سوزن نکالی
اب جو سرو شمشاد قد اُٹھی مٹھی خاک کی اٹھا کر پھینکی کہ کئی ہزار ساحر نابینا ہوے ہاتھون
سے ٹٹولنے لگے پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملی آخر جو چند
افسر باقی تھے اُنھون نے پکار کر عرض کی کہ ای ملکۂ عالم جیسے ہم آپ کے باپ کے
ملازم تھے ویسے ہی آپ کے تابعدار ہین ہمین امان دیجیے جان بخشی کیجیے جب بادشاہ اسلام
نے دیکھا کہ طالب امان ہین منع کیا کہ ای ملکہ سرو شمشاد قد ہاتھ روکو اب سحر نہ کرو انسے اطاعت
اسلام کا سوال کرو جو اطاعت اسلام کرے اُسکی جان بخشی ہو اور جو اطاعت نہ کرے
اُسکو سزاے معقول دو ملکہ سرو شمشاد قد نے افسرون کو قریب بلایا سب نے بدل اطاعت
اسلام کی ملکہ گلعذار بھی آکر ہو پہنچی بادشاہ نے ملکہ گلعذار کو سرو شمشاد قد سے ملوایا
فرمایا کہ ایک سے ایک کو رشک نہ ہو ہر چند کہ گلعذار کو خیال نہ ہوا تھا مگر بادشاہ نے
جو بمحبت فرمایا کہ ای ملکۂ عالم اگر یہ زخمداری مین ہمکو نہ اُٹھا لے جاتی تو شیر بھیڑیے
ہمکو آکے کھا جاتے یہ ہماری جان بخش ہی گلعذار ہمشیرہ کہکے لپٹ گئی گلعذار نے
کہا کہ ای شہریار مین طرف قصر احمر کے جاتی تھی خیر خدا نے فضل کیا کہ اس راہ سے گذر ہوا
آپ کو اس بلا مین مبتلا پایا اب لوح کی تدبیر واجب و لازم ہی جب تک لوح نہ ملیگی مہم
شکست نہ ہونگے جنار آتشخوار کا قتل لوح پر موقوف ہی غرضکہ بارگاہ استادہ ہی اور بادشاہ
تخت پر بیٹھے ہین دست راست پر ملکہ گلعذار دست چپ پر ملکہ سرو شمشاد قد بیٹھی ہین
اصنام بت پرست کا نام آفاق یزدان پرست رکھا یہ وہ محفل شوکت پر بیٹھا ہی مثل شیشہ
جھوم رہی ہی گانیوالیان سامنے حاضر ہین صداے مبارکباد و سلامت باد بلند ہی کہ صحرا سے گرد و غبار
بلند ہوئی دیکھا کہ فرماے تاجدار ابشت مرکب پر سوار ایک طرف سلطان تاجدار ایک طرف فولاد
قزاق پشت پر فوج ظفر موج قریب آ تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ ہمارے آقا کا لشکر فروکش ہے

گھوڑے سے اُترا سلطان و فولاد کو ساتھ لیے ہوئے سامنے بادشاہ کے آیا قدمون کو بوسہ دیا سب کیفیت بیان کی بادشاہ اسلام کو بڑی خوشی حاصل ہوئی پہلوے تخت مین دنگل دیا دنگل پا کر ثریا کے تاجدار بیٹھا سلطان و فولاد کو پیش کیا سب حال اپنا بیان کیا بادشاہ کو ثریا کے آنے کی بڑی خوشی حاصل ہوئی اسوقت جام ارغوانی گردش مین ہے صداے ہوشا ہوش دنوشانوش بلند ہے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز یہ غزل عاشقانہ گا رہے ہین عجب کیفیت ہے دماغ بادشاہ کا تر ہے - نظم

ہم جان سے ناخوش ہون وہ اسپر نہ خفا ہو
مشفق ہو تو ہم چاہین تعظیم تم ہمین چاہو
بیفائدہ ہے سعی مری راہ طلب مین
اُٹھے جو قدم بھی تو یہان دست دعا ہو
وتنا تو کوئی اُس بت بیگانہ سے پوچھے
اپنون سے کبھی ملتے نہین تم کیسے خدا ہو
یون مجھ سے ملے آنکھ کہ آگاہ نہ ہو دل
دشمن یہ لگاوٹ نہ کہین دیکھ رہا ہو
اک نالہ ہمارا کبھی فتنہ نہ جگا دے
اک فقرہ اُنکا کہ ابھی حشر بپا ہو
کہتے ہین وہ کیا ایک تم ہی مرتے ہو مجھ پر
موت اُسکو اُٹھا لے جو کوئی میرے سوا ہو
کہ جستجو حیران ہون کبھی شوق و تمنا
مین کیا کہون پوچھے جو کوئی مجھ سے کہ کیا ہو
سامان مرے قتل کے کچھ اُسنے کیے ہین
جی چاہے تو آج اُنھین شریک کے قضا ہو
محفوظ رہین غیر ترے شر سے تو بہتر
کہتا ہے یہان رشک یہ اُنکا بھی بھلا ہو
جاتا ہے اگر زلف مین تن او دل بیتاب
کچھ عذر نہ کرنا جو کوئی تجھ سے خطا ہو
گو ہاتھ وہ مہندی سے مرے سوگ مین پیچین
شوخی تو یہ کہتی ہے کہ ہان خون حنا ہو
تقدیر کی خوبی کہ پھرے راہ سے محروم
پیغام رسان بھی مرے ناکام دعا ہو
مجبور ستم و جور کرو حبیب کے خدارا
دیکھو نہ یہ انداز فلک دیکھ رہا ہو
کیا گھر سے نکلتے ہی ملا وادی مقصود
ہر گام یہ کہتا ہے کوئی برہنہ پا ہو
رہتے ہو جلال آٹھ پہر آپ سے باہر
اللہ کہان بھولے ہو تم کتنے رسا ہو

قضاے کار چنار آتشخوار بادشاہ طلسم چنار تخت پر بیٹھا ہی مگر فکر مند ہے نجومیون سے

جو پوچھا نجومیون نے کہا کہ طلسم کشا زندہ ہی آپ کو گمان ہی کہ گھوڑا مُردے کو لے گیا وہ
زخمی ہوکر نکل گیا اُسنے ہرکارے واسطے خبر کے جابجا روانہ کیے کہا خبر لاؤ ہرکارون نے
جو لشکر بادشاہ کو اس شوکت و شان سے دیکھا خبرین لیکر بھاگے سامنے جبار کے آکر بیچ
بیان کیا کہ فلان صحرا مین بادشاہ اسلام مع لشکر فرودکش ہین ہرکارون کو یہ دریافت
نہین ہوا کہ ملکہ گلعذار و سرو شمشاد قد بھی ہمراہ ہین جبار کو ثابت ہوا کہ لشکر غیر ساحران
بادشاہ اسلام لیے اُترے ہین پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا پہلوان ہے کہ
جاکر بادشاہ کو گرفتار کر لائے سہمان بیرکش جو اُسی پہلوانون کا افسر ہو ستر ہزار فوج
لیکر چلا یہان بادشاہ فرودکش ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سہمان مع فوج آکر مقابلے مین
اُترا بادشاہ کو خبر معلوم ہوئی جب سہمان نے طبل جنگی بجوایا تو یہان بھی نقارۂ
رزمی گڑگڑایا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے
بادشاہ نے منع کردیا کہ کوئی ساحر ساتھ نہ آئے ملکہ گلعذار و سرو شمشاد قد نے عرض کی
کہ ہم دور سے تماشا دیکھین گے بادشاہ جمجاہ نے فرمایا دور سے تماشا دیکھو دشمن کو
ثابت نہو کہ جادوگر ہمراہ ہین دور ایک پہاڑ پر ملکہ سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار آکر ٹھہرین
جب صفین جم چکین نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا سہمان بیرکش نے
گھوڑا اپنا بڑھایا میدان مین آکر سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے ثریا سے تاجدار مرکب بادرفتار بڑھاکر سامنے بادشاہ جمجاہ کے آیا اور دست بستہ
عرض کی کہ اے شہریار اجازت میدان کارزار مرحمت ہو بادشاہ نے فرمایا کہ اے بہادر تم
تماشا دیکھو اس کافر مردود سے ہم مقابلہ کرینگے جنگ کو طول ہونے پائے سہمان
آوازین دے رہا ہے کہ اے فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے
جو ثریا کو روکا ثریا نے تلوار کھینچ کر گلے پر رکھ لی عرض کی کہ غلام نثار ہو جائیگا اے شہریار
کسقدر مقام غیرت ہے کہ مین نے مرکب نکالا سب نے دیکھا کہ غلام آپ کا نکلنے کو ہے
سب بدنام کرینگے ناچار ہوکر بادشاہ نے اجازت دی ثریا سے تاجدار گھوڑا بڑھاکر
برائے مقابلہ سہمان بیرکش چلا گھوڑا طرارے بھرتا ہوا جاتا ہے قصد ہے کہ قریب اُس

مغرور کے پہونچون تو ویسی اودھم لگاؤن کہ گینڈے سے گر پڑے سہمان نے جو ثریا کو آتے
دیکھا گینڈے کو بڑھا کر آواز دی کہ المدد یا خداوند ہفت پیکر یہ جو سہمان نے آواز
دی صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ ایک آہو جنگل سے دوڑتا ہوا آیا قریب مرکب ثریا
پہونچکر چاہا کہ مرکب پر سینگ مارون ثریا نے نیزے کا ہاتھ اٹھایا کہ نیزے مین اسکو
چھید لون جیسے ہی نیزہ اٹھایا وہ آہو سامنے سے بھاگا ثریا نے اسکے پیچھے گھوڑا ڈال دیا
جنگل مین جاکر وہ آہو بھی نابود ہوا ثریائے تاجدار بھی غائب ہوگیا بادشاہ کو بہت ہی
ناگوار ہوا چاہا کہ مرکب نکالون فولاد قزاق گینڈا بڑھا کر سامنے بادشاہ کے آیا عرض
کی کہ اس وقت آپکے رفیق نے عجب حرکت کی کہ حریف زبردست سے مقابلہ
نہ کیا آہو کے تعاقب مین جاکر غائب ہوئے اب وہ اسکو مار کر پلٹین گے غلام کو حکم ہو
کہ اپنے افسر کا معاوضہ کرون اس مغرور کو باندھ کر لاؤن بادشاہ نے ناچار ہوکر اجازت
دی فولاد قزاق چلا گینڈے پہ کجک مارتا ہوا جاتا ہی چاہتا ہی جھٹ جٹ جاکر اس سے
ہمنبرد ہون کہ سہمان نے پھر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر مدد دیجیے کہ پھر صحرا سے
گرد اڑی وہ ہی آہو جست وخیز کرتا ہوا آیا مگر سینگون سے خون ٹپکتا ہوا فولاد
آہو کو دیکھ کر بیقرار ہوا نیزہ ہلاتا ہوا قریب آکے پہونچا چاہا نیزہ مارون سنان نیزہ
پہ اٹھا لون کہ آہو چوکڑی بھر کے بھاگا فولاد بھی اسکے پیچھے چلا بادشاہ نے کلیجا تو
بڑھا فرمایا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی ثریا کو بھی آہو لگا کر لے گیا فولاد بھی اسی کے تعاقب
مین گیا ای فیروزہ بڑھ کر خبر تو لو صحرا مین کیا معرکہ ہی یہ جوان جاکر کہان غائب ہوتے ہین
فیروزہ بن عمرو طرف جنگل کے چلا صحرا مین آکر دیکھا کہ ثریا و فولاد کا پتہ نہین معلوم
ہوتا لیکن وہ آہو چرا کر رہا ہی فیروزہ کو جو آہو نے آتے دیکھا ایک جانب بھاگا فیروزہ
تعاقب مین آہو کے چلا تھوڑی دور جاکر ایک چاردیواری تھی آہو جست کرکے اس
چاردیواری مین گیا فیروزہ گرد چاردیواری کے چرخ مارنے لگا ایک پہلو پر آکر دیکھا
کہ بجائے دروازے کے ایک دریچہ کھلا ہوا ہے فیروزہ کنارے آیا رنگ و روغن
عیاری کا نکالا ایک گویے کے لڑکے کی شکل بنکر تیار ہوا گوری صورت کرد آب دان

کا پہنے ہوئے ایک کان میں بجلی ایک میں انگوٹھی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی دریچے کے
سامنے ایک نخل تھا اُسکے سائے میں بیٹھ گیا یہ غزل عاشقانہ گانے لگا

بھلا کیا خاک زیر خاک پایا — گریبانِ کفن تک چاک پایا
ہلاکیا اور رونے سے مگر اشک — حباب دیدۂ نمناک پایا
مزا بخشا تری صیاد افگنی نے — کہ مرکر گوشۂ فتراک پایا
کھلی گر آنکھ بھی تو کچھ نہ دیکھا — کہ سر پر سایۂ افلاک پایا
دم خلقت جو ہستی پر نظر کی — بشر کو ایک مشت خاک پایا
لیا بوسہ تو فرمایا بگڑ کر — نہایت آپ کو چالاک پایا
کہاں خونریز عالم اور ایسا — غنیمت تجکو او سفاک پایا
نہ تھا کچھ زلف برہم ای جنون میں — جو یوں ہر تار دامن چاک پایا
دل ناخن زدہ کیونکر نہ چھیلے — کہ اسنے جلوۂ حکاک پایا
ٹھہر اے حسرت دل وہ تجکو — اُمیں خاطر غمناک پایا
محبت میں نسیم دہلوی کو — غلام سرورِ لولاک پایا

اس رنگ میں فیروزہ نے یہ غزل گائی کہ کھڑکی کھلی ایک کنیز نے جھانکا اور ہنستی ہوئی
پلٹ گئی فیروزہ نے اور ٹھمری شروع کی خوب تانیں ماریں دیکھا کہ ایک نازنین نہایت
حسین چاردہ سالہ پائنچے سنبھالے ہوئے پشت پر وہی کنیز جو جھانک کر بھاگی تھی
رومال ہلاتی آتی ہے اُس نازنین نے فیروزہ کو اشارہ کیا فیروزہ اُٹھ کر قریب آیا اُس کنیز نے
ہاتھ تھام لیا کہا ارے لڑکے ادھر آ کر گا۔ کیوں زمین پر بیٹھا ہے ہماری حضور بلاتی ہیں ایسا
تیری آواز میں لطف تھا کہ خود چلی آئیں فیروزہ نے ڈر کر کہا کہ اماں نے صبح کو گھر سے
نکال دیا کہ جاؤ بیٹا کما لاؤ میں تلاش معاش میں نکلا ہوں یہ کہتا ہوا باغ میں آیا باغ کو سرسبز
و شاداب دیکھا مگر ہزارہا طائر غل کر رہے ہیں درختوں پر بلبلاں زینت بیٹھے ہیں وسط
باغ میں چبوترہ تھا وہاں آ کر وہ نازنین بیٹھی فیروزہ سامنے حاضر ہوا اُس نازنین نے
کہا کہ کیوں میاں لڑکے تمہارا مکان کہاں ہے لڑکے نے کہا کہ سامنے گاؤں ہے جہاں پر

بھولے کے پیر ننگے ہین اور جلیسین بندھی رہین نازنین نے کہا کہ محلے کا نام بتاؤ کہا حضور نانی
اس شخص کی بی نہالو ہر وقت دروازے پر کھڑی رہتی ہین اُنکی وجہ سے اُس محلے مین
ہلڑ رہتا ہی جب آپ وہان آیئے گا معلوم ہو جائیگا دو چار غش مین پڑے ہونگے
دو چار سنکھیا لیے بیٹھے ہونگے کچھ فقیر بنے ہونگے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ بی نہالو کا یہی
مکان ہی دن بھر دروازے پر کھڑی رہتی ہین آئندہ و روندہ کی خاطر و مدارات مین مصروف
رہتی ہین کبھی نانی امان نے کسی سے انکار نہین کیا لڑکے دروازے پر کھیلا کرتے ہین
آٹھ پہر دل لگیان کیا کرتے ہین اُنکو راضی کرتی رہتی ہین اس طرح جو بھولی بھولی باتین لڑکے
نے کہین کہ نسیم سحر خیز ہنسنے لگی کہا کہ ای نسترن تمنے اس لنگوڑے کی باتین سنین لیکن اسکو
بٹھاؤ مین انتظام جنگ مین مصروف ہون لڑکے نے کہا کہ حضور کس سے لڑائی ہی نسیم نے
کہا کہ ارے بیوقوف کیا تجھے بتائین مین جاتی ہون کسی کمبخت کے مقابلے مین نہ جانے دو
دو افسر لشکر اسلام کے آکر قید ہو چکے اب وہ خود مقابلے مین نکلا چاہتے ہین یہ تو فیروزہ
سمجھ گیا کہ میری باتین اسکو پسند آئین دامن پکڑ کر کہا کہ حضور بیٹھ جائین تو مین دو چار شعر
سناؤن نسیم نے کہا کہ صاحبزادے مجھے امورات ضروری سے فرصت نہین مگر تمہاری
آواز سنکر ایسا دل بیقرار ہوا کہ تمکو بلا لائی یہان رہو شام کو بہ اطمینان جلسہ کرینگے
گانا فیروزہ نے کہا کہ ایک چیز تو سن لیجیے اور جام شراب پیجیے کہ طبیعت کو سرور ہو رنج
ملال دل سے دور ہو تو گانا پسند آئے گا یہان تو صحبت مین رکھی تھین فیروزہ نے
جام بھرا نسیم کے قریب لایا کہا کہ اسے نوش فرمائیے نسیم نے ہنس کر جام لیا طرف فلک کے
دیکھا فلک سے ایک طائر آیا اُسنے آواز دی کہ ای نسیم ہوشیار رہنا خبردار شراب نہ پینا نسیم
نے نگاہ تند جام پر ڈالی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا نسیم نے جھلا کر آواز
دی کہ ارے تو کون فیروزہ نے چاہا کہ جست کرکے نکلون نسیم نے ایک دوہتڑ زمین پر مارا
کہ فیروزہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا صورت اصلی بن گیا نسیم نے
کہا کہ مین جانتی تھی عیار ضرور آئیگا جب تو نے گایا اور تیری آواز آئی طائر اُٹھی دفعتاً
آگاہ کرتے تھے مگر مین نے غفلت کی یہ باغ و گلستان سحر سے معمور ہی کیسا بچا لائی ہی کہ

یہان آسکے اب بادشاہ کو بھی بلوائی ہون یہ کہکے آواز دی کہ ای غزال رعنا جلد جاؤ
بادشاہ کو لگاکر لاؤ فیروزہ نے دیکھا کہ وہی آہو گوشۂ باغ سے پیدا ہوا چوکڑیان بھرتا ہوا
چلا یہان سہمان نے نعرہ کیا کہ ای بادشاہ اسلام تمھارے رفیق سفلہ مزاج تعاقب آہو مین
گئے اب آپ میرے مقابلے مین آیئے بادشاہ نے مرکب بڑھایا چاہا کہ مقابلے مین سہمان کے
پہونچون کہ وہی آہو جست وخیز کرتا ہوا آیا بادشاہ نے بھی آہو پر گھوڑا ڈالا جنگل مین جاکر
غائب ہوئے اہل لشکر روتے پیٹتے ہوئے پلٹے سہمان یہ کہکر پلٹ گیا کہ کل سبکا خاتمہ کرونگا
بالائے کوہ سے یہ سب معاملہ گلعذار و سرو شمشاد قد نے دیکھا گلعذار نے سرو شمشاد قد
سے کہا کہ تو نے دیکھا کہ یہ کیا تھا تماشا شعبدہ کھیلا گلعذار نے کہا کہ یہ سحر نسیم سحر خیز کا تھا
مین جاکر باغ مین اُسکے دیکھون سرو نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگی یہ دونون پر پرواز پیدا
کرکے چلین یہان نسیم سحر خیز غزال کو روانہ کرکے بیٹھی تھی کہ آہو بھاگتا ہوا آیا عقب مین
آہو کے بادشاہ بھی پہونچے باغ مین آتے ہی بوے گل و غنچے سے بیہوش ہوئے گھوڑے
سے گرے نسیم نے اشارہ کیا کنیزون نے جاکر سلسل و طوق کیا کہا کہ قید خانے مین لیجاؤ کنیزین قید خانے
مین بادشاہ کو لے گئی بادشاہ نے قید خانے مین جاکر دیکھا کہ فریاد تاجدار و فولاد
قزاق وغیرہ مسلسل بیٹھے ہین فیروزہ بادشاہ کو دیکھکر گھبرا گیا کہا کہ ای شہریار آپ یہان
کیونکر پہونچے بادشاہ نے حال بیان کیا کہ تھوڑی دیر مین دوزنگی آئے چارون قیدیون کو
کشان کشان سامنے نسیم کے لائے نسیم نے حکم دیا میدان خونی کی تیاری کرو جلادون نے
اُسی وقت دارن استاد کین جلاد خنجر کھینچ کر سر پر چارون کے آئے گردنون پر کوئلے کے
خط دیے اور شنگنین لگانے لگے پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم حکم اول ہی سمجھ بوجھ کر حکم دیجئے
قتل کرنا ہمارا کام ہی جلانا ہمارا کام نہین نسیم نے پکار کر آواز دی کہ یہ دشمنان خداوند ہین
انکا قتل کرنا واجب و لازم ہی فیروزہ نے جو دیکھا کہ جلاد آمادۂ قتل ہین آنکھون سے آنسو
جاری ہوئے طرف آسمان کے دیکھا بیقرار ہوکر پکارنے لگا کہ ای خالق زمین و آسمان و ای
رب دوجہان ہم سب کو اس عذاب الیم سے نجات دے تیری صفت ہم کیا کر سکتے ہین۔ نظم

قطرہ قطرہ مثل دریا مظہر اظہار تست		ذرہ ذرہ صورت خور مطلع انوار تست

باز ہر دم ہر لب تقریر بر اقرار تست / ہر زبان ذاکر بہ اہل ذکر از اذکار تست
برق رخشان روشن از رخسار پر انوار تست / ابر نیسان فیض یاب از دست گوہر بار تست
در جہان مستغنی از چارہ گری آزار تست / فارغ از درد و الم ہر عاشق بیمار تست
ہر کس از فرمان روایان و سران سرزمین / سر نہادہ از اطاعت بر در دربار تست
ہر مسلمان سرنگون دارد بہ محراب سجود / گردنِ ہر برہمن در رشتۂ زنار تست

بلک بلک کر سب ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگ رہے ہیں بادشاہ کو بھی یقین کامل ہو گیا ہے سجادہ دشوار ہے نسیم نے اشارہ کیا کہ پہلے بادشاہ کے ہاتھ مار جلاد نے جیسے ہی ہاتھ مارا برق چمک کر گری ہاتھ جلاد کا اُڑ گیا جلاد چلاتا ہوا بھاگا دوسری برق گری کئی جلادوں کے سر اُڑ گئے نسیم نے جو دیکھا کہ ہوا بگڑی طرف آسمان کے دیکھا دیکھا ایک لکۂ ابر سے برقیں گر رہی ہیں نسیم نے لکۂ ابر پر گولہ مارا لکۂ ابر پھٹا دیکھا کہ دو نازنینان جبین طاؤسان زرین بال پر سوار سحر کر رہی ہیں نسیم نے پکار کر آواز دی کہ اری گلعذار کیوں طلسم جبار کو برباد کراتی ہے کیسے کیسے ساحر اس طلسم میں رہتے ہیں گلعذار نے وہیں سے گولہ پھینکا نسیم نے گولہ کاٹا وہ چار سحر آپس میں چلے تھے کہ گلعذار زمین پر آئی موتیوں کا مالا گلے سے اُتار طرف نسیم کے پھینکا موتی جو ٹوٹے ایک موتی اسمیں سے سر پر نسیم کے گرا نسیم جھوم گئی آنکھیں سرخ ہوئیں چہرہ گلنار ہوا پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم میں تو تابعدار ہوں ہر وقت آپ کو دعائیں دیتی رہتی ہوں اتو یہ کیفیت ہے ؎

کیا آج جلد تیر نظر کام کر گیا / اُف تک نہ کر سکے کہ جگر سے گذر گیا
جوش سرشک دیدۂ تر میں کمی کہاں / دریا یہ وہ نہیں کہ چڑھا اور اُتر گیا
اللہ ری سیاہی شام شب فراق / مجھ سا بیمار وار اجل صاف ڈر گیا
روز جزا بھی پاس وفا آ گیا مجھے / منکر ہوے وہ قتل سے میں بھی مکر گیا
چلا رہا ہوں یادِ دلِ گم شدہ میں میں / اے میرے لاڈلے مرے پیارے کدھر گیا
جاگو غنودگان اجل خواب تا کجا / تا جیب طول چاک قبا سے سحر گیا
اب دست احتیاج اُٹھانے سے فائدہ / برسوں گذر چکے کہ دعا سے اثر گیا

تنگی نے اعتقاد وہ ہن دل سے کھو دیا	افراط نازکی سے گمان کمر گیا
سمجھا مذاق شعر ہمارا وہی نسیم	طی جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا

جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن گلعذار نے کہا کہ ای نسیم بادشاہ کو رہا کرو فیروزہ نے کیا خطا
کی ہی اسکی ہتھکڑیان کاٹ دو ثریا و فولاد کو بھی رہا کرو بہت خوب کہہ کے نسیم ملیکی اول
بادشاہ کی قید دور کی پھر فیروزہ کو قید سے رہا کیا فولاد و ثریا بھی رہا ہوے جب سب
رہا ہو چکے گلعذار و سرو شمشاد قد نے باغ میں اپنا انتظام کیا طائران قدیم کو جلا یا
نئے طائر بنا کر بٹھا دیے نہرین کہ جو پانی سے مملو تھین اُنکی آب و تاب مثالی نسیم ساتھ
ساتھ ہی کہتی ہے کہ ای ملکۂ عالم جو مناسب ہو وہ انتظام کیجیے آپ کی بہتری سے میری بھی
بہتری ہی اگر آپ کو رنج ہو تو مجھے بھی ملال ہوگا یہ کہکر دونون شاہزادیون کو لیے ہوے
مع بادشاہ جمجاہ بارہ دری مین آئی سامان دعوت مہیا کیا جشن عیش و نشاط آراستہ
کیا عین گرمی صحبت مین گلعذار کے منھ سے نکلا کہ مجھ سے بڑی حماقت سرزد ہوئی کہ لوح
کو پاس نہ رکھا لوح قصر احمر مین ہی سیماے جادو ساٹھ ہزار ساحرون سے وہان کا
نگہبان ہی قصر مین کسی کے جانے کا حکم نہین ساحر اُسکے ساتھ کے طرف آسمان کے دیکھا کرتے
ہین جہان علامت سحر کی دیکھی سحر کرنے پر آمادہ ہوتے ہین حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون نسیم
نے کہا کہ واری اگر مجکو حکم ہو تو مین جا کر لوح نکال لاؤن یقین ہی کہ اگر سیما دیکھ بھی لے تو تامل
کرے کہ مدت سے مجھپر جان دیتا ہی جب اُسنے پیغام دیا مین نے انکار کیا اب اُسکو خیال ہی
اگر حکم ہو تو مین اُسکی صحبت مین جاؤن باتون مین اُسکو بہلاؤن آپ اتنے عرصے مین لوح
نکال لائیے مگر ہونا طلسم کشا کا ضرور ہی اور کوئی ہاتھ نہ ڈال سکیگا سات گلدستے ایک
تختۂ سنگ پر رکھے ہین طلسم کشا بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالے لوح ظاہر ہوگی فوراً اُٹھا لے
اس بات کو ملکہ گلعذار نے پسند کیا نسیم نے جوڑا بھاری پہنا دریاے جواہر مین غوطہ زن ہی
نگاتی دوپٹے کی باندھ کر چلی مثل ہوا کے جاتی ہی سیماے جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا زمون
نے خبر دی کہ ملکہ نسیم آتی ہین جھونکے ہوا سے سرد کے چل رہے ہین سیماے جادو بارگاہ
سے نکل آیا دیکھا کہ ایک طاؤس زرین بال کو اُڑاتے ہوے نسیم آتی ہی سیما نے پکار

آواز دی کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان خوش نصیبی میری کہ تمھارا اس طرف
گذر ہوا برائے چند ساعت یہان تشریف لاؤ اپنے عاشق صادق کو سرفراز کرو نسیم نے
طاؤس ٹھہرایا سیما سحر کر کے بلند ہوا آگے دامن نسیم کا پکڑ لیا نسیم ساتھ ساتھ سیما کے زمین پہ
آئی ٹہلتی ہوئی ساتھ سیما کے طرف بارگاہ کے چلی سیما نے اشارہ کیا سرداران فوج گرد آ گئے
نسیم کو استقبال کر کے سیما اندر لایا لا کر مسند پر بٹھایا خدمت کرنے لگا گانیون کو اشارہ ہوا
گائنین آ کر بیٹھین غزلین گانے لگین بارگاہ مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے گلعذار نے
بعد جانے نسیم کے بادشاہ کو تخت پر سوار کیا سرو شمشاد کی الگ سے چلی گلعذار بادشاہ کو
لیے ہوئے سر قصر احمر پر آ کر جبکہ بادشاہ کو قصر مین اُتارا ساحرون نے بڑھ کر سیما کو خبر دی
کہ ایک شعلہ آسمان سے قصر مین اُترا ہے سیما نے کہا کچھ ہوگا مین اسوقت معشوق کی خدمت
مین مصروف ہون بعد مدت یہ دن نصیب ہوا کہ معشوق نے سرفراز فرمایا اب قصر احمر پر
کوئی نہین آئیگا نسیم بھی باتین بنا رہی ہے سیما کو دام مکر مین پھنسا رہی ہے کبھی کہتی ہے اے
سیما تمھاری محبت کو کبھی فراموش نہ کرونگی اب رسم آمد و رفت رہا کریگا اور اے سیما تو گھبراتا
آجکل بادشاہ طلسم ملول ہے بی گلعذار باغی ہو گئین عہدۂ لوح اُنسے لے لیا گیا دیکھیے کیا کیفیت
ہو سیما کہتا ہے کہ اب لوح پر میرا قبضہ ہے کسکی مجال ہے کہ قصر احمر کی جانب نگاہ اُٹھا کے دیکھے
مین نے خوب انتظام کیا ہے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن ملکہ گلعذار بادشاہ کو ساتھ
لیے ہوئے قصر احمر مین اُترین بادشاہ کو تخت سے اُتارا بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ ایک
تختہ سنگ پر سات گلدستے سرسبز و شاداب رکھے ہین بادشاہ نے جو اُنپر نگاہ ڈالی غنچے
چٹکنے لگے پھولون کو گردش ہوئی شاخین ہاتھ بڑھانے لگین بادشاہ نے بہ نگاہ غور دیکھا
کہ ایک گلدستے مین لوح طلسم چنار مثل قرص قمر چمک رہی ہے بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا وہ
گلدستہ بلند ہوا بادشاہ نے لوح کو اُٹھا لیا گلدستے مین آگ لگ گئی جل کے خاک ہوا بادشاہ
نے لوح کو دیکھا پیشانی پر لکھا تھا این لوح طلسم چنار ست بادشاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ گلعذار
اب مین قصر سے نکلتا ہون فوج سیما سے لڑائی پڑیگی یہ فرما کر پھاٹک کھولا باہر نکلے ساحرون
نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال مسلح و مکمل قصر احمر سے باہر آتا ہے غلغلہ کرنے لگے

یارو اس جوان کو مار لو اندر قصر کے یہ کیونکر پہونچا ساحر سحر کرتے ہوئے بڑھے جنے سحر کیا
بادشاہ نے لوح کو جھکایا سحر اُسکا باطل ہوا سحر اُلٹا پلٹا اُسی ساحر کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو
پار گذرا کئی سو ساحر مر کر گرے غلغلہ جو ہوا سیماے جادو خوش بیٹھا تھا معشوق سے باتین کر رہی تھی
گھبرا کر کہا کہ ارے یہ کیا معرکہ ہے کہ ایک ساحر نے بڑھ کر عرض کی حضور قصر احمر کے اندر سے
بادشاہ جو نکلے لوح لیے ہوئے سحر کسی کا تاثیر نہین کرتا ساحرون سے لڑ رہے ہین کئی سو ساحر
مر کے گر چلے سیما نے گھبرا کر کہا کہ یارو اندر قصر احمر کے کیسے پہونچا یا نسیم نے کہا کہ تمھارا وقت
انتقال قریب آیا ارے بیوقوف چل کر مار لے ایک آدمی کا مارنا کتنی بڑی بات ہے تو ٹھہر جا مین
جا کر قتل کرون مجھے تیری زندگی سے مطلب ہے سیما خوش گیا نسیم کو یہ بیقراری تھی کہ بادشاہ
اکیلے ہین ایسا نہو دشمنون پر کوئی چشم زخم پہونچے دونون شاہزادیان عاشق جمال شہریار ہین
نسیم یہ سوچ کر اپنے مقام سے اٹھی سیماے جادو تو خوش ہے کہ میرا اسقدر پاس ہے کہ آپ لڑنے
جاتی ہے اُس شخص سے کہ جو صاحب لوح ہے نسیم نے نکل کر دیکھا کہ ساٹھ ہزار ساحرون مین
بادشاہ گھرے ہوئے ہین مگر تلوار ہاتھ مین ہے شیرانہ جنگ کر رہے ہین بعض ساحر دور سے
تیر مارتے ہین نیزے مار کر بھاگتے ہین بادشاہ کے جسم سے خون کے قطرے بہ رہے ہین نسیم کی
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا کہ ایسے آفتاب جمال پر یہ آفت فوراً بڑھ کر سحر کیا موتیون کا مالا
کھینچ مارا کئی سو موتی ٹوٹے جسپر وہ ٹوٹا ہوا موتی گرا جل کر خاک ہو گیا کئی ہزار ساحر مر کے
گرے مرنے کا ساحرون کے جو ہنگامہ ہوا سیماے جادو بارگاہ سے باہر نکل آیا دیکھا نسیم
سامنے کھڑی ہے دمبدم سحر کرتی ہے کہ ہزارہا ساحر مارے گئے سیما نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ عالم
یہ کیا کرتی ہو فوج پامال ہوئی جاتی ہے نسیم نے جواب دیا کہ مین تو سحر بادشاہ پر کر رہی ہون وہ
لوح جھکاتے ہین اُسی کا یہ باعث ہے کہ ساحرون پر سحر گرتا ہے تم خود سحر کرو حال کھل جائیگا
کہ ملکہ گلعذار بھی اُسی قصر سے نکلین اپنے کو سنبھالتی ہوئی نکلتے ہی سحر کیا کہ ساحرون پر اندھیرا
چھایا برق آسمان سے گرنے لگی جسپر برق گری اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کئی ہزار ساحر مر کر گرے
نسیم نے کہا کہ اے سیما او غضب ہوا خود گلعذار بھی ساتھ ہے اُسی نے لوح دلائی ہے جا کر
اُسے مارتی ہون یہ کہکر بڑھی خبردار خبردار کرتی ہوئی قریب گلعذار کے پہونچی آواز دی کہ تو

میں بھی آئی وہ سمجھا اب تک مبہوت ہو رہا ہے مجکو اپنا دوست سمجھا ہے بادشاہ کو بچاؤ ایک طرف
سے نسیم نے سحر کیا ایک طرف سے گلعذار نے مٹھی بھر ماش کے دانے پھینکے کئی ہزار ساحر سر
ٹکرا کر مر گئے سیما نے پکار کر آواز دی کہ اے نسیم تو نے تو آندھی کو حکم دیا ساحر سر ٹکرا ٹکرا کر مر رہے
ہیں اب تو اکو نسیم نے للکارا کہ او سیما تیرا وقت مرگ قریب آگیا مقام شکر ہے کہ طلسم کشا نے
لوح پائی اب خیال کی جان کی خیر مناؤ اہل طلسم کو بچاؤ یہ سنکر سیما گھبرایا کہ یکایک آسمان پر
برق چمکی سرو شمشاد قد بھی آکر پہونچی دور سے اسنے دیکھا بادشاہ جمجاہ ساحروں میں گھرا
کھڑے ہیں اور لڑ رہے ہیں نسیم و گلعذار نے زمین ہلا دی ہے سرو شمشاد قد بھی آکر شریک
جنگ ہوئی سحر کرنے لگی سیما نے جادو چلا کر نسیم پر جا بجا کئی گولے مارے نسیم نے وہ گولے
کاٹے جو گولا کٹا اسمیں سے دھواں نکلا کئی سو ساحر نابینا ہوے سیما لڑتا ہوا قریب نسیم کے
پہونچا اور خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا نسیم نے تلوار کو سپر سحر پر روکا روک کر پلٹا تو تلوار
کا مارا سیما نے سپر سحر کو اٹھا دیا سپر سحر کٹی اسمیں سے دھواں نکلا نسیم چرخ کھا کر گری سیما
نے چاہا کہ سر کاٹ لوں گلعذار نے سحر کیا دو زنگی سیہ رو تیرہ دروں موٹے موٹے ہونٹھ زمین
سے پیدا ہوے گرد نسیم کے پھرنے لگے جب سیما نے ہاتھ مارا سر بڑھا دیا اپنے سر پر تلوار لیتے تھے
سیما نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے زنگیوں کے سر زخمی ہوے لیکن نسیم کے پاس نہیں جانے دیتے
بادشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ نسیم بیہوش پڑی ہے سیما جادو گر قتل کی فکر میں ہے تو وہیں سے
للکارا کہ او نامرد کیا کرتا ہے اس بیہوش کو نہ قتل کرنا یہ کہکے بڑھتے بڑھتے قریب سیما کے پہونچے
سیما نے جو بادشاہ کو قریب دیکھا غصے سے کانپنے لگا تلوار کا ہاتھ مارا بادشاہ نے لوح کو
چمکا کر وار اسکا خالی دیا لوح جو چمکی سیما حیران ہو کر کھڑا ہو گیا بادشاہ نے ہاتھ تیغ قمقام کا
مارا تیغ برق تاب دست بدست بادشاہ جمجاہ تلوار چمک کر گری تا سر جو چلی تھی یاد زمین
کو بوسہ دیا سیما کے دو ٹکڑے ہوے سیما کے مرتے ہی آندھی سیاہ اٹھی اندھیرا ہو گیا
برف باری و سنگباری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام تھا سیما جادو بود قعر احمر گرا
جل کر خاک ہوا ساحران میں جا در ہلنے لگی بادشاہ جمجاہ نے ہاتھ روکا تیس ہزار ساحر مطیع
اسلام ہوے بادشاہ نے نسیم کو بھیجکر کل لشکر اپنا اسی مقام پر بلوایا سارا لشکر آکر قصر جم ہے

اُترا سرحد قصر احمر پر ساحر و غیر ساحر قتل رہے ہین مگر سہمان ہبر سوار نے صبح کو خبر سنی کہ
لشکر بادشاہ کا یہان سے کوچ کر گیا ہرکارون نے یہ خبر بھی بیان کی کہ بادشاہ قصر احمر
پر پہونچے لوح طلسمی بھی حاصل ہوئی نسیم سحر خیز ساحرہ شریک بادشاہ ہے یہ خبرین
سُنکر لشکر اسنے تیار کیا دس کوس ہٹ کر ایک مقام پر اُترا اکیلا بارگاہ مین بیٹھا سوچ
رہا ہے مین بادشاہ طلسم کو کیا جواب دون نسیم سحر خیز کے بھروسے پر آیا تھا وہ مطیع اسلام
ہوئی کہ عیار اسکا کہنگ صبا رفتار سامنے سہمان کے آیا مالک کو دیکھا کہ آنکھون مین
آنسو بھرے بیٹھا ہے کہنگ نے عرض کی کہ مین حضور کو بہت پریشان پاتا ہون سہمان نے کہا
کہ اے رفیق شفیق تجھپر سب حال ظاہر ہے مین نسیم سحر خیز کے بھروسے پر آیا تھا اُسپر نہین
معلوم کیا افتاد پڑی کہ وہ بادشاہ کی شریک ہوگئی اُسی کی وجہ سے لوح طلسم حاصل
ہوئی اب مین جا کر بادشاہ طلسم کو نامہ لکھون بادشاہ کو کیا منھ دکھاؤنگا عیار نے کہا
کہ آپ کیا چاہتے ہین سہمان نے کہا کہ اگر بادشاہ گرفتار ہو جائین تو میری بات بن جائے
عیار نے کہا کہ مین جا کر گرفتار کیے لاتا ہون آپ لیکر خدمت شاہ مین چلیے آپ کی بات
بنے سہمان کو مطمئن کر کے طرف بادشاہ اسلام کے چلا ایک ضعیف کی شکل بنکر داخل
لشکر ہوا پھرتا پھراتا قریب بارگاہ بادشاہ پہونچا یہان صدہا کنیزین پھر رہی ہین جب شام
ہوئی گلعذار نے نکل کر طلائے کا سامان کیا جابجا سردار مقرر کیے جادوگرنیون سے کہا کہ
صاحبو بادشاہ کی حفاظت کرو یقین ہے چنار آتشخوار کو خبر ہوئی ہو بڑے بڑے ساحر
اُسکی خدمت مین ہین شاید کسی کو روانہ کردے کچھ جادوگرنیان عقاب و باز بنکے گرد بارگاہ
کے پھرنے لگین فولاد قزاق کہ فنون قزاقی مین طاق شہرۂ آفاق ہے طلایے کی گشت مین
آیا اور اورون کا انتظام کرنے لگا عیار نے یہ سب معرکہ دیکھا پشت بارگاہ پر آیا ایک غار
مین بیٹھ کر نقب دینے لگا مہرہ نقب کا بارگاہ مین آکر توڑا نقب سے نکل کر دیکھا کہ بادشاہ
پڑے سو رہے ہین نفیر خواب بلند ہے لوح طلسمی گلے مین ہے جھپٹ کر قریب آیا کیسے مین
دارو نے بیہوشی رکھکر برابر دماغ کے لگا دی بادشاہ کو چھینک آئی فوراً بیہوش ہو گئے
عیار نے پشتارہ باندھا اُسی طرح نقب مین اُترا نقب سے نکل کر طرف اپنے لشکر کے

بھاگا یہاں فیروزہ نے جو ایک دوکان مین پڑا سورہا تھا عالم خواب مین دیکھا کہ بادشاہ پر ایک سگ سیاہ حملہ کر رہا ہو گھبرا کر اُٹھا طرف بارگاہ کے چلا دروازے پر آکر دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہین گھبرا کے اندر بارگاہ کے پہونچا پلنگ خالی پایا فیروزہ نے ایک چیخ ماری کہ یارو غضب ہوا کوئی بادشاہ کو چرا کے لے گیا سب سردار گھبرا گئے فیروزہ نے سب کو اطمینان دیا کہ آپ لوگ نہ گھبرائین مین تلاش مین اپنے آقا کی جاتا ہون نقش بادکھینچا جاتا ہو لیکن کہنگ پشتارہ لیے ہوے سامنے سہمان کے آیا سہمان نے اُسی وقت مسلسل و مطوق کیا کہا لیجا کر قید کرو لشکر مین اشتہار کر دو کہ مین زیر کر کے بادشاہ کو لایا ہون کل کوچ کرونگا خدمت شاہ طلسم مین پہونچا دونگا سب نے کہا بہت مناسب ہو جب قیدی زندان مغرب زنجیرون مین خطوط شعاعی کی جکڑا ہوا اسپہر چرخ زبرجدی آیا سہمان نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو آپ باہر آکر بیٹھا لشکر تیار ہورہا ہو کہ فیروزہ بن عمرو پھرتا ہوا اس لشکر مین آیا پہچانا کہ لشکر سہمان بربرکش ہو دریافت جو کیا سپاہیون نے بیان کیا کہ ہمارے آقا نے نامدار طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے ہین اب طرف طلسم کے جائینگے فیروزہ حیران ہوا کہ اب کیا کرون صورت بدل کر سپاہیون مین مل گیا آمادہ ہو کہ راہ مین عیاری کرونگا سب افسر تیار ہو کے سامنے سہمان کے آئے عرض کی کہ سب تیار ہین آپکے سوار ہونے کی دیر ہے سہمان نے حکم دیا کہ گیتی نما ہمارا تیار کر کے لاؤ چاہتا ہو کہ سوار ہو صبح اسے گرد اُڑی لغمان بربر سوار بھائی سہمان کا واسطے شکار کے آیا تھا بھائی کا لشکر دیکھ کر چلا آیا سہمان نے استقبال کیا لغمان نے پوچھا کہ ای برادر کہان سے آتے ہو سہمان نے کہا کہ مین برائے مقابلہ طلسم کشا گیا تھا بادشاہ کو زیر کر کے لایا ہون اب خدمت مین بادشاہ طلسم کے لیے جاتا ہون لغمان نے کہا کہ بھائی کیونکر مقابلہ پڑا سہمان نے بیان کیا کہ مین میدان مین نکلا وہ میرے مقابلے مین آئے مین نے نیزہ نکالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے ہاتھ پکڑ کے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا یون زیر کیا وہان سے لے بھاگا لغمان نے کہا کہ ای برادر مین نے فرزندان حمزہ کو دیکھا ہو کہ ایک ایک جری بہادر صف شکن فنون سپہ گری مین طاق علم و فضل مین شہرۂ آفاق ہین جن

یقین کرتا کہ تمنے اس آسانی سے زیر کر لیا ہو جس شخص کا تم نام لیتے ہو یہ صاحبقران زمان کا
پوتا ہو باپ انکے قباد شہریار کہ مشہور تھا سب فرزندون مین کمزور ہین یہ بھائی سے
بگڑ کر فرنگستان گئے تھے رستم نے ایک طمانچہ مارا تھا اُسکے بدلے سامنے صاحبقران کے
سات طمانچے مارے تب صاحب قران سے ملے جسکو تمنے قید کیا ہی یہ اُسی قباد کا فرزند ہی
مین کیونکر کہون کہ تمنے زیر کیا میرے سامنے بلواؤ جب وہ شخص میرے سامنے اپنے زیر
ہونے کا اقبال کرے تب مجکو یقین آئے سہمان یہی کہے جاتا ہی کہ بھائی صاحب
زور مین کسکو دخل ہی مجھسے کمزور ٹھہرا مین نے زیر کر لیا یہ باتین کرتا ہوا لنعمان کو لیکر بارگاہ مین
آیا لنعمان ہر مرتبہ یہی کہے جاتا ہی کہ میرے سامنے بلواؤ جب سہمان نے دیکھا کہ لنعمان نہین مانتا
اپنے عیار کو بلوایا اُس سے کہا کہ قید خانے مین جاؤ جاکر بادشاہ کو سمجھاؤ کہ بھائی میرا ضد کیے ہوے
ہی تمسے پوچھیگا کہ تمکو سہمان نے زیر کیا تم اقبال کرنا مین تمکو رہا کردونگا عیار نے کہا کہ مین سمجھا کر
لاتا ہون سہمان پاس لنعمان کے بیٹھا لاف وگزاف کر رہا ہی کہ کنگ قید خانے مین آیا بادشاہ
اسلام کو سمجھانے لگا بادشاہ نے کہا کہ یہ لالچ کیون دیتا ہی کہ قید سے رہا کرینگے ہم کہدینگے ہمارا
کیا نقصان ہی کنگ نے بادشاہ کو بخوبی سمجھا کر لیچلا جب بادشاہ دربار مین سہمان کے پہونچے مثل
اہل اسلام کے صاحب سلامت کی لنعمان نے کہا ای بادشاہ لشکر اسلام مثل مشہور ہی کہ
رسی جل گئی اور بل نہین جلا بادشاہ نے فرمایا کہ کیسی رسی اور کیسا بل تجھے کیون دربار مین بلوایا
ہی سہمان نے کہا کہ ای بادشاہ لشکر اسلام جو کنگ نے کہا ہی اور آپ سے وعدہ لیچکا ہے
مین نے آپ کو کسطرح سے زیر کیا ہی بادشاہ نے فرمایا حقیقت مین ہمکو سہمان نے زیر کیا ہی
لنعمان نے کہا کہ مجکو یقین نہین بادشاہ نے کہا کہ تم سچے ہو یا تمھارا بھائی سچ کہتا ہی لنعمان
نے کہا کہ یہ بات آپ نے دو طرح کی کہی صاف صاف فرمایئے بادشاہ نے فرمایا کہ سہمان سے
برابر کوئی نامرد نہوگا عیار کو بھیج کر مجھے منگایا اور اب یہ باتین بناتا ہی یہ سنکر سہمان بہت جھلایا
کہا کہ ای بادشاہ لشکر اسلام تمکو قضا لیکر آئی ہی فوراً قتل کرونگا ورنہ صاف صاف کہو بھائی
کے سامنے مجھے حقیر نہ کرو بادشاہ نے فرمایا کہ اگر نامرد کے ہاتھ سے قتل ہوے تو کیا افسوس ہی جو
تجھ سے ہوسکے قصور نکر سہمان اپنے مقام سے اٹھا تلوار کو جنبش دیتا ہوا لنعمان نے ہاتھ پکڑ لیا کہا

کہ اے برادر تم غصہ فرو کرو مین زیر کرکے اسکا غرور مٹا دونگا یہ کہکے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ انکے جسم سے قید دور کرے سہمان کہتا ہے کہ اے برادر یہ کیا کرتے ہو رہا ہونے کے بعد اس شیر کا گرفتار ہونا دشوار ہوگا نعمان نے کہا کہ اے بھائی کیون گھبراتے ہو مین اسکو زور سے زیر کرونگا جب آہنگر سامنے آئے اور چاہا کہ قید جسم سے دور کرین بادشاہ نے فرمایا اے نعمان آہنگرون کی کیا احتیاج ہے اگر وقت رہائی آگیا تو یہ قید آہن مثل تار عنکبوت ہے یہ فرماکے ہکہ مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی بیڑیان ٹوٹ ڈالین نعرہ کیا۔ نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من
گرمی بازار عشق از لعب خون بناست

بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من
باک ندارم ز دار چوب ستون منست

خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق
بشکنم این بند را وقت جنون منست

قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑکے پھینک دیا بغلون سے خون کے سرائے چلنے لگے نعمان لپٹ گیا دامن سے خون پاک کیا سہمان کو دیکھکر آواز دی کہ اے برادر تونے قوت کو اس جوان کی دیکھا کل فنون مین یہ وحید عصر ہے یہ کہکے بادشاہ کو ساتھ لایا برابر اپنے دنگل پر جگہ دی اور کہا کہ اے شہریار ایک مہینہ آرام فرمائیے بعد ایک مہینے کے مقابلہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا ایک مہینے کی کیا ضرورت ہے نعمان نے کہا کہ آپ قید خانے مین رہے کیا کیا صدمے سہے آرام فرمائیے جلدی کیا ہے کوئی تکلیف بندگان عالی کو نہ ہونچیگی بادشاہ نے فرمایا کہ جو طاقت خدا کی دی ہوئی ہے وہ ہر وقت موجود ہے فوراً طبل جنگی بجواؤ ہماری طرف سے بھی تمہین طبل جنگی بجواؤ نعمان نے ناچار ہوکر طبل جنگی بجوایا مگر بادشاہ کے لیے سامان عیش ونشاط مہیا کردیا گانیکین خوش گلو شراب وکباب کا چرچہ ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز جمع ہوے مگر بادشاہ فوراً دنگل سے کود ے نعمان کا ہاتھ پکڑا فرمایا کہ اے نعمان اٹھو جس فن کا تمکو امتحان منظور ہے مین حاضر ہون یہ کہکے ایسے طعن وتشنیع نعمان کو دیے کہ نعمان ناچار ہوکر اپنے مقام سے اٹھا اکھاڑے مین بھاندا بادشاہ نے آکر ہاتھ پکڑا سہمان کو بڑا تردد ہوا کہ بھائی صاحب نے بڑی جہالت کی نعمان وبادشاہ سے مقابلہ ہونے لگا بادشاہ نے ہاتھ گردن پر نعمان کی رکھا نعمان کا سر جھکنے لگا حیران ہے کہ دیکھون اس جوان سے کیا گذرے تڑپ تڑپ کر

لڑنے لگا بادشاہ اسکے زور سنبھال رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ فریاے تاجدار و
سلطان زرین بوعش و فولاد قزاق و ملک گلعذار و سرو شمشاد قد وغیرہ لشکر ساحران و
غیر ساحران لیکر آتے ہین فریانے جو دیکھا کہ ہمارے بادشاہ لڑ رہے ہین تلوار کھینچے ہوے
قریب آیا کہتا تھا کہ ای شہریار آپ جائیے مین اِس مغرور سے سمجھ لونگا سعد نے فرمایا کہ ای
برادر تم تماشا دیکھو حال کھل جائیگا یہ فرما کر جھک جھک کر لڑنے لگے سب دیکھ رہے ہین کہ جہان
بادشاہ پکڑ لاتے ہین دو دو گھڑی نہین نکلنے دیتے اور جب لغمان بادشاہ کو پکڑ لاتا ہی بادشاہ
مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے ہین پھر پھر لغمان اُلجھ اُلجھ کر لڑا آخر ایک مقام پر آواز دی
کہ ای شہریار ایک زور آخر کرتا ہون یا تو مین نے آپ کو زیر کیا یا خود زیر ہوا دونون
مونڈھے تھام کر سیلے مین بادشاہ کے سر اڑا اور ریل کر لے دوڑا بادشاہ دم کے بھر دیے
قدم کے شمار پر پیچھے ہٹتے چلے آئے ہین تو ین قدم پر لغمان نے بگہ مارا بایان گھٹنہ بادشاہ کا گیا
لغمان اوپر آکر چھایا کمر زیر مین ہاتھ ڈال کر ایسے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا اُسے بھی اُکھیڑ لیتا
مگر اُس کوہ وقار کے لنگر مین حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا اب بادشاہ اپنے مقام سے
اُٹھے دونون مونڈھے تھامے سینے مین سر دیکر لے دوڑے جبکہ اکیس قدم پر لا کر بگہ مارا کہ دونون
گھٹنے لغمان کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا کہ لنگر قائم کرون بادشاہ نے دونون ہاتھ ستون
کیے نعرہ شیرانہ کر کے زور کیا پہلے زور مین زمین چھڑائی دوسرے زور مین تا بہ سینہ لائے تیسرے
زور مین سر سے بلند کیا چاہا زمین پر مارون لغمان نے کہا کہ ای شہریار جسکو سر سے بلند کر گئے
ہین اُسکو زمین مذلت پر نہین گراتے مین تابعدار ہون بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا لغمان
قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ تابعدار ہون شکر ہی کہ مین نے ایسا آقا نامدار پایا مدت سے آپ
لوگون کے اوصاف سنتا تھا شکر ہی کہ آج رسائی حاصل ہوئی بادشاہ نے کلمہ زبان سے فرمایا
لغمان کلمہ طیب پڑھکر بصدق مسلمان ہوا سہمان سے پلٹ کر کہا کہ ای برادر تم بھی مسلمان
ہو اور اِس شہریار کی اطاعت کرو سہمان نے دست بعد کہا کہ ای برادر جسکی بیعت
کی مجھے اُسکی اطاعت مین کیا عذر ہی یہ کہکے بادشاہ کے قدمون سے لپٹ گیا بظاہر
مسلمان ہوا مگر دل مین یہ خیال ہی کہ کسی طرح بھائی کو سزا دون ان دونون کو گرفتار کرون

ظاہر میں بہت سے عذر کیے سہمان بھی پہلو میں آکر بیٹھا بیچ میں بادشاہ بیٹھے ہیں کہ دربار
بادشاہ بھی آنے لگے ثریا ے تاجدار تنتا ہوا آیا سہمان سے کہنے لگا کہ اے سہمان اگر تم
مسلمان نہو چکے ہوتے تو میں قیامت برپا کرتا بارگاہ میں دریاے خون بہا دیتا لیکن اب
تم مطیع اسلام ہوے برادر دینی ہو جو سردار آیا اسنے سہمان کو بنگاہ تند دیکھا سہمان
کانپ کر رہجاتا ہے آخر بادشاہ اس سردار کو بٹھا لیتے ہیں دو رہ سرداران نامی کا بند جابجا ہے ملکہ
گلعذار دس و شمشاد قد بھی آکر بیٹھیں فیروزہ نے عرض کی کہ حضور اب براے فتح طلسم
جائیں ایسا نہ ہو کہ حاکمان مرحلہ کچھ آفت برپا کریں بادشاہ نے فرمایا کہ کل صبح کو میں جاؤنگا
فیروزہ بن عمرو نے جلسہ آراستہ کیا ساقیان ماہرو و مطربان خوش گلو جمع ہوے نظم

ہر شجر سرسبز ہے کہتے ہیں آتی ہے بہار
رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہے بہار

مدتوں سے منتظر بیٹھے ہیں مشتاق چمن
دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہے بہار

رہتی ہیں فصل خزاں کی مدتوں تک گریاں
چار دن کے واسطے گلشن میں آتی ہے بہار

سبز کر دیتی ہے پتے سرخ کر دیتی ہے پھول
رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہے بہار

کوئی گل ہے سرخ کوئی زرد کوئی نیلگوں
دیکھیے چمن رنگ میں کچھ رنگ لاتی ہے بہار

جلوۂ گلشن دکھا کر بخشتی ہے راحتیں
کلفت رنج خزاں دل سے مٹاتی ہے بہار

حال ہو جاتا ہے ابتر رنگ عاشق کی طرح
سنتے ہی نام خزاں کچھ سہم جاتی ہے بہار

غیر ممکن ہے کہ چھوٹے بے ہنسائے صبح کو
رات بھر غنچوں کو کیا کیا گدگداتی ہے بہار

خندۂ گل کی صدائیں بے سبب آتی نہیں
جوش وحشت کے ہمیں مژدے سناتی ہے بہار

اپنے استقبال اول سے نہ کیونکر خوش رہے
پہلے سب سے باغ میں بلبل کو پاتی ہے بہار

بے ثباتی کا جو اپنی دھیان آتا ہے اسے
گل سے اور بلبل سے کیا آنکھیں چراتی ہے بہار

قالب معشوق ہے یہ بھی کسی کی ورنہ کیوں
آپ کو ہر چشم بینا سے چھپاتی ہے بہار

آدمی کو دیکھنا لازم ہے چشم غور سے
کب بھلا ہنستے ہیں غنچے مسکراتی ہے بہار

آمد فصل خزاں سے لطف رخصت ہے نسیم
چلیے اب سوے چمن بیٹھے ہیں جاتی ہے بہار

جلسۂ عیش و فرح آراستہ ہے مگر سہمان اس فکر میں ہے کہ بھائی صاحب نے غضب کیا کہ اسلام

شکار میرے ہاتھ سے چھڑوایا کوئی حیلہ پاؤن تو بادشاہ کا سر کاٹ کر لیجاؤن بادشاہ طلسم کیسے
خوش ہونگے کہ جب طلسم کشا لوح پا چکا تب اُسکو قتل کیا شب اسی جشن مین گذری دن بھی گذرا
شام کو ثریا نے تاجدار نے کہا کہ صاحبو جملہ سرداران صف شکن تیغزن جمع ہین طلسم کشا کی
حفاظت واجب و لازم ہو آج کی شب سب صاحب جاگین اور طلایہ دین سب سے پیشتر
سہمان یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ اپنے آقا کی حفاظت مین کرونگا بارگاہ شاہی پر میرا پہرا رہے
لغمان بھی ساتھ ہی اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ بھائی صاحب مین بھی آپکے ساتھ رہونگا ثریا نے
دونون کو گرد بارگاہ بادشاہ مقرر کیا اور آپ بازار تاجران مین گیا طلایہ پھرنے لگا سہمان
اس فکر مین ہو کہ لغمان کو کیونکر ہٹاؤن تو مین بارگاہ مین جاکر بادشاہ کو قتل کرون بڑے
اہتمام سے طلایہ پھر رہا ہے دمبدم روبروے بارگاہ آتا ہو لغمان کو دیکھ کر پھر جاتا ہو جب
زلف لیلاے شب کمر سے گذری تو سہمان نے لغمان سے کہا کہ ای برادر ثریا کی تو خبر لو
بازار تاجران مین تنہا ہو لغمان کا تو دل نہ چاہتا تھا لیکن سہمان کے کہنے سے مجبور ہوکے
گھوڑا بڑھایا طرف ثریا کے چلا سہمان نے تنہائی پائی گھوڑے سے اُترا سوارون کو ہٹا دیا
کہا پشت بارگاہ پہ جاؤ سوار اُس طرف گئے سہمان نے پردہ اُٹھایا دیکھا کہ بادشاہ غافل
سو رہے ہین تلوار کھینچ کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کے دیدۂ ظاہری بند ہین مگر دیدۂ
باطنی وا ہین اپنے والد نامدار کو عالم خواب مین دیکھا کہ سامنے کھڑے ہین سعد نے
سلام کیا برخوردار کہکے فرمایا کہ ای نور نظر لوح طلسمی تمنے حاصل کی مگر ایسے غافل سوتے ہو
ذرا ہوشیار ہو جاؤ سعد شہریار نے آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک جوان سیاہ پوش تیغ کا وار
کر چکا ہو بادشاہ نے اپنے کو چھپر کھٹ سے گرا دیا سہمان کی تلوار ران پہ بادشاہ کی پڑی
کہ تا باستخوان پہونچی بادشاہ خون مین نہا گئے بادشاہ نے نعرہ کیا کہ ای سردار سہمان مجکو
قتل کرتا ہو سہمان نے دوسرا ہاتھ مارا اپنے نزدیک کام تمام کر کے بھاگا لغمان راہ مین تھا
نعرۂ شاہ کی آواز سنکر پلٹا ثریا نے سامنے سے دیکھا کہ لغمان آتے آتے پلٹا پکار کر کہا کہ
ای برادر خیر تو ہے لغمان نے پلٹ کر آواز دی کہ جو مجکو خوف تھا وہی ہوا بادشاہ کے نعرے
کی آواز آئی کہ سہمان مجکو قتل کرتا ہو ثریا نے لغمان کے پیچھے گھوڑا بڑھایا مگر کلیجہ دھڑکتا ہوا کہ

پروردگار خیر کیجیو لقمان اُس وقت پہونچا کہ سہمان بارگاہ سے بادشاہ کی نکلا ہی گینڈے پر
تیغ خون چکان لیے ہوے سوار ہو رہا ہی لقمان نے للکارا سہمان بھاگا گینڈے کو مارتا ہوا
چلا لقمان اول بارگاہ مین آیا پردہ اُٹھا کے دیکھا کہ بادشاہ اسلام دریاے خون مین غوطہ
مار کر بیہوش پڑے ہین لقمان سمجھا کہ سہمان قتل کیے ہوے جاتا ہی پیچھے سہمان کے چلا سہمان
گینڈا بھگائے ہوے جاتا ہی مگر گینڈے پر قمچی مارتا ہی کہ کسی طرح نکل جاؤن لقمان نعرے
کرتا ہوا آتا ہی کہ او ملعون تو نے غضب کیا چراغ اسلام بجھا کر جاتا ہی کیا مین تجھے زندہ چھوڑونگا
تیرے قتل سے منھ موڑونگا سہمان بھاگا ہوا جاتا ہی جب جنگل مین پہونچا تو دیکھا کہ ایک بارگاہ
کلان استادہ ہی ہزارہا سوار و پیدل اُترے ہوے ہین سہمان نہایت ڈرا ہوا تھا اُسی لشکر کلان مین
داخل ہوا لقمان کی بھی آواز آئی کہ او بھگوڑے ٹھہر جا سہمان نے اور گینڈے کو مہمیز کیا دربارگاہ
پر پہونچا گھبرایا ہوا تھا مع گینڈے اندر آیا ایک پہلوان فیلتن کو مقام صدر پر پایا کہ ہتھیار
لگائے ہوے جھوم رہا ہی سہمان کو جو بدحواس پایا پوچھا کہ اے جوان خیر تو ہی کیون اسقدر
گھبرایا ہوا ہی سہمان دوڑ کر قدمون پر گر پڑا کہا کہ اے پہلوان دوران آپ سے فریاد لایا ہون آپکے
دامن مین چھپنے کو آیا ہون مجھکو دامن پناہ دیجیے ایک ظالم میرے تعاقب مین آتا ہی اُسکے
ہاتھ سے بچا لیجیے اُس پہلوان نے کہ نام اُسکا عفریت سرکش ہی پہلو مین دنگل تھا مچھ چڑھا لیا
کہا کہ اے برادر کسکی مجال ہی کہ تجھسے آنکھ ملا سکے یا تجھپر ہاتھ اُٹھا سکے عفریت سرکش میرا نام ہی
اگر بہرام فلک آوے تو اُسکا بھی منھ بگاڑ دون شیر فلک کو پچھاڑ دون مگر اپنا حال
بیان کر سہمان نے ذکر شروع کیا ہی ابھی تمام و کمال کہنے نہین پایا ہی کہ لقمان آکے پہونچا
دنگل پر جو بیٹھے ہوے بھائی کو دیکھا آگ ہوگیا للکار کر آواز دی کہ او نامرد کہان آکے چھپا
ہی سوتے مین اُس شیر کو قتل کرکے آیا ہی اُسکے رفیق تجھکو زندہ نہ چھوڑینگے ہم تو سامنے آ
ٹھہرا کر سہمان نے کہا کہ اے پہلوان دوران یہی میرا دشمن ہی اسکو قتل کیجیے عفریت اپنے مقام
سے اُٹھا لقمان سے کہا کہ مین نے اسکو دامن پناہ دیا ہی اب اسپر ہاتھ نہ اُٹھا لقمان نے کہا کہ
نامرد ہی پہلے اپنے آقا کی اطاعت کی پھر سوتے مین اُنکو قتل کرکے بھاگا مین بے قتل کیے اسکو
نہ چھوڑونگا یہ کہکے چاہا جھپٹ کر سہمان کو پکڑ لون کھینچتا ہوا لشکر مین لیجاؤن عفریت سرکش نے ہاتھ

تلوار کا نعمان پر مارا نعمان غفلت مین تھا سر زخمی ہوا مگر نعمان جری و بہادر ہی لپٹ پڑا لیکن
زخم سر کھلا ہوا ہی خون بہہ رہا ہی عفریت نعمان کو لے دوڑا چکر جو نعمان کو آیا لہرا کر گرا اور
بیہوش ہو گیا عفریت نے چھوڑ دیا غرور مین کہا کہ اس صید زبون کو سامنے سے اٹھا لیجاؤ
سہمان کہتا ہی کہ ایک ہاتھ تلوار کا اور مار دیجیے اسیر عفریت بگڑتا ہی کہتا ہی کہ تو بڑا نامرد ہی کوئی
صید زبون پر ہاتھ ڈالتا ہی مگر ثریا ے تاجدار جو دربارگاہ شاہی پر پہونچا خدمتگارون کی
زبانی سنا کہ سہمان بادشاہ کو قتل کر گیا ثریا کے دماغ سے دھوان نکلا قہر و غضب مین طرف
صحرا کے چلا اسی لشکر مین آیا لشکر مین ہنگامہ ہو رہا ہی کہ ایک جوان آیا تھا بڑی اپنی جرأت کا
دعوی تھا ہمارے آقا نے اسکو زخمی کر کے ڈال دیا ثریا یہ ذکر سنتا ہوا دربارگاہ پر پہونچا سہمان کی
صدا سنکر اندر بارگاہ کے جانے لگا درگہ سالار نے روکا کہا کہ تم کون ہو کہ جو بے تکلف بارگاہ مین
ہمارے آقا کی جاتے ہو ثریا نے کہا کہ ہمارا گنہگار اس بارگاہ مین ہی اُسے جا کر سزا دینگے یہ کہکے
ثریا چلا درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا ثریا نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور غصہ مین کانپنے لگا
ایک طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا کہ سر ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین پہونچا عفریت نے کہا کہ
ارے درگہ سالار کو کس نے مارا سہمان نے کہا کہ اس جوان کے ایسے ہی افسر مین کوئی افسر آگیا
کہ ثریا نے سامنے آکر نعرہ کیا کہ او سہمان بے ایمان تو نے غضب کیا کہ چراغ لشکر گل کر دیا
نعمان کو جو بیہوش دیکھا طرف سہمان کے چلا عفریت نے وہی کلمہ کہا کہ یہ میرے دامن پناہ
مین ہی اسیر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تیرا بھی یہی حال کرونگا ثریا نے کہا کہ سامنے آؤ جرأت دکھاؤ عفریت
بڑھا ہاتھ تلوار کا ثریا پر مارا ثریا نے بیخوف کلائی پر ہاتھ ڈالدیا عفریت لپٹ پڑا آپس مین
کشتی ہونے لگی اگر عفریت پانچ قدم ریل کر لیجاتا ہی تو ثریا دس قدم لیجاتا ہی عفریت اپنی
جان سے تنگ ہو رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ بڑے زبردست سے مقابلہ پڑا ہی دیکھیے کیونکر جان
بچے چاہتا ہی کہ پیچ کرون ثریا کا ہاتھ توڑ پر جاتا ہی عفریت دنگ ہو جاتا ہی یہان بادشاہ
جمجاہ کو سردارون نے آکر ہوشیار کیا کمیدان و رسالہ دارون نے آکر زخم باندھا بادشاہ نے
کہا ثریا و نعمان کہان ہین سردارون نے عرض کی کہ اُسی بیحیا کے تعاقب مین گئے ہین
بادشاہ نے فرمایا کہ مرکب لاؤ مین اپنے سردارون کی جستجو مین جاؤنگا سلطان زرین پوش

قدمون پر گر پڑا کہا کہ حضور زخمی ہین غلام جا کے خبر لاتا ہی کہ فیروزہ نے آکر عرض کی کہ خبر لایا
عفریت سرکش ایک پہلوان ہی کہ اس صحرا مین اترا ہوا ہی سہمان وہان پہونچا دامن پناہ
اُسنے دیا لقمان وہان جاکر زخمی ہوا بیہوش پڑا ہی ثریا جاکر اس سے لپٹ پڑا آپس مین کشتی
ہو رہی ہی مگر ثریا غالب معلوم ہوتا ہی بادشاہ یہ خبر سُنکر فوراً پشت مرکب پر سوار ہوے
پیچھے بادشاہ کے سلطان زرین پوش سلطان کے بعد فولاد قزاق جادوگرنیون نے
ارادہ کیا تھا مگر بادشاہ نے منع کیا کہ کوئی ساحر میرے ساتھ نہ آئے ساحرون کے بغیر ساحر چلے
اُسوقت بادشاہ پہونچے کہ یہان جب پہلوانان عفریت نے دیکھا کہ ہمارا افسر حقیر ہو رہا ہی
اپنے مقام سے تلوارین ٹیک کر اُٹھے کہتے ہوے کہ یارو اس گستاخ کو مار لو اسنے
دو نگہ سالار کو مارا اب ہمارے آقا سے لڑ رہا ہی ایک ایک وار کرکے سر اسکا کاٹ لو چالیس
پہلوان تلوارین کھینچ کر اُٹھے جاتے ہین کہ ثریا کا سر کاٹ لین ثریا نے کہا کہ ای عفریت
یہ کیا صورت ہی یہ کیسی جرأت ہی انکو منع کر جب مین تجھ سے مہلت پاؤنگا تو انسے بھی موجود ہون
عفریت نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ میرا کہنا بھی نہ مانو ایک ایک وار کر دو ایک جوان کہ سب مین
قد و قامت اُسکا بڑا تھا اُسنے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا ثریا نے مونڈھے پکڑ کے عفریت کو
سامنے کر دیا آب زیر شکم عفریت جیسا اُس جوان کی تلوار شانے پر عفریت کے پڑی کہ شانہ
عفریت کا نشانہ ہوا عفریت نے جھلا کر آواز دی کہ او نمک حرام دیکھ تو میرا شانہ کٹا یون ہی
وار کرتے ہین وہ پھر تلوار جھکاتا ہوا چلا ثریا نے عفریت کو چھوڑا اُس جوان کی تلوار پر ہاتھ
ڈال دیا تلوار چھین کر ایک طمانچہ مارا کہ وہ جوان گرا ثریا نے اُسی کی تلوار سے اُسکو قتل
کیا اب اور سب جوان ثریا پر آ پڑے ثریا اُنسے لڑنے لگا اس ہنگامہ مین لقمان کو بھی
ہوش آیا ہر چند کہ سر اسکا بھی زخمی ہی مگر تلوار ٹیک کر اُٹھا یہ دونون جوان اُن چالیسون سے
لڑنے لگے عفریت نے کل اہل دربار کو اشارہ کیا سب نے ان دونون پر بلوہ کیا ثریا نے
کئی جوانون کو مار ڈالا سہمان ایک گوشے مین کھڑا یہ معرکہ دیکھ رہا ہی لیکن ان دونون
کو زندگی سے یاس ہے لڑ رہے ہین کوئی نیزہ کوئی تلوار مارتا ہی ثریا نے دل کو طرف خدا
کے رجوع کیا پکار رہا ہی کہ ای خالق انس و جان و ای رب دو جہان اس کشاکش سے نجات

دے ہمکو ان ظالمون سے بچا لے نظم

تو جلوہ میدہی اے صانع اکبر ز ہر صنعت	تو ظاہر میشوی دی کاتب قدرت ز ہر صورت
تو می بخشی بکز وران توان و طاقت و قوت	تو نیازی بہ بیدولت عطا گنجینۂ دولت
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن	توئی ناظر بہر خلوت توئی حاضر بہر جلوت
توئی محبوب ہر عاشق توئی مطلوب ہر طالب	توئی معبود ہر مذہب توئی مقصود ہر ملت
ترا خوانند ترا دانند ترا خواہد ترا جوید	ترا سجدہ کند ہر جبہہ بر خاک عبودیت
تو بخشیدی بہ بندی طبع موزون سینۂ روشن	تو بنہادی برین عاجز ترین بندگان منت

یہ قرار ہو کر جو ثریا نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دربار گاہ ربلٹ ہو اعفریت نے کہا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی ملازم نے عرض کی بادشاہ آ گئے رفیق بھی انکے ساتھ ہین آپکے ملازمون نے انکو در بارگاہ پر روکا ہی مگر وہ شیر بیشۂ جرأت و یکتا ز میدان جلالت ہین کئی سو جوان مار کر ڈال دیے در بارگاہ پر دریا خون کا بہ رہا ہی عفریت کو یہ سنکر سناٹا آگیا یکا یک پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شجاعت افروز جانداری چند رفیق ساتھ تیغۂ قمقام سے پیہم قطرات خون کے ٹپکتے ہوے ظاہر ہوے دور سے جو اپنے رفیقون کو گرے ہوے دیکھا و ہین سے ایک نعرہ کیا کہ باشیدی کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا۔ نعرۂ بادشاہ جمجاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاوس و جم	اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
زگاو زمین بیخ و بن بر کنم	شہنشاہ ذیجاہ باعدل و داد	منم نور عینین شاہ قباد

یہ ثریا نے گھبرا نا مین آ پہونچا ماشاء اللہ کس لطف سے جنگ کر رہے ہو ثریا نے جو بادشاہ کو دیکھا جامے جنگ کر رہتے لگا جسپر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے جو سہمان کو دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا پکار کر کہا او مکار کہان جاتا ہی تماشا دیکھ رہا ہی ارے عفریت تو نے جس نامرد کو دامن پناہ دیا دیکھ کتنے کشتے لوٹ رہے ہین یہ فرماتے ہوے گھوڑے سے کود ے فولاد قزاق وسلطان زرین پوش شمشیر زنی کرتے ہوے بڑھے بادشاہ قریب سہمان کے پہونچے سہمان نے دیکھا کہ ران پر زخم ہی پٹی جو کھل گئی ہی قطرات خون بہ رہے ہین مگر بدستور رستانہ ہین سہمان نے ہاتھ تلوار کا

مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا تلوار روک کر اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر خبردار خرداد ا
کھکا ہاتھ مارا سہمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر برق شمشیر نے ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دے
سپر کاٹ کر تلوار جو گری یا تو سپر پر چلی تھی یا زمین کو تلوار نے بوسہ دیا سہمان کے دو ٹکڑے ہوگئے
عفریت نے جو دیکھا کہ میرا مہمان مارا گیا پکار کر آواز دی کہ اے بادشاہ اسلام تم نے بڑا ستم کیا کہ
میں نے جسکو پناہ دیا اُسکو میرے سامنے مارا بدولت کو بہت ناگوار ہوا تمھاری جوانی پر
رحم آتا ہے بہتر یہ ہے کہ قدموں کو بوسہ دو شاید خطا معاف کر دوں ورنہ تمسے خفا ہے فاش
ہوئی بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بموجب مضمون مصرع ؎ جواب جاہلان باشد خموشی * سوچ کر
کچھ نہ کہا عفریت سمجھا کہ مجھ سے ڈر گئے جواب بھی بات کا نہ دے سکے خبردار خرداد کہ کے ہاتھ تلوار
کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا جواب میں ہاتھ مارا سپر کو کاٹ کر تلوار نے زمین کو
بوسہ دیا غریو ہوا کہ عفریت مارا گیا لڑائی میں کمی ہوئی مزاجوں میں برہمی ہوئی بادشاہ نے
ستون بارگاہ پر ہاتھ ڈالا ہلکے مارا کہ ستون بارگاہ لہرایا بادشاہ نے چھوڑ دیا بارگاہ لہرا کر گری
کئی ہزار جوان دبے بادشاہ نے اپنے رفیقوں پر سایہ تلوار کا کیا سب کو ساتھ لیکے نکلے
ملازمان عفریت نے جو دیکھا کہ اب فوج کا تار بندھ گیا ہمراہیان سلطان آئے فولاد
قزاق کے قزاق بڑے زور و شور سے آگر گرے قزاقوں کی لڑائی تیروں کی بوچھار کی
نیزے ہانتے ہوئے آپڑے فوج عفریت کے ستھراؤ کر دیے لاشوں سے میدان بھر دیے
آخر افسران فوج عفریت رومال سے ہاتھ باندھ کر فریاد کرتے ہوئے سامنے آئے بعض
گھانس منھ میں دبائے کہ ہم لوگ بہت ناچار ہیں بے افسر و بے سردار ہیں بادشاہ نے
ہاتھ روکا تیس ہزار جوان دائرۂ اسلام میں آئے بادشاہ نے کہا کہ آج اسی مقام پر آرام کرینگے
بارگاہ زر بفتی عفریت کی استادہ ہوئی اُسمیں سب سردار آئے زخم دوزیاں ہونے لگیں
بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا سب سردار تو آئے مگر ثریا سے تاجدار کو نہ پایا فیروزہ بن عمرو
کو بلا کر پوچھا کہ اے فیروزہ دریافت تو کرو ثریا سے تاجدار کہاں ہے آوے اُسکی بھی
زخم دوزی کرائیں اُسنے آج بڑا شیرانہ کام کیا بڑے لطف سے جنگ کی فیروزہ گیا
تھوڑی ہی دیر میں آیا مگر آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے عرض کی کہ اے شہریار ہر کارے

کہ جو ہر وقت اسی کام پر مامور ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ اُس وقت تک ثریا یہان موجود
تھا جب حضور نے سہمان و عفریت کو قتل کیا اور بارگاہ گرائی تھی جب آپ باہر آگئے ہیں
تب ثریا غائب ہوا ہرکارے عرض کرتے ہیں کہ ثریا نے ایک پہلوان کو مارا اُس پہلوان
کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا جب روشنی ہوئی تب ثریا کو نہ پایا ہرکارے کہتے ہیں ہمنے جستجو
کی جابجا ڈھونڈھا اُس شیر کو اُس بیشے میں نہ پایا بادشاہ نے یہ خبر سنکر ہاتھ پر ہاتھ مارا فرمایا کہ اے
فیروزہ یہ کسی جادوگر کا کام ہی کہ اُس شیر کو اُٹھا لے گیا میں بدون ملاقات ثریا یہان سے
قدم نہ بڑھاؤنگا نہ برائے فتح مرحلہ جات جاؤنگا فیروزہ نے کہا کہ یہ نہ ارشاد فرمایئے آپ
لوح کو دیکھیے بموجب حکم لوح برائے فتح مرحلہ جات جایئے کیا عجب ہی کہ کسی مرحلے پر ثریا ملے
کسی ساحر کا اسطرف گذر ہوا افراعلی اُسکو جا نکرلے گیا تلاش حضور پر موقوف ہے ملازمان
عفریت سے تحقیقات فرمایئے کیا عجب ہی کہ اُس شیر سے ملاقات ہو بادشاہ نے اُسی وقت
ملازمان عفریت کو بلایا اُنسے دریافت کیا اُنھون نے بیان کیا کہ اس صحرا میں جو عفریت
نے لشکر اُتارا اُسکا باعث یہ تھا کہ سنگ انداز جادو اس پہاڑ پر رہتا ہی اُس سے عفریت
سے بڑی ملاقات ہی اُسنے لکھا تھا کہ دوچار دن یہان اُتریے ہم آپ کی دعوت کرینگے اور
ایک شی ایسی بنا دینگے کہ بروقت جنگ کام آیگی ہر شخص پر غالب ہوگی اس امید پر عفریت
یہان اُترا ہوا تھا کہ یہ معرکہ درپیش ہوا انجام حکم سنگ انداز نہ ہونے پایا کیا عجب ہی کہ مارا جانا
عفریت کا اُسکو ناگوار ہوا ہو تمنے یہ بے ادبی کی ہو بالاے کوہ کسی کو بھیجیے دریافت ہو جائے
کہ سنگ انداز ہی یا نہیں ملازمان شاہی بر بالاے کوہ گئے دیکھا کہ سنگ انداز جادو
بالاے کوہ دیوانہ وار و وحشی مثال یہ اشعار عبرت آثار پڑھتا پھرتا ہی۔ نظم

کردے خبر اس خانہ برانداز سے کوئی	روتا ہی یہان درد کی آواز سے کوئی
کیا جان یہ کھیلے گا اس انداز سے کوئی	ان کھیلون کو سیکھے ترے جانباز سے کوئی
کٹتی ہی شب ہجر کہ تجھ سا بھی نہ ہوگا	غافل فلک تفرقہ پرداز سے کوئی
اللہ رے غمزے ترے اے موت شب ہجر	معشوق بھی آتا نہیں اس ناز سے کوئی
کچھ تھے دم عیسی مین ترے طرز سخن بھی	زندہ نہ ہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی

جو دل میں ہے اُس سے نہ ہوئی آنکھ بھی محرم
کچھ اپنی خبر رکھتے نہیں بے خبر عشق
کیا دہشت صیاد ہے مرغان چمن کو
دم گھٹ کے نکل جائے مگر آہ نہ نکلے
دینا نہ جواب ارنی یار سر طور
کاٹا ہے پر دن کو ترے صیاد نے کیونکہ
سمجھا ہے جو قاتل سے کرے خون کا دعوے
رکھتے ہیں جلال ایک رخ منظر شوق

یوں راز چھپاتا نہیں ہمراز سے کوئی
انجام سے واقف ہے نہ آغاز سے کوئی
روتا نہیں شبنم صفت آواز سے کوئی
ڈرتا نہیں یوں عشق میں غماز سے کوئی
پہچان نہ جائے کہیں آواز سے کوئی
پوچھے یہ ستم حسرت پرواز سے کوئی
کشتہ ہوا شوخی سے کوئی ناز سے کوئی
نکلتا نہیں منزل میں تک و تاز سے کوئی

آگے ہرکاروں نے فیروزہ سے یہ خبر کہی کہ سنگ انداز جادو دیوانہ وار پہاڑ پر پھرتا ہے فیروزہ نے کہا کہ میں پہاڑ پر جاکر دریافت کرتا ہوں ایک ساحر کی شکل بنکر پہاڑ پر آیا دیکھا سنگ انداز جادو اُسی حال میں ہے پکار کر پوچھا ای بندۂ مقبول خداوند ہفت پیکر قدرت نے تمہارا مزاج پوچھا ہے مجھ سے بیان کرو میں اُسکا علاج کردوں مژدۂ علاج سنکر سنگ انداز قریب آیا کہا کہ ای برادر قدرت کی عنایت کا کیا شکر یہ عرض کر سکتا ہوں زوجہ میری گلگون قبا حسن و جمال میں یکتا اُس پہاڑ پر اُسکو ساتھ لیکر عیش کرتا تھا وہ میری طالب میں اُسکا طالب بڑے لطف سے گذرتی تھی جس وقت سے زیر کوہ لڑائی شروع ہوئی وہ بھی تماشا دیکھنے گئی جسوقت عفریت مارا گیا اُسوقت سے اُسکو پھر میں نے نہ دیکھا اُسکی جدائی میں بیقرار ہوں فیروزہ نے کہا کہ نہ گھبراؤ زوجہ تمہاری تمھیں ملیگی اس مژدے کو سنکر سنگ انداز بہت خوش ہوا فیروزہ نے کہا کہ جاکر قصر میں بیٹھو باہر یہ باتیں اچھی نہیں سنگ انداز اپنے قصر میں گیا فیروزہ خدمت شاہ میں آیا تمام کیفیت بیان کی اور عرض کی کہ حضور برای فتح مرحلہ جات جائیں کیا عجب ہے کہ اُسی ضمن میں یہ ملے بادشاہ اُٹھے گلعذار نے دست بستہ عرض کی کہ کنیز ضرور ساتھ رہیگی بادشاہ نے فرمایا کہ ای گلعذار یہ مقدمۂ طلسم ہے کوئی کسی کے ساتھ نہیں رہتا گلعذار نے کہا کہ میں الگ سے آؤنگی بادشاہ نے کہا کہ اختیار ہے سب لشکر کو چھوڑکر صحرا میں آئے فیروزہ دور سے دیکھ رہا ہے کہ بادشاہ نے لوح ملاحظہ کی حکم نکلا کہ حال اُسکا

آگے ظاہر ہوگا بادشاہ نے بیٹھ کر ایک اسم پڑھا آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر قوی الجثہ زمین
پر آیا قصد کیا کہ بادشاہ کی کمر میں منقار دیکر لے اُڑے ون بادشاہ نے حلقہ کمند مارے شکل طائر کا
زمین سے آشنا ہوا بادشاہ جست کر کے پشت پر سوار ہوے لوح کو دیکھ کر فرمایا کہ ای طیران جنی
مجکو باغ مراد تک پہونچا دے طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ ای شہریار میں آپ کو تا باغ
مراد پہونچاؤنگا مگر میری رہائی کا خیال رہے بادشاہ نے اقرار کیا بادشاہ کو لیکر اُڑا برابر کہکشان
فلک کے پہونچا اب مائل بہ پستی ہوا سامنے ایک باغ دکھائی دیا نہایت آراستہ گلہاے
رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون شاخوں پر طائر بلبلیں ببلوے گل میں زمزمہ سرائی کر رہی تھین
طیران جنی نے بادشاہ کو لاکر گوشۂ باغ میں اُتارا مثل انسان کے عرض کی کہ ای شہریار اب آپ
باغ میں جائیں غلام رخصت ہوتا ہے وقت پر حاضر ہوگا یہ کہکے طائر اُڑ گیا بادشاہ اسلام
سیر کرتے ہوے باغ کی چلے چند روشیں طے کی تھیں کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار اپنے
ملازموں کی فکر کیجیے بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ثریاے تاجدار مسلسل و مطوق سایے میں
ایک نخل کے کھڑا رو رہا ہے بادشاہ نے جو اپنے رفیق کو دیکھا بیقرار ہوگئے یہ فرماتے ہوے دوڑے
کہ ای یار وفادار تجکو کسنے مسلسل کیا ثریا نے عرض کی کہ گلگون قبا زوجۂ سنگ انداز مجکو یہاں
اُٹھا لائی طالب وصل تھی میں نے قبول نہ کیا مجکو قید کر کے چلی گئی یقین ہے آتی ہوگی یہ ذکر
تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم گلگون قبا ای شخص تو کون ہے جو میرے معشوق سے باتیں
کر رہا ہے ثریاے تاجدار نے کہا حضور ہوشیار ہو جائیں بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان میں پیوست کیا سینۂ پر کینہ کو تاک کر مارا تو وہ پشت کو توڑ کے
پار گذرا وہ ساحرہ گری بجاے خون کے جسم سے آگ نکلنے لگی لاشہ جل کر خاک ہوا آواز آئی
کشتی مرا نام میں گلگون قبا ے جادو بود قید ثریا کی کٹ کر گری ثریا قید سے رہا ہوا قدموں
کو بوسہ دیا عرض کی کہ ای شاہ آپ نے بڑا کام کیا کہ اس مکارہ کو مارا بارہ دری میں تشریف لیچلیے
اب اس باغ پر آپ کا قبضہ ہوا بادشاہ ثریا کو ساتھ لیکر بارہ دری میں آئے بادشاہ مسند پر
بیٹھے ثریا نے ایک الماری کھولی گلابی شراب کی اور جام بلورین نکالا جام لبریز کر کے سامنے
بادشاہ کے لایا کہا حضور اسے نوش فرمائیں کہ غلام کو تسکین ہو حضور نے بڑی شفقت سے اُٹھا لیا بادشاہ

نے چاہا کہ جام پیوں ایک آواز کان میں آئی کہ زنہار شراب نہ نوش کیجیے گا پلانے والا دوست
نہیں بلکہ دشمن رہزن ہی اگر ایک قطرہ اس شراب کا حلق سے اترا لوح قبضے سے نکل جائیگی
بادشاہ نے لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ یہی شراب سر پر ثریا کے ڈالدو بادشاہ نے اشارہ کرکے
ثریا کو قریب بلایا ثریا ہاتھ جوڑے ہوے قریب آیا کہتا ہوا کہ غلام رفیق قدیم ہو ذرا غلام کا
خیال رکھیے بادشاہ لوح میں حکم پا چکے ہیں اچھالکے شراب پھینک ماری قطرہ شراب کا جو جسم
ثریا کے پڑا شعلۂ آتش نکلا ثریا جلنے لگا ہر عضو سے جسم کے شعلۂ آتش نکلنے لگے تھوڑے عرصے
میں جل کر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من فتنہ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب
بحصول نرسیدیم سارا باغ بھی جل کر خاک ہوا دیکھا بادشاہ نے صحراے ویران سنسان کف دست
میدان ہو سامنے سے طیران جنی آیا عرض کی کہ حضور نے غضب کیا تھا اگر ایک قطرہ بھی حلق سے
اترتا لوح قبضے سے نکل جاتی اب حضور صحراے زنگبار میں چلیں ایسا نہ ہو کہ بادشاہ زنگیان آپکی
تلاش کرتا ہوا یہاں آجائے جو کوئی نیا شخص آپ کے سامنے آئے بدون ملاحظہ لوح کلام نہ کیجیے
بادشاہ سے ایسی باتیں کہکر طیران زمین پر گرا وہیں طائر کی شکل بنکر تیار ہوا بادشاہ پشت پر سوار
ہوے طائر اڑتا ہوا چلا ایک صحرا میں بادشاہ کو اتارا کہ مثل شب تیجر سیاہ ہو رہا ہی پارۂ ظلمات
یا بخت سیاہ دشمن سے مثال دود ہوا گرم چل رہی ہی ہر شاخ نخل مثل شمع کافوری جل رہی ہی
چمن باغ سیاہ شاخوں پر کاؤں کاؤں کر رہے ہیں بادشاہ کو جو ان زاغوں نے دیکھا شاخوں
سے اڑے غل مچانے لگے آوازیں انکی ہیبتناک کہ یکایک صحرا سے گرد اٹھی ایک زنگی سیاہ رو
بدخو تخت پر سوار پشت پر بارہ ہزار زنگیان آدمخوار بادشاہ کو دیکھ کر آواز دی کہ قاتل ساحران
کو مارو اب مہلت نہ دو وہ سب زنگی بادشاہ پر تلواریں کھینچ کر آپڑے بادشاہ انسے لڑنے لگے
جس کو ہاتھ مارتے ہیں لاشہ اسکا زمین پر گرتا ہی پھر زندہ ہو کر لڑنے لگتا ہی جب عرصے تک بادشاہ
لڑے اور کوئی لاشہ زمین پر نہ پایا لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بادشاہ زنگیان تک اپنے کو
پہونچاؤ بادشاہ جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب تخت کے پہونچے وہ زنگی بھی تخت سے کودا ہاتھ
تلوار کا مارا بادشاہ نے لوح چمکا دی جسم میں آتش زنگی کے آگ لگی تمام زنگی جل کر خاک ہوے جب
روشنی ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شہنشاہ زنگیان بود بادشاہ نے دیکھا وہ صحرا نہیں ہی

بلکہ صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی درختون پر طائران نغمہ سرا تعریف باغبان قضا و قدر کر رہے
ہین بادشاہ کو دیکھکر اُڑے بالاے آسمان پہونچے صدائین مختلف دینے لگے قضاے کار جبار
آتشخوار بادشاہ طلسم مذکور تخت پر بیٹھا ہی کہ بیرا شہ لیکر اُس زنگی کا سامنے آئے کہا کہ اے شہنشاہ
یہ آپکا خیر خواہ مارا گیا بارہ ہزار اہل فوج کام آئے یہ سنکر جبار گھبرا گیا رفیق و شفیق جمع ہین پکار کے
آواز دی کہ یارو اب طلسم کشا صحراے فرح افزا مین پہونچا ہوگا وہان قیدخانہ بھی ملیگا تم مین
کوئی ایسا ہی کہ جاکر طلسم کشا کو روکے قلعۂ طلسمی تک نہ آنے دے سرہنگ آتشخوار ایک ساحر
بیٹھا ہی صورت ہیبتناک نہایت جست و چالاک اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ اے شاہ ابھی جاکر قیدخانہ
پر طلسم کشا کو لیتا ہون یہ کہکے اکیلا چلا تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ جبار نے دیکھا تمام
ابر نارنجی پیدا ہوا جبار نے کہا کہ دختر سرہنگ آتی ہی وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا تخت پر
ایک نازنین لباس فاخرہ زیب جسم غنچہ دہن رشک چمن سیمتن آکر پہونچی جبار کو سلام کیا جبار
نے ہنسکر کہا کہ اے محبوب کہان سے آتی ہو اُسنے ہنسکر کہا کہ مین نے سنا ہی باپ میرا برسے گرفتاری
طلسم کشا گیا ہی مین بھی جاکر باپ کی شرکت کرون جبار نے کہا کہ اے محبوب نارنجی وش طلسم کشا
نہایت حسین ہی تمھارا حسن بھی آجکل زور پر ہی ایسا نہ کرنا کہ طلسم کشا کو پسند کرو محبوب نے کہا کہ
حضور آگاہ نہین ہین میرے باغ مین مردانے پھول کا نام نہین جوان کنیز کو نہین رکھا آٹھ پہر حصول
علم کا چرچا رہتا ہی یہ کہکے محبوب چلی ادھر بادشاہ صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ سامنے
ایک پہاڑ ہی پہاڑ کے آگے ایک قصر بنا ہی اُس قصر مین قفل لگا ہی بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ
پایا کہ یہی زندان طلسم ہی بادشاہ نے جاکر قفل کاٹا دروازہ کھولکر اندر آئے دیکھا کہ بارہ ہزار
جوان شاہزادے و وزیرزادے قیدخانے مین بیٹھے ہین لیکن انہین مین کہہ رہے ہین کہ آج
زنگی نہین آئے صورت فرحت دکھائی دیتی ہی بادشاہ نے اُن سب سے ملاقات کی سب کو قید
سے رہا کیا کہ ایک طرف سے آواز کراہنے کی آئی بادشاہ نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ثریا بے چادر
مسلسل و مطوق ایک مقام پر بیٹھا ہی مگر طوق گلے مین ایسا بھاری ہی کہ سر جھکائے ہوے کراہ رہی ہی
بادشاہ جھپٹکر پاس ثریا کے آئے ثریا نے اشارہ کیا کہ پہلے طوق گلوگیر کاٹیے کہ جان بچنے کی
صورت ہو بادشاہ نے طوق گلے سے نکالا زنجیرین کاٹین بادشاہ نے پوچھا کہ اے ثریا تمھین یہان

کون لایا ثریا نے عرض کی زوجۂ سنگ انداز یعنی گلگون قبا مجھپر عاشق ہوکر اُٹھا لائی جب مجھسے
طالب وصل ہوئی غلام نے کہ صحبت حضور مین رہچکا ہی انکار کیا اُسنے لاکر یہان قید کر دیا رات کو اپنی
صحبت مین بلاتی ہی طالب وصل ہوتی ہی مین کلمات سخت کہتا ہون اُسنے قید سخت مین رکھا ہی
غلام کے کلیجے مین درد ہو رہا ہی یہ اُسنے کہا تھا کہ جب تجھکو کوئی رہا کریگا تو تو تڑپ کر مر جائیگا وہی
علامت شروع ہوئی ذرا لوح مجھے دیجیے کہ مین قلب سے مس کرون بادشاہ نے فوراً لوح گلے سے
اُتاری ہاتھ مین ثریا کے دی ثریا نے لوح لیکر سینے پر رکھی کہا حضور ذرا منھ پھیر لین جیسے ہی بادشاہ
نے منھ پھیرا ایک صدائے ہیبتناک آئی کہ او طلسم کشا منم سرہنگ آتشخوار دیکھ یون لوح طلسمی
لے لیتے ہین اب بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ثریاے تاجدار نہین ہی ایک ساحر مہیب الشکل عجیب
غریب لوح کو رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھ رہا ہی پھر ایک آواز دی کہ بادشاہ بھی گرے
ہر گوشے سے ساحر پیدا ہونے لگے بارہ ہزار ساحر آکر جمع ہوگئے اُن سب تاجدارون کو پھر قید کیا
اور حکم کہا کہ بارگاہ استادہ کرو بارگاہ استادہ ہوئی سرہنگ آکر تخت پر بیٹھا بادشاہ کو مسلسل و مطوق
کیا سامنے بادشاہ بیٹھے ہین سرہنگ آتشخوار غرور کر رہا ہی کہتا ہی کہ مین نے آج وہ کام کیا
کہ کل اہل طلسم کی جان بچائی اگر مین دخل نہ دیتا تو اب طلسم کشا قلعۂ طلسمی پر پہونچتا بادشاہ
اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچتے آخر اس بد دولت نے دخل دیا کس لطف سے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا مین
جانتا تھا کہ ثریاے تاجدار سے طلسم کشا محبت قلبی رکھتا ہی اسی کے نام سے گرفتار ہوگا مین نے
اسکو گرفتار کرکے الگ بٹھا دیا آپ قید مین کر بیٹھا تب طلسم کشا نے ہمکو کھایا اب سر کاٹ لیجاؤن
یا زندہ لیجاؤن تم سب کی کیا صلاح ہی سب کہرہے ہین طلسم کشا کا زندہ رکھنا مناسب نہین
سرہنگ نے اب جلاد کو طلب کیا ہی جلاد آکر بیٹھا گردن پر بادشاہ کی کوئلے کا خط دیا اور
تشنگمین لگا رہا ہی بادشاہ نے جو یہ حال اپنا دیکھا اپنے خدا سے رجوع کی بے اختیار ہوکے
پکار اُٹھے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا غریب کر بیقرار ہوکر جو بادشاہ نے دعا کی
تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ابر نارنجی آسمان پر چمکا سرہنگ نے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین رفیق
کھڑے ہوگئے وہ ابر پھٹا ملکہ محبوب نارنجی پوش تخت سے اُترین باپ کو سلام کیا باپ
نے پہلو مین تخت پر بٹھا لیا کہا کہ ای نور نظر آج مین نے وہ کام کیا کہ اگر بادشاہ طلسم مجکو

سلطنت دیدے تو بھی کچھ حقیقت نہین ہین نے وہ کار نمایان کیا کہ آکر طلسم کشا کو گرفتار کیا محبوب
نے پوچھا کہ طلسم کشا کہان ہی سرہنگ نے کہا کہ وہ بیٹھا ہی جلاد قتل کیا چاہتا ہی محبوب نے
سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان رستم خصال وسہراب جلال حسین وجمیل مردان عالم کا کفیل بال
چہرے پہ پریشان صاف ثابت ہوتا ہی کہ گرد ماہ تابان جمین سنبل پیچان آراستہ ہی یا پیچدار آراستہ ہی
چہرہ آفتاب عالمتاب عارض رشک گل گلاب سطوت وصولت ورعب وشجاعت ناصیہ پرشوکت
سے ظاہر وہویدا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سرنگون غم سے کلیجہ خون طرف سرہنگ کے
دیکھ رہا ہی محبوب کی جو نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی پروانۂ شمع جمال ہوگئی چاہتی ہی کہ اٹھ کر گرد
پھرون بے اختیار منھ سے نکل گیا بیت زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب است وادی موسیٰ +
جامۂ صبرم درکف عشقت دامن یوسف دست زلیخا + رعنائی وزیبائی دیکھ کر ہر چند اپنے
جاہا اپنے کو روکون مگر صبر نہ ہوسکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ
عشق سے ٹوٹا آہ کر کے گری گود مین اپنے باپ کی بیہوش ہوگئی کنیزون نے گلاب وکیوڑہ وبید مشک
چھڑکا ملکہ نے آنکھ کھولی دیکھا کہ وہ جوان اُسی طرح زیر تیغ بیٹھا ہی اب آنکھین تھین تیر مژگان جو
کمان خانۂ ابرو مین لیس تھے تو وہ دل پر لب معشوق ہوے بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگی باپ نے پوچھا
کہ کیون نورنظر خیر تو ہی ملکہ چاہتی تھین کہ کچھ جواب دین کہ ایک کنیز بول اٹھی ہماری حضور نے
کبھی کسی گنہگار کو اس حالت مین نہ دیکھا تھا آج جو ایسے شخص پر نگاہ پڑی جی سنسنا گیا جلاد کو
منع کیجیے کہ چند ساعت ٹھہر جائیے سرہنگ نے جلاد کو منع کیا پکار کر کہا کہ پرے چند ساعت
الگ ٹھہر پھر ہم تجکو بلا لینگے جلاد سر پر سے بادشاہ کے ہٹا اب محبوب حیران ہی کہ کیونکر اس شیر
کو بچاؤن سب ساحر یہی کہ رہے ہین کہ اس جوان کو جلد قتل کیجیے خود سرہنگ بھی کوشش
کر رہا ہی ملکہ نے خیال کیا کہ اگر یہ جوان قتل ہوا تو ای محبوب میری زندگی نہ ہوگی آخر باپ سے
کہا کہ کیون ای والد نامدار لوح مین کیا لکھا ہوتا ہی کہ ساحر گھبرا جاتے ہین ذرا نکالیے تو مین دیکھون
سرہنگ نے جھولی سے لوح نکالی سامنے بیٹی کے رکھدی کہا بیٹا لوح حکماے اشراقیین
بنا گئے ہین طلسم کشا کو لوح راستہ بتاتی ہی نام خداے نادیدہ کے اسمین لکھے ہین اسلیے جسے ابھی سحر اثر
نہین کرتا محبوب نے لوح کو بنگاہ غور دیکھا باپ سے پوچھا کہ قید جسم پر طلسم کشا کے سحر کی ہی سرہنگ نے

کہا کہ مین نے جلدی مین یاران سحر اسکے جسم مین لپٹا دیے ہین ابھی لوح جو اسکے ہاتھ مین ہی جاے
تو یہ یاران سیاہ نابود ہون کوئی اس شخص سے مقابلہ کرسکے یہ بلا لوح دیکھ چکین لاؤ مین
چھپا لون ہم سحر بھولے جاتے ہین اسکی چمک سے دل بیقرار ہوتا ہی محبوب نے کہا کہ مین لوح کو
دیکھ رہی ہون سب نام خداے نادیدہ کے لکھے ہین یہ کہتے کہتے لوح کو ہاتھ مین اُٹھا لیا یا ہے
سامنے چمکائی سرہنگ نے منھ پھیر لیا محبوب جھپٹ کر اُٹھی قریب سعد بن قباد کے پہونچی
لوح گلے مین ڈالدی یاران سیاہ جل کر گرے سرہنگ نے دیکھکر اس گیسو بریدہ نے غضب کیا
ساحرون کو حکم دیا کہ اسکو مارلو بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے تلوار کھینچی لوح کو چمکایا ساحر نابینا
ہونے لگے محبوب نے بھی سحر کیا سنگ ریزے اُٹھا کر پھینکدیے ساحرون پر پتھر برسنے لگے کئی
ساحرون کے سر پھٹے بادشاہ اسلام قریب تخت سرہنگ تھے پایۂ تخت سرہنگ پر ہاتھ ڈالا
زور کرکے اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا سرہنگ کود کر الگ ہوا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا سرہنگ
یہی کہ رہا ہی کہ ارے اس گیسو بریدہ کو قتل کرو ہنگ خونخوار ایک ساحر زبردست طرف محبوب
کے چلا چاہا محبوب کو پکڑلون ملکہ نے نگاہ سحر اسپر ڈالی کچھ پھول پھینک مارے ہنگ
خونخوار کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین اُبل آئین بلبلا کر پکارا تھا — نظم

کچھ تمنا ہین جو تڑپتی ہین دل سے نکلنے کے لیے / اشک حسرت وہ نہین آنکھ سے ڈھلنے کے لیے
شغل اگر ڈھونڈھتے ہو دل کے بہلنے کے لیے / جی مین آبیٹھو کلیجہ مرا ملنے کے لیے
رہبر جلوہ گہ یار جو تو ہو اے شوق / یہی موجود ہین آنکھین مری چلنے کے لیے
نازکی دیکھون پچھا لیتی ہے کیونکر تمکو / دیتو وہ ہاتھ مین ہاتھ اُٹھے سنبھلنے کے لیے
پاس آبیٹھے تھے پا کھینچنے لگے مجھسے وہ دور / آخر جذب محبت ہے بدلنے کے لیے
ہم ازل ہی مین بگاڑے چلا بخت سیاہ / یہ بلا آئی ہی سر پر سے نہ ٹلنے کے لیے
دل مین آتا ہی جگر سے تو جگر مین دل سے / درد اُٹھا ہی ذرا آج ٹہلنے کے لیے
دست دلبر مرے سینے سے رہین وصل مین دور / دل تو موجود ہی دو ہاتھ اُچھلنے کے لیے
داغ کہتا ہی چراغ شب فرقت سے مرا / ٹھنڈا ہونے کے لیے تو ہی نہین جلنے کے لیے
اُٹھتے جوبن کو ذرا پہلے سنبھالے اپنے / سینے پر کوئی دوپٹے کے سنبھلنے کے لیے

کس فسون ساز سے جلتے ہو اڑانے کو عبیر
جتنے جادو ہیں وہ سب ساتھ ہیں جلنے کے لیے

دل پامال کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہیں
کبھی اٹھتا ہی تو ہو اس تلووں کے ملنے کے لیے

اپنے سائے کو بھی ہم رشک سے لاتے نہیں ساتھ
دھوپ میں کوچۂ محبوب کے چلنے کے لیے

ان پڑے اسکی لگدم نزع جو تم آنکلو +
موت سے بگڑی ہی جب دم کے نکلنے کے لیے

بیمار سے جبکہ وہ کمبخت کہا کرتے ہیں
اس سے گردیدہ ہوں تقدیر بدلنے کے لیے

کیا کدورت نے تری خاک اڑا کر شب وصل
مجھسے بدلی مری پوشاک بدلنے کے لیے

نخل امید جمائے قدم اپنا نہ جلال
گلشن دل میں مرے پھولنے پھلنے کے لیے

اس طرح کے اشعار نہنگ خونخوار پڑھتا ہوا سامنے محبوب کے جو آیا محبوب نے اشارہ کیا کہ
سر ہنگ کا سر کاٹ لے نہنگ تو مبہوت ہو رہا ہی تلوار کھینچ کر جا پڑا سحر ہونے لگے ساحروں
نے اسکو گھیر لیا مگر یہ کسی کو کب مانتا ہی جب گولہ مارا دس دس کے سر اڑا دیے کبھی تلوار چمکائی کبھی
بہ نگاہ محبت طرف محبوب کے دیکھتا ہی محبوب کا وہی اشارہ ہی کہ ای عاشق صادق سر ہنگ کا
کام تمام کر تو میں تجھ سے عذر نہ کروں ملکہ محبوب کا جو یہ اشارہ ہوا نہنگ بلبلایا جو بنتا ہوا چلا
ساحروں کو قتل کیا لیکن نہنگ ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی جب سحر کرتا ہی
آگ برسا دیتا ہی سر ہنگ ہٹ جاتا ہی ساحر حملہ کرتے ہیں بادشاہ کے قریب کوئی نہیں آتا بادشاہ
لوح چمکا رہے ہیں تیغہ ہر قصاب کو گردش ہی جو قریب آیا علف شمشیر آبدار ہوا صد ہا لاشے ساحروں
کے پڑے ہیں دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات ساحران طوفانی سر مثل حباب شناوری کر رہے ہیں
سر ہنگ نے دریاے خون بنایا اس دریا سے نہنگان خون آشام نکلے زمین چاٹتے ہیں بادشاہ
پر حملہ کریں محبوب پکار دیتی ہی لوح چمکائیے آپ نہنگ بحر جرأت ہیں یہ شعبۂ سحر ہی اپنے کو بچائیے
اسکے قریب نہ جائیے لوح سے ہوشیار رہیے کوئی آپ پر غالب نہیں ہو سکتا آخر نہنگ لڑتا ہوا
قریب سر ہنگ کے پہونچا سر ہنگ نے ایک گولہ مار دیا نہنگ کا سر چھٹا بھائی کا لاشہ دیکھکر
سر ہنگ اور زیادہ بیقرار ہوا پکار کر آواز دی کہ او کمینے بے حیا تو نے میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے
قتل کرایا اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منہ موڑونگا یہ کہکے گرز کا ضرب کر محبوب پر گرا
محبوب نے ہر چند روکا مگر وہ کب باز آتا ہی کمر میں پنجہ دیکے اڑا اسوقت محبوب کی حیرانی نہ تف

پریشانی دو پٹہ ڈھلک گیا طرف آسمان کے دیکھکر پکار اٹھی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز
ای کریم رحیم اپنا فضل کر تیری عنایت سے کچھ بعید نہیں ہے

میکند بلبل بوقت سیر گلزار احتیاط — گاہ از صیاد و گہ از نشتر خار احتیاط
در بہار گل نہ گردد غافل از فصل خزان — اندکے دارد بدل گر بلبل زار احتیاط
سود بردارد ز سودائے محبت بالیقین — اندرین بازار گر دارد خریدار احتیاط
در سفر ہر سالک راہ طریقت میکند — ہر زمان ہر مرتبہ ہر وقت ہر بار احتیاط
درمیان نکتۂ وحدت بہ بزم عاشقان — ہست ہر فرد موحد را سزاوار احتیاط
ہمند یا حاصل کن اول دیدۂ مردم شناس — بعد ازان کن درمیان یار و اغیار احتیاط

بیقرار ہو کر پکار اٹھی کہ ای شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہے مجھکو یہ جلاد صاحب بیداد لیے جاتا ہے لیجاکر
قتل کریگا فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا مزار غریبان پر آئیے گا اگر فاتحہ پڑھیے گا روح شاد ہوگی
عدم میں بھی بچین رہینگے فقط ایک نگاہ دیکھنے پر یہ جرم ہوا گرفتار دام مصیبت ہوے اب وقت
قضا قریب آگیا لیکن فراموش نہ فرمائیے گا بادشاہ کے کان میں جو صداے حسرت آئی سر اٹھا کے
دیکھا کہ محبوب کو باپ اسکا لیے جاتا ہے محبوب کا تڑپنا پھڑکنا بیقراری و اشکباری کبھی پکار اٹھی کہ
ای کشتۂ حسرت و یاس کا کوئی وصلہ نکلا حسرتیں لیکر یہ دنیا سے جاتی ہوں بادشاہ نے
خدنگ کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بجال کا تیر چلہ کمان میں پیوست کیا سینہ پر کھینچ اس
ظالم کا تاک کر تیر رہا کیا جاکر خاص سینے پر اس جلاد کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گیا لاشہ سرہنگ کا
جلتا ہوا زمین پر آیا ساحروں نے جو دیکھا کہ افسر مارا گیا بدحواس ہوگئے فریاد کرنے لگے کہ ای
شہریار ہم مسلمان ہوتے ہیں بارہ ہزار ساحر مطیع اسلام ہوے بادشاہ نے جب ان لوگوں سے
مہلت پائی سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک قصر سامنے بنا ہے اسمین ایک قفل کلان لگا ہے بادشاہ نے جا کر وہ
قفل توڑا اندر قصر کے آئے دیکھا کہ بارہ ہزار شاہزادے گرفتار بیٹھے ہیں ایک جانب ثریا تاجدار
مسلسل و مطوق زنجیروں میں بندھا ہوا ثریا کی جو نگاہ بادشاہ پر پڑی پکار کر آواز دی کہ حضور نے
غلام کی خبر لی کیا شکر ادا کروں ساحرہ نے بڑی تکلیفیں پہونچائیں بادشاہ نے قیدیوں کو قید سے
رہا کیا جب ثریا کی قید جسم سے جدا کرنے لگا ایک طائر دیوار پر بیٹھا تھا صدائے افسوس دیکر اڑا آسمان پر

آکر افسوس کرنے لگا ایک طرف سے آواز ہیبتناک آئی کہ ای طلسم کشا خبردار میرے معشوق کے قریب نہ جانا بادشاہ نے دیکھا کہ گلگون قبا سحر کرتی ہوئی آتی ہی بادشاہ کے جمال پر نگاہ پڑی ثریا کی رعنائی بھولی جمال بیمثال دیکھ کر پکار اٹھی کہ ای شہریار اس کنیز کو اپنی کنیزی مین لیجیے مین ہمیشہ خدمتگزاری کرونگی یہی حسرت ہی

نظم

یون تنگ میرے دل مین تری آرزو رہی ۔ بلبل رہی قفس مین نہ غنچے مین بو رہی
کھوئے گئے کچھ ایسے تمھاری تلاش مین ۔ مدت تک اپنی آپ مین جستجو رہی
مین کچھ فروغ طور کو کہتا تھا طور کچھ ۔ اسمین کلیم سے بھی بڑی گفتگو رہی
جب میری خاک پڑگئی دامن جھٹک دیا ۔ کتنی تری گلی کی ہوا تند خو رہی
مانگی جو میکشون نے دعا مینھ برس گیا ۔ تردامنی کی شکر خدا آبرو رہی
پا یا گیا جگر مین نہ دل مین پتہ لگا ۔ پیکان کی کسی کے بڑی جستجو رہی
آخر ترا ہی گھر دل مہجور ہو گیا ۔ امید کو نکال کے ای یاس تو رہی
تم نے جو چار پھول چڑھائے تو غنچہ ۔ جب تک ہوئے نہ خاک محبت کی بو رہی
ممنون وصل مین ہوے وحشت جنون کے ہم ۔ زنجیر زلف یار کی طوق گلو رہی
داغ آسمان نے زیر زمین بھی لیے ہین ۔ بنکر چراغ طور تری آرزو رہی
اندھون کی طرح سب کو ترے انتظار نے ۔ تا صبح سر پٹکتی نگہ چار سو رہی
کیا ایک آسمان ہی رہا ہمسے برخلاف ۔ تقدیر بھی جلال ہمیشہ عدو رہی

بادشاہ نے منھ پھیر لیا فرمایا کہ اولکا تہ کیا بکتی ہی گلگون قبا نے چاہا کہ حبش کے بادشاہ کا گردن ترطب کرلے آزون بادشاہ نے لوح چمکا دی گلگون قبا شہ کے بغل زمین پر گری بادشاہ نے اوپر سے ہاتھ مارا گلگون قبا کے دو ٹکڑے ہوے گلگون قبا کو مار کر ان سب جوانون کو ساتھ لیا بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر طرف قلعہ طلسمی کے چلے چنار آتشخوار تخت پر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی ای شہریار سر ہنگ نے جاکر بڑا کارنمایان کیا تھا طلسم کشا کو گرفتار کر لیا لوح طلسمی چھین لی مگر محبوب اسکی بیٹی نے عاشق ہو کر قید سے رہا کیا ارجنگ بیس ہزار کا لشکر ساتھ ہی قلعہ سے آکر دیکھیے آمد معلوم ہوتی ہی چنار نے اسی وقت حکم دیا تین لاکھ ساحر

سامنے تھے نے کہا بارگاہ زرنفتی نکالو اس دھوم سے جبار آتشخوار قلعہ سے نکلا بارگاہ استادہ ہوئی
لشکر اُترا مع دو سامنے بارگاہ کے ٹہل رہا ہے کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی بادشاہ اسلام بشوکت تمام
چوبیس ہزار فوج سے نمایاں ہوئے آگے آگے بادشاہ جمجاہ پشت مرکب پر سوار لوح طلسمی
گلے میں لشکر کو لیے ہوئے آتے ہیں جبار صورت دیکھ کر کانپ گیا محبوب کو دیکھا کہ دریائے جواہر
میں غوطہ زن رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے بادشاہ کے ساتھ آتی ہے بادشاہ آکر اُترے جبار
نے جو بادشاہ کا لشکر دیکھا پلٹ کر بارگاہ میں آیا افسون سے کہا کہ یارو کسی سے ہو سکتا ہے کہ
طلسم کشا کو گرفتار کرے ہبران جادو یہ کہکر اُٹھا کہ غلام طلسم کشا کو لاتا ہے جبار نے طبل جنگی بجوا یا
بادشاہ نے خبر سنی یہاں بھی نقارہ گرا گرا یا جب بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب رفیق اُٹھ
اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہوں میں گئے محبوب نے کہا کہ اے ثریا آج کی شب بڑی حفاظت کرو کہ جبار
نے بادشاہ کو دھوکا دینے کو طبل جنگی بجوایا ہے آج شب کو ضرور کوئی ساحر آئیگا ظفر و بادشاہ پر
دست انداز ہوگا ثریا طلائے پر آیا محبوب عقاب بنکر قبہ بارگاہ پر بیٹھیں کنیزیں گرد پھر رہی ہیں
ثریا سارے لشکر کی خبر لے رہا ہے مگر ہبران جادو جو جبار سے اقرار کر کے چلا لشکر بادشاہ
میں پہونچا پھرتے پھرتے سامنے بارگاہ بادشاہ کے پہونچا دیکھا کہ قبہ بارگاہ پر ایک عقاب
بیٹھا ہے اور کنیزیں بارگاہ کو گھیرے ہوئے پھر رہی ہیں حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہو گئی
ہوا بھی قریب بارگاہ کے آتی ہے تو ٹکراتی ہوئی ہٹ جاتی ہے ہبران نے نخل کے نیچے آکر دونوں
پاؤں زمین پر مارے شق زمین ہوا نقب سحر کا ٹتا ہوا چلا بارگاہ میں آکر سر نکالا دیکھا بادشاہ
اسلام سو رہے ہیں سپر و شمشیر پہلو میں رکھی ہے ہبران نے دور سے سحر کیا بسبب لوح کے تاثیر نہوئی
ہبران سمجھا کہ میرے سحر میں مبتلا ہوئے جھپٹ کے قریب پلنگ کے آیا چاہا لوح اُتار لوں
بادشاہ نے عالم خواب میں دیکھا کہ ایک بارگاہ میں جلسہ آراستہ ہے خیال کرکے دیکھا قباد شہریار
کو مسند پر پایا فرماتے ہیں کہ اے فرزند طلسم کشائی میں یہ غفلت بادشاہ نے آنکھ کھول دی دیکھا کہ ایک
ساحر کھڑا ہے لوح پر ہاتھ بڑھاتا ہے بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا دیکر ایک طمانچہ مارا کہ سر
ہبران کا اُڑ گیا مرتے ہی ہبران کے ایک سے ہلڑ ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ہبران جادو بود
یہ آواز سنکر محبوب قبہ بارگاہ سے اُتر آئی بادشاہ نے فرمایا کہ اگر میں بیدار نہ ہوتا تو لوح لیجاتا

محبوب نے کہا کہ اب حضور آرام فرمائین کنیز نے زمین کو سحر بند نہین کیا تھا یہ کہکے زمین پر سحر کیا زمین سنگلاخ ہو گئی لاشہ ہبران کا پھنکوا دیا ہرکارون نے یہ خبر خبار کو پہونچائی کہ ہبران مارا گیا بارگاہ بادشاہ مین پہونچا تھا بادشاہ بیدار تھے ایک طمانچے مین کام تمام کیا خبار نے کہا کہ اب صبح کو سمجھ لونگا وہ سحر کرونگا کہ زمین تھرا جائیگی آسمان سے آگ برساؤنگا چار پہر رات اسی خیال مین گذری جسوقت کہ ساحر شبگرد زرین پوش قلعۂ مشرق سے نمایان ہوا جگنو کی ضیا کی گلے مین ڈالے ہوے چرخ زبرجدی پر آیا خبار لشکر گران لیکر میدان مین پہونچا لشکر کو جمایا بادشاہ بھی سامنے سے آئے لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے نقیبون نے نقابت کی گیت کڑکا کھکر ہٹے خبار نے اشارہ کیا آتشبار جادو کہ وزیر اعظم ہے شیر دہاڑ بڑھا کر نکلا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے مرکب بڑھایا کہ محبوب آکر قدمون سے لپٹ گئی عرض کی کہ اے شہریار حضور تکلیف نہ فرمائین کنیز اس سے جاکر مقابلہ کریگی بادشاہ نے فرمایا کہ اے محبوب ساحر زبردست میدان مین بلبلا رہا ہے ایسا نہو کہ تمکو کوئی چشم زخم پہونچے مین اس ملعون کا سر لاتا ہون یہ کہکے بادشاہ بڑھے سامنے آتشبار کے آئے آتشبار نے سحر کیا بادشاہ پر آگ برسنے لگی اسقدر آگ برسی کہ تمام جنگل آتش بہار ہو گیا درخت جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے مگر بادشاہ پر تاثیر نہوئی کوئی شعلہ قریب نہ آیا جو شعلہ بڑھا فوراً پانی ہو کر غائب ہوا بادشاہ گھوڑا اڑاتے ہوے طرف آتشبار کے چلے آتشبار نے دیکھا کہ میرا سحر خالی گیا ایک دستک دی اور آواز دی کہ اے رنگین مزاج آکر اپنا رنگ جما بادشاہ کو شعبدہ دکھا دیکھا صحرا سے ایک نازنین یہ اشعار پڑھتی ہوئی آتی ہے نظم

لاکھون مین اک پسند کیا تو نے یار دل — امیدوار رہ گئے امیدوار دل
ٹھہرائین کسکو ٹھہرے نہ جب بیقرار دل — بجلی پہ ہے تلاش مین تیری سوار دل
دو بھر مجھے ہی آپ کو ہی ناگوار دل — آخر کہان رہے یہ مرا ناگوار دل
رونے لگے وہ سنکے مصیبت جو ہجر کی — پہلو مین ہنس پڑا مرا بے اختیار دل
مشکل ہی اسکا دل تمھین نے لے کے پھیرنا — جسکا ہے یہ ارادہ کہ دون لاکھ بار دل
جو یار کی نگاہ ہی کہتی ہے مین نہین — پھر کون لے گیا مرے پروردگار دل
دیکھون کسی کی نرگس بیمار دیکھکر — کیونکر بچا کے رکھتے ہین پرہیزگار دل

پایا یہان سے جا کے جو پہلوے یار مین ‏ تھوڑا سا دے ہمین بھی وہ صبر و قرار دل
ہمسر تمھارا حضرتِ ناصح کا غیر کا ‏ تا حشر ایک ہو نہین سکتے یہ چار دل
اُسنے بھی پھیر لیگا ہماری طرح یہ آنکھ ‏ شکر خدا ملا ہمین بے اعتبار دل
کیا دون نشان اپنے دل گم شدہ کا مین ‏ پاس اُنکے جتنا ور بھی ہین داغدار دل
اُس بے وفا سے ذکر بھی کرنا نہین کبھی ‏ بھولا ہوا ہی جسکو مرا یادگار دل
اچھی طرح کٹے شبِ تنہائی فراق ‏ رنج و جور رات بھر کے لیے مستعار دل
اپنے سے بڑھ کے مجکو جو پایا ہی شوخ طبع ‏ دیکھو تماشہ مجھ سے بدلتا ہی یار دل
بنا کسی نے اُنکو بنا کر ستم کیا ‏ جان اپنی بے وفا نکلی تو بے اعتبار دل
رکھین کہان چھپا کے تمناے قتل کو ‏ مجروح سینہ چاک کلیجہ فگار دل
انصاف کی جگہ ہی کہ بت مجھ سے چھین لین ‏ جبرا دیا ہوا مرے پروردگار دل
دم یار کا جو سینے مین رہکر بھرے جلال ‏ اُس ایک ایک دم یہ تصدق ہزار دل

اس طرح کے اشعار وہ نازنین پڑھتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی جون ہی بادشاہ کو توجہ ہوئی کہ اس سے بات کرون مجبوب نے پکار کر آواز دی کہ حضور لوح ملاحظہ کرین یہ وقت غفلت نہین ہی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسکے سامنے لوح چمکا دو بادشاہ نے لوح کو چمکایا جیسے ہی لوح چمکی اُس نازنین نے ایک چیخ ماری مُنھ سے شعلۂ آتش نکلا جلنے لگی جلتے جلتے آواز دی کہ ای جبار آتشخوار تیرے قتل کا زمانہ قریب ہی مجکو بلا کے ذلیل کیا کنیز سامری سدھارتی چلی اب تا بہ دربار سامری رسائی تمھاری دشوار ہی کہ دو کاوش بیکار ہی یقین ہی کہ روح سامری کو بھی رنج ہو لیسے ایسے کلمات کہکر وہ نازنین جل کر خاک ہوئی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا اسمین نوشتہ پایا کہ بدون قتل جبار اس جنگ سے نبٹنا اگر یہ نکل جائیگا تو بڑی آفت برپا کریگا ساحر جہاندیدہ ہی بادشاہ جمجاہ لڑتے ہوے طرف جبار کے متوجہ ہوے جبار نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا لوہا آدستک دی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر مدد کیجیے مین بلوے معلوبہ مین پھنس گیا آکے غلام کو بچایئے یقین ہی کہ بادشاہ آپ تک پہونچین گے یہ کہکے بہت چینخا چلاتا ہر مرتبہ ہفت پیکر کا نام لیتا ہی اور آواز دیتا ہی کہ یا خداوند جلد آیئے کہ آسمان پہ ایک

لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا صدا مین مہیب آنے لگین آواز آئی کہ ای بندۂ بے ادب کیون گھبراتا ہی جب
طلسم کشا آیا تھا تب تونے عرض دکی یہ آواز آکر وہ لکہ ابر لہرایا سر پر جبار کے آکے پھٹا سب نے
دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو نیزہ درون ترسول ہاتھ مین اژدہا لپیٹے ہوئے نعرے کرتا ہی کہ منم
فرستادۂ ہفت پیکر ای بندۂ خاکی کیون گھبراتا ہی قدرت نے مجکو بھیجا ہی کہ تجکو معصیت سے
بچاؤن یہ کہکے وہ زنگی زمین پر آیا للکارتا ہوا قریب بادشاہ کے پہونچا پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ
عربستان وای بادشاہ اسلام مجھ سے مقابلہ کیجیے یہ کہکے نیزہ ہلانے لگا اپنے فنون سپہ گری
دکھانے لگا بادشاہ نے نیزہ اٹھایا زنگی سے نیزہ چلنے لگا۔ زنگی ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ زیر شکم
مرکب بادشاہ گھس جاؤن اور مرکب سمیت بادشاہ کو اٹھالون بادشاہ زیر مرکب نہین آنے دیتے
نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مارا نیزہ زنگی کے ہاتھ سے نکل گیا زنگی نے جست کرکے نیزہ روک لیا کئی مرتبہ بادشاہ
نے اسکے ہاتھ سے نیزہ نکالا زنگی انتہا کا چالاک وچست ہی جب زنگی نے کئی مرتبہ نیزہ روکا
بادشاہ نے اشارے سے محبوب کے لوح طلسمی پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ لوح جکا دیکھ زنگی
ساکت ہو تو لوح کو اسکے جسم سے مس کرو تب یہ مارا جائیگا جیسے ہی زنگی نے جھپٹ کے نیزہ
مارا بادشاہ نے لوح کو سامنے کیا لوح کا عکس جو چہرے پر زنگی کے پڑا زنگی خاموش ہوکے کھڑا
ہو گیا بادشاہ نے لوح اسکے جسم سے مس کی زنگی نے ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی جلکر خاک ہوا
آواز آئی کشتی مرا نام من تاریک جادو بود جب وہ جلکر خاک ہوا تو بادشاہ پھر لڑنے لگے عین گرمی
جنگ مین جبار بفرا ہوا منہ سے شعلۂ آتش نکلے وہ شعلے صحرا مین جاکر غائب ہوے دیکھا
سب نے کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان قوی تن قوی ہیکل گینڈے پر سوار پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ ای
جبار کس مصیبت مین ہی مجکو قدرت نے بھیجا ہی مین طلسم کشا کو پکڑ لونگا یہ کہکے گینڈا بڑھاتا ہوا قریب
بادشاہ کے آیا نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنین رد و بدل ہوئی تھین
کہ ایک ہاتف نے آواز دی کہ ای طلسم کشا لوح کو بغور ملاحظہ کرو جو حکم دے وہ بجالاؤ بادشاہ نے
گھوڑا پیچھے ہٹایا اس آواز سے دل کو تقویت ہوئی لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیۂ لوح
پڑھکر دم کرو وہ پہلوان نمود بے بود طلسم ہی بادشاہ اسلام نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا جیسے ہی پڑھکر
دم کیا اس پہلوان نے آواز دی کہ ای طلسم کشا برہم کیا یا تو بولا تھا کہ گینڈا پھیر کر بھاگا بادشاہ نے

تعاقب کیا چاہتے ہین کہ جاکر پکڑ لون کنارے پر گنبد سامری کے ایک کنوان تھا وہ جوان اُس مین
پھاند پڑا اُس جوان کے غائب ہوتے ہی بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ وہی جن جو بشکل مار تھا
بشکل اصلی قریب آکر پہونچا کہا اے شہریار آپ کے تصدق سے مین نے رہائی پائی جبار نے
پھر فوج کو اشارہ کیا اہل فوج بلوہ کر کے بادشاہ پر چلے اُس جن نے پھر آواز دی کہ اے شہریار لوح
دیکھیے بادشاہ نے لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ اے فاتح طلسم وائے سیار این عجائبات اب کسی پر تلوار
کھینچو لوح کو چمکاتے ہوے اپنے کو قریب جبار کے پہونچاؤ بادشاہ نے لوح کو جنبش دی معلوم
ہوتا تھا کہ گرد ہالۂ نور بیچ مین بادشاہ اسلام اس طرح بادشاہ لڑتے ہوے لوح کو گردش دیتے ہوے
قریب جبار پہونچے جبار نے کئی سحر کیے جب کچھ تاثیر نہوئی تلوار نیام سے کھینچی خبردار خبردار کہکر
ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر وار کیا جبار نے چاہا
کہ نکل جاؤن لوح کی برکت سے زمین نے پاؤن جبار کے تھامے تلوار تڑپ کر گری سپر کشتی
سپر کو کاٹ کر تلوار چلی یا تو قبضہ سپر پر جھکی تھی یا زیر ناف جاکر بوسہ دیا خاک اُڑی آواز آئی کہ
کشتی مرا نام من جبارم شہنشاہ بادشاہ طلسم جبار بود بعد قتل جبار بادشاہ نے تلوار روکی
ساحران باقی ماندہ کو امان دی جن نے عرض کی کہ مین جاکر آپ کے لشکر کو خبر کردون بادشاہ نے
کہا کہ بہتر ہے جاؤ جن روانہ ہوا جاکر لشکر کو خبر دی فیروزہ بن عمرو لشکر لیکر چلا بادشاہ قلعے مین
آئے ایک مرد بزرگ گچھا کنجیون کا لیکر سامنے آیا عرض کی کہ مین خوانہ دار طلسم ہون بادشاہ نے
کوٹھے کھلوائے کئی ہزار خفتان مرصع نگار نکلین خلعت شاہی خود زیب جسم کیا اور فیروزہ
کو بہت کچھ اسباب دیا سرداروں کو لباس بانٹے اب بارہ ہزار جوان مرصع پوش تیار ہوگئے
بادشاہ نے محبوب کو بیان کا بادشاہ کیا فرمایا کہ کل ہم کوچ کرینگے طلسم ہفت پیکر کتنی دور
ہے محبوب نے عرض کی کہ تیسرے دن حضور سامنے قلعۂ طلسمی کے پہونچینگے اندر داخل ہونے
کا اختیار ہے خبرین سنی ہین کہ در قلعۂ طلسم پر ہزارہا بلائین نازل ہین بادشاہ نے فرمایا اُن
بلاؤن کو دفع کرنے والا پروردگار ہے رات ہی کو حکم کوچ دیا صبح کو سب لشکر تیار ہوا بادشاہ
سوار ہوے ایک جانب ثریا سے تاجدار افسر لشکر غیر ساحران ایک جانب ملکہ گلعذار و
سرو شمشاد قد جب لشکر چلنے لگا تو محبوب روتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی اور عرض کی

کہ اے شہریار کنیز ضرور ساتھ چلیگی بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس طور سے لشکر جائے اور یہ کنیز نہ ساتھ ہو لونڈی کا عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم وملال ہے نظم

عشق کی چوٹ کا کچھ دل میں اثر ہو تو سہی — درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی
دیکھوں نشتر زن دل اُنکی نظر ہو تو سہی — چھیڑ کچھ اے مژۂ دیدۂ تر ہو تو سہی
آہ کہتی ہے کسے ڈھونڈھوں اثر ہو تو سہی — نہ ملے آپنے تلاشی کہ مگر ہو تو سہی
دیکھنا لیتی ہیں کیا دل کی تمنائیں قصاص — جوشش گریہ بھلا خون جگر ہو تو سہی
تیر ہو جائے گا برچھی کہ کٹاری کہ چھری — دل میں گھر کرنے کو کچھ تیری نظر ہو تو سہی
دل کو کیا دخل اٹھے یار جو کھینچے شب وصل — خیر سمجھونگا کوئی مانع سحر ہو تو سہی
زلف کی جھونک اٹھائیگی یہ ہنگام خرام — قابل اسکے تری بل کھائی کمر ہو تو سہی
ڈسنے گا جو مری داور محشر سے — عرصۂ حشر میں اچھا وہ نظر ہو تو سہی
اب عمل کوئی پڑھے تا میں کروں سنگے عمل — پند ناصح میں کسی طرح اثر ہو تو سہی
دل کی خواہش ہے کہ مہمان بلاؤں نا شکو — کہتی ہے خانہ بدوشی کہیں گھر ہو تو سہی
روک لوں آنکھوں ہی میں آگے نہ بڑھنے دوں گی — دل میں آتا ہے کوئی اسکو خبر ہو تو سہی
کیوں فلک وصل کی شب بھی نہیں یار سے ہم — شام سے ہی یہی دھن کہ سحر ہو تو سہی
دے اجازت بس یہ وہی ٹھہرنے کی زمین — جلوہ گھر میں ترے کچھ پیش نظر ہو تو سہی
اپنی کیفیتیں دکھلاتا ہے مجھ مست کو کیا — جام جم جیسے مراد ستنگی ہو تو سہی
یہی قاتل سے ہے اظہار کا پہلو اچھا — آرزو دل کی کوئی زخم جگر ہو تو سہی
قطع یہ فصل کی امید ہے ہو کاش جلال — زیست ایام جدائی کی بسر ہو تو سہی

بادشاہ نے ملکہ محبوب کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ اے محبوب تمکو ساحروں پر افسر کیا گلعذار وسرو وشمسا وقمر ومحبوب نے جو لشکر ساحران وغیر ساحران کا شمار کیا تو تین لاکھ ساحر اور چار لاکھ غیر ساحر قرار پائے لشکر نے بڑے زور وشور سے کوچ کیا بادشاہ نے فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیا شکار کھیلتے ہوئے چلے کہ تیسری منزل ہے بادشاہ نے صحرا میں آکر ایک آہو کو شکار کیا شل رہے ہیں کہ فیروزہ بن عمرو آئے تو آگے بڑھوں دیکھا سامنے ایک آہو لنجیاتا ہوا آیا

سینے پر تیر پڑا ہوا مگر تیر نے خطا کی کہ وہ سوار نہیں ہوا بادشاہ نے تیر مارا کہ آہو گرا بادشاہ نے اسکو بہ قربانی پہونچایا تیر کو نکالا رومال سے خون پاک کیا چاہتے میں نام پڑھوں حیران حیران ہوکر ملاحظہ کر رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی ایک نقابدار مرصع پوش کو دیکھا کہ گھوڑے کو اڑائے ہوے آتا ہوا اپنا شکار جو قریب بادشاہ کے دیکھا جھلا کر نزدیک آیا کہا کہ کیوں ای اجل گرفتہ میرے شکار کو کیوں شکار کیا بادشاہ نے فرمایا کہ صحرا میں کیا کسی کا اجارہ ہی شکار جب سامنے آیا تیر مار دیا اب اٹھا کر لیجاؤ بلکہ وہ تو آہو موجود ہیں نقابدار نے کہا کہ کیا میں پارچۂ گوشت کا محتاج ہوں تو نے میرا مزا کھو دیا میں تجھے شکار کرونگا یہ کہکے تیغ ہلالی نیام سے کھینچا بادشاہ پر ہاتھ مارا تھا بادشاہ نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مار کر تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا پٹکنا چاہی تھی بند نقاب ٹوٹے بادشاہ کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین پری پیکر رشک قمر مہ جبین سراپا خوب محبوب مرغوب ہی ہاتھ کانپا بادشاہ لہرا کر گرے رعب حسن و جمال سے بیہوش ہوگئے اس نازنین نے بھی جو جمال بیمثال بادشاہ دیکھا بیقرار ہوگئی فرش خاک پر بیٹھی سر اٹھا کر زانو پر رکھا زلف عنبرین کی بو سنگھائی دماغ میں بادشاہ کے جو بوے زلف معنبر پہونچی اسنے کام نخلخے کا کیا بادشاہ نے آنکھ کھولی زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ اپنا عرش اعلیٰ پر پہونچایا اپنے کو سنبھالا بمشکل اٹھے فرمایا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی تمہارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی گل کس گلستان کی ہو ماہ کس آسمان کی ہو اپنا تو یہ حال ہی نظم

تخلصی کب ہے کہ مرغ روح قید تن میں ہی　　　جان بدن میں ہے بدن آغوش پیراہن میں ہی
دور ہا ہی وہ بھی میرے اضطراب اشک پر　　　کوئی آنکھوں میں تڑپتا ہی کوئی دامن میں ہی
انقلاب ایسا دکھا ای لطف قاتل آج تو　　　زخم میں آئے جو دوڑا دیدۂ سوزن میں ہی
بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج　　　ماہ نو ہوگا وہی طوق آج جو گردن میں ہی
خاطر صافی میں تیری کس طرح سے آئیگا　　　وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن میں ہی
گدگدی ہونے لگی یاسے نگاہ یار میں　　　فرط نظارہ جو اپنا دیدۂ روزن میں ہی
بعد مردن آرزوئیں خاک سے پیدا ہوئیں　　　میرا لاشہ صورت دل سینۂ مدفن میں ہی
خون روئے عمر بھر اغیار صورت دیکھ کر　　　میرے زخموں کا نمک شاید ترے جوبن میں ہی

زخم کے دامن میں ای قاتل چھپیگا شرم سے | چشم کی صورت جو حلقہ جوہر آہن میں ہے
بجھ گئے پر بھی یہ سنبل شمع دیکھو صبح تک | اشک کا خرمن لگن کے گوشۂ دامن میں ہے
لگ گئی یہ خاک کس کے حسرت پابوس میں | اک بگولہ سا مری گرد رہ توسن میں ہے
اتحاد یکسوئی نے کر دیا روشن ضمیر | کھل گیا صاف آئینہ جو شکوہ دل بدن میں ہے
باغ ہستی کی ہوا سے سیر جی کیا ای نسیم | ہو گیا پژمردہ جو گل دہر کے گلشن میں ہے

بادشاہ نے جو یہ اشعار عبرت آثار سامنے اُس مہ جبین کے پڑھے اُس مہ جبین نے شرما کر اپنا سر جھکا لیا کہا کہ ای شہریار اس کنیز کا نام ریحان صندلی پوش ہے یہان سے قریب ایک قلعہ ہے کہ اُسکو قلعۂ صندلی پوشان کہتے ہین اغراض صندلی پوش باپ میرا وہان کا حاکم ہے پہلوان بے نظیر ہے بیرون قلعہ میرا باغ ہے ریحان گلرنگ باغ کا نام ہے مین برائے شکار نکلی تھی اس طرف گذر ہوا آپ تک تقدیر نے پہونچایا اگر مناسب ہو تو میرے باغ مین تشریف لے چلیے بادشاہ فوراً سوار ہوے ساتھ اُس مہ جبین کے چلے تھوڑی دور رستہ طی کیا تھا کہ کنیزین ملک کی نمایان ہوئین اُنھون نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال ملکہ کے ساتھ ہے حیران جمال ہو دیدار ہوئین ایک سے ایک کہتی ہے کہ ایسا جوان سج دار ویسا ہی وضع آج تک نگاہ سے نہین گذرا تھا کنیزون نے گھیر لیا ایک کنیز مفتری گلبوغش نامے قریب بادشاہ کے آئی نام پوچھا یہ بھی معلوم ہوا کہ طلسم ہفت پیکر مین جائین گے صاحبقران داخل طلسم ہو چلے طلسم کشا کا بھی دخل ہے اس کنیز کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا کہ ایسے دشمن کو ملکہ ساتھ لیکر چلی ہین ہمارا بادشاہ تو مدت سے ان لوگون کے نام کا دشمن ہے کہ ان سب نے طلسم ہفت پیکر پر بلوہ کیا ہے اس جوان کو ہاتھ سے اغراض کے قتل کراؤن یہ سوچ کر ساتھ سے ہٹی طرف قلعۂ صندلی پوشان کے چلی دو کوس راستہ طی کیا تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ اغراض برائے شکار گیا تھا پلٹا ہوا آتا ہے کنیز کو دیکھکر آواز دی کہ ای مفتری کہان سے آتی ہے کنیز نے سب حال بیان کیا کہا کہ آپ کی صاحبزادی بادشاہ اسلام کو باغ مین لائی ہین یہ سُنکر اغراض کانپ گیا کہا کہ ان مسلمانون نے سب سر حد تک ویران کر دین مگر اس شخص کو یہان موت لیکر آئی ہے ابھی چل کر قتل کرتا ہون اُس کیسو بریدہ کے بھی ٹکڑے اُڑا دونگا یہ کہکے مفتری کو ساتھ لیا طرف باغ کے چلا یہان ملکہ بادشاہ کو لیے ہوے

باغ میں آئیں مسند پر بٹھایا گانیون کو بلایا گائن سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

رشک عدو میں دیکھو جان تک گنوا ہی دینگے / تو جھوٹ جانتے ہو اک دن دکھا ہی دینگے
آواز کی طرح ہم بیٹھیں گے آج اے جان / دیکھیں تو آپ کیونکر ہمکو اٹھا ہی دینگے
آخر جاؤنگا جہان سے عاشق کا رنگ ہو کر / نقش قدم نہیں ہون جسکو مٹا ہی دینگے
پھرون کی جستجو کی مدت سے آرزو ہے / بے یاد وہ نہیں ہے جسکو بھلا ہی دینگے
خاموش گفتگو مین افسردہ آرزو مین / وہ دل نہیں ہمارا جسکو ہنسا ہی دینگے
شعلے نکل رہے ہیں ہر استخوان سے اپنے / شمعیں یہ وہ نہیں ہیں جنکو بجھا ہی دینگے
اُس خاک تک بہونچکر پھرنا نسیم مشکل / ہون اشک وفتادہ کیونکر اٹھا ہی دینگے

گائن گا رہی ہے ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے کہ گرد سے باغ کے گرد اڑی محلدار دوڑی ہوئی آئی کہا آپکے باپ نے آپکے باغ کو گھیر لیا باپ آپ کے آپکے باغ مین آتے ہین یہ سُن کے بادشاہ اسلام اُٹھے مسلح و مکمل ہوکر بیرون باغ تشریف لائے اغراض نے جو بادشاہ جمجاہ کو آتے ہوئے دیکھا جمال جہان آرا دیکھکر دنگ ہوگیا جھک کر سلام کیا کہا کہ اے شہریار آپنے بڑی گستاخی کی مگر اب میرے اور آپ کے مقابلہ ہو جو غالب آئے مغلوب اطاعت کرے یہ سنکر بادشاہ نے فرمایا بدل و جان قبول ہے اغراض نے نیزہ مارا بادشاہ نے چند طعنون میں نیزہ اُسکا ہوائی کیا اغراض نے قبضے پر ہاتھ ڈالا بادشاہ نے فرمایا کہ اے پہلوان دوران وا ای رستم زمان لڑائی مین تلوار کی خوف ہلاکت ہے لہذا ہمارے تمہارے کشتی مین امتحان ہو وے اغراض فوراً گھوڑے سے کودا بادشاہ بھی گھوڑے سے کودے دامن گردان آستین چڑھا آپس مین کشتی ہونے لگی ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین کہ بادشاہ جمجاہ اتنے بڑے پہلوان سے یہ لطف لڑ رہے ہین اگر وہ دس قدم ریل کر لیجاتا ہے تو بادشاہ بارہ قدم ریل کر لیجاتے ہین جس مقام پر گھڑی دو گھڑی اٹک کر لڑتے ہین اسقدر پسینہ جاری ہوتا ہے کہ کیچڑ ہو جاتی ہے دوپہر تک اغراض بادشاہ جمجاہ سے برابر لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال زور اغراض ہونے لگا بادشاہ اسلام زیادتیان کرنے لگے جس مقام پر پکڑ لائے دو دو گھڑی نکلنے نہ دیا اغراض اپنی زندگی سے مجبور و ناچار ہو رہا ہے چاہتا ہے کسی طور سے چھوٹون وعدہ کل کے روز کے

مقابلے کا کرون مگر کچھ بن نہین پڑتا حیران حیران چار جانب دیکھ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی
دیکھا بارہ ہزار علم پھریرے ہوا سے اڑتے ہوئے لاکھون سوار و پیدل پشت پر آتے ہین
آگے آگے ایک جوان بڑے قد و قامت کا گینڈے کو اڑائے ہوئے تیور پر بل قشقے پر ہاتھ
جیسے ہی اسنے دور سے دیکھا کہ ایک شخص میرے باپ سے لڑ رہا ہی موچھون پر تاؤ دیکر آواز دی
کہ اس شخص کو جلد زیر کیجیے ورنہ ای باپ مین خود آؤن اغراض کے منہ سے نکلا ای فرزند کیا زیر
کرنا آسان ہی یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی اسنے کئی قلعے فتح کیے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا آئندہ
تجھے اختیار ہی مین تو اس شخص پر غالب نہونگا جان لڑا رہا ہون اپنے کو زیر ہونے سے
بچا رہا ہون یہ سنکر وہ جوان مثل ابر کے گرجا گرا پکار کر آواز دی کہ منم کیوس نیزہ باز گینڈے
سے کودا جھومتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای بادشاہ اسلام یہ باپ میرا شباب مین خوب لڑ چکا اب
مجھ سے مقابلہ کیجیے تو حال جرأت کھلے اب ضعف نے پہلوانی کو ترک کیا میرے نام پر ڈنکا بجتا
ہی بادشاہ جمجاہ اغراض کو چھوڑ کر طرف کیوس کے متوجہ ہوے کیوس نے خود آکر
اکھاڑے مین آکر بادشاہ سے لپٹ پڑا چاہا ریل کرے دوڑون بادشاہ کے قدم مثل
ستون کے قائم ہین کیوس کی کیا مجال ہی کہ ایسے شیر کو ہٹا سکے کئی مرتبہ زور کیا مگر بادشاہ جمجاہ کا
قدم نہ ہٹا تھک کر ہاتھ ہٹا لیا بادشاہ کیوس کو ریل کرے دوڑے ہرچند کیوس نے چاہا اپنے
کو روکون مگر نہ رک سکا کئی مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا شام اسی مین ہوگئی پیچ توڑ کی نوبت نہ آئی
کیوس بھی عاجز ہوا شام کو چھوڑ کر الگ کھڑا ہوا کہا کہ ای بادشاہ اب پلٹ جاؤ کل مقابلہ ہوگا
بادشاہ نے کہا کہ ای کیوس ذرا انصاف تو کرو دوپہر تمھارے باپ سے لڑے دوپہر تمسے
مقابلہ کیا اور پھر موجود ہین رات کو روشنی کراؤ زیر کرکے پلٹنا تمھارے باپ سے ہمسے وعدہ
ہو چکا ہی وہی تم سے بھی وعدہ کرتے ہین تماشا دیکھنے والے تماشا دیکھین گے چاندنی مین
زیادہ لطف ہوگا ہرچند کہ بادشاہ جمجاہ نے کیوس کا ہاتھ تھاما اور چاہا کہ مقابلے کا خاتمہ ہوگر
کیوس نے نہ قبول کیا سامنے سے ہٹ گیا ناچار ہوکر بادشاہ پلٹے باغ مین داخل ہوے
کنیزون نے آکر گھیر لیا باپ بیٹے نے جو یہ معاملہ دیکھا نہایت رنجیدہ ہوے کیوس نے کہا
ای باپ بڑے شرم کی بات ہی کہ ہماری آنکھون کے سامنے یہ جوان باغ مین جائے اور ہم دیکھین

کچھ نہ کر سکین اغراض نے کہا کہ اے نور نظر مین نے پہلوانی ختم کی مگر جملہ فنون مین اُسکو اپنے
اوپر غالب پایا ناچار ہوے تمکو لڑوایا خیال کرکے جو دیکھا تمھارا بھی وہی حال ہوا تمنے بڑی عقلمندی
کی کہ رات کو نہ لڑے اگر رات کو لڑتے تو تمکو وہ زیر کر لیتا اب مین اُس سے نہ لڑوا ونگا کیوس نے
کہا کہ آپ کا جی چھوٹ گیا مجکو تو ابھی حوصلۂ جنگ باقی ہے مگر باغ مین جانا البتہ ناگوار ہوا جیسے ہی
وہ اندر گیا کنیزون نے آکر گھیر لیا ملکہ بھی کوٹھے سے دیکھ رہی تھی دیکھتے ہی کوٹھے سے اُتر آئی
مین نے خود اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اُسنے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیے تیور سے یہ معلوم دیتا تھا کہ
وہ اُس جوان پر جان دیتی ہے کس اعزاز و اکرام سے باغ مین لے گئی پھر کیوس نے کہا کہ مین ابھی
جاتا ہون جاکے صحبت کو درہم و برہم کرونگا چمن سے نہ بیٹھنے دونگا آفت برپا کرونگا یہ کہہ کے
ہتھیار سنبھالنے لگا اغراض نے کہا کہ اے فرزند باہر کچھ نہ کر سکے اب اندر جاکے کیا کروگے
کیوس نے کہا کہ یہ مقدمہ زور کا تھا مین تلوار سے لڑونگا یہ کہکے تلوار ہلاتا ہوا چلا ہر چند کہ
باپ نے منع کیا مگر کیوس نے نہ مانا چند پہلوان بھی اسکے ساتھ کے اُٹھے کہا کہ ہم بھی آپکے
ہمراہ چلینگے کیوس نے اُن سب سے کہا کہ کسی کا کام نہین یہان ملکہ نے بادشاہ اسلام کو مسند پر
بٹھایا اسباب عیش و نشاط طلب کر رہی ہین چاہتی ہین کہ شراب وغیرہ مہیا کر لون تو مین بھی
پہلو مین بیٹھون گائنون کو بلا رہی ہین گائنین ساز درست کر رہی ہین کنیزین گلابیان شراب کی
لا کر رکھ رہی ہین کہ در باغ پر غل ہوا ملکہ نے کہا کہ ارے خبر تو لاؤ یہ کیسا ہنگامہ ہے دیکھا تو ایک
سامنے سے روتی ہوئی آئی سر سے خون بہتا ہوا سامنے آکر گر پڑی کہا کہ حضور بھائی صاحب
آپکے میان کیوس شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے اندر باغ کے آنے لگے مین نے روکا غصہ
مین ہاتھ تلوار کا مار دیا دیکھیے سر زخمی ہوا کنیزین روک رہی ہین نہین سُنتے کنیزون کو قتل کر رہے
ہین فرماتے ہین کہ اُس گیسو بریدہ کو قتل کرونگا باغ مین چمن سے نہ بیٹھنے دونگا یہ خبر وحشت اثر
سُنکر بادشاہ اسلام مسند سے اُٹھے فرمایا کہ اے ملکۂ عالم آپ کا بھائی عجب طرح کا نامنصف ہے مین تو
جنگ کشتی کا طالب تھا کیون مجکو چھوڑ کر چلا گیا ملکہ نے دامن پکڑا کہا کہ اے ظہیر یار وہ بڑا نخوا
ہے کنیزون کو یا مارا ایسا نہ ہو کہ حضور کو کوئی چشم زخم پہونچے تو مین کدھر جاؤنگی سب میرے
خون کے پیاسے ہو رہے ہین آپ کی وجہ سے کچھ نہین کر سکتے جو وقت آپ نہ ہونگے تو یہ سب

کیا آفت برپا کرینگے یہ لکتی ہوئی چاہتی ہو کہ ساتھ چلون بادشاہ نے بہ غصہ فرمایا کہ ای ملکۂ عالم
ان باتون مین دخل نہ دو اگر دخل دوگی تو ہمارے تمھارے نہ نبھیگی ملکہ سہم کر چپ ہو رہین بادشاہ
جھیٹ کے قریب دریائے آئے دیکھا کہ کئی کنیزون کے لاشے پڑے پھڑک رہے ہین چند زخمی کراہ رہی
ہین کیوس کھڑا ہوا ڈر رہا ہی بادشاہ نے للکارا کہ ای کیوس کیا جرأت دکھا رہے ہو ان بیچاری غریبون نے
کیا لیا جو تمنے قتل کیا بادشاہ کو دیکھکر کیوس آگ ہوگیا تلوار کھینچے ہوے جھپٹا اس خیال مین کہ تیغ
برہنہ دیکھکر گھبرا جائینگے بادشاہ سامنے اکر کھڑے ہوگئے کیوس نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
کلائی پر تھپکی دی کہ تلوار چھٹ پڑی فوراً کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی وہی
تلوار اٹھائی کہ مین بھی وار کرون کیوس نے سر جھکا لیا گردن ڈالنے لگا کہا کہ مین آپکی ملاقات کو
آتا تھا ان کمبختون نے مجھکو روک کر مزاحم کیا تب مین نے کنیزون کو مارا مین تابعدار ہون آپکو
اختیار ہے خواہ آپ سے لڑے خواہ صلح کرے اب مجھے حضور سرفراز فرمائین بادشاہ جمجاہ
نے ہاتھ روک لیا کیوس لپکرکے قدمون پر گرا اپنی حماقت کا عذر کرنے لگا کہا کہ آپ باہر بارگاہ
مین تشریف لے چلیے میری بارگاہ الگ استادہ ہی آپکے ساتھ حاضر رہونگا خدمت کرونگا
بادشاہ اسکے ساتھ ہوے کیوس بادشاہ اسلام کو ساتھ لیکر چلا اغراض دربارگاہ پر کھڑا
دیکھ رہا تھا کہ بیٹے کو دیکھا ساتھ بادشاہ کے سرنگون چلا آتا ہے جب باہر آئے تو افرون نے بھی
سلام کیا لا کر اپنی بارگاہ مین پہونچایا کہا کہ مین حاضر ہوتا ہون اپنے باپ کو سمجھانے جاتا ہون افرون
کہا کہ شہریار کی خدمت کرو یہ کہکر دوڑا ہوا سامنے اپنے باپ کے گیا اغراض نے پوچھا کہ ای
فرزند کیا کیا کہا کہ ای باپ مین بادشاہ کو لگا کر اپنی بارگاہ مین لایا ہون اب شراب پلا کر بیہوش کرونگا
آپ بھی میرے ساتھ چلیے ظاہر مین اطاعت کیجیے تھوڑے ہی عرصے مین گرفتار کرونگا پھر اس
شوخ دیدہ وگیسو بریدہ کو بھی سزا دونگا باپ نے کہا کہ ای فرزند یہ مروت و جرأت کے خلاف ہی کہ
جو تو نے کہا تمھین بہادر نے قبول کیا ایسے بہادر کے ساتھ مکر کرنا چاہیے کیوس نے کہا کہ کیا
کرون جرأت مین اس سے غالب نہین آسکے آخر دام مکر پھیلایا کہ یون چلیے تمین اغراض نے کہا کہ مجھکو
اختیار ہی مین بس مگر مین ہرگز شریک نہونگا اور یہ نہ چاہونگا کہ تو مکر سے اسکو گرفتار کرے لیکن
بادشاہ لشکر اسلام اسی لائق ہی کہ اسکی اطاعت دل وجان سے کرین رفیق بنکر ساتھ رہین مین بھی

ذلیل نہ ہونے دونگا اُسکی ذات سے مجکو یہ دن نصیب ہوا کہ مین صاحبقران عالیشان کا سمدھی
کہلاؤنگا مین تجھے مکر نہ کرنے دونگا کیوس نے جھلا کر کہا کہ مین آپ کا سر کاٹ کر لیجاؤنگا اور
قدمون پر اُنکے ڈال دونگا اور کہونگا کہ باپ نے اطاعت نہ قبول کی مین آپکی محبت مین باپ کا
سر کاٹ لایا اغراض نے کہا کہ تیری کیا مجال ہے کہ میرا سر کاٹ سکے باپ بیٹے مین یہانتک تکرار
بڑھی کہ آخر تلوارین کھنچین رفیق بھی جانبین کے آمادۂ حرب و پیکار ہوے باپ بیٹے مین
تلوار چلنے لگی رفیق رفیقون سے لڑ رہے ہین پلٹنین رسالے تیار ہونے لگے نقارے بجے بادشاہ
نے بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہے کیسا ہنگامہ ہو رہا ہے ہرکارے گئے پلٹ کر آئے
خبر مفصل بادشاہ اسلام سے عرض کی بادشاہ تلوار ٹیک کر اُٹھے دیکھا سارے لشکر مین ہنگامہ ہو رہا
ہے پیدل پیدلون سے لڑ رہے ہین سوارون سے سوار لڑ رہے ہین بادشاہ للکارتے ہوے پیدل
فوج کو منع کرتے ہوے اُس مقام پر پہونچے کہ جہان باپ بیٹے سے تلوار چل رہی ہے للکارا کہ
او کیوس تیرے مکر سے مین آگاہ ہوا مجھ سے مقابلہ کر باپ پر کیون تلوار کھینچی اغراض نے پکار
آواز دی کہ اے شہریار مین دل وجان سے آپ کا مطیع ہون اس مکار کی باتون پر نہ جائیے گا
کیوس نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ باپ کا سر زخمی ہوا چاہا کہ باپ کا سر کاٹ لون بادشاہ اسلام نے
اپنے کو جلدی سے قریب پہونچایا اغراض کو پشت پر لیا سینہ سپر کر کے کیوس سے مقابلہ کیا
کیوس نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ جمجاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کیوس نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سر کو کاٹ کر تلوار جو گری تو
قبضہ سپر پر چمکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا کیوس کے مرتے ہی اغراض دوڑ کر قدمون سے بادشاہ
کے لپٹ گیا کہا کہ اے شہریار اچھا ہوا کہ یہ مغرور مارا گیا آپ کو مکر سے لگا کر لایا تھا خوب ہوا کہ مارا گیا
چاہتا تھا کہ آپ کو مکر سے گرفتار کرے مجھ سے کہنے آیا تھا کہ تم بھی چل کر مکر مین شریک ہو مین نے ہنکا
کر کے سمجھایا بگڑ گیا مجھ سے لڑنے لگا آخر اُسکی قضا آئی تھی واصل جہنم ہوا مین نے دل وجان سے
آپکی اطاعت کی بادشاہ جمجاہ نے اغراض کو اپنے ساتھ لیا اور باغ مین تشریف لائے ملکہ صحن باغ
مین سجدے کر رہی ہین باپ کو وہ ساتھ بادشاہ کے آتے ہوے دیکھا جھک کر سلام کیا اغراض
نے کہا کہ اے نور نظر ہم تمھارے سبب سے دائرہ اسلام مین آئے مذہب حق پایا جسکی وجہ سے

مجکو شرف حاصل ہوا الغرض بادشاہ کو مسند پر بٹھایا اغراض خدمتگزاری میں معروف ہوا افسران فوج کو بلا کر انسے سوال اسلام کیا سب نے بدل اطاعت کی بادشاہ آکر محفل عیش میں شریک ہوا ملکہ نے اشارہ کیا ایک گائن نہایت شوخ و شنگ یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔

نظم

کچھ کام بھی آئیں جو ملے ہیں مجھے دو ہاتھ
اک طوق گلو اک کمر یار میں ہو ہاتھ

کل گردن محبوب میں ہیہات تھے جو ہاتھ
آج اک دل بیتاب کو تھامے ہیں وہ دو ہاتھ

کہتا ہے یہ فتنہ مجھے محفل میں سنا کر
ہم بیٹھیں غیر کے تم بیٹھے ملو ہاتھ

جلد مرے گھر چلنے میں نازک کمری کا
آنکھو بھی کہیں لاؤ مرے ہاتھ میں دو ہاتھ

بیٹھے ہیں جو غیروں میں تو وہ کہتے ہیں مجھ
تو خون جگر کھانے کو اس پیٹ سے دھو ہاتھ

دل پر بھی وہ پڑ جائے کبھی بہر تسلی
اٹھتا ہی نہ تھا پنجے کے لیے وصل میں جو ہاتھ

کیا ال سے حنا شوخ کیا ہے کف پا کو
عاشق کے تم اس وقت ذرا چوم تو لو ہاتھ

منظور خدا ہو کہ نہ ہو وصل تمہارا
ہم ایسی دعا سے نہ اٹھائیں گے تو ہاتھ

ساقی ہی مراد دیگا مجھے جام تو لونگا
پھیلاتا ہے ہاتھ کو اے بادہ کشو ہاتھ

قدموں کو کبھی چھوتا ہوں تو کہتا ہے بگڑ کر
کون آپ سے تھے بے پوچھے لگا بیٹھنے کو ہاتھ

منہدی جو نہ دے وصل میں کچھ رنگ تو سرو
دل گرما خون رشک قمر لال کرو ہاتھ

قاتل جگر و دل بھی ہیں مشتاق شہادت
جو رنگ کیا مجھکو لگا اور بھی دو ہاتھ

پیدا نہ ہوا گر یہ فرقت میں اثر کچھ
ای مردم دیدہ آبرو سے چشم سے دھو ہاتھ

اللہ کرے ابکی دل گم شدہ میرا
ہاتھ ایسے کے آئے کہ ذرا تم بھی ملو ہاتھ

قدموں سے جلال اٹھے کل ہی یہی دل کو
جو لگ چلے تم سے کچھ اسی کے نہ لگو ہاتھ

یہاں تو یہ ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے مگر فیروزہ بن عمر و جو بادشاہ جمجاہ سے شکارگاہ میں جدا ہوا تلاش کرتا ہوا اس مقام پر آیا کہ جہاں بادشاہ ملکہ سے ملے تھے اس مقام پر بیٹھنے کا نشان پایا یقین کامل ہوا کہ بادشاہ اس مقام پر ٹھہرے تھے جستجو کرتا ہوا چلا ایک پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا کہ ایک لشکر بہت بڑا قریب ایک باغ کے اترا ہے کوہ سے یہ معرکہ دیکھ کر اترا صورت بدل کے لشکر میں آیا حال دریافت ہوا کہ بادشاہ اندر باغ کے ہیں پشت باغ سے دیوار پر آیا

دیکھا کہ بادشاہ صحبت عیش مین بیٹھے ہین ایک مہ جبین زہرہ جبین پہلو مین بیٹھی ہی فیروزہ
نے وجد کیا کہ کیا یہ لوگ صاحب اقبال ہین کہ جہان جاتے ہین معشوق پری چہرہ دستیاب ہوتی ہی غرض
نے خیال کیا کہ اب یہان میرے بیٹھنے سے لطف صحبت تخلیہ نہین رہیگی ہوگی اپنے دل مین یہ
سوچ کر باہر گیا کنیزین وغیرہ اپنے اپنے مقام پر جا کر سوئین فیروزہ بن عمرو بیٹھا دیکھ رہا ہے
بادشاہ جا کر چھپر کھٹ پر سوئے جب پہر رات باقی رہی فیروزہ نے دیکھا کہ دیوار پر جست کرکے ایک
عیار آیا بادشاہ جمجاہ کو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا فیروزہ سنبھل کر بیٹھا یقین ہوا کہ یہ عیار فکر مین بادشاہ
کی آیا ہی عیار جست کرکے دیوار سے اترا جھپٹ کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کو بیہوش کیا
پشتارہ باندھ کر چلا فیروزہ نے چاہا کہ باغ ہی مین روکون اور اسکو جانے نہ دون یہ خیال
کرکے نیچے آیا مگر جب تک فیروزہ سنبھلے سنبھلے وہ عیار کود گیا فیروزہ بن عمرو جھپٹ کر دیوار پر
پہونچا دیکھا کہ عیار جھپٹا ہوا جاتا ہی فیروزہ کود اگر گرد کو اُسکی عیار کی نہین پاتا کسی مقام پر خیال
مین آیا کہ للکار کر اسکو روکون سوچا کہ مین آواز دونگا تو اور زیادہ تیز ہوگا برابر پہونچون تو
حلقہ ہاے کمند مارون مگر نہین پہونچ سکتا ایک بونڈلا گرد کا اڑتا ہوا جاتا ہی نہایت عیار
تیزرو ہی مگر فیروزہ بن عمرو کسی طرح تعاقب نہین چھوڑتا ہی چلا ہی جاتا ہی دس کوس راستہ طی
کیا تھا کہ دیکھا صحرا مین ایک لشکر اترا ہی بارگاہ کلان استادہ ہی عیار اُسی بارگاہ مین گیا جاتے ہی
بادشاہ کو مسلسل و مطوق کیا فیروزہ خدمتگار بنکر جب اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا کہ ایک
پہلوان قوی تن قوی من مقام صدر پر بیٹھا ہی بادشاہ کو ہوشیار کیا ہی ہوشیار کرکے کہا تم
کو کیون اے بادشاہ اسلام تمنے کچھ خوف نہ کیا شاید تمنے میرا نام نہین سنا ہی جہلیل زنگی جنگ جو
میرا ہی نام ہی جس معشوقہ کو تم پہلو مین لیکر بیٹھے تھے وہ کئی سال سے میری منگیتر ہی باپ نے
اسکے میرے ساتھ منسوب کیا تھا تمکو کچھ ہمارا خیال نہ آیا کہ اسکا منگیتر کیا کریگا اب مین تمکو
قتل کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا بادشاہ اسلام نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے
قصور نکر یہ سنتے ہی جہلیل نے حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو جلاد باہر سے خنجر برہنہ لیے ہوے آیا
آتے ہی بادشاہ اسلام کی گردن پر گوشے کا خط دیا شلنگین لگانے لگا اور یہ آواز دیتا تھا کہ اے
پہلوان دوران واے گرشاسپ جہان حکم اول ہے ذبح بے وجہ کر حکم دینا قتل کرنا میرا کام ہی

جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہی مہلیل نے حکم دیا کہ ہم خوب سمجھتے ہیں تو جلد قتل کرو یہ کہکر
جلاد نے چاہا کہ ہاتھ لگاوٴن فیروزہ بن عمرو نے پتھر مارا کہ سر جلاد کا پھٹا ہلاک ہوا مہلیل نے
کہا کہ دوسرے جلاد کو کیا ہوا عیار نے کہا کہ ای شہریار عیار اس جوان کا میرے تعاقب میں آیا
تھا کیا عجب ہی کہ وہ دربار میں آیا ہو اب دوسرے جلاد کو بلائیے یا میں خود قتل کروں یہ کہکے
کمر سے خنجر کھینچا قریب بادشاہ کے آیا چاہا کہ قتل کروں فیروزہ بن عمرو بشکل شاطر قریب اس
عیار کے آیا کہا مہتر صاحب آپ اس جوان کو کیوں قتل کرتے ہیں اسکے عزیز دار آپکے دامنگیر
ہونگے عیار نے کہا کہ تو کیوں دخل دیتا ہی فیروزہ نے ایک دھول ماری اور اپنے نام کا نعرہ
کیا کہ منم فیروزہ بن عمرو یہ کہکے لڑنے لگا ایک سپاہی نے بڑھکر کہا کہ میں بادشاہ کا سر
کاٹے لیتا ہوں سر زنجیر پکڑ کے کھینچا خنجر اوٹھایا بادشاہ جمجاہ نے کہا کہ او نالائق و بے حیا زنجیر
کھینچتا ہی سپاہی نے سونٹا اوٹھایا شعلہ غضب کا کانون سینۂ بادشاہ اسلام میں شعلہ زن
ہوا بادشاہ نے زنجیر پکڑ کے جھٹکا دیا سپاہی جھکا بادشاہ اسلام نے ہتھکڑی ماردی سر سپاہی کا
پھٹا بادشاہ نے پکار کر ہتھکڑی توڑی قید پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کیا۔ نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون منست
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من	باک ندارم ز دار چوب ستون منست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون منست

قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کے پھینک دیا ایک سپاہی کو مار کر تلوار لی فیروزہ بن عمرو کو
بچایا آپ معروف جنگ ہوے جسکو ہاتھ مارا اوسکے دو ٹکڑے کیے جب کئی افسر بادشاہ کے
ہاتھ سے مارے گئے مہلیل کو بہت ناگوار ہوا خبردار خبردار کہتا ہوا بڑھا للکار کر آواز دی کہ ای
بادشاہ میں تمھاری جنگ کا مشتاق ہوں یہ کہتا ہوا قریب پہونچا اور ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ
جمجاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا افسران فوج گرد آگئے ہر طرف سے نیزہ و تیر مارتے ہیں بادشاہ
سب کے وار روک رہے ہیں جسپر ہاتھ مار دیا اوسکے دو ٹکڑے ہوے دو دو سے تیر پڑے ہیں جو
جسم پر بادشاہ کے پڑا بادشاہ نے نکال کر پھینک دیا پر اپنے خون کے جسم سے بلند ہیں گرد بادشاہ
کے کافران خود پسند ہیں جب بادشاہ اسلام نے دیکھا بلوہ کافرون کا بارگاہ میں بڑھتا جاتا ہی کہ

ستون بارگاہ پر ہاتھ ڈالا ستون کو جنبش ہوئی بارگاہ لہرانے لگی بادشاہ اسلام بارگاہ کو گرا کر باہر نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے لگے چار جانب سے فوج کفار نے یلوہ کیا بادشاہ جمجاہ نے بیتاب و بیقرار ہو کر دعا کی کہ اے خالق لیل و نہار و اے معین الضعفا و داور خالق یکتا اپنے بندۂ حقیر کو ان ظالموں کی بدعت سے بچا لے ان بیحیاؤں نے گھیرا ہے نظم

خدا آئینۂ دل را کند صاف — بشوید سینہ را با آب الطاف
بہر بندہ کند حق کارسازی — بفضل و لطف و رحم و عدل و انصاف
بہر یک راز مولے رازدار است — بہر یک پردہ ذات اوست کشاف
زبانہا عاجز از تقریر دانش — قلمہا قاصر از تحریر اوصاف
بشرق و غرب حکم اوست جاری — جہان محکوم او از قاف تا قاف
زہے واحد خداوند یگانہ — کہ شد ظاہر از وہ تعداد الطاف
جہان مداح او ممدوح دوران — خدا موصوف و جملہ خلق وصاف
زہے فرمان ملزوم الاطاعت — کہ باشد حکم او جاری بہ اکناف
ز خفتش جلوہ گر ماہ جہان تاب — ز نورش پرتو افگن پر تو آفتاب
ظہور قدرتش گردد ہویدا — باقسام و بانواع و باصناف
کسے در بتکدہ بت می پرستد — کسے اندر حریم کعبہ طواف
خدا را مرد عارف می شناسد — بداند قیمت زر مرد صراف

بادشاہ نے جو بلک سے دعا کی صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار بادلہ پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر پہونچا اور دشمن سے نخوت کیا کہ یا شہنشاہ کافران بیحیاؤ ناہنجارو ان پر خاتمہ نقابدار بادلہ پوش نے لکر تلوار کھینچ کر آگا اس طرح حملہ کیا کہ پہلے ہی حملے میں بارہ ہزار جوان مارے عیار نقابدار تو لاجا ہو قریب فیروزہ بن عمرو کے پہونچا برابر کھڑا ہو کے لڑنے لگا کئی سو عیاروں کو مار کے گرا دیا اور فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ اے فیروزہ واہ مہتر بن عمر عیاری تمہارے ہی گھر سے نکلی ہے کیا گت

شاگردون کو بیکر جھپٹا عیار نقابدار نے فیروزہ بن عمرو کو ہوشیار کیا کہا دیکھو سنبھلو عیار آتا ہی کئی
سی پیچون نے ان دونون کو گھیر لیا مگر عیار نقابدار مثل برق کے تڑپ رہا ہی کئی پیچون کو مار
گرادیا فیروزہ بن عمرو کو بچا رہا ہی جس عیار نے فیروزہ پر حلقے کمند کے مارے عیار نقابدار
نے حلقے کاٹ دئیے اُسی عیار کو جھپٹ کے مارا جب احکام نے دیکھا کہ عیار نقابدار بلاے
روزگار ہی کہا یارو اس ظالم کو گھیر لو عیار نقابدار پر حلقے کمند کے پڑنے لگے مگر عیار نقابدار
حلقہ ہاے کمند سے مثل برق کے تڑپ کر نکلتا ہی ایک مقام پر احکام نے حلقے کمند کے
مارے عیار نے دیکھا کہ حلقے کمند کے گردن و کمر مین آئے اپنے کو گرادیا لوٹ مار کر نکل کے
جست کی سر پر احکام کے پہونچا اُترتے اُترتے خنجر مارا کہ عیار کا سر کٹ کر گرا سب پیچے بھاگ گئے
غلغلہ کرتے ہوئے کہ احکام تیز رو مارا گیا سلطنت جہلیل کمزور ہوئی عیار پر بڑا دعوی تھا کہ جہان
کام کر کے آیا دیکھو بادشاہ اسلام کو کیونکر مار ڈالا یا اب پہلوانی کا مزا دیکھو عیار نقابدار بادلہ پوش
احکام کو مار کر قریب اپنے آقا کے آیا پوچھا کہ ای آقاے نامدار جناب کا کیا طور ہی نقابدار نے کہا
کہ مین بادشاہ کے ساتھ لڑ رہا ہون اُن ہی کے طریقے پر چل رہا ہون کئی مرتبہ جہلیل سے مقابلہ
پڑا لوگ بیچ مین آ گئے مقابلہ رہ گیا میرا حریف ہوتا تو اب تک مار چکا ہوتا بادشاہ اسلام کے
جو کان مین آواز گئی سنبھل کر پشت مرکب پر بیٹھے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے چلے جہلیل کو للکارا
کہ او نامرد ازلی اب سامنے نہین آتا ہی میرے مقابلہ ہو جانے کو دل مین تیرے حوصلہ نہ رہی
یہ سنکر جہلیل بڑھا اُدھر سے علمدار لشکر کفار آتا تھا کئی سو جوان اُسکے گرد جنگ کرتے ہوئے جنگل
مین داہنے ہوے پھر ہوا مین اُڑتا ہوا جس مقام پر جم کر لڑے سو دو سو کو زخمی کیا مگر بلا زنا
نقابداروں مین سے جو ایک زخمی ہوا دوسرے نے اسکو اپنے گھوڑے پر سوار کر لیا منظور یہ ہی کہ لاش
اپنے ساتھ والے کا رہ نہ جائے اکثر جو مر کے گرے سواروں نے گھوڑے سے اُتر کر لاشے اُنکے
اُٹھا لیے اپنے گھوڑوں پر ڈال لیے مگر بادشاہ سے جہلیل کا سامنا ہوا نقابدار بادلہ پوش نے
علمدار کو مارا بادشاہ اسلام نے جہلیل کو ٹوکا جہلیل آ پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی دو چار وار
رد و قدح کے ہوئے تھے کہ ایک مقام پر بادشاہ اسلام نے خبردار خبردار کہہ کے کمر کو بچا کر سر پر
ہاتھ تیغہ قمقام کا مارا برق شمشیر و تڑپ کر گری یا تو قبہ سپر پہ چکی تھی یا دیدہ تک سر کبد زمین کو

بوسہ دیا جس وقت کہ حلیل مارا گیا احکام کا بھائی ناکام فوج کو ساتھ لیکر بھاگا طرف صحرا کے
روانہ ہو گیا لاشہ حلیل کا لاد لیا بھاگے ہوئے جاتے ہین لیکن بادشاہ اسلام بعد فتح جنگ کے
نقابدار بادلہ پوش کے سامنے آئے فرمایا کہ ای نقابدار تمنے بڑا احسان کیا کہ ایسے وقت پہ
تمنے ہم عاجز ہو رہے تھے مگر چاہتے ہین کہ تمھارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون طرز جنگ سے
یہ تو ثابت ہوتا ہی کہ خاندان صاحبقرانی مین سے ہو اپنے نام سے آگاہ کرو کہ گل کس گلستان کے ہو
اور ماہ کس آسمان کے ہو نقابدار بادلہ پوش نے کہا کہ ای شہریار آپ کے فرمانے کا مجھے بہت
بڑا بار ہوتا ہی ابھی نام ظاہر کرنا منظور نہین ہی صاحبقران زمان سے امتحان کرونگا شاید غالب
آؤن بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر یہ سودا سے خام سر سے نکال ڈالو اسطرح کا
خیال دل مین نہ رکھو صاحبقران عالیشان وہ مرد مردانہ و شیر فرزانہ ہی کہ رستم پیلتن ایسے مرد
کو زیر کیا کہ اس طلسم مین وہی طلسم کشا ہی مگر طلسم وسیع ہی شاہی کہ تحفہ جات ولوح طلسم لیکر
داخل طلسم ہو گئے ہر چند کہ صاحبقران عالیشان بالذات فتاح طلسم نہین ہین مگر لڑ بھڑ کے طلسم
مین پہونچے مرحلہ جات پر لڑ رہے ہین صاحب اسم اعظم بحرم محتشم انہر آج تک کوئی غالب نہین ہوا
ایک نقابدار اس مدت مدید مین آیا ہی اُسکے طریقے سے سامان صاحبقرانی پائے جاتے ہین
ایک صفت اُ دمنئ یہ ہی کہ ایک باز سفید اُسکے سر پہ سایہ فگن رہتا ہی ساحر سے نہین ڈرتا ساحرون
کو پامال کرتا ہی مرکب سبز چشمی بڑے سواری بارگاہ عمدہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا سالہا سال سے برابر
کدو کاوش کر رہا ہی کہ صاحب قران عالیشان سے بازئے ہون مگر صاحبقران کب دیتے ہین
فرماتے ہین کہ مجھ سے مقابلہ کرو نقابدار چاہتا ہی کہ مقابلہ نہ کرون اور بازئے پاؤن یہ سنکر نقابدار
بادلہ پوش نے کہا کہ مین نقابدار زرین پوش سے امتحان کرونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای نقابدار
اگر تم نقابدار زرین پوش پر غالب آئے تو شاید صاحبقران عالیشان پر بھی غالب ہو یہ سنکر
نقابدار بادلہ پوش خاموش ہوا اور یہ کہکر چلا گیا کہ مین نقابدار زرین پوش کی فکر مین جاتا ہون
بادشاہ جمجاہ فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیکر اسباب لوٹ کا لدوائے ہوئے طرف باغ طلاکے چلے
یہان صبح کو لڑکی جو آنکھ کھلی اور بادشاہ کو چھپر کھٹ پہ نہ پایا باغ مین تلاطم ہوا یہ خبر اغراض کو
پہونچی وہ سنے آکر بیٹی کو سمجھایا کہ مین ہرکارے روانہ کرتا ہون حال کھل جائیگا کہ کون شخص آنکھ

گرفتار کرکے لے گیا ہرکارے سے دریافت کرکے ظاہر کرینگے غرض بیچی کو سمجھا کر باہر آیا لشکر مین
ذکر کیا ہرکارے روانہ کیے گئے بادشاہ جمجاہ فیروزہ کو ساتھ لیے ہوے آگے بڑھے ہوے
آتے ہین چھکڑے اسباب وغیرہ کے عقب مین راہ مین ایک پہاڑ ہی اسکو کوہ بوقلمون کہتے ہین سر
ایک قزاق رہتا ہی کہ شاہان فیلسوار اسکا نام ہی پہاڑ پر بیٹھا تھا کہ اُسنے دیکھا چھکڑے
اسباب کے جاتے ہین بارہ ہزار قزاق لیکر اُترا فقط اُن چھکڑون پر گاڑیبان تھے اُنکو پکڑ لیا
چھکڑے پھیر کر لے گیا چند گاڑیبان پہلے سے کود کر بھاگے تھے وہ بھاگ کر خدمت مین بادشاہ
اسلام کی آئے عرض کی کہ شاہان قزاق مال حضور کا چھین کر لے گیا بادشاہ جمجاہ یہ سنکر بولے فرمایا کہ
قزاق کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارا مال و اسباب لے جائے گھوڑا اڑاتے ہوے چلے دامنہ کوہ
بوقلمون مین پہونچے قزاقون نے دیکھا کہ ایک سوار تاج سر پر رکھے موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت
احمر کے گلے مین مرکب عربی زیر ران مرکب بھی ساز و یراق سے آراستہ قزاقون نے کہا کہ ای افسر
آج کسی بھلے کا منہ دیکھ کر اُٹھے تھے کہ مال کے کئی سو چھکڑے حاصل ہوے اب ایک سوار آتا ہی
لاکھون روپے کا اسباب پہنے ہی گھوڑا بھی بے نظیر ہی جوان بھی خوش شکل ہی مالا سبز یاقوت احمر کے
کنٹھے پہنے ہی افسر نے ان سب کے سر اُٹھا کر دیکھا بیقرار ہوگیا کہا مین خود جاتا ہون اسباب اُس سے
لوٹتا ہون اسے قتل نہ کرونگا اگر میرے ساتھ رہے تو اپنا رفیق بناؤن یہ کہکے گینڈے پر سوار ہوا
سامنے بادشاہ جمجاہ کے آیا پکار کر آواز دی کہ ای جوان ذرا ٹھہر جا بادشاہ اسلام نے گھوڑا روکا
شاہان فیلسوار قریب آیا کہا کہ ای شہریار یہ تو مین سمجھ گیا کہ آپ کہین کے تاجدار ہین مگر نہین معلوم
تنہا آنے کا کیا باعث ہوا گھوڑے سے اُتر پڑیے سلاح وغیرہ رکھ دیجیے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ
ای بہادر کسطرح اسباب اپنا دے دین کوئی بہادر یہ قبول کریگا شاہان نے کہا کہ یہ مقام بوقلمون
ہی یہان سے کبھی کوئی صحیح و سالم نہین پلٹا مجھے آپکے شباب پر رحم آتا ہی بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ ہم نہ دینگے جس طرح تم سے ہوسکے اس طرح لو مین بخوشی نہ دونگا قزاق بھی بہادر سے عذر کر
آگئے وہ بھی بادشاہ جمجاہ کو سمجھانے لگے بادشاہ نے فرمایا کہ تم کیسے سپاہی ہو کہ سپاہ گری کے خلاف
سمجھاتے ہو بے لڑے بھڑے ہتھیار دے دین اور گھوڑا والے کرین تمسے جسطرح لیا جائے لے لو
شاہان کے تیور پر بل پڑا ساتھ والون سے کہا کہ ہٹ جاؤ یہ جوان کی قضا ہی لیکر آئی ہے

یہ کہکر گھوڑے کو پیچھے ہٹایا نیزہ مارا بادشاہ جمجاہ نے سنان نیزہ کو توڑ ڈالا اب تو شایان کو نہایت
تحیر ہوا جی مین کہتا ہی کہ یہ جوان بڑا سپاہی ہی دوسرا نیزہ ساقہ دار لے سے لیا بادشاہ اسلام نے
اُسکی بھی چوبین توڑ ڈالی جب تو شایان فیل سوار نے تلوار کھینچی کہا کہ ای جوان اگرچہ تو دریاے سلاح
مین غرق ہی مگر اس وار سے نہ بچیگا بادشاہ اسلام نے فرمایا بسم اللہ شاید اسی تلوار سے تمھاری قضا
ہو شایان فیلسوار نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے بازو بچاکر کلائی پر شایان کی ہاتھ
ڈال دیا شایان فیل سوار نے گریبان پر ہاتھ رکھا دونو جوان لپٹے ہوے زمین پر آ گئے
آپس مین کشتی ہونے لگی بادشاہ جمجاہ فرماتے جاتے ہین تو افسر قزاقان ہی کوئی بات اُٹھا نہ رکھنا
تاکہ کوئی وصلہ تیرے دل مین باقی نہ رہے شایان پیچ باندھ رہا ہی کہ جنکا توڑ خلق نہین ہوا مگر
بادشاہ جمجاہ اُن پیچون سے بھی بچتے ہین پہر بھر کامل کشتی ہوئی شایان نے بڑے بڑے فن صرف
کیے مگر بادشاہ اسلام نے اپنے کو بچایا بعد پہر بھر کے شایان فیل سوار رُک کر کھڑا ہوا کہا کہ ای شہریار
حقیقت مین آپ سپاہی بے مثل و بے نظیر ہین اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے آپکو
اپنا افسر بناؤنگا مین سمجھ چکا کہ آپ پر کسی طرح غالب نہ ہونگا بادشاہ نے فرمایا کہ شاید تو نے شاہ
کوہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران دیر عالیشان اُنکے فرزند کا فرزند ہون بادشاہ
لشکر اسلام سعد بن قباد میرا نام ہی یہ سنتے ہی شایان قدمون پر گر پڑا کہا کہ ای شہریار آج
تقدیر نے میری رسائی کی کہ ملازمت حاصل ہوئی بادشاہ نے کلمۂ طیب فرمایا شایان بصدق دل
کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ ای بہادر جو کہ چھکڑے مال و اسباب کے چھینے
لوٹے ہین وہ ہمارے ہین لہذا اُنکو ہمارے ہمراہ کر دو ہم جھلیل زنجیرہ پیچ پہلوان کو دیدینگے
اُسکا مال و اسباب لے چلے تھے راہ مین گاڑی بانون نے خبر دی کہ قزاقون نے مال و اسباب کو
چھین لیا اسی وجہ سے مین یہانتک شکر ہی کہ تم سے صفائی حاصل ہوئی شایان فیل سوار نے کہا کہ آج
اسی پہاڑ پر تشریف رکھیے کل حضور کے ساتھ مین بھی چلونگا اب زندگی مین دامن دولت نہ
چھوڑونگا قزاقی سے توبہ کی بادشاہ اسلام نے قبول کیا اُسی مقام پر اُترے شایان نے
بارگاہ منگوا کر استادہ کرائی بادشاہ جمجاہ اُس بارگاہ مین داخل ہوے سب قزاق خدمت مین
بادشاہ کی حاضر ہین گائنین آئین دامن کسیان ڈھیلی ڈھیلی کرتیان پہنے گلبدن کے پاجامے

تول کی گوٹ چاندی کے زیور بھاری بھاری زنگاری دوپٹے برسات کھائے ہوئے دھجتے پڑے ہوئے انھیں سے ایک گانے سامنے بیٹھکر یہ غزل گانے لگی نظم

کہیں کیا دست وحشت کا کہاں تک ہم پہ احساں ہے
کہ اب تار گریباں ہے نہ باقی تار داماں ہے

مقام سیر ہے کنج لحد بھی یاد گلرو سے
جگر کے داغ گلشن ہیں کفن صبح گلستاں ہے

بڑھی لو اور چاہ کی چبھے جو پاؤں میں کانٹے
کہ پائے آبلہ اپنا ہر اک خار مغیلاں ہے

یہ حالت ہے کہ ہے زنجیر بھی محتاج نالے کی
ہلا سکتے نہیں پا کو یہاں تک تنگ زنداں ہے

بھلا کیا زندگی کا لطف مجھ سے ناتواں کو ہو
کہ ہل جانا سر مو کا قضا کا بے سر و ساماں ہے

ہر لطف اسیری ماتم صیاد ہے اے دل
کہ آغوش قفس تک آتے آتے رخصت جاں ہے

بہار سبزہ تو دیکھئے زمیں جوش گریہ ہے
دل وحشی کے بہلانے کو مرقد بھی بیاباں ہے

کیا چاک بدن جب کچھ نہ پایا دست وحشت نے
یہاں تک اب برہنہ ہیں کہ اپنی جان عریاں ہے

نہیں مدفن میں بھی آرام ہر دم چونک اٹھتے ہیں
صدائے نالۂ مرغ سحر سے دل پریشاں ہے

بہا کر خون بہنیں گے کفن گلہائے لالہ کا
کہ اپنی وجہ خونریزی حنائے دست جاناں ہے

ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دلربائی میں
بشکل گل ہر اک زخم بدن شادی سے خنداں ہے

بجز فضل خداوند حقیقی کون ہے اس کا
نسیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیاں ہے

دو پہر رات گئے تک ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا بعد اسکے جلسہ برخاست ہوا بادشاہ اسلام نے آرام فرمایا شاہان فراق بھی اسی بارگاہ میں رہا فراقوں کو بھی اطمینان ہوا اپنے اپنے مقام پر سوئے مگر قضائے کار ناکام عیار جو لاشہ جہلیل کا لیکر بھاگا تھا ایک صحرا میں آکے ارتھی بنا کر لاشہ جلانے لگا کہ صحرا سے گرد اڑی مستان دیوانہ صحرا سے جھومتا ہوا آیا کہا کہ ارے یہ کیا کرتا ہے ناکام عیار نے رو رو کے اپنے آقا کا قتل ہونا بیان کیا مستان نے کہا کہ تو نے اس جوان کو قتل کیوں نہ کیا ناکام نے کہا کہ اے پہلوان دوران میں کیونکر قتل کرتا وہ جوان نہایت زبردست ہے سپاہی ہے بے نظیر حسن میں رشک ماہ منیر خوب تلوار چلی جب ملازم بھی ہمارے آقا کے مارے گئے تب ہم لاشہ اپنے آقا کا لیکر بھاگے یہاں آکر جلایا مستان نے کہا کہ مجھسے اور جہلیل سے بڑی ملاقات تھی میں بر اسے مقابلہ چلونگا اور اس جوان کو قتل کرونگا یہ کہکے ناکام کو ناکام کو ساتھ

رات کو ناکام نے کہا کہ اگر حکم ہو تو غلام اُسکی تلاش مین جائے مستان دیوانہ نے کہا کہ اگر تو اُس جوان
کو گرفتار کرکے لائیگا تو مین فوراً اُس جوان کو قتل کرونگا معاوضہ خون جلیل کا لونگا ناکام عیار
اُسی وقت قنطور سے لگا کر روانہ ہوا تلاش کرتا ہوا زیر کوہ بوقلمون پہونچا دیکھا کہ بارگاہ آراستہ ہی
ناچ گانا ہو رہا ہی ناکام ایک گوشے مین چھپ کر کھڑا ہوا جب جلسہ برخاست ہوا اور بادشاہ نے
آرام فرمایا تو ناکام گوشے سے نکلا اور نکل کر قریب چھپر کھٹ کے آیا کیفے مین بیہوشی رکھی چاہا کہ
بیہوش کرون فیروزہ بن عمرو کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آقا کے چھپر کھٹ کے پاس ایک سیاہ پوش
کھڑا ہو للکارا مگر آواز دی کہ ارے تو کون ہی ناکام نے بادشاہ جمجاہ پر خنجر مارا اور بھاگا بادشاہ
کے سر سے خون بہنے لگا فیروزہ نے للکارا کہ او نالائق دیکھا تو نے یہ کیا حرکت کی ناکام بھاگا
بیرون بارگاہ آیا فیروزہ نے تعاقب کیا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ او بیحیا تو نے غضب کیا
بادشاہ اسلام کو خنجر مارکے جاتا ہی اب مین کیا تجکو زندہ چھوڑونگا آگے ناکام جست و خیز کرتا
جاتا ہی پیچھے پیچھے فیروزہ مگر ناکام اُسی رواروی مین داخل لشکر مستان ہوا لیکن فیروزہ نے
بھی ناکام کا پیچھا چھوڑا صبح کا وقت ہو مستان دیوانہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ذکر کر رہا ہی کہ
شب سے عیار گیا ہی پلٹ کے نہین آیا نہین معلوم اُسنے کیا کارروائی کی مجھے جلیل کے خون
کے معاوضے کا بہت بڑا خیال ہی جب تک اُس جوان کو قتل نہ کرونگا تب تک مجھے آرام و چین نہ
آئیگا یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا کہ ناکام عیار بھاگا ہوا آیا مستان دیوانے نے پوچھا
کہ خیر تو ہی ناکام نے چاہا کہ حال بیان کرون کہ نعرے کی آواز آئی او بیحیا مین آ پہونچا منم فیروزہ بن
عمرو مستان نے دیکھا کہ ایک عیار چست و چالاک نہایت بیباک تلوار برہنہ ہاتھ مین لیے آکر
قریب ناکام کے پہونچا مستان نے آواز دی کہ او ناکام مار اسکو کہ دو ٹکڑے ہون ناکام نے
پلٹ کر خنجر مارا فیروزہ بن عمرو نے پینترا بدل کر خالی دیا بیٹھ کر ہاتھ بالٹ کا مارا کہ دونون پاؤن
ناکام عیار کے اُڑ گئے مستان نے للکارا کہ او ناعیار یہ کس طرح کی حرکت کی خبردار آگے نہ بڑھنا
فیروزہ نے چاہا کہ جست کرکے نکل جاؤن لوگ اُٹھے فیروزہ کو گھیر لیا فیروزہ لڑنے لگا سب
اور وہی جلسے کے ٹوٹ پڑے فیروزہ کو پکڑ لیا مشکین باندھ کر سامنے مستان کے لائے مستان
نے کہا کہ اسکو قید کرو کل قتل کرینگے فیروزہ کو قید کیا جب فیروزہ قید ہو چکا مستان نے حکم دیا کہ

کل میدان خونی کی تیاری کرو سر میدان اسکو دار پر کھینچونگا ساحرہ والون نے میدان خونی کی تیاری
کی صبح کو طرف میدان خونی کے چلے یہان بادشاہ اسلام نے جو زخم کھایا شاہان قزاق یہ خبر سنکر
آیا اور نہایت افسوس کیا کہ میرے گھر مین شہریار زخمی ہوے بادشاہ جہجاہ نے فرمایا کہ فیروزہ
تعاقب مین گیا ہی نہین معلوم اُسپر کیا گذری مجکو بڑا انتشار ہی برادر جلد خبر منگاؤ شاہان قزاق
نے قزاقون کو روانہ کیا وہ سب تجسس مین نکلے ایک قزاق ڈھونڈھتا ہوا لشکر مستان مین پہونچا
دیکھا درختون مین اشتہار چسپان ہین معلوم ہوا کہ کل فیروزہ بن عمرو قتل ہو جائیگا قزاق
وہان سے بھاگا خدمت بادشاہ مین آیا تمام کیفیت عرض کی کہ مستان دیوانے نے فیروزہ
کو گرفتار کرکے قید کیا ہی کل کے روز فیروزہ قتل ہو جائیگا بادشاہ اسلام فوراً سوار ہوے
طرف لشکر مستان دیوانے کے چلے یہان اب وہ وقت ہی کہ دار استادہ ہی جلاد سنگین نکالے
ہی مستان دیوانہ زنجیرین ہلا رہا ہی کہتا ہی کہ کیا افسوس کی بات ہی مین نے قاتل جمیل کو نہ پایا
نہین تو اُسکو اس طرح سے قتل کرتا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر افسوس کرتے اور
مجکو رحم نہ آتا مگر اب اس عیار کو جلد قتل کرو تاکہ میرے دل کو چین آئے جلاد نے فیروزہ کا ہاتھ
پکڑکے کھینچا اُس وقت فیروزہ نہایت مایوس ہوا الیقین کامل ہوا کہ اب زندہ نہ بچونگا آنکھون
مین آنسو بھرے دعا مین مانگ رہا ہی کہ اے خالق لیل و نہار و اے بے مددگارو اس آفت ناگہانی سے
نجات دے تیرے نزدیک سب آسان ہی میرا تو یہ اعتقاد ہی مجکو بس تیرا نام نامی یاد ہی نظم

یکی ہست آن خداوند کون و مکان — یکی ہست آن شہنشاہ دور زمان
بہرنام نامش عیان میشود — ز ہر گلستان ہست ظاہر نشان
بہر خانہ او خانہ داری کند — بہر یک مکان ہست اہل مکان
گہے بیحجاب و گہے پردہ دار — عیان باشد و گاہ باشد نہان
گہے گل بود گاہ بلبل خود — گہے خار باشد گہے بوستان
گہے رگ گہے پی بود گاہ پوست — گہے مغز باشد گہے استخوان
گہے وحش و طیر و گہے آدمی — گہے جسم خاکی گہے نور جان
گہے بانوا و گہے بے نوا — گہے ناتوان گاہ اہل توان

گئے مرد محتاج در یوزہ گر	گئے شاہ اقلیم ودرزبان
گئے در زمین وگئے بر فلک	گئے در سما وُ گئے در سمک

کافردون نے جو فیروزہ کو دعا کرتے دیکھا طعن وتشنیع کرنے لگے کوئی کہتا ہے کہ کسے پکارتا ہے
کوئی کہتا ہے کہ خدائے نادیدہ کو بلا کوئی کہتا ہے کہ ان مسلمانون کا بھی عجب اعتقاد ہے آپ ہی
کہتے ہین کہ زمین سے آسمان تک پانچ سو برس کا راستہ ہے بھلا پھر انکی آواز کیونکر پہونچے ناحق
کو روتا ہے لات ومنات کو پکارے تو شاید ہونے دو سو خداوندون مین سے کوئی خداوند سن لے
اور مدد کرے بعضے کہتے ہین یہ مسلمان بڑے سخت مزاج ہین آج تک کسی مسلمان کو لات پرست
ہوتے نہین دیکھا لشکر مین ایک غلغلہ ہے مستان دیوانہ آواز دے رہا ہے کہ یارو اب اس عیار
کو جلد قتل کرو دیر نہ کرو اسنے بہت بڑی گستاخی کی ہے میرے سامنے عیار جہلیل کو مارا مجھ بادولت کا
خوف نہ کیا مین بھی اسے اسطرح سے قتل کرونگا کہ سب اسکے حال زار پر گریہ وزاری کرین اور مجبور رحم
نہ آئے یہ ذکر تھا کہ نعرہ تکبیر کی آواز آئی زمین تھرائی نعرہ بادشاہ جمجاہ

منم شاہِ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس وجم
شہنشاہ اسلام باعدل وداد	منم نور علیین شاہِ قباد

دیکھا سب نے کہ ایک جوان آفتاب جمال وخورشید مثال کافردون کو قتل کرتا ہوا آتا ہے جسنے
ٹوکا اسے پلٹ کی ہاتھ تلوار کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے کئی صفین درہم وبرہم کین تھوڑے عرصے
کے بعد بوق کی آواز سبھون کے کان مین آئی شاہان فیل سوار قزاق بارہ ہزار قزاقون سے جو آکر
گرا زمین ہلادی دریا ے خون بہادیا گھوڑے قزاقون کے دوڑتے پھرتے ہین مستان دیوانہ بدحواس
ہوگیا کہتا ہے کہ یارو یہ جوان کون ہے کسی نے کہا کہ اے افسر اسی جوان نے جہلیل کو مارا اکیلے نے آپکے
بڑے لشکر کو شکست دی آپ مقابلے کے خواہان تھے اب مقابلہ کیجیے جہلیل کے خون کا بدلا لیجیے
یہ سنکر مستان جھومتا ہوا بڑھا للکار کر آواز دی کہ او جوان کیون تیری قضا آئی ہے مجھ سے مقابلہ کر ان
غریبون نے تیرا کیا لیا ہے بادشاہ اسلام نے مستان دیوانے کو پیدل دیکھ فوراً گھوڑے سے
کود پڑے اور مقابلے مین مستان کے آئے مستان نے جھپٹ کر جو دست لگائی بادشاہ جمجاہ نے
پیترہ بدل کے خالی دی جو دست زمین پر پڑی گرد اڑی پانی نکل آیا مستان دیوانہ کف افسوس ملنے لگا

اور پکارا کہ ہائے ایسا معشوق حسین و جمیل میرے ہاتھ سے مارا گیا یہ تو آقائے سرخ تھا بادشاہ اسلام
نے پہلو سے آواز دی کہ ارے میں تو زندہ موجود ہوں کسے مارا مستان دیوانے نے پلٹ کر دیکھا پھر
چوبدست لگائی بادشاہ نے اگلی مرتبہ کی چوبدست پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک جھٹکا مارا کہ دیوانہ جھکا
چوبدست چھوڑ کر ایک جنگل مار زرہ مع پوست نوچ لی بادشاہ اسلام نے گردن پر ہاتھ رکھ کے
ہکہ مارا کہ سر دیوانے کا زمین سے مل گیا اب جو دیوانے نے سر اٹھایا شانے پر بادشاہ کے چکٹ ماری
بادشاہ نے ایک گھونسہ ایسا مارا کہ دیوانے کے منہ سے بوٹی نکل پڑی خوف کے مارے تھرا گیا منہ
کھول دیا جب یہ منہ پھیلاتا ہے بادشاہ گھونسہ دکھاتے ہیں دیوانہ رک جاتا ہے اس زور و شور سے بادشاہ
اسلام دیوانے سے لڑ رہے ہیں کہ دیکھنے والے تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بادشاہ ہی کا کام ہے جو
ایسے دیوانے سے لڑ رہے ہیں دوپہر کامل مستان دیوانہ بادشاہ سے لڑا بعد دوپہر کے کہا کہ ایک زور
اخیر کرتا ہوں اگر اسمیں زیر کیا تو خیر ورنہ ای آقا آپ کی اطاعت کرونگا آج تک ایسے کسی حریف
سے مقابلہ نہیں پڑا تھا آج مجھے معلوم ہوا کہ زمانے میں ایسے بھی لوگ ہیں کہ مجھ سے زور زیادہ
رکھتے ہیں یہ کہکے ریل کر کے دوڑا پانچ قدم پر لا کر ہکہ مارا بادشاہ کا بایاں گھٹنہ جھکا مستان دیوانے
نے کمر میں ہاتھ ڈال کر زور کیا لنگر بادشاہ کا نہ اٹھا تھک کر کہا کہ ای آقائے سرخ اب میں بھی تمہارا
زور کا مشتاق ہوں بادشاہ جمجاہ اپنے مقام سے اٹھے دیوانے کو ریل کر کے دوڑے پندرہ قدم
تک ریل کر لائے سولھویں قدم پر لا کر ہکہ مارا دونوں گھٹنے دیوانے کے آشنائے زمین ہوئے کہا اے
آقائے سرخ مجھے لنگر قائم کر لینے دیجیے تب زور کیجیے بادشاہ نے ہاتھ ڈھیلے کر دیے مستان دیوانے
نے لنگر جمایا بادشاہ نے کمر میں ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور میں تا بہ زانو دوسرے زور میں تا بہ سینہ
تیسرے زور میں اُس خود سر کو سر سے بلند کیا دیوانہ غل مچانے لگا کہ ای آقائے سرخ مجھکو زمین پر
نہ گرانا ورنہ میرا سر پھٹ جائیگا تڑپ کر مر جاؤنگا بادشاہ نے دیوانے کو ہاتھ سے رکھ دیا دیوانہ بادشاہ
کے قدموں سے لپٹ گیا اور دست بستہ عرض کی کہ آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے
کہ کیا اسم مبارک ہے شب کو ایک بڑے آقائے سرخ خواب میں آئے تھے آپکا نام بتا گئے ہیں بادشاہ
نے جو اپنا نام اصلی بتایا مستان دیوانہ گڑگڑانے لگا عرض کی ای آقا آقائے سرخ آپ ہی کا نام ہے بزرگوں
نے بتایا تھا اب میں آپ کے ساتھ رہونگا تا بہ زندگی اطاعت سے منہ نہ موڑونگا بادشاہ نے دیوانہ

کو گلے سے لگالیا دیوانہ پھرتنے لگا کہتا تھا کہ آپ نے مجھے کب زیر کیا مین آپ سے پھر لڑونگا
یہ کہکے لپٹ پڑا بادشاہ نے پھر اٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھکر خنجر گلے پر رکھا اب تو دیوانہ ہاتھ
باندھنے لگا کہا کہ اب آپ نے مجھے زیر کیا کئی مرتبہ دیوانہ اسی طرح لپٹا مگر بادشاہ اسلام نے دوسرے
پیچ پر اکھیڑ کر پٹکا اب دیوانہ رضامند ہوا ایک چیخ ماری کہ بارہ سو دیوانے آکر جمع ہوئے مستان
دیوانے نے عرض کی کہ اے آقاے نامدار یہ سب میرے تابعدار ہین اور سب دیوانون کی جانب مخاطب
ہوکر کہا کہ مین اس شیر بیشہ جرأت کا تابعدار ہوا اور اس شہریار کی دل سے اطاعت کی لہذا جسکو
لڑنا ہو وہ اس سے لڑلے خواہ زیر ہوکر اطاعت کرے خواہ یون ہی سب کو اس بات کا اختیار ہی
یہ بات سنکر کئی دیوانے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور خم مارکر سامنے بادشاہ کے آئے بادشاہ نے
فردا فردا ان سب کو زیر کیا سب نے دل سے اطاعت بادشاہ کی منظور کی بادشاہ اُن سب کو لیکر اپنے
شاہان کے ساتھ اُسکے مقام پر آئے آکر اُترے کئی دن تک یہان جشن کیا ایک دن شاہان قزاق
گھبرا کر آیا کہا اے شہریار مفتاح نیزہ باز پہلوان زبردست ہی مین نے اُسکی ارسال لوٹ لی تھی اسنے
آکر گھیر لیا ہی ہم لوگ قزاق ہین تدبیر سے لڑتے ہین آپ طرف صحرا کے نکل جائین مین اُدھر کے
طرف درہ کوہ کے چلا جاؤنگا اگر اُسنے گھیر لیا مغلوب ہین ہمارے جائینگے وہ مارے جائین باقی
نکلجائینگے بادشاہ نے فرمایا کہ اے شاہان چھپ کر نکل جانا کیا بہادر کہین ڈرتے ہین اپنی جرأت پر
مرتے ہین وہ نیزہ باز بڑی نوک کی لیتا ہی جسطرح بیٹھے ہو اسی طرح بیٹھے رہو اگر وہ آنے کا ارادہ کریگا تو
ہم نکل کر روکین گے بعد ہمارے تمکو اختیار ہی شاہان نے کہا کہ اے شہریار اسکو دعوی سپہگری ہی
اور پہلوان بھی نہایت زبردست ہی اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتا باہر نکل کر دیکھئے کہ کسقدر
فوج کے جماؤ مین معرکہ عظیم پڑیگا ایک قزاق ہزار سے کیونکر لڑیگا میرے ساتھ بارہ ہزار قزاق ہین
وہ تین لاکھ فوج سے آیا ہی یہ سنکر بادشاہ نے فرمایا کہ اے شاہان فوج والے تماشا دیکھتے رہجائینگے
اگر اُسکو زیر کیا سب اطاعت کرینگے تم تماشا دیکھو اسطرح سے سمجھا کر بادشاہ نے شاہان کو روکا مفتاح
نیزہ باز جب درہ کوہ کا رستہ روک چکا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے فیروزہ بن عمرو نے آکر یہ خبر بادشاہ کو
پہونچائی بادشاہ نے کہا کہ اے شاہان تم بھی طبل جنگی بجاؤ شاہان قزاق نے کہنے سے بادشاہ کے
طبل جنگی تو بجوایا مگر گھبرایا ہوا ہی میٹ پر کھڑے بکتے پھرتا ہی ساتھ والون کو آمادہ کررہا ہی کہتا ہی کہ یارو کل

بادشاہ کے ساتھ جان دینگے تین لاکھ بارہ ہزار سے جا بھڑینگے مستان دیوانہ بیٹھا ہوا سب
باتیں سن رہا ہی رگ دیوانگی جوش میں آئی اپنے مقام سے چوبدست کو جنبش دیتا ہوا اٹھا بادشاہ
نے پوچھا کہ کہاں چلے کہا اُس خردمند کے سزا دینے جاتا ہوں یہ کہکر دیوانے نے باہر آکر ایک چیخ
ماری بارہ سو دیوانے آکر جمع ہوئے کہا یارو تماشا دیکھنے چلوگے آج بڑا میلا ہی سب نے کہا کہ
چلیے بارہ سو دیوانوں کو ساتھ لیکر طرف لشکر مفتاح کے چلا زنجیریں ہلاتا ہوا جاتا ہی چوبدست کو
گردش دیتا ہوا بارہ سو دیوانے مستان کے ساتھ کے جوقت کنارے پر لشکر مفتاح کے پہونچے
مستان دیوانے نے آواز دی کہ ہاں یارو بزنید و بجنبید بارہ سو چوبدستیں چلنے لگیں جسکو چوبدست
ماری وہ بیڑا اُٹھا ہوگیا کئی ہزار جوان مارے کئی سو خیمے گرے کئی ہزار جوان اسمیں دبے بعد اُسکے
دیوانے لشکر مفتاح میں گھس پڑے اور کافروں کو قتل کرنے لگے ہلڑ جو ہوا مفتاح نیزہ باز نے پوچھا
کہ یہ کیا معرکہ ہی کہا حضور بارہ سو دیوانے لشکر کو قتل کر رہے ہیں اُنسے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا جسنے
مقابلہ کیا بیڑا اُٹھا ہوگیا ہزارہا جوان مارا گیا مفتاح نیزہ باز نیزہ اُٹھا کر چلا باہر آکر دیکھا کہ لشکر میں غدر
ہی دیوانے قتل کرتے پھرتے ہیں آگے آگے سب دیوانوں کے مستان دیوانہ چوبدست ہلاتا ہوا
جسکو چوبدست لگائی وہ مثل پرلٹکے کے ہوگیا کئی افسر مفتاح کے سامنے مفتاح کے مارے گئے
مفتاح نے للکارا کہ او دیوانے مجہول ذرا سنبھل کر ارادہ نہیں تو آفت برپا کرونگا یہ کہکے مفتاح نے
نیزہ مارا دیوانے نے چوبدست سے نیزے کو توڑ ڈالا مفتاح نے جھلا کر قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا
جبردار جبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا مستان دیوانے نے اُسپر چوبدست ماری تلوار مفتاح کی ٹوٹی
دونوں حربوں میں مفتاح نیزہ باز کو شکست حاصل ہوئی دیوانے نے چوبدست اُٹھائی قصد کیا کہ حملہ
کروں مفتاح سامنے سے بھاگا دیوانے نے پیچھا کیا مفتاح خیمے میں چھپ گیا دیوانہ جو چلا طناب
خیمے میں اُلجھکر گرا چاروں طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے دیوانے نے کئی سو آدمی گرے پر مارے گر فوج مفتاح
نے بلوہ کرکے مستان دیوانے کو گرفتار کر لیا مفتاح نے سنا کہ دیوانہ گرفتار ہوا ہنستا ہوا باہر بارگاہ
کے آیا فوج کو اشارہ کیا تین لاکھ فوج نے دیوانوں پر بلوہ کیا سب دیوانے گرفتار ہوئے مفتاح نے
مستان کو مسلسل و مطوق کیا اور سب دیوانوں کو بھی قید کر لیا درختوں سے باندھا تیراندازوں سے
کہا یاروان خطا شعاروں پر تیراندازی کرو سب تیرانداز آکر ملبس ہوئے فیروزہ بن عمرو نے جو یہ کی

دیکھا بدحواس ہوکر بھاگا خدمت مین اپنے آقا کی آیا اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا
مستان دیوانہ قید ہوگیا جلد تشریف لے چلیے دیر نہ کیجیے یہ سنتے ہی بادشاہ اسلام نے زانو پر ہاتھ
مار کے فرمایا کہ کیونکر قید ہوا فیروزہ بن عمرو نے عرض کی کہ ای شہریار وہ دیوانہ مزاج جا بلون کے
سرکا تاج فوج مفتاح پر جا پڑا کچھ خوف نہ کیا دس پانچ ہزار کو قتل کیا آخرکار گرفتار ہوا اب درختون سے
سب دیوانے بندھے ہین تیرانداز جمع ہو رہے ہین بادشاہ جمجاہ یہ خبر وحشت اثر سنکر تلوار ٹیک کر
اُٹھے شایان قزاق قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ ای آقائے نامدار وہان جانے کا ہرگز ارادہ
نہ کیجیے ایسا نہو کہ فوج مفتاح بلوہ کرے اور مفتاح نیزہ باز خود بھی پہلوان زبردست ہے اور فنون سپہگری
مین طاق شہرۂ آفاق ہے فیروزہ نے کہا کہ ای شایان بہادری تو اسکی دیکھ چلے کہ دیوانے کے ہاتھ سے
بھاگا جا کر خیمے مین چھپا دیوانے نے تعاقب کیا در خیمے پر جا کر طناب خیمہ مین الجھا جب گرا ہی تب
گرفتار ہوا ہے یہ سنکر شایان قزاق بھی تیاری کرنے لگا سب سے کہا کہ یارو تیار ہو سب مسلح و مکمل
ہوے مگر بادشاہ جمجاہ یہ کہکر چلے کہ ای شایان تم ہمارے تعاقب مین نہ آنا ہم اکیلے ہی جائینگے
اپنے رفیق کو قید سے کافرون کی چھڑا کر لائینگے یہ فرما کر بارگاہ سے نکلے اور پشت مرکب پر
سوار ہوے فیروزہ نے رکاب تھامی بادشاہ اسلام مرکب اڑا کر چلے یہان مفتاح نیزہ باز نے
تیراندازون کو جمع کیا چاہا تیراندازی کرین مستان دیوانے نے جو بلوہ فوج کا دیکھا کہ ساٹھ ستر ہزار
تیرانداز تین تین بھال کے تیر بھر کمان مین پیوست کر رہے ہین بیقرار ہوکر پکار اٹھا کہ ای
آقائے شرخ کے خدا رحم اپنا شریک کر ان ظالمون سے بچالے

ای بندۂ خدا تو صفا از خدا طلب — در دل مدار غیر خدا ما سوا طلب
در کار ہر چہ ہست ترا از خدا طلب — مطلب طلب مراد طلب مدعا طلب
در دل امید نیک و بد از بندگان مدار — گر بندۂ خدائی و مرد خدا طلب
گردن مکش ز حکم الٰہی و دم مزن — سر نہ بخاک عجز و ہمیشہ رضا طلب
ہر مطلبے کہ ہست ز مطلوب خویش خواہ — ہر مقصدے کہ ہست از آن آشنا طلب
آرام جان ز حضرت جانان سوال کن — تسکین دل ز درگہ آن دلربا طلب
مطلوب گرچہ دور نباشد ز ما مگر — بہر حصول شرط بود دہند یا طلب

بیقرار ہوکر جو دیوانے نے دعا کی لشکر مفتاح مین بلڑہ ہوا نعرۂ بادشاہ اسلام کی صدا آئی
کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران بد دغا۔ نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم — بہار گلستان کاؤس و جم
منم شاہ اسلام با عدل و داد — منم نور عینین شاہ قباد

تلوار کھینچ کر لڑتے ہوئے چلے دوسرے پہلو سے گرد اڑی شاہان قزاق بارہ ہزار قزاقون سے
آکر پہونچا قزاقون کی لڑائی پہلے بارہ ہزار تیر چلے پھر نیزون کے وار کیے پھر تلوارین کھینچین گھوڑے
جو دوڑنے لگے گرد اُڑی اُس اندھیرے مین ہزارون کو قتل کیا تین حملون مین پچاس ہزار جوان لشکر مفتاح
نیزہ باز کے قتل کیے بادشاہ اسلام نے آکر مستان دیوانے کو رہا کیا فرمایا کہ کیون ای دیوانۂ مجہول تو بے حکم
ہمارے کیون آپڑا آخر سرکشی کا انجام دیکھا کہ گرفتار ہوا پھر ہمکو آنا پڑا مستان دیوانہ جو قید سے چھوٹا
دیوانون کو اپنے ساتھ لیکر لڑتا ہوا چلا جسپر چوبدست لگائی اُسے پیوند خاک کیا مفتاح نیزہ باز نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا اور جرأت و شوکت بادشاہ اسلام کی ملاحظہ کی اپنے ساتھ والون سے کہا کہ یہ لوگ
شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین جرأت و صولت مین لاثانی ہین دیکھو تو کس لطف سے جنگ کر رہے ہین کوئی
پہلوان ایسا ہی کہ جاکر بادشاہ کو روکے سہمناک زنگی سپہ سالار لشکر مفتاح اسکو اپنے زور پر بڑا ناز تھا
ہی جھوم کر سامنے مفتاح نیزہ باز کے آیا کہا کہ آپ اس جوان کو روکنے کو کہتے ہین مین ابھی اُس
جوان کا سر لاتا ہون کیا مجال ہی جو آگے بڑھ سکین صف سے جھوم کر نکلا گرداوف زنان ہوا
میدان مین آیا اور بادشاہ جمجاہ کو للکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ اسلام آپ کو اپنی جرأت پر بڑا
ناز ہی مین آپ سے امتحان فنون سپہ گری چاہتا ہون مستان دیوانے نے جو آواز اُس مغرور
کی سنی کہا کہ کیون ای آقاے نامدار اس زنگی سیہ دل کو سمجھا دون کان پکڑکے حضور کے سامنے
لاؤن بادشاہ اسلام نے کچھ جواب نہ دیا مستان دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا سامنے سہمناک زنگی کے
پہونچا اور للکارا کہ او مغرور ٹھہر جا ہم سے مقابلہ کر بادشاہ ہمارے تجھ ایسون کے مقابلے مین کیا آئینگے
انکے غلام موجود ہین پہلے ہم سے تو مقابلہ کر ہماری سپہ گری کا جواب دے سہمناک زنگی گینڈا
ٹھکرا کے سامنے مستان کے آیا مستان دیوانہ کھڑا ہوکر چوبدست ہلانے لگا کتنی جوان جو دیوانے
مستانے تھے اُنکے سر پیٹے کسی کا ہاتھ ٹوٹا سہمناک زنگی نے جو انکا مارے جانا دیکھا جرأت دیوانے

سے ڈرا کیا ہی دیوانے ذرا ٹھہر جا مین اور تلوار سے آڑون پر کے چاہا کہ ہٹون دیوانہ کب جھلٹ دیتا آگ
فوراً جو بدست ماردی گینڈے کا سر پھٹا سہمناک زنگی گینڈے سے گرا دیوانہ جھپٹا سہمناک بھاگا
سمجھا کہ یہ چنگل جو پڑ گیا تو مین کیونکر برداشت کرونگا دیوانے نے پیچھا کیا بادشاہ اسلام نے دیکھا
کہ سہمناک بھاگا ہوا جاتا ہی مستان دیوانہ تعاقب مین ہی مگر سہمناک بھاگ کر قریب مفتاح نیزہ باز
کے پہونچا پکارتا ہوا کہ ای آقا مجھے اس بلاے مبرم سے بچایئے مفتاح نے للکارا کہ او دیوانہ
مجہول خبردار سہمناک پر ہاتھ نہ ڈالنا مستان دیوانہ متوجہ بھی نہ ہوا کہ کون بکتا ہی جاتے کے ساتھ ہی
سہمناک پر چنگل مارا زرہ نوچ کر پھینکدی سہمناک سے لپٹ پڑا اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر
اُسکی چڑھ بیٹھا سہمناک کو نوچنے لگا مفتاح نیزہ باز نے چاہا کہ اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارون
کہ دیوانے کا کام تمام ہو بادشاہ اسلام نے جو یہ نامردی مفتاح کی دیکھی گھوڑے کو چمکا کر نعرہ
کیا کہ او نامرد خبردار دیوانے پر ہاتھ تلوار کا نہ مارنا مفتاح کا ہاتھ رکا اتنے عرصے مین دیوانے نے
سہمناک کو چیر پھاڑ کے پھینکدیا مفتاح کے قریب بادشاہ پہونچے چاہتے ہین کہ مقابلہ کرین کہ
صحرا سے گرد اُڑی کہ روے آفتاب کو سیاہ کر دیا لکہ ہاے ابر سرخ و سفید آسمان پر نمایان ہوے
بادشاہ جمجاہ نے دیکھا کہ ہمارا لشکر ہی ثریاے تاجدار آگے آگے سب کے بڑھا ہوا چلا آتا ہی پہلوان
ہمراہ رکاب چھ لاکھ غیر ساحرون کا لشکر پشت پر جادوگرنیان طائرون پر سوار ثریاے تاجدار
نے جو دور سے بادشاہ کو دیکھا کہ آقا ہمارے لڑ رہے ہین اپنے نام کا نعرہ کر کے فوج کو اشارہ کیا
کہ یارو بادشاہ مصروف جنگ ہین ایک دیوانے نے کیا قیامت برپا کی ہی دیکھو تعاقب مین ایک
پہلوان کے جاتا ہی وہ پہلوان بھاگا دیوانے نے چیر پھاڑ کے پھینکدیا پکڑ کے گھوڑے کو کڑکڑا یا
کل فوج جوا کے گری لشکر کفار کو تہ و بالا کر دیا آسمان سے آگ برس رہی ہی جھونکے لو کے گرم
چل رہے ہین ہزارہا طائران خوش الحان زمزمہ کرتے ہوے درختون پر چہکار رہے ہین
ہر ایک طائر خوش الحان اپنی منقار کھولے ہوے یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے۔ نظم

ہمین وصل کی یاد آئیگی رات — جوانی کی یون جلد جائیگی رات
یون ہی ہجر کی بڑھتی جائیگی رات — شب زلف کی عمر پائیگی رات
اسے خواب مین جب دکھائیگی رات — مقدر کو پہلے جگائیگی رات

یہ کہتا ہی خوف شب انتظار
غم یار شبخون کریگا ضرور
شب وصل گذری اسی فکر مین
بلائین جدائی کی ہین اور ہم
بنینگے عدو روز و شب ہجر مین
خبر دیتے ہین دیدۂ منتظر
وہ مہ لاکھ آنیکا وعدہ کرے
وہ بیکس ہون رو یگی شبنم مجھے
مین ہون کشتۂ عشق گیسوے یار
نظر آئیگا دن بھی مجھکو سیاہ
کبھی تو عیان ہوگی صبح امید
یہ آئے اگر بزم مین وہ جلال

کناروں سے آنکھین دکھائیگی رات
مقرر کوئی رنگ لائیگی رات
وہ جائینگے پہلے کہ جائیگی رات
اگر ٹل گیا دن نہ جائیگی رات
دن آزار دیگا ستائیگی رات
درازی مژہ کی بڑھائیگی رات
توقع کسے ہی کہ آئیگی رات
مرے غم مین آنسو بہائیگی رات
چراغ لحد خود جلائیگی رات
یہ آنکھون مین غم کی سمائیگی رات
کسی دن تو پردہ اٹھائیگی رات
اداسی سی شمعون پہ چھائیگی رات

یہ اشعار جو کان مین اہل فوج مفتاح کے پہونچے جھومنے لگے کسی نے گریبان پھاڑا کوئی چیختا تھا کوئی دیوانہ وار وحشی مثال دوڑا دوڑا پھرتا تھا مفتاح گھبرا گیا کہ میری فوج کو یہ کیا ہو گیا جس افسر سے آنکھ ملاتا ہی وہ دشمن معلوم ہوتا ہی یہ تو یہ کہکر پکارتا ہی کہ رسالہ دار صاحب کہان جلتے ہو ادھر آؤ رسالہ دار صاحب جواب دیتے ہین کہ معشوق کی فکر مین گھبرا رہے ہین خاک اپنے سر پر ڈالتے ہین بادشاہ اسلام نے جو یہ رنگ فوج کفار دیکھا فیروزہ بن عمرو سے پکار کر آواز دی کہ اے فیروزہ جاکر منع کردو کوئی سحر نہ کرے فیروزہ گیا جاکر سرو شمشاد قد و غمزہ سے منع کیا کہ بادشاہ منع فرماتے ہین کہ کوئی سحر نہ کرے پہلوانون سے مقابلہ ہو لیکن مفتاح نے جو دیوانے کی یہ جرأت دیکھی کہ کسی پہلوان کو چھیڑ ڈالا کسی پر چوبدست لگائی حیران تھا کہ ایسے شخص کو بادشاہ اسلام نے کیونکر زیر کیا دیوانہ وحشی صاحب زور و طاقت اسیر یہ جرأت غول کے غول تباہ کر دیے لاشون سے جنگل بھر دیے مین کیا کرون فریاد ہے تاجدار جو آگرا ہی پہلوانونکو ڈکڈک کر مار رہا ہی رفیقان بادشاہ کی اس جرأت کو دیکھکر مفتاح کے ہوش اڑ رہے ہین حیران ہی کہ ان بہادرون پر بادشاہ نے کیونکر

قبضہ کیا کہ یادشاہ لڑتے ہوئے سامنے آئے مفتاح نیزہ باز نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ توڑ ڈالا
مفتاح نے قبضے پر ہاتھ رکھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
جیون تلوار کی دھار سے لگی ہوئی ہی جب تلوار اسکی بادشاہ کے سر پہونچی بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا خیال کر کے مفتاح نے دیکھا کہ بادشاہ نے سر اپنا بچایا کلائی پر کس طرح سے ہاتھ ڈالا کہ تلوار
پٹ پڑی تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا تا پشت زین سے اٹھا کر گرد سر پھرا کر چاہا کہ چرخ دون
کر مفتاح نیزہ باز پکار اٹھا کہ ای شہریار الامان بادشاہ نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان مفتاح کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو آواز دی کہ یارو مین نے اس شہریار کی دل سے اطاعت
کی اب کوئی جنگ کا ارادہ نکرے سب نے آکر قدمون کو بادشاہ کے بوسہ دیا جنگ موقوف ہوئی
مفتاح بادشاہ اسلام کو لیکر بارگاہ مین آیا بادشاہ تخت پر بیٹھے ایک جانب سب شاہزادگان
و جادوگریان کرسیون پر بیٹھین ایک جانب افسران فوج آکر بیٹھے لیکن ثریا سے تاجدار کو کل کا
افسر کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای ثریا لشکر تیار رکھو کل انشاء اللہ کوچ کرینگے سرو شمشاد قد یہ کہکر
اٹھی کہ ای شہریار یہ صحرا محل خوف ہی آج کنیز طلایہ دیگی بادشاہ نے فرمایا ہمارے یہان یہ دستور
نہین کہ عورت طلایہ دے مفتاح نے کہا کہ مین طلایہ دونگا بادشاہ نے حکم دیا مفتاح چار سی
سوارون کو ساتھ لیکر لشکر مین آیا لشکر منزلون کے پھیر مین آترا ہوا ہی مفتاح نیزہ باز حیران ہی
کہ مین کیونکر طلایہ دون کیونکر سارے لشکر کی خبر لون چند سوار بازار غلہ فروشان مین بھیجے چند
سوار بازار بزازان مین روانہ کیے کچھ لوگون کو ساتھ لیکر روے لشکر پر کھڑا ہوا حیران حیران
لشکر کو دیکھ رہا ہی کہ مفتاح نے دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان آکر مقابلے مین کھڑا ہوا لاکھ
سوار و پیدل کا لشکر ساتھ ہی اس پہلوان نے اترتے ہی شاطر کو بہیجے کہ نعمان تیز رو اسکا
نام ہی حکم دیا کہ دریافت تو کر طلایہ پر کون ہی شاطر گیا دریافت کر کے آیا عرض کی کہ مفتاح
نیزہ باز طلایہ پر ہے وہ پہلوان خاموش ہو رہا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا نہ کھانے نہ سونے
کی فکر ہی کچھ آسمان کی جانب دیکھتا ہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر سیہ فام آسمان
سے پیدا ہوا کچھ ایسی کاؤن کاؤن کی کہ اس پہلوان نے طرف لشکر اسلام کے اشارہ کیا وہ
طائر کاؤن کاؤن کرتا ہوا چلا قضا سے کار ملکہ سرو شمشاد قد لیٹے لیٹے گھبرائی کنیزون سے

کہا کہ طلائے کا انتظام ہو گیا کنیزون نے خبر دی کہ مفتاح نیزہ باز طلانہ دے رہا ہی یہ سنکر ملکہ سرو شمشاد قد باہر نکل آئین کرسی بچھا کر درخیمے پر بیٹھین دیکھا کہ ایک طائر سیہ فام بشکل زاغ کاؤن کاؤن کرتا ہوا ایک نخل پر آکر بیٹھا سرو شمشاد قد سے آنکھ ملائی یہ اشعار گانے لگا ؎

نہ بولے رک رہے جب کچھ کہی بات
یہی آزردگی کی ہو گئی رہی بات

سنا سب کچھ مگر مطلب کی سنکر
کہا نا گفتنی تھی اک یہی بات

بغل مین چپ نہ بیٹھو کچھ تو بولو
رکے دل کو لئے ایسی بھی سہی بات

اشارون مین وہ جب کہ گذرے سب کچھ
لب خاموش کی ہو کر کیا رہی بات

کسی سے جا کے کرلین فیصلہ کچھ
ابھی چل دیکھا ہو دل ہی ہی بات

وہ ذکر غیر کرکے ہمکو چھیڑین
نہ سننے کی جو تھی وہ بھی سہی بات

اٹھانے تک لگے اس انجمن سے
تمھین کہدو کہ کوئی اٹھ رہی بات

محبت مین جلال اُف بھی نہ کرنا
بنا ہو اسکو منھ سے جو کہی بات

اسطرح اس زاغ سیہ نے یہ اشعار پڑھے کہ سرو شمشاد قد لغور شنائی آخر سنتے سنتے چہرہ ملکہ کا سرخ ہوا آنکھین اُبل آئین گھبرا گئے اپنے مقام سے اُٹھین کنیزون سے کہا کہ صاحبو تمھین اختیار ہی مین تو برائے ملاقات مالک صحرا جاتی ہون ہر چند کنیزون نے روکا سرو شمشاد قد نے سب کنیزون کو جھڑک دیا ملکہ گلعذار یہ باتین سنکر اپنے خیمے سے نکل آئین پکارکر پوچھا کہ بوا کہان جاؤ گی ملکہ سرو شمشاد قد نے جواب دیا کہ ہمارے بزرگ نے ہمکو بلایا ہی ہم اُنکی ملاقات کو جاتے ہین ملکہ گلعذار نے قریب آکر کہا کہ بوا جسکے پاس جاتی ہو وہ کافر خاسر ہے نہین معلوم تمھارے ساتھ کسطرح پیش آئے ذرا اپنے دل کو سنبھالو ملکہ سرو شمشاد قد نے جواب دیا کہ بوا زیادہ باتین نہ بناؤ اپنے مقام پر جا کر بیٹھو یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا بوا اگر تمھارا جی چاہے تو تم بھی چلو مالک صحرائے نیرنگ آتشبار بہار پیرا سے ملو دیکھو تو وہ کیا جلیل ہے تمھاری بھی خاطر کریگا اُسکی صحبت مین دخل ملیگا گلے مین ہاتھ ڈالے منھ پر منھ رکھا ملکہ گلعذار کا بھی چہرہ سرخ ہوا کہا بوا مین تو یہ آرزو رکھتی تھی کہ تمھارے ساتھ چلون صحبت کو اس جلیل کی دیکھون دونون آپس مین ملکر ساتھ چلین کنیزین پیچھے پیچھے منتین کرتی ہین کہ بیبیو کہان جاتی ہو سعد شہریار جو نہین گے

کیسا سر دھنیں گے دونوں خاموش چلی جاتی ہیں جواب نہیں دیتی ہیں جب کنیزوں نے بہت کہا
تو ملکہ گلعذار نے پلٹ کر جھڑک دیا کہ جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو سعد شہریار سے ہمیں کیا کام مقام
عبرت ہی کہ خداوند ہفت پیکر کو بُرا کہتے ہیں خدائے نادیدہ کو سجدہ کراتے ہیں اس سے بڑھکے
کیا بدعت ہوگی آخر کنیزیں پلٹیں یہ کہتی ہوئی کہ اچھا صاحبو تمہیں اختیار ہی جہاں چاہے جاؤ کنیزیں
روتی ہوئی آتی ہیں قضائے کار فیروزہ بن عمرو طلائے سے پلٹا ہوا آتا ہی اُسنے دیکھا کہ کنیزان
سرو شمشاد قد و گلعذار روتی ہوئی آتی ہیں بڑھکر پوچھا کہ کیوں صاحبو خیر تو ہی کیوں روتی ہو
کنیزوں نے کہا کہ حضرت صاحب غضب ہوا ملکہ سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار بیٹھے بیٹھے مبہوت ہوئیں
طرف صحرا کے جاتی ہیں اور ہمسے کہہ گئی ہیں کہ اپنے مقام پر جاکر بیٹھو ہم تمکو بھی بلوا لیں گے فیروزہ
یہ خبر وحشت اثر سنکر چھپتا ہوا دونوں شاہزادیاں کنارے پر لشکر کے پہونچی تھیں کہ فیروزہ نے دور سے
دیکھا کہ دونوں نے پر پرواز پیدا کیے اڑتی ہوئی چلیں فیروزہ بن عمرو اُن ہی کے ساتھ
میں چھپتا ہوا جاتا ہی جاتے جاتے تین چار کوس راستہ طی کیا تھا کہ گانے کی آواز کان میں آئی
فیروزہ بن عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ وسط صحرا میں ایک باغ ہی اسمیں سے گانے کی آواز آتی ہی کہ
شاہزادیاں اُتریں در باغ پر ایک عورت کرسی پر بیٹھی تھی دونوں شاہزادیوں نے اُسکو سلام کیا اور
کہا کہ جاکر اخشبار بہار پیرا سے ہمارا آداب و تسلیمات عرض کرو اور کہو کہ دونوں کنیزیں دروازے
پر حاضر ہیں امیدوار ہیں کہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوں وہ عورت اٹھ کر گئی بعد تھوڑی دیر
کے آئی کہا کہ چلو شہنشاہ تمہیں بلاتے ہیں فیروزہ نے دور سے دیکھا کہ دونوں کانپ گئیں مگر
ساتھ اُس عورت کے باغ میں داخل ہوئیں اب فیروزہ حیران ہوا کہ اگر میں ساتھ ان عورتوں
کے جاؤں شاید کسی بلا میں پھنسوں یہ سوچ کر پشت باغ پہ آیا کمند باری دیوار پر چڑھا دیکھا
کہ باغ انتہا کا روشن ہی پھولوں کی مہک غنچوں کی چٹک ہوا کی سنک عندلیبان خوش نوا
آشیانوں سے اپنے اپنے سر نکالے ہوئے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہیں ؎

ای دل رہے نگاہ حسینان سے چھیڑ چھاڑ
ہو قوت ہو وہ جنبش مژگان سے چھیڑ چھاڑ

دیوانگی کا جوش تھا یا ہوش تھا ہمیں
رکھتی تھی دست دل کو گریبان سے چھیڑ چھاڑ

اک بت کی بندگی میں چلی جائیگی یہاں
یوں ہی ہمیشہ گبر و مسلمان سے چھیڑ چھاڑ

کیا کیا ہمارے آبلۂ پا سے بھی رہی — دشت جنون مین خار مغیلان سے چھیڑ چھاڑ
کیا دل دجا نشانہ تھا لگے کی یہ ہو کے تیر — کیون کی ہوا سے کوچۂ جانان سے چھیڑ چھاڑ
کھلتے ہین ابھی سنتے ہین کچھ اُسکی اے جنون — رہتی ہے یون ہی قیس بیابان سے چھیڑ چھاڑ
بس چپ ہی رہنے دے اسے کنج قفس مین تو — صیاد کر نہ مرغ گلستان سے چھیڑ چھاڑ
آشفتہ اور ہو گئے ہم کیا ضرور تھی — باد صبا کو زلف پریشان سے چھیڑ چھاڑ
رہنے نہ دیگی سینے مین دم بھر یہ چین سے — دل کی کسی کے تیر کے پیکان سے چھیڑ چھاڑ
پچتائیےگا لیجیے دل مین نہ چٹکیان — اچھی نہین ہے نالہ و افغان سے چھیڑ چھاڑ
جی بھلا کیا چمن مین کہ دل نے شروع کی — قمری سے بحث بلبل نالان سے چھیڑ چھاڑ
آپس مین دونون پوچھتے ہین حال درد عشق — اس طرح ہو رہی ہے دل و جان سے چھیڑ چھاڑ
رلوائیگی لہو نگہ شوق کی جلال — ہر دم کسی کے نشتر مژگان سے چھیڑ چھاڑ

فیروزہ نے دیکھا کہ مسند پر ایک تاجدار بیٹھا ہے تاج سر پر رکھے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن دونون شاہزادیان ہاتھ باندھے سامنے کھڑی ہین کہ رہی ہین کہ اے آتشبار بہار ہیرا ہمنے جو کچھ کیا خلاف کیا ہم اپنے ہوش مین نہ تھے جب زاغ جادو نے جاکر ہوشیار کیا تب ہم دونون اپنے ہوش مین آئے ہین فوراً خدمت مین حاضر ہوے جو حکم ہو وہ بجا لائین اب آپ کا جمال دیکھکر سحر مسلمانون کا اُتر اب ہمین کوئی عذر نہین آتشبار بہار ہیرا نے حکم دیا کہ ارے ان کو زیور آہن مین مسلسل و مطوق کرو کیسا ستم ہے کہ یہ خالی کھڑی ہین عذر بیجا کر رہی ہین چند کنیزین جا کر ہتھکڑیان بیڑیان لائین سامنے گلعذار دو سرو شمشاد قد کے رکھدین پکار کر اُس ساحر نے کہا کہ اب تمھارے لیے یہی بہتر ہے کہ یہ ہتھکڑیان بیڑیان پہنو اور جاکر قید خانے مین بیٹھو حضور ملکہ ہفت پیکر کو عرضی لکھی جائیگی جیسا حکم وہان سے آویگا اُسکے بموجب دربار تمھارا سمجھا جائیگا دونون شاہزادیون نے ہتھکڑیان بیڑیان پہن لین لیکن اُس ساحر نے دونون کی زبان مین سوزن دی پکار کر آواز دی کہ داروغۂ زندان خانہ کو بلاؤ ایک زنگی سامنے آکر حاضر ہوا اُسنے دونون کا سر زنجیر تھاما فیروزہ نے دیوار پر سے دیکھا کہ زنگی نے دونون کو لیجا کر ایک مکان مین بٹھا دیا فیروزہ دیوار سے اُترا اور ایک نخلستان مین چھپ کر بیٹھا حیران ہے کہ اے فیروزہ کیا کرون کیونکر صحبت مین بہ بخوبی داخل

کیونکہ اس ملعون کی گردن لون دونون شاہزادیان قید ہوگئین لیا ہنوکہ بادشاہ بھی گرفتار ہو جائے
تو کیسی خرابی ہو یہ سوچ رہا تھا کہ گانا گاتے گاتے اُٹھی قریب اُسی زرعے کے برائے رفع حاجت بیٹھی
فیروزہ نے اُٹھ کر حجاب مارا اُسکو بیہوش کیا اور اسی زرعے مین ڈال دیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین
آیا مگر کبھی ہنستا ہی کبھی روتا ہی آتشبار بہار پیرا نے پوچھا کہ ای انجمن آرا کیا ہنستی ہو کیا روتی ہے
فیروزہ نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران مین ابھی جو برائے رفع حاجت گئی تو ایک
جھونکا ہواے سرد کا چلا کہ آنکھ بند ہوگئی خداوند ہفت پیکر کو دیکھا کہ تشریف لائے ہین اور
فرماتے ہین کہ ای انجمن آرا ہمنے تجکو سب کمال علم موسیقی کا عطا کیا جا کر سامنے شہنشاہ کے گا اور
سبھون کو اپنا گانا سُنا دیکھنے والے کیا کہتے ہین یہ کہکر سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا

کل پیچ وتاب کچھ ہمین حد سے زیادہ تھا — کھلتا دکیون کہ رشتۂ جان تاب دادہ تھا
کیا شوق وصل یار بھی کو زیادہ تھا — مجھ سے بھی کچھ بڑھا ہوا میرا ارادہ تھا
ہرچند تیرے ملنے سے کچھ بڑھ گیا تھا دل — پھر بھی یہ تنگ شوق ہی تیرا زیادہ تھا
چلتا تھا دشت شوق مین سر پہ قدم قدم — آرا ہمارے واسطے ہر ایک جادہ تھا
پایا پیام اک سوال کا قاصد جواب صاف — بھیجا تھا کاغذ اُسنے جو ہمکو وہ سادہ تھا
محفل مین تیری مجکو دکھاتا جو بانکپن — ایسا رقیب کون سا سرہنگ زادہ تھا
اڑوا دیا مجھے مرے دل سے اُس آنکھ نے — دو بادہ کش حریف تھے اک جام بادہ تھا
مجنون سے تھا بہت ترے دیوانے کو جوڑ — دونون کا ایک سلسلہ اک خانوادہ تھا
گنجائش اور دل مین مرے یاد غیر کی — کوئی تو آج ساتھ تمھارے زیادہ تھا
بیعت سبو سے رند خرابات کرتے کیا — وہ تنگ دست ہاتھ ہمارا کشادہ تھا
کیون تھوڑے تھوڑے ہوتے تھے آئینہ دیکھکر — تمسے بھی شوخیون مین کوئی کیا زیادہ تھا
آنے کو تجھے نہ آنے دیا میرے گھر انھین — گویا مرا رقیب انھین کا ارادہ تھا
تیری گلی کے لوگون کا اللہ رے شوق اُسے — آغوش کی طرح در جنت کشادہ تھا
دعوے تھا بانکپن کا جو ابروے یار کو — ابرو کا تل دہ تھا کوئی سرہنگ زادہ تھا
بند آج ہی ہوا ہی شب ہجر مین جلال — کل تک در قبول سُنا ہی کشادہ تھا

فیروزہ یہ غزل گا کے خوب ٹھٹھا مار کے ہنسا آتشبار بہار پیرا نے کہا کہ ای انجمن آرا کیا نہیں
فیروزہ نے کہا کہ سامنے قدرت کھڑے ہین فرما رہے ہین کہ ای انجمن آرا کیا غضب کی بات ہے
کہ تم خالی گا رہی ہو محفل بے نمک ہی ای انجمن آرا سب کو شراب پلاؤ ساقی گری کا تماشا دکھاؤ
آتشبار نے کہا کہ ساقی گری کا تماشا کیا فیروزہ نے کہا کہ سب کچھ مجھکو تعلیم کی ہے ہین قدرت
نے سر پہ ہاتھ رکھا قدمون کو چھوا فرماتے ہین کہ ہمارے شہنشاہ کو سر سے شراب پلاؤ محفل مین
اپنا رنگ جماؤ آتشبار نے کہا کہ پھر کیا چاہتی ہو فیروزہ نے کہا کہ ایک عمدہ پیشواز جھگا ہیے کلید
میخانہ مجھے دیجیے آتشبار نے بلا تکلف کنجی حاضر کی فیروزہ دوڑا ہوا میخانے مین آیا پکار کر کہا کہ جم جم
آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہے بحکم قدرت سب کو شراب پلاؤنگی قدرت نے تعلیم کیا ہی سب جلوہ
قدرت دیکھینگے کنیزان آتشبار دوڑی ہوئی آئین گلابیان اٹھا اٹھا کر لیجانے لگین کوئی تیلا اٹھا کر
لیگئی کسی نے قرابا اٹھایا شراب کا جو یہ ہلڑ ہوا پہلو مین آتشبار کے آتشبار کا عیار لقمان تیز رو بیٹھا
ہی کہا کہ ای شہنشاہ مقام تردد ہی کہ انجمن آرا ایسی باتین کرتی ہی جیسے عیار چالاکی کرتے ہین آتشبار
نے کہا کہ میخانے مین جا کر دیکھ کہ انجمن آرا کیا کر رہی ہی لقمان دوڑا ہوا میخانے مین آیا فیروزہ
گلابیان الٹ پلٹ کر رہا ہی بیہوشی ملا رہا ہی لقمان جو جھپٹا ہوا آیا کہا کہ بی انجمن آرا کیا کر رہی ہو
فیروزہ لقمان کو دیکھکر گھبرایا مگر آنکھ سے ایسا اشارہ کیا اور وہ نگاہ محبت ڈالی کہ لقمان
تڑپ گیا دل سے کہتا ہی کہ کیا غضب کی بات ہی کہ انجمن آرا مجکو بلاتی ہی آنکھین بس ظالم کی
کس غضب کی ہین یہ سوچتا ہوا قریب فیروزہ کے آیا فیروزہ نے جام لبریز کیا کہا کہ بہتر صاحب
شراب چکھو دیکھو کیسا مزہ ہی لقمان جام پی گیا لڑکھڑا کے گرا فیروزہ نے اسکی مشکین باندھین زیر تخت
ڈال دیا آپ شراب تقسیم کرنے لگا پکار پکار کر کہتا ہی کہ ذرا میان لقمان کو بلاؤ کنیزین کہتی ہین کہ کہین کام
کو گئے ہین فیروزہ شراب درست کر کے کشتی مین لگا کے محفل مین لایا آتشبار نے دیکھکر کہا کہ دیکھو
کس طریقے سے شراب لائی ہی کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپکے کہ ایک جام پی لون فیروزہ بن عمرو
پیشواز پہن کر کھڑا ہوا گت ناچنے لگا ناچتے ناچتے جھک کر جام بلورین لبریز کیا اسکو اٹھا کر سر پہ
رکھا ٹھوکرین لگاتا ہوا قریب آتشبار بہار پیرا کے پہونچا سر جھکا کر بناز کہا کہ ایسے شاہون کو
سر سے شراب پلانا مناسب ہی آتشبار بیچین ہو گیا جام ہاتھ مین لیکر پکار اٹھا کہ ای جان جہان ای آرام

دل مشتاق میری تجھپر جان نثار ہی اس وقت انتہا کا دل بیقرار ہی نظم

پھر آئے راستے سے ہوئی طی جو راہ شوق — ہم ناتوان بنگئے مثل نگاہ شوق
کچھ کہکے انکے سامنے جھوٹا مین کیون بنون — دیگا قلق جگر کا لڑا ہے گواہ شوق
ناکامیون نے اپنی اُسے سرد کر دیا — پیہم جو دل سے اپنے نکلتی ہی آہ شوق
فوج شکیب و صبر کے اُٹھ اُٹھ گئے قدم — دل مین گڑا جو آکے نشان سپاہ شوق
ہر آہ اپنی شاکی بیداد و ضبط ہے — فریاد کسکی کس کی سنے بادشاہ شوق
بیساختہ جو تمکو گلے سے لگا لیا — مشتاق کی خطا نہین یہ تھا گناہ شوق
دھوکے مین اُسکے غیر کو مین کیا پکارتا — کچھ شبہۂ نگاہ تھا کچھ اشتباہ شوق
کیا خوف تیرگی شب انتظار سے — دیکھا ہو جس نگاہ نے روز سیاہ شوق
پوشیدہ ہو وہ آنکھ کا تارا جو آنکھ سے — کیونکر نہ بے چراغ رہے جلوہ گاہ شوق
جلوہ کسی کا جلد قیامت بپا کرے — دل مین پکارتا ہے یہی دادخواہ شوق
آکر ہواے شوق مین کیا جانے کیا ہوا — تنہا نہین کہین کوئی گم کردہ راہ شوق
امید ہی رہی نہین دیدار یار کی + — اب وہ نگاہ یاس ہی جو تھی نگاہ شوق
کوتاہ ہو جلالؔ کی منزل یہ دخل کیا — دور و دراز کٹتے ہی ہو جاے راہ شوق

اسطرح بیتاب ہو کر یہ اشعار آتشبار نے پڑھے اور زانو بدلنے لگا فیروزہ نے مسکرا کے منھ
چڑھا دیا انگوٹھا دکھا دیا آنکھ سے اشارہ کیا کہ شب کو دیکھا جائیگا صبر کرو اس مجمع مین ایسا
کلام کرتے ہو ذرا شرم کرو شراب تو پیو آتشبار جوش اشتیاق مین جام پی گیا اب تو فیروزہ جن
عمرو نے دورہ باندھا سب کو خراب ہونے لگا جسکے قریب آیا وہ چاہتا ہی تھا مین لے لون
فیروزہ ہنس ہنس کے سب کو خراب کر رہا ہی تھوڑے ہی عرصے مین فیروزہ نے سب کو خراب
پلائی آتشبار بیٹھے بیٹھے یا تو طرف ساقی کے دیکھ رہا تھا یا گھبرا کے اُٹھا کہتا ہوا کہ یا خداوند آپ کبھی
صحبت مین آئیے آپ کی دید کا بہت مشتاق ہون ہاتھ پھیلائے ہوے یا خداوند یا خداوند کہتا
چند قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لوکھڑا کے منھ کے بل زمین پر گرا کنیزین لینا لینا کہ کے
اُٹھین جو اُٹھی فوراً گر کر بیہوش ہوئی تھوڑے عرصے مین سب لب فرش ہوے فیروزہ نے پہلے

جھپٹ کر سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار کی زبان سے سوزن نکالی اب جو لیٹا خنجر برہنہ کھینچے ہوے آتشبار کو ہاتھ مارا سر آتشبار کا جدا ہوتے ہی ایک ہنگامہ ہوا آوازین مہیب آنے لگین اُسی اندھیرے مین فیروزہ کنیزون کو قتل و قمع کر رہا ہی کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی فیروزہ دیکھنے یا تو لگا ابر نمایان ہوا تھا یا وہ ابر پھٹا دیکھا کہ ہزبر آتشین پر ایک ساحر سیہ فام بد انجام اُس پر پیدا ہوا آواز دیتا ہوا کہ او ظالم کیا کرتا ہی خبردار کمر تو میری توڑ چکا یہ کہکے وہین سے سحر کیا پاؤن زمین نے فیروزہ کے پکڑ لیے وہ ساحر تیغ کھینچے ہوے زمین پر آیا چاہا کہ فیروزہ کا سر کاٹ لون فیروزہ کا بلکنا تڑپنا خدا سے دعا کرنا کہ ای کریم کارساز و ای بے نیاز اس آفت سے نجات دے نظم

داد دل ہر کس کہ از پردہ رخ دلدار دید
گشت چون آئینہ حیران ہر کہ روے یار دید

آمد آن دلدار چون از پردہ وحدت برون
جلوہ دلدار ہر یک طالب دیدار دید

سائل درگاہ حق بر در گہ دیگر نرفت
سائل دیگر نشد ہر کس کہ این دربار دید

پردہ غیر آنکہ از چشم جہان بین دور کرد
نقش نقاش ازل بر ہر در و دیوار دید

بود اندر رنگ در روے خود جدا از یکد گر
ہر گل رنگین کہ بلبل اندرین گلزار دید

بلک کے جو فیروزہ نے دعا کی ملکہ سرو شمشاد قد و گلعذار کی زبانون سے تو سوزن نکل چکی ہی ان دونون شاہزادیون نے دور سے دیکھا کہ فیروزہ قتل ہوتا ہی سرو شمشاد قد نہایت حسین ہی آگے بڑھی آواز دی کہ او دشمن خدا کیا کرتا ہی اگر اُسکو قتل کیا تو زندہ نہ بچیگا یہ کہکے گلے سے موتیون کا مالا اُتار اُس ساحر پہ پھینک مارا اسکا گلشن جادو نام ہی جیسے ہی موتی ٹوٹے گلشن کی آبرو بڑھی چہرہ سرخ ہوا آنکھین اُبل آئین بے اختیار ہو کر پکار اُٹھا کہ مین تو ایک تابعدار و فرمان بردار ہون چاہتا ہون قدمبوسی حاصل کرون ــ نظم

کھل گئی آنکھ جو مین عشق مین مدہوش ہوا
آگیا ہوش مین جس وقت سے بیہوش ہوا

گل کو بلبل کی طرف سے تھی یہ کیسے خبری
ایک نالہ دستنا گو ہمہ تن گوش ہوا

غفلت عشق تماشا جو دکھاتی تھی ابھی
آنکھ کھلتے ہی وہ اک خواب فراموش ہوا

میری حیرت کا سبب غیر نے پوچھا شاید
بات کچھ تو ہوئی ایسی کہ وہ خاموش ہوا

جان بیتاب کو اس رشک نے تڑپایا اور
دل سے کیون وصل کا ارمان ہم آغوش ہوا

بیحجابی تری سو پردون کی اک پردہ تھی | دیکھ سکتا تھا تجھے کون جو روپوش ہوا
ٹوٹ جاتے ہی اُسے بزم مین دیکھا ساقی | تیرا پیمان نہ ہوا شیشۂ مینوش ہوا
یاد تو بیخبری مین بھی رہا آٹھ پہر | خود فراموش کیا خود نہ فراموش ہوا
میری توبہ شکنی ہو گئی مسجد زاہد | بھیڑ رندون کی خراباتیون کا جوش ہوا
سبب پرداخل مین تری بیخبری مین ای عشق | دل ہوا ہوش ہوا چشم ہوئی گوش ہوا
حاجت خضر نہین وادی وحشت مین جلال | پیچھے پیچھے مین ہوا آگے مرا ہوش ہوا

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا قریب سرو شمشاد قد کے آیا دونون شاہزادیون نے خوب گھ
دور دیا مکندن جادو اپنے ہوش مین نہین ہی ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ جو حکم ہو بجا لاؤن یہ سنکر
سرو شمشاد قد نے کہا کہ تلوار کھینچو دیر نکرو مکندن نے تلوار کھینچی سرو شمشاد قد نے کہا
کہ گلے پر رکھ لو ای مکندن تم نے وعدہ کیا ہی کہ ہم عاشق صادق ہین جان نثاری کرینگے ہمنے
کسی کو جان دیتے نہین دیکھا دیکھین تو کیونکر جان دیتے ہو یا ناحق ہمارا نام لیتے ہو مکندن
نے تلوار گلے پر رکھ کر کھینچ لی سر اُس کا دور کا کٹا تسمہ لگا رہگیا زمین پر گر کر تڑپنے لگا تڑپ تڑپ
کر جان دیدی آواز آئی کہ کشتی مرا نام مکندن جادو بود تمام باغ بھی جل گیا دیوارین گرین ملکہ
سرو شمشاد قد و گلعذار نے ایک تخت تیار کیا فیروزہ کو بھی اُسپر بٹھایا اب ارادہ ہوا کہ طرف
لشکر کے چلین فیروزہ کہتا ہی کہ ای ملکہ عالم جب صبح کو بادشاہ بیدار ہوئے ہونگے تو کیسے پریشان
مین ہونگے معرفت کنیزون کے خبر پائی ہو گی کہ سرو شمشاد قد و گلعذار اسطرح لشکر سے نکل گئین
کنیزین کہین گی ہمنے روکا مگر ہمارا کہنا نہ مانا یہ خبر وحشت اثر سنکر کیسے بادشاہ پریشان ہونگے
ای گلعذار اب جلد چلو گلعذار نے تخت اُڑایا سر حد باغ سے تخت نکالا تھا کہ دیکھا سامنے
ایک نخل چنار ہی تیبان اُسکی دہک رہی ہین بیچ سے اُسکی دھوان نکل رہا ہی تخت اُدھر سے
ہو کے گذرا فیروزہ نے ایک چیخ ماری کہا کہ ای ملکہ گلعذار مجھکو بچاؤ مجھے آنکھون سے نہین سوجھتا
پتیون سے آگ نکل رہی ہی گلعذار نے تخت پیچھے ہٹایا دھوئین پر گولا مارا گولہ جو جا کر پھٹا ایک
دنا ہوا دھوئین سے ایک ساحر زنگی آدمخوار منھ کھولے ہوئے مثل قہر الٰہی کے جھپٹا سرو شمشاد قد
نے کہا کہ ای گلعذار مین اسے پہچانتی ہون تاریک جادو اس سرحد کا حاکم ہی میرے ہاتھ سے

بجلہ کہان جائیگا یہ کہکے سرو شمشاد قد تخت سے کود ین زنگی پسے سحر ہونے لگا زنگی کے بھی
بائین ہاتھ پر جھولی بڑی ہوئی تھی اُسمین سے نکال نکال کر اشیاے سحر مارنے لگا سرو شمشاد قد اپنے
کو اُن حربون سے بچاتی ہی گلعذار نے دیکھا کہ زنگی نے جھولی سے ایک طائر مردہ نکالا اسکو ہاتھ
سے چھوڑا پکار کر آواز دی کہ ای طائر زرین بال لینا وہ طائر ہوا پر آکر پر مارنے لگا منھ سے طائر
کے شعلے نکلے وہ شعلے طرف سرو شمشاد قد کے چلے گلعذار نے ہاتھ ہلایا ایک ٹکڑا ابر آسمان پر
آیا وہ ابر برسنے لگا شعلے زمین پر گر کر بیوند خاک ہوے سرو شمشاد قد نے اُس طائر پر برق گرائی
طائر کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اس طائر کے اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے مین زنگی نے بڑھکر
سرو شمشاد قد کو پکڑ لیا سرو شمشاد قد مضمحل ہوگئی گلعذار نے بڑھ کر ہاتھ جھکایا روشنی ہوئی
اُس روشنی مین گلعذار نے کان سے بجلی نکالی زنگی پر پھینک ماری ایک برق گری کہ زنگی
کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی زنگی کے اندھیرا ہوگیا آواز مہیب آئی نگین کوئی کہتا ہی کہ
ای گلعذار تو نے غضب کیا تاریک کو مارا گر صحرا پاک وصاف ہوا درخت جل گئے ادھر فیروزہ
ابن عمرو ایک غار مین چھپا تھا جب اسنے دیکھا کہ دونون شاہزادیان کھڑی ہین غار سے نکلا
دونون کے پاس آیا کہا کہ جلد نکل چلو مین بھی آگے بڑھتا ہون شاہزادیون نے کہا کہ تخت پر
سوار ہو فیروزہ نے کہا کہ مجھے خوف معلوم ہوتا ہی مین چھپکر آجاؤنگا تم اب آگے بڑھو یہ
سنکر دونون شاہزادیان تخت پر سوار ہوئین تخت اُڑاتی ہوئی چلین فیروزہ نخلستان مین چھپتا
ہوا آتا ہی گلعذار و سرو شمشاد قد تخت اُڑائے ہوے جاتی ہین کہ سامنے ایک چمن معلوم ہوا
اُس چمن مین بہت سے آہو چر رہے ہین آہوان چمن نے جو دونون شاہزادیون کو دیکھا جستجو
کرنے لگے منھ اُٹھا کے طرف آسمان کے دیکھتے تھے اور مثل انسان کے آواز دیتے تھے کہ یا
خداوند ہفت پیکر ان دونون شاہزادیون نے ہمارے افسر کو مارا اور خود چمن سے ہین انکو
بکھڑ دیجیے ایک آہو انمین سے گرا قلاطک مارکر ایک عورت نہایت خوبصورت بنکر تیار ہوا
پکار کر آواز دی کہ ای نازنینان تخت نشین ذرا ٹھہر جاؤ ہمین تم سے کچھ دریافت کرنا ہی آگے نہ بڑھو
سرو شمشاد قد نے خیال کیا گلعذار نے بھی دیکھا کہ یا تو تخت ہمارا اُڑا ہوا جاتا تھا یا رک گیا
ہر چند کہ دونون شاہزادیان سحر کرتی ہین اور تخت کو بڑھاتی ہین مگر تخت نہین بڑھتا ہی اسی مقام

ٹھہرا ہوا ہی جب سرو شمشاد قد نے سحر بھی کیا مگر تخت اپنے مقام سے نہ بڑھا کہا کہ اے گلعذار تمنے دیکھا کہ تخت چلتے چلتے رُک گیا آگے نہیں بڑھتا تم سحر کرو گلعذار نے بھی کیسے کیسے سحر کیے چھونکے ہوا کے چلے لیکن تخت اپنے مقام سے نہ بڑھا اُس نازنین نے پکار کر آواز دی کہ کیون سحر کرتی ہو اُترآؤ خداوند ہفت پیکر نے تمکو روکا ہی اب جانا نہ ملیگا اسی مین خیر ہی کہ تخت سے اُترآؤ یہ دونون شاہزادیان بمجبوری تخت سے اُترین اگرچہ سرو شمشاد قد ساحرۂ زبردست ہی مگر اُنکے اُترتے ہی اُس نازنین نے بڑھکر دونون کے ہاتھ تھام لیے اور کہا کہ بس اب اپنا کمال نہ ظاہر کرو چمن کی طرف دیکھکر آواز دی کہ اے زیور آہن لاؤ یہ کہتے ہی ایک کنیز سیاہ لباس پہنے ہوے ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ مین لیے ہوے قریب آئی اُس نازنین نے اول ان دونون کو قید آہن پنھائی پھر سر زنجیر تھام کر کشان کشان طرف صحرا کے لے چلی دونون شاہزادیان ملول و غمگین و سرنگون ساتھ اُسکے چلی جاتی ہین جب یہ دونون شاہزادیان ٹھہرنے کا ارادہ کرتی ہین وہ نازنین زنجیر کو جھٹکا مارتی ہی کہ خون انکے جسم سے جاری ہوتا ہی اُسی بیقراری و اشکباری مین یہ دونون منھ طرف آسمان کے کرکے پکارتی ہین کہ اے خالق کارساز و اے بے نیاز اس آفت ناگہانی سے نجات دے ہم کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے۔

نظم

بندہ ات وحش و طیر و انسان اند	خادم زار حور و غلمان اند
حاکمانِ زمانہ محکومت	اہلِ فرمان بزیر فرمان اند
سربلندان پایۂ دولت	سربسر زیر بار احسان اند
عاشقانِ جمالت اے دلدار	محو حیرت بچشم گریان اند
گاہ بیجان بصورت تصویر	مثل آئینہ گاہ حیران اند
گاہ مانند برق می خندند	گاہ مانند ابر گریان اند
گاہ در وصل خرم و خرسند	گاہ پابند قید ہجران اند
گاہ ہستند چابک و چالاک	گاہ کمزور و زار و بیجان اند

بیقرار ہوکر جوان دونون نے تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اُس نازنین نے جو دیکھا کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی ایک طفل حسین کو دیکھا کہ ڈفلی ہاتھ مین بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی

یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہے نظم

بستی تھی شاد شاد یہ روح روان بہت
شکر خدا کہ مجھ پہ ہے وہ مہربان بہت

اُس حسن پر کرو نہ تم اے جان گمان بہت
رہتا کسی کے گھر نہیں یہ میہمان بہت

تجھ سے زیادہ قد صنم میں ہے راستی
اترا نہ باغ دہر میں سرو روان بہت

اے دل سمجھ کے رکھنا قدم راہ عشق میں
لٹ لٹ گئے ہیں اسمیں سالار کاروان بہت

عالم پہ راز عشق کا ہو جائیگا عیان
اے دل کریگا سینہ میں گر تو فغان بہت

آؤ گلے ملو نہیں تکرار میں مزہ
کیون دو بدو لڑاتے ہو مجھ سے زبان بہت

اُس شوخ سے وصال کا کیونکر کرون سوال
خائف ہون اپنے دل میں کہ ہے بدزبان بہت

ہجر کا دیا رقیبون نے ہیہات کیا کرون
میری طرف سے ہو گئے اُنکو گمان بہت

کھینچے دو ہاتھ سینے پہ مشتاق ہون کمال
ترساؤ وصل میں نہ تم اے جان جان بہت

انا انا کچھ تمھارے نظر آتے ہیں بڑے
بتلاؤ رہتے راتون کو ہو تم کہان بہت

گلچین یہان سے تو نہ برائے خدا نکال
بلبل کو ہے چمن میں عزیز آشیان بہت

وہ لڑکا اس غزل کو اس لطف سے گاتا ہوا آتا ہے کہ طائر آشیانون سے سر نکال نکال کر بغور سن رہے ہیں مزہ جو اُٹھاتے ہیں تو سر دھن رہے ہیں اکثر آہوان دشت گوشہ صحرا سے کر چھالین بھرتے ہوئے آتے ہیں قریب سے اُس طفل کے نکل جاتے ہیں وہ نازنین کہ جسنے ملا سرو شمشاد قد و گلعذار کو گرفتار کیا ہے آہو تن اُسکا نام ہے آہو تن نے یہ ہنگامہ دیکھکر کہا یہ تو صورت سے ظاہر ہے کسی گوپے کا لڑکا ہے مشروع کا پاپجامہ پانچے چڑھے زردوزی جوتا انگرکھا چکن کا مگر زرد رنگا ہوا ہاتھ میں کنگنا بندھا ہوا گاتا ہوا چلا آتا ہے آہو تن نے پکار کے آواز دی کہ میان گانے والے ذرا ٹھہر جاؤ اس طرف تو آؤ لڑکے نے جو آواز سنی پلٹ پڑا اُنگلیان چمکاتا ہوا قریب آیا کہا کہ کیون ملکۂ عالم کیا فرماتی ہو مجھے اس وقت فرصت نہیں ہے مین بھٹی پر شراب کی جاؤنگا ایک چیز گاتا ہون تو ایک پیسہ لیتا ہون نانا جان میرے پیلے دھومن خان تان اُنکی مشہور ہے وہ دو گز کی لانبی تان لیتے ہیں کس کی مجال ہے کہ اُنکی تان کو سن سکے جنگل میں جو گاتے پہاڑ موم ہو گیا میرے پتھر میں رکھ دیے آج تک وہ دھن میں ہین

فرمایا تھا کہ بیٹا ہم دنیا سے جاتے ہیں تم کمال حاصل کر کے بچپرے نکالنا اور روٹی کما کے عورتوں کو کھلانا نانی امان ہر چند کہ ضعیف ہیں مگر انکی ذات سے محلے میں چہل پہل رہتی ہے لڑکے جمع رہتے ہیں وہ بھی لڑکون سے کھیلا کرتی ہین کوئی نانی کہتا ہے کوئی دادی اس شخص کی نانی کی ذات سے محلا آباد ہے غرض الغرض دل شاد ہوا آہوتن نے پوچھا کہ میان صاحبزادے نانی کا تمھاری نام کیا ہے لڑکے نے کہا کہ نام انکے بہت ہیں مگر مشہور نام انکا بی چین سکھ ہے وہ کے نکے پکار لیتے ہیں جہان کسی نے پکارا کسی کام میں ہون دوڑی جاتی ہین بوڑھا یا جوان یا لڑکا جو کوئی آوے اس سے بات کرتی ہین ایسی میٹھی میٹھی باتیں کرتی ہین کہ خواہ مخواہ انسان کا دل چاہے کہ انسے بیٹھ کر باتین کرے جو جسنے کہا مان لیتی ہین بس اب آگے نہ کہونگا تم بہت غور سے سن رہی ہو ایسا نہ ہو کہ تم اس شخص کی نانی کو بدنام کرو تم کون ہو یہ گنہگار کون ہین جنکو تو نے ہین قید کیا ہے آہوتن نے کہا کہ صاحبزادے تمھاری بات کا کیا جواب دون خداوند ہفت پیکر کو بھی جانتے ہو لڑکے نے ہنس کر جواب دیا کہ ہم خداوند ہفت پیکر کے بندہ خاص ہین جہان ہمنے گانا شروع کیا خداوند سانپ بنکر سامنے آتے ہین پہروں لہرایا کرتے ہین کبھی اپنی جورو کو بھی ساتھ لیکر آتے ہین گانا سنکر چلے جاتے ہین وہ جو انکی ناگنی کی صورت پر ہوتی ہین کہا کیا میرے گانے پر لہراتی ہین جب مین ڈرتا ہون تو اپنا سر ہلاتی ہین کہ اے بندہ خاص کیون ڈرتا ہے ہم تیرے دیکھنے کو آتے ہین تیرا گانا ہمکو بہت پسند ہے مین بھی دل توڑ توڑ کے گاتا ہون تمھارے سامنے وہ اشعار گاؤن کہ جو قدرت کے سامنے گاتا تھا سنیے وہ اشعار یہ ہین۔ یہ کہکے لڑکے نے ڈفلی بجائی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا ؎

بس طرح آہو نہ آئے دشت اے جان چھوڑ کر
غیر ممکن ہے کہ مجھ سے ترک عشق زلف ہو
تنگ خاطر رحم کے قابل ہے چندے یا سنان
صاحب اسلام ہین اے عشق ہم سے ہے خیال
رہتے رہتے جیکسی کو بھی محبت ہو گئی
طعنین اب سہتے ہین عریانی کے ہے بہت جنون
دیکھنے کو کچھ نشان رہنے دے اے جوش جنون

جا نہیں سکتا ہے دیوانہ بیابان چھوڑ کر
جا نہیں سکتا پریشان کو پریشان چھوڑ کر
مین ابھی آیا ہون زندان مین بیابان چھوڑ کر
کیجیے یاد صنم آیات قرآن چھوڑ کر
کس طرح جائے مرا حال پریشان چھوڑ کر
کیون ندامت تو نے دی تار گریبان چھوڑ کر
چاک کر سب پیرہن لیکن گریبان چھوڑ کر

کچھ دونون مین خاک ہوکر خاک مین ملجاؤنگا / کب بھلا جاتا ہون اب مین کوے جانان چھوڑ کر
اتحاد تا قیامت ہو فراق اسکو محال / جائیگی حسرت کہان گور غریبان چھوڑ کر
داغ تن کے لطف یاد آئینگے ہر جان حیف ہی / کیسی بلبل تھی کہ جاتی ہی گلستان چھوڑ کر
نام بھی لیتا نہین کوئی کسی کا بعد مرگ / منفعل کیسی ہوئی ہی جسم کو جان چھوڑ کر
ربط باہم مثل روح و تن ہی کیونکر جا سکے / صبح ماتم دامن شام غریبان چھوڑ کر
میہمان ہین کچھ تو خاطر کر کہ تیرے واسطے / ای لحد آئے ہین ہم دنیا کا سامان چھوڑ کر
وصل کامل کی جدائی فکر ناخن سے محال / بخیہ کیا جائیگا پیوند گریبان چھوڑ کر
دونون تیری جستجو مین پھرتے ہین ای در تباہ / دیر ہندو چھوڑ کر کعبہ مسلمان چھوڑ کر
بعد مردن بھی وہی عہد وفا کا پاس ہی / بیکسی جاتی نہین گور غریبان چھوڑ کر
بیرخ اس سے کس لیے رہتے ہو عاشق ہی تسنیم / وہ کہان جائیگا تم سا ماہ کنعان چھوڑ کر

اس رنگ سے لڑکے نے یہ غزل سامنے آہوتن کے گائی کہ آہوتن بیچین ہوگئی اتفاق سے جو
سانپ کا بھی نکل آیا لڑکے نے ہنس کر کہا کہ لو خداوند مع خدائنی کے تشریف لائے آہوتن فوراً
سجدے کرنے لگی سانپ بل مین چلے گئے آہوتن نے کہا کہ میان تان دراز خان تم ایسا گانے کہ ہکو
بہت پسند آیا اب ہمارے ساتھ چلو ہم ان قیدیون کو خدمت خداوند مین پہونچائین گے پھر چین بیکر
اپنے باغ مین چلین گے وہان جلسہ آراستہ ہوگا تمھارا گانا سنین گے لڑکے نے کہا کہ اب مین پری
کے پاس رہونگا آپ کا پیچھا نہ چھوڑونگا آہوتن نے کہا کہ صاحبزادے مین نے تمھارے گانے کو
بہت پسند کیا اسوجہ سے خواہش رکھتی ہون کہ تمکو اپنے ساتھ لیچلون مگر یہ دونون گنہگار ازخدا و
ہین انھون نے خداوند کا ساتھ چھوڑا بادشاہ اسلام کا مذہب اختیار کیا ہمارے صحرا مین بھٹکتی
ہوئی آگئین ہمنے انھین گرفتار کیا لڑکے نے کہا کہ ذرا بیٹھ جائیے تو مین سب حال کہون خداوند
معبود تمہارے مختاف میرے پاس آئے ہین یہ بھی فرمایا کہ میرے ساتھ چلو مین نے انکار کیا مین قدرت
کے ساتھ نہین گیا ایسا نہو کہ خلاف مزاج گذرے کہ بندی کے ساتھ آئے قدرت کا ساتھ نہ دیا یکے
جام شراب نوش فرمائیے کہ قدرت کی بدل یاد ہو یہ کہکے لڑکا دوڑا گیا بھٹی پر سے ایک بوتل لایا
کچھ کابلی مٹر کچھ کباب تو بھی لیتا آیا جام بھر کر آہوتن کو دیا اور کابلی مٹر بھی پیش کیے آہوتن نے شراب پی کر

مٹر کہانے لڑکا ڈفلی بجاتا جاتا ہے اشعار بھی گاتا جاتا ہے آہوتن تعریفیں کر رہی ہے تعریفیں کرتے
کرتے گھبرا کے کہا کہ دیکھو میاں صاحبزادے قدرت تشریف لائے ہیں سر زنجیر کو شاہزادیوں کی
چھوڑ اگت ناچتی ہوئی چلی چند قدم چلی تھی کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری سرو شمشاد
گلعذار سے کہہ رہی تھی کہ یہ عیار طرار ہے گلعذار کہتی تھی کہ یہاں عیار کہاں ہم لوگ ایسے گرفتار ہوئے
کہ رہائی غیر ممکن ہے دیکھیں تقدیر کیا دکھائے آپس میں یہ باتیں کر رہی تھیں کہ آہوتن گری
عیار نے نعرہ کیا کہ منم فیروزہ بن عمرو خنجر مارا کہ ایک دنا ما ہوا اندھیرا ہو گیا فیروزہ نے دونوں
کی زبان سے سوزن نکالی دونوں نے قید اپنی توڑی فیروزہ کو ساتھ لیا جب اندھیرا دفع
ہو گیا روشنی ہو گئی دیکھا کہ بجائے لاش کے ایک کھال آہو کی پڑی ہے سرو شمشاد قد نے کہا
کہ اب یہاں سے جلد چلو ایسا نہ ہو کہ کوئی اور صورت پیدا ہو یہ تمام صحرا سحر و ساحری سے معمور ہے
فیروزہ نے کہا کہ تم تخت پر سوار ہو میں الگ ہی چلونگا دونوں شاہزادیاں تخت پر سوار ہوئیں اور
فیروزہ بن عمرو اُسی طرح درختوں میں چھپتا ہوا چلا مگر بادشاہ اسلام جو اپنے مقام پر اترے ہوئے
تھے ساحر و غیر ساحر سب فروکش ہیں صبح کو جو بادشاہ اُٹھے کنیزیں دونوں شاہزادیوں کی روتی ہوئی
حاضر ہوئیں تمام کیفیت شب کی بیان کی اور یہ بھی کہا کہ عیار حضور کا اُنکے پیچھے گیا ہے یقین ہے کہ خبر لیکر
آئے فریاد وغیرہ نے جو سنا کہ بادشاہ بیرون بارگاہ تشریف لائے کمیدانوں اور رسالداروں کو ساتھ
لیکر حاضر خدمت ہوئے بادشاہ مع کل سرداروں کے دربار گاہ پر کھڑے ہیں ہرکاروں سے فرماتے
ہیں کہ فیروزہ کی خبر لاؤ اور یہ بھی دریافت کرو کہ شاہزادیوں پر کیا گذری اور فیروزہ نے کیا کیا سبب
ہے کہ ہرکارے برائے خبر جائیں کہ صحرا سے گرد اڑی مگر ویسی گرد عظیم ہے کہ صحرا میں اندھیرا ہو گیا روئے آفتاب
چھپا سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے علمدار علموں کو جلوہ دیتے ہوئے سامنے نکل گئے
دیکھا کہ ایک پہلوان فیل مست پر سوار پشت پر تین لاکھ فوج ظاہر میں غیر ساحر معلوم ہوتے ہیں
باطن کا حال دریافت نہیں وہ پہلوان آکر مقابلے میں بادشاہ کے اُترا مونچھوں پر تاؤ دیتا ہوا داخل
بارگاہ ہوا لاف وگزاف کرتا رہا دن بھر تامل کیا چار گھڑی دن رہے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسی وقت
نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکاروں نے آکر بادشاہ کو خبر دی کہ میمون فیل سوار نے طبل جنگی بجایا ہے
کل اُسکا ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آراستہ نبرد ہو نہایت مغرور عقل سے دور ہے کہتا ہے کہ حضور سے

مقابلہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر میرا نام لیکر پکاریگا تو مین کیا تامل کرونگا کہہ وہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی تیاریان جانبین مین ہوئین چار پہر رات گذر کرہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش بعد جوش وخروش الکھاڑے مین میدان چرخ زبرجدی کے آیا شاگردان شجاع و فنیا ہمراہ یہان بادشاہ نے نماز سحر سے فراغت حاصل کی بہت بیقرار ہین کہ کیا کیا سحر کے پڑے کہان کہان لڑے مگر اب تک تا بہ قلعہ طلسمی نہ پہونچے رستم و امیر داخل قلعہ طلسمی ہو گئے بعد نماز سحر بعد خضوع وخشوع دعا کرنے لگے فرماتے ہین کہ

ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر اب مجکو طلسم ہفت پیکر مین پہونچا دیجیے

سر نگون در سجدۂ اخلاص ہر حیوان ازوست	خم بہ محراب عبادت گردن انسان ازوست
در ثنا خوانی بیان عذب البیان ہر زبان	در زبان دانی زبان رطب اللسان ہر آن ازوست
دین ازو دنیا ازو مذہب ازو ملت ازو	مہر ازو اخلاص ازو ایقان ازو ایمان ازوست
زور در ہر بازوے کمزور ازو کرد و عطا	قوت و تاب و توان در جسم ہر بیجان ازوست
ہست در گلشن ازو ہر وقت تازہ ابستان	خار و گل را تازہ سرسبزی بہر بستان ازوست
زو ہست قائم ہند یا بنیاد دار کائنات	در ازو دیوار ازو دیوار ازو دربان ازوست

خادم نے آکر سجادہ لپیٹا صندوق سلاح حاضر ہوا بادشاہ نے سلاح ذات پر آراستہ کیے باہر برآمد ہوئے ثریا کو حکم دیا کہ جادوگرنیون کو منع کرو کوئی ہمارے ساتھ نہ آوے ثریا نے سارے لشکر کو آراستہ کیا میدان کارزار مین آئے اسطرف سے لشکر کو لیکر میمون فیل سوار بھی آیا تمیں لاکھ فوج کو بھی ساتھ لایا میدان مین آکر صفین آراستہ ہوئین جب نقیب نقابت کرکے ہٹے میمون نے ہاتھی اپنا بڑھایا میدان مین آیا سلحشوری دکھلا کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان جسکی تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے قصد کیا تھا کہ ثریا نے تاجدار نے مرکب باد رفتار بڑھایا سامنے بادشاہ کے آیا اور عرض کی کہ اجازت میدان بادشاہ نے فرمایا کہ ثریا مین اس سے جا کر مقابلہ کرونگا تم فقط مدد کرو ثریا نے نہ مانا مقابلے مین میمون کے پہونچا آپس مین نیزہ چلا بعد تلوار کے نوبت کشتی کی پہونچی بادشاہ کھڑے دیکھ رہے ہین کہ ثریا نہایت لطف سے لڑ رہا ہی دو پہر تک ایکسطور برابر لڑا جب زوال آفتاب ہوا تو بادشاہ نے دیکھا زوال زور ثریا ہونے لگا ایک مقام پر میمون ثریا کو لے دوڑا ہر چند ثریا نے

چاہا کہ رکون نہین رُک سکتا پانون زمین مین گاڑ گاڑ دیے مگر وہ بڑا وقت ہی کہ زمین پانون کے نیچے
سے نکلی جاتی ہی چند رہ بیس قدم پرلا کر ہاتھ مارا کہ دونون گھٹنے ثریا کے آشنا بہ زمین ہوے میمون نے
کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ کیا کہ یا خداوند ہفت پیکر مدد کیجیے پہلے ہی زد مین ثریا کو اٹھا لیا ثریا
صدمے سے بیہوش ہو گیا میمون نے ثریا کی مشکین باندھ لین شاطر موجود تھا طرف لشکر کے رواں
کیا پکار کے آواز دی کہ ای بادشاہ لشکر اسلام اب تمھارا اشتیاق ہون بادشاہ نے مرکب اڑایا مقابلہ
میمون مین پہونچے بادشاہ نے نگاہ ور لگائی چند قدم ہاتھی میمون کا پیچھے ہٹا چند قدم گھوڑا بادشاہ کا
پیچھے ہٹا میمون کی نگاہ جو جمال بے مثال پر پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوا دیکھ کر آواز دی کہ ای جوان
مجکو تیری صورت پر رحم آتا ہی تو میری اطاعت کرے تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون بادشاہ نے فرمایا
کہ ای میمون مجنون بہت غرور نہ کر غرور انسان کو پامال کرتا ہی کیون دم یکتائی کا بھرتا ہی میمون
نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے نیزہ میمون
کا نکالا میمون نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا بادشاہ نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا میمون لپٹ پڑا اور ہاتھی سے کودا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ
بادشاہ میمون سے الجھ الجھ کر لڑ رہے ہین بادشاہ اپنی جان سے بیزار ہین بمشکل اپنے کو
سنبھالتے ہین مگر سنبھل نہین سکتے دونون لشکر دیکھ رہے ہین سب کو یہی یقین ہی کہ میمون بادشاہ
کو زیر کریگا بادشاہ کا دل طرف پروردگار کے رجوع ہی عرض کرتے ہین کہ ای بے نیاز دی کارساز
تو نے ہمارے بزرگون کو کیا کیا شرف عطا کیے قبلہ و کعبہ زمانۂ کمسنی مین فرنگستان ایسے ملک
تشریف لے گئے جرأت کی قبلہ و کعبہ کے ڈنکے بجے اس دھوم سے سامنے جد عالی تبار کے
آئے کہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی کہتے تھے کہ اس جاہ و جلال سے کوئی نہین آیا اور عم
نامدار یعنی رستم پیلتن اس دھوم سے آئے کہ سب شاہزادے اور سردار رشک کرتے تھے
ہر ایک کا یہی قول تھا کہ رستم نے کیا شکر پیدا کیا مگر قبلہ و کعبہ پر تیری عنایت ہوئی کہ رستم نے
ایک طمانچہ مارا تھا ایک طمانچے کے بدلے سات طمانچے مارے مین بھی اسی شیر کا فرزند ہون مگر اس وقت
نوبت بجان و کارد باستخوان ہو رہا ہون جلد مدد کر بادشاہ نے راز و نیاز بے شغل کے جو خدا سے
عرض کیے اس وقت باب اجابت وا تھا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا تب نے

کہ سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار و فیروزہ بن عمرو عیار ایک تخت پر دونون شاہزادیان اور زیر
تخت فیروزہ بن عمرو آکر پہونچے لشکر مین غلغلہ ہوا کہ سرو شمشاد قد و گلعذار آپہونچین سرو شمشاد قد
نے آسمان سے دیکھا کہ بادشاہ لشکر اسلام میمون جادو سے کشتی لڑ رہے ہین مگر رنگ پریدہ و متغیر
چہرہ اور اس عالم یاس سرو شمشاد قد نے پکار کر آواز دی کہ ای میمون جادو خوب رنگ جمایا
اور پہلوان جنگ نمایا یہ فرزند صاحبقران ہین ان ہی کا کلیجہ ہو کہ تجھ سے لڑ رہے ہین یہ کہکے تخت سے
کود پہلو مین میدان کے کھڑی ہوئی ایک دستک دیکر آواز دی کہ ای نسیم غم غلط جلد آ دیکھا
سب نے کہ جھونکے ہوا سرد کے چلنے لگے اُسی ہوا سے یہ رنگ بندھا کہ ایک طائر درخت پر
آکر بیٹھا اور منقار کھول کر زمزمہ سرائی کرنے لگا۔ نظم

آمد نے دیر کی ہو جو خط کے جواب کی — بیٹھی ہوئی ہو ڈاک یہان اضطراب کی
کیفیتین دکھاتی ہو بارش سحاب کی — بادل سے بھی ٹپکتی ہین بوندین شراب کی
تخفیف بعد مرگ تو ہو کچھ عذاب کی — تربت الگ بنے دل پر اضطراب کی
انجام دل سے عشق کی غفلت کا پوچھیے — یوسف سے وقت چاہیے تعبیر خواب کی
ہر چند جوش گریہ ہو آنکھون کو کیا خطر — طوفان مین ڈوبتی نہین کشتی حباب کی
اندھیر کر دیا ستم چرخ پیر نے — حاجت ہوئی شباب مین ہمکو خضاب کی
زیر مزار وحشت دل نے نکلنے دی — حسرت فشار کی نہ تمنا عذاب کی
کیا جانے کس خرابی کی اس سے بنا پڑی — تھوڑی سی خاک تھی دل خانہ خراب کی
پرسش ستم کی داور محشر کیا کرے — عادت ہی ان بتون کی نہین ہو جواب کی
ملتی ہو متصل خبر یار ہجر مین — دل نے بٹھا دی ڈاک یہان اضطراب کی
دل کی تڑپ کچھ اور شب وصل بڑھ گئی — بجلی گری جو تیری نگاہ عتاب کی
سمجھا ہو ترک عشق جوانی مین کب جلال — بے اعتبار ہوتی ہے توبہ شباب کی

طائر نے جو پکار کر یہ اشعار پڑھے میمون کے ہوش اُڑے بادشاہ جھک کر لپٹنے لگے وہ جو رنج
مین انتشار تھا دفع ہوا معلوم ہوا کہ قوت سے جسم معمور ہو گیا ہر چند کہ میمون کدو کوشش
کرتا ہو کہ سحر کرکے بادشاہ کو پکڑ لون مگر دونون شاہزادیان دو طرف سے دفع سحر کر رہی ہین کبھی

دشکین دیتی ہیں کبھی ہنستی ہین کبھی درختون پر اشارہ کر کے جھونکے ہوائے سرد کے چلنے لگے پہر دن رہے
تک میمون الجھ الجھ کر لڑا اپنے مکر سے عاجز خون جسم کا گھٹ گیا بادشاہ نے پہر دن رہے دونون
سونڈھے اُسکے پکڑے سینے مین سر اڑا کے لے دوڑے سترہ اٹھارہ قدم پر ریل کر لائے وہان
آکے پٹک مارا کہ دونون گھٹنے میمون کے آشنا بہ زمین ہوئے چاہا کہ لنگر قائم کرون بادشاہ نے
دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین
تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا چاہا کہ بیٹھ کرون بادشاہ نے
ٹھوکر ماردی چارون شانے چت گرا چاہا کہ پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن سرو شمشاد قد نے
آواز دی کہ ای زمین گیر ہو بھاگنے نہ پائے بادشاہ جست کرکے سینے پر سوار ہوئے ہر چند کہ سب
اسکے آگاہ ہو گئے تھے مگر قانون اپنے بزرگون کا صرف کیا فرمایا کہ ای میمون شناخت مین پروردگار
کی کیا کہتا ہے میمون نے جواب سخت دیا بادشاہ نے سینے سے اُٹھ کر ایک پاؤن اُسکا دونون
پاؤن سے دبایا ایک پاؤن دونون ہاتھون سے تھام کر پٹک مارا پہلے جھٹکے مین گردنا سے
تا بہ ناف دوسرے جھٹکے مین بغل کر پاس کہہ چیر کر پھینک دیا تین لاکھ ساحر جو کھڑے تھے لینا لینا
کہکر دوڑ پڑے سب سحر کرنے لگے کسی نے گولہ پھینکا کسی نے نارنج بادشاہ لڑکھڑا کے گرے
جیحون بجائی میمون کا تیغہ کھینچکر چلا کہ بادشاہ کو قتل کرون ملکہ سرو شمشاد قد نے بڑھ کر آواز
دی کہ ای دلگیر لینا دل پر اسکے قبضہ ہو یہ کہکے جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے
نکالے طرف جیحون کے پھینکے جیحون جیجوا بے اختیار پکار اُٹھا نظم

ہم دل سے آگ جلے تھے یہ دیوانہ پن ہوا　　سمجھے تھے راہبر جسے وہ راہزن ہوا
وحشت کا جوش باعث ترک وطن ہوا　　کم مجھ پہ تنگ ہوکے مرا پیرہن ہوا
اظہار سوز دل مین جو گرم سخن ہوا　　شعلہ ہوئی زبان پھپھولا دہن ہوا
گیسو کا عشق تھا سبب برہمی یار　　تقدیر کا بل اُسکی جبین کا شکن ہوا
یون دل مین مجھ مین تفرقہ روز ازل پڑا　　جب دل رہا بدن مین نہ جز و بدن ہوا
شیشون نے مارے قہقہے تو یہ جو ہنسنے کی　　بے اختیار ساغر می خندہ زن ہوا
مجکو جو کوے یار مین جا سے لحد ملی　　خواہان مرگ رشک سے خود گورکن ہوا

محشر مین داغ عشق کی بجلی جو گر گئی
سمجھا تھا مین کہ سامنے ٹوٹیگا آنکے دم
پیدا کیے ہین کچھ نئے ڈھنگ آسمان نے
پھر کر نگاہ شوق نہ آئی جو آنکھ مین
شاکی ہون دود دل کا تری جلوہ گاہ مین
رخصت قباے گل کا جو ٹکڑا اُٹھا ای جنون
آزاد رہتے کتنی ہو وحشت عدم مین بھی
پہچانتا نہین ہی اثر کو اثر اُسے
اُٹھتے ہی پردہ آنکھون مین پردے سے پڑ گئے
تھا اک حجاب اپنے گنہون سے شیخ مین
کس شوخ پر گلون کے گریبان پھٹ گئے
آکر وطن مین ہو گئے دیوانے ای جلال

جلائے اہل حشر کہ سورج گہن ہوا
رشتہ مری حیات کا پیمان شکن ہوا
فیروزہ رنگ لانے لگا جب کہن ہوا
یا گم وہ آپ ہو گئے یا گم وطن ہوا
اُٹھا تو سرمہ نگہ انجمن ہوا
کچھ بچ رہا تو اسمین مرا پیرہن ہوا
جھگڑے ہین سب یہ گور ہوئی یا کفن ہوا
نالہ نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا
جلوہ ترا نقاب رخ انجمن ہوا
جسوقت مر گئے وہی پردہ کفن ہوا
کسکا حجاب پردہ در انجمن ہوا
یہ شور آمد آمد اہل وطن ہوا

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے سرو شمشاد قد کے آیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہتا تھا کہ ای ملکہ عالم مین تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن مہمون بڑا مغرور تھا جادوگر تھا پہلوان جنگ آیا تھا آخر موت نے اُسکا پیچھا نہ چھوڑا بادشاہ کے ہاتھ سے مارا گیا مین تو آپکے حکم کا منتظر ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن سرو شمشاد قد نے کہا کہ اس لشکر کو قتل کرو جیسے ہی تلوار کھینچ کر دیو کی فوج کو قتل کرنے لگا سرو شمشاد قد نے پڑھ کر سحر کیا اول بادشاہ کو اُٹھایا بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوے نعرہ کرکے فوج کفار پر جا پڑے جسکے جھپٹ کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کافرونکو قتل کرنے لگے سرو شمشاد قد نے گلعذار کو اشارہ کر دیا ہی کہ ہمراہ رکاب بادشاہ رہو ساحرون کے سحر سے بچاؤ بادشاہ بے خوف و خطر لڑتے ہوے آتے ہین جسنے سحر کیا گلعذار نے سینے پر روکا اُسکے سحر کو دفع کر دیا بادشاہ لڑتے ہوے اُس مقام پر آئے کہ جہان ایک خیمے مین ثریا قید تھا زنجیرین ہلا رہا تھا بادشاہ نے آکر نگہبانون کو مارا کئی سو لاشہ زمین پر گرا قریب ثریا کے پہونچے فرمایا کہ ای برادر اُٹھو زیر ہونے پر رنجیدہ نہو وہ ساحر تھا جسنے تمکو مارا سرو شمشاد قد نے آکر

اُسکا سحر دفع کیا ورنہ میرا زیر ہونا بھی قریب تھا خدا نے آبرو بچائی ثریا نے تیغ توڑی ہمراہ
بادشاہ کے لڑتا ہوا چلا وہان جیحون کو ساحرون نے بلوہ کر کے پکڑ لیا تلوار چھین لی جھولی میں
آگ لگا دی مگر جیحون جوش آلفت مین نام ملکہ سرو شمشاد قد کا لے رہا ہی پکارتا ہی کہ یارو مین نے
معشوقہ تک پہونچون مجکو گرفتار کرو مین ہجر مین معشوق کے بیقرار ہون ساحرون نے جیحون کو
نہ چھوڑا گرفتار کر کے ساتھ لیا جناب بادشاہ سے وسحر سرو شمشاد قد سے ساحرون کے پاؤن
اُٹھے غلغلا کرتے ہوے بھاگے تھوڑی دور تعاقب کیا جب ساحر کئی کوس نکل گئے تب بادشاہ
پلٹے ملکہ سرو شمشاد قد سے حال پوچھا فیروزہ نے کل کیفیت بیان کی کہا حضور وہ سارا جنگل
ساحرون سے معمور تھا مگر آپکے اقبال سے سب کو قتل کیا بادشاہ مظفر و منصور بارگاہ مین میمون
کی آکر بیٹھے کچھ ساحر گرفتار ہوے تھے وہ آکر مطیع اسلام ہوے دورہ سردارون کا بندھا بادشاہ
تخت پر جلوہ فرما ہوے ثریا سے تاجدار پہلو سے تخت مین جو دو نگل زرین بچھا تھا اُسپر آ بیٹھا
ملکہ سرو شمشاد قد و گلعذار کرسیون پر بیٹھین بادشاہ نے فرمایا کہ یارو قلعہ طلسم ہفت پیکر کہان
ہی مین اپنے کو جاکر علامت مین گرا دون تا بہ ستم ہو پہونچون ملکہ سرو شمشاد قد نے عرض کی کہ حضور
میمون کے مارے جانے سے ظاہری سب راستے کھل گئے یقین ہی کہ کل قلعہ طلسمی پر خبر دار
پہونچ جائیے کنیز آپکو طلسم مین پہونچا ئیگی بادشاہ یہ باتین کر رہے ہین اور پردے بارگاہ سے
اُٹھے ہوے ہین کہ گوشہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک بہادان گینڈے پر سوار پشت پر ایک
محافہ زرین ناظر بجکانے محافے کو گھیرے ہوے بادشاہ نے فیروزہ سے فرمایا کہ دریافت کر کہ
یہ کون آتا ہی فیروزہ گیا خوشی خوشی پلٹ کر آیا عرض کی کہ اغراض بلند رکاب محافے مین اُسکی
دختر بلند اختر ملکہ ریحان صندلی پوش برائے ملازمت حضور آتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ ای
فیروزہ جاکر اغراض سے کہو کہ ہم برسر راہ ہین ایک ایک لحہ ہمپر ایک ایک سال گذرتا ہی
اب ہم ٹھہر نہین سکتے تم محافہ اپنی دختر کا پھیر دو ہم کل کوچ کرینگے فیروزہ نے آکر اغراض سے
سب حال بیان کیا اغراض قریب محافے کے آیا حکم بادشاہ بیان کیا ملکہ اندر محافے کے زار زار
رونے لگین کہا کہ مین حکم شہنشاہی بجالاؤنگی مگر زیارت سے تو مشرف ہو لون اغراض نے آکے
خدمت شاہ مین کیفیت ریحان صندلی پوش کی بیان کی بادشاہ نے اُسی وقت تخلیہ کر دیا

ریحان کا محافہ اُتروا یا چند ساعت صحبت رہی فرمایا کہ اے ملکۂ عالم اب رخصت ہو ہم کل کوچ کرینگے انشاء اللہ وہاں سے پلٹ کر اول تمھارے ملک پر آوینگے عقد تم سے ہوگا تب صاحبقران سے ملینگے اب تمھارا ٹھہرنا بہتر نہیں ملکہ رات ہی کو بادشاہ سے روتی ہوئیں رخصت ہوئیں اُسی وقت محافے میں سوار ہو کر کنیزوں کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے باغ کے چلیں بادشاہ نے رسالے ساتھ کر دیے نگہبانی کی بہت تاکید کر دی مگر ملکہ محافے میں روتی ہوئیں کنیزوں سے کہتی ہیں کہ شہریار اتنے بڑے شخص کے مقابلے میں جاتے ہیں اپنی تو یہ کیفیت ہے دل کی عجب صورت ہے نظم

عشق میں رسوا جو اپنی آہ و زاری ہو گئی — کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمھاری ہو گئی
بزم جاناں میں جو آمد شد ہماری ہو گئی — غیر پر گرتے کو بجلی بیقراری ہو گئی
پہلے تھا بیزار جب سے اُسکے تم خواہاں ہوے — مجھکو بھی اُس دن سے اپنی جان پیاری ہو گئی
گریۂ حسرت سے اور آنکھوں سے تھی جو رسم و رہ — بعد مدت پھر تری فرقت میں جاری ہو گئی
اُسکے در سے مر کے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہے — لاش کیوں اپنی اجا یہ بھاری ہو گئی
آرزو دل میں جو اپنے تھی ترے اک تیر کی — آخرکار آپ ہی وہ زخم کاری ہو گئی
کاش یہ قاصد نہ کہہ دیتا کہ آتا ہے کوئی — ہر تسلی پر زیادہ بیقراری ہو گئی
تجھ سے بھی یہ بدگمان پوشیدہ رکھتا ہی مجھے — دل کو ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہو گئی
آسرے نے بس جلا رکھا ہی وصل یار کے — سچ تو یہ ہے زندگی امیدواری ہو گئی
وصل میں دل ہی مرا میری طرف کچھ بولتا — اُنکی جانب بھی تو آنکی شرمساری ہو گئی
آ نہیں سکتا میں بیخود ہو کے بیروں آپ میں — رفتہ رفتہ اسقدر بے اختیاری ہو گئی
کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدموں پر گرے — ہے بیہوشی میں بھی اک ہوشیاری ہو گئی
ناز دل کیا تھے اُٹھاتے غیر کے احسان تک — ختم تجھ پہ ناتوان پر بردباری ہو گئی
گرد اپنی لاش کے پھرتا ہی قاتل بعد ذبح — زیر خنجر بھی وہ جیسے وضعداری ہو گئی
دل پکڑ لیتا ہی دشمن جب تڑپتا ہی جلال — اُسکی بیتابی بھی کیا شوخی تمھاری ہو گئی

ہر چند کنیزیں سمجھاتی ہیں کہ اے ملکۂ عالم بادشاہ نے جو وعدہ فرمایا ہی ضرور تشریف لاوینگے ملکہ کہتی ہیں کہ صاحبو یہ کالی راتیں ہجر کی کون کاٹیگا تڑپ تڑپ کے مر رہینگے کیونکر یہ زمانہ گذریگا

وہ دن خدا دکھائے کہ بادشاہ جمجاہ بخیر وخوبی طلسم ہفت پیکر میں پہونچیں اور طلسم فتح ہو بادشاہ
مع لشکر اگر قریب باغ اُتریں وہ روز سعید ہوگا بلکہ بہتر از عید ہوگا ریحان صندلی پوش اسحال سے
گریان و نالان خاک بسر بیقرار و مضطر اپنے باغ میں جاتی ہیں بادشاہ جمجاہ شب کو اُسی مقام پر
رہے کہ اس مقام کو صحرائے ویران کہتے ہیں بوقت سحر سامان سفر تیار ہوا سرو شمشاد قد و
ملکہ گلعذار نے ابلق سے سرخ و سبز تیار کیے تین لاکھ ساحر ساتھ لیے فرمائے تاجدار بھی مع چھ لاکھ
غیر ساحروں کے مسلح و مکمل ہوا اس گروہ سے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلنے کا قصد ہوا کہ بادشاہ کے
ذہن میں آیا فیروزہ سے فرمایا کہ میں نے آج صبح کو بعد نماز سجادے پر آرام کیا دیدۂ ظاہری بند تھے
دیدۂ باطنی وا ہوئے عین خواب میں دیکھا کہ ملکہ ریحان فریاد کر رہی ہیں اور پکارتی ہیں کہ میری
کنیز کو بچائیے تم جاکر خبر لاؤ ہم اسی مقام پر رہینگے جب تم آؤ گے تب کوچ کرینگے فیروزہ اُسی وقت
برائے خبر ریحان صندلی پوش روانہ ہوا مگر ریحان پر یہ گذری کہ جب صحرا میں پہونچیں محافے سے
نکلکر پشت مادیان پر سوار ہوئیں مادیان کو اڑاتی ہوئی جاتی تھیں کہ صحرا سے گرد اڑی قضا سے کار
شداد قوی بازو کینہ ور آتا ہوا شکار کھیلتا ہوا آتا تھا نگاہ اسکی جمال بیمثال ملکہ پر پڑ گئی تیر سینہ
آ گیا قلب تھرا گیا چاہا کہ ملکہ پر جا پڑے ملکہ نے مادیان کو بھگایا کنیزیں پیچھے پیچھے شداد کھڑا دیکھتا
آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے چھاتی پر ہاتھ مار رہا ہے کہ شاطر اسکا مہر صبا دم آ گیا دیکھا آقا کو
زرد رہے رنج پوچھا کہ کیوں پہلوان ویران کتنا صدمہ ہوچکا جو اسقدر متغیر ہو رہے ہو شداد قوی بازو
نے کہا کہ ای یار وفادار و ای مونس غمگسار ابھی ایک محبوب پری چہرہ کو دیکھا کبھی ایسی نازنین نگاہ سے
نہیں گذری مادیان بھگا کر اس جانب گئی ہے ذرا خبر لاؤ کہ یہ گل کس گلستان کی اور ماہ کس آسمان کی
ہے عیار واسطے خبر کے چلا اسوقت پہونچا کہ ملکہ مادیان سے اُتریں بارہ سو کنیزیں ساتھ ہیں باغ میں
جاتی ہیں عیار نے دور سے دیکھا حال دریافت کرکے چلا آکر شداد سے بیان کیا شداد نے کہا کہ
میں ابھی چل کے قبضہ کرتا ہوں تو جاکے لشکر لا عیار جاکر بارہ ہزار جوانوں کا لشکر لایا بڑے بڑے
پہلوان ہمراہ ہیں ان سب کو شداد لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا ناگاہ آکر اُتریں کنیزوں سے کہہ
رہی ہیں کہ راہ میں مجکو ایک ظالم نے دیکھا ایسا ہی کیا تھا مگر میں گھوڑی بھگا کر نکل آئی ذرا
کوٹھے پر چڑھ کر دیکھو تو شاید آتا نہ ہو کنیزیں کوٹھے پر چڑھ گئیں دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی ہے

ایک پہلوان قوی تن قوی من گینڈے پر سوار بارہ ہزار جوان لشت پر گینڈے کو اڑاتا ہوا آتا ہے
کنیز نے دوڑکر ملکہ کو خبر دی کہ حضور لشکر آتا ہو ملکہ نے کہا کہ ہائے اب کیا کرون باپ میرے شہر یار
کے ساتھ ہین مین یہان یکہ و تنہا ہون کیسی مشکل کی بات ہو مگر مین اپنی جان دونگی اُس
ملعون کو یہان نہ آنے دونگی جو کچھ ہو سو ہو کوٹھے پر چڑھ چلو اور تیر اندازی کرو جہان تک ہو سکے
ان بیحیاؤن کو قریب نہ آنے دو بارہ سو کنیزین کوٹھون پر چڑھ گئین کمانین کاندھون سے اُتار کر
تیر جگر کمان مین پیوست کیے بارہ سو تیر ایک مرتبہ چلے کئی سو خطا شعار گرے شداد نے گینڈا روکا
پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی کیون اپنے کو ضائع کرتی ہو دم بھر مین
باغ مین گھس آؤنگا رات بھر کی مہلت دیتا ہون صبح کو حاضر خدمت ہونا ورنہ باغ پامال کر دونگا
ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے جواب دیا کہ او مغرور کیا بکتا ہو ہم سب کے جنازے لیجائیگا
کسی کنیز کو بھی زندہ نہ پائیگا آئندہ تجھے اختیار ہو ایک کنیز نہایت شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ
باغ کے دروازے پر نکل آئی اور پکار کر آواز دی کہ او شداد اپنی جرأت پر ناز نہ کر یہ معشوقہ
بادشاہ اسلام ہی اگر اُنکو خبر ہو گئی تو وہ ضرور تشریف لائینگے تجھ جیسے صدہا پہلوان اُنکے رفیق مین
خبر ہاے تاجدار ایسا رفیق کہ جسنے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا بس بہتر اسی مین ہو کہ پلٹ جا
عورت پر کوئی لشکر کشی کرتا ہے راہ مین تو نے دیکھا تعاقب کیا ملکہ اپنی آبرو بچا کر بھاگ آئین
تجکو مناسب ہو کہ چلا جا یہان کوئی تیرے مقابلے کے موافق نہین ہو عرصے تک وہ کنیز یہ
پکار پکار کے کہا کی شداد نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ فوج کو اشارہ کیا کہ باغ کو چار جانب
سے گھیر لو سوارون نے گھوڑے دوڑائے پیدل اپنے مقام سے بڑھے باغ کو چار جانب
سے گھیر لیا کنیزون نے تیر مارے وہ دیوار باغ سے دور ہٹ کر اُترے کنیزین دیوارون پر
چڑھ گئین جب تاک کر تیر مارا یا گھوڑے کی آنکھ پر یا سوار کے سینے پر پڑا کئی سو ملازم شداد کے
گرے تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوے غول کے غول درہم و برہم ہوے شداد کہتا ہو کہ ان تیرون
کو کیا مین مانونگا سپر پہ روکتا ہوا باغ مین گھس جاؤنگا تم لوگ زد سے ہٹ کر کھڑے ہو اب دن
قلیل باقی ہو شب بھر یہ لوگ سرکشی کر لین صبح کو آفت برپا کر دونگا ان بدذاتون کو زندہ نہ چھوڑونگا
نہین معلوم کیا سمجھی ہین جو کلمات سرکشی کر رہی ہین یہ کہہ کے اُترا داخل بارگاہ ہوا عیار

اشارہ کیا کہ طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی جو بجا کنیزون نے پھر غلغلا کیا کہ او نامرد تجھے شرم نہین آتی ہی نہین معلوم کیا سمجھا ہی کہ طبل جنگی بھی بجوا دیا ہی پروردگار ہمارا اب الٹ ہی ملکہ پلٹ کر صحن باغ مین بیٹھین سب سے صلاح کرنے لگین کنیزون نے کہا کہ حضور ایک عرضی بخدمت بادشاہ روانہ کیجیے وہ شہریار تشریف لائینگے اسکی سرکشی شکر بوم ہو جائیگی علاوہ یہ نہین سن سکینگے کہ اس مغرور نے آکے گھیرا ہی اپنی جرأت کو ظاہر کرتا ہی نام پر پہلوانی کے مرتا ہو ملکہ نے اسیوقت قلم اٹھایا القاب شاہانہ لکھا کہ ای شہنشاہ اقلیم جرأت وای یکتاز میدان جلالت ادام اللہ اقبالہ واجلالہ۔ اس کنیز کو آکر شداد قوی بازو سے بچائیے چاہتا ہی کہ عصمت پر دست انداز ہو مین نے ابتک تو ان سرکشون کو قریب دیوار باغ نہین آنے دیا مگر گھیرے ہوے اترے ہین صبح کو بلوہ کرینگے کنیز نامہ لیکر باغ سے نکلی مردانے کپڑے پہنے ہوے لشکر مین شداد کے جاتی ہی جس کسی نے پوچھا کہ کون کہا ہرکارہ ہون ملکہ عالم نے بھیجا ہی لوگ خاموش ہو رہتے ہین تھوڑے عرصے مین لشکر کو طی کر کے راہ صحرا لی ایک نخل کے قریب پہونچی تھی کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ فیروزہ بن عمرو جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی کنیز نے جو فیروزہ کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوئی پکار آواز دی کہ مہتر صاحب ذرا ادھر تشریف لائیے فیروزہ نے ایک جوان حسین کو دیکھا تیغ کھینچے ہوے قریب آیا اسنے کہا ای مہتر والا گہر مین ملکہ ریحان صندلی پوش کی کنیز ہون لشکر سے بادشاہ اسلام کے ملکہ آئی تھین ماویان پر بے نقاب سوار تھین شداد قوی بازو کی نگاہ پڑ گئی اسنے آکر گھیرا ہی صبح کو ارادہ ہی کہ بلوہ کرے جاکر شہریار کو اطلاع کرو تم کہان چلے تھے فیروزہ نے کہا کہ بادشاہ خود گھبرائے مجھ سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ مین واسطے خبر کے جاتا تھا کنیز نے عرضی نکال کر دی فیروزہ نے عرضی لی کنیز سے رخصت ہو کر چلا خواص پلٹی لیکن ملکہ نے کوٹھے پر چڑھکر جو بلوہ فوج کا دیکھا گھبرا کر کوٹھے سے اتریں سجادہ بچھایا دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے پکار اٹھین ای حاکم مطلق وای کارساز برحق میری عصمت کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے نظم

دلشش ہمیشہ بہ نور صفاست نورانی	بخاک عجز ہر آن کس کہ سود پیشانی
خدایا بروح بہ بخشد صفائے روحانی	کند بہ جسم عنایت کمال جسمانی
خدایا بندۂ کمزور زور مے بخشد	خدا بہ مور دہد رتبۂ سلیمانی

خدا بہ آدمی اوصاف آدمیت داد
عطا نمود بہ انسان کمال انسانی

خدا حکومت و دولت دہد بنجادم زار
کند بہ بندہ عطا تاج و تخت سلطانی

خداست مالک املاک ملک ہر دو جہان
کہ ہست قصر دو عالم بناے آن بانی

ملکہ بلاک بلاک کر دعائیں کر رہی ہیں کنیزیں آمین کہہ رہی ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ کنیزیں بھی اپنی اپنی جانیں لڑا دینگی کیا مجال ہے کہ شداد کسی کو زندہ لیجائے سب کے مردے پائیگا سر کاٹ کر لیجائیگا حضور نہ گھبرائیں کہ کنیز پلٹ کر آئی ملکہ سے بیان کیا کہ فیروزہ بن عمرو کو عرضی دیدی خود فیروزہ ہر لب خبر آتا تھا میں نے عرضی دی بادشاہ تو حضور کے واسطے گھبرا رہے ہیں جب تو فیروزہ کو روانہ کیا تھا ملکہ کو تسکین ہوئی سجدے سے سر اٹھایا عرض کی کہ ای کریم و رحیم تو نے فضل اپنا شریک حال کیا کہ بادشاہ کو خبر پہونچ گئی اسی حال میں وہ وقت آیا کہ معشوقۂ زرین پوش لباس شعاع و ضیا زیب جسم کرکے پردۂ مشرق سے باہر آئی بہ ناز و کرشمہ تخت چرخ زبرجدی پر آکر بیٹھی شداد مغرور فرش خواب سے اٹھا سلاح جسم پر آراستہ کیے فوج تیار ہوئی گینڈے پر سوار ہوا نیزہ ہلاتا ہوا سامنے در باغ کے آیا پکار کر آواز دی کہ ای کنیزان تیرانداز گوشوں میں چھپو سامنے آؤ میں آتا ہوں اب تمھاری تیراندازی دیکھوں کہ کیسی تیراندازی کرتی ہو صدہا گھوڑے کل مرے ایدولت نے خیال بھی نہ کیا ملکہ وسط باغ میں فرش خواب پر پڑی تڑپ رہی ہیں کنیزوں سے بیقرار ہو کر پوچھتی ہیں کہ اب کیا معرکہ ہوا اپنا تو یہ حال ہے کہ جسکا بیان کرنا محال ہے

نظم

بہار آتے ہی سے نکلا ہمیں دیوانہ پن اپنا
برنگ بوے گل برباد کر آئے وطن اپنا

دکھانا تھا زلیخا کو بھی وہ دیوانہ پن اپنا
کہ یوسف ہوش کھوکر پھاڑتے خود پیرہن اپنا

وہ داغ ای عشق دکھلائیں کہ عاشق ہو چمن اپنا
وہ گل کھائیں کہ گلدستہ بنائے انجمن اپنا

کچھ ایسے شوق عریانی میں ہم جامے سے باہر ہیں
کہ اپنی جستجو میں پھر رہا ہے پیرہن اپنا

جگہ کیا گور میں پائے عذاب گور جب ٹھہرے
کفن میں کیا ہے جب داغ ہی سمجھا کفن اپنا

جو یوں بتلا نہیں سکتے بتا دو پوچھکر ہمکو
نزاکت سے مگر اپنی خموشی سے دہن اپنا

کوئی دامن جنوں میں کھینچتا ہے آستین کوئی
اتارے لیتے ہیں خار بیابان پیرہن اپنا

ہر اک سنگ رہ یار ہو کر دل نے پایا ہے
کہ جسکو بت بنایا چاہتے ہیں برہمن اپنا

ہلا دیتا فلک کو بے ستون کی کیا حقیقت تھی ۔ بناتا نالۂ دل کو جو تیشہ کوہکن اپنا
عجب احسان حیرت نے کیا ہے بزم جاناں میں ۔ کہ آئینہ مجھے سمجھی ہے ساری انجمن اپنا
یہ راہ راست پر آتا تو میں بھی اس سے جھک جاتا ۔ فلک نے کجروی چھوڑی زمیں نے بانکپن اپنا
بچے کیونکر مرے قاتل کسی پیکان کا تیرے ۔ لگا جو تیر آکر ہو گیا جزو بدن اپنا
سراپا درد ہو کر شکل پیدا کی جو پھوڑے کی ۔ تو نشتر چھیڑنے کو بن گیا ہر موئے تن اپنا
کسی خوش چشم کی آنکھوں کا سودائی جو سمجھے ہیں ۔ کھڑے ہیں رستہ روکے بیاباں میں ہرن اپنا
ہو آہوں کے مصاحب ہیں تو نالے سے ہی ملتے ہیں ۔ یہی جیدا بنے ہمدم ہیں یہی اک ہم سخن اپنا
دیار عشق سے جو وادی وحشت میں آ نکلا ۔ ہم اُس سے دور کر لیتے سمجھ کر ہم وطن اپنا
جلال اُس بت کا بندہ دل سے ہو جاؤں جو سمجھا دے ۔ یہ کیا جھگڑے لیے پھرتے ہیں شیخ و برہمن اپنا

کنیزیں عرض کر رہی ہیں کہ دادی نہ گھبرا اپنے ملکہ نے جام زہر بھر کر آگے رکھ لیا ہے خنجر کھینچا ہوا دکھا کر فرماتی ہیں کہ جب یہ بوالہوس آوے تو ہمارا مردہ پاوے میں اسی کی امیدوار ہوں کہ مجھے اب یہ زندہ نہ دیکھے اپنے مقام پر شرمندہ تو ہو کہ کسی صاحب عصمت پر جو نگاہ بد ڈالی اسکا یہ بدلا ہوا کہ اُسنے اپنی جان دیدی مگر افسوس ہے کہ وقت آخر جمال بیمثال شہریار نہ دیکھا یہ تمنا لیکر پردۂ دنیا سے چلی کنیزیں دوڑ دوڑ کر عرض کر رہی ہیں کہ شداد بڑھتا آتا ہے اب فوج بھی تیار ہے سوار و پیدل سب نیزے ہلا رہے ہیں مرکب اپنے بڑھا رہے ہیں اسوقت بھی آپکی کنیزوں کے تیر سے کئی سو بیچارے واصل جہنم ہوئے مگر شداد تیر قلم کرتا ہوا آتا ہے نصف میدان طے کر چکا ہے اپنے غرور میں پھولا ہوا اپنی حقیقت کو بھولا ہوا ہے حضور چلکر ملاحظہ فرمائیں کنیزوں نے بمنت ملکہ کو اٹھایا کوٹھے پر لائیں کرسی بچھا دی کرسی پر ملکہ بیٹھیں سر اٹھا کر دیکھا کنیزوں نے تیروں کی بوچھار کی ہے مگر شداد تیروں کو قلم کرتا ہوا بڑھتا آتا ہے کنیزیں تیر تاک تاک کے مار رہی ہیں ملکہ نے کہا کہ ذرا تیر و کمان مجھے تو دو میں تقدیر کا امتحان تو کروں ایک تیر اپنے ہاتھ سے اس ملعون پر لگاؤں شاید نشانے پر پڑے یہ کہکے تیر کو چلۂ کمان میں پیوست کیا سپر سے شداد اپنے چہرے کو چھپائے ہوئے ہے ملکہ نے گینڈے کی آنکھ تاک کر تیر مارا کہ گینڈے کی آنکھ پر پڑا گینڈے نے جست کی شداد گینڈے سے گرا ملکہ نے جلدی میں کئی تیر مارے لیکن زرہ لوہے کی تھی تیر نے تاثیر نہ کی شداد نے آواز دی

که دوسرا گینڈا اوڑ دوسرے گینڈے پر سوار ہوا بھر بڑھتا ہوا چلا ملکہ نے کئی مرتبہ جام زہر اٹھایا چاہا
کہ پی لون کنیزین لپٹ گئین جام ہاتھ سے چھین لیا ملکہ کہتی ہین کہ ای کمبختو کیا میری آبرو لوگی میری جان جی
جانا بہتر ہی کنیزین منتین کر رہی ہین کہ حضور ہم لوگ مر لین تو حضور کو اختیار ہی اپنے سامنے ہم اس
پھول سے عارض کو مرجھایا ہوا نہ پائین ہمین افسوس ہوتا ہی یہ کہکے جام پھینک دیا خنجر چھین لیا
شداد گینڈا اڑاتے ہوئے جب قریب دیوار پہونچا کنیزین نکل کر لڑنے لگین جو سامنے شداد
کے پہونچی شداد نے نیزے پر اٹھا لیا کئی کنیزون کو نیزے پر اٹھا اٹھا کر زمین پر مارا ادھر کا تو دیا ملکہ
نے دیکھکر کہا کہ اری کمبختو یہ صدمات میری روح پر گذر رہے ہین مین نہین چاہتی کہ تم لوگ اپنی جان دو
اور مین اپنے کو بچاؤن مین پہلے اپنی جان دونگی کنیزین ناچار ہو جاتی ہین شداد لڑتا بھڑتا باز دیوار
پہونچا پکار کے آواز دی کہ ای شہنشاہ اقلیم حسن وجمال وای بدر آسمان کمال کیون غریبون کی
جان لیتی ہو مین اپنے ہاتھ سے انکو قتل کرتا ہون مگر مجھے ناگوار ہوتا ہی کہ کنیزان حضور کو قتل کرون
افسوس یہ کر رہا ہون کہ وہ تمھارے عاشق صادق اس مقام پر نہ ہوے جنکی جرأت پر آپ کو بہت
ناز ہی سامنے ہوتے تو معلوم ہوتا ملکہ نے منھ پیٹ لیا کہا کہ ہاے افسوس ہی وہ شہریار اس مقام پر ہوتا
ورنہ اس ملعون کو معلوم ہوتا شداد زیر دیوار جو پہونچا کنیزین ٹوٹ پڑین شداد انکو کب مانتا ہی خنجر
اوچھڑ سبکی مار دی کسی کا سر کٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا گر کر لوٹنے لگین ملکہ نے جو یہ کیفیت دیکھی بیقرار ہو گئی
پکارنے لگین کہ ای سمیع وعلیم وای کریم ورحیم رحم اپنا غریب کر

نظم

خدا اہل بصیرت را نماید ہر زمان صورت — نبی پوشد ز چشم اہل دین آن مہربان صورت
بدین حسن و بدین خوبی و محبوبی و مطلوبی — چرا پوشد رخ زیبا چرا دارد نہان صورت
د ہر یک گل چو رنگ و بوے گل گردد جلوه — نماید او در ہر یک جسم خاکی مثل جان صورت
درین جلوه گہی صورت ندیده دیدهٔ عالم — چنین حسن و چنان خوبی چنین شکل و چنان صورت
ز حسن چہرہ تصویر صورت گر دہد جلوه — ز روے ہر گل رنگین نماید باغبان صورت
بقاے نیست در دنیاے فانی اہل صورت را — کہ این صورت بپوشد آخر از چشم جہان صورت
جہان ہر وقت نقش تازه می سازد عیان ہر دم — کند دور زمانہ تازه ظاہر ہر زمان صورت

شداد نے چاہا کہ گینڈے سے کود کر باغ مین گھس جاؤن ملکہ کو گرفتار کر لون ملکہ سمجھ گئی یہی

شداد در باغ پر کھڑا ہوا اپنی جرأت دکھا رہا ہے کہ تیر دعا ے ملک ہدف مراد پر پہونچا [illegible]
کے ایک ہنگامہ ہوا سوار پیادون پر اور پیدل سوارون پر گرنے لگے نعرہ شیر کی آواز آئی کہ باشید
ای کافران سیاہ دل ناہنجاران پرُ دغا - نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم
شہنشاہ اسلام با عدل و داد
منم نور عینین شاہ قباد
ہژبر دمان پہلوانان جہان
نہال گلستان صاحبقران

وسط فوج شداد سے مثل آفتاب طالع ہوے پشت پر ثریا ے تاجدار دور سے جو بادشاہ نے
دیکھا کہ شداد قوی بازو در باغ پر کنیزون سے لڑ رہا ہے ثریا سے کہا کہ تم جنگ کرو میں آگے
بڑھکر اس مغرور کو لون دیکھو کیا جرأت دکھا رہا ہے عورتون سے معروف جنگ ہے ثریا نے کہا
کہ حضور تشریف لیجائین غلام فوج سے سمجھ لیگا ثریا فوج سے لڑنے لگا جس افسر کو تاکا اسکو
مارا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی چھ لاکھ فوج دریا موج کئی سو افسر آگے بڑھتے ہوے نعرے
کرتے ہوے آئے اہل فوج شداد نے جو افسرون کو دیکھا بھاگنے لگے کہتے تھے کہ دریا موج مارتا ہوا
آتا ہے اس فوج کو کون روکیگا پانون فوج کے اکھڑ گئے مگر بادشاہ نعرہ کرکے قریب شداد کے پہنچے
کنیزون کو للکارا کہ ہٹ جاؤ ہم مغرور سے مقابلہ کرو کنیزین پیچھے ہٹین شداد کینہ ور سے [illegible]
جمال جہان آرا کو دیکھ کر دنگ ہو گیا جی مین کہتا ہے کہ ای شداد ملک ایسے معشوق خوبرو کو چھوڑ کر
مجھکو کیونکر قبول کرے یہ جوان تو تصویر کھینچنے کے لائق ہے جرأت مین پہلوانون پر فائق ہے نیزہ
ہلاتا ہوا سامنے آیا خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ
چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین ہمراہیان شداد تو ما کردہ ہاے کوہ مین چھپے تھے وہان سے
دیکھ رہے ہین کہ شداد سے اور بادشاہ سے نیزہ چل رہا ہے بادشاہ نے چند طعنون مین نیزہ شداد کا
نکالا شداد نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے سپر کو گردش دی تلوار
شداد کی ہٹ پڑی بادشاہ نے بازو بڑھا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک تار تلوار شداد کی چھین کر پھینک دی
دست حق پرست بڑھا کر کمر زنجیر مین ڈالا نعرہ کرکے جو زور کیا پہلے ہی زور مین لنگر گھوڑا دونے [illegible]
مین سر سے اس مغرور کو بلند کیا چاہا کہ چرخ دیکر زمین پر مارون شداد نے قصد کیا کہ پانون لگا دین

اڑا کر دھڑ اڑا دون بادشاہ گھوڑے سے کود پڑے جج دے کر زمین پر مارا کہ نقش بند ہو گیا کود کر
چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ ای شداد شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے شداد نے ہاتھ باندھ کر
کہا کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا بادشاہ نے چھوڑ دیا اٹھ کر شداد قدمون
پہ گرا بادشاہ نے سر سینے سے لگایا شداد نے عرض کی کہ قلعہ غلام کا یہان سے قریب ہے اگر حضور
وہان تشریف لے چلین تو غلام کے واسطے باعث فخر و افتخار ہو جو مسلمان ہو وہ قلعے مین رہے
ورنہ قلعے سے نکل جائے بادشاہ نے قبول کیا شداد نے فوج کو بلایا سب کو ظاہر مین مسلمان کر لیا
اب بادشاہ و ثریا سے تاجدار طرف قلعے کے چلے بعد دو پہر ایک صحرا مین پہونچے شداد نے
عرض کی کہ اگر حکم پاؤن تو عرض کرون سامنے دیکھیے میرا قلعہ ہے بادشاہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک قلعہ
نہایت بلند سر بفلک کشیدہ ہے برج بارے درست برج ہاے قلعہ پر بڑے بڑے پہلوان کھڑے
جھوم رہے ہیں توپین لگی ہین وہ بولا اگر تختہ آہن پہ ہاتھ رکھدین تو تختہ پیس کر سرمہ ہو بادشاہ
ساتھ شداد کے قلعے مین آئے نوبت و نقارے بجے ہلڑ ہوا کہ بادشاہ اسلام آتے ہین شداد نے
بادشاہ اسلام کو دارالامارہ شاہی مین پہونچا بادشاہ تخت پر بیٹھے رفیقون مین فقط ثریا ساتھ ہے
شداد طرف محل کے چلا بیٹی اسکی ماہ پیکر باپ کے آنے کی خبر سنکر براے استقبال آئی پوچھا کہ
حضور کو بہت چپ پاتی ہون آئینہ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہے شداد نے آہ بھر کر کہا کہ ای
نور نظر بادشاہ نے مجھکو زیر کیا اگر کوئی لفظ بھی اس وقت کہتا تو مجھکو قتل کرتے مین نے صدق
دل سے اطاعت نہین کی اب ارادہ یہ ہے کہ سودہ الماس بادشاہ کو دون فوج پر شبخون مارون یہ
کہکر پڑیا جیب سے نکالی بیٹی کو دکھائی شربت سامنے بیٹی کے بنایا شیشہ شربت کا لیکر چلا ماہ پیکر
مسہری پر جا کر لیٹی آنکھ بند ہو گئی عالم خواب مین دیکھا دریچے آسمان کے کھلے ایک تخت پر ایک
بزرگ بصورت نورانی متمکن تخت آکر قریب اترا ماہ پیکر نے اٹھ کر سلام کیا ماہ پیکر جلال چہرہ انور دیکھ کر
کانپنے لگی اُن بزرگ نے فرمایا کہ او ماہ پیکر تو رضامند ہوئی کہ میرے فرزند کو زہر دیا جائے جلد غفلت
سے اٹھ بادشاہ کو بچا ماہ پیکر خواب سے اٹھی جلدی سے ایک عرضی لکھی کنیز سے کہا کہ یہ عرضی
جا کر بادشاہ کے ہاتھ مین دیدے کنیز عرضی لیے ہوے باہر نکلی فیروزہ بیرون بارگاہ ٹہل رہا تھا کہ
کنیز نے آکر عرضی دی کنیز تو محل مین چلی گئی فیروزہ مضمون سے آگاہ ہوا بارگاہ مین آیا پشت پر

بادشاہ کی کھڑا ہو کر رومال ہلانے لگا کہ شداد شیشہ لیکے آیا جام لبریز کرکے عرض کی کہ حضور
یہ جام نوش فرمائیں فیروزہ بن عمرو نے کہا کہ ای شداد بادشاہ فرماتے ہین یہ شربت تم ہی
پیو ہم دوسرا جام پیین گے شداد نے کہا کہ میری کیا مجال ہی کہ یہ جام پیون یہ جام حضور کے
نامزد ہوا ہی مین اسکو کیونکر پیون مجھپر نہایت شاق ہی اس طور سے فیروزہ نے کہا کہ بادشاہ
کچھ سمجھے فرمایا کہ ای شداد ہماری خوشی یہی ہی کہ جس طرح بنے یہ جام تم پیو جون جون بادشاہ فرماتے
ہین شداد کانپ رہا ہی آخر ہاتھ جو کانپا جام کا یہ انجام ہوا کہ ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا فرش
تا جل گیا زمین سیاہ ہوگئی بادشاہ نے فرمایا کہ او شداد یہ کیا تھا شداد نے قبضے پر ہاتھ
ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر شداد کا اڑ گیا لاشہ شداد
کا زمین پر گرا شداد جب مارا گیا رفیقان شداد اٹھکر قدمون پر گرے عرض کی کہ ای شہریار
ہم اسکے مکر سے آگاہ تھے مگر کچھ کہہ نہ سکے ہمکو سمجھا دیا تھا کہ بادشاہ سے اطلاع نکرنا اب ہم بدل و جان
دل مسلمان ہوے بادشاہ نے قلعہ اسلام آباد کیا محل مین تشریف لائے ماہ پیکر کو دیکھکر
بہت پسند کیا ماہ پیکر نے کہا کہ ای شہریار بزرگان دین میرے خواب مین آئے فرما گئے کہ بادشاہ
اسلام کو بچاؤ بادشاہ نے ماہ پیکر سے عقد کا وعدہ کیا باہر آکر دریا سے فرمایا کہ کل تاریخ مقرر
قرار دو چھ لاکھ غیر ساحر تین لاکھ ساحر مع سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار کہ یہ افسران ہین فوج کو
بیکر ابر تیار کیے ابر مین لشکر ساحران زیر ابر لشکر غیر ساحران آ کر دو قدم سے دوسرے
روز طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان رستم پیلتن پہونچنا باغ نسترن مین جنگ عظیم واقع ہونا وقت
پر پہونچنا انکے لشکر کا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی مہربان
کہ طبع روشن کریگی مدد
جو ہو حشر ہی بہ عیش و سرور
لکھوں حال صحرائے ویران نجد

لکھوں رستم وقت کی داستان
جو اک جام دیدے مجھے ای ستم
تو ہو رنج خاطر سے عاشق کے دور
لکھوں حال لیلی پردہ نشین

طلسمات مین ہین بعد شداد کے
تو ہو دور دل کا یہ رنج و الم
کبھی ولولے مین جو آجائے جی
ستمبر سمن بو جلالت قرین

کبھی قیس کے غم میں سودا ہوا
محبت میں لیلیٰ کے کیا کیا ہوا
یہ دیکھا کہ صیاد بدبخت نے
یہ چاہا کہ پھیروں چھری بے خطر
تصور نے حیران اُسے کر دیا
کروں کیوں نہ اس وقت آہ و فغان
مرے سر کو تن سے جدا کر لے [illegible]
یہ طاقت قلم میں کہاں اے جنون
کیا قیس و فرہاد نے کام کیا
کہ سامان ترتیب ہونگے بہم

کہ الفت میں مجنون کی لیلیٰ بنا
کسی دن کبھی قیس صحرا نورد
گیا آہوے دشت کو پانے
ہوا قیس کو رنج صدمے فزون
چھری پر گلا بے خطر دھر دیا
کہ ہم چشم لیلیٰ پہ ظلم و ستم
مگر آہوے دشت کو کر رہا
یہی حسن اور عشق کے رنگ ہیں
گئی جان آخر ہوا نام کیا

سوا دشتِ ویران کا جو یار تھا
ملول و حزین قلب مضطر میں درد
نکالی کمر سے چھری تیز تر
کہ ہوتا ہے ہم چشم لیلیٰ کا خون
کہا اے انیس جگر خستگان
کن آنکھوں سے دیکھوں بصد رنج و غم
قم حال مجنون رقم کر سکوں
کہ اہلِ حسد دیکھکر دنگ ہیں
کروں داستان جلالت رقم

چہرہ فتاحان مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر و سیاحان بیابان جلالت افزا اس داستان حیرت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں۔ شعر مرصع نگار ترنم سرا جبین می نگارد بحسن و ادا۔ سابق میں تحریر کر چکا ہوں کہ رستم نے بعد سر کرنے چند مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر فتح کے ساحران زبردست بھی انکے ساتھ ہیں ایک صحرا میں آکر آتشبار وغیرہ کو مارا ہنگامہ عظیم ہوا کئی ساحروں نے آکر جادو کیا چاہتے ہیں کہ حملہ کرکے رستم کو پکڑ لیں مگر رستم لوح چمکاتے ہیں کبھی تیغہ ہفت جوہر کے عکس سے ساحر عاجز آتے ہیں کبھی کلاہ ہفت گوشہ کا عکس پڑتا ہے اس سے بھی ساحروں کا سحر فراموش ہوتا ہے زرہ ہفت جوش زیب جسم رستم ہے ان میں اس لطف سے لڑ رہے ہیں کہ ساحر عاجز ہیں قریب نہیں آسکتے آخر اس بلوے میں لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ بیچ میں ان سب ساحروں کے ایک ساحر خوک پر سوار سحر کر رہا ہے پیشانی پر اُسکے ایک خال سیاہ ہے اگر اُسپر تیر مارا تو گویا سبکو قتل کیا رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر پیشانی پر تیر مارا تل بھر کا فرق نہوا اُسی خال سیاہ پر پڑا توڑ کر گدی کو پار گذر ا گیا خون شرار ہائے آتش نکلے تمام ساحر جلنے لگے تھوڑی دیر میں آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طیران خوک سوار بود جیسے ہی وہ ساحر مرا سب ساحر جل گئے صحرا پاک ہوا رستم اکیلے کھڑے ہیں کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دو ہزار جوان بال بڑھے ہوئے ناخن بڑھے ہوئے مرکب ہائے ابلق پر سوار سامنے آکر پہنچے ایک جوان جو آگے تھا

خود زرین پہنے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم مگر جابجا سے پھٹا ہوا اُسنے آکر سلام کیا کہا کہ اے
طلسم کشا خدا تمکو زندہ و سلامت رکھے تمنے طیران خوک سوار کو قتل کیا ہم لوگ اُسکی قید مین سے تھے
ہمنے اُسکی رہائی پائی نام میرا کیوان تاجدار ہی اور یہ سب جوان شاہزادے اور وزیرزادے
اور تاجران جلیل کی نسل سے ہین یہان آکر قید ہوگئے سالہا سال قید مین اسیر کی آج رہائی پائی
اب آپ کے ساتھ ہین رستم نے سب کو طرف دین اسلام کے رہبری کی سب کلمہ پڑھ کر بصدق
مسلمان ہوے رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ باغ نسترن مین جانا چاہیے لیکن نسترن بڑی
ساحرہ زبردست ہی بڑے بڑے فتور برپا کریگی ہوشیار رہنا چاہیے مگر نسترن زرین پوش اپنے
باغ مین بیٹھی ہی ساحرہ وغیر ساحر سب جمع ہین نسترن کہہ رہی ہی کہ صحراے خوک سواران سے گذر
طلسم کشا کا نہو سکیگا طیران خوک سوار جادو بولے روزگار ہی فوج بھی اُسکے پاس بیشمار ہی طلسم کشا
کو ڈراکے گرفتار کریگا سب مصاحب کہہ رہے ہین کہ حضور بجا ارشاد فرماتی ہین اُسکا اُس صحراے
گذر نہوگا یہ ذکر تھا کہ چند طائر آسمان سے پیدا ہوے غلطاک مار کر بشکل ساحر بنے نسترن نے
پوچھا کہ ارے تم کیونکر آئے طیران خوک سوار نے کیا کیا ساحرون نے عرض کی کہ حضور تین پہر کامل
جنگ رہی خوک سوار نے طلسم کشا کو عاجز کر دیا تھا کوئی بات اُسنے اٹھا نہین رکھی خوب خوب
تنگ کی یہان تک کہ طلسم کشا اپنی زندگی سے بیزار تھا لیکن لوح کو دیکھ لیا طریقہ معلوم ہوا تب
طیران کو طلسم کشا نے قتل کیا حضور طلسم کشا کے قبضے مین تیغ ہفت جوہر ہی کلاہ ہفت گوشہ
سر پہ ہی اور زرہ ہفت جوشن زیب جسم لوح بھی پاس موجود ہی طلسم کشا کو کون روک سکتا ہی
اب صحراے خوک سواران مین فروکش ہین وہ جو قیدی تھے وہ رہا ہوکر طلسم کشا سے ملے
بارگاہ استادہ ہی یقین ہی کہ اب حضور کے باغ کی جانب ارادہ کرین یہ خبر وحشت اثر سنکر نسترن
نے کہا کہ صاحبو تم مین کوئی ایسا پہلوان ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے لوح دم دیکر چھین لے
یہ سنتے ہی سرشار قوی ترکیب کہ قوی من و قوی تن و جہان دیدہ و کار آزمودہ ہی دنگل سے
اپنے اٹھا کہا کہ غلام جائیگا اور طلسم کشا کو گرفتار کر لائیگا نسترن نے سرشار کو خلعت دیا
اور کہا کہ جسقدر فوج چاہو لیجاؤ سرشار نے کہا کہ مجھے فوج کی کیا احتیاج ہی میرا عیار طرار
ماہیار کمند انداز فوراً گرفتار کر لائیگا اور سامان بھی نگہبانی کا طلسم کشا کے پاس کم ہے وہ

تاجداران قیدی کیا نگہبانی کرینگے اُن الیسون کے دھوکا دینے کو یہ عیاری کافی ہی یہ کہکر اپنے
مقام سے اُٹھا ساٹھ ہزار فوج ساتھ لی اور اپنے عیار کو بھی اپنے ساتھ لیا بڑے کروفر سے
سرشار طرف صحرائے نوک سواران کے چلا یہان رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین وہ تاجدار مصروف
خدمتگذاری مین رستم قرار رہے ہین کہ آج کی شب آپ لوگون کو تکلیف ہوگی مین طرف باغ نسترن
کے جاؤنگا مجکو اب جلدی ہی کہ مرحلہ جات فتح ہون اور مقابلہ ہفت پیکر مین پہونچون دیکھون
ہفت پیکر کس طور سے مقابلے مین آتا ہی عنایت پروردگار ہی کہ مین کبھی بچپن سے کسی طلسم مین
نہین گیا پہلے پہل اس طلسم وسیع مین اتفاق ہوا خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا حصول مین
ان تحفہ جات کے کیا کیا مشکلین اور سختیان پڑین مگر تحفہ جات حاصل ہوے حصول لوح مین بڑی
بڑی جفائین اُٹھائین تب لوح طلسم دستیاب ہوئی اب تھوڑی کوشش مین مقابلہ ہفت پیکر
ہوگا یہ باتین تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی رستم بہ نگاہ غور دیکھنے لگے جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا
کہ ایک پہلوان قوی تن قری من گینڈے پر سوار مسلح و مکمل ایک عیار طرار مکار و غدار باہنا عیاری
سے آراستہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار فوج مقابلے مین رستم کے آکر اُترا شاہزادے
نے فرمایا کہ نسترن نے اور فوج روانہ کی سب نے عرض کی کہ غلام تو بوجہ ہتھیار نہ ہونے کے بالکل بیکار
ہین حضور یکہ و تنہا ان سب سے کیونکر مقابلہ کرینگے رستم نے فرمایا انشاءاللہ جب افسر کو مارا فوج
بھاگ جائیگی بڑے بڑے پہلوان آئے بڑی بڑی فوجین لائے خدا نے مظفر و منصور کیا رنج و الم دل سے
دور کیا یہ کیا بیچارا ہی آپ لوگ مطمئن رہین فقط شب کو حفاظت کیجیے کیوان تاجدار اپنے مقام سے
اُٹھا دو سو جوان اپنے ساتھ لیے کہا غلام طلایہ دیگا کیا مجال ہی کہ کوئی آسکے یہ ذکر تھا کہ صدائے
طبل جنگ کان مین آئی رستم نے فرمایا کہ اے کیوان تاجدار ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی
بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گرگرایا رستم کو اپنے عیار کے ساتھ نہونے کا تردد ہی پہر رات گئے دربار
برخاست کیا آرامگاہ مین آئے چھپر کھٹ پر آرام کیا سب تاجداران جلیل گرد بارگاہ کے طلایہ
دے رہے ہین حاضر باش و ناظر باش کی صدائین بلند ہین سرشار نے دو پہر رات گئے عیار سے
کہا کہ اگر ہوسکے تو رستم کو چرالا تو مطلب بن جے عیار باہنا عیاری سے آراستہ ہوکر بیفکر رستم نکلا
جب کنارے پر لشکر رستم کے آیا دور سے دیکھا کہ لوگ طلایہ دے رہے ہین بارگاہ رستم کو بیچ مین لیے ہین

اگر کوئی طائر بھی اُڑتا ہوا معلوم ہوتا ہی تو اُسے بھی تیر مار کے گرا دیتے ہین دو سو جوان جاگ رہے
ہین اگر ہوا بھی زور سے چلتی ہی تو کان کھڑے ہوتے ہین عیار نے دور سے یہ معاملہ دیکھا لشکر کے
ایک نخل کے سائے مین آیا چوڑی خنجر کی کمر سے نکالی نقب کھودنے مین مصروف ہوا بہر رات
رہے بارگاہ رستم مین آکر چہرہ توڑا سر نکال کر دیکھا کہ رستم آرام فرما رہے ہین چار خدمتگار بیٹھے چپی
کر رہے ہین عیار نے پروانے بیہوشی کے کمر سے نکالے شمع ہا سے سوی پھینکے خوشبو جو بلند
ہوئی چارون خدمتگار بیہوش ہوے عیار جھپٹ کر قریب رستم کے پلنگ کے آیا نیچے مین بیہوشی کی
برابر دماغ کے کفچہ لگایا رستم بیہوش ہوے عیار نے پشتارہ باندھا دوش پر لگایا نقب مین بھاند
کے نکلا نقب سے نکل کر راستہ صحرا کا لیا کمتر سماک یلداقی جس دن سے رستم سے جدا
ہوا ہی اُس دن سے صحرا مین مارا مارا پھرتا ہی ایک دن وہ بہت گھبرایا ایک پہاڑ پر بیٹھ کر نی بجانے لگا
قضائے کار شہباز جادو ملازم نسترن ہوا پر اُڑا جاتا تھا نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک عیار طرار
بیٹھا ہوا نی بجا رہا ہی اس لطف سے نی بجا رہا ہی کہ صدہا طائر گرد بیٹھے سر دھن رہے ہین اور
گانا سُن رہے ہین شہباز جادو سمجھ گیا کہ یہ عیار رستم ہی ملکہ نسترن نے ذکر بھی کیا تھا کہ عیاران اسلام
نی نوازی مین طاق ہین علم موسیقی مین شہرۂ آفاق ہین یہ سوچ کر تڑپ کر گرا سماک یلداقی کو
اُٹھا لیا اُڑا ہوا جاتا ہی کہ جس صحرا مین وہ عیار رستم کو لیے ہوے جاتا تھا اُسی قریے کی طرف سے
شہباز کا گذر ہوا زمیندار وہان کا اپنے کوٹھے پر بیٹھا چاندنی کی سیر کر رہا تھا کہ دیکھا ایک جادوگر ایک
آدمی کو پنجہ مین دبائے ہوے جاتا ہی اُٹھا کر گولہ مارا شہباز کے سینے پر پڑا تو مڑ کر پشت کو پار کر گیا
سماک عیار شہباز کے پنجے سے چھوٹا کوٹھے پر زمیندار کے گرا زمیندار ٹہلتا ہوا قریب سماک کے آیا
سماک نے اُٹھتے اُٹھتے آواز دی کہ ہمیشہ دلبر سجان مبارک باشد زمیندار نے کہا کہ ارے تو
کون سماک نے کہا کہ آپ کا بھکاری ہون اس جادوگر نے دن بھر گوایا شام کو چار آنے پیسے دیتا
تھا مین نے انکار کیا تو اُسنے کہا کہ مین لے چل کے قید کرونگا مجکو لیے ہوے جاتا تھا آپ نے
بچا لیا زمیندار نے کہا کہ ایک چیز ہمکو سناؤ سماک نے یہ غزل شروع کی

نہ چھٹے بعد فنا کوچۂ جانان ہمسے — یا رب آباد رہے روضۂ رضوان ہمسے
ایسے رسوا ہوے چلنے سے پریزادون کے — متوحش نظر آتے ہین سب انسان ہمسے

ہے مثل سچ یہ کہ کام آتا ہے کھوٹا پیسا — صنم دیر ہوئے طالب ایمان ہم سے
غم فرقت میں ہوئے سوکھ کے کانٹا ایسے — اپنے دامن کو بچاتے ہیں بیابان ہم سے
کاٹتا ہے یہ دلا پیار سے ہر دم ہم کو — عشق رکھتا ہے سگ کوچۂ جانان ہم سے
بت ہستی کو جو توڑیں تو خدا آئے نظر — آتش سنگ کی صورت ہیں وہ پنہان ہم سے
لفظ رنگین میں ہیں یہ معنی روشن پنہان — ہو سکا لیں بھی وصف لب و دندان ہم سے
ضعف نے طاقت رفتار ہی کھو دی ناسخ — آہ لس جب کرنے لگا یار کا دربان ہم سے

سماک یلداقی نے اس رنگ میں یہ غزل عاشقانہ سامنے زمیندار کے گائی کہ وہ خوش ہو گیا خوش ہو کر کئی روپیے سماک کو دیے اور کہا کہ اب ہمارے پاس رہا کرو سماک نے کہا کہ اب میں آپ کو راضی کر کے جاؤنگا کئی چیزیں سماک یلداقی نے اور سامنے زمیندار کے گائیں بکایک دیکھا کہ بوتل شراب کی رکھی ہے زمیندار راہ نارجیل و مندیل کے پیتا جاتا ہے سماک نے کہا کہ ایک چلو ہمکو بھی دیجیے زمیندار نے بوتل شراب کی کھسکا دی سماک نے کھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی زمیندار نے جام لبریز کر کے پیا پیتے ہی گھبرا گیا کہا کہ میاں گویے صاحب میری رگیں کھنچ رہی ہیں کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہے سماک یلداقی نے کہا کہ ذرا اٹھ کر ٹہلیے ہوا لگے تو نشہ کم ہو مزاج نہ برہم ہو یہ سنتے ہی زمیندار اپنے مقام سے اٹھا چاہا کہ شلون بیہوشی نے طمانچہ مارا فوراً لڑکھڑا کے گرا اور گرتے ہی بیہوش ہوا سماک نے زبان میں اسکے سوزن دی سوزن دیگر گوشے میں ڈال دیا آپ کوٹھے سے پچھاڑ کا گانوں کو طے کر کے نکلا رات کم باقی ہے جانور اپنے اپنے آشیانوں سے نکلتے جاتے ہیں سماک یہ تماشا دیکھتا ہوا ایک نخل کے نیچے آکر بیٹھا کہ زنگ کی آواز کان میں آئی پلٹ کر دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہے سماک حیران ہوا اپنے دل میں کہتا ہے کہ ای سماک یلداقی یہ کون ہے بہ نگاہ غور دیکھنے لگا جس چادر میں عیار نے پشتارہ لپیٹا ہے اوس چادر کا گوشہ جو ہٹا ہے سے پیر تا سر رستم کو دیکھا حیران ہوا کہ ای سماک یہ کون ہے جو آقاے نامدار کو لیے جاتا ہے ایک مقام پر آکر سماک نے حلقہ ہائے کمند خس پوش کیے آپ سنبھل کر بیٹھا کہ عیار پھرتا پھرتا ادھر آنکلا جب قریب حلقہ ہائے کمند آیا تو اسکا دل دھڑکا چلتے چلتے رک گیا پکار کر آواز دی کہ ارے کون ہے جو چھپکر بیٹھا ہے مجھ سے آکر مقابلہ کر سماک نے دل میں سمجھا کہ اسنے دیکھ لیا نکل کر مقابلہ کروں یا [illegible]

پھر سوچا کہ شاید مکر کرتا ہو عیار نے دو تین مرتبہ آواز دی پھر سوچا کہ بسبب جنگل کے دل دھڑکتا ہی
جھپٹ کے چلا بیچ مین حلقہ ہاے کمند کے آیا سمک نے شیر کی آواز دی عیار ارے کہکر
رُکا سمک نے جھٹکا مارا کہ عیار منھ کے بھل گرا سمک نے دوڑ کے حباب مارا عیار بیہوش ہوا
سمک نے عیار کو ایک درخت سے باندھ دیا رستم کو ہوشیار کیا رستم نے جو اپنے عیار کو دیکھا
مثل گل شگفتہ ہوگئے سمک نے کہا آقاے نامدار آپ کو یہ عیار لیے جاتا تھا رستم نے فرمایا
کہ سرشار قوی ترکیب مقابلے مین اُترا ہی اُسی کا عیار ہوگا پوچھو اُس سے سمک نے لخلخہ سنگھا کر
ہوشیار کیا کوڑا لیکر کھڑا ہوا عیار کی آنکھ کھلی دیکھا رستم تو شل رہے ہین ایک عیار کوڑا لیے
سر پر کھڑا ہی عیار نے گھبرا کر کہا تمھارا کیا نام ہی سمک نے کہا مین اِس شہریار کا عیار ہون
خدا کی قدرت دیکھ صدہا کوس سے یہان پہونچا ایک جادوگر مجھکو یہان لایا مین وقت پر
پہونچا اپنے آقا کو رہا کر لیا اب تو اپنا مفصل نام بتا اگر جھوٹ کہیگا مارے کوڑون کے کھال
اُڑا دونگا عیار کانپا سوچا کہ اگر اب بل کی تو نگا جان جائیگی کہا اے سمک مین ماہیار کمند انداز ہون
یہ ظہور قدرت دیکھکر خداے نادیدہ کا اعتقاد ہوا رستم نے کہا اے سمک کھولدو سمک نے کہا اے
آقاے نامدار بشرہ شناسی قبلہ و کعبہ پر موقوف ہی شاید مکر کرے عیار نے بہت عذر کیا سمک
نے عیار کو کھولا عیار قدمون پر گرا کلمہ پڑھکر بعبارت مسلمان ہوا سمک نے کہا اے ماہیار
کمند انداز تمھارے آقا کا کیا نام ہی تم آقا کے ساتھ لشکر مین جاؤ مین تمھارے آقا کو لاتا ہون
رستم نے بہت منع کیا مگر سمک کب مانتا ہی کہا اے ماہیار تم آقا کے ساتھ جاؤ سامنے ماہیار کے
ماہیار کی صورت بنکر تیار ہوا کہا کیون ماہیار کوئی مجھکو پہچان تو نہ سکیگا ماہیار نے کہا اُستاد
آپ نے ایسی صورت تبدیل کی کہ کوئی ایسی صورت نہین بدل سکتا رستم مع ماہیار اپنے لشکر کو چلے
سمک رستم کو رخصت کر کے لشکر سرشار مین آیا سرشار انتظار مین جاگ رہا ہی کہ عیار آکر پہونچا کہا آقاے
نامدار رستم کو چرا لایا تھا تاجدارون نے ایسا گھیر لیا کہ شتارہ پھینک کر بھاگا آپ کی خدمت مین
حاضر ہوا لیکن کل رستم کو لاؤنگا یا تین کرتے کرتے گلوری کھلا کے بیہوش کیا پشتارہ باندھ کے
لے بھاگا صبح کا وقت ہی رستم دربار مین بیٹھے ہین ماہیار سر پر کھڑا رومال ہلا رہا ہی کہ سمک پشتارہ بندھا
آکر پہونچا سرشار کو ستون سے باندھا فتیلہ رفع بیہوشی دیا آنکھ جو کھلی دیکھا رستم جنگل آ

بیٹھے ہین عیار میر امگس رانی کر رہا ہو رستم نے کہا اے سرشار اصل یہ ہی کہ جو مکر تمنے کیا وہ تمھارے گلے پڑا ہمکو گرفتار کراتے تھے یا خود گرفتار ہوے اب بہتر یہ ہی کہ دین اسلام و ملت بیضا اختیار کرو سرشار نے جھلا کر کہا کہ آپ فرزند صاحب قران ہین کیا آپ نے مجکو زیر کیا جو سوال اسلام کرتے ہین رستم نے فوراً کھول دیا دنگل بیٹھنے کو عطا فرمایا اور کہا ای سرشار جو امتحان منظور ہو مین موجود ہون سرشار نے ہاتھ بڑھایا کہ پنجہ مجھ سے کیجیے رستم نے ہاتھ بڑھایا سرشار نے ہاتھ ڈالا رستم نے کہا زور کرو سرشار نے خوب زور کیے کہ چہرہ سرخ ہوگیا کہا آپ کے زور کا مشتاق ہون رستم نے قیچی ماری کہ انگلی اُسکی ٹوٹ گئی قریب تھا کہ سرشار بیہوش ہوجاے رستم نے ہاتھ تھاما سرشار قدمون پر گرا کہا اے شہریار مجھے مسلمان کیجیے کلمۂ طیبہ زبان مبارک سے رستم نے ارشاد فرمایا سرشار کلمہ زبان پر جاری کر کے بصدق دل مسلمان ہوا کہا اگر حکم ہو تو مین اپنے لشکر کو لے آؤن رستم نے حکم دیا سرشار چلا عیار کا بھی حال سُن لیا ہو لشکر کے افسر حیران ہو رہے تھے کہ آقا سوتے سوتے کہان غائب ہوگئے کہ سرشار آکر پہونچا سب نے حال پوچھا سرشار نے کہا یارو قدرت نمائی اسکا نام ہی کہ سو کوس سے عیار آکر پہونچا میرے عیار کو زیر کیا پھر اُسکی طراری یہ ہی کہ مجھکو گرفتار کر کے لیگیا مین نے رستم سے امتحان بھی کیا وہ مجھ پر غالب آسکے مین نے اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرا ساتھ دے ورنہ خدمت مین لنسترن کی جاسکے لی لنسترن کی موت بھی قریب ہی ہفت پیکر بدنصیب ہی طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا طلسم کشا مرحلہ جات فتح کرتا ہوا آ پہونچا چند مرحلے بھی لوٹ چکے لشکر گران ساتھ ہی آئیگا تو کا وزمین بار نہ سنبھال سکیگی اور چند سردار لشکر ہاے گران لیے ہوے آتے ہین سب اس مقام پر جمع ہونگے سب نے عرض کی ہم حضور کے ساتھ ہین ساٹھ ہزار کو کلمہ پڑھایا بارگاہ لدوا کر خدمت رستم مین آیا بارگاہ زرنگی استادہ ہوئی رستم بارگاہ مین بیٹھے سرشار دنگل شوکت پر لنسترن اپنے مقام پر بیٹھی کہہ رہی ہے کہ سرشار رستم کو لیکر آتا ہو گا کہ چند زاغ سیاہ آسمان سے آکر گرے غلطین مار کر صورت انسان بنے سب کیفیت بیان کی لنسترن کے ہوش اُڑ گئے کہا صاحبو طلسم کشا صاحب اقبال ہی کہ

جو کوئی جائے سمجھ کر جائے ورنہ مین خود تکلیف کرونگی جاکر سمجھ لونگی ملکہ شفق خونخوار وزیرزادی
نسترن کی اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی کہ کنیز جاتے ہی آفت برپا کرے گی دیکھنا بھان کیسا
وہ سحر کرون کہ دریاؤن کے جاری ہو جائین طلسم کشا کو بھاگتے راستہ نہ ملے نسترن نے کہا اے
شفق تمھارا حسن آج کل زور پر ہی اور حسن طلسم کشا مشہور عالم ہی ایسا نہو کہ جاتے ہی
طلسم کشا پر عاشق ہو اے شفق میرا بازو ٹوٹ جائیگا تو میرے باغ کے عجائب و غرائب
کی رازدان ہی یون میرے باغ مین قدم رکھنا مشکل ہوگا دیکھنے مین چھوٹا سا باغ ہے اگر
برسون کوئی گشت کرے تو مجھکو کوئی نہ پائے اگر تم مل گئین تو سب راز بتاؤ گی مجھ تک پہنچاؤ گی
مجھکو مشکل پڑے گی شفق نے دست بستہ عرض کی حضور میرے مقابے مین آپ ایسا
فرماتی ہین آپ تو میرے باغ مین ہو آئی ہین باغ احمر کہ گلہاے رنگارنگ و شگوفہاے
بوقلمون سے بھرا ہی ہمیشہ جوش بہار رہتا ہی آپ چلکر ملاحظہ فرمائیے کوئی مردانہ پھول
نہ پائیے گا مجھکو تو مرد کے نام سے نفرت ہی مین کیا طلسم کشا پر عاشق ہونگی مشکین باندھکر
لاؤنگی دیوانہ وار دشت و بیابان مین سر ٹکراتے پھرین وہ سحر ہو کہ آرام نہ لے سکین یہ کہکر
اُسنے آواز دی چار سو کنیزان گلنار پوش دف و دائرے بجاتی ہوئین سامنے آئین شفق نے
کہا صاحبو رنگینی سحر کی چلکر دکھاؤ میان سرشار مسلمان ہوے ہین اُنکو بھی دیوانہ بنانا کنیزون
نے کہا واری وہ سحر کرین کہ مسلمان خون ٹھوک ٹھوک کر مرین حضور خوب جانتی ہین کہ جیسے
ہمارے شعبدے ہین نسترن نے کہا اے شفق بڑی تیاری سے جاتی ہو خداوند
ہفت پیکر تمھارے حال پر رحم کرین میرا دل تمھارے جانے سے دھڑکتا ہی شفق نے
غصے مین منھ پھیر لیا کچھ جواب نہ دیا اُسی وقت طاؤس زرین بال پر بیٹھ کر روانہ ہوئی ادھر
سے رستم نے کوچ کیا ہی لوح دیکھتے ہوے جاتے ہین سرشار آگے بڑھا ہوا لشکر کو آراستہ
کرتا ہوا دو ہزار تاجدار مرکب پری پیکر پر سوار اس رنگ سے لشکر طلسم کشا جاتا ہے مگر
شفق نسترن سے رخصت ہوکر جو چلی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری کنیزین تو سب جوان رنگین مزاج
مین بیٹھتے ہی شفق کے چند نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔ نظم

غرض کیا ہی سے پھر ساقی جو وہ دلکش نہین آیا	بھبھوکے دیکھ لینے کو دل برق آب آتشین آیا

فغاں بے صدا فریاد پنہاں آہ پوشیدہ — اُٹھی دل سے جو تیر اڑ کر چشم سرمگین آیا
دو رنگی ابلق ایام کی طرفہ قیامت ہی — کبھی بالاے زین تھا جو وہ اب زیر زمین آیا
حیات چند روزہ پہ غرور اتنا نہ کر غافل — کہ مرغ روح اُڑ کر آشیاں تک پھر نہیں آیا
ابھی سے فکر کر آغاز میں انجام عقبےٰ کی — کہ پھر افسوس ہی بیجا جو وقت واپسیں آیا
یہ رغبت ہی تری صید افگنی کی ہر طبیعت میں — کہ خود صیاد آہو کی پہن کر پوستین آیا
یہیں تک اور ہی دیوانگی کی یادگاری تھی — ہمارے بعد صحرا میں نہ کوئی جانشین آیا
ترا جلوہ وہ ہی قربان جسپر دونوں عالم ہیں — تمنا میں تری دنیا میں یوسف سا حسین آیا
لحد میں آکے دم بھر بھی نہ ہم راہی کسی نے کی — نہ کوئی دوست یاں آیا نہ کوئی ہمنشین آیا
سمجھ لیں گے قیامت کو نظر ہی اُسکی رحمت پر — لگایا جام کو مُنھ سے بغل میں مہ جبین آیا
دعا مستوں کی بر آئی اُنڈیلی تو نے مو ساقی — غنیمت ہی سبو تک تیرا دستِ نازنین آیا
غنیمت جان جہاں زیست کی جو چند روزہ ہی — کہ پھر فرصت کہاں جب حکم رب العالمین آیا
لگی کسوقت مشق چاک میں کی دستِ وحشت نے — گریباں کو نشاں تھا جو دامن تک جبین آیا
یہ سچ ہی خلقتِ اصلی بنائے سے بگڑتی ہی — صفائی پھر کہاں جب نام کے نیچے نگین آیا

نسیم ایسی غزل لکھی کرامت جس سے پیدا ہی
ہوے شرمندہ حاسد منکروں کو اب یقین آیا

اُسوقت صحبت میں عجب ہنگامہ ہی شفق کے آگے آئینہ رکھا ہی جب اُسپر نگاہ ڈالتی ہے تو جھوم جاتی ہی اپنے جمال کو دیکھکر مست ہو رہی ہی قضاے کار آسمان پر ابر آیا بوندیاں پڑنے لگیں شفق نے کنیزوں سے اشارہ کیا ارے بوندیاں تو روکو کنیزوں نے سحر کیا کہ بوندیاں رکنے لگیں شفق پر بوند نہیں پڑتی اُسنے مسکرا کر کہا میری کنیزوں کو یہ اختیار حاصل ہی کہ بوندیاں روکدیں اور پھر بوندیاں نہ پڑنے دیں کسکی مجال ہی کہ مجھ سے مقابلہ کرے وہ سحر کروں کہ زمین ہلا دوں اگر کوئی ساحر میرے مقابلے میں آئے تم اسکو دیوانہ بنا دوں اپنے سحر کی آپ تعریفیں کرنے لگی کنیزیں کہتی ہیں واری بی نسترن کے سحر کا زور آپ کے باعث سے ہی شفق نے کہا صاحبو تم نہیں جانتیں نسترن بلاے روزگار ہی علم شعبدہ کا

نام اُسکی ذات سے روشن ہی خداوند ہفت پیکر نے جو دربند آخر پر اُسکو مقام دیا اسی
وجہ سے کہ اگر کل مرحلے فتح ہو جائینگے باغ نسترن تک جانا دشوار ہوگا کسکی مجال ہی کہ باغ
نسترن تک جائے مجھکو ملکہ نے اپنا رازدار کیا کل عجائب و غرائب کا اختیار دیا میرا اگر کوئی
بند سے بند جدا کرے تو حال راز نہ کہوں وہاں تک نہ پہونچاؤں کنیزین کہہ رہی ہین بکا
شعبدہ آپ کا علم سحر بی بی نسترن سے بھی زیادہ ہی اب یہان سے جو بیٹھے تو لشکر میں طلسم کشا
کے کوئی ایسا شعبدہ بھیجے کہ مسلمان آپس مین لڑین ملازمان طلسم کشا طلسم کشا کو قتل کرین
آخر عاجز ہو کر بھاگ جائین جنگل مین مارے مارے پھرین یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی
کنیزون نے کہا واری کسی کا لشکر آتا ہی دیکھیے کیسے نوبت نقارے بج رہے ہین علمہاے
زرنگاری نمایان ہوے ہاتھیون پر علمدار سوار علمون کو جلوہ دے رہے ہین لگیون کا لچکنا
پھریرون کا چمکنا ایک پہلوان بعد علمدار دق کے گینڈے پر سوار لشکر کو آراستہ کرتا ہوا آیا کنیزون
نے کہا واری طریقے سے معلوم ہوتا ہی سپہ سالار ہی دیکھیے سب کے آگے بڑھا ہوا جاتا ہی ایک نے
قہقہہ مار کر کہا حضور مین نے اس شخص کو پہچانا یقین ہی کہ اسمین فرق نہو جس پہلوان کو ملکہ نے بھیجا
تھا سرشار قوی ترکیب اور یہ خبر سنی تھی کہ مع لشکر مسلمان ہوا حقیقت مین یہ وہی پہلوان ہی
دیکھیے سامنے سے جاتا ہی شفق نے کہا اری نسترن خوب پہچانا بیشک وہی پہلوان ہی کیا
خوش خوش گینڈے پر سوار لشکر کو آراستہ کرتا ہوا جاتا ہی کہ پھر گرد اڑی نوبت نقارے خوب
بجے شفق دیکھنے مین مصروف ہی مسکرا کر کہا صاحبو آمد طلسم کشا ہی یہ کہکر اپنے مقام سے
اُٹھی جھانک کر دیکھنے لگی پلٹنین رسالے گذر رہے ہین شفق کہتی جاتی ہی کہ ان لوگون کے سر پر
موت سوار ہی مین سمجھی تھی کہ ابھی طلسم کشا صحراے خوک سواران مین ہوگا لیکن ان لوگونکو
بڑی جلدی ہی چاہتے ہین مقابلہ خداوند مین ہو جس دن قدرت قصر عشرت سے نکلینگے
کل طلسم کی فوج ساتھ ہوگی کہ گاؤزمین بار نہ سنبھال سکیگی ان لوگون کو مہلت نہ ملیگی اپنی
زندگی سے بیزار ہونگے اپنے مقام پر یہی کہین گے کہ اگر تحفہ جات پاے اور لوح بھی حاصل کی
تو کیا نفع ہوا آب و دانہ نہ ملیگا غنچہ آرزو نہ کھلیگا کنیزین بجا و درست کہہ رہی ہین کہ شفق
نے دیکھا کئی پہلوان دریاے سلاح مین غوطہ زن صف شکن تیغ زن ایک جوان کو گھیرے ہوے

پشت پر فوج دریا موج ہی وہ جوان گھوڑے کو روکتا ہوا چمکارتا جاتا ہی گھوڑا چھم چھم کرتا ہوا
کنڈا مثل ماہ نو کیے ہوئے ہیکل گلے مین کلغی سر پر شفق نے کنیزون سے کہا سامنے سے
ہٹ جاؤ مین اچھی طرح دیکھون کنیزین سامنے سے ہٹین شفق نے بہ نگاہ غور دیکھا اُس
مرکب باد رفتار کی پشت پر ایک جوان رشک قمر خود زرین سر پر لباس بھاری پہنے ہوئے خانہ زین
پر گویا آفتاب طالع ہی چھوٹ حسن کی چہرۂ زیبا سے پڑ رہی ہی گرد مرکب ہالہ پڑا ہوا ہی سینہ چوڑا
خوبصورتی کی تیاری سپر و شمشیر حائل گویا ستارۂ مشتری و ہلال کا ساتھ ہی کمان کیانی بائین
ہاتھ پر صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ماہ تابان نے برج قوس مین مقام کیا کرچیت ارادہ درست
گھوڑے کو چمکاتا ہوا صف سے نکلا گھوڑے نے شاید بدلگامی کی اُسے چمکار کر روکا گھوڑا
تھما لیکن زمین پر پاؤن نہین جماتا بے چین ہو رہا ہی چاہتا ہی طرارہ بھرون سبزۂ فلک کو پامال
کرون سوار شہسوار گھوڑے کو چمکار رہا ہی اب شفق نے جو جمال بے مثال اچھی طرح دیکھا کلیجے پر
چھری پھر گئی جی مین کہتی ہی یا خداوند ہفت پیکر اس جوان کو کیا تو نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہی
کیا رعب و دبدبہ دیا ہی ایسے صاحبان جاہ جلال نگاہ سے نہ گذرے تھے آج تو نے تماشہ
اپنی قدرت کا دکھایا لشکر چونکہ روا روی مین جاتا تھا چند ساعت اُس مقام پر بھی ٹھہر کر پھر
روانہ ہو گیا لیکن شفق خونخوار نے جو جمال بے مثال بخوبی دیکھا پیشانی پر پسینہ آ گیا کلیجہ منھ
کو آ گیا جا بضبط کرون ہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدیعت سنگ
عشق سے ٹوٹا آہ کر کے گری بیہوش ہو گئی کنیزین گھبرائین بالین پر آئین کسی نے گلاب
کیوڑہ چھڑکا کسی نے چھوئی مٹی کے ڈھیلے پر پانی ڈالکر برابر دماغ کے لگا دیا کوئی تلوے
سہلاتی ہی کوئی گھبراتی ہی بلائین لیتی ہی بکاتی ہی حضور آنکھین کھولیے مزاج مبارک کیسا ہی
جب کنیزون نے بہت تلوے سہلائے تو ملکہ نے آنکھین کھولین طرف صحرا کے دیکھنے لگین
اُس شخص کو اُس مقام پر نہ پایا کنیزون نے حیران پریشان ہو کر پوچھا حضور کیا دیکھ رہی ہین
وہ لشکر جاتا تھا نکل گیا ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صبا جو گیا حال بیان کرون تیر
مژگان کمان خانۂ ابرو مین لیس تھے کلیجے پر پڑے خاص دل زخمی ہوا عجیب کیفیت نظم

پہلے ہی قسمت کی ٹھہرادی ہی ٹھہرا دینگے کیا		وہ نہ مانینگے اجا انکو سمجھائینگے کیا

ہو اے قسمت کہ رہے ہین دور ہی سے دیکھکر / کس لیے تکلیف کی ہے آپ فرمائینگے کیا
دیکھ لی تاثیر آنکی بھی فراق یار مین / نالے خود شرمندہ ہین منھہ تک مرے آئینگے کیا
غیر ممکن ہے کبھی آرام سے سوئین حریص / ہاتھ تو کھینچا نہین ہے پاؤن پھیلائینگے کیا
کب توقع ہے وہ آئین لاش عاشق دیکھنے / ہمنے مانا جان بھی کھوئین تو پھر پائینگے کیا
بعد مرنے کے رہینگے داغ سینہ جلوہ گر / گلشن تصویر ہون مین پھول مرجھائینگے کیا
سر بہ کف پھرتے ہین مدت سے امید مرگ مین / کھینچکر تیغ دو دم ہمکو وہ دھمکائینگے کیا
کس طرح بہلائینگے مجھکو نہین آتا یقین / حور و غلمان بھی تمھاری شکل بنجائینگے کیا
یہ غلط ہے حشر کو پردہ کرینگے وہ اے تسلیم / عاشقون کو دید سے بھی اپنی ترسائینگے کیا

کنیزون نے جو یہ اشعار سُنے عرض کی واری کنیزین اس مطلب کو نہین سمجھین کیا ارشاد ہوا کہا اب مجکو میرے باغ مین لیجاؤ کنیزون نے شفق خونخوار کو اٹھایا جب دس قدم چلتی ہین ٹھنڈی سانسین بھرتی ہین فرماتی ہین صاحبو مجھکو کہان لیے جاتی ہو مین تو اُسی کوہ و بیابان پر عمر بسر کرونگی کنیزین کہتی ہین حضور باغ مین چلیے وہان دل بہلایئے کیا دشمنون کو سایہ ہوگیا شاید کسی بھیراد کا گذر ہوا کچھ سناٹا ہوا تھا کوئی دیو یا جن ادھر سے گذرا ملکہ جواب دیتی ہین موت میری قریب ہے اسوجہ سے یہ حال ہے کنیزین سمجھاتی ہوئین باغ مین لائین باغ شفق کا نہایت آراستہ و پیراستہ ہے عندلیبان خوش نوا کو جو قریب پھولون کے بیٹھے دیکھا زیادہ رشک ہوا کہا کہ ناحق کو یہ نالان و زار ہین پہلو مین پھول پھول کے بیٹھتی ہین اسیر گریبان ہین بڑی بے ادب ہین کنیزون کو اشارہ کیا عندلیبان خوش نوا کو باغ سے نکالدو کنیزون نے عندلیبون کو اُڑا دیا نخلستان پر جو نگاہ پڑی قد رستم کی یاد آئی آخر بارہ دری مین آکر چھپر کھٹ پر گرین کنیزون کو باہر نکال دیا تنہائی مین دل کا ملال نکالنے لگین رونا شروع کیا پکارتی تھین

نظم

ای باد صبا سوے دل آرام / لے جا تو یہ غمزدون کے پیغام / جس دن سے ہوئی تری جدائی
دیوانے پہ تیرے آفت آئی / آوارہ ہون تیری جستجو مین / سرگشتہ ہون تیری آرزو مین
گھر بار تمام مجھ سے چھوٹا / اندوہ نے تیرے مجکو لوٹا / جی مین ہے جائین نجد کے بن مین
قبر مجنون پہ جا کے بیٹھ رہئین / اور کبھی دیکھکر سوے افلاک / کہتی تھی اپنے سر پہ ڈال کے خاک

ای فلک تو نے کیا کیا مجھے
ہان یہ غمخوار اک ترا غم ہی
ہم ہین یا غم مرا ہے کیا کیجے
چشم و صرف اشکباری ہی
موت بھی ہوگئی خفا مجھسے

میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے
چار پاے پلنگ کے بھکلو
کون ہی کس سے حال دل کہیے
شام سے صبح صبح سے تا شام
کیا ہوا جرم ای خدا مجھسے

کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہی
چار پاے در زندہ ہین اب تو
رات دن شغل آہ و زاری ہی
گیسو و رخ کی یاد سے ہی کام

ملکہ تو اس حال زار مین پڑی روری ہین مگر احمر گلگون پوش ایک سہیلی اسکی جو پھرتی پھراتی آئی دیکھا سب کنیزین چھجون مین بیٹھی رورہی ہین ڈ سے پوچھا ارے صاحبو ملکہ کے پاس کون ہی کنیزون نے عرض کی کہ ملکہ ہم سب سے بیزار ہین بارہ دری مین تشریف رکھتی ہین ہم سب کو نکالدیا فرمایا کہ میرے پاس سے جاؤ ہم لوگ چلے آئے گوش برآواز ہین کسی کو نہین پکارا کچھ شکوۂ فلکی کررہی ہین احمر نے کہا اری کمبختو غضب کیا مالک کو اکیلا چھوڑا کنیزون نے سر جھکالیا احمر ٹہلتی ہوئی قریب پردے کے آئی ہچکیون کی آواز کان مین آئی گھبرا کر پردہ اٹھایا اندر آکر دیکھا آنکھین سوجی ہوئین چہرہ سرخ ہورہا ہی روتے روتے جل تھل بھر دیے ہین احمر بڑھی ملکہ نے دولائی اوڑھ لی اپنے کو چھپر کھٹ پر گرادیا احمر نے قریب آکر بلائین لین عرض کی مین صدقے مین قربان کس حال مین حضور کو پاتی ہون ملکہ نے کہا ای غمخوار و وفادار ہمارا وقت اجل قریب آیا آج کی رات ہم پر نہ کٹیگی یہ شب ہجر کیونکر گذریگی دیکھو روشنی ہی مگر اندھیرا معلوم ہوتا ہی دیدۂ قلب اشک خون روتا ہی احمر نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی وادی خدا نکرے خدا حضور کو ہمارے سر پر سلامت رکھے آپ کی وجہ سے ہماری لیاقت ہی اگر خدا نخواستہ حضور کے دشمن ہون تو ہمکو کون پوچھے جو تردد ہو ہمسے بیان کیجیے ہم لوگ اسی واسطے ہین کہ جو حضور کا کام ہو بجا لائین خدا جھوٹ نہ بلواے کس طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہین دل حضور کا الجھا شفق نے منھ اپنا پیٹ لیا اور کہا ای احمر کیا کہون عجب معرکہ درپیش ہوا کہ انتہا کا پس و پیش ہوا دل قابو مین نہین ہوش درست نہین جی چاہتا ہی دشت نجد مین جاؤن قبر مجنون پر بیٹھکر گریہ و زاری کرون دل کو آرام نہین اے احمر گلگون پوش مین نے طلسم کشا کو دیکھا جوان رعنا سج دھج مین نرالا جری بہادر اسپ صف شکن تیغ زن کہ سرشار قوی ترکیب اتنا بڑا پہلوان اسکو زیر کر لیا وقائع دیکھو کیسے کیسے پہلوان

مارے کچھ زیر کیے اُن کے لشکر کے ساتھ وہ سب ہین اُنکو دیکھکر بہادرون کے ہوش
اُڑے ہین کہ انکو کیونکر زیر کیا ہوگا جبسے میری نگاہ اُس پر پڑی جان ہونٹون پر آگئی زندگی سے
بیزار ہون مگر ای احمر نہایت مجبور و ناچار ہون کیونکر جان دون اس کشاکش سے اپنے کو
چھڑاؤن مگر بن نہین پڑتا نسترن نے بروقت چلنے کے بھی طعن کی تھی کہ جاکر عاشق ہو جانا
جمال طلسم کشا عابد کش زاہد فریب ہے اب مین اُنکو کیا جواب دونگی کیونکر منھ دکھاؤنگی اُنکے
ملنے کی تدبیر کرون تب شاید بن پڑے احمر نے عرض کی واری جو اپنی جان ہے تو جہان ہے
مین جاکر طلسم کشا کو بلا لاؤن سرکار سے لاکر ملاؤن شفق نے کہا ای احمر کچھ بن نہین پڑتا
کیا کرون اُسنے کہا مین جاکر تقریب کرتی ہون وہ مرد ہین اُنکو آنا آسان ہوگا آپکو کیا مشکل ہے
مین کچھ فقرہ دیکر بلا لاؤنگی ملکہ کے آنسو تھم گئے باتون مین طلسم کشا کی معروف ہین کہتی ہین ای
میری پیاری کوئی بات معقول نکال اور ننگ سے ملاقات ہو احمر نے کہا مین اب رخصت ہوتی ہون
خدمت رستم مین جاتی ہون کسی طور سے ملاقات کرونگی سمجھ کے ذکر کرونگی شفق نے ناچار
ہوکر کہا ہو انکو اختیار ہے جو مناسب جانو وہ کرو احمر گلگون پوش ایک طاؤس پر سوار ہوکے
چلی یہان طلسم کشا منزل کو طے کرکے صحراے دلکشا مین آکر مع لشکر اُترے بارگاہ استادہ ہوئی
رفقا آکر بیٹھے ذکر ہونے لگے رستم نے فرمایا آج کی منزل مین عجب معرکہ گذرا جب برابر کوہ گلگون
کے مین پہونچا مرکب نہ چلتا تھا ایک خوشبو دماغ مین آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا سر
اُٹھا کے جو دیکھا پہاڑ پر معلوم ہوتا تھا آگ لگی ہوئی ہے بہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین پری وش
بلکہ مہوش سامنے کھڑی تھی مجھکو بہ حیرت دیکھ رہی تھی سردارون نے عرض کی جو پتہ حضور نے
بتایا یہ نشان شفق خونخوار کا ہے وزیر زادی ملکہ نسترن کی علم نیرنج و شعبدہ مین طاق حسن
مین شہرۂ آفاق شاید حضور نے اُسے دیکھا ہو شاید باغ نسترن قریب رہا سحر کرنے آئی
ہو تو کیا عجب ہے حضور بالکل نشان شفق کا دے رہے ہین وہی آئی ہوگی اب باغ نسترن ملک
قریب ہے بادشاہ یہ باتین کر رہے ہین کہ لشکر مین بلوہ ہوا رستم نے فرمایا کیا معرکہ ہے سرشار
دوڑا ہوا آیا کہا عالمزمان حضور آپس مین لڑ رہے ہین بلکہ کئی سو جوان کشتہ ہوکر گرے رستم
نے فرمایا کسی نے سحر کیا ہوگا یہ فرماکر نکلے اُس مقام پر آئے دیکھا پلٹنین رسالے

تیار ہو رہے ہیں رستم نے فرمایا خبردار کوئی تیار نہو رستم کو دیکھکر پلٹنیں رسالے رُکے مگر فسردن
نے بڑھ کر عرض کی حضور ایک ہولے سر آئی بدن ہیں جو ہم لوگوں سے لگی آپس میں لڑنے
لگے حضور کو دیکھکر وہ ارادہ نابود ہوا لوح طلسمی پر جو نگاہ پڑی ہوش آگئے رستم نے سر
اُٹھاکر دیکھا سامنے اک کوہ ہے اُس پر آگ لگی ہوئی ہے رستم تیغ ہفت جوہر ہاتھ میں لیکر
اُس طرف چلے جب قریب کوہ کے پہونچے دیکھا پہاڑ پر آگ جل رہی ہے رستم گھاٹیاں طے
کر کے پہاڑ پر آئے دیکھا نخل کے سایے میں ایک نازنین سرنگوں بیٹھی ہے رستم کو دیکھکر سلام
کیا رستم نے جواب دیکر پوچھا اے مہ جبین تو یہاں کیوں بیٹھی ہے یہ سنتے ہی اُسنے اُٹھکر قدمون
کو بوسہ دیا کہا اے شہریار شکر کرتی ہوں کہ جو میں نے شعبدہ کیا اُس کا انجام بہتر ہوا یہ کنیز کے
سحر کی تاثیر تھی لشکر میں حضور کے تہلکہ ہوا حضور کو خبر ہوگئی حضور تشریف لائے میں سرفراز
ہوئی ایک تکلیف حضور کو اور دونگی میں ملکہ شفق خونخوار کی بیاری بھولی ہوں ملکہ کا حضور
کے فراق میں عجب حال ہے وعدہ کر کے آئی تھی کہ حضور کو لیکر آؤنگی شکر کرتی ہوں کہ حضور میرے
پاس آگئے میں نے کیفیت حضور سے عرض کی اب رحم فرمانا اور کنیز کے ساتھ چلنا حضور کی
بندہ نوازی اور ذرہ پروری بخوبی کنیز کی آبرو بڑھیگی اور حضور کے بھی مطلب حاصل ہونگے کہ
آپکا داخلہ باغ میں نسترن کے ہوگا ملکہ ہماری راز و نیاز باغ ملکہ سے بخوبی آگاہ ہیں وقت پر
رہبری کرینگی تکلیف سرکار کو نہ ہوسکیگی باغ نسترن میں داخل ہو جائیگا رستم نے فرمایا کہ اے
نازنین تیری باتوں نے دل پر تاثیر کی تو نے عجب طرح کی تقریر کی میں تیرے ہمراہ چلوں یا عیار
کو روانہ کروں بجلے عیار میرا ہو آئے احمر نے کہا بات مناسب ہے رستم نے آکر سماک سے فرمایا
اے سماک بلدا تی تم ساتھ اس نازنین کے جاؤ باغ میں ملکہ شفق کے دیکھ آؤ کہ کوئی دشمن تو
ہمارا وہاں نہیں ہے پھر ہم بھی چلیں سماک پہاڑ پر پہونچا احمر سے ملاقات کی احمر نے نیچے میں
سماک کو دبایا اور لیچلی لا کر گوشہ باغ میں اُتارا کہا میں جاکر ملکہ کو چبوترے پر باغ کے بٹھاتی ہوں
تمھارے آنے کا طریقہ دیکھوں کیونکر صحبت میں آؤ گے اے سماک بعیاری آؤ تب اپنے کو
ظاہر کرو سماک نے کہا میں اسطرح حاضر ہونگا کہ آپ بھی نہ پہچانینگی احمر نے آکر ملکہ کو بٹھایا
کہا واری میں رستم سے وعدہ لے آئی تشریف لانے ہونگے آپ چلکر چبوترے پر تشریف رکھیے

ملکہ روتی ہوئیں پلنگ سے اُٹھیں چبوترے پر آ کر بیٹھیں گائنیں آ کر جمع ہوئیں ایک گائن خوش آواز فوراً سامنے ملکہ کے آ کر بیٹھی احمر کو تردد ہوا کہ عیار اس صحبت میں کیونکر آئیگا گائن نے سامنے بیٹھ کر غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

تمہیں شکوہ جدا ہی کا کہ ہر پارہ مرے دل کا
بلا کر لطف سے گردن پہ شمشیر رکھتا ہے
زبان تک شکوہ بیداد آیا تھا کہ شرم آئی
یہ کیسے قتل سے بالیدگی ایسی ہوئی حاصل
وہ لذت تھی دہان زخم میں میرے کہ خون بنکر
اُٹھاتے ہیں مگر کہتے نہیں وہ کچھ گذرتی ہے
مجھے فریاد کرنی یا نہ کرنی دونوں مشکل ہیں
بدل کر قافیہ لکھ دو غزل اب کے نسیم ایسی

کیا مانع نے دو ٹکڑے ازل سے لفظ قاتل کا
فریب آمیز دیکھا وقت مردن رحم قاتل کا
کہا دل نے یہ کیا کہتے ہو منہ دیکھا ہے قاتل کا
کہ ٹوٹا آج ڈورا خود بخود شمشیر قاتل کا
ٹپکتا ہے لعاب اب تک زبان تیغ قاتل کا
دہان زخم میں بھی ضبط ہے شمشیر قاتل کا
ندامت روح سے حاصل لحاظ آتا ہے قاتل کا
کہ مضمون و معانی میں اثر ہو تیغ قاتل کا

وہ گائن گاتے گاتے اُٹھی ملکہ کا دل اشعار عاشقانہ پر لگا ہوا تھا پوچھا کیوں گلعذار کہاں چلیں کہا لونڈی رفع حاجت کر کے حاضر ہوتی ہے یہاں سماک مشتاق بیٹھا ہے کہ وہ گائن آ کر چمن میں بیٹھی سماک نے اٹھ کر چابک مارا بیہوش کر کے اسکو کنارے ڈالدیا اُسی کی صورت بنکر جھکتا ہوا محفل میں آیا جھک کر ملکہ کو سلام کیا کہا حضور اسوقت جو یہ لونڈی آپ کے سامنے گائی سامری و جمشید کو گانا پسند آیا چمن میں گئی تو دیکھا کہ قدرت کھڑے ہیں اک طائر کی شکل پر ہیں مجھ سے فرمایا کہ ہمنے تجھکو حاکم علم موسیقی کا کیا جا کے گا اب حضور یہ گانا سنیں کہ کیسا ہے احمر سے متوجہ ہو کر کہا بی احمر سماعت فرمائیے احمر نے کہا ای گلعذار میں سن رہی تھی تم گانا شروع کرو سماک نے احمر سے آنکھیں ملا کر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔ نظم

عجب تیر نگہ میں کچھ اثر ہے
تآل عاشقی کیا پوچھتے ہو
وہ جیسی صبح ویسی ہی شب ہجر
قفس چھوڑا عجب صورت سے ہمنے

نہ پہلو میں دل نہ سینے میں جگر ہے
جگر کے پار ہر تیر نظر ہے
غضب کی رات آفت کی سحر ہے
نہ بازو ہے نہ گردن ہے نہ سر ہے

تمھین کیا ہم پہ جو گذری سو گذری
حساب ای جان ہمارا حشر پر ہی

لگی تو شمع ساں اک شعلہ رو کی
بلا سے مر گئے اب کسکو ڈر ہی

غرض مطلق نہین مجکو کسی سے
نسیم اپنی خدا ہی پر نظر ہی

اس رنگ مین یہ غزل سمک نے گائی کہ احمر نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا ای گلعذار
حقیقت مین تو سامری و جمشید کی نظر کردہ ہوئی کس رنگ مین تو نے یہ اشعار گائے
کر دل ٹکڑے کر دیا سمک نے سینے پر ہاتھ رکھکر کہا اک بات کان مین سن لیجیے احمر نے سر
جھکایا سمک نے کہا معاف کیجیے گا مین آپکا غلام ہون احمر نے ہاتھ تھام کر ایک طمانچہ مارا
سمک کب طمانچہ کھاتے ہین سر جھکا لیا ہاتھ احمر کا خالی گیا زمین پر پڑا احمر نے کہا نگوڑے
میرے ہاتھ مین چوٹ لگی مگر صورت اصلی دکھا سمک نے فورا رنگ و روغن پونچھا صورت
اصلی دکھائی احمر سمک کے گانے پر عاشق ہوئی ملکہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر اٹھی عرض کی
حضور یہ عیار رستم کا موجود ہی اس مکار کا مکر آپ نے دیکھا رگ و ریشے مین اسکے مکر بھرا ہی یہ خواجہ
کے صاحبزادے ہین سمک نے جھک کر سلام کیا شفق نے کہا ای احمر میری گلعذار کہان ہی
سمک نے دست بستہ عرض کی چمن مین برہنہ پڑی ہی اٹھوا منگائیے کئی کنیزین گئین گلعذار کو
لیکر آئین گلعذار صحبت مین بیٹھی اب سمک سے ملکہ نے کہا کیون صاحب تمنے دیکھ لیا کہ
یہان کوئی مکر و حیلہ نہین ہی اگر حکم دین مین خود آؤن سمک نے کہا آپ تکلیف نہ فرمائیے
مین رستم کو لے آؤنگا مین نے مجلس کو دیکھ لیا کوئی مقام فتور نہین ہی حضور ہزار طرح کا خیال
ہی مرحلہ باغ نسترن باقی ہی خوف ہی کہ لوح پر کوئی افتاد نہ پڑے تحفہ جات کس مشکل سے ملے
اسی خیال سے شہریار نے مجھے بھیجا کہ جا کے محل کو دیکھ آؤ مین نے صحبت کو سمجھ لیا احمر
نے کہا میان شاطر صاحب تم کلید عقل طلسم کشا ہو جس طرح سے بنے طلسم کشا کو لاؤ سمک ملکہ سے
رخصت ہوا باغ سے نکل کے راستہ طی کیا خدمت رستم مین آیا عرض کی ای شہریار آپ کی
اقبالمندی ہر مقام پر ظہور دکھاتی ہے نسترن کی وزیرزادی بلکہ کلید عقل جو کہے وہی ہو
وہ حضور پر عاشق ہوئی ہی اب حضور غلام کے ساتھ چلین مین وعدہ کرکے آیا ہون
ظاہر مین تو محفل پاک و صاف ہے باطن کا حال خدا جانے حضور وزیرزادی کی

چاہیتی بجولی غلام کے گانے پر توجہ کرتی ہی اُس سے مین وعدہ کرکے آیا ہون حضور ضرور
چلیں رستم مسلح ہوے سرشار قوی ترکیب نے عرض کی حضور سارا لشکر بھی ساتھ چلے
ہم لوگ بیرون باغ اُترین رستم نے فرمایا ابھی آپ لوگون کا کام نہین ہی سرشار خاموش
ہورہا رستم مرکب پر سوار ہوے ساتھ سماک کو لیا طرف باغ شفق کے چلے کیفیت یہ ہی کہ اگر کوئی
خار پاؤن کے نیچے آتا ہی سماک اُس سے اپنے کو بچاتا ہی یہان باغ مین ملکہ شفق بیقرار
ہورہی ہی اور احمر در باغ پر آکر ٹھہری انتظار کر رہی ہی مگر رستم و سماک جو چلے باغ سے
شفق کے تین کوس پر قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ سرخ پوشان کہتے ہین باغ شفق کا بیرون
قلعہ ہی سرخ پوش جادو بدرطالم شفق قلعے کا حاکم ہی نسیم خواجہ سرا کسی کار ضروری کو باغ
مین آتا تھا راہ مین جو رستم کو دیکھا ایک گوشے مین چھپ گیا جب رستم آگے بڑھے
تو پیچھے پیچھے خواجہ سرا بھی چلا مگر چھپتا ہوا آتا ہی دل سے کہتا ہی یہ جوان کون ہی کہ باغ مین
ملکہ کے جاتا ہی اچھی طرح دیکھ تو لون پھر چل کر ملک سرخ پوشان سے اطلاع کرون اب
شفق کا یہ کلیجہ ہوا کہ مرد دل کو باغ مین بلاتی ہی جب رستم قریب باغ پہونچے احمر گلگون پوش
دروازے سے باہر نکل آئی اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار ذرا جلد تشریف لائیے شفق
کا عجیب حال ہی بہت سے مرحلے جات پر آپ نے گذر کیا اور ساحرون کو مارا لیکن باغ نسترن
مین جانا دشوار تھا اب ہماری ملکہ آپ کو پہونچا دیگی رستم نے کہا ای نازنین ہم کسی کی مدد
نہین چاہتے ہم باغ نسترن مین چلے جائینگے اگر جا کر نسترن کو نہ مارا تو نام اپنا رستم بتایا
نسیم ان باتون کو سنکر سمجھ گیا کہ یہ نوجوان طلسم کشا جرأت مین یکتا ہی ادھر رستم داخل باغ
ہوے گھوڑے سے اُترے احمر گلگون پوش لیکر رستم کو چلی اُدھر نسیم خواجہ سرا یہ حال
دیکھ کر طرف قلعے کے چلا خدمت مین ملک سرخ پوش کی آیا دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ
آج وہ معاملہ دیکھا کہ دل ٹکڑے ہوگیا صاحبزادی نے آپ کی طلسم کشا کو بلوایا باغ مین
صحبت آراستہ ہی چرچے اور قہقہے ہو رہے ہین ملک سرخ پوش یہ خبر سنکر زرد ہوگیا
کہا ای نسیم خبردار صاف صاف بیان کرنا کچھ کمی زیادتی نہو اگر ذرا بھی خلاف ہوا تو
پہلے تمکو قتل کر دونگا اور اُسکی تو آج قضا آئی ہے اسطرح قتل کرون کہ یہان دریا

و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین اور مجھے ترس نہ آئے نسیم نے عرض کی غلام نے تو
آنکھون سے دیکھا کہ بی احمر برائے استقبال دروازے پر حاضر تھین با اعزاز و اکرام باغ
مین لے گئین سُرخ پوش اُٹھا اسباب سحر جسم پر آراستہ کرنے لگا کہتا جاتا ہی کہ اُس
بدنصیب کو سب کچھ سکھایا اب اسوقت برابری کریگی کیونکر اُسکے سحر کو دفع کرونگا سب
کچھ بتا دیا لباس پہنا اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا کہا ای نسیم جلو چل کے آنکھون سے
دیکھو کہ مین کیا کرتا ہون نسیم نے کہا حضور میرا گذر کیونکر ہوگا آپکے اور اُسکے سحر چلین گے
کس کی مجال ہی کہ اُس ہنگامے کو دیکھ سکے سُرخ پوش نے کہا ہم تمھاری حفاظت کرینگے
تمھارا خیال رکھینگے تم پر کوئی زوال نہ آنے پائیگا بہت خوب کہکے خواجہ سرا تو پیدل چلا
اور سرخ پوش نے ہک مارا کہ بازوؤن پر پر پیدا ہوے ادھر سے تو یہ اُڑتا ہوا جاتا ہی مگر
احمر رستم کو ساتھ لیے ہوے وسط باغ مین پہونچی دیکھا شفق خونخوار مثل مردے کے
زمین پر پڑی ہی کنیزین تلوے سہلا رہی ہین احمر نے بڑھکر سر ملکہ کا اُٹھا کر گود مین رکھا
پکار کر آواز دی داری آنکھین کھولیے ملکہ نے بعد عرصہ دراز کے آنکھ کھول کر کہا کہ ای رفیق
شفیق ہمکو کیون حیران کرتی ہو آنکھین کھولنے سے کیا فائدہ آنکھین اب بند ہین تصور
اُس محبوب مرغوب کا دل نشین ہی تو چاہیے ہی کہ اب تصور ہی مین صورت زیبا دیکھون
احمر نے کان مین عرض کی حضور علمشاہ تشریف لائے ہین آنکھ تو کھولیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس
بھر کر کہا ای احمر ہماری ایسی تقدیر نہین ہی کہ وہ شہریار مسیحائے زمان بالین پر اپنے بیمار کے
آئے مشتاق کو صورت زیبا دکھائے احمر نے ملکہ شفق خونخوار کے سر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ داری
مین اسی سر اقدس کی قسم کھاتی ہون کنیز بہلانے کو نہین کہتی اصل مین تشریف لائے ہین
اُٹھیے اپنے مہمان کی خاطر کیجیے جس حال مین حضور ہین اسی حال مین آنکو بھی دیکھا انکو دم
تسکین دی آپ کا نام سنتے ہی چلے آئے حضور کو اب تک ہمارے کہنے کا یقین نہین آتا
آنکھین کھولکر دیکھ لیجیے جب بہ منت و خوشامد قسم کھا کر احمر نے کہا تب شفق نے آنکھین
کھولین دیکھا مسیحائے زمان بالین پر کھڑے بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین سنبھل کر اُٹھ بیٹھین
محجوب ہو کر سر جھکا لیا احمر نے رستم کو بٹھایا رستم نے بہ محبت پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا

ملکہ کیسا مزاج ہی ہم تمہارے دیکھنے کو آئے ہین ملکہ دل مین باغ باغ ہوگئین کہ زہے نصیب
یہ میری دلدہی کرتے ہین کہا اے شہریار بہت اچھی ہون خدا آپ کو سلامت رکھے تمام
اہل طلسم آپ کے دشمن ہین بجاے راہبری راہزن ہین اسطرح بلا تکلف ہر مقام پر تشریف
لیجایا کیجیے رستم نے کہا اے ملکہ عالم اسی وجہ سے مین نے پہلے عیار کو بھیجا تھا کہ وہ آکر خون
کو دیکھ لیگا اسنے دیکھا تمھاری صحبت مین کوئی دراندازِ نہین ہے آفت آسمانی کو کوئی
نہین جانتا شفق نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا جو حکم ہو بجالاؤن شفق نے گائنون کو
اشارہ کیا گائنون نے ساز ملائے گنگنا کر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

تو مسلمان مجھے وہ طفل برہمن سمجھا — دوست نے خوبی تقدیر سے دشمن سمجھا
بیشتر مین نے خس وخاک سے آنسو پوچھے — اڑکے جو چہرے پہ آیا اسے دامن سمجھا
وقت گلگشت جو ہر دامن گل تر دیکھا — آب شبنم عرق چہرۂ گلشن سمجھا
منھ چھپائے ہوے سینے سے جو شعلہ نکلا — مدعی شب کو چراغ تہ دامن سمجھا
عکس گیسو نظر آیا تو ڈرا وہ ظالم — آئنہ پھینکدیا ہاتھ مین ناگن سمجھا
مدتون خون نے مرے پرورش خنجر کی — ہاے اسپر بھی وہ قاتل مجھے دشمن سمجھا
جابجا خون کے دھبے جو نظر آے نسیم — گوشۂ دامن رنگین کو مین گلشن سمجھا

رستم نے سر ملکہ سینے سے لگایا زبان تسکین کھولی احمر نے رستم سے اشارہ کیا اپنے عیار کو
گوائیے رستم نے کہا اے سمک چند اشعار تم بھی گاؤ سمک نے عرض کی حضور تو معشوق
کو پہلو مین لیے بیٹھے ہین ہمارا معشوق علیحدہ ہی اگر وہ ہم سے کہین تو البتہ گا مین احمر نے
اشارہ کیا کہ او ظالم پہلے بے ہمارے کہے تو نے ایسے طور سے گایا کہ دل بھر آیا اب تپاک
دلاتا ہی اگر ہو سکے چند اشعار گا سمک نے سینے پر ہاتھ رکھدیا کہا اے شہنشاہ خوبی
وا سرو باغ محبوبی یہ ستانین دل کے بار ہوئی ہین ان سے کہو کہ سرکشی نہ کرین اور مین
تابعدار ہون فرزند خواجہ عمرو ہون جو حکم دو بجالاؤن احمر نے شرما کر سر جھکالیا سمک
نے بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اب تو احمر گلگون پوش نے اشارہ
کیا سمک نے یہ اشعار عاشقانہ گائے۔ نظم

کچھ خون مین تر تیر نظر تھا کہ نہین تھا — کیون جی مرے سینے مین جگر تھا کہ نہین تھا
دو روز بھی بیٹھا نہ گیا آپ سے گھر پر — کیون جذب محبت مین اثر تھا کہ نہین تھا
دو بوسے تو دیتے جو نہ ہو سکتے تھے چار — آخر تمھین کچھ پاس نظر تھا کہ نہین تھا
اسد رحم ستم عاشق بیچارہ پہ ایجان — کچھ بھی تمھین اللہ کا ڈر تھا کہ نہین تھا
کیون دیکھ لیا جا کے ہوئی اب تو تسلی — بیمار ترا شمع سحر تھا کہ نہین تھا
لو دیکھ چکے اب تو تشفی ہوئی کیسے — پیوند جگر تیر دو سر تھا کہ نہین تھا
بھولے رہے کیون غفلت ہستی پہ تسلیم — آخر کبھی درپیش سفر تھا کہ نہین تھا

سماک نے اس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ اہمر گلگون پوش بے خنجر ذبح ہوگئی تعریفین کر رہی ہی ملکہ شفق محجوب شرمائی ہوئی سر جھکائے ہوئے خاموش بیٹھی ہی دل سے باتین کر رہی ہی کہ اگر باپ کو خبر ہو جائے تو کیا آفت برپا ہو مین اُن سے کب مقابلہ کر سکتی ہون کیسا ساحر زبردست ہفت پیکر کی خدمت مین برسون حاضر رہا ہفت پیکر اُسکو کیسا عزیز رکھتا ہو کہ خود سحر ایجاد کیے اور باپ کو میرے تعلیم کر دیے مین کیا جواب دونگی ای شفق غضب کیا دست محبت نے دامن نہ چھوڑا اُسی جوش مین بلوا لیا اب کیا کرون لنترن کے قتل کی تدبیر ہو اتنے مین سماک نے کہا ای ملکہ شفق تم کچھ بات نہین کرتی ہو داخلۂ باغ لنترن کی کیا صورت ہی شفق نے سر جھکا کر کہا ای مہتر والا گو ہر باغ لنترن عجائب و غرائب سے معمور ہی مین خود ساتھ چلونگی اُسکا باغ مثل طلسم کے ہی جب جانے والا قدم رکھے تو ہزارون بلائین نازل ہوتی ہین ہر چند کہ رستم پیلتن طلسم کشا ہین جرأت و شوکت مین یکتا لیکن خوف کی یہ صورتین رکھی ہین کہ اگر رستم ہو تو کلیجہ آب ہو جائے خوف سے بیتاب ہو جائے مگر مناسب یہ ہی کہ لوح کو قدم بقدم ملاحظہ فرمائین جناب الگ ہو اور ملاحظۂ لوح مین فرق نہ آئے تب باغ لنترن مین جا بزری ہی لاکھون ساحر ہر گوشے مین مخفی ہی آپ کی جرأت کے کارنامے مشہور ہین کس جرأت سے تحفہ جات حاصل کیے لوح کو کس محنت سے لیا ہی شہریار جمدن ہفت پیکر فوج لیکر قصر عشرت سے نکلے گا کاؤ زمین باد نہ سنبھال سکیگی اسقدر فوج ساتھ ہوگی اُسوقت جرأت کا کام ہی

سب ساحر چھنٹے ہوئے ہیں طلسم باطن کو اُسنے سحر سے مملو کیا ہی ہر چند کہ تحفہ جات
آپ کے پاس موجود ہیں نگہبان سکے ہوشیاری دشوار ہوگی کوئی ساحر ایسا اُسکے ساتھ
نہین ہی کہ رگ و ریشے اُسکے سحر سے نہ معمور ہوں لیکن اُسوقت حضور کا کام لوح کا ملاحظہ
کرنا ہی کنیز کی جانبازی بھی اُسوقت کھلیگی کہ چہار طرف سے ساحروں کا بلوہ ہوگا رفیق
کوئی قریب نہ آسکیگا سب دور دور ہونگے وہ جنگ مغلوبہ لائق دیکھنے کے ہوگی اُسوقت
کنیز کی جانبازی لائق ملاحظہ ہوگی رستم کہہ رہے ہیں ملکہ عالم میرے ساتھ بھی ساحران
چیدہ و منتخب ہیں جو مضمون کہ تمنے بیان کیے ہیں اسی کیفیت کی خبر دیتے ہیں انشاءاللہ
ہماری جرأت کا حال دیکھ لینا تمھیں انصاف کرنا رستم سے اور شفق سے یہ باتیں ہو رہی
ہیں سمک احمر سے علحدہ باتیں کر رہا ہی کبھی بیقرار ہوکر گلے میں ہاتھ ڈال دیتا ہی کہتا ہی
ای ماہ تابان و ای مہر درخشان میری جان تم پر نثار ہو احمر کہتی ہی ای بہتروالا گوہر ابھی بڑی
بڑی آفت جھیلنا ہی جان پہ کھیلنا ہی کنیزیں مثل صورت تصویر خاموش بیٹھی ہیں ہر ایک کا
یہی قول ہی کہ جسوقت باپ انکا خبر سنیگا قیامت برپا کریگا ہم لوگوں کی جان پر آفت آئیگی
ایک کنیز کہتی ہی کہ ہمنے تو مذہب خداے نادیدہ کا اختیار کیا ہی وہ دکریگا اُس ظالم سے
جان بچائیگا لیکن ہم لوگ بھاگ کر کہاں جائیں اہل و عیال دار مجبور و ناچار خدمت سے انکی
کیونکر جدا ہوں یہیں سے تو انھیں کے ساتھ رہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پہ برق چمکی ایک
آواز مہیب آئی کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان تونے اپنے باغ میں باغی کو جگہ دی دیکھ
تو تیرا کیا حال کرتا ہوں بوٹیاں کاٹ کر تیری زاغ و زغن کو کھلاؤنگا کیونکر جان بچے گی
شفق خونخوار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سرخ پوش بہ قہر و غضب غل مچاتا ہوا آتا ہی آتے ہی
زمین پر گرا زمین باغ کی ہل گئی شفق بھی اپنے مقام سے اُٹھی سحر کرنے لگی لیکن سرخ پوش
ہر سحر کو اُسکے دفع کر دیتا ہی رنگ سحر نہیں جمنے دیتا شفق نے پکار کر آواز دی ای باغ مراد
یہ ظالم مجھکو قتل کیا چاہتا ہی سب غنچہ و گل خاموش ہیں ای عندلیبان خوشنوا تم بھی
زمزمہ سرائی نہیں کرتیں آشیانوں میں چھپی بیٹھی ہو شفق نے جو غصے سے کلمے کہے عندلیبان
خوشنوا اپنے اپنے آشیانوں سے منقاریں کھول کر نکلیں یہ اشعار عاشقانہ گانے لگیں نظم

تڑپ تڑپ کے جو عاشق تمام ہوتا ہے — تمہاری نیم نگاہی کا نام ہوتا ہے

تڑپنے دو مجھے یا امتحان صبر ہی لو — کہ ایک شخص سے بس ایک کام ہوتا ہے

یہیں جان نہ دینے لگا یار پر تو دل بولا — ٹھہریے پہلے تصدق غلام ہوتا ہے

گذر ہو صبح کا غم خانے تک یہ کیونکر ہو — بلاؤں کا شب ہجر اژدحام ہوتا ہے

نشان دے قرب نہ کیوں داغ دل گیسو کا — غروب مہر بھی نزدیک شام ہوتا ہے

جمال یار کا نظارہ کرتی کیونکر آنکھ — وہ منھ چھپانے کو ہیں دن تمام ہوتا ہے

خود آپ میں نہیں آسکتے ہم بلا کے انہیں — یہ شوق تجلے کا انتظام ہوتا ہے

یہ سرد ہو کہیں بازار فتنۂ فردا — وہ آج ناز سے گرم خرام ہوتا ہے

فراق میں مجھے ساقی سے دیکھکر رونے — بھرا آبدیدہ بھی ہنس ہنس کے جام ہوتا ہے

گرا دے راہ میں خط گو لکھا مقدر کا — ہمیشہ نامہ رسان ہی کا نام ہوتا ہے

قدم قدم ترے گم کردہ رہ کی منزل میں — درود خضر علیہ السلام ہوتا ہے

وہ جیسے تو نہیں مجھے شاعر نہیں سمجھتے — مرے کلام میں بھی کچھ کلام ہوتا ہے

نگاہ ناز سے دل کی کہی نہیں جاتی — ادا انہیں سے کچھ انکا پیام ہوتا ہے

یہ مشکل آتی ہے لب تک بھی جان زار نہیں — اجل سے جبکوئی ایسا ہی کام ہوتا ہے

رہے نصیب جو جاتے جاں بھی غم دوست — جگر تو اب کوئی دم میں تمام ہوتا ہے

سمجھ کے پوچھیں وہ عاشق سے وجہ خاموشی — زبان دینے کا پہلے پیام ہوتا ہے

نکالنے وہ لگیں دل کی حسرتیں جلال — ابھی تو وصل میں بلوے عام ہوتا ہے

عندلیبان خوش نوا نے جو یہ اشعار سرخ پوش سے متوجہ ہو کے گائے اور سرخ پوش نے متوجہ ہو کر سنے تھرا گئی پیشانی پر پسینہ آگیا چہرہ سرخ آنکھیں ابل آئیں پکار کر کہا کہ ای خداوند ہفت پیکر بچائیے اک برق چمک کر گری کہ عندلیبان خوش نوا کے سر اڑ گئے سائے میں ہر درخت کے خون کا تھالا پیروں کے انبار پر عمل کر کے سرخ پوش نے ایک دستک دی کہ رنگ پھولوں کا روشن ہو گیا رنگ روئے نرگس تمتما گیا آنکھوں پر نشہ معلوم ہوتا ہے سنبل نے اپنے بال کھول دیے سرو لب جو جا رہتا ہے ہمراہ رکاب شاہد گل خراماں ہوں شاہدان چمن سبز پوش

سحر کا سرخ پوش کے جوش لالہ نے چراغ اپنا روشن کیا سوسن صد زبان چاہتی ہی کہ زبان کھولون کچھ تو منھ سے بولون معلوم ہوا باغبان قضا و قدر راتع ہی جھونکے ہواے سرد کے چلنے لگے نہرون کے پانی نے جوش مارا موجہاے آب نایاب شمشیر بران حباب چشم معشوق مہوشان سارا باغ باغ باغ مگر ہولے سرد نے لالے کے چراغ کو جھلملا دیا گوشۂ باغ سے آواز آئی کہ مین حاضر ہون سرخ پوش نے جھلا کر کہا ارے کیا تو مر گئی تھی اب زندہ ہوئی آنے کو تجھے کون منع کرتا ہی دیکھ مدعی میرا جیتا ہی نہ مرتا ہی دیکھا گوشۂ باغ سے ایک نازنین مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سیمتن رشک چمن نازک بدن مہ وکش گل یاسمن بیچ مین زلفون کے چہرہ گویا سانپ کا من خرامان خرامان ٹہلتی ہوئی آتی ہی طرف شفق خونخوار کے متوجہ ہوئی پکار کر آواز دی کیون ہمشیرہ باپ پر یہ غصہ چلو تمھین بہار باغ نے بلایا ہی بغیر تمھارے باغ مین سناٹا ہی عندلیبان خوشنوا کو تمنے قتل کرایا یہ خون تمھاری گردن پر رہا اسکا کیا انجام ہوگا دیکھو بی گلچہرہ نے یہ اشعار نظم کیے ہین ذرا انکو تو سن لو

نظم

ہنستا رہا جو حال دل پاش پاش پر　　کیا روئیگا وہ کشتۂ حسرت کی لاش پر
ناخن کہین کسیکا لگا تھا شب وصال　　کھٹا رہا یہان تو گلا اسکی خراش پر
تجھسا صنم تراش کے کافر کیا ہمین　　پتھر پڑے تجھے ہاے یہ کیا بت تراش پر
پہونچے وہین خیال مین بھی جسکے ہم ہوے　　دل تنگ مٹا ہوا ہی اس اپنی تلاش پر
بہتر ہین عیش خلد سے مجھکو یہان کے رنج　　مرتا ہون کوے یار کی مین بود و باش پر
لیتی ہی دل مین حسرت پرواز چٹکیان　　رکھتا قفس مین کاٹ کے صیاد کاش پر
سو غم ہین یار کے مرے اک دلمین میہمان　　کیا وصل کیا ہی ذرا سی معاش پر
مشتاق زخم خندۂ دندان نما کے ہین　　چھڑکو نمک مرے جگر پاش پاش پر
شاید دکھا کے دست حنائی کیا ہی قتل　　اٹھتی ہین انگلیان ترے کشتے کی لاش پر
دشمن بھی سن سکیگا نہ درد فراق دوست　　تھوکیگا خون ہر سخن دل خراش پر
منظور تھا جو خون چھپانا اسے جلال　　قاتل نے خاک ڈالی نہ کیون میری لاش پر

اُس نازنین نے جو یہ اشعار گائے ملکہ شفق کا چہرہ سرخ ہوگیا رنگ رو متغیر متردد متحیر ٹھہرا کر
آواز دی اے گل پیرہن اگر بہار باغ نے یاد کیا ہے تو مجھے چلنے مین کیا عذر ہے لیکن ذرا
انصاف کرو میرے قریب آؤ جو کہوگی بجا لاؤنگی ضرور تمھارے ساتھ چلونگی کیا تمھارے حکم
سے گردن تابی ہے یہ سنتے ہی وہ نازنین قریب آئی شفق خونخوار کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لیکر طرف
گوشۂ باغ کے چلی تمر لہراتی ہوئی وہ نازنین جو گوشۂ باغ سے آئی تھی قدم بہ قدم سمجھاتی ہے اے
شفق خونخوار ذرا ہوش مین آؤ اپنے کو محبت مین نہ ڈالو آپ سے باہر نہ ہو تمنے اپنے گھر مین
دشمن خداوند کو بلالیا پہلو مین اسکے بیٹھین ہمنے خود تماشا کیا عیار کار ہاتھا ہمکو بہت ناگوار ہوا
دیکھو رنگ چہرۂ گل متغیر ہے سب ساکنان باغ متحیر ہین دیکھو قمریان کوکو بھولین آہ کرتی ہین
عندلیبان خوشنوا قتل ہوگئین باغ مین سناٹا پڑا ہے زاغ و زغن کا جماؤ ہوتا جاتا ہے اب اسمین
خیر ہے کہ بہار باغ مین چل کر ساکن ہو کوئی ایسی حرکت کرتا ہے سرخ پوش باپ تمھارا افسر
ریاست ہے اُسکو کیسی حیرت ہے اس نے ناچار ہوکے مجھکو بلایا مین حاضر ہوئی شفق یہ
باتین سنکر خاموش ساتھ اسکے چلی جاتی ہے نصیحت پر بھی شرمندہ ہو رہی ہے آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے ناظرین پر واضح ہو کہ اس صحبت مین رستم موجود تھے یہ سحر کیون چل گیا
سرخ پوش نے آتے ہی پہلے آواز دی کہ اے گلگون چمن پیرا طلسم کشا کو لینا کئی سو پہلوان
تلوارین کھینچے ہوے گوشۂ باغ سے ظاہر ہوے رستم کو سب نے للکارا اُن سے جنگ مین
مصروف ہوے چھینٹے لہو کا اُمبر جا پڑے اُسنے وار کیا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر تلوار روکی
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے تاک تاک کے پہلوانون کو مار رہے ہین انکو شفق خونخوار کی خبر
نہین ہر چند کہ رستم نے اتنے عرصے مین کئی سو پہلوان قتل کیے مگر مجمع اُنکا بڑھتا جاتا ہے لاکھ
کا پتہ نہین رستم حیران و پریشان کہ درخت پر ایک طائر زرین بال ظاہر ہوا اُسنے مثل انسان
کے آواز دی کہ اے طلسم کشا افسوس ہے اپنے دوست کی خبر نہین لیتے اگر شفق خونخوار
بہار باغ کے پاس پہونچ گئی تو بدون قتل ہفت پیکر رہائی نہوگی اُسکو بچاؤ افسوس
تمھارا منصب لوح ہوکر لوح نہین ملاحظہ کرتے یہ کہکے طائر اُڑ گیا سرخ پوش نے
چاہا تھا کہ اس طائر کو گرفتار کرون مگر طائر سرحد باغ سے باہر نکل گیا سرخ پوش کے

ہوش اُڑ گئے مگر رستم نے ہوشیار ہوکر لوح کو دیکھنا چاہا اُن پہلوانون کا ایسا ہنگامہ ہے کہ
دم نہین لینے دیتے برابر وار کر رہے ہین مگر رستم جست کر کے تیغ ہفت جوہر کو چمکاتے
ہوے ایک نخل کے سایہ مین آئے لوح کو بمشکل ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ شفق خونخوار
کو کنیز بہار باغ لیے جاتی ہی بڑھکر لوح چمکاؤ اسم حاشیہ لوح پڑھکر دم کرو شفق خونخوار
کے ہوش درست ہون رستم نے پلٹ کر للکارا آواز دی او گیسو بریدہ شفق خونخوار کو
کہان لیے جاتی ہی اس کنیز نے پلٹ کر آواز دی ای طلسم کشا مین کنیز بہار باغ ہون
تمھارے دل کا داغ ہون میرے قریب نہ آنا لیکن رستم جھپٹ کر قریب اُسکے پہونچے لوح
کو چمکایا اسم حاشیہ لوح جو پڑھکر دم کیا اُس کنیز نے ایک چیخ ماری ہاتھ شفق خونخوار کا
چھوڑ دیا لڑکھڑا کر گری تڑپ کر جان دی شفق خونخوار کے ہوش درست ہوے پکار کر آواز
دی ای شہریار آپ کے پاس وہ شی موجود ہی جس سے اہل طلسم عاجز ہین بے آپکے کوئی
سُرخ پوش پر غالب نہین ہو سکتا ان پہلوانون سے ڈریے یہ نمود بے بود طلسم ہین انکا
خاتمہ یون نہو گا جسطرح لوح ہدایت کرے ویسا کیجیے تامل نہ فرمایئے سُرخ پوش کی طرف جایئے
یہ کہکے چاہتی تھی کہ طرف سرخ پوش کے چلے سرخ پوش نے پھر دستک دی پکار کر آواز
دی ای سرو سہی قد تجھکو کون روکے ہی گوشہ باغ سے آواز آئی حاضر ہوئی آپ کے حکم کی
دیر تھی دیکھا گوشہ باغ سے ایک نازنین سہی بالا رنگ زعفرانی چہرہ نورانی فوراً پیدا ہوئی
شفق خونخوار کو للکارا کہ کیون او شوخ دیدہ طلسم کشا کو تعلیم کرتی ہی کیا طلسم کشا
نادان ہین سارے مرحلے توڑتے چلے آتے ہین تم میرے ساتھ آؤ شفق نے چاہا کہ
اسکے قریب جاؤن مگر رستم نے اشارہ کر دیا کہ لوح ملاحظہ کیجیے رستم نے لوح کو دیکھا
نوشتہ پایا کہ کلاہ ہفت گوشہ کا عکس اس پر ڈالو رستم نے عکس کلاہ ہفت گوشہ
قریب آکر جو ڈالا اُس نازنین نے چیخ ماری نخل سرو سے دوڑ کر لپٹ گئی شاخہاے نخل مین
غائب ہوئی سُرخ پوش نے زانو پیٹ لیا پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر لوح
سے میرا کچھ زور نہین چلتا بہت عاجز ہو رہا ہون قضاے کار ہفت پیکر قصر عشرت
مین بیٹھا ہی عشرت خیز جادو جو یہان کا حاکم ہی وہ کرسی نیابت پر متمکن ہی یہی ذکر ہو رہا

کہ نہیں معلوم طلسم پر کیا گذری ہفت پیکر کہتا ہی قدرت بتا ئینگی کہ ناگاہ قصر تھرایا یکا یک گنگرہ
قصر کا لہرا کر گرا ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مارا لہا قدرت کی سب تقدیرین اُلٹی ہو گئین
طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ طلسم کشا باغ شفق مین لڑ رہا ہی عشرت خیز نے کہا یا خداوند جو
وہ فوجین جمع کی ہین اُن پہلوانون کو تاے لگے ہین کہ جسوقت وہ لوگ آوینگے تو زمین تھرا
جاویگی اُن سے کون مقابلہ کریگا یہ تو غلام ہمیشہ سے کہا کرتا ہی کہ شفق خونخوار کی ذات
سے بڑا ہی فساد پیدا ہوگا یہ کہکے عشرت خیز نے ایک طرف کا پردہ اُٹھایا سبنے دیکھا
ایک چھوٹا سا کمرہ ہی دیوارین اُسکی سفید چونا پھرا ہوا ایک گوشے مین ایک طائر کبودی
منقار سے کچھ لکھ رہا ہی عشرت خیز نے کہا یا خداوند وقت زوال قریب آگیا آج طالع
نا معلوم ظاہر ہوا دیکھیے منقار سے کچھ لکھ رہا ہی کہ طائر نے بزتو لے جا ہا اڑکر بلند ہو جا
جس طرح ممکن ہو نگاہ سے ہفت پیکر کی مخفی ہو جاؤن ہفت پیکر نے آواز دی او
نمک حرام کئی سال کا زمانہ گذرا کہ قدرت نے تجکو بنایا اور کہ کیا پلا یا کھلایا پانی دریا
ہفت خون کا پلایا بجاے دانہ دانہ ہاے مروارید کھلائے آج تو یہ بے وفائی کرتا ہے
ٹھہر جا ہم پڑھ تو لین عشرت خیز نے کہا یا خداوند صاف صاف لکھا ہی کہ شفق خونخوار
طلسم کشا پر مائل ہوئی اپنے باپ سے لڑ رہی ہی گوش ہوش سے سماعت فرمایئے کہ آپ کو
سرخ پوش پکار رہا ہی کہ یا خداوند مدد کیجیے ہاتھ سے طلسم کشا کے بچایئے ہفت پیکر
نے کہا ای عشرت خیز سرخ پوش کو اُٹھا لا عشرت خیز نے کہا مین طلسم کشا کے سامنے
نہ جاؤنگا ہفت پیکر نے کہا تو سامنا طلسم کشا کا نہ کرنا ہوا بنکر جا اُسکو اُٹھا لا خدائی مین
میری فرق آتا ہی بنے وقوف بنے کہینگے کہ قدرت کو پکارا اور قدرت نے مدد دی یہ
سنکر عشرت خیز غائب ہوا یہان سب کنیزین ہاتھ سے رستم کے قتل ہوئین اور پہلوان بھی
غائب ہو گئے کسی طائر کی آواز نہین آتی باغ مین سناٹا پڑا ہی ہر چند سرخ پوش دستکین
دیتا ہی بہار باغ بہار باغ کہکر پکار رہا ہی مگر کوئی علامت ظاہر نہین ہوئی شفق خونخوار
نے ایک سحر کیا کہ برق تڑپ کر گری سر سرخ پوش کا زخمی ہوا رستم سے اشارہ کیا رستم طرف
سرخ پوش کے چلے چاہا جا کر اُسے قتل کرون کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا سرخ پوش

خود بخود زمین سے بلند ہوا پکارتا تھا یا خداوند کس بلا میں پھنسا ہون مجھکو کون لیے جاتا ہی
ہر چند چیخا پیٹا لیکن کچھ علامت نہ ظاہر ہوئی خود بخود زمین سے بلند ہو گیا آنکھیں بند ہوگئین
منکا ڈھلا بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحراے سبزہ زار
مین پایا دیکھا تین لاکھ ساحر حربہ ہاے سحر سے آراستہ قواعد کر رہے ہین حیران تھا کہ
مین کس مقام پر آیا ناگاہ جو اُٹھی دیکھا ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی سرخ پوش حیران تھا
کہ یہ کون مقام ہی اس صحرا کا کیا نام ہی مجھکو یہان کون لایا کس نے یہان تک پہونچایا کہ
اُس طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ اے گرفتار دام حیرت واے قیدی زندان صعوبت
تو نے قدرت کو پکارا تھا عاجز ہو رہا تھا قدرت نے اپنی قدرت سے تجھکو اس مقام پر
پہونچایا ان تین لاکھ ساحرون کا تجھکو افسر کیا انکو سحر سکھایا کر جسوقت نائرہ خداوندی آیگا
دامنہ قصر عشرت مین آنا یہ صحراے عشرت ہی یہ شنکر سرخ پوش ہفت پیکر کی تعریفین
کرنے لگا پکارتا تھا یا خداوند تو خداے حقیقی ہی کیا قدرت کا ظہور ہوا بندہ تیرا مسرور
ہوا کہ ایک طرف سے آواز آئی اے محو حیرت ذرا ادھر توجہ کر کیون گھبراتا ہی چندے تیرے
واسطے عیش و آرام ہی تجھکو تیری صحبت سے کام ہی پلٹ کے دیکھا ایک مہ جبین نہایت
حسین و جمیل آفتاب فلک حسن و جمال ماہ آسمان کمال یہ اشعار عاشقانہ
پڑھتی ہوئی آتی ہے۔ نظم

گھر ہو وحشت کا دل دیوانہ ایسا چاہیے	خاک ہی اڑتی رہے ویرانہ ایسا چاہیے
زندہ ہو جائے تغافل کا تری مارا ہوا	یار کوئی ناز معشوقانہ ایسا چاہیے
قبلۂ خوبان عالم ہو وہ دل اللہ دے	بت جسے سجدہ کرین بت خانہ ایسا چاہیے
آپ چشم مست ساقی لینے بوسے دے مجھے	لب بلب خود جھکنے کو ہو پیمانہ ایسا چاہیے
جیسے جب سینہ ہو خالی کیون نہ دل آہین بھرے	آندھیان اُٹھتی رہین ویرانہ ایسا چاہیے
یار کی زلفون کو اے مشاطہ سلجھایا تو کیا	کھو دے میرے دل کی اُلجھن شانہ ایسا چاہیے
سر زمین کوے جانان سے نہ اُٹھے جنکے شکل	عاشق گریان کا آب و دانہ ایسا چاہیے
رات فرقت کی بڑی ہوتی ہی اے افسانہ گو	اسکو کم کر دے کوئی افسانہ ایسا چاہیے

یون کسی پردہ نشین کی کیجیے پردہ دری — خود کیے دست جنون دیوانہ ایسا چاہیے
دست ساقی مین اشارے کررہا ہی ہنسکے جام — مے پرستو خندۂ مستانہ ایسا چاہیے
ڈھیر سے عاشق کے بچکر طور پر بجلی گرے — کیون تجھے ای جلوۂ جانانہ ایسا چاہیے
جو شرر اُٹھا دل سوزان سے دل ہی پر گرا — شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے
کافر و مومن جسے دونون نہ اپنا کہ سکین — برہمن مجھکو بت بیگانہ ایسا چاہیے
ہجر کی شب تیرہ بختی کو ہماری ای فلک — دیکھکر ہنسدے چراغ خانہ ایسا چاہیے
دیکھکر دل آنکھ کو کہتا ہی دل کو چشم یار — مست ایسا چاہیے دیوانہ ایسا چاہیے
گر پڑے بجلی رقیب روسیہ پر او تڑپ — کوئی تو انداز بیتابانہ ایسا چاہیے
ہاے کیون اُس جان کے دشمن کو دل دیتا چلا — کاش کوئی دوست ہی کہتا نہ ایسا چاہیے

ان اشعار کو سُنکر سرخ پوش مبہوت ہوگیا کہا ای جان جہان آؤ مین تمھارا دل وجان سے مشتاق ہون اُس نازنین نے کہا ای سُرخ پوش مجھکو قدرت نے تیرے ہی واسطے پیدا کیا کیون گھبراتا ہی مین تیرے ساتھ ہون مگر زمان انقلاب قریب ہی ہفت پیکر تو خود بدنصیب ہی چندے عیش کرلو پھر تیغۂ ہفت جوہر کا سامنا ہی طلسم کشا اڑتا جھڑتا آکر پہونچا سب طرف سے لشکر کشی کے سامان ہین اب وہ معرکہ پڑے گا کہ ہر اہل طلسم پوشیدہ ہوگا ای سُرخ پوش تمنے دیکھا کہ بیٹی تمھاری تم سے کیسی برگشتہ ہوگئی کیسی جناب پری طلسم کشا صاحب لوح ہی تحفہ جات اُسکے پاس موجود ہین سرخ پوش نے خوشی مین اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا سامنے ایک قصر تھا ساری فوج کو حکم دیا گرد قصر کے اُترو تین لاکھ ساحرون کی فوج گرد قصر کے آگئی سُرخ پوش اُس مہ جبین کو ساتھ لیکر اُس قصر مین آکر مصروف عیش ہوا جب ہفت پیکر لشکر کشی کریگا ان سب کا ذکر کیا جائیگا یہان جب سُرخ پوش غائب ہوا شفق خونخوار ہنستی ہوئی سامنے رستم کے آئی عرض کی کہ ای شہریار آپ صاحب اقبال ہین کہ سرخ پوش کو کوئی اُٹھا لیگیا مگر اب ضرور فتور ہوگا رستم نے کہا ہم فتور کے خود جویا ہین اب باغ نسترن کی فکر کر شفق خونخوار نے عرض کی حضور کو تنہا چلنا ہوگا جو ہوسکیگا کنیز کام آئیگی اور اپنے کو وقت پر پہونچا دیگی

شب تو اسی باغ مین گذری صبح کو قصد ہوا کہ ساتھ شفق خونخوار کے روانہ ہون لیکن
ہفت پیکر نے جب سرخ پوش جادو کو صحراے عشرت مین داخل کیا صحبت مین آکر بیٹھا
عشرت خیز سے متوجہ ہوکر پوچھا کہ ای نایب قدرت بڑا مقام افسوس ہی کہ شفق خونخوار بر
پہلو مین طلسم کشا کے بیٹھکر چین و عیش کرے کچھ ایسی تدبیر کرو کہ عیش انکا منغص ہو عشرت خیز
نے عرض کی یہ کتنی بڑی بات ہی عیش پسند کو طلب فرمائیے وہ لگا کر لے آئیگی بہت قاعدے
کے ساتھ جائیگی ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ای عیش پسند جلد حاضر ہو پہلو سے قدر سے
آواز آئی حاضر ہوں سب نے دیکھا کہ ایک نازنین پری چہرہ رشک قمر سرو قد خورشید عذار
رشک ہلال آنکھین بعینہ دیدۂ غزال سینے پر ابھار نارپستان کی سرکشی ثابت ہوتا تھا کہ
دو سنانین دل کے پار ہوتی ہین یا دو نقابدار سرکش اپنی اکڑ دم طور مین لڑے حریف
کی فکر مین ہین اس سج دھج سے حاضر حاضر کہکے سامنے آئی ہفت پیکر نے کہا کہ ای
عیش پسند شفق خونخوار دختر سرخ پوش طلسم کشا کو لیکر بیٹھی ہی اسکو تو کسی طور سے
لگا کر لا ہماری صحبت مین تاکہ اسکو سزا دین کہ پھر کوئی ایسا کام نہ کرے عیش پسند نے عرض
کی کنیز ابھی جا کر لاتی ہی یہ کہکے غایب ہوئی لیکن ادھر شفق خونخوار ساتھ طلسم کشا کے بیٹھی تھی
دو پہر رات گئے طلسم کشا نے صحبت برخاست کی لیکن شفق خونخوار ہمراہ رہی عیار جہتر
سماک یلدا قی اسی بارہ دری مین سویا پہر رات باقی تھی کہ شفق خونخوار گھبرا کر پہلوے طلسم کشا
سے اٹھی متردد ہوکر بیرون بارہ دری آئی سیر باغ کی دیکھنے لگی نرگس شہلا اشارے کر رہی
ہی سوسن چاہتی ہی زبان درازی کرون عشق پیچے کا قصد ہی کہ مار سیاہ کی طرح بنکر لپٹون
نخل سرکشی کر رہے ہین رات بہت کم باقی رہگئی تھی طایر آشیانون سے چہکارے
مارتے ہین شفق خونخوار یہ حال باغ کا دیکھکر بہت گھبرائی بارہ دری سے اترکر چلی
روش پٹری کو طی کرکے باغ سے باہر نکلی یکایک کان مین ایک آواز آئی کہ کوئی بصد
سوز و گداز یہ غزل گا رہا ہی۔ نظم

آشنہ بنکر رہون ہر وقت پیش روے دوست	وہ مجھے دیکھا کرے دیکھا کرین سوے دوست
سیر جنت خوب جب رضوان مجھے دکھلا چکا	بے تامل منھ سے نکلا ہاے لطف کوے دوست

بدر کو دیکھا تو سمجھا عارض تابان یار
آہ دل سے کھینچتا ہون دیکھکر ہر سرو کو
دل سے بہتر روشنی یاقوت و گوہر مین نہین
ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہی محال
عشق وہ شے ہی کہ پتھر مین بھی کرتا ہی اثر
کچھ نہ کچھ ہر شخص کو اس سے تعلق ہی ضرور
حسرت دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب
ہی ترا معشوق بھی عاشق کہین ای عندلیب
قسمت اپنی اپنی اسمین کیا کسی کا اختیار
دلفریبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف سے
ہر طرف تیر نگاہ ناز کرتا ہے شکار
کاٹ لین ہم آپ سر اپنا توقف کیا ضرور
خاکسارون کو نصیب آرزو درکار ہے
چاہیے قاتل زمان چاک تن اتنا لحاظ
سچ تو یہ ہی مرگ عاشق کے تصدق جائیے
فتنہ ہاے چشم سحر آلود کی ہین شہر مین
ہان خدا را ای اجل اتنا توقف چاہیے
زینت جاوید رکھتا ہی لباس دوستی
سخت جانی کا برا ہو دل ہی شرمندہ نسیم

جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہی ابروے دوست
کیسا کیسا یاد آتا ہی قد دلجوے دوست
نور تن کیا یہ نگین ہی قابل بازوے دوست
چاند کوئی ہو مگر مین دیکھتا ہون روے دوست
جاے دل سینے مین ہی در غنچے کے موے دوست
کوئی محو روے جانان کوئی محو خوے دوست
تا قفس لائی صبا جسدم چمن سے بوے دوست
سونگھ لے پھر دامن گل دے رہا ہی بوے دوست
ہم زمین ہم پہلوے ہجران ملی ہی ہم پہلوے دوست
ہی زمین تکیہ بجاے تکیۂ زانوے دوست
صید کیا صیاد افگن ہو گئے آہوے دوست
ہی بعید از شرط الفت رنجش بازوے دوست
عرش سے بہتر سمجھتا ہون زمین کوے دوست
یہ وہ پہلو ہی کہ جو ہوتا تھا ہم پہلوے دوست
چشم مصروف فنا رہ سر تو زانوے دوست
کسطرح کس جا نہین افسانۂ جادوے دوست
چلتے چلتے دیکھ لین پھر اک نظر ہم روے دوست
پیرہن ہی خاکسارون کا غبار کوے دوست
پھر گیا خنجر کا منہ شل ہو گئے بازوے دوست

یہ صداے دلفریب سنکر شفق خونخوار تلاش کرتی ہوئی چلی لیکن سماک یلداقی کی جو آنکھ کھلی دیکھا شفق خونخوار پہلو مین رستم کے نہین ہی قدمون پر ہاتھ رکھ کے رستم کو جگایا اور پوچھا ملکۂ عالم کہان ہین رستم نے کہا مجھے نہین معلوم ساتھ سوئی تھین اب نہین جانتا کہان گئین سماک ڈھونڈھتا ہوا نکلا دربار باغ پر آکر دیکھا کہ ملکۂ عالم جاتی ہین صحرا مین

گوش برآواز ہیں سماک الگ سے دیکھنے لگا شفق خونخوار نے دور سے دیکھا کہ ایک نازنین زیر نخل بیٹھی ہوئی گا رہی ہی سلام کر کے پوچھا اے عیش پسند تم اس صحرا میں رات کو کہان آئیں اُسنے ہنسکر کہا بوا خوب چین کیے طلسم کشا کے ساتھ سوئیں چلو تمھیں خداوند نے بلایا ہی شفق نے کہا میں تو خود آنے پر آمادہ تھی تمنے کیون تکلیف فرمائی عیش پسند نے کہا میرے ساتھ چلیے قدرت نے بلایا ہی میں وعدہ کر کے آئی ہون تمسے قدرت بہت راضی ہیں تم کو بڑا مرتبہ ملیگا شفق خونخوار نے ہاتھ تھام لیا عیش پسند لیکر شفق خونخوار کو چلی مہتر سماک نے جو دور سے دیکھا کہ عیش پسند شفق خونخوار کو لیے ہوے جاتی ہی شفق خونخوار ہنستی ہوئی ساتھ ہی سماک سمجھا اُسکے سحر میں پھنسی ہی سوچتا ہی کہ اے سماک کیا کرون آخر جھپٹ کر آگے بڑھا ایک طفل کی صورت بنکر جنگل میں پھرنے لگا کبھی گاتا ہی کبھی روتا ہی کبھی آواز دیتا ہی اے عشق خانہ خراب ذرا ہماری بات سن

نظم

مر گئے ہوتے رنج فرقت سے
یاد آیا میں اس محبت سے
ہاتھ آئے ہو آج قسمت سے
مجھکو پروردگار رحمت سے

بچ گئے ہیں خدا کی قدرت سے
ہول آتا ہی نام الفت سے
دم نکلتا تھا تم پہ مدت سے
تم پہ جو کچھ ہوا سزا تھی رند

جان جاتی ہی اب تو فرقت سے
روح گھبراتی ہی محبت سے
وقت اچھا نہیں بچا لینا
کیون بچھڑے ایسے ہمدرد سے

یہ اشعار گا رہا ہی اور طائر آشیانون سے پھڑک پھڑک کر گر رہے ہیں عیش پسند نے کہا اے شفق یہ لڑکا کسی مرد آدمی کا ہی نہیں معلوم یہ کس وجہ سے جنگل میں آ گیا ذرا اس سے حال تو پوچھو شفق خونخوار نے کہا بوا تم پکارو وہ تو دیوانہ وار پھر رہا ہی اس دیوانہ مزاج کو کون سمجھائے کون بہلائے یہ سنتے ہی عیش پسند نے پکارا کہ میان صاحبزادے ذرا ہم تک آؤ تو ہم تمسے ایک بات پوچھیں لڑکے نے جواب دیا میں کھیل رہا ہون کھیل میں میرے فرق پڑیگا تو وہ بہت پریشان ہوگی عیش پسند نے کہا ہم تمکو اپنے ساتھ لے چلینگے بہت آرام سے رکھینگے لڑکا قریب آیا بوٹی بوٹی پھڑک رہی ہی دمبدم اشعار گاتا ہی عیش پسند کا دل بہلاتا ہی آخر عیش پسند نے شفق خونخوار کا ہاتھ چھوڑا لڑکے کا ہاتھ تھام لیا لڑکے نے جھلا کر ہاتھ چھڑا لیا چاہا بھاگون سامنے جھیل تھی قصد ہوا اُس میں کود پڑون عیش پسند نے کہا ارے دیوانے

جھیل مین ڈوب جائیگا لڑکے نے کہا جھیل مین میرا بھائی معلوم ہوتا ہو دیکھو وہ سامنے
بیٹھا تن رہا ہو عیش پسند و جھجکی کہ کہان قید ہو سمک نے حلقہ ہاے کمند مارے اور چاہا کہ اسکو
کھینچ لون عیش پسند کے منھ سے اُف نکل گئی منھ سے شعلہ نکلا کہ اس نے کمند کو جلا دیا سمک
زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا عیش پسند نے کہا ارے تو کون ہو کہ مجھکو گرفتار کیا چاہتا
سمک نے کہا عیار طلسم کشا فرزند خواجہ عمرو ہون تمھاری فکر مین نکلا تھا مگر تم ہوشیار تھین بچ گئین
آگے قتل ہو گی عیش پسند نے کہا نگوڑے تجھکو اور بی شفق خونخوار کو خدمت خداوند مین پہونچاؤنگی
اس مصیبت مین قید کرون کہ تڑپ تڑپ کے مرو قدرت کو ذرا بھی رحم نہ آئیگا بی شفق خونخوار کی
حالت قدرت کو معلوم ہو گئی انکو سزا ملیگی یہ کہکے سمک کا بھی ہاتھ باندھ لیا دونون کو لیکر چلی
دربار خداوندی مین پہونچی ہفت پیکر نے حکم دیا ای عیش پسند تم ہی ان دونون کو لیکر قید مین رکھو
جب سامان لشکر کشی کرونگا تو مجمع عام مین ان دونون کو دار پر کھینچونگا عیش پسند دونون کو
لیے ہوے آئی ایک مکان مین دونون کو بند کیا دو زنگی دروازے پر بٹھا دیے کہا خبردار لیے بیٹھے رہو
کے انکو دو روٹیان ایک آبخورہ پانی کا دینا نہ زندہ بچین اور نہ مرین تڑپ تڑپ کے رہین سمک
یلداقی نے پکار کر کہا بی عیش پسند تم بھی کبھی آ ؤ گی عیش پسند نے کہا ارے نگوڑے مین بھی ایک تہہ
آیا کرونگی ورنہ حفاظت کون کریگا یہان صبح کو رستم کی آنکھ کھلی کنیزون سے پوچھا شفق خونخوار
کہان گئین سمک کو بھی نہ پایا کنیزون نے عرض کی ہم لوگ سوتے تھے ہمکو نہین معلوم کہ ملکہ
کہان گئین رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ دیر کرنے کا انجام دیکھا شفق خونخوار
و سمک یلداقی قید ہو گئے جب تک باغ نسترن نہ فتح ہو گا رہائی انکی دشوار ہو رستم نے
بلا کر سرشار سے کہا لشکر کی حفاظت رکھنا کل لشکر بھی ہمارا آنے کو ہو لوح ہمکو ہدایت کرتی
ہو کہ ہم طرف باغ نسترن کے جائیں شفق خونخوار و سمک یلداقی قید ہو گئے احمر گلگون پوش
وزیرزادی آئی رو رو کر عرض کی کنیز واسطے ملکۂ عالم کے بہت گھبراتی ہو اور سمک یلداقی
کا قید ہونا مجھپر بہت شاق ہوا راہ مین جا کر عیاری بھی کی لیکن وہ نظر کردۂ ہفت پیکر تھی
بھلا اسپر عیاری کیا چلتی گرفتار ہوے کنیز حضور کے ساتھ چلیگی لیکن امیدوار ہون کہ لوح
کو قدم بقدم ملاحظہ فرمایئے رستم نے کہا مین کبھی غفلت نہ کرونگا باغ نسترن کے حالات

شفق خونخوار بیان کرچکی ہی دیکھون کیا رنگ ہو یہ کہکے رستم سب سے رخصت ہوکر چلے
تحفہ جات سب زیب جسم ہین لوح گلے مین پڑی ہوئی تیغۂ ہفت جوہر پر قبضہ جیسے ہی باغ
سے نکلے لشکر والے عرض کرنے لگے ہمکو بھی ساتھ لے چلیے ایسا نہو کوئی ساحر آئے ہم سبکو
گرفتار کرلیجائے رستم نے گرد لشکر حصار کیا لوح سے ایک دائرہ کھینچا کہا تم لوگ اس لکیر سے
باہر نہ نکلنا اندر ساحر نہ آسکیگا یہ فرماکر طرف صحرا کے چلے جنگل مین پہونچے ایک جانب سے
غول آہوون کے سامنے آئے رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا تو نوشتہ پایا کہ یہ آہو قیدیان طلسم
ہین انسے تعرض نکرو رفتہ رفتہ تا بہ باغ نسترن پہونچ جاؤگے رستم آگے بڑھے راہ مین فیلان
جنگلی ملے رستم کو دیکھکر بھاگے رستم نے پھر لوح کو دیکھا نوشتہ پایا یہ نگہبانان باغ نسترن
ہین اگر تمکو نہ روکین تو تم بھی توجہ نکرو رستم نے دیکھا وہ ہاتھی بھاگ کے ایک درۂ کوہ
مین گھس گئے رستم نے دوسرے درے مین قدم رکھا شیر بہت سے ملے وہ بھی طرف رستم
کے متوجہ نہوے انکے بیچ مین سے رستم نے راستہ طے کیا پہاڑ سے باہر آئے دیکھا صحراے
سبزہ زار نواح دلکشا ہر گل و غنچہ مصروف نظارۂ طلسم کشا شاخین اپنے ہاتھون کو بڑھاتی
ہین کہ اپنے سایے مین رستم کو لین عندلیبان خوشنوا گرد سر رستم چہچہے مار رہی ہین رستم نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا ان طائرون سے بچو سامنے باغ نسترن ہی یہ سب وہین جاکر جمع ہونگے
ان سب سے مقابلہ پڑیگا مگر لوح سے ہوشیار رہو کہ ایک طرف سے دیکھا گرد اڑی ایک
جوان سامنے آکر پہونچا مجھے لشکر ساحران [illegible] پکار کر آواز دی ای طلسم کشا اب آگے نہ بڑھو
مین تمھارے مقابلے کو آیا ہون یہ کہکے راہ روک کے اتر پڑا رستم ایک نخل کے نیچے ٹھہرے
حیران تھے کہ ای رستم انکے بیچ مین سے کیونکر نکلون کہ ایک طرف سے گرد اڑی دیکھا
بارہ سو جوان زرین پوش ایک بارگاہ لیے ہوے آکر پہونچے قریب رستم لاکر وہ بارگاہ استادہ
کی ایک چوبدار نہایت ادب سے سامنے آیا عرض کی یہ بارگاہ زرنگار آپ کے لیے آئی ہی
اور یہ جوانان زرین پوش خاص آپ کی ہمراہی کو آئے ہین بارگاہ مین چلکر تشریف رکھیے جو
حکم دیجیے وہ بجا لائین رستم اس چوبدار کے ساتھ بارگاہ مین آئے دیکھا دنگل بارہ زرین
بچھے ہین جو مقام صدر پر دنگل بچھا تھا اسپر رستم بیٹھے جوانان زرین پوش گرد آکر متمکن ہوے

رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا برائے دخلۂ باغ نسترن یہ اسباب شوکت ہی
انمین کوئی تمھارا دشمن نہین جو کام ان سے چاہو لو بلا چوبدار سے مقام قید شفق خونخوار پوچھو
رستم نے اُس چوبدار کو قریب بلایا فرمایا کیون برادر تمکو معلوم ہی کہ شفق کہان قید ہی مردہ جسے
عرض کی غلام جاتا ہی ابھی دریافت کرتا ہی یہ کہکے چوبدار چلا لیکن یہان سمک یلداقی چالاک جو بیت
قیدخانے مین بیٹھا ہی کہ عیش پسند آئی اُسنے دیکھا عیار رو رہا ہی پوچھا کیون روتا ہی سمک نے
کہا مین یہ پوچھتا ہون کہ اگر مین ہفت پیکر کو سجدہ کرون تو جان بچ جائے عیش پسند نے کہا اب تم
لوگ نہین بچ سکتے سمک نے کہا ملکہ عالم میرے پاس کچھ مال ہی چاہتا ہون اُس مال کی حفاظت ہو
ہم لوگون مین دستور ہی کہ بعد مرنے کے تیجہ دسوان وغیرہ ہوتا ہی حیران ہون کہ وہ کون کریگا عیش پسند نے
کہا اگر مال تمھارے پاس ہی تو ہم کر دینگے سمک نے کمر مین ہاتھ ڈال کے کچھ روپیہ نکالے عیش پسند
سوچی کہ قیدی کا حال کون جانے گا مین اس نگوڑے کا تیجہ دسوان کیون کرونگی روپیہ لیکر دو تین
اندھے سمک نے ایک طرف سے پوٹلی اشرفیون کی نکالکر دی اشرفیان دیکھکر عیش پسند خوش ہوگئی
کہا ارے اور بھی کچھ ہی سمک نے کہا جب مین طلسم کشا کے ساتھ فرنگستان گیا تھا قصر زروق فرنگی سے
ایک ڈبیا پائی اُسمین کچھ لال و سفید نگینے ہین عیش پسند سمجھی یاقوت و الماس ہونگے یہ عیار کیا جانے
ڈبیا ہاتھ مین لی کہا مین کھول کر دیکھون سمک نے کہا اسکو کھولیے نہین ایک دن مین نے ایک شخص
کو دکھایا تھا اُسنے کہا جوہری کو دکھاؤ وہ اسکی صحیح لگائیگا عیش پسند نے کہا مین ضرور دیکھونگی یہ کہکر
ڈبیا کھولی اُسمین سے بیہوشی اُڑی عیش پسند بیہوش ہوکے گری سمک نے اُسکا سر کاٹ ڈالا عیش پسند
کے مرتے ہی قید شفق کی گری سمک نے زبان سے شفق کی سوزن نکالی شفق نے کہا ای سمک بڑا کام
کیا اب مجھپر سے سحر اُترا ہوش میرے درست ہوے یقین ہی کہ رستم گھبراتے ہون شفق خونخوار و مہتر
سمک یلداقی قصر سے نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ چوبدار سامنے سے آیا کہا ای ملکہ شفق خونخوار رستم
تمھارے لیے بیتاب ہو رہے ہین چلو تمکو یاد کیا ہی شفق خونخوار و سمک یلداقی مرحبا کہتے چلے
ہوے کہ ایک طرف سے آواز آئی او گیسو بریدہ ننگ خاندان عیش پسند کو قتل کرکے جاتی ہے
خبردار آگے نہ بڑھنا پلٹ کے شفق خونخوار نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام گرز آہن کا ہاتھ
مین لیے کلمات سخت و سست کہتا ہوا آتا ہی شفق نے للکارا او نامرد کیا بیہودہ بکتا ہی وہ حرامزادگی

قتل کے لائق تھی جس نے ہم کو قید کیا اگر ہمنے اسکو قتل کیا تو کیا قصور ہوا اس ساحر نے گولہ مارا شفق خونخوار نے گودکا کاٹا کئی سحر اُس ساحر نے کیے شفق خونخوار نے دفع کیے آخر وہ ساحر تلوار کھینچکر دوڑا شفق خونخوار نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا ایک سٹڑاکا مارا موتی ٹوٹے ساحر مجھو ماہتاب ہوکے پکار اُٹھا

پابند زیست تھا نہ اسیر مزار تھا ۔ تھا جوش اشتیاق قدمبوس یار تھا
کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہون مین ۔ دو دن کی بات ہے کہ شریک بہار تھا
کب جانتا تھا حسن پریشانیان مری ۔ اے روزگار مین بھی مگر زلف یار تھا
دونون سے شرمسار رہا اضطراب مین ۔ پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا
اس جسم پر ذلیل کیا تو نے اے ہوس ۔ دو استخوان کے واسطے شوق مزار تھا
ہیبت سے بخیہ گر کی مری جان نکل گئی ۔ ہر ہر دہان زخم دہان مزار تھا
کرتی تھی مرگ باد دوے قاتل پہ آفرین ۔ جو زخم تھا بشکل شگاف مزار تھا
پاتے کئے اہل درد خبر سرگذشت کی ۔ مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا
اے حرف شوق تو نے کیا پھر امیدوار ۔ ورنہ مجھے بھی تہیۂ خواب مزار تھا
کھٹکا گیا ہون خاک کو بھی خاک ہو کے آہ ۔ مین سینۂ مزار کا اپنے غبار تھا
برسون رہا زبان صغیر و کبیر پر ۔ میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا
مین نے دہان آبلہ مین اُس کو لے لیا ۔ میدان مین زبان نکالے جو خار تھا
اے روزگار تجھ سے دورنگی کیا ضرور ۔ مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا
مثل خیال یار رہین گر دشمنین مجھے ۔ آیا اُسی کے دل مین جو امیدوار تھا
پوچھی نہ مجھ سے یار نے کچھ میری سرگذشت ۔ مین روز باز پرس بھی تنگ شمار تھا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمین ۔ تھے رنج چند نام فقط روزگار تھا
آئے لحد مین بالش و مسند سے اے تسنیم ۔ انجام عیش دہر یہ کنج مزار تھا

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شفق کے آیا پکار کر آواز دی ۔ غلام حاضر ہے شفق نے کہا اے حریف آتش اشتیاق اے غریق لجۂ فراق تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھو اُسنے تلوار کھینچی

شفق خونخوار نے کہا اسے گلے پر رکھو جب اُسنے تلوار گلے پر رکھی شفق خونخوار نے کہا کھینچ لے
اُسنے تلوار کو کھینچ لیا گردن کٹی لڑکھڑا کر گرا صرف تسمہ لگا رہ گیا شفق خونخوار مار کر اُس
ساحر کو بلبلین سمک یلداقی سے کہا بھیا تم آنا مین پر پرواز پیدا کر کے جاتی ہون سمک
نے کہا چلیے شفق خونخوار پر پرواز پیدا کر کے اُڑتی ہوئی چلی سمک بہ صورت مبدل اُسی
دشت مین جاتا ہی ایک طائر درخت پر بیٹھا تھا طائر نے جو لاشہ اُس جوان کا دیکھا نخل
سے اُترا سر اُسکا جسم سے ملا دیا اور کہا اے صحرا نورد گنہگار جاتا ہی بڑھکر اُسکو روک وہ جوان
اُٹھکر دوڑا سمک نے گوشے سے دیکھا وہی جوان جو مرا پڑا تھا دوڑا ہوا جاتا ہی پکار کر آواز دی
میان جانے والے ذرا ٹھہر کے راستہ چلو ہم راستہ بھول گئے ہین ہمکو بھی ہمراہ لو وہ جوان ٹھہرا
سمک یلداقی قریب آیا باتین کرتے کرتے سمک نے حباب مارا کہ وہ جوان بیہوش ہو کر گرا
سمک نے خنجر سے سر اُسکا کاٹ ڈالا اور بھاگا راہ مین آکر شفق خونخوار کو پکارا شفق نے
پوچھا کیون مہتر والا گہر کیا ہی سمک نے تمام کیفیت بیان کی شفق خونخوار نے کہا اب وہ
بیچارا اب نہ زندہ ہوگا کہ پیچھے سے آواز آئی کہ شفق خونخوار میرے بچے کو مار کر کہان جاتی ہو
دیکھا ایک عورت ضعیفہ بڑے زور و شور سے آتی ہی سمک نے چاہا بھاگ کر چھپون اُس
ضعیفہ نے ایک دو پتھر زمین پر مارا سمک و شفق کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے ضعیفہ نے آکر
دونون کو بغچے مین دبایا کہا پہلوان ذی ہوش کے سامنے لیجاؤنگی پہلوان ذی ہوش اُسکا
نام ہی جو مقابلے مین رستم کے اُترا ہی رستم بارگاہ زرین مین داخل ہین پہلوان ذی ہوش ابھی
قتل طلسم کشا اترا ہی کہ وہ عورت دونون کو لیے ہوے آئی کہا یہ گنہگار حاضر ہین مگر میرے
بیٹے کا خون انکی گردن پر ہی پہلوان نے کہا میدان جنگ کی تیاری کرو اسی وقت دارین استاد
ہومیتن مرد ہے نے بڑھکر رستم کو خبر دی کہ اے شہریار سمک و شفق گرفتار ہوکے آئے ہین
قتل ہوا چاہتے ہین رستم اپنے مقام سے تیغہ ہفت جوہر لیکر اُٹھے یہان پہلوان ذی ہوش
مصروف اہتمام قتل ہی کہ لشکر مین بلڑ ہوا ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ رستم آگئے فوج کو قتل
کر رہے ہین پہلوان نے اُس عورت ضعیفہ سے کہا کہ جاکر طلسم کش کو روک وہ سر ہلاتی ہوئی چلی
اُس مقام پر آئی کہ جہان رستم جنگ کرتے تھے لاشے گرد پڑے ہین دریاے خون بہا ہی اس عورت نے

للکارا او طلسم کشا مجھ سے تو مقابلہ کر غریبوں کو کیوں قتل کرتا ہی یہ بیچارے تو ہمراہیان پہلوان
ذی ہوش ہیں پہلے مجھ سے مقابلہ کر رستم پلٹے جیسے ہی پلٹے اُسنے گولہ مارا رستم نے لوح کو
سامنے کیا گولہ پھٹ کر گرا وہ ساحرہ جست کر کے بھاگی پر پرواز پیدا کر کے اُڑی رستم نے
کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر جوڑ کر مارا کہ سینۂ ضعیفہ کو توڑ کر پار گذرا زمین
پر گری بجائے خون کے جسم سے آگ نکلی پہلوان ذی ہوش پر شعلہ گرا کہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا
ادھر تو پہلوان جلا اُدھر شفق خونخوار کو ہوش آیا قید ٹوٹی مہر سمک یلداقی کو پنجے میں دبا کر
اُڑی جا کر لشکر میں چھوڑا اُن جوانان زرین پوش نے خوشخبری دی کہ ای ملکۂ عالم ہم قلعہ
کے متعلق تھے بارگاہ لیکر حاضر ہوئے اب ہمیشہ طلسم کشا اس بارگاہ میں رہینگے ہم لوگ
خدمت گذار ہیں ہمراہ آپ کے رہینگے یہاں جب پہلوان ذی ہوش جل گیا اور فوج بھی
اسکی تمام ہوئی رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے سمک یلداقی و ملکہ شفق خونخوار کو لشکر میں پایا حال
پوچھا شفق خونخوار نے سب کیفیت بیان کی کہا حضور اب باغ نسترن میں چلیں بارگاہ زرین
آپکے لیے آگئی اب ہر مقام پر یہ بارگاہ آپ کو ملیگی جس مقام پر آپ جلسں جائینگے یہ لوگ بھی وہین
آپہونچین گے شفق خونخوار نے تخت سحر تیار کیا امیر رستم کو سوار کر لیا جوانان زرین پوش نے
بارگاہ لدوائی طرف صحرا کے روانہ ہوگئے رستم نے کہا ای شفق خونخوار بارگاہ مرد لیگئے شفق
نے عرض کی حضور اب باغ نسترن میں یہ بارگاہ آئیگی تخت اُڑائے ہوئے جاتی ہی کہتی جاتی ہی کہ
لوح کو دمبدم ملاحظہ فرمایئے گا ذرا بھی غفلت ہوگی تو مشکل پڑیگی پھر رستم نے دور سے
ایک باغ دیکھا ایک ساحرہ تاج سر پہ رکھے بیچ میں بیٹھی ہی گرد پہلوان و ساحر بیٹھے ہیں شفق
خونخوار نے کہا ای شہریار یہی نسترن ہی آپکو اسی مقام پر اُتارتی ہوں مگر برائے خدا لوح
سے غفلت نہ کیجیے گا یہ کہکے شفق خونخوار نے تخت اُتارا چمن میں جو تخت اُترا طائروں نے
آواز دی ای نسترن ذرا ہوشیار ہو جاؤ کہ طلسم کشا آپہونچا نسترن نے آواز دی ای طائران باغ
طلسم کشا کو لینا بڑا کلیجہ رکھتا ہی کہ میرے باغ میں آتا ہی رستم چاہتے ہیں بڑھیں کہ ہر گوشے سے
ہزارہا ساحر حربہائے سحر ہاتھ میں لیے نکلے طلسم کشا سے لڑنے لگے لیکن حربہ ہائے سحر آتے ہین
آگے لوح کے کسیکا سحر تاثیر نہیں دکھاتا گویے اُلٹے پلٹے انھیں جادوگروں کے سینے پر پڑتے

توڑ کر پشت کو پار گذر ے ہزار ہا لاشہ گرا اگر رستم دیکھتے ہین کوئی لاشہ زمین پر نہین ہی پھر تلوار
چلی ہر چند کہ لاشہ کسیکا نہین لاگر رستم کو آگے نہین بڑھنے دیتے شغق ایک طائر کی شکل بنکر
ایک نخل پر بیٹھی پکار کر آواز دی ای شہریار کنیز نے کیا سمجھایا تھا رستم نے لوح کو دیکھا اسمین نوشتہ
پایا کہ ان ساحرون کو تلوار سے نہ قتل کرو لوح انکے سامنے چمکاؤ رستم نے لوح چمکائی ساحر بھاگنے
لگے نسترن لا کہ غل مچاتی ہی ارے نامردو طلسم کشا بڑھا آتا ہی وہ جو پہلوان بیٹھے تھے اور ساحر بھی
کئی تھے اُنہون نے کہا ارے بدبختو شعبدہ کب کام آئیگا یہ سنتے ہی وہ سب اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
بعض نے دستک دی بعض نے ماش کے دانے پھینکے کہ گوشہ باغ سے آواز آئی ای شہریار سبحان اللہ
اس جرأت پر کیون نہ نثار ہون اس بلوے مین لڑنا آپ ہی کا کام ہی رستم نے دیکھا ہمارا عیار
سمک یلدائی آتا ہی خنجر برہنہ ہاتھ مین ساحرون کو ہٹاتا ہوا قریب آیا کہا حضور کو لڑتے ہوے
عرصہ گذرا کلاہ پر کسقدر گرد پڑی ہی مجھے دیجیے مین جھاڑ دون رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کو
سر سے اُتارا جیسے ہی سمک کے ہاتھ مین کلاہ دی صورت تبدیل ہوگئی رستم نے کہا ارے تو کون
کہا منم گلنوش جادو یہی حکم تھا کہ کلاہ جا کر لیلے مین نے کلاہ آپ سے لیلی یہ کلاہ اب نہ ملیگی یہ کہکے
وہ ساحر بھاگا رستم منہ دیکھکر رہگئے نخل پر شغق خونخوار بشکل طائر بیٹھی تھی اُسنے جو طلسم کشا کو برہم
دیکھا پکار کر آواز دی ای شہریار کلاہ کھوئی یہ کہکے اپنے مقام سے تڑپی وہ ساحر ایک گوشے مین کھڑا
تھا برق بنکر اُسپر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من گلنوش جادو بود شغق نے
کلاہ اُٹھالی لا کر طلسم کشا کو پہنائی کہا ای شہریار لوح سے غافل نہو جیے دمبدم ملاحظہ فرمائیے
ابھی ہزارون بلائین ہین گلنوش کو مین مار کر کلاہ لائی مین دمبدم سامنے نہین آسکتی نسترن
دیکھ لیگی تو آفت برپا کریگی یہ کہکر شغق خونخوار غائب ہوئی جب گلنوش کے مرنے کی خبر بلند
ہوئی نسترن نے ساحرون سے کہا کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی کارساز ہی شغق خونخوار کو تلاش
کرو وہ ضرور ساتھ ہی یہ اُسی کے سحر ہین گلنوش کو کون مار سکتا تھا مگر ساحرون سے جو
ماش کے دانے پھینکے تھے اور دستکین دی تھین ایکطرف سے ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا
کئی ہزار نازنینان مہ جبین مرصع پوش آگے آئین سب کے ایک ماہ پارہ نہایت حسین و جمیل
یہ غزل عاشقانہ گاتی ہوئی چلی آتی ہے نظم

خالی نہیں فلک بھی جنون کے عذاب سے
پہنے ہی طوق دائرۂ آفتاب سے

چھائیں شراب نور کی آنکھون مین مستیان
پیتے ہین بادہ ہم قدح آفتاب سے

ای چرخ تیر آہ ہوا رخصت آشنا
سینہ چھپا رہے سپر آفتاب سے

رہتی نہین کسی کی ہمیشہ برہنگی
پائی زمین نے چادر نور آفتاب سے

دیو شب فراق نے کس کا لہو پیا
آتی ہی بوے خون قدح آفتاب سے

نظارہ ہائے حسن سے سینہ ہی داغ داغ
حاصل ہی آفتاب مجھے آفتاب سے

ابرو کتاب حسن مین باب ہے جو انتخاب
یہ بیت یاد کی ورق آفتاب سے

احسان نہ لونگا بعد فنا ناتوان وہ ہون
شرمائے گی نہ لاش کفن کے حجاب سے

ساقی نگاہ مست تری کام کر گئی
نکلی شراب شوق جگر کے کباب سے

آداب حسن مین مجھے لب بستگی رہی
نکلی نہ بات بھی دم پرسش حجاب سے

سینہ کیا شگاف رلایا انھین بھی خوب
دھوئین کدورتین جگر آب آب سے

قاتل ہمارے قتل مین تاخیر چاہیے
اسکے گلے مین گھونٹ نہ خنجر کے آب سے

تاثیر جذب شوق نہ بیکار جائیگی
مستی کو کھینچ لینگے حجاب شراب سے

ہان ای نسیم اپنی شفاعت کیواسطے
حاصل کرینگے خاک در بوتراب سے

سب نازنینان مہ جبین اسی پیشرو کے ساتھ آواز مین ملاکے گاتی ہوئی نمایان ہوئین رحم نے ان نازنینان مہ جبین کو دیکھا وہ نازنین پیشرو ناز و کرشمہ دکھاتی آتی ہی کبھی دوپٹہ ہٹا دیا اور کبھی پائچے چھوڑ دیے کبھی سنبھالے ایک نخل کے سایے مین شفق خاموش کھڑی تھی کنیز کی شکل بنی ہوئی اس نازنین نے جو شفق کو دیکھا آنکھ ملائی اور قہقہہ مار کر ہنسی کہا کیون خاموش ہو کس کا تصور ہی تمکو بی لسترن بلاتی ہین ای شفق بڑے افسوس کی بات ہی کہ تمنے طلسم کشا کو باغ مین لاکر پہونچا دیا بہتر یہ ہی کہ چل کر ملکہ لسترن سے خطا معاف کرا شفق ہوا خواہ نے جواب دیا کہ لسترن سے مجھے کیا واسطہ مین تو اطاعت طلسم کشا مین ہون اب بی لسترن اپنی جان بچائین شعبدے دکھائین اس نازنین نے کہا تو تمھین ساتھ چلنا ہوگا یہ کہکے منہ پر ہاتھ پھیرا شفق بصورت اصلی ہو گئی شل بدن کانپتی تھی چہرہ اداس

لیکن کچھ ایسا شعبدہ تھا کہ شفق خونخوار ایسی ساحرہ نے سر ہلایا اور کہا کہ ہاں میں تمھارے
ساتھ چلتی ہوں عذر کرنا میرا کام ہی آئندہ ملکہ لسترن کو اختیار ہی اب تو میں راہ پر آئی مسلمانون
سے ناحق بگڑی اُلجھائی نازنین نے کہا ہوا وہ ہنگامے گذر رہے کہ جسکے خیال سے کلیجہ تھرّاتا
ہی ایسی باتیں کر کے غول میں مل گئی ساتھ اُس نازنین کے شفق خونخوار بھی چلیں بشیر
تا زمین ماری ہوئی قریب طلسم کشا کے آئی جھک کر سلام کیا سر جھکا کر سامنے کھڑی ہوئی
کہا اے شہریار جنگ کا اختتام ہی یہ بات مشہور خاص و عام ہی کہ آپ جرأت میں یکتا طلسم
میں آپکے اوصاف ظاہری و باطنی کون بیان کر سکتا ہی خیال سے آپ کی جرأت کے
پہلوانون میں جرأت آتی ہی جب آپ فرنگستان گئے اور ممالک تسخیر کیے تھے آلاگرد فرنگی
مالاگرد فرنگی وغیرہ نے حلقۂ اطاعت کان میں ڈالا اور آپ کے ہمراہ ہوے آپ نے کس
دھوم سے اہتمام کیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جیسا لشکر لیکر آپ آئے ایسا لشکر کسیکو ممکن
نہیں ہوا تاجداران فرنگستان ساتھ تھے دختر آلاگرد کا کتخدا ہمراہ جس روز آپ نے تخت مرزوق
اُٹھا زمین فرنگستان تھرّاتی تھی ہر شجر و حجر سے آواز الامان آتی تھی آپ کے زور کا کیا کہنا جب
لندھور ایسے پہلوان کو مع فیل میمون اُٹھایا تو ہم لوگون کی کیا حقیقت ہی لسترن سرکار کی اطاعت
کریگی آپ کے ساتھ مقابلہ ہفت پیکر میں جائیگی ہفت پیکر اسی گھمنڈ پر خاموش بیٹھا ہی
کہ جب لشکر کشی کرونگا کس کی مجال ہی کہ میرا بار لشکر اٹھانے صحراے ہفت خوان واسطے
اُترنے لشکر کے آراستہ ہو رہا ہی حضور میرے ساتھ چلیں اُس نازنین نے کچھ ایسی باتیں
کہیں کہ رستم جناب ہو گئے بفصاحت جواب دیا کہ لسترن کو کوئی نامہ دار ممکن ہوا کہ تمکو پہلے
پیغام سلام کے بھیجا آؤ ہم تمھارے ساتھ چلیں گے جیسے ہی وہ نازنین قریب آئی چاہا
ہاتھ میں ہاتھ ڈالدون کہ عکس کلاہ ہفت گوشہ اُچھیرہ کا شعلہ چمکا کہ وہ صورت زیبا تبدیل
ہوئی رستم نے دیکھا کہ ایک عورت کبیرسن جھرّیان چہرے پر پڑی ہوئیں کالی صورت گویا کالی کی
مورت آنکھیں چھوٹی چھوٹی خالی ایک کرتی پہنے ہوے پیٹ بڑا ایسا صاف معلوم ہوتا ہی کہ غیری
آٹا گندھا ہوا اُبل رہا ہی چوٹا ٹوٹا ہوا کھاروے کا پائجامہ میلی چدر یہ صورت جو رستم نے
اُس نازنین کی دیکھی لاحول پڑھ کے ہاتھ چھوڑ دیا فرمایا ذرا اپنی صورت تو دیکھو وہ رعنائی زیبائی

کیا ہوئی شفق خونخوار کو رستم نے جو غول میں دیکھا کہ عورتون کے ساتھ گا رہی ہی پکار کر فرمایا ای
شفق تم ہمارے پاس آؤ ان مکارون مین کیون ملی ہو شفق نے شرما کے سر جھکا لیا رستم نے
لوح کو ملاحظہ کیا لکھا پایا کہ لوح کو سامنے اس نازنین کے چمکا دو پھر تماشا قدرت خدا کا دیکھو
رستم نے لوح جو اُسکے سامنے چمکائی وہ عورت جلنے لگی شفق خونخوار غول سے نکل کر قریب رستم آئی
کہا حضور اب دن تمام ہوا وقت جنگ نہین ہی بیرون باغ تشریف لیچلیے کئی دن مین یہ جنگ تمام ہوگی
رستم لوح چمکاتے ہوئے نکلے پشت پر سمک ملیدا آئی و شفق خونخوار نسترن کہتی ہی صاحبو طلسم کشا آیا اور
بخیر و عافیت سے باہر باغ کے جاتا ہی کسی ساحر کا حوصلہ نہ پڑا کہ آکے روکے رستم جیسے ہی دروازے
سے نکلے صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا وہی بارہ سو بہتّر زرین پوش
بارگاہ زرنقشی لیے ہوئے پہونچے بارگاہ سامنے باغ کے استادہ کی کہ قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کرتا
مردہ ہے نے آکر سلام کیا کہا حضور بارگاہ مین تشریف لیچلیے رستم شفق کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ مین
آئے مقام صدر پر بیٹھے شفق کرسی پر بیٹھی عرض کی ای شہریار یہ دربند آخر طلسم ہی اگر خدا نے فضل
کیا اور آپ نے نسترن کو مارا تو اس باغ کے بعد قصر عشرت ہی ہفت پیکر اپنے سرداروں کو نامے
لکھ رہا ہی مین حیران ہون کہ حضور کیونکر مقابلہ کرینگے اسقدر فوج ہوگی کہ چالیس منزل کے گرداگرد کا
صحرا ہی تمام صحرا فوج سے بھرا ہوگا جب مین ہفت پیکر پاس گئی تھی شتر سوارون کو جاتے دیکھا
صد ہا شتر سوار گیا ہی سرخ پوش جادو مینا کہ فوج درست کر رہا ہی افسران طلسم بڑے کروفر سے
آئینگے شفق خونخوار سب حال بیان کر رہی ہی کہ اندر سے باغ کے علمہای سیاہ نمایان ہوئے
علمدار علموں کو جلوہ دیتے ہوئے باہر آکر ٹھہرے ایک زنگی بصورت مہیب فیل مست پر سوار باغ سے
نکلا پشت پر کئی لاکھ زنگیان آدم خوار دو رکابے مرکبون پر سوار وہ فیل سوار باغ کو پشت پر لیکر اُڑا
لہلاتا ہوا بارگاہ مین آ پہنچا گیا مسند پر بیٹھ کر کہا کہ طلسم کشا کو سمجھانا ضرور ہی شاداب کہان ہی شکو
بلاؤ جاکر طلسم کشا کو سمجھا سے یہ کہکے ایک نامہ لکھا شاداب سے کہا کہ پہلے طلسم کشا کو سمجھانا اگر چلے
آوین تو اُنکے حق مین بہتر ہی ورنہ کھینچتا ہوا لانا خبردار تو نہ گھبرانا اگر کچھ مشکل پڑیگی تو مین خود آؤنگا
طلسم کشا کو بخوبی سمجھاؤنگا شاداب مردم در ایک گینڈے پر سوار ہوکے چلا جب لشکر مین
زرین پوشون کے آیا تو زرین پوش ہنستے تھے کہ یہ بیچارا کیا سمجھ کے آیا ہی چوبدار نے بڑھکر

رستم سے عرض کی کہ شاداب مردم در نامے پہلوان آتا ہے حضور ہوشیار رہین رستم نے کہا ہم
ہروقت ہوشیار ہین اُسکو نہ روکنا جس طرح آتا ہے آنے دو شاداب مردم در جلو خانے مین
آیا گینڈے سے اُترا سوارون کو اپنے بٹھایا آپ اندر آیا پکار کر آواز دی کہ سلام میرا اُسپر ہو کہ جو خداوند
ہفت پیکر کو برحق جانتا ہو رستم نے لاحول پڑھا شاداب جھومتا ہوا دنگل پر آکر بیٹھا نامہ رستم
کے ہاتھ مین دیا کہا یہ نامہ شہباز فیل سوار کا ہے اسکو سمجھ کے پڑھیے پھر مین زبانی عرض کرونگا
رستم نے پڑھا پہلے تعریف ہفت پیکر پھر صفت اُسکے پیغمبر کی جسکا نام عشرت خیز جادو ہے اُسکے بعد
لکھا تھا ای طلسم کشا تم سے بڑی بے ادبی ہوئی کہ خداوند نے ہر مقام پر تمھاری مدد کی اور تحفہ جات بھی
دلوائے لوح طلسم بھی دلوادی تم سے مرحلہ جات طلسم فتح کرائے اب غرور نکرو خدمت مین لشکر کی حاضر
ہو تم شہباز فیل سوار سپہ سالار قدرت اگر اسکو پڑھکر نہ مانا تو بہ ذلت گرفتار کرکے لیجاؤنگا آیندہ
آپکو اختیار ہے والسلام رستم نے کاغذ پھاڑ ڈالا فرمایا یہ پھٹا ہوا نامہ فیلسوار کو دکھانا کہنا جو تجھسے
ہو سکے قصور و کوتاہی نکر ہم بدون قتل ہفت پیکر واپس نہونگے خدائی اُس دروغگو کی مٹاینگے
شاداب نے بگڑ کر کہا ای طلسم کشا بڑا غضب کیا کہ نامہ سپہ سالار کا پھاڑا بارگاہ ملتے ہی تم کو بڑا
غرور ہوا یہ سب جوانان زرین پوش ایک نعرے مین بھاگین گے اور مین تمکو بھی لے چلونگا
یہ کہکے ہاتھ بڑھایا چاہا کمر مین ہاتھ ڈال دون رستم نے ہاتھ ہٹا دیا شاداب تیغہ کھینچکر اُٹھا خنجر دار
خنجر دار کے ہاتھ مارا طلسم کشا نے تھپکی دی کہ تلوار اُسکی ہٹ پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالا شاداب لپٹ گیا
کشتی ہونے لگی طلسم کشا شاداب کو لے دوڑے بارہ چودہ قدم پر لاکر رکھ دیا کہ دونون گھٹنے شاداب کے
آشنای زمین ہوے رستم نے کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ کیا پہلے ہی زور مین شاداب کو اُٹھایا زمین
پکڑائی دوسرے زور مین سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا ایک ٹھوکر ماری کہ گرد پڑی چارون شانے
چت ہوا رستم کود کر چھاتی پر آئے گندہ زانو سے دبا کر فرمایا شناخت پروردگار مین کیا کہتا ہے شاداب
نے دیکھکر آواز دی یا طلسم کشا ہفت پیکر تم پر مہربان ہین ہر مقام پر تمھاری مدد کرتے ہین مین اُنکی
برائی نہ کہونگا رستم کو انتہا کا غصہ تھا ایک ہاتھ ٹھوڑی پر ایک سر کے نیچے رکھا چرخ دیکر سر شاداب کا
کھینچ لیا ہمراہیان شاداب جلو خانے مین کھڑے تھے تلوارین کھینچکر قصد کیا کہ بارگاہ مین گھس جائین
جوانان زرین پوش نے للکارا او بے ادبو یہ بارگاہ طلسمی ہے اے طلسم کشا کی آہنی قدم نہ رکھنا

آخر تلوار چلنے لگی طلسم کشا نے جو ہنگامہ سُنا یہ وہ اُٹھکر باہر آئے منع کیا کہ کیون آپس مین
جنگ کرتے ہو اپنے افسر کا لاشہ اُٹھا لو جا کر دُشمن مغرور کو دکھاؤ دیکھو وہ کیا کہتا ہی یہ سرکشی
دکھا چکا اب اُسکے زور بازو سے جو بن پڑے وہ کرے ہمراہیان شاداب نے لاشہ اُٹھا لیا
روتے پیٹتے چلے شہباز فیلسوار دربار مین بیٹھا ہی کہ رونے کی آواز کان مین آئی ہرکارون نے
خبر دی کہ شاداب ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا شہباز نے زانو پر ہاتھ مارکے کہا آج کل بندہ
ہفت پیکر دیوانے ہوگئے ہین جو چاہتے ہین تقدیر کر دیتے ہین یہان تک تو کیا کہ طلسم ظاہر
سے بھاگے طلسم باطن مین آئے طلسم باطن بھی مٹا اب کل سر میدان طلسم کشا سے سمجھونگا
طبل جنگی بجوا دیا مگر واسطے شاداب کے ملول و حزین بیٹھا ہی کہتا ہی کہ آج میرا بازو ٹوٹ گیا وہ
پہلوان قتل ہوا کہ قدرت بھی ایسا صاحب طاقت دیدا کر سکین گے قصد کرینگے کہ کیا بابِ
ہیرا افسوس کرینگے مگر اب کیا ہوتا ہی شاداب جھگڑون سے دنیا کے چھوٹا بہشت مین پہونچا ہوگا
اُسکو تو چین ملا ہم بیکس و بےبس ہوے ای زمین گیر ہوشیار رہنا زمین گیر کا جو اُسنے نام لیا زمین
شق ہوئی ایک ساحرہ کالی بلا منھ کھولے ہوے زمین سے نکلی کہا ای شہباز کیا کرون صبح سے
سحر کرتے کرتے تھک گئی طلسم کشا کے پاس لوح ہی سحر اُس تک نہین جاتا کیا کرون مجبور ہوگئی
سحر کیے جو کبھی دیکھے تھے بیرا اٹھا باندھکر سامنے آتے ہین عذر کرتے ہین کہ ای زمین گیر ہم مجبور
ہین طلسم کشا کے پاس نہین جا سکتے اگر جاتے ہین تو بدن مین آگ لگتی ہی کلاہ ہفت گوشہ کا
عکس تیغ ہفت جوہر کی تراب زرہ ہفت جوش کی چمک سے آنکھین ہماری نابینا ہوتی ہین صبح کو
میدان مین بڑے زور دکھاؤنگی تو خود سمجھ لو یہ فیل سے جدا ہوکے لڑنا کیا تعجب ہی کہ طلسم کشا پر
غالب آنے مین شراب پیونگی یہ کہکے قرابہ اُٹھا لیا ایک سانس مین پی گئی خدمتگار سامنے کھڑا تھا
اُسنے عرض کی ای زمین گیر تیرا پیٹ ہی کہ تیلا شراب کا اگر خیمے مین چل تو ایسی شراب پلاؤن کہ نشہ ہو جا
زمین گیر یہ سنکر ساتھ خدمتگار کے دوسرے خیمے مین آئی خدمتگار نے جام کلان لبریز کیا کھائی سے
دیا بیہوشی کی ڈالی یہ جہتر سماک عیار تھی یہ خبر کو آیا تھا زمین گیر کو دیکھکر ارادہ ہوا کہ میرے آقا پر
صبح کو سحر کریگی مین اسکی گردن کیون نہ لون اسے زندہ چھوڑون جیسے ہی جام پلایا زمین گیر نے
ایک چٹخارہ لیکر کہا کہ ارے ظالم کیا شراب پلائی ہی آج مدت کے بعد مزا شراب کا ملا ہی جی چاہتا ہی

کہ ایسا ہی ایک جام اور پیون تو نے میرے دل کو بحال کر دیا مین سب طرح راضی ہون جو تو کہے وہ
قبول کرون خدمتگار نے دوسرا جام بھر کر کہا لو پیو وہ جام بھی پی گئی اب گھبرائی کہا ارے کوئی مجھکو
آسمان پر لیے جاتا ہی میرا دم گھبراتا ہی یہان شہباز نے مصاحبون سے کہا ارے زمین گیر کہان گئی
لوگون نے کہا خدمتگار کے ساتھ تخلیے مین گئی ہین شہباز اپنے مقام سے اوٹھا ٹہلتا ہوا قریب
خیمہ کے آیا آواز دی زمین گیر کیا کر رہی ہی سمک نے جو آواز شہباز کی سنی دوسرا اینچہ چاک
کر کے بھاگا زمین گیر شہد کے بجل زمین پر گری شہباز دھماکا سنکے اندر آیا دیکھا زمین گیر بیہوش پڑی
ہی خدمتگار ندارد زمین گیر کو ہوشیار کیا پوچھا کیون صاحب یہ کیا معرکہ تھا زمین گیر نے کہا ارے
بے غیرت مین اسی وجہ سے زمین مین رہتی ہون عیار طلسم کشا کا آیا میری فکر مین تھا مجھکو بیہوش کر کے
نکل گیا تو اپنے کو بچانا مین تو اب زمین مین رہونگی باہر نہ نکلونگی مگر تیری بارگاہ مین وہ عیار بشکل خدمتگار
موجود تھا میرے ساتھ فقرہ کر گیا مین سمجھی تھی خدمتگار ہی نگوڑے نے ایسی شراب پلائی کہ میرے کلیجے
مین آگ جل رہی ہی تو صبح کو میدان مین آئیگا مین زمین سے سحر کرونگی لیکن کیا مشکل ہی کہ طلسم کشا
کے پاس لوح طلسمی موجود ہی تحفہ جات موجود مین لیسے پر سحر کیونکر تاثیر کریگا یقین ہی شفق خونخوار جو
کہ زمین مین زمین گیر موجود ہی اگر طلسم کشا نے لوح چمکا دی تو میرا حال کھل جائیگا زمین مجھکو چھوڑ دیگی
اگر مجھ پر بن پڑے تو شفق کی کوئی تدبیر کر ورنہ حال معلوم ہو جائیگا شہباز کو سمجھا کر زمین گیر غرق زمین
ہوئی شہباز نکلا سمک نے جا کر رستم کو خبر دی کہ شہباز نے طبل جنگی بجوایا ہی کل صبح کو اسکا ارادہ ہی
سرکار سے مقابلہ کرے رستم نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ فیلسوار زرین پوش راہ مغرب کو طے کر کے چرخ زبرجدی
پر آ کر ٹہلنے لگا ادھر لشکر ہمراہی شعاع و ضیا نے اپنا دخل کیا شہباز فیلسوار فیل پر سوار ہوا لشکر کو
لیکر میدان کارزار کی طرف چلا ادھر سے رستم سوار ہوے مگر شفق خونخوار ہمراہ رکاب عرض کرتی
ہوئی آتی ہی کہ ای شہریار میدان کارزار مین جو حضور جائین تو لوح سے ہوشیار رہین دمبدم لوح کو
دیکھین یہ شہباز فیلسوار جو میدان مین آئیگا زمین گیر اسکی معشوقہ زمین سے آئیگی یہ فکر کریگی کہ
حضور کا زور گھٹے شہباز کا بڑھے جب حضور دیکھین کہ جسم مین تھرتھری پیدا ہوئی لوح کو سینے سے
اپنے مس کرین ہر چند کہ آپ پر سحر تاثیر نکریگا مگر زمین گیر بلاے روزگار ہی شاید اسکا کوئی شعبدہ چل جاے

اسلیے یہ عرض کرتی ہوں کہ حضور کو خیال رہے اگر حضور لوح چمکا دینگے کنیز حاضر خدمت ہوگی میں زمین گیر
سے مقابلہ کریگی آیندہ جیسا کچھ ہو مگر حضور ہوشیار رہیں لوح پر خیال رہے بجلی رستم کو شفق
خونخوار نے سمجھایا رستم میدان کارزار میں پہونچے دیکھا کہ شہباز فوجوں کو بھگا رہا ہے گھوڑے
عرصے میں فوجیں جمیں نقیبوں نے نقابت کی ترکیب کرکا کہکر ہٹے شہباز نے فیل بڑھایا میدان
کارزار میں آیا پکار کر آواز دی ای طلسم کشا تمنے شاداب کو مارا اب اسکے خون کا بدلہ لونگا میرے مقابلے
میں آئیے رستم نے مرکب بڑھایا مقابلے میں شہباز کے پہونچے تگاور زن ہوے لوح کا عکس جو پڑا
فیل شہباز چیخ مار کر پیچھے ہٹا چاہتا ہے شہباز کو پشت سے گرادوں مگر شہباز گجباس مارکے روک رہا ہے
مگر رستم جب مرکب چمکا کے سامنے آتے ہیں شہباز فیل کو ہٹا لیتا ہے شفق خونخوار بنگاہ غور دیکھ رہی
ہے کہ شہباز نے ایک نیزہ رستم کو مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا گھڑی
طعن میں رستم نے نیزہ شہباز کا نکالا شہباز نے قبضے پر ہاتھ ڈالا سواران زرین پوش رستم کی
تعریف کرتے جاتے ہیں ہر مرتبہ پکارتے ہیں کہ ای شہریار سبحان اللہ اس طلسم وسیع کی طلسم کشائی
آپکی ذات پر موقوف تھی ماشاءاللہ اس مغرور کا کس لطف سے نیزہ نکالا شہباز نے تیغہ کھینچ
خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے سپر کو گردش دی بارہ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شہباز پیٹھ
پڑا ہاتھی سے کودا کشتی ہونے لگی رستم گھوڑے سے کودے گھوڑا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہے میدان
سے بھاگوں شفق خونخوار نے پکار کر آواز دی ای شہریار وہی وقت ہے کہ لوح ملاحظہ فرمائیے
زمین گیر کے سحر کی تاثیر ظاہر ہوئی مرکب حضور کا چوکتا ہوا ہے ایسا نہو بھاگ جائے رستم نے فوراً
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ کلاہ ہفت گوشہ زمین پر دے مارو تب زمین گیر کو تکلیف پہونچیگی رستم
نے لڑتے لڑتے کلاہ ہفت گوشہ سر سے اُتاری زمین پر دے ماری جیسے ہی کلاہ ہفت گوشہ زمین
پر گری ایک دھماکا ہوا کہ زمین تھرا گئی زمین میں غار پڑ گیا زمین گیر نے سر نکالا شفق نے گولا مارا
زمین گیر جست کرکے زمین سے نکلی گولے کو ہاتھ میں تھام لیا پکار کر آواز دی او چھوکری
تجھ ایسیوں کی میں چوٹ کھاؤنگی یہ کہکے وہی گولا پھینک مارا وہ گولا قریب شفق کے آکر پھٹا دھواں
آنکھ میں لگا شفق لڑکھڑا کر گری زمین گیر بڑھی کہ سر کاٹ لوں رستم کا قلب کانپ گیا شہباز کو
دھکیل کر ہٹایا آپ جست کرکے قریب زمین گیر کے آئے زمین گیر جو تیغہ کھینچکر چلی تھی کہ شفق کا سر

کانون وہی نیمچہ رستم پر مارا رستم نے لوح سامنے کی چمک اُسکی آنکھون مین پہونچی لڑکھڑا کر زمین پر
گری ہاتھ پانون مارنے لگی شہباز جھپٹا کہ رستم کو روکون ایسا نہو زمین گیر کو ہلاک کرین رستم نے
تیغۂ ہفت جوہر کھینچا تیغۂ ہفت جوہر جو چمکا شہباز ڈر کر پیچھے ہٹا رستم نے وہی تیغہ زمین گیر
پر مارا زمین گیر کے دو ٹکڑے ہوے مرتا زمین گیر کا کہ اندھیرا ہو گیا شفق زمین سے اُٹھی کہا خبردار
ہوشیار رہیں دیکھیے شہباز آتا ہی شہباز نے قصد کیا کہ اس اندھیرے مین رستم پر وار کرون
تلوار جو اُسکی چمکی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا کہ شہباز منھ کے بل زمین پر آیا
رستم نے قبضہ سر پر مار دیا کہ شہباز کا سر پھٹا شہباز بھی برابر زمین گیر کے گرا دونون زن و
شوہر تڑپ تڑپ کے مرے ہمراہیان شہباز نے جو دیکھا کہ لاشۂ زمین گیر و شہباز پڑا ہی
لینا لینا کہکر دوڑ پڑے سواران زرین پوش جو کھڑے دیکھ رہے تھے یہ بھی دوڑ پڑے
آپس مین مل گئے زرین پوش آج خوب لڑے اور چند ہمراہیون نے جو قصد کیا اُنکو پکڑ
مانع ہوے کہ بھائیو ہم برحق طلسم کشا کا ہی ہم آج لڑینگے آپ لوگ رفیق قدیم ہین ہمکو حق ادا
کرنے دیجیے سماک نے پوچھا بھائیو تمھین کسنے روانہ کیا تم لوگ کیونکر آئے ایک زرین پوش نے
کہا بھائی جب بانیان طلسم نے اس طلسم کو بنایا تو حکماے اشراقیین نے کہ بانی اس طلسم کے
تھے یہ صلاح کی کہ جب طلسم کشا کہ نسل علی سے ہوگا اور فرزند صاحبقران ہوگا صاحبقران اُسکو
کہتے ہین کہ جو پردۂ قاف مین بھی جا کر لڑا ہو جہان لڑے فتح یاب ہو اُسکا فرزند بھی ویسا ہی ہو
جب وہ لڑتا بھڑتا یہان تک پہونچے تو اُسکے آرام کی یہ تدبیر ہی کہ بارگاہ زرلبفتی مین مقام کرکے
بارہ ہزار سواران زرین پوش مع کل سامان تزک ہمراہ رہین ہم لوگ مشتاق تھے کہ کب طلسم کشا
آئین کہ ہم لوگ خدمت مین بھیجے جائین اگرچہ ہم خوب جانتے ہین کہ اہل طلسم ہمارے دشمن ہین
لیکن ہمارا کیا کر سکتے ہین ہم طلسم کشا کے خیر خواہ ہین وہ فلک جلالت کے ماہ ہین سماک نے کہا
بھائیو خدا تمکو جزاے خیر دے ہم لوگ غریب الوطن ہین اپنا حال زبان سے نہین کہہ سکتے کیا کیا صعوبتین
اُٹھائین مشکل یہان تک پہونچے انشاءاللہ باغ نسترن سے نکل کر مقابلہ ہفت پیکر مین
پہونچینگے افسر زرین پوش نے جواب دیا کہ ہم وہان بھی ساتھ ہین تھوڑی دیر مین رستم نے لڑائی
کو فتح کیا کچھ فیلسوار بھاگ گئے کچھ گرفتار ہوے رستم بہ فتح و فیروزی چلے باغ شفق خونخوار مین آئے

شفق خونخوار نے جلسہ آراستہ کیا مہتر سمک بلداقی سامنے بیٹھا ہوا یہ اشعار گا رہا ہے نظم

چھوٹ کر دام سے گلزار میں ناشاد رہا
روز بلبل کو خیال رخ صیاد رہا

کیا کہوں ہجر میں دل پر جو گیا کیا گذری
رات بھر مشغلۂ نالہ و فریاد رہا

راست بازی سے گرفتار علائق نہ ہوا
سرو ساں میں چمن دہر میں آزاد رہا

جور بھی تو نے کیے وعدہ خلافی کے سوا
اک نیا روز ستم اور ستم ایجاد رہا

کاٹ ابرو کا کہاں تیغ صفاہانی میں
برق کے سامنے کیا جوہر فولاد رہا

لب معشوق ہوئے کب ترے تیر نظر
صورت تودہ مشابہ دل ناشاد رہا

زندگانی میں تو اغیار تلک تجھ سے بچے
پر لحد میں مرے ہمراہ نہ ہمزاد رہا

فصل گل ختم ہوئی آئی خزاں اے عنقا
اب نہ گلزار میں گلچیں ہے نہ صیاد رہا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے کہ احمر گلگون پوش وزیر زادی ملکہ شفق خونخوار کی آئی مگر گھبرائی ہوئی
سمک نے بہ محبت پوچھا کیوں ملکہ کیسا مزاج ہے احمر نے جواب دیا اے مہتر والا گوہر مجھکو گرفتار کر کے
پاس سرخ پوش کے لیگئے تھے سرخ پوش نے یہ کہکر رہا کیا کہ جس طرح بنے شفق کو سمجھا کر لاؤ میں
حیران ہوں کہ اب کیا کروں اگر باغ سے باہر نکلونگی تو پھر گرفتار ہو جاؤنگی ملکہ شفق کو دیکھتی ہوں
کہ محبت طلسم کشا میں چور ہیں میرے کہنے کو کب مانینگی سرخ پوش بر سر راہ ہے اگر اُسکو بدست
ہو کیا عجب ہے کہ راہ پر آئے ہر چند کہ اُس کو ہفت پیکر نے بڑے آرام سے رکھا ہے لیکن گھبرایا کر
شاید اُسنے کتاب تصنیف کردۂ ہفت پیکر دیکھ لی کہ اُسمیں صاف صاف لکھا ہے کہ کوئی رفیق ہفت پیکر
اب زندہ نہ بچیگا اسی وجہ سے وہ گھبرایا ہوا ہے شفق خونخوار نے یہ سُنکے کہا بوا چلو میں تمھارے ساتھ چلوں
باپ کو اپنے سمجھا کر لاؤں اگر وہ سمجھ جائیں تو بہت مناسب ہے اُنکے شریک ہونے سے بہت نفع ہوگا
یہ کہکے شفق اُٹھی ساتھ احمر کے چلی جیسے ہی دروازے پر باغ کے پہونچی چند زنگیوں نے گھیر لیا
شفق گھبرائی کہ کیا کروں احمر کو دیکھا کہ صورت تبدیل ہوگئی ایک زنگن سیاہ فام سی ہے شفق خونخوار
چاہتی ہے بھاگ کر اندر باغ کے جاؤں طلسم کشا کو اپنا حال سناؤں مگر وہ زنگن اِس طرح ہاتھ پکڑے ہے
کہ کسی طرح ہاتھ نہیں چھوڑتی قضاے کار مہتر سمک بلداقی کسی کام کو اٹھا تھا اُسنے دور سے دیکھ کر
دیکھا کہ ایک زنگن شفق کا ہاتھ پکڑے کھینچ رہی ہے اور شفق اپنی زندگی سے بیزار ہے کہیں لیے جاتی

کیون باہر آئی کہ جو اُس بلا مین پھنسی کہ دیکھا ایک طرف سے سرخ پوش جادو آتا ہی آتے ہی پکار کر
آواز دی ای شفق خونخوار ہمسے ایسی بیزار ہوئی کہ ہماری ملاقات کو نہ آئی ہم صحرا مین فردکش ہین
تین لاکھ ساحرون کے افسر ہین قدرت نے حکم دیا ہی جب بلائین تب آنا دیکھین کونسا زمانہ
طلب کا ہو تو لشکر کشی کا سامان کیا جاے ای نور نظر ہمارے ساتھ چلو ہمنے تمکو بلا بابرون کو
بھیجا یہ کہکے شفق کا ہاتھ پکڑ لیا زنگن سے کہا تو جا کر طلسم کشا کو لا زنگن نے کانپ کر کہا مین کیا
جس شخص کے ہاتھ سے ماری گئی مین اُس شخص کو لا سکتی ہون میری کیا مجال کرین اُنکے سامنے جاؤن
آپکی صاحبزادی نے خود سمجھا دیا ہی کہ دمبدم لوح ملاحظہ کرتے رہین اتنا طلسم توڑ چلے انکو ابھی کیا قدرت
کیا نہین ہی کہ میرا ارادہ بیجا مین اگر لوح دیکھ لین تو غضب ہو جائے سرخ پوش نے شفق سے کہا
ای نور نظر ہو سکتا ہی کہ طلسم کشا کو بلا کے لاؤ ہم تک پہونچاؤ کہ ہم انکو گرفتار کرین پاس خداوند کے
لیجلین شاید خداوند اس کشاکش سے نجات پائین اگر طلسم کشا کو گرفتار کر لین تو مشقت دور ہو
شفق نے گھبرا کر کہا ای باپ یہ مجھ سے امید نہ رکھ کہ مین طلسم کشا کی برائی چاہون مجھ سے نہ ہو سکیگی
سرخ پوش نے کہا ہم تمکو صحراے عشرت مین لیجلینگے وہان تباہ رہوگی کسی طرح سے نکل نہ سکوگی
شفق نے کہا تقدیر اپنی جو منظور خدا اگر ہماری تقدیر مین یہی تکلیف ہی اور موت قریب آ چکی ہے
تو کوئی صورت رہائی کی نہین سمک نے جب دیکھا کہ سرخ پوش شفق کو لیچلا تو پر دیوار بجا مد کے
باغ سے نکلا چند قدم آگے بڑھکے سر راہ سرخپوش کے ٹھہرا سرخ پوش شفق کو سمجھاتا ہوا آتا تھا
کہ کان مین آواز آئی دہائی ہی خداوند ہفت پیکر کی سرخ پوش اُس آواز پر آیا دیکھا ایک نازنین
حسین زخمدار زمین پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہی ناک سے خون بہ رہا ہی کان سے خون جاری گورا گورا چہرہ
قطرات خون سے سرخ ہو رہا ہی دوپٹہ زعفرانی اُس پر قطرات خون زمین پر پڑی لوٹ رہی ہی سرخ پوش
نے کہا ای نیک بخت یہ صحراے ہول خیز ہی تجھ ایسی حسین پر یہ مصیبت کون ایسا جلاد تھا جسنے یہ
حال کیا نازنین نے کہا میرا شوہر مجکو بیاہے لیے جاتا تھا قزاقون نے آکر گھیر لیا سب سے پہلے میرا شوہر
ہی بھاگا باپ بھائی سب بھاگ گئے مجھ بدنصیب کو یکہ و تنہا چھوڑا اُن قزاقون نے بہت مال لیا
جب نقد آبرو پر متوجہ ہوے تب مین نے بیقرار ہو کر خداوند ہفت پیکر کو پکارا قدرت تو نہین
تشریف لائے مگر ایک شیر کو حکم دیا کہ اُسنے سبکو بھگا دیا شیر دم ہلاتا ہوا جنگل مین چلا گیا مین درد سے

پڑی تڑپ رہی ہوں کون اُٹھاوے کون خبر کو آوے اب سرخ پوش حیران ہوا کہ ایسی معشوقہ خود بخود
جنگل میں ملے اور اصلی مطلب نہو یہ بھی بدنصیبی ہی ہے کیا کروں آخر سوچا کہ شفق کو رہا کروں وہ پھر
گرفتار ہو جائیگی مگر یہ مہ جبین نہ ہاتھ آئیگی آخر شفق کے منھ پر ہاتھ پھیرا کہا خدمت طلسم کشا میں جاؤ
پھر ہم بلا بھیجیں گے بے عذر چلی آنا دیر نہ لگانا شفق نے کہا میں جا قربان گئی کہکے پر پرواز پیدا کیے
اڑتی ہوئی چلی باغ میں پاس طلسم کشا کے پہونچی کل کیفیت بیان کی کہا حضور سرخ پوش کو ایک
نازنین نے تسخیر کیا ہی اوسی سے باتیں کر رہا ہی نہیں معلوم وہ کون ہی رستم نے کہا سماک نمبار سے
پیچھے گیا تھا شاید وہی ہو یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں وہان سرخ پوش نے اُس نازنین کو اٹھا
کہا میرے ساتھ چلو وہ مرتبہ دون کہ تمام عالم کو رشک ہو تمکو خاتون محل بناؤنگا نازنین لنگڑاتی
ہوئی اٹھی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کے گری کہا صاحب زخموں میں درد ہوتا ہی چلا نہیں جاتا
مجکو یہین پڑا رہنے دو کوئی شیر بھیڑیا آکر کھا جائے تو میں اس کشاکش سے نجات پاؤں سرخ پوش
نے کہا میرے کاندھے پر سوار ہو لو تھوڑی دور پر تین لاکھ ملازم اترے ہیں وہ لوگ دوڑ کر جا پہنچینگے
اور سواری کو لائینگے سوار کرکے لیچلونگا یہ کہکے بیٹھ گیا نازنین پشت پر سوار ہوئی بال بجائے باگ کے
پکڑ لیے تھوڑی دور جا کر حلقے کمند کے ڈال دیے نعرہ کیا منم سماک یلدار قی جھٹکا مارا کہ سرخ پوش
زمین پر گر گرتے گرتے حباب مار دیا بیہوش کرکے خنجر مارا اندھیرا ہو گیا صدائیں مہیب آنے لگیں
سماک سر لیکر بھاگا خدمت میں رستم کی آیا سر سرخ پوش کا حاضر کیا یہان صحرائے عشرت میں جو
تین لاکھ ساحر ٹھیرے اترے تھے انکی ترتیب میں مصروف تھے اون سب کے کان میں آواز آئی
کشتی مرا نام من سرخ پوش جادو بود سب سر پیٹتے ہوئے طرف آواز کے متوجہ ہوئے جنگل میں
آکر دیکھا لاشہ بے سر پڑا ہی لباس سے پہچانا آخر لاشہ اُٹھایا روتے پیٹتے قصر عشرت پر آئے
ہفت پیکر کو خبر ہوئی قصر سے نکل آیا دیکھا ایک لاشہ بے سر لیکر آئے ہیں پوچھا ارے اسکو کسنے مارا
کہا حضور یہ کہکے گئے تھے کہ شفق طلسم کشا کے پاس موجود ہی دھوکا [illegible] کہا نے دیتی ہرایا مقام پر
ہوشیار کرلی ہی میں جاکے اُسکو گرفتار کر لاؤں ہفت پیکر نے پلٹ کر کہا ارے عشرت خیز ذرا دریافت
تو کرو کہ سرخ پوش کو کس نے مارا عشرت خیز نے کہا حضور وہی عیار طلسم کشا کا [illegible]
ہی طائران سحر نے خبر دی تھی کہ شفق کو گرفتار کرنے گئے ہیں اسی جستجو میں مارے گئے وہ طلسم کشا کا

ایسی حفاظت کرتا ہی کہ کسی ساحر کا رنگ نہیں جمتا ساحر بہت سے گئے ہین لنترن کے نام کو جان دیتے ہین ایک ایک کا یہی قول ہی کہ اگر باغ لنترن فتح ہوا ہم لوگ کہان جائینگے وہ جو ساحر گئے ہین اُنکا حال قدرت کو معلوم ہوگا مین انتظام مین معروف ہون حکم کیا لاشہ ہکا بعینکہ سر جوش جادو کو یہ فوج سپرد کرو سر جوش اس فوج کو لیکر اُسی جنگل مین آیا اُسی قصر مین اُترا فوج کو ترتیب کیا کرتا ہی کئی سو جنگل اسی طرح کے ہین ساحر فوجون کو آراستہ کیا کرتے ہین باغ مین جب چار پہر رات گذری ستارۂ سحری چمکا شغق نے کہا اب حضور کو پھر تکلیف جانے ہوگی باغ لنترن مین چلیے یہ کہکے تخت پر سوار کیا شغق لے اُڑی دور سے وہی باغ دیکھا لنترن محفل مین بیٹھی ہی ناچ گانا ہو رہا ہی ایک گانے والی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہی۔

نظم

ترے ہاتھوں سے ناحق خون بہا ہی — یہی کشتوں کا قاتل خونبہا ہی
نہیں خال سیہ چہرے پہ اُسکے — یہ زنگی حافظِ قرآن ہوا ہی
کمر بھی تحفہ آفت کی ہی اک موج — جو اُسکی ناف گرداب بلا ہی
چمن سے آتی ہی بوے کباب آج — کسی بلبل کا آشیانہ دل جلا ہی
فراق یار مین دن رات تڑپین — یہی بس اپنی قسمت مین لکھا ہی
نمک ہی زخم دل پر خندۂ یار — عجب لذت ہی اور طرفہ مزا ہی
کرون کیا وصف زلف و عارض یار — وہ ہی واللیل یہ شمس الضحیٰ ہی
یہ دور آسمان دنیا مین تا زیست — دل دانا کو سنگ آسیا ہی
رخ و زلف صنم کو پھر بھی دیکھین — دعا اپنی یہی صبح و مسا ہی
کہین ہاتھ آئے خاک کوے جانان — وہی رعنا کے حق مین کیمیا ہی

شغق نے تخت رستم ایک چمن مین اُتارا لنترن نے دیکھا کہ ایک چمن مین شعلہ اُترا پکار کے آواز دی ای ساکنان باغ موت تم سب کی باغ مین آگئی شاید خداوند لقا پر مسقول کرین طلسم کشا کو گھیر لو اپنے خیمہ سے دکھاؤ مین بھی تدبیر کرتی ہون کیا عجب ہی کہ آج طلسم کشا کو گرفتار کرلون ہر درخت سے طائر ہزارون پیدا ہوے طلسم کشا کے سامنے آکر گرے غلطکین بار کرکے ساحر بنے سحر کرنے لگے ستم ہر چند چاہتے ہین کہ اپنے کو اس بلوے سے بچا لون مگر بلوہ

بڑھتا جاتا ہی ہر مرتبہ قریب آنے مین کہ طلسم کشا کو پکڑ لین یہان تیغ ہفت جوہر کھینچا ہوا لوح جگا کے
سپر بائین ہاتھ مین شفق خونخوار گرے ہاتی ہی کہ ایک طرف سے صندل جادوگنی لاکہ ساحرون
کو ساتھ لیے ہوسے مع کنیزون کے آئی جاتی ہی کہ شفق کو گرفتار کرلون لیکن شفق خونخوار سینہ سپر کیے
ہی جب گولہ مارا دس پانچ کو گرا دیا ایک مقام پر صندل نے زمین مین پانون مارے غرق زمین ہو گئی
جیسے ہی یہ غائب ہوئی شفق نے بڑھکر عرض کی حضور لوح ملاحظہ کرین انکے حربون سے حضور بڑے دہن
کسیکا حربہ آپکے جسم تک نہین آسکتا رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ جب زمین سے
دھوان نکلے لوح کو زمین پر دے مارو رستم منتظر رہے جیسے ہی زمین سے دھوان نکلا رستم نے
لوح کو زمین پر پھینکا صندل جادو جو زمین مین تھی کسی نے اُسکو اوچھال دیا سامنے طلسم کشا کے
گری طلسم کشا نے تیغ ہفت جوہر مار دیا صندل کا ٹکڑا اور درد سر بڑھا کہ صدائین مہیب آئین
شفق کے کان مین آواز آئی کہ ای شفق نخل اسرار تمہارا مشتاق ہی شفق خونخوار نام نخل اسرار
سنکر دوڑی دیکھا کنج باغ مین ایک نخل ہرا بھرا کئی سو طائر بیٹھے ہین منقارین بند پر ڈالے
ہوسے شفق کو جو طائرون نے دیکھا پر سنبھالے منقارین کھولین زمزمہ سرائی مین مصروف ہوے
اور نخل پر سے اُڑے گرد شفق چرخ مارنے لگے صدائے ہیہات دیتے تھے شفق خونخوار مبہوت
ہوکر قریب نخل کے آئی شاخ نخل پر ہاتھ ڈالا سب شاخون نے ہاتھ بڑھائے شفق کو آغوش مین
لیلیا شفق اُس نخل مین غائب ہوئی شفق کے غائب ہوتے ہی وہ طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے
گرد طلسم کشا چرخ مارنے لگے چرخ مارکر طائر غائب ہوے ایک دھماکا ہوا نخل شق ہوا شفق پیدا
ہوئی قریب رستم آئی کہا ای شہریار مین نے بڑے صدمے اُٹھائے امیدوار ہون ذرا لوح
مجھکو دیجیے رستم شفق کو دوست جانتے ہین لوح کو فوراً گلے سے اُتارا چاہا کہ دے دون مگر
حرفون پر نگاہ جو پڑی نوشتہ پایا کہ شفق خونخوار نہین ہی صندل کی بہن اخگر جادو ہی لوح اُسکے
جسم سے مس کرو یہ مرے تو شفق رہا ہو رستم نے لوح اُتار کر کہا ای شفق لو شفق نے ہاتھ بڑھایا
رستم نے لوح کو اُسکے جسم سے لگا دیا شفق نقلی ہاے کرکے گری زمین پر گرکے تڑپنے لگی نخل پھٹا
ہاتے ہوسے مین شفق اصلی نمایان ہوئی پکاری ہوئی ای شہریار آپنے بڑا کام کیا کیونکہ مین نے بڑا دھوکا کھایا
اب دن کم باقی ہی جنگ کرتے ہوے باغ سے نکلے رستم تیغ ہفت جوہر چمکاتے ہوے چلے ازین

سر پیٹ رہی ہو کہ صاحب طلسم کشا جاتا ہی پڑھکر اسکو رد کو آج بھی دو مصاحبین قتل ہوئین
صندل سے نے کیا کام کیا ونغر کا شعبدہ کامل چلا لیکن طلسم کشا آگاہ ہوگیا کس خبث سے اخگر
قتل ہوئی کہ افسوس رنگیا لا کہ چیختی ہی ساحر گرد کھڑے ہین مگر کوئی نہین پڑھتا آخر طلسم کشا لڑتے
بھڑتے در باغ سے باہر آئے کہ نقارے پر چوب پڑی جوانان زرین پوش بارگاہ زر لفتی لیے ہوے
موجود ہوے بارگاہ استادہ کی چوبدار نے آکر عرض کی کہ حضور شب قریب ہی بارگاہ مین تشریف
لیچلیے رستم مع شفق بارگاہ مین آئے مقام صدر پر بیٹھے کہ چوبدار حاضر ہوا عرض کی ای شہریار
ہنگام وحشی ایک دیوانہ مزاج جا بلون کے سرکا آج پرلے مقابلہ حضور آیا ہو دروازے پر حاضر ہو
پیغام دیتا ہو کہ مین حضور سے مقابلہ کرونگا اسکو کیا جواب دیا جائے طلسم کشا نے فرمایا مرد ہے
صاحب جاکر اس وحشی سے کہو جس طرح تجھکو منظور ہو ہم موجود ہین جس طور پر تیرے مزاج مین
آئے وہ تدبیر کر مرد ہے نے جاکر وحشی کو جواب دیا وحشی جھومتا ہوا در باغ لسترن پر آیا پکار کر
آواز دی ہی بناہ باغ لسترن مین بحکم خداوند آیا ہون کل طلسم کشا کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا
امیدوار ہون کہ سامان جنگ وجدل مرحمت ہو اندر سے باغ کے کئی ہزار جوان جنگی علمہا
سیاہ ہاتھون مین لیے ہوے نکلے پھریرون پر ان علمون کے تعریف ہفت پیکر مرقوم آمد
فوج کی دھوم وحشی کو آکر سب نے گھیر لیا ہنگام وحشی نے کہا تم مین سے ایک شخص بصد
پیش ملکہ لسترن کی جانے اور عرض کرے کہ غلام کی کیا قدردانی فرمائی کہ طلسم کشا تو بارگاہ زرنگی
مین اترے اور میرے لیے خیمہ بھی نہ کوئی بارگاہ وغیرہ روانہ فرمایئے انھین مین سے ایک نے
جاکر لسترن سے کہا لسترن نے کہا وحشی دیوانہ مزاج طلسم کشا جری بہادر صف شکن سب طرح
لوگون سے مقابلہ کرچکا ہی مگر بارگاہ نیلوفری لیجاؤ چند شتر دن بعد ایک بارگاہ لدی ہوئی پہلوے
باغ سے پیدا ہوئی ملازم اسکو لیکر پاس ہنگام وحشی کے آئے بارگاہ استادہ ہوئی وحشی بارگاہ
نیلوفری مین جاکر بیٹھا ملازمون نے چہار طرف سے اسکو گھیر لیا بارگاہ کو آراستہ کیا گلابیان
شراب کی کشتیان کباب کی چن دین آئینے قد آدم لگائے ایک آئینے پر جو وحشی کی نگاہ پڑی
چیخین مار کر رونے لگا سب نے پوچھا کیون ای افسر کیا ہی کہا میرے بھائی کو کسنے قید کیا ہی مین
کسی سے باپ کی کار کہتا ہون یہ کہکے چوبدست لیکر اٹھا آئینے پر چوبدست ماری آئینہ چھن سے ٹوٹا

سب آئینے وحشی نے توڑ ڈالے کہا ان سبکو باہر پھینکدو بھائی کو مین نے قید سے چھڑایا گھر
بیٹھا ہوگا مگر ہاتھ پاؤن اُسکے ٹوٹے سب بجا درست کر رہے ہین ہر ایک کو خوف ہی کہ ہمکو جو بدست
نہ مار دے دیوانہ برہم بیٹھا ہی ایک مصاحب نے عرض کی شراب نوش فرمایئے یا ت جنگلی کی سکو مالکا
او نا منعف بھائی تو بڑا مصیبت مین ہوا اور مین شب یون طبل جنگی بجواؤ صبح کو سر میدان طلسم کشا
سے سمجھونگا سارا بدن نوچ کے پھینکدونگا بوٹیان کاٹ کے کھا جاونگا اُسیوقت طبل جنگی پر چوٹ پڑی
طلسم کشا بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے پرچہ عرض کی وحشی عجب حرکتین کر رہا ہی جو پاس بیٹھے
ہین وہ ماجرا ہو رہے ہین خوف سے کانپ رہے ہین مگر وحشی جھوم رہا ہی زنجیرین ہلا رہا ہی بڑے غصے
مین بیٹھا ہی انتہا کا لاف و گزاف کر رہا ہی بقہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ سرکار سے
مقابلہ کرے باقی خیر و عافیت ہی طلسم کشا نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے
دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے اور تیاریان ہونے لگین رات گذر کر جب دیوانۂ زرین پوش
جو بدست شعلۂ ہاتھ مین پکڑ زنجیر ضیا ہلاتا ہوا میدان چرخ زر جاری مین آیا دونون لشکر میدان مین
آئے فوجین جمین نقیبون نے نقابت کی گردکیت گرد کا کہکر ہٹے تھے کہ دیوانہ زنجیر ہلاتا ہوا میدان
مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا بہتر یہ ہی کہ تم میدان سے پلٹ جاؤ خداوند تم سے بہت ناراض
ہین یا میرے مقابلے مین آؤ طلسم کشا نے مرکب صعنت سے نکالا مقابلے مین وحشی کے پہونچے وحشی
نے جمال ہمثال دیکھ جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہتا تھا ای آفتاب سرخ اگر میری اطاعت
کرو تو تمکو بادشاہ ہفت اقلیم کرون رستم نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی تیری صورت کا جوان میرے لشکر
مین موجود ہی جب اُسکو دیکھیگا بخوبی جان جائیگا حربہ کر دیوانے نے کہا مجھکو افسوس آتا ہی ایسا نہو کہ
میری ضرب سے تمکو ضرر ہو رستم نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے حربہ کیجیے یہ کہکر رستم گھوڑے سے
کودے ملکا دینے ہو سطرف دیوانے کے چلے دیوانے نے جو بدست لگائی رستم نے سپر اپر لگا کر خالی دی
جو بدست زمین پر آ کر پڑی کہ پانی نکل آیا ہائے آفتاب سرخ کہکر دیوانہ رونے لگا کہتا تھا میرا آفتاب
سرخ مارا گیا خاک مین ملا رستم نے پہلو سے نعرہ کیا اری تو نے کسے مارا مین تیرا حریف موجود ہون
دیوانے نے جو رستم کو قریب پایا جو بدست پھینک کر جنگل مارا کہ زرہ مع پوست نوچ لیگیا رستم کے
جسم سے خون نکلنے لگا جھلا کر گردن پر ہاتھ رکھ کے ایسا گھونسا مارا کہ سرہنگام وحشی کا زمین سے مل گیا

دیوانے نے جھولکر دوسرا اُٹھایا شانے پر رستم کے ایک چلت ماری بوٹی منھ مین لیگیا رستم نے
ایک طمانچہ مارا کہ بوٹی منھ سے نکل پڑی دیوانے کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا کانپنے لگا جب منھ
کھولتا ہی رستم ہاتھ اُٹھاتے ہین تو وحشی ہاتھ جوڑتا ہی کہ اب نہ کاٹونگا رستم ہاتھ ہٹا لیتے ہین اسطرح
دیوانہ دو پہر ڈھلا پہر دن رہے رستم اُسکو ذلیل کرتے دوڑے چند قدم پر لا کر پکارا وحشی کے دونون گھٹنے
آشنا بہ زمین ہوے چاہا لنگر قائم کرے رستم نے دونون ہاتھ ستون کے کمر مین ہاتھ ڈالکے زور
کیا تیسرے زور مین سر سے بلند کر لے گئے داہنا قدم آگے بایان قدم پیچھے کر کے چرخ دیا کہ دیوانہ
غل مچانے لگا عرض کی آقاے نامدار مین آپ کا عاشق ہون سر سے بلند کر کے زمین ذلت پر نہ
گرائیے رستم نے ہاتھ سے رکھدیا دیوانہ زمین پر کھڑا ہانپ رہا ہی از سرتا پا رستم کو دیکھ رہا ہی
جی مین کہتا ہی کہ اس چھوٹے سے آدمی نے مجھکو کیونکر اُٹھایا معلوم یہ ہوتا ہی مین خود ہی بلند ہوا خفت
دلمین آئی پھر لپٹ پڑا رستم نے اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے خنجر گلے پر رکھا دیوانہ دست بستہ
کہنے لگا کہ آقا اب مین زیر ہوا رستم وحشی کو ساتھ لیکے چلے ساتھ والے بھاگ کر باغ مین آئے
شفق نے بڑھکر عرض کی اے شہریار آج کا دن تو ضائع ہوا لشترق عجب طریقے سے دن کاٹ رہی
ہی ایک ہفتہ اُسکے ایام نحس مین اور باقی ہی اگر اُسنے ہفتہ کاٹ لیا تو پھر قتل نہوگی لڑ بھڑ کر
نکل جائیگی آج شب کو باغ مین داخل کیجیے اور غفلت مین اُسکے پاس پہونچے سماک نے عرض کی
مین صحبت مین جاتا ہون جاکر ہنگامہ ڈالدونگا شفق نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین سماک بلدار کی
صورت اپنی بدل کے در باغ پر آیا ایک کنیز کی شکل بنکے اندر باغ کے پہونچا لشترق باغ مین مسند پر
بیٹھی ہی اور ایک گائن خوش آواز بعد کرشمہ و ناز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی۔ نظم

ننگ ہی حسرت گلزار مین حال بلبل | دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل
مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو اے گلچین | مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل
شاخ گل ہاتھ لگیگی تو تراشونگا قلم | آج لکھنی ہی مجھے صورت حال بلبل
فصل گل آئی ہی کیا پھولی ہوئی بیٹھی ہی کر | دیکھنا دبدبہ و جاہ و جلال بلبل
داخل طبقات عشاق ہی چہرہ اُس کا | لکھے ہین دفتر گل مین خط و خال بلبل
کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین | چھوٹ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل

باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزاں	آ گئے آ گئے ایام زوال بلبل
عشق کیا چیز ہے معشوق کسے کہتے ہیں	نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

سماک عیار ابھی پانچے سنبھالتا ہوا سامنے نسترن کے ہنستا ہوا آیا کہا واری آج ایک نیا سامان ہوا نسترن نے کہا اے نرگس کیا ہوا سماک نے دست بستہ عرض کی لونڈی چمن میں کھڑی تھی کہ گل کھلکھلا کر ہنسے ایک پھول نے ہنسکر آواز دی کہ اے نرگس جیسے آنکھ تو نے کھولی سر اٹھایا پھول نے آواز دی اے نرگس قدرت نے فرمایا ہے کہ علم موسیقی میں کمال تمکو دیا ہے اب تم نسترن کے سامنے جا کر گاؤ میں حاضر ہوئی ہوں میرا امتحان تو لیجیے نسترن نے کہا ہاں گاؤ سماک نے اسی وقت بایان چھیڑ کر یہ اشعار شروع کیے نظم

جو کہ مسکن ہیں کسی کو دل میں جا دیتے نہیں	زخم باطن تنگ ظاہر کی ہوا دیتے نہیں
ساتھ اپنا دہ تون کے آشنا دیتے نہیں	کیا کہا تم نے کہ نالے بھی صدا دیتے نہیں
یہ وہی لب ہیں جو تھے شب کو نصیب دشمنان	آپ کے بوسے بھی ہمکو اب مزا دیتے نہیں
واہ ری مطلب شناسی منہ کے چھپکے ہو رہے	عرض مطلب میں جواب مدعا دیتے نہیں
آپ کے اشفاق اپنی عز میں معلوم ہیں	ہمکو پہلو میں بٹھا کر کب اٹھا دیتے نہیں

اس رنگ میں سماک نے یہ غزل گائی کہ نسترن بیتاب ہو گئی کہا نرگس ذرا آنکھ تو ملاؤ جیسے ہی سماک نے آنکھ اٹھائی نسترن نے جو نگاہ ڈالی رنگ روغن عیاری اڑ گیا صورت اصلی نکل آئی نسترن نے کہا اسے لینا کنیز لپٹ گئی سماک نے خنجر مارا خنجر اچٹ گیا خنجر نے اپنا کام کیا کنیزوں نے سماک کو پکڑ لیا کھینچتی ہوئیں سامنے نسترن کے لائیں نسترن نے کہا کیوں نگوڑے موے میرے سامنے عیاری کرنے آیا تھا اسکو جلد قتل کرو کنیزوں نے لاکر زیر تیغ بٹھایا اور خنجر لیکر کھڑی ہوئیں شلنگا میں لگانے لگیں کہ آسمان سے اژدہا ہوا منہ استم چلتی تخت سے اور کے قریب نسترن کے اڑتے ہوئے پہونچے پہلے کنیزوں کو قتل کیا اڑتے ہوئے سامنے نسترن کے پہونچے نسترن نے کئی گولے مارے مگر ستم پر کسی گولے نے تاثیر نہ کی آخر آگ برسائی [illegible] شفق خونخوار سحر کر رہی ہے کئی گولے نسترن پہ مارے نسترن سحر کو شفق کے کیا تی [illegible] ہنس پڑی [illegible] کے کر [illegible] مسکرا رہی ہے [illegible] سے سحر ستائی ہے نسترن نے دیکھا کہ طلسم [illegible] مجھ میں

لڑ رہا ہی دس پانچ کنیزیں بیچ میں ہیں انکو قتل کر کے مجھ تک پہونچیگا ہی نسترن جان بچاؤ اپنا یہ چنگی خاک
کی اُٹھا کر اپنے سر پر ڈالی جھپٹ کر رستم کے سامنے آئی تیغہ مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر چمکایا ڈھال
ہفت گوشہ کا عکس ڈالا مگر شفق پکار رہی ہی کہ اے شہریار نسترن نکل گئی اب کدہر کا وہر پیکار ہی مگر رستم
نے ہاتھ مارا نسترن نے سر آگے کر دیا پہر سحر بھی اُٹھائی مگر تیغ جھک کر جگر اسپر کو کاٹ کر سر اسکے گلے جبڑے کی
کام نسترن کے برابر دو ٹکڑے ہوے کنیزیں سب بھاگیں رستم سمجھے کہ لڑائی فتح کر لی سواران میں
اندر باغ کے گھس آنے عرض کی اے شہریار بانیان طلسم نے رات کی جنگ آپ کے واسطے مقرر کی
ہی رستم ساتھ سواروں کے چلے سب تو خوش ہیں مگر شفق سر جھکائے ہوے کچھ جواب نہیں دیتی
رستم نے پوچھا کیوں شفق پروردگار نے فضل اپنا شریک حال کیا کہ نسترن ایسی ساحرہ قتل
ہوئی شفق نے کہا حضور وہ نکل گئی بڑے غضب کی ساحرہ ہی جب آپ لڑنے لگے وہ سمجھی کہ
آج قتل ہو جاؤنگی اُسنے اپنی ایک ہمشبیہ کو سامنے کیا آپ نکل گئی دیکھیے اب ظہور ہوگا بارگاہ
زرنفتی میں تشریف لیچلیے کنیز کو بڑا قلق ہی کہ میں نے اپنے کو عین وقت پر پہونچایا سماک قتل ہوتا تھا
سماک کو تو آپنے البتہ بچایا سماک نے عیاری کی تھی مگر رنگ روغن چہرے کا اُڑ گیا آخر گرفتار رہا
اُسنے چاہا کہ اسی وقت قتل کرے میں نے حضور کو پہونچایا اگر حضور صاحب لوح نہوتے تو گرفتار کر لیتی
مگر لوح سے کسی کا زور نہیں چلتا ہفت پیکر یہی تدبیریں کر رہا ہی کہ لوح و تحفہ جات قبضے سے طلسم کشا
کے نکال لو اب دیکھیے نسترن کس دھوم سے آتی ہی وہ قلیل رات انہیں باتوں میں گذری سپیدۂ سحر
آسمان پر چمکا پردے بارگاہ کے اُٹھے رستم نے نماز صبح سے فراغت حاصل کی ہی کہ وحشی سامنے شل پا ہی
زنجیریں ہلا رہا ہی غل مچا رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان شیر پر سوار پشت پر سات
لاکھ فوج دو رکابے مرکب زریں لباس بصد عظم و شان سب گھوڑے جھکائے ہوے چلے آتے ہیں آگے
جو سب کا افسر ہی شیر پر سوار ابروے خمدار پر بل پڑا ہوا شیر کو اُڑاتا ہوا مقابل رستم میں پہونچا
اور پکار کر آواز دی اے رستم بس سرکشی موقوف کرو سامنے سے ہمارے لشکر کو ہٹاؤ کن جوانان
زریں پوش پر غرور نکرو ابھی بارگاہ زرنفتی لوٹ لونگا دیوانہ جو کھڑا تھا بہمن شیر سوار کا اوف
گزاف سنکر چوب دست ہلاتا ہوا بڑھا آواز دی او خرد مند سے آقاے نامدار سے آنکھ ملاتا ہی بھلا
جس شہریار کا رفیق ہو اُس سے کون بات کر سکتا ہی میں آتا ہوں تجھکو سزا دیتا ہوں رستم نے

آواز دی

آواز دی اے دیوانے کہاں جاتا ہے دیوانہ کب مانتا ہے چوبدست ہلاتا ہوا جا پڑا خبردار خبردار کہکر
چوبدست لگائی بہمن شیر سے کودا چوبدست کے تلے پر ہاتھ ڈالدیا دیوانے نے جو دیکھا کہ چوبدست
ہاتھ سے نکل جائیگی خود چوبدست چھوڑ دی بہمن پر ایک چنگل مارا کہ زرہ و پوست جسم نوچ لیگیا
بہمن کے جسم سے خون کے پرنالے بہنے لگے بہمن جھلا کے لپٹ پڑا دیوانے نے چٹکی ماری شانے
کے گوشت کا لوتھڑا کاٹ کر کھا گیا بہمن شیر سوار اور دیوانے کے آپس میں کشتی ہونے لگی رستم بہ نگاہ
غور دیکھ رہے ہیں کہ بہمن ہر مقام پر زیادتی کرتا ہے ایک مقام پر دیوانہ بہمن کو لے دوڑا پانچ سات
قدم پر لا کر پٹک مارا دونوں گھٹنے بہمن کے آشنائے زمین ہوئے دیوانے نے کمر میں ہاتھ ڈال کے زور
کیا لنگر بہمن کا نہ اٹھا تھک کے ہاتھ دیوانے نے ہٹا لیا بہمن بل کر کے اٹھا دیوانے کو بغل کر
لے دوڑا دس بارہ قدم پر لا کر پٹک مارا کہ دونوں گھٹنے دیوانے کے آشنائے زمین ہوئے بہمن نے کمر میں
ہاتھ ڈال کے زور کیا دیوانے کو اٹھا لیا اکھیڑ کر مار مشکیں باندھ کر دیوانے کو لیگیا لا کر قید کیا کہا
صاحبو اس رفیق پر طلسم کشا کو بڑا ناز تھا میں نے اسکو زیر کیا اب طلسم کشا کو بھی زیر کرونگا یہ کہکے حکم
دیا طبل جنگی بجے طبل جنگی بجا خبر رستم کو پہونچی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں
ہونے لگیں چار پہر رات اسی ہنگامے میں گذری وہ وقت آیا کہ شاہ خاوری نے سپر زرین آفتاب
کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاع کو ہاتھ میں لیا تیغ ضیا کو حمائل کر کے توسن فلک پر سوار ہوا
دونوں لشکر میدان میں آئے صفوف جدال و قتال آراستہ و پیراستہ ہوئیں بہمن دیوانے کو
زیر کر کے بہت بلبلایا ہے جیسے ہی نقیب نقابت کر کے ہٹے بہمن نے شیر کو بڑھایا اسلحے زری کی کھائی اور
خوب غرق عرق ہوا دونوں نتھنوں سے یوں پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائیں برستی ہیں پکار کر آواز دی
اے طلسم کشا میرے مقابلے میں آؤ تمھارے رفیق کو تو زیر کر کے لیگیا رات بھر دیوانے نے غل مچایا
زنجیریں ہلا رہا ہے تم کو بھی اسی کے پاس پہونچاؤں قید کروں یہ سنکر رستم نے مرکب صف سے نکالا
جوانان زرین پوش نے علموں کو جلوہ دیا جب رستم سامنے بہمن کے پہونچے مشہور ہے کہ مرکب
بوے شیر سے بھاگتا ہے ڈر کر شیر نے دھڑکا مارا مرکب رستم بد لگامی کرنے لگا رستم کو بہت ناگوار
ہوا رانوں میں رکھ کے مسلا مرکب اشتر آلا کبود سا پسلیاں جو اسکی کڑکیں مجبور ہو کے شیر کے
منھ کے سامنے کھڑا ہوا بہمن نے کہا اے رستم حقیقت میں تم اپنے زمانے کے رستم ہو جن پہلوانوں کو

تم نے مارا اور زیر کیا اُسنے کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا مگر مین ہوے طلسم ہفت پیکر کہلاتا ہون قہر
خداوندی میرا لقب ہی دیکھا تمنے کہ تمھارے رفیق کو کیونکر زیر کیا ایک جوان وحشی کا اُسنے میری
بوٹیان کاٹ ڈالین مگر مین نے ضبط کیا مجھ سے مقابلہ کرو پلٹ جاؤ رستم نے کہا ای بہمن ہم تمھارے
خداوند کے مقابلے مین جاتے ہین ہم لوگون نے تمھارے خداوند کو بھگایا پھر اُنکے قہر سے کیا خوف ہی
جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا حربہ کرو کہ تمھاری جرأت دیکھین جو پہلوان مقابلے مین آئے تمسے یا
بلبلانے لگے مگر اُنکو بھی زیر کیا تمھارے خداوند پر لعنت کرتے ہین سکار جعلساز شعبدہ باز ان لفظون پر بہمن
بہت جھلایا نیزہ مارا رستم نے نیزہ کو نیزے کی سنان پر لیا پھر کامل نیزہ چلا لوح کو بھی جنبش ہی رستم
دیکھتے جاتے ہین کہ کیسی مقام پر کمی نہین کرتا جو بند باندھا اُسنے کھولا آخر رستم نے گھوڑے کو اُڑایا
ہاتھ کو گردش دیکر بند صاحبقرانی باندھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا سواران دین
نے کلاہین اچھالین آواز دی ای طلسم کشا سبحان اللہ کس لطف سے نیزہ نکالا بہمن شل ہو کے
گرد گرما کہا رستم تمنے غضب کیا کہ دو دو پلک لشکر دیکھ رہے ہین تمنے نیزہ میرا ہوائی کیا لیکن
نیزہ بازی کھیل ہی مردان عالم کا اب تیغ بے دریغ سے کام لیتا ہون جسکا وار کبھی نہین رکا نہ رک
سکیگا دیکھون کونسا فن صرف کرتے ہو رستم نے کہا وہ حافظ حقیقی بچا لیگا یہ نام سنکر بہمن بہت ہنسا
کہا ای رستم یہ نام جو تم لیتے ہو یہی سب نام ہمارے خداوند کے ہین لغت مین فرق ہی تم اللہ و رحمان
کہتے ہو ہم ہفت پیکر کہتے ہین اگر اعتقاد کرو تو پھر ظہور قدرت دیکھو رستم نے کہا ہم بخوبی پہچان چکے
شعبدون کا عالم ہی تم ایسے سیہ قلبونکا ناظم ہی بہمن یہ سنکے جھلایا کہا ای طلسم کشا اس تلوار کا وار کبھی
خالی نہین گیا یہ کہکے ہاتھ مارا رستم نے زیر کہا سپر غنچہ ہوے تلوار کو روکا صاف آسیب بچا وار کو رد کیا رستم نے
ہاتھ تیغ کیتان کا مارا بہمن نے کلائی پکڑ رستم کی ہاتھ ڈالدیا رستم نے گریبان پر ہاتھ رکھا آپس مین کشتی کے
زور ہونے لگے بہمن کا گھٹنے ٹیک کر زمین پر بیٹھ گیا اشتر کیو دفر نے پھر اہی ہی مرتبہ کھڑا کرتا
ہی کہ دونون ٹانگین سر پہ چرخ کے رکھ دون شیر دھوڑ کا مار کر سامنے آیا اشتر نے منہ سر پر شیر کے ڈالدیا شیر
کا سر چبا ڈالا اتنے رستم بھی گھوڑے سے کودے بہمن کو بہت ناگوار ہی جب کشتی ہونے لگی تو بہمن پیچ
باندھتا ہی کہ جس کا توڑ نہین خلق ہوا مگر رستم اُس پیچ سے نکلے ہین سواران زرین پوش تعریفین
کرتے ہین کہ ای طلسم کشا سبحان اللہ کیا توڑ کیا ہی بہمن کو دنگ کردیا ہی رستم نے پیچ باندھا بہمن نے

توڑ کیا آپس میں بڑے زور و شور کے ساتھ کشتی ہو رہی ہے جہاں تک گھڑی دو گھڑی لڑتے ہیں
ایسا پسینہ جاری ہوتا ہے کہ چھلے سنبھالتے ہیں تین پہر اسی طور پر بہمن لڑا آخر وقت رستم زیادتیاں کرنے لگے
اب بہمن اپنی زندگی سے تنگ ہے دل کو طرف ہفت پیکر کے رجوع کیا ہے اکثر زبان سے پکار اٹھتا ہے
یا خداوند ہفت پیکر میں طلسم کشا کو ایسا نہ سمجھا تھا جان میری بچا لیجیے روز یہ غلام کو نہ دکھائیے
اگر زیر ہو گیا تو اپنی جان دے دونگا قدرت کو جوابدہ نام کرونگا کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا رستم نے دونوں
مونڈھے بہمن کے تھامے چھاتی میں سر اٹھایا ریل کرکے دوڑے مگر بہمن رکتا ہوا آتا ہے دس بارہ
قدم تک رستم لائے ایک مقام پر آکر جا بجا کہ بار دن دولان پانوں بڑھا کے وہاں پر موش خانہ تھا
گھٹنوں تک زمین میں رستم اتر گئے بہمن نے ہلہ مارا کولہ رستم کا اتر گیا اسی حال میں بہمن نے رستم
کو گلا دیا رستم کو غش آگیا بہمن چھاتی پر سوار ہوا اور رستم کی مشکیں باندھ لیں سواران زریں پوش
نے بہت غل مچایا کہ او نامرد یہ کیا کرتا ہے بہمن نے کچھ جواب نہ دیا رستم کی مشکیں باندھے ہوئے
میدان کا نقارہ دیتے پلٹا بارگاہ میں آکر کولہ بٹھایا سلسل اطوق کیا ساتھ والوں سے کہا ملکہ
نسترن باغ سیماب میں میرا انتظار کر رہی ہوگی اگر تم سب کی رائے ہو تو قید طلسم کشا کی طرف باغ
سیماب کے لیچلوں سبھنے کہا بہت مناسب ہے لوح گلے سے بہمن نے اتار لی کلاہ ہفت گوشہ و زرہ
ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہران سب چیزوں کو اپنے قبضے میں کیا رات کو رستم دیوانے کو لادے
پر ڈالا طرف باغ سیماب کے چلا سواران زریں پوش بارگاہ لیکر رنجیدہ و کبیدہ طرف صحرا کے روانہ
ہوئے صبح کو شلق جو اٹھی ہرکاروں نے خبر دی کہ بہمن رستم کو طرف باغ سیماب کے لیگیا شلق بھی
چند لوگوں کو ساتھ لیکر چلی بہمن اس شب تیرہ و تار میں نکلا رات ہی رات دس بارہ کوس تک
نکل گیا نسترن کو عرضی لکھی کہ غلام آپ کا طلسم کشا کو لاتا ہے نسترن نے جو عرضی پڑھی خوش
ہو گئی کہا دیکھو صاحبو قہر خداوندی سے طلسم کشا کو سر میدان زیر کیا میں خود چلونگی صحرائے غولان
میں چلکر طلسم کشا کو قتل کرونگی کنیزوں سے کہا ارے دریافت تو کرو [illegible] گھوڑے سوار زریں پوش
کہاں گئے کنیزیں آگے بڑھیں نسترن خود سوار ہوئی ساٹھ ستر ہزار ساحر اسکے ساتھ ہوئے نسترن
چلی صحرائے غولان میں جو آکر پہونچی ادھر سے بہمن تنتا ہوا پہونچا رستم اژدہے پر سوار ہیں اژ
اژدہے پر بیٹھا ہوا بہمن کو گالیاں دے رہا ہے کہتا ہے او نامرد میرے قریب تو آ ہتھکڑیوں سے

تیرا سر پھاڑ ڈالونگا بوٹیاں کاٹ کر کھا جاؤنگا اگر چھوڑونگا تو مزا جرأت کا چکھاؤنگا تو نے آقا کو مکر
گرفتار کیا بہمن نے اُسی مقام پر بارگاہ استاد کرائی کہ آسمان پر ایک ابر گلنار ظاہر ہوا اُس ابر سے
خون برسنے لگا جس پر قطرہ پڑا وہ جل گیا کئی سو جوان مر کر گرے بہمن گھبرا رہا ہے کہ سامنے سے گرد
اُڑی دیکھا نسترن طائر زرین بال پر سوار زمین سے پکارتی ہوئی آئی اے پہلوان نشان ہو قہر خداوند
ہفت پیکر کیا کار نمایان کیا ہے بہمن نے کہا اے نسترن بچائیے یہ ابر گلنار جو چھایا ہوا ہے تڑپ کے
گرا چاہتا ہے سبکو پامال کرے میں ہرچند چاہتا ہوں روکوں خون برس رہا ہے نسترن نے پکار کر
آواز دی اے شفق میں نے تجھکو پہچانا اپنے دھگڑے کیواسطے بڑی کوشش کر رہی ہے یہ کہکے
گولہ ابر پر مارا ابر پھٹا دیکھا شفق ہاتھ ہلا رہی ہے نسترن نے اشارہ کیا کہ شفق زمین پر آئی آپس میں
دونوں کے سحر چلنے لگے شفق چاہتی ہے کہ جست کرکے قریب طلسم کشا پہونچوں قید سے رہا کروں نسترن
بڑھنے نہیں دیتی پکار کر نسترن نے آواز دی اے شفق خونخوار ہم سے حال تو اپنا بیان کرو کہ
کس رنگ میں ہو شفق کا چہرہ سرخ ہوا آنکھیں ابل آئیں پکار کر کہا اے نسترن یہ چند اشعار
پڑھتی ہوں اُنھیں سے حال دریافت کرلو یہ کہکے یہ اشعار پڑھنے لگی ؎

نہ یارِ دہان و کمر جائیگی
چڑھی ہے یہ ماری اُتر جائیگی
نہ دُکھے ترا دل یہ ممکن نہیں
مرے ساتھ یہ چشم تر جائیگی
رسائی سے اُسکی یقین ہو گیا
صبا لاکے دو پھول دھر جائیگی
سن او گل بہت منھ نہ چڑھ یار کے
تری بات بھی نامہ بر جائیگی
بس اب آپ تشریف لیجائیے
ٹھہرنے کو ٹھہر جائیگی

یونہی عمر اک دن گذر جائیگی
زیادہ ہوا وصل سے اشتیاق
محبت ہی کام اپنا کر جائیگی
بنائی جدائی نے تیری وہ شکل
وہ زلف ایک دن تا کمر جائیگی
چلے جائینگے دم بخود ناگہر
یہ تھوڑی سی عزت اُتر جائیگی
چھپانا دوپٹے سے منھ جا بجا
جو گذرے گی ہم پر گذر جائیگی
پری زاد نے کوئی تسخیر کی

بہے کب تلک چشم تر جائیگی
طبیعت میں سمجھا تھا بھر جائیگی
موے پر بھی آنسو بہینگے یونہی
اجل دیکھکر مجھکو ڈر جائیگی
چڑھانا نہ تم قبر عاشق پہ گل
لیے وحشت دل جدھر جائیگی
نکرنا تو اُس سے سوال و جواب
یہ عادت کب اے سیمبر جائیگی
طبیعت کو ہوگا قلق چند روز
پرستان تک یہ خبر جائیگی

یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے نسترن کے پہونچی نسترن نے کہا زبان میں سوزن دو کہ گستاخی

ایسکی موقوف ہو شفق نے زبان مین سوزن دی لسترن نے ہتھکڑیان بیڑیان پیش کین شفق نے وہ ہتھکڑیان بیڑیان بھی پہن لین لسترن نے کہا انکو لیجا کر قید کرو ہمنے ایک خیمہ استادہ کیا اُسمین رستم کو اور ہنگام وحشی کو اور شفق کو قید کیا تیاری میدان خونی کی ہونے لگی دوامیر استادہ ہوئین وہ جو خود لسترن آئی تھی بارگاہ مین آکر بیٹھی کہتی ہی جلدی کرو قتل طلسم کشا مین دیر نہو لوح طلسمی و ہر سہ تحفہ جات لیکر اپنے پاس رکھے اندر سے بارگاہ کے نکلی اشارہ کیا کہ قیدیون کو لاؤ رستم کو مع ہنگام وحشی و شفق خونخوار کے کشان کشان سامنے لسترن کے لائے لسترن نے پکار کر آواز دی انکو زیر تیغ بٹھاؤ جلادون کو بلاؤ تین جلاد حاضر ہوئے تینون قیدیون کو زیر تیغ بٹھایا جلاد شلنگین لگانے لگے آواز دیتے تھے ای قیدیو جو کھانا ہو کھالو جو پینا ہو پی لو وقت قتل تمھارا قریب آیا یہ کہکے گردون پر کوئلے کا خط کھینچا سمک دیلاقی گوشے سے دیکھ رہا ہی اپنے آقا کی نوبت پر رو رہا ہی خدا سے دعائین مانگ رہا ہی پکار رہا ہی کہ ای کارساز ای بندہ نواز ای سمیع و علیم ای رب کریم رحم اپنا شریک کر آقا کے امداد کو ہمارے آ فرشتے بچا لے

یارب تو ہی سامع دعا ہی
یارب تو ہی غافر خطا ہی
حاضر ناظر رفیق ہی تو
مالک خالق شفیق ہی تو
ہر جا ہی ترا ظہور قدرت
ہر شی مین ہی تیرا نور قدرت
تو واہب و رازق و امین ہی
تو وارث و باعث و معین ہی
حاکم عادل حکیم ہی تو
صادق راحم کریم ہے تو
تو ہی ہی قوی تو ہی ہی قادر
تو ہی اول ہے تو ہی آخر
لا علم لنا علیم تو ہے
حادث ہم سب قدیم تو ہی
یوسف کی بچائی جان تونے
موسیٰ کو دکھائی شان تونے
ذوالکفل کی تونے کی کفالت
بخشی آدم کو تونے جنت
طوفان سے نوح کو بچایا
ادریس کو خلد مین بلایا
زیبا ہے تجھی کو کبریائی
تو سب کا خدا تری خدائی
تو باقی و قائم و توانا
تو ذوالمنن و کبیر و دانا

جلاد چاہتے ہین کہ قتل کرین لسترن نے وہ حکم دیے شفق خونخوار کی آنکھون سے دریا جاری رستم کے جمال کو دیکھکر افسوس کر رہی ہی کہتی ہی ای فلک کج رفتار و ای گردون غدار کیا تو نے کج روی دکھائی ایسا شیر دلیر فرزند رشید صاحبقران صاحب عظم و شان سارے دربند فتح کرتا ہوا یہانتک آیا کیسے کیسے پہلوان مارے یون بے کس و بے بس ہوکے قتل ہوتا ہی ای کارساز

اسکو بچالے کاش میری آنکھیں کور ہوتین کہ مین اس آفت کو نہ دیکھتی کبھی جلاد کو پکارتی ہو کہ
ارے بیلے مجھے قتل کر نسترن کو گالیان دے رہی ہو کہتی ہو او مکارہ اگر خدا نے فضل کیا اور
اس خیر نے رہائی پائی تو ہمین کی جان بچیگی سب مین مشہور کرتا ہو کہ مین نے سرمیدان زیر کیا اسکی
کیا مجال کہ سرمیدان رستم کو زیر کرتا او نامرد کیا اکڑتا پھرتا ہو تجھ ایسے صدہا پہلوان اس شیر نے مارے
تیری کیا حقیقت ہو کہ جو تو رستم کو زیر کرتا انکا کوڈ نہ اُترجاتا تو تیری کیا مجال تھی کہ اس شیر پر ہاتھ
ڈالتا سارے لشکر والے جمال رستم دیکھکر رو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ آفتاب عالمتاب
آسمانی غروب ہوتا ہو نسترن حکم دے رہی ہو کہ بیلے طلسم کشا کو قتل کرو او ہمین کھڑا ہوا کہہ رہا ہو کہتا
ہو مین نے وہ کام کیا کہ کل اہل طلسم پر احسان کیا بلکہ قدرت پر احسان کیا شفق نے پکارکر آواز دی کہ
او جلاد صاحب بیداد پہلے مجکو قتل کر رستم پر ہاتھ نہ اٹھا مگر جلاد تیغہ کھینچکر چلا قصد کیا کہ قتل کرے ادھر
رستم نے بیقرار ہوکر طرف آسمان کے دیکھا عرض کی او کارساز او بے نیاز رحم اپنا شریک کر افسوس کہ
کہ نامرد کے ہاتھ سے موت ہماری لکھی تھی اس مقام پر بے کس و بے بس ہو کر قتل ہوتے ہین تو مدد
کر اس بلا کو رد کر رستم بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین شفق خونخوار کی بیقراری سماک کی اشکباری
اسوقت لشکر مین بھی ایک ہنگامہ ہو ہر اہل دل رو رہا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت و نقارے کی آواز
کان مین آئی سب نے دیکھا ایک نقابدار زرین پوش چھ سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہو
شکار کھیلتا ہوا آتا ہو کہ عیار کی نگاہ پڑی رستم کو زیر تیغ دیکھا اُسنے بڑھ کر نقابدار سے عرض کی کہ حضور
رستم نوجوان قتل ہوتے ہین کسی وجہ سے گرفتار ہوگئے وہ دیکھیے سامنے جلاد خنجر مارا چاہتا ہو
نقابدار نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کرکے تاک کر مارا کہ سینہ پر کینہ
جلاد بے پیر پڑا جلاد دھم سے زمین پر گرا نقابدار تلوار کھینچ کے آپڑا نسترن نے دیکھا کہ نقابدار
نے لشکر کو پامال کر ڈالا خیمے جو استادہ تھے گرائے بارگاہ جو نکی طنابین کاٹین صدہا آسمین نیسے
بارہ ہزار جوانان صف شکن شمشیر زنی کر رہے ہین ساحر سحر بھولے کوئی مقابلے مین نقابدار کے
نہین جاتا اگر کسی ساحر نے سحر کیا باز سفید نے جھپٹ کر اس سحر پر پر مارا وہ سحر الٹا پلٹ کر
سینے پر اُس ساحر کے پڑا کہ سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذر گیا ہزارہا ساحرون کو باز سفید نے
پامال کیا نقابدار اسم اعظم پڑھتا ہوا آتا ہو لڑتا بھڑتا جنگ رستانہ کرتا ہوا قریب رستم کے پہونچا

گلسترن نے ساحرون سے کہا ارے نقابدار کو روکو ساحرون نے صف باندھی لیکن سماک
پیلہ قی جو گوشے سے دیکھ رہا تھا جب نقابدار نے جلاد کو مارا تو اسنے بڑھ کر حقۂ آتشبازی داغا
مجمع سواران مین تین بین کی آواز بلند ہوئی مرکبون مین دولتیان چلنے لگین سماک گھوڑون
کے پیٹ کے نیچے سے ہوتا ہوا ایک گرز لوہے کا ہاتھ مین کہتا ہوا جاتا ہی کہ ہٹو مین جا کر طلسم کشا
کو قتل کر ڈالون ایسا نہو کہ رہا ہو جاے ساحر جانتے ہین کہ یہ ہماری طرف کا ہی ہٹ جاتے ہین
اسطرح سماک گرتا پڑتا قریب رستم کے پہونچا پکار کر آواز دی ای شہریار سنبھل کر بیٹھیے غلام آپ کا
آپہونچا رستم نے دونون ہاتھ اٹھائے سماک نے نیمچہ مارا کہ ہتھکڑی کٹی اب رستم نے فاذ زور
مین آکر قید آہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا ایک جوان قریب کھڑا تھا بڑا پہلوان تھا
اسنے رستم پر ہاتھ مارا کہا او قیدی کیا تو زندہ بچکر جائیگا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر
لیلی کی اس پہلوان نے خنجر مارا رستم نے تلوار بائین ہاتھ مین لی داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہ
کہ سر اس خود سر کا اڑ گیا رستم نے بڑھ کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب گیتی
علشاہ جو رستم لقب ۔ دیگر علشاہ رومی شہ فیل زور ۔ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ۔ باشندی
کا فران سنبھیا او بہمن نامرد اب تو میرے سامنے آ سماک نے بڑھ کر ہنگام وحشی کی ہتھکڑی کاٹی
دیوانے ستون ایک خیمہ کا لیلیا اسکو گھمانے لگا بہت سے لوگون کے سر پھٹے کسی پر جنگل مارا
گوشت پوست نوچ کر پھینکدیا اب سماک گرتا پڑتا قریب شفق کے پہونچا زبان سے سوزن نکالی
شفق جو اٹھی تڑپ تڑپ کے گرنے لگی کبھی برق بنی آدمی تر پر گری کئی سو کے سر اڑا دیے نسترن
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا نقابدار پر آگ برسائی نقابدار نے اسم اعظم پڑھا سحر الٹا پلٹا صدہا ملازمان
نسترن جلے فریاد کرتے تھے کہ ای ملکۂ عالم اس آگ کو روکیے اس آگ نے کلیجہ جلا دیا اپنے لشکر کو
آپنے خاک مین ملا دیا ہمسے کیے سوچیے مگر رستم لڑتے بھڑتے چلے کہ دیکھا طرف سے پہاڑ کے گرد
اڑی بارہ ہزار سواران زرین پوش تلوارین کھینچے آگئے رستم کو بچاتے چلتے ہین پہلوانون کو
گھیر کر سامنے کر دیتے ہین جو سامنے رستم کے آیا علف شمشیر آبدار ہوا صدہا پہلوان قتل کیے آخر بہمن
یہ کہتا ہوا چلا کہ ای رستم زیادہ سرکشی نہ کر میرے مقابلے مین آؤ لطف جرأت دکھاؤ رستم نے جو
آواز بہمن کی سنی انتہا کا غصہ آیا اس عرصے مین ملازمین بھی پہونچ گئے تیغہ کپستان پاس رستم

آیا اُس تیغ کو چمکاتے ہوئے چاہا کہ سامنے بہمن کے پہونچوں اُدھر سے علمدار لشکر کفار کا ہاتھی پر سوار لشکر کو ترغیب دیتا ہوا آتا ہی رستم نے جو علمدار کو دیکھا مرکب جھپٹایا دونوں شاہین مرکب نے مستک پر رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا مع علم مع علمدار مع ہاتھی کو کاٹ کر تلوار نے زمین پر بوسہ دیا کافرون کے جی چھوٹ گئے بہمن اس شوکت کو دیکھ کر گھبرا گیا رستم مجمع کو متفرق کرکے سامنے بہمن کے پہونچے کہا اب وار کر قضا تجھکو بلا رہی ہی ہوا جہنم کی آرہی ہی بہمن نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے صاف پر آسیب سپر تلوار کو روکیا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا رستم نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بہمن نے سپر کو چہرے کی پناہ لیا تیغہ کیتیان دست زبردست رستم جیسے برق تڑپ کر پہاڑ پر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری خود کو کاٹ کر سر اور گلے و جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب گذر کر شرمگاہ سے پھانک کو ویران کیا زین کو کاٹا نمدزین کو کاٹ کر سپر کو گینڈے کی دو ٹکڑے کیا زمین میں تلوار لے آکر بوسہ دیا مع گینڈے بہمن کے چار ٹکڑے ہوئے لشکر کی جو نگاہ پڑی بد حواس ہو گئی پڑا تا آشنا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا آواز دی کہ اے دلاورو لیناول پر قبضہ کرا ایک طرف سے ہنگامہ ہوا دیکھا ایک نازنین مثل شعلۂ جوالہ گنگنا کر یہ اشعار گاتی ہوئی آئی۔ نظم

کیا ہوا یار جو آنکھوں سے نہان رہتا ہی ۔ ذکر خیر اُسکا ہر ورد زبان رہتا ہی
حسن اور عشق میں آخر یہ ہوئی بگڑ نگی ۔ مجھکو غش رہتا ہی اُنکو خفقان رہتا ہی
اثر عشق رہے ترک محبت پر بھی ۔ زخم بھر آتا ہی پر اُس کا نشان رہتا ہی
قول ہی پیر مغان کا سے سبب یاد رکھین ۔ تا ابد نام جوان مرد جوان رہتا ہی
روے انور پہ عبث ڈالتے ہیں آپ نقاب ۔ کبھی خورشید چھپانے سے نہان رہتا ہی
سب کو وہ طفل حسین صورت یوسف ہی عزیز ۔ اُسکا مشتاق ہر اک پیر و جوان رہتا ہی
رستم و زال کے اقوال سے ہوتا ہی ثبوت ۔ نام سے مرد کا دنیا میں نشان رہتا ہی
اک پریزاد کے دیوانے ہیں ہم مدت سے ۔ عقل کہتی ہی کہے ہوش کہاں رہتا ہی
رند و وارستہ کو کیا قید تعلق سے خطر ۔ سرو آزاد کو کب خوف خزان رہتا ہی

جیسے ہی رستم کے قریب آئی اور رستم نے جب بہمن کو مارا قصد کیا کہ لنسترن بر جا پڑون لنسترن
نے جو دیکھا کہ وہ نازنین قریب پہونچی رستم مبہوت ہو کر طرف اُسکے متوجہ ہوے بلکہ پکارنے
لگے کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ذرا قریب آؤ گل کس کے گلستان کی ہو دو
سے نقابدار نے جو دیکھا کہ رستم کے پاس لوح نہیں ہے اُس نازنین نے گا کر دن رستم اُٹھا دیا وہین
سے باز سفید کو اشارہ کیا باز سفید اشارہ سمجھا تڑپ کر قریب رستم آیا گرد سر چرخ مارنے لگا یا
رستم اُسکے جمال کو دیکھ رہے تھے چاہتے تھے گھوڑے سے کود ون اُسکے قریب پہونچون یا مرکب
کو روکا مگر باز سفید گرد سر چرخ مار رہا ہے اس عرصے مین نقابدار اسم اعظم الٰہی پڑھتا ہوا قریب
رستم پہونچا شانہ پکڑ کے فرمایا ای بہادر دوران ای رستم زمان ماشاء اللہ کس جرأت سے
بہمن کو مارا مگر ہوشیار رہو اسقدر نہ گھبراؤ اپنے ہوش مین آؤ رستم کے حواس درست
ہوے چالاک و چست ہوے ادھر شفق خونخوار نے دور سے دیکھا وہ نازنین رستم کے
سامنے سے نہین ہٹتی آنکھین لال لال کے اشعار پڑھ رہی ہے وہین سے تڑپی برق بنکر گری
اُس نازنین کے دو ٹکڑے کیے ہاتھ اُس نازنین کا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین شفق
تلوارین برسانے لگی لنسترن نے جو دیکھا کہ شفق کے چھرے قیامتین برپا کی ہین جھپٹ کر
ایک دو ہتھڑ مارا کہ شفق لڑکھڑا کر گری لنسترن بڑھی کہ اسکا سر کاٹ لون اگر شفق خونخوار قتل
ہو جائے تو طلسم کشا کا گرفتار کرنا پھر کچھ بات نہین ہے یہ چیخ جیکاتی ہوئی چلی شفق نے جو اپنے کو
بے کار دیکھا پکار اُٹھی ای شہریار کنیز کا خاتمہ ہوتا ہے رستم نے جو شفق کو اس حال مین پایا
گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا تڑپ کر قریب شفق کے آیا گھوڑے سے کود پڑے لنسترن نے
آنکھ سے اشارہ کیا کہ رستم بھی اُسی مقام پر گرے سماک نے جو اپنے آقا کا یہ حال دیکھا کہ تلوار
ہاتھ سے چھوٹ گئی برابر شفق کے پڑے تڑپ رہے ہین ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑ پڑا
پکارتا ہوا کہ بی بی مین دونون کے سر کاٹے لیتا ہون آپ نہ تکلیف فرمائیے جیسے ہی سامنے
لنسترن کے سماک پہونچا لنسترن نے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا فوراً رنگ و روغن چہرے
سے اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی لنسترن نے آواز دی او ناعیار مکار و غدار اپنی صورت تو دیکھ
ساحر بنکر آیا تھا میرے سامنے عیاری اشارہ کیا کہ سماک بھی اسی مقام پر گرا اب تو

یہ باطمینان چلی سواران زرین پوش نے جو یہ حال رستم کا دیکھا پکار کر آواز دی اے
نقابدار بہادر دشمنان رستم کا خاتمہ ہوتا ہے عیار نے بھی اپنی کی مگر وقت انقلاب ہے آپ
اُنکے معین و مددگار ہین نقابدار نے دیکھا کہ بیچ مین مجمع ساحران ہے سب مجکو روکے
ہین اور لنسترن قریب رستم پہونچا چاہتی ہے دیکھا نقابدار نے کہ مین وہان تک نہ پہونچ سکونگا
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا اسم اعظم ورد زبان
کرکے لنسترن کو تاک کر تیر مارا سینے پر لنسترن کے پڑا توڑ کر مہرہ پشت کو پار گذرا لنسترن
چیخ مار کر گری ہاتھ پاؤن زمین پر مارنے لگی جب ہاتھ زمین پر دے مارتی ہے شعلہ ہاے
آتش منھ سے نکلتے ہین وہ شعلے اُسی پر گرتے ہین مثل ہیزم خشک کے جلنے لگی ایک
آندھی سیاہ اُٹھی رونے کی آواز اُس آندھی مین تھی آواز آئی گشتی مرا نام مین لنسترن جادو
بود سمک نے جھپٹ کر جھولی سے لوح و تحفہ جات نکال لیے لوح گلے مین رستم کے ڈالی کلاہ
زیب سر کی زرہ پہنائی تیغ ہفت جوہر قبضے مین دیا اب رستم اپنے مقام سے اُٹھے نقابدار
نے جو دیکھا کہ لوح گلے مین رستم کے آئی لڑتا ہوا قریب رستم کے آیا کہا اے رستم ماشاء اللہ اس
طلسم وسیع مین لڑنا تمھارا ہی کام تھا سب نوجوان لڑتے بھڑتے آتے ہین ہر چند کہ مجکو مدارات
فرورکی سے مہلت نہین لیکن سب فرزندان صاحبقران کی خبر رکھتا ہون جہانگیر والا تدبیر
نے کارہاے نمایان کیے بڑے زور شور سے آتے ہین صاحبقران زمان ایک طرف
آوارہ ہین مگر رخ سب کا اسی جانب ہے سب کو یہی منظور ہے کہ اپنے کو مقابلہ ہفت پیکر تک
پہونچائین مگر ہفت پیکر بھی سامان لشکر کشی کر رہا ہے اتنی بڑی فوج سے آپکے مقابلے مین
آئیگا کہ چالیس منزل کا صحرا فوجون سے بھر جائیگا مگر آپ کے سردار و فرزندان عالی وقار
بڑے زور و شور سے آئینگے ہفت پیکر کے بھی ہوش اُڑین گے کہ یہ فوجین ان لوگون نے
کہان سے پائین رستم نے فرمایا اے معین و مددگار تم نے بڑے وقت پر آکر مدد کی نقابدار نے
کاندھے سے کمان اُتاری کہا مین آپ کو تکلیف دیتا ہون جب آپ مقابلہ ہفت پیکر مین
پہونچین تو صاحبقران بھی تشریف لاوینگے یہ کمان صاحبقران کو دینا میری طرف سے عرض کرنا
کہ مین آپ سے مقابلہ نہین کرسکتا ہی چاہتا ہون کہ میرے آپکے فساد نہو بانہا

صاحبقرانی کا طالب ہون اگر اس کمان کو کھینچنگے سمجھ لین گے اگر اسکو کھینچکر بھی نہ مانا تو مجبور
و ناچار ہون مقابلے کو حاضر ہون اسطرح پر لقا بارہا نے کہا کہ رستم سے کمان لیلی کچھ نہ کہا لقا ہار کر
اپنی فوج کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہو گیا اس لڑائی کو رستم نے فتح کیا سب ساحر بھاگ گئے
رستم اسی مقام پر اُترے بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی سواران زرین پوش گرد اُترے رستم بارگاہ
مین آئے شفق خونخوار و ہنگام وحشی چہد بدست تانے ہوئے ساتھ ساتھ سمک یلداقی
رستم کی پشت پر بارگاہ مین آکر مقام صدر پر بیٹھے فرمایا ای شفق مقام تردد ہی کہ نسترن قتل ہوئی
مگر سامنے قصر عشرت کے نہ پہونچے کیا ابھی قصر دور ہی شفق کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ
ای شہریار یہ افتاد ایسی حضور پر پڑی کہ امید زندگی کی دیکھی خدا نے حضور کو مظفر و منصور کیا
رنج و الم دل سے آپکے دور کیا ہفت پیکر تو بڑا شعبدہ باز ہی نہین معلوم اُسکو کیونکر معلوم ہوا
کہ اب نسترن قتل ہو جائیگی رشک چمن اُسکی بہن کو روانہ کیا یہان سے پانچ کوس پر باغ ہی
لالہ عذار اُس سرحد کی حاکم ہی اُسنے رشک چمن کو اُتارا ہی دعوت کا سامان ہو رہا ہی آج شب کو
بڑا ہنگامہ ہوگا اُسنے آتے ہی پہلے یہ انتظام کیا کہ راستہ قصر عشرت کا بند کر دیا سمک نے کہا کیون
ای ملکہ شفق بعد قتل رشک چمن کے رسائی تا بہ قصر عشرت ہوگی شفق نے کہا کہ رشک چمن
بھی بلاے روزگار ہی کیا نسترن سے کسی بات مین کم ہی سمک نے کہا میرا دل چاہتا ہی کہ
جاکر سامان جشن دیکھون مین بھی شریک ہون شفق نے کہا ای مہتر والا گہر تمکو اختیار ہی لیکن باغ
لالہ عذار عجائب و غرائب سے مملو ہی رشک چمن کو عیارون کا بڑا خیال ہی آٹھ پہر ہوشیار
رہتی ہی بہت سمجھ بوجھ کے جانا سمک نے کہا ای ملکہ شفق جب عیاری کے ارادے سے جاتے
ہین سر ہتھیلی پر رکھ لیتے ہین وہ حافظ حقیقی حفاظت کرتا ہی یہ کہکر سمک یلداقی بانہا عیاری
سے آراستہ ہو کر چلا رات کا وقت ہی شب ماہ چاندنی پھیلی ہوئی اکثر طائر آشیانون سے سر
نکالکر چہک اُٹھتے ہین بقول شاعر ؎ رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار ٭ زاغ پر تھا گمان پوتاز
ستارون کی کثرت ماہ تابان کی وہ کیفیت چودھوین شب ہی بدر کامل اپنی نمود دکھا رہا ہی
تمام صحرا چاندنی سے مملو نہرین مثل برق تڑپ رہی ہین حباب مثل چشم معشوق سیر چاندنی
کی دیکھ رہے ہین اکثر مچھلیان تڑپ کر نہر سے اُبھرتی ہین تو برق چمک جاتی ہی جنکی ماہیت سے

کوئی ماہر نہلین نہنگان خون آشام جو سر باہر نکالتے ہیں شمشل قمر بلا کھولے ہوے نکلے اور
پھر غوطہ مار کے غائب ہو گئے سمک نے صحرا کی یہ کیفیت دیکھی دل بھر آیا چاہا صحرا کی سیر کیجیے
صبح کو یہاں سے چلیں گے یہ سوچکر نخل کے سائے میں آ بیٹھا کیفیت صحرا کی دیکھنے لگا نہر
کی موج زنی پر دل تڑپ جاتا ہے زلف لیلائے شب کمر سے گندی تھی کہ دہمت نقارے کی آواز
کان میں آئی دیکھا کہ ایک لشکر جلدی جلدی چلا آتا ہے بیچ میں ایک محافۂ زرین گرد صدہا کنیزیں
ناظر بیچ کل انتظام کرتے ہوے میر لشکر کے اتارنے کے لیے چہار جانب دیکھ رہا ہے اس
اس صحرا کو جو عمدہ پایا کہ کیفیت شب ماہ دکھا رہا ہے ایک بلندی پر چڑھ گیا پکار کر آواز دی اب اس
جگہ مقام ہوگا میر لشکر نے جو یہ پکار کر کہا سب چلتے چلتے رک گئے فراشوں نے ایک بارگاہ نصب
کی بہت سے خیمے استادہ ہوے بہلوں سے یکوں سے کنیزیں اترنے لگیں محافے سے ایک نازنین
اتری لباس عمدہ پہنے ہوے دریاے جواہر میں غوطہ زن سیمتن رشک چمن صحرا کی بہار دیکھکر
بہت خوش ہوئی حکم ہوا میر لشکر کو خلعت دو کہ آج اچھے مقام پر لشکر اتارا صحراے پر بہار تختہ گل
قطع دار مثل چمن آراستہ ہیں جانوروں کی بھی اکثر آواز آ جاتی ہے طبیعت فرحت پاتی ہے نسیم کی
اٹکھیلیاں دل پسند ہیں نشۂ بادۂ بہار سے کیا رہ کھڑاتی ہے پھولوں کی پاس خاطر سے اس
وجہ سے بہ تیزی قدم نہیں اٹھاتی کہ رخ گل پر گرد نہ پڑے بلبل کو ناگوار ہوگا طائر رنگ چمن شکار
ہوگا ہم تھوڑی دیر باہر ٹھہرینگے چاندنی کا تماشہ دیکھیں گے کنیزوں نے لاکر کرسیاں بچھادیں
کرسی زرنگار پر وہ نازنین بیٹھی گرد مصاحبیں آکر بیٹھ گئیں سمک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ چند مرد
منتظم ہیں سارا لشکر کنیزوں سے بھرا ہے کوئی اپنے خیمے میں جا بیٹھی کوئی سیر صحرا کر رہی ہے کوئی
مالک کے سامنے حاضر ہے چند مرد جو منتظم ساتھ ہیں انکا خیمہ الگ استادہ ہوا وہ الگ خیمے میں آکر
سمک ایک مرد صحرائی کی شکل بنکر سامنے ان جوانوں کے آیا ان سے پوچھا یہ لشکر کس کا ہے ملکہ
کہاں جاتی ہیں ان لوگوں نے بیان کیا کہ ملکہ صہباے مینوش رشک چمن کی بھانجی ہے اسے
ملاقات جاتی ہیں رات کو کوچ کرتی ہیں دن کو اتر پڑتی ہیں آج لشکر اس صحراے مینو سواد میں
پہونچا اسی مقام پر اتر پڑیں صحرا پسند آیا کل شام کو یہاں سے کوچ ہوگا سمک یہ دریافت
کرکے ہٹ آیا صبح کو رنگ و روغن عیاری کا لگایا جو صورت منظور ہوئی وہ بنکر چلا یہاں صبح

صہبائے مینوش دروازے پر بارگاہ کے کرسی پر بیٹھی ہے گرد مصاحبین جمع ہیں گانیکا شغل
خوش آوازی سے غزل عاشقانہ گا رہی ہیں نظم

فصل گل آئی زمانہ ہے جنون کے جوش کا / ہمت اے ساقی یہی ہے وقت نوشا نوش کا
بات کر سکتا نہیں دیوار سے بھی سامنے / دیکھکر روزن گمان ہوتا ہے مجھکو گوش کا
جھپ نہیں سکتا کبھی انکار سے تو بے شکن / خود بخود بو دینے لگتا ہے دہن مینوش کا
کیا ہوا ہے جو مرے دل کیطرح وہ چھپ رہا / حال چلکر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا
کس غضب کی روشنی دیتا تھا شکوا ہے بری / ہر ستارہ روکش خورشید ہے پاپوش کا
تنگ آکر دوست اٹھ جاتے ہیں میرے پاس سے / اب وہان زخم بھی منھ ہوگیا عینوش کا
ہاتھ اٹھا کر دوست کرتے ہیں دعائیں رات دن / تیرا آنا ہوگیا ہے مجھ میں آنا ہوش کا
ہائے بلبل سنا کرتا ہوں میں آٹھوں پہر / اپنے کانون پر گمان ہے مجھکو گل کے گوش کا
سر اٹھا احسان قاتل کے کہاں تک شکر ہو / بعد مدت آج اترا بار میرے دوش کا
صبر کر سکتا نہیں ملتا ہے سب کچھ گو اسے / بھول جاتا ہے بشر سامان رزق دوش کا
ایک چپ رہنے سے لاکھوں تہمتیں موجود ہیں / سنکے جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا
بے ارادے بھی ہوا کرتی ہیں اکثر رحمتیں / پیچ گیسو بن گیا آخر کو حلقہ گوش کا
ایک دو ساغر سے ڈھنکاتا ہے کیا ساقی مجھے / خم اٹھا پھر دیکھنا دل مجھسے دریا نوش کا
میں تو کیا ہوں کاروان کے کاروان ہو جائینگے / بندہ لاکھوں کو کریگا آج بندہ گوش کا
بے خبر رکھتا ہے مجھکو جوش وحشت اے نسیم / مدتیں گذریں نہیں رکھتا تعلق ہوش کا

کنیزیں گرد ملکہ بیٹھی ہیں کہ کنیزوں نے دیکھا کہ ایک بڑھیا طرف سے گانؤن کے آتی ہے سوسی کا پائجامہ اسمیں گلبدن کے پیوند گاڑھے کی چادر یا اسمیں بھی پیوند چار خانے کے جوتا ٹوٹا ہوا اسمیں باندھے ہوئے خاک اڑاتے سر پر پہونچتی ہے بڑھیا بڑبڑ کرتی ہوئی لٹھیا ٹیکتی ہوئی جب قریب اس لشکر کے پہونچی تو منڈیر پر چڑھ گئی ایک کنیز نے پکار کر کہا بڑی بی پیچھے سے آتی جلو ایسا نہو گر پڑو بڑھیا جھلائی بڑبڑانے لگی کہا او جوانی بیٹی اوروں کو بڑھیا سمجھتی ہے تو آپ بڑی بی ہوگی نگوڑی نظر لگاتی ہے میں روز اسی طرف سے جاتی ہوں تو مجھکو بڑھیا سمجھتی ہے

اب بھی لوگ مجھکو دیکھنے آتے ہین محلے مین ہنگامہ رہتا ہی تجھ ایسی خیلہ کو کوئی تھوکتا بھی نہین ملکہ نے ہنس کر کہا اری گلشن خاموش رہ بڑھیا جھاڑ کا کانٹا ہی اس سے جان بچانا مشکل پڑیگی دیکھو بڑھیا اتنا کہتے ہر کیسی بگڑی نگوڑی کے منھ مین دانت بھی نہین اور یہ جوش وہ کنیز جب ہو رہی بڑھیا بڑبڑاتی ہوئی جاتی ہی چند قدم چلی تھی کہ پاؤن کانپے لڑکھڑا کر گری چیخنے لگی دیکھو صاحبو میرا کوہ اُتر گیا اس نگوڑی نے نظر لگادی ارے نظر تو پتھر کو توڑتی ہی آخر مین گری ہی کولا اُتر گیا اب مستانیاں اُٹھتی نہین کہ مجھکو اُٹھائین ملکہ نے کنیز سے کہا ارے غضب ہوا بڑھیا گری پڑی ہی اس کنگال کو اُٹھا کاہے کو تو نے یہ کہا تھا وہ تجھکو کوس رہی ہی چند کنیزون نے اُٹھکر بڑھیا کو اُٹھایا بڑھیا نے کسی کا دوپٹہ نوچ لیا کسی کا پائجامہ نوچ لیا کہا اری تیری آنکھون سے زہر ٹپک رہا ہی جیسے تو نے نگاہ ڈالی مین بے چاری گری اس شیخ پوش نے مجھکو بڑھیا کہا تھا اسکے منھ مین آگ لگے اسکے پیارے مرین آنکھون مین اسکی سوئیان چبھوؤن تب مجھکو آرام آئے کنیزون نے چیخین مارین کہا واری دیکھیے یہ بڑھیا ہمارے کپڑے پھاڑے ڈالتی ہی بڑھیا چیخین مارکر رونے لگی کہا واری ان بدزبان کو منع کیجیے بڑھیا بڑھیا کہے جاتی ہین مجھکو یہ بہت ناگوار ہوتا ہی میرے محلے مین آدمی بھیجے ابھی چوتھا دن ہی شیخ جی نے کہا کر مرے تھانہ دار تحقیقات کو آئے مجھکو بلا بھیجا مین جو برقع اوڑھ کر گئی تھانہ دار صاحب بیہوش ہو گئے کہا کہ اری بی چھمن آج یہین رہجاؤ مین نہ مانتی تھی محلے والون نے کہا کہ شیخ جی تمھارا نام لیکر مرے جب لوگ اُنکو دیکھنے گئے تو اُنھون نے بااعلان کہا کہ چھمن نے میری جان لی وہ رسالدار کو بلاتی تھی مین ناچار دیکھ دیکھ کر جلتا تھا آخر سنکھیا کھالی مین رات کو اسی مقام پر رہی تھانے دار کو راضی کیا صبح کو رپوٹ مین اُنھون نے لکھا کہ شیخ جی کو فصلی عارضہ ہیضہ ہو گیا خود آنکھون سے جاکر دیکھا علامت ظاہر تھی اسقدر دست آئے تھے کہ سارے محلے مین ناک نہ دیجاتی تھی یہ رپوٹ لکھکر مقدمے کو خارج کرایا اُس دن سے تھانے دار صاحب دیوانے ہو رہے ہین کل جو رات کو آئے مرزا جی بیٹھے ہوے تھے اُن کو مین نے مٹکے مین چھپایا جب تھانے دار صاحب بیٹھ چکے تھے کہ ہر لیوا پنجابی آیا مین نے تھانہ دار کو کونے مین چھپایا بیچارے کونے مین رات بھر کھڑے رہے مین پنجابی کے ساتھ سوئی ایسے معاملے درپیش رہتے ہین

اور یہ نگوڑیاں مجھکو بڑھیا کہتی ہیں کیونکر نہ برا مانوں ان ستانیوں سے پوچھیے کہ کوئی تم کو مجھکو کہتا بھی ہے میرے یہاں روز رات کو چھ سات والوں کا جماؤ رہتا ہے میں ہر ایک کو منھ نہیں لگاتی سبکو راہ بتا دیتی ہوں ملکہ صہباے مینوش ہنس پڑیں کہا صاحبو واسطے خداوند ہفت پیکر کا بڑھیا نہ کہو وہ برا مانتی ہے کنیزیں اُٹھاکر بارگاہ میں لائیں کولا سینک سا نکلے بٹھایا بڑھیا ملکہ سے باتیں کرنے لگی ہاتھ جھمکاتی جاتی ہے کبھی کہتی ہے یہ چند اشعار مجھکو یاد ہیں میرا آشنا تان توڑ خان گایا کرتا تھا یہ اشعار اُسی کے منھ کے ہیں نظم

ہوگئے سب عضو تن بیدم سے تن رنجور کے
کتنے سچے ہوتے ہیں سانچے ڈھگان گور کے

رو دیا حباب نے لاشے کو رکھکر قبر میں
اشک کے قطرے ہوے چھالے دہان گور کے

حسن اصلی کو نہیں تکلیف آرائش سے کام
واقف شانہ نہیں گیسوے شب دیجور کے

شعلے داغوں سے نکلتے ہیں گذر ممکن کہاں
وصل شعلے سے نہ کیون ہون موم کافور کے

دیکھیے کس طرح اُسکے روے عالمتاب کو
سامنے آنکھوں کے آجاتے ہیں پردے نور کے

کام آئیگی ہمارے آبلوں کی پرورش
ہر زبان خار چکھے گی مزے انگور کے

دیکھتا ہوں ساتھ اپنی شکل کے شکل اجل
آئنے میں تیرے چشم چو ہر سا طور کے

بعد مردن چاندنی سے پردہ پوشی ہوگئی
تیرے کشتوں نے کفن پائے رداے نور کے

روح نکلی تن ہوا ہلکا تماشا اور ہے
بوجھ اُترے سے قدم اُٹھتے نہیں مزدور کے

دیکھنا کیا شوکت فرہاد حاصل ہے ہمیں
جسکے آگے تھرتھرا جاتے ہیں نالے صور کے

یہ نئی تاثیر دیکھی سُنکے ہنس دیتے ہیں وہ
نالے میرے قہقہے ہیں خاطر مسرور کے

گوش راحت آشنا تک اپنے تو آنے تو دو
قہقہے ہوجائینگے نالے دل رنجور کے

ہوگئی آخر شب مو صبح پیشانی نسیم
بعد موت رنگ بدلے مشک نے کافور کے

بڑھیا نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ صہباے مینوش بہت خوش ہوئی کہا بڑی بی صاحب خوب گایا کیا مزے سے گایا بڑھیا نے منھ بنا کے سر جھکا لیا کہا واری آپ بھی بڑھیا کہتی ہیں آپکے کہنے سے مجھے بہت ناگوار ہوا لیکن آپ ملکہ ہیں مجھسے اُٹھا نہیں جاتا کہ چپ چاپ اٹھکر چلی جاؤں آپ کو صورت نہ دکھاؤں صہباے مینوش نے کہا بی چھمن صاحب آج غضب کو

یہین رہجاؤ کل ہم بھی چوبچی اماں کے دیکھنے کو جائینگے تم اپنے گھر جانا بڑھیا نے کہا واری میرا بھی
یہی دل چاہتا ہی کہ آپ سے جدا نہون تو اسی گھر مین یاد کرتی ہوگی مگر تو اسی جانتی ہوگی کہ کسی
آشنا نے روک لیا ہوگا وہان چین سے بیٹھی ہونگی گا رہی ہونگی واری میرے گانے کا گاؤن
مین شہرہ ہی جب گھر مین گاتی ہون بڑے بڑے گوئیے پشت دیوار پہ آکر سنتے ہین راگ پیدا
کرتے ہین میری گائی ہوئی غزلین مشہور ہین بڑھیا کی چار پائی صہبائے مینوش نے اپنے
خیمے مین بچھوائی کھانا وغیرہ کھا کر بڑی بی بیٹھین بڑبڑ باتین کر رہی ہین صہبا نے پوچھا بڑی بی
کوئی کہانی آتی ہی کہا واری سارا ہوشربا مین ہی نے تصنیف کیا ہی میان قمر صاحب آٹھون دن
آتے تھے مجھ سے پوچھ جاتے تھے سارے ہندوستان مین ہوشربا پھیلا ہوا ہی کہیے اسمین کا
کوئی ٹکڑا بیان کرون یا اگر حکم ہو طلسم خیال سکندری مین سے کوئی ٹکڑا بیان کرون کہ بعد
ہفت پیکر میان قمر صاحب اسکو لکھینگے صہبائے مینوش نے کہا طلسم خیال سکندری
کیا چیز ہی کہا واری وہ طلسم ہی کہ ارسطو نے بحکم سکندر اسکو بنایا واری بگوش ہوش سنیے
جب سکندر پردۂ ظلمات سے پلٹے آکر صحرا سے ہفت رنگ مین پہونچے نہایت صحرا سرسبز و
شاداب پایا طائران صحرائی زمزمہ سرائی کر رہے تھے نہرین نایاب پانی بصد آب و تاب جوش
مار رہا تھا سکندر نے ارسطو سے کہا اُستاد یہ جنگل مجھکو بہت پسند آیا ہی اب کہ زمان مرگ میرا قریب
آگیا مین چاہتا ہون کہ اس مقام پر طلسم بناؤ بعد مرنے کے ایک قصر مین میرا جنازہ رکھدینا
اور لوح بنا کر صندوق مین رکھنا حضور ارسطو نے بڑے تکلف سے سات قصر بنائے کہ حالا
ان قصرون کے بروقت آنے طلسم کشا کے ظاہر ہونگے تین قصر داہنے پر تین قصر بائین پر
بیچ مین ایک قصر فلک رفعت بنایا عجائب و غرائب سے ارسطو نے اُن قصرون کو معمور کیا
بیچ کے قصر مین سکندر نے کہا کہ جب ہم انتقال کرین تو صندوق لا کر اسی قصر مین رکھدینا یہ تو مشہور
ہی کہ سفر عدم مین کوئی ساتھ نہین دیتا مگر اے وزیر ارسطو اگرچہ کوئی کسی کے ساتھ نہین جاتا سفر
عدم تنہا ہوتا ہی مگر استاد تم یہ احسان کرنا کہ صندوق کے پاس بیٹھنا جب سکندر نے انتقال کیا تو
ارسطو نے بموجب وصیت سکندر جنازہ سکندر صندوق مین رکھکر اسی قصر مین رکھا خود پہلو مین صندوق
کے بیٹھا لوح طلسم صندوق مین رکھی بعد تھوڑے عرصے کے خیال جادو کا سحر سیکھکر علامہ دہر ہوا

اُسنے جواہر ہفت قصر کا حال سُنا سحر کرتا ہوا آیا چاہا کہ قصر مین گھس جاؤن شیر اور فیل مقابلے
نکلے کہ خیال کے لشکر کو شکست ہوئی خیال جادو نے بعد عرصۂ دراز کے قبضے مین ایک حکیم رہتا تھا
کہ وہ ارسطو کا شاگرد تھا بعد التجا اُسکو بلا کر بہت کچھ سرفراز کیا اور حال اُن مکانون کا پوچھا اُسنے
کہا میرے اُستاد نے بنائے ہین اسمین کوئی جا نہین سکتا خیال نے کہا مین تمکو اپنی سلطنت کا
نائب کرونگا اگر ان قصرون پر قبضہ کرا دو وہ حکیم نائب ہوا اور کچھ تدبیر کر کے خیال جادو کا قبضہ
کرادیا جب خیال جادو قصر پر قابض ہوا تو اُس قصر کے متعلق ملک تابع ظلمات ہین خیال جادو نے
سب پر قبضہ کیا اب بادشاہ طلسم کہلاتا ہی اُسپر قبضہ کیے بیٹھا ہی اب اُس سلطنت کا کوئی ہمسر
نہین جب سوار ہوتا ہی ابر ساتھ ہوتے ہین ابرون سے مینہ برستا ہوا ابر سفید سے موتی برستے ہوے
اسقدر غرور بڑھا کہ اپنے کو خداوند کہلانے لگا ہفت پیکر جادو جو خداوند طلسم ہفت پیکر ہی طلسم کشا
اُسکے مقابلہ مین پہونچے فوج کے جانبین مین جاؤ ہین روز طبل جنگی بجتا ہی اُدھر کے شعبدے ادھر
کے جری بہادر ہفت پیکر کو تنگ کر دیا ہی لیکن ہفت پیکر ایکدن تخت پر متمکن بیٹھا ہی وزرا امرا
حاضر ہین ذکر طلسم ہو رہا ہی یکایک ہوا سے سرد چلی ہفت پیکر نے کہا کوئی ہمارا بھائی آتا ہی کہ دیکھا
ابر ظاہر ہوے موتی برسنے لگے ہفت پیکر نے کہا بھائی خیال جادو چلے آتے ہین یہ کہکے بلند ہوا
ابر کے برابر پہونچا سحر کر کے اندر ابر کے گیا خیال جادو کو دیکھا تخت پر سوار چند وزرا امرا گرد
معشوقہ اُسکی سالوس ہو خبر بانامے پہلو مین بیٹھی ہی ہفت پیکر نے آکر سلام کیا پوچھا بھائی صاحب
کہان سے آتے ہو خیال نے ہنسکر کہا ای بندہ خدا ای خوب تمنے خدائی کی آخر تمھارا یہ درجہ ہوا
حمزہ ہمارا سپہ سالار قدرت ہی ہم اُسکی مدد کرتے ہین اس سے کون لڑ سکتا ہی اگر بادولت حکم
کرین تو ابھی آکے وہ سجدہ کرے فرزند اسکے ایک ایک صف شکن تیغ زن اگر اشارہ کرون تو
وہ سب آکے حاضر ہون لیکن تو تو اپنی خدائی مین مست ہی اگر تو قصر خیال پر آکے قصر طلسم پیدا
کر سجدہ کرے تو تیری مشکل آسان کرین طلسم ہفت پیکر دلوا دین پھر طلسم دنیا ہی بتا دین حکیم
ہمارے پاس موجود ہی جسنے قصر ہفت خیال سکندری بنتے دیکھا اور اُسکی تعمیر مین شریک
رہا حکیم رغوس شاگرد ارسطو کل فنون مین کامل ہی کہ جو تا بہ قصر خیال جسمین صندوق سکندری
وہان تک پہونچتا ہی اگرچہ ارسطو اب وہان نہین ہی مگر لاش سکندر کو اب تک گلنے نہین دیا

وہ ایسا علاج جاری کریگا کہ مسلمان اپنی جان سے عاری ہوکر سجدہ کرینگے مین تیری اُنسے صفائی
کرادونگا مگر غرور تو سر سے نکال ہفت پیکر نے وعدہ کیا کہ مین حاضر ہونگا ہفت پیکر بارگاہ
مین اپنی آیا اب جانا ہفت پیکر کا دربار خیال مین اور خیال کا تدبیر کرنا وقت پر تحریر ہوگا
یہان حال بڑھیا کا بیان ہوتا ہے صہبا سو گئی کنیزین بھی اپنے اپنے مقام پر سوئین بڑھیا اپنے
مقام سے اُٹھی صہبا کو بیہوش کیا سامنے ایک صندوق رکھا تھا اُس صندوق مین صہبا کو
بند کردیا آپ اُسکی شکل بنکر پلنگ پر سوئی صبح کو کنیزون نے جگایا جھلائی ہوئی اُٹھی کہا صبا جو
اس صحرا مین کیون اُترے جلد مجھکو یہیں پاس لیچلو کبھی کسی کو خنجر ماردیا کسی کو طمانچہ مارا کنیزین بہت
گھبرائین کہ بی بی کو کیا ہوگیا خاصی سوتی تھین اُٹھتے ہی کیا ہوگئی مگر خاموش تیاری کرنے لگین
صندوق کو حکم دیا کہ خبردار اُسکو کوئی نہ کھولے اسمین ایسی شے بند ہے کہ اُسکو جو کھولیگا ایسی شے
نکلیگی کہ اُسکو کھا لیگی کنیزین ڈر گئین کہا حضور ہم کبھی نہ کھولینگے اُسی طرح سمانے مین سوار
ہوئی کنیزین ساتھ ہوگئین اس عظم و شان سے طرف رشک چمن کے چلین یہان تو لالہ عذار
نے بڑی دھوم سے چمن کی دعوت کی ناچ گانا ہو رہا ہے گائین کیسی کیسی عمدہ بلوائی ہین کہ
جنکو اپنی خوش الحانی پر ناز ہے رشک چمن دمبدم کہتی ہے کہ ای لالہ عذار بہن نے محبت
خداوند مین جان دی ورنہ مسلمانون کی کیا مجال تھی اسقدر اُنکا سحر جما ہوا تھا کہ اپنی
ہمشیرہ کو قتل کرایا اور خود نکل گئی لیکن قتل طلسم کشا مین اسقدر خوش ہوئی کہ سب غضب
بھولی اور نقابدار زرین پوش وہ شخص ہے کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اور وہ نسترن ایسی دکھی
لالہ عذار کہتی ہے خالہ امان جو گذرا سو گذرا اب کیا تدبیر کیجئے گا چمن کہتی ہے بی بی میرے ہاتھ سے
مسلمان کب بچ سکتے ہین یہ باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ آپ کی بھانجی صبا
بی صہبا سے مہوش تشریف لاتی ہین چمن نے کہا اُس کو کہان چین جب سوکے اُٹھی ہوگی
اور معلوم ہوا ہوگا کہ مین گھر مین نہین ہون پھر اُسکو آرام کہان مین ہی نے اُسکو پرورش
کیا ہے آٹھ پہر لیے پھرتی ہون جو مہینے کی تھی کہ مان نے اُسکی انتقال کیا مین نے کس نازو نعم
سے اُسکو پالا کنیزون سے کہا کہ جاکر بی بی کو لاؤ کنیزین چلین دروازے پر دیکھا سماند اُتر رہا ہے
کنیزین شکایت کرتی اُترین کہ بی بی بڑی بدمزاج ہوگئی ہین صہبا نے کنیزان چمن کو دیکھکر منہ

منہ پھیر لیا کہا کہ میں تم لوگوں سے بات نہیں کرتی ہمکو چھوڑ کر چلی آئیں گھر کا نے کھایا تھا کنیزوں نے
بلائیں لیں کہا بی بی کا ایک خبر آئی کہ بی نسترن قتل ہو گئیں جلد جا کر راستہ روکو آپ کی جان لہ
جسطرح بیٹھی تھیں اسیطرح اٹھ کھڑی ہوئیں وہیں سے سحر کیا کہ راستہ رک گیا اب بی لالہ عذار
نے موت کی ہو کئی دن سے روک رہی ہیں جانے نہیں دیتی ہیں سمک نے کنیزوں سے سب باتیں
پوچھ لیں باغ میں آ کر دیکھا کہ باغ پر بہار ہر طرف طائروں کی پکار ہے ایک طرف لالہ عذار معلوم ہوتا ہے چمن
میں آگ لگی ہوئی ہے یا باغ نے گھی کے چراغ جلائے ہیں تماشہ دیکھتا ہوا اس مقام پر آیا کہ جس
جہاں بیٹھی ہے کنیزیں حاضر ہیں دیکھتے ہی جس کا نے گود میں بیگڑا دیا کہا پھوپھی اماں ہم تم سے بات نہ
کرینگے ہمکو اکیلے گھر میں چھوڑ کر چلی آئیں میں نے جو اٹھ کر پوچھا کوئی صاف نہ بتاتا تھا جب جنہوں
نے بتایا میں اسیوقت سوار ہوئی منزلوں کی منزلیں جنگل کی آئی تھیں خداوند ہفت پیکر نے لاکر آپ سے
ملایا جس نے اٹھ کر بلائیں لیں گود میں اٹھا لیا کہا بی بی وہ ایسا ہی وقت تھا کہ مجھکو کچھ نہ دیکھا
وہیں سے سحر کرتی ہوئی آئی بڑی بات یہ ہوئی کہ راستہ رک گیا ورنہ طلسم کشا قصر عشرت تک پہنچ جاتا
حیف کہ قدرت نے وہ سامان کیے ہیں کہ جب لشکر کشی کرینگے تو گاؤں میں بار نہ اٹھا سکیگی گر پھر
بھی صدہا ملک فتح ہو گیا لیکن بڑے ساحر مصاحبان خداوند باقی ہیں وہ سب لشکر کشی کرکے آئینگے
سماک نے پوچھا تمہیں سنکر کہا خالہ اماں آپ کے آنے کے بعد ایک معرکہ گذرا آپ کے نہ ہونے سے
عجب سے میں پڑی رو رہی تھی روتے روتے سو گئی دیکھا خداوند ہفت پیکر کھڑے ہیں فرما
رہے ہیں کہ کیوں روتی ہے خالہ تیری طلسم کشا کو روکے گئی ہے لیکن تجھکو دو کمال دیتا ہوں ایک تو کمال
علم موسیقی دوسرا کمال ساقی گری جب جلسہ عیش میں ساقی گری کرے گی ہم بھی آئینگے تیرے ہاتھ
سے شراب پینگے پہلے علم موسیقی کا امتحان دیجیے آپ جانتی ہیں کہ مجھکو اشعار کے نام سے نفرت تھی
اب صدہا غزلیں کاملین کی یاد ہیں سماعت تو فرمائیے یہ کہکے باجا کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیک کر
چھیڑنے لگی یہ اشعار عاشقانہ بڑے لطف سے شروع کیے۔ نظم

راتوں کو بھی وہ آکے کئی بار رہ گیا — ارمان اب بھی کوئی دل زار رہ گیا
تو شب کو آتے آتے جو اک بار رہ گیا — کیا کیا تڑپ تڑپ کے دل زار رہ گیا
جتنے یوں ہی جو ہجر کا آزار رہ گیا — سن لیجئے آپ مر کے یہ بیمار رہ گیا

یوسف رہا نہ کوئی خریدار رہ گیا — افسانہ بھر گرمی بازار رہ گیا
کرتا ہوں اس طرح سے بسر کوے یار میں — در سے اٹھا دیا بس دیوار رہ گیا
جاگے نہ ایک رات بھی ہمراہ یار کے — خوابیدہ بخت دیدۂ بیدار رہ گیا
چلتے جو دیکھا چاہنے والوں کو دھوپ میں — دیوار پر وہ سایۂ دیوار رہ گیا
تاب سزاے زلف محبت نہ لا سکے — سب چل بسے مگر یہ گنہگار رہ گیا
کافر کی قبر میں بھی نہ ہوگی یہ تیرگی — دم گھٹتے گھٹتے میرا شب تار رہ گیا
زندان عشق چھوٹ گئے مذہب کی قید — گتھا رہا گلے میں نہ زنار رہ گیا
جانا ہوا نہ وادیٔ وحشت میں ایک سال — پیاسا لہو کا میرے ہر اک خار رہ گیا
امڈا پھر آج عاشق گریان کے سامنے — کس دن میں تجھ سے ابر گہربار رہ گیا
خوف خدا تھا ورنہ زمانے کو پھونکتا — میں کر کے ضبط آہ شرربار رہ گیا
کیا آمد خزان ہو صبا کیا ہوا چلی — کیوں زمزموں سے بلبل گلزار رہ گیا
کہتے ہیں جان رند نے دی کوے بتان میں — دار الشفا میں رہ کے یہ بیمار رہ گیا

اس رنگ میں سمک نے یہ غزل گائی کہ چمن نے گلے سے لگا لیا کہا بیٹا شاباش یہ کمال تمکو خداوند نے دیا ساقی گری کا بھی امتحان کرو سمک نے کہا کلید میخانہ مجھے دیجیے چمن نے کنجی دی سمک نے جا کے شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی صاحبو ہم ساقی ہوں گے کوئی باقی نہ رہے جسکو شراب کی خواہش ہو لیجائے کنیزیں یہ خبر سنکے دوڑیں بوتلیں اٹھا کے لیجانے لگیں اک پچاس گلابیاں شراب ارغوانی سے آراستہ کر کے سمک محفل میں لایا۔ لاکر سامنے چمن کے رکھیں چمن نے دیکھکر آواز دی بیٹا کس سلیقے سے شراب لائی ہو کہ دل چاہتا ہے پیجیے سمک نے کہا اب کمال دیکھیے کہکے پاؤں میں گھنگرو باندھے بھاری جوڑا پہنا کھڑی ہو کر گت ناچنے لگی قضاے کار لالہ عذار جادو جو یہاں کی حاکم ہے انتظام کرتی پھرتی ہو جاتی ہے کہ میرے گھر میں چمن مہمان ہے اسکو کوئی تکلیف نہو کہ دفعۃً خیال آیا کہ قصر آفت خداوندی چل کے دیکھوں کیا معرکہ ہے گیارہ کنیزان ساحری اس قصر میں رہتی ہیں ڈھول بجا کے گایا کرتی ہیں اس قصر میں لالہ عذار آئی دیکھا وہ سب کنیزیں سرنگوں بیٹھی ہیں لالہ عذار کو دیکھکر سب نے سلام کیا لالہ عذار نے کہا کیوں بیبیو خاموش

کیسون ہوا آئینۂ رخسار پر گرد ملال ہی یا کچھ اور خیال ہی مجھ سے تو ظاہر کرو کنیزون نے کہا ای لالہ عذار
اسکا افسوس ہی کہ تو نے جمین کی دعوت کی اسباب عیش و نشاط و شراب و کباب مہیا کیا
کوئی تکلیف نہین پہونچائی لیکن آج سامان رنج و ملال مین تم استقبال کرنے کے لیے ائی ہو۔
لالہ عذار نے کہا بیبو بھلا بی بی جمین کی صہباے نیوش آئی ہی اور محفل مین کون آئیگا ایک نے
کہا بجا صاف صاف بیان کرو دیر نکرو ایسا نہو اسکا دست ظلم چل جاے عیار طلسم کشا عیاری
مین یکتا اسکے ہاتھ سے سامری و جمشید بچائین اسکا ہمتر سمک بد ادائی نام ہی وہ خراب لیکر آیا
بلائی اور غضب ہوا ای لالہ عذار جلد اپنے کو پہونچاؤ جمین کو اور ساری محفل کو بچاؤ لالہ عذار گھبرا کر
نکلی کہ ابھی جاتی ہون جا کے نگوڑے کو گرفتار کرون یہان سمک نے گھنگھرو باندھے مین
گت ناچ رہا ہی ناچتے ناچتے جام بلورین لبریز کیا سر پہ رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا چلا کہ لالہ عذار نے
پکار کر آواز دی او مکار خبردار جمین کو شراب دیتا ہی بی جمین ہوشیار ہو جمین نے جام ہاتھ
مین لیا چاہتی ہی یہ اون آواز لالہ عذار کی سنکر خراب پر نگاہ تند ڈالی شراب شعلہ بنکے اڑ گئی
لالہ عذار نے برق چمکائی کہ برق سمک پر گری سمک کا رنگ و روغن چہرے سے اڑ گیا
لڑکھڑا کے سامنے جمین کے گرا لالہ عذار نے قریب آکے مشکین باندھین جمین نے لالہ عذار کو
قریب بلا کہا بیٹا تجھے کیونکر معلوم ہوا لالہ عذار نے عرض کی مین آج کئی دن کے بعد قصر آفت مین
گئی کنیزان سامری نے مجھکو خبر دی مین آکر پہونچی ہون انھون نے کہا تھا وہی دیکھا گرفتار کر لیا
اسکو قتل کیجیے یہ بڑا طلسم کشا کا مددگار ہی آٹھ پہر عیاری کرتا ہی بڑے بڑے جادوگر اسنے مارے
اگر اسکو قتل کیا تو زور طلسم کشا کا ٹوٹ جائیگا جمین نے اشارہ کیا جلادون کو بلاؤ لالہ عذار نے
فوراً انتظام کیا یعنے دارین استادہ ہوئین جلاد شانگین لگانے لگا آوازین دیتا تھا ای ملکہ عالم
ذرا سمجھ کے حکم دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہین جمین نے کہا اسکے قتل مین افسوس
کیا جون جون قتل کا سامان ہوتا ہی سمک گھبرا رہا ہی اپنے پیدا کرنے والے سے دعا مین ناب
رہا ہی کہ ای مالک بے نیاز ای رب کارساز مجھکو بچا لے نظم

تو دونون جہان کا بادشاہ ہی
امداد تری شفیق سب کی

جو کچھ ہی یہان وہان ترا ہی
انسان کے آب و گل مین تو ہی

توفیق تری رفیق سب کی
آنکھون مین نظر مین دل مین تو ہی

تو باغ میں گل ہی گل میں خوشبو
باری باسط صمد تو ہی ہی
صنعت تری مہر و مہ سے روشن
جلوہ ہی ترا گل و ثمر میں

حاضر غائب ہی ہر جگہ تو
انسان میں سواے خاک کیا ہی
تیری قدرت سے دشت گلشن
عزت جسے دے عزیز ہو جائے

واحد شاہد احد تو ہی ہی
جو کچھ ہی ترا دیا ہوا ہی
جاری ترا حکم بحر و بر میں
تو جسکو بنا دے چیز ہو جائے

بیقرار ہو کے سماک نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا احمر گلگون پوش وزیر زادی شفق کی
کہ سماک کے گانے پر عاشق ہی محفل کو جو سماک سے خالی پایا کہا ای ملکہ شفق مہتر الا کہہ عیاری
کرنے باغ لالہ عذار میں گئے آپ واقف ہیں کہ وہاں قصر میں کنیزان سامری موجود ہیں جسوقت
لالہ عذار پوچھے گی وہ کنیزیں سب حال بتا دینگی شفق نے کہا مجھکو بھی اسکا خیال تھا مگر وقت
پر یاد نہ رہا کہ مہتر صاحب کو آگاہ کر دیتی احمر نے کہا تو میں جاتی ہوں لیکن اگر وہ گرفتار ہو گئے
تو مجھ سے دیکھا نجائیگا فوراً گر پڑونگی احمر و شفق چلیں اسوقت پہونچیں کہ جلاد خنجر کھینچکر
جلا ہی چاہتا ہی سماک کو قتل کرے سماک حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی احمر نے گھبرا کر
کہا حضور جلاد خنجر مارا چاہتا ہی شفق نے جھولی سے جگر نکالا جلاد پر کھینچ مارا جلاد کا سر اڑ گیا
چمن نے کہا ارے یہ کیا ہوا لالہ عذار نے کہا میں تو سوچ رہی تھی کہ وقت پر انکا غیب سے
کوئی معین و مددگار ضرور آئیگا کسی نے سحر کیا جلاد کا سر جو ٹوٹ رہا تھا چمن نے پکار کر آواز
دی ارے تجھے کس نے قتل کیا اپنے قاتل کا نام بتا وہ سر قہقہہ مار کر خوب ہنسا پکار کر آواز
دی آپ کے غلام کو شفق خونخوار نے مارا چمن نے یہ سنکر آواز دی اری بی شفق اگر ہیں تو
سوت انکے ساتھ ہی یہ کہکے چمن نے سحر کیا۔ ابر پھٹا ملکہ شفق و احمر ظاہر ہوئیں چمن نے
پکار کر آواز دی ای شفق تجھکو کیا نفع ملا کہ طلسم ہفت پیکر کی بربادی میں مصروف ہی یہ کہکے
دوسرا سحر کیا چمن و شفق سے سحر ہونے لگا مگر احمر گلگون پوش نے جو اتنی مہلت پائی تو جھپٹ کر
گری سماک کو پیچھے دیکر اٹھا لیا سماک ہر چند چیخا کہ ملکہ مجھکو رہا کرو احمر اٹھا کر آسمان پر لائی چمن
نے پلٹ کے دیکھا کہ احمر سماک کو لیے جاتی ہی آواز دی اری لالہ عذار لینا لالہ عذار نے گولہ مارا
کہ احمر اپنا کھڑا کر زمین پر گری مگر سماک کو قید سے رہا کر چکی تھی سماک بھاگ کر ایک گوشے میں
چھپا لالہ عذار نے گولہ مارا احمر کا سر زخمی ہوا اور عذار نے چاہا بڑھ کر سر کاٹ لوں شفق

برق بنکر لالہ عذار پر گری لالہ عذار کے دو ٹکڑے ہوے چمن نے جو دیکھا کہ لالہ عذار قتل ہو گئی
وہین سے سحر کیا کہ احمر و شفق دونون زمین پر گرین سحر فراموش ہوا دونون تڑپ رہی تھین
چمن تیغہ لیکر چلی کہ دونون کا سر کاٹ لون کنیزین دس بیس کھڑی ہین کہ ایک کنیز نے آواز دی کہ
حضور آپ تکلیف نہ کرین مین دونون کو قتل کرتی ہون خداوند ہفت پیکر قصر عشرت سے
آواز دے رہے ہین کہ دونون کا سر کاٹ لو پلٹ کے چمن نے دیکھا کہ ایک کنیز نہایت
کمسن جوڑا گلنار پہنے ہوے گلوری گلے مین دبی ہوئی خنجر برہنہ کھینچے ہوے قریب چمن کے
آئی کہا واری دیکھیے قصر عشرت معلوم ہوتا ہے قدرت تخت پر بیٹھے ہین صحبت جلسہ آراستہ کی
فرما رہے ہین کہ عمر طلسم نہین گذری سب مطمئن رہین ابھی ہم طلسم برباد کرینگے طلسم کشا صبح و
یا شام مین قتل ہوا چاہتا ہے چمن جو پلٹی کہ دیکھون قدرت کیا فرماتے ہین جیسے ہی چمن پلٹی کنیز
نے کوکھ پر خنجر مارا کہ چمن کا شکم چاک قصہ پاک ہوا نعرہ کھا کر زمین پر گری تمام کنیزین دوڑ پڑین سب نے
ملکر سحر کیا سمک کے پانون زمین سے تھام لیے کنیزین چلین کہ قتل کرین شفق خونخوار نے
ایک چکر مارا کہ دس بیس کے سر اڑ گئے احمر نے بھی بڑھکر سحر کیا کئی کنیزین مر کر گرین شفق نے
گرزون کی بوچھار کر دی جو جادوگرنیان تھین مر کر گرین غیر ساحرہ ہاتھ باندھ کر سامنے آئین کہا
حضور ہمکو ہمارے گھرون سے اٹھا لائی تھین کام خدمت لیتی تھین شفق نے ان سب کو
آزاد کیا مال دہانکا سب لیکر مع دورون کے سر پلٹ آیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلین یہان
طلسم کشا بیٹھے تھے کہ ایک دنا ما ہوا گھبرا کر باہر نکل آئے سواران زرین پوشان کا جو سپہ سالار
تھا اسنے عرض کی حضور چمن قتل ہوئی سامنے سر اٹھا کر ملاحظہ فرمایے رستم نے سر اٹھا کر دیکھا
کہ کنگورے قصر عشرت کے معلوم ہوتے ہین رستم نے کہا ان تینون کا نشان معلوم ہو تو کوچ
کرین یہ ذکر تھا کہ سمک بلداقی و شفق خونخوار و احمر گلگون پوش آکر پہونچے احوال قتل چمن
بیان کیا نقارہ فتح بجا اور عرض کی کہ اب مقابلہ ہفت پیکر سے باقی ہے کل حضور کوچ کرین دو پہر
ڈھلتے ڈھلتے قریب قصر عشرت کے پہونچ جائینگے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی لشکر طلسم کشا
آفتاب فلک سپہر گاہ تھا مع تمام جادوگرنیان ملکہ صنعا طلسی و مشکبار و نو بہار و سرداران
غیر ساحران مع دیوانہ شہر و مردم دردا لاگرد و بالا گرد وغیرہ سات لاکھ غیر ساحر و تین لاکھ ساحر

شہرت مرصع پوش و نہنگ بحری و ماہی بحر غیر ساحرون مین جاروق و عیوق و ہلال
تو دس لاکھ کا لشکر سواران زرین پوش لشکر طلسم کشا دیکھکر بہت خوش ہوے ہنگام جشن کا
شادیانگین لگانے لگا دو ہزار شاہزادے افسر اُن کا نعمان تاجدار افسرون سے افسر ملے شفق نے
جو شہرت مرصع پوش کو دیکھا جمال بیمثال دیکھکر شرما گئی سردارون سے سردار ملے رستم نے
حکم دیا سویرے سے لشکر تیار ہو ہم بعد نماز سوار ہونگے شام ہی سے تیاریان ہوئین لشکر مین
بلند ہی کہ کل صبح کوچ ہوگا مقابلہ ہفت پیکر مین ہوینچین گے معشوقان پری چہرہ خوش خوش
پھر رہی ہین کہ دیکھیں اب ہفت پیکر کیا کریگا رستم پہر رات گئے تک دربار مین بیٹھے پھر
دربار برخاست کیا بارگاہ مین اپنی آئے خاصہ نوش فرماکر آرام کیا خیال مین معشوقون کے
نیند نہ آئی دو پہر رات گئے آنکھ کھل گئی گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھے ٹہلتے ہوے دربارگاہ پر
آئے کہ ایک صدائے دردناک کان مین آئی کہ کوئی دود رسیدہ آفت دیدہ چلکر رو رہا ہی کہ
ای فلک کج رفتار ای گردون غدار کاشکے میرا خانہ خراب ہوا کشاکش نہین اُٹھتی فراق نے نہایت
پریشان کیا یہ فراق تا بہ قبر ساتھ جائیگا ہمارا ساتھ نہ چھوڑے گا رستم نے جو یہ صدائے
دردناک سنی بیقرار ہوگئے طرف اس صدا کے متوجہ ہوے راہ مین اکثر سردار ملے اُنھون نے
پوچھا بھی کہ حضور اس اندھیری رات مین کہان جاتے ہین رستم نے فرمایا ایک قریب کے
رونے کی آواز آتی ہی اُس کو دیکھنے جاتا ہون یہ کہکے آگے بڑھے لشکر سے نکلے صدا اُسی طرح
آرہی ہی رستم پھرتے پھرتے ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک جوان بیٹھا ہوا لباس
پہنے ہوے تاج ڈھلکا ہوا بیٹھا رو رہا ہی رستم نے قریب جاکر سلام علیک کی اُس جوان
نے جواب دیا لیکن سر جھکائے ہوے نہ بولتا ہی نہ آہ کرتا ہی رستم نے ہاتھ پکڑ کے ہلایا کہا کہ
برادر برائے خدا اس بات کا جواب دو کہ تم کون ہو جنگل مین بیٹھے کیون روتے ہو اُسنے
عرض کی تقدیر مین رونا لکھا ہی جانتا ہون کہ میری قسمت پر سر پر خاش ہی تقدیر کا نوشتہ
اس طور پر تھا جو یہ انجام ہوا اگر آپ بے پوچھے نہ چھوڑین گے تو اصل کیفیت یہ ہی یہان سے
قریب ایک قلعہ ہی قلعہ نیلگون لقب باپ کا نیلگون تاجدار نام اور میرا نام شفق تاج بخش
ہی کیا کیفیت اپنی بیان کرون ایک دن برائے شکار آیا مبتلا ہے بلا ہوا ایک نخل کے

ایک طائر بیٹھا تھا مجھکو دیکھکر زمزمہ سرائی کرنے لگا مین نے تاک کر تیر مارا سر پر پڑا طائر تڑپ کر زمین پر گرا غلطاک مارکر ایک پریزاد حسین کی شکل بنا سر سے خون بہتا ہوا وہ صورت زیبا جو مین نے دیکھی ہاتھ باندھ کر دوڑا اُسنے پکار کر آواز دی او ظالم زخمی کر چکا اب کس دل سے تجھکو صورت دکھاؤن کیون کر اپنے وطن جاؤن خیر جب کبھی دل چاہے اسی جنگل مین ڈھونڈھ لینا مین اِس مقام پر ملجاؤنگی لیکن بیان کرو کہ تم کس وجہ سے یہان آئے مین نے جواب دیا کہ شکار دوست ہون شکار کھیلنے مین یہ سانحہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے دوسرا نخل جو پہلو مین ہے اُس سے ایک ضعیفہ عورت یہ کہتی ہوئی آئی کہ او گلرنگ پری یہ انسان ہین ان لوگون سے امید وفا کہان یہ کہکے اُسکا ہاتھ پکڑ کے کھینچا وہ نہ جاتی تھی زبردستی کھینچتی ہوئی لیگئی پلٹ پلٹ کے مجھکو دیکھتی تھی سامنے جو نخل ہے اُسمین جاکر دونون غائب ہوئین اُنکا نظرون سے چھپنا کہ ولولہ جنون نے یہ نوبت ہم پہونچائی اب دیکھون فلک کیا دکھائے منظور یہ ہے کہ تڑپ تڑپ کے اسی مقام پر جان دون اب اہل شہر کو جاکر کیا منہ دکھاؤن کس سے پوچھون کہ کیون صاحب انجام محبت یہی ہوتا ہے محبت کرنے والا اپنی جان کو روتا ہے آپ اپنے نام نامی سے مجھے آگاہ کیجیے آپکے چہرے سے آثار جلالت ہویدا ہو آشکار ہین رستم نے اپنا نام مفصل بتایا وہ قدمون سے لپٹا جاتا ہے کہتا ہے برائے خدا یہ بتائیے کہ وہ صورت زیبا پھر دیکھنا نصیب ہوگی وہ بھولی بھولی شکل آنکھون کے نیچے پھرتی ہے دل کا یہ کیفیت ہے کہ مرغ بسمل ہے

نظم

سانس دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے
اور چہرہ کا دیا جلا دنے جاتے جاتے

خط نے اس عارض رنگین پہ کیا وہ تنگ
خار ہین صحن گلستان کو دباتے جاتے

کیا جڑھو گئے کسی روز مری گھات پہ تم
آخر اس راستے سے روز ہو آتے جاتے

آتش شوق یہ کرتے ہین یہ کار روغن
اشک گرم اور بھی ہین آگ لگاتے جاتے

آزماتا ہون محبت مین مین ظرف دل کو
درد و غم اسمین کہا تک ہین سماتے جاتے

نزع مین تھا مین بجھین منہ سے اُلٹا تھا نقاب
آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے

ناک بیاک دل سے مٹے حرف محبت کیونکر
لالہ رو داغ ترا جاے گا جلتے جاتے

دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ تڑپ
راہ مین دیر لگیگی فقط آتے جاتے

کوچۂ یار مین جانے کا مزاحم ہی کون خود حذر کرتا ہون اس راہ سے آتے جاتے
اشک آنکھون سے نکلتے ہین یہ سرخی مائل چشم بد دور نئے رنگ ہین لاتے جاتے
شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لاتے یہی فلک تجھے کے تو یہ ہاتھ اُٹھاتے جاتے
ہجر کی شب تری فرقت نے یہ دم بند کیا سانس بھی سینے مین رکنے لگی آتے جاتے
ہوئی دربان تلک اُنکے رسائی حاصل رفتہ رفتہ ہمین اُس کوچے مین آتے جاتے
راستہ روک کے کہلونگا جو کہنا ہی مجھے کہا ملوگے تم کبھی راہ مین آتے جاتے
آپ مین ہوتے اگر دل ہی پہ قابو ہوتا کوچۂ یار مین کیون ٹھوکرین کھاتے جاتے
قصد صحرا کا ہی دیوانون کا رستے ہین کدھر راستے والون کو آگے سے ہٹاتے جاتے
مین جبھی دے چکا ہون خط غلامی صاحب جن دنون آپ تھے لکھ لکھ کے مٹاتے جاتے
ہوتی جاتی ہی عداوت اُسے ہمسے افزون نقش حب آگ مین ہون ہین جلاتے جاتے
قیس و فرہاد کے قبضے مین ہین کوہ و صحرا ہم کدھر جوش جنون خاک اُڑاتے جاتے
جا بجا ترک کرو یا نکرو ہو مختار + نیک و بد زندہ تھین ہم ہین جتاتے جاتے

شفق تاج بخش رو رو کر یہ اشعار پڑھ رہا ہی رستم سنگین دیگر فرماتے ہین کہ اے برادر تم گھبراؤ ہم تمھارے معشوق سے تمھین ملا دینگے پردۂ قاف مین ہماری عملداری ہی ہماری مادر گرامی ملکہ آسمان پری اور بہن ہماری ملکہ فریدۂ سلطان جبیس پرون کی بادشاہ ہین یقین ہی کہ وہ پریزاد ہماری والدۂ ماجدہ کی خراج گزار ہو زیادہ بیقرار ہونے کو سنبھالو ہم نامہ لکھکر دریافت کرینگے پریزاد کو بلوا لینگے تمھارے ساتھ اُسکا عقد کرینگے مگر شفق تاج بخش قدمون سے لپٹا ہوا رو رہا ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی باپ اُس کا نیلگون تاجدار بیٹے کو تلاش کرتا ہوا آ پہونچا تخت پر سوار بارہ ہزار فوج پشت پر لوگ جنگل مین ڈھونڈھتے ہوے آئے ہین باپ کلیجہ پکڑے ہوے کہتا ہی ساتھ والون سے میرے نور نظر کو کہان چھوڑا شاید خدا نخواستہ کوئی شیر بھیڑیا کھا گیا اسی جنگل مین خوب تڑپ کے جان دونگا اُسکی مان کو کیا منھ دکھاؤنگا وہ گرفتار دام حسرت و یاس کہیگی کہ میرے فرزند کو کیا کیا۔ ایک وزیر نے بڑھکر عرض کی وہ سامنے آپ کا فرزند بیٹھا ہی ایک آفتاب جمال سے باتین کر رہا ہے

نیلگون تاجدار تخت سے کود اترتا ہوا سامنے رستم کے آیا کہا اے یار غریبان اے نامور
بیکسان اب خبر اس سے باتین کر رہے ہین انکا ظہور ہوگا رستم نے کہا نہ گھبراؤ ہم جو
کہتے ہین وہی کرینگے ہمارے قبلہ وکعبہ صاحبقران زمان نے صدہا بندگان خدا کی مشکل
آسان کی جو جس سے وعدہ کیا کبھی اُسمین فرق نہین پڑا مین نے اپنے کام سے ہاتھ
اُٹھایا جبتک انکی مشکل نہ آسان ہوگی اپنا کام ضروری نکرونگا مقابلہ ہفت پیکر ہین جانکا
نام ہفت پیکر سنکر باپ بیٹے کانپنے لگے گھبرا کر پوچھا کہ ہفت پیکر سے مقابلہ کا کیا سبب ہے
رستم نے فتاحی طلسم ہفت پیکر کا حال بیان کیا کہ ہفت پیکر ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر
قصر عشرت مین آکر بیٹھا ہے اب اُسی سے مقابلہ باقی ہے مرحلہ جات فتح ہوئے آج اُس کے
مقابلے مین پہونچ جاتے کہ مین تمھاری صدائے دردناک سنکر ادھر چلا آیا نیلگون تاجدار
کہا اے شہریار ہفت پیکر نے آپکے مقابلے کے واسطے کل اپنے خراج گذارون کو ملنے لکھے ہین
اسقدر فوجین آئینگی کہ گاو زمین بار نہ اٹھا سکیگی رستم نے کہا خدا مالک ہے جسنے
یہانتک پہونچایا وہی اُسکا غرور مٹائیگا ہمکو مظفر و منصور کریگا اُس ملعون و کجبخت نے دعوی
یکتائی کیا ہے اور لاکھون بندگان خدا برگشتہ کیے ہم لوگون نے بڑے صدمے اٹھائے
کئی سال گذر گئے اسی سرحد مین لڑتے ہوئے عنایت خدا سے یہانتک پہنچے نیلگون تاجدار
نے کہا میرے قلعے مین چلیے وہان سے چلکر ندر پہونچے مرکب باساز حاضر کیا رستم سوار ہوئے
اور نیلگون و خلق تاج بخش کو لیکر طرف قلعے کے چلے دس بارہ کوس راستہ طے کیا تھا کہ
آواز توپ کی کان مین آئی نیلگون نے گھبرا کر کہا یہ آواز تو میرے قلعے سے آتی ہے سرکار
جب دریافت کرین کہ قلعے کو کسنے گھیرا ہے سرکار سے روانہ ہوئے رستم نے نیلگون سے پوچھا
نیلگون نے کہا ظاہر مین تو میرا کوئی حریف نہین رستم نے کہا مین بڑھکر دیکھون نیلگون نے کہا مین
اکیلا کیونکر آپکو جانے دون شاید کسی قزاق نے قلعے کو گھیرا ہو یہ خبر مل گئی ہو کہ آج کل باپ بیٹے
قلعے مین نہین ہین چلکر قلعے کو لوٹین آپ لشکر کو بڑھا کے چلے میرا وزیر صاحب تدبیر ہے
مین ہو اُسنے سامان کیا ہوگا توپ وغیرہ آراستہ کی ہوگی رستم نے گھوڑا بڑھایا سارا لشکر بڑھا اس
نخلستان کو طے کرکے سامنے سے قلعہ دکھائی دیا جسنے دیکھا کہ گیسو دیو دارین لیے دور کھڑے ہین

مگر ایک دیو زاغ نول ہاتھ مین لیے ہوے طرف قلعے کے جاتا ہی اہل قلعہ گولے مار رہے ہین
نالہ و فریاد کرتے ہین کہ خداوند ہفت پیکر بچائیے وہ دیو گولون کو نہین مانتا جب گولا سامنے
آتا ہی زاغ نول مار دیتا ہی گولا اُلٹا پلٹ کر خندق مین گرتا ہی اسطرح راہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہی رستم
نے کہا ای نیلگون یہ تو دیو نامدون نے قلعے کو گھیرا ہی مین جا کے اُسکو روکتا ہون شغق تاج یہ سنکر
رونے لگا کہا آپ سے میری زیست کا سہارا ہی اتنے بڑے دیو سے کیونکر مقابلہ کیجیگا اودھر
سب دیوزاد دور سے غلغلہ کر رہے ہین کہ ای اہل قلعہ کیون شامت آئی ہی سب کو آکر
کہا جائینگے فقط بادشاہ کے بیٹے کو ہمین حوالے کرو وہی ہمارا حریف ہی کہ رستم نے سامنے آکر
نعرہ کیا کہ تمام صحرا گونج گیا آواز دی او بےحیا کہان جاتا ہی طرف قلعے کے زچلا پہلے مجھ سے
مقابلہ کر جسکا تو جویا ہی وہ ہمارے ساتھ ہی یعنی فرزند صاحبقران آہ یہ دیو نے جو نام صاحبقران کا
سُنا کانپنے لگا رستم مقابلے مین اُسکے ہو کے پہونچے اُس دیو نے زاغ نول کو کھینچ دیا خبردار
خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے تیغہ کیبتان پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر ہاتھ مارا کہ زاغ نول کے دو ٹکڑے
ہوے جب زاغ نول کٹا اُس دیو نے چنگل مارا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تو دیو شل ا[illegible]
کے سیدھا کھڑا ہوا شل وال سے خم ہوا کشتی ہونے لگی رستم نے دو تین گھونسے مارے کہ دیو چیخنے
لگا غل مچاتا تھا کہ آواز دی مجھے چھوڑ دے تو فرزند کو جانتا سلیمان ہی جنہون نے عفریت کو تاوا
سمندہ بن ہزار دست کو قتل کیا تمام پردہ قاف مین اپنا سکہ جاری کر دیا مین تجھ سے کیا
لڑونگا اب مجھے چھوڑ دے دو گھڑی کی کشتی مین رستم نے کوہ سے پہلا اُٹھا کر زمین پر مارا کہ زمین تھرا گئی
کود کر سینے پر سوار ہوے کندہ زانو سے دبا کر فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اُس
قلعے پر آنے کا کیا باعث ہوا دیو نے کہا ای شہریار دیو فولاد دم دار خواہ کا ملازم ہون وہ ملکہ
گلرنگ پری پر عاشق ہی شغفہ جنی کہ باپ ہی ملکہ کا امیر لشکر کشی کرکے آیا تھا فغفور سے
پیغام و سلام کر رہا تھا وہ یہ خبر اُسکو پہونچی کہ ایک آدم زاد نے ملکہ کو زخمی کیا ہاتھ لاکر مجھکو
حکم دیا کہ جا کر سب کو قلعے مین کہا جاؤ غلام آپکی خدمت سے مشرف ہوا آپکی اطاعت مین کیا عذر
ہی آپکا بندہ ہے بصد خوشی اختیار کرتا ہون بڑے بڑے شاہان جلیل آپکے والد کے ہاتھ سے
مسلمان ہوے رستم نے اسکو مسلمان کیا کہ اُن دو سو دیو لاحق کو آمادہ کیا کہ مسلمان کیا

سبکو لیکر رستم قلعے مین آئے مقام صدر پر آکر بیٹھے سردار گرد شفق تاج بخش رستم کے آگے خم
ہوا جاتا ہی عرض کرتا ہی ای آقاے نامدار سو معشوق مین آپ سے ناخن پا پر نثار ہین آپکا تشریف
لانا باعث برکت ہوا اب کیا تدبیر ہوگی دیو بلیان نے عرض کی افسر ہمارا یہ وعدہ کرگیا ہی
کہ اگر فغفور چینی نے شادی بخوشی کر دی تو بہتر ورنہ بغیر معشوق کے لیے نہ ٹلونگا رستم نے
کہا ای بلیان ہمکو لیچلو آخر ایک تخت پر رستم اور شفق تاج بخش بیٹھے دو تخت لیکر اڑے
یہان فولاد نے جننات فغفور کو لکھے فغفور نے جواب صاف دیا کہ ای فولاد پریزاد و دیوزاد
سے مواصلت نہین ہوتی لہذا ہمکو نہ ستاؤ پلٹ جاؤ آئندہ جو تمھارے مزاج مین آئے فولاد
نے طبل جنگی بجوایا فولاد کے ملازم جو جنات ہین انھون نے بہت فولاد کو سمجھایا کہ فغفور سچ
کہتا ہی دیوزاد و پریزاد سے آج تک مواصلت نہین ہوئی اپنی قوم مین سبکو اختیار ہی فولاد
نے نہ مانا کہا کل کھڑے کھڑے قلعہ لونگا اور معشوق پر بھی قبضہ کرونگا اب وطن مین کیا
پلٹ کے جاؤن کیا منہ دکھاؤن مین کہکر آیا تھا کہ شادی کرنے جاتا ہون عزیز دار یہی کہینگے
کہ تجھے ایک جن پر زور نہ چلا فغفور نے جواب صاف دیدیا پلٹ آئے ایسے ایسے لاف وگزاف
کرکے طبل جنگی بجوایا ہرکارہ نے فغفور کو خبر دی ملازمان فغفور نے عرض کی حضور بھی طبل جنگی
بجوائین غلام اپنی جان لگا دینگے قلعے مین نہ آنے دینگے اس سنگدل پر پتھرون کی بوچھار
کرینگے فغفور نے بمجبوری طبل جنگی بجوایا گلرنگ پری نے جو یہ معرکہ دیکھا جام زہر بھر رکھا ہی کہ
مین اپنی جان دونگی مگر اس دیو کے ساتھ نہ جاؤنگی جب رات تمام ہوئی صبح کو دیو فولاد
میدان مین آیا دیکھا قلعہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہی منجنیقین چڑھی ہوئی ہین
اہیر مہیر سو سو من کے نصب ہین فغفور چینی کرسی پر بیٹھا ہی تمام جنات چہار جانب سے
گھیرے ہوے ہین سامنے سے آکر فولاد نے پکار کر آواز دی ای فغفور چینی کیون جان دینے
آمادہ ہو سکو ایسے گھروندے بہت سے مین نے بگاڑ ڈالے ہین بہتر یہ ہی کہ نکال دو
میری معشوقہ مجھکو دیدو گلرنگ پری سنے کہ ایک گوشے مین بیٹھی ہی جام زہر آگے بھرا ہوا رکھا ہی
خنجر ہاتھ مین کھنچا ہوا ہی جواب دیا او بیہودہ کیا بکتا ہی لاش ہمارا لیجائیگا زندہ نہ پائیگا فولاد
نے جو یہ باتین گلرنگ سے سنین بغل ابر گرد گردا یا طرف فوج کے پلٹا کہا کہ یارو کیا ارادہ ہی

سب نے عرض کی حلم کی دیر ہی ابھی پامال کرڈالین معشوق کو حضور کے لئے آئین یہ سنکر فولاد
نے اشارہ کیا کہ ہان کہنا کئی ہزار دیو لینا لینا کہکر چلے قلعے سے منجنیق پڑنے لگے سوسو من
کے پتھر جو دیوزادون پر پڑے کئی سو زرہ دیون کے سر پھٹے اب تو سب کے پانون
اُکھڑ گئے یہ کہتے ہوے پلٹے کہ گوشت مٹی کی لڑائی ہی کیونکر وہان تک پہونچین وہان پتھر
برس رہے ہین بھاگ کر دور کھڑے ہوے کہتے ہین ای افسر ہم مجبور و ناچار ہین پتھرون نے
سخت حیران کیا کئی ہزار منجنیق چڑھی ہوئی ہی کیونکر ان وارون کو روکین کیونکر وہان تک
پہونچین اہل قلعہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ دیوزاد بھاگ کر دور کھڑے ہوے غلغلہ کرنے لگے
وہ مارا وہ بھگایا فولاد کو بہت ناگوار ہوا کلھاڑا اُٹھایا کاندھے پر رکھا جھومتا ہوا چلا
فغفور نے کہا یار وہ تنہا آتا ہی سب نے کہا کیا مجال جو آسکے پھر پتھر برسانے کو کہکر
پتھر برسانے لگے مگر فولاد کا یہ حال ہی کہ جو پتھر سامنے آیا اُسپر کلھاڑا مار دیا پتھر اُلٹا پلٹ کر
خندق مین گرا یا کسی برج پر گرا اُسے پامال کیا اسطرح پتھرون کو رد کرتا ہوا فولاد چلا آتا ہے
ملازمان فغفور نے عرض کی حضور وہ سنگدل پتھرون کو نہین مانتا رد کرتا ہوا چلا آتا ہے
فغفور نے بیقرار ہوکر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی پکار اُٹھا ای خالق لیل و نہار
مدد کر اس بلاے ناگہانی کو رد کر۔ نظم

بر فگن ای دلربا از چہرۂ انور نقاب — نیست شایان بر عذار نیر اکبر نقاب
پرتو افگن بر فلک ہرگز نگشتی مہر و ماہ — چہرۂ پر نور تو بودی اگر اندر نقاب
پرتو روے تو از ہر پردہ ظاہر میشود — می نماید جلوۂ نور رخت از ہر نقاب
پردہ بر روی منور مانع دیدار نیست — ہست غالب پرتو نور جمالت بر حجاب
دیدہ تا دیدہ دیدار روشن میشود — گر ببیند ازین چہرہ ای مہ انور نقاب
جان میخواہد کہ در پردہ بود آن جان جان — کی پسند دل کہ باشد بر رخ دلبر نقاب
اہل بینش می شناسندش ز ہر طرز و طریق — خواہ باشد رو برو و خواہ باشد در نقاب
ہست یا مشک تصور اندر نظر داریم ما — ورنہ بر چہرہ نہ دارد یار مہ پیکر نقاب

گلرنگ پری بھی دعائین مانگ رہی ہی کہ ای معبود اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے بد بخت

اس ظالم کی مہلت دے فولاد چلا آتا ہی واضح رہے کہ یہ جنات وغیرہ خراج گزاران ملکہ
آسمان پری ہین خراج ان سب کا خدمت ملکہ آسمان پری مین جاتا ہی صاحبقران
جو اٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہے تعیین ممالک کو فتح کرلے تھے اور گرد وسکے ملکہ
آسمان پری کا جاری ہوتا تھا جب صاحبقران چلے گئے تو ان سب نے وہی طریقہ رکھا
مسلمان ہین ہر مرتبہ پکارتے ہین کہ ای خالق جزو و کل دیکھیے کیونکر بچین مگر جب قلعہ فتح
ہوگا تو لڑ بھڑ کر اپنی جان دینگے جب ملکہ چاہتی ہین کہ جام زہر پی لون یا خنجر مارون کنیزین
لپٹ جاتی ہین عرض کرتی ہین حضور نہ گھبرائین جب لونڈیان مرجائینگی تب آپکو اختیار ہی
فولاد لڑتا بھڑتا پتھرون کو رد کرتا ہوا قریب خندق کے آیا نعرہ کیا کہ ای نقفور زین لے
قلعہ لے لیا اب جو قلعے مین آؤنگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا جنگل مار مار کے سب کو کھا جاؤ
آخر تونے میرا کہنا نہ مانا کئی سو دیوزاد جو میرے مارے گئے ہین انکا بدلا لونگا ایک جن کو
زندہ نہ چھوڑونگا مفت تکلیف اٹھا کے آیا ہون اسوقت اہل قلعہ کی بیتابی ملکہ گلرنگ
پری ہر چند چاہتی ہین کہ مین اپنی جان دون کنیزین لپٹ جاتی ہین گریہ بلند ہوتا ہی دیو
فولاد کھڑا ہوا ہجوم رہا ہی ہر مرتبہ کلہاڑا اٹھا کر چاہتا ہی کہ پھاٹک توڑ دون پھر رک جاتا ہی
چونکہ گلرنگ پری پر عاشق ہی ہر مرتبہ پکارتا ہی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ۔ قطعہ

دل قابل محبت جانان نہین رہا ‏ — وہ ولولہ وہ جوش وہ طغیان نہین رہا
ٹھنڈا ہی گرم جوشی افسردگی سے جی ‏ — کیسا اثر کہ نالہ و افغان نہین رہا
کرتے ہین اپنے زخم جگر کو رفو ہم آپ ‏ — کچھ بھی خیال جنبش مژگان نہین رہا
دل سختیون سے آئی طبیعت مین نازکی ‏ — صبر و تحمل دل طلق جبان نہین رہا
کیا ایسے ہوگئے کہ پھولون سے رستے ہین ‏ — یارون کو فکر چارۂ درمان نہین رہا
غش ہین کہ بے دماغ ہین گل پیرہن فقط ‏ — اب بس دماغ عطر گریبان نہین رہا
آنکھین نہ پائین شوخ نظر کیون کہ ایکی مین ‏ — سوسن لطف نرگس فتان نہین رہا
ناکامیون کا گاہ گلہ گاہ شکر ہی ‏ — شوق وصال و اندوہ ہجران نہین رہا
لے تودہ تودہ خاک سبک دوش ہوگئے ‏ — سر پہ جنون کے عشق کا احسان نہین رہا

ہر لحظہ مہر جلووں سے ہین چشم پریشان — آئینہ زار دیدۂ حیران نہین رہا

بھرتے ہین کیسے پردہ نشینون سے منہ چھپا کے — رسوا ہوے کہ اب غم پنہان نہین رہا

آسیب چشم قہر پری طلعتان نہین — ای گلشن اک نظر کہ مین انسان نہین رہا

بے کار یہ امید سے فرصت ہے رات دن — وہ کاروبار حسرت و حرمان نہین رہا

بے سیر دشت و بادیہ لگنے لگا ہے جی — اور اس خراب گھر مین کہ ویران نہین رہا

بے اعتبار ہوگئے ہم ترک عشق سے — ازبس کہ پاس وعدہ و پیمان نہین رہا

نیند آئی ہے فسانۂ گیسو و زلف سے — وہم و گمان خواب پریشان نہین رہا

کس کام کے رہے جو کسی سے رہا نہ کام — سر ہے مگر غرور کا سامان نہین رہا

مومن یہ لاف الفت تقوی ہے کیون مگر — دلی مین تو کوئی دشمن ایمان نہین رہا

ای ملکۂ عالم میری جان جاتی ہے جان و مال تم پر نثار ہے مجھکو اپنا غلام بے زر جانو واسطے خداوند زر اس شیاطین کا جام زہر پینا مین تمھارے واسطے سر پر مکان بناؤں باغ سلیمانی پر قبضہ کرون اُسمین تمکو رکھون پری زادین واسطے خدمت کے مقرر کرون ملکہ نے آواز دی او بے حیا یہ سب حسرتین دل مین رہین گی یہ آرزوئین نہ نکلینگی فولاد چاہتا ہی جا پڑون بجاناک توڑدون کہ آسمان سے آواز آئی او نامرد خبردار آگے نہ بڑھنا منم فرزند صاحبقران رستم نوجوان نعرۂ رستم بر شد اولاد امیر عرب + کہ ہست علمشاہ بہ رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیلزور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور فولاد نے دیکھا رستم تخت پر سوار پہلو مین شفق تاج بخش رستم تخت سے کود کے برابر فولاد کے پہونچے آواز دی او نامرد کمزور پاکر دباؤ ڈالتا ہی فولاد نے وہی کلھاڑا جو ہاتھ مین تھا چرخ دیکر رستم پر مارا رستم نے تیغہ کا ایک ہاتھ مارا کہ کلھاڑا کٹا جب کلھاڑا کٹا فولاد جھلایا چنگل مار دیا رستم نے کلائی تھام کے ایک گھونسا مارا کہ فولاد تھرا گیا بے اختیار منہ سے نکلا کہ ای فرزند صاحبقران گھونسا مارا کہ گرز مارا اب تک آنکھوں کے نیچے اندھیرا ہے فوج غم و الم نے گھیرا ہے لیکن شفق تاج بخش ایک طرف کھڑا ہوا دعائین مانگ رہا ہے کہ ای پروردگار میرے آقا کو اس دیو سے بچانے کوئی

چشم زخم نہ پہونچے میرے واسطے کدہ کاوش کر رہے ہین اپنا بڑا کام ضروری چھوڑا تھا طلسم
ہفت پیکر مین جاتے تھے اتنے بڑے طلسم کو فتح کرتے ہوئے آئے ہین انھین کا کام تھا
اس طلسم پر کون ہاتھ ڈال سکتا تھا لوگون کی زبانی سنا ہی کہ طلسم خیال سکندری اس سے
زیادہ وسیع ہی عمارت بھی اُسکی رفیع ہی اُس طلسم پر جانا دشوار ہی لیکن بذریعۂ اخبار معلوم ہوا
کہ اس طلسم کو صاحبقران فتح کرین گے ہفت پیکر کی وہ کفالت کریگا اسی وجہ سے اُسپر ڈالی
آئیگا خدا میرے آقا کو بچالے روز سیہ نہ دکھائے یہان رستم فولاد کو ریل کر خندق سے ہٹا لائے
فرمایا او ظلم پسند تو نے غضب کیا ہی ان غریبون پر لشکرکشی معشوق سے سرکشی فولاد نے
کہا معشوق نہ مانے تو کیا کرون آخر کو لشکرکشی کرکے آیا یہ انجام ہوا تمھاری قضا لائی ہے
تمھارے والد نے عفریت کو کیا مارا کہ اُس روز سے آدمزادون کو گھمنڈ ہوگیا دیوزادون سے
لڑنے لگے ورنہ انسان ضعیف البنیان دیوزاد کی خوراک ہی ایک لقمے مین تمھارا قصہ پاک کر
ہڈیان چبا چبا کے کھاؤنگا بڑے صدمے دونگا تمکو جان بچانا دشوار ہوگی رستم لڑ رہے ہین گلرنگ
پری نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ میرا عاشق بھی کھڑا ہو دعائین مانگ رہا ہو یہ بھی دعائین مانگنے لگی
ای کریم و رحیم انکو غالب کر اس دیو سے کیونکر جان بچے گی تو بچانے والا ہی رحم اپنا شریک
کر یہان رستم نے دیو فولاد کے دونون بازو تھامے سر سینے مین اڑایا ریل کر فولاد کو کے دور
دس قدم پہلا کر یہ مارا دونون گھٹنے فولاد کے آشنا بہ زمین ہوئے جا با لنگر قائم کرون حریف
زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہی کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا اُس پہاڑ سے زمین چھڑائی
سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا فولاد چت گرا رستم کود کر اسکی چھاتی پر سوار ہوئے
کندہ زانو سے دبا کر فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی دیو فولاد نے دیکھکر چلا کر
آواز دی او آدمزاد تو نے مجھکو ذلیل کیا اب چاہتا ہی خداوند کو چھوڑون خداوند بھی کیسے
کہ پتھر سے آواز آتی ہی تمام دیوان قاف اُس بت کو سجدہ کرتے ہین مین مذہب خدا سے
تا دیدہ نہ اختیار کرونگا رستم چھاتی پر سے اُٹھے ایک پاؤن دونون پاؤن سے دبایا ایک
پاؤن کو دونون ہاتھون سے تھاما جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے مین تا بہ سینہ چرا اور دوسرے
جھٹکے مین تمام چیر کے پھینکدیا تمام دیوزاد جو کھڑے تھے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے فغفور چینی

پھاٹک کھول کر مع جنات کے نکلا فوجین ملگئین تلوار چلنے لگی دیوزادون نے دیکھا کہ رستم نے اتنے عرصے مین کئی سو دیوزادون کو مارا جس پر تیغہ کیبتان پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اگر دو دیوزادون نے بڑھکر دو طرف سے حملہ کیا رستم جھپٹ کر ایک کی ٹانگون مین چھپ گئے گویا پھاٹک مین آئے ایک کا حربہ دوسرے پر پڑا آپس مین ہلاک ہوئے اسطرح دیو مر رہے ہین رستم جنگ کر رہے ہین دیوزادون مین صداے الامان بلند ہی رستم بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین آخر جنات ایسے لڑے کہ دیوزادون نے شکست کھائی لاشین فولاد کی بشکل اُٹھائی طرف صحرا کے خاک اُڑاتے ہوے بھاگے کئی کوس تک رستم نے پیچھا کیا چاہتے تھے کہ دیوزاد جو بھاگے جاتے ہین انکو بھی قتل کرین فغفور جنی آکر قدمون سے رستم کے لپٹ گیا کہا ای شہریار آپ کے بزرگون کا یہ طریقہ ہی کہ کبھی بھاگے کا پیچھا نہین کرتے راشد جنی وارشد جنی ہمارے عزیز دار مین خدمت صاحبقران مین رہے انکی زبانی سب قاعدے سُنے جہان صاحبقران کے سامنے سے حریف بھاگا وہ اُسکا پیچھا نہین کرتے اب حضور بھی واپس ہون کنیز آپ کی گلرنگ پری جمال کی مشتاق ہی حضور کیواسطے دعائین کر رہی ہی رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے شفق تاج بخش کو تخت پر سوار کر لیا آپ پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے اس شان سے شفق تاج بخش کو ساتھ لیکر قلعے مین آئے گلرنگ پری نے جو اپنے عاشق کے آنے کی خبر سنی واسطے استقبال کے نکلی دیکھا کہ شفق تاج بخش تخت پر سوار ہی آکے رستم کو سلام کیا رستم نے فرمایا ای گلرنگ پری تمھارے واسطے یہ ہنگامہ ہوا اُس جوان کا عجب حال تھا مین اسکو اُٹھا کر لایا ہون گلرنگ پری نے شرما کے سر جھکا لیا بعد عرض کی کہ حضور مالک ہین جو حکم دینگے وہ بجا لاؤنگی شفق تاج بخش کو لیکر بارگاہ مین آئی فغفور جنی و شفق تاج بخش تخت پر بیٹھے رستم آکر زنگل پہ جلوہ فرما ہوے فغفور جنی نے پریزادون کو اشارہ کیا سامنے آکر ناچنے لگیں بعد سوز و گداز یہ اشعار گانے لگیں

نظم

تنگ کرتا ہی بدل جاتا یہ سو سو بار کا	رنگ رخ نے ڈھنگ سیکھا ہی مزاج یار کا
ایک دم فرصت نہین کیا از دحام خلق کی	رخنۂ دل ہو گیا روزن تری دیوار کا
حد نہین معلوم ہوتی پڑ چلی کیا کیا نظر	طول ہی زخمون کے دامن مین شب بیمار کا

عادت بے سود کھو دیتی ہی آنکھوں سے وقار / کچھ اثر رکھتا نہیں خندۂ لب سوفار کا
اب تو ہر زخم جگر ہی دامن ابر بخیل / تر نہیں ہوتا ہی ان سوتوں سے لب سوفار کا
جذبۂ وحشت کا اثر اتنا تو دیکھا آنکھ سے / آبلوں کے منھ مین آجاتا زبان خار کا
ایک نقطہ دیکے غلطے نے یہ بتلا دیا / آج ثابت ہو گیا ہونا دہان یار کا ✤
روے روشن کی حرارت سے پگھلا جاتا ہی دل / آج سمجھے نور مین بھی خاصیت ہی نار کا
رہگیا ہی کچھ جو کانٹون مین الجھ کر جابجا / تار دامن اب نظر آتا ہی گیسو خار کا
دن کو طعنون کے گذرتی ہین رات کو دشنام خلق / کیا پسند آیا مکان انکو دہان یار کا
کسطرح آگے بڑھون مانع ہی کچھ پاس ادب / آنہ جائے زیر پا سایہ تری دیوار کا
آسمان پر کچھ شفق پھولی نظر آنے لگی / عکس جا پہونچا تمھارے دامن گلنار کا
شغل افغان کے لیے بلبل کریگی اعتکاف / باغبان گوشہ بتادے دامن گلزار کا
جو اسے سنتا ہی پھر سوتا نہیں آرام سے / اب ہمارا ذکر نالہ ہو گیا بیمار کا
چشم عاشق بنگیا ہون اسلیے مین ای نسیم / شاید آجائے نظر جلوہ جمال یار کا

فغفور کو رستم نے سمجھا کر شفق تاج بخش کو گلرنگ پری سے منسوب کرا دیا اب رستم کہتے ہین کہ ہمکو دنیا مین پہونچا دو پردے بارگاہ کے اسوقت اٹھے ہوے ہین تریخ خوشبوئی جو سینے پر شفق تاج بخش کے پڑا چہرہ سرخ ہو گیا صداے مبارک باد بلند ہی فغفور چینی نے چند جہات مقرر کیے ہین کہ آقاے نامدار کو جلد پردۂ دنیا مین پہونچا دو جب ہمارے سرکار فلک سے ہفت پیکر کے مہلت پائینگے تب انکی شادی ہوگی شفق تاج بخش خوشی خوشی تخت پر بیٹھا ہی رستم چاہتے ہین کہ تخت میرا روانہ ہو اہل لشکر گھبرا رہے ہونگے کہ سامنے سے دیکھا کہ دیو تندک گھبرایا ہوا آتا ہی رستم نے پکار کر آواز دی ای تندک کہان جاتے ہو تندک نے جو رستم کو دیکھا ہوا سے اتر آیا کہا ای شہریار مین پردۂ دنیا پر چلا تھا کہ صاحبقران کو جا کر لاؤن مگر کہ یہ ہوا کہ فتنۂ حبشی جب اسکے پاس فوج جمع ہو جاتی ہی تب گلستان ارم پر چڑھ آتا ہی بموجب قاعدۂ قدیم اب کے بھی کئی لاکھ نرہ دیوون کو لیکر آیا ہی ملکہ قریشیہ نے نکل کر مقابلہ کیا شومی طالع سے زخمی ہوئین بھاگ کر قلعہ گلستان ارم مین

جیجھی ہین قہقہہ کئی لاکھ نرہ دیوون سے گھیرے ہوے پڑا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ یلغر کرے آسمان پری نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر صاحبقران کو لاؤ شکر ہی کہ آپ یہان ملگئے رستم نے بیقرار ہوکر کہا مین ضرور چلونگا قہقہہ سے جیتی گیا ہنسی سمجھا ہی یہ فرماکر کہا کہ ای تندک ہمین لیچلو فغفور جنی نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا رستم کو تخت پر سوار کیا شفق تاج بخش و فغفور جنی بارہ ہزار جنات سے ساتھ ہوا رستم طرف گلستان ارم کے چلے یہان قہقہہ نے جب دیکھا کہ ملکہ قریشہ زخمی ہین آسمان پری بالاے قلعہ بیٹھی ہین طبل جنگی بجوایا ملکہ آسمان پری کو یہ خبر ہوئی بیقرار ہوگئی فرمائی ہین کہ عادل قاف کا زخمی ہونا باعث خرابی ہوا خدا اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے لیکن طبل جنگی بجوا دیا سرداران ملکہ آسمان پری راشد جنی وار خدجنی وسیامک اور دیو اقوال وغیرہ قلعے کو درست کر رہے ہین کہ اپنی جان لڑا دینگے مگر قہقہہ کو قلعے مین نہ آنے دینگے صبح کو قہقہہ نے قلعے کو گھیرا سامنے آکر فوج کو لیکر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی ای ملکہ آسمان پری تمھاری وجہ سے سب سرکشان قاف قتل ہوے آج سب کے خون کا بدلا لونگا تمھارے (تونام) پر مرتا ہون کیا غضب کا مقام ہی ذرا تصور فرمایئے نظم

ای جوشش نالہ کا دعش بردم کہان تلک	یون موت سے شکایت بیہم کہان تلک
اُس مہر وش کو روز کے رونے سے کیا حصول	ای اشک بیقراری شبنم کہان تلک
گردن جھکی ہوئی کبھی وہی بار دوش ہی	ای دل خیال ابروے خوش خم کہان تلک
جل جل کے میرے دل کی طرح خاک ہوگیا	ای آہ سینہ سوزی ہمدم کہان تلک
ہین صحن اُسکے گھر کا سمجھتا ہون گور کو	اللہ مجھ سے تنگ ہی عالم کہان تلک
سینے کے سارے آبلے ناسور ہوگئے	ای دست عیش وصل کا ماتم کہان تلک
تاثیر کو بھی آگئی موت اُسکے ساتھ ہاے	کھایا کرون امید اثر سم کہان تلک
اس زندگی سے میرا دم آیا ہی ناک مین	آخر تحمل قلق و غم کہان تلک
اللہ سینہ کو یون سے ہاتھ تھک گئے	بیٹھین گے اپنی جان کو یون ہم کہان تلک

دیگر

ای موت اس عذاب سے آکر بچا مجھے | مومن ہون قیدخانہ ہی دار الفنا مجھے

ای ملکہ میرا عجب حال ہی خیال تو فرمائیے کس مدت سے آپ پر جان دیتا ہون انسان ضعیف البنیان آکر آپ کے ساتھ شادی کرے اور مین محروم رہون اب آج مجھے سرفراز فرمائیے قلعہ کھول کر نکل آئیے سرداروں نے آواز دی او بے حیا کیا بکتا ہی جو تجھ سے ہو سکے وہ کر ملکہ کی لونڈی کو بھی نہ پائیگا ملکہ آسمان پری نے جو دیکھا کہ قہقہہ نے بلغر کیا سرداروں کو اشارہ ہوا ان سب نے پتھر برسانا شروع کیے ہزار زرہ دیو ہمراہی قہقہہ کے مارے گئے دیوزاد بھاگے قہقہہ سے جو بدست ہاتھ مین لی کہا یارو کیا مین تمھارے بھروسے پر آیا ہون مین ابھی جاکر قلعہ فتح کرتا ہون یہ کہکے جھومتا ہوا چلا کئی سو گز کا قد چوبدست آہنی کاندھے پر شانگین لگا تا ہوا چلا آسمان پری نے جو دیکھا کہ خود قہقہہ آتا ہی بیتاب ہوکر طرف آسمان ہاتھ اٹھائے بیقرار ہوکر آواز دی ای خالق بندہ نواز ای کارساز رحم اپنا فرمایئے کر نظم

ای کہ از حسن باقوارت منور آفتاب — جلوہ گر نور جمالت در مہ و در آفتاب

حلقہ در گردمہ و گردون گردان جا کرت — روز و شب در سجدۂ طاعت نگون سر آفتاب

تاب کی دارد مہ تابان کہ آید روبرو — در مقام جلوہ کی گردد برابر آفتاب

خاک ناکارہ ز الطاف تو گردد کیمیا — ذرہ را حاصل شود عز و شرف بر آفتاب

ہست از فرمان تو ای ہادی گم گشتگان — ماہ در شب رہنما در روز رہبر آفتاب

جلوہ ات از جلوۂ شام و سحر باید ظہور — مطلع انوار تو مہتاب و مظہر آفتاب

پرتو افگن گاہ می گردد مہ نو بر فلک — گاہ گردد جلوہ گر از سمت خاور آفتاب

یافت از قدرت زمین و آسمان قدر بلند — عرش عزت پایہ کرسی رتبہ بر تر آفتاب

پردہ از روے منور بر کشا تا در جہان — چہرہ ننماید دگر تا روز محشر آفتاب

ماہ از حسن تو دارد داغ حسرت بر جگر — سینہ دارد گرم مثل شمع انور آفتاب

سر زمین از شرق و غرب آمد بزیر سایہ اش — چون تو کردی ای کریم گستر نظر بر آفتاب

نور اندر ماہتاب از جلوۂ رخسار تست — می نماید صورتت شام و سحر در آفتاب

طبع روشن در مضامین حق چو فرمود عطا — گشت بر اوج سخن ہندی سخنور آفتاب

ملکہ آسمان پری کے بلکنے پر سب آمین کہہ رہے ہین ملکہ قرلیقہ سلطان جمشاد رلبنا ۔ پر پڑی ان

تیغ سلیمانی کہ پہلو مین رکھا ہی یہ مرتبہ جانتی ہین کہ اُٹھون جب قبضے پر ہاتھ رکھا اور قصد کیا
کہ اُٹھون لڑکھڑا کر گر پڑی ہین زخم سر کھل جاتا ہی فرماتی ہین کیا ستم ہی کہ یہ بحیا والدۂ ماجدہ کا
نام لیتا ہی کاش کہ مین کور و کنگ پیدا ہوتی کہ یہ آفت آنکھون سے نہ دیکھتی نہ کانون سے
سنتی ای رب میرے مدد کر اس بحیا نے قلعہ لینے کا ارادہ کیا ہی تو ہی بچانے والا ہی اس ظالم کی
عصمت والدۂ ماجدہ پر نظر ہی خدا اسکی بدنیت سے بچائے افسوس کہ تندک گیا تھا اب
تک پلٹ کر نہ آیا یہان وقت اختتام قریب ہی ظاہر ہوا کہ قریشہ بدنصیب ہی کہ یہ سامان اپنی
آنکھون سے دیکھے اور زندہ رہے ای کریم یا تو طاقت و قوت عطا کر کہ مین نکل کر اس بحیا سے
مقابلہ کرون اسکی یہ سرکشی مٹاؤن یا اپنی جان دون اگر قبلہ و کعبہ آجاتے کہ جنھون نے قید بلا
عفریت لیسے کو مارا سمندون ہزار دست کو للکارا تمام پردۂ قاف کے دیوزاد اُن کے
نام سے کانپتے ہین اٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہے چھتیس ۳۶ پردے تسخیر کیے پڑی ہین سر
پیٹ رہی ہین بیان پر قریشہ کے روتی ہین کہتی ہین واری آپ ثانی صاحبقران ہین بعد
صاحبقران کے آپنے کیا کارنمایان کیے ملکہ قریشہ کہتی ہین ایک عالم کی قبلہ و کعبہ کے برابری
نہین کر سکتی اُنکے فرزندان نامدار کیسے کیسے صاحبان شوکت ہین جنھون نے قلعے ہین فتح کین
سرکشان عالم کو زیر و زبر کیا آخر یہ غرور ہوا کہ مقابلے مین قبلہ و کعبہ کے آئے یا ہما صاحبقرانی
مانگنے لگے امیر نے اُنکی گوشمالی کی سرمیدان زیر کیا اُنکا غرور مٹایا مین کس شمار مین ہون خدا
اُنکو سلامت رکھے اُنکی ذات سے نام جرأت روشن ہی خارستان دنیا رشک گلشن ہی
اگر ہمارے بعد آئے تو بڑا افسوس کرینگے فرمائینگے کہ قریشہ بیکس بے بس ہو کر قتل ہوئی قہقہہ
کو زندہ نہ چھوڑینگے کل یہی پردۂ قاف مین یہ پردۂ ظلمات باقی رہگیا کہ قہقہہ بھاگ کر ظلمات مین
چلا جاتا ہی اسکی فتاحی رہگئی ورنہ جب قصد کرتے پردۂ ظلمات کو لے لیتے مگر قصد کامل نہین
کیا مگر قہقہہ لاشے انجرتا تیغ زنون کو دفع کرتا ہوا لب خندق پہونچا پکار کر آواز دی ملکہ اب دروازہ
کھولدو اپنی سرکشی ترک کرو ورنہ پھاٹک توڑ کر آتا ہون یہ کہکے چوبدست اُٹھائی چاہتا ہی کہ
پھاٹک پر لگاؤن مع فوج اندر قلعے کے گھس جاؤن پہلے سب کے ملکہ آسمان پری کو پکڑ لون
بعد اسکے قریشہ کو قتل کرون کہ اُسکے ہاتھ سے کئی بیٹے میرے مارے جا چکے ہین اسکے نام سے

دیوزاد تھراتے ہیں اُسکے مقابلے میں نہیں آتے قرایشہ نے جو دیکھا کہ اب بیچارہ ٹک ٹوٹا جاہتا ہے تہ دل سے دعا کی کہ آسمان سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باش اوکافر آگے قدم نہ بڑھانا منم رستم بیلتن علشاہ نوجوان فرزند صاحبقران قرایشہ نے جو رستم کو دیکھا تو مثل گل شگفتہ ہوگئیں پکارنے لگیں کہ بھائی صاحب آئیے اس ظالم نے بڑی بدعت کی ہے زنہاری میں گھیرا ہے رستم تخت سے کود پڑے قہقہہ نے جو دست لگائی رستم نے پینترا بدل کر خالی دی زمین پر جو پڑی زمین سے پانی نکل آیا قہقہہ نے آواز دی زدم و پست کردم مارا اور کام تمام کیا رستم نے پہلو سے نعرہ کیا او بیحیا میں موجود ہوں کسے مارا کسے پست کیا قہقہہ نے جو رستم کو کھڑے ہوے دیکھا دوسری جو دست لگائی اب کی رستم نے ہاتھ تیغۂ کیبتان کا مارا کہ جو دست کٹی تب قہقہہ نے جنگل مارا کہ گولی بنا کر کھا جاؤں رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک جھٹکا مارا کہ قہقہہ منہ کے بل جھکا دیوزادوں نے رستم پر بلوہ کیا تب رستم نے قہقہہ کو چھوڑ دیا ہاتھ تیغۂ کیبتان کا مارا کہ سر قہقہہ کا زخمی ہوا قہقہہ سامنے سے رستم کے بھاگا مگر تین لاکھ دیوزادوں کا بلوہ ہے رستم قتل کرتے کرتے تھک گئے ہیں پروردگار سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے خالق بے نیاز اے رب کارساز جبر اس ظالم کو شکست دے اس ظالم کے ہاتھ سے مہلت ملے **نظم**

مشتغل ہستند در شغل عبادت عام و خاص	ہست یارب بندۂ زار تو خلقت عام و خاص
سر بنہد ہر دم بہ خاک آستانت عام و خاص	میکند سجدہ بہ اخلاص ارادت عام و خاص
دائما در بار در بار تو حاصل میکند	گنج علم و گنج فیض و گنج دولت عام و خاص
در جہان ہر نیک و بد امیدوار فضل تست	دست از الطاف تو خواہان رحمت عام و خاص
جلوہ مجبوری نوازا نوار وحدت جا بجا	کردہ پیدا تو از وحدت بکثرت عام و خاص
بر امید وصل تو یا جامع المتفرقین	می کشد بر دوش خود بار ریاضت عام و خاص

بیقرار ہو کر رستم نے جو دعا کی صحرا میں دیکھا نقابدار گلگون پوش ہوا دار گاسم مع بارہ ہزار نرہ دیوون کے پیدا ہوا رستم نے جو نعرے کی آواز سنی ہنشا ہوا لشکر دیوزادوں پر آپڑا تھوڑے عرصے میں فوج قہقہہ کو شکست فاش حاصل ہوئی سب دیوزا

قہقہہ کو لیکر بھاگے ملکہ قریشہ نے آکر رستم کورد کا کہا بھائی صاحب پلٹیے اب وہ پردۂ ظلمات میں چلا جائیگا وہاں نہ جا سکیے گا اکثر میں نے اس مردود کا تعاقب کیا بخوف وہ پردۂ ظلمات میں داخل ہو جاتا ہی وہاں کی تاریکی سے سب گھبراتے ہیں ناچار پلٹ آتے ہیں رستم بفتح و فیروزی پلٹے بیرون قلعہ بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی آسمان پری نے آکر بلائیں لیں کہا ہی تو نے اُس لعین تنک سے کہاں پایا رستم نے سب کیفیت بیان کی ملکہ قریشہ بہت خوش ہوئیں کہ وہ کمبخت فولاد مردار خوار مارا گیا ہمیشہ قلعہ بلور پر بلغر کرتا تھا چاہتا تھا ملکہ سلاسل پری پر شبخون کرے بڑے کانٹے کو آپ نے صاف کیا ایک شب رستم وہاں رہے دوسرے دن فرمایا کہ مجھکو ایک ضرورت درپیش ہی ایسا نہو کہ لشکر ہفت پیکر دباو ڈالے اُسکے پاس لشکر بہت ہی چاروں حاملان تخت کو حکم ہوا دیو اکوان دیو کیوان دیو برق دیو برفاق رستم کو تخت پر کر کے لیچلے فغفور چینی ساتھ ہی جب قریب جبل اعلیٰ آکر اُترے دیوزادوں نے عرض کی ابھی یہاں اُتر لیے کل انشاءاللہ پہاڑ کے پار لیچلیں گے رستم دامنۂ جبل اعلیٰ میں اترے خاصہ کھاکے آرام فرمایا دو پہرے شب تجاوز کر چکی تھی کہ لشکر میں رستم کے ہلڑ ہوا گھبرا کے باہر نکلے دیکھا کہ سب لشکر غائب ہو گیا فغفور چینی ہی نہ خبات فغفور ہیں شفق تاج بخش ایک جانب مثل دیوانوں کے بھاگا جاتا ہی گریبان چاک چہرے پر خاک شتاب یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری نظم

حلق سے دم لبونپر خواہش دیدار میں آیا	وہ آیا بھی تو چھپکر پردۂ اسرار میں آیا
رقیبوں کو جلایا آئنے کی دیدبازی نے	دل عاشق کئی صورت سے بزم یار میں آیا
سواد حسن گلشن کم نہیں تحریر رنگین سے	صحیفہ موسم گل کا خط گلزار میں آیا
برابر عاشق و معشوق کو رکھا مقدر نے	وہ ملک حسن میں میں عشق کی سرکار میں آیا
ہمارا بھی خدا ہی زاہد و اتنا نہ اترائے	وہ کافر ہو جیسے شان رحمت غفار میں آیا
مجھے حیرت ہی حالت دیکھ کر شیخ و برہمن کی	کہ ہر نادان فریب سبحہ و زنار میں آیا
بہت مشکل ہی رہنا پاک دامن دار دنیا میں	الجھ کر رہگیا جو وادی پرخار میں آیا
برہمن دیر کو راہی ہوئے اور شیخ کعبے کو	نکل کر اپنی پہ راہ سے میں کوے یار میں آیا
خط شبرنگ نے آکر مٹائی حسن کی قیمت	خبر ہو بھی کہ بال آئینۂ رخسار میں آیا

بڑا ہی جان جان دل توڑنا امیدوارون کا — خلاف وضع ہی گر فرق کچھ اقرار مین آیا
نہین کرتے تمیز نیک و بد کچھ رند بد مشرب — بنے گا محتسب گر صحبت میخوار مین آیا
گڑے جاتے ہین شمشاد و صنوبر فرط غیرت سے — الٰہی کون سا سرو روان گلزار مین آیا

رستم نے ہر چند پکارا شفق تاج بخش نے جواب بھی نہ دیا کبھی اشعار پڑھتا ہی کبھی دیوانون کی باتین کرتا ہی جب رستم نے غصہ سے کہا کہ ای برادر یہ کیسی بات کرتے ہو ہمارے کچھ ذہن مین نہین آتا تب شفق تاج بخش نے بیقرار ہوکے جواب دیا کہ ای آقاے نامدار ای مولاے قدرشناس آپ ملاحظہ نہین فرماتے ہین کہ وہ بیحیا سیاہ رو تیرہ درون میری معشوقہ کو بجبر لیے جاتا ہی میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی براے خدا میری معشوقہ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچایئے ورنہ مین ابھی اپنی جان دیدونگا اسی فکر مین جاتا ہون جو تقدیر نے چاہا تو اس سیاہ رو کو مارونگا معشوقہ کو چھڑاونگا بہکتا ہوا درہ کوہ جبل اعلی مین داخل ہوگیا جب اندر درے کے پہونچا اور رستم نے دیکھا کہ میری آنکھون سے نابود ہوا بڑا رستم کو افسوس ہوا پلٹ کر لشکر مین آئے تو دیکھا کہ ہمراہی بارہ ہزار جنات اترے ہوے تھے مثل انسان کے انکی صورتین حسین و شکیل ان سبکا غائب ہوا کوئی رفیق سامنے آنکھون کے نہ رہا لیکن چارون مالان تخت موجود ہین رستم نے پوچھا ای اکوان دیوان یہ کیا معرکہ گذرا تم کچھ یہان کا حال جانتے ہو یہ تو عقل سے ظاہر ہوتا ہی کہ کسی ساحر کا شعبدہ ہی اکوان دیوان نے عرض کی غلامون نے دربار مین ملکہ آسمان پری کے زبانی خواجہ عبدالرحمان جنی کے سنا تھا کہ جبل اعلی پر ایک ساحرہ رہتی ہی کہ اسکا نام ایلاے عنبرین موی ہی وہ کسی کو زیر جبل اعلی اترنے نہین دیتی جو جاکر اترتا ہی اسکو صدمے پہونچاتی ہی رستم نے کہا سمجھا جائیگا کلاہ ہفت کوہ و زرہ ہفت جوشن پہنے ہین یہ تو یقین کامل ہی کہ ان اشیا پر سحر کارگر نہین کرتا اور طلسم ہفت پیکر بھی گلے مین ہی اسی وقت تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا طرف درہ کوہ کے چلے درے کے قریب آئے ایک فیل مست جھومتا ہوا سامنے آیا فیل نے بھسونڈا اپنا طرف رستم کے بڑھایا رستم نے دونون ہاتھ اپنے فیل کو دیے اس نے اپنی سونڈ مین لپیٹے رستم نے بھسونڈا اسکا دونون ہاتھون سے تھاما پاؤن مین پاؤن اڑاکر ایک دھکا مارا کہ مع نرخرے گردن گھسیٹ لی فیل چرخ کھاکر گرا رستم اندر درہ کے چلے سامنے دیکھا ایک باغ

ویران ہی اُس مین شفق تاج بخش بیٹھا ہی ایک ساحرہ منتین کر رہی ہی کہ میرا وصل قبول کر شفق
تاج بخش قبول نہین کرتا کہتا ہی میری معشوقہ کو بلا دو مین تیرا وصل نہ قبول کرونگا ساحرہ نے
کوڑا اُٹھایا کہا اے جوان اگر میرا کہنا نہ مانیگا تو مارے کوڑون کے کھال گرا دون گی شفق کا عاجز
ہوتا اور سر جھکا کر کہتا جا ہے قتل کر ڈال مگر مین تیرا کہنا نہ مانونگا ساحرہ نے کوڑا اُٹھایا رستم
نے للکارا کہ او فاحشہ خبردار اُسپر ہاتھ نہ اُٹھانا ورنہ بہت پچھتائیگی ساحرہ نے جو جمال رستم دیکھا
منتین کرنے لگی کہ اے جوان تو ہی قبول کر لے یہ تو مجھکو نامرد معلوم ہوتا ہی مین عرصے سے
منت کر رہی ہون یہ کہکے قریب رستم کے آئی کہا چل کے وہین بیٹھ کہ مین تیرے واسطے شراب
و کباب لاؤن رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر ساحرہ کا اُڑ گیا مرتے ہی اُسکے
اندھیرا ہوا آواز آئی کُشتی مرا نام مسن نیران جادو دربان باغ بود اب مرنے سے اُس ساحرہ کے
شفق تاج بخش کے ہوش درست ہوئے اپنے مقام سے اُٹھا رستم کے ساتھ ہولیا رستم
آگے بڑھے کہ گانے کی آواز کان مین آئی روش بڑی کوٹھی کیا سامنے بارہ دری کے آئے
دیکھا مسند پر ایک ساحرہ بیٹھی ہی تاج سر پر رکھے ہوے زیور بیش بہا کا زیب جسم گرد
کنیزین بیٹھی ہین جیسے ہی رستم کو اُس ساحرہ نے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر کہا
تشریف لائیے رستم بارہ دری مین آئے اُس ساحرہ نے مسند خالی کر دی مقام صدر پر
جگہ دی آپ ہٹ بیٹھی جب رستم بیٹھے تب اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے رستم نوجوان اے فرزند
صاحبقران مین اس پہاڑ پر مدت سے رہتی ہون ہزار ہا بندگان خدا اس راہ سے گذرے
مین نے اُنکو مارا جو سحر کیا اُس نے تاثیر کی مین نے آپ کے لشکر پر یہ سحر کیا تھا کہ آکر قید ہو جائے
سب لشکر آیا مگر آپ نہ آئے اسکا کیا باعث ہی رستم نے کہا کلاہ ہفت گوشہ میرے
سر پر زرہ ہفت جوشن جسم مین تیغہ ہفت جوہر قبضے مین مجھ پر سحر تاثیر نہین کرتا مین نے دیو
کوہ پر فیل کو مارا باغ مین آکر ایک ساحرہ کو قتل کیا رفیق کو اپنے چھڑا لیا اب تم تک پہونچا
آخر مراد تمھاری کیا ہی ہاتھ باندھ کر ساحرہ نے کہا مین کنیز ان کنیز سے ہون امیدوار ہون کہ مجھکو
قبول فرمائیے جب آپ ہفت پیکر پر لشکر کشی کرینگے وہ کہ ساحرہ میرے قبضے مین ہین
سب کو لیکر مین حاضر ہونگی رستم انکار کر رہے ہین لیلاے عنبرین مو منتین اور

خوشامدین کر رہی ہے کہتی ہی ای شہریار میرا ساتھ رہنا بہت کام آئیگا ہفت پیکر تجکو دیکھکر گھبرا جائیگا کہ ہوا سے برف کے جھونکے چلنے لگے ابر تیرہ و تار آسمان پر پیدا ہوا اُس ابر مین رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر شق ہوا ایک تخت پیدا ہوا سب نے دیکھا تخت پر ایک نازنین ومہ جبین نہایت حسین و خوب صورت دو کاکلین دونون عارض پر چھوٹی ہوئین صفائی ثابت ہوتا ہی کہ آئینہ حلبی پر ماران سیاہ لہرا رہے ہین سیاہی کو انکی شب ہجر عاشق کہون یا ظلمات سے مثال دون پیچ و خم انکے برائے طائر دل عاشق دام صیاد ہین جسکو ہزار طرح کے کرشمے یاد ہین عارض رشک قمر آنکھون مین رعنائی چہرے پر زیبائی گلا صراحی دار اور سینے پر نار پستان کا اُبھار یا دو نق بدار سر کش جوش جرأت مین بجائے سنبھالے کھڑے ہین کمر نازک جسکو سرے میان کہتے ہین مثال دینے والے نومعدوم رہتے ہین ساق سیمین جنپر بنائے قصر حسن قائم ہی بلور کی ترشی ہوئی رانین جنکو صانع قدرت نے اپنی صنعت سے بنایا ہی آگے مقام حجاب ہی دل کو پیچ و تاب ہی زعفرانی جوڑا پہنے بقول شاعر نظم

آڑی ہیکل گلے مین ڈالے ہوئے — پلنچے ہاتھ سے سنبھالے ہوئے
رخچہ وہ بکھرے بکھرے زلف کے بال — رنگ گل سے وہ ہونٹھ پان سے لال
دہن تنگ حقۂ گوہر — یا اُسے کہیے غنچۂ گل تر

معشوق محبوب طبیعت کی مرغوب وہ شوخ وہ آنکھون مین جادو خال ہند و خنجر ابرو نظم

بہر خندہ کہ زلب برانگیختی — نمک بر دل خستگان ریختی

دیگر

ناک مین نیم کا فقط تنکا — شوخی چال کی مقتضا سن کا
آستینون مین وہ پھنسی کرتی — جسم مین وہ شباب کی بھرتی
قد مین آثار سب قیامت کے — گوری گردن مین طوق منت کے
رخچہ گرمی سے وہ عرق کم کم — جس طرح گل پہ قطرۂ شبنم
عکس رخ موتیون کے بالون مین — بجلیان چھوٹی چھوٹی کانون مین

اُس نازنین نے بھی بہ نگاہ محبت رستم کو دیکھا ایک جوان ماہ رخسار زینت و شعد [illegible] سپاہ گری چہرے سے ظاہر فنون جرأت سے بخوبی ماہر بر پشت پر تیغہ برق زا [illegible]

بڑی بڑی آنکھیں جیسی بھوین غزال چشم شیر خشم خوبصورتی کی تیاری زمینہ وضع داری کی شوکت
وصولت رعب و دبدبہ چہرۂ زیبا سے ہویدا ہی طریقے سے جرأت پیدا ہی جانبین سے نگاہین
لڑین دونوں کے دلون سے برچھیان پار ہوئین لیلاے عنبرین مو یہ کہکر اٹھی کہ بہن
سلماے عشوہ ساز آئی ہین سلما آکر قریب رستم کے بیٹھی رستم مسکرا مسکرا کے باتین
کرنے لگے سلما بھی جواب باصواب دیتی ہی لیلا نے یہ طریقہ جو باتونکا دیکھا رشک سے جل گئی
جی مین کہتی ہی مین نے کس محبت سے اس ظالم کو بٹھایا مجھ سے محبت کی باتین نہ کین
ہمشیرہ صاحبہ سے اب کیا ہنس ہنس کے باتین کر رہا ہی ضبط کیا آخر ضبط نہو سکا طرف رستم
کے متوجہ ہوئی کہا کیون او ناشسعف ہمسے کوئی محبت کا کلام نہ کیا۔ ایکطرف سلما کے متوجہ ہوئی
کہا بوا سنو یہ میرا معشوق ہی اگر اسپر نگاہ محبت ڈالوگی تو بہت پچتاؤگی ہین سچ ان کو ابھی مار ڈالونگی
سلما نے حجاب سے سر جھکالیا اتنا جواب دیا کہ بوا اتنا نہ گبھراؤ اپنے ہوش مین آؤ یہ مشہور ایک
مثل ہی کہ مان نہ مان مین تیرا مہمان۔ رستم نے کہا لیلا کیون شامتین آئی ہین رستم نے جو کچھ
جواب دیا لیلا نے سحر کیا مگر سحر نے تاثیر نہ کی تیغ کمر سے کھینچا خبردار کہکے رستم پر ہاتھ مارا رستم
نے تیغ ہفت جوہر پر روکا کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈال کے ہاتھ مار دیا لیلا کے دو ٹکڑے ہوکے
کنیزین تھرا گئین سلما نے کہا اے شہریار یہ کیا باعث کہ آپ پر سحر نے تاثیر نہ کی رستم نے کہا یہ تیغ
ہفت جوہر ہی کسی ساحر کا سحر اس پر تاثیر نہ کریگا تم کیون رنجیدہ ہوتی ہو اسکی قضا تھی یہ قتل ہوئی
ناحق کو بیٹھے بیٹھے راستہ روکا میرے ساتھ والون کو قید کرلیا وہ ساحر میرے ہاتھ سے مارے گئے
تیرے اسکی قضا تھی زبردستی اپنی جان دی سلما نے عرض کی سامنے جو قصر ہی اسمین آپکے
ہمراہی قید ہین انکو رہا کر دیجیے سحر تو اسکا اتر گیا کہ وہ قتل ہوئی رستم نے اس قصر کو کھولا فغفور
جنی مع اپنے ساتھوالون کے نکلا فغفور نے قدمون کو بوسہ دیا کہا آقا سے نامدار خدا آپکو
سلامت رکھے عجب مصیبت مین غلام آپکے تھے رات کو یکایک بیٹھے بیٹھے قلب الٹ گیا
بیہوش ہوگئے جب آنکھ کھلی تو اپنے کو اس قیدخانے مین پایا اگر واژدہے منھ کھولے ہوئے
بیٹھے تھے یقین تھا کھا جائینگے مگر خدا حضور کو سلامت با کرامت رکھے کہ اس قید آفت
سے آپ نے بچایا اپنے غلامون کو چھڑایا اب طرف سلما کے رستم متوجہ ہوے سلما نے عرض کی

کنیز آپ کے ساتھ چلے گی مجھے ہفت پیکر کے مقابلے کا بڑا شوق ہے عین اور لیلا دونوں ملکہ خراج بھیجتے تھے اگر وہ بھیجا اس پہاڑ پر بھی آیا ہے شعبدے دکھاتا تھا رستم نے کہا اب چلنا چاہیے اہل لشکر ہمارے گھبراتے ہونگے فغفور نے رخصت مانگی فغفور چینی کو تو رستم نے رخصت کیا شادی کا وعدہ ہو گیا فغفور چینی اپنے جنات کو ساتھ لیکر طرف اپنے قلعے کے روانہ ہوا شفق تاج بخش رستم کے ساتھ ہے شب کو سلما نے بڑی دھوم سے دعوت کی گلابیاں آکر موجود ہوئیں فرش سارے باغ میں بچھا اسباب عیش و نشاط مہیا ہونے لگے صراحیاں شراب کی کشتیاں کباب کی آئین سلما نے اطاعت اسلام جب قدر دل قبیل کی لاکھ سوار و پیدل ساحروں کے دل کے دل آکر جمع ہوگئے اندر باغ کے سلما نے رستم کو مقام صدر پر بٹھایا اہل بزم بیٹھیں دور شراب چلنا شروع ہوا ایک نازنین گلرو سامنے آکر بیٹھی یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

ہر بار کوندتی ہے وہ بجلی نگاہ میں
رکتی نہیں ہے آنکھ تری جلوہ گاہ میں

حسرت تھی دید کی جو تری جلوہ گاہ میں
کچھ دل میں ہم وہ لیکے چلے کچھ نگاہ میں

کچھ ٹھنڈھی گرمیاں سی ہیں میری آہ میں
وہ بھی تو دیکھتا ہوں انھیں کی نگاہ میں

دل سے لبوں تک آنے کا بھی حوصلہ نہیں
کہتا ہے نالہ پاس ہٹا دے کی راہ میں

اللہ ری تیرگی کہ بہ رنگ شب فراق
تارے گنا کیا ہوں میں روز سیاہ میں

لے ڈوبے دل کو دیدۂ تر واہ رے بکا
یوسف کو بھائیوں نے کیا غرق چاہ میں

آنکھوں میں ہو کے دل میں قدم رکھتے ہیں
تکلیف ہوگی تھوڑی سی گردش ہے راہ میں

چمکا ہے صبح تک مرے سینے کا داغ بھی
چشمک چلی ہے رات کو کیا مہر و ماہ میں

کیا مجھ سے بچ کے پھرتی ہے قاتل مری قضا
آکر چھپی ہے تیغ ادا کی پناہ میں

آہوں کے جوش نے تہ و بالا کیا ہے دل
آندھی اٹھی ہے میرے جہاز تباہ میں

یوں آہوان دشت کی آنکھوں میں کب کہی
سبزی رہی نہ میری لحد کی گیاہ میں

شوخی فریب سحر فسون لاگ شعبدہ
کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ میں

بے یار صبح و شام ہے آنکھوں میں ایک سی
ہمکو نہیں تمیز سفید و سیاہ میں

کیا اس کے آگے بیٹھے ہیں عاشق ڈرے ہوئے
آواز تک نہیں ہے غریبوں کی آہ میں

جاگا کوئی تو صبح کو ہمسر کرے گا حشر ‏/ فتنے بھی سو رہے ہیں تری خوابگاہ میں
زاہد بغیر توبہ نہ بخشیگا کیا کریم ‏/ جھگڑا نہ ڈال تو مرے عفو گناہ میں
پہونچے نہ کوئے یار تک آخر ہم ای فلک ‏/ بیٹھی نہ خاک اٹھ گئی دیوار راہ میں
میں نالے کرتے کرتے قیامت میں ہوں بپا ‏/ جنگی زہی کسی نے دل داد خواہ میں
اب کیوں ڈریں گناہ کریں شوق سے بھلا ‏/ لکھنے ہی کی جگہ نہیں فرد گناہ میں

رستم نے شب بھر جشن کیا دوسرے دن سلما اور لاکھ ساحر اسباب سحر سے آراستہ نوبت نقارے بجاتے ہوئے آئے رستم کو سلما نے تخت پر سوار کیا آپ پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے اڑاتی ہوئی حصن سے نکلی شفق تاج بخش ہمراہ ہی اس دھوم سے طرف لشکر کے روانہ ہوئے لیکن اب حال لشکر کا ذکر کیا جاتا ہے کہ صبح کو جو سردار اٹھے سماک واسطے نماز کے جگانے آیا رستم کو خوابگاہ میں نہ پایا آکر سرداروں سے بیان کیا کہ آقائے نامدار کا نشان نہیں میر طلایہ کی زبان سے سنا کہ دو پہر رات گئے بارگاہ سے نکلے طرف صحرا کے گئے تھے سماک تلاش کرنے نکلا لشکر میں نیلگون تاجدار کے آیا وہاں آکر یہ خبر سنی کہ رستم طرف پردۂ قاف کے گئے سماک پلٹ کے لشکر میں آیا سرداروں سے سب حال بیان کیا ساحر لشکر لیکے الگ اترے غیر ساحروں کے افسر جاروق و عیوق تاجدار و ہنگام وحشی و شریر مردم در دیوانہ یہ سب کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے اہتمام لشکر کرتے ہیں سب کو انتظار ہے کہ آقا پردۂ قاف سے آئیں تو لشکر کا کوچ ہو کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی لاکھ فوج نیزے چمکاتے ہوئے سامنے سے پیدا ہوئے آکر مقابل میں اترے سرداروں نے دریافت کرایا معلوم ہوا صنصلان فیلگوش بحکم ہفت پیکر آیا ہے مقابلے کا ارادہ ہے صنصلان فیلگوش کو معلوم ہوا کہ طلسم کشا لشکر میں نہیں ہیں پردۂ قاف کو گئے ہیں اسنے کہا تا آنے طلسم کشا کے ان سرداروں کو زیر کروں انکا تو غرور مٹاؤں یہ سوچکر طبل جنگی بجوایا سردار سب بارگاہ میں جمع ہیں ہنگام وحشی و دیوانہ شریر مردم در چوبۂ ستین ہلا رہے ہیں ہر ایک سیر نگاہ تند ڈالتے ہیں جیسے ہرکارے نے خبر دی ہنگام وحشی نے حقہ سے اٹھا کہا کہ میں بھی جاتا ہوں کشاں کشاں اسکو لاتا ہوں کان پکڑ کے سمجھاؤنگا کہونگا او مردود آقا ہمارا لشکر میں نہیں ہے تو نے کیوں طبل جنگی بجوایا صنصلان سرکش نے اٹھکر دیوانے کو روکا

سنتر یہ مردم در بھی یہی کہتا ہی کہ ہان بھائی جلد ہم تم اُسکو سمجھاوین جہلال نے دونون کا ہاتھ
تھام کر کہا تمھارے آقا کا یہ دستور نہین ہی جواب مین طبل جنگی بجواؤ جب وہ میدان کارزار
مین آئیگا جسکو مناسب جانتا اُسکو بھیجتا وہ جا کر مقابلہ کریگا یہ اپنے گھر پر یون جانا کیا
ضرور ہی جہلال سرکش وغیرہ نے بلطائف الحیل ان دیوانون کو سمجھایا بمشکل روکا جاروق سے
جواب مین طبل جنگی بجوایا جادوگریون نے جو خبر سنی بارگاہ مین آئین کہا ای سرداران تہمتن و ای
جوانان صف شکن آقائے نامدار لشکر مین نہین ہین کیون جنگ کو طول دو ایک سحر مین سب
دیوانے ہو کر بھاگین گے سردارون نے کہا ای شاہزادیو تمھارا سحر ایسا ہی ہی لیکن آقا کے
قانون کے خلاف نہ کرینگے صبح کو میدان کارزار مین لڑینگے دیکھنا کیا رنگ ہوتا ہی ہمین بھی
خبر معلوم ہوئی کہ اُسکو خبر ہی کہ آقائے نامدار لشکر مین نہین ہین اسلیے یہ سرکشی کی طبل جنگی کو بجوایا
میدان کارزار مین سمجھا جائیگا چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی جسوقت پہلوان زرین پوش
بعد ہوش اکھاڑے مین آیا شاگردان ضیا و شعاع ساتھ ساتھ میدان چرخ زبرجدی مین آکر
ٹہلنے لگے صندلان فیلگوش بوجا پاٹ کرکے گینڈے پر سوار ہوا کل فوج کو ترغیب دیتا ہوا
میدان کارزار مین آیا قصر عشرت کو پشت پر لے کے کھڑا ہوا یکایک اسنے دیکھا کہ اہل اسلام
بھی آتے ہین سب سردار جمے ہوئے اپنی اپنی فوج اپنے اپنے ساتھ لیے ہوئے
میدان کارزار مین آکر پہونچے دونون دیوانے قلنگین لگا رہے ہین چوبدست ہلا رہے ہین
ہر مرتبہ یہی نعرے ہین کہ او نامرد تونے یہ خیال نہ کیا کہ ہمارے آقائے نامدار لشکر مین نہین ہین
پردہ قاف گئے ہین اگر جرأت کے خلاف ہو تو پلٹ جا جب آقائے نامدار تشریف لاوینگے
تب طبل جنگی بجوا کے میدان کارزار مین آنا صندلان فیلگوش نے جو دیوانون کو دیکھا رنگ
ہوش اُڑ گئے تھرا کر کہتا ہی یارو تم نے دریافت کیا کہ طلسم کشا نے ان دیوانون کو کیونکر زیر کر کے
قبضے مین کیا مقام تعجب و حیرت ہی کہ یہ دیوانے اپنے ہوش مین نہین ہین ان پر کیونکر قبضہ ہوا
ہرکارون نے عرض کی حضور طلسم کشا نے لڑ کر ان کو زیر کیا ہی حقیقت مین ان سے تو کوئی نہین
ہو سکتا بلائے روزگار ہین ایک چیخ مارتے ہین کہ زمین و آسمان ہل جاتے ہین سب ان
دیوانون کو دیکھ کر گھبرائے ہوئے ہین لیکن اژدران فیلگوش بھائی صندلان کا میدان

مین آیا سلیح شوری دکھانے لگا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان جسکو تنا مرگ کی ہو وہ نکلے ہنگام وحشی چوبدست ہلاتا ہوا دوڑ پڑا ہر چند جلال سرکش وغیرہ نے روکا کہ تم میدان کارزار مین نہ جاؤ یہ انھین کو چوبدست دکھانے لگا کہا جسکو روکوگے تو ایک چوبدست مار دونگا سوار رک گئے ہنگام وحشی میدان مین آیا اژدران فیلگوش سے مقابل کیا اژدران فیلگوش نے جو دیوانے کو اس کیفیت مین دیکھا حیران ہوگیا چاہتا تھا کہ پلٹ جاؤن مگر غیرت نے دامن پکڑا نیزہ ہنگام وحشی پہ مارا ہنگام وحشی نے نیزہ اسکا توڑ کر پھینکدیا اور چوبدست کو گردش دینے لگا سنانے کی آواز جو کان مین آئی اژدران فیلگوش گھنیٹرے کو پھیر کر بھاگا دیوانہ للکارتا ہوا پیچھے اسکے چلا تالیان بجاتا ہوا قہقہے مارتا ہوا پکارتا ہوا کہ کہان جاتا ہے مین نے تیرا حربہ اٹھایا تو میرا حربہ روک ایک ہی ضرب مین پرانجا ناودونگا ہڈیان سرمہ ہو جائینگی مگر اژدران فیلگوش نہین ٹھہرتا جب کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچا فوج کو آواز دی یارو مین اسکو لگا کر لایا ہون کمک دو اس مین گرفتار کرو کئی ہزار جوان دوڑ پڑے دیوانے نے جو چوبدست ہلائی کسی کا سر پھٹا کوئی پیوند خاک ہوا ہوتا بھڑتا گیا اژدران فیلگوش کے پہونچا اژدران فیلگوش ساتھ والون سے کہ رہا ہے دیکھو یارو مین نے اسی واسطے میدان مین مقابلہ نہ کیا چوبدست بلا کا حربہ ہے ہم نیزہ تلوار سے لڑنا جانتے مین کبھی کسی دیوانے سے مقابلہ نہین کیا کہ دیوانہ برابر پہونچا خون کے پر نالے بدن سے اڑتے ہوئے غصے مین کف منھ سے جاری کلمات سخت و سست کہتا ہوا کہا ذرا مرد ایک وار تو میرا روک مین اپنے آقا کے تصدق ہو جاؤن وہی میرا وار روکتے ہین ہائے آقائے نامدار کہان گئے یہ کہکے چوبدست ماردی اژدران فیلگوش نے گرد اپنے سر کا اٹھایا چوبدست جو سپر پر پڑی پھول مرجھائے سپر سے اڑگئے ہاتھ کانپا سپر چھوٹ کر سر پر آئی سر گردن مین گردن سینے مین تمام جسم لینڈے مین خون کا پھالا بنکر بہگیا لوگ بھاگنے لگے دیوانے نے کڑے ہو کر کئی ہزار جوانون کو مارا صندلان فیلگوش نے فوراً طبل امان بجوایا لشکر کو پلٹ بلٹاکہتا تھا مسلمانون سے کون مقابلہ کرے قدرت نے نہین معلوم کیا سمجھا کہ مجھکو ان کے مقابلے مین بھیجا ایک سوار کو حکم دیا کہ جا کر عیوق و جاروق سے

کہو کہ ہم دیوانوں سے نہ لڑینگے ہم جا کے طبل جنگی بجواتے ہیں کل میدان میں تم سب لوگ
آؤ میدان میں مقابلہ کرو ہم تم لوگوں سے لڑیں گے جہلال سرکش نے جواب دیا کہ ایسا ہی ہوگا
یہ کہکے لشکر کو لیکر بیٹے دیوانے کو بمشکل میدان سے پھیرا دیوانہ نہ پلٹتا تھا کہتا تھا افسر اعلیٰ
کو مارونگا اس نامرد نے کیوں طبل جنگی بجوایا تم لوگوں کے کہنے سے پلٹتا ہوں ورنہ آج ہی
ان سب کو بھگا دیتا آقائے سرخ آکر ہم پر طعن کریں گے کہ ہم دیکھتے تو تم نے اسے کیوں نہ
مار لیا میں تو آقائے نامدار سے شرمندہ ہوتا ہوں جب چوبدست مارتا ہوں آقا لپیٹ
پڑتے ہیں چوبدست چھین لیتے ہیں میرا زور نہیں چلتا ایک دن آقائے نامدار کو پر اٹھا بناؤنگا
شیر مردم در نے بڑھ کر کہا او ہنگام وحشی آقا کو ایسی بات کہتا ہے ہنگام وحشی نے کہا
آؤ تم تو ایک ضرب چوبدست کی روکو وہ بھی دیوانہ بیباک چوبدست لیکر کھڑا ہوا کہا بھائی آؤ
دو دو ہاتھ تو چل جائیں آقا بھی لشکر میں نہیں ہیں کون دباؤ ڈالیگا کہ چوبدست چھین لے اور
سردار ہم سے بول نہیں سکتے دونوں میں چوبدستیں چل رہی ہیں عیوق و جاروق تاجدار
دوڑے کہ ارے یہ کیا کرتے ہو آپس میں نہ لڑو دیوانہ کہتا ہے آج اس ہنگام وحشی کو سمجھاؤنگا
ہنگام وحشی کہتا ہے اس دیوانے شیر مردم در کو ہوشیار بناؤنگا اور دیوانے بھی سیدھے
ہوکے آپس میں چوبدستیں چلنے لگیں عیوق و جاروق و جہلال سرکش ان سب کے بیچ
میں آئے بمشکل ان سب کو ہٹایا ساتھ لیکر چلے دونوں بکتے ہوئے ہنگام وحشی زخمی ہی
زخموں کا خون پونچھتا ہوا ساتھ ساتھ بارگاہ میں سب آکر بیٹھے جادوگرنیاں آئیں آکر بیٹھیں
سرداروں سے کہہ رہی ہیں کہ کیوں اے سرداران نامی تم نے ہمارا کہنا نہ مانا آج ہی خاتمہ کر دیا
ہوتا آپس میں لڑ بھڑ کر مر جاتے یہ کہکے نہنگ بحری اپنے مقام سے اٹھی اور کہا دیکھو میں
جاتی ہوں ابھی صندلان فیلگوش کو لاتی ہوں ہر چند سرداروں نے سمجھایا مگر نہنگ بحری
نے نہ مانا غرق زمین ہوکر چلی ماہی سحر اپنے مقام سے اٹھی یہ بھی غرق زمین ہوئی دونوں
غرق زمین ہوکر چلیں صندلان فیلگوش بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ لشکر میں ہنگامہ ہوا گھبرا کے
باہر نکل آیا دیکھا لشکر والے آپس میں تکرار کر رہے ہیں صندلان فیلگوش نے پلٹ کر
آواز دی یارو کیوں آپس میں لڑتے مرتے ہو کہ پہلو سے آواز آئی کہ اے صندلان فیلگوش

ہم تمہارے بہت مشتاق ہیں صندلان فیلگوش نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین دریاے جواہر مین غوطہ زن لباس بھاری زیب جسم اشارے سے صندلان فیلگوش کو بلا رہی ہے صندلان فیلگوش نے صورت زیبا دیکھکر کلیجہ پکڑ لیا اُس نازنین نے ہاتھ سے اشارہ کر کے یہ اشعار حسرت آثار گانا شروع کیے۔ نظم

اثر پیدا کیا ہے پیرہن نے جسم عریان کا
جنون کی تیز دستی سے نہ فرق آجاے عصمت مین
جنون کی فصل مژدہ چاک پیراہن کا دیتی ہے
مجھے آسایش دامان مادر سے تعلق کیا
گلون کے زخم ہو دینے لگے اٹھو باغبان جلدی
کسی صورت سے استقلال دم بھر بھی نہین ہوتا
لحد مین بھی نہ پھیلا پاؤن تک احسان ظالم سے
کسی کو بھی گوارا صحبت مفلس نہین ہوتی
کدورت سے تعلق کیا انھین جو پاک طینت ہین
جو آزاد ازل ہین قید سے اُن کو تنفر ہے
بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہین ہوتا
رہیگا ذکر برسون مجھ شہید ناز کا ہر سو
نہ کیونکر بلبلین برسے وفور گریہ سے چمکین

نہین دیتا لہو تک زخم تو چاک گریبان کا
عجب کیا چاک دامن بڑھ کے بوسے لے گریبان کا
گلا ملنے کو آیا ہے لیے حلقہ گریبان کا
کہ پروردہ ہون طفلی سے مین آغوش بیابان کا
پڑا ہے جلوۂ رخسار کس ماہ درخشان کا
اثر باقی ہے آنکھون مین مری خواب پریشان کا
مزہ بخشا ہزار تنگ نے آغوش زندان کا
نہ دیکھا شمع نے منہ ایک شب گور غریبان کا
نہین ممکن جو اُلجھے خار سے دامن بیابان کا
جدھر سے چاہیے موجود ہے رستہ بیابان کا
اثر ہے دیدۂ بیدار مین خواب پریشان کا
اثر بخشا ہے مجھکو عشق نے مرگ سلیمان کا
نسیم اب دامن رنگین مین عالم ہے گلستان کا

یہ اشعار سنکر صندلان فیلگوش ہاتھ باندھے ہوے سامنے اُس نازنین کے آیا کہا کیا حکم ہوتا ہے جو حکم ہو وہ بجا لاؤن سر کو قدمون پر نثار کرون اُس نازنین نے کہا صاحب ہم تو تمہارے مشتاق ہو کر آئی تھی کہ تم سے صحبت ہو گی لیکن یہ سب فوج والے تمہارے ایسے فاج ہوے کہ تمہارے پاس نہین آسکتی ان سب کو قتل کرو یا لڑ کر بھگا دو صندلان فوج سے لڑنے لگا تلوار کھینچ کے افسرون کو ٹوکا جس افسر پر جا پڑا جس پر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے سارے فوج والے چاہتے ہین اسکو گرفتار کرلین مگر یہ پشت و پہلو سے ہوشیار

لڑ رہا ہی جس نے پشت پر سے وار کیا اُسکو جواب دیا جو سامنے آیا اُسکو بھی جواب دیا
پہلوانون کو سپر سے روک رہا ہی تیغ آزما افسر اسکے ہاتھ سے مارے گئے خود بھی زخم دار ہو کر
خون بہہ رہا ہی رات بھر اسکو لڑتے ہوئے گذری اہل لشکر رستم ہنگامہ شنکر تماشہ دیکھ رہے
ہین نہنگ بحری و ماہی سحر سمک سے کہہ رہی ہین ای جتر والا گر یہ تماشہ دیکھا کران بیچارون
پر کیا گذری ملازمان صندلان صندلان کو قتل کرینگے آخر لڑتے لڑتے گر پڑیگا وار کر سکیگا
کیا مجال ہی کہ افسران فوج اسکو زندہ چھوڑین سمک کہتا ہی ای نہنگ بحری و ای ماہی سحر جسم
تمہارا آقا نے نامدار سے خلاف ہوگا فرماینگے کہ غیر ساحر پر کیون سحر کیا نہنگ بحری کہتی ہی جب تک
اسکا خاتمہ ہو جائیگا کیا یہ لڑتے رہینگے سب لشکر والے تماشہ دیکھ رہے ہین کہتے ہین کہ کس
طور سے صندلان اپنے کو بچا رہا ہی کئی بھائیون کو اسنے مارا اُنکی لاش پر کھڑا رو رہا ہے
پکارتا ہی ای بھائی اُٹھو میری بات کا جواب دو تم کو ہفت پیکر نے بلا لیا مین تنہا تڑپ رہا
ہون یہ کیا معرکہ ہوا تم کیون مجھ سے روٹھے آخر لڑائی کا یہ انجام ہوا ہر ایک کی لاش پر جاتا ہی
اور چیخین مار مار کے روتا ہی لیکن ایسا مبہوت ہو رہا ہی کہ ہاتھ نہین رکتا اگر کوئی سردار سامنے
آیا اُسنے عجز کیا کہ ای آقائے نامدار ہماری خطا کیا ہی یہ زبان تیغ سے جواب دیتا ہی ہاتھ مار دیا
اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اب لوگ بھاگتے پھرتے ہین کوئی سامنے نہین آتا اب غور بھی موقوف
ہوا گرد لاشے پڑے ہین یہ تلوار کھینچے ہوئے دیوانہ وار وحشی مثال لڑتا پھرتا ہی کبھی بیقرار
ہو کر پکارتا ہی ای جان جان وہ کہ آرام دل مشتاقان اس غلام کی خبر لو میرا عجب حال ہی ای عشق
و عاشقی مین نام ہی تمہارا تو منہ چھپانا کام ہی بقول شاعر۔ نظم

منہ تکا ہی کرے ہی جس تس کا	حیرتی ہی یہ آئینہ کس کا
شام سے کچھ بجھا ہی رہتا ہی	دل ہوا ہی چراغ مفلس کا
تھے برے مغبچون کے تیور لیک	شیخ میخانے سے بھلا کھسکا
داغ آنکھون سے کھل رہے ہین سب	ہاتھ دستہ ہوا ہی نرگس کا
بحر کم ظرف ہی بسان حباب	کاسہ لیس اب ہوا ہی تو جسکا
فیض ای ابر چشم تر سے اُٹھا	آج دامن وسیع ہی اس کا

تاب کس کو جو حال میر سنے		حال ہی اور کچھ ہی مجلس کا

اس طرح بلبلاتا ہی سُننے والے گھبرا رہے ہیں کہ ہمارے آقا کو کیا ہوا کیسے بیخود ہو رہے ہیں
یہ تو اپنے آپ سے باہر ہیں بھائیوں کو اپنے آپ ہی قتل کیا آپ ہی روتے ہیں ایسے
بھی بیوقوف ہوتے ہیں کون جان دینے انکے سامنے جائے جو سامنے گیا قتل ہوا ہم لوگوں
کو سب طرح مشکل ہی آخر کیا کریں کیونکر اس ظالم کے ہاتھ سے بچیں لیکن اب نہایت مبہوت ہو رہا ہی
فوج والے جا کر دور کھڑے ہوئے ہیں ہر چند منت کرکے بلاتا ہی مگر کوئی قریب نہیں آتا ہی
دور سے جواب دیتے ہیں کہ تلوار نیام میں کیجیے تو ہم آئیں آپ تو خونخوار بنے ہوئے ہیں
جو قریب آیا اُسے مار ڈالا اُن سرداروں کو آپ نے قتل کیا کہ جن کا مثل ممکن نہوگا وہ آپکی
رفاقت کا دم بھرتے تھے ؟ انکی آپ کیسی خاطر کرتے تھے نہنگ بحری وماہی سحر کھڑی ہوئی
ہنس رہی ہیں جوں جوں یہ ہنستی ہیں جوش صندلان فیلگوش کا بڑھتا ہی کہتا ہی آج ایک
کو زندہ نہ چھوڑونگا ان نامردوں کے قتل سے منہ نہ موڑونگا بچاؤں نے مجھے بہت ستایا
میری معشوقہ کو مجھ سے چھڑایا اب میں کیا کروں کہاں تلاش کو جاؤں صورت دکھا کر چھپ گئیں
میں تلاش میں دیوانہ وار پھرتا ہوں اس وحشت میں تھا کہ آسمان پر برق چمکی لکۂ ابر گلنار پیدا
ہوا سب سردار گھبرا گئے سمجھے کہ کوئی ساحر مدد کو اسکی آتا ہی نہنگ بحری وماہی سحر وشفق خونخوار
یہ جادوگرنیاں آمادہ ہو کر پڑھتی ہیں کہ اس ابر کو زمین پر نہ آنے دیں بالاے آسمان روکیں
چاہتی ہیں کہ سب ملکر سحر کریں کہ ابر شق ہوا دیکھا تخت پر رستم پہلو میں ایک مہ جبین پشت پر
لاکھ ساحر وہ ہنگامہ دیکھکر سنبھلے تھے کہ رستم نے بلند آواز دی کہ دیکھو یارو سحر نہ کرنا ہمارا ایلچی
بہ اطمینان کھڑا ہی ادھر نہنگ بحری وغیرہ نے ہاتھ روکے سب حیران ہو گئے آپس میں ایک سے
ایک کہتا ہی کہ کیا آقا ہمارے صاحب اقبال ہیں اکیلے گئے تھے دیکھو کس شوکت وشان سے
تشریف لائے ہیں معشوقہ پری پیکر پہلو میں بے شک یہ طلسم کشا ہیں جس مقام پر جاتے ہیں
فوج لیکر آتے ہیں جادوگرنیاں بلند ہوئیں سلما سب سے ملیں شاہزادیاں تخت کے قریب
آئیں سلما سے ملیں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ شاہزادی جمیل اعلیٰ کی ہیں عشق میں رستم
کے وطن چھوڑا مع فوج تشریف لائی ہیں جب رستم زمین پر آئے سب ساحر اُترے رستم نے سر

اُٹھا کر دیکھا کہ ایک شخص دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا پھرتا ہے **نظم**

رات پیاسا تھا میرے لہو کا ۔ ہون دیوانہ ترے سگ کو کا
شعلہء آہ جون تون اب مجھکو ۔ فکر ہے اپنے ہرن مو کا
ہے مرے یار کے مسون کا رنگ ۔ کشتہ ہون سبزہ لب جو کا
بوسہ دینا مجھے نہ کر موقوف ۔ ہے وظیفہ یہی دعا گو کا
شور قلقل یہ ہوتا تھا مانع ۔ ریش قاضی پہ رات مین تھوکا
عطر آگین ہے باد صبح مگر ۔ کھل گیا پیچ زلف خوشبو کا
ایک دو ہون تو سحر چشم کہون ۔ کارخانہ ہے وان تو جادو کا
نام اس کا لیا اِدھر کہ اُدھر ۔ اڑ گیا رنگ ہی مرے رو کا
میر ہر چند مین نے چاہا لیک ۔ نہ چھپا عشق یار بد خو کا

ہاتھ مین تلوار کھینچے ہوے رفیقون کو قتل کرتا پھرتا ہے ساری فوج پریشان رفقا حیران مگر ماہی سحر کی رنگت زرد ہوگئی جی مین کہتی ہے اب آقاے نامدار پوچھین گے نہنگ بحری نے بڑھکر کہا اے ماہی سحر کیون گھبراتی ہو صاف صاف عرض کر دیجئے آقاے نامدار معاف فرمائینگے کہ رستم نے فرمایا یہ پہلوان کیون دیوانہ وار اپنے رفیقون کو قتل کر رہا ہے ماہی سحر نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور کے تشریف لیجانے کے بعد یہ پہلوان لشکر کشی کر کے آیا کل جب میدان داری مین ہنگام وحشی جا کر لڑا کئی پہلوانون کو مارا وہ یہ کہتا تھا کہ مین دیوانو سے نہ لڑونگا کنیزان سرکاری نے سحر کیا کہ یہ دیوانہ وار اپنی فوج کو قتل کر رہا ہے حضور اب بارگاہ مین تشریف لیچلین تھوڑے عرصے مین اسکا خاتمہ ہوگا رستم نے کہا اے ماہی سحر ہمارے حکم کو تمنے فراموش کیا ہم حکم دے چکے ہین کہ غیر ساحر کے مقابلے کو ساحر نہ جاوے اس سحر کو جلد اُتار دو ورنہ ہم تم پر آفت برپا کرینگے اور معاوضہ اسکا یہ ہوا کہ چار دن تک نظر بند رہو دربار مین ہمارے نہ آؤ ماہی سحر نے اپنا سحر اُتارا مگر رستم کے قدمون سے لپٹ کر رونے لگی کہتی تھی یہ سزا کنیزون کے واسطے نہ مقرر ہو بے دیکھے جمال کے کیونکر زندہ رہینگے جب دربار مین حاضر نہ ہوے اور جمال جہان آرا سے مشرف نہ ہوے پھر سوا اسکے

جان دینے کے کیا چارہ ہوگا رستم نے شمہ بھر لیا ماہی سحر و نہنگ بحری زار زار رونے لگیں اب
صندلان فیلگوش نے تلوار نیام میں کی فوج کو اپنی تسکین دینے لگا کہتا تھا صاحبو میرا کیا حال
تھا کہ اپنے بھائیوں اور رفیقوں کو قتل کیا اب میرے ہوش درست ہوئے کہ ہرکاروں نے
آکر خبر سنائی کہ طلسم کشا پردۂ قاف گئے تھے وہاں دیوزادوں کو مارا سلیمان گوہر پوش
بادشاہ جبل اعلیٰ عاشق ہوکر ساتھ آئی ہیں انھوں نے آکر تمہارا سحر اتروایا جن جادوگروں نے
سحر کیا تھا اُن کو سزا ہوئی صندلان فیلگوش نے کہا طلسم کشا نہایت جلیل ہیں میں امتحان
کرکے یا قوزبر کر[illegible] حلقۂ غلامی کان میں ڈالونگا یہ کہکے پلٹا اپنی بارگاہ میں آیا رستم جو بارگاہ
میں آئے نہنگ بحری و ماہی سحر کو درگہ سالار نے اندر جانے سے روکا اندر نہ جانے پائیں
رنجیدہ اپنی بارگاہ میں آئیں آپس میں کہتی تھیں یہ چاروں کیونکر کہیں گے کوئی جا کے ہماری طرف
سے طلسم کشا سے عرض کرے کہ کنیزان شاہی بے دیکھے جمال حضور کے مرتی ہیں عرض معروض
قبول ہو سعادت دیدار حصول کریں کنیزیں زندہ رہینگی

نظم

طلب اے دوست تری دشمن راحت ٹھہری
جان بیتاب ہی ٹھہری نہ طبیعت ٹھہری

جلتی آنے سے ترے میری طبیعت ٹھہری
اسقدر بھی نہ کبھی وصل کی ساعت ٹھہری

دیر سی دیر ادھر آنے میں کس لیے کی ہے
نامہ بر یار کی آمد بھی قیامت ٹھہری

حال دل پوچھ کے منظور رلانا تھا انھیں
چھیڑ کی چھیڑ عنایت کی عنایت ٹھہری

ہم سے وہ پوچھتے ہیں جسکو نہ دم بھر ہو قرار
کیونکر اس دل میں بتاؤ کوئی حسرت ٹھہری

خفقان ہی تھا مصاحب شب تنہائی کا
دو گھڑی پاس مرے ٹھہرے تو وحشت ٹھہری

فتنۂ حشر نہ ٹھہرا تری ٹھوکر کھا کر +
کچھ جو ٹھہری تو غریبوں ہی کی تربت ٹھہری

تا کجا اُسکو جلاؤ گے جو ہر وقت مرے
تم سلامت رہو میری تو یہ عادت ٹھہری

اپنے مطلب کے لیے سجدے اُسے کرتا ہوں
بت پرستی مری زاہد کی عبادت ٹھہری

سر گرے کٹ کے تو قدموں پہ گرے قاتل کے
ہم سے تجھ سے یہی اک شوق شہادت ٹھہری

سب یہ تیری نگہ شوق کی چالاکی تھی
کہ حیا آنکھ میں ٹھہری نہ مروت ٹھہری

سیر کرنے وہ کبھی گھر سے نکل کر جو چلے
فتنہ ٹھہرا کسی کوچے میں نہ آفت ٹھہری

دیدۂ شوق کی پتلی اسے عاشق سمجھا
پھرتے پھرتے جو نگاہون مین وہ صورت ٹھہری

میرے گھر تک جو پہونچ کر وہ پھرے الٹے پانو
پامال انکی مری الٹی ہوئی قسمت ٹھہری

گو بہم لگ گئے دل پھر بھی رہے کچھ انمل
انکی صحبت بھی مری آپ کی صحبت ٹھہری

اور جب کچھ اسے ٹھہرا نہ سکے حسن پرست
شان محبوب کی اللہ کی قدرت ٹھہری

گردش چشم تری دیکھ کے حیرت ہی مجھے
کیونکر ان شوخ نگاہون مین شرارت ٹھہری

آکے کیا میرے سیہ خانے مین پھیلی ہی پانو
کل سے کچھ آج زیادہ شب فرقت ٹھہری

بیقراری نے کیا شیشۂ ساعت دل کو
تہ و بالا رہی اک جا نہ کدورت ٹھہری

یہی انصاف ہی جس دل مین ہے جلنے
کیون فلک جا کے وہین میری عداوت ٹھہری

بزم جانان مین مجھے دیکھ کے جلتی تھی جو شمع
رات بھر سامنے کیون سوختہ قسمت ٹھہری

منھ تو کب خاک پہ عاشق کے کرم کرتا ہی
آندھی آئی تو نہ وہ بھی کوئی ساعت ٹھہری

بخت کا مجھ سے گلہ سخت کوئی کہتا ہی
یہ بھی در پردہ ہماری ہی شکایت ٹھہری

وصل مین چھوڑ دیا سب نے اکیلا اسکو
ای جلال آج نہ دل مین کوئی حسرت ٹھہری

نہنگ بحری و ماہی سحر لب شعار عبرت آثار پڑھکر رو رہی ہین آخر دو پہر رات گئے بیتاب ہوکر نہنگ بحری نے کہا ای ماہی سحر تمکو اختیار ہی مین جا کر جھتر والا گہر کو دیکھ آؤن ماہی سحر نے کہا مین بھی طلسم کشا کو دیکھنے جاتی ہون دونون غرق زمین ہوکر چلین جھتر سہاک پہاڑی عیار نامی فرزند خواجہ عمرو کی جس خیمے مین چارپائی بچھی ہی گرد خندق کھدی ہی کمندین لگی ہین تخت بچھے سو رہے ہین چند شاگرد دروازے پر پہرا دیتے ہین نہنگ بحری جو سامنے ہوئی اسنے سحر کیا کہ عیار سو گئے سحر سے اسکے بیہوش ہوئے نہنگ بحری بیتاب ہوکے قریب خندق کے آئی اب خیال ہوا کہ جا کر جھتر والا گہر کو جگاؤن ان سے کہون کہ خطا میری معاف کرا کے ہمکو دربار مین بلا لیجیے وہان خندق خس پوش تھی اس پر چاندنی بچھی تھی جیسے ہی نہنگ بحری نے پانون رکھا چاندنی پھٹی نہنگ بحری دھم سے خندق مین گری گرتے ہی کا تیر وغیرہ جو جتنے عیاران سیاہ بھی منھ کھول کر چلے کہ نہنگ بحری کو کاٹین نہنگ بحری نے سحر کیا کہ سب تو ہٹے مگر زخمہاے تیر سے بہت پریشان کیا صدمے سے زخمون کے وہ آہ آہ کرنے لگی

دھماکا جو ہوا سماک کی آنکھ کھلی دیکھا جانی پہچانی ہوئی ہی سمجھا ہمکو کوئی گرفتار کرنے آیا تھا
آخر خندق میں گرا فتیلہ عیاری روشن کر کے لٹکایا پکار کر آواز دی ارے تو کون ہے نہنگ
بحری نے پکار کر کہا میں ہوں نہنگ بحری تمھیں دیکھنے آئی تھی یہ نہ جانتی تھی کہ تم نے
دام مکر پھیلایا ہے حقیقت میں بڑے عیار ہو سوتے میں بھی عیاری کرتے ہو جب مجھ سے صبر
نہ ہو سکا تو تمھیں دیکھنے کو آئی یہاں آکے گری آخر یہ انجام ہوا کہ تیروں سے غربال ہوئی
مار و عقرب منھ کھول رہے ہیں جا بجا ہیں کاٹ لیں سماک نے کمند لٹکائی نہنگ بحری
کو نکالا نہنگ بحری بیچاری دیدہ آفت کشیدہ قریب سماک کے بیٹھی رو رو کے سب حال
بیان کرنے لگی سماک نے کہا اے نہنگ بحری اب تم جاؤ ایسا نہ ہو آقا کو خبر ہو تو آزردہ ہو
نہنگ بحری سماک سے رخصت ہو کر چلی لیکن ماہی سحر سامنے بارگاہ رستم کے آئی جس دن
سے ملکہ سلما آئی انھیں کے ملازم گرد بارگاہ رستم پہرا دیتے ہیں سامنے سے ماہی سحر نے دیکھا
کہ ملازم گرد پھر رہے ہیں ماہی سحر نے سحر کیا کہ کچھ لوگ بیہوش ہوئے کچھ لوگ سر پکڑ کر بیٹھ گئے
ماہی سحر سمجھی سب بیہوش ہوئے یہ جھپٹ کر چلی افسر جادو کہ سب کا افسر ہے اُسنے دیکھا
ایک ساحرہ آتی ہے ایک تیر جھولی سے نکالا ماہی سحر پر مارا ماہی سحر کے شانے پر تیر پڑا ماہی سحر
نے جھلا کر گولہ مارا کہ افسر کا سر پھٹ گیا آواز آئی کشتی مرا نام میں افسر جادو لیکن اور
ساحر جو بیدار تھے وہ بڑھکر سحر کرنے لگے ماہی سحر ان سے کب دبتی تھی لڑنے لگی جب سحر
کیا دو چار کے سر پھٹے کسیکا ہاتھ کٹ کے گرا یہاں ملکہ سلما سے گوہر ہوش اپنی بارگاہ
میں تھیں کہ افسر کے مرنے کی آواز کان میں آئی فرمایا کسی ساحر نے آکر میرے افسر جادو کو مارا
اپنی بارگاہ سے اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے نکلیں جھپٹ کر چلیں سامنے آکر دیکھا ایک
ساحرہ گاتی باندھے ہوئے ساحران نگہبان سے لڑ رہی ہے وہیں سے گولہ جھولی سے نکالا
اور ماہی سحر پر کھینچ مارا ماہی سحر نے گولہ کا ہاتھ پلٹ کے دیکھا ملکہ سلما سے گوہر ہوش لڑتی
ہوئی آتی ہیں قضائے کار نہنگ بحری سماک سے رخصت ہو کر چلی تھیں اسوقت آکر پہنچیں
دور سے دیکھا کہ ماہی سحر لڑ رہی ہیں نہنگ بحری نے پکار کر آواز دی ارے کون لڑ رہا ہے بی بی
کس سے جنگ ہے نہنگ بحری کو ماہی سحر نے جواب دیا مجھکو نگہبانوں نے گھیرا ہے اندر نہیں جانے دیتے

که جمال سے مشرف ہوں دیکھوں تقدیر کیا دکھائے نہنگ بحری بھی آپڑی اب دونوں نے
ملک سحر کرنا شروع کیے کئی سو جادوگر مارے سلما نے جو دیکھا کہ نگہبانوں میں سے سو پچاس
جادوگر مارے گئے اور افسر کا لاشہ بھی پڑا پھڑک رہا ہے گھبرا کر بال اپنے کھول دیے اور جھولی سے
چراغ نکالا اسمیں بتیاں ڈالکر روشن کیں خون اپنا بجائے روغن ڈالا چراغ دان پر اسکو رکھا
چاروں بتیاں روشن کیں تو جو دہشکی بلند ہوئی ماہی سحر و نہنگ بحری تو اسکی دیکھکر گرپڑیں
ملکہ سلما بڑھیں کہ دونوں کو گرفتار کروں کہ سامنے سے سمک آیا اسنے جو ماہی سحر و نہنگ بحری کو دیکھا
پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم انکو گرفتار نکرنا یہ خیرخواہان دولت ہیں مگر سلما نہ رکیں آکر نہنگ بحری و ماہی سحر
کو گرفتار کرلیا کہا کیا سمک کا کہنا نہ مانا یہاں طلسم کشا اُٹھکر بارگاہ میں بیٹھے ہیں یہ لڑائی سنکر
باہر نکل آئے صبح ہو چکی ہے دیکھا سمک آنکھوں میں آنسو بھرے کھڑا ہے نہنگ بحری و ماہی سحر زبانوں
میں سوزن سرنگوں بیٹھی ہیں سلما کو ڈانٹے کھڑی ہے پکارے جاؤ تم کسلیے آئی تھیں یہ دونوں خاموش
دریاے حیرت کا جوش کچھ جواب نہیں دیتیں سمک کہہ رہا ہے ای ملکہ عالم یہ دونوں بے خطا ہیں
نہنگ بحری میرے پاس سے آئی تھی ماہی سحر کو یہ منظور تھا کہ جاکر طلسم کشا کو دیکھیں اس وجہ سے یہ آفت
برپا ہوئی رستم یہ معرکہ دیکھکر حیرت میں تھے کہ یہ کیا ہنگامہ ہے ان دونوں نے کیا خطا کی کہ سلما نے
ان دونوں کو گرفتار کیا ہے سمک دوڑکر رستم کے قدموں پر گر پڑا کہا ای شہریار یہ دوستی میں دشمنی ہوئی
ماہی سحر آپ کو دیکھنے آئی تھی ساحروں نے روکا اسکے ہاتھ سے مارے گئے بی سلما نے آکر گرفتار
کرلیا رستم نے فوراً دونوں کی زبان سے سوزن نکالی فرمایا تمھاری خطا معاف ہوئی سمک نے
عرض کی وہ حضور نے شہزادہ مقرر کی ہے کہ چاروں دربار میں شادیں وہ خطا انکی معاف ہو رستم نے سمک کے
کہنے سے وہ خطا بھی معاف کی ماہی سحر و نہنگ بحری آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے اپنے خیمے میں
آئیں ماہی سحر نے کہا ای نہنگ بحری بی سلما کو بڑا گھمنڈ ہے آج ہمکو سامنے طلسم کشا کے ذلیل کیا
اب چلو دربار میں چلیں صحبت رستم میں شریک ہوں پھر شب کو جو صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا دربار
رستم میں دونوں حاضر ہوئیں رستم دربار میں تشریف رکھتے ہیں سرداران ساحر و غیر ساحر جمع ہیں
سمک اُسوقت سامنے اپنے آقاے نامدار کے یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے نظم

بلبل سے کرتی کب ہے عروس چمن حجاب		ہم سے ہے کس لیے تجھے ای گل بدن حجاب

افسون شرم باعث تسخیر ہو چکا +
حسن برہنگی کے اُٹھانے پڑے مزے
ہر بزم مین نثار ہی پروانہ شمع پر
کج بازیون کے لطف جوانی مین خوب ہین
دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول
نافہ نہین ہی یہ دُرِ غیرت ہی او پری
بے پردہ دیکھتے ترے نور جمال کو
برسون ہوے کہ عاشق خدمت گذار ہون
دیکھے تو آنکھ اُٹھا کے یار جو عالم شکار ہو
آخر کدورت آ ہی گئی اتحاد مین
اچھا کلام شاہد بے پردہ ہی نسیم

کب تک رہیگا او بت پیمان شکن حجاب
ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب
عاشق کے واسطے نہین کچھ انجمن حجاب
پیری مین ہی بشر کے لیے بانکپن حجاب
اس خرم سے ہی لاش بشر پر کفن حجاب
رکھتا ہی تیری زلف سے مشک ختن حجاب
ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب
مجھ سے نہ چاہیے تجھے ای سیمتن حجاب
کسکا تجھے ہی ظالم ناوک فگن حجاب
کرنے لگی خزان سے بہار چمن حجاب
رکھتا نہین کسی سے ہمارا سخن حجاب

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی سلما سے گوہر پوش قریب رستم گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی اور رات ہی کی باتون کا ذکر ہو کہ ای شہریار ماہی سحر نے بڑا غضب کیا افسر جادو کو مارا کنیز پہونچ گئی نہین معلوم کیا منظور تھا مہتروالا گہر صاحب جو فرماتے ہین مجھکو اُنکی باتون کا یقین نہین آتا ماہی سحر نے یہ باتین اپنے کانون سے سنین مگر چپکی بیٹھی رہین اُسوقت رستم باتون مین سلما کی معروف تھے ماہی سحر سے کچھ کلام بھی نہ کیا تھوڑی دیر بیٹھ کر دربار سے اُٹھین طرف اپنے خیمے کے چلین سماک نے جو ماہی سحر کو رنجیدہ پایا گھبرا کر قریب آیا کہا ملکہ جب دربار برخاست ہو تب جانا تم نے آقا سے کچھ باتین نہین کین ماہی سحر نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا آقا مجھ سے آزردہ ہین مجھ سے کیون کلام کرینگے بی سلما کا آج کل چاہ پیار ہی سماک خاموش ہو رہا دونون اپنے خیمے مین آئین ماہی سحر نے کہا ای نہنگ بحری آج میرا ارادہ ہی کہ بی سلما کو لیجا کر کسی پہاڑ مین ڈال دون بڑا اپنا زور دکھاتی ہین ہر وقت میرا ہی ذکر ہی مین بہت شرمندہ ہوتی ہون آقاے نامدار بڑی مہربانی فرماتے ہین عشق کا اُنکے بڑا زور شور ہی ایسے کوہ مین [illegible] کہ بھوکی اُٹھائین تڑپ تڑپ کے جان دین پھر کبھی ایسا ارادہ نہ کرین دن بھر تڑپ تڑپ کے

کا تارات کو اپنے مقام سے اٹھی نہنگ بحری کو سوتا چھوڑا بازارون کو طے کر کے قریب خیمہ سلما
آئی قضاے کار احقر جادو ایک ساحر ہی کہ اُسنے جب سے ملکہ سلما کو دیکھا جان دیتا ہی جب سے لشکر
اس لشکر مین آئین کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ اٹھا کر لیجاؤن مگر نہ پایا عاجز رہا آج جو بہت بیتاب ہوا
سامنے بارگاہ سلما کے آیا کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی کہ نگہبان بیہوش ہون تو خیمے مین جاؤن ماہی سحر
نے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین ایک ساحر کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی نگہبان بیہوش ہوتے جاتے
ہین ماہی سحر کھڑی دیکھا کی جب نگہبان بیہوش ہو چکے قریب پردے کے آیا پردہ اٹھا کر دیکھا
کہ سلما سے گوہر پوش پڑی سو رہی ہین ساحر سحر کرنے لگا کہ اس کو بیہوش کرون تو اٹھا کر لیجاؤن
ماہی سحر نے پیچھے آکر ایک گولہ مارا کہ پشت پر ساحر کی پڑا توڑ کر سینے کو پار گذرا ساحر جھوم کر گرا مر گیا
آئی اُسکے آواز بلند ہوئی سلما جاگ پڑین دیکھا لاشہ ایک ساحر کا پڑا ہی اور ماہی سحر تلوار کھینچے
کھڑی ہی سلما نے پکار کر پوچھا ای ماہی سحر یہ کیا معرکہ ہوا ماہی سحر نے بیان کیا کہ یہ ساحر تمہین
چرانے آیا تھا مین نے اسے مارا ہی سلما خاموش ہو رہی کہا ای ماہی سحر تمنے بڑا احسان کیا
اس دشمن خدا کو مارا یہ مدت سے میری فکر مین تھا خدا نے اسکی بدعت سے بچایا ماہی سحر اپنے خیمے مین
چلی آئین سو رہین کہ کل سمجھا جائیگا سلما نے کنیزون سے کہا یہ لاش بیرون لشکر پھینکدو لاش
اُسکا پھینکدیا گیا بھائی اُسکا نظیر جادو باور کے کوہ کھڑا تھا دیکھا میرے بھائی کا لاشہ پڑا ہے
پہاڑ سے اُترا آگے لوگون سے دریافت کیا لوگون نے ملکہ سلما کو دکھایا کہ انکے عشق مین مارا گیا
جمال سلما دیکھکر رنجیدہ پہاڑ پہ آیا رات کو سوچا کہ کیون صدمۂ ہجران سہون سحر کر کے اٹھا لاؤن کوہ
پر سے اُڑا اون یہ سوچکر پہاڑ سے اُترا مگر ماہی سحر فکر ملکہ سلما مین قریب بارگاہ آئی پردہ اٹھا کر دیکھا
سلما سو رہی ہی سحر کیا کہ ملکہ بیہوش ہوئین اب ماہی سحر نے بقچہ کمر مین باندھکر سلما کو نکلین لشکر کے
کنارے پر پہونچین طرف صحرا کے چلین منظور ہوا کہ اسکو جاکر درۂ کوہ مین ڈالدون اُدھر سے نظیر
جادو آتا تھا نظیر نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی آفتاب جمال ماہ تمثال سلما کو ہاتھ پر لیے ہوے طرف
درۂ کوہ کے جاتی ہی للکار کر آواز دی او ساحرۂ مکارہ میری معشوقہ کو کہان لیے جاتی ہی ماہی سحر کو
نظیر نے گولہ مارا ماہی سحر نے سلما کو ایک تختۂ سنگ پر رکھدیا آپ نظیر سے لڑنے لگی گولے
نظیر ستمگار کے ماہی سحر نے دفع کیے آخر بجلی کمان سے نکالی اسم سحر پڑھکر پھینک ماری برق بنا کر گری

کر نظیر کے دو ٹکڑے ہوئے پلٹی کہ اب سلما کو اٹھا لون پشتارہ ملکہ سلما کا تختہ سنگ پر پڑا پایا
ماہی سحر بہت پریشان ہوئی حیران تھی کہ سلما کو کون لیگیا ماہی سحر بڑا غضب ہوا اگر یہ خبر طلسم کشا
کو ملے گی تو بہت رنجیدہ ہونگے چہار طرف جنگل مین دوڑتی پھرتی ہی دور سے دیکھا کہ ایک ساحر سلما
کو لیے جاتا ہی ماہی سحر جھپٹی مگر وہ ساحر سحر کر کے نکل گیا ماہی سحر جنگل مین حیران کھڑی ہی
قضائے کار سمک اپنے خیمے مین پڑا سوتا تھا عالم خواب مین دیکھا کہ رستم فرمارہے ہین اے
سمک ملکہ سلما کی خبر لو سمک آنکھین ملتا ہوا اٹھا اول بارگاہ سلما پر آیا دیکھا نگہبان بیہوش
پڑے ہین پردہ اٹھا ہوا پلنگ ملکہ سلما کا خالی پڑا ہوا ہی سمک گھبرا کر طرف جنگل کے چلا دیکھا
ماہی سحر ایک نخل کے سائے مین کھڑی ہی سمک نے آکر پوچھا ای ماہی سحر کیا معرکہ ہوا ماہی سحر
نے بیان کیا نظیر جادو ملکہ سلما کو لیے جاتا تھا مین نے تعاقب کر کے اُسے مارا ایک اور ساحر
آسمان سے گرا ملکہ کو اٹھا کے لیگیا سمک نے پوچھا کس طرف گیا کہا سامنے نخلستان مین جاکر
غائب ہوا مین فکر مین کھڑی ہون کہ یہ کون ساحر تھا کہ ملکہ کو اٹھا کر لیگیا سمک نے کہا اب تم
طرف لشکر کے جاو مین فکر مین ملکہ سلما کی جاتا ہون انشاء اللہ لیکر آتا ہون ہر چند ماہی سحر نے روکا
سمک نے نہ مانا کہا آقائے نامدار بہت بیقرار ہونگے اگر پوچھین تو کہدینا کہ غلام آپکا تلاش مین ملکہ
سلما کی گیا ہی ماہی سحر ناچار پلٹی مگر سمک جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی کچھ رات باقی ہی طائر آشیانہ دن
سے نکل کر چہکارہے اور بہ ہین آخر شب چاندنی چھٹکی ہوئی صحرا عجب بہار پر ہی پھولون کے تختہ
آب شبنم سے دھوئے ہوئے عالم وجد ہی درختون پر سناٹا ہے پتے ہل رہے ہین درختون پر گویا پریان چمک
رہی ہین سمک نے جو یہ رنگ صحرا دیکھا ایک نخل کے سائے مین بیٹھ گیا ایک طرف سے دیکھا کہ گرد
اڑی ایک جوان دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوئے پشت مرکب پر سوار گھوڑا اڑائے ہوئے
آتا ہی ہر نخل کے سائے مین ٹھہرا کبھی بیقرار ہوا یہ اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

قد لطف جوان بہت بالا بلند ہی / ہر دم آہ صورت طوبا بلند ہی
بوٹا سا ہی ذلیست نہ اتنا بلند ہی / کچھ شاخ گل سے وہ قد رعنا بلند ہی
نرگس کے پھول آنکھین ہین پر وہ مین شرمگین / گل سے بھی شاخ نرگس شہلا بلند ہی
کرتا ہی شہسوار کوئی خیرہ و بازیان / بالشوق غبار دامن صحرا بلند ہی

امنڈے ہے تلاطم امواج بحر عشق | ہر موج پست تا لب دریا بلند ہی
ہی یہ عزیز کلبۂ یعقوب کا چراغ | یوسف کا دو دامان زلیخا بلند ہی
آتا ہی سجدہ مین قد بالا کسی کا یاد | ہردم زبان سے ہائے کا نعرہ بلند ہی
خاک قدم سے مرتبۂ عرش پست ہی | کرسی کا تیری عرش سے پایا بلند ہی
دو چار بالش تاڑ سے بھی ہوگا قد یار | طوبا حقیقتاً اگر ایسا بلند ہی
بیمار تھا گذر گیا شاہد جہان سے زار | پر شور ہائے وائے یہ کیسا بلند ہی

کبھی بیقرار ہی اور کبھی اشک بار ہی سمک نے جو یہ حال اُس جوان کا دیکھا رنگ و روغن عیاری
کا لگا کر ایک معلم کی شکل بنا سر منڈا ہوا بڑی ٹوپی سر پر کرتا زیب جسم زیر پائی پہنے ہوے ایک
کتاب بغل مین سامنے اُس جوان کے آیا اُس جوان نے پکار کر آواز دی ذرا ٹھہر جائیے مین
کچھ عرض کرونگا سمک ٹھہرا جوان نے کہا مولوی صاحب میرے بھائی کو وحشت ہوگئی ہی کوئی
ایسا اسکو تعویذ دیجیے کہ اُسکی وحشت تھمے سمک نے کہا مین اُنکو دیکھون نگاہ ڈال کے اچھا
کردونگا ابھی ایک قریے مین گیا تھا دختر زمیندار پر جن آتا تھا ایک فلیتے مین اُسکو اچھا کیا آپکا
نام کیا ہی اور آپ کے بھائی کا کیا نام ہی اُس جوان نے کہا رفتار گل پوش میرا نام ہی تھوڑی دور
پر یہان سے میرا باغ ہی کہ اُسکو باغ خندان کہتے ہین اُسی مین بھائی صاحب دیوانہ وار پھر رہے
ہونگے چل کر اُنکا علاج کیجیے سمک اُس جوان کے ساتھ چلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ در باغ نظر
آیا اندر سے باغ کے غل مچانے کی آواز آتی ہی گلپوش نے کہا کہ دیکھیے مولوی صاحب بھائی
صاحب ہمارے غل مچا رہے ہین دن رات اُنکے نزدیک برابر ہی سمک ساتھ اُسکے اندر باغ
کے آیا دیکھا ایک جوان گریبان پھٹا ہوا منھ پر خاک ملے ہوے چمنستان مین دوڑتا پھرتا ہی
گلپوش نے پکار کر کہا کہ بھائی صاحب مین آپ کے علاج کے واسطے مولوی صاحب کو لایا
ہون انسے اپنے دل کا حال بیان کیجیے یہ فوراً علاج کرینگے اُس جوان نے سمک کا ہاتھ پکڑ لیا
کہا مولوی صاحب کنارے آئیے تو مین عرض کرون کنارے لیجا کر سر قدمون پر رکھ دیا کہا
کوئی تعویذ حب کا بھی آپکے پاس ہی سمک نے کہا اگر چھری پر پڑھ کے گاڑ دون تو طائران
ہوائی اپنا گلا کاٹ کے مر جائین ہزارون کوس کوئی ہو تو اُسکو بلوا دون اُس جوان نے کہا

پہلو مین اس باغ کے ایک قصر ہی محجوب جادو اوس قصر مین رہتا ہی نہین معلوم کہان سے ایک
معشوق پری وش لایا ہی اوس سے طالب وصل ہوا وہ اوس سے تو انکار کرتی ہی لیکن مجھکو نگاہ
محبت دیکھتی تھی مین کشتۂ خنجر ابرو ہوا محجوب نے مجھ سے کہا کہ ای برادر اس سرکش کو تم سمجھاؤ
مین نے قفس اوٹھا لیا الگ لیجا کر ہاتھ باندھے اور رو رو کے کہا کہ مین محجوب سے کہتر زیادہ مقدور
رکھتا ہون مجپر احسان فرمایئے مین خدمتگذاری کرونگا یہ سنکر وہ نازنین رونے لگی مگر محجوب
پشت پر کھڑا یہ باتین میری سن رہا تھا اوسنے آکر قفس مجھ سے چھین لیا اور مجھ سے کہا خبردار
کبھی میرے باغ مین نہ آنا ایسا کوئی تعویذ دیجیے کہ محجوب تسخیر ہو اور مجھکو اپنے باغ مین بلالے
تو مین قفس اوس مہ جبین کا چھین لون سمک نے کہا حضور قصر مجھے بتا دین مین محجوب کو
دیوانہ کرکے قفس کو لے آؤنگا آپ کے وصل پر آمادہ کردونگا ساحر نے کہا مولوی صاحب اگر
یہ کام آپ نے کیا تو مین عمر بھر غلامی کرونگا اور جہانتک ہو سکیگا زر بھی حاضر خدمت کرونگا
سمک نے پوچھا قصر کہان ہی ساحر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے بتایا کہ وہ سامنے قصر دکھائی دیتا ہی
مین یہان بیٹھا ہوا تمہارا راستہ دیکھتا ہون سمک اوس قصر کو دیکھتا ہوا چلا جب در قصر پر آیا دل
سے کہتا ہی کیا عجب ہی کہ سلما کا پتہ ملے غنچۂ آرزو کھلے نشان سے تو انھین کا پتہ معلوم ہوتا ہی
آقا بہت بیقرار ہونگے یہ سوچکر دروازے پر قصر کے آیا نگہبان سے کہا محجوب جادو سے جاکر
عرض کرو کہ دروازے پر ایک غرض مند حاضر ہی اوسکو بلوا لیجیے آپ کا مطلب بھی نکلیگا۔ یہ
تو نگہبان نے جاکر محجوب سے عرض کی کہ دروازے پر ایک مولوی وضع حاضر ہین کہتے ہین
مجھکو بلوا لیجیے کچھ آپکا بھی مطلب نکلیگا محجوب نے سنکر کہا بلا لو سمک اندر آیا محجوب کو دیکھا
وسط باغ مین چبوترے پر تنہا بیٹھا رو رہا ہی قفس سامنے رکھا ہی غش مین پڑ رہا ہی بلکہ کچھ ہوش نہ آپ
نہین دیکھین سلما کو سمک نے پہچانا آکر محجوب کو سلام کیا دست بستہ عرض کی حضور کیون روتے
ہین مین دیکھی اسکو رضامند کیے دیتا ہون جو آپ کا حال ہی وہی اسکا بھی حال ہو تو مین یہ
گرے کہ وصل حاصل کیجیے ایک فلیتہ روشن کرون آپ بھی ملاحظہ فرمایئے معشوق بھی دیکھے
آپ عاشق ہو جائے محجوب نے موتیون کا مالا گلے سے اوتار کے گلے مین ڈالدیا کہا مولوی صاحب
جانیگے گا وہ حاضر کرونگا میرا تو اس محجوب کے عشق مین عجیب حال ہی قلب پر میرے ہجوم

غم و رنج و ملال ہی نہ رات کو چین نہ دن کو آرام عجب حال میں گذرتی ہی دل سے تقدور
کرتا ہون اور اسی خیال مین مرتا ہون تڑپ تڑپ کے صبح سے شام کرتا ہون نظم

کس رشک ماہتاب کا جویا ہی آفتاب ۔ چکر مین میری طور جو رہتا ہی آفتاب
خورشید رو ذرے کا بھی تفاوت صریح ہی ۔ دریاے حسن یار کا چشمہ ہی آفتاب
روز فراق آٹھ پہر سے بھی بڑھ گیا ۔ تو آج چال کونسی چلتا ہی آفتاب
مقدور ہی کسے اتنی اس سے مقابلہ ۔ آنکھین نہین ہین چہرے پہ اندھا ہی آفتاب
نکلے چمک کے کہ وہ ای غیرت مسیح ۔ بیش ضیاے حسن تو میلا ہی آفتاب
حاضر اگر ہی دن کو تو غائب ہی رات کو ۔ غمزہ یہ کس حسین سے سیکھا ہی آفتاب
بارش نہین ہی غم مین کسی رشک ماہ کے ۔ رومال رکھ کے ابر کا روتا ہی آفتاب
پیر مغان بھی عامل کامل سے کم نہین ۔ شیشے مین جن کی طرح اتارا ہی آفتاب
پھرتا ہی یہ بھی ساتھ رخ یار ہو جدھر ۔ سورج مکھی کا پھول کہون یا ہی آفتاب
داغ سفید چرخ ہی میری نظر مین رنا ۔ شبنم کی گو نگاہ مین رعنا ہی آفتاب

یہ اشعار پڑھ کر وہ جوان خوب رویا کہا مولوی صاحب عمر بھر خدمت گذاری کرونگا جو کچھ
مانگیے وہ حاضر کرون لیکن یہ معشوق مجھ سے راضی ہوجائے سمک نے فور کتاب کھولی
فلیتہ لکھا کہا اسے روشن کرونگا تیل خوشبودار منگائیے محبوب دوڑا گیا ایک کشتی تیل کا فورا
اٹھا لایا کہا مولوی صاحب لیجیے اس مین روغن حنا ہی سمک نے ایک پیالے مین انڈیلا
فلیتے پر روئی لپیٹی فلیتہ بنا کر اس پیالے مین رکھا کہتا جاتا ہی معشوق اسکو دیکھکر مائل ہوگا
جواب کی کیفیت ہی وہ اسکی بھی ہوجائیگی یہ کہکے فلیتہ روشن کیا جیسے ہی دھوان تجی سے
نکلا سمک نے کہا ای محبوب اسکے دھوین کو سونگھ کہ طبیعت کو تسکین ہوگی محبوب نے جھک کے
دھوین مین ناک لگا دی ناک بھلا کے سونگھنے لگا دھوان جو دماغ مین پہونچا گھبرا کے اپنے
مقام سے اٹھا اٹھتے ہی لڑکھڑا کے گرا سمک نے اپنے نام کا نعرہ کیا یہان ملکہ سلما روزی
تھین نام سمک سنکر کہا بھیا تم بڑے وقت پر پہونچے فلک نے اس آفت مین مجھکو
پھنسایا تھا تمنے آکر رہا کیا سمک نے محبوب کو قتل کیا ملکہ سلما کو قفس سے نکالا زبان سے

سوزن نکالی مگر باغ گلپوش قریب ہی مکر نیوش سے باتین کر رہا ہی کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام مین محجوب جادو بود مکر نیوش نے کہا اے بھائی گلپوش جلد چلو مولوی صاحب نے جاکر اسکو مارا وہ دونون خوشی خوشی دوڑے یہان سلما کو سمک نے قید وغیرہ کاٹ کر فعید کیا کہ مین الگ جاؤن سلما بہ پرواز پیدا کرے کہ آسمان سے آواز آئی مولوی صاحب بڑا کام نمایان کیا مگر گلپوش نے دیکھا کہ ایک عیار ہی سلما اور عیار کھڑے باتین کر رہے ہین گلپوش نے کہا اے بھائی مکر نیوش یہ تو عیار ہی معشوقہ کو رہا کرکے لیجایا چاہتا ہی دونون زمین پر آکے سحر کرنے لگے سمک زمین پر گرا سلما نے جوڑا کھولا بال چہرے پر پریشان کیے پکار کر آواز دی اے مکارو ذرا ادھر تو دیکھو جیسے ہی دونون کی نگاہ زلف مشک بیز پر پڑی تلوارین کمر سے نکالکر آپس مین لڑنے لگے سلما نے عکس زلف سمک پر ڈالا کہ سمک زمین سے اٹھا سحر اسکا اترا مگر گلپوش نے کمر بنا کے سر پر ہاتھ مارا کہ مکر نیوش کے دو ٹکڑے ہوئے بھائی کو مار کر پکارتا ہوا دوڑا اے جان جان اس مکار کو مین نے مارا مگر میرا یہ حال ہی کہ تم پر جان دیتا ہون مجھکو بہ غلامی قبول کرو اب تو یہ کیفیت ہی۔

نظم

اجتک شوق اسیری ہی مجھ آزاد کے ساتھ
طائر روح قفس از مرگ ہی صیاد کے ساتھ

بعد مرنے کے بھی قمری کی طرح پہنے طوق
تھی محبت مجھے اک غیرت شمشاد کے ساتھ

ہون وہ عاشق کہ اگر قتل مجھے کرکے چلے
سایۂ روح بھی میرا ہے جلاد کے ساتھ

سیر کو تو جو گیا پڑ گئی بھاگڑ اے گل
اڑ چلا رنگ چمن نکہت برباد کے ساتھ

تیرے کوچے کے سوا ہو جو تمنائے بہشت
جاؤن دوزخ کو مرا حشر ہو شداد کے ساتھ

ہمسرے بالین مین نہین ہین جو سزاوار قفس
پر مرے کیسے اڑے پھرتے ہین صیاد کے ساتھ

بے زرون کا بھی کہین ساتھ کوئی دیتا ہی
جان شیرین نے نہ دی دیکھ لو فرہاد کے ساتھ

فصد سے جلئے نہ سودا تو مجھے کیجے قتل
کوئی جلاد بھی بلوائیے فصاد کے ساتھ

دخل اغیار مری خلوت خاطر مین کہان
خود فراموش ہون اے یار تری یاد کے ساتھ

ہو بدن قید مین ہون قید بدن سے آزاد
اے جنون آئے [illegible] جلاد بھی جلاد کے ساتھ

ایسی ایسی باتین کہتا ہوا آگے بڑھا کہ سلما نے زلف عنبرین کا عکس اسپر ڈالا وہ اودا

زیادہ جوش میں آیا پریشانی نے گھیرا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا پکار کر آواز دی جو حکم
دیجیے وہ بجا لاؤں سلما نے آواز دی تلوار کھینچ خفت نہ کھینچنا جھوٹے عاشق معلوم ہوتے ہو
عشق صادق کا مزہ دکھاؤ جان کو نہ ڈرو دیکھیں کیسے عاشق صادق ہو گلیوش نے تلوار کھینچ کر
گلے پر رکھی سلما نے کہا تلوار کھینچ لو گلیوغ نے تلوار کھینچی سر کٹ کر زمین پر گرا اسقدر بھی لگا نہ رہا
مرنے سے گلیوغ کے وہ باغ بھی جلا طائر بھی جلکر گرے آواز آئی کشتی مرا نام مسن گلیوش جادو
بود سمک باتو گوشے میں چھپا ہوا تھا آفرین کرتا ہوا سلما کی نکلا کہ ای ملکۂ عالم یہ اسی لائق تھا
سلما نے کہا ای سمک اب چلو شہریار بیقرار ہونگے سمک ایک جانب چلو سلما نے پر پرواز بند
کیے اڑتی ہوئی چلیں یہاں صندلان نے جو آفت سحر سے نجات پاکر ملبا تھا بارگاہ میں آکر طبل جنگی
بجوا لیا ہرکاروں نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے کہا سلما و سمک کا نہ ہونا باعث انتشار ہی دل
خود بخود بیقرار ہی مگر حریف کو جواب نہ دینا ہمارے قاعدے کے خلاف ہے یہاں بھی طبل جنگی بجا
رات بھر یہاں تیاریاں ہوئیں صبح کو صندلان گینڈے پر سوار فوج پشت پر میدان کارزار میں آیا
ادھر سے رستم فوج بغیر سلح ان ساتھ لیکر میدان میں آئے عیوق و جاروق نے صفیں جمائیں
جانبین میں صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کرکیت کر کا کہکر ہٹے
صندلان نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار میں آیا عیوق و جاروق مشتاق تھے کہ یہ آواز دے
تو ہم نکلیں صندلان نے پکار کر آواز دی میں سوائے طلسم کشا کے اور کسی کو نہیں چاہتا رستم
پیلتن نے سرداروں کو روکا مرکب باد پیما بڑھایا مقابلے میں صندلان کے پہونچے صندلان نے
جمال جہان آرا دیکھکر سلام کیا کہا کہ ای شہریار میں آپکا نہایت ممنون ہوا اگر آپ تھوڑی دیر اور
نہ آتے میں گلا کاٹ کر مر جاتا آپ نے تشریف لا کر مجھکو بچا لیا یہ کہکے گینڈا جیرکا کے سامنے آیا
کہا حربہ تو کر لیجیے کہ حسرت نہ رہے رستم نے کہا ہمارا دستور نہیں جب تمہارے حربے سے پروردگار
بچائیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر صندلان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس
میں نیزہ چلنے لگا دونوں لشکر نگران ہیں کہ دونوں لڑ رہے ہیں اس زور شور سے دونوں میں نیزہ
چلا کہ سنانیں و بنائیں بیکار ہوئیں چھڑ چھڑ پڑنے لگی آخر وہ بھی بیکار ہوئیں صندلان نے تلوار
کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے سپر کو گردش دی کہ تلوار صندلان کی ٹوٹی رستم نے جرکا

ہاتھ مارا سپر کٹی گینڈے کی گردن پر تلوار پڑی گینڈے کی گردن بھی قلم ہوئی صندلان گینڈے
سے گرا رستم نے تلوار کے سائے مین لیا چاہا کہ ہاتھ مارون کہ سر اسکا اڑ جائے صندلان نے گھبرا کے
دانت نکال دیے دونون ہاتھ اٹھائے رستم نے ہاتھ روک لیا فرمایا ای صندلان اٹھو اور تلوار سنگاو
ہم پر وار کرو صندلان نے عرض کی آپ نے کیون ہاتھ روکا رستم نے فرمایا گرے پڑے پر ہاتھ
نہین مارتے عاجز کر کے قتل کرنا خلاف جرأت ہی جب اور تلوار لاؤ تب تم سے تلوار چلے کہ حوصلہ
باقی نرہے صندلان یہ حالات دیکھکر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای آقا سے تابعدار مین آپکا تابعدار
ہوا مین کل سے آپکی جرأت کا قائل ہوگیا صندلان فوج مین آیا پکار کر آواز دی یارو مین نے
طلسم کشا کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرا ساتھ دے ورنہ پاس ہفت پیکر کے جائے
سب پکار اٹھے جسکی آپ نے اطاعت کی اسی کے ہم بھی تابعدار مین ہفت پیکر کے مقابلے مین
چلین گے انشاءاللہ اسکو شکست دینگے صندلان کل فوج کو ساتھ لیکر داخل لشکر طلسم کشا ہوا طلسم
داخل بارگاہ ہوے سب سردار آکر بیٹھے رستم نے جو مقام سلما خالی پایا فرمایا نہین معلوم سلما پر کیا
گذری کوئی تو ایسا معاملہ گذرا کہ پلٹ کر نہین آئین آفتاب فلک سیر کاہن نے عرض کی اگر ارشاد
ہو تو غلام تلاش مین جائے سیمہ نے دیکھا کہ رستم کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی شاہزادے کا عجب
حال ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین ملکہ سلما کو یاد کر رہے ہین آفتاب فلک سیر تلاش مین ملکہ
سلما کی چلا جابجا دیکھتا ہوا جاتا ہی قضاے کار طرف قصر عشرت کے نگاہ اٹھ گئی دیکھا قصر عشرت سے
فوجین نکل رہی ہین صحراے عشرت مین اتر رہی ہین کاہن کو بڑا تعجب ہوا کہ قصر عشرت اتنا بڑا اسکا
نہین ہی جسمین سے اسقدر فوجین نکل رہی ہین خیال کر کے جو دیکھا ایک میدان وسیع ہی جسمین فوجون
کے جادو مین اسی مین سے افسر نے لیکر فوجین نکل رہے ہین کئی لاکھ فوج جمع ہی اب جو پھر کاہن نے
دیکھا صحرا سے گرد اڑی سو ہان جادو تا سے تین لاکھ فوج سے پہونچا دوسری طرف سے پھر گرد
اڑی کوہان جادو دو لاکھ فوج سے آیا اب اندر سے قصر کے نوبت نقارے کی آواز آئی آفتاب نے
دیکھا کہ ہفت پیکر تخت پر سوار تاج سر پر رکھے ہوے قصر سے نکلا کئی سو افسر گھیرے ہوے
رکھتے تھے کہ قدرت نے وہ لشکر کشی کی کہ گاؤ زمین بار نہین اٹھا سکیگی حقیقت مین قدرت نے
بہت سردار جمع کیے سات سو ملک پر نام پہونچا سب آکر شریک ہونگے کیا عجب ہی کہ مردمان ظلمات اور ن

وہ لوگ خون دمامہ کے دعویدار ہین دمامہ کا مارے جانا پردۂ ظلمات کا ویران ہونا جن شاہان
اقلیم نے چاہا کہ ظلمات کو آباد کریں مسلمان اُنکے ملک پر چڑھ گئے کون بادشاہ ایسا ہی کہ جسنے
ہاتھ سے مسلمانون کے صدمے نہین اُٹھائے مزدوشکاکی کی سلطنت کا طرّا زور تھا جب سوار ہوتا
تھا تو سے مشک وعنبر آتی تھی اُسکی خدائی کو جا کر مسلمانون نے مٹایا اب جنگل میں مارا مارا پھرتا ہی
اس لائق بھی نہین کہ مقابلہ مسلمانان مین آئے قدرت کی لشکر کشی کے ذکر سے ہفت پیکر
سج لشکر مین تخت سے اُترا پکار کر آواز دی صاحبو آگاہ رہو کہ قدرت آج کل فکرون مین پھنسے
ہین کبھی فکر مشرق کبھی فکر مغرب کبھی فکر جنوب وشمال سب طرح کی تقدیرین ہو جاتی ہین
آجکل قدرت پر اعتراض نکرنا طلسم کشا اب لشکر لیکر آئیگا مقابلہ پڑیگا تم سب کے جوہر کھلیں گے
سات سو تاجدار ابھی اور آنے کو باقی ہین وہان سلما جو اُڑی ہوئی آئی تھین راہ مین تھک کر
ایک پہاڑ پر اُتریں ایک سنگ ہموار پر لیٹ گئین ہوا سرد تھی لیٹتے ہی سو گئین ایک ساحر کا
گذر ہوا اُن پر عاشق ہو گیا سوتے مین سحر کر کے بیہوش کیا لیکر چلا سمک بھی وہان ہو پہنچا دور سے
یہ سانحہ دیکھکر پیچھے چلا اُدھر سے کاہن تاخ بین سلما کی چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ بوے خوش دماغ مین
آئی سر اُٹھا کے دیکھا ایک باغ جنت نظیر ہی ایک ساحر زبردست تاجدار مسند پر بیٹھا ہی کئی سو جادوگر
گرد اور ملکہ سلما کو دیکھا ایک قفس مین بند سامنے اُس ساحر کے بیٹھی ہین وہ ساحر کہہ رہا ہی کہ ای ملکہ
سلما بے گوہر ہوش مین تمکو کس کوشش سے لایا اب مجھکو قبول کرو ورنہ قید سے نہ چھوڑونگا پچھتاؤگی یا
مار ڈالونگا تمنے اُن ساحرون کو قتل کیا کہ جن کا مثل نہ تھا گلیوش سحر انور دہمیشہ آزاد رہا کسی سے دبکے
نہ رکھا مگر تمھاری محبت مین وہ بھی مارا گیا مین تمکو قفس سے نہ نکالونگا ملکہ سلما کچھ جواب اُسکا نہین
دیتین اس حال مین کاہن نے ملکہ سلما کو دیکھا قلب تھرا گیا حیران تھا کہ سلما کس بلا مین پھنسین خدا
اس آفت سے انکو بچالے اپنے طریقے مین دیکھا کہ مین اس سے مقابلہ کرون اسپر غالب آؤنگا
ممانعت نکلی کہ اگر مقابلہ کروگے گرفتار ہو جاؤگے کھڑے ہو کر تماشہ دیکھو صورت رہائی کی پیدا ہوگی
آفتاب دیکھنے لگا وہ ساحر متردد بیٹھا ہی سلما کو دمبدم سمجھاتا ہی کہ خدمتگار دوڑا ہوا آیا عرض کی حضرا سے
ایک گویا آیا ہی در دولت پر حاضر ہی وہ ساحر کہ نام اُسکا کلفت جادو ہی اُسنے اُس خدمتگار سے اشارہ
کیا کہ اُس گویے کو بلاؤ آفتاب نے دیکھا ایک گویا مغلوک وضع کرتا پھٹا پہنے ہوئے مشروع کا پاجامہ

جو تار زردوزی مگر اتنا پرانا ہی کہ مال آدھا گیا ڈورے باقی ہین اُسکو پہنے ہوے طنبورے کو ملاتا ہوا
آیا سامنے کلفت کے پہونچا پہلے آواز دی کہ چراغ سامری روشن رہے اُس ساحر نے کہا میان
کلاونت صاحب یہان خدائی سامری و جمشید کی نہین ہی ہفت پیکر کو سجدہ کرتے ہین گویا
سلام کر کے بیٹھ گیا کہا حضور اس عورت نے کیا خطا کی کہ مثل طائرون کے قفس مین بند ہوئی
کلفت نے کہا یہ میری معشوقہ ہی مگر مجھسے انکار کرتی ہی اسلیے مین نے اسکو قفس مین بند کیا ہی
گویے نے کہا مین راضی کر دون کلفت نے کہا اگر اسکو راضی کرو تو مال دنیا سے بے نیاز کردون
کلاونت نے قفس کے قریب آکر کہا ای ملکہ عالم آپ نے غلام کو پہچانا منم سماک ملاقی ایکو ہاکر
آیا ہون مگر یہ کہدیجیے کہ مین دل و جان سے راضی ہون تمھاری بابت سے نفرت ہوئی کہ تمنے مجھکو
گرفتار کیا اور قفس مین بند کر دیا اسی وجہ سے انکار کرتی ہون ورنہ مین خود تمپر مرتی ہون تم ایسا
چاہنے والا کہان مجھکو ملیگا سلما نے کہا ای سماک یہ کلمات میری زبان سے نکلین گے مین
عاشق جمال رستم ہون مین اس مردود سیاہ رو سے کہون کہ مین تجھ پر عاشق ہون اگر رستم
سنلین تو کیا فرمائین ہر چند سماک نے سمجھایا مگر سلما نے نہ مانا آخر سماک نے کلفت سے کہا
کہ مین آپکے سامنے گاتا ہون یقین ہی کہ یہ نازنین بھی سنکر مبہوت ہو اور وصل آپکا قبول کرے
تم پر مائل ہو جائے کلفت نے اشارہ کیا گویے نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے کلفت کے گائے

مین تنگ ہون مین بہار زلف جانان ہو گیا — دیکھتے ہی دیکھتے خواب پریشان ہو گیا
تھا ستم پر چاہنے والون کو ارمان ہو گیا — ظلم جانان کی طرح آخر مین احسان ہو گیا
نالہ سے فرصت نہین دیتی کسی دم بیکسی — مین تو اپنے جیتے جی گور غریبان ہو گیا
طعنۂ کم ہمتی اُٹھے نہ میرے اشک سے — گو کہ قطرہ تھا مگر بڑھا کے طوفان ہو گیا
تھا مین طفلی سے لعل پروردہ بے رونقی — صبح مایوسی کبھی شام غریبان ہو گیا
رحم نے جلاد کے چھوڑا جو مجھکو نیم ذبح — خط خنجر میری گردن کو گریبان ہو گیا
طول عمر و درد فرقت کا نہ پوچھو مجھسے حال — اسقدر دل مین ہا میرے کہ ارمان ہو گیا
جو یہان تشریف لائی پھر نہ پائی مخلصی — دل مرا ہر آرزو کے حق مین زندان ہو گیا
عشق مین رنگ دو رنگی عمر بھر دیکھا کیے — ہائے ہم کافر بنے جب تو مسلمان ہو گیا

شہر ویران کر دیا تاثیر وحشت نے مری | قصر سے دو چار دن پہلے بیابان ہو گیا
زیر دستون کو زبردستون سے کچھ چارہ نہین | درد فرقت جبر سے سینے مین پنہان ہو گیا
ایک سے دو داغ دو سے چار اور پھر سیکڑون | کھلتے کھلتے پھول سینے پر گلستان ہو گیا
ساغر جم بنتے ہی دو صورتین پیدا ہوئین | زاہدون کی توبہ مین رندون کا ایمان ہو گیا
اشک خونی شکل گل رہتے ہین آنکھون مین مری | اب تو دامن بھی مرا جیب گلستان ہو گیا
خون کے دھبون سے کیا کیفیتین ہین اے نسیم | گوشۂ دامن مرا رشک گلستان ہو گیا

سماک نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ کلفت جادو جھومنے لگا کہنے لگا مین نے آج تک یہ آواز نہ سُنی تھی سماک نے جواب دیا کہ ای شہنشاہ ساحران میری آواز مین فرق آ گیا کلفت جادو نے پوچھا کیا سبب ہوا گوپے نے ہاتھ باندھ کر کہا خداوند مجھکو بالا سے آسمان لیجاتے تھے وہان جا کر ناچتا گاتا تھا ایک دن جو بڑے لطف سے گایا خدائی پردے سے جھانکنے لگین مین بھی جوان آدمی تھا نگاہین ڈالنے لگا آخر سامرن لنگا جلاتی ہوئین نکل آئین میرے پاس آ کر بیٹھ گئین جب انھون نے میرے چٹکی لی مین بھی دست درازی کرنے لگا سامری دیکھا کئے بگڑے مجھکو ڈھکیل دیا مین آسمان سے گرا زمین پر آتے آتے پانچسو برس گذرے آخر بڈھا ہو گیا آواز مین بھی فرق آ گیا اب آپ نے مجھکو کیا سنا مگر گانا سناؤنگا آپکو زخمی کرکے جاؤنگا یہ کہکے جام بھرا بھر کر سامنے کلفت کے پیش کیا کلفت بے اندیشہ انجام پی گیا سماک نے خدمتگارون کو بھی شراب پلائی کلفت نے گھبرا کر کہا ارے گوپے میرا دم گھبراتا ہی کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کلیجے مین آگ جل رہی ہی کیونکر سنبھالون سماک نے کہا اُٹھکر ٹہلیے کلفت اپنے مقام سے اُٹھا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا سماک نے اول ملکہ سلما کو قفس سے نکالا آفتاب فلک سیر دیکھ رہا ہی زبان سے سوزن نکالی سلما نے کہا ای سماک اسکو قتل کرو سماک نے کہا میرا جی دھڑکتا ہی ایسا نہ ہو کوئی افتاد پڑے میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ نکل چلو آفتاب نے آسمان سے دیکھا جی مین کہا اسی لیے طریقۂ نجوم مجھکو روکتا تھا سماک نے اپنا کام کر لیا مگر سماک سے جب سلما نے بہت کہا تب خنجر کھینچکر بڑھا نے کلفت کے آیا خنجر مارا جیسے ہی خنجر لگا پر کلفت کے بڑا ایک ہمائے نے آواز دی او اجل گرفتہ یہ کیا کرتا ہی میرے مالک نے کیا خطائی کہ جو اسطرح پیش آیا سماک نے

یہ آواز سنکر جایا کہ کود کے بھاگوں سلما نے چاہا کہ بال کھولوں اور سحر کروں کہ وہ طائر تڑپ کر اُڑا دونوں کے سر پر چیخ مار کے ایک چیخ ماری منھ سے ایک شعلہ نکلا کہ جلکر خاک ہوا وہ خاک سماک پر گری سماک کے ہاتھ سے خنجر چھوٹا اُڑ کھڑا کے گرا زمین نے پاؤں تھام لیے سلما نے جوڑے پر ہاتھ ڈالا تھا کہ بال کھول کے سحر کروں ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا قلب تھرایا سحر زبان سے نکلا لڑکھڑا کے گریں اُٹھ نہیں سکتیں اُسی نخل سے اور ایک طائر پیدا ہوا وہ تڑپ کر کلفت پر گرا پر منھ پر مارا مثل انسان کے آواز دی حضور اُٹھے کلفت نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ دونوں بیہوش پڑے ہیں سماک ایک جانب پڑا ہوا ہے سلما سے گو ہوش بے لیس پڑی ہیں اُٹھ نہیں سکتیں کلفت جلاکر اُٹھا سماک کی شکل اصلی دیکھکر بہت جلا کمر سے خنجر کھینچا قصد کیا کہ قتل کروں پھر اپنے خدمتگاروں کو ہوشیار کیا کہا اس مکار کو قتل کرو آپ مسند پر بیٹھا خدمتگار نے خنجر نکالا اور سماک کی گردن پر کونسلے کا خط دیا پکار کر آواز دی ای شہنشاہ ساحران میں اس ظالم کو قتل کرتا ہوں اس عورت کو بھی قتل کیجیے اسکا زندہ رکھنا اچھا نہیں ہے اگر یہ زندہ رہیگی تو فتنہ برپا ہونگے کلفت نے کہا ارے تو اس راز کو کیا جانے میری جان پر بنی ہے لطف یہ ہے

دیدۂ دل جب سے او فرہاد پا بستہ ہو گیا — ہمنے جس پتھر کو دیکھا نقش شیریں ہو گیا
پھول جھڑتے ہیں ترے منھ سے جو ای رنگین بیاں — نکتہ چین آیا تری محفل میں گلچیں ہو گیا
رنگ گل ایسا اڑا اُس شاخ گل کے سامنے — دامن باد صبا گلشن میں رنگیں ہو گیا
میرے دل دینے سے ہی حسن کا اسکو غرور — ہاتھ آیا جس کے آئینہ وہ خود بیں ہو گیا
خانہ بربادی میں بھی ہی بنا آسائش وہی — بیٹھ بستر ہو گئی ہی ہاتھ بالیں ہو گیا
کیا ہی تاثیر محبت ہی لب جان بخش کی — حرف منھ سے تلخ بھی نکلا تو شیریں ہو گیا
جوش سودا نے بچایا سنگ غم سے مجھے — گرد سنگ کود کان سے قلعہ سنگیں ہو گیا
باغبان آیا نہیں گلگشت کو وہ رشک گل — تنکے اب سے لگا دیوانہ گلچیں ہو گیا
ایسے کا ہیدہ ہوے محبوب سے رشک سے — گیسوئے مشکیں جو تھا اب خال مشکیں ہو گیا
ہیں سفید آنکھیں مری کیا کرتے کرتے انتظار — باغ میں ہر پھول نرگس کا بھی نسریں ہو گیا
سبحہ را بگسست و زہر کمر زنار ساخت — مثل بیدل اندنوں ناسخ بھی بے دیں ہو گیا

کہا یارو میری جان اس معشوقہ پری چہرہ پر جاتی ہو مگر اس عیار مکار کو جلد قتل کرا سنے و مکر
کو مین اسکے دام مکر مین پھنسا مین اُسکے نام کا دشمن ہون جب خدمتگار خنجر کھینچکر جلاد آفتاب نے
دیکھا کہ شاطر لشکر رستم قتل ہوتا ہو کارد نکال کر پھینک ماری کہ جلاد کا سر اُڑ گیا کلفت نے آواز
دی ارے یہ کون ہی جسنے جلاد کو مارا چاہتا تھا جست کرکے بلند ہون کہ آفتاب نے دوسری کارد
نکالی اسم سحر کا پڑھکر پھینک مار سینے پر کلفت کے پڑی کہ پشت کو توڑ کے پار گندی زمین پر گرا اسکا
بھی آنکھین جسن نخل سے دو طائر پیدا ہوے تھے اُس نخل سے کتنی ہی جادوگر پیدا ہوے آفتاب کو
گھیر لیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اسنے ہمارے آقا کو مارا ہم اسکو قتل کرینگے آفتاب نے تلوار کھینچی
جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے سلما نے جوڑا کھولا سب ساحر دام مین پھنس کر گرے سلما نے
اشارہ کیا ہر قمین گردن سب کے سر اُڑ گئے باغ جل گیا صحرا سا مین سائین کرنے لگا
سماک نے کہا اب یہان سے نکل چلو آفتاب نے سلما سے ملاقات کرکے کہا ای ملکۂ عالم اب جلد چلیے
کو ہو چکا و سلما و آفتاب ایک تخت پر سوار ہوے سماک جست و خیز کرتا ہوا چلا یہان رستم نے
حسن دلان ایسا رفیق پایا نہایت خوش بیٹھے مین آخر وقت ہو بیرون بارگاہ کرسیان بچھین سب سردار
آکر بیٹھے رستم فرماتے ہین کہ آفتاب بھی پلٹ کر نہ آئے کچھ حال سماک و سلما نہ دریافت ہوا کہ آسمان
برق چمکی دیکھا آفتاب و سلما نمودار ہوے رستم مثل گل شگفتہ ہو گئے آفتاب نے آکر قدمون کو بوسہ
دیا عرض کی ای شہریار ہفت پیکر نے سلطان لشکر کشی کیا تمام صحراے عشرت ساحرون سے بھر گیا
ہی اور ابھی اہل دربند نہین آئے وہ جو اسنے کہا تھا کہ وہ لشکر کشی کرون گا وہ زمین بار سنبھال سکے
حقیقت مین یہی سلطان مین غلام خیال کرتا ہو کہ جب کل اہل دربند آئینگے اُس فوج کو کون جواب دے سکیگا
رستم نے کہا ای آفتاب جسقدر چاہے فوج جمع کرے ہم اُسکے طالب ہین انشاءاللہ سر میدان لوٹ کر
مار رینگے کیا اب اُسے زندہ چھوڑینگے ہمارے بھی سردار ضرور آئینگے جاروق و عیوق کو حکم دیا کہ
فہرست فوج پیش ہو دونون نے عرض کی رات کے دربار مین حاضر کرینگے غرض کو رستم دربار مین آکر
بیٹھے معشوقان پری چہرہ آکر کرسیون پر بیٹھین سرداران نامی گرد مکلون پر بیٹھے جام ارغوانی گردش
مین آیا سب سردارون نے جو رستم سے عرض کی سماک کو حکم ہوا چند اشعار گا و سماک ملیدانی سامنے
رستم کے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ بتا تا کے گانے لگا نظم

یہ تو افگن جو تری زلف معنبر ہو جائے
منقلب ہجر میں ماہیت اشیا یہ ہوئی
چشم ساقی کا اگر دل میں تصور باندھوں
آپ کی راست روی کے جو میں مضمون ملعون
کرکے دو سو کو تلوار سے قاتل نے کہا

نہ گلزاروں میں اور نظروں میں اژدر ہو جائے
کہ اگر ہاتھ میں ہو پھول تو اخگر ہو جائے
سب لہو میرے بدن میں مئے احمر ہو جائے
خود بخود صفحۂ قرطاس کو مسطر ہو جائے
اتنو شاید مرے قامت کے برابر ہو جائے

اسوقت ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ہر ایک لذت نغیب سے خرم ہی کہ عیوق و جاروق و سلیل اور شفق خونخوار وغیرہ فہرست لیکر حاضر ہوے رستم نے ملاحظہ فرمایا سات لاکھ فوج بغیر ساحران دتین لاکھ ساحر ہمراہ ہین رستم نے حکم دیا کل سویرے لشکر تیار ہو انشاء اللہ طرف قصر عشرت کے کوچ کرینگے سردار سب آمادہ ہوے لشکر کی آراستگی ہو رہی ہی وردیان نئی تقسیم ہوئین لشکر تیار ہو اسویرے صبح کو رستم سوکر اُٹھے نماز پڑھکر باہر آئے دیکھا دس لاکھ کا لشکر تیار ہی جادوگر غولون نے ابر تیار کیے ہین ابر آسمان پر تڑپ رہے ہین سرخ و سبز و زرد ابرون کی رعنائی سحر کی زیبائی رعد کی گرج برق کی چمک ادھر غیر ساحر تیار کھڑے ہین نیزے سبھون کے ہاتھ مین دریاے سلاح مین غوطہ زن تیورے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر دریاے آہن ہو تو جھیلین دشمن کے آگے جان پر کھیلین رستم نے مرکب آگے بڑھایا دریاے فوج مین تلاطم ہوا قریب ہی کہ لشکر بڑھے اتنے مین صحرا گرد اُڑتی دیکھا ایک پہلوان دو خصال عفریت مثال فیل پر سوار بارہ لاکھ فوج پشت پر سامنے آکر پہونچا پکار کر آواز دی اے طلسم کشا لشکر آگے نہ بڑھانا حکم خداوند نہیں ہی ابھی صحراے عشرت مین داخل نہوگا قدرت کی فوجین جمع ہو لین حکم خداوند ہوا کہ اے طومار فیلسوار جاکر طلسم کشا سے مقابلہ کر و مین تمہارے مقابلے کو آیا ہون رستم کو بہت ناگوار ہوا کہ عین وقت پر اسنے اگر روکا اب جنگ مقابلہ پڑیگا طومار فیل سوار اُتر پڑا رستم کے لشکر کی سد راہ ہوا رستم بھی اُتر پڑے طومار فیل سوار نے آتے ہی طبل جنگی بجوایا رستم کو خبر پہونچی جواب مین طبل جنگی بجا ہر دو لشکر مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش اکھاڑے سے مشرق کے باہر نکلا مٹی فیبا کی جسم پہ چھپی ہوئی شاگرد ان شعاع ساتھ تھا اس کر دفر سے میدان چرخ زبرجدی مین آکر قائم ہوا تمام میدان روشن ہوگیا ادھر دونون لشکر آراستہ ہو کر میدان کارزار مین جمع آئے

صفین جمین نقیبون نے نقابت کی طومار نے اپنا گینڈا بڑھایا میدان مین آکر سلحشوری دکھائی
پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے عیوق نیزہ باز نے مرکب بڑھایا سامنے
رستم کے آیا عرض کی اجازت میدان ہو رستم نے فرمایا ای بہادر تمھارا جانا اچھا نہین جانتا ہون چاہتا ہون
جنگ کو طول نہو اس ملعون کو مار کر اپنے کو صحرا سے عشرت مین پہونچاؤن لشکر تیار ہو چکا تھا عین
وقت پر آکر اسے روکا اگر اب قصد کرتے ہین تو جنگ مغلوبہ ہوتی ہی ہزارہا بندگان خدا کی جان
جاتی خدا نے اپنا فضل کیا کہ اب بوجہ حسن مقابلہ ہی عیوق نے عرض کی غلام گھوڑا بڑھا کر نکلا سب
سرداروں نے دیکھا آپ کے قاعدے کے خلاف ہی کہ یہ حقیر مقابلے مین اس کافر کے نہ جائے رستم نے
فرمایا بسم اللہ خدا تمکو مظفر و منصور کرے عیوق گھوڑا جھپکا کر سامنے طومار فیلسوار کے آیا تگاور مین
مرکب زیادہ ہٹا ہاتھی چند قدم ہٹکر ٹھہرا طومار نے نیزہ اٹھایا عیوق فنون نیزہ بازی مین طاق شہرۂ آفاق
ہی طومار نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنین رد و بدل ہوئی کھنی شاید کہ
آپس تیس طعنین آپس مین رد و بدل ہوئی ہون کہ عیوق نے نیزہ گانسھا گھوڑا اڑایا نیزے کو اسکے ہاتھ
نکال لیا دونوں لشکروں کے پہلوان تعریفین کرنے لگے کہ ای بہادر سبحان اللہ نیزہ بازی اسکا نام ہی کس لطف
سے نیزہ نکالا طومار کا رنگ رو اڑ گیا تلوار نیام سے کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا عیوق نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا برق شمشیر اس طور سے گری کہ سپر کٹی اور سپر کے ٹکڑے ہوے ہر چند عیوق نے اپنے کو بچایا
نہ بچ سکا خود و سپر کو کاٹ کر تلوار تا ابرو پہونچی عیوق نے ذرا سا نہ مارا تیغہ جھنجھنا کر نکلا مگر چادر خون کی
آنکھوں پر آئی عیوق نے خون پونچھا ہاتھ مارا طومار نے ہاتھی ہٹا لیا ہاتھ تلوار کا جو خالی گیا کان سے سر جھکا
زمین پر پہونچا مگر طومار نے دوسرا ہاتھ نہ مارا پکار کر آواز دی ہم مردون کا یہ دستور نہین کہ زخمی پہ ہاتھ ڈالین
مکر سے مطلب نکالین ای رستم اس سردار کو بلا لو اور کسی کو بھیجو رستم نے جاروق کو اشارہ کیا جاروق
نے جا کر عیوق کو پھیرا آپ سینہ سپر کے مقابل ہوا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونوں لشکر نگران ہین
جاروق تو نیزہ باز مشہور ہی عرصے تک اسکے اسکے نیزہ بازی ہوئی ایک مقام پر جاروق نے نیزہ
گانسھا نعرہ کر کے جھپیٹ مارا طومار فیلسوار کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا طومار شل ہر کے گڑگڑایا پکار کر
آواز دی ای جوان تو فنون سپاہ گری مین طاق ہی سر میدان تو نے نیزہ نکالا دونوں لشکر والون
نے دیکھا لیکن یہ تیغ بے دریغ ہی قطع کرنے والی شجر حیات حریف کی ہی اس سے تو اپنے کو بچا

دیکھ یہ تلوار کیا رنگ دکھاتی ہے یہ کہکے تلوار کھینچی طومار کے ابرو پر بل پڑا ہوا نیزہ نکلنے کا بڑا افسوس
ہے خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا جارود نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کو
کاٹ کرتا دو ابرو پہونچی اسنے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا مگر چادر خون کی آنکھون پر آئی ابھی جلدی
مین طومار نے دوسرا ہاتھ مارا خفیف زخم سر جارود چو پارہ ہوا تیسرا ہاتھ بھی اس ظالم نے مار دیا گھوڑے
کا سر اڑ گیا جارود زخم کاری کھا کر گھوڑے سے گر کر بیہوش ہوا طومار چاہتا تو لاش جارود
کی پامال کرتا لیکن اس بہادر نے ہاتھی اپنا ہٹا لیا پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا اس زخمی کو بھی پیر
سامنے سے اٹھوا لیجیے اور کسی کو بھیجیے صید زبون پر ہاتھ اٹھانا اپنا دستور نہین صندلان گھوڑا
جھکا کر جا پڑا جارود کو اٹھا کر لشکر مین لایا پھر جا کر مقابلہ کیا طومار نے صندلان سے نیزہ بازی
کی وہی تیغ خون آلود جو ہاتھ پر چڑھا ہوا تھا صندلان پر مارا صندلان کا شانہ جھول پڑا مصنف
عرض کرتا ہے کہ یون رہتے رہتے ہاتھ سے طومار کے دس پہلوانان نامی زخمی ہوئے اور چار جوان شیردل
سیار گلشن جہان ہوئے طومار نے ہاتھی جھول کر بڑھایا پکار کر آواز دی کہ رستم نوجوان آج تمنے یہ
تیل ماش میرے مقابلے مین بھیجے اب تمہارے مقابلے کا خواہان ہون رستم نے مرکب جھکا کر کہا کہ
طومار یہ جوانان صف شکن نہایت جری و بہادر ہین زخمی ہونا اتفاق سے ہوا کل ہم تم سے
مقابلہ کرینگے یہ فرما کر زخمیون کو ساتھ لیکر پلٹے جو جوان سیار گلشن جہان ہوئے تھے انکے جنازے
اٹھوائے مگر رستم کو نہایت قلق ہے فرمانے لگے کہ آج کی میدان داری کیا بے لطف ہوئی سردار زخمی
بھی ہوئے چار جوانان صف شکن راہی ملک عدم ہوئے مگر کل انشاء اللہ اس ملعون سے
سمجھین گے اگر اسکے سر میدان چار ٹکڑے نہ کیے تو نام اپنا رستم نہ پایا نہایت سپاہ گری کا دعوی
رکھتا ہے اسکو اپنے زور پر بڑا ناز ہے اور اصل مین بھی صاحب زور و طاقت ہے یہ کہتے ہوئے
بارگاہ مین آئے طومار فیلسوار تنا ہوا بارگاہ مین آیا منہ کر لاف و گزاف کرنے لگا کہتا تھا آج
تک قدرت نے ان پہلوانون کو بھیجا کہ جو شوکت طلسم کشا دیکھکر پست ہوئے رستم انیز زبردست
ہوئے اب حال جرأت کھلے گا کل سر میدان مشکین باندھونگا ہر چند کہ آج مین نے وہ رنگ
دکھایا ہے کچھ عجب نہین شب کو طلسم کشا بھاگ جائے یا صلاح کا پیغام دے مگر مین اصلاح
نہ قبول کرونگا یہ تو انکو معلوم ہو کہ اس طلسم مین بھی ایسے ایسے جوان ہین یہ لاف و گزاف کرکے

طبل جنگی بجوایا رستم کو ہرکاروں نے خبر دی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں مین تیاریان ہونے لگین جس وقت کہ پہلوان اقلیم مغرب دنگل مین لڑکے اکھاڑے سے مشرق کے نکلا میدان چرخ زبرجدی مین آیا دونوں لشکر میدان مین پہونچے طومار فیل سوار ہاتھی پر بیٹھا ہوا نیزہ ہلاتا ہوا صف سے آگے بڑھکر کھڑا ہوا ادھر رستم نوجوان صف لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے نیزہ ہلا رہے ہین کہ نقیبون نے نقابت کی گیت کڑکا کہکر ہٹے کہ طومار نے ہاتھی بڑھایا میدان کارزار مین آیا سلحشوری دکھانے لگا دیر تک نیزہ ہلایا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مصنف عرض کرتا ہی کہ آج بھی پہلوانون نے رستم کو نہ نکلنے دیا ہنگام وحشی نکلا لیکن زخمی ہوا اخیر پر مردوم در نکلکر خوب خوب لڑا لیکن آخر شانہ جھول پڑا چوبدست کٹی زخمی ہوکر بیہوش ہوا دوپہر تک چار پہلوان زخمی کیے ایک سیکڑان مارا گیا اُس وقت طومار ریادہ گوئی سے پکار اُٹھا کہ کل سے آج تک مین نے میدان کارزار کو خون سے لال کر دیا لاشون سے بھی میدان بھر دیا لیکن مقام افسوس ہی کہ طلسم کشا میرے مقابلے مین نہین آتے جان چھپاتے ہین آجتک کسی ہمسر سے مقابلہ نہین پڑا قدرت نے مجھکو اب حکم دیا ورنہ یہ میلہ جمع نہونے پاتا رستم کو بہت ناگوار ہوا قبضۂ تیغہ ہفت جوہر پر ہاتھ ڈالا مرکب اسپ سالار کبود کو بڑھایا مقابلے مین طومار کے پہونچے سنگ بر ہاتھی کے گرد اسپر کا مارا کہ ہاتھی چند قدم ہٹا طومار نے بری ہمت کیکے ہاتھی کو بڑھایا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی کہ رستم کو لپیٹ لون رستم گھوڑے سے کود پڑے ہاتھ بڑھا کر ہاتھی کے سامنے گئے ہاتھی نے ہاتھون کو رستم کے سونڈ مین لپیٹا لیکن رستم نے بقوت تمام سونڈ کو تھام کے ایک جھٹکا مارا کہ مع زرہ گردن گھسیٹ لی ہاتھی چرخ کھا کر زمین پر گرا طومار نے جو یہ زور دیکھا جی چھوٹ گیا ہاتھی سے کودا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے سنبھلنے پائے تھے گردن جو ہاتھی کی کھینچی خود سر سے گر پڑا تھا سر برہنہ پر اسکے تلوار پڑی کہ سر رستم کا زخمی ہوا طومار نے چاہا سر کاٹ لون کہ صحرا سے گرد اُڑی اور ایک نقابدار مرصع پوش نیزہ ہلاتا ہوا پیدا ہوا وہین سے للکارتا ہوا کہ او نامرد خبردار رستم پر ہاتھ نہ ڈالنا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین جرأت مین لاثانی ہین جب طومار نے نقابدار کو اس شوکت سے آتے ہوئے دیکھا گینڈا طلب کیا اُسپر سوار ہوسکے حملہ کیا نقابدار نے آکر پہلوانان رستم کو بچایا کہ اس شیر دل کو اُٹھا لیجاؤ پہلوانون نے رستم کو

اٹھایا رستم نے جو آنکھیں کھولیں نقابدار مرصع پوش کو مقابل طومار میں پایا دیکھا کہ شعشعۂ نور
جمال سے میدان نورانی و منور ہو رہا ہے مرکب مثل برق کے چمک رہا ہے طومار نے جو نقابدار کو اس
شوکت و شان سے دیکھا اول نیزہ اٹھایا نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا
آپس میں نیزہ چلنے لگا قریب چالیس طعنوں کے رد و بدل ہوئی تھیں کہ نقابدار نے مرکب بڑھایا
نیزہ طومار کا گانٹھ کر کھینچ کر ایسا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے طومار کے نکل گیا طومار بہت جھلایا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ
ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا اچھا وے سے ہاتھ نکال کر کمر
کو بنایا سر پر ہاتھ مارا طومار نے گرد اسپر کا اٹھایا مگر برق شمشیر جو تڑپ کر گری ابر سپر کے
ٹکڑے اڑا دیے باقی تلوار سپر پر گری تھی یا زیر تنگ آکر زمین کو بوسہ دیا طومار جو مارا گیا اسکے
لشکر والوں کے رنگ کٹ گئے لینا لینا کہکے دوڑ پڑے نقابدار مرصع پوش نے لشت کب پر
بڑی جمائی بارہ ہزار جوانوں سے بارہ لاکھ پر جا پڑا افسروں کو تاک تاک کے قتل کرنے لگا
فوج والے اگرچہ بارہ ہزار ہیں مگر جوانان صف شکن تیغ زن نہنگان بحر جرأت ماہ تابان سپہر
جلالت ہیں کافروں کو قتل کر رہے ہیں ہزار ہا جوان کو دو تین حملوں میں مارا اول کمانیں کا دیکھو
سے اُتارین بارہ ہزار جوان خطا کار تیروں سے گرائے پھر کمانوں کو پھینکا بھالے سنبھالے
بارہ ہزار جوان نیزوں سے مارے پھر تلوار کے وار کیے تین حملوں میں چھتیس ہزار جوان جو
واصل جہنم ہوئے کافروں کے قلب کانپ گئے رستم نے چاہا نقابدار کے شریک جنگ ہوں
نقابدار مرصع پوش نے اپنے عیار کو اشارہ کیا عیار نے قریب آکر آواز دی کہ اے شہریار
آپ تکلیف نہ فرمائیے ہمارے آقا کو آپ کی شرکت نہایت ناگوار ہے جنگ کو خود جھیلیں گے
کفار سے مقابلہ ہے جان پر کھیلیں گے اور یہی بارہ ہزار جوانان شیر دل کفار سے لڑینگے عیار یہ
کہکے واپس آیا نقابدار مرصع پوش جری و بہادر لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا قلب فوج کفار میں
پہونچا تو کیا دیکھا کہ علمدار لشکر کفار جوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست علم کی چھڑ بغل
میں دبائے ہوئے فوج کو ترغیب دیتا ہوا آتا ہے کہ اے بہادر آج روز جنگ ہے مردی و دلاوری
سے کام لو اپنے حریف سے مقابلہ کرو لڑ بھڑ کر جان دو یا اپنے حریف کو ہلاک کرو مگر نقابدار مرصع پوش
نے مرکب بڑھایا گھوڑے پر اپنے کو اڑا کیا مرکب نے طرارہ بھرا دونوں شانوں میں مناسب پر رکھ دیں

علمدار نے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پہ روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا علمدار
کو مع علم و فیل دو ٹکڑے کیا اُسوقت کل فوج نے نقابدار پر حملہ کیا مگر نقابدار اس کروفر سے
لڑ رہا ہی کہ زبان تیر و کلہ عمود سے صدائے احسنت و آفرین بلند کفار دردمند رستم اس جرأت
کو دیکھکر اپنے رفقا سے فرمارہے ہین کہ طریقہ جنگ نقابدار بالکل ہمارے خاندان کا ہے
سمک نے عرض کی دیکھیے عیار طرار کس لطف سے اپنے آقائے نامدار کی پشتیبانی کر رہا ہی کہ مجال
ہی کہ کوئی پشت پر آنے پاوے مثل بجلی کے تڑپ رہا ہی حضور صاف معلوم ہوتا ہی کہ مہتر برق
فرنگی لڑ رہا ہی سب کہتے ہین ای مہتر سمک حقیقت مین یہی طریقہ مہتر برق فرنگی کا ہی اپنے
آقا کی شمع جمال کا پروانہ ہی اپنے مالک کو بچانا جان لڑانا سبحان اللہ عیار ایسا چاہیے یہان
نقابدار مرصع پوش شیرانہ جنگ کر رہا ہی آخر بارہ ہزار سے بارہ لاکھ کو شکست دی کفار کے ہیر
اُٹھے افسر فوج قتل ہوا علم فوج سرنگون آخر فوج کیکے بعد سے پرے پاؤن کل فوج کے اُٹھے
نقابدار تلوارین مارتا ہوا چلا لاکھ افسر کہ وہ کوشش کرتے ہین کہ جاکر نقابدار کو گھیرین مگر کوئی ترکیب
نہین جاتا جو افسر سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا آخر فوج کفار نے شکست فاش کھائی نقابدار
انکو بھگاکر تلوار سے خون پونچھتا ہوا لیٹا رستم مع لشکر پر کھڑے ہین رستم نے تعریف کی نقابدار
نے سلام کیا رستم نے فرمایا ای نقابدار بہادر آج تمنے ہمپر احسان کیا نقابدار نے جواب دیا مرد
کی مرد مدد کرتے ہین دو دن اسنے میدان داری کی آپ کے چند سردار زخمی کیے غرہ مین آیل
پڑا ایک وار شمشیر سے ہمیا کا خاتمہ ہوا کل فوج کو شکست دی بحکم پروردگار سب بھاگے
اب اسباب شوکت حاصل کرتا ہی صاحبقران کی تلاش مین نکلا ہون کہ بانہانے صاحبقرانی
بھی لون اُنکے سردارون سے لڑون لندھور کا گرز اُٹھاؤن مین نے سنا ہی کہ حضور نے لندھور
کو مع ہاتھی اُٹھایا تھا مین بھی اس زور کا متمنی ہون رستم نے کہا ای نقابدار سب کچھ کرو
مگر جسدن صاحبقران سے مقابلہ کروگے نقاب چہرے سے اُٹھ جائیگی رفاقت اختیار کروگے
نقابدار نے کہا آپ کے میرے امتحان ہو رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری کہا کہ چند تیر
آپ مجھکو لگائیے چند تیر مین آپکو لگاؤن میرا قول تخت نشین ہوگا حال فنون سپہ گری
کھل جائیگا ای نقابدار بہادر تم جتنے فن سپہ گری کرتے ہو سب ہمارے خاندان کے مین

نقابدار نے جھلا کر کہا میدان کارزار میں آپ آئیے کچھ ہنر سپاہ گری دکھائیے آپ نے اپنے
ساتھ یہ میلا بیکار جمع کر لیا ہی میں نے جو جو قلعہ جات فتح کیے اگر ان سب کو ساتھ لیتا تو آپکے
لشکر سے دو چند لشکر ساتھ ہوتا فقط اسباب شوکت یہ مقرر کر لیا ہی کہ جس دن صاحبقران کو زیر
کرونگا اُس دن آپ سب صاحب میرے ساتھ ہونگے رستم نے زنخداری میں قبضے پر ہاتھ رکھکر
کہا ابھی میدان میں آئیے میرے آپکے حال کھلجائیگا صاحبقران مجکو دو مرتبہ زیر کر چکے خدا
چاہیگا بہت جلد آپکو زیر کرونگا نقابدار بھی تلوار کھینچکر جھپٹا جانبین کے سردار بیچ میں آگئے
عرض کی سب نے حضور اس تکرار سے کیا فائدہ سر میدان سمجھا جائیگا نقابدار و رستم سے وعدہ
ہوا کہ کل سر میدان امتحان ہو رستم بھی پلٹے نقابدار مقابلے میں اُترا اپنے مقام پر کہتا ہی کہ بارہ
ہزار نو لاکھ سے کیونکر لڑینگے جن سرداروں پر رستم کو بڑا ناز ہی پہلے اُنھیں کو ٹوکونگا اگر رستم کو
زیر کیا تو پھر یا ہمارے صاحبقرانی بھی ملجائیگی صاحبقران کے فرزندوں میں کوئی ایسا صاحب طاقت
نہیں ہی یہاں رستم بھی فرما رہے ہیں کہ کیا میں نقابدار سے کمی کرونگا مگر نہیں معلوم کیا بات
ہی کہ نقابدار کو دیکھکر خون جوش مارتا ہی سمک نے عرض کی حضور بروقت مقابلہ یہ حال
کھل جائیگا اگر نقابدار بہادر آپکے بھائیوں میں ٹھہرے تو عجب نہیں رستم نے کہا سب
شاہزادیاں قلعہ ذوالامان میں ہیں قبلہ و کعبہ اُنکے قریب نہیں گئے جادوگرنیاں جو عاشق ہوئی
ہیں اُنسے وصل نہیں ہوا یہ کوئی شخص غیر ہی کل حال کھلجائے گا نقابدار نے شام کو طبل جنگی
بجوایا رستم کو خبر ہوئی رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجے
تیاریاں ہونے لگیں رستم کے سر میں ٹانکے دیے گئے ہیں پٹی سر پر چڑھی ہوئی ہی خود باہر
نکل کے فوج کو ترغیب دے رہے ہیں کہ بارو کل بہادر سے مقابلہ ہی دیکھیں فلک کیا دکھائے
عیوق و جاروق عرض کرتے ہیں اگر ارشاد ہو اور اجازت ملے تو غلام آپکے نقابدار سے
مقابلہ کریں رستم نے جواب میں فرمایا آپ لوگ مقابلۂ نقابدار میں نہ ٹھہرینگے نقابدار ضرور
طعن کریگا کہ سرداروں کا بھروسا ہی ہم فرزندان صاحبقران ہمیشہ تائید غیبی کے متمنی
رہتے ہیں جو پروردگار نے چاہا ہی وہی ہوگا آپ لوگ تماشہ دیکھیں شب بھر یہی ذکر رہے
چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین فلک نے بسر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا

نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا حمائل کرکے توسن فلک پر سوار ہوا میدان چرخ
زبرجدی مین آیا دونون لشکر میدان مین ہو بچے صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین نقابیون
نے نقابت کی کرکیت کرڈ کا کہا رہتے نقابدار مرصع پوش نے مرکب باد رفتار صف سے نکال
گھوڑے کو اڑاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای رستم زمان علمشاہ نوجوان جس طور سے
منظور ہو مقابلہ کیجیے مین سوارون سے بھی آپکے امتحان کو موجود ہون خواہ آپ خود تکلیف
فرمائین یہ ذکر تھا کہ علمشاہ نے سردارون کو توروکا خود مرکب بڑھایا مرکب باد رفتار ہیکل سونے
کی گلے مین کلغی سر پر مثل ماہ نو کندہ کیے ہوے طرارہ بھرکے بڑھا سب سرداران نامی رستم
کے قدمون سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے کہ ای شہریار غلامان جانباز کس دن کے واسطے
ہین غلامون کو حکم ملے کہ جا کر نقابدار سے مقابلہ کرین کہ نقابدار کو بھی حال کھلے کہ ملازمان رستم
ایسے ایسے ہین رستم نے کہا ای برادران نقابدار نہایت پر زور ہی فنون سپہ گری مین طاق ہی دل
مین شہرۂ آفاق ہی دیکھو پشت مرکب پر کیسا جما بیٹھا ہی معلوم ہوتا ہی کہ انگوٹھی پر نگینہ رکھا ہی
یہ باتین ہو رہی تھین کہ نقابدار نے پھر پکارا ای رستم عالیشان ہو نقد روح وروان صاحبقران
اب تکرار نہ بڑھائیے میرے مقابلے مین آئیے مین بھی آج جان پر کھیل کے آیا ہون جانتا ہون
کہ سرفتنۂ فرنگستان سے مقابلہ ہی کوئی فن اٹھا نہ رکھو نگا رستم نے سب کو ہٹایا چاہا مرکب
بڑھاوین کہ صحرا سے گرد اڑی طبل سکندری کی آواز کان مین آئی سب دیکھنے لگے رستم نے کہا
قبلہ وکعبہ تشریف لاتے ہین دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا رستم نے دیکھا کہ سب کے آگے خاقان
ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین بارہ ہزار چینیون سے آگرہ ہے بجا ایک طرف آکر ٹھہرا پھر گرد
اڑی دارا سے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان فیل میمون پر سوار گرز اٹھارہ سو من کا کاندھے
پر نولکھ ہندی پشت پر کیسے کیسے جوان جھنجھٹے ہوے گھوڑے اڑاتے ہوے ایک باغ
سبزہ زار آراستہ چھوٹی کلاہین سر پر اونچی چولی کے انگرکھے رنگین ڈوپٹے سرون پر بندھے ہوے
گھوڑون کو اڑاتے ہوے بائین پر سے مالک اژدر صاحب نیزۂ دوسر غلام نبی وحباکر
حیدر جوانان عربی ہمراہ بحر آہن مین غوطہ زن آپس مین کہتے ہوے یارو ہم تو اہل ہند کو
ایسا نہ سمجھے تھے پتلی دال کے کھانے والے جنگ مین کیا قیامت کرتے ہین مرجانا کچھ

آنکے نزدیک بات نہین حریف کو کیسا تنگ کرتے ہین کیسے جوان مارے کس کس مقام
پر لڑے کیا کیا معرکے پڑے مگر ہندیون نے کبھی قدم نہ ہٹایا آج بھی خوب معرکے پڑینگے
ہر طرف یہی ذکر ہی شاہان ہفت ملک بھی نمودار ہوے کسی کے ساتھ دس ہزار سوار کسی کے ساتھ
بارہ ہزار بڑے زور و شور سے آئے شاید ناظرین کو نام نہ یاد ہون تو آگاہ کرنے کو عرض کرتا ہون
یعنے گرگیس سیر گردان لقمان بن منظر منظر شاہ یمنی عامر شاہ رودباری سیف ذوالیدین
شاہان عراق و اصفہان منددیل اصفہانی شیر بیشۂ اصفہان جلیل جنگ عراقی شہنشاہ
عراق یہ سب سردار ادب سے جمے ہوے بیچ مین صاحبقران زمان طبل سکندریہ پر چوب پڑتی
ہوئی طوق حران گرد وابو المعجن گردشتے علم اژدہا پیکر کے کھولے ہوے اس دھوم سے لشکر
صاحبقران کا پیدا ہوا ایک جانب مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ
عمرو نامدار صندوق عیاری پر سوار ساتون مہتر چودہ سرہنگ صندوق کو گھیرے ہوے خواجہ
اکتارہ بجا رہے ہین ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچے نیمچے کھینچے ہوے خنجر برہنہ ہاتھون مین
شلنگین لگاتے ہوے چلے آتے ہین آبسین بیچہ زنی خنجر بازی حقہ ہاے آتشبازی داغتے ہوے
صاحبقران نے جو مرکب روکا کل فوج تھم گئی خواجہ عمرو صندوق سے کودے قریب صاحبقران
حاضر ہوے عرض کی آقاے نامدار نے کیون مرکب روکا امیر نے فرمایا خواجہ تم دریافت تو کرو یہ
مرصع پوش میدان مین کیون کھڑا ہی کیا اسکو منظور ہی جلد دریافت کرو خواجہ گئے جا کے رستم سے
ملاقات کی چشم زدن مین کل حال دریافت کر کے سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران
سے عرض کی اے شہریار نقابدار مرصع پوش رستم نوجوان سے آمادۂ حرب و پیکار ہی امیر نے
فرمایا نقابدار کا کیا مذہب ہی عمرو نے کہا مرد مسلمان امیر نے فرمایا آخر مقابلے کا کیا باعث
ہی عمرو نے کل کیفیت عرض کی امیر نے فرمایا مجھ سے دعوی صاحبقرانی رکھتا ہی مین سمجھ لونگا
جا کے رستم کو منع کر دو کہ بیٹا تم پلٹ جاؤ ہم مقابلہ کر لین گے وہ بانے ہم سے مانگے گا ہم جواب
دینگے تم دخل نہ دو عمرو نے آکر پیغام صاحب قران پہونچایا رستم نے سر جھکا لیا اور طرف
اپنی بارگاہ کے پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے نقابدار بھی اپنی بارگاہ کو گیا امیر بھی اسی مقام
پر اتر پڑے تینون لشکر ایک مقام پر اترے لیکن نقابدار مرصع پوش جو پلٹ کر آیا

اپنی بارگاہ مین آیا عیار کو اپنے حکم دیا کہ جاکر صاحبقران کو پیغام دے کہ بانہاے صاحبقرانی
مجھے مرحمت فرمایئے یا میرے مقابلے مین آیئے برق ثانی ترچھ کر اُٹھا طرف لشکر صاحبقران
کے چلا یہان مہتر برق فرنگی کنارے پر لشکر کے ٹہل رہا تھا برق ثانی کو جو آتے ہوے دیکھا
خون نے جوش مارا پکار کر آواز دی مہتر صاحب ذرا یہان تشریف لایئے برق ثانی سامنے آیا
برق نے پوچھا مہتر صاحب کہان جاتے ہو برق ثانی نے بہ فصاحت جواب دیا کہ ہمارے
آقاے نامدار نے پاس صاحبقران کے بھیجا ہی اور پیام دیا ہی کہ بانہاے صاحبقرانی ہمکو دیجیے
یا ہمسے مقابلہ کیجیے برق نے کہا تمھارے آقا کو سودا ہوا ہی یا تو رستم سے مقابلہ کرتے تھے یا
صاحبقران سے دعویٰ کرتے ہین اُنسے کہو کہ خدمت صاحبقران مین آکر حاضر ہون لندھور
ایسا سردار جہان حاضر ہی آئینگے تو عزت پائینگے اور اگر ایسا ارادہ کرینگے تو یہ شوکت ہیزہ ہو جائیگی
مدت العمر مین یہ دن نصیب ہوا کہ دو چار قلعے فتح کیے صاحبقران سے مقابلہ کا حوصلہ پیدا
ہوا یہ سودا دماغ مین سمایا ہی جاؤ بات جاؤ جاکر اپنے آقا کو سمجھا دینا کہ ایسا ارادہ نہ کرین ورنہ
سر میدان ذلیل ہونگے ای عیار طرار صاحبقران وہ شخص ہین کہ جنھون نے سات برس کے
سن مین طاہر عادی اور مطاہر عادی دو پہلوان لشکر نوشیروان کے زیر کیے اور پھر دونون
کو چیر کر پھینکدیا اگر تیس سیرگردان و نعمان بن منذر دونون سردار اُسی زمانے کے موجود ہین
اٹھارہ برس کے سن مین پردہ قاف مین گئے سرکشان قاف کو قتل کرکے زلزلۂ قاف لقب
پایا اُن سب کا بقیہ فقرہ سے حشیشی موجود ہی کہ ہر سال ہمین چار لاکھ دیو جمع کرکے آتا ہی اور پھر بھاگ
کے پردہ ظلمات مین چلا جاتا ہی تمھارے آقا اگر اُن دیوزادون کی صورت دیکھ لین تو ڈر جائین
ایسون کو صاحبقران نے قتل کیا کہ انسان اگر دیکھے تو شب کو خواب مین ڈر اُٹھے سمندر لکن
ہزار دست کو مارا دیوار جنگ آہن شلخ کو للکارا اپنے آقا سے پوچھنا کہ کوئی سفر قاف
کا بھی کیا ہی لڑنا دیوزادون سے تو مشکل ہی اُن مقامون پر گذر تو ہوتا دیون کو دیکھ تو
آتے کہ دیو کسکا نام ہی برق ثانی یہ باتین سُنکے بلبلا برق نے پھر پکارا پھر سمجھایا پوچھا تم کس سے
مقابلہ کروگے برق ثانی نے کہا جب آقا میر کو زیر کرینگے تو مین خواجہ عمرو سے زنبیل کا
خواہان ہونگا برق نے کہا استاد کا نام نہ لو اُستاد نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین اُنکی

عیاری کی کیا بات ہو اُنکی عیاری نہین کرامات ہو جنکے ہم ایسے شاگرد موجود ہین مجھکو ایسا
دعوی تھا کہ کسی عیار کو موجود نہ جانتا تھا جب اُنکے مقابلے مین آیا سب کچھ بھول گیا آخر شاگرد
ہوا ایک لاکھ چو رہ سی ہزار عیار خدمت مین جنکی حاضر رہتا ہو اُنکے ادنا تعلیم کردہ ابو الفتح
نے گلیم گوش کے کان کاٹے اور پھر ابو الفتح کو نکال لائے گلباد و گلباد کو زیر کیا جست
ترک خطائی کہ عیار خان اعظم تھا کیسے کیسے اسنے دھوکے دیے آخر اُسکو زیر کیا یہ باتین سنکر
برق ثانی پلٹ گیا اس فکر مین ہوا کہ برق کو گرفتار کر لیجاؤن جاکے آقا سے سب حال کہا
نقابدار بہت جھلّایا کہا مین خود جاکر پیغام دیتا ہون برق ثانی نے کہا مین اسواسطے پلٹ آیا
کہ آج شب کو میان برق کی گردن لون نقابدار اُٹھا سلاح جسم پر آراستہ کیے طرف بارگاہ
صاحبقران کے چلا لشکر صاحبقران کی سیر کرتا ہوا تا در بارگاہ پہونچا صاحبقران کو خبر ہوئی کہ
نقابدار مرصع پوش آتا ہو صاحبقران نے سردارون کو بھیجا کہ نقابدار کو استقبال کر کے لاؤ
نقابدار بارگاہ سے چند قدم الگ تھا کہ بہرام وغیرہ آکر پہونچے نقابدار کا استقبال کیا نقابدار
کو لیکر چلے جب جلو خانۂ شاہی مین نقابدار آیا عادی کو دنگل پر دیکھکر بہرام سے پوچھا
دیو کے بچے کو صاحبقران نے درگہ سالار قرار دیا ہو بہرام نے کہا یہ خبر شریک بھائی ہو صاحبقران
کا نقابدار کے ہوش اُڑ گئے کہا صاحبقران نے کمال کیا جو اِس شخص کو زیر کیا مگر نقابدار
بلا تکلف بارگاہ صاحبقران مین آیا صاحبقران کو دنگل شوکت پر پایا گرد سرداران نامی تخت
شاہنشاہی خالی پڑا ہو نقابدار نے صاحبقران کو سلام کیا امیر نے جواب سلام دیکر نقابدار
کو قریب اپنے بٹھا لیا ساقی بچے کو اشارہ کیا ساقی بچے نے جام دیا نقابدار بے اندیشہ
جام پی گیا صاحبقران نے پوچھا اے بہادر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا نقابدار شوکت
و جلالت صاحبقران دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہو رہا ہو دست بستہ عرض کی کہ مین
چاہتا ہون حضور سے مقابلہ کرون امیر نے فرمایا مین نے کیا خطا کی نقابدار نے کہا اے
صاحبقران مین ہر ایک بہادر آپ سے امتحان چاہتا ہو مین بھی خواہان امتحان ہون
صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ جاکر طبل جنگی بجوائیے صبح کو امتحان ہو جائیگا نقابدار رخصت
ہوکر اُٹھا اپنی بارگاہ مین آیا عیار سے کہا طبل جنگی بجوادو عیار طبل جنگی بجواکر فکر برق فرنگی مین چلا

یہان صاحبقران کو خبر پہونچی کہ نقابدار نے طبل جنگی بجوایا مگر مہتر برق فرنگی طلا سے پر مقرر ہوا
ہی عیارون کو جا بجا سقر کے کنارے پر آ کر ٹھیرا ہی کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی برق
سمجھا کہ وہی عیار ہماری فکر مین نکلا ہی یہ سوچکر آواز کی طرف چلا جنگل مین ایک مقام شل نالے
کے ملا دیکھا ایک نخل ہی اُسمین ایک نازنین بندھی ہوئی ہی اور ایک زنگی اُسکو کوڑے مار رہا ہی
نازنین ہائے ہائے کے رو رہی ہی وہ زنگی کہتا ہی اب تیرے بچانے والے کہان ہین مین جو جاتا
تھا تیرے نوکر دوڑتے تھے مین ہمیشہ عشق مین تیرے جان دینار رہا تمین ہجر کی تڑپ تڑپ کے
کاٹین اب زندگی دشوار ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی۔

نظم

جسم کو بھی ہی گران سینے کو ہی دل بھاری — وہ ہی در پیش مجھے عشق کی منزل بھاری
دل غفلت کا ہی ہر جزو بدن تک دشمن — ہاتھ بھی خواب مین ہی سینے کو اک سل بھاری
جو گیا سایۂ دیوار مین دیوانہ بنا — اُس پری رو کی گلی سمجھے ہین عاقل بھاری
سر کے جو بنجۂ خورشید قیامت نہ کبھی — کیا مری رات ہی بے حد شمائل بھاری
اے دل زار نہ ڈر کوہ غم عشق سے تو — کہ اواخر ہی سبک اور اوائل بھاری
صبح پیدا جو ترے چاہ زنخدان سے ہوئی — رکھ دیا سنگ بروے جہ بابل بھاری
سرخ چہرہ نظر آتا ہی اسی باعث سے — عارض نازک جانان کو ہوا تل بھاری
بادہ خوارون کی کبھی صحبت مین سبک [illegible] — ہو سکے کوہ گران کا نہ کبھی طبل بھاری
تیغ غفلت مین بھلا قطع ہو کیا راہ طلب — پانون مین خواب گران کی ہی سلاسل بھاری
رنج ہی گیسو جانان کو ہجوم دل سے — شاخ سنبل کی تو نازک ہی عنادل بھاری
بار غم ہجر محبت کے شناور کو نہین — دھارے مین ہلکی ہی کشتی لب ساحل بھاری
ہی گران آج مرے ماہ کو گرمی سے نقاب — کیا ہی تجھ پر یہ رات ای مہ کامل بھاری
نہ سنا پر نہ سنا کیا ہی گران گوش ہی گل — ہو گئی نالون سے آواز عنادل بھاری
خفت اس درجہ اُٹھائی ہی سبکساری سے — کہ مرے جسم سے ہی دانۂ فلفل بھاری
اگرچہ ہی فکر سخن خاطر ناسخ کو گران — لا سکے پر بھی تو ہی یہ شاعر کامل بھاری

اسطرح کے اشعار پڑھ کے رونے لگا کہتا ہی مین مدت سے عاشق ہون آج تجکو اُٹھا لایا ہون

برق نے للکارا کہ او سیہ رو بس اب سامنے سے بھاگ جا یہی عیاری کا طریقہ ہے یہ لفظ سنکر
برق ثانی کے کان کھڑے ہوئے ہوشیار ہوا برق جو پیچھے کھینچکر دوڑا وہ زنگی بھاگا برق کودکر
قریب نازنین کے آیا کہا اے مہ جبین چل مین تجھکو تیرے مکان پر پہونچا دون یہ کہکے رسیان کاٹین
نازنین گر پڑی کہا مجھ سے اُٹھا نہیں جاتا برق نے کہا مین کاندھے پر سوار کرکے پہونچا دون یہ سنکر
برق ثانی خوش ہوا برق نے کہا بیٹھ جاؤ تو مین تمھین کاندھے پر سوار کرون بس جیسے ہی
وہ بیٹھا برق تو بولا ہائے روزگار رے کہا اے نازنین دیکھ وہ زنگی پھر آتا ہے برق ثانی پلٹا برق
نے حلقے کمند کے مارے اور آواز دی او بچھو کرے یہ عیاریان ہمارے یہان کے لونڈے
کرتے ہین یہ فقرہ بنا کے لایا مین کب تیرے دام مین آتا ہون برق ثانی نے حلقے کمند کے کاٹے
جست کرکے نکلا جی مین کہتا ہے یہ ہمارے قبلہ و کعبہ یعنی خواجہ کے تعلیم کردہ ہمارے سوا کسکے
کب کھلتے ہین جب برق ثانی بھاگا تو برق نے پکار کر آواز دی اے فرزند ذرا ٹھہر جاؤ دو دو ہاتھ
ہمسے بھی چل جائین پہلا ہاتھ چالاکی کا مارون کہ ناک اُڑ جائے کہ نکٹے کہلاؤ برق ثانی نے کہا
بہتر صاحب حوصلہ ہی رہیگا وہ ہاتھ مارون کہ بھنڈارہ کھلجائے برق نے کہا ٹھہرو حوصلہ
نکلجائے ایسا نہو کہ دل مین حوصلہ رہے برق ثانی سوچا کہ ابھی ساری رات باقی ہے اور کسی
مقام پر دھوکا دونگا کسی دام مین تو پھنسین گے یہ سوچکر نکل گیا برق نے ہر چند پکارا لیکن
برق ثانی نہ ٹھہرا برق فرنگی پیادہ ٹہلتا ہوا آتا ہے کہ سامنے سے اک طفل کو دیکھا پکارتا ہوا آتا ہے
کہ ہائے خواجہ عمرو کو کہان ڈھونڈھون اُس کامل کو کیونکر پاؤن برق نے پکار کر آواز دی کہ
طفل تجھے خواجہ عمرو سے کیا کام ہے مین عمرو سے ملا دون اُنکا شاگرد ہون وہ لڑکا جیسے ہی
قریب آیا برق نے کہا وہ خواجہ عمرو آتے ہین جیسے ہی وہ لڑکا پلٹا برق نے حلقے کمند کے
مارے برق ثانی تڑپ کے نکلا ایک حلقہ پاؤن مین پڑگیا کہ برق ثانی لڑکھڑا کے گرا برق
نے چاہا جاب مارون برق ثانی نے لوٹ ماری لوٹ مارکے حلقہ کمند کا کاٹا برق اُس
حرکت پر ہنسا کہا اے عیار خوب طراری کی یہ حرکت تمھاری مجھکو پسند آئی برق ثانی بھاگا
برق نے دور تک پیچھا کیا برق ثانی نہ ملا برق فرنگی طرف لشکر کے چلا کہ ایک آواز کان
مین آئی برق فرنگی طرف صدا کے رُخ کے چلا ایک مقام پر آکر دیکھا کہ جنگل مین ایک تختہ

تنگ پر بیٹھے ہوئے عمرو یہ غزل عاشقانہ گارہے ہیں نظم

فصل گل آئی زمانہ ہے جنون کے جوش کا
مست اے ساقی یہی ہے وقت نوشانوش کا

بات کر سکتا نہیں دیوانے کبھی سامنے
دیکھکر روزن گمان ہوتا ہے مجھکو گوش کا

چھپ نہیں سکتا کبھی انکار سے تو شکن
خود بخود بو دینے لگتا ہے دہن مینوش کا

کیا ہوا ہے جو مرے دل کیطرح وہ چھپ رہا
حال جلکر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا

کس غضب کی روشنی دیتا تھا شب کو اے پری
ہر ستارہ روکش خورشید ہے پاپوش کا

تنگ آکر دوست اٹھ جاتے ہیں بیجا پاس سے
اب دہان زخم بھی منھ ہو گیا مینوش کا

ہاتھ اٹھا کر دوست کرتے ہیں دعا میرے رات دن
تیرا آنا ہو گیا ہے مجھ میں آنا ہوش کا

نالۂ بلبل سنا کرتا ہوں میں آٹھوں پہر
اپنے کانوں پر گمان ہے مجھکو گل کے گوش کا

سر اٹھا احسان قاتل سے کہاں تک شکر ہوں
بعد مدت آج اترا بار میرے دوش کا

پھر سبو اٹھنے لگے چھلکے شیشے ہو البریز جام
رخصت اے زاہد زمانہ ہے وداع ہوش کا

صبر کر سکتا نہیں ملتا ہے سب کچھ گو اسے
بھول جاتا ہے بشر سامان رزق دوش کا

ایک چپ رہنے سے لاکھوں رنج ہیں جو دم میں
مٹ گئے جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا

بے ارادے بھی ہوا کرتی ہیں اکثر رنجشیں
پیچ گیسو بن گیا آخر کو حلقہ گوش کا

ایک دو ساغر سے کیا ڈھلکاتا ہے ساقی مجھے
خم اٹھا پھر دیکھنا دل مجھ سے دریا نوش کا

میں تو کیا ہوں کاروان کے کاروان ہونگے ہم
بندہ لاکھوں کو کریگا آج بندہ گوش کا

بے خبر رکھتا ہے مجھکو جوش وحشت اے نسیم
ہم میں گذریں نہیں رکھتا تعلق ہوش کا

ہر چند کہ برق یہ اشعار سنکر تڑپ گیا لیکن سوچا کہ یہ بھی عیاری ہے ابھی اس لونڈے کوکھنسانا حال تو کھلے کہ یہ کون صاحب ہیں یہ سوچکر برق نے جھککر سلام کیا خواجہ نے کہا مبارک کہاں سے آتے ہو برق نے آنکھ ملائی اب گمان غالب ہوا کہ ہمارے اُستاد نہیں ہیں وجہ یہ کہ کلام میں فرق پایا اب حلقے کمند کے سنبھالنے لگا برق ثانی بھی سمجھا کہ قبلہ و کعبہ ہوشیار ہو رہے ہیں اٹھکر سامنے سے بھاگا برق نے پکار کر کہا صاحبزادے ٹھہر جاؤ تین عیاران زمانے کی ہیں میں میں نے تینوں مرتبہ پہچانا اب کیوں بھاگے جاتے ہو برق ثانی نے پلٹ کر دوا

مہتر صاحب آپ ہو شربا مین رہے بڑے بڑے مکارون کا سامنا ہوا لیکن میرے آقا کو
تھوڑا زمانہ گذرا خروج کیے ہوے مین ابھی حال مین نکلا ہون آخر آپکے اُستاد سے مقابلہ پڑیگا
تب حال عیاری کھلیگا آخر خواجہ کو زیر کرنا پڑیگا جب ہمارے آقا سے نامدار صاحبقران عالیوقار
سے بانہا سے صاحبقرانی لین گے ہمین بھی خواجہ سے مقابلہ کرنا واجب و لازم ہوگا برق نے
جواب دیا صاحبزادے اس ارزو مین رہو گے اگر خواجہ عمرو ہوتے اب تک تمکو دس مرتبہ
گرفتار کر لیتے یہ اُنھین کی تعلیم کا باعث ہی کہ ہمنے تمکو تین مرتبہ پہچان لیا استاد سے مقابلے کا
نام نہ لو وہ ایک لاکھ چراسی ہزار پیک بچون کے افسر ہین اُنپر نگاہ نہ ڈالنا مگر صاحبزادے یہ
تمھاری تیزیان ہمارے رنگ سے بہت ملتی ہین یہ جھٹ پٹ عیاری کرنا اور صورت تبدیل
کر کے سامنے آنا اور چاہنا کہ دھوکا دون ایسے ایسے فریب دن بھر مین ہم خود بناتے ہین
ایسون کے دم مین کب آتے ہین عیار نے جواب دیا کہ بروقت حال کھلنے کے یہ سب باتین ظاہر
ہونگی زیادہ باتین نہ بنایئے اب پلٹ جایئے ستارۂ سحری چمک چکا برق ثانی پلٹا دیکھا کہ
نقابدار بہادر نماز پڑھ چکا ہی سلاح جسم پر آراستہ کر رہا ہی برق ثانی نے سب حال شب کا
بیان کیا کہ مین نے برق پر تین عیاریان کین ایسا تیز و طرار ہی کہ دور ہی سے اُسنے پہچان لیا
ہر مرتبہ میرے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا غلام اُس ظالم سے بچا نقابدار نے کہا اے یار وفادار
آج روز امتحان ہی چاہتا ہون سرداران صاحبقران کا بھی امتحان کرون جنکو امیر نے زیر
کیا ہی وہ کیسے صاحب طاقت و جرأت ہین اُنکو زیر کرون سامنے صاحبقران کے مشکین
باندھون عیار نے کہا بہت مناسب ہوگا یہ کہکے نقابدار سوار ہوا لشکر کو ساتھ لیکر میدان
کارزار مین آیا مگر عیار کہہ رہا ہی کہ اے آقا کے نامدار بہت سمجھ کے مقابلہ کیجیے گا سرداران امیر بڑے
بڑے بہادر ہین جنگ دیدہ کارآزمودہ عمرین اُنکی جنگ و جدل مین گذرین کسی مقام پر کمی
نہین کی نقابدار آکر میدان کارزار مین ٹھہرا کہ آواز طبل سکندری کان مین آئی صاحبقران زمان
فوج دریا موج لیکر میدان کارزار مین پہونچے خواجہ عمرو سے برق شب کا ذکر کرتا آتا ہی
کہ شب کو مہتر صاحب نقابدار نے تین مرتبہ عیاری کی مین نے حضور کی آنکھین دیکھی ہین
ہر مرتبہ گرفتار کیا ہوتا مگر بچ کے نکلگیا نہایت طرار و فرار ہی خواجہ عمرو فرماتے ہین اتو دم

ہمسے دعوی رکھتے ہین سر میدان دیکھا جائیگا صاحبقران چالیس قدم آگے بڑھکر ٹھہرے
گرد سردار کھڑے ہوے جھوم رہے ہین کہ نقابدار نے مرکب اپنا بڑھایا میدان کارزار مین
آکر سلحشوری دکھائی پکارکر آواز دی ا صاحبقران زمان یہ حقیر برائے امتحان میدان کارزار
مین حاضر ہی جسکو مناسب جانیے مقابلے مین بھیجیے کہ حال جرأت کھلے امیر نے طرف دستار
کے دیکھا کہ رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی پسر خواندہ صاحبقران نے مرکب اپنا بڑھایا
بیچے ہلال زرین تاب نے اپنے باپ کو سلام کیا ہلال نے اشارہ کیا ای نور نظر بسم اللہ نقابدار
کو زیر کرکے لاؤ فرامرز سامنے صاحبقران کے آیا دست بستہ عرض کی اجازت میدان ملے
امیر نے فرمایا کہ ای فرامرز نقابدار نہایت مرد سپاہی معلوم دیتا ہی ذرا سمجھ کے مقابلہ کرنا عرض
کی اقبال حضور شریک حال ہی تو انشاء اللہ پروردگار مظفر و منصور کریگا صاحبقران نے فرمایا
بسم اللہ فرامرز مرکب اڑاتا ہوا سامنے نقابدار کے آیا سہیل عیار فرامرز کے ساتھ ہی نقابدار
کے جو سامنے فرامرز آئے سطوت وصولت دیکھکر حیران ہوگیا پوچھا ای جوان نام نامی تیرا کیا ہے
فرامرز نے سب کیفیت بیان کی نقابدار نے کہا ضرب لگاؤ جنگ شروع ہو فرامرز نے جواب
دیا کہ ہمارے آقا کا دستور نہین جب تمھارے حربے سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی حربہ
کرینگے نقابدار نے نیزہ مارا فرامرز نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی
عرصے تک نیزہ بازی رہی نقابدار نے ایک مقام پر نیزہ گانٹھکر جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے
فرامرز کے نکلا فرامرز نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر
روکا دو دو چار چار وار چلے تھے کہ ایک مقام پر خبردار خبردار کہکر نقابدار نے کمر کو بچا کر ہاتھ
مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گری سر فرامرز کا زخمی ہوا نقابدار نے ہاتھ روک لیا کہا ای فرامرز اب
تم جاؤ جمہور نے جو فرامرز کو زخمی دیکھا گھوڑے کو بڑھا کر میدان مین آیا فرامرز کو پھیر دیا
سینہ سپر کرکے مقابلے مین نقابدار کے آیا نقابدار نے وہی تلوار چمکائی سر پر جمہور کے وار کیا
جمہور نے تبرزین پر تلوار کو روکا ہاتھ تبر کا مارا نقابدار نے تبر کو تلوار سے کاٹا جب جمہور کا
تبر بیکار ہوا نقابدار نے دوسری ضرب مین جمہور کو بھی زخمی کیا بعد زخمی ہونے جمہور کے
نقابدار نے بلبلا کر پکار کر آواز دی ای شہریار کسی ایسے کو بھیجیے کہ مزا شجاعت کا ملے صاحبقران

نے لندھور سے آنکھ ملائی لندھور نے ہاتھی بڑھایا صاحبقران سے اجازت لی مقابلے مین
نقابدار کے آیا لندھور کو جو نقابدار نے دیکھا ہوش و حواس اڑ گئے تین پہاڑ جنبش مین ہین
اول فیل میمونہ فلک شکوہ دوسرے قد شل کوہ تیسرے اٹھارہ سو من کا گرز کاندھے پر رکھا
ہوا سلاح جسم پر آراستہ نقابدار سے صاحب سلامت ہوئی نقابدار نے پوچھا ای دارائے
ہند کبھی صاحبقران سے بھی مقابلہ ہوا لندھور نے کہا مقابلہ اول ہندوستان مین ہوا
مین نے اطاعت کی مگر غرور دل مین رہا کہ صاحب قران نے مجھکو زیر نہین کیا لیکن ملک عدن
مین آکر صاحبقران نے مجھکو زیر کیا پھر ملک سنجان مین آکر زیر کیا صاحبقران قدرت پروردگار
ہین ای نقابدار صاحب قران سے دعوی کرنا سراسر حماقت ہی امیر کا زیر کرنا نہایت مشکل
ہی بلکہ غیر ممکن ہی رستم ایسا بیٹا صاحب قران کا کہ جو شیر بیشۂ فرنگستان کہلاتا ہی انکو بھی زیر
کیا جسنے مجھکو مع ہاتھی اٹھایا اگر مہلت پاؤن تو عمر بھر جرأت آقا کا ذکر کرون اور پھر معاملات
جرأت تمام نہون نقابدار نے کہا ای دارای ہند تمہارے گرز کا مشتاق ہون لندھور نے
کہا برائے خدا یہ ذکر نکرو میرا قلب کانپتا ہی صاحبقران کا کلیجہ تھا کہ میرا گرز دو دستی اٹھایا
نقابدار نے قسمین دین کہ گرز لگائیے لندھور نے گرز اٹھایا دو دستی قصد کیا تھا کہ صاحبقران
نے وہان سے آواز دی ای اخوت پناہ ای زینت پہلو مروت خبردار دو دستی
گرز نہ لگانا لندھور نے بایان ہاتھ ہٹا لیا داہنے ہاتھ سے گرز مارا نقابدار نے گرز کو گرز
پر روکا آواز تراقے کی بلند ہوئی اسقدر گرد اڑی کہ نقابدار دل گرد مین چھپ گیا صاحبقران
کی آنکھون سے آنسو نکل آئے فرمایا خواجہ غضب ہوا خدا نقابدار کو بچائے ضرب سخت پڑی
یہان برق ثانی نے جو اپنے آقا کو دل گرد مین پایا چھاگل لیکر گیا بہ نگاہ غور دیکھا کہ نقابدار
کے دونون گھٹنے زمین سے لگے ہوے ہین گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی ہی نقابدار بیہوش مگر
دونون ہاتھ ستون گرز ہین عیار نے چھینٹا پانی کا مارا نقابدار نے آنکھ کھولی عیار نے عرض
کی حریف لاف و گزاف کر رہا ہے نقابدار نے چاہا مرکب کو اڑاؤن عیار نے عرض کی
مرکب تمام ہوا نہین معلوم مرکب گیا خون منھ سے اگل رہا ہی نقابدار کو دوڑا طرف
فیل لندھور کے چلا لندھور سوچے کہ یہ جوان زبردست ہے ایسا نہ ہو فیل کو پکڑ کر

دونون پیر جماکر کود پڑے نقابدار لپٹ گیا لندھور سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران
ہین کہ دونون شیر برابر لڑ رہے ہین کوئی کسی مقام پر کمی نہین کرتا چار پہر اسی طور پر کشتی ہوئی جب
دن قلیل باقی رہا ایک مقام پر نقابدار لندھور کو لے دوڑا لندھور چند قدم آگے بڑھے نقابدار کو
بہت ناگوار ہوا کہا ای وارث ہند بانکپن دکھاتے ہو ایک خنجر مارونگا کہ آنتین نکل پڑینگی
یہ کہکے خنجر کھینچا لندھور نے بھی قرولی کھینچی قریب تھا کہ دونون میان خنجر قرولی چلے کہ عمرو نے
پکار کر کہا یا امیر غضب ہوا چاہتا ہے خنجر قرولی کھینچ گئی دو مین سے ایک رہیگا امیر لغو کر کے
جا پڑے بیچ مین دونون جوانون کے آئے دہنا ہاتھ سینے پر لندھور کے رکھا اور بایان ہاتھ
سینے پر نقابدار کے رکھا نقابدار بڑھنے لگا کہا حضور ہٹ جائین مگر امیر کے ہاتھ مین کچھ [illegible]
نقابدار حیران ہو گیا سر جھکا کر ٹھہرا امیر نے لندھور و نقابدار کو الگ کیا فرمایا یہ جنگ ہے
کیسی سنبھلکر لڑو نقابدار نے کہا مین ابھی اسکی مشکین باندھتا ہون لندھور نے کہا ای
آقائے نامدار آپ ہٹ جائیے مین ابھی اسکو سمجھائے دیتا ہون صاحبقران نے دونون کو
الگ کیا لندھور نے کہا مین ابھی نہ ہٹونگا اول نقابدار میدان سے جائے دونون جوان بگڑ
ہوئے کھڑے ہین امیر نے عمرو سے فرمایا خواجہ انکو علیحدہ کرو عمرو نے کہا ان شیرون کو
کون ہٹائے گئی لاکھ روپے خرچ ہونگے امیر نے دس ہزار روپے قبول کیے تب عمرو نے بیچ
مین قنات استادہ کر دی ادھر نقابدار پلٹا ادھر صاحبقران لندھور کو ساتھ لیکر پلٹے راہ مین
پوچھا کیون ای وارث ہند انصاف سے کہنا نقابدار کو کیسا پایا لندھور نے عرض کی ای
شہریار نقابدار نہایت صاحب طاقت ہے حضور ہی اسکو زیر کرینگے اور کسی سردار سے یہ
نہ دبیگا امیر نے فرمایا ای لندھور مین نے بھی تمھارا مقابلہ بغور دیکھا کسی مقام پر تمنے
کمی نہین کی سبحان اللہ خوب لڑے لندھور کو لیکر بارگاہ مین آئے نقابدار جو پلٹ کر بارگاہ
مین پہونچا کہا آج جانشین صاحبقران سے لڑا اچھی طرح سمجھ لیا پھر طبل جنگی بجے کل صاحبقران
کو للکارونگا طبل جنگی پر چوب پڑی برق کو عیار کا بڑا خیال ہے صاحبقران کو خبر ہوئی کہ
اب نقابدار نے طبل جنگی بجوایا امیر نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل
جنگی بجا تیاریان ہونے لگین لیکن برق فرنگی تلاش مین عیار کی نکلا جیسے ہی کنارے لشکر کے

آیا دیکھا طرف سے جنگل کے ابوالفتح اصفہانی آتا ہی پکارکر آواز دی مہتر برق صاحب کہان
جاتے ہو برق ٹھہر گیا ابوالفتح قریب آیا کہا مہتر صاحب مین لشکر نقابدار مین گیا تھا عیار
نقابدار آپ کی فکر مین نکلا ہی یقین ہی آپ کو کسی مقام پر ملے برق نے کہا ملاقات تو
ہوئی یہ کہکے برق نے کہا دیکھو عیار آتا ہی ابوالفتح نقلی پلٹا برق نے حلقہ ہاے کمند مار
اور للکار کر آواز دی اے عیار طرار خجردار نعرۂ برق

مرا نام ہی برق خنجر گزار		ترپنے مین مین برق رفتار ہون		کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
سکھے کون مکار و غدار ہون		ارسطوے تعلیم شاگرد ہی		کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
در مکر پر میرا ہی اسرار ہا		بزیر قدم غرب ہی شرق ہا		تڑپ سے مری چرخ بیزار ہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی				

او طفل بے ادب یہ کیا صورتین بدل بدل کے آتا ہی میرے مرتبہ زادے اس سے زیادہ طرار
و فرار ہین مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو کہ جنے استاد پر عیاری کی جسکی معشوقہ ملکہ حیرت جادو
اسیر وہ احسان کیے ایسے ایسے مقام سے چھڑایا کہ حیرت شرمندہ ہوکر راضی ہوئی اور
چالاک کے ساتھ شادی ہوگئی آنکی آنکھین دیکھی ہین عیار جست کرکے کمندون سے نکلا
دور جاکر کھڑا ہوا پکار کر کہا ہی برق افسوس کا مقام ہی کہ تو نگاہ ملتے ہی پہچان لیتا ہی مگر
آگاہ کرتا ہون کہ آج شب کو ہوشیار رہنا ضرور تجھکو گرفتار کرونگا برق نے کہا صاحبزادے
عقل کے ناخن لو مین نے تم ایسے بہت سے لڑکے سمجھا دیے جو مکر مزاج مین آنے
وہ کہکے آنا عیار بھاگا نظرون سے برق کی مخفی ہوا برق پلٹکر لشکر مین آیا ایک تاجر
کی دوکان پر آکر ٹھہرا کہ سامنے سے سرہنگ نامے شاگرد آیا پکار کر آواز دی جلد آئیے عیار
نقابدار دلشت بارگاہ صاحبقران بر نقب لگا رہا ہی برق تڑپکے سرہنگ کے ساتھ
ہوا راہ مین ایک مقام پر جیسے استاد تھے جیسے ہی برق آگے بڑھا برق ثانی نے پشت
سے حلقے کمند کے مارے برق نے اپنے کو گرا دیا لوٹ مارکے ایک نیمچہ مارا عیار کا پاؤن
زخمی ہوا اور للکار کر آواز دی مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ عیار نقابدار ہی مین خود فکر مین تھا
اب کی مرتبہ تو بچہ چوٹ کھائی عیار مثل برق و باد بھاگا برق ٹہلتا ہوا دوکان پر ایک
ماہی فروش کی آیا ماہی فروش کھڑا ہوگیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہا مہتر صاحب

آبیٹے مین تو آپ کی فکر مین تھا دوکان مین آکر دیکھے کہ نقب لگائی ہو مگر مال بچا چور بھاگ گیا برق دوکان مین گھسا ماہی فروش نے پشت سے حلقہ ہاے کمند مارے اور نعرہ کیا منم عیار نقابدار مرصع پوش برق کے گلے مین حلقے کمند کے پڑے عیار نے جھٹکا مارا برق فرنگی زمین پر گرا عیار جھپٹ کر چھاتی پر سوار ہوا چاہا کہ حباب مار کر بیہوش کرون برق سے کہا ہو عیار مین تیری عیاری کا قائل ہوا اگر تو صاحبقران کو چرالاؤن تیرے سپرد کرون عمرو کو بھی گرفتار کر دونگا عیار نقابدار یہ لطف کی باتین بہ گوش ہوش سننے لگا برق نے باتون مین لگا کر پشت کے پیچھے سے ہاتھ نکالے گھائیون مین حباب تھے دس حباب منھ پر عیار نقابدار کے مارے عیار زمین پر گرا بیہوش ہوگیا برق نے چاہا مشکین باندھون مگر اس عیاری پر برق کو بھی ناز ہوا کہ حقیقت مین یہ عیاری عیار نے بے مثل و بے نظیر کی چاہا کہ نقاب چہرے سے ہٹاؤن کہ پانچ سات نوکر جو ماہی فروش کے کھڑے تھے ہان ہان کرکے دوڑے برق کو پکڑ لیا برق ثانی اُٹھکر بھاگا کمند کاٹ کر ڈال دی جست و خیز کرتا ہوا نکلگیا اب وہ سب نوکر بھی برق فرنگی کو چھوڑ کر بھاگے نعرے کرکے کہ مائیم شاگردان عیار نقابدار مرصع پوش برق حیران ہوگیا وہان سے اور آگے بڑھا کہ سامنے دیکھا ایک خیمے کے دروازے پر چراغ جل رہا ہو اندر سے خیمے کے کسبی نکلی گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ برق کو سنانے لگی۔ نظم

عاشقون مین کون مجھسا ناتوان پیدا ہوا
بے نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا

نالہ بھی میرے دہن سے بے فغان پیدا ہوا
یہ وہ طائر ہو کہ جو بے آشیان پیدا ہوا

پردہ پوشی قاتل بے رحم کی منظور تھی
ہر دہان زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا

خاکساران محبت کو نہین رفعت پسند
آفتاب داغ دل بے آسمان پیدا ہوا

دوست کی آمد مین دشمن کا بھی خرده ساز تھا
جب بہار آئی ہمین خوف خزان پیدا ہوا

دیکھنا اُسکا بھی مثل یار نا ممکن ہوا
شوق اپنے دل کا آنکھون سے نہان پیدا ہوا

واے قسمت اہل دنیا ہم سے ہین مرده سب
اٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا

انتہاے اوج کو پستی بھی ہوتی ہو ضرور
دیکھلو ہر آسمان پر آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پہ رہی صورت نہ مانند خیال	جب ہوئی ہستی مجھے نقش مکان پیدا ہوا
کس بلا کی شام گیسو تھی نظر آئی نہ صاف	خاک کا پتلا برائے امتحان پیدا ہوا

یہ غزل اسطرح آنکھ ملا کر برق فرنگی سے گائی کہ برق کو گانا بہت اچھا معلوم ہوا پکارکر کہا
کیون صاحب کسکی تلاش مین کھڑی ہو اُسنے بڑھکر برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہا واہ میان برق
صاحب میرے ساتھ بھی عیاری کرتے ہو شام کو آئے روپیہ دیکر چلے گئے اب اُلٹے مجھسے پوچھتے
ہو برق نے کہا مین نے کیا دیا تھا نازنین نے کہا روپیہ آپ کا دیا ہوا الگ رکھا ہے جی چاہے
لیجاؤ برق سمجھا کہ یہ دھوکا کھاتی ہے جسنے روپیہ دیا وہ میری شکل کا ہوگا شاید یہ مجھی کو سمجھتی ہے
برق اُس نازنین سے باتین کرتا ہوا اندر خیمے کے آیا بیٹھ کر باتین کرنے لگا وہ نازنین گریبان
کرتی ہے نازنین نے پوچھا آج لڑنے والے کسقدر مجمع مین نقابدار سے مقابلہ پڑیگا آخر کون
لڑیگا برق نے کہا ہر چند کہ دو سردار زخمی ہوے لندھور بن سعدان لڑ کر بیٹھے نقابدار کو اپنے
زور پر بڑا جوہری ہو اب صاحبقران زمان کو پکاریگا مگر صاحبقران مسخر کن پردہ قاف
باندھکر لیجائینگے یہ باتین نازنین و برق سے ہو رہی ہین کہ گوشے سے ایک ضعیفہ نکلی جو
نازنین کو خفا ہونے لگی کہتی ہے کیون کلمونہی تماش بین کو بے روپیہ لا لیتی ہے ہمنے اکثر تجھکو منع کیا
تیرے خیال مین نہین آتا ہمیشہ خراب رہیگی ابھی ابتدائے شب ہے دروازے پر جاکر بیٹھ اس
لشکر مین تیرے جاننے والے بہت ہین تو خالی نہین رہ سکتی ضعیفہ نازنین سے یہ کہکر طرف برق کے
متوجہ ہوئی کہا کیون میان برق فرنگی تمکو شرم نہ آئی یا تو اسکا روپیہ دو نہین باہر جاکر ٹھہرو برق
نے کہا بڑی بی کچھ دیوانی ہوئی ہو ہم طرف سے صاحبقران کے برائے حفاظت لشکر مقرر
ہین ادھر بھی نکل آئے اگر چور آئے تو اُسکو گرفتار کرین تمنے ایسی باتین نہ کرو اگر اسکو سے
ذکر کرونگا تو صبح تمکو نکال دینگے ورنہ دس پانچ ہزار روپے لینگے اُس نازنین نے رد بدل کر
بڑھیا کو ہٹایا اور برق سے کہا اس بڑھیا کے کہنے کا برا نہ ماننا جو یہاں آتا ہے [illegible] ایسی ہی
باتین کرتی ہے چاہتی ہے کوئی تماش بین نہ آئے پھر کون دل بہلائے برق نے کہا ہم روز آتے
ہونگے یہ باتین کرکے وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلنے لگی دفعتاً گاہ جو برق کی بغلی سے
حلقہ ہائے کمند برق پر مارے برق نے جست کی لیکن ایک حلقہ کمند پاؤن مین پھنسا برق

گرا جاتا ہا تڑپ کر نکلوں کہ اُسی گوشے سے وہی بڑھیا پیدا ہوئی لپک کر نسخہ حباب مار قبر نے ناک پر ہاتھ رکھ لیا تاکہ بیہوش نہ ہوئے برق تڑپ کے اٹھا اب عیار کو کچھ نہ تھا تیغ کھینچکر برق پر جا پڑا برق فرنگی بھی لڑنے لگا گوشے سے دو دو چار چار پیک بیچے نکلنے لگے برق سب کو جواب دے رہا ہی مگر عیار کہتا ہی یارو بڑے شرم کی بات ہی تم چالیس شخص ہو ایک اکیلے کو نہیں گرفتار کر سکتے سب طرف حلقہ مارے کمند مارو جسطرح بنے گرفتار کرو برق تڑپ تڑپ کے طرف در خیمے کے جاتا ہی عیار روکتے ہیں برق کو نکلنے نہیں دیتے قضائے کار مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو نامدار طلاے پر تھے ایک طرف کھٹکا معلوم ہوا دیکھا چور نقب لگا رہے ہیں بس خواجہ نے اُنکو للکارا وہ چور بھاگے اُسی خیمے کے پہلو سے ہو کر نکلے خواجہ جو قریب اُس خیمے کے آئے برق کی آواز سُنی تڑپ تڑپ کے دعائیں مانگ رہا ہی پکارتا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز تونے جو آبرو عطا کی ہی اُسکو بچالے اِس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے یہ سب پیک بچے میرے ہی واسطے چھپکر بیٹھے تھے ۔ فرد ۔ شاہا ز کرم برمن درویش نگر ✦ بر حال من خستۂ دلریش نگر ✦ خواجہ جو برق کے تڑپنے کی آواز سُنی بیقرار ہو گئے سمجھے کہ ہمارے بھوپے کو کسی نے گھیرا ہے سراچہ چاک کرکے دیکھا چالیس عیاروں سے برق فرنگی اکیلا لڑ رہا ہی کئی کو زخمی بھی کیا ہر مرتبہ تڑپ کر اِس عیار پر جاتا ہی جو سب میں زیادہ مکار و غدار ہی لیکن اُس تک نہیں پہونچتا اور پیک بیچے سینہ سپر ہوتے ہیں اُن سب کا سینہ سپر کرنا برق کا ناچار ہونا عمرو نے وہیں سے پکارا اونالائقو خبردار خبردار برق پر ہاتھ نہ ڈالنا میں خواجہ عمرو نامدار شاطر صاحبقران

عالیو فار - نعرۂ خواجہ عمرو	عمرو ہوں میں عیار صاحبقران	رے کرے کا نیند کی جہان
تراشندۂ ریش گفار ہوں	زمانے کا مکار و غدار ہوں	ہوا تیز رفتار ہو حرفت دم
صبا ٹھوکریں کھاے ہر ہر قدم	اڑا دوں جہاں کے بھی ہیں ہوش کو	ہماے تیری گرد پا ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہوں	دو منہ جہانگرد و طرار ہوں	یہ کہکے تیغ کھینچکر آ پڑے

جیسے تیغ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے اب لڑائی پہ برق بھی خبر ہوا کئی پیک بیچے اُسنے بھی مارے کسی پر بالٹ کا ہاتھ مار دیا کسی کا شکم چاک قصہ پاک اسطرح برق نے کئی پیک بچو نکو

مارا اور خواجہ عمرو نے تو عیاروں کے جی چھڑوا دیے خاص سب کے اُستاد کو بڑھکر زخمی کیا
جب اُسکے سر سے خون بہا تو جست کرکے بھاگا اُسکے بھاگتے ہی سب پیک بچے نکل گئے
برق نے سر سے گوپھن کھولا پتھر اُسمین دیکر کھینچ مارا عیار کی پشت پر پڑا عیار بھاگا سامنے سے
مخفی ہوا خواجہ نے برق کو پھیرا برق نے سب ذکر خواجہ سے کیا کہا کل سے اسوقت تک کئی
عیاریان مجھپر کین لیکن غلام آپکا بچا ہر مقام پر مین نے پہچانا مگر اب کی دھوکا کھایا تھا اگر آپ نہ
آتے تو گرفتار ہو جاتا لیکن اُستاد اُسکا کیا باعث ہر کہ سر جو اُسکا زخمی کیا آپ نے میرے دل پہ
چوٹ ماری خون رگون مین جوش مارتا ہی خواجہ نے کہا تمسے یہ عیار بچہ توسل رکھتا ہی وہ تیزی
جو کہ تجھ مین ہی وہی باتین اُسمین بھی دیکھین او سنین مین ابھی جاکر گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکے
خواجہ چلے برق کنارے کنارے چلا کہ دیکھون اُستاد کیا عیاری کرتے ہین لیکن عیار کنارے
اپنے لشکر کے آیا دیکھا طرف سے صحرا کے نقابدار مرصع پوش آتا ہی عیار نے جو اپنے آقا کو
آتے دیکھا جھک کر سلام کیا عرض کی مین نے ابھی برق کو پکڑ لیا ہوتا عین وقت پر خواجہ
آگئے کئی پیک بچے مارے گئے مین آج چالیس پیک بچون کو لیکر گیا تھا ناز مین بنکر عیاری کی
اُسپر بھی وہ ہوشیار ہوا حلقے کمند کے بچھ مارے مین تڑپ کے نکلا پھر چالیسون پیک بچے آگئے
لیکن برق نے سب کو جواب دیا جب خواجہ عمرو آگئے تب مین بھاگا کئی پیک بچے مارے گئے
اُنکے لاشے بھی وہین رہے نقابدار نے کہا ہا مین تیرے سر کا زخم باندھ دون عیار نے جھکایا
نقابدار نقلی نے بہ احتیاط حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے ایک جھٹکا مار کر عیار گرا چاہا کہ

تڑپ کر نکلون خواجہ نے نعرہ کیا۔ نعرہ

گزان استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ درخنجر گذاری
سراپا دانش وعقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار
بہ باغ دین زمکرش آبیاری
عمر آن شاہ عیاران عیار

یہ کہکے عمرو نے جا بسمارا بیہوش کیا اشتارہ باندھکر لے بھاگا برق نے دور سے دیکھا کہ اُستاد
سب بچے کو لیے ہوے آتے ہین حیران ہو گیا کہ یہ عیاری ہی یا کرامات ہی کیا تدبیر کی کہ ایسے طرار و
فرار کو دفعتہ گرفتار کر لیا خواجہ نے کہا لو یہ موجود ہین برق نے نقاب جو چہرے سے ہٹائی بالکل
اپنی صورت پائی برق نے خوش ہو کر کہا اُستاد یہ تو بالکل میری صورت ہی عمرو نے فوراً

فتیلہ رفع بیہوشی دیا عیار کی آنکھ کھلی اپنے کو بے نقاب پایا خواجہ و برق سامنے کھڑے ہین
مگر برق وجد مین ہے عیار نے جھک کر برق کو سلام کیا برق نے پوچھا اے فرزند کیا نام ہے کہا
حضور کا غلام برق ثانی عمرو نے کہا اے فرزند یہ نقابدار کون ہے کہا حضور شاہزادہ خسرو فرزند دل
فرزند صاحبقران از بطن ملکہ دردانہ پری کہ پردۂ قاف مین پیدا ہوا بڑے بڑے کارنمایان
کیے اب منظور ہوا کہ صاحبقران سے امتحان کرون خواجہ عمرو و برق فرنگی برق ثانی کو لیکر خدمت
مین صاحبقران کی آئے مقبل دروازے پر حاضر تھا صاحبقران نماز پڑھ کے فارغ ہوئے
تھے کہ مقبل نے آکر عرض کی خواجہ عمرو و برق فرنگی ایک عیار کو لیکر آئے ہین امیر باہر
نکل آئے برق ثانی نے قدمون کو بوسہ دیکر سب حال خسرو کا بیان کیا صاحبقران برق ثانی
کو لیکر طرف بارگاہ نقابدار مرصع پوش کے چلے نقابدار نماز پڑھ کے مسلح و مکمل ہوکے
بارگاہ سے نکلا ہے کہ ہرکارون نے خبر دی صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین وہان عیارون
نے سرداران امیر کو خبر دی لندھور و مالک و بہرام وغیرہ فرداً فرداً چلے آتے ہین ہرکارون
نے نقابدار کو خبر پہونچائی کہ عیار آپ کا صاحبقران کے ساتھ ہے نقابدار سمجھ گیا کہ شاید
عیار گرفتار ہوا اور حال کھل گیا کہ قبلہ و کعبہ تشریف لاتے ہین نقاب چہرے سے الٹ کے
باہر آیا صاحبقران کو بہ ادب سلام کیا ادھر سے رستم پیلتن کو خبر ہوئی کہ اب نقابدار مرصع پوش
کا حال کھل گیا صاحبقران برائے ملاقات گئے ہین رستم بھی خوش ہو گئے اپنے سردارون
کو ساتھ لیکر چلے جادوگرنیان عاشقان رستم سب ساتھ ہین اور جوڑے بھاری پہنے
ہوئے دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے شمشیر ابرو خال ہندو چشم جادو شب ہجر سے
مشابہ گیسو ابروؤن کے سر پر سایہ فگن ملکہ سنبل ہفت گیسو سات کاکلین عارض پر
پڑی ہوئی ہین جس سے ثابت ہوتا تھا کہ سات ناگنیان گرد چشمۂ خورشید پیچ و تاب مین ہین
یا ناگنیان عتاب مین ہین ایک جانب ملکہ مشکبار کہ بوئے مشک آرہی ہے اور شگفتہ مزاج
معشوقون کے سر کا تاج ایک جانب لالہ عذار ایک جانب آفتاب فلک سیر کاہن سیر
آفتاب عالمتاب چمکتا ہوا کہ روشنی سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹھیک دوپہر کا وقت ہے ذرہ یا
ریگ بیابان چمک رہے ہین عیوق و جاروق و صندلان وغیرہ کئی سو تا حد الثیت

اس شوکت سے رستم آکر پہونچے خسرو نے قدم صاحبقران کو بوسہ دیا گرد پھرنے لگا صاحبقران
نے فرمایا ای فرزند ہوس مقابلہ رہگئی خسرو نے عرض کی کسکی مجال ہی کہ حضور سے آنکھ ملائے
میری یہ مجال تھی کہ حضور سے مقابلہ کرتا ملنے کا حضور سے حیلہ تجویز کیا تھا جس وقت غلام نے
سنا کہ عیار میرا بے نقاب حضور کے ساتھ ہی سمجھ گیا کہ باپ کی فکر مین گیا تھا آخر گرفتار ہوا
حال ہمارا کھلا کہ اسمین رستم آکر پہونچے صاحبقران نے رستم کو گلے سے لگایا بارگاہ مین
خسروی آکر بیٹھے رستم نے سب جادوگرنیون کو بلایا صاحبقران نے سبکی تعریف کی کہ
تم سب صاحبون نے شریک ہوکر ہمارے فرزند کا مرتبہ بڑھایا ہی سب جادوگرنیان
رعب وجمال صاحب قران دیکھکر سرنگون بیٹھی ہین کلام نہین کرسکتین امیر طرف شقق
خونخوار کے متوجہ ہوے فرمایا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی جب تمنے قلعے مین داخلہ
کیا ہی تو چالیس سردار مع بدیع الزمان غائب ہوگئے تھے انکا پتہ آجتک نہ ملا سنبل
ہفت گیسو نے دست بستہ عرض کی اب جو حضور یہان سے کوچ کرینگے اور صحراے
عشرت خیز مین داخلہ ہوگا راہ مین ایک صحرا پڑتا ہی کہ وہانکا حاکم مخلوق جادو ہی قیدیان
باقی ماندہ اسکے قتل ہونے سے دستیاب ہونگے پھر صحراے عشرت مین جاکر پہونچے گا
سامنے قصر عشرت ہی کہ آفتاب سے نام اسکا عرض کی غلام آپ کا مخلوق جادو کی فکر
کریگا صحراے عشرت مین ہفت پیکر سے مقابلہ ہوگا مینے اپنی آنکھون سے دیکھا
کہ ہفت پیکر نے سامان لشکرکشی کیا ہی لشکر صحرا مین اتر رہا ہی جن سردارون کو نامے گئے
وہ سب چلے آتے ہین لشکر بے حد وبے حصر ہی مگر لشکر آپکے فرزند رستم کا بھی نو لاکھ غیر ساحر
چار لاکھ ساحر موجود ہی اور جتنی جادوگرنیان حضور کے ساتھ حاضر ہین ایک ایک اپنی
وحید عصر ہی راز داستان ہفت پیکر لوح طلسم انھین سب صاحبون کی مدد سے ملی تحفتاً
ہمارے آقا کو ملے امیر نے فرمایا ای فرزند آج جاکر آرام کرو کل صبح کو کوچ ہو لشکر کم و
زیادہ کا خیال نہ کرو خدا تمھارا معین ومددگار ہی اگرچہ اتفاقات روزگار سے آجتک
تمنے کوئی طلسم عمدہ فتح نہین کیا ہی مگر شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ طلسم وسیع تمھارے
ہاتھ سے فتح ہوا ماشاءاللہ خوب لشکر پایا سردار بھی عمدہ دستیاب ہوے کیسے کیسے جری

بہادر ساتھ ہین جادوگریان آفتاب جمال حسن مین خورشید مثال تمھاری شریک ہوئین سب
رازداران ہفت پیکر ہین لشکر پر دردگار جمع کردیگا کچھ مقام تردد نہین ایرج و نورالدہر عم
بھائی بھتیجے تمھارے جو اس طلسم مین آوارہ ہین اُن لوگون نے بھی در بند فتح کیے ہین مین
خبر پاچکا ہون کہ سب اسی جانب آتے ہین انشاء اللہ وقت پر پہونچین گے سب آمادۂ حرب
و پیکار ہفت پیکر سے ہین مگر خدا نے تاج فتاحی تمھارے سر پر رکھا سب صاحب اس
سعادت کے جویا تھے لیکن خدا نے تمکو یہ طلسم وسیع دیا طلسم تمھارے ہاتھ سے فتح ہوا کل
لشکر تیار کرکے سفر کیا جائے رستم رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آئے آکر سردارون کو حکم دیا
کہ وردیان نئی تقسیم کرو لشکر سویرے سے تیار رہے کل سویرے کوچ ہوگا ملکہ سنبل ہفت گیسو
وغیرہ کو بھی حکم ملیگا جادوگرنیون نے آکر ابر سحر تیار کیے اور سب سردارون نے اپنے اپنے
لشکرون مین نئی وردیان تقسیم کین ادہر صاحبقران خسرو سے رخصت ہوکر اپنے لشکر
مین آئے بارگاہ سلیمانی مین آکر عادی کو بلایا فرمایا کل سویرے بارگاہ لیکر طرف صحرا
نرگس کے چلو اور لندھور کو حکم دیا کہ لشکر آراستہ رہے ہم سویرے کوچ کرینگے رستم کے
لشکر کے ساتھ ہمارا لشکر رہے خسرو نے اپنے بارہ ہزار جوان تیار کیے لباس عمدہ سب کو
بانٹے یہ کہتے ہین کہ میرا لشکر رستم سے آگے چلے کہ مین اول مقابلۂ ہفت پیکر مین ہوجون
چار پہر رات تیاری مین گذری جس وقت شہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش لشکر
ضیا و شعاع کو لیکر مشرق سے نکلا دنیا کو منور و روشن کیا اول رستم لشکر کو لیکر آگے بڑھے
سردار فرداً فرداً عقب مین ابرہاے سحر آسمان پر چھائے ہوئے جسمین رعد کی گرج
برق کی چمک طائران سحر زمزمہ سرائی کرتے ہے کسی ابر مین ستارے چمک رہے ہین
کسی ابر سے پھول برستے ہین کہین خانہ باغ آراستہ معلوم ہوتا ہی کہین رات کہین دن
شاہزادیان تختون پر سوار کنیزان زرین پوش چار جانب سے گھیرے ہوے جب لشکر رستم
اس کروفر سے میدان مین نکلا اور رخ طرف صحراے نرگس کے کیا امیر اپنے لشکر رستم
کے آنے نقارخانۂ سکندری کو حکم ہوا کہ آگے بڑھ جاؤ ہمارے فرزند کے ہمراہ رہو شاہزادہ
خسرو شیر دل نے جو یہ اہتمام سواری دیکھا اور صاحبقران کو اپنے پر پایا مین پر خسرو

بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر نوبت نقارے بجتے ہوے طرف صحراے نرگس کے چلے مگر
مخلوق جادو کا حال تحریر کرتا ہون کہ مع اپنے وزرا امرا کے قصر نرگس مین بیٹھا ہی دور شراب
چل رہا ہی پریزادان در در گوش مرصع پوش بہ نازو انداز سامنے مخلوق کے یہ اشعار عاشقانہ
گا رہی ہین

نظم

کسی صورت تو دل کو شاد کرنا
ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا

دعائین دینگے چھٹکر قید زلف
جہانتک ہوسکے آزاد کرنا

کہین وہ آفرین ایسا پڑے ہاتھ
نہ مجھپر رحم او جلاد کرنا

مسیحائی دکھانا بعد مردن
جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا

اڑا دو خاک میری ٹھوکرون سے
اگر منظور ہے برباد کرنا

ادب سیکھے نہین ہون تو گرفتار
جفا کر قاعدے ببداد کرنا

مزا تھا بیکسی کی گالیون مین
انھین بھولے سبق کو یاد کرنا

بہت مشکل ہی ان سنگین دلون سے
خیال خاطر ناشاد کرنا

جنازہ اٹھ چلے میرا تو تم بھی
ادا رسم مبارکباد کرنا

نسیم خستہ دل نے جان دیدی
غضب لایا ترا بیداد کرنا

مخلوق کی بارگاہ مین ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی دربار مین آپنے مخلوق بیٹھا ہوا ذکر اہل
اسلام کر رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک ابر سوسنی پیدا ہوا وہ ابر نہایت آراستگی کے ساتھ
تھا رعد کی گرج برق کی چمک ہزار ہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر سامنے آکر
پھٹا مخلوق نے کہا صاحبزادی سیر و شکار کرکے پلٹی ہوئی آتی ہین سب اہل دربار برائے
تعظیم کھڑے ہوے سب نے دیکھا ابر پھٹا ایک تخت پیدا ہوا تخت پر ایک نازنین مہ جبین
سمنبر رشک قمر خوردو آنکھین رشک آہو لیکن افسو نہایت حسین آفتاب جمال خورشید
مثال چہرہ مثل آفتاب کے چمکتا ہوا انتہاے حسن یہ ہی کہ غو جمال جہان آرا کی گرد پڑ رہی
ہی صاف ثابت ہو رہا ہی کہ بیچ مین ماہ تابان گردبار پڑ رہا ہی مخلوق نے جو بیٹی کو اپنی اس
شان و شوکت سے دیکھا جلسہ پڑا اہل دربار سے کہتا ہی صاحبو دیکھو شیداے غنچہ دہن کا

کیا حسن و جمال ہی ہر چند کہ طلسم کشا کے ساتھ سنبل ہفت گیسو الیسی شاہزادی شفق خونخوار
وغیرہ شاہزادیاں حسین و جمیل ہین مگر میری دختر کا جمال سب پر طعنہ زن ہی دیکھو جمال کی کیا
رونق ہی ملکہ شیدا دربار مین آئین باپ کو جھک کے سلام کیا مخلوق نے بیٹی کو گلے لگا کر
محبت سے بوسہ لے لیا شیدا کے تیور پر بل پڑ گئے رنجیدہ ہو کر کہا ای والد نامدار استغفار محبت
کو نہ صرف فرمایئے کنیز کو ناگوار ہوتا ہی مین اسوقت واسطے شکار کے گئی تھی کوہ احتشام جا کر
ٹھہری مین نے دور سے دیکھا کہ لشکر طلسم کشا صحراے مینو سواد مین فروکش ہی اسقدر جماؤ ہی
کہ تمام صحرا بھرا ہوا ہی مین نے کوہ احتشام سے بیرون کو بھیجا کہ جا کے خبر لاؤ کون کون افسر ہی
منظور ہوا تھا کہ ابھی لشکر تباہ کر دون بیرون نے آکر خبر سنائی کہ صاحبقران لشکر مین موجود ہین
اور وہ جو نقابدار مرصع پوش ہر طرف جنگ کرتا پھرتا تھا اکثر دربند اُسکے ہاتھ سے فتح ہوے
لیکن اُس نقابدار نے کسی کو ساتھ نہین لیا جہان فتح کیا اُسکے بادشاہ کو وہین چھوڑا یہ وعدہ
کر لیا کہ جب ہم لشکر کشی کرکے ہفت پیکر پر جائین تو تم لوگ بے طلب آنا وہی نقابدار ر
مد طلسم کشا آیا صاحبقران سے مقابلہ پڑا اندھو سے امتحان کیا گرز اُنکا اُٹھایا چار پہر کشتی
لڑے صاحبقران نے آکر جدا کیا لیکن نقابدار سمجھا رہا تھا فقط صاحبقران نے سینے پر
ہاتھ رکھا نقابدار کو معلوم ہو گیا کہ صاحبقران کو زیر نہ کر سکونگا آخر اپنے کو ظاہر کر دیا بیرون نے
بیان کیا خسرو شیر دل نام ہی صاحبقران کا فرزند ہی بطن پریزاد ملکہ دردانہ گوہر پوش صلب
صاحبقران سے دربار مین طلسم کشا کے اب موجود ہین اور جادوگرنیان طلسم ہفت پیکر کی
چیدہ چیدہ مثل سنبل و شفق خونخوار و لالہ عذار و ماہی سحر و نہنگ بحری و آفتاب فلک سیر
کاہن کہ نام پر طلسم کشا کے جان دیتا ہی وسلماے گوہر پوش وغیرہ دربار مین موجود ہین کیا
تامل کیا کہ والد سے ذکر کرون تو جا کے سحر کرون پہلے ہی سحر مین لشکر منتشر ہو جائے اور جتنی
جادوگرنیان ہین سب طلسم کشا پر سحر کرین اور تحفہ جات طلسم کشا سے چھین لین اور آپ کی
خدمت مین لا کر حاضر کرین مگر میرے خیال مین آیا کہ شاید والد کے خلاف ہو اس وجہ سے
مین نے سحر نہ کیا اب آپ سے حکم لینے آئی ہون کہ کل جا کر کوہ احتشام پر ٹھہرون اور لشکر
طلسم کشا کا اُسی صحرا سے گذر ہوگا وہ سحر کرون کہ شاہزادیاں اُسکے دفع کرنے سے عاجز ہون

اور طلسم کشا پر ساحر و غیر ساحر کا ہنگامہ ہو وہ آفت برپا ہو کہ طلسم کشا جان بچا کر بھاگیں اور
صاحبقران کو سردار ان صاحبقران گھیرین اور صاحبقران اسم اعظم بھول جائیں بیٹے کو
ساتھ لیکر بھاگیں اگر آپکے صحرا مین لشکر پہونچ گیا تو نہایت مشکل ہوگی وہ سب ساحر سحر کرینگے
اور طلسم کشا آپکی تلاش مین معروف ہونگے ساحرون نے آگاہ کر دیا کہ جب مخلوق جادو قتل
ہوگا تب راستہ کا ل کھلیگا مخلوق نے کہا ای نور نظر پارۂ جگر تمنے خوب تجویز کیا ہمکو تمھارا قول
پسند آیا ہم بھی تدبیر کرکے ساحرون کو صحرا مین مقرر کرتے ہین کہ لشکر طلسم کشا صحرائے نرگستان
مین نہ آسکے اگر کوئی عیار مکار آئے تو اُسکو گرفتار کرین لا کر ہماری خدمت مین حاضر کرین پھر
مخلوق نے کہا مین نے قاعدہ مقرر کیا ہی کہ جسکو گرفتار کرون قید نہ رکھون فوراً دار پر کھینچون
جلاد آمادہ رہین فوراً قتل کرین ای نور نظر تم صبح کو جا کر لشکر طلسم کشا کو پراگندہ کرو مگر ایسا سحر کرنا
کہ جادوگرنیان جو موجود ہین اُسکے دفع کرنے سے عاجز ہون جن شعبدے تمکو خدا
ہفت پیکر نے بتلائے ہین وہی شعبدے کام آئینگے دفع نہو سکین گے اب چند ساحرون کو
مخلوق نے حکم دیا کہ تم جا کر صحرائے نرگس مین موجود ہو عیار یا غیر عیار جو کوئی وہان آئے اُسکو
پھونک دو یا گرفتار کرکے ہمارے پاس لاؤ کہ ہم سزا دین دار پر کھینچین اور اُن ساحرون نے
بڑا انتظام کیا کہ جسکا نام نہیں لے سکتے قاتل دامہ و مشمش گرفتار ہوگئے آیا اُسکو قید خانے مین
قید کیا و مکر کرکے وہان سے رہا ہو گیا کئی ساحر دربار سے مخلوق کے اُٹھے صحرائے نرگس
مین جا کر ٹھہرے انتظام مین معروف ہوئے کوئی آہو بنکے پھرتا ہی کوئی طائر بنا ہوا درخت
پر بیٹھا ہی چار جانب نگران کہ کوئی آئے تو گرفتار کرون مگر شیدارات بھر دربار مین مخلوق
کے رہی کچھ رات باقی تھی کہ سو کر اٹھی چند کنیزان ہمراز کو ساتھ لیا اسباب سحر جھولی
مین رکھا طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی اُڑتی ہوئی کوہ احتشام پر آئی سائے مین اُسکا
مخمل کے قالین بچھوا کر بیٹھی طرف صحرا کے دیکھنے لگی سحر انتہا کے تیار ہین شعبدے بھی ہاتھ
باندھے کھڑے ہین اپنے سحر پر شیدا کو بڑا ناز ہی کنیزون سے کہہ رہی ہی آج وہ تماشہ دیکھو گی
کہ جو کبھی نہ دیکھا ہوا تنا بڑا لشکر طلسم کشا کا قتل طلسم کشا پر آمادہ ہوا اور طلسم کشا کو جان
بچانا مشکل پڑے سب جتنے جادوگر کہ عاشق طلسم کشا ہین اسب دشمن ہو جائین اپنی اپنی

سرکشی دکھائین کنیزین عرض کرتی ہین واری آپ کا سحر ایسا ہی ہو کہ کوئی روک نہین سکتا
خداوند ہفت پیکر نے آپ پر نگاہ ڈالی آپ کو یہ خیال تھا کہ قبول نہ فرمایا بڑے بڑے شاہون
نے اپنی بیٹیون کو بطور ڈولا خدمت خداوند مین حاضر کردیا کہ اسی سبب سے وہ لوگ
سلطنت کرتے ہین مگر کنیزون کو یاد ہی کہ جس روز قدرت نے قصد کیا کہ آپ پر دست انداز
ہون آپ نے غصے مین جواب صاف دیا تھا کہ یا خداوند مین آپ کی بندی ہون مجھپر نگاہ
خلاف نہ ڈالیے ہوش مین آیئے ایسے کلمات نہ فرمایئے جب حضور نے قدرت کو اسطرح روکا
تب قدرت رشک کے سب کنیزین عصمت داری کی شیدا کی باتین کررہی ہین شیدا سر
جھکائے ہان ہان کرتی ہو کہتی ہی صاحبو مجھکو مرد کے نام سے نفرت ہی مین نے اپنے باغ
مین مردانے نام کا درخت نہین رکھا گلعذار کنیز کسیقدر منہ لگی تھی جو کوئی اُسکی برائی
بیان کرتی تھی مین اُسے اپنا دشمن جانتی تھی ایک دن مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا
کہ کوٹھے پر چڑھی ہوئی کسی مرد سے اشارے کررہی ہی مین نے اُسی وقت کھڑے
کھڑے اُسکو باغ سے نکالا اُسکے گھر سے لوگ سمجھانے آئے اُسکی نانی نحیف و ضعیف
مجھسے آکر کہنے لگی کیون حضور گلعذار نے کیا خطا کی مین نے جواب دیا کہ گلعذار اس لائق
نہین ہی کہ میرے باغ مین رہے اس وجہ سے مین نے اُسکو نکالا اب مین اُسکی خطا معاف
کرونگی نانی اُسکی اگلے وقت کی گھر مین جاکر بڑی آفت برپا کی بی گلعذار میرے پاس روتی
پیٹتی آئین عرض کی واری مین نے کیا خطا کی کہ آپ کے یہان سے نکالا ملا گھر مین بھی
نہین رہنے پاتی ہون یا مجھکو نوکر رکھیے یا مجھے اتنا خرچ دیجیے کہ مین کہین باہر نکل جاؤن
صاحبو تمھین یاد ہوگا مجھے ایسا غصہ تھا کہ مین نے کئی سو روپے نکالکر دیدیے مگر نوکر نہ رکھا
جب مجھکو مرد و عورت کا میل اسقدر ناگوار ہی تو خداوند کی کیا مجال تھی کہ مجھپر نگاہ ڈالتے
ایسا سحر کرتی کہ تنکے چنتے پھرتے کنیزون نے کہا واری قدرت کو کچھ نہ کہیے اُنھون نے
پیدا کیا ہی شیدا نے کہا صاحبو تم لوگ جو چاہو سمجھو جب سے مسلمانون نے خروج کیا اور
قدرت طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آئے میرے تو اعتقاد مین فرق آگیا ایسے
خداوند ہین کہ جنکو پیدا کیا انھین کے ہاتھ سے بھاگتے ہین بس معلوم یہ ہوتا ہی کہ ہفت پیکر

ساحر زبردست ہی سحر سے یہ سب طریقے بنائے ہین چند مصاحب ہوا پر اُڑتے پھرتے ہین
خدائی اُنکی ثابت کرتے ہین اور یہ تو تاثیر سحر کی ہی کہ جانور شجر حجر آواز دیتے ہین کہ خدائی خداوند
ہفت پیکر کی صحیح ہی ابھی سحر کرون تو ہزارہا طائر پیدا ہو اور یہی پکارے کہ خدائی شیدا کی
درست ہی یا جسکا نام لو اُسکا نام پکروا دون یہ بہت سحر حقیر ہی اس سحر پر ہماری جاگیر ہی ایک
ساحر کو بتا دیا اُسنے سحر کیا طائر آواز دینے لگے مین تو اصل قدرت کو سمجھ گئی ناحق کا دعوے
خدائی کیا بادشاہ بنکر بیٹھے سامری و جمشید کے نام مین کیسی تاثیر ہی وہ پرانے خداوند ہین
ان نئے کو کون بخدائی مانے سوائے ان سات سو آٹھ سو ملک کے اور کہین بھی خدائی
ہفت پیکر کی ہی کسی ملک والے بھی نام لیتے ہین یہ باتین تھین کہ پہاڑ تھرایا کنیزون نے
کہا واری یہ کیسی آواز ہی کہ پہاڑ تھرا گیا شیدا نے کہا لشکر مین امیر کے نقارخانہ سکندری
بجا ہی یہ اُسی کی آواز ہی کہ پہاڑ تھرا گیا اب سامنے سے کنارے ہٹو مین لغو آمد طلسم کشا دیکھون
وہ سحر کرون کہ آپس مین لڑنے لگین بھائی کو بھائی مارے باپ کو بیٹا قتل کرے ساحر طلسم
پر جھکلین سردار صاحبقران صاحبقران کو گھیر لین اُسی سحر سے یہ بات نکل آئیگی کہ طلسم کشا
بھاگتے پھرین کسی جنگل مین جاکر چھپین کنیزین سامنے سے ہٹین شیدا اے غنچہ دہن
اُٹھی بہ نگاہ غور دیکھنے لگی ایک جوان کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار چالیس جوان اُسی قد و
قامت کے اُس جوان کو گھیرے ہوے مرکب کوہ سرین کوہ کفل مگر اگلے پانون بڑھا کے
رہتا ہی پچھلے پانون گھسٹتے ہوے چلتے ہین چالیس ہزار قزاق سب کے ہاتھ مین بوق
ترکی اُسکو دم دیتے ہوے اٹھارہ سو شتر و قاطر اُسپر اُٹالا بارگاہ کا لدا ہوا اس دھوم
سے سواری آتی ہی کنیزون نے عرض کی دیکھیے اُٹالا بارگاہ سلیمانی کا جاتا ہی اب لشکر
صاحبقران بھی آئیگا شیدا نے کہا انکو نکل جانے دو یہ سب اپنے گلے کاٹ لین گے
کیا انکی جان بچیگی مگر اسوقت یہی مناسب ہی کہ اُنسے نہ بولو پہلوان عادی اُٹالا لیکر دامن
کوہ سے نکلا کہ پھر گرد بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز آئی آگے آگے ایک جوان آفتاب
جمال خورشید مثال کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم تیغ ہفت جوہر
کمر مین حمائل مرکب اُڑاتے ہوے سامنے سے نکلے کنیزون نے کہا واری یہ جوان

جرأت میں یکتا ہی یہی طلسم کشا ہی شیدا نے کچھ خیال نکیا رستم گھوڑا اڑا کر سامنے سے نکل گئے
شیدا نے کچھ سحر نکیا کہتی ہوان سب کو جمع ہو لینے دو کہ پھر گرد اڑی سامنے آکر دامنہ گرد شگافتہ
ہوا ایک جوان کو دیکھا کہ خورشید آسمان جلالت یکہ تاز میدان رفعت صاحب شوکت
و لیاقت لباس مرصع نگار زیب جسم مرکب باد رفتار پر سوار سلاح جنگی جسم پر آراستہ تیغ
خلیلی دوش پر صف شکن و صفدر ایک عیار طرار خنجر گزار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اس
شان و شوکت سے شیر بیشہ صاحبقرانی کو جو دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرایا بے ساختہ سینہ سے
آہ نکل گئی بے اختیار پکار اٹھیں۔ نظم

نہ دنیا کی خبر ہی کچھ نہ دین کا ہوش ہی سر میں
بھلایا دو جہان کو تو نے ساقی ایک ساغر میں

ہوا عمر دی تری اور زور و طاقت جب میں جا نکلا
اگر سنبھلا ہے تو پیر گردون میری ٹھوکر میں

فلک اسباب دنیا کھینچا ہاتھ آنکا تیرے
نہیں ہی بھیک کا بھی ٹھیکرا درویش کے گھر میں

ہوا عالی ہی مقام انکا ہوا سفل غیر ممکن ہی
بجھی کتنی طور کی آتش نہ دیکھی ہمنے مجمر میں

وہی خواہش ہی دنیا کی وہی غفلت ہی عقبی کی
نہیں کرتے ہیں اب تک فرق بد میں اور بہتر میں

پڑے ہیں کنج مرقد میں کفن پہنے جو غافل
جو بوے بھی سماتے تھے نہ کمخاب و مشجر میں

پڑا ہنگامہ ہی شاید ہمارے استخوانوں پر
ہوا جھگڑا ہما میں اور سگان کوے دلبر میں

قد دلدار سے دعویٰ ہو اسکو قد کشی کا ہی
کوئی نکلی ہی شاخ تازہ کیا نخل صنوبر میں

کیا ہی خود پسند آئینے نے سارے حسینوں کو
بڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر میں

دعا ہر شب ہی اے زلف سیاہ یار خالق سے
رہے دم جب تلک دم میں رہے سودا ترا سر میں

سپہر حسن ہی تو اور اختر خال عارض ہیں
مہ کامل کا عالم ہی ترے روے منور میں

لہو تو پی چکا ہی عشق اب تو ہاتھ اٹھا مجھ سے
نہیں جز استخوان و پوست باقی جسم لاغر میں

وہ راحت پائی ہی کنج لحد میں خود میں حیران ہون
کنار گور میں سوتا ہون یا آغوش مادر میں

موا ہون داغ کھا کر عشق میں گلعذاروں کے
مرا مردہ لپیٹا جائیگا پھولون کی چادر میں

خدا چاہے تو رندانکے در مقصود ہاتھ آئے
توکل کرکے اک غوطہ لگا غیرہ تو سمندر میں

ملک نے اسطرح یہ اشعار پڑھے کہ خسرو کی نگاہ اٹھ گئی خسرو نے دیکھا ایک نازنین خوشرو

خنجر چشم جادو خال ہندو خنجر آبدار ابرو شاہزادے کی زبان سے نکل گیا فرد۔ مرا کسبی تیر
نکردی عجب سنگین دلی اللہ اکبر۔ شاہزادہ مرکب پر تھرایا قریب تھا کہ گرے برق شامی
نے بہ جانبازی شاہزادے کو سنبھالا مگر برق شامی نے دیکھا کہ رنگ روشاہزادے کا اڑا ہوا
ادھر شہدا پر بھی پہاڑ یہ سختی پڑی کہ ہر چند اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکی آخر تھرتھرا کے گر پڑی
بیہوش ہو گئی کنیزوں نے جو شاہزادی کو اس حال میں دیکھا گھبرا گئیں کوئی تلوے سہلاتی
ہے کوئی صدقے جاتی ہے کسی نے جلدی میں ایک مٹی کا ڈھیلا اٹھایا اسکو پانی سے تر کیا نتھنوں
کے برابر لگا دیا کوئی کہتی ہے ہوا میں نے آواز سنی تھی کسی دیو پری کا تخت جاتا تھا سنانے کی
آواز میرے کان میں آئی میں نے سر نہ اٹھایا ورنہ میرا بھی یہی حال ہوتا آخر یہ صلاح ٹھہری
کہ زیر کوہ احتشام ملکہ کا باغ ہے کہ روضۂ رضوان کو اسیر داغ ہے وہاں ملکہ کو لیچلو باغ کی
ہوائے سرد کھائیں گی ہوش درست ہو جائینگے آخر سب نے ملکر ملکہ کو گود میں اٹھا لیا
اس گل حدیقۂ حسن و جمال کو باغ میں لائیں لا کر بارہ دری میں لٹایا جاؤں جاؤں کرنے لگیں
انکی آواز سے ملکہ کی آنکھ کھلی پہلے سامنے سر اٹھا کر دیکھا کہ وہی صورت زیبا نظر آئے مگر باغ
کے نخل نظر پڑے عندلیبان خوشنوا کو دیکھا درختوں پر چہچہا رہی ہیں گھبرا کر اٹھ بیٹھیں کہا
اری او کمبختو کیا میں مر گئی تھی جو مجھکو وہاں سے اٹھا لائیں وہ شہریار جو پشت مرکب پر سوار لشکر
کے آگے آگے تھا وہ شخص کدھر گیا صاحبو تمنے دیکھا کیا حسین و جمیل تھا سطوت و صولت
و دبدبہ و تہور و شجاعت مثل جاگران لشکر بن ہمراہ، کالے زلفوں کا پیچ و تاب آنکھیں مست
شیخواب عارض رشک گل گلاب دل میرا انہیں زلفوں میں پھنسا اب اس پیچ سے نکلنا
دشوار ہے دل تڑپ رہا ہے قلب پھڑک رہا ہے جی چاہتا ہے اسی لشکر کے ساتھ جاؤں اپنے کو
پروانۂ شمع جمال بناؤں کنیزیں گھبرا گئیں ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر الماری پر جو ہاتھ ڈالا دیوان
جلال ہاتھ میں آگیا ان اشعار کو بعد بیقراری کے پڑھنے لگیں **نظم**

عدو کو رنج نہ تم سے نہ آسمان سے ملا
تمہیں کہو یہ مقدر ہمیں کہاں سے ملا
وہ پاس خنجر کے میں کہہ رہے ہیں رہے ہم
نہ دل ملے تو ذرا آنکھ ہی وہاں سے ملا
دیا پتہ تو دل گم شدہ نے کچھ اسکا
ملا نشان تو کچھ آہ بے نشان سے ملا

ہمیشہ دل سے رہین سرو جوبان ہنگی — جو داغ بھی کوئی خوبان جہان سے ملا
یہ دیکھو عشق کی نیرنگی کو ہی بکھرائی — لہو دل کا اگر چشم خونفشان سے ملا
پکار رہا ہون مین تنگ آکے نالۂ دلکو — سر اب اٹھا کر بہت جھک کے آسمان سے ملا
یہی بہانہ ہو ہم بستری کا عاشق سے — کبھی تو ہو کے کمر جسم ناتوان سے ملا
جو آ ملے کوئی جیسے تو ضبط سے یہ جبین — بتا یہ پہلے کہ تجھکو اثر کہان سے ملا
ادھر نفاق ہوا دلمین اور یہ جو مین جو گل — ادھر بگڑ کے مرا بخت آسمان سے ملا

کنیزون نے حیران ہوکے عرض کی واری کنیزین اس پہیلی کو نہ سمجھین ملکہ نے ٹھنڈی سانس
بھر کر کہا صاحبو کیا تمسے بیان کرون حضرت عشق نے قدم رنجہ کیا دل پر ہجوم رنج والم ہے
غم زیادہ عیش کم ہے جی چاہتا ہوگی بیان چاک کرون خاک منہ پر ملون دشت نجد مین قیس مجنون بے
جا کون اسنے جو مجنون کو عشق لیلی مین کیونکر بسر کی وہ سرگروہ عاشقان عالم مین یقین ہے
کچھ تدبیر بتائین محروم نہ رکھین فرہاد نے جان شیرین اپنی شیرین پر نثار کی یا تو فرہاد نام تھا یا
کوہکن لقب ہوا کیا نفع حاصل ہوا لطف دنیا کھویا آخر کیا ہاتھ آیا یہ کہکر ملکہ رونے لگین اور کہا
صاحبو مین اس غم والم سے اب نہ جیونگی کنیزون نے عرض کی واری اگر حکم ہو تو ہم ابھی
شہزادہ صاحبقران کو ڈھونڈھکر لائین معشوق کو عاشق سے ملائین ملکہ نے کہا مین نے یہ
دیکھا تھا کہ وہ شہریار بھی متغیر ہوا گھوڑے سے دشمن گرا چاہتے تھے مگر عیار نے سنبھال لیا
شاہزادے کو روکا یقین ہے کہ شاہزادہ وہ بھی بیقرار ہو ضرور اس کنیز کو یاد کرتا ہو اگر تم مین سے
کوئی جا سکے تو دو کوس بڑھکر اترے ہونگے ایک کنیز شوخ و شنگ خیرخواہ ملکہ کی باتین سنکر
بیقرار ہوگئی عرض کی واری مین ابھی جاتی ہون شاہزادے کو آپکا پیغام پہونچاتی ہون
ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا یہ بھی مشکل کی بات ہے کہ مین پیغام بھیجون اُنکو اور زیادہ غرور ہوگا
نہین معلوم کیا فرمائین کنیز نے عرض کی واری لونڈی قاعدے سے جائیگی پیغام اشتیاق
نہ پہونچائیگی ایسے سلیقے سے جاؤن کہ انکو بھی معلوم ہو کہ کسی بے پروا کا پیامبر آیا ملکۂ عالم کو
گلرنگ کی باتون سے تسکین ہوئی اُٹھ بیٹھین موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر گلرنگ کے گلے مین
پہنا دیا گلرنگ نے کہا واری اسکی کیا ضرورت ہے آپکے تصدق مین چین کرتے ہین ہم

چاہتے ہین کہ حضور کے مقدمے مین جان لڑا دین حضور کو بیقرار دیکھین اور کوشش نہ کرین
ملکہ تو اٹھکر بیٹھین اور کنیزون سے باتون مین لگا ملکہ کبھی بیقرار ہوکر ٹھنڈی سانس بھرتی ہین
اور فراق مین دیکھو صاحبو یہ اشعار برحسب حال ہین نظم

جگر مین رہگئی اے صدمۂ جدائی چوٹ — ابھارتے رہے نالے اگھر نہ آئی چوٹ
سر اسکے در سے کبھی پھوڑکر نہ کھائی چوٹ — یہ بارہا مری لقتہ پہ ابھر آئی چوٹ
چلا جو کوہ پہ فرہاد بہر تیشہ زنی — تو اُس سے دست بسر ہونے بچائی چوٹ
وہ سخت جان اُسی کے اچٹ اچٹ کے لگی — فلک نے سنگ حوادث کی جو لگائی چوٹ
سراغ درد کو بھی بیشتر نہین ملتا — دل و جگر نے کہان عشق کی چھپائی چوٹ
دیے تری نگہ دل شکن نے رنج پہ رنج — اک اور چوٹ لگی جب تجھے دکھائی چوٹ
گذر جو بادہ پرستون مین محتسب کا ہوا — بغل مین چھپ گئے شیشون نے کیا بچائی چوٹ
مقابل صنم دل شکن ہوا سر بزم — ہماری چوٹ پہ آئینے نے جو کھائی چوٹ
لہو فراق مین تھوکے برنگ شیشہ گو — دل شکستہ کی آخر کو رنگ لائی چوٹ
سر اپنا قیس بھی پھوڑیگا کوہکن کی طرح — یہ بے ستون کی طرف کو بہار لائی چوٹ
نہ پوچھ کوچۂ الفت کی سختیان اے خضر — قدم قدم پہ ہے ٹھوکر شکستہ پائی چوٹ
ہمارے دل کو وہ صدمہ ہوا کہ عرش ہلا — کہان پہونچ گئی رکھتی تھی کیا رسائی چوٹ
شکست توبہ کی ہوا اسقدر رنگ لا — کہ زاہد بھی توبہ کے چوٹ پر لگائی چوٹ
تلاش سنگ در یار تجھکو لازم ہے — کرینگی اے سر شوریدہ رہنمائی چوٹ
شکستگی ہی علاج دل شکستہ ہے — یہان دکھاتی ہے تاثیر مومیائی چوٹ
جلال بیٹھ لئے سر پکڑکے زیر فلک — سر خمیدہ اٹھاتے ہی وہ اٹھائی چوٹ

کنیزین سمجھاتی ہین واری نہ گھبرا ایسے گلرنگ بڑی ہا کر از ہے یقین ہے تا بہ شاہزادہ بھی
ملکہ کہتی ہین صاحبو آخر گلرنگ جاکر کیا کہیگی کنیزین کہتی ہین واری وہ ایسے طرز سے
کہیگی کہ آپ کی محبت نہ کھلنے پائے لیکن اب حال حسرت مآل خسرو شیردل تحریر کرتا ہون کہ
انکی جو نگاہ جمال جہان آرا ملکہ پر پڑی اُسی مقام سے بیقرار ہوے کلیجہ تھام لیا آنکھون

آنسو بھرے ہوئے زبان سے کچھ فرماتے تھے برق ثانی نے جو شاہزادے کو متغیر پایا دل
بہلانے کی باتیں کرنے لگا مگر شاہزادہ ایسا غمگین ہے کہ برق ثانی کی بات کا جواب نہیں دیتا
برق ثانی نے چاہا شاہزادے کو شکار پر توجہ دوں مگر شاہزادہ نہ متوجہ ہوا پانچ کوس پر
جا کر لشکر اُترا صاحبقران تو ساتھ رستم کے بارگاہ سلیمانی میں آئے مگر خسرو شیر دل بہت
غمگین و ملول رنج و الم کو طول دمبدم یاد زلف معنبر میں پریشانی حصول اپنی بارگاہ میں آکر
اُترے لیکن برق ثانی سمجھ گیا کہ ہمارے آقا اُس نازنین پر مائل ہوئے جو برسر کوہ تھی
ابھی اس کو پتے سے ناواقف ہیں کیونکر زیادہ پریشانی نہ ہو جب شاہزادہ بارگاہ میں آکر
بیٹھا برق ثانی آکر قدموں سے لپٹ گیا عرض کی اے آقائے نامدار و مولائے قدر شناس
یہ غلام تو آپ کا بچپن سے خیرخواہ ہے امیدوار ہوں کہ حال دل مفصل فرمائیے کہ غلام اُسکی
تدبیر کرے میں حضور کو بہت پریشان پاتا ہوں آپ کے غمگین ہونے سے بہت گھبراتا ہوں
شاہزادے نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے یار وفادار و اے مونس و غمگسار جب میں
قریب کوہ احتشام پہونچا اُس پہاڑ کی تعریف سنی تھی جو بڑے بھائی کے ساتھ شاہزادوں
میں اُنھوں نے اس پہاڑ کی بڑی تعریف کی تھی میں اُسی طرف دیکھ رہا تھا ایک قتال
عالم کو دیکھا بھائی صاحب کے دربار میں کیسی کیسی شاہزادیاں جمع ہیں ہر ایک شعلہ جوالہ
نوجوان حسین مگر ایسی صورت دیکھا کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی صاف ظاہر ہوتا تھا کہ رشک
ماہ تابان فخر مہر درخشاں ہے اے برادر بجان برابر تجھسے زیادہ رفیق و شفیق کون ہے بچپن سے
ہمارا تمھارا ساتھ رہا مگر ایسا معرکہ کبھی نہیں ہوا جب میں نے سر اُٹھا کر دیکھا آنکھوں کے
نیچے اندھیرا آیا جہاں پر تھے رکاب تھامی مجھے خوف تھا کہ گھوڑے سے گر دوں تم نے
اُس وقت بھی دستگیری کی کہ سنبھال لیا جب نگاہ چار ہوئی اُدھر وہ تھرائیں ادھر مجھے لشکر
غم و الم نے گھیرا یہ بھی میں نے دیکھا کہ وہ لڑکھڑا کر گریں فوجوں نے اُنھیں گھیر لیا اُٹھا کر
لیگئیں اے برق ثانی حال اُنکا بھی ابتر تھا اگر پتہ لگاؤ تو بڑا احسان ہو یہ سنکر مہتر برق ثانی
بانہائے عیاری سے آراستہ ہوا تلاش میں معشوق آقا کی چلا مگر عرض کی کہ اے شہریار کل
صاحبقران صحرائے نرگس میں جاکر ٹھہرینگے لیکن آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے امیر سے

کچھ حیلہ کر لیجیے شاید مجھکو دیر ہو خسرو نے کہا مین قبلہ و کعبہ سے عرض کرونگا جبتک تم دغا دو گے یہان سے لشکر نہ بڑھاؤنگا نہ مین یہان سے جاؤنگا آقا سے بخوبی باتین کین سمجھایا کہ آپ خاطر وغیرہ خوش کرین آپ اپنے کو پراگندہ نہ فرمائین مین خبر لیکر آؤنگا یہ کہکر برق ثانی خیمے سے نکلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی جب صحرا مین پہونچا دیکھا ایک عورت لباس مردانہ پہنے ہو اسی طرف آتی ہی برق ثانی نے صورت اپنی فقیر کی بنائی ایک گوشے مین ٹھہرا جب وہ عورت قریب آئی برق ثانی نے پکار کر آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہم کچھ بات کرینگے اُس نازنین نے پلٹ کر دیکھا ایک فقیر دضیع مجھے پکار رہا ہی کہا شاہ صاحب مین ٹھہر نہین سکتا اسوقت اپنے مالک کے کام کو جاتا ہون برق ثانی نے کہا بابا اُس کام سے فقیر کو بھی آگاہ کر کہ فقیر دعا کرے اُس نازنین نے کہا آج ہمارے مالک پر ایک اُفتاد پڑی ہی کہ فرزند صاحبقران کو دیکھکر ہماری ملکہ عاشق ہوئی ہین مین اُنہین کی تلاش مین نکلا ہون کہ دیکھون وہ کس حال مین ہین برق ثانی نے باتون مین مطلب دریافت کر کے اُس کنیز کو بیہوش کیا بیہوش کر کے صورت اپنی اُس نازنین کی سی بنائی لباس و زیور اُسکا اُتار کر آپ پہنا اُسکو ایک گوشے مین ڈالدیا نشان باغ کا دریافت کر لیا تھا طرف باغ کے چلا جب در باغ پر پہونچا جتنی کنیزین کہ انتظار مین کھڑی تھین اُنھون نے پکار کر پوچھا کیون گلرنگ بہت جلد وا آئین اُمین کچھ دریافت کیا برق ثانی نے کہا میرا جلد آنا بے وجہ نہین ہی کچھ تو دریافت کیا ہو پلٹ آئی لکھو ملکہ عالم کیا کر رہی ہین سب نے کہا کنیزون نے بہلا کر صحن باغ مین بٹھایا ہی نسرین ڈومنی گا رہی ہی اُسوقت گانا اُسکو نہین بھاتا ہین برق ثانی کنیزون سے باتین کرتا ہوا اندر باغ کے آیا دیکھا باغ پر بہار ہر طرف جھاڑ کنول کی روشنی ہے مثل برق چمک رہے ہین شاخون کی رعنائی ہر پھول کی زیبائی جوانان چمن کا نکھار ہر چمن پر بہار برق ثانی دیکھتا بھالتا قریب چبوترے کے پہونچا ملکہ نے گلرنگ کو پکار کر آواز دی کیون گلرنگ کہو خیر تو ہی اُس نے دست بستہ عرض کی حضور کنارے چلین تو مین عرض کرون شہزادی اسے غنچہ دہن حیران و پریشان کوٹھے مین آئی پوچھا کیون گلرنگ تاب شہریار ہو کچھین یا نہین ملاقات ہوئی

ہمارا تو یہ حال ہی نظم

خیال و خواب یہ لیل و نہار جانتے ہین ہم ابھی زیست فقط مستعار جانتے ہین
بدن مین زخم نہین برچھیان ہین پھولون کی ہم اپنے دل مین اسی کو بہار جانتے ہین
خطا سے جائین ختن کو تو تم ہو چین جبین تمھاری زلف کو مشک تتار جانتے ہین
جو شاہباز ہو اے ترک چشم تیری نظر تو ہم بھی طائر دل کو شکار جانتے ہین
اڑے گی خاک سر قبر میری بعد فنا تمھاری شوخیان اے شہسوار جانتے ہین
رضا قضا پہ ہو رعنا قدر پہ ہو تسلیم ہم اپنے واسطے معراج وار جانتے ہین

برق ثانی نے اپنے آقا سے زیادہ شہزادے کو بیقرار پایا سوچا کہ اگر کچھ خلاف باتین کرونگا تو یہ بیقرار ہو جائیگی دست بستہ عرض کی اس غلام کو آپ نے نہین پہچانا مین آپ کا تابعدار ہون غلام کو پہچانیے۔ یہ کہکے برق ثانی نے رنگ و روغن چہرے سے پونچھا کہ اسی شہزادے نے ارشاد کیا کہ اے شہنشاہ طرار اے سرو باغ محبوبی نظم

نہ ملی گردش ایام سے فرصت مجھکو زندگی بھر یہ رہی وصل کی حسرت مجھکو
یاد مین زلف پریشان کی پریشان ہون مین روے جانان کے تصور مین ہے حیرت مجھکو
حسن کے رعب سے اوسان اڑے جاتے ہین ہے عجب جلوے کے شعلے سے ہے وحشت مجھکو
غیر کا دخل ہوا اب مرا جینا معلوم کوے جانان سے نظر آتی ہے رحلت مجھکو
دل پھنسا زلف مین یا دہن رخ پر نور کہان لیگئی زنگ جلب سے مری قسمت مجھکو
سر جھکائے در جانان پہ پڑا رہتا ہون دخل اغیار سے آتی ہے ندامت مجھکو
شب فرقت مین عجب کیا جو نکلجاے دم ہوش اڑجاتے ہین غالب ہے یہ دہشت مجھکو
چھوڑکر ملک عدم آپ سے کیا آیا ہون کھینچ لاتی ہے یہان بھی تری الفت مجھکو
کوہ پر محنت فرہاد کا آتا ہے خیال دیکھکر جوے روان آتی ہے رقت مجھکو
دہن و عارض گلرو کی جو پائی ہے شکل اسلیے غنچہ و گل سے ہے محبت مجھکو
قطع امید ہوئی یار سے یہ اے رعنا عمر گذری ہے کہ ہے صدمہ فرقت مجھکو

برق ثانی نے یہ اشعار طرف سے شاہزادے کے پڑھے اور کہا کہ مین نے آپ نے زیادہ آپ کو اور آپ سے زیادہ انکو بیتاب و بیقرار پایا جب آقاے نامدار کو اس غلام نے

انتہا سے زیادہ بیتاب دیکھا سوچا کہ فکر وصل کرون آپ نے جس کنیز کو بھیجا تھا مین نے
اسکو راہ مین گرفتار کیا یہ سمجھ لیا تھا کہ اس سے کوئی مطلب نہ نکلیگا اس کنیز کی تا یہ آقا
رسائی نہوگی اب مین حاضر خدمت ہون یا تو آپ تشریف لیچلیے یا اگر فرمایئے تو مین آقا کے
تاجدار کو لاؤن ملکہ شیدا نے سر جھکا کر کہا ای برق ثانی تم تو عیار ہو جو مناسب جانو وہ کرو
مگر مناسب یہ ہی کہ میرے جانے مین ہزار طرح کی خرابی ہی لہذا وہی تشریف لائین میرے
خانۂ حزن و ملال کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائین یہان کوئی در انداز
نہین ہے تم خود چلکر محفل مین دیکھ لو کہ سوا ے کنیزون کے کوئی در انداز نہین ہی برق ثانی
نے کہا وہ شہسوار معرکۂ جلالت یکہ تاز میدان جرأت ہین کسی سے خوف نہین کرتے ضرور تشریف
لائینگے دل و جان سے آپ کے مشتاق ہین ملکہ سے یونہی باتین کرکے برق ثانی باغ سے
نکلا یہان ملکہ نے کنیزون سے سب کیفیت بیان کی کہا دروازہ بند رکھو غرض آنے پاوے
اگر کوئی آئے تو باہر ہی روکو کنیزین انتظام مین مصروف ہوئین کچھ دروازے پر باغ کے
آئین کچھ گوشۂ باغ مین انتظام کر رہی ہین درخت بادلے سے منڈھے گئے روشنی کا
سامان ہوا طائران خوش آواز کے قفس درختون مین لٹکائے جھاڑ دو شاخے تیل پانی
کے گلاس جابجا آراستہ کیے گئے روشنی کی تیاری آئینے قد آدم لگائے گئے جس مقام کو
آئینے مین صاف ثابت ہوتا ہی کہ سحر طلب ہی یہی تو ملکہ کا مطلب ہی کہ ایسی رعنائی کی
زیبائی ہو کہ اُس شہریار کو پسند آئے خود پھر رہی ہین اور فرماتی ہین یہان کرسیان
بچھاؤ یہان دنگل نصب کرو لیکن برق ثانی نے صحرا مین آکر اول گلرنگ کو ہوشیار کیا لباس
اُسکا اسکو پہنایا اور سمجھا بجھا کر کہا اب طرف باغ کے جاؤ گلرنگ طرف باغ کے گئی برق ثانی
جست و خیز کرتا ہوا قریب بارگاہ پہونچا سُنا کہ شاہزادہ رو رہا ہی اور یہ اشعار زبان پر
جاری ہین۔ نظم

اگر قاصد تو تیرے مہربان ہی	خبر لا جلد وہ دلبر کہان ہی
دہن مین کب یہ دود بیجان ہی	دل پُر سوز عاشق کا دھوان ہی
کھلا جوڑا یہ تیرے حسن تیرا	مگر کشتی کا دنیا بادبان ہی

عدم مسکن ہوا اپنا ہم صفیرو	مکاں پوچھو تو اوج لامکاں ہی
ہنسے اس درجہ حال زار پر غیر	مرا چہرہ برنگ زعفراں ہی
چلو ای بلبلو صحن چمن سے	ہوا آخر ہوئی دور خزاں ہی
نہ لکھا نام کا نامے پہ اپنے	یہی قاصد نشان بے نشاں ہی

دل رعنا نہیں پہلو میں دیکھو
کدھر ہی کسطرف ہی اور کہاں ہی

برق ثانی ڈرتا ہوا خیمے میں آیا آتے ہی قدموں سے لپٹ گیا کہا ای آقا سے نامدار بیحد زیادہ معشوق بیقرار ہی تشریف لیچلیے شاہزادے نے برق ثانی کو گلے لگا لیا فرمایا کہ برادر تو نے جان بچائی وہ مژدہ سنایا کہ روح کو تازگی حاصل ہوئی لیکن تم بھی ساتھ چلوگے برق ثانی نے عرض کی میں تو حضور کا ہمزاد ہوں جہاں حضور جاینگے غلام ضرور ساتھ چلیگا شاہزادہ اسی وقت سوار ہوا لباس رزم اُتار الباس بزم زیب جسم کیا تلوار حمائل کی سپر پشت پر ڈالی مرکب پر سوار ہوے ساتھ برق ثانی کے چلے راہ کو طی و ہی کرکے جب سامنے باغ کے پہونچے در باغ پر چند کنیزیں منتظر کھڑی تھیں دوڑکر ملکہ کو خبر دی کہ حضور وہی عیار ساتھ ہی ایک شیر بیشۂ جرأت صاحب شوکت و لیاقت پشت مرکب پر سوار تشریف لاتے ہیں ملکہ گھبرا کر اپنے مقام پر سے اُٹھیں کہ برائے استقبال چلوں جی چوسنا یا پیشانی پر پسینہ آیا نہ اُٹھ سکیں بیٹھ گئیں شاہزادہ خسرو شیر دل قریب در باغ تشریف لائے پشت مرکب سے اُترے مرکب کو ایک درخت سے اُلجھا دیا آپ بھی اندر تشریف لائے باغ میں وہ سامان دیکھا کہ نخل پر بہار عروسان چمن کا نکھار جھاڑ جا بجا روشن مثل وادی ایمن ہر مقام منور و روشن معلوم ہوتا ہی شاہزادہ بہار باغ دیکھتا ہوا روش پٹری طی کرتا ہوا چلا آتا ہی بلبلیں یا تو آشیانوں میں سر ڈالے ہوے بیٹھی تھیں یا بہار باغ دیکھکر آشیانوں سے سر نکالے یہ اشعار عاشقانہ سب چہک چہک کر پڑھنے لگیں نظم

حسکرائی پہ ہوا میل سلیمان بہار	عشق پیچاں بنگیا طغرائے فرمان بہار

زخم خندان یاربن ہی روے خندان بہار — تیر باران بلا ہی مجھکو باران بہار
بے لقا ہی ہستی شبنم سے باران بہار — برق کی چشمک سے کم وقفہ ہی دوران بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو چاہیئے — نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا — نو سواران چمن ہین مرد میدان بہار
کیا سمجھ کر روتے ہین مجھکو سیارۂ چمن — سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار
زلف کا ہونا قریب چہرۂ رنگین ہی خطر — باغ بے سنبل ہی بے شیرازۂ دیوان بہار
چاک پیراہن ہر اک گل کا بعینہ زخم ہی — کھیت ہی تلوار کا یارب کہ میدان بہار
روشنی ہووے جو آنکھون میں تیری سیر باغ کر — لالۂ آتش زبان ہی شمع ایوان بہار
آبجو مین ہین صفا سے سیقہا خرافیان — ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار
عشق نے ہین بدون بھی کرم کے ساتھ نیک — رزق زنبور عسل ہے ریزہ خوان بہار
رنگ سیرا اور تیرا دیکھکر حیران ہوے — نقش بندان خزان و نقش بندان بہار
جان تازہ آتی ہی آتے ہی تیرے باغ مین — جاتی ہی تیرے نکل جانے سے ہی جان بہار
لالہ و گل سے ہنوز آباد ہی صحن چمن — سرو شمع سبز ہی سنبل شبستان بہار
پھر سیر باغ جاتا ہی جو تو اے شمع رو — صدقے ہوتے ہین جتنے ہین مرغان بہار

نخل ماتم کیطرح ہون بوستان دہر مین
نی سزاوار خزان آتش نہ شایان بہار

شاہزادہ یہ اشعار سنتا ہوا سیر باغ ملاحظہ فرماتا ہوا قریب ملکہ شیدا پہونچا شیدا بمشکل اپنے مقام سے اٹھی ضعف نزاکت سے مثل شمع سحری لہرائی یقین تھا کہ گرین خسرو نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا گویا دولت کونین ہاتھ آگئی ملکہ نے لاکر مسند پر بٹھایا ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین گل چینی گلشن جمال کی کر رہی ہین ایک گائن کو اشارہ کیا چند کنیزون کو حکم ہوا کہ اسباب عیش مہیا کرو کنیزین دوڑکر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لائین گائن نے بیٹھکر بعد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گائی۔ نظم

گرد کلفت جم رہی ہی ہر زبان بالا سے — کیا زمین پیدا کریگا آسمان بالاے سر

کیا عجب ہی داغ سودا کا مکان بالاے سر — میزبان رکھتا ہی پاے میہمان بالاے سر
برگ گل رکھون اگر مین ناتوان بالاے سر — دم چڑھے ہو صید نہ سنگ گران بالاے سر
کھینچتا ہی تیغ جب وہ دلستان بالاے سر — سارے تن سے کھینچ کے آرہتی ہی جان بالاے سر
یار اگر جاوے کرم سے تیرے ای باد مراد — زیر پا لب سے ہی کشتی بادبان بالاے سر
پھر بہار ای بے نیاز آوے پھرین پھرکو بگو — ٹوکرے پھولون کے رکھکر باغبان بالاے سر
رکھتے ہین ای بت وے سر پر بٹھانے کے لیے — گنبد دستار سے زاہد مکان بالاے سر
کون سمجھا بادشاہ حسن ہی ای مہروش — تاج زرین مہ ہی کلغی کہکشان بالاے سر
کیا سمجھ کر شمع سے مین یار کو تشبیہ دون — پان دہن مین ہی زبان دان ہی زبان بالاے سر
نالے کرتا ہون تو کہتے ہین مجھے اہل زمین — کیون اُٹھایا چاہتا ہی آسمان بالاے سر
قتل جب چاہے کرے آتش وہ طفل جنگجو — خنگ مین ہی زرہ نہ خود یان بالاے سر

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ملکہ نے کنیز سے جام لیکر سامنے شاہزادے کے پیش کیا
شاہزادے نے جام پر ہاتھ رکھا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کیون صاحب کیا
کسی نے عہد لیلیا ہی کہ کسی کے ہاتھ سے جام شراب نہ پینا خسرو نے کہا ای ملکۂ عالم مین
اس راز و نیاز سے بالکل آگاہ نہین مگر مذہب مین ہمارے تمھارے فرق ہی ہم جسکو
قتل کرنے چلے ہین تم اُسکو خدا جانتی ہو ہمارا خدا وحدہ لاشریک ہی انصاف سے کہو
تو یہی اعتقاد ٹھیک ہی ہفت پیکر مثل تمھارے جادوگر ہی خوف سے بجالی صاحب
کے بیقرار و مضطر ہے طلسم ظاہر سے بھاگا طلسم باطن مین آیا بجالی صاحب نے لوح
طلسم حاصل کی مرحلہ جات توڑکر قریب قصر عشرت آ پہونچے یہ خداوند ہین کہ جو اپنے
بندون کے ہاتھ سے دردمند ہین اب قریب قصر عشرت کہ بجالی صاحب پہونچ چکے
شیدا نے سر جھکا کر جواب دیا کہ مین کیونکر کلمہ پڑھون آپ سحر کو معیوب جانتے ہین اور
میرے باپ سے مقابلہ پڑا ہی وقت پر آپ کی مدد کرونگی صحراے نرگس مین ہزار
جھگڑے ہین برق ثانی نے کہا آپ اطاعت اسلام قبول کرین یہ بڑی بڑی
جادوگرنیان اسی اعتقاد سے شریک اسلام ہوتی ہین شیدا نے سر جھکا کر جواب دیا

کہ مین نے بدل وجان اطاعت دین اسلام قبول کی ہفت پیکر پر لعنت ہی یہ تو میرا
ہمیشہ سے اعتقاد تھا کہ ہفت پیکر ساحر زبردست ہی باوا جان بھی یہی کہا کرتے ہین
جنھون نے اعتقاد خدائی کیا وہ دیوانے ہین شاہزادے نے جام شراب پیا دوسرا
جام بھر کر اپنے ہاتھ سے شیدا کو دیا شیدا دل وجان سے شاہزادے پر عاشق و
شیدا ہی طریقۂ کلام سے محبت پیدا ہی مگر قضائے کار مخلوق جادو جو صحبت مین ساحرون
کی بیٹھا ہی ارژنگ جادو وزیر اعظم نے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ لشکر طلسم کشا
صحرائے نرگس کے قریب آگیا اب جو کچھ انتظام کرنا ہو وہ کیجیے کل وہ لوگ سرحد
صحرائے نرگس مین داخل ہو جائینگے پھر مشکل پڑیگی طلسم کشا صاحب لوح والا ک
تحفہ جات ہی تصویر کش دوسرا وزیر بول اُٹھا ای شہنشاہ ساحران آپکی صاحبزادی
ملکہ شیداے غنچہ دہن نے کامل وعدہ کیا تھا کہ لشکر مسلمانان تباہ کر دونگی حقیقت
مین اُنکا سحر ایسا ہی ہی جو نہ کرین وہ تھوڑا ہی انکے سحر کا دفعیہ سب جادوگرون کو
نا ممکن ہوگا ملکہ سلماے گوہر پوش کہ شاہزادی جبل اعلی کی ہی طلسم کشا کے
ساتھ آئی ہی ملکہ سنبل ہفت گیسو و ملکہ شفق خونخوار کیسی زبردست جادوگرنیان
ہین انکے سحر کا روکنا اور اپنا سحر غالب کرنا ملکہ ہی کا کام ہی مخلوق نے کہا اسکا سحر ایسا ہی
کہ کسی پر ثابت نہ ہو اور انتظام ہو جاے کوئی ساحر کیا دریافت کریگا کتاب تصنیف
کردۂ خداوند لاؤ اُسمین دیکھون کہ شیدا کیا کر رہی ہی یہ کہکے الماری کھولی بڑی
جلد کی کتاب نکالی اُسکو بوسہ دیکر کھولا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند یہ مقدمہ شیداے
غنچہ دہن آپ نے کیا لکھا ہی یہ کہکے ورق اُلٹا مخلوق رونے لگا سب نے پوچھا ای
شہنشاہ کیا دیکھا کہ آپ رونے لگے مخلوق نے کہا اس ورق مین قدرت نے فعال
طلسم ہفت پیکر لکھا ہی تحریر فرماتے ہین کہ اس سنہ مین طلسم فتح ہوگا ہم بھاگ کر
طلسم خیال سکندری مین جائینگے مسلمان وہان بھی پیچھا نہ چھوڑینگے لکھتے ہین کیا
غضب کی بات ہی کہ طلسم خیال سکندری والے قدرت کی مدد کرین ہم چپکے چپکے تقدیم
کرکے اُنکو بھی ہٹائین گے طلسم خیال سکندری کہ سات سو فلک اسکے متعلق ہین

باج و خراج بہ اطمینان آتا ہو سب پر مسلمانون کا قبضہ ہو گا مسلمان بڑے رنج و ملال اٹھائینگے
اس طلسم کے خود صاحب قران فتاح ہین منازل عجائب و غرائب کے سیاح ہین
حمزہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم انکو کون روکیگا سحر انپر تاثیر نہین کرتا جہان جائینگے
لڑینگے ساحرون سے معرکے پڑینگے لیکن لوح طلسم ایسے مقام پر ہو کہ جہان ہوا نہین
پہونچ سکتی وہان انسان کا جانا نہایت دشوار ہو اس حال کو دیکھکر مین رویا وزرا نے
عرض کی حضور اس حال کو نہ پڑھین یہ مقام قدرت نے غصے مین لکھا ہو کون طلسم کو
فتح کر سکتا ہو جادوگرنیان اُنکے ساتھ والی ابرون کو آراستہ کرکے آگے بڑھین گی لیکن
ساحر زبردست ہوکر اول اُنکو روکے اُسکے بعد طلسم کشا پر قبضہ کرلے تب انتظام معقول
ہو اور مسلمانون پر وبا پڑے کہ اُنکو بھی ثابت ہو کہ کوئی ساحر آیا ہو مخلوق نے دوسرا
ورق اُلٹا اب مقدمۂ شیدا مین دیکھا زانو پر ہاتھ مار کر کہا لو بڑا غضب ہوا خسرو
شاہزادہ پہلو مین شیدا کے بیٹھا ہو جام ارغوانی گردش مین ہو طلسم کشا طلسم کے تماشے
کی دھن مین ہے اور بھائی اُنکے ملک کو تسخیر کر رہے ہین اُسنے اطاعت اسلام بھی کرلی
یہ کہکر کہا یارو تم مین بھی کوئی ایسا ہو کہ خسرو کا سر لائے اور بی شیدا کو کھینچتا ہوا مجھ تک
پہونچائے مین اُسکو سزا دون غافل کو سمجھاؤن سکنے قدرت کے لیجاؤن غرض
کردون کہ قدرت کی دشمن یہ حاضر ہے جو چاہے سزا دیجیے اب اسکو سنگ سیاہ
کیجیے کہ عمر بھر یاد کرے کہ مین نے کیا حرکت کی قدرت سے پھری تو یہ انجام ہوا کسی
جنگل مین پڑی رہیگی ایک ساحر مردنگ جادو ازرنگ کا بھائی یہ کہکر اُٹھا کہ
ابھی غلام جاکر دونون کو لاتا ہو مخلوق نے کہا اے مردنگ سمجھ کے کلام کرو شیدا
کو قدرت نے تعلیم کیا ہے کیا کیا نہین سکھایا بلکہ مجھکو پیغام دیا تھا کہ اگر شیدا کو
ہماری خدمت مین چھوڑ دو تو اُسکا مرتبہ بڑھائین کل طلسم کا حاکم بنائین سب خراج اُسکے
پاس بھیجا کرین یہ خراج ہمارے پاس لائے مین نے منظور نہ کیا تنہائی مین اگر ہم اس
بدنصیب سے پوچھا اس برگشتہ بخت نے جواب دیا کہ حضوری قدرت کی ذات اختیار کرونگی
ایسا نہو کہ قدرت مجھپر دست انداز ہون کنیز کو اپنے حسن پر ناز ہو شاید قدرت سے

فساد پیدا ہو جلا کر کچھ تقدیر کر بیٹھین کئی دن مین نے کمبخت کو سمجھایا اب پسر حمزہ کو لیکر بیٹھی ہے مرونگ جادو نے کہا مین یہان سے جاتے ہی شاہزادے کو اُٹھا لونگا شیدا کی زبان بند کر دونگا مخلوق نے کہا جاؤ جلد ایسے کو تم پہونچاؤ ایسا نہو کوئی اُسکو یہان کی خبر پہونچادے کہ وہ شاہزادے کو چھپادے تو کہان تلاش کروگے بہت حیران رہوگے مخلوق جادو کو مرونگ سلام کرکے بہ قہر وغضب تمام طرف باغ شیدا کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ مسند پر بیٹھے ہین اور برق ثانی بایان چھیڑ کر غزل عاشقانہ گا رہا ہے

نظم

وہ رنگ سرخ ہی کیف شراب سے ہوتا — ظہور لعل کا ہے آفتاب سے ہوتا
غرور حسن نے نازان کیا انھین ورنہ — نیاز نامہ مشرف جواب سے ہوتا
نزاکت بدن نازنین یار نہ پوچھ — کمر مین درد ہا پیچ وتاب سے ہوتا
شراب تھوڑی سی پینا مناسب آپکو ہی — ستم بہت ہی تمھارے حجاب سے ہوتا
ترے پسینے کا دھوکا ہی دیدہ یار سے — عرق عرق ہون مین بوسے گلاب سے ہوتا
یہ کیسے نکلے ہین سوداے چشم مین اپنے — کوئی جو فتنہ ہو بیدار خواب سے ہوتا
نظارہ بازی بجسم جان ہے شغل اپنا — وہ ہم بھی کرتے ہین جو ہی حساب سے ہوتا
تمھارے کشتۂ رخسار کی جو خاک اُڑتی — ہر ایک ذرہ بلند آفتاب سے ہوتا
جلو رہوتے ہین رخسار یار کے صدقے — کمال ماہ ہی حسن شباب سے ہوتا
کھلا جو روے مخطط سے یار کے ہمکو — یہ مدعا نہین حاصل کتاب سے ہوتا
قریب ہی کہ کرے آفتاب حشر طلوع — کمال تنگ ہی یوسف نقاب سے ہوتا
وہ گلعذار منڈاتا ہی خط نورس کو — چمن کا سبزہ ہی خارج حساب سے ہوتا
کمی محال ہی تیرے کرم مین اے محبوب — کنارہ کش نہین دریا حباب سے ہوتا
چھپاؤن بجا ہے سے مین خاک داغ سودا کو — درشت رو نہین یوسف نقاب سے ہوتا
غبار بنکے لپٹتا مین دامن زین سے — جدا جو ہاتھ تمھاری رکاب سے ہوتا
پھنسا یا یار کے گھر مین یہ کام کیا کم تھا — جو کچھ کہ ہمت عالی جناب سے ہوتا

شرابخواری رندان سمجھ نہ سہل آتش
شناورون کا گذارا ہی آب سے ہوتا

اس رنگ مین برق ثانی گا رہا ہی کہ ملکہ و شاہزادہ تعریفین کر رہے ہین ملکہ شیدا کی
وزیر زادی شبنم مروارید پوش گانے پر برق ثانی کے دل و جان سے عاشق
ہوئی ہی بلکہ تال دے رہی ہی تحسین علم موسیقی سے ماہر حال گانے والونکا امیر تی ہر
قضائے کار یکایک غل ہوا شیدا کے کان مین زنجیرون کی جھنجھناہٹ کی آواز آئی
وزیر زادی سے پلٹ کر کہا ارے زنجیر کے غل کی کہان سے آواز آئی وزیر زادی نے
کہا واری زنجیر کی آواز تو میرے بھی کان مین آئی گویا دیوانے زنجیر ہلا رہے ہین یہ کلام
تمام نہ ہوا تھا کہ ایک حلقۂ زنجیر گلے مین برق ثانی کے پڑا طرف آسمان کے کھینچا وزیرزادی
شبنم نے جو دیکھا کہ ایک حلقۂ زنجیر گلے مین برق ثانی کے پڑا اور طرف آسمان کے
لیے جاتا ہی تڑپ کے اٹھی کٹار کھینچ ماری کار و حلقے پر پڑی حلقۂ زنجیر تو نہ کٹا دوسرا حلقہ
زنجیر سے پیدا ہوا وہ گلے مین شبنم کے پڑا شبنم بھی بلند ہونے لگی جب تو شیدا اچھلا کر
اٹھین پکار کر آواز دی اری غنچہ دہن آواز تو دے یہ کون بے ادب ہی کہ ہماری محفل مین
بے ادبی کرتا ہی یکایک غنچہ زرگل جھکا آواز آئی حضور ملاحظہ فرمائین آسمان پر سے مردنگ جادو
سحر کر رہا ہی ملکہ نے سر اٹھا کے طرف آسمان کے دیکھا- دیکھا ایک ٹکڑا ابر لہرا رہا ہی اسی
ابر سے زنجیر پیدا ہوئی بس ملکہ نے آواز دی اری زمین گیر اسکو اپنے پاس بلا مردنگ
جادو یا تو سحر کر رہا تھا یا دھم سے زمین پر گرا ملکہ نے دیکھکر آواز دی کیون مردنگ
ہمارے سامنے یہ بے ادبی ذرا ہمسے آنکھ ملاؤ اپنے ہوش مین آؤ مردنگ نے شیدا
سے آنکھ ملائی آنکھ ملاتے ہی بد حواس ہوگیا چہرہ سرخ ہوا پکار اٹھا اے ماہ آسمان جاہ و
جلال و اے خورشید فلک کمال مین تو غلام ہون جو فرمایئے بجا لاؤن میری تو یہ کیفیت
ہی دل کی عجب صورت ہی (نظم)

بہر نظارہ گل رخسار جانان چاہیے　　بلبل گلزار کو صحن گلستان چاہیے
وصل کی شب مین خیال روز ہجران چاہیے　　خانۂ شادی مین بھی ماتم کا سامان چاہیے

ہر گھڑی یاد رخ پر نور جانان چاہیے / کعبۂ دل مین چراغ مہر تابان چاہیے

خانۂ دل مین چراغ داغ ہجران چاہیے / نور یانے غمکدے مین غم کا سامان چاہیے

ہر مرغ روح دام زلف پیچان چاہیے / عاشق گیسو کی خاطر سنبلستان چاہیے

عاشق رخ کو خیال روے جانان چاہیے / یوسف مصری کی صورت یاد کنعان چاہیے

ہنستے کیا ہو ایک بوسہ سبزۂ عارض کا دو / مرہم زنگار ہر زخم خندان چاہیے

حلقۂ ماتم بنا ہون مین وفور ضعف سے / اس انگوٹھی کا نگین اب ای سلیمان چاہیے

وصف کرتا ہون رقم تیرے حنائی ہاتھ کے / جاے خامہ ہاتھ مین اک شاخ مرجان چاہیے

آج کل سودا ہے اک غنچہ دہن کی زلف کا / چاک مثل جیب گل اپنا گریبان چاہیے

ای معلم ہمصفیر بلبل شیراز ہون / سیر کرنے کو فقط مجھکو گلستان چاہیے

ایک بوسہ دو عرق آلودہ ابرو کا ہمین / حلق تر کرنے کو آب تیغ بران چاہیے

ہین ازل سے کشتۂ سلک در دندان یار / غسل میت کو ہمارے آب نیسان چاہیے

باغبان اب ہمکو گلگشت چمن سے کام کیا / ہم ہین دیوانے ہمین سیر بیابان چاہیے

نوک مژگان صنم کا دل کو سودا ہے کمال / نشتر فصاد اب ہر رگ جان چاہیے

ہر غزل اپنی مسلسل ہو یہ کچھ مشکل نہین / مدح سلک گوہر شہوار دندان چاہیے

گردش چشم پری پیکر کا دیوانہ ہون مین / ای جنون پاے نظر مین خار مژگان چاہیے

وہ حسین ہے تو کہ پریان ہون ترے زیر نگین / تخت کے بدلے تجھے تخت سلیمان چاہیے

نور وارفتہ ہون اک یوسف سے سیم اندام پر
گنج قارون مجھکو جاے کنج زندان چاہیے

بلبلاتا ہوا لڑکھڑاتا ہوا دست بستہ سامنے شیدا کے آیا شیدا نے پوچھا مثل مشہور ہی مصرعہ

ای روشنی طبع تو بر من بلا شدی

آخر تو یہانتک کیونکر آیا تو تو رونق محفل ہے مردنگ نے جواب دیا آپ کے والد نامدار نے مجھکو بھیجا ہی مین آپ کو گرفتار کرنے آیا تھا لیکن دام گیسو مین خود اسیر ہوا جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی خسرو شیر دل سے کہا ای شہریار آپ

مطلب کو سمجھے خسرو نے کہا میرے ذہن مین آگیا تمھارے والد کو خبر دی گئی ملکہ نے
کہا حضور وہ خود ہمہ دان و ہمہ گیر ہے اُسکے پاس کتاب تصنیف کردہ ہفت پیکر موجود ہے
گھر بیٹھے سب حال دیکھ سکتا ہے اُسنے خود کتاب مین دیکھا ہوگا کیون اے مردنگ
باوا جان کو کیونکر حال معلوم ہوا کہا حضور کتاب قدرت کھولی اُسی سے دریافت
ہوا ملکہ نے کہا بقول شخصے اوکھلی مین سر دیا تو دھمکیون سے کیا ڈر بیٹے چاہا تھا کہ مخفی
کام کرین لیکن اظہار ہوگیا اب جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اے مردنگ تو جا اور مخلوق
کا سر کاٹ لا دیر نہ کرنا نہ کسی سے ڈرنا نہ خائف ہونا مخلوق کا سر لیکر آنا اگر خالی پلٹے گا
تو بہت پچھتائیگا تیرے کیا ہاتھ آئیگا یہ سُنکر مردنگ جادو تلوار کھینچ کے طرف مخلوق کے
چلا ملکہ شیدا نے برق ثانی و وزیرزادی کو رہا کر لیا دونون پاس بیٹھے لیکن مردنگ
بے پروا نہ پیدا کر کے چلا مخلوق جادو دربار مین اپنے بیٹھا تھا کہ در باغ پر بلوہ ہوا مخلوق نے
کہا دریافت کرو یہ کیا معرکہ ہے کہ میرے ملازم فریاد کر رہے ہین چند ساحر باہر گئے خبر لائے
عرض کی اے شہنشاہ ساحران مردنگ جادو آپکے ملازمون کو قتل کر رہا ہے اور
آپ کو گالیان دے رہا ہے ملازمون نے منع کیا کہ شہنشاہ کو گالیان نہ دو اور کلمات
سخت نہ کہو پس اُسنے سحر کرنا شروع کیا کئی ہزار جادوگر قتل کر چکا اب اندر بارگاہ کے
آیا چاہتا ہے روکنے والون کو قتل کر رہا ہے مخلوق اپنے مقام سے اُٹھا جھولی
پہ ہاتھ رکھا دروازے پر آکے دیکھا کہ مردنگ اپنی روشنی دکھا رہا ہے تیغہ برہنہ
ہاتھ مین نگہبانون کو قتل کر رہا ہے ہزار ہا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہے ساحر بھی زبردست
ہے وہ سحر کیا ہے کہ آسمان سے آگ برس رہی ہے اُس آگ سے تمام ساحر
جلے جاتے ہین مخلوق نے پہلے سحر کیا کہ پانی برسنے لگا آگ بجھی مخلوق نے جھپٹ کر
نعرہ کیا او مردنگ کس کام کو گیا تھا کیا کر رہا ہے ان ساحرون مین تیرے بھائی
بھی تھے تو نے اپنے بھائی اور اپنے باپ کو مارا کچھ تجھکو افسوس نہ آیا اب باتین
بناتا ہے آکر قدمون کو بوسہ دے مردنگ نے جواب دیا او سحر کیا بکتا ہے ملکہ
شیدا پہ میری جان جاتی ہے جو اُسنے حکم دیا وہ بجا لاؤنگا تیرا سر لیکر جاؤنگا کہ معشوق

راضی ہوا ایسا نہ ہو خالی جانا اُسکے خلاف گذرے مخلوق نے کئی مرتبہ سمجھایا مگر مرزنگ
ہوش مین نہین ہے شیدا کا سحر رگ و ریشے مین اُترا ہی اپنے آپسے باہر
ہی شیدا کی تصویر آنکھون کے آگے پھر رہی ہے معلوم ہوتا ہے شیدا سامنے
کھڑی اشارے کر رہی ہے کہ مخلوق کا سر کاٹ لے مگر مخلوق کی یہ کیفیت ہے کہ
ڈٹا ہوا کھڑا ہے گولہ فولادی ہاتھ مین لون اپنا سپر ڈال رہا ہی گولے کو زد دیتا ہی
پھر رُک جاتا ہے کہتا ہے اے میرا رفیق و شفیق ضایع ہوتا ہے ارے او دیوانے
جسکا تمام تو لیکر روتا ہے وہ یہان کہان ہے اُسنے اپنا سحر تیرے سر پر چڑھا دیا
اب بھی ہوش مین آ سنبھل کر باتین کر ایسا نہو میرا گولہ چل جائے مرزنگ نے
آواز دی او بیحیا مین تیرا سر لینے آیا ہون معشوق پری خصال نے حکم دیا تھا کہ مخلوق
کا سر لیکر آنا قریب آ سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ کر لیجاؤن معشوق کا حکم
بجالاؤن ایسا نہو اُسکے خلاف گذرے۔ فرمائے کہ دیر کیون لگائی جلد آکر حاضر
ہو میرا رنگ بگڑتا جاتا ہے اپنی تو یہ کیفیت ہے دل کی عجیب حالت ہے

نظم

کیا سبب کیون چپ ہین زخمون کے دہن تقریر سے — ہو گئی رنجیدہ کیا شاید زبان تیر سے
حل مشکل کیجیے آہ رسا کے تیر سے — چھوٹ جائے مرغ زرین دام چرخ پیر سے
کھینچتا ہی نقشہ گلزار معنی کیا عجب — بلبل تصویر نکلے بیضۂ تصویر سے
بخت خفتہ نے سُلایا تیرے دیوانے کا پانو — جوشش غفلت ہی پیدا دیدۂ زنجیر سے
سخت دیوانگی نے کچھ نہ پیدا کیا — نخل کی جا شور نکلا دانۂ زنجیر سے
خندہ دزدیدہ ہی زخمون مین قاتل کس لیے — دیکھ کیا پانی چرایا ہے تری شمشیر سے
کم نہین ہوتا کسی صورت سے زخمونکا سلوک — کوئی افسون دم کیا قاتل دم شمشیر سے
بعد مردن بھی وہی رکھتی ہی باہم اتحاد — تیرے دیوانے کی مٹی دانۂ زنجیر سے
چشم وحشت خیز سے دیکھین بیابان کے لیے — مانگ لین آنکھین ہرن کچھ دن اگر زنجیر سے
عشرت دیوانگی مین تنگ آزادی ہوئی — شرم ہو کیونکر نہ ہمکو خانۂ زنجیر سے

وحشت پریکسان رہی ہے زاری دیوانگی | مدتوں آنسو بہے ہیں دیدۂ زنجیر سے
چپ ہیں شاید مرگئے مسند گزینانِ جنون | جو نہیں آتی صدا بھی خانۂ زنجیر سے
دردنوشی سے عوض ہو دردنوشی ساقیا | گھونٹ پیتے ہیں لہو کے ساغرِ تقدیر سے
کیا اثر تھا جب کھنچا نقشہ ترے مقتول کا | رنگ کی جا خون ٹپکا خامۂ تصویر سے
مغفرت صدقے رہی مدفن پہ جب مدتوں | منہ چھپا یا روکے اسپادامن تقصیر سے
کس ہوا خواہِ اجل کی یہ نظر ایسی لگی | زخم کو اُچھو ہوا آبِ دمِ شمشیر سے
کہنہ مشقی ہر ستم میں کیوں نہ وہ حاصل کریں | تھی جوانی میں اُنھیں تعلیم چرخِ پیر سے
قدر رکھتا ہی نہایت گریۂ بے چارگی | زخم کے سیتے ہیں آنسو دامنِ شمشیر سے
کیا کہیں ہم داستانِ دشت وحشت اے نسیم | پوچھ لو تم خود زبانِ خار دامن گیر سے

ہر چند مخلوق نے سمجھایا مگر دلو کا وحشت بڑھتا جاتا ہی دمبدم یہی پکارتا ہی کہ ای مخلوق سر جھکا کر بیٹھ میں تیرا سر معشوق کے سامنے لیجاؤن مخلوق نے گرے کو تیار کر لیا چرخ دیکر مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا زمین پر گرا کام تمام ہوا مار کر اُسکو مخلوق بارگاہ میں آیا مشیرون سے صلاح کرنے لگا کہ یارو تمنے سنا شیرا اے غنچہ دہن نے کیا کیا اپنے گھر میں فرزند صاحبقران کو جگہ دی میں نے جو ساحر کو بھیجا اُسکو دیوانہ کرکے بھیجدیا گئی بڑا ساحر اُسنے مارے آخر میں نے غصے میں آکر مار ڈالا اب لشکر لیکر جاؤن خود ہی لشکر کشی کرون اور کسی کو وہ مانے گی نہیں جو جائیگا اُسکو دیوانہ کرکے بھیجے گی اُس ظالم کے سحر میں یہ تاثیر ہے کہ سحر اُسکا اثر تا نہیں دمبدم سحر کی ترقی ہوتی ہی آخر میں نے اُسکو قتل کیا سب نے کہا حضور خود چلیں بدون حضور کے جانے وہ کسی کو دمانے گی آپ کی سرحد میں بھی فتور پیدا ہوا ان شاہزادیوں نے عشق و محبت سحر کے ملک تباہ کرائے مخلوق نے دیکھکر آواز دی کہ ہاں یارو تیار ہو میں ابھی جاکر اس فتور کو مٹاتا ہون دونوں کی مشکیں باندھ کر لاتا ہون کہکے اُٹھا تخت پر سوار ہوا کئی سو مشیر و وزیر لاکھ ڈیڑھ لاکھ ساحرون کو ساتھ لیا پھر طرف رفیقون کے متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو اب تو فوج کم نہیں ہی مقابلہ تو میرے اُسکے پڑیگا

سپنے کہا ہم دیوار ہائے باغ گرادینگے پہلے شاہزادے کو گرفتار کرینگے شاید گرفتار ہونے سے شاہزادے کے ملا آپ سے عذر کریں ای شہنشاہ ساحران اگر وہ عذر کریں تو قبول کر لیجیے گا کہ اپنے گھر سے فساد مٹے بعض عقلا نے کہا آپنے مردنگ جادو کو ادھر روانہ کیا آپ اور جانب نکل گئی ہونگی لشکر طلسم کشا میں پہونچی ہونگی دیکھیے انجام کار کیا ہو مخلوق یہاں سے لشکر لیکر چلا ملکہ شیدائے غنچہ دہن نے جب مردنگ جادو کو روانہ کر دیا کہا اے شہریار اب نکل چلیے برق ثانی نے بھی یہی صلاح دی کہ اب یہاں ٹھہرنا بہت نہیں چلکر لشکر میں آرام فرمائیے خسرو نے کہا اے برق ثانی ایسا نہ ہو قبلہ وکعبہ کے خلاف ہو کہ ساحرہ کو بھگا لائے برق ثانی نے عرض کی آپ کے بڑے بھائی صاحب جو طلسم کشا ہیں وہ جادوگرنیوں کی مدد سے اس رتبے کو پہونچے اور وہ سب ساتھ ہیں یقین ہے آپ کو بھی کچھ نہ فرمائیں خسرو لپٹ مرکب پر سوار ہوے برق ثانی نے رکاب تھامی ملکہ شیدائے غنچہ دہن و شبنم مروارید پوش وزیرزادی طاؤس زرین بال پر سوار ہوئیں پانچسو کنیزیں جو حاضر تھیں اُن سب نے بخوشی عرض کی حضور لونڈیاں بھی ساتھ چلیں آپ کی وجہ سے ہماری عزت و آبرو ہے شیدا نے کہا تم سب میری جان کے ساتھ ہو یہ کہکے ایک دستک دی کچھ طائران پرندآئے کنیزیں اُن طائروں پر سوار ہوئیں باغ سے نکلیں طرف لشکر خسرو کے چلیں مگر شیدا نے سحر کر دیا ایک ابر آتش فشاں سر پر کڑکتا ہوا اس کروفر سے جاتی ہیں گوشئے بر صحرائے نرگس کے پہونچی ہیں جاہتی ہیں صحرا سے نکلجائیں کہ طرف سے قلعے کے گرد اُڑی آسمان پر ایک ابر شعلہ فشاں چمکتا ہوا مخلوق جادو سب کے آگے پشت بر ساحران غدار مخلوق نے جو خسرو کو آگے دیکھا کہ مرکب چمکاتے ہوے آتے ہیں وہیں سے نعرہ کیا کہ او پسر حمزہ اب آگے نہ بڑھنا یہ کہکے گولہ پھینکا کہ مرکب شاہزادے کا جلنے سے رکا شیدا نے ابر کو اشارہ کیا چند شعلۂ آتش گرے مرکب شاہزادے کا آگے بڑھا مخلوق نے اپنے ابر آتش فشاں کو اشارہ کیا دونوں ابر لگئے گویا ہاتھی لڑرہے

ہین جب آلپس مین ٹکرّ چلی شعلہ ہاے آتش گرے علاوہ ان مخلوق جلنے لگے لشکر مین فریاد کی صدا بلند ہوئی سب ساحر پکارتے تھے ای شہنشاہ ساحران ہم لوگ مٹے جاتے ہین ہمکو بچائیے ہماری مدد کو آئیے مخلوق نے ناچار ہوکر ایک گولا برون پر مارا کہ وہ اون اُبر جلنے لگے جل کر زمین پر گرے آگ برسنا موقوف ہوئی اب تو ملکہ شہپارا کا سامنا ہوگیا مخلوق نے للکارا او کیسو بریدہ تجھکو میرا خوف نہین سامنے میرے کئی ہزار ساحر جلا دیے مین وہ سحر کرونگا کہ تو دیوانہ وار جنگل مین پھرے عاشق تیرا غرق زمین ہو یہ کہکے سحر کرنے لگا شہید لنے پکار کر آواز دی ای والدہ نامدار آپ کیون تکلیف فرماتے ہین اطاعت شاہزادہ قبول کیجیے جلکر قصر عشرت کو لوٹیے اب قصر عشرت کا بچنا دشوار ہے کتاب مین تو اپنی ملاحظہ کیجیے قدرت نے صاف صاف لکھ دیا یہ سال آخر طلسم ہے قبضہ مسلمانان ہوجائیگا ہفت پیکر خود بھاگتا پھریگا یہ بھی آپکو بخوبی یاد ہے کہ تھوڑے دنون سے ہفت پیکر نے یہ شعبدے دکھائے خدائی کو اپنی رونق دی وہی ہفت پیکر ہے کہ کنارے دریاے عشرت کے بیٹھا رہتا تھا جب سورج گہن یا چاند گہن ہوتا تھا لوگون کو نہانے دریا پر لیجاتا تھا اناج جو ملتا تھا وہی بسر اوقات تھی آپ ہی لوگون نے اُسکو اس درجے پر پہونچایا پانچ چار سو ملک پر قبضہ تھا مسلمانون نے آکر سب ملک لے لیے اب آپ ہوش مین آئیے بسا ہنوز اجل قریب ہو اور یہ کنیز تو شریک طلسم کشا ہوئی لشکر کشی مین شریک ہونگی ہفت پیکر سے مقابلہ ہو تو حال سحر کھلے مخلوق نے تلوارین برسائین کچھ طائرون کو حکم دیا شیر صحرا سے پیدا ہوے پانچ سو کنیزون پر جا پڑے جسکو پکڑ لیا چیر کر پھینکدیا چند کنیزین خوف سے اُن جانوران درندہ کے قل مچانے لگین کہ اے بیگانۂ عالم کنیزون کی خبر لیجیے شیر ہلاک کررہے ہین ملکہ نے پلٹ کر جو دیکھا چالیس کنیزین قتل ہوئین سر اُنکے وہی جانور کھاگئے ملکہ نے دستک دی صحرا سے کئی سو سگان سیاہ پیدا ہوے آتے ہی بھونکنے لگے اُنکی آوازون سے شیر بھاگے سامنے سے بھاگ کر جنگل مین چھپے مخلوق نے چند دانے اغن کے پھینک مارے

سگان سیاہ جلکر خاک ہوے مگر کنیزان ملکہ سحر کرتی ہوئی لشکر کفار پر گرین شبنم گوہر پوش نے بجلی کان سے اُتار کے پھینکی میدان مین برق چمکنے لگی رعد کی گرج ہوئی کہ ساحرون کے کلیجے پھٹے بعض ساحر جمال شبنم دیکھکر ایسے بلبلائے کہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے پکارتے ہین اے ملکہ عالم ہمارا تو یہ حال ہے

نظم

سبزے سے خط یار کے ہوتا ہی غم غلط
ایسے فریب اُسنے حریفون کے کھائے ہین
معشوق سے امید وفا ہی خیال خام
مایوس ہو نہ مرغ دل اِک دن شکار ہی
ہوتی ہی دھن مین لٹنے کے دونی ہوا ہے جل
ای شوق یار راہ مین لے تو چلا ہی تو
کعبہ سنا ہی نام جو کوچے کا یار کے
شاعر نہین ہی بیجا ان ہی کہے جو ہیچ
بیجل پا بیگانہ عشق سے ابروے یار کے
تحریر یار کے لیے کرتا ہون خط شوق

کیونکر کہین نوشتہ قسمت کو ہم غلط
حق سے کہون مین تو بھی کہے وہ صنم غلط
وعدہ دروغ یار کا قول و قسم غلط
تیر نگہ نشانے کو کرتا ہے کم غلط
کیا ہجر مین شراب پیے سے ہو غم غلط
جادے سے بڑھنے پائے نہ نقش قدم غلط
کرتے ہین برہمن رہ بیت الصنم غلط
ہستی کو اُس کمر کی ہو کہنا عدم غلط
ای دل ہی ابر تیغ سے چشم کرم غلط
مطلب کو لکھنے پائے نہ آتش قلم غلط

کئی ہزار ساحر جو اسطرح کے اشعار پڑھتے ہوے سامنے شبنم کے آئے شبنم نے لشکر کی طرف اشارہ کر دیا وہ ساحر لشکر کو قتل کرنے لگے ہزار ہا ساحر مرکر گرا مخلوق نے برق گرا کر اُن ساحرون کو قتل کیا سحر کرتا ہوا چلا کنیزون کو جھپٹ کر ایک گولہ مارا کہ سب کنیزین گر کر بیہوش ہوئین خسرو و شیر دل پر سحر کیا کہ مرکب انکا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہی پشت سے گرا دون آقا کو پامال کرون ہر چند خسرو روکتے ہین گھوڑا نہین رکتا جب خسرو و شیر دل کا یہ حال کر چکا تو شیدا لکے سامنے آیا بہت بہت سمجھایا کہ ای نور نظر اے پارہ جگر قدرت سے بغاوت نکر مین جل کے تیری صفائی کرادونگا وزیر زادی کو متہم کرنا کسی کنیز کو بھنسا دینا مین گواہی دونگا کہ اسکی خطا نہین ہے

قدرت کی پہلونشین کہلاؤں گی سب تاجدار قدمبوسی کرینگے تمکو سب طرح کا اختیار ہوگا
شیدا نے جواب دیا مین ایسے اختیار کو آگ لگاؤن خدمت مین صاحبقران کی
جاؤن مجمع حسینان عالم مین بیٹھون ہر ایک یہی کہیگا کہ یہ رفیقان صاحبقران
ہین اگر شرف بہو ہونے کا پایا تو دماغ اپنا عرش اعلیٰ پر پایا تو کٹنا اور بجڑوا دی
کہ اس ساحر سیہ فام سے میری تقریب کریگا مین تو اُسپر لعنت کر چکی یہ کلمات سنکر
مخلوق بہت جھلایا تاج سر سے اتارا پکار کر آواز دی اے سرتاج سرشکن شیدائے
غنچہ دہن کو لینا یہ کہکے تاج پھینکا یا ایک گنبد شیشے کا بنکر شیدا پر گرا شیدا
اس گنبد مین بند ہوگئی ہزار طرح منتین کرتا ہے کہ اے دختر یہ سحر ساختہ ہفت پیکر
ہی دم بھر مین حال ابتر ہوگا جب کہ شیدائے غنچہ دہن یہ باتین سنکر کچھ نہ بولی
تو مخلوق نے آواز دی اے سرتاج شیدا نہ بچے گرفتار ہو جائے تاج جو اُس
ملعون نے پھینکا تھا اور وہ برج شیشہ بنکر گرا تھا شیدا تڑپ رہی ہی چاہتی ہی
برج کو توڑون ممکن نہین ہوتا مخلوق نے تیغ کمر سے کھینچا خسرو شیردل کو قتل کرنے چلا
اور مرکب بدلگامی کر رہا ہی کبھی الف ہوتا ہی کبھی چاہتا ہی درخت مین رگڑ دون کبھی
قصد کرتا ہی گر پڑون کسی طور سے شاہزادے کو پامال کرون اب مخلوق جو تلوار کھینچکر
چلا شاہزادے نے دیکھا کہ شیدا بند ہوئی گھوڑا میرا قبضے مین نہین اس انتشار
مین پکار اٹھا ای خالق بے نیاز و اے بندہ نواز اب اس آفت سے بچا لے
تجھکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی نظم

بگریاند گہے بر صحن گلشن ابر گریان را — بخندانند گہے بر چہرۂ گل برق خندان را
گہے بر مور بخشد پایۂ تخت سلیمانی — گہے کمزور مثل موری سازد سلیمان را
گر از یک قطرہ در بطن صدف سازد گہر سازد — گہ از کوہ گران آرد برون لعل بدخشان را
گر از وحدت عیان در دیدۂ اہل یقین گردد — گہ از کثرت نماید روئے روشن اہل ایمان را
سخن در پارسی گوید بوصف خالق اکبر — اگر گردد مدد از غیب ہندی ثنا خوان را

شاہزادے نے بیقرار ہوکر جو دعا کی ادھر شیدا کی بیقراری برق ثانی کی اشکباری

سب نے بیقرار ہوکر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا بفضل خالق انس و جان
از پر دۂ بیابان گرد سے برخاست اتنی بڑی گرد اُٹھی کہ روے آفتاب سیاہ ہوگیا
تمام صحرا تاریک ہوگیا شکل معلوم نہین ہوتے سامنے آکر دامنہ گرد شگافتہ ہوا خسرو نے
دیکھا رستم پیلتن علمشاہ صف شکن آگے آگے مرکب کو اُڑاتے ہوے تیغ چمکاتے
ہوے آتے ہین بھائی کو دیکھا کہ گھوڑے نے عاجز کر رکھا ہی دوڑا دوڑا پھرتا ہی ایک
ساحر زبردست تلوار کھینچے ہوے چاہتا ہی کہ دشمنون کو قتل کرون ایک طرف ایک
برج شیشہ آراستہ ہی اوسمین ایک نازنین خوشرو تڑپ رہی ہی چار ساڑھے چار سی
کنیزین پر بچھرہ زمین پر پڑی تڑپ رہی ہین برق ثانی قریب ایک نخل کے گرا ہی وہ نخل
برق ثانی کے پاؤن تھامے ہوے ہی اسنے رستم کو آتے دیکھا فوراً پکار کر آواز دی کہ
ای آقاے نامدار آپ کے بھائی قتل ہوا چاہتے ہین انکو آکے بچائیے رستم نے گھوڑے
پر کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا للکارے او نا ہنجار او بدکردار کدھر آتا ہے خبردار
قریب شیر بیشۂ صاحبقرانی نہ جانا پکار کر پوچھا ارے برق ثانی یہ عورتین کون ہین
کہ جو مبتلاے بلا ہین برق ثانی نے پکار کر آواز دی وہ گنبد شیشہ مین بند ہین وہ
آپ کی چھوٹی بھاوج ہین عاشق جمال خسرو اور جسقدر عورتین پڑی ہین وہ کنیزان ملکہ
عالم ہین سحر مخلوق سے بیدم ہین باپ بیٹی مین خوب خوب سحر ہوے آخر باپ
غالب آیا بیٹی مغلوب ہوئی اب چاہتا ہی قتل کرے رستم گھوڑا چمکاتے ہوے
قریب مخلوق کے پہونچے مخلوق نے جو رستم کو اس جاہ و تجمل سے دیکھا ہوش
و حواس منتشر ہوگئے کہتا ہی کہ اے مخلوق خالق نے کیا جاہ و جلال دیا ہی کسقدر
لشکر ساتھ ہے ایک طرف سے صاحب قران زمان پیدا ہے لاکھ ساحر مخلوق
کے بڑھکے رستم کو روکنے لگے رستم پیلتن نے بھی تیغۂ ہفت جوہر کھینچا جسپر
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے ادھر سے سنبل ہفت گیسو وغیرہ نے جو یہ ہنگامے
دیکھے کہا لو صاحبو صحراے نرگس مین ہم پہونچ گئے مخلوق جادو لشکر کشی کرکے آیا
ہمارے شہریار سے ساحر لڑ رہے ہین کیسے کیسے سحر کر رہے ہین گروہ صاحب جا

وتجمل ہین اُنکی جرأت کے طلسم مین غل ہین کئی سو ساحر مارے جاتے تا بہ مخلوق جانے
نہین دیتے سنبل ہفت گیسو نے گیسوے عنبرین کو جنبش دی اور لالہ عذار
نے بڑھکر چراغ دکھایا آفتاب فلک سیر نیر اعظم بنکر چمکا ماہی سحر اور نہنگ بحری
نے دریاے سحر جاری کیے لشکر بحر مین تلاطم پڑگیا شفق خونخوار نے لکہ ابر گلنار
لشکر مخلوق پر گرایا ابر نے کئی ہزار کو اپنے دامن مین لیا لپیٹ کر جلایا ہر ایک کے
سحر نے تاثیر دکھائی ستر اسّی ہزار ساحر ایک مرتبہ مر گئے مخلوق کے ہوش اُڑ گئے
حیران تھا یہ آفت کہان سے آئی آسمان پر جو نگاہ پڑگئی دیکھا کہ دن کو ستارے
چمک رہے ہین ایک ایک نازنین حسین وجمیل اپنا اپنا سحر کر رہی ہے اور
آفتاب فلک سیر نیر اعظم بنا ہوا چمک دکھا رہا ہے ساحران مخلوق کو جلا رہا ہے جسپر
سحر کیا وہ جلکر گرا سر دھنکے رہگیا ایڑیان رگڑ کے مرا اُسنے آفتاب پر گولا مارا گولے
نے یہ فعل کیا کہ نیر اعظم کی چمک کم ہوئی سنبل ہفت گیسو نے جو اپنی کاکلون کو
جنبش دی ماران سیاہ برسنے لگے باقی ساحر جو مخلوق کے تھے اُنکو ڈس لیا
اب مخلوق نے دیکھا کہ مین بالکل اکیلا رہگیا اہل لشکر افسران فوج راہی ملک عدم
ہوے تھوڑے ہی عرصے مین سب سامان درہم برہم ہوے اب شفق خونخوار
طرف گنبد کے چلی خیال مین یہ ہے کہ گنبد توڑون اُس نازنین کو بھی نکالون مگر
رستم جنگ رستاخیز کرتے ہوے قریب مخلوق کے پہونچے آواز دی کہ او خوک طینت
واو خرس بادیہ ضلالت اس شہر نے کیا گناہ سرزد ہوا اگر تیری بیٹی سے رسم و
مراسم ہوے تو کیا خطا کی کیا نان ونفقے مین فرق پڑا ہم لوگ بزرگ تھے ہمارا
دامن پکڑا ہوتا کیون اے برادر پرائی بیٹی کو کیون نکال لاے اور نان ونفقے
کی تکلیف دی کہ وہ تمھارے قتل پر آمادہ ہے مگر تو بڑا سنگدل ہے کہ داماد کا
قتل چاہتا ہے مخلوق نے جھلا کر کئی گولے رستم پر مارے یہ صاحب لوح ہین انپر
سحر کب تاثیر کرتا ہے سحر اُلٹا پلٹا رستم تیغہ ہفت جوہر کھینچے ہوے قریب مخلوق
کے پہونچے مخلوق نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوند آپ کے بندے پر یہ آفت اور

آپ آرام سے بیٹھے ہین بندون کی اپنے نہین سنتے ہفت پیکر قصر عشرت مین بیٹھا ہی کئی سو مصاحب جمع ہین حسین عورتین سامنے رقص کر رہی ہین شراب پی رہا ہی ایک مہ جبین سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہی۔ نظم

وحشی سے بوے گل کیطرح سے جہان مین ہم
نکلے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکان مین ہم

ساکن ہین جوش اشک سے آب روان مین ہم
رہتے ہین مثل مردم آبی جہان مین ہم

شیداے روے گل نہ تو شیداے قد سرو
صیاد کے شکار ہین اس بوستان مین ہم

نکلی لبون سے آہ کہ گردون نشانہ تھا
گویا کہ تیر جوڑے ہوے تھے کمان مین ہم

آلودہ گناہ ہے اپنا ریاض بھی
شب کاٹتے ہین جاگ کے مُغ کی دکان مین ہم

ہمت پس از فنا سبب ذکر خیر ہے
مردون کا نام سنتے ہین ہر داستان مین ہم

ساقی ہے یار ماہ لقا ہے شراب ہے
اب بادشاہ وقت ہین اپنے مکان مین ہم

نیرنگ روزگار سے ایمن ہین شکل سرو
رکھتے ہین ایک حال بہار و خزان مین ہم

دنیا و آخرت مین طلبگار ہین ترے
حاصل تجھے سمجھتے ہین دونون جہان مین ہم

پیدا ہوا ہی اپنے لیے بوریاے فقر
یہ نیستان ہی شیر ہین اس نیستان مین ہم

خواہان کوئی نہین تو کچھ اسکا عجب نہین
جنس گران بہا ہین فلک کی دکان مین ہم

لکھا ہی کس کے خنجر مژگان کا اسنے وصف
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم

کیا حال ہی کسی نے نہ پوچھا ہزار حیف
نالان رہے جرس کی طرح کاروان مین ہم

آیا ہی یار فاتحہ پڑھنے کو قبر پر
بیدار بخت خفتہ ہی خواب گران مین ہم

شاگرد طرز خندہ زنی مین ہے گل ترا
استاد عندلیب ہین شور و فغان مین ہم

باغ جہان کو یاد کرینگے عدم مین کیا
کنج قفس سے تنگ رہے آشیان مین ہم

اللہ ری بیقراری دل ہجر یار مین
گاہے زمین مین تھے تو گہے آسمان مین ہم

دروازہ بند رکھتے ہین مثل حباب بحر
قفل درون خانہ ہین اپنے مکان مین ہم

آتش سخن کی قدر زمانے سے اٹھ گئی
مقدور ہو تو قفل لگا دین دہان مین ہم

سب ساحر مست بیٹھے ہین نشے مین جھوم رہے ہین تعریف ہفت پیکر کر رہے ہین

ہفت پیکر ہر ایک کو جواب دیتا ہو کہ قدرت نے کیا جبر کیا مقام اپنے عیش کے چھوڑے
اس قصر مین آکر ٹھہرے مسلمانون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا خبر سنی کہ آتے ہین مگر قدرت
نے وہ لشکر جمع کیا ہو کہ اگر دارا و سکندر بھی اس لشکر کو دیکھ لیتے تو نام لشکر کشی نہ لیتے
یکایک آواز کان مین آئی یا خداوند مدد دیجیے مجھکو ہاتھ سے طلسم کشا کے بچائیے ہائے کدھر
بھاگ کے جاؤن کیونکر جان بچاؤن آپ خداوند کس دن کے واسطے ہین کہ ملک التو
کو نہین منع کرتے کہ میرے پاس نہ آنے پائے کیسے قدرت صاحب اختیار ہین آجکل ایسے
مجبور و ناچار ہین ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی یارو صحراے نرگس مین تلوار چل رہی
ہو مخلوق سے اور طلسم کشا سے مقابلہ پڑ گیا چند ساعت کی آسکے قتل ہونے مین
دیر ہو کوئی تم مین ایسا ہو کہ اُسکو جا کر اُٹھالائے یہ سُنکر چشم پوش جادو کہ در ارکان
سلطنت مین سے ہو اپنے مقام سے بل کر کے اُٹھا کہتا ہوا کہ یا خداوند طلسم کشا کو اُٹھالاؤن
کہ مخلوق کو ہفت پیکر نے کہا اے بندۂ قدرت طلسم کشا کے مقدمے مین تقدیر نہین
کی لیکن جا کر مخلوق کو اُٹھالا کیا مقام افسوس ہے کہ جس نازنین پر قدرت مائل ہو
تھے اُسپر حمزہ نے قبضہ کر لیا کیسا قدرت کو قلق ہے مگر وقت صبر و جبر ہے اگر قدرت
ایسا نہ کرین تو تم لوگ خداوند نہ سمجھو اے چشم پوش جلد جا مخلوق کو اُٹھالا
طلسم کشا پر ہاتھ نہ ڈالنا وہ نظر کردۂ قدرت ہے لوح کو اُسکے واسطے ظاہر کیا
جادوگرون کو حکم دیا کہ جا کر اُسکی مدد کرو انتہا سے مہربانی یہ ہے کہ اپنی معشوقہ پر
اختیار دیا سب صحبت والے بجا اور درست کہ رہے ہین سکتے مین قدرت نے ایسا
جبر کیا کہ کوئی نہ کر سکتا معشوقۂ قدرت کو پسر حمزہ لیے جاتا ہے اور قدرت صبر فرماتے
ہین مگر چشم پوش تڑاپ کر بلند ہوا یہان وہ وقت ہو کہ مخلوق سحر کر رہا ہے
رستم گھوڑا اُڑاتے ہوئے آتے ہین کبھی شیر سامنے کر دیا رستم نے گھوڑے کو اشارہ
کیا گھوڑے نے ٹاپ ماری کہ شیر کا سر پھٹ گیا مخلوق نے نعرہ کیا دیو سامنے آیا
رستم نے مقابلہ کیا رستم نے ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا مارا کہ دیو کے دو ٹکڑے ہو گئے
مخلوق نے پھر آواز دی کہ اے سیہ تاب اسکو لینا ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون

للکارتا ہوا آیا رستم پر برس پڑا رستم نے اُسکے وار روک کر ہاتھ مارا ایک کے دو
ہو گئے اس طور سے مخلوق اپنے کو بچا رہا ہے کہ آسمان سے آگ برسنے لگی مخلوق
سمجھا ہمراہیان رستم سے کسی ساحر نے یہ سحر کیا ہے اُٹھا کر گولہ مارا وہ گولہ جا کر پھٹا
دیکھا ایک ساحر سیاہ چشم ایک اژدر پر سوار آگ برسا رہا ہے مخلوق نے ایک
دو ہتھڑ گینڈے پر مارا شعلہ بھڑک کر اُس ساحر پر گرا کہ اعضاے جسم سے شعلے نکلنے
لگے اُس ساحر نے اپنے اوپر باران سحر برسایا اس حیلے سے آگ کو بجھایا للکار کر
آواز دی او بیحیا تو اسی قابل ہے تجھے قدرت نے بھیجا تھا کہ مخلوق کو اٹھا لاؤ مین
تیرے لینے کو آیا تھا تو نے مجھی پر سحر کیا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکے ایک گولہ
کھینچ مارا وہ گولہ مخلوق کے قریب پہونچا مخلوق نے اپنے کو بچایا سر پر کرگدن کے
پڑا گینڈے کا سر پھٹ گیا مخلوق نے اور گولہ جھولی سے نکالا اور پکار کر آواز دی او
بیحیا اب تو بچ یہ کہکے اسم سحر پڑھا گولہ پھینک مارا گولہ قریب جا کر پھٹا اُس گولے سے
دھوان نکلا اُس دھوئین کو دیکھکر ساحر گھبرایا کڑک کر مخلوق پر گرا مخلوق نے ہاتھ
تلوار کا مارا ساحر نے گریبان پر ہاتھ ڈالا مخلوق لپٹ گیا دونون سحر کرتے ہوے
لڑ رہے ہین کبھی منھ سے شعلے چھوڑتے ہین کبھی آپس مین کاٹم کاٹا ہوتی ہے ایک
کی ایک بوٹیان کاٹ کے پھینک رہا ہے مخلوق کے جو جسم مین درد ہوا پکار کر آواز
دی ہفت پیکر پر لعنت ہے بیحیا سے مدد مانگی تھی کہ دشمن کو بلایا تھا ہفت پیکر
نے آواز سنکر کہا ارے میرا بندہ تڑپ رہا ہے مخلوق پر کوئی مصیبت ہے ای
مسعود چرخ گردان دیکھ تو کہ بندہ میرا کیون چیخ رہا ہے اگر خلاف کچھ کرتا ہو تو سزا دینا
خلاف نہ کرنا مسعود چرخ گردان چلا آسمان سے آکر دیکھا کہ طلسم کشا تو الگ کھڑے
ہین مخلوق و چشم پوش آپس مین لڑ رہے ہین دونون کے بدن سے خون بہ رہا ہے
مگر مخلوق زیادہ زخمی ہوا ہے ہر مرتبہ پکارتا ہے اِس کے نہ بچانے سے بے ادب
بنا پڑتا ہے ساحر جواب دیتا ہے ابے تو کتا تیرا باپ کتا مین نے تو کاٹا تو نے کیون
کاٹا جیسا سوال کریگا ویسا جواب پائیگا مین کیا کسی بات مین بندہ ہون مسعود چرخ گردان

نے جو یہ حال پر ملال دیکھا حیران ہوا کہ یہ کیون لڑ رہے ہین طلسم کشا کھڑے
ہنس رہے ہین سرداران طلسم کشا فرماتے ہین دونون بیحیا بے شرم ہین جنگ
دونون سرگرم ہین مسعود نے گولہ جھولی سے نکالا اور پکار کر آواز دی کہ لو اب
تم پر غضب خداوندی آتا ہے جہانتک ہوسکے لڑو اب جہنم مین جاؤگے سرکشی کا مزہ
اٹھاؤگے مخلوق زخمون سے بیقرار تھا چشم پوش کو ڈھکیل دیا گولہ چشم پوش
پر پڑا کہ چشم پوش کا سر پھٹا مخلوق نے پکار کر آواز دی ارے مسخرے تو کون
ہی کہ میرے حریف کو مارا مین کہا لڑنے کو اس سے کم تھا اسلئے تو بوٹیان کاٹ کر
میری پھینکین مین بوٹیان اسکی کھا جاتا مسعود نے کہا بس خاموش رہو ورنہ آفت برپا
کرونگا دونون مین اسقدر تکرار ہوئی کہ مخلوق نے گولہ مارا مسعود نے اس گولے کو
ہاتھ مین لیا وہی گولہ مخلوق پر پھینک مارا مخلوق کے زخم پر پڑا درد جو ہوا کہا ہا خون
اپنا اس گولے پر ڈالکر پھینک مارا مسعود سمجھا کہ ہاتھ پر روک لونگا جیسے ہی چاہا گولہ
روکون کہ گولہ آکر سر پر پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مار کر مسعود کو مخلوق نے
چاہا نکل جاؤن رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تین بھال کا تیر بجر کمان
مین پیوست کرکے مارا سینہ پر کینہ مخلوق پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو مار گذرا مخلوق کا کام
کہ گنبد شیشہ ٹوٹ گیا گھوڑا خسرو کا دوڑتے دوڑتے رکا کنیزین ہوشیار ہوئین
برق ثانی نے رہائی پائی دوڑ کر اپنے آقا کی رکاب تھامی ملکہ شیداے غنچہ دہن
رستم و خسرو کو ساتھ لیکر قصر نرگس مین آئین جو ساحر وہان بسے ہوے تھے
ان سب نے بدل اطاعت اختیار کی ملکہ نے بڑی دھوم سے رستم کی دعوت کی
سامان عیش و نشاط مہیا ہوا رستم جاکر مسند پر بیٹھے گرد سب شاہزادیان دنگلون
پہ سرداران صف شکن بیٹھے ہوے باتین کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ آقا سے
نامدار نے کیسے کیسے ساحرون کو مارا کون کون سے ساحر قتل ہوے کہ سمک یلدائی
نے دست بستہ عرض کی صاحب قران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرمائین
آپ سب صاحبون کو یاد فرماتے ہین اور فرمایا ہے یہ خسرو کا کیا معرکہ گذرا خسرو تو

شرم سے غرق عرق ہو گئے رستم نے کہا بھائی کیون گھبراتے ہو مین امیر سے کہونگا
شیدا نے کہا مین خود عرض کرونگی کہ مین طالب دین اسلام کی تھی خوف یہ ہوا کہ اگر
سحر سے توبہ کرون بیان کے ساحر کیا قیامت برپا کرینگے ایک کلمہ نہین پڑھا دل سے
اطاعت اختیار کی سرکار کی کنیز ہون رستم نے فرمایا کہ بھابھی صاحب صحرائے
نرگس کا تمھین کو اختیار ہے شیدا نے اس سرفرازی پر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی
کیا ذرہ نوازی ہے سب سردار خوش بیٹھے ہین بوقت سحر رستم نامور نماز پڑھکر
اول خدمت صاحبقران مین آئے تمام کیفیت شاہزادہ خسرو کی بیان کی کہا حضور
یہ مقام سخت تھا پروردگار نے اپنی قدرت سے فتح کرایا اب کل مقابلہ ہفت پیکر
ہے صاحبقران نے فرمایا کہ بیٹا اب کوچ کرو رستم نے کہا شیدا نے کل ہماری دعوت
کی تھی آج حضور کا بھی داخلہ قصر نرگس مین ہو کنیز کو حضور سرفراز کرین صاحبقران
نے فرمایا کہ تم تو بھاوج کے ساتھ عیش مین رہو ہم شکار کھیل آئین رستم نے کہا
بہت مناسب ہے صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے مقبل و عمرو کو ساتھ لیا
بیلے قراول میر شکار سامان شکار لیکر ہمراہ ہوے صاحبقران طرف صحرا کے چلے دیکھا
بہت سے آہو چرا مین مصروف ہین صاحبقران نے ایک آہو پر تیر مارا وہ آہو گرا
فرمایا کہ خواجہ جلد ذبح کر دو لیا ہو تڑپ کے جان دے عمرو نے کمر سے چھری نکالی
جیسے ہی قریب آہو پہونچے آہو اٹھکر بھاگا عمرو نے آواز دی آقا وہ آہو جاتا ہے
آہو جا کر آہوؤن مین ملگیا امیر نے اشقر کو مہمیز کیا آہو بھاگے جسپر تیر مارا تو پار کر پشت کو
پار گذر اگر وہ کسی طرح بھاگا جاتا ہے عمرو نے پکار کر آواز دی دیکھو آقا اسی دن کے لیے
منع کرتا تھا کہ عورتون پر زیادہ میل نہ کرو اب اتنی ہاتھ مین طاقت نہین کہ تمھارے تیر سے
آہو گرے دیکھو تیر کھا کر بھاگے جاتے ہین امیر کو غصہ آیا نیزہ ہاتھ مین لیا اشقر کو
رانون مین مسلا مرکب اشقر دیوزاد طرارہ بھرکر برابر آہوؤن کے پہونچا امیر نے
نیزہ مار کر آہوون کو زخمی کیا مگر اُس زخم کو بھی آہو نہین مانتے سامنے ایک کوہ معلوم
ہوا اُسکے درے مین جا کر آہو غائب ہوے صاحب قران نے درہ کوہ مین گھوڑا

ڈالدیا انتہا کا اندھیرا تھا صاحب قران کے کان مین رونے کی آواز آئی پلٹ کے
دیکھا ایک درے مین ایک ساحرہ کوڑا ہاتھ مین غصے مین کف منھ سے جاری چند قیدی
بیٹھے ہین اُنکو کوڑے مار رہی ہو اور کہتی ہے ارے تم چالیس جوان ہو اگر ایک دن مجھکو
سرفراز کرتے تو مین کاہیکو ملول ہوتی مین تم سب کو کوڑے مار مار کر مار ڈالونگی صاحبقران
نے جو بغور دیکھا اپنے اُن سردارون کو پایا کہ جو قلعۂ طلسم پر قید ہوے تھے بدیع الزمان
کو دیکھا سرنگون بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین اور عبد الجبار حلبی و
عبد القہار حلبی وغیرہ زنجیرین ہلا رہے ہین صاحب قران نے جو اپنے سردارون کو
دیکھا بیتاب ہو گئے آواز دی او لکادہ بسر داران نامی وپہلوانان گرامی لائق اس جفا
کے ہین ساحرہ نے للکار کر آواز دی تو تو مجھکو ضرور قبول کریگا ہرچند کہ تیرا سن زیادہ
ہی مگر جوان شوقین معلوم ہوتا ہی اگر مجھ سے وصل اختیار کرے تو وہ مرتبہ دون کہ
عالم رشک کرے زور وطاقت سب بڑھا دون کہ بڑے بڑے رستم نہ زیر کر سکین
جس سے چاہے جا کر مقابلہ کر نا فی الحال طلسم کشا بڑا صاحب طاقت وقوت ہی اگر
اُس سے مقابلہ کروگے اُسے بھی زیر کروگے بڑا مرتبہ پاؤگے قدرت سپہ سالار قدرت
خطاب دینگے مسکرا کر صاحب قران کا ہاتھ تھامنے لگی امیر نے منع کیا اُسنے نہ مانا اور پھر
کوڑا اُٹھانا چاہا مارون کھینچ کے اسی قید خانے مین ڈالدون صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھا کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا کہ سر ساحرہ کا مثل گوے غلطان زمین پر گرا
صداے ہو حق بلند ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی گشتی مرا نام من گرفتار جادو بود
امیر نے اپنے سردارون کو رہا کیا بدیع الزمان نے قدمون کو بوسہ دیا امیر سردارون کو
لیکر ورکا کوہ سے نکلے حال سردارون سے پوچھتے ہوے سب نے عرض کی اے
شہریار جب قلعے پہ پہلوان سے مقابلہ پڑا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا یہ ذہن مین نہ
آتا تھا کہ کس سے لڑ رہے ہین زیر کر کے اُسنے قلعے مین بھیجا اس ساحرہ کے سپرد ہوے
ہر ایک سے خواہان وصل ہوتی تھی آج یہ قول تھا کہ سب کو قتل کرونگی تم کیسے مرد ہو کہ
مجھ ایسی معشوقہ کو قبول نہین کرتے ہو جس کسی نے انکار کیا بدعت پہ کمر باندھی کوڑا لیکر

سو ہوئی اب خنجر کمر سے نکالا تھا کہ خدا نے حضور کو پہونچایا رستم نے جو لشکر مین خبر سنی کہ صاحب قران مع اپنے سرداروں کے آتے ہین قریب بارگاہ کے پہونچے خوش ہو کر براے استقبال نکل پڑے راہ مین آکر صاحب قران سے قدمبوس ہوے بھائی سے ملے بدیع الزمان نے رستم سے پوچھا کہ شاہزادۂ خاور سیاہ کہان ہین قاسم خبر سنکر حاضر ہوے عم نامدار کو لیکر ملے قدمبوس ہو کر عرض کی کہ حضور جا کر ایسے قید ہوگئے کہ ملک گیری موقوف رہی اب ہمراہ صاحب قران مقابلۂ ہفت پیکر مین چلیے جرأت کا حال کھلیگا شب بھر جلسہ آراستہ رہا ملکہ شہپال نے بڑی دھوم سے صاحبقران کی دعوت کی صحراے نرگس آباد رعایا دلشاد رعایا واسطے کہتے تھے کہ خدا ایسے حاکم کو سلامت رکھے کہ تشریف آوری سے تمام صحراے نرگس آباد ہو گیا شب بھر اسی عیش و عشرت مین گذری بوقت سحر رستم سوار ہوے ایک جانب صاحب قران زمان ایک جانب خسرو شیر دل مع جوانان مرصع پوش لندھور ومالک وبہرام اپنے اپنے مقام پر رستم لشکر لیکر آگے بڑھے لشوکت تمام طرف قصر عشرت کے چلے یہان وہ دن ہے کہ ہفت پیکر قصر عشرت سے باہر آیا بارگاہ طلسمی استادہ ہے اسمین آکر بیٹھا تین سو مصاحب گرد و پیش آکر بیٹھے پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے دماغ تر ہے جام ارغوانی گردش مین صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند نازنینان زہرہ جبین وماہ تمکین لباس فاخرہ پہنے ہوے غرق دریاے جواہر بناز وادا سامنے ہفت پیکر کے یہ اشعار عاشقانہ تبا تبا کے گا رہی ہین

نظم

تیغ مین جوہر کہان اُس ابروے خمدار کے
ڈالدیتا ہون جو مین اُسکو گلے مین ہار کے

زخم دکھلائی نہین دیتے ہین کس تلوار کے
بوے یوسف آنے لگتی ہی گلون سے ہار کے

رہگئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے
حلقۂ چشم بری روزن ہین تھر یار کے

مار ڈالا اُس پری پیکر نے خنجر مٹ مار کے
جن چڑھے اُسپر جو ٹھہرے سایۂ دیوار کے

گوش افسانے نہ سنتے تو تجھے خوفِ دیار کے
آنکھ دے اللہ تو قابل ترے دیدار کے

دن بسر ہوتا ہے یون سودے مین کوئے یار کے
دھوپ سے اُٹھے تو بیٹھے سائے مین دیوار کے

فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز
گل بھی سبزے کی طرح پامال ہین رفتار کے

لالہ ہے داغی غلام اس گل سے جوہر کا نہین
سرو بھی ہین بندہ آزاد قد یار کے

چھوڑ کر بیٹھے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

چشم وحدت بین سے لازم ہے تماشائے چمن
خار و گل دونون نگاہ پروردہ ہین گلزار کے

کسطرف بھجوائے ہمکو دیکھیے سلطان عشق
کوہ و صحرا و علاقے ہین یہ اپنی سرکار کے

دیکھکر آئینہ کہتا ہے وہ آرایش پسند
طرہ قابل سر کے ہے گردن ہے لائق ہار کے

بلبلون کا نکہت گل سے معطر ہے دماغ
غنچے کیا چٹکے ہین شیشے ٹوٹے ہین عطار کے

ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہے
لن ترانی وہ سنے جو سائل ہون جو دیدار کے

خواہ مروارید و گل کے خواہ سیم و زر کے ہون
طرے جتنے ہین وہ سب پایہ ہین تری دستار کے

کام ہے اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

حسن کا نظارہ وہ نعمت نہین جو دل بھرے
سیر ہونے کے نہین بھوکے ترے دیدار کے

روے رنگین کا ترے سودا ہوا ہے باغ کو
لالہ و گل کی رگین ہین اور نشتر خار کے

واقعہ منصور کا سنکر کھلا ہمکو یہ راز
حق کہے سے آدمی ہوتا ہے قابل دار کے

کچھ جو غیرت ہو تو اے سفاک اک وار اور کر
زخم اوچھے ہنستے ہین منھ پر تری تلوار کے

جو کوئی بیٹھا نہ اُٹھا پھر وہ پشتے کی طرح
ڈھیر ہو کر رہ گیا نیچے تری دیوار کے

باغ مین پی ہے شراب اس نجکلے بارہا
چیتھڑے اکثر کیے ہین لالہ کی دستار کے

کعبۂ مقصود کا کسدن نہین کرتا طواف
گرد پھرتا ہون مین آتش روز کوے یار کے

اس ہنگامۂ عیش و نشاط مین ہفت پیکر بیٹھا ہے لشکر صحراے عشرت مین فرو کش ہے افسران فوج اپنے اپنے لشکر درست کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی آواز بوق ترکی کی آئی کہ بارگاہ ہل گئی تخت پر ہفت پیکر اُچھل پڑا کہا یارو یہ کسکی آمد ہے قبۂ بارگاہ ہل رہا ہے دامنۂ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا پہلوان عادی اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا ساتھ چالیس بھائی ہمراہ ذو النجار عادی وارجد عادی و دریا بار عادی وغیرہ مسلح و مکمل

بھائی کو گھیرے ہوئے پشت پر چالیس ہزار قزاق بوق ترکی بجاتے ہوئے کہ بارگاہ [illegible]
لشکر کی ٹھہر گئیں سب افسر کھڑے ہو کر تماشہ دیکھنے لگے پہلوان عادی آکر ٹھہرا سامنے
صحرائے خارستان تھا مبارک بیلدار کو اشارہ ہوا بارہ ہزار بیلدار لیکر چشم زدن میں
صحرائے خارستان کو کاٹ کر پھینکدیا کئی سو کوس کا میدان عادی نے اپنے
قبضے میں کیا بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی قزاق اپنے اپنے مقام پر اترے ہفت پیکر
بھی تماشہ دیکھنے کو باہر نکل آیا پھر گرد اڑی عادی مسلح ٹہل رہا ہی کہ دامن گرد کا
شگافتہ ہوا دارائے ہند لندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سوار عادل شیر دل و فاضل
شیر دل و پہلوان ادرنگ و پہلوان گورنگ و گوجر ملک و گھنی وغیرہ چالیس سردار
مسلح و مکمل جھول پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر نو لاکھ ہندیوں کا لشکر جوانان
ہندوستان یہ رعنائی و زیبائی دور کابلے مرکبوں پر سوار گھوڑوں کو چمکاتے ہوئے
پیدل اکڑتے ہوئے رنگین دوپٹے کاندھوں پر پڑے ہوئے سپر و شمشیر پر قبضہ
نہایت تکلف سے لشکر لندھور آکر پہونچا جوانان لشکر ٹہلنے لگے وہ جنگل رشک گلزار
ہوا دوکانیں جمنے لگیں جوانان ہندی انتظام کر رہے ہیں بارگاہیں خیمے استادہ
ہو رہے ہیں ایک جانب بھنگیروں کی دوکانیں آراستہ ہوئیں دور تک صفیں
جم گئیں پالیں استادہ ہوئیں دوکانوں پر آبیٹھیں جوانان نشہ باز ٹہلتے ہوئے پہونچے
چونی اٹھنی پھینکی پکار کر آواز دی بی بھنگیرن صاحب سال جہان کا ٹڑا بھر دا دیجئے
نشے اترے ہوئے ہیں ایک ہی دم میں نشہ ہو جائے بھنگیرن نے چلم لیکر چرس
جمائی بنا زوا و احقہ میں خود منھ لگا لیا جوان نے حقہ ہاتھ سے لیکر دم مار دیا اور آواز
دی۔ فرد۔ نہ آزاد کے دم میں کھینچ دم چرسوں کا رندوں میں + پیارے
دم ہی کا تو فرق ہے مردے و زندوں میں + نہ آزاد کے دم میں تو اگر کچھ دھن کا
پکا ہے + بہشت اک باغ ہے دوزخ بھی اک شعلہ دھڑکتا ہے + آنکھیں لال ہوگئیں
چہرہ سرخ ہوا ایک جانب بھٹی شراب کی ساقی بچے قبول صورت بیٹھے ہیں پیر مغان
شراب دے رہا ہے لاؤ لاؤ کا ہنگامہ ہے کوئی پی رہا ہے گا رہا ہے کوئی ہاتھ

اُٹھا رہا ہی کوئی کسی کی پگڑی اُچھال رہا ہی ہنگامۂ گیرودار منجوارون مین بلند ہی ایک جانب
گانجا اُڑ رہا ہی دم مارنے والے آوازین لگا رہے ہین کہ جسنے نہ پی گانجے کی کلی اُس بیٹے
سے بیٹی بھلی اور گانجا آوازہ دیتا ہی پینے والے کو کھانسی کرون کھترا کرون اسیر بھی
پینے والا نہ مرے تو مین کیا کرون لشکر مین ہنہ وستان کے ہنگامہ پڑا ہوا ہی ہفت پیکر
نے جو خیال کرکے دیکھا کہ ایک سردار نولاکھ سے آیا ہی میری فوج آٹھ سات لاکھ سے
زیادہ نہیں ہی مگر موجیون پرتاؤ دیکر کہتا ہے کہ یہ لوگ سب آپس مین لڑینگے رفقا عرض
کر رہے ہین کہ قدرت نہ گھبرائین ملازمان دربار کو جو نلے گئے ہین لشکر مسلمانان آلے
تو اُن سب کی آمد شروع ہوگی اسقدر فوجین آئین گی کہ گاؤ زمین بار نہ اٹھا سکیگی
یہ ذکر تھا کہ دوسری گرد اُٹھی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو ایک جوان کو دیکھا کہ پشت
مادیان پر سوار نیزہ دو زبانہ ہاتھ مین مادیان کو اُڑاتا ہوا دریاے آہن مین غوطہ زن پشت
پر اسی ہزار نیزہ داران عرب نیزے چمکاتے ہوے ڈورکابے گھوڑون پر سوار اس
کروفر سے جو یہ جوان پہونچا ہفت پیکر نے پوچھا اس جوان کا کیا نام ہی واقفکارون
نے بیان کیا ہم چشم لندھور سپہ سالار دست چپ موسوم بہ مالک اژدر و صاحب
نیزۂ دوسر غلام نبی وچاکر حیدر ہفت پیکر خاموش ہو رہا زوال آفتاب کا وقت ہی
کہ پھر گرد اُڑی خاقان ابن الخاقان یعنے بہرام گرد بن خاقان چین اسی ہزار چینیون
سے آکر پہونچا بہرام کی آمد سے اسقدر گرد اُڑی کہ شام ہوگئی وقت آخر تھا آمد فوجون
کی موقوف ہوئی جو جہان تھا وہ اُسی مقام پر ٹھہر گیا ہفت پیکر اُٹھکر بارگاہ مین
آیا رفیقون کو حکم دیا کہ کل سویرے سے تخت ہمارا باہر بچھے آمد فوج مسلمانان کا تماشہ
دیکھین گے چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری جب چمکا ہفت پیکر تخت پر باہر آکر بیٹھا
تماشہ دیکھنے لگا کہ گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا تمام صحرا زمردنگار ہوگیا شاہزادۂ
بدیع الزمان گردن شکن مع تین لاکھ فوج کے آکر پہونچے کہ بائین جانب سے بھی
گرد اُڑی صاف ثابت ہوتا تھا کہ دریاے خون جوش مار رہا ہی تمام فوج یاقوت پوشون
کی ساتھ نوبت نقارے بجتے ہوے ارابے خوانۂ افراسیابی کے ساتھ ساتھ ان

دونوں جوانوں کی آمد میں شام ہو گئی ہفت پیکر پھر اٹھ گیا تیسرے دن پھر آکر بیٹھا
سرداران ہفت ملک اور تاجداران عراق و اصفہان کی آمد میں پھر شام ہوئی
ہفت پیکر پھر اٹھ گیا چوتھے دن پھر آکر بیٹھا آمد ان تاجداروں کی ہوئی کہ جو قلعے خواجہ
عمرو نے تسخیر فرمائے تھے وہ تاجدار آکر پہونچے نو دن برابر ہفت پیکر شام کو اٹھ گیا
دسویں دن نقارخانۂ سکندری پر چوب پڑی کہ زمین تھرا گئی دامنہ گرد کا جو شگافتہ ہوا
دیکھا نقارخانۂ سکندری گڑگڑاتا ہوا شہنا نواز روشن چوکی بجاتے ہوئے ایک سمت
نقارخانۂ سلیمانی آگے سب کے دل نواز قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحب قران امیر
عالیشان اشقر دیوزاد پر سوار تیغۂ عقرب سلیمانی قبضے میں نیمۂ صمصام و قمقام و
نیمچۂ سہراب بل پھر گرشاسپ نوجوان پانچ ہزار پانچسو چھپن سردار و فرزندان باوقار
امیر کو گھیرے ہوئے پشت پر لشکر ظفر اثر اس جاہ و حشم سے صاحبقران دسویں
دن نمایاں ہوئے آکر اترے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے کہ ایک جانب سے اکتارے
کی آواز آئی دیکھا مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ
عمرو نامدار صندوق عیاری پر سوار سات جتھے جوہ سرہنگ گھیرے ہوئے پشت پر
ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک پیچھے قرغول و باد ٹھہرے کے باندھنے والے لباس
عیاری زیب جسم شلنگیں لگاتے ہوئے خنجروں کو چمکاتے ہوئے سرداروں نے
ہفت پیکر سے کہا اس شخص کو حضور نے پہچانا عمرو یہی ہے ہفت پیکر نے کہا چپ رہو
اسکا نام نہ لو قدرت نے اسکے نام میں تاثیر بخشی ہے اسکو سب طرح کا اختیار ہے جہاں
چاہے جائے جس ساحر کو چاہے مارے قدرت دخل نہ دیگی ہزار ہا ساحر اس شخص کے
ہاتھ سے مارا گیا اور قدرت نے دخل نہ دیا لیکن اب آمد مسلمانان موقوف ہوئی سرداروں
نے عرض کی ابھی آمد طلسم کشا باقی ہے آگے سب کے صاحب قران آئے ہیں
کل سے اب انکی آمد شروع ہوگی امیر ہفت پیکر نے کہا نہیں معلوم طلسم کشا
کے ساتھ کسقدر فوج ہے وزراء نے عرض کی زبانی ہرکاروں کے معلوم ہوا کہ تیرہ
لاکھ کا لشکر طلسم کشا کے ساتھ ہے چار لاکھ ساحر و نو لاکھ غیر ساحر تاجدار سردار

جادوگر نیان نامی گرامی بادشاہ جبل اعلیٰ ملکہ سلما تک ساتھ ہین ان سب کی آمد ہوگی تمام
صحرا معمور ہو جائیگا دیکھیے ابھی جنگل خالی پڑا ہوا ہے ہفت پیکر اُٹھ گیا پھر صبح کو آکر بیٹھا
کہ گرد عظیم بلند ہوئی اولان اول شاہزادہ خسرو شیر دل اتالیق بارگاہ رستم کا لیے ہوے
آکر پہونچے بعد خسرو کے عیوق و جاروق و صندلان وغیرہ دو دو لاکھ سے اور تین تین
لاکھ سے آکر پہونچے اور اُسی میدان مین اُترے خسرو نے بارگاہ زربفتی پہلو مین بارگاہ
سلیمانی کے رستم کے پہلے استادگی تھی بارگاہون کے قبہ فلک سے ہمسری کر رہے ہین دن بھر
ہفت پیکر دیکھا کیا شام کو اُٹھ گیا صبح کو پھر آکر بیٹھا آمد فوج رستم شروع ہوئی دولاکھ
فوج تین دن مین آکر پہونچی زوال آفتاب ہو چکا ہے کہ ذرے زمین سے گرم ہو کر اُبلنے لگے
نیر اعظم آسمان پر چمکا ساحرون کے بھیجے پگھلنے لگے تھے یہ چھینٹے بھرتے تھے
ہفت پیکر نے پوچھا ارے یہ کون آتا ہے سردارون نے عرض کی حضور آفتاب شاہ
کاہن رفیق طلسم کشا کہ وہ آفتاب زمین پر آ کر گرمی موقوف ہوئی آفتاب فلک سیر
کے ساتھ بارہ ہزار ساحر تھے ایک جانب آکر اُترے لشکر ہفت پیکر کو بہ نگاہ قہر و غضب
دیکھ رہے ہین چاہتے ہین افسر کا حکم ملے تو لشکر دشمن پر جا پڑین لڑین بھڑین
ہفت پیکر کو باعث ملال مین ہفت پیکر اُن کے ارادون کو دیکھکر حیران ہو رہا ہے
کہ دوسرا ابر سیاہ اُٹھا سب دیکھ رہے ہین زیر ابر رنگیان آدمخوار چھپے ہوے معلوم
ہوتے ہین وہ ابر ختن ہوا سلما سے گوہر پوش شاہزادی جبل اعلیٰ ساٹھ ہزار
ساحرون سے آکر پہونچی قریب بارگاہ آفتاب ایک بارگاہ استادہ تھی اُس بارگاہ مین
داخل ہوئی آمد سلما مین شام ہو گئی ہفت پیکر پھر اُٹھ گیا صبح پھر آکر بیٹھا کہ ابر
گلنار پیدا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ خون برس رہا ہے گل شجر و حجر سرخ ہو گئے ابر شفق
ہوا ملکہ شفق خونخوار ابر سے نکلین ساٹھ ستر ہزار جو ساحر ساتھ تھے وہ گرد بارگاہ آکر
اُترے پھر شام ہوئی دوسرے دن صبح کو پھر ہفت پیکر آکر بیٹھا کہ ابر نارنجی آسمان پر
آکر چھایا اُس ابر سے بوے خوش آرہی ہے کہ تمام صحرا معطر و معنبر ہو گیا صاف ثابت
ہوتا ہے کہ جنگل رشک صحراے ختن ہے ابر پھٹا ابر سے ملکہ مشکبار جادو مع بارگاہ

جادوگرنیون کے پیدا ہوئین آفتاب فلک سیر نے پوچھا کیون ملکہ عالم طلسم کشا کے پہونچنے مین کیا عرصہ ہے مشکبار نے کہا شہریار کی تشریف آوری مین کچھ دن کا زمانہ ہوئے یہ خبر ہرکارون نے ہفت پیکر کو پہونچائی ہفت پیکر حیران ہو رہا ہو دل سے کہتا ہے کہ ابھی طلسم کشا کی آمد باقی ہے صرف امیر آئے ہین صحرا سارا فوج سے معمور ہوگیا یہ کہکے اُٹھ گیا رات بھر حیرت مین رہا اور تڑپا کیا صبح کو پھر آکے بیٹھا کہ ابر ہفت رنگ پیدا ہوا طائران نغمہ سرا ابر کے نیچے نغمہ سرائی کرتے ہوئے کسی ابر سے پھول برستے ہین کسی ابر سے دھوپ ظاہر ہے کسی ابر مین رات کا سامان ہویدا ہے کسی ابر سے برق چمک رہی ہے کسی ابر سے رعد گرجتا ہے سات ابرون سے سات صورتین پیدا ہین اس ابر کو دیکھکر ہفت پیکر گھبرا گیا پکار اُٹھا کیون بندگان من یہ کون بندہ بے ادب آتا ہو سب جادوگرون کا سرکردہ ہفت رنگ جادو رازدار ہفت پیکر جو پہلو مین بیٹھا تھا بول اُٹھا کہ یا خداوند قدرت نے نہین پہچانا سنبل ہفت گیسو آتی ہی سحر بھی جب کرتی ہے زمین ہلا دیتی ہے ملکہ خوشبو دماغ رس اسی کا ہر ہے جسکے سحر سے کوئی بچ نہین سکتا ہے ملکہ مشکبار نے اسی سے خوشبوے دماغ رس کو لیا ہے اسکا سحر چلا اور خوشبو آئی حریف اسکا دیوانہ ہوا ہفت پیکر نے گھبرا کر کہا قدرت نے ان شاہزادیون کو کیون تعلیم کیا قدرت یہ نہ جانتے تھے کہ یہ شاہزادیان ایسی بدکار ہونگی مصاحب سب بول اُٹھے یا خداوند ایسا کلمہ زبان سے نہ فرمائیے مسلمان سنین گے تو اعتراض کرینگے کہین گے کہ قدرت نے جو پیدا کیا تو انجام انکا نہ سمجھ لیا یہ کیسے خداوند ہین انھین وجون سے مسلمان لوگ آپ کو نہین مانتے لات و منات و سامری و جمشید کو بھی نہین مانتے اب مناسب ہو تو قدرت تقدیر کرین انکے دلون کو پھیرین یہ حرکات ان سے موقوف ہون قدرت کی بدل اطاعت کرین ہفت پیکر نے کہا قدرت نے جب انکو پیدا کیا تو آخر مین مقام انکا جہنم لکھا ہے یہی مصلحت تھی کہ انجام انکا شرکت مسلمانان ہو اب قدرت تقدیر کیا کرین جس حال مین ہین اُسی حال مین رہنے دو یہان

سنبل ہفت گیسو جو ابر سے نکلی سب ساتھ کی شاہزادیان کھڑی تھین اُن مین آکر مل گئی
کہ اور ابر گلنار اُٹھا وہ بھی آکر شق ہوا ملکہ لالہ عذار آکر پہونچی چالیس شاہزادیان اسیطرح
گرد فرسے آکر پہونچین ایک مہینہ کئی دن کے بعد نوبت نقارے کی آواز آئی اتنی بڑی
گرد اُٹھی کہ ہفت پیکر گھبرا گیا کہا کیون بندگان من حمزہ کی آمد سے زیادہ شور معلوم
ہوتا ہی آخر یہ کون آتا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے دست بستہ عرض کی کافرون
نے کافر کو بد دعا دی۔ قطعہ ای فخر جہانبانی و فا ساقط از و + گو ہر بہ دہن داری
و را ساقط از و + روزان و شبان زحق تعالے خواہم + مرکب وحدت خدا و با ساقط از
قدرت کی عمر دراز ہو تقدیر کو کمی مزاج مین رہی طلسم کشا تشریف لاتے ہین یہان سے
سب سردار مع صاحب قران زمان براے استقبال روانہ ہوے بیٹے کی شوکت
بڑھانا منظور ہے تو خود براے استقبال فرزند گئے ہین اور فرماتے ہین کہ طلسم ہفت پیکر
کا صاحب قران ہے رستم نے بڑا کام کیا کہ لوح طلسمی حاصل کی اور مرحلہ جات فتح
کرکے آیا ہفت پیکر کا وہی ہم نبرد ہے انشاء اللہ سامنے اُسکی شوکت کے ہفت پیکر
گرد برد ہے ہفت پیکر نے ہنسکر جواب دیا جسقدر چاہین شوکت بڑھائین کل سے
وہ فوجین آئینگی کہ مسلمان جنکے سامنے حقیر معلوم ہونگے اس لشکر کشی کو بھول جائینگے
اے ہفت رنگ طائران خبر رسان کو حکم دے کہ تاجدارون کو خبر کر دین کہ کل سے
آمد شروع ہو جاے یہ ذکر تھا کہ دمدمۂ گردشگافتہ ہوا سب نے دیکھا کہ آگے آگے
رستم پیلتن چارسو سردار تاجدار چار جانب سے گھیرے ہوے ایک طرف شاہزادیان
مشتاق جمال رستم مہتر سمک بلدائی بانہاے عیاری سے آراستہ رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوے پشت پر تیرہ لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل اور جمیع افسران
ساحران ہمراہ او عمر لندھور و مالک وغیرہ سرداران صاحب قران و قاسم
و بدیع الزمان آپس مین آنکھین ملاتے ہوے قاسم فرماتے ہوے کہ آج قبلہ و کعبہ
نے کیا قدر افزائی کی ہے کبھی کسیکو یہ دن نصیب نہین ہوا بدیع الزمان ہنسکر جواب
دیتے ہین کہ یہ خاوری کس بات پر پھیلاتا ہے شکر ہے کہ میرے بڑے بھائی نے

اس طلسم وسیع کو فتح کیا حقیقت مین ایسا لشکر لیکر آئے ہین کہ مین نے جنگ ہفت صیف کو نگاہون سے گرا دیا ورنہ وہ لشکر کشی میری بھی ایسی ہوئی کہ ہفت دفاتر مین مرقوم ہو کہ ایسی لشکر کشی کسی نے نہین کی مگر آج طبیعت مثل گل شگفتہ ہے میرے بھائی کو خدا نے یہ مرتبہ دیا کہ ہفت پیکر پر لشکر کشی کی ماشاء اللہ کس دھوم سے آئے ہین کہ طبقے زمین کے اُڑ گئے بقول شاعر - فرد - زسم ستوران درین پہن دشت * زمین شش شد و آسمان گشت ہشت * فردوسی نے یہ شعر آج ہی کے دن کے لیے کہا تھا صاحب قران لشکر سے جو نکل آئے رستم نے جو صاحب قران کو آتے ہوے دیکھا گھوڑے سے کود پڑے جھک کر سلام کیا امیر نے ہاتھ پھیلا کر مثل جان کے آغوش مین لیا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا اے نور نظر شکر پروردگار کرتا ہون کہ تجھکو تم ایسا فرزند پروردگار نے مرحمت فرمایا کہ ایک طرف سے پھر گرد اُڑی بارہ ہزار جوانان زرین پوش بارگاہ زرین لیکر حاضر ہوے بڑھکر اُس بارگاہ کو استادہ کیا افسران سب کا جوان زرین پوش دست بستہ سامنے رستم کے آیا کہا حضور بارگاہ زرنگار مین جلوہ فرما ہون زرخیز وفا شعار غلام کا نام ہے رستم اُسکے ساتھ بارگاہ زرنگار مین تشریف لائے صاحب قران زمان بارگاہ سلیمانی مین گئے رستم جو آکر بیٹھے شاہزادیون نے محفل عیش و سرور کو ترتیب کیا گائین خوش گلو بہ خوش آوازی ان اشعار کو گانے لگین نظم

کون پوچھے حال تلخی عاشق دلگیر سے
ہوش وحشت کشمکش اُس ناتوان دلگیر سے
کام ہوتے ہین جوانون کے سپہر پیر سے
دوستو لے آؤ قاتل کو کسی تدبیر سے
جیسے دم جاتا ہی پہلو سے مرے وہ مہجبین
ہون غضب سے اسکے سرگرم فغان شعلہ زن
لذت وحشت سے ڈرتا ہون کہین گھبرائے دل

ہو گئے ہین بند لب شیرینی تقریر سے
ہونہ در تک ہو نچے صحن خانۂ زنجیر سے
پشت خم سید ھی نہو گی یہ کسی تدبیر سے
سر کٹا مین نے کہا تو جنگ ہی تقدیر سے
دن سیہ ہوتے ہین کیا کیا مہر کی تنویر سے
جل گیا جی احتراق زہر کی تاثیر سے
ہین مشابہ آپ کی زلفین بہت زنجیر سے

کام جز الفت نہین ای کاتب اعمال یان — فائدہ حرف مکرر کی بھلا تحریر سے
طوطیان سیکھین کہان ہونا ار شک آفرین — ہو نہ زیب پشت آئینہ تری تصویر سے
ہون سزاوار ستم مین نے کیا ہی جرم عشق — بو الہوس ہین بیگنہ پھر کیون ڈرین تقدیر سے
ای فسونگر چشم جادو پر نہین چلتا عمل — دیکھنا بھی مٹ نہ جائے سرمۂ تسخیر سے
حسن کی نیرنگیون سے کم نہین نیرنگ عشق — تو بہ تو جلوہ ملا تو رنگ کی تغییر سے
رشک دامان جواہر اور لکھی ہے غزل — جسکو مفلس کم نہ جانے نسخۂ اکسیر سے

شب بھر ہنگامۂ عیش ونشاط گرم رہا لیکن ہفت پیکر جو پلٹ کر آیا چھپر کھٹ پر آکر گرا غم وغصے سے بیہوش ہوگیا رات بھر خواب اسے پریشان دیکھے جب کہ شہنشاہ زرین آفتاب کا شانۂ مشرق سے نکلکر برائے تسخیر عالم چرخ زبرجدی پر آکر ٹھہرا تمام عالم کو منور ونورانی کیا صاحبقران زمان بیرون بارگاہ آکر دنگل آصفی پر جلوہ فرما ہوے سردارون نے سُنا کہ صاحب قران زمان بیرون بارگاہ تشریف رکھتے ہین سب سردار آنے لگے رستم کو خبر ہوئی کہ قبلہ وکعبہ دربارگاہ سلیمانی پر تشریف رکھتے ہین برائے سلام حاضر ہوے چار سو سردار ہمراہ کل شاہزادیان لباس زرق وبرق پہنے ہوے ساتھ آئین کرسیون پہ بیٹھی ہین گلچینی گلشن جمال رستم کی کررہی ہین سب سے زیادہ ملکہ سلماے گوہر پوش شاہزادی جبل اعلی بہ نگاہ غور جمال رستم کو دیکھ رہی ہی امیر بہ غور ملاحظہ فرمارہے ہین کہ ماہی سحر ونہنگ بحری دور بیٹھی ہین مگر آٹھہ آٹھہ کے نظارہ کرتی ہین صاحبقران نہایت خوش ہین وہ جادوگرنیان کہ جو امیر پر عاشق ہین وہ دور بیٹھی ہین ملکہ گلگونہ دختر حاکم زندانخانہ بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے ہفت پیکر نے جو یہ خبر سنی کہ صاحبقران زمان بیرون بارگاہ تشریف رکھتے ہین سب سردار جمع ہین حکم دیا کہ تخت قدرت کا باہر بچھے ہفت پیکر بھی آکر باہر بیٹھا مگر ہفت پیکر جب اپنے لشکر پر نگاہ دوڑاتا ہوش کر قلیل دیکھا بخت خفتہ جی سا سینہ میں بھرتا ہے دزرا امرا سے کہہ رہا ہی کیون اے بندگان من لشکر قدرت بہت کم ہے سردار عرض کرتے ہین خدمت نہ گبرا ایک دن مین ان سب کو آپس مین لڑوا کر کٹوا دیجئے انکی کیا حقیقت ہو یہ سپاہ رستم نے جمع کیا ہی

اسکا مٹانا کتنی بڑی بات ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی قرنا کی آواز ہیبت ناک تا بہ گوش گردون پہونچی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا ایک تاجدار کو تخت پر پایا تین لاکھ فوج پشت پر اُس کی وہ فرسے آکر پہونچا ہفت پیکر کو سجدہ کیا ایک طرف آکر بیٹھا فوج کو اُتار دیا تین لاکھ سوار و پیدل جو اسکی پشت پر تھے وہ لشکر ہفت پیکر سے ملکر اُتر پڑے بارگاہین خیمے استادہ ہو گئے امیر کو ہرکارون نے خبر دی کہ بہرام تاجدار تین لاکھ فوج سے آیا ہی اور اب کل تاجدار خراج گزار ہفت پیکر آکر شریک ہونگے سب طرف سے لشکر کشی ہو رہی ہین کہ دوسری گرد اڑی صمصام تاجدار تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا دن بھر مین چار تاجدار آگے شام ہو گئی صاحب قران تماشہ دیکھا کیے لیکن ہفت پیکر خوشی خوشی تخت سے اُٹھا کہتا ہوا بندگان مابدولت کس لطف سے آرہے ہین اسقدر بندے میرے آئینگے کہ گاو زمین بار نہ اُٹھا سکے گی اب بندگان نیک نے اپنے اپنے مقام سے خروج کیا ہی سب آکر شریک ہونگے مسلمانون کو اب معلوم ہوگا کہ لشکر کشی کرکے چلے آئے طلسم فتح ہوا قدرت نے دخل نہین دیا اب قدرت تماشا دیکھینگے مسلمانون کو سنگ سیاہ کر دینگے لاشون سے ان کی کل میدان بھر دینگے بہت خوشی سے اُٹھا بارگاہ مین آکر بیٹھا سب تاجدار اور ساحران غدار گرد آکر بیٹھے یہی ذکر ہو رہا ہی کہ لشکر کشی اب ہو گی چار پہر رات انھین ذکرون مین گذری ہفت پیکر پھولا ہوا بیٹھا ہی گانے والے غزلین ٹھمریان سامنے اسکے بنا بنا کے گا رہے ہین یہ سُن رہا ہے۔ **نظم**

مژدۂ صحت سُنا دل دکھ گیا آزار کا
اے دل مشتاق شوق بوسہ اب بیکار ہی
جھانکتی ہین آرزوئین میری تجھکو بار بار
بارش گریہ سے اتنو میری یہ نوبت ہوئی
دل مین سو سو بار گھبراتے ہین جذب شوق سے

آگیا گھٹنے پر اب بڑھنا شب بیمار کا
لیگیا ساغر مزہ منھ چوم کر دلدار کا
کیا شگاف سینہ روزن ہی تری دیوار کا
تھم نہین سکتا ہے آنسو روزن دیوار کا
اتجو بیسہ اسا ہوا عالم مزاج یار کا

تجھکو اے واعظ مبارک ہو یہ اسباب ہنر
اشک میری آنکھ سے ٹپکا جو اسکی یاد مین
اتو مثل دانۂ الماس آنسو ہو گئے
پارہ ہاے قلب سوزان آگے کھانے تو کبھی
ایک عالم ہو دل دیوانہ کا اب تک نسیم

مین نہین رکھتا ہون سودا جبہ و دستار کا
بہتے بہتے ہوگیا چھالا زبان مار کا
لیلی مدت رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا
دیکھ لین گے وصل ہم مرغ آتشخوار کا
کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

ہفت پیکر بیٹھا تقدیرین بگھار رہا ہی ناگاہ شہنشاہ ماہ تابان نے مع فوج ثوابت وسیارگان شکست فاش کھائی داخل قلعۂ مغرب ہوا اور شہنشاہ زرین پوش مع فوج ضیاد شعاع تخت زبرجدی پر آکر بیٹھا لشکر نے ضیاد شعاع کے دنیا مین عملداری کی تمام عالم روشن ہوگیا گلون نے آب شبنم سے منھ دھوے غنچے چٹکنے لگے شاخون کے خم مثل شمشیر دودم نخل راست بازی مین نیزے معلوم ہوتے ہین سارا گلشن صحرا باغ باغ لالے کے دل مین داغ نسیم سحری چل رہی ہی یا تلوار چلتی ہی مگر قدم اٹھانا بہ آہستگی باد صبا کا دستور ہی کہ زمین پر قدم نہین رکھتی خیال ہی کہ ایسا نہو گرد اڑے اور چہرۂ گل پر پڑے تو باعث حجاب ہوا ایسا نہو کہ غنچون کو اضطراب ہو صاحبقران بیرون بارگاہ آکر بیٹھے کل سردار بھی حاضر ہوے کہ صحرا سے گرد اڑی قبیل جبادو مین لاکھ ساحرون سے نمایان ہوا آکر قدمون کو ہفت پیکر کے بوسہ دیا براے سجدہ جھکا ہفت پیکر نے آواز دی سر خود را از سجدہ بردار کہ لعنت بر تو نصیب کردم یہ ساحر بیٹھنے نہ پایا تھا کہ دوسری گرد اڑی معمور قلمکش تخت پر سوار اسباب نوشت وخواند آگے رکھا ہوا ایک سفید کاغذ آگے مو قلم ہاتھ مین لشکر طلسم کشا کی تصویر کھینچتا ہوا آتا ہی کئی تختے کاغذ سفید کے سیاہ کر دیے ہین جو جادوگریان نامی ہین اول انکا نام لکھا اُسکے نیچے کھینچکر سوار و پیدل کی تصویرین کھینچ رہا ہی چار لاکھ ساحر اسباب سحر سے آراستہ جھولیان گلے مین پڑی ہوئین عجائب وغرائب اپنے دکھاتے ہوے آتے ہین لیکن ہفت پیکر نے جو معمور قلمکش کو آتے دیکھا تخت پر کھڑا ہوگیا ساتھ والون سے کہتا ہی وہ ساحر آتا کہ جسکا مثل طلسم ہفت پیکر مین نہین ہے دیکھو کیا منتظم ہے

کر تصویر کھینچتا ہوا آتا ہے جن جن کی تصویریں کھینچی ہیں جسوقت یہ سحر کریگا اُن جادوگرنیوں کا
گرد غبار اسلام جنکے دل پر چھایا ہے وہ سب دفع ہو جائیگا قدرت کو سجدہ کرکے آئینگی معمور
نے آکر ایک جانب لشکر کو اُتارا خود پیدل ہو کر سامنے ہفت پیکر کے آیا آکے سجدہ کیا
ہفت پیکر نے کہا اے بندۂ خاص الخاص کیا انتظام کیا معمور نے عرض کی جن شاہزادیون
کے نام معلوم ہوئے اُنکی تصویرین کھینچ لین میدان کارزار مین حال کھلیگا ہفت پیکر
نے معمور قلم کش کو دنگل زرین مرحمت کیا اُسپر یہ آکر بیٹھا کہ دوسری گرد اُڑی سیلاب
دریا نوش گرداب گوش پانچ لاکھ ساحرون سے پیدا ہوا ایک دریا جوش مارتا ہوا
اُس دریا پہ اسکا تخت قائم ہے فوج والے دریا کو جھیلتے ہوئے شکار ماہی کھیلتے ہوئے
بڑے جوش و خروش سے آکر پہونچا لشکر ایک سمت آکر ٹھہرا دریا کو ایک جانب قائم
کیا دریائے مواج و قہار جوش مار رہا ہے کہ پھر گرد اُڑی مہلول دیوکش تین لاکھ
فوج سے آیا آکر لشکر کو اُتارا خود خدمت ہفت پیکر مین آیا آکر دنگل پر بیٹھا ہفت پیکر
سے پوچھ رہا ہے کہ کون کون پہلوان لشکر طلسم کشا مین ہین اُنکا نام مجھے بتائیے کہ
میدان مین جاکر اُنکو لون یا طلسم کشا کو للکارون جب طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا
دیکھنے والے دیکھ لین گے بخوبی ظاہر ہے کہ آجتک کوئی پہلوان آپ کا نامی و گرامی
طلسم کشا کے مقابلے مین نہین پہونچا ورنہ طلسم کشا کا یہ زور و شور نہین ہوتا قدرت
نے غلام کو آخر مین طلب فرمایا ورنہ ابتک یہ خرابیان نہ ہوتین طلسم کشا کو قدرت نے
زور دیا ہفت پیکر نے کہا قدرت کو منظور تھا کہ زور و شور طلسم کشا کا ہولے تب
اسکو مٹاؤن اے مہلول دیکھ تو کسقدر لشکر ہے کہ بیابان نگاہ تھکتا ہے طائر خیال
وسعت لشکر مین نہین اڑ سکتا پیک گمان کو تصور ہے کہ اگر وسعت لشکر کو طے کرون ایسا
نہ ہو کہ بیچ مین گر پڑون کوئی ایسا نہین کہ لشکر کا شمار کر سکے ملازمین سچ کہتے تھے کہ
اسقدر لشکر آئیگا کہ لشکر طلسم کشا عشر عشیر معلوم ہوگا آخر وہی ہوا ابھی یہ پہلوانان
موقوف نہین ہوئی یہ ذکر تھا کہ پھر گرد اُڑی ایک پہلوان کرگدن مست پر سوار تین لاکھ
فوج پشت پر سواران جنگی نیزے ہلاتے ہوئے گھوڑے چمکاتے ہوئے اُس

گرد فر سے شاہور رفیل پیکر آکر پہونچا ماہور دیوکش چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا ایک جہینت
کامل روز نیا پہلوان آیا اور فوج کو اُتار دیا خدمت ہفت پیکر مین حاضر ہوا سجدہ
کیا دنگل آہنی لا ساحرون مین اور پہلوانون مین یہ فرق ہے کہ پہلوان دنگل ہاے
آہنی پر بیٹھے ہین اور ساحر دنگل ہاے زرین پر اپنے اپنے عہدون پر قائم ہین ہفت پیکر
نے جو پلٹ کر دیکھا ستر سو سردار پہلو مین بیٹھے ہین لشکر بے حد و بے حصر ہی تمام صحرا
لشکرون سے معمور ہی جہانتک نظر کام کرتی ہو لشکر ہی لشکر معلوم ہوتا ہو زیادتی لشکر و
جماؤ لشکر کا دیکھکر ہفت پیکر مغرور ہوا کہا کل طبل جنگی بجواؤنگا لشکر والے جو غل
مچا رہینگے اہل لشکر طلسم کشا تڑپ تڑپ کے مر جائینگے یہ غرور دل مین ہفت پیکر کے
آیا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر بجمعیت کثیر آکر پہونچے
جادوگرنیان بھی ساتھ ہین پہلوان بھی ہمراہ لشکر عمدہ اس کر و فر سے جو جہانگیر آکر پہونچے
علمشاہ نے بھائی کو گلے سے لگایا کہا ای برادر حقیقت مین تمنے بڑے کار نمایان
کیے بڑے بڑے سرکشون کو مارا تمھارا آنا باعث تقویت ہوا دن بھر مین جہانگیر کا
لشکر آکے داخل ہوا دوسرے دن پھر گرد عظیم بلند ہوئی ایرج و نورالدہر بعد شوکت
آکر پہونچے جادوگرنیان عاشق جمال ایرج و نورالدہر ہمراہ ہین صاحب قران نے
ان دونون کو آتے دیکھا کہ بعد شوکت دونون شیر آتے گھوڑون سے اُترے
رستم نے لشکر کے واسطے مقام بتایا لشکر اُترا یہ دونون جوان بادب تمام سامنے
صاحب قران کے آئے صاحبقران نے دونون کو گلے سے لگایا فرمایا تمنے بھی اس
طلسم مین کارہاے نمایان کیے کئی تکے تمھاری ذات سے فتح ہوے نورالدہر نے
عرض کی ایرج نوجوان نے وہ طلسم فتح کیا کہ جسکے سبب سے رستہ کھلا ورنہ سالہا
سال رستم کو تکلیف ہوتی رستہ نہ ملتا لکھا ہو کہ سب سردار دو مہینے مین آکر پہونچ گئے
اب ہفت پیکر کے ہوش اُڑے کہتا ہی کہ فرزندان حمزہ نے سب ملک فتح کیے کس
کر و فر سے آکر پہونچے صاحب قران فرماتے ہین نہین معلوم روح لشکر و جان لشکر
سعد شہریار پہ کیا گذری کہ گرد عظیم بلند ہوئی سب دیکھنے لگے علمہاے زرنگاری کے

پھریرے کھلے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی
سلیمان سریر گردون سیر سعد بن قباد والا نژاد تخت طاؤس پر سوار پشت پر کئی لاکھ
کا لشکر جادوگرنیان عاشق جمال بے مثال ابرون مین مخفی صاحبقران زمان نے جو
آمد بادشاہ لشکر اسلام دیکھی خود اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا کیا خدا نے فضل کیا کہ
بادشاہ اسلام آگئے اب لشکر مین رونق ہوئی تخت سلیمانی خالی تھا آگے بڑھکر استقبال
کیا صاحبقران کو بادشاہ دیکھکر تخت سے کود پڑے بادب تمام سلام کیا صاحبقران
نے گلے سے لگا لیا فرمایا حضور کا تشریف لانا باعث برکت ہوا اب دو میدان لشکرون
سے بھرے ہین لیکن فوج ہفت پیکر اب بھی بہت ہے بادشاہ تخت سلیمانی پر آکر
جلوہ فرما ہوئے طبل سکندری پر چوب پڑی ہرکارون نے یہ خبر ہفت پیکر کو پہنچائی
کہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام چھ لاکھ فوج سے تشریف لائے اور کئی جادوگرنیان
نامی وگرامی ساتھ ہین تخت سلیمانی پر جلوس ہوا نوبت نقارے بج رہے ہین
صاحبقران کو بڑی خوشی حاصل ہوئی ہفت پیکر نے نگاہ اٹھا کے کہا چالیس
کوس کا میدان لشکر مسلمانان سے بھرا ہوا ہے مگر قدرت کا لشکر سو کوس کے
گرد مین ہے کہ قلم کش نے عرض کی قدرت میرے نام پر طبل جنگی بجوائین جتنی جادوگرنیان
ساتھ آئی ہین کل انکو تسخیر کرون ہفت پیکر نے بلبلا کر حکم دیا کہ طبل قہاری پر چوب
پڑے بائیس سو نقارہ بجا زمین ہلنے لگی صاحبقران نے سر اٹھا کر فرمایا خواجہ
دریافت تو کرو یہ کیسا نقارہ بجا ہے عمرو نے عرض کی ہرکارے وہان حاضر ہین
تھوڑے ہی عرصے مین ہرکارے آئینگے یقین ہے کہ ہفت پیکر نے طبل جنگی
بجوایا ہو یہ ذکر تھا کہ نامیان خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ تکی اور ابوطالب
خونریز چارون ہرکارے مثل اربع عناصر آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے
بادشاہی بجالائے عرض کی شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز وگداز ہو ہفت پیکر
نے طبل جنگی بجوا دیا معمور قلم کش نے دعوے کیا ہے کہ کل ایک مسلمان زندہ نہ بچیگا
اور جادوگرنیان آکر سجدہ کرینگی صاحبقران نے فرمایا کہو ہمارے لشکر مین بھی

بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جیسا کچھ نقاش ازل وکاتب تقدیر نے صفحۂ قسمت مین
تحریر کیا ہو وہی پیش آئی ہی خواجہ عمرو بہ حکم شکر نقارخانہ سکندری مین آئے قلاچ چینی
اور کہا یہ چینی دونون داروغاؤن نے دو دو اشرفیان ہاتھ پر رکھکر نذر دکھلائی خواجہ
نے چارون اشرفیان اٹھالین فرمایا مین آگاہ ہون کہ تمھاری آمد کم ہو صرف زیادہ ہو
اگر نذر نہ لونگا تو تم رنجیدہ ہوگے یہ کہکے چوب اٹھائی نقارہ سکندری پر چوب پڑی
سات سو نقارہ بجا زمین تھرا گئی ہفت پیکر تخت پر بیٹھا تھا اچھل پڑا کہا یارو یہ کیا
ہنگامہ ہو کہ دل کانپ گیا واقفکارون نے عرض کی کہ نقارخانہ سکندری نوازش مین
آیا نقارخانہ سلیمانی باقی ہو ایرج و نورالدہر و جہانگیر و بادشاہ عجم نے بھی طبل جنگی
بجوایا ایک ہنگامہ برپا ہوا جادوگرنیون نے اپنے ابر کو جنبش دی کہین آگ برسی
کہین پانی برسا کہین تیر برسے کہین تلوارین کہین خنجر آبدار لینا لینا کی لشکرون مین پکار
ہفت پیکر نے سر اٹھا کر کہا ارے یہ نقارۂ رزمی بجے کہ قیامت آشکار ہوئی تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات دریاے لشکر مین جوش وخروش تھا ہر طرف یہی ہنگامہ ہے
کہ کل قیامت کا معرکہ پڑیگا اگر مغلوب ہوئی تو منزلون تلوار چلیگی ایک کو ایک کی خبر
نہ ہوگی چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ ماہ تابان نے شہنشاہ زرین پوش
کے ہاتھ سے شکست کھائی فوج ضیا وشعاع غالب آئی شہنشاہ ماہ تابان جا کر قلعۂ
مغرب مین چھپا شہنشاہ زرین پوش بعد جوش وخروش تسخیر عالم کرکے تخت زبرجدی
پر جلوہ فرما ہوا تمام عالم منور و روشن ہوگیا فوجین میدان کارزار مین آنے لگین اول
اول رستم پیلتن مرکب استرالا کبود فرنگی پر سوار چار سو سوار چار جانب سے گھیرے
ہوئے ایک طرف سب جادوگرنیان طاؤسان زرین بال پر کوئی باز پر کوئی قرقرے پر
سوار زور و شور سے میدان کارزار مین آکر پہونچین ایک طرف سے صاحب قران ایک
طرف سے ایرج نوجوان ایک جانب سے نورالدہر بن بدیع الزمان طرف سے دست
بدست کے قاسم و بدیع الزمان آپس مین آنکھین ملتی ہوئین تلوارین تولتے ہوئے
ایک کو ایک ڈراتا ہے قاسم کہتے ہوے کہ چچا جان آپ نے ملاحظہ کیا کہ ایرج کس

زور و شور سے آتا ہی ماشاء اللہ کیا لشکر پایا ہو بدیع الزمان فرماتے ہین اے فرزند دیکھو
کیا ظاہر ہے کہ نور الدہر کے لشکر پر کیا رونق ہو کیا سردار عمدہ ہین طوجری بہادر ساتھ ہو او
صف شکن تیغ زن اپنے آقا کی محبت مین مبہوت ہو رہے ہین اسوقت کی آمد دیکھو
لشکر کی شدومد دیکھو قاسم جھلا کر فرماتے ہین آمد لشکر مالک تو ملاحظہ کرو بدیع الزمان
فرماتے ہین ہندیون کا لشکر ہے کہ باغ کھلا ہو ان جوانون سے کون مقابلہ کر سکتا ہے
عربون کو کیا دیکھین صدہا من کا بوجھ لادے ہوے ہنادی شگفتہ مزاج سپاہیون
کے سر کے تاج بار خود سر نہین اٹھا سکتا بار زرہ سے جسم نا آشنا بہادر جرأت مین
یکتا فرامرز وغیرہ باتون پر بدیع الزمان کی ہان ہان کرتے ہوے جب قاسم کچھ بولے
جمہور وغیرہ پکار اٹھے آقاے نامدار آپ درست فرماتے ہین دست راستی ہنستے
ہین دست چپیون پر آوازے کستے ہین شاہزادہ خسرو شیردل بارہ ہزار مسلح پوشون
کو ساتھ لیکر ایک جانب ٹھہرے ہین انتظام کر رہے ہین جو سوار آگے بڑھ گیا اسکو
پیچھے ہٹایا جو پیچھے ہٹا ہو اسکی باگ پکڑ کے جھٹکا مارا اور سوارون کے برابر کر دیا دامن
گردانے آستینین چڑھائے ہوے لشکر رستم کا انتظام کر رہے ہین سب پہلوانون کو
شانے سے شانہ ملا کر ایک جانب ٹھہرایا ہی سوار ایک طرف پیدل ایک جانب
اس طور سے لشکر کو آراستہ کیا ہی کہ علمشاہ نے بڑھکر آواز دی بھائی صاحب کیون
آپ تکلیف فرماتے ہین خسرو نے جواب دیا بھائی صاحب ہمارا فخر ہی کہ آپکی خدمتگاری
کرین کیا خدا نے مجھکو بغاوت سے بچایا کہ قبلہ و کعبہ سے نہ مقابلہ ہوا آپ سے بھی امتحان
مین سچا آپ کی جرأت کا کیا ذکر کرون ہر چند کہ آگاہ نہ تھے مگر کیا خلق صرف کیا آپ اولاد
صاحب قران مین رستم ہین صاحب شوکت وحشم ہین لشکر صاحبقران زمین کی صف آرائی
پہلوان عادی کر رہے ہین جس پیدل کا پانون بڑھ گیا سونٹا مار کے اسکو برابر کیا
یکایک گرد عظیم بلند ہوئی آمد ہفت پیکر شروع ہو گئی سب نے دیکھا کہ ہفت پیکر تخت
پر سوار ہے سترہ سو پہلوان گرد گردون کشش تخت کو اس بدبخت کے گھیرے ہوے ایک
ایک نشہ جرأت مین چور متکبر و مغرور ایک سے ایک کہتا ہوا کہ دیکھو یارو لشکر آتا ہی

کہ دریا موج مار رہا ہے لشکر مسلمانان بہت کم ہے جب ہم لوگ بڑھینگے افسران
صاحبقران کا سر کاٹ کر پھینک دینگے ساحر جالاروں پہ سوار باز لبط قرقرے اٹھانے
ہوئے ہر ایک ہفت پیکر سے یہ عرض کر رہا ہے کہ یا خداوند مجھکو اجازت ملے یا زنیان
مہ جبین عاشق رستم ہو کر آئی ہین انکو دیوانہ کر دین سب سے زیادہ معمور قلم کش بلبلا رہا
ہوا تصویرین شاہزادیون کی ہاتھ مین اُن تصویرون پر سحر کرتا ہوا پایۂ تخت پہ
ہاتھ رکھے ہوئے کہتا ہے یا خداوند آج مجھکو اجازت ملے کہ جا کر مقابلہ کرون ان شاہزادیون
کو گرفتار کرکے قدرت کو سجدہ کراؤن ہفت پیکر کہتا ہی نقیبون سے کہو دریافت کرین
کہ لشکر ہمارا کسقدر رہے چند نقیب کہ قریب تھے اُن سے جب پوچھا انھون نے کہا
قدرت کے ساتھ لڑنے والی اسّی لاکھ فوج ہے ہفت پیکر نے کہا اگر یہ سب ملکر غل
مچائین تو مسلمان خوف سے زندہ نہ رہین پھر ہفت پیکر بولا ارے یارو لشکر مسلمانان
کا شمار بتاؤ نقیبون نے عرض کی چالیس لاکھ فوج سے زیادہ نہین ہی ہفت پیکر
پھول گیا کہا قدرت تقدیر کر چکے ہین کہ یہی مقتل مسلمانون کا ہے اسی صحرا مین ان
سب کے خون بہین گے جو صاحب رستم کہلاتے ہین اُنکی گرفتاری کو کیسے کیسے
پہلوان آئے ہین سحر تو آخر تا فیرنہ کریگا مگر پہلوان وہ وہ صاحب طاقت آئے ہین
کہ رستمی مٹا دینگے اس کروفر سے لشکر کفار میدان کارزار مین آیا ہفت پیکر کا تخت
قلب مین ٹھہرا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین جہان پر رستم گھوڑے ہین بارہ ہزار
جوانان زرین پوشش گھیرے ہوے ہین شاہزادۂ سعد بن قباد تخت سلیمانی پر بصورت
نورانی متمکن ہین آگے سب کے صاحب قران چالیس قدم آگے بڑھے ہوے برچھۂ
صاحبقرانی نیزہ ہلا رہے ہین نقیبون نے جانبین کی صفین آراستہ کین کوکیٹ کرداکا
کہکر ہٹے کہ معمور قلم کش طاؤس سے کودا سامنے تخت ہفت پیکر کے آیا دست بستہ
اجازت خواہ ہوا ہفت پیکر نے غرور مین جواب دیا کہ اپنے ید قدرت کے تجھکو سپرد کیا
معمور پھر طاؤس پہ سوار ہوا طاؤس اُڑاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی جس
ساحرہ کو تمنا مرگ کی ہو آکر مقابلہ کرے جیسے ہی معمور نے پکارا ملکہ لالہ عذار داغ محبت

دل بر قمری پر سوار تھی سامنے تخت شاہی کے آئی دست بستہ عرض کی حضور اجازت
میدان ملے بادشاہ نے فرمایا اے لالہ عذار تمھین خدا کے سپرد کیا لالہ عذار نے قمری
کو اڑایا آکر رستم کو سلام کیا رستم نے پوچھا کیون ای لالہ عذار کیا قصد ہے عرض کی
یہ معمور ظلم کش بہت بلبلا رہا ہی اسکا نام دفتر ساحران سے مٹاؤن اگر میرا شعبدہ چل گیا
تو گرفتار کرکے اسے لاؤن رستم نے بھی اجازت دی لالہ عذار قمری کو اڑا کر سامنے معمور
کے آئی معمور نے کہا ای لالہ عذار تمنے بڑا غضب کیا کہ دامن قدرت چھوڑا اس مذہب
روشن سے منھ موڑا چلو تمھین قدرت یاد فرماتے ہین لالہ عذار نے کہا مدت ہوئی
مین تو اسپر لعنت کرچکی اب تو معمور جھلایا جھولی سے گولہ نکالا لالہ عذار پر پھینکا لالہ عذار
نے دستک دی کہ گولہ اُلٹا پلٹا معمور نے گولے کو پیوند زمین کیا لالہ عذار و معمور
جادو کے آپس مین دو چار سحر رد و قدح ہوے لالہ عذار نے زلف عنبرین کو کھولا
پکار کر آواز دی اے زلف آرا جلد آ معمور پر اپنا رنگ جما گوشۂ صحرا سے آواز
آئی کنیز حاضر ہوئی بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا کہ ایک نازنین گلنار پوش گلدستہ
پھولون کا ہاتھ مین سیماب وشی بات بات مین پاسے سنبھالے ہوے یہ غزل عاشقانہ
بیتابانہ گاتی ہوئی سامنے معمور کے آئی۔ نظم

ذرا صیاد لوٹینگے ہمارے شعر موزون کا ۔۔۔ نشیمن ہی قفس ہی آشیان ہی مرغ مضمون کا
رفیع القدر ہر مصرع ہی اپنی بیت موزون کا ۔۔۔ نہ ایسا طاق کسرا تھا نہ قصر ایسا فریدون کا
زبان سے اپنی تعریف اپنی آنکھون کی وہ کرتے ہین ۔۔۔ لب سحر بیان سے سنتے ہین افسانہ افسون کا
نگہ میری نہین مد نظر غیرہ کے بدلی ۔۔۔ وہ شاعر ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمون کا
گوارا اسکو نہین آتا ہماری بیقراری سے ۔۔۔ زمانہ آئنہ ہے اپنے اقوال دگرگون کا
تلاش ہی تو گل خندان ہی تیری جسقدر تجھکو ۔۔۔ نہ ہوگا اسقدر شاعر بھی جویا تازہ مضمون کا
بنایا صبح سے تا شام آنکو آئنہ رکھکر ۔۔۔ بلا سے آنکی سودائی ہو کوئی زلف شبگون کا
محبت ہوتی ہی معشوق کو بھی عشق کامل سے ۔۔۔ زمین مین ساتھ قارون کے گڑا ہی گنج قارون کا
نشاط و عیش کا سامان ہی تجھ بن مرگ سا ہی ۔۔۔ صدائے چنگ گولی تیر ہے آوازہ قانون کا

چمن کی سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آوے
نسیم صبح سے آگے قدم ہو اُسکے گلگون کا

نہایت دل مراد دیدار کا قاتل کے بھوکا ہی
قضا دکھلا چکی منھ مجھکو میرے تشنۂ خون کا

کھلادے ہڈیان سوز فراق یار جب چاہے
سگ لیلیٰ کا حق ہی استخوان ہو جو کہ مجنون کا

بنایا ہی زبس حکمت سے اپنی دست قدرت نے
وہ رخ جوش صفا سے رشک ہی قلب فلاطون کا

جنون لعل عدم کو یان بھی گھبراتا ہے دم اپنا
کیا ہی تنگ وحشت نے ہماری عرصۂ ہامون کا

صفا کے واسطے منجن وہ بت دانتون مین ملتا ہی
خدا حافظ ہی آتش آبروے دُرِ مکنون کا

یہ اشعار پڑھتی ہوئی جو سامنے معمور قلم کش کے آئی ہاتھ اُٹھا کر کہا کیون صاحب تمکو ہمارا خیال نہین ہم دور سے تمھارے واسطے آئے تم میدان کارزار مین قلم دوات لیکر بیٹھے ہو یہ قلم تو پھینکو دوات کنارے ڈالدو ایسا نہو منھ مین تمھارے سیاہی لگے جو لوگ عاشق ہین تیر پیتے ہین آوازے کستے ہین کہ معشوق طالب تیر غرور غالب پھر ہاتھ بڑھایا معمور قلم اُسکے ہاتھ سے لیکر پھینکا لالہ عذار کی تصویر اُٹھائی کہا صاحب یہ تصویر مجھکو بُری معلوم دیتی ہے چاہا کہ تصویر چاک کرون کہ دونون عارض پر زلفین چھوٹی ہوئی تھین اُن زلفون سے شعلۂ آتش نکلا کہ زلف آرا کا ہاتھ جل گیا تصویر کو چھوڑ دیا تصویر ہوا مین اُڑی لالہ عذار کے سامنے پہونچی جیسے ہی تصویر پر لالہ عذار کی نگاہ پڑی گھبرا گئی چہرہ گلنار ہوا آنکھین اُبل آئین بگڑ کر کہا کہ اے زلف آرا تم جاؤ تمھارا اب کیا کام ہی تمھاری ضرورت ہو چکی اب تمھارے یہان ٹھہرنے مین باعث خرابی ہو اپنا تو یہ حال ہی کہ جسکا بیان کرنا محال ہی نظم

وہ مسیحا قبر پر آتا رہا
مین موے پر روز جی جاتا رہا

زندگی کی ہمنے مر مر کر بسر
وہ بت ترسا جو ترساتا رہا

وا بخت نارسا دیکھا مجھے
نامہ بر سے خط کہین جاتا رہا

وصل کی شب بھی شب فرقت ہوئی
رات بھر وہ شوخ شرماتا رہا

چھوڑ کے چاہِ ذقن نکلا نہ دل
لاکھ گیسوے سیہ لہراتا رہا

راہ تکتے تکتے آخر جان گئی
وہ تغافل کیش بس آتا رہا

دل تو دینے کو دیا پر ہمنشین
دیکھ اُسکو ہوگیا مین بے خبر
کیا کہون کسطرح فرقت مین جیا
عمر بھر اُس برق وش کی یاد مین
ڈھونڈھتا پھرتا ہون اُسکو جابجا
اُس مسیحا کی امید وصل مین
عشق کا رعنا مرض بے لا دوا

ہاتھ مین مل مل کے پچھتا ارہا
دل بکایک ہاتھ سے جاتا رہا
خون دل پیتا تو غم کھاتا رہا
سیل اشک آنکھون سے برساتا رہا
دل خدا جانے کدھر جاتا رہا
شام جیتا صبح مرجاتا رہا
کب سُنا تو نے کہ وہ جاتا رہا

یہ اشعار پڑھتی ہوئی لالہ عذار سامنے معمور قلم کش کے آئی ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی معمور نے کہا چلو قدرت بلاتے ہین لالہ عذار دوڑی ہٹو ہٹو کرتی ہوئی سامنے ہفت پیکر کے پہونچی کہا قدرت معاف فرمائیے خطاہاے گذشتہ کا خیال دیجیے ہفت پیکر خاموش ہو رہا لالہ عذار تخت پر ہاتھ رکھ کے کھڑی ہوئی ہفت پیکر کی تعریفین کر رہی ہو کہ آپ خداوند برحق ہین ہم آپ کے تابعدار ہین معمور نے پکارکر آواز دی اور جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سنبل ہفت گیسو بڑھی کہ بادشاہ سے اجازت لون مگر رستم فرمارہے ہین لالہ عذار نے کیا حرکت نالائق کی شفق خونخوار نے دست بستہ عرض کی حضور وہ ہوش مین نہین ہے معمور قلم کش بلا کا ساحر ہے ملکہ سنبل ہفت گیسو نے عرض کی کنیز کو تو اجازت ملے دیکھیے اس قلم کش کا کیا نفقہ کرتی ہون رستم نے فرمایا اے سنبل روز اول کا مقابلہ ہے ہفت پیکر کا غرور ٹوٹیگا تم سب صاحبون کی خوشی ہو تو مین میدان کارزار مین جاؤن معمور کو جاکر سمجھاؤن سنبل ہفت گیسو نے رکاب پر ہاتھ رکھ کر عرض کی حضور ملاحظہ تو فرمائین وہ سحر کرون کہ دیوانہ ہو جائے خدمت حضور مین آئے لالہ عذار بھی رہا ہو اُس بلا سے نجات پائے ملاحظہ فرمائیے وہ مبہوت ہو رہی ہے ورنہ لالہ عذار عاشق صادق سرکار ہے ہوش مین نہ رہی تب یہ حرکت اُس سے سرزد ہوئی کنیز ایسا ہی سحر کریگی کہ معمور کا بھی حال ہو سنبل تو رستم کو روکتی ہے اور رستم کہتے ہین کہ میرا ہی جانا مناسب ہے

کہ صحرا سے گرد اڑی وہ آواز آئی کہ گھوڑے بھڑکنے لگے سب نے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر
آگے آگے پشت پر اسّی ہزار قزاق کہین سے لوٹ مار کرآئے ہین گھوڑے لدے
پھندے شیرینی کھائے ہوئے ایک ڈلی آپ کھائی دوسری ڈلی گھوڑے کو کھلائی غضنفر
نے جو دیکھا کہ ایک ساحر زبردست میدان مین للکار رہا ہی رستم کا ارادہ ہی کہ مین نکلون مگر
جادوگرنیان رستم کو روک رہی ہین وہین سے نعرہ کیا کہ ماموں جان ٹھہر جائیے رستمی
نہ دکھائیے یہ ملعون میرا شکار ہی اتفاق سے ادھر گذر ہوا یہ قزاقون کے عیش و آرام
کا وقت ہی اترنے کا مقام اسطرف ڈھونڈھتے ہوئے نکل آئے صاحبقران کو دور سے
سلام کیا ہاتھ اٹھا کر پوچھا نانا جان مزاج تو اچھا ہے صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا آپکی
عنایت چاہیے غضنفر نے اسپ بادپا کو بڑھایا تیغہ روئین شگاف نیام انتقام سے
کھینچا گھوڑا تین ٹھوکرون مین قریب معمور کے پہونچا معمور نے دیکھا ایک طفل حسین اسقدر
کم سن ہے کہ گھوڑے پر چڑی نہین جمتی مگر تیور پر بل پڑا ہوا قریب آکر آواز دی او بیحیا
سحر تو کرلے حوصلہ نہ رہجائے معمور نے موقلم اٹھایا کہ تصویر کھینچکر اس طفل کو دیوانہ
کرون پھر ہاتھ بڑھایا کہ کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لون غضنفر نے ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ
ہاتھ معمور کا اڑ گیا پرنالہ خون کا بہا اب تو حیران ہے کہ کیا کرون غضنفر نے للکار کر آواز
دی کہ او بے ہنر سحر نے تیری دستگیری نہ کی موقلم اٹھا کر کیا ہاتھ آیا یہ کہکے ہاتھ تیغہ
روئین شگاف کا جھکایا معمور نے سحر کر کے سر آگے کر دیا سوچا کہ تلوار کیا کاٹے گی غلطی
سے ہاتھ کٹا افسوس ہے کہ مین نے سحر نہ کیا غضنفر نے نعرہ تکبیر کر کے ہاتھ جو مارا آلو
سر پر جھلی تھی یا مثل مرکب چار ٹکڑے ہوئے معمور جو مرا لالہ عذار پہلو مین ہفت پیکر
کے کھڑی تھی اسکو ہوش آیا گولہ جھولی سے نکالکر مارا چالیس ساحرون کے سینے توڑ کر
گولہ دور جا کر گرا غضنفر نے جو دیکھا لشکر کفار مین ہنگامہ ہے ایک ساحرہ ماہ رخسار غول
مین کھڑی لڑ رہی ہی سب چاہتے ہین اس مہ جبین کو گرفتار کرلین مگر لالہ عذار مثل برق
چمک رہی ہی چاہتی ہے غول سے نکلون مگر ساحر گھیرے ہوئے ہین چاہتے ہین گرفتار
کرلین مگر لالہ عذار شعلۂ جوالہ بنی ہوئی ہے جسپر گولہ مارا اسکا سر پھٹا کئی سو ساحرون کو مارا ہی

غضنفر نے گھوڑا اٹھایا قزاقون کو آواز دی بزنید و بہ بندید۔ قزاقون نے گھوڑون کو اٹھایا
دس دس کی ٹولی باندھکر اس دریاے لشکر مین غوطہ زن ہوے مگر غضنفر لڑتے ہوے
قریب لالہ عذار کے پہونچے جھک کر سلام کیا کہا ممانی صاحبہ آداب اس حقیر کا قبول ہوئین
رستم کا بھانجہ ہون مین لشکر کفار کو روکتا ہون تم نکلجاؤ ٹھہرنا بہتر نہین لالہ عذار نے سر
جھکا کر کہا اے فرزند لشکر کفار بے انتہا ہے تم کیونکر نکلوگے غضنفر نے کہا ممانی جان
قزاقون کو کون روک سکتا ہے آپ تو نکلجائیے مین بھی نکلجاؤنگا مجھے کوئی نہ روک سکیگا
لالہ عذار ترتیب کر بلند ہوئی طرف لشکر رستم کے چلی غضنفر لڑتا ہوا ساحرون کو قتل
کرتا ہوا بیچ سے لشکر کے نکلا ایک جانب لڑتا بھڑتا نکل گیا خیمے گرائے افسرون کو مارا
لاکھ ساحر ہاتھ سے غضنفر کے قتل ہوے الامان الامان کی صدا بلند تھی ساحر گوشون
مین چھپتے پھرتے تھے قزاقون کی جنگ سے عاجز ہو گئے کسی نے غضنفر کا پیچھا کیا غضنفر
لڑتا بھڑتا نکلگیا ہفت پیکر کہتا تھا یارو تم لوگون نے اس طفل کا پیچھا کیا ساحرون نے
عرض کی قزاقون نے عاجز کر دیا ایک کو ہمنے ٹوکا دوسرے نے پہلو پر نیزہ مار دیا اسطرح
لاکھ ساحر مارے گئے ایسے کو کون روکے جسپر سحر تاثیر نہ کرے قزاق روکے نہ رُکے
ہفت پیکر رنجیدہ ہوا سیلاب دریا بار نے عرض کی یہ تو قدرت نے آج نئی بات
تقدیر کی ورنہ حضور سب جادوگرون کو دیوانہ کر دیتا مثل لالہ عذار سب جادوگر یہان
حاضر خدمت ہوتے مین ہفت پیکر دربار مین آیا پہلوانون کا افسر شاہین فیل سوار
اپنے مقام سے اٹھا کہا یا خداوند آج غلام کے نام پر طبل جنگی بجوائیے مین طلسم کشا کو
ڈکو لگا گرفتار کر لاؤنگا ساحر اپنے اپنے مقام سے اٹھے کہا اے شاہین زیادہ بلند پروازی
نہ کرو زبان کو روکو ہم لوگون کو لڑنے دو تم سب تماشہ دیکھو۔ دیکھو تو ہم لوگ کیا کرتے ہین
طلسم کشا وہ پہلوان ہے کہ جس نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا عیوق دجاروی
کو جنکو اپنی جرأت پر ناز تھا اُنکو زیر کر کے اپنا سردار بنایا آج تک کوئی طلسم کشا پر زور
مین غالب نہین ہوا فرزندان صاحبقران مین رستم لقب ہی ہزار ساحرون نے
سمجھایا مگر شاہین قدمون سے ہفت پیکر کے لپٹ گیا کہا یا خداوند آج تو میرے نام پر

طبل جنگی بجائیے کل مین طلسم کشا کا امتحان کرون ہفت پیکر ناچار ہوا نام پر شاہین
کے طبل جنگی بجوایا سیلاب دریا بار ساحر اُسنے ہفت پیکر سے عرض کی آج مین رات
کو سب جادوگرنیون کو ڈبو دونگا یہان طلسم کشا دربار مین اپنے بیٹھے ہین کسی کام کو
خواجہ بھی آئے تھے رستم سے باتین کر رہے ہین رستم کہتے ہین اے عمر نامدار
ساحرون کا جہاد ہے مگر آپ نے کچھ کام نہین کیا عمرو نے کہا بیٹا مثل مشہور ہے
پراگندہ روزی پراگندہ دل ایکے جینے مین مہاجنون کا سود نہین ہوا مہاجنون کا
ایسا بلوہ ہے کہ مین لشکر سے نکل نہین سکتا اگر باہر جاؤن تو گرفتار ہون یہ ذکر تھا کہ
شاگردان سمک حاضر ہوئے عرض کی اے شہریار آج شاہین فیل سوار نے اپنے نام
طبل جنگی بجوایا ہے سرداران رستم اپنے اپنے مقام پر پل کرنے لگے مگر بسبب لحاظ
کے کوئی عرض نہ کر سکا خسرو اپنے مقام سے اُٹھے کہا بھائی صاحب میرے نام پر طبل جنگی
بجوائیے کل مین شاہین سے مقابلہ کرون رستم نے منع کیا کہا بھائی صاحب وہ بھیا
میرا طالب ہے اگر مجھکو پکارا تو قانون صاحب قران مین فرق آیا قبلہ وکعبہ کا قانون
ہے کہ جو جسکا نام لیکر پکارے وہی اُسکے مقابلے مین جائے مگر خسرو نے آنکھون مین آنسو
بھر کر کہا کہ سب فرزندان صاحبقران میدان کارزار مین موجود ہونگے میری بھی شوکت نمائی
ہو مین نے جو ملک فتح کیے اُن شاہون کو ساتھ نہین لیا فقط بارہ ہزار مرصع پوش
ساتھ رہے جہانگیر وغیرہ بڑی شوکت وشان سے آئے میری شوکت کا کیونکر اظہار
ہو مین نے تو اپنے کو آپ کے سردارون مین منسوب کیا ہے میری شوکت نمائی بھی ضرور
ہے حضور کو خیال رہے رستم نے بمجبوری نام پر خسرو کے طبل جنگی بجوایا کہ دوبارہ ہرکارون
نے خبر دی کہ سیلاب دریا بار اپنے دریا کے کنارے جاکر بیٹھا ہے اُسی مقام پر نشست
کرائی ہے شکار ماہی مین مصروف ہے سمک نے کہا غلام جاکر اُنکی آبرو کی فکر کرتا ہے
خواجہ نے کہا اے نور نظر وہ جو کنارے دریا کے بیٹھا ہے کچھ تو اُسکا مطلب ہے سمک
کب مانتا ہے بانہائے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا خسرو نے خواجہ کو الگ بلا کر
موتیون کا مالا گلے سے اُتارا کہا کہ آپ آگاہ ہین کہ کل غلام سے اور شاہین سے

مقابلہ ہے وہ آکر بڑے بھائی صاحب کو پکارے گا سیلاب دریا بار شاید اسی کا
انتظام کر رہا ہے یہ موتیون کا مالا حاضر ہو اگر سیلاب کا سر لائیے تو اور بھی کسیقدر خدمتگذاری
کرونگا خواجہ نے موتیون کا مالا لیلیا کہا اے نور نظر جو مہربانی کرو گے مجھے کیا تم سے
انکار ہے یہ کہکے خواجہ چلے جب خواجہ جا چکے تو برق ثانی نے عرض کی کہ آپ کیون اپنا
روپیہ برباد کرتے ہین مین ابھی جاکر اسکا سر لاتا ہون خسرو نے سمجھایا کہ دو عیار طرار
پہلے عمر نامدار کے آلین تب جانا برق ثانی کب مانتا ہی کنارے جاکر رنگ و روغن
عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنا ایک نامہ طرف سے ہفت پیکر کے تیار کیا طرف
دریا کے چلا دیکھا کہ سیلاب بیٹھا شکار ماہی کر رہا ہی برق ثانی تڑپتا ہوا سامنے
سیلاب کے پہونچا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ ساحران دیکھیے قدرت نے
کیا تحریر فرمایا ہے سیلاب نے بلالیا برق ثانی نے آتے ہی نامہ دیا سیلاب
نے نامہ پڑھا مرقوم تھا کہ اے سیلاب ابھی جادوگریون پر بھروسہ کرنا پہلے انتظام
عیاران ضرور ہے عیار تمھاری فکر مین نکلے ہین سیلاب نے کہا ای ساحر تیرا کیا
نام ہے بیٹھ جا مین خود چلتا ہون برق ثانی بیٹھ گیا گنگنانے لگا سیلاب نے کہا
ارے تجھے گانا بھی آتا ہے برق ثانی نے کہا آج قدرت نے اپنے سامنے گوایا اور
پشت پر ہاتھ رکھکے کہا کہ تو جسکے سامنے گائیگا وہ تجھکو پسند کریگا مین چند اشعار
آپکو سناتا ہون شاید آپکو پسند آئین یہ کہکے یہ اشعار عاشقانہ سامنے سیلاب
دریا بار کے شروع کیے۔ نظم

ہر بار کوندتی ہے وہ بجلی نگاہ مین — کھلتی نہین ہی آنکھ تری جلوہ گاہ مین
حسرت تھی دید کی جو ترے جلوہ گاہ مین — کچھ دل مین ہم وہ لیکے چلے کچھ نگاہ مین
کچھ ٹھنڈی ہی گرمیان سی جو تھین میری آہ مین — وہ بھی تو دیکھتا ہون انھین کی نگاہ مین
دل سے لبون تک آنے کا بھی حوصلہ نہین — کہتا ہی نار یاس بٹھاؤنگی راہ مین
اللہ ری تیرگی کہ برنگ شب فراق — تارے گنا کیا ہون مین روز سیاہ مین
لے ڈوبے دل کو دیدۂ تر واہ رے سلوک — یوسف کو بھائیون نے کیا غرق چاہ مین

آنکھوں میں ہو کے دل میں قدم رنجہ کیجے / تکلیف ہو گی تھوڑی سی گردش ہے راہ میں

چمکا ہی صبح تک مرے سینے کا داغ بھی / چشمک چلی ہی رات کو کیا مہر و ماہ میں

کیا مجھ سے کھنچی پھرتی ہے قاتل مری قضا / آکر چھپی ہے تیغ ادا کی پناہ میں

آہوں کے جوش نے تہ و بالا کیا ہی دل / آندھی اٹھی ہی میرے جہاز تباہ میں

یوں آہوان دشت کی آنکھیں نہیں کھب گئی / سبزی رہی نہ میری لحد کی گیاہ میں

شوخی فریب سحر فسوں لاگ شعبدہ / کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ میں

بے یار صبح و شام ہی آنکھوں میں ایک سی / ہمکو نہیں تمیز سفید و سیاہ میں

کیا اسکے آگے بیٹھے ہیں عاشق ڈرے ہوے / آواز تک نہیں ہی غریبوں کی آہ میں

جاگا کوئی تو صبح کو محشر کرے گا حشر / فتنے بھی سو رہے ہیں تری خوابگاہ میں

زاہد بغیر توبہ نہ بخشے گا کیا کریم / جھگڑا نہ ڈال تو مرے عفو گناہ میں

پہونچے نہ کوے یار تک آخر ہم ای فلک / بیٹھی نہ خاک اٹھ گئی دیوار راہ میں

میں نالے کرتے کرتے ندامت میں رہ گیا / چھلکی وہ لی کسی نے دل داد خواہ میں

اب کیوں ڈریں گناہ کر عشق سے جلال / لکھنے ہی کی جگہ نہیں فرد گناہ میں

اس رنگ میں برق ثانی نے یہ غزل گائی کہ سیلاب خوش ہو گیا کہا او ساحر میں تجھکو اپنے پاس ملازم کر لونگا آج بھی چلے جاؤ نگا برق ثانی نے چاہا اور رنگ جماؤں کہ ڈگن میں مچھلی جو پڑی تھی سیلاب نے مچھلی کھینچی مچھلی زمین میں گری تڑپنے لگی سیلاب نے کہا کیوں بیقرار ہی وہ مچھلی تڑپ کر برق ثانی پہ گری برق ثانی تڑپ کر زمین پہ گرا رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا سیلاب نے کہا ارے تو کون ہے برق ثانی نے کہا میں عیار ہوں تیرے قتل کو آیا تھا تقدیر نارسا ہوئی کہ گرفتار ہوا لیکن اور عیار بھی تیری فکر میں لگے ہیں آج رات کو زندہ نہ بچو گے خواجہ عمرو گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے ہیں کہ برق ثانی پکڑا گیا کہ دوسری طرف سے آواز آئی اے شہنشاہ کیا کمال کیا کہ اس مکار کو پکڑا۔ سیلاب نے دیکھا کہ گرداب موج زن دوڑا ہوا آتا ہے پکارتا ہوا کہ بھائی حضرت یہ عیار بڑا مکار ہے سیلاب نے اس مچھلی کو ذبح کیا برق ثانی اپنے مقام سے

اُٹھا دریا مین کود پڑا خواجہ عمرو گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے ہین کہ گرداب نے
آتے ہی گلابی اُٹھائی جام بلورین لبریز کیا کہا بھائی یہ جام شراب پیو مین صحبت خداوند
مین تھا کہ قدرت نے خبر دی تیرے بھائی کے پاس برق ثانی عیار عیاری کرنے
آیا ہی چاہے اُسکو گرفتار کرا دے صبح کو سر میدان قتل ہوگا یہ سُنکر سیلاب نے کہا
رات بھر مین مچھلیان نیم بسمل کر دینگی دیکھو مین جادوگریون کو بلواتا ہون گرداب نے
کہا بھائی صاحب آپ کی تعریفین قدرت کر رہے ہین سیلاب نے اُس مچھلی کو ذبح
کیا اور خون اُسکا دریا مین پھینکا گرداب نے پوچھا اے برادر اس خون ڈالنے سے
کیا مراد ہی ہم اس ماہیت سے آگاہ ہوے سیلاب نے کہا مین نے شفق خونخوار
کو بلایا ہے اپنی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائے گی فوراً میرے پاس چلی آئیگی مین
اسی دریا مین گرفتار کرونگا گرداب نے کہا جام تو نوش فرمایئے سیلاب نے
چاہا جام دہن سے لگاؤن کہ مچھلی پھڑکی سیلاب نے مچھلی کو کھینچا وہ مچھلی تڑپ کر
گرداب پر گری کہ رنگ و روغن چہرے کا آ گیا مہتر سمک طلائی ظاہر ہوا سیلاب
نے آواز دی اے درہ عیارون کا کھل گیا ایک کو گرفتار کیا ہی کہ دوسرا آپہونچا خون
مچھلی کا سیلاب نے سمک پر کھینچ مارا سمک دریا مین کود پڑا خواجہ گوشے سے
یہ معرکہ دیکھ رہے ہین کہ سمک و برق ثانی قید ہو گئے ہین قضا سے کار ملکہ شفق خونخوار
اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہے کنیزون سے باتین کرتے کرتے بول اُٹھی کہ بڑی مشکل ہوئی
خداوند ہفت پیکر سے دشمنی ہوئی بڑا ستم یہ ہے کہ طلسم کشا کو سحر نہین آتا کیونکر
ہفت پیکر پر غالب ہونگے کنیزون نے سر جھکا لیا آپس مین اشارے ہو رہے ہین
کہ بی بی نے یہ کیا کلمہ کہا مسلمان ساحر نہین ہین مگر ساحر کش تو ہین کیسے کیسے ساحر
مارے مجمع ساحران درہم و برہم ہوا اور وہ شور ساحران کم ہوا پھر بی بی نے یہ کلمہ
فرمایا اگر طلسم کشا سُن لین تو باعث بدنامی ہے لیکن شفق خونخوار اپنے مقام سے
اُٹھی کہا صبح کو طلسم کشا سے کہدینا کہ شفق خونخوار خدمت خداوندی مین گئی جو
آپ سے ہو سکے وہ کیجے جب سحر سیکھیے گا تب مین آپکے پاس آؤنگی

یہی احسان کرتی ہون کہ آپ کو گرفتار نہین کرتی سیلاب دریابار گرفتار کرلیگا کیا اب طلسم کشا بچین گے سحر مین سیلاب کے گرفتار ہو جائین گے اگر کسی کنیز نے روکا تو جھڑک دیا شفق خونخوار چلی باہر آکر یہ پرواز پیدا کیے طرف سیلاب کے چلی خواجہ جا ہتے ہین کہ نکلکر کچھ عیاری کرون کہ آسمان پر برق چلی اور آواز آئی کہ ای سیلاب ای شہنشاہ ساحران مجھپر رحم کیجیے قدرت سے ملوا دیجیے مسلمانون نے مجھپر سحر کیا تھا آج وہ جادو اُترا طلسم کشا کو بھی لاتی مگر بہت شاہزادیان بارگاہ کو گھیرے ہین اسوجہ سے مین نہ جا سکی لیکن جا کر طلسم کشا کو لاؤنگی قدرت عنایت فرمائین تقدیر کرین تقدیر کے موافق کام کرون خواجہ عمرو ٹھٹک گئے خیال کرکے دیکھا کہ شفق خونخوار مبہوت ہوکر آئی ہر ہوش اُڑ گئے دل مین کہتے ہین کہ شفق خونخوار ایسی ساحرہ یون چلی آئی اسکو کسی نے نہ روکا دیکھیے اب کیا گذرے شفق خونخوار زمین پر آئی سیلاب نے کہا ای شاہزادی والا قدر ای آسمان حسن کی بدر مین تمھاری صفائی قدرت سے کرا دونگا شفق خونخوار کہنے لگی کہ اے سیلاب مجھ سے بڑی بے ادبی ہوئی رستم کے جمال ظاہری پر عاشق ہوئی رستم کے بہت سے عاشق ہین انھون نے کچھ قدرت کی قدرت کو برا کہوا کے ملیچ اسلام کرایا دربار مین کرسی ملی یہ مرتبہ بڑھایا سیلاب نے کہا نہ گھبراؤ مین صفائی کرا دونگا دیکھو بجلیان اشارے کر رہی ہین ہنگان خون آشام بلا رہے ہین انکے پاس جاؤ یہ کہکے سیلاب نے خون کا چھینٹا دیا جیسے ہی منھ پر شفق کے خون کا چھینٹا پڑا چہرہ سرخ ہوا آنکھین ابل آئین بلبلا کر پکار اُٹھی اے سیلاب ہمارے حال دل سے تو آگاہ ہو کہ کس حال مین ہین اپنی تو یہ کیفیت ہی اب یہ صورت ہے نظم

آسمان مرکے تو راحت ہو کہین تھوڑی سی	پاؤن پھیلانے کو ہاتھ آئے زمین تھوڑی سی
خود بخود کچھ دل شیدا کو ہے اندوہ وملال	کس جبین کے لیے درکار ہی چین تھوڑی سی
مجھکو حیرت ہی حسینون سے بچی ہی کیونکر	بادشاہون کے لیے چین جبین تھوڑی سی
نعمت فقر ہے موجود جسے رغبت ہو	آب شیرین مین ہو نان نمکین تھوڑی سی
کونسا گل نہین گلزار جہان مین مغرور	کیسے چہرے مین ہر یان چین جبین تھوڑی سی

یہ اشعار پڑھ کر شفق خونخوار بھی دریا مین پھاند پڑی ہزار ہا مچھلیان جسم نازک مین لپٹ گئین ڈنک مارنے لگین شفق خونخوار و برق ثانی و سمک بلدراقی کے کراہنے کی آواز آتی ہے عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہوگیا کہا کہ رات بھر مین یہ تینون مرجائینگے یہ سوچ کر خواجہ ایک طرف ہٹے سیلاب ملازمون سے کہا ہے کہ بڑی مشکل کی بات ہو اب سنبل ہفت گیسو کو بلاؤن اسی دام مکر مین پھنساؤن یہ سوچ کر چاہتا ہے کہ سحر کرون کہ پہلوے صحرا سے آواز آئی یا خداوند ہفت پیکر مدد کیجیے یا ملک الموت کو حکم دیجیے ہاے اس جنگل کے شیر بھیڑیے بھی مر گئے کاش کہ وہی آن کے طعمہ کرتے اب صدمۂ تنہائی نہین اٹھتا اسطرح یہ آواز آئی کہ سیلاب بیقرار ہوگیا سحر تو نہ کیا دوڑ کر کھینچ لین اپنے مقام سے اٹھا مگر جی مین کہتا ہے کہ کس درد رسیدہ کی آواز ہے آواز مین سوز و گداز ہے سنا نہین جاتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے دور سے دیکھا ایک نخل کی بیخ مین پلنگ پوش اوڑھے ہوے طریقے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عورت ہے کبھی پلنگ پوش سے ہاتھ نکالکر طرف آسمان کے بلند کرتی ہے اور پکارتی ہے کہ کیا ہوئے دوسرے خداوند سب مر گئے ہفت پیکر تم تو زندہ ہو اپنی بندی کو نہ بھولو اس بیقراری مین پلنگ پوش جو سر سے ہٹ گیا تو سیلاب نے دیکھا ایک آفتاب عالمتاب پردۂ ابر مین پنہان ہے دونون عارض پر رنگ گل گلاب زلفون پر پیچ و تاب ہونٹھ مسیحائی سے خالی نہین مگر ان پر پان کی لالی نہین بیٹھر پان پھول کی یا درج گوہر کہ اندر اسکے دردندان صفا مین اختر آسمان اس نازنین نے جو دیکھا کہ کوئی شخص ادھر ہی آتا ہے جلدی سے پلنگ پوش مین چہرہ اپنا ڈھانپ لیا مگر سیلاب دریا بار بیقرار ہوگیا پکارتا ہوا بآواز بلند دوڑا۔

نظم

کونسے دل مین محبت نہین جانی تیری	جسکو سنتا ہون وہ کہتا ہے کہانی تیری
کچھ دہن ہی نہین وہم شعرا کے نزدیک	مو سے باریک کمر بھی ہے گمانی تیری
جسکے آگے سے گذرتا ہو وہ کہتا ہو یہی	دیکھی اے روح روان ہمنے روانی تیری
شیشۂ مے سے کوئی میری روانی کہدے	خوش نہین آتی ہو یہ پنبہ دہانی تیری
کیا تری شان ہو قربان ہون عفو کرم	آس کہتا ہو ہر اک فاسق و زانی تیری

اس خرابی مین ترے واسطے پھرتے ہین خراب جستجو ہمکو ہے اے گنج نہانی تیری
مصرع تیغ ہی بر مصرعۂ موزون آتش دیکھ لی یار مرے سیف زبانی تیری

ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان حقیقت مین ایسی صورت زیبا نہین دیکھی حور
ہو یا پری ہو انسانیت سے بری ہو مین کیا صفت تمھاری کر سکتا ہون مجھکو بہ غلامی
قبول کرو ایک مرتبہ پھر صورت زیبا کھولدو کہ مین بہ نگاہ غور دیکھون شاید دل کو ڈھارس
ہو اس نازنین نے پکار کر آواز دی او بے ادب ہوش مین آ ارے ناموس کو کیا باتین
کہتا ہی کچھ خوف خداوند ہفت پیکر بھی ہی ہم آفت کے مارے صحرائے ویران مین مر رہے
ہین تو ایسے الفاظ کہتا ہی خداوند ہفت پیکر کو نہین مانتا قدرت کو دور جانتا ہی یا خداوند
ہفت پیکر آیئے اس ظالم کی بدعت سے بچایئے یا خداوند ہفت پیکر کہکر جو اس نازنین نے
پکارا سیلاب کانپنے لگا ہاتھ باندھکر کہا واسطہ خداوند کا یون فریاد نہ کرو آج کل قدرت
بہت ہوشیار رہتے ہین ایسا نہ ہو آجائین یہ کہتا ہوا قریب پہونچا پاؤن جو گورے
گورے دیکھے خاک مین بھرے ہوئے خاک سے پاک کرنے لگا وہ نازنین سر پیٹتی ہی
کہتی ہے ای شخص مجھ بدنصیب کے جسم مین ہاتھ نہ لگانا ورنہ مین اپنی جان دونگی غصے
مین منھ کھول دیا سیلاب نے اب جو صورت زیبا کو دیکھا حقیقت مین کل اعضا درست
وچالاک وچست عندلیب خوشنوائے حدیقۂ حسن وجمال ماہ آسمان کمال صورت
دیکھکر ہوش اڑے جاتے ہین ہاتھ پاؤن تھراتے ہین پسینے پسینے ہو رہا ہی ہاتھ باندھکر
عرض کرتا ہی کہ ای ملکۂ عالم آرزو یہ ہے کہ میرے گھر پر چلیے خاتون محل قرار دونگا کئی سو
کنیزین خدمت مین حاضر کرونگا مین مصاحب خداوند ہفت پیکر ہون مگر تمھاری محبت
مین بیقرار و مضطر ہون وہ نازنین ہر مرتبہ منھ اپنا پلنگ پوش مین چھپا لیتی ہے
جب منھ کھولتی ہی معلوم ہوتا ہی کوئی شی پی سیلاب نے ہاتھ سے پلنگ پوش ہٹادیا
دیکھا بغل مین گلابی دبی ہی ہر مرتبہ چھوٹا سا گلاس بہ اونڈیلکر پی لیتی ہے سیلاب نے
پوچھا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان یہ کیا شی ہے نازنین نے روکر جواب دیا
کہ تین شبانہ روز اسی صحرا مین بے آب ودانہ گذرے اسی کی وجہ سے زندگی رہی جب

بیقرار ہوتی ہون ایک جام پی لیتی ہون دل کو تسکین دیتی ہون سیلاب نے دیکھا
کان سے خون جاری ہی پوچھا کیون صاحب یہ کیا ہوا کہا قزاقون نے کان سے ناک
بجلیان بالیان نوچین کسی بے درد نے خداوند ہفت پیکر کا پاس نہ کیا ایک بے حیا
آبرو کا خواہان ہوا مین نے مال و اسباب نہ اٹھایا باعث زندگی جانکر اسکو اٹھا لیا
اسی نے جان بچائی ورنہ ابتک خاتمہ ہو جاتا سیلاب نے کہا چند قطرے اسمین سے
مجھے بھی دیجیے مین اسکے بدلے قرابے حاضر کرونگا نازنین نے کہا نہین صاحب مین
نہ دونگی یہی میری باعث زندگی ہے سیلاب نے کہا وہ سامنے میرا خمخانہ آراستہ ہی وہان
قرابے رکھے ہین مین اٹھالاؤن نازنین نے کہا تمھارے کہنے کا اعتبار ہی لیکن منھ
کھولو مین ہاتھ سے اپنے چند قطرے گرا دون سیلاب نے منھ کھولا بوے بد
آئی معلوم ہوتا تھا کہ مہری کھلگئی سیلاب نے منھ کھول کر کہا اپنے دست نازک سے
چند قطرے ڈالدیجیے نازنین نے گلابی بغل سے نکالی زہر مار کرکے منھ مین انڈیل دی اور
رونے لگی سیلاب نے کہا کیون نازنین نے کہا تمنے بھاڑسا منھ کھولدیا سب
شراب گرگئی سیلاب نے گھبرا کر کہا میرے کلیجے مین آگ لگ گئی مجھے اب لگنکا معلوم
ہوتا ہی نازنین نے کہا چند نگینے الماس کے اسمین ملے ہوے تھے اب کلیجہ تمھارا کٹجائیگا
سیلاب اٹھنے لگا کہا صاحب مجھ سے اٹھا نہین جاتا نازنین نے کہا ارے گدھے
شراب نوشیدہ ہی اُسنے گرمی کی اٹھکر ٹہلو ہوا لگے تو کیا عجب ہی کہ نشہ کم ہو جائے سیلاب
بمشکل اٹھا چاہا ٹہلون بیہوشی اپنی تاثیر کر چکی تھی طمانچہ مارا کہ سیلاب لہرا کر
گرا خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ خواجہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار

بہ باغ دین زمکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

گزان استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گزاری

نعرہ کرکے عمرو نے اول
خود لباس اُتارا خنجر مارا خنجر ہی وہ منی شکم چاک قصہ پاک دریا غائب ہوا کہ خشک
ہوگیا برق ثانی و سمک بلدائی و شفق خونخوار بیہوش پڑے تھے عمرو نے اُنکو
اٹھایا شفق خونخوار بہ وازیبا کرکے چلی برق ثانی ایک جانب بھاگا سمک

ایک جانب چلا خواجہ بھاگ کر قریب ایک غار کے آئے اُس غار مین چھپ کر دیکھنے
لگے ہفت پیکر چھپر کھٹ پر پڑا تڑپ رہا تھا نیند اس خفتہ بخت کو کب آتی ہی کہ یکایک
کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من سیلاب دریا بار بود ہفت پیکر یہ آواز سُنکر گھبرا گیا
چھپر کھٹ سے اُٹھا آنکھین ملتا ہوا باہر آیا نگہبانون نے سلام کیا کہا ارے کنارے
دریا کے جاؤ مفصل خبر لاؤ سیلاب کے مرنے کی آواز آئی ہی قدرت نے تقدیر
نہاین کی پھر قتل ہونے کا کیا باعث ہوا قابض ارواح کیونکر گیا کیونکر روح قبض
ہوئی نگہبان دوڑے ہوے گئے کہا یا خداوند قاتل کا پتہ نہین دریا خشک ہو گیا
سیلاب کا لاشہ پڑا ہی بدن پر ایک چھینٹ تک نہین یہ تو ہمنے بھی خبر سنی تھی کہ شفق
خونخوار و برق ثانی عیار و سمک بلدائی عیار طلسم کشا ان سب کو سیلاب نے
گرفتار کرکے دریا مین قید کیا تھا ایسے ہوشیار کو نہین معلوم کسنے مارا ہفت پیکر
نے کہا وہی قاتل دمامہ و مغمش ساربان زادہ تین روپلی کا پیادہ اُسکا نام لینے کی
بزرگون نے ممانعت کی ہے مصاحبون نے جو سُنا سب دوڑ پڑے کہ قدرت کیلیے
در بارگاہ پر تھوڑے مین چالیس ساحر اور پہلوان آکر جمع ہوگئے ہفت پیکر ایک
ایک سے ذکر کر رہا ہی کہ آج وہ ساحر مارا گیا کہ قدرت کے دربار مین سناٹا ہو گیا
لیکن حیران ہون کہ ایسے ہوشیار کو کیونکر مارا مچھلیان اُسکی خبر دیتی تھین مگر مقام
تعجب ہی کہ ایسے وقت مین مچھلیون نے خبر نہ دی نگہبانون نے کہا جو مکانے سے
نکلکر گئے تھے صحرا مین زیر نخل لاشہ پڑا ہی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ اگر وہ
کنارے دریا کے رہتا تو کوئی نہ مار سکتا تھا لیکن تقدیر اُسکی پلٹ گئی قدرت نے
سمجھا دیا تھا کہ کنارہ دریا سے نہ ہٹنا قضا اُسکو کھینچکر لیگئی آخر وہان جاکر مارا گیا
ہفت پیکر یہ باتین کرکے بارگاہ مین آیا خواجہ عمرو نے غار سے دیکھا کہ ہفت پیکر
بارگاہ مین گیا خواجہ غار سے نکلے اُس وقت لشکر مین پہنچے کہ لشکر مین آمد آمد طلسم کشا کی
دھوم ہی کہ سامنے سے دیکھا رستم بصد شوکت و حشم پشت مرکب استر بالا کیو پر
سوار مرکب اُڑاتے ہوے آتے مین خسرو شیر دل ایک جانب عیوق و حیا روتی

لشکر کو لیے ہوے آتے ہین برق ثانی خسرو سے بیان کرتا ہوا کہ حضور استاد کی
عیاری کی کیا بات ہے حقیقت مین کرامات ہے مین نے کیا کچھ اعتبار کیا لیکن نہین معلوم
کیا باعث تھا کہ ماہی دریاے اُسکو آگاہ کر دیا انہین معلوم خواجہ کیونکر بچے کیونکر پنجہ
اُسپر غالب آیا کہ سامنے سے خواجہ پہنچے خسرو نے سلام کیا خواجہ نے سر سیلاب
کا قدمون پر ڈالدیا کہا معاوضہ دلوایئے خسرو نے کہا اے عمر نامدار شب کو دربار صاحبقران
مین حاضر خدمت کرونگا عمرو نے کہا اے فرزند حمزہ کو روپیہ دیکھکر رشک ہوگا خسرو
نے کہا عمر نامدار ایسا نہ فرمایئے قبلہ وکعبہ آپ کے رقم ملنے سے حسد کرینگے کہ طبل سکندری
پر چوب پڑی صاحب قران کی سواری آئی امیر نے عمرو سے پوچھا خواجہ نے ذکر
قتل سیلاب بیان کیا امیر نے فرمایا کیا کار نمایان کیا عمرو نے کہا بس آپ نے
اتنا کلمہ کہکر خاتمہ کر دیا امیر نے موتیون کا مالا اتار کر خواجہ کو پہنایا خواجہ نے منھ
لٹکا لیا کہا جو آپ کی عنایت عمرو نے سر آگے صاحب قران کے ڈالدیا صاحبقران
نے خوش ہو کے فرمایا حقیقت مین یہ بڑا ساحر زبردست تھا نیرنگ وشعبدے
سے بخوبی ماہر تھا اب تو کل لشکر مین مشہور ہوا کہ رات کو خواجہ نے سیلاب کو مارا
کہ گرد عظیم بلند ہوئی ہفت پیکر تخت پر سوار سترہ سے تاجدار ساحر تخت کو اُسکے گھیرے
ہوے شاہین فیل سوار مسلح ومکمل سب کے آگے بڑھا ہوا کہتا ہوا کہ ساحرون
کا علاج عیار کر لیتے ہین مگر ہم تک نہین آسکتے آج دیکھون کہ کون صاحب تیغ
مقابلے مین آتے ہین لشکر آگے ہفت پیکر کا ٹھہرا لشکر کاہے کو دریاے قہار ہے
اسّی لاکھ ساحر جہانتک نگاہ کام کرتی ہے ساحر ہی ساحر معلوم ہوتا ہے گولے اچھالتے
ہوے سامری وجمشید کا نام زبان پر لشکر آراستہ ہوا نقیبون نے نقابت کی
کوکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ شاہین فیل سوار نے فیل اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آکر
سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے
مقابلے مین آئے فنون سپہ گری دکھائے منم شاہین فیل سوار جیسے ہی اسنے
نعرہ کیا شاہزادہ خسرو شیر دل نے مرکب اپنا نکالا سامنے بادشاہ کے آکر اجازت خواہ

ہوے بادشاہ نے فرمایا خدا کے سپرد کیا ای عم نامدار بڑے پہلوان سے مقابلہ ہوگا
پروردگار تمکو مظفر ومنصور کرے خسرو اجازت بادشاہ سے لیکر مرکب اڑاتے ہوے
سامنے رستم کے آئے رستم نے جوش محبت مین بھائی کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای برادر
پہلوان زبردست ہی سمجھکر مقابلہ کرنا خسرو سلام کرکے مرکب بادرفتار پر سوار ہوے
مرکب اڑا کر سامنے شاہین کے آئے مستک پر ہاتھی کے اوجھڑ سپر کی لگائی دو تین قدم
ہاتھی ہٹا سات آٹھ قدم گھوڑا پیچھے ہٹا شاہین کی نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی حیران
جمال ومحو دیدار ہوا کہا اے جوان تیرا سن وسال دیکھکر مجھکو افسوس آتا ہی کہ اپنی
جان دینے آیا ہی تم پلٹ جاؤ رستم کو بھیجو خسرو نے کہا ای مغرور عقل وفراست سے
دور تجھکو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ ہی یہ میدان کارزار ہے زبان تیر وکلہ عمود سے کلام
کر شاہین نے نیزہ اٹھایا خسرو وشاہین سے نیزہ چلنے لگا صاحبقران دیکھ رہے
ہین کہ خسرو کس آن بان سے نیزہ بازی کر رہے ہین کہ شاہین کو دنگ کر دیا ہر مرتبہ
چاہتے ہین کہ نیزہ گانٹھکر اسکے ہاتھ سے نکالون لیکن شاہین اپنے کو بچاتا ہے
حلقون مین زرہ کے نیزہ رکھ دیتے ہین قطرہ خون کا جسم سے شاہین کے نکل آتا ہی
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تختہ آہن پر نقطے شنجرف کے دیے ہین چالیس ملعنین ردوبدل
نہ ہونے پائی تھین کہ ایک مقام پر گانٹھکر نیزہ کو جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شاہین کے
نکل گیا مثل ابر گرگرایا تیغ لنگر دار کھینچا تیغہ چوڑا جوہر دار مثل تختہ دکان عطار
خبردار خبردار کہکے اسنے ہاتھ مارا خسرو نے سپر کو گردش دی صاف بآسیب سپر تلوار
کو رد کیا لیکن شاہین کا تیغہ زور مین جاتا تھا شاہزادہ تو بچا مونے جسم بھی میلا نہ ہوا
مگر گھوڑے کی گردن پر تیغہ پڑا کہ گھوڑا خسرو کا مارا گیا شاہین نے جو شاہزادے کو
پیدل دیکھا فوراً بری دھت کہکر ہاتھی کو شاہزادے پر ہولدیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی
شاہزادے نے دونون ہاتھ بڑھا دیے اسنے سونڈ مین دونون ہاتھون کو لپیٹا مگر
شاہزادے نے سونڈ کو دونون ہاتھون مین تھاما ادھر ہاتھی نے شاہزادے کو
کھینچا شاہزادے نے بھی سونڈ استحکام کر دونون پاؤن اپنے پاے فیل پر جما لیے

نعرۂ تکبیر کہکر ہکہ مارا مع زرہ کے گردن گھسیٹ لی شاہین کو دکر الگ ہوا اس زور پر
شاہزادے کے دونون لشکرون سے احسنت و آفرین کی صدا آنے لگی مگر شاہین
نے جو شاہزادے کو سیل پایا دوڑ کر لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی ہر مرتبہ شاہزادہ شاہین
کو پکڑ لاتا ہے شاہین ہر مرتبہ اُکھڑ کھا کر ہٹ گرتا ہی شہزادے نے پشت پر آکر گردن
سچا می لنگوٹ پکڑ کر گھسا مارا کہ ماتھے کا پوست تک اُڑ گیا کڑیون پر زرہ کی یہ کڑی
پڑی کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئین ادھر صاحب قران خواجہ سے فرما رہے ہین کہ
خواجہ دیکھتے ہو خسرو کس لطف سے لڑ رہا ہی پہر چار گھڑی کا شاہین اور مہمان ہی
خسرو زیر کریگا شاہین ترکیب سے بچ رہا ہے دوپہر تک تو اسی طور سے کشتی رہی
کہ شاہین اپنی جان سے تنگ ہو جاتا ہی چت ہو جاؤن ایسا نہ ہو کہ ان گھسون مین
جان نکلجائے جب زوال آفتاب ہوا امیر نے دیکھا کہ خسرو سست ہونے لگا اور
اب شاہین زیادتیان کرنے لگا شاہزادے کی زرہ پارہ پارہ ہی ماتھے سے خون
بہ رہا ہے گرد مین اٹا ہوا ہے گریبان پھٹا ہوا ہی اور اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہا ہی صاحبقران
نے کہا خواجہ دیکھا تمنے اب کیا رنگ ہوا ہمین یقین یہ ہی کہ خسرو مغلوب ہوگا شاہین
غالب آئیگا خدا اُسکو بچائے خواجہ کہتے ہین اے آقائے نامدار صاف ثابت ہوتا ہی
کوئی اُفتاد ہوئی فرزندان حضور مین خسرو نہایت صاحب طاقت و لیاقت ہی پہرون
پچھلا باقی ہے کہ خسرو کا رنگ رو متغیر ہوا اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہے ہین کہ شاہین خسرو کو
نے دوڑا خسرو ہر چند چاہتے ہین کہ رکون مگر ممکن نہین لیکن ایک مقام پر خسرو نے ٹھہرنا
چاہا کہ ریلکر لے دوڑون مگر شاہین بھی مثل دیو کے بے قدم اُسکے ٹکا دیے خسرو نے
جو پانون بڑھا کر رکھا وہان پر موش خانہ تھا گھٹنون تک زمین مین اُتر گئے شاہین
نے جو کہہ مارا خسرو کا کولہ اُتر گیا غش آنے لگا شاہین کب خیال کرتا ہے اُسی حال
مین اُسنے گرا دیا ہر چند سردارون نے منع کیا مگر شاہین نے مشکین باندھ لین
شاہزادہ بیہوش وہ ہوش اپنے جسم کی کیفیت فراموش امیر رنجیدہ ہیٹھے
مگر رستم کو بڑا قلق ہے جب بارگاہ مین آئے برمی ثانی جو سامنے آیا

جھڑک دیا کہا ای برق ثانی مقام افسوس ہے کہ آقا تمھارے قید ہو گئے تم یہان پھر رہے ہو
یہ تو ضرور ہوا کہ بعد دوپہر کے خسرو پر سحر ہوا جسکے سبب سے اُسکا کولا بھی اُترا اُسی نامرد نے
گرفتار کر لیا دن بہت کم باقی تھا ورنہ مین اُسپر جا پڑتا کیا بجائی کو اپنے لیجانے دیتا میرا
قوت بازو زینت پہلو قید خانے مین کیسا گھبراتا ہوگا برق ثانی یہ سُنکر باہر نکلا تڑپتا ہوا
طرف لشکر شاہین کے چلا ہفت پیکر کے جو لشکر مین آیا دیکھا ہزارہا بارگاہین خیمے استادہ ہین
ایک خدمتگار سے پوچھا شاہین کی بارگاہ کہان ہے خدمتگار نے کہا بارگاہ خداوندی مین
ہونگے برق ثانی بشکل خدمتگار بارگاہ ہفت پیکر مین آیا دیکھا ہفت پیکر تخت پر بیٹھا ہو
ساحرون سے کچھ صلاح کر رہا ہی ساحرون نے کہا آج شاہین نہین تشریف لائے اب
وہ گل طلسم کشا سے مقابلہ کرینگے ہفت پیکر نے کہا شاہین کو اب فرصت کہان معشوق
کی خاطر کر رہے ہونگے ساحرون نے کہا عین وقت پر وہ پہونچی اس سے اور گل اندام
سے بڑی محبت ہی ہفت پیکر نے کہا یہ تو حکم بادولت کا سُنتے ہی چلا آیا وہ شب کو تنہا
رہی سویرے ہی خبر سُنکے روانہ ہوئی عین وقت پر پہونچی شاہین عاجز ہو رہا تھا اُسنے
آکر وقت پر سحر کیا جس سے شاہین لڑیگا اُسپر غالب آئیگا مگر ہائے کیا کرون ہر چند کہ
فوج کا اسقدر جماؤ ہی مگر فرزندان حمزہ صف شکن تیغ زن سب فوجین لیکر آتے ہین
سب کے ساتھ جادوگرنیان ہین وہ بھی وقت پر لڑینگی مگر گل اندام کو کوئی نہ پائے گا بڑے
سلیقے سے سحر کرتی ہی کوئی اُسکو نہ پاسکیگا مخفی ہو کر سحر کرتی ہے برق ثانی نے جو یہ
باتین دربار مین ہفت پیکر کے سنین یقین کامل ہوا کہ آقا پر اُفتاد پڑی چلکر تدبیر کرون
باہر نکلا لوگون سے پوچھا پہلوان دوران گرشاسپ جہان شاہین فیل سوار کی
بارگاہ کہان ہی لوگون نے پتہ بتایا برق ثانی نے آکر دیکھا کہ پہلوے نخلستان مین
بارگاہ شاہین استادہ ہی باہر سے جادوگر گلا بیان خراب کی کشتیان کباب کی لے کے
جا رہے ہین برق ثانی در بارگاہ پر آکر ٹھہرا تھوڑی دیر مین حاضر حاضر کہتا ہوا اندر چلا
نگہبان نے جو روکا برق ثانی نے کہا تجھے سنا نہین میرا نام لیکر پکارا ہے نگہبان
خاموش ہوا برق ثانی اندر آیا دیکھا کہ شاہین مسند پر بیٹھا ہو پہلو مین ایک ساحرہ

سیہ فام اوس سے اختلاط کر رہا ہے گل اندام کہہ رہی ہی ای شاہین ایک ہفتہ ٹھہر جاؤ
مین طلسم کشا سے لوح لیلون تحفہ جات لاکر تمکو دون کلاہ ہفت گوشہ بالاے سر اور
زرہ ہفت جوشن در بر و تیغہ ہفت جوہر پاس ہو تو طلسم کشا پر غالب آؤگے مین تدبیر کرتی
ہون مین نے چند کنیزین واسطے خبر کے بھیجی ہین طلسم کشا کے مقام نشست و برخاست
معلوم ہون تو پھر مین گرفتار کرلاؤن پھر جاہ و جلال بڑھاؤن برق ثانی نے بڑھکر
عرض کی ایک جادوگرنی دروازے پر کھڑی ہوئی آپ کو بلاتی ہے یہ خبر سنکر گل اندام اپنے
مقام پر سے اٹھی کہا ای شاہین نہ گھبراؤ خبر آگئی او خدمتگار وہ ساحرہ کہان ہے
برق ثانی نے کہا حضور وہ جادوگرنی دروازے پر کھڑی ہے آپ باہر تشریف لیچلیے گل اندام
ساتھ ہوئی برق ثانی نے جلوخانے مین آکر کہا ای ملکہ عالم وہ بھیجی گئی احوال دریافت
کرنے کو گئی ہے اب کے دریافت کرلائی تخلیے مین چلیے جو پوچھنا ہو مجھ سے پوچھیے مین نے
اوقات نشست و برخاست طلسم کشا کے دریافت کرلیے ہین سامنے ایک خیمہ استادہ
تھا برق ثانی گل اندام کو اوس خیمے مین لے گیا گل اندام بیٹھی کہا ارے خدمتگار
جب تک کنیز آئے تو حال بیان کر کہا حضور طلسم کشا سنبل ہفت گیسو و سلما سے
گوہر پوش دل و جان سے عاشق ہین رات کو گرد بارگاہ کے پہرا دیتی ہین اور ماہی سحر
بر سر بارگاہ طاؤس بنکر بیٹھتی ہین کہ آسمان سے کوئی نہ آنے پاوے اگر حکم دیجیے تو مین
تدبیر کرون جسوقت سنبل و سلما آرام کرین آپ کو خبر دون رات کو طلسم کشا لوح کو اوتار کر
رکھ دیتے ہین اگر آپ سحر کر کے پہونچین گی اور ماہی سحر پر غالب آئین گی تو لوح
ملجائیگی اور کلاہ ہفت گوشہ مین چرالاؤنگا جس عہدے پر مین مقرر ہون وہین کلاہ
ہفت گوشہ رہتی ہے مین لاکر ضرور حاضر کرونگا شاہین کے سر پر رکھ کر میدان
مین بھیجیے طلسم کشا پر غالب آئیگا جب طلسم کشا پر غالب آئیگا پھر کون مقابلہ کرسکیگا
عیوق و جاروق پیغام بھیجتے کو ہین برق ثانی یہ باتین کرتا جاتا ہے اور بوٹی بوٹی
پھڑک رہی ہے گل اندام نے پوچھا کیا تجھے گانا بھی آتا ہے برق ثانی ہان کہکے
یہ غزل گانے لگا

نظم

پوشیدہ خامشی سے بھی راز نہاں نہو　　کہدے یہ اُس سبب کی جو مجھ سے بیاں نہو

بیتابی میری تجھ سے جو قاصد بیاں نہو　　دل کو کمر میں رکھ لے اگر کچھ گراں نہو

مجھ سا کبھی عاشقوں میں کوئی بے زباں نہو　　پوچھے کبھی جو درد دل وہ اگر کچھ بیاں نہو

غل ہے کہیں اُٹھائے سے اُٹھتا نہیں کبھی　　تیری ہی رہگذر میں ترا ناتواں نہ ہو

حیرت فزا ہی یار کچھ ایسی تری ہنسی　　روتے ہوے کی آنکھ سے آنسو رواں نہو

دل میں جگر میں سینے میں تلی میں تجھ میں　　ایسا کوئی مقام نہیں تم جہاں نہو

پھرنا اُس آنکھ کا نہ دکھائے خدا جلال　　یہ انحراف کج روئی آسماں نہو

اس لطف سے یہ غزل گائی کہ گل اندام سے کہا ارے مجھے گانا کسنے سکھایا برق ثانی نے گلابی اٹھائی کہا ایک جام تو نوش فرمائیے آپ کو سرور ہو تو میرے گانے میں کب قصور ہو جام لبریز کرکے گل اندام کو دیا گل اندام یہ سمجھکر پینے پر آمادہ ہوئی کہ یہ خدمتگار ہو مطلب دلی بھی اس سے نکلیگا کہا ارے پہلے تو ہی برق ثانی نے کہا مجھکو نشہ ہو جائیگا تو مطلب اصلی سے باز رہونگا یہ کہکے سینے پر ہاتھ رکھا اب تو گل اندام بہت خوش ہوئی کہ خدمتگار خود خواہاں ہے یہ بھی مثل نوکروں کے پڑا رہیگا وقت بیوقت ہر کام میں کام آیا کریگا ابھی تو نوجوان ہے کاروبار میں اسکا احسان ہے یہ سوچکر جام شراب لیکر پی گئی پیتے ہی گھبرائی کہا ارے یہ کیسی شراب ہے کہ پیتے ہی کلیجے میں آگ لگ گئی برق ثانی نے کہا ٹھہر کر شعلے گل اندام لنگا ہلاق ہوئی اُٹھی بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری برق ثانی نے خنجر کھینچا ہاتھ مارا کہ سر کٹ کے گل اندام کا دھڑ سے الگ گرا ہنگامہ برپا ہو گیا خسرو شیر دل جو قید خانے میں بیٹھے زنجیریں بجا رہے تھے ہوش آیا سحر اُترا قید سلاسل توڑ دی گرا نتھا کا غصہ تھا ڈانٹتے ہوے باہر نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا نعرہ کیا باشہباز کا قرآن بیحیا و نابکار اق پر دغا۔ نعرہ

منم خسرو شیر دل خوش نسب　　گہ رزم از من یلان در مصاف

منم نور عین امیر عرب　　چو شمشیر کین برکشم در غلاف

مسخر کنم بردہ زرد قاف　　فراری شود فوج دیوان قاف

نعرہ کرکے شاہزادہ لڑنے لگا شاہین نے جو نعرہ خسروی کی آواز سنی گھبرا کر اپنی بارگاہ سے

نکلا دیکھا خسرو لڑ رہے ہین ایک خیمے سے آواز آ رہی ہے کشتی مرا نام حسن گل اندام
جادو بود یہ صدا سنکر سر پیٹنے لگا کہا ارے غضب ہوا میری محسنہ کو مارا بچپن سے
وہ مجھپر مہربان رہی ہاے اوسنے کیا جفا سہی اب مین اوسکو کہان پاؤن اسی غصے مین
وہ لڑتا ہوا سامنے خسرو کے آیا للکارا کہ کیون پسر حمزہ یہ کیسی گستاخی کی قہر مردان عالم
جسم سے دور کردی خسرو شاہین پر جا پڑے شاہین نے ہاتھ مارا خسرو نے تلوار کو
تلوار پر روکا الجھادے سے ہاتھ نکالکر کمر کو جاکر سر پہ ہاتھ مارا شاہین نے گردہ سپر کا
اوٹھا دیا تلوار جھک کر گری سپر کو کاٹا یا قبہ سپر پہ جھکی تھی یا زمین پر تلوار نے بوسہ دیا
اہل فوج اسکے سر پیٹنے لگے چار لاکھ جوان خسرو پہ آ پڑے تلوار چلنے لگی خسرو نے جو دیکھا
کہ چہار طرف سے فوج کا بلوہ ہے دست دعا بہ درگاہ بے نیاز بلند کیے کہ اے قاضی الحاجات
دافع البلیات . نظم

ابر را حاصل شود از دیدۂ گریان فروغ — برق می یابد ز سوز سینۂ سوزان فروغ
واقف راز حقیقت تا نگردد مرد حق — کی کند حاصل میان چشم حق بینان فروغ
یابد از لطف خدا در عالم دنیا مدام — ہر طریق و شرع و دین و مذہب و ایمان فروغ
واحد اول جلوہ گر در پردۂ توحید بود — بعد از ان در بزم گاہ کثرت آمد آن فروغ
ہم چو مہر و ماہ بر اوج شرف روشن شود — بندہ از علم و ہنر حاصل کند چندان فروغ
حمد حق کردی درین دیوان بہر مصرع رقم — یافت زان نظم تو ہندی در سخن دانان فروغ

شاہزادے نے جو بیقرار ہو کر دعا کی برق ثانی نے دیکھا کہ شاہزادہ گھرا ہوا ہے لشکر سے
نکلکر بھاگا آکر رستم کو خبر کی رستم نے لوح گلے مین ڈالی پشت مرکب پہ سوار ہوے
بارہ ہزار جوانان زرین پوش یہ کہتے ہوے ساتھ چلے کہ ہم سرکار کے ساتھ رہینگے
عیوق و جاروق و صندلان وغیرہ خبرین سنکر اپنے گینڈون پہ سوار ہوے عقب مین
رستم کے چلے یہان رستم اوسوقت پہونچے کہ خسرو چار لاکھ سے لڑتے لڑتے زخمی ہوے
اسوجہ سے کہ خطا شعار تیر مار رہے ہین شاہزادہ الگ آکر ٹھہرا ہے کہ نعرہ رستم کی آواز
آئی منم رستم پیلتن و پیل کن کشندۂ قویل ہندی و دوول ہندی و کپتان فرنگی

نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگرے علمشاہ رومی
شہہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + اور پکار کر آواز دی ای برادر بجان برابر
نہ گھبرانا مین آپہونچا خسرو نے جو رستم کو آتے دیکھا جھاک جھک کے لڑنے لگے جسپر ہاتھ
مارا اسکے دو ٹکڑے کیے کئی افسر مارے رستم نے جو بھائی کو زخمی دیکھا آنکھون کے
نیچے اندھیرا آگیا فوج کفار پر تلوار کھینچکر گرے کئی سو کفار کو قتل کیا آخر ملازمان شاہین
کے پانون اٹھے شکست فاش کھاکر بھاگے رستم نے خسرو کو ساتھ لیا بہ فتح
و فیروزی پلٹے بارگاہ مین آکر زخم دوزی کی بعد نکل جانے رستم کے ہفت پیکر کو خبر
ہوئی کہ گل اندام کو برق ثانی نے مارا خسرو کے ہاتھ سے شاہین مارا گیا ہفت پیکر
نے زانو پہ ہاتھ مارا کہا یارو مین جانتا تھا کہ گل اندام نے بڑا کار نمایان کیا ہی اب
اسکا بچنا دشوار ہے آخر برق ثانی نے مارا فرزندان خواجہ عمرو بلاے روزگار ہین
برق ثانی فرزند برق فرنگی ہے برق نے کیا کیا کام کیے قدرت کے ذہن مین
یہ آیا تھا کہ برق ثانی کو وہ نام عطا کرین کہ سب عیار شرمندہ ہون خواجہ عمرو اسکو
اپنا نائب کرین ماہور مردارخوار جادو دنگل سے اٹھا کہا یا خداوند یہ معاملہ میرے
سپرد کیجیے مین کل ہی سب کا خاتمہ کردونگا ہفت پیکر نے نام پر ماہور مردارخوار
کے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر رستم کو پہونچائی خواجہ دربار مین رستم کے
موجود تھے رستم نے کہا ای عم نامدار سو اس چیلنے کا ادا کیجیے گا خواجہ نے کہا کہ
نور نظر جو تمکو صاحبقران سے رشتہ ہی مین بھی ویسا ہی تمکو جانتا ہون خواجہ
اپنے مقام سے اٹھے فکر مین ماہور کی چلے ماہور دربار ہفت پیکر سے اٹھکر اپنی
بارگاہ مین آیا ہو مکانے مین آکر بیٹھا سحر تیار کر رہا ہے کچھ چھریان کچھ خنجر ابر مین بھیجکر
اسکو طرف آسمان کے اڑا دیا اس طرح کئی سحر ابر مین بند کیے آخر مین ایک پتلا
بنایا ہی خون کاٹ کاٹ کے اپنا اسپر ڈال رہا ہے منظور یہ ہے کہ اس پتلے کو طرف
لشکر اسلام کے روانہ کرون وہ پتلا تعین کر رہا ہی رستم کا نشان بتلاتا ہی جادوگر
کو رہا ہے جسکو سب طلسم کشا کہتے ہین سب جادوگر اسی کی فکر مین رہتے ہین

کر کان مین آواز آئی رے بندۂ خاص الخاص کیا عمدہ سحر بنائے ہین کہ جس نے مٹھی
مین بند کر لیے ایسے سحر پھر کبھی نہ بنانا تیری بے ادبی کل سے ہم پر ظاہر ہوئی ماہور نے
صدا سنکر سر اٹھایا دیکھا ایک موٹا جادوگر مٹھی ہاتھ کی بند کیے ہوے یہ کہہ رہا ہے
ماہور نے بنگاہ غور جو خیال کیا ہفت پیکر کو دیکھا تخت اڑاے ہوے آتا ہے خوف زدہ
ہوکر اٹھ کھڑا ہوا تخت زمین پر آیا کود کر آواز دی ای بندۂ مغضوب اور سحر تو تیرے
بیکار ہین مگر اس پتلے سے کیا مراد ہے ماہور نے کہا یا خداوند یہ پتلا جو بن جائے
جسقدر جادوگرنیان لشکر اسلام مین ہین اُنسے باتین کر کے یہان لے آئے کیا
مجال کوئی رُک سکے یہ سحر ساختۂ بزرگان ہے اور قدرت کی عملداری مین اسکو کوئی نہین
جانتا کہا تم جا کر گلابی شراب کی لاؤ ہم اسکو تیار کرتے ہین ماہور اٹھا دروازے
پر آکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے براے قدرت گلابی شراب کی لاؤ چند خدمتگار
طرف میخانے کے چلے ماہور انتظار مین کھڑا ہے یہان ہفت پیکر نقلی نے پتلے سے
پوچھا تجھے اب کیا چاہیے پتلے نے کہا یا خداوند یہ جو کٹھاؤ مین موہن بھوگ رکھا
ہے یہی ہماری خوراک ہے جو کوئی مجھکو یہ کھلاوے جو حکم دے وہ بجالاؤن ہفت پیکر
نقلی نے پوچھا کہ ماہور کی بھی خدمت کر سکتے ہو پتلے نے سر ہلا کر کہا ماہور کی بوٹیان
کاٹ کر کھا جاؤن لشکرون کو شکست دون فتح جنگ کا بندوبست کرون ہفت پیکر
نقلی نے ایک لقمہ موہن بھوگ کا پتلے کو کھلایا پتلے نے پھر منھ کھولا دوسرا لقمہ دیا
پانچ لقمے پتلے کو کھلائے پتلا جھومنے لگا کہتا ہے بعد مدت کے آج میرا پیٹ بھرا
جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن ہفت پیکر نقلی نے کہا تو مجھے پہچانتا ہے کہ مین کون ہون
پتلے نے کہا شکل تو خداوند ہفت پیکر کی ہے مگر یہ جانتا ہون کہ فریب ہے ہفت پیکر
نقلی نے کہا مین ہون عمرو عیار چاہتا ہون کہ ماہور کا سحر مٹاؤن اسکو قتل کرون
پتلے نے کہا مین براے خدمتگاری حاضر ہون مگر جو چند لقمے باقی ہین یہ بھی مجھے
کھلا دیجیے تو میرا پیٹ بھرے آتے ہی ماہور کی گردن لون سحر اسنے جو ابرون کا کام
کیا ہے اُسکو بھی مٹاؤن یہان خادم گلابیان لیکر آئے ماہور نے دیکھا کہ پتلا

سوہن بھوگ کھا رہا ہی پکار کر آواز دی یا خداوند آپ نے موہن بھوگ کیون کھلایا عمرو نے پکار کر آواز دی مین تیرے خداوند پر لعنت کرتا ہون مجھے نہین پہچانتا منم مہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار غدار ہون
وونده جہانگیر طرار ہون

مرے بکسے کا بنتا ہی جہان
ذرا تیز رفتار گر ہو قدم
جہانگیر عالم کا عیار ہون

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

نعرہ کرکے عمرو نے آواز دی ای بتلۂ سامری ماہور کو مارے بتلہ دوڑا ماہور بھاگا خواجہ گلیم اوڑھکر پشت پر چلدر واڈے پر ساحرون نے جا ہا روکین بتلے نے جسکو طمانچہ مار دیا اسکا سر اڑ گیا کسیکو چیر کر پھینکدیا مثل شعلہ جوالہ جاتا ہی جب دس پانچ آدمی مارے گئے تو ان سب نے پیچھا چھوڑا پکار کر آواز دی ای بتلۂ سامری جہان جاتا ہی جاماہور بھاگا ہوا جاتا ہی بتلہ پیچھے جاتا ہے پلٹنون میں رسالون مین جو ماہور پہونچا کمیدان و رسالدار نے کہا ای ماہور کہان جاتے ہو اسقدر بدحواس ہو کبھی تمکو اس حال مین نہین دیکھا ماہور نے کہا میرا سحر بگڑ گیا ہی عمرو عیار نے اسکو روک لیا جو چاہیے تھا وہی خوراک کھلائی مین خدمت خداوند مین جاتا ہون یہ کہکے بھاگا ہوا گوشۂ لشکر مین آیا وہان بارگاہ طلسمی استادہ ہی اسمین ہفت پیکر بیٹھا ہی ماہور ہی کا ذکر ہو رہا ہی ہفت پیکر کہتا ہی کہ آج ہی ماہور خاتمۂ مسلمانان کر دیگا لاشۂ مسلمانان سے میدان بھر دیگا وہ دیکھو ابر جسکا اسمین چھریان بھری ہین یہ ابر جو گرے گا تو ہزارون کو قتل کریگا یہ باتین کر رہا تھا کہ دیکھا ماہور دوڑا ہوا آیا ہفت پیکر نے پوچھا ای ماہور خیر تو ہے کہ پشت سے نعرہ ہوا منم بتلۂ سامری او ماہور کہان جاتا ہی عمر بھر مجھسے کام لیا خوراک اصلی مجھکو عمرو نے کھلائی عمرو نے گلیم چہرے سے سرکائی بتلے کو اشارہ کیا بتلہ تڑپ کر ماہور پر جا پڑا ماہور بھاگ کے پشت پر ہفت پیکر کی چھپا بتلہ جادوگرون کو سرکا کے قریب تخت ہفت پیکر کے پہونچا ہفت پیکر کو ڈھکیل دیا ماہور کو ہاتھ تھام کے کھینچا ماہور غل مچاتا ہی کہ یارو مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے جلد بچاؤ جو جادوگر قریب آیا کسیکو طمانچہ مار دیا کسیکو منھ پھیلا کر

کاٹ کھایا جب کئی جادوگر مارے گئے تو اب کوئی قریب نہین آتا پتلے نے ماہور کو
اُٹھاکے دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سینہ چاک کیا دل گردے نکالکر کھانے لگا ساحر
کہ رہے ہین یا خداوند آپ کے سامنے یہ بے ادبی کرتا ہی اسکو سزا دیجیے ہفت پیکر
نے جھولی سے گولہ نکالا خبردار خبردار کہکر پتلے پر گولہ مارا پتلے کے سینے پر پڑا توڑ کر سینے
کو پار گذرا پتلا لڑکھڑا کر گرا گرتے گرتے آواز دی او ہفت پیکر اب تو زندہ نہ بچیگا یہ
کہکے پتلا جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من پتلۂ سامری بود تمام اہل دربار
کو عبرت ہوئی آپس مین کہتے تھے یارو آج تو اس پتلے نے قدرت کو سر دربار ذلیل
کیا قدرت کے سامنے سے کھینچکر ماہور کو مارا دل گردہ اُسکا کھا گیا آخر مین
قدرت نے مارا ہفت پیکر سر جھکائے بیٹھا ہی سب کی باتین سُن رہا ہی آخر جھلا کر
جواب دیا اے بیحیاؤ تم قدرت کی مصلحت کو کیا جانو ماہور بڑا مغرور تھا یہی
سزا تھی جو قدرت نے دی ساحر خاموش ہو رہے مگر آج کی عیاری پر عمرو کی سب
جادوگر تھرا گئے ایک ایک کا قول ہے کہ عمرو بلاے روزگار ہے ساحرون کا یہ
حال کرتا ہی کہ سامنے قدرت کے قتل ہوا کوئی سحر کیونکر تیار کرے خواجہ ماہور کو
قتل کرا کے جو پلٹے سامنے رستم کے آئے کہا ای نور نظر آج تو کئی لاکھ کے جواہرات
میرے گر گئے مگر بیٹا تم رئیس جلیل ہو اگر سردارون کو حکم دو قلیل قلیل دیوین تو کچھ
مطلب نکلجائے رستم نے دس ہزار روپے سامنے خواجہ کے پیش کیے کہا سردارون کو
اختیار ہی مجھے جو ممکن تھا وہ حاضر کیا خواجہ نے کہا تخت پر سوار ہوکے گیا ماہور کو
سامنے ہفت پیکر کے قتل کرایا ایسی قلیل رقم نہین چاہتا ہون ایک لاکھ روپیہ
دیجیے رستم نے کہا کہ عم نامدار خزانے مین روپیہ نہین ہی عمرو نے کہا بیٹا ہم تمسے لینگے
رستم نے سمک کو اشارہ کیا کہ یہ دسون توڑے خزانے مین داخل کردو سمک جب
توڑے اُٹھانے لگا خواجہ نے کہا ای نور نظر مین یہی قبول کرتا ہون رستم کب
مانتے ہین سمک یلدا قی نے روپیہ خزانہ دار کو دیا خواجہ روتے ہوے دربار
سے رستم کے نکلا کہتے تھے اب کبھی اس نا منصف کے دربار مین نہ آونگا خدا اس

ظالم سے بدلا لیگا رستم نے سمک سے کہا دیکھو حمام تیاری عرض کی داروغہ خود حضور کا
مشتاق ہی داروغہ نے خود کہا تھا کہ اگر آج رستم غسل کرین تو بڑا لطف پائین رستم
تیاری کرنے لگے خواجہ صورت تبدیل کرکے بیرون بارگاہ موجود تھے خبر سنی کہ رستم برا
حمام جاتے ہین خواجہ نے رنگ وروغن عیاری لگایا بارہ تیرہ برس کے لڑکے کی
شکل بنکر حمام مین آئے داروغہ حمام نے دیکھا ایک لڑکا خوبصورت کرتا چکن کا پہنے
ہوے مشروع کا پائجامہ بھاری ٹوپی سر پر پہنے زربفت کے رومال مین کسوت بندھی
ہوئی آتا ہے داروغہ کو آکر سلام کیا داروغہ نے پوچھا صاحبزادے تمھارا کیا نام ہے
کہا حضور عظیم اللہ خان کا پوتا ہون جائداد سب مین نے اڑائی اب جب وجہ معاش
مین فرق پڑا تو میری والدہ نے اوزار حجامت بنانے کے نکالکر دیے کہا بیٹا یہ تمھارے
باپ دادا کا پیشہ ہے اسی حمام مین جاؤ مرد آدمیون کو نہلاؤ اور لوگون کا سر مونڈو
روپیہ دو روپیہ روز پاؤ گے اسوجہ سے آپ کے پاس حاضر ہوا ہون داروغہ نے
کہا بیٹھو یہ سرکاری حمام ہی جو انعام ملے نصف تم لو نصف ہمکو دو کہا حضور ہمسے
کام لین جو دینگے وہ لے لین گے شام کو کچھ لیکے گھر جائین مان انتظار کرتی ہوگی
داروغہ نے لڑکے کو بٹھایا دیکھا کہ لڑکا بہت چالاک ہی جتنے بھر بھر کے لوگون کو
بلانے لگا کہ ہرکارے نے بڑھکر عرض کی داروغہ صاحب ہوشیار ہو جائیے خود
رستم تشریف لاتے ہین داروغہ نے کہا صاحبزادے تم بڑے صاحب نصیب
ہو آج تمھین رستم کو نہلاؤ فرزند صاحب قران ایسا کچھ دینگے کہ نہال ہو جاؤ گے
لڑکا پانچے چڑھا کر موجود ہوا دروازے پر حمام کے ٹھہرا کہ رستم آئے سمک ساتھ
ہی رستم سامنے داروغہ کے آئے داروغہ نے کہا حضور مین نے آپ کے [illegible]
کرنے کو ایک لڑکا بہت حسین مقرر کیا ہے وہی آپ کو نہلائیگا لڑکے نے جامے خانے
مین آکر رستم کو لنگی بندھوائی لباس اتار کر رکھا رستم کو حمام مین لایا رستم نے
کہا صاحبزادے کوئی بٹنہ بھی تمھارے پاس ہے کئی دن سے لیور آج نہانے کا
اتفاق ہوا ہے لڑکا بولا ایسا بٹنہ لگاؤن کہ تمام بدن مین خوشبو ہو جائے لڑکا

ایک پیالے مین بٹنہ بنا کر لایا سارے چہرے مین رستم کے وہ بٹنہ ملا ایسی خوشبو آئی کہ رستم نے ہاتھون مین اور پانون مین بلکہ سارے جسم مین بٹنہ لگا یا لڑکے نے کہا اب غوطہ لگائیے رستم نے غوطہ لگایا لڑکے نے جامے خانے مین لا کر لباس پہنایا رستم نے سو روپے انعام کے دیے لڑکا دعائین دیتا ہوا باہر آیا داروغہ نے پوچھا صاحبزادے کیا انعام ملا عمرو نے ایک روپیہ نکالکر دکھایا کہا کیسے رستم آئے مین نے مل مل کے نہلا یا اُسکا بدلہ یہ ہوا کہ ایک روپیہ دیکر چلے گئے سمک جو دروازے پر کھڑا تھا خواجہ نے کہا مہتر صاحب تم نہ نہلائے خیر یہ روغن تو چہرے پر مل لو سمک نے روغن چہرے پر ملا لڑکے نے روپیہ داروغہ کو دیا کہا یہ روپیہ آپ ہی رکھیے صبح کو بہشتی وغیرہ تقاضا کرینگے مین تو اب رخصت ہوتا ہون جنس وغیرہ بنیے سے جا کر قرض لونگا تب رات کٹے گی داروغہ نے کہا یہ روپیہ لیجاؤ خواجہ وہ روپیہ بھی لیکر چلے گئے رستم جو باہر آئے سردارون نے رستم کو دیکھا کہ چہرہ مثل حبشی کے سیاہ ہو رہا ہے ہاتھ پانون بھی سیاہ سردارون نے سر جھکا لیا کچھ کہہ نہ سکے کہ سمک سامنے سے آیا دیکھا سمک کا بھی چہرہ سیاہ ہو رہا ہی سردارون نے کہا ذرا مہتر صاحب آئینہ تو ملاحظہ فرمائیے سمک نے جو آئینہ دیکھا اور رستم پر نگاہ ڈالی کہا آقاے نامدار آپ تو حبشی ہو گئے جون جون دھوتے ہین رنگ اور چمکتا جاتا ہی سیاہی کو زیادتی ہوتی ہے رستم نے کہا ای سمک اب مین کیا کرون سمک نے کہا آقاے نامدار یہ کام اُسی ساربان زادے کا ہی بٹنہ وہی لگا کے چلا گیا ہی میرے چہرے پر روغن لگا گیا اُسی کے پاس اسکا توڑ ہوگا یہان تو صاحبقران دربار مین بیٹھے ہین خواجہ آکر کرسی پر بیٹھے امیر نے پوچھا خواجہ کہان سے آئے ہو عمرو نے کہا آقاے نامدار زمانہ بہت خلاف ہی امیر نے کہا خواجہ کیا ہوا خواجہ نے کہا آج کل کی تہمت سے خدا بچائے امیر فرماتے ہین خواجہ تمھاری بات ذہن مین نہین آئی عمرو نے کہا محتاج کی بات کیا سمجھ مین آئے مہاجنون کا ہمیر تقاضا ہی جدھر جدھر جاتے ہین ٹوکے جاتے ہین آج صبح سے کئی قرض خواہ آئے کوئی عذر نہین سنتا

یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ پر بلڑ ہوا امیر نے کہا دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہے ہرکاروں نے
بڑھکر عرض کی کہ آپکے فرزند رستم و سمک عیار روتے پیٹتے ہوئے آتے ہین حمام
نہانے گئے تھے نہین معلوم وہان کیا ہوا کہ رستم کی صورت آفتاب عالمتاب تھی بالکل
حبشی معلوم ہوتے ہین عمرو نے کہا اے آقاے نامدار میری آہ کا باعث ہے روغن کون
لگانے جائیگا کام تو مجھ سے وہ لیا کہ دو لاکھ روپے میرے خرچ ہوے دس ہزار دینے
تھے مین نے نہین لیے رو رو کر پروردگار سے عرض کی کہ اے خالق تو بدلا لینا
والحمد للہ کہ چہرہ تو سیاہ ہوگیا امیر خاموش بیٹھے ہین کہ رستم و سمک سامنے
آئے رستم نے پکار کر آواز دی قبلہ و کعبہ فریاد ہے خواجہ عمرو نے نہین معلوم کیا
لگا دیا کہ تمام جسم سیاہ ہوگیا سمک کا صرف چہرہ سیاہ ہے آواز سے امیر نے رستم
و سمک کو پہچانا ورنہ صورتین سیاہ حال تباہ، بسکہ روتے ہین کہ دامن گریبان اشکون
سے تر ہوگیا امیر نے پلٹ کے فرمایا کیون خواجہ یہ کیا ہوا عمرو نے کہا غریبون کو
بھلا ناحق ستائینگے سزا پائینگے ابھی تو چہرہ سیاہ ہوا ہے پھر دل سیاہ ہوگا اب ہر قسم
کے عارضے پیدا ہونگے کوڑھی ہو جائینگے امیر نے فرمایا خواجہ خاموش رہو اب
اسکو دفع کرو عمرو نے کہا مین نے جو خدا سے بیتاب ہوکے دعا کی اسکا یہ ظہور ہے
کئی لاکھ روپے کا مال میرا گیا دس ہزار روپے دینے تھے وہ بھی خزانے مین داخل
کرا دیے یہ جوانا مرگ جو سامنے کھڑا ہے سیاہ رو یہ اٹھا کر لیگیا مین لاکھ چیخا پیٹا کہ لاؤ
ہمی دیدو اسنے جواب نہ دیا اور روپیہ خزانے مین بھیجا اسکی یہ تاثیر ہوئی کہ رستم تو
بالکل سیاہ ہوے سمک کا چہرہ سیاہ ہوگیا اب سیاہی بڑھکر سارے بدن کو
گھیرے گی مبتلاے عذاب الٰہی ہین مین کیا علاج کرون مجھ مہاجنون نے بلوہ کیا کہ
کئی دن سے فاقہ ہے بھوکے پیاسے کی جلد دعا قبول ہوتی ہے مین نے جو بلک کر
دعا کی کہ پروردگار انکو سزا دے در اجابت وا تھا چہرے سیاہ ہوگئے ابھی اور
ابتر عذاب نازل ہوگا ابھی آپ ملاحظہ فرمائین انکی جان پر بنیگی ابھی تو خیر ہے
صاحبقران نے فرمایا زیادہ باتین نہ بنائیے انکو بیجا کر اچھا کیجیے علمشاہ تلوار

کھینچے کھڑے ہین کہ اگر یہ سیاہی دفع ہوگی تو مین اپنی جان دونگا سماک کہتا ہے
مین لشکر سے نکلجاؤنگا بجائیون کو کیا روے سیاہ دکھلاؤنگا عمرو نے جھلاکر کہا آقا
جان دیتے ہین عیار صاحب لشکر سے نکل جاتے ہین روپیہ نہین صرف کرتے ہین
سخی کی ناؤ کبھی تباہ نہین ہوتی رستم نے کہا عم نامدار مین لاکھ روپیہ دونگا عمرو نے
کہا میرے تین لاکھ روپے صرف ہوے ہین وہ مجھکو ملین تو مین خدا سے عرض کرون کہ
اے کریم کارساز جو اینپر بلا نازل ہوئی ہے اسکو دفع کر جیسے بددعا میری قبول ہوئی کیا
عجب ہے کہ پروردگار دعا میری سن لے اور عذاب تیرہ سے دفع کرے سماک نے بیقرار
ہوکے رستم سے کہا آقاے نامدار براے خدا تین لاکھ روپے دیجیے رستم نے رقعہ لکھا
سماک کو دیا سماک فوراً جاکے روپیہ لایا خواجہ روپیہ اٹھانے لگے رستم نے کہا
روپیہ نہ اٹھائیے پہلے علاج کیجیے عمرو نے کہا بس یہ علاج ہے کہ حمام مین جاکر
دوسرے حوض مین میرا نام لیکر غوطہ لگائیے جب گرم پانی مین نہائے تھے اب
سرد پانی مین نہاؤ پروردگار تمکو تندرست کر دیگا خواجہ عمرو نے تین لاکھ روپیہ
لیا رستم و سماک نے جاکر ٹھنڈے حوض مین غوطہ لگایا اب جو پانی سے نکلے
چہرے آفتاب عالمتاب تھے سارے لشکر مین ہلڑ ہوا کہ رستم نے صحت پائی ہرکا
ہفت پیکر کے جو دربار مین حاضر تھے جس وقت رستم آکر دربار مین بیٹھے اور بارگاہ
جمال جہان آرا سے روشن ہوئی صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان لکۂ ابر سے
نکل آیا ہرکارے یہ خبرین لیکر سامنے ہفت پیکر کے آئے کل حال لکھے کہا یا خداوند
آج تو عمرو نے رستم سے تین لاکھ روپے لیے اب چہرہ ایسا روشن ہے کہ صاف ثابت
ہوتا ہے چاند گہن سے نکل آیا لشکر مین صاحب قران کے جابجا یہی چرچے ہو رہے
ہین یا خداوند آپ دعا عمرو کی قبول کرلیتے ہین ہفت پیکر نے سر ہلایا کہا وہ بندہ
مقبول ہے اسکی دعا بد دعا ہر وقت قبول ہے ساحرون نے عرض کی یا خداوند پھر
ہم لوگ اب کاہے کو زندہ رہینگے خواجہ عمرو ہمارے واسطے ہر وقت بد دعا کرینگے
ہفت پیکر نے کہا اس مقدمے مین اسکی دعا قبول ہوگی رستم نے اسپر ظلم کیا تھا

اسوجہ سے اُسکی دعا قبول کرلی تم لوگ نہ گھبراؤ اگر تمھارے بارے مین بد دعا کرچکا
تو دروازہ قبول کا نہ کھولیں گے لیکن ہفت پیکر کا تردد بڑھتا جاتا ہی کہتا ہی ان مسلمانون
سے کیونکر جان بچیگی چار طرف سے بلوہ کیا ہے فوجین بھی بڑھتی جاتی ہین یہ
دل مین سوچ رہا ہی سردارون کو تسکین دیتا ہی کہ آسمان پر ابر تیرہ و تار پیدا ہوا خو
شبو آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا یا تو ہفت پیکر متردد بیٹھا تھا یا ابر کو دیکھکر
شگفتہ ہوا سردارون سے کہتا ہی یارو میری جان آئی ہے کئی برس کا زمانہ گذرا
اس مہ جبین پر جان دیتا ہون اب رنج قدرت کا سنکر آئی ہی ملال میرا ناگوار ہوا
کہ ابر آکر بیٹھا ہفت پیکر اپنے مقام سے اُٹھا سب سردار کھڑے ہوگئے اتفاق سے
سماک یلدا قی برائے خبر دربار ہفت پیکر مین آیا ہی ستون کی آڑ مین کھڑا ہے ابر جو
وہ بیٹھا ایک تخت ہویدا ہوا اُس تخت پر ایک نازنین ماہ رخسار گیسوے عنبرین
عارض پر پڑے ہوے ہین جب زلفون کو جنبش ہوتی ہے تو بوے خوش آتی ہے
سونگھنے والے مست ہوجاتے ہین ہفت پیکر تو جھومنے لگا کہتا ہی کہ خوشبو دل مین
اُتر گئی پکار کر آواز دی اے ملکہ شمیم گیسو کشا کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اُس معشوق
پری پیکر نے ناز سے جواب دیا کہ اے ہفت پیکر مجھکو خبر معلوم ہوئی کہ تیری خدائی
مٹتی ہے ہفت کوہ کو چھوڑ کر طلسم باطن مین آیا مسلمانون نے یہان بھی پیچھا چھوڑا
طلسم شکست ہوا آج یہ خبر پائی کہ ماہور مردار خوار کوئی ساحر بہت زبردست تھا ہنگ
عمرو نے عیاری کرکے مارا قدرت کو بڑا رنج ہو منظور ہوا کہ چلکر تمھاری خدائی قائم
کران پھر اپنے ہفت کوہ پر جاکر آباد ہو کل رعایا تمکو سجدہ کرے ہفت پیکر نے
کہا اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان قدرت بہت مجبور ہو رہے ہین شمیم گیسو کشا
نے کہا اے ہفت پیکر یہ جان و ایمان تو نہ کہا کہ مجھکو بہت شاق گذرتا ہی مین مر
کے نام سے بیزار ہون لیکن تو تحفے تحائف بھیجا کرتا تھا اُسکا خیال آگیا کہ چلکر تیرا
سامان درست کردون ہفت پیکر نے تخت اپنا خالی کردیا اور تخت ہفت پیکر پر تخت
اس نازنین کا آکر قائم ہوا پھر کہا اے ہفت پیکر ایک مجھ سے وعدہ کر کہ خدائی کا

دعویٰ موقوف کر سب تجھکو شہنشاہ کہا کرین ہفت پیکر نے کہا ای ملکہ عالم مین یہ بھی
قبول کرون مگر طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا اور باپ طلسم کشا کا صاحبقران ہے
اسکو چند نام میرے یاد ہین اسکا نام اسم اعظم رکھا ہی اسپر بھی سحر تاثیر نہین کرتا جب
ان نامون کو یاد کرتا ہے ساحر کا سحر اسکے قریب نہین جاتا اور باپ بیٹے لاکھون
مین اکیلے لڑنے ہین اور دیوزادون کو شکست دی اٹھارہ سال پردہ قاف مین رہے
سرکشان قاف اُنکے ہاتھ سے مارے گئے پردہ دنیا مین آکر بڑے بڑے شاہون کو
شکست دی اس طلسم پر بھی بلوہ کیا سب فرزندون نے درجہ شکست کیے طلسم کشا
نے مرحلے توڑے لوح طلسم اُسکے پاس موجود ہی اور کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن
و تیغہ ہفت جوہر کہ تحفہ جات نایاب تھے یہ بھی طلسم کشا کے قبضے مین ہین اسکی کیا
تدبیر کروگی خمیم نے کہا مین ان سب چیزون کی تدبیر کر لونگی ای ہفت پیکر دیکھنا
ان دونون سرکشون کا کیا حال کرتی ہون کس طرح سے تیری سلطنت قائم رکھتی
خمیم بڑے بڑے لاف و گزاف کر رہی ہی ہفت پیکر کہتا ہی ای نور نژاد حسینان
جہان کی استاد قدرت دہ قیرام رتبہ بڑھائین کہ نائب سلطنت طلسم ہفت پیکر
کردین خمیم نے شرماکر کہا مجھے سلطنت و نیابت کی کچھ ضرورت نہین میری عملداری
کیا کم ہی صرف ایک باغ ایسا بنایا ہے کہ اگر سامری و جمشید زندہ ہوتے تو اس باغ
کے اوصاف دیکھتے مجھکو اس باغ کی حکومت کافی ہے کئی سو قبیلے اسی باغ کے متعلق
ہین ایک ایک زمیندار مثل بادشاہ کے حکومت کرتا ہی پھر مجھے تمھاری سلطنت
کی کیا ضرورت ہی مگر تمھارا حال سنکر افسوس ہوا اسوجہ سے مین آئی لیکن خدائی
سے توبہ کرو ہفت پیکر گڑگڑانے لگا کہا ای خمیم اگر تو نے سلطنت مسلمانان کو
مٹایا تو نمرودیہ و شدادیہ و باختر و پردہ ظلمات ہفت دربند و فرعونیہ یہ
سب ملک قبضے مین آئینگے خمیم نے کہا ایک شعبدے سے مین کسی مسلمان کا پتہ نہ ملیگا
جو سامری و جمشید نے سحر آراستہ کیے ان سب پر میرا قبضہ ہی طلسم کشا
لوح خود اُتار دین تحفہ جات پھینکین طرف صحرا کے نکل جائین بیابان مین آپ کو

ایک مرتبہ دیکھ لون جس شی کو خیال کرون اور تمھارے نقصان کے اشیا اُسکے
قبضے مین ہون اُنکی فکر کرون کہ کسی مقام پر اُن لوگون کو جمنے نہ دون شمشاد سرانداز
اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوند ملکہ تو خاتمہ ہی کر دیگی مین چاہتا ہون کہ ملکہ کو
تکلیف نہو اور لڑائی فتح ہو جائے جو کچھ ملکہ نے فرمایا ہی اُنھین سب باتون کا ظہور
ہوگا آپ میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے کل میدان کارزار مین ملکہ عالم سب کو دیکھ لیگی
لیکن غلام کا سحر بھی ملاحظہ کیجیے شمیم نے کہا اے ہفت پیکر بڑی بات معقول اسنے
کہی مین قلب لشکر مین رہونگی سب کو دیکھ لونگی پھر کتنی بڑی بات ہی شاید انھین کا
کہنا ہو مسلمان دیوانہ وار طرف صحرا کے نکل جائین سب اہل دربار نے گواہی دی کہ
یا خداوندا یہ ایسا ہی ساحر ہی اسکی اقلیم سے ڈانڈہ کانورودیس کا ملا تھا وہان کے
ساحرون کو مار کر اسنے اپنا قبضہ کیا کانورودیس والے جوگی جیپال کو خدا جانتے ہین یہ وقت
مقابلہ بھی جوگی جیپال ہی کو پکارتے ہین اسی سے وہ مدد طلب کرتے ہین جب وہ لوگ
نام جوگی جیپال کا لیکر پکارتے ہین تو ہوا ٹھنڈی چلتی ہے آسمان پر تصویر ایک فقیر
کی نظر آتی ہی بال بڑے بڑے جوڑا باندھے ہوے جولی وار نار یل ہاتھ مین لٹکا رہا ہے
کہ اے فرقہ خدا پرستان وای زبردستان خبردار میرے بندے پر ہاتھ نہ ڈالنا اُس
ساحر کا دور و سحر بڑھتا جاتا ہی حریف کو زیر کر لیتا ہی لیکن اسنے اُن سب کا زور مٹا یا اپنا
دخل کر لیا ہفت پیکر نے حکم دیا کہ نام پر شمشاد سرانداز کے طبل جنگی بجے بائیس سو
نقارہ پر چوب پڑی شمیم نے اُٹھکر کہا کیون ہفت پیکر اسقدر کیون ہنگامہ ہوا ہفت پیکر
نے کہا جتنے سردار اترے ہین سب نے اپنے اپنے لشکرون مین طبل جنگی بجوایا قدرت
کے کارخانے مین صرف سات سو نقارہ ہوا اور بائیس سو نقارہ بجا ہی سب سردار تماشا
دیکھنے آئینگے ہرکارون نے رستم کو خبر پہنچائی کہ لشکر کفار مین کوئی ساحر ہی شمشاد
سرانداز اُسی کے نام پر طبل جنگی بجا ہی کل اسکا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آرا ہے خبر دو
ہو ایک نازنین نہایت حسین بڑے مدد ہفت پیکر آئی ہے بڑے لاف و گزاف
کر رہی ہی وہ بھی کل سحر کریگی رستم نے کہا خدا اے ما بزنگ است یہ کہکے سمک کو

اشارہ کیا سمک نے آکر نقار خانے مین حکم دیا سترہ سو نقارہ بجا طبل سکندری پر چوب
پڑی بارگاہ ہفت پیکر کانپ گئی لیکن شمشاد سرانداز نے طبل جنگی بجوا کر ایک خیمہ
کنارے پر لشکر کے استادہ کرایا آکے اُسمین بیٹھا گرد اُس بارگاہ کے خندق کھدوائی
وہ خندق پانی سے لبالب ہوگئی ظاہر مین پانی بھرا ہی دور سے معلوم ہوتا ہی کہ ہزارون
اژدہے بیٹھے ہین سمک بلدا ئی کو ہرکارون نے خبر دی کہ شمشاد فلان بارگاہ مین اترا
ہو سمک با نہایت عیاری سے آراستہ ہوکر چلا لشکر ہفت پیکر مین آیا جا بجا پھرتا ہوا
سامنے بارگاہ شمشاد کے آیا دیکھا گرد بارگاہ صد ہا اژدہے بیٹھے ہین منہ کھولے ہوے
چارون طرف دیکھ رہے ہین قلابۂ آتشین چھوڑ رہے ہین سمک حیران ہوا کہ اندر بارگاہ
کے کیونکر جاؤن تا دربارگاہ جانا مشکل ہے اندر بارگاہ کے تو پہونچ نسکا گرد بارگاہ کے
چکر مارنے لگا پہلوے بارگاہ پر آکر دیکھا کہ شکم سے اژدہے کے ایک ساحر سیہ فام
نکلا طرف خندق کے کچھ سحر کرنے لگا سمک نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا
لگایا ایک طفل حسین کی شکل بنکر پکارتا ہوا دوڑا میان ساحر صاحب ذرا میرے پاس
آئیے عیار یہان بتون مین چھپے ہین تم آکے گرفتار کرلو وہ ساحر جھپٹا کہان کہان کہتا
ہوا قریب سمک کے آیا سمک نے کہا وہ سامنے دیکھیے بتے ہل رہے ہین وہان پر
سحر کیجیے اس ساحر سیہ فام نے جھولی سے ماش کے دانے نکالے چاہا جھپٹ کر مارون
کہ جو بتون کے نیچے ہو وہ جل جائے سمک جست کرکے پہلو پر آیا یہ تو اپنے سحر کرنے
مین مصروف ہی سمک نے خنجر مارا کہ ساحر سیہ فام کا شکم چاک فقعہ پاک ہوا اژدہے جلنے
لگے سمک نے لاشہ اس جادوگر کا کاندھے پر ڈالا پکارتا ہوا دوڑا اے شہنشاہ ساحران
ذرا باہر آئیے ایک عیار اس اژدر نشین کو مار کر بھاگ گیا مین نے اُسکا پیچھا نہ کیا
لاشہ اسکا اُٹھا لیا شمشاد نے جو یہ آواز سنین بارگاہ سے باہر آیا دیکھا کہ ایک ساحر
لاشہ اژدر نشین کا کاندھے پر لیے ہوے کھڑا پکار رہا ہی شمشاد نے کہا اے ساحر
تو نے بڑا کام کیا کہ لاشہ اسکا اُٹھا لیا ورنہ عیار سر کاٹ لیجاتا سمک نے چاہا کہ شمشاد
کے پاس پہونچون تو اسکو بھی خنجر مارون شمشاد نے پکار کر آواز دی اے

اسرار زار دار دیکھو تو یہ ساحر کون ہی اور جس عیار نے اژدر نشین کو مارا وہ عیار کہان ہی
جا۔ ظاہر کر ایک برق چمک کر سمک پر گری کہ لاشہ کاندھے سے جدا ہو کر الگ گرا
سمک کا رنگ و روغن اُڑ گیا پاؤن زمین نے تھام لیے سمک نے ہرچند پکار کر کہا
او شمشاد مجھے کیون قید کرتا ہی مین عیار کو گرفتار کرا دونگا سامنے بھاگ کر گیا ہے
دوڑا دوڑا پھر رہا ہی شمشاد نے نہ مانا ایک ساحر سامنے کھڑا تھا پکار کر آواز دی ای
ماران سیاہ رو اس عیار کو لیجا کر قید کر ماران سمک کو کھینچتا ہوا لیچلا۔ کچھ سحر بھی کیا
ہی کہ سمک جیکا چلا آتا ہے مگر ہاتھ پاؤن مین رعشہ دل کانپ رہا ہی مگر برق ثانی
بازار مین کھڑا تھا ایک ساحر کی زبانی سنا کہ سمک گرفتار ہو گیا ہی تڑپ کر صورت
بدلتا ہوا چلا نصف راستہ طی کیا تھا کہ ایک ساحر کو آتے ہوے دیکھا جھک کر
سلام کیا کہا آپ کا نام نامی کیا ہے اُس ساحر نے کہا ماران سیاہ رو کا بھائی نارک
جادو میرا نام ہے برق ثانی نے حباب مار کر اسکو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل
بنکر دوڑا پکار کر آواز دی بھائی صاحب ذرا ٹھہر جائیے دیکھیے خدا وند نے کیا دیا ہی
ذرا سن لیجیے ماران ٹھہر گیا برق ثانی نے قریب آ کر ایک کاغذ ہاتھ مین دیا ماران نے
پڑھا اُسمین لکھا تھا طرف سے شمشاد کے کہ ای ماران قیدی عیار کی اپنے بھائی کے
سپرد کرو تم دربارگاہ پر آؤ حفاظت مین مصروف ہو ہرچند کہ حفاظت معقول ہاتھ مین
اسرار زار دار کے ہی یہ دیکھتے ہی ماران نے قید سمک بھائی جانکر برق ثانی کے
سپرد کی آپ طرف بارگاہ شمشاد کے بھاگا برق ثانی سمک کو لیکر کنارے آیا سمک
کو رہا کیا کہا بھائی صاحب یاد رکھیے گا سمک ایک جانب گیا برق ثانی طرف بارگاہ
شمشاد کے چلا ماران سیاہ رو نے آ کر شمشاد کو آواز دی شمشاد نے نکلکر پوچھا
کیون ماران عیار کو قید کر آیا ماران نے کہا مین آپ کے حکم کو بجا لایا نارک کو
قیدی سپرد کر دی مین اب خیمے کی حفاظت کرونگا شمشاد نے کہا او مسخرے مین نے
کسکو بھیجا تھا کہ تو نے قیدی اُسکے سپرد کی ماران نے نوشتہ دکھایا شمشاد نے کاغذ
پھاڑ ڈالا ماران کو حکم دیا جا کر اپنی بارگاہ مین بیٹھ ماران سیاہ رو روتا ہوا روانہ

ہوا شمشاد نے پکار کر آواز دی ای اسرار راز دار خیمے کی حفاظت بھی تیرے سپرد ہی
یہ کہکے پلٹا اسرار نے اشارہ کیا خندق مین بجاے آب آگ روشن ہوگئی برق ثانی
نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گرد بارگاہ کے چرخ مارا کیا مگر اندر جانے کی کوئی صورت
پیدا نہ ہوئی ناچار طرف اپنے لشکر کے پلٹا اب وہ وقت ہی کہ ستارہ سحری چمک
چکا ہی شہنشاہ ماہ تابان نے شکست فاش کھائی قلعہ مغرب مین جاکر چھپا شہنشاہ
زرین پوش کل فوج ضیا و شعاع کو ساتھ لیکر میدان زبرجدی مین آیا ادھر برق ثانی
ایک گوشے مین چھپکر دیکھنے لگا دیکھا اولاد اول صاحبقران زمان مع سرداران
نامی و پہلوانان گرامی میدان کارزار مین تشریف لائے ایک طرف سے گرد اُڑی ستم
پیلتن جہاں سردار ساتھ جادوگرنیان طاؤسیان زرین بال پہ سوار میدان کارزار مین
آکر ٹھہرے کہ طرف سے ہفت پیکر کے گرد اُڑی ساحر فرداً فرداً آنے لگے یکایک نوبت
نقارے بجنے لگے سب نے دیکھا کہ ہفت پیکر تخت پر سوار قلب فوج مین آکر ٹھہرا
فوجون سے میدان بھرے ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے شمشاد سرانداز
سب کے آگے بڑھا ہوا آتا ہی اسباب سحر جھولی مین بھرا ہوا چار لاکھ ساحر
اسباب سحر سے درست چالاک وچست پشت پر اسپ سیماب کی چلے آتے ہین ایک
ابر سیاہ کہ جسمین اسباب سحر بھرا ہوا ہی سر پر شمشاد کے سایہ فگن صفین جمنے لگین بعد
صفوف آرائی نقیبون نے نقابت کی کرو کہت کر دکا کہکر ہٹے ملکہ شمیم گیسو کشا بھی قصر
عشرت کے پہلو مین ایک قصر نہایت آراستہ وپیراستہ ہی اُسمین جاکر برائے تماشا
بیٹھین فرزندان صاحبقران کے جمال پر نگاہ پڑی کبھی ایرج کو حیران دیکھتی ہی
کبھی نور الدہر پر نگاہ ڈالتی ہی کبھی شوکت قاسم پر نگاہ کی بے ساختہ دل سے آہ کی
کبھی جمال جہان آراے بدیع الزمان پر نظر ڈالی حیران جمال و محو دیدار ہو رہی ہی
کبھی طلسم کشا کو دیکھتی ہے کہ چالیس شاہزادے ہان ایک ایک بلاے روزگار ملکہ
سنبل ہفت گیسو سب کے آگے کھڑی بل کر رہی ہی اشارے کی طلسم کشا کے طالب
ہی سلیمانے گوہر پوش چاہتی ہین کہ آج تو مجکو اجازت ملے شفق خونخوار ہر مرتبہ یہی

چاہتی ہی کہ طاؤس کو اُڑاؤن مقابلے مین اِس نامرد کے جاؤن لیکن شمشاد سرانداز
نے جب دیکھا کہ ذکیت کردا کا لکہ ہٹ گئے تو اُٹھ مرکب اپنا پھیرا پاس ہفت پیکر کے
آیا عرض کی اجازت میدان ملے ہفت پیکر نے کہا اے خیر خواہ دولت آخر تمہارا کیا ارادہ
ہی کس سے مقابلہ کروگے اُسنے دست بستہ عرض کی میرا تو ارادہ ہی کہ طلسم کشا کو
پکارون تحفہ جات چھین لون لوح حاصل کرون کوئی تدبیر ایسی کرون کہ بعد اُن کے خود
صاحبقران کو ڈھونڈون ہفت پیکر نام سے صاحبقران کے کانپنے لگا کہا اے
شمشاد حمزہ بلائے روزگار ہے اُسکو نہ پکارنا طلسم کشا کو بھی نہ للکارنا یہ جادوگرنیان
کھڑی ہین انمین جسکو چاہو پکارو سب مین کم حقیقت ماہی سحر ہی اگر اسکو گرفتار کرلیا
تو طلسم کشا کو بڑا صدمہ ہوگا طلسم کشا بدل اسکو چاہتے ہین نہنگ بحری عوض مین
ماہی سحر کے نکلیگی بہ زور و شور مقابلہ کریگی جسکو پکارنا سمجھ کے پکارنا جو نکلے گی وہ
آفت برپا کردیگی اس طلسم کی یہ جادوگرنیان سرگروہ ہین ان سب نے شریک ہوکر
طلسم کشا کو زور دیا ہی ہفت کوہ انھین جادوگرنیون کی کوشش سے فتح ہوا ورنہ
قدرت طلسم باطن مین نہ آتے شمشاد نے عرض کی قدرت ملاحظہ کرین کہ مین جا کے
کیا کرتا ہون اب قدرت کچھ تقدیر نہ کرین صرف تماشہ دیکھین یہ ابر سحر جو آسمان پر
آپ دیکھ رہے ہین اسمین وہ عجائب و غرائب بھرے ہین کہ کوئی ساحرہ برداشت
نہ کر سکیگی مین جا کر سنبل کو پکارتا ہون ہفت پیکر نے بہت بہت منع کیا مگر وہ مغرور
عقل و فراست سے دور جھومتا ہوا میدان مین آیا آگے پکار کر آواز دی اے فرقۂ
خدا پرستان و زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مجھ سے آکر مقابلہ کرے منم
شمشاد سرانداز کیون اے طلسم کشا یہ جادوگرنیان میدان مین کیون آئی ہین کیا
ہم لوگون کو اپنا جمال دکھاتی ہین شمیم گیسو کشا کے ہوش درست نہین ہین جمال
رستم دیکھ رہی ہے رنگ رو اُڑا ہوا چند کنیزین گرد بیٹھی تھین اُنھون نے پوچھا کیون
واری مزاج کیسا ہی لکہ شمیم گیسو کشا نے ٹھنڈی سانس بھر کے جواب دیا اری کمبختو کیا
پوچھتی ہو اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

اک جہان دیوانہ اُس زلفِ دوتا کا ہو گیا ۔ ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہو گیا
آپ کو کھویا مگر جو واصلِ اکمل ہو گیا ۔ راز جب منکشف فقر و فنا کا ہو گیا
ہمکو بھی آخر حضورِ قاب ہوتا ہی کبھی ۔ عرض کر لین گے جو موقع التجا کا ہو گیا
حائل نظارۂ دیدار کیا ہو گی نقاب ۔ دور پردہ جسگھڑی شرم و حیا کا ہو گیا
اُس نگاہ تیز سے دل ہو گیا جسدم دو چار ۔ مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا
حور کے غمزے اُسے جنت مین کیا خوش آئینگے ۔ او پری رو کشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا
یاد مین اُس سرو قامت کی یہ کی فریاد نے ۔ وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہو گیا

مگر ملکہ شمیم نہایت عقلمند ہی شعر پڑھ کے جواب دیا کہ میرے پاس سب کے دیوان جمع ہین رند کہ ظریف کہتے ہین اُنکی غزل اسوقت یاد آئی مین نے پڑھ دی اسکے کچھ معنی نہ سمجھو لیکن شمشاد نے جو پکارا جادوگرنیون مین ہنگامہ ہوا سب بڑھکر طلسم کشا سے اجازت مانگنے لگین سنبل ہفت گیسو پریشانی مین کہتی ہی اے شہریار مجھے اجازت دیجیے لیکن ملکہ مشکبار طاؤس کو اُڑا کر سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آئین عرض کی ای شہریار کنیز کو حضور رخصت فرمائین اس مغرور کے سحر کو دیکھون حضور کے سامنے سمجھا دون بادشاہ نے فرمایا ای مشکبار سب ہمسر تمھاری رستم سے اجازت مانگ رہی ہین رستم فرماتے ہین کسکو اجازت دون کسکو روکون تمکو کیونکر اجازت دون عرصہ جو ہمنبرد کے نکلنے مین ہوا شمشاد پکار اُٹھا کہ اے طلسم کشا تم ہی میرے مقابلے مین آؤ کچھ لوح کی کرامات دکھاؤ رستم مرکب بڑھا کر سامنے بادشاہ کے آئے مرکب سے کود پڑے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا عرض کی کہ حضور جلد اجازت دین حریف کلہ زنی کرتا ہے طعن آپ کے ملازمون سے نہین سنی جاتی بادشاہ نے فرمایا ای عسم نامدار بی مشکبار اجازت مانگ رہی ہین کیونکر آپ کو اجازت دین اسلیے کیا کہین ہم خود میدان مین جاتے ہین یہ فرما کر تاج سر سے اُتارا خود زرین پہنا فیروزہ بن عمرو مرکب لیکر قریب آیا صاحب قران نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا مرکب اُڑا کر قریب آئے بادشاہ سے دست بستہ کہا کیون حضور کیا ارادہ ہی بادشاہ نے فرمایا

حضور دخل نہ دین رستم و مشکبار مجھ سے اجازت مانگتے ہین اُدھر جالینس جادوگر زبان بگڑی ہوئی ہین مین کس کسکو اجازت دون لہذا مین خود نکلونگا صاحبقران نے فرمایا حضور کیون تکلیف کرین اس حقیر کو اجازت دین مین سر اس مغرور کا حاضر کرون یا جان کو قدم پر نثار کرون ملازمون کے ہوتے ہوے حضور مقابلہ کافر مین جائین ہمارے لیے باعث ہتک ہو بادشاہ نے فرمایا مین تو حضور کو اجازت نہ دونگا خود ہی میدان مین جاؤنگا رستم نے جو دیکھا کہ صاحبقران و بادشاہ مین تکرار ہونے لگی رستم نے تیغۂ ہفت جوہر نیام سے کھینچا اور گلے پر رکھ لیا کہا آج مین قدمون پر نثار ہوتا ہون شمشاد نے جو دیکھا کہ کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا سمجھا کہ مسلمان مجھ سے دب گئے پکار کر آواز دی اے صاحبقران مین خود آتا ہون یہ بھی میرے سحر مین تاثیر ہے کہ سب کو کھینچ لائیگا مگر شمیم گیسو کشا یہ سب معرکے بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے کنیزون سے کہتی ہے مسلمانون کو کیا جو شخص جرأت ہے کتنے آدمی آمادہ جنگ ہین لو اور غضب دیکھو طلسم کشا نے ناچار ہو کر تلوار گلے پر رکھی ہے بادشاہ نے متفکر ہو کر فرمایا اے عم نامدار مین میدان مین نہ جاؤنگا اور قبلہ و کعبہ کو رخصت نہ دونگا۔ مشکبار کو اجازت دیتا ہون ملکہ مشکبار نے جو اتنی بات سنی کہ بادشاہ مجھکو اجازت دینگے فوراً طاؤس اُڑا کر جھپٹی آواز دی اے خوشبوے دماغ رس اس مغرور کو لینا خبردار مہلت نہ دینا جون ہی ملکہ نے کہا شمشاد کے دماغ مین خوشبو پہونچی جھومنے لگا پکار کر آواز دی۔

نظم

تیشۂ فرہاد یان سر بھی بدن پر بار ہے ۔۔۔ جان شیرین میری اک شیرین دہن پر بار ہے

لے وہ کیونکر مرغ دل کو نازکی سے ہاتھ مین ۔۔۔ عندلیب زار شاخ یاسمن پہ بار ہے

ہم سبک دوشون سے طے ہوگئی جو راہ دیر عشق ۔۔۔ رشتۂ زنار دوش برہمن پر بار ہے

گو نزاکت انتہا کی ہے میان یار مین ۔۔۔ اُسکا مضمون بھی مرے نازک سخن پر بار ہے

کیا نزاکت ہے کہ بوے عطر سے ہے بد دماغ ۔۔۔ رنگ مہندی کا کف نازک بدن پر بار ہے

وہ گئے دن جو اُٹھا لیتا تھا کوہ عشق کو ۔۔۔ کاہ کا سایہ بھی اب ناسخ کے تن پر بار ہے

یہ اشعار پڑھتا ہوا چاہتا ہی قریب مشکبار کے جاوُن اور قدمون کو بوسہ دون کہ ابر سیاہ کو جنبش ہوئی ابر پھٹا سب نے دیکھا ایک ساحر تخت پر بیٹھا ہی سامنے آتش کا آثار کھا ہی کچھ گولیان بنا رہا ہی دو گولیان بنا کر منھ مین ڈالین منھ سے نکالکر شمشاد پر پھینکین یا تو آتش کے آتے کی گولیان تھین یا سب نے دیکھا دو طایر بلند پیرا قریب سر کے اُڑ رہے ہین پھر اُس ساحر نے اشارہ کیا ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمکی اُن طایرون کے سر کٹ کر گرے خون اُن طایرون کا سر پر شمشاد کے گرا یا تو شمشاد جھوم رہا تھا چاہتا تھا مشکبار کے قدمون پر گردن ہاتھ باندھکر حال دل کہون کہ شمشاد کو ہوش آیا تخت پر جو زنگی بیٹھا تھا قہقہہ مار کر ہنسا پکار کر آواز دی اے شمشاد کیا کہنا مشکبار کے دام مکر مین پھنسے تھے مگر خوب ہے ہمنے تمکو بچا یا عین وقت پر مدد کی یہ طایران سامری تھے جنکا خون تیر گرا یا مگر افسوس تمکو غیرت نہ آئی اب کوئی شعبدہ صرف کرو کہ میدان مین نام ہو زندگی پر تمھاری حرف آچکا ہی سامری وجمشید تحریر فرماتے ہین کہ آج تمھارا روز انتقال ہے غلام کو آپکے بڑا ملال ہے یہ باتین طعن آمیز سنکر شمشاد نے ایک کارد جھولی سے نکالی زبان پر اپنی پھیری چند قطرے خون کے اپنی زبان کے بہے وہ خون اُسنے مشکبار پر پھینک مارا مشکبار چیخ مار کر گری اور بیہوش ہوگئی شمشاد تلوار کھینچکر جھپٹا کہ سر مشکبار کا کاٹ لون شمیم قصر پر بیٹھی دیکھ رہی تھی اسکو بہت ناگوار ہوا زلفون کو جنبش دی شمشاد کو یہ معلوم ہوا کہ پاؤن مین زنجیر پڑ گئی آگے نہین بڑھ سکتا اپنے مقام پر کھڑا جھوم رہا ہی اہل اسلام دعائین مانگنے لگے رستم نگار اُٹھے ای خالق بے نیاز دوای رب کارساز مشکبار کو اس ظالم سے بچالے نظم

بہر جا رسو ہست حق جلوہ گر	بہر دیدہ مخفی بشکل نظر
از و یافت نور حسن و قبح ظہور	بلندی و پستی و زیر و زبر
گہے باد و خاک و گہے نور و نار	گہے گرم و سرد و گہے خشک و تر
گہے جاہل خالی از عقل و ہوش	گہے صاحب علم و فضل و ہنر

گہے مست و گہ صوفی باصفا | گہے ہوشیار و گہے بیخبر
گہے قطرہ و ابر و بحر پر آب | گہے کان یاقوت و لعل و گہر
گہے شمع بزم زمین و زمان | گہے بر فلک نور شمس و قمر
گہے شاہ گردن کش و سرفراز | گہے در اطاعت نگون کردہ سر
گہے حاکم مسند عز و ناز | گہے بستہ از بہر خدمت کمر
گہے بادشاہ بلند اقتدار | گہے بندۂ زار و خدمتگزار

اُسوقت ایک عجب تہلکہ ہو مشکبار تو میدان مین بیہوش پڑی ہو یا ستارۂ سحری چمک رہا ہی شمیم ہر مرتبہ زلف عنبرین کو جنبش دیتی ہو شمشاد بڑھکر ٹھہر جاتا ہی قدم نہین اُٹھا سکتا آخر طرف ابر کے متوجہ ہوا پکار کر آواز دی ای معین و مددگار زور اپنا دکھادے میرا قدم نہین اُٹھتا دل خود بخود بیٹھا جاتا ہی قلب تھراتا ہی ایسا نہو پانون زمین مین گڑ جائین کسبھی طرح کا خیال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اُس ساحرے تخت اپنا ابر سے نکالا جھولی سے کچھ ماش کے دانے نکالکر پھینکے کر شمشاد کے دل مین طاقت آئی تلوار کھینچکر بڑھا شمیم گیسو کشا نے مسکرا کر ہاتھ ہلایا اب تو شمشاد پیچھے ہٹنے لگا آگے نہین بڑھتا کہ یکایک گھوڑے لشکرون کے بدلگام یان کرتے لگے جلتے تھے راون سے راکب کے نکلجائین کہ صحرا سے گرد اُڑاہی شمیم نے دیکھا ایک جوان کم سن ہی کہ پشت مرکب پر اچھی طرح پیڑی نہین جمتی لیکن مرکب وہ چالاک ہے کہ چاہتا ہی ہوا سے چند قدم آگے بڑھ جاؤن برق کی تڑپ دکھاؤن سبزۂ فلک کو پامال کرون خود ضیا بار بر سر تیغۂ برق تاب زیب کمر انگشتر چہرہ و ماہ ہاتھ مین مشعل ستارۂ سحری چمک رہی ہی مگر چہرے پر دیوانہ پن آنکھین سرخ سرخ اُبلی ہوئین آنکھین لال ڈورے نشۂ وحشت کے اسی ہزار دیوانے برابر پشت مرکب پر بال چہرون پر چھٹے ہوے جو بدستین کاندھون پر مرکب دیکھنے مین دسے کے بدھے موتھڑے نکلے ہوے مگر رواروی مین چست و چالاک بے باک طرار سے کھر سے آتے ہین مگر وہ جوان جو آگے ہے بند قبا کھلے ہوے وحشت چہرے پر ستاحقدن

کو جو دیکھا رکابون پر سر جھکا کے سلام کیا میدان مین جو ایک ساحر کو دیکھا کہ للکار
رہا ہی تیغہ چمکا رہا ہی ایک نازنین مہ جبین مثل ستارۂ سحری بیہوش پڑی ہے یہ
جری بہادر صف شکن نعرہ شکر ساحر کا بیقرار ہو گیا اور وہین سے للکارا او نامرد
ہم تیرے مقابلے مین آئے ہین تجھکو سمجھاتے ہین شمیم گیسو کشا نے جو شاہزادہ غضنفر
بن اسد کو اس جاہ و جلال سے دیکھا فرزندان صاحبقران کو عرصے سے دیکھ رہی
تھی اب جو دیکھا تو یہ جوان آفتاب جمال خورشید مثال ہی بیباکی اور چستی و چالاکی
اسپر ختم ہی حقیقت مین لشکر مین صاحبقران کے بے مثل و بینظیر ہے چہرہ رشک ماہ منیر اب
دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ محبت سے ٹوٹا ہر چند
چاہا ضبط کرون نہ ہو سکا اٹھنے کا ارادہ کیا دل بیٹھا جاتا ہی قلب تھرّاتا ہی ٹھنڈا
ٹھنڈا پسینہ پیشانی پر آیا جاتی ہی کنیزون پر حال نہ کھلے یہ آتش عشق پنہان رہے
مگر شعلہ ہائے آتش عشق سر کھینچ رہے ہین سلطان عشق کی مزرع دل پر چڑھائی ہی
معلم عشق و محبت کان مین کہہ رہا ہی کہ اسکی رسوائی عاشقون کی بادشاہی ہے دیکھو
مجنون کا کیا رتبہ ہوا فرہاد کو کوہکن کا خطاب ملا شیرین نے اپنی جان شیرین دی زلیخا
عشق یوسف مین کس حال کو پہونچی کوچہ گردی اسکو نصیب ہوئی کیا کر کے یوسف
کو خود دام جفا مین پھنسی آٹھ پہر کہتی تھی ہائے مین نے کیا مکر کیا کہ معشوق کو قید کرایا
کوٹھے پر چڑھ کے دیکھتی تھی یوسف قید خانے مین شاد تھے اسکو عبادت خانہ بنا کے
عشق مین اپنے معبود حقیقی کے مبہوت تھے کبھی زلیخا کا خیال نہین زلیخا جدائی مین
بیقرار ای شمیم یہ پریشانی یہ حیرانی مزہ دکھائیگی کوچۂ عشق مین ثابت قدم کہلائیگی

بقول شاعر

نظم

کہین آنسو کی یہ سرایت ہی
گہ پتنگا چراغ کا پایا

عشق ہی تازہ کار و تازہ خیال
اور کہین خون چکان حکایت ہی
کہین طالب ہی اور کہین مطلوب

ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال
گر نمک اسکو داغ کا پایا
دونون باتین غرض ہین اسکی خوب

جس کو جے مین یہ شرف حاصل ہون اس راہ سے منہ پھیرنا عین حماقت ہی عشق کی بے
عزتی ہی کیسے کا لکین اس دام مین پھنسکر کشاکش مین پڑے مگر قیس مجنون بنکے

اُستاد ہوے لیلی کے عشق مین وحشت نجدا اپنا مقام کیا آخر مین اپنا تمام کیا کہ دفتر محبت
مین اُستاد عشق بازان نام ہوا شمیم تو بہ نگاہ محبت ماہ اوج صاحبقرانی کو دیکھ رہی ہی مگر
شاہزادہ غضنفر بن اسد بعد شدہ بشمشاد پر جا پڑے مرکب کو جو رانون مین مسلا
گھوڑا طرارے بھرنے لگا بقول حضرت قمر۔ نظم

فروصف توسن قلم کیا کرون	کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہی	ملا ہی عجب رنگ مشکین سے
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی	ترپتا ہی میدان مین سیماب وار	صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
ہر اک نعل ہے نیمچہ ہمیشال	قدم با قدم مائل جنگ ہی	قدم کی روانی کو دریا لکھون
وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی	نہ کاوے کا محتاج ہو نہ سطح	کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تحریر اوصاف مرکب مین سمند کلک طرارے بھرنے لگا چاہتا ہی میدان قرطاس کو پامال
کرون سبزۂ تحریر پر قدم نہ رکھون اگر عارض گل پہ قدم رکھون تو نشان سم نہ پڑے حباب
دریا پر بار نہون ہر ایک کہے کہ اشہب کلک بڑا چالاک ہو چست و بیباک ہی دائرے
حرفون کے نقش سم بنگئے ہر ایک حرف سے چالاکی پیدا ہی گشش شین کو گردن مرکب کہون
یا قلم روک لون یہ سب اوصاف دیکھے بھالے ہین پیٹ سے نسیم سحر نے پاؤن نکالے
ہین اس شوکت سے قریب شمشاد پہونچے للکارا کہ او نامرد یہ نازنین کون ہی مرکب اشارہ
کردون تو ایک ٹاپ مارے اس ماہ رخسار کو پامال کردے شمشاد سمجھا کہ شاید
خداوند نے اسکو بھیجا ہی کہا ای جوان یہ نازنین طرفدار اہل اسلام ہی مین نے اسکو
سحر سے بیہوش کیا ہی چاہتا ہون سر کاٹ لون مگر قدم نہین اُٹھتا کوئی پیچھے کھینچے
لیتا ہی ناچار ہو رہا ہون غضنفر نے کہا او نامرد اب ہمپر بھی سحر کر کہ بیہوش ہو جائین تیرا
مطلب دلی حاصل ہو یہ کہکے تیغ روئین شگاف چمکایا شمشاد نے گولہ مارا اس گولے کو
شمیم نے دیکھا کہ قریب غضنفر آکر گرا ایکبارگی زمین مین غرق ہو گیا اب تو شمشاد حیران
ہوا ملکہ شمیم یا تو بیقرار تھی کہ اس ظالم کے سحر سے یہ صاحبزادہ کیونکر بچیگا مگر جب گولہ جاکر
غرق زمین ہوا تو اُچھل پڑی تعریفین کرنے لگی پکارتی تھی ای جوان خدا نے نادیدہ تیرا
تجھکو اسکی بدعت سے بچانے گولے کو خوب باطل کیا یہ کمال کیونکر حاصل کیا غضنفر

نے پلٹ کے دیکھا ایک نازنین چاردہ سالہ قصر عشرت کے پہلو مین کھڑی ہی نظر بازی
کر رہی ہی لیکن قد بالا ہی گویا سانچے مین ڈھالا ہی کل اعضا موزون پیچ و تاب مین زلف
شبگون مار سیاہ ہی کہ بل کہا رہا ہی یا ناگنی اوس چلبلے آئی ہی عارض پر لہرا رہی ہی لطف شب
دکھا رہی ہی یا زنجیر در ظلمات سکھون کس شے سے مثال دون جوڑے قلم مین ریشے نکل آتے
معشوق کلک کی زلفین ظاہر ہوتین اس کو جو پیچیدہ رسے رنگ سے طلبیدین عاشقون کی
ظاہر ہوئین غضنفر نے جو اس حسن و جمال سے اوس نازنین کو دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا ہی
بے اختیار دیوانہ وار پکار اُٹھے فرد۔ مرا درد لیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد + وگردم
در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + غضنفر نے جو یہ پکار کر کہا شمیم گیسو کشا نے انگشت
شہادت اوٹھا کر ہونٹھون پر رکھی اشارہ تھا کہ خاموش رہو غضنفر دیوانۂ بیباک
اشارے سے اور زیادہ چالاک ہوے جھوم جھوم کر ملکہ سے باتین محبت آمیز کرنے
لگے کہ شمیم بے اختیار ہنس پڑی دل سے کہتی ہی کہ عجب شوخ طبع سے مقابلہ ہوا دیکھیے
یہ ظالم کیا صدمے دکھائے کیونکر دام محبت مین آئے یہان غضنفر نے ہنس ہنس کے باتین
جو ملکہ سے کین ملکہ بیقرار ہو گئین اوسی عالم وجد مین شمشاد پر ایک ہاتھ مار دیا شمشاد
کے دو ٹکڑے ہوے شمشاد کا مرنا کہ وہ ابر جلکر گرا مشکبار آندھی اٹھ کھڑی ہوئی تڑپ کر
لشکر طلسم کشا مین آئی طلسم کشا نے آواز دی ای فرزند تجھے ملکہ جانا غضنفر نے ادھر
منھ پھیر لیا آواز دی او ہفت پیکر کسی اور کو بھیج کر مرد اشجاعت کا ملے غنچہ آرزو کھلے زمرۂ
پہلوانان مین سے ایک پہلوان کرگدن بلند رکاب نام گینڈے کو تھکا کر اول سر کی
تخت ہفت پیکر کے آیا اجازت لیکر سامنے غضنفر کے پہونچا پکار کر آواز دی او ظالم تو
بڑے ساحر کو مارا اب میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا خیال مین ہی کہ جا کر نوک نیزہ پر
اٹھالون زمین پر مارون کہ استخوان چور چور ہون سب اہل لشکر مسرور ہون نیزہ
ہلاتا ہوا قریب آیا غضنفر نے سنان نیزہ کو چلے سے اڑا دیا مگر ملکہ شمیم کی بیقراری
بڑھ گئی حیران تھی کہ اس دیو خصال سے کیونکر مقابلہ ہوگا یہ شیر کیونکر بچیگا دعا مانگنے
لگی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی کہ گردن نے چھوڑا تیغ کھینچا چاہا غضنفر پر ہاتھ مارون

غضنفر نے پکار کر آواز دی ارے اسکو تیر مارنا یہ خطا شعار ہی گوشہ گیر ہو گا کر گردن سمجھا کوئی میری پشت پر آیا منھ پھیر کر پلٹ غضنفر نے ہاتھ مار دیا کہ دو ٹکڑے ہوے ملکہ اس چالاکی پر اچھل پڑین کہا کیا مرد سپاہی ہی یقین تھا کہ یہ دیو خصال اگر ہاتھ پکڑ لیگا تو کلائیان ٹوٹ جائینگی مگر کس لطف سے اس دیو خصال کو مارا ہاتھ سے اشارہ کیا کر کیا کارنمایان کیا غضنفر نے اشارہ کیا کہ ہمارے پاس آؤ ہمارا عجیب حال ہی تمھارے شعلۂ حسن نے کلیجہ ہمارا جلا دیا کیونکر دل کو صبر دین اب یہ کیفیت ہے کہ کہین ۔ نظم

جان کنی بھی بیکسی ہی او کوہکن استاد سے	یہ صدا آتی ہی ہر دم تیشۂ فرہاد سے
بد دماغ مجکو بھی ہی پوچھے کوئی فرہاد سے	تونے یہ تیشہ لیا ہی مول کس جلاد سے
پڑ گیا ہی اسکے ابرو کا جو اشکون مین عکس	آکے تلوارین بجھا کہہ دے کوئی جلاد سے
بندگی مین سرو حاضر ہو گیا کہتا ہے وہ	منع ہی خدمت کا لینا بندۂ آزاد سے
جسطرح سے ہی محبت فاختہ کو سرو کی	طوق والے طفل کو الفت ہی تجھ آزاد سے
جوہر ذاتی بشر کا ہی جسے کہتے ہین عشق	سیکھتا ہو کوئی فن عاشقی استاد سے
دن کو گر روزہ رکھین گے مے پئین گے رات کو	ہم نہ باہر ہونگے اے پیر مغان ارشاد سے
ہو سے جب محروم رکھا ہمنے بنکر محتسب	کھود ڈالا خانۂ خمار کو بنیاد سے
رشک گلزار معانی ہی ہر اک رنگین غزل	آئے مین حافظ کنار آب رکن آباد سے

اسطرح کے اشعار اشارون مین جو غضنفر نے پڑھے ملکہ بیقرار ہو گئی کہا بڑا بیخوف ہی غضنفر نے یکایک بوق ترکی کمر سے نکالا آواز دی اے قزاقان بزم وہ بہ بند یدا اسی ہزار قزاقون نے یکایک بوق ترکی بجایا گھوڑے کاوون سے رم کرنے لگے پیدل تلے اوپر گرے غضنفر اکر فوج کفار پر گرا قزاق اسکے دیوانہ مزاج چوبدستین ہلاتے ہوے فوج پر گرے ساٹھ ستر ہزار کو قتل کیا اسی لاکھ فوج مین تہلکہ پڑ گیا ہزارون مر کر گرے ہزارون بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے جب کوئی ساحر غضنفر پر حملہ کرتا ہی تو ملکہ اسے روک لیتی ہین جواب مین ہاتھ ہلا دیتی ہین برق چمکی اور سو دو سو کے سر اڑ گئے کئی لاکھ کو مار غضنفر لڑتا بھڑتا برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچا ہفت پیکر نے آگ برسائی تلوارین گرائین

غضنفر پر تاثیر نہ ہوئی غضنفر نے ہاتھ تیغ دودستی فرق شگاف کا جو مارا ہفت پیکر نے اپنے کو
تخت سے گرا دیا لاکھوں جادوگر بیچ میں آگئے جانیں اپنی دیکر ہفت پیکر کو بچا لیا
غضنفر نے ہفت پیکر کا پیچھا نہ کیا بوق ترکی میں غضنفر نے آواز دی ای قزاقان
بدر رو یہ سب لڑتے بھڑتے نکلے شمیم نے دیکھا کہ ہوا جیسے جلی اسطرح غضنفر نکل گیا لاشوں
کے انبار کر گیا لاشوں سے دامن صحرا بھر گیا ہفت پیکر نہایت پریشان ہوا صاحبقران
پھر کر اپنی بارگاہ میں آئے شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی اپنے سرداروں
سے فرماتے ہیں کہ یہ دیوانہ جب آتا ہی بدنام کرتا ہے لڑائی کو دیکھا کس لطف سے لڑا
آخر لڑتا بھڑتا نکل گیا سردار عرض کرتے ہیں ای آقائے نامدار جادوگر کو مارا پہلوان
دیو خصال کو للکارا اسی لاکھ فوج پر شیرانہ گرا ہفت پیکر کے پاس پہونچا اسکے
افسر پر تلوار ماری آپکو یہ لڑائی پسند نہ آئی اسد کہتے ہیں گستاخی بھی تمنے دیکھی غنیم
گیسو کشا سے اشارے کیے کچھ اشعار جوش میں پڑھے یہ کیا حرکت تھی ہمپر تو شاق ہے
سردار سر جھکا کر خاموش ہوئے کہ سامنے سے صاحبقران تشریف لائے فرمایا بخدا
غضنفر مردانہ کام کر رہا ہے ہزارہا قزاقان طلسم مٹا دیے آج مجھے یقین تھا کہ دشمن
اُسکے گرفتار ہو جائینگے مگر صاف لڑ بھڑ کر نکل گیا فوجوں کے یہ جماؤ اسپر لڑائی کا
یہ بناؤ اسی کا یہ کام تھا ابراہیم وغیرہ نے اسد سے اشارہ کیا اسد نے کہا نادان
اپنے چھوٹوں کی آبرو بڑھاتے ہیں اسد نے گھوڑا بڑھا کر ایرج کو پکارا پوچھا کیوں
بھائی تونے قتل کیا بچاؤ ہی ایرج نے منہ پھیر لیا کہا دیوانے کی بات کا کیا جواب
دوں اسد نے کہا سبحان اللہ آپ کی لشکر کشی کے چرچے ہوتے ہیں مگر بات
کے پورے ہو معشوق سے بے ملے پیچھا نہ چھوڑا سبحان اللہ کیا جرأت ہے کیا
لیاقت ہے واہ واہ شہزادے خواجہ عمرو کو دعا دے کہ انھوں نے تجکو سپاہی بنایا
ایرج ذکر معشوق کے بہت شرمندہ ہوئے آنکھوں میں آنسو بھر کر اسد سے کہا
بھائی اسد غازی تم ہمسے ایسی باتیں نہ کیا کرو صاحبقران دربار میں آکر بیٹھے مگر
جب ہفت پیکر بارگاہ میں آیا کہا ملکۂ عالم کو بلاؤ کنیزیں گئیں ملکہ غنیم کو جا کر دیکھا

یہان ملکہ مہجبین کھٹ پر پڑی تڑپ رہی تھی کلین تصویر غضنفر آنکھون کے سامنے پھر رہی تھی وہ بیباکی وہ چستی وہ چالاکی ہر مرتبہ گھبرا کر اٹھ بیٹھتی ہے شمع پر پروانے پر نگاہ کی بیساختہ دل سے آہ کی کہتی ہے صبا جو اس بے زبان کو کیا ملتا ہو کہ سر محفل اپنی جان دیتا ہو مگر معشوق بھی اشک حسرت بہا کر اپنی جان دیتا ہو دیکھو شمع کے اشک بہ بہ سے بین پر وارستی ہوتا ہو اسی کے حال پر معشوق روتا ہو دیکھو لگن اشک حسرت سے بھر گیا اس حال مین بیٹھی افسوس کر رہی ہے کہ چند کنیزون نے آکر پیغام ہفت پیکر پہونچایا کنیزون نے پوچھا کیون واری کیسا مزاج ہے ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا حال پوچھتی ہو اب اپنی تو یہ کیفیت ہو رہی ہے۔

نظم

آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے
خال مشکین دلبری مین گوے سبقت لیگئے

خاک چھانی ہم سبکدوشون نے منزل گرد کیا
وادی پرخار سے تلوے سلامت لیگئے

زہر کھا کر اک شکر لب پر موا ہون دیکھنا
قبر پر دشمن گھڑے بھر بھر کے شربت لیگئے

تیرہ بختی کے اٹھے شام سے گل کر دیا
صبح کو تکیے اٹھا کر شمع تربت لیگئے

دیدہ و دل نے گھسیٹا کوچۂ محبوب مین
کھینچکر مجکو فرشتے سوے جنت لیگئے

باغ عالم مین ہے نافہمون کو بے برگی کا غم
سبز بختے اس چمن سے زرد صورت لیگئے

مصحف رخسار کے مضمون سوا مضمون نہین
سب کے مضمون پر ہم مضمون فضیلت لیگئے

کوئی مومن ہو نہ گل در گل آہی بعد مرگ
واے بر حال اُنکے جو دل مین کدورت لیگئے

گردش چشم غزالان نے ستایا دشت مین
ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئے

دیکھ سکتے تھے کہان کافر مسلمان کی نمود
کھود کر تربت سازِ آتش سنگ تربت لیگئے

کنیزون نے جب بہت کہا تو ملکہ اپنے مقام سے اٹھی ملول و حزین دربار مین ہفت پیکر کے آئی ہفت پیکر نے پوچھا کیون ملکہ عالم لشکر مسلمانان دیکھا حکیمہ نے کہا سب کو نگاہ مین تول لیا مگر یہ جو شخص آیا تھا جسکے ساتھ بوق ترکی بجتا تھا کہ صور اسرافیل کا گمان تھا نہایت بیباک چست و چالاک تھا سحر نے بھی اسپر تا فرد کی شمشاد ایسا ساحر علم شعبدہ سے ماہر تھا کی موت مارا گیا اگر حکم ہو تو اسکو گرفتار کرکے لاؤن اشیاء

روسحر چیلن لون مین نے سحر سے دریافت کیا کہ تحفہ جات ساختۂ شمشش اُسکے پاس موجود
ہین اسپ باد پا و تیغۂ روئین شگاف و انگشتر مہر و ماہ حیران ہون کہ یہ اُسکے پاس
کیونکر پہونچین ساحرون سے عزیز داری نہین ورقت کار بول اُٹھے کہ اے ملکۂ عالم
شاہزادۂ خورشید بن ہاشم تیغ زن پر معشوقۂ فرعون لشاد مائل ہوئی اُسنے بطور خیر خواہی
یہ تحفے خورشید کو دیے خورشید سے غضنفر نے لے لیے آجتک اُسکے پاس موجود ہین شمیم نے
کہا مین رخصت ہوتی ہون تلاش مین غضنفر کی جاتی ہون ہفت پیکر نے کہا غضنفر کی کچھ
حقیقت نہین ہے پہلے صاحبقران و رستم کو گرفتار کیجیے اُسکے بعد غضنفر کی فکر ہو جائیگی
شدید نیزہ باز مشعوذ و ریان کر گے اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے ملکۂ عالم آپ کیون یہ
تکلیف فرمائین مین غضنفر کو گرفتار کر لاؤنگا زور مین تحفہ جات کو کیا دخل ہے یہ ور گرفتار
کرونگا ابھی مجکو ہر کارون نے خبر دی کہ یہان سے جو لشکر بگڑ گیا ایک قریہ ہے کہ نام اُسکا
عشرت آباد ہے وہان جا کے اُس گانون کو لوٹا وہین اُتر پڑا ابھی تک وہین لشکر ہے
مین جا کر قریہ گھیر لونگا گرفتار کر لاؤنگا ہفت پیکر نے کہا اے شدید جاؤ مجکو بھی خبر ملی تھی
کہ ویئہ عشرت آباد کو لوٹ لیا وہ تو عجب دیوانہ بیباک ہے خود زمیندارون سے کہلا بھیجا
ہے کہ تمھارے یہان ہماری دعوت ہے اگر زمیندار نے قبول کر لیا اور سامان دعوت بھیجدیا
[illegible] اور نہ [illegible] پر آفت آئی یا تو گانون کو پھونکدیا یا لوٹ لیا اور عشرت آباد کو بھی
لوٹا کہا جاتا ہے دن کو بھی قتل کیا گرتے ہوئے اسباب کھو دیے زمیندار کو پکڑ لے گئے تھے
[illegible] ہزار روپیہ زمیندار سے لیے تب اُسکو چھوڑا ورنہ پشت پر سولہ بلکی بٹھلاتے تھے
[illegible] فوج [illegible] دی تین لاکھ فوج کا افسر ہے کل فوجین آکر جمع ہو گئین شدید
کی سواری کا گینڈا آیا پشت پر جو گینڈے کی اُسنے ہاتھ رکھا کود کر اُسکی لیجاب گئی لپک
سوار ہو کر روانہ ہوا فوج سے کہدیا کہ اسطور سے گھیرنا کہ کوئی بھاگ کر نہ نکلنے پائے شمیم
[illegible] ہو کر رہگئی جب شدید جا چکا ملکہ اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی کنیزون نے
دیکھا ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کنیزون نے پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم
کیسا مزاج ہے آج آپکو بہت پریشان پاتے ہین ملکہ نے جواب دیا کیا حال پوچھتی ہو

عجب کیفیت ہے نظم

منزل مقصود کا سودا ہوا ہے سر کے ساتھ
گردہ کی طرح لپٹے جاتے ہیں رہبر کے ساتھ

دیکھتا ہوں حسن کے عالم کو میں زیور کے ساتھ
مجھکو جالی ہے بناگوش صنم گوہر کے ساتھ

میکش عاشق مزاج ہو ساقی چہرہ ہو نگین
بوسۂ لب کی گزک بھی ہو مجھے ساغر کے ساتھ

سبزۂ خط کو دکھا کر تو نے مارا ہے جنھیں
حشر ان لوگوں کا ہوگا خضر پیغمبر کے ساتھ

پر کترتا ہے مرے صیاد تو کاٹ اس طرح
حسرت پرواز بھی اڑ جائے بال و پر کے ساتھ

جوہر اُسکے ایکدن سفاک ابھر کر کدے
لاگ رکھتی ہے مری گردن ترے خنجر کے ساتھ

مومن و کافر کا قاتل ہے ترا حسن شباب
آتش افروختہ یکساں ہے خشک و تر کے ساتھ

اسقدر شیریں دہن ہے دلربا ہوتا نہیں
شیر دایہ نے پلایا ہے مجھے شکر کے ساتھ

جسقدر نفرت ہے اُس سے مجھ توکل پیشہ کو
اسقدر ہوگی نہ کافروں کو محبت زر کے ساتھ

ہو اشارہ جنبش مژگاں سے اُس گمرہ کا
دم نکل جاتا ہے سودائی کا اک نشتر کے ساتھ

قدر دیوانے کی بے ہنگامۂ طفلاں نہیں
چاہیے سالار لشکر کو رہے لشکر کے ساتھ

صورت آباد جہاں کے حسن کا شیدا ہو
صندل اس بتخانے میں ملتا ہے درد سر کے ساتھ

جب رلاتا ہے تصور تیرے دانتوں کا مجھے
تولتا ہوں اشک کے قطروں کو میں گوہر کے ساتھ

ہمرہی کا جو کبھی ہوتا ہے آتش اتفاق
خضر صحرا گرد دیتا ہے مرا مر کے ساتھ

کنیزوں نے عرض کی واری ہم لوگ خیر خواہ ہیں آپ کی پریشانی سے ہمارے حال بھی تباہ ہیں ظاہر کیجیے کہ ہم رفع تردد کریں اگر خدا نخواستہ کوئی قلب پر صدمہ ہوگیا تو ہمکو کون پوچھے گا یہ کہکر کنیزیں تلوے سہلانے لگیں کہا واری پاؤں سے حضور کے آگ نکل رہی ہے ملکہ نے کہا تمسے کیا حال بیان کریں میدان داری جو ہوئی میں بھی میدان کا تماشہ دیکھنے گئی خمشاد سرانداز جادوگر نے اپنا شعبدہ دکھایا کہ منشکبار ایسی جادوگری کو بیہوش کیا صحرا سے گرد اڑی نواسا صاحبقران زمان کا اس شوکت شان سے آیا کہ کلیجے پر چھری پھر گئی آتے ساحر کو مارا ایک پہلوان دیو خصال کو للکارا بہت للکارا ایک وار میں مار لیا اسی لاکھ فوج پر چند قزاقوں سے جا پڑا اور کسی کو

قتل کر کے نکل گیا کوئی بھی نہ روک سکا اُسکی گرفتاری کو شہید نیزہ باز گیا، ہی خداوند اُس
شہریار کو بچانے کے ساتھ فوج بہت ہی اُنکے ساتھ فوج کم ہی دل چاہتا ہی کہ جا کر اُنکی
مدد کرون شاید کسی طور سے ملاقات ہو جائے تو مطلب دلی بر آئے سیمر کنیزون نے کہا
واری آپ کا جانا تو اچھا نہین کیا عجب ہی خداوند کو خبر ہو وہ تو ڈھیراب کا نام جیسے نکل
کل ہم لوگون سے کہتے تھے کہ تم لوگ بیکار ہو ملکہ شمیم کو سمجھا کے لاؤ ہم یہ وعدہ کرتے
ہین کہ نیابت اپنی اُنکو دینگے تمام اہل دنیا اُنکو سجدہ کرینگے آیندہ اُنھین اختیار ہے
اگر آگاہ ہو جائینگے تو بڑا فساد لائینگے شمیم نے کہا اب جو کچھ ہو جب اوکھلی مین سر دیا تو
دھمکیون سے کیا ڈر مین دل سے عہد کر چکی کہ مسلمانون کی شریک ہونگی خواہ اسی مین وقت
میری جان جانے کا آگیا ہو منظور یہ ہی کہ شریک صاحبقران ہو کر طلسم کشا سے ملاقات
کرون اور بکر ہفت پیکر اسیر کھولون یہان تو ملکہ کا یہ حال ہے کہ برائے غضنفر قلب پر
ہجوم غم و ملال ہے مگر شاہزادہ غضنفر بعد جنگ مذکور کے جو بڑھے صحرا مین جا کر ٹھہرے
تھوڑے عرصے مین سب قزاق آگئے قزاقون نے عرض کی آقا آج کی جنگ بہت سخت
تھی شب کیونکر بسر ہو جنس غلہ ساتھ نہین ہی غضنفر نے کہا کوئی قریہ تلاش کرو چلکر
زمیندار پر دھمکی دین قزاق گھوڑے اُڑا اُڑا کر چلے ایک سوار تھوڑی دیر مین پلٹ کر
آیا عرض کی پہلو مین اسی پہاڑ کے ایک گانون ہے کہ نام اُسکا عشرت آباد ہے
عشرت خیز جادو وہان کا زمیندار ہے مگر یہ خبر سنی ہی کہ بڑا ساحر زبردست ہی اُس
قریے مین کئی ہزار مکان پختہ بنے ہین قصر عشرت خیز مین اُنکا خراج جاتا ہی متعلق
قصر عشرت کہلاتا ہے اور کوئی قریہ قریب نہین ہے جنگ سخت پڑیگی غضنفر نے
کہا چلکر اُسے پیغام دو وہ شاید بخوشی دعوت کرے ورنہ علاج ہو جائیگا یہ کہکے غضنفر
نے اُسی سوار کو حکم دیا کہ گانون مین جاؤ ہمارا پیغام اُس زمیندار کو پہونچاؤ
سوار گھوڑا اُڑا کر چلا گانون مین آیا دیکھا وقت شام قریب ہی عشرت خیز
جادو بڑے قد و قامت کا جوان ہے در قصر پر ایک کھٹا بچھا ہے اُسپر
زمیندار صاحب بیٹھے ہوے اسامیون سے باتین کر رہے ہین ارے مجھ یا کو بلاؤ

کہو جولی ادا کرے نہین ہمرا کھیت چھوڑ دے سال گذشتہ کی باقی اسکا ہوتا ادا کرے سپاہی
دوڑ دوڑ کر جاتے ہین اسامیون کو بُلا کر لاتے ہین کہ سوار نے آکر سلام کیا زمیندار نے پوچھا
تم کون ہو اس دیہات مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا سوار نے عرض کی کہ ہمارے افسر اعلیٰ
نبیرۂ صاحبقران شہنشاہ قراقان کا اسطرف گذر ہوا ہے آٹھ ہزار دولنے انکے ساتھ ہین آج
شب کو چاہتے ہین کہ آپ کے مہمان ہون سامان دعوت مہیا کیجیے یہ کیفیت سُنکر عشرت خیز
نے کہا بھائی جاکر اُنسے کہو کہ اسکے سال مطلق سیر نہین پیدا ہوئی تم دیکھ لو سب کھیت خالی
پڑے ہین اسامیان چھوڑ کر بھاگ گئین ہمارے یہان بالکل غلہ نہین ہے اور کسی گانون
مین جاؤ سوار نے کہا بہت اچھا یہ کہکے سوار خدمت مین غضنفر کی آیا کہا حضور وہ بڑا مغرور
ہے غضنفر نے بوق ترکی کمر سے نکالا آواز دی کہ اے قزاقان جریدہ بیدید گانون کو
پھونک دو زمیندار کو پکڑ کے لاؤ قزاقون نے گھوڑے دوڑائے مکانون مین آگ لگا دی
چھپر جلنے لگے گانون مین قزاق گھس پڑے چند آدمیون کو گرفتار کیا ہے اُنسے کہ رہے ہین کہ
اناج بتاؤ وہ کہتے ہین صاحب ٹھاکر کے مکان پر جاؤ انکے مکان مین کھتّے بھرے ہین ہم لوگ
رعیت ہین ہمارے یہان صرف دو دو چار چار من اناج ہے ہم اپنے بال بچون کو نہ کھلاوینگے
اگر اس تھوڑی ہی مقدار مین تمھارا کام نکلے تو لیلو عشرت خیز نے جو اپنے مکان سے
نکلکر یہ معرکہ دیکھا ایک چیخ ماری کہ کل قریے مین آواز پہونچ گئی کہ اپنے اپنے گھرون سے
گنوار لوگ نکلنے لگے ہنگامۂ گیرودار بلند ہے کسی کے ہاتھ مین لاٹھی ہے کوئی تلوار سپر باندھے
ہے ہر طرف یہی غلغلہ ہے کہ قزاقون کو مارلو مگر قزاق جس طرف آئے گھوڑے دوڑائے خون
کے دریا بہائے غضنفر نے دور سے دیکھا کہ عشرت خیز سحر کرتا ہوا آتا ہے پشت پر گانون کی
گنوار ہو لینا لینا کی پکار ہے مگر کوئی آگے نہین بڑھتا عشرت خیز ہاتھ ہلاتا باران سحر
برساتا ہوا چھپرون کی آگ بجھاتا ہوا آیا غضنفر نے گھوڑا دوڑایا قزاقون نے چہار جانب
سے بلوہ کیا اس مجمع کو متفرق کر دیا غضنفر کا اور عشرت خیز کا سامنا ہوا عشرت خیز
نے کئی سحر کیے غضنفر سحر کو کب مانتے ہین انگشتر مہر و ماہ چمکا دی لڑتے ہوئے قریب عشرت خیز
کے پہونچے اول عشرت خیز نے کئی تیر مارے غضنفر نے وہ تیر قلم کیے آخر اُسنے بڑھکر

نیزہ مارا غضنفر نے نیزہ بھی قلم کیا عشرت خیز کو اپنے سحر پر غرور تھا تلوار کا ہاتھ مارا غضنفر
نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا عشرت خیز منتین کرنے لگا
غضنفر نے قزاقون کے سپرد کیا قزاقون نے مشکین باندھ لین غضنفر نے کہا زمیندار
صاحب ہم آج میدان جنگ مین رہے سب قزاق ہمارے بھوکے ہین سامان دعوت
کیجیے ورنہ ابھی پشت پر سوٹے بھی کھائینگے زمیندار نے بخوف جان غلہ نکلوانا شروع کیا
قزاق لے رہے ہین غلہ تول تول کے دے رہے ہین قزاقون نے وہین گانون مین
چولھے بنائے بھوزیان تیار ہونے لگین غضنفر نے عشرت خیز سے کہا کچھ نقدی بھی
منگوائیے زمیندار نے کہا صاحب سوائے اناج کے پیسا نقد نہین ہے ایک قزاق
نے اٹھکر زمیندار کو دے مارا اور سیخچہ گرم کیا جیسے ہی پشت پر زمیندار کی رکھا گیا فوراً
بلک گیا کہا صاحب بڑے مکان مین چولھے کے پیچھے روپیہ گڑا ہے قزاق روپیہ کھود کر
لائے غضنفر نے دوہرا حصہ آپ لیا باقی روپیہ قزاقون کو دیا کہا بھائیو آپس مین تقسیم
کر لو قزاقون مین روپیہ بھی تقسیم ہونے لگا اب جو قزاقون کو تلاش ہوئی کہ کوئی حلوائی بھی
گانون مین ہو چند حلوائی گرفتار ہو کے آئے گھڑے گھی کے اٹھا لائے پوریان پکنے
لگین اب سب اسی پر آمادہ ہین کہ پوریان بھی کھائینگے سارے گانون مین جا بجا
کڑھاؤ چڑھے ہین پوریان پک رہی ہین ایک قزاق نے کہا کیون بھائی صاحب
کیا پوریان روکھی کھائین عشرت خیز نے کہا چھپرون پر جا بجا کدو لگے ہین ترہ کیجیے
قزاق خود ہی جا کر کدو توڑ لائے ترکاریان بھی پکنے لگین اب قزاقون کے دسترخوان
بچھے پالتھی مار کے بیٹھے پوریان آنے لگین ترکاری کا مزہ ہی ایک نخل کے نیچے غضنفر
آکے بیٹھے دائرہ ہاتھ مین چار بیت گا رہے ہین اور فرما رہے ہین فرد دلپسند دل
مرے چھانون ہے ببولون کی * عجب بہار ہی ان زرد زرد پھولون کی * قزاق نعرے
مار رہے ہین کہ آقائے نامدار سبحان اللہ کیا تان لگائی ہے ہر طرف سے قزاقون
کی صدائین بلند کوئی موزون طبع قزاق یہ غزل آتش کی بآواز بلند گانے لگا نظم

یار قاتل ہے تو کسکو موت سے پرہیز ہی		سر تصدق ہی اگر مژگان کا خنجر تیز ہی

توڑ دے زنجیر ہستی مثل تار عنکبوت
آجکل جوش جنون کا اپنے تو ہاتھ تیز ہی

طول عمر خضر دے تمکو خدا ای مغبچو
چشمۂ حیوان ہمین پیمانۂ لبریز ہی

رو دئیے جس جا یقین ہی وان سے پیدا ہو چنار
آتش پنہان آب اشک مین آمیز ہی

زندگی کی کونسی صورت فراق یار مین
فتنہ انگیز آہ ہی نالہ بلا انگیز ہی

سر کو لیکر ہاتھ پر رکھ کوچۂ قاتل مین جاؤن
آسمان سے بھی سوا یان کی زمین خونریز ہی

زلفی رہزن ہی سنبل حسن کے گلزار کا
کہنہ گرگ اس بوستان کا سبزۂ نوخیز ہی

کاتب قدرت سے اپنی گفتگو ہو روز حشر
خود پیشانی ہمارے پاس دست آویز ہی

پرزے اڑتے ہین ہمارے خون کے کوے یار مین
خون قاصد سے در و دیوار رنگ آمیز ہی

پارہ بن ساقی قیامت ہی مجھے ساغر کشی
قلقل مینا نہین ہی شور رستاخیز ہی

زہر کھاتا ہون نہ پیتا اب خراب شوق کا
وصل کی شب ہی پیالہ صبر کا لبریز ہی

غیر رسوائی کبھی اسنے نہ کچھ حاصل ہوا
عشق سے نفرت ہی مجکو حسن سے پرہیز ہی

منزل مقصود تک اللہ پہونچائے ہمین
وقت شب ہی ابر ہی صحرائے آفت خیز ہی

عشق کی نیرنگ سازی کا بیان کیا کیجیے
کوہکن اسیر مرے جو کشتۂ پرویز ہی

ظلم کرتے ہین بتان سنگدل بیحد نمود
شہرۂ آفاق خون خلق سے چنگیز ہی

فلک کی وقت سے یان طبع روان آگے نہین
توسن چالاک کو کیا حاجت مہمیز ہی

بلبل بستان کے نالے سے یہ آتی ہی صدا
گوش گل ناآشنا ہی حرف شوق آمیز ہی

اشک کے شامل ہی خون ناب پر داغ ہی
الحذر ای آستین یہ آب آتش خیز ہی

تختۂ پارہ کی طرح سے ہی دل آتش تباہ
بیقراری لجۂ دریاے طوفان خیز ہی

سب قزاق نعرے مارتے ہین ای برادر کیا شعر پڑھے ہین ہم بھی معشوق ڈھونڈھ چلین گے کسی سے عشق کرینگے چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا زمیندار بڑی مصیبت مین ہی کہ ایک رات کے کھانے مین سارا غلہ خالی ہوگیا اگر دن کو بھی مہمان رہے تو کیا آفت برپا ہوگی یہ ذکر تھا غضنفر نماز پڑھ کے بیٹھے ہین وظیف

پڑھ رہے ہین کہ گانون مین ہلڑ ہوا غضنفر نے اپنے عیار ہمائے تیز رو سے کہا دریافت
تو کر کیا ہلڑ ہی زمیندار بیٹھا ہو کہا اے شہریار مین نے خبر پائی تھی کہ آپ جنگ کو تشریف لیگئے
تھے سامنے ہفت پیکر کے کئی پہلوان مارے مغلوبہ مین بھی آپ لڑ بھڑ کر نکلے شب یزنامے
کوئی پہلوان ہی کہ اُسکو ہفت پیکر نے روانہ کیا ہی شاید اُسنے آکر قریہ گھیرا ہی اُسی کا یہ ہلڑ ہی
غضنفر تیغ زن صف شگاف پیکر اُٹھے قزاقون کو للکارا کہ ہان اے قزاقان بزنید یہ سُنکر
قزاقون نے گھوڑے دوڑائے اور پہلوانون پر جا پڑے شبدیز نے دور سے عشرت خیز
کو دیکھا پکار کر آواز دی ارے تو کیون جیتا کھڑا ہی سحر کرکے ان قزاقون کو روک اُنھون نے
تو آفت برپا کر دی ستر اسّی ہزار جوان مار کر ڈالدیے تو سحر سے انکو روک تو مین اس طفل
کو اُٹھا لون مشکین باندھ کر لیجاؤن عشرت خیز کو تقویت ہوئی کہ اب تو ہمارا مددگار آگیا اب
یہ لوگ کیا کر سکین گے جھپٹ کر بھاگا قزاقون نے پیچھا کیا مگر یہ بھاگ کر فوج شبدیز مین
ہو بچا جھولی بائین ہاتھ سے نکالی جب گولے جو اُٹھا کر مارے یا تو قزاق لڑ رہے تھے یا گھوڑے
چلتے چلتے ٹھہر گئے ہاتھون سے تلوارین گرین اور نیزے سب کے خم ہوے کمانین
گوشہ گیر طائران تیر کو بھاگنے کی تدبیر آشیانۂ ترکش مین تڑپ رہے ہین پر کٹے ہوے
طائر ہین کچھ بن نہین پڑتا کہتے ہین اس خطا شعار نے ہمکو بیکار کیا ہمسے کچھ نہین ہوسکتا
نوک نیزہ قلم شمشیر روان بیدم سپر پشتیبانی نہین کرتی دامن مین پھول مرجھانے
غنچۂ خاطر نہ شگفتہ ہوے حیران و پریشان گھوڑون نے رہروی موقوف کی زین نے
سب کے پانون تھام لیے کھڑے ہوے مثل بید کے کانپ رہے ہین یہ حال
قزاقون کا دیکھکر شبدیز نے اشارہ کیا ارے نامردو اب تو انکو مار لو اسلئے کہ
ہتھیار انکے قبضے سے نکل گئے ہتون پر بھی وار نہین کرتے ہو اب بھی اسنے ڈرتے ہو
پہلوان بڑھے قزاقون نے جسکو للکار دیا گھوڑے سے گر پڑا کوئی سوار جو اسیطرح
گرے پیچھے والے چلے غل مچاتے تھے کہ یارو یہ قزاق بڑے صف شکن ہین دیکھو
کیسا للکارا اگر نہ بھاگ آتے تو وہ لپٹ جاتا کشتیار ٹے ہوے زورون پر چڑھے
ہوے انکو کون قتل کرنے جاے ہمارے بھائی بندون کے گردلاشے پڑے

زمین وہ ہمسے کب دبتے ہین شبدیز نے کہا عشرت خیز یہ نامرد نہین بڑھتے جان کا خوف ہی دوسرا سحر کرو کہ قزاقون کی زبانین بند ہوجائین عشرت خیز نے بڑھکر دستک دی کہ قزاقون کی زبانین بند ہوگئین بعض کو گھوڑون نے گرادیا مرکب نے راکب کو پامال کرڈالا صدہا قزاق مارے گئے غضنفر نے گھوڑا بڑھایا انگشتر مہر وماہ جدھر چمکا دی وہ تلوار کھینچکر لڑنے لگا ہزارون پر اکیلا جا پڑا ایک نے دس دس کو مارا آخر عشرت خیز نے سحر سے اسکو گرایا کیسے قزاق مجبور و ناچار ہین غضنفر لڑتا بھڑتا قریب شبدیز کے پہونچا للکارا کہ او نامرد ضرب مردان عالم تو قبول کر کہ حال جرأت کھلے شبدیز نے نیزہ مارا غضنفر نے ڈانڈ کو نیزے کی توڑ ڈالا شبدیز نے ہاتھ تلوار کا مارا بہت سے سپاہیون نے غضنفر کو گھیرا ہے غضنفر نے کسی کا حربہ روکا کسی کو للکارا کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا مگر شبدیز نے پشت پر سے ہاتھ تلوار کا لگایا غضنفر کا سر زخمی ہوا نوجوانی کا عالم سر سے پرنالہ خون کا بہا چہرہ سرخ ہوگیا دامن سے خون چہرے کا پونچھا شبدیز نے پکار کر آواز دی اے یارو زخمی ہے تو نہ ڈرو اب گھیر کر گرفتار کرلو مین نے سر اسکا زخمی کیا فوج نے غضنفر پر ہلا کیا غضنفر شیرانہ لڑرہا ہی کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا صدہا پہلوان مار کر گرادیے ہنگامہ لڑرہا ہے مگر خیمہ گیسو کشا رات بھر فراق غضنفر مین تڑپی ہین صبح کو جو اُٹھین کنیزین اسباب منہ دھونے کا سامنے لائین کہا جاؤ مین زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہون اس عشق کو ایسا نہ سمجھی تھی رات بھر نیند نہ آئی کالی رات کٹتی نہ تھی۔ نظم

داغ دل زخم جگر ہی نعمت الوانِ عشق
سیر اپنی جان سے ہوجاتے ہین یاران عشق

نعمت دنیا کو کردیتا ہے تلخ اسکا مزہ
شیرۂ جان سے ہی شیرین حلوۂ دکان عشق

زلف لیلیٰ سے سوا ہر سطر سودا خیز تھی
ہوگیا دیوانہ مجنون پڑھتے ہی دیوان عشق

دین بھی مذہب ہی باطل ہی جو ہی اسکے خلاف
مرد مومن ہو وہی لایا ہی جو ایمان عشق

نام دو مشہور ہین شہر حسینان مین مرے
بندۂ احسان عشق و تابع فرمان عشق

ہو مبارک تمکو مصحف کی تلاوت زاہدو
دو جہان بھولے ہوے ہین حافظِ قرآن عشق

تولتے ہین موتیون مین اشک حسن یار کو
دونون آنکھین اپنی ہین دو پلۂ میزان عشق

سیر ہو جاتے ہین ایسے بھوک پھر لگتی نہین
ایک دن تیری کمر کا طوق ہو نگے اُنکے ہاتھ
ارغوانی اشک ہین تو زعفرانی رنگ ہی
قطع ہو جاتے ہین دنیا کے تعلق یک قلم

زہر دیتا ہی غمگساروں کو اپنے خوان عشق
اوسنتم تائید غیبی رکھتے ہین مردان عشق
اپنی خاطر ہی مہیا آجکل سامان عشق
چھُٹ گیا وہ ہوگیا جو قیدی زندان عشق

دوجہان مین اُنس اس سے کوئی شی بہتر نہین
وصف جو کچھ کیجیے اعلیٰ ہی اُس سے شان عشق

کنیزون نے عرض کی واری کنیزون کو انتشار ہے کہ حضور پر بہت سخت زمانہ گذر رہا ہی شب بھر حضور کو بہت پریشان دیکھا اب صبح بھی ہوئی تو اُسی حال مین حضور کو پاتے ہین ہم لوگ کیسے گھبراتے ہین ملکہ نے کہا تم مین سے کوئی قریۂ عشرت آباد مین جائے اور دیکھ آئے کہ شدیر نے کیا کیا نرگس نامے ایک کنیز نے کہا لونڈی ابھی خبر لاتی ہی یہ کہکے نرگس روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ غضنفر گھرا ہوا ہی قزاق گرے پڑے ہین مجبور ہورہے ہین ہمراہیان شدیر معروف قتل وقمع غضنفر اکیلا لڑ رہا ہے شدیر کہتا ہے اے عشرت خیز اس جوان کا ہاتھ روکو یہ جوان رہیگے تو سپاہی گرفتار کرلین عشرت خیز پڑھ پڑھ کے سحر کرتا ہی لیکن غضنفر پر سحر تاثیر نہین کرتا ایک طور پر جنگ ہی صدہا کو مارکے گرا دیا تیغہ روئین شگاف چل رہا ہی جسے ڈکا اُسکو بڑھ کر مارا نرگس نے جو آنکھون سے یہ حال دیکھا چاہا سحر کرون اس جوان کو بچاؤن مگر سوچی کہ عشرت خیز پر غالب نہونگی مگر غضنفر اُس بیقراری مین دعائین مانگ رہا ہی کہ اے خالق بے نیاز واے کارساز رحیم اپنا شریک کہ۔ نظم

نماید خدا طالبان لقا را
ہر آن بندہ کوی پرستد خدا را
مریض محبت نخواہد شفا را
پرستار حلقش مسلمان و ہندو
نہادند سرپیشش بت پرستان

زہر چہرہ دیدار خود آشکارا
بخاطر دہد دخل کی ماسوا را
تعلق بدروش نباشد دوا را
غلامان درگہ ہیو و لغا را
چو حق جلوہ نمود از سنگ خارا

شہا نزا چہ تشبیہ با بندگانش — چہ نسبت بخاک درش کیمیا را
اگر بندہ چشم بصیرت کشاید — زہر نور بیند ظہور خدا را

آخر کار نرگس پلٹی مگر روتی ہوئی جاتی ہو کہ ای مسلمانون کے خدا اس جوان کو ان ظالمون
کے ہاتھ سے بچالے وہ جلوہ دیکھا ہو کہ قلب کانپ رہا ہو یہان ملکہ شمیم بھی کنارے
حوض کے بیٹھی رو رہی تھین کہ نرگس روتی ہوئی سامنے آئی ملکہ نے پوچھا کیون نرگس
خیر تو ہو نرگس نے عرض کی واری مین نے ماہ اوج صاحبقرانی کا وہ حال دیکھا کہ دل
کانپ رہا ہو مگر سبحان اللہ جری بہادر ایسے ہی ہوتے ہین وہ صف شکنی کر رہے ہین
کہ ہین لاکھ سے اکیلے لڑ رہے ہین کئی سو لاشے گرد پڑے ہین اسوقت تک جرأت مین
فرق نہین ہو وہی کس بل وہی تیور جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے میرے سامنے
کئی پہلوان ایسے مارے کہ اپنے وقت کے دیو تھے ایک ایک وار مین اُنکے دو دو
ٹکڑے کیے عشرت خیز نے سحر کیا ہو کہ سب قزاق اُنکے پڑے ہوے ہین جنگ سے
عاجز تلوارین ہاتھون سے گر گئی ہین بول نہین سکتے زبان کھول نہین سکتے عشرت خیز
ہر مرتبہ سحر کرتا ہو مگر نہین معلوم کیا باعث ہو کہ سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا عشرت خیز نے ایسے
ایسے سحر کیے کہ لونڈی نے آپ کی کبھی دو دیکھے تھے جنگل سے شیر بلا لیے پہلوان سحر آلے
مگر وہ غیرا ایک طور پر جنگ کر رہا ہو یہ حال مصیبت مآل سنکر ملکہ شمیم کے ہوش اُڑ گئے
آہ کر کے اپنے مقام سے اُٹھین مثل بید تھرائین ستون پر ہاتھ رکھ دیا کہا نرگس اس رات
بھر مین وہ ضعف ہوا کہ اُٹھا نہین جاتا اُٹھتے مین دل بیٹھا جاتا ہو غش آتا ہو آنکھون مین
اندھیرا چھایا جاتا ہو خدائی ہفت پیکر کی تو بخوبی ثابت ہوئی مگر خدا سے یہ ارادہ ہے کہ
ہو کہ مین جا کر اُسکو زندہ پاؤن اُس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤن عشرت خیز کی تو موت آئی
مگر ڈر یہ ہے کہ ہفت پیکر دشمن ہو جائیگا نہین معلوم کیا رنگ لائیگا اُس سحیا کو حاضر
ہولی کر لگاؤ کرتا ہو نہ جیتا ہے نہ مرتا ہو میری گرفتاری کی تدبیر کریگا مین بھی کیا دل پر جبر
اختیار کھو لگی سب اُسکے تحفہ جات نکلوا دونگی باغ بہار ہین پر اُسکو بڑا ناز ہو صحرا
گلزار خان مین بڑا اجماؤ ہے ساحرہ وہان بیٹھے ہین وہ ساحر حسن اُنکو سحر بتائے

ہین جاہتے ہین ہر ایک بوٹا پتہ کانٹا بنجائے درختون سے ہیبت برسے انھین دونون مقامون کو فتح کراؤنگی طلسم کشا کے جانے کی دیر ہی گئے اور فتح کرلیا ساحر بڑی بڑی کوشش کرینگے طلسم کشا نے لوح جمکائی اور وہ ساحر عاجز ہوے بڑے بڑے مکر کرینگے طلسم کشا کو تو ہوشیاری ضرور ہی مین ساتھ موجود ہونگی مقامات فتور بتاؤنگی نرگس نے عرض کی واری دیر نکیجیے وقت بہت تنگ ہی ضمیمہ نے فوراً ایک دستک دی درخت سے اُترکے ایک قمری ٹہلتی ہوئی آئی ملکہ اس قمری پر سوار ہوئین قمری لیکر ضمیمہ کو اُڑی طرف قریے کے چلی اُسوقت پہونچین کہ ضمیمہ نے آنکھون سے دیکھا کہ غضنفر بن اسد بن کرب غازی غول مین نامردون کے گھرا ہوا ہے تیغۂ برق مثال چل رہا ہی جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر عشترت خیز نے پکار کر آواز دی کہ ای شہ یزید یہ جوان یون نہ گرفتار ہوگا فوج کو حکم دو کہ کمندین و زنجیرین مارکر اس شیر کو گرفتار کرلین ایسا نہو کہ اسکی مدد آجائے اگر امیر کو خبر پہونچی تو فوراً کسی سردار کو بھیجین گے اُنکے سردار صف شکن تیغ زن آتے ہی لڑائی فتح کرلینگے جلد گرفتار کرو چہار طرف سے زنجیرین رسنین غضنفر پر پڑ رہی ہین غضنفر کا گھبرانا اور پریشان ہونا ادھر سب قزاق زمین پر پڑے ہین بیکس و بےبس اُٹھ سکتے ہین نہ بول سکتے ہین دل کو طرف خدا کے رجوع کرتے ہین پکار رہے ہین کہ ای معبود بے نیاز و ای رب کارساز ہمارے آقا کو ان دشمنون کے ہاتھ سے بچالے ایسا نہو گرفتار ہو جائے ہمارا سواے اسکے کوئی سرپرست نہین ہم لوگ دیوانہ مزاج جاہلون کے سر کے تاج کہان بسر کرینگے کہان رہین گے نظم

خداے حافظ و ناصر کند نگہبانی
بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی

بکوہ و دشت و بیابان و چارسوے زمین
سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی

بحال بندۂ ناچیز میدمد شب و روز
شود عنایت مولاے بفضل ربانی

بشرق و غرب چو تازہ روشنی ہر روز
چو آفتاب درخشندہ ظل سبحانی

بہ باب دولت خدام بارگاہ اکہ
کند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی

خدا است مالک و مملوک عالم و دنیا
خدا است باقی و جن و بشر ہمہ فانی

چو نقش کاتب قدرت بدید حیران ماند | بشکل آئنہ از حسن خویش مانی
چو در عنایت معبود میکند غفلت | شود ز بندۂ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خداهندی | بہ مدح گوئی ز انصافی و ثناخوانی

ملکہ شمیم نے جو یہ حال غضنفر کی پریشانی کا دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا بیقرار ہوگئیں وہین سے
ہاتھ ہلایا ایک برق چمک کر گری کہ عشرت خیز کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ نے چاہا تھا کہ
لشکر کو بھی تباہ کردون جیسے ہی عشرت خیز مرا قراقون کے ہاتھ پاؤن درست ہوے
چالاک و چست ہوے اپنے اپنے مقام سے نعرے کرکے اُٹھے کیسے جھلائے ہوے
تھے قراقون نے قیامت برپا کردی ایک ایک نے چار چار کو مارا غضنفر دریاے خون
مین نہائے ہوے نیزۂ روئین شگاف چمکاتے ہوے شبدیز پر جا پڑے پکار کر آواز
دی کہ او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد ہمارے مقابلے مین تو آکر اعمال کھلے
پر فوج کے تو نرچلے اب فوج پامال ہوئی قراقون نے فوج کے جی چھٹوا دیے ہمراہیان
شبدیز بدلگامی کرنے لگے فرارے بھولے۔ پاؤن پھولے قدم نہین ٹکتے گھبرا رہے
ہین قراقان شیردل فوج پر چھائے ہوے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
نیزے پر اُٹھایا اور زمین پر مار دیا استخوان چور چور ہوے جہنم سے نزدیک بہشت
سے دور ہوے دستقد غضنفر نے للکارا کہ شبدیز لرزان و ترسان مقابلہ غضنفر
مین آیا ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے الگ ہو کر نیزہ چمکایا شبدیز سمجھا کہ نیزہ بازی منظور ہے
اُسنے بھی نیزہ اٹھایا غضنفر پر مارا غضنفر نے سنان نیزہ کو سنان نیزہ پر روکا جواب
مین نیزہ مارا شبدیز نے اپنا سینہ بچایا غضنفر نے نیزے کو کن دیا گینڈے کی آنکھ
تک کر تکہ مارا کہ ڈیڑھ ہاتھ نیزہ آنکھ مین گینڈے کی اُتر گیا غضنفر نے نیزہ چھوڑ دیا شمیم
بے اختیار ہنس پڑین ہنسنے کی آواز غضنفر نے جو سُنی سر اُٹھا کر دیکھا وہی نازنین
پری پیکر عارض رشک قمر آنکھین بڑی بڑی گردش کر رہی ہین آنسو بھرے ہوے
صاف ظاہر ہے کہ درج مین گوہر بھرے ہوے ہین اگر کوئی اشک مژگان پر آکر ٹھہر گیا
تو ثابت ہوتا ہی تیرون نے آبداری پیدا کی سینے پر اُبھار صاف ثابت ہوتا ہے کہ

تاریستان سیب سے بہتر ہیں یا نخل سرو میں ثمر ہیں اس مطلب کو حقیر حل کرتا ہے کجا نخل سرو کجا قد معشوق زیب النساء مخفی اس مضمون کو کس حسن سے تصرف کر گئی ہیں فرماتی ہیں

قطعہ

وائے بر شاعران نادیدہ + غلطی را بخود پسندیدہ + سرو را قد یار می‌خوانند + سرو چوبیست ناتراشیدہ + یہ قطعہ حقیر کو بہت پسند آیا مگر شاعران ماضی و حال نے جو مثال دی اسکا کیا باعث ہے صاف ثابت ہوا عقل ہدایت کرتی ہے کہ سرو نخل بے ثمر ہے معشوق سے کون قریباً ہے اسی سبب سے سرو سے مثال بے شاعرون کا ہی جو سے حال و قال ہے غضنفر بیتاب ہو گیا پکار اٹھا کہ اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان کلیجے پر چھریان چل رہی ہیں اپنا تو یہ حال ہے جسکا ذکر محال ہے قلب پر ملال ہے اب جی نڈھال ہے

نظم

دل میں رہتا ہے میلے داغ سے روشن چراغ
گھر ہے عاشق کا یہان جلتا ہے بے روغن چراغ

اب یقین ہے قبر پر اپنی رہے روشن چراغ
تم جلانے بھی نہ آؤگے پس مردن چراغ

شعلے دیتے ہیں بدن میں جسقدر ہیں استخوان
جلوہ گر رہتے ہیں میرے زیر پیراہن چراغ

بعد مدت گرم صحبت ہے جو وہ آتش مزاج
شعلۂ افسوس سے ہے سینۂ دشمن چراغ

مخلصی مطلوب کی طالب سے ہو ممکن نہیں
قید رکھتا ہے کنار شوق میں روغن چراغ

ایک بھی منت نہ بر آئی وہ خوش اقبال ہون
مدعی میرے لیے کرتے رہے روشن چراغ

اک تماشہ ہے فروغ کرمک شبتاب سے
باغ میں ہر پھول رکھتا ہے تہ دامن چراغ

روشنی دیتے ہیں داغ دل فگان قبر سے
جلتے ہیں لوگ جلتے ہیں تہ مدفن چراغ

جسقدر بے مایگی ہو باعث آرام ہے
بجھ کے سو رہتا ہے جب ہوتا ہے بے روغن چراغ

یہ جلاتا ہے مخالف آتے ہیں پروانے جو پاس
وائے قسمت دوستوں کا اپنے ہے دشمن چراغ

شب کی تاریکی لحد پر داغ تن زیر لحد
تیرگی بالائے مدفن ہے تہ مدفن چراغ

یون ہی مر جاؤنگا میں بھی سوز غم سے اے صنم
جل کے بجھ جاتا ہے شب کو جیسے بے روغن چراغ

عکس عارض سے تمہارے جلگئی دونی چمک
چشم بد دور آج رکھتا ہے عجب جوبن چراغ

اے تسلیم اب تم بدلکر قافیہ لکھو غزل
جوش مضمون کہہ رہا ہے اور ہو روشن چراغ

غضنفر نے جو دیوانہ وار جھوم جھوم کر یہ اشعار پڑھے ملکہ شمیم کو اسقدر بھلا معلوم دیا جاہتی
ہیں کہ اُترکر ملا ملیں لیلون لیکن حجاب مانع ہوا شرماکر اشارہ کیا کہ مین کیا تدبیر کرون غضنفر
نے اشارہ کیا کہ مین بارگاہ استادہ کراتا ہون اگر تشریف لائیے تو عین مہربانی ہی بلکہ بقول
شاعر- فرد- رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست
اس محبت سے غضنفر نے یہ شعر پڑھا کہ ملکہ کو اور زیادہ ملنے کا اشتیاق ہوا غضنفر
نے دیکھا کہ شبدیز کو گینڈے نے ازسرتاپا پامال کیا قزاقون نے اُسکی فوج کو تہ تیغ
کرلیا ایک ایک قزاق نے چار چار چھ چھ کو مارا ایک نے نیزہ دکھایا دوسرے نے
پہلو پر آکر خنجر مارا دیا شکم چاک قصہ پاک ہوا تمام گانؤن لاشون سے بھرا ہوا ہے آخر
رعایا والے فریاد کرنے لگے غضنفر نے اُنکو پناہ دی سب گانؤن والے مسلمان ہوئے
گانؤن اسلام آباد ہوا قزاقون کو حکم دیا کہ بارگاہ استادہ کرو قزاقون نے فوراً بارگاہ
استادہ کی غضنفر بارگاہ مین آئے شمیم گیسوکشا نے ہرچند چاہا کہ اسوقت مین جاؤن
اور وقت پر موقوف رہے مگر دل نے نہ مانا غضنفر کی بیباکی جستی و چالاکی ہرچند کہ
زخمون مین چور چور ہین تنتے ہوئے گھوڑے سے اُترے دربارگاہ سے لوگون کو ہٹایا
پکار کر آواز دی تشریف لائیے ملکہ ہوا سے اُترین دربارگاہ پر آئین غضنفر نے ہاتھ مین
ہاتھ ڈال دیا ملکہ نے اس چالاکی پر شرماکر سر جھکا لیا ساتھ غضنفر کے بارگاہ مین آئین
غضنفر نے کہا مین زخمون مین ٹانکے دلوا لون ملکہ نے کہا مین ٹانکے دونگی یہ کہکر سر غضنفر
کا زانو پر رکھا گورے گورے ہاتھون سے ٹانکے دینے لگین خون ڈوبنے سے پوچھا
غضنفر کہ رہا ہے ملکہ جلد ٹانکے دیجیے یا آپ ہٹ جائیے مین خود اپنے ہاتھ سے ٹانکے
دیلون ملکہ نے کہا صاحب اتنا نہ گھبراؤ مین سہولیت مین ٹانکے دونگی ملکہ نے بہ سہولیت
ٹانکے دیے ہمارے تیر و مرہم لاہا ملکہ نے مرہم کی پٹیان چڑھائین غضنفر اُٹھکر بیٹھے
ملکہ کو ہاتھ پکڑکر کھینچا کہا کہ صاحب مسند پر بیٹھو تمنے آج بڑا احسان کیا ملکہ نے کہا
صاحب میرا ٹھہرنا بہتر نہین ہفت پیکر میرا طالب ہی ایسا نہ ہو کہین آگاہ ہو جائے
سحر و شعبدے مین اُسکا مثل نہین ہے اگر کوئی حرکت کر بیٹھے اور مین اسکے دام مکر مین

پہنسجاؤن تو نہین معلوم کہان قید کرے پس تمھاری خوشی ہو چکی اب مجھے رخصت کرو غضنفر
نے کہا ہم ابھی نہ جانے دینگے ہمارا دل بیقرار ہی روز اول جب تمکو قصر پر دیکھا تھا شاد
یاد ہو کر ہمنے آنکھون سے اشارہ کیا تھا کہ صحرا مین آؤ خدا نے تمکو یہان پہونچایا ایسی
جلدی جانے دینگے گھڑی دو گھڑی بیٹھو ہمارے تیز رو عیار نے گلابیان شراب کی
کشتیان کباب کی لاکر رکھین غضنفر نے جام لبریز کیا ملکہ کو پلایا ملکہ نے دوسرا جام آب
بھرا جب غضنفر کے سامنے پیش ہوا غضنفر نے ہاتھ رکھ دیا ملکہ نے آنکھون مین
آنسو بھر کر کہا کیون صاحب ہم تو تمھارا دیا ہوا جام پی گئے تمھین کیا عذر ہی غضنفر نے
کہا ہمارے تمھارے مذہب کا فرق ہے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ صاحب ہمنے پہلے ہی سے
سمجھا تھا کہ مذہب ہمارا خراب ہی مذہب مسلمانان اختیار کرتے ہین لیکن اگر کلمہ
پڑھ لینگے تو تاثیر سحر زبان سے جاتی رہیگی یہ کہکے مطیع اسلام ہوئین تب غضنفر
نے بھی جام شراب پیا پیتے ہی دونون کی آنکھون مین لال ڈورے نشہ وحشت کے
پڑ گئے غضنفر نے عیار سے اشارہ کیا ہمارے تیز رو نے بایان کھینچا یہ اشعار
عاشقانہ گانے لگا۔

نظم

از دل شدگان حجاب تا کی
می دہ ترک ثواب تا کی
ساقی برخیز و جام می دہ
ای دختر رز حجاب تا کی
تازی ز حیات چند نادان
ای دل دگر اضطراب تا کی
آخر نوبت رسد بلطفش
بر سوختگان عذاب تا کی
بیرانہ سری وگر بہ این ریش
در وصل آخر حجاب تا کی

رخسار تہ نقاب تا کی
توبہ ز شراب ناب تا کی
در موسم گل حجاب تا کی
مغرور جمال و حسن تا چند
آخر نقش حباب تا کی
او گفت شب وصال ہمین
خوش باش ولا عتاب تا کی
ناصح من و ترک عشق توبہ
ای مرد خدا خضاب تا کی
بر من نظرے فگن خدارا

ساقی صبح ست خواب تا کی
این نقش بروے آب تا کی
در شیشہ ز چشم شوق رندان
تا دان عہد شباب تا کی
دادی برباد دین و ایمان
این بوسہ بے حساب تا کی
از آتش عشق جان و تن سوخت
این وہم و خیال و خواب تا کی
ای دیدہ نقاب شرم بردار
ای نرگس مست خواب تا کی

وقت ہست در آب باغ خندان	در موسم گل حجاب تاکی	رخسارہ بیار گیسو بنشین
آخر خانہ خراب تاکی		

دماغ عاشق ومعشوق تر ہو فرزند عمرو تا نئین نگار ہاے اشعار
عاشقانہ گار رہا ہے ملکہ بھی خوش بیٹھی ہین غضنفر کی چھیڑ چھاڑ عاشق ومعشوق کا بناؤ بگاڑ کبھی
ہنسنا کبھی گلہ ہاے زمان گذشتہ کرنا غضنفر کا کہنا کہ صاحب ہمپر کئی راتین ایسی گذری ہین کہ
امید زیست نہ تھی ملکہ نے کہا ان دونون راتون مین ہمپر بھی ایسی سختی گذری کہ جسکا ذکر نہین کر سکتی
کالی راتین تمھارے ہجرہ اونکی یاد دل ہائی فریاد غضنفر کا کہنا کہ کیون صاحب اب تو اس
ہجران دیدۂ آفت کشیدہ کو یاد رکھنا گوشۂ خاطر سے فراموش نہ کرنا ملکہ خمیم کہتی ہین صاحب مجھکو
یہ خیال ہے کہ اتنی دیر کا ملنا اور باعث اضطراب ہوگا قضاے کار ہفت پیکر دربار مین آکر
بیٹھا ہے سب طرح کے ذکر ہو رہے ہین ہفت رنگ جادو وزیر اعظم نے کہا یا خداوندا آج ملکہ
خمیم گیسو کشا نہین تشریف لائین ہفت پیکر نے کہا جاؤ بلا لاؤ ہفت رنگ قصر عشرت
مین آیا دیکھا کنیزین بیٹھی ہوئی ذکر کر رہی ہین کہ ملکہ کو خدا بخیر و عافیت لائے وزیر کو دیکھکر
خاموش ہو گئین وزیر نے کہا ملکہ کہان ہین کنیزون نے عرض کی کہ اپنے باغ مین گئی ہین
وزیر پلٹا اور ہفت پیکر سے کہا کہ یا خداوند کوئی ایسی بات تھی کہ کنیزین میرے جانے سے
چپ ہو گئین ذکر نہ کر سکین ملکہ کو کہا کہ اپنے باغ گئی ہین مگر یا خداوندا ملکہ کہین اور گئین
انھون نے کل آمد لشکر مسلمان دیکھی فتنہ زمان حمزہ حسین وجمیل ایک ایک بہادر
تیغ زن صف شکن سامنے سے گذرے مین جانتا ہون کسی کو دیکھکر عاشق ہوئین اونکا
چہرہ متغیر تھا یہ ذکر تھا ہفت پیکر خاموش بیٹھا ہے کہ دربارگاہ سے رونے کی آواز آئی
ہفت پیکر نے کہا ارے خبر تو لو کوئی نیا معرکہ گذرا کہ چند ساحر لاشۂ عشرت خیز ولاشۂ شبدیز
لیکر سامنے آئے عرض کی یا خداوند عشرت خیز نے خاتمہ کر دیا تھا شبدیز نے ہزارون فوج
قتل کیے قریب مین خون مسلمانان بہادیا غضنفر زخمون مین چور چور تھا یکایک ایک برق
آسمان سے گری کہ عشرت خیز زمیندار کے دو ٹکڑے ہوئے غلامون نے نہین دیکھا کہ
برق کسنے گرائی شبدیز کو گینڈے نے پامال کیا کچھ بس نہ چلا یہ لاشہ شبدیز ٹکڑے
ٹکڑے ہے ہفت پیکر نے پوچھا یہ کیونکر مارا گیا کہا حضور غضنفر نے وہ تدبیر کی کہ تولتب

کے مرا گینڈے کی آنکھ مین نیزہ اُتار دیا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑ گینڈا بدحواس ہو کر دوڑنے لگا
شعبدہ ریز کر گردن سے گرا لاشے کا یہ حال ہوا گینڈے سے پامال ہوا ہفت پیکر نے
کہا انکو لیجا کر جلاؤ یہ مغرور تھے اسوجہ سے مارے گئے یہ سُنکر ہفت رنگ نے کہا
اول یہ تو بتاؤ کہ عشرت خیز کو کسنے مارا ساحرون نے کہا غضنفر تو زخمون مین چور ہو رہا
تھا اُسپر سحر تاثیر نہ کرتا تھا اب شعبدہ ریز نے کمند اندازون کو حکم دیا تھا کمندین پڑ رہی
تھین مگر غضنفر ایسا گھوڑے کو جھکاتا تھا کہ حلقہ ہائے کمند سے نکلجاتا تھا اُسی عالم
مین برق کُرد عشرت خیز کا مرنا قزاق اپنے مقام سے اُٹھے گویا فتنۂ خوابیدہ جاگا
کیا مجال تھی کہ رہ گئے ایک ایک قزاق نے دس دس جوانون کو مارا تھوڑے ہی
عرصے مین خاتمہ ہو گیا مگر یہ ہم لوگون نے دیکھا کہ جب لڑائی فتح ہو گئی تو غضنفر نے بارگاہ
استاد کرائی اُسمین داخل ہوا ایک مہ جبین ساتھ تھی ہفت پیکر نے فوراً کتاب سوانحات
کھولی اُسکو پڑھنے لگا لیکن ہفت رنگ نے دیکھا کہ جون جون کتاب پڑھتے ہین
قدرت کا چہرہ سُرخ ہوا جاتا ہے غصے مین آنکھین اُبل آئین ابرو ہلنے لگے ہفت رنگ
نے پوچھا یا خداوند خیر تو ہے کہا یار دغضب ہوا کہ معشوقۂ ماہ دولت قبضے مین غضنفر کے
گئی جلسہ آراستہ ہے کیسی خوش بیٹھی ہے عیار گا رہا ہے ہفت پیکر نے کہا یارو کوئی ایسا ہے
کہ اس گیسو بریدہ کو گرفتار کر لائے اور غضنفر بھی پکڑا جائے لیکن تدبیر سے یہ امر
ممکن ہوگا اگر پکڑ بھی جائیگی تو کسی کے سنبھالے نہ سنبھلے گی وہ مجھ سے مقابلے کا ارادہ
رکھتی ہے دو چار شعبدون مین قدرت پر قبضہ کر لیگی قدرت آج خود جلتے ہین کوئی ساحر
اسکے نام پر نہ بولا سب نے سر جھکا لیا کہا یا خداوند جب آپ سے برابری کا ارادہ رکھتی
ہے تو ہم مین کسکی مجال ہے سرہنگ بن کیکاؤس ایک ساحر بیٹھا ہے کہ ہم سب اس
وہم عیار ہے اپنے مقام سے یہ کہکے اُٹھا کہ مین جاکے ملکہ کو لاتا ہون یہ کہکے سرہنگ
چلا جب قریب لشکر غضنفر پہونچا ایک گوشے مین بیٹھکر دیکھنے لگا دیکھا کہ ملکہ خیمہ
بارگاہ غضنفر سے نکلین طرف قصر عشرت کے چلین جب ملکہ نے لشکر چند ساعت مین
طے کیا کنارے پر لشکر کے آئین کھڑی ہو کر دیکھنے لگین سرہنگ نے فوراً رنگ و

روغن عیاری کا لگایا اپنے کو بصورت غضنفر کے بنایا طرف ملکہ کے دوڑا پکار کر آواز دی ای
ملکہ عالم ذرا ٹھہر جاؤ ملکہ نے پلٹ کے دیکھا غضنفر آتے ہین ٹھہر کر آواز دی کیون خیر تو ہی
غضنفر نقلی نے کہا تمھارے ہٹتے ہی دل کو بیقراری ہوئی آخر تاب نہ آئی مین نے کہا
جا کر دیکھ آؤن مگر آپ کو یہان کھڑے دیکھا دل مین اشتیاق تھا وہی سامان ہوا
ملکہ نے کہا ای شہریار اس بیقراری کو موقوف کیجیے اسقدر صحبت بخیر ممکن ہی ہفتے مین
ایک مرتبہ میرا آنا ہوگا سرہنگ نے باتین کرتے کرتے حباب بیہوشی مارا ملکہ بیہوش
ہوکر گرین سرہنگ نے دہان مین سوزن دی ایک درۂ کوہ مین لاکر ڈال دیا اب صورت
بدل کر بصورت خمیم بنا کنارے لشکر کے دوڑا ہوا آیا ہما کے تیز رو نگہداشت لشکر کو
نکلا تھا ملکہ کو جو کھڑے دیکھا پکار کر آواز دی پوچھا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہی یہ سنکر
سرہنگ نے کہا ای عیار طرار اسوقت کی صحبت نے وہ لطف دیا کہ دل چاہتا ہے
شاہزادے سے دو باتین پھر کرون ذرا شاہزادے کو بلا لاؤ مین کچھ اُنسے کہونگی ہما
نے جا کر غضنفر سے کہا غضنفر نام ملکہ کا سنکر اٹھکر چلے تیغۂ رو مین شگاف قبضے مین انگشتر
مہر و ماہ ہاتھ کی انگلی مین پہنے ہوے ہین اسپ باد پا کمان پہ بندھا ہی سرہنگ نے
ہما سے کہا ای عیار تم ہٹ جاؤ مین شاہزادے سے کچھ باتین کرونگی ہما لشکر بازار مین آیا
سرہنگ نے غضنفر سے کہا ای شہریار اب مین قصر مین کیونکر جاؤن آپ کی صحبت سے
وہ اشتیاق ہوا کہ دم بھر چین نہ پڑیگا یہ باتین کرتے کرتے اسنے غضنفر کو حباب مارا
غضنفر بھی بیہوش ہوے اسنے درۂ کوہ سے خمیم کو نکالا دونون کا پشتارہ بنایا اور
باندھا لیکر چلا ہفت پیکر یہان کتاب سوانحات دیکھ رہا ہی کہتا جاتا ہی کہ سرہنگ
نے بڑا کام کیا دونون کو بہ فن عیاری گرفتار کرلیا سرہنگ بجز ہی بڑا کمال ہے کہ
جہان موقع عیاری کا ہو عیاری کرے سحر مین بھی طاق شہرۂ آفاق ہی خمیم کو کس مزے
سے گرفتار کیا دونون کا پشتارہ باندھے ہوے آتا ہے اب اُسکو میرے پاس
لا دیگا سنو بھائیو مین تم سے کہے دیتا ہون مین دونون کے قتل کا حکم دونگا غضنفر
کو قتل ہونے دینا مگر خمیم کے بارے مین سفارش کرنا اور کہنا کہ یہ معشوقہ

قدرت ہو اسکو معاف کیجیے ہفت رنگ کہتا ہی مین اٹھکر جلاد کا ہاتھ پکڑ لونگا اور کہونگا
اسوقت قدرت کو غصہ ہی بی خمیم عذر کرو عہد واثق لیکر فوراً رہا کر دونگا ہفت پیکر کہتا ہی
آج ہی رات کو قدرت نور قدرت اُسکے پیٹ مین اُتار دینگے وہ لطف ملے کہ خود عاشق
ہو جائے غضنفر کا کبھی عمر بھر خیال نہ کرے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین جلاد آمادہ
کیے گئے کہ یہ جلاد قاتل غضنفر ہے یہ جلاد خمیم کو ڈرائیگا خمیمہ کے رونے پر خیال نہ ہو
اقرار اُس سے بھی لے لیا جائے مگر سرہنگ دونون پٹکارے لیے ہوئے تنتا ہوا
آتا ہو دل سے باتین کرتا ہوا کہ آج تو قدرت سے طرۂ پیغمبری لونگا یہ کام کس سے ہوسکتا
جو مین نے کیا یقین ہے قدرت نیابت طلسم مجھکو دین اور طرۂ پیغمبری عطا کرین
قضائے کار رہبر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو
نامدار دربار مین بیٹھے تھے تمام سرداران تہمتن دنگلون پر بیٹھے ہوئے ہین جام کی
ارغوانی گردش مین عیش و نشاط کی کوشش مین اُس ہنگامے مین عمرو نے جو
پلٹ کے دیکھا تو اسد غازی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین منہ پھیر کے دامن
سے اشکون کو پاک کرتے ہین ابراہیم وغیرہ کہتے ہین اے آقائے نامدار خدا آپ کو
رنجیدہ نہ رکھے نہ کبھی آپ کو ملول و حزین دیکھا ہین کیا باعث ہی کہ آپ ایسا شخص
خوش مزاج یون ملول بیٹھا ہی عمرو نے جو اسد کو اس حال مین دیکھا جی بیقرار ہوگیا
قریب آکر گلے سے لگایا فرمایا اے نور نظر اے پارۂ جگر خیر تو ہی اسد نے کہا چھوٹے نانا جان
مین نہین جانتا ہون کیا باعث ہی خود بخود قلب پر ہجوم رنج و الم ہے آج جی چاہتا ہی
کسی طرح غضنفر کو دیکھون مین نے خبر پائی تھی کہ کوئی پہلوان ہفت پیکر نے برائے
گرفتاری غضنفر بھیجا ہی میرے رہ رہ کے ہوش اُڑتے ہین ہرکارے نے خبر دی تھی
کہ وہ پہلوان جاتا ہی جی مین آیا کہ راہ مین جاکر اُسے روکون اُس تک نہ جانے دون
سردارون نے کہا غضنفر کیا ایسا ہی اُسکو ہزار تدبیرون سے ماریگا مین نہ گیا اب
اسوقت طبیعت پر غم و الم کا ہجوم ہے دل چاہتا ہی کسی طرح اُسکو دیکھون خواجہ نے
کہا بیٹا تم نہ گھبراؤ مین جاکے خبر لاتا ہون مین نے بھی خبر پائی تھی کہ اُس پہلوان کو مارا

قریے پر فتح پائی وہان کے زمیندار کو پکڑ لیا پھر اُسکے بعد خبر نہیں کہ کیا معرکہ گذرا کہیے
خواجہ عمرو اسد کو بخوبی سمجھا کر دربار سے نکلے طرف قریۂ عشرت آباد کے چلے راہ مین آکر
ایک مقام پر ٹھہری ہین کہ دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہی مگر جب پشتارے پر
دامن چادر کھنچجاتا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ لکۂ ابر ہٹا چاند نکل آیا عمرو حیران ہوا کہ یہ عیار کسے
لیے جاتا ہی یہ تو ظاہر ہی کہ پشتارہ بھاری ہی ٹھہرتا ہوا آتا ہی عمرو نے رنگ و روغن عیاری
لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوے نخل کے نیچے ٹہلنے لگے جب سرہنگ قریب آیا
پکار کر آواز دی ای بھائی کہان سے آتے ہو ہمین تو مسلمانون نے ایسا پریشان کیا کہ گھر بار
چھوٹا آباد گھر کو لوٹا جنگل مین مارے مارے پھرتے ہین یہ صورت ہی کہ عورتون کو درۂ کوہ
مین بسایا ہی سرہنگ نے کہا بھائی اب نہ گھبراؤ قدرت نے جھگڑا پاک کر دیا غضنفر
نے سب کو لوٹا تھا مین غضنفر کو پکڑے لیے جاتا ہون اور اُنکے مددگار کو بھی گرفتار کیا
جسنے لڑائی فتح کرائی عمرو نے کہا بھائی وہ کون ہی سرہنگ نے کہا بی شمیم گیسو کشا معشوقہ
قدرت اس غضب کو تو دیکھو کہ قدرت سے تو انکار کیا اور نبیرۂ حمزہ کی مدد کو گئین
عشرت خیز جادو کہ ساحر زبردست تھا اُسنے سحر کے قزاقون کو بیکار کیا میان غضنفر
زخمی ہوے انکی جو آتش عشق بھڑکی دوڑی گئین جاکر ساحر کو مار ڈالا پھر جو قزاق چھوٹے
زمین ہلا دی سب کو شکست ہوئی غضنفر نے فتح پائی یہ بی بی جاکر پہلو مین غضنفر کے
بیٹھین قدرت کو خبر ملی اتنا بڑا دربار کہ سترہ سو ساحر بیٹھا تھا قدرت نے للکارا کوئی
تم مین ایسا ہی کہ شمیم و غضنفر کو گرفتار کر لاے کسی ساحر نے جواب نہ دیا اُس مجمع سے
مین اُٹھا غضنفر کی صورت بنکر شمیم کو لیا اور شمیم کی شکل بنکر غضنفر کو گرفتار کیا خواجہ نے
خوش ہو کر کہا بڑا کام کیا تمنے آج ساحرون مین نام کیا اب ہم لوگ بلوہ کرکے قزاقون کو
مار لینگے قریے سے نکالدینگے کیا مجال جو ایک زندہ بچے دوسرا اسلئے بڑھا ہی وہان کے
زمیندار کو بلا لینگے دس گانؤن کی گنوار جمع کرینگے مگر قزاقون کو سزا دینگے جی چاہتا ہی تمھین گلے
سے لگائین تمھارے گرد پھرین یہ کہکے سرہنگ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے عطر بیہوشی سے
رومال بسا ہوا تھا وہ کاندھے پر پڑا تھا اسکی بو جو دماغ مین پہونچی ارے کہکر بیہوش ہوا

خواجہ نے کپڑے اُتار لیے حرامزادے کو حلال کیا شمیم کے جمال کو جو دیکھا جی میں کہتے ہیں
کہ ای عمرو یہ دیوانہ بڑا خوش نصیب ہی کل معشوقان رستم پر یہ فخر رکھتی ہی چالیس جادوگر نیان
رستم کے ساتھ ہیں مگر کیکو اس سے نسبت نہیں سمجھے کہ اگر ہوشیار کردونگا تو دیوانہ باپ کی
ملاقات کو نہ جائیگا شمیم کی زبان سے سوزن نکالی باقی کا چھینٹا منھ پر شمیم کے دیا شمیم ہوشیار
ہوئی خواجہ کو اپنے بالین پر پایا جھک کر سلام کیا خواجہ نے گلے سے لگاکر سب حال بیان
کر کے کہا ای نور نظر اب ملاقات ہفت پیکر کو نہ جانا میں غضنفر کو بارے ملاقات اسد
لیے جاتا ہوں شمیم نے جو یہ حال سُنا بہت گھبرائی سوچی کہ اپنے باغ میں چلوں ہان جو کوئی آئیگا
سمجھا جائیگا ایک طاؤس پر سوار ہو کر طرف اپنے باغ کے روانہ ہوئیں خواجہ غضنفر کو
اُسی طرح لیے ہوئے پاس اسد کے آئے تمام کیفیت بیان کی اسد نے خواجہ کا شکریہ
ادا کیا کچھ روپیہ منگا کر دیا غضنفر جو ہوشیار ہوئے باپ کو سلام کیا اسد نے سب
کیفیت بیان کی اور کہا ای فرزند یہ پیشہ قزاقی چھوڑ دو ہر چند کہ تم فرزند اسد میں
کمزور ہو اور وں پر تو غالب ہو غضنفر نے کہا قبلہ و کعبہ اپنا حال فراموش فرمایا یہ مثل
مشہور ہی کہ اور کو نصیحت اپنے کو فضیحت جب سے آپ نے طلسم ہوشربا فتح کیا ہے
جب سے آپ سلیس ہوئے ایرج پر کیسے کیسے شبخون مارے کہ وہ تاجرزادہ آج تک یاد
کرتا ہی آپکا ذکر ہوا کرتا ہی اب آپ نے حکم فرمایا اب میں ترک کر دونگا غضنفر اُٹھ کھڑے
ہوئے کہا میں آداب عرض کرتا ہوں اسد نے کہا آج شب کو رہجاؤ غضنفر نے کہا تیرے
فراق گھبراتے ہونگے اسد نے سر جھکا لیا کہا بسم اللہ فراق ہم سے بہتر ہیں غضنفر نے
کہا اسمیں کیا فرق ہی وہ میرے یاران ہمدم آپ سے برسوں ملاقات نہیں ہوتی یہ کہکے
غضنفر باہر نکلے ابراہیم وغیرہ سے ملاقات ہوئی کہا ای شاہزادے آپ ایسے کلام کرتے
ہیں غضنفر نے کہا قبلہ و کعبہ کی عقلمندی تو دیکھیے خود تو بارہ برس قزاقی کی اور ہمکو مانع
ہوتے ہیں سب نے کہا بڑے نانا جان صاحبقران سے ملاقات کیجیے غضنفر نے کہا کہ
نانا جان سے تکرار ہو جائیگی وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ قزاقی ترک کرو میں جواب دونگا کہ
ایسا ہو کسی دن بے خرچ ہو کر آپکا خزانہ لوٹ لوں سرداروں نے سر جھکا لیا کہا

بسم اللہ تشریف لیجائیے غضنفر تو یہان سے چلے مگر ہماے تیز رو عیار انکا پلٹ کر اس مقام پر آیا غضنفر و شمیم کو نہ پایا پشتارہ باندھے کا نشان دیکھنے لگا عیار نے آکر فراتون کو اطلاع کی فراتون نے بوق بجایا سب تیار ہوے تلاش مین غضنفر کی چلے جو گانون راہ مین ملا اُسے لوٹ لیا لوٹتے مارتے پھر رہے ہین مگر غضنفر گھوڑے کو اُڑاتے ہوے آتے ہین راہ مین ایک قریہ ہی کہ بہمن نامے وہانکا زمیندار اُسکے بھائی کا قریہ غضنفر نے دیکھا یہ بیرون قریہ کھڑا ہی کہ سامنے سے غضنفر کو آتے ہوے دیکھا پاسی نے بیان کیا کہ میان ٹھاکر صاحب اسی شخص نے آپ کے بھائی کو گرفتار کیا تھا اور لوہے کے سیخون سے اُسے داغا اُسکے سب عورت کا زیور اُتار دیا آج نہین معلوم کہان سے آتا ہے بہمن نے ایک چیخ ماری گنوار جمع ہوگئی بارہ سو آدمی آیا لاٹھیان اور تلوارین لیے ہوے کئی سو پاسی تیر و کمٹھے ہاتھ مین بہمن نے اشارہ کیا سب گنوار ولے دوڑے غضنفر نے دیکھا یہ سب میری طرف آتے ہین تیغہ رومین شگاف کمر سے کھینچ کر دو سپر کا ہاتھ مین لیا نعرہ کیا منم شہنشاہ فراخان نبیرہ صاحبقران نعرہ کرکے غضنفر گرا تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا پاسیون نے جو دور سے دیکھا کہ اس جوان نے چشم زدن مین کئی سو گنوار مار کر ڈالدیے کمٹھے کا نچون سے اُتارے تیر جوڑ کر مارنے لگے غضنفر کے جسم پر جو تیر پہنچا اور پھینکدیا غضنفر خواجہ کو بُرا کہ رہا ہی کہ خواجہ عمرو اگر مجکو بخدمت والدنامدار لیجاتے تو مین اس آفت مین کیون گرفتار ہوتا ای خالق اکبار رحم فرما کر مجکو بچالے **نظم**

ای کہ روشن چہرہ شمس و قمر انوار تست	دیدۂ اہل نظر پر نور از دیدار تست
باطن ہر اہل دل گنجینۂ اسرار تست	سینۂ اہل صفا آئینۂ رخسار تست
جابجا خندان بہ بستان جہان گلزار	از خزان فارغ ہمیشہ گلشن بیخار تست
کو شود مشغول باکار دگر اندر جہان	ہر کسے کز جان و دل شاغل الشغل کار تست
دوست کس نیست ہر کس را تو دارد دوستی	او نگر دد یار کس ہر کس کہ از دل یار تست
ہست ہر بلبل بگلزار درخت نغمہ سرا	در دل ہر کس بہ بستان زمانہ خار تست

یقین ہی کہ بہمن زمیندار گھیر کر گرفتار کرلے کہ صحرا سے گرد اُڑی بوق ترکی کی آواز آئی

اس آواز سے جان مین جان آئی سمجھے کہ یاران ہمدم آتے ہین سامنے آکر دامن گردشگافتہ ہوا
دیکھا آگے آگے ہمارے تیز رو عیار باہنارے عیاری سے آراستہ لشت پر سب قزاق بوق
ترکی بجاتے ہوے گھوڑے اُڑاتے ہوے آتے ہین ہمارے جوانے آقا کو دیکھا پلٹ کر
قزاقون سے کہا تمھارے آقاے نامدار گنوارون مین گھرے ہین قزاقون نے گھوڑے
روکے نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ہزار بارہ سو گنوار ہین ایکسنے ایک کی جانب دیکھا کہا
بھائیو ہم سب کا جانا بہتر نہین ہرچند کہ آقا زخمی ہین لیکن آزردہ ہونگے سو قزاق جدا ہو کر
بڑھے نیزے تانے بوق بجا کر جا پڑے جسکو نیزہ مارا سینے کو توڑ کر پار کر دیا اُٹھایا اور زمین پر مارا
سو نے ہزار جوانون کو نیزون مین چھید لیا جو سامنے سے بھاگا اُسپر گھوڑا اُچھٹایا اور
گانون مین گھسکر اُسکو مارا غضنفر نے جو اتنی مہلت پائی بہمن زمیندار پر جا پڑے للکارا
او نامرد دیکھ جراُت اسکا نام ہی کہ اتنی ہزار ملازم ہمارے گھڑے ہین غیرت آئی کہ ذرہ ہم
سب کیا جا پڑین سو جوان فقط آئے اُنھون نے دریاے خون بہائے یہ وہ شیر دل ہین
کہ اگر ایک کو ہزار پر چھوڑ دو تو ایک ہزار سے لڑے چشم زدن مین پامال کرے بہمن
لڑکا سمجھکے جا پڑا نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے پر روکا اپنا نیزہ آنکھ پر گینڈے کی
مار دیا گینڈے نے جیخ مارا اوپر سے غضنفر نے ہاتھ مارا بہمن کے دو ٹکڑے ہوے اب سب
قزاق گانون مین گھسے گانون کو لوٹ لیا آخر رعایاے بہمن فریاد کرنے لگی غضنفر نے اُن
سب کو بسنے کا حکم دیا آپ بھی اُسی مقام پر اُتر پڑے اب حال ملکہ شمیم گیسو کشا تحریر ہوتا ہی کہ
یہ تو سمجھ لیا تھا کہ ہفت پیکر سے باغی ہوئی اپنے باغ مین جلوں باغ بہارا فزا اُسکے دروازے
پر جو آئین کئی سو کنیزین انتظار مین کھڑی تھین ملکہ شمیم کو دیکھکر بلائین لینے لگین کہتی
تھین کیون حضور کہان رہین کہ اتنا عرصہ گذرا ہم لوگ بیقرار تھے خبرین خلاف سنین ملکہ
نے کہا صاحبو عجب جفا مین ہون کیا حال اپنا بیان کرون فلک نے عجب سامان دکھلائے
کہ حضرت عشق سے مقابلہ پڑا آٹھ پہر بیقراری مین گذرتے ہین نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین نظم

	نہ کٹی ہمسے شب جدائی کی رشک دشمن بہانہ تھا سچ کی		لگتنی ہی طاقت آزمائی کی مین نے ہی تمسے بیوفائی کی	

کیون برا کہتے ہو بھلا ناصح
دام عاشق ہی دل دہی نہ ستم
آئے وہ دست غیر مین ہیہات
گر نہ بگڑو تو کیا بگڑتا ہی
گھر تو اُس ماہ وش کا دور نہ تھا
مر گئے پر ہی تجبیر صیاد
کوچۂ غیر مین ملا وہ ہمین
دل ہوا خون خیال ناخن یار
مومن آؤ تمہین بھی دکھلا دو

مین نے حضرت سے کیا برائی کی
دل کو چھینا تو دلربائی کی
آس تو نے شکستہ پائی کی
مجھ مین طاقت نہین لڑائی کی
لیک طالع نے نارسائی کی
اب توقع نہین رہائی کی
ہرزہ تازی نے رہنمائی کی
تو نے اچھی گرہ کشائی کی
سیر بت خانے مین خدائی کی

کنیزون نے گرد گھیر لیا ملکہ اندر باغ کے آئین دیکھا باغ مرجھایا ہوا شاخون مین خم زرد
پتے جا بجا پڑے ہین چمن ویران سارا باغ سنسان ملکہ باغ کی پریشانی دیکھتی ہوئی پر
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے فرماتی ہین چند دن ہمارا باغ مین نہ آنا باغ کی یہ پریشانی
ہوئی ہاتھ جو ہلاے ایک ابر آسمان پر آیا اس قدر برسا ہوا ٹھنڈی چلی کہ سارا باغ سرسبز
ہوگیا غنچے چٹکنے لگے پھولون نے آنکھین کھولین عندلیبون نے منقارین اپنی برگ
گل سے پونچھین زمزمہ سرائی کرنے لگین بوے ملکہ شمیم سے باغ سرسبز و شاداب ہوگیا
تختے گلاب کے کھلے ہوے اپنی جانب کھینچتے ہین پھول ہنس رہے ہین گویا آمد بہار پر ہنستے
ہوا نے معتدل چلنے لگی کنیزین چمن مین ٹہل رہی ہین وہی باغ کی رعنائی زیبائی ہوگئی وہی
کیفیت وہی باغ کی نضارت صیاد و گلچین بے نصیب دیوار باغ کے قریب نہین آسکتے
دام بر دوش حسرت دیکھ رہا ہی دور باغش گلزار آواز دیتا ہی او و امداد مکار قریب دیوار باغ نہ آنا
عندلیبان خوشنوا کو نہ پھنسا ملکہ یاد وہ دری مین بیٹھی ہین کنیزون سے ذکر کر رہی ہین کہ ایک دیوانہ
سے سامنا ہوا دل ہمارا اُسنے لے لیا ہر چند چاہا کہ دل خانہ خراب کو پھندے سے زلف کے چھڑا لین
کب چھوٹ سکتا ہی کشاکش مین پڑا ہی دیکھین اُسپر کیا گذرے ہمین اب یقین نہین کہ اُس ظالم
سے ملاقات ہو کو وہ دشت آنکھ مقام ہین قریب ہزارہا ویران کر دیے زمیندارونکو لوٹ لیا

نیکھیے اسطرف کیونکر گذر ہو شاید ہماری آہ مین اثر ہو یہان تو یہ باتین ہین کنیزین سمجھا رہی
ہین کہ واری ہم جائین گے اُنکو ڈھونڈھکر لائین گے زیادہ نہ گھبرایئے لیکن اُدھر
ہفت پیکر سرہنگ کو روانہ کرکے بہ اطمینان بیٹھا ہی تعریفین سرہنگ کی کر رہا ہی کہتا ہی
کہ سرہنگ نے جاتے ہی کیا کام کیا اس دربار مین اپنا نام کیا دونون کو گرفتار کر لیا ہی اب
لیکر آتا ہوگا تھوڑی دیر کے بعد ساحرون نے عرض کی حضور سرہنگ کو عرصہ ہوا اگر وہ
آتا خدمت خداوندی مین پہونچ جاتا قدرت کتاب سوانحات کو ملاحظہ فرمائین قضا سے کا
سامنے میز رکھا ہی سرہنگ کے ہاتھ کا گلدستہ رکھا تھا وہ یکایک جلنے لگا بس
ہفت پیکر نے کہا غضب ہوا کسی نے سرہنگ کو مار لیا گلدستہ اُسکے ہاتھ کا بنا ہوا تھا
جلگیا ہفت پیکر نے کتاب دیکھی دیکھکر ایک آہ کی کہا ساربان زادہ وہان پہونچ گیا اُسنے
سرہنگ کا علاج کیا کس بیکسی سے سرہنگ مارا گیا ملکہ شمیم اپنے باغ مین جا کر بیٹھی ہین
باغ کو پُربہار کر رہی ہین باغ ویران پڑا تھا اُسکو پھر آباد کیا اب تو طائر زمزمہ سرائی بھی
کر رہے ہین باغبان قضا و قدر کی محبت کا دم بھر رہے ہین سرو جوئبار ہم قد معشوق عندلیب
خوشنوا شاخ گل پہ معروف زمزمہ سرائی قمریون کی کوکو صاحبو تم مین کوئی ایسا ہی کہ اول جا کر
بہار باغ کو مٹائے شمیم گیسو کشا کو گرفتار کرکے لائے باغ کی رعنائی پر بڑا ناز ہی ابھی آمد بہار
کا آغاز ہی اگر باغ درست ہوگیا جو کوئی جائیگا دام زلف عنبرین مین پھنسیگا یہ سنکر غنچہ دہن
نامے مصاحبان ہفت پیکر سے غصے مین اُٹھی کہا یا خداوند کنیز جائے ملکہ شمیم کو گرفتار
کرکے لائے رنگ باغ جا کر مٹا دون نام کی تاثیر دکھا دون ہفت پیکر نے کہا اے غنچہ دہن
اگر تمھارا شعبدہ چلگیا تو یقین ہے گرفتار کر لوگی مگر بلوہ کرکے جاؤ فوج زیادہ ساتھ لیجاؤ
اپنے کو جلد پہونچاؤ باغ کی رعنائی بڑھ رہی ہی وہ ظالم شعلہ جوالہ ہی قدرت سے مقابلے
کا ارادہ رکھتی ہے غنچہ دہن نے عرض کی واری کنیز کا اکثر شمیم سے سابقہ رہا ہی مین نے
اُسکا رنگ شعبدہ دیکھا ہے ڈیڑھ لاکھ ساحر غنچہ دہن کو لے تخت پر سوار ہوئی سب کو
ساتھ لیکر طرف باغ شمیم کے چلی یہ ثابت ہوتا ہی کہ دریاے آتش موج مارتا ہوا جاتا ہے
ہر چند کہ غنچہ دہن کم سخن ہے لیکن جب غنچہ دہن وا کرتی ہے شعلہ ہاے آتش دہن

۱

سے نکلتے ہیں دریاے آتش تیار طائران زمزمہ سرا کی پکار رنگ طائر بھی شعلہ ہاے آتش
معلوم ہوتے ہیں سر باغ پر شمیم کے غنچہ دہن پہونچی دریاے آتش کو اشارہ کیا شعلہ ہاے
آتش گرنے لگے جس شجر پر شعلہ گرا وہ نخل شعلۂ جوالہ معلوم ہونے لگا ثمر شعلۂ آتش گلپوٹے
چنگاریان ہر طرف یہی ہنگامہ ہی طائر غل مچا رہے ہین کہ آتش سحر جلاتی ہی ہر طرف سے بوے
کباب آتی ہی کنیزون نے بڑھکر شمیم سے عرض کی حضور باغ جل رہا ہی سرو لب جو سے بھی شعلۂ
آتش نکل رہا ہی ہزار ہا طائر جلے نخل سرسبز و شاداب اکرتا بھولے انکو بچائیے شمیم باہر نکلی
دیکھا کہ آسمان سے آگ برس رہی ہی چہار طرف سے باغ گھرا ہوا ہی ساحر سحر کر رہے ہین شمیم
نے مسکرا کر اشارہ کیا سرو لب جو فوارہ بنگیا شعلہ ہاے آتش بجھنے لگے اسی آگ کو اشارہ کیا
وہ آگ پلٹی ساحرون پر چنگاریان گرنے لگین صد ہا ساحر جلے بیقرار ہوکر پکارنے لگے اے
ملکہ غنچہ دہن دیکھیے اندر باغ کے پانی برس رہا ہی شعلے ہم سب پر آتے ہین تڑپ تڑپ
کے چلاتے ہین انکو بچائیے غنچہ دہن نے سحر کیا کہ وہ آگ باغ پر پھر گری درختون کو جلانے
لگی شمیم نے پکار کر کہا یہ ساحرہ بڑی بیحیا معلوم ہوتی ہی کئی مرتبہ سحر پلٹا پا مگر پھر شرمندہ نہین
ہوتی یہ کہکے پھر سحر کیا آخر جھلا کر ملکہ شمیم کنیزون کو ساتھ لیکر باغ سے نکلین پکار کر آواز دی
او غنچہ دہن مین نے تجھکو بیحیا پا مقابلے مین آ تو مال کھالے غنچہ دہن نے ساحرون کو اشارہ
کیا ڈیڑھ لاکھ ساحر بارہ سو کنیزون پر گرے کنیزین ہر چند سحر کرتی ہین غنچہ دہن مٹا دیتی ہی
رنگ نہین جمنے دیتی ہی جس کنیز نے سحر کیا غنچہ دہن نے الٹا پلٹا دیا ساحرون سے اشارہ کیا
ہی کہ ان نازنینان مہ جبین کو قتل نکرو گرفتار کرو انکو اپنے اپنے قبضے مین کرو یہی معشوقہ
پریچہرہ ہین انسے ایک لطف ملیگا تمھارا گھر آباد ہوگا اب ساحر ملوہ کرکے کنیزون پر چلے
ایک ایک کنیز پر دس دس ساحر گرنے لگے بمشکل کنیزون کو گرفتار کیا شمیم نے دور سے
دیکھا کہ کنیزین گرفتار ہوگئین سامنے غنچہ دہن کے لیے جاتے ہین شمیم جو تڑپ کر گری
برق بنکر کئی سو کے سر اڑا دیے سر مثل اولون کے گرنے لگے دریاے خون جاری ہوا
ساحرون نے چاہا بھاگین شمیم کا سامنا کرین کہ آسمان پر لکۂ ابر چھایا غنچہ دہن نے
جو اوپر کو دیکھا پکار کر آواز دی کون جاتا ہی اگر ملازم فضا و نار ہفت پیکر ہو تو میری شرکت

کرے باغیون نے پریشان کردیا ہے غنچہ دہن نے جو یہ پکار کر کہا وہ ابر سیاہ رکا غنچہ دہن نے دیکھا منقار آتش ریز تخت پر سوار ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار پشت پر ہاے ہیر لگاتا ہنگامۂ سحر ساحران دیکھ کر رک گیا غنچہ دہن کو جو پریشان دیکھا ابر کو ہٹا کر اتر آیا کہا اے غنچہ دہن جو حکم کرو وہ بجالاؤن غنچہ دہن نے کہا شمیم کو گرفتار کرلو اور باغ کو پامال کرو منقار نے اشارہ کیا اسکے ساتھ والون نے گولے مارکر دیوار باغ کو گرا دیا درختون کو جلانے لگے غنچہ دگل کو مٹانے لگے مگر ملکہ شمیم بکہ و تنہا کنیزین سب گرفتار ہوگئین دولاکھ ساحرون کا سحر چل رہا ہی ملکہ برق بن بنکے گر رہی ہین کبھی برق بنین کبھی مشعی ماش کے دانون سے بھر کر پھینک ماری کئی ہزار ساحر جلادیے کئی ہزار کے سر کاٹے یہان تو منقار و غنچہ دہن نے باغ شمیم پامال کردیا کنیزین ادھر گرفتار ملکہ اس مصیبت مین سرشار مگر شمیم کے قریب کوئی نہین آتا جس غول پر جا پڑین اسے پامال کیا تلوارین برسائین آگ لگادی خنجر گرائے دریاے خون بہائے سر مثل حباب فشاروی کررہے ہین تیرون کے ترکش جو اس دریا مین گرے صاف ظاہر ہی کہ مچھلیان تیررہی ہین کمانین مثل نہنگان خون آشام پیررہی ہین شمیم کے ہاتھ مین خنجر کھنچا ہوا تیور پر بل کاتی بندھی ہوئی مثل شعلۂ جوالہ لڑرہی ہین منقار و غنچہ دہن سامنے نہین آتے دور سے سحر کررہے ہین کبھی للکارتے ہین کہ او شمیم قہر و غضب خداوندی مین پھنسے گی جہنم مین پھنکیگی قیامت تک جلا یا کریگی شمیم نے جواب دیا یہ حال تمہارے خداوند کا ہوگا ہفت پیکر نام ہی جہنم انکا مقام ہی ہمیشہ جلینگے ثانی شیطان ہی دعوی خدائی کرکے بیٹھا ہی آخر انجام کیا ہوگا جہنم مین جلایا جائیگا سزا اپنے اعمال قبیح کی پائیگا بہت گھبرائیگا یہ کہا اور خنجر چمکایا دس بیس کے سر اڑادیے مگر قضاے کار غضنفر نامدار اس قریے کو فتح کرکے اترے ہین انتظام کررہے ہین قراقون کو کھانا پانی ملازمیندار کا مکان ضبط ہوا غضنفر کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی بارگاہ مین سرنگون بیٹھے ہین ہمارے تیز رو عیار نے عرض کی کہ آج حضور کو بہت بیقرار پاتا ہون بہت گھبراتا ہون غلام سے تو کچھ حال بیان کیجے کہ اسکا انتظام کرون حضور کا تردد مٹاؤن غلام سے نہین دیکھا جاتا غضنفر نے کہا اے برادر

بجان برابر ای رفیق و شفیق کیا جانتا نہین اُس آفت مین مبتلا ہین کہ جسکو بیان نہین کر سکتے اسوقت اسقدر دلپر ہجوم بیتابی ہی جی چاہتا ہی چیخین مارکر رو مین یا دشت و صحرا مقام کرین پہاڑون سے سر ٹکرائین کسکو حال دل سنائین کیا کہین نظم

روز مرگ آرزو ہی تا بکی غم کیجیے	تا کجا دست دعا کو وقف ماتم کیجیے
حسن گندم گون پہ ہی یہ خانہ بربادی بجا	ابن آدم ہین نہ کیون تقلید آدم کیجیے
یان چراغ زندگی روشن ہی سوز داغ سے	استخوان کو پہلے عیسیٰ شمع کو دم کیجیے
ہر طرف معروف زاہد ہین نماز صبح مین	گردن مینا کو بھی لازم ہی اب خم کیجیے
جذبۂ معشوق سے افتادگی ہی بال و پر	کیون نہ حسرت کی نگاہین سے شبنم کیجیے
چاک در کے بند کرنے کا تو ہی شوق آپکو	سینہ چاکون کے لیے بھی فکر مرہم کیجیے
ہوتی ہی کوتاہ شب آتی ہی جب فصل بہار	ہی بہار سبزۂ خط زلف کو کم کیجیے
حال تا صبح کی پریشانی سے کیا نسبت انھیں	آپ اپنی زلف کو کتنا ہی برہم کیجیے

عیار نے عرض کی آخر تردد کا زیادہ کیا باعث ہی کہا ظاہر تو کوئی سبب نہین مگر شب بھر نہین سویا اب اسوقت نیند کا غلبہ ہی نیند کی خواہش ہی یہ کہکے غضنفر پلنگ پر لیٹے عیار پانون دبانے لگا غضنفر سو گئے عالم خواب مین دیکھا کہ ملکہ شمیم گیسو کشا لاکھون ساحرون مین گھری لڑ رہی ہین اور باغ بالکل پامال ہو گیا ساحرون نے بکثرت بڑھ بڑھ کر تیر و خنجر سے تمام زخمون سے خون جاری ہی دریاے خون مین نہائی ہوئی لڑ رہی ہین غضنفر عالم خواب مین سامنے پہونچے ملکہ نے جو غضنفر کو دیکھا پکارکر آواز دی ای شاہزادہ والا قدر ای آسمان خوبی کے مہ تاب ہمارا وقت آخر ہی شکر ہی کہ جمال جہان آرا دیکھ لیا مگر اتنا ضرور احسان کرنا کہ آکے جنازہ ہمارا اُٹھانا تا مگر مسیحائی فرمانا مردے کو نہ جلانا قبر کا نشان بنانا کبھی کبھی آکے فاتحہ خیر پڑھنا جبکی آئے تو ہمکو بھی یاد کرنا نام لیکر روح کو شاد کرنا بموجب قول شاعر شعر چو آید بعد مردن بمزار ما ✤ بہ استقبال تو مستانہ برخیزد غبار ما کیا عجب ہی کہ قبر سے آواز آوے دل بھر آوے فرد - ای شہسوار گور غریبان پہ آنکلنا اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ✤ افسوس ہی کہ حسرت بوس و کنار لیکر

ہر دکھ دنیا سے جاتے ہیں عدم میں بھی تمکو یاد کرینگے اعضا ہمارے فریاد کرینگے غضنفر نے
جو اس حال سے ملکہ کو خواب میں دیکھا ایک چیخ ماری کہ عیار گھبرا گیا دیکھا کہ شاہزادہ اٹھکر
بیٹھا ہے مگر رو رہا ہے کہا ای شہریار خیر تو ہے غضنفر نے کہا عالم خواب میں ملکہ کو دیکھا عجب حال زار
میں پایا کر روح بیچین ہو گئی جلد قراقون کو تیار کرو ہر چند کہ مقام باغ معلوم نہیں مگر کشش
کھینچکر لیجا دیگی اُسی مقام پر پہونچا دیگی عیار نے قراقون کو تیار کیا غضنفر اسپ بادپا
پر سوار ہوے تلاش میں اُسی مقام کی چلے یہاں ملکہ لڑ رہی ہیں اتنا خون بدن سے
جاری ہوا کہ ایک نخل کی بیخ پر بیٹھ گئیں سنگریزے اٹھا کر مار رہی ہیں اُن سنگریزون
سے صدہا پامال ہو رہے ہیں کوئی قریب نہیں آسکتا دور سے لینا لینا کر رہے ہیں ٹھیک
دوپہر کا وقت ہے گرم ہوائیں چل رہی ہیں غنچہ دہن و منقار دور سے لینا لینا کر رہے
ہیں بخوف قریب نہیں آتے ملکہ نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے پکار
اُٹھی ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز تو حافظ و نگہبان ہے کیا کیا اپنے بندون کو تونے
نعمتیں عطا کی ہیں ہر حال میں تیرے رحم کے امیدوار ہیں اب تو مجبور و ناچار ہیں تو
اگر رحم کرے تو لڑائی بن پڑے۔ نظم

ز اہل فقہ کشاید نہ صاحب منطق — گرہ شرح نکتۂ توحید مشکل است وادق
رموز کثرت و وحدت زبان چہ شرح کند — کہ پارہ پارہ شدہ کاغذ و قلم شد شق
بہر جہاز کہ خود ناخدا خدا باشد — رسد بساحل امید بیشک آن زورق
حجاب دور کن ای دوست بر نمایہ دل — کہ چار سو نظر آید بدیدہ جلوۂ حق
طلوع نیر نورش کند ز ہر مطلع — نماید او رخ روشن ز ہر کنار افق
چو دیدہ پاک کن از دل باشک گرد و غبار — کہ شکل برق شود باطن تو زان ابرق
مدار چشم اطاعت ز نفس گردن کش — کہ رام وقت سواری نگردد آن ابلق

شمیم نے بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا۔ قدرت سبحان لم یزل وغیرہ
بے بدل از پردۂ بیابان گرد ے برخاست ملکہ کے ہوش اڑ گئے سمجھی کہ کوئی اور مددگار
آیا دل سے کہتی ہیں یہ بیچارے ہمارے واسطے کیا کم تھے کہ جو اور بھی ہو پیدا ہوے ای

شمیم قوت نشست و برخاست ہو قوف ہوئی تھوڑی دیر مین گردنگی بیہوش ہو جاؤ نگی
یہ نامرد بہ اطمینان گرفتار کرلین گے سامنا اُس ناہنجار کا ہی جو آبرو کا خواہان ہی خدا جانے
جو آبرو کا بچانے والا ہی جسنے دامن رحمت مین پالا ہی اتنے عرصے مین یا گرد دور اٹھی تھی
یا قریب آئی صداے بوق ترکی سُنکر قلب کو قوت ہوئی یقین ہوا کہ وہی مسیحا آتا ہی کہ
سامنے آکر دامنہ گرد کا پھٹا آگے سب کے غضنفر بیقرار و مضطر اسپ باد پا کو اُڑاتا ہوا
تیغہ رو ئین شگاف کو جھکاتا ہوا مرکب پر اِس صورت سے ہی گویا انگوٹھی پر نگینہ کھلا ہوا
سینہ اشک عارض پر بہ رہے ہین دور سے وہ دیکھا جو خواب مین دیکھا تھا معشوق
کو دیکھتے ہی تیور بدل گئے بوق ترکی کمر سے نکالکر بجایا اسّی ہزار بوق برابر بج گیا یہی
آواز تھی کہ ای قزاقان بزنید و بہ بندید غضنفر نے کمان پر ہاتھ ڈالا اسی ہزار کماندار
لیس ہوگئے اسی ہزار تیر چلے اسی ہزار کافر خطا شعار گھوڑون سے گر کر واصل جہنم ہوئے
غنچہ دہن دمنقار نے کئی سو تیر چلائے اور رہ گئے اب جو بوڑھے سب نے لیے نیزے
چلنے لگے کافر چلائے تلوارین کھینچین مثل بلاے ناگہانی کے اُن پڑے ایک دم بھر مین
سب فوج کو واصل جہنم کیا غضنفر گھوڑا اُڑاتا ہوا قریب شمیم پہونچا قریب آکر گھوڑے
سے کود اشانہ تھام کر آواز دی صاحب آنکھین کھولو یہ زخمی تیغ ادا آپہونچا شمیم نے
جو غضنفر کو قریب پایا بدن مین قوت آگئی بے اختیار غضنفر کا ہاتھ تھام کر اُٹھ بیٹھی دیکھا
غنچہ دہن دمنقار قزاقون کو گھوڑے سے گرا رہے ہین منقار گھبرایا ہوا کہتا ہے ای
غنچہ دہن نکل چلو اب نہ ٹھہرو فوج کا خاتمہ ہوا تمھارے ساتھ میری فوج بھی قتل ہوئی
مین اسوقت کا ہیکو آیا اُن سب کی قضا مجھکو گھیر کر لائی ارادہ تھا کہ صحراے نور استان
مین جائیے وہان کے ساحرون کو ہوشیار کیجیے یہ نہ سمجھا تھا کہ اس صحرا مین سب کی
قضا ہے خبر سب تو مارے گئے اپنی جان بچانا ضرور ہی قلب نا صبور ہی چلو نکل چلین جان
بچائین تو غضب ہوا کہ شمیم اپنے مقام سے اُٹھی معشوق نے جسم مین ہاتھ لگایا گویا مردے
کو جلایا یہ سُنکر غنچہ دہن آمادہ ہوئی کہ سچ کہتے ہو چلو اب نکل چلین دونون نے مشت خاک
شانون پر ڈالی پر بر واز پیدا ہوے ہکہ مار کر دونون اُڑے قزاقون نے تیرون کی بوچھار

کر دی غنچہ دہن ہاتھ ہلاتی جاتی ہے تیر کٹ کٹ کے گر رہے ہیں کئی ہزار تیر کٹ کٹ کے گرے شمیم نے سر اٹھا کر دیکھا دونون قندیل فلک ہوا جاتے ہیں قزاق آپس مین عہد کرکے تیر مارتے ہین کسی کا تیر اُنکے تیر نہیں پہونچتا ملکہ شمیم نے آواز دی ارے نامردو کہان جاتے ہو یہ کہکے زمین پر دو پتھر مارا دونون زمین پر گرے شمیم نے آواز دی ای زمین گیران دونون کو لے یہ دونون تیری خوراک ہین کہ زمین سے خاک اڑی دونون پیوند زمین ہو گئے ملکہ نے غضنفر کا ہاتھ تھاما پوچھا صاحب تمھارا کیونکر آنا ہوا غضنفر نے حال خواب بیان کیا ملکہ کو ایک وجد ہوا کہا صاحب تمھارا خیال کامل تھا کہ خواب مین وہ حال دیکھا کہ جو ہم پر گذرا مگر عین وقت پر آئے آپ اگر تھوڑی دیر نہ آتے تو زمین بیہوش ہو جاتی غضنفر نے کہا ان دونون کو جو زمین نگل گئی ایسا نہ ہو کسی مقام پر نکلین شمیم نے کہا انکی ہڈیان تک چورا ہو گئین پھر بھی اُنکے اُنکے ساتھ مرے کہ آواز بھی نہ دے سکے سب قزاق در باغ پر اترے ملکہ غضنفر کو لیکر اُسی باغ ویران مین آئین کنیزین قتل ہو گئی تھین ہر گوشۂ باغ سے نئی کنیزین پیدا ہوئین باغ کو پر بہار کیا جوانان چمن اکڑنے لگے چشم نرگس مین سرخ ڈورے پڑنے لگے سنبل نے زلفون کو پیچ و تاب دیا طائران چمن بہ آواز بلند یہ سخن کرنے لگے۔ نظم

پھر غلغلہ ہے آمد فصل بہار کا — بگڑا مزاج میرے دل بیقرار کا
آرام کی ہوس دل بیتاب کو ہوئی — کیا پہلو مزار بھی پہلو ہے یار کا
بوسے قریب سے ولب یار کے لیے — پر ہم معاملہ ہے مرے اعتبار کا
رحم آچکا تھا تم نے سمجھا دیا کچھ اور — بگڑا نصیب پھر کسی امیدوار کا
گر جانتے جگا ئیگی پر خیبر حشر کی — احسان نہ لیجیے راحت خواب مزار کا
یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو — کھٹکا نہ جائیگا مژہ آبدار کا
ای چرخ بس تتمۂ تکلیف اب نہ کر — احسان اٹھا چکے ہین بہت روزگار کا
وصلت کی راحتون سے شب غم نہ ہو لینا — ای دل ہے فرو خیال انتشار کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر — پیر اسا اتو جو حال ہوا ہو ونہ گا کا

جب دیکھے کبھی کے سوا اسکی نہیں
بل لیلیا مزاج نے کچھ زلف یار کا

دم بھر کے دیکھنے کی تمنا ہمیں نہیں
شرمندہ ہو گناہ بھی کیا ایک بار کا

تیرے ستم عدو کی دعا لے کیا اثر
بدلا ہوا ہی حال کچھ اس خاکسار کا

ہان تو اگر بلائے تو آؤں میں ہر طرح
ہی تجھکو اختیار مرے اختیار کا

آتے نہیں وہ ہائے یہان حال غیر ہی
اقبال اوج پر ہے شب انتظار کا

پابوس آسمان سے شرف ہو گئے نصیب
پھر حوصلہ بلند ہوا ہے غبار کا

ہو جائے ہمسے پرسش عمال بھی تو خوب
وعدہ بہت دراز ہے روز شمار کا

وحشت میں بھی نہ ترک محبت ہوا نسیم
تھا آبلون نے چوم لیا نوک خار کا

باغ مین ہنگامۂ بہار ہی ہر طرف طائرون کی پکار ہی ملکہ غضنفر کو لیکر وسط باغ مین چبوترے پر بیٹھی ہین صحبت عیش آراستہ ہوئی رقاصۂ شوخ و شنگ بہ خوش الحانی یہ غزل گا رہی ہی نظم

رنج باہم مین زبان پر جو گلا آتا ہے
کچھ عجب لطف کا رونے مین مزا آتا ہے

مین جو سمجھاتا ہون انکو تو یہ فرماتے مین
ای جو خوش جا بھی یہان سے تجھے کیا آتا ہی

دل ہلا جاتا ہی ہر نالہ و فریاد کے ساتھ
پھر انھین کا کوئی مظلوم جفا آتا ہے

شانہ وہ زلف مین کرتے ہین خدا خیر کرے
پھر مرے واسطے طوفان بلا آتا ہے

طاقت جوش جنون کی مرے کیا شہرت ہی
سیکڑون من کا ہر اک حلقۂ پا آتا ہے

دونون عاشق و معشوق خوش بیٹھے ہین خوشی کے سوا رنج کا نام نہین شمیم کہتی ہی کہ خدا اُس دغاباز کی صورت نہ دکھائے نہین معلوم کس طور سے پیش آئے وہ تو میرے نام کا دشمن ہی غضنفر کہتے ہین اگر وہ بیچ یا دخل دیگا تو کیا کریگا مین نے تو اُس دن مغلوبہ مین مارا ہوتا نامردنے اپنے کو تخت سے گرا دیا لاکھون جادوگر ٹوٹ پڑے کئی سو ساحرون کو جہنم اُس مقام پر مارا مگر اُسکو اُٹھا لیگئے انشاء اللہ اُسکی موت میرے ہاتھ سے ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا شمیم نے جو ابر گلنار کو دیکھا کہا لو بی شاخسار گلنار پوش آتی ہین کہ وہ ابر آکر بیٹھا ایک جادوگرنی نہایت تن و توش گلگون پوش دریائے جواہر مین غوطہ زن حسن رشک چمن شمیم کو جو دیکھا تخت زمین پر آیا شمیم نے اُٹھکر سلام کیا کہا ہو بوا

شاخسار کہاں سے آئی ہو شاخسار نے جواب دیا ہوا اس جوان کی رعنائی دیکھکر بہت
دل بیقرار ہوگیا یہ معشوق خوبرو کہاں سے پایا کیا کمبخت چلبلا ہی صورت پر شوخی برس رہی
ہی مین بارہ دری مین اسی لئے جاتی ہون ہمیشہ کو تمہین مبارک رہے مین ایک گھڑی بھر مین اسکو
بھیجدونگی شمیم نے پریشان ہوکر طرف غضنفر کے دیکھا غضنفر نے کہا ای جان جہان و ای
آرام دل مشتاقان مین تجھ ایسا معشوق چاہتا تھا اس طلسم مین آئے ہوے زمانہ گذرا
ایسی معشوق خواہشمند نہ ملی تھی آج لطف حاصل ہوگا مین بھی مدت سے مضطر رہا تھا اتنے
شاخسار نے خوش ہوکر کہا ای شمیم معشوق تو راضی ہی تمہارے اشارے کی دیر ہی کھینچی
گلشن جمال غضنفر کی کر رہی ہی چاہتی ہی اٹھا لیجاؤن غضنفر بھی برابر اشارے کر رہے مین
کبھی اشارے مین بوسہ لیتے ہین کبھی ہنسکر بات کرتے ہین شاخسار اس ناز و ادا پر مری
جاتی ہی شمیم کو ناگوار ہوتا ہی کنہزون سے اشارہ کرتی ہو تم لوگ شاہزادے کی بیباکی اور
چستی و چالاکی دیکھتی ہو لیکن معلوم ہوا کہ یہ سفلہ مزاج ہین ہر جائی انکی بات کا اعتبار نہین
مین تو اب انسے بات نہ کرونگی مگر شاخسار نے جو غضنفر کو اپنے اوپر مہربان پایا تیور پر
بل ڈال کے کہا کیون بی شمیم جواب نہین دیتی ہو چلو صاحب بارہ دری مین چلو دم بھر باتین
کرکے چلے آنا اٹھ پہر انھین کے پاس رہو انکا مطلب ہی کہ کسی اور سے نہ بولو مین آٹھوین
دن آیا کرونگی گھڑی بھر ٹھہر کر چلی جایا کرونگی غضنفر ہر مرتبہ اٹھتے ہین کہ چلو صاحب مین
تمہارے ساتھ ہون جہان کہو وہان بیٹھون جو کہو وہ حکم بجا لاؤن مین تمکو دیکھکر خود مائل
ہوا شمشیر ابرو سے گھائل ہوا مین خود چاہتا ہون کہ تمہارے پاس بیٹھون تخلیے مین باتین
کرون تنہائی مین راز و نیاز ہونگے سامان محبت آغاز ہونگے اسوقت شمیم کو بیقراری ہوئی
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے حیران ہی کہ کیا کرون جس معشوق پر دعوی ہے وہ خود اسپر
مائل ہے اگر یہ آمادہ نہ ہوتے تو اسکی کیا مجال تھی کہ بجبر لیجاتی اگرچہ سحر مین یگانۂ آفاق ہی
علم شعبدہ مین طاق ہی کیون فلک یہ کیا سامان دکھایا کہ معشوق کو غیر عورت اپنے ساتھ
لیے جاتی ہی اور ہم بول نہین سکتے خیر صبر کرون دلپر جبر کرون غضنفر آنکھون سے اشارے
کر رہے ہین کہ ای ملکۂ عالم مجھے اسکے ساتھ جانے دو مین اسے قتل کر دونگا شمیم ان

اشارون کو نہین سمجھتی یہی جانتی ہو کہ مجھسے جدائی کرتے ہین اسکے بلا تکلف ہونے پر آتے
ہین مجھ کمبخت سے یہ گستاخی کاہیکو ہو سکیگی ہرچند کہ دل مشتاق ہو مگر پہلو مین بیٹھنے کو
مین عیب جانتی ہون ایسی بیباکیان مجھسے نہ ہو سکینگی آخر منھ پھیر لیا غصے مین جواب دیا
کہ بی بی یہ تم سے ساتی ہین دو لیجایئے میرا کیا اختیار شاخسار نے غضنفر کا ہاتھ تھام لیا
لیکر بارہ دری مین آئی کہا شراب پیجیے گا غضنفر نے کہا بے شراب کیا لطف ہوگا یہ سنکر
شاخسار نے ایک قرابہ اُٹھا لیا غٹ غٹ پی گئی دوسری گلابی اٹھا کر غضنفر کو دی
غضنفر نے کہا یہ بھی پی جاؤ شاخسار وہ بھی گلابی شراب کی پی گئی نشہ بیہوشی مین ہاتھ
غضنفر کا تھام کر اپنی طرف کھینچنے لگی یہان ملکہ بیقرار کنیزون سے فرما رہی ہین صاحبو
تمنے دیکھا کیسے خوشی خوشی ساتھ گئے ہین مین اپنا حال کس سے بیان کرون عجب کیفیت
ہی اب آپس مین ہاتھا پائی ہو رہی ہوگی وہ ایسی ہی شوخ و شنگ کے تو خواہان تھے
شاخسار کو دیکھتے ہی شگفتہ ہوگئے رال ٹپکی پڑتی تھی اب مدعاے دلی حاصل ہوا ہوگا
اگر مناسب ہو تو جا کے دو دے و دیکھو آپس مین کیا ہو رہا ہی کنیزون نے کہا واری اگر ہم
دیکھنے کو جائین وہ سحر سے مار ڈالے ہاتھ ہلا دے لہذا اب صبر کیجیے جب کہ وہ مدعاے دلی
حاصل کر کے چلی جاوے تب میان غضنفر سے شکایت کیجیے گا وہان غضنفر نے شاخسار
کو خود اپنی طرف کھینچا اُسوقت شاخسار کا تڑپنا اور کہنا کہ اے جوان تو مجھے ذبح کریگا
مین ان باتون سے آگاہ نہین ہون میرا دم نکلجائیگا مگر تیری خوشی منظور ہے جو تیری
خوشی ہو وہی کرونگی ایسی ایسی باتین کر کے بہ ناز و ادا پاس آئی اور راز و نیاز کرنے لگی
ہر مرتبہ یہی کہتی ہے دیکھو اور بات کا ارادہ نہ کرنا آیندہ جو تیری خوشی مین تیرے کہنے
سے باہر نہین ہون مگر اس رمز سے بالکل ماہر نہین ہون ایسا نہ ہو تجھپر مین نثار ہو جاؤن
غضنفر نے قاعدے سے بیٹھکر گلے پر شاخسار کے ہاتھ رکھا شیر کا پنجہ تھا گلا دبا کے
ایک گھونسہ مارا کہ شاخسار کا سر پھٹ گیا یہان شمیم خود اُٹھین کہ جا کر دیکھون کیا ہو رہا
ہی کہ یکایک بارہ دری سے آواز آئی کشتی مرا نام من شاخسار جادو بود یہ صدا سنکر
شمیم کا چہرہ سرخ ہوگیا کنیزون سے کہا لو شاخسار واصل جہنم ہوئی دیکھا غضنفر

ہاتھ کا خون پونچھتے ہوئے آتے ہیں کہا ملکہ کیوں گھبراتی تھیں میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ
یہ ساحرہ ہے اسکو بہ مکر قتل کرو نہیں نے اسکو مارا میں جو ایسی باتیں کرتا تھا جانتا تھا کہ
تمھارے خلاف گذر رہا ہے مگر میرے قبلہ و کعبہ اسد نامدار تعلیم کردہ عمرو عیار مشہور
ہیں میں نے انکی آنکھیں دیکھی ہیں مرلے سے شاخسار کے وہ ابر گلنار بھی جلکر گرا
شمیم نے خوشی میں آکر غضنفر کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب اس ساحرہ کو مارا کہ اگر یہ لشکر کشی
کرکے جاتی تو اہل اسلام کو بہت ستاتی اسکا شل نہ تھا میں ڈری کہ ایسا نہو یہ بگڑ جائے
اور سحر میں سامنا پڑے تو یہ مجھکو گرفتار کرلیگی دونوں ہنستے ہوئے آکر مسند پر بیٹھے لاشۂ
شاخسار کھنچوا کے بیرون باغ پھنکوا دیا پھر وہی محفل عیش و راگ و رنگ آراستہ ہوئی کنیزیں
شاخسار کا ذکر کر رہی ہیں کہ واری شاہزادے کو دیکھکر مبہوت ہوگئی بیقرار تھی ملکہ
شمیم تعریفیں حسن غضنفر کی کر رہی ہیں فرماتی ہیں اصل تو یہ ہے بقول شاعر نظم

کس حسن چو یار ما ندارد
دست آئنہ دار ما ندارد
بے نور بود گر آفتاب است
خورشید عیار ما ندارد
ما بلبل باغ آرزوئیم
دستے کہ نگار ما ندارد
چون غنچۂ گل شگفتہ باشد
این ضابطہ یار ما ندارد
در باغ بہشت عندلیبے
دستے چو ہزار ما ندارد

زلف چو نگار ما ندارد
پژمردہ گلشن ز خاک روید
چشمے کہ غبار ما ندارد
قاصد کہ بہ نامہ سکندر فخر
این باغ بہار ما ندارد
تا آب کنیم زہرۂ شیر
ہر دل کہ غبار ما ندارد
در کشور حسن اعتبارے
صورت چو ہزار ما ندارد
خاموش ز گفتگوے تحفی

آئینہ ما ز عیب پاک است
ابرے کہ بہار ما ندارد
با نور دو چشم آفتابم
مکتوب دیار ما ندارد
رنگ از رخ حیا نگیرد
این بیشہ شکار ما ندارد
خوبان ز نظارہ برنجند
جز نقش و نگار ما ندارد
با این ہمہ زور رستم ہند
طالع سر و کار ما ندارد

اسطرح کے اشعار جو ملکہ نے تعریف و توصیف غضنفر میں پڑھے غضنفر نے کہا کہ اے
یار جانی و محبوب جاودانی ہم تمھارے اوصاف کریں تم ہماری تعریف نہ کرو یہاں تو
یہ باتیں ہو رہی ہیں ملکہ کا بھی دماغ تر ہے شاہزادہ غضنفر ہر دم گلے میں ہاتھ ڈالتا

ملکہ کا جھجکنا کہنا کہ صاحب قاعدے سے بیٹھا کرو مگر شاخسار جو قتل ہوئی شوہر اسکا نخل جادو باغ گلگون مین بیٹھا ہوا کنیزون سے کہہ رہا ہی کیا سبب ہوا کہ ملکۂ عالم نہین تشریف لائین کبھی خراب پیتا ہی کبھی کنیزون سے کہتا ہی ارے جاکر خبر تو لاؤ دیکھو کیا سبب ہوا کہ ملکہ کو عرصہ ہوا کنیزین گئین آکر دست بستہ عرض کی کہ ملکۂ عالم کا پتہ نہین ملتا نخل جادو نے دو چار جام پیے نشے مین اور زیادہ گھبرایا کبھی اٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی کہ چند طائر اڑتے ہوئے آئے پکار کر آواز دی ای نخل زوجہ کو کیون یاد کرتا ہی وہ قتل ہوگئی غضنفر بن اسد نے مارا ملکہ شمیم نے قتل کرایا اب عاشق و معشوق خوش بیٹھے ہین یہ کہکر طائر جلکر گرے باغ گلگون مین ہنگامہ پڑگیا پھول مرجھائے غنچون کا چٹکنا موقوف عندلیبان خوشنوا رونے مین مصروف ساری رعنائی و زیبائی باغ کی مٹ گئی نخل بے اختیار رونے لگا کہا یارو غضنفر کون شخص ہی جسکے صدمہ پہونچایا ہماری ملکہ کیونکر اُس تک پہونچین اُسنے کیون قتل کیا وجہ عداوت کی کیا ہوئی مین برباد ہوگیا نخل ابتر ہونا باغ کا دیکھکر گھبرا گیا سر پیٹنے لگا طائران سحر کو حکم دیا کہ جاؤ خبر لاؤ غضنفر کس مقام پر ہی چند طائر گئے تھوڑے عرصے مین واپس آئے سامنے نخل کے سر پیٹنے لگے کہا ای نخل جادو ملکہ شاخسار باغ ملکہ شمیم مین قتل ہوئین غضنفر بن اسد نے مارا اب دونون مسند پر بیٹھے ہین لاشہ شاخسار بیرون باغ پڑا ہی نخل نے تخت اڑایا طائرون کو آواز دی کئی ہزار طائر شامل ہوے یہان غضنفر و شمیم بیٹھے ہین باتین کررہی ہین کہ آسمان پر لکۂ ابر سبز نمایان ہوا اول نخل نے لاشہ شاخسار اٹھایا تخت پڑا لیا بعد اُسکے تخت سے کودا چند طائر بشکل انسان بنے اُنسے کہا جاکر ارتھی بناؤ لاشہ شاخسار جلاؤ وہ جادوگر لاشہ شاخسار لیکر طرف باغ گلگون کے گئے نخل جادو تیغہ کھینچے ہوے اندر باغ کے چلا دروازے پر محلدار نے روکا کہا ذرا ٹھہر جائیے کہ مین جاکر اطلاع کر آؤن تو آئیے یہ بات سُنکر نخل جادو نے ہاتھ تلوار کا محلدار کو مارا چند کنیزون کو اُس مقام پر قتل کیا تیغے سے خون ٹپکنے لگا ملکہ شمیم کو خبر پہونچی یہان یہ معرکہ گذر گیا نخل جادو نے قریب آکر للکارا کہ او شوخ دیدہ و او گیسو بریدہ تو نے شاخسار کو قتل کرایا اب تیرا کیا حال کرون شمیم اٹھ کھڑی ہوئی آپس مین سحر چلنے لگا غضنفر نے جو دیکھا کہ ملکہ شمیم پر سحر نخل جادو

کا غالب ہوتا ہی بیتاب ہو گئے تیغۂ روئین شگاف کھینچکر اُٹھے کہا او نامرد تیری جورو کو
مین نے قتل کیا مجھ سے مقابلہ کر یہ وہ غضنفر نے کہا نخل جادو جلگیا جھلا کر ایک دو ہتھڑ
زمین پر مارا کہ ملکہ شمیم لڑکھڑا کر گرین آنکھین بند ہو گئین ملکہ شمیم چاہتی ہین آنکھین
کھولون اپنے مقام سے اُٹھون مگر اُٹھنے کی طاقت نہین تڑپ رہی ہین دیکھا طرف
غضنفر کے نخل جادو چلا شمیم کی بیقراری دعائین مانگنے لگی دل مین یہ خیال کہ مجھ ایسی
ساحرہ کا تو اُسنے یہ حال کیا تلوار انکی چھین لیگا دشمنون کو قتل کریگا نہین معلوم کیا سزا
دیگا ای خالق لیل و نہار ای پروردگار شیر بیشۂ صاحبقرانی کو اس ظالم کی بدعت سے
بچالے ؎ اے خالق ہر بلند و پستی + بخشندۂ جز عطا مکن زہستی + علم و عمل و فراخ دستی +
ایمان و امان و تندرستی + دیگر شاہا ز کرم بر من درویش نگر + بر حال من خستۂ دلریش نگر +
ہر چند نیم لائق بخشایش تو + بر من منگر بر کرم خویش نگر + ملکہ شمیم گیسو کشا بصد پریشانی
حیرانی دعائین مانگ رہی ہی لیکن نخل جادو تیغہ کھینچکر طرف غضنفر کے چلا للکارتا ہوا او
طفل بے ادب اتنی بڑی جادوگرنی کا تو مین نے یہ حال کیا تیری قضا درپیش ہی تجھکو خوب
پس و پیش ہی جا کر کسی مقام پر چھپ رہ مجھکو تیرے سن پر رحم آتا ہی تو بھلا کیا اُسکو قتل کرتا
غضنفر نے کہا مین تیرا بھی قاتل ہون اُسکو بھی مین نے قتل کیا مردان عالم کہین منھ پھیرتے
ہین تو خود بھاگ جا اپنی جان بچا نخل تیغہ کھینچے ہوے طرف غضنفر کے چلا اور سحر کے
گولہ مارا غضنفر نے انگشتر کو چمکایا گولہ پھٹ کر گرا نخل بہت حیران ہوا کہ کیا باعث ہوا کہ
یہ گولہ خالی گیا پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر میری زوجہ قتل ہو گئی سحر تاثیر نہین کرتا
آکر مدد کیجیے ورنہ غضب ہو جائیگا غضنفر تیغہ کھینچے قریب پہونچا نخل نے جنگلی خاک کی
اٹھا کر سر پر ڈالی اپنے کو تیلہ فولاد کا بنایا غضنفر نے ہاتھ تیغۂ روئین شگاف کا مارا
بھی اُس تیغے کی تاثیر ہے کہ فولاد کو کاٹتا ہے سراسر کٹے و جڑے کو کاٹا صراحی گردن سے
مانند قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب نکلا زمین پر آکے بوسہ دیا نخل کے دو
ٹکڑے ہوے نخل حیات نخل جادو کو غضنفر نے قلم کیا اُس مغرور کا غنچۂ آرزو نہ کھلا
مرتے ہی نخل کے ایک ہنگامہ ہوا آواز آئی گشتی مرا نام من نخل جادو بود اور جادوگر

جو اُسکے ساتھ کے کھڑے تھے اُنھون نے گریبان پھاڑ ڈالے اور دوڑ کر لاش نخل جادو کی اُٹھائی روتے پیٹتے طرف ہفت پیکر کے چلے یہان ہفت پیکر قصر عشرت مین مثل ہار سترہ سو پہلوان وساحر بیٹھے ہین ذکر لشکر رستم ہو رہا ہی کہ رونے کی آواز آئی ہفت پیکر نے پوچھا ارے یہ کون روتا ہی نگہبان نے عرض کی چند ساحر ایک لاش لیکر آئے ہین ہو و قدرت کو رنج پہونچتا ہی کوئی ساحر کہین لڑا ہاتھ سے مسلمانون کے مارا گیا ملازم اُسکے لاش لیکر آئے ہین حکم ہوا بلا لو ساحرون نے لاکر لاش نخل سامنے ڈالدی فریاد کر کے عرض کی کہ نخل جادو ہاتھ سے غضنفر کے مارا گیا باغ شمیم مین عیش کر رہے ہین مگر غلامون نے یہ آنکھون سے دیکھا کہ نخل نے سحر کر کے گولہ مارا مگر تاثیر نہوئی جب نخل نے گولہ مارا اور وہ جوان قریب آیا تو نخل نے اپنے کو فولاد کا پتلہ بنالیا مگر کیا تلوار بے کر سر پڑی زمین مین جاکر بوسہ دیا مراد اس عرض سے یہ ہی کہ اُس طفل پر سحر تاثیر نہین کرتا ہم لوگ کیا کرین ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ارے یارو تم مین کوئی پہلوان ایسا ہی کہ غضنفر کا سر لائے معیار بلا خوار آٹھ پہر بلبلایا کرتا ہی آواز ہفت پیکر سُنکر سب تو تھرا گئے مگر معیار نے عرض کی یا خداوند یہ غلام رخصت ہوتا ہی اور غضنفر کو گرفتار کر کے لاتا ہی شمیم کی آپ تدبیر کیجیے گا یا حکم ہو تو اُسکو بھی پکڑ لاؤن غرضکہ ساتھ کے تین لاکھ ساحر علم نیرنج وشعبدے کے ماہر مسلح ہو کر سامنے آئے ہفت پیکر کو سجدہ کر کے یہ پہلوان سوار ہوا تین لاکھ فوج سے طرف باغ شمیم کے چلا یہان تیسرا دن ہی کہ غضنفر پرلے سیر باغ نکلے قزاقون نے بڑا جاکر سلام کیا غضنفر ایک ایک کا مزاج پوچھ رہے ہین یہ سب دست بستہ عرض کرتے ہین کہ آپ کی پرورش وعنایت حضور کو دعا دیا کرتے ہین سبکا سلام بندگی لیکر غضنفر تو باغ مین آئے قزاقون سے کہہ آئے کہ باغ مین کوئی نہ آنے پائے اس باغ کو کوئی گھیر نہ سکے اسّی ہزار نے چار جانب سے باغ کو گھیر لیا درختون کے سائے مین اُتر پڑے ڈیرے بجنے لگے چار بیت ہو رہی ہے قزاقون مین ہنگامہ بلند ہی غضنفر اندر باغ کے ساتھ ملکہ شمیم گیسو کشا کے صحبت آرا ہین ساز بج رہے ہین غزلین عاشقانہ گائی جا رہی ہین نظم

آنسو نہیں ہیں یہ مژۂ اشکبار پر
گویا نمود آبلہ ہے نوک خار پر

ناصح نہ کر تو سرزنشیں بس معاف کر
کب اختیار ہے ترے بے اختیار پر

افعی کا شک ہوا کبھی زنجیر ناز کا
کیا کیا گمان نہیں ہوئے گیسوے یار پر

تائب ہوں مدتوں سے سمجھا نہ اور کچھ
تم سو رہو اب آج مرے اعتبار پر

جلوے دکھا رہا ہے عجب رنگ سوسنی
نام خدا لبوں کی مسی ہے بہار پر

کسطرح آئے چین مجھے ہجر یار میں
بجلی گری ہے غم کی دل بیقرار پر

گلچین ہے باغ میں نہ فغان عندلیب کی
دھوکے خزان کے ہوتے ہیں فصل بہار پر

کیسی یہ باد گل تھی کہ خاموش کر دیا
نالے بھی آسکے نہ زبان ہزار پر

رہنے دے کوے یار میں جز و ضعیف ہوں
احسان کر اے صبا مرے مشت غبار پر

کر امتحان حق وفا عاشقوں کا کچھ
صیاد عندلیب کے کھول ایک بار پر ❖

امیدوار جوش جنون چند روز سے
بیٹھے ہوئے ہیں آمد فصل بہار پر

جلوے دکھا رہے ہیں جگر میں ہجوم داغ
جوبن ہے آجکل تو مرے لالہ زار پر

ثابت نہیں ہو کسکے یہ ارمان کی خاک ہی
اک بیکسی برستی ہے شمع مزار پر ❖

تارے بھرے ہیں دامن شب نے یہ ہی گمان
افشان چمک رہی ہی جو گیسوے یار پر

مدت کے بعد چند نفس چین آ گیا
رکھا ہی کسنے پاؤن ہمارے مزار پر

رہتے ہیں اشکبار جو شب بھر وہ میری طرح
ہنستی ہے صبح گریۂ شمع مزار پر

کھائے ہیں ہمنے داغ یہانتک کہ اے نسیم
دھوکا ہی گلستان کا دل داغدار پر

اسوقت عجب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی گرد باغ کے سب قزاق گا رہے ہیں اور تانین اُڑا رہے ہیں کہ قزاقون نے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی اور چہار جانب سے فوج آتی ہے کہ باغ کو گھیر لین قزاقون نے فوراً گھوڑے جھکائے اور آواز دی اسطرف کون آتا ہی بڑھکر کسی پر نیزہ مارا یا تیرون کی بوچھار کی ہمراہیان معیار رُس کے معیار نے گینڈا اپنا صف سے نکالا طرف باغ کے اکیلا چلا دروازے پر باغ کے افسر قزاقان سہراب نامے نگہبان تھا اُسنے گھوڑا بڑھایا اور آواز دی کہ او نامرد

کہاں آتا ہی خبردار اسطرف نہ آنا شہنشاہ قراقان کا اس باغ میں داخلہ ہی زبانی ارشاد فرماگئے
ہیں کہ کوئی سائے میں باغ کے نہ آنے پائے سہراب نے یہ کہکر نعرہ کیا کہ او نامرد ادھر نہ
آنا دس ہزار قزاق جو موجود تھے سب نے بوق ترکی بجایا بوق کی آواز کان میں غضنفر کے
پہونچی ابھی تو آکر گھوڑے سے اترے تھے مرکب ٹہلایا جاتا تھا جھٹ کر پشت مرکب پر غضنفر
سوار ہوئے ملکہ نے پکار کر آواز دی ای شہریار کہاں تشریف لیچلے غضنفر نے جواب دیا
قزاقوں نے ہمارے بوق ترکی بجایا کسی سے جنگ کا سامان ہی ای ملکۂ عالم بڑے افسوس
کی بات ہی کہ قزاق برسر جنگ ہوں اور ہم نہ پہونچیں ملکہ نے کہا ذرا ٹھہر جائیے میں جمال کی پھول ن
اور کنیزوں کو بھیجوں آخر قزاق کس سے برسر جنگ ہیں حال معلوم ہو جائیگا اتنا تو ای شہریار
سمجھ لیں کہ کوئی ساحرہ ہو غضنفر نے کہا اس تیغۂ دشمن شگاف کے آگے ساحر اور غیر ساحر
دونوں برابر ہیں باہر نکل کر سمجھا جائیگا یہ کہکے غضنفر نے گھوڑا بڑھایا اور باغ سے نکلکر
دیکھا کہ سہراب آگے بڑھ گیا ہی چاہتا ہی معیار پر جا پڑوں کہ غضنفر نے آواز دی ای برادر آگے
نہ بڑھو ہم شہنشاہ قراقان ہیں اس گبر سے سمجھ لونگا یہ کہکر گھوڑا اڑاتے ہوئے سہراب سے
چند قدم آگے بڑھ گئے ہر چند سہراب نے کہا آقا آپ تامل کریں میں اس کافر سے سمجھ لونگا
غضنفر کب مانتے ہیں قریب جاکر اُسکے گینڈے کے منھ پر سپر رکھدی گینڈا پیچھے ہٹا معیار
نے جمال جہان آرا جو دیکھا حیران ہو گیا کہا ای جوان تو کون ہی نام نامی اسم گرامی کیا ہی گل کس
گلستان کا ماہ کس آسمان کا ہی ابد ولت کے مقابلے میں آیا ہی بالکل خوف جان نہیں یوں
مارا جائیگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کریں اور مجھکو رحم نہ آئے غضنفر
نے کہا نام میرا شہنشاہ قراقان ہی نبیرۂ صاحبقران ہوں اتنی تلواریں مارونگا کہ آخر سامنے
سے بھاگ جائیگا اب قبضے پر ہاتھ رکھ کلام کا اختتام ہوا معیار نے کہا میں اُسکا جویا ہوں
جو شمیم کو قبضے میں کرکے بیٹھا ہی یہ بے ادبی ساتھ خداوند کے یہ نہیں سوچا کہ معشوق خداوند
پہلو میں بندے کے غضنفر نے کہا او نادان وہ میں ہی ہوں اپنے قدرت سے [illegible] کرکے
کرا لیسے امرد ہو کہ معشوقہ نے تمھیں قبول نہ کیا ہمارے پاس نکل آئی بہ آرام بیٹھی ہے باغ
پر بھی قبضہ کر لیا اب تو تو نے پہچانا معیار نے کہا مقابلے میں اُتریے اب وقت مقابلہ باقی

نہیں ہے شب کو طبل جنگی بجوایئے صبح کو میرے تمھارے مقابلہ ہو یقین ہے آپکے سردار بھی شب کو آپ کو سمجھائیں گے کہ ایسے زبردست کے مقابلے مین نہ جایئے سمجھ کے آیئے اب دن بہت کم باقی ہے غضنفر نے کہا مقابلے کو وقت کیا جو وقت تلوار کھنچی اسیوقت مقابلہ ہو ہر چند غضنفر نے کہا معیار نے نہ قبول کیا غضنفر پلٹ آئے معیار نے بارگاہ استاد کرائی لشکر کو لیکر مقابلے مین آترا غضنفر نے قزاقون کو حکم دیا سب قزاقون نے بارگاہ زلیخی استاد کی گرد قزاق گھیر کر اترے غضنفر بارگاہ مین اتر کے داخل ہوے ملکہ شمیم کو کنیزون نے خبر دی کہ اسوقت معیار نے مقابلہ نہیں کیا کل کا وعدہ ہوا ہے بارگاہ مین استاد ہو گئین اب طبل جنگی بجین گے ملکہ نے کنیزون کو حکم دیا کہ جاکر غضنفر سے عرض کرو کہ آپ باغ مین یہان تشریف لایئے صبح کو اختیار ہے کنیزین خدمت غضنفر مین حاضر ہوئین پیغام ملکہ کا سنایا غضنفر نے جواب دیا کہ ملکہ سے کہنا کہ ہمسے حریف سے وعدہ ہوا ہے مقابلہ کر کے آئین گے یون ہمارا آنا مناسب نہیں حریف طعن کریگا کہ مقابلے سے چلے گئے لفظ طعن سننا گوارا نہیں لیکن معیار نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے خبر سنائی غضنفر نے بھی حکم دیا قزاقون نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگیں سنان نیزہ درست ہوئین نیزون کو زہر سے آبداریان دین چار پہر رات اسی تیاری مین بسر ہوئی وہ وقت آیا

اشعار صبح ؏ یکایک ہوا دان سحر کا ظہور ✤ اُڑا آشیانے سے طاؤس نور ✤ وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ ✤ بہت گرم خو اور روشن نگاہ ✤ سپہ کی علامت سپیدہ ہوا ملتا آگے آگے خط صبح کا ✤ کیا دبدبہ خلق پر آشکار ✤ کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار ✤ روشنی سحر نمودار ہوئی آفتاب عالمتاب کا شاہ مشرق سے سر بدر کے چرخ زبرجدی پر آیا تمام دنیا کو منور و روشن کیا معیار سوار ہوا میدان کارزار مین آیا غضنفر نے نکل کر بوق ترکی بجایا صدا تھی کہ اے قزاقان تیار شوید قزاقون نے بوق بجاتے گھوڑے پاتو جنگل مین چر رہے تھے یا دوڑتے ہوے سامنے آئے سر جھکا کر کھڑے ہوے یہ اشارے تھے کہ ہمپر زین کسو اور سوار ہو قزاقون نے گھوڑے تیار کیے غضنفر نے دوسری آواز دی تیسری صدا مین سب مسلح و مکمل پرے جمائے ہوے سامنے آئے مگر سہراب

دیوانہ سبکا افسر نہایت برہم ہوا کہتا ہی آقا سے نامدار آج میدان مین مین نکلون اُس
مغرور سے مقابلہ کرون اسکے لاف و گزاف سے دل شب بھر بیچین رہا یہ نسبت آپکے
کلمات سخت کہتا ہی ہمکو ہرکارون نے خبر دی کہ شب بھر یہی کہا کیا کہ اُس لڑکے کو پکڑ لاؤنگا
یہ سُنکر غلام کو بہت ناگوار ہوا آج میدان مین سمجھاؤنگا غضنفر نے کہا ای برادر اپنے
زور پر سب کو ناز ہوتا ہی جب مقابلہ پڑیگا تو حال کھلجائیگا یہ باتین کرتے ہوے میدان مین
پہونچے جانبین مین صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ معیار
نے گینڈا صف سے نکالا سلحشوری کرنے لگا جب کہ خوب عرق ہوا دونون بیرون سے
یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین پشت طرف اپنے لشکر کے کی رخ طرف
لشکر اسلام کے کیا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان اجل تمکو گھیرے ہی جسکو تمنا مرگ کی
ہو وہ بدولت کے مقابلے مین آئے فنون سپاہ گری دکھائے غضنفر نے قصد کیا تھا کہ
سہراب نے گھوڑا اُڑایا سامنے غضنفر کے آکر عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان ملے غضنفر
نے دیکھا کہ سہراب بہت برہم ہی اگر اجازت نہ دونگا تو یہ اپنے کو ہلاک کریگا فرمایا کہ اے
برادر بسم اللہ مگر حریف صاحب تن و توش ہے نشۂ بادۂ جرأت سے مدہوش ہی سمجھکر
مقابلہ کرنا سہراب نے عرض کی حضور ملاحظہ فرمائین گے کہ غلام آپ کا کس طور سے لڑیگا
یہ کہکے سہراب گھوڑا اُڑاتا ہوا مقابلے مین معیار کے آیا معیار نے گینڈا اپنا بڑھا دیا کہ
تگا و دزن ہون سہراب نے گھوڑا ہٹا لیا معیار گینڈے سے گرتے گرتے بچا للکار کر
آواز دی ای جوان یہ کیا حرکت تھی کہ تگا و دزن نہ ہوا سہراب نے کہا کافر سے مس ہونا
عیب جانتے ہین معیار نے نیزہ مارا سہراب نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس
مین نیزہ بازی ہونے لگی بعد چند طعنون کے سہراب نے نیزے کو کین دیا گینڈے کی
آنکھ مین نیزہ مار دیا گینڈے نے چیخ کھایا معیار گینڈے سے کود پڑا بیچھڑ یالٹ کا ہاتھ
مارا کہ چارون پیر گھوڑے کے سہراب کے اُڑ گئے سہراب گھوڑے سے گرا اوپر سے
معیار نے ہاتھ مارا کہ سہراب کا سر زخمی ہوا سہراب دوڑکر لپٹ پڑا سر زخمی ہی خون بہ
رہا ہے مگر جھٹ پٹ پکڑ لایا چاہا کہ دو چار گھسے دون معیار نے کمر سے خنجر نکالا ران پر

سہراب کی مار دیا تا بہ استخوان خنجر پہونچا معیار نے سہراب کو باندھ لیا ہر چند قزاقون نے
آواز دی کہ او نامرد زخمی پہ دست انداز نہ ہو معیار نے کچھ جواب نہ دیا سہراب کو باندھکر
لیگیا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ اس لڑکے کو اور ایک دن کی مہلت دی اب طریقہ
جنگ قزاقان ذہن مین آگیا کہ یہ لوگ مکر سے لڑتے ہین مین انکو برابر گرفتار کر لونگا مجھ سے
نہ لڑ سکین گے غضنفر رنجیدہ مبلغ فرماتے ہوے ایں معیار مکار نے بڑا صدمہ دیا بارگاہ
مین آکر بیٹھے کمر مین کھولی ہتھیار لگے ہوے زمین عیار سے فرمایا خبر تو لا ساتھ سہراب کے
وہ کس طرح پیش آیا ہماے تیز رو چلا معیار نے آکر سہراب کو قید خانے مین بھیجا عیار
اپنے موسوم بہ طیران دوندہ کو حکم دیا کہ جاکر خبر تو لا وہ طفل کیا کر رہا ہے اگر بھاگ جانے کا
ارادہ ہو تو مجھکو خبر دینا بھاگ کر نہ جانے دو نکلا طیران جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی ہماے
تیز رو جنگل مین پہونچا تھا کہ صداے زنگ کان مین آئی ہما ایک نخل کی آڑ مین ٹھہرا
دیکھا ایک عیار اڑتا ہوا آتا ہے ہمانے حلقے کمند کے سرراہ خس پوش کیے طیران قریب
اُن حلقون کے پہونچا ہمانے شیر کی آواز دی طیران رکا ہمانے جھٹکا مارا کہ طیران گرا
ہمانے حباب مارا طیران بیہوش ہوا ہمانے اٹھاکر طیران کو درخت سے باندھا کوڑا لیکر
کھڑا ہوا ہوشیار کرکے پوچھا کہ تو کون ہے کہان جاتا تھا طیران نے کہا معیار کا عیار
ہون براے خبر قزاقان چلا تھا کہ مسلمان بھاگ نہ جائین ہمانے سامنے ہی طیران کے
رنگ و روغن عیاری کا نکالا طیران کی شکل بنکر تیار ہوا کہا کہ تو تو اسی مقام پر بندھا رہ
مین جاکر تیرے آقا کو لاتا ہون طیران نے بہت داد فریاد کی یہ بھی کہا کہ مین شاگرد ہونا
ہمانے کچھ جواب نہ دیا طرف لشکر معیار کے چلا لشکر کو دیکھتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا
معیار بیٹھا تھا کہا اے رفیق وشفیق مسلمان کس حال مین ہین ہمانے کہا کہ حضور
کانپ رہے ہین سب قزاق تو یہی کہتے ہین بھاگ چلیے مگر افسر نے سب کو روکا ہے کہتا
ہے مین معیار سے لڑونگا یہان طیران بندھا تھا چند کاہ فروش گھاس چھیلنے جو آئے
طیران داد فریاد کرنے لگا ان سب نے اسکو کھولا طرف اپنے لشکر کے جلادل سے باتین
کرتا ہوا آتا ہے کہ ایسا نہ ہو آقا کو گرفتار کرلے لشکر مین طیران آیا لشکر والون نے

پوچھا اے طیران یہ کیا معرکہ ہو کہ ایک طیران آگے گیا ہو تم اب آئے ہو وہ طیران کیسے طیران نے کہا وہ آگے جو گیا ہو وہ عیار غضنفر نامدار ہو آقا کو دم دینے گیا ہو اب مین جاکر اسکی گردن لیتا ہون ملازم تو خاموش ہو رہے لیکن ایک چوبدار اوٹھے دور سے جو طیران کو آتے دیکھا بارگاہ معیار مین آیا ہما کو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا خال مین خط مین فرق نہ پایا ہما نے پوچھا مردہے صاحب کیا مجھے دیکھ رہے ہو چوبدار نے کہا دوسرا طیران اور آتا ہو مجھکو تردد ہو کہ اصلی کون ہو نقلی کون ہو ہما سمجھا کہ طیران اصلی آتا ہو ہاتھ باندھکر سامنے معیار کے کھڑا ہوا کہا اے پہلوان دوران عیار غضنفر فرزند عمرو کو بڑا دعوی عیاری ہو میری شکل پر آتا ہو مین یہ دنگل چھپ رہون وہ جو آئے اُسکو گرفتار کر لیجیے طیران اپنی بارگاہ جانکر بلا تکلف آیا کہ معیار نے کہا اے طیران کہان تھے کیا خبر لائے ذرا میرے قریب آؤ طیران قریب آیا ہو کہ معیار نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا ایک طمانچہ مارا ہما زیر دنگل سے نکلا ایک لات ماری کہا کہ او مکار عیاری کرنے آیا تھا چاہتا تھا میرے آقا کو دھوکا دے مین تیرا باپ یہان موجود ہون کیا مجال تھی کہ میرے آقا پر عیاری کرتا طیران غل مچانے لگا کہ اے آقائے نامدار یہ وہی عیار ہو میرے سامنے میری شکل بنا تھا رات کے جلسے مین جو راز و نیاز گذرے ہین وہ خواہ مجھ سے پوچھیے یا اُس سے دریافت کیجیے معیار نے پوچھا ہما نے کہا اے شہریار مین سرکار کے راز کی بات چلا کر نہ کہونگا چاہتا ہون کہ کان مین عرض کرون حضور پر تو واضح ہوگا معیار نے سر جھکایا ہما تڑپ کر قریب آیا معیار کو اک دھول ماری اور خود لیکر بھاگا سرابچے کو فرا گیا- لینا لینا کا بلڑ ہوا ہما کبھی لینا لینا کرتا ہوا جاتا ہو ہر ایک کے قریب سے نکلجاتا ہو لاکھ لوگ دوڑے کسی نے ہما کو نہ پایا ہما بھاگ کر لشکر غضنفر مین آیا معیار جھولا کھا کر بہت شرمایا جھلا کر کہا سہراب کو لاؤ ابھی سر دربار ہجو نگا اگر اُسنے میرا مذہب اختیار نہ کیا تو قتل کرونگا اُسی وقت سہراب آیا زخمون مین ٹانکے دیے گئے ہین پٹیان مرہم کی چڑھی ہوئی ہین زنجیرین ہلاتا ہوا دربار مین آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی معیار نے جھلا کر کہا خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کر ورنہ ابھی قتل کرونگا سہراب نے کہا او نامرد مردان عالم جان سے کب ڈرتے ہین اگر تجھ ایسے نامرد کے ہاتھ سے قتل ہو سے یہ بھی

باعث فخر ہوگا معیار نے کہا جلاد کو بلاؤ یہ کبھی خداوند ہفت پیکر کو سجدہ نہ کریگا قدرت نے
اسکے دل پر قفل لگا دیا ہی جلاد نے آکر زنجیر کو پکڑ کر کھینچا کہا او جوان ادب سے کلام کر سامنے
پہلوان دوران گرشاسب جہان بیٹھے ہین تجھکو جان کا خوف نہین نو تو قتل ہوجائیگا
مہلت نہ پائیگا یہ کہکے پھر زنجیر کو جھٹکا دیا سونٹا اٹھایا کہ مارون سہراب کی آنکھون کے نیچے
اندھیرا آگیا زنجیر تھام کے جھٹکا مارا کہ جلاد جھکا ہتھکڑی ماردی کہ جلاد کا سر پھٹ گیا قید توڑ کر
پھینکدی ایک پہلوان کو مار کر تلوار لی لڑنے لگا جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے چاہتا ہے
معیار کو بڑھکر مارون دنگل پر سے اسکو اُتارون مگر پہلوانون نے اسکو گھیر لیا لڑتا بھڑتا
سہراب باہر نکلا چار طرف سے فوج نے بلوہ کیا لشکر مین جو ہنگامہ ہوا قزاقون نے خبر
پائی کہ سہراب نے قید توڑی بوق ترکی بجانے لگے غضنفر بارگاہ کے نکل آئے پوچھا کیا غل
کیا ہے یہ وقت کیون بوق ترکی بجایا سب نے عرض کی غلامون نے آپ کے خبر پائی ہے کہ
سہراب نے قید توڑی ہے لڑائی ہو رہی ہے غلام چاہتے ہین جا پڑین اپنے افسر کو بچائین
ایک گھوڑا کسی قزاق کا کھڑا تھا غضنفر اُسپر سوار ہوے گھوڑا اُڑا کر چلے اسی ہزار
قزاق بھی چلے قریب لشکر معیار آکر بوق ترکی بجایا گھوڑے لشکر کفار کے رم کرنے لگے
ہزارہا گھوڑون نے سوارون کو اپنے گرایا اور راہ صحرا کی لی قزاق آکر لشکر معیار پر گرے
وہ ہنگامہ ڈالا کہ فوج کو ٹھہرنا مشکل ہوا کچھ بھاگے کچھ مارے گئے مگر غضنفر لڑتا بھڑتا برابر
معیار کے پہونچا قزاقون نے دور سے دیکھا کہ آقا ہمارے لڑتے ہوے طرف معیار کے
جاتے ہین جنگ مین مصروف ہوے جانتے تھے کہ آقا اسکو ضرور مارلین گے معیار نے
جو غضنفر کو دیکھا جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تلوار کو سپر پر روکا اور تلوار کا ہاتھ گینڈے
کی گردن پر مارا کہ گینڈے کی گردن قلم ہوئی معیار گینڈے سے گرا غضنفر نے تلوار کے
نیچے رکھ لیا اتنے ہاتھ مارے کہ آخر معیار تلوارین کھاتا ہوا بھاگا بھاگ کر نخلستان مین
پہونچا غضنفر مرکب جمکا کر وہان بھی پہونچے ہمارے تیزرو نے کہ اپنے آقا کو دیکھا ہوا
جاتا تھا دیکھا کہ نخل کے سائے مین معیار جا کر ٹھہرا غضنفر مرکب چمکاتے ہوے
وہان بھی پہونچے ہمارے تیزرو دیکھ رہا ہے کہ غضنفر نے ہاتھ مارا معیار نے

دونون ہاتھ اُٹھا دیے کلائیان کٹ گرین معیار پھر بھاگا ایک مقام پر جاکر ٹھہرا غضنفر نے گھوڑے سے کود کر کمر پر ہاتھ مارا کہ معیار دو ٹکڑے ہو کر گرا ہمائے تیز رو نے دیکھا کہ جیسے ہی معیار کے دو ٹکڑے ہوئے وہان پر غبار بلند ہوا غضنفر غبار مین چھپ گئے ہما قریب آیا غضنفر کو اس مقام پر نہ پایا مرکب خالی کھڑا تھا ہمائے تیز رو روتا ہوا پلٹا فوج اسلام لڑائی فتح کر کے بارگاہ مین لوٹ رہے ہین خزانے پر جاکر گرے توڑے اُٹھا اُٹھا کر مرکبون پر رکھے کہ ہما کو روتے ہوئے دیکھا سب کے پہلے سہراب نے پکار کر پوچھا کہ ای عیار طرار خیر تو ہے ہما نے بیان کیا کہ آقائی گلستان سے غائب ہو گئے قرانون نے جو یہ خبر سُنی گریبان چاک کیے روتے پیٹتے دربار پر آئے یہ خبر وحشت اثر ملکہ شمیم کو پہونچی ملکہ شمیم نے بال کھولدیے بلک بلک کر رونے لگین کہتی تھین ہا جو میرا راج سہاگ لٹ گیا کیا کیفیت بیان کرون مین تو لٹ گئی ایسے معشوق سے چھٹ گئی۔ نظم

کب جہان مین خلش غم سے دل شاد آیا
ساتھ قالب کے مرے سایۂ ہمزاد آیا

حشر مین جب کہ دم پرسش بیداد آیا
آپ کو گنگ بنا کر وہ پری زاد آیا

صدمۂ قید تعلق جو مجھے یاد آیا
الف وصل کے مانند مین آزاد آیا

موج کی جام و صراحی مین نہ ٹھہری دم بھر
تیری آنکھون مین جو رہنے کا مزہ یاد آیا

دہن زخم سے ہنس ہنس کے نکل جائیگی روح
گدگدانے کو گلو خنجر جلاد آیا

یہ غلط ہے کہ مرا ذکر کیا ہو تو نے
کوئی طعنہ تو نہ تھا مین جو تجھے یاد آیا

ایک نے بھی نہ سنا روز جزا صد افسوس
شکوۂ یار جو بنکر مری فریاد آیا

دوست کیا تو نے تو دشمن بھی نہ چھوڑا ای چرخ
اب وہ دھڑکا نہ رہا دل مین کہ صیاد آیا

تنگ یا مین معروف ہوئی ہین روحین
کیا فلک پر ہے کوئی عالم ایجاد آیا

دل بے غفلت کہ رقیبون کے گلے سے کچھ بھی
اپنی ہستی کا مجھے آج نشان یاد آیا

تھا خیال لب شیرین جو دم نزع مجھے
مین نے سمجھا ملک الموت کو فرہاد آیا

مردہ و زندہ زمین سے نہین باہر کوئی
ایک آغوش مین کیا مجمع اضداد آیا

خانہ زاد دل بیتاب ہی کچھ غیر نہین
نہ ڈرو لب پہ اگر شکوۂ بیداد آیا

کر دیا اُس نگہ مست نے مجھکو غافل	آج آنکھون مین مری خواب خدا داد آیا
جب اُمنڈتا ہی مرے سینۂ سوزان سے دھوان	آسمان اُسکو سمجھتا ہے کہ ہمزاد آیا
نذر کیا دیجیے اُس قاتل عالم کو نسیم	ایک سر تھا سو تہ خنجر جلاد آیا

کنیزون نے کہا واری بیقرار نہ ہو جیسے ہمارے تیز رو نے آکر سمجھایا کہ حضور یہ فرزندان صاحبقران ہین ایسے ایسے قران صعب اُنپر بہت سے پڑتے ہین آپ سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین اُس مقام پر تشریف لیچلیے سحر سے دریافت کیجیے کہ کون اُٹھا کر لیگیا یا دیو یا جن یا کسی ساحرہ کا یہ کام ہی یہ خوب جانتا ہون کہ وہ جہان جائینگے آفت برپا کرینگے جس مقام پر ہونگے اُس زمین کو اسلام آباد کر دینگے ایک مجھکو بڑا افسوس ہی کہ جلدی مین اُنکو خیال نہ رہا اسپ باد پا یمان بندھا ہی سہراب کا حال سنتے ہی ایک قزاق کے مرکب پر سوار ہو بیٹھے وہ بیچارہ پیدل رہا یہ نہ کہہ سکا کہ حضور میرا مرکب تو دیجیے دوسرے یہ خلاف ہوا کہ اُسپر گھوڑا دوڑا کے جب نخلستان مین پہونچے تو یہ غضب تھا کہ گھوڑے سے کود پڑے اُتر کر اُسپر ہاتھ مارا یہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ جب اُنھون نے ہاتھ مارا اور اُسکے دو ٹکڑے ہوے تو ایک غبار بلند ہوا اور وہ غبار ہٹا تو مین نے شاہزادے کو نہ پایا یہ باتین سُنکر خیمیم نے گاتی باندھی ہمارے تیز رو کے ساتھ چلی باہر آکر دیکھا کہ سب قزاق رو رہے ہین ملکہ نے پکار کر کہا صاحبو کیون گھبراتے ہو کوئی ساحرہ اُنکو لیگئی اگر طلسم ہفت پیکر کی سرحد مین ہی تو ابھی کھینچی ہوئی آئیگی سب قزاق پیچھے پیچھے چلے خیمیم اُس مقام پر آئین کہ جس مقام پر غضنفر غائب ہوے تھے اول اُس مقام کو دیکھا کچھ نشان سحر نہ پایا کہا ای عیار طرار ساحرہ کو یقین تھا کہ ملکہ خیمیم کوشش کریگی کوئی اُسنے علامت نہین چھوڑی کس شی سے پہچانون یہ کہکے انگلیون پر کچھ شمار کیا کہا ای عیار طرار کچھ نشان نہین ملتا مگر طریقہ کہانت یہ خبر دیتا ہی کہ عیار جستجو کرے طرف مشرق کے جائے کچھ سامان غیب سے پیدا ہوگا ای برادر تم چلو مین بھی آتی ہون قزاقون نے کہا ای ملکہ عالم ہم بھی تلاش مین چلین اپنے آقا کو ڈھونڈھین خیمیم نے کہا تم لوگ اسی مقام پر اُترو مین سارے طلسم ہفت پیکر کو چھان ڈالونگی اُس یوسف گم گشتہ کا پتہ لگاؤنگی قزاق تو سب

اس مقام پر اترے ہمارے تیز رو قنطورے لگا کر طرف مشرق کے روانہ ہوا قراقون نے
دیکھا کہ ملکہ شمیم نے ایک دستک دی ایک قمری اڑتی ہوئی آئی اوسکی پشت پہ اسباب
سحر رکھا گاتی باندھکر سوار ہوئی جستجو مین غضنفر کی چلی لیکن غضنفر پر یہ معرکہ گذرا کہ جب
غضنفر نے معیار کو مارا ایک ساحرہ زبردست موسوم بہ گمنام جادو ہو جب معیار کوچ
کر کے چلا آیا اور گمنام شب کو اکیلی ہوئی فراق مین آشنا کے تڑپا کی صبح کو اٹھکر تلاش
مین نکلی اول دربار ہفت پیکر مین آئی دربانون سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ مقابلہ غضنفر
مین گیا ہو اب گمنام اڑتی ہوئی چلی اوسوقت پہونچی کہ اول غضنفر نے دونون ہاتھ اوسکے
کاٹے جب ہاتھ مارا معیار کے دو ٹکڑے ہوے تو گمنام کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
قلب ٹھہر گیا دل سے کہتی تھی کہ افسوس دس برس کا میرا رفیق مارا گیا سحر کیا کہ غبار بلند
ہوا غضنفر نے غبار مین آنکھین بند کین اوسی عالم مین اوٹھا لیگئی غضنفر بیہوش ہو گئے
اپنے قصر لا کر فام مین لائی مسند بچھوائی کنیزون نے اسباب عیش و نشاط آراستہ کیا
شراب لا کے رکھی کباب کی کشتیان چن دین اب گمنام نے غضنفر کو مسند پر بٹھایا آپ
دلھن بنکر بیٹھی سحر اوتارا غضنفر کی آنکھ کھلی دیکھا ایک ساحرہ گھونگھٹ نکالے سامنے
بیٹھی ہے گرد کنیزین کھڑی کہہ رہی ہین کہ اے ملکہ گمنام بڑی صاحب نصیب ہو اس یوسف
جمال کے آگے معیار کی کیا حقیقت تھی ہم سب اسکو پسند کرتے ہین کوئی پاس بیٹھی ہی
کوئی تلوے سہلا رہی ہو کوئی بلائین لیتی ہو کوئی درازی عمر کی دعائین دیتی ہی غضنفر نے
جو دیکھا ایک عمارت بنی ہوئی ہی برہم ہوے پکار کر آواز دی اے تو کون ہو مین کس مقام
پر ہون کنیزون نے ہاتھ بڑھا کر کہا واری مبارک ہو کہ بی گمنام آپ پر عاشق ہوئین آپنے
اسکے دس برس کے رفیق و شفیق کو مارا مناسب تو یہ تھا کہ آپ کو دیوانہ کر دیتین خون
معیار کا بدلہ لیتین مگر آپ کے جمال پر عاشق ہوئین تیغ ابرو کی گھائل ہوئین آپ کو
بہ احتیاط اوٹھا لائین اب مل جلکر بیٹھو آپس مین محبت کی باتین کرو اسباب عیش و
نشاط موجود ہے شراب پیو کباب کھاؤ جو ملکہ سے سوال کرو پورا کرین اور جہان کا کہو
بادشاہ کرین پہلوان ایسا بناوین کہ رستم سے زیادہ نام ہو کوئی تم پر ہاتھ نہ ڈال سکے

غضنفر نے پہلو پر ہاتھ ڈالا تیغۂ روئین شگاف قبضے مین کیا پکار کر آواز دی او شفتالو
کیا بیہودہ بکتی ہو وہ جو مارا گیا وہی اسکی رفاقت کے لائق تھا اسکی قضا آئی ہے کہ مجھکو اس
مقام پر لائی ہے گمنام نے کنیزون سے کہا تم سب ہٹ جاؤ دخل نہ دو ابھی یہ منتین کرنے لگینگے
قدمون پر گرینگے مین انکا کہنا مانونگی شربت وصل سے سیراب کرونگی کنیزین تو ہٹین مگر
آپس مین کہتی ہین صاحبو سچ تو ہے کہ مرد وا تو یوسف جمال عورت کو بدصورتی مین کمال سن
رسیدہ جہاندیدہ مگر ایسا سحر کریگی کہ تابعدار ہوکر رہیگا کہین سیر و شکار کو جائیگی تو ہم لوگونکا
مطلب نکلیگا مراد بر آئیگی جوان تو شوقین ہے جو کہینگے وہ مانیگا غضنفر تیغہ ٹیک کر اٹھا گمنام
نے چند دانے ماش کے اٹھاکر مارے پکار کر آواز دی کہ سر جھکاکر بیٹھ میری اطاعت کر جو کہون
وہ قبول کر غضنفر نے تیغۂ روئین شگاف چمکا دیا انگشتر مہر و ماہ چمکی سحر باطل ہوا تو
گمنام قہقہہ مار کر ہنسی کہا لو صاحبو اسنے بھی کچھ چھوچھکا سیکھا ہے میرے سحر کو باطل کیا مین
وہ بلاے روزگار ہون کہ طبقے زمین کے ہلا دون آسمان پر پہونچا دون یہ کہکے گولہ جھولی سے
نکالا پکار کر آواز دی لے اپنے بیرون کو بلا یہ گولہ تجھے دیوانہ کردیگا مزہ یہ ہے کہ ابھی طالب وصل
ہوا اور مین انکار کرون تو قدمون پر گرے دن بھر تڑپاؤن رات کو تیرا کہنا مانون اس سحر
کو توڑ روک ایسے لاف و گزاف کرکے گولہ مارا غضنفر نے تلوار سے گولہ کاٹا تیغہ کھینچے ہوے
طرف گمنام کے چلا کہا کیون ملعونہ ہم طالب وصل نہ ہوے بڑا اپنے سحر پر ناز ہے اب اپنے
کو بچا ہم وار کرتے ہین گمنام نے کہا اتفاق ہے یہ گولہ کٹا دوسرا سحر کرونگی کہ دیوانہ ہوجائیگا
یہ کہکے ایک دوہتھڑ زمین پر مارا غضنفر نے انگشتر کو ہلایا کچھ تاثیر نہ ہوئی اچھل کر
زمین مین غلطک ماری ایک شیر ببر بنکر نمودار ہوئی منہ کھول کر سامنے غضنفر کے
آئی شیر بیشۂ صاحبقرانی پر حملہ کیا شیر بیشۂ صاحبقرانی کب ڈرتے ہین جھپٹ کر ہاتھ
تلوار کا مارا گمنام نے سر آگے کردیا تیغۂ روئین شگاف دست زبردست غضنفر کا سر
گمنام کے پڑا سر کٹکر دھڑ سے زمین پر گرا مرتے ہی گمنام کے ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوکر
آسمان پر چھایا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد چند ساعت کے آواز آئی کہ
گشتی مرا نام من گمنام جادو بود کنیزین یہ جرأت دیکھکر ہاتھ باندھنے لگین کہ شہریار

یہ ہمکو پکڑ لائی تھی ہم لوگ شریف زادیان ہین اس ملعونہ کے قبضے مین رہے مثل آپ کے
بندگان خدا کو پکڑ لاتی تھی مطلب اپنا حاصل کر کے چھوڑ دیتی تھی ایک دن ایک پہلوان کو
مع مرکب لائی اُسکو تو مار ڈالا مگر مرکب اُسکا بے مثل و بے نظیر چمنستان مین بندھا ہے کہ
کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا اُسی جوان کی زبانی نام سُنا تھا کہ اشہب سکندری نام
ہو یہ بھی وہ کہتا تھا کہ یا صاحبقران کو یا اولاد صاحبقران کو یہ مرکب سواری دیگا اور کسیکو
پاس نہ آنے دیگا یہ مرکب بے نظیر ہے آپ قریب جائیے شاید پاس آنے دے غضنفر یہ
مژدہ سُنکر نہال ہو گئے کنیزین غضنفر کو لیکر اُس چمن مین آئین غضنفر نے دیکھا مرکب
کوہ سرین کو کفل ٹاپین مار رہا ہو چاہتا ہے زنجیرین توڑ ڈالون زمین مین گڑھے ڈالدیے
غضنفر کو جو دیکھا سیہہ کھینچا اشارون سے بلاتا تھا غضنفر چمکارتے ہوے قریب گئے
گھوڑے نے تھوتھنی سینے پر رکھدی زبان سے سینہ چاٹنے لگا کنیزین سار و یراق لائین
غضنفر نے اُسکو کسا اُسپر سوار ہوے دیکھا کہ مرکب ہوا سے باتین کرتا ہو چاہتا ہو سبزۂ
فلک پامال کرون غضنفر باہر باغ کے نکلے ایک جانب چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ آواز
گیرو دار کان مین آئی طرف اُسی آواز کے چلے صحرا مین آکے دیکھا ایک مقام پر کہ سامنے
ایک کوہ فلک شکوہ ہے دامنۂ کوہ مین کاروان تاجرون کا اُترا تھا سہیل قزاق نے
گھیرا ہے قافلے والون پر جب دباؤ ڈالا تو وہ بھی لڑنے لگے قزاق اُنکو قتل کر رہے ہین
اہل کاروان مر مر کر گر رہے ہین مگر قزاقون کا پیچھا نہین چھوڑتے مال ابتک نہین
اُٹھانے دیا غضنفر نے جو یہ معرکہ دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا خیال مین آیا
کہ شہنشاہ قزاقان کے آگے یہ بدعت وہین سے نعرہ کیا کہ شہنشاہ قزاقان خبردار
کیا بدعت کرتا ہو ان غریبون کو نہ لوٹنا ایک کو زندہ نہ چھوڑ دونگا سہیل نے پلٹ دیکھا
ایک طفل حسین یکہ و تنہا مرکب باد رفتار اُڑاتا ہوا آتا ہے اور نعرہ ہے کہ خبرداران غریبون
پر ہاتھ نہ ڈالنا سہیل نے ساتھ والون سے کہا تم تو اِن کو لوٹو مین اس سونے کی چڑیا
کو لون یہ کہکے گینڈا مجمع سے نکالا للکار کر آواز دی کہ او طفل بے ادب کہان گریبان تیرا
پنجۂ اجل مین پھنسا کہ کھینچکر میرے سامنے لا یا ہے مین سامنے موجود ہون وار تو کر

غضنفر نے کہا ہمارا دستور نہین کہ ہم اول وار کرین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی وار کرینگے یہ سُنکر سہیل نے کہا ای شہریار یہ تو بتایئے کہ امیر سے آپ کو کیا رشتہ ہو یہ اُنھین کے خاندان کا طریقہ ہے مین مدت سے مشتاق تھا کہ اگر کوئی فرزند صاحبقران ملے تو قدمبوسی کرون شکر کرتا ہون کہ آپ کا جمال دیکھا طرز کلام سے ثابت ہوگیا کہ آپ صاحبقران کے فرزند ہین غضنفر نے کہا ہمیشہ سے خون کفار کا پیاسا ہون صاحبقران زمان کا نواسا ہون شہنشاہ قراقان میرا لقب ہو فرزند ماسد نامدار نبیرہ صاحبقران عالیوقار سہیل نے کہا مین اب حضور سے مقابلہ نہ کرونگا غضنفر نے کہا ای برادر رفاقت کا لطف نہ ہو گا حربہ کر دیکھے جواب لو جو غالب آئین تو اطاعت کرو اور ساتھ والون کو منع کردو کہ ان غریبون کو نہ لوٹین سہیل نے پلٹ کر منع کیا قزاقون نے لڑائی موقوف کی سب سوداگر غضنفر کو دعائین دینے لگے بلائے تماشہ آکر کھڑے ہوے ایک جانب آکر قزاق ٹھہرے سہیل نے گینڈا مہمیز کیا کہا ای شہریار فنون سپہگری کا اب امتحان ہو کوئی بات اُٹھانہ رکھونگا یہ کہکے سہیل نے نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اپنا وار کیا کہ دیگر نیزے کو سینے پر سہیل کے رکھ دیا کہا کیون سہیل نیزہ بازی کا یہی کام ہو اگر چاہون تو مارلون مگر یہ منظور نہین کہ تمکو زخمی کرون سہیل نے نیزہ پھینک دیا قبضے پر ہاتھ ڈالا غضنفر نے تلوار اسکی سیر پر کاٹی پھکنی کی چوٹ بتائی کہا ای سہیل تم شبیھ گا اس چوٹ پر خاتمہ ہی سہیل تلوار پھینک کر قدمون سے لپٹ گیا غضنفر نے کہا ابھی ایک حوصلہ باقی ہوگا کشتی بھی لڑ لو سہیل نے کہا آقا یہ تو آرزو ضرور تھی سہیل گینڈے سے کودا غضنفر نے بھی اُترکر خم مارا کشتی ہونے لگی غضنفر نے چوتھے پیچ پر اُکھیڑ کر زمین پر مارا سہیل بیٹھ گرا غضنفر نے ایک چیر اس مارکر چارون شانے چت کیا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کیون سہیل کوئی اور تو حوصلہ نہین باقی ہے سہیل اُٹھکر قدمون پر گرا کہا تابعدار ہون غضنفر نے قزاقون سے مال تاجرون کا دلوا دیا تاجر تو دعائین دیتے ہوے رخصت ہوے کہتے تھے خدا نے کس رئیس کو بھیجا کہ جسنے جان و مال دونون بچالیا اپنے تصدق مین ہمکو آزاد کیا مگر سہیل مع فوج کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا

دامنہ کوہ مین جشن کا سامان کیا بارگاہ زرلفتی استادکرائی اُسمین غضنفر کو لیکر آیا مقام صدر پر غضنفر کو بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھا دور شراب شروع ہوا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آئے لولیان زہرہ جمال بصد عشوہ و ناز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

کچھ عدم کا بھی خیال اے دل تجھے یان چاہیے
گو عزیز مصر ہے پر یاد کنعان چاہیے

کوچۂ دلدار کی حسرت مین رونے کے لیے
پاؤن کو اب آبلے کے چشم گریان چاہیے

حشر برپا کر رہی ہو ناقۂ لیلے کی جبال
صور اسرافیل اب جائے حدی خوان چاہیے

میرے غم مین رونے اک عالم لگا اب وہ قتیل
اشک کیسے ناوک مژگان کو پیکان چاہیے

ہون وہ مجنون عہد طفلی مین مجھے کہتے تھے لوگ
گوشۂ زندان اُسے جائے دبستان چاہیے

آگیا پیری مین اُسکے بوسۂ لب کا خیال
ہونٹھ کاٹون کسطرح حسرت ہو دندان چاہیے

بخیۂ خورشید کو کافی ہو اک جیب سحر
رو زیان دست جنون کو سو گریبان چاہیے

حسرت نظارۂ زلف پریشان دل مین تھی
بہر تسکین گور مین کچھ مارپیچان چاہیے

عمر گندی روتے روتے ہنس بھی لون پیری مین اگر
میرے منھ پر کوئی قاتل زخم خندان چاہیے

وردِ مژگان کی زبان پر مین لب جانان کے صفا
اشک خون کی چشم کو تسبیح مرجان چاہیے

سنگ ریزے لیجلون جن جن کے بہر گور کان
عاریت ای کوہ مجھ وحشی کو دامان چاہیے

روح سعدی ہو گئی ہو گی خوشی سے باغ باغ
آج پڑھنے کے لیے اُسکو گلستان چاہیے

طالب دنیا مونث ہین بھلا کیا اُنسے کام
مرد ہو ناسخ تو عشق شاہ مردان چاہیے

سہیل رات بھر معروف عیش و نشاط رہا وہ وقت آیا کہ لیلے شب نے نقاب چہرے سے اُٹھائی مجنون روز داخل صحرائے دشت نجد مشرق ہوا سہیل قزاق پاتو سامنے غضنفر کے حاضر تھا خدمتگزاری کر رہا تھا باہر خیمے کے نکلا غضنفر مقام صدر پر بیٹھے ہین کہ آواز ہنگامے کی کان مین آئی غضنفر نے پلٹ کے دیکھا قزاقون سے پوچھا کہ تمہارے سہیل کہان گئے قزاقون نے عرض کی ابھی حضور کی خدمت سے رخصت ہو کر باہر گئے ہین غضنفر نے پوچھا یہ غلغلہ کیسا ہو قزاقون نے عرض کی کہ غلامون کو آپ کے معلوم نہین ہے کہ یہ کیا ہنگامہ ہو یہ ذکر تھا کہ پردۂ بارگاہ اُٹھا سہیل کو دیکھا کہ سر پر

زخم کاری لگا ہوا خون سر سے بہتا ہوا سامنے غضنفر کے آیا غضنفر نے پوچھا ای برادر یہ کیا ہوا
کیسے تمکو زخمی کیا سہیل نے عرض کی یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو اُسکو قلعۂ دشت
کہتے ہین دو بھائی پہلوان زبردست اُس قلعے کے حاکم ہین سلیم شیر شکار و سالم خیر شکار انکا
نام ہو کاشانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتے ہین یعنے ایک دختر بلند اختر کہ اُسکا نام ملکہ
یاقوت گلگون پوش ہو وہ ایک دن شکار کو اس طرف آئی غلام نے اُسکو پہاڑ سے
دیکھا قزاقون سے اشارہ کیا کہ اسکو پکڑ لاؤ وہ اسلح کی سپاہی پیشہ ہو کہ چار قزاق گئے تھے
چارون کو اُسنے زخمی کیا اور چاہا کہ مادیان چمکا کے نکلجاؤن مین یہان سے پہونچا اور مین نے
اُسکو گھیرا اضطراب مین نقاب چہرے سے اُٹھ گئی میری عجب نوبت ہوئی غش کھا کے گرا
بیہوش ہوگیا وہ نکل گئی جاکے باپ چچا سے احوال بیان کیا دونون بھائی لشکر لیکر آئے
مین بالاے کوہ تھا کچھ نہ کرسکے آخر مجبور ہوکر پلٹ گئے مین نے جو حضور کی دعوت کا سامان
کیا اور زیر کوہ اُترا اُنکو خبر ہوگئی لشکر لیکر آئے مین جو بارگاہ سے نکلا سالم نے بڑھکر
مجھکو روکا سلیم نے جو خبر سنی وہ غصے مین آیا آکے مجھکو زخمی کیا آخر مین زخمی ہوکر چلا آیا
اب وہ دونون بھائی للکار رہے ہین اکثر قزاق گئے اُنکے ہاتھ سے قتل ہوئے غضنفر
نے یہ سُنکر تیغۂ رومین شگاف کے قبضے پر ہاتھ ڈالا فرمایا مرکب ہمارا تیار کرو سہیل نے کہا
حضور دونون بھائی بڑے قد و قامت کے جوان ہین اس نواح مین کوئی اُنسے مقابلہ
نہین کرسکتا غضنفر نے کہا دونون کی گردن لونگا خدا چاہیگا تو دونون کو ایک مرتبہ پست
کرونگا سہیل نے بمجبوری اشہب سکندری کو تیار کیا غضنفر سوار ہوکے باہر نکلے
دیکھا صفین جمی ہوئی ہین سلیم شیر شکار میدان مین گھوڑا جھوم رہا ہو قزاق مقابلے مین
آکر جمے ہین جو قزاق مقابلے مین گیا یا سلیم کے ہاتھ سے مارا گیا یا زخمی ہوکر پلٹ آیا کئی
لاشے پڑے تڑپ رہے ہین سلیم پکار رہا ہو کہ کوئی تم مین ایسا نہین کہ مجھکو جواب دے
میرے مقابلے مین آئے فنون جرأت دکھائے قزاق جھلا جھلا کر جاتے ہین سلیم یک
ضرب شمشیر قزاق کو مار لیتا ہو غضنفر نے جو یہ جرأت دیکھی نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ قزاقان
او سلیم مین تیرے مقابلے مین آیا ہون سلیم نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک طفل کمسن گھوڑے کو

اڑاتے ہوئے آتا ہی سلیم نے کمان کیانی دوش سے اتاری غضنفر پر تیر مارا غضنفر نے
گھوڑا جھکا کر خالی دیا اُسنے دوسرا تیر مارا غضنفر نے اُس تیر کو قرولی سے قلم کیا سلیم نے
سات تیر مارے غضنفر نے ساتوں تیر قلم کیے گھوڑے کو اڑا کر قریب پہونچے سلیم نے نیزہ
مارا غضنفر نے نیزہ توڑ ڈالا سلیم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے غضنفر پر ہاتھ
مارا غضنفر نے تلوار کو بہ آسیب سپر رد کیا تیغہ روئین خنگاف نیام انتقام سے کھینچ
کر تیا کے سر پر ہاتھ مارا کہ سلیم تا دو ابرو زخمی ہوا چاہا کہ سامنے سے بھاگوں غضنفر نے
گھوڑا بڑھایا بھائی نے جو دور سے دیکھا کہ بھائی صاحب زخمی ہوئے گھوڑے کو بڑھا
بھیجا قریب آکر غضنفر پر ہاتھ مارا غضنفر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی
کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا سلیم نے جو دور سے دیکھا کہ بھائی گرفتار ہو گیا فوج سے آواز دی
بھاگو ساٹھ ہزار فوج لیکر آیا تھا سب کو ساتھ لیکر طرف قلعہ دشت کے بھاگا غضنفر
نے کہا اے سہیل اُسکا پیچھا کر و چل کے اُسکا قلعہ گھیر لو سالم کو تو قید کیا سب قزاقوں
کو لیکر تعاقب میں چلے مگر سلیم جو بھاگا ہوا آیا قلعے کو بند کر لیا خندق پُر آب کی توپیں سب
بالاے قلعہ لگائیں کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا غضنفر و سہیل بارہ ہزار قزاقوں سے آکر
پہونچے قلعے کو گھیر لیا مورچہ بندیاں ہو گئیں تیر چلنے لگے اہل قلعہ جو بالاے قلعہ آتے تھے
قزاقوں کے تیروں سے قتل ہوتے ہیں سلیم نے جو یہ معرکہ دیکھا اٹھکر بارگاہ میں آیا سر جھکا کر
بیٹھا کہ عیار اسکا سامان بلاخیز سلام کو آیا اپنے آقا کو سرنگوں جو دیکھا عرض کی کیوں شہر یار
حضور کیوں پریشان ہیں سلیم نے کہا اے عیار طرار تو نے دیکھا کہ بھائی صاحب گرفتار ہوے
قزاقوں نے آکر مجھکو گھیر لیا ہے یہی قزاق ہیں کہ میں جاکر انکو گھیرتا تھا یہ جاکر بالاے قلعہ چھپتے
تھے اب آج یہ انقلاب ہے کہ ہم قلعے میں چھپے ہیں ایک جوان کی وجہ سے ہمکو خوف ہے کہ
بھائی صاحب کو اُسنے کسطرح اٹھا لیا انکو قید کیا اگر میں ٹھہرتا تو گرفتار ہو جاتا اگر تجھ سے
ہو سکے تو غضنفر کو گھیر کے گرفتار کرے اگر غضنفر گرفتار ہو جائے تو پھر میں سب سے
سمجھ لوں سہیل کی کیا حقیقت ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرے سب قزاقوں کو قتل کرونگا بھائی صاحب
کو چھڑا لونگا سامان بلاخیز نے عرض کی غلام ابھی جاکر غضنفر کو لاتا ہے بلکہ اگر حکم ہو تو آپ کے

بھائی صاحب کو بھی رہا کرلاؤن سلیم نے کہا ای عیار اگر یہ کام کیا تو گویا سلطنت کرچکے
قلعۂ دشت کی حکومت جاتی ہی یہ مسلمان اپنا دخل کرینگے قلعہ اسلام آباد ہو جائیگا پھر ہم کہان
جائینگے غضنفر کی اطاعت کرنا پڑیگی عیار نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکے باتمامے عیاری
جسم پر آراستہ کیے قلعے سے نکلا تلاش مین غضنفر کی چلا لشکر قزاقان مین آیا پھرتا پھراتا پشت
بارگاہ غضنفر پر آیا ایک مقام پر بیٹھکر نقب لگائی مہرہ نقب کا بارگاہ غضنفر مین توڑا
دیکھا شاہزادہ پڑا ہوا سو رہا ہی قریب آکر بیہوشی نکالی برابر دماغ غضنفر کے لگادی غضنفر
بیہوش ہوا عیار نے پشتارہ باندھا غضنفر کو لے نکلا لشکر قزاقان مین آیا اب سوچا اگر سامنے
جاؤنگا تو ایسا نہ ہو مورچون پر روکا جاؤن چھپکر جنگل مین جاؤن تب قلعے مین پہونچون
جنگل مین اترا ہوا جاتا ہی رات بہت قلیل باقی ہی اکثر جانوران صحرا نے آشیانون سے سر
نکالے ہین چہکار رہے ہین چاہتے ہین کہ سفیدۂ سحری ظاہر ہو تو آشیانون سے باہر نکلین
ہما عیار غضنفر نامدار اپنے آقا کی تلاش کرتا ہوا اُس صحرا مین پہونچا ایک نخل کے نیچے پڑا ہوا تھا
کہ آواز زنگ کی کان مین آئی آنکھ کھولکر دیکھا ایک عیار طرار پشتارہ بدوش آتا ہی ہما جو
اپنے مقام سے اٹھا خیال کرتا ہی کہ یہ عیار کسکو لیے جاتا ہی حلقے کمند کے خس پوش کیے وہ
عیار بیچ حلقون مین پہونچا ہما نے جھٹکا مارا کہ عیار گرا گوشۂ چادر جو رخ سے ہٹا ہما نے
اپنے آقاے نامدار کو دیکھا باغ باغ ہوگیا عیار کے دل کا داغ ہوگیا حباب مار کر عیار کو
بیہوش کیا غضنفر کا پشتارہ الگ کرلیا غضنفر کو ہوشیار کیا غضنفر کی جو آنکھ کھلی اپنے
یار وفادار کو دیکھا پوچھا کہان سے آتے ہو عیار نے کہا آپکی تلاش مین سرگردان ہون
ملکہ شمیم بھی تلاش مین نکلی ہین یہ عیار آپکو لیے جاتا تھا مین نے حضور کو رہا کیا غضنفر
نے اشارہ کیا اسکا پشتارہ باندھو لشکر مین لیچلو پھر وہان چلکے سمجھا جائیگا عیار نے اسکا
پشتارہ باندھا لشکر مین غضنفر آئے یہان قزاق حیران پھر رہے ہین کہ آقا کو کون لیگیا
چاہتے تھے قلعے پر حملہ کرین سلیم انتظار عیار کا کر رہا ہی بالاے قلعہ بیٹھا ہی جب قزاقون
نے غضنفر کو آتے ہوے دیکھا دوڑکر قدمون سے لپٹ گئے کہا آقاے نامدار
آپ کو کون لیگیا تھا غضنفر نے سب حال بیان کیا قزاقون نے عیار کو پکڑا سامنے

قلعے کے لاکر دار پر کھینچا سلیم نے جو عیار کو دیکھا کہ دار پر کھینچا ہوا ہی پریشان قلعے سے
اُٹھا بارگاہ میں آکر بیٹھا بے اختیار رونے لگا کہتا تھا کہ اب غضنفر قلعے کو فتح کریگا ہاے
میں بھاگ کر کہاں جاؤں ان لوگوں سے کیونکر جان بچاؤں قزاق بلوے پر آمادہ ہیں اب
غضنفر بھی آگیا اب قلعے پر یلغر کرینگے اس سوچ میں بیٹھا تھا کہ آسمان پر لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا
طلنبور جادو کہ مدت سے اسپر عاشق ہی آکر پہونچی پوچھا ای جان جہان کیون رو رہے ہو سلیم
نے کہا ای طلنبور جادو کیا حال پوچھتی ہی غضنفر نے آکے گھیرا ہی بھائی کو پکڑ کر قید کیا ہے
میں بھاگ کر یہاں آیا قلعہ بند کر لیا آج رات کو میرا عیار گیا تھا غضنفر کو لے نکلا مسلمانونکی
مدد تو آسمان سے پیدا ہوتی ہی عیار اُسکا جنگل میں پڑا ہوا تھا اُسنے میرے عیار کو پکڑا اور
اپنے آقا کو رہا کر لیا قزاقون نے عیار کو دار پر کھینچا اب میں حیران ہون کہ کیا کرون طلنبور نے
کہا تم بالاے قلعہ چلو ایک سحر میں سب قزاقون کو بیکار کر دونگی کیا مجال ہی کہ جو غضنفر
آگے بڑھ سکے مرکب اُسکو لیکر جنگل میں بھاگ جائے کیا طاقت ہی کہ تیرے قلعے پر کوئی آسکے
مگر میری آرزو پوری کر کئی سال گذرے ہین کہ تیرے عشق میں تڑپتی ہون مثل ماہی بے آب
پھڑکتی ہون راتین ہجر کی کاٹے نہین کٹتین تکلیفین ہاے نہین اُٹھتین تڑپ تڑپ کے
بسر کرتی ہون جان سے مرتی ہون سلیم نے طلنبور کے کہنے پر عمل کیا طلنبور خوش ہوئی سلیم
کو ساتھ لیکر بالاے قلعہ آئی قزاقون نے صفین جمائی ہین غضنفر سب کے آگے بڑھے
ہوے بلوے کو حکم دیا ہی جیسے ہی قزاقون نے صفین بڑھائین لینا لینا کہکر چلے کہ طلنبور
نے سحر کیا قزاقون کے گھوڑے بھڑکنے لگے سہیل پا تو صفین جما کر چلا تھا یا صفین درہم
و برہم ہوئین یہ تو ناظرین کو یاد ہوگا کہ زیر ران غضنفر اشہب سکندری ہی طلنبور نے
سحر کیا اشہب سکندری بدلگامی کرنے لگا ہر چند کہ غضنفر کے ہاتھ میں انگشتر مہر و ماہ ہی جس
سے جھٹکا دیتے ہین مرکب رکجاتا ہی مگر چاہتا ہی اپنی پشت سے راکب کو گرا دون غضنفر بڑی حیرانی
مین مرکب نہین تھمتا کبھی طرف صحرا کے بھاگتا ہی کبھی الف ہوتا ہی زمین پر سُم نہین جماتا ہے
مرکب کو معلوم ہوتا ہی کہ زمین مثل آگ کے جل رہی ہی یہی خیال ہے کہ سُم نہ جل جائین جو غضنفر
کے مرکب پر کیا موقوف کسیکا مرکب طرف قلعے کے نہین جاتا اہل قلعہ نے توپین بھی اپنا و علم

آواز سے توپوں کی مرکب اور زیادہ بھڑکتے ہیں قزاقوں کی حیرانی غضنفر کی پریشانی ہمائے تیز رو
نے کہ رکاب سے لپٹا ہوا تھا یکایک ایک چیخ ماری کہا آقائے نامدار قلعے سے سحر ہوا ہمیں
تپ رہی ہی سہیل نے بڑھکر عرض کی ای آقائے نامدار و مولائے قدرشناس مرکبوں کو ہم
سب کے کیا ہوگیا کہ قلعے کو دیکھکر تھراتے ہیں طرف قلعے کے نہیں جاتے ہیں توپ کی
آواز سے ڈرتے ہیں ہمارے وہ مرکب ہیں کہ اگر آگ برسے تو دریائے آتش میں پھاند پڑیں
آگ کا دریا ہو تو طی کرکے نکلجائیں مگر آج نہیں معلوم کیا معرکہ ہی کہ مرکب بھڑک رہے ہیں
طلبور نے دوسرے طور کا سحر کیا ہوائے سر دچلی ایک قزاق نے دوسرے کو للکارا کہ او
نالائق گھوڑا تیز دوڑکر چلا ہمارا گھوڑا بھڑک گیا ہم تجھ سے سب طرح موجود ہیں دوسرے
نے ہاتھ تلوار کا مارا گھوڑے غصے میں سہیل نے پلٹ کے دیکھا کہ بھائی کو بھائی کے
قتل کیا باپ نے بیٹے پر ہاتھ مارا جب بیٹے کو مار ڈالا تو گھوڑے سے کود کے لاش فرزند
پر رونے لگا بیقرار ہوکر پکارتا تھا ای فرزند مجھ سے بولو سہیل نے جو فوج کا یہ حال دیکھا
بیقرار ہوگیا عرض کی آقائے نامدار ہماری سب فوج سحر میں مبتلا ہو دیکھیے باپ نے بیٹے
کو مارا اور آپ ہی رو رہا ہی اب کون سمجھائے غضنفر نے بیقرار ہوکر طرف آسمان کے
دیکھا پکار اٹھا ای بے نیاز داور کارساز اپنا رحم شریک کر۔ نظم

تو ہے فرمان روائے جملہ اطراف	کہ باشد حکم او جاری بہ اکناف
ز حسنش جلوہ گر ماہ جہان تاب	ز نورش پرتو افگن پرتو آف
ظہور قدرتش گردد ہویدا +	بہ اقسام و بہ انواع و بہ اصناف
کسے در بتکدہ بت می پرستد	کسے اندر حریم کعبہ طواف
خدا را مرد عارف می شناسد	بداند قیمت زر مرد صراف
نہ بد ماند نہ نیک اندر زمانہ	نہ باشد زندہ اشراف و نہ اجلاف
بہ کمزوری اجل را جان سپارد	بہادر پہلوان و مرد سیاف
چو ممسک از زمانہ رخت بندد	شود تقسیم سیم و زر بہ اخلاف
کند ناخلف مال مفت برباد	بہ عیش و عشرت اسراف اسراف

لقاے حق اگر خواہی تو ہتندی | کن اول از کدورت سینہ را صاف

بیقرار ہوکر جو غضنفر نے دعا کی طنبورے نے سحر کی بوچھار کردی ہی اب قلعے پر کون بلوہ کرے
آپس مین لڑ رہے ہین ایک کو ایک قتل کرتا ہی سہیل نے جو دیکھا بیقرار ہوگیا غضنفر
بڑھکر عرض کی ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس وہ رفیق قتل ہو رہے ہین کہ جنکو
خون جگر پلاکر پرورش کیا اب چند کس عزیز باقی ہین اُنکی بھی نوبت آیا چاہتی ہی غضنفر نے
کہا ای برادر یہ اسباب سمجھ مین نہین آتے عیار صاحب ہمارے کہتے ہین کہ قلعے پر سے سحر
ہو رہا ہی مین حیران ہون کہ سحر کرنے والا کون ہی ایک بھائی اُسکا قید ہی ایک بھائی بالاے
قلعہ لڑ رہا ہی سہیل نے کہا آقا پہلو برسلیم کے ایک عورت کھڑی ہی شاید وہ سحر کر رہی ہے
عیار بھی بیجا نہین کہتا مین نے خیال کرکے دیکھا جب سے وہ عورت بالاے قلعہ آئی
جب ہی سے یہ آفت برپا ہوئی اول گھوڑے بگڑے بعد گھوڑون کے جوانون کو بھی غصے
آئے گویا انکا مزاج کسی نے بدل دیا کبھی میری فوج مین ایسا اتفاق نہین ہوا آپس مین ایک
کو ایک سے محبت تھی یا یہ نفرت کہ جان کے دشمن ہوگئے باپ نے بیٹے کو مارا بیٹے نے
باپ کو قتل کیا دیکھکر قلب تھراتا ہی چند قزاق بری جانب چلے تھے مگر مین آپ کے پاس
چلا آیا مین نے اُنسے بھڑنا مناسب نہ جانا غضنفر فرماتے ہین ای برادر سہیل یہ مرکب دو
بار رفتار ہوکر تین ٹھیکون مین برابر قلعے کے پہونچے ایسا مرکب شایستہ اور بدلگامی کرتا
مجھکو چاہتا ہی کسی طرح گرادون کئی مرتبہ الٹ ہوچکا ہی تمھارا قول بھی کرسی نشین ہوا میرے
دل مین بھی یہی آتا ہے کہ پلٹ چلون اہل قلعہ کو نہ ستاؤن کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرون
مین پیادہ ہوکر بالاے قلعہ جاتا ہون یہ کہکے گھوڑے سے اُترنے لگے سہیل نے رکاب
پر ہاتھ رکھکر کہا کہ آقا گولہ چل رہا ہی آگ قلعے سے برس رہی ہی ایسا نہ ہو دشمنون پر کوئی
گولہ پڑ جائے تو غلام کو سواے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑے غضنفر کہتے ہین یہ مرکب سواری
کے لایق نہین ہے مین اپنے کو قریب قلعہ پہونچاؤنگا قضاے کار ملکہ شمیم گیسو کشا کہ انکو
بھی پھرتے پھرتے کئی دن گذرے ہین توپ کی آواز جو کان مین آئی اُڑتی ہوئی آسمان سے
زمین خیال کرکے دیکھا کہ ایک جادوگرنی قلعے پر سے سحر کر رہی ہی ایک پہلوان توپون کو

حملہ کر رہا ہے توپ برابر چل رہی ہے دوسری جانب قزاق آگے سب کے غضنفر نامدار
گھوڑے سے اُترا چاہتے ہین ایک پہلوان قدمون سے لپٹا ہوا ہے گھوڑے سے
نہین اترنے دیتا شمیم سمجھی کہ قزاق ہمراہیان غضنفر ہین غضنفر اس قلعے پر چڑھکر آئے
ہین یہ ساحرہ سحر سے روک رہی ہے بالاے آسمان سے ہاتھ ہلایا قزاقون کو یہ معلوم ہوا
کہ ہواے فرحت خیز چلی جسنے دلون کو تسکین دی سب قزاقون کے حواس بھی درست
ہوے یاتو تلوارین کھینچے لڑ رہے تھے یا ایک سے ایک عذر کرنے لگا کہ ہمکو بھائی معاف
کرنا ہم اپنے ہوش مین نہ تھے اب جو یہ ہوا چلی فرحت خیز تھی اپنے ہوش مین آئے باپ
نے بیٹے کو پہچانا غضنفر نے دیکھا کہ گھوڑے نے کنوتیان بدلین ہنہنانے لگا مراد
اُس سے یہ تھی کہ اگر آقا اشارہ کرین تو سبزۂ فلک کو پامال کرون غضنفر نے سہیل کو
ہٹایا مرکب کو بڑھایا سہیل سایہ سان ساتھ ہے عیار رکاب سے لپٹا ہوا سب قزاقون
نے بلوہ کیا طلبنور نے دیکھا کہ میرا سحر اُتر گیا قزاق آتے ہین اب طلبنور نے سامنے سحر
کرنا شروع کیا کبھی ماش کے دانے پھینکتی ہے کبھی گولہ پھینکتی ہے کبھی سر ہلاتی ہے کبھی
غل مچاتی ہے سلیم سے کہا اب باہر نکل چلو قزاقون کو روکو جو سحر طلبنور نے کیا شمیم نے دفع
کیا آخر طلبنور سحر کرتے کرتے عاجز ہو گئی حیران تھی کہ کیا سبب ہے میرا سحر کیون نہین تاثیر کرتا
کہنے سے طلبنور کے سلیم نے لشکر تیار کیا تو بین و دغنا موقوف کین ساٹھ ستر ہزار فوج لیکر
باہر نکلا غضنفر نے جو دیکھا کہ سلیم باہر نکل آیا قزاقون کو اشارہ کیا قزاق بوق ترکی بجاکر
فوج سلیم پر جا پڑے آپس مین فوجین لگتی ہین طلبنور نے جھلاکر ایک گولہ نکالا اسکو اپنے
خون سے رنگا منظور یہ تھا کہ قزاق آپس مین لڑین سلیم غالب آئے یہ سوچکر گولہ مارا پھینکا
کہ گولہ ایسا ہی تھا کہ جو سوچی تھی وہی ہوتا مگر وہ گولہ جاکر پھٹا اہل فوج سلیم سب تھرائے
ایک ہوا ٹھنڈی چلی آپس مین لڑنے لگے اگر قزاق کو سامنے آتے دیکھا الگ ہٹ گئے
خوب تلوار چلی جیسی حرکت قزاقون نے کی تھی وہ حرکتین ہونے لگین کہ بھائی نے بھائی کو
مارا باپ نے بیٹے کو للکارا سلیم پکارتا ہی یارو آپس مین نہ لڑو قزاقون کو مارو طلبنور
نے جو بالاے قلعہ سے دیکھا کہ میرا سحر اُلٹا ہو گیا اور دیکھا کہ فوج سلیم پامال

ہو رہی ہی غضنفر لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے قریب سلیم کے پہونچے للکار کہا او مکار
اب کہان جائیگا سلیم غضنفر پر جا پڑا کٹی ہاتھ تلوار کے مارے غضنفر نے کلائی پکڑ کے تلوار کو
چھین لیا کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا ہاتھ پر تول کے طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت
چور رنگ ہوائی قلم کیا سلیم کا مارا جانا دیکھکر طلبور نے سر پیٹ لیا چند لوگ جو بالائے قلعہ
کھڑے تھے اُنسے کہا یارو یہ کیا معرکہ ہی کہ سیر سحر اُلٹا ہو گیا فوج سلیم آپس مین لڑ رہی ہی
سلیم ایسا جوانمرد مارا گیا دس برس کا میرا رفیق تھا کس ذلت سے قتل ہوا اب مین
فوج قزاقان کو مٹا دونگی یہ کہکے قلعے سے کودی سر کھلا ہوا خراش ناخن غم جا بجا سلیم کا نام
لیکے پکار تی ہی کہ ای یار وفادار تیری موت اس لڑکے کے ہاتھ سے تھی مجھکو تیرا زمانہ یاد ہی
کہ کوئی پہلوان اسکے مقابل مین رہ نہ سکتا تھا جس پہلوان نے سر اُٹھایا تو نے جا کر اُسکو
مارا دیہات قریات مین تیرا نام تھا مین اب کس سے دل لگاؤنگی یہ کہکے سحر کر رہی ہے
مگر سحر کا ظہور اُلٹا دیکھتی ہی آخر گھبرا کے طرف آسمان کے دیکھا جمال جہان آرائے شمیم
پر جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک شعلہ جوالہ بالائے آسمان پھر آ رہا ہی زلف عنبرین کو کھولا ہی
موے مشکین دوش پر لہرا رہے ہین للکار کر آواز دی او گیسو بریدہ تو نے سلیم کو قتل کیا
کیا تجھے زندہ چھوڑ دونگی تیرے قتل سے منھ موڑ دونگی یہ کہکے بلند ہوئی چاہا شمیم گیسو کشا
سے لپٹ جاؤن شمیم نے ہاتھ ہلایا ایک برق چمک کر گری طلبور کے دو ٹکڑے ہوے
اندھیرا ہو گیا آوازین آنے لگین کشتی مرا نام من طلبور جادو بود اسکا مرنا تھا کہ اہل قلعہ
فریاد کرنے لگے کہ ای شہریار ہمکو امان دیجیے ہم اطاعت کرتے ہین غضنفر نے ہاتھ روکا
سہیل کو ساتھ لیکر قلعے مین داخل ہوے قلعہ اسلام آباد ہوا شب کو جب غضنفر بارگاہ
مین داخل ہوے صرف عیار ساتھ ہی دیکھا قبہ بارگاہ ٹوٹا شمیم گیسو کشا نے آکر ملاقات
کی غضنفر شمیم گیسو کشا کو دیکھ کر شاد ہو گئے عاشق و معشوق ملے شمیم نے کہا ای شہریار
آپ کے غائب ہونے سے عیار بھی تلاش مین نکلا غضنفر نے سب عیارون کا حال بیان کیا
شمیم نے کہا مین بھی وقت پر پہونچی نہین معلوم طلبور جادو کیا آفت برپا کرتی غضنفر نے
پوچھا ہمارے قزاق تو خیر و عافیت سے ہین شمیم نے کہا سب قزاق آپ کے واسطے

بیقرار تھے کیا عجب ہی کہ تلاش مین نکلے ہون شب بھر شمیم سے جاسوے ہا عیار نے جو اپنے آقاے نامدار کو دیکھا کہ معشوق ہمارے آقا کے پاس ہی یہ غزل عاشقانہ گا کر سحر کی نظم

مشک لے آئی ہی شاید پیکر کا نور صبح
آج فرقت مین برنگ شام ہی بے نور صبح

چہرۂ ساقی چمکتا ہی برنگ آفتاب
بادۂ گلگون شفق ہی ساغر بلور صبح

آگیا جو میکشو مجھکو صبوحی کا خیال
بنگیا مینا ے کی ہر دانۂ انگور صبح

ہجر مین ہی آج میری جان کو دیو سفید
وصل مین کل گوری گوری تھی برنگ حور صبح

مرغ زرین فلک اندیشے سے بھی نکلا نہین
یہ شب فرقت ہی ہان نادان ابھی ہی دور صبح

وقت بیوقت آگیا ہے بیشتر وہ آفتاب
ہوگئی بے یار ہا شام شب دیجور صبح

نیش عقرب سے زیادہ رات بھر پہونچی گزند
بندکردے ساخترون کے خانۂ زنبور صبح

کہتے ہین مردے کسیکی حسرت دیدار مین
گر شب تار لحد کو ہی صداے صور صبح

بھاگتا ہی مرہم کافور میرے داغ سے
جطرح خورشید نکلا ہوگئی کافور صبح

میری آنکھون مین کہان ٹھہرے چراغ آفتاب
ہی شب فرقت سیاہ آتے مین ہی معذور صبح

دیکھا ای موسی تجلی اور اُس محبوب کی
طور کا شعلہ ہی خورشید درخشان طور صبح

ہجر مین ظاہر ہین سب آثار قیامت ہوگئے
بے وہ شب مین رہیگی تابکی مستور صبح

تیری الفت مین سراپا ہی سفید ای آفتاب
دم کی ہی مہمان ایسی ہوگئی رنجور صبح

شہرۂ شام شب فرقت بھی ہرگز کم نہین
گرچہ ہی عالم مین روز حشر کی مشہور صبح

وہ بلا ہی یہ شب فرقت کہ ناسخ ہول سے
جادۂ مشرق سے کوسون بھاگتی ہی دور صبح

شب بھر عیار رگاہا کیا کہ قزاق مہر درخشان نے فوج ماہ تابان پر شبخون مارا فوج ثوابت و سیارگان شکست خوردہ قلعہ مغرب مین جا کر چھپی غضنفر نے سہیل سے بلا کر کہا ای برادر اس قلعے کی بھی عملداری تمکو مبارک ہو مگر خبردار اب قزاقی نہ کرنا سہیل نے عرض کی غلام دادرسی کا امیدوار ہے سالم شیر شکار جو قید تھا اُسکی بھی رہائی ہوئی اُسنے غضنفر سے تقریب کی کہ غلام اپنی دختر کو ساتھ سہیل کے منسوب کرتا ہی سہیل بہت خوش ہوا غضنفر نے اُس ہجران دیدہ کا عقد کیا سہیل وصل سے معشوق کے سرفراز ہوا غضنفر سے

عرض کی ای شہریار اس قلعے کی حکومت سالم کو مبارک ہو غلام سرکار کے ساتھ رہیگا
اسطرح ہمراہ رہون کہ عمر بھر نہ چھوڑون مین سنتا ہون کہ سہراب نامے لشکر حضور کا افسر
ہی غلام اُسکے ماتحت رہیگا سالم کو یہان کی سلطنت مبارک ہو کوہ پر بھی یہی قبضہ کریے
جب کبھی حضور کا اسطرف گذر ہو حاضر خدمت ہو یا جہان حضور طلب فرمائین حاضر ہو
غضنفر نے کہا لشکر تیار ہو ہم آج کوچ کرینگے اُسی وقت لشکر تیار ہوا ملکہ شمیم پہلے سوار
ہو گئین تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ترک جوشن پوش ہمیشہ سے قلعۂ دشت
والون سے خراج لیتا تھا اُسکو جو خبر پہونچی کہ قلعۂ دشت کو کسی نے سحر کر لیا دولاکھ فوج کو لیکر
چڑھ دوڑا غضنفر کو جو آتے ہوے دیکھا للکار کر آواز دی او سہیل مجھکو خبر معلوم ہوئی کہ
تو نے ملکر قلعۂ دشت ویران کرایا غضنفر نے بڑھکر جواب دیا ارے یہ نہ شریک ہوتا تو کیا
ہوتا ہمنے قلعۂ دشت ویران کیا ترک جوشن پوش اُسی مقام پر اُترا غضنفر بھی اُسی مقام
پر اُتر پڑے ترک نے شام کو طبل جنگی بجوایا غضنفر کو خبر پہونچی غضنفر نے بھی طبل جنگی
بجوایا مگر سہیل عرض کرتا ہے ای آقاے نامدار یہ ترک جوشن پوش بڑا زبردست ہی
سلیم و سالم کو بھی زیر کیا تھا خراج مقرر کیا تھا وہ دونون بھائی اس سے دبتے تھے
جب یہ کبھی چڑھکر آیا دونون بھائیون کو زیر کیا آخر وہ خراج دیکر جان بچاتے تھے غضنفر
نے کہا ای سہیل کیون گھبراتے ہو اسکو رگڑ کر مار ڈالونگا میرا شہنشاہ قراقان لقب ہی
جب مقابلہ پڑیگا تب دیکھنا طبل جنگی تو بج ہی چکے تھے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین
نقیبون نے نقابت کی جب گرد کیت سامنے سے ہٹے ترک جوشن پوش نے آواز دی
شہنشاہ قراقان کن صاحب کا لقب ہی میرے مقابلے مین آئین تو احوال معلوم ہو غضنفر
نے اشہب سکندری کو اُڑایا جب ترک جوشن پوش کے مقابلے مین پہونچے غضنفر
نے گرز اسیر کا دکھایا ترک نے گینڈا بڑھایا کہ نگاہ درجلیکی غضنفر نے گھوڑا ہٹا لیا ترک کے
گینڈے نے ٹھوکر تھی زمین پر رکھ دی غضنفر نے اوپر سے ہاتھ مارا گینڈے پر تلوار پڑی
گینڈا ترک کا مارا گیا غضنفر نے تلوار کے نیچے رکھ لیا اتنی تلوارین مارین کہ آخر ترک

بھاگا غضنفر نے پیچھا کیا فوج والون نے جو دیکھا کہ ترک بھاگا ہوا آتا ہے غضنفر پیچھا نہین
چھوڑتے چاہتے ہین اسکو مارون فوج والے دوڑ پڑے غضنفر نے بوق ترکی بجایا کہ ای
قزاقان بزنید و بہ بندید سہیل تو اس قاعدے کو جانتا نہ تھا سب قزاق جمع کھڑے رہے
کہ صحرا سے گرد اڑی اسی ہزار قزاق صحرا سے پیدا ہوے صداے بوق سنکر قہقہہ مار اسنینے
لگے تلوارین کھینچین ایک نے ایک سے کہا کہ بھائیو آقا طلب فرماتے ہین معروف جنگ
ہین پرے اٹھائے گھوڑے جھکائے فوج ترک پر آپڑے یہ قزاق تازہ دم لڑے بھڑے
افتادین اٹھائے ہوے گرتے ہی لشکر ترک کو تہ و بالا کردیا آخر ترک ایک گینڈے
پر سوار ہوا جو لوگ قتل سے بچے تھے انکو ساتھ لیکر بھاگا غضنفر نے پیچھا کیا اور
ساتھ والون سے فرمایا کیون یارو یہی زبردست تھا ایک وار نہ اٹھا سکا اب بھاگ کے کہان
جائیگا مین اسکا پیچھا نہ چھوڑونگا یہ کہکے پیچھے ترک کے چلے ترک بھاگتا ہوا قریب قلعہ
ترکیہ کے پہونچا ترکون نے جو دیکھا کہ ترک جوشن پوش بھاگتا ہوا آتا ہے دروازہ
کھولدیا ترک اندر قلعے کے داخل ہوا خندق کو پر آب کیا پل تختہ اٹھالیا توپین لگادین
تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا غضنفر بن اسد آگے آگے پشت پر
قزاق غضنفر نے جو قلعے کو بند دیکھا للکارا باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بردغا
قلعہ کھولدو ترک جوشن پوش نے اشارہ کیا کہ توپین مارو توپ چلنے لگی غضنفر نے
گرز گران سنگ قربوس سے لیا گھوڑے کو کاوے ایڑین پر ڈالا اپنے کو بچاتے ہوے
چلے جو گولہ داہنی جانب آیا جانے دیا بائین والے کو بھی نہ روکا جو گولہ سامنے آیا اوسپر
جھپٹ کر گرز مارا کہ الٹا پلٹ گیا جاکر خندق مین گرا یا کسی برج پر گرا کہ اسکو پامال کردیا
غضنفر نے نصف راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے ایک آواز آئی ای جوان آگے نہ بڑھنا یہ
قلعے ہمارے زیر کردہ ہین یہ سب ہمارے خراج گذار ہین منم ہیولاے زنگی جوان
یار زنگی غضنفر نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان گینڈے پر سوار سیاہ رو تیرہ درون تیغہ برہنہ
ہاتھ مین للکارتا ہوا آتا ہے غضنفر نے زنگی کی طرف رخ کیا للکارا کہ او سیاہ رو مردان عالم
کو ڈراتا ہے زنگی آپڑا غضنفر پر اسی کن سے ہاتھ مارا کہ غضنفر کا سر زخمی ہوا زخمی

ہوتے ہی کمر کو بچا کر سر پر ہاتھ مارا کہ سر ہیولاے زنگی کا زخمی ہوا گینڈے کو پھیر کر بھاگا غضنفر
نے پیچھا کیا سہیل نے پکار کر آواز دی اے آقاے نامدار اسکے تعاقب مین نہ جائیے ستر ہزار
زنگی اسکا تابعدار ہی غضنفر نے جواب بھی نہ دیا ہیولاے زنگی آگے جاتا ہو اسکے پیچھے غضنفر
کوئی دو کوس بھاگ کر ہیولاے زنگی ایک صحرا مین پہونچا کہ وہ صحراے ریگستان موجہ
ریگ رواں ہی ہر مقام پر معلوم ہوتا ہی کہ دریا موج مار رہا ہی ذرّے اُڑ کر جو بدن پر پڑتے ہین
اُس سے آبلہ پڑجاتا ہی غضنفر تابش آفتاب دیکھکر گھبرائے اُف اُف کرنے لگے زنگی نے
ایک آواز دی کہ اے ساکنان بیشہ ریگستان اس جوان کو گھیر لو چار طرف سے فوج زنگیان
پیدا ہوئی غضنفر کو گھیر لیا چند نے بڑھکر گھوڑا اٹھا لیا غضنفر کود کر الگ ہوے اُن زنگیون نے
گھوڑے کو چیر پھاڑ کر کھا لیا غضنفر کا حسن و جمال دیکھکر غل مچاتے ہین ارے اس جوان
کو پکڑ لو اسکا گوشت میٹھا ہوگا اسنے مشک و عنبر کھا کر پرورش پائی ہی غضنفر انکے بیچ
مین گھرا ہوا زنگیون سے لڑ رہا ہی جسے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے جو زنگی مر کر گرا اُن سبنے
اُسکو چیر پھاڑ کر کھا لیا ہیولاے زنگی نے کنارے آکر زخم سر باندھا چست و چالاک
ہوا اور زیادہ بیباک ہوا زنگیون نے جو اس جنگ کو دیکھا آپس مین کہتے تھے یہ جوان
بڑا بہادر ہی تلوارین مار مار کر بھاگے تھے اسقدر تلوارین مارین کہ غضنفر انتہا کے زخمی
ہوے اب زنگی انکے پاس نہین آتے ہین دور سے اسقدر تیر مارے کہ غضنفر کا سارا جسم
مثل غربال چھن گیا خون کا فوارہ بنگیا آخر کو تلوار ہاتھ سے چھوٹی غضنفر گرے ار ہوے
بلوے کے غضنفر کو گرفتار کر لیا ہیولاے زنگی جا کر تخت پر بیٹھا غضنفر نامدار کو زنگی
سامنے ہیولاے زنگی کے لائے اُسنے حکم دیا کہ اسکے ٹانکے لگا دو زنگیون نے تمام بدن
مین غضنفر کے ٹانکے دیے ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر پھر لائے غضنفر بل کرتے ہوے دربار
مین ہیولاے زنگی کے آئے مثل اہل اسلام کے سلام کیا ہیولا نے کہا اے جوان تو
ہوشیار رہو ہم سب بندے خداوند ہفت پیکر کے ہین اس صحرا مین نہ پہنچنے کا ہمارا حکم ہی
رستم بھی ادھر سے نہین گذر سکتا بہتر یہ ہی کہ خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کر غضنفر نے کہا
مین اُس بیحیا پر لعنت کرتا ہون ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر طلسم ظاہر سے طلسم باطن

میں آیا ہم اُس سبحیا کو سجدہ کرینگے ہیولاے زنگی نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ انھین زنگیون مین سے ایک زنگی خنجر کھینچکر اُٹھا گردن پر غضنفر کی کوئلے کا خط کھینچا شلنگین لگانے لگا اور دیتا تھا ای جوان جو کھاتا ہو کھالے وقت اجل تیرا قریب آپہونچا غضنفر نے جو وقت قتل اپنا قریب پایا بیقرار ہوکر طرف آسمان کے دیکھا عرض کی ای خالق لیل و نہار داری پروردگار ستار العیوب دافع البلیات قاضی الحاجات رحم اپنا شریک کر دے نظم

گشت از فیض تو گل ای ابر نیسان باغ باغ — زاب و تاب لطف تو گردید بستان باغ باغ
ہر طرف از فرط گوہر باریت ای باغبان — باغ عالم تازہ و گلزار دوران باغ باغ
کو بکو کو کو کند ہر قمرے نغمہ سرائے — در غم گل عندلیب زار نالان باغ باغ
برق خندانست بر سر سبزی ہر سبزہ زار — گوہر افشانست ابر گوہر افشان باغ باغ
تختہ تختہ در بہار گل تبسم گل کند — نغمہ زن بر خوبی گل عندلیبان باغ باغ
پرتو افگن بر سر کوہ و بیابان آفتاب — جلوہ گر بر اوج خوبی ماہ تابان باغ باغ
خوان نعمت ہر طرف گسترده رزاق ازل — باغبان بکشادہ باب لطف و حسان باغ باغ
بہ ثمر در چار سوے دہر نخل معرفت — یافتہ نشو و نما گلزار عرفان باغ باغ
بوے آن گل از دل بر داغ خود حاصل کند — صاحب بینش بگردد زار و حیران باغ باغ
گر بہ جوش آید سحاب رحمت پروردگار — گردد از ہر خار بید اسنبلستان باغ باغ
ہست باغ صنعت صانع شگفتہ جابجا — گردد از نظارہ اش حیوان و انسان باغ باغ
حمد حق ہندی عجب درباری کردی رقم — میشود از دیدنش ہر یک سخندان باغ باغ

غضنفر دعائیں مانگ رہے ہیں جلاد سر پہ خنجر کھینچے کھڑا ہی ہیولاے زنگی حکم دے رہا ہی کہ جلد قتل کرو اس جوان نے میرے زنگیون کو قتل کیا بہت زنگی مارے گئے مجھکو بڑا قلق ہی اس جوان پر حق ہی کہ اسکو قتل کرکے اُن مقتولون کے عزیزون کو دکھاؤن جلاد تو ہر مرتبہ خنجر لیکر بڑھتا ہی مگر رُک جاتا ہی کہ دربارگاہ پر بلڑ ہوا پوچھا ارے کیا ہی زنگیون سے بڑھکر عرض کی صاحبزادی سرکار کی آئی ہین فرماتی ہین ٹھہر جاؤ اس جوان کو قتل نہ کرنا یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا ملکہ شیران شعلہ مزاج زنگن جوان گال پھولے پھولے

تاریکی چہرے پر صاف ثابت ہوتا ہی کہ آشنا تو اہی یا دہنۂ ظلمات یا شب ہجر عاشقان بال
سر کے گھونگھر والے منڈھیان گندھی پائچے سنبھالے ہوے سرخ دوپٹہ لباس گلنار معلوم
ہوتا ہی کہ کسی مریض نے فصد کھلوائی خون مین کوہ پڑ گیا سینے پر ابھار صاف ثابت ہوتا ہی کہ
درخت مین کٹھل لگے ہین غضنفر پر جو نگاہ پڑی پسینے پسینے ہوگئی دوڑ کر باپ کو لپٹ گئی کہتی
تھی ای باپ اس یوسف ثانی کو قتل کرتا ہی زنگیون سے اشارہ کیا جلاد کو ہٹا دو خنجر دکھا دکھا کر
اُسکے سامنے خنجر چمکاتا ہی وہ کیسا سر جھکائے خاموش بیٹھا ہی ہیولائے زنگی نے بیٹی کو گلے
سے لگا لیا اُن بھولے بھولے گالون کا بوسہ لیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان
مین کیا تجھ سے باہر ہون اہل اسلام مین یہ دستور ہی کہ دختر کو پال پوس کر تیار کرین غیر
شخص کو بلا کر دیدین وہ غیر شخص اُسپر قبضہ کرے ہم صحرائے ویران کے رہنے والے اس
رسم کو عیب جانتے ہین نیران شعلہ مزاج نے باپ کو ایک تھپڑ مارا کہا نگوڑے بیوقوف
مین تجھ سے کیونکر راضی ہونگی یہ جوان کمسن حسین اس لائق ہے کہ میرے پہلو مین
بیٹھے مین اسکے سامنے ناز کرون یقین ہے کہ یہ بھی مجھپر عاشق ہوا ہو ایک زنگی بولا
ای ملکہ نیران یہ بھی جانتی ہو کہ یہ شخص کون ہی خداوند ہفت پیکر اسکے دشمن ہین کیسا چاہا
کہ اسکو قتل کرین مگر اسپر قابض نہ ہوسے جہان یہ لڑا فتح پائی انتہا یہ ہی کہ ہرکارون کی
زبانی معلوم ہوا تھا کہ معلوم یہ مین اسنے قدرت کو زخمی کیا اگر قدرت اپنے کو تخت سے نہ گرا
دیتے تو اسے مار لیا تھا ابھی قلعہ دشت کو فتح کرکے پلٹا ہی ترک جوشن پوش زخمی ہوکر
گیا سلیم شیر شکار کو سر میدان مارا اگر اسکو گرفتار کرکے بخدمت خداوند روانہ کیجیے تو ایسا
خوش ہونگے کہ اگر طرۂ پیغمبری عطا کرین تو عجب نہین صحرائے ویران کو آباد کرین سارے
جنگل کو گل ولالہ سے بھر دین نیران نے کہا ای باپ یہ بڑا جلد معلوم ہوا دو چار مہینے کے بعد
مجھکو اختیار ہی مین تو تیرا کہنا مانونگی مگر اب اسکو قیدخانے مین بھیجدے میری کنیزین براے
نگہبانی مقرر کرو وہ کنیزین شوخ و شنگ ہین ایسا ستائینگی کہ یہ اپنی زندگی سے تنگ ہوگا ہیولا
نے کہا اپنی کنیزون کو بلاؤ نیران نے پکار کے آواز دی ارے کلجبری کہان ہی کلموہی کیون
نظر سے نہان ہی منہ جھلسی کہان چلی گئی ہے سہ ر وبھی آدے اس قیدی کو لیجاوے یہ جو

نیران نے کہا پردہ بارگاہ کا اُٹھا چار کنیزین جنگلی کالی صورتین دھبڑ دھبڑ دوڑتی ہوئی آئین
نیران نے کہا ارے اس قیدی کو قید خانے مین لیجاؤ مگر خوب ستانا اپنی شوخی دکھانا
چارون کنیزون نے غضنفر کا ہاتھ پکڑ لیا ایک مکان تنگ و تاریک مین لائین اُسمین غضنفر
کو بٹھا دیا غضنفر بے قرار اپنی زندگی سے بیزار الیسون کی صحبت ہی کہ جان پر سخت آفت ہی
دن بھر تو ان کنیزون نے ستایا پھر شب تیرہ و تار کا سامنا ہوا لیلی شب نے نقاب سیاہ
چہرے پر ڈالی مگر نیران گرمخو باپ سے رخصت ہو کر اپنے باغ مین آئی دن بھر فراق مین غضنفر
کے تڑپی کنیزین جو بہلاتی ہین اُسکا جواب دیتی ہی کہ صاحبو مین کیا کرون وہی صورت زیبا
آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی جی چاہتا ہی اُسکو لا کر مسند پر بٹھاؤن تصدق ہو جاؤن جان
اپنی نثار کر دون جی بھر کے پیار کرون۔ نظم

جسم اپنا خشک فرقت مین سراسر کیجیے
چشم تر کو بھی مثال درج گوہر کیجیے

جی مین ہی ہو جائیے اُس سرو قامت پر فقیر
بس کسی آزاد کے تکیے مین بستر کیجیے

بے وفا ہین کود کان سنگ زن کو چھوڑیے
وادی وحشت کو چلیے دل کو پتھر کیجیے

اپنے دل سے کیجیے اُنس اس سہی قد کے عوض
چھوڑ کر اب سرو کو عشق صنوبر کیجیے

اُٹھ چلین صحراے وحشت سے بلایا ہی ہمین
پھر پرواز اب خط جانان کو شہپر کیجیے

اور شاعر سرو سے تشبیہ دیتے ہین تو دین
کیا درختون کو ترے قد کے برابر کیجیے

لعل خندان سے ذرا دانت اپنے چمکا دیجیے
درج مروارید کو اب دیدۂ تر کیجیے

جلوۂ خورشید سے ذرے اگر چمکے تو کیا
آپ اپنے پرتوے سے ریزۂ زر کیجیے

شہر مین کیا کاٹیے ایام گردش اے جنون
گرد بادون کی طرح صحرا مین چکر کیجیے

دفتر عالم بچلے گنجفہ سے آپ کو
کیجیے ترتیب دم مین ابتر کیجیے

سارا دن تڑپ تڑپ کے نیران نے کاٹا جب شام ہوئی اور زیادہ بیقراری ہوئی کنیزون
کو کام کے لیے بھیجا آپ اکیلی اُٹھی طرف زندانخانے کے چلی جب قید خانے کے درواز
پر پہونچی کنیزون کو دیکھا مسخری این کر رہی ہین نیران نے پکار کے آواز دی اے
سیاہ رو وغیرہ باغ مین جاؤ وہ چارون کنیزین طرف باغ کے گئین

نیران نے جو دروازہ خالی دیکھا قیدخانے مین گھسی غضنفر کو ورنجیدہ وکبیدہ بیٹھے ہوے
دیکھا بلائین لینے لگی قریب آکر کہا اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان میری جان
تجھپر جاتی ہے جسوقت سے تیرا جمال دیکھا آرام وچین فراموش ہوا تیری محبت کا جوش
ہوا چاہتی ہون کہ تو مجھے اپنی کنیزی مین قبول کر غضنفر نے دیکھکر آواز دی کہ مین نے
جسوقت سے تکو دیکھا ہی مین بھی بیقرار رہتا ہون اگر ایک کام کرو تو مین قبول کرون میرے
ہاتھ مین انگوٹھی تھی اُسکا نگینہ سفید ہی تمھارے باپ نے میرے ہاتھ سے اتار لی تھی اگر
وہ انگوٹھی لاؤ تو مین تمھارا وصل قبول کرون نیران بیقرار ہوکر بھاگی مکان مین ہیولائے
زنگی کے پہونچی ہیولائے زنگی اُسوقت پڑا سورہا تھا ازار بند سے کنجیون کا گچھا کھولا
صندوق کھولکر انگوٹھی نکالی لیکر آئی کہا ای شہریار مین انگوٹھی لائی غضنفر نے انگوٹھی
کو پہنکر قید آہن کو توڑا کہا ای نیران کیا کہتی ہے مین اب باہر نکلون نیران نے چاہا
ہاتھ گلے مین ڈالدون غضنفر نے ہاتھ تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر نیران کا اُڑگیا مارکر
نیران کو باہر نکلے کنیزون نے جو دور سے دیکھا غل مچانے لگین کہ ہے ہے غضب ہوا
ملکہ عالم کو قیدی نے مارا یہ غل سنکر ہیولائے زنگی کی آنکھ کھلی تیغہ لیے ہوے نکلا اور
ایک چیخ ماری کہ ای ساکنان صحرائے ویران جلد آؤ قیدی چھوٹا قید سلاسل کو توڑا دیکھو
بھاگا جاتا ہی وہیں ستر ہزار زنگی گوشہ ہائے صحرا سے پیدا ہوے غضنفر تلوار کھینچکر ہیولا
پر جا پڑے ہیولائے زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تیغہ روئین شگاف پر روکا
روک کر اپنا وار کیا کمر کو بچا کر سر پر ہاتھ مارا ہیولا کے دو ٹکڑے ہوے زنگی جو کہ بلوہ
کرکے آئے تھے سر پیٹنے لگے غل مچاتے تھے کہ ہمارے افسر کو مار لیا ایک کہتا ہے اس
جوان کو مار لو زنگیون نے غضنفر پر بلوہ کیا غضنفر لڑنے لگے کہ صحرا سے گرد اُڑی
اسکے قراق آکر پہونچے اپنے آقا کو جو لڑتے ہوے دیکھا سہیل وسہراب فوج کو لیکر
آگے ایک حملے مین زنگیون کو پامال کیا تمام میدان لاشون سے بھر دیا چند زنگی بچے
جو غل مچاتے ہوے گوشۂ صحرا مین بھاگ گئے تھے وہ جاکر درہ ہائے کوہ مین چھپے
غضنفر نے صحرائے ویران کو لوٹ لیا جنگل مین مال بہت کچھ تھا اونٹون پر لدوالیا

اب قصہ ہی کہ باغ ملکہ شمیم پر جائین کہ ترک جوشن پوش کو خبر ہوئی کہ صحراے ویران
لگیا ہیولاے زنگی قتل ہوا اپنے افسرون سے کہتا تھا یارو بڑا مددگار مارا گیا اس پری
نے صحراے ویران کو برباد کیا اب کیا تدبیر کرون سب نے کہا لشکر غضنفر دامنۂ صحرا
ویران مین پڑا ہی اُسپر شبخون مارین آخر صلاح کرکے شب کو قلعے سے نکلے سہیل طلایہ
دے رہا تھا کہ اُسنے دیکھا کچھ سوار و پیدل آتے ہین ایک گوشے مین چھپکر کھڑا ہو جب
ترک جوشن پوش آکر گرا سہیل نے بوق ترکی بجایا غضنفر کے کان مین آواز پہونچی سمجھ
گئے کہ کچھ لشکر پر آفت ہی تو سہیل بوق بجا رہا ہی مسلح ہوکر نکلے عیار سے اشارہ کیا کہ جا کر
خبر تو لے یہ کیسا بلوہ ہی عیار گیا چند ساعت مین پلٹ کر آیا عرض کی کہ ترک نے شبخون مارا ہی
مگر سہیل بہ لطف لڑ رہا ہی اُن لوگون کو غالب نہین ہونے دیا اُسکے بارہ ہزار قزاق
جانبازی کر رہے ہین غضنفر نے کمر سے بوق ترکی نکالا آواز دی ای قزاقان بزید عجمی بلار
قزاق تیار ہوے لڑتے ہوے چلے غضنفر نے اسپ باد پا کو بڑھایا سامنے دیکھا
ترک لڑ رہا ہی قزاقون نے عاجز کر دیا ہی ہر طرف سے بلوہ کرکے آئے فوج ترک کو گھیر لیا ہی
ترک جوشن پوش ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ غضنفر پر جا پڑون قاتل ہیولا سے لڑون ملکہ
شمیم گیسو کشا نے کہ آسمان پر اڑ رہی تھین یہ دیکھا کہ غضنفر لڑ رہے ہین نگرچیان پرے کھڑے
ہین لاشون کے انبار لگا دیے جیسے ہی ترک قریب آیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا شمیم نے سحر
کیا کہ ترک جوشن پوش کا گھوڑا بھڑک کر قریب غضنفر آیا غضنفر نے للکارا کہ او نامرد قلعہ
بند کرکے لڑا سامنے سے بھاگا اب کیا سمجھ کے آیا ترک جوشن پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا
غضنفر نے تلوار کو تلوار پر روکا پکار کر آواز دی کہ ترک جوشن پوش کا سر کاٹ لے
ترک جوشن پوش سمجھا کہ کوئی میرے پیچھے آگیا پلٹ کر دیکھنے لگا غضنفر نے کمر پر ہاتھ
مارا کہ ترک جوشن پوش کے دو ٹکڑے ہوے عیار نے سر کاٹ کر ترک جوشن پوش
کا بلند کیا ساتھ والون نے دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا گھبرا گئے چاہا بھاگین قزاق کب پیچھا
چھوڑتے ہین گھیر کر سب کو مار لیا مگر سیلاب جوشن پوش بھائی اُسکا چند لوگون کو
لیکر بھاگا قلعہ ترکیہ مین آکر پہونچا توپین لگا دین جب فوج غضنفر سامنے قلعے کے پہونچی

سیلاب نے حکم دیا تو مینہ پڑنے لگیں زمین تھرائی غضنفر نے گرز سنبھالا گھوڑے کو بڑھایا جو گولہ وا بنے گیا اُسکو جانے دیا جو بائیں گیا اُسپر توجہ نہ کی جو گولہ سامنے آیا اُسپر گرز مارا کہ گولہ پلٹ کر خندق میں گرا مچھلیاں و نہنگ مارے گئے اسطرح گولوں کو رد کرتا ہوا غضنفر قریب خندق کے پہونچا للکارا کہ او سیلاب سیلاب سے نہ ڈرنا ترک پہلوانی نہ کرنا آ کر مجھسے مقابلہ کر سیلاب نے جو نعرہ غضنفر کی آواز سُنی ہتھیار جسم پہ لگا کر باہر نکل آیا فوج بھی اسکی پشت پہ چاہا کہ غضنفر کو گھیر لوں غضنفر نے بوق ترکی بجایا سب قزاق آپڑے سیلاب نے غضنفر سے مقابلہ کیا غضنفر نے جھکائیاں دیکر سیلاب کو مار لیا اس قلعے پر بھی قبضہ ہوا اہل قلعہ نے اطاعت کی غضنفر نے وہ قلعہ بھی سہیل کے سپرد کیا کہا کہ برادر یہ چاہتا ہوں کہ تمھیں اتنا خراج چلے کہ تمھارے بارہ ہزار کی بسر ہو سہیل نے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی آقائے نامدار آپ کی ذات سے بڑی امید ہے غضنفر نے کمیل برادر سہیل کو وہاں کا حاکم کیا قزاقوں نے عرض کی ان قلعہ جات کے فتح ہونے سے ہفت پیکر کا زور کم ہوا اب طرف صحرائے عشرت آباد کے چلیے غضنفر نے قزاقوں کو ساتھ لیا اُدھر گلنار تیار ہوا اس پر مینہ ملکہ شمیم مخفی ہو گئیں زیر ابر لشکر غضنفر اس گروہ سے طرف قصر عشرت آباد کے چلے یہاں ہفت پیکر کو جو خبر ہوئی کہ شمیم شریک لشکر غضنفر ہو گئیں اور لشکر لیکر آتی ہیں دربار میں بیٹھا یہی ذکر کر رہا ہے کہ مخلوق قدرت نے بڑا غضب کیا اُسکی یاد نے مجھے بڑا پریشان کیا ہے کس زبان سے حال بیان کروں کیونکر ضبط ہو سکے یہ کیفیت ہے ۔ نظم

پاؤں کو دیوار زندان میرا دامن ہو گیا ۔ ناتوانی سے گریبان طوق گردن ہو گیا
تیر غم سے دل مشبک ہو کے ایسا خوش ہوا ۔ سمجھے ہم کوئی در جانان میں روزن ہو گیا
دل تو کیا پتھر بھی تیرے عشق میں ہیں بیقرار ۔ بتکدے میں ہر صنم سنگ فلاخن ہو گیا
جامے گل بے یار انگارے نظر آنے لگے ۔ بیش ازین گلشن جو تھا اب مجھکو گلخن ہو گیا
دست رنگین یاد آئے کہ شب تاریک میں ۔ پنجشانہ سامنے آنکھوں کے روشن ہو گیا
راگ جو گانے لگا مطرب شب فرقت میں یار ۔ آتے آتے میرے کانوں تک وہ شیون ہو گیا
آنکھیں نرگس چہرہ گل گیسو ہیں سنبل سرو قد ۔ عکس سے آئینہ خانہ صاف گلشن ہو گیا

پانون پھیلائے ہین جادہ کیطرح ہر خار نے
موت نے تیغ زبانِ خلق سے دی ہی نجات
کیجیے حاصل بھران آتش ہون سے کوئی داغ
روند ڈالا عالم بالا کو خوب اے شہسوار
گر قناعت ہو تو نان خشک ہی نعمت ولا
کر دیا کاہیدہ ایسا رنج راہ عشق نے

اب گریبان ای جنون صحرا کا دامن ہوگیا
کہتے ہین جسکو کفن وہ مجھکو جوشن ہوگیا
بے چراغ ان روزون بنا خانۂ تن ہوگیا
ناہ تو بھی ایک نقش نعل توسن ہوگیا
دیکھ لے بانی چراغ گل کو روغن ہوگیا
جادہ ای ناسخ مجھے جو نتی کا روزن ہوگیا

تمام اہل دربار سمجھا رہے ہین کہ یا خداوند معشوق قدرت کو گرفتار کرکے لائینگے وہ سامنے تو آوے سمجھا کے لاکے قدمون پر گرادینگے جسپر وہ عاشق ہوئی ہی قدرت بھی ویسی ہی شکل اُسکو دکھائیں ہفت پیکر نے حکم دیا مصور جائیں غضنفر کی تصویر لائیں کہ وہی صورت دکھائی جائے سیران مردار خوار ایک ساحرہ بیٹھی ہی وہ اپنے مقام سے اُٹھی عرض کی یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے مین طلسم کشا سے سمجھ لونگی ہفت پیکر نے نام پر سیران کے طبل جنگی بجوایا صاحبقران اپنے دربار مین بیٹھے تھے گردا فسران فوج جمع ہین کہ صدائے طبل جنگی کان مین پہونچی خواجہ سے فرمایا دریافت تو کرو کہ کیسا نقارہ بجا عمرو نے عرض کی ہرکارے آیا چاہتے ہین کہ نامیان خیبری وغیرہ حاضر ہوے دعا دیکر عرض کی سیران مردار خوار نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے خواجہ عمرو نقارۂ سکندری مین آئے غاشیہ اُٹھاکر طبل سکندری پر چوب لگائی سات سو نقارہ بجا رستم کو خبر پہونچی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا انکے لشکر مین سترہ سو نقارے پر چوب پڑی بارگاہ ہفت پیکر ہلگئی ہفت پیکر نے گھبراکر پوچھا یہ کیسی آواز ہے سردارون نے عرض کی کہ لشکر طلسم کشا مین سترہ سو سردار ہین سب نے طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین خواجہ عمرو باہر نکلے دیکھا چھتر برق فرنگی آمادہ ہی کہ جاکر سیران کو مارون خواجہ نے پوچھا کہ بیٹا کیا ارادہ ہی برق نے کہا کہ اُستاد قصد ہی کہ سیران کو گرفتار کرکے لاؤن اگر وہ صبح کو میدان مین آئیگی تو بڑا فساد برپا کریگی یہ کہکے برق بھاگا راہ مین دیکھا برق ثانی بھاگا ہوا آتا ہی

برق نے پوچھا ای نور نظر کہان سے آئے ہو کیون گھبرائے ہوئے ہو برق ثانی نے کہا
غلام گیا تھا کہ سیران پر دست انداز ہون اُسنے پہچان لیا اُسکی کنیز کو مار کر بھاگا وہ میرے
تعاقب مین آتی ہی لہذا بھاگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا سیران جادو
تڑپ کر گری برق ثانی کو اُٹھا لیا برق تڑپ کے رہگیا سوچا کہ فرزند کو لیے جاتی ہی ایسا نہو
قتل کرے یہ سوچکر بھاگا گا شمیم کی شکل بنکر ایک نخل کے نیچے کھڑا ہوا سیران نے جو شمیم کو
دیکھا ہوا سے اُتر آئی جھکا کے سلام کیا برق نے کہا ای سیران کہان سے آئی ہو سیران نے
کہا ای ملکۂ عالم یہ عیار میرے سامنے آیا تھا کہ عیاری کرے مین نے پہچان لیا یہ میری کنیز کو
مار کر بھاگا گا مین جا کر لشکر سے پکڑ لاؤن لشکر طلسم کشا مین کیسی کیسی جادوگرنیان ہین مگر میرے سامنے
کوئی نہ آئی برق نے باتین کرتے کرتے کہا لو بوا سیران قدرت آتے ہین سیران جھکی برق
نے کمند ماری حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا برق ثانی ساتھ ہوا برق فرنگی نے
پشتارہ سیران کا اُٹھا لیا طرف لشکر کے چلا راہ مین جو عیار ملے اُنسے کہتا جاتا ہی کہ مین
سیران کو لایا چٹ پٹ گرفتار کیا تنتنا ہوا بارگاہ رستم مین آیا رستم بیٹھے ہین جادوگرنیان
کو رہی ہین کل سیران میدان مین آئیگی بڑا فتور برپا کریگی کہ برق فرنگی نے آکر عرض کی
کہ غلام سیران کو گرفتار کر لایا سب جادوگرنیان خوش ہوگئین برق فرنگی نے پشتارہ
کھولا دیکھا ایک سگ صحرائی بندھا ہوا ہی یہ مین مین کرنے لگا جادوگرنیون نے ہنسکر
کہا ای مہتر واہ کہو یہ کتا کہان سے پکڑ لائے برق نے کہا مین نے جنگل مین گرفتار کیا
کتے کو سب نے مار پیٹ کر نکالا دربارگاہ پر آکر وہ کتا غائب ہوگیا برق فرنگی نہایت
شرمندہ ہی کہتا ہی کبھی ایسا دھوکا نہ اُٹھایا تھا جو کہ آج سیران نے دکھایا سب کے سامنے
محجوب ہوا مگر فرزند کو رہا کر لیا یہی بڑی بات ہی رات کو برق فرنگی نے تین مرتبہ عیاری کی
لیکن ہر مرتبہ عیاری خالی گئی آخر چوتھی مرتبہ برق فرنگی کنیز بنکر پہونچا آکر سلام کیا سیران
نے کہا کیون نرگس کہان سے آئی ہو برق نے کہا ای ملکۂ عالم مین ایک کام کو گئی تھی
مگر عیاران لشکر اسلام آپ کے لشکر مین حضور کی فکر مین پھر رہے ہین سیران نے کہا میرا
کیا کر سکین گے کنیز نے کہا حضور ذرا ہوا خانے سے اُٹھین تو مین کچھ عرض کرون سیران

اپنے مقام سے اٹھی برق کو نے مین لیکر آیا کہا ای ملکہ عالم دیکھیے کنیز ساتھ چلی آئی ہی سیران
پلٹی برق نے حلقے کمند کے مارے جب کمند مین پھنس چلی تو حباب مارکے بیہوش کیا پشتارہ
باندھکر لے بھاگا اپنے لشکر مین آیا ملکہ سنبل ہفت گیسو کو بلا کے بر چین برق فرنگی کو مع
پشتارے جو دیکھا پکار کر آواز دی حضرت صاحب کیسے آئے برق نے کہا جان اپنی لگا دی ہی
جب سیران کو لایا ہون ملاحظہ فرمائیے اسی فکر مین مجھکو رات بھر گذری سنبل نے پشتارہ
کھلوایا برق نے دیکھا ایک بکری بندھی ہوئی ہی برق نے لاحول پڑھ کے چاہا رہا کر دون
سنبل نے کہا ای برق فرنگی بیشک وہ مردار عورت ہی زبان مین اسکی سوزن دو سوزن دیکر
ہوشیار کیا ملکہ سنبل نے سحر کیا بکری جو زمین پہ گری غلطک سا کر بصورت اصلی ہوئی سنبل
نے کہا اسکو لیجا کر قید کرو صبح کو سامنے طلسم کشا کے پیش کیا جائیگا سمند جادو شوہر سیران
کا اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرایا خیمہ سیران مین آیا کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ کہان گئی ہین
کنیزون نے بیان کیا کہ ہمین خبر نہین کہ کہان تشریف لے گئین سمند نے ایک پتلا جیب سے
نکالا اس سے پوچھا کہ ای پتلہ سامری جلد بیان کر زوجہ میری کہان گئی پتلے نے جھنکر کہا
کہ برق نے دو مرتبہ گرفتار کیا پہلے ملکہ کتا بنگئین ایکی بکری بنگئی تھین سنبل ہفت گیسو نے
سحر سے دریافت کر لیا انکو بصورت اصلی بنایا زیبا نامے ملکہ کی کنیز ہی اسکی قید مین بیٹھی ہین
سمند نے پوچھا وہ مقام کونسا ہی پتلے نے کہا داہنے بارگاہ طلسم کشا کے صحرا ہی اس
صحرا مین ایک نیم کا پیڑ ہی اسکے سائے مین بارگاہ استادہ ہی اسمین زیبا نے قید کیا ہی
مگر زیبا ساحرہ زبردست ہی سمجھکر جائیے گا سمند ساری بدلگامی بھولا حیران تھا کہ کیونکر جاؤن
اس سوچ مین باہر نکلا برق ثانی جادوگر بنا ہوا پھر رہا تھا سمند نے بلایا برق ثانی قریب
آیا کہا ارے ذرا دریافت تو کر لا کہ زوجہ میری کس مقام پر قید ہی برق ثانی نے کہا میرے
ساتھ چلیے مین بتلا دونگا میرے سامنے کنیزان سنبل نے قید کیا ہی اور نگہبانی کر رہی ہین
مین آپ کو دور سے دکھا دونگا برق ثانی باتین کرتا ہوا سمند کو لیکر چلا جب لشکر سے
باہر نکلا کہا دیکھیے زوجہ آپ کی آتی ہین جیسے ہی سمند پلٹا برق ثانی نے حلقہ ہائے
کمند مارے سمند نے منھ سے آگ چھوڑی حلقہ ہائے کمند جلے ایک دو پتھر زمین پر مارا

کہ برق ثانی منھ کے بھل زمین پر گرا سمند تلوار کھینچ کے قریب آیا کہا ارے تو کون ہے کہ میرے ساتھ یہ عیاری کی برق ثانی نے اپنا نام مفصل بتایا سمند نے چاہا عیار کو ایکر بلٹون کہ پہلو سے آواز آئی ای شہنشاہ سبحان اللہ خوب اسکو گرفتار کیا اس مکار نے میرے لڑکے کے کپڑے اتار لیے ہین تو اسکی فکر مین تھا مجھے دیجیے کہ مین کہا جاؤن مین نے سنا ہی کہ گوشت مسلمانان مین بڑا مزہ ہوتا ہی سمند نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر ہیبت ناک پکارتا ہوا آتا ہی سمند نے کہا ای ساحر تو کون ہی کہا حضور آپ ہی کے لشکر مین رہتا ہون خداوند ہفت پیکر کا بندہ لشکر مین میرا لڑکا پھر رہا تھا کہ اسنے اسکے کپڑے اتار لیے مین دوڑا بھاگ کر نکل گیا مین اسکی تلاش مین پھرتا ہون ایک سحر ایسا کرون کہ اسکی ہڈیان چورا ہو جائین ہڈیان تک کھا جاؤن سمند نے کہا او بھائی لیجاؤ وہ ساحر برق ثانی کو کھینچتا ہوا لیچلا ایک خیمے کی آڑ مین آکر کہا ارے مجھے پہچانا منم سپہر عیاری برق ثانی جست و خیز کرتا ہوا پھر چلا سمند کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا برق ثانی نے بشکل شہزور جادو سمند سے ملاقات کی کہا ای سمند کس فکر مین کھڑے ہو سمند نے کہا زوجہ میری قید ہوگئی اسکی فکر مین نکلا ہون برق ثانی نے کہا ہم تم ملکر سحر کرین کنیزون کو قتل کر کے نکال لائین سمند طرارے بھرنے لگا خوش قدمی پر مرتا ہی جیسے ہی آگے بڑھا برق ثانی نے حلقہ ہائے کمند مارے اور حباب بیہوشی مار دیا سمند بیہوش ہوا برق ثانی نے پشتارہ باندھا اور لے بھاگا طلائے پر پہونچا سنبل نے پکار کر آواز دی پوچھا ای برق ثانی کسے لائے کہا سمند جادو شوہر سیران فکر مین اپنی زوجہ کی نکلا تھا مین گرفتار کر لایا سنبل نے اسکی بھی زبان مین سوزن دی اسی قید خانے مین لاکر قید کیا سیران نے جو شوہر کو دیکھا بہت پریشان ہوئی زیبا کنیز سے بلا کر کہا تو اگر ہم تمھاری قید مین ہین ذرا زبان سے سوزن نکالو تو ہم تمکو اشرفیان دین بہت بیچین ہو رہے ہین زیبا نے دیکھا کہ قید خانے سے کیونکر نکلے گی چند کنیزین نگہبان ہین لالچ مین آکر زبان سے سوزن نکال دی سیران نے کہا ای زیبا دیکھو تمھارے ساتھ کی کنیزین کیا کہتی ہین جیسے ہی زیبا پلٹی سیران نے زلفین ہلا دین ایک مار سیاہ گرا کہ اسنے زیبا کو کاٹا زیبا تڑپ کر مری سیران نے شوہر کی بھی زبان سے سوزن نکالی کنیزون کو

مار کر زن و شوہر نکلے الگ الگ چلے سنبل ہفت گیسو طلاے پر گھبرائی قید خانے پر آئی آکے دیکھا کنیزین مری پڑی ہین قیدی نکل گئے پکار کر کہا غضب ہوا دنیا کسی مکر مین پھانسی جو قتل ہوگئی تلاش مین سیراں کی چلی دور سے دیکھا کہ سیراں جاتی ہی پکار کر آواز دی او سکارہ کہاں جاتی ہی یہ کہکے زلفین ہلائین ایک ہوا سرد چلی کہ سیراں ٹھہر گئی نگاہ اٹھاکے دیکھا کہ گلہاے خودرو نے آنکھین کھولین غنچے چٹکنے لگے ایک طائر تیز پر نخل پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اسکے چہکارے سے یہ آواز آتی ہی نظم

دل ہو پر خون نہ مگر شیشہ ہو دم بھر خالی
کبھی ہوتا نہیں ابر مژہ تر خالی
نظر آتا ہے جو ساقی مجھے ساغر خالی
دست شمشیر کے مانند نہیں عیب اگر
رنج کیون بادہ پرستو ہی تہی دستی کا
گر چھلکتا ہی چھلکنے دے مرا ساغر عمر
نظر آتا نہین اُسکے ہی سوا کچھ مجھکو

اشک آنکھوں مین بھرین پر نہ ہو ساغر خالی
کسطرح چرخ سے ہو جاے سمندر خالی
روح سے جسم بھی ہوتا ہے برابر خالی
رہتے ہین ہاتھ جوانمردوں کے اکثر خالی
بھر بھی جاتے ہین جو ہو جاتے ہین ساغر خالی
جام مے دیکھیو ساقی نہ ہو دم بھر خالی
کیون نظر آئے نہ بے یار بھرا گھر خالی

طائر نے جو یہ اشعار پڑھے سیراں طرف سنبل کے متوجہ ہوئی کہا اے ملکہ عالم تمھاری تکلیف مجھکو گوارا نہین جو حکم دیجیے وہ بجالاؤں ملکہ سنبل ہفت گیسو چاہتی ہین کہ اسکو کچھ حکم دین کہ سمندر جو چلا تھا اُسوقت آکر ہیونخا زوجہ کو جو دیوانہ پن مین دیکھا بد حواس ہوگیا پشت سے ایک گولہ مارا کہ سنبل ہفت گیسو کا زخمی ہوا پھر ایک دستک دی کہ سیراں کے حواس درست ہوے زن و شوہر ملکر نکل گئے وہ وقت آچکا تھا کہ فوج ضیا و شعاع نے فوج ثوابت و سیارگان پر فتح پائی شہنشاہ ماہ تاباں شکست خوردہ داخل قلعہ مغرب ہوا آفتاب تاباں چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا تمام دنیا کو روشن کیا سیراں جھلائی ہوئی آئی چار لاکھ فوج کو ہمراہ لیکر نقارے پر چوب پڑی دیکھا کہ ہفت پیکر بھی قصر عشرت سے نکلا تخت نخوت پر سوار تاج غرور سر پر ساٹھ لاکھ فوج پشت پر ستر ہسوا فیراں فوج ساحر و غیر ساحر تخت کو گھیرے ہوے اس کر و فر سے ہفت پیکر میدان مین آیا جب

فوج مین تخت ٹھہرا سیران کو دیکھا کہ جارلا کہ فوج لیے ہوے ترتیب فوج کر رہی ہی کہ سامنے
سے گرد اُڑی لشکر رستم بصد حشم پیدا ہوا ایک طرف سے صاحبقران زمان مع سرداران
نامی و پہلوانان گرامی پیدا ہوے میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین جمنے لگین جب ترتیب
لشکر ہو چکی سیران جادو صف سے بڑھی سامنے تخت ہفت پیکر کے آ کی عرض کی یا خداوند
رات کو تو خداوند نے تقدیر برجستہ کی کہ مین قید سے چھوٹی بی سنبل کو زخمی کرکے نکل آئی
سنبل کو اپنے سحر پہ بڑا دعوی ہی اب دیکھون میدان مین مقابلے کو کون آتا ہی مین نے
سب تحفہ جات تیار کر لیے وہ سحر کرون کہ زمین ہلا دون دیکھون تو یہ شاہزادیان حریف
مقابلے مین آتی ہین یا شاید نہ نکلین اگر آئین تو مزا چکھین گی ہفت پیکر نے کہا تجھکو
یدِ قدرت کے سپرد کیا جسطرح چاہے مقابلہ کر کوئی تجھ سے نہ لڑ سکیگا سیران جست کرکے میدان
مین آئی پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ملکہ شفق خونخوار نے
قصد کیا سنبل نے کہا ای شفق خونخوار سیران بڑی زبردست ساحرہ ہی ذرا سمجھکر مقابلے
مین جاؤ کہ ملکہ سیماب جادو تڑپ کر صف سے نکلین مقابلے مین سیران کے پہونچین
ملکہ شفق خونخوار تڑپ کر رہگئین کنیزون سے کہہ رہی ہین کہ خدا سیماب کو بچا دے دیکھو
سمن نے بھی کنوتی بدلی دوجہ کی مدد کرنیگا ملکہ سیماب جو سامنے سیران کے پہونچین
بیش و ستی تو ناگاہ عارہ نشین سیران نے گولہ مارا سیماب کے سر پہ آکر پھٹا گولے سے
ایک دھوان نکلا کہ میدان مین اندھیرا ہوگیا بمشکل ملکہ سیماب دھوئین سے نکلین مگر
چہرہ زرد دل مین درد پریشان پریشان دھوئین سے نکلکر ہاتھ ہلایا سیران پر برق گری
سیران سمجھی کہ مین سیماب کے ہاتھ سے کشتہ ہوئی اسکا سحر اکسیر ہے میرے بچانے کی
تدبیر ہو حقیقت مین سیماب نے وہ سحر کیا کہ درخت سرسبز و شاداب ہوے طائران صحرا
بیتاب ہوے اسنے دو پتھر زمین پر مارا ایک غبار اُڑا سیماب غبار کو دیکھکر گھبرائی سیران
نے آواز دی کہ ای سیماب ہوشیار رہنا دیکھو کون آتا سیماب نے دیکھا طرف سے صحرا کے
ایک شیر خشمناک نہایت چست و چالاک جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی سیماب نے جو شیر کو
آتے ہوے دیکھا موے سر توڑا ایک زنجیر آہنی تیار ہوگئی پھر آکر سر پہ شیر کے ماری کہ

سر شیر کا پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا سیران نے جو دیکھا کہ شیر مارا گیا چاہا پیچھے ہٹون
سیماب نے آواز دی ای نسیم عنبر شمیم کیا سیران سے ملاقات نہ کرو گی ایک ہوا چلی اور آواز
آئی کہ کنیز ابھی حاضر ہوتی ہو سیران نے دیکھا کہ ہوا معتدل چلی نہ گرمی نہ سردی غنچے چٹکنے لگے
پھول جھکنے لگے عندلیبان خوشنوا نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

دامن نہ چھوٹا مرے کبھی دشت غبار انگیز کا
مین اک بگولہ بن گیا صحرا اے وحشت خیز کا

تاحشر مٹنے کا نہین لالے کا داغ ای باغبان
دھبا ہی میرے خون کا دامن ہو اُس خونریز کا

شوق شہادت مین یہان ہر وقت کشتا ہو گلا
عالم رگ گردن مین ہو قاتل کی تیغ تیز کا

بیداد دلبر کی سند کچھ اور ہم رکھتے نہین
دل ہاتھ مین ظالم کے ہو کیا کام دستاویز کا

آشفتہ مو سنبل بھی ہو سرگشتہ ہے گل بھی گیا
سودا چمن کو ہوگیا اُس زلف عنبر بیز کا

زاہد اسے پھر پوچھنا سرشار ہم کیونکر ہوے
پہلے چھلکنا دیکھ لے پیمانۂ لبریز کا

بڑھکر وہی پیمان شکن ای نامہ بر سمجھا گیا
جسے نہ مطلب بوجھ تو خط شکست آمیز کا

جز بادہ نوشی ساقیا کوئی نہین اسکی دوا
پرہیزگارون کو ہوا اچھا مرض پرہیز کا

پیدا کرے دشمن جگر جب آزمائے کچھ اثر
میری اس آہ گرم کا تیری نگاہ تیز کا

وسعت نہین آفاق کی تیری یہ جولان گاہ ہی
گردش ہی ہفت افلاک کی کا وہ ترے شبدیز کا

ڈرتے نہین ہم ای جلال آشوب روز حشر سے
دیکھا ہی ہمنے حادثہ عشق بلا انگیز کا

یہ اشعار سنکر سیران تڑپی چاہا کہ قریب سیماب کے جاؤن عذر کرون سمندر نے جو دور سے
یہ معرکہ دیکھا وہین سے سحر کیا کہ سیرآن ہوش مین آئی ایک برق گری کہ سر سیماب کا
زخمی ہوا قریب تھا کہ لہرا کے گرے کنیزین دوڑ پڑین گود مین اٹھا کر لشکر مین لائین
سیرآن نے پکار کر آواز دی ای طلسم کشا اور کسی کو بھیجو ملکہ شفق نے قصد کیا کہ مین
مقابلے مین جاؤن کہ سنبل ہفت گیسو نے ہاتھ تھام لیا لالہ عذار نے بھی اشارے سے
منع کیا کہ ای شفق خونخوار زن و شوہر ملکر مقابلہ کرتے ہین میدان مین جانے کا موقع نہین
ہی سیران نے جو دیکھا کہ عرصہ ہوا کوئی شاہزادی میرے مقابلے مین نہین آتی پکار کر آواز
دی ایسی شاہزادیان کھڑی ہین کہ جنکے سحر کا طلسم ہفت پیکر مین شہرہ ہو مگر کوئی صاحب

نہیں آتیں میں کہا وہیں آؤں رنگ سحر دکھاؤں یہ بولے پکار کر کہا رستم نے یہ نگاہ قہر
طرف شاہزادیوں کے دیکھا لالہ عذار بڑھی تھیں کہ صحرا سے گرد اُڑی صدائے بوق ترکی
کان میں آئی گھوڑے بھڑکنے لگے پیدل تھرا کر زمین پر گرے ہفت پیکر نے کہا وہی عالم
آتا ہی جسکے نام سے قدرت کو نفرت ہی اسد غازی نے سر اپنا اُٹھا کے دیکھا کہ غضنفر گھوڑا
اُڑاتے ہوئے آتا ہی پشت پر اسّی ہزار قزاق بوق ترکی بجاتے ہوئے گھوڑے اُڑاتے
ہوئے آسمان پر لکۂ ابر گلنار جسمیں رعد کی گرج برق کی چمک سیران نے جو ابر دیکھا
ایک گولہ اُٹھا کر مارا گولہ جا کر ابر پر پڑا کہ ابر پھٹا ہفت پیکر نے دیکھا کہ ملکہ شمیم طاؤس
زرین بال پر سوار پشت پر بارہ ہزار کنیزان زرین پوش ہفت پیکر بیقرار ہوگیا شمیم نے
دیکھا کہ سیران نے مجھکو ظاہر کر دیا وہیں سے آواز دی او گیسو بریدہ اسوقت آنا میرا خلاف
تھا میں ضرورت سے آئی تھی یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا گولہ نکالا سیران پر مارا سیران پہ
آگ برسنے لگی ہر چند چاہتی ہے کہ اپنے کو بچاؤں لیکن شعلۂ آتش بھڑک کر قریب آتے
ہیں سمند نے دور سے دیکھا کہ زوجہ میری جلا چاہتی ہی کارد سحر شمیم پر پھینکی شمیم نے کچھ
سحر کیا کہ چھری اُلٹی پلٹی سینے پر سمند کے پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری سیران نے جو دیکھا کہ
شوہر میرا مارا گیا اور شعلۂ آتش مجھکو گھیرے ہیں تڑپ کر چاہا کہ اس آگ سے نکلوں مگر
نہ نکل سکی ایک شعلہ سر پر پڑا کہ موے سر جلنے لگے اور ہر عضو جسم سے شعلے نکلنے لگے
جل جلکر خاک ہوئی غضنفر نے جو دیکھا کہ شمیم نے زن و شوہر کو مارا مرکب اپنا بڑھا دیا
میدان میں آکر آواز دی او ہفت پیکر کسی کو بھیج کیوس مردم درنے جو ایک کمس کو
دیکھا صف سے گینڈا نکالا غضنفر نے جو دیکھا ایک پہلوان نیل پیکر آتا ہی کمان کیانی
دوش سے اُتاری تاک کر تیر گینڈے کی آنکھ پر مارا تیر جا کر لب معشوق ہوا گینڈے سے
طرارہ بھرا ہر چند کیوس روکتا ہی گینڈے کی آنکھ چھدی ہوئی پرنالہ خون کا بہ رہا ہی اسقدر
کیوس نے قبضے مارے کہ گینڈا ٹھہر گیا آخر تڑپ کر جو جست کی کیوس گینڈے سے
گرا غضنفر نے بڑھکر نیزہ مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرا شفاق نیزہ باز گینڈے کو بڑھا کر
میدان میں آیا غضنفر سے مقابلہ کیا کئی نیزے مارے غضنفر نے وار سکا خالی

دیا تلوار کا ہاتھ مارا کہ اشفاق نیزہ باز بھی واصل جہنم ہوا مرواق صف شکن نے گھوڑا اپنا
بڑھایا مقابلے مین غضنفر کے آیا آتے ہی گرز مارا غضنفر نے گرز کو تیغہ پر روکین شگاف سے
قلم کیا جب سر گرز کٹ ڈنڈو کا ہاتھ مین رہگیا غضنفر پہ پھینک مارا غضنفر نے اکڑائی ہو کر خالی
دیا خبردار خبردار کہکر تیغہ چمکایا آواز دی ارے دیکھ تیری پشت پر حریف آ گیا اُس سے
اپنے کو بچا مرواق نے پلٹ کر پشت پر دیکھا غضنفر نے ہاتھ مارا کہ مرواق کے بھی دو ٹکڑے
ہوے اسی طرح غضنفر نے سولہ پہلوان قتل کیے پھر مرکب مہمیز کر رہا ہی ہر مرتبہ آواز دیتا ہی
کہ او ہفت پیکر اور کسی کو بھیج جب ہفت پیکر داہنے بائین دیکھتا ہی ایک پہلوان تیغ
غضنفر پہ جا پڑتا ہی متواتر تیس پہلوانون کو مار کر جو غضنفر نے نعرہ کیا اب ہفت پیکر سر
اُٹھا اُٹھا کر اور پہلوانون کا نام لے لیکر پکارتا ہی کہ اسے مقابلے مین اس مغل کے جاؤ
کوئی پہلوان اپنے مقام سے نہین بڑھتا جب تو غضنفر نے گھوڑا اپنا مہمیز کیا اور آواز
دی کہ او نامرد مین خود آتا ہون قلب فوج مین آ کر تجھکو مارونگا کہ دل کافرون کے ہل جائین
یہ کہکے غضنفر نے بوق ترکی کمر سے نکالا آواز دی کہ اے قزاقان بزنید و بہ بندید دریاے فوج
غضنفر کو جوش ہوا اسی ہزار قزاق گھوڑے اُٹھا کر دریاے فوج پہ جا پڑے جس وقت
ہفت پیکر نے یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا علم سب کے کھلے نوبت نقارے بجاتے
ہوے چلے لیکن قزاق جو گرے ایک نے ایک کو ڈالا دوسرے نے پہلو پر نیزہ مار دیا کوئی
قزاق گھوڑے سے کودا پلٹ کا ہاتھ مارا چارون پاؤن گھوڑے کے قلم کیے خنجر سے
سوار کا شکم چاک کیا ساحر سحر بھول گئے غضنفر شمشیر زنی کرتا ہوا دریاے فوج مین شناوری
کر رہا ہی لاکھ ساحر وغیرہ ساحر مارے ہمراہیان ہفت پیکر نے جا بجا گھیر لین یہ قزاق کب
گھرتے ہین گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین واہ ہوے دلیران کی صدا بلند ہی غضنفر لڑتا
بھڑتا برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچا للکارا کہ او مکار شعبدہ باز بہت دنون خدائی
کر چکا خوب دعوی یکتائی کیا اب وقت انقلاب آ پہونچا یہ کہکے برابر تخت کے پہونچ گیا
کئی پہلوانون نے غضنفر کو روکا مگر یہ شیر کب رکتا ہی جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
کئی پہلوانون کو مار کر برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچا ہفت پیکر نے سحر کیا کہ غضنفر

آگ برسنے لگی غضنفر نے انگشتر مہر دماہ کو چمکایا شمیم نے جو آسمان سے دیکھا کہ غضنفر
شعلۂ آتش مین پھنسا باران سحر برسایا شعلۂ آتش بجھے غضنفر گھوڑا چمکا کر شعلہائے
آتش سے نکلا سامنے ہفت پیکر کے آکر تیغہ چمکایا ہفت پیکر چمک تیغے کی دیکھکر ڈرا
آخر کو اپنے تئین تخت سے گرا دیا چلا کر آواز دی ای بندگان من اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے
بچاؤ یہ مجھے قتل کرتا ہی ساحر و پہلوان دوڑے غضنفر پر بلوہ کیا شمیم نے آگ برسائی کئی سو
ساحرون کو جلا دیا کئی پہلوانون پر سحر کیا کہ گیندے انکے بدنگا میان کرنے لگے ہفت پیکر نے
جو سحر شمیم کا عالم دیکھا پکار کر آواز دی ای جان جہان عاشق پر یہ بدعت ہم مدت سے
عاشق تھے یہ خیال ہمکو نہ تھا کہ ہمپر یہ ظلم کرو گی ہماری جان پر بنی ہی اب سحر نہ کرو عاشق
پر رحم کرو ساحرون نے ہفت پیکر کو اٹھا لیا لیکر بھاگے غضنفر نے دور تک پیچھا کیا مگر
لوگ لے بھاگے اب غضنفر نے قراقون کو اشارہ کیا قراقون نے خوب بلوہ کیا آخر
ہفت جوش جادو وزیر اعظم دوڑ پڑا قراقون کو سحر کرکے ہٹایا قراقون کے گھوڑے
بدنگا میان کرنے لگے قراقون نے گھبرا کر طرف غضنفر کے دیکھا اشارہ یہ تھا کہ اب نکل
چلیے فوج کا بڑا بلوہ ہی شمیم نے کئی سو ساحرون کو مارا ہفت پیکر پر بھی سحر کیا ہفت پیکر
دور جا کر کھڑا ہوا اور پکار کر آواز دی ای جان جہان اب سحر نہ کرو ایسا نہو میرے ہاتھ
سے بھی سحر چلجائے اور کسی طرح کا نقصان تمکو پہونچے مین آتا ہیر تمہاری یاد مین تباہ
ہون یہ اشعار زبان پر ہر وقت جاری رہتے ہین نظم

جو نعمت عشق کی چاہے تو راحت جان فدا کو — عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کا
وہ منصف ہون اگر مین نے کیا ختم کلام اسکا — قرآب سورۂ یوسف دیا روح زلیخا کو
خدا جانے کہ ہوگا حال کیا ہم بادہ نوشونکا — لڑا کر جام سے توڑا ہی بدمستی مین مینا کو
بنا ہی بجز خوبی تیرے دست دعا مین لازم ہی — نہین دیکھا ہی خالی پنجۂ مرجان نے دریا کو
دل پژمردہ ہوتا ہی شگفتہ کوے جانان مین — ہوائے باغ جنت زندہ کرتی ہی موتا کو
کہا استاد کو شاگرد اس طفل پری رو نے — پڑھایا روز بسم اللہ علم عشق ملا کو
نہین جسکا کوئی اسکا خدا ہی پوچھنے والا — اٹھاتے ہین ملائک آکے بے وارث کے [illegible]

مری میراث ہی خلد بریں فرزند آدم ہون
سر جانے جا نجا ہون اپنے مین بنا نوے حوا کو

شب تاریک مین آنکھون کو وہ دلبر نظر آتا
سیہ خیمے مین مجھ مجنون نے دیکھا رہ لیلی کو

تراشا تجھکو جس بت ساز نے ای بت وفا کا
بنایا شیشے سے نازک مزاج سنگ خارا کو

دکھایا کس پری پیکر نے خال چہرۂ رنگین
غنیمت جانتا ہی لالا اپنے داغ سودا کو

چمن مین یار جہرہ بن جو دامن تر اشکون نے
گلون نے کان کا جھمکا بنایا ہی ثریا کو

فقیرون سے نہ رکھ امداد کی امید مشکل مین
نکالو ناخن پا نے کہان خار کف پا کو

وہ محبوب جہان ہی تو ہلوسئے تیرے کوچے
پھرایا شیخ سے کعبے کو راہب سے کلیسا کو

ید بیضا سے روشن یار کا رخسار ہی آتش
لب جان بخش رکھتے ہین دم پاک مسیحا کو

شمیم نے جو یہ اشعار سنے منھ پھیر کر آواز دی او بیحیا اسی حسرت مین مریگا یہی شیر تجھکو قتل کریگا
انشاء اللہ اتنو جلتے ہین پھر آئینگے یہ کہکے سحر کیا کہ سب قزاق الگ ہوے غضنفر آگے
بڑھا ہفت پیکر نے آواز دی یہ لوگ جانے نہ پائین شمیم نے سحر کیا کہ میدان مین اندھیرا
چھا گیا اسی اندھیرے مین قزاق لڑتے ہوے نکلے لاکھون ملازمان ہفت پیکر کو
قتل کیا جب غضنفر نکلگیا ہفت پیکر روتا پیٹتا پلٹا آج صاحبقران تعریف غضنفر کی
کرتے ہوے بلبلے اسد سے فرماتے ہین کہ غضنفر کے وہی شیوے ہین جو تمھارا طریقہ تھا کہ
کس دھوم سے لڑا ہی کیا معرکہ بڑا ہی لاکھون کو پامال کر دیا اسد عرض کرتے ہین حضور کی
دعا کا باعث ہی کہ غلام آپ کا سرفراز ہی بہادرون کو اسکی جرات پر ناز ہی صاحبقران
یہ فرماتے ہوے دربار مین آئے خورشید بن ہاشم نے عرض کی کیون دادا جان ہمارے
تحفے غضنفر سے زلین گے مین کس مشقت سے ان چیزون کو لایا میان غضنفر صاحب
جو ایک ساحرہ کو مار کر تحفے لیگئے آجتک نہین دیے صاحبقران نے فرمایا ای فرزند تم جانتے
ہو اس دیوانہ گستاخ پر میرا کیا اختیار ہی اسنے لشکر مین رہنا چھوڑ دیا مگر مناسب ہی کہ
اب یہ تحفے معاف کرو خورشید نے دست بستہ عرض کی کہ وہ لشکر مین تشریف لائین
مین ذکر بھی نہ کرونگا جس دن تعاقب کرون تحفہ جات چھین لون اسد نے کہا ای خورشید
ابھی خیر مناؤ ایسا نہ ہو تمکو زخمی کرے یا وہ دیوانہ بیباک ہی دشمنون کو مار ڈالے تو

ناموں جان سے مجھکو شرمندگی ہوگی دربار میں تو یہ ذکر ہو رہے ہیں مگر خورشید کو فکر ہوئی کہ
صحرا میں جاکر غضنفر کو گھیروں تحفہ جات چھین لوں دیکھوں تو یہ دیوانہ کیا کرتا ہی باہر نکلکر
مہتر کوکب عیار سے حکم دیا کہ اے برادر دریافت تو کرو کہ غضنفر کہاں اترا ہی میں لشکر کشی کرکے
جاؤنگا سعید نامے پہلوان سے کہا لشکر تیار رکھو یہاں غضنفر صحرا میں آکر اترا ایک گاؤں
لوٹا زمیندار کو پکڑ لائے اُسکو نخل سے باندھا ہی روپیہ مانگ رہے ہیں کہ مہتر کوکب نے
آکر غضنفر کو دیکھا پلٹ کر خدمت خورشید میں آیا عرض کی آقا ے نامدار یہاں سے پانچ
کوس پر ایک صحرا ہی کہ وہاں غضنفر اُترا ہوا ہی ایک زمیندار سے روپے طلب کر رہا ہی خورشید
اسیوقت سوار ہوے سعید تیغزن پہلوان سے کہا کہ تم جاکر غضنفر کو گھیر لو میں بھی آتا ہوں
آج غضنفر کی گردن لوں سعید تیغزن فوج لیکر چلا چار طرف سے آکر جنگل کو گھیرا ہمارے
تیز رفتار نے غضنفر کو خبر دی کہ جنگل گھر گیا لشکر خورشید نے آکر گھیرا ہی غضنفر تیغہ ٹیک کر
اُٹھا بوق ترکی بجایا قزاق بھی ہوشیار ہو گئے گھوڑے اُڑاتے ہوے چلے جب غضنفر
سامنے سعید کے پہونچا للکارا کہ اے پہلوان لے یہ تیغہ لے یہ کہکر ہاتھ بڑھایا تھا کہ سعید
گھوڑا بڑھاکر قریب آیا سعید نے جیسے ہی ہاتھ بڑھایا غضنفر نے جھکنی کا ہاتھ مار دیا کہ
ہاتھ سعید تیغزن کا کٹ کر گرا غضنفر نے پکار کر کہا لو خورشید بھی آگئے سعید پلٹا غضنفر
نے کمر پر ہاتھ مارا سعید کے دو ٹکڑے ہوے قزاق آکر فوج پر گرے کئی ہزار کو مار لیا آخر
ہمراہیان سعید تیغزن لاشہ سعید کا لیکر بھاگے خورشید راہ میں آتے تھے کہ لاش
سعید کا دیکھا بہت غصہ آیا کہا اب اس دیوانے کو مار ڈالونگا آج گھوڑا و تیغہ دلا
لونگا خورشید یہ کہ رہے تھے کہ سامنے سے بونڈلا گرد کا اُڑا دیکھا غضنفر تیغ سے خون
پوچھتا ہوا آتا ہی خورشید نے پکار کر آواز دی او دیوانۂ مجہول بخت برگشتہ و نامعقول
تو نے میرے سپہ سالار کو مارا غضنفر نے رومال سے ہاتھ باندھے پکار کے آواز دی سعید
کے سر پر موت سوار تھی میں نے ہر چند بچایا نہ بچا اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لیا یہ
تحفہ جات لیجیے میری جان بخشی کیجیے یہ کہکے انگوٹھی انگلی سے اُتاری تیغہ برہنہ جھکاتا ہوا
قریب آیا کہا یہ تیغہ تو لیجیے خورشید نے جیسے ہی ہاتھ بڑھایا ہاتھ پر چرکا دیا اور سر پر تلوار

ماردی خورشید کا سر زخمی ہوا غضنفر نے گھوڑا بھگایا اور پکارکر آواز دی او خورشید خبردار
اب کبھی تحفہ جات کا نام نہ لینا خورشید زخم باندھکر آمادہ ہوے کہ پیچھے جاؤں کہ طرف
لشکر کے گرد اڑی دیکھا کہ صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین خورشید کو جو زخمی دیکھا
گھوڑے کو بڑھا کر قریب آئے فرمایا ای خورشید یہ کیا ہوا کہا غضنفر دیوانہ مجھکو زخمی کرکے
بھاگ گیا حضور اب جائین مین دیوانے کا سر لیکر آؤنگا صاحبقران نے خورشید کا
زخم باندھا فرمایا ای فرزند وہ دیوانہ بیباک ہی نہایت چست و چالاک ہی اب لشکر
مین چلو ہم تمھین تحفہ جات دلوا دینگے غضنفر ایک محل کی آڑ مین چھپا کھڑا تھا پکار کر آواز
دی نانا جان آپ تشریف لیجائیں ایسا نہو مجھسے بے ادبی ہو اور مہم سلیمانی کی فرورت
پڑے صاحبقران نے گھوڑا چمکایا اور پکار کر آواز دی او دیوانہ بیباک تیری شامتین
آئی ہین غضنفر نے عرض کی نانا جان بس اب جائیے زیادہ کچھ نہ فرمائیے مجھکو جہنم کا خوف
ہی ورنہ آپ کو بھی سمجھا دیتا یہ کہتا ہوا غضنفر بھاگا جاتا ہے کہ اگر صاحبقران گھوڑے کو
دوڑائین گے تو مجھکو پکڑ لین گے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا صاحبقران خورشید کو ساتھ
لیکر پلٹے غضنفر پہاڑ سے اترا گھوڑا چمکاتا ہوا دوسرے قریے پر پہونچا وہان کے زمیندار سے
کہلا بھیجا کہ آج ہماری تمھارے یہان دعوت ہی اس زمیندار نے حال سُنا تھا سامان دعوت
بھیجا غضنفر تو اس مقام پر فروکش ہی لیکن حال دربار ہفت پیکر تحریر کرتا ہون کہ دربار
مین جو آکر بیٹھا نہایت ملول و حزین پریشان اہل دربار سے کہہ رہا ہی کہ اب لڑائی
نہین سنبھلتی روز شکست ہوتی ہی قلعے سب فتح ہوے غضنفر نے بارہ قلعے فتح کیے کیسے کیسے
سردار مارے گئے کہ جنکا نظیر ناممکن ہے یہ ذکر تھا کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے
اور ہفت پیکر کے سامنے عرض کی غضنفر بن اسد قصبۂ الوند پر فروکش ہی الوند کے زمیندار نے
بڑی دھوم سے دعوت کی ہی لیکن غضنفر بے سامان فروکش ہے اب اسوقت کسی کو ضرور
قدرت بھیجین تو غضنفر گرفتار ہو جائے ہفت پیکر نے کہا یارو کوئی پہلوان ایسا ہے کہ
قدرت کے رقیب کی مشکین باندھکر لائے یہ کہتا تھا کہ سرشار سر سوار اپنے مقام سے
غصے مین سرشار ہوکر اٹھا تین لاکھ فوج کا افسر ہے سب مین بہتر ہی کل فوج کو حکم دے دیا

کر تیار ہو سب فوج اسوقت تیار ہو گئی گینڈے کو بڑھا کر چلا مگر خورشید بن ہاشم
صاحبقران کے لحاظ سے چلے آئے لشکر مین آکر سوچے کہ اگر غضنفر کو سزا نہ دی تو وہ غدر
کریگا زخمدوزی کرا کے پٹیان زخموں پر چڑھائین دس ہزار جوان ساتھ لیکر فکر غضنفر مین چلے
صحرا مین جو آکر پہونچے سرشار پر سوار جو کہ تین لاکھ فوج لیکر فکر غضنفر مین چلا تھا خورشید
نے جو اسکو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی ای پہلوان اسوقت تو کہان جاتا ہی سرشار نے
کہا مین پر لے گرفتاری غضنفر جاتا ہون قصبۂ الومار پر فوجکشی ہی یہ سنکر خورشید نے
آواز دی او نامرد پہلے مردان عالم سے مقابلہ کر لے تب آگے بڑھنا یہ سنکر سرشار نے
گینڈا اپنا بڑھایا مقابلے مین خورشید کے آیا خورشید سے نیزہ بازی مین مقابلہ پڑا
جب نیزہ بازی سے مطلب حاصل ہوا تو فریقین مین تلوارین کھنچین خورشید نے علاوہ دیکر
ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ شانہ سرشار کا جھول پڑا فوج والون نے جو اپنے آقا کو زخمی
دیکھا تین لاکھ فوج خورشید پر آپڑی خورشید دس ہزار جوانون سے تین لاکھ کو روکے
ہوئے ہین مگر بہایت بیقرار ہین جہان انکے دو ہزار کو پچاس ہزار نے گھیرا خورشید فورا
جھپٹ جھپٹ کے پہونچ جاتے ہین اپنے ساتھ والون کو بچاتے ہین لاشے جو دوستون
کے دیکھے بیقرار ہو گئے پکار اٹھے کہ ای خالق بے نیاز و ای مالک چارہ ساز رحم اپنا
شریک کر ان ظالمون سے بچالے **نظم**

از کدورت باطن خود کن صفا	تا نظر آید ترا نور خدا
کن توکل بر جناب کردگار	در مقام ابتدا و انتہا
در جہان ہرگز مشو ہرگز مشو	آشنائے مردم نا آشنا
دوستی کن دوستی با نیک و بد	دوست دارد تا زمانہ مر ترا
یاد کن خلاق خود را یاد کن	ہر زمان ہر روز و شب صبح و مسا
دولت عرفان اگر مطلوب تست	کن صدا بر باب حق مثل گدا
مال و دولت صرف کن از دست خویش	ہرچہ داری بخش بر نام خدا
از عذاب عاقبت یابی نجات	گر کنی حق عبودیت ادا

سرمکش از حکم خلاق جہان	سجدہ کن بر خاک تسلیم و رضا
بندہ گر از عبادت سر مپیچ	زانکہ غیر از بندگی ہیچ است ہیچ

خورشید نے جو بیقرار ہو کر دعا مانگی ساتھ والے آمین کہنے لگے کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی غضنفر بن اسد اسی ہزار قزاقون سے آکر پہونچا نعرہ کر کے گرا لڑتا بھڑتا سامنے سرشار کے پہونچا للکارا کہ او نامرد تو میری فکر مین چلا تھا میرے بھائی نے تجھکو روک لیا دیکھ دس ہزار سوارون نے تین لاکھ سے مقابلہ کیا اب قزاقان جانباز آپہونچے اب ہرگز نہ بچو گے یہ کہکے سرشار پر جا پڑے وہی فقرہ کیا آواز دی کہ اسکا سر کاٹ لو سرشار پلٹا غضنفر نے کمر پہ ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوے شاہزادہ خورشید بھی غضنفر کو دیکھکر شگفتہ ہوے غضنفر نے کہا ای برادر کیا ارادہ ہی خورشید نے کہا اب نکلنے پایا نہو میرے ہاتھ سے مارے جاو غضنفر نے پھر فقرہ دیکر ہاتھ مارا بوق ترکی کو بجادیا کہ اے قزاقو اب شکار کھیلتے ہوے چلو قزاقون نے جھرجھری لی ایک ایک حملہ کر کے نکلے کہ خورشید کے ساتھ والے پامال ہوگئے چند شخص ہمراہیان خورشید باقی رہگئے دور جا کر غضنفر نے آواز دی بھائی صاحب اب جائیے میری بےادبی کو بھی آپ معاف فرمائیے قضا کار اسد غازی شکار کھیلتے ہوے آتے تھے خورشید کو جو زخمی دیکھا ٹھہر گئے فرمایا ای برادر یہ کیا ہوا خورشید نے کہا آپ کے صاحبزادے زخمی کر کے تشریف لیگئے ہین اسد نے گھوڑا کڑکایا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری پکار کر آواز دی اے غضنفر ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا غضنفر نے پلٹ کر دیکھا کہ تیر بجبر کمان مین پیوست ہوچکا ہی سہم کر غضنفر ٹھہر گیا اسد نے قسم کھا کر کہا کہ مین کچھ نہ کہونگا تم سیدھے میرے پاس چلے آو ورنہ اُدھر منہ قدم بڑھایا اور تیر پڑا غضنفر ڈرا کہ قبلہ وکعبہ خلاف نہین فرماتے ہین غضنفر نے عرض کی مین قریب آتا ہون مگر تجھے نہ دونگا یہ کہکے قریب آسد آیا اسد نے رومال سے ہاتھ غضنفر کا باندھ لیا پوچھا اپنے کو کس حال مین پاتا ہی غضنفر نے کہا جیسے کوئی مظلوم ظالم کے سامنے ہو اسد نے کہا تیری زبان درازی نہین جاتی مجھکو ظالم بتاتا ہی غضنفر نے کہا آپ میرے مالک مین جو چاہیے سو کیجیے میری مجال ہی کہ آپ کے

سامنے سرکشی کردن یہ کہکے غضنفر قریب آیا اسد نے کان پکڑ لیا غضنفر نے سر جھکا لیا
اسد نے کان پکڑ کے کہا کیون بیحیا یہ تو نے کیا حرکت کی کہ خورشید کو زخمی کیا تحفہ جات اسکو
دیدے وہ سامنے صاحبقران کے نذر یاد کر چکا ہی غضنفر نے کہا صاحبقران کیا خدا ہین
آپنے مجکو تیر دکھا کے پکڑ لیا اسد نے تلوار پر تلے سے نکالی انگلی سے انگوٹھی اتاری
گھوڑے کی باگ تھامی کہا بس اب جایئے غضنفر نے بہ نگاہ حسرت خورشید کو دیکھا خورشید
کا دل بیقرار ہو گیا کہا بھائی صاحب مین بخوشی یہ تحفے اسکو بخشتا ہون غضنفر نے تحفے
لیے گھوڑے پر سوار ہوے گھوڑے کو چمکاتا ہوا جب دور نکل گیا تو پکار کر آواز دی قبلہ و کعبہ
آج آپنے میرے ساتھ بڑی بدعت کی کسی مقام پر آپ سے سمجھونگا اسد نے آواز دی ارے
ٹھہر تو جا غضنفر نے کہا اب نہین ٹھہرتے غضنفر یہ کہتا ہوا بھاگا کہ قبلہ و کعبہ اب شبخون لشکر پہ
مارونگا اور خزانہ لیجاؤنگا اسد خاموش ہو رہے خورشید کو ساتھ لیکر پلٹے غضنفر طرف صحرا کے
گئے مگر ہفت پیکر بارگاہ مین اپنی بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کہ پہلوان برائے گرفتاری غضنفر گیا تھا
پلٹ کر آتا نہین یکایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ حضور وہ پہلوان مارا گیا
غضنفر نے اسکو ٹوک کر مارا اول خورشید نے روکا بعد اسکے غضنفر آیا آخر وہ پہلوان
مارا گیا ہفت پیکر کو اس پہلوان کے مارے جانے کا حال سنکر بہت قلق ہوا کہا یارو
ایسا پہلوان زبردست نامی وگرامی چالاک و چست مفت مارا گیا اب میرا دل کہہ رہا ہے
کہ ایکی مرتبہ طبل جنگی بجا اور مسلمانون نے بلوہ کیا قدرت کو اب کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر
کرین پروے بارگاہ کے اٹھے ہوے قصر سامنے معقول بنے ہوے ہین ہر قصر مین
سامان عجائب وغرائب ہی مگر وہ جو ڈیوڑھیون پر خداوندان باطل قائم تھے وہ سب سامان
مٹگئے جب دن سے ملکہ خمیر شریک مسلمانان ہوئین اُس دن سے ڈیوڑھیون پر لقا و زبرجد
شاہ و فرعون شاہ وغیرہ کو مثل نگہبان بیٹھے رہتے تھے اُن مقامون پر سناٹا ہی ہفت پیکر
جب دیکھتا ہی آنکھون مین آنسو بھر لاتا ہی وزیر و امیر سب عرض کرتے ہین کہ یا خداوند شعرا
سابق نے خوب بیان کیا ہی ہر کمالے را زوال بعد جاہ و جلال کے یہ تکلیفین دیکھنا تھین
میان قمر کیا خوب مذمت دنیا مین فرماتے ہین۔ نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش — جسکو دیکھا وہ ہی پریشان وش
اس چمن کی ہواے بہمن دی — آستین زن چراغ عقل ہے ہی
خاک جب ہوگئے قد رعنا — تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دلیہ لیگئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد — جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل — تب نظر آئے گیسوے سنبل
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان — ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
جب ہوا گل چراغ عارض یار — تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین — چشم نرگس جھکی ہے سوے زمین
شاخ پر ہے جو سیب زیب چمن — کسی محبوب کا ہے سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان — غافلو کل من علیہا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین — باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکر بے ثباتی عالم — ہمہ تن اشک ہوگئی شبنم
جب ہوا سرو کو خزان کا ڈر — خاک اڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس — گل سوسن کا ہے کبود لباس
یہ گلستان نہین ہے قابل سیر — کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار جو وزرا نے پڑھے ہفت پیکر رونے لگا کہا یارو خداے نادیدہ مسلمانون کا بڑا زبردست ہے کس تدبیر سے رستم کو تحفہ جات ملے لوح بھی حاصل ہوگئی کوئی مرحلہ باقی نہ رہا اب جو قلعے باقی تھے وہ غضنفر نے فتح کیے ہفت پیکر دلمین محجوب ہے کہ جسنے دعوی خدائی کیون کیا اے ہفت پیکر سلطنت کیا کم تھی سات سو ملک سے خراج آتا تھا وہ سب ملک قبضے سے نکل گئے کل سرداران صاحبقران نے خروج کیا شاہزادون نے ملک آفتین برپا کین یہ خیال جو آیا ہفت پیکر بہت رویا وزرا امرا نے عرض کی قدرت نہ گھبرائین ابکی مرتبہ جو طبل جنگی بجیگا کل فوج جلوہ کریگی اسی لاکھ فوج تھی اُنہین سے

دس لاکھ قتل ہوئی اب بھی ستر لاکھ باقی ہی جسوقت یہ سب ملکر یلوہ کرینگے مسلمانون کے
کلیجے پھٹ جائینگے ہفت پیکر کسی بات کا جواب نہین دیتا دل سے باتین کر رہا ہی غضنفر و
شان اپنا یاد آتا ہی دل گھبراتا ہی سب سے زیادہ شمیم کی یاد مین بیقرار ہی کبھی کہتا ہی ہائے
معشوق قدرت نکل گئی کسکے سامنے بیان کرون کبھی یہ اشعار پڑھنے لگتا ہی نظم

فراق مین ہی دم تیغ موج آب مجھے — ہی گرد لشکر غم جوش ماہتاب مجھے
جو مے فروش نے زر لیکے دی خراب مجھے — عوض مین ذرے کے بخشا ہی آفتاب مجھے
ملا ہی دولت محبوب بے حجاب مجھے — عجب ہی آئی نظر برق بے سحاب مجھے
پیا جو جام نہی بنکے اشک ساری شراب — بغیر یار ہو گیا نشۂ خراب مجھے
دم انتظار مین نکلا تب آیا ہائے جواب — جواب نامہ ہوا نامہ کا جواب مجھے
جوان دل ہی تو پیری نہین ہی مانع عشق — سفیدی بالون کی ہی جوش ماہتاب مجھے
تڑپ تڑپ کے موا پیاس سے لب دریا — نظر جو آگئی چین جبین کی آب مجھے
مین جسکے غم مین جلون ہو وہ بے مزہ کیسے — کیا ہی بخت نے کیا سوختہ کباب مجھے
خوشی جہان کو ہی میری اشکباری سے — کیا ہی بخت نے ہم طالع سحاب مجھے
بھیگی جان مری روز ہجر مین کیونکر — دکھا رہا ہی فلک تیغ آفتاب مجھے
بہا جو اشک کا سیلاب آنکھین پھوٹ گئین — ملے تھے کیا وہ آنکھون کے دو حباب مجھے
جنون سے ملتے ہین کتنے دماغ زنجیر — کیا ہی عشق نے جو خانمان خراب مجھے
درود پڑھنے لگا ہون جو یک بیک ناسخ — کسی پسینے کا یاد آگیا گلاب مجھے

ہفت پیکر نے جو یہ اشعار پڑھے سب اہل دربار رونے لگے اسوقت دربار مین ہفت پیکر
کے عجب کیفیت ہی ہر ایک کو جوش عبرت ہی ہفت پیکر کہتا ہی قدرت جولا تبدیل کرینگے
اور کسی رنگ مین خدائی جمائین گے کہ سامنے سے ایک لکہ ابر اٹھا جتنے رنگ دنیا مین
ہین وہ سب رنگ اس ابر مین شریک ہین کبھی ابر برستا ہی کبھی دھوپ نکل آتی ہی کہین پانی
بھر گیا کہین خاک اڑنے لگی ہفت پیکر نے کہا یارو تمنے دیکھا یہ کیسا اٹھا ہی عجائب و غرائب
قدرت معلوم ہوتے ہین ہفت جوش جادو وزیر اعظم بیٹھا تھا وہ اپنے مقام سے اٹھا

کہا یا خداوند اسکندر نے بروقت انتقال جو طلسم خیال سکندری بنایا تھا اُسی کا ظہور ہی
ایک حکیم کامل نے یہ وعدہ کیا تھا کہ آپ کی لاش کے واسطے ایک قصر بنے وہ قصر بنا حکیم
مذکور زیر صندوق حبس دم کرکے بیٹھا کئی سو برس کے بعد وہ مُنھ سے بولا ایسا اپنے علم کا غرور
ہوا کہ پکار اُٹھا مین خداوند ہون سترہ سو ملک جو خراج گزار تھے سب نے اُسکے عجائب و غرائب
دیکھکر سجدہ کیا شاید وہی برائے سیر نکلا ہی بغور دیکھیے صندوق پر سوار ہوگا شعبدہ صحیح
دکھلاتا ہوا آتا ہی اب جو سب نے بہ نگاہ غور دیکھا تو ایک صندوق مخمل کاشانی سے منڈھا ہوا
اُسپر ایک شخص بتکلف تمام بیٹھا ہی جب مسکراتا ہی تو بجلی چمکتی ہی جب روتا ہی تو مینھ کا تار بندھ جاتا ہی
جب ہاتھ کو جنبش دیتا ہی تو خاک اڑتی ہی کبھی ہاتھوں کے ہلانے سے ہوا مین جنبش ہوتی ہی اور
طائر پہ سے پر ملائے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہین جنکے کلام سے یہ سنائی دیتا ہی۔ نظم

ہوا فصل بہاری ہی جنون زا ربع مسکون ہی
گلستان جہان مین جو شجر ہی بید مجنون ہی

سمجھتا ہون مین شاخ گل کو اسکا قد موزون ہی
صبا دیتی ہی جنبش جانتا ہون رقص موزون ہی

کرے کیا خال پر رغبت جو محو چشم میگون ہی
کہ آب زندگانی ہی شراب اور زہر افیون ہی

نہین گے بدر ماہ نو نشان نعل توسن کے
اگر اے شہسوار ایسا ہی حسن روز افزون ہی

جہان موذی ہین دنیا مین مسخر زر سے ہوتے ہین
کہ نقش زر خزانے مین برائے مار افسون ہی

برابر جانتے ہین خشک و تر کے جزو و کل کو ہم
جو ذرہ ہی وہ ہامون ہی جو قطرہ ہی وہ جیحون ہی

بجز رنگین مزاجی زندہ دل ہونا نہین ممکن
کہ رنگ زندگانی ہی بدن مین جبتلک خون ہی

خدا نے زر کیا پیدا اُڑا دینے کو دنیا مین
زمین مین جسکو پنہان کرتے ہین وہ گنج قارون ہی

وہ ہوا دنی کو کچھ حیرت کبھی اعلیٰ کے رتبے سے
زمین آرام سے ہی رات دن گردش مین گردون ہی

کیا ہی اسقدر لاغر فراق یار نے ہمکو
کہ کہتے ہین مرے ہمدم نہ لیلیٰ ہی نہ مجنون ہی

کسی محبوب کو کیا ہی مرے محبوب سے نسبت
کہ رشک خال مشکین ہی جو اُسکی زلف کی نون ہی

اندھیرا سا اندھیر اچھا رہا ہی آگے آنکھون کے
شب تاریک مین مجھکو خیال زلف شبگون ہی

یہ مستون کی ہی رفتار میرے کلک مین ناسخ
دم فکر سخن مجھکو خیال چشم میگون ہی

ہفت پیکر نے کہا ای وزیر اعظم ذرا اس حکیم کو بلاؤ وزیر نے کہا وہ اپنے غرور مین ہے

شاید آپ کو اس مرتبے پر دیکھ کر کچھ رشک کرے، آپ خود بلا لیجیے ہفت پیکر نے کھڑے
ہو کر کہا یا خداوند خیال سکندری فوراً یہان تشریف لائیے ایسا نہو کہ مین جمال سے محروم رہون
چاہتا ہون کہ آپکی خاطر کرون جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہی تھوڑی دیر تشریف رکھیے
ہفت پیکر نے جو پکار کر کہا یا تو ابر روا روی کرتا ہوا جاتا تھا بارہ کا آواز آئی ای بندگان مین
کیا جمال قدرت دیکھنا چاہتے ہو ہفت پیکر کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا ہر چند ضبط کیا نہ ہوسکا
بول اُٹھا کہ مین خود خداوند ہون پونے دوسی کے بعد میری خدائی نے رونق پکڑی اب وقت
زوال ہی اسوجہ سے آپکی قدمبوسی چاہتا ہون ورنہ ایسے ایسے بندے تھے کہ زندے کو
مردہ اور مردے کو زندہ کرتے تھے اُن سب کو بہشت مین بھیجا جب وہ جانباز یاد آتے ہین
تو قدرت گھبراتے ہین یہ جو ہفت پیکر نے کہا ابر سے ہزارون برقین گرین ایک دھماکا ہوا
کہ اہل دربار ہفت پیکر بیہوش ہوگئے بارے چند ساعت ہفت پیکر کی بھی آنکھ بند ہوگئی
اب جو بیدار ہوا دیکھا میرے تخت پر صندوق قائم ہی وہی حکیم بارنش کلان صندوق پر
بیٹھا ہی ہفت پیکر نے مصافحہ کیا معانقہ کا ارادہ کیا حکیم نے منع کیا کہا تیرے جسم سے
جسم نہ مس کرینگے تو مغضوب درگاہ ہی تیرا زوال بہت قریب ہی تو بے نصیب ہی اب مسلمان
تیرا پیچھا نہ چھوڑینگے یہ سب بندے کیون بیہوش پڑے ہین اے اُٹھو قدرت کو سجدہ کرو
سب بیدار ہوئے اُٹھتے ہی حکیم کو سجدہ کرنے لگے ہر چند ہفت پیکر اشارون سے
منع کرتا ہی مگر کوئی نہین سنتا جو اُٹھا وہ سجدے کو جھکا جب سجدے کر کے وہ سب بیٹھ چکے
تو حکیم نے کہا ای ہفت پیکر کیا چاہتا ہی ہفت پیکر نے کہا یا خداوند حکما اصل یہ ہے کہ
مسلمانون نے چہار جانب سے بلوہ کیا تحفہ جات حاصل کرلیے لوح طلسمی پر قبضہ کیا اب شہر
یہ قصر عشرت باقی ہی اگر یہان شکست کھائی تو کہان جاؤنگا حکیم نے جواب دیا کہ ای ہفت پیکر
کیون گھبراتا ہی کل ایک بندہ ہمارا آئیگا کہ داؤد برغبار اُسکا نام ہی سب مسلمانون کو وہ
گرفتار کرکے لیجائیگا قصر سکندری مین پہونچائیگا قدرت اُنکا دربار سمجھین گے تو اپنے
مالکون پر قبضہ کرلینا مگر قدرت کو سجدہ کر غرور اپنے دل سے نکال ورنہ بہت پچھتائیگا
ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا جائیگا ہفت پیکر واسطے سجدے کے جھکا حکیم نے تخت پر

رکھا اور آواز دی کہ سر خود را از سجدہ بردار کہ لعنت بر تو غضب کردم ہفت پیکر نے فوراً
قدمون کو چوما حکیم نے کہا کہ اب زیادہ نہ ٹھہرینگے یہ تصویر قدرت اپنی دیتے ہین اسکو
گلے مین ڈال لے سوائے طلسم کشا کے کوئی تجھکو نہ قتل کر سکیگا حکیم نے تصویر دی ہفت پیکر
نے گلے مین ڈال لی حکیم نے صندوق کو اشارہ کیا اُسی طرح بلند ہوکر ابر مین چھپا اُسی طرح سے ابر
گرجتا ہوا روانہ ہوگیا دیر تک دربار مین ہفت پیکر کے سناٹا رہا بعد عرصہ دراز ہفت پیکر
نے پکار کر آواز دی یہ جو آیا تھا یہی خداوند ہی مجھکو آج سے سلطان ہفت پیکر کہا کرو سب
سردار خاموش ہو رہے آپس مین اشارے کرتے تھے کہ ہمارے خداوند پر سحر کر گیا دل
قدرت کا پلٹا دیا اُسکے معتقد ہوئے اب امیدوار ہین کہ خیال سکندری والون سے
بگڑی اُلجھ جائے ہفت پیکر نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے مگر طبل قہاری بر چوب پڑے
اُسیوقت لشکر ہفت پیکر مین طبل جنگی بجا سب سردارون نے نقارے بجائے ہرکارے
لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار مین صاحبقران کے آئے ہاتھ اُٹھا
کے دعا دی۔ قطعہ۔ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ ٭ گل سرخ تابد چو روشن چراغ ٭ نگین
سعادت بنام تو باد ٭ ہمہ کار عالم بکام تو باد ٭ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز
ہو آج ہفت پیکر نے خداوند خیال سکندری سے ملاقات کی اور اُسکو سجدہ کیا اُسی کا
نام لے رہا ہے کل کوئی سردار وہان سے آئیگا سر میدان مقابلہ کریگا وہ بدزبان کہ گیا ہے
کہ سب اہل اسلام گرفتار ہونگے صاحبقران نے یہ سنکر فرمایا کہ خواجہ ہمارے لشکر مین بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے خواجہ نقارخانہ سکندری مین پہونچے غاشیہ اُٹھا کر ڈال دیا
بقول شاعر۔ نظم۔ چو بر طبل اسکندر آمد دوال ٭ زناہید مریخ کرد این سوال ٭ جہان را
مگر روز آخر رسید ٭ سرافیل صور قیامت دمید ٭ بگفتا کہ این طبل اسکندر است ٭ کہ آوازش
او گوش گردون کر است ٭ رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا لشکر رستم مین بھی طبل جنگی
بجا ہفت پیکر جب طبل جنگی بجوا چکا تو سردارون سے کہا آپس مین عہد کرو کہ کل جمکر یون
ایسی تلوار چلے کہ مسلمانون کے دانت کھٹے ہوجائین طلسم کشا کو گھیر کر گرفتار کرو میرے
سامنے لاؤ مین اُسکو قتل کرون طلسم پر پھر سے قبضہ کرون سب سردار جمع ہوئے

کتاب ہفت پیکر بیچ مین رکھی گئی سب نے اس کتاب پر ہاتھ رکھے ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ کل میدان سے قدم نہ ہٹائینگے جمکر لڑینگے اسطرح لڑین کہ مسلمانون کی جرأت سب
مٹا دین آپس مین قسمیہ ہوکر سب سردار دربار ہفت پیکر سے اُٹھے اپنی اپنی بارگاہ مین آئے
اپنی اپنی فوج کو آراستہ کرنے لگے سترہ سو سردار صاحبان فوج و لشکر سب کو وردیان نئی
بانٹین سمک بلہ اقی واسطے خبر کے آیا تھا یہ ہنگامے لشکر کفار مین جو دیکھے خدمت رستم مین
آکر کل کیفیت بیان کی رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا کہا ای غازیان نیلہ
وادی مجاہدان تہور شعار کل تم اسطرح جنگ کرو کہ کفار کو تنگ کرو یہ بھی سمجھین کہ شیران
دشت نبرد سے مقابلہ پڑا کل ہم خود میدان مین نکلین گے ہفت پیکر کو للکارین گے
دیکھین کون نکلتا ہی ہفت پیکر کے لشکر مین بڑے بڑے پہلوان موجود ہین سمک نے
عرض کی آج کوئی عیار بھی آنے کو ہی ہفت پیکر کہتا تھا کہ شاطر قدرت جسنے بیشۂ زنگبار
مین پرورش پائی ہی ساٹھ ہزار عیارون سے آئیگا جمیز چابک اُسکا نام ہی ساٹھ ہزار
پیاب بچون سے آئیگا بلہ ہی کہ خواجہ کو لوٹیگا خواجہ بھی اُسوقت وہان موجود تھے یہ سنکر ہنسے
فرمانے لگے کہ مین نحیف وضعیف مفلس محتاج کیا مقابلہ کرونگا البتہ فرزند میرے چالاک
وغیرہ مقابلہ کرینگے رستم نے کہا ای عمر نامدار عیار جو آئیگا وہ آپ ہی سے دعوی کریگا آپکو
جواب دینا پڑیگا کہا ای نور نظر تم کمر بند ہوا ؤ تو کیا مضائقہ ہی افلاس میرا دفع ہو مفلس تو
درست ہون رستم نے کہا جسوقت آپ اُس عیار کو گرفتار کرکے لائینگے سب سردار کچھ نذر
کرینگے خواجہ نے چادرہ بچھا کر کہا اب ثابت ہوگیا کہ ہماری جان لینا منظور ہی مین بھی ضرور
لڑونگا رستم نے کہا جب فتح کرکے آئیگا جب ملیگا خواجہ نے منہ پھلا لیا کہا ہمکو تمھارے
طرز کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ بہت کچھ دوگے رستم نے کہا دس ہزار تو مین حاضر کرونگا اور
سردارون کو اختیار ہی خواجہ نے کہا سخی کے سردار بھی سخی ہوتے ہین یہ کہکے خواجہ نکلے
برق نے پھر یری لی خسرو نے پوچھا ای برق کیا ارادہ ہی برق نے کہا بھلا مین اُستاد کو
لڑنے دونگا مین آتے آتے اُسکا خاتمہ کردونگا یہ کہکے برق تلاش مین نکلا چار پہر رات
تیاریان رہین صبح کو برق فرنگی ایک خدمتگار کی شکل بنکر دربار ہفت پیکر مین آیا ہفت پیکر

سرداروں کو روانہ کر رہا ہی کہ ایک عیار جست وخیز کرتا ہوا آیا ہفت پیکر کو ایک نامہ
دیا ہفت پیکر اُسکو کھول کر پڑھنے لگا یہ کیا جانے کہ خدمتگار بھی پڑھا ہوا پشت پر کھڑا ہی
عیار ہمیز نے نامہ ہفت پیکر کو لکھا تھا کہ یا خداوند شاطر آپ کی طرف سے بیشۂ قیفرسان
کے آتا تھا راہ میں سردار فرستادہ خیال سکندری موسوم بہ داؤد غبار انگیز سے غلام سے
ملاقات ہوئی وہ بھی آکر قیامت برپا کریگا غلام بھی حاضر ہوگا مگر آنا ہم دونوں کا مخفی رکھیے
عیاروں پر ثابت نہ ہو ورنہ راہ میں آکر روکیں گے ہفت پیکر نے نامہ پڑھکر پھاڑ ڈالا
آگ الاؤ میں ڈالدیا ہفت جوش وزیر نے پوچھا یا خداوند یہ کسکا نامہ تھا ہفت پیکر نے
کہا قدرت کو مخفی کرنا منظور ہی اس حال کو نہ پوچھو وزیر خاموش ہو رہا برق باہر نکلا سلیمانون
سے نشان بیشۂ قیفرسان پوچھا تلاش میں چلا راہ میں فرزند سے ملاقات ہوئی برق ثانی
نے پوچھا ای والد آپ کہاں جاتے ہیں برق نے کہا اس حال کو نہ پوچھو میں طرف بیشۂ
قیفرسان کے جاتا ہوں برق ثانی بارگاہ میں آیا دیکھا صاحبقران بھی سوار ہو رہے
ہیں ایک طرف سے لشکر رستم فرداً فرداً آرہا ہی سرداران صاحبقران بھی چلے آتے ہیں
خواجہ عمرو صندوق عماری پر سوار ایک لاکھ چوراسی ہزار ریک بچہ ساتھ ساتوں مہتر
چودہ سرہنگ ساتھ ساتھ خواجہ کے چلے آتے ہیں طریقۂ آمد عیاران شلنگیں لگاتے
ہوے آلیس میں خنجر چلتے ہوے حقہ ہاے آتشبازی کا وناٹا اس عظم وشان سے خواجہ
میدان میں آکر پہونچے سب کے آگے بڑھکر کھڑے ہوے کہ صاحبقران کی آمد ہوئی طبل
سکندریہ پر چوب پڑی بادشاہ لشکر اسلام قلب فوج میں آکر ٹھہرے صاحبقران زمان
بعہدۂ سپہ سالاری چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے لیکن حال برق کا عرض کیجاتا ہے
کہ برق فرنگی جست وخیز کرتا ہوا بیشۂ قیفرسان میں پہونچا ایک پہاڑ پر چڑھکر دیکھا کہ
صحرا میں فوج بیشمار فروکش ہی ملکہ شیرین ادا زوجہ داؤد غبار انگیز بھی ساتھ ہی برق
صحرا میں آکر کھڑا ہوا جھانک کے دیکھنے لگا درخیمۂ داؤد پر کنیزوں کے جماؤ ہیں سامنے
خیمہ بیت الخلا کا آراستہ ہی اکثر کنیزیں جو پاخانے جاتی ہیں مہترانی فوراً طشت اٹھاکر
صحرا میں پھینکدیتی ہی برق فرنگی نے جو مہترانی کو دیکھا کہ دمبدم صحرا میں آتی ہی طشت کو

بھیانک کر پلٹ جاتی ہی ایک جوان حسین کی شکل بنکر کھڑا ہوا پھر جو مہترانی آئی اپنی صورت دکھا کر اشارے سے بلایا جب مہترانی قریب آئی کہا اے جان جہان وہی آرام عاشقان میری تو تیر جان جاتی ہی روز یہان آکے ٹھہرتا ہون آج صبر نہ آیا تو تجسے بات کی اُسنے ہنسکر جواب دیا تم بھلا مرد آدمی مین مہترانی۔ برق نے کہا کیا مضائقہ ہی اتو میرا کہنا مانو جو مین کہون اُسکو قبول کرو یہ سنکر مہترانی منھ پھیر کر چلی برق نے کہا ذرا سنو مہترانی نے جھنجھلا کر جواب دیا تجھے مت ڈک رے خوا کا باپ سامنے دیکھ رہا ہی اسوقت تیرا نیچہ بھیر قابض نہ ہوگا ایسا نہ ہو سونٹا لیکر آوے تو تجھکو ماریگا برق نے باتین کرتے کرتے قریب آکر ایک حباب مار کر مہترانی کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر در بیت الخلا پر آیا کہ بلرہ ہوا زوجہ داؤد آتی ہین برق فرنگی مہترانی بنا ہوا اندر خیمے کے جا کھڑا ہوا زوجہ داؤد اندر خیمے کے آئی دیکھا مہترانی رو رہی ہی پوچھا کیون کمبخت با خیر تو ہی کیون روتی ہی برق نے ہاتھ باندھکر کہا حضور جانتی ہین کہ شوہر میرا کسقدر احتیاط کرتا ہی کہین جانے نہین دیتا رات کو ایک شریف بلانے آئے اُسنے جو دیکھا رات بھر غصے مین رہا شراب پی کر آیا تھا مجھکو مارا یہ کہکے پشت دکھائی گوری گوری پیٹھ پر سونٹون کے نیلے دھبے پڑے ہوے تھے اُس نازنین نے جواب دیا کہ مین جلکر سمجھا دونگی شرواگر زیادہ بگڑیگا تو فارغ خطی دلا دونگی۔ برق فرنگی نے کلیجے پر پتھر رکھا حباب مار کر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر تیار ہوا کپڑے اُتار لیے زیور وہین دفن کیا اُسی کی شکل پر نکلا کنیزون سے پوچھا صاحب کہان ہین کنیزون نے پتہ دیا کہ بارگاہ مین بیٹھے ہین برق فرنگی اُس طرف چلا تھا کہ بلرہ ہوا کہ حمیر چابک آتا ہی برق فرنگی ٹھہر گیا دیکھا حمیر آگے ہی پشت پر جبار شیار زوجہ داؤد کو جاتے ہوے دیکھا حمیر کو کھٹکا ہوا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم ٹھہر جائیے برق فرنگی ٹھہرا حمیر قریب آیا کہا ملکۂ عالم کیا ارادہ ہی برق فرنگی نے کہا ارادہ ہی کہ شوہر سے ملاقات کرون نہین معلوم کہان بیٹھے ہین حمیر نے جو باتون مین اختلاف پایا ساتھ ساتھ چلا کہا ملکۂ عالم آج آپ رنجیدہ کیون ہین برق فرنگی نے کہا رات کو جو صاحب آئے خروب کا نشہ زیادہ تھا آتے ہی سو گئے مین مزاج پوچھونگی حمیر نے باتین کرتے کرتے

کہا او مکار تو کوئی عیار ہی برق نے نیچہ کھینچا کہا او بیحیا کیا بکتا ہی کیسا عیار و مکار مین تو
اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی جمیز ڈر کر خاموش ہوا کہا ملکۂ عالم چلیے اب برق فرنگی چوکنا
ہو جاہتا ہی کسی طرح نکلجاؤن لیکن جمیز گھیرے ہوئے ہی برق فرنگی نے نکلنے کا موقع نہ پایا
دربار مین داؤد غبار انگیز کے آیا جمیز نے اشارہ کیا کہ ای داؤد مجھے آپ کی زوجہ پر کچھ
شک ہوتا ہی کوئی سحر کیجیے داؤد غبار انگیز نے ہاتھ ہلا دیا برق فرنگی کے چہرے سے
رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا اتو جمیز نے حلقہ ہاے کمند مارے برق نے حلقے کمند
کے کاٹے داؤد نے سحر کیا کہ برق فرنگی زمین پر گرا داؤد جھلا کر اٹھا خنجر کھینچکر چھاتی پر
چڑھ بیٹھا کہتا تھا ارے بتا میری زوجہ کو کیا کیا برق نے کہا اگر مجھکو قتل کیجیے گا تو پھر زوجہ
کو نہ پایئے گا بہت پچھتایئے گا داؤد نے برق کی مشکین باندھین کہا صاف صاف بتا
کہ زوجہ کو میری کیا کیا برق نے کہا حضور مین بتائے دیتا ہون آپ کی زوجہ کو مین نے
بیہوش کر کے ایک مقام پر ڈالدیا ہی ایسا نہو کوئی اور اُٹھا لیجائے تو پھر کیونکر زوجہ کو
پایئے گا داؤد غبار انگیز نے کہا سچ بتا تو تجھکو نوکر رکھ لونگا ورنہ قتل کر دونگا برق نے
کہا صاف تو یہ ہی کہ اُستاد والا نژاد دیکے مجھکو اُسکی شکل پر یہان چھوڑ گئے کہ داؤد کو
گرفتار کر لانا ہم عیاران لشکر اسلام بردہ فروشی کرتے ہین جسکی بہو بیٹی کو گرفتار کیا اُسکو
بیچ لیا سب ملکر بانٹ لیتے ہین ایک زمیندار کی دختر کہ نہایت حسین و جمیل تھی اُستاد
نے کہا ای برق اگر اُسکو لاؤ گے تو دو دو آنے حصے کے ملین گے مین کئی دن نالے مین
پڑا رہا آخر شوالے مین جا کر گرفتار کیا اُسکو جب بیچا ہی تو تین تین آنے فی کس ملے تھے
آپ کی زوجہ پر ایک سوداگر قوم کا زنگی عاشق ہی جب اُستاد اُسکو دینگے تو وہ کئی ہزار
روپیہ دیگا مگر ابھی اُستاد نے نہ دیا ہوگا وہ انھین کے پاس ہوگی اُنکو بلوایئے مگر اب مین
اُنکی خدمت مین جانے کے لائق نہ رہا آپ ہی کے پاس رہونگا داؤد غبار انگیز نے کہا
مین عمرو کو بلا سکتا ہون ابھی ایک پتلی بھیجون جہان عمرو ہو وہین سے اُسکو لائے
برق نے کہا اُستاد کے آتے ہی زوجہ آپ کی ملجایگی مگر جلدی کیجیے ایسا نہو کہ وہ اُس
سوداگر کو دیدین داؤد غبار انگیز نے جھولی سے ایک پتلی نکالی پتلی سے کہا جہان

عمرو ہون وہان سے لا برق سر جھکا کر بیٹھا تیلی اڑتی ہوئی چلی خواجہ عمرو میدان مین آ لیے
ہین ٹہل رہے ہین آمد لشکر ہفت پیکر ہو رہی ہی سردار اسلحے سجے ہوئے آ رہے ہین میدان
مین آ کر ٹھہرتے جاتے ہین کہ تیلی جھپٹ کر گری خواجہ کو اٹھا لیگئی اور نعرہ کیا کہ منم فرستادۂ
داؤد غبار انگیز عیارون نے چاہا پیچھا کرین مگر تیلی آسمان مین ڈوب گئی یہان داؤد
بیٹھا ہوکر سستاتا ہوا تیلی نے لا کر عمرو کو ڈالدیا خواجہ نے دیکھا ایک ساحر زبردست اور ایک
عیار شلنگین لگا رہا ہی ایک جانب برق فرنگی بیٹھا ہی اسنے پکار کر آواز دی استاد زوجہ
اسکی دیدیجیے ورنہ مین قتل ہوتا ہون لیکن اب مین آپ کے ساتھ نہ رہونگا مین نے
داؤد کی نوکری کر لی مجھ سے یہ وہ فردشی نہ ہوگی خواجہ و برق سے تکرار ہونے لگی خواجہ فرماتے
ہین او نالائق تو نے راز کی بات کیون کہی ہمارا بھید کھولتا ہی ہم لوگ عیار ہین جسطرح سے
بن پڑتا ہی بسر کرتے ہین داؤد نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری میری زوجہ کو رہن نہ رکھیے گا
جو کچھ روپیہ صرف ہوا ہو وہ مجھ سے لیجیے خواجہ نے کہا اب آپ راہ پر آئے لیکن اگر جملے
آپ کی زوجہ کو دیدیا اور آپ نے ہمکو نہ رہا کیا تو ہم کیا کرین وہ ترکیب کیجیے کہ ہم آپ
دونون راضی رہین داؤد نے کہا جو تم کہو مین راضی ہون مگر میری زوجہ ملجائے خواجہ نے
کہا زوجہ اپنی لیجیے لیکن روپیہ لیکر جنگل مین چلیے ساحرون کو یہین چھوڑ جائیے ایک نخل کے
نیچے روپیہ رکھیے دوسرے نخل کے نیچے ہم آپ کی زوجہ کو رکھ دین آپ زوجہ کو لیکر ادھر
آئیے ہم ادھر جائین کچھ جھگڑا فساد نہین داؤد غبار انگیز راضی ہوا ہمیز نے کہا اے
شہنشاہ اس مضمون مین بھی کچھ فتور ہی عمرو نے کہا اے داؤد یہ عیار ہین انکی ہر بات مین مکر
ہی اور مین اگلے وقت کا آدمی ہون مین مکر و فریب نہین جانتا ہون سیدھی سیدھی بات
جو تھی وہ کہی۔ داؤد نے ہمیز کا کہنا نہ سنا روپیہ لیکر عمرو کے ساتھ ہوا برق بھی اپنے
سر کو جھکائے چلا آتا ہی خواجہ نے اشارے سے پوچھا زوجۂ داؤد کو کہان رکھا ہی برق نے
اشارہ کیا استاد بیت الخلا مین رکھا ہی خواجہ عمرو جب قریب بیت الخلا کے پہونچے
ہائے ہائے کر کے گر پڑے آنکھین بند کر لین سب نے دیکھا کہ کان کی لوین پھر گئین
آنکھین الٹ پلٹ ہو رہی ہین برق ہائے استاد کہکے رونے لگا کہا اے داؤد غبار انگیز

دوا جلاب منگواؤ اُستاد کو کھلاؤ چند دوائیں برق نے بتا کر منگوائیں اُنکو کوٹ کر گولی بنائی
منھ مین خواجہ کے دی جیسے ہی گولی حلق سے اُتری خواجہ اُٹھ بیٹھے کہا مجھے احتیاج پاخانے
کی ہو اسوقت دست آئینگا تب یہ درد جائیگا بیٹا برق تمنے یہ خوب یاد رکھا اسی نسخے سے مین
صحت پاتا ہون خادم دوڑکر لوٹے مین پانی لائے خواجہ پاخانہ گئے زوجۂ داؤد کو لیکر زنبیل
مین رکھا باہر نکلے کہا مین نے صحت پائی برق نے اشارے سے پوچھا کیون اُستاد مطلب
ہوگیا خواجہ نے کہا بچہ بڑے حرامزادے ہو جان گرفتار ہوگے ہمکو بھی بلواؤ گے برق نے
کہا اُستاد جب دیکھا کوئی صورت رہائی کی نہین تب آپ کو بلوایا خواجہ نے کہا بچہ یہ تو
بتاؤ کہ زیور اُسکا کہان ہو برق نے کہا اُستاد یہ لوگ خیال سکندری کے رہنے والے
مین عورتین وہانکی زیور نہین پہنتین خواجہ نے کہا مین زیور ولباس تجسے لونگا برق نے
کہا مین تو نہ دونگا دونون اشاروں مین باتین کرتے ہوے جاتے ہین داؤد غبار انگیز
بھی ساتھ ہو جب صحرا مین پہونچے خواجہ نے کہا سامنے جو نخل ہو آپ وہان روپیہ رکھیے
مین دوسرے نخل کے نیچے آپکی عورت کو رکھون بس مین روپیہ لیکر بھاگ جاؤن آپ
اپنی زوجہ کو لے آیئے داؤد غبار انگیز خوش ہوگیا خواجہ نے ایک نخل کے نیچے جاکر ایک
بیٹھی ہوئی دری نکالی زمین پر بچھائی زنبیل سے پتلا میدے شہاب کا نکالا تکیہ کے
نیچے رکھا دور سے داؤد دیکھ رہا ہے ساتھ والون سے کہتا ہی اُسکی کمر مین میری زوجہ
تھی دیکھو نکالکر لٹایا ہے عمرو نے پکارکر کہا آپ ادھر آیئے مین جاکر روپیہ لون داؤد خوش
ہوگیا خواجہ قریب روپیہ کے پہونچے برق نے کہا اُستاد میرا بھی حصہ ہی خواجہ نے
کہا ابے مسخرے تیرا حصہ اسمین کیا زیور ولباس دے ورنہ خوب تجکو مارونگا برق
نے کہا اُستاد زیور ولباس کہان ہے یہ پہنتی ہی نہ تھی بیت الخلا مین برہنہ ہوکر آئی تھی
خواجہ نے وہ روپیہ لیا برق وخواجہ بھاگے لیکن داؤد قریب زوجہ کے پہونچا اشتیاق
مین اوپر گرا پیٹ پر جو ہاتھ پڑا ہاتھ پیٹ مین اُتر گیا کسی کنیز نے آکر ہاتھ پکڑا
ہاتھ ٹوٹ کر ہاتھ مین آگیا کنیزون نے کہا اے شہنشاہ ملکہ کو عمرو نے مرکے مین ڈالدیا
تھا وہ تو گل گئین ہمہر جا باک آیا سر پیٹ لیا کہا حضور اُستاد شاگرد ملکہ عیاری کر گئے

زوجہ کو آپ کی لیگئے اب لشکر مین پہونچے ہونگے غلام تو بڑھتا ہی عمرو سے مقابلہ کرون
سر میدان مشکین باندھون افسوس ہی کہ میرے ہوتے ہوئے آپنے دھوکا کھایا قدرت
کیا کہین گے فرمائین گے ای جہمیز تو موجود تھا اور یہ عیاری ہوگئی تونے ذرو کامین کیا
جواب دوگا یہ کہکے ایک چیخ ماری ساٹھ ہزار بیاک بچے گرد آگئے غبار انگیز روتا پیٹتا
پلٹا مگر جہمیز چابک اپنے ساتھ ہزار بیاک بچون کو لیکر چلا وہی جو عیارون کے طریقے مین
حقہ ہاے آتشبازی جلتے ہوے نیمچے لڑتے ہوے اس زور و شور سے جہمیز چلا راہ مین
برق فرنگی ٹھہر گیا تھا کہ اُستاد نکل آئین تو مین جاؤن درہ کوہ سے اسنے دیکھا کہ جہمیز
بڑے زور و شور سے جاتا ہی برق فرنگی نے ایک سفید رومال کمر سے نکالا ایک کونے
مین روپے باندھے دوسرے گوشے مین پھول باندھ دیے اُس رومال کو راہ مین ڈالدیا
جہمیز نے عیارون سے کہا تم بڑھو مین آتا ہون عیار بڑھے یہ پھرتا ہوا جنگل مین آیا ایک
مقام پر دیکھا ایک رومال سفید پڑا ہی سوچا کوئی اُستاد پہونچے رومال کو اُٹھایا روپیے
کھولکر کمر مین رکھے پھول نکالکر بدل لیے اُنکو سونگھا اور ایسے کہکر گرا برق فرنگی سمجھا
کہ یہ بیہوش ہوگیا درہ کوہ سے نکلکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا چاہا کہ مشکین باندھون جہمیز نے
دس حباب مارے برق نے کچھ دفع کیے کچھ چہرے پر پڑے بیہوش ہوکے گرا جہمیز نے برق
فرنگی کی مشکین باندھین پشتارہ دوش پر لگایا لیکر چلا جہان اسکے شاگرد مین اُنکے پاس
آیا کہا لو مین برق کو پکڑ لایا ایک شاگرد نے کہا اُستاد یہ پشتارہ مجھے دیجیے مین اسی جنگل مین
جاکر قتل کرون جہمیز نے پشتارہ دیا وہ پشتارہ لیکر طرف جنگل کے چلا جب دور نکل گیا تو
جہمیز نے پکار کر کہا کہ اُسطرف کہان جاتا ہی پکار کر اسنے آواز دی منم برق ثانی اپنے باپ
کو رہا کر لیا یہ کہکے بھاگا ایک مقام پر آکر برق فرنگی کو ہوشیار کیا برق نے بیٹے کو
گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند بڑی چالاکی کی اب دیکھین جہمیز جاکر کیا کرتا ہی یہان لشکر جو میدان
مین آئے تھے بشیر جادو میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
رستم نے گھوڑا بڑھایا سنبل ہفت گیسو قدمون سے لپٹ گئین کہا ای شہریار مین خود
جاکر اس بیحیا کو سمجھائے دیتی ہون اس سے اکثر مقابلہ پڑا ہی یہ سحر مین بہت کم ہی یہ کہکر

سنبل نے طاؤس بڑھایا لبشیر نے جو سنبل کو آتے ہوئے دیکھا بیتاب ہو کے گولا مار دیا
سنبل نے ساتون گیسوؤن کو جنبش دی برق چمک کر گری کر گولے کو کاٹا ایک کاکل سے
برق چمکی تھی چھچون کا کلون سے لگے ابر نکلا آسمان پر بلند ہو کر برسنے لگا چند قطرے
جو لبشیر پر پڑے جھومنے لگا آنکھیں سرخ ہوئیں چہرہ گلنار ہو گیا سنبل نے ابر کو اشارہ
کیا اور پکار کر آواز دی کہ ای گل اندام اسکو لینا ابر سے پھول برسنے لگے لبشیر نے بنگاہ
غور سنبل کو دیکھا بیقرار ہو گیا پکار کر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

ہیں حسن تیرے شہیدون سے گلستان ہوئے
زخم خندان غیرت گلہائے خندان ہو گئے

آرزوے دل رہی نا آشنا ے گوش یار
حرف مطلب اپنے منھ تک آکے دندان ہو گئے

حسن وہ شے ہو کہ پتھر مین بھی کرتا ہے اثر
چشم عاشق کی طرح آئینے حیران ہو گئے

منزل دل کی خرابی کا الم کیا کیجیے
کیسے کیسے خانہ آباد ویران ہو گئے

سیر نیرنگ جہان دیکھا بے زندان عشق
کتنے کافر ہو گئے کتنے مسلمان ہو گئے

عاشقون سے ٹیڑھے رہنے کی سزا آخر ملی
چشم سے برگشتہ تیرے موے مژگان ہو گئے

کیا نفاق انگیز جلتی ہے زمانے مین ہوا
سیکڑون مجموعۂ صحبت پریشان ہو گئے

آہ بر لب داغ در دل بس کہ غیرت نے کیا
شمع و گل ہم بر سر گور غریبان ہو گئے

موسم گل کر دیا انکی قباے سرخ نے
چاک تا دامن ہزارون ہی گریبان ہو گئے

زخم کھانے کا مزا دل کو ملیگا وقت قتل
ابروے قاتل اگر دو تیغ عریان ہو گئے

دل نے جب سمجھا ہمارے یادگار رفتگان
یوسف اپنی آنکھ مین داغ عزیزان ہو گئے

جو جان جا ہیں جلیں آتش بجان ہو فنا
حسن جب پیدا ہوا سب عیب پنہان ہو گئے

یہ اشعار پڑھکر چاہا قریب سنبل کے جاوے سنبل نے آواز دی ادھر کہان آتا ہے ارے
ہفت پیکر کا سر لا لبشیر جادو پلٹا غول پر فوج کے پہونچا جھولی مین ہاتھ ڈالکر گولے
نکالے جب گولہ مارا دو چار زخمی ہو کر گرے دو چار کے سر اڑ گئے ذرا سناٹا جو ہوا تو
ہفت پیکر نے کہا یہ کیا ہنگامہ ہے ساحرون نے بیان کیا کہ سنبل ہفت گیسو نے لبشیر
کو دیوانہ کر دیا فوج سے لڑ رہا ہے ہفت پیکر نے جھلا کر اشارہ کیا اسکا سر کاٹ لو یہ پھیلا

بر لب لے ادب ہو فوج والے بلوہ کر کے بشیر پر جا پڑے بشیر لڑنے لگا جب گولہ مارا دو چار
گرے لڑتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے پہونچا ہفت پیکر نے گولہ اٹھا کر مارا کہ بشیر کا سر
پھٹ گیا جب بشیر مارا گیا نظیر جادو بشیر کی بہن سنبل پر جا پڑی جاتے ہی سحر کیا سنبل
نے آواز دی ہو اذرا ٹھیرے آنکھ ملاؤ بھائی کو تمھارے ہفت پیکر نے مارا اس سے بدلہ
لو یہ جو سنبل نے کہا نظیر روے زیبا دیکھنے لگی دیکھا ایک نازنین مہ جبین آنکھین
رشک دیدہ غزال ابرو ہلال صورت قتال عالم کنیز و غلام عشوہ و ناز بھولا پن چہرے
سے آشکار نظیر نے جھک کر سلام کیا سنبل نے کہا تو نے آنکھوں سے دیکھا کہ ہفت پیکر
نے بشیر کو مارا تم جا کر ہفت پیکر سے بدلہ لو نظیر جادو پلٹی صف لشکر پر پہونچی پکار کر
آواز دی او ہفت پیکر تو نے غضب کیا کہ میرے بھائی کو مارا مین تجھ سے بدلہ لون گی
مشکیں باندھ کر سامنے سنبل کے لیجاؤنگی سنبل نے تجکو یاد کیا ہی ہفت پیکر نے غصے
مین ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری کہ نظیر جادو کے بھی دو ٹکڑے ہوے نظیر جادو کا مرنا
کہ ہفت پیکر نے طبل بازگشت بجوا دیا لشکر کو لیکر پلٹا وزیر نے پوچھا یا خداوند کیون
طبل امان بجوایا سب ساحر قسیمہ ہو گئے تھے کہ جمکر لڑینگے مگر آپکے طبل بازگشت بجوانے
پر مجبور ہوگئے ہفت پیکر نے کہا خیال سکندری کا سردار داؤد غبار انگیز آتا ہی وزیر نے
عرض کی عمرو و برق جا کر اسکے پونا لگا آئے زوجہ کو اسکی لے آئے کچھ اسکے کیے نہ ہوسکا مگر
عیار آتا ہی اسکو بھی راہ مین برق نے دھوکا دیا تھا مگر وہ ہوشیار تھا بچ گیا کل میدان
کارزار مین آئیگا ہفت پیکر نے کہا مین جانتا ہون اسی وجہ سے طبل بازگشت بجوا دیا کہ کل وہ
آکے عمرو کو لوٹے گا تب عمرو کو معلوم ہوگا وزیر یہ سنکر خاموش ہو رہا یہان صاحبقران سے ملنے
جب بارگاہ مین آکر بیٹھے تو خواجہ نے عرض کی میان برق بڑے تیز ہوگئے ہین اسباب زوجہ
داؤد کا دلوا دیجیے ورنہ مین اس سے بہت بری طرح پیش آؤنگا امیر نے کہا دیکھو برق فرنگی کہان
ہی چالاک نے جواب دیا کہ حضور قبلہ و کعبہ زبردستی کرتے ہین اسکی وجہ سے کئی لاکھ روپے کا
پھر اسباب کا ذکر کیے جاتے ہین خواجہ نے کہا او جوانہ مرگ تو برق کی طرف سے جواب
دیتا ہی مین اسباب ضرور لونگا چالاک نے کہا وہ تو نہ دیگا جب تو خواجہ کوڑا لیکر اٹھے اور کہا کہ

مارے کوڑون کے کھال گرادونگا چالاک بھی اٹھا عیارون نے چالاک کو منع کیا کہ بزرگ
سے تکرار نہ کیجیے خواجہ تلاش مین برق کی نکلے دیکھا کہ برق بازار مین پھر رہا ہے رنگ و روغن
عیاری لگا کر برق ثانی کی شکل بنے برق نے جو فرزند کو آتے ہوئے دیکھا دونون ہاتھ
پھیلا دیے خواجہ سر جھکا کر قریب آئے برق نے فرزند جان کے اپنے گلے سے لگایا
عطر بیہوشی جسم مین خواجہ کے لگا ہوا تھا برق چھینک مار کے بیہوش ہوا خواجہ نے برق
کو ایک نخل سے باندھا ہوشیار کیا کوڑا لیکر کھڑے ہوئے برق نے کہا استاد وہ
اسباب مین نے درہ کوہ مین گاڑ دیا ہے چلیے کھود کر نکالدون خواجہ عمرو برق کو ساتھ
لیکر چلے جب برق کھلا تو یہ سامنے سے خواجہ کے بھاگا کہا استاد اب معاف فرمائیے
مین نے گاڑ رکھا تھا کوئی کھود لیگیا خواجہ خاموش ہو رہے فرمایا خیر بیٹا تمسے سمجھونگا برق
نے کہا استاد مال نہ ملیگا اگر جان لینا ہے تو لے لیجیے خواجہ نے کہا اب لشکر مین آؤ مین
نہ بولونگا تب برق لشکر مین آیا وہان ہفت پیکر نے حکم دیا طبل جنگی بجے نقارہ رزمی
گڑگڑایا علمشاہ و امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین برابر تیاریان ہونے لگین
بہرام گرد لشکر کے طلایہ پر تھا دوپہر رات گئے دیکھا کہ سامنے سے خواجہ عمرو آتے
ہین بہرام گھوڑے سے اُتر پڑا عمرو نقلی نے کہا اے بہرام ذرا کنارے آؤ تو مین کچھ
کہونگا بہرام کنارے آیا عمرو نے باتین کرتے کرتے حباب مار کے بہرام کو بیہوش کیا
عیار بہرام سہیل چینی نے دور سے دیکھا کہ بہرام بیہوش ہوا عمرو نقلی نے پشتارہ
باندھا سہیل نے للکارا کہ ارے تو کون ہے کہ میرے آقا کو گرفتار کر کے لیے جاتا ہے اُسنے آواز
دی ہم ہمیز پشتارہ بہرام کا لیکر غائب ہوا سہیل پلٹا سواران ہمراہی بہرام سے کہا
بہرام کو ہمیز لیگیا مین نے چاہا تھا روکون مگر وہ برق جندہ جھٹ پٹ لیگیا اور نکل گیا
سب رنجیدہ ہوئے کہ اُدھر سے خواجہ آتے تھے سہیل نے پکار کر آواز دی اے استاد نامدار
بہرام کو ہمیز لیگیا مین نے چاہا تھا روکون لیکن وہ نکل گیا خواجہ نے کہا انشاء اللہ کل
فکر ہوگی مگر برق فرنگی نے جو یہ معاملہ سنا اُسی وقت فکر مین چلا جست و خیز کرتا ہوا ایک
صحرا مین آیا کھڑا دیکھ رہا ہے دیکھا کہ ہمیز پشتارہ بدوش آتا ہے برق نے للکارا کہ او نامرد

عیارون کے پاپوش کی گرد یون کوئی عیاری کرتا ہی جیسے تونے عیاری کی اب مقابلے میں تو آمین تجھے جانے نہ دونگا مہیز نے جو برق کو آمادہ دیکھا تیغ کھینچکر آیا اگر برق بلا کے روزگار ہی اس طور سے لڑا کہ آخر مہیز گھبرایا برق نے بیٹھکر پالٹ کا ہاتھ مارا کہ دونون پاؤن اسکے اڑا دون مہیز نے جست کی جسم کو جنبش جو ہوئی پشتارہ بہرام کا پشت سے گرا برق نے پشتارے پر قبضہ کیا سینہ سپر کھڑا ہی جب وہ تلوار مارتا ہی کبھی برق داہنے پر خم ہوا کبھی بائین پر جھکا اسطرح اپنے کو بچا رہا ہی ایک مقام پر مہیز قریب برق کے آیا برق کو خوف یہ ہی کہ بہرام پر کوئی زوال نہ آ جائے جان دیے ہوئے لڑ رہا ہی ہر وار کا جواب دیتا ہی برق نے سر سے گوپھن کھولا اور جھولی سے پتھر نکالا کر گوپھن مین دیکر پھینک دیا مہیز سامنے سے بھاگا برق نے پشتارہ بہرام کا اٹھالیا لیکر لشکر مین آیا سوا ر و پیادل ہمراہیان بہرام سب اسی مقام پر موجود تھے برق نے بہرام گرد کو ہوشیار کیا بہرام اسی طرح طلا سے برسر مستعد ہوا حفاظت لشکر کی کرنے لگا جو سوار سامنے معلوم ہوا بڑھ کے دریافت کیا معلوم ہوا کہ اس طرف کے طلاے کا جوان ہے تمام رات اسی طرح گذری جب دیکھا کہ سحر ہونے لگی تو بہرام پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آیا لشکر میدان مین جانے لگے صاحبقران سوار ہوے ایک طرف سے رستم سوار ہوے میدان کارزار مین آئے اودھر سے ہفت پیکر آیا ستر لاکھ فوج ساتھ علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوئے اس کروفر سے ہفت پیکر میدان مین آیا سب سردار گرد گھیرے ہوئے آپ تخت پر بنخوت بیٹھا ہی وزیر اعظم اسکا پہلو مین لشکرون کی صفین جمنے لگین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ ہوا نقیبون نے نقابت کی میدان مین پکارنے لگے کہ اے برادران دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے۔ **نظم**

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا	نہ سکندر رہے نہ آئینہ حیرت افسر
گفتگو باد سحر سے یہ صدا آتی ہے	کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے	گرد اڑتے کبھی دیکھی سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال	جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ نہ اس باغ میں ہنستے دیکھا | ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے او صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم | کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکا غبار | جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین | ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

دیگر

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری | کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس | کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری

اسطرح کے اشعار جو نقیبون نے پڑھے بہادر جھومنے لگے نیزے اٹھائے گھوڑے چمکاتے تھے آرزو یہ تھی کہ صف لشکر دشمن پر جا پڑین سامنے افسر کے خوب لڑین میدان مین خون کے دریا بہادین خواجہ بھی آگے بڑھے کھڑے ہین کہ حقہ ہاے آتشبازی کی آواز کان مین آئی شعلہ ہاے آتش بھڑکے سب دیکھنے لگے کہ ہمیز آگے آگے پشت پر ساٹھ ہزار عیار رکھتا ہے کہ حلقے بازوون پر توڑا پتھرون کا لٹک رہا ہی گوپھن سر سے لپٹا ہوا پہلے آکے ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی اجازت میدان کارزار ملے جا کر عمرو کو ڈھونڈ کر سر میدان مشکین باندھون ہفت پیکر نے اجازت دی کہا جا تجھے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا ہمیز جست وخیز کرکے میدان مین آیا گوپھن اچھالنے لگا پکار کر آواز دی منم ہمیز چابک خرام چاہتا ہون کہ عمرو میرے مقابلے مین آئے امیر نے فرمایا خواجہ تمکو پکارتا ہی عمرو نے کہا مجھکو تو بخار چڑھا ہوا ہی مین مفلس کیا میدان مین جاؤن ایسا نہو کوئی تھا جن آکے گھیر لے تو جان مصیبت مین پڑے یہ سب نوجوان کھڑے ہین یہ کیون نہین جاتے برق تڑپ کر سامنے آیا کہا استاد مین آپ کی شکل بنکر جاؤن اس سیمیا سے مقابلہ کرون مین شب کو اسکا امتحان کر چکا ہون یہ بہرام کو آپ کی شکل بنا کر گرفتار کرکے لیچلا تھا خدا نے اپنا فضل کیا غلام نے جاکر اسکو روکا اور بہرام کو بصحت وسلامتی لایا عمرو نے کہا ابے تو سمجھتا بھی ہے کہ کیا مدعا ہی آقا سے تامدار سے کچھ لیلون تو جاؤن صاحبقران نے مقبل کو حکم دیا کہ پانچ توڑے خواجہ کو دو مقبل نے پانچ توڑے خواجہ کو دیے خواجہ رو بڑی لیکر میدان مین نکلے سامنے ہمیز کے پہونچے ہمیز نے پتھر مارا

خواجہ نے پتھر کو پتھر پر روکا جمیز کے ہوش اڑ گئے کئی پتھر اسی طرح مارے خواجہ روکتے
ہوئے قریب پہونچے حلقہ ہائے کمند چلنے لگے جب حلقہ عمرو نے مارا جمیز جست کر کے
نکلا اور نکلکر خواجہ پر حلقے مارے خواجہ نے کبھی خنجر سے کاٹ دیے کبھی جست کر کے
نکلے ابتو نیمچے کھینچے نیمچہ پر نیمچہ چلنے لگا خواجہ نے پکار کے کہا ارے سر اسکا کاٹ لے جمیز
سمجھا میری پشت پر کوئی آگیا جیسے ہی پلٹ کر دیکھا عمرو نے نیمچہ مارا کہ سر جمیز کا زخمی
ہوا عیاران جمیز نے جو دیکھا کہ استاد زخمی ہوئے لینا لینا کہکر عمرو پر آپڑے خواجہ
نے کئی عیار پتھر سے مارے کئی کو نیمچے سے قتل کیا ساتون چتر جودہ سرہنگ نیمچے
کھینچکر آپڑے چالاک کی چالاکی برق فرنگی کی تیزی سمک کی جستی فہم کی پھرتی کہ خنجرا
سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ صاحب لعنہ گران چتر قران نامدار لعنہ کھینچے ہوئے
قتل نیر کے رمہ گوسفندان پر آپڑے جسکو لعنہ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے دو دو کی
گردن پکڑ کے لڑانا شروع کیا ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بے خنجر و نیمچے کھینچکر
آگرے بیس ہزار پیک بیچ جمیز کے مارے گئے سوفار تیر انداز ایک پہلوان سامنے
کھڑا ہی اسنے جو دیکھا کہ پیک بیچ جمیز کے کم رہ گئے اور عیاران عمرو نے گھیر لیا ہے
ساٹھ ہزار فوج سے کھڑا ہی گینڈا بڑھا کر جا پڑا چتر قران نے جو سوفار کو آتے ہوئے
دیکھا بلوے سے نکلکر نعرہ کیا او نامرد عیاروں کی جنگ میں مجھکو کیا دخل ہے اسنے
تیر مارا قران نے تیر کو قلم کیا تپاک کر لعنہ جست کی پشت پر اسکے گینڈے کی سوار
ہوئے گردن میں ہاتھ ڈالکر گرا دیا استخوان سوفار کے چور چور ہوئے اب سواران نے
جو اپنے سردار کو کشتہ پایا گھوڑے دوڑانے لگے خواجہ نے طرف برق کے دیکھا
فرمایا ای نور نظر ان سواروں کا تو انتظام کرو برق نے تو بڑے سے چھچھوندر نکالی
ایک گھوڑے کی دم میں باندھ دی اب جو اسے داغا وہ گھوڑا بھاگنے لگا ہر طرف
بھاگا بھاگا پھرتا ہی سواروں میں پشتناک و دولتی چلنے لگی کئی چتروں نے یہی
شغل کیا آخر سوار بھاگے جمیز نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے ابتو میں ہی
ہوا مگر تجھ سے سمجھونگا سوار گھوڑے بھگا کر دور کھڑے ہوئے سب لینا لینا کرتے

ہین عیارون پر نہین آتے جہتر قران نے پکارا کہ او نامردو دو سے سپاہ دکہاتے ہو
سامنے ہمارے نہین آتے ہو سوارون نے کچھ جواب نہ دیا حمیر نے طبل بازگشت
بجوایا عیارون نے خواجہ کو بیچ مین لیا بفتح و فیروزی پلٹے مگر حمیر کے سر سے خون بہتا
ہوا پلٹ کر دربار خداوندی مین آیا عرض کی یا خداوند کیسی تقدیر کی کہ غلام کے سپاہ بچے
مارے گئے عمرو سرخرو ہوا جہتر قران نے سوفار کو مارا اب مین عمرو کو پکڑونگا دیکھیے
کسطرح سے لاتا ہون وہ عیاری کرون کہ جسکا خیال بھی نہ ہو مگر قدرت وعدہ کرین کہ
فوراً قتل کا حکم ہو اگر عمرو مارا گیا تو لشکر اسلام کا کوئی نگہبان نہ رہیگا حقیقت مین
یکتاے روزگار ہے مگر اب دیکھون کیونکر بچتا ہے خود ہی اپنے پاؤن سے قبر مین جائے
کیا مجال جو میرے مقابلے مین آئے ہفت پیکر نے بہت کچھ انعام اسکو دیا مراد
یہ تھی کہ حمیر بیدل ہو جراح کو بلوا کر ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی سر پر لگا کر حمیر نکلا کہ
عمرو کو تلاش کرون حمیر نے تو فکر کی مگر خواجہ عمرو دن قلیل باقی تھا کہ طرف
لشکر کفار کے چلے جست و خیز کرتے ہوئے آتے ہین ایک صحرا مین پہنچے درہ کوہ
سامنے ہے اسمین سے رونے کی آواز آئی اس آواز پر خواجہ متوجہ ہوئے جون جون
قریب جاتے ہین آواز کان مین زیادہ آتی ہے کوئی دردرسیدہ کہہ رہا ہے کہ یا خداوند
ہفت پیکر ملک الموت کو حکم دیجے کہ میری قبض روح کرے اب مجھ سے کشاکش
نہین اٹھتی خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ قریب درہ کوہ ایک نازنین مہ جبین دریائے
خون مین غرق لباس عمدہ پہنے ہوئے تڑپ رہی ہے کئی نیمچے جسم پر پڑے ہوئے
ناک کان کٹے ہوئے عارض خون آلود بلک بلک کے رو رہی ہے کبھی پکارتی ہے
یا خداوند خیال سکندری آپکا بھی حال سنا ہے آکر مدد کیجیے کبھی ہفت پیکر کو آواز بلند
سے پکارتی ہے اور جابجا اسباب پڑا ہے کہین صندوق خالی پڑا ہے کہین کچھ کپڑے
بیٹھے ہوئے خواجہ کو بڑا ترس آیا قریب آکر فرمایا کیون اے مہ جبین کس خیال مین ہے
کیون موت کی طالب ہوتی ہے کیون بلک بلک کے روتی ہے خداوند ہفت پیکر مدد کو
نہین آتے اس نازنین نے خون پونچھکر آنکھین کھولین کہا اے شخص میرا حال نہ پوچھ

سب کیفیت ظاہر ہی دیکھیے اسباب جابجا پڑا ہی شوہر میرا مجھکو لیے ہوے جاتا تھا
قزاقون نے آکر لوٹا مجھ سخت جان کو ایک ہاتھ نہ مار دیا کہ اس مصیبت مین مبتلا ہوتی
کیون بلک بلک کے روتی اب خداوند ہفت پیکر سے عرض کرتی ہون کہ مجھکو عدم
مین بلا لیجیے مگر خداوند نہین سنتے عمر نے کہا تیرا مکان کہان ہی نازنین نے کہا سامنے
قریہ ہی وہانکے زمیندار کی بیٹی ہون اگر وہانتک پہونچا دو تو باپ میرا صاحب زر ہے
بہت کچھ دیگا اور ممنون ہوگا خواجہ نے ہاتھ پکڑ کر اسکو اُٹھایا وہ اُٹھ نہ سکی رونے لگی
کہا اے شخص مجھ سے اُٹھا نہین جاتا اگر ہوسکے تو کاندھے پر سوار کرلے نازنین نے
روپی کا بھی نام لیا روپے کا نام سنکر خواجہ کے منھ مین پانی بھر آیا جھک کر کہا آ کاندھے
پر سوار ہولے وہ نازنین کاندھے پر سوار ہوئی خواجہ لیکر چلے چند قدم چلے تھے کہ اُس
نازنین نے حلقے کمند کے عمرو کے گلے مین ڈالدیے اور لغو کیا کہ منم حمیز عمرو نے چاہا
کہ اپنے کو بچاؤن اُسنے حباب مار کر بیہوش کیا خواجہ گرے اُس نازنین نے پشتارہ
باندھا کپڑے اُتار کر پھینکے کہتا ہی کیون او ساربان زادے کیسی یہ عیاری تونے نہ دیکھی
ہوگی چند قدم چلا تھا کہ اُسکے لشکر کی طرف سے گرد اُڑی دیکھا گیہان تیز رو اُسکے
لشکر کا خلیفہ جھپٹا ہوا آتا ہے کہا اُستاد جلد چلے عیاران لشکر اسلام نے آپکے
عیارون کو گھیرا ہی خداوند ہفت پیکر بے چلہ ہی مین آپکی تلاش مین نکلا تھا شکر ہی
کہ آپ کو پاگیا یہ پشتارے مین کون ہی حمیز نے کہا شہنشاہ عیاران جسکا لقب ہی
اُسکو مین نے گرفتار کیا وہ دھوکا دیا کہ دام مکر مین پھنسا کیا مجال تھی کہ میرے دام مکر
سے نکلتا مین نے فوراً بیہوش کرلیا گیہان تیز رو نے کہا اُستاد یہ پشتارہ مجھے دیجیے آپ
اپنے کو پہونچایے ورنہ خداوند کو عیار گرفتار کرلین گے نہین معلوم عیارون کو کیونکر معلوم
ہوا کہ آپ نے عمرو کو پکڑا ہی یہی ہر ایک کا قول ہے کہ ہفت پیکر کو پکڑ کر لائین گے
اُسکے بدلے مین عمرو کو لین گے اسطرح گھبرا کر گیہان نے کہا کہ حمیز گھبرا گیا فوراً پشتارہ
اُسنے گیہان کو دیا گیہان طرف صحرا کے چلا حمیز نے پکار کر آواز دی ارے اُس طرف
کہان جاتا ہی اُسنے پکار کر آواز دی او بیحیا منم مہتر ابن مہتر چالاک بن عمرو

نعرۂ چالاک	بعیاری منم چست و چالاک	بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ یابد باد گرد تیز گامم	خلیفہ اولم چالاک نامم	نعرہ کرکے خواجہ کو ہوشیار

کیا حمیر کے ہوش اڑ گئے حیران تھا کہ یہ کیا غضب ہوا عمرو نے پکار کر آواز دی کہ اے
حمیر تو نے خوب عیاری کی ہزار ہا مرتبہ ایسی عیاریان کی ہین لیکن ہوشیار رہنا اسی
عورت کی عیاری پر تجھکو گرفتار کرونگا حمیر نے زفیل بجائی چند شاگرد اسکے کہ گوشون مین
چھپے تھے نکل آئے چاہا عمرو کو گھیرین خواجہ و چالاک جست وخیز کرتے ہوے نکل گئے
حمیر رنجیدہ پلٹا اپنے لشکر مین جو آیا عیارون نے پوچھا استاد کیون پریشان ہو رہے
ہو حمیر نے سب کیفیت بیان کی کہ مین نے عمرو کو گرفتار کیا تھا مگر اسکا بیٹا چالاک
بلا کی چالاکی کر گیا نہین معلوم اسکو کیونکر خبر ہوئی ای کیہان تیری شکل پر دھوکا کھایا
ایسا اسنے گھبرا دیا کہ مین نے پشتارہ دیدیا وہ لیگیا مگر بھاگتے عمرو ایک فقرہ کہگیا ہے
کہ عورت ہی کی عیاری پر تجھکو گرفتار کرونگا صبح کو دربار ہفت پیکر مین آیا تمام کیفیت بیان
کی سب ساحرون نے کہا اے حمیر اپنے کو بچانا عمرو نے جو کہا ہے وہی کریگا حمیر نے کہا
یا خداوند اب مین دھوکا نہ کھاؤنگا عورت بنکر میرے خیمے مین آئیگا آنکھ ملتے ہی تو
پہچانونگا کیا تدبیر کریگا مین خود عیار بے مثل ہون پھر اسکو گرفتار کرونگا ابکی گرفتار
کرتے ہی قتل کر ڈالونگا مہلت نہ دونگا دیکھون تو کیا عیاری کرتا ہے دیر تک لاف وگزاف
بکا کیا کہا اسی کی تلاش مین جاتا ہون بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا راہ مین
آکر ایک مقام پر ٹھہرا سوچ رہا ہے کہ کس تدبیر سے لشکر عمرو مین جاؤن کیونکر
دست انداز ہون یہ سوچ رہا ہے کہ باجے کی آواز کان مین آئی دیکھنے لگا پھر بعد تھوڑی
دیر کے دیکھا کہ ڈفلی نفیر بجاتے ہوے چند شخص پشت پر بہنگیون مین اسباب
ایک ٹٹو پر دولہا سوار مور کے پر سر پر پھول لٹکتے ہوے جامہ زیب جسم ہنسلی چاندی
کی گلے مین محافہ دلہن کا سب کے بیچ مین یہ برات آتی ہے حمیر دیکھا کیا جیسے ہی
وہ برات نخلستان سے گذری ریتی کے میدان مین پہونچی کہ درۂ کوہ سے
نعرہ ہوا کہ ہائے قزاقان برچھا تلوارین چمکاتے ہوے نکلے دولہا ٹٹو سے اُتر کر

بھاگا کسی نے اُسکا پیچھا نہ کیا ایک قزاق نے بڑھکر دولہا کے جھلملی کپڑے اُتار لیے دولہا
اپنی جان کو غنیمت جانکر بھاگا کہارون نے بھی محافہ زمین مین ڈالدیا ایک قزاق مال کو
لوٹنے کے قریب محافے کے آیا دُلھن کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا دُلھن سُرخ کپڑے پہنے ہوے
عطر سہاگ مین بسی ہوئی ہو بدحواس بیہوشون کی آڑی ترچھی پڑی ہو یعنی محافے سے دُلھن
تو نکلی تھی قزاق نے ناک سے نتھ نوچ لی کانون سے بالیان بجلیان نوچین اور قزاق
تو سب چلے گئے مگر یہ قزاق چاہتا ہو دولت عصمت دُلھن کی بھی لوٹون اور دُلھن چتیان کر لی
ہو کہ اور باقی ماندہ اسباب لے لے ایک ہاتھ تلوار کا مارے مگر نقد آبرو پر نگاہ تو نہ ڈال
ہر چند دُلھن روئی بلکی مگر اُس قزاق نے خیال نہ کیا دست انداز ہونے کا قصد کیا
حمیر نے جو یہ بدعت دیکھی کہ اب اسکی آبرو جاتی ہو ہوش مین نہ رہا اپنے مقام سے
اُٹھا گوپھن سر سے کھولا کہ گوپھن مین پتھر دیا پکار کر آواز دی او جلاد صاحب بیداد
تم لوگون نے برات کو لوٹ لیا اس بدبخت کا زیور لیا خبردار نقد آبرو کو ہاتھ نہ لگانا پتھر کو
جو چرخ دیا قزاق بھاگا حمیر جست کر کے قریب اس عورت کے آیا دیکھا نہایت حسین ہو
عروس شب اول کی بھینی بھینی خوشبو آرہی ہو حمیر کی ناک مین جو خوشبو پہونچی مثل مار سیاہ
مست ہو کر جھومنے لگا آنکھون مین نشہ آگیا اُس عورت نے کہا اے شخص خداوند ہفت پیکر
تیرا بھلا کرین تو بڑا صاحب رحم ہے عین وقت پر تجھکو خداوند نے بھیجا کہ مجھکو جلاد کے
ہاتھ سے بچایا اب ناک و کان سے اسقدر خون بہ رہا ہو کہ قلب کا ٹہیر رہا ہو کمبختون نے یہ
ظلم کیا مین کہتی جاتی تھی کہ اسے زیور مین اُتار دون مگر اُسنے ناک سے نتھ کھینچ لی
نتھنا شق ہو گیا کان نوچے بالیان بجلیان تک اُتارنے کی مہلت نہ دی آخر ناچار
ہوئی روتے روتے بیہوش ہو گئی اُس ظالم کو یہ فکر ہوئی کہ میری آبرو لے مگر تو نے جرات کی
کیا حمیر نے کہا مین سب معاملہ دیکھ رہا تھا مین ساٹھ ہزار پیادے بچون کا افسر ہون اگر
یہ جانتا دس ہزار کو بھی ساتھ لیتا آتا تو ڈاکے کو روک لیتا سب کو مین گرفتار کر کے
خدمت خداوند ہفت پیکر مین لیجاتا مگر مین اکیلا آیا تھا اب ان بھاگون کو گرفتار
کرونگا سامنے خداوند ہفت پیکر کے لیجاؤنگا اس طرح کی خوشامدین کر رہا ہے

نازنین نے کہا اے شخص احسان بالاے احسان یہ ہے کہ میرے گھر پر مجھے پہونچا دے باپ میرا تجارت پیشہ ہے بہت کچھ دیگا تمکو بے نیاز کر دیگا دامن آرزو زر و جواہر سے بھر دیگا جمیز بیٹھ گیا میٹھی میٹھی باتیں عروس کی سن رہا ہے عروس بھی باتیں لگاوٹ کی کرتی ہے کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھتی ہے کبھی کہتی ہے اے شخص میں تیری نہایت ممنون و شاکر ہوں جو تو کہے وہ قبول کروں ایسے صاحب مروت سے بچایا اب تجھسے کیا انکار ہے دیکھ میرا کلیجہ دھڑک رہا ہے اسکا خوف ابھی تک میرے دل میں ہے مگر مجھکو یقین ہے کہ تو رحم کریگا جو تیرے مزاج میں آئے وہ تو کہہ مجھے بدل و جان سب منظور ہے جمیز نے بیتاب ہو کر کہا اے جان جہان و اے آرام قلب مشتاقان میرا تو یہ حال ہے نظم

جب خرام ناز کو تو اے پری پیکر اُٹھا
ہر قدم پر جاے گرد اک فتنۂ محشر اُٹھا

آپ میں دیوانہ چھوڑے ڈالتا ہوں اپنا پا
دست نازک سے نہ خنجر اے صنم شمشیر اٹھا

طرہ گل اس باغ میں ہیں اور شبنم ہی عجب
ہے کے بیٹھا جو تری محفل میں وہ رو کر اٹھا

ہو صفاے دل کے آگے خاک آئینہ کی قدر
تیری محفل سے مکدر ہو کے اسکندر اُٹھا

پانوں اُٹھ سکتے نہیں کیا جاؤں کوچے یار کو
ہاتھ اپنی زیست سے اب اے دل مضطر اٹھا

دشمن سر ہی تری [illegible]ن کشی مانند شمع
افسر زر شوق سے رکھ پر نہ اتنا سر اُٹھا

کر دیا ہے یاد چشم و گردن جانان نے مست
سامنے سے ساقیا اب شیشہ و ساغر اُٹھا

مجھے بلواتا ہے لبریز اب جنون زنجیر کی
اور کوہ عشق کے کہتا ہے تو پتھر اٹھا

بات جن نازک مزاجوں سے نہ اٹھتی تھی کبھی
بوجھ اُنہوں نے سیکڑوں من خاک کا کیونکر اٹھا

خاک میں ملتی ہے غیرت روندتے ہیں ہمکو غیر
اس گلی سے جلد بس ہماری خاک اے صرصر اٹھا

کیا سخن سنجی سے حاصل جب سخندان ہی نہیں
زانوے فکرت سے اے ناسخ تو اپنا سر اُٹھا

اُس نازنین نے جو یہ اشعار سنے مسکرا کر کہا اے شخص تیرا احسان مجھپر بار ہے مجھپر بھی عشق سوار ہے جو تیرے دل میں آئے وہ کر یہ سنکر جمیز خوش ہوگیا پاس کھسک کر بیٹھا منہ سے منھ ملانے لگا اُس نازنین نے کہا اے شخص قریب آ کان سے روئی عطر کی نکالی کہا یہ تو ذرا سونگھ جمیز نے جوں ہی عطر سونگھا فوراً اتر گیا آنکھوں میں نشہ آگیا گھبرا کر کہا اے مہ جبین یہ عطر کیسا

تھا میرا کلیجہ جلنے لگا دیکھ میرے منھ سے دھوان نکلنے لگا تازین نے ہنسکر کہا کہ کیون بی حمیز
تجھکو یاد ہی ہمنے تجھ سے کیا کہا تھا کہ تجھکو عورت کی عیاری پر مارینگے تم پھر سپہر عیاری و قطب
فلک خنجر گزاری شہنشاہ سرہنگان عالم - نعرہ خواجہ عمرو

گردان استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلائے جان کفار
بہ باغ دین ز مکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

نعرہ کرکے خواجہ اُٹھے حمیز نے چاہا اُٹھکر بھاگون بیہوشی نا فیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا خواجہ
نے اسکو اپنی شکل بنایا آپ اسکی شکل بنکر تیار ہوئے پشتارہ دوش پر لگایا اب طرف
دربار ہفت پیکر کے چلے یہان وہ وقت ہی کہ ہفت پیکر دربار مین بیٹھا ہوا ہی شاگردان
حمیز ذکر کر رہے ہین کہ آج استاد ہمارے گرفتاری عمرو گئے ہین یقین ہی کہ لیکر آئین کہ
ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی یا خداوند مبارک ہو کہ حمیز عمرو کو گرفتار کرکے
لایا سارے لشکر مین بلڑ ہی کہ حمیز عمرو کو لیے ہوئے آتا ہی ہفت پیکر نے کہا ارے جلد
اس ظالم کو لاؤ کہ مین اُسے قتل کرون دل کو تسکین ہو آتش ظالم نے بڑے بڑے
سرداران نامی کو مارا اب جو وائود غبار انگیز آئیگا ایک سحر مین سب کو مٹا دیگا طلسم کشا
سے کوچ بھی لیگا تختہ جات چھین لیگا یہ ذکر تھا کہ آواز ونات کی آئی دیکھا سبنے کہ حمیز
عمرو کو لیے ہوے دربار مین آیا حمیز اپنے شاگردون کو دیکھتا ہی مگر طاقت کلام کی نہین
آخر سب عیار دوڑے کوئی دھول مار دیتا ہی کوئی قہقہہ مارتا ہی حمیز نقلی نے پکار کر آواز
دی کہ یا خداوند یہ دشمن آپ کا حاضر ہی بڑا معرکہ پڑا آخر مین نے اسکو پکڑا ابھی نہ ہو کہ
شاگرد آتے ہون اور آکر عیاری کرین ہفت پیکر نے کہا ای حمیز تجھکو اختیار ہی جسطرح
چاہے قتل کر ہم سب اس سے عاجز ہین حمیز نقلی نے کہا یا خداوند اول مکر تو اسکا یہی
کہ ہے کو گونگا بنایا منھ سے نہین بولتا مگر مین ایسے مکر کو کب خیال کرتا ہون آج تک کی بات
اپنی ہم سارے مکر آج مٹتے ہین قاتل و نامہ و مشمش ہی موت اسکو گھیر کر لا ہی ہفت پیکر
مین لالی قدرت کو لوٹتے ہوے اس سے زمانہ گذرا نور افشان مین کیسی کیسی عیار زن
لکین سحر العجائب و منصر الغرائب نے تنگ ہوکر طلسم کو چھوڑا آپ کی پناہ مین

آئے قدرت نے اُنکی عظمت و شان بڑھائی کہ کوکب البابادشاہ اُنکے پاس قید ہوا آخر
یہ زوال آیا کہ بھاگتے پھرتے تھے قلعۂ طلسم مین مقام جنگ ہوئے کیسے کیسے سردار مارے
گئے اُسنے وہان کیسی کیسی عیاریان کین آخر شاہان طلسم طلسم سے نکل بھاگے اسکی موت
قدرت نے میرے ہاتھ سے مقرر کی تھی اول یہ تدبیر کیجائے کہ دہل زن ساتھ ہو ایسا
گدھے پر سوار ہو سارے لشکر مین اسکو تشہیر کرین پھر قدرت کے سامنے قتل کرین
ہفت پیکر خوش ہوگیا کہا اے ہمیز مجھکو بھی اس سے بڑا بغض ہے ہمیز نقلی نے عرض کی
یا خداوندا آپکو واسطے صدمے پہونچانے مین اسکے تمام کا دل سے دشمن ہون حکم ہوا کہ جلد
لاؤ قرنا نواز کو ساتھ لاؤ اُسی وقت گدھا آیا عمرو نے ہمیز کا منھ کالا کیا جھلنگا گلے مین ڈالا
ایک ڈھول اپنے گلے مین ڈال لیا خواجہ ہمیز کو لیکر نکلے باہر آکر چوب لگائی آواز دی کہ خلق خدا
کی ملک ہمارے بادشاہ کا جو ایسے عیاری کرے اُسکا یہ حال شاگرد حیران ہین کہ اُستاد
عمرو کا نام نہین لیتے خواجہ نے سارے لشکر مین تشہیر کیا جس مقام پر دیکھا کہ افسران فوج
زیادہ کھڑے ہین قرنا پھونکی اور آواز لگائی آخر لشکر مین ہو چکے کہا کہ جو عمرو سے عیاری
کرے اُسکا یہ حال جب ہفت پیکر کو خبر ملتی ہے کہتا ہے کہ ہمیز کو بڑا قلق ہے مگر تعجب کی بات
ہے کہ ہفت بند فرعونیہ پر لڑا ایلے دمامہ کو مارا پھر مشمش کو قتل کیا مگر موت عمرو کی طلسم
ہفت پیکر مین تھی آج نقش مسلمانان مٹا جسوقت حمزہ کو خبر پہونچیگی اپنی جان دیگا
اسنے حمزہ کو حمزہ بنایا نوشیروان سے لڑوایا آخر مین کنجاب پر چڑھ گئے ایک لڑائی
کنجاب لڑا کہ جسکو جنگ ہفت صف کہتے ہین ملک باختر پر کئی سال ہنگامہ رہا آخر
اسی کی عیاری پر فاتحہ ہوا اختیارک کو سا نظر تھا اُسی کے پاس کنجیان قلعے کی رہتی
تھین مگر اسکی عیاری کے سامنے کچھ زور نہ چلا اسنے قلعہ فتح کر لیا آخر باختر سے بھاگا آ
ہمیز کو بلاؤ جلد قتل کرے کہ سردارون نے کہا یا خداوند ایک بات اور مشہور ہے عمرو
کے مرنے مین بڑا فتور ہے عمرو کہتا ہے کہ جبتک تین مرتبہ موت نہ ناگونگا موت نہ آئیگی
آج اس قول مین فرق آتا ہے کوئی صورت عمرو کی رہائی کی نکلیگی ہفت پیکر نے کہا جو
کہتا ہے قدرت نے تقدیر نہین کی جسنے تو ہمیز کے ہاتھ پر تقدیر کی کہ عمرو ہر جگہ لڑیگا

آخر حمیز کے ہاتھ سے مارا جائیگا اب کسی طرح ساربان زادہ نہ بچیگا حمیز کو پھیلاؤ لوگون
نے جاکر کہا اے شاطر قدرت پلٹ چلو عمرو نے کہا ابھی کئی بازارین باقی ہین یہ کہکے
عمرو نے سارے لشکر مین پھرایا پھرا کر پلٹے جب دروازے پر ہفت پیکر کے آئے
چوب لگائی اور آواز دی کہ خلق خدا کی ملک ہمارے بادشاہ کا جو عمرو سے لڑے
اُسکا یہ حال ہو کہکے عمرو نے شاگردون کو اشارہ کیا کہ ایک ایک ضرب تو لگاؤ عیارون
نے نیچے کھینچے نیچے حمیز پر پڑنے لگے اور خواجہ ڈھول بجا رہے ہین حمیز غون غون کرکے
اشارون سے کہہ رہا ہے کہ ارے کمبختو مجھے مارتے ہو عمرو نے بڑھکر ایک نیچہ مارا کہ سر
کٹ کر حمیز کا گرا اور ڈھول پر چوب لگائی کہ خلق خدا کی ملک ہمارے بادشاہ اسلام
یارو مبارک ہو کہ حمیز مارا گیا اور اسی طرح تنے ہوئے بارگاہ مین آئے کہا یا خبر اوہ
آپ کی تقدیر پوری ہوئی یا آپ کی تقدیر پھوٹ گئی آپ آگاہ ہوئے کون مارا گیا
مین کان مین عرض کرونگا ہفت پیکر نے کان جھکایا عمرو جھپٹ کر قریب آیا
کان مین منہ لگا کر کہا او عیا آگاہ ہو - نعرہ خواجہ عمرو

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
مرا نیز رفتار ہو گر قدم
زمانے مری گرد پاپوش کو

تراشندہ دلق کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھاتے ہر ہر قدم
دواندہ جہانگرد طرار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون چھلکے کبھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

بائین ہاتھ سے ڈھول لگائی داہنے سے تاج لیا ہفت پیکر تخت سے گر پڑا عمرو نے
گھما کر ڈھول مارا تھا اگر تخت سے نہ گر پڑتا تو ضرور سر پھٹ جاتا عمرو جست کرکے
باہر گیا ہفت پیکر نے آواز دی ارے اس ساربان زادے کو لینا آج تو بڑا غضب
کر گیا سر قدرت کو ہاتھ لگایا اور تاج لیگیا شاگردون نے پوچھا یا خداوند کیا ہوا کیا عمرو
تھا ہفت پیکر نے کہا قدرت نے تقدیر نہ کی تھی کہ عمرو مارا جائے تمھارا اُستاد
حمیز مارا گیا شاگردون نے گریبان پھاڑ ڈالے ہاے اُستاد کہکر رونے لگے
بارگاہ مین ایک ہنگامہ ہوا ہر ایک کا قول تھا کہ عمرو غضب کر گیا جادوگرون نے
کہا عمرو تو کہا کرتا ہے کہ مین جبتک موت نہ مانگونگا تب تک موت نہ آویگی آخر حمیز

کیونکر قتل ہوا شاگردون نے چھُری سے حمیز کے چہرے سے رنگ و روغن چھُڑایا تو
صورت اصلی حمیز کی نکل آئی اور بارگاہ مین زیادہ غل ہوا یہان تو یہ رنگ ہو وہان
صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی تھی کہ حمیز عمرو کو تشہیر کر رہا ہو صاحبقران نے
قبضے پر ہاتھ رکھا سب فرزندان عمرو رونے لگے فرزندان صاحبقران بھی رنجیدہ ہوے
غرضکہ خرد و کلان از میر تا جوان ادنی تا اعلی سب تیار ہوے کہ عمرو کو جاکر چھڑائین
جادوگرنیان ہمراہیان صاحبقران و ہمراہیان جہانگیر و ایرج و نور الدہر اسباب
سحر جھولی مین رکھکر تیار ہوئین اس شوکت سے صاحبقران کنارے تک لشکر کے
پہونچے تھے کہ دیکھا عمرو آتے ہین لیکن گھبرائے ہوے چار جانب دیکھتے ہین امیر نے
فرمایا ای یار وفادار خیر تو ہی عمرو نے عرض کی جان تو بچی مگر مال گیا دو صندوقچے
جواہرات کے مہاجنون نے دیے تھے وہ کمر مین لگے تھے وہ گر گئے امیر نے فرمایا حال تو
بیان کرو عمرو نے کہا آپ کے اقبال سے حمیز کو مارا وہان سے جو بھاگا اس گھبراہٹ
مین صندوقچے گر گئے ہرکارون نے امیر کو پرچہ دیا کہ استاد آج تاج ہفت پیکر کا لاے
امیر نے فرمایا خواجہ وہ تاج تو دکھلائین عمرو نے کہا ہرکارون نے پرچہ دیا ہوگا یہ ہمیشہ
سے جھوٹ خبر لکھتے ہین بھلا سترہ سو سردار ساحران غدار گرد ہفت پیکر کے بیٹھتے ہین
کیونکر ممکن تھا کہ مین اسکے تاج کو ہاتھ لگاتا سب ساحر لپٹ جاتے ایک ایک چٹکی
خاک ڈالتے تو مین دب جاتا خیر و عافیت سے آیا یہی غنیمت ہی ہرچند امیر نے تاج کو کہا مگر
عمرو نے اقرار نہ کیا امیر کو نہ دکھایا امیر نے پانچ ہزار روپے خواجہ کو دیے اور دربار مین آکر بیٹھے
عمرو نے چادرہ بچھا دیا پکار کر کہا یہ دربار ہمیشہ آباد رہے سب صاحب کچھ دیجئے وہ یہ دعا
کرنے لگا صاحبقران نے بھی کچھ روپیہ اور دیا عمرو نے پکار کر کہا مجھے کسی صاحب سے
عذر نہین خادم خدمتگار سائیس بھی ایک ایک مہینے کی تنخواہ دین مین کچھ کا ڈنکا خوب
خوشی مناؤنگا میری خوشی مین سب صاحب شریک ہون اتو چھلے انگوٹھیان دوانیان
چونیان گرنے لگین تھوڑی دیر مین چادرہ خواجہ کا بھر گیا مال اٹھا کر نذر زنبیل کیا امیر
نے فرمایا آج خواجہ کو بڑی خوشی ہی سب صاحبون نے عنایت فرمائی اب خواجہ کچھ

گا بینگے عمرو نے بادشاہ سے آنکھ ملا کر کہا حضور فرمائین تو مین گاؤن بادشاہ نے یہ پاس خود کے
دیے عمرو نے بیچ مین بیٹھکر بہ ناز و انداز یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کر دی۔ نظم

کھائیگا خنجر جلاد کا جگر کا پہلو — زخم پہلو کو مبارک ہو جگر کا پہلو
ہدف تیر نگہ ہین جگر و دل دونون — دیکھیے ہوئے گب آباد کدھر کا پہلو
شب تنہائی جہنم ہی مجھے رکھتی ہی — داغ پہلو سے نہ ہو گرم بستر کا پہلو
ناز صبح شب وصل وہ آتا ہے یاد — خالی ہوتا ہی مگر مرغ سحر کا پہلو
بڑھ چلا لاکھ قد یار کی موزونی سے — مصرع سرو مین نکلا نہ کمر کا پہلو
بیقراری مری رکھتی ہی مرا پہلو سرد — تو دیکھتا ہی ادھر کا نہ ادھر کا پہلو
زخم کاری ہی مری جان جدائی تیری — دم نکلجائیگا پہلو سے جو سر کا پہلو
یاد آتا ہی تل اس سیب زنخدان کا مجھے — نظر آجاتا ہے داغی جو ثمر کا پہلو
صاف دل خاک ہوا گل فر کینہ ہوے — نکلا جب صلح کی باتون مین بھی شر کا پہلو
کوئی صورت نہین کمبخت کی آبادی کی — روز ویرانہ ہی مجھ خاک بسر کا پہلو
شو. واعظ سے نہین کام قدح خوارونکو — پھر بگڑ جائیگی پایا جو ادھر کا پہلو
زخم پہلو کا خدا حافظ و ناصر ہوئے — چاند سے صاف ہی اس شک قمر کا پہلو
خلل انداز نکا کیا ڈر جو موافق ہو مزاج — کہین بدتا ہی جدا سنگ سے زر کا پہلو
خاکساری نے فضیلت مجھے دی ہی آتش — شملۂ شیخ دیا ہے دم خر کا پہلو

اسطرح سے عمرو نے یہ اشعار گائے کہ سرداروں نے پھر کچھ عمرو کو دیا مالا مال ہو گئے
مگر خواجہ کا جھینکنا نہ گیا یہی کہے گئے کہ یارو اتنا تو دو کہ اس جینے کا سود ادا ہو لیکن
ہفت پیکر بعد نکل آئے خواجہ کے بہت خفیف ہوا ہفت جوش وزیر نے عرض کی
کہ یا خداوند آج عمرو بڑا غضب کر گیا سر قدرت کو ہاتھ لگا یا اب عمرو کی فکر واجب و لازم
ہی ہفت پیکر نے جھلا کر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا وہ تقدیر
مضبوط کی ہے کہ عمرو پر بھی نگے کوڑے بجے نہ ٹوٹے نقارہ رزمی لشکر مین ہفت پیکر
کے بجا جاسوسان لشکر اسلام جو یا اسے خبر موجود رہتے ہین خبرین لیکر بھاگے اسیر

دربار مین جلوہ فرما مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو رستم بھی خبر سُنکر آئے عیوق اور جارو[ق]
وغیرہ چار سو سردار سب تلوارون کی چھاؤن مین رستم کو لیکر آئے رستم سلام کرکے پہلوے
صاحبقران مین بیٹھے خواجہ کے گانے کی تعریف سُنکر یہ بھی آئے ہین اُنکے آنے سے رستم
کے بارگاہ مین رونق ہوگئی گانا خواجہ کا سُن رہے تھے کہ اسی وقت ہرکارے حاضر
ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے اور عرض کی کہ سرکار کی عمر دراز
ہو دشمن کو سوز و گداز ہو۔ قطعہ۔ ای ہرکارے رفیقت قل ہو اللہ احد ٭ دی
نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد ٭ لم یلد بادرت و لم یولد ہمہ جا دستگیر ٭ لم یکن
یاری دہ و مونس لہ کفواً احد ٭ بعد تشریف لانے خواجہ عمرو کے ہفت پیکر بہت
شرمندہ ہوا بڑے قہر و غضب مین طبل جنگی بجوایا ہے منظور یہ ہو کہ کل نکلکر معرکہ آرا
ہو بزور آتش کین و عناد کو دوبالا کرے باقی خیریت ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ
لہمدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے خواجہ اُٹھکر
نقارخانۂ سکندری مین آئے قلابۂ چینی و کبابۂ چینی نے دو دو اشرفیان خواجہ
کو نذر دکھائین خواجہ نے یہ لے کے اُٹھا لین کہ مین جانتا ہون کہ تمھاری آمد کم ہے
صرف زیادہ اگر نہ لونگا تو رنجیدہ ہوگے دونون شاہزادون نے سر جھکا لیا خواجہ
نے غاشیہ ہٹا کر چوب لگائی سات سو نقارہ بجا ہفت پیکر تخت پر تھرا گیا جب
صداے طبل سکندر بلند ہوئی ہے قبۂ بارگاہ ہلجاتا ہی سر اُٹھا کر پوچھا کہ یہ کون سا
نقارہ بجا سردارون نے عرض کی یا خداوند دل سمجھو نکا پریشان و مضطر ہی یہ صداے
طبل سکندری ہی بارہ کوس تک اسکی آواز جاتی ہی یہ تحفہ امیر نے سفر ہندوستان مین
پایا راہ مین ایک میل تھا اُسپر یہ نقارہ رکھا تھا جب امیر کا جہاز وہان پہونچا اور گرداب
مین پھنسا تب خواجہ جست کرکے میل پر گئے اُسی نقارے کو بجایا جانوران دریائی
اُڑے وہ ایسے کلان تھے کہ ہاتھی کو منقار مین اُٹھا لیتے تھے جانورون کے پرون کی
ہوا سے جہاز نکل گئے عمرو میل پر رہا خضر نے آکر عمرو کو میل سے اُتار کنارے
پہونچایا یہ نقارہ نشان شوکت صاحبقرانی ہی جو اشیاے نادرہ صاحبقران کو ملین ہو[ن]

آسی نے کبھی کاہیکو دیکھے ہونگے نتیجہ سہراب یل پسر گرشاسپ نوجوان ایسی پیشانی کے
عمدہ سفر پردہ قاف مین پائین انھین باتون کے فرزند خواہان ہین لقا بدار زرین پوش
ہوتا ہو وہ انھین چیزون کا خواہان ہو صاحبقران فرماتے ہین کہ مجھسے سرید انکا لیں
کرو دربار ہفت پیکر مین ذکر جلالت صاحبقران ہورہا ہو وزرا عرض کرتے ہین یا
خداوند کل کے مقابلے مین مسلمان تنگ ہوجائینگے سب سردار آپکے قیدی ہوجائینگے
کس طور سے لڑینگے کہ مسلمانون کے دانت کھٹے ہوجائینگے دونون لشکرون مین تیاریان
ہورہی ہین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری ناگاہ شہنشاہ زرین پوش قلعہ مشرق
مین بیدار ہوا تیغہ ضو کو حمائل کیا تاج ضیا سر پر رکھا فوج شعاع کو ساتھ لیکر شہنشاہ
ماہ تابان کے مقابل ہوا شہنشاہ ماہ تابان فوج ثوابت وسیارگان کو لیکر بھاگا قلعہ مغرب
مین محصور ہوا شہنشاہ زرین پوش کی عملداری ہوئی تمام زمانہ روشن ہوا فوجین سوار
ہونے لگین اول ہفت پیکر بعد کرو فر سوار ہوا سترہ سو پہلوان و ساحر ہمراہ رکاب تھے لاکھ
فوج سب مسلح و مکمل میدان کارزار مین آئے ادھر صاحبقران سوار ہوئے نوبت نقارے
بجے سب سردار آکر حاضر ہوئے خواجہ عمرو بانے عیاری کے لگائے ہوئے صاحبقران
کو سلام کیا رکاب پر ہاتھ رکھا ہمراہ صاحبقران کے چلے کہ ایک طرف سے حقہ ہائے
آتشبازی کی آواز آئی ایک لاکھ چوراسی ہزار نیکسبیچے جست وخیز کرتے ہوئے آئے
ہمراہ صاحبقران کے ہولیے ایک طرف سے رستم پہونچے سب جادوگرنیان لباس
فاخرہ پہنے ہوئے اشیائے سحر سے درست چالاک وچست ہمراہ طلسم کشا آکر پہونچین
رستم نے بادشاہ کو سلام کیا سب جادوگرنیان برائے تسلیم جھکین پہلوان عادی
سب کے آگے پلٹنون رسالون کی ترتیب کرتے ہوئے اس رنگ سے صاحبقران
بھی میدان مین آئے فوجین جمنے لگین اولاں اول نقیب نکلے پکار کر آواز دی ای
سرداران نامی ای ساحران گرامی کیا غضب کا وقت ہو ہر ایک کو موت کا سامنا ہو
از عہد آدم تا این دم یہی رنگ رہا بقول شیخ سعدی بلبل شیراز - فرد - ہر کہ آمد
عمارت نو ساخت * رفت و منزل بدیگرے پرداخت + دنیا کا یہی حال ہے

اور ایک شاعر یون فرماتے ہین راہ عبرت دکھاتے ہین ۔ نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار ۔ تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو ۔ ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا ۔ جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
رات دن جلسے رہا کرتی تھین دربار و محل ۔ عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
قصر کو جانے دو باشندون کو وہان کے دیکھو ۔ تکیہ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و بہ لب مُہر سکوت ۔ نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ جلسے نہ وہ تمکین نہ خود آرائی ہے ۔ کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہے

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے صفون پر سناٹا آیا مردان عالم کھور لے اپنے اپنے بڑھاتے ہین نیزے ہاتھ سے تھین یہی قصد ہی کہ دشمن پر جا پڑین آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بھائی سے بھائی کہتا ہی کہ آج کے لڑنے مین نام ہی صف شکنون کا یہی کام ہی بھائی تمنے سُنا کہ بحر عالم مثل حباب ہی کیا پروردگار کی عدالت ہی کہ اپنے خاص بندے جنکو مقبول کیا خلعت رسالت سے خلع فرمایا تاج نبوت سر پر رکھا مگر موت کا ایک رنگ ہوا بقول شاعر مصرعہ حرمت شاہ و گدا زیر زمین یکسان ہست ٭ کڑکیتون نے بڑھکر ڈنکا کہا اور زیادہ مستعد و آمادہ ہوئے کہ مخلوق تیرہ درون طرف سے کفار کے نکلا میدان مین آکر سلحشوری کی پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے فنون جرأت دکھائے امیر نے طرف صفون کے دیکھا بہرام گرد بن خاقان چین مرکب جھکا کر سامنے بادشاہ کے آئے اجازت لیکر چلے مین ٹھیکون مین مرکب طرارہ بھر کے مقابلۂ مخلوق مین پہونچے مخلوق نے نیزہ مارا آپس مین نیزہ چلنے لگا تین سو ساٹھ طعنین رد و بدل ہوئین آپس مین چوربان کھاتین ہو رہی ہین بہرام نے مرکب بڑھا کر نیزہ مخلوق کا گانٹھا اس کن سے جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مخلوق کے نکلگیا مخلوق نے ایک چیخ ماری کہا اے چینی تونے بڑا غضب کیا دو دریائے لشکر کے سامنے نیزہ میرا نکالا مگر یہ تیغہ بیدریغ برسون سے

جھگڑے دم مین فیصلہ کرتا ہو اگر پہاڑ پر مارون تا بیخ کاٹون بڑے بڑے پہلوان
میرے سامنے سے بھاگے بیشۂ آدمخواران مین گھس پڑا کہ وہ لوگ چیر پھاڑ کر آدمی کو
کھا جاتے ہین خرپال اُن سب کے افسر نکلکر لڑے مین نے اُنکی مشکین باندھ لین اور
اُنھون نے زیر ہوکر اطاعت کی آجتک ساتھ ہین مین نے بھی اُنکے ساتھ یہ محبت
صرف کی کہ سات لاکھ فوج کا افسر کیا اس تیغے کو روکنا بے پناہ ہاتھ پڑتا ہو یہ کہکے
ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جوان زبردست تیغہ لنگر دار جو پڑا
آٹھ انگل کا پھاچرا ہوا گرتے ہی سپر کو کاٹا بہرام نے چاہا بچون مگر مہلت نہ ملی سر اس
افسر کا زخمی ہوا بہرام نے زخمی ہوکر ہاتھ تلوار کا مارا مخلوق نے گینڈا ہٹا لیا بہرام کو
جو نکان پہونچی زخم کاری کھا چکا تھا غش آگیا مخلوق نے ہاتھ روک کے آواز دی
ای فرقۂ خدا پرستان کوئی ایسا آئے کہ مزہ شجاعت کا ملے ایک سوار تلوار کا نہ اُٹھا سکا
اب اسکا سر کاٹنا ہماری جرأت سے بعید ہی یہ جو پکار کر مخلوق نے آواز دی سردارون
اور سوارون نے بڑھکر بہرام کو ہٹایا زخم کو بہرام کے باندھا کہ مخلوق نے پھر آواز دی کہ
کوئی بہادر ایسا نہین ہے کہ میرے مقابلے مین آئے یا مین خود وہین آؤن رستم نے
سر اُٹھا کر طرف لشکر کے دیکھا قضاے کار شاہزادہ جہانگیر والا تبار سر صف پر کھڑے
تھے رستم نے جو نگاہ اُٹھائی جہانگیر سے نگاہ مل گئی دیکھتے ہی جہانگیر نے فوراً مرکب
اُٹھایا آکر بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے فرمایا ای عم نامدار آپ نہ تکلیف فرمائیے اور
پہلوان جائینگے عرض کی بھائی صاحب کا یہی ارادہ ہی آپکی لڑائی کچھ فرما نہ سکے ہم
اُنکے ارادے کو سمجھ گئے بادشاہ نے دیکھا کہ جہانگیر کی ابرون پر بل ہی فرمایا
بسم اللہ پروردگار مظفر و منصور کرے آپ نے ماشاء اللہ کیسے کیسے پہلوان
مارے طلسم ہفت پیکر والے آپ کے نام سے تھراتے ہین جہانگیر نے مرکب
کو ایڑ کی مرکب طرارہ بھر کے چلا مرکب بادرفتار برق ذو چلنے مین خوبان سو بقول

حقیر قمر - اشعار در صفت مرکب

قمر وصف توسن رقم کیا کرون	کہ شبدیز خامے کا پا لنگ ہی

چلا ہی عجب رنگ مشکین اُسے
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
ہر اک نعل ہی غنچہ بے مثال
قدم کی روانی کو دریا لکھون
نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح

اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
قدم با قدم مائل جنگ ہی
وہ کوہ گران ہی یہ یا سنگ ہی
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تین ٹھیکون مین برابر مخلوق کے پہونچے پہلے نگادرزن ہوے چھ قدم اُسکا گینڈا پیچھے ہٹا تین قدم انکا مرکب لپس پا ہوا وہی تیغہ خون آلود جو اُسکے ہاتھ مین چڑھا ہوا ہی خبردار کہکے شاہزادۂ جہانگیر پر ہاتھ مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر رو کا الجھاو سے ہاتھ نکالا یمین پر آگے ہاتھ مارا اُسنے گردا سپر فولادی کا چہرے کی پناہ کیا تیغہ برق تاب دست زبردست جہانگیر والاجناب ابرہے کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری خود دو بلغہ کاٹ کے تا بہ جگرگاہ پہونچی وہان سے اُترکر خانۂ زین پر آئی مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے سات لاکھ کا افسر تھا خرجال وخرپال آدمخوار نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا گینڈے بڑھا کر سات لاکھ فوج سے جہانگیر پر آئے رستم نے گھٹا جو کافرون کی چھائی پر دیکھی مرکب کو اُڑا کر نعرہ کیا یا شیدا ئی کافران بیحیاو ای ناہکاران پر دغا ہر کہ واند داند وہر کہ نداند بشناسد منم رستم پیلتن کشندۂ قوپیل ہندی و دو پیل ہندی و کشندۂ کپتان فرنگی سر فتنہ ملک فرنگستان برہم کن دولت فرنگیان ۔ نعرۂ رستم ۔ ارشد اولاد امیر عرب + کمست علمشاہ چو رستم لقب + دیگر ۔ علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ہمراہ رستم چار سو افسران نامور فوج کفار پر جا پڑے ہفت پیکر نے کل فوج کو اشارہ کیا دریاے فوج مین تلاطم ہوا اسقدر گرد اُٹھی کہ روے آفتاب چھپ گیا ہفت پیکر کی سترہ لاکھ فوج بلوہ کرنے کے آپڑی ادھر سے امیر با توقیر نعرہ کرکے جا پڑے

نعرۂ صاحبقران
بلے تیغ صمصام و قمقام زم

امیر عرب ضیغم روزگار
بلے تیغ عقرب بلے ذوالحجام

بحکم خدا بسکہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

سر سرکشان جملہ در خاک کرد + برابر لندھور کا نعرہ ہوا۔ نعرہ لندھور۔ جزیرہ ہا
و دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان + اگر نامم شنیدائی منم لندھور بن سعدان +
بائیں پر سے مالک اژدر کا نعرہ ہوا۔ نعرۂ مالک۔ منم مالک اژدر خشمگین +
سپہ دار در لشکر اہل دین + بعد مالک کے بہرام اسی ہزار چینیوں سے آیا اور نعرہ
کر کے گرا۔ نعرۂ بہرام۔ منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین +
بعد بہرام کے پانچسو چینی سردار نعرہ کر کے آپڑے ایک غول میں صاحبقران بھی
شمشیر زنی کر رہے ہیں ایک طرف رستم پیلتن کبھی لوح کو گردش دیتے ہیں کبھی کلاہ
کا بھی عکس کافروں پر ڈالے ہیں تیغۂ ہفت جوہر چمک رہا ہے ایک جانب بدیع الزمان
آکر گرے فوج سنجان و باختر ہمراہ آتے ہی نعرہ کیا۔ نعرۂ شاہزادہ بدیع الزمان
بدیع الزمانم کہ در روز کین + توانم کشم آسمان بر زمین + زتیغم بسے ملک اسلام شد
کہ سر فتنۂ باختر نام شد + قاسم نے جو بدیع الزمان کے نعرے کی آواز سنی مرکب
شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو چمکایا مثل شیر غضبناک بڑھکر نعرہ کیا۔ نعرۂ قاسم
آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لعل پوش خاوری + ایرج نوجوان نور الدہر
بن بدیع الزمان بھی نعرے کر کے جا پڑے اول نور الدہر نے نعرہ کیا۔ نعرۂ نور الدہر

ہمای اوج عالم شاہبازم عرصۂ مردی	کہ شاہا نش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبش	عدو در روز ہنگامش صد ہزاران الامان خوانند

پھر ایرج نے نور الدہر کی آواز سنکر نعرہ کیا۔ نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب سپہر
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + پھر تو جملہ سرداران نامی و رفیقان صاحبقران نعرے
کر کے جا پڑے مثل گرگیس پیر گردان و نعمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ
رود باری و سیف ذوالیدین و طوق حران گرد دالوا معجن گرد کہ علمدار
لشکر اسلام ہیں علم اژدہا پیکر کو لیکر بڑھے ایک بھائی نے علم کو سنبھالا ایک تلوار
کھینچ کر جا پڑا سرداران نامور نے جو اپنے علمدار کو لڑتے ہوئے دیکھا زیر علم آ گئے
تلوار چلنے لگی خون کی چھینٹیں جو پڑیں دامن علم گلگون ہوا خون کا فوارہ زمین میں بہا

ہر مقام پر تھالے خون کے جمے ہوئے سرداران نامی لڑ رہے ہیں سرداروں نے
خون کے دریا بہا دیے ساحروں کا سحر بھی چل رہا ہی ستر لاکھ فوج جو زرگری ہی بچاس لاکھ
اسمیں ساحر ہیں وہ وہ سحر کیے کہ ہمراہیان صاحبقران و ہمراہیان رستم نوجوان جنگ
سے عاجز ہو رہے ہیں تلواروں نے کاٹنا موقوف کیا نیزے سینہ نہیں چھیدتے طائر (ن)
تیر الٹے پلٹتے ہیں سینۂ دشمن شکار نہیں کرتے گھمسان کے ساتھ تلوار چل رہی ہی امیر
با توقیر نے جب اسم اعظم پڑھا سرداروں کے ہوش درست ہوئے چالاک و چست
ہوئے پھر لڑنے لگے دس بارہ لاکھ کافر قتل ہوئے پرچۂ اخبار ہرکاروں نے ہفت پیکر
کو دیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند بارہ لاکھ ساحر مارے گئے مسلمان زخمی بھی نہیں ہوئے
ہیں سرداران حمزہ بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں جنگ دیدہ کار آزمودہ مصائب
جنگ جھیلے ہوئے جان پر کھیلے ہوئے لندھور کے ہندیوں نے بانک بنوٹ دکھایا
نیزہ داران مالک کے نیزے چل رہے ہیں جسکو نیزہ مارا اسکو نیزے پر اٹھا لیا
زمین پر مارا کہ استخوان چور چور ہوئے بہرام کے چینی کلاچی کر رہے ہیں جس فوج
پر گرے خون کے دریا بہا دیے علمداران لشکر اسلام طوق حران گرد و ابو المحجن گرد
جس مقام پر جھنڈا گاڑ دیتے ہیں سردار وہیں جھکے وہ دیکھیے غرانے کی آواز آئی اور
رستم بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں جادوگروں نے رستم کی آگ لگادی لاکھوں
جادوگروں کو جلایا ہفت پیکر نے یہ زغہ دیکھا کہاروں کو اشارہ کیا کہ تخت پیچھے
ہٹاؤ کافر ہٹتے جاتے ہیں اہل اسلام بڑھ رہے ہیں ہفت پیکر پیچھے ہٹا چلا آتا ہی
نعرۂ مردان عالم سے زمین تھراتی ہے کافروں کے رونے کی آواز آتی ہے قریب ہی
کہ شکست فاش لشکر کفار پہ ہو قریب ہی کہ ہفت پیکر بھاگے کہ صحرا سے گرد اڑی
اور ابر سیاہ آسمان پر نمودار ہوا چمکتا ہوا کڑکتا ہوا رعد کی گرج سے زمین تھرا رہی ہی
برقیں لوٹ لوٹ کے گر رہی ہیں ہفت پیکر نے ہرکاروں سے کہا کہ خبر لاؤ یہ کون
آتا ہی ہرکارے گئے مثل پیک نظر پلٹ کر آئے عرض کی یا خداوند آپ کو مبارک ہو
کہ داؤد غبار انگیز بڑے غصے میں آتا ہی اسکی زوجہ کو عمرو لے آیا ہے کہتا ہی

سب کو مار ڈالونگا یہ ذکر تھا کہ داؤد غبار انگیز آکر پہونچا پایہ تخت ہفت پیکر پر ہاتھ رکھا کہا ای شہنشاہ طلسم ہفت پیکر خداوند خیال سکندری نے مجھکو بھیجا ہی اور حکم کیا ہی کہ مسلمانون کو گرفتار کرلو داؤد عمرو نے مجھکو عجب صدمہ دیا کہ اُستاد و شاگرد تنے دم دیکر مجھسے زوجہ چھین لیا اور زوجہ کو نے آئے عمرو سے بدلہ لونگا اُس سے کہونگا کہ زوجہ کو میری دیدے تو تیری جان بخشی ہی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مارکر کہا ای داؤد تو نے بڑا غضب کیا جانگ مغلوبہ ہو رہی ہی اور تو نے نام عمرو کا لیا ایسا نہ ہو وہ اس مقام پر خود موجود ہو کہ پہلو سے آواز آئی یا خداوند مرتا ہون سنبل ہفت گیسو نے مجھپر سحر کیا ہی کہ دیوانہ ہو رہا ہون کیونکر لڑون ای سپہ سالار خداوند خیال سکندری میری مدد کیجیے مجھکو بچا سحر مجھپر سے اُتاریے داؤد نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر نحیف و ضعیف ہی جھولی مین گولے بھرے ہوے پکار رہا ہی دیکھیے میری جان کیونکر بچے یاد مین سنبل کی بہت پریشان ہون کلیجے مین آگ جل رہی ہی داؤد نے پکار کر آواز دی ادھر میرے پاس آ تو سحر اُتار دون تجھکو انسان بناؤن دیوانہ پن دفع کرون وہ ساحر جست کرکے قریب آیا داؤد غبار انگیز سے کہا ای سپہ سالار خیالی سکندری ذرا سینے پر ہاتھ رکھو تلب کو تسکین دو داؤد نے سینے پر ہاتھ رکھا دیکھا کلیجہ دھڑک رہا ہی ساحر نے کہا دیکھیے صندوق خداوندی آتا ہی جیسے ہی داؤد اُدھر پلٹا ساحر نے نعرہ کیا۔ نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان	تراشندۂ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون	مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاتی ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی میں ہوش کو	دیا نے مری گرد پاپوش کو	دو عدہ جہانگیر طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون		

نعرہ کرکے عمرو نے خنجر مارا کہ داؤد کا شکم چاک ہوا قصہ پاک ہوا ایک ابر سیاہ لہراکر گرا خواجہ اندھیرے مین بھاگے کہ صحرا سے دوسرا ابر آٹھا آواز آئی او ظالم تو نے غضب کیا کہ مصاحب خداوند کو مارا منہ سامان سحر طراز دیکھا ایک ساحرہ کالی کالی صورت ایک عقاب پر سوار ابر سے نکلی پکار کر آواز دی ای شہنشاہ ہفت پیکر قدرت نے مجھکو بھیجا ہی مسلمانون کے خاتمے کا وقت ہی

یہ کہکے صف سے بڑھی جھولی پر ہاتھ ڈالا مٹھی بھر ماش کے دانے نکالکے آواز دی ای
آتشبار لینا وہ ماش کے دانے چار سمت پھینکے جب ماش کے دانے زمین پر گرے اول تو یہ ہوا
ایسے لگے دیکھا لشکر ہفت پیکر الگ ہو گیا لشکر اسلام بیچ مین میدان کارزار کے کھڑا ہی سردار
حیران حیران دیکھ رہے ہین خواجہ عمرو جو داؤد کو مار کر آئے قریب صاحبقران کے آکر
کھڑے ہوئے دیکھا گرد لشکر اسلام دھوان پھیلنے لگا دوسرا سحر اُس ساحرہ نے کیا
کہ زمین سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے اسقدر شعلے نکلے کہ دریاے آتش موج مارنے لگا
اُس ساحرہ نے تیسرا سحر کیا کہ گرد لشکر دریاے آتش و دریاے آب پیدا ہوا ایک ابر لشکر
پر چھایا کہ سواے صاحبقران و رستم کے سب سردار و سپاہی و سوار بیہوش ہو ہو کے
گرے زمین پر ایڑیان رگڑ رہے ہین صاحبقران نے قریب دریاے آتش آکر اسم اعظم
الٰہی پڑھا پورا اسم نہین پڑھا جاتا زبان مین لکنت رنگ رو متغیر رستم نے جو یہ حرکہ
دیکھا کہ قبلہ و کعبہ قریب دریاے آتش جا کر کھڑے ہو گئے ناچار ہو کے گھوڑے کو
بڑھایا مگر یہ کیفیت دیکھ رہے ہین کہ پہلے دریاے آتش اُسکے بعد دریاے آب موج
مار رہا ہی غراتا بلند ہی مچھلیان ہزارون تڑپ کر مثل طائران بلند ہوتی ہین گرد لشکر چرخ
مار ا اور پھر دریا مین گرین دریا مین تہلکا ہی رستم نے چاہا مین قریب دریاے آتش جا کر
عکس لوح ڈالون جب قریب دریاے آتش آئے لوح کو گلے سے اُتارا تو لوح مین
حرف نہین ثابت ہوتے واضح ہوتا ہی کہ چیونٹیان رینگ رہی ہین رستم نے لوح کا
عکس ڈالا کوئی اثر نہ ہوا شعلے بھڑک کر رستم پر آنے لگے دریاے آب سے ایک
نہنگ نکلا مثل عقاب اُڑا گرد رستم کے چرخ مار کر پھر دریا مین جا گرا مرکب رستم
بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہی رستم کو گرا دون رستم مرکب کو سنبھال رہے ہین کبھی کوڑا
مار دیتے ہین تو گھوڑا کوڑا کھا کر طرارہ بھرتا ہی چاہتا ہے دریاے آتش مین گرا دون
رستم جب تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہین تب گھوڑا دریا سے پلٹتا ہی رستم صاحب لوح ہین
مگر اس حال مین صاحبقران زمان کے گلے مین حرز ہیکل پڑا ہی اُسکی وجہ سے بیہوش
ہونے سے بچے ہین دریاے آتش و آب کی سیر کر رہے ہین مچھلیون کی تعریف کرتے

مین کل لشکر کو اس حال مین کرکے وہ ساحرہ موسوم بہ سامان سحر طراز پلٹ کر سات
ہفت پیکر کے آئی کہا اے شہنشاہ طلسم ہفت پیکر تم تو خداوند طلسم خیال سکندری
کے رازدان ہو دیکھو مین نے مسلمانون کا یہ حال کیا ہے اب کوئی دریاے آتش سے
نکل سکیگا تیسرے دن صاحبقران و رستم بھی بیہوش ہو جائینگے عیار و سردار جب
اسی مجمع مین ہین اب نکل سکینگے رات دن تڑپین گے تیسرے دن مین اسی
دریاے آتش و آب کو طے کرکے لشکر مین جاؤنگی مین پہلوے قدرت مین بیٹھی ہوئی
تھی انتظام خدائی در پیش تھا کہ قدرت کے منھ سے نکلا اے سامان سحر طراز تیرا شوہر
قتل ہوا چاہتا ہے مین فوراً روانہ ہوئی یہان آکے یہ دیکھا کہ وہ بہشت مین پہونچے اور
جا گیا مین نے آکر ذرا ہونٹ ہلائے یہ کیفیت ہوئی کہ طلسم کشا کی لوح بیکار ہوئی مجھے خبر
نہ دیکھی اسم اعظم حمزہ بند ہو گیا مگر ہیکل کہ گلے مین صاحبقران کے ہے اسوجہ سے حمزہ
تھوڑا ہے بیہوش نہین ہوتا دو شبانہ روز مین سحر پورا ہوگا دونون بیہوش ہو جائینگے
کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر چھین لونگی اور زرہ ہفت جوش وہ خود اتار
دریا مین پھینک دینگے مین سب کو گرفتار کر لونگی ہفت پیکر نے جو یہ خبر سنی تخت سے اترا
ساحرہ کا ہاتھ تھام لیا گلے سے لگایا کہا مین معتقد مذہب خداوند خیال سکندری ہون
مجھکو سلطان فرما گئے ہین سلطنت کرون انکو خدائی مبارک ہو وقت پر موقوف ہے
دونون طلسم مین خدائی کرین میرے طلسم ہفت پیکر کے متعلق سات سو ملک تھے
مسلمانون نے فتح کر لیے انپر اب مسلمانون کا قبضہ ہے کہین سے خراج نہین آتا ساحرہ
نے دیکھکر آواز دی کہ متعلق طلسم خیال سکندری ستر سو ملک ہین ساحران زبردست
بیل انان صف شکن خراج گزار مین سب کا خراج ایک وقت مین آتا ہے وہی خراج
صرف قصر سکندری ہے آرایش قصر سکندری اس طور سے ہے کہ اسکا ذکر غیر ممکن ہے
اگر اسکی آراستگی کا ذکر کرون تو کئی مہینے چاہیے مین ہفت پیکر ساحرہ کو لیکر بارگاہ مین
آیا ساحرہ کو دنگل معقول دیا اپنے ساحرون سے کہتا ہے دیکھو صاحبو کیا کرامات خداوند
ہے کہ ایک سحر مین سب کو پامال کر دیا حمزہ کا اسم اعظم بند ہوا حرز ہیکل کی وجہ سے

وہ ہوشیار ہین اب یہ شب کو جاکر حرز ہیکل بھی لیلیگی طلسم کشا سے تحفہ جات چھین لیگی
کیا مجال ہی کہ طلسم کشا زبان ہلا سکے دام سحر مین گرفتار ہولیں ایک ہی سحر مین خاتمہ کیا تمام
دربار والے تعریفین کر رہے ہین کہ اے ملکہ عالم کیا کہنا کیا سحر کیا ہی اس پار دریا کے نہین
اتر سکتے صاحبقران کیسے مجبور ہو رہے ہین ہفت پیکر سے باتین کر کے سامان سحر طراز
اٹھکر بارگاہ سے باہر آئی لشکر سے نکلی سامنے لشکر اسلام کے آکر متصل دریا کے بارگاہ
استادکرائی لشکر کو اُتارا اشارے سحر کے کر رہی ہی صاحبقران خواجہ سے فرماتے ہین
خواجہ ہمارے پاس سے جاؤ کسی بارگاہ مین جاکر بیٹھو ہماری سیر مین فرق آتا ہی عمرو کو
بہت ناگوار ہوا صاحبقران کے پاس سے ہٹے عکس حرز ہیکل جو پڑ رہا تھا وہ تو موقوف
ہوا تھوڑی دور جاکر خواجہ گرے بیہوش ہو گئے صاحبقران نے پلٹکر دیکھا فرمایا
خوب ہوا کہ یہ مکار بیہوش ہو گیا مجھکو سمجھاتا تھا کہ دریاے آتش کے پار اتر لیے
دور سے دیکھکر مجھکو گرمی معلوم ہوتی ہی مین کیونکر دریاے آتش کے اُس پار جاؤن
شعلہاے آتش آسمان کو پہونچ رہے ہین دریاے آب جوش زن ہر رستم نے
بہ شکل مرکب کو لاکر ایک نخل کے سایے مین ٹھہرایا سب جادوگرنیان بیہوش پڑی ہین
سلسبل ہفت گیسو ہر مرتبہ اُٹھتی ہین اور پھر گرتی ہین چاہتی ہین کہ سحر کرون بلند ہو کر دریاے
آتش کو بجھاؤن لڑتی بھڑتی نکلجاؤن مگر جسم مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت
نہین لالہ عذار کئی مرتبہ اُٹھی اور سحر کیا ابر بنایا ابر سے پانی برسا دریاے آتش
نہ بجھا وہ ابر پلٹ کر سر پر لالہ عذار کے آیا برسنے لگا پانی کے چھقر بھر گئے تھے لالہ عذار
بھی بیہوش ہو کے گری آفتاب فلک سیر کئی مرتبہ اُٹھا سحر بنایا اور چاہا کہ دریاے
آتش بجھاؤن ایک دناٹا ہوا دریاے آتش شق ہو گیا اُسمین سے ایک نہنگ
نکلا اُس نہنگ نے آکر عکس اپنا سر آفتاب فلک سیر پر ڈالا آفتاب کا چہرہ زرد
ہوا تھرا کے گرا ایڑیان رگڑنے لگا سب ساحرون کا یہی حال ہوا جو کہ ساحر آئے تھے
ساتھ ہین اُنھون نے بڑی کد و کوشش کی مگر دریاے آب سے مچھلیان نکلین اُن
ساحرون کے گرد پھرین وہ سب ساحر بھی بیہوش ہوے تمام عیار و ساحران غدار

و سرداران نامدار ایک حال مین مبتلا ہوے بعض بعض جنکی آنکھین کھلی ہین وہ
بلک بلک کے دعائین کررہے ہین بار بار یا مستغیث شاہ کی صدا بلند کل اہل اسلام
دردمند بارگاہین سرنگون پڑی ہین خیمون کا کوئی نگہبان نہین بیکار پڑا ہی ساحرہ
نے جب یہ حال اہل اسلام کا دیکھا بارگاہ ہفت پیکر مین آئی سب حال اس سے
بیان کیا کہا کل جادوگریون کو مین نے بیکار کردیا اب کوئی لشکر حمزہ مین سحر کرنے والا نہ
دو راتون کی اور کسر باقی ہی تیسرے دن صبح کو اُٹھکر لشکر مین گھس جاؤنگی پہلے شوہر
کے قاتل کو قتل کرونگی حمزہ اور رستم کو خدمت مین خداوند کے لیجاؤنگی قدرت مین یہ
تاثیر ہی کہ جو اُنکی صورت دیکھیگا اُنکو سجدہ کریگا حمزہ کے دل سے قفل کھول دینگے
آجتک قدرت نے جا بجا مدد کی اسوجہ سے حمزہ صاحب ملک وہال ہوا ہی اکثر قدرت
ذکر کیا کرتے ہین کہ حمزہ کے ہاتھ سے پردۂ قاف فتح کرایا باختر مین پہونچا یا لقا کی
خدائی مٹوائی زبرجد شاہ کو قتل کرایا اب حمزہ کو بڑا غرور ہی قدرت اسکو طلسم
خیال سکندری مین ڈلوادینگے مگر علمشاہ نوجوان قتل کیے جائینگے ساربان زادے
کو مین ہاتھ سے حمزہ کے قتل کراؤنگی یا شہنشاہ مجھکو اپنے شوہر کا بڑا قلق ہی جب
عمرو کو قتل کرلون تب دل ٹھنڈا ہو ہفت پیکر ان باتون کو سنکر بہت خوش ہوا کہتا ہی
کہ نجومیون نے کہا تھا حمزہ کی موت اس زمین پر نہین ہی اے مقبول بارگاہ خیال سکندری
تونے کیا پاکیزہ سحر کیا ساآمان نے کہا یا شہنشاہ اب سامان صحبت عیش و نشاط آراستہ
کیجیے ہفت پیکر بارگاہ مین آیا جلسۂ عیش و نشاط جمایا گائین آکر سامنے مستعد ہوئین
جام ارغوانی گردش مین آیا ایک گائن کہ نہایت شوخ و شنگ ہی ہاتھ اُٹھاکر بتانے لگی
اور یہ اشعار عاشقانہ کا نا شروع کیے۔ نظم

وہ جائیگی ترے وحشی کی رائگان فریاد	یقین ہی کہ ہو زنجیر آسمان فریاد
ملک تو کیا ہین سرعرش تک یہ جائیگی	مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد
شب فراق بڑے لطف سے گذرتی ہی	انیس نالہ فغان دوست مہربان فریاد
بہت دنون مین ہمین نیند آج آئی ہی	نہ کر مزار یہ رو رو کے نوحہ خوان فریاد

یہ ضعف ہی کہ ہم اک آہ کو ترستے ہین
اسیر سینہ ہی کیا آئے تا دہان فریاد

کمال قاعدہ دان ستم ہی برسون سے
اٹھا چکی ہے بہت صحبت بتان فریاد

اثر بھرا ہی وہ درد فراق کا مجھ مین
کرینگے بعد فنا میرے استخوان فریاد

نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکھا
نہ جائیگی ابھی میری کہان کہان فریاد

کبھی تو جذب محبت اثر دکھائے گا
کبھی تو لائیگی اسکو کشان کشان فریاد

خیال کاکل خبر نگ سے یہ حال ہوا
مرے دہن سے نکلکر ہوئی دھوان فریاد

یہی رہی جو فلک پیر صورت انصاف
سنین وہ نغمۂ مطرب کرون مین یان فریاد

نسیم چرخ و زمین پر نہین ہی کچھ موقوف
کہان کہان نہ بنائیگی آشیان فریاد

دو دن رات مین برابر اسی طرح ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا ساحرہ کبھی بارگاہ ہفت پیکر مین آتی ہی کبھی بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آتی ہی سحر کرتی ہی مچھلیان دریا سے نکلکر گرد لشکر اسلام چرخ مارتی ہین ان بیچارون مین غریو بلند ہی کوئی ہنستا ہی کوئی روتا ہے کوئی پکارتا ہی کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر ہلاکت سے بچالے نظم-

خدا قائم خدا دائم خدا ناصر خدا حافظ
خدا کافی خدا حامی خدا مشکلکشا حافظ

بہر وقت و بہر حالت خداوند کبریا حافظ
خدارا ابتدا مالک خدارا انتہا حافظ

بجز ذات خدای واحد و یکتا و لا ثانی
نمی باشد کسے اندر سرای دوسرا حافظ

بہر شہر و بہر قریہ نگہبانی کند مولی
بود حق کو بکو خانہ بخانہ جا بجا حافظ

برای بندۂ مسکین و مسکینی و تنہائی
خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ

نہ در مخزن حق نقد سیم و زر کہ میدانی
کہ تا در عاقبت سالم رساند مر ترا حافظ

نہ باشد خوف رہزن سالک راہ طریقت را
اگر باشد براہ حق رسی آن رہنما حافظ

کجا آن بلبلان خوش بیان طوطی زبان قند
کجا سعدی کجا جامی کجا صائب کجا حافظ

چو جسم و جان عالم در حفاظت روز و شب دارند
بحال ہندی بیکس کرم فرما تو یا حافظ

بلک بلک کے دعائین مانگ رہے ہین لیکن وہ ساحرۂ مکارہ تیسرے دن سحر کو بارگاہ ہفت پیکر سے نکلی سامنے آکے کھڑی ہوئی دیکھا صاحبقران بیٹھ گئے رستم ایک

نخل کے نیچے حیران و پریشان کھڑے ہین رستم پیلتن نے ایک نخل کے سائے مین
آکے کلاہ ہفت گوشہ سر سے اُتاری زرہ ہفت جوش کو جسم سے اُتارا تیغہ جوہر
اُسی مقام پر رکھدیا سمک یلداقی زمین پر تڑپ رہا تھا اپنے آقا سے عرض کرنے لگا
کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس ان چیزون کو جسم سے نہ جدا کیجیے ان اشیا سے
حفاظت جان متعلق ہی رستم نے فرمایا ای یار وفادار یہ اشیا بار جسم ہین ان سب کو
مین دریا مین پھینکدونگا سمک منع نہین کر رہا ہی رستم خاموش کھڑے ہین خیر خواہ کی بات
کا جواب نہین دیتے سامان سحر طراز نے جو سب کو مبہوت پایا نفیر بجائی ساحر
تیار ہونے لگے مگر ناکام و سرنام دونون بہنین اسکی تیار ہوکر سامنے آئین کہا بہن
کیا حکم ہوتا ہی سامان نے کہا یا رب جلتی ہون شوہر کے قاتل کو قتل کرونگی حمزہ
و رستم کو گرفتار کرون اور سب کو اسی مقام پر بیہوش چھوڑو جسکا قدرت نام لینگے
اُسکو آکے لیجاوٗنگی کمیدان و رسالدار جو سامنے حاضر تھے سب نے عرض کی بہت مناسب
تجویز کیا اسی طرح فوج کو ساتھ لیکر سامنے دریاے آہن کے کھڑی ہوئی مچھلیان اُبھرنے
لگین پانی کم ہوا حباب لب جو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین کہ کیا بدعت کریگی موجۂ دریا کا
خنجر چل رہا ہی سامان آگے بڑھی لشکر ہفت پیکر بھی تیار کھڑا ہی ہفت پیکر اشارے
کر رہا ہی کہ ای سامان شوہر کے خون کا بدلہ لو سامان بڑھی ہفت پیکر خوش ہو ہو کے
لوگون سے کہ رہا ہی کہ آج طلسم کشا گرفتار ہوکر خدمت خداوند خیال سکندری مین
جائیگا جاتے ہی سجدہ کریگا قدرت کے چہرے کی یہی تعریف ہی جس مذہب کا آدمی
اُنکے سامنے جائے اُنھین کا مذہب اختیار کرے مین شہنشاہ طلسم ہفت پیکر ہون
مین نے دعوی خدائی موقوف کیا اب مین بھی جاکر خدمت خداوند مین رہونگا ادھر حبشی
سپاہی کہ نوکری بھی اُنکو معاف تھی بیرون لشکر تھے وہ دیکھ رہے ہین بیقرار ہوکر دعا مانگنے
لگے ہین پکارتے ہین کہ ای خالق ارض و سما ای کبریا مسلمانون پر رحم کر اس آفت سے
ہمارے آقا کو بچالے ہمنے کبھی اس آفت مین نہین دیکھا آج نیا معاملہ در پیش ہے
ہمکو تردد بیس و پیش ہی سامان بڑھی ہی کہ لشکر اسلام پہ جا پڑون کہ تیر دعا اُن غریبون کا

ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا سے گرد اڑی اور بوق زرکی کی آواز آئی گھوڑے بڑھنے لگے ہفت پیکر نے کہا وہ دیوانہ آتا ہے دیکھیے کیا ہو کہ دشمن گڑ کا بیٹا غضنفر بن اسد الہی ہزار قزاق پشت پر برابر سرخ گھوڑا ہوا پہونچا دور سے یہ معرکہ دیکھا کہ ایک ساحرہ طرف لشکر اسلام کے جاتی ہی تیغ برہنہ ہاتھ مین غصہ بات بات مین غضنفر نے اسپ باد پا کو اڑا یا شمیم نے ابر سے دیکھا سحر کرنے لگی دل کو خوف ہی کہ ایسا نہو یہ ملعون آگاہ ہو جائے اور تحفہ جات چھین لے تو کیسا باعث خرابی ہی ابر سے ہاتھ نکالکر ایک گولہ مارا کہ گولہ صحرا مین جاکر پھٹا سامان کے کان مین آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی۔

نظم

ملنے کے نہین نشان ہمارے
کیا پوچھتے ہو مکان ہمارے

احسان سے نہین بدی بھی خالی
دشمن ہین مہربان ہمارے

پچھتاؤگے جان لیکے دیکھو
ناحق ہین یہ امتحان ہمارے

بے مثل ہین لذت سخن مین
سب اُٹھ گئے ہم زبان ہمارے

آزاد کی جستجو عبث ہے
پاؤگے پتے کہان ہمارے

اڑتی ہی خاک اُس زمین سے
پڑتے ہین قدم جہان ہمارے

ناقہ لاتے ہین اسطرف روز
محسن ہین ساربان ہمارے

ہمسے بھی کچھ کہو عزیزو
کیا ذکر تھے شب وہان ہمارے

ظاہر ہی جو گذر رہی ہے
کچھ حال نہین نہان ہمارے

لائینگے نسیم رنگ کیا کیا
یہ دیدۂ خون فشان ہمارے

سامان کے کان تو اُس آواز پر ہین صورت زیبائے غضنفر کو دیکھ رہی ہی کہ ادھر گھوڑا اُڑائے ہوے آتے ہین یہ رنگ کمسنی ہو کہ مرکب پر پڑی نہین جمتی مگر رانون مین گھوڑے کو جو مسلا گھوڑا اطرارہ بھر کے چلا سامان نے قریب سے جو صورت زیبا کو دیکھا معلوم ہوتا ہی کہ انگوٹھی پر نگینہ رکھا ہی یا آفتاب عالمتاب تخت زر چرخ پر ہی یا ماہ تابان بلکہ بدر کامل آسمان پر جلوہ فگن خال چہرۂ پرنور رشک ثوابت و سیارگان

ابرو رشک ہلال یا خنجر آبدار آنکھین بعینہ چشم غزال گردن صراحی دار سینہ چوڑا جسم پر
خوبصورتی کی تیاری خود جھکتا ہوا بالاے سر کج رکھا ہوا ہی گھوڑے کو اڑاتے ہوے
آتا ہی ساماں صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہو گئی پکار کر آواز دی او طفل بیباک تیری
تقدیر رسا تھی جو اسوقت یہان آگیا شوہر میرا قتل ہوا مین مرد کی فکر مین تھی تجکو پردہٗ
چشم مین رکھونگی وہ مرتبہ بڑھاؤن کہ عالم رشک کرے غضنفر نے جواب دیا کہ او
ملعونہ مین تیرا قاتل ہون ساماں نے کہا اے جوان مین نے تیری کیا خطا کی ہی جسپر تو
سزاے قتل دیگا مین مسلمانون کو قتل کرنے جاتی ہون غضنفر نے کہا ان لوگون مین
میرے نانا و دادا ہین مین کیونکر گوارا کرون کہ تو انکو قتل کرے ساماں نے کہا تیرے
صدقے مین مین سبکو آزاد کر دونگی فقط ایک عمرو کو تو ضرور قتل کرونگی کہ وہ میرے شوہر
کا قاتل ہے اور تجکو سب طرح کا اختیار ہی جو تو کہے وہ کرون اگر نہ مانیگا تو ابھی مین تجکو
گھوڑے سے گرا دونگی یہ کہکے ساماں نے گولہ مارا شمیم نے بالاے آسمان سے
گولے کو سحر کرکے پلٹا یا گولہ پلٹ کے قریب پاؤن کے آ کے گرا ساماں نے کہا ارے
تو سحر بھی جانتا ہی مگر وہ چار انچھر سیکھے ہونگے اسکو مٹا دونگی مجھے تو نہین جانتا جن نے
ایسا سحر کیا کہ امیر کا اسم اعظم سلب کر لیا طلسم کشا کو مبہوت کیا لوح بیکار کر دی فراموش
کوٹھے مین تحفہ جات الگ رکھے ہین مین جا کر تحفہ جات اٹھا لونگی طلسم کشا کو گرفتار
کرونگی ہنستی جاتی ہی ناز و کرشمے دکھاتی ہی کبھی سینہ کھولدیتی ہی کبھی اٹھلاتی ہی کبھی مسکرا
دیتی ہی کہ غضنفر قریب پہونچ گیا تیغہ روئین شگاف چمکایا ساماں نے ہنسکر کہا تیغ
مین کاٹ کہان ہی دیکھون تو یہ تلوار میرا کیا کرتی ہی خود اپنے گلے پر تلوار کو رکھ لے
غضنفر نے قریب آکر ہاتھ مارا ساماں نے سر آگے کر دیا سحر سے اپنے کو فولاد کا
پتلا بنایا مگر یہ تیغہ روئین شگاف تھا یون سر سے گذرا جیسے صابون سے تار یا
برق جہندہ از میان ابر تیرہ و تار ساماں کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی ساماں کے
سات لاکھ ساحر غضنفر پر آ پڑے غضنفر تلوار کھینچکر ساحرون پر گرا انگشتر مہر و ماہ کو
چمکاتا تھا سحر ساحرون کا الٹا پلٹ جاتا تھا جسکا سحر تھا اسی کے سینے پر پڑتا ٹوٹکے

پشت کو بار گند اادھر سرداران نامی صاحبقران گرامی بوش میں آ گئے صاحبقران کا اسم اعظم کھلا رستم پیلتن نے تحفہ جات زیب جسم کئے شمیم گیسو کشا ابر سے نکلی ظاہر ہو کر سحر کرنے لگی جب ہاتھ ہلایا برق گری کہ دو دو سو ساحرون کے سر اڑنے لگے امیر کا نعرہ ہوا کہ ساحر گھرا گئے بعض کو غش آ گئے دونون لشکر ملگئے رستم نے بڑھ کر نعرہ کیا کہ اے کافران بیحیا و ای ناپکاران پر دغا نعرہ رستم - ارشد اولاد امیر عرب - کیست علمشاہ چو رستم لقب + امیر نے جو فرزند کے نعرے کی صدا سنی جوش جرأت مین نعرہ کیا - نعرہ

منم سر کن لشکر کافران ‏ ‏ ‏ ‏ بہ شمشیر نگون شد سر کافران
منم اختر برج عز و جلال ‏ ‏ ‏ ‏ منم آفتاب سپہر کمال
سمندون ز شمشیرم فراری شدہ ‏ ‏ ‏ ‏ زمین دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف ‏ ‏ ‏ ‏ سلیمان کو چاک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر فائز بہ اسلام شد ‏ ‏ ‏ ‏ کہ صاحبقران در جہان نام شد

کل سردار نعرے کر کے لشکر کفار پر گرے تہلکہ ڈالدیا دریاے خون بہنے لگے تختے خون سے جمے ہوے فوج کفار کو شکست اہل اسلام کا بندوبست آخر ساحران غدار بھاگنے لگے بھاگ کر سامنے ہفت پیکر کے پہونچے ہفت پیکر نے دیکھکر آواز دی یار و سامان نے بڑی حماقت کی کہ سر آگے کر دیا اُسکے ہاتھ مین تیغہ روئین شگاف تھا کہ جس سے ساحر بچ نہین سکتا اُسکے پاس تحفہ جات ہین مشمش نے یہ تحفے بنائے تھے بڑی محنت انپر کی تھی وہ تحفے اس ظالم کو ملگئے سیکڑون ساحرون کو اسنے مارا قدرت بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے خداوند خیال سکندری اگر اس سے بچین تو بڑی بات ہے ان لوگون نے جو قصد کیا اُس کام کو کر لیا زرجبد نگار ایسا ملک کہ جہان دمامہ جادو کا انتظام تھا یہی عیار سکار چاہ الماس کا مقام دریافت کر کے امیر کو لے گیا اقبال دیکھو کہ برق جادو بھانجی دمامہ کی عمرو کے گانے پر عاشق ہوئی سرامہ جادو دختر دمامہ جادو حسین و جمیل سحر مین طاق شہرۂ آفاق تھی برق جادو سے عمرو نے وعدہ کیا کہ ہم آج شب کو دربار سرامہ مین آئینگے اور اُسکو مار لینگے اے وزیر اعظم دای

دستور معظم عمرو گویا بنکر قصر سرامہ مین پہونچا برق جادو کو اسکی خالہ زاد بہن تھین اپنے قاعدے سے بہونچین حیران تھین کہ عمرو نے آنے کو کہا تھا نہ آیا سرامہ نے برق سے ذکر کیا کہ بہن آج ہمنے بڑی عمدہ شی پائی ہے ایک بڈھا گویا ظاہر مین ضعیف و نحیف مگر بہایت ظریف و لطیف گانے والا ایسا کہ تم جانتی ہو کہ میری صحبت مین کبھی چار سو گانے والا جیدہ ہی مگر سب اُستاد اُسکے سامنے کان پکڑتے ہین اُسکے سامنے بونہہ نہین ہو سکتے آج ہم آپ کو اُسکا گانا سنوائینگے یہ کہکے آواز دی کہ اُستاد خورد بزرگ کہان ہین خواجہ آواز سُنکر دربار مین پہونچے ایسا گائے کہ سرامہ جادو نے بہت کچھ دیا اور کہا کہ مین تمکو نوکر رکھونگی عمرو برق جادو سے اشارے کرتا ہی کہ منم عمرو برق نہ سمجھی آخر عمرو نے ساقی گری کرکے سب کو بیہوش کیا ملکہ برق کو نشہ شراب سے ہوشیار کر دیا اور تیغ کھینچکر طرف سرامہ کے چلا برق نے ہاتھ تھام لیا کہا خواجہ برائے خدا یہ آفتاب جاہ الماس کھولتی ہی اسکو نہ قتل کرو عمرو نے کہا ای ملکہ عالم اگر اسکو مین نہ قتل کرون تو راستہ کیونکر کھلے برق لاکھ تڑپی مگر اس ساربان زادے نے نہ مانا اور سرامہ کو قتل کیا برق جادو بہت روئی خواجہ نے چار سو ساحرون کو قتل کیا برق جادو روتی ہوئی گئی خواجہ رخصت ہوکر آئے اس ساربان زادے نے گھر کے گھر ٹادیے اب کیا تدبیر کرون خداوند ظل الضلال سکندری نے بڑے ساحر کو روانہ کیا تھا اسکو عمرو نے کتے کی موت مارا کہ سحر بھی نہ کرنے پایا اب مین حیران ہون یہ کیونکر قتل ہو پہر دن پچھلا باقی ہے ہفت پیکر سردارون سے یہ باتین کرتا ہوا طرف بارگاہ کے جاتا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی کہ روے آفتاب چھپ گیا ہفت پیکر نے ہرکارون سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ کون آتا ہی کہ سامنے سے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر سات لاکھ فوج نیزے چمکتے ہوے علمہاے سرخ سبز کے پھریرے کھلے ہوے آتا ہی ہرکارون نے ہفت پیکر کو خبر دی کہ بہزاد گلگون پوش پہنے والا بیشہ یاقوت نگار کا سات لاکھ فوج سے براے مدد خداوند آ پہونچا ہی وہ شخص ہی کہ جسنے سیکڑون پہلوانون کو مار ا کئی سو پہلوان اب ساتھ ہین ہفت پیکر

نے وزیرون کو براے استقبال بھیجا آپ بارگاہ مین آیا تخت نکہت پر بیٹھکر تاج نکہت
سر پر رکھے ہوے خدائی کرنے لگا کہ بہزاد گلگون پوشش نے آکر سجدہ کیا گرد ہفت پیکر
پھرا ہفت پیکر نے کہا اے بندگان مین دیدید قدرت مرا تھوڑا سا قدرت کو انتشار
ہوا تھا تقدیر کرکے اس شخص کو بلایا کہ جو پہلوان بے نظیر ہے قتل مسلمانان کی یہ تدبیر
ہی بہزاد نے کہا یا خداوند جیسے ہی مسلمان آئے تھے آپ نے مجھکو کیون نہ لکھا کہ
سب کو گرفتار کر لیتا اب جب مجھکو خبر پہونچی تو خود ہی آیا اور مین نے یہ خبر پائی کہ کل ملک
اسلام آباد ہوگئے فقط قصر عشرت باقی ہی ہفت پیکر نے کہا اے بہزاد قدرت نے
جو بندون کا حال ابتر دیکھا اور اعتقاد مین سب کے فتور پایا منظور ہوا کہ ان سب کو سزا
دیجیے مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے یہ قدرت د سمجھے تھے کہ بندگان مغضوب
کے ساتھ قدرت بھی تباہ ہونگے اسی تقدیر کو زور ہی اب تیرے نام پر تقدیر مضبوط
کرتا ہون بہزاد دست بستہ اٹھا کہا یا خداوند ایک قصر مجھکو عطا ہو بیٹی میری قمر طلعت
شیرین ادا ساتھ ہے وہ اس قصر مین رہیگی وزرا سب مسکرانے لگے بہزاد نے کہا
کیون یارو کیا ہنسے وزرا نے کہا اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان بڑی بڑی
شاہزادیان فرزندان حمزہ پر عاشق ہوکر نکل گئین اور ہمراہ مسلمانون کے معروف
جنگ ہین ملکہ شمیم گیسو کشا معشوق خداوند نواسے پر عاشق ہوکے نکل گئین ابھی کل
کی لڑائی مین ظاہر ہوکر سحر کیا بیٹی کو قصر سے نہ نکلنے دینا بہزاد نے کہا وہ خود پیارہی شمع
ہی مرد کے نام سے اسکو نفرت ہی اور وہ نامرد ہین کہ جنکے یہان ایسے اتفاق ہوے
میری دختر اگر ایسا فعل کرے تو گھس کر قتل کرون اسکے عاشق کو بھی زندہ نہ چھوڑون
آپ لوگ ایسا خیال نہ فرمائیے بارگاہ حمزہ مین گھسجاؤن فرزندکا انکے سر کھینچلون
ہفت جوش جادو وزیر اعظم کو ہفت پیکر نے اشارہ کیا صحراے سبزہ زار
مین ایک باغ تھا نہایت عمدہ وہ وزیر نے خالی کرادیا اسمین جاکر ملکہ قمر طلعت
آ ترین بہزاد نے کہا یا خداوند طبل جنگی بجوائیے مگر تقدیر قدیم نہ کیجیے گا ہفت پیکر
نے کہا ابھی جلدی کیا ہی بعد دو چار دن کے لڑنا بہزاد نے کہا قدرت کا قصر عشرت

مین رہنا بہت ناگوار ہی اسی ہفتے مین لڑائی فتح کرونگا میرے ہاتھ سے کہان جائینگے
ہفت پیکر نے نام پر بہزاد کے طبل جنگی بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے جو بڑے
عبر موجود تھے خبرین لیکر بھاگے صاحبقران دربار مین ہین علمشاہ بھی حاضر ہوے
ہین کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی بہزاد کے نام پر طبل جنگی بجا ہی
بڑا مغرور پہلوان ہی اپنی جرأت کا بڑا گھمنڈ ہی کہتا ہی کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
صاحبقران نے فرمایا خدا حافظ و نگہبان ہی خواجہ کہدو کہ بفضل ایزدی اور بہ تائید ربانی
ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے خواجہ نے نقارخانۂ سکندری مین آکر طبل سکندری
پر چوب لگائی اٹھارہ سو نقارہ بجا ہفت پیکر تخت پر بیٹھا تھا صداے طبل سکندری
سنکر اچھل پڑا وزیرون سے پوچھا یہ کیسی صدا آئی وزرا نے عرض کی لشکر اسلام مین نقارہ
بجا ہی طبل سکندری پر جب چوب پڑتی ہی بارہ کوس تک آواز جاتی ہی وہی صداے نعرۂ
صاحبقران سے زمین تھراتی ہی ہفت پیکر خاموش ہو رہا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین ناگاہ پہلوان زرین پوش اکھاڑے سے مشرق کے نکلا اور شاگردان
ضیا و شعاع کو ساتھ لیکر میدان چرخ زبرجدی مین آکر خم مارا کہ تمام دنیا منور اور روشن
ہوئی بقول شاعر۔ نظم اشعار سحر

چو زاغ شب پر پرواز برداشت	خروس صبح دم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش برکشیدند	لحاف غنچہ از رو درکشیدند

سب کو معلوم ہوا کہ لیلاے شب نے نقاب چہرۂ زیبا سے اٹھائی صاحبقران سوار
ہوے بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر بصورت نورانی سپر شمشیر آگے بارہ سو طفلان
پری صورت اشعار بہ الحان داؤدی پڑھتے ہوے نقیب آوازین لگاتے ہوے
کہ ای مردان عالم قدم با قدم ترقی عمر و دولت ہو ادھر سے دیکھا کہ ہفت پیکر تخت
خدائی پر سوار سترہ سو سردار پہلوانان و ساحران غدار دور کالے گھوڑون پر سوار
پشت پر ساٹھ لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل سب کے آگے آگے بہزاد
گلگون پوش بعد جوش و خروش چار سو پہلوان اوجی بنے ہوے پشت پر

سات لاکھ فوج اس گروہ سے ہفت پیکر بھی آکر پہونچا فوج صاحبقران کو دیکھکر کہتا ہی یارو تم لوگ اب بھی گنے ہو حمزہ کے ساتھ مع فرزندون کے شمار کرکے معلوم ہوتا ہے کہ بائیس لاکھ فوج ہی یہان اب بھی ساٹھ لاکھ موجود ہین مگر بار وقت پر بھاگتے ہو سردارون نے عرض کی یا خداوند اب کوئی قدم نہ ہٹائیگا ہر سردار نے اپنی اپنی فوج سے قسم لی ہی اب کوئی نہ بھاگے گا سب جمکر لڑینگے اب انتہا کا معرکہ پڑیگا نقیبون نے میدان مین آکر اشعار عبرت آمیز پڑھے پکارتے تھے کہ ای مردان میدان کارزار وای پہلوانان تہور شعار اصل دنیا کی یہ کیفیت ہی کہ کیا بیان ہوسکے۔ نظم بطور مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
یعنی یہ کہتا تھا وہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست و ما نجیر کنیم

نظم بطور مخمس

گئے ہم سوے گورستان جو کل باخستہ حالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُس جا بہ مضمون خیالی تھے

مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پائمالی تھے
مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے

سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

ایہا الحاضرین مرد سپاہی کا لڑنے مین نام ہی مردان عالم کا یہی کام ہی کون ایسا بہادر ہی کہ میدان کارزار مین نکلے اپنے باپ دادا کا نام روشن کرے اور نام اسفندیار و رستم صفحۂ ہستی سے مانند حرف غلط مٹادے نقیب یہ آوازین دیکر ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا بہادرون کو جوش جرأت ہوا ہر ایک کا یہی قول و ارادہ ہی کہ دشمن پر فوراً جا پڑین آگے بڑھکر لڑین مگر بہزاد گلگون پوش لباس خونی پہنے ہوے آنکھین نشے مین اُبلتی ہوئین گینڈے کو پھیر کر سامنے ہفت پیکر کے آیا گینڈے سے کودکر پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی یا خداوند اجازت میدان ملے آج خون کے دریا بہادونگا ہفت پیکر نے کہا ای بندۂ مقبول عرض تیری قبول ہے بہ قدرت کے تجھکو سپرد کیا بہزاد دوبارہ

گینڈے پر سوار ہوا عازم میدان کارزار ہوا میدان مین آکر سلحشوری دکھانے لگا نیزہ
مثل درخت تاڑ کے اسکے ہاتھ مین تھا اسکو ہلا کر گینڈے کو اُوڑایا جب خوب غرق
عرق ہوا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان تم لوگون نے بڑا غضب کیا قدرت
نے تمکو کس ناز و نعم سے پرورش کیا تمنے قدرت کو ستایا اب جسکو تمنائے مرگ کی ہو وہ
نکلے میرے مقابلے مین آئے بقول شاعر۔ فرد گران ہر کہ را بار سر بر تن ہست ✤ چشیم
علاجش بدست منست ✤ یہ جو بہزاد نے بکبر و نخوت پکارا جمہور جہان سوز شہنشاہ
تبرزن نے مرکب عربی صف سے نکالا سامنے بادشاہ کے آیا بعد ادائے آداب نیاز
دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان ملے بادشاہ نے فرمایا خدا کے سپرد کیا مگر
یہ بھی فرمایا کہ ای جمہور یہ کرگدن سوار بڑے قد و قامت کا جوان ہے ذرا سمجھ کے مقابلہ
کرنا ایسا نہ ہو کہ کوئی چشم زخم پہونچے جمہور نے عرض کی باقبال شہنشاہی اسکی مشکین
باندھ کر لاتا ہون یا سر اپنا نثار کرونگا غلام خوب سمجھتا ہی انشاء اللہ جانتے ہی اسکی مشکین
باندھونگا بہت مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی کیسا لاف و گزاف کر رہا ہی یہ کہکر
جمہور نے مرکب بڑھایا سامنے بہزاد کے آیا اول نگاورچلی چند چند قدم گینڈا و مرکب
ہٹے بہزاد نے نیزہ مارا جمہور سے نیزہ چلنے لگا بعد چند طعنون کے نیزہ بہزاد کا توڑا بہزاد
نے جمہور کو ڈانٹ کر کہا ای جوان غضب ہوا دو دریائے لشکر دیکھ رہے ہین اور تو نے
نیزہ میرا توڑا مگر یہ تیغہ بید ریغ برسون کے جھگڑے دم مین فیصلہ کرتا ہی اگر پہاڑ پر مارون
تا بہ پیچ کاٹون یہ کہکے ہاتھ مارا جمہور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ جو حرب کے گرا
سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہان سے سر پر آیا زخم کاری سر پر آیا بہزاد نے ہاتھ روک کر
آواز دی اس زخمی کو سامنے سے ہٹاؤ مگر جمہور نے زخم کاری کھا کر وار کیا بہزاد نے
گینڈا ہٹا لیا وار خالی گیا سر جمہور کا ہر نہ زین پر جا لگا عیار جمہور کو ہٹا لیگئے فرامرز عاد
مغربی مقابلے مین آیا یہ بھی زخمی ہوا چھ پہلوان مقابلۂ بہزاد مین آئے دو جوان سیار
گلشن جان ہوے چار جوان زخمی ہوے بہزاد پلٹا یہ کہکے کہ کل ایک کو زندہ نچھوڑونگا
یا صاحبقران کوئی پہلوان ایسا نہ تھا کہ ایک ضرب میری اُٹھاتا مجھکو بھی مزہ شجاعت کا

ملا یہ کہکے پلٹا مگر فرزندان صاحبقران کو بڑا قلق ہوا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ کل ہمارے
مقابلے میں نکلیں گے مزہ شجاعت کا ملے غنچۂ آرزو کھلے حقیقت مین ایسا ہی معرکہ ہوا
ایک ضرب مین اسکی پہلوان زخمی ہوا اُسکا بلبلانا جا ہے ہے کیون نہ غرور کرے کہ
چھ پہلوانون سے لڑا اب کل سمجھا جائیگا یہ کہکے لشکر والے پلٹے صاحبقران دربار مین آئے
ذکر بہزاد ہونے لگا مگر شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر جو باہر نکلے چابک نے عرض کی آج
ابر آیا ہے شب بھر رہیگا مناسب یہ ہی کہ جہلت شکار کی کیجیے جہانگیر پلٹ کر روبروے
صاحبقران آئے دست بستہ ہو کر کھڑے ہوے صاحبقران نے پوچھا کیون نور نظر
کیا مراد ہے عرض کی اگر حکم ہو تو کل غلام واسطے شکار کے جائے صاحبقران نے ابھی
کچھ نہین فرمایا تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعاے جان دراز عرض کی کہ بہزاد کچھ
علیل ہو گیا تین دن کے بعد طبل جنگی بجوائیگا امیر با توقیر نے فرمایا کہ اے فرزند صحرا مین
شب کو رہنے کا ارادہ نہ کرنا جہانگیر نے عرض کی غلام وقت خلعت کے حاضر ہو گا —
صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ لیکن اے فرزند ملک پُرآشوب ہے ایسا نہو کسی دشمن
سے مقابلہ پڑے تو مشکل ہو جہانگیر نے عرض کی اقبال شہنشاہی ساتھ ہے کون روک
سکتا ہے صاحبقران نے چابک سے حفاظت کی تاکید کی جہانگیر نے چابک سے
حکم دیا کہ سویرے در دولت پر اسباب شکار موجود رہے چابک نے رات سے
کارخانون مین خبر کی دو گھڑی رات رہے سے پہلے قراول در دولت پر حاضر ہوے
جہانگیر نماز پڑھ کے نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے طرف صحرا کے چلے صحرا مین آکر
پہلے قراولون نے طبل باز پر چوب لگائی — نظم

	در آمد مرغ صید افگن بپرواز		چو در نالیدن آمد طبلک باز	
	جہان شد خالی از کبک و کبوتر		رہا شد بر ہوا باز سبک پر	

باز بحری چھوٹے جانوران ہوائی شکار ہونے لگے پہر دن چڑھے تک شاہزادے نے
اڑا لے پھر دیکھے کمان کیانی دست حق پرست مین تیر بحر کمان مین جڑا ہوا جس طائر کو
تاکا تیر مار کے گرا دیا چابک جھپٹا اور طائر کو ذبح کر کے اٹھا لایا شاہزادے نے فرمایا

ای مہتر والا گہر سوا ے پرند کے کوئی چرند معلوم نہین ہوا ایک آہو بھی شکار ہو جائے
تو بلٹ چلین قبلہ وکعبہ تاکید فرما چکے ہین بر وقت خاصے کے پہونچ جائین چابک
سے عرض کی ہرکارے گئے ہوے ہین خبرین لیکر آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ چند گنوار
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یہان سے پانچ کوس پر ایک دہانون کا کھیت ہی
کہ اسمین کئی سو آہو چرا کر رہے ہین جہانگیر نے فرمایا گھوڑے بڑھاؤ چالیس سوارون
کو لیکر قریب کھیت کے پہونچے چار جانب سے کھیت کو گھیر لیا جہانگیر نے فرمایا اور
آہوؤنکا سب صاحبون کو اختیار ہی بیچ مین سب آہوون کے جو زبردستی کر رہا ہو اسکو ہم
شکار کرینگے جسکی جانب سے نکلیگا ہمکو شاق ہوگا سب نے عرض کی بسم اللہ سب نے
گھوڑے بڑھائے مگر اُس نر نے جو دیکھا پیچھے ہٹ کر کنوتیان بدلین اور سطح سے
جست کی کہ شاہزادے کو مع مرکب فرسنگ اور دس قدم زیادہ آگے بڑھ کے گرا
شاہزادے کو بڑا غصہ آیا مرکب کو پھیرا پیچھے آہو کے چلے ہر مرتبہ تھوتھنی مرکب کی
اور پٹھا ہرن کا ملجاتا ہی لیکن شاہزادہ چاہتا ہی کہ نیزے سے شکار کرون آہو نہین
ٹھہرتا جست کر کے نکلجاتا ہی آخر شاہزادے کو غصہ آیا کمان کیانی کو کاندھے سے اُتار
تاک کر تیر مارا کہ آہو گرا شاہزادے نے پلٹ کے دیکھا شاطر کو بھی اپنے قریب نہ پایا
آخر گھوڑے سے کودے آہو کو بہ قربانی پہونچایا اب منظور ہی کہ آہو کو شکار بند سے
باندھون اور پلٹون کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک آہو لنگڑاتا ہوا تیر پیٹھے پر پڑا ہوا
سامنے آتا ہی بس جہانگیر نے تیر مارا کہ وہ آہو بھی گرا شاہزادے نے اُس آہو کو بھی
کھینچ کے بہ قربانی پہونچایا شاہزادہ ٹہل رہا ہی کہ دفعتہً پھر گرد اُڑی جہانگیر نے دیکھا
ایک نقابدار بادلہ پوش تلاش مین اپنے آہو کی آتا ہی آہو کو جو اپنے پڑا ہوا دیکھا
نہایت غصہ آیا گھوڑے کو اُڑا کر قریب شاہزادے کے آیا کہا کیون اجل گرفتہ
تو نے ہمارے شکار کو کیون شکار کیا جہانگیر فرزند امیر فصاحت باتون مین بھری ہوئی
فرمایا اے نقابدار بہادر صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہی شکار ہمارے سامنے آیا
ہمنے شکار کر لیا کیا تو ہی بڑا شکاری ہی نقابدار نے غصے مین جھنجھلا کر کہا تو نے تیر مارا

بڑی خلاقی جہانگیر نے کہا اتو ایسا ہوا جو تیرے مزاج مین آوے وہ تو میرے واسطے
کر نقابدار نے نیمچے پر ہاتھ ڈالا نیمچہ کھینچکر شاہزادے پر ہاتھ مارا کہا اے جوان اس شکار
کا یہی بدلہ ہی کہ تجھکو بھی شکار کرون جہانگیر نے باوجہ بچا کے کلائی پر ہاتھ اپنا ڈالدیا ہاتھ
مین وہ نرمی پائی کہ جہانگیر حیران ہوگئے کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا وہ رنگ پایا گویا
پھول کو اٹھا ہاتھ جو پڑا بند نقاب ٹوٹا نقاب جو چہرے سے اٹھی معلوم ہوا کہ لکۂ ابر
ہٹ گیا بقول ساحر فرد - اٹھاؤ اسکے چہرے سے جو دم نقاب * گرا چرخ سے چرخ
کھا آفتاب * شاہزادے نے اپنی نگاہ اٹھا کر دیکھا آنکھین نرگس شہلا ہونٹھ غمزہ
مسیحا قد لعینہ مثل صنوبر نازنین وماہ پیکر یار شک قمر کمر باریک کہ جسکو موے میان
کہتے ہین مقدمۂ عدم مین کون دخل دے تار شعاع نظر کیون کس شی سے مثال دون
مگر قتل عاشق پر کمر چست ہی اسوجہ سے نشان پایا گیا عدم کو موجود کہا دیکھکر اسکو ہوش
دریا ساق بلورین کہ جنپر بنا ہے حسن قائم ہی انکی کیا تعریف حرف شاخ بلور لکھدیا کے
نازک ثابت قدی جسکو ہمدم تاج سر شاہان نقش قدم ہی شاہزادے تے جو یہ جمال بے مثال
دیکھا ہاتھ پانؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا ہاتھ جو کانپے وہ مہ جبین ہاتھ سے چھوٹی نازنین
بھی غش کھا کے گرا یہ منہ سے نکل گیا - نظم

غیرت مہر و رشک ماہ ہو تم	خوبصورت ہو بادشاہ ہو تم
جسنے دیکھا تمہین وہ مرہی گیا	حسن سے تیغ بے پناہ ہو تم
کیونکر آنکھین نہ ہمکو دکھلاتے	کیسے خوش چشم خوش نگاہ ہو تم
حسن مین آپ کے ہی شان خدا	عشق بازون کے سجدہ گاہ ہو تم
ہر لباس آپ کو ہی زیبندہ	جامہ زیبون کے بادشاہ ہو تم
فوق ہی سارے خوش جمالون پر	وہ ستارے جو ہین تو ماہ ہو تم
ہمسے پردہ وہی حجاب کا ہی	کوچۂ گردون سے رو براہ ہو تم
کیون محبت بڑھائی تھی تمنے	ہم گنہگار بے گناہ ہو تم
ہم جو حق وفا بجالائے	شاہد اللہ ہے گواہ ہو تم

ہی تمھارا خیال پیش نظر
دونون بندے اُنہی کے ہین آتش

جسطرف جائین سد راہ ہو تم
خواہ ہم ہوئین اپنین خواہ ہو تم

یہ اشعار پڑھ کے شاہزادہ جو بیہوش ہو گیا اُس مہ جبین نے جمال جہان آرائے شاہزادہ دیکھا سطوت و صولت رعب و دبدبہ تہور و شجاعت مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب ہین چہرہ مثل آفتاب رعب و داب کل اُسیکے خوبصورتی ہمراہ ہین ہوش ملکہ کے اُڑ گئے فرش خاک پر بیٹھ گئین سر جہانگیر کا زانو پر رکھا گرد و غبار چہرے سے پاک کیا چاہتی ہین عارض پر عارض رکھ دون مگر حجاب مانع ہوتا ہی رُک جاتی ہین قضائے کار مہتر چابک صبا رفتار جو تلاش مین اپنے آقا کی چلا تھا دور سے مرکب شاہزادے کا دیکھا ابھی چابک چلا ملکہ کی جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک عیار اسطرف آتا ہی گھبرا گئین سمجھین کہ اسکا عیار آتا ہی آئندہ چہرہ اپنا چھپا لیا نقاب چہرے پر ڈال لی کہ چابک قریب آیا اپنے آقا کو بیہوش دیکھا گھبرا گیا پوچھا کہ ای مالکہ عالم شاہزادے کو کیا ہوا ملکہ نے کہا ای عیار طرار تو قریب آکے دیکھ کہ کیا گذری چابک نے قریب آکر پانی کا چھینٹا دیا شاہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا وہی مہ جبین منھ پھیرے بیٹھی ہی عیار نے مجھے بیدار کیا شاہزادہ اُٹھ بیٹھا ملکہ کا ہاتھ تھام لیا کہا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی تو نے اپنے بیمار سے مسیحائی فرمائی کہ ٹھہر جانا تمھارا احسان عظیم ہوا کہ تم ٹھہر گئین ورنہ ہماری عجب کیفیت ہوتی اب تو یہ صورت ہی کہ دل کی عجب حالت ہی۔

نظم

زخم بالیدہ ہوے داغ نیہ جوبن آگیا
دوری آمیا آخر کھینچ لائی مشتعل
اشک خون آلودہ سے ہی پیرہن جبل قریب
کہلسایہ خاکسار آتا ہی دیکھ او شہسوار
دست وحشت نے شادی آج دونونکی خلش
شورش برخیز محشر نے جگا یا تھا مگر
بہگیا دل خون ہوکر رہگیا درد فراق

پرورش پایا کیا تیرا جو دامن آگیا
دشنۂ قاتل قریب خط گردن آگیا
اور ہی رنگینیون پر اب تو دامن آگیا
اک بگولہ سا قریب گرد تو سن آگیا
کچھ گریبان جھک گیا کچھ پاس دامن آگیا
میری آنکھون کو لحاظ خواب مدفن آگیا
دوست کے بدلے پہلو مین دشمن آگیا

توڑکر تسبیح میل رشتۂ زنار ہے
دشمنون کی پردہ پوشی کی ہوا ہے شوق نے
آتش داغ تمنا پرورش کرنے لگی
باغ عالم مین بشکل بلبل تصویر ہون
صورت سوزن بنا کر بخیہ گر کے ہاتھ مین
ای فلک شاید گمان خندہ اسپر بھی ہوا
آج راحت پائی احسان اجل سے ای نسیم

بعد مدت یاد اک طفل برہمن آگیا
گردنون مین خار کی پیراہن تن آگیا
مثل اخگر دل تہ دامان گلخن آگیا
کچھ غرض رکھتا نہین گر سوے گلشن آگیا
بوسۂ چاک جگر لینے کو آہن آگیا
جو لب ہر زخم زیر مشق سوزن آگیا
فاتحہ پڑھنے لحد پر یار بدظن آگیا

یہ اشعار جو شاہزادے نے بیقرار ہوکر پڑھے ملکہ کے دل پر تاثیر ہوئی آنکھون مین آنسو بھرآئے اور کہا ای شہریار باغ میرا یہان سے بہت قریب ہو وہان تشریف لیجایے بہ آسائش بیٹھیے مجھے بھی ہوس ہو کہ آپ کے پہلو مین بیٹھون شاہزادہ اپنے مرکب پر سوار ہوا ملکہ اپنی مادیان پر سوار ہوئین چلنے کا ارادہ کیا تھا کہ سامنے سے دیکھا چند کنیزین گھوڑیان اڑاتے ہوئے آتی ہین اُنھون نے جو اپنی مالک کو دیکھا گرد آگئین مگر کیا دشعلہ زن ایک کنیز نے کہ نہایت پرفن چست و چالاک درانداز ی مین بیباک ہی ساتھ والیون سے کہا صاحبو تمنے اس شوخ دیدہ کو دیکھا کہ اس جوان رشک قمر کے ساتھ ہوگئین دیکھیے کیا کرین اب اس جوان کو لیے چلتی ہین یوا مجھ سے یہ بدعت نہ دیکھی جائیگی ایسے بہادر کی بیٹی اور وہ یون پھنسے مین توجاکر بہزاد سے اطلاع کرونگی کنیزون نے کہا بوا تمکو کیا کام وہ اپنے فعل کی مختار ہین آخر کسی طرح اُس پہلوان دوران کو خبر ہوجائیگی کیا دخاموش ہو رہی مگر دل مین جل رہی ہو راہ مین شاہزادے نے نام پوچھا ملکہ نے قمر طلعت شیرین ادا اپنا نام بتایا چابک صبا رفتار ساتھ ہی شاطر پاؤن پر ہاتھ رکھے کہتا جاتا ہی اور شہریار حسب ونسب تو پوچھے جہانگیر نے پوچھا ای ملکۂ عالم گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو ملکہ نے کہا بہزاد جو لشکر اسلام سے لڑ رہا ہی کئی پہلوانون کو مار ڈالا کئی پہلوان زخمی کیے اہل اسلام کو اُس سے تردد ہو رہا ہی فرزندان حمزہ آمادہ ہین کہ اُس سے مقابلہ کرین لیکن اُسنے

تین دن تک جنگ ملتوی کی ہو بعد تین دن کے مقابلہ کریگا مین اُسکی دختر ہون چابک
نے عرض کی بڑے خونخوار کی دختر ہو ایسا نہو اُسکو خبر ہوجائے حضور اکیلے اُسکے باغ مین
جاتے ہین حضور اس غلام کو انھین کنیزون مین گمان ہو کہ کوئی خبر نہ کردے جہانگیر نے
کہاکہ دیکھا جائیگا چابک نے عرض کی وہ کنیز جو ماد یان مشکی پر آئی ہو اُسکے تیور بد ہین
مجکو گمان ہو کہ اُسکو آپ کا آنا شاق ہوا کیا عجب ہو کہ درانہ ازی کرے جہانگیر ملکہ کے
ساتھ داخل باغ ہوے دروازے پر چند نگہبان تھے ملکہ نے اُنسے کہا ہٹ جاؤ و
نگہبان ہٹے ملکہ جہانگیر کو لیکر باغ مین پہونچین غرضکہ شاہزادے نے قدم باغ مین رکھا
دیکھا باغ پر بہار ہر طرف طائرون کی پکار ہو شاہزادے کو دیکھکر طائر زمزمہ سرائی
کرنے لگے پھولون نے آنکھین کھولین غنچون کی زبانین کھلین چاہتے تھے کہ اوصاف
گل رخسار شاہزادہ والا مین کلام کرین شعرا نے دہن کو معدوم لکھا ہو اسوجہ سے
نا چار تھے سنبل پر پیچ وتاب نے جوڑا بنایا زلف محبوب کا نقشہ دکھایا نرگس شہلا نے
آنکھین کھولدین دیدہ بازی کرنے لگی سوسن چاہتی تھی سب زبانین اپنی کھولون
صفت مین دہن شاہد مقصود کے باتین کرنے لگون سبز بختان چمن خوش مزاج لالے
کے سر پر سُرخ تاج سرو وصنوبر چاہتے ہین کہ ہمراہ رکاب ہولین مگر روانی سے مجبور ہین
ایک پانون سے چل نہین سکے سارا باغ آمدے اس گل رخسار کی باغ باغ ہو لالے کے
دل پر حسرت کا داغ ہو ملکہ جہانگیر کو لیے ہوے وسط باغ مین آئین کہ جہان چبوترہ بلوری
تھا کنیزون سے اشارہ کیا چبوترے پر فرش مشجر بچھا شاہزادے کو ملکہ نے مسند پر بٹھایا
آپ پہلو مین آکر بیٹھین شاہزادے نے چابک سے اشارہ کیا چابک نے بایان کھینچی
سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا یہ غزل شروع کی۔

نظم

حشر کے روز اگر داد طلب دل ہوگا	اب ہلانا مرے جلاد کو مشکل ہوگا
ہاتھ پڑ جائین گے لاکھون کے دم حشر ای دل	چاک زخمون کی طرح دامن قاتل ہوگا
حشر کو کاغذ اعمال دکھائین گے بشر	میرے ہاتھون مین فقط آبلۂ دل ہوگا
کیا عجب چونک پڑے خواب گران سے ہر گل	نالہ کرنے مین بھی احسان عنادل ہوگا

بوسے ہنسکر جو لب یار کے لے لیتا تھا
ساقیا جام نہ ہوگا وہ کوئی دل ہوگا

کہتے ہین قتل کرینگے وہ لحد پر آکر
فیصلہ آج ہمارا سر منزل ہوگا

ہوگئی قتل مین تاخیر تو یہ جوش کہان
قصد قاتل کی طرح شوق بھی باطل ہوگا

ولولے ہین نفس چند کے تا فرصت عمر
کچھ دنون مین نہ یہ لیلی نہ یہ محمل ہوگا

آج غنچون نے صدا مین وہ نہین دین شاید
کچھ صبا کو ادب خواب عنادل ہوگا

قدر رہنے کی نہین بات جو بگڑے گی نسیم
قدح مہر بھی اک کاسۂ سائل ہوگا

جابک کے گانے پر سب مبہوت ہو رہے ہین یہان تو ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہے مگر
وہی کیاد کنیز یہ جلسہ دیکھکر بہت جلی اپنے مقام سے اُٹھی بہزاد کو خبر کرنے چلی باہر آئی
نگہبانون نے پوچھا کہ بی کیاد کہان کیاد نے پانچے ہلا کر کہا نگوڑے نگہبان آنکھون مین
پردے ڈال کے بیٹھتے ہین ملکہ نے ہٹا دیا نگہبان ہٹ گئے مگر یہ نہ سوچا کہ کون
جاتا ہی نگہبانون نے کہا بی کیاد غصہ نکرو ملکۂ عالم شکار سے ملتی تھین کیونکر دیکھتے
ہم کیا ملکہ کو دیکھتے ہین تم بتلاؤ کہ کون آیا کیاد نے جواب دیا کہ اب جو آیا ہی اُسکا حال
کھلجائیگا ذرا کہارون کو بلوا دو ڈولی کہار نگہبانون نے بلوا دئے سوار ہوکے چلی
بہزاد ایک دن لڑا تھا حیلہ کرکے واسطے شکار کے گیا شکار بھی نہ ملا اب بدمزاج آتا تھا
کیاد کو جو آتے ہوے دیکھا گینڈا روک لیا کہا کیاد کہان چلی کیاد نے کہا گینڈے
سے اُتریئے تو مین عرض کرون بہزاد گینڈے سے کودا کیاد نے ہاتھ پکڑکر کہا اے
پہلوان دوران تمھاری یہ شوکت کہ مین نے خبر سنی ہے تمھارے آنے سے پہلوان
گھبرا رہے ہین ہر ایک کو اپنی جان کا خوف ہی مگر کچھ اپنی صاحبزادی کی بھی خبر رکھتے ہو
صاحبزادی برلے شکار گئی تھین شیر بیشۂ صاحبقرانی کو شکار کر لائین ایسی بے شرم ہین
کہ گھوڑے سے اُترکر سر اُسکا زانو پر رکھ لیا جب وہ بیدار ہوا تو اُس سے باتین کین
باغ مین لائی ہین جلسۂ عیش آراستہ ہی پسر حمزہ بوسہ بازی کر رہا ہی یہ سنکر بہزاد
کانپ گیا کنیز کا ہاتھ پکڑکر ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا آگے گیا کہا حرامزادی ایسی خبر جلالے
کہتی ہے اور گینڈے پر سوار ہوکے طرف باغ کے چلا جب در باغ پر پہونچا اول نگہبانون کو

قتل کیا پھر دروازے پر آکر ایک لات ماری اندر باغ کے گھسا جو کنیز سامنے آگئی ایسا ہاتھ
تلوار کا مارا کسی کو طمانچہ مار دیا اسطرح کی بدعتین کرتا ہوا قریب چبوترے کے پہونچا جہانگیر
گلچینی گلشن جمال ملکہ مین معروف تھے بہزاد کو آتے ہوے نہ دیکھا قریب آکے بہزاد
نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے چاہا اٹھون تلوار سر پر پڑ گئی شاہزادہ فوراً لڑکھڑا کے گرا اور
کٹی ہاتھ تلوار کے مارے قمر طلعت پیٹنے لگی کہتی تھی او ظالم مین خطاوار ہون مجھے قتل کر
بہزاد نے موے عشکین تھام کر ایک طمانچہ مارا بقول شاعر فرد - وہ رخسار نازک کہ
ہوجائین لال + اگر انپہ بوسے کا گذرے خیال + دیکھو یہان تلک تو نزاکت مین وہ
یگانہ ہوا + جو بہنی بھولون کی بدھی تو دردشانہ ہوا + بہزاد کے ہاتھ کا طمانچہ پڑا عارض پر
عارضہ عارض ہوا کہ قطرات خون ٹپک پڑے لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی بہزاد نے
تلوار اٹھائی کہ سر اسکا کاٹ لون چند کنیزین لپٹ گئین اور کہا کہ اے بہزاد یہ سراسر
بیخطا ہو چالک نے جو اتنی مہلت پائی کہ بہزاد طرف کنیزون کے متوجہ تھا پشتارہ
اپنے آقا کا باندھا پشتارہ خون آلود لیکر بھاگا بہزاد جو پلٹا جہانگیر کو نپایا کنیزون سے
پوچھا ارے یہ مقتول کیا ہوا کنیزون نے عرض کی اسکا عیار لے گیا بہزاد نے کہا تم
تم گواہ ہو کہ اسکے دامن عصمت پر غبار تو نہین آیا کنیزون نے کہا کہ پسر حمزہ خود راضی
نہین ہوا ہفت پیکر کو برا کہا پسر حمزہ بیخطا تھا بہزاد نے کہا ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ
اس گیسو بریدہ کو مسلسل کرو اسی باغ مین رکھو خبردار یہ کہین جانے نہ پائے ورنہ
تم سب کو قتل کرونگا کنیزون نے ملکہ کو اسی عالم غشی مین مسلسل کیا بارہ دری مین
لیجا کر مقید کیا چند کنیزین براے نگہبانی متعین بہزاد جھلایا ہوا باہر آیا دربار مین
ہفت پیکر کے پہونچا دامن ہفت پیکر کا پکڑ لیا کہا یا خداوند آپ نے کیسی تقدیر
کی کہ جسکو زبان سے نہین کہہ سکتا وہ معرکہ گذرا کہ غرق عرق ہو رہا ہون طبل جنگی بجے
کل پسران حمزہ کو ڈھونڈونگا ایک فرزند کو تو حمزہ کے مین نے مار ڈالا ہے عیار لاش لیکر
بھاگ گیا اب سب پسران حمزہ کو قتل کرونگا ان مین سے کوئی باقی نہ رہیگا ہفت پیکر
نے طبل جنگی بجوایا ہرکارے جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے خدمت صاحبقران مین

آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی بہزاد نے طبل جنگی بجوایا ہی عجب طرح کے کلمات کہہ رہا ہی نہین معلوم کسوجہ سے جہانگیر اُسکی دختر کے پاس پہونچے کہتا ہو اُنکو قتل کیا صاحبقران کو یہ سُنکر پسینہ آگیا فرمایا جیسا اس نالایق نے کیا ویسی سزا پائی بہت بہتر ہوا کہ مارے گئے اہل لشکر جہانگیر رونے لگے سبھون نے دست بستہ عرض کی کہ حضور دریافت کرائین کہ جہانگیر پر کیا معرکہ گذرا صاحبقران نے فرمایا کہ جو کوئی نام جہانگیر کا لے وہ میرے لشکر سے نکلجائے مجھکو صورت نہ دکھائے سب سردار خاموش ہور ہے بدیع الزمان و قاسم و نور الدہر کی بیچینی رنگ رو متغیر سرنگون بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے جو دل مین ہی صاحبقران سے عرض نہین کرسکتے صاحبقران نے حکم دیا طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی گرد کیت کر کا کہکر ہٹے کہ بہزاد نے گینڈا اپنا نکالا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان فرزند صاحبقران کا خواہان ہون شاہزادہ چوگان بن حمزہ سلے کہ رات بھر فراق برادر مین روئے ہین فوراً مرکب صف سے نکالا سامنے بادشاہ کے آئے آنکھون مین آنسو بھرے ہوسے پایہ تخت پر ہاتھ رکھکر عرض کی ای شہریار آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ ہم لوگون پر کیا بدعت گذری اس بیحیا نے تنہا پاکر شاہزادہ جہانگیر کو مار ڈالا عیار طرار کہ بچین سے ساتھ ہی لاش لیکر بھاگ گیا مگر نہین معلوم کہان گیا کہ ابتک نشان نہ ملا اب حضور ہمکو اجازت دین کہ جاکر اس بیحیا سے معاوضہ خون برادر لین یا اپنی جان دین صاحبقران زمان نے تو فرمادیا کہ کوئی جہانگیر کا نام نہ لے غلام کچھ عرض نہ کرسکے بادشاہ نے سر جھکاکر فرمایا بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کیا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے شاہزادہ مقابلہ بہزاد مین آیا بہزاد نے بعد نگاورگے پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہی چوگان نے نام اصلی بتایا یہ سُنکر بہزاد بہت جھلایا کہا فرزندان حمزہ کا مین قاتل ہون چوگان نے کہا مین اسی واسطے تیرے مقابلے مین آیا ہون کہ تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا بہزاد نے نیزہ

مارا کہا تم فرزندان حمزہ سب مکار ہو سبکو تلاش کر کر کے قتل کرونگا۔ جوگان نیزہ بازی
کر رہے ہین اکثر نیزہ روک کر فرماتے ہین فرزندان حمزہ نے کیا خطا کی کہا ایسی خطا کی ہی
کہ قتل پر بھی مجھکو آرام نہوگا جوگان نے گانٹھکر چھپڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نکل گیا نیزہ
جو ہاتھ سے بہزاد کے نکلا مثل اژدر گرگڑا یا قبضے پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی او پسر حمزہ چری
تھنا تلوار سے ہی خبردار خبردار کیکے ہاتھ مارا جوگان نے تلوار کو تلوار پر روکا چھنا سے نکل
صدا بلند ہوئی اب شاہزادے کی برق شمشیر جو چمکی بہزاد کو آئینۂ شمشیر مین جلوہ عروس
مرگ دکھائی دیا دیکھکر آواز دی کہ او جوان کسکو ساتھ لایا ہی کہ وہ مجھکو تیار اجا ہتا ہے
جوگان جو تلوار روک کے پلٹے بہزاد نے ہاتھ مار دیا جوگان کا سر زخمی ہوا زخمی ہوکر پلٹے
فرمایا او مکار یہ کیا حرکت تھی یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا زخمی تو ہو ہی چکے تھے چادر خون کی چہرہ
پر پڑی بہزاد نے کینڈا ہٹا لیا سر شاہزادے کا جھکا دوسرا ہاتھ بہزاد نے مارا سر شاہزادے
کا دو پارہ ہو گیا بہزاد نے چاہا سر کاٹ لون شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے
دیکھا کہ بھائی قتل ہوتا ہی وہین سے گھوڑے کو جھکا کے نعرہ کیا کہ او نامرد کیا کرتا ہے
کوئی بہادر زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہی بہزاد ذرا مڑکا بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا کہ لپٹ
پڑون کشتی مین اسکو زیر کرون وہان پر موش خانہ تھا دونون پاؤن گھوڑے کے
موش خانے مین جا پڑے گھوڑے نے سکندری کھائی بدیع الزمان مرکب کو سنبھالنے
لگے بہزاد نے ہاتھ مار دیا سر بدیع الزمان بھی زخمی ہوا سرداران نامی جو بدیع الزمان
کے نکلے وہ بھی زخمی ہوئے کئی پہلوان اسکے ہاتھ سے مارے گئے بہزاد شام ہوتے
پلٹا آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان کل تم سب سے سمجھونگا بہزاد کی اب یہ کیفیت ہی
کہ روز طبل جنگی بجواتا ہی اور میدان مین آتا ہی دو چار سردار اسکے ہاتھ سے زخمی ہوتے
ہین ایکدو مارے جاتے ہین دربار مین ہفت پیکر کے بہزاد کی بڑی خاطر ہوتی ہے
بہزاد نے جو خبر پائی کہ ملکہ قمر طلعت کو صحت ہوئی عارضہ عارض بالکل جاتا رہا کنیزون
سے کہلا بھیجا کہ ملکہ کی ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو مگر باغ سے نہ نکلنے پائین جس وقت ملکہ کی
ہتھکڑیان بیڑیان کاٹی گئین تو ملکہ بلک بلک کے روتی تھین اور کہتی تھین کہ صاحبو

مجھے اس قید بند سے رہا کرو مجھکو اس قید مین چین ہے اس شہریار کی زلف عنبرین کا سودا ہے مین تو بہت مجبور ہون یہ کیفیت ہے۔ نظم

ہین اشک مری آنکھون مین قلزم سے زیادہ ۔ ہین داغ مرے سینے مین انجم سے زیادہ
سو رمز کی کرتا ہے اشارے مین وہ باتین ۔ ہے لطف خموشی مین تکلم سے زیادہ
جز صبر دلا چارہ نہین عشق بتان مین ۔ کرتے ہین ستم اور تبسم سے زیادہ
میخانے مین سو مرتبہ مین مرکے جیا ہون ۔ ہے قلقل مینا مجھے قسم قم سے زیادہ
بھرجاے جو بادہ مرے منھ تک نہ کہون بس ۔ میخواری مین ہے ظرف مرا خم سے زیادہ
ہر نہر چمن بحر مین اژدر سے ہے افزون ۔ ہر گل ہے مری جان کو کژدم سے زیادہ
سو رقص سے افزون ہے پری رو تری رفتار ۔ پاؤن کی صدا لاکھ ترنم سے زیادہ
تکلیف تکلف سے کیا عشق نے آزاد ۔ موے سر شوریدہ ہین قاقم سے زیادہ
معشوقون سے امید وفا رکھتے ہو ناسخ ۔ نادان کوئی دنیا مین نہین تم سے زیادہ

ملکہ نے رو رو کر یہ اشعار پڑھے یاد مین شاہزادہ جہانگیر کی بیقرار ہو کر روتی ہین مگر کوئی قابو نہین کنیزین جو بیٹھی ہین نگاہ اٹھانے کا حکم نہین کنیزان قدیم پاس نہین سکتین اپنی اپنی چھپتیون سے نکلکر دیکھ لیتی ہین اور حال پر ملکہ کے روتی ہین بعض بعض جو سن رسیدہ ہین وہ کہتی ہین کہ ایک صاحبزادی اُبلی پڑتی ہین غیر شخص کو بلا لیا اس جوان کی جان لی ای بوا صاف تو یہ ہے کہ وہ جوان تھا حسن مین ملکہ سے بہتر لیکن افسوس ہے کس حسرت سے مارا گیا قبضے پر ہاتھ نہ ڈال سکا جس وقت سے وہ جوان مارا گیا بہ نگاہ غور دیکھو گلون کا رنگ زرد ہے غنچے کے دل مین درد ہے نسیم سحری کے لب پر آہ سرد ہے باغ مین تو یہ کیفیت ہے مگر چند بیک صبا رفتار جو شتاب رو اپنے آقا کا لیکر بھاگا تو بہ کوہ دخان کے پہونچا اس کوہ پر ایک قزاق رہتا ہے کہ دخان سیہ رو اُسکا نام ہے بالاے کوہ بیٹھا ہے بارہ ہزار قزاق مسلح و مکمل پشت پر بیٹھے ہین اس بات کے منتظر ہین کہ کوئی مسافر نکلے تو اُسے لوٹین ایک قزاق نے کہا ای آقاے نامدار دیکھیے ایک سونے کی چڑیا آتی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ چور ہے اتنا مال لایا ہے کہ پشت پر لادے

ہوے ہی جست وخیز نہین کرسکتا دخان نے کہا تم ٹھہرو مین جاتا ہون پکڑے تک اُس چیر
کے لاتا ہون یہ کہکے دخان کوہ سے اُترا گینڈا اچھیر کرکے آواز دی او میان جانے والے
کہان جاتا ہی ذرا ٹھہر جا یہ کیا مال لادے ہو چابک نے پلٹ کے دیکھا اور پکار کر آواز
دی کہ ای جوان میرے پاس مال نہین ہی یہ روح روان صاحبقران ہی دخان نے جھکر
آواز دی مین ان حیلون کو نہ مانونگا تو کیسا کچا چور ہی یہ نہ جانتا تھا کہ یہ دامنہ کوہ دخان ہی
یہان سے مسافر بچکے نہین جاتا یہ کہکے دخان نے نیزہ سینے پر رکھدیا چابک نے آخر
ناچار ہوکر پشتارہ دوش سے اُتارا کہا ای شخص دیکھ لے دخان نے جو پشتارہ کھول کر
دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا مانند ماہ تابان زمین سے نکلا مگر زخمون مین چور چور ہچکیان لے رہا
ہی دخان نے پوچھا ای شخص یہ کون ہی کس گلستان کا گل ہے اور کس جلاد بیداد نے
اسکو زخمی کیا افسوس اسکے شباب پر اُس ظالم کو رحم نہ آیا مین تو اسکی صورت زیبا اور طلعت
جہان آرا دیکھکر عاشق ہوگیا چابک نے کہا یہ فرزند رشید صاحبقران صاحب جاہ
توقیر نام اسکا شاہزادہ جہانگیر ہے اس سن مین کئی سو ملک فتح کیے ایسے مقام پر
پھنس گیا کہ کچھ زور نہ چلا اسقدر زخمی ہوا کہ تم دیکھ رہے ہو جب یہ ایسا زخمی ہوا اور
بیہوش ہوگیا وہ جلاد تو اور طرف متوجہ ہوا مین فوراً اسکا پشتارہ باندھکر لے بھاگا
میرا یہ قصد تھا کہ کہین جاکر ٹھہرون اور اس شہریار کا علاج کرون مگر خدا نے تمکو بھیجا مین
چابک صبا رفتار اسکا عیار ہون تو جری وبہادر ہی ضرور اسکا علاج کریگا دخان نے
پلٹ کر قزاقون کو پکارا کہ بچائیو بارگاہ لیکر آؤ ایک شخص نہایت کمسن آفتاب جمال
خورشید مثال زخمی پڑا ہی سب قزاق بارگاہ لیکر اُترے دخان نے بارگاہ استادہ کرائی
جہانگیر کو بارگاہ مین لایا اپنے ہاتھ سے ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین رومال
ہاتھ مین لیکر بیٹھا مگس رانی کرنے لگا بعد تھوڑی دیر کے جہانگیر کی آنکھ کھلی ایک مرد
سپاہی وضع کو دیکھا کہ بدل خدمت میری کر رہا ہی جہانگیر نے اُٹھنے کا ارادہ کیا
فوراً دخان نے اشارہ کیا کہ ابھی اعضا کو جنبش نہ دیجیے یخنی مرغ کی تیار ہی فرمائیے تو حاضر
ہو اسکو نوش فرمائیے زیر گردن شاہزادے کی ہاتھ دیکر اُٹھایا یخنی جو پلانے کا ارادہ کیا

جہانگیر نے منھ پھیر لیا دخان نے پوچھا کہ اسکا کیا باعث آپ یخنی کیون نہین نوش کرتے
چند قطرے حلق سے اترتے ضعف موقوف ہو جاتا جہانگیر نے طرف چابک کے دیکھا
چابک کانپ گیا مگر شاہزادے کا اشارہ تھا کہ یہ خلاف مذہب ہی مین اسکے ہاتھ سے
یخنی نہ پیونگا چابک نے دل مضبوط کر کے کہا ای پہلوان دوران یہ فراش راہ دین
اسلام کے فرزند ہین مذہب کا انکو بڑا پاس ہی جبتک کلمہ نہ پڑھوگے یخنی نہ پیین گے
دخان نے دست بستہ عرض کی مین لات ومنات پر لعنت کرتا ہون ہمیشہ سے
ہفت پیکر کا بندہ تھا مگر یہ بھی سنا ہی کہ اسنے آپ لوگون کے ہاتھ سے شکست کھائی
معلوم ہوا کہ وہ خداوند نہین ہی آپکے خداے نادیدہ کا مذہب اختیار کرتا ہون یہ
کہکے کلمہ پڑھا سب قزاقون کو بھی اپنے مسلمان کیا تب شاہزادۂ جہانگیر نے یخنی کو پی لیا
پانچ دن مین شاہزادہ اسقدر صحیح وسالم ہوا کہ آکر بارگاہ دخان مین بیٹھا گرد سب
قزاق بھی آکر بیٹھے ہین کہ چند قزاق دوڑے ہوے آئے دست بستہ عرض کی اے
افسر بھائی صاحب آپکے اجلال سرکش جو بیس ہزار قزاقون سے آئے ہین
خراج مقرری مانگ رہے ہین یہ سنکر دخان نے سر جھکا لیا کہا ایک ہفتے سے مین
علاج مین اس جوان کے مصروف ہون میرے پاس روپیہ نہین ہی جا کہدو نہ اس
مہینے مین خراج دونگا قزاقون نے کہا فوج کی تنخواہ اتروائی ہی فوج والے سب بگڑے
ہوے ہین وہ ہرگز نہ مانینگے جہانگیر نے پوچھا ای دخان یہ کیا معرکہ درپیش ہے
اجلال سرکش کون ہی دخان نے عرض کی ای شہریار وہ میرا حقیقی بھائی ہی مگر زور مین
مجھسے زیادہ ہی ایک مرتبہ مجھپر لشکرکشی کرکے آیا مین نے مقابلہ کیا مین زیر ہوا جب
میرے قتل کرنے کا اسنے ارادہ کیا مین نے کہا ای برادر تم قزاق ہو جان بخشی کرو روپیہ
لیلو اسنے کہا سال مین دس ہزار روپیہ لونگا مین نے قبول کر لیا دس ہزار روپیہ دیے
کچھ مال بھی دیا اسنے ہر سال وہ خراج قرار دیا ہی وہی روپیہ مانگنے آیا ہی جہانگیر نے قبضے پر
ہاتھ ڈال کے کہا ابکی سال روپیہ نہ دو دیکھین کیا کرتا ہی دخان نے عرض کی حضور مجھکو
وہ قتل کر ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا مین کیونکر انکار کرون جہانگیر نے کہا کہ ہم جواب دینگے

کیا تم اُسکے نوکر ہو جو خراج دوگے ہو لٹے مارے کھا دے فوج کی تنخواہ تمپر اُتاری ہی
یہ ذکر تھا کہ ایک قزاق بھیجا ہوا جلال سرکش کا بارگاہ مین آیا کہا ای دخان جو ہم لوگ
آج رات کو اُترینگے تو کھانا دینا پڑیگا اگر کہو تو ہم سب لوگ کمر کھولین دخان نے چاہا
تھا کہ جواب دون کہ شاہزادہ جہانگیر باتوقیر نے جواب دیا کہ جا کر اُس مغرور سے کہو کہ
چاہو اُتر و چاہو جاؤ اگر دعوی جرأت ہی تو کبل جنگی بجاؤ بلکہ اپنی جان کی خیر مناؤ اُس
سوار نے دیکھکر آواز دی کہ ای جوان تو کون ہی جو اُسکی جانب سے صاف جواب
دیتا ہی ہم لوگون کی تنخواہ کا حکم ملا ہی ہم روپیہ لیکر جائینگے ورنہ دخان کو گرفتار کرینگے چند
ساعت مین روپیہ لے لینگے جہانگیر نے کہا ای شخص جا میرے سامنے زیادہ باتین بنا
اپنے افسر کو جا کر میرے پاس بھیج سپاہی سے کیا کلام کرین سوار نے تلوار کھینچی
شاہزادے پر ہاتھ مارا شاہزادے نے ایک تھپکی ماردی کہ تلوار ہاتھ سے سوار کے
نکل گئی شاہزادے نے کلائی تھام کے ایک طمانچہ مارا دیا کہ سر اڑ گیا سوار کا مرنا کہ
دخان نے سر پیٹ لیا کہا ای شہریار بڑا غضب ہوا شاہزادے نے کہا کہ ای دخان
تم جا کر کنارے بیٹھو کیون گھبراتے ہو اگر وہ مجھ سے لڑیگا تو مین بھی میدان مین جا کر
دھوان دھار کردونگا دخان نے کہا حضور وہ بہت بدمزاج ہی فوراً ابھی چڑھ دوڑیگا
اگر فساد برپا کریگا جہانگیر نے کہا ہم جواب دے لینگے یہ کہکے کلائی پہ دخان کی ہاتھ
ڈالا کھینچکر اپنے پاس بٹھا لیا دخان کو یہ معلوم ہوا کہ ایسا نہ ہو میری کلائی ٹوٹ جائے
آہستہ سے بیٹھ گیا ہاتھ باندھ کے عرض کرنے لگا اگر حکم ہو تو غلام روپے کی فکر کرنے
جائے روپیہ تو نقد میرے پاس موجود نہین ہی البتہ کچھ مال وغیرہ نکلواؤن کچھ ہتھیار
دیکر اُسکو راضی کرون سوار کا مارا جانا اُسپر بہت شاق ہوگا جہانگیر نے کہا اُسکو
جواب دیا جائیگا کہ سوار نے جیسی حرکت کی ویسی سزا پائی یہ سوار تمھارا اسی قابل تھا
قزاقون سے اشارہ کیا کہ گھوڑا اور ہتھیار تم لیلو لاش اس جوان کی لیجا کر کسی دریا
مین بہا دو قزاقون نے اُٹھا کر ہتھیار اُسکے اپنے جسم پر لگائے کپڑے بھی لے لیے
ایک قزاق لاش سوار کی کھینچکر باہر لایا پشتارہ باندھ کر دوش پر لگایا لیکر چلا چند

قزاق ہمراہ ہوے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک کنوان ملا اُس کو مین پر شتارہ آتا تھا
سب نے صلاح کی کہ دریا یہان سے بہت دور ہی اسی کنوئین مین لاش کو ڈالدو ایسا
نہو کہ وہان اجلال کو خبر ہو کہ سوار میرا مارا گیا اور وہ طبل جنگی بجوا کر میدان مین نکلے اور
شاہزادے پر حملہ کرے غرض یہ صلاح کر کے لاشہ کنوئین مین ڈالکر چلے یہان جیسے
ہرکارون نے اجلال سرکش کو پہونچائی اجلال نے یہ خبر سنکر زانو پر ہاتھ مارا بہت
جھلایا غصے مین کانپتا ہوا اُٹھا کہا وہ جوان کون ہی جسنے میرے سوار کو مارا مین ابھی جا کر
اُس جوان سے مقابلہ کرونگا خون کا دریا بہا دونگا ساتھ کے قزاقون سے کہا گھوڑا
تیار کرو اور فوج کو قتل عام کا حکم دیا قزاق تو یہ چاہتے تھے کہ فساد ہو فوراً گھوڑا حاضر
کیا خود بھی تیار ہوے اجلال سوار ہو کے چلا دخان سے شاہزادہ باتین کر رہا ہی مگر
دخان نے جو تیور شاہزادے کے دیکھے دیکھا ابرو بل رہے ہین آنکھین غصے مین
اُبل آئین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا جہانگیر نے سر اُٹھا کر فرمایا یہ کیا ہنگامہ ہی قزاقون نے خبر دی
کہ حضور اجلال سرکش آپڑا فوج کو قتل کر رہا ہی ہزارون جوان مار ڈالے یہی کہتا ہوا
آتا ہی کہ میرے سوار کا قاتل کہان ہی جبتک اُسکا سر نہ پاؤنگا ہرگز واپس نہ ہونگا اور
یارو یہ تو بتاؤ کہ دخان کہان ہی اُسنے نہ اُسکو سمجھا یا کہ اجلال کا یہ ملازم ہی آج اُسکا
بدلہ یہ ہوگا کہ قلعۂ کوہ کھد واڈالونگا اب خراج بھی نہ لونگا یہ سُنا تھا کہ جہانگیر اپنے
مقام سے اُٹھے کہا چابک مرکب لاؤ چابک تو شاہزادے کے مزاج سے خوب آگاہ
ہی فوراً مرکب تیار کر کے لایا جانتا تھا کہ اگر دیر کرونگا تو شاہزادہ بدمزاج ہوگا غرض
شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا دخان نے جو دیکھا بیقرار ہو گیا بڑھ کر رکاب پر ہاتھ
رکھا کہا آقاے نامدار روا سطہ خداے نادیدہ کا اُس سرکش کے مقابلے مین نہ جائیے
جب اُسنے قزاقی اختیار کی تھی دس جوانون سے سو سو کو لوٹ لیا ہی اور اب تو
چوبیس ہزار سوار ملازم کیے قریات پر قبضہ کیا کئی سو دیہات پر اُسکی عملداری ہوئی
بادشاہ اس اقلیم کا دخل نہین دیتا دور جا جا کے قافلے لوٹتا ہی بیس بیس کوس پر جا کے
شبخون مارا ہی جہانگیر نے دخان کو جھڑکدیا کہا بس خاموش رہو چور کی زیادہ تعریف نکرو

جب مقابلہ پڑیگا دیکھ لینا وہ ہمارا کیا کر سکتا ہو یہ کہکے گھوڑے کو کوڑا کیا مگر دخان بہ فرط
محبت پیچھے پیچھے چلا آتا ہی یہی دمبدم عذر کرتا ہو کہ آقا سے نامدار آپ پلٹ آئیے میں نے
سمجھا کر پلٹ آؤنگا حضور باہر نہ جائیں جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا مرکب کو اڑا کر یا ہرا تے
دیکھا اجلال قزاقون کو قتل کر رہا ہی شاہزادے نے آواز دی او نامرد تیرے سوار کا
مین قاتل ہوں مجھ سے سمجھ لے اجلال سرکش نے جو جہانگیر کو دیکھا آگ ہو گیا مرکب
اپنا دور کا یہ اڑا کر قریب شاہزادے کے آیا اور شاہزادے کو نیزہ مارا شاہزادے
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دو تین طعنین آپس مین رد و بدل ہوئیں پانچوین طعن
مین شاہزادے نے نیزہ اجلال کا نکالا اجلال نیزہ نکلتے ہی دنگ ہوا جان سے
تنگ ہوا جھنجھلا کر قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالا جب شاہزادے نے نیزہ اجلال کا نکالا تو
دخان نے بھی مرکب اپنا بڑھایا قزاقون کو اپنے اشارہ کیا ملازمان اجلال پر سب
جا پڑے جو قزاق لاشہ سوار کا لیکر گئے تھے وہ بھی آپہونچے آکر شریک جنگ ہوے
تلوار چلنے لگی اجلال نے شاہزادے پر ہاتھ مارا شاہزادے نے بازو بچا کر کلائی
پر ہاتھ ڈالا اجلال نے گریبان پر ہاتھ رکھا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی
ہونے لگی اجلال نے سامنے کے کئی پیچ باندھے شاہزادے نے سب کا توڑ کیا
اجلال کا کوئی داؤن نہ چلا شاہزادے نے گردن پر ہاتھ رکھا بغلی ڈوب کر ٹکہ مارا
اجلال کو زمین سے اٹھا لیا اکھیڑ کر مارا اجلال چت ہو کر زمین پر گرا مگر کوئی زبردستی
اجلال کی نہ چل سکی شاہزادہ پلٹ کر پشت پر آیا سواری گانٹھ کر دو گھٹنے مارے اتجو
اجلال کو یقین ہوا کہ روح جسم سے نکل جائیگی شاہزادے نے بقوت چت کیا اور
چھاتی پر چڑھ بیٹھے کہا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اجلال نے کہا مین تابعدار
ہوں آپ کی اطاعت کرتا ہوں مین آپ ہی کا نام نامی سنکر آیا تھا شکر ہی کہ آپ کے
ہاتھ سے زیر ہوا آپ کا جمال اسلام دیکھکر سیہ ہوا زنگ کفر دل سے دور ہوا قالب کو
میرے سرور ہوا شاہزادہ اٹھ کھڑا ہوا اجلال قدمون پر گرا شاہزادے نے سینہ
سے لگایا چوبیس ہزار قزاق مسلمان ہوے جب شاہزادہ اُن سب کو لیکر داخل بارگاہ

ہوا دخان کا یا تو دخان سیہ رو نام تھا شاہزادے نے دخان جو افسر دنام رکھا
دخان عاشق جمال بے مثال ہو تیسرے دن شاہزادے نے غسل صحت کیا دخان
نے روشنی کرائی طائفے بلائے جلسہ آراستہ ہوا اجلال و دخان نے چابک سے
کہا ای مہتر والا گہر آج تو خوشی کا دن ہے کہ آقا نے غسل صحت کیا سب سے زیادہ خوشی
یہ ہے کہ کوہ دخان سے تا کوہ فیروزہ میری عملداری ہوئی شاہزادے نے مجھکو کل کا
افسر کیا اگر آج مناسب ہو تو ایک شے تم بھی گاؤ چابک صبا رفتار نے بیٹھکر محفل مین
یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے ۔ نظم

از دم مرغ دل امشب سوے گلزاری آید ... کہ ما باد صبا بوے ز زلف یاری آید
مشو آزرده دل مجنون ز سنگ کودکان ہرگز ... کہ زین سان بر سر عاشق بلا بسیاری آید
دلیس فرہاد زد تیشہ بہ کوہ بیستون عشق ... ہنوز از بیستون آن نالہاے زاری آید
سر آسودگی داری سر اہل ملامت شو ... کہ بر سر ہر چہ آید بر سر دستاری آید
چہ غم گر بر سر کویت بہ زنجیر جنون آیم ... برہمن ہم بگرد کعبہ با زنارے آید
زبون تر نیست گر ہر روز از روز دگر طالع ... چرا چندے مرا امسال یاد پارے آید
گروه عاقبت کیشان حذر از موجہ طوفان ... کہ از دریاے چشم جوے خون بسیاری آید
بطوف کعبہ لیلے ازان مجنون نمی آید ... کہ لیلی ہر نفس در دیده اش صد باری آید
سر دار محبت را شریعت دان ہمی داند ... کہ منصور دگر اینک بہ پاے داری آید
بوقت ناتوانی باز بالینم مکش دامن ... کہ قوت از عیادت در تن بیماری آید
ندانم چہ سرست اینکہ در دیر و حرم مخفی ... بگوش از ہر طرف آواز استغفاری آید

چابک نے جو یہ اشعار عبرت آثار گائے سب خوش بیٹھے ہیں تعریف چابک کی کر رہے
ہیں کہ دخان نے دیکھا شاہزادے کی آنکھوں مین آنسو بھر آئے اور ٹھنڈی سانسین
بھرنے لگے زانو بدلتے ہین دخان نے پوچھا ای شہریار مزاج کیسا ہے یہ سنکر شاہزادے
نے فرمایا ای رفیق و شفیق کیا پوچھتے ہو کیا تم سے بیان کرین اسوقت جو دور جام
چل رہا ہے چابک نے ایسے اشعار گائے کہ دل کو بیقرار کر دیا دل کو غم و الم سے

بعد دیکھا کیا کیفیت کہین اسوقت معشوق یاد آئی حقیقت یہ ہو کہ کچھ کہ نہین سکتے نظم

درس حقیقت را بیان دیگر است — این مدرس را زبان دیگر است
اختری اختر شناسان ترا — با فلک ہر دم قران دیگر است
تا بکے سرگرم کار این جہان — این جہان را ہم جہان دیگر است
از خراب عشق مے سوز جگر — نقل این مو از مکان دیگر است
درمیان خلق مے جوینا و نیست — طالب حق را مکان دیگر است
رہرو راہ طلب را ہر قدم — ہمرہے با کاروان دیگر است
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را — با غمت راز نہان دیگر است
کس نمیداند کہ منزل در کجاست — ہر کسے از کاروان دیگر است
درنیابد غیر چشم حق شناس — مرد میدان را نشان دیگر است
درنیابد ہر کسے اسرار عشق — این معلم را زبان دیگر است
پرتو اقبال صاحب ہمتان — مختفیا از آسمان دیگر است

وخان نے عرض کی غلام اس مطلب کو نہین سمجھا فرمایا کہ بہزاد سے بدلا لینا ہی آ
وہ بدعت کی کہ آجتک کلیجے پر چھریان پھر رہی ہین وخان و اجلال نے عرض کی
حضور جس مقام پر تشریف لیچلین لشکر اسکا لوٹ لین لشکر مین ہتھیار نہ باقی رہے
ایسا لوٹین کہ پھر آباد نہ ہو اور اگر فرمایئے تو لشکر کا نشان نہ باقی رہے غلامون سے
کوئی نہ آگاہ ہو جہانگیر نے کہا تمسے کہین گے اب تو دربار برخاست کرو ہر چند کہ
وخان و اجلال نے کہا کہ تھوڑی رات باقی ہی چند طائفے جو آئے ہین اُنکو بھی
شرف بخشیے فرمایا کہ اب تم سنو ہم سوئینگے یہ کہکے شاہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا اپنی بارگاہ مین
جاکر سوچنے لگا کہ ای جہانگیر بہزاد اپنے مقام پر کہتا ہوگا کہ مین نے فرزند صاحبقران
کو قتل کیا یکہ و تنہا چلین اُسکی بارگاہ مین جاکر ہنگامہ ڈالدین اور اُس سے سوال کرین
کہ معشوق کو ملوادے اگر وہ تامل کرے تو پھر تلوار کھینچین صاحبان دست راست
کو بھی ثابت ہو کہ دست چپ ایسے ہوتے ہین پلنگ پر سے سر اُٹھایا دیکھا کہ چابک

بھی سو گیا شاہزادے نے ہتھیار جسم پر لگائے بیرون بارگاہ آئے دیکھا سائیس بھی
سو رہا ہو گھوڑا چوکی پر لگا ہو شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا طرف لشکر کے چلا یہان
بہزاد کئی میلسن داریان کرچکا آٹھ دس جوانون کو قتل کیا بیس بائیس جوان زخمی کیے
اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کئی سی پہلوان گرد ذکر کر رہا ہی کہ مین نے بسر حمزہ کو مار ڈالا کوئی
مجھسے بدلا نہ لے سکا بھائی اُسکے نکلے وہ بھی میرے ہاتھ سے زخمی ہوے اب سرداران
حمزہ کو ڈھونڈ ونگا شل لندھور و مالک اگر انکو مار لیا تو پھر حمزہ سے مقابلہ پڑیگا حمزہ
مرد ضعیف ہی یقین ہی کہ میرے مقابلے مین نہ آئے لندھور پر انکو جیرا نازہی جسدن لندھور
کو مارا اُسی دن صاحبقران کے حوصلے شکست ہو جائینگے پھر میرے مقابلے مین ہرگز نہ آئینگے
پھر طلسم کشا کو للکارونگا جسدن طلسم کشا کو زیر کیا فوراً قتل کرڈالونگا رفیق کہہ رہے ہین
حضور آپ نے ایسی میدان داریان کین کہ مسلمان آپکے نام سے تھرتے ہین
پہلوانون کو آپکے نام سے غش آتے ہین رفقا تو یقین کر رہے ہین بہزاد طبلہ رہا کہ
جہانگیر آتے آتے لشکر ہفت پیکر مین آئے کسی سے پوچھا کہ بارگاہ بہزاد کونسی ہی
ایک سوار نے بتا دیا کہ وہ سامنے بارگاہ زربفتی جو ہی اُسمین بیٹھے ہوے ہین وہ بارگاہ
انکو خداوند نے دی ہی جہانگیر یہ دریافت کرکے دربارگاہ بہزاد پر آئے درگہ سالار کو سلام
کیا درگہ سالار نے پوچھا ہی جوان تو کون ہی جہانگیر نے کہا تمھارے آقا کی ملاقات
کو آئے ہین مرد سپاہی ہین روزگار منظور ہے درگہ سالار نے کہا آجکل مصاحبون
کی ضرورت ہی تمکو مصاحبون مین داخل کریگا کیا مضائقہ ہے چلے جاؤ دنگل زرین پر تشریف
رکھتے ہین جسوقت تمکو دیکھین گے پہنا فرمائین گے جہانگیر قرق زنجیر ہٹا کر گھوڑے
سے کود کے اندر بارگاہ بہزاد کے آئے دیکھا دربار پہلوانون سے بھرا ہوا ہے
جہانگیر نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بہزاد نے سر اُٹھا کر کہا یہ کون
بے ادب ہے کہ ہماری بارگاہ مین نام خداے نادیدہ کا لیتا ہی سر اُٹھا کر دیکھا
کہ شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر سامنے سے آتے ہین پہلو سے بہزاد مین ایک پہلوان
فولاد خارہ شکن نامے بڑا پہلوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست

بہ غرور بیٹھا ہی شاہزادہ اسی کے پاس آیا فولاد سے کہا ذرا دنگل سے اٹھو ہم تمھارے
مالک سے باتیں کرینگے فولاد نے طرف وزیرون کے دیکھا کہ اپنے مقام سے اٹھون
یا نہ اٹھون وزیرون نے اشارہ کیا کہ خبردار اپنے مقام سے نہ اٹھنا اگر اٹھو گے تو
ذلیل ہو گے کچھ لیاقت نہ باقی رہیگی فولاد نے کہا ای جوان کیا سب مین مجھی کو ذلیل
سمجھا ہی اتنے پہلوان بیٹھے ہین اور کسی کے دنگل پر بیٹھو جہانگیر نے کہا تمکو سب سے
جلیل سمجھا کہ قریب مالک کے بیٹھے ہو ہم تمھارے دنگل پر بیٹھکر تمھارے مالک سے
کچھ کلام کرینگے فولاد نے کہا ای جوان میرے پاس سے جا مین اپنے دنگل سے ہرگز نہ اٹھونگا
جہانگیر نے ہاتھ بڑھایا کہا ہم تمکو زبردستی اٹھا دینگے فولاد نے خنجر مارا شاہزادہ جہانگیر
نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کے خنجر چھین لیا کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا دنگل
سے فولاد کو اٹھا لیا گرد سر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ سر فولاد کا غرق زمین ہو گیا ٹانگین
تھرائی رنگین روح بجس نے جسطرف سے راستہ پایا جسم سے نکل گئی لاشہ سرد ہو کے
زمین پر گرا اس زبردستی کو دیکھکر بہزاد کانپ گیا مگر شاہزادہ جو دنگل پر بیٹھا لنگر
مارا کہ چارون پولین دنگل کی چرچرا گئین بہزاد دیکھنے لگا شاہزادے نے فرمایا کہ ای
بہزاد تو نے مجھکو بہ مکر زخمی کیا تھا خدا نے میرا علاج کیا کہ مین زندہ تیرے سامنے
آیا میرے ہتھیار منگا دے اسی مین خیر ہی اور ایک شی اور طلب کرتا ہون مگر بہتر یہی ہی کہ دونون سوال میرے پورے کر بہزاد نے کہا دوسرا سوال کیا ہی جہانگیر نے کہا
دختر تیری قمر طلعت ہماری معشوقہ ہی اسکو بلوا کر ہمارے ساتھ کر دے ورنہ سارے
دربار کو خون سے لال کر دونگا بہزاد یہ سنکر کانپ گیا مگر جرأت پر حیران ہی کہ میرے
دربار مین بیٹھا ہوا یہ باتین کر رہا ہی اگر مین اسکو مار ڈالونگا تو پہلوان بدنام کرینگے
کہ اکیلے کو مار لیا جواب دیا کہ ای جوان مین نے نہایت ضبط کیا ورنہ جواب تیری بات
کا زبان تیغ سے دیتا جہانگیر نے کہا مین اسی کا مشتاق ہون کہ تلوار کھینچ اپنے مقام
سے اٹھ تو نے مکر سے مجھکو زخمی کیا تھا اب مین ہوشیار بیٹھا ہون بہزاد نے
ہتھیار منگوا کے سامنے رکھے کہا یہ ہتھیار حاضر ہین انکو لیجیے اور اپنے لشکر مین

جائیے طبل جنگی بجوا کر میدان میں آیئے سر میدان مقابلہ ہو سب جرأت کو دیکھ لیں گے کہ
کسنے کیا کیا آپ کے والد نامدار کہ جنھوں نے ہزاروں معرکے دیکھے وہ قدر دانی کریں گے
جہانگیر نے کہا میں بدون معشوق کے لیے نہ جاؤنگا یہاں شاہزادہ بہزاد سے یہ مردادہ
کلام کر رہا ہی وہاں اصل جابک کی آنکھ کھلی پلنگ پر شاہزادے کو نہ پایا گھبرا کر باہر نکلا
خبر پائی کہ چوکی کا مرکب بھی نہیں ہی جابک کو یقین کامل ہوا کہ کل شاہزادہ بہت بیقرار
تھا برائے مقابلہ بہزاد گیا ایسا نہ ہو کچھ خرابی ہو کہ اجلال و دخان آئے پوچھا کہ ای
جابک خیر تو ہی جابک نے کہا میں سو رہا تھا شاہزادے نے اُٹھکر ہتھیار اپنے جسم پر
آراستہ کیے چوکی کا مرکب لیا سوار ہو کے مقابلۂ بہزاد میں پہونچے میری سمجھ میں تو یہی
آتا ہی مگر افسوس یہ ہی کہ اُس شیر بیشۂ جرأت نے غلام کو بھی اپنے ساتھ نہ لیا بلکہ وہ تنہا
تشریف لے گئے یقین ہی کہ جا کر بہزاد سے مناظرہ کریں اجلال و دخان نے کہا ہم بھی
فوج لیکر چلتے ہیں دونوں نے نکلکر نفیر بجائی چھتیس ہزار قزاق تیار ہو کے آئے
اجلال و دخان سوار ہوئے لشکر لیکے چلے سب کے آگے جابک روانہ ہو گیا یہاں
ہرکارے لشکر اسلام کے جو گئے ہوئے تھے خبریں لیکر خدمت صاحبقران میں پہونچے
چونکہ صاحبقران فرما چکے ہیں کہ میرے سامنے کوئی نام جہانگیر کا نہ لے ہرکارے حیران
کھڑے تھے کہ ایسی خبر کیونکر چھپائیں مگر صاحبقران سے کیونکر کہیں کچھ منھ سے نہ بولتے
تھے خواجہ عمرو نے جو شاگردوں کو دیکھا کہ خاموش کھڑے ہیں سمجھے کہ کوئی خبر ایسی
لائے ہیں کہ نہیں سکتے اور چھپانا بھی ناممکن ہے کہ چھپا دیں خواجہ اپنے مقام سے
اُٹھکر پاس شاگردوں کے آئے پوچھا کیوں خیر تو ہے کیوں پریشان ہو کیا خبر لائے
ہرکاروں نے خواجہ سے بیان کیا کہ اُستاد شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر زندہ و صحیح و سالم
بارگاہ بہزاد میں آئے وہ سوال جو اُس سے کیے ہتھیار تو اُسنے منگوا دیے اب اُسکی
دختر کو مانگ رہے ہیں کیونکر وہ گوارا کرے کہ بیٹی کو بلوا دے چہرے پر اُسکے پسینہ آگیا
باتوں سے اُنکی گھبرا گیا کانپ جاتا ہی مگر بڑا ضبط کر رہا ہی جواب دے رہا ہی
اور کہتا ہی اپنے لشکر میں جاؤ طبل جنگی بجوا کر میدان میں آؤ اگر مجھکو زیر کرنا تو تم معشوق

کو لینا جہانگیر بگڑے ہوئے بیٹھے مین ابھی ہی کہے جاتے ہین عمرو نے یہ خبر شاہزادۂ
بدیع الزمان سے کہی بدیع الزمان نے سب بھائیون سے اطلاع کی اٹھارہ فرزندان
صاحبقران اپنے اپنے مقام سے اُٹھے ایک نے ایک سے اشارہ کیا کہ بارگاہ بہزاد
مین چلو سب نے پہلے بدیع کچھ حیلہ کرکے اُٹھے باہر نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوے
طرف بارگاہ بہزاد کے چلے انکے بعد چوگان بن حمزہ و فرخ و نجت و نور الدہر و قاسم
و ایرج و شیر افگن و بادشاہ لشکر قاسم شاہزادہ عمر و گورزاد و ختنی وغیرہ اپنے اپنے
مقام سے اُٹھے باہر نکلکر پشت ہاے مرکب پر سوار ہوے طرف لشکر بہزاد کے چلے
اول بدیع الزمان در بارگاہ بہزاد پر پہونچے گھوڑے کو اُڑا کر چاہا جاؤن درگہ سالار نے
روکا بدیع الزمان نے طمانچہ مارا سر درگہ سالار کا اُڑ گیا بدیع الزمان اندر آئے بھائی
کو دیکھا کہ بہزاد سے کلام کر رہے ہین ایک طرف آکر ٹھہرے لوگون نے دیکھا کہ ایک شخص
ایک جوان زمرد پوش کھڑا ہی بہزاد سے اطلاع کی کہ پھر در بارگاہ پر بلوا ہوا شاہزادگان
خاور سپاہ بارگاہ مین گھس آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی کہ ایک طرف
سے نور الدہر جو پہونچے ایک جانب سے ایرج آئے اٹھارہ نوجوان سب تلوارین
کھینچے ہوے بارگاہ بہزاد مین آگئے بہزاد نے دیکھا اٹھارہ شیر بارگاہ مین کھڑے
ہوے جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین بہزاد حیران ہو گیا کہ مین کس کس کو جواب
دون کیونکر ان شیرون سے لڑون یکایک بیرون بارگاہ بلوا ہوا اور فریاد فریاد کی آواز
آنے لگی بہزاد نے سر اُٹھا کر پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہی دیکھا کہ چابک جست کرکے آیا پشت
پر اپنے آقا کی کھڑا ہے رومال سے مگس رانی کر رہا ہی کان مین جھک کر کہا آپکے سرداران
نامی و پہلوانان گرامی اجلال و دو خان چھتیس ہزار فوج سے لشکر کفار پر آپڑے
دشمنون کو قتل کر رہے ہین اور صاحبقران آپ سے ناراض ہین اٹھارہ بھائی آپکے
دربار مین آگئے جہانگیر نے کہا مین سواے خدا کے کسی کی مدد نہین چاہتا اب مدعا
دلی حاصل نہ ہوگا یہ کہکے بہزاد سے فرمایا کہ ای بہزاد اُٹھو تلوار کھینچو بارگاہ والون کو
معلوم ہو کہ دو جوان لڑ رہے ہین جسکو خدا چاہے گا وہ غالب ہوگا بہزاد نے کہا کہ

مین تو آپ سے کہہ چکا ہون کہ اگر مجھکو آپ سر میدان زیر کرینگے تو معشوق کو پائینگے
اگر مین غالب آیا تو آپ کو قتل کرونگا ہر کارون نے یہ بھی خبر بہزاد کو دی کہ لشکر
مسلمانان قوم کے سب قزاق بیباک چست و چالاک مع دو سرداران زبردست
آپ کے لشکر پر آپڑے آپ کا لشکر تاب نہین لا سکتا ہزارہا قتل ہوگئے بارگاہین
گرین خزانے لٹ گئے قزاق لٹیرے پہلے خزانے پر جا گرے بہزاد نے جہانگیر سے
کہا ای شہریار آپ کے سردار ہمارے لشکر کو لوٹ رہے ہین آپ انکو تو منع کیجیے
جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے چابک سے کہا ہر جا کر منع کرو کہ لڑائی موقوف کرین کیون
ای بہزاد کیا وعدہ کرتے ہو بہزاد نے کہا مین طبل جنگی بجوا کر میدان مین آؤنگا آپ میرے
مقابلے مین آئیے اگر آپ مجھکو زیر کرینگے تو بیشک معشوق دونگا یہ سنکر شاہزادہ جہانگیر
نے کہا ہم بیشک معشوق لے لین گے اسی باغ مین رہین بہزاد نے کہا اچھا جائیے
مگر جبتک میرے آپکے فیصلہ نہو باغ مین جانے کا ارادہ نہ کیجیے ورنہ مین اُسی طرح
پیش آؤنگا جہانگیر نے کہا سر دربار ہمنے تمھاری دختر کا نام لیا اب تمھین اختیار ہی
تمنے ہمارا کیا کر لیا بہزاد سر جھکا کر خاموش ہوا چابک نے نکل کر جلال و دخان
کو منع کیا تب ان سب نے تلوار روکی شاہزادے نے سب کو ساتھ لیا اٹھارہ بھائی
بھتیجے ساتھ بدیع الزمان نے کہا ای برادر اول چلکر صاحبقران سے خطا معاف کراؤ
ہم لوگ سفارش کرینگے ورنہ صاحبقران کا حکم ہے کہ ہمارے سامنے کوئی جہانگیر کا نام
نہ لے جہانگیر نے رومال سے ہاتھون کو باندھا تلوار گلے مین ڈال لی سر برہنہ پا پیادہ
لشکر مین آئے دربار صاحبقران مین پہونچے صاحبقران کے سامنے سے ہاتھ باندھ کر
کھڑے ہوے عرض کی ای قبلہ و کعبہ فرد- سر بکف پیش تو ای ظل آلہ آمدہ ایم ❊ سایۂ
رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ایم ❊ جو کچھ خطا غلام سے ہوئی ہو معاف فرمائیے ہر چند کہ ایسے
فرما چکے تھے کہ جہانگیر کا کوئی نام نہ لے نوجوان بیٹے کو جو اس حال سے دیکھا مہر پدری نے
جوش مارا گلے لگا لیا فرمایا ای نور نظر ہمنے سُنا تھا کہ دشمن تمھارے مارے گئے جہانگیر
نے کہا چابک نے بچایا دونون افسرون کو پیش کیا اجلال و دُخان نے آکر

قدمبوسی کی عرض کی بہزاد سے وعدہ ہوا ہی کل سر میدان مقابلہ ہو یہان بہزاد جو اپنی بارگاہ سے اٹھا روتا ہوا بارگاہ ہفت پیکر مین آیا کہا یا خداوند غلام کو فرزند حمزہ نے سر دربار ذلیل کیا ایسی تقدیر کیجیے کہ کل مین پسر حمزہ پر غالب آؤن اور طلسم کشا پر بھی کوئی آفت آئے ایک قدرت سے مجھکو بڑی شکایت ہو کہ قدرت نے ایسی تقدیر کی کہ مین نے پسر حمزہ کو مار ڈالا عیار اسکا پکر بھاگ گیا اسوقت قدرت نے تقدیر معقول نکی کہ عیار اسوقت نہ اٹھا تا مین پلٹتا تو سر کاٹ لیتا مین خیال کرتا ہون کہ قدرت کو مسلمانون کا بڑا پاس ہی کہ عیار کہان پہونچا دہ قزاق شریک ہوے چھبیس ہزار کی فوج ملی میری بارگاہ مین گھس آیا سر دربار مجھ سے کلام کیے اور قدرت نے تقدیر نہ کی پسر حمزہ نے مجھ سے گستاخی کی ہتھیار مجھ سے مانگے ہتھیار مین نے دیدیے وہ قمر طلعت کو مانگتا تھا یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین بیٹی مسلمان کو دون خیر جو قدرت نے کیا بہت بہتر کیا مین سمجھ گیا کہ اب قدرت کے قبضے مین تقدیر نہین ہی مگر اب کل کے لیے تقدیر مضبوط کیجیے کہ مین پسر حمزہ پر غالب آؤن عہد واثق کرتا ہون کہ اگر پسر حمزہ پر غالب آیا تو پلٹ کر قمر طلعت کو قتل کرونگا اور اگر قدرت قبول فرمائین تو خدمت قدرت مین اسکو حاضر کرون یہ سنکر ہفت پیکر نے خوش ہوکر کہا اے بندۂ خاص الخاص اب قدرت تقدیر مضبوط کرینگے تمھاری بیٹی کا خدائی لقب ہوگا سب اسکو سجدہ کرینگے معشوقۂ قدرت نکل گئی یہ کہکے حکم دیا کہ نام پر بہزاد کے طبل جنگی بجے کل ہمارا بندۂ خاص پسر حمزہ کو سر میدان زیر کریگا اور قمر طلعت کے پیٹ مین نور قدرت اتارینگے اسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہر کارے اہل اسلام کے جو براے خبر حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے بارگاہ مین آکے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو بہزاد نے طبل جنگی بجوایا ہی صاحبقران نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی بموجب حکم کے نقارۂ رزمی گرد گرایا مگر مصنف حال مصیبت مال اس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق ملکہ قمر طلعت شیرین ادا کا عرض کرتا ہی کہ وہ یاد مین شاہزادے کی بیقرار ہی کنیزون نے بھی یہی کہا تھا کہ آپ کے

باپ نے جہانگیر کو مار ڈالا عیار لاشہ اُٹھا کر لیگیا ملکہ آٹھ پہر رویا کرتی تھین جب بارہ دری سے نکلکر باغ مین آتی ہین روے گل دیکھکر بہت گھبراتی ہین آج جو سوکے اُٹھین پریشان پریشان ہین وہ جو جلیسین و ملکہ پر متعین ہین اُنسے کہا ذرا ہماری کنیزان قدیم کو بلادو جلیسون نے اُسوقت رحم کیا ایک کنیز کہ براے رفع حاجت جاتی تھی کہ نام اُسکا نرگس خوش نگاہ تھا پکارکر آواز دی بوا نرگس ذرا یہان آؤ ملکہ تمھین یاد فرماتی ہین نرگس قریب آئی ملکہ نے روکر کہا کیون بوا نرگس کیا تمکو اب ہماری صورت سے بھی نفرت ہی آج ہمارا حال بہت ابتر ہی دل بھی بیقرار و مضطر ہی کیا کہون اصل مین تو یہ کیفیت ہی نظم

کم نہیں وحشت میں بھی رتبہ مری توقیر کا
پانون میرا مردمک ہی دیدۂ زنجیر کا

کسقدر رغبت سے چوسا ہی دل مجروح نے
نطق تک باقی نہیں رکھا زبان تیر کا

ہی پریشانی ابھی سے زلف کو دیکھا نہیں
خواب سے پہلے اثر پیدا ہوا تعبیر کا

وائے قسمت حسن کی دولت کو لوٹیں تیرہ روز
طرہ ہاے شمع رکھتا ہی دہن گلگیر کا

مجھکو طفلی مین بھی فرقت کی غذا موجود تھی
خون ہو جاتا تھا قطرہ میرے منہ مین شیر کا

لاکھ دیرینہ ہو لیکن عشق سے بچتا نہیں
آفتاب اک داغ تابندہ ہی چرخ پیر کا

شب کو اُٹھتے ہین جو مین سینے سے آو کے
دن کو بجتا ہی جرس فریاد بے تاثیر کا

پاک وہ ہین کلک قدرت نے نہیں مس بھی کیا
صاف ہی کاغذ ہمارے نامۂ تقدیر کا

تھا وہ سوز استخوان چنگاریان اُڑنے لگین
آتش افشان ہو گیا تو ہاسنان تیر کا

اُسکو بھی تعلیم ہو شاید تمھاری شرم کی
کوئی کچھ پوچھے مگر چپ ہی دہن تصویر کا

زیب کی حاجت حسینون کو نہین ہو علی نسیم
پیرہن بے بخیہ ہے خورشید کی تنویر کا

ملکہ نے اسطرح رو رو کر یہ اشعار پڑھے کہ نرگس بھی رونے لگی کہا واری مین کنیز باوفا ہون جب سے پیدا ہوئی حضور کا نمک کھایا اور حضور ہی کے یہان پرورش پائی ملکہ نے کہا بوا نرگس آج مین جسوقت سے اُٹھی ہون دل تڑپ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہے جی چاہتا ہی گریبان پھاڑکر نکلجاؤن اپنا حال دل کسکو سناؤن کیونکر راز دل چھپاؤن افسوس ہے کہ میری آنکھون کے سامنے اُس ظالم اظلم نے اُس شہریار کو زخمی کیا خدا

کرے وہ شیر زندہ ہو ہر چند کہ عیار بھاگ گیا مگر تمام دنیا مین مشہور ہی کہ بہزاد نے اُس شیر کو
مار ڈالا صاحبقران سنکر برہم ہوے فرمایا کہ میرے سامنے کوئی اُسکا نام نہ لے اگر ہو سکے
تو ذرا دربار مین بہزاد کے جاؤ دریافت تو کر آؤ کہ شاید کوئی خبر اُس نوجوان کی ملے نرگس
نے کہا کنیز آنکھون سے جا دیکھے یہ کہکے نرگس نے مردانے کپڑے پہنے برلے خنجر
چلی دربار مین بہزاد کے آئی اُسوقت پہونچی کہ شاہزادہ دربار مین بہزاد کے آیا تھا اور
گفتگوے مذکور ہوئی تھی کنیز نے سب کو آنکھون سے دیکھا پلٹ کر خدمت ملکہ مین
آئی کہا اے ملکہ عالم مبارک ہو اس خبر کو جو عیار تھا کر لیگیا وہ قزاقون کو جاکر زیر کیے
صحیح و سالم دربار مین آپ کے باپ کے آئے اپنے ہتھیار لیے آپ کو مانگتے تھے خبر
لشکر اسلام مین پہونچی اُنکے بھائیون نے سُنا تھا رہ جوانان شیر دل بارگاہ مین بہزاد
کی آگئے آمادہ تھے کہ جہانگیر سے تلوار کھینچے تو ہم لوگ جا پڑین دونون قزاق چھتیس ہزار
فوج سے آ پڑے ہزارون ملازم قتل کیے شاہزادے نے دیکھا کہ ایسا نہو میرے
بھائیون پر کوئی دباؤ پڑے یہ فیصلہ کرلیا کہ ہم چلتے ہین تم طبل جنگی بجواؤ سر میدان
مقابلہ ہو آپکے باپ نے کہا کہ اگر مجھکو زیر کروگے تو مین قمر طلعت کو دونگا یہ مضمون
سُنکر ملکہ کا خوشی سے چہرہ سُرخ ہوگیا فرمایا نرگس سچ کہو تمنے جو یہ خبر سنی شاہزادے کو
آنکھون سے بھی دیکھا نرگس نے کہا واری یہ سب معاملہ میری آنکھون کے سامنے گذرا
ہی ملکہ نرگس کی بلائین لینے لگین کہتی تھین اے نرگس تو نے وہ خبر سنائی کہ تن بیجان مین جان
آگئی میرا تو عجیب حال ہی آج صبح سے مین زیادہ گھبرا رہی تھی دل سے کہتی تھی کیا موت آنیوالی
ہی اب ہم جمال بے مثال اُس شہریار کا نہ دیکھین گے اُس بیچیا کے کہنے سے بالکل امید
نہ تھی وہی کہتا پھرتا تھا کہ مین نے دشمنون کو مار ڈالا ایسے زندہ نکلے کہ دو قزاقون کو زیر کیا
اُنکو مع فوج ساتھ لائے وہی بڑھکر لڑے فوج بہزاد کے لوگ قتل کیے نرگس نے کہا
واری درست ہی وہ قزاق لڑے بھڑے جست و چالاک بیباک فوج پر آ پڑے بڑھ بڑھ کر
لڑے خیمے گرا دیے خزانہ لوٹ لیا آخر بہزاد نے شاہزادے سے فریاد کی کہ میرا لشکر
تباہ ہوتا ہی اب اپنے قزاقون کو منع کیجیے تب جاکر شاہزادے نے منع کیا قزاقون نے جو اپنے

آفاق کی صورت دیکھی تو جنگ موقوف کی یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی
واری لشکر مین طبل جنگی بجا ہی مشہور ہے کہ جہانگیر و بہزاد سے مقابلہ ہی ہر چند کو جہانگیر
کے بھائی بھتیجے نہین چاہتے کہ جہانگیر کو لڑنے دین مگر جہانگیر خود آمادہ ہین کہ مقابلہ کرون
آپ کے باپ نے بڑی شرط کی ہی کہ جبتک ہم سے فیصلہ نہ ہو باغ مین ملکہ کے نہ جائیے گا
ملکہ نے اُسی وقت سجدہ شکریہ پروردگار کیا کہ اے معبود حقیقی و اے جان بخش عالم تو نے
اُس شہریار کو زندہ سنا مین تو آمادہ تھی کہ اپنی جان دون لیکن تو نے اپنا فضل
شریک حال کیا اے معبود آنکھون سے جمال دیکھون تو قلب کو قوت ہو روح کو
راحت ہو ملکہ تو یہان خوشی کر رہی ہین نرگس کے آگے ہاتھ باندھے ہی کہ اے نرگس اگر
خدا نے اپنا فضل شریک کیا اور وہ بہزاد پر غالب ہوے تو انشاءاللہ لشکر مین اُنکے
چلنا ہوگا پہلے تمکو بھیجون گی میدان کارزار کی ہمکو دمبدم خبر کرنا کہ کیا معرکہ گذرا
نرگس نے کہا مین سویرے سے میدان کارزار مین جاؤنگی جو گذریگا وہ خبر پہونچاؤنگی
یہ کہکے نرگس اپنے مکان مین گئی ملکہ بارہ دری مین آ بیٹھین جشنون سے کہا صاحبو
تم لوگون کی تکلیف اور دو چار دن باقی ہی انشاءاللہ ہم لشکر صاحبقران مین جائینگے
تم اپنے اپنے مکان جاؤگی کنیزون نے عرض کی واری ہم آپ کے نمکخوار ہین آپ کے
والا سے ناچار ہین انھون نے حکم دیا مگر کوئی تکلیف تو کنیزون سے نہین پہونچی جو حکم ہو
وہ بجا لائین ملکہ نے کہا کسی کی خطا نہین ہماری تقدیر نے ہمکو یہ سامان دکھائے اب کچھ
چارہ نہین یقین ہے کہ بحکم پروردگار بعد رنج کے راحت ہو اور لشکر مین صاحبقران
کے پہونچین یہان تو یہ کیفیت ہی کہ طبل جنگی بج چکا تیاریان ہو رہی ہین جہانگیر نے
اشارے سے خواجہ کو اپنے پاس بلایا کئی لاکھ روپیہ کا مالا موتیون کا گلے سے اتار
ہاتھ باندھ کے عرض کی اے عم نامدار یہ خدمت مین حاضر کرتا ہون صاحبقران
سے مجھ سے صفائی کرا دیجیے ہر چند کہ قبلہ و کعبہ نے گلے سے لگایا مگر کدر رہنا یہ مجھپر
شاق ہے مجھکو حکم ملے کہ کل مین جو بہزاد پر میدان مین غالب آؤن تو ملکہ قمر طلعت
کو باغ سے لے آؤن عمرو نے کہا اے فرزند اسقدر دیر قرضہ ہے کہ آجکل

گھر سے نکل نہیں سکتے یہ جو کنٹھا یاقوت کا پہنے ہو اگر یہ بھی شریک کرو تو البتہ تدبیر بتادون
کہ تم صاحبقران قمر طلعت کو لیلے جاؤ مین جہانگیر نے کنٹھا بھی لئی لاکھ کا پیش کیا عمرو نے
کہا ایک عرضی طرف سے قمر طلعت کے پیش کرو مضمون اسمین یہ لکھو کہ ای یاور غریبان
وای دادرس بیکسان صاحبقران زمان اس کنیز کو دیبی کافرون مین چھوڑ دیا مین قبل سے
مسلمان ہوئی تھی عالم خواب مین بزرگان دین آئے مجھکو مسلمان کر گئے آپ کے فرزند
شاہزادہ جہانگیر کو مین نے بلایا تھا کہ اعتقاد مذہب مجھکو تعلیم فرمائین میرا باپ یہ خبر
سنکر آیا اُس شہریار کو زخمی کیا مجھکو قید کیا اب تک اُسی قید مین ہون امیدوار ہون
کہ مجھکو اس قید و بند سے رہا کیجیے اور آکر لیجائیے ورنہ مین خدا سے شکایت کرونگی کہ فرزند اسلام
راہ دین اسلام نے مجھکو کافرون مین چھوڑا میری ہدایت نہ کی جہانگیر نے اُسی وقت
چابک کو یہ مضمون تعلیم کیا اور کہا کہ پاس ملکہ کے جاؤ عرضی لکھوا کر لاؤ کیا خوب عمر نامدار
نے یہ تدبیر بتائی چابک فوراً گیا ملکہ نے جو چابک کو دیکھا فرمایا بھیا ہماری خوب خبر لی
ہماری تو عجب کیفیت تھی کیا بیان کرین نظم

مین وہ ایذا دوست تھا راحت سے مجکو غم ہوا — زخم کو ناخن سے چھیڑا درد دل جب کم ہوا
موسم پیری مین اپنا کچھ عجب عالم ہوا — جسقدر بڑھتا گیا سن ہر ارادہ کم ہوا
شب کٹی ہر پردہ دار عشق محو غم ہوا — رُک گئین آہین مزاج آرزو برہم ہوا
جان لی یاد لب شیرین نے تیرے ای صنم — میرے حق مین التفات انکھین بھی سم ہوا
رات بھر دیکھا تماشہ ہمنے برق و ابر کا — آہ کے شعلون سے جب دود جگر باہم ہوا
درد دل زخم جگر گو اُسنے ایذا تھی مگر — ترک صحبت جینے کی آخر کو اُسکا غم ہوا
زخم بڑھکر کھلگئے سینون پر اہل بزم کے — تھا جو شادی مرگ ہنس ہنسکر مرا ماتم ہوا
پھر وہی سامان ہوا رہتا تھا جسکا ہمکو غم — پھر مزاج زلف جانان ان دنون برہم ہوا
عمر کاٹی آرزوے وصل جانان مین نسیم — کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا

ملکہ نے یہ اشعار رو رو کر پڑھے کہا ای چابک ہمکو یہ امید نہ تھی کہ ہم شاہزادے کو زندہ
دیکھین گے مگر تمنے وہ کار نمایان کیا حقیقت مین رفیق ایسے ہی ہوتے ہین جو تمنے

گیا ہم تو یہ آرزو رکھتے تھے کہ جہان تمنے دفن کیا ہوگا وہان فقیر بنکر بیٹھینگے داغ دل کے
پھول چڑھائینگے چاپاک نے کہا کہ ایک عرضی لکھیے مضمون مذکور تعلیم کیا ملکہ نے خوشی خوشی
عرضی لکھی مُہرا پنی کرکے چاپاک کو دی چاپاک اُس عرضی کو خدمت مین جہانگیر کی لایا اور ملکہ
کو مژدہ دے آیا کہ صاحبقران زمان تمکو لینے آئینگے اُسوقت کی کیفیت خوشی ملکہ کی بیان
نہین ہوسکتی چہرہ خوشی سے سُرخ مثل آفتاب عالمتاب چمکنے لگا وہ مژدہ ذکر مقام پر
کنیزون کے آتی تھین ایک ایک کو جگا کر کہتی تھین کیون صاحبو ہمارے ساتھ چلوگی
کنیزین عرض کرتی ہین واری ضرور چلین گے فرمایا ہوا اٹھو اسباب اپنا بھی اور میرا بھی
نکالو نرگس کو بھی جگایا کہا ہوا تمنے خبر کا وعدہ کیا تھا نرگس آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی مردانے
کپڑے پہنکر واسطے خبر کے چلی نرگس نے آکر دیکھا کہ لشکر میدان کارزار مین آتے جاتے
ہین اول لشکر ہفت پیکر میدان کارزار مین آیا ہفت پیکر تخت پر سوار نوبت نقارے
بجتے ہوے تاج بڑا سا سر پر لباس جواہرنگار زیب جسم خود سر پر سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی
تنا ہوا نہایت کروفر سے لشکر خداوندی سے مخمور بہزاد او بھی بنا ہوا آگے لشکر کے بڑھا ہوا غرور کرتا ہوا
کہ آج پسر حمزہ کو قتل کرونگا میدان مین آکر ٹھہرا کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی دیکھا لشکر
صاحبقران زمان میدان کارگزار مین آتا ہے اول سرداران نامی و پہلوانان گرامی کا گذر ہوا
سب کے آگے پہلوان عادی بڑھے ہوے صفون کو آراستہ کرتے ہوے میدان
مین آکر پہونچے پھر لندھور و تاراک و بہرام فرداً فرداً میدان مین آئے کہ طبل سکندر پر
چوب پڑی آمد صاحبقران شروع ہوئی نرگس حیران دیکھ رہی ہو کہ پانچ ہزار
پانچسو پچپن سردار صاحبقران کو گھیرے ہوے میدان کارزار مین آکر پہونچے دوسری
طرف سے گرد اُڑی رستم پیلتن آگے بڑھے ہوے عیوق و جاروق دونون پہلوان
آگے بڑھے ہوے اہتمام کرتے ہوے ایک جانب جہانگیر والا تدبیر یہ تو ناظرین کو
ظاہر ہے کہ جہانگیر کو توسل دست چپ سے ہی اسوجہ سے رستم کے ساتھ آتے ہین مسلح
و مکمل لشکرون کو آراستہ کرتے ہوے اجلال و دخان چاہتے ہین کہ آج میدان
کارزار مین ہم نکلین جان شاہزادے پر نثار کرین میدان مین نام ہو آقا خوش ہون

ایک طرف آکر یہ بھی ٹھہرے گھوڑا جہانگیر کا رانون مین بیقرار ہوا جاتا ہی سبزۂ فلک کو
پامال کرون آسمان پر پہونچون تیزی مین کسی سے کم نہ رہون شاہزادہ جہانگیر گھوڑے
کو چمکاتے ہوے روک رہے ہین رانون مین دبایا نرگس نے آدب کی دیکھی جب
لشکر جم چکے نقیبون نے نقابت کی کرکیت کڑکا کہا رہے تھے کہ بہزاد نے گینڈا اپنا بڑھایا
میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
مگر سواے شاہزادہ جہانگیر کے اور کسی کو نہین چاہتا شاہزادہ جہانگیر نے جو اپنے
نام کا نعرہ سُنا مرکب کو مہمیز کر کے سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی اجازت میدان
ملے بادشاہ نے فرمایا ای عمر نامدار اور ملازم جائینگے آپ تکلیف نہ فرمائین جہانگیر
نے عرض کی حضور جانتے ہین اِس نامرد سے مجھکو کد ہی تصدق سے سب بلا رد
ہی بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ مگر اے عمر نامدار اِس بیحیا کے تیور پر بل ہی ذرا سنبھل
کے مقابلہ کیجیے گا فنون سپاہ گری صرف فرمایئے بفضل ایزدی اُس بیحیا کو مار کر آیئے
اور ای عمر نامدار آپ کو ایک مژدہ سُناتا ہون کہ آپ نے ایک سعی طرف سے
قمر طلعت کے میش کی تھی اُس پر امیر نے فرمایا کہ اپنی بہو کو لینے ہم خود جائینگے مجھ سے
شگفتہ ہوکر ارشاد فرمایا کہ خدا فرزند کو میرے اُس ملعون پر غالب کرے جہانگیر خوش
ہوگئے مرکب اُڑا کر طرف بہزاد کے چلے بہزاد نے جو جہانگیر کو آتے ہوے دیکھا
گینڈے کو مہمیز کرنے لگا جیسے ہی جہانگیر برابر پہونچے نکا وزن ہوا مرکب جہانگیر کا
تین قدم پیچھے ہٹا اور گینڈا اُسکا چھ قدم پسپا ہوا بہزاد نے جھلا کر نیزہ مارا جہانگیر نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے
ہین جہانگیر نے بعد چند طعنون کے نیزہ اُسکا کاٹا اور ایک تھپڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ
سے بہزاد کے نکلا لشکرون مین غریو ہوا کہ جہانگیر نے نیزہ بہزاد کا نکالا بہزاد نے
غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی تیغہ جوڑا جوہردار لنگردار خبردار کہکے ہاتھ
مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا فرمایا کہ او بہزاد ہوشیار ہوجا خبردار کہکے کمر تاکر سرپر
ہاتھ مارا بہزاد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا کہ اُبر سپر کے

دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تیغہ جو گرا خود و دو لبغہ و عرق چین کا کاٹ کر گینڈے
پر تیغہ گرا کہ مع گینڈے بہزاد کے چار ٹکڑے ہوئے مارے جا [illegible] دیکا کہ سات لاکھ
اُسکے ہمراہی جو کھڑے تھے لینا لینا کہکر دوڑے جہانگیر تیغہ پکڑ کر جا پڑے اجلال و دجان
نے جو دیکھا کہ آقا ہمارے گھر گئے ہین چھتیس ہزار قراقون سے آ پڑے تلوار چلنے لگی
ہفت پیکر نے کل فوج کو اشارہ کیا ستر لاکھ ساحر و غیر ساحر بلوہ کر کے آ پڑے بقول شاعر
فرد - دو لشکر بہم اندر آمیختہ + قیامت زگیتی شدہ انگیختہ + گیر و دار کی صدا بلند ہے
صاحبقران نے جو دیکھا کہ نور نظر پر بلوہ فوج کفار کا ہوا مرکب کو بڑھا کر نعرہ کیا یا شیاء

اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار
بیلکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

یکی تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر کا مرکب بڑھانا کہ رستم نے بھی اپنا مرکب بڑھایا کل سرداران نامی و پہلوانان
گرامی تلوارین کھینچکر جا پڑے تلوار چلنے لگی امیر نے پکار کر نعرہ کیا اور اسم اعظم
پکار پکار کر پڑھنے لگے رستم لوح چمکا رہے ہین دونون شیر رستمانہ ہنگامہ جنگ کر رہے
جسنے سحر کیا اور امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر پلٹ کر اُسی کے سینے پر پڑا توڑ کر سینے کو
پار گذرا رستم لوح چمکاتے ہین جسپر عکس لوح پڑ گیا وہ نابینا ہو گیا ہزارہا جادوگر اندھے
ہوگئے اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہو رہے ہین ہمراہیان لندھور جوانان ہندی
لڑے بھڑے کٹے جسپر جبیت کے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے دو پہر کامل تلوار
چلی ہفت پیکر نے جو یہ زبردستی اہل اسلام کی دیکھی پلٹ کر وزیر اعظم سے کہا
کہا دریافت تو کرو کہ ہمارے کتنے لوگ قتل ہوئے اور اہل اسلام کتنے مارے گئے
وزیر نے پرچہ نویس کو اشارہ کیا اُس نے تھوڑی دیر مین دریافت کر کے پرچہ
لکھا کہ تین لاکھ سوار و پیدل آپ کے لشکر کے مارے گئے اور اہل اسلام چار
زخمی ہوئے مگر کوئی اہل اسلام مارا نہین گیا ہفت پیکر نے یہ سنکر زانو پر ہاتھ
مارا کہا یارو دیکھتے ہو کہ اہل اسلام کیسے سمجھ کے لڑتے ہین اتنی بڑی شغلوبہ کہ

ستر لاکھ فوج قدرت کی اور اہل اسلام ساڑھے بائیس لاکھ مشہور ہیں لیکن کیا سمجھ کے لڑے کہ ادھر میں ... گئے اُنکا کوئی قتل نہیں ہوا یہ خبر پہونچی کہ کئی ہزار جوان زخمی ہوے وہ بھی ایسے زخمی ہیں کہ جنگ میں معروف ہیں میدان سے نہیں ہٹتے اب طبل بازگشت بجواؤ ورنہ شام تک لشکر کا خاتمہ ہوگا کون بچائیگا قدرت تدبیریں کر رہے ہیں ابکی مرتبہ دو روز سے ایسا انقلاب ہوا کہ تقدیریں خلاف ہوتی ہیں قدرت تقدیر کرتے ہیں مسلمان تدبیر سے پلٹ دیتے ہیں بہزاد کا مارے جانا قدرت نے کیسی مضبوط تقدیر کی تھی مگر سب تقدیریں اُلٹی ہوگئیں ہفت پیکر نے جو ناچار ہوکر کہا وزرا آپس میں کہتے ہیں یارو قدرت بہت ناچار ہو رہے ہیں خوف آتا ہو کہ ایک دن ایسی تقدیر نہ کریں کہ خود جلد تبدیل کریں یہ کہکر حکم طبل بازگشت پر چوب پڑی اہل اسلام قاعدے کے پابند ہیں فوراً تلوریں سیان میں کرکیں صاحبقران لشکر کو لیکر واپس ہوے نگاہ پڑی دیکھا کہ جہانگیر والا تبار دریاے خون میں نہاے ہوے علمشاہ کے ساتھ چلے آتے ہیں صاحبقران نے جہانگیر کو قریب بلایا عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ شہریار میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر جہانگیر بہزاد پر غالب آئے تو میں بہو کو لینے جاؤنگا وہ مسلمان مشتاق ہوگی کہ قید بند سے نکلوں ایرنے فرمایا ای فرزند ہم بھی اپنی بہو کو لینے جائینگے یہ کہکے صاحبقران نے مرکب بڑھایا کس سردار کی مجال تھی کہ ہمراہ صاحبقران کے رہجائے جملہ سردار پس پشت صاحبقران زمان سب کے آگے چاپک جست و خیز کرتا ہوا دوڑا کہ جاکر ملکہ کو خبر کردوں کہ صاحبقران خود تمکو لینے آتے ہیں چاپک باغ میں پہونچا کہا ای ملکہ عالم تیار ہوجیے آپ کے لینے کو صاحبقران آتے ہیں اُسوقت ملکہ کی خوشی کنیزوں سے پکار کر کہنا کہ جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ تیار ہو اب آج ہم اپنی سسرال میں جائینگے کنیزیں صحنچیوں سے نکلیں گٹھریاں صندوق پٹارے نکالنے لگیں ملکہ فرماتی ہیں کہ اری کمبختو میرے لباس کی جامدانی تو اُٹھالو بڑا صندوق ضرور لینا اسمیں تمام زیور ہی پھر وہ وزیرزادی سے کہو کہ قریب آؤ وے اسباب نکلوالے پڑا ناکو ٹھا کھلوائے اُسمیں سے بھی اسباب نکلواؤ چار جا

کنیزین دوڑی دوڑی پھر رہی ہین ملکہ نے گھبرا کر کہا صاجو مین تو اپنے ہوش مین نہین ہون تم لوگون نے بھی یاد نہ دلوایا کپڑے تو بدل ڈالون قبلہ و کعبہ کا سامنا ہوگا شانہ کش نے آکر کنگھی کی کھوری چوٹی گوندھکر پشت پر ڈالی جوڑا بھاری پہنکر دریاے جواہر مین غوطہ مارا در باغ پر ٹہلنے لگین کہ سامنے سے دیکھا آگے آگے صاجقران نامدار پشت پر جملہ سردار مغلوبہ سے پلٹ کر آئے ہین دریاے خون مین نہائے ہوے ہین صاجقران زمان در باغ سے آکر مرکب سے کودے ملکہ نے جو صاجقران زمان کو دیکھا خوف سے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا منھ اپنا دوپٹے سے ڈھانپ لیا براے تسلیم خم ہوئین صاجقران نے بہت پسند کیا سر چھاتی سے لگایا پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا اری نور نظر ہم تمھارے لینے کو آئے ہین کہ اسمین جہانگیر بھی داخل ہوے فرمایا ہان بیٹا سوار کراؤ جہانگیر یا توقیر نے اشارہ کیا ملکہ نے موتیون کا مالا توڑ کر امیر پر سے نثار کیا سر جھکا کر محافے مین سوار ہوئین گلچہرہ وزیرزادی ساتھ بیٹھی ہے امیر باہر تشریف لائے محافے کے ساتھ ساتھ چلا کنیزین اگون پر تانگون پر سوار ہوئین جہانگیر سر جھکائے ہوے چلے آتے ہین وہ جشنین جو طرف سے بہزاد کے تعینات تھین روتی پیٹتی بھاگین دربار ہفت پیکر مین پہونچین دست بستہ عرض کی یا خداوند ملکہ طلعت دختر بہزاد کو صاجقران لیے جاتے ہین اگر روکنا منظور ہو روک لیجیے ہفت پیکر اپنے مقام سے اٹھا لشکر مین قرنا کرائی باہر نکلکر کھڑا ہوا صف بندی ہوگئی کہ صاجقران سامنے سے نمایان ہوے پاے پر محافے کے جو ہاتھ رکھ دیا جملہ سردارون نے محافے کو سائے مین تلوارون کے لیا ملکہ نے وزیرزادی سے کہا صاجقران نے کنیز کا مرتبہ بڑھایا خود پاے پر محافے کے ہاتھ رکھا جملہ سردار مصروف خدمتگزاری ہین بڑے بھائی صاحب جہانگیر کے جو رشتے مین ہمارے جیٹھ ہوتے ہین وہ بھی ساتھ ہین دیکھو سر جھکائے ہوے چلے آتے ہین ہفت پیکر بہزاد کس بھروسے پر فوج لیکر نکلا ہے کیا مین اُسکی زرخرید ہون باپ کا دعوی تھا وہ مارا گیا خدا سب کی جان بچائے ایسا نہو جلوہ کردے تو بہت سخت لڑائی پڑے گی مگر ہفت پیکر

نے جو دور سے دیکھا کہ صاحبقران خود سمانے کے پائے پر ہاتھ رکھے ہین جملہ سردار
تلوارین کھینچے ہوے آمادہ ہین کہ ذرا کوئی اشارہ کرے تو جا پڑین ادھر بادشاہ بجاہ
کل فوج کو لیے ہوے کھڑے ہین منتظر ہین کہ اگر ہفت پیکر قصد کرے تو ہم بھی
جا پڑین لشکر ہفت پیکر سے لڑین ہفت پیکر نے وزیرون سے کہا مجھے قمر طلعت
سے کیا مطلب ہو لیے جاتے ہین لیجائین مین دخل نہ دونگا یہ کہکر ہفت پیکر پلٹا
صاحبقران نے قمر طلعت کو داخل بارگاہ کیا قمر طلعت کے اُترتے ہی شاہزادیون
نے قمر طلعت کو گھیر لیا بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین صاحبقران نے
فرمایا جہانگیر کا عقد ساتھ قمر طلعت کے ہوگا خواجہ زادون کو حکم ہوا شب کو جلسہ
آراستہ کیا گیا بعد ایجاب و قبول فرزندان بزرجمہر نے دونون کا عقد پڑھا جہانگیر
ساتھ معشوق کے داخل حجلۂ عروسی ہوے گوہر مراد حاصل کیا بطن سے اس شاہزادی
کے ایک صاحبزادہ پیدا ہوگا کہ وقت پر اُسکا ذکر کیا جائیگا طلسم خیال سکندری
مین اس شہر بیشۂ جراَت کا ذکر کرونگا خروج اُس صاحبزادے کا لائق ملاحظہ ناظرین ہوگا
لیکن ہفت پیکر اپنے مقام پر بیٹھا ہے کہ وزیر و مشیر بہزاد کے آکر حاضر ہوے مگر
مالک کے قتل ہونے سے سب پریشان وزیرون نے کہا قدرت نے سُنا کہ رات کو
ملکہ کا عقد ساتھ جہانگیر کے ہوگیا ایک وزیر نے تصویر ملکہ کی سامنے ہفت پیکر کے
پیش کی ہفت پیکر نے جو تصویر دیکھی مثل تصویر تصویر حیران جمال و محو دیدار ہوا
پکار کر آواز دی عیارون مین بھی کوئی ہے عیار بہزاد کا شب آہنگ جرخزن
اپنے مقام سے روتا ہوا اُٹھا کہا یا خداوند آقا میرا قتل ہوگیا مین پریشان ہو رہا ہون
مقام افسوس ہے کہ آقا نے مجھ سے نہ اطلاع کی اپنے زور کے گھمنڈ مین رہے ورنہ
مین پلٹ کے جا باب کو نہ جانے دیتا راہ مین جاکر پشتارہ چھین لیتا اور عیار کو قتل
کرتا اگر قدرت غلام کو نوکر رکھین اور غلام کی دستگیری فرمائین تو جو حکم کرین وہ بجالاؤن
ہفت پیکر نے کہا ای عیار طرار قدرت قمر طلعت پر مائل ہوے ہین اگر ہو سکے
تو چرا لا قدرت اُسکے پیٹ مین نور قدرت اُتارینگے شب آہنگ جرخزن آمادہ ہوا

ہفت پیکر نے ملازمون کو حکم دیا کہ نام شب آہنگ جر خزن کا کارخانۂ قدرت مین تحریر کرو یہ کلمہ سنکر شب آہنگ جر خزن نے کہا آج رات کو جڑا لاؤنگا شب کو شب آہنگ بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر ایک فقیر کی شکل بنکر لشکر اسلام مین آیا بارگاہ کو جہانگیر کی دریافت کرکے پشت بارگاہ پر پہونچا ایک مقام سے بیٹھکر نقب لگانا شروع کی گوشۂ بارگاہ جہانگیر مین سر نکالا ایک کنیز پڑی سوتی تھی شب آہنگ جر خزن نے اُسکو بیہوش کیا اُسکی صورت بنکے باہر نکالا دیکھا ملکہ مسند پر بیٹھی ہین اُس کنیز کی شکل بنا ہوا سامنے ملکہ کے آیا ملکہ نے کہا کیون نسیم کہان سے آئی ہے کہا واری ذرا اُٹھیے تو مین عرض کرون ملکہ گھبرا کر اُٹھین شب آہنگ گوشے مین ملکہ کو لایا کہا اے ملکۂ عالم آج شاہزادے نے غضب کیا ایک نازنین براے مجرا آئی تھی شہزادے کی اُس پر نگاہ پڑی اُسکو اپنے قریب بٹھالیا صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا فرمایا کہ کیا یہ مجھکو قمر طلعت سے شرمندہ کرائیگا وہ مجھ سے شکایت کریگی مین اُسکو کیا جواب دونگا مین اُسکو جاکر خود لایا ہون مین اُسکا آزردہ ہونا نہین چاہتا جہانگیر رنجیدہ ہوکر اُٹھ گئے الگ بارگاہ مین اُسکو بلوایا ہے وہان اُسکا ناچ سن رہے ہین یہ سُنکر ملکہ بہت بگڑی ایسی باتون مین شب آہنگ جر خزن نے لگا کر حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مارکر بیہوش کیا پشتارہ باندھا اُسی راستے سے نکلکر بھاگا اول شب کو اُسنے یہ عیاری کی جہانگیر بارگاہ صاحبقران مین بیٹھے ہین ابھی دربار بھی برخاست نہین ہوا جہانگیر نے چابک کو بلایا فرمایا کہ چابک اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہے جاکر ملکہ کی تو خبر لاؤ چابک جھپٹ کر در بارگاہ پر آیا سب نگہبان پاسبان اپنے اپنے مقام پر ہوشیار بیٹھے ہین چابک سوچا کہ سب طرح خیر و عافیت ہے کیا کہ پلٹ جاؤن مگر دل دھڑک رہا ہے یکایک دیکھا پشت بارگاہ جہانگیر پر ایک خاک کا ڈھیر ہے جھپٹ کے آیا دیکھا کسی نے نقب لگائی ہے نقب مین پھاند پڑا اندر بارگاہ ملکہ کے آیا ایک مقام پر ایک کنیز کو بیہوش پایا سمجھ گیا

کہ اسی کی شکل بنکر عیاری کی اندر آکے دیکھا ایک تہا خیمے مین پشتارہ باندھے کان تک
چابک کے ہوش اُڑ گئے بیتر اپہچان لیا کہ کسی عیار نے یہ حرکت کی گھبرا کے باہر نکلا نگہبان
سے کہا بارہ غضب ہوا ملکہ کو چرا کر کوئی عیار لیگیا مین اُسکے تعاقب مین جاتا ہون تم
شب آہنگ پشتارہ بدوش جاتا ہی ایک صحرا مین پہونچا صبح ہو گئی تھی دیکھا سامنے
لشکر غضنفر اُترا ہوا ہی قزاقون کو دیکھکر گھبرا گیا اودھر سے پلٹا دوسرے جنگل مین گھس گیا
خوف ہی کہ ایسا نہو کوئی قزاق دیکھ لے تو جان بچانا دشوار ہو جنگل مین بھاگا ہوا جاتا ہی
کہ ایک پہلو سے آواز آئی ارے جانے والے ٹھہر جا شب آہنگ نے دیکھا کہ درۂ کوہ
مین ایک جادوگر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی شب آہنگ سے آواز دی او ساحر مجھکو نہ روک
میرے پشتارے مین منظور نظر خداوند ہی قدرت راہ دیکھ رہے ہونگے ساحر نے
آواز دی خبردار قدم آگے نہ بڑھانا شب آہنگ رُکا ساحر نے سحر کیا کہ شب آہنگ
منھ کے بل زمین پر گر پڑا پشتارہ پشت سے کھلکر گرا ساحر نے جو اُس آفتاب
تابان کو دیکھا کلیجہ پکڑ لیا پکارکر آواز دی اے یہ تو معشوق خوبرو ہے اسکو لیکر
درۂ کوہ مین رہونگا مکان بناؤنگا قریب آکر قصد کیا کہ پشتارہ اُٹھاؤن زمین سے
پڑے پڑے شب آہنگ نے حباب بیہوشی مارا ساحر چیخ کھاکر زمین پر گرا۔
شب آہنگ نے کمند مارکر اُسکو قریب کھینچا اپنی رہائی کی خواہش مین اُس ساحر کا
سر کاٹ لیا ہاتھ پانون مین طاقت آئی پھر اُسنے پشتارہ اُٹھایا مگر ساحر کے مرنے کی
علامت ظاہر ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من صحرا نشین جادو بود چابک جو صحرا مین
پھرتا ہوا آتا تھا اُسکے کان مین بھی آواز آئی سوچا کہ کسی ساحر کو کسی نے گولہ مارا اُسی اور
پر متوجہ ہوا صحرا مین آکر دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہی اور ایک عیار اپنے
کو سنبھالتا ہوا پشتارہ بدوش جاتا ہی چابک نے للکارا کہ او عیار ذرا ٹھہر جا مجھکو
اتنا معلوم ہو کہ کسکا پشتارہ تیرے دوش پر ہی شب آہنگ نے جو پلٹ کر چابک
کو آتے ہوے دیکھا اور تیز بھاگا چابک نے بھی پیچھا کیا اودھر شب آہنگ
دامنے مین ایک صحرا کے پہونچا ہے کہ پہاڑ سے آواز آئی ارے او جانے والے ٹھہر جا

آگے نہ بڑھنا شب آہنگ نے سر اُٹھا کے دیکھا کئی سو قزاق بالاے کوہ بیٹھے
ہین ایک قزاق اُن سب کا افسر گھوڑا اُڑائے ہوے آتا ہی اب تو شب آہنگ
ناچار ہوا آخر ٹھہر گیا اُس قزاق نے نیزہ سینے پر شب آہنگ کے رکھ دیا کہا یہ
پشتارہ جلد کھول دیکھون اسمین کیا شی ہے شب آہنگ نے جو پشتارہ کھولا اُس
کوہ کا یہ قزاق مالک ہی افسر قزاقان لقب ہی بس ملکہ کو دیکھکر تھرا گیا اور کہا اے
بردہ فروش اس نازنین کو کہان سے لایا شب آہنگ نے کہا یہ نازنین منظور نظر
خداوند ہی مین لشکر مسلمانان سے چرا لایا ہون پاس قدرت کے لیے جاتا ہون اے افسر
قزاقان اسکے مقدمے مین دخل نہ دو اگر قدرت کو خبر ہو پہنچیگی تو سنگ سیاہ کر دینگے
قزاق نے جوش محبت مین کچھ خیال نہ کیا ملکہ کو اٹھا کر کہا اے عیار اپنی جان کو غنیمت
جان میرے سامنے سے بھاگ جا ورنہ ایک نیزہ ماردونگا یہ سنکر شب آہنگ روتا
پیٹتا بھاگا کہ جاکر خداوند سے اطلاع کرون جو کچھ قدرت کو کرنا ہو وہ کر گذرین وہ قزاق
ملکہ کو لیکر بالاے کوہ آیا ملکہ کو ایک قطعے مین لایا ایک مکان مین لاکر پشتارہ کھولا
ہوشیار کیا ملکہ یا تو اپنے گھر مین کنیز سے باتین کر رہی تھین یا اپنے کو اور مکان مین
پایا ایک شخص غیر سامنے کھڑا ہاتھ جوڑ رہا ہی ملکہ نے کہا اے شخص تو کون ہی کہ طالب صحبت
ہوا ہی کہا حضور مین افسر قزاقان ہون جو اسطرف سے نکلتا ہی اُسے لوٹ لیتا ہون
دو سو قزاق میرے ملازم ہین سب آپکی خدمتگاری کرینگے ملکہ نے کہا او نابہنجار
خبردار ہاتھ نہ لگانا ورنہ مین اپنی جان دونگی زندہ مجھکو نہ پائیگا افسر سامنے بیٹھکر
باتین کرنے لگا کبھی ہاتھ جوڑتا ہے کبھی بیقراری مین عرض کرتا ہی کہ اے شہنشاہ خوبی
وادی حسن و باغ محبوبی میری جان جاتی ہے آپ توجہ نہین فرماتین غلام کی تو یہ کیفیت ہی

نظم

قرار دل کو ہوا اضطراب کے بدلے — وہ لطف کرنے لگے اب عتاب کے بدلے
طریق یار نے شرم و حجاب کے بدلے — حیا کے پردے ہین رخ پر نقاب کے بدلے
شہید کرتا ہی منظور کسکا قاتل کو — رنگے لہو مین ہین کپڑے شہاب کے بدلے

پیے گا جو وہ میخوار ساغر گل مین — بجھے گا سینۂ بلبل کباب کے بدلے
وہ بادہ نوش ہون جاتا عجب دبستان مین — بغل مین رہتی تھی بوتل کتاب کے بدلے
خیال یار مین جھپکی نہین پلک تا صبح — تمام رات مین جاگا ہون خواب کے بدلے
جو ایک گل کو بھی گلچین لگایا تونے ہاتھ — قلم کرونگا ترا سر گلاب کے بدلے
الٰہی میکدے مین موج مے سے طوفان ہو — بہے بہے پھرین ساغر حباب کے بدلے
صنم سمجھ کے لیے بوسے سنگ اسود کے — گناہ مجھ سے ہوے ہین ثواب کے بدلے
سپہر سفلہ نے دیکھا نہ حسن معنی کو — کیا مجھے نظری انتخاب کے بدلے
مرید پیر مغان ہون مری وصیت ہے — مجھے شراب سے دے غسل آب کے بدلے
مین تھوکنے کا نہین ہو پیالۂ لب یار — پیونگا زہر ہلاہل شراب کے بدلے
معاف ضربہ کردن قطرۂ عرق سے ترے — جو ایک شیشے سے کوئی گلاب کے بدلے
نہ دیکھے مرے اعمال کی مکافاتین — ہزار بار فرشتے عذاب کے بدلے
جواب مجھ سے نکیرین جب کرینگے زند — ہو الغفور سنین گے جواب کے بدلے

یہان چابک صبا رفتار صحرا مین آیا تھا اسی عیار کو جو آتے ہوے دیکھا ایک گوشے مین حلقے کمند کے خس پوش کرکے بیٹھا جب شب آہنگ آیا تو اسکو گرفتار کیا ایک نخل مین باندھکر پوچھا اوسکا ریچ بتا کہ پشتارہ کیا کیا شب آہنگ نے بیان کیا چابک نے عیار کو وہین بندھا ہوا چھوڑا آپ طرف جہانگیر کے چلا یہان جہانگیر جو بارگاہ مین آئے ادہر خبر سنی کہ ملکہ کو کوئی چرا لیگیا نہایت بیقرار ہوے یہ بھی خبر سنی کہ چابک فکر مین گیا ہی کنارے پر لشکر کے چابک کا انتظار کر رہے ہین مرکب تیار ہی سردار گرد گھیرے کھڑے ہین انتظار چابک کا کر رہے ہین کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی چابک بدحواس دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار راہ مین ایک پہاڑ پر [illegible] ہے اوسنے ملکہ کا پشتارہ چھین لیا جہانگیر یہ سنتے ہی پشت مرکب پر سوار ہو طرف اوس پہاڑ کے چلے یہان اوس عیار کو کاہ فروشون نے کھول دیا شب آہنگ کھلتے ہی بھاگا دربار ہفت پیکر مین آیا تمام کیفیت

ہفت پیکر سے بیان کی ہفت پیکر نے کمال حجاب سے کہا اب یہ وقت آگیا کہ ایک
ایک قزاق معشوقہ کو قدرت کی چھین لے یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ افسر کی مشکین
باندھکر لائے لالان خون قبا ایک پہلوان مجمع سے اٹھا کہا یا خداوند اس قزاق کی
مشکین باندھکر لاؤنگا خدمت مین قدرت کی پہونچاؤنگا اور معشوق کو محافے مین سوار
کرکے لاتا ہون اُسنے بڑی بے ادبی کی شب آہنگ نے لالان کو ساتھ لیا ساٹھ ہزار
کی جمعیت سے لالان چلا یہان افسر قزاقان عرصے تک ملکہ کی منت کیا کیا جب دیکھا
کہ یہ کسی طرح نہیں مانتین اُٹھکر باہر آیا برسر کوہ بیٹھا ہی انتظار کر رہا ہی کہ کوئی قافلہ نکلے
تو لوٹون کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی ایک پہلوان ساٹھ ہزار فوج سے آتا ہے
ہرکارے نے خبر دی کہ لالان خون قبا پہلوان کو قدرت نے بھیجا ہی افسر نے کمان
کاندھے سے اُتاری دوسو قزاق کمانین لیکر لیس ہوے تیر مارنے لگے سوار و پیدل
لالان کے گرنے لگے ہرچند چاہتا ہی گینڈا بڑھاؤن عقاب تیر یہ کھولکر آتے ہین
سوار و پیدل کو گراتے ہین لالان ساتھ والون سے کہتا ہی یارو پہاڑ پر چڑھنا تو
بہت دشوار ہی گھیر کر انکا اتر پڑین جب یہ پہاڑ سے اترین تو گرفتار کرین ساتھ والے
کہتے ہین ابھی تک خبر ہی کہ ملکہ کو قلعے مین بٹھا کر چلا آیا ہی عورت کا غیر مقام پر رہنا باعث
خرابی ہے جو کچھ کیجیے اسی وقت کیجیے لالان ہرچند گینڈے کو بڑھاتا ہی مگر تیرون سے
مہلت نہین ملتی تیرون کا مینہ چار سمت سے برس رہا ہی گینڈا بڑھاتا ہی پھر رُک
جاتا ہی افسر قزاقان آواز دیتا ہی اے پہلوان یہان سے پلٹ جا ہم لوگ قزاق ہین
پہاڑ سے تیر مار کر تمکو گرا دینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑین گے لالان پریشان ہے کہ اگر
سامنے قدرت کے پلٹ کر جاؤن ساتھ والے طعن کرین گے کہ ایک قزاق کو نہ گرفتار
کرسکے کیسا حجاب ہوگا اس فکر مین کھڑا دیکھ رہا ہے کہ بائین پر سے صحرا کے گرد اُڑی
دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال مرکب باد رفتار اُڑائے ہوے آتا ہی
صرف ایک عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ہی دوسرا سوار بھی ساتھ نہین ہے وہ سوار
گھوڑے کو اُڑاتے ہوے قریب کوہ پہونچا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین

ٹھرا گئی آواز دی او قزاق بدذات تو نے غضب کیا کہ عیار سے لشتارہ چھین لیا بہتر
اسی مین ہی کہ پہاڑ سے اُتر آ معشوق کو حوالے کردے یہ جو سب نامرد گھیرے کھڑے ہین
اپنے خوف نہ کر مین تجھے بچا لونگا ان سب کو شکست دونگا افسر قزاقان سوچا کہ اس اکیلے جوان
نے کیا کیا یہ اکیلا میرا کیا کریگا جواب دیا کہ ای جوان میری اوس محبوبہ پر جان جاتی ہے
مین ہرگز نہ دونگا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر افسر قزاقان نے جو یہ جواب دیا جہانگیر
کے تیور پر بل پڑگئے مرکب بڑھایا چند قزاقون کو اُسنے حکم دیا کہ اس جوان پر تیر مارو
جہانگیر نے فوراً کمر سے کھینچی تیرون کو قلم کرتے ہوئے چلے تھوڑی دیر مین قریب کوہ
پہونچے گھوڑے سے کودے دامن گردلنے آستینین چڑھائین گھاٹیون کو طے کرکے
پہونچے لالان کھڑا دیکھ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کیا جوان بے خوف ہی دم بھر مین
پہاڑ لے لیا اب پہاڑ پر جاتا ہی افسر قزاقان نے جب دیکھا کہ یہ جوان نہین رکتا چلا ہی
آتا ہی کئی سو من کا پتھر پہاڑ سے ڈھلکایا لالان نے اپنے ساتھ والون سے کہا اب یہ
جوان اس پتھر سے دب جائیگا مہلت دیا نگا جہانگیر نے جب دیکھا کہ پتھر قریب آیا سپر
کی اوجھڑ ماری کہ وہ سنگ کئی فرسنگ پر جاکر گرا لالان کے ہوش اُڑ گئے کہتا ہی یارو
یہ بڑا زبردست ہی کئی سو من کا پتھر کسطرح پھینکدیا قزاقون نے کئی پتھر پہاڑ سے
ڈھلکائے جہانگیر نے خیال بھی نہ کیا پتھرون کو اپنے سے دور کر دیا اسطرح جنگ
رستا نہ کرتے ہوئے گھاٹیون کو طے کرتے ہوئے بالائے کوہ پہونچے افسر نے بڑھکر نیزہ
مارا جہانگیر نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا قزاق نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا
جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر قزاق پلٹا اُبھا دے سے ہاتھ نکالا
خبردار خبردار کہکے ہاتھ ماردیا قزاق نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری
سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری افسر قزاقان کے دو ٹکڑے ہوئے
مرنا افسر قزاقان کا ساتھ والے ٹھرا گئے جہانگیر کو دیکھکر سب قزاق ڈر گئے رومال
سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے کہا ای شہریار ہم بدل و جان اطاعت کرتے ہین
مگر ان دشمنون سے بچائیے جہانگیر نے کہا انکو قضا پکڑ لائی ہی ابھی انکو ہٹائے دیتے

ہین ای مہتر والا گہر شتارہ تو ملکہ کا ومین اُترکر اس بیچاکو سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر
شاہزادے نے نعرہ کیا-او لالان مین آتا ہون مجھ سے تو مقابلہ کر لالان شوکت
دیکھکر گھبرا گیا تھا فوج کو ساتھ لیکر بھاگا جہانگیر نے معشوقہ کو پشت مادیان پر سوار کیا
دوسو قزاق ساتھ لیکر طرف لشکر کے چلے جا بک ساتھ ہی لیکن لالان خون قبا جو
بھاگا صحرا مین پہونچا تھا کہ ایک طرف سے گرد اڑی کیہان سرخ پوش بھائی لالان
کا بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا لالان سے پوچھا ای برادر کہان گئے تھے کہان سے
آتے ہو لالان نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہا وہ جنگل مین دیکھو معشوق کو لیے
جاتا ہی اب مین قدرت کو کیا منھ دکھاؤنگا کیونکر دربار مین جاؤنگا کیہان نے کہا ای
برادر ساٹھ ہزار فوج تمھارے ساتھ ہی ابھی گھیر لین دوسو جوانون سے کیا لڑیگا آخر
بھاگ جائیگا چلکر مادیان کو پکڑ لو اسی طرح اُس معشوقہ کو لیچلو سامنے قدرت کے پہنچا
لالان بھی بہادر ہوا بھائی نے جو سمجھایا کہا یارو چہار طرف سے اس جوان کو گھیر لو-
بہتر ہزار فوج نے شاہزادے پر بلوہ کیا شاہزادہ نعرہ کرکے پلٹا بے خوف فوج پر
جا پڑا اُن دوسو سے یہ کہا کہ یارو ملکہ سے ہوشیار رہنا آپ یکہ و تنہا فوج دشمن پر
جا پڑے تلوار چلنے لگی کئی سو افسرون کو جہانگیر نے مار لڑتے بھڑتے قریب لالان
کے پہونچے مگر فوج کا چہار جانب سے بلوہ ہی اگر ایک کو قتل کرتے ہین دس اُسی مقام
پر آجاتے ہین جہانگیر قتل کرنے سے عاجز ہو رہے ہین ہر مرتبہ دعا مانگتے ہین کہ ای
خالق بے نیاز و ای رب کارساز عورت کا ساتھ ہونا باعث خرابی ہی دل کو بیتابی ہی
ای خالق لیل و نہار اس آفت سے بچالے

نظم

خدا قائم خدا دائم خدا ناصر خدا حافظ — خدا والی خدا حامی خدا مشکلکشا حافظ
بہر وقت و بہر حالت خدائے کبریا حافظ — خدا را ابتدا مالک خدا را انتہا حافظ
بجز ذات خدائے واحد و یکتا و لاثانی — نمی باشد کسے اندر سرائے دوسرا حافظ
بہر شہر و بہر قریہ نگہبانی کند مولے — بود حق کو بکو خانہ بخانہ جا بجا حافظ
برائے بندۂ مسکین بہ مسکینی و تنہائی — خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ

بنہ در مخزن حق نقد سیم و زر کی دانی — کہ تا در عاقبت سالم رساند مر ترا حافظ
ولا باشد خوف رہزن سالک راہ طریقت — اگر باشد براہ حق رسی آن رہنما حافظ
کجا آن بلبلان خوش بیان طوطی زبان قند — کجا سعدی کجا جامی کجا صائب کجا حافظ
بہ جسم و جان عالم در حفاظت و روز و شب دائم — بحال ہندی بیکس کرم فرما تو یا حافظ

بیقرار ہوکر جو شاہزادے نے ہاتھ بجانب آسمان بلند کرکے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحراسے گرد اٹھی یعنی اتفاقاً نقابدار زرین پوش کہ صحرا مین شکار کھیل رہا تھا عیار نے خبر دی کہ جہانگیر ذالاتدبیر دشمنون مین گھرا ہی وہین سے اُس نقابدار زرین پوش نے پودھا باگ کا لیا سامنے آکر نعرہ کیا باشیداہی کافران بیحیا و ای نابکاران بدفرجام نقابدار زرین پوش صاحبقران عصر بارہ ہزار جوانون سے جو گرا لشکر کو تلے اوپر کرتا جہانگیر لڑتے بھڑتے برابر لالان کے پہونچے نقابدار قریب گیہان کے پہونچا دونون شیرون نے دونون کے وار روک لیے تلوارین چھین کر دونون کو گیندون سے اُٹھالیا طرف آسمان کے پھینکا چو رنگ ہوائی قلم کیا ساری فوج تھوڑے عرصے مین مار کر بھگادی ہزارون قتل ہوے جب باقی فوج شکست کھا کے بھاگی نقابدار زرین پوش گھوڑا اڑا کر قریب شاہزادہ جہانگیر کے آیا کہا کہ ای بہادر صاحبقران انکی مان سے کہدینا کہ بہتر اسی مین ہے کہ بانے صاحبقرانی کے مرحمت فرمایئے انشاء اللہ ابکی مرتبہ جو میرا آپکا سامنا ہوگا جو آپ کو منظور ہے وہی ہوگا مین ابتک یہی چاہتا ہون کہ میرے آپکے مقابلہ نہ ہو بہ سہولیت بانے ملجائین یا حضور اپنے جانشین لندھور کو مجھ سے لڑوائین وہ گرز لگائین مین گرز انکا روکون یا بڑے صاحبزادے حضور کے علمشاہ نوجوان کہ آج کل انکی بڑی عظمت و شان ہے طلسم ہفت پیکر کو فتح کیا مجھ سے اُنسے مقابلہ ہو جائے مگر وعدہ کرکے مقابلہ کرین بوجہ کی تکرار کو مین نہین چاہتا ہون اور اے شاہزادہ جہانگیر صاحبقران زمان سے خوب سمجھا کے کہنا کہ غلام یہی چاہتا ہے کہ میرے آپکے مقابلہ نہ ہو بانے مجھکو پہونچ جائین مگر مقام تردد ہے کہ آپ یہی چاہتے ہین کہ اس

حقیر سے مقابلہ ضرور ہو یہ کہکے کمر سے تلوار نکالی نیام امیر محل کاشانی کا قبضہ اُلٹی کٹوری کا
سونا اُسپر پھرا ہوا کہا ای برادر اس تلوار کو تم باندھنا تم اپنے زمانے کے صاحبقران ہو
کیا کیا کار نمایان کیے اول مین تمھارا جانا طلسم نور افشان پر اور کوکب کا عاجز ہونا
اس طلسم ہفت پیکر مین بھی تم سے بہت بڑے بڑے کارہاے نمایان ہوے بہت
عمدہ لشکر جمع کیا ہی لو برادر رخصت ہوتے ہین شاہزادہ جہانگیر کو کلام سے نقابدار
کے ایک محبت ہاے گئی ہاتھ باندھ کر کہا امیدوار ہون کہ نقاب اپنے چہرے سے ہٹا
اور جمال جہان آرا اور صورت زیبا ہمی دکھایئے کہ مین مشرف بزیارت ہون یہ کلام سُنکر
نقابدار زرین پوش نے کہا ای برادر وہ بھی وقت آجائیگا کہ صورت دیکھنا بھی تو
صاحبقران زمان نے پردہ کرار رکھا ہی جسدن امیر باتو تیر سے فیصلہ ہوگا انشاء اللہ
اُسکے بعد اظہار نام ونسب کیا جائیگا ہر خرد و کلان ماہر ہوگا ہر شخص پر ہمارا حال عن وعن
ظاہر ہوگا ابھی موقع صورت دکھانے کا نہین ہی ای برادر والا گہر خفا نہونا ہمنے تمھارے
کہنے کے خلاف کیا ہی لیکن شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر نے یہ طرف دیکھا کہ سر پر
نقابدار زرین پوش کے باز سفید سایہ فگن ہی اس نگاہ محبت سے اپنے
صاحبقران کو دیکھتا ہی کہ نگاہ نہین پھراتا آٹھ پہر گرد سر پھرتا ہی بنگاہ محبت دیکھا
کرتا ہی لشکر بارہ ہزار سب جوانان صف شکن تیغ زن ایک سے ایک زیادہ بہادر
ایسے ایسے لڑے کہ بہتر ہزار کو بھگا دیا کھڑے کھڑے شکست دی شاہزادہ جہانگیر
کھڑے دیکھا کیے کہ نقابدار زرین پوش شکارگاہ مین گئے شاہزادہ جہانگیر واپس
ہوے قمر طلعت نے پوچھا کہ ای شہریار یہ نقابدار زرین پوش کون تھا جہانگیر نے
کہا یہ نقابدار کئی سال سے آتا ہی باباے صاحبقرانی کا یہ خواہان ہے ہمارے
قبلہ وکعبہ چاہتے ہین کہ ہم سے مقابلہ ہو نقابدار زرین پوش انکار کرتا ہی کہتا ہی
اپنے فرزندون کو لڑوائیے صاحبقران زمان کسی کا بھروسا نہین رکھتے تو وہی جاتے
ہین مقابلہ کرون شاہزادہ جہانگیر قمر طلعت سے باتین کرتے ہوے آتے
ہین سمک یلدائی نے رستم کو خبر پہونچائی کہ شاہزادہ جہانگیر

واسطے لینے معشوقہ کے یکہ وتنہا گئے ہین رستم نے فرمایا کہ ہمارا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہوا
گھوڑے پر سوار ہو کے نکلے کنارے پر لشکر کے آئے فرماتے ہین کہ کیون سمک کسطرف جاؤن
کہان اُس بہادر کو دریافت کرون ایسا نہو کہ کسی فساد مین پڑجائین برابر کا بھائی جرئی بھائی
ہمارے نام کا عاشق ماشاء اللہ کس دھوم سے شہرون کو فتح کرتا ہوا آیا سمک عرض
کرتا ہی کہ اگر حکم ہو تو مین آگے بڑھ کر دریافت کرون سرداران جہانگیر بھی تیار کھڑے ہین کہ صحرا
سے گرد اڑی دیکھا کہ جہانگیر پشت مرکب پر پہلو مین قمر طلعت مادیان پر سوار دوسی قزاق ہمراہ
خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین بڑے بھائی کو جہانگیر دیکھ کر شرمائے چابک سے اشارہ کیا
کہ تم قمر طلعت کو لیکر بارگاہ مین آؤ بھائی صاحب سامنے کھڑے ہین مجکو شرم آتی ہی چابک
نے کہا کہ حضور ہی کے مشتاق کھڑے ہین چابک ملکہ کو لیکر دوسری طرف سے بارگاہ مین آیا
جہانگیر سامنے اپنے بھائی کے آئے رستم نے گلے سے لگالیا فرمایا کہ اے برادر اسوقت کا تمہارا
جانا ہمپر بہت ہی شاق ہوا جب کوئی ایسی افتاد ہو تو ہمسے ضرور ذکر کرو یکہ وتنہا نکل گئے اگر
خدانخواستہ تمپر کوئی افتاد پڑتی تو ہم قبلہ وکعبہ کو کیا منہ دکھاتے جہانگیر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین
آئے ہرطرح سے نیک سمجھایا جہانگیر خاموش بیٹھے رہے یہان ہفت پیکر بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ ہرکارے
حاضر ہوے جہانگیر کی خبر سنائی کہ جہانگیر معشوق کو لیکر آگئے اور دوسی قزاق اپنے ساتھ لائے
ہفت پیکر نہایت ملول ہوا اور یہ بھی خبر سُنی کہ لالان پہلوان مارا گیا خاموش بیٹھا سوچ رہا ہی کہ
کیا کرون کہ آسمان پر لکہ ابر سیمابی پیدا ہوا اُس ابر مین رعد کی گرج برقین لوٹ لوٹ کر رہی تھین
ہفت پیکر دیکھنے لگا کہ وہ ابر پھٹا دیکھا تخت پر ایک ساحرہ اسباب سحر سے آراستہ چند کنیزین
پشت پر اُسنے تخت اپنا اُتارا ہفت پیکر کو سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا واسطے سجدے کے
جھکی ہفت پیکر نے دست شفقت پشت پر پھیر کر کہا اے مضطر سیماب وش کہان سے آئی کہو کیا
حضور کو یاد ہوگا کہ کوہ گلگون سے حضور نے کنیز کو روانہ کیا تھا کہ خراج ملکون سے لے آؤ مین گئی
سب ملک اسلام آباد دیکھے سنا کہ قدرت قصر عشرت مین ہین چند دنون کے بعد کنیز حاضر ہوئی یہان
عجب انقلاب دیکھا ہر مقام کو اسلام آباد پایا صرف یہ قصر عشرت قبضے مین دیکھا یہ کیا قدرت کو منظور
ہوا کہ طلسم برباد کرادیا جو کنیز کو حکم ہو وہ بجالائے سب کو سامنے سے ہٹادون جو حکم ہو بجالاؤن

ہفت پیکر نے سر جھکا کر کہا کہ اے مضمار تمہین اختیار ہے جو مزاج مین آئے وہ کرو ہمنے تمکو حکم دیا تمھارے مقدمے مین تقدیر پر مغبوط کرینگے مضمار نے عرض کی کہ میرے نام پر طبل جنگی بجے مضمار کے نام سے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے جاکر خبر پہونچائی امیر و رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا جابجا لشکرون مین تیاریان ہونے لگین عیاران لشکر اسلام یعنے برق و چالاک و خواجہ صورتین بدل کر لشکر ہفت پیکر مین آئے پھرتے ہوے سامنے بارگاہ مضمار کے پہونچے دیکھا کہ کئی سو کنیزین گرد بارگاہ کے بطور نگہبانون کے بیٹھی ہین اگر جانور پرند بھی نکلتا ہے تو اُسکو ماش کا دانہ مار کر گرا دیتی ہین اپنی دل لگی کیواسطے ایک ڈھول رکھ لیا ہے اُسکو بجا بجا کے یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین نظم

بھولے نہ بعد مرگ بھی ہم وصل یار کو ٹھوکر کی آرزو ہے ہمارے مزار کو
جلنے دیا نہ باغ مین اُس گلعذار کو روکا ہے باغبان نے نسیم بہار کو
زیبا ہے عشق زلف ولا مال دار کو اُلفت بہت خزانے سے رہتی ہے مار کو
دامن سے ارتباط مبارک ہو خار کو عریانی ہے پسند مرے جسم زار کو
اے ابر تر نہ بھیج میرے غبار کو پہونچا سکے گی پھر نہ ہوا کوے یار کو
کہیو صبا جو پائے تو اُس شہسوار کو روندا کبھی نہ آکے ہمارے غبار کو
پتے ارنڈ کے جو ہین دست نگار کو کیونکر لگے نہ آتش حسرت چنار کو
تنکا سمجھ کے دور کرے بزم یار سے فراش دیکھ لے جو مرے جسم زار کو
کرتا ہے قتل یاسون کو زیبا ہے گر کہین شمشیر آبدار ترے آبدار کو
نشتر لگائے اشک رگ ابر تر مین آج دکھلا دون جی مین ہے مژۂ اشکبار کو
کاوش دلون سے اُسکو ہے تلوون سے ہے ا آتش بہ دون نہ مین تری مژگان سے خار کو
پینا ہے جام کو مجھے اب خون محتسب شیشے کو توڑے وہ تو مین توڑون خمار کو
کیا جذب عشق ہے کہ ہوا جس طرف کی ہو سیدھا چلے غبار مرا کوے یار کو
ہے اسقدر عروج سے نفرت کہ بعد مرگ صرصر اُڑا سکیگی نہ ہمارے غبار کو
ناسخ کی التجا ہے کہ یا مرتضےٰ علیؑ کھینچو برائے قتل عدو ذوالفقار کو

خواجہ عمرو دو دسے یہ معرکہ دیکھکر ایک گوشے مین آکر چھپے ایکطرف آکر برق چھپا اُدھر

چالاک بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ ایک کنیز واسطے کسی کام کے اُٹھی برق نے اُٹھکر اُس کنیز کو بیہوش
کیا تبدیل اُسی کی شکل بناکر اُن ہی لوگون مین ملا سُنک سُنک کے گانے لگا کنیزین کہتی مین
کہ اری تو لالہ عذار رحم بڑی خوش آواز ہو کس لطف سے گا رہی ہو حقیقت مین تمھاری آواز پر جی
چاہتا ہی کہ بلائین لین او وہم کیا تعریف کرین برق نے کہا کہ بوا آجکل زلے کی شدت ہی جب
طبیعت صحت مین ہو تب گانے کا مزہ ظاہر ہو سب کنیزین تعریفین کر رہی ہین چالاک نے
جو دور سے دیکھا کہ برق جلسے مین پہنچ گیا گھبرا رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون کہ مین بھی اس جلسے مین
پہونچون اور مضمار پر عیاری کرون برق تو میٹھا ہوا گا رہا ہی دل مین سوچتا ہی کہ کیا عیاری کرون
کنیزون سے بھی پوچھتا جاتا ہی کہ ملکہ مضمار کیا کر رہی ہین کنیزین کہتی ہین سحر تیار کر رہی ہین کل وہ
آفت برپا کرینگی کہ اہل اسلام اپنی جان سے عاجز ہو جائین چالاک نے جب دیکھا کہ کوئی کنیز
اسطرف نہین آتی کہ اُسکو بیہوش کر کے مین بھی جا ملون آخر اپنے مقام سے اُٹھا در خیمہ پر کھڑا
ہو کے پکارنے لگا کہ اے ملکہ مضمار مجھے کچھ عرض کرنا ہی ایک کنیز نے اُٹھکر چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا
کہا کہ ارے غل نہ مچا ملکہ بڑے نازک سحر تیار کر رہی ہین ایسا نہو کہ اس تیاری مین فرق پڑے
یہان مضمار نے جو آواز چالاک کی سُنی منقل آتش سحر سامنے روشن ہی پکار کر آواز دی کہ اے منقل
سحر ظاہر کر دے کہ یہ کون پکار رہا ہی مین نے کنیزون کو تو منع کر دیا تھا یہ کون گستاخ ہی کہ بیخوف
میرا نام لے رہا ہی آگ مین سے آواز آئی کنیزین نہین پکارتی ہین چالاک عیار فرزند عمرو نامدار
پکار رہا ہی مضمار نے وہین سے آواز دی کہ ارے اس پکارنے والے کو پکڑ لو وہ کنیز کہ منع
کرنے آئی تھی اُسنے چالاک کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ او نگوڑے ناعیار ملکہ تجھکو بلاتی ہین چالاک نے
خنجر مارا کنیز کا شکم چاک قصہ پاک ہوا کنیز تو لوٹکر گر گری چالاک بھاگا برق نے بھی دیکھا کہ چالاک
نے ایک کنیز کو مارا مضمار باہر نکل آئی اور پکار رہی ہی کہ ارے چالاک تو نکل گیا مگر برق کنیزون
مین ملا ہوا بیٹھا ہی غزلین گا رہا ہی اسکو پکڑ لو برق نے ایک کنیز سے کہا کہ ارے ملکہ کسکا نام
تجھکو کہہ رہی ہین مجھکو کیا کہہ سکتی ہین اُس کنیز نے کہا کہ ارے مین تو آٹھ پہر خدمت مین
رہتی ہون مضمار نے پکار کر اُس کنیز سے کہا کہ او لشترن اسی کنیز کا ہاتھ تھام لے وہ تجھسے باتین
بناتی ہی یہی برق فرنگی عیار ہی بڑا مکار و غدار ہی اُس کنیز نے برق کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا

برق نے کمر سے خنجر نکالا کہا کہ اری بے ادبی کرتی ہی بے قاعدہ ہاتھ تھام لیا اُس کنیز نے چاہا کہ ہاتھ چھوڑ دون برق نے کہا کہ دیکھ ملکہ کیا کہتی ہین مین تو بیٹھا ہون میرا ہاتھ چھوڑ دے جیسے ہی وہ اُس طرف پلٹی برق نے خنجر مارا اُسکا شکم چاک ہوا قصہ پاک ہوا برق فرنگی اپنے نام کا نعرہ کرکے بھاگا نعرۂ برق

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہے
ہر ہر قدم غرب گو شرق ہے

مرا نام ہے برق خنجر گذار
کہے کون مکار و غدار ہون
در مکر پر میرا پہرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

کہ استاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ ہے مری چست ہر ادا

برق نے سامنے مضمار کے جو کنیز کو مارا اور تڑپ کر بھاگا مضمار جل گئی جھپٹ کر اُڑی کنیزون سے کہکر چلی کہ میری کنیز کا خون بالا بالا نہ جائیگا مین نگوڑے کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکے مضمار اُڑی برق فرنگی جو بھاگا صحرا مین دیکھا کہ ایک ساحر آتا ہی خیال مین گذرا کہ اُستاد کا حکم ہی جہان جادوگر کو پاؤ اُسے مار لو پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب کہان جاتے ہو ہمین تمسے کچھ کہنا ہو وہ جادوگر پلٹا دیکھا کہ ایک شخص مجکو پکار رہا ہی جیسے ہی قریب آیا برق نے جھپک کر کہا کہ دیکھو پیچھے تمھارے کون صاحب آتے ہین جیسے ہی وہ پلٹا برق نے حلقے کمند کے مارے حباب مار دیا بیہوش کیا کپڑے اُسکے اُتارنے لگا کہ مضمار آکر آسمان پر چمکی دیکھا کہ برق ایک ساحر کے کپڑے اُتار رہا ہی پکار کے آواز دی کہ او نالائق کہان جاتا ہی وہین سے آواز گیری دی برق کے پاؤن زمین نے تھام لیے مضمار تڑپ کر گری برق کی مشکین باندھنی چاہا کہ یک چلون پہلو سے آواز آئی کہ اے بندی قدرت کیا کہنا تمھارا کون سامنا کر سکتا ہی مضمار پلٹی دیکھا کہ ایک تخل کے سائے مین خداوند ہفت پیکر کھڑے ہین پکار رہے ہین کہ ای مضمار کیا کہنا میرے پاس اس قیدی کو لاؤ کہ مین اسکو سنگ سیاہ کر دون مضمار جادو برق کو کشان کشان لیے ہوے پاس ہفت پیکر کے آئی ہفت پیکر نے ہاتھ برق کا پکڑا ایک طمانچہ مارا کہا کہ کیون رے نالائق تو نے غضب کیا کہ کنیز مضمار کو قتل کیا اب تجکو سنگ سیاہ کر دون یا جہنم مین پھینکدون برق منتین کرنے لگا کہ یا خداوند مجھسے خطا ہوئی اب مین آپ کو سجدہ کرتا ہون ہفت پیکر نے کہا کہ او مضمار ذرا تماشا دیکھ کر سب وزیر و امیر آتے ہین قدرت کو ڈھونڈھ رہے ہین مضمار پلٹی ہفت پیکر نے

حلقے کمند کے گلے مین مضمار کے ڈال دیے مضمار ارے کہکر ملٹی ہفت پیکر نقلی نے حباب کے
بیہوش کیا اور نعرہ کیا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

نعرہ کرکے چاہا کہ خنجر مارون آسمان سے نعرہ ہوا کہ او ظالم یہ کیا
کرتا ہے اگر اسکو مار ڈالا تو کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا عمرو جان بچا کے بھاگا برق ایک جا
چھپ کر بھاگا دور سے جا کر دیکھا کہ آسمان سے ایک عقاب از اسقار مین مضمار کو اٹھا لیا
طرف آسمان کے لے بھاگا بارگاہ مین لیجا کر مضمار کو ڈال دیا ہوا جو لگی مضمار کی آنکھ کھلی اپنے
نگہبان یعنے عقاب جادو کو سرہانے پایا کہ رہا ہوا ہے ملکہ عالم بےغفلت عمرو نے آپ کو مار لیا
ہوتا مگر غلام وقت پر پہونچا سرکار کو اٹھا لایا مضمار نے دیکھکر آواز دی کہ اے عقاب تو نے
بڑا کام کیا خوب وقت پر پہونچا کہ عیارون سے مجھکو بچا لیا عیار نگوڑے جو ٹھیان ہین جی جی نے
برق کو گرفتار کیا کہ خداوند بنکر عمرو پہونچا مجھکو کھٹکا ہوا تھا مگر خیال مین یہ آیا کہ خداوند کی صورت
نہین بن سکتا خداوند نے کوہ ہفت پیکر چھوڑ کر سب کمال اپنے ترک کیے ایسے عاجز ہوئے
کہ سب ملک اپنے چھوڑ دیے مسلمانون نے سب شرف مٹائے مگر کل وہ ہنگامہ پڑے گا کہ
اہل اسلام طالب مرگ ہون اپنے ہاتھ سے گلے کاٹ ڈالین مگر اے عقاب جادو نگہبانی سے
منہ نہ پھیرنا نگوڑے عیار فکر مین لگے ہوئے ہین ابکی مرتبہ جو گرفتار کرونگی فوراً ہاتھ تلوار کا مارونگی
اگر عمرو خداوند بنکر نہ آتا تو مین برق کو مار ڈالتی یہ باتین کر کے عقاب جادو کو رخصت کیا کہا
کہ اے عقاب میرا خیال رکھنا عقاب نے کہا کہ غلام انکی فکر مین خود جاتا ہے یہ کہکے عقاب
اڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین دل سے باتین کر رہے ہین کہ چالاک و
برق نے وہ عیاری کی کہ اسکو ہوشیار کر دیا اب کس صورت پر جاؤن رات کا وقت ہے جس صورت
پر جاؤنگا کھٹکے گی ضرور شک کریگی انتہا یہ کہ مین نے گھبراہٹ مین ہفت پیکر کی شکل بنائی
اور برق کو رہا کیا ایسا نہ ہو کہ کسی شکل پر جاؤن اور پہچان لے جلی ہوئی ہے قتل کر ڈالیگی

چاہتے ہین اپنے مقام سے اُٹھین کہ پرون کی آواز کان مین آئی نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ایک
عقاب بزرگ اُڑتا ہوا آتا ہی خواجہ حیران ہوے کہ رات کو عقاب کیسا یہ کہکر پھر اُسی مقام پہ
چھپے وہ عقاب آکر شاخ نخل پر بیٹھا شاخ نخل جھک گئی اب تو عمرو کو یقین کامل ہوا
کہ یہ کوئی ساحر ہی ورنہ شاخ نہ جھکتی خواجہ نے زنبیل سے موے دم اسپ نکالے اُسکا
پھندا بنایا ایک لگی زنبیل سے نکالی اُسمین پھندا باندھا وہین سے بیٹھے بیٹھے بلند کیا پتون
کی آڑ سے پھندا برابر گردن کے پہونچایا عقاب سر اُٹھا اُٹھا کر چار جانب دیکھ رہا ہی عمرو نے
پھندے کو پتے کی آڑ مین کیا عقاب نے جو گردن اُٹھائی عمرو نے پھندا گلے مین عقاب کے
ڈالدیا عقاب پھڑکنے لگا عمرو نے ایک جھٹکا مارا پھندا بیچ ہوا لیکن عقاب نے پاؤن
شاخ پر جمائے عمرو نے پھر زور سے جھٹکا مارا عقاب پھڑکتا ہوا زمین پر گرا عمرو نے خنجر مارا
شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی عقاب ساحر کی شکل ہوگیا عمرو کپڑے اُتارنے لگا یہان مشمار
بیٹھی سحر تیار کر رہی ہی کہ یکایک آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا اُسمین سے آواز آئی کشتی مرا نامم
عقاب جادو بود۔ یہ صدا سنتے ہی مشمار نے کہا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا عقاب جادو کو نجانے
مار کس مقام پر مارا گیا یہ سوچ کر چاہا کہ اپنے مقام سے اُٹھون دیکھا چند طائر زیر ابر لہرا رہے
پکار کر آواز دی کہ اے طائران سحر عقاب عقاب جادو کس مقام پر مارا گیا اور کس نے مارا
ایک طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ عمرو عیار بلاے روزگار نے عقاب جادو بصورت
عقاب ایک نخل پر جا کر بیٹھا عمرو نے ایک پھندا مارا اُسی نخل کے نیچے لاشہ پڑا ہی کون اُٹھائے
مشمار جادو یہ حال پُرملال سنکر دنگ ہوگئی کہتی ہی کہ یہ نئی بات ہی عمرو نے طائر کو پھندا لگا کے
مار لیا ان عیارون سے کیونکر بچیے ہر مقام پر موجود رہتے ہین وہ تو فکر مین عیارون کی گیا تھا
عیار نے اُسکی فکر کرلی اب اگر مین جاؤن اور عیار بیہوش کرین تو کون بچائے وہ ہمارا نگہبان
تھا یا خداوند تونے اتنا پاس نہ کیا کہ آج کی رات تو وہ زندہ رہتا کہ کل صبح کو میدان مین کام آتا
صبح کو دامن قدرت تھامونگی اور عرض کرونگی کہ واہ خداوند آپ نے عقاب جادو کو بولیا
اگر مناسب ہو تو اُسکو زندہ کر دیجیے اگر قدرت نے مان لیا اُسکو زندہ کیا تو میرا کمال پورا رہا
ورنہ میرے سحر مین فرق آگیا حفاظت کرنے والا نہ رہا یہ باتین سوچ کر سحر تیار کرنے لگی

برق و چالاک کئی مرتبہ لشکر مضمار مین آئے تدبیرین کین کہ اپنے کو اندر پہونچائین مگر کچھ ہو نہ سکا
ناچار کھڑے ہوے تھے کہ یکایک وہ وقت آیا کہ لیلی شب نے نقاب چہرے سے ہٹائی
فوج ضیا و شعاع کی عملداری ہوئی شہنشاہ زرین پوش بالاے قصر زبرجدی آیا تخت لاجوردی
پر جلوہ فرما ہوا چالاک و برق لشکر سے مضمار کے نکلے دیکھا کہ بہرام طلاے سے پلٹے ہوے
جاتے ہین چالاک و برق کو پکار کر آواز دی کہ بھائیو کہان سے آتے ہو چالاک و برق نے
حال شب کا بیان کیا کہ مضمار ہمارے ہاتھ سے بچ گئی پھر چاہا کہ اسکی بارگاہ مین جائین نہ جا سکے
کہ خواجہ سامنے سے آگئے فرمایا کہ ای بہرام یہ دونون لونڈے عیاری کرکے ساحر کو ہوشیار کر دیتے
ہین مین نے اسکے معین کو تو مار لیا خواجہ نے جو چھوڑے سے عقاب کا مارنا بیان کیا چالاک
اپنے دل مین تڑپ گیا برق سے اشارہ کیا کہ ای برق دیکھو عیاری اسکا نام ہے کہ اپنے خیمون
سے سردار نکلنے لگے لندھور جو سامنے سے آئے بہرام نے پکار کر آواز دی کہ ای رستم زمان کہان سے
آتے ہو لندھور نے کہا کہ او حبشی یون ہی کلام کرتے ہین سلام و بندگی موقوف بہرام نے
کہا کہ تمنے کیون نہ سلام کیا عادل شیر دل نے بڑھکر کہا کہ ای بہرام ہمارے آقاے نامدار سے
کلام کرتا ہے جو مرتبہ کہ لندھور کا سامنے صاحبقران کے ہے وہ تیرا مرتبہ کہان اپنی حقیقت
کو نہین پہچانتا یہ کہکر عادل شیر دل نے تلوار کھینچی لندھور ہان ہان کرتے رہے کہ ارے
آپس مین یہ کیا حرکت ہے کل سرداران لندھور بگڑ گئے ہر طرف ہلڑ ہے کہ بہرام کو مارلو بہرام بچکے
وار روک رہا ہے کئی زخم بھی بہرام نے کھائے آخر لندھور ہاتھی سے کود پڑے اپنے سردارون
کو سمجھاتے ہین کہ بھائیو یہ کیا حرکت ہے آپس مین کیون لڑتے ہو کہ سامنے سے مالک آئے
مالک نے لندھور کو للکارا کہا او ہندی حبشی فرد تیرے سردارون نے بہرام کو زخمی کیا
اور تو دیکھ رہا ہے اپنے سردارون کو منع نہین کرتا یہ کہکے لندھور کو نیزہ مارا لندھور نے اپنے
کو بچایا تلوار کا ہاتھ مارا کہ مالک ہاتھ سے لندھور کے زخمی ہوے آپس مین تلوار چلنے لگی
طوق حران گرد و ابو المعجن گرد علم اژدہا پیکر لیے ہوے آتے تھے ایک مقام پر آکر جھنڈے کو گاڑا
طوق حران نے کہا کہ ای برادر یہان جھنڈا کیون گاڑا ابو المعجن نے کہا تمہین کیا دخل ہے
دونون بھائیون مین تلوار چلنے لگی ایک طرف سے عبد الجبار و عبد القہار چلے آتے تھے

دیکھا کہ سردار آپس مین لڑ رہے ہین عبدالجبار نے کہا کہ اے بھائی آج یہ کیا معرکہ ہی کہ آپسمین
سب لڑ رہے ہین عبدالقہار نے جواب دیا کہ اے برادر تمھین کیا مطلب ہی لڑنے دو اگر کچھ خیال
جراٴت ہی تو آؤ ہم تمسے سمجھ لین ایک تھوڑے ہی عرصے مین جو سردار خیمے سے نکلا بھائی سے
بھائی اور باپ سے بیٹا لڑنے لگا کسی سے تلوار چل رہی ہی کہین نیزے چمک رہے ہین کہین
ہنگامہ کشتی ہی لڑ جو زیادہ ہوا صاحبقران زمان یا تو وظیفہ پڑھ رہے تھے یا آواز گیر و دار کی سنکر
در بارگاہ پر آئے دیکھا کہ آپس مین سردار لڑ رہے ہین کوئی زخمی ہی کسی کا خود زمین پر پڑا ہی کوئی
الگ کھڑا بل کر رہا ہی کلمات سخت آپس مین ہو رہے ہین صاحبقران نے للکار کر آواز دی کہ
اے لندھور یہ کیا حرکت ہی آپس ہی مین امتحان جراٴت ہی لندھور نے جواب دیا کہ اے آقا نامدار
آپ بھی تشریف لائیے کیا آپ سے کوئی باہر ہی صاحبقران کو بہت غصہ آیا فرمایا کہ اے لندھور
اپنے ہوش مین رہو لندھور نے تلوار چمکائی اب تو صاحبقران کو یقین کامل ہوا کہ کسی ساحر
نے سحر کیا ہی پڑھ کر اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھا اسم اعظم کی آواز جسکے کان مین پہونچی ہاتھ باندھ
کے عذر کرنے لگا مگر مالک نے لندھور کو ہاتھ مارا کہ سر لندھور کا زخمی ہوا لندھور نے پلٹ کے
ہاتھ مارا کہ مالک کا زخم سر چہارہ ہوا صاحبقران جھپٹ کر قریب آئے اسم اعظم پڑھ کے
لندھور کا ہاتھ تھام لیا لندھور نے تلوار پھینک کر قدمون پر صاحبقران کے سر رکھا عرض
کی کہ اے شہریار دل چاہتا تھا کہ مالک کو مار ڈالے اپنے سردارون کو زخمی کیجیے اب جو حضور نے
اسم اعظم پڑھا ہوش درست ہوے اُدھر لشکر رستم مین بھی یہی حال تھا کہ آپس مین لڑ رہے تھے
کتنی سردار مارے گئے سمک نے جا کر رستم سے خبر کی رستم تیغہ ہفت جوہر کھینچ کر باہر آئے
دیکھا کہ سردار زخمی جھوم رہے ہین مگر جنگ سے قدم نہین ہٹاتے رستم نے لوح کو چمکایا جسپر عکس
پڑا وہ عذر کرنے لگا عرض کرتے تھے کہ اے شہریار ہم اپنے ہوش مین نہ تھے جی چاہتا تھا کہ لڑ بھڑ
کر اپنی جان دے دین حضور نے جب لوح چمکائی تب طبیعت قابو مین آئی رستم نے سارے لشکر
کو ہوشیار کیا پھر لشکر مین صاحبقران کے آئے دیکھا کہ صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین کچھ سردار
زخمی ہین کچھ مارے گئے ہین رستم نے صاحبقران سے حال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ جو ساحر
طبل جنگی بجا چکی ہی یہ اُسکے سحر کی تاثیر تھی جب مین نے اسم اعظم پڑھا ہی تب سب ہوشیار ہوے

ہو رہا یقین تھا کہ اگر تھوڑے عرصے تک اور نہ آتا تو سرداروں کا کام تمام ہو جاتا صاحبقران
بہشت مرکب پر سوار ہوئے دردولت شہنشاہی پر آئے بادشاہ جو برآمد ہوئے سرداروں کا حال
دیکھکر گھبرا گئے صاحبقران سے پوچھا کیوں حضور یہ کیا معرکہ ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ جس
ساحرہ نے طبل جنگی بجوایا ہے اسی کے سحر کی تاثیر تھی کہ خواجہ عمرو سامنے سے آئے خبر دی کہ ای
شہریار غضب ہوا سب عیار آپس میں بگڑ گئے ہیں نیمچہ اور حباب آپس میں چل رہا ہے صدہا زخمی
لوٹ رہے ہیں میں نے جو منع کیا تو مجھپر قصد کیا کہ ماریں صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میرے
سرداروں کا بھی یہی حال تھا جب اسم اعظم پڑھا ہے تب اُنکو ہوش آیا یہ کہکر صاحبقران نے
اشقر بڑھایا آگے دیکھا کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار پیکیوں میں تلوار چل رہی ہے صاحبقران
نے اُن سب کے بیچ میں آکر اسم اعظم الٰہی پڑھا تب عیار آکے خواجہ عمرو کے سامنے عذر کرنے لگے
امیر نے سب کو ساتھ لیا طرف میدان کارزار کے چلے طبل سکندری پر چوب پڑتی ہوئی اور علم
اژدہا پیکر آگے آگے اُس پیکر بیجان میں سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی آواز آتی ہے
زمین تھراتی ہے اس شان و شوکت سے میدان کارزار میں آکر پہونچے چالیس قدم آگے بڑھکر
کھڑے ہوئے کہ دیکھا آمد آمد لشکر کفار شروع ہوئی ہفت پیکر تخت پر سوار مگر مضمار جادو پایۂ
تخت ہفت پیکر پر ہاتھ رکھے ہوئے کہتی ہوئی آتی ہے کہ لشکر مسلمانان کی خبر منگائیے جملہ سرداران
حمزہ تمام ہو گئے ہونگے عیار بھی لڑ رہے ہونگے میری دو کنیزیں شب کو اور ایک ساحر نگہبان
جان تنش ہوئے میں نے بھی سحر روانہ کیا ہے کہ ہرکارے سامنے سے حاضر ہوئے کہا یا خداوند
حقیقت میں کل سرداران حمزہ والی فوج رستم آپس میں مصروف جنگ تھے رستم نے نکل کر
لوح چمکائی امیر نے اسم اعظم پڑھا تب ہنگامہ برطرف ہوا مضمار نے منہ پیٹ لیا کہا یا خداوند
اب میدان کارزار سے پلٹوں تو دوسرا سحر تیار کروں ابکی مرتبہ اسم اعظم و لوح سے سحر بیسرا
طرف ہوگا اگر پہلے سے کنیز کو معلوم ہوتا تو اہل اسلام ایا سنہ بچتا یہ کہتی ہوئی میدان جنگ
میں پہونچی لشکروں میں صفیں بندھنے لگیں نقیبوں نے نقابت کی گرد کیت کو کا کہکر بیٹھے
مضمار سامنے ہفت پیکر کے آئی کہا کہ یا خداوندا اجازت میدان دیجیے دیکھیے کس رنگ کا سحر کرتی ہے
بڑی بڑی جادوگرنیاں لشکر اسلام میں موجود ہیں کیا عجب ہے کہ اُن ہی لوگوں میں سے کوئی

میرے مقابلے مین آوے سنروبلکے قتل کرون سحر کا اُنکے رنگ نہ چلنے دون ہفت پیکر نے وہی کہا
کہ قدرت نے تقدیر مضبوط کی ہی تو سب پر غالب آئیگی تیرے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچیگا تجکو
بید قدرت کے سپرد کیا رات کو بھی تجکو ہاتھ سے عمرو کے بچایا ورنہ عمرو کا یہ دستور ہی کہ ساحرہ کو بیہوش
کیا اور مار ڈالا مضمار درست و بجا کہتی ہوئی اپنے لشکر سے نکلی طاؤس اُڑا کر میدان مین آئی اور
سلطشودی سحر کی دکھا کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے یہ دو شمار نے پکارا
رستم نے ارادہ کیا کہ جا پڑون سنبل ہفت گیسو جلک کر صف سے نکلی کہتی ہوئی کنیزون کا تو معرکہ
دیکھیے آپ تکلیف نہ فرمائیے رستم کو سنبل سے ایک محبت ہی گھوڑے کو روک لیا لیکن ملکہ
سنبل ہفت گیسو سامنے تخت شہنشاہی کے آئی دست بستہ عرض کی اجازت میدان ملے بادشاہ
نے فرمایا کہ اے سنبل آج تمنے صبح کا حال سُنا کہ سردارون پر کیا معرکہ گذرا عرض کی کہ حضور ہم لوگون
کو خبر نہین ہوئی سب شاہزادیان میرے ہی خیمے مین تھین اب سرکار پر حال کھلیگا بادشاہ نے
فرمایا کہ اے سنبل تمکو خدا کے سپرد کیا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے سنبل ہفت گیسو اجازت
میدان پاکر طاؤس پر سوار ہوئی مقابلے مین مضمار کے آئی مضمار نے جو سنبل کو دیکھا کہا کہ
کیون سنبل قدرت نے تمکو یہ صورت زیبا طلعت جہان آرا عطا فرمائی تمنے قدرت کے
ساتھ یہ کیا کیا اب آج حال کھلیگا اسطرح قتل کرون کہ تمکو جدا ہونے کا لطف ملے سنبل نے
کہا کہ او بیہودہ کیا بکتی ہی جو تجھ سے ہو سکے وہ کر یہ سنتے ہی مضمار نے ایک گولہ مارا سنبل نے
گولہ کا تھام دو دو گولے آپس مین چلے سنبل نے ہفت گیسو کو جنبش دی کاکلون کو بل دینے لگی
سب نے دیکھا کہ آسمان پر ایک لکۂ ابر سفید آیا اُس سے پانی برسنے لگا مضمار پانی مین نہا گئی
دوسری کاکل کو جو سنبل نے بل دیا اُسی ابر سے پھول برسنے لگے سب نے دیکھا کہ درخت سر سبز و
شاداب ہوئے غنچون نے دہن کھولا رنگ پھولون کا زیادہ روشن ہوا شاخون مین بل پڑا بیچ
سے ہر نخل کی دھوان نکلنے لگا چند طائر بیلوے صحرا سے اُڑتے ہوئے آئے شاخ نخل پر آکر بیٹھے
آپس مین اشارے کرکے زمزمہ سرائی کرنے لگے آدمیون کے اشارون سے یہ مضمون ظاہر تھا نظم

مرگئی افسوس اے بلبل نہ کیون سر توڑ کر ‏— کردیا قید قفس صیاد نے پر توڑ کر
کیون مکدر ہو کہو کیا شئے تمھین ملتی نہین ‏— حکم ہو لا دون فلک سے بار اختر توڑ کر

خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تھا ایسا بدن
بعد مردن چاہیے صیاد کچھ الطاف بھی
خستہ جانون پر نہ ایسا ظلم کرنا چاہیے
دیکھا روے معصفا کی جو تیرے روشنی
سخت جانی کا بُرا ہو یار کو صدمے دیے
ایک قطرہ خون کا نکلا جسم خشک سے
اُسکے کوچے تک رسائی کسطرح ہوا ے نسیم

منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑ کر
قبر پر بلبل کی رکھ دینا گل تر توڑ کر
رنج بلبل کو نہ دے گلچین گل تر توڑ کر
پھینکدیتا یار آئینہ سکندر توڑ کر
باندھ کر شمشیر آتے ہین وہ خنجر توڑ کر
حیرتی فصاد ہین نشتر پہ نشتر توڑ کر
کوئی بڑھ سکتا نہین حد مقدر توڑ کر

سنبل ہفت گیسو نے جو مغمار پر سحر کیا اور ان اشعار آبدار کی صدا کان مین مغمار کے پہونچی جھومنے لگی چہرہ سرخ ہوا قصد ہوا کہ ان اشعار کو پڑھتی ہوئی سامنے سنبل کے جاوے ہفت پیکر نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ مغمار بیکار ہوئی بہت پریشان اور حال ابتر ہی چاہتی ہی کہ سنبل ہفت گیسو کے قدمون پر گرے وزیر نے عرض کی کہ یا خداوند سحر پورا ہوچکا اب سنبل ہفت گیسو مغمار کو قتل کریگی یا ہمیرا وتاب پر للکار دیگی ہمین اُسکو قتل کرنا پڑیگا ہفت پیکر نے کہا کہ اے وزیر اعظم پڑھ کر اس سحر کو رد کو جسوقت یہ سحر باطل ہوگا سنبل بالکل بیکار ہو جائیگی وزیر پڑھا۔ پڑھ کر ہاتھ ہلایا ہفت پیکر بھی کچھ بڑبڑایا ایک ٹکڑا ابر آسمان پر آیا ٹکڑہ ابر سے برقین گرین کہ سحر سنبل کو جلادیا عمل چلے نخلستان سے آگ کے شعلے نکلنے لگی طائر کباب ہوکر گرے سنبل ہفت گیسو نے جو یہ معرکہ دیکھا چاہا کہ پڑھ کر دوسرا سحر کرون کہ ہفت پیکر پکارا کہ اے مغمار ہوش مین آؤ اے سنبل زیادہ نہ اتراؤ زلفین اپنی سنبھالو دیکھنے والے پریشان ہین اتنا کہتے ہی مغمار تو چالاک و چست ہوئی پڑھ کر اُسنے سحر کیا کہ سنبل باحال پریشان مثل آئینہ حیران طرف مغمار کے چلی راہ مین لڑکھڑا کر گری گر کر بیہوش ہوگئی مغمار نے چاہا کہ بڑھ کر اٹھا ون لالہ عذار بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی جھپٹ پڑی اس جلدی مین آئی کہ مغمار قریب سنبل نہ پہونچی لالہ عذار نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ سنبل کو اُٹھا کے لے چلو لالہ عذار نے مغمار کا سامنا کیا آپس مین سحر چلنے لگے آخر مغمار نے طرف آسمان کے دیکھا کہ آسمان سے خنجر برسنے لگے ایک خنجر لالہ عذار پر گرا کہ سر لالہ عذار کا زخمی ہوا لالہ عذار نے زخمی ہو کر خون سر کا لیا اور

مشتمار پر کھینچ مارا مشتمار پر بھی خنجر گرا مشتمار کا بھی سر زخمی ہوا ادھر لالہ عذار لہرائی لہرا کر گری
اُدھر مشتمار لہرا کر گری بیہوش ہوئی کنیزان لالہ عذار ملکہ لالہ عذار کو اُٹھا لائین اور کنیزان مشتمار
مشتمار کو اُٹھا لے گئین یہان رستم نے لالہ عذار کا علاج کیا وہان ہفت پیکر نے مشتمار
کا علاج کیا شب کو امیر نے خواجہ سے فرمایا جاکر مشتمار کی خبر لو کہ اُسپر کیا گذری برق نے جو
سُنا چاہا اپنے مقام سے اُٹھون خواجہ نے کہا کہ اے شہریار اُسکو منع کیجیے یہ جاکر اُسکو ہوشیار
کردیگا پھر مین عیاری نکرسکونگا صاحبقران نے فرمایا کہ اے برق نہ جاؤ خواجہ بگڑتے ہین
برق نے کہا کہ اُستاد مین آپ کے ساتھ چلون خواجہ نے کہا کہ آپ جائیے اور جاکر اُسکو ہوشیار
کر آئیے پھر مین جاکر عیاری کرونگا برق فرنگی تڑپتا ہوا چلا صورت تبدیل کرکے لشکر مشتمار مین
آیا ایک مقام پر آکے دیکھا کہ بارگاہ مشتمار استادہ ہے کنیزین چوکی پہرے پر بیٹھی ہین رات کاٹنے
کیواسطے ڈھول آگے رکھ لیا ہے اُسکو بجاکے غزلین ٹھمریان گا رہی ہین جو ادھر سے نکلتا ہے اُسے
للکار دیتی ہین کہ خبردار اس طرف نہ آنا برق ایک ساحر کی شکل بنکے اُس طرف سے نکلا کنیزون
نے آواز دی کہ کون آتا ہے ملکہ مشتمار سحر تیار کر رہی ہین برق نے کچھ جواب نہ دیا کنیزون نے کئی
مرتبہ آواز دی آخر مین ایک کنیز کہ وہ سب کی افسر ہے اپنے مقام سے اٹھی پکار کر کہا کہ تو میری بات
کا جواب نہین دیتا ٹھہر جا اس طرف نہ آنا ورنہ سحر کردونگی کہ دیوانہ ہو جائیگا برق نے کچھ جواب
نہ دیا اور قریب آکر کہا کہ اے ملکہ عالم کیون غصہ کرتی ہو مین بڑے کار ضروری آیا ہون جاکر
ملکہ سے عرض کرو کہ قدرت نے نامہ بھیجا ہے نامہ لیکر آیا ہون یہ نامہ خدمت مین ملکہ مشتمار
کی پہونچا دو اُس کنیز نے کہا کہ مین جاکر عرض کرتی ہون وہ کنیز اندر گئی مشتمار کو دیکھا کہ سحر
تیار کر رہی ہے منقل سامنے روشن ہے ماش کے دانے بھی رکھے ہین کنیز نے عرض کی کہ دروازے
پر نامہ دار خداوند حاضر ہے مشتمار نے کہا کہ تم جاکر پہرے پر بیٹھو نامہ دار کو اندر بھیجدو کنیز نے
آکر برق سے کہا کہ ملکہ عالم بلاتی ہین برق فرنگی تڑپ کر اندر پہونچا مشتمار کو جھک کر سلام
کیا کہا کہ اے ملکہ عالم یہ نامہ خداوند نے بھیجا ہے اور کچھ زبانی بھی ارشاد فرمایا ہے مشتمار نے کہا
کہ زبانی کیا فرمایا ہے برق نے کہا کہ پہلے نامہ پڑھ لیجیے پھر مین زبانی بھی عرض کرون یہ کہکے نامہ
پیش کیا مشتمار نے پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ اے ملکہ مشتمار عیار تمھاری فکر مین نکلے ہین اسلحہ

جسنے بھیجا ہی ایک سحر یہ بتائیگا وہ سحر تیار کرلو مبدم وہ پتلی بتائیگی کہ فلان عیار فلان مقام پر
آیا مضمار نے نامہ پڑھ کے زانو کے نیچے رکھ لیا اور کہا کہ وہ سحر کیا ہی جو قدرت نے بتایا ہی
برق نے جھولی سے بہت سا لوبان نکالا کہا کہ اسکو آگ پر ڈالیے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ
عیارون کے نام بتائیگی مگر آگ کو بغور دیکھیے گا کہ پریزاد کس طرح پیدا ہوتی ہی مضمار نے وہ
لوبان لیکر آگ پر ڈالا دھوان نکل کر دماغ مین پہونچا ارے کہکر بیہوش ہوئی برق نے مضمار کے
دماغ پر بھی بیہوشی کی چڑھائی پشتارہ باندھ کر دوش پر لگایا پہلوے خیمے کا چاک کرکے لے نکلا کنیزون نے
جو باہر سے خیال کیا جادوگر اندر سے نہین آیا ایک کنیز پردہ اٹھا کر اندر گئی دیکھا کہ منقل آتش
وغیرہ رکھی ہی اور ملکہ مضمار و پشتارہ باندھنے کا نشان پایا جاتا ہی سراپچہ جو چاک دیکھا غل مچاتی ہوئی
نکلین پکار کر آواز دی کہ صاحبو غضب ہو لوہ ساحر کوئی عیار تھا ملکہ کو گرفتار کرلے گیا کنیزون
نے کہا کہ جلد خداوند سے اطلاع کرو ایسا نہو عیار جاکر مار ڈالے وہ جو کنیزون کی افسر تھی یعنے
سرخ فام جادو طرف دربار ہفت پیکر کے چلی یہان ہفت پیکر دربار مین بیٹھا ہی گرد ساحر
جمع مین تقدیرین بگھار رہا ہی کہ خبر پہونچی سرخ فام جادو کنیز مضمار کی آئی ہی ہفت پیکر نے
حکم دیا کہ بلاؤ سرخ فام سامنے آئی عرض کی کہ یا خداوند جلد کوئی تدبیر کیجیے عیار کوئی آپکا نامہ دار
بنکر پہونچا ملکہ مضمار کو گرفتار کرلے گیا اگر حکم ہو تو کنیز جلدئے ہفت پیکر نے کہا کہ اے سرخ فام
جلد جاؤ صحراے زعفرانی سے عیار نکل گیا بیرون صحراے زعفرانی ایک جھیل پر جاکر
ٹھہرا ہی قتل کا اسکا ارادہ ہی جلد اپنے تئین پہونچا دیکھیے وہ کیا کرتا ہی سرخ فام فوراً پر زاد
پیدا کرکے چلی مگر برق فرنگی و پشتارہ لیکر چلا جب صحراے زعفرانی مین پہونچا پھول برق
کو دیکھکر ہنسنے لگے برق فرنگی کو بھی ہنسی آنے لگی مگر ضبط کرتا ہوا جاتا ہی پھولون کے
ہنسنے پر جو نگاہ پڑی برق نے خیال کیا کہ پشتارہ بھاری ہونے لگا برق دبا جاتا ہی ہر طرف
سے پھولون کے ہنسنے کی آواز آتی ہی برق بمشکل اس صحرا سے نکلا مگر بار سے پشتارے کے
عاجز ہو رہا ہی ایک خیمے پر پہونچا پشتارہ دوش سے اتارا ایک تختۂ سنگ پر رکھا اپنے کو
آراستہ کرنے لگا اب چاہا کہ پشتارے کو اٹھاؤن وہ اسقدر بھاری ہی کہ اٹھ نہین سکتا برق نے
ساحرہ کا منھ کھولا خنجر کمر سے نکالا چاہا کہ کاٹ لون کہ سرخ فام آکر پہونچی بلندی سے دیکھا

کر شتارہ تو زمین پر رکھا ہی ایک عیار خنجر کھینچ کر چلا ہی کہ سر کاٹ لون سرخ فام نے وہین سے للکارا کہ او ناعیار خبردار خنجر نہ مارنا برق نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ آسمان سے اپنے نام کا نعرہ کر رہی ہی برق تو تڑپ کر بھاگا سرخ فام آسمان سے اتری آکر مشعمار کو ہوشیار کیا مشعمار نے گھبرا کر پوچھا کہ ای سرخ فام یہان تجھے کون لایا سرخ فام نے سب مفصل کیفیت بیان کی مشعمار کمند بند توڑ کر اُٹھی کہا کہ ابھی جا کر اس ناعیار کو لاتی ہون سرخ فام قدمون پر گر پڑی کہا واری عیارون کی فکر مین نہ پڑیے بلٹ چلیے اب آپ کے پاس کسی کو نہ آنے دینگے وہان بیٹھکر حفاظت کرین گے ایک عیار کو آپ گرفتار کیجیے گا دوسرا کسی کی شکل بنکر آجائیگا تو کیسی مشکل ہوگی سرخ فام نے جو ڈرایا مشعمار سرخ فام کو ساتھ لیکر پلٹی اسی طرح اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی سحر شمار کرنے لگی یہان برق فرنگی جو بھاگا ہوا آیا خواجہ طلائے پر تھے پکار کر آواز دی کہ خیر تو ہی مشعمار کو ہوشیار کر آئے برق نے کہا کہ اُستاد مین تو اُسکو گرفتار کر لایا تھا مگر صحرائے زعفرانی مین آکر شتارہ بھاری ہوا مین نہر پہ ٹھہر گیا پشتارہ اُتارا سرخ فام اُسکی کنیز آکر پہونچی پشتارہ لے گئی عمرو نے کہا کہ تو بدنصیب ہی جب تو نے عیاری کی ایسا ہی اتفاق ہوا اب تو ٹھہر جا مین جاتا ہون اگر بنتا ہی تو لاتا ہون برق نے سر جھکا کر کہا کہ استاد بسم اللہ جائیے خواجہ عمرو صورت بدل کر چلے جب دربارگاہ مشعمار کے پہونچے دیکھا کہ کنیزین نگہبانی کر رہی ہین سرخ فام جادو سب کی افسر یہ اشعار گا رہی ہی نظم

مجھے جسدم خیال جلوۂ جانانہ آتا ہے / تو یاد اے دل کلیم و طور کا افسانہ آتا ہی

خود آرائی شب وصلت وبال جان عاشق ہی / سحر کر دیتے ہین وہ ہاتھ مین جب شانہ آتا ہی

فراق یار مین اس درجہ دل کو بیقراری ہی / مرے سینے سے جو نالہ ہی بیتابانہ آتا ہی

سلیمان پیشین و مین اور جلو مین خضر و عیسی ہین / شہ خوبان مرا با شوکت شاہانہ آتا ہی

جو رہرو ہین وہ سودائی ہین اس صحرائے وحشت مین / نہ تنہا قیس ہی اس دشت مین دیوانہ آتا ہی

نشان میرا جو پوچھین قیس تو اتنا یہ کہدینا / کہ آگے اسکے وحشت خیز اک ویرانہ آتا ہی

بہا دیتی ہی آنسو شمع جل کر آتش غم سے / اُسے جسدم خیال سوزش پروانہ آتا ہی

حرم کی راہ ہی معلوم رعنا کو پر اے زاہد / خیال خدمت دیرینۂ بتخانہ آتا ہی

خواجہ نے کھڑے ہو کر یہ اشعار سنے ایک ساحر کی شکل بنے ہوئے تھے کنارے بیٹھ گئے
جب کنیزیں چپ ہوئیں تو خواجہ نے بھی ایک تان لگائی کنیزوں کے کان کھڑے ہوئے
سرخ فام نے سر اُٹھا کر پوچھا کہ یہ تان کسنے لگائی کنیزوں نے انکار کیا سرخ فام پھر گانے میں مصروف
ہوئی خواجہ نے پھر تان لگائی ابکی مرتبہ سرخ فام بیتاب ہوگئی ڈھول روک کے کہا کہ ارے یہ کیسی
آواز ہو کہ دلکو بیچین کر دیا خواجہ نے سر اُٹھا کر کہا کہ اے ملکۂ عالم اس حقیر نے یہ تان لگائی اس زمانے
نے پریشان کیا مارے مارے پھرتے ہیں ایکدن وہ تھا کہ خدمت خداوند میں رہتے تھے بالا آسمان
جاتے تھے ان آنکھوں کا بُرا ہو کہ خدائی کو گھورا قدرت نے ڈھکیل دیا زمین پر آکر گرے اُس دن سے
قدرت نے پھر نہ بلایا تباہ پھرتے ہیں اسوقت جو آپکو گاتے دیکھا دل بھر آیا گنگنا دیے اگر آپکو پسند
آیا ہو تو اور چند اشعار گاؤں کنیزوں نے کہا کہ بڑے میاں ڈھول بھی تم ہی بجاؤ اتو خواجہ
نے ڈھول میں تکڑے باندھنا شروع کیے اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے۔ نظم

از آنم مرغ دل امشب سوے گلزار می آید — کہ با باد صبا بوے ز زلف یار می آید
مشو آزردہ دل مجنون ز سنگ کودکان ہرگز — کہ زینسان بر سر عاشق بلا بسیار می آید
ز بس فرہاد زد تیشہ بکوہ بیستون عشق — ہنوز از بیستون آن نالہاے زار می آید
سر آسودگی داری سر اہل ملامت شو — کہ بر سر ہر چہ آید بر سر دستار می آید
چو غم گر بر سر کوچہ ز زنجیر جنون آیم — برہمن ہم بگرد کعبہ با زنار می آید
زبون تر نیست گر ہر روز از روز دگر طالع — چرا چندے مرا امسال یاد پارے آید
گروہ عافیت کیشان حذر از موجۂ طوفان — کہ از دریاے چشم جوے خون بسیار می آید
بطوف کعبہ لیلے از آن مجنون نمی آید — کہ لیلے ہر نفس در دیدہ اش صد بار می آید
مرو از صحبت ز شریعت دان حیا کن — کہ مخمور دگر اینک بپاے دار می آید
بوقت ناتوانی ہا ز بالینم مکش دامن — کہ قوت در عیادت بر تن بیمار می آید
نمیدانم چہ سر ست اینکہ در دیر و حرم مخفی — بگوشم از ہر طرف آواز استغفار می آید

اس رنگ میں عمرو نے یہ غزل گائی کہ سرخ فام خوش ہوگئی تعریفیں کرنے لگی کہتی ہے کہ
بڑے میاں تم تو اس گے کے کامل ہو ڈھول بھی خوب بجایا کس لطف سے گائے ہم لوگ تو دل

بہلانے کو بیٹھ گئے ہین ملکہ عالم نے طبل جنگی بجوایا ہی عیارون کا خوف ہی رات بھر کے جاگنے کو واسطے
جیتے یہ کام کیا کہ نیند نہ آئے کہ رات بھر گا کے بسر کرین عمرو نے باتون مین پوچھا کہ ملکۂ عالم کیا کرتی ہین
یہ سنکر سرخ فام نے کہا کہ سحر تیار کرتی ہین سرخ فام سے عمرو نے کہا کہ اگر مناسب ہو تو ہمارا استاد
مضمار جادو کا کرادہ اسی ہوس مین ہم آئے تھے یہ سنکر سرخ فام اٹھ کھڑی ہوئی کہا کہ بڑے میان
چلو مین تمھاری سفارش کردون عمرو ساتھ سرخ فام کے چلا جب اندر بارگاہ کے آیا مضمار کو دیکھا
کہ سحر تیار کرتی ہی اور سامری و جمشید کی تعریفین اور بھجن گا رہی ہی بت سونے چاندی کے سامنے
رکھے ہین اُن ہی کے سامنے بتا رہی ہی کبھی بتون کی بلائین لیتی ہی کبھی گرد پھرتی ہی سرخ فام نے
بڑھ کر عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آپ سحر تیار کرین گانے کی جو چیزین ہین وہ اس سے گوائیے زیادہ
لطف حاصل ہوگا یہ خدمت سامری و جمشید مین رہا ہی مضمار نے کہا کہ بڑے میان بیٹھ جاؤ جب
خواجہ بیٹھے مضمار کو کھٹکا ہو چکا ہی عمرو نے چند شعر جو سامنے مضمار کے گائے مضمار ہر چند کہ بیچین
ہوگئی مگر ہاتھ ہلا دیا برق گری رنگ و روغن چہرے سے اُڑ گیا مضمار نے جو صورت عمرو کی دیکھی کہا
کہ او ساربان زادے تو پھر آیا تجکو قضا لائی ہی یہ کہکے اشارہ کیا کہ پاؤن عمرو کے زمین نے تھام لیے اب
جو عمرو نے چاہا کہ اُٹھون زمین نے پاؤن نہ چھوڑے ناچار ہو کی ہاتھ باندھنے لگے مضمار نے پکار کر
آواز دی کہ ای سرخ فام یہان آؤ سرخ فام اندر آئی دیکھا کہ عمرو بیٹھا ہوا منتین کر رہا ہی کہا کہ
کیون سرخ فام عمرو کو پہونچا گئین مین نے اسکو گرفتار کیا اب اسکو لیجاؤ اور جلد خدمت خداوند
مین پہونچاؤ جو مناسب جانین وہ اسکے حق مین کرین مین اپنا سحر آتارتی ہون تو اپنا سحر قائم کرلے
خبردار راہ مین کہین نہ رکنا خدمت مین خداوند کی لیجانا عرض کرنا کہ یہ ساربان زادہ مضمار کے پاس
پہونچا وہ ہوشیار بیٹھی تھین اُنھون نے اسکو گرفتار کر لیا اب آپ کو اختیار ہی لیکن اگر یہ مارا گیا
تو لشکر مسلمانان کی کمر ٹوٹ جائیگی حمزہ کا یہ عاشق صادق ہی اگر مناسب ہو تو اسکو زندہ جہنم مین
پھینک دیجیے کہ یہ جل جل کر خاک ہو اس ساربان زادے کا قصہ پاک ہو اسنے بڑے صدمے دیے ہین
سرخ فام اکیلی لیکر چلی باہر جو نکلی کنیزین گھبرا گئین سب نے پوچھا کہ ای افسر کیا ہوا کہا کہ صاحبو بڑی
غضب کی بات ہی کہ مین نے اس ساربان زادے کو اندر پہونچایا تم لوگ حفاظت کرو مین اسکو خدمت
خداوند مین پہونچا کر آتی ہون خواجہ کو سرخ فام لیکر چلی اب خواجہ راہ مین منتین کرتے ہین اور

بولتے ہین ای سُرخ فام مجکو چھوڑ دے تیرا بڑا احسان ہوگا سُرخ فام ہنس دیتی ہی جواب دیتی
ہی کہ او مکار تو دشمن ساحران ہی تجکو سامنے خداوند کے قتل کرونگی مجکو دم دیتا ہی مضمار نے
مجکو خوب سمجھا دیا ہی مجھ سے مضمار نے کہدیا تھا کہ یہ وُہی شخص ہی جسنے دمامہ و ششمش کو مارا ہی
عمرو کیصفت کیا تیرے واسطے کم ہی جا بجا ذکر کیا جاتا ہی کہ دریاے قلزم مین جاکر مطمس کو مارا
دمامہ کو سر میدان للکارا اگر خداوند ہفت پیکر نے تیری قضا اس مقام پر مقرر کی تھی جب تو گرفتار
ہوا دوڑا یار مضمار کو مارون ملکۂ عالم نے کس خوبصورتی سے گرفتار کیا ہم تو دھوکا کھا گئے تھے مگر
ملکہ نے دھوکا نہ کھایا اور امتحان کو سحر کیا اُسی سے ثابت ہوا کہ عمرو عیار ہی اب مجھے دھوکا دینا چاہتا ہے
جھلاتی ہوئی اور سخت سُست کہتی ہوئی سُرخ فام ایک خیمے کی زمین ہوپچی کہ پہلو سے آواز آئی بوا
ذرا ٹھہرو مجھے تم سے کچھ کہنا ہی سُرخ فام نے پلٹ کر اپنی بہن احمر کو دیکھا کہ پکارتی ہوئی آتی ہی کہ بہن
ذرا ٹھہر جاؤ سُرخ فام ٹھہری احمر قریب آکر پہونچی کہا کہ بوا اس مکار کو کہان لیے جاتی ہو ہاتھ باندھکر
کہا کہ واسطے سامری و جمشید کا اسکو چھوڑ آؤ بی مضمار سے کہنا کہ اسکی کسی اور کی معرفت بھیجین
سُرخ فام نے کہا کہ اتنی دور تو مین لے آئی آگے بارگاہ خداوندی ہی پہونچا کے چلی آؤنگی احمر
نے کہا کہ بوا مین نے جو خبر پائی کہ تم قید اس نگوڑے کی لیے جاتی ہو مین بیقرار ہوکر دوڑی خیر
شکر کرتی ہون کہ تمکو زندہ پایا دیدۂ دل روشن ہوگئے لیکن بوا سنو مین نے جو حال اس
نگوڑے کے سُنے مین اُسکو کہہ نہین سکتی شعبدۂ اول تو اسکا یہ ہی کہ نوشیروان ایسا بادشاہ اسکی
فطرت سے ملک اپنا چھوڑکر بھاگا پھر پلٹ کے وطن مین آنا نصیب نہ ہوا خاقان اعظم ایسا بادشاہ
اُسکے چار بیٹے آگ مین جلا دیے گنجاب کے سر کا تاج اُتار لیا باغ عدن گوہر ملک کے پہونچا او
قیطول پر لقا کے پہونچا اور وہان پہونچکر اُسکی ریش تراشی کن کن مقامون پر یہ ظالم پہونچے
بڑے بڑے گھر برباد کیے اس طلسم ہفت پیکر مین کیسے کیسے ساحرون کو مارا اس وجہ سے بول اُٹھے
ہول ہوا یہ باتین کرتے کرتے گھبرا کر کہا کہ ارے یہ پشت پر کون کھڑا ہی وہ شاگرد اسکا بھوریا آگیا
سُرخ فام پلٹی اسنے گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم مہترین مہتر چالاک ابن
عمرو۔ نعرۂ چالاک۔ بعیاری منم آنکہ چست و چالاک + بچشم دشمن اندازم کف خاک +
نہ آید باد گرد رخنہ گامم + خلیفۂ اولم چالاک نامم + نعرہ کرکے خنجر مارا کہ سُرخ فام کا

شکم چاک قمعہ پاک مار کر سرخ فام کو خواجہ کو چھڑایا کہا کہ قبلہ و کعبہ بھاگیے خواجہ چالاک کے
ساتھ بھاگے یہان مضمار جادو سحر تیار کر رہی تھی گھبرا کر باہر نکل آئی کنیزون سے کہا ارے جھوکر
دیکھو تو سرخ فام خدمت مین قدرت کی پہونچی یا نہین راہ مین دیکھتی ہوئی جانا میرے کان
مین آواز آئی تھی مین نے اسکو کیون روانہ کیا آخر اُس ساربان زادے نے راہ مین مکر کیا کنیزین
گئین ایک مقام پر لاشہ سرخ فام کا پایا اُٹھا کر سامنے مضمار کے لائین مضمار نے حکم دیا کہ
لیجا کر لاش کو جلاؤ اب ساربان زادے کو زندہ نہ چھوڑونگی ڈھونڈھ کر گرفتار کرونگی یہ کہکے پلٹی
پھر سحر تیار کرنے لگی یہان خواجہ پلٹ کر لشکر اسلام مین پہونچے دیکھا کہ لشکر سوار ہو رہا ہی دردولت
صاحبقران پر عمرو آیا صاحبقران نماز پڑھ چکے ہین صندوق سلاح طلب فرمایا ہی مقبل صندوق
لایا صاحبقران نے خود ہوڈ سر پر رکھا اور زرہ داؤدی زیب جسم کی موزے وراگے بھی جسم پر
آراستہ فرماکر بیچہ سہراب یل کمر سے لگا کر تیغۂ عقرب کو ہاتھ مین لیکر سپر گرشاسپ پشت پر
لگائی صاحبقران برآمد ہوئے خواجہ نے سلام کیا دیوزاد بن قندس اشقر لیکر آیا امیر سوار ہوکر
دردولت شہنشاہی پر آئے صاحبقران تو جلوخانے مین آکر ٹھہرے مگر بادشاہ نے بارگاہ
سے نکلتے ہی فرمایا کہ ای فیروزہ ہمارا مرکب لاؤ فیروزہ نے عرض کی کہ حضور تخت پر سوار ہون
مرکب کی کیا ضرورت ہی بادشاہ جمجاہ نے بہ نگاہ قہر طرف فیروزہ کے دیکھا فرمایا تجھے اسمین
کیا دخل ہی ہم مرکب ہی پر سوار ہونگے فیروزہ نے سائیس سے اشارہ کیا اُسنے مرکب حاضر
کیا بادشاہ اسلام نے مرکب پر سوار ہوتے ہی مرکب اُڑایا جلوخانے مین آئے صاحبقران نے
بادشاہ کو جو مرکب پر دیکھا فرمایا کہ حضور اس وقت مرکب پر کیون سوار ہوئے بادشاہ اسلام نے
بغصہ فرمایا کہ حضور دخل نہ دین مین لشکر کی سیر کو جاتا ہون صاحبقران نے جو بادشاہ کو
برہم پایا خاموش ہو رہے مگر فیروزہ سے فرمایا کہ ای فیروزہ بادشاہ کیون برہم ہین فیروزہ
نے عرض کی کہ غلام کو نہین معلوم یہ آنکھون سے دیکھا کہ جسوقت سے برآمد ہوئے اُسیوقت
سے برہم ہو رہے ہین مرکب بھی بغصہ منگوایا صاحبقران نے فرمایا کہ ای فیروزہ بادشاہ
کی خبر لو کہان جاتے ہین مجھکو کچھ اور طریقہ معلوم ہوتا ہی یہ سنکر فیروزہ تلاش مین
بادشاہ کی چلا مگر بادشاہ چند قدم چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے لندھور آتے ہین لندھور نے

جھک کر سلام کیا بادشاہ نے منھ پھیر لیا لندھور نے بڑھکر عرض کی کہ غلام سے کیا خطا ہوئی
کہ حضور نے سلام نہ قبول کیا کہا کہ ای دارائے ہند میں حال لشکر دیکھنے نکلا ہوں تم آج آتے
ہون چڑھے اُٹھے نولاکھی کی افسری کیونکر کروگے ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ اب تم
پلٹ جاؤ میدان میں ہمارے ساتھ نہ چلو لندھور نے دست بستہ عرض کی کہ آج کچھ دیر غلام
کو ہو گئی اس خطا پر آپ مجھکو موقوف فرماتے ہیں لندھور سے اور بادشاہ سے تکرار ہونے لگی
لندھور تو عذر کر رہا ہے اور بادشاہ بگڑ رہے ہیں ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ رکھ کے فرماتے ہیں کہ ای
لندھور امتحان جرأت ہو جائے لندھور دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ میری کیا مجال ہے کہ جو
حضور سے امتحان جرأت کروں اس عرصے میں سامنے سے مالک آئے مالک نے جو دیکھا کہ
بادشاہ اور لندھور سے گفتگو ہو رہی ہے آتے ہی کہا کہ او ہندی بادشاہ سے کلام کرتا ہے لندھور
نے کہا کہ او عرب سوسمار خوار تو نے سنا بھی کہ بادشاہ کیا فرماتے ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ ای
مالک لندھور کو لشکر سے نکال دو لندھور نے کہا کہ اس عرب کی کیا مجال ہے کہ جو غلامان قدیم
کو نکال سکے مالک نے بڑھ کر لندھور کو نیزہ مارا لندھور نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ
مالک کا زخمی ہوا دست چپی بگڑ کر طرف لندھور کے چلے دست راستیوں نے بڑھ کے
دست چپیوں کو روکا آپس میں تلوار چلنے لگی بادشاہ فرماتے ہیں کہ لندھور کو نکال دو لندھور
ہاتھ باندھے کھڑا ہے فیروزہ نے بڑھ کر صاحبقران کو خبر دی کہ حضور کل لشکر میں بلوہ ہو گیا
دست راستی و دست چپی آپس میں لڑ رہے ہیں کئی سو جوان زخمی ہو کر گرے فوجیں تیار
ہو رہی ہیں اب یقین ہے کہ فوج میں بھی تلوار چلے صاحبقران یہ سنکر اُس طرف چلے اُس وقت
پہونچے کہ پانچ ہزار پانچ سو چھبیس سردار آپس میں لڑ رہے ہیں مگر لندھور ہاتھ باندھے سامنے
بادشاہ کے کھڑے ہیں بادشاہ یہی فرما رہے ہیں کہ ای لندھور لشکر سے ہمارے نکل جاؤ
صاحبقران نے بھی سنا کہ لندھور عذر کر رہے ہیں بادشاہ نہیں سنتے قاسم و بدیع الزمان
میں بھی اسقدر تلوار چلی ہے کہ دونوں جوان زخمی جھوم رہے ہیں قبضہ شمشیر چوم رہے ہیں جمہور
و فرامرز بھی آپس میں لپٹے ہوئے ہیں انکا تو خنجر زمین چل رہا ہے فرامرز کا تیغہ کھنچا ہوا ہے جمہور کو
زخمی کیا مگر جمہور نے بھی ہاتھ خنجر کا مارا فرامرز بھی زخمی ہوئے بہرام اپنے حریف سے لڑ رہے ہیں

سب جوان صف شکن ایک سے ایک منہ نہین پھیرتا اور بادشاہ دست چلیون کو ترغیب سے رہے ہین فرماتے ہین کہ کل دست راستیون کو ہمارے لشکر سے نکالدو اسپر دست راستی زیادہ بگڑتے ہین اور عرض کرتے ہین کہ ای شہریار ہم لوگون کی کیا خطا ہی اپنے دست حق پرست سے سزا دیجیے یہ لوگ ہمکو نکالینگے تو ہم لوگ نہ نکلینگے صاحبقران نے یہ دیکھ کر نعرہ کیا کہ ای سرداران نامی یہ کیا حرکت ہی بادشاہ نے پلٹ کر فرمایا کہ دادا جان آپ دخل نہ دیجیے ورنہ آپ کو بھی لشکر سے نکلوا دونگا بس اسی مین بہتر ہی کہ لندھور کو لشکر سے ابھی نکلوا ئیے صاحبقران جیبٹ کے آئے پکار کر اسم اعظم پڑھا جیسے ہی اسم اعظم کی آواز کان مین بادشاہ کے پہونچی حجاب سے سر جھکا لیا لندھور کو گلے لگایا فرمایا کہ عمر نامدار میری خطا کو معاف فرمائیے مین اسوقت اپنے ہوش مین نہ تھا مگر اور سردار لڑ رہے ہین تلوارین چل رہی ہین سردار زخمی ہوکر گر رہے ہین فوج مین قرنا ہوگئی صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ ایک شیشے مین پانی لاؤ کہ اسم اعظم پڑھ کر سب پر چھینٹا دون مقبل شیشہ پانی کا لایا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا جسپر چھینٹا پانی کا مارا اُسکو ہوش آگیا لندھور کو بادشاہ سے ملوایا لندھور نے عرض کی کہ رستم کے لشکر مین بھی یہی ہنگامہ ہی عیوق وجاروق آپس مین بگڑے آلاگرد و مالاگرد آپس مین لڑنے لگے ہر طرف لشکر تیار ہوگئے پلٹن چاہتی ہو کہ رسالے پر جا پڑین رسالہ چاہتا ہی کہ پلٹن سے لڑین سماک نے یہ خبر رستم سے کہی کہ پہلے لشکر صاحبقران مین بلوہ ہوا تھا صاحبقران نے جب اسم اعظم پڑھا تب سب اپنے ہوش مین آئے وہی رنگ آپ کے لشکر مین بھی ہی بھائی کو بھائی چاہتا ہی کہ قتل کرے رستم گھبرا کر بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ لشکر مین بلوہ ہو رہا ہی رستم نے نعرہ کرکے للکارا کہ بھائیو یہ کیا حرکت ہی کوئی جواب نہین دیتا رستم نے بڑھ کر لوح چمکائی جسپر لوح کا عکس پڑا وہ عذر کرنے لگا کہ ای شہریار حل یہ چاہتا تھا کہ بھائی کو قتل کرین آپس مین لڑین آپکو دیکھکر ہوش آیا رستم سارے لشکر مین پھرے ہر مقام پر لوح چمکائی تب سردار راہ پر آئے رستم و صاحبقران لشکر کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلے ادھر سے دیکھا کہ لشکر ہفت پیکر آتا ہی مشعل جادو آگے بڑھی ہوئی جھومتی ہوئی ہرکارون سے پوچھتی جاتی کہ لشکر اسلام پر کیا گذری ہرکارے عرض کرتے ہوے آتے ہین کہ حضور بھائی کو بھائی نے مارا بادشاہ لشکر اسلام لندھور کو

نکالے دیتے تھے صاحبقران نے آکر اسم اعظم پڑھا تب ہوش مین آئے مضمار جادو نے
زانو پر ہاتھ مارا کہا کہ یہ بڑے غضب کی بات ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھکر سحر میرا دفع کردیتے
ہین طلسم کشا لوح چمکاتے ہین آج میدان کارزار سے پلٹ کر اسم اعظم حمزہ بند کردونگی لوح
قبضے سے طلسم کشا کے بھی نکال لونگی ایک دن مین لشکر کا خاتمہ کردونگی اسطرح کے غرور
کرتی ہوئی میدان مین آکر پہونچی ہفت پیکر قلب فوج مین تخت پر سوار ہوکر ٹھہر صفین درست
ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکر ہٹے کہ مضمار جادو نے اپنے کو بڑھایا
ہفت پیکر سے اجازت لی ہفت پیکر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین میدان کارزار مین بھی تمھاری
فکر رکھتا ہون کون کون شاہزادیان رستم کے پاس گھڑی مین ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ تمکو
شامین سمجھ کے سحر کرا مضمار نے کہا کہ یا خداوند مین کیا کوئی بات اٹھا رکھونگی رات کو عیار
مجھے ایسا حیران کرتے ہین کہ سحر بنانا مشکل ہوتا ہی آج کنیز قیامتین برپا کرینگی مین نے دم سحر
تیار کیے ہین کہ آج قدرت ملاحظہ فرمائین گے یہ کہتی ہوئی میدان مین آئی کچھ گولے آسمان
پر پھینکے ماش کے دانے طرف صحرا کے پھینکے پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا
مرگ کی ہو وہ نکلے رستم جلے ہوے کھڑے تھے سلاح جسم پر آراستہ کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ
ہفت جوش زیب جسم تیغ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب کو بڑھا کر سامنے بادشاہ کے
آئے کہا کہ ای فرزند اجازت میدان بادشاہ رستم کا لحاظ کرتے ہین ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ ای عم نامدار
ساحرہ کا مقابلہ ہی فرمایا کہ تحفہ جات سب جسم پر ہین لوح طلسمی گلے مین ان تحفہ جات کو صرف
کرونگا بادشاہ نے فرمایا کہ بہتر ہی پروردگار آپکو مظفر و منصور کرے رستم گھوڑا جھکا کر چلے مضمار
نے جو طلسم کشا کو آتے دیکھا چاہتی تھی پلٹ جاؤن مگر غیرت آئی کہ میدان مین نکلی مبارز طلبی
کی پھر واپس جاؤن سمجھی تھی کہ جادوگرنیان نکلین گی مگر وہ طلسم کشا آگئے ہین خیر انکی بھی تدبیر
ہو جائیگی یہ سوچ کر دستک دی ایک پہلوان گینڈے پر سوار گینڈا اڑاتا ہوا سامنے مضمار کے آیا
مضمار نے کہا کہ جا طلسم کشا سے مقابلہ کر اگر بن پڑے تو کلاہ اتار لینا کرگدن سوار نے کہا
مین تو لوح کی فکر مین آیا ہون مضمار خوش ہوگئی کہا کہ مین ہمیشہ سے تیری خدمت کرتی ہون آج
اسکا نفع دکھا دے کرگدن سوار گینڈے کو جھکا کر سامنے رستم کے آیا نیزہ مارا رستم نے

لوح کو جھکا کے جو نیزے کو روکا گردن سوار نے نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا قبضے پر ہاتھ ڈالا رستم نے لوح کو زیر سپر دیکر سپر کو چہرے کی پناہ کیا گردن سوار نے ہاتھ مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر نیام انتقام سے کھینچا جیسے ہی تیغۂ ہفت جوہر کھینچا زنگی نے سر آگے کر دیا تیغۂ ہفت جوہر چلا جھاک کر جو گرا سپر کو کاٹ کر سر پہ گرا مع گینڈے زنگی کے چار ٹکڑے ہوئے زنگی کے مرتے ہی مضمار نے پھر طرف صحرا کے دیکھا کہ ایک فیل مست چیخ مارے آیا مرکب رستم کا بدلگامی کرنے لگا رستم نے گھوڑے کو روکا فیل نے بھونڈ مارا رستم نے دونوں ہاتھ بڑھا دیے گھوڑے سے کود پڑے بھونڈ ہاتھی کا سنبھال کر یکہ مارا کہ مع زخرے گردن ہاتھی کی کھینچ لی جب ہاتھی مارا گیا رستم گھوڑے پر سوار ہوئے گھوڑا اڑا کر قریب مضمار کے آئے مضمار نے جو رستم کو قریب اپنے پایا طرف آسمان کے دیکھا رستم پر آگ برسنے لگی مگر کوئی شعلہ قریب نہیں آتا گھڑی بھر کامل مضمار نے آگ برسائی مگر رستم پر تاثیر نہوئی آخر ناچار ہو کر تیغہ کھینچ کر دوڑی ہاتھ تلوار کا مارا رستم پہلتن نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا روک کر ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا مارا مضمار کے سر پر تیغہ پڑا مضمار کے دو ٹکڑے ہوئے گھوڑے کو مہمیز کیا پکار کر آواز دی کہ او ہفت پیکر اور کسی کو بھیج ہفت پیکر نے طرف ساحروں کے دیکھا ساحروں نے سر جھکا لیا چپکے چپکے کہہ رہے ہیں کہ صاحب لوح کے مقابلے میں کون جائے ہم تو شعبدے سے لڑنے والے ہیں جب شعبدۂ سحر نہ چلا تو ہمارا کیا زور ہے جب ساحروں نے سر جھکا لیے ہفت پیکر نے طرف بائیں کے دیکھا کئی ہزار پہلوان کھڑا ہوا تکتی جانب ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کہ اے پہلوانو کس کو اپنی نام آوری کرنا منظور ہے قدرت تقدیر مغلوب کر چکے ہیں جس کا جی چاہے جائے طلسم کشا کا سر کاٹ لائے یہ جو ہفت پیکر نے ان پہلوانوں کی جانب مخاطب ہو کر کہا شقیلا سے کر گردن سوار گینڈے کو بڑھا کر نکلا کہا یا خداوندین سر طلسم کشا کا لاتا ہوں ہفت پیکر نے کہا کہ جاؤ طلسم کشا سے مقابلہ کرو قدرت تقدیر مغلوب کر رہے ہیں شقیلا چلا سامنے رستم کے آیا خبردار کہکے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو زخم کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں گیارھویں طعن میں رستم پہلتن نے نیزہ شقیلا کا نکالا شقیلا نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا رستم نے بازو بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا شقیلا نے گریبان پر ہاتھ رکھا آخر مرکبوں سے اتر کے کشتی ہونے لگی

شقیلا چاہتا ہی کہ رستم کو زیر کرون ممکن نہین ہوتا رستم زور و شور سے لڑ رہے ہین دو پہر ڈھلے
زور شقیلا کا کم ہونے لگا رستم زیادہ نیان کر رہے ہین چار گھڑی دن رہے شقیلا نے آواز دی کہ
ای رستم دن بھر ہمارے تمھارے کشتی ہوئی کمی زیادتی نہین ثابت ہوئی ایک زور آخر کرتا ہون
رستم نے کہا کہ بسم اللہ شقیلا رستم کو ریل کرلے دو ڈھا سات قدم ریل کر لایا وہان سے رستم
پلٹے شقیلا کو گیارہ قدم ریل کر لائے وہان پر لا کر ایکبارا دونون گھٹنے شقیلا کے آشنائے زمین ہوگئے
رستم نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا شقیلا کو اٹھا لیا اکھیڑ کر مارا شقیلا چارون شانے چت گرا
رستم کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ درشناخت پروردگار چہ می گوئی شقیلا نے دیکھا کہ
اگر کچھ کلام کرتا ہون رستم مار ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا آواز دی کہ ای شہریار الامان رستم نے
فرمایا امان بشرط ایمان شقیلا نے عرض کی کہ ای شہریار کلمہ تعلیم فرمایئے رستم نے کلمہ تعلیم
فرمایا شقیلا طوطے کی طرح دلمین کینہ رکھ کر مسلمان ہوا رستم نے شقیلا کو لیا ہفت پیکر
بھی طبل بازگشت بجا کے پلٹا مگر شقیلا اس فکر مین ہی کہ کسی طریقے سے رستم بلتن کا سر کاٹ
کرلیجاؤن دربار خداوندی مین سرخرو ہون رستم نے بارگاہ مرحمت کی شقیلا داخل بارگاہ ہو
دل مین بیٹھا سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون دن بھر یہی سوچا کیا رات کو اٹھ کر بارگاہ رستم مین آیا
جب طلایہ مقرر ہونے لگا تو شقیلا نے عرض کی کہ آج غلام طلایہ دیگا شقیلا نے آکے چار ہزار
جوان ساتھ لیے طلائے کا انتظام کیا جب دو پہر رات گذری سوارون کو بازارون مین بھیجا
آپ ٹہلتا ہوا دربارگاہ رستم پر آیا پردہ اٹھا کر دیکھا کہ رستم سو رہے ہین یہ بیباک تلوار کھینچکر
اندر گھسا چاہا کہ سر کاٹ لون رستم پڑے سو رہے ہین دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی وا ہو
دیکھا کہ ملکہ رابعہ سامنے کھڑی ہین فرما رہی ہین کہ ای نور نظر دیکھو شقیلا تمکو قتل کیا چاہتا ہی رستم
نے آنکھین کھول کر دیکھا کہ شقیلا نے ہاتھ تلوار کا مار دیا ہی رستم نے اپنے کو جھٹ سے
گرا دیا بلیلا ران پر پڑا خون جو جاری ہوا شقیلا یہ کہکر بھاگا کہ مین نے طلسم کشا کو مار ڈالا ادھر رستم
نے نعرہ کیا جہانگیر پڑے سو رہے تھے کہ کان مین آواز رستم کی آئی گھبرا کے اٹھے کہا کہ ای
چاپک غضب ہوا بھائی صاحب کو کچھ صدمہ پہونچا کوئی شخص کہتا ہی کہ رستم کو مین نے قتل
چاپک نے کہا کہ ای شہریار شقیلا سے کہ گردن سوار اسی فکر مین تھا اسکے تیور سے سراسر

ثابت ہوتا تھا کہ یہ فکر مین رستم کی ہی اُسی نے وار کیا ہوگا یہ کہکے باہر نکلے گھوڑا چوکی پر لگا ہوا
تھا پشت مرکب پر سوار ہوے چاہا کہ طرف بارگاہ رستم کے چلون دیکھا کہ ایک جوان کوہ پیکر
تیغ برہنہ ہاتھ مین یہ کہتا ہی کہ مین نے رستم کو مارا یہ آواز کان مین جہانگیر کے پہونچی ہاے بھائی
کہکے قبضۂ شمشیر سر پر مار لیا للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی شقیلا نے جو جہانگیر کو دیکھا چاہا کہ
مقابلہ کرون پھر سوچا کہ کل جلو سب سردار بگڑ جائینگے جسکو ثابت ہوگا کہ رستم کو مار کر
جاتا ہی وہ روکیگا خدمت مین خداوندی پہونچون یہ سوچ کر گینڈے کو بڑھایا جو کوئی سامنے آیا
تلوار چمکا دی دو چار کو زخمی کیا لشکر سے نکلا جب پلٹ کر دیکھتا ہی جہانگیر نعرے کرتے ہوے
چلے آتے ہین ہر مرتبہ للکارتے ہین کہ او نامرد تو نے میرا بازو توڑ ڈالا بھائی صاحب کو مار کے
کہان جائیگا اگر آسمان پر جائیگا تو مثل دعاے مظلومان پہونچونگا اگر تحت الثری مین جائیگا تو
مثل قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا تجکو زندہ نہ چھوڑونگا شقیلا بھاگا ہوا جاتا ہی گینڈے پر
قبضے تلوار کے مار رہا ہی کبھی پیلا چھوتا ہی مگر جہانگیر پیچھا نہین چھوڑتے کہ سمک نے آکر رستم کو خبر دی
کہ جہانگیر تعاقب مین شقیلا کے گئے کل سردار آکر جمع ہوگئے ہین رستم نے فرمایا کہ میرے
مارے جانے کی خبر سنکر جہانگیر کو کیونکر تاب ہوتی اے سمک تم جاؤ لیکن برابر خبر پہونچانا ایسا
نہو کہ اُنپر کوئی افتاد پڑے ہفت پیکر مکار و حیلہ ساز ہی سمک نے عرض کی مین برابر خبر پہونچاؤنگا
یہ کہکر سمک بھاگا یہان شقیلا لشکر ہفت پیکر مین آیا میدان و رسالہ دار دیکھ رہے ہین کہ شقیلا
ہاتھ مین تیغ برہنہ لیے بھاگا ہوا آتا ہی دربارگاہ ہفت پیکر پر پہونچا کود کر اندر آیا ہفت پیکر
کو سلام کیا ہفت پیکر نے کہا کہ کیون شقیلا خیر تو ہی کہا حضور رستم کو مار کے آیا ہون ہفت پیکر
نے کہا کہ ای شقیلا اگر تو نے رستم کو مارا تو تجکو طرۂ پیغمبری دونگا شقیلا چاہتا ہی کہ بیٹھون
حال مفصل بیان کرون کہ مین نے رستم کو کیونکر مارا کہ دربارگاہ پر بلڑ ہوا جہانگیر نے
چاہا کہ اندر جائین درگہ سالار نے روکا کہا اندر جانے کا حکم نہین یہ دربار خداوندی
ہی جہانگیر نے کہا کہ ہم ضرور جائینگے یہ کہکے مع مرکب چلے درگہ سالار نے ہاتھ
تلوار کا مارا جہانگیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اُڑ گیا سر
ڈھلکتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے گیا ہفت پیکر نے کہا کہ ای شقیلا درگہ سالار کو کسنے مارا

شقیلا نے عرض کی کہ یا خداوند جب میں طلسم کشا کو مار کر چلا طلسم کشا کے بھائی نے میرا پیچھا
کیا معلوم ہوتا ہی کہ وہی جوان آگیا ہفت پیکر نے کہا کہ ای شقیلا بیٹھ جا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا
بعد ہیبت آواز آئی کہ سلام من درین مجلس و درین ماوا برکسے باد کہ بدامد دبشناسد کہ
خدا یاک ہست و دین پیغمبر خدا برحق ہرچند کہ ہفت پیکر بہت بگڑا مگر کچھ جواب نہ دیا جہانگیر
نے جو شقیلا کو دیکھا للکار کر آواز دی کہ او نامرد تو نے بھائی صاحب پر سوتے میں وار کیا
اب مجھ پر تو ہاتھ لگا یہ کہ کے جہانگیر قریب شقیلا کے آئے شقیلا نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر
نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی شقیلا لپٹ پڑا شاہزادے نے کولہے پر لاد کے
شقیلا کو دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا شکار بند سے باندھا پشت مرکب پر سوار ہو
ہفت پیکر نے پہلوانوں کو اشارہ کیا پہلوان تلواریں پکڑ کر اُٹھے جہانگیر بانو قیر سے
لڑنے لگے جہانگیر مشکل ردّ نے بھرتے باہر بارگاہ کے آئے افسروں نے لشکر تیار کیا تھا
جہانگیر کو گھیرا جہانگیر زخمی ہونے لگے کس کس کے وار روکیں ہزارہا تلوار چل رہی ہی نیزہ و
تیر ہر طرف سے لگا رہے ہیں تلواروں کے وار تو شاہزادہ خالی دیتا ہو مگر تیر پڑ جاتے ہیں
جہانگیر اکھیڑ کر اُنکو پھینک دیتے ہیں چاپک نے دیکھا کہ شاہزادے پر بلوہ بہت ہی جہانگیر
بانو قیر کس کس کو جواب دیں چاپک یہ حال دیکھ کر بھاگا خدمت میں رستم کی آیا رونے لگا
رستم نے پوچھا خیر تو ہی چاپک نے عرض کی کہ بھائی صاحب نے آپکے جا کر شقیلا کو تو ما
مگر باہر آ کر گھر گئے لڑ رہے ہیں انتہا کے زخمی ہوے ہیں خدا اُنکو بچائے رستم نے زخم ران کا
باندھا فرمایا کہ ای سماک مرکب لاؤ سماک مرکب لایا شاہزادہ اُسپر سوار ہوا عیوق و جاروق
فوج لیکر چلے لیکن آفتاب فلک سیر نے جو یہ معرکہ شنا تڑپ کر بلند ہوا اُس وقت پہونچا کہ
جہانگیر کا مرکب مارا گیا نہ معلوم ہوا کہ مرکب گیا جہانگیر پیدل لڑ رہے ہیں آفتاب نے
آتے ہی سحر کیا کہ کئی سو کے ٹکڑے اُڑ گئے دوسرا سحر کیا کہ ایک سوار گھوڑے سے گرا وہ گھوڑا آ قریب
جہانگیر کے آیا آفتاب زمین پر آیا شانہ پکڑ کے شاہزادے کا پشت مرکب پر سوار کیا
آپ سحر کرنے لگا ساحر و غیر ساحر کے سر گرنے لگے کہ نعرۂ رستم کی آواز سبھوں کے
کان میں آئی کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بدوغا منم رستم نوجوان فرزند بلند

صاحبقران عالیشان۔ نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب ۔ کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور ۔ کہ بر تخت مزوق افگندہ شور

ایک طرف سے ملازمان جہانگیر کا نعرہ ہوا قزاقون نے آکر فوج کو درہم و برہم کر دیا اور لڑتے
بھڑتے قریب جہانگیر کے پہونچے شاہزادے کو گھیر لیا ہفت پیکر تخت پر سوار ہوکے باہر
نکلا نکل کر یہ ہنگامہ دیکھا کہ طلسم کشا نے لڑتے لڑتے ساحرون کو عاجز کر دیا جسے سحر کیا وہ سحر
الٹا پلٹا اسی کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذر گئی سو ساحر مر کر گر چکا ہی ساحر عاجز ہوئے
ہین بھاگتے پھرتے ہین رستم نے جو ہفت پیکر کو تخت پر دیکھا عیوق وجارو ق جو برابر
لڑتے ہوئے آتے ہین رستم نے فرمایا کہ ای پہلوانو ہمنے اس طلسم کے فتح کی جستجو مین بڑی
تکلیفین اٹھائین مگر مقام افسوس ہی کہ ہفت پیکر اب تک زندہ ہی تم داہنے بائین بڑھ کر
شمشیر زنی کرو مین آج اس سحا کو مارتا ہون آفتاب فلک سیر سے بھی یہی رستم نے فرمایا کہ
بڑھ کر سحر کرو آج ہفت پیکر کو گھیر کر مارلین آفتاب آگے بڑھا جست کر کے بلند ہوا سب نے
دیکھا کہ نیر اعظم چمکا ہوائے گرم چلنے لگی مردمان چشم خسخانۂ مژہ مین چھپے بیٹھے ہین پانی سلنے
کی جاہ مین کنوئین مین اتر گیا نہرون کا پانی کھولنے لگا حباب چشم حیران موجون کا حال گرمی
سے پریشان ہر ایک موج بیتاب مچھلیان سیخ موج پر کباب غبار زرد اٹھ رہا ہی طبقۂ زمین
کرۂ نار معلوم ہوتا ہی طائر آشیانون مین چھپنے لگے ہفت پیکر پسینے پسینے ہوگیا کہتا ہی کہ بار
تھوڑے ہی عرصے مین زمین گلنار ہوگئی اس گرمی نے بہت پریشان کیا ہی وزیر نے عرض کی
کہ یا خداوند ہفت پیکر آسمان پر آفتاب فلک سیر سحر کر رہا ہی اسی کی وجہ سے گرمی ہی
آفتاب بنا ہوا چمک رہا ہی وزیر نے جو ہفت پیکر سے یہ کہا ہفت پیکر نے سر اٹھا کر دیکھا
کہ ایک آفتاب عالمتاب آسمان پر چمک رہا ہی اسی کی وجہ سے گرمی کو زور ہی ہر ایک ساحر
شدت گرمی سے لب گور ہی ہفت پیکر نے جو یہ معرکہ دیکھا وزیر اعظم سے ایک گولا لیا اس
گولے پر اسم سحر پڑھا اور وہ گولا آفتاب پر پھینکا آفتاب مین دھماکا ہوا اور آفتاب
تھرایا بیچ مین سے شق ہوا ہفت پیکر نے دیکھا کہ آفتاب فلک سیر سحر کر رہا ہی اور گرمی کو

رو رو دے رہا ہے اب جو آفتاب ہفت پیکر کے سامنے آیا ہفت پیکر نے نیچہ مارا آفتاب کا
زخمی ہوا آفتاب فلک سیر پیچھے ہٹا رستم نے اتنے عرصے مین صفون کو توڑا کئی پہلوان بڑے
بڑے مارے عیوق و جاروق نے زمین ہلادی الاگرد و مالاگرد گوروں کی پلٹنوں کو برابر
جلائے ہوئے قاعدے سے لڑتے ہوئے آتے ہین کبھی لیٹ گئے کبھی درختون کی آڑ مین
چھپے کبھی ظاہر ہوکر دوڑے سنگین چل رہی ہے ہزارون کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہین
الاگرد و مالاگرد آگے آگے نشان فوج ہاتھ مین جب بگل بجاتے ہین گورے اشارون پر کام
کرتے ہین رستم لڑ کر کے قریب تخت ہفت پیکر پہونچے ہفت پیکر نے دیکھا کہ رستم کے ہاتھ
مین تیغۂ ہفت جوہر بائین ہاتھ مین لوح طلسمی ہفت پیکر نے گھبرا کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم
نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا ہفت پیکر نے پکار کر آواز
دی کہ ای سپر طلسمی بچانا دیکھا کہ کئی سپرین سر پر ہفت پیکر کے لہرائین مگر تیغۂ ہفت جوہر
تڑپ کر کر اسب سپرون کو کاٹا سر پر ہفت پیکر کے گرا ہفت پیکر نے جو تیغۂ ہفت جوہر کا
زخم کھایا اپنے تئین تخت سے گرادیا ہزارہا ساحر وغیر ساحر ٹوٹ پڑے سیکڑون نے اپنی جان
دی مگر ہفت پیکر کو گود مین اُٹھا کر لے بھاگے فوج نے جو دیکھا کہ قدرت بھاگے جاتے ہین
سب کے پانون اُٹھ گئے مگر وزیر نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر پلٹے علمشاہ نے جہانگیر
کو اپنے ساتھ لیا فرمایا کہ بھائی تم اکیلے کیون چلے آئے جہانگیر نے کہا کہ کیون برادر مین آپ کو
بجائے قبلہ و کعبہ کے جانتا ہون وہ بھیا کتنا ہوا جاتا تھا کہ مین نے رستم کو مارا آنکھون کے نیچے
اندھیرا آگیا کہ ہائے افسوس ایسے بزرگ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا آپ کی دعا سے مین نے
شقیلا کو سامنے ہفت پیکر کے جا کر مارا سر شکار بند سے بندھا ہے علمشاہ خوشی خوشی جہانگیر کو
لیکر بارگاہ مین آئے ٹانکے دلوائے جہانگیر تو شفاخانے مین گئے رستم اُٹھ کر دربار مین
صاحبقران کے آئے صاحبقران نے رستم کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ ای نور نظر آج تمنے
ہفت پیکر کو مار لیا ہوتا مگر ابھی اُسکی قضا نہین ہے ساحر اُسکو اُٹھا کر لے گئے رستم نے
عرض کی آپ کے اقبال سے انشاء اللہ اُسکو تخت پر مارونگا فوجین بیحساب ہین اگر اُسکے
ہمراہی جمع کرلین تو ہمارا لشکر تاب نہ لاسکے خدا کی قدرت اور آپ کا اقبال ہے کہ اتنی بڑی

فوج کے پاؤن اُٹھ جاتے ہین ہفت پیکر کو بچا لیجاتے ہین یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین مگر
ہفت پیکر جو زخمی ہو کر آیا زخمون مین ٹانکے دلوائے ساتھ والون کے اعتقاد کم ہونے لگے
آپس مین کہتے ہین کہ یارو کیا غضب ہوا کہ فرق قدرت زخمی ہوا قدرت نے مثل ہم لوگون کے ٹانکے
دلوائے ہر جگہ یہی چرچا ہی ہفت پیکر حیران بیٹھا ہی کہ کیا شعبدہ کرون کہ ان سب کا اعتقاد پختہ ہو
کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یا خداوند مبارک ہو شبدیز چابک قدم پہلوان
یگانہ کہ جسکو قدرت نے بیشۂ نرگس زار مین پرورش فرمایا جنگل مین شکار کھیل رہا تھا آپ کے
زخمی ہونے کی خبر سُنکر ادہر ہی پلٹ پڑا اگرچہ لاکھ فوج ساتھ ہی ہفت پیکر نے خوش ہو کر حکم دیا کہ
شبدیز کا کوئی نظیر قدرت نے نہین پیدا کیا وزرا و اُمرا لے استقبال جائین وزیر استقبال کو
گئے شبدیز کو لیکر سامنے ہفت پیکر کے آئے شبدیز نے آکر سجدہ کیا پٹی جو سر پر چڑھی دیکھی
حیران ہو کر عرض کی کہ یا خداوندا یہ کیا سبب ہی کہ سر قدرت زخمی ہوا قدرت نے کوئی تدبیر کی
سر کو اپنے نہ بچایا ہفت پیکر نے سر جُھکا کر کہا کہ اے پہلوان قدرت واے قوت بازو وے زینت
پہلو قدرت نے تقدیر کی تھی کہ فرق قدرت زخمی ہو اور شبدیز چابک قدم جب آوے تب
فرق قدرت اچھا ہو اسطرح کے حالات ہفت پیکر نے بیان کیے کہ شبدیز کو سناٹا آگیا جی مین کہتا ہی
اب کُھلتا جاتا ہی کہ قدرت کے مزاج مین مکر ہی ہم سب کو دام مکر مین پھنسایا ہم لوگون نے خداوند
بنایا بادشاہون نے مطیع ہو کر خدائی کو رونق دی مسلمانون نے آکر اس رونق کو مٹایا
پہلوے تخت مین دنگل بچھا تھا کہ ہامان فیل سر اُسپر بیٹھا ہی چار لاکھ فوج کا افسر ہی شبدیز نے
کہا کہ اے ہامان اس دنگل سے اُٹھو ما بدولت بیٹھین گے قدرت سے کچھ باتین بھی کرینگے ہامان
نے کہا کہ اے شبدیز سارا دربار پڑا ہی جہان جی چاہے بیٹھ جاؤ باتین کر قدرت کے دنگل خالی
پڑا ہی اُسپر بیٹھو مین تو اپنے مقام سے نہ اُٹھونگا مین چار لاکھ فوج کا افسر ہون تجھسے کیا کسی طرح
کمتر ہون زور و طاقت کی میرے بھی دھاک ہی کیسے کیسے قلعے مین نے بھی فتح کیے کیسے کیسے پہلوان
مارے مجھ سے تکرار نہ کرو دوسرے دنگل پر بیٹھو یہ باتین سُنکر شبدیز کے تیور پر بل پڑگیا کہا کہ او جاہل
تیری کیا حقیقت ہی چار سو شاگرد میرے ساتھ ہین ان سب کو زور دلاتا ہون جب صحرا مین جاتا ہون
تو شیران صحرا خوف سے میرے بھاگ کر درہاے کوہ مین چھپتے ہین دامن کو منھ پر لیتے ہین ہنگام

دریا میرے خوف سے چادر آب اوڑھے ہوئے تہ آب چھپے ہین ورنہ دریا سے نکل آتے
بندگان قدرت کو آزار پہونچاتے اب ٹوک کر سر میدان پسران حمزہ کو مارونگا یقین ہی کہ صاحبقران
میرے خوف سے بھاگ کر پردۂ قاف مین جاکر چھپین مگر مین وہان بھی پیچھا چھوڑونگا دیوزادون
کو مار کر امیر کو پکڑ لاؤنگا گلستان ارم پر قبضہ کرونگا حمزہ کو اسیر بڑا غرور ہی کہ مین اٹھارہ برس
پردۂ قاف مین دیوزادون سے لڑا طلسمات مین معرکہ پڑا وہ بھی کمبخت نکل جائے کہ دیوزادون
کو بھی مارون اسطرح کے لاف وگزاف کرکے ہاتھ بڑھایا کہ دنگل سے اٹھو ہامان نے خنجر مارا
شبدیز نے کیلی کرکے خنجر چھین لیا ہامان لپٹ پڑا سامنے ہفت پیکر کے کشتی ہونے لگی
ہفت پیکر منع کرتا ہی کہ ای ہامان زیادہ بے ادبی نہ کرو دنگل خالی کرنے مین تیری آبرو نہین جاتی
یہ پہلوان قدرت ہی قدرت کا نظر کردہ رگ و ریشے مین اسکے قوت بھر دی ہی ہامان جواب نہین
دیتا جب کئی مرتبہ ہفت پیکر نے کہا تو ہامان نے غصے مین جواب دیا کہ او ہفت پیکر تو بڑا اسکا رد
جلسا زہی ہمکو ظاہر ہوا کہ شعبدہ باز ہی تیرا سر زخمی ہونے سے ہمارا اعتقاد خام ہوا بلکہ مذہب
اسلام پر رغبت ہی مگر افسوس کوئی صورت آج تک ایسی نہ نکلی کہ بارگاہ صاحبقران مین
پہونچتے اب تو ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کہ ای شبدیز اس یاوہ گو کو چیر پھاڑ کے پھینک دے
شان مین قدرت کی کیا کیا کہتا ہی ہفت پیکر نے جو یہ کہا شبدیز دونون مونڈھے پکڑ کر لیکے
لے دوڑا ہرچند ہامان چاہتا ہی کہ رکون نہین رک سکتا شبدیز نے ہامان کو دے مارا اور
سینے پر چڑھ بیٹھا کافور سحر خیز ایک پہلوان زبردست برابر دنگل ہامان کے بیٹھا تھا
کافور کا رنگ رو کافور ہوگیا غصے مین کانپنے لگا جب شبدیز نے چاہا کہ ہامان کو چیر ڈالون
تو کافور اپنے مقام سے تیغ کھینچ کر اٹھا آواز دی کہ او شبدیز بس سرکشی ہو چکی یہ کہکے ہاتھ
تلوار کا مارا شبدیز نے کلائی پکڑلی تلوار کافور کی چھین کر پھینک دی اور کلائی پکڑ کے طمانچہ مارا
کہ سر کافور کا اڑگیا اب ہمراہیان کافور و ہامان تلوارین کھینچ کر اٹھے شبدیز نے کسی کو
قبضہ مارا کسی کو لات ماردی سترہ پہلوان کھڑے کھڑے مارے ہامان پڑا ہوا یہ سب معرکہ
دیکھ رہا ہی شبدیز تو رفیقان ہامان و کافور سے لڑ رہا ہی بارگاہ مین دریا ے خون بہا دیا
چند رفیقون نے ہامان کو اٹھایا دریا سے باہر نکالا ہامان گینڈے پر سوار ہوکے بھاگا

رفیقون سے آواز دی کہ یارو مین خدمت مین حمزہ کی جاتا ہون وہ قدرشناس دُ فلک اساس
ہی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ آئے چالیس رفیق ہامان کے ساتھ ہوے ہامان
چلا لشکر والون نے چاہا کہ ہامان کو روکین ہامان لڑتا ہوا نکلا چالیس رفیقون نے دو سو جوانو
کو مارا لڑتا بھڑتا لشکر کفر و ضلالت سے نکل دریاے خون مین نہائے ہوے طرف لشکر اسلام
کے چلا یہان صاحبقران دربار مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے یہ سب خبرین پہونچائین کہ ہامان
چالیس جوانون سے لشکر حضور مین آتا ہی صاحبقران نے بآواز بلند فرمایا کہ جو ہمین عزیز
رکھتا ہو وہ ہامان کو بعزت و آبرو لائے اور بلطف اُسکا استقبال کرے لندھور و بہرام و
مالک وغیرہ و چند فرزندان صاحبقران اپنے اپنے مقام سے اُٹھے برائے استقبال
ہامان چلے یہان ہامان کہتا ہوا آتا ہی کہ یارو مجھے شہریز نے ذلیل کیا ہے ذریعے لشکر اسلام
مین جاتا ہون کیا میری قدر ہوگی ساتھ کے رفیق کہتے ہین کہ حضور وہ جوہر شناس مردان
عالم ہین ضرور قدر کرینگے مگر ہامان حجاب سے سر جھکائے ہوے ہی جب کنارے پر لشکر
صاحبقران کے پہونچا تو ٹھہر گیا کہتا ہی کہ یارو اب میرا قدم نہین اُٹھتا شرم آتی ہے کہ بارگاہ
صاحبقران مین کیا منھ لیکر جاؤن کہ لشکر صاحبقران سے گرد اُڑتی دیکھا سب کے آگے
لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران ستراسی سردار پشت پر پیدل آتے ہین لندھور نے
دور سے پکارا کہ ای ہامان کیون آتے آتے رُک گیا صاحبقران زمان بارگاہ مین تیرے منتظر
ہین کیون حجاب کرتا ہی انشاء اللہ شہریز سے بدلا لینگے اگر تو اُسکی بارگاہ مین رنگ جماتا تو
ہم لوگ وہین آتے اب انشاء اللہ میدان مین سمجھینگے اگر تیرے چلنے مین دیر ہوگی تو صاحبقران
زمان وہ قدردان ہین کہ خود چلے آئین تو تعجب نہین رفیقون نے کہا کہ ای پہلوان دوران
عدای گرشاسپ جہان دیکھیے صاحبقران نے کیا قدردانی فرمائی اپنے جانشین کو مع اسی
سردارون کے براے استقبال بھیجا ہامان گینڈے سے کودا لندھور کو جھک کر سلام کیا
لندھور نے بمحبت گلے سے لگایا اسکے ساتھ والون سے بغلگیر ہوے باعزاز سبکو لیکر طرف
بارگاہ کے چلے اب لشکر صاحبقران مین جو ہامان پہونچا جس پلٹن بار رسالے سے گذرا وردی
بجی سردارون نے سلامی لی ہر ایک کمیدان و رسالدار ہامان سے ملتا ہی ہامان مثل گل کھلا

شگفتہ ہوا جاتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی دیکھو یارو کیا قدردانی فرمائی ہی اہل اسلام تو خلق
کے پتلے ہین کسقدر خلیق ہین انتہا کے لئیق ہین لشکر کیسا آباد ہی دوکاندار دل شاد ہین چاندی
کٹورہ کھنک رہا ہی اور گرم بازاری ہو رہی ہین اس شان و شوکت سے ہامان بار صاحبقران
پر پہونچا دیکھا کہ صاحبقران دربارگاہ پر ٹہل رہے ہین ہامان کو دیکھتے ہی ہاتھ پھیلا دیے فرمایا
کہ ای برادر ہم تمھارے مشتاق تھے آنے مین کیون دیر ہوئی محبوب ہوا انشاء اللہ سر میدان
شبدیز سے مبلا لین گے خدا نے چاہا تو تمھارے قدمون پر اسکو گرا دینگے ہامان نے بہ محبت
چاہا کہ قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دون امیر نے بہ الفت سر چھاتی سے لگا لیا ہاتھ پکڑ کر
بارگاہ مین لائے بادشاہ کو سلام کرایا ہامان نے پایہ تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے بھی سر چھاتی
سے لگا لیا اور حکم دیا کہ ای دارائے ہند ان سب کے واسطے کشتیان خلعت کی منگاؤ خلعت
فاخرہ سے سب کو مخلع کرون لندھور نے کشتیان خلعت کی منگائین بادشاہ نے سبھون کو
خلعت دیے فرمایا کہ ای ہامان اس بارگاہ مین دو صفین ہین دست راست کے لندھور سپہ سالار
ہین اور دست چپ کے مالک اشتر ہین جطرف کہو دخل ملے ہامان نے کہا کہ مین دست راست
مین بیٹھونگا مالک نے اپنے سردارون سے کہا کہ کیا خدا کا فضل ہوا ہماری صف مین ایسے
کام نہ تھا جنکے لائق تھا اُن لوگون مین جا کر ملا لندھور نے ہامان کا ہاتھ پکڑ کر دست راست مین
دخل دیا ہامان مع اپنے رفیقون کے بیٹھا دعوتون کے پیغام سردار دینے لگے سب کے پہلے
رستم اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ ای ہامان پہلے سب کے ہماری دعوت قبول کرو ہامان بسبب
خوشی کے پیراہن مین نہین سماتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ میری خوش نصیبی کہ مین ان شیرون
مین آیا راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر پہونچا اُس بھیا مکا سے چھوٹا خدمت مین ایسے فیض
کی پہونچا صاحبقران نے حکم دیا کہ ایک بارگاہ عمدہ واسطے ہامان کے استادہ ہو خادم و خدمتگار
برائے خدمتگذاری ملے ہامان نہایت شکریہ صاحبقران کا ادا کر رہا ہی لیکن بعد نکل آنے
ہامان کے شبدیز کو ہفت پیکر نے اپنے سر کی قسمین دین تب کا ورنہ جو پہلوان اسکے
سامنے آمادہ مارا گیا سترہ پہلوان افسر مارے آخر بڑی مشکل سے اسکا غصہ کم ہوا اور جھوٹا
ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر نے گلے سے لگا کر کہا کہ تو نظر کردہ ماہ دولت ہی

صاحب سطوت و صولت ہو کئی سو جوان اپنے بندے قدرت نے تیرے ہاتھ سے قتل کرائے یہی
تقدیر کی تھی کہ کسی کا حربہ تجھ پر تاثیر نہ کرے اور یہی مسلمانون سے کیفیت ہوگی مگر شبدیز دم بدم
پوچھ رہا ہی کہ ہامان کہان گیا اُسی کی ذات سے سارے فساد برپا ہوئے اگر بسہولیت جنگل
سے اُٹھ جاتا تو یہ ہنگامہ کاہیکو ہوتا ہفت پیکر کہہ رہا ہی کہ ای پہلوان دوران تم سمجھو وہ جان
بچا کر بھاگ گیا جب آئیگا تو مین اُسکو تمہارے قدمون پر گراؤنگا میرے دربار مین کبھی گستاخی
نہ کرے جو تو حکم دے وہ بجا لائے یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارے گھبرائے ہوئے آئے کہ لوگون
نے کافر کو بددعا دی قطعہ ای سرت سبز تا خزان بچرند + شکمت طبل تاسگان بدرند + گرز آتش نگار
رنگارنگ + بر سر تو موکلان بزنند + قدرت کی عمر کوتاہ ہو پہلو نشینون کا حال تباہ ہو ہامان
جو بارگاہ خداوندی سے نکلا چالیس مصاحبون کو ساتھ لیکر لشکر صاحبقران مین پہونچا امیر
بہت آبرو سے پیش آئے استقبال کر کے بارگاہ مین لایا سب سردارون سے ملوایا دست راست
مین جگہ ملی دنگل زرین بیٹھنے کو ملا ایک بارگاہ عمدہ رہنے کو مرحمت ہوئی آج لشکر طلسم کشا مین
اُسکی دعوت ہی شبدیز یہ سنکر جل گیا کہا کہ یا خداوند کل میدان کارزار مین اُسی کو پکارونگا لشکر امیر کا
طریقہ ہی کہ جسکا نام لیکر پکارے وہی نکلتا ہی چیر پھاڑ کے پھینک دونگا اگر کہیے تو لشکر حمزہ مین
گھس جاؤن اور ہامان کو پکڑ لاؤن ہفت پیکر نے کہا کیا ضرور ہی میدان مین جا کر سمجھ لینا یہ سنکر
شبدیز نے کہا کہ قدرت طبل جنگی بجوائین اُسی وقت ہفت پیکر نے طبل جنگی بجوایا اور آپ خود
جھومتا ہوا اُٹھا ہفت پیکر نے کہا کہ ای شبدیز کہان جاؤگے شبدیز نے عرض کی کہ یا خداوند
بارگاہ مین قدرت کی گھبراتا ہون مجھکو الگ مقام رہنے کو ملے ہفت پیکر نے حکم دیا کہ باغ ہمیشہ بہار
شبدیز کے رہنے کو دو شبدیز باغ ہمیشہ بہار مین جا کر بیٹھا اکھاڑہ بھی کھدوالیا کہ یہان کشتی
لڑا کرونگا ہفت پیکر طبل جنگی بجوا ہی چکا ہی ہرکارے جو بنام جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر
بھاگے خدمت مین صاحبقران کی حاضر ہوئے بعد دعا کے عرض کی کہ شبدیز نے طبل جنگی بجوایا
ہی اور ہامان پر بڑا غصہ ہی کہتا ہی کہ پہلے میدان مین اُسی کو للکارونگا پھر فرزندان حمزہ سے
سمجھونگا باغ ہمیشہ بہار رہنے کو ملا بڑا مغرور ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے لشکر صاحبقران مین بھی طبل جنگی پر چوب پڑی لشکر مین مشہور ہوا

کہ شہدیز چابک قدم سے مقابلہ ہو لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں جار پہر رات گذر کر
ستارہ سحری آسمان پر چمکا شہدیز چابک خرام آفتاب آراستہ و پیراستہ ہو کر جگہ جریان
دکھاتا ہوا میدان چرخ زبر جدی میں آکے قائم ہوا سبزہ فلک کو روندرہا ہے مثل برق کوند
رہا ہے صاحبقران سوار ہوئے دردولت شاہی پر آئے بادشاہ جمجاہ برآمد ہوئے اور
ملاحظہ فرمایا سب کے آگے صاحبقران کل فرزندان صاحبقران عالیشان صفیں جمائے
گھوڑے میں ہامان ایک جانب رفقا کو لیے کھڑا ہے جمال و جلال شاہی دیکھ رہا ہے اول
سب سے صاحبقران نے سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ آپکی ہمارے
دل میں ہے محبت آپ کی آب و گل میں ہے بادشاہ جمجاہ نے تخت بڑھانے کا حکم دیا تخت
آگے بڑھا ردش چوکی بھی معلوم ہوتا تھا کہ دولہا کی سواری جاتی ہے چوبدار آگے آگے آواز
لگاتا ہوا کہ عمر و دولت کو ترقی ہو عمر شہنشاہی دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو اس کروفر سے
میدان میں آکر تھم گئے سامنے سے گرد اڑی لشکر ہفت پیکر نمایاں ہوا فوجیں بحساب
پہلوان لاجواب سب کے آگے شہدیز چابک قدم گینڈے پر سوار جھومتا ہوا میدان میں
آکر تھم گیا صفوف جدال و قتال آراستہ و پیراستہ ہوئیں نقیبوں نے بڑھ کر نقابت کی
کڑکیتوں نے کڑکا کہا شہدیز نے گینڈا اپنا بڑھا سامنے تخت ہفت پیکر کے آیا عرض کی کہ یا
خداوندا اجازت میدان ہو ہفت پیکر نے آواز دی کہ تجکو ید قدرت کے سپرد کیا شہدیز گینڈا
اڑا کر میدان میں آیا اور پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
مگر سوائے ہامان کے اور کسی کو نہیں چاہتا اُسنے بڑی نمکحرامی کی قدرت سے باغی ہو کر
آیا ہامان نے گھوڑا بڑھایا سامنے بادشاہ کے آکر سلام کیا عرض کی کہ ای شہریار اجازت
میدان لے دیجیے مجھی کو پکار رہا ہے بادشاہ نے فرمایا پروردگار کے سپرد کیا جیسے ہی اجازت لیکر
ہامان نے چاہا کہ بڑھوں گھوڑے نے بدلگامی کی دم سے گرا رفیقوں نے پتھیلا خود سر پہ
رکھا صاحبقران نے فرمایا خواجہ ہامان کے لیے بڑی بدشگونی ہوئی اگر مناسب جانو تو
اسکو منع کرو کہ میدان میں نہ جائے عمرو نے بڑھکر منع کیا ہامان نے سنا جواب دیا کہ اقبال
صاحبقران ساتھ ہے وہی حفاظت کریگا گھوڑے کو اڑا کر قریب شہدیز کے آیا

شبدیز نے جو ہامان کو دیکھا غصے سے کانپنے لگا کہا کہ کیوں ہامان تونے قدرت میں کیا
برائی دیکھی کہ جو قدرت کو چھوڑا مذہب خدائے نادیدہ اختیار کیا ہامان نے جواب دیا کہ وہ بیچارہ
سکار وحیلہ ساز وشعبدہ باز ہی خدا وہ ہی کہ جسنے زمین وآسمان کو پیدا کیا وہ خدائے حقیقی ومالک
تحقیقی ہی شبدیز اس بات پر بہت جھلایا کہا کہ بس خاموش رہ خدائے نادیدہ کی زبانی
تعریف نہ کر بادولت کو ناگوار ہوتا ہی مگر حربہ کر یہ میدان کارزار ہی حوصلہ دل کا نکال لے تیرے
حربے کے بعد مجکو ضرب کی نوبت نہ آئیگی ہامان نے کہا کہ میں مطیع حکم صاحبقران ہوا اُن ہی
کے قانون کا پابند ہوں جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب میں حربہ کرونگا شبدیز نے
نیزہ مارا ہامان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اور آپ بھی نیزہ مارا ہامان کا نیزہ جو چلا
شبدیز نے سنان نیزہ بچا کر نیزے پر ہاتھ ڈالا نیزہ توڑا ہامان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خنجر دودم
خبردار کہکے ہاتھ مارا شبدیز نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا تلوار چھین لوں لیکن
ہامان نے گریبان پر شبدیز کے ہاتھ ڈالا شبدیز جھلا کر گینڈے سے کودا زیر شکم مرکب ہاتھ
دیکر ہامان کو مع مرکب اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا ہامان کود کر الگ ہوا مگر گھوڑے کے
اعضا چور چور ہوے شبدیز دوڑ کر لپٹ گیا ہامان اُلجھ اُلجھ کر لڑنے لگا شبدیز ریل کرلے دوڑا
چند قدم پر لا کر پٹکا مارا دونوں گھٹنے ہامان کے آشنا بہ زمین ہوے شبدیز نے گریبان پر ہاتھ
رکھکر پٹکا مارا کہ سر ہامان کا زمین سے مل گیا ایک لات سینے پر ماری کہ استخوان ہامان کے چور
چور ہوے ہامان زمین پر گر کر تڑپنے لگا شبدیز نے ایک پانوں پر دونوں پانوں رکھے ایک
پانوں کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر پٹکا مارا ہامان کو چیر کر پھینکدیا رفیقان ہامان فرداً فرداً
آئے ہاتھ سے شبدیز کے سپار گلشن جنان ہوے چالیس جوانوں کو شبدیز نے شام
تک مارا میدان میں دریاے خون بہا دیا شام کو پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان کل
تم لوگوں سے سمجھونگا ایک ایک کو قتل کرونگا سوراخ مور ومار ڈھونڈہا خواگر اپنی جان بخشی
چاہتے ہو تو آکر خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو تو جان بخشی کروں اہل اسلام نے اپنے اپنے
گھوڑے چمکا کر آواز دی کہ او نامرد ایک پہلوان کو مار کر ایسا بلبلایا کہ اپنے ہوش میں نہیں ہو
شبدیز پلٹ گیا دربار میں ہفت پیکر کے آیا مونچھوں پر تاو پھیر رہا ہی کہتا ہی کہ یا خداوند میں نے

آج ہامان سے بدلا لے لیا جو کہا تھا وہی کیا سر میدان للکار کر مارا اب اہل اسلام کو دم نہ لینے
دونگا طبل جنگی بجوائیے کل پسران حمزہ کو للکارونگا سر میدان چیر کر پھینک دونگا آخر میرے ہاتھ
سے کیونکر بچیں گے ہفت پیکر نے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا ہرکاروں نے یہ خبر امیر کو
پہونچائی یہاں بھی طبل جنگی بجا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات
گذر کر اب وہ وقت آیا کہ پہلوان آفتاب تابان اکھاڑے سے مشرق کے نکلا شاگردان
ضیا ساتھ ہیں چرخ نیلوفری پر آ کر ٹھہرا دونوں لشکر میدان کارزار میں بہ قاعدۂ قدیم پہونچے
صفیں جمیں نقیب نقابت کر کے ہٹے کڑکیتوں نے کڑکا کہا شدید نے گینڈا بڑھایا
میدان میں آ کر سلحشوری دکھائی جب خوب غرق ہوا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے میں آئے لیکن فرزندان حمزہ کا بڑا زور و شور سنتا ہوں
انمیں سے کوئی میرے مقابلے میں آئے شاہزادہ سعد طوقی ناظرین والا تمکین کو بخوبی
یاد ہوگا ایرج نامے میں ایرج نوجوان نے ان ہی کو زیر کیا تھا مرکب اڑا کر سامنے
بادشاہ کے آئے عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان بادشاہ نے فرمایا کہ تمہیں خدا کے
سپرد کیا جیسے گھوڑا اڑا کر چلے خود سر سے گرا بادشاہ نے فرمایا کہ ای عم نامدار بد شگونی ہوئی
اب میدان میں نہ جائیے بدیع الزمان نے بھی بڑھ کر سمجھایا مگر سعد طوقی نے نہ مانا
فرمایا کہ قاعدے میں فرق آئیگا میں صف سے گھوڑا نکال چکا بادشاہ نے یہ بھی فرمایا کہ کل
کے روز ہامان کا خود گرا تھا وہ ہاتھ سے اس جلاد کے مارا گیا کچھ نہ بن پڑا لہذا آپ نہ جائیے
سعد طوقی نے نہ مانا گھوڑے کو اڑا کر میدان میں آئے بعد گفتگو بسیار شدید نے نیزہ مارا
شاہزادے نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا دونوں لشکر دیکھ رہے
ہیں نیزہ چل رہا ہے دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر سعد طوقی نے نیزہ گانٹھا نیزہ ہاتھ
سے شدید کے نکل گیا شدید نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا
سعد طوقی نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُسکے گریبان پر ہاتھ رکھا گینڈا اور گھوڑا
زمین پر بیٹھ گیا دونوں جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی سعد طوقی اس
پھرتی سے لڑ رہے ہیں کہ شدید عاجز ہو رہا ہے دن بھر اسی طور سے کشتی ہوئی شدید نے اپنی

جان سے بیزار ہو رہا ہی چار گھڑی دن رہے کہا کہ ای فرزند صاحبقران ایک زور آخر
کرتا ہون شاہزادے نے فرمایا کہ بسم اللہ تمھارے زور کا مشتاق ہون فہمید بز شاہزادے
کو ریل کے لے دوڑا شاہزادہ ہٹتا ہوا چلا آتا ہی جب قدم آکر بیٹا چاہا کہ شبدیز کو ریل کرے دو قدم
آگے بڑھایا وہان پر موش خانہ تھا گھٹنون تک شاہزادہ غرق زمین ہوا شبدیز نے
ہکّا مارا کوہ شاہزادے کا اتر گیا شاہزادہ غش کھا کر گرا شبدیز نے اسی حال مین مشکین
باندھ لین ہر چند پہلوانون نے آواز دی کہ او نامرد یہ کیا کرتا ہی شبدیز نے نہ مانا جناب سے
عاجز ہو چکا تھا مشکین باندھ کر شاہزادے کو لے گیا لشکر جانبین کے پلٹے صاحبقران
زمان بلند اختر اپنی بارگاہ مین آئے لیکن بڑا قلق ہی خواجہ سے فرمایا سعد طوقی کی خبر دمبدم ہمکو
پہونچانا خواجہ عمرو نے ہرکارون کو حکم دیا کہ دمبدم کی خبر صاحبقران کو پہونچانا ہرکارے
صورتین بدل کر بارگاہ ہفت پیکر مین پہونچے اب وہ وقت ہی کہ شبدیز نے حکم دیا کہ اس
جوان کا کولھا بٹھاؤ سعد طوقی کا کولھا بٹھایا گیا شبدیز نے حکم دیا کہ اس جوان کو قید خانہ
مین لیجاؤ صبح کو دربار بھیجا جائیگا ہرکارون نے یہ خبر رستم کو پہونچائی رستم نے سمک عیار کو
حکم دیا کہ ای سمک ہرکارون سے پیشتر ہمکو خبر پہونچانا بھائی صاحب کا گرفتار ہونا مجھپر
بہت شاق ہوا اب مین چاہتا ہون کہ اس بیحیا کو سر دربار جا کر مار دون سمک نے کہا انشاء اللہ
سب خبرین آپ کو مفصل پہونچین گی شبدیز تو باغ ہمیشہ بہار مین چلا گیا صبح کو ہفت پیکر
آکے تخت پر بیٹھا ہفت پیکر نے حکم دیا کہ اس جوان کو لاؤ ہم دربار مین بھیجین گے سعد طوقی
قید پہنے ہوئے دربار مین ہفت پیکر کے آئے مثل اہل اسلام صاحب سلامت کی ہفت پیکر
نے بگڑ کر کہا کہ ای فرزند صاحبقران تم گرفتار ہو کے آئے ہو مگر سرکشی نہین جاتی سعد طوقی
نے جواب دیا کہ او بیحیا وہ نامرد مکار کولھا اترنے پر گرفتار کر کے لایا اسپر ناز کرتا ہی تو جلسا رہے
شعبدہ باز ہی دعوی خدائی کیا او بیحیا تجھکو شرم نہین آتی خدا سے نہین ڈرتا ہفت پیکر بیٹھا
شراب پی رہا تھا جام ہاتھ مین تھا غصے مین وہی شراب پھینک ماری وہ شراب جو سعد طوقی
پر پڑی شعلۂ غضب اس طرح بھڑکا کہ شاہزادے نے ہتھکڑی توڑی گلے کا طوق مڑوڑ ڈالا کہ
ایک جوان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے اسکی کلائی تھام کر طمانچہ مارا کہ سر اس جوان کا

اتر گیا اس جوان کو مار کر شاہزادہ سعد طوقی نے اپنے مقام سے جست کی قدم بر ہفت پیکر
کے قدم رکھا ریش ہفت پیکر کی پکڑ لی ایک طمانچہ مارا لوگ ٹوٹ پڑے ہفت پیکر کو ہاتھ
سے سعد طوقی کے چھڑایا ہفت پیکر روتا ہوا ایک گوشے میں آکر چھپا شاہزادہ سعد طوقی
نے جو بارگاہ میں بلوہ دیکھا لڑتے ہوئے بارگاہ سے نکلے بیرون بارگاہ آکر ایک سوار کو مارا
اسکا گھوڑا لیا کاٹتے ہوئے چلے جو پہلوان سامنے آیا ہاتھ سے شاہزادہ سعد طوقی کے مارا گیا
کئی سو پہلوان ہاتھ سے سعد طوقی کے مارے گئے شاہزادہ لڑتا ہوا چلا صبح کا وقت ہی شبدیز
اکھاڑے پر بیٹھا ہی شاگردوں کو زور دلوا رہا ہی کہ ہفت پیکر روتا ہوا سامنے شبدیز کے
پہونچا داڑھی اکھڑی ہوئی قطرات خون ٹپکتے ہوئے سعد طوقی نے جو منھ پر طمانچہ مارا ہے
عارض سوجا ہوا ہی پکار کر آواز دی کہ ای پہلوان قدرت وای نظر کردہ قدرت پسر حمزہ نے
میرا یہ حال کیا لڑتا بھڑتا جاتا ہی وقت اعانت ہی ایسا نہ ہو کہ پسر حمزہ لشکر میں اپنے پہونچ
جائے آج قدرت کی آبرو چلی سر دربار یہ نوبت ہوئی شبدیز نے جو یہ ماجرا سنا اور
قدرت کو اس حال سے دیکھا غصے سے کانپنے لگا تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا گینڈے پر
سوار ہوا بیرون باغ چلا یہاں شاہزادہ لڑتا بھڑتا کنارے پر لشکر کے پہونچا ہی کوئی اب پیچھا
نہیں کرتا کہ شبدیز نے للکارا ہاتو شاہزادہ جاتا تھا شبدیز کی آواز سنکر ٹھہر گیا آواز دی کہ
او نامرد میں تو تیری فکر میں تھا میرے مقابلے میں آ۔ شبدیز برابر پہونچا شاہزادہ سعد طوقی خستہ
و شکستہ سر برہنہ صرف تلوار ٹوٹی ہوئی ہاتھ میں مگر جوش جرأت یہ تھا کہ شبدیز کی آواز سنتے ہی
رک گئے شبدیز نے آکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے وہی ٹوٹی ہوئی تلوار اٹھا دی تیغہ
شبدیز کا پھلا سر پھر اکے سر شاہزادے کا زخمی ہوا شاہزادے کو عادت ہی دستانے
کی یہ خیال نہ رہا کہ دستانے ہاتھوں میں نہیں ہیں جیسے ہی دستانے مارے دونوں کلائیاں
کٹ کر گریں تیغہ جھنکے ہو نکلا گھوڑے کی گردن پر پڑا گھوڑے کی گردن قلم ہوئی شاہزادہ
گھوڑے سے گرا بانوں زیر شکم مرکب دبا کو لھا اتر گیا اوپر سے شبدیز نے ہاتھ مارا سر کٹ کر
شاہزادے کا گرا زلف خلیلی تھام کے سر اٹھا لیا پاس ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر نے سر
تکت پر رکھا یہ عتاب خطاب کر رہا ہی کہ کیوں او پسر حمزہ تو نے ریش قدرت پر ہاتھ ڈالا

عارض قدرت پر طمانچہ مارا یہ نہ جانتا تھا کہ پہلوان قدرت موجود ہے یہ حال تیسرا کریگا ملازمان
سعد طوقی نے جو لشکر سے یہ معرکہ دیکھا کہ شاہزادے کا لاشۂ بے سر زمین پر پڑا ہے روتے
پیٹتے دوڑے گریبان چاک کیے لاش پر آکے خوب روئے لاشۂ بے سر اٹھا لیا گریہ وزاری
کرتے ہوئے لاشہ لیکر چلے قضائے کار رستم پیلتن طلائے سے پلٹ کر طرف اپنے لشکر کے
جاتے ہیں کہ رونے پیٹنے کی آواز کان میں آئی سر اٹھا کر دیکھا کہ چند کس ایک لاشۂ بے سر لاتے
ہیں پکار کر پوچھا کہ یارو کس غریب کا لاشہ ہے سب نے پکار کر آواز دی کہ حضور آپکے قوت بازو
زینت پہلو شاہزادہ سعد طوقی سپاہ گلشن جنان ہوئے نام جو بھائی کا سنا کلاہ ہفت گوشہ
زمین پر دے ماری گریبان پھاڑ ڈالا آواز دی کہ ہائے برادر شب بھر مجھے نیند نہیں آئی مادر مہربان
خواب میں فرماتی تھیں کہ کیوں بیٹا رستم سعد طوقی کی خبر دل میں حیران تھا کہ یہ کیا فرماتی ہیں
میں یہ نہ جانتا تھا کہ آج خدمت میں مادر گرامی کے جاؤگے یہ کہہ کے رستم خوب روئے فرمایا
کہ لاشہ کہاں لیے جاتے ہو سب نے کہا کہ خدمت میں صاحبقران کی لیے چلتے ہیں رستم نے
کہا کہ گھوڑا لاؤ گھوڑا حاضر ہوا فوراً پشت مرکب پر سوار ہوئے بے تحاشا طرف لشکر کفار کے
چلے یہاں اب وہ وقت ہے کہ ہفت پیکر نے شدید کی بڑی تعریفیں کیں اور خلعت منگا کر
دیا شدید بہت خوش ہوا منہ زرین بال بنگلے طرف باغ ہمیشہ بہار کے چلا جیسے ہی باہر نکلا ملازم
اسکے سلام کرنے لگے پاؤں کو بوسہ دیکر کہتے تھے کہ اے شہریار آج آپ نے وہ کام کیا کہ قدرت
خوش ہوگئے آپ کو اپنے ہاتھ سے خلعت دیا کسی پہلوان کو یہ دن نصیب نہیں ہوا جو حضور
کے واسطے فخر حاصل ہوا شدید کہہ رہا ہے بڑی غیرت کی بات تھی کہ رئیس قدرت نوچ ڈالی عارض
قدرت پر طمانچہ مارا وہ شخص اگر زندہ نکل جاتا تو لوگ مجھکو بدنام کرتے کہ شدید نے اتنا بڑا کام
کیا اور پھر پسر حمزہ نکل گیا میں ضرور شرمندہ ہوتا میرا دل یہ چاہتا کہ کسی کو منہ نہ دکھاؤں
مگر اب کچھ بن نہیں پڑتا یقین ہے کہ مارا جاتا سعد طوقی کا مسلمانوں کو ناگوار ہو ساتھ والے
کہتے ہیں قدرت آپ پر مہربان ہیں آپکا کوئی کچھ نہیں کر سکتا جب کوئی آپ سے ارادہ لڑنے کا کریگا
قدرت تقدیر کرکے آپکو غالب کرینگے قدرت کی تقدیر میں کوئی دخل دے سکتا ہے شدید پہلوان
کھڑا ہے سب افسر یہ باتیں کر رہے ہیں کہ لشکر میں تلاطم ہوا شدید نے سر اٹھا کے دیکھا

کہ رستم پیلتن تیغ ہفت جوہر کھینچے ہوئے لڑتے ہوئے آتے ہیں شبدیز کو دیکھکر آواز دی کہ او
نامرد میں نے اس جنت آرامگاہ کی مردی و جرأت اور تیری نامردی اہل دربار سے سنی کہ تو نے
ایسا عاجز کرکے اُنھیں قتل کیا اُسپر غرور کرتا ہی خبردار نام جرأت و بہادری کا دلینا مجھسے تو مقابلہ
کر شبدیز ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب رستم پہونچا کہتا ہوا کہ او پسر حمزہ تجھکو قضا لیکر آئی ہی رستم نے
کہا کہ او نامرد سامنے آ تو حال جرأت معلوم ہو جرأت فرزندان صاحبقران اظہر من الشمس
و ابین من الامس ہی آج تجھکو ظاہر ہو جائیگا یہ کہکے رستم پیلتن قریب آئے شبدیز نے
رستم کو تھمنے نہ دیا اور ہاتھ تلوار کا مارا رستم بھائی کی محبت میں دیوانے ہو رہے ہیں کلیجے میں
شعلہ بھڑک رہا ہی بار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ جھٹکا مار کر تلوار چھین لوں شبدیز بڑا
زبردست پہلوان ہی تلوار تو اسکے قبضے سے نہیں نکلی مگر لپٹ پڑا رستم بھی یہی چاہتے تھے
ایک گھونسا گینڈے کے سر پر مارا کہ گینڈے کا سر پھٹا اور شبدیز کو کھینچ کر اپنے قریب لائے
آپ بھی گھوڑے سے کودے کشتی ہونے لگی اہل لشکر شبدیز دیکھ رہے ہیں رستم نے اُس
غصّے میں کئی طمانچے شبدیز کو مارے شبدیز کانپ کر رہگیا چاہا کہ بدلا لوں رستم نے ہاتھ چھوڑا
شبدیز اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی رستم تھوڑے ہی عرصے میں کئی مرتبہ پکڑ لائے وہ وہ
گھسّے مارے کہ زرہ پارہ پارہ ہو گئی پیشانی سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں شبدیز اپنی
زندگی سے بیزار ہی حیران ہی کہ دیکھوں کیونکر جان بچے اس غصّے میں پھر پھر رستم سے لڑا رستم
نے بہت ذلیل کیا طمانچے بھی مارے بال بھی سر کے پکڑے آخر میں اکھڑ کر بارا شبدیز چاہتا تھا کہ
مونڈھے کی کھا کر سنبھلوں رستم نے ایک ٹھوکر ماری کہ وہ نامرد گرد برد ہوا کود کر چھاتی پر
سوار ہوے منظور ہوا کہ سر کھینچ لوں یا چیر کر پھینک دوں مگر نگاہ جو شبدیز پر پڑ گئی چہرے پہ
اُداسی آنکھیں ڈگڈگاتی ہوئی حال ابتر جو شبدیز کا دیکھا رحم آگیا دل سے باتیں کرنے
لگے کہ ہی علمشاہ مرنے والے سے ملاقات غیر ممکن ہی لہذا اب اسکو مسلمان کرینگے یہ سوچ کر
مشکیں باندھیں گھوڑے پر سوار ہوے شبدیز سے کہا کہ ہمراہ رکاب چل شبدیز مجبور
و ناچار ہی رستم نے نیزہ پشت پر رکھا فرمایا کہ اگر رہروی میں تامل کریگا تو نیزہ مار دونگا کہ
پشت کو توڑ کر پار گذر جائیگا اس طرح سے رستم پیلتن شبدیز کو لیکر چلے شبدیز دوڑتا ہوا آتا ہی

جہاں کہیں راہ میں رکتا ہی رستم سنان نیزہ چبھو دیتے ہیں شبدیز دیکھکر بہجاتا ہی اسی طرح ستارہ لشکر میں پھرلتے ہوے بارگاہ سلیمانی پر لائے سرداران نے جو شبدیز کو دیکھا کوئی قبضہ مارتا کوئی طپنچہ لگاتا ہی بعض نے اسقدر ٹھوکا کہ تمام جسم اسکا سفید ہوگیا شبدیز نے کہا اے رستم مردون کو یون نہین ذلیل کرتے ہین یہ آپکو مناسب نہین رستم نے سردارون کو منع کیا کہا کہ یارو اس جنت آرامگاہ کی صورت آنکھون کے سامنے پھرتی ہی اب اسکو ذلیل کرنے سے کیا نفع اگر یہ مسلمان ہو تو اسکو رونق بارگاہ اسلام کرین ورنہ قتل کرین لیکن مین یہی چاہتا ہون کہ یہ مسلمان ہو اور ہم لوگون میں رہے اگر طریقۂ جرأت سے آگاہ ہوجائے تو اسکو مرتبۂ اعلےٰ دین یہ کہکر اندر بارگاہ سلیمانی کے لائے سامنے صاحبقران کے پیش کیا صاحبقران نے فرمایا کہ بیٹا رستم تمنے بڑا کام کیا کہ اس نامرد کو لائے مگر اس وقت میرے سامنے سے ہٹا دو ایسا نہو کہ محبت مین فرزند کی کوئی حکم دے دون کہ قانون کے خلاف ہو اسکو لیجا کر اپنے لشکر مین قید کرو میں اسکا دربار سمجھونگا رستم نے شبدیز کو لیجا کر اپنی بارگاہ مین قید کیا الاگر و مالا گرو کے سپرد کردیا امیر کے سامنے لاشہ سعد طوقی کا رکھا ہی فرمایا کہ مقبل سے کہو ہمارا مرکب تیار کرے ہم اپنے فرزند کا سر لینے جائینگے عمرو کھڑا ہوا رو رہا تھا یہ جو صاحبقران نے فرمایا عمرو دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ اے آقائے نامدار آپ تامل فرمائین مین جاکر سر دربار ہفت پیکر سے لاتا ہون یہ کہکر عمرو جست وخیز کرتا ہوا بصورت اصلی چلا اسی طرح لشکر ہفت پیکر مین آیا لوگون نے دیکھا کہ عمرو کے ہاتھ مین جال الیاسی کاندھے پر ایک کاندھے پر گلیم عیاری جست وخیز کرتے ہوے جاتے ہین جھپٹا کر روکے عمرو نے بنگاہ قہر وغضب دیکھا وہ شخص تھرا کر رہگیا اور عمرو نکل گیا اسی رنگ سے دربارگاہ ہفت پیکر آیا درگہ سالار نے آواز دی کہ اے عمرو یہان آنے کا ارادہ نکرنا عمرو نے سر سے گوپھن کھولا کر اور پھن مین پتھر دیکر مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑگیا اندر بارگاہ کے آکر دیکھا کہ ہفت پیکر تخت پر بیٹھا ہی اور سر سعد طوقی کا تخت پر رکھا ہی عمرو نے آنکھ ملا کر ہفت پیکر سے آواز دی کہ او نامرد سر فرزند صاحبقران تو نے اس طور سے رکھا ہی اور بے ادبی کرتا ہی لاشہ سعد کا دفن ہوئے تو تیرا سر کاٹون یہ کہکر عمرو جست وخیز کرتا ہوا قریب تخت ہفت پیکر کے آیا داہنے ہاتھ سے

سر اٹھایا بائیں ہاتھ سے تاج لیا جست کرکے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران
مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
تراشندۂ ریش کفار ہوں
زمانے کا مکار و عیار ہوں
مرا ہمسر رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم
اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگیر و طرار ہوں
جہانگیر عالم کا عیار ہوں

نعرہ کرکے جست جو کی سر اپنے کو فراکر سر کو گود میں لیے ہوئے طرف لشکر کے چلے ہفت پیکر نے کہا کہ مارو اس ساربان زادے کو لینا لوگ پیچھے عمرو کے دوڑے عمرو نے باہر نکل کر ایک جادوگر کو خنجر مارا اسکا شکم چاک قصہ پاک ہوا اُسکے مرنے سے اندھیرا ہوا اندھیرے میں خواجہ بھاگے صاحبقران دربار میں بیٹھے ہیں لاشہ سعد طوقی کا لندھور نے باہر رکھا صاحبقران فرما رہے ہیں کہ کیوں دارائے ہند ہمارے فرزند کا لاشہ بے سر دفن ہوگا کیا تدبیر کروں خواجہ عمرو گئے ہیں مگر دن کو کیا کر سکتے ہیں رات ہوتی تو کسی کی صورت بنکر جاتے تو شاید سر لاتے دن کو وہ کیا کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہلڑ ہوا خواجہ عمرو آئے عمرو نے لاکر سر سامنے صاحبقران کے رکھا صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کس صورت پر گئے خواجہ عمرو نے کہا کہ بصورت اصلی گیا اور سر تخت ہفت پیکر سے اٹھا لایا ہرکاروں نے صاحبقران کے ہاتھ میں پرچہ دیا کہ تاج بھی ہفت پیکر کا لائے ہیں صاحبقران نے پرچہ پڑھ کر کہا کہ خواجہ وہ تاج تو ہم دیکھیں خواجہ عمرو نے کہا کہ اے آقائے نامدار دن کو جانا ہی مشکل تھا تاج کسی کے سر سے اُتارنا کیونکر ہو سکتا ہے یہ ہرکارے جھوٹ پرچہ لکھا کرتے ہیں امیر چونکہ غمگین تھے خاموش ہو رہے لندھور و مالک نے سر کو جسم سے ملایا رستم سر برہنہ ہوکر صندوق کے ساتھ ہوئے اول غسل دیا گیا جب لاش لیکر شہر خموشان میں آئے تو رستم کا حال بہت ابتر ہوا فرمایا کہ یارو میں اپنے نور نظر کو پیوند زمین نہ ہونے دونگا ہائے یہ نازک مزاج شاہوں کے سر کا تاج کیسا تنہائی میں گھبرائیگا۔ نظم

کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے
ہائے کیا قبر کی تاریکی میں ہوگا خفقان

نہ جہاں اختر تابندہ نہ ماہ تابان طاقت نطق کہاں سانس بھی مسدود یہاں		نہ جہاں پرتو خورشید نہ تحریک صبا کوئی مونس نہیں ہمدم نہیں ہمراز نہیں

لندھور و مالک نے صاحبقران کو سمجھایا کہ ای آقاے نامدار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے
صاحبقران نے فرمایا مجبور و ناچار ہین صبر نہ کرینگے تو کیا کرینگے موت سے کسی کو چارہ نہین
ای دلاے ہند ملکہ مہرنگار ایسی معشوقہ کا دم میرے زانو پر نکلا سواے صبر کے ہمنے
اور کیا کیا لہذا اب بھی صبر کرینگے مگر حیرت یہ ہی کہ انکی والدۂ ماجدہ قلعہ ذوالامان مین ہین
جب اتفاق ملاقات ہوگا اور وہ پوچھین گی کہ میرا فرزند کہان ہی تو مین آنکو کیا جواب
دونگا سرداروں نے عرض کی کہ حضور اگر وہ یہان موجود ہوتین تو کیا کرتین ملکہ مہرنگار کے
سامنے قباد نے انتقال کیا مہرنگار نے کیا کیا عمرو نے کہا کہ ہمشیرہ نے عیش و راحت دنیا کو
ترک کیا تھا جب وہ روتی تھین تو دل سنگ آب ہوتا تھا رستم دوڑ کر قدمون سے صاحبقران
زمان کے لپٹ گئے کہا کہ قبلہ و کعبہ اب صبر کیجیے تشریف لے چلیے ہم لوگ کیونکر گوارا کرین کہ
آپ یہان پر تشریف رکھیں اور ہم لوگ اپنی بارگاہ مین جائین ایک طرف سے بدیع الزمان نے
آکے صاحبقران کو اٹھایا اور سب فرزند آکر لپٹ گئے صاحبقران کو بمشکل بارگاہ مین لائے
علمشاہ نے بعد کئی دن کے عرض کی کہ رشید بز کو غلام لایا ہی اسکا بلا کر دربار سمجھیے اگر وہ راہ پر
آئے تو بہتر ہی اگر گمراہ رہے تو اسکو قتل کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند بڑے بڑے
پہلوان آئے وہ تم لوگوں سے لڑے اور مارے گئے بعض مسلمان ہوے بعض ناکام بر دگاہ
دنیا سے اٹھے لیکن ایسا پہلوان آج تک نہین آیا تھا صاحب جرأت و طاقت فنون سپہگری
مین طاق شہرۂ آفاق مین چاہتا ہون کہ یہ مسلمان ہو تو رونق بارگاہ اسلام کرون ابھی دو چار
دن اور قید رکھو پھر مین دربار سمجھونگا ذرا غم شاہزادہ سعد طوقی کا کم ہولے تو مین دربار
سمجھوں ایسا نہ ہو کہ مجکو غصہ آجائے ابھی تصویر اس مرحوم کی آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہی
لیکن اسکو ایسے شخص کے سپرد کرو کہ آرام سے رکھے آب و دانہ بہ کیفیت پہونچائے شراب
و کباب جملہ چیزین اسکو پہونچین علمشاہ نے عرض کی کہ مین نے آلاگرد و مالاگرد کے سپرد
کیا ہی صاحبقران زمان نے آلاگرد و مالاگرد سے فرمایا کہ ای سرداران لشکر علمشاہ

اُس قیدی کے ساتھ تعصب مذہبی نہ کرنا لوگ حیران ہو گئے کہ قاتل فرزند پر صاحبقران زمان
یہ مہربانی فرماتے ہین اور اُسکے مسلمان ہونے کی خواہش رکھتے ہین نبی کاہش رکھتے ہین
سب سردار یہی ذکر کر رہے ہین مگر آلا گرد و مالا گرد جو قید خانے مین آئے شبدیز کے ساتھ
بڑی محبت صرف کی شبدیز نے پوچھا کہ ای افسر آج زیادہ مہربانی کا کیا باعث ہے آلا گرد
و مالا گرد نے پرورش صاحبقران کا ذکر کیا شبدیز کو نام صاحبقران سے ایک محبت
پیدا ہوئی لیکن ہفت پیکر دربار مین بیٹھا ہی ہرکارون نے یہ خبر پہونچائی کہ صاحبقران نے
ابھی دربار شبدیز کا نہین سمجھا اور بڑی پرورش فرمائی ہفت پیکر تعریفین شبدیز کی
کر رہا ہی مہتر و سرہنگ جو دربار مین جمع ہین اُنکی طرف دیکھکر کہا کہ جو کوئی تم لوگون سے
شبدیز کو چُرا کر لائے اُسکو دولت دنیا سے نہال کر دونگا دامن مدعا جواہر سے بھر دونگا
عیار اس فکر مین ہوے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا کے عرض کی کہ باخداوند
مقہور تیغ دراز بیشہ معصیت خیز سے بجمعیت تین لاکھ فوج کے آتا ہی یہ خبر سُنکر
ہفت پیکر تو خوش ہو گیا مگر رفقا نے عرض کی کہ باخداوند مقہور و شبدیز سے چشمک
چلی آتی ہی مقہور بھی مثل شبدیز کے بہادر ہی شبدیز کے نام سے اُسکو نفرت ہی
ہمیشہ یہی خیال رکھتا ہی کہ جو کام شبدیز کرے وہ مین بھی کرون یہ ذکر تھا کہ مقہور آکر
پہونچا غرور سے جھومتا ہوا ہفت پیکر کو سجدہ بھی غرور سے کیا ہفت پیکر نے دنگل
واسطے بیٹھنے کے دیا مقہور نے بیٹھتے ہی پوچھا کہ شبدیز کہان ہی ہفت پیکر نے سب حال
شبدیز کا بیان کیا کہ اُسنے فرزند صاحبقران کو مارا کئی برس ہوے کہ مسلمان طلسم ہفت پیکر
مین آئے لیکن ایسا ملال نہین پہونچا کہ فرزند صاحبقران کو اُسنے قتل کر ڈالا صاحبقران
کو بڑا قلق ہی مقہور نے کہا کہ باخداوند اب مین صاحبقران کو صدمے پہونچاؤنگا مین مثل
شبدیز کے نہین ہون کہ مجکو مسلمان قید کر رکھین گے اب طبل جنگی بجوائیے کل میدان مین
مقابلہ کرونگا نام بہ مقہور کے طبل جنگی بجا ہرکارے جو لشکر اسلام کے موجود تھے خبر لی
کر بھاگے سامنے صاحبقران کے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی - قطعہ - یارب بقائے عمر
تو بادا ہزار سال + لیکن بہ این حساب بعد حشمت و جلال + سال ہزار ماہ و ماہ ہزار یوم

یوم ہزار ساعت و ساعت ہزار سال۔ شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو مقہور
دربار میں ہفت پیکر کے آیا ہی نہایت مغرور و متکبر ہی کہتا ہی کہ فرزندان صاحبقران کے
دشمنون کو قتل کرونگا اور یہ بھی کہا کہ مین شبدیز نہین ہون کہ مجکو مسلمان قید کر رکھین گے
امیر نے فرمایا کہ پروردگار مالک ہی خواجہ کہ وہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے لشکر مین امیر
کے طبل سکندری پر چوب پڑی جانبین کے لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین چار پہر
رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ سلطان ماہ تابان مع شاگردان ثوابت و سیارگان اکھاڑے
سے فلک نیلوفری کے بھاگا اور داخل قصر مغرب ہوا اور سلطان نیر اعظم خم ٹھوکتا ہوا اکھاڑے
مین چرخ زبرجدی کے آیا فوجین جانبین سے میدان مین آکر پہونچین مگر مقہور مونچھون پر
تاؤ پھیرتا ہوا ہر بات مین نام شبدیز کا لے رہا ہی یہی دم بدم کہتا ہی کہ مین مثل شبدیز کے
نہین ہون کہ مجکو مسلمان قید کرینگے صفوف آراستہ ہوئین لشکر مے نقیب نقابت کر کے
ہٹے کہ گیتون نے کر کا کہا۔ نظم

ہان نامور وہ نام کرنا
مردون کا فقط یہی نام باقی

دگر

کہ گیتی نے جب کہا یہ کر کا
رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا
رستم رہا زمین پہ نہ اٹھ گیا

دل مردون کا بہر جنگ پھڑکا
رستم ہے نہ اب یہی سام باقی
مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نہ پوشید کہ گیت یہ آواز مین لگا کر ہٹے مقہور نے کہ آمادہ کمر تھا
بکبر و نخوت تمام گھوڑا بڑھایا سامنے تخت ہفت پیکر کے آیا کہا کہ یا خداوندا اجازت میدان ہے
ہفت پیکر نے کہا کہ تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا مقہور نے کہا کہ یا خداوندا گر آپ تقدیر
بد بھی کرینگے تو مین غالب آؤنگا جا کر بہادرون کو للکارونگا ترک ترک کے پہلوانون کو مارونگا
یہ کہکر میدان مین آیا گھڑی دو گھڑی نیزہ ہلایا جب خوب غرق عرق ہوا دونون پیرون سے
یون پسینہ ٹپکا کہ جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین گھوڑے کو روک کر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی کہ
ای فرقۂ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر وہ شخص میرے مقابلے مین
آئے کہ جس سے مزہ شجاعت کا ملے مین مثل شبدیز کے نہین ہون کہ مجکو قید کرکے بٹھا رکھو گا
امیر کسی کو بھیجو مگر جو باد دولت کے مقابلے مین آئے سمجھ کے آئے یہ جو مقہور نے نعرہ کیا رستم بر زمین
مغرب فرامرز عاد مغربی پسر خواندہ صاحبقران مرکب عربی کو چمکا کر نکلا سامنے بادشاہ کے آیا

عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ای فرامرز یہ بڑا پُر زور معلوم ہوتا ہی
اس سے سمجھ کر مقابلہ کرنا فرامرز نے کہا کہ اگر اقبال شاہی شریک حال ہی تو اسکی مشکین باندھکر
لاتا ہون یہ کہکے گھوڑا بڑھایا مقابلے مین مقہور کے آیا مقہور نے دیکھتے ہی نیزہ مارا فرامرز
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ایک مقام پر مقہور نے نیزہ
فرامرز کا تھام لیا اور زور کرکے توڑ ڈالا فرامرز کو بہت ناگوار ہوا ہاتھ تلوار کا مارا مقہور نے
تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر یا خداوند ہفت پیکر کہکے ہاتھ تلوار کا مارا
فرامرز نے گردہ سپر کا اُٹھا دیا مگر مقہور بڑا زبردست جوان ہی سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر خود کو
کاٹ کر سر پر تلوار پڑی کہ تا دوابرو فرامرز کے تیغہ پہونچا فرامرز نے اتنا بڑا زخم کاری کھاکر
ہاتھ تلوار کا مارا مقہور نے گینڈا ہٹا لیا نکان جو پہونچی سر فرامرز کا جھکا مقہور نے دوسرا
ہاتھ مارا کہ زخم سر فرامرز کا دوبارہ ہوا چاہا کہ تیسرا ہاتھ مارے جمہور نے صف سے دیکھا
کہ فرامرز کشتہ ہوتا ہی مرکب کو اپنے اُڑا دیا اس جلدی مین آیا کہ فرامرز کو ہٹایا اب سینہ
سپر کرکے مقابلہ کیا مقہور نے اسی تیغۂ خون آلود کا وار کیا جمہور کا سر زخمی ہوا کئی پہلوان
فرد آ فرد آگئے ہاتھ سے مقہور کے زخمی ہوے دو پہلوان سپاہ گلشن جنان ہوے اب تو
مقہور کا وہ غرور بڑھا کہ کئی مرتبہ پکار کر آواز دی کہ مین مثل شبدیز کے نہین ہون کہ مسلمان
مجکو قید کرینگے جھومتا ہوا بطلبا ہفت پیکر کو آکر سلام کیا کہا کہ یا خداوند آپ نے میری میدانداری
دیکھی غلام نے مسلمانونکا کیا حال کیا کئی پہلوان زخمی ہیے چند روز مین سب کا خاتمہ کردونگا
حمزہ سے مقابلہ کرونگا جس دن حمزہ سے مقابلہ کرونگا اور سر میدان زیر کرونگا اُس روز
مسلمان بھاگ جائینگے مین شبدیز نہین ہون جو میرے مقابلے مین آئیگا سزا پائیگا
اسطرح کے غرور کرتا ہوا دربار ہفت پیکر مین آیا کہا کہ یا خداوند اب میرے نام پر طبل جنگی
بجوائیے اب مین مسلمانون کو دم نہ لینے دونگا روز دس پانچ کو قتل کرونگا جو زخمی ہوگا وہ
دو چار دن مین تڑپ تڑپ کر مر جائیگا میرے ہاتھ کا زخمی بچتا نہین آفت برپا کردونگا ہفت پیکر
نے پھر طبل جنگی بجوایا یہ خبر صاحبقران کو پہونچی صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجوایا مگر قضا کا
الا گرد و مالا گرد جو کھانا لیکر واسطے شبدیز کے آئے شبدیز نے کہا کہ ای افسران رستم آج

میدان مین کیا معرکہ گذرا ذرا ہم بھی سنین الآگرد وما لاگرد نے کہا مقہور میدان مین آیا کئی
سردار زخمی ہوے ہر چلے پر وہ مغرور یہی کہتا تھا کہ مین شبدیز نہین ہون الآگرد وما لاگرد سے
شبدیز نے کہا کہ تم عزیز دار رستم ہو ہماری جانب سے رستم سے عرض کرو کہ ہمکو بھی کل میدان
کارزار مین لے چلین ہم بھی میدان کا تماشہ دیکھین اور مقہور کو معلوم ہو کہ شبدیز کیسا ہی پیشکر
الآگرد وما لاگرد نے کہا کہ بہتر ہی آکر رستم سے کہا رستم نے کہا کیا مضائقہ ہی کل شبدیز کو میدان
مین لانا جب چار پہر رات گذری اور لشکر طرف میدان کارزار کے چلے تو الآگرد وما لاگرد نے
آکر شبدیز کو ارابے پر سوار کیا شبدیز مسلسل و مطوق ہاتھ ٹیکے ہوے ارابے پر بیٹھا ہی مگر
مثل شیر جھومتا ہوا الآگرد وما لاگرد نے ارابہ شبدیز کا لاکر ایک طرف ٹھہرایا ادہر لشکر میدان
مین آکر پہونچے اب وہ وقت آیا کہ مقہور تیغ دراز گینڈے کو چمکا کر میدان مین آیا سلحشوری
کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے چاہتے تھے
سردار کہ مقابلہ مقہور مین نکلین کہ شبدیز نے زنجیرین ہلا کر ارابے سے جست کر کے
کود ا زنجیرین طوق بیڑیان توڑتا ہوا چلا قید و شبدیز نے توڑی جسم سے خون کے قطرے
ٹپک رہے ہین اسی حال سے سر برہنہ مقابلہ مقہور مین پہونچا للکار کر آواز دی کہ او بیحیا
مغرور عقل و جرأت سے دور دیکھ شبدیز تیرے سامنے آیا شبدیز کی جرأت دیکھ لے حربہ
کر تو تجکو حال کھلے مقہور نے نیزہ مارا شبدیز نے آڑے ہو کر نیزہ خالی دیا ڈانڈ پر نیزے
کی ہاتھ ڈال دیا نیزہ مقہور کے ہاتھ سے چھین لیا مقہور نے ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نے
اکوائی ہو کر خالی دیا خالی دیکر بارِ دو بجائی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ مقہور
زمین پر آیا شبدیز لپٹ پڑا مقہور نے چاہا کہ پیچ باندھون شبدیز نے اٹھا کر دے مارا
چھاتی پر چڑھ کر سر مقہور کا کھینچ لیا طرف لشکر ہفت پیکر کے پھینکا پکار کر آواز دی کہ یا
خداوند یہ مقہور مغرور کا سر موجود ہی ہر بات مین یہی کہتا تھا کہ مین مثل شبدیز نہین ہون
اب اور کسی کو میرے مقابلے مین بھیجئے صفدر جنگ آزما نے جو لاف و گزاف شبدیز کی سنی
صف سے گینڈا نکالا ہفت پیکر سے اجازت لیکر مقابلہ شبدیز مین آیا ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز
نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور کلائی صفدر جنگ آزما کی پکڑ کے ایک گھونسہ مارا گینڈے کے

گھونسہ پڑا گینڈے کا سر پھٹا صفدر زمین پر آیا شدیز لپٹ پڑا شدیز نے تیسرے پیچ پر
اُکھیڑ کر مارا کہ صفدر کے استخوان چور چور ہوئے پھر پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر
اور کسی کو بھیجے آفتاب کرگدن سوار گینڈے کو بڑھا کر سامنے آیا شدیز نے جھپٹ کر
ایک گھونسہ مارا کہ گینڈے کا سر پھٹا آفتاب گینڈے سے کود اشدیز سے لپٹ گیا مگر
شدیز ہوئے روزگار ہی تیسرے پیچ پر اُسکو بھی اُکھیڑ کر مارا کہ استخوان اُسکے چور چور ہوئے
اہل اسلام اس جرأت کو دیکھ رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اب شدیز اطاعت امیر
کریگا اور ہفت پیکر پر خوشی لعنت کرے گا جرأت شدیز کی سب تعریفیں کر رہے ہیں لیکن
ہفت پیکر جھلا جھلا کر پہلوانوں کو بھیج رہا ہے جو پہلوان مقابلے میں شدیز کے گیا وہ واصل
جہنم ہوا بڑی جرأت یہ ہے کہ شدیز نے ہتھیار ہاتھ میں نہیں لیا تھا سب سے لڑا گیارہ
پہلوان فرداً فرداً مقابلے میں شدیز کے آئے اور مارے گئے پہر دن رہے پر بند ہو گیا
ہر چند شدیز نے آواز دی کہ یا خداوند کسی کو میرے مقابلے میں بھیجے ہفت پیکر ایک ایک
کا نام لیکر پکار رہا ہے کہ مقابلے میں شدیز کے جاؤ مگر کوئی نہیں جاتا پرا جبا ہے آخر مجبور ہو کے
شدیز نے آواز دی کہ یا خداوند اتنے پہلوان کھڑے ہیں کوئی میرے مقابلے میں نہیں آتا خیال
کرنے کا مقام ہے کہ سلاح تک میرے جسم پر نہیں ہیں بے زرہ لڑ رہا ہوں ہتھیار تک پاس
نہیں ایک ہفتہ قید میں گذرا تکلیفیں اُٹھائیں جب کوئی مقابلے میں شدیز کے نہ آیا تو شدیز
یہ کہکر پلٹا کہ اب کوئی نامرد میرے مقابلے میں نہ آئیگا یہ کہتا ہوا قریب ارابے کے آیا اور آگے
ارابے پر بیٹھ گیا پکار کے آواز دی کہ اے الاگرد و مالاگرد مجکو زنجیرین پہناؤ قید کر کے قیدخانے
مین لے چلو ایسا نہ ہو کہ مین بھاگ جاؤن علمشاہ نے اشارہ کیا کہ اے الاگرد و مالاگرد
جا کر شدیز کو سمجھاؤ سمجھا کر قدمون پر صاحبقران کے گراؤ اور کہنا کہ آج تمھاری جرأت
کی سب تعریفیں کر رہے ہیں صاحبقران تمسے راضی ہیں سب سردار تمھاری صفت کر رہے ہیں
مقہور کا خوب غرور مٹایا کیسے کیسے پہلوانون کو مارا اب تمکو قید میں رہنے سے کیا فائدہ یہ سنکر
الاگرد و مالاگرد قریب شدیز کے آئے اور بہت کچھ سمجھایا شدیز نے جواب دیا کہ صاحبقران
مجھ سے یہ امید نہ رکھیں کہ مین مسلمان ہو کر خدمت حضور مین رہونگا مین بندۂ مردی اسیر ہون کہ

مین نے اُنکے بیٹے کو مارا اُنھون نے قید خانے مین بھی مجھپر رعایت کی آب و دانہ بتکلف بہونچایا
مین جانتا تھا کہ قید مین مجھکو بڑی تکلیف ہوگی اور صاحبقران بڑے صدمات دینگے اور زندہ
نہ چھوڑینگے مگر مردان عالم کے جو قواعد ہین وہ امیر نے میرے ساتھ مرعی رکھے مقہور بہت ہی
بلبلاتا تھا اور ہر مرتبہ یہی کہتا تھا کہ مین شبدیز نہین ہون اُس پر وزیر مین نے اُسے سزا دی
کہ شبدیز کو سب دیکھ تو لین اگر مجھکو قید نہ پہناؤگے تو مین قید خانے مین بگڑونگا نگہبانون کو مارونگا
آخر ناچار ہوکر الاگرد ومالاگرد نے شبدیز کو قید پہنائی شبدیز نے خوشی خوشی قید پہن لی الاگرد
ومالاگرد شبدیز کو قید خانے مین لے گئے صاحبقران نے جو یہ باتین سنین فرمایا کہ کل انشاء اللہ تعالیٰ
شبدیز کو دربار مین بلاؤنگا ای الاگرد ومالاگرد تم بخوبی شبدیز کو سمجھانا کہ جب صاحبقران تم کو
سمجھائین فوراً مسلمان ہونا الاگرد ومالاگرد جب کھانا لیکر پاس شبدیز آئے کھانا کھلایا
شراب پلائی سمجھانا شروع کیا کہ ای شبدیز تمھاری جرأت مین کوئی فرق نہین صاحبقران عالیشان
ضرور سرفراز کرینگے اگر کل صاحبقران تمکو دربار مین بلائین اور سمجھائین فوراً مسلمان ہونا
انکار نکرنا شبدیز نے کچھ جواب نہ دیا اب الاگرد ومالاگرد نے نگہبانی بھی کم کردی لیکن ہفت پیکر
جو میدان سے پلٹا پکار کر آواز دی کہ ای شاطران نابدولت تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جاکر شبدیز کو
لائے قدرت کا ضرور پاس کریگا میدان مین بھی اُسنے ہر مرتبہ یہی کہکر پکارا کہ یا خداوند کسی کو
بھیجیے مقہور نے اُسکے مزاج کو بگاڑا ہر بات مین یہی کہتا تھا کہ مین شبدیز نہین ہون کہ مجھکو مسلمان
قید کرینگے سب خبرین اُسکو پہونچین آخر اُسنے میدان مین آکر یہ آفت برپا کی کہ عاجز کردیا یہ
سنکر سرخیل چابک خرام ایک شاطر مکار وغدار وخنجر گزار کہ عیارون مین بیٹھا ہی بل کرکے
اپنے مقام سے اُٹھا دست بستہ سامنے ہفت پیکر کے آیا عرض کی کہ یا خداوند مین جاتا ہون
اور شبدیز کو چراکر لاتا ہون مین نے یہ بھی خبر سنی ہی کہ آج شب کو نگہبانی بھی کم ہی بہ کیفیت جاکر
عیاری کرونگا بسہولیت شبدیز کو چرالاؤنگا یہ کہکے سرخیل چابک خرام چلا باہر نکل کے
رنگ و روغن عیاری کا لگایا صورت بدلی طرف لشکر اسلام کے چلا دور سے آکر دیکھا کہ چند
نگہبان ضعیف ونحیف دروازے پہ قید خانے کے بیٹھے ہین زلف لیلائے شب کمر سے
گذر چکی ہی سرخیل چابک خرام جھپٹکر قریب قید خانے کے آیا فقیر بنکے بھیک مانگنے لگا ان مین چار

بڈھوں کو حباب مار مار کے بیہوش کیا بیہوش کر کے اندر قید خانے کے آیا شہدیز کو دیکھا کہ بیٹھا
جاگ رہا ہی جیسے ہی دروازہ کھلا کہا کہ ارے تو کون ہے یہاں کیوں آیا ہی سرخیل نے کہا کہ اے
شہدیز غل نہ مچا مین ہون سرخیل چابک خرام قدرت نے بھیجا ہی کہ جا کر شہدیز کو لاؤ شہدیز
نے کہا کہ ای سرخیل خبردار مجکو نہ لیجانا میرے جسم پر قید رستم ہی قید مردان عالم جسم سے دور
کرنا بڑی حرکت نامردی ہی ایسا نہ ہو کہ اہل اسلام مجپر طعن کرین کہ شہدیز نے کیا حرکت کی
مجکو شرمندگی ہوگی سرخیل خاموش ہو رہا باتین کرتے کرتے حباب مارا حباب مارکے شہدیز
کو بیہوش کیا قید کاٹ کر وہین ڈال دی پشتارہ باندھا جست وخیز کرتا ہوا لے کے چلا اب وہ
وقت آچکا ہی کہ قیدی زندان مغرب زنجیر ہاے شعاع وضیا مین جکڑا ہوا رہائی پایا چاہتا ہے
سرخیل پشتارہ شہدیز کا لیے ہوے سامنے ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر آکر تخت پر بیٹھا ہی کہ
سرخیل نے لاکر پشتارہ رکھا کہا کہ یا خداوند یہ گنہگار حاضر ہی لیکن واضح رہے کہ جب غلام
اندر قید خانے کے پہونچا ہی تو یہ انکار کرتا تھا کہ مجکو نہ لیجاؤ میرے جسم پر قید مردان عالم ہی
مین نے باتون مین لگا کر بیہوش کیا ہفت پیکر نے کہا جب جمال قدرت دیکھے گا تو خود
راضی ہو جائیگا چند روز سے جمال قدرت نہین دیکھا اس وجہ سے باغی تھا اب جمال قدرت
دیکھے گا تو بغاوت دفع ہو جائیگی عیار نے بڑھ کر شہدیز کو ہوشیار کیا شہدیز کی جو آنکھ
کھلی اپنے کو قید سے رہا پایا اُٹھتے ہی اسنے کہا کہ کیوں اے سرخیل تو مجکو کس واسطے لایا رستم
مجکو زیر کرکے لے گئے تھے قید پہنائی تھی تونے کیوں قید کاٹی سرخیل نے کہا کہ اے شہدیز
کیوں سرکشی کی باتین کرتا ہی قدرت نے تجکو بلوایا ہی تو سحر مسلمانان مین مبتلا ہی شہدیز نے کہا
کہ کیا بکتا ہی اہل لشکر صاحبقران سحر کو عیب جانتے ہین اگر صاحبقران منظور کرتے تو اسقدر
ساحر اُنکے مطیع ومنقاد ہین کہ تمام طلسم مملو ہو جاتا شاہان طلسم ہزار اسپ شہریار
وشہنشاہ جادو کہ سحر مین اُنکا مثل نہین مگر صاحبقران کسی کا ساتھ رہنا قبول نہین کرتے
وہ اپنے ملک مین رہتے ہین اُنکو ساحر نہ کہو سرخیل نے کہا کہ اے شہدیز خاموش رہو قدرت
سامنے بیٹھے ہین اور تم بے ادبی کرتے ہو بھلا کہو سرخیل نے کہا شہدیز نے ایک طمانچہ مارا
کہ سر سرخیل کا اُڑ گیا شہدیز اکڑ کر اُٹھا ہفت پیکر کو جو دیکھا واسطے سجدے کے جھکا او

ہاتھ باندھ کر کہا کہ یا خداوند مین آپ کا بندہ ہون لیکن اس مقدمے مین کدو کاوش
نہ کیجیے ہفت پیکر نے کہا کہ ای بندۂ قدرت تیرے دل پر غبار چھا گیا ہی ایسی باتین کر کے
حمزہ سے مقابلہ کرنا شبدیز نے کہا کہ یا خداوند آپ ایسے کلمات نہ فرمائیے کہ مجھے شاق ہون
اگر میری تقدیر مین رہائی ہی تو جب حمزہ رہا کریگا رہا ہونگا ورنہ اُسی قید خانے مین سرٹپک
ٹپک کے مر جاؤنگا صاحبقران کا حقیقت مین مجھپر بڑا احسان ہی کہ مین نے تو اُنکے فرزند
کو مارا اُنھون نے مجھے قتل نہین کیا سردارون نے بدعت کی صاحبقران نے آکر بچا یا ہمہ
ملازمان سعد طوقی آمادہ تھے کہ میرے ٹکڑے اُڑا ئین صاحبقران نے آکر بچایا اپنے سامنے
نہین بلایا الا گردہ ما لاگرد پر تاکید کر دی کہ شبدیز کو کوئی تکلیف نہ پہونچے مین نمک
بندۂ خلق ہون کہ ایک پہلوان سنان نیزہ باز کہ پہلے شبدیز مین بیٹھا ہی شبدیز
کی باتین سنکر بول اُٹھا کہ صاحب سنتے ہو شبدیز کس طرح کی باتین کر رہا ہی قدرت
رہا کرتے ہین وہ رہا نہین ہوتا اگر کوئی کہے کہ مذہب کو ترک کیا تو مذہب بھی ترک نہین کیا
قدرت کو سجدہ کرتا ہی لیکن خوف صاحبقران غالب ہی شبدیز نے پلٹ کر کہا کہ کیون
او سنان تجھے کیا دخل ہی کہ بیچ مین بول اُٹھا میرے قریب سے اُٹھ جا ورنہ قیامت
برپا کرونگا سنان نے کہا کہ ای شبدیز تو مجھکو کیا سمجھا ہی مین کیا تجھ سے پایہ کم رکھتا ہون
شبدیز نے کہا کہ ای سنان کچھ جرأت دکھا تو مین جانون ورنہ ایک طمانچہ مارونگا کہ سر
اُڑ جائیگا یہ کہکے شبدیز پلٹا سنان نے ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نے ہاتھ مروڑ کر
تلوار چھین لی اور اُسی تلوار کا ہاتھ مارا کہ سنان کے دو ٹکڑے ہوے بھائی سنان
کا گمان ابلق سوار ہان ہان کہکے اُٹھا خنجر شبدیز پر مارا شبدیز نے پلٹ کر
خنجر تو خالی دیا ہاتھ پکڑ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر گمان کا اُڑ گیا لاش گمان کی گری اوپر
سے شبدیز نے ایک لات ماردی کہ استخوان گمان کے چور چور ہوے اسی طرح نو پہلوان
اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور ہاتھ سے شبدیز کے مارے گئے شبدیز نے دیکھا کہ اب
بارگاہ مین بلوہ ہوا چاہتا ہی سب پہلوانون کا یہی قصد ہی کہ مجھکو گھیر کر مار لین یہ سوچکر
اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ یا خداوند مین آداب و تسلیمات عرض کرتا ہون یہ بے ادبیان

جو مین نے کہین معاف فرمائیے گا مجھے آپ نے رستم سے شرمندہ کرایا مین جا کر کیا عذر کرونگا یہ
کہکر شدید چلا ہر چند کہ ہفت پیکر نے کہا کہ ای شدید تمھاری بے ادبی کو قدرت نے معاف
کیا بیٹھے تمکو چرا سکتا یا ہو اب یہین رہو حمزہ کی یہ مجال نہین ہو کہ تمکو ہمارے دربار سے لیجائے
بارہ سو پہلوان بیٹھے ہین سب تمھارا ساتھ دین گے شدید نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ یا خداوند
آپ ایسا نہ فرمائیے مین نہ ٹھہرونگا صاحبقران تلاش کرتے ہونگے یہ کہکے جو مستا ہوا بارگاہ سے
نکلا طرف لشکر صاحبقران کے چلا شاگردان خواجہ عمرو بعہدۂ جاسوسی جو لشکر کفار مین موجود
تھے یہ خبرین لیکر بھاگے صاحبقران عالیشان دربارگاہ سلیمانی پر ٹہل رہے ہین کہ رستم حاضر
ہوے آکر عرض کی کہ ای قبلہ وکعبہ آپ نے سنا شدید کو عیاران لشکر کفار چرا لیگئے
مین نے سمک یلداقی کو براے خبر بھیجا ہو خبر لیکر آتا ہوگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے
بعد آداب شاہانہ کے عرض کی کہ ای شہریار شدید کو سرخیل چرا لے گیا تھا شدید قید خانے
سے نہ جاتا تھا سرخیل نے دھوکا دیکر بیہوش کیا قید کاٹ کر ڈال گیا اسلحہ شدید کو لیگیا
شدید نے سامنے ہفت پیکر کے سرخیل کو مارا اور گیارہ پہلوان قتل کیے اب آتا ہے
بارگاہ سے باہر نکل چکا تھا تب غلام خبرین لیکر بھاگے رستم نے چند سرداروں کو اشارہ
کیا کہ شدید کو استقبال کرکے لاؤ عیوق و جاروق جو خدمت مین حاضر تھے شدید کے
لینے کو چلے کنارے پر لشکر کے پہونچے تھے کہ دیکھا شدید آتا ہو عیوق و جاروق نے
شدید سے ملاقات کی فرمایا کہ بھائی صاحب ہم تمکو لینے آئے تھے صاحبقران تمھارے
مشتاق ہین شدید نے سر جھکا کر کہا کہ ای پہلوانو مین صاحبقران سے بہت محجوب ہون
کیا صورت دکھاؤن مجکو قید خانے مین لیچلو قید پہنا کر سامنے صاحبقران عالیشان
کے پیش کرو ایسا نہ ہو آزردہ ہون عیوق و جاروق نے کہا کہ تمھارا نام سنکر امیر شاد
ہوگئے اور فرمایا کہ شدید کو استقبال کرکے لاؤ ہم بحکم صاحبقران آئے ہین عیوق و
جاروق راہ مین سمجھاتے ہوے چلے کہ ای شدید صاحبقران کو تمھارے مسلمان ہونیکی
بڑی خوشی ہو چلتے ہی عرض کرنا کہ مین مسلمان ہوتا ہون کل تمنے میدان مین پہلوانون کو مارا
مقہور کو اس زور و شور سے قتل کیا کہ صاحبقران تعریفین کرتے تھے کہ شدید ماشاء اللہ

کس لطف سے لڑ رہا ہی آج تنے دربار مین ہفت پیکر کے دو پہلوانون کو مارا یہ بھی خبر
صاحبقران کو پہونچی صاحبقران اسوقت بھی تعریفین کر رہے ہین شدیز نے کہا کہ ای پہلوان
مین مسلمان نہونگا مجکو بڑا ملال ہی ہر چند کہ ہفت پیکر کا اعتقاد میرے دل سے نکل گیا یہ
جان گیا ہون کہ وہ مرد مکار ہی شعبدہ باز و جعلساز ہی لیکن زبان سے اسکو خداوند کہہ چکا
مردان عالم کو زبان کا ضرور پاس چاہیے عیوق و جاروق نے منھ پیٹ لیا کہا کہ ای شدیز
یہ بات بُری تمھارے دلمین سمائی ہی یہ بات اچھی نہین تمکو مناسب یہ ہی کہ فوراً مسلمان ہو
شدیز نے کہا کہ جو دلمین آگئی وہ آگئی یہی مردون کا دستور ہی جو زبان سے کہا وہ کیا غرض کہ
شدیز سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے ہاتھ پھیلا دیے شدیز کو گلے سے لگا
اور فرمایا کہ ای شدیز تمھاری جرأت کے ڈنکے ہین ماشاء اللہ کل میدان مین تنہے لڑے
پہلوانون کو مارا آج دربار مین گیارہ پہلوان مارے کیا جرأت دکھائی اب تمکو مناسب ہی
کہ مسلمان ہو اور ہفت پیکر پر لعنت کرو شدیز نے سر جھکا لیا کہا کہ ای شہریار آپ مجکو
قتل کیجیے مین مسلمان نہونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای شدیز جو مذہب مین تمکو کلام ہو
یا کوئی شرط ہو وہ بیان کرو اُسکو پورا کرین شدیز نے پھر سر جھکا کر عرض کی کہ حضور ہمین کچھ
نفرمائین مین محجوب ہوتا ہون مسلمان نہونگا صاحبقران نے فرمایا کہ تم ایسے سردار کو قتل کرتے
افسوس آتا ہی ہم تمکو رہا کیے دیتے ہین مگر اب تو ہمسے مقابلہ نکروگے شدیز نے عرض کی کہ اپنے
بیشے مین جاکر فقیر ہو کر بیٹھونگا کبھی آپ پر خروج نکرونگا صاحبقران نے خلعت سلیمانی منگوا کر
شدیز کو دیا اور ایک گینڈا با ساز و یراق منگوایا وہ بھی شدیز کو مرحمت فرمایا ہتھیار لگانے
شدیز نے کہا کہ ہمنے آپ کی بڑی خاطر کی کہ آپ کا دیا ہوا خلعت پہن لیا ہتھیار جسم پر
نہ لگاؤنگا فقیر بنکر بیٹھونگا باتون پر شدیز کی صاحبقران کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا
اچھا خدا حافظ اب دربار ہفت پیکر مین جاؤگے شدیز نے کہا کہ اب ہفت پیکر کو منھ نہ
دکھاؤنگا مگر اپنا لشکر لینے جاؤنگا بعد اسکے طرف اپنے بیشے کے جاؤنگا جب خدا کو منظور ہوگا
اور وہ رحیم میری ہدایت کریگا تو پھر زیارت سے مشرف ہونگا یہ کہکر شدیز گینڈے پر سوار
ہوا صاحبقران اور رستم کے قدمون کو بوسہ دیا آنکھون مین آنسو بھر کر عرض کی کہ غلام اب

رخصت ہوتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ خدا حافظ رستم کو بڑا ملال ہوا کہ صاحبقران نے
ایسے ملحد کو کیون چھوڑ دیا اسکا زندہ نکلکر جانا ہمپر بہت شاق ہوا اگر ہم یہ جانتے تو جب اسکو
زیر کیا تھا وہین مار ڈالتے لیکن شدیز لشکر ہفت پیکر مین آیا اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیا
ہرکارون نے ہفت پیکر کو خبر دی کہ شدیز آیا اپنے لشکر کو تیار کر رہا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی
کہ طرف اپنے وطن کے جائیگا ہفت پیکر نے وزرا کو حکم دیا کہ شدیز کو سمجھا کر سامنے قدرت کے
لاؤ قدرت سمجھا لینگے اُسکو وطن نہ جانے دینگے وزرا پاس شدیز کے آئے کہا کہ چلو تمکو قدرت
نے بلایا ہی شدیز نے کہا کہ مین اُس مکار کی ملاقات کو نہ جاؤنگا وزرا نے کہا کہ ای شدیز یہ
تم کیا کہتے ہو قدرت تیرے مہربانی فرمائینگے شدیز نے کہا کہ قدرت سے کچھ نہ ہوسکیگا اب
قدرت کا پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہی مسلمان زندہ نہ چھوڑینگے مین ملاقات کو قدرت کی نہ جاؤنگا
ہر چند کہ وزرا نے سمجھایا مگر شدیز نے نہ مانا لشکر کو لیکر گینڈے پر سوار ہوا طرف صحرا کے چلا
دو منزلین طی کی تھین کہ صحرا مین ایک باغ دیکھا شدیز نے ساتھ والون سے کہا کہ یارو تم لوگ
باہر ٹھہرو مین ذرا باغ مین جاتا ہون فوج والے باہر اُترے شدیز ٹہلتا ہوا باغ مین آیا دیکھا
کہ باغ بہشت آئین ہی گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون نہرین موج مار رہی ہین
فوارے ہزارے چھوٹ رہے ہین ساون بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہی شدیز دیکھتا ہوا
قریب بارہ دری کے پہونچا چند درختون کی آڑ تھی کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی
نازنین خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی - نظم

چشم گریانم پیالے از بہار آوردہ ام ۔۔ نافۂ بوے خوشی از زلف یار آوردہ ام
بستۂ بوے گل و داغ غم پریشانی بود ۔۔ تخم این گل را ز باغ روزگار آوردہ ام
از دیار عشق سے آیم دیار من غم است ۔۔ درد دل چندانکہ خواہی از آن یار آوردہ ام
دادہ ام دل را بدست کافر بدکیش زلف ۔۔ قطرۂ خون جگر را یادگار آوردہ ام
قطرۂ خون جگر جائے دلم در سینہ بود ۔۔ وان ہم از راہ نظر بہر نثار آوردہ ام
بعد عمرے کردہ قصد جان و ایمان من است ۔۔ مرغ دل را صید آن تیر شکار آوردہ ام
سالہا خون خوردہ ام از موجۂ طوفان غم ۔۔ کشتی بیچارگی را بر کنار آوردہ ام

ہر طرف ہنگامۂ گرم ست از عشاقِ من
فتنۂ مخفی عجب بر روے کار آوردہ ام

اس گانے کی آواز سنکر شہدیز بیقرار ہوگیا آواز ہی کی جانب چلا قریب بارہ دری کے پہونچ
دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن بقول میر حسن بیٹھی ہی۔ نظم

جہان راستی چاہیے راستی
کجی جس جگہ چاہیے وان کجی
تبسم حیا ناز شوخی غرور
ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور
وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا
ایسا نہین حور کا سراپا
وہ صبح جبین تھی صبح جنت
ہر چین تھی موجۂ لطافت
آنکھین استاد سامری تھین
نشے مین خراب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو
شہبادنے واکیے تھے بازو

شہدیز نے جو یہ سراپا دیکھا پکار اُٹھا کہ او ظالم مجکو بے اجل مارا ہر چند چاہا کہ ضبط کرون مگر
نہو سکا لڑکھڑا کر گرا گر کر بیہوش ہوگیا چمن مین ایڑیان رگڑنے لگا کسی کنیز کی نگاہ جو پڑی اُسنے
کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک شخص چمن مین پڑا ہوا لوٹ رہا ہی آپ کا جمال دیکھ کر بیتاب ہوا واری
مین نے دیکھا چاہتا تھا قریب آئے مگر دل سے مجبور و ناچار ہوا آخر گر کر بیہوش ہوگیا دوسری
کنیز نے عرض کی کہ لونڈی دیکھتی تھی آپ کو یہ نگاہ محبت دیکھتا تھا آخر گر کر بیہوش ہوگیا سروقد
اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلتی ہوئی سامنے بیمار کے آئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا دوپٹے سے
گرد و غبار پاک کیا شہدیز نے آنکھین کھولدین اور دیکھا کہ وہی معشوق پریچہرہ سر زانو پر
لیے بیٹھی ہی غبار چہرے کا پاک کر رہی ہی شہدیز اُٹھ بیٹھا ساتھ اُس نازنین کے بارہ دری مین
آیا پہلو مین اُس نازنین کے بیٹھا شہدیز بھی پہلوان وضع بہادر صف شکن ہی وہ نازنین
کبھی مسکرا مسکرا کے باتین کرنے لگی شہدیز نے نام پوچھا اُس مہ جبین نے کہا کہ سروقد میرا
نام ہی یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ آزاد بخت باپ میرا وہان کا حاکم ہی یہ باغ میرے واسطے
بنایا ہی باغ صنوبر اسکا نام ہی مین اکثر برائے سیر یہان آتی ہون دل جو گھبرایا چلی آئی یہ سنکر
شہدیز نے بھی اپنا حسب و نسب بیان کیا کہ مین بیشۂ نرگس کا رہنے والا ہون مدد ہفت پیکر کو
گیا تھا سروقد نے ایک کنیز کو اشارہ کیا اُسنے گلابی سے جام لبریز کیا دونون نے وہ دو جام پیے

دونون عاشق ومعشوق مین اختلاط ظاہری ہونے لگا شبدیز نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے
ملکہ نے ہاتھ جھٹک دیے کہا قاعدے سے بیٹھو سفاک مردم در منگیتر میرا آکر قریب قلعہ کے
اُترا ہی باپ کو پیغام دیا ہی کہ میری منگیتر مجھے حوالے کرو میرے باپ نے منظور کیا ایک ہفتے کا
وعدہ ہی اُس ظالم سے کیونکر جان بچیگی مگر مجھکو اُسکے نام سے نفرت ہی یہی چاہتی ہون کہ اُس ظالم
کے ہاتھ سے بچون شبدیز نے کہا کہ اے ملکہ عالم نگھبراؤ مین اُسکا سر کاٹ لاؤنگا ملکہ رونے لگین
آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے شبدیز نے اپنے دامن سے آنسو پاک کیے کہا کہ اے ملکہ عالم مین
اُسکی تدبیر کرسکتا ہون پھر رونے کا کیا باعث ہی ملکہ نے کہا کہ باپ بھی میرا قلعے سے نکل کر آج
اُسکی دعوت کر رہا ہی مجھکو خوف یہ ہی کہ سات ہزار فوج اُسکے ساتھ ہی باپ میرا بیس ہزار فوج
لیکر نکلا ہی دو جوان زبردست ایک مقام پر اُترے ہین ایسا نہو کہ تم جاؤ اور کوئی چشم زخم
پہونچے اس خیال سے روتی ہون شبدیز نے کہا کہ میرا وہ کیا کرسکین گے سفاک کو قتل
کرونگا باپ سے تمھارے اقرار لونگا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کرو میری جرأت و
شوکت تمام عالم مین مشہور ہی جہان جاکر لڑا ہنگامہ ڈال دیا ابھی لشکر خداوند مین گیا تھا مگر وہ
خداوند مکار وجعلساز ہی مین مطیع مذہب اسلام ہون اپنی بات کی ضد پر صاحبقران سے لڑا
کیا مجھکو یقین کامل تھا کہ مجھکو قتل کرینگے مین نے اُنکے فرزند کو بھی مارا مگر ایسا جلیل وبہادر
میری نگاہ سے نہین گذرا اُس مغرور کی تو کوئی حقیقت نہین اب تک قلعے مین نہ جانے دونگا
ملکہ نے سر جھکا لیا کہا صاحب تمھین اختیار ہی مگر سفاک بھی بڑا پہلوان ہی نام اُسکا مشہور ہی
بڑے بڑے معرکون مین لڑا پہلوانون سے معرکہ پڑا مگر مشہور ہی کہ کسی سے زیر نہین ہوا یہ سنکر
شبدیز نے کہا کہ ملکہ تم گھبراؤ نہین ساٹھ ہزار سوار و پیدل میرے بیرون باغ اُترے ہین مین
سفاک کی فکر مین خود جاؤنگا جاکر اُسکو ٹوکونگا کہ اگر اپنی جانبری چاہتا ہی تو یہان سے چلا جا
اگر یہان رہیگا تو سزا پائیگا سروقد نے گائن کو اشارہ کیا گائن بیچ مین آ بیٹھی بایان بجا کے
سامنے عاشق ومعشوق کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

یہ سب ناز ہین گو زندہ ہی کرنے والے ڈھونڈھ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنے والے
مرحبا قتل ہمین کرکے مکرنے والے منھ سے کہتے نہین احسان کے کرنے والے

ہر ادا کو تری سکھلائین گے انداز قضا
جی بچے یار اگر جی سے گذرنے والے

یہی کرتا ہی اشارہ کوئی اٹھتا جوبن
یون ابھرتے ہین محل پا کے ابھرنے والے

کون قاتل کی طرف سے مرے دل کو پھیرتا
اسکے تیرون ہی کے کچھ زخم ہین بھرنے والے

کھول کر بال پریشان نہ کر روح کو تو
او مرے سوگ کے پردے مین سنورنے والے

تو دیکھی پلتے نہین شل فلک آتش دم ای شوخ
آہ سے خاک نشینون کی نہ ڈرنے والے

امتحان گاہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
مجھسے تو پوچھئے کیا قصد ہی مرنے والے

دائمی وصل کے خواہان نہین ہم تجھسے فلک
چار دن وہ بھی بہت جلد گذرنے والے

پہلے تاثیر تو پیدا مرے نالے کر لین
عرش پر چڑھتے ہین کیا دل سے اترنے والے

یہ ہماری ہی تڑپ تھی کہ وہ بیچین ہوا
اور بھی چند ہین اس کام کے کرنے والے

زاہد دیتے ہی کرنے لگے مسجد مین خروش
یون ہی چیخ اٹھتے ہین اللہ سے ڈرنے والے

کچھ ہوا ہی مرے کینے سے ترا دل خالی
اور پھر دینگے سلامت رہین بھرنے والے

لاکھ پرسش ہوئی ہم چپ ہی ہے روز جزا
کیا گناہون سے بری ہو گئے ڈرنے والے

کہتی ہی خواہش قتل اپنا گلا خود کاٹو
جی کو یون مار نہین رکھتے ہین مرنے والے

بیقرار اور مین اسوقت ہوا جاتا ہون
کون تھے آپ تسلی مری کرنے والے

چاندنی رات کی میلی نظر آتی تھی جلال
پھر رہے تھے وہ نگاہون مین نکھرنے والے

عاشق و معشوق عیش مین بیٹھے ہوئے ہین جام چل رہا ہی صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی کہ ایک کنیز نوبہار نامے عاشق و معشوق کو ایک جگہ دیکھ کر جل گئی سوچی کہ چل کر سفاک کو خبر کرون انکے باپ کو بھی اطلاع دون یہ سوچکر اٹھی طرف قلعے کے چلی باہر نکل کر ڈولی پر سوار ہوئی طرف آزاد بخت کے چلی یہان آزاد بخت بیرون قلعہ آتا ہی سفاک کی دعوت مین مصروف ہی سفاک بارگاہ مین بیٹھا ہی دمبدم کہتا ہی کہ ای شہنشاہ آزاد بخت مین اپنے ملک سے تنہا دور تکلیف کر کے آیا بہت کچھ صرف کیا اب امیدوار ہون کہ مجھکو سرفراز کیجیے جو تری بہر جائے غلام معشوقہ کو لیکر اپنے ملک زمین جائے یہ بھی مین نے سنا ہی کہ ملکۂ عالم کو چودھوان سال شروع ہی ماہ حسن کمال پر ہی اب میری عرض قبول ہو سعادت حصول ہو آزاد بخت کہتا ہی کہ ای فرزند

مجکو بھی جلدی ہی اسی ہفتے مین تدبیر کرتا ہون جب آزاد بخت یہ کہتا ہی تو سفاک خوش ہوجاتا
ہی کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی ای پہلوان دوران در دولت پر ایک کنیز ملکہ سرو قد کی حاضر ہی
امیدوار باریابی ہی سفاک یہ سنکر خوش ہوگیا پہلو مین جو مصاحب بیٹھے تھے انسے کہا کہ ملکہ
نے خود پیغام بھیجا ہی میری جرأت کے شہرے ہین ملکہ نے بھی سنے ہونگے کہ میرا منگیتر جری بہادر
وصف شکن و تیغ زن ہی کہ جسکی نہیب شمشیر سے مردان عالم کانپتے ہین شیران صحرا نورد دامن صحرا
منہ پر کھینچتا ہی کیا مجال ہی کہ میرے سامنے نام جرأت کا لین اور نہنگان دریا اسقدر خائف ہین کہ چادر
آب مین چھپے ہین ورنہ نکل آتے بندگان خدا کو ستاتے میرے خوف سے بڑے بڑے پہلوان
لرزان ہین کہ کنیز سامنے آئی سفاک کو جھک کر سلام کیا کہا کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ
جہان آپ کو کچھ حال بھی معلوم ہی کہ کیا معرکہ گذرا آپ آزاد بخت سے خواہان ہین کہ ملکہ کو
بیاہ کر لیجاؤن اب نہ لیجا سکیگا شہریار نامی پہلوان کہ اپنی جرأت پر ناز کرتا ہی بلا تکلف باغ
مین آیا پہلو مین ملکہ کے بیٹھا ہی ملکہ اسقدر شاد ہین کہ اختلاط ظاہری ہو رہا ہی ہم لوگون نے
جو منع کیا تو کلمات سخت کہے اور آپ کے نام سے نفرت ہی فرماتی ہین کہ مین سفاک کے ساتھ
ہرگز نہ جاؤنگی شہریار سے وعدہ کر رہی ہین جلد تدبیر کیجیے ایسا نہو کہ وہ چھلاوا اسکے ساتھ نکل جائے
تو پھر حضور کو تلاش کرنا پڑیگا اور جھک کے آزاد بخت سے کہا کہ آپ کسکی شادی کی فکر مین ہین
انھون نے خود اپنی شادی کر لی یہ سنکر سفاک بہت جھلایا کہا کہ ای نوبہار مین ابھی جاکر
اس جوان کا سر کھینچ لونگا اور معشوق کو بے جوڑی پھرنے لیجاؤنگا یہ کہکے اپنے مقام سے
اُٹھا آزاد بخت نے کہا کہ ای فرزند مین بھی چلتا ہون سفاک نے نکل کر حکم دیا فوج مین قرنا
ہوئی آزاد بخت کو تخت پر سوار کیا آپ گینڈے پر سوار ہوا طرف باغ ملکہ سرو قد کے چلا
یہان صبح کا وقت ہی کہ شہریار پہلو مین سرو قد کو لیے بیٹھا ہی ایک ایک جام واسطے
خمار شکنی کے پیا ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ ای ملکہ عالم کچھ حضور کو خبر
ہی کہ نوبہار کنیز نے جا کر آگ لگائی سفاک و آزاد بخت لشکر لیکر آگئے باغ آپ کا گھیر لیا
اب سفاک باغ مین آیا چاہتا ہی کنیز نے کوٹھے پر سے دیکھا کہ باپ تو آپکے قلب فوج مین تخت پر
ہین اور سفاک طرف باغ کے آتا ہی اور پکار رہا ہی کہ وہ پہلوان کون ہی جو میری معشوقہ کے ساتھ

بیٹھا ہی یہ سنکر شدیز اپنے مقام سے اُٹھا قبضے پر ہاتھ ڈالو گینڈے پہ سوار ہو کر چلا باغ سے
نکلا سفاک نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا اور ایک پہلوان دیو خصال گینڈا اُڑائے ہوئے
آتا ہی اور پھاٹک پہ باغ کے ایک بنگلہ بنا ہی اُسپر ملکہ کھڑی دیکھ رہی ہین شدیز کا تنہا
جانا دل بیقرار کیے دیتا ہی اور یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

اُس قفس مین مجھے صیاد نے محبوس کیا — جسنے پر توڑ کے اُڑنے ہی سے مایوس کیا
ای فلک ایک ساتھا بخت مرا طالع غیر — دی سعادت اُسے تونے اُسے منحوس کیا
درد دل ہی جسے افسانۂ خواب راحت — ایسے بیدرد سے تقدیر نے مانوس کیا
گرم رفتار ہوے تم جو چمن مین جا کر — کبک کو داغ دیے اتنے کہ طاؤس کیا
عشق کا ذکر کیا سب ای دل نالان ہوا اثر — برہمن مجھکو بنایا مجھے ناقوس کیا
فائدہ کیا اگر اے آہ بنی شعلۂ شمع — چرخ کو بے اثری نے تری فانوس کیا
آخر کار محبت مین گریبان پھاڑا — تنگ تونے بہت ای پردۂ ناموس کیا
جامۂ زہد کریگا تجھے رسوا زاہد + — خود بیکار ریگا مجھے خرقۂ سالوس کیا
دل کو مینائے تہی تونے بنایا ای بخت — کاسۂ سر کو مرے ساغر معکوس کیا
ضبط نے مجکو تری طرح بنایا ظالم — نالے دیتے ہین دہائی ہمین محبوس کیا
جو ہی وہ جلوہ گہ یار مین ہی ناامید — سب کو میری نگہ یاس نے مایوس کیا
کچھ تو آخر تپش دل نے دکھائی تاثیر — مہربان غیر ہوے یار کو مانوس کیا
عشق نے اُسکی خبر لانے کو فرقت مین جلال — دل مہجور کی فریاد کو جاسوس کیا

اسطرح کے اشعار سر قد بیتابی مین پڑھ رہی ہی کنیزین کہتی ہین کہ واری نہ گھبرایے انکا
لشکر بھی تیار ہوا نیزے چمکاتے ہوے آتے ہین اب یقین ہی کہ مقابلہ پڑے آزاد بخت
نے جو لشکر کو آتے ہوے دیکھا کہا یارو انکو تو مارلو ہمراہیان آزاد بخت چلے تھے کہ لشکر
شدیز آپڑا ہمراہیان شدیز لڑتے بھڑتے ہوے کہان کہان معرکے جھیلے ہوے شدیز
للکار کر سفاک پر جا پڑا آواز دی کہ او مغرور کہان آتا ہی سفاک نے بڑھ کر نیزہ مارا شدیز
نے جھلا کر نیزہ سفاک کا توڑ ڈالا سفاک نے ہاتھ تلوار کا مارا شدیز نہایت چست و چالاک تھا

تلوار کو سپر پر گا تھا کہا کہ او نامرد دیکھ تیری فوج والون کے پیر اُٹھ جاتے ہین سفاک اُدھر
پلٹا شبدیز نے اوپر سے ہاتھ مارا جماسکے تلوار جو گری سفاک کے دو ٹکڑے ہوے
آزاد بخت نے دیکھا کہ سفاک مارا گیا پریشان ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ اس جوان سے کیونکر
جان بچیگی سفاک کو شبدیز نے مار کر رخ طرف لشکر کے کیا فوج پر جا کر گرا افسرون کو تاک تاک
کے قتل کیا آزاد بخت کی طرف چلا آزاد بخت نے دیکھا کہ سفاک ایسا پہلوان مارا گیا
مجھے یہ کاہیکو زندہ چھوڑیگا ایسی باتین سوچ کر تخت سے کودا پکار کر آواز دی ای پہلوان
دوران یہ لوگ ناحق لڑ رہے ہین نامرد کو بڑا گھمنڈ تھا آخر یہان آکر مارا گیا مین بدل و جان
آپ کی اطاعت کرتا ہون خوف جان سے آزاد بخت الامان کہتا ہوا دوڑا قریب شبدیز
کے پہونچا قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار ملکہ سرو قد آپ کی کنیز ہی مین بخوشی شادی
کر دونگا مین نے جو وقت سے آپکا نام سنا مین راضی تھا اور دل مین کہتا تھا کہ سفاک
سے شادی ملکہ کی نہ کرونگا اور آپکے ساتھ شادی کر دونگا شبدیز نے کہا کہ ای بادشاہ
فوجون کو منع کیجیے کہ جنگ موقوف ہو باغ مین تشریف لے چلیے ملکہ بیقرار ہو رہی ہین میرا آنا
اُنکو گوارا تھا معشوق باوفا ہی مین آجتک اس کوچہ سے آگاہ نہ تھا پہلوانی کا ذوق و شوق
رہا اس کوچے مین آکر وہ لطف پایا کہ باغ باغ ہو گیا غم و الم سے فارغ ہو گیا آزاد بخت نے
فوجون کو منع کیا فوجون نے تلوارین نیام مین کین آزاد بخت شبدیز کو ساتھ لیکر باغ مین آیا
ملکہ نے آکر سلام کیا آزاد بخت نے کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مین نے اس پہلوان کو پایا
شبدیز نے کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ مین بہت بیتاب ہون برہمنون کو بلوائیے ساعت بچار کی
بھونری پھر جائے اُسی وقت برہمن آئے ساعت بچاری گئی ملکہ کو لباس عروسی پہنایا گیا
شبدیز کو دولھا بنایا شبدیز کے ساتھ بھونری پھری آزاد بخت کے صحن خانۂ خاص
مین فرش بچھا ہی شبدیز عروس کو بغل مین لیکر بیٹھا گائنین سامنے حاضر ہین اور بعد
ناز و ادا بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین۔ نظم

کب آئیگا کوئی مجھ تک جواب دیتا جا — تسلیان کبھی تو ای اضطراب دیتا جا
ترے جمال کو بے پردہ جس سے دیکھ سکین — وہ آنکھ تو ہمین او حجاب دیتا جا

رہے جو یار کی تصویر سامنے اے دل وہ کچھ سوال کرے تو جواب دیتا جا

پکار کہہ کے مرے جان نثار جلتے وقت کوئی تو ہمکو نمودی خطاب دیتا جا

بتا جوانی عاشق کدھر گئی اے عشق مٹے ہوؤن کو نشان شباب دیتا جا

پکارین اُسکی ادائین مین دل جو دیکے چلا کچھ اور دل ہون اگر دستیاب دیتا جا

بغل مین رہ کے جو ہے تجھ سے بیخبر اے دل تڑپ کے اُسکو دم اضطراب دیتا جا

اُٹھا کے بزم سے کہتی ہے اُسکی چین جبین ملا ہو لطف تو داد عتاب دیتا جا

پھری نگاہ تری مجھ سے دل مرا مجھسے اسے بھی آنکھ کے ساتھ انقلاب دیتا جا

لیے ہین کتنے دل ایک ایک ناز پر تو نے بغل مین بیٹھ کے اسکا حساب دیتا جا

شب فراق یہ کہتا ہون ہوکے شاکی بخت صدا تو چونک کے او مست خواب دیتا جا

یون ہی یہ رشتۂ الفت خدا کرے گھٹ جائے عدو سے ملکے ہمین پیچ و تاب دیتا جا

معاف داغ تمنا سے رکھ عوض دل کے یہ روگ لے کے نہ کوئی عذاب دیتا جا

کہان ملیگا شب تار ہجر گم ہو کر نشان اپنا مجھے اے آفتاب دیتا جا

رقیب بوسۂ لب لے چلے ادھر بھی کوئی بچی کھچی ہمین ساقی شراب دیتا جا

نہ پوچھ تو سبب گریہ ذبح کر قاتل لگی بجھا مری خنجر کو آب دیتا جا

جو بت ہے کعبے مین روپوش تو وہی تو نہین پتا کچھ اپنا اُلٹ کر نقاب دیتا جا

بٹھا کے سامنے بدلو رُکھائیان تو کہون عنایتون کے مزے اے عتاب دیتا جا

کیے ہین تو نے جو عشق بتان مین نیک عمل جلال شیخ کو اُسکا ثواب دیتا جا

گانا ہو رہا ہے صحبت عاشق و معشوق گرم ہے شبدیز دولھا بنا ہوا خوش بیٹھا ہے اختلاط ظاہری ہو رہا ہے قضائے کار فلک نے اپنی گردش دکھائی سرخاب جادو کہ مالک کوہ یاقوت ہے تخت کو اُڑائے ہوئے جاتا ہے گانے کی آواز کان مین آئی سر جھکا کر دیکھا کہ ایک پری پیکر گلنار جوڑا زیب جسم بدھیان آرسی ترچھی گلے مین پڑی ہوئین پہلو مین ایک پہلوان کے بیٹھی ہے ناز و کرشمے ہو رہے ہین سرخاب صورت دیکھ کر بیتاب ہو گیا چاہتا ہے اُس پہلوان کو ہٹا کے خود پہلو مین اس معشوق کے بیٹھون آخر سوچتے سوچتے یہ خیال آیا کہ مین معشوق کو

بجبولے جلوون یہان رنگ نہ جمیگا یہ سوچ کر تخت اپنا ایک چمن مین اُتارا ٹہلتا ہوا پاس شبدیز کے آیا کہا کہ ای پہلوان یہ معشوق شعلہ مزاج تو ہمارے لائق ہی شبدیز نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی سامنے سے دور ہو ورنہ مارا جائیگا سرخاب نے کہا ای پہلوان کیون اپنے کو برباد کریگا میرا کہنا قبول کر ایسا نہ ہو کہ مجکو غصہ آجائے شبدیز تلوار کھینچ کر اُٹھا سرخاب نے اسمائے سحر پڑھکے اشارہ کیا شبدیز کے ہاتھ سے تلوار نکل گئی شبدیز نے دونون گھٹنے زمین پر ٹیک دیے ملکہ گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھین سرخاب نے کمر مین ملکہ کی پنجہ دیکر اُٹھا کر تخت پر ڈال لیا شبدیز تڑپتا رہگیا سرخاب ملکہ کو لیکر روانہ ہوگیا شبدیز نے جو دیکھا کہ عروس کو سرخاب لیے جاتا ہی اور ملکہ کا پکار کر کہنا کہ ای شبدیز اجل ہماری گریبان گیر ہوئی یہ بیچارہ زندہ نہ چھوڑیگا برے لات و منات صبر کو کام فرماتا بہت نکھرانا اگر تقدیر مین ہی تو پھر ملین گے نہین تو تڑپ تڑپ کر ساتھ غیر جنس کے مرین گے ای عاشق صادق اپنا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے — رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار
ہماری خاک پہ کہتی تھی گل یہ بلبل زار — اُٹھو اُٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار
پڑھون مین قصہ لیلی کو کیا بہ بانگ بلند — عدم کے خواب سے مجنون نہو کہین بیدار
جو ہی پرست مرین چاہیے کہ پیر مغان — بنائے تاک کے سائے تلے سبھونکا مزار
غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دلمین — کفن سے قبر مین میری دھوان ہوا ظاہر
بقول شاعر شیرین کلام سن اک نقل — ہوا جو شہر خموشان کی سمت پھرا گزار
ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کی تربت پہ — جو دیکھتا ہون تو اک قبر پہ ہی نرگس زار
کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس — تو سرنگون ہی بھلا کس لیے پہ خاک مزار
تب اُسنے ہو متبسم جواب مجکو دیا — عزیز تو بھی نرگس نہ جب نہو زنہار
کہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان مین — تو اُسکا گور غریبان پہ کس لیے ہو گزار
مین اُسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی — بزیر خاک ہی اب تک بھی حسرت دیدار

ای شبدیز یہی حال ہمارا بھی ہوگا حسرت لیکر یہ دہ دنیا سے جائینگے مین شبدیز نے

گریبان پھاڑ ڈالا سر زمین پر مارا کہ سر سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے کنیزون نے ہاتھ پکڑ لیا آزاد بخت
کو کنیزون نے خبر دی آزاد بخت بھی روتا ہوا آیا دیکھا کہ شدیز تو دیوانہ ہو گیا نام لے لے کے
ملکہ کا روتا ہی کبھی نخل ہاے چمن سے لپٹتا ہی کبھی پھولون کی بو سونگھتا ہی کبھی غنچہ ہاے ناشگفتہ
کے قریب آتا ہی کبھی بلبلون سے شکایت وحکایت کرتا ہی کہ کیون ای عندلیبان خوشنوا تمھارا
معشوق تمھارے پاس ہی تم کیون روتی ہو ناحق بھی جان کھوتی ہو میرا رونا تو اس باعث
سے ہی کہ اُس گل باغ حسن وجمال سے جدا ہوا آزاد بخت نے گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر جو
تقدیر مین تھا وہ ہوا عین خوشی مین وہ ساحر ریخ دے گیا اُس حریق آتش اشتیاق کو
اُٹھا لیگیا انصاف تو کرو کہ تمنے تو دو دن سے دیکھا اور مین نے چودہ برس پرورش کیا ضد نہ کرو
اُسکی یاد آتی ہین یہ باغ اُسی کے نام کا بنایا فلک نے یہ انقلاب دکھایا ای شدیز صبر کرو
شدیز نے کہا کہ ای والد نامدار میرے آقاے جلیل اپنے ملازمون کے کفیل ہین ضرور مدد کرینگے
دو عرضیان مجھ دیوانے کی جانب سے لکھو کہ ای آقاے نامدار دی مولاے قدر شناس یہ غلام
اس حال مین ہی کہ معشوق کے گم ہونے سے ملال مین ہی آکر میری مدد کیجیے اس بلا کو دفع کیجیے
رستم پیلتن فرزند ارجمند امیر حمزہ صاحبقران کے پاس یہ عرضی پہونچے دیکھون صاحبقران
زمان کیا کرتے ہین یقین ہی کہ کسی کو برلے مدد بھیجین اور ایک عرضی اُس نامنصف شعبدہ باز
وحیلہ ساز ہفت پیکر کو لکھیے دیکھیے امتحان ہو جائیگا آزاد بخت نے اُسی وقت ایک عرضی
بخدمت رستم دوسری عرضی براے ہفت پیکر روانہ کی عیار اسکا کہ جسکا سلیم سبک رو نام ہی
عرضیان لیکر چلا سلیم عرضی لیے ہوے اول لشکر صاحبقران مین آیا دربار رستم مین پہونچا
دیکھا کہ دربار دُربار آراستہ ہی رستم بمقام صدر پر گرد سرداران نامور وناز نینان پر چین مثل
سنبل ہفت گیسو وغیرہ کرسیون پر بیٹھے ہین سمک نے عیار کو لا کر سامنے پہونچایا عیار نے
عرضی پیش کی رستم نے عرضی پڑھی اتفاق سے خواجہ عمرو کسی کام کو آئے تھے دربار رستم مین
بیٹھے ہوے تھے عرضی جو شہریز کی دیکھی خود بھی ملاحظہ فرمائی سب سرداروں نے متفق ہو کر کہا
کہ ای شہریار شدیز ایک شخص مغرور ہی عقل وفراست سے دور ہی رستم نے سردارون کو جواب
دیا کہ آپ لوگ خاموش رہین مین سمجھ کے جواب دونگا ای سمک گھوڑا تیار کرو خواجہ

بون اُٹھے کہ خبیس کی بھی عجب صورت ہوتی ہی بھلا یہ کیا کرینگے روپیہ صرف کرین تو ہم
جاکے سرخاب کو مارین اور شبدیز سے معشوق کو ملائین رستم نے کہا کہ ای عم نامدار کیا صرف
ہوگا کہا بیٹا سرخاب جادو بڑا ساحر زبردست ہی دو لاکھ روپیہ خرچ ہونگے رستم نے کہا کہ ای
عم نامدار اسقدر روپیہ کوئی کہان سے لائے کہ آپ کو دے عمرو نے کہا کہ ای فرزند تم فرزند
صاحبقران ہو تمام خزانے روپیے سے بھرے ہوے ہین روپیہ دیتے جی دکھتا ہی رستم نے
دس توڑے منگوا کر سامنے خواجہ کے رکھدیے خواجہ نے کہا کہ بیٹا اس دس ہزار مین کیا ہوگا
رستم نے کہا کہ یہ حق اور مال غازیون کا ہی عمرو نے کہا کہ غازی تمھارے بندے ہمنوا رہے ہین
ہم نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین ہمارے واسطے کوئی شے نہ رکھو گے مگر خوشی تمھاری یہی قبول کیا
رستم نے کہا کہ ای سمک اس روپیے کو خزانے مین رکھو جب یہ شبدیز کی رسید لیکر آئینگے
تب یہ روپیہ ملیگا سمک بلداقی روپیے کو اُٹھا کے لے گیا خواجہ عمرو نے ناچار ہوکر یہ بھی
فعل قبول کیا عیار نے کہا کہ خواجہ آپ چلیین مین بھی آتا ہون یہ کہکر اب عیار طرف بارگاہ
ہفت پیکر کے چلا خواجہ عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف آزاد بخت کے چلے
اودھر عیار نے آکر ہفت پیکر کو عرضی شبدیز کی دی ہفت پیکر عرضی شبدیز کی پڑھکر بہت جھلایا
کہا کہ اُس بندۂ خاطی نے قدرت کو رنج دیکے بے قدرت سے ملے چلا گیا ہمین نے تقدیر
کی تھی اسوجہ سے معشوق چھوٹ گئی ہمسے کیا مطلب بس یہ کہکر ایک پہلوان کو حکم دیا کہ اس
عیار کو سامنے سے قدرت کے ہٹادو سب نے عیار کو نکالا عیار ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہوا
نکلا رستم کے پاس آیا تمام کیفیت بیان کی رستم نے کہا کہ وہ تم ایسے لوگونکا خداوند ہی جو
جاہے سو کرے ہمنے ایسے شخص کو روانہ کیا ہی کہ اُنکا نام نامی سب جگہ مشہور ہی عیار تو رستم
سے رخصت ہوا لیکن خواجہ عمرو منزلین طی کرکے پاس آزاد بخت کے پہونچے کہا کہ ای بادشاہ
وہ مقام مجھے دکھا دو مین سرخاب کی تلاش کرونگا مگر مفلس کی فکر بیکار ہوتی ہی مثل مشہور ہی
مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل + آزاد بخت سے خواجہ عمرو نے بہت بہت باتین
بنائین پھر اُس باغ مین آئے کہ جہان شبدیز تھا شبدیز خواجہ کے قدمون سے لپٹ گیا
رو رو کے کہتا تھا کہ ای یادرغریبان وای دادرس بیکسان رات ہجر کی مجھپر پہاڑ ہوجاتی ہے

دہ وہ خواب پریشان دیکھتا ہون کہ جسکو بیان نہین کر سکتا اگر آپ دستگیری کرین تو میری امید بر آئے
خواجہ نے کہا کہ مجھکو رستم نے بھیجا ہی مگر مفلس ہون پیروی مین فتور پڑیگا کچھ روپیہ رستم کے
یہان جمع ہی مگر وہ ایسا قابل ہی کہ اُسکا ذکر کرنا بھی مناسب نہین صبح کو جو غربا دروازے پر
آتے ہین اُنکا حق ہی اُنکو بانٹ دونگا شام کو دروازے پر چند شرفا کی چند ڈولیان آتی ہین
اُنکو کچھ دیا جاتا ہی اُسکا ذکر اپنی زبان سے کیا کرون شدیز نے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری
مین خدمتگزاری مین مصروف ہونگا خواجہ نے کہا کہ ای شدیز معاملے کا صاف ہونا بہتر ہے
مقدمہ معشوق ہی سمجھ کر کہو کہ کیا دوگے شدیز نے کہا کہ آپ فرمایئے خواجہ عمرو نے کہا کہ
دو لاکھ روپئے تو میرے پاس سے صرف ہونگے جو دے دوگے لونگا شدیز نے کہا کہ خواجہ
دو لاکھ روپیہ کاہے مین صرف ہونگے عمرو نے کہا کہ رنگ و روغن بنانا ہوگا اسمین سب
دوائین قیمتی ہونگی اور تلاش کر کے خریدونگا کچھ نقد دو کچھ وقت پر دینا آخر لاکھ روپیہ خواجہ
نے شدیز سے نقد لیا اور دو لاکھ کا تمسک لکھوایا باغ سے نکلے تلاش مین سرخاب کی چلے
صحرا بصحرا پھر رہے ہین دوسرے دن ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر سوچے کہ اپنی فال دیکھون
بیچ جنگل مین کھڑے ہوے ایک ہاتھ ناک پر رکھا ایک زنبیل پر پکار کر آواز دی دادا آدم
درویش از کل عالم بیش کس طرف جاؤن کہ سُرخاب کا پتہ ملے یہ کہکر تین چار بار سے جسطرف منھ
اُٹھ گیا اسطرف چلے ایک صحرا مین آکر پہونچے ایک نخل کے سائے مین بیٹھے دیکھا کہ ایک ساحر
بھاگا ہوا آتا ہی مگر پسینے پسینے خواجہ عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تنہا
ہوے ایک کنوئین پر آکر بیٹھے چند حقے رکھ لیے گھڑا پانی کا بھرا ہوا رکھا ہی وہ ساحر جب قریب آیا
پکار کر آواز دی کہ داتا بھلا ہو سائے مین ذرا ٹھہر جاؤ وہ ساحر حقہ پانی دیکھکر ٹھہرا خواجہ نے
پوچھا اس دھوپ مین کہان جاتے ہو اور کہان سے آتے ہو ساحر نے کہا کہ شاہ صاحب دھوپ
کیسی اور سایہ کیسا مالک کے حکم کا خیال ہی سُرخاب جادو کا نوکر ہون ایک عورت کو کہین سے
لائے ہین آمد پھر اُسکو سمجھایا کرتے ہین اپنے بھائی کو بلوایا تھا کمخاب جادو اُسکا نام ہی
مین نامہ لیکر گیا تھا اُسنے جواب لکھا ہی کہ مین آؤنگا سُرخاب جادو نے تاکید کی تھی کہ کسی
مقام پر ٹھہرنا نہین اس وجہ سے جلدی جاتا ہون خواجہ نے کہا کہ حقہ تو پی لو یہ کہکے چلم پر

سلفہ جایا بیہوشی اُسمین ملادی کنڈے کی آگ رکھکر سامنے کیا ساحر نے کزکڑ کے دم مارا
زہ گھوڑا کے گرا خواجہ نے اُسکی سی صورت بنائی جھولی سے اُسکی نام لیا طرف مکان سرخاب
کے چلے کئی کوس رستہ طے کر کے سامنے دیکھا کہ ایک مکان بنا ہوا ہی دروازے پر اُسکے
چند نگہبان بیٹھے ہین اُنسے پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہی اُنھون نے کہا کہ ای رہنورد جادو
کیون گھبرائے ہوے ہو مکان اپنے آقا کا بھول گئے تمھارا تو آقا انتظار کر رہے ہین کئی مرتبہ
آگے پوچھا کہ رہنورد کو بڑا عرصہ ہوا عمرو نے کہا کہ بھائیو مجھپر عجب معرکہ گذرا مین بہت حیران
ہورہا ہون راہ مین ایک نخل دیکھا کہ اُسپر بہت سے طائر بیٹھے ہین تھکا ہوا تھا ٹھہر گیا ہوا
جو چلی آنکھ بند ہوگئی خواب مین دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر مع اپنی زوجہ و مع اپنے لڑکون
کے کھڑے ہین مین نے سلام کیا سجدے کو جھکا قدرت کی نگاہ جو مجھپر پڑی اور باتین
کین یہ بھی کہا کہ جاکر اُس عورت کو ہمارے بندۂ خاص کے لیے راضی کردو نگہبانون
نے جاکر سرخاب سے کہا کہ حضور رہنورد جادو آگیا مگر پریشان ہورہا ہی اُسنے قدرت
کو آج خواب مین دیکھا قدرت نے فرمایا جو کہ جاکر اُس عورت کو راضی کردو کہ ہمارا بندۂ خاص
بیقرار ہی سرخاب خوشی کے مارے اُٹھ کھڑا ہوا باہر آکے پکارا کہ ای رہنورد آؤ تم مقبول
بارگاہ خداوند ہوے رہنورد نقلی نے کہا کہ حضور صحرا مین مین نے دیکھا کہ قدرت
مع زوجہ و فرزندون کے موجود تھے مین نے قدمبوسی کی ارشاد ہوا کہ اُس عورت کو جاکر
راضی کردو سرخاب نے کہا کہ جو تدبیر مناسب ہو وہ کرو عمرو نے کہا کہ ذرا مین اُس عورت
کو دیکھون پہلے اُس سے تنہائی مین باتین کرون پھر حضور سے ملادون سرخاب نے
کہا کہ قفس ملکہ کا لاؤ قفس آیا تنہائی مین خواجہ عمرو نے قریب آکر کہا کہ او نیک بخت تو
ایسے مرد کو قبول نہین کرتی ملکہ نے جھلا کر جواب دیا کہ بڑھاپے بیٹھے کیا بیہودہ بکتا ہے
مین کبھی اسکو قبول نہ کرونگی قفس کیسا اگر مکان آہنی مین بند کرے تو بھی اسکو نہ قبول
کرون عمرو نے اشارہ کر کے کہا کہ ملکۂ عالم غلام کو پہچانا ملکہ حیران ہوئین کہ غلام کیسا خواجہ
نے کہا کہ مین ہون عمرو عیار صاحبقران زمان نے یہ کہکر بھیجا کہ جاکر شبدیز کو سرو قد
سے ملاؤ ای ملکۂ عالم شبدیز کا عجب حال ہی جس روز سے تمکو سرخاب لے آیا اُس باغ

سے باہر نہیں نکلا اُسی مقام پر سر پٹک رہا ہی مثل طائر بسمل پھڑک رہا ہی اُسکا حال کیا بیان
کرون اُسکی صورت دیکھ کر دشمن کو بھی رحم آتا ہی ملکہ نے شگفتہ ہوکر کہا کہ ای خواجہ مین
کنیز ہون جس طرح سے بنے مجھے شہدیز سے ملاؤ خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ عالم صرف اتنا
سرخاب سے کہدو کہ مین تو خود تجھپر عاشق ہون مگر تو نے وہ ظلم کیے کہ میرا دل ہٹ گیا
اب بھی تجکو دیکھکر پسینہ آجاتا ہی رہنورد جو کچھ کہیگا وہ قبول کرونگی ملکہ نے کہا کہ خواجہ
یہ تو میری زبان سے نہ نکلیگا خواجہ عمرو نے کہا کہ یہ تو کہدینا کہ جو رہنورد کہیگا وہ کرونگی
کہنے سے رہنورد کے مجکو انکار نہیں ہی پھر مین سمجھ لونگا ملکہ کو سمجھا کر خواجہ عمرو ہنستے ہوے
سامنے سرخاب کے آئے سرخاب نے پوچھا کیون رہنورد ملکہ کیا کہتی ہین عمرو نے کہا
کہ ای سرخاب جادو بڑے صاحب نصیب ہو ایسی معشوقہ تمپر جان دیتی ہی تمنے ابتدا سے
بدعت کی بوجہ ضد کے انکار کرتی ہی معشوق ضرور ضدی ہوتے ہین مین نے جو حال
دل پوچھا تو رو نے لگین کہا کہ ای رہنورد کیا پوچھتے ہو ایسے ظالم سے پالا پڑا ہے کہ
دیکھیں تقدیر کیا دکھائے سرخاب یہ باتین سُنکر نہال ہوگیا کہا کہ ای رہنورد اگر معشوقہ
نے مجکو شربت وصل سے سیراب کیا تو تمہارا وہ مرتبہ کرون کہ شاہان جہان تمہارے مرتبے پر
رشک کرین عمرو نے کہا کہ قفس منگوایئے مسند پہ بٹھیے قدرت نے اور ایک کمال مجکو تعلیم
کیا ہی اُسکو بھی ظاہر کرون تمکو راضی کردون سرخاب نے حکم دیا کہ قفس اُٹھا لاؤ مسند کو
آراستہ کرو صحبت درست ہو ملکہ کو قفس سے نکالا مسند پر بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھا
ملکہ حجاب سے پسینے پسینے ہو رہی ہین خواجہ کو اشارے کر رہی ہین کہ خواجہ مجکو اسکی بدعت سے
بچاؤ ایسا نہو کہ ہاتھ لگا دے عورت کی عصمت بہت نازک ہوتی ہی مین اپنی جان دیدونگی خواجہ
نے قریب آکر کہا کہ ای سرخاب ذرا ہٹ کر بیٹھو پہلے چند اشعار عاشقانہ سُن لو تو اختلاط
کرنا اور اشارے سے کہا کہ ای سرخاب بہت ٹیڑھے دیڑھ ذرا کھنچے رہو ورنہ معشوق کا غرور
بڑھیگا سرخاب جادو ہٹ کر بیٹھا خواجہ عمرو نے باجا بجانا شروع کیا سیدھا سیدھا
ٹھیکہ بجا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے۔ نظم

طالب نہین دل کے دلربا سے	دعویٰ ہے مگر کسی ادا سے

خواہان ترے درد کا ہی ہر دل
پیغام طلب ہین جا بجا سے
دم بھر کے لیے لبون تک آجائے
تجھ کہتا ہے جان یو فا سے
دل دون کہ نہ دون کسی صنم کو
لینا ہے یہ مشورہ خدا سے
مونے اسے بجا تھی لن ترانی
پہچان گیا تری صدا سے
آئینے سے بھی ہی چشم پوشی
شرمائے تو صورت آشنا سے
کیون کان لگائے سُن رہے ہو
کیا کام تمھین مری دعا سے
ایجاد ہوا رہِ وفا مین
مٹتا مرے نقش مدعا سے
دیکھو نہ عدو کو وہ دکھانا
ہم کشتہ ہوے ہین جس ادا سے
دنیا ہو جلال اور دل ہو
کیا کام شب غم و بلا سے

س رنگ مین خواجہ عمرو نے یہ غزل گائی کہ سرخاب جادو بیقرار ہوگیا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر پہنا دیا کہا کہ ای رہنورد حقیقت مین تمنے قدرت کو عالم خواب مین دیکھا اور قدرت نے تمکو کمال دیا خواجہ نے عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران ایک کمال قدرت نے اور مجکو عطا فرمایا وہ بھی ظاہر کرون ساقی گری تعلیم فرمائی ہاتھ سے بتاتا جاؤن ہیر سے ناچون منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن سرخاب جادو نے کہا کہ ای رہنورد قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی جو کمال جسکو چاہین مرحمت کرین دنیا کو کس طور سے آباد کیا ہے ایک رئیس ہی ایک بالکل غریب لیکن یہ کمال جو تمنے بیان کیا بہت دشوار ہی ای رہنورد تمکو میری جان و مال سب بے اختیار ہی جو چاہو وہ کرو لیکن جسطرح ممکن ہو بہت جلد اس معشوق سرکش کو مجھ سے راضی کردو اب میری جان پر بنی ہی عجب نہین کہ مرغ روح میرا قفس تن مین پھڑک کر مرجائے مین اپنے ہوش مین نہین ہون برائے خداوند ہفت پیکر میری خبر بچالو یہان یہ ذکر ہو رہا ہی اور خواجہ عمرو نے قصد کیا ہی کہ خراب کی تقریب کرون کہ آسمان پہ برق چمکی کمخاب جادو بجائی سرخاب کا تخت اُڑتا ہوا آیا خواجہ عمرو نے خوش ہو کر کہا کہ قدرت کی کیا بندہ نوازی ہی عین وقت پہ بجائی صاحب آپکے آگئے سرخاب خاموش ہو رہا دلمین سوچ رہا ہی کہتا ہی کہ مقام افسوس ہی اگر معشوقہ نے قبول کیا تو میری زندگی آ

ورنہ اس غم مین تڑپ تڑپ کر جان دونگا لاکھ لاکھ اس ظالم کو سمجھاتا ہون منتین کرتا ہون مگر معشوقہ قبول نہین کرتی کیا تدبیر کرون پلٹ پلٹ کر گلچین گلشن جمال کی کر رہا ہی رہنورد نقلی سے اشارہ ہی کہ ای رہنورد تمھارے کہنے سے مین نے معشوقہ کو پنجرے سے نکالا تو مجکو قبول کریگی خواجہ اشارہ کرتے ہین مگر اپنے نہین بدل وجان آپ کو قبول کریگی کمخاب زمین پر آیا مسند پر جو سرو قد کو بیٹھے دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا مثل بید کانپنے لگا بھائی سے پوچھا کہ بھائی صاحب یہ معشوقہ کون ہی سرخاب نے کہا کہ ای برادر مین نے تمکو اسی واسطے بلایا ہی کہ اسکو سمجھاؤ میرے پہلو مین بٹھاؤ آج دس دن گذرے کہ مین حد سے زیادہ بیقرار ہون صد حیف کہ رہنورد دیر آلازم نظر کردہ خداوند ہوا اسکو حکم ہو چکا ہی کہ معشوق کو سمجھا کر پہلو مین سرخاب کے بٹھاؤ رہنورد انتظام کر رہا ہی کہ اسکو رضامند کرے آج راہ پر آئی ہی یقین ہی کہ سمجھانے سے رہنورد کے مجکو قبول کرے کمخاب نے کہا کہ ای برادر مین تو اسکو دیکھکر مر گیا میرے دل کا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی میرے واسطے راضی کرو ورنہ تڑپ تڑپ کر جان دونگا اب صبر نہین ہو سکتا میرا تو یہ حال ہے نظم

اللہ ہو وے بلبل ناشاد کی طرف — گلچین بھی بولتا ہی تو صیاد کی طرف
لایا ہی عشق حسن کا تیرے کشان کشان — آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف
گردون سے چاہتے ہین یہی ہم گناہگار — منھ سوے قبلہ آنکھین ہون جلاد کی طرف
عاشق ہین محو حسن جو چاہو ستم کرو — کسکا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف
جوش جنون ہی موسم گل کا ہی زور و شور — سودائی کھینچے جاتے ہین فصاد کی طرف
دھوکا دیا ہی دام نے کس گل کی زلف کا — بلبل اشارے کرتی ہی صیاد کی طرف
آتش یہ وہ زمین ہی کہ جسمین شفیق من — سودا ہوا ہی میر سے استاد کی طرف

ان اشعار کو جو زبانی کمخاب کے سرخاب نے سنا جھلا کر جواب دیا کہ اے برادر منصف مین نے تجکو اس واسطے بلایا تھا کہ تو میرے واسطے راضی کریگا یہ وہ معشوقہ پری پیکر ہی کہ جو اسکو دیکھے وہ مائل ہو جائے مین اسکے واسطے جان و مال صرف کرونگا مگر ایسا غرور تعجب کی مین کیا کسی بات مین عاجز ہون ایسا سحر کرون کہ یہ مجبور خود عاشق ہو جائے لیکن یہی چاہتا ہون

کہ رضامند کرون رضامندی مین زیادہ لطف ہی عمرو نے کہا کہ ای کمخاب تمکو نہین چاہیے کہ بڑی بجاوج پر نگاہ ڈالو کمخاب نے جھلا کر جواب دیا کہ ای رہنورد تجھے اس مقدمے مین کیا دخل ہی دل سنبھالے نہین سنبھلتا ہی طبیعت پر زور نہین چلتا ہی مین ضرور اسپر قبضہ کرونگا سرخاب نے کہا کہ بھائی صاحب یہان سے چلے جائیے ایسی لفظین نہ فرمائیے ورنہ ایک گودل مارونگا کہ سر پھٹ جائیگا کمخاب نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کہا کہ او نالائق کیا مین تجھے پاس کمی کا رکھتا ہون دونون نے تلوارین کھینچین خواجہ نے سرخاب کو خوب بھڑکایا کہا کہ آپنے بھائی کو اسی واسطے بلایا تھا کہ آپکی معشوقہ پر عاشق ہون سرخاب نے کہا کہ مین ابھی انکا سر کاٹے لیتا ہون خواجہ ادھر کمخاب سے کہتے ہین کہ ای کمخاب یہ کیا غضب کا سامنا ہی اور بڑے افسوس کی بات ہی کہ تمھارا کہنا تمھارے بھائی صاحب نہین مانتے عورت کیواسطے فساد کرتے ہین تمھارا بالکل پاس نہین عمرو نے دونون جانب آتش فروزی کی کمخاب نے جھلا کر سرخاب کے گودل مارا سرخاب نے روک کر کہا کہ ارے اسکو کھالے یہ زندہ نہ بچے کمخاب سمجھا کہ پشت پر میری کوئی بیر آگیا گھبرا کر پلٹا سرخاب نے تیغہ مار دیا کمخاب کا سر کٹ کے گرا سرخاب نے حکم دیا کہ اسکا لاشہ پھینکدو ملکہ سروقد کانپ گئی کہ ایسے جلاد سے خدا بچائے تلوار کھینچے ہوے جھوم رہا ہی خواجہ سے اشارے کرنے لگی کہ خواجہ جلد تدبیر کرو ایسا نہو کہ یہ جلاد مجھپر ہاتھ تلوار کا مار دے عمرو نے اشارہ کیا کہ ملکہ تم نہ گھبراؤ مین ابھی اسکی گردن لیتا ہون یہ کہکے سرخاب کے ہاتھ سے تلوار چھین لی کہا کہ ای شہنشاہ ساحران تشریف رکھیے مین آپکی معشوقہ کو راضی کر چکا آپ بیٹھے پیر اگانا سنیے یہ کہکر یہ غزل شروع کی

نظم

ورد مسکر ترے کشتے کی قضا آتی ہے	دامن تیغ سے جنت کی ہوا آتی ہے
ہجر در پیش ہولا دے کوئی تصویر اسکی	چاہیے نقش خفا [illegible] بلا آتی ہے
آبرو آنسوون کی بے اثری نے کھودی	اب تو روتے ہوے [illegible] ہون کو حیا آتی ہے
اسکی رحمت ہی مری بادہ کشی پر عاشق	نام بوتل کا جو لیتا ہون گھٹا آتی ہے
وہ مسیحا اگر آئے تو ٹھہر جاؤن مین	نفس باز پسین سے یہ صدا آتی ہے
اس گل اندام کو شاید کہ پسینہ آیا	عطر مین ڈوبی ہوئی باد صبا آتی ہے

قبر پر آؤ تو اُٹھیں بے تعظیم ابھی	مر مٹے پر بھی ہمیں رسم وفا آتی ہے
کشتۂ شمشیر محبت کے پڑے ہیں پیوند ایسے	کوچۂ زخم سے کیا سرد ہوا آتی ہے
جان فشانی کے تو غمزے ہیں بہت یاد ہمیں	کوئی مردہ جیے ایسی بھی ادا آتی ہے
بحر اللہ کی درگاہ سے مایوس نہ ہو	اُسکو بگڑی ہوئی تقدیر بنا آتی ہے

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ سرخاب کے سر پر لون کمخاب سوار تھا گانے سے خواجہ عمرو کے ہنس پڑا کہا کہ ای رہنورد حقیقت من کیا آواز ہی صدا مین تمھاری کسقدر سوز و گداز ہی ایسا گاتے ہو کہ دل بیقرار ہوتا ہی خواجہ نے پلٹ کر جام لبریز کیا سر پر رکھا منھ سے تانین مارتے ہوے چلے جب عمرو توڑا لیتے ہین سرخاب کہتا ہی کہ اب جام گر پڑیگا مگر جام تو گرنا بڑی بات ہی قطرہ تک خراب کا نہین گرنا سامنے سرخاب کے اگر سر جھکایا اشارہ کیا کہ ایسے شاہون کو سے شراب پلانا چاہیے بعد آپکے آپکی معشوقہ کو بھی پلاؤ نگا یہ کہکر جام پلایا گلابیان بھر کر کنیزون سے کہا کہ اپنے ہاتھ سے پیو خداوند ہفت پیکر کی قدرت کا ظہور ہوا کہ مین نے ایک جام سرخاب کو پلا دیا خواجہ کے گانے سے سب مست ہو رہی ہین شراب پینے لگین تھوڑے ہی عرصے مین عمرو نے سارے جلسے کو شراب پلائی سرخاب جادو بیٹھے بیٹھے پکار اُٹھا کہ ای رہنورد دیکھو خداوند تشریف لائے ہین تمھاری تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین کہ یہ ہمارا بندہ خاص ہی عمرو نے کہا کہ قدرت کو بلائیے سرخاب اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چلی تھی ہاتھ جھکاتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین جو اُٹھی وہ گری تھوڑے عرصے مین سب کنیزین رلیب فرش ہوئین عمرو نے خنجر کھینچکر اُٹھا سرخاب کا سر کاٹ لیا کنیزون کے کپڑے اُتار لیے کسی کا ہاتھ قلم کیا کسی کا اُڑا دیا سبکو قتل کر کے ملکہ سے کہا کہ ای ملکۂ عالم چلیے مگر دیکھیے یہ کیا عطر عمدہ ہی عطر سنگھا کر سرو قد کو بیہوش کیا اُٹھا کر زنبیل مین رکھا پہاڑ سے کو دستطرف باغ ملکہ کے چلے چند قدم چلے تھے کہ ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ ایک نخل پر ایک عقاب بیٹھا ہی خواجہ کو دیکھکر پکارا اور مثل انسان کے گویا ہوا کہ او ساربان زادے کو وہ دلجو کو تیلہ کر کے کہان جاتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا یہ کہکے وہ عقاب اُڑا خواجہ عمرو پر اپنا عکس ڈالا خواجہ عمرو لڑکھڑا کے گرے عقاب

زمین پر آیا دیکھا عمرو نے کہ ایک جادوگر جوان کھڑا کہہ رہا ہی کہ او ساربان زادے تو نے غضب
کیا کہ سرخاب کو مارا اب کہان جانے پائیگا تھوڑے ہی عرصے مین تجکو قتل کرونگا اب کیا تجکو
جانے دونگا عمرو نے کہا کہ ای عقاب جادو تم سمجھے بھی کہ سرخاب کو کیون مارا عقاب نے کہا
کہ حال بتائیے خواجہ نے کہا کہ سرخاب جادو ایک مہ جبین کو اُٹھا لایا تھا عورت جوان وہ ضعیف
مہ جبین نے کہا بھی کہ تمھارے سن سے یہ نہین قبول کرتی کسی جوان کو بلاؤ تم البتہ اُس لائق ہو
کہ تمکو دیکھ کے پسند کریگی وہ نازنین بھی حسین تم بھی وضعدار عقاب نے کہا کہ ای خواجہ عمرو
ہر چند کہ خداوند ہفت پیکر کا حکم ہی کہ جو عمرو کا سر لائیگا منصب و جاگیر پائیگا چاہتا ہون کہ
قدرت کو راضی کر دون لیکن تم نے ایسی بات سنائی کہ قدرت سے تمھاری صفائی کرا دونگا
اور نوکر رکھوا دونگا وہ مرتبہ تمھارا ہو کہ سب تاجدار رشک کرین عمرو نے کہا کہ وہ نازنین
میرے پاس موجود ہی مگر میرے پیر تو کھولے سحر اُتار دے تو مین اُس نازنین کو نکالون۔
دیکھتے ہی تمھارا دم بھریگی تم ایسا وضعدار اُسکی نگاہ سے نہ گذرا ہوگا عقاب نے سحر
اُتارا جانتا ہی کہ یہ کہان بھاگ سکتا ہی اگر خواجہ چاہتے تو بھاگ کر نکل جاتے مگر عقاب کی کمر
مین دیکھا زنجیر طلا ہی جسکو کردھنی کہتے ہین خواجہ کے منہ مین پانی بھر آیا کہ ایسی شی چھوٹ جائے
لڑکون کے ہنسلی کڑے بنین گے عمرو نے یہ سوچ کر ایک نخل کے سایے مین ایک فرش
بچھایا زنبیل پر ہاتھ رکھ کے آواز دی کہ ای گلشن کہان ہی حاضر ہو زنبیل کی کنیزون کی افسر
لباس بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غرق تڑپ کر زنبیل سے نکلی کہا کہ اُستاد کیا ہی
عمرو نے کہا کہ ایک ساحر کے ساتھ تمھارا نکاح کرین گے گلشن نے کہا کہ استاد مین سمجھی نکل کر
مسند پر بیٹھی عقاب نے جو دور سے دیکھا کہ ایک عورت آفتاب جمال ابرو مثل ہلال
آنکھین بعینہ رشک چشم غزال دیکھ کر مر گیا ٹہلتا ہوا قریب آیا خواجہ عمرو نے پہلو مین اُس
نازنین کے عقاب کو بٹھایا کہا کہ ای نازنین یہ جوان تو پسند ہی اِس بڈھے کو تو مین نے مارا وہ
نکما تھا اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری یہ بھڑوا تو مجھے گھورتا ہی اسکی
آنکھین نکال لون یہ کہکے بڑھ کے پکڑ کے دو طمانچے مارے عقاب جادو گال سہلا کے چپ ہو رہا
کہا کہ ای جان جہان مین تو تیرا غلام ہون بندہ بے زر مگر نہایت مضطر ہون یہ تمام صحرا میرے

قبضے مین ہی خداوند ہفت پیکر نے یہان کا حاکم کیا ہی مین تمکو اپنی جانب سے حاکم کرونگا صبح کو ساحر آکر سلام کرینگے کسکا ایسا مرتبہ ہوگا سزا و جزا کا تمھین کو اختیار رہیگا مین تمکو علم سحر سکھاؤنگا نازنین نے ہنسکر کہا کہ خواجہ شراب لاؤ کہ مین اسکو پلاؤن اپنے عاشق صادق کو راضی کرون خواجہ عمرو نے گلابی زنبیل سے نکالی گلشن نے گورے گورے ہاتھون سے جام لبریز کیا بہ ناز اُٹھا کر کہا کہ اے میرے چاہنے والے شراب پی عقاب جادو خوش ہوگیا جوش عشق مین اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

عاشقون پر اسقدر ظلم و ستم اچھا نہین — دیکھ ای ظالم کہے دیتے ہین ہم اچھا نہین
ایک خاموشی سے عزت ہی بتون کی دہر مین — ہر کسی سے بات کرنا ای صنم اچھا نہین
آئیگی رندون پہ کیا آفت کہ مجھکو دیکھ کر — سب حسینون نے کہا اسکا قدم اچھا نہین
گر بٹھاؤن پیار سے پاس اپنے کہتا ہی وہ شوخ — میرے حق مین آپ کا لطف و کرم اچھا نہین
رحم آتا ہی مجھے اس نوجوانی پر تری — ای شہیدی رات دن کا رنج و غم اچھا نہین

اس طرح سے یہ اشعار عقاب نے پڑھے کہ گلشن نے کہا یہی جام تمھارا کام تمام کریگا اچھا ٹھیک ہوجائیگا جلد پی جاؤ دیر نہ کرو عقاب جادو نے لبون سے لگایا جلدی جام کو پیا یہ وہ شراب زنبیل کی بیہوشی پڑی ہوئی ہو کہ اگر دریا مین ڈال دیجیے تو مچھلیان بلبلا کے نکل آئین عقاب پیتے ہی گھبرا گیا کہا کہ ای جان جہان یہ شراب کیسی تھی کلیجے مین آگ لگ گئی نازنین نے کہا کہ اُٹھ کر ٹہلو تو تمھارا کام ہو جائے عقاب گھبرا کے اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا خواجہ عمرو نے اُس نازنین کی تعریف کی اور فوراً عقاب کے کپڑے اُتار لیے کمر سے کردھنی لی نازنین سے کہا کہ اسکا سر کاٹ لے اور زنبیل مین جا کام کا ہرج ہوتا ہوگا گلشن نے عقاب کا سر کاٹا اور زنبیل مین جا بیٹھی کنیزون نے پوچھا کہ حضور آج خواجہ عمرو نے کیون یاد کیا تھا گلشن نے ہنسکر کہا کہ بوا آج ایک جادوگر اجل گرفتہ نے اُستاد کو گرفتار کیا تھا مین نے اُسکو جا کر مارا ایک ہی جام پی کر اوندھا ہوگیا شکر ہی کہ اُستاد آج مجھ سے بہت خوش ہوے خواجہ عمرو عقاب جادو کا بھی سر کاٹ کر طرف باغ شبدیز کے چلے شبدیز خواجہ عمرو کا انتظار کیا کرتا ہی دروازے پر

باغ کے کھڑا ہی خواجہ کو دیکھکر پکارتا ہوا دوڑا فرد - از کجا میرسی اے ہمہ فرخندہ قدم + باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم + کہو خواجہ کیا ٹھہری عمرو نے کہا کہ اے شدید بڑی غلطی ہوئی میں نے جا کر سرخاب کو مارا ملکہ کو لیے ہوے آتا تھا راہ میں جہاجن ملگیا اُسنے ملکہ کو چھین لیا اب بے سود لیے نہ دیگا میں نے جو روپیہ تمسے لیا تھا وہ قرضداروں نے لے لیا اب تم کچھ مدد کرو تو معشوق رہا ہو آزادبخت نے جو یہ خبر سُنی کہ خواجہ آئے ہیں دوڑا ہوا آیا اور یہ بھی خبر سنی کہ بیٹی چھین لی گئی خواجہ عمرو کہتے ہیں بے روپیہ دیے وہ عورت ملیگی آزادبخت نے کئی لاکھ روپیے خزانے سے منگوائے تب خواجہ عمرو نے سرو قد کو زنبیل سے نکالا شدید نے جو معشوق کو دیکھا بیقرار ہو گیا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا - نظم

ذکر ہوتا ہی ہر اک جا آپ کا | ہی زمانے میں یہ شہرا آپ کا
دیکھ کر مِل علے کہتا ہوں میں | جب نظر آتا ہی چہرا آپ کا
مجھ مریض عشق کا کیجے علاج | نام سنتا ہوں مسیحا آپ کا
داستان لیلے و مجنون کہاں | اب ہی افسانہ ہمارا آپ کا
نقد دل لیکر خریدار آئے ہیں | آج بن جائیگا سودا آپ کا
ہوگیا روز قیامت بھی تمام | دیکھیے کب ہو نظارا آپ کا
فوق پہ چشم کرم ہردم رہے | بندہ کہلاتا ہے مولا آپ کا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر گلے میں سرو قد کے ہاتھ ڈال دیے اختلاط ظاہری کرکے خواجہ عمرو کے قدموں سے لپٹ گیا کہا کہ خواجہ مجکو خدمت صاحبقران میں لیچلو قدموں پر گرا دو صاحبقران عالیشان نے وہ احسان کیا کہ شکر یہ ادا نہیں ہو سکتا عمرو نے کہا کہ تشریف لے چلیے صاحبقران ایسے صاف باطن ہیں کہ تم سے اُسی محبت سے ملینگے شدید نے کہا کہ میں آپکی عنایت کا غلام ہوں یہ کہکر شدید سوار ہوا اور ساتھ لشکر صاحبقران کے چلا منزلوں کو طی کرکے جب قریب لشکر صاحبقران پہونچا خواجہ نے بڑھکر صاحبقران کو خبر دی کہ شدید آتا ہی آپ کے احسان پر مسلمان ہوا اور بادشاہ کا دیا ہوا خلعت پہنے ہی صاحبقران زمان نے فرمایا کہ اے سرداران نامی

ای پہلوانان گرامی جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ برائے استقبال شدیز چلے پہلے
علمشاہ اُٹھے علمشاہ کے اُٹھتے ہی جملہ سرداران رستم پیلتن اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
نکل کر رستم گھوڑے پر سوار ہوئے سردار ساتھ ہیں شدیز آیا ہی کنارے پر لشکر کے آکر رکا
ساتھ والوں سے کہنے لگا کہ ہم آپ سے جو خدمت صاحبقران میں آئے تو صاحبقران نے
ہماری وہ قدر نہ کی کہ دیکھا رستم آتے ہیں رستم کے پیچھے چالیس سرداران سرداروں کے بعد
لندھور و مالک و بہرام یہ بھی چلے آتے ہیں شدیز رستم کو دیکھ کر گھوڑے سے کودا رستم بھی
گھوڑے سے اُترے شدیز کو دیکھکر ہاتھ پھیلا دیے شدیز نے چاہا کہ قدموں کو بوسہ دوں رستم
نے گلے سے لگا لیا جملہ سردار شدیز سے ملے شدیز نے ہنس کر کہا کہ میں تو آپ کا تابعدار ہوں
آپکے اشتیاق میں آیا بخدا ای آقا مجکو یہاں سے جانا بہت ناگوار تھا مگر آپ نے وہ عنایت فرمائی
کہ خواجہ عمرو کو بھیجا لیکن خواجہ عمرو کا روپیہ بہت صرف ہوا جو مجھ سے ہو سکا وہ دیا رستم پیلتن
ہنسکر خاموش ہو رہے شدیز کو ساتھ لیکر چلے جب دربارگاہ پر پہونچے دیکھا کہ صاحبقران
ٹہل رہے ہیں شدیز نے صاحبقران کو جھک کر سلام کیا صاحبقران کو دیکھ کر باغ باغ
ہو گیا جی میں کہتا ہی کہ یہ مردوں کے جوہر شناس ہیں کیا قدردانی فرمائی صاحبقران
نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا فرمایا کہ ای شدیز کیا باعث تھا کہ جب تم مسلمان نہ ہوئے اور
اب خود تم نے کہا کہ حضور کو نیت سے تو میری آگاہی ہوگی کہ میں نے دشمنان حضور کو مارا
جسنے بہ نسبت حضور کلمہ جہل کہا میں اُسپر جا پڑا اور اُسے قتل کیا دربار میں ہفت پیکر کے
ہفت پیکر کے سامنے کئی پہلوان مارے ہفت پیکر بہت آزردہ ہوا مگر میں سمجھ گیا کہ یہ مرد
مکار ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ہفت کوہ سے بھاگ کر یہاں آیا ہی اب بھی تقدیر میں
لکھا تا ہی ای شدیز ہماری بارگاہ میں دو صفیں ہیں جدھر علمشاہ بیٹھتے ہیں اُدھر دست چپ
بیٹھتے ہیں وہ دست چپ ہی جدھر بدیع الزمان بیٹھتے ہیں وہ دست راست ہی شدیز نے
عرض کی کہ میں تو رستم کا غلام ہوں جدھر رستم تشریف رکھتے ہیں اُدھر بیٹھونگا رستم پیلتن
خوش ہو گئے آلاگرد و مالاگرد کے برابر شدیز کو جگہ ملی دعوتوں کے پیغام ہونے لگے پہلے
پہلے لندھور نے کہا کہ ای شدیز آج ہماری دعوت قبول کرو دوسرے دن کا پیغام دعوت

بہرام نے شبدیز کو دیا فرزندان صاحبقران نے بھی پیغام دیے شبدیز باغ باغ ہو رہا ہے
ساتھ والون سے کہتا ہے کہ ایسے خلیق کہان ممکن تھے مگر ہرکارے جو لشکر ہفت پیکر کے جاسوس
تھے یہ خبرین لیکر بھاگے سامنے ہفت پیکر کے آئے ہاتھ اٹھا کر کافرون نے کافر کو بد دعا دی نظم

ای فخر جہانبانی وفا ساقط از و		گو ہر بہ دہن داری ور اساقط از و
رو زان دشمان زحق تعالی خواہم		مرکب دہرت فدا و با ساقط از و

خداوندی کی عمر نہ دراز ہو طبیعت کو ہمیشہ سوز و گداز ہو شبدیز لشکر صاحبقران مین آیا رستم
استقبال کر کے لے گئے اور جملہ سرداران صاحبقران بھی آئے تا بہ دربارگاہ صاحبقران
خود تشریف لے گئے دست چپ مین جگہ ملی اب سامان دعوتون کے ہو رہے ہین شبدیز اپنے
مقام پر خوش بیٹھا ہی اور کہہ رہا ہی کہ ہفت پیکر پر مین نے لعنت کی مجھے ایسے سرداران
جلیل ملے کہ غنچۂ آرزو کھلے حیران جنگ آزما کہ پہلوے ہفت پیکر مین بیٹھا ہی اسکی کیا
جرأت پر بڑا گھمنڈ ہی اپنے مقام سے اٹھا عرض کی کہ یا خداوند ہفت پیکر میرے نام پر آج
طبل جنگی بجوائیے میں سارا عالم دشان شبدیز کا تماشا دونگا کان پکڑ کے سامنے قدرت کے
لاؤنگا پھر ہفت پیکر پرست کراونگا گھاس کی بھیا کا پیشاب موجود رہیگا ایک گھونٹ
پی لیگا ہفت پیکر پرست ہو جائیگا ہفت پیکر یہ سنکر خوش ہو گیا کہا نام پر حیران جنگ آزما
کے طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے جو بامر جاسوسی موجود تھے خبرین لیکر
بھاگے حاضر خدمت صاحبقران ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا بادشاہ کی بجا لائے ہاتھ اٹھا
کے دعا دی شعر۔ ای زابر رحمت خرم گل بستان ما • گفتگوے حرف عشقت مطلع
دیوان ما • شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو حیران جنگ آزما نے طبل جنگی
بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر شبدیز سے مقابلہ کرے شبدیز نے دست لبستہ صاحبقران
سے عرض کی کہ غلام کے نام پر طبل جنگی بجے اُس بھیا کو مجھ سے دعوی ہمسری ہی مین ہی
اُس بھیا سے مقابلہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر وہ تمھارا نام لیکر پکارے تو اختیار ہی
اور اگر وہ عام طور پر آواز دے تو اور سردار نکلینگے تم ہمارے مہمان ہو تمھارا نکلنا بہتر
نہین یہ کہکر خواجہ عمرو سے فرمایا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے عیارنے

جاکر نقارۂ سکندری پر چوب لگائی تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ شہ سوار اعظم قلعۂ مشرق سے باہر نکل کے توسن فلک پر سوار ہوا لشکر میدان میں آئے ہفت پیکر کے ساتھ بھی فوج بیشمار ہی صفیں جمیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت آوازیں دے رہے ہیں اور یہ اشعار زبان پر ہیں نظم

گئے ہم سوے گورستان جو کل باخستہ حالی تھے	مقابر جتنے دیکھے ہم نے خستی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اس جا مضمون خیالی تھے	مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے

سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

ایسے اشعار نقیبوں نے پڑھے کہ بہادر جو شنے لگے سواروں نے گھوڑے بڑھائے پیدل اپنی اپنی تلواریں تولنے لگے حیران جنگ آزمانے گینڈا نکالا ہفت پیکر سے اجازت میدان لی یہ بھی کہا کہ جاکر شہدیز کو للکارتا ہوں یہ کہکر میدان میں آیا خوب کھڑے ہوکے نیزہ ہلایا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر شہدیز کو چاہتا ہوں کہ شہدیز مغرور میرے مقابلے میں آئے شہدیز تو بیقرار کھڑا اقبادل سے باتیں کر رہا تھا کہ اس بیحیانے آکر کسی کو زخمی کیا تو یہ صدمہ مجھکو ہوگا بادشاہ جمجاہ سے آکر عرض کی کہ دی شہر یار اجازت میدان بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ ای شہدیز تم ہمارے مہمان ہو اور کوئی جائیگا تم نجا شہدیز نے عرض کی کہ غلام کا نام لیکر پکارتا ہی غلام ہی کے جانے کا محل ہی بادشاہ نے فرمایا کہ بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کیا یہ کہکر گینڈا بڑھایا مقابلہ حیران جنگ آزما میں آیا حیران نے دیکھتے ہی نیزہ مارا شہدیز نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی مگر شہدیز نے جوتھی پانچویں طعن میں نیزہ حیران جنگ آزما کا توڑا حیران نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا شہدیز نے تلوار کو تلوار پر روکا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار جو تڑپ کر گری سر کے دو ٹکڑے ہوئے وہاں سے تلوار جو گری تو وہ دو بلغہ کو کاٹ کے تا بہ جگر گاہ تلوار پہنچی غریو ہوا کہ حیران جنگ آزما مارا گیا ساتھ والے حیران کے حیران ہوکے شہدیز پر آپڑے فوج شہدیز بھی پرلے مدد پہونچی شہدیز نے وہ جنگ رستمانہ کی کہ کیا عجب تھا کہ زبان تیر و کلہ عمود سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہو شہدیز جان جسم کر رہا

لاشون کے انبار لگا دیے بہر دن رہے تک شب‌دیز لڑا آخر فوج حیران کو شکست فاش
دی شب‌دیز جھومتا ہوا پلٹا صاحبقران نے شب‌دیز کی بڑی تعریف کی فرمایا کہ ای شب‌دیز کس
مزے سے لڑے ہو عرض کی کہ غلام کو ہوس یہی ہی کہ تا بہ ہفت پیکر پہونچون مگر حضور نے کیا
بندہ پروری فرمائی کہ اور فوج کو حکم نہ دیا غلام اُن لوگون کو کافی تھا انشاءاللہ جس دن
مقابلہ پڑا غلام لڑتا بھڑتا برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچیگا اُس بیحیا نے بندگان خدا کو
برگشتہ کیا ہی ہفت پیکر جو پلٹا آکر بارگاہ مین بیٹھا مگر سرنگون غم سے کلیجہ خون وزرا سے
کہہ رہا ہی کہ آج شب‌دیز نے قدرت کو بڑا قلق دیا دیکھو کیسا خوش تھا وہ تقدیر کرون کہ شب‌دیز
تڑپ تڑپ کر مرے وزرا نے کہا کہ قدرت وہ تقدیر ذکر ین کہ جس سے مسلمانون کا خاتمہ ہو اگر
شب‌دیز نہ ہو گا تو مسلمانون کا کیا نقصان ہو گا ہفت پیکر نے کہا کہ اب قدرت تقدیر تو کیا
چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک اس ابر
گلنار سے پیدا تھی ہفت پیکر نے کہا کہ یارو دیکھو تقدیر تو کا ظہور ہوا ملکہ گلنار زعفران پوش
آتی ہین اُسکی سرحد مین مسلمان نہین پہونچے اگر اُسکی سرحد مین عیار جاتے تو لطف عیاری
اُٹھاتے سب گرفتار ہو جاتے وہ ابر بارگاہ پر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت
حسین و جمیل تاج سر پر جوڑا بھاری پہنے ہوئے تخت سے اُتری پایۂ تخت کو بوسہ دیا واسطے سجدے
کے جھکی عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا سحر کنندہ آپ سے ہفت کوہ چھوٹا مین سب مقامون
کو دیکھتی ہوئی آئی ہر مقام پر مسلمانون کی رونق ہی دیر کھدے پڑے ہین مسجدین بن گئین صدائے
اذان آ رہی ہی ہفت پیکر نے سب حال بیان کیا کہا کہ ای گلنار کیا پوچھتی ہی ان مسلمانون کو ایسا
سرفراز کیا کہ مقام سکونت چھوٹا آخر کار بھاگ کر قصر عشرت مین آیا مسلمانون نے بڑے بڑے
صدمے دیے رفقا بیگانے ہو گئے چند شاہزادیان شریک طلسم کشا ہو گئین مقابلہ قدرت مین
آتی ہین اپنا زور سحر کا دکھاتی ہین گلنار نے عرض کی کہ ایک سحر مین سب کو تباہ و برباد کر دونگی کہکر
کرسی پر بیٹھی ہفت پیکر بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی سراپا کو دیکھ کر حیران جمال و محو دیدار ہو رہا ہی
گلنار نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجوا دیجئے اُسی وقت طبل جنگی بجا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر
پہونچائی صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خدا طبل جنگی بجے امیر کے

لشکر میں بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا برق فرنگی اپنے مقام سے اُٹھا خواجہ عمرو کی نگاہ بچاکر
باہر نکلا چالاک کو اشارے سے بلایا کان میں کہا کہ آپ نے سُنا ایک ساحرہ آئی ہے
اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی چالاک نے کہا کہ بسم اللہ چلیے برق فرنگی نے کہا کہ مجھے آپ سے اطلاع
کرنا تھا میں پہلے عیاری جاتا ہوں اگر بچہ قابض ہوا تو مشکیں باندھ کر لاتا ہوں یہ کہکے
برق تڑپتا ہوا چلا بعد برق کے چالاک بھی اُسی طرف چلا برق آتے آتے سامنے بارگاہ
گلنار کے پہونچا دیکھا کہ کنیزوں کی آمدورفت لگی ہی جی میں کہتا ہی کہ روک ٹوک نہیں ہے
یہاں جانا کیا مشکل ہی ایک گوشے میں آکر ٹھہرا ایک کنیز کسی کام کو نکلی برق نے ایک جوان
حسین کی شکل بنکر کنیز کو بلایا کنیز بھی ہنستی ہوئی آئی کہا کہ کیوں میاں کیا ہی برق نے کہا
کہ ملکۂ عالم کیا کر رہی ہیں کنیز نے کہا کہ تخت پر بیٹھی ہیں سحر نہیں تیار کرتیں برق نے
باتوں میں لگا کر کنیز کو بیہوش کیا بیہوش کرکے اُسکی شکل بنا اُسکے کپڑے پہن کر دربارگاہ کا
آیا پردہ اُٹھاکے اندر پہونچا دیکھا کہ گلنار تخت پر بیٹھی ہے اور کنیزیں پھر رہی ہیں کچھ صفا جبین
کردہ بیٹھی ہیں جیسے ہی برق فرنگی اندر آیا گلنار نے پکار کر آواز دی کہ اری سمن بر اِدھر آ
برق نے کچھ جواب نہ دیا ایک کنیز نے کاندھے پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اری خیلہ دیکھ ملکۂ عالم
بلاتی ہیں برق حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آکر کھڑا ہوا گلنار نے منہ پھیر کر کہا کہ کیوں گل اندام
کیا سو گئیں جیسے ہی گلنار نے یہ کہا گوشہ بارہ دری سے ایک پنجہ سنہرہ چمکتا ہوا پیدا ہوا
ہاتھ میں پھولوں کا ہار تھا اُس پنجے نے وہ ہار گلے میں برق کے ڈال دیا جیسے ہی ہار گلے
میں برق کے پڑا رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا گلنار نے کہا کہ کیوں نگوڑے بھوریے تو نے
ہمارا شعبدہ دیکھا ہم اُن ساحروں میں نہیں ہیں کہ شراب میں بیہوشی ملائی جب شراب
پلائی تب خبر ہوئی جس وقت تم لشکر میں داخل ہوے ہمارے سر نے اُسی وقت خبر پہونچا دی
پھر آواز دی کہ سوسن اس بھوریے کو پاس خداوند ہفت پیکر کے لیجاؤ کہنا کہ یہ پاس گلنار
کے آیا تھا چاہتا تھا کہ عیاری کرے کنیز خداوند کی ہوشیار تھی آتے ہی اسکو گرفتار کیا کنیز نے
آکر اپنا سحر برق پر قائم کیا نشان کشاں لیکر چلی جب بارگاہ سے نکلی طرف بارگاہ ہفت پیکر
کے رخ کیا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ پشت سے آواز آئی ہو ٹھہر چلو ملکۂ عالم نے اور کچھ کہا ہی

ذرا سن لو تو جاؤ سوسن نے پلٹ کے دیکھا کہ گلفام نامے کنیز گلنار کی دوڑی ہوئی آتی ہی قریب پہونچکر کہا کہ بوا اس رستے سے اس جھوریے کو نہ لیجاؤ ایسا نہو کہ اسکا کوئی ساتھی آجائے تو فوراً تمکو مار لیگا دیکھو ملکہ کو یہ خیال تھا کہ دوسری کنیز کو بھی بھیجا دیکھو لالہ عذار بھی آتی ہی کچھ پیغام ملکہ کا لاتی ہی سوسن پلٹی کہ دیکھوں لالہ عذار کیوں آتی ہی جیسے ہی سوسن پلٹی حلقے کمند کے گلفام نقلی نے گلے میں ڈال دیے اور نعرہ کیا۔ نعرۂ چالاک بن عمرو

بہ عیاری منم آنم چست و چالاک		بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد نیز گامم		خلیفہ اولم چالاک نامم

نعرہ کر کے خنجر مارا کہ سوسن کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی سوسن کے برق نے رہائی پائی چالاک و برق جست و خیز کرتے ہوے چلے یہاں گلنار مصاحبوں میں بیٹھی ہنس رہی ہی کہتی ہی بوا عیار کی بھی یہ حقیقت ہی کہ ہمارے سامنے عیاری کرے اب قدرت کو میرے سحر کا حال معلوم ہو گا یقین ہی کہ برق کو فوراً قتل کریں ان عیاروں سے بڑے صدمے اٹھائے ہیں صدہا جادوگران لوگوں نے مارے پہلے ساحر کو مناسب ہی کہ اپنی جان کی حفاظت کرے تب دوسرے طریقے کا ارادہ کرے یہ ذکر تھا کہ پہلے بارگاہ سے آواز آئی کہ ای ملکہ عالم خبر تو سنو لیئے سوسن کو چالاک نے مارا دونوں آپ کے لشکر سے نکل گئے یہ سنکر گلنار کانپ گئی پکار کر آواز دی کہ ارے سوسن کو کس مقام پر مارا آواز آئی کہ بازار غلہ فروشاں میں خیمے کی آڑ پکڑ کے اسکو مار لیا یہ سنکر گلنار نے کنیزوں کو اشارہ کیا کہ جاکر لاشہ سوسن کا اٹھا لاؤ چار پانچ کنیزیں چلیں خیمے کی آڑ میں آکر دیکھا کہ لاشہ سوسن کا برہنہ پڑا ہی کنیزوں نے سر پیٹ لیا کہا کہ ارے ایسا ظالم تھا کہ لباس بھی اتار لے گیا یہ کہکر لاشہ اٹھایا اور سامنے گلنار کے لائیں گلنار نے لاشہ دیکھکر کہا کہ اسکے لاشے کو لیجاکر جلاؤ میں جا کے ان دونوں کو لاتی ہوں کنیزیں لاشہ سوسن کا لے گئیں گلنار ایک عقاب پر سوار ہو کے چلی چالاک و برق جست و خیز کرتے ہوے جلتے ہیں کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچ تھے خواجہ عمرو طلائے سے پلٹے ہوے آتے ہیں کہ دیکھا برق و چالاک گھبرائے ہوے آتے ہیں خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی کہ ارے کیا ہوا کیوں گھبرائے ہوے ہو برق فرنگی

نے آواز دی کہ استاد بارگاہ مین گلنار کے گیا تھا عیاری نہ کرنے پایا تھا کہ گرفتار ہوا
خلیفہ صاحب نے کہا کیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ منم ملکہ گلنار جادو خواجہ عمرو
نے تو گلیم اوڑھ لی گلنار جھک کر گری برق و چالاک کو اٹھا لیا برق نے آواز دی کہ استاد
غلامون کو بچایئے خواجہ عمرو گلیم اتار کر دوڑے گلنار جو بلند ہوئی تو یہ بولے چالاک برق
بیہوش ہو گئے گلنار کہتی ہوئی جاتی ہو کہ کیون نگوڑو مجھپر عیاری کی چلکر تمکو قتل کرتی ہون یہ
کہتی ہوئی لیے جاتی ہی صحرا مین پہونچی تھی دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین خداوند کھڑے
ہین پکار رہے ہین کہ ای گلنار کیا کہنا یہ دونون قوت بازوے عمرو ہین ذرا نیچے آؤ قدرت
ان دونون کو اپنے ہاتھ سے قتل کرین ایسا نہو کہ لشکر تک لیجاؤ بیچ مین کوئی افتاد پڑے استاد
انکا ساربان زادہ ضرور دوڑیگا گلنار نے جو ہفت پیکر کو دیکھا ہوا سے اتر آئی کہا کہ یا
خداوند مین ان دونون کو انکے لشکر سے لائی ساربان زادہ بھی کھڑا تھا مجکو دیکھتے ہی غائب
ہو گیا جیسے مجھے بڑا تعجب ہی کہ کہان غائب ہو گیا ہفت پیکر نے کہا کہ ای گلنار عمرو کے
پاس گلیم عیاری ہی اسکو اوڑھ کر اسقدر جلدی غائب ہو جاتا ہی کہ بلک جھپکی اور غائب ہوگیا
گلنار نے برق و چالاک کو زمین پر ڈال دیا باتین کر رہی ہو کہ ہفت پیکر نے کہا دیکھو تمھاری
کنیزین آتی ہین گلنار جادو نے جیسے ہی منہ پھیرا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے حلقۂ کمند کے
گلے مین گلنار جادو کے ڈال کے حباب مار دیا اور فوراً اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
عرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگیر و طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کرکے بیچ کھینچا چاہا کہ گلنار کو قتل کردن کہ ایک طرف سے آواز آئی او ساربان زادے
کیا کرتا ہی عمرو نے دیکھا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آتی ہی پکارتی ہوئی عمرو نے جال مارکے
چالاک و برق کو اٹھا لیا طرف اپنے لشکر کے بھاگے اس کنیز نے آکر گلنار کو ہوشیار کیا کہا کہ

ای ملکہ ہوشیار ہو جیسے عمرو آپ کو قتل کرتا تھا مین نے آتے کے بچایا گلنار اُٹھی کہا گل اندام
تم جاؤ مین جاکر عمرو کو لاتی ہون گل اندام نے کہا کہ اب حضور جانے دیجیے مین رات بھر اسی
فکر مین جاگی اب سحر بھی قریب ہی میدان مین چلنا ہوگا گلنار پلٹی لشکر مین جو آئی دیکھا کہ
ستارہ سحری چمک چکا ہی لشکرون مین کمر بندی ہو رہی ہی گل اندام بھی تیاری کرنے لگی
یہان خواجہ برق و چالاک کو لیے ہوے بارگاہ رستم مین آے آفتاب فلک سیر سے کہا
کہ یہ دونون عیار سحر گلنار سے بیہوش ہین مین نے چاہا تھا کہ اُسکو قتل کرون مگر گل اندام
نامے کنیز اُسکی آگئی وہ ہی گل اندام اُسکا پیر کامل ہی آفتاب فلک سیر و سنبل ہفت گیسو
نے ملکہ سحر برق و چالاک اُتارا چالاک و برق ہوشیار ہوے رستم اُٹھے کہا کہ مرکب لاؤ
سوار ہو کر طرف بارگاہ صاحبقران کے چلے یہان صاحبقران بھی تیاری کر رہے ہین پشت
اشقر پر سوار ہوکے دربار گاہ سلطانی پر آئے بادشاہ جمجاہ تخت پر سوار ہو کر برآمد ہوے
سب سردارون نے سلام کیا سب کا مجرا اور سلام لیتے ہوے طرف میدان کارزار کے
چلے میدان مین آکر دیکھا آمد فوج ہفت پیکر کا تانتا بندھا ہوا ہی گلنار جادو سب کے آگے
بڑھی ہوئی چار ہزار کنیزین ساتھ ہین سحر کرتی ہوئی آتی ہین جب لشکر میدان مین پہونچے
نقیبون نے نقابت کی نوبت کڑکا کہکر ہٹے کہ گلنار بڑھی ہفت پیکر سے اجازت لی
میدان مین آکر پکارا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور یہ بھی کہا کہ ای ساحرو تمکو بڑا گھمنڈ ہے
اگر میرے مقابلے مین آؤ تو حال معلوم ہو آفتاب فلک سیر یہ نعرہ سُنکر سامنے بادشاہ
اسلام کے آیا عرض کی کہ اجازت میدان کارزار مرحمت ہو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای
آفتاب یہ ساحرہ زبردست ہی اُسکو اپنے سحر پر بڑا گھمنڈ ہی ذرا سمجھ کر مقابلہ کرنا آفتاب
نے عرض کی کہ حضور کا اقبال شریک حال رہیگا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ تمکو سپرد پروردگار
کیا آفتاب فلک سیر جھومتا ہوا سامنے گلنار کے آیا گلنار نے پکار کے آواز دی کہ ای
آفتاب فلک سیر ہفت پیکر مین کیا برائی دیکھی جو تم باغی ہو کے شریک طلسم کشا
ہوے نازنینان مہ جبین تو عاشق ہو کر طلسم کشا کی شریک ہوئین کیا تم نے بھی جمال
طلسم کشا دیکھکر اُسکو پسند کیا آفتاب نے کہا کہ ای گلنار مذہب اسلام کو صحیح پایا

اس وجہ سے شریک ہوے ہفت پیکر مکار و حیلساز ہی شعبدہ باز ہی اُسنے خدائی پر سامری و جمشید کی اعتراض کیا خود خداوند بن بیٹھا ساحرون نے اُسکی خدائی کو زور دیا دیکھو وہ جادوگر قتل ہوے اب کیا زور چلتا ہی گلنار نے جواب دیا کہا کہ اے آفتاب ہوشیار ہو آفتاب نے کہا کہ ہم ہوشیار ہین گلنار نے پکار کر آواز دی کہ اے گل اندام آفتاب کو لیٹا بچنے نہ پائے جیسے ہی گلنار نے آواز دی ہوا سرد چلی پھول آسمان سے برسنے لگے ایک طائر آکر ایک درخت پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا زمزمہ سرائی کر کے یہ اشعار گانے لگا۔ نظم

ہی برنگ گل سراپا وہ بت خونخوار سرخ	کیون نہ ہو جلے رگ گل کی روش نار سرخ
دیکھ کر اے گل ترے رخسار آتش ناک کو	ہوگئی گلشن مین چشم نرگس بیمار سرخ
پنجۂ قاتل ہوا رنگین مجھ مین اتنا خون کہان	ہی غنیمت اُسکے ناخن بھی ہون گر دو چار سرخ
مل گیا لیلی کو قیس پا برہنہ کا سراغ	جب کہ صحرا مین نظر آئے لہو سے خار سرخ
ہون مین وہ رنگین بیان چھوٹے جو میرا استخوان	مثل طوطی زاغ کی بھی ہو وہین منقار سرخ

یہ اشعار جو طائر نے پڑھے آفتاب فلک سیر کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین ابل آئین چاہا طرف گلنار کے چلون کہ آسمان سے ایک باز پیدا ہوا وہ طائر جو یہ اشعار گا رہا تھا اُسپر باز گرا طائر اپنے مقام سے اُڑا باز سے جنگ کرنے لگا کئی پنجے طائر نے باز کو ملرے مگر باز کب مانتا ہی باز نہ آیا پنجہ جو مارا طائر کی آنکھین نکل پڑین اب طائر گھبرایا آنکھون سے خون کے بہے باز نے پنجون سے طائر کو پکڑا چھرا مار کر چیر ڈالا خون طائر کا سر پر آفتاب کے گرا جیسے ہی طائر کا خون گرا آفتاب کے ہوش درست ہوے اعضا چالاک و چست ہوے لاشہ طائر کا زمین پر گرا باز تو غائب ہوگیا سب نے دیکھا کہ لاشہ زمین پر ایک عورت کا ہی گلنار جادو نے سر پیٹ لیا کہا کہ اے آفتاب غضب کیا کہ گل اندام کو مارا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگے یہ کہکر پکار کر آواز دی کہ اے سحر نگاہ ایی تسخیر دکھا آفتاب فلک سیر ساحر زبردست ہی ایک پہلو سے گانے کی آواز آئی سب نے دیکھا کہ ایک نازنین یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی۔ نظم

کونسی جا ہی جہان تیرے نہین ہی یار مست	دیکھیے جس کوچے مین پڑ رہے ہین چار مست
کہکے یہ ساقی سے رکھتے مین گرو دستار مست	سر برہنہ ہی جو مستون مین وہی سردار مست

حسن کے نظارے سے ہوتی ہے کیفیت جیسے ل — عشق رکھتا ہے ہمیں بے بادۂ گلنار مست
کون پوجے بت کو کس سے ہو سکے یاد خدا — اپنے اپنے حال میں ہیں کافر و دیندار مست
ساقی و پیر مغان سے ملتجی ہوتے نہیں — دیکھ لیتے ہیں تری صورت ترے دیدار مست
خام ہے سودا تمھارے گیسوے پر پیچ کا — روز زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں میخوار مست
آ گئے آگے جو کہے یاد اُنکو دلا دیتا ہوں میں — بھول جاتے ہیں جو راہ خانۂ خمار مست
خار خار دل کہے کس سے سُنے بلبل کی کون — باغبان مست و صبا مست و گل و گلزار مست
دوستی دل سمجھتے ہیں زلال یار رو — دردی کو جانتے ہیں غازۂ رخسار مست
ترک عادت ہے عداوت آدمی کے واسطے — کوندی تو نے تو اے ساقی ہوے بیمار مست
واہ آتش کیا زبان رکھتا ہے کیفیت کے ساتھ — سامعین ہوتے ہیں سُن سُن کر ترے اشعار مست

آفتاب نے جو یہ اشعار اُس نازنین کی زبانی سنے بے اختیار دوڑا پکارتا ہوا کہ اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان تمھارے ان اشعار نے مست کر دیا جی چاہتا ہے کہ گرد پھروں تصدق ہوں اُس نازنین نے ہاتھ آفتاب کا تھام لیا کہا کہ میں خود تیری مشتاق ہو کر مدتوں سے آئی ہوں مدت سے سنتی تھی کہ آفتاب فلک سیر نہایت ذی علم ہے آج حال علم کمال کھلا تمنے سب کچھ پڑھا مگر یاد نہ رکھا اب تم میرے ساتھ چلو علم و فضل کی دن دونی ترقی ہوگی آفتاب اُس نازنین کے ساتھ چلا گلنار نے دستک دیکر آواز دی کہ اے سحر نگاہ اسکو لیجا زندان مصیبت میں لیجا کر قید کر ان الفاظ پر وہ نازنین چلتی ہوئی آفتاب کو اپنے ساتھ لے گئی صحرا میں جا کر غائب ہوئی گلنار نے پکار کر آواز دی کہ اے ساحران نامی و گرامی سب صاحبوں نے سحر میرا ملاحظہ کیا آفتاب قید ہو گئے اب رہائی اُنکی ممکن نہیں جاؤ جا کر سمجھو بوجھو آپس میں صلاح کرو طلسم کشا کو سمجھاؤ کہ اگر خداوند ہفت پیکر کے قدموں پر گر د پس و تحفہ جات پیش کر دو ورنہ ایک مرتبہ جو میدان میں آؤنگی تو طلسم کشا کو گرفتار کر لیجاؤنگی یہ کہکر پلٹی اودھر رستم پیلتن بھی میدان سے پلٹے مگر آفتاب کے واسطے بہت بیقرار ہیں بادشاہ فرماتے ہیں کہ نہیں معلوم آفتاب پر کیا گذری دربار میں آکر خواجہ عمرو سے فرمایا کہ آپ نے ملاحظہ کیا آفتاب کو گلنار گرفتار کر کے لے گئی اگر ہو سکے تو اسکی فکر کیجیے خواجہ عمرو نے کہا کہ میں ہی تو

ٹھیکہ دار ہون افلاس سے مجبور و ناچار ہون رستم نے کہا کہ مین دس ہزار روپیے جمع کیے
دیتا ہون جب آفتاب کو لائیے گا یہ رقم آپ کو ملیگی زیادہ میرے کیے سے نہین ہو سکتا آپ آگاہ
ہین کہ فوج کی تنخواہ تقسیم نہین ہوئی خواجہ عمرو نے فرمایا کہ ای نور نظر جو تمسے ملے وہ ہی غنیمت ہی
اور سردار تمھارے خوش و خرم ہین کچھ نہ کچھ ضرور دینگے یہ سنکر سنبل ہفت گیسو نے
موتیون کا مالا گلے سے اُتار دیا سیماب کی جانب متوجہ ہوے کہا کہ ای ملکہ عالم تمھارے
گلے مین کنٹھا یاقوت کا ہی مناسب ہو تو ہمکو دیدو سیماب نے ہر چند انکار کیا خواجہ نے
لڑ لڑکے وہ کنٹھا لیا سب جادوگرنیون سے زیور لیا بہانے عیاری لگا کر تلاش مین سحر نگاہ
کی چلے اول لشکر مین گلنار کے آئے گلنار طرف دربار ہفت پیکر کے جاتی تھی خواجہ عمرو بشکل
خدمتگار ہفت پیکر سامنے گلنار کے آئے جُھک کر سلام کیا کہا کہ ای ملکہ عالم قدرت پوچھتے ہین
آفتاب فلک سیر کو کہان قید کیا گلنار نے کہا کہ ادے خدمتگار تجھکو کیا مطلب ہی جو سربازار
ایسی بات پوچھتا ہی کہ جسکا تنہائی مین بھی ذکر نہین کرنے تو کوئی عیار تو نہین ہی عمرو نے کہا
کہ جو فرمائیے وہ جا کر قدرت سے کہدون وہ ہی پوچھتے تھے گلنار کے منھ سے نکلا کہ طرف مشرق
کے کوہ یاقوت ہی اُسی پر سحر نگاہ لے گئی ہوگی وہین قید کیا ہوگا خواجہ عمرو یہ سنتے ہی بھاگے
جب خواجہ سامنے سے نکل گئے گلنار نے کہا کہ بیشک یہ کوئی مکار تھا مین جلکر خداوند
سے پوچھو نگی یہ کہتی ہوئی دربار مین آئی ہفت پیکر سے پوچھا کہ آپ نے کسی خدمتگار کو
بھیجا تھا حال قید آفتاب پوچھا تھا ہفت پیکر نے کہا کہ مین نے کسی کو نہین بھیجا گلنار
نے کہا کہ ایک نامہ سحر نگاہ کو لکھا جائے کہ ای سحر نگاہ ہوشیار رہنا عمرو مقام قید آفتاب
پوچھ گیا ہی اُسی وقت نامہ تیار ہو کر آیا گلنار نے اُسپر اپنی مُہر کی ایک کنیز کو نامہ دیا کہ جا کر ہاتھ
مین سحر نگاہ کے دینا زبانی کہنا کہ قید آفتاب سے بہت ہوشیار رہنا کوہ یاقوت پر کوئی
غیر شخص نہ آنے پائے سحر عجائب و غرائب صحرا مین بھی مقرر کرو اس مضمون کا نامہ پاس
سحر نگاہ کے روانہ کیا سحر نگاہ بالاے کوہ بیٹھی ہی کہ کنیز نے آکر نامہ دیا مضمون نامہ پڑھکر سحر نگاہ
نے نگاہ صحرا پر ڈالی چند طائر چہکار نے لگے اُڑتے پھرتے ہین سحر نگاہ نے جلسہ آراستہ کیا صحرا
کو درست کر کے نامہ دار کو رخصت کیا پشت نامے پر لکھدیا کہ کنیز نے ہوشیاری کر لی آپ

مطمئن ہی مین جلسہ آراستہ کیا کنیزین مشغول گاری مین سحر نگاہ کا دماغ تر جام ارغوانی گردش مین
صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی کنیزون سے اشارہ کیا کنیزون نے یہ اشعار شروع کیے نظم

لپٹ کر یار سے جو نہایت روے رنگین کو — چمن مین تو نے دیکھا جو مین نے پھول کا چین کو
ہمارا کاسۂ سر رہ مین افتادہ ہی مدت سے — خدا توفیق دے ٹھوکر کی اُن پاے نگارین کو
تمھاری زلف کے ہر مو کو ہین اک اژدہا کہتے — سزا دلوایئے ان شاعران ناتوان بین کو
یہ کرتا تھی شب وصل اپنے ہاتھون سے عجب کیا ہی — کرین طوق کمر جو یار کی ساق بلورین کو
خرام ناز کی مشق آج کل انکو نہایت ہی — رہا کرتا ہی گھر یون زلزلہ سا کوہ تمکین کو
سنی ہین کافران عشق کے منہ سے جو نفرین — مسلمان ڈھونڈھتے پھرتے ہین اُس غارتگر دین کو
کہان پیچ و خم گیسوے مشکین زلف سنبل مین — تمھاری نازک اندامی سے کیا نسبت ہی نسرین کو
گل رخسار اپنا تم نے جس شاعر کو دکھلایا — سوا وہ ڈھونڈھتے ہی ڈھونڈھتے مضمون رنگین کو
رسائی وار نسبت تاک تاک جنکی نہین ہوتی — وہ مفلس جانتے ہین فرشتہ انکو پروین کو
فقیری کا ترے کوچے کی جنکے سر کو سودا ہی — پرون کا تکیہ وہ سمجھے ہوے ہین خشت بالین کو
بشر کیا کر سکین گے کام دست قدرت حق کا — بنایا خوبصورت پارسا اک لعبت چین کو
وہ طفلی کا بھی عالم یاد ہی آج اے شکار افگن — لپٹ جاتا تھا جسے دیکھکر تو شیر قالین کو
تمنا دولت دنیا کی اے آتش نہین رہتی — قناعت سے غنی اللہ کر دیتا ہی مسکین کو

ہنگامۂ عیش گرم ہی کہ سحر نگاہ جادو نے آسمان پر دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر تخت کو
اُڑاتے ہوے آتے ہین سحر نگاہ نے کنیزون سے کہا کہ لو اور لطف دیکھو قدرت آتے ہین
طائر چہکارنے لگے سحر نگاہ نے پکار کر آواز دی کہ اے نالائقو کیون غل مچاتے ہو قدرت
آتے ہین شرف کی بات ہی فخر کرتی ہون کہ آج قدرت میرے صحرا مین آئے یہ کہکے ہاتھ
ہلا دیا طائرون کے سر کٹ کر گرے تخت اُڑتا ہوا کوہ یاقوت پر آیا سحر نگاہ براے
استقبال اُٹھی سحر نگاہ نے چاہا کہ سجدہ کرون قدرت نے جھلا کر آواز دی کہ خبردار اے
سحر نگاہ مجکو سجدہ نکرنا مین نے اپنے کو سجدہ کرانا موقوف کیا جب تک مسلمان مجھے
سجدہ نہ کرینگے تب تک بندگان قدیم سے سجدہ نہ کراؤنگا سحر نگاہ نے ہاتھ تھام کر کہا

یا خداوند یہ قاعدہ تو آپ نے خوب نکالا لیکن مسلمانون کی بربادی مین کیا دیر ہی ملکہ گلنا نے قید آفتاب میرے پاس بھیجی ہی ابھی تک کوئی عیار مکار میرے پاس نہین آیا اگر آتا تو مین دیکھتی کہ عیاری کیونکر ہوتی ہی ساحر اور غیر ساحر سے کیا نسبت عیار بیچارے تو غیر ساحر ہین جب آئینگے تو فوراً یہ خبر دینگے قدرت کے آنے پر تو طائر زمزمہ سرائی کرتے تھے اور اسیلی کیا حقیقت ہی مین نے ابھی اُن سب کو مٹایا ہفت پیکر نے کہا کہ ای ملکہ سحر نگاہ تمنے ابھی تماشاے قدرت نہین دیکھا قدرت کو منظور ہی کہ مسلمان بخوبی بدعت کرلین قدرت دیکھین کہ انکا اختیار کہانتک ہی اُسی دن ایک اشارے مین مٹا دینگے یہ کہکے قدرت نے بایان کھینچا دہنا چھوڑ دیا کہا کہ ای سحر نگاہ تمکو گانے کا بڑا شوق ہی دیکھو گانا اسکا نام ہی یہ کہکے سیدھا سیدھا ٹھیکہ چھیڑ اور گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے۔ **نظم**

جانتے تھے جسے دل آج وہ بسمل ٹھہرا — جسکو محبوب سمجھتے تھے وہ قاتل ٹھہرا

حال کھلتا تھا نہ عاشق کی سیکاری کا — زائچہ خط نے جو کھینچا تو زحل تل ٹھہرا

لاحق حال ہی مجبور کو رنج ایک ایک — پسلی پھڑکی خفقان کی جو ذرا دل ٹھہرا

جبکہ عاشق ہیے طالع کا ستارہ چمکا — جلوۂ داغ سے دل ماہ کا منزل ٹھہرا

غم محبوب نے آنکھون کو لہو رُلوایا — آج ان نیلیون کو بھی مرض سِل ٹھہرا

کچھ تاسف نہین اسکا نہ برآئی امید — حیف یہ ہی مین عا مانگ کے سائل ٹھہرا

ناطقہ تنگ ہی سحر اُسکی سخن جینی سے — شعر کیا بات بھی کہنا ہمین مشکل ٹھہرا

ہرچند کہ رات کا وقت ہی صحرا کا سناٹا مگر طائر آشیانون سے سر نکال کے گرنے لگے بعض طائرون نے پر سے پر ملا کر سر پر سایہ کیا چند آہو صحرا سے دوڑکر آئے پاؤن سے لپٹے جانے ہین آنکھین گردش کر رہی ہین سحر نگاہ نے جو یہ معرکہ دیکھا بس خود بھی مبہوت ہو گئی تمام کنیزین سر جھکائے بیٹھی ہین کوئی منھ سے نہین بولتی صورت ہفت پیکر کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہین ہر ایک کا قول ہی کہ یہ خداوند ہین اس کمال کو پیدا کیا خود زبان سے اپنی فرماتے ہین ہم لوگ کیا تعریف کرین آج تک کبھی ایسا گانا نہین سنا تھا کہ ہفت پیکر نے کہا ای سحر نگاہ قدرت شراب پیین گے گلابی منگاؤ سحر نگاہ نے اشارہ کیا کہ ارے گلابی لاؤ کنیزین شراب لینے چلین

ہفت پیکر نے کہا کہ ذرا اُس باغی کو بلاؤ مین اُسکو سمجھاؤن ایسا ساحر زبردست
شریک مسلمانان ہو کر مارا جاتا ہی شاید راہ پر آئے اپنی حقیقت کو سمجھ جائے اگر اُسنے
قدرت کا کہنا نہ مانا تو آتش قہر و غضب سے جلا دونگا سحر نگاہ نے آفتاب کو بلوایا ماران
سیاہ آفتاب کے بدن مین لپٹے ہوئے ہین زبان مین سوزن مبتلائے دام رنج و محن
ہفت پیکر کو دیکھکر اُٹھا کہا کہ کیون مغرور قدرت سے جدا ہو کر کیا نفع پایا خدائے نادیدہ
کو سجدہ کیا کیا ہاتھ آیا حمزہ نے اپنے خدا کو کیا تجھے دکھا دیا آفتاب نے جواب دیا کہ کسکی
مجال ہی اور کسکی ایسی آنکھین ہین کہ خدائے برحق کو دیکھ سکے ایسا کچھ پایا کہ نہال ہو گیا
تجھ سے مکار شعبدہ باز کی اطاعت سے نکلا ہین لوگون نے تیری خدائی کو ذور دیا ہفت پیکر
نے آنکھین ملا کر کہا کہ مارے کوڑون کے کھال اُڑا دونگا ہفت پیکر سے جو نگاہ آفتاب فلک سحر
کی ملی بائین آنکھ کا تل دیکھا ہاتھ جوڑنے لگا کہا کہ یا خداوند آپ کی باتون سے سحر مسلمانان
مجھ سے اُتر گیا مین ابھی آپ کو سجدہ کرتا ہون بیشک مسلمانون نے مجھ پر سحر کیا تھا سحر نگاہ
دنگ ہو گئی جی مین کہتی ہی کہ مین نے کیسا کیسا ڈرایا قتل کا سامان کیا لیکن یہ اپنی ہی کہے گیا
مگر زبان قدرت مین کیا تاثیر ہی کہ ایک کلمے نے یہ تاثیر کی کہ اُسنے اطاعت کر لی سحر نگاہ نے
ماران سیاہ جسم سے چھڑائے زبان سے سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی آفتاب نے
زنجیرین توڑ ڈالین ہفت پیکر نے کہا کہ اے آفتاب سحر نگاہ ہماری بندی خاص ہی اسکو
اپنے ہاتھ سے شراب پلا یہ کہکے گلابی اُٹھا کے دی کاگ کھولا جام خود لبریز کیا زمین پر رکھ دیا
کہ اے آفتاب سحر نگاہ کو پلا دے آفتاب نے خوشی خوشی جام اُٹھایا سحر نگاہ کے
سامنے پیش کیا سحر نگاہ نے جی مین کہا کہ اتنا بڑا ساحر جلیل مجھکو شراب پلاتا ہے یہ زبان
قدرت کی تاثیر ہی یہ سوچ کر شراب پی گئی ہفت پیکر نے کہا کہ اے آفتاب تمھارا وہ مرتبہ
بڑھاؤنگا کہ کل اہل طلسم رشک کرینگے طرۂ پیغمبری تمکو دونگا آفتاب نے کنیزون کو
بھی شراب پلائی سب کنیزین اُٹھ اُٹھ کر سلام کرنے لگین آپس مین وجد کر رہی ہین کہ
کیا زبان قدرت مین تاثیر ہی آفتاب ہمکو شراب پلائے کہ سحر نگاہ بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا کہ
یا خداوند آپ کے بھائی آسمان پر آئے ہین مجھکو اشارے سے بلاتے ہین ہفت پیکر نے

کہا اُنکی بھی نا نگ لو سحر نگاہ مسند سے اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزین لینا لینا کہکے اُٹھیں گر گر کر بیہوش ہوئین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

کزان اُستاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین ز بکرش آبیاری	جہان سرہنگ و خنجر گذاری
بہر کشور بجاست جان کفا ما	عمرو آن شاہ عیاران عیار

خنجر مارا کہ سحر نگاہ کا سر جدا ہوا مرتے ہی سحر نگاہ کے کنیزین جلنے لگین عمرو نے سر پیٹ لیا کہا کہ ای آفتاب یہ کیا غضب ہوا میرا نقصان ہو گیا یہ کہکر بتعجیل تمام مجلس کا اسباب اُٹھایا زنبیل مین رکھ لیا آفتاب نے کہا کہ خواجہ مین آپ کو پنجے مین دبا کے لیچلون عمرو نے کہا کہ تم چلو مین آتا ہون آفتاب پرواز پیدا کر کے طرف لشکر صاحبقران کے چلا خواجہ پہاڑ سے اُترے جست و خیز کرتے ہوے جاتے ہین ایک صحرا مین پہونچے دیکھا جنگل مین ایک باغ ہی دروازے پر چند کنیزین بیٹھی ہین عمرو نے صورت تبدیل کی مسافر کی شکل بنکر سامنے سے باغ کے گذرے کنیزون سے پوچھا کہ یہ کسکا باغ ہی کنیزون نے کہا کہ ملکہ الام منتظم کل کارخانۂ ملکہ گلنار اس باغ مین رہتی ہین خیال مین گذرا کہ ای عمرو انکی بھی گردن لو یہ سوچ کر پشت باغ پر آئے کمند مارکے دیوار پر آئے دیکھا کہ ایک جادوگرنی کریہ منظر تاج سر پہ رکھے مسند پر بیٹھی ہی چالیس پچاس کنیزین بیٹھی ہین سباب عیش و نشاط مہیا ہی جام ارغوانی گردش مین ہی ایک خوش آواز یہ اشعار گا رہی ہی۔ نظم

دل مرا فرقت محبوب مین بیتاب نہین	ہی آئینہ وہ ہی جسمین کہ سیماب نہین
ہجر ساقی مین تو بیہوش پڑا رہتا ہون	جام ہی کیا کہ خیال قدح آب نہین
آتش داغ جدائی سے نہ اُڑ جائیگا	طائر دل ہی یہ کچھ طائر سیماب نہین
صبح غم آج ہی اس ماہ کا کیا عزم سفر	چودھوین رات ہی پر جلوۂ مہتاب نہین
بے طرح آج مری نیند اُڑی جاتی ہے	دیکھو تکیون مین تو کوئی پر سرخاب نہین
چھوڑ کر گردش بیہودہ جو مین بیٹھ رہا	اب مرے اشک کے دریا مین بھی گرداب نہین
رات دن ابروِ جانان کا تصور ہی ضرور	کون مسجد ہی دلا جسمین کہ محراب نہین

ہجر محبوب میں ہی خون فلاطون مجکو	خم میں ای بادہ فروشو یہ مے ناب نہیں
چارپائی کے تلے مجکو پڑا رہنے دو	موت ہی فرقت محبوب میں یہ خواب نہیں
ترک احباب پہ آمادہ جو ہی ای ناسخ	تیرے نزدیک یہ کیا عالم اسباب نہیں

خواجہ یہ گانا سنکر دیوار سے اُترے ذرے میں چھپ کر بیٹھے اس خیال میں کہ کوئی کنیز آئے تو میں بیہوش کروں گا تئین خود اپنے مقام سے بلالاکے اُٹھی برائے رفع حاجت اُسی مقام پر آئی خواجہ نے اُسے بیہوش کیا اُسکی صورت بنکر محفل میں آئے مگر بڑبڑاتے ہوے کہتے ہوے کہ یا خداوندا واہ خداوندا ایسے وقت پر آنا کیا ضرور تھا مجکو ننگا دیکھ لیا میں بہت شرمائی الآم نے پوچھا کیون خوش گلو کیا ہی کیون قدرت کی تعریفین کرتی ہو یہ تمنے کیا کہا کہ مجکو ننگا دیکھ لیا خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ عالم عجب معرکہ گذرا جیسے ہی میں برائے پیشاب بیٹھی کیا دیکھتی ہوں کہ قدرت سامنے کھڑے ہیں میں اُٹھ کھڑی ہوئی میرا ہاتھ پکڑنے لگے میں نے ہاتھ جھٹک دیا کہا کہ کیون دیوانے ہوے ہو کیا مطلب ہی میرا بوسہ لیا اور کہا کہ میں نے تجکو خوش آواز کیا میں رات کو تیرے پاس آؤنگا جاگتی رہنا یہ کہکر غائب ہو گئے نہیں معلوم اس سے کیا مراد تھی الآم نے کہا کہ ای خوش گلو قدرت تجپر عاشق ہوے خبردار سونا نہیں جاگتی رہنا ہمکو بھی بلا لینا ہم بھی قدرت کی خاطر کرینگے شاید ہمپر توجہ کریں لیکن ای خوش گلو اب تو گاؤ گانا سناؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

آپ ہیں دوست تو دشمن کیا ہی	خضر ہمراہ ہی رہزن کیا ہی
برش تیغ قضا کے آگے	سرکشوں کی رگ گردن کیا ہی
آپ کر دیتے ہیں ہر سخت کو نرم	دست داؤد میں آہن کیا ہی
آپ کا دام بلا آفت ہی	طائر عرش نشیمن کیا ہی
آپ کی برق غضب کے آگے	مہ تو کیا ماہ کا خرمن کیا ہی
آپ سے ہو جو قوی مور ضعیف	پیلتن کیا ہی تہمتن کیا ہی
بس یہی ورد زبان ہی ناسخ	آپ ہیں دوست تو دشمن کیا ہی

اس رنگ سے خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ سب کنیزیں تعریفیں کرنے لگیں الآم نے کہا کہ بوا آواز تو بدل گئی واقف کاری زیادہ ہوگئی تانیں لگانی میں سب کو خوش کیا ای بوا خوش گلو اسوقت تیرے گانے نے دل بیقرار کر دیا خوش گلو نے کہا کہ شراب بھی میں ہی پلاؤں ساقی گری کروں الآم نے کہا کہ بوا یہ کتنی بڑی بات ہی کہا حضور دل میں یہ آیا ہی کہ جس طرح عمرو عیار ساقی گری کرتا ہی اُس طرح ساقی گری کروں کلید میخانہ مجکو دیجیے یہ سُنکر الآم نے کنجی میخانے کی خواجہ کو دی خواجہ میخانے میں آئے پکار کر آواز دی کہ صاحبو اب ہم ساقی ہوتے ہیں کوئی باقی نہ رہے شراب لیجاؤ کنٹر و گلابیاں کنیزیں اُٹھا کر لیجانے لگیں نگہبان باہر کی آئیں تبلہ اُٹھا کرلے گئیں چند گلابیاں خواجہ نے آراستہ کیں بیہوشی ملا کے محفل میں آئے الآم تعریفیں کر رہی ہی کہ دیکھو صاحبو خوش گلو کس سلیقے سے شراب لائی ہی جی چاہتا ہی کہ تجھے خواجہ نے پیشواز پہنی چوراہی گھنگرو پاؤں میں باندھے گت ناچنا شروع کی جھمکر جام لبریز کیا توڑے لیتے ہوئے چلے الآم کہتی ہی کہ ای خوش گلو دیکھو جام کا انجام ہوا چاہتا ہی شراب سر سے گریگی خواجہ کب سنتے ہیں توڑے لیے جاتے ہیں سامنے الآم کے سر جھکایا کہا کہ ایسی شاہزادیوں کو سر سے شراب پلانا چاہیے الآم نے بعد ہوشی جام لیا چاہتی ہی کہ بیے خراب نے جرخ مارا الآم نے ہاتھ ہلایا شراب شعلہ بنکر اُڑگئی ایک برق چمکی وہ عمرو پہ گری رنگ و روغن عیاری کا اُڑگیا صورت اصلی نکل آئی الآم نے ایک دو ہتھڑ مارا کہ او ساربان زادے تونے میری گائن کو کیا کیا ملکہ گلنار نے لکھا تھا کہ بہت ہوشیار رہنا آخر تو آہی پہنچا یہ کہکر شراب پھنکوا دی سحر بھی قریب تھی گریبان سحر بھی غم میں عمرو کے چاک ہوا الآم خنجر لیکر اُٹھی کہتی ہوئی کہ او ساربان زادے میری خوش گلو کو کیا کیا ملا پتا عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ ایسی ساحرہ میری نگاہ سے نہیں گذری میں چاہتا ہوں کہ خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کروں مگر آپ نے جل کے قدرت کے قدموں پر گرا دیجیے قدرت کو میری ذات سے بڑے بڑے رنج پہونچے بڑے بڑے ساحر میرے ہاتھ سے مارے گئے تمھارے قتل میں بھی تھوڑا زمانہ باقی تھا مقام افسوس ہی کہ تم ہوشیار ہوگئیں اگر میں جانتا کہ شراب پلانے میں یہ آفت ہوگی تو شراب نہ پلاتا اور بہت سی تدبیروں سے منگوا لیتا

الام نے کہا کہ او ساربان زادے میں نے تدبیر کر رکھی تھی کہ جو کوئی مجکو بیہوشی پلائے تو میں آگاہ ہو جاؤں اسی وجہ سے میں نے تجکو گرفتار کر لیا مگر خوش گلو کو جلد بتا عمرو نے کہا کہ فلاں نخل کے سایے میں پڑی ہو کنیزیں گئیں خوش گلو کو اٹھا لائیں بالکل برہنہ تھی زیور نہ تھا الام نے اسکو کپڑے پہنائے جب خوش گلو ہوشیار ہوئی اور اپنا حال سنا تو بہت روئی الام نے سمجھایا کہ ای خوش گلو تیری شکل بنکر یہ ساربان زادہ آیا تو بیہوش کر لیا آخر کو یہ انجام ہوا اب اسکو قتل کرو کنیزوں سے نے داریں استادہ کیں کہا کہ ہمارے جلاد کو بلاؤ کنیزوں نے آواز دی کہ ای ظالم خنجر باز جلد آؤ ایک گنہگار کو قتل کرو پہلوے باغ سے ایک زنگی با خنجر برہنہ آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہے الام نے کہا کہ ای ظالم خنجر باز اس ساربان زادے کو دار پر کھینچ دے کہ اسکا سر خدمت میں خداوند ہفت پیکر کی روانہ کروں ہماری مالک کہ جنکے ہم منتظم کار ہیں سر دیکھ کر بہت خوش ہونگی وہ آفت لشکر اسلام پر برپا کرینگی کہ مسلمان اپنی جان سے بیزار ہو جائیں تڑپ تڑپ کے مریں ظالم نے عمرو کے پاؤں میں زنجیر باندھی دار پر کھینچ دیا اسوقت عمرو کی بیقراری پکار رہے ہیں کہ ای خالق بے نیاز اس آفت سے بچالے نظم

خدا اہل بصیرت را نماید ہر زمان صورت — نمی پوشد ز چشم اہل دین آن مہربان صورت
بدین حسن و بدین خوبی و محبوبی و مطلوبی — چرا پوشد رخ زیبا چرا دارد نہان صورت
ز ہر یک گل چو رنگ و بوی گل گل دہد جلوہ — نماید او ز ہر یک جسم خاکی شکل جان صورت
درین جلوہ کہ صورت ندیدہ دیدۂ عالم — چنین حسن و چنان خوبی چنین شکل و چنان صورت
ز حسن چہرۂ تصویر صورت گر دہد جلوہ — ز روے ہر گل رنگین نماید باغبان صورت
بقاے نیست در دنیاے فانی اہل صورت را — کہ این صورت بپوشد آخر از چشم جہان صورت
گر از چشم تعلق صورت اول شود غائب — دگر پیدا کند از غیب خلاق جہان صورت
جہان ہر وقت نقش تازہ میسازد عیان ہر دم — کند در زمانہ تازہ ظاہر ہر زمان صورت

یک بیک سے جو خواجہ نے دعا کی جلاد نے قصد کیا کہ سر خواجہ کا کاٹ لوں آسمان پر برق چمکی وہ برق جلاد پر گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے پھر جو وہ برق کڑک کر گری زنجیر کو کاٹا اب وہ برق تڑپنے لگی جب گری اسکے دو ٹکڑے ہوے الام نے جو دیکھا کہ خواجہ کی

زنجیر کٹی آسمان پر ایک لکۂ ابر سے برق گر رہی ہی آلام نے اُٹھاکر ایک گولہ مارا دیکھا آفتاب
سحر کر رہا ہی آلام نے للکارا کہ او آفتاب تو تو قید تھا کیونکر رہائی پائی آفتاب نے آواز دی
کہ سحر نگاہ قتل ہوئی ہمنے رہائی پائی اب تو آلام مصیبت کش برس پڑی کئی تلوارین
آفتاب پر گرین مگر آفتاب نے تلوارین توڑین آلام نے کمر سے خنجر نکال کر پھینک دیا
آفتاب نے خنجر کو ہاتھ مین روک لیا وہی خنجر آلام پر پھینک مارا ہر چند کہ آلام نے اپنے کو
بچایا مگر خنجر ایسا پڑا کہ آلام کے دو ٹکڑے ہوے پلٹ کر خواجہ کی زنجیرین کاٹین خواجہ نے
قید سے چھوٹتے ہی لوٹنا شروع کیا مگر قتل ہونے سے آلام کے کنیزین غائب ہوگئین خواجہ نے
کہا کہ ای آفتاب کئی سو کنیزین تھین یہ سب کہان گئین آفتاب نے کہا کہ ای خواجہ یہ سب کنیزین
سحر کی بنی ہوئی تھین مرتے ہی آلام کے نابود ہوئین جب خواجہ نے خوب باغ کو لوٹا پھل
بھی درختون سے توڑ لیے آفتاب نے کہا کہ خواجہ اب چلیے باغ سے باہر نکلے تھے کہ رونے
کی آواز آسمان سے آئی خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ آلام کی لاش سے چند کنیزین لپٹی ہوئی
لاشہ لیے جاتی ہین یہان گلنار بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ کنیزون نے لاکر لاشہ آلام پہونچایا
ملکہ گلنار نے سر پیٹ لیا کہا کہ ارے غضب ہوا آلام کو کسنے مارا یہ کہکر جھولی سے ورق
نکالا اُسمین دیکھکر بہت روئی کنیزون سے کہا کہ صاحبو بڑا غضب ہوا سحر نگاہ اور آلام کو
خواجہ و آفتاب نے قتل کیا دونون آتے ہین مگر اب اور تدبیر کرونگی یہ کہکے روتی ہوئی
خدمت ہفت پیکر مین آئی کہا کہ یا خداوند عمرو نے جاکر سحر نگاہ کو مارا آلام کو بھی قتل کیا
اب لشکر مین آتے ہین وہ عمرو عیار تھا کہ جسنے مجھ سے نشان پوچھا تھا کہ کتاب سے
معلوم ہوا کہ عمرو نے آپ کی شکل بنکر سحر نگاہ کو مارا ہفت پیکر افسوس کر رہا ہی کہ سرکاری
حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر بددعا دی عرض کی کہ یا خداوند آفتاب و عمرو اپنے لشکر مین آئے
رستم کو اُنکے آنے کی بڑی خوشی حاصل ہوئی جشن کی تیاری ہو رہی ہی سامان روشنی ہو رہا ہی
طائفے ہزارون طلب ہو رہے ہین بارگاہ رستم مین بڑی تیاری ہی سب سرداران میر بارگاہ
جلسا مین جمع ہو رہے ہین ناچ شروع ہوگیا گلنار نے کہا کہ یا خداوندا آپ تقدیر
مضبوط کیجیے مین جاکر جشن کو درہم برہم کرون آفتاب و سنبل ہفت گیسو کو پکڑ لاؤن

مگر فوراً قتل کیجیے کوئی داغ تو مسلمانون کو پہونچے ہفت پیکر نے کہا کہ اے گلنار تقدیرین تو
اس سال شکست ہوگئین جو تقدیر کرتا ہون مسلمان اُلٹ دیتے ہین تقدیر جنھین نہین باقی
تدبیر مسلمانان تقدیر کو پلٹ دیتی ہی لیکن قدرت تقدیر کرینگے گلنار دربار ہفت پیکر سے
اُٹھی اپنی بارگاہ مین آئی لباس تبدیل کیا جوڑا جڑاؤ جواہر کاری پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا
جھولی بادلے کی بائین ہاتھ پر ڈالی طرف بارگاہ رستم کے چلی یہان اب وہ وقت ہی کہ رستم
مقام صدر پر بیٹھے ہین کلاہ ہفت گوشہ بر سر زرہ ہفت جوشن زیب جسم تیغہ ہفت جوہر
زیب کمر آفتاب فلک سیر پہلو مین بیٹھا ہی ایک طرف سنبل ہفت گیسو ایک جانب ملالہ عذار
ایک جانب ملکہ سیماب تمام شاہزادیون کے بیچ مین رستم بیٹھے ہین ایک نازنین نہایت
شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

دلم ز نالہ فسردہ ماند آہ من باقیست — بہار رفتہ و سبزی چمن باقیست
بہ پیش شمع رخت سوختم چو پروانہ — ہنوز طعنہ ارباب انجمن باقیست
مقیم کوے تو جانان کجا رود چہ کند — کہ گر بہ خلد رود لذت وطن باقیست
اگرچہ گرگ صفت چرخ یوسف عمرم — ربودہ از کف من بوے پیرہن باقیست
ز زخم ناوک مژگان اگر شدم مخفی — کہ تیغ غمزۂ جادوے صف شکن باقیست

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جام چل رہا ہی سازون کے شہ کھنچے ہوے نازنین خوش آواز
مصروف سوز و گداز جمال رستم مثل آفتاب عالمتاب روشن ہی شاہزادیان گلچینی گلشن
جمال شاہزادے کی کر رہی ہین گلنار کی نگاہ جو جمال جہان آراے رستم پیلتن پر پڑی
برق آفتاب جلال نے خرمن دل کو پھونک دیا ہرچند گلنار نے چاہا ضبط کرون مگر دامن
صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا مثل بید کانپی
چاہتی ہی کہ جا کر شریک صحبت ہون مگر دل تردد منزل روکتا ہی کہ ایسا نہ ہو عاشقان جمال
رستم حریف جان کے روکنے مین فساد نہین چاہتی ابھی بارگاہ مین سحر ہونے لگیگا اے گلنار
تنہائی مین شاہزادے سے ملاقات کرون شاید معشوق بر سر رحم ہو پہلو مین اپنے جگہ دے
اے گلنار یہ کیا غضب ہوا دیکھون فلک کیا دکھاتا ہی دل مین تاب ضبط باقی نہین ہے

ابتو اپنی یہ کیفیت ہی کیا بیان کردن - نظم

جانم دل زجور مدعی در سینہ می لرزد — کہ طفل از روز شنبہ در شب آدینہ می لرزد
بوقت فرصت اگر دست دلم لرزید معذورم — کہ بیخود رعشہ دار از رعشۂ دیرینہ می لرزد
زباد فتنہ در گلشن زچشم بلبلان پنہان — درخت بید مجنون را دل بیکینہ می لرزد
زضعف و ناتوانی ہا کہ از بخت زبون دارم — مرا امسال دل از محنت پارینہ می لرزد
زبس از گردش گردون دون بہت ہراسانم — دلم چون عکس آئینہ درون سینہ می لرزد
گرفت او گر زبیدادی بہ طرز دشمنی ترسم — کہ مفلس در پاس خرقۂ پشمینہ می لرزد
بزیر خاک اگر مخفی بیابد یک درم سوزی — زجعل روزگار از تہمت گنجینہ می لرزد

سو سو طرح دل کو سنبھالتی ہی مگر دل نہین سنبھلتا دیر تک کھڑی رہی آخر کار ناچار ہوکے
بیٹھی حوصلہ نہ پڑا کہ صحبت رستم مین جائے آخر باہر نکلی ناچار ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلی بارگاہ
مین آئی کنیزون نے جو دیکھا کہ ملکہ کا چہرہ زرد ہونٹھون پر آہ سرد دل مین درد کنیزون نے
پوچھا کہ کیون واری خیر تو ہی آپ دربار رستم مین گئی تھین کیا کام کیا ہم یہان سے
دیکھا کیے کہ کوئی سحر حضور کا ہو تو اُسکا تماشا دیکھین ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ کیا
حال پوچھتی ہو عجب معرکہ گذرا شکار کو گئی تھی خود شکار ہوئی عجب کیفیت ہوئی میرا
حال دل نہ پوچھو بارگاہ سے باہر جاؤ کنیزون کو نکال دیا آپ تنہا پلنگ پر بیٹھی آنکھون
سے آنسو جاری دل سے بیقراری بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

من و آن سر کہ صد سودا زجانانی در بغل دارد — من و آن دل کہ صد ناوک ز مژگان در بغل دارد
زدستت گر برون شد دل مکن اندیشہ ای بلبل — بجائے دل اسیر عشق افشان در بغل دارد
ملک را بر فلک پنہان بدام عشق اندازد — ادا ہائے کہ آن زلف پریشان در بغل دارد
تو بیرحم و جفائے تو من آزردہ می ترسم — کہ آہ سینۂ مجروح پیکان در بغل دارد
دو چشم گریہ آلودہ دلم چون بید می لرزد — کہ اشک دردمندان موج طوفان در بغل دارد
گل ہر گلستانی را کہ بینی زیب پیراہن — گلستانے بغا ہر پاس پنہان در بغل دارد
ز آہ و سرد مظلومان حذر مخفی نمیداری — بہ زہر آلودہ صد پیکان پنہان در بغل دارد

گلنار بلبلا رہی ہی کہ وزیرزادی سمن‌بر کہ ہمیشہ سے ساتھ پرورش پائی ہی اُسنے سنا کہ ملکہ تنہا
بارہ دری مین بیٹھی ہین بیقرار ہوکر شتابی ہوئی در بارہ دری پر آئی ہچکیون کی آواز سنی گھبرا کے
اندر آئی دیکھا کہ گلنار کا چہرہ سرخ ہو رہا ہی آنکھین اُبلی ہوئی ہین آکر بلائین لین آنسو پاک
کیے کہا کہ کیون واری خیر تو ہی مین آپ کو عجب حال مین پاتی ہون مجھسے تو مفصل بیان کیجیے
ہم لونڈیان کس دن کے واسطے ہین اگر ارشاد ہو تو آسمان کے تارے توڑ لائین حضور کا
رنج و ملال مٹائین گلنار نے کہا کہ ای وزیرزادی کیا حال پوچھتی ہو مجھپر عجب معرکہ گذرا ہر چند
چاہتی ہون ضبط کرون نہین ہوسکتا دل مثل طائر بسمل تڑپ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی حقیقت مین
سنبل ہفت گیسو وغیرہ جو عاشق ہوئین ایک گوہر بے بہا چن لیا بیٹھی ہوئی گلچینی گلشن جمال
کی کر رہی ہین اصل کیفیت یہ ہی کہ مین جاکر رستم پر عاشق ہوئی جمال جہان آرا دیکھکر ہاتھ پاؤن
مین رعشہ آگیا قلب ٹھہر گیا مین نے بڑا کمال کیا کہ وہان سے پلٹ آئی ورنہ یقین تھا کہ بیہوش
ہوکے وہین گرون اپنے کو بمشکل سنبھالا مست مئے محبت تھی لڑکھڑاتی ہوئی آئی یہ بھی حضرت عشق کی
مہربانی تھی کہ مجکو بخیر یہان تک پہونچایا مین جانتی تھی راہ مین گر پڑونگی لیکن بہت ضبط کرکے چلی
آئی اب دیکھیے تقدیر کیا دکھائے کیونکر وہان تک جاؤن روح کو راحت نہین قلب مین طاقت
نہین بہت گھبرائی ہون طلسم کشا سے شرماتی ہون اسطرح رو رو کر جو گلنار نے بیان کیا وزیرزادی
گھبرا گئی عرض کی کہ ای ملکۂ عالم یہ تو امر بہت آسان ہی اگر حکم ہو تو مین فوراً جاؤن اور طلسم کشا
کو بلا لاؤن آپ کو پروردگار نے جمال ایسا دیا ہی یقین کامل ہی کہ طلسم کشا آپ کو دیکھکر
سنبل وغیرہ کو بھول جائے بلکہ کیا عجب ہی کہ اُن شاہزادیون کو صحبت مین جگہ نہ دین گلنار نے
منھ پھیر کر کہا کہ ای وزیرزادی وہ علم و شان اُنکا دیکھا کہ حوصلہ نہین پڑتا کہ وہ تشریف لائین
اول تو مجھسے ایسی خطا سرزد ہوئی کہ مین نے سر میدان آفتاب کو زیر کیا قید کرکے روانہ کر دیا
تھا عمرو نے جاکر اُسے چھڑایا اُسی کا جشن ہو رہا ہی یہ بھی سنا کہ اپنے سردارون کی بڑی خاطر
کرتے ہین آفتاب کے واسطے لاکھون روپئے صرف کر ڈالے اُنکو خدا نے مرتبۂ اعلی عطا کیا ہی
وہ ہمارے بلانے سے کیون آئین گے اگر آ گئے تو کوئی ایسا مقام تجویز کرو کہ وہ تنہا ہون ہم
جاکر سامنا کرین شاید اُنکو بھی ہمارا خیال ہو تو البتہ پُرلطف ملاقات ہو وزیرزادی نے عرض کی

کہ حضور وہ ضرور آئین گے آپ یہان سے اُٹھیے منھ ہاتھ دھوئیے مین پتہ لگا کر لاتی ہون اور جو حضور اس حال سے رہین گی تو کنیز سے کچھ نہ ہو سکیگا حضور کو مطمئن دیکھکر جاؤن تو پتہ لگا کے آؤن تب حضور کو حال کہلے ملکہ یہ سنکر اٹھ بیٹھین کہا کہ ای وزیر زادی یہ تن تو اچھی ہون سمنبر نے ملکہ کو سمجھا کر منھ ہاتھ دھلوایا کھانا جبراً کھلوایا کنیزون کو بلا کر خدمت مین مقرر کیا آپ طرف لشکر رستم کے چلی رستم نے جشن سے مہلت پاکر سمک کو بلایا فرمایا کہ ای سمک ہمارا خود بخود دل گھبراتا ہی بیرون لشکر خیمہ استادہ کرو وہان اسباب عیش و نشاط آراستہ کرو چلکر بیٹھین کچھ یہ بھی دریافت کیا کہ طبل جنگی کیون نہین بجا گلنار کو کیا فکر ہی آخر کیا ذکر ہی سمک نے عرض کی کہ مین نے سُنا ہی کہ کچھ ملکہ کی طبیعت بے لطف ہی باغ مین جا کر پڑی ہین آج دربار مین آ کے نہین بیٹھین دربار ہفت پیکر مین بھی نہین گئین رستم نے کہا کہ مین نے اُسکے حسن و جمال کی بڑی تعریف سنی ہی مین نے میدان کارزار مین دیکھا حقیقت مین نہایت خوبصورت ہی سمک نے اُسی وقت بارگاہ استاد کی رستم آکر بارگاہ مین بیٹھے سمک سے اشارہ کیا سمک یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

پھیر کر دل جو طلب ہمسے دوبارا کرتے
رشک آتا تمھین ایسا اُسے پیارا کرتے

تیرے ارمان کو یون عشق مین پیارا کرتے
وصل کی شب بھی نکلنا نہ گوارا کرتے

بے نشان ہونے مین تھے اپنے تمھارے ہمسر
تم ستاتے ہمین ہم نام تمھارا کرتے

ہم تو جب اس دل بیتاب کو کہتے نادان
کہ سمجھتا نہ اُسے تم جو اشارا کرتے

میرے معشوق تھے یا نگے اب میرے رقیب
تم نہ آئینے مین گر اپنا نظارا کرتے

ہم وہ خود گم تھے محبت مین کہ کچھ دور نہ تھا
آپ کو آپ ہی اکثر جو پکارا کرتے

ڈھونڈھ دیتے ہمین اُس بت کو کہین ای شیخ
تم خدا رس تھے اک کام ہمارا کرتے

ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین الفت مین تری
جی بھی تو پاس نہین ہی جسے مارا کرتے

حیف وہ سر جسے رکھ لیتے تھے تم زانو پر
پاؤن پر غیر کے ہو ہم یہ گوارا کرتے

بھُولے لتے حضرتِ زاہد بھی یہ اللہ اللہ
جا کے مسجد مین جو ہم ذکر تمھارا کرتے

وصل کی شب تو مری گردش تقدیر تھے
بچھ تمھین نرگس فتان سے نظارا کرتے

تیری تصویر جو ہوتی شب تنہائی مین ہم اُسی کو ترے دھوکے مین پکارا کرتے
دیکھتا شب نئی آفت کوئی عاشق جنجال آنکھ ملتے ہی جو وہ مار اُتارا کرتے

شاہزادہ تو اس عیش ونشاط مین بیٹھا ہی سمنبر اڑتی ہوئی آئی شاہزادے کو تنہا دیکھکر ملکہ کی
خدمت مین گلنار کی آئی کہا کہ واری اسوقت طلسم کشا ایک بارگاہ مین اکیلے بیٹھے ہین اگر مناسب
ہو تشریف لے چلیے گلنار یہ سنتے ہی اُٹھی ایک طاؤس پر سوار ہوئی راہ مین کہتی ہوئی کہ کیون
سمنبر مین بلا تکلف کیونکر سامنے جاؤن کس طرح روے سیاہ شاہزادے کو دکھاؤن سمنبر
کہتی ہی کہ واری ایسا مقام پھر نہ ملیگا اگر حکم ہو تو پھر مین جاؤن آپ زیر نخل ٹھہریے وہانکو
آ کے خود لیجائین ملکہ نے کہا کہ ای سمنبر دل تو یہی چاہتا ہی کہ وہ آ کے لیجائین تو دل کو تسکین ہو
سمنبر نے گلنار کو لا کر بارگاہ کے قریب ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرایا آپ بلا تکلف چلی
در بارگاہ پر آئی خادمون نے روکا سمنبر نے کہا کہ ہمین تمہارے آقا سے کچھ کہنا ہی خدمتگار
خاموش ہو رہے سمنبر اندر آئی رستم کو مسند پر دیکھا جاہ وجلال دیکھکر تھرا گئی کانپنے لگی بر
تسلیم خم ہوئی رستم نے پوچھا کہ ای نازنین تو کون ہی سمنبر نے دست بستہ عرض کی کہ حضور تخلیہ
ہو تو مین عرض کرون رستم اپنے مقام سے اٹھے سمنبر نے وہ رعب و دبدبہ دیکھا کلام کرتے
خوف آتا ہی عرض کی کہ ای شہریار ایک صاحب حضور کی مشتاق ہین سامنے بارگاہ کے زیر
نخل کھڑی ہین اگر حضور کو تکلیف نہ ہو تو بلا لیجیے صحبت مین اپنی جگہ دیجیے رستم بڑھے قریب
نخل کے آ کے دیکھا حقیقت مین زیر نخل روشنی ہو رہی ہی ثابت ہوتا ہی کہ وہ مقام برج ماہ تابان
ہی جوڑا بھاری زیب جسم آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اپنے آنے پر محجوب وشرمسار دل
بیقرار آنکھین اشکبار رستم نے قریب آ کر پکارا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی تم
وہان کیون کھڑی ہو یہان آؤ وہان ٹھہرنے کا کیا باعث گلنار نے شرما کر سر جھکا لیا کچھ
جواب نہ دیا رستم نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا کہ ای ملکہ عالم آئیے ہم بلاتے ہین آپ جواب
نہین دیتین کسقدر آپ کو غرور حسن وجمال ہی آخر کیا خیال ہے یہ کہکے ساتھ لے چلے
سمنبر بھی ہمراہ ہی رستم نے گلنار کو لا کر مسند پر بٹھایا آپ سامنے بیٹھے کہا کہ ای ملکہ عالم
کیونکر تشریف لانے کا اتفاق ہوا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا کہ آپ کی محبت کھینچ لائی

کیا جواب دین دل کو بڑا انتشار ہو دیکھین کیا ہو دل خانہ خراب کو بہت کچھ سمجھایا اس کمبخت نے نہ مانا آخر مجبور کر ایا رستم نے کہا کہ ہم خود تمھارے دولتخانے پر آئین چلو ابھی چلین ملکہ گلنار کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا گلنار شرمگین تھی رستم نے زبردستی اُٹھایا طرف باغ ملکہ گلنار کے چلے سمنبر رہبری کرتی ہوئی ستارہ سحری چمک چکا ہی سفیدی سحر ظاہر ہو رہی ہی طائر اپنے اپنے آشیانون سے نکل کر شاخہاے نخل پر بیٹھے ہین اپنی زبانون مین یاد الٰہی کر رہے ہین ہر چند کہ شاہزادہ گلنار سے چاہتا ہی کہ بات کرے گلنار شرم سے سر جھکائے ہوے عرق عرق ہو رہی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی رفتار فیل زور ایک پہلوان کینڈے پہ سوار ساٹھ ہزار فوج ہمراہ پہلے مدد ہفت پیکر آیا ہی دور سے اسنے جو رستم کو دیکھا پہچان گیا تصویرین تو جا بجا ہفت پیکر بھیج چکا ہی رفتار نے شاطر سے کہا کہ یقین ہی طلسم کشا آتا ہی شاطر نے سر ہلا کر کہا کہ ای شہزادہ آپ نے خوب پہچانا بیشک طلسم کشا ہی فوج کو حکم دیجیے گرفتار کر لے رفتار نے پلٹ کر فوج سے کہا کہ یہ جوان جو آتا ہی اسکو گرفتار کر لو ساٹھ ہزار فوج نے بلوہ کیا رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم تو کنارے ٹھہر و مین اسکو سمجھائے دیتا ہون گلنار نے شگفتہ ہو کر کہا کہ آپ نہ تکلیف فرمائیے کہیے تو انکو پھیر دون کہ یہ اُلٹے پلٹ جائین یا آپس مین لڑ کر اپنے افسر کو سب ملکر قتل کرین رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم تمھاری شراکت نہین چاہتے ہمارے قبلہ و کعبہ کی ممانعت ہی کہ ساحر کو غیر ساحر پر حکم نہ دو مقام تعجب ہی کہ مین تمھین لڑنے کا حکم دون مجھ سے یہ نہ ہوگا کہ اتنے عرصے مین فوج قریب آ گئی کسی نے نیزہ مارا کسی نے تیر سے وار کیا کسی نے تلوار لگائی جب تو رستم نے تلوار کھینچی اور اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب
علمشاہ رومی شہ فیل زور

دیگر

کیست علمشاہ پور رستم لقب
کز بر تخت مرزوق افگندہ شور

تیغ ہفت جوہر کھینچا سماک نے حقۂ آتشبازی مارا کئی سو کے منہ جلے گھوڑے بھڑکے رستم لڑتے ہوے قریب افسر کے پہونچے افسر نے تلوار ماری رستم نے روک کر جو ہاتھ مارا کینڈے کی گردن کٹی رفتار کینڈے سے کود اسقابل رستم ہوا پھر ہاتھ تلوار کا مارا ابکی مرتبہ رستم نے تلوار کو اُسکی روک کر ہاتھ مار دیا کہ سر اُس خود سمیت کٹ کر گرا سماک نے فوراً وہ سر لیکر

ایک نخل میں لٹکا دیا کل فوج کی نگاہ پڑی آپس میں کہنے لگے کہ یارو افسر مارا گیا اب کسکے
بھروسے پر لڑیں کیونکر فتح ہوگی میدان درسالہ دار جو باقی تھے اُنھون نے صلاح دی کہ یارو
ہمارا افسر مارا گیا اب کون صورت فتح کی ہی اگر طلسم کشا ایسا نہوتا تو یہ دن کاہیکو نصیب ہوتا
اب تک پہلوان گرفتار نہ کرلیتے دیکھو بس زور وشور سے لڑرہا ہی کتنے افسر اُسنے مارے لہذا
اب بھاگ چلو سب کے پانون اُٹھے کچھ تو طرف صحرا کے کچھ درختون کی آڑ میں چھپے جب یہ لوگ
بھاگ گئے میدان صاف ہوا رستم وگلنار وعیار وہمشیرزادی چارون ملکر طرف باغ کے
چلے باغ میں آکے داخل ہوئے جو ملازم رفتار کے درختون میں چھپے تھے اُنھون نے رستم وغیرہ
کو جاتے ہوئے دیکھا نکل کر لشکر ہفت پیکر میں آئے دربار میں ہفت پیکر کے پہونچے تمام
کیفیت اپنے افسر کی بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا صحرا میں جو باغ ہی اُسمین گیا ہی ہفت پیکر نے
کہا یہ تو تم سب پتہ باغ گلنار کا دیتے ہوا سے جاکر دیکھو تو گلنار اپنی بارگاہ میں ہی یا نہیں
اُسی وقت لوگ گئے جاکے دیکھا کہ گلنار بارگاہ میں نہیں ہی کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ کہان
ہین کنیزون نے کہا کہ اپنے باغ میں گئی ہین یہ خبر سنکے ہفت پیکر نے کہا کہ تم میں سے کوئی
دلیسا ہی کہ جاکر طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاوے شفق تیغزن اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ یا خداوند
غلام جاکر گرفتار کرلائیگا یہ تو خبر پاچکا کہ رستم وہان اکیلا ہی باہر نکل کر ساٹھ ستر ہزار فوج کو ساتھ
لیکر طرف باغ کے چلا یہان ملکہ رستم کو لیکر باغ میں آئیں وسط باغ میں چبوترے پر بیٹھین
رستم سے باتین کررہی ہین کہ گرد اُڑی رستم نے حکم دیا کہ اے سماک دیکھو تو یہ کیسی گرد اُڑی ہی
معلوم ہوتا ہی کہ کوئی طرف باغ کے آتا ہی سماک نے نکل کے دیکھا کہ سوار وپیدل باغ کو گھیر رہے ہین
ایک پہلوان قوی تن وقوی مسن گیندا اُڑاتے ہوئے آتا ہی چاہتا ہی کہ باغ میں گھس جاؤن
سماک نے بڑھکر رستم کو خبر دی کہ ایک پہلوان زبردست آیا ہی چاہتا ہی کہ باغ میں گھس آؤن
رستم تیغہ تاب کرکے اُٹھے ملکہ نے کہا کہ اے شہریار برائے خدا آپ تکلیف نہ فرمائیے کنیز ایک سحر
میں سب کو دیوانہ کردیگی معلوم ہوتا ہی کہ ہفت پیکر کو خبر پہونچ گئی اُسنے فوج بھیجی ہی اُسی نے
آکے باغ کو گھیرا ہی میں سمجھ لونگی آپ تکلیف نہ فرمائیے رستم نے نا مانا تلوار کھینچ کر باہر نکلے دیکھا
کہ ایک پہلوان آتا ہی للکارے کہ اے دیجیا کہان آتا ہی شفق نے جو رستم کو تنہا دیکھا فوج سے

اشارہ کیا کہ اس جوان کو مارو فوج والے گھوڑے جھکا کر طرف رستم کے چلے رستم نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا اُسکا لیا برابر شفق کے پہونچے فرمایا کہ فوج کو کیا اشارہ کرتا ہی تو آپ ہمارے مقابلے مین آ شفق نے بڑھ کر نیزہ مارا رستم نے سنان نیزے کو تلوار سے قلم کیا اُسنے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا مگر چہار طرف سے رستم پر نیزے پڑ رہے ہین کوئی دور سے تیر مارتا ہی کوئی تلوار مار کے بھاگتا ہی رستم ہمہ تن چشم بنے ہوے ہین زرہ سے خون ٹپک رہا ہی رستم نے شفق کی تلوار کا وار اُٹھا کر جواب مین تیغہ مارا شفق نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ ہفت جوہر جو چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تیغہ جو گرا یا تو قبۂ سپر پر جھکا تھا زمین کو بوسہ دیا فوج شفق نے بلوہ کیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہمارا افسر مارا گیا اب اس شخص کو بھی قتل کرو رستم سب کو جواب دے رہے ہین گلنار نے جو در باغ سے پھر کر اور رستم کے جسم سے خون ٹپکتا ہوا دیکھا بیقرار ہوگئین گود اُٹھا کر عینکا آواز دی کہ ارے دیوانو ہفت پیکر کے پاس جاؤ وہ تمھارا بخوبی علاج کریگا کسی نے اپنا گریبان چاک کیا کسی نے چہرے پر خاک ملی تلوارین پھینکدین سپر پائی اپنی پشتون سے گرائین کوئی تالیان بجاتا ہی کوئی آواز دیتا ہی کہ ہم عاشق روے زیباے گلنار ہین اُسی کے عاشق زار ہین ہٹ کر رستم کے پاس سے ہٹے رستم نے جو یہ معرکہ دیکھا پلٹ کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم خبردار اب سحر نکرنا ورنہ مین اپنے کو ہلاک کرونگا بت بچاؤگی ملکہ نے ہاتھ روکا مگر وہ سب بلبلاتے ہوے غل مچاتے ہوے طرف ہفت پیکر کے چلے ہفت پیکر پوچھ رہا تھا کہ نہین معلوم شفق پر کیا گذری بڑے زور و شور سے گیا ہی کہ لشکر مین ہلڑ ہوا فریاد و بیداد کی صدا آنے لگی گھبرا کر پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی یکایک اور پریشان ہوکر خود دربارگاہ پر آیا دیکھا کہ ساٹھ ہزار جوان گریبان چاک چہرون پر خاک نام گلنار کا لیکر رو رہے ہین اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین

نظم

دیتے ہو تسکین مرے آزار سے	دوستی ملکو نہین اغیار سے
کچھ نہ سوجھی حسرت دیدار سے	سہل چھوٹے مردن دشوار سے
داغ خون سے ہیں وہ حیران ہوا	دامن اُلجھا ہی گل بیخار سے
چھوڑ چلا کیوں الہوس سر کو کہ اب	جھانکتے ہین روزن دیوار سے

فصد کی حاجت مجھے کیا چارہ گر ‏ بہہ گیا خون دیدۂ خونبار سے

مال کیسا جان بھی دے کر یہ یون ‏ گر بنے تو دل چھڑاؤن یار سے

مت کرو کنگھی نہ یہ دزد جفا ‏ دل چرائے طرۂ طرار سے

آہ دور چرخ کی کیا خاک اڑائے ‏ فتنہ برپا ہے تری رفتار سے

کھا گیا جان آکے دو دن ہنس کے کال ‏ مین نہین خوش صحبت غمخوار سے

یون کہے درد آپ اپنے جگر کا ‏ حال دل گر پوچھیے دلدار سے

کر نصیحت گر نہ سچ ہون سادہ لوح ‏ تو سنے گی خوب اُس عیار سے

دست قاصد کاٹے کیون ثابت کیا ‏ دزدیِ مضمون مرے طومار سے

ہائے بخت خفتہ کی یون جھپکی آنکھ ‏ دشمنون کے طالع بیدار سے

کہہ غزل اک اور بھی مومن کہ ہی ‏ شوق اُس بت کو ترے اشعار سے

یہ اشعار پڑھ کر غل مچا رہے ہین ہفت پیکر کو سامنے کوٹھے دیکھا کلمات خلاف کہنے لگے پکارتے تھے کہ او بیحیا نکل کر ہمارے سامنے آ تو ہم تجکو نشان پاس گلنار کے لیچلین معشوق نے تجکو یاد کیا ہے ایسے ایسے کلمات عشق آیات کہہ رہے ہین ہفت پیکر کا یہ باتین سنکر غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا آواز دی کہ ان نالائقون کو قتل کرو لشکر تو ہفت پیکر کا بیحجاب ہی سب نے ہلہ بول کیا ایک ایک شخص پر ہزار ہزار آدمی ٹوٹ پڑے جیسے مرغ دانون کو چُن لیتا ہے دم بھر مین مار سب کا کام تمام کیا ہفت پیکر بارگاہ مین آیا کہا کہ یارو دیکھا تمنے اُس معشوقہ پردازے کیا آفت برپا کی یہ سحر گلنار کا تھا ہرکارون نے عرض کی کہ جب طلسم کشا نے افسر کو مارا تو ملکہ نے بھی بے تکلف ایک گولہ مار دیا کہ ان سب کا یہ حال ہوا چاہا تھا کہ دوسرا سحر کرون طلسم کشا نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ خبردار اب سحر نہ کرنا ورنہ مین اپنے کو ہلاک کرونگا ہمارے قبلہ وکعبہ کی ممانعت ہے کہ ساحر غیر ساحر سے نہ لڑے مگر بی گلنار نے چلتے چلتے نگاہ سحر آلود سے اشارہ کیا اور پکار کر کہا کہ پاس ہفت پیکر کے جاؤ اور رستم کو سیر باغ مین لے گئین جان ودل سے رستم پر عاشق ہین ہفت پیکر نے کہا کہ یارو قدرت کی نگاہ پہلے ہی اُسکے جمال پر پڑی تھی مگر کہنا مناسب نہ جانا خیال تھا کہ

موقع محل پاکے کھونگا قبضے مین کرلونگا یہ سمجھا تھا کہ دشمن ہو جائیگی یار وتم مین کوئی ایسا ہی
کہ گلنار کو گرفتار کرلائے فوراً وصل حاصل کرون رنگ اپنا جمادون وہ صورت دکھاؤن
کہ رستم کو بھول جائے کافور تیز رو تڑپ کر سامنے آیا کہا کہ یا خداوند غلام جاتا ہو اگر نتیجہ
قابض ہوا تو لیکر آتا ہی یہ کہکر کافور چلا یہان ملکہ رستم کو لیکر باغ مین آئین کنیزون سے
کہا کہ تیاری چلنے کی کرو اب ہم سامنے ہفت پیکر کے نہ جائین گے دشمن خدا کو دیہی موت
نہ دکھائین گے ملکہ نے رستم سے کہا کہ آپ چلیے مین بھی حاضر ہوتی ہون رستم اسی وقت سوار
ہوے سماک نے کہا بھی کہ اگر حکم ہو تو حضور چلیں مین ملکہ کے ساتھ آؤنگا رستم نے
سماک کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ بھائی چلو وہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین چلی آئین گی سماک
بلداقی رہبری کرتا ہوا رستم کے ساتھ ہوا ملکہ نے چار سو کنیزون کو اپنے ہمراہ لیا اسباب
وغیرہ تختون پر لادا باغ سے نکل کر چلین کافور تیز رو کہ نہایت عیار مکار و غدار ہی ایک
گوشہ سے بیٹھے اسنے دیکھا کہ رستم و سماک گئے ہین انکے گرد اڑی دیکھا کہ ملکہ سب سے
آگے طاؤس پر سوار پشت پر چار سو کنیزین تختون پر اسباب لدا ہوا یہ سوچا کہ ہی کافور اگر
یہ لشکر مین پہونچ گئی تو پھر نتیجہ قابض نہ ہو گا جس طرح سے بنے اسکو راہ مین لو یہ سوچتے
سوچتے سماک کی صورت بنکر تیار ہوا قطورے لگائے ہوے دوڑا ہوا آیا ملکہ نے کہا کہ
کیون سماک خیر تو ہی گھبرا کر کہا کہ کنارے آئیے تو مین کچھ عرض کرون ملکہ سمجھین کہ شہریار کا
عیار ہی کچھ پیام دیا ہو گا فوراً کنارے آئین کافور نے اول تو باتون مین لگایا کہ شہریار نے
آپ کے واسطے بڑا سامان کیا ہی باتین کرتے کرتے کہا کہ دیکھیے خود آقا آتے ہین ملکہ پلٹین
کافور نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارا کہ ملکہ بیہوش ہوئین کافور نے پشتارہ
باندھا اور پشتارہ باندھ کرے بھاگا جب عرصہ ہوا تو کنیزین گھبرائین پہلے آواز دی جب
صدا نہ آئی تو تجسس کر دیکھا کہ پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہی نشان نقش پا سے
ثابت ہی کہ کوئی عیار لے گیا روتی پیٹتی طرف لشکر رستم کے چلین یہان رستم چلتے چلتے اپنے
لشکر مین آگیا آفتاب فلک سیر و سنبل ہفت گیسو کو یہ کہکر روانہ کیا کہ ملکہ گلنار آتی ہین
استقبال کرکے لے آؤ آپ لوگون کو معلوم ہو کہ وہ مطیع اسلام ہوئین آفتاب مع غیرہ چلے

سماک نے کہا کہ مین بھی جاؤن ای شہریار مجھکو بڑا تردد ہی ایسا نہ ہو کہ ہفت پیکر کسی اور کو
روانہ کرے خبر تو ضرور پہونچی ہوگی یہ کہکر سماک ساتھ آفتاب وسنبل کے چلا تھوڑی دور
لشکر سے نکلا تھا کہ رونے کی آواز کان مین آئی سماک نے کہا کہ ای آفتاب خدا خیر کرے
جو مجھکو خیال تھا وہ ہی ہوا سماک بڑھکر آیا دیکھا کہ کنیزان ملکہ گریان و نالان آتی ہین
سماک نے پوچھا کہ خیر تو ہی کنیزون نے کہا کہ ای سماک کوئی عیار تمھاری صورت پر آیا ملکہ کو
لیگیا یہ سنکر سماک پلٹا آفتاب وسنبل سے کہا کہ ای آفتاب غضب ہوا جو ہم سمجھے تھے
وہی ہوگیا کوئی عیار ملکہ کو لے گیا مین تو دربار ہفت پیکر مین جاتا ہون آفتاب نے کہا کہ
ای سماک جس طرح ہو سکے ملکہ کو رہا کرنا ایسا نہ ہو ہفت پیکر ساتھ بدی کے پیش آئے
تم چلو ہم بھی آتے ہین سماک تو سدھا گا آفتاب وسنبل نے کنیزون سے کہا کہ تم لشکر مین
آقا کے چلو ہم بھی آتے ہین کنیزین روتی پیٹتی طرف لشکر کے چلین آفتاب فلک سیر و
سنبل ہفت گیسو پر پرواز پیدا کرکے آسمان مین ڈوبے یہان ہفت پیکر دربار مین بیٹھا ہی
تقدیرین بگھار رہا ہی کہ کافور ستارہ بدوش آکے پہونچا کہا کہ یا خداوند ملکہ گلنار کو لایا مع
چار سو کنیزون کے جاتی تھین ارایے اسباب کے بھی ہمراہ تھے غلام نے جاکر فوراً کس نور
و شور سے بیہوش کیا ہفت پیکر نے کہا کہ زبان مین سوزن دو کافور تیز رونے گلنار
کی زبان مین سوزن دی چھینٹا پانی کا دیکر ہوشیار کیا ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو دربار
ہفت پیکر مین پایا ہفت پیکر کو تخت پر دیکھا ئی سو تاجدار و گردان گردنکش و
ساحران غدار و نگلون پر بیٹھے ہین حال گلنار دیکھکر سب کانپ گئے ہر ایک کا قول ہی
کہ کیا گلنار کا عظم و شان تھا آج کس حال خراب سے آئی ہی قہر خداوند سے ڈرنا چاہیے
ہفت پیکر نے پکارکر آواز دی کہ ای گلنار دیدہ ی قدرت مرا اب بھی مناسب یہ ہی کہ
اطاعت کر جو گنہ ہا اسکو قدرت معاف کرنے ہین ہر چند کہ گلنار کی زبان مین سوزن تھی
مگر بہ مشکل جواب دیا کہ او ساحر سحر ساز و شعبدہ باز کیا بیہودہ بکتا ہی مین تجھپر لعنت کر چکی
ای ہمارا لحاضرین پیدا کرنے ولے کا خوف کرو اس دشمن خدا کی اطاعت سے منھ پھیرو خود ہی
کتابون مین لکھ چکا ہی کہ اس زمانے مین مذہب تبدیل ہوگا طلسم ٹوٹ جائیگا وہی ہوا

کہ فرزند صاحبقران نے کس شوکت سے طلسم توڑا ہزارہا ساحر قتل ہوے جو اسکی اطاعت
کریگا مارا جائیگا اور جو طلسم کشا کی اطاعت کریگا آرام وچین پائیگا اپنی اپنی جان کی خیر کرو اور
مین تو اسکے سامنے ہتھیلی پر سر رکھ کے آئی ہون مگر انشاء اللہ میرا خون رنگ لائیگا خدا
طلسم کشا کو سلامت رکھے وہ ضرور آپکے بدلہ لین گے ابھی چند دن ہوے کہ حسین دن وہ حکیم جسنے
اپنا نام خداوند خیال سکندری رکھا ہی اُسنے آکے اپنا رنگ جمایا تو اسنے کہا تھا کہ مجکو شاہ
طلسم ہفت پیکر کہا کرو اُسکا بھیجا ہوا ساحر آیا اور ہاتھ سے اہل اسلام کے مارا گیا اسپر سے تاثیر
سحر اُتری پھر اپنے کو خداوند کہلانے لگا کیسے بیوقوف ہو کہ اسکے دام مکر مین پھنسے ہو چند
دن کا مہمان ہی یہ باتین کرکے ملکہ چپ ہوئی ساحر وپہلوان آپس مین اشارے کرنے لگے
ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو سچ کہتی ہی ہفت پیکر نے دیکھا کہ رنگ محفل دگرگون ہی رنگ
خدائی مٹتا ہی پکار کر آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہی اس گنہگار کو جلد قتل کرو سامنے قدرت
کے یہ بے ادبی کرتی ہی سمک یلداقی بصورت سہل ایک گوشے مین کھڑا تھا ڈھاٹا باندھکر
خنجر کھینچے ہوے دربار مین آیا کہا کہ یا خداوند قدرت کو اسکے جمال پر توجہ ہی سمجھ کر حکم دیجیے
تیغہ یا دم وار بازو پر قوت رکھتا ہون ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا قتل کرنا میرا
کام ہی جلانے مین قدرت کا نام ہی - فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست مرغ
را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + اسکا رشتہ حیات منقطع ہوا ساغر عمر لبریز ہو چکا مگر
قدرت کو صبر کرنا ہوگا ہفت پیکر نے کہا کہ قدرت اس سے بہتر عورتین پیدا کرلین گے
قدرت کو اسکے جمال ظاہری پر بالکل خیال نہین اس تصویر کے مٹنے کا بالکل ملال نہین
بس اب قدرت سے نہ پوچھنا جلد قتل کر سمک جست کرکے قریب ملکہ گلنار کے آیا
کوئلے کا خط گردن پر کھینچا جھک کر کان مین کہا کہ اے ملکہ عالم گھبرانا نہین منم مہتر سمک
زبان سے سوزن نکالتا ہون کیا عجب ہی کہ آفتاب فلک سیر وسنبل ہفت گیسو بھی بے
ہون ملکہ نے اشارہ کیا کہ اے سمک ایسے زور وشور سے نکلون کہ ہفت پیکر بھی گھبرا جائے
سمک یلداقی نے خنجر چمکایا کہا کہ اسے قتل کرتا ہون گلنار جادو سنبھل کر بیٹھی
سمک نے سوزن زبان سے نکالی گلنار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے اٹھی

کہ صنم گلنار زعفران پوش ہفت پیکر نے آواز دی کہ ارے اس مغرور کو لینا جانے نہ پائے کہ مہتر سمک جست کر کے پشت پر ملکہ کی آیا کا فور نے للکارا کہ او عیار کیوں چھپتا ہے تو نے سر بارگاہ یہ حرکت کی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا یہ کہکر حلقہ ہائے کمند مارے سمک نے جست کر کے اپنے کو حلقہ ہائے کمند سے نکالا دوسری طرف قائم ہوا کا فور کو کم رتبا کے سر پر خنجر مارا کہ کا فور کا سر زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی بھاگا ملکہ پر ساحروں نے بلوہ کیا ہے گلنار جب ہاتھ ہلاتی ہے سیکڑوں کے سر قلم ہوتے ہیں اس طرح سے لڑتی ہوئی جلوخانے میں پہونچی ہے چاہتی ہے کہ باہر نکل جاؤں ساحر نکلنے نہیں دیتے جنگ ہو رہی ہے آخر کو گلنار کئی سو ساحروں کو مار کر باہر نکلی ہفت پیکر دوڑا ہوا در بارگاہ پر آیا پکار کر آواز دی کہ یہ عورت جانے نہ پائے کل ساحروں نے بلوہ کیا ملکہ لڑ رہی ہیں مگر دعائیں مانگتی ہیں کہ ای خالق بے نیاز داور ب کارساز اس آفت سے بچالے اس ظالم کی بدعت سے نجات دے ای رحیم بے نیاز تیرے نزدیک سب آسان ہے کیا تیری تعریف کروں نظم

خداوند دنیا و عقبا یکیست	یکے مالک ملک و مولا یکیست
بہر سلطنت ہست حکم احد	بہر مملکت شاہ والا یکیست
یکے اہل قوت یکے اہل زور	یکے قادر است و توانا یکیست
دوئی و خلل یابد در وحدتش	کہ ذات خداوند یکتا یکیست
ز ملکیتش نیست چیزے برون	کہ مالک بہر زیر و بالا یکیست
سمیع و علیم و بصیر وقدیر	خداوند دانا و بینا یکیست
برون ست گوفلکتش از شمار	نعالق مگر جملہ را یکیست
ہمہ را بدرگاہ والاے او	یکے آرزو و تمنا یکیست
یکے مطلب است و یکے مدعا	یکے ہست منشا یکے التجا

بیقرار ہو کر جو گلنار نے دعا کی آسمان سے آواز آئی کہ ای گلنار نہ گھبرا ناہیں آپہونچا منیم آفتاب فلک سیر ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ منم سنبل ہفت گیسو دونوں نے آکر گلنار کے

قریب لڑنا شروع کیا اب تو تین آدمی ہوے زمین ہلا دی مگر سماک جو نخل کر رہا تھا سامنے
رستم کے آیا عرض کی کہ ای شہریار مین نے جا کر ملکہ کو رہا کیا مگر ملکہ گھری ہوئی ہین آفتاب و
سنبل بھی پہونچے انھون نے جا کر ملکہ کو سنبھالا لاکھون جادوگر سحر کر رہے ہین دیکھیے وہ
کیونکر ساحرون سے بچین رستم نے کہا کہ مرکب لاؤ مرکب جو آیا رستم امیر سوار ہوے ملکہ سیماب
و لالہ عذار بھی چلین ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار و جملہ سرداران نامدار رستم کے ساتھ ہوے
یہان ملکہ گلنار لڑ رہی ہین آفتاب و سنبل کو بھی نکلنا دشوار ہوا ہی ملکہ گلنار طرف لشکر صاحبقران
کے دیکھ رہی ہین کہ نعرہ رستم کی آواز آئی ملکہ سیماب نے ایک طرف سے نعرہ کیا جادوگرون
نے بلوہ کیا لڑتے بھڑتے قریب گلنار کے پہونچے فرمایا کہ ای گلنار تم گھبرانا نہین فوج آگئی اب
لڑائی بھڑائی نکلو آفتاب نے نیر اعظم چمکایا وہ حرارت ہوئی کہ ساحرون کے بھیجے نکلنے لگے
نخل وغیرہ جلنے لگے ہفت پیکر نے جو دور سے دیکھا تخت منگا کر سوار ہوا کل فوج کو اشارہ
کیا مگر رستم کی شمشیر زنی سرداران نامی و پہلوانان گرامی پہلوون مین لڑ رہے ہین جب جم کر حملہ
کیا دس ہزار بیس ہزار کے سر اڑا دیے اس طرح اڑتے ہوے جاتے ہین کہ ہنگامہ ڈال دیا ارادہ
یہ ہی کہ اپنے کوتاہ ہفت پیکر پہونچائین کہ صحرا سے گرد اڑی بوق ترکی کی آواز کان مین آئی
سب نے دیکھا کہ غضنفر بن اسد بن کرب غازی اسّی ہزار دیوانون سے آکر پہونچا اب
جو بوق ترکی بجایا گھوڑون سے سوار گرنے لگے پیدل منہ کے بل گرتے ہین آمد غضنفر
سے فوج ہفت پیکر مین ہنگامہ پڑ گیا ہفت پیکر گھبرایا کہ ایسا نہ ہو یہ دیوانہ بیباک
نہایت چست و چالاک ہی قدرت پر نہ آپڑے اس ظالم پر سحر بھی تاثیر نہین کرتا مرکب
بیہوش طرارے بھرتا ہوا آتا ہی جب شاہزادہ غضنفر بوق ترکی کمر سے نکالتے ہین اور
آواز دیتے ہین کہ ای قرانان بزنید و بہ بندید اسّی ہزار بوق ترکی برابر بجتا ہی سبھون کو
معلوم ہوتا ہی کہ صور اسرافیل پھونکا ہفت پیکر نے گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر
پلٹے رستم نے چاہا کہ شاہزادہ غضنفر سے ملاقات کرین پکار کر آواز دی کہ ای غضنفر ہم سے
ملاقات کر کے جانا غضنفر نے جواب بھی نہ دیا بوق ترکی بجاتے ہوے لوٹتے مارتے
چلے ساتھ قمر پیکر نسیم کے ہمراہ ہی نسیم جالندری ساحرہ جب چمک کر گری خیمون مین

آگ لگا دی دوسری ساحرہ برقان برق وش نے کہ یہ مدت سے غضنفر کے ہمراہ ہو وہ بریان قلعین
گرا مین کہ کئی سو بارگاہین قزاقون نے لوٹ لین بازار غلہ فروشان مین جو گھسے نیے بقالون
کو لوٹا ادھر سے بلطے بھاگا بھاگ جاتے تھے شیرینی فروشون کو جو دوکانون پر دیکھا ایک ایک
خوانچہ اٹھا لیا زوجہ شیرینی فروش کہ دوکان پر بیٹھی تھی ایک قزاق گھوڑے سے اترا ہاتھ
مین اُس عورت کے چاندی کے کڑے تھے ایک ہاتھ کاٹ لیا وہ عورت روتی ہوئی بھاگی
قزاق پکارتا ہو کہ اری دوسرا ہاتھ دیتی جا وہ گھبراہٹ مین شہ کے بغل گری قزاق نے
بڑھکر دوسرا ہاتھ بھی کاٹ لیا اس طرح سے بازارون کو پامال کرتے ہوے نکل گئے لیکن
ہفت پیکر بھاگ کر بارگاہ مین آیا ہو شمشیر دلی قزاقون کی دیکھکر کانپ رہا ہو کہتا ہو کہ سبحان
قدرت نے بندے پیدا کیے اس دیوانہ بیباک کو پیدا کرکے بہت پچھتائے یہ نہ جانتے تھے کہ
قدرت کو اسکے ہاتھ سے صدمہ پہونچیگا وقت بے وقت آپڑتا ہو سامان ابر بار ساحرہ بیٹھی تھی
اسنے کہا یا خداوندا اگر مجکو پتہ مل جائے تو دم بھر مین جاکر لشکر اس دیوانۂ مجہول کا تباہ کر دون
اگرچہ اسپر سحر تاثیر نہین کرتا کچھ نقصان نہیں سب قزاق تو تباہ ہو جائین گے اکیلا بچا تو
کیا سامان لے جو سامنے ہفت پیکر کے یہ بیان کیا کافور عیار نے کہا کہ اے ملکہ عالم مین پتہ
اس دیوانے کا لگا دونگا دشت وسیع مین یہ قزاق اترتے ہین جہان پر اُترتے ہین وہان
غریو ہوتا ہو انکا اُترنا عجب نہین سکتا سامان ابر بار نے کہا کہ اے کافور تیز رو اگر تم پتہ
لگاؤ تو مین فوراً آجاؤن جاتے ہی آگ برسا دون قزاقون کو مٹا دون کافور تیز رو
اُسی وقت با بنائے عیاری ذات پر آراستہ کرکے برائے تلاش غضنفر چلا یہان رستم
گلنار کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئے گلنار بہت زخمی تھی رستم پیلتن نے زخمون مین ٹانکے
لگا کر گلنار کو شفاخانے مین بھیجا گلنار کے آنے سے جادوگرنیان کہہ رہی ہین کہ اے شہر یار
حقیقت مین گلنار کے آنے سے بڑی قوت حاصل ہوئی حسن مین بے مثال سحر و ساحری
مین طاق شہرۂ آفاق ہرچند کہ اب وقت رازداری نہین ہو جس دن ہفت پیکر بھیجا
مارا جائیگا اُسی دن خاتمہ ہو جنگ مین ہاتھ سے گلنار کے بڑے بڑے کام ہونگے آج ہی
وہ ہفت پیکر کو گھیر لیتی مگر اتنا ہی مین زخمی ہو گئی آفتاب فلک سیر نے بھی آج بڑا

کام کیا گلنار کو جاکر سنبھالا حضور اُسکو ہوادار پر ڈال کے لائے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین
مگر شاہزادہ غضنفر جنگ سے نکلے ہوے صحرا مین جاتے ہین کہ دور سے ایک قریہ دیکھا
ایک قزاق سے اشارہ کیا کہ جاکر زمیندار سے کہو کہ آج تمھارے یہان ہماری دعوت ہے ہم آج
اسی مقام پر اُتریں گے قزاق نے جاکر زمیندار سے کہا زمیندار مغرور کوچۂ عقل سے دور
بول اُٹھا کہ صاحب زبردستی دعوت ہے ہمسے اتنے آدمیون کا کھانا نہ ہو سکیگا البتہ غلہ
بہت کم پیدا ہوا ہے رقم مشکل سے دی اُس قزاق نے آکر شاہزادہ غضنفر سے بیان
کیا غضنفر نے حکم دیا کہ قریہ لوٹ لو قزاقون نے گھوڑے اُٹھائے قریے پر جا پڑے مکانون
مین آگ لگا دی چھپر جلنے لگے شعلہ ہاے آتش بلند ہوے قزاق گھرون مین گھس پڑے
مال و اسباب لوٹنے لگے زمیندار جو گھبرا کر باہر نکلا غل مچاتا ہے کہ گنوار جمع ہو مگر گنوار کیونکر جمع
قزاقون نے گرفتار کر لیا ایک ایک نے دس دس کی مشکین باندھ لین زمیندار غل مچا رہا ہے
کہ سامنے سے غضنفر آئے گھوڑے سے اُتر کر اُسکی مشکین باندھ لین کہا کہ ای بدذات تُنے
ہماری دعوت نہ قبول کی اب کہو کیا کہتے ہو زمیندار نے کہا کہ آپ چل کر اُتریے مین سامان
دعوت لے کے حاضر ہوتا ہون شاہزادہ غضنفر نے کہا کہ ہمارے پاس خرچ نہین ہے کچھ نقد بھی
بھی لانا یہ سنکر زمیندار نے کہا کہ نقد و جنس دونون حاضر کرونگا غضنفر نے قزاقون کو منع کیا
کہ اب اُسکے مزاحم نہ ہو قزاق رک گئے غضنفر آکر بیرون قریہ اُترے زمیندار نے تو دیگین
چڑھوا دین تنور گرم کیا کھانا پکنے لگا قزاق اُترے ہوے ہین نخلستان مین شاہزادہ غضنفر
بیٹھے ہین دائرہ بج رہا ہے گا رہے ہین ۔ فرد ۔ پسند دل کو مرے چھاؤن ہے ببولون کی عجب
بہار ہے ان زرد زرد پھولون کی + ایک طرف جار بیت ہو رہی ہے کسبیان آکے موجود ہوئین
جا بجا ناچ ہونے لگا قزاقون کے رضامند کرنے کو کسبیان یہ اشعار گا رہی ہین نظم

عمر ممکن ہے کہ ہو پھر ملتی ایک بار سحر ۔۔۔ دیکھیے کرتا ہے کیونکر ترا بیمار سحر
ناخن فکر سے بھی کھل نہین سکتی ہرگز ۔۔۔ ہو گئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر
نظر آتی نہین کسوف سے ہم دیکھتے ہین ۔۔۔ ہو گئی آج تو بشکل کمر یار سحر
پوچھتا کیا ہے گذرتی ہے شب غم کیونکر ۔۔۔ رو کے کرتے ہین ترے عاشق بیمار سحر

کیا کہوں ہوتی ہی کچھ اور ہی اُنکی صورت　　دیکھتے ہین جو ترے عاشقِ بیمارِ سحر
سُکہیں وعدہ فراموش کہ عالم ہی تنگ　　اب نہ دیکھین گے ترے تازہ گرفتارِ سحر
ہین تہہون رنج مین اُنکو ہی اذیت ہر دم　　کس طرح کرتے ہین دیکھون مرے غمخوارِ سحر
منہ دکھاتی نہین افسوس شبِ فرقت مین　　رکھتی ہی عاشقِ جانباز سے کیا عارِ سحر
کچھ حیاتِ نفس چند ہے باقی ای دل　　ہم پڑے ہونگے کسی کے پسِ دیوارِ سحر
رات اور دن کے ہونے ہین مری جان تجھ بن　　زلف ہی شام اگر ہین ترے رخسارِ سحر
ہر نفس مین دمِ آخر کے مزے آتے ہین　　یہ یقین کب ہی کہ دیکھین ترے بیمارِ سحر
وہ تو پہلو مین نہین درد کی شدت دمِ صبح　　آج کس طور سے ہوا ای دلِ بیمارِ سحر
روز دو چار نئے گل نظر آتے ہین نسیم　　جاتے ہین ہم جو کبھی جانبِ گلزارِ سحر

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کافور تیز رو تلاش مین شاہزادہ غضنفر کی اس مقام پر آیا
اور ان سب کو اسی مقام پر چھوڑ کے واپس گیا جلکے سامان ابربار سے اطلاع کی
یہ خبر سنکر سامان ابربار فوراً سوار ہوئی چند جادوگرون کو ساتھ لیکر طرف قریب کے
چلی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری غضنفر اُترے ہوے ہین کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا شاہزادہ غضنفر
نے ہملے تیز رو عیار سے کہا کہ ارے دیکھ تو یہ کیا ہنگامہ ہی عیار گیا اور پلٹ کر آیا
عرض کی کہ حضور کے لشکر پر آگ برس رہی ہی غضنفر نے فوراً بوق ترکی بجایا گھوڑا ہیکل
مین چر رہا تھا آواز بوق کی سنکر دوڑتا ہوا آیا شاہزادہ غضنفر نے اُسکو اپنے ہاتھ سے
کسا اور جلدی سے اُسپر سوار ہوے تیغہ رویین شگاف ہاتھ مین لیا دیکھا کہ شعلے آگ
کے طرف سے کوہ کے آتے ہین اُسی سمت چلے لیکن برقان برق دم نے یہ خبر سنی کہ لشکر
پر آگ برس رہی ہی شاہزادہ غضنفر سوار ہو گئے برقان برق وش اپنے مقام سے
اُٹھی جھک کر بلند ہوئی آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی فوراً
برق چمکائی کئی کنیزون کے سر اُڑ گئے سامان ابربار نے سر اُٹھا کر دیکھا برقان برق دم
کو پہچانا اپنے مقام سے اُٹھی سر ہلا کر زمین پر دو چھڑ مارا کہ برقان برق وش زمین پر
گر کے تڑپنے لگی سامان ابربار نے فوراً چند دانے ماش کے پھینکے کہ برقان بیہوش ہو گئی

اتو اسنے منقل آتش کو پھینک مارا فراق غل مچا رہے ہین غضنفر نے جو پلٹ کر دیکھا ایک دریاے آتش لشکر پہ جاتا ہی گھوڑے کو جھکا کر زیر کوہ ہوئے گھوڑے سے اتر کے گھاٹیون کو پہاڑ کی طے کر کے پہاڑ پر آئے سامان ابر بہار کی نگاہ پڑی کہ ایک آفتاب سامنے طالع ہوا ایک جوان خجستہ اطوار بہادر وجرار زرہ زیب جسم تیغہ برق تاب حمائل خود سر پر ڈھلکا ہوا پنجون کے بل اکڑتا ہوا آتا ہی تیغہ ہلاتا ہوا سپر پشت پر صاف ثابت ہوتا ہی کہ قرص قمر ہی تیغہ برق مثال گویا ہلال بدر کے پہلو مین آنکھین بعینہ دیدۂ غزال سحر چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری آتش رخسار پہ سبزے کی نمود ہی بلکہ آتش رخسار بے دود ہی قدرت رب ودود ہی سراپا خوب معشوق مرغوب سامان ابر بہار نے جو جمال جہان آراے شاہزادہ غضنفر کو دیکھا بیتاب ہو گئی پکار اٹھی کہ ای شیر بیشۂ جرات و دی یکہ تاز میدان جلالت تشریف لائیے سرفراز کیجیے کنیز کی آپ کو دیکھ کر عجب کیفیت ہے اصل مین یہ صورت ہے۔ نظم

کیون دکھائی ای فلک بے یار صبح ہی شفق سے مجھ پہ آتش بار صبح
یان کسی خورشید رو کی یاد مین ہوتی ہی ہر رات سو سو بار صبح
زلف کو رخسار سے ہوتا ہی ربط کیون شب فرقت سے ہی بیزار صبح
کھینچ کر فرقت مین تیغ آفتاب ہی ہماری جان کو خونخوار صبح
وصل کا سامان ہی آج ای فلک شام سے کر بیشتر تیار صبح
حسن کا عالم بھی کیا عالم ہی واہ زلف جانان شام ہی رخسار صبح
سینہ پر داغ جگر ہی عشق ہی وصال یار مین گلزار صبح
وصل مین تھا صبح سے بیزار مین ہجر کی شب مجھ سے ہی بیزار صبح
قہر ہو گر شملۂ پر زر ترا دیکھ پائے ای پری رخسار صبح
چاک کرتی ہے گریبان دیکھ کر کار چوبی مہر کی دستار صبح
شام کیا ہو تیرے گھر مین بار پائے نور سے ہے سایۂ دیوار صبح
وصل مین حاضر تو غائب ہجر مین دیتی ہے ہر شب نیا آزار صبح

ہے بیاں کسکو شب فرقت میں ہوش — ہو چکی ہینگی ہزاروں بار صبح
وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب — شام کو کرتا ہے نوربار صبح
ہے دعا اے خالق لیل و نہار — ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

شاہزادہ غضنفر نے جواب دیا کہ او ملعونہ کیا بکتی ہے زبان ابھی بند کر میں تیرے قتل کو آیا ہوں تو نے خوب آگ برسائی اب حال معلوم ہوگا منم غضنفر بن اسد بن کرب غازی سامان نے اپنے دل میں یہ سمجھی کہ اس جوان کے ہاتھ میں تلوار ہے جری و بہادر وصف شکن ہے ہی بچا میں چلا آیا بلائیں لیتی ہوئی اُٹھی چاہا کہ شاہزادے کا ہاتھ پکڑلوں لاکر اپنے پاس بٹھاؤں شاہزادہ غضنفر نے تلوار کھینچ سامان ابربار نے سحر کیا کہ تلوار اسکے ہاتھ سے گر پڑے غضنفر بن اسد نے تیغہ جو مارا ہاتھ پر سامان ابربار کے پڑا کہ ہاتھ اسکا کٹ کر گرا خون کا بزار بہنے لگا سامان نے ایک چیخ ماری کہا کہ ارے موئے مونڈی کاٹے تو نے یہ کیا غضب کیا اب بھلا کیا میں تجھکو زندہ چھوڑونگی یہ سُنکر شاہزادہ غضنفر نے کہا کہ تو اپنی جان کی خیر منا ابکی ہاتھ میں تجھکو قتل کرونگا اب تو سامان ابربار نے ظاہر میں سحر کیا اور ہاتھ کے دانے پھینکے گرد غضنفر کے تصدق ہوکر گرے سامان نے آواز دی کہ او جوان تجھکو بھی کسی جادوگر نے کچھ سکھایا ہے شاہزادہ غضنفر نے کہا کہ او ملعونہ کیا سحر میرے پاس تحفہ جات نایاب زمانہ ہیں اسی وجہ سے میں تجھے قتل کرنے آیا ہوں بے قتل کیے تجھے نہ چھوڑونگا یہ سُنکر سامان نے پھر سحر کیا ایک گولہ جھولی میں سے نکال کر مارا غضنفر نے فوراً ہاتھ ہلا دیا انگشتر مہرہ ماہ جبکی گولہ سامان کا پھٹ کر گرا اب تو سامان جھلائی کہا کہ کیوں او ظالم تو نے میرا ہاتھ کاٹا اس سحر کو برطرف کیا کہ جس سحر کا مثل و نظیر دکھا دیکھ میں تجھکو ابھی چیر پھاڑ کر کھائے جاتی ہوں یہ کہکے زمین پر گری غلطک ماری ایک شیر ببر کی شکل بنکر شاہزادہ غضنفر پر دھوکا مارا غضنفر بن اسد بھلا ان باتوں سے کب ڈرتے رہتے ہاتھ تیغہ روئین شگاف کا مارا کہ سر شیر کا اڑگیا مرتے ہی اُس ساحرہ کے اندھیرا ہوگیا برفباری و سنگباری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من سامان ابربار بود شاہزادے نے سامان ابربار کو مار کر بر فان کو اُٹھایا پہاڑ سے اُترے اپنے لشکر میں تشریف لائے

آگ برسنا موقوف ہوئی گا فور تیز رو واسطے خبر کے حاضر تھا یہ سب واقعہ اپنی نظر سے دیکھا خبر لیکر بھاگا خدمت مین ہفت پیکر کی آیا بعد بددعا کے عرض کی کہ یا خداوند ہفت پیکر اوس ساحرہ نے جاکر آگ برسائی لشکر غضنفر مین تہلکہ پڑا سب قزاق غل مچاکے تھے غضنفر خود بہار پر گئے اور جاکر اوس ساحرہ سے مقابلہ کیا آخر کو اوس ساحرہ کو مارا اب قزاقون کو اطمینان ہی ہفت پیکر نے چہار جانب دیکھکر آواز دی کہ اس سال تقدیرین برگشت ہوئی ہین جو تقدیر کی برخلاف پڑی اوسی طرح اس ساحرہ کی بھی بیٹھے بیٹھے قضا آئی یہ ذکر تھا کہ مینوش جادو اپنے مقام سے یہ کہکر اوٹھی کہ یا خداوند وہ ساحرہ بالکل بیوقوف تھی اوسنے اپنے کو ظاہر کر دیا اسی وجہ سے قتل ہوئی ان لوگون پر یون سحر کرے کہ مخفی رہے دم بھر مین لشکر کو تباہ کر دے مین ابھی جاتی ہون اور جاکر لشکر کو تباہ و برباد کیے دیتی ہون دیکھون تو مجکو کون قتل کرسکتا ہی یہ کہکے مینوش جادو اپنے مقام سے اوٹھی تلاش مین شاہزادہ غضنفر کی چلی ایک درہ کوہ مین آکر ٹھہری قضا سے کار رہتے ہماے تیز رفتار عیار غضنفر نامدار واسطے بالا دوی کے نکلا ہی مینوش جادو نے جو ہماے تیز رفتار کو دیکھا جی مین کہا کہ اس سے بہتر کوئی طریقہ نہین اپنے دل مین یہ سوچکر کہ ہماے تیز رفتار پر سحر کیا ہماے تیز رفتار کے پاؤن کانپے ہماے تیز رفتار حیران ہوگیا کہ یہ کیا ماجرا ہی پاؤن پر کیون زوال آیا چلتے چلتے پاؤن کیون کانپے یہ معرکہ دیکھکر ٹھہر گیا چہار جانب غور و فکر کرکے دیکھنے لگا کچھ نہ معلوم ہوا پھر جدھر جاتا تھا اوسی جانب چلا مینوش جادو نے جب دیکھا کہ ہماے تیز رفتار تے ہوشیار ہوکے چہار جانب دیکھا اور پھر اوسی طرف چلا یہ سوچکر اوسنے پھر سحر کیا ہماے تیز رفتار گرا گرکے بیہوش ہوگیا ہماکے بیہوش ہوتے ہی مینوش جادو درہ کوہ سے نکلی کھینچ کر عیار کو درہ مین لائی درہ کوہ مین لاکر ہماے تیز رفتار کو ڈال دیا اب ہما کی صورت بنکر باہر نکلی طرف لشکر غضنفر کے چلی مہنر برق فرنگی واسطے سیر کے جنگل مین آیا تھا پھرتا پھرتا اسطرف آنکلا ایک ساحرہ کو درہ کوہ سے نکلتے دیکھا جب مینوش جادو آگے بڑھ گئی تو برق فرنگی جھپٹ کر قریب درہ کوہ کے آیا درہ مین آکے دیکھا کہ عیار غضنفر یعنے ہماے تیز رفتار بیہوش پڑا ہی

برق فرنگی نے چاہا کہ ہمارے تیز رفتار کو ہوشیار کرون پانی چھڑکا پاؤن پکڑ کے ہلایا ہمارا ہرگز ہوشیار نہ ہوا برق فرنگی جی مین کہتا ہی کہ ای برق یہ سرگذشت سحر ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ سحر مین اُس ساحرہ کے مبتلا ہی اسی وجہ سے ہوشیار نہین ہوتا اس سوچ مین برق فرنگی باہر درے کے نکلا حیران و پریشان کھڑا ہی کہ کیا کرون کیونکر اسکو ہوشیار کرون اب یہ ساحرہ ہمارے تیز رفتار کی شکل پر جائیگی شاہزادہ غضنفر کو گرفتار کریگی بڑا غضب ہو جائیگا مین کیا تدبیر کرون اگر ہمارا دارو سے بیہوشی سے بیہوش ہوتا تو ضرور ہوشیار ہو جاتا یہی ساحرہ بیہوش کر کے گئی ہی اب اسکو اگر چھوڑ کے چلا جاتا ہون تو اُستاد کو کیا جواب دونگا وہ نہایت ہی آزردہ ہونگے اور کہین گے کہ ای برق تو میرے فرزند کو اس حالت مین تنہا چھوڑ کے چلا آیا اور کوئی تدبیر نہ کی اس سوچ مین حیران کھڑا ہی قضاے کار برقان برق وش واسطے تفریح کے نکلی ہو آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی ہی اُسنے آسمان پر سے دیکھا کہ ہمارے تیز رفتار بیہوش پڑا ہی اور برق فرنگی حیران حیران چار جانب دیکھ رہا ہی برقان برق وش آسمان سے فوراً اُتر آئی پکار کر آواز دی کہ کیون جھتروالا کہو خیر تو ہی برق فرنگی نے کہا کہ اے برقان برق وش تم خوب وقت پر آگئین دیکھو ہمارے بھائی کو ایک ساحرہ بیہوش کر کے ڈال گئی ہی مرشدزادے کسی طرح ہوشیار نہین ہوتے معلوم ہوتا ہی اُسنے مرشدزادے پر سحر کیا ہی یہ سُنکر برقان برق وش نے ہمارے تیز رفتار کے سینے پر ہاتھ رکھا اور کچھ مٹی وہانکی اُٹھا کر سونگھی اُنگلی اپنی تراش کر لہو کا چھینٹا ہمارے تیز رفتار پر مارا ہمارے تیز رفتار فوراً اُٹھ بیٹھا برق فرنگی و برقان برق وش کو دیکھکر پوچھا کہ آپ لوگ یہان کیونکر آگئے برق فرنگی و برقان برق وش نے اپنا اپنا حال کہا ہمارے تیز رفتار نے بھی اپنا حال بیان کیا کہ راہ مین جاتے جاتے میرے پاؤن کو تکلیف ہوئی اور تمام جسم مین رعشہ پڑ گیا بعد اُسکے بیہوش ہو کے گر پڑا برق فرنگی نے کہا کہ وہ ساحرہ تھی جسنے تمکو بیہوش کیا وہ اپنی صورت بدلتی ہوئی گئی ہی یقین ہی کہ تمہارے آقا کی فکر مین گئی ہو وہان جا کر آفت برپا کریگی ہمارے تیز رفتار نے کہا کہ مین جا کے اُسکی گردن لیتا ہون برقان برق وش نے کہا کہ ای جھتر ہمارے تیز رفتار تم تامل کرو

مین ابھی جاکر کڑک کر گرتی ہون اُسکے دو ٹکڑے کرتی ہون ہمائے تیز رفتار نے کہا کہ ای ملکہ برقان برق وش اُسنے میرے ساتھ عیاری کی ہی عیاری ہی سے جواب دینا چاہیے یہ کہکر ہمائے تیز رفتار نے برق فرنگی و برقان برق وش کو رخصت کیا آپ جیب کی طرف لشکر غضنفر کے چلا یہان غضنفر بیٹھے ہین سامان عیش و نشاط مہیا ہی ایک نازنین قمر پیکر سامنے غضنفر کے بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

ناز خود بینی بڑھانا ای نگار اچھا نہین — آئنے کو دیکھنا لیل و نہار اچھا نہین
نامہ بر پر جور ای عالی وقار اچھا نہین — جو کبوتر ہو بلا اُسکا شکار اچھا نہین
روز جانا باغ مین ای گلعذار اچھا نہین — نرگس بدبین سے کرنا آنکھ چار اچھا نہین
ناز سے ٹھوکر لگا کر یہ کہا اُس شوخ نے — رہ مین ہو بنیاد عاشق کا مزار اچھا نہین
مین ہوا جاتا ہون از دیدہ نگاہون سے ہلاک — کھیلنا پردے مین ای ظالم شکار اچھا نہین
سو رہا ہی بیخبر گلشن مین میرا گلبدن — غل مچانا شور کرنا ای ہزار اچھا نہین
ہوگی بدنامی کہین گے عاشق پروانہ ای — بزم مین ای شمع ہونا اشکبار اچھا نہین
کون قیمت یوسف دل کی لگائے مصر مین — آپ جب منہ سے کہین یہ زینہار اچھا نہین
ضبط کرنا ہی نہ تڑپو گور ہو جائیگی شق — حشر برپا ہوگا ہونا بیقرار اچھا نہین
عادل آفاق جب کی داد دیتا ہی ضرور — روندنا تربت کسی کی شہسوار اچھا نہین
دیکے ٹھوکر ناز سے کہتے ہین وہ ہشیار ہو — بیخبر سونا تہ خاک مزار اچھا نہین
کیجیے آغاز مین انجام پر ای جان نظر — فیصلہ ہونا مرا روز شمار اچھا نہین
آئنے مین جب کدورت آگئی اندھا ہوا — دل مین رکھنا ای پری پیکر غبار اچھا نہین
ہو نکلے جاتے وقت دیوانے کی میرے قرار — تیرا آنا ای پری سوے مزار اچھا نہین
گردش تقدیر کیا کم ہی ستانے کے لیے — بل کی لینا مجھے تیرا زلف یار اچھا نہین
دل تری آواز سے ہلتا ہی گلچین کا بہت — بولنا گلشن مین تیرا ای ہزار اچھا نہین

غضنفر نے دیکھا کہ ہمائے تیز رفتار دوڑا ہوا آتا ہی غضنفر نے پوچھا کہ کیون رفیق شفیق خیر تو ہی مینوش جادو گھبرائی تھی سحر کرنا جاتی ہی کو یہ عیاری سے نالہ بول اُٹھی کہ

ای شہریار میں نے سُنا ہی ساحروں نے سحر کر کے تجھے آپ کے بدل لیے ذرا میں انگشتر دیکھوں
شاہزادہ غضنفر تعلیم کردۂ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہیں یہ بھلا کب فریب میں آتے ہیں کہا کہ
ای عیار طرار انگشتر تو میرے پاس موجود ہی تیغہ روئین شگاف بھی میرے قبضے میں ہی کوئی
ساحر بھی میرے پاس نہیں آیا تم اس وقت گھبرائے ہوے کیوں ہو مینوش نے کہا کہ
میں لشکر کفار میں واسطے خبر کے گیا تھا وہاں ساحروں کی زبان سے سُنا یہ ذکر تھا کہ ہمارے
تیز رفتار آکر بہو بجا شاہزادہ غضنفر نے دیکھا ہر اعیار آتا ہی یا یہ کوئی مکار ہی یا وہ کوئی
مکار ہی کہا بھائی ذرا بیٹھ جاؤ میں تمھیں انگشتر دیتا ہوں مینوس جادو فوراً بیٹھ گئی ہمارے
تیز رفتار تو نہایت تیز و طرار ہی جھپٹ کر پشت پر مینوش جادو کی آیا چودہ حلقے کمند کے
مارے مینوش جادو تڑپی کہ حلقہ ہاے کمند جل گئے سمجھی کہ غضنفر پر سحر تاثیر نہ کریگا
ہمارے تیز رفتار کی کمر میں پنجہ دے کر لے اُڑی اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم مینوش جادو
غضنفر تیر و کمان سنبھال کر اُٹھے لیس ہو کر تیر مارا مگر مینوش جادو قندیل فلک ہو چکی
تھی تیر اس تک نہ پہونچا شاہزادہ غضنفر تڑپ کر رہ گئے فرمایا تحفہ جات تو بچے مگر میرے
رفیق شفیق لیے جاتی ہی رفقا جو سامنے بیٹھے تھے اُن سب سے فرمایا کہ قزاقوں کو تیار
کرو میں بارگاہ ہفت پیکر میں گھس جاؤنگا قزاق کمر بندی کرنے لگے مگر مینوش جادو
اُڑی ہوئی جاتی ہی اُدھر سے برقان برق وش آتی تھی اسنے آسمان سے دیکھا کہ
ایک ساحرہ ہمارے تیز رفتار کو پنجے میں دبائے ہوے لیے جاتی ہی برق بنکر کڑکی
تڑپ کر مینوش جادو پر گری مینوش کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ
چلی برفباری و سنگباری ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مینوس جادو بود اسی اندھیرے
میں ہمارے تیز رفتار پنجے سے مینوس کے چھوٹا برقان برق وش نے فوراً ہمارے
تیز رفتار کو روکا زمین پر آئی ہمارے تیز رفتار متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا اب جو
آنکھ کھلی دیکھا کہ لاشہ مینوش جادو کا پڑا ہی برقان برق وش مجکو سنبھال رہی ہی ہما
نے برقان برق وش سے پوچھا برقان نے سب حال بیان کیا کہ تمکو یہ ساحرہ لیے ہوے
جاتی تھی میں نے اسکو مارا آپس میں باتیں کرتے ہوے چلے کہ بوق ترکی کی آواز آئی ہما

و برقان برق وش نے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر گھوڑا چمکاتے ہوئے آتے ہیں اور اُن پر پل پڑے ہوئے تیغہ روئیں شگاف کھینچے ہوئے ہمائے تیز رفتار و برقان برق وش کو دیکھ کر ٹھہر گئے ہمائے تیز رفتار نے سب کیفیت بیان کی شاہزادہ غضنفر نے اسی وقت ہمائے تیز رفتار کو ساتھ لیا ایک تریلے میں آکر اُترے قراقون میں وہی جلسہ ہونے لگی واڑے بجنے لگے کسبیان آکے موجود ہوئیں سازندون نے ساز درست کیے ایک نازنین یہ غزل عاشقانہ بنا بنا کر گانے لگی نظم

اِس طرف سینۂ سپر عاشق مضطر نکلا
لیکے شمشیر اُدھر گھر سے ستمگر نکلا

تم نے خرما کے مجھے بوسۂ عارض نہ دیا
دل کا ارمان نہ کچھ وصل میں دلبر نکلا

صفِ عشاق نہ کیون درہم و برہم ہو جائے
میان سے یار کا اسوقت ہی خنجر نکلا

ابر میں ماہ نے منھ اپنا چھپایا جاکر
چاندنی رات میں جب وہ مہ انور نکلا

بلبل روح کو کیا ہو قفس تن میں قرار
باغ کی سیر کو ہی رشکِ گل تر نکلا

دست و پا ماہ جبینون نے نکالے ہیں بہت
پر زمانے میں نہ تیرا کوئی ہمسر نکلا

روغن باغ یہ جس وقت چلا وہ ترچھے
کسکے قامت کے مقابل نہ صنوبر نکلا

جس طرف شدت وحشت میں ہوا اپنا گذر
لیکے ہر طفل مرے واسطے پتھر نکلا

نوک مژگان کا ہون بسمل نہ میں تڑپون کیونکر
پار ہو جائے رگِ جان سے کے نشتر نکلا

کیون گدائی نہ کرے عاشق شیدا تیرا
دولت حسن سے تو تو لئے ہے تو انگر نکلا

رنگ بیدا جب نظر آتا ہے خدا خیر کرے
گھر سے قاتل ہے مرا ویسی ہی بنکر نکلا

استخوان جلتے ہیں ہوتا ہی سراپا جب
آہ جب میں نے کی شعلہ بھی برابر نکلا

شمع وے تپ فرقت سے جلایا ہے تاب
دل بدوانہ کا ارمان ہے جل کر نکلا

شاہزادہ غضنفر بیٹھے ہوئے گانا سن رہے ہیں وہاں ہرکارون نے جاکر یہ خبر ہفت پیکر کو پہونچائی کہ مینوش جادو نے جاکر بڑی کدو کوشش کی کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا آخر کو وہ ہاتھ سے برقان برق وش کے قتل ہوگئی ہفت پیکر نے کہا کہ یارو کیا غضب کی بات ہے کہ مسلمان تقدیر قدرت کو پلٹ دیتے ہیں ہفت پیکر نے جو یہ کہا دو شنین بیٹھی ہیں کہ نسیم و شمیم آکے جاتا ہے

نہایت حسین وجمیل ہیں یہ کہکر اُٹھیں کہ یا خداوندا ہم جا کر غضنفر کو لاتے ہیں عیاری بھی کرینگی
اور معروف سحر بھی ہوں پہلے تحقیقات جھین لیں پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے ہفت پیکر نے
کہا اے نسیم و شمیم جسقدر چاہو فوج لو تمھاری رائے پر یہ لڑائی موقوف ہے دونوں بہنوں نے باہر
نکلکر چالیس ہزار فوج کو ساتھ لیا طرف غضنفر کے چلیں صحرا میں آکر بیس کوس کا میدان لشکر
غضنفر سے الگ چھوڑا صحرائے سبزہ زار تھا وہاں بارگاہ استادہ کرائی شمیم کہ زیادہ خوبصورت
ہے شام کو اُسنے نسیم سے کہا بوا میں جاتی ہوں لشکر غضنفر کو دیکھ آؤں کوئی سحر بھی کر دونگی کہ
آپسمیں لڑیں بھائی کو بھائی قتل کرے بیٹے کو باپ قتل کرے باپ کو بیٹا مارے اگر صبح کو
غضنفر آئیں تو سب اُن پر بلوہ کریں نسیم نے کہا بوا شمیم سمجھکر جانا قریب نہ چلی جانا مشہور ہے
کہ اُس شخص پر سحر تاثیر نہیں کرتا تیغۂ دو مُیں شگاف اُسکے قبضے میں ہے انگشتر مہر و ماہ ہاتھ میں نسیم
نے شمیم کو بہت کچھ سمجھایا شمیم نے کہا بوا میں تم سے زیادہ سمجھتی ہوں میں سحر کا زناٹا چلا کر چلی آؤنگی
پاس جانے کی کیا ضرورت ہے یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوئی آتے آتے قریب لشکر غضنفر ایک پہاڑ
تھا اُسکے دامنے میں لشکر غضنفر اُترا ہے اُسی پہاڑ پر آکر شمیم ٹھہری قضائے کار غضنفر
برائے سیر لشکر گھوڑے پر سوار طرف صحرا کے جاتے ہیں شمیم کی نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان
کم سن آفتاب جمال خورشید مثال ہے ہر چند کہ ابھی سبزہ بھی آغاز نہیں ہوا مگر موچھوں پر تاؤ
پھیر رہے ہیں شمیم نے دیکھا پشت مرکب باد رفتار پر اس طرح سوار ہیں کہ جیسے انگوٹھی
نگ رکھا جاتا ہے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن کیا ہے مرکب صبا دم یہ بھی ضرور
خیال ہے کہ مقدمۂ صحرا ہے تیر و کمان ہاتھ میں ہے جہاں کوئی طائر بولا اُسکو تیر مار دیا اگر طائر تیر کھا کر
بھاگا تو تعاقب نہیں کرتے اس خوبصورتی سے جو غضنفر کو دیکھا بیقرار ہو گئی دل سے کہتی تھی
یہ کیا غضب ہوا میں تو اس شخص کو گرفتار کرنے آئی تھی خود مصیبت میں گرفتار ہوئی دیکھوں اب
اسکا انجام کیا ہو آخر بے اختیاری میں یہ اشعار عاشقانہ مصنفہ قمر زبان سے نکل گئے نظم

در بدر خاک بسر ہوگئے رسوا ہو کر	کیسے برباد ہوئے آپ کے شیدا ہو کر
آئیے آپ جو ہم خاک نشینوں کی طرف	عرش بن جائیں ابھی دامن صحرا ہو کر
چودھواں سال خدا خیر سے کاٹے تم پر	گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پورا ہو کر

بحر عالم مین یہ پستی و بلندی ہی عیان　　کشتیِ عمر بھی ڈوبی تہ و بالا ہوکر
لیلی خانہ نشین سے یہ کوئی جا کے کہے　　نجد مین قیس تڑپتا ہے اکیلا ہوکر
گالیان کوسنے دیتا ہی قمر کو کیا تو　　آج جو جو کہ ترے دل مین ارادا ہوکر

یقین تھا کہ لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوجاے مگر اپنے کو بمشکل سنبھالا چاہتی تھی پہاڑ سے کود پڑون پھر دل کو سمجھایا کہ جان دینے سے کیا نفع ہوگا ایسا نہو کہ ہوا کو خبر ہوجاے آئی تھی انکو قتل کرنے خود ذبح ہوگئی یہان غضنفر تھوڑی دیر اس صحرا مین ٹھہرے گھوڑا چمکایا کیے پلٹ کر اپنے لشکر مین گئے شمیم کی ذرا نگاہ پھری تھی کہ اس شیر کو بیشہ صحرا مین پایا گھبرا کے طاؤس پر سوار ہوئی جا چاہتی ہی اپنے لشکر مین جاؤن یاد زلف غلیلی نے گویا پاؤن مین زنجیر ڈالی ہی زمین پاؤن پکڑتی ہی کہ یہان سے نہ ہٹو یہین ٹھہری رہو کچھ دیر تک حضرت عشق سے اور عقل سے بحث ہوئی مجبور سرنگون غم سے کلیجہ خون پلٹ کر طرف اپنے لشکر کے چلی نسیم گھبرا رہی تھی کہ دیکھا ملکہ شمیم آتی ہی خیال کرکے صورت شمیم کو دیکھا چہرے پر ہوائیان اڑ رہی ہین چپ خاموش کچھ کہہ تو سکتی ہین نہین وہ پیاری پیاری صورت آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نسیم نے پوچھا کیون بوا شمیم خیر تو ہی شمیم نے کہا بہن کیا پوچھتی ہو کسواسطے گئے تھے کیا ہوا نسیم نے کہا بوا کیا ہوا شمیم نے قصد کیا تھا کہ بیان کرون حضرت عشق نے منع کیا کہ اری بیوقوف یہ راز محبت ہی اسکو چھپاؤ اظہار نہ کرو شمیم نے کہا بوا کچھ بھی نہین کچھ جو مین نے جا کر پہاڑ سے دیکھا تو غضنفر لشکر مین نہ تھا فراق کا بجا ہے تھے مین کسطرح گئی تھی مگر سحر بھی نہ کرنے پائی ناچار ہوکے پلٹ آئی نسیم نے کہا بوا تم کچھ اور کہتی تھین ہگر پلٹ پڑین آئینہ لیکر صورت تو دیکھو کیا حال ہو رہا ہی شمیم نے کہا بوا رات کا سناٹا کہین سے شیر کی آواز آئی تھی کہین بھیڑیے پھر رہے تھے بس دل ہٹا کچھ خوف بھی آیا آخر پلٹ آئی یہی حیرانی کا باعث ہی نسیم نے کہا بوا مجھ سے زیادہ باتین نہ بناؤ مجھکو تمھاری باتون سے ملال ہوتا ہی اور بھی کچھ خیال ہوتا ہی مگر کہہ نہین سکتی شمیم نے کہا بوا زیادہ نہ کہو دم بدم پریشانی پریشانی نہ کہو مجھکو ناگوار ہوتا ہی یہ کہکر جھلا کر اٹھی منھ لپیٹ کر پلنگ پر پڑ رہی نسیم نے ہرچند شگفتہ کیا کھانے کو کہا مگر شمیم نے یہی جواب دیا کہ بوا زیادہ نہ پوچھو ہمین ملال ہوتا ہی نسیم نے کہا بوا ہم بہتری کو پوچھتے ہین تمھین

کسقدر خیال ہی کہ بات کو چھپاتی ہو صاف صاف نہیں بتاتی ہو شمیم نے کچھ جواب دیا ٹلائی
سے منہ چھپا لیا نسیم بھی ایک کونے میں پڑ رہی رات بھر شمیم نے تڑپ تڑپ کے کاٹی جب گریبان
سحر چاک ہوا کنیزیں آفتابہ لیکر آئیں شمیم نے کہا ہم منہ نہ دھوئینگے زندگی سے ہاتھ دھوتے
ہوے ہیں نسیم نے سُنا کہا بوا منہ نہیں دھوتیں ٹہلتی ہوئی قریب آئی کہا بوا شمیم کل سے تم
جب سے پلٹ کر آئیں بے لطف ہو رہی ہو شب کو خاصہ بھی نہیں نوش کیا کچھ ثابت نہیں ہوتا
کہ یہ باعث کیا ہی ہمسے کچھ اظہار نہیں کرتیں قدرت نے جو کام سپرد کیا ہی اُسکی فکر بھی ضرور ہی تم تو
آرام کرو میں جاتی ہوں جا کر سحر کو کرا آؤں آپس میں مقابلہ شروع ہو جائے اور ایسے فوج والے
بدمزاج ہوں کہ افسر کو ستائیں افسر کو بھی مشکل پڑے شمیم یہ سنکر اٹھ بیٹھی کہا بوا تم بیٹھو ہم
وقت پر جائینگے تمھارا جانا بہتر نہیں نسیم نے کہا کار سرکاری کو آئے ہیں ہم بے فکر کیونکر بیٹھیں
ہر وقت یہی فکر ہی کہ کوئی کام کریں ہرکارے خفیہ نویس آئے ہونگے قدرت کو پرچہ لکھیں کہ لازمًا
خداوند نے یہ کام کیا ہم یہاں اسطرح ٹھہرنے کو نہیں آئے ہیں جیسے تم کل گئی تھیں اگر سحر اپنا
قائم کیا تھیں تو آج ضرور ظہور ہوتا شمیم نے کہا بوا تامل کرو ایک لمحہ بھر میں آفت برپا کر دینگے
تمکو یہ منظور ہی کہ دشمنوں کو غضنفر کے آزار پہونچے وہ صاحبقران اعظم کا نواسا ہی ایسا پریشان
کہ صحرا میں اُترا ہی کسی ملک پر اُسنے قبضہ نہیں کیا دیہات و قریات میں مقام کیا قدرت اُسسے
کیوں خفا ہیں طلسم کشا کی فکر کریں جتنی آسمان ہو مثل ہر لڑائی میں شکست حاصل ہوئی اُنکا
انتظام کریں تحفہ جات طلسم کشا سے چھین لیں علاوہ لوح کے تحفہ جات کیسے موجود ہیں مثل
کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر ان چیزوں کے نکالنے کی فکر کریں یہ چیزیں
قبضے میں آئیں اس بیچارے غریب صحرانورد کے ستانے سے کیا فائدہ ہوگا نسیم نے کہا بوا شمیم
تمھاری باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ غضنفر کی طرفداری کرتی ہو نام کس اعزاز و اکرام سے لیتی ہو
ہمکو خوف آتا ہی بس اب ہم ضرور جائینگے شمیم نے کہا بوا ہم تو تمھیں نہ جانے دینگے یہ مقدمہ
قدرت نے ہمارے سپرد کیا ہی نسیم نے کہا بوا کیا کروگی شمیم نے کہا اگر وہاں جاؤگی اور لشکر کا
اُنکے نقصان کروگی تو ہم ضرور روکینگے نسیم نے کہا میں تو ضرور جاؤنگی شاید ایسا نہ ہو کہ قدرت
خفا ہوں فرمائیں کہ یہاں سے تو اس زور و شور سے گئیں جنگل میں جا کر آئیں وہاں شمیم نے

جھلا کر کہا ہوا تم پلٹ جاؤ جا کر قدرت سے کہو کہ کچھ انتظام کریں میں صاف کہتی ہوں کہ غضنفر
کے مٹانے میں کوشش نہ کرو ورنہ باعث خرابی ہوگا نسیم نے جھولی پر ہاتھ ڈالا شمیم اٹھ بیٹھی
کھڑی ہو گئی کہا ہوا نسیم سحر کرو گی تو بہت پچھتاؤ گی چند کنیزیں جو کھڑی تھیں ایک کے منہ سے
نکلا کہ بی شمیم تمہاری باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غضنفر کی طرفدار ہو شمیم نے بڑھ کر ایک
طمانچہ مارا کہ سر کنیز کا اڑ گیا نسیم کے منہ سے نکلا کہ یوا تم نے کنیز کو میری مار ڈالا اسنے کیا خطا
کی تھی یہی کہا کہ غضنفر کی طرفدار معلوم ہوتی ہو اسپر تم نے اسکو طمانچہ مار دیا تو میں بھی یہی
کہتی ہوں کہ تم غضنفر کی طرفداری کرتی ہو شمیم نے کہا ہوا اگر تم یہ کہتی ہو تو میں تم سے لڑونگی
نسیم نے پھر جھولی پر ہاتھ ڈالا شمیم نے گولہ مار دیا نسیم نے اپنے کو بچایا بچا کے دوسرا سحر کیا
کنیزوں میں بلوہ ہوگیا جنگل میں سحر ہونے لگا درخت جل جل کے گرنے لگے صحرا میں ہنگامہ گرم ہوگیا
جب دو چار سحر آپس میں رد و قدح ہوئے شمیم نے جھولی سے کارد نکالی اسپر اسم سحر پڑھا انگلی
کاٹ کر خون اسپر ڈالا یا سامری کہکر نسیم پر پھینک ماری نسیم نے ہرچند اپنے کو بچایا نہ بچ سکی
چھری آنکر سینے پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار کر گئی لشکر میں کئی ہزار ساحر مر کر گرے کئی ہزار
جانبین کے کشتہ ہوئے شمیم نے اشارہ کیا لاشہ اسکا جنگل میں پھینکدو جسکو اسکا مرنا ناگوار
ہوا ہو ہمارے لشکر سے نکل جائے سب افسروں نے جو شمیم کو غصے میں پایا کہ حقیقی بہن کو مار ڈالا
سبنے گھبرا کے عرض کی جیسے ہم انکے تابعدار ویسے حضور کے تابعدار شمیم نے کہا ہم حکم عام دیتے ہیں
کہ ہمارے لشکر کا کوئی جا کر ہفت پیکر سے خبر نہ کرے جو مناسب جانینگے وہ کرینگے سب نے کہا حضور یہی
ہوگا مگر ہرکارے جو لشکر ہفت پیکر کے حاضر تھے خبریں لیکر بھاگے دربار میں ہفت پیکر بیٹھا ہے
تدبیریں کر رہا ہے جادوگر جمع ہیں صلاحیں ہو رہی ہیں ہفت پیکر کہتا ہے کہ یاروں میں خیال سکندری
میں چلا جاتا مگر وہ حکیم قارورہ دیکھنے والا بہت مغرور ہے کہا جاتا ہے کہ میں سجدہ کروں طریقہ اسکا خراب
ہے میں ساتوں پہاڑ پھوڑ ڈالتا دکھلاتا تھا اسنے ایک قصر کا انتظام کیا ہے لاش سکندر کو گلنے نہیں دیا
اگر قدرت کو منظور ہو تو سو برس کا مردہ قبر سے نکل آئے اور پھر زندہ رہے سب کہ رہے ہیں بجا ارشاد
ہوتا ہے مگر طلسم خیال سکندری میں بڑے بڑے ساحر جمع ہیں اور بڑے بڑے پہلوان جنکو اپنی جرأت پر
ناز ہے صاحبقران کے یہاں کوئی ایسا پہلوان نہیں جس وقت وہ قصد کرینگے تو لشکر صاحبقران نہ رہ

تھم نہ سکیگا نیرم سوسن پرست کہ حکیم پرست بھی اُسکو کہتے ہین بہت بڑا اُستاد ہے مرصد اول کے
وہی ہے سات قلعے اُسکے قبضے مین ہین ہر قلعے کا کوتوال الگ ہے بے تئی طرح کے رکھتے ہین اُس سے
بہرام فلک بھی مقابلہ نہین کر سکتا مرصد اول سے صاحبقران کو جانا دشوار ہو گا سالہا سال
انھین مین پھنسے رہینگے ہفت پیکر کہتا ہے مسلمان وہ بلا کے ہین کہ سب قلعون پر قبضہ کر لینگے
نیرم کو مہلت نہ دینگے میرا طلسم کہ عجائب و غرائب سے مملو تھا تباہ ہوا ممکن اب قدرت آکر قصر
عشرت پر چھے ہے یہان سے قدم نہ ہٹاؤنگی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے عرض کی یا خداوندا
شمیم نے نسیم کو مار ڈالا کل لشکر نے اُسکی اطاعت کی صحرا مین اُتری ہوئی ہے ابھی تک کوئی غضنفر
پر نہین کیا نسیم جلدی کر رہی تھی کہ مین جا کر سحر کرون اسی پر شمیم نے اُسکو مار ڈالا طریقے سے معلوم
ہوتا ہے کہ غضنفر کی طرفداری کرتی ہے جب تو بہن کو مارا ہفت پیکر نے جھلا کر کہا کوئی تم مین ایسا ہے کہ
شمیم کو پکڑ لائے سر دربار اُسکو سزا دیجائے کہ کیون بہن کو مار ڈالا ستمگر کش جادو ایک ساحرہ زبردست
بادہ نخوت سے مست کہ شمیم سے کد بھی رکھتی تھی اپنے مقام سے اُٹھی کہا یا خداوند کنیز جاتی ہے اور
شمیم کو بہ ذلت گرفتار کر لاتی ہے ہفت پیکر نے فوراً حکم دیا کہ جلد جاؤ شمیم کی مشکین باندھ کر لاؤ
ستمگر کش فوراً سوار ہوئی سن چکی ہے کہ چالیس ہزار ساحر اُسکے ساتھ ہین ساٹھ ہزار فوج کو لیکر چلی شمیم
نسیم کے قتل کے بعد اپنے مقام سے اُٹھی یاد مین غضنفر کی لڑکھڑاتی ہوئی ایک نخل کے نیچے آ کر بیٹھی
بیقراری کرنے لگی رو رو کر یکایکی ہرادی غضنفر ناداری کنیز بیقرار ہے صورت زیبا دکھائیے اتنو غضب کہ غیرت سے نظر

جان عاشق لی کسی نے کوئی رسوا ہو گیا	تنے مارا نام بیچاری قضا کا ہو گیا
اسکا رونا کیا کہ سو ٹکڑے کلیجا ہو گیا	ہان ستم ہو گا اگر خون تمنا ہو گیا
کب یہان ٹھہرا اگر آ بھی گیا وہ بے وفا	دل ہمارا ہجر مین تا صد تمھارا ہو گیا
جان نثاری کا ہماری جان ستانی کا تری	عاشقون مین شہرہ معشوقون مین چرچا ہو گیا
گر پڑا ہون تھام کر دل کو مین اُنکے سامنے	وہ بھی یہ کہتے ہوے دوڑے اسے کیا ہو گیا
آہی جاتا ہے لبون تک ضبط کتنا ہی کرین	شکوہ دلبر بھی کیا اپنا کلیجا ہو گیا
وہ نہ تھی نزع مین اپنی نگاہ یاس بھی	پارسا بے دید تک محو تماشا ہو گیا
مر کے ہم اُس در سے اُٹھے یا قیامت اُٹھ گئی	حسرتون نے سر پہ پیٹا حشر برپا ہو گیا

ہائے وہ کہنا کسی کا تم ہو دیوانے جلال　　ہوش میں بھی تھے کہ یاد آتے ہی سودا ہو گیا

بیقرار ہو رہی ہے کبھی پکارتی ہے ہائے آہ بھی ہماری بے تاثیر ہے قضائے کار غضنفر بن اسد یکہ و تنہا فقط ہمائے صبا رفتار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے صحرا کی سیر کرتے ہوئے اس طرف آ نکلے کہ اشعار کی آواز کان میں آئی کہا اے ہما یہ کون آفت کشیدہ رو رہا ہے کہ آواز سے دل کو بیقراری ہوتی ہے ہمانے رکاب کو چھوڑا گوش بر آواز ہو کر چلا سامنے آ کر دیکھا ایک مہ جبین گریبان چاک چہرے پر خاک ملے ہوئے تڑپ رہی ہے دمبدم یہی پکارتی ہے کہ اے شہریار کنیز رخصت ہوتی ہے آ کر مسیحائی فرمائیے بیمار عشق کی عیادت کر جائیے ہما دیکھکر پلٹا غضنفر کے پاس آیا کہا اے شہریار ایک نازنین مہ جبین بیقراری کر رہی ہے عقل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور پر عاشق ہے کئی مرتبہ آپکا نام لیا غضنفر نے کہا ہم بھی اُسکے عاشق ہیں یہ کہکے گھوڑا اڑھایا فرمایا کہ ہما تم ذرا مرکب سنبھالے رہو تو میں جا کے قریب سے دیکھوں ہمانے مرکب سنبھالا غضنفر ٹہلتے ہوئے سامنے آئے شمیم نے جو غضنفر کو آتے دیکھا اپنی خوش نصیبی پر فخر کرنے لگی پکار اُٹھی کہ اے رب بے نیاز اے کارساز کیا تیری رحیمی کا شکریہ کروں یہ خواب ہے کہ عین بیداری ہے کہ وہ شہریار سامنے آ گیا دل کی دھڑکن موقوف ہوئی اپنے مقام سے گھبرا کے اُٹھی غضنفر کی بلائیں لیں اُس نے بڑھ کر لیا کہا اے شہریار بارگاہ میں تشریف لائے غضنفر نے کہا اے ملکہ عالم میں خود تمہارا مشتاق ہوں شمیم نے چند کنیزوں کو بلایا کنیزیں شراب لائیں شمیم نے جام بھر کر سامنے کیا غضنفر نے ہاتھ کھینچا کہا اے ملکہ عالم اگر ہمسے محبت ہے تو ہفت پیکر پر لعنت کرو تو ہم شراب پئیں شمیم نے کہا اے شہریار میں پہلے ہی ہفت پیکر پر لعنت کر چکی ہوں اطاعت دین اسلام میں حاضر ہوں غضنفر نے جام پیا دوسرا جام بھر کر شمیم کو دیا شمیم نے بھی پیا ایک کنیز خوش آواز سامنے بیٹھکر اشعار عاشقانہ بصد سوز و گداز گانے لگی نظم

ہاں تا بکے میرے دل میں تری آرزو رہی　　بلبل رہی قفس میں نہ غنچے میں بو رہی

بے یار دل کی دل میں یہاں آرزو رہی　　ساقی نہ تھا سبو میں شراب سبو رہی

کھونے گئے کچھ ایسے تمہاری تلاش میں　　مدت تک اپنی آپ ہمیں جستجو رہی

میں سنا کچھ فروغ طور کو کہتا تھا خلق کچھ　　اس میں کلیم سے بھی بڑی گفتگو رہی

جیب صبری خاک پڑ گئی دامن جھٹک دیا　　کتنی تری گلی کی ہوا تند خو رہی

لگی تھی پرکشوں نے دعا منہ برس گیا
پایا گیا جگر میں نہ دل میں پتا لگا
آخر خدا ہی گھر دل مہجور ہو گیا
تم نے جو چار پھول چڑھائے تھے قبر پر
ممنون وصل میں ہوئے جوش جنوں کے ہم
داغ آسمان نے زیر زمیں بھی دیے ہمیں
اندھوں کی طرح شب کو ترے انتظار میں
کیا ایک آسمان ہی رہا ہے برخلاف

تر دامنی کی شکر خدا آبرو رہی
پیکان کی کسی کے بڑی جستجو رہی
امید کو نکال کے ایڑیاں تو رہی
جب تک ہوئے نہ خشک محبت کی بو رہی
زنجیر زلف یار کی طوق گلو رہی
بنکر چراغ گور تری آرزو رہی
تا صبح سر پٹکتی نگہ چار سو رہی
تقدیر بھی جلال ہمیشہ عدو رہی

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے شمیم کے دل میں کچھ خوف ہفت پیکر نہیں خاطر کر رہی ہے کہ لشکر میں ہنگامہ ہوا چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی واری ایک ساحرہ ساٹھ ہزار کا لشکر لیکر آئی ہے ایک دریاے سحر رواں کیا ہے آپ کے ملازم ڈوب رہے ہیں جا بجا بہتی ہے لشکر میں گھس آئے شمیم نے کہا ہفت پیکر کو خبر پہونچی خون نسیم نے سر کھینچا میں بھی جا کر دریا شاقی ہوں غضنفر تیغہ کھینچکر اُٹھے کہا ہے ملکۂ عالم تم تکلیف نہ کرو میں جا کر سمجھا دونگا جہنم میں اُسے پہونچا دونگا اگر ہفت پیکر بھی لشکر لیکر آئے تو کیا ڈر ہے شمیم نے بہت منع کیا مگر غضنفر نے نہ مانا تیغہ رویں شگاف ٹیک کر اُٹھے ہمارے دروازے پر سے پکار رہا ہے کہ اے قہرمان جلد باہر آئیے دریاے قہار جوش مارتا ہوا آتا ہے غضنفر نکل کر پشت مرکب پر سوار ہوئے گھوڑے کو اڑا کر قریب دریا پہونچے گھوڑے پر جو تازیانہ اُٹھایا گھوڑا تڑپ کر دریا میں جا پڑا جوں جوں گھوڑا چلتا ہے دریا خشک ہوا جاتا ہے یا سعد دریا کے ستم کش نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال دریا کو طے کرتا ہوا آتا ہے شمیم نے جو آکر دیکھا کہ نصف دریا غضنفر طے کر چکے ہیں ستم کش دو پتھر مارتی ہے مگر کچھ نہیں ہوتا آخر ستم کش تلوار کھینچکر دوڑی شمیم نے جو اس بار سے دیکھا تاب نہ باقی رہی آخر شمیم پر پرواز پیدا کرکے ستم کش کے سامنے آئی ستم کش نے ہاتھ تلوار کا مارا شمیم نے چاہا روکوں تلوار جو پڑی سر شمیم کا زخمی ہوا غضنفر نے جو دور سے دیکھا کہ قطرے خون کے ٹپکتے ہیں چہرہ گلنار ہو رہا ہے

معلوم ہوتا ہی کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہو للکارا کہ او ملعونہ خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا تو نے
غضب کیا کہ سر شمیم کا زخمی کر دیا مین آتا ہون تجھے سمجھا دونگا سرکشی کی سزا دونگا گھوڑا جھکا کر
ابر دریلے سے نکلے سامنے ستم کش کے پہونچے شمیم کو ہٹایا سینہ سپر کر کے سامنے ہوے
ستم کش نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تیغۂ رومین شگاف چمکایا ستم کش کی آنکھون کے
نیچے اندھیرا آگیا غضنفر نے وار اُسکا رد کر کے ہاتھ تلوار کا مارا ستم کش نے آواز دی کہ یا
خداوند بچانا چند طائر آسمان سے پیدا ہوے سر پر ستم کش کے لہرانے لگے مگر تلوار جو پڑی
طائرون نے اپنے گلے کٹوائے ستم کش کو بچایا ستم کش نے دونون پاؤن زمین مین مار کے
شمیم نے چاہا زمین کو سنگلاخ کردون کہ ستم کش کو نجانے دون ستم کش نے ہاتھ ہلایا کہ برق
چمکی شمیم نے اپنے کو بچایا اس عرصے مین ستم کش غرق زمین ہو گئی غضنفر وشمیم چلنے دریا کو
دیکھا کہ خشک ہوتا جاتا ہی تھوڑے عرصے مین دریا غائب ہوا شمیم غضنفر کو لیے ہوے بارگاہ
مین آئی غضنفر نے سر شمیم مین ٹانکے دیے شمیم نے عرض کی ای شہریار اب مین دربار ہفت پیکر
مین جانے کے قابل نہ رہی یقین ہی یہ ساحرہ اب وہان جائے غضنفر نے ہماے تیز رفتار
سے کہا جا کر دربار ہفت پیکر کی خبر لاؤ ہماے تیز رفتار جست وخیز کرتا ہوا چلا ستم کش
جا کر ایک صحرا مین نکلی کھڑی ہوئی کانپ رہی ہی دل سے باتین کرتی ہی کہ خداوند نے میرا نام
نہ لیا تھا مین دعوی کر کے خود آئی اور یہ ذلت اُٹھائی اب سامنے خداوند کے کیونکر جاؤن پھر
پلٹون جا کر لشکر غضنفر پر سحر کرون مگر برقان برق وش ایسی ساحرہ وہان موجود ہی ضرور سیاہ
ہو گی اُس سے مقابلہ ہوگا اگر شمیم جالندی نکلی تو اُسکو بھی روکنا پڑیگا وہ حاکم دربند
ہوش رُبا ہی اُسپر غالب نہونگی افسر لشکر جو ہی غضنفر بن اسد وہ صاحب تحفۂ جاشہ ہی ہاے
کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا معلوم ہوا کہ جان دینا پڑیگا یہ کھڑی سوچ رہی ہی ہماے تیز رفتار
چھپتا ہوا آتا تھا دور سے اُسنے دیکھا کہ نخل کے نیچے ستم کش کھڑی ہی کچھ سوچ رہی ہی ہما نے
کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا شمیم کی شکل بنکر تیار ہوا ستم کش کو دیکھا پکارا ای
ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جائیے اب میرے ذہن مین آیا کہ خداوند سے باغی ہو کر کہان رہونگی تمام دنیا مین
اُنکی عملداری ہی مین کہان رہ سکتی ہون مجھے چلکر قدرت سے ملا دیجیے خطا میری معاف کرا دیجیے

جب تم چلی آئیں تب مجھکو خیال ہوا کہ ہائے میں نے بڑا غضب کیا غضنفر کو دم دیکر نکال لائی طرف
دربار ہفت پیکر کے چلی تھی اب تمھارے ساتھ میں خطا معاف ہو جائیگی اسطرح کی باتیں کہتا ہوا
نزدیک ستم کش کے آیا ستم کش نے کہا ای شمیم جب قدرت کو معلوم ہوا کہ تم نے بہن کو مارا تو قدرت نے
کو بہت ناگوار ہوا پکار کر فرمایا کہ کوئی شمیم کا سر لائے میں نے قصد کیا شمیم نے کہا اب تو تمھارا
مطلب پورا ہوگا میرے ہاتھ باندھ کر سامنے قدرت کے لیچلو مگر سفارش کرنا یہ کہکے کہا لو خداوند
موجود ہے ستم کش پلٹی ہماے تیز رفتار نے حلقہ کمند کے مارے ستم کش گری ہماے تیز رفتار
نے حباب مارا ستم کش بیہوش ہوئی ہما نے سر کاٹ لیا رومال میں باندھکر لے بھاگا قہر سامری
ایک ساحرہ ہوا آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی تھی اُسکی نگاہ لاش ستم کش پر پڑی ہوا سے اُتر آئی
سر نہ تھا کیونکر پہچانتی لاشہ اٹھاکر تخت پر ڈال لیا بارگاہ ہفت پیکر میں آئی پہلے سجدہ کیا پھر لاش
پیش کی کہا یا خداوند یہ لاشہ جنگل میں پڑا تھا ابھی کسی نے سر کاٹا ہی میں نے نہیں پہچانا
کہ یہ کون ہی آخر لاش اُٹھا لائی ساحروں نے لباس سے پہچانا کہا ای قہر سامری یہ ستم کش
ساحرہ ہی برائے گرفتاری شمیم گئی تھی عیاران اسلام تو پھرا کرتے ہیں راہ میں کسی نے اسکو
مار ڈالا قہر سامری نے عرض کی شمیم سے کیا خطا ہوئی کہ جو قدرت نے اُسکی گرفتاری کا حکم
دیا ہرکاروں نے عشق غضنفر بیان کیا اور ستم کش کی بھی کیفیت ظاہر کی قہر سامری نے
عرض کی اگر کنیز کو حکم ہو تو شمیم کو گرفتار کر لاؤں ہفت پیکر نے کہا شمیم بہت بڑی گنہگار ہی
اگر تو شمیم کو گرفتار کر لائیگی وہ مرتبہ تیرا کرونگا کہ قہر ہفت پیکر نام رکھونگا سامری و جمشید
بندگان گنہگار تھے اُنکا خاتمہ کرکے ما بدولت نے دعوی خدائی کیا قہر سامری باہر نکلی دس
ہزار ساحروں کو لیکر چل نکلی یہاں غضنفر شمیم میں ٹانکے لگاکر بیٹھے ہیں گاہوں کو اشارہ
کیا ہی کہ ہماے تیز رفتار عیار آکر پہونچا سر ستم کش کا پیش کیا غضنفر نے حال پوچھا ہما
نے سب کیفیت بیان کی شمیم خوش ہوگئی کہا اے ہماے تیز رفتار بڑا کام کیا اسکا کھٹکا
مجھ پر شاق تھا یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ لشکر میں غل ہوا غضنفر نے ہما کو اشارہ کیا کہ دیکھو
تو غلغلہ کیا ہنگامہ ہی ہفت پیکر نے تار باندھ دیا ساحر پر ساحر چلے آتے ہیں ہفت پیکر
کو بڑا غصہ ہی ہما نے باہر نکل کر دیکھا کہ ایک ابر آسمان پر تیرہ و تار چھایا ہی رعد کی گرج

برفین چمک چمک کے گر رہی ہین ایک تھوڑی دیر مین برف کی سلین کرنے لگین عیارہ معاملہ دیکھکر پلٹا غضنفر سے بیان کیا کہ ایکسا ابر تیرہ وتار آسمان پر چھایا ہی اُس سے برف برس رہی ہی برف سے صدہا آدمی ٹھنڈے ہوے جس خیمے پر برف گری وہ خیمہ گرا وسکی بیش آدمی دب گئے غضنفر یہ سنکر اُٹھے تیغہ روئین اُٹھاکر قبضہ کیا انگشتر چمکاتے ہوے نکلے باہر نکل کر دیکھا کہ ابر چھایا ہوا ہی دمبدم اندھیرا بڑھتا جاتا ہی قسیم گھبرا کر اُٹھی کہتی ہوئی کہ ای شہریار آپ اکیلے نہ جائیے ایسا نہو کہ ساحر بلوہ کرین غضنفر نے باہر نکل کر کہا ای ہمائے تیز رفتار ایکطرف تم جاؤ دیکھو کہ یہ ابر کہان سے اُٹھا ہی اور برف برسانے والی کو ڈھونڈھاکرو مین بھی اسی فکر مین نکلا ہون جس مقام پر مین نے ساحرہ کو دیکھا مین اُسکی گردن لونگا انشاء اللہ سر کاٹ کر لاتا ہون قسیم نے عرض کی ایک جانب مین جاؤن آپکا تنہا جانا مجھپر شاق ہی ایسا نہو کہ ہزار دو ہزار ساحر بلوہ کرکے بحفاظت چھین لین اور حضور کو گرفتار کرلین تو مین کدھر کی رہونگی مین نہین پہچان سکتی کہ یہ سحر کسکا ہی غضنفر نے کہا ای ملکۂ عالم تم لشکر مین ٹھہرو موافق اپنے اختیار کے سحر کو برطرف کرو مین بہت جلد آتا ہون اور عیار ہمارا فرزند خواجہ عمرو ہی جاتے ہی پتہ لگا لائیگا یہ کہکر غضنفر نے گھوڑا اُٹھایا جو ہر مقام پر دیکھا کہ برف کے انبار لگے ہین خیمے گر رہے ہین مرنے کی ساحرون کے آواز آتی ہی دمبدم برف کو زلی ہی مینہ بھی برف کے ساتھ برس رہا ہی موسلا دھار پانی پڑ رہا ہے مگر جس طرف غضنفر گھوڑا بڑھاتے ہین اور انگشتر چمکاتے ہین پہاڑ برف کے پانی ہوکر غائب ہوے جاتے ہین بارش بھی انکے سر پر نہین ہوتی غضنفر راہ کو طی کرتے ہوے جاتے ہین مگر ہمائے تیز رفتار جو نکلا یہ تو عیار ہی ایک نخل کی آڑ لیکے دیکھا کہ پہاڑ پہ سے لکہ ہاے ابر اُٹھتے ہین اس ابر سیاہ مین آکر مل جاتے ہین برف برسنے کی ترقی ہوتی جاتی ہی اپنے کو برف سے بچاتا ہوا ٹھٹھا ٹھٹھا ہوا جاتا ہی مگر قہر سامری نے یہ کام کیا کہ لشکر جو ساتھ لائی تھی اسکو تو جنگل مین چھوڑا چند جادوگرنیان ہمراہ لیکر پہاڑ پر آئی روئی کے گالے جھولی سے نکالے اُسپر ایک پھانڈی برف کی رکھی پڑھکر دم سب سے پہلے اُڑا دیا جادوگرنیون سے کہا تم دمبدم ایسا سحر کرنا کہ یہ روئی کے گالے اُڑین اور ابر کلان مین جاکر ملین برف کو

ترقی ہوتی جائے مین شمیم کی فکر مین جاتی ہون اگر مین بھی پلٹ کے آؤن تو سحر کرکے گرفتار
کرلیا جو کوئی یہان آئے اُسکو حریف جانا ان ساتون جادوگرنیون کو بخوبی سمجھا کر آپ اُڑی
آسمان پر آکر حال لشکر شمیم دیکھنے لگی اسنے دیکھا کہ لشکر مین تو ہنگامہ ہی لوگ بھاگتے پھرتے ہین
کہ بیچ خیمہ سے غضنفر نکلا اُسکے بعد شمیم باہر آئین ایک طرف غضنفر گئے ایک طرف عیار چلا گیا شمیم
دروازے پر کھڑی رد سحر کر رہی ہین برف کے برسنے کو روکتی ہین قہر نے جو شمیم کو کھڑے ہوئے
دیکھا سحر کا حل کیا کہ اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے مین کڑک کر گری ایسی برق چمکائی کہ شمیم کی پلک
جھپک گئی قہر نے پنجہ کمر مین دیا شمیم کو لے اُڑی متوجہ ہوئے شمیم کی آنکھین بند ہوگئین بالا
آسمان آکر قہر نے آواز دی کہ ای شمیم وغیرہ چلی آؤ کام ہوگیا یہ دل مین سوچی کہ اگر یہ سحر قائم رہیگا
تو بندگان خداوند تڑپ تڑپ کے مرینگے افسر کو تو گرفتار کر لیا غرضکہ برف باری کو مٹایا اور شمیم کو
لیکر روانہ ہوگئی اب یہان کنیزون نے جو شمیم کو غائب ہوتے دیکھا اور یہ ثابت ہوا کہ قہر اُٹھا لیگئی
شور گریہ وزاری آپس مین بلند کیا سب رو رہی تھین کہ ہما جو پہاڑ پر پہونچا اسنے دیکھا کہ سامان سحر
تو رکھا ہی مگر کوئی اس مقام پر نہین ہی اور لشکر پر بھی دیکھا کہ اب برف باری نہین ہی عیار پہاڑ سے
اُترا راہ مین غضنفر ملے کہا ای شہریار اب واپس ہوجیے غضنفر وہما لشکر شمیم مین آئے دیکھا
کنیزین رو رہی ہین پوچھا ارے کیا ہوا سب نے حال بیان کیا کہا ای شہریار آپکے جانے کے بعد
قہر آکر گری اور ملکہ شمیم کو اُٹھا لیگئی غضنفر کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا کہ معشوق باوفا
ہمارے سبب سے یہ آفت آئی ای ہما جا کر دریافت تو کرو کہ وہان ملکہ پر کیا گذری اگر ہفت پیکر
کا ارادہ ہو کہ شمیم کو قتل کرے تو فوراً ہمکو خبر دینا جا کر اپنی جان دینگے مگر اُسکو لا دینگے یہ کہکر شاہزادہ
طرف لشکر کے چلا ہما نے نیز رو قنطورہ اسے زنبقی لگا کر طرف شہر ہفت پیکر کے چلا یہان
دربار ہفت پیکر جما ہوا ہی کہ قہر سامری لیے ہوئے شمیم کو پہونچی شمیم بیہوش ہی قہر نے عرض کی
یا خداوند شمیم کو بڑی ترکیب سے لائی ہون اسی طرح غضنفر کو بھی لاؤنگی حکم ہوا زبان مین سوزن دو
قہر سامری نے زبان مین سوزن دی اور ہوشیار کیا شمیم کی جو آنکھ کھلی ہفت پیکر کو تخت
پر دیکھا دربار جما ہوا ہی شمیم نے سر جھکا لیا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کہ کیون شمیم ہمنے
تمکو اس واسطے بھیجا تھا کہ تم نین مشکا کرکے بیٹھو اور ہمین کو قتل کرو اور کئی جادوگرنیان

تمھاری وجہ سے قتل ہوئین اب کہو اپنے کو کس حال میں باقی ہو اب بہتر یہ ہی کہ بطور قدیم
اطاعت کرو قدرت تمکو بہ عہدۂ معشوقی سرفراز کریگی تمھارے سر ہے یہ وزیر حسد کیے گی شمیم
نے دیکھا آواز دی او دیوث منحوس کیا بیہودہ بکتا ہی میں قید ہو کر تیرے دربار مین
آئی ہون قتل کا حکم دے یا قید کر تجھکو اختیار ہی مگر ایسی واہیات باتین نہ بیان کر کیا عہدۂ
معشوقی تیرے اختیار مین ہی خدا اس بے خبر پیشہ جرأت کو سلامت رکھے وہ ضرور مجھکو رہا کرے
جسکے آنے سے تو گھبرا جاتا ہی ہفت پیکر نے جھلا کے حکم دیا اے قہر سامری تم اسکو لیجا کر
قید کرو اپنی حفاظت مین رکھو لیکن یہ سمجھاتی رہنا کہ قدرت سے عذر کرے اور اطاعت
قبول کرے قہر سامری شمیم کو پکڑ باہر آئی ایک قصر مین لا کر قید کیا ناظرین پر واضح رہے کہ
ہمارے تیز رفتار بصورت مہمل دربار ہفت پیکر مین حاضر تھا سب معرکہ آنکھون سے
دیکھا قصد کیا کہ کسی طور سے اسکو رہا کرون مگر قہر سامری کو بہت ہوشیار پایا ناچار پلٹا
تا کہ شمیم جو قید خانے مین آئی زندان آفت مین مصیبت زنجیرین پہنے ہوے زبان مین سوزن
لا کر گا اٹھی نظم

آنکھ سے ہوتا ہی ظاہر جو ہمارے دل مین ہی
پردۂ محمل یہ کہتا ہی کوئی محمل مین ہی

کچھ تو نکلی ہی تڑپنے کی ہوس کچھ دل مین ہی
دم نہین لینے کا جب تک دم ترے بسمل مین ہی

میکدے کی خاک تک لے ڈالیے دل مین ہی
کس خرابی کی مٹی اپنی آب و گل مین ہی

نالہ جا پہونچا اثر تک اشک حسرت رہ گئے
قطع کی منزل جرس نے کاروان منزل مین ہی

کس خوشی سے خود گلا کٹوا رہی ہین حسرتین
عید قربان میرے دم سے کوچۂ قاتل مین ہی

مدعی عشق ہون مدت سے مین بھی غیر بھی
فیصلہ کر دیجیے جھگڑا حق و باطل مین ہی

آرزوے وصل ہی پوری ہو یا دل ہی سے گئے
کوئی بھی آخر کمال اس الفت کامل مین ہی

ہوش ابھی سے گم ہوے جاتے ہین راہ طلب
ساتھ والو نکلا یہ عالم پہلی ہی منزل مین ہی

قیس و لیلی دونون ہین نظرون سے غائب دشت مین
یہ بگولے مین نہان وہ پردۂ محمل مین ہی

ایک سی شوخی خدا نے دی ہی حسن و عشق کو
فرق بس اتنا کہ وہ آنکھون مین ہی یہ دل مین ہی

بے خودی نے دور رکھا وصل کی شب یار سے
آج بھی محفل سے مین باہر ہون وہ محفل مین ہی

نزع میں کسکی رکاوٹ کا تصور ہی جلال	سانس بھی چل چل کے رک جاتی ہی کس کشمکش میں

قہر سامری نے یہ اشعار سنکر کہا کیون ای شمیم قدرت عہدۂ معشوق دیتے ہین ایک شخص آوارہ
کوہ وصحرا اس پر عاشق ہوئی ہو کیا غضب ہی شمیم نے کہا ای قہر سامری یہ بیچارا ساحر کہ جسکے
منھہ سے بو آتی ہی اسکو مین قبول کرون یہ تو مجھ سے کبھی نہو گا قید مین جان دون گی مگر اس
بیچارا کو نہ قبول کرونگی لیکن ہمارے تیز رفتار یہ سب خبرین لیکر بھاگا یہان غضنفر اترے ہوے
ہین قزاق بیٹھے ہین دائرہ بچ رہا ہی مگر غضنفر یاد شمیم مین سرنگون بیٹھے ہین کہ عیار آکر پہنچا
اور عرض کی ای شہریار شمیم نے ہفت پیکر سے مردانہ وار گفتگو کی ہفت پیکر عہدۂ معشوقی
دیتا تھا شمیم نے جواب دیا کہ مین تجھ پر لعنت کر چکی ہون قید خانے مین بیقرار و بیچین ہین غضنفر
نے دیکھکر آواز دی ای رفیقان جانباز و ای یاران ہمراز آج لشکر ہفت پیکر پر شبخون مارینگے
رفیقون نے عرض کی آج بہت سا مال لوٹینگے خواہ دن کو چلیے خواہ رات کو ہم سب آمادہ
ہین جس وقت چاہیے چلیے غضنفر نے جو سب کو ثابت قدم کوے محبت پایا خوش ہو گئے
دن تو تڑپ تڑپ کے کاٹا شام ہوتے ہی بوق ترکی بجایا کہ ای قزاقان تیار شوید جیسے ہی
آواز دی قزاق کپڑے پہنتے لگے گھوڑے جنگل مین چرا کرتے تھے آواز بوق کی سنکر دوڑکے
اپنے راکب کے آگے آکر کھڑے ہوگئے غضنفر نے دوسری آواز دی قزاق پشت ہاے
مرکب پر سوار ہوے تیار ہوکر سامنے آئے غضنفر بوق ترکی لیکر چلے اسی ہزار قزاقون کا چلنا
گرد اڑ رہی ہی صحرا تمام تیرہ و تار ہو رہا ہی یہان لشکر ہفت پیکر مین سہمان فیل در کلانے
ہی ساتھ ستر ہزار سوار ساتھ ہین حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہی کہ دیکھا صحرا سے
گرد اڑی بوق ترکی کی آواز کان مین آئی گھوڑے بھڑکنے لگے گینڈون نے سوارون کو
گرا دیا اور طرف جنگل کے بھاگے سہمان یہ معاملہ دیکھکر گھبرایا گینڈے کو بڑھا کر لشکر سے نکلا
دیکھا ایک جوان گلیمن گھوڑے کو اڑاتے ہوے آتا ہی پشت پر اسی ہزار جوان تیغہاے برہنہ
کھینچے بوق ترکی سب کے ہاتھ مین وہ جوان سب کے آگے ہی سہمان نے گینڈا بڑھایا آواز دی
او جوان کہان آتا ہی یہ لشکر خداوند ہفت پیکر ہی اگر اسمین آئیگا تو زندہ بچ کے نہ جائیگا منم
سہمان فیلدر منظور نظر خداوند ہفت پیکر غضنفر نے جو دیکھا ایک جوان فیل پیکر گینڈے

کو اڑا کر آتا ہے غضنفر نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی سامنے سے ہٹ جا تیری قضا مجھکو لائی ہے
کیوں شامت آئی ہے سہمان فیلدر نے لپک کر نیزہ مارا غضنفر نے خم ہو کر نیزہ اسکا خالی دیا اپنا نیزہ
اٹھایا اسکو بہکان دیکر سینۂ سہمان پر رکھا سہمان نے سینہ بچایا غضنفر نے نیزے کو کن دیکر
آنکھ پر گینڈے کی مارا کہ ہاتھ بھر نیزہ گینڈے کی آنکھ میں اتر گیا نیزے کو ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے
نے سہمان کے چیخ مارا سہمان تو گینڈے کے روکنے میں مصروف ہوا غضنفر نے تیغہ
رومین شگاف کھینچا سہمان پر برس پڑے چند زخم کھا کر سہمان گینڈے سے کودا گینڈا تو ویسے ہی
جان سے بیزار تھا کہ آنکھ میں گینڈے کی نیزہ اترا ہوا تھا ایک جانب بھاگا کئی سواروں کو پامال
کیا غضنفر نے جو سہمان کو پیدل پایا اور پانچ چار ہاتھ مارے آخر سہمان فیلدر مارا گیا تمام
قزاق لشکر پر آپڑے بوق ترکی بجا رہے ہیں اہل فوج ہفت پیکر بھاگ رہے ہیں ساتھیوں
نے جا بجا سواروں کو لوٹتے ہوئے دیکھا کمر سے فلیتے بارود کے نکالے خیموں پر پھینکنے لگے خیمے
جلنے لگے کئی ہزار خیمہ جلا دیا جو خیمہ جلا کر قزاق لوٹ رہے ہیں مگر غضنفر سہمان فیلدر کو
مار کر جو پلٹے طرف خیمۂ قید خانے کے چلے دور سے دیکھا کہ قہر سامری دروازے پر بیٹھی ہے
کئی ہزار کنیزان قہر سامری ٹہل رہی ہیں غضنفر نے سامنے آکر بوق ترکی بجایا قہر سامری نے
للکارا او جوان ادھر نہ آنا برقان برق وش کہ اسوقت پہ جاگ رہی تھی [illegible]
قہر سامری ہٹتی نہیں اگر ہٹیں اور شمیم کو رہا کر دیں اب جو غضنفر کو آتے ہوئے دیکھا بیتاب
ہو گئی کوئی [illegible] آواز دی ترچھی نگاہ سے لگی غضنفر نے جو دیکھا کہ
برقان برق وش لڑ رہی ہے تو گھوڑا اڑا کر جا پڑے قہر سامری کو للکارا قہر سامری نے بڑھکر تبر لیا
غضنفر نے [illegible] تبر خالی ہو کر گرا قہر سامری نے کئی [illegible] غضنفر کو
دفع کرتے ہوئے قریب قہر سامری پہونچے [illegible] برقان نے کنیزوں کو مار کر بھگا دیا
دروازہ کھول کر اندر قید خانے کے آئی قہر سامری نے جو دروازے کی آہٹ پائی پلٹ کر دیکھا
کہ برقان برق وش اندر قید خانے کے پہونچ گئی اب ناچار ہے کہ غضنفر قریب آگئے اپنے
کو زمین پر گرا دیا پر پرواز پیدا کر کے اڑی غضنفر نے کمان کیانی دوش سے اپنے اتاری
قہر سامری بلند ہو چکی تھی برقان برق وش نے شمیم کی زبان سے سوزن نکالی شمیم نے

سوزن نکلتے ہی سحر کیا کہ زنجیر تک کر گرن ساحرہ برقان برق وش کے قید خانے سے نکلین
غضنفر نے کئی تیر قہر سامری پر مارے مگر قہر سامری قندیل فلک ہو چلی تھی اُس تک تیر
نہ پہنچے قہر سامری نکل گئی مگر شمیم جادو نکلتے ہی بلند ہوئی بلندی پر آکر سحر کرنے لگی
برقان اُڑی تیز چلی گئی رہی ہو جس غول پر گری دس بیس کو قتل کیا اور پھر بلند ہوئی قضا کے رنگ
سہراب مبیق ہزار جاہ و گردن کو لیکر نکلا ہی انتظام کر رہا ہی برقان جو اُسکے غول پر آکر گری
کئی سو کو قتل کیا چاہا بموجب عادت قدیم بلند ہو جاؤن سہراب جادو نے گوز مار دیا برقان تو
اور ہی خیال مین تھی رڑ لڑا کر زمین پر گری سہراب تلوار پکڑ کر جھپٹا کہ اس ساحرہ کا سر کاٹ لون
شمیم نے دور سے دیکھا بیقرار ہو گئی جی مین کہتی ہو برقان نے مجھپر احسان کیا مین اُس کو
بچاؤن سامنے آکر سہراب کے آواز دی ای سہراب ذرا ہمارے سامنے آؤ ہم سے آنکھیں
چار کرو سہراب نے جو سر اُٹھایا ایک مہ جبین کو دیکھا کہ بڑی بڑی آنکھین اُس پر رسیلی
معلوم ہوتا ہی صناع ازل نے سولی کو تکمہ بھر دبے ہین سر و قد۔ خورشید خد شمیم نے نگاہ
سحر آلود سے اشارہ کیا ای سہراب ہمکو نہین پہچانتے ہم مدت سے تمھارے مشتاق ہین
تم ہماری جانب دیکھتے بھی نہین یہ کلمہ جو مسکرا کر شمیم نے کہا سہراب دیوانہ ہو گیا چہرہ سُرخ
ہوا آنکھین اُبل آئین بے اختیار پکار اُٹھا **نظم**

کیون اُٹھے ہم افتادہ تری راہ گذر سے — واللہ گرے جاتے ہین اپنی ہی نظر سے
ہم کعبے مین آکر یہ دعا کرتے ہین ای شیخ — بت پیکے نکلے کوئی اللہ کے گھر سے
لو بندے کیے لیتے ہین ہم دیدۂ مشتاق — اب دیکھین تو آجاتے ہو تم دل مین کدھر سے
اُس دل مین وہ آتے ہین جو دل بیٹھ گیا ہی — تعظیم کو اُٹھ کہدے کوئی درد جگر سے
نکلین گے تری بزم مین ارمان دلی کیا — دم بھی تو نکلتا نہین ظالم ترے ڈر سے
قدمون پہ ترے لیکے گری خواہش تقدیر — صد شکر بڑا بوجھ یہ اُترا مرے سر سے
جیتے رہو اتنی تو دعا یار کو دینا — خوش ہو جو وہ قاصد مرے مرنے کی خبر سے
مین دیدۂ دل فرش رہِ دوست کرونگا — پھر دل سے اُتر جاؤن کہ گر جاؤن نظر سے
ڈر ہی یہ شب وصل مین اسبے خودی شوق — تو مجھکو نکالے نہ کہین یار کے گھر سے

جانے ہو دم نزع عیادت کو کسی کی	اللہ بچائے تمھیں حسرت کی نظر سے
بولا وہ جلال اتنا تو سُنکر تری فریاد	سُنتا تو کہ یہ آتی ہے آواز کدھر سے

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے شمیم کے آیا شمیم نے کہا ای سہراب تیرا مثل نہین ہے
تو پہلوان بے نظیر ہے تیرا زور وشور مشہور ہی یہ کہکر دوپٹے سے ایک رشتہ نکالا گلے مین سہراب
کے باندھ دیا کہا کہ یہ رشتۂ محبت ہی اسکو نہ توڑنا دربار مین ہفت پیکر کے جا کر بیٹھنا جب
سردار اسکے آ چکین تو بسہولیت قریب اُسکے تخت کے جانا کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لینا
اور زمین پر دے مارنا ہم اُسی وقت تمھارے پاس آئینگے یہ سُنکر سہراب خوش ہو گیا شمیم
سہراب کو رخصت کر کے قریب برقان کے آئی برقان برق وش کو ہوشیار کیا کہا بوا چلو
برقان برق وش شمیم بلند ہو کر دیکھا غضنفر لڑ رہے ہین صد ہا خیمے جلا دیے اب غضنفر
چاہیے ہین نکلجاؤن شمیم نے جو آکر صورت دکھائی عیارون نے بھی خبر پہونچائی کہ شمیم رہا ہو گئین
برقان برق وش نے رہا کیا غضنفر نے بوق ترکی بجایا کہ ای قزاقان بدرود یہ جیسے ہی
غضنفر نے بوق ترکی بجایا سب قزاق جمع ہوے غضنفر نے کہا یارو جس واسطے آئے تھے
وہ مطلب حاصل ہو چکا اب نکل چلو قزاقون کو غضنفر یہ حکم دے کے ایک طرف لڑتے ہوے
چلے محراب کمان کش ایک پہلوان ہی اُسنے جو خبر سنی کہ غضنفر نے آکر شبخون مارا شمیم کو رہا
کر کے لیے جاتے ہین سہمان اُسکے ہاتھ سے قتل ہوا محراب گینڈے کو بڑھا کر چلا کہ مین
غضنفر کو نہ جانے دونگا بڑا ناز کریگا کہ مین نے اتنے بڑے لشکر پر شبخون مارا قیدی کو
چھڑا کر لے گیا یہ کہکے بڑھا ساٹھ ہزار فوج کا افسر ہے فوج بھی ساتھ ہوئی سامنے آکر دیکھا
اب غضنفر راہ طے کر لشکر سے نکل جا چکا ہی جا بجا بازارین لٹی پڑی ہین بنیے بقال دہائی
دیتے پھر رہے ہین دوکان دارون کو تسکین دیتا ہوا چلا ہر ایک سے کہتا ہی کہ یارو جن لوگون
نے تمپر بدعت کی مین اُنکے افسر کا سر لاتا ہون جب محراب نے دور سے دیکھا کہ غضنفر جاتا ہی
سب قزاق گھیرے ہوے ہین پکار کر آواز دی ای جوان تو نے غریبون کو لوٹا یہ بڑا غضب
کیا ان غریبون نے کیا کیا مین تجھ سے بدلہ ضرور لونگا غضنفر یا تو جاتا تھا یا پلٹ پڑا رفیقون نے
کہا بھی مگر غضنفر نے نہ مانا قزاقون نے عرض کی ای شہریار بکتا ہی بکنے دیجیے غضنفر نے کہا

اپنے مقام پر کہیگا کہ نبیرۂ صاحبقران بھاگ گیا اگر ہمارے ہمچشم سنیں گے تو وقت طعن و تشنیع
کرینگے میں ابھی اس یاوہ گو کا سر لاتا ہوں یہ کہکے مرکب بادپیما بڑھایا سامنے محراب کے پہونچے
محراب جھومتا ہوا قریب آیا نگاہ و برزن ہوئے چار قدم گینڈا محراب کا ہٹا جاتا قدم مرکب غضنفر
کا لیکن غضنفر نے نیزہ اُٹھایا محراب نے جلدی کرکے نیزہ مار دیا غضنفر نے نیزہ کو نیزے
کی سنان پر روکا جیسے ہی وہ نیزہ مار کر پلٹا غضنفر نے نیزے کو کن دیکر گینڈے کی آنکھ پر مار دیا
گینڈے نے چیخ مارا غضنفر محراب پر برس پڑے اتنے تلوار کے ہاتھ مارے کہ محراب اپنی جان سے
بیزار ہوگیا گینڈے نے پٹک دیا غضنفر نے آکر ہاتھ مارا کہ محراب کے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ والے
تلواریں کھینچکر آپڑے قزاقوں نے مار کر سبکو بھگا دیا اسباب اس فوج کا بھی لوٹا گھوڑوں
پر اسباب لدا ہوا غضنفر جاتے ہیں کہ ہفت پیکر اپنی بارگاہ سے گھبرا کر نکلا پوچھا کیوں
یارو یہ کیا ہنگامہ تھا سب نے عرض کی غضنفر نے آکر شبخون لشکر خداوندی پر مارا شمیم کو
رہا کرلے گئے خاص شمیم کے واسطے آئے تھے کئی پہلوان قدرت کے قتل ہوئے جسنے قصد
کیا وہ مارا گیا یا خداوندی بندہ آپ نے عجب طرح کا بیباک پیدا کیا ہو کہ نئے طور سے لڑتا ہے
کیسا ہی پہلوان مقابلے میں جائے مگر غضنفر اُسے مار لیتا ہے کوئی اُسکے ہاتھ سے نہیں بچا
وہ لٹیرے اُسکے ساتھ ہیں کہ سب بازاریں لوٹ لیں بازار بزازان میں ہنگامہ ہو رہا ہے
ہفت پیکر نے پکار کر کہا کہ یارو تم میں کوئی ایسا ہے کہ اس دیوانے کو نہ جانے دے اور گرفتار
کرکے لاوے صفیر جادو کہ سامنے کھڑی تھی جاکر قریب آئی کہا یا خداوندا ابھی جاکر میں
غضنفر کو لاتی ہوں بی برقان و شمیم جو ساتھ ہیں اُنکی کیا حقیقت ہے ان دونوں کو بھی
گرفتار کرونگی مشکیں باندھکر لاؤنگی بقدر غضنفر میں تدبیر کرونگی اگر تدبیر چل گئی تو گرفتار
کرلائی ہفت پیکر نے کہا جس طرح بنے شمیم کو لاؤ قدرت شمیم پر عاشق ہیں صفیر نے
کہا شمیم کو لے ہی کر آؤنگی یہ کہکر صفیر چلی قریب آکر آواز دی اے غضنفر کہاں جاتے ہو
ٹھہر جاؤ برقان برق وش و شمیم اڑی ہوئی جاتی تھیں دیکھا کہ ساحرہ پکارتی ہوئی آتی ہے
غضنفر کو روک کر کہا حضور نہ جائیں ساحرہ کا سامنا ہے میں اس سے سمجھ لونگی یہ کہکر برقان
برق وش تڑپ کر سامنے آئی للکار کر آواز دی او مکارہ وہ مرد بہادر ہے تجھ ایسی کے مقابلے

مین آکر کیا کرینگے صفیر نے گولہ مارا برقان نے گولا کاٹا دو چار سحر آپس مین رد و قدح ہوے
کہ صفیر نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر مارا خون لیکر پھینک مارا برقان پر جو خون پڑا ہاتھ اکڑ
گئی صفیر نے چاہا اُٹھا لون کہ نعرہ ہوا شمیم جادو خبردار برقان کو نہ اُٹھانا جھپٹ کے
سوتیون کو مالا مارا موتی جو ٹوٹے ایک موتی صفیر پر گرا صفیر کو معلوم ہوا کہ مجھپر پہاڑ گرا
ادھر کو اُسی طرف زمین کے جلی تھی کہ زمین سے ایک زنگی پیدا ہوا اُسنے صفیر کو سنبھالا
پیالہ گل مین پانی تھا منھ پر صفیر کے چھینٹا مارا جب صفیر کے ہوش درست ہوے زنگی تو
غائب ہوگیا صفیر نے پکار کر آواز دی اے کنگریز قوت بخش آج کہان ہو کہ وقت پر نہین آتین
مجھے اس دشمن کے ہاتھ سے بچاؤ یہ صفیر نے آواز دی نخل جو سامنے تھا اُسکی بیچ سے ایک
نازنین گلنار پوش پیدا ہوئی اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی نازو کرشمہ بات بات مین پکار کر
آواز دی لو شمیم یہ اشعار مین نے یاد کیے ہین ذرا سن لو پھر تمہین اختیار ہی شمیم اُس
نازنین کو دیکھکر ٹھہر گئی وہ نازنین یہ اشعار پڑھنے لگی

نظم

کوئی شیشہ نہین اے رونق محفل ٹوٹا — آہ کی ٹھیس لگی آبلۂ دل ٹوٹا
پھیلا دام مین صیاد رہائی معلوم — باغ سے رشتۂ امید عنادل ٹوٹا
گھورتا ہی نگہ قہر سے کیا پھر پھر کر — کیا مرے ذبح مین خنجر ترا قاتل ٹوٹا
قطرۂ زلف نہانے مین جو ٹپکا سر سے — مین یہ سمجھا کہ ستارہ لب ساحل ٹوٹا
مخلصی زور جنون سے ہوئی حاصل ہمکو — ایک ہی جھٹکے مین ہر بند سلاسل ٹوٹا
کس بلا کی یہ صدا تھی کہ جگر پانی ہی — دوڑو تاخیر نہین ہاے کہین دل ٹوٹا
امتحان قوت بازو کا کیا جب کہ نسیم — شکر صد شکر کہ تنکا بھی بمشکل ٹوٹا

یہ اشعار جو اُس نازنین سے شمیم نے سنے جھومنے لگی چہرہ سرخ ہوگیا بڑھ کر کہا اے صفیر کہ
تو مجھکو خدمت خداوند مین بھیجے اور خطا معاف کرا دے تو بڑا احسان ہی مین قدرت کیواسطے
تڑپتی ہون بڑے افسوس کا مقام ہی کہ قدرت تو مجھپر مائل ہون تیغ ابرو کے گھائل ہون
اور مین اُنکا حکم بجالاؤن سب طرح پر براے خدمتگاری موجود ہون صفیر نے کہا اے
شمیم قدرت نے تمکو بلایا ہے جلد یاد فرمایا ہی برقان برق وش کو بھی لے لو اور میرے

ساتھ چلو مین صفائی کردونگی تمھاری وجہ سے بڑے فساد برپا ہوے شمیم نے کہا مین تو قیدی
تھی یہ طفل بے ادب مجھکو رہا کرنے آیا اور شبخون مارا صدہا بندگان خداوند قتل ہوے
یہ کہکے برقان برق وش کو ہوشیار کیا برقان برق وش جو اٹھی چاہا کہ تڑپ کر صفیر
پر گردن صفیر نے آواز دی ای گل ریز انکو بھی لینا اُسنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ پھول
برسنے لگے بو پھولون کی دماغ مین برقان برق وش کے پہونچی مثل شمیم تھی ہاتھ
باندھکر بڑھی کہا ای صفیر چلو ہم دونون کی صفائی تمھارے ہاتھ ہی صفیر نے چاہا دونون
کو لیکر چلون کہ غضنفر نے مرکب بڑھایا للکار کر آواز دی او صفیر تو نے بڑا دام مکر پھیلایا کہ
ان ایسی شاہزادیون کو اپنے دام مکر مین لائی مین کیا تجھے بے قتل کیے زندہ چھوڑونگا
صفیر نے کہا صاحبزادے اُن پر تمھارا اور چلتا ہی جو تم پر عاشق ہوئی ہین مین نگاہ
بھی تیر نہین ڈالتی ہزار جتن سے کرونگی گرفتار کرکے تمکو لیجاؤنگی بس اب پلٹ جاؤ
اسی پر تمکو ناز ہی کہ تم پر سحر تاثیر نہین کرتا اسوجہ سے باتین بناتے ہو مین فوج خداوندی
کو اشارہ کردونگی حملہ کرکے تمکو گرفتار کر لینگے یہ کہکے فوج کو آواز دی کہ اس جوان کو گرفتار
کرو کل فوج نے حملہ کیا غضنفر نے قزاقون کو اشارہ کیا کہ ای قزاقان بزنید قزاق
جا پڑے اب تک کوئی افسر نہ تھا ہفت پیکر سامنے کھڑا تھا اس نے جو اشارہ کیا
قزاق گھس گئے ساٹھ لاکھ فوج مین اسی ہزار کی کیا حقیقت ہی قزاق رات کے لڑنے
والے اب جو صبح ہوئی جو جہان گھرا وہان گھرا غضنفر لاکھ لاکھ کد و کاوش کرتا ہے
لیکن کچھ بن نہین پڑتا اگر دس کو بچایا اور حملے سے نکالا تو بیس گھر گئے قزاق
قتل ہونے لگے ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے لشکر تم مین
انبوہ گزند ہوا اس شب کو رستم نے اپنے لشکر کا طلایہ دیا ہی طلایہ دیکر پلٹے ہین کہ ہرکارون
کو آتے ہوے دیکھا پوچھا کیون ای نامیان وغیرہ خیر تو ہی عرض کی ای شہریار غضنفر نے
شب کو آکر شبخون مارا تھا لاکھون کو قتل کرکے نکل آئے تھے مگر صفیر جادو نامے ایک
ساحرہ آئی تھی اُسنے برقان برق وش و شمیم کو علم سحر سے مطیع کیا غضنفر مع لشکر
لشکر کفار پر جا پڑے فوج تو بے حد و بے حصر ہی جا کر لشکر کفار مین گھر گئے یقین کامل ہی

اگر دشمن اُسکے گرفتار ہو جائیں ہم صاحبقران کو خبر کرنے جاتے ہین رستم بیقرار ہو گئے گھوڑے
پر سوار ہوے گھوڑا طرف لشکر کفار کے چلا سماک نے بڑھکر لشکر مین آواز دی سب لشکر تیار
ہوا سب سے پہلے آفتاب فلک سیر تیار ہوا باہر نکل کے دیکھا کہ آقا روانہ ہو گئے یہ آفتاب
بن کے اُڑا رستم سے پہلے پہونچا آتے ہی آفتاب نے گرمی دکھائی وہ شدت گرمی کی ہوئی
کہ سب بھڑکنے لگے غبار زرد اُڑنے لگا ساحر جلکر گرنے لگے لشکر مین جو یہ ہنگامہ ہوا غضنفر
نے مہلت پائی ایک طرف سے رستم کے نعرے کی آواز آئی ایک طرف سے طلبور گرڈ گرایا عیوق
و جاروق آکر گرے کہ آفتاب سحر کرتا ہوا قریب صفیر کے پہونچا للکارا کہ او مکارہ کہاں جاتی ہی
منم آفتاب فلک سیر صفیر نے گولہ مارا آفتاب ہٹا آفتاب فلک سیر ظاہر ہوا کڑک کر
صفیر پر گرا کہ صفیر کے دو ٹکڑے ہوے اور رعد بلند ہوئی کشتی مرا نام من صفیر جب دو بود
شمیم و برقان برق وش کو ہوش آیا ہوش آتے ہی لڑتے نکلیں جسپر گرین اُسکے دو ٹکڑے
کیے برقان برق وش تڑپ کر قریب غضنفر پہونچی کہا اے شہریار اب نکلیے ہفت پیکر سامنے
کھڑا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی آپ کے ماموں صاحب طلسم کشا کل فوج کو لیکر آ گئے غضنفر
نے کہا اے برقان برق وش یہی تو مشکل ہی کہ ماموں جان برائے مدد آئے ہین اب مین کیونکر
جا سکتا ہوں جب ماموں جان جالین تب جاؤں انتہا یہ ہی کہ اُنکے ساتھ نکل جاؤں اگر
قبل نکل جانے مین فرمائینگے کہ دیوانہ اپنی جان بچا کے نکل گیا بھائی صاحب کو ناگوار ہوگا
ہم اُنکی بات کا جواب نہ دے سکینگے برقان برق وش خاموش ہو رہی جب
ہفت پیکر نے دیکھا کہ صفیر قتل ہو گئی شمیم رہا ہو گئی بلکہ جنگ مین مصروف ہی وزیروں سے
کہا تمھاری کیا صلاح ہی اب طبل بازگشت بجوا دین سب نے عرض کی اگر جلد طبل امان بجوائیگا
بہتر ہی دیر کیجیے گا تو اور زیادہ لوگ مارے جائینگے ابھی پرچہ اخبار گذرا ہی کہ چار لاکھ آدمی مارے
گئے اور اہل اسلام کا موے جسم میلا نہین ہوا یہ سُنکر ہفت پیکر نے کہا طبل امان پر چوب پڑے
اُسی وقت طبل امان بجا لشکر پلٹے رستم پلٹ کر کنارے پر لشکر کے ٹھہرے کہ غضنفر سے ملاقات
ہوگی تو خیر و عافیت پوچھین گے غضنفر پلٹے ہوے آتے تھے رستم کو جو کنارے پر
دیکھا گھوڑا پھیرا دوسری جانب سے نکلے رستم نے آواز بھی دی کہ غضنفر ہم سے

ملاقات کرتے جاؤ غضنفر نے دور سے سلام کیا اور گھوڑا بڑھا کر روانہ ہوے رستم نے
اپنے سرداروں سے کہا اس دیوانے کے حرکات دیکھیے کہ ہمکو دیکھکر پلٹ گئے اور طرف سے
روانہ ہوے ادھر نہ آئے وہ ہمکو دشمن جانتا ہی ہم جو مدد کو آئے اسکو ناگوار ہوا اگر ہم رہتے
تو دن بھر گوارا رہتا سرداروں نے عرض کی ای شہریار آپ اُنکے بزرگ ہین آپ کی مدد پر کیا
آزردہ ہونگے رستم نے کہا وہ سب کو ویسا ہی سمجھتا ہی یہ کہتے ہوے لشکر کو لیکر روانہ ہوے
ہرکاروں نے خبر صاحبقران کو پہونچائی کہ اسطرح غضنفر شبخون مارکر آتے تھے راہ مین بھی
رستم مدد کو پہونچے پلٹے ہوے آتے ہین صاحبقران نے سرداروں سے فرمایا کہ صاحبو
بڑے غضب کی بات ہی غضنفر تو دیوانہ مشہور ہی رستم کیون دیوانے ہوے چاہیے تھا
کہ ہمکو خبر کرتے خدا اس لڑائی کا انجام بخیر کرے فوج ہفت پیکر بے انتہا ہی خدا ان
سب دلیروں کو بچائے روز سیاہ مجھکو نہ دکھائے۔ فرما کر چاہتے تھے کہ بارگاہ مین جائین
کہ سامنے سے رستم آئے رستم نے آکر سلام کیا بیٹے رستم کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای نور نظر غضنفر
تو دیوانہ مبتلا ہی اپنے رفیق کا اُسکو چھوڑنا منظور تھا اُسنے آکر شبخون مارا تم بلا تکلف
چلے گئے ہرچند کہ تم وہی ہو کہ فرنگستان مین تخت مرزوق اُلٹ دیا مگر فوج ہفت پیکر
بے حد ہی خدا نخواستہ اگر دشمن گھیر جائین تو کیسی مشکل ہو مین آٹھ پہر دعائین کرتا ہون
کہ پروردگار وہ دن دکھائے کہ یہ سب فرزند میرے جنازے کے ساتھ ہون تا بقبر راحت
پہونچ جاؤن رستم رونے لگے کہا قبلہ و کعبہ یہ نہ فرمائین ہماری آبرو آپ کے دم سے ہی
حضور ہی کے تصدق سے یہ طلسم فتح کیا سب سردار صاحبقران کو دعائین دینے لگے
کہ خواجہ عمرو دوڑے ہوے آئے عرض کی آقاے نامدار لشکر ہفت پیکر مین طبل شادیانی
بج رہے ہین ایک پہلوان آیا ہی کہ مصداق کوہ کن اسکا نام ہی سات سو پہلوان اُسکے
ساتھ ہین کہتا ہی ان سب کو مین نے زیر کیا ہی دربار ہفت پیکر مین بیٹھا بلبلا رہا ہی یقین ہی
کہ اُسکے نام پر طبل جنگی بجے صاحبقران نے فرمایا خدا کا بزرگ است جیسا کچھ ہوگا دیکھا
جائیگا مگر مصداق جو دربار ہفت پیکر مین آیا کہا یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے
مین سبکو گرفتار کرونگا ادھر طبل جنگی بجا ادھر صاحبقران نے فرمایا خواجہ ہمارے لشکر مین بھی

طبل جنگی بجے خواجہ نقار خانۂ سکندری مین پہونچے غاشیہ اُٹھا کر دوال دبا سیادے لشکر
مین مشہور ہوا تیاریان ہونے لگین ناگاہ وہ وقت آیا کہ ترک فلک نے سپر زرین آفتاب
کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا کو حمائل کرکے توسن صبح پر سوار ہوا
لشکر جانبین میدان کارزار مین آئے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر جیسے
معصداق کوہ کن کہ سب کے آگے اونچی بنا ہوا کھڑا ہو گینڈے کو بڑھا کر سامنے ہفت پیکر
کے آیا اجازت طلب کی ہفت پیکر نے کہا جاؤ اپنے ید قدرت کے سپرد کیا معصداق گینڈے
کو بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے لشکر رستم پر جو اسنے نعرہ
کیا اسی طرف اسکا رخ تھا الاگرد فرنگی نے مرکب بڑھا نکالا مقابلے مین معصداق کے آیا اور
بعد نیزہ بازی تلوار کی نوبت آئی الاگرد زخمی ہوا معصداق نے چاہا سر کاٹ لون مالاگرد کوتاب
نہ آئی جلدی مین جا پڑا گھوڑے کو بیچ مین ڈالدیا الاگرد کو ہٹایا آپ مقابل ہوا معصداق
نے اس کن سے ہاتھ مارا کہ مالاگرد بھی زخمی ہوا عیوق وجاروق فرداً فرداً نکلے یہ بھی زخمی
ہوئے چھ سات سردار سیار گلشن جنان ہوئے شام کو معصداق نے گینڈے کو پھیر کیا
پکار کر آواز دی کہ تم سب کو دو دن کی مہلت دیتا ہون بعد دو دن کے جو میدان مین آوُنگا
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے بلیلا تا بلبلا تا سامنے ہفت پیکر کے آیا عرض کی یا خداوند مین
انتہا کا شکار دوست ہون ہمیشہ جنگل ہی مین رہتا ہون دو دن کے بعد طبل جنگی بجوا دیجئے گا مین
وقت پر آجاؤنگا ابکی مقابلے مین خاتمہ کردونگا خالی نہ بیٹھونگا ایک دو شبین خدمت مین بھی
رہونگا ہفت پیکر نے کہا اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان قدرت کو تم پر بڑا بھروسا
ہے وقت پر ضرور آنا جتنے پہلوان لشکر مین ہین ان سب کے جی چھوٹے ہوئے ہین مسلمانون
کے نام سے ڈرتے ہین مقابلے مین نہین نکلتے غرضکہ معصداق طرف صحرا کے روانہ ہوا فوج
کو بھی ساتھ لیا واسطے شکار کے گیا ہفت پیکر پلٹ کے بارگاہ مین آیا یہ خبر ہرکارون نے
صاحبقران کو پہونچائی سب کو یقین ہوا کہ بعد دو دن کے معصداق کوہ کن آئیگا اب
صاحبقران بھی پلٹ کر بارگاہ مین آئے رستم کو انتہا کا قلق تھا صاحبقران نے رستم کو
بلوایا فرمایا اے نور نظر زخمی ہونے پر سرداروں کے کیون رنجیدہ ہوا انشاء اللہ اب جو آئیگے

طبل جنگی بجوائے گا تو تم ہی مقابلہ کرنا رستم چپ بیٹھے ہیں سرداروں نے عرض کی کہ اے شہریار
آسمان پر ابر آیا ہی اگر مناسب ہو تو کل چلکر شکار کھیلیے رستم نے صاحبقران سے عرض کی کہ
اگر حکم ہو تو غلام شکار کے لیے جائے صاحبقران نے فرمایا میں خبر سن چکا ہوں کہ معدن
بھی برائے شکار گیا ہی ایسا نہو صحرا میں تمھارے اُسکے مقابلہ پڑجائے وہ نہایت پُرزور
ہی رستم نے عرض کی غلام دہیر کو شکار کھیل کے چلا آئیگا صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ
رستم نے حکم دیا صبح کو سامان شکار تیار رہے سمک نے کارخانوں میں حکم دیا بوقت سحر
بہیلیے قراول حاضر ہوے رستم نکل کر سوار ہوے صحرا میں آکر نماز پڑھی نقارے پر چوب پڑی
تیتر لوا بٹیر نکلنے لگا باز بحری جرہ چھوٹے تیر اندازی ہونے لگی پہر دن چڑھے تک ارابے
بھر دیے رستم نے فرمایا ای سمک شکار پرند تو کھیلا کوئی آہو سامنے نہیں آیا سمک نے
کہا لوگ خبر کے واسطے گئے ہیں کہ چند گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی پانچ کوس پر ایک
دھانوں کا کھیت ہی چالیس پچاس ہرن چر رہے ہیں رستم نے گھوڑا بڑھایا قریب اُس
کھیت کے پہونچے دور سے دیکھا کہ چند مادہ آہو ایک نر بیچ میں سب کے چرنے میں مصروف
ہیں رستم نے فرمایا اور سب کا سب صاحبوں کو اختیار ہی مگر نر کو ہم شکار کرینگے جطرف سے
نکلیگا ہمکو ملال ہوگا یہ کہکر گھوڑے دوڑائے سب آہو بھاگنے لگے اُنکے پیچھے سرداروں
نے گھوڑے ڈالے مگر وہ نر کالی کالی آنکھیں گردش کرتی ہوئیں طرف رستم کے متوجہ
ہوا طرارہ جو بھرا رستم کو مع مرکب فرا گیا رستم کو بہت ناگوار ہوا کہ اس ظالم نے مجھی کو
گنہگار بنایا گھوڑے کو پھیرا تعاقب میں چلے آگے آہو پیچھے رستم سمک تھوڑی دور
دوڑا آخر تھک کر ٹھہر گیا آہو بھاگا ہوا جاتا ہی گھوڑا بھی تیز رو صبا رفتار ہی جب جست
کرتا ہی تو تھوتھنی مرکب کی اور پٹھا آہو کا مل جاتا ہی مگر ایسا پہلو نہیں پاتے کہ نیزہ ماریں
ایک مقام پر آہو آکر چوکڑی بھولا رستم نے تیر مارا کہ آہو گرا رستم نے اُترکر اُسکو بہ قربانی
پہونچایا ٹہل رہے ہیں کہ ساتھ والے آئیں تو اس آہو کو اُٹھا کر لیچلیں کہ صحرا سے گرد
اُڑی دیکھا ایک تیر خوردہ آہو بھاگا ہوا آتا ہی رستم نے تیر مارا وہ آہو بھی گرا گرتے ہی
اُس آہو کے رستم نے تیر اُسکی پشت سے نکالا دیکھا اور کہا کہ کسی پہلوان کا تیر ہی مگر

دو چھا پڑا چاہتے ہین کہ رومال سے خون پونچھکر نام پڑھون کہ جو صحرا سے گرد اڑی رستم نے
دیکھا مصداق کوہ کن تیر و کمان ہاتھ مین اپنے شکار کی جستجو کرتا ہوا آتا ہی دور سے بولا دیکھا
کہ میرا آہو مردہ پڑا ہی اور تیر میرا ہاتھ مین رستم کے ہی اُس تیر کو دیکھ رہے ہین اچھی طرح
رستم کو نہین پہچانتا ہی گینڈے کو اڑا کر قریب آیا کہا کیون جوان میرے شکار کو کیون
شکار کیا رستم نے کہا ہمارے سامنے آیا ہمنے شکار کر لیا جو تجھ سے ہو سکے وہ کر صحرا مین
کیا کسیکا اجارہ ہی مصداق نے قبضے پر ہاتھ رکھا کہا ای جوان صاحب شوکت و شان
کوئی میرا شکار نہین شکار کر سکتا ہم منظور نظر خداوند ہین رستم نے کہا وہ خداوند تمھارا
خرس بادیۂ ضلالت ہین یہ سُنکر مصداق نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ بلند
کا مارا رستم نے تھپکی ماری کہ تیغہ مصداق کا چٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک
طمانچہ مارا کہ مصداق زمین پر گرا مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا رستم سرہانے کھڑے ہین
افسوس کر رہے ہین کہ مین نے ناحق طمانچہ مارا مصداق نے جو آنکھ کھولی رستم کو قریب
پاکر پھر آنکھین بند کر لین رستم نے آواز دی او جوان کیون شرماتا ہی مین خود محجوب
ہو رہا ہون لیکن جب غصہ آتا ہی تو کچھ نہین سوجھتا مصداق نے یہ جو سُنا بلا تکلف
اٹھ بیٹھا جھاڑ پونچھ کے کھڑا ہو گیا پوچھا کہ ای جوان تیرا نام نامی کیا ہی رستم نے کہا
علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران زمان مصداق کوہ کن نے کہا آپ نے مجھکو نہین
پہچانا مین مصداق کوہ کن ہون آپ کو ایسا نہ جانتا تھا دربار ہفت پیکر مین میری بڑی آبرو
ہی اسکا ذکر نہ کیجیے گا رستم نے کہا کیا عمدہ بات ہی کہ جسکا مین ذکر کرونگا مصداق فوراً
گینڈے پر سوار ہوا جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہو گیا ساتھ والون نے پوچھا حضور
کہان تشریف لیگئے تھے مصداق نے کہا ایک آہو پر تیر مارا تھا مین اُسکے تعاقب مین
گیا رستم فرزند حمزہ نے اُسے شکار کیا مین جو پہونچا مجھ سے تکرار کرنے لگا مین نے ایک
طمانچہ مارا کہ زمین پر گرا تڑپنے لگا مین نے کہا کہ ای جوان اٹھ جا مین کسی سے نہ کہونگا تو یارو
مین نے آمد سخن مین ذکر کر دیا خبردار اسکا ذکر نکرنا یہ کہکے پلٹا بارگاہ ہفت پیکر مین آکر
دنگل پر بیٹھا جھومنے لگا ہفت پیکر نے پوچھا ای پہلوان دوران آج خوب شکار کھیلا

مصداق نے کہا یا خداوند آج شکارگاہ مین نیا معرکہ ہوا کہ مین نے ایک آہو پر تیر مارا تیر اوچھا
پڑا آہو بھاگا مین اُسکے تعاقب مین گیا ایک مقام پر رستم نے جو طلسم کشا کہلاتے ہین میرے
آہو کو شکار کر لیا مین جا کے پہونچا مین نے جا کے کہا ای جوان میرے شکار کو کیون شکار کیا رستم تو
مشہور ہین مجھ سے لڑنے لگے مین نے ایک طمانچہ مارا زمین پر گر کے مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا مین نے
کہا ای رستم اُٹھو جاؤ مین کسی سے ذکر نہ کرونگا خداوند نے پوچھا تو مین نے ذکر کر دیا وزیر ہفت پیکر
جو بیٹھا ہو وہ بول اُٹھا کہ ای پہلوان ایسی باتین سر دربار نہ کرو ورنہ ابھی آفت برپا ہوگی رستم وہ
جوان ہی کہ تم سے بہتر پہلوان آئے اُسکے ہاتھ سے مارے گئے اگر اُسکو طمانچہ مارتے تو زندہ پلٹ
کے نہ آتے مصداق نے جھلا کر جواب دیا اب میدان مین دیکھ لیجیے گا وزیر نے کہا میان کی
تو نوبت ہی نہ آئیگی مصداق جھلانے لگا کہ اور کوئی پہلوان اُٹھے مجھ سے مقابلہ کرے جو رستم
سے بہتر ہو ایک طمانچے مین یہی حال کرون قضائے کار ہرکارے جو لشکر کے حاضر تھے یہ خبر
وحشت اثر سنکر بھاگے آپس مین کہتے ہوے یارو یہ رستم کو کیا ہوا کہ ایسی بے غیرتی اختیار کی
دوسرا ہرکارہ جواب دیتا ہی یہ خلاف معلوم دیتا ہی رستم وہ شیر دلیر ہی کہ جسنے تخت مرزوق
اُلٹا مرزوق غرق دریاے لعنت ہوا کہ آج تک اُسکا پتہ نہ ملا مگر ایسی خبر کو چھپا نہین سکتے یہ باتین
کرتے ہوے دربار صاحبقران مین آئے پرچہ اخبار ہاتھ مین امیر کے دیا امیر نے جو یہ مضمون لکھا ہوا
پڑھا کانپنے لگے زلفین خلیلی بل کھانے لگین ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ ڈالتے تھے مین! اور رہ جاتے تھے
مگر خواجہ عمرو نے دست بستہ عرض کی کیون شہریار کیا خبر آئی کہ حضور متغیر ہو گئے امیر نے فرمایا خواجہ تمنے
سُنا مصداق سر دربار ہفت پیکر بیٹھا کہہ رہا ہی کہ مین نے رستم کو طمانچہ مارا اس بے غیرت نے جان
نہ اپنی دیدی عمرو نے عرض کی سراسر خلاف ہوگا امیر نے کہا سارے دربار مین یہی ذکر ہو رہا ہی
یہ وہی پہلوان ہی جسنے سرداران رستم کو مارا اور زخمی بھی کیا کیا عجب ہی کہ صحرا مین تکرار ہوئی ہو عمرو
رد کرتا ہی صاحبقران نے غصے مین جواب دیا خواجہ خاموش رہو مجھکو بڑا رنج ہی جی مین آتا ہی اپنا
گلا کاٹ ڈالون خواجہ تو خاموش ہو رہے مگر رستم جو شکارگاہ سے چلے تلوار ہاتھ مین چلے بارگاہ
صاحبقران مین آنے آتے ہی سلام کیا صاحبقران نے منھ پھیر لیا رستم خود آتش ہو شعلہ مزاج
ہین دست بستہ عرض کی آج غلام سے کیا خطا ہوئی کہ سلام نہین قبول ہوتا صاحبقران نے

پلٹ کر فرمایا ہماری آبرو خاک مین ملادی طمانچہ کھاکے صحرا سے چلے آئے جان بہت عزیز ہی بس
اب سامنے سے جاؤ ہمکو اب روے سیاہ نہ دکھاؤ رستم روتے ہوے بارگاہ سے نکلے سماک
نے دروازے پر پوچھا کیون شہریار خیر تو ہی آج کیا معرکہ ہوا فرمایا کہ ای سماک خاموش ہو ہم سے
بات نکرو سماک خاموش ہو رہا رستم اپنی بارگاہ مین آئے دربارگاہ پر آکے سردارون کو رخصت
کیا کہ تم بھی جاکر گھر لو اب میرے کیون ساتھ ہو سردار اپنے اپنے مقام پر گئے سماک سے
کہا دروازے پر بیٹھو کوئی اندر بارگاہ کے نہ آنے پائے ہمین ایک کار ضروری ہی سماک تو
دروازے پر بیٹھا رستم اندر بارگاہ کے آئے کھڑے ہوکر سوچنے لگے کہ ای رستم کیا کرون اس نامرد
نے آکر الٹی بات مشہور کی قبلہ وکعبہ نے ایسا کلمہ فرمایا کہ سواے جان دینے کے کوئی چارہ نہین
یہ سوچ کر کمند بازون سے کھولی اور قبہ بارگاہ مین لگائی کرسی رکھکر حلقہ گلے مین ڈالا کرسی
کو ٹھوکر ماردی کمند مین لٹک گئے دم کھنچنے لگا لیکن خواجہ عمرو اُسی وقت بارگاہ سے
اُٹھے باہر آکر پوچھا کہ رستم کہان گئے لوگون نے کہا اپنی بارگاہ مین گئے ہین خواجہ دوڑے
اُسوقت پہونچے کہ سماک دروازے پر بیٹھا ہی خواجہ کو منع کیا خواجہ عمرو نے کہا او نالائق
تجھے کچھ خبر بھی ہی کہ آقا پر کیا گذری یہ کہکر سماک کو ڈھکیل دیا آپ اندر بارگاہ کے آئے
دیکھا کہ رستم کمند مین لٹک رہے ہین روح کھنچ کھنچ کے تا بہ سینہ آچلی ہی خواجہ عمرو نے
اُچک کر نیمچہ مارا کہ کمند کٹی رستم زمین پر گرے عمرو نے سر زانوون پر رکھا گلے سے کمند کھولی
رستم نے آنکھین کھول کر کہا عمر نامدار یہ آپ نے کیا کیا قبلہ وکعبہ نے یہ کلمہ دو بار فرمایا کہ
روے سیاہ اب نہ دکھانا ہمارا لاشہ دیکھین تو بہتر ہی بعد ہمارے شاید مقدمہ صلح ثابت
ہو عمرو نے پوچھا ای فرزند یہ معرکہ اصلی کیا گذرا رستم نے کہا ای عمر نامدار مصداق نے
برعکس بارگاہ مین بیان کیا ہی قبلہ وکعبہ کو سنکر غصہ آگیا اور یہ فرمایا کہ جان کو بہت عزیز
کرتے ہین جان دینے سے یہ تو ثابت ہوگا کہ مصداق سچ کہتا ہی رستم نے مارے
حجاب کے جان دی عمرو نے کہا ایک طرح جان دو کہ بارگاہ ہفت پیکر مین گھسنے کو پہونچو اور
مصداق کو سزا دو کہ دروغ گوئی مصداق کی ثابت ہوجائے اگر بارگاہ ہفت پیکر مین
مارے بھی جاؤگے تو نام رہجائیگا رستم نے کہا عمر نامدار آپ نے خوب بات بتائی ہین

ابھی جاتا ہون بارگاہ ہفت پیکر مین جان دونگا یہ کہکر باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے عمرو
نے چاہا ساتھ چلون رستم نے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ چلے ای سمک تم بھی نہ آنا یہ کہکے
گھوڑا بڑھایا گھوڑے پر کوڑا جو کیا مرکب باد رفتار رستم سا شہسوار لشکر ہفت پیکر مین پہونچے
اہل لشکر ہفت پیکر نے جو رستم کو دیکھا کسی کی یہ مجال نہ ہوئی کہ روکتا اہل ادب سے خدا کے
ڈرے ہوے تا دربارگاہ ہفت پیکر آئے اہل فوج حیران ہین کہ آج کیا باعث ہی کہ رستم
اکیلے اس زور وخو سے آئے ہین جابجا افسرون مین یہی چرچے ہین کہ رستم دربارگاہ
ہفت پیکر پر گھوڑے سے کودے قریب درگہ سالار کے آئے درگہ سالار بیٹھا ہی رستم
کو نہایت غصہ ہی فرمایا کہ ای درگہ سالار ہٹ جا درگہ سالار نے کہا ای جوان یہ دربار
خداوند ہفت پیکر ہی اس بے ادبی سے جانا نہ ملیگا رستم نے کہا دیکھو ہم جاتے ہین دیکھین
تو کون روکتا ہی درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ
مارا کہ درگہ سالار کا سر چنبر گردن سے اُڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا
ہفت پیکر نے کہا ارے یہ کسکا سر ہی وزیر نے کہا معداق نے یہ آفت برپا کی معداق
نے وزیر کو بھی جھڑکا کہ پردہ بارگاہ اُٹھا رستم نے اندر قدم رکھا پکار کر بہیبت آواز دی
سلام من درین مجلس و درین ما وا بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یک ہست و دین پیغمبر
خدا برحق معداق بیٹھا تو ابھی باتین کر رہا تھا رستم کو دیکھکر کانپ گیا ساتھ والون سے کہنے لگا
اب یہ ذکر نہ کرو رستم کے خلاف گندہ نگار رستم کے سلام کا جواب کسی نے نہ دیا رستم ٹہلتے ہوے
قریب معداق کے آئے فرمایا کیون او نامرد تو نے طمانچہ مارا تھا کہ مجھے مارا اب مثل
صحرا کے اُٹھکر طمانچہ مار تمام وشگل نشینان بارگاہ جمع ہین تیرے خداوند بھی بیٹھے ہین
ہفت پیکر نے کہا ای معداق جواب نہین دیتا یا تو بلبلا رہا تھا اب حریف کو جواب دے
تو کیفیت معلوم ہو پہلوانون نے بھی کہا ای معداق تو کہہ رہا تھا کہ مین نے رستم کو طمانچہ
مارا سب پہلوانون کو اسکا کہنا ناگوار تھا کہ ایسے بہادر کی نسبت ایسے کلمات کہتا ہی
سب کا کہنا معداق کو بہت شاق ہوا جھلا کر اپنے مقام سے اُٹھا رستم پر ہاتھ تلوار کا
مارا رستم نے بڑھ کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا معداق لپٹ پڑا سامنے ہفت پیکر کے

کشتی ہونے لگی سب دیکھ رہے ہین کہ رستم نے تیسرے پیچ پر اکھڑ کر مارا مصداق نے
چاہا کہ مونڈھے کے بھل آکر سنبھلون رستم نے ایک ٹھوکر ماری کہ مصداق چارون شانے
چت ہوا کود کر چھاتی پر سوار ہوے اس حال مین بھی کہ انتہا کا غصہ تھا فرمایا کہ حالا در شناخت
پروردگار چہ میگوئی مصداق نے کہا کہ ای رستم مین مذہب تمھارا اختیار نکرونگا رستم نے
ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ٹھوڑی پر رکھ کے چرخ دیکر ایک مارا کہ مع نرخرے گردن کھیٹ
کے سینے سے مصداق کے اُٹھا لاشہ مصداق تڑپ رہا ہی رستم نے پکار کر آواز دی اے
ہفت پیکر مین نے تیرے سامنے مصداق کو مارا اب مین جاتا ہون سر مصداق کا لیے جاتا ہون
جسکو بدلا لینا ہو مجھ سے بدلا لیوے ایسا نہو میرے بعد کوئی کہے کہ اگر رستم ٹھہرتے تو ہم بدلا
لیتے کئی مرتبہ رستم نے جو یہ کہا اور کسی نے جواب نہ دیا پہلو مین جو خدمتگار کھڑا تھا اُسنے کہا
رستم بس اب نکلو ماشاء اللہ رستمی دکھا چکے رستم باہر نکلے سر مصداق کا فتراک بند سے باندھا
سوار ہوکے چلے ملازمان مصداق کہ باہر تھے چلا اُٹھے فوج سب نے یہ خبر پائی کہ فرزند صاحبقران
ہمارے افسر کا سر لیکر چلے جاتے ہین لینا لینا کہکے آپڑے رستم نے تلوار کھینچی اور اپنے نام کا
نعرہ کیا کہ منم رستم پیلتن دیلافگن کشندہ فیل ہندی و دو فیل ہندی کشندہ کیتان فرنگی
علمشاہ رومی فرزند صاحبقران خواجہ عمرو کہ عاشق اولاد صاحبقران ہین ساتھ رستم کے
آئے تھے سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا جسوقت رستم کو گھرے ہوے دیکھا حضرت آنکھون کے آگے
مارا اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے مین خواجہ نکل کر بھاگے دربار صاحبقران مین آئے مگر اس
حال سے کہ کلاہ سر پر ندارد گریبان پھٹا ہوا آنکھون سے آنسو جاری روتے ہوے سامنے
صاحبقران کے آئے صاحبقران نے گھبرا کے پوچھا خیر تو ہی عمرو نے کہا ای شہریار غضب ہوا
کہ رستم مارے گئے دربار مین ہفت پیکر کے جا کر کار نمایان کیا کہ مصداق کو مارا جب سر مصداق
لیکر باہر نکلے فوج مصداق نے قتل کیا لاشہ رستم کا وہین پڑا ہی بس صاحبقران ہائے فرزند
کہکے اُٹھے نکلتے ہی پشت مرکب پر سوار ہوے صاحبقران بڑھے کل سردار بھی چلے رستم لڑ رہے تھے
کہ نعرہ دلیری کی صدا آئی۔ نعرہ صاحبقران امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام + یکے تیغ عقرب یکے دو الحجام + جن کا قران از جہان پاک کرد

سر سرکشان جملہ در خاک کرد + نعرہ کرکے امیر آکر گرے برابر لندھور کا نعرہ ہوا نعرۂ لندھور
جزیرہ ہای دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان + اگر نام ز می دانی منم لندھور بن سعدان + دوسرے
پہلو سے مالک کا نعرہ ہوا - نعرۂ مالک - منم مالک اژدر خشمگین بسے دادہ در لشکر اہل دین
ایک طرف سے نعرۂ بہرام کی آواز آئی - نعرۂ بہرام - منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از
ہیبت من بلرزد زمین + سرداران صاحبقران کے نعرے ہوئے رستم نے جو آواز صاحبقران
سنی اور فوج کے آنے سے حمات بھی پائی اڑتے ہوئے ایک طرف نکلے قصد ہی کہ قبلہ و کعبہ کو
منھ نہ دکھاؤں عمرو نے جو دیکھا کہ رستم جاتے ہیں بڑھکر صاحبقران سے خبر دی کہ آقاے
تامدار دیکھیے لاشۂ رستم کھینچے ہوئے لیے جاتے ہیں امیر نے فرمایا خواجہ میں نے تو رستم کو
لڑتے ہوئے دیکھا عمرو نے کہا ای آقاے نامدار آپ کا یہ تصور خیالی ہی آپ بڑھ کر دیکھیے اب
لاشۂ رستم نظر آئیگا صاحبقران نے بڑھکر جو دیکھا کہ رستم طرف صحرا کے جاتے ہیں صاحبقران
نے گھوڑا بڑھایا پکارکر آواز دی کہ ای نور نظر کہاں جاتے ہو رستم نے جواب نہ دیا گھوڑے کو
مہمیز کیا عمرو نے جھپٹ کر باگ پر ہاتھ ڈالدیا کہا ای رستم صاحبقران آتے ہیں آخر صاحبقران
نے بیقرار ہوکے پکارا کہ ای نور نظر میں اب گھوڑے پر سے اترتا ہوں اور پیدل آتا ہوں دوڑ نہ
پلٹو روح جسم میں پھڑک رہی ہی ایسا نہو کہ جسم سے نکلجاے اور ادھر عمرو نے کہا کہ ای رستم
اترو قدموں کو باپ کے بوسہ دو رستم نے کہا ای عم تامدار قبلہ و کعبہ کو منھ دکھانے کو دل
نہیں چاہتا ایسا کلمہ سر دربار کہا افسوس ہی کہ میں نے دربار ہفت پیکر میں یہ حرکت کی مگر
جان نہ گئی میں بیشک بے غیرت ہوں کہ صاحبقران قریب آپہونچے رستم گھوڑے سے
کودے دوڑکر قدموں سے صاحبقران کے لپٹ گئے صاحبقران نے سر چھاتی سے لگایا
فرمایا بیٹا میری گستاخی کو معاف کرو اور گلے میں ہاتھ ڈال کے رونے لگے رستم عذر کرنے لگے
صاحبقران رستم کو لیکر پلٹے یہاں سرداران صاحبقران نے فوج معداق کو شکست
دی لشکر لیکر صاحبقران پلٹے ادھر ہفت پیکر شکست خوردہ پلٹا اپنی بارگاہ میں آیا سر زانو سے
لگا رہا ہی فرزندان حمزہ بلاے روزگار ہیں لیکن افلاک تیغزن ایک پہلوان بیٹھا ہی نہایت
مغرور و متکبر ہوا اپنے مقام سے جھوم کر اٹھا کہا یا خداوندا آپ پسر حمزہ کی تعریف کرتے ہیں مصداق

اسی فعل کا مصداق تھا دربار میں بیٹھکر جری بہادر کی برائیاں کرتا تھا میں بھی سن رہا تھا میں
بہت خوش ہوا کہ رستم نے آکر اُسکا سر کھینچ لیا اگر غلام کے نام حکم ہو تو دربار حمزہ میں جاکر جس
سردار کا نام لے دیجیے اُسکو کشان کشان لاؤں کیسے سرداروں وزیر نے کہا یا خداوندا فلاک تیغ زن
بلبلاتے ہیں ایسا نہو مثل مصداق کے انکا بھی حال ہو افلاک جھلانے لگا کہا ای وزیر با تدبیر
تم ایسی بات نہ کہو کیا پسران حمزہ کے چار ہاتھ پاؤں ہیں جسوقت ہم پہونچینگے تو ہاتھ پاؤں
میں رعشہ پڑ جائیگا جسکو چاہونگا گرفتار کر لاؤنگا قدرت شگفتہ ہوکر حکم تو دیں مگر قدرت تقدیر
کریں ایسا نہو کہ ہمارا وہاں جانا ہو اور قدرت تقدیر خلاف کریں وزیروں نے سمجھایا کہ ای
پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان قدرت کے سامنے رستم نے مصداق کا سر کھینچ لیا تم
دیکھا کیے اور نہ بولے باہر تلوار چلی اور نہ گئے اب تمکو جرأت کا خیال آیا افلاک تیغ زن نے کہا اگر
میں یہاں اُس جوان کو روکتا تو مسلمان اپنے مقام پر رکتے اکیلا جانکر دباؤ ڈالا جسطرح رستم اس
بارگاہ میں آئے اسی طرح میں بھی جاؤں اور جسکا نام لو اُسکو گرفتار کر لاؤں وزیر نے کہا فرزندان
امیر میں شاہزادہ جہانگیر کمسن و کم لیاقت ہے اُسی کو پکڑ لاؤ افلاک نے کہا میں گیا اور لایا یہ کہکے
اپنے مقام سے اٹھا جھومتا ہوا باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا ہرکاروں
نے یہ سب باتیں بارگاہ میں سنیں اور افلاک کو جاتے ہوئے بھی دیکھا بھاگے کہ جاکر صاحبقران
کو خبر کریں جہانگیر اپنی بارگاہ سے نکلے ہیں بارگاہ صاحبقران میں جاتے ہیں کہ ہرکاروں نے
پکار کر آواز دی کہ ای شہریار ٹھہر جائیے ہمیں کچھ عرض کرنا ہے جہانگیر ٹھہر گئے ہرکاروں نے تمام
سب کیفیت عرض کی اور کہا افلاک آپکی فکر میں آتا ہے جہانگیر نے کہا میں آگے بڑھکر اُس سے
ملاقات کرونگا جابک سے کہا مرکب لاؤ مرکب بادرفتار آیا جہانگیر اُسپر سوار ہوے گھوڑے
کو اُڑاتے ہوئے کنارے پر لشکر کے آئے دیکھا افلاک آتا ہے للکار کر آواز دی او جوان تو کون ہے
کہاں جاتا ہے افلاک نے پلٹ کر کہا جہانگیر فرزند صاحبقران کو بارگاہ میں لینے جاتا ہوں
جہانگیر نے کہا او مغرور ستم شاہزادہ جہانگیر بارگاہ میں جاکر ذلیل ہوگا ایک ایک شیر نر
وہاں بیٹھا ہے افلاک کو جو معلوم ہوا کہ یہی جوان جہانگیر فرزند امیر ہے دیکھکر آواز
دی ای جوان میں تجھکو گرفتار کرکے لیجاؤنگا جہانگیر نے گھوڑے کو بڑھاکر کہا بس اب

باتین نہ سنا وار کرا افلاک نے نیزہ مارا جہانگیر نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر
نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا افلاک لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے جو سے تھے
سچ پر جہانگیر نے افلاک کو کمر پکڑ کر مارا افلاک چارون شانے چت گرا جہانگیر نے چھاتی پر
سوار ہو کے کہا کیون او بیحیا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی افلاک سوچا کہ اب اس جوان
کے قبضے مین آگیا ہون، اگر انکار کرونگا تو مار ڈالیگا بمکر کہا مین اطاعت کرتا ہون جہانگیر نے چھوڑ دیا
کلا تلقین فرمایا افلاک طوطے کیطرح کینہ رکھکر مسلمان ہوا جہانگیر نے افلاک کو ساتھ لیا بارگاہ
صاحبقران مین لائے بادشاہ کو اُسنے سلام کیا امیر کے قدمون کو بوسہ دیا جہانگیر نے سب حال
کہا بادشاہ نے زمرۂ جہانگیر مین دنگل عطا فرمایا افلاک سردارن صاحبقران کو دیکھ رہا ہے
ایک ایک کو دیکھکر جی مین کہتا ہی کیا کیا دلیر یہان بیٹھے ہین جرأت کے شیر ہین کبھی لندھور کو کبھی مالک
کو کبھی رستم کو دیکھتا ہی دلمین کہتا ہی افلاک ان جوانون کو جسنے مارا ہوگا مکر سے مارا ہوگا یہ جرأت
انکا مارنا نہایت دشوار ہی یا قید کیا ہوگا تو مکر ہوا ہوگا بمین اب جہانگیر کو مکر سے مارونگا جہانگیر نے
اُسکو بارگاہ عطا کی خادم اور خدمتگار مرحمت فرمائے اب افلاک ظاہر مین خدمتگاری کرتا ہی اور
باطن مین دشمن ہی بعد ایک ہفتہ کے کہا مین طلایہ کا گشت کرونگا جہانگیر نے دو ہزار سوار دے
افلاک طلایہ دینے لگا جب زلف لیلائے شب کی کمر سے گذری افلاک نے سوارون کو
بازارون مین بھیجا جب آپ اکیلا رہگیا طرف بارگاہ جہانگیر کے چلا نگہبانون نے آواز دی کون
آتا ہی کہا یارو مین نے خبر پائی ہی کہ لشکر کفار شبخون لیکر آیا بازار بزازان مین بلڑ ہو رہا ہی تم
جاؤ نگہبانون کو یون روانہ کیا جب سناٹا ہوا تو پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا جہانگیر کو دیکھا پڑے
سو رہے ہین اس بیحیا نے تلوار کھینچی بستر سے کھڑا ہوا جہانگیر نے عالم خواب مین رستم
کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای برادر دیکھو دشمن آتا ہی جہانگیر نے آنکھ کھول کر دیکھا افلاک نے
ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے اپنے کو جھپٹ سے گرا دیا تلوار پٹی پر پڑی جہانگیر نے للکارا او
نامرد کھڑا تو رہ افلاک بھاگا جہانگیر باہر نکلے دیکھا نگہبان ندارد جا بجا نعرۂ جہانگیر کی صدا
لشکر دوڑا آکے دیکھا کہ شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا چاہتا ہی جہانگیر نے فرمایا کہ ای جوانو
تمنے سنا افلاک نے مجکو مارڈالا ہوتا مگر بھائی رستم نے خواب مین آگاہ کیا مین اُس کے

تعاقب مین جاتا ہون چابک نے کہا جانے بھی دیجیے جہانگیر نے نہ مانا گھوڑے کو جھکا کر چلے لشکر
سے نکل کر دیکھا کہ افلاک جاتا ہی للکار کر آواز دی او نامرد کھڑا رہ افلاک بھاگا صبح ہوتے
لشکر مین پہونچا لشکر والون نے دیکھا کہ افلاک بھاگا ہوا آتا ہی مگر نہایت بیقرار اور بدحواس ہی
بھاگ کر بارگاہ ہفت پیکر مین پہونچا اہل لشکر نے دیکھا کہ جہانگیر گھوڑے کو جھکاتے ہوے
آتے ہین مگر نہایت غصہ ہی ابرون پر بل پڑے ہوے تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین سب سیلاب کی
طرف بارگاہ ہفت پیکر کے چلے آپس مین باتین کرتے ہوے کہ افلاک بڑا غرور کرکے گیا تھا
آخر بھاگا ہوا آتا ہی یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی اسکو زندہ نہ چھوڑیگا یہان ہفت پیکر تخت پر
بیٹھا ہی کہ افلاک گھبرایا ہوا آیا ہفت پیکر نے پوچھا کیون پہلوان خیر تو ہی گھبراہٹ مین کہتا آیا ہی کہ
وہ میرے تعاقب مین آتا ہی پہلوانون نے کہا صاف صاف بتائیے آپ تو ایسے گھبرائے
ہوے ہین کہ بات منھ سے نہین نکلتی کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی جہانگیر مع گھوڑے اندر بارگاہ کے
آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ہفت پیکر جہانگیر کو دیکھکر گھبرا گیا افلاک
سے کہا تم اسی جوان کا سر لینے گئے تھے اب سامنے آیا ہی سر کاٹ لو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ
تھا افلاک نے پلٹ کر ہاتھ مارا جہانگیر نے بآسانی بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ
کھینچکر ایک طمانچہ مارا کہ سر چنبر گردن سے اُڑ گیا جہانگیر نے جھپٹ کر سر اُٹھا لیا پکار کر کہا یارو
ہم جاتے ہین ایسا نہو ہمارے بعد کوئی کہے کہ یہ جوان ٹھہرتا تو ہم سمجھ لیتے ہفت پیکر نے
سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا چابک نے اشارہ کیا کہ اے شہریار نکل چلیے جہانگیر باہر آئے پشت
مرکب پر جست بیٹھے ہمراہیان افلاک نے چاہا کہ شاہزادے کو روکین مگر افسون نے کہا یارو
کیون جان دیتے ہو دم بھر مین مسلمانون کا تار بندھ جائیگا منھم منھم کی صدا بلند ہوگی جان بچانا
سبکو دشوار ہوجائیگی جہانگیر سرِ پیکر لشکر سے نکل گئے تھوڑی دور نکلے تھے کہ اپنا لشکر ملا دیکھا
پہلوان و ساحر ہر ایک اسی بات پر آمادہ ہوچکا ہی کہ جاکر اپنے آقا کے ساتھ جان دین جہانگیر
کو دیکھکر پلٹے اور تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا رستم مع فوج آتے ہین جہانگیر کو دیکھکر پوچھا کیون
بھائی خیر تو ہوئی جہانگیر نے کہا مین اُس مغرور کا سر لایا ہون رستم نے جہانگیر کو ساتھ لیا داخل
بارگاہ صاحبقران ہوے دیکھا صاحبقران بھی تیاری چلنے کی کر رہے ہین جہانگیر کو دیکھکر

ہوش ہو گئے جہانگیر نے سب حال بیان کیا جہانگیر کی سب نے تعریفین کین کہ ای شہریار کیا
کار نمایان کیا ہی صاحبقران نے گلے سے لگاکر فرمایا ای نور نظر ایسی ہی بات نہ کیا کرو ہمکو قلق تھا
رستم نے کہا کہ قبلہ و کعبہ اگر جہانگیر کا موے جسم کم ہوتا تو لشکر مین ہفت پیکر کے آگ لگا دیتا
ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ صاحبقران مشغول عیش ہوے محفل آراستہ ہوئی

دو کلمۂ داستان حیرت بیان رنجیدہ ہونا ہفت پیکر کا و آنا لقراط ثانی و تسکین دینا ہفت پیکر کو اور یہی لقراط طلسم خیال سکندری مین خدائی کرتا ہی آورہ ہونا رستم کا دشت عنکبوت مین و بعد مدت نکلنا اُس صحراے پُر آشوب سے اور غائب ہونا صاحبقران کا اور بتانا خواجہ زادہ کا کہ صاحبقران زمان طلسم خیال سکندری مین مقید ہین۔ روانہ ہونا کل فرزندون کا بہ سمت طلسم خیال سکندری باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی خود پسند
کہ ظلمات سے اُسکو تشبیہ دین
یہ دل ہی مرا ہجر سے دردمند
یہ عاشق کی تقدیر کا پھیر ہے
نہ شعلے مین رونق نہ وہ لاگ ہی
رلاتی ہی رو رو کے رشک سفید
کبھی باغ کا گر خیال آگیا
جتاتی ہی رو رو کے کیون اپنا رنگ
تجھے رنگ فریاد کیون ہی پسند
مین رنگ محبت دکھاتا نہین

کہا ہجر نے پھر مجھے دردمند
بلاے شب ہجر ٹلتی نہین
کہ آتا نہین یار بیحت پسند
کبھی شمع پر جا پڑی گر نگاہ
تصور سے دیکھا تو اک آگ ہی
اُسے دیکھکر عشق مین مستمند
تو بلبل کے نعرون سے گھبرا گیا
تجھے گریہ و نوحہ سے کام ہی
کہ ہر وقت ہوتی ہی تو دردمند
کبھی قیس و فرہاد کا ذکر ہی

شب ہجر کی کیا سیاہی لکھون
کوئی بات منھ سے نکلتی نہین
غم و رنج الفت سے اندھیر ہی
تو کرتا ہی پروانہ بھی آہ آہ
کبھی تھرتھراتی ہی مانند بید
یہ جلتا ہی پروانۂ خود پسند
کہا گل نے منھ پھیر کر بے درنگ
اسی بیوفائی مین بان نام ہی
گل و عاشق آتا نہین
انھین جان دینے کی کیون فکر ہی

تڑپتا ہی دل یا کہ سیماب ہی
کہ ہی صورت زلف یان پیچ و تاب
لکھے نظم رو رو کے اشعار چند
نہ آشنا کے تحریر مین طول ہو
خیال سکندر کی تحریر ہو

کرے منزل ہجر کس طرح طی
بھلا ہجر مین نظم کا رنگ کیا
فلک نے کیا ہجر مین درد مند
لکھون داستان مرصع بیان
مسلسل قمر رنگ تقریر ہو

تسلی کہان دل کو ہی اضطراب
کہ ہی دل پہ داغ مصیبت فزا
یہ پیش ہنرمند مقبول ہو
کہ مشتاق ہین ناظر و سامعان

چہرہ فتاحان مقامات عجائب وغرائب طلسمات وسیاحان منازل ہول انگیز و پُر آفات اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر۔ بصد فرحت گہر سنج معانی ٭ چنین آرد متاع نکتہ دانی ٭ یہ داستان جلالت نشان گوہر گوش ناظران ذیہوش کرتا ہون جبکہ جہانگیر والا تدبیر افلاک تیغ زن بر فن کو مار کر سر اُسکا لیکر نکل گئے اور ہفت پیکر نے سنا کہ یا ہر کسی نے نندو کا زانو پر ہاتھ مارکے کہا اے وزیران باتدبیر و اے مشیران روشن ضمیر تمنے دیکھا کہ فرزند حمزہ کس زور و شور سے آیا اور سر اپنے حریف کا لیکر نکل گیا کوئی متعرض نہوا اہل اسلام کا خوف دلیر ہماری فوج کے غالب ہوگیا ڈرتے ہین کہ سامنا ہوا اور مارے گئے ہائے کیسے کیسے پہلوان آئے اور پھر شریک مسلمانان ہوئے اور جو سیہ قلب تھے وہ مارے گئے اب کیا تدبیر کرون اُدھر وہ دیوانہ چالاک آتا ہی لشکر کو تباہ کرکے چلا جاتا ہی جس دن مسلمان جم گئے اُسی دن قدرت جلد تبدیل کرینگے اور کہین جا کر خدائی جائینگے وزرا عرض کر رہے ہین اِ خداوند آپ کی فوج دریا موج مین اسوقت سات سو پہلوان موجود ہین اگر سا کہا کرین اور جمکر لڑین تو کیا عجب ہی کہ غالب آجائین مسلمانون کی کیا حقیقت ہی زبانی خفیہ نویسون کی معلوم ہوا کہ صاحبقران کے ساتھ کل بائیس لاکھ فوج ہی اور ہزار دو ہزار جوان اور ہین جو دلیر و شمشیرزن تیغ زن ہین یہان اسّی لاکھ فوج موجود ہی ہفت پیکر نے کہا اب تو قدرت تقدیر کر چکے کہ فتح نہوگی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے اچھی تقدیرین بگڑ گئین پانون مین فوج کے زنجیرین نامردی کی پڑ گئین یہ کہکے ہفت پیکر رونے لگا بے اختیار پکار اُٹھا کہ یا خداوند خیال سکندری ظہور فرمائیے میری مدد کو آئیے یہ باتین کہین کہ ہوائے سرد چلنے لگی جانور زمزمہ سرائی کرنے لگے سب سردارون نے بند قبا کھول دیے ہر ایک کہتا ہی ہوائے معتدل

چل رہی ہی دیکھیے غنچے چٹک رہے ہیں طائر چہک رہے ہیں قلب سب کے
خوشی سے پھڑک رہے ہیں وزرا نے عرض کی یا خداوند ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ خداوند
خیال سکندری تشریف لاتے ہیں یکایک سب نے دیکھا کہ تخت ہوا پر اُڑتا ہوا چند ساحران
زبردست لباس فاخرہ پہنے ہوئے بجائے کلاہ مندیل سب کے سر پر تخت کو گھیرے ہوئے اور
ہزارہا طائران خوش الحان منقاروں سے اُنکی پھول جھڑ رہے ہیں جب پر ہلاتے ہیں تو مروارید
بے بہا کی بارش ہوتی ہی ہزارہا غربا زمین پر پکارتے ہوئے یا خداوند خیال سکندری تیری قدرت
کے نثار کہ بجنے مروارید بے بہا پائے فقیر سے غنی ہوگئے لوٹتے ہوئے چلے آتے ہیں وزرا
نے کہا یا خداوند دیکھیے آپ نے پکارا قدرت موجود ہوگئے ہفت پیکر نے کہا مجھکو خداوند
کہو ہر چند کہ خداوند خیال سکندری بھی ایک بندہ گنہگار ہی حکیم قادر سے کا بنانے والا لیکن
رنگ خوب بندھا ہوا ہی میں اُس سے مدد چاہتا ہون مجھکو شہنشاہ ہفت پیکر کہو ایسا نہو
خلاف گذرے یہ کہکے ہفت پیکر تخت سے اُٹھا پکار کر آواز دی یا خداوند تشریف لائیے میں
آپ کو یاد کیا تھا عین وقت پر آپ تشریف لائے آپ کے اوصاف کوئی بیان نہیں کر سکتا
آئیے آئیے میں دل وجان سے مشتاق ہون وہ تخت ہوا سے اُترا تخت پر ہفت پیکر کے آکر
قائم ہوا بیٹھتے ہی کہا کیون ہفت پیکر تباہ وبرباد ہوگیا مگر غرور خداوندی دل سے نہیں جاتا ہی
حاضرین محفل تم کو قدرت آگاہ کرتے ہیں کہ اسکو سوائے شہنشاہ کے کوئی کلمہ نہ کہنا ہمارے
جانے کے بعد یہ اسیطرح خداوند بن بیٹھا شدید وغیرہ کیسے کیسے پہلوان آئے آخر اُنکا انجام کیا ہوا
یا مسلمان ہوئے یا مارے گئے جتنے سردار تیرے مرے ہیں سبکو قدرت زندہ کرینگے لاکھون
آدمی تیری ملازمت میں مارے گئے اُن سب کو زندہ کرنا پڑیگا قدرت کو تکلیف ہوگی مگر قدرت
تکلیف اُٹھائینگے اُن بندگان مردہ کو جلائینگے پھر کہا اے ہفت پیکر آج طلسم کشا کو قدرت
داخل صحرائے مشقت کرتے ہیں کیا عجب ہی کہ سلطان صحرائے مشقت لوح وتحفہ جات تیرے
لیلین اور پاس تیرے پہونچا دین ہفت پیکر اُٹھ کر گرد پھرا ہاتھون کو بوسہ دیا واسطے
سجدے کے جھکا بقراط ثانی نے کہا اے ہفت پیکر سلطنت ہفت کوہ مبارک ہو پھر اسی
طرح جا کر ظہور دکھاتا ہفت کوہ آباد ہو یہ کہکے طرف داہنے کے پلٹا وزیر اُسکا شاداب نیک راے

کھڑا اٹھا کہا اے شاہ اب طلسم کشا کو صحرائے مشقت مین پہونچاؤ اور وہان کے ناظمون کو حکم
لکھو کہ اول دعوت کرین ملکہ تمکین شیرین کام اُس دعوت مین شریک ہون اور طلسم کشا کو
عجائب و غرائب دکھائین دام مکر مین پھنسائین جب تحفہ جات و لوح لیلین تو طلسم کشا کو
گرفتار کرکے پاس ہفت پیکر کے روانہ کرین یہ کہکر تخت سے بقراط اُٹھا کہا اے ہفت پیکر
اب قدرت جلتے ہین بگر جو کہ چلے اُسکا ظہور دیکھنا ہفت پیکر نے بہت خوشامد کی کہا یا
خداوندا ایسی مدد کیجیے کہ میرا اپنی اقلیم پر قبضہ ہو بقراط نے کہا ایسا ہی ہوگا نہ گھبراؤ مگر
ہر وقت قدرت کو یاد کیا کرو ایسا نہو کہ ہمارے جانے کے بعد ہمکو بھول جاؤ اور باعث یہ ہی
کہ تقدیر بربادی تو کرچکے اب وہ تقدیر قبضۂ مسلمانان مین گئی اب اُسکا پھرنا دشوار ہی یہ کہکر
تخت کو اشارہ کیا اُسی طرح اُڑتا ہوا روانہ ہوگیا ہفت پیکر خوش بیٹھا ہی ہرکارون کو حکم
دیا کہ لشکر مسلمانان کی خبر دریافت کرتے رہو جو سانحہ گذرے اُسکی خبر ہمکو پہونچاؤ یہان
رستم بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھے سامنے صاحبقران کے ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے
صاحبقران نے فرمایا کیون نور نظر جو کہو تمھاری سب حاجتین قبول ہین بدل وجان قبول
ہین رستم نے عرض کی آج آسمان پر ابر آیا ہی اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران
نے حکم دیا کہ بسم اللہ جاؤ مگر اے نور نظر خیال رہے کہ فوج ہفت پیکر بے حساب ہی ایسا نہو
کوئی برائے شکار گیا ہو اور راہ مین تکرار ہوجائے اسکا خیال رکھنا یہ بھی خبر زبانی ہرکارون کی
سنی ہی کہ آج بقراط ثانی آیا تھا بڑی بڑی لسانی کرگیا ہی بڑے بڑے علم لگا گیا ہی اسکا خیال
رہے رستم نے عرض کی کہ سب خیال غلام کو ہی ذہن مین وہ ہے بیشتر پلٹ آونگا دور نجاؤنگا امیر
نے فرمایا بسم اللہ رستم نے سماک کو حکم دیا صبح کو چلیے قراول حاضر ہوے رستم سوار ہوے
صحرا مین آکر نماز پڑھی طبل باز پر چوب پڑی

نظم

چو در نالہ پہن آمد طبل باز — در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز
رہا شد بر ہوا باز سیاب پر — جہان شد خالی از کبک و کبوتر

رستم نے فرمایا اے سماک دریافت تو کرو شکار آتا ہو کہ نہین یہ رستم نے یہ زبان سے کہا ہی
تھا کہ درۂ کوہ سے ایک آہو نکلا دونون سینگ ٹیڑھی مثل زلف محبوبان تاؤ پیچ کھائے ہوے

جھول زربفت کی پشت پر بیٹھ موتیوں کا پڑا ہوا بقول شاعر بیت

جل زربفت پشت کے اوپر | واہ رے آہو پری پیکر

جست و خیز کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا رستم نے کہا یہ آہوے خوشنما کسی کا پالو ہے اس کی
آن بان نرالی دیکھتے ہو رستم نے گھوڑا بڑھایا آہو آگے بڑھا رستم نے چاہا کہ اسے گرفتار کرو
آہو کر چھالیں بھرنے لگا رستم نے اور گھوڑے کو تیز کیا آہو بھی زیادہ تیز ہوا اب رستم کو
غصہ آیا گھوڑے کو تیز کرنے لگے آہو بھی جست و خیز کرتا ہوا چلا گھوڑا بھی اسپ ہالا کیو در رستم
ایسے شہسوار اکثر تھوتھنی مرکب کی اور پیچھا آہو کا مل مل جاتا ہے مگر ایسا پہلو نہیں ملتا کہ
شکار کریں ایک مقام پر جا کر آہو چوکڑی بھولا رستم کو انتہا کا غصہ تھا تیر مارا کہ آہو لنجھیا کر گرا
سمک دوسرے دیکھتا چلا آتا ہے کہ جہاں آہو گرا تھا وہاں پر غبار اُڑ رہا ہے رستم گھوڑے
سے کودے جھپٹ کر قریب آہو کے پہونچے سمک نے دیکھا غبار زیادہ ہوا کہ اندھیرا ہو گیا
سمک جھپٹ کر دوڑا قریب غبار کے پہونچا دیکھا نہ رستم ہیں نہ آہو ہے حیران ہو گیا کہ یہ کیا
ماجرا ہے خون کے قطرے بھی اس مقام پر دیکھے چیخیں مار کر رونے لگا کہ سرداران رستم آکر
پہونچے پوچھا اے سمک کیا ہوا سمک نے سب کیفیت بیان کی سب سردار رونے لگے کہ
دفعتاً ایک ہواے گرم آئی کہ منہ سب کے جلنے لگے جب جھونکا ہوا کا آتا ہے ثابت ہوتا ہے کہ کرۂ
آتش کھل گیا آخر سرداروں نے کہا اب یہاں سے چلو ورنہ گرمی سے سب ہلاک ہو جاوینگے آخر
سرداران گریاں و نالاں گھوڑے کو اُنکے آگے کر لیا روتے پیٹتے چلے جب قریب لشکر آئے جسنے
دیکھا وہ رونے لگا ہرکاروں نے یہ خبر صاحبقران سے کہی کہ سرداران رستم مرکب کوتل لیکر
آئے ہیں تمام لشکر میں ہنگامہ ہے صاحبقران روتے ہوئے باہر نکلے مرکب رستم جو کوتل
دیکھا خود اپنے سر سے اُتار کر پھینکا آواز دی اے رستم اس ضعیفی میں ہمکو یہ داغ دیا مقام افسوس
ہے کہ باپ کو ساتھ نہ لیا یہ کہکر صاحبقران سر ٹکرانے لگے سرداروں نے آکر امیر با توقیر کو سنبھالا
لندھور نے عرض کی آقاے نامدار رستم صاحبقران ثانی ہیں ایسی افتادیں اکثر
پڑی ہیں انشاء اللہ وہ فتح کرکے آئینگے حضور صبر کریں خواجہ عمرو و مالک شغرہ صاحبقران
کو لیکر بارگاہ میں آئے صاحبقران نے فرمایا خواجہ برائے خدا جا کر رستم کو تلاش کرو

خواجہ عمرو نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ زادے حاضر تھے صاحبقران نے فرمایا آپ اپنے
علم مین ملاحظہ کیجیے خواجہ زادون نے قرعہ پھینکا بعد عرصے کے سر اُٹھایا دست بستہ عرض کی
کہ جس صحرا مین رستم کا داخلہ ہوا اُس صحرا کا عجائب نگار نام ہی لقراط ثانی نے یہ سب کیا
اُسی کے شعبدون مین رستم پھنسے مگر انجام بخیر ہی انشاءاللہ حضور سے بخیر و خوبی ملین گے
لیکن خواجہ عمرو کا بھی جانا واجب و لازم ہی عمرو نے کہا مین نے نجوم مین دیکھا کہ خواجہ
زادے بھی جاوین امیر نے فرمایا خواجہ عمرو تمھین جانا پڑیگا عمرو نے کہا سب جانتے ہین کہ
مین مفلس ہون مفلس سے کوئی کام بن نہین پڑتا یہ کہکر بارگاہ رستم مین آئے دیکھا کہ سب
سرداران رستم رو رہے ہین خواجہ عمرو نے کہا یارو روتے ہو روپیہ نہین خرچ کرتے ہو میرا نام
خواجہ زادون نے لیا ہی مین بسبب مفلسی کے جا نہین سکتا سب سردارون نے دس
دس ہزار پانچ پانچ ہزار روپیہ منگا کر خواجہ کو دیے خواجہ ان سب سے مبلغ خطیر لیکر لشکر رستم
مین آئے کہا بھائیو مین تمھارے آقا کو رہا کرنے جاتا ہون کچھ روپیہ خرچ راہ کو دو سب نے
تھوڑا تھوڑا خواجہ کو دیا خواجہ سب سے لیکر تلاش رستم مین روانہ ہوے اب حال رستم تحریر
ہوتا ہی کہ رستم بیہوش ہو گئے بعد عرصہ دراز کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک صحراے سبزہ زار
نواح دلکشا ہی طائران زمزمہ سرا درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین تعریف مین سکندری کی
زبان کھولتے ہین آوازون سے ثابت ہوتا ہی کہ ہر مرتبہ زبان کھولکر پکارتے ہین کہ یا خداوند
خیال سکندری تو نے ہمکو پیدا کیا ہم تیری خدائی کے قائل ہین درخت پودے سبز و شاداب
شاخون کا پیچ و تاب زیر نخل جابجا پھولون کے انبار طائران زمزمہ سرائی پر صداے مذکور
ہر دم پکار ہوا جو چلتی ہی جھونکون سے بھی یہی آواز آتی ہی بونڈے گرد کے اُٹھتے ہین یہی آواز
دیتے ہین کہ ہم خاکسارون کو خداوند خیال سکندری نے کیا مرتبہ دیا ہی کہ قد مخلوق سے
ہماری مثال ہی اُنکی صفت مین زبان لال ہی کبھی پہاڑون سے پتھر گرتے ہین ان پتھرون کے
گرنے سے بھی یہی آواز آتی ہی آہو صحراے کر چالین بھرتے ہوے نکلے ہین ایک سے ایک
کہتا ہی ہمکو خداوند نے پیدا کیا کھانے کے واسطے گھانس بنائی کیا قدرت دکھائی آوازین سنتے
ہوے جست و خیز کرتے پھرتے ہین اکثر بیشون مین شیر یہی آوازین دے رہے ہین رستم حیران ہین

کہ یہ ملعون خداوند خیال سکندری کون شخص ہے ایک نخل کے پیچھے کھڑے یہ تماشہ دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف سے چند طائران ہفت رنگ پیدا ہوے ایک شاخ نخل پر آکے بیٹھ زمزمہ سرائی یہ اشعار پڑھنے لگے۔

نظم

سوز الفت میں اگر جلوہ گری پیدا ہو — خاک ہو جل کے جو پروانہ پری پیدا ہو
کیونکر آنکھوں میں کوئی جلوہ گری پیدا ہو — دل پسیجے تو کچھ آنکھوں میں تری پیدا ہو
شوخیوں میں روش فتنہ گری پیدا ہو — چشمکوں میں تری جادو نظری پیدا ہو
سرد آہیں جو کبھی کھینچے لبوں تک آئیں — گرمیاں کرتی ہوئی بے اثری پیدا ہو
دلبری میں بھی ادا نکلے دل آزاری کی — لطف میں پہلو بیدادگری پیدا ہو
کام گر عشق میں ای غفلت دل قاصد کا — دے خبر یار کی وہ بے خبری پیدا ہو
آئنہ میں دیکھے اگر حال پریشان میرا — ساتھ حیرت کے پریشان نظری پیدا ہو
حال کچھ دل کی تڑپ کا جو لکھیں یار کو ہم — برق کو حوصلۂ نامہ بری پیدا ہو
دے اگر جام کو وہ ساقی مہوش گردش — صاف کیفیت دور قمری پیدا ہو
ٹھنڈی ہی سانسیں جو شب ہجر بھروں آخر شب — صبح سے پہلے نسیم سحری پیدا ہو
جائیں چھینٹے اثر گریہ جو دے فرقت میں — خشک آنکھوں میں ابھی ایک تری پیدا ہو
بنکے تجلی رہو آنکھوں میں سویدا دل میں — ہر جگہ ایک نئی جلوہ گری پیدا ہو
اُڑکے جائے گا خط شوق ارادہ جو کرے — بھیس بدلے ہوے قاصد کا پری پیدا ہو
وادی عشق میں کرتا ہے تقاضا کوئی — ہر قدم پر سر شوریدہ سری پیدا ہو
زلف پیچان کے تصور میں جو کھینچوں آہیں — پیچ کھاتا ہوا دود جگری پیدا ہو
ہم تو عاشق ہیں جب انداز قیامت پہ مریں — قامت یار کی بھی فتنہ گری پیدا ہو
عشق کہتا ہے دہان و کمر ناز کی طرح — بے نشان ہو جیسے جب ناموری پیدا ہو
کوچ تنہا جو کیا باغ سے بلبل نے کہا — بو ہو یا رنگ کوئی نو سفری پیدا ہو
سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پر میرے — عوض داغ جنون چتر زری پیدا ہو
عکس تیرے لب رنگین کا جو دریا پہ پڑے — باغ میں کان عقیق شجری پیدا ہو

آزما دیکھ محبت کے اثر کو بھی جلال		پھر نہ ہو وصل وہ بے اثری پیدا ہو

رستم ان اشعار کو زیر نخل کھڑے سنتے ہیں اور آپ ہی آپ فرماتے ہیں کہ خداوندی منت
خیال سکندری کی بڑی تاثیر ہی کہ نوبت نقارہ کی آواز کان میں آئی دیکھا کہ علمہاے
زنگاری نمایاں ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے ایک بادشاہ تخت پر سوار بھاری تاج
سر پر چار قب شہنشاہی در بر بڑی شوکت و شان سے پیدا ہوا بارہ چودہ ہزار جوان پشت
پر سامنے رستم کے آکر تخت سے اتر اجھک کر سلام کیا عرض کی اے شہریار آپ اس دشت
غربت میں مسافرانہ بیٹھے ہیں نہ دوست نہ مونس نہ ہمدم مگر خداوند خیال سکندری
ہمکو خبر دیتے ہیں کہ فلان صحرا میں ہمارا بندۂ خاص الخاص اتفاق سے آگیا ہی تم اس ملک
کے بادشاہ ہو جاکر اسکو استقبال کر کے لاؤ حضور میرے ساتھ تشریف لیچلیں وہان چلکر
تشریف رکھیں جب مناسب ہوگا چلے آئیے گا میں آپکو آپکے لشکر میں پہونچا دونگا کوئی
تکلیف حضور کو نہ پہونچے گی اس عجز سے اُس بادشاہ نے کہا کہ رستم اپنے مقام سے اٹھے
ایک مرکب کوتل باساز و براق اُس بادشاہ کے ساتھ تھا وہ مرکب سامنے رستم کے پیش
کیا کہ حضور اس پر سوار ہوں رستم مرکب پر سوار ہوے اُس بادشاہ نے تخت اپنا ترک کیا
رکاب پر رستم کی ہاتھ ڈال دیا با اعزاز رستم کو لیکر چلا رستم نے نام پوچھا اُسنے نام اپنا غرائب شاہ
بتایا چند قدم چلے ہیں کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک عقاب بزرگ آسمان سے پیدا ہوا سر پر
رستم کے آکر چیخ مارا پکار کر آواز دی اے غرائب تاجدار یہ طلسم کشاے ہفت پیکر ہیں
ہذا ہذا طلسم کشا تین مرتبہ عقاب نے یہ آواز دی اور مثل انسان کے پکار کر کہنے لگا کہ
اے غرائب تاجدار خبردار انکے اعزاز و اکرام میں فرق نہ آنے پائے ورنہ مغضوب گام
خداوند ہوگا اس شوکت و شان سے غرائب تاجدار طلسم کشا کو لیے ہوے چلا کئی
فرسخ برابر راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے دروازہ شہر کا نمایاں ہوا پھاٹک شہر کا
کھلا ہوا خندق میں پانی جوش مار رہا ہی پل پختہ پڑا ہوا ہی خلقت کی آمد و رفت ہی
جسنے دیکھا کہ سواری شاہ کی آتی ہی دست بستہ کھڑا ہوگیا تماشا دیکھنے لگا جو کوئی جمال
جہان آرا طلسم کشا کا دیکھتا ہی رطب اللسانی تعریف کرتا ہی ایسے عظم و شان سے

شہر مین داخل ہوے دوکانداروں نے جو جمال جہان آرائے طلسم کشا کو دیکھا تعریفین
کرنے لگے ہر ایک دوکاندار دوکان سے اتر پڑا اور جھک کر رستم کو سلام کیا بادشاہ سے کہنے لگے
ای شہنشاہ آپ نے بڑا کمال کیا کہ آپ طلسم کشا کو یہان لائے ہم طلسم کشا کو دیکھکر بہت خوش
ہوے رستم یہ باتین سنتے ہوے بادشاہ کے ساتھ چلے آتے ہین راہ کو طی کرکے در دولت شاہی
پر پہونچے دیکھا سات سو پہلوان اور وزرا امرا حکما وغیرہ صف باندھے کھڑے ہین رستم کو
دیکھکر سلام کیا دروازہ پر طرفہ زنجیر لگی تھی بادشاہ نے بڑھکر قفل زنجیر کو ہٹایا قریب رستم کے
آکر عرض کی بسم اللہ اندر تشریف لیجلیے تخت میرا آپکے قدم کا مشتاق ہی رستم ساتھ بادشاہ
کے اندر بارگاہ کے آئے اندر آکر دیکھا تخت یاقوت نگار بیچ مین بچھا ہی گرد کرسیان دنگل
بچھے ہین اپنے اپنے مقام پر رفقا بیٹھے ہین بادشاہ نے دست بستہ عرض کی حضور تخت پر
قدم رنجہ فرمائین رستم حیرت مین ہین کہ یہ بادشاہ کیون اسقدر خاطر کرتا ہی جواب دیا اے
بادشاہ خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے جو لوگ مرد سپاہی ہین ہمارا مقام تخت نشین ہی
بادشاہ نے اسی وقت تخت پر غاشیہ ڈلوا دیا وزرا سے کہا دنگل یاقوت نگار نگار جسکو ہمنے
واسطے طلسم کشا کے تیار کرایا ہی وزرا گئے اور دنگل یاقوت لاکر برابر پہلے چہارم تخت کے
دنگل کو بچھایا پائین پر دوسری کرسی آکر بچھی اسپر بادشاہ بیٹھا تخت پر غاشیہ پڑا ہی رستم نے پوچھا کیون
ای بادشاہ آخر اس تخت پر کون بیٹھیگا بادشاہ نے بعجز جواب دیا کہ شہنشاہ اقلیم حسن و جمال
ماہ آسمان کمال مقبول طبع خاص و عام ملکہ نمکین شیرین کلام کا یہ مقام ہی رستم خاموش ہو رہے
بادشاہ نے اشارہ کیا کہ ارباب نشاط کو بلاؤ اسی وقت ساقیان سیمین ساق مطربان
خوش آواز نازنینان گلرخسار محبوبان گلعذار آکر حاضر ہوئین ایک نازنین نہایت حسین
و جمیل اپنے عاشقون کی کیفیت سامنے بیٹھکر غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

گو کہ ہین اور بھی معشوقون کے پیارے انداز — نہ تمھاری سی ادا ہی نہ تمھارے انداز
دیکھتے جو بت آئینے مین سارے انداز — تمکو دیوانہ بنا دین نہ تمھارے انداز
جو ادا نکلی ہی دل کو بتا دینگے تمھین — ایک دن اپنے دکھانا ہمین سارے انداز
عکس سے پوچھتے ہین اپنے وہ آئینے مین — آ گئے تجھ مین کہان سے یہ ہمارے انداز

دل کی تقصیر نہ اسمین مری آنکھوں کی خطا — پیار دلواتے ہین خود آپکے پیارے انداز
ایک دل جسکے یہ سب تیری طرف سے خواہان — ناز و عشوہ ادا غمزے اشارے انداز
رات کو زیر فلک بیٹھ کے افشان نہ چنو — سیکھ جائینگے چمکنے کا ستارے انداز
راز الفت نہ کسی طرح چھپا یارون مین — تیری خاموشیون نے آپ پکارے انداز
گرمیان اپنی نہ ای برق تجلی دکھلا — ابھی پیدا نہ کرین دل کے شرارے انداز
وہی شوخی وہی دانستہ شرارت وہی چھیڑ — میرے دلمیں ابھی ہین وہ لبریز سارے انداز
ناز اُس شوخ کے دشمن بھی اٹھاتا ہو جلال — ابتو کمبخت نے سیکھے ہین ہمارے انداز

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا اُس بادشاہ نے اُٹھکر جام ارغوانی لبریز کیا سامنے رستم کے
آیا عرض کی یہ نوش فرمائیے کہ باعث فرحت ہو رستم نے ہاتھ رکھدیا فرمایا کہ ای غرائب لشا
اعتقاد تمھارا ظاہر ہی کہ معتقد خیال سکندری ہو ہم ان مذہبون کو باطل جانتے ہین کہ ہمارا
پروردگار وحدہٗ لاشریک ہی جو خیال کیا تو ظاہر ہوا کہ یہی اعتقاد ٹھیک ہی ہم تمھارے ہاتھ کی
شراب نہ پئین گے غرائب تاجدار نے دست بستہ عرض کی کہ اسوقت غلام کا کہنا خلاف گذرا
حضور کی دعوت کا سامان ہو رہا ہی ضرور شراب پینا پڑے گی رستم نے جواب دیا ای غرائب تاجدار
جبتک اطاعت دین اسلام نہ قبول کروگے جب تک ہم شراب نہ پئین گے غرائب تاجدار
خاموش ہو رہا صحبت اس رنگ سے آراستہ ہی کہ غرائب سے بڑھکر چوبدار نے عرض کی
کہ کنیز ملکۂ عالم دردولت پر حاضر ہی غرائب نے کہا بلاؤ کسنے اُسکو روکا ہی کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا
ایک کنیز نہایت شوخ و شنگ ناز و غمزے کرتی ہوئی سامنے رستم کے آئی قدمون کو بوسہ دیا
عرض کی ای شہریار ملکۂ عالم نے فرمایا ہی کہ آپ ہمارے ملک مین تشریف لائے نہایت مسرت فراوان
حاصل ہوئی کل آپکی ہمارے یہان دعوت ہی یقین ہی کہ آپ ضرور سرفراز کرین غرائب تاجدار
نے بڑھکر عرض کی ای شہریار آج تک ملکۂ عالم نے کسی کی دعوت نہین کی بڑے بڑے تاجدار
خواہان رہتے ہین کہ ملکۂ عالم نگاہ محبت سے دیکھ لین آپ کے واسطے یہ فخر حاصل ہی کہ کنیز کو
بھیجا یہ خیال تھا کہ شاید طلسم کشا آنے مین حجت درپیش کرین لہذا اطلاع کردی رستم نے
یہ جواب دیا کہ ای غرائب تاجدار تمھارا کہنا ایسا ہی کہ جسمین کچھ حجت و تکرار ہو ہم ضرور دعوت

میں شریک ہونگے ملکہ کا فرمانا ایسا ہی کہ اُنمین کچھ تکرار ہو کنیز ہنستی ہوئی چلی گئی جسنے کنیز کا جمال
دیکھا آپس میں کہنے لگا یارو جسکی کنیز ایسی ہو اُسکی شاہزادی کیسی ہوگی ہر طرف یہی ذکر ہو رستم
خاموش بیٹھے ہین ناچ دیکھ رہے ہین وہ دن و رات رستم کو اسی عیش و فرحت مین گذرا دوسرے
دن دربار مین آکر بیٹھے غرائب تاجدار خاطر مین مصروف ہو کہ وہی کنیز حاضر ہوئی رستم کو
سلام کیا عرض کی حضور تشریف لیچلین رستم دنگل سے اُٹھے غرائب تاجدار نے وہی مرکب
تیار کرایا عرض کی حضور سوار ہون رستم پشت مرکب پر سوار ہوئے غرائب تاجدار نے رکاب
تھام لی ہر چند رستم نے منع کیا تاجدار نے عرض کی مین خدمتگذاری پر مامور ہون جو مجھسے ہو سکے
وہ بجا لاؤں مشہور وزیر بھی ہمراہ ہوئے نقارے پر چوب پڑی سواری طلسم کشا کی اُس
کروفر سے چلی شہر مین جا بجا میلہ جا ہو جس گلی مین سواری پہونچی بعض جمال رستم دیکھکر
افسوس کرتے ہین بعض کہتے ہین کیا قدرت خداوند جمال سکندری ہو کہ ایسے ایسے دلیر پیدا
کیے جنکی صورت دیکھکر جی چاہتا ہو کہ آٹھ پہر اس جمال کو دیکھا کیجیے یارو خیال کرے کہ
علاوہ حسن و جمال کے صولت۔ رعب۔ دبدبہ۔ تہور۔ شجاعت سب چیزین عمدہ اسکی
ذات مین جمع کر دین ایسون کی تصویر کھینچیے اور گلے مین ڈال لے ہر وقت نظارہ کرے رستم
یہ باتین سنتے ہوئے سر جھکائے ہوئے چلے جاتے ہین کسی سے نگاہ نہین ملاتے قضا سے کار
سواری جا کر چوک مین پہونچی کمروں پر نازنینان مہ جبین لباس عمدہ پہنے بیٹھی ہین رستم کو
دیکھکر سب کھڑی ہو گئیں کوئی اشارے کرتی ہو کوئی ہاتھ باندھتی ہو کہ برائے لمحہ یہان ٹھہر جائیے
ہم اچھی طرح جمال دیکھ لیں دل بیقرار ہو کوئی گا کر اپنا جمال رستم کو دکھاتی ہو بتلانے مین مطلب
اپنا نکالتی ہو مراد ہر ایک کی یہ ہو کہ چند ساعت ٹھہر جائیے یا کسی طور سے ہم تک آئیے رستم محجوب
کسی سے آنکھ نہین ملاتے سر جھکائے چلے جاتے ہین وہ بادشاہ دمبدم کہتا ہو کہ ای شہریار
ذرا نگاہ اُٹھائیے آپکے مشتاق انتظار مین ہین دیکھیے تو کس اشتیاق سے آپ کو
بلا رہے ہین اگر مناسب ہو تو چند ساعت ٹھہر جائیے رستم فرماتے ہین بای غرائب بازار
مین ٹھہرنا مناسب نہین یہ باتین کرتے ہوئے قلعے سے نکلے رستم نے دیکھا کہ وہ صحرا نہین
ہو دوسرا صحرا ہے لیکن نہایت پر بہار ہے نخل سرسبز و شاداب نہرین پر آب ہین

آب صاف و شفاف سے مملو حباب شناوری کر رہے ہیں موجیں مثل خنجر آبدار ہر جانب صحرا
میں طائروں کی پکار ہی کسی جانب طوطیاں زرین بال کسی طرف بلبلان شوخ منقار چہچہے
کر رہی ہیں پہلوے گل میں بیٹھی ہوئی دم محبت کا بھر رہی ہیں کبھی وجد میں آکر پکارتی ہیں
یا خداوند خیال سکندری کیا تو نے شرف ہمکو دیا ہی کہ پہلوے گل میں جھولکر بیٹھے ہیں تیری
یاد دل میں محبت تیری آب و گل میں جب رستم حیران ہوکر دیکھتے ہیں تو غرائب تاجدار عرض
کرتا ہی آپ ملاحظہ فرماتے ہیں کیا صنعت قدرت خداوند سکندری ہی کہ طائر وجد کر رہے ہیں
رستم جب لوح پر ہاتھ پھیرتے ہیں فرماتے ہیں ای غرائب تاجدار ہمارے سامنے اپنے
قدرت کی تعریف نہ کرو ہمیں ناگوار ہوتا ہی بادشاہ سر جھکائے پریشان ہی ایک طرف دیکھا
ایک عمارت عالی بنی ہوئی ہی دروازہ کھلا ہوا چند چوبدار پیاول وغیرہ دروازے پر حاضر
ہیں تعریفیں خیال سکندری کی کر رہے ہیں سواری جو آتے دیکھی جھک کر کھڑے ہوے
براے تسلیم خم ہوگئے ہاتھ اٹھاکر چوبدار دعائیں دیتے تھے کہ خداوند خیال سکندری
اس جوان کو سلامت رکھیں مگر اعتقاد ہمارے خداوند کا اس کے دل میں آ جائے
جب رستم قریب در باغ کے پہونچے ایک چوبدار نے بڑھ کر مرکب تھام لیا غرائب نے
عرض کی حضور تشریف لیچلیں غرائب تاجدار آگے آگے انتظام کرتا ہوا پاسے انداز
بچھاتا ہوا رستم کو لیکر باغ میں آیا رستم جو باغ میں آئے وہ ہواے معتدل چلی کہ
فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا ایسا باغ تھا کہ گویا باغبان قضا و قدر نے نمونہ
بہشت دکھایا ہی صناعان جابک دست نے کس لطف سے بنایا ہی نہریں سلسبیل آسا
ہر طرف جاری دیواروں پر گلکاری تصویریں طائروں کی بنی ہیں مگر ہر ایک طائر منقار
کھولے بیٹھا ہی معلوم ہوتا ہی کہ بولا چاہتا ہی چند طائران تصویر مصروف زمزمہ سرائی ہیں
آواز دیتے ہیں کہ کیا قدرت خداوند خیال سکندری ہی کہ ہم اصل کی نقل ہیں مگر حقیقت
میں اصل ہیں اصل سے بہتر باتیں کر رہے ہیں رستم یہ معاملات دیکھ کر حیران ہو رہے ہیں
کہ تصویریں منھ سے باتیں کر رہی ہیں کس لطف سے زمزمہ سرا ہیں تصویریں بھی
بے مثل و یکتا ہیں غرائب تاجدار رستم کو ہر چمن کی کیفیت دکھاتا ہوا سیر کراتا ہوا

باغ کی لیے جاتا ہی جب قریب بارہ دری کے پہونچے دیکھا بارہ دری فرش فروش سے آراستہ
ہی بیچ مین ایک تخت یاقوت نگار چار طاؤس الماس کے ترشے ہوے چارون کونون پر تخت
کے رکھے ہوے ہین داہنے پر دنگل زرین دوسرے پہلو مین کرسی چاندی کی بچھی ہی آئینے
قدآدم دیوارگیریان عمدہ دو شاخے و تشاخے دست دعا معلوم ہوتے ہین صاف ثابت
ہوتا ہی کہ محبوب ماہ رخسار نے ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے ہین آئینون سے فرش آئینی
دمدمۂ سکندری ثابت ہوتا ہی رستم مثل خسرو آکر دنگل یاقوت نگار پر بیٹھے بائین پر تخت کی
کرسی پر غرائب تاجدار بیٹھا رفیق و امیر اور دنگلون پہ بیٹھے مگر سب سر جھکائے ہوے ایک سے
ایک کلام نہین کرتا رستم نے فرمایا ای غرائب تاجدار ہماری دعوت کن صاحب نے کی ہی غرائب
تاجدار نے عرض کی حضور ملکہ نمکین شیرین کلام نور چکیدہ خالق جمال سکندری تشریف
لاتی ہین کہ کنج باغ سے ہزارہا نازنینان زہرہ جبین ومہ جبینان مہر نگین گلدستہ ہائے گل سبز
ہاتھ مین ہنستی کھیلتی پیدا ہوئین باغ کی سیر کرکے سامنے رستم کے صف باندھی برائے تسلیم خم
ہوئین رستم نے جواب دیا غرائب تاجدار نے اشارہ کیا سب آکر محفل مین بیٹھین زیادہ عرصہ
نہ گذرا تھا کہ دوسرے پہلو سے کئی ہزار کنیزین اہتمام کرتی ہوئی پیدا ہوئین جس درخت کو
اشارہ کیا وہ درخت راہ سے ہٹ گیا سڑکین تکلف سے درست ہوئین جس چمن کو اشارہ کر دیا
وہ چمن سامنے سے ہٹ گیا درخت دوڑے پھرتے ہین پھل منہ کے بل گرتے ہین
پھولون سے رنگ آمیزی ثابت عندلیبان خوش نوا کی عجب کیفیت کبھی چہکارے مارتی ہین کبھی
خاموش محبت گل کا جوش وہ کنیزین سامنے سے گذرین سیڑھیون پر چڑھنے لگین کہ ایک طرف
سے ہٹو بچو کی آواز آئی رستم نے دیکھا جانور تک درختون سے اڑے درخت بھی ہٹ گئے
چمنون مین جنبش پیدا ہوئی رستم نے دیکھا ایک کنیز لحیم و شحیم چتر زر کا سایہ کیے ہوے زیر
چتر زری ایک نازنین شعلہ خو خال ہند و چشم جادو نہایت حسین خوش خرامان خرامان آئی کہ
پشت پر وزیرزادیان پائنچے سنبھالے ہوے دوپٹے بھاری ڈھلکے ہوے سینون پر پڑا
طائرون مین پکاران گلعذارون کی آمد ہوئی کہ رنگ چمن اڑ گیا کیا قدرت باغبان قضا و قدر کی
کہ وہ مہ جبین تاجدار جدھر نگاہ اٹھاتی ہی درخت پتون مین چھپنے لگتے ہین پتے زرد ہو کر درختون سے

گرتے ہین پھولون کی رنگت سفید بلبلین ناامید وہ شاہزادی خرامان چمنستان کو پامال کرتی ہوئی قریب بارہ دری کے پہونچی کنیزون نے سنبھال کر سیڑھیون پر چڑھایا پس شکل وہ معشوق خوش خو سیڑھیون کو طی کر کے بارہ دری مین پہونچی رستم نے بنگاہ غور سراپا دیکھا حقیقت مین کس شی سے مثال دون نہایت حیران ہون اگر چاند کہون تو چاند مین جرم ہی عارض صاف و شفاف آئینۂ حلب کہون تو آبرو گھٹے پیشانی تختی نور یا لوح بلور اُسکے پہلو مین تیغ اصفہانی کھینچے ہوے رکھے ہین کہ جسکے زخم دل عاشق پر پڑتے ہین مگر تلوارون کے زخم ثابت نہین ہوتے ہین عجب ناز سے خنجر ابرو قلب عاشق سے لڑتے ہین دونون ہونٹھ وہ مسیحا ہین جنکے بیماران محبت کے سامنے مسیحا کے کمال بے کار ہین چاہ زنخدان جسمین صدہا یوسف دل ڈوبے پھر کب اُبھرتے ہین گلو صراحی دار جسمین شراب مصفاے حسن بھری ہی سینے پر انار پستان کا اُبھار اُسکی خوبی سے کس شی کو مثال دون دو نقابدار کہون کہ نقابین چہرے پر ڈالے ہوے محرم مین ہین جنسے فقط ہاتھ محرم ہین شکم دریاے نور ناف کو گرداب کہون سراسر قصور ہی کمر نازک اسقدر باریک ہی کہ شاعرون کو اب تک تشکیک ہی ناز نظر عاشقان جس سے عدم کا سامان ہر نوع عدم ہی جست بندھنے سے عیان کم ہی قتل عاشق کمر باندھی ہی شاعرون کو مضمون ملا عاشقون پر لطف و کرم نہین اب ثابت ہوا کہ یہ مقام عدم نہین بقول نظم

ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور
ہا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور
پائجامے مین یون ہی جلوہ فگن
شمع فانوس جیسے ہو روشن

کف پا حناے لال لاش عاشق کو شاید پامال کیا ہی جسنے پاؤن کو لال کیا قد کو صنوبر سے مثال نہ دون سرو ایک شجر بے سروپا ہی یا یہ الف ندا ہی رستم دیکھتے ہی پریشان ہو گئے غرائب تاجدار استقبال کیے ہوے لاتا ہی ملکہ نے مسکرا کر پوچھا کیون غرائب تاجدار طلسم کشا کون صاحب ہین غرائب تاجدار نے طرف رستم کے اشارہ کیا کہا اے ملکۂ عالم رستم کی نورکی صورت پر عاشقون کو نظارے کی رغبت ہی ملکہ نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک جوان خوش خو فلک حسن کا بدر کامل ذی علم عاقل کس دبدبے سے دنگل پر جلوہ فرما ہین جیسے نگینہ خاتم سخاوت مین رشک حاتم صاحب جاہ و جلال رعب سطوت دبدبہ جرأت مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب سعادت

ملکہ بھی جمال رستم دیکھکر پسینے پسینے ہو گئین قریب تھا کہ چرخ کھا کر گرین مگر اپنے کو سنبھالا اسنے
پروزیرزادی کے ہاتھ رکھدیا ایک وزیرزادی نے بڑھ کر غاشیۂ تخت ہٹایا ملکہ نے تخت
پہ قدم رنجہ فرمایا حیران حیران طرف رستم کے دیکھ رہی ہین آپس کے اشارون سے چھریان
چل رہی ہین ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر بھر آتے ہین غرائب تاجدار سامنے کھڑا ہی ملکہ
نے اپنے مین کلام کی طاقت نہ پائی آنکھ سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ غرائب تاجدار بائین پرا گر بیٹھا
ملکہ کو بات کرنے کی طاقت نہین دیر کے بعد رستم نے تخت پر ہاتھ رکھ کے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم
آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ملکہ نے شرما کے سر جھکا کے کہا ای شہریار اس کنیز حقیر کو ملکہ
نمکین شیرین کلام کہتے ہین مگر حضور کا آنا کیونکر ہوا رستم نے کہا مین نہین جانتا کہ کیونکر یہان
آنا ہوا شکار کو آیا تھا تمھارے دام مین پھنسا ملکہ نے منھ پھیر کر کہا اپنے کو اس غرائب جادو سے
بچائیے گا یہ سب آپکی فکر مین ہین یہی چاہتے ہین کہ آپ سے سب تحفہ جات چھین لین اور
آپ کو گرفتار کر لین آج بڑے بڑے غلو ہونگے ہوشیار رہیے گا ذرا بھی آپ غافل ہوے
اور کلاہ ہفت گوشہ وغیرہ لے لین گے سب اشیا سے زیادہ لوح کی فکر مین ہین مجھکو خاص
اسیواسطے بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو مبہوت کرو مین تو اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی غرائب تاجدار
نے کہا ای ملکۂ عالم کیا باتین کرتی ہو ارشاد خداوندی کو بھولین ملکہ نے غصہ مین جواب دیا کہ
غرائب مین تو خاموش بیٹھی ہون مین کس سے کلام کرونگی غرائب نے رستم سے کہا آپ متغیر
کیون ہو گئے ہفت بہشت دکھانے کا آپ کو علم ہی یہ ذکر تھا کہ دناتا ہوا زمین ہل گئی تختہائے
ناچ تھرانے لگے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ رقص و سرود شروع کرو جانتی نہین ہو کہ مہمان
موجود ہی مہمان کو خوش کرو چند کنیزین انمین سے اٹھین ساز ملائے سازون نے آپس مین
ساز کیا ایک خوش گلو نہایت حسین و جمیل اٹھی رقص کر کے یہ اشعار گانے لگی نظم

گھٹا ہی مین آتا ہی دکھاتین مستیان بیکر شراب	جلد لا ساقی برنگ لالۂ احمر شراب
دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو	فرقت دلدار ہی ساقی پیین کیونکر شراب
ابر ہی اُمڈا ہوا گل دے رہے ہین بلبلین	آج کی شب ہو جدا منھ سے نہ ای دلبر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی	یہ تمنا ہی پیین قاتل و خنجر شراب

لے خدا حافظ چلے مسرور ہوکر اپنے گھر　　پی چلے محفل مین پری اور پری پیکر شراب
بے تعلق ہو نہین سکتا تعلق آشنا　　غیر ممکن ہو رہے بے شیشہ و ساغر شراب
پھر سنا ہی مژدہ آمد کسی مے نوش کا　　ڈھونڈھتا ہی آج پھر میرا دل مضطر شراب
وعدہ دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے　　آج ہے ساقی ہمین جو سب مین ہو بہتر شراب
اسطرف بھی آج بذل مہربانی چاہیے　　ساتھ غیرون کے تو یان پی چلے اکثر شراب
بھنگیا ہی لخت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب　　گرمیان کرتی ہی ہمسے صورت دلبر شراب
ہم بھی بیشک ہین غلامان علی مین اے نسیم　　ساقی کوثر سے لین گے جا کے اک ساغر شراب

بڑے لطف سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی ادھر تو رستم معشوق کو دیکھ رہے ہین اُدھر اُس نازنین نے اسطرح سے بتایا کہ رستم خاموش بیٹھے ہوے بہ نگاہ غور معشوق کو دیکھ رہے ہین چمنستان پر جو نگاہ پڑگئی طائرون کو دیکھا کہ منقارین کھول کر تعریفین خیال سکندری کی کر رہے ہین ہر درخت سے آواز آتی ہی یا خداوند خیال سکندری تیری خدائی کے صدقے شاخون سے آواز آتی ہو تو خداوند برحق ہی رستم ہر مرتبہ لوح پر ہاتھ رکھکر فرماتے ہین لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کیا شعبدے ہین ای مالک بے نیاز دشمنون سے بچا یو اپنے حفظ و امان مین رکھیو یکایک سامنے سے سناٹا ہوا دیکھا ایک تخت ہوا پر اُڑتا ہوا آتا ہی چار جوان جنکے پر یاقوت احمر کے ہین تخت کو اُٹھائے ہوے وہ چارون جوان کہتے ہین کہ خداوند نے کیا مرتبہ ہمکو دیا ہو کہ ہم تخت قدرت اُٹھائے ہوے ہین یہ تقرب ہمکو نصیب ہو اور پشت پر کئی ہزار جوان اسی طرح کے پر اُنکے بازوون پر اُڑے ہوے چلے آتے ہین اپنی اپنی جلالت دکھارہے ہین وہ تخت بارہ دری کے گوشے پر آکر ٹھہرا گانا خاموش ہوگئی اُس علیم نے پکار کر آواز دی ای رستم تماشائے قدرت دیکھا اب سجدہ کرنے مین کیا تامل ہو دیکھو تمھارے والد نے بھی سجدہ کیا پہلو پر دیکھو حال کھل جائیگا رستم جو داہنی سمت پلٹے دیکھا کہ بارگاہ سلیمانی دشاد ہو بادشاہ جمجاہ سریر جہانبانی پر پہلو مین صاحبقران دنگل آصفی پر جملہ سرداران نامدار و فرزندان عالی وقار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین رستم کو ثابت ہوا کہ مین اپنے دنگل پر بیٹھا ہون بدیع و قاسم مین تکرار ہو رہی ہی ایرج و نور الدہر کی ہمچشمی کا ہنگامہ ہی

اُسوقت امیر نے طرف رستم کے دیکھکر فرمایا کہ ای نور نظر ای پارۂ جگر ہمنے سب کچھ حاصل کیا
مگر مذہب حقیقی اب ملا خدائی خداوند خیالی سکندری کی برحق ہی تم نے بھی یہ مذہب اختیار
کیا اگر یہ مذہب اختیار نہ کرو گے تو بہت پچھتاؤ گے کسی بلا مین پھنس جاؤ گے رستم نے قصد کیا
کہ قبلہ وکعبہ سے کچھ اور باتین کرون مگر عجائب وغرائب نے مہلت نہ دی ایک زناٹا ہوا
کہ زمین تھرائی رستم کو ایک غفلت سی ہوئی اب رستم نے غور سے دیکھا کہ دوسرا باغ اُس سے
بہتر و برتر ہی جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس کی اٹکھیلیان طائران چمن کی زمزمہ سرائیان
سنبل نے زلفون کو پیچ وتاب دیا گل نے بلبل کو جواب دیا کہ ہمارے پاس سے ہٹ جا ایسا
نہو تیری آواز دردناک سے ہمکو صدمہ پہونچے نہرون مین ہزارے چھوٹ رہے ہین جو قطرہ
جس مقام پر گرا دم بھر مین مچھلی بنکر تیار ہوا ہزار ہا مچھلیان حوض مین شناوری کر رہی ہین
کہین نہنگان خون آشام اچھل کود کر رہے ہین کہین سوسن صد زبان صفت گلچین قضا و
قدر مین زبان کھولا چاہتی ہی لیکن اپنا لحاظ و پاس دکھاتی ہی غنچے مسکرا کر رہجاتے ہین
شاخین پیچ وخم کھا رہی ہین جو لوگ اپنے مکانون مین بیٹھے ہین خوش وخرم جس میوے
کی دل کو خواہش ہوئی اُسکا نام لیکر پکارا وہ میوہ فوراً قریب دہن کے آگیا نقل ہوا اسکا چھلکا وہ
پھل بنکر شاخ مین آویزان ہوا تخت جو بیچ مین بچھا ہوا ہی اُسکو خالی پایا مگر غرائب تاجدار
اُسی طرح کرسی پر بیٹھا ہی رستم یہ عجائب دیکھکر حیران ہوے بے اختیار پوچھا ای غرائب تاجدار
یہ کیا مقام ہی غرائب تاجدار نے عرض کی وہ مکان جلدی مین آراستہ کر لیا تھا کہ آپ تشریف
نو رکھین آپ کو تکلیف ہو رستم نے کہا تخت نشین کہان ہین غرائب تاجدار نے جواب دیا
کہ حضور کے واسطے سامان مہیا کر کے اپنے مکان پر گئین جب محل ہوگا پھر آئینگی رستم
حیران و پریشان عجائب وغرائب دیکھ رہے ہین کہ دن تمام ہوا لیلی شب نے مجنون روز
سے فراق کیا تارے فلک پر نمایان ہوے ماہ تابان بدر کامل آسمان پر اپنی رونق دکھا
رہا ہی ایک سمت ستارۂ مشتری جسکا درخت اپنی رونق دکھانے لگے پھل درختون کے ثابت
ہوتا ہی کہ ستارے ہین غنچے چٹکنے لگے جام گل شراب شبنم سے معمور ہوا مستان چمن کو سرور
ہوا غرائب تاجدار نے عرض کی خاصہ تیار ہی نوش فرمایئے رستم نے منظور فرمایا غرائب

نے عرض کی حضور تشریف لیچلیں ملکۂ عالم قریب خاصہ تشریف رکھتی ہین وہ بے مروت
نہین ہین بخوبی مہمان نوازی کریگی رستم ساتھ غرائب تاجدار کے اُٹھے دوسرے کمرے مین
آکر دیکھا دسترخوان بچھا ہی بکاول خاصہ طرح طرح کا چُن رہا ہی رستم کا دماغ جان معطر ہوگیا
غرائب تاجدار نے رستم کو ایک طرف بٹھایا کہا بسم اللہ نوش کیجیے رستم نے کہا جب تک
میزبان نہو نگی ہم کھانا نہ کھائینگے کہ پہلو سے آواز آئی ای شہریار مین موجود ہون آپکے ساتھ
شریک ہونگی رستم نے دیکھا کہ پہلو سے اُس قصر کے ملکۂ نمکین شیرین کلام چلی آتی ہین
آتے ہی قریب رستم کے بیٹھ گیئن زانو پر ہاتھ رکھکر کہا ای شہریار خاصہ نوش کیجیے رستم نے
جو معشوق کو قریب پایا نوالہ بنا کر مُنھ مین دیا ملکہ نے غنچۂ دہن واکیا دوسرا نوالہ رستم کو دیا غرائب
تاجدار وہین ٹہل رہا ہی اسنے دیکھکر آواز دی ای ملکۂ عالم یہی وقت ہی کہ لوح لیجیے ملکہ
نے کہا ای شہریار یہ گلے مین آپ تختی کیسی پہنے ہین اگر مناسب ہو تو مجھے دیجیے مین پہنونگی
رستم بہتر کہکر لوح گلے سے اُتارنے لگے کہ حرفون پر لوح کے نظر پڑ گئی نوشتہ پایا کہ ای
فتاح طلسم ہوشیار رہو وہ اپنے مقام پر تڑپ رہی ہی یہ عورت شعبدۂ غرائب جادو ہی لوح
دی اور غضب ہوا رستم نے ہاتھ روکا بہ نگاہ قہر رستم نے طرف اُس نازنین کے دیکھا فرمایا
کہ ای بیحیا ہمکو دھوکا دینا چاہتی ہی مین لوح نہ دونگا نازنین نے آواز دی ای رستم ہمین
لوح کی ضرورت نہین آمد سخن مین کہا تھا خواہ دو خواہ نہ دو مگر کلاہ ہفت گوشہ ضرور لینگے
کہکے اُسنے ہاتھ بڑھایا کہ کلاہ اُتارے رستم نے کلائی پکڑ کے طمانچہ مارا سر اُس عورت کا
اُڑ گیا رستم کو بڑا قلق ہوا کہ مین نے معشوق کو مارا اب جو سر زمین پر گرا چار مرتبہ تڑپا اُسکے
بعد جو رستم کی نگاہ پڑی دیکھا ایک ضعیف زنگن کا سر ہی رستم نے لاحول پڑھا ایک آواز
آئی کہ ای طلسم کشا مزاج کے ایسے جلاد و صاحب بیداد ہو کہ معشوق کو مار ڈالا قدرت
نے اسکو متغیر کیا اب صدمات کھینچو گے فوراً ایک سناٹا ہوا رستم نے دیکھا نخل جلنے لگے
غنچہ و گل چٹخنے تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ وہ باغ وغیرہ غائب ہوا ایک صحرائے ویران لق و دق
میدان ہی اور خاک اُڑ رہی ہی آوازین زاغ و زغن کی آ رہی ہین رستم اپنے حال پر بہت
پریشان ہوے ایک جانب چل نکلے اُس صحرائے ویران کو طی کر گئے ایک صحرائے سبز و خرم

مین جاکر پہونچے دیکھا سامنے ایک کوہ فلک شکوہ ہو سب درے تو بند ہین ایک درہ مثل
پھاٹک کے کھلا ہو اُسکی پیشانی پر لکھا ہو این کوہ رستخیز بست مقام جنگ رستم فوراً اندر
درے کے داخل ہوے دیکھا بہت تاریک مقام ہو اُسکو طی کرکے باہر نکلے صحراے ریگستان
ملا ایک طرف سے آواز توپ کی آئی رستم صداے توپ پر متوجہ ہوے تھوڑا ہی راستہ طی کیا تھا
دیکھا زیر قلعہ فوج زنگیان آدمخوار بالاے قلعہ ایک بادشاہ نامدار تاج سر پر رکھے ہوے
پکار رہا ہو کہ یارو مجھسے خراج نہین ہو سکتا افسر زنگیان کہ سہمناک زنگی نام ہو اُسنے
جھلاکے گرز اُٹھایا اپنے گینڈے کو مہمیز کیا طرف قلعے کے چلا قلعے والون نے توپین ماری
مگر زنگی گولون کو دکرتا ہوا قریب خندق کے پہونچا پکارکر آواز دی ای بادشاہ دروازہ
کھولدے اگر پھاٹک توڑکر اندر آؤنگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بادشاہ نے آواز دی
پھاٹک تو نہ کھولونگا مگر قلعے مین ایسی تلوار چلے گی کہ عمر بھر یاد کریگا رستم کو بہت ناگوار
ہوا للکارا کہ او بحیا خبردار آگے نہ بڑھنا اگر پھاٹک توڑا تو سر توڑ ڈالونگا زنگی نے
پلٹ کے دیکھا ایک جوان خوبصورت آتا ہو صورت زیبا دیکھکر دنگ ہوگیا گینڈے کو ٹھکراکر
قریب آیا سہمناک زنگی نے دیکھکر آواز دی ای جوان مجھکو تیری صورت پر رحم آتا ہو تیرا نام
نامی کیا ہو رستم نے کہا سرکوب ہفت پیکر فرزند صاحبقران نامور یہ سنکر وہ زنگی بہت
خوش ہوا کہا ای جوان تیرے مقدمے مین نامہ خداوند خیال سکندری کا آیا تھا کہ صحراے
ریگستان مین تباہ ہو قلعۂ اشفاقیہ سے خراج لانا اور رستم کو تلاش کرکے اُسکا بھی سر لیتے آنا
مین تیری تلاش مین تھا رستم نے کہا او نامرد گینڈے سے نیچے اُتر یہ کیا جرأت ہو کہ ہم پیدل
تو سوار سہمناک نے کہا تجھکو پامال بھی کرونگا رستم نے کہا دیکھ ہم تجھکو برابر کیے لیتے ہین
خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا کہ چارون پاؤن گینڈے کے اُڑ گئے سہمناک گینڈے سے
کودا کودتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سہمناک
لپٹ پڑا ملاپ اشفاق شاہ جو بادشاہ قلعہ ہو بارہ ہزار فوج لیکر نکلا تماشہ دیکھنے لگا
اپنے ساتھ والون سے کہتا ہو یارو یہ جوان ہمارا جان بخش ٹھہرا اگر نہ آتا تو یہ سہمناک
کسی کو زندہ نہ چھوڑتا آتشخو شعلہ مزاج شاہون کے سر کا تاج دیکھیے رستم کیسے

لڑ رہے ہین یارو کچھ تمنے پہچانا ہماری تقدیر نے رسائی کی ہفت پیکر کو اس جوان سے
شکست دی کہ ہفت پیکر بھاگتا پھرتا ہی اب صحراے عشرت مین آیا ہی سحر کے پڑھے
ہوے ہین ہماری سب کی خوش نصیبی تھی کہ اس جوان کا یہان گذر ہوا دیکھو سہمناک
کیسا عاجز ہو رہا ہی حقیقت مین جب رستم پکڑلاتے ہین تو دو دو گھڑی رگڑتے ہین اور
جہان پر سہمناک رستم کو پکڑلاتا ہی مثل برق تڑپ کر نکلجاتے ہین وہ وہ رستم نے انگوٹھین
مارین کہ سہمناک کی ہڈیون مین درد ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ اے سہمناک کہان بھاگ جاؤن
کہ جان توبچے یہ جوان تو بلاے روزگار ہی جی چھوڑ دے دوپہر رستم سے برابر لڑا جب
زوال آفتاب ہوا زوال زور سہمناک ظاہر ہونے لگا رستم نے دوڑے پندرہ قدم
ریل کرلائے وہان پر لاکے ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے سہمناک کے آشناے زمین ہوے
رستم نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کر کے زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اُکھیڑ کر زمین پر دے مارا سہمناک نے
چاہا مونڈھے کے بل آکر سنبھلون رستم نے ٹھوکر ماری کہ گرد پرد ہوا چارون شانے
چت تھا جھپٹ کے چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت پروردگار مین کیا کہتا ہی
سہمناک نے بلجاجت عرض کی جبتک زندہ ہون حضور سے گردن تابی نہ کرونگا رستم
چھاتی سے اُٹھے سہمناک قدمون سے لپٹ گیا کلمہ پڑھ کے بصدق مسلمان ہوا فوج
والون سے پکار کر آواز دی مین نے بدل اطاعت کی جسکو میرا ساتھ دینا ہون دین اسلام
اختیار کرے ورنہ پاس رُستم حکیم کے جاے کل فوج نے آواز دی ہم بدل وجان حضور
کے ساتھ ہین بارہ ہزار زنگی سب قوی تن قوی من رستم کے ساتھ ہوے ملک اشفاق
جو بادشاہ ہی تاج و تخت لیکر حاضر ہوا عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین مین مع فوج
مسلمان ہوتا ہون رستم نے اشفاق شاہ کو بھی کلمہ پڑھایا ان سب کو ساتھ لیکر قلعے مین
آئے اشفاق شاہ تخت پر بیٹھا سہمناک ونگل سپہ سالاری پر متمکن ہوا رستم کے لیے بغل
پایۂ چہارم تخت پر بیٹھا اشفاق شاہ ہر مرتبہ تخت سے اٹھتا ہی چوب و چماق ہاتھ مین لیکر
مصروف خدمتگزاری ہوتا ہی وزرا کو اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط فوراً مہیا ہو گیا

ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و صراحی لیکر حاضر ہوے جام گردش مین آیا آوازۂ نوشا نوش و نوشا نوش بلند ہوئی اس ہنگامے مین ایک مہ جبین خوش گلو خوش رو بتا بتا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

صاف طینت کو کدورت ہی بدن کی خواہش — روح مین وہ ہون نہین ہی مجھے تن کی خواہش

ہو کہ معدوم ہین اُنکی ہی طلب لاحاصل — نہ کمر کی ہی تمنا نہ دہن کی خواہش

ہو مصیبت ہون تری الفت پہ ابھی ہنوز — تازگی پر ہی مرے داغ کہن کی خواہش

مٹ گئے دیدہ گلستان کے ابھی سے لالے — رنگ دکھلانے لگی سیر چمن کی خواہش

سعد رہمکو غرض دوست ملے غربت مین — کہ نہین صحبت یاران وطن کی خواہش

آرزوے سخن چند ہی تجھ سے قاتل — ایسے ہی مرے زخمون کو دہن کی خواہش

کم نہین گوہر غلطان سے ہمارے آنسو — ہی دل زار نگہ رشک عدن کی خواہش

داغ ہین دل مین نہین سیر گلستان کی ہوس — باغبان تجھکو مبارک ہو چمن کی خواہش

صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج — نہ پھر آنے کی ہوس ہی نہ وطن کی خواہش

ناتوانی سے ہون مثل کمر یار نہان — میری وحشت کو نہین طوق و رسن کی خواہش

سلسلہ رشتۂ گیسو سے ہوا ہی اپنا — نو اسیری مین ہوئی دام کہن کی خواہش

بے خبر ہین ہوس دیار مین تیرے ہردم — روح سے کام نہ رکھتے ہین بدن کی خواہش

پاک ہین قاقم و سنجاب سے خاکستر پوش — خاکسارون کو نہین زیب بدن کی خواہش

خوب لپٹا ہی لحد سے پس مردن لاشہ — جسطرح ہوتی ہی دولہا کو دلہن کی خواہش

دار فانی سے ہوا افسردہ مزاجی حاصل — سبزۂ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش

غش پہ غش آنے مین کچھ چاہیے ہی نو تشنج — کیون نہ ایجان ہو تجھے سیب ذقن کی خواہش

ہو چکے دشت کے چکر تجھے کب یاد آیا — شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش

یاد آئی مجھے ایذا طلبی کی راحت — پھر طبیعت کو ہوئی رنج و محن کی خواہش

فائدہ کیا ہی بہت ہرزہ کلامی سے نسیم — کھینچے اور طرف حسن سخن کی خواہش

اسطرح مہ جبین نے یہ اشعار گائے کہ رستم خوش ہین ارادہ ہی کہ کل یا پرسون کوچ کرین

مگر غرائب تاجدار جو سامنے بقراط ثانی کے آیا کہ جسکو خداوند خیال سکندری کہتے ہین بقراط
نے پوچھا ای مشیر قدرت کہو طلسم کشا سے کیا گذری غرائب نے عرض کی طلسم کشا نکل گیا
کسی مکر نے اسیر تا شہر نہ کی آپ بھی وقت پر پہونچے مگر طلسم کشا ہوشیار رہا لوح پر ہاتھ پھیر اگیا
بقراط ہنس رہا ہی کہ چند طائر اُڑتے ہوے آئے اپنی زبانون مین جانون جانون کرنے لگے
بقراط نے کہا ای غرائب ان طائرون سے حال طلسم کشا پوچھ لے غرائب نے پکار کر آواز دی کہ
ای طائران قدرت قدرت دریافت فرماتے ہین کہ طلسم کشا کہان پہونچا کس بلا مین پھنسا
طائرون نے جانون جانون کرکے ایک طائر کی جانب دیکھا اُس طائر نے منقار کھولی مثل
انسان کے گویا ہوا کہ یا خداوند طلسم کشا برسر قلعۂ اشفاقیہ پہونچا سہمناک زنگی و اشفاق
شاہ مسلمان ہوے قلعۂ اشفاقیہ مین طلسم کشا ناچ دیکھ رہا ہی سردار و تاجدار مصروف
خدمتگزاری ہین وہ لوگ بہت خوش ہوے طلسم کشا روانہ ہونے کو ہی بقراط نے
پکار کر آواز دی شطرنج جادو کہ جسکی زوجہ نیرنج ہی دونون کا جگ ہی اُنسے کون بازی لیجا سکتا ہی
جان جائینگے زن و شوہر ساتھ ہونگے طلسم کشا کو حیران کرینگے آفت برپا کرینگے جہان
جائینگے قیامت برپا کردینگے شطرنج جادو برس پڑیگی نیرنج بھی غم والم پہونچائیگا صحرا و ان
مین ہمارے جو بندگان خاص پرورش یافتہ ہمیشہ قدرت جابجا رہتے ہین چند کو خبر کرنا کہ
اپنے کو جلد پہونچاؤ قلعہ اشفاقیہ سے رستم آگے نہ بڑھنے پائین طائر یہ سنکر اڑگئے رستم نے
دوسرے دن لشکر اپنا باہر نکالا قلعے سے باہر آکر اُترے رستم داخل بارگاہ ہین سہمناک زنگی
برسر طلایہ اشفاق تاجدار دربار گاہ رستم پر بیٹھا ہی حفاظت شاہزادے کی کررہا ہی حاضرباش
و ناظر باش کی صدا بلند ہی شطرنج و نیرنج کو نامہ پہونچا زن و شوہر تیار ہوے تین لاکھ ساحر
ساتھ لیکر یہ تو منزل در منزل چلے مگر شاہور دیوبند کہ پہلوان زبردست ہی اپنے بیٹے مین
اترا ہوا ہی چارسو پہلوان اُسکے زیر کردہ خدمت مین حاضر ہین ستر اسی ہزار اہل فوج اُسکی
چھاونی مین اُترے ہوے ہین یہی ذکر ہورہا ہی کہ قدرت نے ہمارے طلسم کشا کو اپنی
سرحد مین بلا یا تھا نہین معلوم اُس پر کیا گذری ساتھ والون سے کہتا ہی اب طلسم کشا
زندہ نہ بچیگا مجھکو بڑی ہوس تھی کہ طلسم کشا کے مقابلے مین جاؤن شاہی مین نے کہ طلسم کشا

کو فنون سپاہ گری پہ بڑا غرور ہی پہلوان کہتے ہین ملازمان ہفت پیکر کو طلسم کشا نے مارا اگر آپ الیسون سے مقابلہ پڑتا تو حال جرأت آنکو کھلتا آجکل ملک ایسا جان ہاتھ سے قاسم کے زیر ہوا سیف الملک تک کو زیر کر لیا رستم قاسم کے باب مین سر فتنۂ ملک فرنگستان کہلاتے ہین کہ ایک طائر آکر درخت پر بیٹھا شاہور نے اُٹھکر پوچھا ای قاصد خوش خرام کیا خبر لایا طائر زمین پر اُترا کان مین شاہور کے منھ لگا دیا کہا ای شہنشاہ پہلوانان قدرت نے تمکو حکم دیا ہی کہ جاکر طلسم کشا کو پکڑ لاؤ بڑا انعام ملیگا ایک بندۂ جعفر خداوند مسلمان ہوگیا یعنے سہمناک زنگی شاہور نے کہا مین جاتے ہی سب کو گرفتار کرونگا طائر تو یہ کہکر اُڑ گیا شاہور نے حکم دیا کہ سب فوج تیار ہو رفقا نے کہا ای پہلوان دوران سب فوج کو نہ تکلیف دیجیے ہم لوگ کافی ہین شاہور نے کہا یارو طلسم کشا کو کم نہ جانو طاقت مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر جری بہادر صف شکن تیغ زن صاحب فوج و لشکر مین اسّی ہزار جوان لیکے جاؤنگا اور سب جتنے مین رہین مین ہفتے عشرے مین پلٹ آؤنگا اگر دوسرا حکم آیا کہ تابہ صاحبقران جاؤ تو البتہ دیر لگے گی نامے برابر پہونچین گے شاہور نامے اپنے بھائی کو مالک جیشہ کیا آپ اسّی ہزار فوج لیکر چلا مگر شہنشاہ اوج عیاری رستم کو تلاش کرتے ہوے ایک پہاڑ پر پہونچے زیر کوہ ایک باغ دیکھا قصد کیا کہ اس باغ پر فضا مین جاؤن ایک آواز کان مین آئی ای خواجہ عمرو اس باغ مین سمجھ بوجھ کے جانا جہان آرا کے کاکل کشا کا مقام ہی بڑی ساحرہ زبردست ہی باغ مین قدم رکھا اور اُسکو خبر ہوئی خواجہ عمرو باغ مین جاتے جاتے پلٹے ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئے رنگ روغن عیاری کا لگاکر ایک گوئیے کی شکل بنے جوڑی زُنّی کمر سے نکالی نئے طور سے خواجہ نے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

اُٹھاتا بار منت شاق تھا پیراہن تن کا ۔۔۔ ہوے خشک آنکھ مین آنسو لیا احسان نہ دامن کا

نہ مستی کے جوبن مین کبھی کا بخیہ کرتے ہین ۔۔۔ گراز دل سے لب چھٹا ہوا ہی چاک دامن کا

یہان تک لاغری دیوانگی نے مجھکو بخشی ہی ۔۔۔ اثر کر بازون کی بیڑی بنا ہے طوق گردن کا

مدد سے غیر کی فریاد کر لیتے ہین عاشق بھی ۔۔۔ کہ روح قالب ناقوس با دم برہمن کا

مجھے حیرت ہی کیون قسمت اسیر دام کرتی ہی
کہ آنکھین بند ہین مُنھ تک نہین دیکھا ہی گلشن کا

وہ دور دست ساقی مین یہ زنجیرون کے حلقے مین
ہمارے پانون کا عالم ہوا شیشے کی گردن کا

صدا دی سینۂ بلبل مین دل نے ٹوٹ جانے کی
سحر کو دست گلچین نے جو توڑا پھول گلشن کا

گداز ایسا کیا آہن کو خون گرم نے دیکھو
کہ کٹ سکتا نہین خنجر سے تسمہ میری گردن کا

کہین کیا ہم فروغ زیست اپنا بعد مردن بھی
رُلاتا ہی ہمین ہنس کر شرارہ سنگ مدفن کا

نہایت ناتوان ہون زیر خنجر ہل سکون کیونکر
مری بالاے گردن بوجھ ہی دیوار آہن کا

تری شمشیر نے پیدا کیا خم سجدہ کرنے کو
لہو جاتا جو ہی کافر مسلمانون کی گردن کا

نہ گھبرا ای دل نالان بڑی مدت مین ہم پہونچے
بلا لیتے ہین اب اُنکو ارادہ ہو کے دشمن کا

جھکی جاتی تھی گردن نیند کے جھونکون سے محشر مین
تعلق تھا جو کچھ آنکھون مین باقی خواب مدفن کا

مبارکباد کا انجام بھی آغاز ماتم ہے
چھُری صیاد کی دیکھی جو مُنھ دیکھا تھا گلشن کا

زبان سے حسرت پیری کی کیون باتین سناتے ہو
ابھی تو نوجوانی ہی دکھاؤ دل نہ جوبن کا

نسیم ایسی غزل لکھی تصدق روح سامع ہی
بشکل مہر چمکا نور مضمون طبع روشن کا

جہان آرا کے کل کشا باغ مین بیٹھی ہی گرد کنیزین شراب پیے ہوے ہے علم موسیقی کی جاننے والی خود بھی گاتی ہے کن رس بھی رکھتی ہی کہ گانے کی آواز خواجہ کی سُنی کنیزون سے ہاتھ کا اشارہ کیا کہ خبردار کوئی نہ بولے جب کنیزین خاموش ہوئین تو اچھی طرح آواز سُنی کہا صاحبو سنتی ہو کوئی بڑا کامل گا رہا ہی دل بیقرار کر دیا اور مزہ یہ ہی کہ یہ صاحب استعداد ہی ہر کمال سے یہ کیفیت پیدا ہی کہ ہر تان مین کلیجہ نکالے لیتا ہی ذرا جا کر دیکھو تو یہ کون شخص ہے چند کنیزین جو اس علم سے واقف تھین اُنکو اشارہ کیا کہ جا کر اس شخص کو لاؤ خبردار چھوڑ نہ آنا مین گانا سنونگی وہ خواصین چلین خواجہ بیٹھے گا رہے ہین کہ دیکھا چند خواصین آتی ہین خواجہ عمرو نے اُدھر سے مُنھ پھیر لیا تانین مار رہے ہین وہ پیچ گلے کو دیتے ہین کہ طائر آشیانون سے گر رہے ہین شب ماہ ہی فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین طائر آشیانون سے گر گر قریب بیٹھے ہین کان لگائے ہو

غل و شور ہو رہے ہیں اکثر آہو جھاڑیوں سے نکل آتے ہیں سامنے آکر ٹھہرے اور پھر روانہ ہوئے
شیران صحرا ڈکارتیں لیکر بیشے سے نکل آئے کہ عمرو نے ان خواصوں کو دیکھا قریب آئیں خواجہ
کو جھک کر سلام کیا کہا بڑے میاں چلو تمکو ہماری ملکۂ عالم نے بلایا ہے عمرو نے کہا اری مستانیو
کسی جوان کو بلایا ہوگا مجھ بڈھے سے کیا مطلب نکلیگا کنیزوں نے کہا ارے بڑھاپے بیٹھے
کیا بیہودہ بکتا ہے عمرو نے کہا صاحب میرے پاؤں میں درد ہے میں چل نہیں سکتا تم لوگ
لیچلو تو چلوں خواصیں نوجوان شوخ و شنگ بیچ بغلوں میں ہاتھ دیکر اٹھایا دیکھا لاغر پڑتا ہے عمر
و نے کہا بوا ہم اس بڑھاپے بیٹے کے شانے پکڑتے ہیں تم اسکے پاؤں پکڑ دیوں اسکو لیچلو پانچوں
کو سنبھال کر خواصوں نے یہی کیا لٹکا کر خواجہ عمرو کو اس طرح لیچلیں خواجہ غل مچاتے ہیں اری
مستانیو کیوں مجھے مارے ڈالتی ہو کبھی کہتے ہیں میرا ہاتھ ٹوٹا کبھی کہتے ہیں پاؤں ٹوٹا خواصیں
نہیں چھوڑتیں باغ میں جو پہونچے دیکھا باغ میں خوب روشنی ہے لالٹینیں جا بجا روشن
ہیں موم بتی کے جھاڑ جا بجا رکھے ہیں خواجہ غل مچاتے ہوئے جب سامنے ملکہ
جہان آرا کے پہونچے خواصوں نے زمین پر ڈالدیا خواجہ عمرو دہائی دیتے ہوئے اٹھے کہا
ای ملکۂ عالم یہ جو لال دوپٹہ اوڑھے کھڑی ہیں میرے پاس تو نہ آئیں ایک درخت کی آڑ
پکڑے کھڑی ہوئیں اپنے دوپٹے کا پردہ ڈالا تھوڑی دیر میں نکلیں نہیں معلوم کیا کر رہی
تھیں کراہتی ہوئی نکلیں وہ خواص قسمیں کھانے لگی کہا بی بی قسم ہے خداوند جدید کی کہ میں
سامنے سے اس نگوڑے کے نہیں ہٹی مجھ پر بہتان لیتا ہے اگر کڑھائی ہو تو میں ہاتھ ڈالدوں
یہ نگوڑا زبردستی مجھے لیے مرتا ہے اور سب خواصیں کوسنے لگیں کہ دیکھو نگوڑا کیا باتیں بناتا ہے
ملکہ نے کہا بڑے میاں صاحب تمہارا کیا نام ہے عمرو نے کہا نام تو میرا تان دراز خان ہے مگر
اماں باوا نے جینے کے واسطے استاد خورد برد نام رکھا ہے میں بھی حضور کا مشتاق تھا
کہ عمرو نے دیکھا آشیانوں سے طائر نکل کر سامنے جہان آرا کے آئے چاؤں چاؤں کرنے
لگے جہان آرا نے کہا ارے سنگوڑو گویئے کو بلایا ہے کوئی نیا شخص نہیں ہے ہم خوب
جانتے ہیں وہ طائر اڑ گئے اور طائر آئے جہان آرا نے جھلا کر ہاتھ ہلا دیا کہ طائروں کے
سر کٹ کر گرے ایک طائر نے مرتے مرتے آواز دی ای ملکۂ عالم ہوشیار رہیے گا

یہ کہکے طائر جلکر خاک ہوگیا ملکہ نے کہا بڑے میان صاحب بیٹھیے خواجہ سامنے آکر بیٹھے ملکہ نے کہا میان اُستاد خورد برد جیسے آپ اپنی دھن مین بیٹھے گا رہے تھے ویسا ہی ہمارے سامنے گاؤ اور نئی بجاؤ خواجہ نے نئی نکالی سامنے جہان آرا کے یہ اشعار عاشقانہ گائے۔ نظم

حسرت ہو جو دل مین اسی پہلو سے نکلجائے — اللہ کرے دل مرے قابو سے نکلجائے
فتنے کا بل اُس جنبش ابرو سے نکلجائے — آشوب کا دم نرگس جادو سے نکلجائے
ملجائے ٹھکانا کمر یار کا دل کو — جو ایک قدم کوچۂ گیسو سے نکلجائے
طی مانگ کی تو حسن نے کی اسکی رہ راست — جب جا مین کہ سیدھا خم ابرو سے نکلجائے
بھڑکائے اگر دل کی لگی سوز نہان کو — اک شعلۂ آتش بن ہر مو سے نکلجائے
در پر ترے یون ضعف بٹھادے کہ نہ اُٹھون — کچھ کام اسی قوت بازو سے نکلجائے
نکلے جو مری روح تو یون صبح شب وصل — کچھ پہلے ترے ہارون کی خوشبو سے نکلجائے
ملنا ہی ہو منظور اگر میری قضا کو — بچ کر وہ ادائے بت دلجو سے نکلجائے
کیا دلمین مرے ٹھہرے اُن آنکھون کا تصور — ساحر کے جو چلتے ہوے جادو سے نکلجائے
خود فاختہ پھر سرو کو گلشن سے نکالے — بڑھکر جو ذرا اُس قد دلجو سے نکلجائے
لخت جگر آتا ہی جو بڑھ بڑھ کے سوئے چشم — اچھا وہی آگے مرے آنسو سے نکلجائے
کیا ناقۂ لیلی کو بھلا پائے گا مجنون — اک جست مین سو کوس جو آہو سے نکلجائے
آئے مرے گھر مین جو شب غم تو عجب کیا — ڈر کر وہ مرے بخت سیہ رو سے نکلجائے
آنکھون مین دم اٹکا ہی جو تو آئے دم نزع — شاید تری اک جنبش ابرو سے نکلجائے
دھوکے مین کہین پھر سے مقدر کے شب وصل — ایسا نہو بل یار کے گیسو سے نکلجائے
پچھتاؤگے اُبھرے ہوے سینے کو دکھا کر — دیکھو نہ طبیعت مرے قابو سے نکلجائے
اتنا بھی نکر بے خود و غافل مجھے ای عشق — دل لیکے ترے درد کو پہلو سے نکلجائے
کچھ تو طلب بوسہ کا لطف آئے جلال آج — گالی ہی زبان بت بدخو سے نکلجائے

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل سامنے جہان آرا کے گائی کہ جہان آرا تڑپ گئی کہا استاد دل چاہتا ہی کہ آٹھ پہر گائے جاؤ تو بھی ہمارا دل نہ بھرے خواجہ نے اور اشعار…

شروع کیے خطر یان گائین منظور ہوا کہ ساقی گری کر کے اسکو بیہوش کرون مگر جسوقت سے
خواجہ نے جمال جہان آرا اسکا دیکھا ہو دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہو خیال مین آیا
کہ اسکو بیہوش کر کے زنبیل مین ڈال لین مگر تیور دیکھ رہے ہین کہ جہان آرا بہت ہوشیار
ہو ملکہ نے کہا کیون اُستاد اب کیا منظور ہو خواجہ نے کہا کلید میخانہ مجھے مرحمت فرمایئے تو
مطلب ظاہر ہو اس طور سے ساقی گری کرون کہ کبھی نگاہ سے نگذری ہو ملکہ نے ہنسکر کہا
کہ آپ کو ساقی گری منظور ہو یہ کلید میخانہ حاضر ہو مگر اب شاب نکلی جائیگا جیسے ہی خواجہ نے
کلید میخانہ اُٹھائی ایک شعلہ چمکا کہ رنگ بو روغن عیاری کا جل گیا خواجہ کو خبر بھی نہ ہوئی ملکہ نے
ہنس کر کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپکو کنیز کی فکر ہوئی میرے پیر شعلہ گل مجھانے تھے
مین نے ناحق اُنھین جلا دیا اب اُنکی بیقراری کا باعث کھلا لیکن آپ کو یہ مناسب نہ تھا
خواجہ کی نگاہ آئینے پر پڑ گئی دیکھا کہ مین تو بصورت اصلی کھڑا ہون فوراً قدمون پر گر پڑے
کہا اے ملکہ عالم انصاف کیجیے مین تو اور ہی فکر مین نکلا تھا آپ نے زبردستی مجھے بلایا جہان آرا
نے کہا اے شہنشاہ عیاران ہر چند کہ سامری و جمشید سب خداوند ہمارے آپ کے مقدمے
مین لکھ گئے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ عمرو عیار سے اپنے کو بچانا اُسکی دوستی سے بھی نا
اور دشمنی سے بھی خوف کرنا ہر چند کہ ہمین آپ سے انتہا کا خوف ہو مگر آپ نے وہ کمال دکھایا
کہ بے تیغ بسمل کیا مگر امیدوار ہون کہ میری جان بخشی فرمایئے اگر حکم ہو تو مین خود سر کاٹ کر
حاضر کرون خواجہ نے کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی مین نے بھی جسوقت سے جمال
جہان آرا کو دیکھا اسیر طرۂ گیسو و قتیل تیغ ابرو ہوا یہی سوچ رہا تھا کہ معشوق کے ساتھ
کیا مکر کرون مین نے کلید میخانہ مانگی تھی مگر دل مین یہی تھا کہ خالی ساقی گری کرونگا جہان آرا
نے کہا آپ کی باتون سے دل کو خوف آتا ہو جمشید نامہ جو ہمارے یہان مشہور ہو وہی جو ہمارا
مذہب ہو اُسمین تحریر ہے کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہو جو اُن کے
قتل مین کوشش کریگا اُسکی جان جائیگی اسوجہ سے مین آپ کے قتل کا ارادہ نہین کرتی
مگر نہ ارادہ کرنے مین بھی ہزار خوف ہین خواجہ مین نے جمشید نامہ حفظ کیا ہو عبارت
مجھکو یاد ہے جو وہ لکھ گئے وہی ہو رہا ہو اس زمانے کا حال اُس مین لکھا ہو کہ ملک

ساحران برباد ہونگے غنطلی آباد کے مٹتے ہی زبرجد نگار بزوال آئیگا فرعون شاہ مارا
جائیگا کوئی ساحر مسلمانون کے ہاتھ سے امان نہ پائیگا مجھ سے وعدہ پختہ کیجیے مجھے اختیار
ہی کہ آپ کو باغ سے نکالدون مگر آپ ہزار طور سے آئینگے روکنے والے سب غل مچاتے
رہجائینگے لہذا بہ مہربانی دوستی کیجیے خواجہ نے کہا ای جہان آرا مین اپنے آقاے نامدار
کے سر کی قسم کھاتا ہون کہ تمھارے ساتھ خلاف نکرونگا خواجہ عمرو نے ہاتھ بڑھایا ملکہ نے
ہاتھ مین ہاتھ دیکر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری میرا ہاتھ مضبوط ہوکر تھامو یہ لقراط ثانی
دشمنیان کر رہا ہی میرے ساتھ بھی فساد برپا کریگا اگر مجھکو گرفتار کرے تو رہائی کا میری خیال
رہے مین دل سے مطیع اسلام ہوتی ہون خواجہ نے جہان آرا کو مطیع اسلام کیا اور بیٹھکر
سامنے گانے لگے جہان آرا ہر مرتبہ کانپ جاتی ہو کہتی ہی ای شہنشاہ اوج عیاری کوئی
آفت آیا چاہتی ہی بہت ہوشیار ہوکر بیٹھیے پھر کہتی ہے ای شہنشاہ اوج عیاری دیکھیے رنگ
پھولون کا متغیر ہو رہا ہی طائر آشیانون مین خاموش ہین یا دہچکارے مارتے تھے یا سر
آشیانون مین کھینچ لیے مجھکو کچھ بن نہین پڑتا عمرو نے کہا ملکہ عالم نکل چلو جہان آرا
نے کہا کسی طرح اتنی رات بخیر و خوبی بسر ہو تو دل کو تسکین ہو نکل چلون تمھاری محبت مین
گھر بار چھوٹتا ہی مگر خواجہ ہمارا خیال رہے یہ باتین تھین کہ آسمان پر نعرہ ہوا او گیسو بریدہ
شوخ دیدہ دشمن خداوند کو لیکر گھر مین بیٹھی ہی منم شباب دوش جادو خواجہ نے تو فورا
گلیم اوڑھ لی کود کر خواجہ الگ ہوے جہان آرا نے چاہا اپنے مقام سے اٹھون نہ اٹھ سکی
یہ ساحر مصاحب حلیم ہی اور خود بھی ساحر زبردست ہی اسنے اڑتے اڑتے ایک شیشہ پانی کا
پھینکا جہان آرا بیہوش ہوکر گری گرتے گرتے آواز دی ای شہنشاہ عیاران بچانا کئی سو کنیزین
جو گرد تھین کچھ اٹھین اٹھتے اٹھتے گرین جو گری بیہوش ہوگئی کوئی بھاگ کر چمن مین
پہونچی وہان جاکر گری سبک دوش زمین پر آیا دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین جہان آرا
کی زبان مین سوزن دی ایک تخت سحر تیار کیا اسپر اٹھا کر جہان آرا کو ڈالا
خواجہ ایک نخل کی آڑ سے یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین کہ ساحر کنیزون کو اٹھا تا
پھرتا ہے اٹھا اٹھا کے سب کو تخت پر ڈالا خواجہ عمرو جس نخل کے

سایے مین کھڑے تھے ایک کنیز بیہوش پڑی تھی اُسکو اُٹھاکر زنبیل مین کھا اُسکی صورت بنکر پڑ رہے سبک دوش ہرطرف دیکھتا ہی کہ وہ عیار کہان بھاگ گیا خداوند پوچھین گے کہ دشمن کو کہان چھوڑا تو کیا جواب دونگا ہر مرتبہ جمال جہان آرا کو دیکھتا ہی اور ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی آخر آکر خواجہ کو بھی اُٹھایا تخت پر ڈالا جب سب کنیزون کو مع جہان آرا تخت پر ڈال چکا ایک گوشے پر آکر خود سوار ہوا تخت کو اُڑا کر لیچلا مگر سوچتا ہوا جاتا ہی کہ ای سبکدوش قدرت نے بقہر و غضب فرمایا تھا کہ جہان آرا کو لانا اگر سامنے لیجاؤنگا تو کچھ عذر نہ سنین گے فوراً قتل کا حکم دینگے کون سامنے خداوند کے عرض کر سکیگا ایسی مہ جبین قتل ہو جائے ستم ہے ایسی کامل و مکمل صورت مین یہ زیب و زینت بہتر ہی اسکو اپنے باغ مین لیچلون اور اپنے سے خاموش کرون خوف جان سے ضرور قبول کریگی جب خداوند سے جاکر خطا معاف کرا لونگا تو اسکو سامنے خداوند کے لیجاؤنگا کیا عجب ہی کہ جان بخشی ہو یہ سوچ کر طرف اپنے باغ کے چلا مگر کہتا ہی تخت کو کیون گراتی ہی سب خداوند کے پرستار ہی اس پر سوار ہین شاید کوئی فتور ہوا ہر ایک کنیز کو دیکھتا ہی پھر خاموش ہو جاتا ہی اسی خیال مین تخت کو اُڑائے ہوئے سامنے اپنے باغ کے آیا کئی سو کنیزین سامنے صف باندھے کھڑی تھین سب نے جھک کر سلام کیا پکار کر آواز دی ای شہنشاہ سبکدوش دشمن کو لائے سبکدوش نے تخت اُتار ملکہ جہان آرا کو مسند پر بٹھایا ایک کنیز رنگ آمیز نام کہ سب سے زیادہ خوبصورت ہی اُسنے کہا ای شہنشاہ آج تو بڑی معشوقہ کو لائے سبکدوش نے کہا ای ملکہ کیا کہون جسوقت سے اس ظالم کو دیکھا ہی دل تڑپ رہا ہی رنگ آمیز منہ چڑھا کر سامنے سے ہٹ گئی خواجہ نے کروٹ لیکر اپنے کو تخت سے گرا دیا سبکدوش اور کنیزون کو ہوشیار کر رہا ہی وہ سب حیران حیران کھڑی جاتی ہین خواجہ نے دیکھا کہ سبکدوش اس کام مین مصروف ہی اُٹھکر ایک جانب بھاگے قریب رنگ آمیز کے آئے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کیون بوا تم کیون چپ کھڑی ہو رنگ آمیز نے کہا بوا کیا پوچھتی ہو مردکی محبت جی کا ضرر ہے آج جہان آرا کو قید کر کے لائے ہین ہم سے بات بھی نہین کرتے چندے سے ہمنے تو اُنسے دل لگایا اپنا عیش و آرام ترک کیا آٹھ پہر انھین کی خدمتگزاری سے کام رکھا کہ یہ راضی

اور خوش رہیں اُنھوں نے آج ہمارے منھ پر کہا کہ جب سے جہان آرا کو دیکھا ہی دل قابو میں نہیں میں بھی بولا چھلاک سامنے سے چلی آئی یا تو آج پھر میرے نام کی جینی تھی اگر گھڑی بھر کو کہیں جاتی تھی تو فرماتے تھے کہ رنگ آمیز کو بلاؤ آج یہ بے مروتی ہم سے نہ کیجئے جہان آرا کو کلیجے میں رکھہ لیجئے تو ہمکو ملال ہوتا اب ہمکو بڑا قلق ہی عمرو نے کہا پیارے چلو ایک شعبدہ تمکو بتادون کہ ہمیشہ تمھاری وتیوں کے نیچے رہیں دوسری عورت پر نگاہ نہ ڈالیں رنگ آمیز نے کہا بوا اگر ایسا کرو تو مجھکو مول لیلو خواجہ عمرو اُسکا ہاتھ تھام کر کنارے لائے باتوں میں لگاکر رنگ آمیز کو بیہوش کیا رنگ آمیز کو زنبیل میں رکھا آپ اُسکی صورت بنکر ٹہلتے ہوے کنیزوں میں آئے اتنے عرصے میں سبکدوش نے جہان آرا کو ہوشیار کیا مگر زبان بند ہوزن ہی کنیزون کو جمع کیا کہا ارے شراب وکباب لاؤ گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی لاکر رکھی گئیں ملکہ جہان آرا سرنگوں رہیں کہ سبکدوش نے ہاتھ باندھکر کہا اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی حقیقت میں تم سے بڑی خطا ہوئی قدرت نے غصے میں فرمایا کہ ملکہ جہان آرا کو جلد لاؤ اگر اسی وقت تمکو لیجاؤنگا تو فوراً حکم قتل دینگے زندہ نہ چھوڑینگے اسواسطے میں نے تمکو اپنے باغ میں ٹھہرایا مگر میں نے جبوقت سے تمکو دیکھا ہی کیا کہوں کیا دل کا حال ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

کہوں سر رکھہ کے قدموں پر اُٹھیں سے	مٹادو میرے لکھے کو جبیں سے
یہی شکوہ ہی بخت شرمگیں سے	لڑی کیوں آنکھہ اُس پردہ نشیں سے
مری آنکھیں تری صورت کو ترسیں	نگہ ہی مجکو صورت آفریں سے
جھکائی ہی جو میری آنکھہ تمکو	ادھر دیکھو نگاہ شرمگیں سے
تراشتہ ابھی ہی خلد سے دور	بلائیں لیتی ہیں حور بریں سے
بلے اُس تک پہونچ کر میرے دل دیوش	یہ چھوٹا تھا کہیں سے وہ کہیں سے
خبر لے لگا بام یار کی بھی +	اگر نازہ پھرا عرش بریں سے
ابھی اُٹھنا نہ میرے دلمیں ورد	ذرا کہلوں کچھ اپنے ہمنشیں سے
جلا گھر سے جو میں دشت جنون کو	پکارے ہوش ہم رخصت یہیں سے

ہمارے قتل مین کچھ کہہ رہی ہی
اُس ابرو کی شکن چین جبین سے

مرا خط دے کے کہنا اُن سے قاصد
کہ پڑھ لو اسکو تم کچھ تو کہین سے

ہمارا کام آخر ہو گیا تھا
کسی بت کی نگاہ اولین سے

جلال اُٹری نہ مر کر بھی تب عشق
بخار اُٹھتے ہین مرقد کی زمین سے

سرور ہوکر سکندہ وش نے جو یہ اشعار پڑھے ملکہ کی ابروون پر بل پڑ گیا اگرچہ زبان مین
سوزن ہی بات کرنے کا یارا نہین مگر آنکھون مین آنسو بھر کے اشارہ کیا او بیحیا کیا بیہودہ
بکتا ہی تو ابھی سامنے اُس نامنصف کے لیجل خدا سلامت رکھے خواجہ عمرو کو وہ ضرور
مجھکو رہا کرنے آئینگے اور سامنے سے اُس فاوردینے والے کے لیجائینگے تو کیون
ایسی باتین کرتا ہی سکندہ وش قدمون پر گرتا ہی اور گرد پھرتا ہی کہتا ہی ای شہنشاہ خوبی
ای گل باغ خوبی و محبوبی مین عاشق زار ہون گلا کاٹ لونگا جان دیتی تم پر نثار کرونگا
لاکھ لاکھ منتین کرتا ہی کبھی خوف خیال سکندری دلاتا ہی ملکہ ترجب رہی مین ہی قول بہ
کر تو خود قتل کر کیا مین خیال سکندری کی لونڈی ہون جو میرے جی نے چاہا وہ مین نے
کیا اسکو میرے قول و فعل مین کیا دخل ہی عمرو کو اپنے گھر مین بٹھایا اچھا کیا گرفتار
کرا دیا بہتر ہوا اب یہ باتین نکر جو تجھسے ہو سکے اُس جفا سے پیش آ سکندہ وش کیا پریشان
ہو رہا ہی کنیزون سے کہتا ہی صاحبو تم اسکو سمجھاؤ سخت مین یہ جان جائیگی ہائے یہ
تصویر مرقع خاکہ دنیا سے مٹ جائیگی بعد اسکے مین کیونکر زندہ رہونگا کیونکر جفائے فراق
سہونگا یہ ہجر کی کالی راتین کیونکر کٹینگی جب خیال زلف خوشبو آئیگا صحرائے خطا و ختن کی
راہ لونگا وہان بھی پریشان رہونگا کنیزین بھی سمجھاتی ہین کہ رنگ آمیز سامنے ہنستی ہوئی
آئی کہا ای شہنشاہ اس وقت عجب معرکہ گذرا کہ مین حضور سے خفا ہوکر جو گئی کمرے مین گئی
منہ لپیٹ کر پڑ رہی عین خواب مین دیکھا کہ خداوند تشریف لائے مین فرماتے ہین کیون رنگ آمیز
کیسا مزاج ہی یہ کہکے ہاتھ لگانے لگے مین نے جھٹک دیا اور کہا کہ الگ رہو ایسا نہو تمہارا
ہاتھ لگانے سے میرا بدن میلا ہو جائے قدرت جلے اور کہا کہ دو کمال تمکو دیتا ہون —
ایک کمال علم موسیقی تمکو دیا جسکے سامنے گاؤ گی مبہوت ہو جائیگا دوسرے کلام مین تاثیر ہوگی

ذرا امتحان تو کیجیے مجھکو گانا آیا کہ نہین یہ کہکے چند اشعار گانا شروع کیے۔ نظم

ای مرگ دیکھتی ہے انھین بار بار کیا — سینے کے زخم بھی ہین شگاف مزار کیا
بدلو وہ رنگ رو کی طرح اختیار کیا — ای جان امید وعدہ بے اعتبار کیا
اس وصل مین فراق فلک بھی نہ کرسکا — لپٹے ہوے ہین دامن لیل ونہار کیا
آنکھین کھلی ہوئی ہین جھپکتی نہین پلک — تکلیف نزع بھی ہے شب انتظار کیا
بگڑے ہو تم بھی ناصح نافہم کی طرح — جو پوچھتا ہون پوچھتے ہو بار بار کیا
جھگڑے مین ہون کشاکش الفت سے کھینچ — کم ہو سکے گا مشغلۂ روزگار کیا
کب ہی قریب راحت دشمن پہ اعتماد — تلوے کھجائے گی خلش نوک خار کیا
رکھتی ہی شکل روح جو آغوش پرخراش — معشوق آبلہ ہی کوئی نوک خار کیا
سائل ہون ایک بوسے کا دو چار کا نہین — مین طول مدعا مین کرون اختصار کیا
انجام دیکھتے ہمین آغاز کے سوا — ہو طول لطف ورحمت پروردگار کیا
جیتا ہون سے کے ناز اٹھائے ہین رات بھر — تھا جوش شوق جلوہ دیدار یار کیا
ہنگام وصل یار بھی یہ بھولتا نہین — داغ فراق ہے ستم روزگار کیا
قاتل نے بعد ذبح کے آنکھین نکال لین — دیکھین گے شکل راحت خواب مزار کیا
مانند بوسہ چار لبون مین نہان ہون مین — پوشیدگی ہو میری بھلا آشکار کیا
نیلی سی دیدے اک کفنی دود آہ کی — ہو روح پوشش بدن سوگوار کیا
جگر مین ہی نصیب تو جگر مین آرزو — ہم دور آسمان ہے مرا روزگار کیا
مانند روح قید تعلق سے عار ہی — جب جسم مین نہین تو نشان مزار کیا
بدلا ہوا ہی رنگ مزاج ان دنون تسلیم — دیکھین جہان کا گلشن ناپائدار کیا

اس رنگ مین یہ غزل خواجہ نے گائی کہ سبکدوش رونے لگا کہا اے رنگ آمیز تونے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا حقیقت مین تجھکو قدرت نے کمال دیا خواجہ عمرو نے کہا ای سبکدوش اب مین ملکہ عالم کو سمجھاؤن یقین ہی کہ راہ پر لاؤن سبکدوش کو خوشی خوشی ہٹ گیا خواجہ عمرو نے کہا کیون دی جہان آرا ایسے ساحر کو کیون نہین قبول کرتین

جہان آرا نے کہا ای رنگ آمیز اسوقت تیرے گانے نے دل بیچین کر دیا خواجہ کے
گانے کا رنگ دکھا یا صاف صاف تھا کہ تو کون ہی عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم دو باجہ ہو
کر جسکے دیوار کے سائے مین دشمن نہین آسکتا عمرو یہان کہان آئیگا اسکو قتل کرو تو مین
ابھی رہا کر دون جہان آرا نے کہا لا کہ جان میری دین اسلام پر نثار ہی اب تو جو کیا سو کیا
جو جفا اس حرامزادے کا جی چاہے وہ کرے تب خواجہ عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم مین ہون
آپ کا غلام رنگ آمیز تو میری زنبیل مین ہی باورچی خانے مین پتیلیان دھو رہی ہی ملکہ
جہان آرا ہنس پڑین دوسرے سبکدوش نے دیکھا کہ ملکہ ہنسین کہا لو صاحب ملکہ یا تو
روتی تھین یا ہنسین سبکدوش نے کہا رنگ آمیز کی باتون نے اپنا رنگ جمایا ملکہ روتی
روتے ہنسین رنگ آمیز پر قدرت نے اپنی عنایت کی اسکی باتون مین تاثیر ہی گانا اس
قیامت کا گایا اب تک دل مین مزہ بھرا ہی سبکدوش تو الگ کھڑا اوشیمان کر رہا ہی
خواجہ عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم سوزن نکالون ایسا نہو سحر اس ملعون کا غالب ہو ملکہ نے
کہا وہ سحر اُس حکیم کا تھا اُسی پر چھوٹ کر اُسکو بھی ثابت ہو کہ جہان آرا ہم سے جدا ہوئی
خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی ای سبکدوش لو ملکہ راضی ہو گئین اب آتی ہین ذرا ہوشیار
رہنا سبکدوش بیقرار ہو کر دوڑا کہ جا کر ملکہ کو رہا کر دون نثار ہو جاؤن رنگ آمیز
نے بڑا احسان کیا کہ خواجہ عمرو نے زبان سے جہان آرا کی سوزن نکالی خواجہ عمرو
تو کود کر کنارہ ہوئے گلیم اوڑھلی ملکہ نے کچھ پھول اُٹھا لئے کچھ غنچے ہاتھ مین لے کر
صحبت مین رکھے تھے سبکدوش پر پھینک مارے اور آواز دی کہ ای دیوانہ ترنج
اسکو لینا سبکدوش پر پھول برسنے لگے ہوا معتدل چلی سبکدوش نے
بند قبا کھول دیے ہوا جو کھائی اور خوشبو پھولون کی سونگھی جھومنے لگا چار جانب سے
طائرون نے ملکے زمزمہ سرائی کی جاؤن جاؤن کر کے سبکدوش کو گھیر لیا
سبکدوش مست ہو گیا آنکھین اُبل آئین پکار اُٹھا۔ نظم

اُٹھ اُٹھ کے کچھ اشارے پر کرتا ہی ار ترنج	دستار اپنی مین مین کرون تیغ و گبر ترنج
کشتہ ہون اُسکے دست حنائی کا دوستو	رنگ کف حنائی اگر ہو تو قیمہ ترنج

لائی یہ رنگ سینہ زنی ہجر یار میں
چھاتی کا عاشقوں کے ہوا سنگ تو سرخ

توڑے اس اپنی سبحۂ مرجان کو کیون نہ شیخ
ڈورے جو انکھڑیوں کے دکھادے وہ گل سرخ

مہندی نہ ملنے وصل میں آپ اختیار ہی
بوسوں سے دونوں ہاتھ کرونگا یہ جبر سرخ

تھا کیسا دوست اُسکی گلی کا سگ سیاہ
دشمن کو میرے کھا نہ گیا بنکے ببر سرخ

پلکیں ہیں اشکبار تو خون بار چشم تر
ابر سیہ سے بڑھ کے برستا ہی ابر سرخ

آفاق میں ہی کس بت گل پیرہن کا دور
تسبیح شیخ لال ہے زنار گبر سرخ

اٹھتی ہی جب تو خون ہی برساتی ہی جلال
تلوار کا ہی کیا مرے قاتل کا ابر سرخ

یہ غزل گاتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا کہا ای ملکۂ عالم جو حکم ہو بجا لاؤں جہان آرا نے کہا جا کر اُس حکیم کا سر لاؤ سبکدوش نے عرض کی بہت خوب چاہتا ہی کہ روانہ ہو آسمان پر سنناتا ہوا ایک طائر ہفت رنگ نے آ کر عکس اپنا سبکدوش پر ڈالا سبکدوش نے مٹھی میں جو پھول و غنچے تھے اُنکو پھینکدیا شاخ نخل توڑ کر جہان آرا پر پھینک ماری جہان آرا پر خنجر برسنے لگے ملکہ نے پکار کر آواز دی وہیں سے بیٹھے بیٹھے مدد کرتا ہے یہ کہکے ملکہ نے چند موے زلف توڑے سبکدوش پر پھینک مارے کہا اے سبکدوش نہیں معلوم تجھکو کیا خیال ہے یہ تیری جان کا وبال ہی سبکدوش نے دیکھا کہ ایک زنجیر آہنی گلے میں پڑی سبکدوش کو کھینچنے لگی کہ پھر طائر پیدا ہوا عکس اپنا ڈالا کہ زنجیر کٹ کر گری ملکہ نے پکار کر آواز دی ای شہباز نظر اس طائر کو لینا خواجہ نے دیکھا ایک باز اُترتا ہوا آیا اُس طائر پر گرا طائر و باز سے پنجہ و منقار چلنے لگا لیکن باز نے طائر کو حیران کیا ہی طائر نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤں باز کب باز آتا ہی پنجہ جھپٹ کر مارا کہ آنکھیں طائر کی نکل پڑیں جب طائر نابینا ہوا آنکھوں سے خون بہنے لگا ہوش اُڑے چاہتا ہی باز کا سامنا نہ کروں مگر باز ہر مرتبہ تڑپ کے اس زور سے گرتا ہی کہ طائر تھرا جاتا ہے پر نوچ کے پھینکدیے دونوں پنجے تھام کر طائر کو باز نے چیر ڈالا خون طائر کا جو سر پر سبکدوش کے گرا اب تو سبکدوش زیادہ بدحواس ہوا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم جو حکم ہو بجا لاؤں ملکہ نے پھر وہی کہا کہ اُس قارورہ نوش کا سر لاؤ

سبکدوش سلام کرکے ملکہ کو چلا باغ سے باہر نکلا جھپٹا ہوا جاتا ہی تیغہ ہاتھ مین یاد مین ملکہ
کی اشعار پڑھتا ہوا زیر قصر سکندری پہونچا نگہبانون نے جو اس حال زار سے سبکدوش
کو دیکھا پکار کر آواز دی ای سبکدوش اس حال سے یہان نہ آنا سبکدوش ان لوگون پر
تلوار کھینچ کے گرا نگہبانون کو قتل کرنے لگا ساحرون کے مرنے کی آواز جو بلند ہوئی بقراط بالائی
تخت پر بیٹھا ہی سات سو تاجدار گرد بیٹھے ہین کہا یارو دیکھو تو یہ کیا ہلڑ ہی ساحرون نے
جھک کر دیکھا کہا یا خداوند سبکدوش کا عجب حال ہی نگہبانون کو قتل کر رہا ہی وہ چاہتا ہی
بالائے قصر آوے نگہبان روک رہے ہین بقراط نے کہا پکار کر کہو کہ قدرت فرماتے ہین
او ناری تو چل جا کیون اسقدر بدعت کرتا ہی ایک تاجدار نے سر کو جھکا کر آواز دی ای سبکدوش
قدرت فرماتے ہین کہ تو چل جا سبکدوش نے ایک آہ کی کہ منہ سے شعلۂ آتش نکلا
مثل سرو چراغان جلنے لگا تھوڑے عرصے مین جلکر خاک ہوا جو نگہبان مارے گئے تھے
وہ سب اُٹھ بیٹھے تاجدارون نے پوچھا یا خداوند یہ کیا معرکہ تھا بقراط نے کہا کہ جہان آرا
نے یہ شعبدہ دکھایا تھا اسوقت بھی اُن کو گرفتار کر سکتا ہون لیکن نکل جانے دو مین نے
بڑے شخص کو پھنسایا ہی یعنے طلسم کشا کو اپنی سرحد مین بلا لیا ہی جسدن شعبدہ بن گیا
فوراً گرفتار ہو جائینگے دربار حکیم مین تو یہ ذکر ہی بعد جانے سبکدوش کے جہان آرا نے
خواجہ سے کہا کہ ای شہنشاہ عیاران اب نکل چلیے مگر خواجہ عمرو تم یہان کیونکر پہونچے
عمرو نے سب حال بیان کیا جہان آرا نے کہا میرے دل کو تقویت تھی کہ خواجہ عمرو آکر
رہا کرینگے چار جانب دیکھتی تھی مین جانتی تھی خواجہ کو کوئی نہ روکے گا مگر آپ کے خوف
سے یہ کل مقامات پر از سحر ہین جہان پر قدم رکھیے گا آلک کو حال معلوم ہو جائیگا مقابل
طلسم کشا مین ایک پہلوان شاہور بلند رکاب تھا ہے ایک طرف سے جاتا ہی ایک طرف
سے شطرنج و نیرنج چلے ہین کہ طلسم کشا کو پھنسائین خواجہ عمرو نے سنکر آواز دی کہ
ملکہ تم چلو مین بھی آتا ہون مجھے رستم کی بڑی فکر ہے ملکہ جہان آرا پر پرواز پیدا کرکے
چلین خواجہ عمرو ایک جانب چلے مگر رستم قلعۂ اشفاقیہ پر فروکش ہین سہنا کی
دنگی منتظم لشکر و استغاق تاجدار بیرون قلعہ آکر اُترے ہین رستم مرکب پر سوار ہوکے

لشکر تیار ہو کر کوچ کرے صحرا سے گرد اُڑی شاہور تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا مقابلہ طلسم کشا
مین اُتر پڑا نہایت ہی شاہور کو غرور ہے اُترتے ہی یہ خبر پائی کہ سہناک زنگی و اشفاق
تاجدار مسلمان ہوے جھلا کر کہا کہ سہناک کس شمار مین ہی اشفاق تاجدار ایک آدنے
خراج گزار ہے کل ان سب کو پامال کر ڈالونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا رستم کو خبر پہونچی
رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا کافور بردبار بھائی شاہور کا دو ہزار سوار سے طلایہ
دینے لگا ادھر رستم نے کہا ای ملک اشفاق تاجدار آج ہم خود طلائے پر جاینگے
سہناک نے عرض کی غلام کے ہوتے حضور کو مناسب نہین ہے رستم نے کہا
آج ہمین کو بہتر ہے کہ طلائے پر جائیں اشفاق تاجدار نے کہا سہناک اور
غلام ہمراہ رہین رستم نے قبول نہ کیا چار سو جوانون کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے
جابجا سوار مقرر کیے دو سو سوار اپنے ساتھ رکھے طلایہ دینے لگے کافور دس ہزار
سوارون سے طلایہ دے رہا ہی غول کے غول غٹ کے غٹ ساتھ ہین کافور
نے جو حاضر باش و ناظر باش کی صدا لشکر سے سُنی عیار سے کہا دریافت تو کر
عیار اُسکا برائے خبر چلا عیار نے آکے دیکھا کہ رستم دو سو سوارون سے طلایہ
دے رہے ہین خبر دریافت کر کے ملٹا آکر کافور کو خبر دی کافور نے موچھون پر تاؤ
پھیر کر کہا کہ کل بھائی کو تکلیف نہو مین رستم کو گرفتار کرون صرف دو سو سوار اُسکے
ساتھ ہین جب دس ہزار سے بلوہ کرونگا بھاگین گے مین بھاگنے نہ دونگا یہ کہکے کنارے
پر لشکر کے آیا رستم پھرتے ہوے کنارہ لشکر پر آئے کافور نے للکارا کون طلایہ دے رہا
ہی رستم نے آواز دی آنا رستم پیلتن کافور نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی ای رستم
کچھ شغل مردان عالم ہونا چاہیے دو دو ہاتھ تلوار کے چلین تو بہتر ہی رستم یہ سنتے ہی
جا پڑے کافور نے فوج کو اشارہ کیا کہ چار جانب سے گھیر کر رستم کو گرفتار کر لو فوج
نے چار جانب سے محاصرہ کیا رستم نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ رستم سے زمین تھرائی دو سو
دو سو جوان بھی آ پڑے رستم نے تاک تاک کے افسرون کو مارنا شروع کیا وہ دو سو جوان
بھی شمشیر زنی کر رہے ہین کافور الگ سے دیکھ رہا ہی تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ کئی

ہزار جوان مارے گئے سوچا کہ بے اپنا ہاتھ پاؤں ہلائے کچھ نہ ہوگا گینڈے کو ٹھکرا کر آواز دی
کہ ای رستم ان غربا کو کیا قتل کرتے ہو ہم سے تو مقابلہ کرو رستم پلٹ پڑے سامنے کافور کے پہونچے
کافور نے نیزہ مارا رستم نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا کافور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے ہاتھ ہتھکٹی کا
مارا کہ دہنا ہاتھ کٹا مع تلوار زمین پر گرا پرنالہ خون کا ہاتھ سے جاری ہوا فوج والون کو پکار کر
آواز دی کہ یارو میری دستگیری کرو میرا ہاتھ بیکار ہوا کئی سو جوانون نے آکر کافور کو ہاتھ
سے رستم کے بچایا کئی جوانون نے جان دی مگر کافور کو لے بھاگے کافور کراہتا ہوا کہتا ہے یارو
پلٹ چلو رستم نے کئی سو افسرون کو مارا ایک طور سے لڑ رہا ہے مین سمجھا تھا جب دس ہزار جوان
دوسو پر حملہ کرین گے تو وہ سب بھاگین گے رستم تو اپنے زمانے کا رستم ہے آخر فوج کافور کے
پاؤن اُٹھے کافور کو لوگ اسی حال مین لیے ہوے پاس شاہور کے آئے شاہور نے حال
سنکر کہا کیون بھائی یہ تم نے کیا کیا کہ اپنا ہاتھ کٹوا یا دشمنون کا دل بڑھایا اب رستم اپنے مقام
پر نام کر یگا دیکھو ماہور تیرہ دار تم جاکر جلا یہ دو مگر خبردار اپنے ہی لشکر مین رہنا ماہور جو باہر نکلا
کہتا ہے کہ بھائی صاحب کا ہاتھ کٹا مین اگر بدلہ نہ لون تو بڑے نامردے پن کی بات ہے یہ کہکے
چلا کنارے پر آکے دیکھا رستم اپنے ساتھ والون کو جمع کر رہے ہین جو لوگ زخمی ہوے اُنکو
اور جو مارے گئے اُنکے لاشے اُٹھوا رہے ہین ماہور نے جو دور سے رستم کو دیکھا کہ خون کی چھینٹیں
پڑی ہین تلوار سے خون پونچھ رہے ہین ماہور نے پکار کر آواز دی ای رستم بڑے بھائی کا یہ حال
ہوا اب مجھ سے مقابلہ کرو تو حال کھلے رستم مرکب چمکا کر سامنے آئے ماہور نے نیزہ مارا رستم
نے نیزہ ماہور کا توڑا ماہور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے صاف پر آسیب سپر تلوار کو رد کیا
اور خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا تیغہ ہفت جوہر دست زبردست رستم صاحب شوکت و حشم
تڑپ کے تیغہ جو گرا یا قبہ سپر پہ چمکا تھا یا زیر تنگ تلوار نے جاکر زمین کو بوسہ دیا مرنا ماہور کا فوج
کے پاؤن اُٹھے رستم قتل کرتے ہوے کنارے تک لشکر کے پہونچے سب بھاگے ہوے سامنے
شاہور کے آئے عرض کی ماہور مارے گئے شاہور نے کہا ارے یہ کیا ہوا لوگون نے کہا
حضور رستم سے جا بھڑے پھر طلسم کشا اپنے زمانے کا رستم ہے شاہور نے پوچھا قد و قامت
کیا ہے بڑا تن و توش ہوگا سب نے کہا حضور معشوق وضع ہے طلسم ہفت پیکر کی شہزادیان

جان و دل سے نثار ہوئین عاشق ہوکر شریک ہو گئین سنبل ہفت گیسو عجب شاہزادی ہی
نہایت حسین لیکن شمع جمال رستم کی پروانہ ہی شاہور یہ حال سُنکر بہت جھنجلایا کہا ایک بھائی
کا ہاتھ کشا ایک بھائی مارے گئے اب مین نے دونونکا سوگ رکھا چار دن کی طلسم کشا کو
مہلت دی بعد چار دن کے میدان مین جاکر سمجھ لونگا پوچھونگا کہ کیون ای طلسم کشا میرے
بھائی کو کیون مارا سب نے کہا حضور کافور صاحب بھی جا پڑے اور رستم کو پکار کر ٹوکا
اُسنے آکر ہاتھ مار دیا یہ بھی بلبلا کر پہونچے آخر مارے گئے شاہور نے کہا خیر چار دن اور
چین کر لین یہ کہکے حکم دیا کہ بھائی صاحب کا لاشہ لیجا کر جلاؤ ناری کو جہنم مین پہونچاؤ یہان
رستم کو بھی ہرکارون نے خبر دی کہ شاہور نے حضور کو چار دن کی مہلت دی ہی اور سب حال
بیان کیا رستم نے کہا سمجھا جائیگا جب میدان مین آئیگا دیکھ لین گے لیکن خواجہ عمرو ملکہ
جہان آرا سے جدا ہوے جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین جہان کہین راہ مین گاؤن
ملا اور سُن لیا کہ یہان بازار ہی مُنہ لپیٹ بڈھے بنکر یا گھوڑی بنکر گاؤن مین گھس گئے پیسہ دوکان
تحصیل لیا مگر حیران ہین کہ رستم کو کیونکر پاؤن ہمارے آقا کا حال ابتر ہوگا جاکر خیر و عافیت سے
دیکھون چار دن ہوے جنگل مین رہ روی کرتے ہوے ایک روز ایک پہاڑ پر چڑھے دامن کوہ
مین دیکھا چند عورتین پھر رہی ہین اور ایک بارگاہ استادہ ہی سمجھے کہ کسی کا لشکر جاتا ہی حال رستم
سُنکر سب طرف سے کافر چلے ہین خواجہ عمرو صورت بدلے ہوے قریب آئے دریافت کیا تو
معلوم ہوا کہ ملکہ کاؤس زرین قبا اپنی خالہ کی ملاقات کو جاتی ہین ناظرین کو یاد ہوگا سابق
مین لکھ چکا ہون کہ شطرنج جادو و نیرنج جادو تلاش مین رستم کی یہ زن و شوہر چلے ہین
ان زن و شوہر نے کچھ راستہ طے کیا کہ زوجہ نے شوہر سے کہا صاحب تم لشکر لیکر چلو مین
گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کرتی ہون مین نے قاعدہ کتاب مین دیکھا ہی کہ طلسم کشا ملکہ
نمکین شیرین کلام پر عاشق ہی فراق مین تڑپ رہا ہی شطرنج جادو تو طرف طلسم کشا کے
چلا مگر نیرنج جادو سات سو کنیزون کو ساتھ لیکر علحدہ ہوئی صحرا مین ایک باغ تھا حسین
آکر اُتری اپنی صورت تو نمکین شیرین کلام کی بنائی اور کنیزون کو بشکل کنیزان ملکہ بنایا ایک
نامہ بنام طلسم کشا لکھا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ ای آفتاب عالمتاب فلک جرأت و ای یگانہ

میدان جلالت زاد اقبالکم - بعد شوق ملاقات معلوم ہو کہ ہم کو آپ کے فراق نے بہت ستایا اب ہمنے بمشکل اپنے کو فلان باغ مین پہونچایا ہی اگر برائے چند ساعت چلے آیئے تو ملاقات ہوجائے کیا تحریر کرون کہ جو کیفیت ہی نظم

الفت مین کچھ اب خوف و خطر ہم نہین رکھتے
دل ہم نہین رکھتے ہین جگر ہم نہین رکھتے

بیہوش ترے عشق سراپا مین ہین ایسے
اپنے بھی تن و سر کی خبر ہم نہین رکھتے

اڑکر کہین جا سکتی نہ تھی ہم سے پرِ پرواز
افسوس مگر یہ ہے کہ پر ہم نہین رکھتے

جسدن سے محبت ہی تری تیغ نگہ کی
اُس روز سے ایجان سپر ہم نہین رکھتے

آہون نے بھی باندھی ہی ہواے اثری کی
نالون کا بھی غل ہی کہ اثر ہم نہین رکھتے

گو دشت مین آوارہ ہین گو آنکی گلی مین
وہ دل مین بسے جبسے تو گھر ہم نہین رکھتے

اقرار سے وصلت کے دیا کرتے ہین تسکین
اب دل وہ مراد ادھر ہم و بر ہم نہین رکھتے

سمجھین نہ کبھی موتیون کو دانت تمہارے
کیا اتنی بھی ایجان نظر ہم نہین رکھتے

ناسورون کی ٹپکون پہ تصدق ہی رطب روح
اسواسطے ہم زخم پہ مرہم نہین رکھتے

گو پانی ہوا نار تعشق سے دل اپنا
ڈر سے ترے آنکھون کو بھی تر ہم نہین رکھتے

اب تک سحر ہجر کے صدمے نہین بھولے
پھر رہنے وہ آئے ہین مگر ہم نہین رکھتے

منھ لال طمانچون سے قناعت مین کیا ہی
صورت بھی کبھی صورت زر ہم نہین رکھتے

یاقوت ہین لخت جگر آنسو در خوش آب
ہرگز طمع لعل و گہر ہم نہین رکھتے

قسمت کے اندھیرے نے ہمین راہ بھلادی
اب کوچۂ گیسو مین گذر ہم نہین رکھتے

اب روح لہو ہوکے جو نکلے تو عجب کیا
تن مین لہو ای دیدۂ تر ہم نہین رکھتے

دھڑکا ہمین فرداے قیامت کا ہے کیا
ہرگز شب فرقت کی سحر ہم نہین رکھتے

فرقت انھین مرغوب ہی وصلت ہمین مطلوب
جس سمت دل انکا ہی ادھر ہم نہین رکھتے

پژمردہ ہی دل شعر کے کہنے مین قبول آہ
یہ غنچہ کھلے ایسا ہنر ہم نہین رکھتے

ای شہریار بغور ملاحظۂ نامۂ ہذا تشریف لایئے کہ دولت دیدار حاصل ہو یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہ جاکر شہریار کو دینا اور نامہ پڑھوا کر کہنا کہ میرے ساتھ تشریف لیچلیے اور بیان کرنا کہ

ملکہ کو بڑا اشتیاق ہے نامہ کو ملفوف کیا کنیز نامہ لیکر چلی یہان رستم مقابلۂ شاہور سے آ کر
ہین اُس ہیجانے طلائے کی شکست کے بعد حکم دیا ہے کہ بعد چار دن کے مقابلہ کرونگا
صبح کا وقت ہے رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین سہمناک زنگی و اشفاق شاہ رفیق جدید ہین
مگر پروانۂ شمع جمال دونون بیٹھے گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین رستم فرماتے ہین کہ نہین معلوم
ملکہ تمکین شیرین کلام پر کیا گذری یقین ہے انکو ہمارا بھی خیال ہو یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھ کر
سلام کیا اور عرض کی کہ در دولت پر ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہے لیکن چاہتی ہے کہ حضور کے سامنے
آئے اپنے ہاتھ سے نامہ دست حق پرست مین دے رستم نے کہا بلاؤ کنیز سامنے آئی نامہ پیش
کیا زبانی بھی عرض کی کہ ای شہریار ملکہ کو رات مین تڑپ تڑپ کر کٹتی ہین یہ نامہ بھیجا ہے حضور ملاحظہ
کرین اور میرے ساتھ چلین رستم نے نامہ پڑھا ایک ایک حرف اشتیاق سے بھرا ہوا تھا
نامہ کو پڑھ کر تیغۂ گیتستان کو ٹیک کر اُٹھے سہمناک نے کہا غلام بھی ساتھ چلے تنہا جانا مناسب
نہین ہے رستم نے کہا اے برادر ہمین اسکا خیال نہین وہ حافظ حقیقی ساتھ ہے جو منظور خدا ہے
وہ ضرور ہوگا اس نامہ نے دل بیقرار کر دیا یہ کہکے کنیز کے ساتھ ہوے ہمراہ چلے کنیز راہبری
کیے لیے جاتی ہے نیرنج نے چند کنیزین در باغ پر مقرر کی ہین کہ جب رستم آتے معلوم ہون مجھکو
خبر کرنا مین بڑھ کر اُنکا استقبال کرون کنیزون نے رستم کو آتے دیکھا جھٹ کر نیرنج سے خبر
کی کہ آپکی کنیز کے ہمراہ رستم آتے ہین یہ بلبلے سنبھال کر اُٹھی دروازے پر باغ کے آکر کھڑی ہوئی
رستم نے دیکھا کہ ملکہ دروازے پر کھڑی ہین مگر چہرہ اُترا ہوا چہرے پر اُداسی رستم جھپٹے قریب
آکر ہاتھ تھام لیا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای شہریار عشق ہمارا مشہور ہو گیا کیا عجب
کہ حکیم صاحب نے بھی سنا ہو اب ہمین کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرین بمشکل اپنے کو اس
باغ مین لائی کہ ایک مرتبہ دیکھ تو لون نہین معلوم تقدیر کیا دکھائے شکر ہے کہ آپکو دیکھ تو لیا ای
شہریار اگر بن پڑے تو کنیز کو نکال لے چلیے مین اسی خیال پر نکل آئی ہون رستم نے کہا کہ ای
ملکۂ عالم پروردگار نے دو رفیق بھی دیے قلعۂ اشفاقیہ بھی قبضے مین آیا شاہور نامے پہلوان
میرے مقابلے مین اُترا ہے اسوقت تمھارا نامہ پہونچا مین فوراً چلا آیا یہی خیال تھا کہ ملکہ کو دیکھ لین
نہین معلوم گردش فلکی کیا دکھائے وہان لشکر میں قبلہ و کعبہ گھبراتے ہونگے یقین ہے کہ خواجہ عمرو

تمہاری تلاش مین نکلے ہون نیرنج نام خواجہ سنکر تھراگئی کہا ای شہر یار اِس شخص کا آپ ذکر نہ کیجیے ساحر اُسکے نام سے گھبراتے ہین اُسنے اَن گنت ساحرون کو مارا کہ جن کا مثل ممکن نہین رستم کو ان باتون پر کھٹکا تو ہوا لیکن معشوق عاشق خصال سے ملاقات ہوئی باتین کرتے چلے آتے ہین وسط باغ مین چبوترے پر فرش تھا وہان لا کر رستم کو بٹھایا باتین کرنے لگی باتین کرتے کرتے کہا گلے سے لوح اُتار کر رکھیے بہ اطمینان بیٹھیے رستم نے لوح اُتار کر مسند پر رکھی ملکہ نے غمزہ کر کے کہا کلاہ ہفت گوشہ بھی اسی کے پاس رکھیے جب ساحر پر اسکا عکس پڑتا ہی تو گھبرا جاتا ہی یہ تحفے خدا نے آپکو خوب دلوائے چند تحفہ جات کی قید اس طلسم مین بھی ہی ایکدن خداوند نے کوٹھا کھولا زرہ مجھکو دکھائی کہ زرہ نیلوفری اسکا نام ہی بالکل ویسی ہی تھی زرہ اُتار کر رکھیے تو مین دیکھون کہ اُسمین اِسمین کیا فرق ہی رستم نے زرہ بھی اُتار کر رکھی ملکہ اُلٹ پلٹ کے زرہ کو دیکھنے لگین کہا ای شہر یار اِس طلسم مین ایک تیغہ بھی ہی یہ تیغہ بھی مجھکو دیجیے کہ مین بخوبی پہچان لون اگر ایک مرتبہ اُسکو دیکھون تو نکال لاؤن رستم نے تیغہ بھی کھول کر رکھا اب زرہ ہفت جوشن و تیغہ ہفت جوہر و لوح طلسمی تینون تحفے مسند پر رکھے ہین لیکن نیرنج سوچ رہی ہی کہ مین کیونکر ان چیزون کو لون سامنے ایک نخل تھا پھولون سے لدا ہوا ناز کر کے کہا ای شہر یار چند پھول اِس درخت کے لائیے تو مین کانون مین پہنون رستم اُٹھے قریب نخل نہ پہونچے تھے کہ ایک آواز ہیبتناک آئی کہ باش او طلسم کشا ستمگر ملکہ نیرنج جادو و تحفہ جات مذکور و لوح طلسمی نیرنج نے اُٹھالی رستم جو پلٹے دیکھا معشوقہ خوبرو نہین ہی ایک ساحرہ بشکل مہیب و بصورت عجیب و غریب لوح و زرہ و کلاہ جھولی مین رکھ رہی ہی رستم لپک کے جھپٹے نیرنج جادو نے سحر کیا رستم زمین پر گرے ملکہ نے کنیزون کو پکار کر آواز دی ارے جلد آؤ کنیزین گوشہ باغ سے پیدا ہوئین آکر رستم کو مسلسل و مطوق کیا پھر کنیزون سے کہا ارابہ لاؤ ارابہ آیا تحفہ جات نیرنج نے پاس ہین رستم کو ارابے پر سوار کیا ایک عرضی بقراط ثانی کو لکھی کہ یا خداوند کنیز نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا قید کیکر خدمت مین آتی ہون اور شوہر میرا برائے گرفتاری اشفاق شاہ و سہمناک زنگی گیا ہی اب اُنکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی عرضی کو ایک کنیز کی معرفت روانہ کیا اور ایک نامہ شوہر کو روانہ کیا کہ سہمناک و اشفاق شاہ کو گرفتار کر لاؤ اور بےخوف رہو

کرمین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا تحفہ جات میرے قبضے مین ہین لیکن خواجہ جو لشکر کاؤس مین زرین پوش مین آئے دریافت ہوا کہ یہ نیرنج کی بھانجی ہے اور نیرنج فکر طلسم کشا مین گئی ہے دور سے دیکھا کہ کاؤس دربارگاہ پر بیٹھی ہے چند کنیزین گرد سیر صحرا کر رہی ہین کنارے آکر ہاتھ کو دیکھا اور ہاتھ کی پشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر تازہ دم دست بستہ سامنے آئے ایک نیرنج پسند کیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ضعیف عورت کی شکل بنکر تیار ہوئے ایک نخل کے سائے مین آکر بیٹھے کمر سے نے نکالی نئے طور سے اس غزل عاشقانہ کو شروع کیا نظم

پریون کا لبس و پیش و سامان نظر آیا　　　تابوت مرا تخت سلیمان نظر آیا
سمجھا مین اُسے عاشق دیوانہ تمھارا　　　جو کوئی یہان چاک گریبان نظر آیا
بے قید کیا جسم کو احسان جنون نے　　　دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا
ہے گلشن ایجاد بہار نفس چند　　　مہمان دو روزہ یہ گلستان نظر آیا
دیکھا نہ کہین ورنہ کہین صورت لیلا　　　گھر اپنا مجھے صحن بیابان نظر آیا
افزائش وحشت سے رہا حال یہ برسون　　　جب آنکھ کھلی مجھکو بیابان نظر آیا
تھا پرورش طفل مین آرام بھی لازم　　　ہر اشک تہ سایۂ مژگان نظر آیا
کیا سلسلہ در بھی ہے طرۂ گیسو　　　جو دل نظر آیا سو پریشان نظر آیا
پایا دل آشفتہ کو گیسو مین تمھارے　　　پہلو مین پریشان کے پریشان نظر آیا
ٹپکا جو مری آنکھ سے خون دل مجروح　　　ہمرنگ چمن گوشۂ دامان نظر آیا
انجام محبت کو جو سوچا ستم ایجاد　　　کچھ میری طرح وہ بھی پشیمان نظر آیا
افسوس نسیم جگر افگار محبت　　　ہم زلف کے مانند پریشان نظر آیا

کاؤس نے جو دور سے دیکھا کہ ایک ضعیفہ زیر نخل بیٹھی تانین مار رہی ہے ایک کنیز سے کہا ان بڑی بی کو بلا لاؤ کنیز نے جاکر خواجہ سے کہا خواجہ لڑکھڑاتے سامنے آئے کاؤس کو سلام کیا کہا کہ بی بی کی عمر دراز ہو حسن وجمال کی ترقی یہ لونڈی رئیسون کی مشتاق رہتی ہے جب سے شوہر نے انتقال کیا قدردان نہین آتے کاؤس نے پوچھا بڑی بی تمھارے شوہر کا کیا نام تھا بڑی بی نے کہا حضور تان دراز خان تمام دنیا مین انکا نام

شہور و معروف ہی ایسی لمبی تان لیتے تھے کہ ہاتھی گھوڑے چھوٹ کر بھاگ گئے تھے طائر نغمہ
کھنچ آتے تھے جب میرے پاس آتے تھے کہتے تھے کہ بی بی کچھ سیکھ لو ہمارے بعد کام آویگا مجھ
کمبخت کو کچھ خیال نہوا اب جب وہ مرگئے تو نکلتی ہوں کچھ مانگ لاتی ہوں یہی بسر اوقات
ہی کاؤس نے کہا بڑی بی صاحب میٹھو ہم تمھیں خالہ اماں کے پاس لے چلیں گے وہ بھلا
گانا سنکر بہت خوش ہونگی اُنکو گانے کا بڑا شوق ہی خود بھی گاتی ہیں تان توڑ خان سے
سیکھا ہی خواجہ عمرو بیٹھے کہا واری ہر چند کہ لونڈی ضعیف ہوگئی مگر اب بھی چھیلن کپڑے
بدلتی ہوں اور منھ ہاتھ دھوتی ہوں او مسّی کاجل کرکے دروازے پر بیٹھتی ہوں دیکھتی ہوں
دو چار جوان کھڑے ہیں منتیں کر رہے ہیں کوئی سنکھیا کھانے پر اڑا ہی کوئی گلا کاٹنے پر آمادہ
کھڑا ہی واری میں کسی کا دل نہیں دکھاتی سب کی خاطر کرتی ہوں سب کو ایک نگاہ سے
دیکھتی ہوں وہ بھی میرے اوپر جان دیتے ہیں دس بارہ جوان روز آتے ہیں اور لڑکے تو
دن بھر جمع رہتے ہیں کوئی نانی کہتا ہی کوئی خالہ دن بھر گھر میں جمع رہتے ہیں انسے کھیلا کرتی
ہوں واری ان لڑکوں سے بڑا کام نکلتا ہی دن بھر سودا سلف لاتے ہیں کاؤس ان
باتوں کو سنکر بہت خوش ہوئی کہا بڑی بی تمھاری باتوں میں دل لگتا ہی تم آج نہ جاؤ کہا
واری سب لڑکے پریشان پھرینگے گھر پر آکر پکارینگے ایک نواسی ہی دس بارہ برس
کی وہ جواب دیگی کہ نانی جان کہیں مانگنے گئی ہیں تب وہ لڑکے دن بھر گرد مکان کے
پھرینگے اسکا بڑا خیال ہے کاؤس نے کہا آج تو شب کو یہیں رہو تم کو میں اپنے ساتھ
خالہ اماں کے پاس لیچلونگی اب دو چار دن نہ جانا ہوگا بڑی بی نے کہا خوشی حضور کی میں
یہیں رہونگی یہ کہکے بڑی بی پالتھی مارکے بیٹھیں باتیں کر رہی ہیں جب کھانے کا وقت
آیا بڑی بی کو کھانا کھلایا بہ اطمینان بٹھایا بڑی بی نے باتیں کرنا شروع کر دیں حال عشق صاحبقران
ملکہ مہر نگار سے شروع کر دیا کاؤس بہت خوش ہوئی بڑی بی کی بڑی خاطر کی دن بھر
ایسی باتوں میں گذرا شام کو جلسہ آراستہ کیا کہا بڑی بی صاحب گاؤ بڑی بی صاحب
نے یہ اشعار عاشقانہ ٹھنک ٹھنک کر گائے نظم

ای مہ حسن ترا طرہ شام دگر	وی تجلی عشق ترا ساغر و جام دگر

خلق جہان را نظر بر در و بام فلک	حسن ترا جلوہ گہ بر در و بام دگر
قبلۂ اہل نظر طاق دو ابروی تست	نیست بہ دیر و حرم جز تو امام دگر
مخفی اگر نیستی بو الہوس راہ عشق	از سر جائے دگر در پے جائے دگر

اس طور سے یہ غزل خواجہ نے گائی کہ کاؤس بیقرار ہو گئی کہا بڑی بی حقیقت مین تم کامل و
اکمل ہو اور گانے مین تمھارے تاثیر ہی بڑی بی پھر باتین کرنے لگین کہا واری شراب کباب
کی صحبت ہو صحبت بے نمک ہی رقص و سرود کی صحبت مین شراب وکباب ضرور چاہیے کاؤس
نے حکم دیا ارے شراب وکباب لاؤ کیون بڑی بی اس بڑھاپے مین بھی شراب وکباب کا شوق
ہی کہا واری شراب تو مجھے کہان میسر ٹکے کا ٹھرا منگا لیتی ہون لڑکون کو بھی پلاتی ہون
کیا لڑکے اُچھلتے کودتے ہین جب مین پلنگ پر جاتی ہون جھپٹ جھپٹ کے ایک کے بعد دوسری
کا آنا اور میرے پاؤن کا دابنا نانی امان کہکے لپٹنا واری عجب لطف ہوتا ہے کاؤس
ہنس رہی ہی خواجہ عمرو نے گلابیون کو اُلٹ پلٹ کیا بیہوشی ملا کر کہا ایک ایک جام سب پی لین
تو پھر مین بہ اطمینان گاؤن سب سے پہلے کاؤس نے جام پیا پھر تو سب کنیزین پینے لگین خواجہ
عمرو نے جو چند اشعار گائے رنگ محفل دگرگون ہوا کاؤس گت بھرتی ہوتی اپنے مقام سے
اُٹھی کنیزین حضور حضور کہتی ہوئی دوڑین گر کر بیہوش ہوئین خواجہ عمرو نے کاؤس کو اُٹھا کر
زنبیل مین رکھا کاؤس کی شکل بنکر چھپر کھٹ پر آرام کیا کنیزین بیہوش پڑی رہین جب نسیم
سحری چلی کنیزون کی آنکھ کھلی دیکھا بی بی سو رہی ہین قدمون پر ہاتھ رکھا ملکہ بیدار ہوئین کنیزون
سے پوچھا بڑھیا کہ جو اکسیر کی پڑیا تھی کہان گئی کنیزون نے عرض کی واری ہم لوگ سو گئے
وہ اپنے گھر چلی گئی کیسی بیقرار تھی کہتی تھی میرے لڑکے تباہ ہونگے کہا اچھا منزل کھوٹی ہوئی
ہی جلد سواری کی تدبیر کرو جہان خالہ امان ہون وہان ہمکو لیچلو ملکہ کو محافے مین سوار کیا
کنیزین ساتھ ہوئین محافے کو لیکر چلین کوئی دو کوس راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا ایک کنیز دوڑی
ہوئی آتی ہی کاؤس نقلی نے جو کنیز کو دیکھا کنیزون سے کہا اس عورت کو ہمارے پاس لاؤ
کنیزین اُسکو جا کر لائین ملکہ نے پوچھا ارے تو کون ہی کہان سے آتی ہی کہان جاتی ہی کنیز نے
کہا حضور نے مجھکو نہین پہچانا مین آپ کی خالہ امان کی کنیز ہون آپکی خالہ امان نے جاکر طلسم کشا

کو پکڑ لیا ہی تحفہ جات چھین لیے اسی راستے سے آمنگی مجھکو نامہ دیکر قلعۂ اشفاقیہ پر روانہ کیا
ہی کاؤس نے کہا تم دنادم لیلو پھر جانا مگر خالداماں کس راستے سے آئی ہین کنیز نے عرض کی
داری صحراے زنگ بار سے جامنگی شقائق زنگی وہان کا حاکم ہی اُس کے یہان دعوت
کھاکر خدمت خداوند مین روانہ ہونگی کنیز سے سب نشان صحراے زنگبار پوچھ لیا کنیز کو روانہ کیا
خود کوچ کر کے چلے مگر شقائق زنگی اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ نیرنج
جادو نے جاکر بشعبدہ طلسم کشا کو گرفتار کیا اُنکو لیے ہوے آتی ہین آپکے صحرا مین ضرور
ٹھہرینگی شقائق زنگی نے حکم دیا فوج تیار ہو اور فوج کو آراستہ کرو صحرا کو درست کر دو کہ ملکہ
آکر بہ اطمینان اُترین حقیقت مین ملکہ نے جاکر بڑا کام کیا چوبیس ہزار سوار کا لشکر تیار
کر کے صحرا مین اُتارا افسرون کی بارگاہین استادہ ہوئین چوبیس ہزار خیمہ آراستہ ہو گیا
بیلدارون نے آکر تھالے درختون کے درست کیے درختون کو پانی پہونچایا چمنون کو آراستہ
کیا شقائق زنگی آکر بارگاہ مین بیٹھا انتظار نیرنج کا کر رہا ہی تیسرے دن صبح کو گرد اڑی کہ
روے آفتاب کو چھپا دیا ہرکارون نے بڑھ کر شقائق کو خبر دی کہ ملکہ عالم کی آمد شروع
ہو گئی لشکر زیادہ اسوجہ سے ساتھ ہی کہ جس طرف سے گذر ہوا اہالی قریہ بھی ساتھ ہولیے تین
مرجان تاجدار دگیہان تاجدار و لمعان تاجدار یہ تین بادشاہ بھی ساتھ ہین شقائق نے
کہا کیا مضائقہ ہی سب کی خاطرین کرونگا پھر ہرکارون نے عرض کی یہ تاجدار اسوجہ سے ساتھ
ہوے کہ جسنے خبر سنی کہ طلسم کشا کو گرفتار کیا سب کو حیرت ہوئی یہ طلسم کشا وہ شخص ہی کہ جسنے
کل طلسم ہفت پیکر کو فتح کیا ہفت پیکر نے کیا کوئی کوشش اُٹھا رکھی ہوگی مگر ملکہ نیرنج
نے کمال کیا ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہم بھی ساتھ ملکہ کے چلینگے خداوند کے سامنے
پہونچین ہمارے سامنے طلسم کشا قتل ہو اب ہفت پیکر بھی آکر سجدہ کریگا شقائق زنگی
واسطے استقبال کے اُٹھا وسط صحرا مین آکر ٹھہرا اول تاجداران مذکور فرداً فرداً آئے
شقائق نے سبکو بعجبت اوتارا تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا بعد ان تاجدارون کے
ملکہ نیرنج جادو طاؤس زرین بال پر سوار پانچ سو کنیزین گھیرے ہوے بڑے کر و فر سے
آکر پہونچین ایک ارابے پر طلسم کشا خوشی سے نیرنج کا چہرہ سرخ تاج سر پہ رکھے ہوے

شقائق نے بڑھکر قدمون کو بوسہ دیا کہا ای ملکۂ عالم کیا کارنمایان کیا ایسے صاحب اقبال
کو گرفتار کرلیا یقین ہی قدرت بہت خوش ہون نیرنج نے کہا ای پہلوان دوران کچھ مجھکو
مشکل نہین پڑی بہت آسانی سے طلسم کشا کو گرفتار کرلیا ای شقائق مقام عبرت ہی دنیا
کی عجب کیفیت ہی کہ باپ خدائی کرے اور بیٹی طلسم کشا پر عاشق ہو باپ کی خدائی مٹانے
کی کوشش کرے افسوس کا مقام ہے اسی کی صورت بنکر مین نے طلسم کشا کو گرفتار کرلیا
طلسم کشا اسکے نام پر جان دیتا ہی دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا مین نے تحفہ جات لے لیے اب
شوہر میرا گیا ہی دوسرا اسکا باقی فوج اترے ہوے ہین ہرچند کہ شاہ پور بھی مقابلے مین
اترا ہوا ہی لیکن شطرنج جادو پہونچیگا ایک سحر مین سب کو گرفتار کرلیگا کہان بھاگ کر جائینگے
بجز فرار قرار نہ کرسکین گے شقائق زنگی نے یہ سنکر بڑی تعریفین کین کہا ملکۂ عالم آپ
حقیقت مین سحر کا طریقہ خوب جانتی ہین اس زمانہ تک یہ معرکہ گذرا کہ جو ساحر گیا اسنے اپنے
سحر کا غرور کیا طلسم کشا صاحب لوح و تحفہ جات جب نکلا ساحر کو مارلیا مگر آپ نے کیا عمدہ
تدبیر کی اب قدرت شطرنج کو طرۂ پیغمبری دینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا کافرون نے کافرہ کو بدرعا دی قطعہ ای سرت سبز
تا خزان بچرند • شکست طبل تاسگان بدرند • گرز آتش ہزار رنگار رنگ • بر سر تو موکلان بزنند
ملکۂ عالم کی عمر دراز ہو ملکہ کاؤس زرین قبا بھانجی سرکار کی تشریف لائی ہین آپکی تلاش
مین جنگلون مین پھرین جب یہان خبر پائی تو تشریف لائی ہین مگر بہت رنجیدہ ہین غلامون
نے شاکل سے خاصہ نوش نہین کیا آپ کی جدائی کا بڑا رنج ہی فرماتی تھین کہ کبھی خالہ بھانجی
ہم جدا نہین ہوے کنیزین کہتی تھین کہ راتون کو اٹھ اٹھ بیٹھتی تھین اور خالہ امان کہکر
پکارتی تھین ایک ہفتہ جنگلون مین تباہ رہین جب یہان کی خبر پائی تب آوارگی مٹی روبراہ
ہوکر آئین نیرنج نے کہا حقیقت مین یہ موئی مٹی کی نشانی ہی مین نے اسکو بڑی محبت سے
پرورش کیا مگر نامخداوند کا ایسے اضطراب مین پہونچا کہ فوراً روانہ ہوئی شوہر نے بھی کہا کہ
سچ بات ہی کہ ہماری سرحد مین غیر شخص آجاے اور زندہ پلٹ کے جاوے فوراً روانہ ہوگئی تم
کھٹکے فوراً طاؤس پر سوار ہوئی برائے استقبال چلی راہ مین آکر دیکھا کہ ملکہ محافے سے سر نکالے

بھاگتی ہوئی آتی ہی جیسے ہی نیرنج نے قریب آکر کہا کیون میری جان کیسا مزاج ہی کاؤس
نے اپنے کو محلے مین سے گرا دیا پکار کر آواز دی خالہ امان ہم آپ سے نہین بولتے ہمارے
آپ کے گھٹ ہو گئی اب ہم جنگل مین رہین گے خداوند یسی تقدیر کرین کہ ہمکو شیر بھیڑیا
کھائے آپ ہماری لاش منگوائین نیرنج نے پردہ اٹھا کر دیکھا کہ آنکھین روتے روتے
سرخ ہو رہی ہین چہرہ اترا ہوا ہچکی لگی ہوئی ہی نیرنج نے گود مین لیلیا کہا بیٹا روؤ نہین
کسے خطا ہوئی ایسا ہی موقع تھا کاؤس نے مچل کر اپنے کو گود سے گرا دیا اور خاک لیکر منھ پر
ملنے لگی ایڑیان رگڑتی تھی اور کہتی تھی بس خالہ امان جایئے ہمسے بات نہ کیجیے آپ کو خیال
نہ آیا کہ یہ بدنصیب مر جایگی کبھی ایسی نہین ہی ہر باتون کو کیونکر صبر کریگی ہمکو ثابت ہوگیا کہ
آپ کی محبت ظاہری ہی نیرنج نے گود مین اٹھایا خاک چہرے کی پونچھی کہتی تھی بیٹا اب تم
جوان ہوئین چار دن مین شادی ہوگی پرائے گھر مین کیونکر بسر ہوگی شوہر کی اطاعت
کرنا پڑیگی کاؤس نے کہا شوہر کے منھ کو آگ لگے مین ابھی شادی اپنے خالو کے ساتھ
کرونگی نیرنج نے کنیزون سے متوجہ ہوکر کہا صاحبو اس احمق کی باتین سنتی ہو باپ کے ساتھ
شادی کریگی کاؤس نے کہا کیا سچ ہی ہمنے ایک دن خالو ابا سے پوچھا تھا انھون نے کہا
تھا کہ ہم بی بی کی شادی نہ کرینگے اسپر ہمنے کہا کہ تمھارے ساتھ شادی کرونگی تو خالو ابا نے
ہنس کر کہا کہ بیٹا اچھا ہمارے ہی ساتھ شادی کرنا آپ ہمکو احمق بناتی ہین نیرنج بہت
ہنسی کہا لو صاحبو باپ بیٹی مین اقرار بھی ہوگیا ابھی جب مین چلی ہون تو کئی تاجدارون کے
رقعے آئے انکے خالو ابا ہنستے ہوے آئے اور کہا کہ لو صاحب کاؤس کی نسبت آئی ہی مین نے
جواب دیا کہ میری بیٹی حسین ہی دولہا بھی ایسا ہی ہو جس تاجدار نے نامہ لکھا ہی اسکا بیٹا کچھ
بشیر بلا سا ہی مین اپنی بچی کو دیدون اسکی سلطنت کو آگ لگے خالہ نے انکے کہا مین ایک جلسہ
کرونگا اسمین سب شاہزادے جمع ہونگے جسکو صاحبزادی پسند کریگی اسی کے ساتھ
شادی ہوگی نیرنج گود مین لیے ہوے سمجھاتی ہوئی بہلاتی ہوئی دربار مین لائی تخت پر گود
مین لیکر بیٹھی مگر کاؤس کا رونا موقوف نہین ہوتا کہا بیٹا اب نہ روؤ بس حد ہوچکی اب
جہان کہین جائینگے تمکو ساتھ لیجائینگے کاؤس نے کہا خالہ امان ایسا کام کیا تھا کونسی فروت

تھی کہ جو آپ ہمکو چھوڑ کر چلی آئین نیرنج نے کہا بیٹا قدرت نے نامہ لکھا تھا کہ طلسم کشا
تمھاری سرحد مین آگیا ہے اس وجہ سے چل نکلی تم باغ مین نقلین مین سمجھی کہ اپنی کنیزون مین
بہل جاؤگی کاؤس نے کہا آپ نے وہین سے بیٹھے بیٹھے سحر کیا ہوتا وہ شخص خود دوڑا چلا آتا
آپ نے کئی مرتبہ ایسے سحر مجھکو دکھائے ہین جس دن مین بچۂ آہو کے لیے بگڑی تھی تو آپ نے
سحر کیا کہ کئی مادۂ آہو بچون کو اپنے ساتھ لیکر چلی آئین آپ کو جانے کی کیا ضرورت تھی مجھ سے
مفصل کہیے ورنہ رو رو کر اپنی جان دونگی نیرنج نے کہا بی بی وہ جوان ایسا نہ تھا کہ جسپر سحر
تاثیر کرتا لوح طلسمی گلے مین زرہ ہفت جوش زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ زیب سر تیغ
ہفت جوہر حمائل کمر یہ تحفہ جات خود سامری و جمشید نے اپنے ہاتھ سے بنائے ہین انپر سحر
تاثیر نہین کرتا کاؤس نے کہا مین تو دیکھون وہ چیزین کہان ہین ابھی سحر کرکے جلا دون سب
چیزین اٹھا لین لوح کو چھکانے لگی کلاہ کو اپنے سر پر رکھ لیا نیرنج نے کہا بی بی اسکو نہ چھکاؤ
ہم سحر بھولے جاتے ہین کلاہ کا عکس پڑنے سے دل گھبراتا ہے زرہ کے پاس ہونے سے طبیعت
مین اضطراب ہوتا ہے نامردی دل مین سمائی ہے جی چاہتا ہے سامنے سے بھاگ جائین کاؤس نے
کہا خالہ امان میرا جی چاہتا ہے کہ لوح طلسم کشا کو پہنا دون زرہ بھی اُسکے بدن مین جائے ٹوپی
سر پہ ہو لوح گلے مین ڈالدون نیرنج نے کہا بیٹا ایسی باتین نہ کرو سب کی جان پر بن جائیگی
کاؤس نے کہا یہی تماشہ دیکھنے کو دل چاہتا ہے آپ اتنے لوگ جمع ہین یہ اکیلا کیا کریگا نیرنج
نے کہا بیٹا یہ اکیلا لاکھون پر بھاری ہے یہ وہ شخص ہے جسنے طلسم ہفت پیکر کو فتح کیا اے شقاق
زنگی گاتون کو بلاؤ بھانڈ بھی سامنے آئین میری بچی کے سامنے نقلین کرین ایک کنیز فوراً
کھڑی ہوگئی نہایت طرار و فرار تھی گنگنا کر یہ اشعار گانے لگی

نظم

کر چکا قید سے جو وقت کہ آزاد مجھے — ہاتھ ملتا ہی رہا دیکھ کے صیاد مجھے
عمر بھر یون تو کبھی لی بھی نہ کروٹ لیس مگ — حیف رہ رہ کے کیا کرتے ہین اب یاد مجھے
حکم دربان کو ہے زنہار نہ آنے پائے — غیر کے سامنے آتے ہین مگر یاد مجھے
خواب مین کیا نہ کبھی زیست مین آئے لیکن — قبر پہ آکے وہ اب کرتے ہین برباد مجھے
باغبان گلشن عالم کا مین وہ بلبل ہون — طائر سدرہ کہا کرتا ہے استاد مجھے

ہمصفیرون کو مرا حال کھلیگا پس مرگ ۔ دیکھنا دل مین کرینگے وہ بہت یاد مجھے
صحن گلشن مین مرے پھول کرینگے گلچین ۔ روئیگا سونا قفس دیکھ کے صیاد مجھے
راہ الفت مین ملاقات ہوئی کس کس سے ۔ دشت مین قیس ملا کوہ مین فرہاد مجھے
غیر کو لائے شب وصل وہ اپنے ہمراہ ۔ شاد بھی کرتے ہین پھر کرتے ہین ناشاد مجھے
حسرت دید مین دی جان در جانان پہ ۔ کیا تعجب ہو جو کافر کہین شداد مجھے
غیب سے ہوتے ہین القا رے دلمین مضمون ۔ دیکھ فیضان سخن کا ہو خدا داد مجھے
سبز باغ آتا ہو دنیا کا نظر جب رعنا ۔ یاد آتی ہو بہت حسرت شداد مجھے

اس نازنین نے بڑے لطف سے یہ غزل گائی کاؤس زرہ وغیرہ سے کھیلنے لگی ہر مرتبہ یہی کہتی ہو خالہ امان لوح طلسم کشا کے گلے مین ڈالدون کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھون تو خوب تلوار چلے نیرنج کہتی ہو بیٹا ایسا نہ کرنا کہا خالہ امان اسکو ابھی گرفتار کر لین گے نیرنج نے کہا بیٹا پلا کون سے بھی گرفتار نہ ہوگا کہا خالہ امان جی چاہتا ہو کہ اسکی لڑائی کا تماشہ دیکھون نیرنج جب چھیننے کا ارادہ کرتی ہو تو کاؤس رونے لگتی ہو نیرنج کہتی ہو ایسا نکرنا میری جان پر بن جائیگی تمھارے دشمن بھی قتل ہون تو عجب نہین اس قید و بند مین رستم کے تیور تو دیکھو زنجیرین ہلا رہا ہو اگر سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان نہوتین تو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالتا یہ جوان صف شکن تیغزن ہو کاؤس نے کہا اچھا سنیے اب باتین نہ بنایئے رنگ گانے کا بگڑتا گانے والی جان توڑ توڑ کے گا رہی ہو نیرنج طرف گانے کے متوجہ ہوئی موتیون کا مالا اُتار کر گائن کو دیا تعریفین کر رہی ہو کہ ای گلشن کیا باغ لگاتی ہو کیا مزے سے گاتی ہو دل بیچین کر دیا خانۂ دل کو عشق و الفت سے بھر دیا کہ کاؤس نے جست کی برابر رستم کے پہونچی لوح گلے مین ڈال دی کلاہ سر پر رکھی تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین دیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ عمرو - عمرو ہون مین عیار صاحبقران + مرے مکر سے کانپتا ہو جہان + تراشندۂ ریش کفار ہون + زمانے کا مکار و غدار ہون + مرا تیز رفتار ہو گر قدم + صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم + اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو + نہ پائے مری گرد پاپوش کو + دوندہ جہانگرد طرار ہون + جہانگیر عالم کا عیار ہون + رستم کے جو ہاتھ

مین تیغہ ہفت جوہر آیا نعرہ کرکے اُٹھے نعرۂ رستم - ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ
پور رستم لقب + دیگر - علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + نعرہ
کرکے لڑنے لگے نیرنج نے دیکھا کہتی تھی ارے کیا غضب ہوا میری بچی کہان گئی
یہ ساربان زادہ کیونکر آیا عمرو نے گلیم اوڑھ لی کبھی گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا کبھی گلیم اوتاری کسی
جادوگر کو مارا کبھی حاضر کبھی غائب کبھی حقۂ آتشبازی داغا کہ بارگاہ مین اندھیرا چھا گیا
اُس اندھیرے مین مُردون کے کپڑے اُتار لیے رستم نے لاش پر لاش گرادی مگر فوج
تین لاکھ ہی تینون تاجدارون نے آواز دی یارو بلوہ کرکے اس جوان کو گرفتار کرلو رستم
لڑتے ہوے باہر نکلے خواجہ عمرو چقمے داغ رہے ہین ساحرہ وغیر ساحرون نے رستم کو گھیرا ہی
ہنگامۂ گیر و دار بلند کفار دردمند مگر نیرنج گھبرائی ہوئی ہی سحر جو کیا آگ برسی رستم پر
شعلہ آتا نہین اسی کی فوج والے جلنے لگے ہزارون جل کر خاک ہوے ساحرون نے
فریاد کی ای ملکۂ عالم ہم لوگ جلے جاتے ہین دیکھیے کئی ہزار ساحرہ وغیرہ جل گئے طلسم کشا
پر تاثیر نہین ہوئی نیرنج نے گھبرا کر کہا او خبیث ساربان زادے یہ تو بتا کہ تونے کاوس کا
کیا کیا کنیزون پر غصہ کرتی ہی کہ حرامزادیو صاف صاف بتاؤ میری بچی کو کیا کیا میرا کلیجہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہی کہ اس ساربان زادے نے نہین معلوم میری بچی کے ساتھ کیا کیا
کنیزین کہتی ہین حضور ہمکو نہین معلوم صرف راہ مین ایک بڑھیا آئی تھی اُسی نے یہ
آفت برپا کی اور کوئی لشکر مین نہین آیا ہم لوگ نہ جانتے تھے کہ بی بی ہماری نہین ہین
نیرنج کہتی ہی تم سب کو مار ڈالونگی ایک کو زندہ نچھوڑونگی تمھارے قتل سے منہ نہ موڑونگی
مگر کنیزین یہی کہتی ہین حضور ہم نہین جانتے کہ رستم لڑتے بھڑتے قریب نیرنج کے ہوپہنچے
اسنے جب دیکھا کہ کئی سو سردار مارے گئے اور کسی کی کچھ نہین چلتی خیال مین گذرا کہ ای نیرنج
نکل چلون ورنہ قتل ہو جاؤنگی نیرنج زمین پر گری غلطک مار کر پرواز پیدا کیے پلہ دیگر
بلند ہوئی رستم نے کمان کاندھے سے اُتاری اور کئی تیر مارے مگر نیرنج نے جلا دیے رستم
کو بڑا رنج ہی قضا سے کار جہان آرا جو خواجہ کو چھوڑ کر چلی تھی آسمان سے دیکھا کہ رستم
یکہ و تنہا لڑ رہے ہین ساحرہ وغیر ساحرون نے گھیر لیا ہی کئی لاکھ جوانون کا رستم پر

بلوہ ہی جہان آرا بیقرار ہو گئی اور یہ بھی دیکھا کہ نیرنج اُڑی ہوئی جاتی ہی کئی تیر رستم
نے مارے اس خطا شعار کے قریب بھی نہ پہونچے وہین سے نعرہ کیا منم جہان آرا او
نیرنج کہان جاتی ہی اور یہ کہکے سحر کیا ایک پتھر کئی من کا نیرنج پر گرایا پتھر جو نیرنج پر
گرا الٹ گئی طرف زمین کے چلی اور جہان آرا نے سحر کیا کہ اب نہ رکے رستم نے جو دیکھا
کہ نیرنج قریب پہونچ گئی تیر مارا کہ سینہ نیرنج پر پڑا توڑکر پار گذرا لاشہ نیرنج کا زمین پر گرا
آواز آئی کشتی مرا نام من نیرنج جادو بود نیرنج کہلاتا تھا لشکر مین گھبراہٹ ہوئی پھر جہان آرا
نے سحر کیا کہ کئی سو کے سر اڑ گئے لشکر والے گھبرا گئے مرجان تاجدار جادو لڑتا بھڑتا رستم
کے قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے کلائی پکڑکے تلوار چھینی کمر مین ہاتھ ڈال کے
مرجان کو اٹھا لیا مرجان نے آواز دی ای شہریار الامان رستم نے کہا امان بایمان مرجان
بصدق دل مسلمان ہوا اسکی فوج بھی طرف مرجان کے آئی لقمان تاجدار نے جو دور سے
دیکھا کہ رستم اکیلے لڑ رہے ہین لڑتا بھڑتا قریب رستم کے آیا اسکو اپنی ضرب پر ناز تھا ہاتھ تلوار
کا مارا رستم نے بادم بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا لقمان بھی بصدق
مسلمان ہوا اسکی فوج بھی طرف رستم کے آئی دونون تاجدار مسلمان ہوے شقایق زنگی
کو اسکو اپنی ضرب پر بڑا ناز ہی ان تاجدارون کو برا بھلا کہتا ہوا قریب رستم کے آیا ہاتھ تلوار کا
مارا رستم نے تیغہ پر روکا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا شقایق زنگی نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لگ
تیغہ ہفت جوہر دست زبردست رستم تیغہ جو چاک کر گیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے یا تو تلوار جو
پر چلی تھی یا زیر تنگ آکر زمین کو بوسہ دیا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے شقایق زنگی کے
مارے جانے سے ایک نعرہ ہوا کافرون کے رنگ کٹ گئے یہ بھی سب نے دیکھا کہ دونون تاجدار
بصدق مسلمان ہوے افسران فوج شقایق زنگی رومالون سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت رستم
ہوے رستم نے سب کو امان دی رستم اسی مقام پر اُترے ملکہ جہان آرا بھی حاضر ہوئین بارگاہ
شقایق زنگی مین سب داخل ہوے خواجہ نے کہا کہ ای رستم صاحبقران کا تمھارے
فراق مین عجب حال ہی رستم نے کہا میری فوج کے دو سردار قلعہ پر اُترے ہین شاہور
بلند رکاب اُنکے مقابلہ مین ہی ان تاجدارون نے کہا غلام نشانہ ہی کرینگے ان سبکو لیکر رستم

طرف قلعہ کے چلے یہان جب شاہور کو معلوم ہوا کہ رستم لشکر مین نہین ہین شاہور نے طبل جنگی بجوایا سہمناک زنگی نے کہا ارے بادشاہ مین لڑونگا غلامان رستم منھ نہ پھیرینگے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی ناگاہ بادشاہ اقلیم چہارم نے شہنشاہ ماہ تابان پر شبخون مارا فوج شعاع وضیا غالب آئی لشکر ثوابت وسیارگان نے شکست کھائی شہنشاہ ماہ تابان شکست کھا کر قلعۂ مغرب مین آیا فوج ثوابت وسیارگان کو ستا لایا شہنشاہ اقلیم چہارم یعنے نیر اعظم میدان چرخ زبرجدی مین آیا علم ضیا بلند ہوا فوج شعاع نے عالم کو گھیر لیا عملداری شہنشاہ نیر اعظم کی قائم ہوئی شاہور بجوش وخروش میدان مین آیا سہمناک زنگی نے شقایق شاہ کو سوار کیا مگر سارا لشکر بے سردار ہی رستم کے نہونے سے کیسا سناٹا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ لشکر بے سردار ہی مگر سہمناک زنگی مسلح ومکمل اونچی بنا ہوا کرگدن مست پر سوار ہی میدان مین آکر سامنے اتنی بڑی فوج کے صف آرا ہوا مگر سہمناک منتظر ہی کہ شاہور نکلے تو مین جا پڑون تامل نکرون ساتھ والون سے کہا ہی یارو مجھ معلوم نہین کہ آقا نامدار پر کیا گذری ہمسے غافل نہوتے خدا اُنکو خیر وعافیت سے رکھے رفیق پروری تو اُنکا کام ہی وہ اس امر کو گوارا کرتے کہ ہم اسطرح میدان مین آئین ایک اُنکے نہونے سے لشکر بے رونق نہین شاہور کا لشکر بھی آکر جمع ہوا میمنہ میسرہ بھی آراستہ ہوا نقیبون نے آواز دی کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید - فرد - روز جنگ ست جناب باید کرد کوشش نام وننگ باید کرد + رستم وسام ونریمان کہان ہین سب خاک مین جا کر مخفی ہوے اب اُنکا کوئی نام نہین لیتا قبرون کا نشان بھی نہین ملتا دنیا مین جسکو نام اپنا روشن کرنا ہو میدان مین نکلے یہ کہکے نقیب ہٹے شاہور نے قصد کیا کہ گینڈا کالون سردارون سے کہ رہا ہی جب مین سہمناک کو قتل کرون تو بلوہ کر دینا مین گھیر کر سبکو مارونگا قلعہ پر قبضہ کرکے ناظم مقرر کرونگا پھر چل کر طلسم کشا کو تلاش کرونگا طلسم کشا کو قید کر لیجاؤنگا میرے دو بھائی اُنکے ہاتھ سے ضائع ہوے مین کیا اُنکا پیچھا چھوڑونگا وہ جہان جائینگے وہان جاؤنگا اگر اُن کا پتہ نہ ملیگا تو تا بلشکر امیر جاؤنگا وہان جاکے اُنکو ڈھونڈونگا کیا مین اُن سے کم ہون آفت برپا کر دونگا نام ونشان رستم مگر

کہین جاکر چھپ رہے نہین معلوم ایسے شخص نے طلسم ہفت پیکر کیونکر فتح کیا سردار کہ رہے
ہین حضور میدان مین تو چلین ہم بلوہ کر دینگے اور فوج دشمن کو گھیر لین گے ایک کو زندہ نہ
چھوڑینگے افسران فوج ہمارے پہونچتے ہی اطاعت کرلین گے یہ سنکر جابجا کر گینڈا اٹھا دو
اور میدان مین جادے کہ صحرا سے گرد اڑی شطلیخ جادو مع فوج ساحران پیدا ہوا کئی لاکھ
ساحر ساتھ اسکو اس وجہ سے دیر لگی کہ زوجہ کا انتظار کرتا رہا کہ رستم کو پکڑ آئیگی اسکو
ساتھ لیکر چلونگا زوجہ کا حال کیا معلوم کہ رستم اسکو مار کر آتے ہین شطلیخ نے دور سے
شاہور کو دیکھا کہ میدان مین نکلا ہے وہین سے پکار کر آواز دی کہ ای شاہور میدان مین جانا
زوجہ نے میری طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہوگا پکڑ آتی ہوگی مین ان سب کو ایک سحر مین گرفتار
کر دونگا تمکو زیادہ تکلیف پڑے گی یہ کہکے مرکب اڑاتا ہوا میدان مین آیا فوج ساحران یک جا
بھی پکار کر شطلیخ نے آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے لیکن یہ خیال رہے
کہ ایک سحر مین سبکو جلا دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تم لوگ قدرت سے پھر گئے ایک شخص جو
سرحد مین آیا اسکی اطاعت کرلی جسنے پرورش کیا اسکا خیال بالکل فراموش کیا قدرت کو بڑا لڑکا
ہے یہ بھی خیال کرلو کہ رستم گرفتار ہوگئے ہونگے تم لوگ بے سردار ہوگئے یہ آواز اس نامرد کی
سنتے ہی سہمناک نے گینڈا پھیر ا سامنے تخت شقائق شاہ کے آیا کہا ای بادشاہ اجازت
میدان ہو شقائق شاہ نے گھبرا کر کہا ای سہمناک بیشک تم دلیر و جانباز ہو لیکن شطلیخ جادو
بلاے روزگار ہے اس سے کیونکر مقابلہ کروگے سرحد خیال سکندری مین اسکا نام مشہور ہے
یہ زن و شوہر بلاے روزگار ہین سہمناک نے کہا حضور اجازت دین مین اپنی جان دونگا یہ گوارا
نکرونگا کہ حریف پکارے اور کوئی مقابلہ کو نہ جاے ہم اپنے آقا کے ساتھ رہے سب اُنکے
قاعدے دریافت ہوگئے انکا دستور ہے کہ جب حریف پکارے اُسکے مقابلے سے روگردانی نکرے
مین اُس شہریار کا تابعدار و نمک خوار ہون پروردگار ضرور مدد کریگا مین اپنے آقا کے قانون مین
فرق نہ ڈالونگا شقائق نے اپنی آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای برادر بسم اللہ جاؤ سہمناک
ارنگی نے تنگ مرکب کو موافق مرضی درست کیا کہ عوصہ حریف پر تنگ کرے گینڈے پر سوار ہوکر
چلا لیکن شقائق بعد جانے سہمناک کے خدا سے دعائین مانگنے لگا پکار رہا ہے ای کریم کارساز

ای خالق بے نیاز سہمناک کو اس ظالم اظلم کے ہاتھ سے بچالے نظم

گل بہ بستان زمانہ ہست خندان شاخ شاخ ‏ عندلیب زار در گلزار نالان شاخ شاخ
سبز و سیراب ست زاب رحمت حق برگ برگ ‏ دوش ہست از جلوۂ خورشید رخشان شاخ شاخ
دیدۂ باطن کشادہ در گلستان سیر کن ‏ تا کہ گردد جلوۂ قدرت نمایان شاخ شاخ
گاہ قمری بر در و دیوار کو کو میکند ‏ گاہ گردد بلبل نالان غزلخوان شاخ شاخ
اندرین بستان بہر موسم بود تازہ بہار ‏ غنچہ باشد جلوہ گر ہر وقت و ہر آن شاخ شاخ
باغ وحدت ہست در نشو و نما بر ماہ و سال ‏ جلوۂ کثرت از و گردد نمایان شاخ شاخ
ہمسر چرخ برین اندر بلندی ہر درخت ‏ سایہ افگن ہست تا گردون گردان شاخ شاخ
ہند یا بر لالہ زار باغ دنیا کن نظر ‏ تا نظر آید منور نور یزدان شاخ شاخ

بیقرار ہوکر بادشاہ دعا مین مانگ رہا ہی اہل لشکر آمین کہ رہے ہین عجب لشکر مین تلاطم ہی ہوش ہر ایک کا گم ہی مگر سہمناک زنگی سامنے خطرنج کے پہونچا شطرنج سنبھالے لگا کہنے ای سہمناک قدرت نے تمکو کیا مرتبہ دیا بادشاہت بیشہ کی دی بیشہ کیسا ویران تھا اُسکو قدرت نے سبز و شاداب کیا کہ ہمارے بندون کو آرام ملے طلسم کشا مین کیا بھلائی دیکھی برا تسخیر طلسم کشا گئے تھے مسلمان ہوگئے کچھ قدرت کا خوف نکیا مین وعدہ کرتا ہون کہ تمکو اُس خطا کی سزا ہوگی وہی بیشہ ملیگا وہی سلطنت کو اپنی عملداری کروگے ان باتون پر راضی نہین ہو تو حربہ کرو کہ وصل تمکو باقی نرہے جب مین سحر کرونگا تو ہوش مین نرہوگے مشکین باندہ کر لیجاؤنگا سلطنت بھی نملیگی تباہ و برباد مارے مارے پھروگے قدرت کو کیا جواب دوگے میرا کہنا مانو میرے ساتھ چلے آؤ سہمناک نے جواب دیا او مکار جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر مین غلام رستم ہون لڑ بھڑ کر مرونگا تیری اطاعت نکرونگا کیون ہمکو سمجھاتا ہی ہم سمجھکر مسلمان ہوے ہین حملہ بھی پہلے نکرینگے جب تیرے حربے سے پروردگار بچا لیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے شطرنج نے کہا میرے حربے کے بعد وصل رہجائیگا ایک سحر مین دیوانے ہوجاؤگے لو مین سحر کرتا ہون ہوشیار ہوجاؤ یہ کہکے ہاتھ ہلایا کچھ ماش کے دانے پھینکے گیندا سہمناک کا بدلگامی کرنے لگا خیمہ سہمناک روکتا ہی گیندا نہین رکتا ہی ہر چند باگ کو کھینچتا ہی بڑی بچاتا ہی پیری نہین چھٹتی گیندا

دوڑا دوڑا پھرتا ہی شطرنج کھڑا ہنس رہا ہی شطرنج نے جب دیکھا کہ گینڈا سہمناک کا بدلگامی کرنے لگا روکے سے نہیں رکتا ایک گولہ نکالکر طرف صحرا کے مارا صحرا مین گولہ جاکر پھٹا ایک دھواں اٹھا ہوا چند طائر دھوین سے پیدا ہوے اڑتے ہوے آکے شاخ نخل پر بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے طرف لشکر کے رخ ہی یہ اشعار محبت آثار بصد سوز و گداز وہ طائر پڑھنے لگے۔ نظم

وہ کہاں ساتھ سلاتے ہیں مجھے
خواب کیا کیا نظر آتے ہیں مجھے

اس پری وش سے لگاتے ہیں مجھے
لوگ دیوانہ بناتے ہیں مجھے

یارب انکا بھی جنازہ اٹھے
یار آغوش سے اٹھاتے ہیں مجھے

ابروے تیغ سے ایما ہے کہ آ
قتل کرنے کو بلاتے ہیں مجھے

بے وفائی کا عدو کی ہی گلہ
لطف مین بھی وہ ستاتے ہین مجھے

حیرت حسن سے یہ شکل بنی
کہ وہ آئینہ دکھاتے ہین مجھے

پھونک دے آتش دل داغ ہے
اسکی جو یاد دلاتے ہین مجھے

گر کہے غمزہ کسے قتل کرون
تو اشارہ سے بتاتے ہین مجھے

شعلہ رو کہتے ہین اغیار کو وہ
اپنے نزدیک جلاتے ہین مجھے

مومن و دیر خدا خیر کرے
طور بے ڈھب نظر آتے ہین مجھے

لشکر کو سناکر طائرون نے یہ اشعار پڑھے ان اشعار کی آواز جو کان مین پہونچی لشکر والے بیحواس ہوے بادشاہ تخت سے اتر ایکار کر آواز دی یارو ہتھیار کھول ڈالو ہم اپنے خداوند سے جنگ نکرینگے یہ ہمسے نہوگا اسنے ہمکو پیدا کیا ہم اس سے لڑین بڑی شرم کی بات ہی ہمکو خوف آتا ہی اگر قدرت تقدیر کردین تو زمین ہمکو نہ چھوڑے گی فساد پیدا ہونے لگے کھول کر ہمکو نگل جائینگے ہم جہلت دینگے ہزار طرح کا خوف ہی وہ خداوند ہین رفعت رکھتے ہین طلسم کشائی آپ نے کیا سمجھ کے اطاعت کی تھی شطرنج جادو سچ کہتا ہی کہ ایک غیر شخص ہماری سرحد مین آیا اسکا مذہب اختیار کرلیا اسکا ساتھ دیا سارے لشکر مین ہنگامہ ہی کوئی روتا ہی کوئی غل مچاتا ہی کسی کا یہ قول ہی کہ یارو جا مین جائینگی اس ساحر کے ہاتھ سے کیونکر امان پائینگے کدھر بھاگین لشکر مین یہ ہنگامہ ہی سہمناک میدان مین ہی

شطرنج سحر کر رہا ہی یہی ارادہ ہی کہ ان سب کو تباہ کر دون ایسا سحر کرون کہ یہ سب میرے ساتھ چلین
جب سہمناک کا گیند اٹھتا ہی شطرنج اشارہ کرتا ہی پھر گیند اودڑنے لگتا ہی چاہتا ہی کہ سوار کو
گرا دون فوج بادشاہ کا عجب حال ہی تلوارین کھینچین کر اپنے گلے کاٹ ڈالین بار بار غل مچاتے
ہین کہ قدرت سے کیونکر آنکھ چار کرینگے کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ علمہاے شطرنج کے
پھریرے اُڑتے ہوے علمدار آگے بڑھے ہوے علمون کو جلوہ دیتے ہوے ایک جانب
آکے سامنے لشکر کے ٹھہرے اُسکے بعد دیکھا کہ رستم پشت مرکب پر سوار طاؤس زرین بال پر
ملکہ جہان آرا ساحرون کا لشکر پشت پر ایک طرف خواجہ جست وخیز کرتے ہوے تین تاجدار تختون
پر سوار اس گرد سے رستم نمایان ہوے رستم نے جو دیکھا کہ میدان مین ایک ساحر سحر کر رہا ہی
اور سہمناک زنگی جان سے بیزار اپنے گیندے کو سنبھال رہا ہی کل فوج نے ہتھیار اپنے
کھول ڈالے ہین بادشاہ تخت سے اُتر کھڑا ہی سب سے صلاحین ہو رہی ہین کہ ہاتھ باندھ کر
سامنے شطرنج کے چلین شاید خطا معاف کرے رستم نے چاہا کہ گھوڑا بڑھاؤن جہان آرا
نے بڑھ کر رکاب تھام لی کہا اے شہریار اس کنیز کا تماشہ دیکھیے جو آپکی فوج والے کر رہے ہین
وہی رنگ اسکی فوج کا ہوا ابھی جانبازی کنیز کی سرکار پر نہین کھلی جب کوئی پہلوان نکلیگا تب
تب آپ جائیے گا یہ کہکے طاؤس بڑھایا سامنے شطرنج کے آئی للکاری کہ او بدکردار او بیحیا
تجھے کچھ خبر بھی ہے کہ زوجہ پر تیری کیا گذری وہ مکارہ واصل جہنم ہوئی اب تو میرے مقابلے مین آ
کیا غیر ساحرون پر سحر کر رہا ہی وہ بیچارے کیا جواب دین جو تو نے سحر کیا اُن پر تاثیر ہو گئی مجھ پر
سحر کر کہ جواب سے شطرنج جادو نے گولا مارا وہ گولا سر پر ملکہ جہان آرا کے آکر پھٹا تلوارین
گرنے لگین جہان آرا نے جھولی پر ہاتھ ڈالا سیاہ کاغذ نکالا اُسکی سپرین کاٹین اور سر
پر اُٹھا لین وہ سپرین سر پر لہرانے لگین جو تلوار گری سپرون نے روکی کیا مجال کہ سر ملکہ
جہان آرا کے تلوار آنے پائے سب تلوارین ٹوٹ گئین جہان آرا نے موتیون کا مالا گلے
سے اُتارا خبردار خبردار کہکے شطرنج پر مارا موتی ٹوٹ کر گرے جو موتی جس مقام پر پڑا آبلہ
پڑ گیا جہان آرا نے آواز دی اری گلشن آرا کہان گئی شطرنج بلغ کا تماشہ دیکھے
کہ ہواے سرد چلی غبار اُٹھا شطرنج نے دیکھا تمام درخت صحرا سرسبز و شاداب ہین

بلبلین بیتاب عندلیبان خوش نوا پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہوئی زمزمہ سرائی کر رہی ہین کسی شاخ گل پر کوئی عندلیب خوش نوا یہ اشعار عاشقانہ جھوم جھوم کر پڑھ رہی ہی۔ نظم

ہزار طرح سے ثابت ہی وہ دہان ہوتا — کلام کرتے ہم اُس سے جو رمز دان ہوتا
بتون کے حسن سے ہی نور حق عیان ہوتا — مجاز پر بھی حقیقت کا ہے گمان ہوتا
یہی رہا ذوق یار دیکھ کر افسوس — اُٹھاکے کرتے ہم اسمین اگر گُوان ہوتا
یقین ہی مرد مسلمان بھی سجدہ کر لیتے — حرم کے بت جو ترا سنگ آستان ہوتا
مہ صیام مین نعمت جو کچھ ملے کم ہو — خدا کا بندۂ مومن ہی مہمان ہوتا
اداس قالب خاکی مین روح رہتی ہی — مکان سے تنگ ہی مشتاق لامکان ہوتا
فراغ حال ہی دشوار خوشنوایون کو — قفس سے تنگ ہی بلبل کا آشیان ہوتا
ترے شہید کا دھوکا ضرور دیتا وہ — جو کربلا سے معلّے مین ارغوان ہوتا
بناتے یار کو ہم حال زار دکھلاکر — یہ رنگ زرد تماشاے زعفران ہوتا
گلون سے نالۂ بلبل کی وجہ کیا پوچھون — زبان کا درد نہین گوش سے بیان ہوتا
یہ ہوے آپ بھی نیرنگ اپنا دکھلاتی — محیط خون جو تری تیغ سے روان ہوتا
لباس سُرخ سے کرتا ہی یار خونریزی — حسینون مین بھی ہی کوئی مریخ شان ہوتا
خدا کے خوان کرم سے ہو سیر جو چاہے — نہ مُہر ہوتی بے اُسپر نہ ہی نشان ہوتا
نیاز مند نہوتا تو پوچھتا ہون مین — یہ ناز آپ جو کرتے ہین پھر کہان ہوتا
گلوری پان کی کھاکے وہ جو ہنس پڑتے — شگفتہ گل کی طرح غنچۂ دہان ہوتا
نگاہ ناز تمھاری یہ رُخ جدھر کرتی — نشست تیر کے قابل ہی وہ مکان ہوتا
صدا جرس کی ہی غنچون کے کھلنے سے آتی — روانہ نکہت گل کا ہے کاروان ہوتا
بلند پایہ کریگی وہ زلف شانہ کو — کمند سے بھی تو ہی کار نردبان ہوتا
تم اپنے چاند سے منھ کو نہ پھیرتے پیارے — خلاف ہمسے جو ہوتا تو آسمان ہوتا
یقین ہی آبلے پڑکے پھوٹ بھی جاتے — بیان حال جو آتش کا ای زبان ہوتا

ملکہ نے پکار کر آواز دی ای خطریج کیا ٹیڑھی چال چلتا ہی ذرا لشکر کا تو حال دیکھ شطرنج نے

پلٹ کر دیکھا کہ لشکر مین تلوار چلنے لگی سب فوج والے آمادہ ہین کہ شاہور کو مارلین رستم نے
جو دور سے دیکھا کہ شاہور بھاگا بھاگا پھر رہا ہی اور افسر چاہتے ہین کہ شاہور کو قتل کرین
پکار کر آواز دی ای ملکہ جہان آرا یہ سنہ نہین مناسب یہ ہی کہ ساحر پر سحر کرو غیر ساحر کو نہ ستاؤ
ملکہ نے فوراً ہاتھ روکا پکار کر کہا ای گلشن غیر ساحرون سے مطلب نہین ساحرون سے
کام ہی اسمین تمھارا نام ہی ایک جگہ پر مجمع خاص و عام ہی ہمکو سحر مین کیا کام ہی یہ جو ملکہ نے
پکار کر کہا ہمراہیان شطرنج جو گھوڑے تھے کہولے ترنج نارنج لیکر آپس مین مصروف جنگ ہوے
ایک نے ایک کو گولہ مارا سینے کو توڑ کر پار گیا جب کئی ہزار ساحر مر کر گرے چلے تو ملکہ نے پکار کر
آواز دی ارے آپس مین نہ لڑو شطرنج سے چال کرو جب تو اسکا لوٹ چکا زوجہ کو اسکی رستم
نے مارا تم لوگون کو اسکی فکر نہین افسر کی خدمت کرو تمام لشکر والے شطرنج پر ملبوہ کرکے چلے
شطرنج نے جھولی سے گولہ نکالا جب گولہ مارا سو سو کے سینہ کو برما کے نکلگیا افسرون نے جو
دیکھا کہ شطرنج ہمارا دشمن ہوا دس بارہ افسرون نے گھوڑے چمکائے اور شطرنج کو گھیرا
کوئی گولہ مارتا ہی کوئی تلوار چمکاتا ہی شطرنج ہر چند چاہتا ہی کہ ان سے جان بچاؤن مگر وہ لوگ
پیچھا نہین چھوڑتے للکارتے ہوے چلے آتے ہین او نامرد جیسے تو مقابلہ کرتو نے بیگناہون
کو مارا اُن بیگناہون کا خون تیری گردن پر ہی ہم اپنے بھائیون کا بدلہ لین گے غرضکہ شطرنج
بھاگا چاہا کہ پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن دمبدم پکارتا ہی یا خیال سنگ دری ان معیبتون
سے مجھکو بچایئے اور مجھکو اُٹھا لے جایئے ورنہ جہان آرا آفت برپا کر رہی ہی ہلے کیا
انقلاب ہوا کہ دوست دشمن ہوگئے راہبر راہزن ہوے یہ کہکر اپنے کو ایک نخل کے نیچے
گرا دیا رستم کی نگاہ پڑی شطرنج نے قلقلاک مار کر پر پرواز پیدا کیے چاہا کہ اُڑ کر نکلجاؤن
جیسے ہی اپنے مقام سے اُٹھا رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بھال کا تیر بحر
کمان مین پیوست کیا سیدھا کینہ شطرنج کا تاکا ہر چند جہان آرا نے کہا ای ٹھہر یئے آپ
تکلیف نہ فرمایئے مین اسکو جانے نہ دونگی ملنے ہی نہ روک لونگی رستم نے جواب
نہ دیا تیر شطرنج پر مارا شطرنج کے سینہ پر تیر پڑا تیر نے خطا نہ کی ہر چند شطرنج نے چاہا کہ سہم کر
گوشہ گیر ہون مگر قضا و قدر نے تیر سینہ پر پہونچایا شطرنج نے تیر کاٹا چاہا کہ نکل جاؤن ابل نے

کو شعبدہ دکھاؤن جہان آرا نے ہاتھ ہلا دیا ایک سل پتھر کی کئی سو من کی سر پر سطرنج کے گری
کہ سر پاش پاش ہوا لاشہ اُسکا زمین پر گرا افسران فوج شطرنج نے غل مچایا کہ شہزادہ مارا گیا
ای رستم ہم اطاعت کرتے ہین یہ کہکے سب ساحر آگئے لشکر طلسم کشا مین آملے شاہور نے
جو قتل شطرنج دیکھا گینڈے کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکار کر آواز دی کہ ای رستم تمھاری
جنگ کا مشتاق ہون ساحر کا حال تو مین نے دیکھا بڑے صاحب اقبال ہو کہ ایسی
ساحرہ دستیاب ہوئی کہ جسنے شطرنج ایسے جادوگر کو مٹایا اگر ساحرہ کو لڑانا منظور ہو تو مین
پلٹ جاؤن اگر جرأت مقابلہ منظور ہے تو میرے مقابلہ مین آئیے کہ مین تمھارے سر کا
خواہان ہون دو بھائی میرے تمھارے ہاتھ سے کشتہ ہوے اُنکے خون کا بدلہ لونگا رستم
نے گھوڑا بڑھایا سامنے شاہور کے آئے تگاور زن ہوے چھ قدم گینڈا شاہور
کا ہٹا رستم کا مرکب یمین قدم شاہور نے کہا کہ ای رستم حربہ کرو کہ تمھارے دل مین حوصلہ
نہ رہے رستم نے کہا اپنا یہ دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی
حربہ کرینگے شاہور نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی
ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ شاہور جان دیکے لڑ رہا ہی ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ
نیزہ رستم کا لگا لون یہ شیر بیشہ صاحبقرانی اس کل سے جنگ کر رہے ہین کہ شاہور
حیران ہی کہ دیکھیے اس جوان کے پنجے سے کیونکر نجات ملتی ہی جان بچتی ہے یا نہین رستم
دلاور نے ایک مقام پر نعرہ کیا اور نعرہ کرتے ہی گھوڑے کو بڑھایا تھپیڑا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے شاہور کے نکل گیا شاہور کا رنگ مارے غصہ کے سرخ ہو گیا فوراً قبضۂ شمشیر پر
ہاتھ ڈالا تیغۂ برق مثال کو نیام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے رستم دلاور پر ہاتھ مارا رستم نے
صاف باسیب سپر تلوار کو روکیا اور پھر خود بھی خبردار خبردار کہکے آگے بڑھے ہاتھ تلوار کا
چلا شاہور جان دیکر لیٹ پڑا رستم نے اس زور سے ہکہ مارا کہ گینڈا شاہور کا بیٹھ کے
بھل زمین پر بیٹھ گیا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی
دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ شاہور جانبازی کر رہا ہی رستم اُسکے داؤ روک رہے ہین ایک
مقام پر موقع پاکر ریل کر بے دوڑے بارہ چودہ قدم پر لیجا کر پٹکہ مارا کہ شاہور بلند کا ب

کے دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون حریف زبردست سنگ
لب قائم ہوئے دیتا ہی دونون ہاتھ سستون سے گیے کمر زنجیر مین شاہور کی ہاتھ ڈالا اور زور
کیا پہلے ہی زور مین گھٹنون تک بلند کیا دوسرے زور مین سینہ تک لائے تیسرے زور
مین سر سے بلند کیا شاہور بلند رکاب نے چاہا کیونکر پاؤن اڑا کر دھر اُڑاؤن رستم شیر دل
نے داہنا قدم آگے بڑھایا اور بایان قدم پیچھے رکھ کر چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتشبازی کے
چرخ کھانے لگا رستم نے چرخ دیکر زمین پر مارا شاہور نے چاہا کہ مونڈھے کے بھل سنبھلون
لیکن رستم نے ایک ٹھوکر اس زور سے ماری کہ شاہور چارون شانے چت ہوا رستم کود
کے اُسکی چھاتی پر سوار ہوے اور فرمایا شناخت مین پروردگار عالم کی تو کیا کہتا ہی شاہور
نے عرض کی کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا رستم نے فوراً کلمہ طیبت
تلقین فرمایا شاہور کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور پھر اپنی فوج والون کو پکار کر
آواز دی کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا منظور ہو وہ رستم کی آگے اطاعت کرے ورنہ میرے لشکر
سے باہر نکل جائے سب نے بہ آواز بلند پکار کے یہ عرض کی کہ جسکی اطاعت حضور نے
قبول کی ہم بھی اُسکے غلام ہین رستم شاہور کے کل لشکر کو ساتھ لیکر طرف قلعے
کے روانہ ہوے سبکو لے کر قلعے مین داخل ہوے تینون تاجدار رستم کے ساتھ ہین
سہمناک زنگی و شاہور بلند رکاب و دیگر سرداران و ملکہ جہان آرا و شقائق شاہ
یہ سب بخوشی و خرمی بنام مبارکباد فتح و فیروزی دیتے ہوے اندر بارگاہ سلطانی کے
داخل ہوے رستم نے شقائق شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا جا رہا کہ ساحر و غیرساحر
کا لشکر گرد بارگاہ سلطانی جمع ہی بارگاہ مین محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی سب لوگون
نے خواجہ عمرو کو گھیرا سب سے زیادہ ملکہ جہان آرا مصر ہین کہ یہ گانے ہی پر خواجہ عمرو
کے عاشق ہین رستم نے بھی خواجہ عمرو سے کہا کہ اے عم نامدار چند اشعار
عاشقانہ آپ اسوقت گائیے تاکہ رنگ صحبت دوبالا ہو ملکہ جہان آرا کو آپ ہی کا گانا
پسند ہی ملکہ کی خاطر کرنا آپ کو مناسب ہی خواجہ عمرو نے سب کے کہنے سے
یہ اشعار آبدار بالحان داؤدی گانا شروع کیے

نظم

وہ نازنین نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا
شہید ناز ادا کا ترے بہانہ ہوا
غضب اُس کی افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا
دزلف یار کا خاک بھی کر سکا مانی
توانگرون کو مبارک ہو شمع کافوری
گناہگار ہین محراب تیغ کے ساجد
غزور عشق زیادہ غرور حسن سے ہی
دکھادے زاہد مغرور کو بھی آنکھ صنم
بھرا ہی شیشۂ دل گو محبت سے
ہوائے تند جنون سے غبار کا ہم
خدا کے واسطے کر یار جبین ابرو دور
ہوا جنون تو ہوا اسکو پاس رسوائی
نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون
نگاہ نازبتان سے جو چشم زخم بھی تو
اڑگیا تپش دل نے آخر اسکو بھی
ہوائے تند سے بچتا اگر کوئی کعبہ کا
ہمیشہ شام سے ہمسائے مر رہے آتش

جو بہنی بھوونکی بدھی تو دو روشانہ ہوا
اُڑا یا منہدی نے دل جو اسکا بہانہ ہوا
ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا
ہر ایک بال مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا
قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا
جھکا یا سر تو ادا فرض پنجگانہ ہوا
ادھر تو آنکھ پھری دم ادھر روانہ ہوا
جمال جو اسکا حد سے سوا فسانہ ہوا
خدا کا گھر تھا جہان وان قمارخانہ ہوا
یہ گرد راہ کہان خاک آستانہ ہوا
بڑا ہی عیب لگا جس کمان مین خانہ ہوا
جو آئی رات تو پھر نیند کا بہانہ ہوا
لگا کے آگ بجھے کاروان روانہ ہوا
کسی کا یار نہین فتنۂ زمانہ ہوا
رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا
سمند باد بہاری کا تازیانہ ہوا
ہمارا نالۂ دل گوشش کو فسانہ ہوا

خواجہ عمرو بیٹھے گا رہے ہین بیل بڑ رہی ہی عمرو جھک جھک کے گا رہے ہین تلنگے اُچھلے جاتے ہین غزل عاشقانہ خواجہ عمرو کا بنانا رستم کا بھی دماغ تر ہی جب خیال ملکہ نگین شیرین کلام کا آتا ہی تو ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین کئی مرتبہ جہان زار نے پوچھا کہ شہریار کچھ کدر معلوم ہوتے ہین رستم نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم کیا تمسے بیان کرون ملکہ نگین شیرین کلام کی نے عجب صدمہ دیا ہی جب یاد آتی ہین دل گھبراتا ہی کیونکر اُن سے ملین ایسے اُنکے نام پر مبہوت تھے کہ فیروز بخت نے تحفہ جات بھی لے لیے اور لوح طلسمی بھی لے لی اُسنے گرفتار کرلیا

مگر خدا خواجہ صاحب کو سلامت رکھے کہ عین وقت پر شکل کاؤس زرین قبا پہونچے
بفضل خدا رہا ہوے اب دیکھیں کیونکر ملاقات ہو یقین تو یہ ہی کہ اُنکو بھی ہماری یاد ہوا ب
کیونکر وہاں پہونچین خوف یہ ہی کہ عشق اُنکا مشہور ہو گیا جب تو نیرنج جادو نے اُنکی شکل
بنکر لوح کی خوف یہ ہی کہ ایسا نہو وہ حکیم مکار اُن کے ساتھ یہ بدی پیش آئے ہمکو کیونکر خبر
ملے جہان آرا نے عرض کی حضور مکدر رہنون مین اُنکا پتہ لگاؤنگی حضور نہ گھبرائین یہ کہکے ملکہ
اُٹھین رستم نے پوچھا ملکہ کہان چلین جہان آرا نے عرض کی مین ذرا در دولت پر جاتی ہون
انشاء اللہ اُن کی بھی خبر لگاتی ہون کسی دیر کو روانہ کرون کہ وہ تدبیر کرکے جاوے اور حال
ملکۂ عالم سناوے رستم نے خوش ہوکر کہا ای ملکہ جہان آرا بڑا تمھارا احسان ہوگا اگر
اُنکا پتہ لگاؤ یا ہمکو اُن تک پہونچاؤ ہمکو بڑا خیال ہی کہ خدا نہ خواستہ کہین قید نہ کر لیا ہو
یہ حکیم ہفت پیکر سے بدرجہا زیادہ ہی اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے سب چیزین اُسکو معلوم
ہو جاتی ہین جہان آرا نے کہا سب حال ظاہر ہوگا جہان آرا ٹہلتی ہوئی در بارگاہ پر
آئی چند کنیزین گرد کھڑی ہین کہ آسمان سے جھک کر ایک پنجہ گرا ملکہ کی کمر مین پڑا اُٹھا کر
لے گیا کنیزون مین ہلڑ ہوا کہ کوئی ملکہ کو لے گیا رستم نے کہا یہ کیا ہنگامہ ہی کون ورہا کی
کہ کنیزان جہان آرا سامنے آئین عرض کی ای شہریار ابھی ملکہ حضور سے باتین کرکے
باہر گئی تھین ایک پنجہ آسمان سے گرا اُن کو اُٹھا کر لے گیا ہمنے دیکھا کہ اُنھون نے
بلند ہوکر کئی ہاتھ مارے مگر رہا نہ ہوئین پنجہ لیکر بلند ہو گیا رستم نے کہا وہ حکیم درپے
آزار ہی خدا اُسکے شر سے بچائے دیکھین انجام کیا ہو مگر خواجہ عمرو یہ سنتے ہی بدحواس
ہو گئے فرمایا کہ جہان آرا کی ذات سے اُسکو صدمے پہونچے ہین دیکھیے کیا کرے ای فرزند
مین کیا کرون افلاس میرا حد سے بڑھا ہوا ہی کہ اس مہینے مین مہاجنون کو سود بھی نہین
پہونچا وہ لوگ فساد برپا کرینگے مجھکو کاہے کو جانے دینگے راہ مین روکین گے کہین گے
سود تو دو رستم نے کہا عجب مشکل کی بات ہی کہ اپنی معشوق کی تلاش کو جائیے اور
روپیہ ہم سے طلب کیجیے خواجہ عمرو نے کہا ای نور نظر تم یہان نافہمیدہ ہو گذرتی ہے وہ
کس سے کہین آقاے نامدار دور بین یقین ہے وہ اس مقدمے مین ضرور دیتے

مگر اُن سے تو ہم رخصت ہو آئے ہیں تمھاری تلاش میں نکلے شکر کرتے ہیں کہ تم سے
ملاقات ہوئی ہم نہ پہونچتے تو فیرنج جادو نہیں معلوم کیا آفت برپا کرتی بس اب دیر
نہ کیجیے وہ بچہ منظور ہو وہ دوا دیجیے کہ ہم جا کر تلاش کریں ایسا نہو کہ اُنکے واسطے باعث
خرابی ہو اگر اُنکا موے جسم بھی کم ہوگیا تو مجھکو قلق ہوگا رستم نے پانچ توڑے سنگوا کر خواجہ
کو دیے خواجہ نے وہ توڑے نذر زنبیل کیے اور بالباس عیاری جسم پر آراستہ کر کے
تلاش میں ملکہ جہان آرا کی چلے مگر رستم سے تاکید کر کے کہا کہ آپ اسی مقام پر رہیے گا رستم
نے اقرار کیا کہ ہم آپ کا ایک ہفتہ انتظار کرینگے خواجہ عمرو جست و خیز کرتے ہوے چلے
جنگلوں میں پھر رہے ہیں جس مقام پر ساحر ملے خواجہ بصورت مبدل ٹھہرے اُن سے
حال پوچھا کسی کو لوٹ لیا کئی جلسے خواجہ نے درہم و برہم کیے چار روز اسی تلاش میں
خواجہ عمرو کو گذرے پانچویں دن تھک کر ایک نخل کے سایے میں بیٹھے مگر سوچ رہے ہیں
کہ کیا تدبیر کروں ایک جادوگر کو دیکھا کہ دوڑا ہوا آتا ہے پسینے پسینے گھبرایا ہوا خواجہ تو بیٹھے تھے
وہ ساحر اُسی نخل کے نیچے آکے ٹھہرا مگر چوکنا ہو رہا ہے چار جانب دیکھ رہا ہے خواجہ نے
بصورت مبدل اُس سے ملاقات کی اور پوچھا کہ بھائی کہاں جاؤگے کہاں سے آتے ہو اور نام تمھارا
کیا ہے ساحر نے کہا خوش گام جادو میرا نام ہے ملکہ افتخار جادو پہلوے صحرا میں ایک باغ
ہے کہ جہیں تشریف رکھتی ہیں میں گائن کو بلانے جاتا ہوں بہت جلدی ہے خواجہ عمرو نے
کہا اچھا جاؤ مگر اور نئی بات دیکھو سامنے پہاڑ پھٹ گیا پتھر سے ہاتھی پیدا ہوا شاید ہاتھی
اُسمیں چھپا ہوا تھا جیسے ہی خوش گام پلٹا خواجہ عمرو نے گلے میں حلقے کمند کے ڈالدیے
اور جلدی سے حباب مار کے بیہوش کیا اُسکو تو ایک کنارے ڈالدیا آپ اُسکی صورت
بنکر گائن کا مکان پوچھتے ہوے چلے قصبے میں آکر گائن کے مکان پر پہونچے آواز دی اندر
سے آواز آئی کون ہے یہ بولے میں ہوں خوش گام فرستادہ ملکہ افتخار جادو اندر سے
آواز آئی اے خوش گام آؤ تم سے کیا پردہ ہے خواجہ عمرو اندر پہونچے دیکھا کہ ساز بجانے والی
بیٹھے ہیں گائن نہایت حسین ٹہل رہی ہے خواجہ نے کہا بیوی میں تمھارا نام بھول گیا کہا ایں
خوش گام تم ہمارا نام بھولو تو تعجب کا مقام ہے ساتھ کھیل کر بڑے ہوے ایک مقام پر رہتے

بندی جان میرا نام ہی کہا بی بندی جان صاحب آج طبیعت بد مزاج تھیں ذرا کنارے
چلو تو مین سمجھا دون یہ کہکے گائن کو کنارے لائے باتین کرتے کرتے اُسکو بیہوش کیا اُسکو
اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا اُسی کی شکل بنکر نکلا صندوق گہنے کا منگوایا وہ گہنا پہنا لباس عمدہ
پہن کر حکم دیا گاڑی تیار کرو گاڑی تیار ہوکر آئی اُسپر سوار ہوکے خواجہ چلے سازندے ہمراہ تھے
مین اُنھون نے پوچھا بی کیون بی بی خوش گام جو آیا تھا وہ کہان گیا خواجہ نے جھلا کر جواب
دیا وہ نگوڑا آوارہ مزاج پیغام دیکر بھاگ گیا اُسکی کیا احتیاج ہی ملکہ سے عدم حضور کا عذر
کر لین گے یقین ہی معاف کرین یا جو مناسب وقت ہو وہ کرین حقیقت مین وہ تمیز سے جاتا
خلاف کندا ہوگا یہ باتین کرتے ہوے خواجہ عمرو در باغ پر پہونچے چند کنیزین در باغ پر کھڑی
تھین اُنھون نے کہا اللہ ری بے وفائی دن سے کہان تھی تجھکو اپنے آشناؤن سے
مہلت کہان ملتی ہوگی مردانے جلسون مین جاتی ہوگی مردون سے آنکھین لڑاتی ہوگی اُسنے
ہنسکر کہا بوا ٹھیو مین کہین نہین جاتی مردانی صحبت سے مجھکو نفرت ہی بیبیان بلاتی ہین تو رنا
مین جاتی ہون بیبیون مین بیٹھکر گاتی ہون کنیزون سے باتین کرتے ہوے اندر باغ کے آئے
دیکھا باغ پر بہار ہی قفس طائرون کے درختون پر لٹکے ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین تختہا
گل پھولون سے لدے ہوے ہین کہین زیر غنچہ پھولونکا انبار ہی بلبلون کے دلون پر ہجوم
خار ہی سب چمن درختہاے گل سے بھرے ہوے خواجہ سیر کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے
دیکھا وسط باغ مین ایک چبوترہ اُسپر فرش مشجر بچھا ہوا ہی ایک جادوگرنی کالی رنگت کی بیٹھی
ہی گائن کو دیکھکر بولی کیون بی بی اب بغیر بلائے تم نہین آتین خواجہ نے کہا دیکھیے اب بھی
بنا بنایا ٹھیکا ہی سر مین خلل رہتا ہی افتخار جادو نے کہا بیٹھو خواجہ عمرو نے سامنے بیٹھکر سازندون
کو اشارہ کیا سازندون نے ساز ملائے اور یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

صاف آئینہ سے رخسار ہی اُس دلبر کا
یہ خدا کا ہے بنایا ہوا وہ اسکندر کا

چشم مستانہ کی گردش مین تصور ہی اجل
غفلت انجام ہی جب دور چلے ساغر کا

دل پہ چوٹ اُس رُخ رنگین کے نظارے سے لگی
پھول سے صدمہ پہونچتا ہے مجھے پتھر کا

جوش وحشت ہی بے قطع تعلق مقراض
سنگ دیوانہ کو حاجت نہ دیکھا در کا

قلب ماہیت ارباب صفا کرتی ہے قدر | عدم آب سے ارزان ہوا ہے گوہر کا
عاشقوں سے طلب بوسہ کہاں جاتی ہے | منہ سے ہو نہ سکے وہ کبھی شکر کا
چرخ کے پار گذر جاتی ہے آہ عاشق | سقف کو توڑتا ہے دود مرے مجمر کا
نالۂ عاشق دل سوختہ ہے آفت جان | بھڑکے تو پ آگ جہاں ڈھیر ہو خاکستر کا
دشمن ابرو سے زیادہ ہے وہ برگشتہ مژہ | زخم شمشیر سے ہے زخم غضب خنجر کا
عہد طفلی ہی سے ہو مشق تو واضع لازم | حلقۂ آسانی سے بن سکتا ہے چوب تر کا
خال رخ سے ترے ثابت ہوا پیدا ہونا | موج سرچشمۂ خورشید سے بھی عنبر کا
آخر کار کیا ہے اسے مستی نے خراب | ہو سکا ضبط نہ آدم سے بھی کوثر کا
جلنے دے آتش اگر اہل جہاں تجھ سے پھرے | مرد سمجھا نہ کریں بھاگے ہوئے لشکر کا

افتخار جادو نے بڑی تعریفیں کیں کہا اب تو تیرا کمال دمبدم بڑھتا جاتا ہے کہا واری روز
کثرت کرتی ہوں استاد آکے بتاتے ہیں جب تو رئیس پوچھتے ہیں جابجا سے پیغام آیا کرتے
ہیں آج کئی دن ہوئے کہ بڑے شاہزادے صاحب نے بلوایا رات بھر گاتا رہا آخر
صبح کو پانچ روپیہ دیے میں نہ لیتی تھی مگر بگڑنے لگے خواجہ یہ باتیں کر رہے ہیں کہ آسمان
پہ برق چمکی ایک تخت پر ایک ساحرہ نمودار ہوئی اور تخت اڑاتی ہوئی سامنے آئی افتخار
جادو نے پکار کر آواز دی بوا آؤ اری ہیکلان ہم تو تمہارے مشتاق تھے وہ ساحرہ تخت سے
اتری افتخار کو سلام کیا افتخار نے کہا کہو بوا بی جہان آرا پر کیا گذری تمنے بڑا کمال کیا کہ
دربار طلسم کشا سے اسکو لائیں ایسی ساحرہ زبردست کا لانا تمہارا ہی کام تھا طلسم کشا
دربار میں موجود اگر تیغہ کھینچکر نکل آتے تو کیا ہوتا وہ ساحرہ بولی جب جہان آرا بیرون
بارگاہ آئی میں اس زور سے تو پہنچے گری اور اسکو اٹھایا کہ فوج ہوا سے بیہوش ہو گئی
اگر ہوشیار ہوتی پنجہ سحر سے میرے نکلجاتی پر ساحر اسپر غالب نہ آتا لیں اب میں رخصت ہوتی ہوں
میں نے جو اس سے سوال پرستش خداوند کیا تو اسنے جواب دیا کہ میں حلیم کو سجدہ نہ کرونگی
طریقہ دین اسلام میں بڑی مضبوط ہے کہتی ہے مجکو قتل کرو میں تمہارا مذہب اختیار کرونگی نہیں
ایک جلسہ قرار دیا ہے کہ جہان آرا کے سو یزوں کو جمع کروں یہی میں تم سے کہنے کو آئی تھی کہ اس

جلسہ مین تم بھی شرکت کرو قدرت سے مین نے جاکر کہا کہ جہان آرا ہمارا مذہب نہین قبول کرتی
قدرت نے حکم دیا کہ دی ہیکلان جسطرح بنے اُسکو رضامند کرو کہ جب ہمارے پاس آئے تو آتے ہی
نذر کرے اور سجدہ کرے اتنی بڑی ساحرہ عقیلہ و فہمیدہ سحر مین طاق شہرہ آفاق انتظام والی
طلسم کی وہ منتظم ہی اگر وہ قتل ہوگئی تو سرحد مین انتشار ہوگا جتنے خراج گزار ہین سب کا کوئی سرپرست
نہ رہیگا اسوجہ سے تاکید اکید ہی کہ ہمارا مطیع کرکے لاؤ لیں اب مین رخصت ہوتی ہون مجھے بہت جلد
جانا ہی اول تو اُسکی مان کو خبر کرون ملکہ صہبا سے شیرین کلام کیسی خداوند کی معتقد ہی مان جہان آرا کی
کی وہ بیٹی کو سمجھائیگی بہن اُسکی میکونہ وہ بھی آئیگی اور اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی مان نے پکا اقرار کیا
ہی کہ مین بیٹی کو سمجھاؤنگی یہ مجھ سے نہوگا کہ وہ ہمراہ مسلمانان کے ہے اور مین جیتے جی صورت اُسکی نہ
دیکھون یہ کہکے ہیکلان اُٹھی افتخار سے تاکید کی کہ ہوا جلسہ مین ضرور آنا خواجہ یہ ذکر سُنکر تڑپنے لگے
یہی خیال ہی کہ ساتھ اس ساحرہ کے جاؤن اپنے کو قریب جہان آرا پہنچاؤن یہ کہکے خواجہ تو
بیقرار ہوکر رہ گئے مگر ہیکلان تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوئی خواجہ نے بیقرار ہوکر افتخار سے کہا کہ
ملکہ اس جلسہ مین ضرور چلیے دیکھین جہان آرا کا کیا حال ہے یہ بھی خبر مین نے سنی ہی جو عورت
یا مرد شریک مسلمانان ہوا مسلمان وہ مرکر دیتے ہین کہ وہ شخص پھر طرف باطل پرستی کے متوجہ
نہین ہوتا تو پھر اس جلسہ کو دیکھینگے کہ جہان آرا کی مان بہن بھی ہونگی مان بہن کے سمجھانے پر کیا
کہتی ہین افتخار نے کہا ارے کیون گھبراتی ہو ضرور اس صحبت مین چلینگے مگر بڑا افسوس یہ ہی کہ وہ
خواجہ عمرو کے گانے پر عاشق ہی دیکھیے کیا فعل اُسنے جب ہیکلان لیکر گئی ہین تو میرے باغ
مین لائی تھین مین نے اُسکی صورت دیکھی کہ وہ مبہوت ہو رہی ہی عشق مین عمرو کے اپنے ہوش سے
باہر ہی رات بھر خواجہ ناچ گانے مین رہے جب ستارہ سحری چمکا رقاص نیر اعظم رقص کرتا ہوا
بالاے چرخ زبرجدی آیا محفل ضیا و شعاع کا ہنگامہ ہوا افتخار نے پکار کر آواز دی کنیزون سے
کہا ارے تیاری کرو ہم ہیکلان کے جلسہ مین جائینگے خواجہ ساتھ ساتھ افتخار کے پھر رہے ہین کہ بی
کہتے ہین کہ حضور مین ضرور چلونگی آپ کو معلوم ہی کہ بچپن سے اس کام کو کرتی ہون کیسے کیسے جلسون
مین شریک ہوئی کہ شاہزادے وزیرزادے اُن جلسون مین تھے کیسے کیسے جوان خوش رو خوش خو
نے کیسی کیسی نگاہین ڈالین مگر کسی پر مائل نہین ہوئی یہی دیکھنا منظور ہے کہ عاشق کا کیا

عامل ہوتا ہی کیا مسلمان سکھا دیتے ہین یا سمجھا دیتے ہین اور حضور یہ جو ہیکلان نے کہا کہ سحر سے نفرت
مبتلا ہی یہ سراسر غلط ہی کہ مسلمان سحر کو اچھا نہین جانتے بلکہ چاہتے ہین کہ ساحر ہمارے ساتھ بھی رہے
وہ لوگ خداے نادیدہ کے معتقد ہین ہر وقت اُسی پر نگاہ رکھتے ہین افتخار نے کنیزون کو تیار کیا
تخت آراستہ ہوا سب کے پہلے خواجہ تخت پر سوار ہوے افتخار نے تخت اُڑایا باغ ہیکلان مین
آئی تمام ساحر جمع ہین ہیکلان مسند پر بیٹھی ہی ساحر آتے جاتے ہین جادو ہو رہا ہی کہ اتنے مین
ملکہ صہبا بھی آکر بیٹھی بیٹی کو جو گرفتار دیکھا بے اختیار رونے لگی فرمایا اے نور نظر یہ کیا تقدیر
نے مجکو دکھایا تمنے کیا خطا کی کہ تمکو ہیکلان نے گرفتار کیا مین خداوند کی پہلو نشین ہون کیا
عنایت کرتے ہین تمھارے واسطے یہ مرتبہ ہوا کہ خداوند کے سامنے حقارت ہوگئی بہتر یہ ہی کہ
قدرت کو سجدہ کرو لقفور میرے پاس موجود ہی سامنے قدرت کے لیچلون عذر کرنا کہ خطا میری
معاف فرمائیے یقین ہی کہ قدرت معاف کرین اور تم اُسی مرتبہ پر ہوجاؤ یہ باتین سنکر جہان آرا
رونے لگی کہا اے مادر مہربان مجکو تمسے چھوٹنے کا بڑا قلق ہی مگر فلک نے یہ سامان دکھایا کہ
جس سے یقین کامل ہی کہ خداے نادیدہ برحق ہی یہ حکیم باطل گو وہ چاہتا ہی کہدیتا ہی جسکا ظہور
نہین ہوتا اُسکا قول تھا کہ رستم کو اس سرحد مین سو واسطے بلایا ہی کہ رستم قید ہوجائین تحفہ جات
لیے جائین ہفت پیکر کو مستحکم قرار دین اُسکی سرحدین جو ویران ہوگئی ہین اُنکو آباد کرین
اُسکے خلاف ہوا رستم صاحب فوج و لشکر ہوے لشکر اُنکا بجمعیت کثیر قلعہ پر فروکش ہی ارادہ حملے کا
یہ ہی کہ اپنے لشکر کو جائین ایسے خداوند باطل گو کی پرستش کرنا سراسر خلاف عقل ہی ہمنے تو خداے
برحق کو قبول کیا اب اُس سے نہ پھرینگے آپکو اپنے فعل کا اختیار ہی اسطرح جہان آرا نے ماں کو سمجھایا
کہ زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ بیٹا مین تمھارے ساتھ ہون تمھارا
اعتقاد بدل قبول کیا مین وقت پر آؤنگی جہان آرا نے اشارہ سے کہا ایک امر کا یقین کامل ہی
کہ خواجہ اس جلسہ مین ضرور آئینگے اور ہمکو قید شدید سے چھڑائینگے وہ بزرگ دین خوش آئین ہین جو
ہو نکلینگے مجکو کچھ قتل کا خوف نہین صہبا خاموش ہو رہی اور اعتقاد زیادہ ہوا یقین ہوا کہ میری بیٹی
رہائی پائیگی گرفتار نہین رہ سکتی جب خواجہ عمرو ایسا عیار انکی رہائی کی جستجو مین ہوگا تو کون قید
کر سکتا ہی افتخار نے کہا اے ہیکلان ہماری گائن کا گانا تو سنو دیکھو تو کیسا گاتی ہی مالک ہی بس

جہان آرا کی موجودی مین وہ کچھ سمجھ گئین خاموش ہوکے بیٹھین اب محفل عیش و راگ و رنگ جمی
ہیکلان نے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ خواجہ عمرو بیچ مین آکے بیٹھے اس جلسۂ عظیم مین
یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

کھنچ رہے دلمین کچھ آرزو اگر تو ہو کر
نکلے جگر سے جو ہو رہیگا یکسو ہو کر
کیسے فتنے ہوکر اٹھتے نہین گھر سے اپنے
اللہ اللہ شب وصل ادھر آکے مین
اس سر انگشت حنائی کا تصور ای آنکھ
تہ ذرہ وتم گل عارض ہوے بوسون سے جو سرخ
پھر بھی یہ جی مین عجب حسن بتان کی بالین
ہم ضعیفون کے شب وصل مین کچھ کام تھا
دل مین آتا تھا کوئی دیکھے تو بنا دل کا
ناوک یار کلیجے مین ہی یا دل مین مرے
جو کڑی ہجر کے ہو گم ناقۂ لیلے نہ کہین
چشمکین دل کی جو خواہان تھین وہ لینگی اجل
وہ بلا دوست ہون آتی ہی بلا جو سر پر
آبلہ دل کا بھی اک روز الٰہی پھوٹے
دامن یار ہی کو دے یہ خدایا توفیق
کیون فلک سیفۂ عاشق مین نہ ہوتے جو ارمان
یار تک آہ رسا اپنی جو پہونچی بھی تو کیا
یار کی باتین تھین یا روٹھ گیا کوئی جلال

جبین پیشانی اشارہ کرے ابرو ہو کر
بول اٹھا یار اگر دل کی طرف تو ہو کر
کیا ستم ہی کہین چلے نہین جادو ہو کر
یا نون پھیلاتی ہے کیا یار کا گیسو ہو کر
دیکھ ٹپکے نہ کوئی خون کا آنسو ہو کر
جسنے دیکھا ہے اسی رنگ کو تو بو ہو کر
مانگ بنکر کہین نکلا کہین ابرو ہو کر
تو ہی ای دست ہوس قوت بازو ہو کر
گو بغل بن کے جگہ دی کبھی پہلو ہو کر
ڈھونڈھ لیتا نہین پیکان کو وہ دلجو ہو کر
وحشت قیس کی تاثیر سے آہو ہو کر
موہنی آنکھ دکھانے لگی جادو ہو کر
جلوہ گر ہوتی ہو معشوق بے پردہ ہو کر
ہجر مین آرزو خون شدہ کی بو ہو کر
پرورش دل کی کرے سایۂ گیسو ہو کر
نکلے کچھ درد جگر بنکے کچھ آنسو ہو کر
لین بلائین بھی چہرے کی نہ گیسو ہو کر
کچھ تو خفگی ہے کہ ہم آب ہوے تو ہو کر

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ تمام اہل محفل تعریفین کرنے لگے افتخار نے کہا
ہیکلان تمنے گانا میری گائن کا سنا تم لوگ خوش ہوے خواجہ نے کہا ای ملکۂ عالم یہ صحبت

بے نمک ہی شراب منگائیے تو مین ساقی گری کرون کوئی باقی نہ رہے ہیکلان نے کنجی میخانہ کی
خواجہ کو دی خواجہ میخانہ مین آئے سب شراب کو خراب کیا یعنے بیہوشی ملائی چونکہ جلسہ بڑا جمع ہی
تھی سو گلابیان آراستہ کر کے محفل مین لائے لاکر کھین ہیکلان بیٹھی تھی کہ ایک طائر نے
درخت سے سر نکالا چہکارے مارتا ہوا شاخ پر آن کر بیٹھا پکار کر آواز دی اے ہیکلان خبردار
شراب نہ پینا عمرو عیار آگیا جیسے ہی اُس طائر نے آواز دی رنگ و روغن عیاری اڑ گیا ہیکلان
نے پکار کے آواز دی او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ ہماری محفل مین آگیا یہ کہکے ہاتھ سے
اشارہ کیا پاؤن خواجہ کے زمین نے تھام لیے ہیکلان نے کنیزون کو آواز دی اسکو گرفتار کر لو
کنیزون نے آکر خواجہ کو گرفتار کیا جہان آرا نے جو دیکھا کہ خواجہ گرفتار ہوے بے اختیار
رونے لگی اور حیران تھی کہ فلک نے یہ کیا سامان دکھایا خواجہ قید ہو گئے اب ہمکو کون رہا
کریگا معلوم ہوتا ہی کہ قضا میری قریب آئی اب میرا جینا دشوار ہی لیکن ملکہ صہبائے شیرین کلام
نے جو یہ معرکہ دیکھا ہوش اڑ گئے گھبرانے لگی جی مین کہتی ہی کہ فلک نے یہ کیا ستم دکھایا جو معین و
مددگار اپنے تھے وہ یون گرفتار ہو گئے اب زندگی کی کون صورت ہی ہاے کیا کرون بیٹی کو قتل
ہونے دون میرے دل سے کیونکر گوارا ہوگا ہیکلان نے کہا کیون افتخار یہ ساربان زادہ ملکہ
تمھارے یہان کیونکر پہونچا افتخار نے کہا مین نے گانے کو بلایا تھا نہین معلوم یہ کیونکر
بن گیا وہ وہ جو پہلے کہے ہین ہر بات مین یہی قول تھا کہ جلسہ مین مجکو بھی لیچلیے گمنام زعفران پوش
دوسری نیکنام شیرین ادا اسطرح کی چند شہزادیان بیٹھی ہین ہر ایک کا یہی قول ہی لوا ہیکلان
تمنے بڑا کام کیا خوب انتظام کر رکھا تھا ہیکلان نے جواب دیا کہ لو اب جو غفلت کرے وہ بڑا
نادان ہی قدرت نے سب کے پاس فرمان لکھکر بھیجدیے کہ عمرو عیار سے ہوشیار رہنا اب
صہبائے شیرین کلام نے بیٹی سے آنکھ ملائی کہا کیون نور نظر اب کیا ہوگا جہان آرا نے اشارہ
کیا کہ آپ میری زبان سے سوزن نکالیے مین کیا ان جادوگرنیون سے پایہ کمی کا رکھتی ہون اسوقت
مہربادری صرف فرمائیے آپکے سوا کوئی یہان معین و مددگار نہین ہی آپ اور مین ملکر مقابلہ کرینگی اگر
چار پانچ شہزادیون کی کیا حقیقت ہی ہیکلان نعرہ پکڑ کر اٹھی کہا یہی قدرت کی تاکید تھی کہ جو عمرو
کو گرفتار کرے فوراً قتل کر ڈالے ورنہ کسی ساحر کے ہاتھ سے اسکی قضا نہین ہی مگر شونہ حکم ساقی

شاؤ اور اسکو قتل کرو میں حکم خداوندی بجا لاتی ہوں اس ظالم کو قتل کرون خواجہ عمرو کی بقراری
پروردگار سے دعا مانگ رہے ہیں کہ ای خالق بے نیاز ای رب کارساز رحم اجنا شریک کر یہ لچر
میرے قتل پر آمادہ ہے تجکو سب طرح کا اختیار ہے بندہ خطا کار مجبور و ناچار ہے تیرے نزدیک
بہت آسان ہے کسی معین کو بھیجدے کہ اسوقت دستگیری کرے اے ستار عیوب دافع البلیات
اب وقت مدد ہے۔ نظم

بندہ ات وحش و طیر و انسان اند — خادم زار حور و غلمان اند
حاکمان زمانہ محکومت — اہل فرمان بزیر فرمان اند
سر بلندان پایۂ دولت — سر بسر زیر بار احسان اند
عاشقان جمالت ای دلدار — محو حیرت ہمیشہ ما انند
گاہ بیجان بہ صورت تصویر — مثل آئینہ گاہ حیران اند
گاہ مانند برق مے خندند — گاہ مانند ابر گریان اند
گاہ در وصل خرّم و خرسند — گاہ پابند بند ہجران اند
گاہ چست اند و چابک و چالاک — گاہ کمزور و زار و بیجان اند
در ہمہ حال حاضر و موجود — از ہمہ خلق مرتد اند
عاشق زار و طالب دیدار — مرغ و ماہی و جن و انسان اند

خواجہ بلک کر دعائیں مانگ رہے ہیں ہیکلان نے قریب آکر کہا کیوں او ساربان زادے
تو نے اس حوالی کو بھی سرحد طلسم ہفت پیکر سمجھا تھا کہ بے خوف چلا آیا یہاں کے بھی
ساحروں کو قتل کیا چاہتا تھا سب ساحر یہاں کے ہوشیار ہیں عمرو بھی جان سے بیزار بیٹھا تھا
کہا اے ہیکلان میرے گرفتار ہونے پر ناز نہ کر یہ شہزادیاں بھی قتل ہونگی میرا قاعدہ ہے جہاں قید
ہوا گرفتار کرنے والے کو لیا تمہاری قضا بہت قریب ہے تلوار نہ جمکاؤ کنارے جا کر بیٹھو
صہبا بے شیرین کلام سمجھانے کے حیلے سے قریب جہان آرا کے آئی چپکے سے کہا بی بی
زبان سے سوزن نکالتی ہوں اٹھتے ہی پہلے عمرو کو بچانا جو لوائے شوکت رستم ہے تمہارے
ہم سے سحر و ساحری کا چراغ روشن ہے اسکی ذات سے عیاری کا زور ہے جیتے یہاں نہ ہم گرفتار ہو جائینگے بقیہ

ہو گیا کہ یہ ضرور پہونچینگے اس جلسہ کا کب یقین تھا کہ خواجہ پہونچینگے لیکن کس زور و شور سے آئے مگر ہیکلان نے انتظام کر رکھا تھا گرفتار ہو گئے صہبا نے باتیں کرتے کرتے پکار کر آواز دی اے ہیکلان میں کنیز خواجہ عمرو عیار ہوں دیکھ جہان آرا کی زبان سے سوزن نکالی جہان آرا تڑپ کر اٹھی ہیکلان نے چاہا خواجہ عمرو پر تیغ ماروں اور نیمچہ مارا خواجہ نے خم ہو کر خالی دیا لیکن جہان آرا نے اٹھتے ہی سحر کیا کہ نیمچہ ہاتھ سے ہیکلان کے نکل گیا دوبارہ ماش کے دانے مارے کہ سب ساحر گھبرا گئے صہبا نے قریب آ کر خواجہ کو ر[illegible] کیا سحر ہیکلان کا اُتارا خواجہ نے اُٹھتے حقۂ آتش بازی مارا ادھر سے جہان آرا کے اندھیرا ہو رہا تھا حقۂ آتشبازی جو دغا وہ اندھیرا ہوا کہ ساحر گھبرا گئے کہ ایک کو ایک نہیں سوجھتا مگر ہیکلان نے للکار کر آواز دی او صہبا تو نے بڑی بدمعاشی کی آخر بیٹی کا پاس آیا خداوند کا پاس نہ کیا یہ کہکے ایک دستک دی اور آواز دی کہ اے روشن کن محفل اپنی روشنی دکھا یہ آواز کہا چند زنگی پیدا ہوئے مشعلیں ہاتھ میں لیے ہوئے لیکن صہبا نے اس طرح کا سحر کیا کہ وہ زنگی مشعلیں لیکر بھاگے جب زنگی چلنے لگے اور چاہا کہ مکان سے نکلیں ملکہ جہان آرا نے زلف عنبریں کو جنبش دی خنجر برسنے لگے جس زنگی پر خنجر پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے سب زنگیوں کے سر کٹ کٹ کر گرے جب زنگی مارے گئے تو ہیکلان نیمچہ کھینچے ہوئے طرف جہان آرا کے چلی جہان آرا نے پکار کر آواز دی ہو مقام تاسف ہو کہ مجھسے مقابلہ کرو گی ذرا آنکھ تو مجھسے ملاؤ ہیکلان نے سر اُٹھا کر جو دیکھا جمال جہان آرا سے جہان آرا پر نگاہ پڑی دیکھا حسن عالم بخش زاہد فریب ابروے خمدار بل رہے ہیں صاف ثابت ہوتا ہو کہ نیمچۂ اصفہانی بنیام انتقام سے اُبلے پڑتے ہیں آنکھیں سحر آلود مشابہ چشم غزال لال لال ڈورے نشۂ جنت کے لیے ہوئے قد موزون سرو گلزار خوبی دہن غنچۂ حدیقۂ محبوبی دیکھنے کے ساتھ ہی ہیکلان کے ہوش اُڑ گئے پکار اُٹھی اے ملکہ عالم میرے دل کو سنبھالیے۔ نظم

کٹتی ہے شب جدائی کی		کتنی ہی طاقت آزمائی کی	
دل کدر ہے یار کا ہم سے		کوئی صورت نہیں صفائی کی	
کیوں برا کہتے ہو بھلا ناصح		میں نے حضرت سے کیا برائی کی	

دام عاشق ہی دل وہی نہ ستم — دل کو چھینا تو دلربائی کی
آگئے وہ دست غیر مین بے تہم — آس تو نے شکستہ پائی کی
گر نہ بگڑو تو کیا بگڑتا ہے — مجھ مین طاقت نہین لڑائی کی
گھر تو اس ماہوش کا دور نہ تھا — لیک طالع نے نارسائی کی
مرگئے پر ہی بے خبر صیاد — اب توقع نہین رہائی کی
کوچۂ غیر مین ملا وہ ہمین — ہرزہ گردی نے رہنمائی کی
دل ہوا خون خیال ناخن یار — تو نے ابھی گرہ کشائی کی
مومن آؤ تمھین بھی دکھلاؤن — سیر بتخانے مین خدائی کی

ہیکلان یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے جہان آرا کے آئی دست بستہ عرض کی مین کنیز ہون جو حکم دیجیے وہ مین بجا لاؤن جہان آرا نے کہا جو شہزادیان تمھارے گھر مین ٹھہری ہین انکو کیون بلایا ہی انکو گھر سے نکلوا دیا نہ ان لوگون کی ذات سے کوئی فساد برپا ہو ورنہ پچھتاؤ گی ہیکلان نے پکار کر آواز دی جا جو تم لوگ میرے گھر سے جاؤ ملکۂ عالم کے خلاف ہی ایسا نہو کہ مین تمکو زبردستی نکالدون سب شاہزادیان بہت رنجیدہ ہوئین ایک نے ایک سے کہا جو عجب طرح کی بات ہی پہلے تو اسنے ہم سب کو بلایا اب نکالتی ہی اسکے گھر مین ٹھہرنا مناسب نہین بعض نے کہا ہیکلان سحر مین جہان آرا کے ہی اسکی بات کا کیا اعتبار لیکن جہان آرا اور صہبائے شیرین کلام نے ملکر جو سحر کیا ان شاہزادیون پہ خنجر برسنے لگے جب لٹی کے سر کٹ کر گرے اور ہیکلان بھی طرف سے جہان آرا کے لڑ رہی ہی کسی کا سر کاٹ لیا کسی کے گولہ مارا آخر تھوڑے ہی عرصہ مین جو زندہ بچین وہ بھاگین ہیکلان اکیلی رہگئی صہبا نے بڑھ کر ہاتھ ہلایا اور کہا بوا تم تو جہان آرا سے دعوے عشق رکھتی ہو وہ حکم دیتی ہین کہ اپنا گلا کاٹ لو جان نثاری تو ظاہر ہو ہیکلان نے تلوار کھینچی گلے پر رکھی جہان آرا نے آواز دی ہان ہوا اب دیر نہ کرو ہیکلان نے اپنا گلا کاٹ لیا ہیکلان کے مرنے سے اندھیرا ہوگیا درخت تمام سوکھ گئے چمن ویران ہوئے ہوائے گرم چلنے لگی جہان آرا نے کہا اے خواجہ سرا نکل چلیے بڑی بلا سے پروردگار نے بچایا رستم گھبراتے ہونگے کنیز کا ضرور خیال ہوگا آپ سے کہ نکل

ملول ہو گا ہم لشکر میں رستم کے پہونچیں تو انکو تسکین ہو اس ظالم کی سرحد سے بخیر و خوبی نکلیں ایسی
فرمان پاتیں خواجہ و صہبا و جہان آرا اس باغ ویران سے نکلے کہ ذکر انکا وقت پر ہو گا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جہانگیر والا تدبیر زیر کرنا دو فرعونوں کو بجرأت تمام و پہونچنا بخدمت ایرج نوجوان۔ ساقی نامہ مصنف

ای ساقی بادہ نوش میرے
ساقی تیری ہی جستجو ہے
ای ساقی بادہ خوار میرے
ای نخل مراد زندگانی
ای کلک جگر خراش میرے
معشوق بنا ذرا دکھاؤ
کچھ حسن کے عشق کا بیان ہو
سمجھیں شمع قمر کو صاف جاہل
لو ابر گہر فشان پھر آیا
ساقی کی بھی آئی ہے سواری

اڑتے ہیں رہے سہے ہوش میرے
ہر وقت خیال یہ بندھا ہے
ہیں نشہ میں رند خوب تیرے
رندوں کو خیال یہ بندھا ہے
ہے عرض یہ گوش میں تیرے
ای ساقی گلعذار میرے
شیرین جری کی داستان ہے
ہیں بلبل گلشن وفا ہوں
میخواروں کو آکے پھر ستایا
گلشن پہ بہار جوش زن ہے

آ جلد کہ مجھے یہ آرزو ہے
زلفوں کے لیے الجھ رہا ہے
جو عذر کیا وہ بات مانی
ساقی تیرا ہی آسرا ہے
میخانے کی سمت جلد آؤ
مشتاق ہیں اہل بزم تیرے
سامع ہیں گوش دل سے مائل
کس لطف سے اب چہک رہا ہوں
دکھلاتا ہے ابر بادہ خواری
پیراہن یوسفی کفن ہے

لکھتا ہو جو حال عشق و الفت
ہر دل کو ملال عشق و الفت

جہرہ طے کنندگان مراحل طرز خوش بیانی و رہروان منازل پر ہول شعر خوانی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہیں۔ شعر مصنف۔ سخن سنج دانا ـ شیرین زبان ـ چنین می نگارد ز کلک بیان ـ جب خواجہ عمرو جہان آرا و صہبا کو ساتھ لیکر طرف لشکر طلسم کے چلے ایک صحرا میں آکر ٹھہرے کہ بقیہ اس حال کا دفتر میں موجود ہے مگر منظور ہے کہ داستان حیرت بیان شاہزادہ جہانگیر تحریر کروں یعنی جہانگیر والا تدبیر اسی فکر میں ہیں کہ جا کر ایرج شریک ہوں اسکو مقام مقصود تک پہونچاؤں لشکر پشت پر چھوڑ چابک عیار رفتار رکاب تھامے ہوئے ساتھ ساتھ کے سامنے ایک قلعہ ملا دریافت ہوا کہ ہوشیار سرکش یہاں کا حاکم ہے فرمایا کہ

اے مہتر چالاک عیار رفتار راہ مین جو خارستان ملے اُسکو صاف کرتے ہوے جلو چالاک
نے کہاکہ بہت خوب اُٹھو شام ہو چلی کل علام پر اے خبر جائیگا میان ہوشیار سرکش کی فکر کریگا
یہ خیال کرکے اُترے ہوشیار سرکش اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ نوبت ونقارے کی آواز جو
کان مین آئی سر اُٹھاکر ایک ساحر سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ کون بے ادب ہے کہ ہماری سرحد
مین نوبت ونقارے بجاتا ہے بد دولت کا کچھ خوف نہین آتا جاکر افسر اعلے سے کہنا کہ یہ مقام
ہوشیار سرکش ہے یہان سے اُٹھ جایئے یہان رہنے کا ارادہ نہ کیجیے اگر نہ مانے تو اُسکو ہٹا آؤ
کل طلسم مین غدر پڑا ہوا ہے قدرت نامہ لکھ چکے ہین کہ مسلمانون سے غافل نہ رہنا
سرہنگ جادو نہایت بد خواہ اپنے مقام سے اُٹھا قلعے سے باہر نکلا لشکر جہانگیر مین آیا دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر فرزند صاحبقران ہے بلا تکلف دربار مین پہونچا شاہزادہ جہانگیر
جلوہ فرما ہین اور جملہ سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین رعب و دبدبہ شاہزادے کا
دیکھکر براے تسلیم خم ہوا ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے فرزند رشید صاحبقران یہ قلعہ ہمارے
مالک کا ہے اور یہ صحرا اُسی کی سرحد مین ہے لہذا آپ یہان نہ اُتریے شاہزادہ جہانگیر ایک
آتشخو و شعلہ مزاج مین جواب دیا کہ اُس کج خلق سے کہنا کہ ہم تیرے صحرا کو کھا نہ لین گے
صبح ہوتے چلے جاوینگے سرہنگ جادو نے کہا کہ یہ ارادہ آپ پر خلاف گذریگا ابھی یہان سے
لشکر اُٹھا لیجیے یہ سخت کلمہ جو کہا جہانگیر با توقیر نے بگڑ کے حکم دیا کہ اے مہتر چالاک عیار رفتار
اسکی گستاخی سنتے ہو اسکو دربار سے نکال دو چالاک اُٹھا کہ سرہنگ جادو کو باہر کر دین
سرہنگ نے جھپٹ کر شاہزادہ جہانگیر کی کمر مین پنجہ دیا سردار ہان ہان کر کے اُٹھے مگر
سرہنگ جادو شاہزادہ جہانگیر کو لے بھاگا سب سردار حیران و پریشان ہو کر رہ گئے
ہر ایک کا قول تھا کہ اگر ایسا جانتے تو اسکو بارگاہ مین نہ آنے دیتے یہ سمجھا یہ ارادہ فاسد
آیا تھا چالاک عیار رفتار نے کہا کہ آپ لوگ نہ گھبرائین انشاء اللہ تعالے یہ قلعہ
اسلام آباد ہوگا اس حرکت پر وہ ملعون بہت پچتائیگا اُسنے خود چھیڑا ہے سمجھا جائیگا
سب سردارون کو چالاک عیار رفتار نے مطمئن کیا سب سردار غم مین شاہزادہ
جہانگیر کے ملول و حزین ہین مگر ہوشیار سرکش نے جہانگیر کو قید کیا حکم دیا کہ صبح کو

سر دربار سمجھا جائیگا بوقت سحر چالاک صبا رفتار اسباب عیاری جسم پر آراستہ کرکے طرف قلعے کے چلا ایک ساحر کی شکل بنکر دربار مین ہوشیار سرکش کے آیا اب وہ وقت ہی کہ ہوشیار سرکش تخت پر بیٹھا ہی شاہزادہ جہانگیر کو طلب کیا ہی بہ عتاب خطاب کر رہا ہے کہ کیون او پسر حمزہ تونے ہمارے ساحر کا کہنا نہ مانا اب بہتر یہ ہی کہ خداوند کو سجدہ کرو ورنہ سر کاٹ کے روانہ کرونگا شاہزادہ جہانگیر زنجیرین ہلا رہے ہین مگر قید سحر ہی وہ زنجیرین کب کٹ سکتی ہین جواب دیا کہ او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھ سے ہو سکے وہ قصور نہ کر خداے بزرگ است ہوشیار سرکش نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد خنجر برہنہ لیے ہوے حاضر ہوا فوراً گردن پر شاہزادے کی کوئلے کا خط کھینچا شلنگین لگانے لگا شاہزادہ جہانگیر کی اسوقت بیقراری دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کارساز و بے نیاز رحم اپنا شریک کر یہ مین بخوبی جانتا ہون کہ یہ دنیا ناپائدار ہے

نظم

غنیمت دان غنیمت دان غنیمت — بدنیا چند روزہ زندگانی
مبادا این گرامی وقت خود را — بشکل کار دنیا بگذرانی
عبادت کن عبادت کن عبادت — بطفلی و بہ پیری و جوانی
نگون سر شو نگون سر شو نگون سر — کہ یابی اقتدار آسمانی
بہ نیکی نام روشن کن بدنیا — کہ بعد از مرگ ہم زندہ بمانی
بو در بندہ نوازی و ترحم — نمیدارد خدای پاک ثانی
مخواہ از کس مدد جز ذات مولا — خدا را کن تصور یار جانی
خدا وقت غم و رنج و مصیبت — کند بر تو ہمیشہ مہربانی
بجز ذات الٰہی ہیچ کس را — مکن واقف بہ اسرار نہانی
مشو نازان بہ عمر چند روزہ — مشو غرہ بر این دنیاے فانی
بکن کارے کہ مثل خضر یابی — درین دنیا حیات جاودانی
مشو غافل کہ بر تو نفس سرکش — کند وقت عبادت حکمرانی
خبرگیرت خداوند جہان است — بوقت ضعف و عجز و ناتوانی

بصدق دل پرستش کن خدا را — ز دل کن دور وہم بدگمانی
نوشتی ہندی این نظم دل آویز — بکار خیر کردے جانفشانی

ہوشیار حکم دے رہا ہی کہ اس گنہگار کا سر کاٹ لو شاہزادہ جہانگیر نہایت بیقرار
و مضطر ہیں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ایک ابر زر لفتی آسمان پر نمایان ہوا ہوشیار
نے ہنسکر کہا کہ ہماری صاحبزادی گلنار زر لفت پوش تشریف لاتی ہیں یہ ذکر تھا کہ ابر
نے آکر چرخ مارا بارگاہ پر آکر چھا گیا ایک شق ہوا ایک تخت نمایان ہوا دیکھا کہ ایک
نازنین پری پیکر سیمین بر قمر منظر غنچہ دہن رشک چمن نہایت حسین و جمیل تخت پر سوار آکر
اتری شاہزادۂ جہانگیر تو دیکھتے ہی بیقرار ہو گئے بہ نگاہ محبت ملکہ کی طرف دیکھ رہے ہین
کہ وہ نازنین آکر اتری ہوشیار نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا کہا کہ اے نور نظر کہان سے آئی ہو
گلنار نے ہنس کر کہا کہ مین نے خبر پائی ہی کہ کوئی مسلمان آپ کے یہان قید ہوا اشتیاق ہوا کہ
اسکو دیکھون مسلمانون کے حسن کے بڑے شہرے ہین ہوشیار نے اشارہ کیا کہ وہ سامنے
زیر تیغ بیٹھا ہی گلنار نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ ایک جوان خوشرو و خوشخو غزال چشم شیر خشم
خوبصورتی کی تیاری عین شباب حسن مین لاجواب سرنگون بیٹھا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین
دیکھتے ہی گلنار زر لفت پوش بیقرار ہو گئی ہر چند چاہا اپنے کو روکون مگر دامن صبر دست
استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بہ صدمت سنگ عشق سے ٹوٹا غش کھا کر باپ کی گود مین گری
فوراً دانت بیٹھ گئے آنکھون کو گردش بیقراری کی تپش ہوشیار نے اشارہ کیا کنیزون نے لا کر
گلاب و کیوڑہ چھڑکا تب گلنار کو ہوش آیا مگر ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئی بیتاب و بیقرار ہوشیار
نے پوچھا کہ اے نور نظر خیر تو ہی گلنار زر لفت پوش نے جواب دیا کہ اے والد نامدار مین نے
کبھی کسی انسان کو اسطرح مصیبت مین نہین دیکھا ہاے خوف آتا ہی اب کا لیکر کلیجہ پر
رکھ لیا کہا دیکھیے کلیجہ پھڑک رہا ہی ہوشیار نے جو کلیجے پر ہاتھ رکھا مرغ بسمل کی کیفیت تھی
ہوشیار نے کہا کہ بیٹا تم جاؤ جا کر باغ مین سیر کرو تمھارے جانے کے بعد اسکو قتل کرونگا ملکہ
گلنار نے کہا کہ اے والد نامدار کئی سال گذرے کہ اس طلسم مین لڑائیان ہو رہی ہین لیکن
کسی نے کسی فرزند حمزہ کو نہین قتل کیا آپ کو یہ شرف نصیب ہوا تو اسے ایسے مقام پر قتل کیجیے

کہ تمام دنیا دیکھے اور خوب سختی سے قتل کیجیے مگر آج رات کو قید رکھیے اسکے قتل کی خبر مشتہر کیجیے کل سویرے میدان خونی کی تیاری ہو اس مجمع عام مین اسکا استیصال ہو مسلمان ڈر جائین کوئی پھر آپکے ملک کا ارادہ نہ کرے اس سرحد مین ٹھہرنے کا قصد نہ ہو یقین ہی کہ قدرت آپ سے بہت خوش ہون اور طرۂ پیغمبری عنایت کرین ہوشیار یہ سنکر خاموش ہو رہا کہا ہان یارو اس گنہگار کو لیجاؤ لڑکی بہت ٹھیک کہتی ہی کل اسکو سر میدان قتل کرینگے اگر شاید اسکے لشکر والے کچھ قصد کرین تو انکو بھی پامال کرون ایک سحر مین سب کو مٹا دون چند جادوگر کشان کشان شاہزادہ جہانگیر کو لیچلے جہانگیر با توقیر کا بہ نگاہ یاس ملکہ گلنار کو دیکھنا جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ افسوس کر رہا ہی ملکہ گلنار نے جو یہ حسرت شاہزادہ جہانگیر کی دیکھی پہلو سے اپنے باپ کے آہ کر کے اُٹھی تخت پر سوار ہو کر طرف باغ کے چلی چالاک صبا رفتار نے جو یہ سب معرکہ اپنی نگاہ سے دیکھا سمجھ گیا کہ یہ نازنین عاشق ہو گئی ہے زیرا بر یہ بھی چلا ملکہ گلنار آکر باغ مین اُتری یار شق ہوکر علیحدہ ہوا چالاک صبا رفتار پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ وہ ہی نازنین مسند پر سرنگون بیٹھی ہی اور ایک گائن سامنے بیٹھی گا رہی ہی چالاک دیوار سے اُترا ایک گوشے مین آکر بیٹھا وہ گائن بولا کر اُٹھی اُسی گوشے مین آکر براے رفع حاجت بیٹھی چالاک نے حباب مار کر اُسے بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بنکر محفل مین آیا سامنے ملکہ گلنار کے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

بجتے ہین چاندی کے چھلے حلقۂ زر ہاتھ مین | جلتے ہین جاے حنا اکسیر دلبر ہاتھ مین
بدنصیب ایسا محیط عشق مین ممکن نہین | آبلے بنجائین ہیلون مین جو گوہر ہاتھ مین
تیرے در پر یون کھڑا رہتا ہون مین [illegible] | حلقۂ در ہی گلے مین بازوے در ہاتھ مین
ہی برنگ پنجۂ خورشید تابان دستیار | بن گیا دزد حنا مانند اختر ہاتھ مین
شہپرون کا دیکھنے والون کو ہوتا ہی گمان | وہ پری رو جب اُٹھا لیتا ہی مگدر ہاتھ مین
قتل جرم میکشی پر ہو کے ساقی بہر می | ہم لیے پھرتے ہین اپنا کاسۂ سر ہاتھ مین
بحر غم سے ہم تہیدستون کو آسان ہی نجات | کچھ نہین وقت فنا رکھتے شناور ہاتھ مین
بسطح ہی پنجہ مژگان مین اپنی چشم تر | یون کبھی لیتے تھے ہم لبریز ساغر ہاتھ مین

آتش رنگ حنا سے مشتعل ہو شمع | نام لکھنے کو جو خامہ لے ستمگر ہاتھ مین
ہی گران مکتوب تو کاتب سبک ہی قاصد | پھینک خط بیجل ہمارا جسم لاغر ہاتھ مین
تا بکی پھاڑون گریبان تا کجا پیٹون مین سر | کب وہ دن ہو گا کہ لونگا دست دلبر ہاتھ مین
وحشت غم مین دوڑتا ہی ہاتھ ہر دم سوے جیب | ہی ہمارے پانون کے مانند چکر ہاتھ مین
حشر مین تجکو ضرر کیا نامۂ اعمال سے | مدح حیدر کا جو ای ناسخ ہی دفتر ہاتھ مین

اس طور سے یہ غزل چابک نے گائی کہ ملکہ گلنار نے سر اُٹھا کر کہا کہ ای رنگین ادا خوب
گاتی ہی تیرا اب علم کمال پر ہی سننے والے ذبح ہوتے ہونگے کیا غزل ڈھونڈھ کر نکالی ہی کلیجہ
ٹکڑے ہوگیا چابک صبا رفتار نے جھک کر بلائین لین عرض کی کہ واری جس وقت سے آپ
دربار سے اپنے باپ کے آئین آپ کو بہت پریشان پاتی ہون امیدوار ہون کہ اسکا سبب
ارشاد ہو کہ باعث پریشانی کیا ہی کنیز اسکی جستجو کرے کچھ کچھ سمجھتی بھی ہون مگر کہہ نہین سکتی
گلنار نے کہا کہ ای رنگین ادا عجب معرکہ گذرا کہتے حجاب آتا ہی مین جو دربار مین اپنے باپ
کے گئی فرزند صاحبقران قید ہو کر آیا ہی والد نے ناحق اُن لوگون کو چھیڑا اور پکڑ وا بلایا
دیکھیے انجام کیا ہو جس وقت سے اُس جوان کو دیکھا ہی ایسی مصیبت مین اُسکو پایا کلیجہ
ٹکڑے ہوتا ہی مگر بے بس ہون کہ کیا کرون اسی رات کا وہ مہمان ہی کل صبح کو دشمن
اُسکے قتل ہو جاینگے حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون چابک نے دست بستہ عرض کی کہ حضور
مین اُسکو رہا کر کے لاؤن مگر چند کنیزین ساتھ کیجیے تو مین جاکر رہا کر لاؤن رنگین ادا سے
نقلی کے ہمراہ گلنار زند لفت پوش نے چند کنیزین رازدار کین کھانا پکوا کے خوان اُنکے
سر پر رکھے رنگین ادا ڈولی مین سوار ہوئی قصر زندانخانے پر پہونچی نگہبانون نے پکار کر
پوچھا کہ کون آتا ہی یہان آنے کا حکم نہین ہی رنگین ادا سے نقلی نے جواب دیا کہ نگوڑو کیجہ
دیوانے ہوے ہو تمھارے لیے کچھ کھانا لاے ہین زہر مار کرو ملکہ گلنار کے سر مین درد تھا
کہا کہ لات و منات کی نذر کا کھانا پکوا ایسے قیدیون کو کھانا کھلوائیے ذرا دروازہ کھولدو
کہ ہم قیدی کو نذر کا کھانا کھلوا دین نگہبانون نے کہا کہ یہ تو بہت دشوار ہی اس قیدی کے
واسطے دروازہ نہ کھلیگا چابک نے کہا کہ ارے نگوڑو تم سب مل کر کھانا کھالو نذر لات و منات کی

یہ کھانا رکھا نہ جائیگا کھڑے کھڑے اسکو کھاؤ سب نے کہا کہ ای رنگین ادا تمھارا احسان ہی
کہ جسطرح کہو ہم سب موجود ہین چابک صبا رفتار نے سب کو کھانا تقسیم کیا سب نے کھڑے
ہوکر کھایا چابک سامنے سے ہٹ آیا ایک کہتا ہی کہ کاش مجکو دیکھی تھی ایک کہتا ہی
کہ مین مدت سے اسیر عاشق ہون جب بہت کم سن تھی تو مکان پر جاتا تھا گود مین لیکر اسکو
پھرتا تھا اب تو کام کے لائق ہی ایسی ایسی باتین کرکے سب گرے اور بیہوش ہوے فوراً
چابک نے قفل در زندانخانہ کا توڑا شاہزادہ جہانگیر سرنگون بیٹھے ہین حیران و پریشان ہین
ذکر معشوق ورد زبان ہی چابک نے آکر سلام کیا عطر بیہوشی سنگھا کر شاہزادہ جہانگیر کو
بیہوش کیا قید کاٹ کر اُسی مقام پر ڈالدی شاہزادہ جہانگیر کا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا
یہان ملکہ بیتاب و بیقرار بدات بھر باغ مین ٹہلی ہی دعا مانگ رہی ہی کہ ای خدا ے زمین
آسمان رنگین ادا جو ارادہ کرکے گئی ہی وہ ارادہ اُسکا پورا ہو کہ سامنے سے دیکھا
رنگین ادا پشتارہ بدوش آتی ہی ملکہ گلنار نے پکار کر پوچھا کہ ای رنگین ادا کیا لائی
چابک صبا رفتار نے عرض کی کہ شاہزادہ جہانگیر کو لائی ہون ملکہ ساتھ ساتھ رنگین ادا
کے بارہ دری مین آکر بیٹھی مگر منہ اپنا دوپٹے سے ڈھانک لیا کہا ہوشیار کرو چابک
صبا رفتار نے چھینٹا پانی کا مار کر شاہزادہ جہانگیر کو ہوشیار کیا اب جو شاہزادہ جہانگیر
کی آنکھ کھلی اپنے کو قید سے رہا پایا پہلو مین مہ جبین کے اپنے کو دیکھا حیران ہوے
چابک نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار ملکہ نے آپ کی رہائی کے مقدمے مین بڑی کد
و کوشش کی ان ہی کی ذات سے رہائی ہوئی شاہزادہ جہانگیر طرف اُس نازنین کے ملتفت
پوچھا کہ آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی لیکن مین حیران ہون کہ آپ کیونکر مائل ہوئین ملکہ
نے سر جھکا کر کہا کہ آپکے دام گیسو مین گرفتار ہونا تھا خوب گرفتار ہوے اب دام عشق سے
چھوٹنا بہت دشوار ہی جو مجھے حکم دیجیے وہ بجا لاؤن اس شائستگی سے یہ بیان کیا کہ جہانگیر
خوش ہوگئے اور یہ بھی کہا کہ میرا اُسوقت اُس مقام پر آنا ہوا کہ آپ قتل ہونے تھے مجھے غش
آگیا دلمین افسوس پیدا ہوا کہ دیکھیے کیا ہو ابھی تک تو خیریت ہی شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ مین
سب طرح موجود ہون نقش پا کو حضور کے تاج سر جانونگا یہ سنتے ہی ملکہ نے سر جھکا لیا کہا

کرا ای شہریار مین یہ چاہتی ہون کہ آپ کے ہمراہ تا بہ قصر سکندری چلون وہان جو معرکہ پڑے
جھیلون جان پر کھیلون شاہزادہ جہانگیر سے اور ملکہ گلنار سے یہ باتین ہو رہی ہین کہ یکایک
چند کنیزین حاضر ہوئین اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا یہ عاشق و معشوق آرام سے بیٹھے
ہین غم دین و دنیا فراموش محبت قلبی کا جوش مگر ہوشیار سرکش جو صبح کو سوکر اٹھا حکم دیا
کہ میدان عولی کی تیاری ہو ملازمون نے عرض کی کہ سب سامان تیار ہے دارین استادہ ہوگئین
جلاد موجود ہین حضور کے چلنے کا سب کو انتظار ہے ہوشیار سرکش اپنے مقام سے اٹھا اور تخت
پر سوار ہوا نوبت و نقارے بجتے ہوے فوج ساحران وغیرہ ساحران ہمراہ میدان عولی مین
آیا سب اشیا آراستہ دیکھے جلاد غل مچا رہے ہین سب نے جھک کر سلام کیا کہا کہ حضور
قیدی کو بلوائیے ہوشیار سرکش نے حکم دیا کہ چند کس جائین قیدی کو لا کے بے پروا کرکے
لائین چند ملازم چلے تھے کہ رونے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ نگہبان زندانخانہ روتے
ہوے آتے ہین ہوشیار نے پکار کر پوچھا کہ یارو خیر تو ہے نگہبانون نے عرض کی کہ حضور قیدی
شب کو قیدخانے سے غائب ہوگیا ہوشیار سرکش یہ خبر سنکر تخت سے کود پڑا کہا چل کے
دیکھون تو کہین سے نقب لگائی ہے یا دیوار توڑی یہ کہتا ہوا زندانخانے پر آیا راہ مین ایک
نگہبان نے عرض کی کہ حضور شب کو آپ کی صاحبزادی کے باغ سے کھانا آیا اُسنے ہم سب کو
کھانا کھلایا ہم لوگ ایسے غافل ہوے کہ ہمکو ہوش نہ رہا یہ سنکر ہوشیار نے حکم دیا کہ ہمارے
عیار سباک رو کو بلاؤ سباک رو عیار حاضر ہوا مگر نہایت مغرور و متکبر ہے آتے ہی جھک کر
سلام کیا یہ معاملہ دیکھ کر سباک رو نے پوچھا کہ کیون حضور خیر تو ہے ہوشیار سرکش نے
حکم دیا کہ ای سباک رو جا کے دیکھو تو باغ مین گلنار زر بفت پوش کیا کر رہی ہے عجب طرح
کی خبر مین نے پائی کہ دل پریشان ہوگیا ہر چند کہ اُسکی ذات سے مجکو یہ امید نہین ہے
اُسکے باغ مین مردانہ پھول نہین رہتا مگر ایسی خبر پائی کہ اب شک پیدا ہوا یہ بھی تو خیم
پاچکا ہون کہ جس شاہزادی نے فرزند حمزہ کو دیکھا آپ سے باہر ہوگئی گھر بار برباد کیا
عین وقت پر یہ بھی آئی تھی تو خیال ہوتا ہے کہ شاید عاشق ہوکر لے گئی ہو یہ کاہش
اُسکی شب کو کیون آئی کیون سب کو کھانا کھلایا اگر ہوسکے تو سمجھانا اور کہنا کہ جو گذرا وہ گذرا

اس نوجوان کو گرفتار کر کے ہمارے والے کر دو بہت جلد خبر لیکر آنا میرا دل بیقرار ہو رہا ہے
ایسا نہو کہ خرابی پڑے تو مجھکو مشکل ہو ہاں اسکی کم سنی میں مری میں نے اسکو ناز و نعم سے
پالا کھلانا دھلانا دن بھر گود میں کھلانا مثل عورتوں کے میں نے محنت و مشقت کی بہت
سمجھکر اس مقدمے میں انتظام کرنا یہ بھی خوب جانتے ہو کہ وہ نازک مزاج ہے جب بگڑ گئی ہے
تو وہ کسی کو خیال میں نہیں لاتی سباک رو یہ سب باتیں سنکر چلا اول در باغ پر آیا دروازے
پر چند کنیزیں برائے کار ضروری کھڑی تھیں اُنسے پوچھا کہ ملکہ عالم کیا کرتی ہیں اور تو
سب چپ ہو رہیں مگر ایک کنیز کہ اُسکو رشک بہت ہے رات سے جل رہی تھی کہتی تھی
کہ دیکھو ہوی نے کیا غضب کیا غیر مرد کو لیکر بیٹھی ہیں باپ سنیگا تو قیامت برپا کریگا
جھلا کر بولی کہ میاں سباک رو کسکا حال پوچھتے ہو ملکہ گلنار اپنے ہوش میں نہیں ہیں تم
کون کہے کہ دھگڑے کو لیے بیٹھی ہیں اگر سن پائیں تو زبان گدی سے کھچوا لیں کیا تمکو
اُنکے باپ نے بھیجا ہے خود باغ میں چلے جاؤ تمسے کیا وہ ہے اپنی آنکھوں سے دیکھ لو
جس حال میں ہونگی معلوم ہو جائیگا یہ سنکر سباک رو بہت گھبرایا کہا چنچل یہ کیا کہتی ہے
وہ صاحب عصمت و عفت ہے ایسا نہ ہو کہ تجھپر عذاب آئے میں آپ اُس شخص کو قتل کرونگا کیا
زندہ اُسکو جانے دونگا اسی وقت قتل کرونگا میری بھی جرأت کا شہرہ ہے میں مغلوب پڑتا ہوں
یہ کہکر اندر چلا محلدار نے روکا کہا کیوں میاں سبک رہ گیا ہے جو سویرے سویرے آئے
ملکہ عالم ابھی سو کر اُٹھی ہیں رات بھر جلسہ رہا ہے بد مزاج بیٹھی ہیں اس وقت تم نہ جاؤ
سباک رو نے کہا کہ اچھا جاکر میری جانب سے عرض کرو کہ سباک رو باریابی چاہتا ہے
دیکھو کہ کیا فرماتی ہیں میں اُنکی ملاقات کو جاؤنگا محلدار دوڑی ہوئی آئی یہاں ملکہ پہلو میں
شاہزادہ جہانگیر کے بیٹھی ہیں کہ محلدار نے آکر عرض کی واری مہتر سباک رو آیا ہے آپ سے
ملاقات کرنا چاہتا ہے ملکہ نے کہا کہ جاکر اُس سے کہدو کہ اس وقت ہمیں فرصت نہیں ہے
اگر کوئی پیغام لائے ہو یا نوشتہ پاس ہے تو وہ کہلا بھیجو اگر تمھیں ملاقات کی ہوس ہے تو اور
وقت آنا محلدار نے کہا کہ واری انکو ہٹا دیجیے اُس سے دو باتیں کر لیجیے اگر وہ پلٹ کر
جائیگا تو آپ کے والد سے آگ لگائیگا ملکہ گلنار نے شاہزادہ جہانگیر سے کہا کہ آپ

کمرے مین جا بیٹھے دروازہ بھیڑ لیجیے جہانگیر کسی طرح نہ مانتے تھے ملکہ نے منت کر کے
شاہزادہ جہانگیر کو سامنے سے ہٹایا جہانگیر کمرے مین بیٹھے ملکہ گلنار نے سباک رو عیار کو
اپنے سامنے بلوایا سباک رو عیار نہایت مکار و غدار ہو اُسنے وہ چہرۂ زیبا دیکھا کہ نشان
بوسون کے عارض پر پڑے ہوے ہین آنکھین سرخ سینے پر اُبھار بس سمجھ گیا کہ اسکو مرد
نے ہاتھ لگایا ہی ہنس کر کہا کہ بی بی ابھی چند دن گذرے ہین کہ مین تمکو گود مین لیے پھرتا
تھا اور تم بات نہ کر سکتی تھین مین سمجھاتا ہون کہ اگر کوئی حرکت ہو گئی ہو تو اُسکو چھپانا نہ
چاہیے جیسے اور شاہزادیون نے گھر بار چھوڑا مان باپ سے مقابلہ کیا ویسا نہ کرنا سچ بتاؤ
شاہزادہ جہانگیر کہان ہین ملکہ گلنار زر لفت پوش نے غصّہ ہو کر کہا کہ چچا جان یہ آپ
کیا فرماتے ہین جہانگیر کسکا نام مجھے اس سے کیا کام ہی اور مان باپ سے لڑنا بیوقوفی نہین
ہوتا اگر وہ میری آبرو لینے پر کمر باندھین گے تو مجبور مین بھی حاضر ہون اور شاہزادیون کے
کیا پتے دیتے ہو جسکو بُرا سمجھے کیا مین کسی کا قاعدہ نہین اختیار کرتی مین جہانگیر کو
نہین جانتی اور ای عم نامدار اگر تمکو گمان ہی تو سارا باغ ڈھونڈھ لو مجھے اس سے کیا مطلب
سباک رو نے کہا ای ملکۂ عالم آپ بجا فرماتی ہین مگر مین نے بطور نصیحت کے عرض کیا بزرگانہ
کلام کہا خیر مین رخصت ہوتا ہون ملکہ گلنار بے اختیار ہو کے رونے لگین کہا ای عم نامدار
آپ نے مجھکو بڑا عیب لگایا مین اپنی جان دیدونگی مجھ سے صبر نہ ہو سکیگا نہین معلوم وہ کون
عورتین ہین کہ غیر شخص کو اپنے پہلو مین بٹھا لیتی ہین مجھ سے یہ نہ ہو سکیگا سباک رو نے
آنسو پونچھے کہا بی بی میرے کہنے کا بُرا نہ مانو مگر ہوشیار رہنا ملکہ گلنار زر لفت پوش نے
کہا کہ ای عم نامدار دسبادم وہی باتین کہتے ہو جو میرے خلاف ہین سباک رو اُٹھ کر چلا گیا سامنے
ہوشیار سرکش کے نہ آیا کمینگاہ مین لگا رہا شاہزادہ کمرے سے نکلا فرمایا کہ جلد پانی چوکی پر
رکھو شاہزادہ باہر گیا سباک رو عیار نے دیوار سے دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر واسطے رفع حاجت
کے جاتے ہین دیکھکر دیوار سے اُترا فوراً خدمت مین ہوشیار سرکش کی آیا عرض کی کہ ای شہریار
حقیقت مین آپکی صاحبزادی سے بڑا امر خلاف سرزد ہوا مگر ایک امر تو غلام جانتا ہی کہ یہ مسلمان ابتک
شریعت ہین بدون عقد فعل باطنی کی جانب توجہ نہین کرتے لہذا ابھی تک دامن عصمت غبار سے

پاک وصاف ہی یہ سنکر ہوشیار سرکش جل گیا کہا کہ ابھی جاتا ہون جاکے دونون کے سرکاٹے
لاتا ہون یہ کہکے اپنے گینڈے پر سوار ہوا کئی ہزار جوان ہمراہ ہوے کلمات لاف وگزاف کہتا ہوا
جاتا ہی کہ پسر حمزہ کو وہ سزا دون کہ زندگی بھر یاد کرے اگر وہ بے بھی گئی تھی تو اُسنے میرا کچھ خوف
نکیا یہ نہ کہا کہ ہمکو اس قید خانے سے نیجاؤ ہم ہوشیار سرکش کے قیدی ہین ساتھ دیا
کہتے ہین کہ حضور وہ تو قیدی تھا اُسنے اپنی رہائی کو غنیمت جانا خطا اس شاہزادی کی ہے مگر
چالاک کسی کام کو باہر آیا تھا اُسنے دیکھا کہ گرد اڑی آگے بڑھ کر دیکھا کہ ہوشیار سرکش گینڈے
پر سوار کلمات سخت وسست کہتا ہوا آتا ہی چالاک عیار فنکار نے بڑھ کر دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ برائے گرفتاری شاہزادہ جہانگیر جاتا ہی ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا تھا دل کو
مضبوط کرکے سامنے ہوشیار سرکش کے آیا کہا اے شہنشاہ ذرا گینڈے سے اُتریے نیچے
آئیے تو مین کچھ آپ سے عرض کرون ہوشیار اُترا چالاک نے ہاتھ پکڑ لیا باتین بناتا ہوا
جنگل مین لایا اپنے پاس سے ایک گلوری نکال کر دی کہا پان نوش فرمائیے ہوشیار سرکش
نے فوراً کھا لیا چند قدم چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا چالاک نے اُسکو گوشے مین چھپا دیا
آپ رنگ وروغن عیاری کا لگا کر بشکل ہوشیار سرکش بنا ٹہلتا ہوا لشکر مین آیا کہا کہ تم
سب لوگ ٹھہرو مین جاکر جہانگیر کو لے آؤن سب جانتے ہین کہ یہ ساحر زبردست ہی اسکے
سامنے اُسکی کیا حقیقت ہی سحر کرکے بیہوش کر لیگا اُٹھا لائیگا سب نے کہا کہ جائیے چالاک
عیار فنکار جست وخیز کرتا ہوا در باغ پر آیا محلدار گھبرا کر بھاگی سامنے ملکہ کے آئی کہا واری
بڑا غضب ہوا آپ کے والد آتے ہین باپ کا نام سنکر ملکہ گلنار گھبرا گئین جہانگیر نے قبضے پر ہاتھ
ڈالا کہا کہ اے ملکۂ عالم آتا ہی تو آنے دیجئے آپ نہ گھبرائیے گردن اُسکی توڑ ڈالونگا شمشیر تیز دم
زیور مردان عالم ہی اسکے سامنے بھلا کون ٹھہر سکتا ہی ملکہ نے کہا کہ صاحب مین سحر جانتی ہون
مگر اُسکے سامنے سحر نہ چلیگا سب بھول جاؤنگی ایک سحر مین تمکو گرفتار کریگا ہاے مین حیران
ہون کہ میری کیونکر زندگی ہوگی آپکے سامنے موت آجائے تو بہتر ہی نظم

دہر مین عشق کنہ کون مرا ثانی ہی | موت ہی مجکو بجائے خط پیشانی ہی
نور کا نام شب تار جدائی مین نہین | جو ستارہ ہی وہ اک دیدۂ قربانی ہی

چمکنی لگ گئی جس سمت ہوا منہ اپنا — مثل آئینہ یہان عالم حیرانی ہی
چشم جانان سے مرے حال پہ آنسو ہین رون — دیکھنا چشمۂ خورشید مین بھی پانی ہی
سوز غم سے نہین ہرگز دل بیتاب کو رنج — ایک سیماب کو اور رنگ سلیمانی ہی
اسقدر بگڑ گئی پرواز زمانے سے تمیز — کہ ہر اک تاج خروس افسر سلطانی ہی
کام شمشیر نگہ کرتی ہے جس مقتل مین — جو ہر تیغ وہان دیدۂ قربانی ہی
گور زنجیرون سے ڈھانکو عوض چادر گل — تھا مین دیوانہ مری روح بھی دیوانی ہی
کم شب مہ سے شب تار نہین ہی ناسخ — اب تصور مین جو وہ چہرۂ نورانی ہی

یہ اشعار پڑھ کر رو رہی ہی جہانگیر سمجھا رہے ہین کہ ملکہ کسکی مجال ہی کہ میرے سامنے تمکو کوئی گرفتار کرے کہا حضور وہ بلاے روزگار ہی قبیلہ سرکشان سے ہی قدرت نے خود اُسے سحر سکھایا ہی جابجا امتحان ہوے غازا فراسیاب سے جا کر ملا ساحران جلیل مین اُسکا بھی نام ہی جہانگیر کہتے ہین کہ ای ملکۂ عالم کوئی بھوت پلید میرے سامنے نہین آتا ذکر تھا کہ دیکھا سامنے سے ہوشیار سرکش یہ کہتا ہوا آتا ہی کہ او گیسو بریدہ وای ننگ خاندان تجکو میرا کچھ خوف نہ آیا او جہانگیر دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون اس عذاب سے تجھے قتل کرونگا کہ بیابان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین اور مجکو ذرا ترس نہ آئے تونے ناموس شاہی مین رخنہ اندازی کی ابھی تجکو بیچل کے قتل کرتا ہون شاہزادہ جہانگیر نے تلوار کھینچی ہوشیار قلی نے ایک بڑا سا گولا جھولی سے نکالا پکار کر آواز دی کہ ای کالی بھوانی ان دونون کو لینا گولا اُچھالتا ہوا چلا جہانگیر تلوار کھینچے ہوے چلے ملکہ گلنار ہاتھ جوڑتی ہین کہ صاحب قریب نہ جاؤ ایسا ہو کہ غرق زمین کردے جہانگیر نے چاہا کہ جھپٹ کر تیغہ ماردون جا بک کود کر الگ ہوا جہانگیر تیغہ کھینچے ہوے دوڑتے پھرتے ہین جا بک بھاگا بھاگا پھرتا ہی ملکہ حیران ہو کر دیکھ رہی ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی شاید کوئی تحفہ انکے پاس ہی ورنہ ہوشیار سرکش قدم ہٹانے والا ہی لاکھون مین اکیلا لڑا ہی جب بادشاہ بنگالہ سے مقابلہ پڑا ہی تو اُسنے کیا کیا سحر کیے بادشاہ پر بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا آخر اُسکے لشکر کو شکست دی آج کیا ہی کہ جو بھاگا بھاگا پھرتا ہی ایک مقام پر جا بک رکا تھا کہ جہانگیر تیغہ کھینچے ہوے برابر پہونچ گئے چاہا

کر ہاتھ باروت چابک نے ہنسکر عرض کی کہ ای آفتاب نامدار آپ نے اپنے غلام کو نہین پہچانا جہانگیر یاتو قیر چابک صبا رفتار دوسے لپٹ گئے گلے سے لگا کر کہا کہ ای بھائی تمنے بڑا کام کیا ملکہ حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ کہ۔ راچابک قدمون پر گرا صورت اصلی بنا کر ملک کو دکھائی کہا کہ حضور مین نے ہوشیار سرکش کو گرفتار کیا جنگل مین بیہوش پڑا ہی کہیے جا کر مار ڈالون جہانگیر نے کہا کہ ایسا نہ کرنا اُسکو یہان لاؤ سمجھائین گے اگر مطیع اسلام ہوا تو ہمارا بزرگ ہو ورنہ جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا سمجھا جائیگا چابک نے کہا کہ یہ جو اپنے ساحر ہین انپر تو قبضہ کر لون چابک جہانگیر کو سمجھا کر ہوشیار کی شکل بنا ہوا باہر نکلا لشکر مین آیا کہا کہ تم سب لوگ یہین اُترو مین ایک کام کو جنگل مین جاتا ہون مین نے پسر حمزہ کی دل سے اطاعت کی یہ سُنکر تین ہزار ساحر مطیع اسلام ہوے چابک نے اُنکو دروازے پر باغ کے اُتارا جہانگیر آکر بارگاہ مین بیٹھے حکم و احکام کرنے لگے ملکہ دروازہ باغ پر منتظر کھڑی ہین کہ شہریار پلٹ کر آئین تو دل کو تسکین ہو مگر چابک جنگل مین پہونچا ہوشیار سرکش کا پشتارہ لیکر سامنے شاہزادہ جہانگیر کے آیا بارگاہ مین سب افسران لشکر بیٹھے ہین دیکھ رہے ہین کہ ایک ہوشیار نے دوسرے ہوشیار کو ستون سے باندھا حیران ہین کہ یہ کیا عجائب وغرائب ہی چابک نے ہوشیار کو ستون سے باندھکر زبان مین سوزن دی جہانگیر یاتوقیر دنگل زرین پر بیٹھے ہین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز بصد سوز وگداز یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گا رہے ہین نظم

عاشق کی سعادت سے جو سر اُسکا جھکا ہی
جب وادی وحشت مین گذر میرا ہوا ہی
نادان ہین ہوتا ہی گمان جنکو شفق کا
وہ سنگ دل اک روز ہوا صاف نہ مجھ
ممکن نہین تا حشر فنا ہے غم خونخوار
دعوے خدائی جو تو ہی نہ بھرو دور
خالق نے یہ سرخ اُسکے کف پا کو بنایا

قاتل تری تلوار نہین بال ہما ہی
ہر ایک بگولا پے تعظیم اُٹھا ہی
گلشن کا ترے رشک سے یہ رنگ اُڑا ہی
کہتے ہین غلط سنگ سے آئینہ بنا ہی
گویا مرے خون مین اثر آب بقا ہی
سوچو کہ رگ جان سے بھی نزدیک خدا ہی
ہوتا ہی زمانے کو یقین رنگ حنا ہی

گر سودۂ الماس نہ کھاؤں چھڑکتا
ہر دم ہی تمنا کہ کہین تن سے جدا ہو
عالم نظر آتا ہے ترے عشق مین بیمار
کہیے جو طویل اُسکو سزاوار ہی ناسخ

یہ ہر دہن زخم کو قاتل سے گلا ہی
جس دن سے مرا سر ترے قدمون سے جدا ہی
اللہ بچائے یہ زمانے کی وبا ہی
جس بحر مین اس زلف کا مضمون بندھا ہی

چابک نے پکار کر آواز دی کہ ای ہوشیار کیون گھبراتا ہی منم مہتر چابک صبا رفتار فرزند رشید خواجۂ نامدار اب بہتر یہ ہو کہ شاہزادے کی اطاعت کر ورنہ تجھے قتل کر ڈالونگا شاہزادہ بھی اپنے مقام سے اُٹھا قریب ہوشیار کے آکر کہا کہ ای ہوشیار تو میرا بزرگ ہی اب اطاعت مین انکار نہ کر ذرا سوچ تو کہ قادر مطلق وخداوند برحق سے تو نے منھ پھیرا ہی ہمیں جھوٹے مکار کی اطاعت کرتے ہو جب پرسش ہوگی تو کیا جواب دوگے پروردگار سب کے حال سے باہر ہی اُسکی خدائی جسم انسان سے ظاہر ہی آنکھ وناک وکان وغیرہ کیسے عطا فرمائے ہین مصرع - وہی دیا کہ مناسب تھا جو جہان کے لیے ٭ آنکھین کیا نعمت ہین جنسے کل موجودات اور ہر نیک وبد انسان دیکھتا ہی بلکہ یہ اشعار بہت مناسب ہین ان اشعار کو بگوش ہوش سماعت کیجیے نظم

خالق یکتا کہ بیک کاف و نون
نقش طراز ندہ کون ومکان
ارض وسما نقطہ پرکار او
چہرہ کشاے صور کائنات
وادہ بلندی بسپہر برین

از عدم آورد دو عالم برون
سقف فرازندۂ آسمان
بستن نقش صور از کار او
راہ نماے ہمہ سوے نجات
پہن بگستر دبساط زمین

اس طرح کے اشعار جو جہانگیر نے پڑھے اور اوصاف پروردگار کے بیان کیے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا ہوشیار سرکش نے اشارہ کیا کہ سوزن زبان سے نکالیے مین بدل وجان آپ کی اطاعت کرتا ہون زہے خوش نصیبی مجھے بندہ نوازی کر آپ ایسا داماد مجھکو بلا مین صاحبقران کا سمدھی کہلاؤنگا کلاہ فخر آسمان پر پہونچاؤنگا چابک نے جو تیور دیکھے پہچان گیا کہ دل سے کہتا ہی زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی ہوشیار نے کمندین توڑ ڈالین قدمون سے جہانگیر کے لپٹ گیا کہا کہ

شہریار مین بدل وجان آپ کی تابعداری کرونگا انشاء اللہ اُس مکار وحیلہ ساز سے لڑونگا ایسا مغرور کہ خاک نجس سے بنا اور دعوی اُسکی ہمسری کا کرے جسنے ایک کلمہ کن مین تمام شجر وحجر پیدا کیے آپ کی فہمائش نے دیدۂ دل روشن کردیے یہ خوب واضح ہوا کہ وہ وحدہ لاشریک رب دوسرا ہی دنیا کو کس لطف سے بنایا ہی انسان وحیوان وجنات وپریزاد ودیوزاد شجر وحجران سب چیزون سے وحدانیت اُسکی پیدا ہی چاند وسورج ایک دن کا مالک اور ایک رات کا سالک تمام دنیا کو روشن کیا طائران نغمہ سرا ہر صبح کو اُسکی تسبیح خوانی مین معروف ہوتے ہین ساکنان دریا بنی بے آبروئی پر روتے ہین جہانگیر نے سرہشیار کا سینے سے لگا لیا فرمایا کہ آپ میرے بزرگ ہین ای ہوشیار بخدا تمھارے مسلمان ہونے سے طبیعت بہت خوش ہوئی اور قوت حاصل ہوگئی یہ چاہتا ہون کہ اس طلسم کا انجام تم سے سرکردہ دست چیان ایرج نوجوان کے ہو ہرچند کہ اُنکے جد عالی تبار مالک تحفہ جات ہین مگر کشتی گیر زادہ کدوکوشش کر رہا ہی وہ اس طلسم مین حقیر رہے ہوشیار سرکش نے عرض کی کہ جو غلام سے ہوسکیگا کمی نہ کریگا ملکہ گلنار زرلبفت پوش کو ہوشیار سرکش نے گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر وای پارۂ جگر تمھاری وجہ سے یہ شرف ملا کہ غنچۂ آرزو کھلا گلنار نے عرض کی کہ ای والد نامدار یہ فرزند صاحبقران عالی وقار ہین جو قصد کرین گے اُسکو پورا ہی کرینگے دامن مدعا گل مراد سے بھر دینگے اب قلعے مین تشریف لے چلیے افسران فوج بھی مسلمان ہون شہر مین بھی مشہور ہو کہ باپ اور بیٹی مسلمان ہوے اور صاحب ایمان ہوے ہوشیار سرکش بیٹی کو اور جہانگیر کو ہمراہ لیکر قلعہ مین آیا بارگاہ میں اپنی آکر بیٹھا چابک صبا رفتار کی بڑی خاطر کی ہر بار یہی کہتا ہی کہ ای چابک صبا رفتار فرزندان عمرو مین کوئی تمھارا مثل نہ ہوگا وہ عیاری تمنے کی کہ دیدۂ دل روشن ہوگیا چابک نے کہا کہ ای ہوشیار تمنے ابھی عیارون کو نہین دیکھا مین فرزندان عمرو مین سب سے حقیر ہون فرزندان عمرو مین شاپور شیر دل سرکردۂ عیاران نامدار ہی دوسرا بیٹا خواجہ کا حتر چالاک سردار عیاران ہی شعبان خنجر گزار وغیرہ ایک ایک بھاے روزگار ہی جب زمانۂ مقابلہ ہوش ربا مین شاہزادہ جہانگیر کو لیکر آیا ہون خواجہ سے

بڑی بڑی عیاریان ہوئین لیکن ہر مقام پر خواجہ عمرو غالب رہے تمنے ابھی عیاری نہین دیکھی اگر خواجہ آجاوین گے تو صورت عیاری تمھین دکھا دینگے ایک طرف ملکہ گلنار اور ایک طرف ہوشیار سرکش بمقام صدر پر جہانگیر والا تبار جلسہ آراستہ ہے ناچ و رنگ ہو رہا ہے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے سامنے ایک نازنین مہ جبین نہایت شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ تصنیف کردۂ قمر لعبد ناز و ادا بتا بتا کر گا رہی ہے

نظم

بیتاب ہو کے عاشق بیدل نے آہ کی
بدلی نہ اُٹھنے پائی مرے دود آہ کی

حسرت سے اُنکی ابروؤن پر جب نگاہ کی
میرا جنازہ دیکھ کے حسرت نے یہ کہا

کس طرح راہ ملک عدم طے کرینگے وہ
تلوے لہولہان ہین جو صحرا نورد ہین

مشتاق دید آئے تھے محروم پھر چلے
خنجر کو پھیر کر وہ دکھاتا ہے بانکپن

خورشید سے بھی اختر طالع ہوا بلند
عرش بریں ہلا کے ترے دل مین راہ کی

بجلی گرائی یار نے برق نگاہ کی
دل پر چھری چلی تو جگر سے نہ آہ کی

دیکھین حضور لاش پہ اس بے گناہ کی
سر پر چلے ہین لیکے جو گٹھری گناہ کی

تعظیم کو اُٹھی ہے مری گرد راہ کی
مدت کسے دھوم تھی بس اسی رسم و راہ کی

قاتل نے عین وقت پہ ترچھی نگاہ کی
اُس مہ نے مہر سے جو قمر پہ نگاہ کی

شب بھر اسی صورت سے ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو ابر آسمان پر آیا چند قطرے بھی آسمان سے برسے یکایک مسعود کوہی نامے سردار قدیم جہانگیر کا اپنے مقام سے اُٹھا سامنے جہانگیر کے دیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا جہانگیر نے ہنسکر کہا کہ ای برادر کیا چاہتے ہو کل عرضین تمھاری قبول ہین مسعود نے عرض کی کہ حضور تو اس قلعے پر فروکش ہین اگر حکم ہو تو غلام شکار کو ہو آئے جہانگیر نے کہا کہ ای برادر مین نے جابک کو حکم دیا ہے کہ ہرکارے روانہ کرو خبر ایرج نوجوان لائیں ہم بھی اُنکے پاس پہونچین لہذا زیادہ عرصہ کرنا بہت جلد واپس آنا مسعود نے عرض کی کہ غلام دوپہر تک واپس آئیگا جہانگیر نے حکم دیا اور جابک کو بھی ساتھ کر دیا فرمایا کہ ای جابک مسعود کو جلد پھیر لانا مسعود جلد سوار ہوا صحرا مین آیا

شکار کھیلنے لگا طبل بازگشت پر جوب پڑی اشعار چو در نالیدن آمد طبلک باز + درآمد
مرغ صید افگن بہ پرواز + رہا شد بر ہوا باز سبک پر + جہان شد خالی از کبک و کبوتر
مسعود شکار کھیلنے لگا پہر دن چڑھے جابک سے کہا کہ اے ہمتر والا گہر ابھی تک کوئی آہو
وغیرہ سامنے نہیں آیا جابک نے کہا کہ ہرکارے گئے ہوئے ہیں آیا چاہتے ہیں یہ
ذکر تھا کہ دو گنوار دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ یہان سے دو کوس پر ایک دھانون کا
کھیت ہے اسمین کئی آہو چر رہے ہیں مسعود نے گھوڑا اُٹھایا چند کیبان اور رسالہ اُ
ساتھ ہوے دور سے کھیت دیکھا مسعود نے خیال کیا کہ کئی مادہ آہو بیچ میں ایک نر
مادائون پرستی کر رہا ہے سنگوٹیان مثل زلف محبوب تاؤ پیچ کھائی ہوئی پشت پر ایک
سفید لکیر پڑی ہوئی مسعود اس آہو کو دیکھ کر بیقرار ہوگیا کہا صاحبو اس کھیت کو گھیر لو جسکی
طرف سے نکل جائیگا بجھے ملال ہوگا یہ کہکر گھوڑے اُٹھائے ہر طرف آہو بھاگے مگر وہ آہو
کھڑا ہوگیا مسعود سے نگاہ ملا کر ایک جست کی کہ قرا کر جیب۔ قدم بڑا کمر اُسکے کلغی سے خود
کی مس ہوے مسعود کو بڑا غصہ آیا گھوڑا پھیر کر اُس آہو کے تعاقب میں چلا آگے آگے
آہو جاتا ہے پیچھے مرکب مسعود اکثر یہ اتفاق ہوتا ہے کہ تھوتھنی مرکب کی پیٹھے سے آہو کے
ملجاتی ہے مگر آہو جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہے پہر بھر کامل آہو نے رہبری کی قضاے کار
ایک پہاڑ کے سامنے آکر آہو چوکڑی بھولا ذرا رکا تھا کہ مسعود نے تیر مارا اس پیٹھے پر
پڑا اس پیٹھے کو توڑ کر پار گذرا۔ مصرع۔ فلک گفت احسن ملک گفت زہ + قضاے کار
یہ مقام کوہ فریدون کہلاتا ہے فریدون قزاق اس مقام کا حاکم وناظم ہے مدت سے
اسطرف کا راستہ بند ہے جو قافلہ ادھر سے نکلتا ہے فریدون اُسے لوٹ لیتا ہے بالاے
کوہ بیٹھا سیر کر رہا تھا کہ فریدون نے دیکھا ایک جوان تنہا بلند بالا مرکب عربی پر سوار
جواہر پہنے ہوے ہے اُسنے آکر ایک آہو شکار کیا فریدون کو نہایت غصہ آیا افسران فوج
گرد بیٹھے ہین اُنسے کہا کہ یہ کون بے ادب ہے کہ میری عملداری میں آکر شکار کھیلا کہا گینڈا
لاؤ اسے سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے یہ بے ادبی کہ ہمارے پہاڑ کے نیچے آکر آہو شکار کیا
اور اُسکو ذبح کر رہا ہے یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا پہاڑ سے للکارتا ہوا اُترا کہ او بے ادب

خبردار یہ مرکب اور ہتھیار وغیرہ لونگا مسعود کو ہی تعلیم یافتہ صحبت جہانگیر والا تدبیر سے
فوراً الٹ پڑا اور پکار کر کہا کہ ارے تو کون ہی فریدون للکارتا ہوا سامنے آیا مسعود کو آکر
نیزہ مارا مسعود سے نیزہ چلنے لگا اور تو کوئی ہمراہ مسعود کے نہ پہونچا تھا سب پیچھے رہ گئے
تھے مگر چابک صبا رفتار ہمراہ ہی الگ سے کھڑا دیکھ رہا ہی دو گھڑی آپس مین نیزہ چلا
مسعود نے ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر جھپیٹا مارا کہ نیزہ فریدون کا نکل گیا فریدون کو ہی
نے تلوار نیام انتقام سے کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا مسعود نے گردا سپر کا سر پر
کھینچا گھوڑے کو ٹھکرایا منظور ہوا کہ زیر بغل جا کر لیٹ پڑون تلوار اس مغرور کی چھین لون
مگر اس مقام پر موش خانہ تھا مرکب نے مسعود کے سکندری کھائی گردا سپر کا سر سے
ہٹا خود سر سے گرا تلوار بھرپور پڑی کہ زخم کاری سر پر مسعود کے آیا مگر مسعود کو ہی بہادر
بے نظیر ہی بائین ہاتھ سے زخم سر کو پکڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا فریدون نے اپنے کو بچایا
میلہ تلوار کا پڑا کہ سپر کو کاٹ کر اوچھا سا زخم سر پہ فریدون کے بھی آیا فریدون نے
تلوار کھا کر حلقہ ہائے کمند مارے مسعود انتہا کا زخمی تھا تلوار ہاتھ سے چھوٹی گردن کمند
مین پھنسی فریدون نے جھٹکا مارا مسعود بیہوش ہوکر گھوڑے سے گرا فریدون نے
گھوڑے سے اتر کر مسعود کو ہی کو گٹھڑے پر ڈال لیا اسی طرح پہاڑ پر چڑھ گیا چابک
صبا رفتار نے جو یہ معرکہ دیکھا روتا ہوا پلٹا مگر فریدون کو ہی مسعود کو بالائے کوہ آیا
صورت زیبا دیکھ کر بہت پسند کیا سر مین ٹانکے دیے مسلسل کر کے حکم دیا کہ لیجا کر اسکو
قید خانے مین رکھو جب صحت پائیگا دربار سمجھا جائیگا یہان جہانگیر قلعہ ہوشیار مین
بیٹھے ہین ذکر کر رہے ہین کہ ہمارے رفیق کو بڑا عرصہ ہوا ہوشیار سرگش کہ رہا ہی کہ ای
شہریار غلام کو یاد نہ رہا یہان سے پانچ کوس پر کوہ فریدون ہی فریدون قزاق وہا کا
حاکم و ناظم ہی ایسا نہ ہو کہ کہین مسعود سے سامنا ہو جائے ای شہریار وہ بڑا زبردست ہی
ستر ہزار قزاق کی فوج رکھتا ہی خود بھی سپاہی بے نظیر ہی بڑے بڑے قافلے لوٹے
اب چند سے راستہ بند ہی کوئی تاجر اس طرف نہین آتا شاہزادہ جہانگیر فرماتے
ہین کہ کیا مجال ہمارے سردار سے آنکھ ملائے مسعود مدت سے ہمارے ساتھ ہی

کسی جنگ مین اُسنے کمی نہین کی یہ ذکر تھا کہ چابک صبا رفتار آکر پہونچا قدمون سے
لپٹ گیا شاہزادہ جہانگیر نے پوچھا کہ اے چابک خیر تو ہے چابک نے رو رو کر حال گرفتاری مسعود
بیان کیا اور کہا اے شہریار وہ بہادر بے بس ہوگیا گھوڑے نے سکندری کھائی برہنہ تیغ
تلوار پڑی اُس مکار نے کمندون مین گرفتار کیا مسعود کی پریشانی آئینۂ رخسار کی حیرانی کیا بیان
ہو بہ نگاہ حسرت چہار جانب دیکھتا تھا جہانگیر یہ خبر وحشت اثر سنکر کانپنے لگے فرمایا کہ مرکب
ہمارا تیار کرو مرکب تیار ہوکر آیا تلوار ٹیک کر پشت مرکب پر سوار ہوئے چاہا کہ گھوڑے کو
بڑھائین ہوشیار سرکش نے اُٹھکر رکاب کو تھام لیا کہا کہ اے شہریار آپ کس واسطے
تکلیف فرماتے ہین غلام آپ کا جاکر پہاڑ کو اُڑا دے قلعے مین آگ لگا دے مسعود
کو لے آؤن شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ یہ نامردی مجھ سے نہ ہوگی وقائع نگار اخبار مین لکھینگے
کہ ساحر کے بھروسے پر کام کرتے ہین بارگاہ مین قبلہ وکعبہ کی یہ ذکر آئیگا ہمارے بھائیون
نے کبھی کسی ساحر سے کام نہین لیا دیکھو جاکر کیا قیامت برپا کرتا ہون اگر خدا نے چاہا تو مسعود
کو بیکتا دونگا اور فریدون کوہی کو بھی سزا دونگا ساری فراقی بھول جائیگا اُسنے کیا مسعود
کو بے وارث سمجھا ہے اس غصے سے جہانگیر نے کہا کہ ہوشیار نے سر جھکا لیا ملکہ گلنار اپنے
مقام سے اُٹھین عرض کرنے لگین کہ اے شہریار اس کنیز کو کیونکر آرام آئیگا بقول شاعر نظم

سنبل ہو نفنگو اے اُس گل کے بانکپن مین — ہوئے کمر کی جویا تقریر ہے دہن مین
دل مین بھری ہے حسرت ہے جوش عشق تن مین — ویران ہے آج گلشن اُڑتی ہے خاک بن مین
ہے ننگ عشق وحشی مردہ نہ ہو کفن مین — دیوانہ بن بڑھیگا آغوش پیرہن مین
وحشی کی پردہ پوشی ترک لباس بہتر — وہ ننگ عشق ہم ہین دھبا لگا کفن مین
قیس حزین سے ملنے وہ نجد مین پہنچتے — گھبرا رہے ہین وحشی آبادی وطن مین
مجنون نے عمر اپنی دشت جنون مین کاٹی — مرنے کے بعد آخر پردہ رہا کفن مین
ہم دل جلون کی باتین تاثیر سے بھری ہین — کھینچین جو آہ سوزان لگجائے آگ تن مین
گلزار کوے دلبر جنت کا ہے نمونہ — ہم بوے گل نہین گے جاکر بسین چمن مین
معدوم ہے نگہ سے باتین کرے وہ کیونکر — جلوے سخن نہین ہے معشوق کے دہن مین

موے مژہ سے نسبت یا عکس خار صحرا — یا جسم ناتوان ہے آغوش پیرہن مین
بلبل کو پھانس لایا گل سے اُسے چھڑایا — صیاد بھی پھنسے گا دام غم و محن مین
مرنے کے بعد ہوگی پرسش گنہ کی آخر — مجوب ہو رہے ہین منھ ڈھانپ لین کفن مین
پرسش کرینگے کس سے اعمال کی فرشتے — سوے کرکے عاشق چھپ جائین گے کفن مین
پتون نے ہاتھ جوڑے شاخین بھی جھک گئی ہین — بلبل تڑپ رہی ہین گلچین گیا چمن مین
اے ساکنانِ گلشن عبرت کی یہ جگہ ہے — بلبل کو روتے دیکھا گل ہنس پڑے چمن مین
وہ رنگ و بو پہ نازان یہ مائل صباحت — جھگڑے پڑے ہوے ہین نسرین و نسترن مین
رنگین شعر پڑھ کر دل خوش کیا قمر نے — بلبل چہک رہا ہے گلزار انجمن مین

ہر چند کہ گلنار روئی اور عرض کی کہ اے شہریار یہ کنیز بھی اُس ملعون کو سزا دے سکتی ہے مگر جہانگیر نے غصے سے جواب دیا کہ واہ صاحب بچشم خوب ہنسین گے طعن و تشنیع دین گے کہ عورت کے بھروسے پر کام کرنے نکلے ہین تم خبر منگواتا کل حال تمکو کھل جائیگا انشاء اللہ تعالی ساری قزاقی بھولے اور اگر مقابلے کو آیا تو گرفتار کرکے اُسکو لاتا ہون کیا مجال جو بچ جائے جناب قبلہ و کعبہ کو پروردگار سلامت رکھے اُنکے فرزند کسی سے دبے ہین ہر مقام پر مظفر و منصور رہے ہین وہ ہی جہانگیر ہون کہ طلسم نور افشان مین جا کر کوکب کو ایسا پریشان کیا کہ بھاگا بھاگا ویران پھرتا تھا مین گیا سحر جانتا تھا مگر تائید پروردگار شریک تھی وہ ہی کریم و رحیم اب بھی مدد کریگا ہمیشہ دست چپی مظفر و منصور رہے ایرج نوجوان وہ دلیر ہے کہ جسنے عالم کفر مین اٹھارہ سو ملک کی سیر کی قلعہ ذو الامان پر چڑھ گیا ہر روز قلعہ لے لیتا تھا مگر چونکہ ناموس صاحبقران قلعے مین تھے روز مدد ہو جاتی تھی اس وجہ سے قلعہ بچ گیا اسطرح جہانگیر شاہزادے نے یہ باتین کین کہ گلنار نے رکاب چھوڑ دی کہا پروردگار آپکا حافظ و نگہبان ہے لیکن برے ظالم سے سامنا ہے سمجھ کر مقابلہ کیجیے گا جہانگیر نے کہا کہ ملک سن لینا مگر سامنے سے ہٹ جاؤ گلنار روتی ہوئی الگ ہوئی جب جہانگیر گھوڑا دوڑا کے چلے اور افسران فوج نے آکر گھیر لیا جہانگیر نے اُن سب کو جھڑکا کہا کہ خبردار جو کوئی میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہے سردار رک گئے اب جہانگیر گھوڑا اڑا کر چلے گلنار نے جا باگ کا دامن پکڑا کہا کہ اے چھتر والا گھر براے خدا

دمیدم کی خبر پہونچانا آقا کی اپنے حفاظت کرنا چالاک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ گھبرائین مین
مین ڈاک بٹھا دونگا دمیدم کی خبر آپ کو پہونچیگی ہوشیار نے کہا کہ ای نور نظر تم نہ گھبراؤ
اطمینان رکھو اگر خدانخواستہ کچھ نوعد گر ہوا تو جاکر پہاڑ کو اڑا دونگا یہ کہکر ہرکارون کی ڈاک
بٹھائی ہوشیار و گلنار اسباب سحر لیے بیٹھے ہین سب افسر کمر باندھے ہوے آمادہ ہین
کہ ذرا کوئی خبر وحشت اثر پائین تو برابر لشکر کشی کرین ہرکارے دمیدم کی خبرین دے رہے
ہین مگر جہانگیر جاتے جاتے دامنہ کوہ مین پہونچے فریدون بالاے کوہ بیٹھا سیاستی کر رہا تھا
کہ نعرۂ جہانگیری کی آواز آئی کہ باش او مغرور تو نے کیا مسعود کو بے بس و بے کس جانا تھا
منم جہانگیر والا تبار بن امیر عالیشان صاحبقران نامدار فریدون نے دیکھا کہ تمام پہاڑ
ہل گیا اکثر پتھر گرنے لگے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل پشت مرکب بادرفتار پہ
سوار یلغر کیے ہوے آتا ہی اگر نخل سامنے ملا تو اوسے قلم کیا برابر کوہ کے پہونچکر نعرہ کیا
کہ او مغرور زیر کوہ آ مین مسعود کا بدلہ لینے آیا ہون اسی مین خیر ہی کہ رومال سے اپنے
ہاتھ باندھ کر حاضر ہو فریدون نے حقیر جانکر جواب بھی نہ دیا ساتھ والون سے ہنسنے مین
کہتا ہی کہ اس جوان کو اپنا ساقی بناؤنگا مجھ تک کیونکر آئیگا جہانگیر نے جب دیکھا کہ وہ
پہلوان بالاے کوہ بیٹھا ہی مقابلے مین نہین آتا قریب پہاڑ کے آکر گھوڑے سے کود پڑے
دامن گردانا آستین چڑھا کر جست جو کی کئی گھاٹیان طے کر گئے ٹھنگانہ وخیرانہ پہاڑ کو طے کرتے
ہوے چلے جو پتھر راہ مین ملا اوسپر اوچڑ سیر کی مار دی پتھر گر گیا جست کر کے گھاٹی کو طے کیا
جب بالاے کوہ پہونچے قزاق روکنے لگے جہانگیر نے قزاقون کو مار کر گرا دیا للکار کر کہا کہ
او مغرور تو نہین اٹھتا انکے بھروسے پر جرأت ہی اب تو فریدون اٹھا قزاقون کو للکارا کہ
ہٹ جاؤ مین اس سے سمجھ لونگا تلوار کھینچ کر قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے بار بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی فریدون لپٹ پڑا اسپ قزاق تکھ رہے
ہین کہ فریدون اور جہانگیر سے کشتی ہونے لگی دو گھڑی کامل فریدون کو ہی جہانگیر نے
لڑا قزاقون نے دیکھا کہ بہادر کا شاطر بھی بہادر ہی نیمچہ کھینچے کھڑا ہی کہ رہا ہی کہ اگر کوئی قریب
آئیگا تو اسکا سر کاٹ کر پھینک دونگا فریدون چونکہ مرد سپاہی ہی یہ خود ساتھ والون

منع کر رہا ہو کہ خبردار کوئی قریب نہ آئے سب قزاق دور سے دیکھ رہے ہین مگر جہانگیر
نے جب دیکھا کہ فریدون سب طرح کے پیچ توڑ کر چکا دونون مونڈھے تھام کر سینے مین سر
اڑا یا اور ریل کر لے دوڑے ہر چند کہ فریدون چاہتا ہی رکون مگر رک نہین سکتا وہ بڑا وقت
ہی کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی بند رہ قدم جہانگیر ریل کر لائے وہان پر لاکر
ہکہ مارا کہ ہر دو گھٹنے فریدون کے آشنا بزمین ہوے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون
جہانگیر نے دونون ہاتھ ستون کیے اور پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ قزاقان دیکھو جرأت اسکا
نام ہی یہ کہہ کے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ اللہ اکبر کی صدا بلند کی زور کیا کہ پہلے زور مین
تا بزانو اور دوسرے زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے اُس افسر کو بلند کیا
ہر چند کہ ستر ہزار قزاق صف باندھے کھڑے ہین مگر سب کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا
افسر لوگ انصاف کر رہے ہین کہتے ہین کہ صاحب کیا بے لگاؤ زور کیا ہی مسعود کو جو ہی
کہ سامنے خیمے مین قید تھا اودھر جہانگیر نے فریدون کو اٹھایا اودھر مسعود وجد مین آکر
زنجیرین ہلانے لگا ایک قزاق نے ہاتھ تلوار کا مارا مسعود نے ہاتھ اٹھا دیا ہتھکڑی
کٹی مسعود نے خانۂ زور مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من	باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر پھینک دیا تلوار اپنی اٹھالی جھومتا ہوا خیمے سے نکلا جہانگیر نے فریدون
کو زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ در شناخت پروردگار چہ میگوئی فریدون
مرد سپاہی ہی جمال و جلال و قوت دیکھکر عاشق ہو گیا کہا کہ ای شہریار یہی میری آرزو
تھی کہ جو مجھکو بمردی زیر کرے اُسکی بدل اطاعت کرون آپ نے بجرأت مجھکو زیر کیا بدل و
جان تابعدار ہون ساتھ والون سے پکار کر آواز دی کہ یارو مین نے اس شیر کی دل سے
اطاعت کی جسکو اطاعت کرنا ہو وہ لبقراط پر لعنت کرے بدل و جان اطاعت مین شریک
ہو ستر ہزار قزاق پکار اٹھے تا زندہ ایم بندہ ایم ایسے آقا کہیں ملتے ہین صاحب حسب و نسب

جری و بہادر صف شکن کس لطف سے آقا کو ہمارے زیر کیا ہو اپنے رفیق کا قید میں ہنا
گوارا نہ ہوا میان ہوشیار و گلنار یہان آمادہ بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ آقا
نے جاکر فریدون کو زیر کیا کل قزاق مطیع ہوے اب فریدون شاہزادے کو قلعے مین
لے گیا ہو سب افسران فوج گھوڑون پر سوار ہوکر چلے جہانگیر قلعے مین داخل ہوسے
تھے کہ کل افسر آکر پہونچے جہانگیر نے کہا کہ تم لوگون نے کیون تکلیف کی سب نے عرض کی کہ
ہماری کیا مجال ہو جو آپ کی مدد کر سکین ایک رفیق کے واسطے حضور آئے اور اُسکو قید
سے رہا کیا جہانگیر سب کو ساتھ لیکر قلعۂ فریدون مین داخل ہوے کل قلعے کو اسلام آباد
کیا فریدون کے ہاتھ مین چوب وجماق تھی خوشی خوشی انتظام کرتا ہوا شاہزادے کو
لیکر بارگاہ مین بیٹھا جام مے ارغوانی گردش مین آیا کل قزاق حاضر ہین مگر بھائی فریدون
کا سہراب پنجہ کش کہ برائے شکار گیا تھا اسی ہزار جوان اُسکے ساتھ ہین ہرکارون نے
خبر دی کہ فرزند صاحقران نے آکر آپ کے بھائی کو زیر کیا سہراب غصے سے کانپنے لگا
کہتا تھا کہ وہ جوان کون ہو جسنے میرے بھائی کو زیر کیا بھائی پر ایسی کیا مصیبت تھی کہ
مسلمان ہوگیا جلکے دونون کو سزا دونگا یہ کہکر سوار ہوا اسی ہزار جوان پشت پر گینڈے
کو اُڑاتا ہوا چلا یہان جہانگیر مقام صدر پر بیٹھے ہین فریدون سے ہرکارون نے چلیے
سے آکر کہا کہ آپ کے بھائی صاحب بغیظ وغضب آتے ہین فریدون نے جہانگیر سے اطلاع
نہ کی اور بیرون بارگاہ آیا گینڈے پر سوار ہوا دیکھا سہراب آتا ہی گینڈے کو آگے بڑھایا
جیسے ہی سامنے پہونچا سہراب نے للکارا کہ او نامرد تو نے خداوند قدیم کو برا کہا
سنتا ہون کہ مسلمان ہوگیا فریدون نے کہا کہ ای برادر بجان برابر تمنے جو سنا ہو وہ صحیح
و درست ہی جہانگیر والا تبار فرزند امیر با توقیر نے مجکو بجرأت زیر کیا مین مسلمان ہوا
یہی میرا عہد تھا کہ جو مجکو بجرأت زیر کرے اُسکی بدل اطاعت کرون ایسے آقا رفیق پرور
کسکو ممکن ہوتے ہین تم چلکر ملاقات تو کرو مگر سہراب غصے مین تھا اسنے کہا کہ مین خبر
پاچکا وہ جوان حسین وجمیل ہو تو اُسکے حسن پر مائل ہوا یہ سنکر فریدون کو غصہ آیا کہا کہ ای برادر
بس زبان کو بند کرو جہان آسمین اور اوصاف ہین حسن بھی پروردگار نے اسکا دیا ہو کہ

ماہ وہ اُسکی بزم کے چراغ ہین رفیق اُسکے سب باغ باغ ہین اگر یقین نہو محفل مین چلو
جمال جہان آرا دیکھ لو یقین ہی کہ تم بھی پروانہ شمع جمال ہو جاؤ ہر ایک سے کہو کہ ایسے آقا
کسے ملتے ہین یہ سُنکر سہراب نے کہا کہ قبضے پر ہاتھ رکھو زیادہ تعریفین نہ کرو فریدون نے
تلوار کھینچی اول سہراب نے ہاتھ مارا سر فریدون کا زخمی ہوا فریدون نے جو ہاتھ مارا سہراب
نے کلائی تھام کر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا ساتھ والون کو دیا کہ اسکو گرفتار
کرو فریدون بیہوش ہوگیا فریدون کو قید کرکے سہراب لیچلا ہرکارون نے یہ حال دیکھکر
جہانگیر کو خبر دی جہانگیر سنتے ہی غصے سے کانپنے لگے فرمایا کہ سہراب کہان گیا سب نے
کہا کہ فریدون کو لیکر جاتا ہی ہوشیار نے عرض کی کہ حضور جانے دیجیے صبح کو پیغام و سلام
ہوگا جہانگیر نے کہا کہ اگر وہ لیجاکر اُسکو قتل کر ڈالے تو کیا کرون مین ابھی جاکر روکتا ہون کیا
اُسکو لیجانے دونگا آگے بڑھکر روکونگا مسعود کوہی نے عرض کی کہ غلام جاکر روکے
جہانگیر نے کہا کہ تمھارا جانا مناسب نہین تمھارے سر پر زخم ہی قید توڑی ہی ہر اعضا سے
خون بہ رہا ہی مین ابھی جاکر سمجھ لونگا مقام افسوس ہی کہ ہمارے رفیق کو لیجائے اور ہم سُنکر
خاموش رہین تمام افسران فوج اپنے مقام سے اُٹھے عرض کرتے تھے کہ ای آقاے
نامدار حضور تشریف رکھین ہم ابھی جاکر اُسکو روکتے ہین جہانگیر نے کہا کہ مین بھروسہ پروردگا
ر رکھتا ہون تم لوگ تماشا دیکھو یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوے
مسعود نے کہا کہ مین ضرور ساتھ چلونگا غلام کو گوارا نہین ہی کہ آپ اکیلے جائین فرمایا کہ ای
مسعود تم ضد نہ کرو مین تمھین ساتھ لیچلنا گوارا نہ کرونگا مگر مسعود نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی
کہا غلام ابھی نثار ہو جائیگا حضور کو اکیلا نہ جانے دیگا جہانگیر مجبور ہوے مسعود نے
رکاب تھام لی ایک طرف جابک حباب رفتار ایک طرف مسعود نامدار ہی جہانگیر نے
باہر نکل کر دیکھا کہ سہراب آدھ کوس راستہ طے کر چکا ہی صحرا مین جاکے اُڑا جاتا ہی
جہانگیر نے یہین سے نعرہ کیا کہ او سہراب خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ سب لشکر کو تباہ
کر دونگا کان مین سہراب کے آواز پہونچی دیکھا کہ وہ ہی جوان آتا ہی پلٹ پڑا لشکر سے
نکل کر نیزہ ہلانے لگا جب جہانگیر قریب آئے تو سہراب نے نیزہ مارا جہانگیر نے نیزے

نیزے کی سنان پر نیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی بہ حیرت دونون طرف کے لوگ
دیکھ رہے ہین کہ جہانگیر نے نیزہ گانٹھ کر جھیٹا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سہراب کے نکل گیا
کف افسوس ملتا تھا کہ کیا غضب ہوا جھلا کر تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا
جہانگیر نے بے تکلف کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جا بجا کہ تلوار چھین لون سہراب لپٹ پڑا دونون
جوان گھوڑے سے کودے کشتی ہونے لگی مسعود کوہی تلوار کھینچے ہوئے گرد پھر رہا ہے کہ
فوج سے سہراب کی کہہ رہا ہے کہ اگر تم مین سے کوئی آگے بڑھا تو خون کے دریا بہا دونگا ایک
زندہ نہ چھوڑونگا ایک طرف جا بک تیغہ کھینچے کھڑا ہے اہل فوج سہراب کا حوصلہ نہیں پڑتا کہ
آگے بڑھین کشتی مین عرصہ جو ہوا ہوشیار سرکش و گلنار زربفت پوش تخت پر سوار ہو
نوبت و نقارے پر چوب پڑی کل افسر تلوارین کھینچے ہوئے آکر ہو بجے سب نے جو فوج
دیکھا کہ ہوشیار سرکش کا تخت اڑتا ہوا آتا ہے اہل فوج سہراب کانپنے لگے سب کو خوف
پیدا ہوا کہ ایسا نہو ہوشیار سحر کرے تو ہم کدھر جائینگے کیونکر جان بچائینگے جہانگیر نے
لپٹ کر ہوشیار کو آواز دی کہ ای ہوشیار خبردار سحر نہ کرنا مگر گلنار بہت بیقرار ہے کہتی ہے کہ
صاحبو کیا غضب ہے مسکے اسی ہزار جوان جے کھڑے ہیں اگر خدا نخواستہ آپڑین تو کیسی خرابی ہو
لیکن مسعود سب کو روکے کھڑا ہے کیسا بہادر سکتا ہے جا بک بھی سب کو ڈرا رہا ہے لیکن یہان
جہانگیر سہراب کو لے دوڑے بندہ بیس قدم بڑھ کر پٹکا مارا کہ دونون گھٹنے سہراب کے
آشنا بہ زمین ہوئے دست حق پرست کمر زنجیر مین ڈالا نعرہ تکبیر کر کے زور صاحبقرانی کیا
سہراب کو سر سے بلند کر لیا چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مارون سہراب نے آواز دی کہ شہریار
الامان جہانگیر نے کہا کہ امان بشرط ایمان سہراب نے عرض کی کہ مین غلام ہون جیسا کچھ کہ
فریدون نے کہا تھا اسکا ظہور ہوا عمر بھر اطاعت سے قدم نہ ہٹاؤنگا جہانگیر نے ہاتھ سے
رکھدیا کلمہ پڑھ کر سہراب بھی بصدق مسلمان ہوا فریدون کو قید سے رہا کیا دونون مع
فوج ہمراہ ہوئے بارگاہ مین آکر معروف جشن ہوئے کہ شاگردان جا بک دوڑے
ہوئے آئے خبر دی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان یہان سے پانچ کوس پر ایک صحرا ہے کہ اسکو صحرا
برجبہار کہتے ہین وہان فروکش ہین جہانگیر ان سب کو ساتھ لیکر بشوکت تمام طرف

ایرج نوجوان کے چلے

دو کلمۂ داستان رہروی خواجہ عمرو کہ صہبا و جہان آرا کو ساتھ لیے ہوے جاتے ہین باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا و ساقی نامۂ مصنف کتاب ہذا

ای ساقی آفتاب طلعت
کردے مے سرخوشی سے دولت
رنگین مزاج ہون شرابی
ہو چاند بھی اندنون گہن مین
اب تاب فراق تو نہین ہے
اس رنگ کا دل کو ذوق ہوے

ہو شرب شراب مثل شربت
ای ساقی جم حشم دلارام
بھردے کوئی پھول سی گلابی
ای ساقی مہربان ہمارے
کرنا ہی یہ منزلین مجھے طے

سینا ہے قلم ہی بر سر جوش
دے بادۂ لالہ گون کا اک جام
ہی جوش بہار ہر چمن مین
دن ہجر کے رنج مین گذارے
سامع کو بھی ہووے شوق دل کے

بارہ رہروان منازل یکتائی و طی کنندگان مراحل دشت خوش نمائی اس داستان شوکت بیان کو یون بہ تحریر لاتے ہین۔ شعر مصنف مرصع نگار و فصاحت ادا۔ چنین می نگارد ز کلک رفا۔ کہ خواجہ عمرو مع صہبا و جہان آرا باغ ویران سے نکلے ہین طرف لشکر رستم کے جلتے ہین کہ ایک صحرائے سبزہ زار ملا اُس صحرا کو طی کرتے ہوے چلے دن بھر رہروی کی جہان آرا کا سحر سے رہبری کرنا خواجہ کا جست و خیز کرنا دن بھر مین اپنے نزدیک صدہا کوس نکل گئے شام کو ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے آرام کیا ایک جاگتا رہا دو سوئے اخیر رات مین خواجہ کی نوبت آئی پہر رات رہے جہان آرا و صہبا سوتی تھین خواجہ بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ دیکھا سامنے ایک کوہ ہی اُسکے پہلو سے ایک ابر اُٹھا آسمان پر جاکر حاوی ہوا تھوڑے عرصے مین پھر وہ ابر غائب ہوا جب صبح کو صہبا و جہان آرا سوکر اُٹھین تو خواجہ نے یہ حال بیان کیا جہان آرا نے کہا کہ خواجہ پہاڑون کے صحرا مین اکثر بے وقت بھی ابر اُٹھتے ہین عمرو نے کہا کہ جس وقت سے وہ ابر اُٹھکر غائب ہوا دل پر ایک ہول ہی دل کہتا ہی کہ اس صحرا سے نکاسی دشوار ہی خدا خیر و عافیت سے لشکر رستم مین پہونچائے صہبا نے کہا کہ خواجہ یہ جنگل ہمارے جھیلے ہوے ہین بہت آسانی سے نکل چلین گے خواجہ نے کہا کہ مجکو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ صحرا مین رہ کے گئے نکاسی دشوار ہوگی جہان آرا نے کہا کہ خواجہ چلیے

اب شاک کو راہ نہ دیجیے صہبا و جہان آرا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوئیں خواجہ بھی جھپٹ کر چلے جب صہبا و جہان آرا خواجہ کو دیکھتے ہیں تو اپنے سائے میں خواجہ کو پاتے ہیں دن کو رہبری کی شام کو ایک نخل ملا اسکے سائے میں اترے اسی طور سے زیر نخل آرام کیا پھر رات رہے خواجہ نے پھر وہ ہی دھواں دھار ابر دیکھا اور وہ ابر آسمان پر جا کر غائب ہوا صبح کو خواجہ نے سب حال جہان آرا و صہبا سے بیان کیا جہان آرا نے پھر وہی کہا کہ صحرائے کوہستان کی جہان کے ابر کا کیا اعتبار ہی خواجہ و جہان آرا و صہبا پھر روانہ ہوئے دن بھر راستہ چلے اب آج شام کو پہچانا کہ تین دن سے یہی درخت ملتا ہی اور روز رات کو یہیں رہتے ہیں خواجہ نے کہا کہ کیوں ملکہ جہان آرا جو ہم کہتے تھے اسی کا ظہور ہوا دن بھر کی رہروی بیکار ہوتی ہی اس صحرا میں کسی نے گھیرا ہی راستہ ہمارا رہبر رک گیا دیکھو تو تین دن گذرے یہی درخت ملتا ہی دن بھر چلتے ہیں اور شام کو اسی مقام پر رہتے ہیں جہان آرا نے کہا کہ خواجہ اب مجکو بھی اعتبار ہوا کہ کسی نے راستہ روکا میں جاتی ہوں اور خبر لاتی ہوں صہبا نے کہا کہ بٹیا تم ابھی خواجہ کے پاس ٹھہرو تمھارا جانا مناسب نہیں میں جا کر خبر لاتی ہوں جہان آرا کو تو صہبا نے نہ جانے دیا آپ پر پرواز پیدا کر کے پہاڑ پر پہونچی پکار کر آواز دی کہ ارے یہ کون نامرد ہی کہ جسنے راستہ ہمارا روکا سامنے آئے اور ہمارا مقابلہ کرے تو حال سحر و ساحری کا معلوم ہو قضا کا سنگین جادو کہ خیال سکندری نے اسکو بھیجا ہی درۂ کوہ میں چھپی بیٹھی ہی کہ کان میں اسکے آواز پہونچی سر نکال کر دیکھا کہ ملکہ صہبا پہاڑ پر ٹہل رہی ہیں چند دانے ماش کے جھولی سے نکالے اور اسم سحر پڑھا پشت پر سے ملکہ صہبا پر کھینچ مارے ملکہ صہبا تو غافل کھڑی تھیں بیہوش ہو کر گریں سنگین جادو نے نکل کر زبان میں سوزن دی درۂ کوہ میں لا کر چھپایا یہان جب عرصہ ہوا جہان آرا نے کہا کہ خواجہ مادر مہربان پر کوئی افتاد پڑی پلٹ کر نہیں آئیں اب میں جاتی ہوں لیکن خیال رکھیے گا یہ کہکر جہان آرا بلند ہوئیں پہلے تو کوہ اور نخلستان پر نگاہ ڈالی کہیں کسی ساحر کا نشان نہ پایا حیران ہیں کہ آخر سحر کرنے والے نے کیونکر سحر کیا اور کہاں سے کیا سحر کرنے والا کہیں معلوم نہیں ہوتا آخر پہاڑ پر اتریں پکار کر آواز دی کہ ارے تو کیسا ساحر مکار ہی کہ ہمارے سامنے نہیں آتا زور سحر نہیں دکھاتا سنگین نے

درۂ کوہ سے چھپ کر دیکھا سحر تیار کرکے نکلی پشت پر سے آکر دانے ماش کے مارے بشکل صہبا
کے جہان آرا بھی بیہوش ہوکر گرین سنگین نے زبان مین سوزن دی لاکر پہلوے صہبا مین
قید کیا یہان خواجہ حیران ہین کہ دونون جادوگرنیان گئین پلٹ کر نہین آئین کسی آفت مین
پھنسین خواجہ اس نخل کے سائے سے ہٹ کر درۂ کوہ کے سامنے آکر بیٹھے رنگ و روغن
عیاری کا لگایا ایک گویے کی شکل بنکر تیار ہوے زنبیل سے جوڑی نے نکال کر گانے لگے نظم

دیکھی جو صبح زلف سیہ فام دوش پر
نظارہ کرنے کے لیے ہوئی شام دوش پر

طفلی سے ہون دوچار نشیب و فراز دہر
راحت نہ گور مین تھی نہ آرام دوش پر

مجھ سخت جان کا سایہ جو سیلاب پر پڑا
لادے پھرے حباب در و بام دوش پر

نادانی کا سبب ہے جو ہے طفل کوتہ از
رہنے نہ دیگی گردش ایام دوش پر

زلف سیاہ یار کمر تک نہین گئی
صیاد کا دھرے ہے ابھی دام دوش پر

بالاے بام ہو جو مسیحا نفس مرا
مردہ نہ ٹھہرے زیر لب بام دوش پر

چلتے ہین کیا یہ مارے مغرور ٹھوکرین
سر ہے ہر اک قدم ہے ہر اک گام دوش پر

طفلی مین بھی مرا یہی عالی دماغ تھا
جاتا تھا روز تا بہ لب بام دوش پر

پیوند خاک ہونے کا اسقدر ہے اشتیاق
آیا نہ گور تک مجھے آرام دوش پر

کاندھا دے جنازے کو کیا دے وہ نازنین
بھاری ہے جسکو زلف سیہ فام دوش پر

عاشق نشانہ تیر کے ہوتے تری طرح
رکھتا اگر کمان کو بہرام دوش پر

پھرتے ہین اس بہار مین مستون کے ساتھ
ساقی سبو کی طرح لیے جام دوش پر

اے موت آ کہین رہون تا چند منتظر
لادے ہوے سفر کا سرانجام دوش پر

رہتے ہین میرے کاتب اعمال رنج مین
آتش اٹھاؤنگا مین در و بام دوش پر

خواجہ اس لطف سے گا رہے ہین کہ طائر گیر سب بیٹھے ہین باز آشیانون سے منہ نکالے ہوے
ہین آہوان صحرا کرچھالین بھرتے ہوے آتے ہین دور سے سنتے ہین وہ آواز مین مزہ ہے کہ اپنا اپنا
سر دھنتے ہین ایک طرف سے شیران صحرا کچھار سے ڈکارتے نکل آتے ہین قریب آ ہو کر ٹھہرتے
ہین مگر شکار نہین کرتے ایک کی طرف ایک نہین دیکھتا خواجہ بیچون بیٹھے نے بجا رہے ہین ع دو

تانین مار رہے ہین کہ طائر منقار کھول کر رہجاتے ہین طائر و آہو جھوم رہے ہین سنگین جادو
نے درۂ کوہ سے جو گانے کی آواز سنی بیتاب و بیقرار ہوگئی درۂ کوہ سے سر نکال کر دیکھا کہ
ایک گویا بڈھا دامنۂ کوہ مین بیٹھا گا رہا ہی شیران صحرا و آہوان دشت ہمہ تن گوش ہو کر
سن رہے ہین کیا مجال کہ اپنے مقام سے ہٹین سنگین جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا جی مین کہتی
ہو کہ کیا گانیوالا صاحب تاثیر ہی شیر و آہو وغیرہ مست ہو رہے ہین شاید کوئی خداوند صحرا مین اسکے
اسکے ساتھ کا یہ گویا ہی پھر سوچی کہ اسکو اُٹھا لاؤن اپنے درۂ کوہ مین لاکر گانا سنون پھر سوچی کہ
ای سنگین قدرت نے لکھا تھا کہ ای سنگین جادو عمرو کا خیال رکھنا ایسا نہو کہ عمرو کسی طور سے
تیرے پاس آئے اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہوگا ہر چند کہ گانے کا اُسکے بھی کمال مشہور ہے اور
گانے کے فقرے مین اُسنے بڑے بڑے جادوگرون کو مارا مگر ایسا کمال تو نہو گا کہ جانور گانا
سن رہے ہین شیر کچھار سے نکل آئے ہین یہ کسی خداوند کی کرامت ہی کہ سب جانور متحیر ہو گئے
سوچتے سوچتے اپنے مقام سے آدمی سر پر خواجہ کے آکر ٹھہرا ئی عمرو نے دیکھا کہ زمین پر عکس پڑا
اپنے دلمین سمجھے کہ ساحرہ آئی تمھین اُٹھا لیجائیگی یہ سوچکر کرسے عطر بیہوشی نکالا تمام بدن مین مل
اور کپڑون پر بھی ڈالا سنگین جادو کڑک کر گری کمر مین پنجہ ڈالے آدمی کوئی دس قدم بلند ہوئی
تھی کہ عطر بیہوشی کی بو دماغ مین پہونچی لڑکھڑا کر طرف زمین کے چلی خواجہ پنجے سے چھوٹے خواجہ
نے اس حال مین ملفے گنڈے مارے زمین پر آتے آتے جھٹکا مارا سنگین زمین پر گری
خواجہ بھی سنبھلے دیکھا کہ سنگین جادو زمین پر بیہوش پڑی ہی جھولی اُسکی ٹٹولی ایک کاغذ شکل عرضی
کے نکلا اُسکا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند مین نے جہان آرا و صہبا کو گرفتار کر لیا خواجہ عمرو کو
اب تک نہین پایا اگر حکم ہو تو دونون کو لاؤن مگر یہ ارشاد ہو کہ زندہ لاؤن یا سر ان دونون کے
حاضر کرون جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن عمرو کو عقل سے دریافت ہوا کہ یہ عرضی لکھی تھی مگر
روانہ نہین کی اب اس عرضی سے شاید کوئی مطلب نکلے یہ سوچکر کپڑے تو سنگین کے اُتار لیے
اور ایک خنجر مارا کہ سنگین کے دو ٹکڑے ہوے سنگین کے مرتے ہی جہان آرا و صہبا کو
درۂ کوہ مین ہوش آیا مگر زبانون مین سوزن ہی اُٹھ نہین سکتین خواجہ عمرو ڈھونڈھتے ہوے
درۂ کوہ مین آئے دیکھا کہ صہبا و جہان آرا حیران بیٹھی ہین عمرو نے آکر انکی زبانون سے

سوزن نکالی دونون نے حال پوچھا خواجہ نے حال قتل سنگین بیان کیا دونون شاہزادیان
اپنے مقام سے اُٹھین جہان آرا نے پوچھا کہ خواجہ اب کیا قصد ہی خواجہ نے کہا کہ میرا ارادہ ہی
کہ دربار مین خیال سکندری کے جاؤن جہان آرا نے کہا کہ خواجہ وہ حکیم مکار و جعلساز
و شعبدہ باز ہوا ایسا نہو کہ تمکو پہچان لے یہ باتین ہو رہی تھین کہ دیکھا صحرا سے گرد اوڑی جب
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا جہان آرا نے دیکھا کہ ایک ساحر جادوگرنی تخت پر سوار اُسکے پیچھے ہزار لاکھ
ساحر تخت اُڑا کر قریب پہاڑ کے آئی آواز دی کہ ملکہ سنگین جادو کیا کرتی ہو خواجہ تو گلیم
اوڑھ کر مخفی ہوے مگر کوہ انداز جادو نے دیکھا کہ لاشہ سنگین کا جنگل مین پڑا ہے
بے اختیار چیخ مار کر روئی کہتی ہے کہ کیون بہن تمکو کسنے مارا تم تو نہایت ہوشیار تھین یہ کہکے
چند دانے ماش کے اُچھالے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند خیال سکندری کنیز کو معلوم ہو
کہ قاتل میری بہن کا کہان ہی کہ مین اُسکو قتل کرون کچھ تو دل کو تسکین ہو ایک تڑاقا ہوا
شعلہ چمکا آواز آئی کہ ای کوہ انداز جادو صہبائے شیرین کلام و جہان آرا خود باعث قتل
سنگین ہوئین درۂ کوہ مین چھپی رہین کوہ انداز نے جو یہ لفظ سنی فوج کو اشارہ کیا کہ اس
پہاڑ کو گھیر لو مین لاکھ فوج نے پہاڑ کو گھیر ا چہار جانب سے گولے ترنج و نارنج پڑنے لگے
جہان آرا و صہبا نے دیکھا کہ اگر یہ پہاڑ گر یگا تو ہم دب جائین گے گولے ہاتھ مین لیکر نکلین
اُس فوج سے لڑنے لگین خواجہ نے خیال کیا کہ پہاڑ جنبش مین ہی ایسا نہو کہ پہاڑ گر پڑے
تو غضب ہو خواجہ گلیم اوڑھے ہوے پہاڑ سے نکلے حقہ آتشبازی مارا ساحر جلنے لگے صہبا و
جہان آرا بھی سحر کر رہی ہین کل فوج نے دونون کو گھیر ا ہی چہار جانب سے بلوہ ہے
کوہ انداز نے دور سے دیکھا کہ جہان آرا و صہبا بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہین ادھر سے
کوہ انداز بھی لڑتی ہوئی سامنے جہان آرا کے آئی للکارا کہ کیون جہان آرا تمنے کچھ خیال
خداوند نہین کیا خدائے نادیدہ کی اطاعت کی جاگتی جوت کے خداوند کو چھوڑا اب تم میرے
ہاتھ سے نہ بچو گی یقین ہی کہ قدرت ظہور فرمائین تمکو سزا ملے قعر جہنم مین جھنکوا دین تا روز
قیامت تمھاری رہائی نہو گی یہ کہکے گولہ مارا گولہ قریب سر جہان آرا کر پھٹا دھوان نکلا
شعلے چمکے ایک شعلہ جہان آرا پر گرا جہان آرا چیخ کھا کر گری کوہ انداز جادو نے

ساحرون کو اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کرو چار جانب سے ساحر بڑھے کہ جہان آرا کو اٹھا لین
صہبا نے بڑھ کر سحر کیا کئی سو ساحر مر کر گرے کوہ انداز نے جو صہبا کو سحر کرتے دیکھا پکار کر
آواز دی کہ او صہبا تجکو کیا نشہ ہی خوف خداوند دل سے بھلا یا دیکھ تیری بیٹی کو تو میں نے
بیہوش کیا صہبا گرد بیٹی کے پھرنے لگی خواجہ ایک گوشے مین سے حقۂ آتشبازی مار رہے
ہین کوہ انداز حیران ہی کہ یہ آگ کون برساتا ہی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند خیال سکندری
صہبا بڑی ساحرہ سخت ہی اسپر سحر تاثیر نہین کرتا دیکھون کیا انجام ہو صہبا گرد جہان آرا
پھر رہی ہی چاہتی ہی کہ کسی کو اٹھانے نہ دون اور ساحر جلوہ کرکے آتے ہین چاہتے ہین
کہ جہان آرا کو اٹھا لین مگر صہبا سحر کامل کر رہی ہی جدھر ماش کے دانے پھینک مارے
سو دو سو جل کر گرے ساحر قریب نہین آنے پاتے ہر طرف سے جلوہ کرکے آتے ہین مگر جہان آرا
کو اٹھا نہین سکتے یہ ہر مرتبہ جب سحر کرتی ہی سو دو سو مر کر گرتے ہین کئی ہزار ساحر صہبا کے مارے
کوہ انداز خوف سے قریب نہین آتی ڈر رہی کہ ایسا نہو سحر صہبا کا مجھپر چل جائے اسکے سحر سے
بچ نکلی ہر مرتبہ پکارتی ہی کہ یا خداوند خیال سکندری مدد کیجیے قضائے کار نظام جادو اپنے
باغ مین بیٹھا ہی سحر تیار کر رہا ہی کہ اسکے کان مین آواز پہونچی کہ کوہ انداز پکار رہی ہی اپنے مقام
سے اٹھا پوجا پاٹ کر رہا تھا اگیاری سے شعلہ چمکا آواز آئی کہ اے نظام کیون اپنے تئین مصیبت
مین ڈالتا ہی عمرو ایسا عیار اس مقام پر موجود ہی ایسا نہو کہ تیرے ساتھ فتور کرے
نظام جادو نے کچھ خیال نہ کیا سوچا کہ بیرغل مچا رہے ہین انکو خوراک دینے کا وقت تھا
خوراک نہین پہونچی تو ایسی ایسی باتین کرتے ہین اڑ کر چلا کئی مرتبہ کان مین آواز آئی کہ اے
نظام تجھے کچھ انجام کی خبر نہین ہی مگر نظام اڑتا ہوا چلا اس مقام پر آیا دور سے دیکھا کہ جنگ
ہو رہی ہی ہزارہا ساحرون کا جلوہ ہی بیچ مین ایک ساحرہ بیہوش پڑی ہی ایک ساحرہ گرد
پھر رہی ہی اسنے ایک گولا مارا کوہ انداز نے دیکھا کہ اندھیرا ہو گیا اس اندھیرے مین نظام
چلا کہ جہان آرا و صہبا کو اٹھا لون خواجہ جو پہلوے نخل مین کھڑے تھے لپک کر جال ایسا
مارا جہان آرا کو کھینچ کر زنبیل مین رکھا منھ پر ہاتھ پھیر کر کہا داوا آدم درویش از کل عالم بیش
مجکو صورت ملکہ جہان آرا کی عطا کیجیے فوراً صورت جہان آرا کی ہو گئی وہین اپنے کو گرا دیا

نظام جو تڑپ کر گرا صہبا کی کمر مین پنجہ دیا اور جہان آرا سے نقلی کو بھی اٹھا لیا لیکر طرف
آسمان کے چلا اور پکار کر آواز دی کہ ای کوہ انداز تم پلٹ جاؤ مینے نظام جادو صہبا و جہان آرا
کو مین لیے جاتا ہون کوہ انداز نے جو دیکھا کہ نظام صہبا و جہان آرا کو لے گیا بے لاشے
اٹھوائے ارتھیان بنوائین چند ساحر ساتھ کیے کہ انکو لیجا کر جلادو ساحر اُن لاشون کو لیکے
کوہ انداز ایک طرف روانہ ہوئی مگر نظام جادو صہبا و جہان آرا کو لیکر چلا قضا سے کا
ہوشنگ جادو اپنے باغ مین بیٹھا ہی کہ اسنے دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا ایک ساحر تو ہیکل
دو شاہزادیان کہ نہایت حسین و جمیل ہین پنجے مین دبائے لیے جاتا ہی ہوشنگ یہ حال دیکھ
کر رہا تھا دو مین سے ایک گولہ اُٹھایا اُسپر سحر کرکے پھینک مارا سینے پر نظام کے پڑا کہ توڑ کے
پشت کو پار گذرا دونون شاہزادیان پنجے سے اسکے چھوٹین ہوشنگ نے صہبا کو روکا
جہان آرا مسند پر گری ہوشنگ نے سحر پڑھ کر ہوشیار کیا خواجہ نے آنکھ کھولتے ہی
کہا کہ یا خداوندا تیرے صدقے تیرا باغ کیا لطف سے آراستہ ہی ہوشنگ نے کہا کہ ای
جہان آرا کیا دیکھ رہی ہو جہان آرا سے نقلی نے عرض کی کہ ای ساحر جلیل مین صحبت
خداوند مین تھی گانا ہو رہا تھا قدرت ہنس رہے تھے مین بھی غزل عاشقانہ گا رہی تھی
بلکہ تم بھی سنو یہ اشعار عاشقانہ گا رہی تھی نظم

دامن نہ چھوٹا مرکے بھی دشتِ غبار انگیز کا — مین اک بگولہ بن گیا صحرائے وحشت خیز کا
تا حشر مٹنے کا نہین لالے کا داغ ای باغبان — دھبا ہی میرے خون کا دامن ہر اُس خونریز کا
شوقِ شہادت مین یہان ہر وقت کٹتا ہی گلا — عالم رگِ گردن مین ہی قاتل کی تیغ تیز کا
پیمانۂ دلبر کی سن کچھ اور ہم رکھتے نہین — دل ہاتھ مین ظالم کے ہی کیا کام دست آویز کا
آشفتہ مو سنبل بھی ہی سرگشتہ گل بھی ہی — سودا چمن کو ہو گیا اُس زلف عنبر بیز کا
ساقی تو بھر بھر جام شراب ہم کیونکر ہونے — پہلے چھلکنا دیکھ لے پیمانۂ لبریز کا
بڑھ کر وہی پیمان شکن ای نامہ بر سمجھا نگی — ہمسے نہ مطلب پوچھ تو خط شکست آمیز کا
جز بادہ نوشی ساقیا کوئی نہین اسکی دوا — پرہیزگارون کو ہوا اچھا مرض پرہیز کا
پیدا کرے دشمن جگر جب آزمائے کچھ اثر — میری اس آہ گرم کا تیری نگاہ تیز کا

ڈالے تنے نہایت ہم اے جلال آشوب رستخیز سے		دیکھا ہے ہمنے حادثہ عشق بلا انگیز کا

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ ہوشنگ جادو بیقرار ہو گیا کہا کہ اے جہان آرا
تو تو خدمت میں خداوندی کی بیٹھی تھی یہ کون جادوگر تھا جو تجکو لیے جاتا تھا خواجہ نے کہا کہ میں
نہیں جانتی یہ کون شخص تھا اور مجھکو کہاں لیے جاتا تھا مگر اے شہنشاہ ساحران تم تو بیان
کرو کہ تمنے مجھے کیونکر رہا کیا باعث ہوا ہوشنگ نے کہا کہ اے جہان آرا ساحروں نے ہمکو
یہ خبر سنائی تھی کہ جہان آرا شریک مسلمانان ہو گئی اور خداوند خیال سکندری کو بالکل
فراموش کیا لیکن تم صحبت خداوندی میں پہونچیں اور قدرت نے تمکو علم موسیقی عطا کیا اے
ملکہ جہان آرا اصل تو یہ ہے کہ قدرت نے تمکو سردار علم موسیقی والوں کا کیا ہے تمنے اس رنگ
میں یہ غزل گائی کہ دل بیقرار ہو گیا لیکن دل مشتاق ہے کہ پھر تمہارا گانا سنے خواجہ نے جواب دیا
کہ اے شہنشاہ ساحران جلسہ جماؤ بعد اسکے مجکو خدمت خداوند میں لیچلو قدرت نے ناحق مجھپر
غصہ کیا ہے میں قدیم تابعدار ہوں قدرت مجکو معتوب نہ کریں ہوشنگ جادو نے کہا کہ
جب میں خدمت خداوند میں گیا قدرت نے تمہارا ہی ذکر کیا اور یہ فرمایا کہ ہمیں جہان آرا
سے یہ امید نہ تھی جسوقت تم چلکر عذر کروگی قدرت بخوشی قبول کرینگے میں وعدہ کرتا ہوں کہ
صفائی کرا دونگا اس طور کی خواجہ نے باتیں کیں کہ ہوشنگ نے کنیزوں کو آواز دی کہ
ارے شراب وکباب لاؤ کنیزوں نے گلابیاں لاکر رکھیں کشتیاں کباب کی حاضر ہوئیں
ہوشنگ نے پوچھا کہ کیوں جہان آرا ماں تمہاری کیوں گرفتار ہوئیں ساحر تمکو کہاں
لیے جاتا تھا صاف صاف بیان کرو خواجہ نے کہا کہ میں اور ماں میری برابر پہاڑ کے گرد
شکار کھیل رہی تھی سنگین جادو کسی سے لڑی اور قتل ہوئی میں نے جو دیکھا کہ لاشہ پڑا
ہے میں بھی درہ کوہ میں جا کر ٹھہری کوہ انداز جادو اسکی بہن تین لاکھ ساحروں سے آئی
اسنے جو بہن کا لاشہ دیکھا اور ہم ماں بیٹی کو اس مقام پر پایا سمجھی کہ یہی میری بہن کے
قاتل ہیں ساحروں سے اشارہ کیا کہ انکو گرفتار کر لو اے شہنشاہ ساحران ہرچند کہ تین لاکھ
ساحروں کا بلوہ تھا مگر ہم دونوں اسنے لڑے کہ کوہ انداز کی مجال نہ تھی کہ ہمپر ہاتھ ڈالتی وہ پلٹ
پلٹ کر خداوند خیال سکندری کو پکارنے لگی نظام جادو نہیں معلوم کہاں سے آتا تھا

غفلت میں ہم دونوں پر گرا ہمیں معلوم کہاں لیجاتا تمکو قدرت سلامت رکھے کہ تمنے اُسکو مارا ہمکو بچایا ہم تمہارے شکر گزار ہیں ہوشنگ جادو نے کہا کہ ای ملکہ عالم اب یہ احسان کرو کہ سب عیش و نشاط مہیا ہی چند اشعار گاؤ خواجہ نے جواب دیا کہ ای ہوشنگ جادو تمنے جان بخشی کی تمسے کسی بارے میں انکار ہو سکتا ہی اب تو ہوشنگ جادو نے ملکہ صہبا کو بھی ہوشیار کیا بڑا ہی خیال ہی کہ صبح ہوتے ان ماں بیٹیوں کو لیجا کر قدرت سے ملا دوں یہ اپنے اپنے عہدوں پر جائیں انکے مقام ویران پڑے ہیں انھیں جاکر آباد کریں تو میں خوش ہوں خواجہ بیچ میں آئے سامنے مسند کے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے ۔ نظم

دیکھ لے ترچھی نگاہوں سے ادھر اچھی طرح — سامنے تیرے تڑپ لیں دل جگر اچھی طرح
قصد کرنا آہ کرنے کا نہ ای دل عشق میں — آہ میں جب تک نہ پیدا ہو اثر اچھی طرح
اپنے دل دیکر کسی کو ہائے پھر کیوں لے لیا — کیا بُرائی تھی جو رہتے عمر بھر اچھی طرح
عاشقوں کے حال پر آپ ہنسیے شوق سے — یہ بھی رو لینگے کبھی دل کھول کر اچھی طرح
ابکی یوں جلوہ دکھاؤ حشر تک آئے نہ ہوش — بیخبر کی اپنے لو آکر خبر اچھی طرح
دیکھکر اپنی جھلک آئینے میں غش ہو گئے — کہیے کیا ہوتا جو ملجاتی نظر اچھی طرح
قصد اُٹھنے کا اگر بہر خرام ناز ہی — زلف سے کہدو ذرا تھامے کمر اچھی طرح
یا نئی تصویر تصور پر کسی کے پھر نہ جائے — دیکھ رکھتا اسکو تو ای چشم تر اچھی طرح
کیا جواب خط دیا اُسنے یہ کس سے پوچھیے — بات بھی کرتا نہ ہو جب نامہ بر اچھی طرح
یا الٰہی اپنے کشتے کو نہ پہچانے کوئی + — مل نہ لے ہاتھوں کو جبتک لاش پر اچھی طرح
مل نہ جاتا ڈھونڈھنے والے کو اپنے جلد تم — چند دن پہلے پھرا لو در بدر اچھی طرح
لب۔ مدت کے جو آنکلا ہی سینے کی طرف — پوچھتا ہی دل کہ ای درد جگر اچھی طرح
وصل کی شب ہی شب فرقت نہیں پہچان لے — آج تو میری دعا کو ای اثر اچھی طرح
خاک سر پر تھی کبھی گہ خاک پر سر تھا جلال — کوے جاناں میں ہوئی اپنی بسر اچھی طرح

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ ہوشنگ جادو اُٹھ کھڑا ہوا صورت جہاں آرائی دیکھ کر بیتاب ہی چاہتا ہی یہ کسی طرح مجکو قبول کرے تو میں اسکو خاتون محل قرار دوں یہ کیا

تازنین مہ جبین ہو اور گانے مین تو بے مثل و بے نظیر ہو کس تان سے غزل گائی کہ
دل بیقرار کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا مگر خواجہ نے گلا بیان کھینچین الٹ پلٹ کرنے لگے
بیہوشی ملائی جام لبریز کر کے ہوشنگ جادو کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا او صاحب ایک جام
میرے ہاتھ سے پیو اب خداوند ایسی تقدیر کرین کہ ہماری تمھاری اب ایک ہی مقام پر بسر ہو ہمارا
بھی دل تمکو چاہتا ہی ہر چند کہ ہوشنگ جادو بہت ہوشیار ہی کئی طائر بھی آشیانون سے
پھڑک کر گرے اور بزمزمہ سرائی آواز دینے لگے مگر ہوشنگ جادو گلے مین ہاتھ ڈال دیے
ایسا خوش ہوا کہ جام بے اندیشۂ انجام پی گیا صہبا سے اشارہ کیا کہ تم بھی پیو اور سب کنیزون کو بھی
پلاؤ سب کنیزون نے بھی شراب پی جب سب کو شراب پلا چکے بیٹھکر چند شعر گائے ہوشنگ
اپنے مقام سے اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی بیہوش ہو کے گرا کنیزین لینا لینا کہکر اٹھین جو اٹھی
وہ گری تھوڑے عرصے مین سب برلب فرش ہوئین خواجہ نے پہلے ہوشنگ کو قتل کیا
درخت جلنے لگے تمام باغ جل کر خاک ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام ہوشنگ
جادو بود ملکہ صہبا نے گھبرا کر کہا کہ کیون خواجہ اس بدنصیب کو کہان چھوڑا جہان آرا کا خیال
آپکو نہ رہا خواجہ نے کہا کہ ملکہ نہ گھبراؤ جہان آرا میرے پاس موجود ہی صہبا نے کہا کہ
خواجہ میری تسکین کو نہ کہو مجھے جہان آرا کی صورت دکھاؤ خواجہ نے زنبیل سے جہان آرا
کو نکالا جہان آرا زنبیل سے ہنستی ہوئی نکلی دوڑ کر خواجہ سے لپٹ گئی کہا خواجہ زنبیل
مین عجب تماشے دیکھے جب آپ نے مجھکو داخل کیا اور پکار کر آواز دی کہ یہ ہماری جان
ہو گئی شاہزادیان برائے استقبال دوڑین مجھکو ہاتھون ہاتھ ایک قصر عالی مین لیگئین
لیجا کر مسند پر بٹھایا ناچ گانا شروع ہوا کیا کہون کہ ان شاہزادیون نے کیا کیا خاطرین کین
شب بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا اب صبح کو دربار لے گئی تھین بجرے زور قین آ کر آراستہ ہوئے تھین
ارادہ تھا کہ نواڑہ کھیلنے کو لیجائین پر ایک شاہزادی کا یہی قول تھا کہ صاحبو خاطر کرو یہ منظور نظر
شہنشاہ عیاران ہین ایک شاہزادی یہی کہ رہی تھی کہ بجرے پر سوار ہو جیسے شکار ماہی ہو
کیا ہی حال کھیلے خواجہ سب طرح کے سامان وہان موجود ہین چاہتی تھی کہ بجرے پر سوار ہون کہ تمنے
آواز دی کہ جہان آرا کو وہ سب شاہزادیان یہان تک آ کے پہونچا گئین عجب تماشا دیکھ آئی

بزرگی اب دل میں سمائی کئی سو قلعے ہیں کہ سب آپ ہی کے خراج گذار ہیں ناظم کیا کیا عہدہ کہے
ہیں ابکی سال غلہ خوب پیدا ہوا اب یہ مہنگی موقوف ہوگی لیکن خواجہ ایک بات کا حکم دو کہ
بیرونجات کے جو تاجر آتے ہیں کوئی لاکھ کا خریدتا ہے کوئی پچاس ہزار کا خریدتا ہے خواجہ صاحب
ایک سال کو حکم کر دیجیے کہ تاجران بیرونجات نہ آویں انکے آنے سے آپکے قلعہ جات میں
گرانی ہوتی ہے ایک سال کے لیے ممانعت ہونی ضرور ہے خواجہ نے کہا کہ اے جہان آرا تقدیر
تاجران میں دم مارنے کی جگہ نہیں ہے انکو میں نہ منع کرونگا محصول بھی نہ چھوڑونگا جو وقت خدا کو
منظور ہوگا غلہ سستا ہو جائیگا جہان آرا نے لاشہ ہوشنگ دیکھ کر کہا کہ آپ یہان سے
نکلیے اب آگے بڑھکر صحراے رشک افزا ملیگا اُس سے گذرنا دشوار ہوگا مجکو بڑا تردد ہے خواجہ
و جہان آرا و صہباے شیرین کلام باغ سے نکلے لیکن خواجہ نے سب کنیزون کے لباس اُتار لیے
باہر نکل کر طرف صحرا کے چلے ایک صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ملا تمام صحرا پھولا پھلا ہوا بار
اثمار سے نخل جھکے ہوے شاخیں شکریہ باغبان قضا و قدر میں سر بسجود ہیں سجادہ بانی بہار
میں بدل موجود ہیں ایک جانب پہاڑ مثل گلدستے کے آراستہ ہیں درخت قطار در قطار زیر نخل
پھولون کے انبار ہیں ہر آبشار درختون پہاڑون کی بکار ہر سمت جوش بہار جہان آرا و صہبا و
عمرو اس تماشے کو دیکھ رہے ہیں قدرت باغبان قضا و قدر پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ خواجہ نے
کہا کہ اے جہان آرا کیا عمدہ صحرا ہے قدرت باغبان قضا و قدر کا تماشا ہے جہان آرا نے کہا کہ
خواجہ اسی جنگل کو صحراے رشک افزا کہتے ہیں اُس حکیم مردود نے اس صحرا کو بڑا زور دیا ہے اور
یہ جنگل دور تک ہے قدم اُٹھا کر چلیے اگر یہان سے بخیر و خوبی نکل جائیں تو یہ حفاظت حافظ حقیقی
ہے یہانکی بہار کو دیکھ کر دل کانپ رہا ہے کہ خداوند کریم جلد یہان سے نجات دے خواجہ عمرو
جہان آرا سے یہ باتیں کرتے ہوے جاتے ہیں کہ نوبت و نقارے کی آواز کان میں آئی ملکہ
جہان آرا نے کہا کہ دیکھو خواجہ میلے والے لوگ آتے ہیں ہمسے الگ رہو ایک مقام پر ٹھہرو
تماشا دیکھو ہم مان بیٹی الگ سے تماشا دیکھتے ہیں خواجہ ایک گوشے میں گلیم اوڑھ کر کھڑے
ہوے جہان آرا و صہبا ایک طرف ٹھہرین دیکھا کہ غول کے غول غٹ کے غٹ زمیندارون
کے آنے لگے جو آیا اُسنے ایک طرف فرش بچھایا ٹھاکر صاحب ڈھال پھنکا باندھے ہوے

ڈہری مرزائی گلے مین نیچے میندا وپر مین سکہ انگوچھا سر پر بندھا ہوا آدراج کا مالا گلے مین ایک دانہ مونگے کا ایک دانہ سونے کا ملازمون نے ایک مسندلا کر لگا دی ہاسے تھیلے مین پیال بھر دی ٹھاکر صاحب اوسپر تکیہ کر کے بیٹھے ساتھ والے اسامی بھی بیٹھنے لگے ٹھاکر صاحب نے سپر آگے رکھ لی برچھی گاڑ دی تلوار کو زانوون پر رکھا تھوڑے عرصے مین خواجہ نے دیکھا کہ تمام جنگل زمیندارون سے بھر گیا جہان تک نگاہ کام کرتی ہے گنوارون سے جنگل بھرا ہے دیہات کی بازارین آراستہ ہونے لگین بقال آکر بیٹھا ٹوکرون مین اناج بھرا ہوا آگر کی بھیلیان ایک ٹوکرے مین رکھی ہوئین خرید و فروخت ہونے لگی ٹھاکر صاحب نے کچھ نذر منگوا یا وہین بیٹھ کر کھانے لگے تھوڑے ہی عرصے مین گرم بازاری کا ہنگامہ ہوا ہر مقام پر بھیا بھگتنین ناچ رہی ہین ٹھاکر صاحب کے سامنے آکر مجرا کیا ٹھاکر صاحب نے ٹینٹ سے نکالکر کچھ پیسے پھینکے اب خواجہ نے دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک کنوان ظاہر ہوا گرد اوس کنوین کے زمیندارون نے آکر ہجوم کیا کئی سو برہمن تمبری دھونیان باندھے ہوئے ہاتھون مین تانبے رنگا ہوا گردا آکر کنوئین کے بیٹھ گئے پوتھیان نکالین جاپ کرنے لگے ہر طرف یہی ہنگامہ ہو رہا تھا خداوند خیال سکندری تیری قدرت کے قربان کہ اس صحرا مین یہ سامان عطا فرمایا ہے ناگاہ کنوئین سے شعلے نکلنے لگے جس مقام پر صہبا و جہان آرا کھڑی ہین دو شعلے بھڑک کر اوس مقام پر آئے گرد اونکے سرون کے چرخ مارا اور پھر شعلے کنوئین مین پہونچے جہان آرا وصہبا یا تو کھڑی تماشا دیکھ رہی تھین یا اپنے مقام سے بڑھین اور طرف کنوئین کے چلین راہ مین جو کسی نے پوچھا کہ شاہزادیو تم کہان جاتی ہو کچھ جواب نہ دیا یہ اشعار پڑھنے لگین نظم

جو کہون مین زبان سے قاصد	سن لے تو اسکو دھیان سے قاصد
اب تو مرتا ہون جان سے قاصد	باز آ امتحان سے قاصد
دیکھ پھر کر ادھر سے بھی آنا	تو اسی آن بان سے قاصد
کیا لکھون خط قلم بھی اٹھتا ہے	کہین مجھ ناتوان سے قاصد
میری کہکر کچھ اسکی بھی سننا	ہاے بہرا ہے کان سے قاصد
بھیجتا ہے جو یار کو پیغام	وہ کہون کس زبان سے قاصد

نامۂ شوق کا جواب تو لا — ہم بھی حاضر ہین جان سے قاصد
ہمنے کسکی خبر کو بھیجا یا — گئے دونون جہان سے قاصد
تنگئی میری قبر اب دربار — پائین گے کس نشان سے قاصد
کیون نہ اُس ماہ تک رسائی ہو — جب ملین آسمان سے قاصد
نہین معلوم کیون پھرا نہ جلال — جا کے اُسکے مکان سے قاصد

خواجہ نے جو دیکھا کہ صہبا و جہان آرا مبہوت ہو کر طرف کنوئین کے جاتی ہین ایک گنوار
کی شکل بنکر قریب صہبا و جہان آرا کے آئے اور جہان آرا کا ہاتھ تھام کر کہا کہ اے ملکۂ عالم
کہان جاتی ہو صہبا نے جھڑک کر جواب دیا کہ اے شخص ہمکو نہ روک خداوند کو دیکھنے جاتے
ہین خواجہ نے چپکے سے کہا کہ اے ملکۂ عالم منم مہر سپہر عیاری جہان آرا نے پکار کر جواب دیا
کہ اے خواجہ مجھکو نہ روکو مین غل مچاؤنگی کہ عمرو عیار مجکو روکتا ہے عمرو نے گھبرا کر ہاتھ چھوڑ دیا
ہزارہا گنوار جمع ہین صہبا و جہان آرا اسی جوش و خروش مین قریب کنوئین کے پہونچین
پہلے سجدہ کیا پھر جھانک کر دیکھا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند مین آؤن اور قہقہہ مار کے
ہنسین جہان آرا نے کہا کہ اے مادر مہربان دیکھو دربار قدرت آراستہ ہے قدرت ہمکو
بلاتے ہین یہ کہکر دونون کنوئین مین پھاند پڑین کنوئین سے شعلہ ہاے آتش نکلے اب
خواجہ نے یہ معاملہ دیکھا کہ جب دونون شاہزادیان کنوئین مین پھاند پڑین اسقدر شعلہ ہاے
آتش نکلے کہ سب زمیندار جل کر خاک ہو گئے تھوڑے عرصے مین خواجہ نے دیکھا کہ کوئی زمیندار
نہین ہے جا بجا خاک کے ڈھیر ہین ہوش اڑ گئے جی مین کہتے ہین کہ خواجہ کیا عجائب و غرائب
ہین دم بھر مین ایسا عمدہ میلا آراستہ ہوا اب جنگل سنسان کف دست میدان معلوم ہوتا ہے
انسان حیوان کا نام نہین خواجہ کو صہبا و جہان آرا کا بڑا قلق ہے جی مین کہتے ہین کہ ان
شاہزادیون سے اُس حکیم کو بڑے قلق پہونچے ہین چلکر دیکھو تو اس کنوئین مین کیا ہے مگر
بصورت اصلی چلنا بہتر نہین زنبیل پر ہاتھ ڈالا ایک کھال بندر کی نکالی اُسکو جسم پر آراستہ کیا
آئینے مین صورت دیکھی صاف معلوم ہوا کہ ایک میمون کلان بیٹھا ہے خواجہ عمرو بندر کی شکل بنے
قریب کنوئین کے آئے اب جو جھانک کر دیکھا تو کنوئین مین پانی معلوم ہوا خواجہ نے سر ہٹا لیا پھر جو

جھانکا تو یہ معلوم ہوا کہ پانی بھی کنوئین مین نہین ہی اسقدر اندھیرا ہی کہ کچھ نہین سوجھتا کئی مرتبہ
خواجہ نے جھانکا ارادہ کیا کہ کنوئین مین پھاند پڑون مگر دل نے قبول نہ کیا ہر مرتبہ یہی سوچتے تھین
کہ خواجہ خدا جانے کنوئین مین گر کر کہان ہو بچو کیا طلسم ہو کہ جسپر دل گواہی نہین دیتا کئی مرتبہ جھانکنے
ایک مرتبہ پانی نظر آیا ایک مرتبہ اندھیرا دیکھا تیسری مرتبہ جھکے تو دیکھا ایک شخص لحیم و شحیم تخت
پر بیٹھا ہی گرد ہزارہا تاجدار تاج سرون پر لباس فاخرہ زیب جسم بعد تاجدارون کے ہزارہا ساحران
غدار و مگل پوش سے آہنی پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی محفل عیش و نشاط گرم میخوار بے شرابِ عمرو
لے جو یہ جلسہ دیکھا اور زیادہ خائف ہوئے دل مین کہا کہ ای خواجہ یہ کیا معرکہ ہی ایک مرتبہ
پانی دیکھا دوبارہ اندھیرا سہ بارہ یہ دربار عالی اس سوچ مین خواجہ بیٹھے ہین کہ جنگل سے
دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی دیکھا کہ ایک شیر ببر کلان کچھار سے نکلا ڈکارتا ہوا اسی طرف
آتا ہی خواجہ نے چاہا کہ اچک کر درخت پر جاؤن کہ وہ شیر قریب آگیا اور خواجہ عمرو پر
آنکھین نکالنے لگا خواجہ گھبرا گئے کہ اب کس طرف جاؤن وہ شیر قریب آگیا خواجہ عمرو کو
جلدی مین کچھ نہ بن پڑا جان کے خوف سے کنوئین مین پھاند پڑے وہ شیر طرف صحرا کے
غائب ہوگیا خواجہ جو کنوئین مین گرے دیکھا کہ دربار عالی آراستہ ہی وہ ہی ساحر و تاجدار
بیٹھے ہین اور ایک شخص تخت پر کریہ منظر بدصورت ایک معشوق پریچہرہ پہلو مین اُسکے کہ جسکا
نام ملکہ فیسان گہربار ہی ہر مرتبہ شراب پیتا ہی اور اُس نازنین کو پلاتا ہی جب بوسے کو مُنھ
بڑھاتا ہی تو وہ مہ جبین بکراہت مُنھ کو پھیر لیتی ہی اور کہتی ہی کہ یا خداوندا عہدے سے
بیٹھے وہ ساحر مُنھ ہٹا لیتا ہی کبھی کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان دل
بوس و کنار کا مشتاق ہی سب نے دیکھا کہ ایک میمون کلان محفل مین آیا وہ میمون چہار جانب
اُچکتا پھرتا ہی ساحرون نے قہقہہ مارا کہا کہ یا خداوند دیکھیے یہ بندر کہان سے آیا اُس
نازنین نے چمکار کر کہا کہ ارے یہ کسی کا پالو ہی دیکھو گلے مین پٹا بھی پڑا ہی جیسے ہی اُس
نازنین نے ہاتھ بڑھایا خواجہ اُچک کر اُسکی گود مین جا بیٹھے ایک گائن رقص کر رہی تھی
تال و سم پر ہاتھ پاؤن ہلانے لگے سر بھی ہلا دیتے ہین گائن نے کہا کہ بی نیسان گہربار صاحب
دیکھیے بندر آپ کا تال و سم پر ہاتھ ہلاتا ہی ملکہ نے ہاتھ ہلا کر کہا کہ ہان میان میمون تم بھی

ناچو یہ جو نیسان نے کہا خواجہ کو دکر محفل مین آتے ہی اسی صورت پر رقص کرنے لگے ہر مرتبہ پاؤن بجاتے ہین سر بھی ہلاتے جاتے ہین سب اہل محفل تحسین کر رہے ہین مگر بقراط ثانی جب بیٹھا ہی نیسان نے کہا کہ یا خداوند آپ تماشا دیکھ رہے ہین کہ یہ بندر کس مزے سے ناچتا ہی بقراط ثانی نے کہا کہ ای جان جہان قدرت کو تردد ہی کہ آج دن پہلے کا تھا جنگل مین جماؤ ہوا قدرت بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے کہ کسی زمیندار کے ساتھ بندر نہ تھا ایسا شایستہ بندر کہان سے آیا نکا یک بندر اُچک کر بقراط ثانی کی بھی گود مین جا بیٹھا ریش فش مین جوئین دیکھنے لگا نیسان جادو نے پھر ہاتھ سے اشارہ کیا کہا کہ ملعو رقص کرو بندر پھر اُچک کے رقاصہ کے پاس آیا رقاصہ کے پاؤن پکڑ پکڑ کے ہلاتا ہی مراد یہ ہی کہ رقص کرو رقاصہ فوراً پاؤن بجانے لگی میمون بھی سر ہلانے لگا ہر سم پر سر ہلاتا ہی منھ کھول کر بجاتا ہی چاہتا ہی کہ گاؤن مگر آواز سے ناچار ہی نیسان گہر بار نے کئی مرتبہ گود مین لیا بندر جب گود مین بیٹھتا ہی تو سر مین جوئین دیکھتا ہی کبھی ہاتھ ہلاتا ہی کبھی پاؤن بجاتا ہی کبھی سم پر سر ہلاتا ہی ساری محفل کو تماشا ہو گیا وہ جھکا کے ہلاتا ہی اُسکی گود مین جا بیٹھتا ہی ساری محفل مین پھرا ساحرون نے گود مین لیا مُنھ سے منھ ملا دیتا ہی مگر گانے پر بہت بیچین ہوتا ہی جب رقاصہ گاتی ہی تو سر ہلاتا ہی منھ کھول دیتا ہی گانے کا اشارہ کرتا ہی جب نیسان نے کئی مرتبہ کہا کہ میان ملعو گاؤ بندر نے طبلچی کو اشارہ کیا وہ طبلہ بجانے لگا بندر موٹی آواز سے سر ہلا ہلا کے یہ اشعار گانے لگا اشعار ہر ایک کی سمجھ مین آتے ہین صاف یہ اشعار تا بہ نوائین نظم

دل مضطرب الحال کچلا لیا شب غم تھا
جب تعب کیا عرش برین زیر قدم تھا

تا صبح کسی طرح نہ نکلا شب فرقت
یارب کوئی ارمان دلی تھا کہ یہ دم تھا

لطف ایک طرف اُس ستم ایجاد کے گئے
ہم قابل بیداد نہ تھے طرفہ ستم تھا

تھا شیشۂ نازک کہ کوئی سنگ الٰہی
دل تھا یہ بغل مین کہ دل آزار صنم تھا

جو پلے کم تھی نگہ شوق جدائی یار
منظور شب وصل تماشائے عدم تھا

پایا کبھی اگر دیدہ و دل مین تو اُسی کو
دیکھا تو وہی جلوہ گر دیر و حرم تھا

دل دے سکے اُنھین جان کی صدرکی ہمت
پھر بھی تو وہ بولے کہ ترا وصلہ کم تھا

پامال جلال آہ رہا کوئے بتان مین		وہ دل کہ جو پروردۂ صد ناز و نعم تھا

اس رنگ مین یہ اشعار بندر نے گائے کہ نیسان گہربار نے کاندھے پر بٹھالیا کہا ایسا نہو
کہ کسی ملعو کو نظر لگے بیٹا اب نہ گاؤ نیسان گود مین لیکر بندر کو اُٹھی اپنے قصر مین چلی نقراط
نے کہا کہ ای نیسان گہربار اس بندر سے ہوشیار رہنا مین نے بہت سوچا کچھ پتہ نہ ملا کہ یہ کہان سے
آیا اس جنگل کا رہنے والا نہین ہی نیسان نے کہا کہ یا خداوندا آپکو بھی کیا کیا خیال آتے ہین
کس مرکا آپکو خوف ہی کیسا بندر بیچارا عمرو کسی عقلمند نے اسکو پالا ہی ناچنا گانا سکھایا ہے
چھوٹکر چلا آیا ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ جنگل مین آیا ہی ہر بیشہ نشین کی نگاہ پڑ گئی ہے
اسکو گھیرا ہوگا یہ خوف کے مارے کنوئین مین گر پڑا ناحق کا خیال ہی نیسان بندر کو اپنے
کاندھے پر بٹھاکر اپنے قصر مین لائی دسترخوان بچھا کنیزون نے لاکر خاصہ چنا نیسان نے بندر
کو بھی برابر بٹھا لیا پوچھا کہ ملعو کھانا کھاؤ گے بندر نے نوالا توڑ کے اول نیسان کے منہ مین دیا
نیسان نوالا کھا گئی اور خوش ہوکر کنیزون سے کہا کہ دیکھو صاحبو یہ بندر مجکو کھانا کھلاتا ہی
سکھانے والے نے خوب سکھایا ہی کنیزین بھی مشتاق ہوکر دسترخوان پر آبیٹھین اشارے
کرتی ہین اور کہتی ہین کہ حضور ہمین تو کھلاوے نیسان نے کہا کہ میان ملعو صاحب ان سب کو
بھی کھلاؤ خواجہ نے کمائی سے بڑا یا بیہوشی کی کھانے مین ملائی ایک ایک نوالا سب کنیزون کو
کھلایا نیسان نے کہا کہ صاحبو تمنے دیکھا جسنے اسکو پرورش کیا ہی وہ شاید میری ہمشکل ہوگی
اسی وجہ سے میرے اشارے پر کام کرتا ہی یہ کہکر کھانا کھانے سے فراغت کرکے نیسان جو بھی
تو چکر کھاکر گری اور بیہوش ہوئی کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین سب کنیزین بھی بیہوش ہوئین جب
سب بیہوش ہوچکین تو خواجہ نے کھال بندر کی اُتار کر زنبیل مین رکھی اور نیسان گہربار کو
بھی اُٹھا کر زنبیل مین رکھا رنگ و روغن عیاری کا نکال کر آپ بشکل نیسان بنے اور اسی
مقام پر لیٹ رہے کسی کنیز کی آنکھ کھلی اُسنے دیکھا کہ ملکہ سو رہی ہین اور سب کنیزین بھی
سوتی ہین مگر بندر کا نشان نہین گھبرا کر نیسان کو جگایا کہا کہ بی بی اُٹھیے جس بندر کو آپ چاہتی
تھین اُسکا کہین پتہ و نشان نہین سنتے ہی نیسان نقلی اُٹھی کہا صاحبو غضب ہوا مین تو
اس بندر کو جان سے زیادہ چاہتی تھی اُسکا غائب ہونا میری جان پر صدمہ ہوا مین اپنےکو

ہلاک کر ڈالونگی میرا بندر کہاں گیا جلد اُسکو تلاش کرو اور تلاش کرکے لاؤ ایک کنیز گھبرا کے
اُٹھی چار جانب ڈھونڈھنے لگی کہیں نشان بندر کا نہ پایا آخر مجبور ہوکر عرض کی کہ حضور اس
مکان میں تو کہیں پتہ نہیں حضور روتی ہوئی اُٹھیں سارا مکان چھان ڈالا کہیں بندر کا
نشان نہ پایا سب کنیزوں نے عرض کی کہ واری بندر کا نشان نہیں ملتا جوں جوں کنیزیں یہ
کہتی ہیں ملکہ کی رقت بڑھتی جاتی ہے بال اپنے سر کے نوچ ڈالے کپڑے پھاڑ ڈالے الماس کی
انگوٹھی جو ملکہ کے ہاتھ میں تھی اُسکو اُتار کر چبانے لگیں کنیزوں نے جبراً وہ انگوٹھی ہاتھ سے
چھین لی جب کنیزوں نے دیکھا کہ ملکہ نیسان گہربار اپنی جان دینے پر آمادہ ہیں ڈریں کہ
ایسا نہو انگوٹھی چبا جائیں روتی پیٹتی دوڑیں کہ جاکر خداوند سے خبر کریں بقراط ثانی تخت پر
بیٹھا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ملکہ بندر کو لیکر گئی ہیں کچھ حال نہ کھلا کہ اُن پر کیا گذری ہمیں مقدمے
میں اس بندر کے بہت حیران ہوں کہ یہ بندر کہاں سے آیا میں ہر چند خیال کرتا ہوں کچھ
ذہن میں نہیں آتا زیر کوہ جو میلہ آراستہ کیا تھا حقیقت میں نمود بے بود تھا لیکن کسی زمیندار
کے ساتھ بندر نہیں آیا نہ اس صحرا کا رہنے والا ہے یہ صحرائے رشک افزا ہمیشہ سے جانورون
سے خالی ہے ہزبر بیشہ نشین نے ایسا انتظام کیا ہے کہ کوئی جانور اس صحرا میں نہیں آتا پھر
ایسا شائستہ بندر کہاں سے آیا یہ ذکر تھا کہ جب کنیزیں روتی ہوئی آئیں کہا یا خداوند جلد چلیے وہ
تو دیکھو شب کو غائب ہوگیا ملکہ اُسکے فراق میں جان دینے کا ارادہ کر رہی ہیں حضور جلد چلیں
چل کے اُنکو روکیں وہ بہت اشکبار ہیں کہتی ہیں کہ اگر بندر نہ ملیگا تو میں زندہ نہ رہونگی یہ سنکر
بقراط ثانی گھبرا گیا ہم صحبت جو اسکے دربار میں بیٹھے تھے اُنسے کہا کہ آپ سب صاحب یہیں
تشریف رکھیں میں ابھی ملکہ کو سمجھا کر آتا ہوں عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں ایسا نہو کہ وہ
اپنی جان دے دے تو قدرت کو بڑا صدمہ ہو یہ کہکر بقراط ثانی چلا اُس مکان میں آیا جہاں
ملکہ نیسان گہربار رو رہی ہیں دیکھا کہ کنیزیں گرد بیچ میں ملکہ پاؤں پھیلائے بیٹھی ہیں اور سر
پیٹ رہی ہیں بقراط ثانی قریب آیا کہا کہ کیوں ملکہ تیرا عالم کیا ہے کس واسطے روتی ہو میں اور
بندر ممکن کردونگا اُس بندر کی کیا حقیقت تھی او واری ملکہ بہت بہتر ہوا کہ وہ بندر غائب ہوگیا
مجھکو اُس بندر کی نسبت شک تھا ہر چند کہ جانور تھا مگر سنتا ہوں کہ وہ ساربان زادہ بلائے

دیا تو کسی فتور سے اپنے کو یہان تک پہونچائے یہ کہکے ہاتھ تھاما کہا کہ اے ملکۂ عالم آب زیادہ گریہ وزاری نہ کرین مجکو قلق ہوتا ہی اچھا ہوا کہ بندر جاتا رہا مجکو ہزارون طرح کے خیال پہنچے قلب بہجوم غم وملال تھے تم بارگاہ مین چلو یہ کہکے بارگاہ مین لایا کہا تخت پر مہر نیسان کو تخت پر بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھا گائیون کو طلب کیا ایک گائن سامنے آکر ملکہ نیسان کے بہلانے کو یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

تڑپاتی ہی کیا ابروِ دلبر کی لگاوٹ
بسمل کیے دیتی ہی یہ خنجر کی لگاوٹ

بچنا تھا بہ مشکل نگہ ناز سے دل کو
لو پھر لیے جاتی ہی ستمگر کی لگاوٹ

سختیِ جگر آتے ہین رو رو کر ہتے ہین آنسو
دیکھے کوئی اپنی مژۂ تر کی لگاوٹ

دانستہ وہ ٹھوکر نہ لگاتے مرے سر کو
یہ بخت کی خوبی تھی مقدر کی لگاوٹ

اب چاہے کبھی ہمسے نہ وہ آنکھ ملائے
کافر کی ستم کر گئی دم بھر کی لگاوٹ

کہتے ہین جادو وادا سے موہنی اے دل
کچھ اور ہی تھی چشم فسونگر کی لگاوٹ

کو تو نہ کرے قتل چلی جاتی ہی لیکن
قاتل ترے خنجر سے مرے سر کی لگاوٹ

بے یار کسی طرح نہ میٹھا اپنی لگے گی
بیکار شب غم مین ہی بستر کی لگاوٹ

کیون دوڑ کے مشتاق گلے سے نہ لگائین
تجھ سے بھی ہی پیاری ترے خنجر کی لگاوٹ

پہلو مین جلال اس دل بیتاب کو اپنے
کب چھوڑتی ہی ناوک دلبر کی لگاوٹ

گائن یہ اشعار گا رہی ہی بقراط ثانی ملکہ نیسان کو ہر بار کو سمجھاتا جاتا ہی آخر بقراط ثانی نے کہا کہ اے ملکۂ عالم برائے قدرت رونا موقوف کرو مجکو قلق ہوتا ہی اے ملکۂ عالم قدرت نے دریافت کیا کہین اُس بندر کا پتہ نہین ملتا ہر بر اپنے لشکر مین آیا تھا مجھ سے کہ گیا کہ میرے جنگل مین کوئی بندر نہین رہتا اُس وقت ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی آخر باتون باتون مین ملکہ نے کہا کہ خداوندا اس وقت یہ گائن خوب گا رہی ہی مگر مقام تعجب ہی کہ محفل مین ذکر شراب کا نہین ابھی جو میری آنکھ بند ہو گئی تو مین نے سامری وجمشید کو دیکھا کھڑے کہ رہے ہین اے نیسان کیون روتی ہی مین اُس سے بہتر بندر تیرے واسطے بھیجونگا مگر اس وقت صحبت کی ہم آتے ہین ہر چند کہ اِس حکیم نے ہمارا نام مٹایا اپنی خدائی کو روشن کیا لیکن ہمین بھی

خیال ہی کہ اسکا جاہ و جلال بڑھے تم بلا تامل ساقی گری کرو سب کو شراب بلاؤ ہم تمسے بہت خوش ہونگے بقراط ثانی نے کہاکہ ہی ملکۂ عالم تمکو تکلیف ہوگی نیسان نقلی نے ازار بند سے کنجی کھول لی اور تخت سے اُٹھی کہاکہ یا خداوند دیکھیے ہمکو سامری و جمشید نے کیسی لیاقت عطا کردی یہ کہکے میخانے مین پہونچی پکارکر آواز دی کہ ہم بحکم سامری ساقی گری کرینگے کوئی باقی نہ رہے یہ کہکے شراب مین بیہوشی ملائی دربار بقراط ثانی وسیع ہی کئی سو تاجدار کئی سو ساحران غدار بیٹھے ہین نیسان گھر بارلے تین سو گلابیان آغشتہ بہ داروے بیہوشی درست کین اور محفل مین آتے ہی جام مرارغوانی سے لبریز کیا سامنے حکیم کے پیش کردیا اور داڑھی ہلاکر کہاکہ لو خداوند شراب پیو حکم قدرت بجالاتی ہون بقراط ثانی بمحبت چہرہ زیبا کو دیکھنے لگا عمرو گھبرائے کہ اسکو کیا گمان ہوا جو بنگاہ غور دیکھتا ہی خواجہ عمرو نے بقراط ثانی سے آنکھ ملاکر یہ چند اشعار قمر کہ مضمون شراب مین تھے شروع کردیے۔ نظم

پھولون کو جانتے ہین پیالا شراب کا	مستون کو فرض عین ہی مینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا	گھٹی مین میری پڑگیا قطرا شراب کا
ہونے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو	ساقی اخیر کردیا دورا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہی مستون کی رات	پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
اُس شعلہ رو بغیر کہان لطف میکشی	پہلو نہ گرم ہو تو مزا کیا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار	بنلا وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام مے	عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلین گے رندان بادہ خوار	ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا
ای ابر حسن آج تو چل موتی جھیل پر	بکلے ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی جھوش نے ای قمر	دکھلاکے ٹکڑے کردیا شیشا شراب کا

خواجہ نے آنکھ ملاکر جو یہ اشعار بالحان گائے یا تو بقراط ثانی کو شک ہوا تھا یا یہ اشعار سنکر شک نکل گیا بجوش و خروش ہاتھ بڑھائے جام ہاتھ مین لیا قصد ہوا کہ پی جاؤن کُل اہل محفل مشتاق ہین کہ یہ معشوقہ پریچہرہ ہمکو بھی جام پلائے ہمارے قریب تو آجائے ایک نگاہ

اسکو دیکھنا عین فرحت ہی دل کو غنیمت ہی کہ در بارگاہ پہ غل ہوا چوبدار نے بڑھ کے عرض کی
کہ مہتر چھلاوہ صاحب تشریف لاتے ہین بقراط ثانی نے کہا کہ بلاؤ خواجہ عمرو نے پلٹ کر
دیکھا کہ ایک عیار طرار برق کردار دروازے سے بارگاہ کے نزد آیا سرانچہ فراکے بیچ بارگاہ
مین آیا جیسے ہی خواجہ عمرو پر نگاہ پڑی پہچان گیا کبھی اسنے خواجہ عمرو کو دیکھا نہین تھا
لیکن چستی و چالاکی دیکھکر کامل شک ہوا جست کرکے برابر بقراط ثانی کے آیا کہا کہ یا خداوند آج
کیا سبب ہی کہ معشوقۂ قدرت ساقی گری مین مصروف ہین بقراط ثانی نے جواب دیا کہ ای
مہتر والا گہر سامری و جمشید حکم دیگئے ہین کہ آج ملکہ نیسان گہر بار سب کو شراب پلائین
ہماری تقدیرات برعکس ہوتی جاتی ہین شاید سامری و جمشید کا رنگ بندھے اسوجہ
سے ملکۂ عالم نے ساقی گری اختیار کی ہر چند کہ مایۂ دولت پر بھی شاق ہی مگر دل اسکے جمال
کا مشتاق ہی چھلاوہ نے عرض کی کہ قدرت نے بہت بجا ارشاد فرمایا لیکن یہ جام جو
ملکۂ عالم نے حضور کو دیا ہی اسکو قدرت نوش نفرمائین ملکہ کو بخش دین اس جام کو ملکہ نوش
کرین بقراط ثانی نے ہاتھ بڑھایا کہا لو ای نیسان مہتر چھلاوہ کی یہ راے ہی کہ اس جام کو
تمھین نوش کرو خواجہ عمرو اس جام مین بیہوشی ملا چکے ہین خوف ہوا کہ اگر یہ ہوگا تو بیہوش
ہو جاؤنگا جام تو ہاتھ سے بقراط ثانی کے لے لیا مگر اب سوچ رہے ہین کہ داروے دفع
بیہوشی اسمین ملاؤن تو بے اندیشۂ انجام پی جاؤن کھائی مین بتاسا دفع بیہوشی کا دبا ہوا تھا
چاہا کہ جام مین شریک کرون چھلاوہ بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی اب تو بے اختیار پکار اٹھا کہ
او ناعیار مین نے تیری چالاکی دیکھ لی خبردار کہان جائیگا بقراط ثانی لے ایک چیخ ماری
خواجہ عمرو نے جام تو منھ پر چھلاوہ کے پھینک مارا بائین ہاتھ سے تاج بقراط ثانی لیا
چھلاوہ کو دولتی ماری کہ چھلاوہ منھ کے بل زمین پر گرا خواجہ عمرو جست کرکے سراپچے
کے پار ہوے بقراط ثانی نے کہا کہ ای چھلاوہ لینا اگر یہ عیار ہی تو معشوقہ کو میری
کیا کیا چھلاوہ نے فوراً جست کی دیکھا کہ خواجہ عمرو بھاگے جاتے ہین چھلاوہ نے چلا
کیا للکارتا ہوا جاتا ہی کہ او ناعیار ٹھہر جا اس محفل خلد منزل مین کیونکر آیا معشوقۂ قدرت کو
تو نے کیا کیا مین تیرا پیچھا چھوڑونگا خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری بھی لینا لینا کہتے ہوے چلے گئے

جسکے قریب سے گذرتے ہین وہ ہٹ جاتا ہی گرفتار نہین کرتا جب چھلاوہ قریب اُس شخص کے
پہونچا اور پوچھا کہ کیون نہ گرفتار کیا وہ جواب دیتا ہی کہ مہتر صاحب وہ بھی تو لینا لینا کہتا
جاتا ہی کیونکر گرفتار کرتے خواجہ عمرو بھاگ کر صحرا مین پہونچے چھلاوہ پیچھے چلا آتا ہی جنگل
مین آکر خواجہ عمرو ٹھہرے پکار کر آواز دی کہ او مکار چلا ہی آتا ہی پیچھا نہین چھوڑتا چھلاوہ
نے آکر تیغچہ مارا خواجہ عمرو نے تیغچے کو تیغچے پر روکا دو دو چار چار ہاتھ آپس مین چلے تھے کہ
خواجہ نے سپر کاغذی پشت سے اُتاری چھلاوہ نے جو ہاتھ مارا خواجہ عمرو نے اس سپر کو سامنے
کر دیا جیسے ہی سپر کاغذی پر تیغچہ پڑا سپر کٹی بیہوشی اُڑی چھلاوہ بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے
فوراً چھلاوہ کی مشکین باندھین قصد ہوا کہ اسکو قتل کرون خیال آیا کہ یہ عیار طرار و جرار
ہی اسکا قتل کرنا بہتر نہین شاید خداوند کریم اپنا فضل و کرم کرے اور یہ مسلمان ہو تو قوت
بازو اور زینت پہلو ہو گا یہ سوچ کر رنگ و روغن عیاری کا نکالا چھلاوہ کو اپنی صورت
بنایا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوئے پشتارہ دوش پر رکھا کر چست و چالاک ہو کر چلے
راہ مین شاگرد پہلے عیارون نے پوچھا کہ اُستاد کیا معرکہ گذرا یہ پشتارہ کسکا ہی خواجہ عمرو
نے کہا کہ وہ ہی ساربان زادہ ہی نہین معلوم یہان تک کیونکر پہونچا دو گھڑی کامل مجھسے
لڑا مگر میرے ہاتھ سے کب بچ سکتا تھا آخر مین نے گرفتار کیا نہین معلوم اس ظالم نے معشوق
خداوندی کو کیا کیا خداوند اُسکے واسطے بہت بیقرار ہین اب قدرت کے سامنے تحقیقات
ہوگی شاگرد سب ساتھ ہوئے چھلتے ہوئے دربار خداوندی مین آئے بقراط ثانی نے
جو اپنے عیار یعنی چھلاوہ کو دیکھا کہ پشتارہ خواجہ عمرو کا لیے ہوئے آتا ہی پکار کر آواز دی
کہ اہو شاطر قدرت کیا گذری خواجہ عمرو تو بشکل چھلاوہ ہی مین کہا یا خداوندا اُسنے بہت بڑی
بے ادبی کی سر قدرت سے تاج لیا اور لیکر بھاگا بھلا میرے ہاتھ سے کب بچ سکتا تھا
ہر چند کہ یہ بلاے روزگار ہی مگر مین نے اسے گرفتار کیا لیکن ابھی اسکو ہوشیار نہ کیجیے بڑا انکا
جل کریگا بڑا مکار و جعلساز ہی مجھکو اس سے بڑا خوف معلوم ہوتا ہی ایسا نہو کہ کوئی ایسا
فتنہ کرے کہ قدرت مجھسے بیزار ہو جائین تو مجھکو مشکل پڑے مین کہین کا نہ رہون
یہ سنکر بقراط ثانی نے کہا کہ معشوقہ کیونکر ملے اُسکے ہجر مین بہت بیتاب و بیقرار ہون

چھلاوہ نقلی نے عرض کی کہ یا خداوند یہ ساربان زادہ قتل ہو جائے تو گویا کل مسلمانون
کو قتل کیا یہ ظالم برا رہائی جہان آرا و صہبائے شیرین کلام آیا ہی حقیقت مین
بڑی مشکل ہی لیکن بقدرت سامری و جمشید اگر معشوقہ دل جائے تو بڑی بات ہی دلکو یقین
نہین یہ کہکر اشارہ کیا کہ عمرو کو ستون سے باندھ دو سبھون نے عمرو کو ستون سے باندھا
چھلاوہ نقلی سامنے بقراط ثانی کے کھڑا ہوا کہ یا خداوند اسکی حرکات پر قدرت کو بڑا
تعجب ہی مین بھی وہی سب حرکتین کرسکتا ہون پہلے دوگانا سنیے کہ یہ ساربان زادہ
بھی جلے کہ شاطر قدرت ایسا چست و چالاک و بیباک ہی میرا گانا اُٹھا لیا وہی آواز دہی
سوز و گداز لیجیے بعد اسکے ساقی گری کرکے دکھاؤنگا اُسی طرح شراب لاؤن اُسی طرح جام
سر پر رکھون اور توڑے لیتا ہوا قریب آپ کے پہونچون تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو کہ ہمارے
عیار یعنے چھلاوہ نے اسی طرح سر سے شراب پلائی بعد اسکے ساری صحبت کو بھی شراب
پلاؤن کمال عیاری دکھاؤن کہ قدرت بہت خوش ہون یہ کہکر پاؤن مین گھنگرو باندھے
جام شراب کا معمور کیا جب سر پر رکھ چکا تو شاگردون سے کہا کہ اس ساربان زادے
کو بھی ہوشیار کردو یہ بھی تو اپنا حال دیکھے شاگردون نے اپنے اُستاد کو جلدی سے آکر
ہوشیار کیا چھلاوہ نے جو یہ اپنا حال زار دیکھا ہو منھ بنایا خیال کیا کہ مین بندھا ہوا ہون
شاگرد میرے گرد جوتیان لیے کھڑے ہین ہر ایک کے ہاتھ مین جوتی ہی گھبرا کے ایک
چیخ ماری اور کہا یا خداوند مین ہون چھلاوہ عیار قدیم آپ کا اس ساربان زادے
نے مجھکو پکڑ لیا اپنی شکل بناکر مجھکو لایا ہی جلد مجھکو رہا کیجیے کہ مین اس ساربان زادے
کو سزا دون خواجہ عمرو نے بڑھ کر عرض کی کہ یا خداوند مجھکو یہی تردد تھا دیکھیے اسنے نئے
طور کا فقرہ نکالا یہ کہکر عرض کی کہ یا خداوند اسکی باتون کا کوئی جواب نہ دے سب خاموش
رہین یہ کہکر جھپٹ کر چھلاوہ کو ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق و بیحیا اب بھی مکر کرتا ہے
کوئی تیری ہرگز نہ سنےگا شاگردون سے اشارہ کیا کہ اسکو بولنے نہ دو خوب جوتیان
اور طمانچے مارو شاگرد ویسا ہی کر رہے ہین جب چھلاوہ بولا اُسی کے شاگردون نے اُسکو
جوتیان اور طمانچے مارے کہا خاموش رہ اگر زیادہ بولیگا تو تجھے قتل کر ڈالین گے

چھلاوہ اپنی جان کو ڈرا تنگ تنگ دیکھ رہا ہے لیکن خواجہ عمرو نے جام جو سر پر رکھا چھلاوہ گھبرا گیا کبھی شاگردوں سے منت کرتا ہے کہ یارو مجھپر زیادہ بدعت نہ کرو ورنہ پچھتاؤگے غرض کہ خواجہ ٹھوکرین لگاتے ہوئے توڑے لیتے ہوئے قریب بقراط ثانی کے پہنچے کہا کہ ایسے خداوندوں کو سے شراب پلانا چاہیے بقراط ثانی نے دونوں ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر بیخوف وخطر پی گیا تو خواجہ نے یہ چند اشعار سنائے بقراط ثانی کے گائے نظم

بے یار کیا مزا مجھے دیگی بھلا شراب — مجھکو پلا رہا ہے جو تو ساقیا خراب
ابر بہار آ کے چلی ہے ہوائے سرد — گلشن میں چل کے جلد پلا ساقیا شراب
خون جگر فراق میں پیتا ہوں جاے کو — بے یار مجھکو دیگی نہ لذت ذرا شراب
جی چاہتا ہے ساقیِ مہوش کے ہاتھ سے — مجھکو دکھا دکھا کے پیوں واعظا شراب
ساقی بہار آئی ترے غم کی خبر ہو — الفت سے ایک جام تو بھر کر پلا شراب
ہوگا ہر ایک قطرۂ مے رشک آفتاب — مجھکو پلائیگا جو مرا مہ لقا شراب
گردون وقار ہے مرا محبوب ساقیا — ہان مہر و مہ کے جام میں بھر کر پلا شراب
خمخانۂ غدیر کا میکش ہوں ساقیا — ہے میرے حق میں عشق ولی خدا شراب
ہے عشق چشم مست صنم کا جو دور دور — پیتے ہیں رند بطلیون پہ برملا شراب
بیخود ہوں تشنگی مجھے بیحد ہے ساقیا — کار ثواب جان کے تھوڑی پلا شراب
موقوف ہیگی اس پہ مری زیست ناصحا — کس طرح چھوڑوں ہوگئی میری غذا شراب
افسوس اپنے دستِ نگارین سے ایک دن — تونے پلائی مجھکو نہ ای دلربا شراب
اس رشک آفتاب کی فرقت میں رات دن — خون جگر میں پیتا ہوں ساقی کجا شراب
سطوت ہے مست ساقی کوثر کے عشق میں — میخانۂ جہان میں پیے کیا بھلا شراب

بقراط ثانی یہ اشعار سنکر اور شراب پی کر جھومنے لگا اب تو خواجہ عمرو نے دورہ باندھا ساری محفل تعریفین کر رہی ہے اور خواجہ عمرو سب کو شراب پلا رہے ہین چھلاوہ بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے جی مین کہتا ہے کہ دیکھیے کیا انجام ہو اس ظالم نے بڑا رنگ پھیلایا سب کو دام مکر مین پھنسایا شاگردون کو جب اشارے کرتا ہے شاگرد مارنے پر آمادہ ہوتے ہین

کوئی ڈھول مارتا ہی کوئی سونٹا دکھاتا ہی کوئی کہتا ہی کہ کیون بجا سرکیفن بجاتے ہو شعبدہ
عیاری دکھاتے ہو چھلاوہ اپنی جان سے بیزار ہی بندھا ہوا کھڑا ہی دیکھ رہا ہی خواجہ عمرو
میری صورت پر سب کو شراب پلا رہے ہین انتہا یہ کہ قدرت کو بھی جام پلا دیا ہر چند کہ
بقراط ثانی کے کمال نے ظہور کیا تھا کہ جب جام اسنے ہاتھ مین لیا تو اسکو چھینک آئی اور
سارا امکان جنبش مین تھا مگر بقراط ثانی نے پکار کر آواز دی کہ ای سلطان قدرت کیون
گھبراتے ہو شاطر بادولت کمال دکھا رہا ہی کس لطف سے شراب پلا رہا ہی یہ کہا اور جام
پی گیا اب کہنے لگا معلوم ہوتا ہی قدرت بہشت مین بیٹھے ہین اور حورین جمع ہین اپنے
اپنے ناز و کرشمے دکھا رہی ہین قدرت اُنسے اشارے کر رہے ہین بقراط ثانی یہ باتین
کر رہا ہی اور مبہوت بیٹھا ہی خواجہ عمرو نے اس عرصے مین سب کو شراب پلائی اور ہر ایک
کے سامنے یہ اشعار عاشقانہ گاتے جاتے ہین نظم

کیا کہون جو کہ حقیقت دل ناشاد کی ہی ——— رنج و غم بھاتا ہی طاقت نہین فریاد کی ہی
فرط غم سے یہ شکایت دل ناشاد کی ہی ——— کاہش ہجر فلک نے مجھے امداد کی ہی
نہ قفس کرتا ہی وا اور نہ رہا کرتا ہے ——— گھٹ کے مرجاؤن یہ مرضی مرے صیاد کی ہی
یہ جبین ہوتے ہین دیوانہ صفت جمع یہان ——— شاید آمد مرے محبوب پریزاد کی ہی
ہوتے وہ کوئی ستم دیدہ ہو معروف فغان ——— آئی آواز مرے کان مین فریاد کی ہی
آشیان چھوڑ کے کیونکر نہ گریزان ہون طیور ——— باغ مین گرم خبر آمد صیاد کی ہی
ایک ہی وار مین کرتی ہی جدا سر تن سے ——— تیز شمشیر نہایت مرے جلاد کی ہی
سیکڑون جور و ستم روز کیا کرتے ہو ——— انتہا کچھ بھی تمھاری اجی بیداد کی ہی
یار کے روے کتابی کا جو نقشہ کھینچین ——— اتنی جرأت تو نہین مانی و بہزاد کی ہی
وصل کی شب ہو لپٹ جاؤ گلے سے آکر ——— آرزو جان جہان یہ دل ناشاد کی ہی
مین سناؤن تجھے ای شیرین دہن تو جو کہے ——— آگئی یاد کہانی مجھے فرہاد کی ہی
رشک سے قامت موزون کے ترے ای گلرو ——— جھک گئی دیکھ کر باغ مین شمشاد کی ہی

یہ اشعار سنتے ہی اور شراب پیتے ہی ہر شخص محو ہو گیا کسی نے موتیون کا مالا دیا کسی نے کلاہ

اُتار کر دی کوئی اچکن اُتارنے لگا کہتا جاتا ہی ای حبتر چھیلا وہ آج کس لطف سے تمنے شراب پلائی ہی کیا کیا تماشے نظر آرہے ہین ذرا دیکھو تو یونے دو سو خداوند آئے ہین آپس مین اشارے کر رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ ہم بھی اس صحبت مین آئین کمیدان نے رسالہ دار سے کہا کہ کیون بھائی تمھاری گود مین کتیا نے بچے دیے ہین رسالہ دار نے جواب دیا کہ کتیا نے کیا بھٹ سقر کیا ہی اور تم کیسے دوست ہو کہ دیکھ رہے ہو مارو اس حرامزادی کو کمیدان اپنے مقام سے اُٹھے باعث یہ تھا کہ رسالہ دار کو عارضۂ فتق تھا آسکے ڈھیر لگا ہوا تھا کمیدان نے اُٹھکر لات ماری رسالہ دار گھبرا گئے ہائے کر کے گرے مگر کمیدان کی ٹانگین پکڑ کر کھینچ لین دونون گرے اور گرتے ہی بیہوش ہوے ساری محفل مین غدر مچا ہوا ہی کوئی ناچتا ہی کوئی مسخرہ پن کر رہا ہی بقراط ثانی نے جو محفل کا یہ حال دیکھا پکار کر آواز دی کہ یارو کیا میری محفل کو بازار سمجھے ہو جو چاہتے ہو کر رہے ہو خاموش بیٹھو ورنہ سب کو سنگ سیاہ کر دونگا بہت پچتاؤ گے یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا مگر تاثیر دل مین بھرا ہوا ہی اُسی طرح ہاتھ ہلاتا ہوا اُٹھا جیسے ہی اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا خواجہ عمرو نے دوڑکر زیر سر ہاتھ دیا کہ ایسا نہو اسکا سر پھٹ جائے حمزہ کی طرف سے مجبر آفت آئے یہ سوچ کر بقراط ثانی کو بچایا جب سب بیہوش ہوے تو خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
تراشندۂ ریش کفار ہون
مرا تیسز رفتار گر ہو قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
وہ دندہ جہانگرد و طرار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
زمانے کا مکار و غدار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کر کے اب تو خواجہ عمرو نے لوٹ شروع کی پہلے بقراط ثانی کی ریش تراشی کی ایک بال مونچھ مین باقی رکھا ایک نوشتہ اسمین باندھا مضمون یہ تھا کہ او نابہنجار و بدکردار و بیحیا دعوی خدائی کا کر کے بیٹھا ہی پروردگار سے نہین ڈرتا ہی جی چاہتا تھا کہ تجکو قتل کر ڈالون مگر امیر کو دعا دے کہ مجکو حکم نہین ہی ورنہ تیری ناک کاٹ لیتا کیونکہ صاحبقران نے ارشاد کیا ہے

کہ سوتے مین کسی کو قتل نہ کرنا اس وجہ سے تیری جان بچی ورنہ نہ بچتی بقراط ثانی کا یہ حال کرکے
اُسکا وزیر اعظم سلطان اقلیم گیر ایک طرف بیہوش پڑا تھا اُسکو برہنہ کیا اور کھینچ کر لا کے
قریب بقراط ثانی کے لائے ایک زن حسین کی شکل بنایا پہلو مین بقراط ثانی کے سُلا دیا
مگر جس طرح عاشق و معشوق سوتے ہین ایک کے ہاتھ ایک کے گلے مین ٹانگون پر ٹانگین
لا دے ہوئے منھ سے منھ ملا ہوا اس طور سے دونون سو رہے ہین خواجہ عمرو نے جس
محفل کو خوب بنایا ترتیب محفل کر کے اسباب سارا لوٹ لیا کسی کو اُلٹا لٹکایا کسی کو سیدھا
چھلاوہ کو پھر بیہوش کیا بانے عیاری کے لیے اسکا بھی منھ کالا کیا دروازے پر جو
بارگاہ کے آئے دیکھا کہ چوبدار وغیرہ بیہوش پڑے ہین اُنکے بھی عصے لیے مگر خیال کیا کہ انکا
روزگار نہ جاتا رہے بجائے عصے کے لاٹھیان اُنکے پہلو مین رکھدین اور جو سونٹے والے
تھے اُنکے سونٹے لیے اُنکے پہلو مین جلے ہوئے سوختے رکھدیے مگر برہنہ سب کو کیا اب خواجہ
فوج مین آئے سوارون کو پیادون کو برہنہ کیا خزانہ لوٹا جال مارا کہ سب خزانہ جال مین آگیا
بالشت بالشت بھر مٹی بھی وہانکی نہ چھوڑی یہ بھی خیال ہو کہ جہان روپیہ رکھا جاتا ہی
وہ مٹی نیارہ ہوتی ہی اس طور سے سارے لشکر کو برہنہ کر کے خواجہ عمرو نکلے کنارے لشکر
کے پہونچے تھے کہ ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی خیال کر کے دیکھا کہ ایک ساحر لحیم و شحیم
ایک چوکی پر بیٹھا ہی کچھ سحر کر رہا ہی خواجہ عمرو چھلاوہ کی شکل بنے ہوئے سامنے اُس
ساحر کے آئے ساحر نے پکار کر کہا کہ کیون مہتر صاحب کہان سے آتے ہو شم و قیانوس جادو
خوش ہو کہ ملکہ جہان آرا و صہبائے شیرین کلام میرے پاس قید مین کسکی مجال ہے کہ
مجھ تک آئے خواجہ عمرو نے جو نام اسکا سن لیا کہا کہ ای دقیانوس تمکو آج خبر نہین ملی
قدرت نے جشن کیا تم تو اتفاق سے مل گئے مگر قدرت کے قربان جو کلمہ زبان سے نکلا تھا
کہ ہمارا آج کوئی بندہ باقی نہ رہے وہ ہی ظہور مین آیا بس یہ چند اشعار سن لیجیے کہ رنگ
محفل قدرت نظر آئے آج قدرت نے مجکو کمال علم موسیقی عطا کیا یہ غزل میان
رند صاحب رئیس اعلی لکھنو کی سماعت فرمائیے یہ کہکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

فلک نے داغ دیا گلعذار کے بدلے	عطا فراق کیا وصل یار کے بدلے

یہ پہلے خاک تھا پھر جسم تھا ہوا پھر خاک ∗ بہت ہی روپ ہمارے غبار کے بدلے
ہوا تھا صحبتِ اہل جہان سے ہو تنگ ∗ جگہ دی گور نے مجکو فشار کے بدلے
دبا رہے دل بیتاب رکھو چھاتی پر ∗ سِل اک بھاری سی سنگ مزار کے بدلے
دکھائی ہوتی کسی چشم شوخ کی گردش ∗ فلک نے گردش لیل و نہار کے بدلے
خیال آگیا رُخ کا تصور خط مین + ∗ گل بہشت ملا مجکو خار کے بدلے
کیا ہی عیش تو مین نے اٹھائے اِذا کون ∗ غم فراق تو لے وصل یار کے بدلے
شب وصال مین کین بدمزاجیان اُسنے ∗ لڑائیان ہوئین بوس و کنار کے بدلے
فریفتہ کسی چاہِ ذقن کا ہون بس مرگ ∗ کنوئین مین لاش کو رکھنا مزار کے بدلے
اس انتظار سے چھٹ جاؤن کاش آجائے ∗ پیام مرگ ہی مکتوب یار کے بدلے
بھڑایا غیرون سے اُس طفل شوخ نے ای زند ∗ لڑایا یارون سے اک ذی سوار کے بدلے

اس رنگ مین خواجہ عمرو نے یہ غزل گائی کہ دقیانوس جھومنے لگا کہتا تھا کہ اے جتر چھلاوہ کیا کہنا بیشک قدرت نے تمکو کمال دیا علم موسیقی کے بادشاہ ہو خواجہ عمرو نے فرمایا کہ شراب لاؤ دقیانوس گلابی اٹھا کر لایا خواجہ عمرو نے اُسمین بیہوشی ملائی گانا جتر چھلاوہ کا سُنکر ایسا دقیانوس خوش ہوا کہ بیہوشی کا بھی خیال نہ کیا فوراً لبون سے لگا کر جام پی گیا جام پیتے ہی گھبرا گیا اپنے مقام سے اٹھا کہتا تھا کہ ای چھلاوہ جی چاہتا ہے تمھاری بلائین لون یہ کہکے جو اٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے قفل کا نا اندر آکے دیکھا کہ ملکہ جہان آرا و صہبا بے خبرین کلام سرنگون بیٹھی ہین مگر زبانون مین سوزن ٹھنی ہے خواجہ عمرو کو دیکھ کر خوش ہو گئین خواجہ عمرو نے بڑھ کر زبان سے دونون کی سوزن نکالی دونون کانپ کر اُنھین قید کو توڑا کہا کہ خواجہ خوب عین وقت پر پہونچے ہم تو نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہو رہے تھے آپنے آکر ہمکو رہا کیا لیکن یہانتک کیونکر پہونچے خواجہ عمرو نے سب حال بیان کیا کہ دربار بقراط ثانی کو لوٹ لیا بقراط ثانی کی ریش تراشی کی یہ سُنکر دونون شہزادیون نے خواجہ کی بہت تعریفین کین اور ساتھ ہوئین خواجہ عمرو ان دونون کو ساتھ لیکر چلے دقیانوس کو بھی مارا اب خواجہ ان دونون شہزادیون کو لیکر طرف لشکر رستم

جاتے ہین مگر حال دربار بقراط ثانی تحریر کرتا ہون کہ جب صبح کو ہوا ئے سحر چلی سب کے
پہلے بقراط ثانی کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک رنڈی پاس سو رہی ہی بقراط ثانی لپٹ گیا
سلطان کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک سیہ فام لپٹ رہا ہی سلطان گھبرا گیا آپس مین جوتی پیزار
ہونے لگی کل محفل کا یہی حال ہی کہ اچک رہے ہین ایک کو ایک کل موہا کہتا ہی دروازے پر
بارگاہ کے بھی اسی طرح جوتی پیزار ہو رہی ہی چھلاوہ جو بیدار ہوا دیکھا کہ ایک طرف وزیر
اچکے سر رہے ہین پکار کر آواز دی کہ یا خداوند وہ ساربان زادہ سب کو لوٹ کر لے گیا مجکو بھی
باندھ کر چلا گیا مین ہون حضر چھلاوہ بقراط ثانی نے جا کر اپنے عیار یعنے چھلاوہ کو کھولا
چھلاوہ نے سب کو الگ کیا دربار کو درست کرنے لگا چند ساحر دوڑے ہوے آئے
کہا یا خداوند قیانوس بھی مرا ہوا پڑا ہی جہان آرا اور صہبائے شیرین کلام رہا ہو گئین لیکن
یہ سنکر بقراط ثانی نے سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا قتل دقیانوس عجب معاملہ ہوا میرا
انتظام مٹ گیا لیکن ساربان زادہ نہ جانے پائے کئی ساحر اُڑ کر خواجہ کی تلاش مین
چلے لیکن خواجہ عمرو و ملکہ جہان آرا و ملکہ صہبا ایک جانب جاتے ہین ایک صحرا مین گذر
ہوا کہ آسمان برابر تیرہ و تار چھایا پانی برسنے لگا خواجہ تو گلیم اوڑھ کر کنارے کھڑے ہوے
لیکن جہان آرا نے جو دیکھا کہ پانی برسنے لگا اور ابر محیط چھایا کڑک کر بلند ہوئی جا کر ابر کو توڑا
دیکھا کہ ایک ساحر موسوم بہ بارش جادو سحر کر رہا ہی اور آواز دیتا ہی کہ ای جہان آرا
آگے بڑھنا منع بارش جادو ملکہ نے للکارا کہ او بیحیا چھپ کر سحر کرتا ہی سامنے تو آ بارش
جادو بڑھا دونون ہاتھ ہلائے جہان آرا پہ برق گری جہان آرا نے برق کو کاٹ دینے کو
بچایا اور بادون کو بلایا جیسے ہی زلفین ہلین بارش جادو تھرایا کہ صہبا پہونچی صہبا
نے آتے ہی آنکھ ہلائی اور آواز دی کہ کیون بارش جادو مزاج کیسا ہی بارش جادو
جھوم گیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

ہو نہ مایوس ریاضت کا صلا ملتا ہی	بندگی کرنے سے کہتے ہین خدا ملتا ہی
راہبر کرتا ہی رہزن سے مسافر سے سلوک	خضر سے گور کی منزل کا پتا ملتا ہی
کس طرح ڈھونڈھ نکالین تجھے جو یا قیرے	نہ نشان ملتا ہی تیرا نہ پتا ملتا ہی

گل کو تشبیہ دون مین کیا کف پا سے تیرے
وہ صفائی تو کہان رنگ ذرا ملتا ہی

جسکو دیکھا تری زلفون کا وہ سودائی ہی
جو مجھے ملتا ہی جو بلاے بلا ملتا ہے

خاک چھنواتا ہی ہر بار مجھی سے ظالم
آسمان مجکو ستا کر تجھے کیا ملتا ہی

شال و زر لبعت مبارک تمھین دولت مندو
مجکو کمل مین دو شالے کا مزا ملتا ہی

داغ عشق اور کو دیتا ہی فلک ہی ظالم
مجھے گل کھانے کو لوہے کا توا ملتا ہی

جبہ سے کی ہی تری خدمت مین سعادت حاصل
چند ویرانے مین ڈھونڈھو تو ہما ملتا ہی

شیفتہ جب سے ہوے اُس لب شیرین کے زلہ
پانی پیتے ہین تو شربت کا مزا ملتا ہی

اس طرح یہ اشعار پڑھ کر قریب صہبا کے آیا کہا کہ اے ملکۂ عالم مین تو غلام ہون جو حکم ہووے اُسے بجا لاؤن صہبا ے شیرین کلام نے کہا کہ تلوار کھینچو بارش جادو نے فوراً تلوار کھینچی گلے پر رکھ لی جہان آرا نے کہا کہ اب ثابت قدمی اپنی دکھاؤ گلا اپنا کاٹ لو بارش جادو نے فوراً گلا اپنا کاٹ لیا لاشہ بارش جادو کا زمین پر گرا ابر وغیرہ غائب ہوا خواجہ عمرو جو زیر ابر کھڑے تھے دیکھا کہ ابر لخت لخت ہو کر غائب ہوا سمجھے کہ صہبا و جہان آرا بارش پر برس گئین آخر یہ انجام ہوا کہ خوف دل کا مٹا گلیم سر سے اُتاری ظاہر ہو کر کھڑے ہوے کہ ایک طرف سے آواز آئی ارے غضب ہوا بارش ایسے ساحر کو مارا مگر اب خواجہ کہان جاوگے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک آہوے صحرائی دوڑتا ہوا آتا ہی خواجہ عمرو نے اُس آہو کو دیکھکر پھر گلیم اوڑھ لی وہ آہو کر چالیس پھرتا پھرتا ہی ہر طرف خواجہ کو ڈھونڈھ رہا ہی مگر خواجہ عمرو نے پہلو پر آکر حلقہا ے کمند مارے آہو اُسمین اُلجھا چاہا کہ تڑپ کر نکلون لیکن کب چھٹ سکتا ہی کہ پنجے سے خواجہ کے رہائی پائے خواجہ نے جھٹکا مارا کہ آہو زمین پر گرا خواجہ نے ایک کر خنجر مارا کہ شکم چاک قعہ پاک اندھیرا ہو گیا آواز ہیبتناک آئی کہ کشتی مرا نام من وشت نورد جادو بود ملکہ جہان آرا و صہبا ے شیرین کلام جو آئین دیکھا کہ خواجہ ایک ساحر کے کپڑے اُتار رہے ہین سب حال اپنا بیان کیا کہ ہمنے بارش جادو کو قتل کیا خواجہ عمرو نے کہا کہ مین نے وشت نورد کو مارا اب آپس مین خوش ہوے ہنستے ہوے روبراہ ہوے یہان رستم پیلتن قلعے پر فرو کش ہین سرداران نامی جمع ہین لشکر آراستہ ہی

مگر خواجہ عمرو کا بڑا انتظار ہو فرماتے ہین کہ خواجہ عمرو پلٹ کر نہین آئے بدون رہائی ملکہ
جہان آرا و ملکہ صہبا سے شیرین کلام ذہلیتین گے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا
کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ غیر ساحرون کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ مین
اپنے اپنے گھوڑون کو چمکاتے ہوے آتے ہین علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے لشکر
رستم جو دور سے دیکھا گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا کہ یارو دیکھو طلسم کشا نے کس قدر لشکر
جمع کر لیا کیا صاحب اقبال ہو لیکن مین آفت برپا کر دونگا میرے ہاتھ سے طلسم کشا بھلا کب
بچ سکتا ہو جب طلسم کشا کو گرفتار کر لیا تو پھر کون بول سکیگا جملہ سردارون کو گرفتار کر لونگا
یہ کہکے آخر پڑا رستم پیلتن نے سمک یلداقی عیار کو حکم دیا کہ جا کر دریافت کرو کہ اس
پہلوان کا کیا نام ہو سمک یلداقی لشکر کفار مین آ کسی سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ
غبار انگیز بیشہ نشین اسکا نام ہو سمک یلداقی نام دریافت کرکے خدمت رستم مین آیا
تمام کیفیت بیان کی شام کو صداے طبل جنگی کان مین آئی رستم نے سمک سے
پوچھا کہ یہ کیسا نقارہ بجا ہو سمک یلداقی نے عرض کی کہ ہرکارے آتے ہونگے یہ ذکر تھا
کہ ہرکارے آکر موجود ہوے بعد دعا و سلام عرض کی کہ حضور غبار انگیز بیشہ نشین نے
طبل جنگی بجوایا ہو اور کہتا ہو کہ مین بہت خاک اڑاؤنگا رستم نے فرمایا کہ ہمارے لشکر
مین بھی بقعنی یزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی گڑگڑایا دونون لشکرون مین
تیاریان جنگ کی ہونے لگین ہر مقام پر یہی ذکر ہو کہ غبار انگیز بیشہ نشین بڑا زبردست
پہلوان ہو اُسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہو پروردگار عالم اسکے شر سے اہل اسلام کو
بچائے مگر اہل اسلام کہتے ہین کہ ہمارے آقاے نامدار نبے زمانے کے رستم ہین ایسے
ایسے پہلوان زیر کیے کہ جنکا مثل و نظیر نہ تھا اگر روز اول رستم کو طلب کیا تو اُسی دن خاتمہ
ہو شاید اورون سے لڑے تو ایک دو دن بچیگا انشاء اللہ رستم سے زیادہ کر بہت بچتا نہ یگا
یقین ہو کہ بھاگ جائیگا مہلت دو پائیگا چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری اب وہ
وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش نے لباس ضیا کو زیب جسم کیا توسن فلک پر سوار ہو کر میدان
مععاف زبرجدی مین آیا نیزہ خطوط شعاع ہاتھ مین لیا تمام دنیا کو منور و روشن کیا

دونون لشکر بقاعدۂ رزم میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی
گردکیت کوکا کہکر ہٹے غبار انگیز بیشہ نشین نے گینڈا اپنا بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا میدان کارزار
مین آیا گینڈے کو مہمیز کیا جب کہ خوب عرق عرق ہوا دونون زلفون سے یون سینہ ڈہکا کہ
جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان وای قوم زبردستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میدان مین آئے اپنی جرأت دکھائے لیکن سوائے طلسم کشا کے
اور کسی کو مین نہین چاہتا مشتاق ہون کہ رستم سے رد و قدح ہو رستم پیلتن نے یہ سنتے ہی
فوراً استر بالا کبود فرنگی کو بڑھایا اور نعرہ کیا کہ منم رستم پیلتن و پیلکن کشندۂ دو پل ہندی
دو پل ہندی و کپتان فرنگی سامنے غبار انگیز بیشہ نشین کے پہونچے غبار انگیز نے جو
روے زیبا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا سلام کو ہاتھ اُٹھایا کہا کہ ای رستم تمنے اپنا
نام رستم کیا سمجھ کے رکھا ہی رستم نے فرمایا کہ او یاوہ گو بیہودہ کیا بکتا ہی یہ میدان کارزار ہی
زبان تیغ سے کلام کر یہ سنکر غبار انگیز بیشہ نشین نے کہا کہ مجکو حربہ کرتے افسوس آتا ہی میرا
حربہ کبھی خالی نہین جاتا غضب لات و منات ہی رستم نے کہا کہ وہ غضب تیرے اوپر
ٹوٹیگا زیادہ غرور نہ کر یہ سنکر غبار انگیز بیشہ نشین نے نیزہ اُٹھایا صاف ثابت ہوتا تھا کہ
تاڑ کا درخت ہی سنانین اور نیانین اسمین نصب کرلی ہین خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ
جب رستم نیزہ مارتے ہین تو یقین ہوتا ہی یہ نیزہ خالی نہ جائیگا مگر غبار انگیز روک لیتا ہے
دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر ایک مقام پر رستم نے نیزہ غبار انگیز کا گانٹھا مرکب کو چمکا کے چھیڑا
مارا کہ نیزہ ہاتھ سے غبار انگیز کے نکل گیا سرداران رستم نے غل کیا ہر طرف سے یہی آواز
آتی تھی کہ وہ مارا کافر کو پست کیا خدا نے ہمارے آقا کو زبردست کیا غبار انگیز نے سراسیمہ
ہوکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تیغہ باڑہ دار لنگر دار چمکتا ہوا نیام انتقام سے نکلا خبردار خبردار
کہکے ہاتھ مارا رستم پیلتن نے گرد ابر کا چہرے کی پناہ کیا جب تیغہ قریب سر آکر چمکا
رستم نے تھپکی ماری کہ تیغہ بٹ پڑا باڑہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا غبار انگیز نے
گریبان پر ہاتھ رکھا رستم نے جھٹکا مارا کہ گینڈا غبار انگیز کا بیٹھ گیا دونون جوان نیچے ہو

زمین پر آلے آپس مین کشتی ہونے لگی رستم نے اُترتے ہی زیادتیان کرنا شروع کین جب مین پکڑ
پکڑ لائے گردن تھام کر وہ ہلکے مارے کہ زرہ پارہ پارہ ہو گئی پیشانی سے قطرے خون کے
ٹپکنے لگے دونون لشکر نگران مین سمک یلداقی عیار رستم پر نگاہ غور دیکھ رہا ہے کہ رستم نے
دنگ کر دیا غبار انگیز بیشہ نشین بدحواس ہو رہا ہے سمک یلداقی کو رہا ہو کہ اب تھوڑے
عرصے مین آقاے نامدار اسکو زیر کر لین گے یہ بیچارا کیا کر سکتا ہے جب تک جلال آفتاب کے
تب تک غبار انگیز بیشہ نشین اُلجھ اُلجھ کر لڑا جب زوال آفتاب ہوا غبار انگیز کی طاقت
بڑھنے لگی اب دیکھنے والون نے دیکھا کہ غبار انگیز زیادتیان کرنے لگا ایک مقام پر رستم
ریل کرلے دوڑے غبار انگیز بیشہ نشین ہٹتا چلا آتا ہے ایک مقام پر آکر پلٹا رستم پیلتن
کو ریل کرلے چلا رستم نے چاہا کہ اب نہ ہٹون غبار انگیز نے زور کیا رستم پیلتن نے جو قدم
بڑھایا وہان پر موش خانہ تھا رستم کا پانون موش خانے مین جا پڑا غبار انگیز نے ہلکارا کہ
کولھا رستم کا اُتر گیا صدمے سے رستم بیہوش ہوے غبار انگیز نے کچھ خیال نہ کیا زور کیا رستم
گرے مگر بیہوش و مدہوش تھا غبار انگیز بیشہ نشین نے اسی حال مین رستم کی مشکین باندھ لین
مگر بقدرت پروردگار غبار انگیز کو حال تختہ جات معلوم نہ تھا ورنہ یقین ہے کہ اُتار لیتا
اسی طرح رستم پیلتن کو باندھ کر لے گیا آخر اہل لشکر رستم ملول و حزین افسوس کرتے ہوے
پلٹے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اس مکار نے بڑی نامردی کی بالکل جرأت کو کام نہ دیا ایسے
جلیل و بہادر کو یون باندھ کر لے گیا سمک یلداقی نے کہا کہ آپ لوگ چل کر اُترین مین
ذرا خبر جاتا ہون اگر بنتا ہے تو آقا کو رہا کر کے لاتا ہون یہ کہکر سمک یلداقی طرف لشکر
کفار کے چلا صورت بدل لی ایک خدمتگار کی صورت بنا ہوا ہے پھرتا پھرتا بارگاہ غبار انگیز
مین آیا دیکھا کہ غبار انگیز نے رستم کو مسلسل و مطوق کر کے قید خانے مین بھیجا قزل
نامی ایک پہلوان کو بعہدہ نگہبانی قرار دیا اور آپ دوسرے خیمے مین گیا کہ وہ تخلیے کا تھا
سمک یلداقی بھی غبار انگیز بیشہ نشین کے ساتھ ساتھ اُس خیمے مین پہونچا دیکھا کہ ایک
پلنگ لگا ہے غبار انگیز اُسپر جا کر بیٹھا سمک بھی سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا غبار انگیز
بیشہ نشین یون مشتاق بیٹھا ہے کہ جیسے کوئی کسی کے انتظار مین ہوتا ہو اور یہ اشعار

زبان پر ہین نظم

ای فلک مدت سے اپنا حال زار اچھا نہین
درد دل رہتا ہی ہر دم ہجر یار اچھا نہین

خواب آتا ہی نہین کسکا خیال دید ہے
میری چشم منتظر یہ انتظار اچھا نہین

خاکسارون کی طرف سے عالم ایجاد مین
دل مین رکھنا ای پری پیکر غبار اچھا نہین

جان جائیگی تو جائیگی بلا سے تا مسیحا
کوچۂ سفاک مین کیونکر قرار اچھا نہین

بیمروتا ہین ستمگر ہین بڑے بیرحم ہین
ای دل نادان بتون کا اعتبار اچھا نہین

ہونگے جاتے وقت دیوانے لحد مین بیقرار
پھر آنا ای پری سوے مزار اچھا نہین

گردش تقدیر کیا کم ہی ستانے کے لیے
بل کی لینا ہمسے تیرا زلف یار اچھا نہین

دل تری آواز سے ہلتا ہی گلچین کا بہت
بولنا گلشن مین تیرا ای ہزار اچھا نہین

ٹھوکرین غیرون کی پڑتی ہین ہماری قبر پر
کوچۂ جانان مین بنوانا مزار اچھا نہین

تجھکو آنا ہی اگر تو آ فراق یار مین
ای اجل ہر روز کا یہ انتظار اچھا نہین

کیجیے آغاز مین انجام پر ای جان نظر
فیصلہ ہونا مرا روز شمار اچھا نہین

یکایک زمین شق ہوئی ایک ساحرہ ہانپتی ہوئی کانپتی ہوئی نکلی نکلتے ہی غبار انگیز سے
لپٹ گئی کہا ای عاشق صادق مین نے تیرے واسطے بڑی مشقت کی جب مین نے دیکھا کہ
تو رستم سے لڑنے لگا ہر مقام پر تجھکو کم پایا رستم زیادہ نمایان کرتے تھے مین نے سحر کیا رستم پلیتن
پہ تاثیر نہ ہوئی آخر مجھکو خیال آیا کہ رستم تجھکو مار ڈالیگا تب مین مجبور ہوکر غرق زمین ہوئی اور
موش خانہ بنایا کہ انھین رستم کو گرفتار کرون آخر موش خانے مین رستم پھنسے تو غالب ہوا
لیکن خبردار اب تو دیر نہ کر فوراً رستم کو قتل کر قدرت نام سے اس جوان کے عزاستے ہین
ساحرون کو ڈر سے اس جوان کے غش آتے ہین اگر تو نے سر اسکا پاس قدرت کے روانہ کیا تو
بڑا نفع ہوگا اور تمام طلسم مین تیرا نام ہوگا کہ خدائی قدرت کی بچالی غبار انگیز نے کہا کہ ای
زمین کن تو نے بڑا کام کیا مجھے آج ہرگز امید نہ تھی کہ اس جوان سے جان بچیگی تم عین
وقت پہ پہونچین ورنہ میری جان نہ بچتی تو نے بڑا کار نمایان کیا زمین کن نے کہا کہ ایک
مدت ہوئی میرے تیرے آشنائی ہی جب مین تیرے بیشے مین آئی اور مین نے جبر سی کہا تھا

طلسم کشا مین غبار انگیز گئے ہین میرے ہوش درست نہ رہے آخر کو چل نکلی ہزار ہزار شکر ہی
خداوند بقراط ثانی کا کہ وقت پر پہونچی مجکو صحیح وسالم پایا جب مین نے سحر کیا تو نہین معلوم
کیا باعث تھا کہ سحر تاثیر نہ کرتا تھا غبار انگیز بیشہ نشین نے کہا کہ کل صبح کو دربار مین سمجھونگا اگر
اسنے میری اطاعت سے انکار کیا تو فوراً قتل کر دونگا یہ کہکر زمین کن نے کہا کہ مین نہین ٹھہر سکتی
اگر مین ٹھہر جاؤن تو مجکو خوف ہو کہ عیار میرا پیچھا کرین گے شاگردان خواجہ عمرو سے بچنا
دشوار ہی غبار انگیز بیشہ نشین نے کہا کہ آج شب کو یہین ٹھہر جاؤ کل جب مین طلسم کشا کو
قتل کر چکون اُسوقت تم چلی جانا زمین کن نے جواب دیا اچھا مین آج شب کو نہ جاؤنگی
تیرے پاس رہونگی شب کو عیش کرونگی بروقت قتل طلسم کشا موجود رہونگی شاید کوئی ساحر
آجائے تو اُسکا انتظام کرون غبار انگیز بیشہ نشین نے سب باتین زمین کن کی منظور کین اور
زمین کن باطمینان بیٹھی غبار انگیز نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے دونون آپس مین اختلاط
کرنے لگے عاشق ومعشوق ایک جگہ بیٹھے سمک یلداقی کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی اور دل مین سوچ
رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون اگر کسی طرح بن پڑے تو کوئی عیاری کرون اس ساحرہ کو قتل کرون اس
ملعونہ نے بڑا ظلم کیا کہ رستم کو گرفتار کرا دیا ایسی کوئی آفت برپا کرتا ہی وہ اس ملعونہ نے کی
بیچیا نے ایسا ستم کیا کہ زمین مین ڈوبی اور ڈوب کر ہوش خانہ بنا پا رستم کو گرایا یہ نامرد گرفتار
کرلا یا اب کوئی تدبیر کرون کہ رستم رہا ہون اس سوچ مین جہتر سمک یلداقی کھڑا ہے کہ
زمین کن نے کہا کہ صاحب واسطہ خداوند خیال سکندری کا کسی گائن کو بلاؤ ذرا گانا سنین کہ
طبیعت کو فرحت حاصل ہو خدمتگار جو سامنے کھڑا تھا دست بستہ عرض کی کہ غلام گانا جانتا ہی
اگر حکم ہو تو سناؤن زمین کن نے کہا کہ ارے تو گانا کیا جانے سمک نے کہا کہ اے ملکہ عالم
رات کو قدرت میرے خواب مین تشریف لائے تھے فرما گئے کہ ہمنے مجکو کمال علم موسیقی دیا تجھ سے
بہتر کوئی نہ گا سکیگا یہ کہکر سمک یلداقی نے بایان اُٹھایا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا
اور گنگنانے لگا گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ سامنے عاشق ومعشوق کے شروع کیے دونون
یہ اشعار سُنکر جھومنے لگے نظم

یارب کسی بشر کا کسی پہ نہ آئے دل	پڑتی ہی آکے جان پہ آخر بلا سے دل

آنے دے میری جان کسی پر جو آئے دل
تیرے بغیر کس کی تمنا کرے بشر
آیا کسی طرح سے نہ فرقت میں جب قرار
تو ایک بار ہنس کے گلے سے اگر لگے
تاب و توان و صبر و خرد کب کے جا رہے
گاڑا فلک نے پھر کسی عاشق کو خاک میں
او ترک تیری آنکھوں پہ عیاری ختم ہے
گستاخیاں ہیں بے ادبی کی کلام میں
غفران پناہ جب سے لہو ہو کے بہ گیا
ٹپکا اُسے پڑا ہی بُری طرح چاہ کا
پوچھوں علاج کس سے محبت کے روگ کا
اشکوں کے ساتھ وہ بھی لہو ہو کے بہ گیا

کچھ مشغلہ ضرور ہی آخر برائے دل
تو آرزوے جان ہے تو مدعاے دل
لیٹا رہا میں ہاتھ کے نیچے دبائے دل
سینے میں خرمی سے نہ پھولا سمائے دل
رکھتے ہیں کائنات میں ہم کیا سوائے دل
مرقد سے آ رہی ہے صدا ہائے ہائے دل
دونوں نے کیا نلوہ ہزاروں اڑائے دل
کیونکر کہوں زبانی جو ہے مدعاے دل
سینے میں آ کے درد رہا ہے بجائے دل
ایسا نہ ہو کہ جان بھی اک دن گنوائے دل
عیسیٰ کے پاس بھی تو نہیں ہے دوائے دل
اے رند دیکھ تو یہ ہوئی انتہائے دل

سامنے عاشق و معشوق کے اس رنگ میں سمک یلداقی نے یہ غزل گائی کہ غبار انگیز و زمین کن خوش ہو گئے کہا حقیقت میں تو ایسے مزے سے گاتا ہے کہ گائین شرما جائیں کوئی سامنا نہ کر سکے سمک یلداقی نے عرض کی کہ حضور کو شراب پلاؤں ایسے مزے سے ساقی گری کروں کہ مینا کیا صورت دیکھ کر نشہ ہو دماغ تر ہو جائے یہ کہکر گلابی اٹھا لی اُسمیں بیہوشی ملائی اور جام لبریز کیا پہلے غبار انگیز بلشہ نشین کو پلایا بعد اُسکے سامنے زمین کن کے پیش کیا دونوں بے اندیشہ انجام پی گئے جب دونوں شراب پی چکے تو سمک نے پھر یہ چند اشعار عاشقانہ گائے

نظم

ہم زبان شمع سے سنتے ہیں ہجر یار میں
میرے دل میں ہے غم خال و خط جاناں سے داغ
کور گو آنکھیں ہوئیں رونا ہو کم ممکن نہیں
مثل شانہ عشق گیسو میں ہوا ہوں چاک چاک

چاہیے گھل گھل کے مرنا عشق کے آزار میں
شاخ سنبل بھی تھوڑا ابھر کے دو مرہم زنگار میں
ہوتی ہے اکثر سفیدی ابر دریا بار میں
تار گیسو سے لگیں ٹانکے دل افگار میں

ہو اخر کسکی نگاہ تفرقہ انداز کا +
گرمی بازار یوسف آگے اُس یوسف کے کیا
جو کہ مین خونخوار اُنکو رنج دنیا ہی مین ہی
راہ خونریزی مین اُس قاتل جو رکھا ہی قدم
آفتاب حشر بھی مجکو بچا کر جائے گا
بستر گل ہو مبارک یار کو آئی بہار
ساقی کو فریاد دیجئے حشر غدیر

بلبلین ہین دام مین اور آہ گل بازار مین
منھ دکھاتے ہی لگا دے آگ جو بازار مین
چھید ہی موجود جب دیکھو لب سوفار مین
جلتے جلتے پڑ گئے چھالے تری تلوار مین
سونے والا ہون کسی کے سایہ دیوار مین
خوب جل کر لوٹیے اب وادی پرخار مین
مست ہون نام خم مین عشق احمد مختار مین

یہ اشعار سنکر غبار انگیز اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ اے زمین کن قدرت تشریف لاتے ہین مین اُنکو بلاتا ہون وہ اگر آگئے تو محفل مین رونق ہوگی یہ کہکے ناچتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا اور زمین کن بھی ساتھ ہی اُٹھی دونون لڑکھڑا کر گرے سمک یلداقی نے کسی کو ہاتھ نہ لگایا خود غبار انگیز کا لے لیا رنگ و روغن عیاری کا اپنے پاس سے نکالا صورت اپنی تبدیل کی غبار انگیز کی شکل بنکر تیار ہوا ایک قرابہ شراب کا اُٹھا لیا اور ٹہلتا ہوا باہر آیا رستم پیلتن پر فرزیل نامے پہلوان نگہبان ہی سمک نے باہر نکل کر دیکھا کہ فرزیل کا سر کٹا ہوا پڑا ہی اور سب ساتھ والے بیہوش پڑے ہین سمک حیران ہوا کہ اُنکو کسنے بیہوش کیا ناچار ہو کر پردہ قید خانے کا اُٹھایا دیکھا کہ رستم بیہوش پڑے ہین ایک عیار بلاے روزگار رستم کا پشتارہ باندھ رہا ہی سمک نے للکارا کہ او نامرد تو کون ہے اُس عیار نے فوراً رستم کو دوش پر لگایا نقب کھود کر آیا تھا اُسی مین جا نذرا سمک بھی برابر پہونچا یہ بھی نقب مین کودا لیکن وہ عیار بہت تیز رو تھا آگے وہ عیار جاتا ہی اور پیچھے اُسکے سمک جاتا ہی اور چاہتا ہی کہ قریب پہونچون تو حلقے کمند کے مارون لیکن وہ نکل ہوکے جاتا ہی قضاے کار وہ عیار طرار لشکر سے نکلا سمک اُسکے تعاقب مین ہے عیار جنگل مین پہونچا چاہتا ہی سمک کو دھوکا دیکر نکل جاؤن لیکن سمک جان دیے ہوے پیچھے ہی ایک مقام پر عیار پہونچا مگر سامنے ایک پہاڑ ہی اُسمین ایک ساحرہ بیٹھی تھی اُسنے جو دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہی وہین سے للکارا کہ او شخص تو کون ہے کیا تو

بردہ فروش ہی وہ عیار رُکا اُس ساحرہ نے سحر کیا عیار کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے جھپٹ کر وہ ساحرہ قریب آئی روے رستم سے جو بسبب ہوا کے گوشہ چادر کا ہٹ گیا ساحرہ کی نگاہ جمال جہان آرائے رستم پر پڑی دیکھتے ہی مبہوت ہوگئی بے اختیار ہوکر پکار اُٹھی نظم

خضر اُس راہ مین سے ملتے نہین تم مجکو　　گم کرون ہوش کو مین ہوش کرے گم مجکو

شوق کی بیخودیون نے یہ کیا گم مجکو　　ڈھونڈھتا ہون مین نہین ڈھونڈھتے ہو تم مجکو

اب مین جاتا ہون کہان ہائے اجی جگر کہتا ہی　　دل نہین ہون کہ جو کر دو گے کہین گم مجکو

چھپتے ہین صبح شب وصل کے آثار کہین　　پیلے دیتا ہی مجھے تیرا تبسم مجکو

دل مرا وقت ساقی مین بھرا آتا ہے　　یون نہ خالی نظر آئے تجھے بھرے خم مجکو

وصل کی شب سے جو کہتا ہون ٹھہر کہتی ہی　　جب ٹھہرنے بھی تو دے گردش انجم مجکو

جوشش گریہ مین اندر سے بیتابی دل　　لے نہ ڈوبے کہین کشتی کا تلاطم مجکو

کیا بجرم نگہ شوق ہے رکھا جسنے　　چشم اغیار سے محفل مین تری گم مجکو

ہوش مین اُسکے فلاطون کی طرح گم کرتا　　اس خرابات مین ملتا جو کوئی خم مجکو

دیکھکر انجمن آرا مجھے جلتا ہے فلک　　داغ یارب دیے ہوتے اُسے انجم مجکو

لامکان ہی مین اُسے ڈھونڈھتا ہون پھر پھر کر　　بے ٹھکانے ہی سمجھتا ہے تو ہم مجکو

کشتہ اک رشک مسیحا کے تغافل کا ہون　　جو قیامت بھی اُٹھائے تو کہے قم مجکو

پھر وہی مجھ سے زمانے کی چلی جاتی ہی　　چھیڑے جاتا ہی شب و روز یہ کژدم مجکو

گریہ کیا جانے مرا زخم مین کیا جانون ہنسی　　اُسکو رونا مین بتا دون یہ تبسم مجکو

حشر مین چھپ نہ سکا حسرت دیدار سے راز　　آنکھ کمبخت سے پہچان گئے تم مجکو

آپ مین کون ہی سمجھاتے ہین یہ کسکو جلال　　آدمی سمجھے ہوے ہین ابھی مردم مجکو

شفقیل جادو روے رستم دیکھکر اسقدر بیقرار ہوئی کہ پسینے پسینے ہوگئی کانپنے لگی کبھی کہتی ہی کہ ای شخص یہ جوان حور ہی یا پری ہی جسکو دیکھکر ہوش درست نہین جی چاہتا ہی کہ اسکی بلائین لون جان کو اپنی قربان کرون یہ کہکر بشتارہ روش سے عیار کے آتار اگود مین بشتارہ لیکر اُسی مقام پر بیٹھ گئی سر کو زانو پر رکھا مسیلی چدریا جو اوڑھے تھی اُس سے غبار روے

رستم پو نچھنے لگی کبھی پیر دباتی ہی کبھی تلوے سہلاتی ہی آخر سوچی کہ اس عیار نے اس
شخص کو بیہوش کیا ہی جب بیہوشی اُتریگی تو ہوشیار ہو گا آخر خیمے سے پانی لیا منھ پر
رستم پیلتن کے چھینٹا دیا رستم ہوشیار ہوے اپنا سر زانو پر ایک ساحرہ سیہ فام کے
پایا اور دیکھا کہ ناز و کرشمے کر رہی ہی کبھی منھ سے منھ ملاتی ہی کبھی قربان جاتی ہی رستم
گھبرا کر اٹھ بیٹھے فرمایا کہ ارے تو کون ہی شفقل نے کہا کہ آپ کی عاشق صادق ہون ای
جوان میری تجھپر جان جاتی ہی رستم نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی مین تو وہان قیدخانے
مین قید تھا یہان کیونکر آیا شفقل نے کہا کہ ای جوان یہ عیار مکار تجکو لیے جاتا تھا مین نے
تجکو روک لیا اُسکو بھی قید کیا اب یہ جا نہین سکتا اس سے پوچھے کہ تو کون ہی کہان لیے
جاتا تھا رستم نے پوچھا کہ ای عیار طرار مجکو کہان لیے جاتا تھا اور مجھے قیدخانے سے
کیون لایا عیار نے کہا کہ ای شہریار حتر چیلا وہ میرا نام ہی عیاری کرنا میرا کام ہی خداوند
بقراط ثانی کے دربار مین خواجہ عمرو نے مجکو اپنی صورت بناکر ذلیل کرایا بقراط ثانی نے
مجکو حکم دیا کہ جسطرح بنے یا رستم کو یا خواجہ عمرو کو لاؤ یہان جو مین آیا تو مین نے
خبر سنی کہ رستم قید مین ہین آکر سب کو بیہوش کیا اور نقب کھودکے اندر پہونچا مگر ای
شہریار آپ کا عیار میرے تعاقب مین آیا تھا نہین معلوم کہان ٹھہر گیا جب تک مین
گرفتار نہ ہوا تھا تب تک تو اُسنے میرا پیچھا نہین چھوڑا اب نہین معلوم کہان گیا اب
مین حاضر ہون خواہ مجکو قتل کیجیے خواہ بخشیے مین بے اختیار ہون نہایت مجبور و ناچار
ہون رستم خاموش ہو رہے جادوگرنی سے کہا کہ اسکو رہا کر دو اسکی کیا خطا ہی اپنے مالک
کے حکم سے آیا تھا شفقل نے کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اب تو میرا
حال ابتر ہی ضبط نہین ہو سکتا یہ کہکر ہاتھ بڑھائے قصد کیا کہ رستم پیلتن کو گلے سے
لگاؤن رستم نے ہاتھ جھٹک دیے دوسری مرتبہ شفقل نے سحر کرکے ہاتھ بڑھایا
لوح طلسمی اُنکے گلے مین پڑی ہی بھلا انپر سحر کب تاثیر کرتا ہی تعویذات بھی زیب جسم ہین
رستم نے اُسپر بھی منع کیا اور فرمایا کہ قاعدے سے بیٹھ ایسا نہو کہ تیری زبان سے کوئی
کلمہ نکلے اور مجھے غصہ آجائے اُسنے چاہا کہ سحر کرون زبان رستم بند ہو جائے مین مطلب

حاصل کرنے ماش کے دانے جھولی سے نکالے رستم پر پھینکنے سمجھی کہ بس سحر میں مبتلا ہو گئے
دونوں ہاتھ بڑھائے کہ گلے سے لپٹاؤں رستم نے دیکھا کہ اسنے ماش کے دانے پھینکے دو
تصدیق ہوکے گر پڑے غصہ از حد تھا کلائی تھام کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر شغفتل کا جسم گردن
سے اڑ گیا شغفتل کے مرتے ہی بہت چیلا وہ چھوٹا طرارہ بھر کے بھاگا مگر یہاں سے کہ
شغفتل کے آندھی سیاہ اٹھی اندھیرا ہو گیا برقباری و سنگباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شغفتل جادو بود روشنی ہوئی سماک جھپٹ کر قریب رستم آیا کہا کہ
اے آقائے نامدار چلیے خداوند کریم نے اپنا فضل شریک کیا ہاے کیا کہوں کہ اس ملعون
سے مقابلہ نہ ہوا یہ عیار بقراط ثانی کا تھا قبلہ و کعبہ ہمارے اس صحبت میں جو آئے مگر
ابھی تک اس لشکر میں نہیں آئے اب رستم اور سماک چلے مگر غبار انگیز بیشہ نشین و
زمین کن ساحرہ کو جو سماک یلداقی بیہوش کرکے ڈال آیا تھا صبح کو ہوائے سرد جو چلی
دونوں کی آنکھ کھلی زمین کن نے کہا کہ اے غبار انگیز ہم تم خوب سوئے یہ کیا معرکہ ہوا وہ
خدمتگار کوئی عیار تھا ہمکو تمکو بیہوش کرکے وہی ڈال گیا مگر نہیں معلوم انجام کیا ہوا
شکر ہے خداوند بقراط ثانی کا کہ قتل نہیں کیا یہاں کون روکنے والا تھا اگر مجکو اور
تمکو قتل کر ڈالتا تو کون روکتا یہ ذکر تھا کہ چند خدمتگار بدحواس روتے پیٹتے سامنے
آئے دست بستہ عرض کی کہ اے بادشاہ پہلوانان و اے گرشاسب جہان فرزیل پہلوان
کو جو آپ نے دروغہ زندانخانے پر مقرر کیا تھا اسکا سر کٹا ہوا پڑا ہے رستم قیدخانے میں
نہیں ہیں یہ سنتے ہی غبار انگیز بیشہ نشین گھبرا گیا کہا اوے یہ بہت بڑا غضب ہوا ساحرہ
بھی گھبرا گئی دونوں خیمے سے نکلے اس مقام پر آئے کہ جہاں رستم پیلتن قید تھے دیکھا کہ
ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹی ہوئی پڑی ہیں رستم نہ دارد غبار انگیز بیشہ نشین تھرا گیا زمین کن
نے کہا کہ ابھی لیجانے والا دور نہ لے گیا ہوگا لشکر تیار کرکے چلو اگر راہ میں تنہا پا جائیں
تو از روے جادو کے گرفتار کر لیویں غبار انگیز کو یہ بات بہت پسند آئی لشکر میں
قرنا کرائی کل لشکر تیار ہوا غبار انگیز گینڈے پر سوار ہوا زمین کن نے دونوں پاؤں
اپنے زمین پر مارے غرق زمین ہوئی غبار انگیز رستم کو تلاش کرتا ہوا چلا سواروں کو

چاروں طرف دوڑا یا کہ تلاش کرو اگر رستم مل جائے تو گرفتار کر لو پھر زندہ نہ چھوڑو فوراً قتل کر ڈالو ایک سوار نے دور سے دیکھا کہ رستم اور سمک بلا اتی جاتے ہیں سامنے اپنے لشکر کے پہونچ چلے ہیں دور سے جو سرداروں نے دیکھا برائے استقبال بڑھے کہ سوار نے غبار انگیز پشینہ نشین کو خبر دی کہ رستم وہ جاتے ہیں غبار انگیز نے کل فوج کا شارہ کیا کہ رستم کو گرفتار کر لو اسی نوٹ ہزار جوان بلوہ کر کے رستم پر چلا رستم نے جو فوج کو آتے ہوئے دیکھا تیغۂ ہفت جوہر نیام انتقام سے کھینچا اور نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب		کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور	دیگر	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

نعرہ کر کے لشکر کفار پر جا پڑے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا شیرانہ لڑنے لگے جس پر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے لشکر میں ہنگامہ ڈال دیا سامنے لشکر رستم پڑا تھا اُن سبھوں نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا ہمارے یا تو آتے تھے یا لشکر گران میں گھر گئے تیار ہو ہو کے چلے زمین کی سے کر بردہ زمین میں پنہان ہو یہ معرکہ جو دیکھا کہ لشکر رستم آتا ہو آکے اپنے آقا کے شریک تھے اس ملعون نے سحر کیا کہ سواروں کے گھوڑے رک گئے اور پیدلوں کے پاؤں زمین نے تھام لیے یا تو لشکر اسلام بجوش و خروش آتا تھا یا رک گیا ایک کا ایک منھ دیکھ رہا ہے میدان رسالہ دار سے کہتے ہیں کہ بڑھیے رسالہ دار کہتے ہیں آگے پیدل چلیں سوار بھی آتے ہیں ایسا نہو گا کہ آقا کے شریک نہوں آخر پیدلوں نے آواز دی کہ ہمارے پاؤں کسی نے تھام لیے ہم نہیں بڑھ سکتے سوار گھوڑوں کو ایڑ کرتے ہیں کوڑے دکھاتے ہیں مگر مرکب کسی طرح قدم نہیں اٹھاتے بدگمانیاں کر رہے ہیں سوار بھی حیران و پریشان ہیں کہ کیا کریں بعض سوار جو جھلے تھے اُنھوں نے گھوڑوں کو مارا بھی آخر ناچار ہو کر کود پڑے جب زمین پر آئے تو قدم نہیں اٹھتا تلوار کھینچی کہ اپنا گلا کاٹے لیکن تلوار نیام سے نہیں کھینچی سپر پشتی بانی نہیں کرتی نیزے مثل جسم مدقوق کانپ رہے ہیں سنانیں بیکار سوار برہم خنجر بیدم لشکر رستم میں غریو بلند ہوا سب پکار پکار کر کہتے ہیں کہ اے آقا اے نامدار ہم مجبور و ناچار ہیں ایسے بیکار ہیں کہ قدم نہیں اٹھا سکتے گھوڑے رہ گئے

نہین کرتے ہم کیا کرین لاکھ جان ہماری آپ کے نام پر فدا ہی مگر جب ہم اپنے قابو مین نہین ہین تو کیا کرین اب سب کو یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہی جو ہمارے قدم نہین اُٹھتے مگر مہتر سمک یلداقی عیار جھپٹ جھپٹ کر ہر طرف جاتا ہی مراد یہ ہی کہ سحر والا کس طرف ہی یہ بیچارہ کیا جانے کہ اندر سے زمین کے سحر کر رہی ہی کبھی کوہ کو دیکھتا ہے کوئی علامت نہین معلوم ہوتی کبھی صحرا پر نگاہ ڈالتا ہی کوئی طریقہ نہین معلوم ہوتا حیران ہو رہا ہی کہ کس طرف جاؤن سحر کرنے والے کو کہان ڈھونڈھون غبار انگیز نے جو دور سے دیکھا کہ لشکر رستم آتے آتے رُک گیا اور رستم اکیلے لڑ رہے ہین فوج کو اشارہ کر دیا کہ چہار جانب سے رستم کو گھیر کر مارو کل فوج نے رستم پر بلوہ کیا ہر طرف سے نیزہ و خنجر پڑنے لگے کہ رستم زخمی ہونے لگے اُس اضطرار مین دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے بیقرار ہو کر پکار اُٹھے کہ ای رب بے نیاز و ای کریم کارساز رحم اپنا شریک کر تو علام الغیوب دافع البلیات ہی آبرو اس غلام کی تیرے ہاتھ ہے۔ نظم

نقاب از چہرۂ رنگین چو آن گل در چمن گیرد
بسوزد خرمن گلزار و آتش در سمن گیرد

دہم ارزان اگر جنس دلم آن دلربا خواہد
کنم قربان اگر آن جان عالم جان من گیرد

چو در دل نار سوزان محبت مشتعل گردد
گہی شعلہ بجان آید گہی در جان و تن گیرد

درین فانی سرا ہر کس کہ آید میرود آخر
وطن ہر کس کہ گیرد لاجرم ترک وطن گیرد

باب و تاب گلشن دل ہمیشہ ای بلبل شیدا
کہ رنگ تازہ در ہر موسم این رنگین چمن گیرد

خدائی میکند در کشور جان ان بت سنگین
ربا ید از مسلمان دین و دل از برہمن گیرد

زمانہ دست غارت چون بمال مردہ بکشاید
تعجب نیست گر دو باز پس تار کفن گیرد

مسافر چون ازین فانی سرا رخت سفر بندد
بغیر از رنج و غم با خود چہ زین دار محن گیرد

عجب بر مصرع مخفی رقم کرد این غزل ہندی
شہید عشق کے آرام در گور و کفن گیرد

تعلق گرچہ از ہر ملک تا ہندوستان دارد
مگر در ہر زبان ہندی مذاق از ہر سخن گیرد

رستم بلک بلک کر دعا مین مانگ رہے ہین سارا لشکر بیتاب و بیقرار ہی چہرون پر ہوائیان اُڑ رہی ہین حیران ہین کہ کیا باعث ہی جھوڑے قبضے مین نہین نہ پاؤن اپنے اختیار مین ہین

آخر کیا کرین اس خرابی مین مبتلا ہین لیکن رستم کل فوج سے لڑ رہے ہین جس نے وار کیا اُسے روکا
اگر دس وار روکے تو ایک نیزہ پڑ گیا کبھی زخم رستم نے کھائے سمک یلداقی حقہ ہلے
آتشبازی مارتا پھرتا ہی یہی خیال ہی کہ اپنی جان دون اور آقا کو بچاؤن اتفاقاً ادھر لشکر
رستم انتشار مین ہی اُدھر ملکہ جہان آرا و صہبائے شیرین کلام جو اڑی ہوئی آتی تھین
ان دونون نے آسمان سے دیکھا کہ رستم زخمی ہو رہے ہین کل لشکر کھڑا دیکھ رہا ہی سوچین
کہ یہ کیا معرکہ ہی لشکر رستم مین سب جانباز و سرفروش ہین ان سب کو یہ کیا ہوا کہ چپکے کھڑے
دیکھ رہے ہین جہان آرا نے کہا کہ اے مادر مہربان طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی نے سحر
کیا ہی کہ اہل لشکر رستم دیکھ رہے ہین صہبائے شیرین کلام نے کہا کہ بیٹا زمین پر اُتر کر
دریافت ہو کہ یہ کیا معرکہ ہی جہان آرا فوراً زمین پر آئی اول اہل لشکر کو آواز دی کہ صاحبو
تم دیکھ رہے ہو تمھارے آقا قتل ہو رہے ہین اور تم شریک جنگ نہین ہوتے
سب نے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم ہم سب نہایت مجبور و ناچار ہین قدم نہین اُٹھتا گھوڑے
بالگامیان کر رہے ہین ہم کیا کرین ہمارا کیا اختیار ہی جہان آرا نے زمین کو دیکھا زمین سے
دھوان نکل رہا ہی اسم سحر پڑھ کر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ زمین کو جنبش ہوئی جس مقام سے
دھوان نکل رہا تھا وہان پر ایک گڑھا پڑ گیا دوسرا سحر جہان آرا نے کیا زمین کن جو اندر
زمین کے سحر کر رہی تھی معلوم ہوا کہ زمین مجھکو فشار دیتی ہی گھبرا کر نکلی چہرہ اُداس دوپٹہ
ڈھلکا ہوا صہبائے شیرین کلام نے جو دیکھا کہ ایک ساحرہ زمین سے نکلی صہبا نے
پیچھے ہٹ کر کارد سحر ماری پشت پر زمین کن کے پڑی کہ سینے کو توڑ کر پار گذری۔
زمین کن زمین پر گری اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام مین زمین کن جادو بود اب تو
کل سوار و پیدل گھوڑے اُٹھا کر لشکر دشمن پر آ پڑے تلوار چلنے لگی مگر جہان آرا کو بڑا غصہ
تھا زلف عنبرین کو ہلا دیا غبار انگیز کے لشکر کے دماغ مین جو بوے خوش آئی جھومنے لگے
طرف صحرا کے دیکھنے لگے اور پکار اُٹھے

نظم

مین نے تمکو دل دیا تمنے مجھے رسوا کیا　　مین نے تمسے کیا کیا اور تمنے مجھسے کیا کیا
کشتۂ نار بتان روز ازل سے ہون مجھے　　جان کھونے کے لیے اللہ نے پیدا کیا

روز کہتا تھا کہیں مرتا نہیں اب مر گئے — اب تو خوش ہو بے وفا تیرا ہی سے کہنا کیا
سے شعلے اٹھتے ہیں آنکھوں سے جاری ہے لہو — شمع سے یہ کسنے ذکر اس محفل آرا کا کیا
رو دیے کیا بخت خفتہ کو کہ آدھی رات سے — میں یہاں رو پا کیا اور وہ وہاں سویا کیا
آتش الفت بجھا دی داغہاے اشک نے — مدعی کی گرمی صحبت سے جی ٹھنڈا کیا
آنکھ عاشق کی کوئی پھرتی ہے اے وعدہ خلاف — دیکھنے میں مرنے مرنے سوئے در دیکھا کیا
دلبروں میں بیوفا میری وفا کی دھوم ہے — بوالہوس سے کیوں کہا تھا راز کیوں افشا کیا
چارہ گر زنداں میں اسکی آستاں سے لے گئے — ایک بھی میری نہ مانی لاکھ سر پٹکا کیا
غیر کا اور آپ کا گر دل نہیں ہے ایک تو — کیوں ترے دل میں مری یاد آنے کا چرچا کیا
کیا خلش تھی رات دن میں آرزوے قتل کی — ناخن شمشیر سے میں سینہ کھجلایا کیا
کیا خجل ہوں اب علاج بیقراری کیا کروں — دھر دیا ہاتھ اسنے دلبر تو بھی دل دھڑکا کیا
غرض ایمان سے ضد اس غارتگر دین کو بڑھی — تجھ سے اے مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا

سوار و پیدل یہ اشعار پڑھتے پھرتے ہیں کوئی پہاڑوں سے سر ٹکراتا ہے کوئی سر پہ خاک اڑاتا پھرتا ہے کوئی گریبان چاک منھ پر خاک ملے دیوانہ وار پھر رہا ہے ایکطرف سے ملکہ صہباے شیریں کلام نے سحر کیا اور زیادہ ہنگامہ پڑا دوڑے دوڑے پھرنے لگے رستم نے جو اتنی مہلت پائی پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ جہان آرا و صہبا خبردار سحر نہ کرو مگر یہ دونوں ماں بیٹیاں کب سنتی ہیں مصروف سحر خوانی ہیں بلکہ جواب دیتی ہیں کہ اے شہریار اس مردود نے تو ویسا مکر کیا کہ ساحرہ کو زمین میں چھپایا اُس بیحیا نے ایسا سحر کیا کہ لشکر بیکار ہوا آپ اپنی جرأت کو کام فرمائیے یہ بیحیا لائق رحم نہیں خداوند کریم آپ کو مظفر و منصور کرے ان کافروں پر غالب کرے ان نالائقوں نے جیسا مکر کیا ہے ویسا انکے پیش آیا ساحرہ قتل ہوئی کس ستم کا سحر کر رہی تھی آخر زمین سے نکلی لاش اُسکا سامنے پڑا ہے جس طرح سے بنے اس مردود کو قتل کیجیے نکل کر نہ جانے دیجیے رستم پیلتن نے جو دیکھا کہ غبار انگیز لڑتا ہوا جاتا ہے آواز دی کہ او نامرد ہمسے مقابلہ کر مکر و دغا تو کر چکا اب مردان عالم پر وار کر ہمسے آنکھ چار کر یہ آواز سنکر غبار انگیز جھٹ کمان کاندھے سے اتاری

خطا شعار نے ایک تیر رستم پر مارا رستم نے تیر کو قلم کیا اپنے پاس تک آنے دیا تیر خطا شعار
کاٹ کر زمین پر گرا سات تیر اسنے مارے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر سے قلم کیے جب سات تیر
قلم ہو چکے تو نیزہ ہلاتا ہوا قریب آیا نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین
نیزے چلنے لگے گیارہ طعنین آپس مین رد و بدل کی ہوئی تھین کہ رستم نے نعرۂ شیرانہ کیا نیزہ
غبار انگیز کا کانٹھا اور گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے غبار انگیز کے نکل گیا غبار انگیز نے
قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا رستم نے بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا
اسنے چاہا کہ تلوار مارکر ملیٹون رستم نے تیغۂ ہفت جوہر چمکایا چمک سے تلوار کی آئینۂ
شمشیر مین غبار انگیز کو جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا حیران ہو گیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری ایسپر
کے ٹکڑے اڑاتے سپر کو کاٹ کر تلوار جیلی خود کو کاٹ کر سر سے گلے اور جبڑے کو کاٹا
صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینے سے مثل سیماب گذر کر زین کو کاٹا زین کو
کاٹ کر مع گینڈے کافر کے چار ٹکڑے کیے لشکر مین غبار انگیز کے غریو ہوا کہ افسر لشکر
مارا گیا سمک یلداقی نے سر افسر کا نیزے پر چڑھا دیا تمام لشکر کی نگاہ پڑی کہ افسر قتل
ہوا جہان آرا و صہبا نے آگ برسادی لشکر کے پاؤن اٹھ گئے آخر فرار بر قرار کیا اور
صحرا کو مثل آغوش مادر جان کر جیبے شکست کامل ہوئی لشکر رستم نے پڑاؤ لوٹ لیا
خیمون مین آگ لگا دی رستم بفتح و فیروزی پلٹے سمک ساتھ ہو خواجہ بھی آئے رستم
نے خواجہ عمرو سے حال پوچھا خواجہ عمرو نے بیان کیا کہ دربار بقراط ثانی کو لوٹا باتین کرکے
بھسے آتے ہین خواجہ عمرو نے ریش بقراط ثانی کو دکھائی رستم ریش بقراط کو دیکھ کر
بہت خوش ہوے لیکن جہان آرا و صہبا دونون باتین کرتی ہوئی آتی ہین جہان آرا
کہتی ہین کہ ای مادر مہربان خدا نے وقت پر پہونچایا ورنہ ساحرہ نے لشکر کو تباہ کر دیا تھا
اگر ہم نہ پہنچتے تو خاتمہ تھا اکیلے رستم کس کس سے لڑتے آپس مین یہ ذکر کرتی ہوئی چلین
قصد ہی کہ بڑھ کر رستم سے ملاقات کرین کہ یک آسمان پر ابر آیا سر پر دونون کے
آکر پھٹا دو شعلۂ آتش گرے دونون کی کمر مین لپٹ گئے اٹھا کر لے گئے کنیزان
جہان آرا روتی پیٹتی ہوئین سامنے رستم کے آئین عرض کی کہ ای شہریار جہان آرا

وصہبا کو کوئی اٹھائے گیا کسی سے کچھ نہ ہو سکا رستم نے کہا کہ خواجہ غضب ہوا خواجہ عمرو یہ حال سن کر بہت بیقرار ہوے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک لکہ ابر جاتا ہی زیر ابر چلے مگر انتہا کے بیتاب و بیقرار ہین فرماتے ہین نظم

چھپئی اوجہر وش تجکو نہ دھانی چاہیے
چاند کمھڑا ہی دوپٹہ آسمانی چاہیے

سرخ ہو جائے یہ چہرہ زعفرانی چاہیے
رنگ لائے کچھ شراب ارغوانی چاہیے

موے سر گرنے لگین تن پر گرانی چاہیے
اب دکھائے زور اپنا ناتوانی چاہیے

روکے ای یعقوب کیون کھویا ہی نور چشم کو
پھر ملیگا آ کے یوسف زندگانی چاہیے

منکشف ہمپر ہوا شب کو فروغ شمع سے
نام روشن کرنے کو آتش زبانی چاہیے

گریہی ہر دم کا ضبط نالہ ہاے گرم ہی
پھونک دے قلب و جگر سوز نہانی چاہیے

ہون وہ بلبل نخل ماتم پر نشیمن ہی مرا
زمزمون کے بدلے مجکو نوحہ خوانی چاہیے

گردش گردون نے مجکو مار ڈالا ہی مگر
شامیانہ گور پر بھی آسمانی چاہیے

غم نہ کھا جلنے دے اے بلبل جو جاتی ہی بہار
فصل گل پھر دیکھ لین گے زندگانی چاہیے

زندگانی تا قیامت ہو مبارک خضر کو
یان کسے او موت عمر جاودانی چاہیے

بار بار اپنے سینے مین گھپاتا ہی وہ رند
تیغ ابرو کا گر ہو جائے پانی چاہیے

خواجہ اس پریشانی مین مثل ہولے کے جاتے ہین آسمان کو دیکھتے ہوے ابر کڑکتا ہوا جاتا ہی رعد کی گرج مین برق کی چمک ہی ایک صحرا مین جا کر دیکھا کہ ایک باغ ہی اس باغ مین وہ ابر اترا خواجہ حیران ہوے کہ اس باغ مین کیونکر جاؤن جا کر دیکھون کہ کس ظالم نے یہ کام کیا ہے کھڑے ہوے ہین کہ اندر سے چند کنیزین نکلین نوجوان سینے ابھارے ہوے بولے گلنار زیب جسم جیسے ہی کنیزین نکلین خواجہ عمرو جھٹ پٹ ایک زن غیر ساحرہ کی شکل بنکر زن صحرائی بنے لہنگا پہنے ہوے گاڑھے کی چدر یا اوڑھے ہوے دوڑتے ہوے قریب ان کنیزون کے پہونچے ایک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا بو اسنتی ہو جنگل مین چلو سانپ اور نیولے لڑ رہے ہین چلکر تماشا دیکھو اس کنیز کو کھینچتے ہوے لے چلے جب جنگل مین پہونچے فرمایا کہ دیکھو جیسے ہی اُنہی کنیز نے طرف جنگل کے دیکھا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈال دیے جھٹکا مار کر جا بیٹھے

وہ کنیز بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو تو کنارے ڈال دیا آپ اُسی کی شکل بنکر طرف باغ کے
چلے مگر حیران ہین کہ افسوس مین نے اس کنیز کا نام نہ دریافت کیا کہ ایک کنیز نے پکار کے
کہا بوا چمن آرا ادھر آؤ خواجہ نے جواب نہ دیا ایک کنیز نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا کہ اے چمن آرا
بات کا جواب تو دے خواجہ سمجھے کہ چمن آرا میرا ہی نام ہی سوچتے ہوے باغ مین چلے
کنیزون سے ہنستے ہوے کسی کا دوپٹہ نوچ لیا کسی کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کنیزین غل
مچاتی ہین مسخرہ پن کرتے ہوے باغ مین آئے دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہی گلہاے
رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا جاری ہر مقام پر گلکاری پنجرے
جانورون کے درختون مین لٹکے ہوے زمزمہ سرائی کر رہے ہین غنچے منھ کھولکر بیچاتے ہین
ہر چند کہ طفل بے زبان ہین مگر چاہتے ہین کہ صفت باغبان قضا و قدر کرین دم محبت کا بھرین
گلہاے رنگارنگ اپنا اپنا رنگ جما رہے ہین ظاہرا مسکرا رہے ہین باغ کی ناپائداری پر
گویا ہنستے ہین یہ آوازے کستے ہین طائر جو قفس آہنی مین بند ہین رنگ چمن دیکھکر پھڑک
جاتے ہین پر کھول دیے منقارین اُٹھائین چہکار امارا رنگ باغ کو ملاحظہ کیا پکار اُٹھے
کہ ای باغبان قضا و قدر تیری رنگ آمیزی کو کون دیکھ سکتا ہی نو حید و یکتا ہو تیری صفت
مین کیا زبان کھولین کون حرف بولین کیا مضمون ظاہر کرین کیونکر تیری محبت کا دم بھرین
سبحان اللہ کیا قدرت کاملہ و حکمت بالغہ ہی کسکی مجال ہو کہ جز وصف زبان پر لاے مگر
ہر وقت ورد زبان ہے۔

نظم

فصل گل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا　　ہمت ای ساقی یہی ہو وقت نوشا نوش کا
چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے دو شیکن　　خود بخود بو دینے لگتا ہو دہن مینوش کا
کیا ہوا ہی جو مرے دل کیطرح وہ جیب ہا　　حال جلکر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا
عکس غبغب کی روشنی دیتا تھا شب کو ای پری　　ہر ستارہ رو کش خورشید ہی پاپوش کا

پتون کی آڑ مین عروسان چمن کا منھ چھپانا شاخون کا گھونگھٹ نمانا ہر جانب سامان
فرحت و عیش ہو عندلیبان خوشنوا ہر چند کہ وقت شب ہو مگر آشیانون سے اپنا اپنا
منھ نکالتی ہین پہلوے گل مین آشیانہ ملا غنچۂ آرزو کھلا ہر جانب خوشی کے سامان ہین

آمد بہار ہی زیر نخل پھولون کے انبار ہین چمن خوب گلشن مرغوب خواجہ یہ بہار دیکھتے ہوے
روش پٹری کو طے کر کے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ فرش مشجر بچھا ہی کئی سو کنیزین بیٹھی ہین
صاف ظاہر ہی کہ کسی کی آمد کا انتظار ہی ہر نازنین طرف آسمان کے دیکھ رہی ہی کوئی درختون
کو دیکھتی ہی کوئی پھولون پر نگاہ ڈالتی ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ملکہ شطاح جہان پیما
آیا چاہتی ہین ایک کہتی ہی کہ جہان آرا و صہبا کو لینے گئی ہین انکے چھیٹنے کو کون روکیگا یہ
ذکر تھا کہ پھولون نے آنکھین کھولین نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی سنبل نے
زلفین عنبرین کھولین تمام باغ معطر و معنبر ہو گیا غنچون نے وہان معشوق کا لطف دکھایا
کہ بالکل خاموش ہو گئے ایک سناٹا ہوا پھولون سے شعلے چمکے غنچے بول اٹھے ہر طرف سے
صدا آنے لگی کہ ملکہ شطاح جہان پیما آتی ہین کنیزین گلابیان درست کرنے لگین ایک سنی
ہوئی ہٹو بچو کی آواز آئی خواجہ دیکھ رہے ہین کہ کنج باغ سے ایک نازنین نہایت حسین پائنچے
سنبھالتی ہوئی ہزار کنیزین ہمراہ آتی ہی مگر وہ جو نازنین سب کے آگے ہی نہایت حسین و مہ جبین
ہی غنچہ دہن نازک بدن سیمتن ماہرو خوش گلو آفتاب عالمتاب حسن و جمال نئی ہر ادا کا
جمال اس سج دھج سے آتی ہی کہ چشم نرگس بیمار دیکھنے سے نہین جھپکتی سنبل کی پریشانی
مٹ گئی سوسن نے تشنہ زبانین کھولین پکار رہی ہی کہ ای ساکنان باغ ہوشیار ہو جاؤ ادب کا
مقام ہی کہ ملکہ شطاح جہان پیما آ پہونچین گنہگار کے لیے سزا ہی متعلقین کے لیے مزا ہی وہ
نازنین جب وسط باغ مین آئی مسند پر بیٹھی پکار کر آواز دی کہ ارے سب کنیزین حاضر ہین
سب کنیزین حاضر ہو گئین صف باندھ کر کھڑی ہو گئین شطاح جہان پیما نے سبھون پر نگاہ
ڈالی کہا بیٹھ جاؤ سب کنیزین مؤدب بیٹھین خواجہ عمرو کہ بصورت چمن آرا مین تڑپ کر مجمع
سے نکلے مالک کو سلام کیا شطاح جہان پیما نے پوچھا کہ کیون چمن آرا کیا کہو گی عرض کی
کہ حضور مین آپ کے انتظار مین باہر کھڑی تھی کہ سناٹا ہوا ہوا سے سرد چلی میری آنکھ بند
ہو گئی مین نے اپنے کو دربار خداوندی مین پایا دیکھا کہ قدرت بیٹھے ہین مین نے سجدہ کیا
ارشاد ہوا کہ ای چمن آرا خدمت شطاح جہان پیما مین اپنا گانا سناؤ وہ پسند کرینگی
قدرت نے میری پشت پر ہاتھ رکھا لہذا میرا گانا سنیے دیکھیے یہ اشعار گاتی ہون حضور سماعت

فرمائیے یہ کہکے خواجہ نے یہ اشعار عبرت آثار شروع کیے

نظم

تنگ آیا ہون اُس حور کی بیدادگری سے
اُلجھاؤنگا اب دل کو کسی اور پری سے

قاصد تو جواب ایک مرے خط کا نہ لایا
در گذرا مین باز آیا تری نامہ بری سے

بجھ جاؤن کوئی دم مین اگر مین تو عجب کیا
بدتر ہو مرا حال چراغ سحری سے

آنسو ہی بہا کاشش کہ ٹھنڈا ہو کلیجہ
او دیدۂ تر بجھ نہ سکے سوز جگری سے

دیوانہ ہون تو خوب ہون ہوشیار ہون تو خوب
کیا کام کسی کو مری شوریدہ سری سے

کب آؤ گے کب آؤ گے ایجان
آنکھون کا عجب حال ہو یان منتظری سے

مین مرد مسافر ہون محبت نہ بڑھاؤ
اچھا نہین ہو دل کا لگانا سفری سے

ایجان یہ سب کہنے کی باتین ہین چلو تو
تم چال مین رہجاؤگے کیا کبک دری سے

تمنے تو رقیبون سے ملاقات بڑھائی
لگ چلتے ہین اب ہم بھی کسی اور پری سے

ہی حور ترے کوچے سے نکلی جو سواری
سودائیون نے چھین لیا تخت پری سے

بجھنے پہ بھی اس آگ کی گرمی نہین جاتی
رہ رہ کے دھوان اُٹھتا ہو سوز جگری سے

اُٹھ جائینگے اک روز یہی ہے جو بلکنا
تنگ اہل محلہ ہین مری نوحہ گری سے

تاثیر کی اُس بت کے دل سخت مین کسدن
کہتا ہون مین اے آہ تری بے اثری سے

دیوانہ ہون ہی الفت گیسوے مسلسل
حیران نہو میری پریشان نظری سے

کیا نہین اس سانپ کو مین جان پہ کھیلا
بوٹی تری ہاتھ آئی ہو کس دردسری سے

گذرے تو نہین وہ کبھی اس راہ گذر سے
مین پوچھتا ہون رند ہر اک رہگذری سے

خواجہ یہ اشعار گا رہے تھے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحر تاج سر پر رکھے ہوے دریاے اشیار سحر مین غوطہ زن آتا ہی جیسے وہ تخت نمایان ہوا سب کنیزین کھڑی ہو گئین سب کے منھ سے نکلا کہ شہباز افلاک پیما آتے ہین وہ جادوگر تخت سے اُترا ملکہ کھڑی ہو گئین اس ساحر کو لا کر مسند پر بٹھایا گھبرا کر ساحر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم بڑے افسوس کی بات ہو کہ تم جہان آرا و صہبا کو اٹھا لائین اور روک ٹوک نہین مقرر کی مین نے ابھی مجموعہ جمشیدی کو دیکھا تھا اسمین صاف صاف لکھا تھا کہ آج کے دن عمرو عیار اس باغ مین آئیگا یہ گانا کون گا رہی ہو ملکہ نے

کہا ای شہباز یہ ہماری کنیز قدیم ہی بلکہ ندیم ہی ہمیشہ خدمت مین حاضر رہتی ہی مین نے اسے اپنی
گود مین پرورش کیا ہی بڑے بڑے ساحرون نے اسکا پیغام دیا مین نے قبول نہین کیا آج
قدرت نے اسکو علم موسیقی مرحمت فرمایا شہباز نے سنکر اشارہ کیا اری گلشن جسطرح ہوسکے ہمکو
شراب پلا خواجہ نے خوش ہوکر گلابی کو الٹ پلٹ کیا اُس مین بیہوشی ملائی جام لبریز کیا گن گناکر
چند اشعار گائے شہباز بھی بیقرار ہوگیا حیران ہی کس لطف سے اشعار گائے ہین کتاب مین
یہ بھی لکھا تھا کہ زمرہ مین گاتون کے عمرو ہوگا شاید یہی عمرو ہو جام پر کچھ اسماے سحر پڑھنے
لگا شراب شعلہ بنکر اُڑگئی جام ٹوٹ کر خواجہ پر گرا کہ رنگ دروغن عیاری کا اُڑگیا صورت اصلی
ظاہر ہوئی شہباز نے آواز دی ارے اس ساربان زادے کو دیکھا گرفتار کرو کنیز طرف خواجہ کے
چلی خواجہ نے اک کنیز کو خنجر مارا وہ کنیز گری اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے مین خواجہ بھاگے
شہباز اُٹھکر دوڑا خواجہ بھاگے ہوے جاتے ہین شہباز تعاقب مین آتا ہی جاتا ہی عمرو کے
اوپر سحر کرون خواجہ چھپتے ہوے جاتے ہین جب باغ سے نکلے شہباز بھی آیا خواجہ نے بود کھیا
کہ شہباز پیچھا نہین چھوڑتا ایسا نہو کہ سحر کرے مین گرپڑون بس ہاتھ باندھکر بلٹے پکار کر کہا
ای شہنشاہ ساحران تجھ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا مین تیری معرفت خدمت خداوند
مین چلونگا شہباز نے کہا خواجہ اگر ساتھ چلوگے تو کل خطا معاف کرادونگا ورنہ تم سے اور
قدرت سے ہمیشہ نفاق رہیگا قدرت کو تمھارے نام سے نفرت ہی ایسا نہو کہ کسی مقام پر
تقدیر کردین تو تم سنگ سیاہ ہوجاؤ خواجہ قدمون پر شہباز کے گرپڑے کہا ای شہباز عمر بھر
غلامی کرونگا شہباز نے کہا خواجہ تم سے بڑی بڑی خطائیں سرزد ہوئین تم نے اس اقلیم مین بھی
آکر ہنگامہ ڈال دیا کیسے کیسے ساحر تم نے قتل کیے قدرت کو بڑا ملال ہی آٹھ پہر یہی خیال ہی کہ
عمرو کو قتل کردون عمرو نے کہا مین قدرت کو سجدہ کرونگا حقیقت مین اب جو خیال کیا تو مجھ پر
ثابت ہوگیا کہ یہ خداوند حقیقی ہین ایسے کو سجدہ کیونکر نہ کرین جب خداوند حقیقی ہو تو اسکو کیون
نہ سجدہ کرے جس نے پیدا کیا اُسکو نہ پہچانے تو وہ انسان نہین پیر تو یہ قول ہی کہ اُس نے
ہمکو پیدا کیا بڑے تعجب کی بات ہی کہ ایسے وقت مین قدرت دستگیری نہ فرمائین اکثر مین نے
قدرت کو خواب مین دیکھا یہی فرمایا کہ تو اک دن ہماری اطاعت کریگا تجکو اپنے بندہاے

خاص مین داخل کرینگے شہباز نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری جان کا خوف ذکرو مین اسوقت
جو آیا ہون تو کتاب قدرت دیکھکر آیا اُس مین صاف صاف لکھا تھا کہ عمرو باغ مین شطاح
جہان پیما کے موجود ہی تب تو مین آیا تم کو اس مقام پر پایا اب تم کو بڑے لطف سے لیچلونگا
شطاح جہان پیما بھی ساتھ ہوگی کہ مصاحب کامل ہو ہر وقت خدمت خداوند مین رہتی ہی
جسوقت غبار انگیز مارا گیا اُسی وقت قدرت کو خبر ملی کہ جہان آرا نے قیامتین برپا کی ہین
فوراً شطاح جہان پیما کو حکم ہوا کہ ای مصاحب قدرت جلد جاؤ جہان آرا وصہبا کو گرفتار
کرلاؤ شطاح جہان پیما گئین اور دونون کو گرفتار کرلائین اسی باغ مین دونون قید ہین اگر
خواجہ تم انکو سمجھا دو کہ وہ چل کے قدرت کو سجدہ کرین تو قدرت بہت راضی ہونگے اور تمھارا
مرتبہ بہت بڑھیگا اور مین تم سے وعدہ کرتا ہون کہ جہان آرا کی شادی تمھارے ساتھ کرا دونگا
خواجہ نے یہ سُنکر کہا ای شہنشاہ ساحران مین جان و دل سے قدرت کو سجدہ کرونگا مین امیدوار
ہون کہ میری اطاعت قبول کی جاوے جسوقت سے اطاعت قبول کرونگا طلسم کشا کو بھی
لیجیے اور صاحبقران کو بھی پکڑ لاؤنگا آپ کو اختیار ہی چاہیے قید رکھیے یا قتل کیجیے خواجہ یہ باتین کرتے
ہوے شہباز کے ساتھ جاتے ہین شہباز آگے آگے خواجہ پیچھے پیچھے جب خواجہ نے خیال کیا
کہ دلمین شہباز کے لطف کلام سمایا فرمایا ای شہباز دیکھو ایک ابر اُٹھا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی
ساحر آتا ہی دیکھو تو کون جادوگر ہی شہباز نے جو سر اُٹھایا خواجہ نے حلقہ کمند مارے گلے مین جو حلقے
کمند کے پڑے شہباز نے چاہا کہ بلیٹون اور تڑپ کے نکلون خواجہ نے حباب مارا کہ شہباز بیہوش ہوکر
گرا خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک غبار بلند ہوا آواز آئی کہ ہئی مرا نام مین شہباز آشنا پیما
بود خواجہ نے کپڑے اُسکے اُتار لیے اور رنگ و روغن عیاری کا لگاکر شہباز کی شکل بنکر تیار
ہوے طرف باغ کے چلے یہان شطاح جہان پیما باغ مین بیٹھی ہی وہ گلدستہ سامنے رکھا تھا
وہ جل گیا شطاح نے کہا او غضب ہوا کہ شہباز کو کسی نے مارا یہ کہہ رہی تھی کہ چند کنیزین دوڑی
ہوئی آئین کہا ای ملکہ عالم نئی بات ہی کہ شہباز آتے ہین شطاح نے کہا مقام تعجب ہی کہ مرنے
کی شہباز کے آواز آئی اور تم کہتی ہو کہ شہباز آتے ہین حقیقت مین غضب ہوا تھا کہ شہباز نے
آکر رنگ ساربان زادے کا مٹایا ورنہ وہ اپنا رنگ جما چکا تھا یہ باتین تھین کہ شہباز نقلی آ پہنچا

شطاح جہان پیمانے کہا کہ ای شہباز تم کیونکر بچے شہباز نقلی نے جواب دیا میں اپنے ہم شبیہ کو
قتل کرادیا میں نے مجموعۂ جمشیدی میں دیکھا تھا کہ مجھ پر افتاد پڑے گی تو میں نے یہ تدبیر کی
کہ اپنے ہم شبیہ کو بجوف عمرو کے ساتھ کر دیا میں الگ ہوگیا آخر یہ انجام ہوا کہ اُسنے میرے ہم شبیہ پر
حملہ کیا جب میرا ہم شبیہ مرکر گرا اور میں نے آسمان سے دیکھا غصہ تو نہ تھا سے تھا گولا مار دیا عمرو
جلکر رہگیا جو میرے مرنے میں علامتیں ہوتیں وہ اُسکے مرنے میں ہوئیں خوشی کرو کہ ایسا شخص
مارا گیا کہ جسنے شمشہ و دمامہ کو مارا اور وہاں اُسکو کوئی گرفتار نہ کرسکا مگر قدرت نے ہمارے
تقدیر کی تھی روز ازل سے ارشاد فرمایا تھا کہ ای شہباز تو عمرو کا قاتل ہو نوے ہزار برس پیشتر یہی
مضمون لکھ دیا تھا کہ خواجہ عمرو کو تو قتل کریگا ای ملکہ شطاح جہان پیما آج روح سامری اور
جمشید کو خوشی ہوگی بخوشی بیٹھو جلسہ شراب و کباب آراستہ کرو بیٹھکر شراب پیئیں جہان آرا و
صہبا کو بلاؤ اُنسے بھی کہو کہ تمھارا مددگار مارا گیا کس فطرت سے آکر پہونچا تھا اُسکا یہ انجام ہوا
شطاح جہان پیمانے خوش ہوکر گلے میں شہباز نقلی کے ہاتھ ڈال دیے اور کہا ای شہباز
بڑا کارنمایان کیا خوب اپنے کو بچایا اُس ظالم نے تمھارے دشمنون کو مار ہی لیا ہوتا مگر
تمنے قبل سے انتظام کرلیا تھا تمنے یہ بڑا اہتمام کیا ہی کہ ہر وقت مجموعۂ جمشیدی دیکھا کرتے ہو
ورنہ لقراط ثانی نے منع کیا ہی کہ سامری نامہ و جمشید نامہ کوئی نہ دیکھے ہمنے جو لقراط نامہ تصنیف کیا ہی
اُسکو دیکھا کرو کل مضامین اُسمیں پاؤ گے ہمکو اعتقاد ابھی سامری و جمشید کا ہی اسی کا یہ لطف
حاصل ہوا کہ جان بچی دشمن کو مارا خواجہ بشکل شہباز محل میں بیٹھے اور کہا ای شطاح جہان پیما
نقصان کا خیال نکرنا کنجی میخانہ کی مجھے دو کہ میں آج ساقی گری کرون کہ کوئی آج باقی نہ رہے
شطاح جہان پیمانے کنجی میخانے کی شہباز نقلی کو دی خواجہ نے کنجی جو میخانے کی پائی کہ جہان آرا
و صہبا کو بھی بلاؤ شطاح جہان پیمانے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین بارہ دری سے اُٹھا کے لائین
خواجہ نے دیکھا کہ دونون شاہزادیان سرنگون بیٹھی ہین زبانون میں سوزن رنگ چہرے کے
اُڑے ہوے جیسے ہی خواجہ نے دونون شاہزادیون کو اس حال میں دیکھا قریب آکر دھمکایا کہ
تم دونون کو قتل کرونگا تمنے غضب کیا کہ قدرت سے باغی ہوئیں اور باغیں آنکھ کا تل دکھا دیا
دونون شاہزادیان خوش ہوگئیں جہان آرا نے صہبا سے کہا لو مادر مہربان خواجہ آپہونچے

صہبا بھی خوش ہو گئی کہا کہ کیا کامل و اکمل عیار ہین خواجہ کنجی لیکر میخانے مین پہونچے میخانہ مین آکر آواز دی یارو شراب لے جاؤ پیو آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین و ملازم شراب اٹھاکر لے جانے لگے کوئی تپلا اٹھاکر لے گیا کوئی گلابی اٹھاکر لے گیا کوئی قرابہ اٹھاکر لے گیا شراب تقسیم ہونا شروع ہوئی چالیس گلابیان خواجہ نے مع شراب ارغوانی درست کین محفل مین لیکر آئے شطاح نے دیکھا جس رنگ کی گلابی اُسی رنگ کی شراب بھری ہے شطاح نے کہا صبا جو تمنے دیکھا کہ کس خوبصورتی سے شراب لائے ہین کہ جس سے زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے خواجہ نے شراب لاکر محفل مین رکھی اور جام لبریز کیا سامنے شطاح کے آئے کہا لو جان جہان پیو اب تامل نہ کرو شطاح نے کہا کہ اے شہباز تمھاری تکلیف ہمکو گوارا نہین تم بیٹھو ہم کنیزون کو حکم دیتے ہین وہ شراب پلا دینگی شہباز نقلی نے کہا اے ملکہ عالم جسوقت مین نے عمرو کو مارا اُسی وقت قدرت میرے سامنے آئے اور فرمایا ہمنے تجھکو کمال علم موسیقی کا دیا ذرا گانا تو میرا سنو کہو گی عمرو گا رہا ہی یہ کہکے یہ اشعار عاشقانہ بعد سوز و گداز شروع کیے ۔

نظم

دام لے لیکے ہین صیاد ستمگر چھوٹے
دخل کیا باغ مین بلبل کا جو اک پر چھوٹے

یون لگا لاتی ہو وہ آنکھ دل عاشق کو
جسطرح سے کوئی گھر بیٹھے کبوتر چھوٹے

ہو وہی وحشت جنون گو کہ گئی فصل بہار
دست اطفال سے ابتک نہین پتھر چھوٹے

طوق و زنجیر کا غل اب نہین زندانون مین
قید کی خیرات مین امسال مقرر چھوٹے

دام الفت سے رہائی کا کہین کیا احوال
کسطرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے

تیری الفت مین ہوئین سب سے ملاقاتین ترک
اقربا چھوٹے محبان برادر چھوٹے

بندہ خانہ ہی قریب آج تو قدم رنجہ کرو
پانون کی مہندی تمھاری جو نہ دلبر چھوٹے

روز روشن نظر آتا ہی مجھے تیرہ و تار
بال اُس حور کے چہرے پہ مقرر چھوٹے

ظلم سے ظلم کیے قاصدون پر ظالم نے
نامہ بر ہاتھون کے پانون مین بندھکر چھوٹے

صبر دل کو تو کیا مین نے غنیمت جانون
جان ہی تجھ سے اگر ترک ستمگر چھوٹے

تیری صورت کو ترستے رہے ہم وصل مین بھی
پردے آنکھون پہ ترے آتے ہی دلبر چھوٹے

خوبرویون کی محبت کا بُرا ہے انجام	تجھ سے لپکا یہ کہین اور دل مضطر چھوٹے
ایسی افتاد کئی بار پڑی ہے اے رند	بیشتر اُس سے ملے روٹھ کے اکثر چھوٹے

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ شطاح بلائین لینے لگی کہتی تھی تم نے ایسے اشعار
گائے کہ اُس مرنے والے کا گانا یاد آگیا بالکل وہی نقل اُتاری ہے خواجہ نے کہا یہ سب قدرت کا
کمال ہے کہ میری پشت پر ہاتھ رکھتے ہی کمال قلب مین اُترآیا خوش آواز بھی ہو گیا سب عیب
نکل گئے باتون مین لگا کے شطاح کو جام دیا چونکہ کنیزین غل مچا رہی تھین شطاح نے اس
ہنگامہ مین جام پیا کچھ خیال انجام نہ کیا اب تو خواجہ نے دورہ باندھا کنیزون کو بھی پلانے لگے
تھوڑے عرصہ مین سب کو شراب پلا چکے شطاح بیٹھے بیٹھے نشۂ شراب مین گھبرائی آنکھین پھاڑکر
چہار جانب دیکھنے لگی بینائی موقوف ہو چکی تھی شہباز سے آنکھ ملا کر کہا اے شہباز تمکو کچھ خبر بھی ہے
کہ قدرت تشریف لائے ہین صحبت مین آنے کا ارادہ رکھتے ہین اُنکو محفل مین بلاؤ یہ کہکے اپنے مقام
سے اُٹھی یا خداوند تشریف لائیے کہتی ہوئی چلی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری کنیزین لپٹا لین
تھامکر چلین جو اُٹھی وہ گری تھوڑے عرصہ مین سب بر لب فرش ہوئین خواجہ خنجر کھینچکر شطاح
پر جاپڑے چاہا کہ قتل کرین جہان آرا نے آواز دی خواجہ پہلے ہمکو رہا کرو ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑے
اسکے متعلقین بہت ہین ایسا نہو کہ کوئی ساحر آجائے خواجہ نے جہان آرا کو قفس سے نکالا
زبان سے اُسکی سوزن نکالی صہبا کو بھی رہا کیا دونون قفس توڑ کر نکلین اب خواجہ نے شطاح کو
قتل کیا اندھیرا ہو گیا صدائین مہیب آنے لگین کہ ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ باش او ساربانکا د
غضب کیا ستمگر کلاہ سرفروش جہان آرا نے دیکھا کہ ایک ساحر اُڑتا ہوا آتا ہے اُسنے آتے ہی
سحر کیا کہ خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے جہان آرا نے زلف عنبرین کو جنبش دی وہ ساحر
تھرایا زمین پر گر پڑا صہبا نے ابروے خمدار ہلائے آسمان سے برق گری کلاہ سرفروش کے
دو ٹکڑے ہوئے مرنا کلاہ کا کہ خواجہ نے رہائی پائی محفل کو لوٹنے لگے سب کنیزون کے کپڑے
اُتار لیے باغ کو لوٹنا شروع کیا جسکو مارا اُسکے کپڑے اُتار لیے سب کے لاشے برہنہ پڑے ہین
جہان آرا نے کہا خواجہ اب چلیے رستم انتظار مین ہونگے خواجہ نے کہا مین رستم کو مطمئن کرکے
آیا ہون انشاء اللہ اب چلکر رستم کو آمادہ کرینگے کہ لشکر مین چلے یہ آپس مین صلاحین کر رہے

شطاح جہان پیما کا باغ لوٹ لیا باغ تھوڑے سے عرصہ میں ویران ہوگیا درخت جل گئے باغ میں خاک
اُڑنے لگی جس مقام پر بلبلیں چہچہہ زن تھیں اُس مقام پر زاغ و زغن کے آشیانے ہوئے تھوڑے سے
عرصہ میں سامان بہار آنکھوں سے نہاں ہوئے جہان آرا نے کہا کہ خواجہ اب نکل چلیے طریقہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ شطاح کی عملداری میں دوسرے کی عملداری ہوئی ایسا نہو کہ کوئی آفت آجائے
خواجہ و جہان آرا و صہبا آپس میں باتیں کرتے ہوئے سرحد باغ سے نکلے بیرون باغ جو آئے
تو دیکھا کہ ایک صحرائے ویران لق و دق میدان ہو ہر طرف خاک اُڑ رہی ہے زاغ و زغن کی صدا سے
تمام صحرا گونج رہا ہے ہزار ہا زاغ آتے ہیں سر پر ان تینوں کے اڑتے ہیں جہان آرا نے کہا کہ خواجہ
پاؤں کی طاقت کم ہوئی جاتی ہے طبیعت گھبراتی ہے کسی نے سحر کامل کیا سحر فراموش ہو رہا ہے صہبا نے
کہا اے نور نظر اب عجیب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے اب بہتر یہ ہے کہ آپس سے جدا ہو جیے اور اس
صحرا میں تلاش کیجیے جسنے یہ سحر کیا ہے وہ اسی جنگل میں ہوگا شاید مل جائے تو اُسکے قتل کی تدبیر کریں خواجہ
ایک جانب بھاگے جہان آرا ایک جانب چلی صہبا نے ایک جانب رخ کیا قضائے کار ملکہ جہان آرا
بھٹکتی ہوئی جاتی تھیں نگاہ اُٹھا کے صحرا کو دیکھا کہ ایک طرف سے بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہیں جہان آرا
گرد کی جانب چلیں ایک بونڈلا گرد کا پیچ و تاب کھاتا ہوا قریب جہان آرا کے آیا جہان آرا نے چاہا
کہ اپنے کو اس بونڈلے سے بچاؤں مگر گرد میں جہان آرا کھنچتی ہوئی چلیں ہر چند زور کرتی ہیں مگر گرد سے
نہیں نکل سکتیں وہ گرد سو دو سو قدم جہان آرا کو لائی وہاں پر آکے جہان آرا گری آنکھ اُٹھا کر دیکھا
کہ ایک نخل برگ و بار سے خالی ہے شاخیں اُسکی ہاتھ پھیلائے ہوئے اُس نخل کے سایہ میں ایک
ساحرہ کریہ منظر مہیب شکل پڑی ہوئی ہے جوں جوں گرد میں لوٹتی ہے خاک چرخ مار کر بلند ہوتی ہے وہ بونڈلے
گرد کے چرخ مارتے ہوئے صحرا میں پھر رہے ہیں جہان آرا و گریں سحر فراموش حیرت کا جوش زمین پر
ہاتھ پاؤں مارنے لگیں پس ساحرہ نے اُٹھکر جہان آرا کی زبان میں سوزن دی اسی نخل کے سایہ
میں ڈال دیا آپ پھر زمین پر گری اور لوٹنے لگی بونڈلے گرد کے اسی طرح اُٹھنے لگے تمام صحرا میں جاتے
ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو ڈھونڈ رہے ہیں ناظرین کو واضح ہو کہ دربار میں اپنے بقراط ثانی بیٹھا تھا
کہ آسمان سے چند طائر آئے پروں سے سر پیٹتے ہوئے بقراط ثانی کے سامنے آکر گرے اور مثل
انسان کے پکار کر آواز دی یا خداوند غضب ہوا عمرو نے شہباز ادر شطاح کو مارا اب وہ تینوں باغ

نکلا چاہتے ہین بقراط ثانی نے ایک آواز دی ارے کوئی حاضر ہی کہ ایک ساحرہ بصورت باون
سے خاک گرتی ہوئی حاضر ہوکے سامنے آئی کہا یا خداوندمنم ویرانۂ دشت نورد اگر حکم ہو تو باؤن
جا کر صحرا کو ویران کرون وہ خاک اڑاؤن کہ تینون سحر مین میرے مبتلا ہون تینون کو گرفتار کرکے
لاؤن بقراط ثانی نے حکم دیا ہو ویرانۂ دشت نورد جلد جاؤ اور تینون کو گرفتار کرکے لے آؤ یہ
جو ساحرہ بڑی لوشدہ ہی ہو یہ وہی ساحرہ ہو کہ آکے اسنے سحر کیا صحرا کو ویران کردیا آپ زیر بخل پڑی
ہو کہ ایک بونڈلا گیا خواجہ دور سے دیکھ رہے ہین کہ اُس گرد نے آکر صہبا کو بھی گھیر لیا صہبا نے
ہر چند دور کیا کئی مرتبہ جست کرکے گرد سے نکلی مگر گرد نے صہبا کو گھیر لیا آخر ناچار ہوئی گرد کھینچکر
لیچلی اُس مقام پر لائی کہ جس مقام پر جہان آرا پڑی تھی اسی مقام پر آکر صہبا بھی گری ہاتھ پاؤن مارنے
لگی اُس ساحرہ نے اٹھکر صہبا کی زبان مین بھی سوزن دی اور پکار کر آواز دی ارے تم بھتا دو کہ
ساربان زادہ جسکو اپنی عیاری کا دعوی ہی کہان گیا قدرت نے مقام سکندری سے دیکھا کہ تم تینون
ساتھ نکلے تم دونون گرفتار ہوے اُس ظالم کا پتا نہین دونون نے کچھ جواب نہ دیا ویرانۂ دشت نورد
بونڈلے گرد کے روانہ کرنے لگی جب خواجہ نے دور سے دیکھا کہ دونون جا کر گرفتار ہوئین کنارے
آئے رنگ روغن عیاری کا لگایا صورت اپنی تبدیل کی ایک مہاجن کی شکل بنکر تیار ہوے
دھوتی پھیری باندھے ہوے ایک مرزائی پہنے ہوے تھے زنار گلے مین ایک ہاتھ مین تھالی پرچی
اُسمین موہن بھوگ رکھا ہوا جیٹ کر راستہ چلے سامنے ویرانۂ دست نورد کے پہونچے
ویرانۂ نے جو اُس مہاجن کو دیکھا ہر چند کہ سحر کر رہی تھی مگر پکار کر آواز دی مہان جانے والے
تم کون ہو جو صحرا سے ویران مین آ پڑے خواجہ نے جواب دیا ای ملکۂ عالم غلام کی کیفیت یہ ہی کہ
زوجہ کو دردِ زہ لگے ہین اُس بیقراری مین نکلا کہ جا کر ٹھاکر کا پوجا کرون شاید کچھ درد مین کمی ہو
ویرانۂ دشت نورد نے جواب دیا سیٹھ جی بیٹھ جاؤ خواجہ بیٹھ گئے اُس ساحرہ سے باتین کرنے
لگے کہا ای ملکۂ عالم یہ دونون جادوگر نیان جو پڑی ہین کیون حضور یہ کون ہین انھون نے کیا خطا
کی کہ جو یہ گرفتار ہوئین ویرانۂ دشت نورد نے جواب دیا سیٹھ جی یہ گنہگاران قدرت ہین
انھون نے ایسی خطا کی کہ جسپر یہ عتاب ہوا سیٹھ جی نے جواب دیا کہ کیون ملکۂ عالم آخر انھون نے
کیا خطا کی ایسا ہی تو انکو قتل کر دو کہ مراد حاصل ہو یہ کہکر سیٹھ جی اپنے مقام سے اٹھے کمر سے خنجر

کھینچا چاہا کہ جہان آرا کو قتل کرین ویرانہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا سیٹھ جی ٹھہر جاؤ حکم خداوند پر انکا قتل موقوف ہی ہم نہین قتل کر سکتے جب تک حکم خداوند نہ آ جائے سیٹھ جی نے کہا کہ اے ملکۂ عالم جب یہ خطاوار ہی تو اسکا قتل کرنا ضرور چاہیے مین دیکھ رہا ہون کہ قدرت سامنے بیٹھے ہین دربار خداوند جما ہوا ہی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ایک نازنین مہ جبین گلعذار ماہ رخسار بعشوہ و ادا یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی اہل محفل کو سنا رہی ہی نظم

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا
نہین تو دوست دشمن کا گلا کیا

نہ آیا نامہ بر گھبرا رہا ہون
نہین معلوم کیا گذری ہوا کیا

بہت اچھی نہایت خوب گذری
اجی آفت زدون کا پوچھنا کیا

نہ دو مجھکو مبارکباد بے سود
بری تقدیر والون کا بھلا کیا

یہ کیون چتون پھری کیون آنکھ بدلی
بھلا مین نے قصور ایسا کیا کیا

کب اُس کوچے مین ٹھہرے گی مری خاک
نہوگا کوئی احسان ہوا کیا

اُمید اُس سے غلط سمجھا تو ای دل
ستمگر سے تمنائے وفا کیا

بڑھا کر ہاتھ لین انکو یہ مشکل
نصیب ایسے مبارک پھر دعا کیا

نہ گھبراؤ اجی کروٹ نہ بدلو
ارادے ہین ابھی خاطر مین کیا کیا

یہ کب تک پارسائی عاشقون سے
محبت ہی تو ہم سے پھر حیا کیا

جگر باقی ہی صدمون سے لہو دل
مرے سینے مین او ظالم رہا کیا

کیا ہوتا کوئی احسان او ظالم
کرین گے شکر تیرا ہم ادا کیا

نہین ممکن کہ تجھکو رحم آئے
وہ مین کیا اور میری التجا کیا

معاذ اللہ غضب ہے نوجوانی +
رہوگے عمر بھر تم پارسا کیا

کہان ہی درد دل جو کہہ کر اسے
مزا دے گا ہمارا ماجرا کیا

کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی
تعجب ہی یہ مجھکو ہو گیا کیا

نسیم آؤ ذرا تم بھی سنو تو
یہ چرچا ہو رہا ہی جا بجا کیا

اس رنگ مین یہ اشعار خواجہ نے ویرانہ دشت نورد کو سنائے کہ ویرانہ دشت نورد بیقرار ہو گئی

کہا سیٹھ جی تم تو خوب گاتے ہو یہ کمال تم نے کس سے سیکھا ہے خواجہ نے جواب دیا تان میرا ازل
میرے نانا تھے جب وہ تان مارتے تھے تو آسمان تک آواز جاتی تھی فرشتے الامان الامان
کہتے تھے اور کہتے تھے یہ کون شخص ہے کہ جب تان مارتا ہے تو دل ہلا دیتا ہے ہماری عبادت میں فرق
آتا ہے آخر سب فرشتوں نے صلاح کر کے نانا جان کو بلا لیا جب وہ گاتے تھے تو میں تال دیا کرتا تھا
اسکی کچھ تاثیر آگئی ہے ورنہ میں گانا کیا جانوں آپکے فیض سے یہ اشعار اسطرح گائے اور آنکھوں
سے دیکھ رہا ہوں کہ دربار قدرت میں ہنگامہ پڑا ہوا ہے وہ شعلۂ رخسار آگ لگا رہی ہے تمام
اہل محفل کو دیوانہ بنا رہی ہے ویرانہ نے حسب معمول ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا غبار اُڑنے لگا ایک
بونڈلہ بلند ہوا اور گرد خواجہ آگیا خواجہ نے ایک چیخ ماری کہ اے ملکۂ عالم مجھے بچائیے میں پوچھے گا
چلا جاؤں ویرانہ نے جو یہ دیکھا کہ گرد اس مہاجن کو لپٹی جاتی ہے آواز دی اے گردباد جادو یہ ایک
غیر شخص ہے اسپر تاثیر نہ کر و ساربان زادے کی تلاش میں جاؤ لیکن وہ گرد جو جسم پر خواجہ کے پڑی
رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی ویرانہ دشت نورد نے پکار کر آواز دی
او ساربان زادے اب کہاں جائیگا میرے ساتھ بھی مکر کیا میں نہایت ہوشیار ہوں خواجہ
نے چاہا کہ اُٹھکر بھاگوں دیکھا زمین نے پاؤں تھام لیے ہیں ویرانہ نے کہا کہ اومکار اب تو کہاں
میرے سامنے سے بھاگ سکتا ہے میں نے سحر کر دیا اب عمر بھر میرے سحر سے رہائی نہ پائیگا خواجہ
نے ہاتھ باندھکر عرض کی اے ملکۂ عالم بڑے بڑے ساحر میں نے مارے مگر تم سی ساحرہ میری نگاہ
سے نہیں گذری واسطہ خداوند لقا ثانی کا میری خطا معاف کرو اور مجھکو جلکر قدرت کے قدموں
پر گرادو ویرانہ نے جواب دیا خواجہ تمھاری بات کا اعتبار نہیں عمرو نے جواب دیا اب تو
جان پر بنی ہے اب خلاف نہ کہونگا اگر میں آپکے ساتھ رہونگا سارے طلسم پر قبضہ کرا دونگا اور یہ بھی
چاہتا ہوں کہ میرے پاس جو کچھ کہ حاضر ہے لیجیے آپکے پاس مال اعتبار سے رہیگا اسکا آپ کو
اختیار ہے ویرانہ دشت نورد نے کہا خواجہ تمھارے پاس کیا ہے خواجہ نے کہا دیکھیے حاضر کرتا ہوں
یہ کہکے کمر میں ہاتھ ڈالا ایک پوٹلا روپیوں کا نکالا سامنے ویرانہ کے رکھ دیا ویرانہ نے جو روپیے
چمکتے ہوئے دیکھے بیقرار ہوگئی کہا خواجہ اور بھی کچھ ہے خواجہ نے اور روپیے نکالے کئی پوٹلیاں ویرانہ کے
دین ویرانہ نے روپیے لیکر پاس رکھے خواجہ کہے جاتے ہیں اور بھی میرے پاس بہت کچھ ہے کہتے ہیں

اور کمر سے نکالکر کچھ دیتے ہین جب کئی ہزار روپے ایک مقام پر جمع ہو چکے تب خواجہ نے ایک
ڈبہ نکالا کہا ملکہ عالم اس ڈبہ مین میری جان ہی اسکو کھولکر نہ دیکھیے ورنہ میری روح نکل جائیگی کہین
تقدیر کہا دکھائے مین نے اپنی جان کے خوف سے اسکو پاس سے نکالا ویرانہ نے کہا آخر اسمین
کیا ہی خواجہ نے کہا اسمین کچھ نگ پتھر ہین جب بلاے قحط ول لگا گیا تو ہان یہ پایا اسمین جواہرات
ہین لیکن کھلنے سے اسکے مجھکو خوف آتا ہی کہ ایسا نہو کہ اسکی آبرو گھٹ جائے ویرانہ دشت نوردنے
کہا خواجہ بے وقوف ہو کہین جواہر کی آبرو گھٹتی ہی جوہری ہزار مرتبہ کھولتے ہین اور بند کر دیتے ہین
مین دیکھ لون کہ آخر کیا شی ہی جب تمھاری خلاق قدرت سے معاف کراؤنگی تب یہ سب دسے دونگی
نہ خیال کرو کہ مین یہ چیزین لے لونگی خواجہ نے کہا دیکھیے ویرانہ نے ڈبہ ہاتھ مین لیا اُسکو کھولنے لگی
دیکھا اسقدر مضبوط بند ہی کہ کھل نہین سکتا زور کر کے جو کھولا ڈبہ سے دھوان نکلا دماغ پر ویرانہ
کے پہونچا چھینک مار کر بیہوش ہو گئی خواجہ نے خنجر مار کر شکم چاک قصہ پاک ہوا ویرانہ کا مرنا تھا کہ خوف
زمین نے چھوڑ دیے خواجہ نے اُسکے زبان سے جہان آرا و صہبا کی سوزن نکالی یہ دونون شہزادی
اپنے مقام سے اٹھین کہا خواجہ نکل چلو دیکھو کیا آفتین آتی مین تمام کوہ و صحرا اسی مکر سے
بھرے ہین ہر مقام پر ساحران مکار و غدار موجود ہین اور سحر کرتے ہین ایسا نہو کہ کوئی اور ساحر
آجائے خواجہ و جہان آرا و صہبا ساتھ ہو کر چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ نوبت نقارہ کی آواز
کان مین آئی دیکھا رستم مع لشکر کثیر آتے ہین خواجہ کو دیکھکر خوش ہو گئے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی
کہا ای عم نامدار خیر تو ہی آپ کو کہان عرصہ ہوا خواجہ نے رستم کو گلے سے لگایا فرمایا ای نور نظر کیا حال بیان
کرون حقیقت یہ ہی کہ یہ حکیم بقراط ثانی بلاے روزگار ہی اُس بیچارے جا بجا ساحر مقرر کیے تھے
اُنھون نے ایسے ایسے مکر کیے مگر شکر ہی پروردگار کا کہ اُنکو مین نے قتل کیا اور بخیر آپ تک پہونچا
یہ کہکے لشکر رستم کے ہمراہ ہو لیے تین لاکھ ساحر وغیرہ ہمراہ تھے اس لطف سے لشکر رستم کا جاتا ہی
جہان اُترتے معلوم ہوتا ہی کہ ملک آباد ہو گیا بازارین آراستہ ہو گئین ایک صحرا مین آکر ٹھہرے
گھوڑے باندھے گئے خیمے درست ہوے رستم دروازے پر بارگاہ کے آکر بیٹھے سردار گرد آگئے
جہان آرا آکر بیٹھین راہ کا ذکر ہونے لگا یکایک ایک ابر آسمان پر آیا لشکر رستم پر چھا گیا تھوڑے
عرصہ مین اپنے لشکر رستم کو گھیر لیا ہوا ٹھنڈی چلنے لگی خواجہ بازار مین پھرنے لگے جو وقت دیکھا

کہ ابر آیا خواجہ ایک جانب بھاگے لشکر سے نکل کر ایک صحرا مین ٹھہرے ملاحظہ فرما رہے تھے
کہ ابر محیط ہوکر برسنے لگا تھوڑے عرصہ مین برف گرنے لگی اب لوگ برف مین دبنے لگے
لشکر مین صدائین بلند ہوئین یا رباہ یا مستغیثا کی آوازین سوار و پیدل کرنے لگے پکارتے
مین ای بے نیاز ای حاکم خشک و تراس آفت آسمانی سے بچالے تو مالک ہی ہر امر مین
ہماری مدد کرنے والا ہی اب ہمکو امان دے رباعی

	ای مالک ہر بلند و پستی		بخشش چیز عطا بکن بر کستی
	علم و عمل و فراغ دستی		ایمان و امان و تندرستی

ای بے نیاز ای کارساز یہ کیا آفت ہی کہ بندے تیرے ہلاک ہوتے ہین لیکن خواجہ
بیرون لشکر سے یہ صدائین سن رہے ہین بیقرار ہوکر ایک جانب چلے خیال کرکے دیکھا
ایک گوشۂ صحرا سے ابر اُٹھ رہے ہین جو لکۂ ابر اٹھا لکۂ کلان مین جا کر مل گیا برف کا دور
ہوتا ہی سارا لشکر دبا جاتا ہی خواجہ ٹہلتے ہوے سامنے گوشۂ صحرا کے پہونچے دیکھا ایک
ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی خواجہ نے کنارے آکر ایک ساحر عجیب کی شکل بنائی لمبی ٹوپی
سر پر کرتا جرم نہنگ کا پہنے ہوے پائجامہ جرم شیر کا کل اُسپر بنے ہوے جھپٹ کر سامنے اُس
ساحرہ کے آئے پکار کر آواز دی او حرامزادی یہ کیا کرتی ہو خداوند نے منع کیا ہی منم فرشتۂ قدرت
صحرائے حیرم آباد کا حاکم ہون اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ حکم خداوند صادر ہوا کہ اپنے کو جلد
صحرائے برگ و بار مین پہونچا اور جا کر اُسکو منع کر کہ ہمارے بندگان خاکی پر برف نہ برسائے
اگر وہ مانے تو سر لانا ساحرہ حیران ہوگئی سر اُٹھا کر دیکھا نہایت تردد تھا کہ مین بحکم خداوند آئی
یہان حکم مخالفت آیا اب کیا کرون پکار کر آواز دی ای فرشتہ سیرم پوش قدرت سے جاکر
عرض کرو کہ مین تو آپکے حکم سے آئی آتے ہی اپنا کام کیا مسلمانون کو کشتہ کرکے اپنا نام کیا اب
مخالفت ہوتی ہی خواجہ نے فرمایا ای ملکۂ عالم تم مقبول بارگاہ خداوند عالم ہوئین چلتے وقت
یہ بھی فرمایا تھا کہ سامنے اُسکے جا کر یہ اشعار عبرت آثار سنا دو سنو نظم

افتادگی نے اور ہی عالم دکھا دیا		نقش قدم سمجھ کے ہر اک کو مٹا دیا
ہر درد اسقدر رکھتی مری داستان غم		دریا بہا دیا جسے قصہ سنا دیا

احسان بڑا یہ تو نے کیا ہمپہ ای صبا — اک مشت خاک تھی سو اُسے بھی اُڑا دیا
ہین عندلیب نالے کے زورون پہ چہچہے — داغون نے بوستان مرا سینہ بنا دیا
سمجھا وہ کھیل کار قضا او مسیح کو — مارا جو چشم سے تو لبون سے جلا دیا
پر حسن تھا کہ آنکھ ہماری جھپک گئی — پردہ پڑا جو یار نے پردہ اُٹھا دیا
گم گشتگی نصیب کی دیکھو تو ای نسیم — قاتل نے یاد کرکے مجھے پھر بھلا دیا

یہ اشعار سنکر برف بار بیقرار ہو گئی کہا ای فرشتہ قدرت بڑے کامل و اکمل ہو خواجہ سنتے ہوے قریب آئے بولے دیکھ میرے ساتھ والے بھی آ پہونچے مقام سنکر یہ ہی کہ سب ایک ہی مرتبہ آئے برف بار پلٹی کہ کون آتا ہو جیسے یہ پلٹی خواجہ نے جلتھاے کمند مار گرتے گرتے خنجر مار دیا شکم چاک قصہ پاک ہوا غبار اُڑا آواز آئی کشتی مرا نام من برف بار جادو بود خواجہ مار کر اُس ساحرہ کو پلٹے دیکھا کہ ابر دفع ہو گیا اب آسمان صاف ہوا یہان رستم پریشان تھے کہ ابر صاف ہوا جہان پر رستم کھڑے تھے وہان پر برف نہ برستی تھی بلکہ دھوپ نکلی ہوئی تھی جب رستم روح چمکاتے تھے برف کی صفائی ہو جاتی تھی مگر لشکر کی پریشانی پر گھبرا رہے تھے یہی فرماتے تھے کہ کسی ساحرہ نے سحر کیا سحر اُسکا حاوی ہو گیا کہ دیکھا خواجہ سامنے سے آتے ہین سمک دوڑا پکار کر کہا کہ کیون قبلہ و کعبہ کیا کیا فرمایا او بے غیرت لشکر پر یہ آفت آئی اور تو لشکر مین موجود رہا برائے تلاش نہ نکلا اور پھر مجھ سے دعوی ہم چشمی رستم نے پکار کر پوچھا کیون عم نامدار کیا ہوا کہا تمھارے اقبال سے برف برسانے والی کو مارا ایک ساحرہ طرف سے بقراط ثانی کے آئی تھی مین نے جاکے فوراً اُسکو قتل کیا یہ کہکے سر رستم کے سامنے ڈالدیا رستم دیکھکر بہت خوش ہوے لشکر مین نوبت نقارے بجنے لگے ہر طرف ذکر تھا کہ خواجہ نے جا کر ساحرہ کو مار لیا ہتھنے نہ دیا چارون طرف سے صداے مبارکباد بلند ہوئی رستم اُسی وقت بارگاہ مین آئے سب سردار گرد و پیش بیٹھے صحبت عیش و نشاط برپا ہونے لگی اس رات کو ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آکر جمع ہوے ایک نازنین [illegible] بعد کرشمہ و ناز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

مجھکو سمجھاتا تھا یا تو اب شیدا ہو گیا — مین تو دیوانہ تھا ای ناصح تجھے کیا ہو گیا

آدمی کیسے فرشتے سیکڑون موجود تھے — سیر لانے پر جو وہ آئے تماشا ہو گیا
مین نہ کہتا تھا نہ دیکھو آئنہ اچھا نہین — صدقے جاؤن حال میرا سا تمھارا ہو گیا
ابتدا افسانے کی میرے ہر طرف اک دھوم ہی — مر گیا گو مین بلا سے نام تیرا ہو گیا
شکر ہی دنیا سے اٹھا آج شیدا آپ کا — جان دینا اس مرض والے کو اچھا ہو گیا
دشمنی کی مجھ سے میرے اوداد شوق نے — اضطراب ایسا بڑھا آخر کہ بیدا ہو گیا
سو گئے ہم تو فریب وعدہ سے شب کٹ گئی — ہائے اب جھنکے کہ جب ایسا سویرا ہو گیا
کوئی ناواقف اگر کہتا تو کوئی غم نہ تھا — کیون جی تم بھی مجھکو کہتے ہو کہ سودا ہو گیا
یہ دکا یہ عقل ایسے ہوش سب جاتے رہے — مجھکو حیرت ہی خدا جانے مجھے کیا ہو گیا
پھر وہی دھومین پڑین وحشت کی میرے اے نسیم — پھر وہی جوش گذشتہ دل مین پیدا ہو گیا

وہ وقت آیا کہ سلطان زرین پوش نے بصد جوش و خروش فوج ضیا ساتھ لیکر سلطان ماہتاب پر لشکر کشی کی اور سلطان ماہ نے شکست فاش کھائی مع فوج ثوابت و سیارگان فرار بیقرار کیا قلعہ مغرب مین جاکر چھپا شاہنشاہ زرین پوش کی عملداری ہوئی تخت دربرجدی پر آکر جلوہ فرما ہوا تمام دنیا روشن ہوئی رستم صبح کو اٹھے بیرون بارگاہ آکر بیٹھے سردار نامی آنے لگے خواجہ نے آکر فرمایا ای نور نظر لشکر تیار ہو صاحبقران زمان تمھارے واسطے سوار ہونگے رستم نے حکم دیا اسی وقت لشکر مین قرنا ہوئی سوار و پیدل تیار ہوے لشکر جمع کر سامنے آیا رستم نے سمک کو اشارہ کیا کہ مرکب ہمارا تیار کرے او سمک یلدا فی اسپ مالا کبود کو تیار کرکے لایا رستم اٹھے کہ سوار ہون سب سردار انتظار مین ہین کہ آقا سوار ہون تو ہم بھی سوار ہون رستم اپنے مقام سے چاہتے ہین کہ سوار ہون کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل فوج کے دل کے دل پھریرے علم سیاہ کے کھلے ہوے سامنے لشکر رستم کے پہونچا پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا تمھارا نام نامی سنکر برائے مقابلہ آیا ہون رستم نے کمر بندی کھلوائی اوس پہلوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم اخترطان فلک پیما مگر لشکر رستم دیکھکر گھبرایا سو چا کہ لشکر طلسم کن کا بہت اختر ان آ رہا ہی کہ دوسری گرد اڑی دوسرا پہلوان گینڈے پر سوار کالا منہ چہرے پر چھوٹی چھوٹی مونچھیں پاؤن مین زنجیر سنہری کمر مین لنگ اس شوکت و شان سے آکر پہونچا لشکر کو اوتارا بارگاہ استادہ

ہوئی بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ میں گیا جب بارگاہ میں پہونچا رفقا سے کہا یہ اختران جو آیا ہی اسنے
کیا باعث ہمارا استقبال نہ کیا اور بارگاہ میں بھی نہ آیا ہم دربار خداوندی میں دست راست بیٹھے
ہیں ہم معزز و مکرم خداوند لقراط ثانی ہین اس پہلوان نے غضب کیا کہ ہمارے استقبال کو
نہ آیا یہ کہکے ٹہلتا ہوا بیرون بارگاہ آیا بارگاہ مین اختران کی پہونچا اختران بھی مغرور تھا اپنے
مقام سے نہ اُٹھا غیور تیغزن بہت جھلایا کہا اب تمکو یہ غرور ہی کہ ہمارے استقبال کو نہ اٹھے
ہم جانتے تھے کہ تم قبل مین پہونچے ہو وہان سامان کیا ہو گا تم آکے اُتر پڑے مناسب یہ تھا کہ جب
ہماری آمد سنی تھی تو ہمارے استقبال نکلتے ہم بھی خوش ہو جاتے اختران نے کہا ای غیور تیغزن کیا
تم نہ بلبلاؤ اپنے ہوش مین آؤ دربار خداوندی میں تمکو ایسا کیا فخر ہی کہ جسپر تم ناز کرتے ہو صرف
دست راست کے بیٹھنے سے کیا کمال حاصل ہوتا ہی بہتر یہ ہو کہ بیٹھ جاؤ اختران نے بگڑ کر کہا
رفیقان غیور نے قبضون پر ہاتھ رکھا کہا ای پہلوان دوران اسنے سر دربار عیب کلمہ کہا ہم لوگون کو
بہت ناگوار ہوا اگر آپ کہیے تو اسکو دنگل سے اُٹھالین رفیقان اختران نے جو رفیقان غیور کو
بدمزاج دیکھا ایک سے ایک آنکھ ملانے لگا قبضون پر ہاتھ پڑ گئے نگاہین ملنے لگین اختران نے
کہا دیکھو زیادہ تم نہ بلبلاؤ ایسا نہو کہ فساد ہو جائے اگر فساد ہو گا تو خرابی ہو گی دس پانچ لاشین
لوٹنے لگین گی غیور نے جواب دیا ای اختران ہم سے خوف کرو اگر تلوار کھینچے گی تو زمین ہلجائیگی دم بھر
مین قیامت برپا کرونگا اختران نے جواب دیا کیون بھائی صاحب آج آپکو کیا ہوا ہی کیا شب کو شراب
زیادہ پی تھی ابھی سرور باقی ہی بہک رہے ہو غیور نے جواب دیا مردون کو نشہ جرأت کا رہتا ہے
شراب کیا ہمکو نشہ کریگی اور یہ تمنے کیا کہا ہنس ہنس کے بتاتے ہو دیکھو زیادہ غرور نہ کرو ایسا نہو
کہ تلوار کھینچ جائے آخر دونون مین یہان تک تکرار ہوئی کہ اختران نے تلوار کھینچی اور کہا کہ آجیے
غیور نے بھی تلوار کھینچی دونون اپنے اپنے مقام سے اُٹھے رفیقون نے بھی تلوار کھینچی آپس مین
تلوار چلنے لگی رفیقان اختران اپنے مقام سے اُٹھے غیور کو ہاتھ مارا غیور نے تلوار روکی رفقا
مین بھی تلوار چلنے لگی کئی جوان مر کر گرے دریاے خون جاری ہوا لاشے تڑپنے لگے ہنگامہ گیر و دار
بلند ہوا غیور چونکہ لشکر مین چلا آیا ہی بمشکل باہر آیا فوج نے اختران کی گھیر لیا تلوار چلنے لگی
غیور نے لڑتے لڑتے کہا مقام افسوس ہے کہ ناحق رون کے ہر کر شریک ہوے کہ کسی نے

قدردانی کی افسوس ہی اگر ایسا جانتے تو جا کر رستم کے شریک رہتے وہ قدرشناس فلک اساس
ہین جو مرد اُنکے یہان گیا اُنھون نے اُسکی آبرو کی دیکھو پہلوان کیسے خوش حال و بحال ہین ہمکو سب طرح
کے خیال ہین قضاے کار ہرکارے لشکر اسلام کے موجود تھے یہ کلمہ جو زبان سے غیور کی سُنا
خبرین لیکر بھاگے خدمت رستم مین آئے رستم بیٹھے ہین فکر مین ہین کہ دو پہلوان آئے ہین
یقین ہی کہ طبل جنگ بجے انتہا کا معرکہ پڑیگا ہر ایک پہلوان اپنی شوکت دکھانے کو دیگا رفقا عرض
کر رہے ہین کہ ای شہریار اخرون بڑا بودا ہی وہ کیا لڑیگا آپ اسکے مقابلہ مین رہ جائیگا غلامان جانباز
سمجھ لینگے غیور تیغزن البتہ پہلوان منچلا ہی اُسکے مقابلے مین البتہ مشکل پڑے گی جانباز سرفروش
نشہ مین بھی جرأت کا ہوش ہے ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے
سب نے عرض کی کہ شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو ہمیشہ سوز و گداز رہے غیور تیغزن نے اخرون
سے ایسی بگڑی کہ آپس مین تلوار چل رہی ہی مگر غیور تیغزن گھر گیا ہی جب وہ بلوے مین گھرا تو
اُسنے رفقا سے کہا کہ مقام افسوس ہی اگر مین ایسا جانتا تو خدمت رستم مین جاتا تو عزت و آبرو
پاتا قدر جرأت تو ہوتی جو پہلوان اُنکی خدمت مین گیا اُسکی عزت و آبرو ہوئی جیسے جیسا کیا ویسا
پایا ای شہریار وہ بہت مایوس ہی رستم یہ سنکر اُٹھ کھڑے ہوے سمک سے فرمایا کہ مرکب ہمارا
لاؤ اُسی وقت مرکب آیا رستم مرکب پر سوار ہوے رفقا ہمراہ ہولیے گھوڑا اڑا کر طرف کفار کے
چلے کہ دیکھا جا بجا لشکر مین قرنا ہو رہی ہی سب کا قصد ہی کہ کمربندی کرین ساتھ اپنے آقا کے جائین
کفار کو اپنی شوکت دکھائین رستم نے میدان و رسالدارون کو اپنے سامنے بلوایا فرمایا کہ خبردار سب لشکر
تیار ہو مجمع کفار کم ہی اعدا ای سمک تم پلٹ جاؤ جہان آرا و صہبا قصد نہ کرین مین چاہتا کہ
جادوگرون کو ساتھ لیکر لڑون اسکا ذکر لشکر قبلہ و کعبہ مین ہوگا دست رستی اپنے مقام پر بیٹھینگے
آوازے کسینگے کہ جادوگرون کو ساتھ لیکر لڑے اُسوقت شرمندگی ہوگی سمک پلٹا
رستم طرف لشکر کفار کے چلے اُسوقت پہونچے کہ غیور تیغزن لڑتا ہوا باہر نکلا ہی مگر سب گھیرے
ہوے ہین اخرون حکم دے رہا ہی کہ اسکا سر کاٹ لو میرے سامنے یہ سرکشی ای غیور بہتر یہ ہی کہ
اب بھی راہ پر آؤ جھک کر مجھ سے ملو خبردار ایسا نہو کہ تم مارے جاؤ میرے ہاتھ سے مہلت نہ پاؤ
کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیہ عرب	دیگر	کیست علمشاہ چو رستم لقب
اگر تیغ کین برکشم از غلاف		تزلزل فتد درمیان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم		زگاو زمین بیخ و بن برکنم

اور آواز دی کہ او اختران مردان عالم سے مقابلہ کر کیا غیور کو تو تنہا سمجھا ہی یہ ہمارا رفیق
بلکہ شفیق ہی اسنے جو کلمات حسرت کے کہے ہم اسکی مدد کو آئے گینڈا بڑھا ہمارے مقابلہ مین
آ جب تجھکو حال کھلے کہ مردان عالم کیسے ہوتے ہین یہ کہکر رستم نے شمشیر زنی شروع کی جو پہلوان
سامنے آیا ایک ہاتھ مارا کہ واصل جہنم ہوا رستم کے لشکر مین آتے ہی تہلکہ پڑگیا ہر طرف
یہی ہنگامہ تھا کہ طلسم کشا آگئے اب البتہ مشکل پڑی کہ اختران کو للکار کر رستم لڑتے ہوئے
چلے جب اختران کے قریب پہونچے چاہا کہ مقابلہ اختران مین جاؤن کہ اختران نے اپنے
سپاہ سالار لشکر یعنے سوہان ببر دندان کو اشارہ کیا کہ جا اور سر رستم کاٹ کر لے آ آج انکو
طلسم کشائی کا مزہ چکھا سوہان ببر دندان یہ سنکر گینڈا چمکا کے سامنے آیا رستم نے دیکھا
کہ ایک پہلوان دیوخصال عفریت مثال گینڈا چمکا کے سامنے آیا ہوا اور پکار کر رہا ہی کہ
او رستم وقت او طلسم کشاے ہفت پیکر یہ سرحد خیال سکندری ہی ہر ایک کے رگ و ریشہ
مین جرأت بھری ہی اب آپ میرے مقابلہ مین آیئے کہ لطف جرأت اٹھائیے یہ کہکے قریب
رستم آیا اور وار نیزہ کا کیا رستم نے نیزہ کو تلوار سے قلم کیا سوہان گھبرایا قبضہ پر ہاتھ ڈالا
اور خبردار خبردار کہکے وار کیا رستم نے صاف بسبب سپر تلوار کو رد کیا جسوقت سوہان تلوار
مار کر لیا تیغۂ ہفت جوہر کو رستم دلاور نے نیام انتقام سے کھینچا اور خبردار خبردار کہکے ہاتھ
مار دیا چمک کر جو تیغۂ ہفت جوہر گرا سپر کو دو ٹکڑے کیا سپر کو کاٹ کر وہ تیغہ گرا خود و چہرہ کو کاٹا
تیغہ یا تو تبہ سپر پر چمکا تھا یا ناف کو کاٹ کر زمین کو بوسہ دیا سوہان کا مارا جانا کہ تمام لشکر
مین غریو برپا ہوا ہر ایک کی زبان پر یہی کلمہ تھا کہ رستم نے ایک وار مین دیو کو مارا ایسے
عفریت کو للکارا بہادر اور جوان مرد ایسے ہوتے ہین اختران نے جو دیکھا کہ سوہان ایسا
پہلوان اس آسانی سے مارا گیا اور رستم دلاور آمادۂ حرب و پیکار ہین قاتل پہلوانان نامدار
ہین لشکر مین جسپر جا پڑے ایک کے دو ٹکڑے کیے گھبرا گیا علمدار نے سوہان کو کشتہ دیکھکر

فیل کوہ پیکر کو بڑھایا اور آواز دی ای رستم میرے مقابلہ مین آؤ معم علمدار لشکر اختران
فیل زور پھر سا ہوا مین اڑاتا ہوا علم ضلالت شیم کو چمکاتا ہوا ہاتھی کو چھیڑا اور مقابلہ مین رستم
کے آیا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے پہلو تہی کر کے ہاتھ تلوار کا خالی دیا اور خبردار
خبردار کہکر الجھاوے سے ہاتھ نکالا اور علمدار پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ مع علم و علمدار
و فیل کوہ پیکر کے دو ٹکڑے ہوے علم فوج کفار سرنگون ہوا پس لشکر کفار پر عالم غم
و مصیبت گرا اختران نے جو سو ہان اور علمدار کو کشتہ دیکھا بہت غصہ آیا اپنے گینڈے
کو بڑھا کر جانب رستم چلا رستم علمدار کو مار کر طرف فوج کے حملہ آور ہوے ہین کہ پشت
پر سے کراہنے کی آواز آئی یہ پلٹ کر جو دیکھا تو غیور تیغزن زخمون مین چور چور ہے مگر
وہی جرأت وہی شوکت ہی کوئی جو تیغہ مار دیتا ہی تو منھ سے آہ نکل جاتی ہی گینڈے پر
کھڑا جھوم رہا ہے اور بعد حسرت شاطر جو ساتھ ہی اس سے کہ رہا ہی کہ مقام افسوس ہی
کہ رستم میری مدد کو آئے اتنا بڑا احسان کیا مگر حیف ہی کہ مین نے اُنکا جمال جہان آرا
نہ دیکھا ای شاطر رستم والا ورسے کہدینا کہ غلام آپکے دیدار سے محروم رہا افسوس ہے کہ
حضور سے میرا سامنا نہوا کہ مین جمال عدیم المثال کو دیکھ لیتا رستم گھوڑے کو اڑا کر
قریب آئے اور شانہ پکڑ کر فرمایا ای برادر نہ گھبراؤ ہم خاص تمھین کو دیکھنے آئے ہین ــ
ماشاء اللہ ماشاء اللہ کس جرأت اور دلاوری سے لڑے ہو ہزارون مین اکیلے گھر گئے
تھے مگر خوب لڑے شکر ہی کہ ہم آگئے جب ہرکارون نے ہمسے بیان کیا کہ غیور تیغ زن
ہزارون کے بلوہ مین گھر گیا ہی اور آپ کو یاد کر رہا ہی اسی وقت ہم اپنے لشکر کو چھوڑ کر اس
سمت کو چل نکلے شکر ہی کہ پروردگار عالم نے وقت پر پہونچایا اور تمکو زندہ پایا رستم یہ
کہ رہے تھے کہ اختران لڑتا ہوا سامنے پہونچا دیکھا کہ رستم غیور سے باتین کرتے ہین غیور
نے جو رستم کو دیکھا گینڈے سے اپنے کود پڑا قدمون پر گر کر بوسہ دیا ہاتھ باندھکر سامنے
کھڑا ہوا رستم نے فرمایا کہ مین نے تمپر کیا احسان کیا شکر کرو خداوند عالم کا کہ تم کو مسلمان
کیا پروردگار نے راہ ضلالت سے نکالا چشمہ ہدایت پر پہونچایا کہ اختران نے للکار کے
کہا او پسر حمزہ آ مجھ سے مقابلہ کر وہان کھڑا ہوا کیا باتین بنا رہا ہے اور بڑھ کر ہاتھ

تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر وار تیغۂ ہفت جوہر
کا کیا از طلب کر وہ تیغہ گرا یا تو قبضہ سپر پہ جھکا تھا یا زمین پر آکر بوسہ دیا لشکر مین غریو بلند ہوا کہ مارا
اختران فیل زور کو طلسم کشا نے غیور تیغ زن بھی مصروف جنگ ہوا فوج اختران نے
شکست کھائی صبح ہوتے ہوتے رستم مظفر و منصور پلٹے کل پڑاؤ اختران کا لوٹ لیا
غیور تیغ زن کو ساتھ لیکر نوبت و نقارے فتح و فیروزی کے بجواتے ہوئے داخل لشکر
ظفر پیکر ہوئے بارگاہ آراستہ کی گئی رستم اور غیور تیغ زن آکر جلوہ افروز ہوئے غیور
کے اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگائے سر غیور کا اپنے زانو پر رکھا غیور نے آنکھیں کھول کر
اپنا یہ مرتبہ دیکھا سر کو زانو سے اٹھا کر شکریہ ادا کیا ساٹھ ہزار کا لشکر غیور تیغ زن آچکا ہی
تمام افسران فوج کو بلا کر کہا کہ دیکھو یارو افسر ایسے ہوتے ہین کیا آبرو کی ہوا اپنے ہاتھ سے
ٹانکے زخموں مین لگائے اور مجھ سے کس شفقت اور مہربانی سے پیش آئے یہ باتین کر رہا ہی
کہ رستم نے فرمایا اے غیور اب تم شفاخانہ مین جاؤ ہم کل یہان سے کوچ کرینگے کسوجہ سے
کہ قبلہ و کعبہ وہان بہت گھبرا رہے ہونگے غیور نے عرض کیا کہ بہت خوب جیسا مناسب وقت
ہو اسطرح پر حکم دیجیے رستم نے شب کو اسی مقام پر قیام کیا دربار مین کل افسر بھی آکر جمع ہو
جہان آرا اور صہبا یہ دونون بھی آکر شریک صحبت ہوئین خواجہ عمرو اپنی کرسی پر جلوہ فرما
ہین کہ افسران فوج نے رستم سے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو خواجہ سے فرمایئے کہ چند شعر
بیٹھ کر گائین رستم نے خواجہ سے کہا خواجہ نے جواب دیا اے نور نظر لخت جگر
طلسم ہفت پیکر فتح کر کے بڑی خوشی مین ہو تم خود ہی نہ کچھ گاؤ آج مین تمکو انعام دونگا
رستم نے تو یہ سنکر سر جھکا لیا مگر جہان آرا اپنے مقام سے اٹھی اور سامنے خواجہ کے
دست بستہ آکر کھڑی ہوئی خواجہ تو جہان آرا پر جان دیتے ہین فرمایا کہ ملکہ عالم کیا ارشاد
عالی ہو جو حکم ہو بجا لاؤن جہان آرا نے کہا اگر مناسب ہو تو چند اشعار ارشاد فرمایئے خواجہ
عمرو بہت خوش ہو کر بیچ محفل مین آئے زنبیل سے نکالی نئے طریقے سے بجائی اور
یہ اشعار آبدار گانا شروع کیے

نظم

بعد از فراغ روح بھی قید عدو مین تھا ۔۔۔ ہین صورت نوالا لحد کے گلو مین تھا

کیسا مزہ ہمارے جگر کے لہو مین تھا
خنجر زبان نکالے ہوے آرزو مین تھا

ٹانکے ہمارے زخم جگر کے الجھ گئے
بل مثل موے زلف جو تار رفو مین تھا

بادہ بھی کیا عروس کوئی ہے کہ رات بھر
ہر مست کی نظر سے حجاب سبو مین تھا

افسانہ میرا کیون نہ سراپا فریب ہو
یہ مدعا وہ ہے جو تری گفتگو مین تھا

موند نالہ چاک دہن مین ضرور ہو
آج انتہا کا ضعف صدا شورِ گلو مین تھا

دشمن سے بھی ہمیشہ رہا مجھکو اتحاد
مانند دست یار میان عدو مین تھا

تھا گو کہ ایک نقطۂ تنہا ہزار شکر
اتنی تو آبرو تھی کہ مین آبرو مین تھا

مطلب کی بات کہہ دے کے اُس نے رات بھر
معنی بھی منھ چھپائے ہوے گفتگو مین تھا

منظور تھی جو شہرت حسن سخن نسیم
مانند غنچہ پرورش رنگ و بو مین تھا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ تمام اہل محفل تحسین کرنے لگے خواجہ نے کہا خیر مجھکو کیون بناتے ہو کچھ نقدی دلواؤ یہ کہکے چادر بچھائی ہر طرف سے سرداران رستم دینے لگے مبلغ کثیر جمع ہوا رستم نے جاکر آرام کیا تمام لشکر مین ہلڑ ہے کہ کل یہان سے کوچ ہوگا وقت سحر رستم نماز پڑھ کے اٹھے کہ سلطان زرین کلاہ بعد سطوت وجاہ تخت زبرجدی پر سوار ہوا نقارۂ شعاع بجتا ہوا لوح ضیا ہمراہ اس کروفر سے فلک نیلوفری پر جلوہ فرما ہوا کل فوج مین انتظام ہوا رستم بارگاہ سے نکلے چاہتے ہین کہ پشت مرکب پر سوار ہون تمام فوج ولشکر مسلح ومکمل ہوکر سامنے آئے خواجہ قریب رستم کھڑے ہین کہ سمک عیار قریب رستم آیا خواجہ نے جھڑک دیا فرمایا الگ رہو ہم طلسم کشا کے ساتھ ہین طلسم کشا نے چاہا کہ مرکب بڑھاوین کل فوج کو جنبش ہوئی پیدلون نے چاہا کہ بڑھین سوارون نے باگون پر ہاتھ ڈالا کہ صحرا سے گرد اڑی اتنی بڑی گرد تھی کہ روے آفتاب چھپ گیا طائر باد سے ہوا زمزمہ سرائی کرتے ہوے اڑتے چلے آتے ہین تمام صحرا مین اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے وہ غبار پھٹا رستم نے دیکھا ایک تاجدار باریش سفید تخت پر تاج شہریاری سر پر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہوے پشت پر تین لاکھ فوج دریا موج علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے پٹکون پر علمون کے تعریف الٰہی ونعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم اب اُس بادشاہ نے جو رستم کو دیکھا

کہ مرکب پر سوار ہین ایک عیار ڈبلا پتلا طرار و مکار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے کھڑا ہی فوراً تخت
سے کود کر طرف رستم کے چلا اور پکار کر کہا کہ ای شہریار غلام آمادۂ خدمت گزاری ہی مرکب آگے
نہ بڑھائیے رستم نے مرکب روکا اُس تاجدار نے آپکے قدمون کو بوسہ دیا گرد پھرا رستم نے
محبت کہا ای بادشاہ عالی جاہ آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے اطلاع دیجیے اور سبب
تشریف آوری فرمائیے اُس بادشاہ علی نے جواب دیا ای شہریار زرنشان زرین پوش
میرا نام ہی یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ قلعۂ جواہر پوشان اُسکا لقب ہی مین وہانکا
حاکم ہون اے شہریار حال حقیر کا یہ ہی کہ والد میرے سلطان فلک قدر کہ نہایت ہی
جری اور بہادر تھے اور سخاوت مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے جب وقت انتقال اُنکا
قریب آیا اُسوقت مجھکو تنہائی مین بلایا اور گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا ای نور نظر اے پارۂ جگر تمسے
ہمارا نام ہی بعد ہمارے انتقال کے پہلو مین جو قصر زمردی ہی اُسکو کھولنا مذہبون کی کتابون
سے وہ مکان معمور ہی تم ماشاء اللہ صاحب علم و فضل ہو اُس قصر کے پہلو مین ایک طاق ہی
اُسکی پیشانی پر نام لکھا ہی بیان عجائب و غرائب نے اُس طاق کا نام طاق اسرار جواہر نشان
رکھا ہی اُس طاق مین ایک کتاب ہی کہ نام اُس کتاب کا اسرار بقراط ثانی ہی جب اُس
کتاب کو کھولوگے تو حال حقیقت مذہب کھل جائیگا حقیت و غیر حقیت ظاہر ہوگی اور
میری لاش کو دفن کرنا جلا نہ دینا یہ مسئلہ اہل کفر و نفاق کا ہی اور ہمارے بزرگون مین
ایک حکیم تھے کہ اُنکا حکیم سقراط ثانی نام تھا وہ اُس کتاب کے مصنف ہین مین مشغول
اُس کتاب کو پڑھکر مسلمان ہوا ہون یہ کہکے انتقال فرمایا مین نے اُنکا دفن و کفن کیا جو طریقے
کہ اہل اسلام مین ہوتے ہین اُنکا کاربند رہا اور والد کو دفن کرکے اُس کتاب کو کھولا تو وہ مضمون
اُسمین پائے کہ جسکے سبب سے زنگ کفر دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا لیکن جانتا تھا کہ
کہ اگر میرا مسلمان ہونا ظاہر ہوگا تو بقراط ثانی بہ بدی پیش آئیگا اپنی سرحد سے نکال دیگا سلطنت
جاتی رہیگی اپنے مذہب کو ہمیشہ مخفی کیا اور اُس کتاب کو پھر دیکھا تو اُسمین یہ لکھا پایا کہ ای زرنشان
زرین پوش خدمت طلسم کشا مین جاکر حاضر ہونا اپنے ملک مین اُس شہریار کو لانا سب احوال
تجھپر ظاہر ہو جائیگا طریقۂ اسلام سے ماہر ہوگا غلام خاص اس غرض سے حاضر ہوا ہی کہ آپ

اس ویرانے کو اپنے جمال باکمال سے منور و مزین فرمایئے تاکہ موجب سرفرازی غلام کا ہو اور جو جو کہ مشکلین ہونگی وہ آپ کے قدمون کی برکت سے دفع ہو جاینگی لشکر کو اسی مقام پہ چھوڑیئے آپ تنہا میرے ساتھ تشریف لے چلیے کوئی تکلیف بندگان عالی کو نہوگی رستم اُسی وقت بادشاہ کے ساتھ ہوئے خواجہ عمرو نے رو کا بھی کہ ای نور نظر ایسا نہو کہ کوئی تمہارے ساتھ مکر کرے رستم نے جواب دیا کہ یہ مرد مسلمان ہی اس سے کوئی مکر نہوگا اور اگر ہوگا تو حافظ حقیقی بچانے والا ہی زرنشان زرین پوش نے رستم کو تخت پر سوار کیا آپ پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا فوج کو پشت پر کیا اس اعزاز و اکرام سے لیکر چلا کوئی بارہ کوس کا راستہ طی کیا ہوگا کہ سامنے قلعہ معلوم ہوا ہزار ہا بندگان خدا کو دیکھا کہ لباس فاخرہ پہنے ہوئے در قلعہ پر برائے استقبال کھڑے ہین سب نے رستم کو سلام کیا اور قدمون کی خاک لیکر آنکھون سے لگائی باعزاز و اکرام تمام زرنثار کرتے ہوئے قلعہ مین لائے جب رستم قلعہ مین آئے تو دیکھا کہ رعایا آباد اہل شہر دلشاد دوکانین کھلی ہوئی ہین خرید و فروخت ہو رہی ہی تمام دوکاندار اپنی اپنی دوکانون سے اُٹھے سب نے رستم کو سلام کیا اور ہر ایک کا یہی قول تھا کہ آج کا روز سعید ہی بلکہ بہتر از عید ہی طلسم کشا نے ہمکو سرفراز کیا جنے اپنی تقدیر پر ناز کیا اس تکلف سے لیکر در دارالامارہ پر آیا چوبدار یساول جو حاضر تھے برائے تسلیم خم ہوئے رستم اندر بارگاہ کے آئے شاہ نے رستم گشت پر بٹھایا آپ کرسی پر بیٹھا پھر اس کتاب کو منگایا کتاب کھول کر رستم کو دکھائی رستم نے جو پڑھا دیکھا تو مضمون لکھا تھا ای طلسم کشا تم نے ہمکو بہت شاد کیا کہ یہان بلا تکلف چلے آئے اب یہان رہو حالات ہمارے انتظام کے دیکھو شاہ نے کل سامان عیش و نشاط مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و صراحی لیکر حاضر خدمت ہوئے ایک نازنین شوخ و شنگ محفل مین آکے حاضر ہوئی اور بہ ناز یہ اشعار عاشقانہ بہت ہی لطف سے گانا شروع کیے۔ نظم

کھل گئی ہر ہر گرہ جی مجھکو وہ افسون یاد تھا	خندۂ زنجیر سامان مبارک باد تھا
آپ کو آزاد دکھلا کر کیا اورون کو قید	مین وہ صید خیر خواہ خاطر صیاد تھا

گر نہ تھی زخم جگر کی ایک دم خستگی　　خاطر دشمن کی صورت بے سبب بھی شاد تھا
مدتوں تک اپنے ہم جنسوں سے بھی ڈرتا رہا　　طائر جان جو ہیں اک مرغ نو آزاد تھا
اس لیے مرتا ہوں بجا ہی وہ مجھکو انفعال　　جو تری خاطر میں ای ظالم لبس بیداد تھا
جب قریب نخل آیا ڈر کے بے پروازکی　　طائر خائف کی صورت آشیاں برباد تھا
خستگی اعضا نے دونوں کو برابر کردیا　　میں ادھر محجوب شرمندہ ادھر فصاد تھا
خاک گلزار جہاں میں جی بہلتا ہی نسیم　　دید کے قابل نہ لطف گلشن ایجاد تھا

دوپہر رات تک وہ جلسۂ عیش و نشاط رہا جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری شاہ نے رستم سے عرض کی اب حضور آرام فرمائیں رستم کو لیکر ایک بارہ دری میں آیا چھپر کھٹ وہاں آراستہ تھا اس پر رستم کو لٹانا چاہا کہ خود بیٹھ کر پاؤں دباؤں رستم نے قبول نہ کیا بادشاہ اٹھ گیا رستم نے آرام فرمایا چار رند شکاری پہ رہے رستم سو گئے صبح کو جب اُٹھے دیکھا وہی بادشاہ سرہانے آئینہ لیے کھڑا ہی کہہ رہا ہی یہ آئینہ بھی حاضر ہی رستم اپنے مقام سے اُٹھے مگر خاموش اس بادشاہ نے جھک کر سلام کیا عرض کیا اے شہریار آئینہ ملاحظہ فرمائیے رستم نے آئینہ دیکھا بغل گیر ہوے بعد انفراغ حاجت باہر تشریف لائے دربار تمام آراستہ تھا رستم نے تخت پر جلوہ فرمایا کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے بعد دعا و سلام کے عرض کی کہ اے شہریار بیرون قلعہ نقابدار رنگگوں پوش میں لاکھ فوج ہمراہ لیے کھڑا ہی اور یہی کہہ رہا ہی کہ زرفشاں زرین پوش سے جاکر کہو کہ ہمارے مقابلہ میں آوے بادشاہ تھا رستم نے کہا کہ ہم بھی چلتے ہیں یہ کہکر اُٹھے زرفشاں زرین پوش نے افسران فوج کو ساتھ لیا رستم بھی سوار ہوکر باہر قلعہ کے آئے دیکھا ایک نقابدار رنگگوں پوش گھوڑے کو مہمیز کر رہا ہی اور ایک شاطر بلاے روزگار پہلو میں نقابدار کے کھڑا ہوا آواز دے رہا ہے کہاں ہی رستم کہاں ہی سام کہاں ہی برزو کہاں ہی بیژن کونسا ایسا دلیر ہی کہ مقابلہ میں ہمارے نقابدار کے آئے نام اُن جوانان گذشتہ کا مٹادے اور نام اپنا اس رزمگاہ میں روشن کرے زرفشاں زرین پوش نے جو یہ لاف و گزاف سنے طرف اپنے افسروں کے دیکھا نعمان ہژبر سوار کہ سپہ سالار لشکر ہی اُسکو اشارہ کیا نعمان گھوڑا بڑھاکے سامنے

شاہزادہ رستم کے آیا اور عرض کی کہ ای شہریارا اجازت میدان ملے یہ نقابدار بہت لاف وگزاف
کرتا ہی اسکو جواب دون شاہزادہ نے فرمایا بسم اللہ لغمان گھوڑا بڑھاکر میدان کارزار
مین سامنے نقابدار کے پہونچا نقابدار نے نیزہ مارا لغمان نے نیزہ پر روکا آپس مین نیزہ
چلنے لگا نقابدار نے بعد چند طعنون کے نیزہ لغمان کا ہوائی کیا لغمان نے تلوار کھینچی خبردار
خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا لغمان نے جو تلوار لگائی نقابدار نے تھپکی دی کہ تلوار لغمان کی
ہٹ ہوئی نقابدار نے پنجہ کلاوری بڑھاکر لغمان کی کلائی تھامی ایک جھٹکا مارا کہ تلوار ہاتھ
سے لغمان کے نکل گئی اُسوقت نقابدار نے تیغۂ برق مثال نیام انتقام سے کھینچا اور
اس کس سے ہاتھ مارا کہ لغمان کے دو ٹکڑے ہوے اُسوقت نقابدار نے مرکب پھیرا اور
پکارکر آواز دی ای شیر بیشۂ صاحبقرانی آج تمنے اپنے تئین میرے ہاتھ سے بچایا مگر
کل کہان جاؤگے میرا وقت گذر گیا مین لڑ نہین سکتا کل سمجھ لونگا یہ کہکر نقابدار پلٹ
فوج کو اپنی لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوگیا رستم اس مقابلہ کو دیکھکر بہت گھبرائے دل میں
ای بادشاہ عالیجاہ یہ کیا سعرکہ تھا کہ یہ میرے مقابلہ کا خواہان ہوا مین کیا تامل کرتا یہ کیا کہکر
پلٹ گیا کیا ذہن مین اپنے سمجھا اگر یہ ٹھہرتا تو مین ابھی مقابلہ کو جاتا مجھکو یہ کیا طعنہ دے گیا کہ
کیا مین اس سے کسی طرح کم ہون زرنشان زرین پوش نے عرض کی کہ ای شہریار یہ
معدمات طلسم خیال سکندری ہین اب یہان سے چلیے غریب خانہ کو سرفراز فرمایئے جو کچھ
یہان کے معاملات ہین وہ آپ پر واضح ہونگے رستم کو سمجھاتا ہوا بادشاہ دارالامارہ مین
آیا مگر رستم کے چہرہ سے آثار ملال پیدا ہین تیوریون پہ بل پڑے ہوے ہین دمبدم یہی
فرماتے ہین ای زرنشان زرین پوش تمنے ہمین محجوب کیا جسوقت نقابدار نے آواز
دی تھی اگر ہم جانتے کہ وہ ہمارا جویا ہی تو پہلے ہم ہی مقابلہ مین جاتے اور اسکو جواب دیتے
اُسکا طعن و تشنیع کے ساتھ یہ کہنا ایسا قلب پر ناگوار ہوا ہی کہ گویا کسی نے ایک تیر قلب پہ
مارا زرنشان زرین پوش نے بہلاکر رستم کو تخت پہ بٹھایا ارباب نشاط کو حکم دیا کہ رقص و
سرود شروع ہوا ایک نازنین تڑپ کر سامنے آئی اول جام شراب پیش کیا بعد اسکے سامنے
کھڑی ہوئی اور بصد تکلف یہ اشعار عاشقانہ بہ ناز و انداز گانا شروع کیے نظم

بار سے دشمن کے وہ عالم بڑا جاتا رہا / ایسے لب چوسے کہ بوسوں کا مزا جاتا رہا
دل جو پہلو میں نہیں کچھ مجھکو بیہوشی سی ہے / ڈھونڈھتا ہوں پر نہیں معلوم کیا جاتا رہا
دم شب فرقت میں نکلا منتوں سے موت کے / اب تو تیرا بھی وہ احسان جفا جاتا رہا
اسقدر آنکھیں ملیں میں نے ہجوم شوق میں / پاؤں سے اُس شوخ کے رنگ حنا جاتا رہا
ہے تلافی کس لیے کچھ یاد وہ باتیں کرو / مر گیا دشمن تو کیا سب گلا جاتا رہا
کہکے تم کچھ رہ گئے سمجھوں اُسے کیا خاک میں / لفظ جب پورا نہ نکلا مدعا جاتا رہا
وہ نہ سمجھے میری بیتابی کی بیکلی گفتگو / ہاے عرض شوق سے سب مدعا جاتا رہا
مجھ سے وہ اُس شب میں لپٹا از دیاد شوق میں / ہاں لحاظ وضع واں پاس حیا جاتا رہا
تم رقیبوں سے ملے ہمنے بھی دل بہلا لیا / اب ہمارا آپ کا وہ واسطا جاتا رہا
کیا گلہ اسکا خلاف وضع دونوں ہو گئے / ضبط مجھ سے تم سے انداز جفا جاتا رہا
عالم پیری مبارکباد دق ہو نسیم / ولولے ٹھنڈے ہوے وہ حوصلا جاتا رہا

دو پہر تک تو یہ محفل عیش و نشاط رہی دو پہر کو زرفشان زرین پوش نے عرض کی کہ اب حضور آرام فرمائیں شب کو جلسہ ہوگا رستم اپنے مقام سے اُٹھے بارہ دری میں آئے چھپر کھٹ پر آرام کیا خواجہ بھی قریب رستم کے سوئے بعد تھوڑے عرصہ کے جو آنکھ کھلی کسی انسان کی آواز کان میں نہ آئی رستم نے گھبرا کر کہا کہ اے عُمر نامدار یہ کیا اسرار ہی کہ کسی کی آواز نہیں آتی ذرا باہر نکل کر دیکھیے کہ زرفشان زرین پوش کہاں ہی کیا معرکہ درپیش ہی خواجہ باہر نکلے دار الامارہ مین خاک اڑ رہی ہی کسی وزیر اور امیر کا نشان نہیں خواجہ گھبرا کر باہر دار الامارہ کے نکلے دیکھا کہ شہر میں سناٹا پڑا ہی دوکانیں سب بند مکان کھلے ہوے پڑے ہیں کہیں کسی انسان حیوان کا پتا نشان نہیں پلٹ کر رستم سے عرض کی کہ اے شہریار اتنے عرصہ تک ہم آپ سوئے کہ سارا شہر خالی ہو گیا سب لوگ نہیں معلوم کہاں چلے گئے شہر میں دوکانیں بند پڑی ہیں مکان رعایا کے ویران ایسا بھی کوئی نہ ملا کہ جس سے حال دریافت کرتا رستم گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھے کہ یہ معرکہ کیا ہی نکل کر جو دیکھا تو کسی آدمی کا مطلق نشان نہ پایا گھبرائے ہوے اصطبل میں آئے دیکھا تو کوئی

مرکب بھی اُس مقام پر نہین ہی مگر مرکب رستم یعنے استر بالا کبود فرنگی ایک جانب بندھا
کھڑا ہی زین و لجام بھی سامنے رکھا ہی رستم نے خواجہ سے صلاح کی خواجہ نے کہا کہ اے
نور نظر یہ لوگ مکار تھے بطور مذاق لائے تنہا چھوڑ کر چلے گئے اب یہان سے جلد نکلو اپنے
لشکر مین چلو اور وہان سے کوچ کرو لشکر مین صاحبقران کے چلو مجھکو بڑا تردد ہر طرح
کا ہی کہ صاحبقران زمان مقابلہ ہفت پیکر دو کش ہین نہین معلوم وہان پر کیا گذری
تمھارے واسطے گھبراتے ہونگے رستم مجبور و ناچار پشت مرکب پر سوار ہوے شہر سے
نکلے گلی کوچہ کو دیکھتے ہوے چلے جاتے ہین کہین انسان کا نام نہین حیران و پریشان
ہین کہ اگر کہین کوئی ملتا تو اُس سے حال دریافت کرتے کہ رعایا پر کیا گذری بادشاہ
کہان گیا خواجہ نے کہا بس اب بہتر یہ ہی کہ جلد اپنے لشکر مین چلین کس سے یہان
دریافت کرین ذی حیات کا یہان نام و نشان تو پایا نہین جاتا بادشاہ کا اول تو خلق
و مروت یا یکایک یہ چشم پوشی بڑے تعجب کا مقام ہی رستم اور خواجہ گھبراتے ہوے باہر
شہر کے نکلے لیکن خواجہ نہایت ہوشیار چلے آتے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ ای باغی او
مکار ساربان زادے کہان جاتا ہی خواجہ نے چاہا کہ گلیم اوڑھکر غائب ہو جاوین زنبیل
ہاتھ ڈالا گلیم نکالتے تھے کہ پنجہ کمر مین پڑا ایک ساحر خواجہ کو اٹھا لے چلا عمرو نے آواز دی
کہ ای نور نظر ای فرزند صاحبقران ہوش مین مجھکو یہ ساحر لیے جاتا ہی دیکھون کیا رنگ ہو
رستم نے ہر چند مرکب دوڑایا مگر خواجہ کو نہ پایا وہ ساحر خواجہ کو لیکر قندیل فلک ہوا متوج
ہوا سے خواجہ بیہوش ہوگئے وہ ساحر خواجہ کو لیے ہوے ایک باغ مین اُترا اور ہوشیار
کرکے کہا کہ کیون ساربان زادے تیری قضا یہان لائی ہی مین ابھی جلاد کو بلا کر قتل کراتا ہون
اب کہا تو میرے ہاتھ سے زندہ بچیگا خواجہ منتین کرنے لگے ساحر نے کہا تمھاری ان
باتون کو کب مانتا ہون تمھارے کہنے کو سراسر خلاف جانتا ہون یہ کہکے آواز دی کہ ارے
کوئی حاضر ہی کنج باغ سے ایک زنگی سیاہ رو تیغ برہنہ کھینچے ہوے سامنے آیا اور
سختی سے پکار کر آواز دی ای قہار فیل زور آج کیا سبب تھا کہ مجھکو یاد فرمایا قہار نے
کہا یہ ضرورت تھی کہ اس ساربان زادے کو قتل کرو یہ وہ شخص ہے جسنے نام ساحران

پردۂ دنیا سے مٹا دیا شمشش و ملعہ اسی شخص کے ہاتھ سے مارے گئے اور کسی کا زور نہ چلا
مگر مین نے یہ کمال کیا کہ اس مکار کو گرفتار کر لیا جلد اسکو قتل کر اس زنگی نے ہاتھ خواجہ کا
پکڑ کر کھینچا گردن پر کوڑے کا خط دیا خنجر کو کھینچ کر کھڑا ہوا اسوقت خواجہ کی اشکباری اور
بیقراری کا خیال کرنا چاہیے اسی حالت بیم و یاس مین بحضور قلب بلک بلک کر کہا کہ ای
خالق بے نیاز ای رب کارساز اس میری مشکل کو تو ہی آسان کرنے والا ہو نظم

شد چو از نور ظہور ایزدی اظہار روح — بر عبادت گشت روز اولین اقرار روح
زندہ دل مردی کہ پیش از مرگ مرد اندر جہان — گیرد از خاک تن خاکی ہمیشہ کار روح
ہست ابر رحمت حق ہر زبان گوہر فشان — تازہ رو گردد بہ بستان بدن گلزار روح
بندگی کن بندگی ای صاحب صدق و صفا — دور گردد تا ازین صیقل ہمہ زنگار روح
محرم راز حقیقت ہست مرد حق پرست — کاشف سر الہی واقف اسرار روح
دل ز سودای محبت سود حاصل میکند — گرم سازد گرمی سوز درون بازار روح
لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر عالم آل — دور دار از ہمہ ی آسیب تیغ آزار روح

خواجہ درگاہ باریتعالے مین دعائین مانگ رہے ہین کبھی پکارتے ہین کہ ای خالق اسے
مالک ای رب کارساز ای داور بے نیاز تو اس بلا کو مجھ سے دفع کر لیکن قہار اشارہ
کر رہا ہی کہ جلد اسکا سر کاٹ لے خبردار مہلت نہ دینا ایسا خنجر بڑھے کہ ایک ہی ہاتھ مین
سر اسکا جدا ہو یہ بڑا عالم عیار ہی اور خواجہ پکار رہے ہین ای پروردگار عالم میرے اور
تیرے وعدہ ہو چکا ہی مین نے ابھی اس بڑی چیز کو یاد نہین کیا پھر یہ کیا صورت ہی مجھکو حیرت ہی
تو مالک بے نیاز ہی رب کارساز ہی لیکن یہان جلاد خنجر لیے کھڑا ہی چاہتا ہی کہ خنجر مارون خواجہ
بلک بلک کر دعائین کر رہے ہین کہ نوبت نقارے کی صدا کان مین آئی چند سوار دوڑتے
ہوے آئے کہا ای قہار نقابدار رنگگون پوشش آتا ہی یہ تو کسکو قتل کرتا ہی خبردار
اس شخص کو قتل نہ کرنا نقابدار بہادر کے بہت خلاف ہوگا قہار نے کہا مین ہرگز نہ مانونگا
سوار یہ کہتا ہوا پلٹا کہ اگر نہ مانیگا تو بہت پشیمان ہوگا خواجہ سرنگون بیٹھے ہین آنکھوں سے
آنسو جاری دل کو نہایت بیقراری ہی کہ خواجہ کے کان مین سم مرکب کی آواز آئی نقابدار

گلگون پوش تیغہ برق تاب کھینچے ہوے چمنستان کو پامال کرتا ہوا چلا آتا ہی جب قریب پہونچا کہا کیون قہار ہمارے حکم کو تو نے نہ مانا اب مین تجھکو کیا سزا دون یہ کہکے قریب پہونچا اُسوقت قہار نے ہاتھ باندھ کر کہا حضور یہ وہ شخص ہی کہ جسنے ملک کے ملک ویران کر دیے لاشہاے ساحران سے میدان بھر دیے اسکا قتل ہونا ہی بہتر ہی اگر یہ قتل نہوا تو بڑا فساد برپا کریگا نقابدار نے یہ سُنکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ قہار کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ ہی اُسکے کہا کہ لاشہ اسکا پھینک دو نامرد نے ہمارا حکم نہیں مانا اُسکا آخر یہ انجام ہوا خواجہ نے جو یہ مہربانی نقابدار کی دیکھی عرض کی کہ اے نقابدار بہادر آپ نے بڑا احسان کیا کہ اس ظالم کو مار کر میری جان بچائی جب تک کہ زندہ ہون اس آپ کے احسان سے سر نہ اُٹھاؤنگا اب اتنی آپ اور مہربانی فرمائیے کہ تھوڑی دیر میری خاطر سے یہان تشریف رکھیے اور تو کوئی خاطرداری آپ کی بیان کر نہین سکتا ہان چند شعر مین گاؤن آپ سن لیجیے یقین ہو آپ سنکر بہت خوش ہونگے اور طبیعت آپ کی مسرور ہوگی نقابدار نے حکم دیا کہ فرش آراستہ ہو مسند درست کیجائے فوراً آدمیون نے حکم کی تعمیل کی نقابدار جاکر بیٹھا کہا ہان خواجہ اب تم گاؤ ناساؤ خواجہ نے یہ اشعار عبرت آمیز سامنے نقابدار گلگون پوش کے بہت خوش الحانی سے گانا شروع کیے۔

نظم

ہر گھڑی کرتی ہے غل محرومی تقدیر کا
اشک تر کسنے جدا پایا دیدۂ زنجیر کا

خون پلایا جب ہوا دابسے سائل خیر کا
نوک پیستان نے مزہ بخشا سنان تیر کا

درد کی لذت نہین باقی دہان زخم مین
لے لیا کسنے مزہ ظالم زبان شیر کا

وصلے پر صاحب ہمت کے صدقے جایئے
سر کٹا کر شمع نے بوسہ لیا گلگیر کا

بعید قاتل کا کہین کیونکر زبان رکھے نہین
ہر دہان زخم گویا ہے دہن تصویر کا

شوخیان وحشت دکھاتی ہین نئے انداز سے
چشم آہو بن گیا حلقہ مری زنجیر کا

رات دن اتو گذرتی ہی بڑے آرام سے
تمپر احسان ہے مری فریاد بے تاثیر کا

بعد مردن کیا سبکساری مجھے حاصل ہوئی
بوجھ ہلا ہے لحد سے چادر تطہیر کا

جب وہ سننے بیٹھتے ہین آنکھ مین آتی ہی نیند
کیا اثر رکھتا ہے افسانہ مری تقدیر کا

مرگیا مین ذبح سے پہلے وہ راحت دوست تھا / کان تک کھٹکا نہ آیا نعرۂ تکبیر کا
لفظ بے معنی کی صورت کچھ اثر رکھتا نہین / خط مہمل ہو گیا لکھا مری تقدیر کا
وہ قتیل باوفا تھا مین کہ برسون ہو چکے / قطرۂ خون بنگیا چھالا مری شمشیر کا
جسم وہ گھر ہی کہ معمار ازل کو بعد مرگ / وصلہ باقی ہے پھر اس قصر کی تعمیر کا
صبح صادق جسکو کہتے ہین وہ ہی موے سفید / کوچ کا یہ وقت ہی موقع نہین تاخیر کا
حال بیتابی جو مرغ روح کا نامے مین ہی / مائل پرواز ہے کاغذ مری تحریر کا
تھا دم طفلی جو مجکو شغل آہ سرد سے / آگے جم جاتا تھا میرے منہ مین قطرہ شیر کا
دیدہ و دانستہ دل اپنا پھنسا بیٹھے نسیم / حلقۂ گیسو سے سمجھا نہ دام تھا تزویر کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ کل اہل محفل خوش ہو گئے نقابدار نے کہا کہ شاہنشاہ اوج عیاری تم اس فن مین کامل ہو لیکن طلسم کشا سے کیونکر جدا ہوے خواجہ نے حال ساحر کے اٹھا لانے کا اور طلسم کشا سے جدا ہونے کا بیان کیا نقابدار نے کہا کہ جسدن میرے اور اُنکے مقابلہ پڑیگا ساری طلسم کشائی بھول جائینگے افسوس ہی کہ رستم نے اور پہلوان کو میرے مقابلہ مین بھیجا خود قریب تخت زرفشان زرین پوش کھڑے رہے مقام افسوس ہی کہ میرے اُنکے مقابلہ نہ پڑا مین نے دور سے دیکھا اُنکی جرأت کی بڑی تعریف مشہور ہی خیر حال کھل جائیگا یہ مقام طلسم خیال سکندری ہی وہ عجائب وغرائب یہان نظر آئین گے کہ ساری فتاحی طلسم ہفت پیکر بھول جاوین گے عمرو نے کہا اے نقابدار بہادر درحقیقت آپکا مثل ونظیر نہین ہی کس زور وشور سے نعمان کو مارا کہ سب دیکھنے والے دنگ ہوگئے اگر آپ ٹھہر کر مبارزطلبی کرتے تو سوائے رستم کے اور کوئی مقابلہ مین نہ آتا آپکو بھی حال کھل جاتا نقابدار نے کہا خواجہ اب آپ یہان تشریف رکھیے مگر جانے کا ارادہ نہ کیجیے گا مین شکار کھیل کر آتا ہون یہ کہکے نقابدار نے چند رفیق یہان چھوڑے اُنسے بھی کہدیا کہ خواجہ کا خیال رکھنا ایسا نہو کہ کہین چلے جائین آپ پشت مرکب پر سوار ہو کے بیرون باغ نکلا واسطے شکار کے طرف صحرا کے روانہ ہوا خواجہ باغ مین بیٹھے باتین بنا رہے ہین لیکن رستم بعد غائب ہونے خواجہ کے بہت گھبرائے شکار مین

مصروف ہوے جو آہو سامنے آیا اُسکو تیر سے مار گرادیا چند طائر شکار کیے جو لاق شکاربند
مین باندھے کے تھے اُنکو شکار بند مین باندھ لیا شکار کھیل رہے ہین لیکن بسبب تنہائی کے
گھبراتے ہین ایک مقام پر ایک آہو کو دیکھا اُسکے تعاقب مین گھوڑا بڑھایا ایک مقام پر
جا کر اُسکو شکار کیا شکار کرکے آہو کو بقربانی پہونچایا اب متردد کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد
اُڑی ایک آہو کو دیکھا کہ لنگڑاتا ہوا چلا آتا ہی پیچھے پر تیر پڑا ہوا ہی مگر تیر اوچھا پڑا ہے
رستم نے جو اس آہو کو آتے دیکھا کمان کیانی ہاتھ مین تھی نشانہ باندھکر تیر مارا کہ آہو گرا
فوراً مرکب سے کودے اُسکو بھی بقربانی پہونچایا کہ پھر صحرا سے گرد اڑی رستم نے دیکھا
وہی نقابدار گلگون پوش گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آتا ہی تیر و کمان ہاتھ مین چار جانب دیکھتا ہوا
کہ میرا شکار کیا ہوا دور سے جو دیکھا کہ آہو میرا زمین پر پڑا ہی جھلا کر تیر و کمان پھینک دیا
نیمچہ نیام انتقام سے کھینچا قریب رستم کے آیا نگاہ جو جمال جہان آرائے رستم پر پڑی
تو دیکھا کہ ایک جوان ہی بلند بالا صنوبر قد خورشید خد گل بوستان حسن و جمال سرو خرامان
حدیقۂ جاہ و جلال آنکھین رشک دیدۂ غزال ابروے خمدار آسمان جرات کے ہلال دو دولت
عارض مہر آسمان شوکت یکہ تاز میدان جلالت پشت پر سپر جڑی ہوئی موتیون کا اُسپر
جال سپر کہون یا قرص قمر یا بدر جرأت و ہمت ہاتھ ابر فلک سخاوت کان مروت و فتوت
ثابت قدم صاحب شوکت و حشم ہر چند کہ صورت زیبا دیکھکر دل کانپ گیا آنکھون مین
آنسو بھر آئے ٹھنڈا پسینہ آنے لگا قلب تھرانے لگا مگر بناز معشوقانہ غصہ کرکے کہا کیون
او شخص تونے کچھ اپنی جان کا خوف نہ کیا اور ہمارے شکار کو صید کیا فدا بھی جان کا خوف
نہ آیا بہتر یہ ہی کہ اس آہو کو اُٹھا کر ہمارے مقام پر پہونچا دے رستم نے جواب دیا کچھ
ہم مزدور نہین عقل و فراست سے دور نہین ہم ہرگز ہرگز اسکو نہ اُٹھائینگے سامنے سے
ہمارے ہٹ جاؤ ایسا نہو کہ تم بھی تیر نگاہ ہمارا پڑے یہ کلمہ سُنکر نقابدار نے خبردار
خبردار کہکر ہاتھ مارا رستم نے ازدھا بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین لی کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈالدیا اگرچہ جسم کی گرمی سے تمام موے بدن کھڑے ہو گئے لیکن ایکہ دیکر نقابدار
کو اُٹھایا جیسے ہی بلند کیا جھٹکا جو لگا بند نقاب ٹوٹا نقاب چہرے سے گری حسن پر

جو نگاہ پڑی تاب ضبط باقی نہ رہی ایک آہ کی اور کانپ کر زمین پر گر پڑے غش آیا عارض غبار آلود ہوئے ایڑیان خاک پر رگڑنے لگے اُس شاہنشاہ حسن و خوبی کی جو نگاہ رستم پر پڑی دل قبضۂ اختیار سے باہر ہوگیا تاب ضبط باقی نہ رہی فرش خاک پر بیٹھ کر سر کو اُٹھا لیا زانو پر رکھا اپنے دوپٹے سے چہرے کے غبار کو پاک کیا آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اشک حسرت عارض تابان پر جو گرے اُن اشکون نے کام گلاب کا کیا رستم کو ہوش آیا سر اپنا زانوے محبوب پر رکھے دیکھا دماغ کو عرش اعلی پر پہونچایا چاہا کہ آنکھین بند کرلون چند ساعت یونہی لیٹا رہون اُس محبوب کی جو نگاہ پڑی کہ اِس شخص نے آنکھین کھولین اور بند کرلین خیال معشوقانہ نے گھیرا زانو سے سر کو نیچے رکھا برہم ہوکر اپنے مقام سے اُٹھی چاہا کہ مرکب پر سوار ہوکر نکل جاؤن دل تردد منزل یارا نہین دیتا کہ اِس مقام سے جاؤن رستم نے اُٹھکر آواز دی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان ذرا ٹھہر جاؤ دل ہمارا بیقرار ہے قلب پر کیا اختیار ہے بقول شاعر کے نظم

ستم ہے غیر جو اُن پر نثار ہو جائے — کسی کی آڑ ہی مین جان ہار ہو جائے
بتون کا شوق سے دل دوستدار ہو جائے — مری طرف مرا پروردگار ہو جائے
کبھی جگر کو بھی اے درد عشق دے توفیق — شریک حال دل بے قرار ہو جائے
نہان تو دل مین ہوئی ہے کسی کی حسرت دید — جو آنکھ سے نہ کہین آشکار ہو جائے
ابھی اُٹھاتے ہین میرا جنازہ کیون احباب — وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہو جائے
سفید ہو چکی تھین رات کو مری آنکھین — اگر نہ صبح شب انتظار ہو جائے
بتون سے کہدو کہ قابو ہی مین ہے عاشق — خدا نکردہ وہ بے اختیار ہو جائے
اسیطرح کوئی ارمان نکلے سینے سے — کچھ آہ کا ہو دھوان کچھ غبار ہو جائے
علاج اُسکے تڑپنے کا کیا بتاؤن تمھین — جو دل تسلیون سے بیقرار ہو جائے
اُچھال دے نہ اگر اضطراب دل بعد فن — اُلٹ پلٹ نہ یہ سنگ مزار ہو جائے
کمال عاشق کامل یہ ہو کہ ملتے ہی آنکھ — جلال وہ بت بیگانہ یار ہو جائے

اِس رنگ مین جو رستم نے یہ اشعار عاشقانہ پڑھے اور دامن پکڑ لیا ہر چند معشوقان عزنگا

جفا کار اور ظلم شعار ہوتے ہین مگر رستم کے یہ اشعار دلخراش سنکر اسکو رحم آگیا مسکرا کر
جواب دیا کہ ای رستم وقت حقیقت مین تم اپنے وقت کے رستم ہو اور صاحب شوکت وحشم ہو
مگر سمجھو تو یہ صحرا ہے ہول خیز و وحشت انگیز لائق ٹھہرنے کے نہین ہی نہین معلوم کہ کیا
افتاد ہو ہمارے پیچھے چلے آؤ اپنے باغ مین چلکر ٹھہرین مقام عیش و فرحت ہی رستم بھی
اپنے گھوڑے پر سوار ہوے وہ مہ جبین اپنی مادیان پر سوار ہوئی آگے آگے مادیان پیچھے
پیچھے اسپ رستم تھوڑی دور چلے تھے کہ چند کنیزین نمایان ہوئین اُنھون نے جو اپنی
ملکہ کو دیکھا ساتھ ہولین تھوڑے ہی عرصہ مین سو کنیزین اور بشتہائے مرکب پر سوار
نیزہ ہلاتی ہوئین نظر آئین وہ بھی ساتھ ہولین قریب دو کوس راستہ طے کیا ہوگا کہ دروازہ
باغ کا نمایان ہوا رستم نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہی وہ جو ہوا
سرد آئی کہ روح نے راحت پائی ملکہ مادیان سے کود پڑی رستم بھی مرکب سے اُترے ملکہ
نے بہ محبت رستم کا ہاتھ تھام لیا رستم نہال ہوگئے ساتھ ساتھ ملکہ کے اسطور سے چلے
کہ ہاتھ مین ہاتھ پڑا ہوا ہی خرامان خرامان دونون عاشق و معشوق نگاہ شوق سے ایک
دوسرے کو دیکھتے ہوے سیر باغ کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے رستم نے دیکھا کہ ایک
چبوترہ نہایت ہی پر تکلف بنا ہوا ہی اُسپر مسند آراستہ ہی فرش ملوکانہ بچھا ہوا ہی ملکہ نے
رستم کو بیٹھنے کا اشارہ کیا رستم مسند سے ہٹکر فرش پر بیٹھے کنیزین اپنے اپنے مقام پر
آکر بیٹھین رستم کو ملکہ نے اپنے پاس مسند پر بٹھایا آپ پہلو مین بیٹھین ملکہ نے مسکرا کر پوچھا
کہ آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی رستم نے جواب دیا اس سرحد کے سنگ ریزے بھی مجھکو
جانتے اور پہچانتے ہین قبلہ و کعبہ کا نام نامی تو ضرور سُنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی
سلیمان یعنی حمزۂ صاحبقران ہی مین اُنکا فرزند ارشد فتاح طلسم ہفت پیکر ہون مجھکو
کس مکر سے بقراط ثانی نے اس سرحد مین بلایا بہ عنایت پروردگار گئی قلعے قبضے مین ہے
کتنے ہی سردار مسلمان ہوے لشکر گران قریب قلعۂ زرین پوشان اُترا ہوا ہی اب آئندہ جیسا
منظور پروردگار ہو میرا قصد تو یہ تھا کہ اب لشکر قبلہ و کعبہ مین جاؤن یہ تاجدار پہونچا مجھکو
بلایا یہان وہ معرکے دیکھے جس سے از حد سرگردانی ہی مثل آئینہ حیرانی و پریشانی ہی اے ستمگر

ملکہ کی جانب مخاطب ہوئے اور پوچھا کہ ای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال و ای ماہ آسمان کمال آپ
اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے کہ قلب کو تسکین ہو اُس محبوب مرغوب نے
جواب دیا ای شہریار میرا نام ملکہ شہرت گلگون پوش ہے مین نقابدار بنکر آپکے مقابلہ
کو گئی تھی یقین ہے کہ اُسوقت آپ کو مقابلہ مشکل ہوتا مگر آپ بڑے صاحب اقبال ہین
کہ ایسے وقت پر سامنا ہوا کہ مجھکو کچھ بن نہ پڑا آخر کو آپکے ساتھ رہنا منظور کیا یہان سے
بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ قلعۂ اشرف زنگباری اُسکا نام ہے ساٹھ ہزار فوج اور بڑے
بڑے بہادر وہان ہین یہ خبر اُن سبکو معلوم ہوئی کہ طلسم کشا اس سرحد مین آگئے ہر ایک کو یہ
منظور ہوا کہ جسطرح بنے عقل و فطرت سے کمال و شوکت سے طلسم کشا کو گرفتار کرین اور ہر طرف
سے پہلوانون اور ساحرون نے سامنے بقراط ثانی کے دعوی کیے اکثر آپکے مقابلہ مین آئے
بعض مارے گئے بعض مسلمان ہوئے اب بھی ساحرون کو دعوے ہے کہ آپ سے مقابلہ کرین
گوہر اسرار میرے پاس قدرت نے بھیج دیا تھا وہی میرے پاس موجود تھا اگر آپ اُسدن
مجھ سے مقابلہ کرتے تو کچھ ہوتا اتنا براہ خیرخواہی عرض کرتی ہون کہ دشمنون کا خیال ضرور ہے
رستم نے بحال شکر فرمایا وہ حافظ حقیقی نگہبان ہے وہی بچائیگا یہ کہکے خاموش ہوئے ملکہ نے
کنیزون کو اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط مہیا ہوگیا چند کنیزان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین دریا
جواہر مین غوطہ مارکر سامنے حاضر ہوئین شاہزادہ مسند پر جلوہ فرما ہے ملکہ شہرت گلگون پوش
پہلو مین شاہزادہ کے بیٹھی گلچینی گلشن جمال رستم کر رہی ہین دوسرے پہلو مین وزیرزادی ملکہ
کی کہ جیسے ستارہ پہلوے ماہ سمجھنا چاہیے بیٹھی ہے خواجہ اُسکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہین اور
رستم سے فرماتے ہین کہ ای فرزند دیکھو کیا نازنین ہے حقیقت مین مہ جبین ہے اسکا جمال جہان آرا
دیکھکر دل کو بیقراری ہوتی ہے جی چاہتا ہے اسکی بلائین لیلون ترقی حسن کی دعائین دون
لیکن خواجہ حیران ہین کہ دیکھیے انجام اس صحبت کا کیا ہو رستم عشق مین مبہوت معشوق کے لبون پہ
مہر سکوت آخر خواجہ نے گھبراکر ملکہ سے کئی بار کہا کہ ای ملکہ عالم اس مقدمہ مین کیا اسرار ہے تفتیش
حال مین دل خود بخود بیقرار ہے ملکہ سر ہلا دیتی ہین فرماتی ہین کہ خواجہ گھبرائیے نہین مآل صحبت
ظاہر ہو جائیگا اب ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ جاکر دروازہ بند کر دو خبردار کوئی غیر نہ آنے پائے

کنیزین گئین تھوڑی دیر مین دوڑتی ہوئی آئین بعد دعا کے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم وداے رستم
زمان چند باتین ہماری سن لیجیے معاملہ یہ ہی کہ ملکۂ عالم کے والد نامدار کا لقب زرنشان
زرین پوش ہی جب ملکۂ عالم کے حسن و جمال کا شہرہ ہوا ماہ حسن کمال پر پہونچا تو یہان سے
بارہ کوس پر ایک دشت ہی کہ اُسکو دشت جرأت خیز کہتے ہین وہان ایک پہلوان ہی
کہ لقب اُسکا املاک دشت نورد ہی بڑے بڑے پہلوانون کو اُسنے مارا اپنی سرحد مین دوسرے
پہلوان کا عروج نہین چاہتا جسنے سر اُٹھایا اُسنے جاکر اُسکو زیر کیا اُسکے ہرکارون نے
اُسکو خبر دی کہ زرنشان زرین پوش کی بیٹی نہایت حسین و مہ جبین ہی اور تصویر بھی
ملکہ کی اُسکے پاس لے گئے اور اُسکو دکھائی چار سو پہلوانان حلقہ بگوش کہ جنکو اُسنے
زیر کیا ہی اُنکو رفیق اپنا بنایا ہی اور ساٹھ ہزار فوج رکھتا ہی اُن سب جوانان کار آزمودہ
و جنگ دیدہ کو لیکر وہان سے چل نکلا اور قلعۂ زرین پوشان پر چڑھ آیا زرنشان
زرین پوش نے کئی دن جنگ کی ایک دن املاک جھلایا تنہا گرز لیکر گوہون کو روکتا ہوا
در قلعہ پر پہونچا بادشاہ ہمارا گھبرایا املاک نے بادشاہ سے سوال کیا کہ اپنی دختر کا عقد
میرے ساتھ کردو ورنہ مین اندر قلعہ کے گھس آؤنگا بادشاہ گھبراکر باہر قلعہ کے آئے
املاک سے اقرار کیا کہ بعد چھ مہینہ کے دختر کو دونگا وہ وعدہ اب گذر گیا اُسکو جو یاد آیا
فوج لیکر چلا راستہ کو طی کرکے پہونچا مگر بادشاہ رعایا کو لیکر کہین پہلے سے چلے گئے تھے
اسی خیال سے کہ املاک آئیگا تو مین اُسکو کیا جواب دونگا اُسنے جو قلعہ کو خالی پایا اندر
قلعے کے گھس گیا کسی ذی حیات کو وہان نہ پایا کہنے لگا کہ ملکہ کو تلاش کرو اور یہ بھی خبر
اُسنے سنی تھی کہ زرنشان زرین پوش جاکر طلسم کشا کو لائے تھے اب دختر اُنکی صحرا سے
طلسم کشا کو اپنے باغ مین لے گئی ہین اور وہان صحبت عیش و نشاط برپا ہی یہ سب حال
سُنکر وہ مع اپنی کل فوج کے چڑھ دوڑا اور یہان پہلوے باغ مین بارگاہ استادہ کرائی آپ بھی
وہان اُتر پڑا اور سوارون کو حکم دیا کہ جاکر ملکہ کو سوار کرلاؤ وہ سب کھڑے دروازے پر بدعت کررہے
ہین چاہتے ہین اندر گھس آئین کنیزان سرکاری روک رہی ہین وہ نہین رُکتے کہتے ہین کہ ہمکو
حکم ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلاؤ اور ملکہ کو سوار کرلاؤ چند سوار دروازے پر بلوہ کررہے ہین باغ

اسوقت ہنگامہ ہی اگر مناسب ہو تو حضور انکو چلکر روکین ورنہ وہ لوگ اندر گھس آئینگے بے ادبی کرینگے یہ خبر وحشت اثر سنکر رستم کانپنے لگے فرمایا کیون ملکہ عالم یہ کیا معرکہ ہی ملکہ نے کہا حضور یہ کنیزین سچ کہتی ہین وہ پہلوان نہایت بیباک ہی اگر مناسب ہو چند ساعت کو ہٹ جائیے مین اُسکو سمجھا دونگی رستم تیغ ہفت جوہر کو ٹیک کر اُٹھے فرمایا ہم جاکر ابھی سمجھائے دیتے ہین ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار وہ بڑا ہی زبردست ہی بادہ کبر و نخوت سے مست ہی حضور نہ جائین ایسا نہو کہ بندگان عالی کو کوئی صدمہ پہونچے جسوقت سے مین نے اُسکا حال سُنا ہی قلب کانپ رہا ہی والد نامدار کے ساتھ تو فوج و لشکر تھا اُسکا کچھ نہ بنا سکے اب میرے دل کی تو یہ کیفیت ہی کہ کیا بیان کرون۔

نظم

یہان تک اوج جنون مین مجھے کمال ہوا — خراش ناخن دیوانگی ہلال ہوا
عروج حسن مین یہ یار کو کمال ہوا — کہ آفتاب بھی اک نقطۂ جمال ہوا
ہزار شکر کہ میرا بھی اب وہ حال ہوا — دعا کو ہاتھ اُٹھے آپ کو خیال ہوا
نہ گھبرایئے مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا — رقیب ہوگا خوشی گر مجھے ملال ہوا
فروغ زیست ہوا سر کٹا کے صورت شمع — حیات بعد ہوئی پہلے انتقال ہوا
خیال زلف اگر ہی تو دل کی خیر نہین — وہ ٹوٹ جاتا ہی شیشہ کہ جسمین بال ہوا
مرا فسانہ ہے مانند مژدہ دشنام — کہ آتے آتے در گوش تک ملال ہوا
مزار مین نظر آتی ہے خاک تک رنگین — غبار تن شہدا کا ترے گلال ہوا
نہین ہی حرص سے خالی کبھی مآل بشر — اُٹھا جو دست دعا کاسۂ سوال ہوا
یہان آخر روز و بشکل اول شام — وہی عروج مرا ہے کہ جب زوال ہوا
برہنگی سے ندامت رہی یہ تن کے ساتھ — کہ بعد مرگ بھی ممنون انفعال ہوا
درازی شب غم کا وہ ایک لمحہ ہے — جسے زمانے مین کہتے ہین دور سال ہوا
کھلا یہ عقدہ قدمبوس زلف سے ہمکو — چڑھا جو سر پہ وہ آخر کو پایمال ہوا
کنار قبر سے لاشہ نے میرے مس نہ کیا — ترے گمان بد انجام کا خیال ہوا
بصورت ورق گل خزان سے ابتر ہی — نسیم کا چمن دہر مین یہ حال ہوا

رستم نے دامن جھٹکا کر جواب دیا ہی ملکۂ عالم ان مقدمات مین دخل دیدو چپ رہنا ہمارا
کام نہین ہی اُس بے حیا سے مقابلہ کرینگے سر اُسکا لاکر تمکو دینگے یہ فرما کر رستم بڑھے
مرکب پر اپنے سوار ہوے ملکہ شہرت پیچھے پیچھے دوپٹہ ڈھلکا ہوا چہرہ اُداس فرماتی ہین
کہ جسطرح اب پشت دکھا کر جاتے ہو اسیطرح پھر آکر شکل دکھاؤ برے ظالم سے سامنا ہے
یہان در باغ پر سواران املاک چاہتے ہین کہ اندر گھس آئین مگر کنیزان ملکہ تیغ کھینچے ہوے
روک رہی ہین سواران املاک نے جو دو چار کو قتل کیا کنیزین ہٹنے لگیں چند سوار جو آئے
ہین اُنکا افسر شماس چرخ گردان سب کنیزون کو ہٹاتا ہوا دروازہ مین گھس آیا
پکار کر کہتا ہی کہ تم لوگ کیون جان دیتے ہو جسطرح بنسکے رستم کو گرفتار کر لاؤ اور ملکہ کو سمجھا کر
سوار کر لاؤ کہ شماس نے دیکھا ایک جوان ماہ تمثال شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان
جلالت گھوڑا دوڑاتے ہوے آتا ہی للکارتا ہوا کہ او نامرد آگے نہ بڑھنا تو چند کنیزون
کو قتل کرکے بڑا مغرور ہوا ہی کیون شامت آئی ہی شماس یہ سُنکر حیران ہوا جی مین
کہتا ہی کہ کیا جوان صاحب جرأت ہی کسطرح اکیلا ہم سب سے لڑنے آتا ہی کچھ جان کا
خوف نہین جانکر اپنی جان دیگا میرا کیا کر سکیگا یہ سوچکر گھوڑا بڑھایا ملکہ تو بھاگ کر ایک
کمرے مین آئین کنیزون سے کہا اے کم بختو تم بھی جاکر شریک ہو ایسا نہو کہ میرے وارث پر
کوئی افتاد پڑے بزرگ تو یہی لکھ گئے ہین کہ ملکہ شہرت گلگون پوش زوجۂ طلسم کشا ہی
فلک شعبدہ باز کیا معرکہ دکھا رہا ہی کنیزین خود کانپ رہی ہین قدم نہین اُٹھتا مگر رستم
جو شماس کے سامنے پہونچے شماس نے خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے
بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا رستم نے الجھاوے سے ہاتھ نکالا اور
تیغۂ ہفت جوہر کو چمکا کر ہاتھ مارا برق شمشیر جو تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹکر
جو تلوار گری یا تو قبہ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ آکر زمین کو بوسہ دیا شماس کو مار کر آگے بڑھے
جو سوار سامنے آگیا علف شمشیر آبدار ہوا سوارون کو مار کر باہر نکلے چند سوار جو گھوڑے تھے رستم
کو دیکھ کر بھاگے ملکہ بالائے قصر سے دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین کہ اے خالق
بحر و بر اے رب اکبر شیر بیشۂ صاحبقرانی کو ہاتھ سے دشمنون کے بچانا رستم لڑتے بھڑتے

تیغہ ہفت جوہر کھینچے ہوے مارتے ہوے چلے جاتے ہین دو چار سو آدمی جو رستم کے
ہاتھ سے مارے گئے اب کوئی قریب نہین آتا دور ہی سے لینا لینا کر رہے ہین آخر
دربار گاہ املاک پر پہونچے املاک دنگل آہنی پر بیٹھا ہوا کہرہا ہی کہ رستم کو لاے معشوقہ کو
میری تکلیف نہ پہونچانا مجھپر بڑا شاق ہی دل اسکے جمال کا مشتاق ہی کہ گھوڑ نیر کی آواز
آئی پردہ بارگاہ کا گرا املاک نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و نیر شش جہت افروز
جہانداری دفعتہ سامنے سے نمایان ہوے اور آواز دی کہ ای مغرور آ تھکر مقابلہ کر املاک
نے کچھ خیال بھی نہ کیا رستم قریب املاک پہونچے جب املاک نے دیکھا کہ قریب آ گئے
تو رفقا جو قریب بیٹھے تھے اُنسے اشارہ کیا ارے اس جوان کا سر کاٹ لو جو پہلوان اُٹھا
اور مقابلہ مین آیا رستم نے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کئی پہلوانون کو قتل کر کے
املاک سے فرمایا او مغرور کیا اورون کے بھروسہ پر آیا ہی املاک اپنے مقام سے اُٹھا
اور خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا املاک لپٹ
پڑا رستم نے گردن پر ہاتھ رکھکر ہکہ مارا کہ سر املاک کا زمین سے مل گیا املاک چاہتا ہی
رستم کو زمین پر پہونچاوٴن مگر رستم سیدھے کھڑے ہین ایسے دو چار ہکے
مارے کہ املاک پریشان ہو گیا معلوم ہوا کہ ہڈیان ٹوٹین الجھ الجھ کے لڑ رہا ہے
تیسرے پیچ پر رستم نے اُکھیڑ مارا کہ املاک چارون شانے چت گرا یہ کود کر چھاتی پر
سوار ہوے گندہ زانو سے دبا کر فرمایا درشناخت پروردگار چہ میگوئی املاک نے
جواب دیا ای جوان معشوق پر میرے قبضہ کیا مین سر بارگاہ ذلیل ہوا اب مذہب
ترا اختیار کرون گا مجھ سے ایسا نہو گا یہ سنکر رستم نے ایک ہاتھ زیر سر رکھا دوسرا ہاتھ ٹھوڑی
پر رکھکے ہکہ مارا مع زخرے گردن گھسیٹ لی سب پہلوان بیٹھے دیکھا کیے کسی کا یہ حوصلہ نہ پڑا
کہ اُٹھکر مقابلہ کرتا مثل تصویر بتصویر حیران بیٹھے رہے گویا کسی کے منھ مین زبان نہ تھی سب
اپنے مقام پر بیٹھے رہے کسیکو یارا نہوا کہ رستم کو روکتا آخر رستم اپنے مقام سے
اُٹھے سر املاک کا شکاربند سے باندھا پشت مرکب پر سوار ہوے پکار کر آواز دی ای کافران
بیحیا او ای ابکاران بد دغا جسنے تمھارے افسر کو مارا اگر کسیکو دعوی ہو کہ مجھسے بدلہ لے تو

بسم اللہ ہم موجود ہیں کسی نے جواب نہ دیا رستم سر املاک لیے ہوئے بیچ میں سے لشکر املاک کے چلے ہر ایک افسر سے نگاہ ملاتے ہوئے اور یہی نعرہ کرتے ہوئے کہ جسکو دو گنا ہو رو گے ہم مقابلہ کرنے کو موجود ہیں کسی نے جواب نہ دیا رستم اسی طرح گھوڑے کو اُڑاتے ہوئے در باغ پر آئے ملکہ دور سے دیکھ رہی تھیں رستم کو جو آتے ہوئے دیکھا کہ دریائے خون میں نہائے ہوئے تیغ ہفت جو ہر ہاتھ میں لیے ہوئے آتے ہیں ملکہ در باغ سے نکلیں رستم گھوڑے سے کود ے ملکہ نے خون جسم کا دوپٹہ سے پاک کیا پوچھتی ہیں کہ ای شہریار جسم پر کوئی زخم تو نہیں آیا رستم نے فرمایا ای ملکہ عالم کوئی ایسا نہیں نہ تھا کہ جو ہم سے ہم نبرد ہوتا بارگاہ میں جا کر املاک کا سر کھینچ لیا کسی نے دخل نہ دیا ہر ایک پہلوان کو للکارا ہر ایک سے سوال کیا مگر کسی نے جواب نہ دیا ملکہ رستم کو ساتھ لیے ہوئے باغ میں آئیں لا کر مقام صدر پر بٹھایا چند کنیزیں گرد آکر بیٹھیں رقص و سرود شروع ہوا خواجہ عمرو کہ حاضر صحبت ہیں رستم سے فرما رہے ہیں کہ ای رستم اب چلنے کی جلدی کرو تمھارے قبلہ و کعبہ گھبرا رہے ہونگے رستم فرماتے ہیں ای عم نامدار آپ نہ گھبرائیے آج شب کو تو یہاں بسر کیجیے کل انشاءاللہ کوچ ہوگا ہمیں بھی خیال ہی جدائی کا قبلہ و کعبہ کی بہت بڑا ملال ہی ملکہ نے عرض کیا ای شہریار پروردگار نے آپ کو حیات تازہ مرحمت فرمائی یہ گمان تھا کہ چار سو پہلوان اسکے ساتھ کے ضرور دخل دینگے مگر آپکا اقبال یاور تھا اور طالع مددگار کہ کوئی دخل نہ دے سکا وہ وقت تو بخیر و خوبی خدا نے آسان کر دیا اب وقت خوشی کا آیا اگر مناسب ہو تو خواجہ سے فرمائیے چند اشعار گائیں تاکہ طبیعت خوش ہو وزیرزادی ہماری گلشن افروز بھی گانے میں بڑا کمال رکھتی ہیں وہ بھی خوب گاتی ہیں لہذا مشتاق کو شاد کیجیے خواجہ خود گلشن کو نگاہ محبت دیکھ رہے ہیں یہ مژدہ سنتے ہی خوش ہو گئے بیچ میں آکر بیٹھے جوڑی ہفت پونم کی اپنی زنبیل سے نکالی اور یہ غزل عاشقانہ نئے رنگ میں گانا شروع کی نظم

ہے دل بے سبب کب ہی اجبار رنگ رو میرا — کسی کی جستجو میں ہی دل پُر آرزو میرا
پریشانی کے پہلو میں دل افگار کی شکلیں ہیں — خبر کچھ اور دیتا ہے یہ لطف گفتگو میرا
مہیا ہی مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا — جو آنسو گرے تو ساغر چشم ہی دل ہی سبو میرا

نہین ممکن جو کچھ ممکن ہو مرجانے والون کو
امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہین
رہا ہون پاک دامن اُس ستمگر کی محبت مین
جسے سمجھے تھے اپنا وہ اُسیکو مدعی پایا
انھین رسوا کریگا تجھکو نادم غیر کو دشمن
محبت کا تعلق عاشقون سے چھٹ نہین سکتا
عدو دیکھین آنکھ اُٹھا کر اس طلسم حیف روزہ کو
اجازت تجھکو دیتا ہون خوشی سے قتل کی لیکن
کہی جو بات دل خوش کر دیا یار پریرو کا
نہ چھوٹے گا چھڑانے سے ہزارون جتن مین لیلیٰ
تشفی کے لیے احباب کہدیتے ہین خاطر سے
نسیم اس بریمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہے

لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا
رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
یقین ہی دوست ہوجائیگا شرما کر عدو میرا
کسی کو کیا کہون دشمن مرا دل ہی عدو میرا
غضب کیا کیا نہ لائے گا یہ جوش آرزو میرا
جدا ہونے مین لپٹا تا ہی خنجر سے گلو میرا
کسی کی کیا ہے پروا اگر حامی ہو تو میرا
مناسب ہی رہے قاتل خیال آبرو میرا
انھین یاد آئیگا رسون یہ حسن گفتگو میرا
بہار دامن جلاد دیکھے گا لہو میرا
نہ لے گا نام بھولے سے بھی یار فو برو میرا
بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

خواجہ نے جو یہ اشعار گائے سب سے زیادہ گلشن افروز نے تعریفین کین جو مقامات اچھے تھے اُن مقامون پر تعریف کی جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری ملکہ اپنے مقام سے کہ تھین رستم و ملکہ طرف بارگاہ کے چلے جا کے آرام کیا خواجہ نے خیال کیا کہ گلشن افروز کی ایک ندیم ہی کہ لالۂ ماہ رخسار اُسکا نام ہی ہر مرتبہ ملکہ گلشن افروز اُسی کو پکارتی تھین وہی جاکر پاس بیٹھتی ہی خواجہ نے کنارے آکر ایک کنیز کی شکل بنائی اور لالۂ ماہ رخسار کو پکارا کنارے لاکر اُسکو بے ہوش کیا لالۂ ماہ رخسار کی شکل بنکر پاس گلشن افروز کے آئے گلشن نے لالۂ ماہ رخسار کو دیکھا لالۂ ماہ رخسار نے آکر ہاتھ گلے مین ڈال دیے اور کہا مین اس صورت زیبا کے صدقے ہو جاؤن خاک پا لیکر توتیاے چشم بناؤن گلشن نے کہا اے لالۂ ماہ رخسار مدت سے ہمارے ساتھ ہو مگر ایسے کلمے کبھی نہ کہے تھے آج کیا ارادہ ہی کہا واری چلکر آرام فرمائیے اب نیند سے حال ابتر ہے یہی بہتر ہے آپکے پائینتی ہم بھی سو رہین گے ہمارا فرش آج باغ مین نہین بچھا ہی گلشن افروز نے ہاتھ لالہ کا تھاما

ابھی صحنچی مین آئی خواجہ پاؤن دبانے لگے اس آرام سے پاؤن دبائے کہ گلشن سو گئی
خواجہ بھی برابر آکے لیٹے گلے مین ہاتھ ڈال دیئے خوب آرام سے سوئے کوئی کنیز کسی کام
کو صحنچی مین آئی دیکھا کہ گلشن افروز کے ساتھ خواجہ سو رہے ہین اُس کنیز نے
باہر آکر کہا چند کنیزین جمع ہوگئین چاؤن چاؤن کرنے لگین ایک سے ایک ہی کہتی ہے
گلشن افروز بڑی بدلحاظ ہی اسطرح ساتھ مردوے کے سو رہی ہی ایک کہتی ہی پہلے سے آنکھ لگی ہوگی
جب تو یہ خوش خوش ہی گلشن کی آنکھ کھل گئی کنیزون نے جھک جھک کر سلام کیا کہا بی وزیرزادی
صاحبہ یہ کیا معرکہ ہی خواجہ عمرو کی جو آنکھ کھلی فرمایا کہ صاحبو میان بیوی سو رہے ہین تم لوگ ایسے
بدلحاظ ہو کہ بلا تکلف چلے آئے کیا اس مضمون سے آگاہ نہین ہو کہ میان بیوی کیونکر سوتے ہین
گلشن افروز نے سر اپنا پیٹ لیا کہا او ساربان زادے مجھکو ذلیل کرتا ہی خواجہ بھاگے
گلشن افروز چیخین مار مار کر رونے لگی رستم کو خبر ہوئی وہان سے ٹہلتے ہوے آئے کہا کہ
گلشن افروز کیون روتی ہو خواجہ عمرو کا دستور ہی کہ جسپر عاشق ہوتے ہین اُسکو یون ہی ذلیل
کرتے ہین اب گلشن افروز ناچار ہو کر بیٹھی خواجہ عمرو اور صحنچی مین ایک کنیز کی شکل بنکر ایک کنیز
کے پاس سوئے رستم نے بھی آرام فرمایا جو وقت نسیم سحری چلی اور عروس شب نے چہرہ اپنا
گھونگھٹ سے چھپایا شاہ زرین پوش حجلۂ مشرق سے نکلا مسند چرخ زبرجدی پر آکر بیٹھا
تمام دنیا روشن ہوگئی شاہد صبح کے جمال نے تمام عالم کو ضیا بار کیا رستم کی جو آنکھ کھلی
دیکھا مین اکیلا ایک نخل کے نیچے پڑا ہون خواجہ عمرو سامنے سے آتے ہین فرماتے ہوے
کہ ای رستم وہ باغ کیا ہوا معشوق پری چہرہ کدھر گئی رستم بھی حیران خواجہ بھی پریشان کہ صحرا
سے گرد اُڑی دیکھا کہ زرفشان زرین پوش مع فوج آکر ہمو بجا رستم کو اپنی بارگاہ مین لایا تخت
پر بٹھایا عرض کی ای شہریار آپ شہر سے کیون چلے گئے فرمایا افلاک نام ایک پہلوان آیا میرے
ہاتھ سے مارا گیا مین خود بھی اس مقدمہ مین حیران ہون کہ شب کو وہ صحبت عیش و نشاط
دن کو یہ پریشانی ایک نخل کے سایے مین اپنے کو پایا ملکۂ عالم کہان گئین کنیزین
کیا ہوئین مقام افسوس ہے کہان اُنکو تلاش کرون زرفشان زرین پوش نے عرض
کی وہ باغ سیستان مین ہین آپ وہان تشریف لے جائیں تو ضرور ملاقات ہو

رستم نے کہا مجھکو باغ سیستان بتا دو تو مین اپنے کو اس مقام پر پہونچاؤن خواجہ عمرو واسطے گلشن افروز کے بیقرار ہین فرماتے ہین کہ اس محبوب سے چھوٹنا باعث خرابی ہوا مین کیا کہکے دل کو سمجھاؤن اپنی تو یہ کیفیت ہے۔ نظم

بند کی شب آنکھ دھیان آیا جو روے یار کا ۔ ہوگیا پردہ ہمارے دیدۂ بیدار کا
واے قسمت ایک صورت پر نہیں جب یکجے ۔ خاصۂ پیدا کیا دل نے مزاج یار کا
اس تمنا پر فقط مرتے ہین ایمان جہان ۔ حشر مین دیکھین گے ہم جلوہ ترے دیدار کا
اسقدر لطف تلون دوستی ہر شی مین ہے ۔ بڑھ کے کٹ جاتا ہے سایہ بھی تری دیوار کا
اور ابھی جذبے ٹھہرای صدمۂ درد فراق ۔ وصلہ نکلا نہین ہے خاطر غمخوار کا
کس طرح آرام سے بیٹھین کہ بعد از چند روز ۔ پیش ہے ہمکو سفر اک منزل دشوار کا
اس فریب کنندہ کے مشتاق ہم بھی ہو گئے ۔ کسکو آتا ہے یقین ظالم ترے اقرار کا
آج سب کھیلا ئین ہین جسقدر محتاج ہین ۔ امتحان کرنا ہے ہمکو چشم گوہربار کا
دیکھیے کس طور سے یہ رات کٹتی ہے نسیم ۔ آج کچھ عالم دگرگون ہے دل بیمار کا

زرفشان زرین پوش نے رات بھر جلسا آراستہ رکھا خواجہ کا ایسے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا رستم مقام صدر پر جلوہ فرما ہین وہ وقت آیا کہ لیلی شب نے نقاب مشکین چہرۂ زیبا سے اٹھائی شاہنشاہ زرین پوش کا شانۂ مشرق سے نکلا مجنون روز نے مقام اپنا دشت تجرد و شین مین کیا رستم مقام صدر سے اٹھے بیرون بارگاہ آکر بیٹھے رفقا گرد آکر متمکن ہوے رستم سیر صحرا دیکھ رہے ہین یکایک صحرا پر بہار ہونے لگا اور عروسان چمن نے لباس سبز پہنے غنچے چٹکنے لگے پھولون نے آنکھین کھولین نہرین موج مارنے لگین حبابون نے براے نظارۂ صحرا آنکھین لگا دین دیکھ رہے ہین کہ صحرا کی رونق بڑھتی جاتی ہے نسیم عنبر شمیم چلی جہان آرا جو خیمہ سے نکلین نکلتے ہی دروازے پر خیمے کے آئین کنیزین حاضر ہوئین ملکہ نے فرمایا صاحبو بہار صحرا کو دیکھو کس بوقلمون ہے دیکھو عروسان چمن نے نکھار کیے سبزہ بیگانہ وار ہے گل کیا سبز بختی کی ابر بہار ہے یہ کہکر طرف صحرا کے چلین رستم نے دربارگاہ سے دیکھا کہ جہان آرا خیمہ سے نکلین ہوا جو جسم کو لگی طرف صحرا کے چلین رستم نے پکار کر آواز دی اے جہان آرا کہان

جاتی ہو ہمارے پاس آؤ جہان آرا نے جواب نہ دیا خواجہ نے جو دیکھا کہ جہان آرا جواب
نہیں دیتیں جھپٹ کر قریب جہان آرا کے آئے ہاتھ تھام کر کہا اے ملکۂ عالم کہاں جاتی ہو
جہان آرا نے ہاتھ چھڑا لیا کہا خواجہ دیکھتے ہو کہ صحرا کس بہار پر ہے اسکا تماشا دیکھ لیں خواجہ
نے کہا کہ پاس طلسم کشا کے چلو جہان آرا نے کچھ جواب نہ دیا قریب ایک نخل کے پہونچیں
نخل کو قد محبوب جان کر بے اختیار لپٹ گئیں جیسے ہی درخت سے لپٹیں ایک آواز آئی
کہ اے جہان آرا آؤ جہان آرا اُس نخل سے خوب لپٹیں تنۂ درخت مثل دروازے کے کھل گیا
ملکہ اُس دروازے میں داخل ہوئیں ہر چند خواجہ چیخے پیٹے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا دروازہ
بند ہو گیا ایک آواز آئی کہ جہان آرا کو قید کر لیا رستم نے جو یہ معرکہ دیکھا اول تو شب بھر
فراق میں ملکہ شہرت کے بیقرار رہے اب صبح کو یہ معرکہ ہوا سرداروں نے کہا آپ زیر نخل
چلیے چلکر ملاحظہ فرمائیے زیر نخل چل کر لوح چمکائیے جو شعبدہ ہوگا وہ کھل جائیگا اب رستم
ٹہلتے ہوئے زیر نخل آئے نخل سے جو لوح کو مس کیا ایک دھماکا ہوا دروازہ بھی کھلا دیکھا
ایک ساحرۂ سیہ فام بد انجام گوشے میں کھڑی ہے رستم نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کلاہ ہفت گوشہ
کا جو اُسپر عکس پڑا کانپنے لگی رستم نے پوچھا تیرا یہاں کیونکر آنا ہوا جہان آرا کو کون لیگیا
کہا اے شہریار سلیم گوہر پوش اس صحرا کی حاکم ہیں شب کو اُنکے نام حکم پہونچا کہ جس طرح بنے
جہان آرا کو گرفتار کر لو سلیم نے صبح کو انتظام کیا جہان آرا کو گرفتار کر کے لیگئی یقین ہے
کہ خدمت بقراط ثانی میں جائے رستم نے ہاتھ اُٹھایا کہ اُسکو قتل کروں وہ ساحرہ قدموں
پر آ پڑی کہنے لگی اے شہریار میرے قتل کرنے سے آپ کو کیا نفع ہوگا جب تک کوئی
باغ سلیم میں نہ پہونچے گا ملکہ جہان آرا کا نشان نہ ملیگا خواجہ عمرو اُسی وقت فتورۂ
زر لفتی لگا کر آمادہ ہوئے کہ میں تلاش میں جہان آرا کی جاتا ہوں رستم نے جورو کا تو جانا
اے نور نظر پارۂ جگر ایسا نہو کہ وہ ظالم اظلم ملکہ کو قتل کر ڈالے صہبائے شیرین کلام
نے جو یہ خبر سنی کہ بیٹی اسطرح غائب ہو گئی ایک ساحرہ اُسکو پکڑ لیگئی بحال تباہ
روتی ہوئی آئیں سب حال پر ملال سُنا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری مجھسے اور سلیم
گوہر پوش سے بڑی ملاقات ہے میں جاکر اُس سے عذر کرونگی جہان آرا کو چھڑا لاؤنگی

یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے ملکہ صہبا روتی ہوئی چلین آتے آتے دور سے دیکھا کہ ایک باغ
پر بہار ہی اُسمین جلسہ آراستہ ہی سلیم تو مسند پر بیٹھی ہی جہان آرا کی زبان مین سوزن
مسلسل و مطوق سامنے سلیم کے سرنگون بیٹھی ہی صہبا نے جو یہ معرکہ دیکھا خیال مین گذرا
کہ تڑپ کر گردن سلیم کے دو ٹکڑے کردون تڑپتی ہوئی جیسے ہی سر باغ پر آئین قصد کیا کہ
گردون خیال مین آیا کہ شاید سحر تاثیر کرے باغ مین اُتر کر اُس سے مقابلہ کردون یہ سوچکر
ایک کنج مین اُترین جیسے ہی بوے گل دماغ مین پہونچی خیال مین آیا کہ چلکر سلیم سے ملاقات
کرون سمجھاکر اُس سے کہون کہ جہان آرا کو رہا کردو شاید کہنا مان لے کوئی مطلب نکل آئے
یہ سوچتی ہوئی آئین جب سامنے سلیم کے پہونچین جھک کر سلام کیا سلیم نے تیور پر بل ڈالکر
کہا کہ بیٹی کے گرفتار ہوتے ہی آئین کچھ جان کا خوف نہ آیا اری گلشن آرا کہان ہی اُنکی
بھی زبان مین سوزن دے کر قید کرو بس ایک کنیز اُسی جلسہ سے اُٹھی قریب آکر کہا منھ
کھولیے مین زبان مین سوزن دونگی صہبا نے منھ کھول دیا کنیز نے زبان مین سوزن دی
ہتکڑیاں بیڑیاں پہنائین ملکہ صہبا کو بھی قریب جہان آرا کے بٹھایا ماں بیٹیاں دونون
قید ہوئین سلیم کہ رہی ہی صاحبو بڑا غضب یہ ہوا کہ کنکال نامے کنیز میری درخت مین رہ گئی
اُسنے میرے باغ کا پتہ دیا اب مین ایک تدبیر کرتی ہون کہ وہ بھی چلی آئے میرے پاس
پہونچے یقین ہی کہ ساربان زادہ بھی آوے بی جہان آرا اُسی کی معشوق ہین وہ بھلا صبر
کریگا فوراً پہونچیگا دیکھیے کیا انجام ہو یہ کہکے سلیم گوہر پوش نے ایک عرضی بقراط ثانی کو
لکھی مضمون اُسکا یہ تھا کہ یا خداوند آپ کو معلوم ہوگا کہ مین نے صہبا و جہان آرا دونون
کو قید کر لیا اور دونون میرے قبضہ مین ہین اگر مناسب وقت ہو تو تقدیر کیجیے کہ کنکال
میری کنیز بھی میرے پاس چلی آئے عرضی لیکر کنیز روانہ ہوئی سلیم گوہر پوش جلسۂ عیش و نشاط
مین بیٹھی ہے دونون کی حفاظت کر رہی ہی یہان لشکر مین بعد جانے صہبا کے خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری نامدار بھی روانہ ہوے جب خواجہ جا چکے رستم پلٹ کر دربار گاہ پر آئے
خیال مین گذرا کہ ای رستم ذات شہرت آرام نہ لینے دیگا خود ہی چل کر تلاش کرو
باغ سیبستان کو ڈھونڈھو یقین کامل ہے کہ وہین ملکہ ملین یہ سوچ کر حکم دیا کہ

سمک یلدا قی تم لشکر مین رہو اس صحرا سے لشکر کہین بچانے ہم بعد تھوڑی دیر کے
آتے ہین یہ سُنکر سمک نے کہا کہ آقا مین بھی ساتھ چلونگا غلام کا ساتھ رہنا بہتر ہے
آخر رستم نے سمک کو بھی ساتھ لیا طرف صحرا کے چلے چند سرداروں نے عرض کی کہ
غلام بھی ساتھ چلین حضور تنہا تشریف لیجائین رستم نے نہ مانا اور طرف صحرا کے
روانہ ہوگئے احوال خواجہ عمرو کا تحریر کرتا ہون کہ تلاش مین جہان آرا و صہبا کی
جنگل مین پاسے شاطری مارتے ہوے جاتے ہین سامنے صحرا مین دیکھا کہ ایک قصر نہایت
عمدہ بنا ہوا ہو اُسکے دروازے پر چند کنیزین کھڑی ہین خواجہ عمرو ایک ساحر کی شکل
بنکر اُن کنیزون کے قریب آئے ایک کنیز کہ دمبدم اندر جاتی تھی اور پھر باہر آتی تھی
کنیزون کے کہنے سے ثابت ہوا کہ اسکا نام سیار فلک سیر ہو اُسکو اشارہ سے الگ
بلایا اور بیہوش کر کے زنبیل مین داخل کیا آپ اُسکی شکل بنکر کنیزون مین آئے
کنیزون سے پوچھا ملکۂ عالم کیا کر رہی ہین سب نے کہا اے ستار فلک سیر ایسی تم
نادان ہوگئین ملکۂ عالم کیسی بہبود جادو یہان رہتے ہین خواجہ عمرو یہ سُنکر اندر آئے
دیکھا ایک تخت پر ایک ساحر بیٹھا ہو کہہ رہا ہے جلدی تیاری کرو ایسا نہو کہ ملکہ
سلیم گوہر پوش آزردہ ہون کہ آسمان پر برق چمکی ایک کنیز نامہ لیے ہوے آئی وہ نامہ
بہبود جادو کے ہاتھ مین دیا بہبود نے نامہ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے بہبود آج شب کو
جلسۂ عام ہو صبح کو جہان آرا و صہبا کو اسی باغ مین قتل کرینگے تمھارا شریک ہونا بھی
ضرور ہو اپنے کو فوراً پہونچاؤ دیر نہ کرو یہ مضمون دیکھکر بہبود جادو نے حکم دیا کہ کون
کون ہمارے ساتھ چلیگا سب سے پہلے خواجہ عمرو اُچک کر تخت پر بیٹھے کہا اے
شہنشاہ ساحران میرا چلنا ضرور ہو اور چند کنیزین بھی تخت پر سوار ہوئین بہبود تخت اُڑاتا
ہوا چلا تھوڑی دور چلے تھے راہ مین خواجہ عمرو بہبود جادو سے باتین کرتے
ہوے آتے ہین فرماتے ہین اے شہنشاہ ساحران اس وقت عجب معرکہ گذرا
مین باہر سیر رہی تھی کہ نخلستان مین دیکھا قدرت ٹہل رہے ہین ہزار ہا فرشتے
ساتھ ہین مین نے جاکر سجدہ کیا ارشاد فرمایا کہ اے ستار فلک سیر ہمنے تجکو

کمال عطا کیا علم موسیقی مین کوئی تیرا مثل نہو گا بہبود جادو کہتا ہوا اب صحبت سلیم مین چلکر تمہارا امتحان لینگے کہ دور سے باغ سلیم دکھائی دیا بہبود جادو نے کہا ای ستیار فلک سیر وہ سامنے باغ سلیم ہی سلیم مسند پر بیٹھی ہی جہان آرا و صہبا قید ہین سلیم نے بڑا کمال کیا کہ سامنے سے طلسم کشا کے گرفتار کر لائی کوئی کچھ نہ کر سکا یہ کہتا ہوا تخت سامنے لایا سلیم نے جو بہبود جادو کو آتے ہوے دیکھا برائے تعظیم اٹھی پکار کر آواز دی اے شہنشاہ ساحران آئیے مین تو آپ کی مشتاق تھی بہبود جادو تخت سے اترا سلیم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ساتھ لیکر قریب مسند آئی بہبود جادو آکر قریب بیٹھا کہا ای سلیم تمنے سنا قدرت نے ہماری کنیز کو بڑا مرتبہ دیا ہی یہ نخلستان مین پھر رہی تھی کہ اسنے قدرت کو دیکھا باغ مین کھڑے ہین ہزارہا فرشتے ساتھ ہین اسنے قدرت کو سجدہ کیا قدرت نے فرمایا مین نے تجھکو کمال علم موسیقی دیا لہذا سماعت فرماؤ کہ کیا اسکو کمال ملا قدرت کے دینے کی کچھ تاثیر ہوئی بھی یا نہین سلیم نے آواز دی ہی سیار فلک سیر تمہارا بڑا مرتبہ ہوا تمنے قدرت کو دیکھا اور فرشتے بھی ساتھ تھے دیکھین کیا کمال ملا خواجہ جھپٹ کر سامنے آئے مودب ہو کر بیٹھے ساز بجنے لگا خواجہ نے گن گنا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

کس دن زبان رات کو صرف دعا نہ تھی — یارب تری جناب مین کب التجا نہ تھی
مرتے تھے یون نہ تشنۂ دیدار آن کر — قاتل گلی تھی آگے تری کربلا نہ تھی
نالون سے عندلیب کے کیا آگ لگ گئی — لون سے زیادہ گرم چمن کی ہوا نہ تھی
کس شب ہمین تصور زلف سیہ نہ تھا — کس دن ہماری جان پہ نازل بلا نہ تھی
کشتی عبث ڈوبی جو ساحل نہ تھا تو تھا — دریا مین تھاہ بھی کہین او ناخدا نہ تھی
ایسی گئی کہ پھر کے بھی دیکھا نہ اسطرف — گویا بدن سے روح کبھی آشنا نہ تھی
آوارہ راہ عشق مین ہی جب سے میری خاک — کوچے سے تیری زلف کے واقف صبا نہ تھی
قیس ستم رسیدہ نے لیلی کے عشق مین — منت کی بیڑی پہنی تھی زنجیر پا نہ تھی
ثابت ہوا نہونے سے چہرے پہ خال کے — تل دھرنے کی ہجوم لطافت سے جا نہ تھی
ای رند مضمحل ہین ہم ایسے بقول میر — تن مین ہمارے جان کبھی تھی بھی یا نہ تھی

خواجہ عمرو نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ سلیم نے کہا اے سیّار افلاک سیر حقیقت میں
قدرت کی نظر کردہ ہوئی بیشک قدرت نے تجکو کمال دیا جی چاہتا ہے کہ تیرا گانا سنے
جاؤں خواجہ نے عرض کی اے ملکہ عالم قدرت نے تجکو سرفراز کیا لیکن ان گنہگاروں کو
قتل کیجیے بی جہان آرا و صہبا نے کیسے کیسے جادوگر قتل کرائے ہمکو تردد رہا اگر علم بتیجے
تو دونوں کو قتل کریں سلیم نے کہا اے نظر کردۂ خداوند ممکن ہے کہ بدون حکم خداوند قتل کریں
عرضی بھیجی گئی ہے جب جواب آئیگا اسی وقت قتل کرینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک
ساحر کو دیکھا کتاب آگے رکھے ہوئے تخت اڑاتا ہوا آتا ہے آتے ہی نعرہ کیا کہ منم
اختر شمار جادو یہ کہکے تخت سے اترا کتاب کھول کر سامنے سلیم کے رکھدی کہا
اس مضمون کو ملاحظہ فرمائیے سلیم نے دیکھا صاف لکھا ہوا ہے کہ سلیم ہوشیار رہنا اس
جلسہ میں خواجہ عمرو ضرور آئینگے اس مکار کے مکر سے بچنا ایسا نہو تم سب کو دھوکا دے
سلیم نے اہل محفل کو نقشہ دکھایا کہا صاحبو دیکھو قدرت تحریر فرما چکے ہیں جو اس
محفل میں ہے ہوشیار ہوکر بیٹھے میں سحر کرتی ہوں عمرو جسکی صورت بنا ہوگا ظاہر ہوجائیگا
خواجہ تو گھبرا کر اپنے مقام سے یہ کہتے ہوئے اٹھے کہ اے ملکہ عالم ایسا سحر کیجیے کہ عمرو جل کر
خاک سیاہ ہوجائے یا گرفتار ہو اگر نکل گیا تو بڑا افسوس ہوگا میں اسکے نام کی دشمن ہوں
یہ کہتی ہوئی ایک نخل کے سایہ میں جاکر کھڑی ہوئی سلیم نے اٹھا کر گولہ مارا شعلے بھڑک کر
گرے جسپر شعلہ گرا وہ اُف کرکے رہ گیا تھوڑی دیر تک خوب آگ برسی سلیم نے کہا اے اختر شمار
جادو اب تک تو عمرو کا پتہ نہیں ہے آیندہ سمجھا جاویگا وہاں خواجہ عمرو کھڑے کانپ رہے تھے
کہ کوئی شعلہ میری طرف نہ آجائے جب خواجہ نے چمن سے دیکھا کہ محفل میں آگ برسنا موقوف
ہوئی تب خواجہ عمرو محفل میں آئے شریک صحبت ہوئے دوسری برق آسمان پر چمکی ایک ساحر
تاجدار تخت پر سوار آکر پہونچا غصہ میں کف منھ سے جاری آتے ہی کہا اے ملکہ سلیم تمنے انتظام
بھی کیا مگر کچھ نہو سکا منم تاجدار جادو میں اپنے گھر میں بیٹھا تھا طائروں کی تصویریں
جو میرے قصر میں موجود ہیں انمیں سے ایک طائر نے چہکا یا مارا میں نے پوچھا کہ اے
طائر خداوندی روح تمھاری قبضۂ قدرت میں ہے بوجہ چہکارنے کا کیا باعث ہوا

اُس تصویر نے آواز دی ای تاجدار جادو باغ مین ملکہ سلیم کے عمرو آج ضرور آئیگا اُسکا آنا قہر خداوندی ہی کوئی اُسکے ہاتھ سے نہ بچیگا صحبت کو مزہ باد قصابان بنا دیگا مین فوراً بھاگا کہ ملکہ سلیم سے اطلاع کرون اُڑتا ہوا آیا ہون دیکھو تو کہ پسینے پسینے ہوگیا جلد تدبیر کرو ابھی تک عمرو عیار آیا نہین یا آیا ہو انتظام ضرور ہی خواجہ عمرو تڑپ کر اُٹھے قریب تاجدار کے آکے کہا ای تاجدار جادو اس باغ مین قصر بہت ہین مین نے ایک قصر مین دیکھا کہ ایک شخص نہایت دُبلا پتلا چھپا بیٹھا ہی مین نے ارادہ کیا کہ گرفتار کرون لیکن خوف آیا کہ کہین ایسا نہو یہ شخص مجھپر آپڑے سحر بھی مجھے نہین آتا تو جان بچانا مشکل ہوگی تاجدار جادو نے کہا مجکو چلکے بتا دے مین سحر کرکے اُسے گرفتار کرونگا سحر کے یہ معنی ہین کہ جب لفظ گیر کہونگا پاؤن عمرو کے زمین تھام لیگی اور جو تو نے مقام بتایا اُسی قصر سے آگ نکلے اور اُسکو جلا کر خاک کرے خواجہ بہت خوب بہت خوب کہتے ہوے تاجدار کو لگا کر لیچلے قریب اس قصر کے آکر کہا وہ دیکھیے ساربان زادہ بیٹھا ہی صورت بدل رہا ہی بہت جلد سحر کیجیے تاجدار نے ایک گولا جھولی سے نکالا چاہا کہ گولا مارون خواجہ عمرو نے پیچھے ہٹکر حلقہ ہاے کمند گلے مین تاجدار جادو کے ڈالدیے جھٹکا مارا حباب بیہوشی مارکر بیہوش کیا آپ اُسکی شکل بنے اسکو چٹائی مین لپیٹ کر ایک گوشہ مین کھڑا کر دیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا اُسکا سر کاٹا بصورت سر عمرو بنایا غل مچاتے ہوے دوڑے کہ ای ملکہ سلیم مبارک ہو مین نے عمرو کو مارا سر کاٹ لایا سر کو لاکر محفل مین ڈالدیا سر عمرو دیکھ کر سب تعریفین کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ تاجدار بڑا کام کیا ایسے شخص کو مارا کہ جسنے تمام ملک ساحرون کے ویران کر دیے ہر ایک کتاب مین یہی لکھا ہی کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی سامری و جمشید ایسے ساحر اس مقدمہ مین مجبور ہو کر لکھ گئے ہین کہ اگر بندگان مین ہاتھ سے خواجہ عمرو کے اپنے کو بچانا اُس عالم کے سامنے بچانا کیسے کیسے ساحرون نے کوشش کی کہ عمرو کو قتل کرین مگر کسی سے نہو سکا تم مقبول بارگاہ خداوند لقا ثانی ہو خواجہ ہنس دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ صاحبو یہ قدرت کی مہربانی ہی میرے ہاتھ سے ایسا ظالم مارا گیا مین آج مقبول بارگاہ خداوند ہوا اب باطمینان جلسہ مین بیٹھ

کچھ خوف نہیں آج خاتمہ کر دیا اب طلسم کشا بھی مکر چل جائیگا ہم لوگون کے ہاتھ سے کیونکر مہلت پائیگا تم سب صاحب ملکر میرا امتحان کرو مین نے عمرو کو مار کر سب کمال اُسکے لے لیے اب عمرو بیر بنا ہوا میرے ساتھ ہی جو کام چاہون اُس سے لون کیا مجال ہی کہ عذر کرے حقیقت مین یہ ایسا بیر تیار ہوا کہ ایک ہزار کئی سو بیر میرے ساتھ ہین لیکن عمرو سب پر غالب ہی فقط اشارہ کا طالب ہی جسپر بھیجون فوراً جا پڑے کام کرکے آئے بی سلیم صاحب کلید میخانہ مجکو دیجیے مثل عمرو عیار کے ساقی گری کرون سارے اہل محفل لوٹیں ہون سلیم نے خوشی خوشی کنجی اپنے ازار بند سے کھولی اور سامنے تاجدار کے پھینکی تاجدار نقلی نے کنجی اُٹھالی میخانہ مین آئے آتے ہی آواز دی یارو آؤ شراب لیجاؤ ہم ساقی ہوئے ہین کوئی باقی نہ رہے ساحر یہ سنتے ہی دوڑے کوئی گلابی لیگیا کسی نے قرابا لیا کسی نے پتلا اُٹھالیا تھوڑے ہی عرصہ مین شراب اُٹھاکر لے گئے چالیس گلابیان گلنار غوانی سے معمور کین محفل مین لے کر آئے بی سلیم نے کہا آج تاجدار نے بڑا کام کیا اُس شخص کو مارا کہ جسکی ذات سے سارا فتور تھا کوئی اُسپر ہاتھ نہ ڈال سکتا تھا تاجدار نے دیکھو کیا مشقت کی ہو اور کس تکلف سے شراب لایا ہی دیکھکر یہی جی چاہتا ہو کہ پی لیجے تاجدار نقلی نے کہا کہ چند اشعار بھی مجھ سے سن لیجیے یہ کہکر اشعار شروع کیے۔ نظم

اُسنے صید حرم کو مارا ہے	آہوِ دشت وان جکارا ہے
ماہر و بام پر سدھارا ہے	اوج پر اب مرا ستارا ہے
رہتی ہی شکل یار کی دل مین	پری کو شیشے مین اُتارا ہے
آدمی میرے منھ چڑھیگا کیا	بارہا مین نے جن اُتارا ہے
رات کو دفن کیجیو لاشہ	زلف شبگون نے مجکو مارا ہے
ہی تو یہ مرتبہ ہما کے لیے	تجھپہ صدقے مگر اُتارا ہے
حسن ہی شرط شاہ ہو کہ فقیر	عشق ہونے مین کیا اجارا ہے
منھ چھپایا ہی اُسنے زلفون مین	سنبلہ مین مرا ستارا ہے

سرخرو کیون نہون شہیدون مین | سبزہ رنگون نے مجکو مارا ہے
باغ چھوڑا رہینگے صحرا مین | وان بھی گلچین کا کیا اجارا ہے
نالے کرتے نہین اثر او بت | دل ہی تیرا کہ سنگ خارا ہے
جان دیجے ہین تیغ ابرو پر | ولہ کیا وصلہ ہمارا ہے
رنا سے بیوفائی خوب نہین | عاشق با وفا تمھارا ہے

خواجہ عمرو نے لشکل تاجدار جادو یہ اشعار گائے تمام اہل محفل بیقرار ہو گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ تاجدار جادو کا مثل نہین ہی تاجدار نے کہا کہ یہ کمال کیا ہی بحکم قدرت ایسی ساقی گری کرون جس طرح سے عمرو عیار کرتا ہی قدرت نے یہ سب کمال مجکو دیے مین سے بدل و جان قبول کریے یہ کہکر گھنگھرو پاؤن مین باندھے گت ناچنا شروع کی ہر ایک کی بری گت ہوئی ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حقیقت مین عمرو اسی طرح ناچتا تھا وہی تاجدار نے اسی کی نقل اُتاری عمرو جام بھرے ہوے توڑے لیتا ہوا سامنے سلیم کے آکر سر جھکایا کہا و ملکہ عالم تمکو سر سے شراب پلاتا ہون سلیم نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر بے اندیشہ انجام پی گئی جب جام پی چکی اب تو خواجہ نے دورا باندھا ہر ایک کو شراب پلانا شروع کی تھوڑے عرصہ مین ساری محفل کو شراب پلائی سلیم بیٹھے بیٹھے گھرائی دیکھ کر آواز دی فی الحقیقت تاجدار جادو نے اس رنگ سے شراب پلائی کہ قدرت آ گئے تاجدار نے کہا ملکہ عالم قدرت کو بلائیے کہ وہ بھی آکر شریک محفل ہون سلیم جادو مسند سے اُٹھی اُٹھتے ہی گری لینا لینا کہکے سب کنیزین اُٹھین جو اُٹھی وہ بیہوش ہوئی تھوڑے عرصہ مین سب بر لب فرش فرش ہوے خواجہ نے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران | مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون | زمانے کا مکار و عیار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم | صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو | نپائے مری گرد پا پوش کو
دوندہ جہان گرد طرار ہون | جہانگیر عالم کا عیار ہون

عمرو خنجر کھینچکر طرف سلیم کے چلا تھا کہ جہان آرا نے اشارہ سے منع کیا کہ خواجہ اسکو ہرگز قتل نکرو اسکی ذات سے مطلب حاصل ہوگا خواجہ عمرو نے سلیم کو اٹھا کر زنبیل میں رکھا اور سب کنیزوں کو قتل کیا جہان آرا و صہبا رہا ہوئیں باغ کو لوٹ لیا انتہا یہ کہ پھل تک توڑ لیے جہان آرا نے کہا کیوں خواجہ یہ پھل کیا ہونگے خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ وقت پہ کام آوینگے اکثر ضرورت پڑتی ہے ان پھلوں سے پھل ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا جہان آرا خاموش ہو رہیں تخت سحر تیار کیا آپ و صہبا اسپر سوار ہوئیں خواجہ عمرو سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ بھی سوار ہو لیجیے کہ لشکر رستم میں جلد پہونچیں خواجہ نے جواب دیا کہ میں غیر کے قبضہ میں نجاؤنگا تمھارے تخت کے ساتھ پہونچونگا جس مقام پر یاد کروگی اسی جگہ پر پاؤگی جہان آرا نے کہا خواجہ منظور یہ ہے کہ بتعجیل لشکر میں پہونچیں رستم کو انتظار ہوگا خواجہ نے کہا میں تمسے پیشتر پہونچونگا جہان آرا و صہبا تخت آرائی ہوئیں اور خواجہ جست کرتے ہوئے جاتے ہیں جہان آرا و صہبا نے جسوقت نگاہ کی خواجہ عمرو کو تخت کے نیچے پایا اسطور سے یہ دونوں طرف لشکر کے جاتی ہیں کہ پہونچنا انکا عرض کرونگا اب حال خیریت مآل طلسم کشا عرض کرتا ہوں کہ طلسم کشا جو لشکر سے یاد میں ملکہ شہرت کی نکلے تھے بیقرار و پریشان ہر قدم پر بتصویر خیالی آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہے ہر مقام پر فرماتے ہیں اے فلک کجرفتار اے گردون غدار یہ کیا کجروی ہے جو میرے ساتھ کی میں اس محبوب جانی جان جاودانی کو کہاں تلاش کروں یقین ہے کہ انکو بھی خیال ہوگا قلب پر ہجوم غم و ملال ہوگا اے جان جہان و آرام دل مشتاقان کیا حال دل بیان کروں اصل یہ ہے

نظم

ہزاروں خون ہوے سیکڑوں حلال ہوئے — تمھارے ہاتھ و منھ ہی سے لال لال ہوئے
ترقیاں ہوئیں انکی ہمیں زوال ہوے — وہ بڑھ کے بدر ہوے گھٹکے ہم ہلال ہوئے
نہ پایا آپ کو دولتسرا میں جب مشفق — ہزار طور کے دل کو مرے خیال ہوے
جنون اگرچہ ہمیں ہر برس ہوا لیکن — یہ ولولے نہ ہوے تھے جو اب کے سال ہوئے
خیال آتا ہے جب دم الجھنے لگتا ہے — وبال جان ہی لمبے لمبے بال ہوے
پڑے ہی رہتے ہیں بل تیوریوں پہ جب دیکھو — بڑا غضب ہوا صاحب جو خوش جمال ہوئے

قفس مین طاقت پرواز اُڑ گئی صیاد
سوال کرتے تو کر بیٹھا اُسنے بوسے کا
ہنوگا ہم سا زمانہ مین دوسرا غم دوست
عجیب حال رہا عارضہ مین فرقت کے
وہ شوخ کرتا ہی منہدی دگا کے مشق خرام
مریض آپ کے فی الجملہ رو بہ صحت ہین
دعاے مغفرت اُنکی کرو اُٹھا کر ہاتھ
سواے رنج و غم و درد کچھ نہ پھل پایا
نگایا کرتے ہین مجذوب کی طرح سے بڑ

یہ ضعف ہی کہ مجھے بال و پر وبال ہوے
مین زرد ہو گیا غصے سے وہ جو لال ہوے
کسی کو رنج ہوا ہم شریک حال ہوے
کبھی نڈھال ہوے اور کبھی بحال ہوے
کوئی لیسے نہ پیسے ہم تو پائمال ہوے
سنا ہی پہلے کی نسبت تو کچھ بحال ہوے
تمھارے ہجر مین جن لوگون کے وصال ہوے
نگا کے آپ سے دل کو بہت نہال ہوے
سنا ہی رند بھی درویش باکمال ہوے

اس بیقراری مین رستم جاتے ہین اکثر ساحر بھی راہ مین ملے انھون نے قصد کیا کہ گرفتار کرلین مگر رستم نے تیغ ہفت جوہر سے جا بجا ساحر قتل کیے شب کو کسی نخل کے سایہ مین آکر سو رہتے ہین صبح کو پھر بر سر راہ تیسرے دن عاجز ہوکر سماک سے فرمایا کہ اے برادر ہم اس مقام پر ٹھہرتے ہین اب آگے بڑھکر دریافت کرو اگر کوئی آیندہ روندہ ملجاے تو اُس سے پوچھو کہ باغ سیبستان کس مقام پر ہی شاید نشان ملے یہ سنکر سماک آگے بڑھا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی رستم انتظار مین سماک کے ایک مقام پر آکے ٹھہرے مگر انتظار ہی کہ سماک پلٹ کر آئے تو اُسکے ساتھ چلین کہ ایک طرف سے آواز آئی اے طلسم کشا خوب ہمارے عزیزون کو قتل کیا لیکن اب کہان جاؤ گے رستم نے دیکھا ایک طرف سے دس جادوگر ایک ہاتھ مین تلوارین ایک ہاتھ مین اسباب سحر لیے آتے ہین اُنھون نے سحر کیا رستم نے لوح چمکا کر سحر باطل کیا وہ جادوگر اس خیال سے آپڑے کہ ہم دس آدمی ہین یہ جوان اکیلا گرفتار کر لینگے تلوارین کھینچے ٹوٹ پڑے یہ رستم وقت ہین فرزند حمزہ ہزارون سے ہٹنے والے نہین نہ کہ دس کی کیا حقیقت تھی شیرانہ اُنپر جا پڑے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے چار جادوگرون کو رستم نے قتل کیا اُن چھ نے جو چار کے لاشے دیکھے بدحواس ہو گئے آپس مین اشارے کرتے تھے کہ یارو ہم کیا کرین سحر تاثیر نہین

کرتا چار شخص مارے گئے کوئی کہتا ہی بھاگ چلو کوئی کہتا ہی قدرت فرمائینگے کہ تم دس سے
ایک کو گرفتار نہ کر سکے اُسوقت کیا جواب دینگے سر جھکا کر خاموش رہینگے کوئی کہتا ہی بلوہ کرو
چار طرف سے رستم کو گھیر لو ہر جانب سے خنجر چمکاتے ہوے آتے ہین جب رستم تیغۂ
ہفت جوہر چمکاتے ہین تو ساحر بد حواس ہو جاتے ہین بھاگنے لگتے ہین ایک جادوگر نے
بڑھکر گولا مارا گولا مارنے سے اندھیرا ہوا اُس اندھیرے مین اُس ساحر نے خنجر مارا خنجر جو
چمکا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دو ساحر رستم کو لپٹ گئے رستم نے دونون کو ٹکرا دیا دو
مرکر گرے اب چار رہے بڑے ناچار ہوے چارون نے آپسمین ٹکر گولے مارے
رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا گولے پھٹ کر زمین پر گرے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر
جو چمکایا ساحرون کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا مبہوت ہو کر کھڑے ہو رہے
رستم نے ایک ایک ہاتھ مار کر چارون کے دو دو ٹکڑے کیے مرنا اُن ساحرون کا
کہ تھوڑی دیر اندھیرا رہا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی رستم نے دیکھا کہ دسون لاشے
غائب ہو گئے یہ نہ سمجھ مین آیا کہ زمین کھا گئی یا آسمان پر جاکر غائب ہوے کہ درہ کوہ سے
آواز آئی ای برباد کن خانمان ساحران عالم اب کہان جائیگا دیکھا ایک ساحر اژدہے
پر سوار پشت پر کئی ہزار ساحر للکارتا ہوا نکلا آواز دی ای ساحرو ہان اسکو
گھیر لو یہ سنتے ہی کئی ہزار ساحرون نے رستم پر بلوہ کیا رستم تلوار کھینچ کر جا پڑے
لوح کو چمکاتے جاتے ہین کبھی عکس کلاہ ہفت گوشہ ڈالتے ہین کہ اُس ساحر نے
بڑھکر تازیانہ مار آتشین کا سر پر اژدہے کے مارا اژدہے نے دم کھینچا رستم کے
پاؤن تھرائے لوح پر جو نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ یہ اسم جو حاشیۂ لوح پر مرقوم ہی اسکو
پڑھ کر دم کرو پاؤن قائم رہینگے رستم نے اسم پڑھا اژدر سوار نے قریب آکر اژدہے کو
اشارہ کیا اژدہے نے چاہا کہ رستم کو دہن مین لے لون رستم نے فوراً دونون کلّے
اژدر کے تھامے بقوت صاحبقرانی اژدر کو چیر کر زمین پر پھینک دیا فوراً اژدر
سوار کود کر الگ ہوا ایک چیخ ماری کہ ای طائر اسرار جلد آ آسمان پر سنّاٹا ہوا رستم نے
دیکھا کہ ایک طائر قوی جثہ آسمان سے اُڑتا ہوا آیا زمین پر گرا رستم کی طرف چلا

رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جس طرح بنے اس طائر کی پشت پر سوار ہو مقام مطلوب پر پہونچا دیگا جیسے ہی اُس طائر نے حملہ کیا رستم نے پہلو تہی کر کے جست جو کی پشت پر طائر کی آسن کا نٹھا طائر رستم کو لے اُڑا برابر کہکشان فلک کے بلند ہوگیا پھر ایک جانب پر پرواز مارتا ہوا جاتا ہی کہ کان مین رستم کے گانے کی آواز آئی کہ کوئی نازنین زہرہ جبین یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

دید گلزار جہان کیون نہ کرین سیر تو ہی ۔ ایک دن جانتے ہین خاتمہ بالخیر تو ہی
رند و واعظ سے عبث کرتے ہین تخیر تو ہی ۔ دونون گھر ایک ہین کعبہ نہ سہی دیر تو ہی
خوشہ چین لبتا ہی کیون مزرع ہر دہقان کا ۔ وصف انسان نہین یہ صفت طیر تو ہی
زہر ہوئیگی بے نشہ قدح خوارون کی ۔ نہین ملتی ہی جو مے خیر فلک سیر تو ہی
رند و واعظ کے بکھیڑے مین بھلا کون پڑے ۔ سب کو معلوم ہی ان دونون مین اک بیر تو ہی
مرغ دل مردم بیمار پہ صدقے کر ڈال ۔ واسطے صحت جان کے عمل طیر تو ہی
گو خط زرد جیسے ہوئی ہی خبر قتل سفیر ۔ پوچھتا پھرتا ہون یار سے کیون خیر تو ہی
ساقیا چند گھڑے مے کے قدح خوارون مین ۔ صرف نشہ اگر ہون غمل خیرہ تو ہی
درگذر ہوتا ہی اور ہوگا بقدر امکان ۔ آخر کار یہ پاپوش و سر غیر تو ہی
کہدیے رند نے سب قافیے کوئی نہ چھٹا ۔ انگریزی مگر اک قافیہ فیر تو ہی

یہ صدائے سوز و گداز جو رستم نے سُنی سر جھکا کر دیکھا کہ ملکہ شہرت گلگون پوش ایک باغ پر بہار مین گرد کنیزان زرین پوش ایک شوخ و شنگ سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہی رستم نے طائر سے اشارہ کیا کہ ہمین کنج باغ مین اُتار دے طائر متوجہ پستی ہوا ایک گوشہ مین لا کر رستم کو اُتارا ہر چند کہ دل تردد منزل مشتاق جمال شہرت گلگون پوش ہی لیکن لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای سیار عجائبات و مفتاح طلسمات اگر کنج باغ مین پہونچو تو مناسب ہی کہ اپنے کو مخفی کر کے صحبت شہرت مین جاؤ تم سب کو دیکھو تمکو کوئی نہ دیکھے اُسکی یہ صورت ہی کہ لوح کو گریبان مین رکھو تو کوئی تمکو نہ دیکھیگا جب منظور ہو کہ اپنے کو ظاہر کرو تو لوح کو گریبان سے نکال کر گلے مین پہنو رستم یہ حکم دیکھکر بہت خوش ہوے لوح کو گریبان مین رکھتا

ٹہلتے ہوئے محفل مین آئے گوشہ محفل مین آکر بیٹھے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا
کہ کیون صاحبو نجومیون نے یہی کہا تھا کہ اس صحبت مین رستم ضرور تشریف لائینگے اسوقت
تک تو نہین آئے کسکو بھیجون کون خبر لائے اپنی تو یہ کیفیت ہے دل کی عجب صورت ہے
ہل مین تو یہ کیفیت ہے نظم

حیران ذکر ینگے کہ پریشان نہ کرینگے	کیا کیا وہ رخ و گیسو پیچان نہ کرینگے
غنچہ دہن تنگ کر دیا ہے جہان تک	ہم صورت گل چاک گریبان نہ کرینگے
کیون روتے ہین یون پھوٹکے فرقت مین الہی	اندھا تو مجھے دیدۂ گریان نہ کرینگے
مجنون کا ستانا ہمین منظور نہین ہے	او وحشت دل قصد بیابان نہ کرینگے
نکلے ہی گا اس مصحف عارض پہ خط سبز	زنگار سے کیا حد دل قرآن نکرینگے
دیوانون سے کہدو کہ چلی باد بہاری	کیا اب بھی برس چاک گریبان نہ کرینگے
غل باغ مین ہے چار طرف زاغ و زغن کا	اب چہچہے مرغان خوش الحان نہ کرینگے
گھبرا ینگی تربت مین مری روح بھی ای رند	مرقد پہ اگر ختم وہ قرآن نہ کرینگے

یہ فرماکے ملکہ رونے لگین پھر کہا کہ اگر طلسم کشا نہین آئے تو وقت پر ضرور آئینگے مگر ملکہ
لوح دار کو بلاؤ کنیزون نے عرض کی حضور نامہ لکھین ہم لیجائین جاکر لوحدار کو دکھائین
ملکہ نے نامہ لکھا ایک کنیز کو دیا کنیز نامہ لیکر روانہ ہوئی رستم جب چاہتے ہین کہ اپنے کو ظاہر
کرون لوح سے ممانعت نکلتی ہے رستم ٹھہر جاتے ہین یہی خیال ہے کہ خلاف قاعدہ ہوا ایسا نہو
خلاف قاعدہ کرون کسی آفت مین پھنس جاؤن دمبدم لوح کو ملاحظہ کرتے ہین لوح سے
یہی حکم نکلتا ہے کہ اپنے کو ظاہر نہ کرو مخفی رکھو تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ وہی کنیز دوڑی ہوئی
آئی گھبرا کر کہا ملکہ عالم مبارک ہو ملکہ لوحدار آتی ہین کنیز نے جاکر جو کہا یہ جواب دیا کہ میرا
کسی محفل مین جانا مناسب نہین ہے مگر ارشاد ملکہ شہرت آنکھون سے بجالاؤنگی میرے
سامنے سوار ہونے کی تیاری کرلی تھی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ابر کلان چھایا تھوڑی دیر
ابر سے آگ برسی بعد اسکے آگ موقوف ہوگئی زمین کانپی نخل باغ تھرائے آواز آئی کہ
صاحبو ہوشیار ہوجاؤ کہ روح طلسم خیال سکندری بخاطر ملکہ شہرت گلگون پوش

اس صحبت مین تشریف لاتی ہین خبردار کوئی بے اعتدالی نہ کرے ورنہ بہت ذلیل ہوگا جیسے
انکے ساتھ بے ادبی کی اسکا طلسم مین کہین ٹھکانا نہ لگیگا کل اہل طلسم دشمن ہوجائینگے
رستم نے سر اٹھا کر دیکھا ایک جوان سیہ فام ایسی لفظین کہتا پھرتا ہو رستم نے کئی مرتبہ
قصد کیا کہ اس جوان کی گردن لون مگر لوح پر جو نگاہ پڑی لوح نے ممانعت کی حکم تھا کہ کسی امر
مین دخل نہ دیجیے خاموش بیٹھے رہیے کسی کو تکلیف نہ دیجیے رستم سر جھکائے بیٹھے ہین
کہ ابر جو محیط تھا ہٹا تارے چمکے چاند نکلا پھر نسیم عنبر نے گرمی دکھائی کہ زمین سے دھوان
نکلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے یہ سب علامتین موقوف ہوئین ابر شق ہوا کئی سبز رنگی ہوئے موٹے
ہونٹ جوڑے چہرے کھینچے ہوئے ابر سے نکلے اور محفل مین آئے دورا باندھ کر بیٹھے پھر ابر
شق ہوا ایک تخت پر ایک جادوگرنی ایک صندوقچہ لیے ظاہر ہوئی اس طرح کی ضو اس سے
ظاہر ہوتی ہو کہ معلوم ہوتا ہو نیر اعظم اس مقام سے نکلا چاہتا ہو سب اسی جانب دیکھ رہے
ہین پھر آواز ہیبتناک آئی کہ زمین تھرائی ہزارہا تارے آسمان سے ٹوٹ کر زمین پر گرے
کہ تمام زمین بہتر از چرخ برین ہوگئی معلوم ہوا کہ ہزارہا ستارہ زمین پر فرش ہوگیا ہو رستم
ہر مرتبہ قصد کرتے ہین کہ اٹھون لوح مانع ہوتی ہو رہی حکم قدیم لکھتا ہو کہ تماشا محفل کا دیکھو
بے اختیار ہو رستم خاموش رہتے ہین اور ملکہ شہرت دمبدم ٹھنڈی سانسین بھرتی ہین فرماتی
ہین کیا ستم کی بات ہو کہ سب نجومیون کا کہنا غلط ہوا عجب طرح کا خیال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو
ملکہ شہرت یہ کہہ رہی تھین کہ پھر دنادنا ہوا کہ سب کے قلب کانپ گئے کنیزون نے کانون
مین انگلیان دے لین وہ ابر پھٹا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وقت صبح صادق ہو ہرچند کہ
رات زیادہ باقی ہو رستم دیکھ رہے ہین کہ آسمان سے ایک تخت یاقوت احمر کا بکمال زیب
اترتا ہوا آتا ہو رستم نے اپنے سینے پر ہاتھ پھیرا اب جو بہ نگاہ غور دیکھا اس تخت یاقوت
احمر پر ایک نازنین ماہرو کو پایا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب ہو عارض ماہ تابان کا جواب ہے
آنکھین بعینہ چشم غزال ابرو مثل ہلال ہو چندکہ عارض انور پر خال خال ہین لیکن وہ تو
باعث ترقی حسن و جمال ہین گیسو مشک ختن چہرہ فخر نسرین بستر ین قد رشک صنوبر
چہرہ رشک قمر تخت سے اتری محفل مین آکر بیٹھی پنجہ نگارین روئے بہ سے نکالا صندوقچہ پر

رکھکر کہا کیون ملکہ شہرت تمنے ہمکو محفل مین بلالیا یہ خیال نہ کیا کہ طلسم کشا موجود ہین اگر کچھ فساد
پڑجائے تو کیا ہو خداوند مجکو الزام دین کہ تمنے لوح کو ہاتھ سے کھویا بس مین ٹھہر نہین سکتی یہ کہکے
مسند و تکیہ اُٹھا لیا تخت پر سوار ہوئی ہر چند ملکہ شہرت نے اُس سے کہا ہوا ذرا ٹھہر جاؤ جلدی کیا
کیا ہی مگر اُس معشوق خوبرو نے جواب دیا حضور میرا ٹھہرنا مناسب نہین ایسا ہی آپکے حکم کا
پاس تھا کہ مین سنتے ہی چلی آئی اگر نہ آتی تو آپ شکایت کرتین لیکن خداوند کے خلاف کا
میرے نام حکم آچکا کہ آجکل جانا آنا موقوف کرو اگر کوئی بلائے بھی تو نہ جاؤ مگر مین نے آپکے
حکم کو حکم خداوند پر مقدم کیا اور چلی آئی خلاف یہ کیا کہ مع سامان آئی مجکو بڑا خوف ہے کہ
طلسم کشا اس محفل مین موجود ہین مگر معلوم نہین ہوتے خود خداوند نے فرمایا تھا کہ جس
محفل مین جاؤگی طلسم کشا وہان موجود ہونگے مگر کوئی دیکھ نہ سکیگا یقین ہی کہ اپنے کو ظاہر
کرین تو ابھی قیامت برپا ہو مگر بڑی بات یہ ہی کہ اس طلسم کا طلسم کشا اور ہی اگر وہ آجائے
تو جان بچانا مشکل ہو یہ کہکے مسند و تکیہ گود مین لیے ہوئے تخت اڑاتی ہوئی لوحدار محفل سے
نکل گئی جانا لوحدار کا کہ طلسم کشا نے لوح کو گریبان سے نکالا جیسے ہی لوح گریبان سے
نکلی شہرت نے دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز جہانداری رستم
پیلتن قریب بیٹھے ہین ملکہ رستم کو دیکھ کر رونے لگین کہا ای شہریار زن نے لوحدار کو بلا بھیجا
آپ بیٹھے رہے آپنے اُسپر ہاتھ نہ ڈالا آخر چلی گئی رستم نے کہا لوح نے مجکو منع کیا مین خلاف
حکم لوح کیونکر کرتا ملکہ نے کہا کہ اب آپ تشریف رکھین ایسا نہو کہ پھر سامان جدائی ہو یہ کہتی تھی
کہ ایک طرف سے آواز مہیب آئی کہ ای شہرت تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا سے باتین کر رہی
ہی کچھ خوف خداوند نہین رستم نے دیکھا ایک دیو مہیب دار کاندھے پر رکھے ہوئے گوشہ باغ
سے پیدا ہوا چاہا کہ شہرت پر جا پڑے وہ دار ہلاتا ہوا جو چلا کئی سو کنیزون کے سر کٹ گئے کئی سو
درخت گر گئے دیوارین بھی گرنے لگین دم بھر مین باغ ویران ہو گیا رستم اپنے مقام سے
اُٹھے للکارا کہ او بیحیا کہان آتا ہی معشوق پر ہاتھ نہ ڈالنا یہ کہکر سامنے تن کے ہو پہنچے
اُسنے دار کا ہاتھ مارا کہ زمین پھٹ گئی اور پانی زمین سے نکل آیا رستم نے جست کرکے دار کو خالی دیا
دیو نے آواز دی زدم و پست کردم رستم نے آواز دی او بیحیا کسے مارا کسے پست کیا

میں تیرا قاتل موجود ہوں دیو نے پلٹ کے جو رستم کو دیکھا دار کو پھینکا لپٹ پڑا رستم سے اور
دیو سے کشتی ہونے لگی ملکہ کھڑی سر پیٹ رہی ہیں کہ او دیو خونخوار مجھکو کھا لے رستم کو آزار نہ
پہونچا مگر وہ دیو کب سنتا ہی چاہتا ہی چنگل مار کر رستم کو کھا جاؤں مگر رستم نے ایسے دو تین
گھونسے مارے کہ دیو اپنی جان سے بیزار ہو گیا ہر مرتبہ کہتا ہی او آدمی مجھکو چھوڑ دے میں
لڑنے سے باز آیا مگر رستم کب مانتے ہیں جب گھونسا مارا دیو بیقرار ہو جاتا ہی اور چیخیں مار مار کر
کہ او آدمی مجھکو چھوڑ دے میری جان پر بنی ہی میں تجھ سے نہ لڑونگا مگر رستم نہیں چھوڑتے
کشتی ہو رہی ہی دو گھڑی کامل نہ دیو رستم سے لڑا آخر اپنی جان سے بیزار ہوا رستم نے
اُسکو کولے پر لادا اور گھیر کر مارا کہ زمین پر لپٹے کا لٹھا گرا رستم کود کر اسکی چھاتی پر سوار ہوئے
فرمایا کہ درشناخت پروردگار عالم چہ میگوئی دیو نے جواب سخت دیا رستم نے سر دیو کا
کھینچکر پھینکدیا ملکہ دعائیں دینے لگیں اے شہریار خدا نے آپ کو اس دیو خونخوار کے ہاتھ
سے بچایا رستم بڑھے کہ ملکہ سے حال پوچھوں کہ آسمان سے آواز آئی او شہرت پیر
ظلم کی بڑی شہرت ہی خداوند نے ارشاد فرمایا ہی کہ شہرت کو جلد لاؤ میں تجھے لینے آیا ہوں
رستم نے دیکھا کہ ایک ساحر قوی تن و قوی من تخت پر سوار کلمات لاف و گزاف کہتا ہوا
بتعجیل تمام زمین پر آیا ملکہ کا ہاتھ تھام لیا کہا چلو ملکہ نے رستم سے نگاہ ملائی کہا اے شہریار
کنیز کو بچا لیے جاتا ہی میری عجب کیفیت ہی اصل میں یہ صورت ہی نظم

پڑھوں غزل وہ جنون خیز حال عاشق زار — رہے نہ ایک گریبان عاشقاں میں تار
ہماری خاک پہ کہتی تھی کل یہ بلبل زار — اٹھو اٹھو کہ پھر آئی چمن میں فصل بہار
پڑھوں میں قصۂ لیلی کو کیا یہ بانگ بلند — عدم کے خواب سے مجنوں ہو کہیں بیدار
جو می پرست مریں چاہیے کہ پیر مغاں — بنائے تاک کے سایہ تلے سبھوں کا مزار
غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل میں — کفن سے قبر میں میری ہوا دھواں اظہار
بقول شاعر شیریں کلام سن اک نقل — ہوا جو شہر خموشاں کی سمت میرا گذار
ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر — جو دیکھتا ہوں تو اک قبر پہ ہے نرگس زار
کیا سوال یہ میں نے کہ اے گل نرگس — تو سرنگوں ہی بھلا کس لیے بہ خاک مزار

تب اُسنے کر کے تبسم جواب مجکو دیا — عزیز تو مجھے نرگس بجا نہو زنہار
کہ کام ہر گل نرگس کا نرگستان مین تھا — سو اُسکا گور غریبان مین کسلیے ہو گذار
ہین اُسکی آنکھین ہوں جس شخص کا بیمار ہو — بزیر خاک بھی اب تک ہو حسرت دیدار

ایسے اشعار حسرت خیز ملکہ نے پڑھے مگر رستم قریب نہ پہونچ سکے اُس ساحر نے ہاتھ بڑھا کر
کھینچا ملکہ کو تخت پر سوار کر لیا اور بتعجیل تخت اُڑایا بیکر آسمان کی طرف روانہ ہو گیا رستم
نے بہت غل مچایا کمان کاندھے سے اُتاری کئی تیر مارے مگر اُس خطا شعار تک تیر نہ پہونچے
اُلٹے تیر پلٹ کر قریب رستم کے آئے جب رستم نے دیکھا کہ وہ تخت بلند ہو گیا ایک آہ
کی کہ زمین تھرا گئی آہ کر کے جو رستم گرے بیہوش ہو گئے قضائے کار چھتر سمک بلادی
اپنے آقا کی تلاش مین پھرتا تھا اُس باغ ویران مین گھس آیا دیکھا کہ رستم بیہوش پڑے
ہین سمک قریب آکر بیٹھا حیران تھا کہ آقا یہان تک کیونکر پہونچے اور کیونکر بیہوش
ہوے پھر دیکھا ایک طرف ایک دیو کا لاشہ پڑا ہے سمک نے رستم کا مُنھ دھلایا تلوے
سہلائے رستم اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا ای سمک غضب ہوا ملکہ شہرت کو ایک ساحر
لیگیا سمک نے پوچھا کہ آپ یہان تک کیونکر پہونچے رستم نے سب حال بیان کیا کہ
بپشت طائر پر سوار ہو کر یہان آئے ملکہ یہان صحبت آرا تھین ملاقات بھی اچھی طرح ہونے
پائی کہ ایک ساحر آسمان سے آیا ملکہ شہرت کو اُٹھا کر لیگیا مین اُنکی مصیبت دیکھکر بیہوش
ہو گیا سمک نے اپنا حال بیان کیا کہ آج کئی دن سے مارا مارا پھرتا ہون آج یہان پہونچا
آپ کو پایا مقام شکر ہی کہ آپ کو بخیر و عافیت دیکھا رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ای
فتاح طلسم وای سیار این عجائبات اگر باغ سنبلستان مین پہونچو اور نیرنگ جادو
آئے اور ملکہ شہرت کو اُٹھا لیجائے تو مناسب ہی کہ باغ سے نکلو طرف مشرق کے روانہ
ہو باغ سنبلستان مین اپنے کو پہونچاؤ نیرنگ جادو وہین کا رہنے والا ہی وہین ملکہ کو
لے گیا ہی وہان اپنے کو پہونچاؤ طرف مشرق کے جاؤ رستم سمک کو ساتھ لیکر اُس باغ
ویران سے نکلے طرف مشرق کے چلے مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو جہان آرا کو لیکر
چلے تھے تخت پر اُڑتے ہوے آتے ہین مگر نیرنگ جادو جو ملکہ کو لیکر چلا صورت زیبا دیکھکر

عاشق ہوگیا سوچا کہ باغ سنبلستان مین لیچلون مطلب دل حاصل کرون یہ سوچکر
دربار بقراط ثانی مین نہ گیا اور حکم بقراط ثانی یہی تھا کہ ملکہ کو گرفتار کرکے ہمارے پاس لانا
جب باغ سنبلستان مین پہونچا مسند بچھائی فرش وغیرہ آراستہ کیا ملکہ شہرت کو
مسند پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا اے ملکہ مجکو اپنی غلامی مین قبول کرو ملکہ رونے
لگین فرمایا او ساحر سیاہ فام او بد انجام کیا بیہودہ سوال کرتا ہے تو مجکو گرفتار کرکے لایا
ہے میری یاد رستم مین یہ صورت ہے۔

نظم

ضبط نالے کو کرون ہر دم کہ روکون آہ کو / مجھ سے اب چھپتی نہین کیونکر چھپاؤن چاہ کو
دشمن جانی بنایا اُس بت دلخواہ کو + / شکر ہے بہتر ہے یون منظور تھا اللہ کو
ماجراے عشق بت ناگفتنی ہے کفر ہے / حق کہونگا تو بُری لگ جاے گی اللہ کو
چودھوین شب ہے اسے بھی داغ دو بالائے داغ / چاند سا مکھڑا دکھا دو آج اپنا ماہ کو
ضبط ہی بہتر ہے جبتک یار سے ہووے وصال / جان دے دون کھینچکر کیا نالۂ جانکاہ کو
ناتوانی کے سبب لب تک پہونچنا ہے محال / کھینچکر سینے سے کیا تکلیف دون مین آہ کو
تھا مقدم عشق بت اسلام پر طفلی مین بھی / یا صنم کہکر پڑھا مکتب مین بسم اللہ کو
کیجیے اب درگذر جو کچھ ہوا ملعب لیئے / لطف کیا ہے طول دینا قصۂ کوتاہ کو
کفر و ایمان کی حقیقت سالکون پر کھل گئی / منزلین مین ایک دونون دیکھ آئے راہ کو
کھو دیا نور بصارت انتظار یار نے / ہے غبار آنکھون مین چھایا تکا ہے راہ کو
یہ سراپا نور ہو رہا ہے بالون مین اگر / چاند سورج کی بدل اُسکا و مہر و ماہ کو
پھر بلا ہوتی ہے نازل پھر وہی اندھیر ہے / پھر چڑھایا چاہتے ہین گیسو کوتاہ کو
رہبری شوق شہادت ابھی کرتا ہے اگر / سر بکف باندھے کفن چلتے ہین قربانگاہ کو
جو مجھے چاہے سزا دے زندہ وہ مختار ہے / عذر ہونے لا سے نہین کچھ بندۂ درگاہ کو

ملکہ روتی ہین لیکن نیرنگ جادو تحسین کرتا ہے اور کہتا ہے اے ملکہ عالم مین ناچار نہین ہون
ابھی ایک سحر کرونگا کہ مثل میرے بیقرار ہو جاؤگی خود زبان سے کہوگی مین موہنی پڑھتا
ہون یہ کہکے کچھ گل و غنچے جمع کیے انکا گلدستہ بنانے لگا اب ملکہ بیقرار ہین فرماتی ہین اے

نیرنگ جب مجھکو ہوش آئیگا جان دیدونگی یہ سطور مجھکو ہاتھ نہ لگاتا ورنہ بہت پچھتائیگا میری جان
جانے سے تجھے کیا ہاتھ آئیگا مگر نیرنگ نہیں مانتا گلدستہ بنا رہا ہی چاہتا ہی سو ہنی پڑھ چونا
ملکہ کا قلب پلٹ دون ملکہ کی بیقراری اشکباری دعائیں مانگ رہی ہین کہ ای پروردگار ای
حاکم لیل و نہار مشکل میری آسان کر آبرو کا تو بچانے والا ہی جمال جہان آرائے رستم
دکھادے کہ وہ شیر اگر اس ساحر کو قتل کرے ای کارساز ای بے نیاز رحم اپنا شریک کر نظم

گہے بشام شود جلوہ گر گہے بہ سحر — گہے ز شمس شود در روشن و گہے ز قمر
نمود جلوہ گہ از وحدت وگہ از کثرت — جمال چہرۂ دلبر بچشم اہل نظر
غریب پرور و بندہ نواز ذات خداست — رحیم در احسم و اہل عطا کرم گستر
ز نطفہ کرد میان شکم جنین پیدا — ز قطرہ کرد بہ بطن صدف عیان گوہر
شدہ قائل توحید واحد مطلق — ہمہ فرشتہ و دیو و پری و جن و بشر
ز جسم جن و ملک جان بگیر این جانان — بروز ہیلو ہر آدمی دل این رہبر
.. ز حضرت خلاق در جہان جوید — بوقت رنج و غم و درد ہمدمی مضطر

ملکہ تو بیقرار ہوکر دعائیں مانگ رہی ہین اور نیرنگ آمادہ ہی کہ ملکہ پر سحر کرون اپنے قبضہ مین
کرون قضائے کار خواجہ عمرو جہان آرا کے ساتھ تخت پر آتے تھے جہان آرا نے
جو آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام بدانجام قصد رکھتا ہی کہ ملکہ شہرت پر دست انداز
ہون کہا ای خواجہ آپ ملاحظہ تو کرین ملکہ شہرت گلگون پوش کس آفت مین ہین خواجہ
نے کہا مجھکو تخت سے اتار دو کہ مین جاکر عیاری کرون جہان آرا نے کہا جب تک آپ جائیگا
سحر پورا ہوجائیگا ملکہ شہرت بھی آپ کے ساتھ دشمنی کریگی لیکن مین سحر کرتی ہون اگر پروردگار
نے مدد کی تو اسکو دیوانہ کرتی ہون آپ کنارے ہوجائیے خواجہ عمرو تخت سے کود کر الگ ہوئے
جہان آرا نے للکارا او نامرد عورت پر کیا ظلم کرتا ہی ذرا ادھر تو متوجہ ہو جیسے ہی نیرنگ پلٹا
ملکہ نے زلف عنبرین کو کھولدیا زلفین عنبرین جہان آرا کی دیکھکر حال نیرنگ ابتر ہوا
آنکھین ابل آئین چہرہ سرخ ہوگیا بے اختیار پکار اٹھا نظم

کیون نہ جو بار ہے اس حسن خداداد کی آنکھ — حد کی شکل ہی کافر کی پریزاد کی آنکھ

مژدہ کنج قفس تجھکو مبارک بلبل / آج جھپکی ہے بڑی طرح سے صیاد کی آنکھ
دم آخر ہے جو آتا ہے تو آ جلد ورنہ / بند ہوتی ہے ترے عاشق ناشاد کی آنکھ
گل کو دیکھا تو تصور گل عارض کا ہوا / دیکھا نرگس کو چمن مین جو تری یاد کی آنکھ
جو مشقت کبھی دم بھر بھی نہ راحت پائی / کس لگوٹی سے پڑی شیرین پہ بھی فرہاد کی آنکھ
شوخ چشمی نے کیا شور کا عالم پیدا / کام لاکھون مین کرے اس ستم ایجاد کی آنکھ
اڑگئی نیند مرے زمزمے سنکر شب کو / نہ لگی صبح تلک شام سے صیاد کی آنکھ
مرض ہجر نے اس درجہ کیا مجھکو نحیف / ڈھونڈھتی پھرتی ہے مجھکو مرے ہمزاد کی آنکھ
کس طرح دیدۂ مریخ سے دیکھاوے مثال / اژدہے سے بھی سوا سرخ ہے جلاد کی آنکھ
کھینچے دیکھ لیا اسنے اگر اپنی شبیہ / دیکھ لیتا کہ نکل آئیگا بہزاد کی آنکھ
مہربانی ہے نہ اگلی سی نہ الفت کی نظر / پھر گئی چار ہی دن مین ستم ایجاد کی آنکھ
کس طرح سے نہ فن شعر مین کامل ہو رند / دس برس دیکھ لی آتش سے جب استاد کی آنکھ

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے جہان آرا کے آیا جہان آرا نے پوچھا اے نیرنگ جادو تمھارا آنا کیونکر ہوا نیرنگ نے کہا کہ مجھکو بقراط ثانی نے بھیجا کہ شہرت کو گرفتار کر لاؤ مین نے آکے گرفتار کیا اب تمپر عاشق ہون جو حکم دو بجا لاؤن جہان آرا نے کہا اے نیرنگ تمکو مناسب ہے کہ اپنے کو سامنے بقراط ثانی کے پہونچاؤ کہنا کہ جہان آرا نے بھیجا ہے کہ او بیجا تخت خدائی کو ترک کر پیدا کرنے والے کو پہچان اگر وہ تیرا کہنا مان جائے تو بہتر ہے اور اگر کہنا نہ مانے تو کچھ خوف نہ کرنا یہ سنکر نیرنگ جادو اور زیادہ بلبلایا کہا لو جاتا ہون اگر بن پڑتا ہے تو بقراط ثانی کا سر لاتا ہون جہان آرا نے کہا کہ جاؤ لیکن کچھ فکر نہ کرنا ورنہ بہت پچھتاؤ گے ہمین دیکھنے آنا ہم تمھارے مشتاق ہین انتظار کر رہے ہین یہ سنکر نیرنگ جادو تیغہ کھینچے ہوے طرف خیال سکندری کے چلا جہان آرا نے بعد جانے نیرنگ کے شہرت کو رہا کیا تخت پر سوار کر کے طرف لشکر رستم کے چلی مگر بقراط ثانی اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تقدیرین گھمار رہا ہے گرد مصاحب ساحران زبردست بیٹھے ہین ذکر نیرنگ کا ہو رہا ہے کہ چند ساحر ٹہلتے ہوے سامنے آئے کہا یا خداوند نیرنگ جادو جسکو آپ نے واسطے گرفتاری

ملکہ شہرت کے بھیجا تھا تیغہ کھینچے ہوے لشکر مین آیا ہی قدرت کو گالیان دے رہا ہی اگر
حکم ہو تو اُسکو گرفتار کرلین نسبت قدرت کے کلمات سخت کہتا ہی بقراط نے کہا جسطرح
آتا ہی آنے دو مگر نیرنگ جو دروازے پر بارگاہ کے پہونچا درگہ سالار نے روکا کہا اے
نیرنگ مقام ادب ہی قدرت بیٹھے ہین تلوار کو نیام مین کرلو نیرنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا
درگہ سالار زخمی ہوا نیرنگ اندر بارگاہ کے گھسا بقراط ثانی کو جو تخت پر دیکھا پکار کر
آواز دی او نامرد اے تونے غضب کیا کہ دعوی خدائی کرکے بیٹھا ہی تخت سے اُتر ملکہ
نے تجکو یاد فرمایا ہی بقراط نے آواز دی او بندہ خاطی کس کام کو گیا تھا کیا باتین کر رہا ہے
کچھ تجکو ہمارا خوف نہین نیرنگ جادو نے بڑھ کر تیغہ جھکایا بقراط ثانی نے ہاتھ ہلا دیا ایک
برق چمک کر گری کہ نیرنگ کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی
کشتی مرا نام من نیرنگ جادو بود لاشہ نیرنگ کا بقراط ثانی نے باہر پھنکوا دیا کہا صاحبو تمنے
دیکھا جیسی اُسنے بے ادبی کی ویسی سزا پائی اب جس کسی سے ہوسکے جاے جہان آرا شہرت
کو لیے ہوے جاتی ہی گرفتار کرکے لاے ارژنگ جادو اپنے مقام سے اُٹھا تلاش مین
ملکہ جہان آرا و شہرت کی چلا مگر رستم پیلتن جو سماک کو ساتھ لیکر اُس باغ ویران سے
نکلے فرمایا ای سماک دریافت کرو کہ کس راہ سے چلین رستم تو ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے
سماک ملداقی براے دریافت حال چلا رستم زیر نخل کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک
پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار پیدل اسی جانب آتا ہی دور سے جو رستم کو دیکھا
حیران ہوگیا شاطر سے کہا دیکھو تو کون شخص ہی شاطر جست و خیز کرتا ہوا قریب رستم کے
آیا جمال جہان آرا دیکھکر سلام کیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا رستم نے پوچھا ای عیار کیا مطلب
ہی اُسنے کہا ای شہریار ہمارا آقا خونخوار جنگ آزما آپ کو پوچھتا ہی رستم نے کہا کہدو کہ
طلسم کشا سے ہفت پیکر رستم پیلتن علمشاہ نامور آیا ہی عیار نے جاکر خونخوار سے کہا خونخوار
نے کہا ہم تو اُنھین کی تلاش مین نکلے تھے ہان یارو گرفتار کرلو رستم نے دیکھا کہ ساٹھ ہزار
جوان بلوہ کرکے چلے رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا باشید ای کافران بے حیا و ادا ی
نابکاران پر دغا منم رستم پیلتن دیل کن کشندہ قوملل ہنادی و دودیل ہندی ہی

سکے تیغۂ ہفت جوہر کھینچا لشکر کفار پر جا پڑے لڑتے بھڑتے قریب خونخوار کے پہونچے اول علمدار لشکر نے بڑھ کر رستم کا سامنا کیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار اسکی روک کے مرکب کو مہمیز کیا مرکب نے اپنی دونون ٹانگین مستک پر رکھدین رستم نے ہاتھ مارا مع علمدار کے قتل کیا علم فوج کا سرنگون ہوا خونخوار نے دیکھا کہ فوج کے پاؤن نہین جمتے گینڈا بڑھا کر مقابلۂ رستم مین آیا فوج کو بھی اشارہ کیا کہ ہان یارو گھیر کر اس جوان کو مارلو فوج نے بلوہ کیا رستم پر تیر مارتے تھے کوئی نیزہ مار کے بھاگتا ہو رستم نے جو بلوہ فوج کا دیکھا بیقرار ہوکر تہ دل سے دعا کی کہ ای خالق بے نیاز و اے کریم کارساز رحم اپنا شریک کر

نظم

چارہ جو یدا ز تو ای ساقی مریض لاعلاج
از تو خواہد دردمندی درد باطن را علاج

چون توئی چارہ گر بیچارگان ای چارہ ساز
بخش از دست شفا بہر دل شیدا علاج

لطف کن لطف ای شفا بخش مریضان جہان
تا شود از غیب بہر درد دل پیدا علاج

لا دوا را شربت دیدار کے بخشد شفا
شربت دیدار میباید پے آن لاعلاج

از فلک بہر دوائے دل مسیحائے کرست
بہر ما نازل بکن از عالم بالا علاج

بہر صفرائے دل صفرا زدہ کن چارہ
بہر سودائے دل سودا زدہ فرما علاج

ز اعتدال خود طبیعت در نعمت برگشتہ است
اینکہ بہر این مرض دانی تو اے دانا علاج

از جناب تو طالب عقبے ہمے خواہد دوا
از تو می جوید مریض علت دنیا علاج

درد مند درد عشقت نیست محتاج طبیب
عاشق زارت نمیدارد تعلق با علاج

چون طبیبان زمانہ جملہ بیمار تو اند
از کہ گردد جز تو حاصل بہر درد ما علاج

بر لب آمد در غم ہجر تو جان عاشقان
منحصر بر ذات پاک تست یا مولا علاج

از تو حاصل تا نگردد مرہم داغ جگر
بہر بیمارت اثر نکند دگر اصلا علاج

غم مخور ہندی ز درد دل درین بیت الحزن
خود کند شافی مطلق آن کرم فرمان علاج

بیقرار ہوکر جو رستم نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی پہلوے صحرا سے گرد اڑی رستم نے دیکھا ایک تاجدار پشت مرکب پر سوار مسلح و مکمل ساٹھ ہزار فوج پشت پر علمہاے زرنگاری

طلسم کشا

کے پھریرے کھلے ہوئے وہین سے نعرہ کیا باشید ای کافران جادو ای نابکاران یزد غا تم
کو تمنے گھیرا ہی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تمھارے قتل سے منھ نہ موڑونگا یہ کہکے تاجدار نے
تلوار کھینچی ساتھ والون نے بھالے سنبھالے فوج خونخوار پر آپڑے مگر وہ تاجدار تلوار
کھینچکر جو گرا فوج خونخوار کو تہ و بالا کردیا آپ لڑتا بھڑتا قریب خونخوار کے پہونچا للکار کے
آواز دی او نامرد ستم پیرا بلو سامنے تو آ خونخوار نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا تاجدار نے
تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر بعجلت ہاتھ تلوار کا مارا خونخوار نے سپر
کو اُٹھا دیا برق شمشیر وگری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری خونخوار کے
دو ٹکڑے ہوئے اتنے عرصے مین فوج نے فوج خونخوار کو قتل کیا چند کس جو بچے
فریاد کرتے ہوئے بھاگے وہ تاجدار گھوڑا دوڑاتا ہوا قریب رستم آیا اول رستم کو
سلام کیا دست بستہ عرض کی ای شہریار ان مکارون سے اپنے کو بچائیے غلام کو سرفراز
کیجیے غلام کی دعوت قبول فرمائیے وہ تاجدار اُس عاجزی سے پیش آیا کہ رستم کو سوا
اقرار کے اور کچھ نہ بن پڑا وزرا امرا رستم کے گرد آگئے ہر ایک کا یہی قول ہے حضور جسطرح سے
ہو آپ جلد سرفراز کیجیے دل مین رستم نے کہا کہ اقبال کرو یہ محسن ہی ایسے وقت مین آکر
شریک ہوا ورنہ گرفتار ہو جاتے فوج کا بلوہ تھا بہادر صف شکن تیغ زن ہی اسکی دعوت کو
رد کرنا مروت کے خلاف ہی یہ دل مین سوچ کر اُس تاجدار کو گلے سے لگا لیا فرمایا ہم آپکے
ممنون و شاکر ہین جو آپ نے کہا بدل و جان قبول کیا یہ فرما کر رستم اُسکے ساتھ چلے وہ تاجدار
انتظام کرتا ہوا رستم کو لیے جاتا ہی تمام اہل فوج رستم کے ہمراہ چلے آتے ہین وہ تاجدار
پیدل ہی رکاب رستم تھامے ہوئے اس عظم و شان سے رستم کو لیکر چلا کوئی پانچ کوس رستہ
طی کیا ہوگا کہ ایک قلعہ دکھائی دیا دیکھا قلعہ سر بفلک کشیدہ ہی برج تکلف سے آراستہ
کئی ہزار جوان در قلعہ پر برائے استقبال کھڑے ہین جمال بیمثال رستم دیکھکر ازراہ تسلیم خم
ہوئے پکار کر سب نے آواز دی کہ شہریارا ہم سب آپکے مشتاق کھڑے ہین سبھون نے استقبال
کیا رستم کو لیکر قلعہ مین آئے رستم نے دیکھا قلعہ آباد رعایا دل شاد دوکانین کھلی ہوئین
دوکاندار مرفہ الحال خریدار صاحب اقبال بازار کس تکلف سے آراستہ ہی دوکاندار

عمدہ کپڑے پہنے ہوئے جس طرف سے رستم نکلے دکاندار برائے تعظیم اوٹھے جھک جھک کے رستم کو سلام کرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارے تاجدار نے بڑا کام کیا فرزند صاحبقران کو لیکر آئے مالک یعنے تاجدار سب کو جواب دیتا ہی انکے خلق نے بہتیرے جبہ فرسائی آخر دارالامارہ مین رستم کو لیکر وہ بادشاہ آیا تخت سے غاشیہ اوٹھایا رستم کو پشت تخت پر بٹھایا ملازمون کو اشارہ کیا سب سامان عیش و نشاط آراستہ ہوا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز سب آکر جمع ہوئے سامان رقص و سرود ہونے لگا ایک نازنین زہرہ جبین شوخ و شنگ بڑھ کر سامنے رستم کے آئی اور یہ غزل گانے لگی نظم

پری کا منھ ہی تیرا اوسکا سا جسم پایا ہی — خدا نے ہاتھ سے اپنے تجھے او بت بنایا ہی
شب مہتاب مین وہ مہوش جب یاد آیا ہی — تو مجکو صبح تک اختر شماری نے جگایا ہی
کیا ہی خواب نے بیدار اکثر اوس پریرو کو — مگر اِس فتنۂ خوابیدہ کو مین نے جگایا ہی
جلائے ہین نحوست نے ہماری سیکڑون گلشن — وہان بجلی گری ہی آشیان جس جا بنایا ہی
عوض اللہ لیگا بیکس مظلومون کا ظالم سے — خدا اوسکو ستائیگا کہ جس نے ستایا ہی
بہو بختی ہی رہی ایذا پہ ایذا دست گلچین سے — عجب ساعت سے آکر آشیان مین نے بنایا ہی
دوا کیسی ہجر مین اب ناموافق ہی طبیعت سے — ہوا ہی درد سر دونا اگر صندل لگایا ہی
کہین وہ دن بھی ہو جو ساتھ اوسکے چین سے سوئین — بہت اب طالع خفتہ نے راتون کو جگایا ہی
جسے چاہا ہی مین نے وہ ہوا ہی جان کا دشمن — کیا ہی تجربہ سو بار اکثر آزمایا ہی
دیے ہین آسمان تو نے زیادہ رنج راحت سے — ہنسایا ہی اگر دم بھر تو برسون پھر رلایا ہی
سعدا تصویر کی صورت جو حیران بیٹھے ہو ای رند — کسی آئینہ رو سے پھر کہین کیا دل لگایا ہی

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط گرم رہا رستم نے بڑے آرام سے بسر کی میگون صف شکن اس بادشاہ کا نام ہی صبح کو میگون نے عرض کی حضور چلکر شکار کھیلین رستم آمادہ ہوئے اوسی وقت اسباب درست ہوا پہلے قراول حاضر ہوئے رستم و میگون صف شکن سوار ہوئے صحرا مین آکر بنازدہی طبل بازگشت پر چوب پڑی نظم

چو در نالیدن آمد طبل باز — درآمد مرغ تحسین را فلک پرواز

روان شد بر ہوا باز سبک پر	جہان شد خالی از کبک و کبوتر

دوپہر تک طائران ہوائی کا شکار کھیلا سہ پہر کو اُس بادشاہ نے ملازمون سے فرمایا کہ ہرن
وغیرہ تلاش کرو وزرا نے عرض کی کہ ہرکارے گئے ہوے ہین خبر آیا چاہتی ہے کہ چند گنوار
دوڑتے ہوے حاضر ہوے عرض کی کہ تین کوس پر یہان سے دھانون کا ایک کھیت ہے
اُسمین کئی سو آہو چر رہے ہین وہان چلکر شکار کھیلیے رستم نے مرکب بڑھایا میگون بھی
مع رفقا ساتھ ہے دور سے دیکھا کہ کھیت مین کئی سو مادہ آہو چر رہی ہین بیچ مین ایک نر
سب پر مستی کر رہا ہے سفید ابلق پشت پر سنگوٹیان مثل زلف محبوبان تاو پیچ کھائی ہوئی رستم
نے کہا اور آہوون کا سب کو اختیار ہے مگر یہ نر اگر نکل جائیگا تو ہمکو ملال ہوگا میگون نے کہا
کہ غلام اسی کو گھیرتا ہے جب گھوڑے ڈپٹائے وہ وحشی چوکڑیان بھر کر بھاگے مگر اُس آہوے کلان
نے رستم سے آنکھ ملائی چوکڑی جو بھری جست کر کے رستم کو مع مرکب فرایا کہ گھوڑا اسکے دوسے
مس ہوے رستم کو بڑا غصہ آیا گھوڑے کو ڈپٹایا منظور ہے کہ نیزہ سے اسکو شکار کرون مرکب
انکا باد رفتار ہر مرتبہ سر اُٹھاتا ہے یہی قصد ہے کہ سبزۂ فلک کو پامال کرون ایسا اکثر ہوا کہ
پٹھا ہرن کا اور تھوتھنی مرکب کی ملگئی رستم نے چاہا کہ نیزہ پشت پر رکھدین مگر آہو جست
کر کے نکل گیا پھر بھر کال آہو نے رہروی کی ایک مقام پر جاکر چوکڑی بھولا رستم کو
از حد غصہ تھا تیر مارا کہ آہو لنجیا کر گرا رستم مرکب سے کود کر برابر اس آہو کے پہونچے
اُسکو بقربانی پہونچایا کھینچکر ایک نخل کے سایہ مین لائے پلٹ کے دیکھا کسی کو اپنے
قریب نہ پایا زین پوش بچھا کر بیٹھے اس انتظار مین کہ کوئی ملازم آوے وہان سے
چلین شام تک انتظار کیا آخر سوچے کہ اسی صحراے ہول خیز مین بسر کرو رستم نے
آہو کے کباب لگائے مرکب کو نخل سے باندھ دیا زین پوش پر بیٹھے تیغہ کھینچ لیا
صحرا کا سناٹا ہوا کا چلنا طبیعت کی پریشانی دوپہر سے شب تجاوز کر چلی تھی فراش
ماہ نے فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہے ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارۂ آسمان
سے ہمسری کر رہے ہین رستم کے کان مین آواز ہا ہو کی آئی حیران ہو کر کہا کہ دریافت
کرون یہ کیا معرکہ ہے پشت مرکب پر سوار ہو کر چلے تھوڑی دور پر آکر دیکھا کہ بارہ چودہ ہزار

قزاق ایک قافلۂ تاجرون کا لوٹ رہے ہین تاجر ناچار ہوکر آمادۂ جنگ ہوے ان
قزاقون کا افسر بہروز ترک ہر وہ تاجرون کو قتل کرتا پھرتا ہی اور تاجرون کا فریاد کرنا
بیقرار ہوکر پکارنا کہ کوئی بندۂ خدا ہماری مدد کرے رستم نے نعرہ کیا کہ اے تاجرو نہ گھبرانا
مین آپہونچا بہروز نے جو یہ آواز سنی پلٹ کے دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید
مثال گھوڑا اڑائے ہوے آتا ہی بہروز ہنسا ساتھ والون سے کہا یہ جوان کیا سمجھ کے
آتا ہی کیا اپنے دل مین سمجھا ہی اسکو زیر کرکے اپنا رفیق بناؤنگا ایک نے کہا اے افسر
آپ تکلیف نہ فرمایئے مین مشکین باندہ کے لاتا ہون یہ کہکے وہ قزاق نیزہ ہلاتا ہوا
چلا قریب رستم آکر نیزہ مارا رستم نے سنان نیزہ بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ
چھین کر پھینکا بہروز بھی دیکھ رہا ہی قزاق نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قبضہ تلوار کا مروڑا قزاق کا سر پھٹا کئی جوان رستم کے سامنے
آئے علف شمشیر آبدار ہوے بہروز نے جو اپنے رفیقون کو کشتہ پایا اچھلا کر گھوڑا بڑھایا
للکارکر آواز دی او جوان تو نے غضب کیا میرے اُن رفیقون کو مارا کہ جنکا مثل نہ تھا جتنے
جوان مارے گئے اُتنے داغ میرے کلیجے پر پڑے یہ کہتا ہوا قریب آیا خبردار خبردار کہکے
ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اُسکو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا تلوار چھین لون بہروز
لپٹ پڑا رستم نے ایک مارا کہ گھوڑا بہروز کا زمین پر بیٹھ گیا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے
رستم سے اور بہروز سے کشتی ہونے لگی پہر رات پچھلی باقی ہی قزاق بھی حیران کہ یہ جوان
کون ہی کہ ہمارے افسر سے کشتی لڑ رہا ہی ایک جانب قزاق کھڑے ہین ایک جانب تاجر
آن کر جمع اگر قزاق ارادہ کرتے ہین کہ ہم رستم پر جا پڑین تو تاجر سینہ سپر کرتے ہین قزاقون کو
آنے نہین دیتے بڑے زور و شور سے کشتی ہو رہی ہی تاجر تعریفین رستم کی کر رہے ہین کہ اے
جوان ماشاءاللہ تم شیر بیشۂ جرأت ہو ایسے قوی تن قزاق سے برابر لڑ رہے ہو کسکی مجال ہی
کہ اس دیو خصال سے تجھ ایسا معشوق لڑے مگر جری و بہادر ایسے ہی ہوتے ہین بارے رات
کشاکش مین گذری ناگاہ پہلوان زرین پوش شاگردان شعاع و ضیا کو ساتھ لیکر مشرق
کے اکھاڑے سے نکلا میدان چرخ زبرجدی مین آکر خم مارا کہ تمام عالم مین روشنی ہوئی دونون

اُسی طور سے لڑ رہے ہین رستم جھک جھک کے لڑنے لگے بہروز کو پکڑ لائے دو تین گھسے
ایسے مارے کہ بہروز کو یقین ہوا کہ ہڈیان ٹوٹ جائینگی جی مین کہتا ہی کہ اگر ایسا قوی و
صاحب طاقت ہوتا تو اس مجمع پر یکہ و تنہا نہ آتا بہ مشکل نیچے سے رستم کے نکلا چاہتا ہی کہ
رستم کو پکڑ لاؤن مگر رستم سیدھے کھڑے ہین ذرا جنبش نہین ہوتی بہروز نے فنون کشتی سے
کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا مگر رستم پر اثر نہوا پہر دن چڑھے تک بہروز و رستم بیلین سے لڑا
آخر رستم بہروز کو لے دوڑے بہروز ہر چند چاہتا ہی کہ رکون جب بائین قدم پر رکتا ہی تب
داہنے پاؤن کا پکہ پڑتا ہی وہ بڑا وقت ہی کہ زمین بھی پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی پندرہ سولہ
قدم تک بہروز کو ریل کر لے گئے وہان پر آ کے پکہ مارا کہ بہروز کے دونون گھٹنے آشنائے زمین
ہوئے چاہا لنگر زمین پر قائم کرون حریف زبردست لنگر کب قائم ہونے دیتا ہی دونون
ہاتھون کو ستون کیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین
تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے اُس افسر خود سر کو بلند کیا چاہا زمین پر دے مارون بہروز
نے آواز دی ای شہریار آپ نے سر سے بلند کیا اب زمین مذلت پر نہ گرایئے غلام بدل و
جان اطاعت کریگا ایسے افسر مجھکو کہان ملینگے رستم نے ہاتھ سے زمین پر رکھدیا بہروز
قدمون پر گرا رستم نے سر اُسکا سینہ سے لگایا اور کہا کہ ای بہروز اگر ہمسے محبت ہی تو آج
سے بقراط ثانی کا نام میرے سامنے نہ لینا اُس پروردگار کو مالک لیل و نہار کو سجدہ کرو
جسنے ایک لفظ کن سے تمام جہان کو پیدا کیا بہروز نے دست بستہ عرض کی کہ بدل و جان
تابعدار ہون کلمہ پڑھ کے بصدق دل مسلمان ہوا اپنے قزاقون کو پکارکر آواز دی کہ مین نے
اُس شیر کی اطاعت کی اور جسکو میری اطاعت کرنا منظور ہو کلمہ پڑھے ورنہ میرے لشکر سے
فوراً نکلجائے سب قزاقون نے عرض کی کہ جو آپ کا مذہب ہو وہ ہمارا مذہب
بارہ ہزار قزاق کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوے جمشید تاجر کہ جو کل کا افسر تھا اُسنے بڑھکر رستم
کے قدمون کو بوسہ دیا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا تاجر و قزاق مسلمان ہوکر ہمراہ رستم ہوے
مگر بہروز نے عرض کی کہ یہان سے کئی کوس پر کوہ فلک شکوہ ہی کہ اُس پہاڑ کو کوہ زمین کن
کہتے ہین اُسپر غلام نے قلعہ بنایا ہی خبر سنکر تاجرون کی یہان آیا تھا کچھ اسباب تاجرون کا

قزاق سے بھی گئے ہین وہان تشریف لے چلیے ان سب کا اسباب بھی انکے سپرد کرون اور رعایا
پر بھی سایۂ دامن دولت پڑے حضور کی غلام دعوت کریگا رستم بہروز کے ہمراہ ہوے
بہروز رستم کو بالاے کوہ لایا عجب کوہ پر فضا رستم نے دیکھا نخل سر کشیدہ مثل گلدستہ کے
آراستہ ہین طائران نغمہ سرا درختون پر چہچہ زن رستم کو بہروز ساتھ لیکر قلعے مین آیا قلعہ کو
آباد پایا رعایا نے جو یہ خبر سنی کہ فرزند صاحبقران تشریف لائے ہین سب آکر جمع ہوے
جمال باکمال دیکھکر ہر ایک وجد مین تھا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ فرزند صاحبقران نہایت
حسین وجمیل ہین زور مین یہ کیفیت ہوئی کہ بہروز قوی تن کو زیر کیا ہم سب کی خوش نصیبی
کہ ہمکو سرفراز کیا ہمنے آپ کی عنایت پر ناز کیا رستم نے بہروز کو حکم دیا کہ تاجرون کا اسباب
حاضر کرو قزاقون نے اسباب لاکر حاضر کردیا رستم نے کہا اپنا اپنا اسباب سب صاحب
دیکھ لین سب تاجرون نے اپنا اپنا اسباب اٹھایا اور دیکھنے لگے ایک شخص حقیر لباس کہنہ
پہنے ہوے ایک صندوقچہ اٹھاکر ایک گوشہ مین لایا رستم نے جو دور سے دیکھا کہ اس
صندوقچے کو دیکھکر کھولتا ہی اور پھر بند کر دیتا ہی کبھی وجد کرتا ہی کبھی اشعار عاشقانہ پڑھنے
لگتا ہی عجب وجد مین ہی رستم کو اشتیاق پیدا ہوا آخر ٹہلتے ہوے قریب اُس تاجر کے آئے
فرمایا ای جوان اس صندوقچہ مین کیا ہی کہ جسکو دیکھکر تجھکو وجد ہی ذرا ای برادر ہم بھی کچھ دیکھین
اُس تاجر نے کہا ای شہریار والا تبار غلام کی جان اس صندوقچہ مین ہی رستم نے کہا کہ ہم بھی کچھ دیکھین
اُس تاجر نے صندوقچہ سے ایک کاغذ لپٹا ہوا نکالا ہاتھ مین رستم کے دیا رستم نے جو کھولا ایک
تصویر دلبرانہ پری پیکر کھنچی ہوئی ہی کہ جسکی تعریف غیر ممکن تصویر کو دیکھکر رستم کا یہ نقشہ ہوا کہ دل
بے اختیار ہو گیا فرمایا ای جوان یہ تصویر کسکی ہی اُس جوان نے کہا کہ بیٹھ جائیے تو حال اپنا
مفصل عرض کرون رستم کو پسند آگیا اُسی مقام پر بیٹھے اُسنے کہا ای شہریار غلام کا عجیب معرکہ
ہی غلام تاجر جلیل تھا سفر ہمیشہ کرتا تھا قضاے کار یہان سے کئی سو کوس پر ایک ملک ہی کہ
اُس ملک کو آفاقیہ کہتے ہین اُس شہر مین پہونچا سرا مین جاکر اُترا چونکہ نامی تاجر تھا کشتیان
جواہرات کی لیکر حاضر خدمت آفاق شاہ ہوا وہ بادشاہ عالیجاہ بڑی خاطر سے پیش آیا صحبت مین
بادشاہ کی بیٹھا تھا کہ چند کنیزین حاضر ہوئین عرض کی ای شہریار ملکہ عالم تشریف لاتی ہین یہ سنتے

جاہا کہ صحبت سے اٹھ جاؤن بادشاہ نے کہا کہ بیٹھے رہو اُس ظالم کی پردہ پوشی جو تمھی موقوف ہو گئی صد ہا شاہزادے تاجر بچے اُسکے سودائے زلف عنبرین مین دیوانہ ہو گئے ملک و مال اُن بیچارون سے چھوٹا اور کوئی مراد کو نہ پہونچا مین چاہتا تھا کہ بادشاہ سے سبب پوچھون کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ایک نازنین مہ جبین چہرہ آفتاب عالمتاب گلفہ جیت زیب جسم دوپٹہ ڈھلکا ہوا کاکلین دوش پر لہرائی ہوئین پنجہ برہنہ ہاتھ مین تشریف لائین مین نے جو صورت زیبا دیکھی اپنے ہوش مین نہ رہا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا وہ نازنین خرامان خرامان آکر تخت پر جلوہ گر ہوئی مجھکو قریب بلا کے کہا ای تاجر جلیل تو نے مجھکو دیکھا مین مجھکو پسند آئی مین نے سر جھکا کر جواب دیا کہ حسن تمھارا عابد کش وزاہد فریب ہے نظارۂ جمال جہان آرا سے دل ناشکیب ہے چاہتا ہون جو کچھ دولت رکھتا ہون تصدق پر نثار کرون ہمیشہ خدمتگاری مین رہون یہ سنکر وہ نازنین ہنسی درج دہن جو کھلا بجلی چمک گئی گوہر دندان کی آب وتاب نے بجلی گرائی کہ خرمن ہوش وحواس کو جلا دیا جواب دیا کہ ای تاجر روپے سے پروردگار نے مجھکو بے نیاز کیا کہ مالک سریر سلطنت ہون بابا ہر روز یہی چاہتا ہے کہ مین تخت سلطنت ترک کرون تم تخت پر بیٹھو مین نے ابھی قبول نہین کیا اس خیال سے کہ جب تک میرا مدعا پورا نہو تب تک تخت نشینی نہ کرون ایک دشمن نے بہت حیران کیا ہے ای تاجر جلیل ہمارے شہر سے باہر ایک پہاڑ ہے درۂ کوہ مین ایک نقابدار رہتا ہے کہ نقابدار رحم پوش اُسکا لقب ہے ہمارے قریات اُسنے قبضے مین کر لیے آٹھوین دن وہ شہر مین آتا ہے بڑی دھوم مچاتا ہے جو اُسکے سامنے گیا اُسکے ہاتھ سے مارا گیا کل شہر مین لاشون کے انبار لگا دیتا ہے کوئی بہادر نہین کہ اُسکے مقابلہ مین نہ گیا ہو جو اُسکے سامنے گیا اُسنے زیر کیا اور گرفتار کر کے لیجاتا ہے درۂ کوہ مین کئی ہزار جوان اُسکے پاس مقید ہین جو کوئی شخص ایسا ہو کہ نقابدار کو زیر کرے اس آفت سے بندگان خدا کو بچالے مین اُسکی کنیز ہون میرا وصل اُسکے زیر کرنے پر موقوف ہے یہ حال سنکر مین صحبت سے اُس محبوب کی اُٹھا کاروان سرا مین آیا ساتھ والون سے سب حال بیان کیا کسی نے کچھ جواب باصواب نہ دیا آخر مسلح ہو کر درۂ کوہ پر آیا نعرہ کیا او نقابدار رحم پوش

باہر تو نکل وہ نقابدار نکلا مجھ سے کہا او دیوانے میرے مقابلے مین آیا ہی مین نے صدہا
پہلوانون کو زیر کیا سیکڑون کو قتل کر ڈالا مجھ سے نہ مقابلہ کر مین نے نہ مانا اور اُس سے
اُلجھ پڑا اُسنے نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا مین نے تلوار کا ہاتھ مارا اُسنے کلائی پکڑ کے میری
تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا میرے ساتھ والے لوگ تلوارین کھینچ کے
جا پڑے اُس ظالم جلاد کے ہاتھ سے سیکڑون بندگان اللہ مارے گئے مین تنہا اُسی
ہنگامے مین نکل بھاگا کاروان سرا مین پہونچا جسقدر روپیہ میرے پاس تھا تمام بپاس
محبوب کے لٹا دیا آخر ایک نقاش سے تصویر اُس محبوب کی کھنچوائی اسکو لیکر بھاگا ان
تاجرون کے ساتھ ہو لیا انھین کے ہمراہ وجہ معاش ہی اُس محبوب حجاب نشین کی تلاش ہی
اے شہریار یہ غلام کا سرگذشت ہی اب عشق سے عاجز ہو چکا ہون رستم نے کہا یہ تصویر ہمکو دو
جسقدر روپیہ تمنے لٹایا ہی ہمسے لے لو تاجر نے تصویر قدمون پر ڈالدی کہا اے شہریار علاقہ
اس خیال مین نہ پڑیے رستم نے تصویر کو اُٹھا لیا ایک نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا مضمون یہ تھا
کہ اے قبلہ و کعبہ غلام یہان آکر عجب بلا مین پھنسا مین تو طرف ملک آفاقیہ کے جاتا ہون جا کر
نقابدار چرم پوش سے مقابلہ کرونگا یا اُسکی قضا ہی یا ہمکو قضا لیے جاتی ہی ہر ایک سردار
کو مناسب ہی کہ بقدر اپنی لیاقت کے اس تاجر کو روپیہ دے کہ یہ پھر ویسا ہی تاجر جلیل ہو جائے
سر نامہ پر مُہر اپنی ثبت کی اور اُس تاجر کو وہ نامہ دیا کہا لشکر صاحبقران مین جا تا وہ سرفراز
کرینگے وہ کشتہ حسرت وہاں سے نامہ رستم لیکر روانہ ہوا رستہ پوچھتا ہوا لشکر صاحبقران مین
پہونچا لشکر صاحبقران مقابلہ ہفت پیکر مین اُترا ہوا ہی لشکر ہفت پیکر مین مشہور ہے کہ
طلسم کشا کو خیال سکندری نے غارت کر دیا ہی اب ہفت پیکر کو کون قتل کریگا یہ ذکر سنتا ہوا
تاجر بے دست و پا لشکر صاحبقران مین آیا دربار مین پہونچا صاحبقران کے ہاتھ مین نامہ
دیا امیر یہ خبر وحشت اثر سنکر مکدر بیٹھے تھے نامہ جو رستم کے ہاتھ کا دیکھا بہت خوش ہوگئے
دس ہزار روپیہ منگوا کر اُس تاجر کو دیے اور سردارون سے فرمایا کہ یارو مبارک ہو کہ فرزند
میرا طلسم خیال سکندری مین عجائب و غرائب کو طی کر رہا ہی بقراط ثانی عاجز ہو رہا
چاہتا ہی کہ دشمنون کو ہلاک کر ڈالے مگر کچھ نہین کر سکتا اُسکے ہاتھ کا نامہ آیا سبب

صاحبون کو خوشخبری دیتا ہون کہ رستم سلامت ہین اب طرف آفاقیہ کے جائینگے کوئی نقابدار
جرم پوش ہو اسکے مقابلہ کو جائینگے جو ہمارے بسر کو عزیز رکھتا ہو وہ اس تاجر کو کچھ دے
سب کے پہلے قاسم اپنے مقام سے اٹھے ایک صندوقچہ جواہرات کا دیا نقد بہت کچھ عطا
فرمایا ایرج نوجوان نے بہت کچھ دیا جملہ سردارون نے موافق اپنی اپنی حیثیت کے اس
تاجر کو دیا اب جو وہ تاجر مال کو خیال کرتا ہے تو اسقدر مال ملا کہ بقیۂ حصۂ عمر میں صرف ہو جائیگا
اور مال باقی رہیگا یہ سوچ کر لشکر صاحبقران مین اترا کچھ لوگ نوکر رکھے سامان تجارت تیار
کیا ویسا مال قدیم کوچ کر کے طرف ریگستان کے چلا صاحبقران کو دعائیں دیتا تھا کہ ایسے
جلیل القدر بھی پردہ دنیا مین ہین کہ مجھ گدا کو غنی کر دیا دامن آرزو زر و جواہر سے بھر دیا
کیا شکریہ ادا کرون اسطرح خوشیان کرتا ہوا طرف اپنے وطن کے جاتا ہے لیکن وہان
کوہ زمین کن پر بہروز قزاق نے دیکھا کہ تاجر تو اپنا مال و اسباب لیکر چلے گئے مگر رستم رنجیدہ
و کبیدہ سرنگون غم سے آنکھین پرخون ایک گوشہ مین جا کر بیٹھے بیقرار ہو گیا قریب شاہزادے
کے آیا قدمون کو بوسہ دیا عرض کی اے آقاے نامدار و اے مولاے قدرشناس آپ کو عجیب
حال مین پاتا ہون رستم کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے فرمایا اے برادر کیا حال پوچھتے ہو
لطف زندگی مین فرق آگیا یہ فرما کر تصویر دکھائی فرمایا اے برادر فرد - این ست کہ خون
کردہ و دل برد بسے را + بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را + اب تو میری یہ کیفیت ہے نظم

بات کرنے کو ہے چپ رہنے کی عادت مانع — جنبش لب کو ہے اس بت کی نزاکت مانع
رخ بے پردہ کا جلوہ بھی نہ ہم دیکھ سکے — ہوئی نظارۂ محبوب کی حیرت مانع
بارہا لیگئی بیتابی دل تا در یار — غیر سے بڑھ کے ہوئی کچھ میری غیرت مانع
وہ تو آتے تھے کہ نظروں مین سما جائیں مری — پڑ گئے آنکھون مین پردے ہوئی غفلت مانع
دو قدم گھر ہی مرا کیا تھا جو پھر آ نہ سکے — پاؤن کی مہندی ہوئی تھی کہ نزاکت مانع
دل بیتاب نہ پہلو مین ٹھہرتا تا بک — ہے مگر کوئی تمنا کوئی حسرت مانع
تیری آنکھون مین حیا آ گئی کیونکر شب وصل — آج شوخی ہوئی مانع کہ شرارت مانع
ہمنے جب وادی غربت سے کیا قصد وطن — سد رہ ہو گئے آہو ہوئی وحشت مانع

سحر وصل نے لی جب مرے کاشانے کی راہ وہین رو کا ہوئی بڑھکر شب فرقت مانع
سبب منع فغان ضبط سے پوچھا جو کبھی ضبط بولا کہ ہے تاخیر قیامت مانع
ای جلال آتش دوزخ مین جلانے کو گناہ سے چلے تھے ہوئی اللہ کی رحمت مانع

بہروز یہ اشعار سنکر رونے لگا کہا ای آقا سے نامدار یہ آتش کہان سے بھڑکی مین دیکھتا ہون
کہ حضور متغیر ہوگئے جو حکم ہووے بجا لاؤن قصہ مین تشریف لیچلے رستم نے فرمایا ای دوست
صادق اب طرف آفاقیہ کے جاؤنگا رخسار ملکہ آتش رو نے آگ لگائی آج کی شب اگر
ہوسکے تو کسی راہبر کو ساتھ کردو کہ ہمکو تا بہ آفاقیہ پہونچائے بہروز نے کہا کہ مین خود ساتھ
چلونگا فرمایا تمھاری کچھ ضرورت نہین ایک راہبر کامل ساتھ کردو کہ تا در محبوب پہونچائے ہر چند
کہ بہروز نے چاہا کہ مین ساتھ جاؤن رستم نے قبول نہ کیا دامن جھاڑکر اپنے مقام سے
اُٹھے صحرا کا راستہ لیا بہروز نے گھبراکر ایک قزاق سے کہ سفیر اُسکا نام تھا کہا ای سفیر
تو آقا کے ساتھ جا اور تا بہ آفاقیہ پہونچا کے پلٹ آ سفیر بھی کود کر ساتھ ہوا رستم مثل دیوانون
کے جاتے ہین جس مقام پر جی چاہا ٹھہر گئے سیر صحرا دیکھی پھر اُٹھکر روانہ ہوئے تیسرے دن
سفیر رہبری کرتا ہوا آتا ہی پیاس نے جوش دیا سامنے نہر آب تھی اُسپر جو پہونچا صحرا سے ایک
شیر پیدا ہوا سفیر کو اُٹھا کر لیگیا اب رستم تنہا ہوئے بیابان گردی دشت پیمائی کرتے ہوئے
کبھی کسی مقام پر ٹھہرے وہ تصویر پاس ہی تصویر کو ہاتھ مین لیکر فرماتے ہین ای جان جہان
ای آرام دل مشتاقان ہمسے کچھ کلام کرو تمکو ہماری یاد کا ہے کو ہوگی ہچکی بھی نہین آتی کہ تصور
کسنے یاد کیا ہو اس خیال مین جاتے تھے کہ توپ کی آواز کان مین آئی اُسی طرف چلے ایک مقام
پر آکے دیکھا ایک قلعہ ہے اُسپر ایک زنگی جلوہ لیے ہوے جاتا ہے گینڈے پر سوار گرز ہاتھ مین
گینڈے کو کاوے پر ڈالے ہوئے زنگی نہین رکتا گولون کو رد کرتا ہوا جاتا ہے جب قریب خندق
پہونچا پکار کر آواز دی او جمشید دروازہ کھول دے اگر در قلعہ کھول کر اندر آؤنگا تو ایک کو
زندہ نہ چھوڑونگا بادشاہ اُس قلعے کا تاجدار پیر بدحواس پھر رہا ہے کبھی ساتھ والون سے
کہتا ہی یارو اسکو روکو کوئی پہلوان نہین نکلتا رستم نے جو حسرت اُس بادشاہ کی دیکھی دل
بیقرار ہوگیا ہر چند کہ عالم فقیری مین ہین مگر وہی جرأت و شوکت وہین سے نعرہ کیا او نامرد

خبردار آگے نہ بڑھنا قریب جان کرستا تا ہو وہ زنگی پلٹا دیکھا ایک جوان حسین جمیل للکارتا
ہوا آتا ہو گینڈے کو پھیر کر پلٹا قریب آکر پوچھا کہ اے جوان تیرا کیا نام ہو کہ منم فرہاد زنگی بعد
ایک سال کے زنگبار سے نکلتا ہون جو قلعہ راہ مین ملا فوج کا اپنی صرف لے لیتا ہون
اسی طرح اوقات بسر ہوتی ہو تیرا نام نامی کیا ہو فرمایا رستم پیلتن سرکوب ہفت پیکر طرف
آفاقیہ کے جاتا ہون تیری بدعت دیکھکر پلٹ پڑا فرہاد نے گرز کا ہاتھ مارا وہ بادشاہ
بالاے قلعہ دیکھ رہا ہو کہ رستم نے تیغہ ہفت جوہر کھینچا ہاتھ مارا کہ سرگرز کٹ کر گرا
زنگی کو بہت ناگوار ہوا تیغہ کھینچا رستم نے دیکھا کہ یہ گینڈے پر سوار مین پیدل ہون
اسکو اپنے برابر کرون بیٹھ کے ہاتھ تلوار کا مارا کہ چارون پاؤن گینڈے کے قلم ہوے
فرہاد بھی پیدل ہوگیا اُٹھنے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچا کر ہاتھ کلائی پر ڈال دیا فرہاد
حقیر جان کر لپٹ پڑا رستم نے گردن پر ہاتھ رکھکر یک مارا کہ سر زنگی کا زمین سے ملگیا یہ شکل
سمجھا ہوا لڑنے لگا جو تھے پیچ پر رستم نے اُکھیڑ کر مارا کہ زنگی چارون شانے چت
گرا رستم کودکر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین ہو درگذر کیا کہتا ہو فرہاد نے
جواب سخت دیا رستم نے سینہ سے اُٹھکر ایک پاؤن دونون پاؤن سے دبایا اور
ایک پاؤن دونون ہاتھون سے تھاما مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینکدیا اہل فوج نے جو
اپنے آقا کو کشتہ پایا لینا لینا کہکے دوڑ پڑے بادشاہ نے جو جلوہ فوج کا رستم پر دیکھا قلعے
سے باہر نکل آیا بارہ ہزار سوار لیکر نکلا دونون آپس مین ملگئے بادشاہ نے لاکر رستم کو گھوڑا
دیا سوار ہوکر رستم بھی جا پڑے جسپر ہاتھ ماردیا دو ٹکڑے کیے تھوڑے عرصے مین زنگی فریاد
کرتے ہوے بھاگے جمشید زرین ترکش نے رستم کو ساتھ لیا استقبال کرتا طرف اپنے
قلعہ کے لے چلا حال زار دیکھکر راہ مین پوچھا کیون آقاے نامدار کس حال مین آپکو
پاتا ہون رستم نے حال آفاق بیان کیا عرض کی حضور قلعہ مین چلیے وہ بادشاہ میرا بھائی
ہو مین اُسکو نامہ لکھونگا کہ آپکو بڑے اعزاز و اکرام سے لیجائے آپ کے جانے کی
خبر ملکہ کو بھی معلوم ہو شعلہ رخسار آتش خو اُسکا نام ہو لیکن عرض کرتا ہون کہ وہ نقابدار
بلاے روزگار ہو نہین معلوم سرکار سے کیا گذرے بڑے بڑے پہلوان اُسکے مقابلہ مین

آئے اور اُسکے ہاتھ سے مارے گئے کوئی غالب ہوا دیکھیے کیا ہو رستم نے کہا ای برادر
اگر ہماری قضا اُسکے ہاتھ سے ہی تو مجبور و ناچار ہین بقول شاعر - فرد - سر من بیچم ز شمشیر
حبیب * ہرچہ آید بر سر من یا نصیب * جمشید سمجھاتا ہوا قلعے مین لایا دار الامارہ مین لا کر
مقام صدر پر جگہ دی رستم نے فرمایا ای جمشید زرین ترکش اگر مجھسے تمکو محبت ہو تو لقراط
ثانی پر لعنت کرو ایک مرد جلساز شعبدہ باز اُسکو سجدہ کرنا سراسر حماقت ہی وہ خالق زمین
زمان رب دوجہان ہی اُسکی کیا صفت کر سکتے ہین بقول شاعر نظم

خالقِ یکتا کہ بیک کاف و نون — از عدم آورد دو عالم برون
نقش طرازندۂ کون و مکان — سقف فرازندۂ آسمان
ارض و سما نقطۂ پرکار او — نقش طرازیِّ صور کار او
چہرہ کشاے صور کائنات — راہ نماے ہمہ سوے نجات
دادہ بلندی بہ سپہر برین — پہن بگسترد بساط زمین
نور قمر شمع شب افروز کرد — گرم بہ نور سحر کہ روز کرد

اسطرح رستم نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا قدمون سے
لپٹ گیا کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی کہ حضور نے دولت کونین عطا فرمائی
اسیوقت جمشید نے ایک نامہ ملک آفاق شاہ کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای برادر بجان برابر
سرعزت اپنا اوپر آسمان افتخار کے پہونچاؤ کہ فرزند رشید صاحبقران رستم نوجوان تمہاری
دختر پر عاشق ہوے ہین مین نے اپنے قلعے پر اُتارا ہی بہتر اسی مین ہی کہ فوج کو اپنے ساتھ
لیکر براے استقبال شاہزادہ والا قدر آؤ مین بھی ساتھ رہونگا شکر ہی خدا کا کہ مین نے
لقراط ثانی پر لعنت کی اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانا اگر تحریر سے انکار کیا تو بہت برا
ہوگا آیندہ تمکو اختیار ہی زیادہ والسلام مہر اپنی کر کے نامہ شتر سوار کو دیا اور کہا کہ
ہاتھ مین آفاق شاہ کے دینا آیندہ جو اُسکی راے مین آئے شتر سوار نامہ لیکر چلا بعد
قطع منازل و طی مراحل قریب شہر آفاقیہ پہونچا شہر مین جو داخل ہوا دیکھا ایک جانب
باغ ہی اُسمین ہزار عشاق بنے ہین جو تاجدار عاشق ہوکے آئے اور ہاتھ سے اُس نقابدار کے

مارے گئے اُنکی قبرین اُسی باغ مین بنوادین بعد سال بھر کے بحکم ملکہ شعاع رخسار گرد اُس
باغ کے میلہ جمع ہوتا ہی ملکہ باغ مین رہتی ہین لباس فاخرہ پہنکر قبرون پر عاشقون کی آتی ہین
کسی قبر سے دھوان نکلتا ہی کسی قبر سے آواز نالہ آتی ہی ملکہ جو اپنے ہاتھون سے پھول چھنکتی ہین
تو قبر سے آواز آتی ہی۔ فرد۔ آہستہ برگ گل بفشان بر مزار ما * بس نازک ست شیشۂ دل
در کنار ما * ایک طرف سے آواز درد آتی ہی ای شاہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی فرد
روشن شد از وصال تو شبہای تار ما * صبح قیامت است چراغ مزار ما * قبرین جنبش کرتی
ہین ملکہ بیہوش ہوکر گر پڑتی ہین کنیزین اُٹھا کر لیجاتی ہین پھر لباس فاخرہ پہنکر سامنے
قبرون کے جلوہ فرما ہوتی ہین اور فرماتی ہین ای عاشقان صادق تمھاری روح کو شاد کرتی ہین
وہ شتر سوار اُن مقامات کو دیکھتا ہوا قریب دار الامارۂ شاہی کے آیا درگہ سالار سے
عرض کی بادشاہ سے جا کر کہو کہ نامہ دار قلعۂ جمشید سے آیا ہی امیدوار باریابی ہے
آفاق شاہ نے حکم دیا کہ بلاؤ شتر سوار نے جا کر دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی گرداگرد امیر و
وزیر اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین نامہ دار نے نامہ ہاتھ مین بادشاہ کے دیا بادشاہ نے وہ
نامہ ہاتھ مین وزیر کے دیا وزیر نے میر منشی کو بلایا ایک ممبر نصب ہوا میر منشی نے پڑھنا شروع
کیا اول تعریف پروردگار بعد صفت احمد مختار پھر منقبت حیدر کرار مضمون مذکور جو میر منشی
نے پڑھا تمام اہل دربار ہل کرنے لگے کہتے تھے بڑے غضب کی بات ہی کہ جمشید زرین کش
مسلمان ہوگیا اُسکو سزا دینا چاہیے آپکے بھائی صاحب ایسے آدمی تھے کہ رستم کو دیکھتے ہی
مسلمان ہوگئے رستم کو حضور سمجھے یہ کون صاحب ہین یہ وہ شخص ہین کہ جنکو قدرت نے طلسم
خیال سکندری مین بلانا چاہا ہی پہلوانون کو حکم آیا ہی کہ جبکی سرحد مین پہونچین وہ گرفتار کرکے
اور قدرت کے پاس لیجائے تو بہت بہتر ہی بڑے تعجب کی بات ہی کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر
مین جگہ دی ہی یقین ہی قدرت کے خلاف ہو جمشید پر کوئی آفت نازل ہو تو عجب نہین آفاق شاہ
نے جواب دیا اپنا اپنا اعتقاد چاہے اسلام اختیار کرے اگر اعتقاد ہو نہ کرے اپنے اپنے
مقدمہ مین اختیار ہی مین تو ضرور جاؤنگا یہ کہتا ہوا آفاق شاہ محفل مین آیا نامہ ہاتھ مین ہی
ملکہ شعاع رخسار تشنہ نے جو باپ کو دیکھا پوچھا ای والد نامدار اس وقت آپ کو انتشار مین

باقی ہون مزاج اقدس کیسا ہی آفاق تاجدار نے نامہ بیٹی کے ہاتھ مین دیا کہا ای نور نظر اگر جرم پوشش نہ ہوا اور پیوند تمھارا فرزند صاحبقران سے ہو تو کیسے فخر کی بات ہو لیکن قدر یہ کہ سب افسران فوج مسلمان ہونے پر راضی نہین ہین مجکو خیال یہ ہی کہ ایسا نہو کہ اُس لقا بد افعال مفلوک کو خبر پہونچے اور وہ مجکو تکلیف پہونچائے تو کون اسکو روک سکیگا ملکہ شعلہ رخسار کی نگاہ جو تصویر دلپذیر رستم پر پڑی بیساختہ آہ دل سے نکل گئی باپ سے متوجہ ہو کر کہا ای والد تاجدار اصل یہ کیفیت ہی فرد - نقاش چون شمائل آن ماہ می کشد + نوبت بہ زلف او چو رسد آہ می کشد + دوسرا شعر اسی مضمون کا دوسرے شاعر نے کہا ہی فرد - مانی جو نقش آن بت بے ہمہ ست می کشد + چون می رسد بلب ما دو دست می کشد + زلفین خلیلی دوش پر پڑی ہین کہ جس سے بوے مشک و عنبر آتی ہی کلاہ ہفت گوشہ زیب سر کہ جس سے شوکت کی اور ترقی ہی زرہ ہفت جوشن زیب جسم انور کہ نور جسم کا جھلک جوشن سے نکل رہا ہی یہ رعب و دبدبہ دیکھکر ملکہ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ہاتھ پاؤن میں رعشہ پڑ گیا چاہتی ہین کہ یہ تصویر کلام کرے تو باتین کرون نگاہ باپ سے بچا کر تصویر کے عارض پر عارض اپنا رکھ دیا ایک جوش محبت پیدا ہوا اُس نامہ کو ہاتھ مین لیے ہوے ایک گوشہ مین آئین بے اختیاری ہین یہ اشعار زبان سے نکل گئے نظم

ہم حال اپنا اُنکو دکھائے چلے گئے	لیکن وہ ہمسے آنکھ چرائے چلے گئے
دم بھر مرے تڑپنے کی دیکھی نہ تمنے سیر	کوچے سے وہ ہاتھ لگائے چلے گئے
کوچے یہ وہ جو جیب گئے تابوت دیکھکر	ہم بھی کفن مین منھ کو چھپائے چلے گئے
اب تو اُٹھایا ہاتھ مرے فاتحہ سے بھی	تربت پہ حسرت پھول چڑھائے چلے گئے
آئے تھے اُس سے کھلکے نہ آئینگے اب کبھی	لو آج پھر نصیبہ بلائے چلے گئے
مشتاق اُنکی باتون کا تھا وقت نزع بھی	بولے نہ کچھ کھڑے کھڑے آئے چلے گئے
ہنستا رہا وہ برق کے مانند اور ہم	آنسو مثال ابر بہائے چلے گئے
برخاستہ دلون کی کہین دل لگی نہین	بیگانہ وار بزم مین آئے چلے گئے
ای رند وقت بد مین کسی نے دیا نہ ساتھ	آنکھین چرا کے اپنے پرائے چلے گئے

آنکھون مین آنسو بھر آئے آفاق تاجدار نے پکارا کیون بیٹا گوشہ مین کیون گئین مین اب

چلنے کی تیاری کرتا ہوں خواہ کوئی بگڑے یا بنے یہ کہکے آفاق تاجدار باہر آیا حکم ہوا لشکر
تیار ہوا ایک سردار صفدر کجراے یہ سامان دیکھا گھبرایا سوچا کہ جلکر نقابدار کو اطلاع کرون
کہ ایسی معشوق پری چہرہ ہاتھ سے جاتی ہے بادشاہ کو روک لو یہ سوچکر کجراے قریب درۂ کوہ
ہو پہنچا پکار کر آواز دی اے نقابدار بہادر مجکو کچھ عرض کرنا ہے حرم پوش ٹہلتا ہوا باہر
آیا کجراے نے سب کیفیت بیان کی اور کہا یہ یقین کامل ہوا کہ رستم تمھارے مقابلہ
مین ضرور آئینگے اسوقت سمجھ لینا یا اب آفاق تاجدار کو روکو کہ استقبال رستم کو نہ جائین
نقابدار نے کہا مین ابھی جلکر روکتا ہون میری ڈھیل تھی ورنہ جب قصد کرتا ملک لے لیتا
مین نے اپنی طرف سے چھوڑ دیا تھا اب دختر کو بھی لونگا اور ملک پر بھی قبضہ کرونگا کیسا
افسوس کی بات ہے کہ دین جد و آبا کو بالکل بھول گئے دین خدا سے نادیدہ اختیار کرتے مین
جس دن سے یہ مسلمان اس سرحد مین آئے جا بجا مسجدین بن گئین دیر پامال ہو گئے
کہین کوئی خداوند لقراط ثانی کا ذکر نہین کرتا مسلمانون کے نزدیک دو سو خدا سب بیکار ہین اور
ہمارے نزدیک یہ مسئلہ ہے کہ جس خدا کو دیکھا نہین اُسکی کیونکر اطاعت کرین مسلمان اپنے
خدا کو ہمین دکھا دین تو ہم اعتقاد کرین ایسے لاف و گزاف کرکے نقابدار نے کجراے کو
رخصت کیا کہا تم جاؤ بادشاہ کے ساتھ رہو جب بادشاہ لشکر کو لیکر اس طرف سے آئینگے
فوراً پیغام دونگا کہ اپنی دختر کی شادی میرے ساتھ کیجیے اگر بادشاہ نے قبول کر لیا تو بہتر ہے
ورنہ تلوار کھینچکر جا پڑونگا مجھ سے کون لڑ سکیگا دم بھر مین زمین ہلا دونگا یہ کہہ کے
نقابدار حرم پوش نے ہرکارے مقرر کیے کہ مجکو دمبدم خبر پہونچانا کجراے جب دربار
آفاق شاہ مین گیا دیکھا بادشاہ نے تیاری کی چند وزیر و امیر براے نگہبانی قلعہ
چھوڑے جب محل مین رخصت کو آیا تو بیٹی نے دامن پکڑ لیا کہا قبلہ و کعبہ مجکو بھی ہمراہ
لے چلیے آفاق نے ہر چند انکار کیا کہا اے نور نظر تمھارا چلنا بہتر نہین ہے شعلہ رخسار
رونے لگی سر جھکا کر کہا اگر حضور ساتھ نہ لیجائینگے پھر زندہ نہ پائینگے اس طور سے ملکہ
شعلہ رخسار آتش خو نے باپ سے کہا کہ باپ کو کچھ بن نہ پڑا فوراً حکم دیا محافہ بھی تیار کرو
جب کنیزون نے محافہ منگوایا ملکہ سوار ہوئین تب آفاق شاہ نے کوچ کیا

ہرکارے نقابدار جرم پوش کے لگے ہوئے تھے فوراً خبر لیکر بھاگے خدمت مین نقابدار
کی آئے عرض کی ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان ملک آفاق شاہ مع دختر کے
آتا ہی یہ سنتے ہی نقابدار اُٹھا نقاب چہرے پر درست کی کرگدن مست پر سوار ہوا
بارہ ہزار جوان لیکر درہ کوہ سے نکلا دوراہے پر آکر صف باندھی آپ آگے بڑھکر کھڑا
ہوا جیسے ہی آمد لشکر سنی پکار کر آواز دی ای ملازمان آفاق شاہ رُک جاؤ آگے نہ بڑھو
ہمارے آنے کی خبر بادشاہ کو کرو ہرکارون نے بڑھکر آفاق شاہ کو خبر کی کہ اسے
شاہنشاہ گیتی ستان نقابدار جرم پوش نے راستہ روکا ہی آپ کو بلاتا ہی آفاق شاہ
گھوڑے پر سوار ہوکر سامنے نقابدار کے آیا نقابدار نے کہا ای ملک آفاق شاہ مجھ
ایسا بہادر عالم مین نہین ہی تمھاری بیٹی نے یہی شرط مقرر کی کہ جو مجکو زیر کرے وہ مجھپر
قابض ہو صدہا پہلوان آئے میرے ہاتھ سے زیر ہوئے بہت سے قید مین بہت سے
مارے گئے اب بہتر یہ ہی کہ شادی اپنی بیٹی کی میرے ساتھ کردو ورنہ ملک و مال چھین لونگا
چین نہ لینے دونگا آفاق تاجدار نے جواب دیا کہ ای نقابدار بہادر اب فرزند صاحبقران
آئے ہین مین لینے چلا ہون وہ تمسے مقابلہ کرینگے اگر اُنپر غالب آئے تو مین جانونگا کہ
تمسے زیادہ کوئی بہادر نہین ہی پھر تمھارے ساتھ شادی کردونگا اب میری راہ نہ روکو
مجکو جانے دو مین جاکر فرزند صاحبقران کو لاتا ہون تمسے اُنسے مقابلہ ہوگا تب حال
کھلیگا بھائی نے میرے مجکو نامہ لکھا مین لینے جاتا ہون سد راہ نہو نقابدار نے کہا کل
سر میدان آکر تاج و تخت چھین لونگا ملک آفاق شاہ نے ہرچند سمجھایا مگر اُس مغرور نے
نہ مانا اپنی ہی کہے گیا آخر آفاق شاہ اُسی مقام پر اُتر پڑا بارگاہ استادہ کرا کے
بیٹی کو بارگاہ مین داخل کیا آپ اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا پہلوان جو آفاق شاہ کے
ساتھ مین وہ کہ رہے ہین ای بادشاہ جمجاہ کچھ نہ گھبرایئے سر میدان اس جرم پوش کو
سمجھا دینگے نہین معلوم وہ اپنے دل مین کیا سمجھا ہی لیکن نقابدار جو اپنی بارگاہ مین
آیا فوراً حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارے نے آفاق شاہ کو خبر دی آفاق نے بھی
طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامہ

مین گذری جب شاہنشاہ خاور لیصد کروفر تخت زرجدی فلک پر جلوہ فرما ہوا نقابدار
سوار ہو کر میدان مین آیا ادھر سے آفاق شاہ فوج کو لے کر پہونچا صفین جمین نقیب
نقابت کر کے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا نقابدار نے گینڈا اپنا صف سے نکالا میدان مین
آکر آواز دی ای آفاق شاہ کسی کو بھیجو ملکہ روزن خیمہ سے دیکھ رہی ہین آفاق نے
طرف فوج کے دیکھا سہمناک زنگی سب پہلوانون کا افسر گینڈے کو بڑھا کر سامنے
ملک آفاق کے آیا عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان دیجیے آفاق نے آنکھون مین
آنسو بھر کے جواب دیا ای سہمناک اس ظالم سے سمجھ کے مقابلہ کرنا اسکو اپنی قوت و طاقت
پر بڑا ناز ہی سہمناک نے عرض کی اسکی مشکین باندھ کر لاتا ہون آپ دگھبرایئے آفاق
نے جواب دیا تمکو خدا و خضر خیال سکندری کے سپرد کیا سہمناک گینڈا بڑھا کر مقابلہ
نقابدار مین پہونچا نقابدار نے جو سہمناک کو آتے ہوے دیکھا گرد اسپر کا لیکر بڑھا
آپس مین لگا و رچلی نقابدار نے نیزہ مارا سہمناک نے نیزہ روکا دس بارہ طعنین
رد و بدل ہوئین کہ نقابدار نے الجھاوے سے ہاتھ نکال کر نیزہ سہمناک کا گانٹھا
اس کن سے جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سہمناک کے نکلگیا تلوار کھینچی کئی ہاتھ تلوار کے
نقابدار پر مارے نقابدار نے سب وار روکے للکار کر آواز دی او زنگی جوان یکہ
ایک وار میرا تو قبول کر اس ہیبت سے نقابدار نے للکارا کہ سہمناک حیران ہوگیا نقابدار
نے ہاتھ مارا سہمناک تا دو ابرو زخمی ہوا نقابدار نے ہاتھ روک لیا پکار کر آواز دی اے
آفاق شاہ اس صید زبون کو سامنے سے ہٹاؤ اور کسی کو بھیجو شاداں کش جو پہلو مین
تخت کے کھڑا تھا وہ گینڈا بڑھا کر آیا سہمناک کو ہٹایا آپ سینہ سپر کے مقابل ہوا بعد
نیزے کے تلوار چلی نقابدار نے ہاتھ مار دیا شاداں بھی زخمی ہوا ملکہ نے جو خیمہ سے یہ حال دیکھا
گھبرا گئین کنیزون سے کہتی تھین صاحبو فلک نے یہ کیا سامان دکھایا دیکھون اب کیا
ہو جاتا ہی وہ زخمی ہوتا ہی مین یاد مین اُس شہریار کی ہون دیکھون دیدار میسر ہو کہ نہو اگر تاجدار
بعد تشریف لائین تو کہدینا کہ کنیز آپکی یاد مین تھی اُسکے مزار پر جانے دیجئے تو یہ کیفیت ہی نظم

جان زارم فرقت تن می کند	دل بیاد یار شیون می کند

داشتن تصویر جانان در بغل — از عذاب ہجر ایمن می کند
من چرا از یار خود نفرت کنم — پیش بت سجدہ برہمن می کند
جامہ خود میدرد گل از رخت — از مسی فریاد سوسن می کند
شور کنعان مثل بوی پیرہن — دیدہ یعقوب روشن می کند
سرو از قامت نہ تنہا پا بہ گل — فاختہ ہم طوق گردن می کند
این رقیب روسیاہی وای دوست — کردہ باشد انچہ دشمن می کند
بر مزارم ہر شب از دست تعب — سر برہنہ شمع شیون می کند
ای شفا در سبزہ رخسار یار — طوطی روحم نشیمن می کند

یہ اشعار پڑھکر رونے لگین یہان میدان مین یہ معرکہ گذرا کہ جب نقابدار نے چھ سات پہلوانون کو زخمی کیا دو چار کو جان سے مارا کینا بڑھاکر مغلوبہ کردی جب لشکر مل گئے تب آفاق تاجدار کو آکر نقابدار نے زخمی کیا ملکہ نے جو خیمہ سے دیکھا گھبرا گئین کنیزون سے کہا لو غضب ہوا بابا جان زخمی ہوے اب وہ ملعون خیمہ مین گھس آئیگا مجھکو گرفتار کرکے لیجائیگا مین اپنی جان دونگی یہ کہکے لباس مردانہ پہنا کنیزون سے کہا کہ مادیان لاؤ کنیزین مادیان لائین اسپر سوار ہوگئے چلین چند کنیزین ساتھ ہوئین ملکہ خیمہ سے روتی ہوئی نکلین طرف صحرا کے گئین یہان تلوار چل رہی ہے آفاق تاجدار رہ گیا پھرتا ہے نقابدار تلوار کھینچے ہوے جسطرف جا پڑتا ہے صفون کو درہم برہم کردیتا ہے ہزارہا جوان اس ملعون کے ہاتھ سے مارے گئے آفاق تاجدار بیقرار ہوکے دعائین کررہا ہے اے خداے نادیدہ تیری خدائی کا مین نے اعتقاد کیا تجھپر یہ بدعت ہے مجھکو اس آفت سے بچالے نظم

ہست اندر اختیارت ہر درون و ہر برون — صانع عالم توئی ای خالق چون و چگون
روز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون — بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون
صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی — بام این کاشانہ از ہر بام بر تر ساختی
جلوۂ قدرت نمودی در گلستان بار بار — گاہ از گل چہرہ بنمودی گہ از دامان خار
گاہ از روے خزان و گاہ از رنگ بہار — گاہ کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار

گاہ کثرت را پئے توحید مظہر ساختی		جلوۂ ذات احد روشن زاکثر ساختی

لٹک لٹک کر دعا مین مانگ رہا تھا نقابدار کی بدعت حد کو پہونچی ہی آفاق شاہ کے پہلوان
زخمدار و بیقرار بھاگتے پھرتے ہین نقابدار چاہتا ہی آفاق کو مار کر خیمہ مین لیکے جاؤن معشوق
پر قبضہ کرون ایسے معشوق پریچہرہ کسکو ملتے ہین آج اُس سے وصل کرون تو مراد دل حاصل ہو
تسکین دل ہو اِس جوش و خروش مین لڑ رہا ہی جس طرف پہونچا لاشون کے انبار لگا دیے
کوئی اُسکے مقابلہ مین نہین آتا مگر آفاق نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا
سے گرد اُڑی رستم پیلتن و پیل کن آگے مرکب کو بڑھائے ہوئے جمشید زرین ترکش
تخت پر صدا ہے ہا ہو سُنکر رستم نے مرکب روکا ہرکارے سے اشارہ کیا خبر دہ یہ کیا معرکہ ہی
کیسا ہنگامہ ہی ہرکارہ گیا خبر لیکر آیا عرض کی ای شہریار والا تبار نقابدار حرم پوش نے
لشکر آفاق شاہ کو تہ و بالا کر دیا ہی سب کو قتل کر رہا ہی نام نقابدار سُنکر رستم نے مرکب چمکایا
نعرہ کیا یا شیعان کافران بیحیا و ای نابکاران بیہودہ منم رستم پیلتن کشندۂ توپل ہندی و
دوپل ہندی علمشاہ نوجوان۔ نعرۂ رستم ۔ ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم
لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ہمہ بر تخت مرزوق انگندہ خور + نعرہ کرکے ایسے
جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے جمشید زرین ترکش سے کل فوج کو اشارہ کیا کل فوج
جا پڑی افسر بڑھ کے لڑ رہا ہی فوج نے بھی جانبازی کی فوج نقابدار قتل ہونے لگی رستم
لڑتے بھڑتے سامنے نقابدار کے پہونچے للکارا کہ او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد مردان
عالم سے تو مقابلہ کر نقابدار نے جو نعرۂ رستم سُنا جا پڑا آتے ہی نیزہ مارا رستم نے نیزہ اُس
سرکش کا قلم کیا اُسنے تلوار کا ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر
خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نقابدار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ ہفت جوہر جا سے گرا
سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تیغہ گرا خود کو کاٹا خود کو کاٹ کر جو تلوار گری سر اسکا دو
جز ٹکڑے کو کاٹا تا بہ جگرگاہ تلوار پہونچی نقابدار کو مار کر فوج کو اُسکی پامال کیا آخر سب بھاگ گئے رستم
اُسی طرح دریائے خون مین نہائے ہوئے سامنے آفاق تاجدار کے آئے آفاق نے رستم کو جو
اُس شوکت سے دیکھا تخت سے کود پڑا قدمون کو بوسہ دیا رستم نے پوچھا ای بادشاہ عالیجاہ

یہ کیا معرکہ ہوا آفاق شاہ رونے لگا کہا اے شہریار جب نامہ بجانب صاحب کا پہونچا اُسی وقت مین نے تیاری کی راہ مین اُس ملعون نے روکا سات آٹھ سپاہی زخمی ہوے آخر اُس ملعون نے مغلوب کر دی غلام نے شکست کھائی قریب تھا کہ غلام کا خاتمہ ہو کہ حضور تشریف لائے شکر ہے کہ یہ کافر مغرور مارا گیا اب حضور تشریف لیچلین ملکۂ عالم آپکی مشتاق ہین جب غلام نے قصد کیا کہ سفر کرے اور مین نے یہ کہا کہ رستم کے استقبال کو جاتا ہون ملکہ رونے لگین اور تڑپ کر کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگی آخر مین ساتھ لایا یقین ہے کہ آپکے انتظار مین ہون آفاق رستم کو ساتھ لیکر چلے جب قریب در خیمۂ ملکہ پہونچے کنیزین رو رہی تھین آفاق نے گھبرا کر پوچھا اری خیر تو ہے تم سبکے رونے کا کیا باعث ہے کنیزون نے عرض کی واری غضب ہوا جب ملکہ نے دیکھا کہ بابا بھی زخمی ہوے فرمایا کہ اب فتح نہو گی زنانہ لباس اُتار کر پھینکا مردانہ کپڑے پہن مادیان پر سوار ہو کر نکل گئین چند کنیزین ساتھ لے گئین یہ سنکر رستم نے آہ کی فرمایا بڑا غضب ہوا فلک کجرفتار نے مجکو لوٹ لیا نظم

دل سے اُلفت مین بہت حسرت و ارمان نکلے — اور جو رہ گئے وہ جان کے خواہان نکلے
تجھسے وہ بت کبھی منھ پھیر کے بولا بھی تو یون — گبر تھے آپ یہ کیسے کہ مسلمان نکلے
جستجو اپنے ز خود رفتہ کی تم آپ کرو — صاحب خانہ کو خود ڈھونڈھنے مہمان نکلے
ہائے جس ہاتھ مین تھے گیسوے جانان شب وصل — صبح کو دیکھا تو کچھ تار گریبان نکلے
نہ ملا یار کو ہر چند یہان بھی ڈھونڈھا — مجمع حشر سے ہم اور پریشان نکلے
جنکے انداز تھے دم توڑنے کے قابل دید — ہمجانون مین کسی کے وہی بیجان نکلے
تو ہی پوچھیگا تو کچھ اپنے بھیجینگے آنسو — ڈھونڈھتے اشک ترا گوشۂ دامان نکلے
شیخ ہو گبر ہو دیندار ہو کافر ہو جلال — اُس صنم ہی کے یہ سب بندۂ احسان نکلے

رستم نہایت پریشان ہوے فرمایا کہ اے آفاق شاہ ہمارا تو یہ مقام نہین ہم تلاش مین اُس گوہر بے بہا کی جاتے ہین یا تو تلاش کر کے لائے یا جستجو مین جان دی آفاق شاہ نے بہت سمجھایا کہ حضور تشریف رکھیے مین ہرکارے روانہ کرتا ہون وہ خبر لائینگے تب تشریف لیجائیے گا رستم نے نہ مانا جمشید زرین ترکش نے عرض کی غلام تو حضور کے ہمراہ آیا ہے ساتھ ہی جائیگا دامن دولت نہ چھوڑیگا محبت سے منھ نہ موڑیگا رستم نے کسیکو ساتھ نہ لیا تنہا

تلاش مین اُس گوہر بے بہا کی نکلے خاک اُڑاتے ہوے جاتے ہین اب حال مصیبت آل
اُس حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق کا تحریر کرتا ہون کہ جب ملکہ پانچ کنیزون کو ساتھ
لیکر نکلین دن بھر رہروی کی شام کو ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرین بڑی رات گئے ایک کنیز
براے رفع حاجت بڑھی ایک زرد کے پاس جاکر بیٹھی وہان مار سیاہ تھا اُسنے کاٹا اُٹھی
مقام سے اُٹھ نسکی پانی ہوکر بہ گئی دوسرے دن دوسری کنیز کو اژدہا کھا گیا تیسری کو شیر
اُٹھالے گیا چارون مین پانچون کنیزین ہلاک ہوگئین ملکہ یکہ وتنہا رہ گئین مادیان پر سوار ہوکر
چلین دوپہر کو ایک صحراے حیرت خیز مین گذر ہوا آفتاب عالمتاب کی حدت دھوپ کی شدت
جب خیال کرکے دیکھا دھوپ عراقی ہوئی معلوم ہوتی ہو غبار کا اُڑنا بونڈے گو کے اُٹھ رہے
ہین ہر نخل کے نیچے معلوم ہوتا ہو کہ بچ نخل سے سایہ لپٹا ہو اس حال سے ملکہ اُس دھوپ
مین حیران وپریشان جاتی ہین قصد ہو کہ کسی مقام پر پانی ملے تو مادیان کو پلاؤن مگر پانی
کہین نظر نہ آیا سوجہ ریگ گرم نظر آتا ہو وہی سراب کا دھوکا ہو وہ ہواے گرم چل رہی ہو
کہ ذرہ اُڑکر جو بدن پر پڑتا ہو چھالا پڑجاتا ہو ہزار ہا آبلے جسم نازک پر پڑے چہرہ سونلایا ہوا
زندگی سے ناامید گویا سوانیزے پر خورشید مادیان شدت سے پیاس کی بدحواس ہوگی
زبان منھ سے نکال دی چند قدم پر جاکر گر پڑی ملکہ نے ہرچند چاہا کہ مادیان کو اٹھاؤن مگر
مادیان نہ اُٹھی کچھ گرم پانی منھ سے نکلا تڑپ تڑپ کے مادیان نے جان دی اب پیادہ روی
مجبور ہوکر اختیار کی ملکہ بیقرار ہوتے لیکن فراق تعین کرحقیقت مین خدا نکرے کہ یداقبالی
کا وقت آئے سب چیزین جدا ہو جاتی ہین دیکھو اسوقت مین مادیان کا انتقال ہوا اب
پیادہ روی کی نوبت پہونچی مخفی نے کیا خوب فرمایا ہو نظم

روز نومیدی چو آید آشنا دشمن شود		غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود
ہر کہ پیش از وقت درغمہاے در د سر بود		گر اکلیش بو علی باشد دوا دشمن بود
باز موج سیل اشکم دم ز طوفان میزند	دیگر	چشمہ سار دیدہ ام پہلوے عمان میزند
این سر شوریدہ سودئے جنونے می پرد		این دل دیوانہ ام دم از بیابان میزند
ہر کجا خواہم نشینم از پے برخاستن		خاطر آشفتہ ام دستے بدامان میزند

جمع جمعیت چہ سود از طالبان عافیت	خستہ ہاے گردش دوران پریشان میزند
بسکہ درد آلودہ دام نہان بر ہر نفس	بر تنم ہر موئے ابرو زخم پیکان میزند
آتش افروزان حذر باز سینہ مخفی کنا	آہ آتشناک را آتش بداماں میزند

دیر تک ملکہ لاش پہ یادیان کی روئی آخر شدت سے دھوپ کی سر پیٹنے لگا خوف ہوا
ایسا نہو کہ غش آجائے پھر اٹھنا دشوار ہو چلئے یہ فرما کر اٹھیں کہ اور رفیق شفیق تمہاری ساتھ
چھوڑتا رفتی ہوئی طرف صحرا کے چلیں وہ تلوے جو فرش گل سے فگار ہوتے تھے وہ نوک خار
سے خار خار ہو رہے ہیں آبلہ ہاے پامال پر ملکہ کے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہیں اس حال ا
سے صحرا سے پرخار میں جاتی ہیں کہ پاؤں میں چھیٹرے سے ہوئے ہر مقام پہ گر پڑتی ہیں
ایک مقام پر دیکھا ایک غار میں پانی بھرا ہوا ہے اس پانی کو دیکھ کر دل بیقرار ہو گیا قریب آ کے
جھک کر ہاتھ پانی میں ڈالا اس قدر کھولا ہوا تھا کہ پینا پانی مشکل ہو گئی حباب آنکھیں بن کے
لگے سوجہ آپ تشنہ شرربار بنکے نکلے یہ پھر ایا پانی سی مقام پر پھینک دیا لڑکھڑا کر گرین کہ صحرا
گرد آلود ہی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پہ سوار باز سفید ہاتھ پہ چڑھا ہوا تیہو جو گوشۂ صحرا
سے اڑا اسپر باز کو چھوڑا باز نے جا کر تیہو کو گھیرا جب پنجہ مارتا ہی تیہو کے بال و پر نوچ کے
پھینکدیا ہی تیہو گرتا ہوا آتا ہی اس پہلوان کی پشت پہ دس بیس سوار ہیں شدت سے
دھوپ کی اُف اُف کرتے ہوے چلے آتے ہیں نوجوان باز کو اپنے دیکھتا ہوا گینڈے کے
پھیر کرتا ہوا چلا آتا ہی باز نے طمانچہ جو مارا تیہو گرا قریب ملکہ کے آ کر تڑپنے لگا باز کندھے
باندھ کر سینہ پر تیہو کے سوار ہوا پنجہ سے نوچنے لگا وہ پہلوان گینڈے سے کودا باز کو ہاتھ
سینہ تیہو کا چاک کر کے کلیجہ اسکا چاک کیا سینہ کا گوشت نکالا باز کو کھلانے لگا پلٹ کے
جو نگاہ پڑی ایک آفتاب تابان ماہ درخشاں کو دیکھا کہ فرش خاک پر تڑپ رہی ہی تمام
عارض گرد آلود بیقراری میں ہوا پڑیاں بگڑی ہیں زمین میں گڑھے پڑ گئے ہیں ہونٹھ خشک
پریشان جبیں ہو رہی ہی وہ جوان صورت دیکھکر بیقرار ہو گیا قریب آ کر کہا اے ملکۂ عالم آپ کون
ہیں کہ اس صحراے بے ہول میں فرش خاک پر بیقرار و بیتاب ہیں آنکھوں میں تنکوا پیندہ ہم
لے چلیں ملکہ نے جواب دیا کہ شخص ہمارے مقدمہ میں دخل نہ دے بقول شاعر

فرد - ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا + ہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے + اُس پہلوان
نے کہا اے شہنشاہ خوبی وائے سرو باغ محبوبی عورت پر کیا زور و ظلم کرونگا اگر بہرام فلک ہو تو
اُسکی بھی گردن توڑ دون میرا زور زمین کوئی افسر ہمسر نہین ہے پیکان تیر انداز میرا نام ہے
اکناف عالم کے بڑے بڑے پہلوان نام سے ہادیدولت کے تھراتے ہین مگر تجسے منت کرتا ہون
کہ میرے ساتھ چلو ساٹھ ہزار فوج کا مالک ہون کئی سو کوس مین میری عملداری ہے سب تمھاری
اطاعت کرینگے اپنا حال تو مجھ سے بیان کرو کہ کس حال مین ہو یہان کے پڑے رہنے سے کیا
نفع ہوگا محلات شاہی مین جاکر تمکو بٹھاؤن کنیزین خدمت مین کھڑی ہونگی ملکہ ناچار ہوکر اُٹھ بیٹھین
کہا اے شخص کیون اپنے کو پریشان کرتا ہے مجھ سے متعرض نہو جس کام کو آیا ہے اُس کام کو جا
پیکان نے جب دیکھا کہ یہ نازنین کسی طرح نہین مانتی تو پلٹ کے سوارون سے کہا کہ محافہ لاؤ
اے ملکہ عالم اگر بخوشی سوار ہوگی تو بہ جبر سوار کرونگا یہ سنکر ملکہ کا نپنے لگین حیران تھین کہ
کیا کرون کہ جبر صحرا سے گرد اُڑی دیکھا دوسرا پہلوان کئی سو پیدل و سوار اُسکی پشت پر آیا یہان
لوگون کو کھڑے دیکھا وہ بھی اسی مقام پر آیا جمال ملکہ دیکھکر بیقرار ہوگیا پیکان محافہ منگا کر
سمجھا رہا ہے کہ او ملکہ سوار ہو ورنہ گود مین لیکر سوار کرونگا دوسرا پہلوان کہ نیران فیل زور اُسکا
نام تھا اُسنے قریب آکر کہا کہ اے برادر کیون ظلم کرتے ہو وہ عورت نہین مانتی پیکان نے
کہا اے نیران تم دخل نہ دو ورنہ بہت پچھتاؤ گے میری اس معشوق پر جان جاتی ہے جس طرح
اُسکی لیجاؤنگا نیران و پیکان سے تکرار ہونے لگی نیران کہتا ہے کہ اس معشوق کو مین لونگا
پیکان اُسکا جواب دیتا ہے کہ اس معشوق کو مین لونگا تم یہان سے چلے جاؤ میرے مقدمہ مین
دخل نہ دو ورنہ بہت پچھتاؤ گے نیران نے تلوار کھینچی پیکان اسقدر مغرور ہے کہ اُسکی تلوار
کھینچنے کا کچھ خیال نہ کیا چپکا کھڑا رہا نیران نے ہاتھ تلوار کا مارا پیکان نے وار بچا کر کلائی پر
ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا نیران لڑکھڑا کر گرا پیکان نے ایک لات ماری کہ سر نیران کا
پھٹ گیا ساتھ والون کو اُسکے بہ نگاہ قہر دیکھا کہا اسکا لاشہ اُٹھا لیجاؤ ورنہ تم سبکو قتل
کرونگا وہ سب خائف و ترسان خجل پیکا ہوتے ہوئے لاشہ نیران کا اُٹھا کے روتے پیٹتے
طرف صحرا کے روانہ ہو گئے پیکان نے کہا کہ او ملکہ سوار ہوا سی مین خیر ہے ورنہ گود مین

اُٹھا لونگا ملکہ ڈر ہی ناچار ہوکر محافہ مین سوار ہوئین پیکان نے پایہ پر ہاتھ رکھا لیکر چلا
بعد دو تین کوس کے دروازہ قلعہ کا معلوم ہوا ملکہ یاقوت سرنگون رو رہی تھین یہ خیال مین آیا
کہ اپنی جان و آبرو بچاؤ کہا اے پیکان پہلے مجھکو ایک تنہا مکان مین اُتار دو پھر جو کچھ کہو گے
قبول کرونگی پیکان سمجھا اب مجھ سے راضی ہوئی چوک مین ایک مکان شاہی خالی تھا
اُسکے دروازہ پر لاکر محافہ رکھوا دیا کہا اے ملکہ عالم تو اُترو ملکہ اُس مکان مین اُتر گئین دروازے
کی کنڈی بند کر لی پکار کر کہا او بیحیا جا دور ہو جو کوئی اس مکان مین آیا اپنی جان دیدونگی
پیکان روتا پیٹتا اپنی بارگاہ مین آیا شہر مین ڈھنڈورا پٹوایا کہ ایک عورت ناراض فلان
مکان مین اُتری ہے جو کوئی اُسکو تسخیر کر کے لائے اور مجھ سے ملائے تو اُسکو دولت دنیا سے
نہال کر دونگا ایک کٹنی ضعیفہ پاس پیکان کے آئی عرض کی اگر حکم ہو تو کنیز جائے ملکہ کو سمجھا کر
لائے یہ کہکر بڑھیا چلی دروازے پر آکر منتین کرنے لگی کہا بی بی مجھکو اندر آنے دو مین کچھ عرض
کرونگی مقدمہ وصل پیکان کچھ نکہونگی ملکہ نے اندر بلا لیا مگر کنڈی بند کر لی سوچی کہ یہ ضعیفہ
میرا کیا کر سکیگی جب ضعیفہ بیٹھی ہاتھ باندھ کر قدمون پر گر پڑی کہا بی بی پیکان اس شہر کا
بادشاہ ہے اُسکی زوجہ کہلاؤ گی دولت بے زوال پاؤ گی ملکہ نے ایک پتھر اُٹھا کر اُسکے سر پر مارا کہ
ضعیفہ کا سر پھٹ گیا لاشہ کھینچکر باہر پھینکدیا پیکان کو یہ خبر پہونچی کہ ملکہ نے اُس ضعیفہ کو مار ڈالا
اُسنے اشتہار چسپان کیا کہ جسکے مزاج مین آئے اس مہم کو سر کرے دولت بیحساب دونگا
ایک خواجہ سرا تاجر پیشہ کاروان سرا مین اُترا تھا یہ خبر سنکر خدمت مین پیکان کی آیا
عرض کی کہ اے شہریار ہم لوگ ہمیشہ شاہزادیون کے راز دار رہے ہین اگر حکم ہو تو غلام
جائے تسخیر کر کے شاہزادی کو لائے پیکان نے حکم دیا بہتر کیا عجب ہے کہ خواجہ سرا کا
کہنا مان لے خواجہ سرا چلا دروازے پر آیا دراڑ سے ملکہ کو دیکھا قضا را کار یہ خواجہ سرا
سرکار مین آفاقی شاہ کی ملازم تھا جب سے اُس سرکار سے نکلا پیشہ تجارت کرنے لگا
پہچان کر اُسنے پکارا کہا اے شعلہ رخسار آتش خو تم یہان کیونکر پہونچین ملکہ نے خواجہ سرا
کو اندر بلا لیا اور لپٹ کر رونے لگین کہا اے خواجہ سرا مجھکو اس آفت سے نکال سب
بیتا حال بیان کیا خواجہ سرا نے کہا مین رات کو دو گھوڑے لاؤنگا ایک پر تم سوار ہونا

ایک پر ہم سوار ہو نگا نکل چلینگے ملک سے وجہ بخت ہوا خواجہ سرا نے اگر پیکان سے کہا
مین نے کچھ ابھی کیا ہو دو چار ملک مین راضی کر دونگا مگر دو گھوڑے کسواکر قریب اُس مکان
کے گھوڑے کروا دیجیے اورشاہ نے معشوقہ سے بولی کسواکر قریب اُس مکان کے گھوڑے
کروا دیے وہ پہر رات سے گئے خواجہ سرا آیا پکار کر کہا کہ ملکہ عالم نکلو گھوڑے تیار ہین ملکہ نکل کر
پشت مرکب پر سوار ہو مع خواجہ سرا ملکہ کو لیکر چلا شہر سے نکل گیا جنگل مین وہ دونون باتین
کرتے ہوے جاتے ہین پیکان کو خبر ملی کہ وہ خواجہ سرا ملکہ کو نکال لے گیا پیکان سوار
ہوا تلاش مین چلا دس ہزار فوج ساتھ ہو آپ بھی گینڈا آتا تھا ہوا ساتھ والون سے کہتا
عجب معشوق محبوب نکل گئی میرا تو عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو۔ نظم

نہ تھا ہر رنگ دلسوزی ہوا ہے سوز الفت سے | لگا آئی ہو محبت کی گل داغ محبت سے
جو لیجائے تو یہ سمجھون فتنہ روز قیامت سے | رہا کیونکر کسی کی آنکھ کے گوشہ مین راحت سے
بیے جاتی ہو کہا جاتے کہان سینگی جیالی سے | لپٹ کر رو رہا ہو دل مرا ایک ایک حسرت سے
ذرا ہے ہوش رفتہ بھی کہ کچھ وحشی کو سمجھا | وطن برباد ہوتا ہو چلو صحرا سے وحشت سے
وہ غمگین غصہ بھی آتا ہو تو اک عالم دکھاتا ہو | بری معشوق بنتے ہین گذر کر آدمیت سے
اُٹھا لیتی اجل مجھکو شب فرقت تو کیا ہوتا | توقع دوستی کی اٹھ گئی اس بے مروت سے
خدا چاہے تو مہلت دے نہ گردش الفلاک مجھکو | ستایا ہو یہین تو بھی نہین بچنے کا رحمت سے
لیس مرگ اسکو پہلو مین رکھونگا نہ رکھونگا | دل بیتاب کا مدفن الگ ہو میری تربت سے
تلاش یار کیسی کچھ ہو از خود رفتگی ایسی | کہ ہم ہین آپ اپنی جستجو مین ایک مدت سے
ہشیش دل کی لیے پھرتی ہو بعد مرگ بھی ہمکو | کبھی جنت مین دوزخ سے کبھی دوزخ مین جنت سے
نہایت شکر کرتا ہون شب غم کی حکایت کا | کہ مجھکو باز رکھا وصل مین تیری شکایت سے
یہ رتبہ عشق نے بخشا کہ دیتے ہین مثال اکثر | ہماری ناتوانی کو حسین اپنی نزاکت سے
لگاوٹ رکھتی ہو جب سے مزاج یار سے شوخی | یہان بھی لاگ ہو بے اختیاری کو طبیعت سے
عتاب یار مین بھی ہو جلال اک لطف یاران | غضب آلودہ چتون کم نہین چشم عنایت سے

ساتھ والے کہتے ہین کہ ضرور شہزادی اسی صحرا مین ڈھونڈھکر پا جاینگے قضا سے کار

خواجہ سرا سے باتیں کرتی ہوئیں ملکہ جاتی ہیں کہ پشت سے گرد اُڑی خواجہ سرا نے کہا دوڑا
ہماری تمھاری تلاش میں لوگ آتے ہیں تم الگ جاؤ میں الگ جاتا ہوں شاید بچ جائے
ملکہ نے ایک طرف نخل بہت سے دیکھے اُس طرف چلیں خواجہ سرا جنگل میں گھسا بلا زمان بیگ
نے جو دور سے خواجہ سرا کو دیکھا گرفتار کر کے قتل کیا پیکان نے کہا کہ یارو غضب کیا اسکو
مارا کے قتل کیا نے اُس کو بے بہا کا نشان پوچھتے چار طرف صحرا میں ڈھونڈھا
کہیں پتا نہ پایا پیکان روتا پیٹتا پلٹا کہتا تھا بدیع عمر مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا لیکن ملکہ شعلہ جبیں
آشفتہ جو خواجہ سرا سے جدا ہوئیں سامنے دیکھا کہ ایک تکیہ ہے زیر تکیہ چاہ ہے کچھ عورتیں پانی
بھر رہی ہیں ملکہ نے اُن سے پانی مانگا ایک عورت نے پانی پلایا ملکہ پانی پیکر ایک نخل کے نیچے
بیٹھیں ہاتھ پاؤں جو سنسنائے غش آگیا تکیہ پر جو فقیر بیٹھا تھا وہ کسی کام کو نیچے آیا دیکھا
ایک درخت کے نیچے ستارہ چمک رہا ہے قریب آکر ملکہ کو بیٹی کہکر اپنی گود میں اٹھا لیا
اپنے حجرے میں لایا ملکہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا وہ پیر زن تلوے سہلا رہی ہے ملکہ اُٹھ بیٹھیں فقیر
نے ملکہ سے کہا بیٹی میرے پاس رہو میں خدمت گزاری کرونگا گاؤں کے لوگ مجھکو موافق
اوقات کے دیجاتے ہیں انھیں سے کام نکلجاتا ہے وجہ معاش بہت ہے بلطف میرے پاس
رہو گی ملکہ اُسی فقیر کے پاس رہنے لگیں خیال میں ہے کہ عصمت کی تو حفاظت ہے کبھی تو شاید
رستم کا بھی گذر اس طرف ہو گا یا شاید باپ ہمارا ڈھونڈھتا ہوا آوے اور ہمکو لیجاوے فقیر
کا کام کاج کرتی ہیں شب کو اُسی حجرے میں سو رہتی ہیں فلک نے اُس معشوق خوبرو کو یہ تکلیف
دکھائی اپنے حال زار پر رویا کرتی ہیں ایک دن فقیر نے کہا بیٹی پانی ایک بوند نہیں کنوئیں پر
جاؤ ایک لوٹا بھر کے لاؤ ملکہ لوٹا لیکر زیر تکیہ آئیں کنوئیں پر پانی بھرنے لگیں تکیے سے قریب ایک
باغ ہے بسرام جادو وہ سیر کے لئے نکلا تھا اس طرف جو گذر ہوا ملکہ کو پانی بھرتے دیکھا سحر
کر کے اُٹھا لایا باغ میں لا کے مسند پر بٹھایا شراب و کباب سامنے رکھا منتیں کرنے لگا کہ میری
بی شوہری قبول کرو ملکہ رونے لگیں ہاتھ باندھ کر کہا مجھکو قتل کر ڈال مگر ایسا کلمہ زبان سے نہ نکال
ہر چند بسرام جادو منتیں کرتا ہے مگر ملکہ قبول نہیں کرتیں کہ آسمان پر برق چمکی ہنگامہ جادو شکاری
اسکو دیکھنے آیا معشوق پری چہرہ کو جو مسند پر دیکھا بیتاب ہو گیا کہا ای برادر یہ کون ہے

لبسرام نے کہا مین اسکو جنگل سے اُٹھا لایا ہون ہنگام نے کہا بھائی مجپر احسان کرو اسے تم میرے
حوالے کردو مین اسکو آنکھون مین رکھونگا سر پر مکان بناؤنگا باحتیاط لیے بیٹھ رہونگا
لبسرام نے کہا ای برادر ایسی بات نہ کہو میری خود اسپر جان جاتی ہی یہ ظالم قبول نہین کرتی ہی پھر
تمسے کیونکر راضی ہوگی ہنگام نے غصہ سے کہا ای برادر کیا مین تجسے کسی بات مین کم ہون
جسطرح چاہو مجھ سے مقابلہ کرو لبسرام جادو نے جواب دیا کہ ای برادر اس مقدمہ مین زیادہ
کوشش نہ کرو اور چلے جاؤ ورنہ بہت خرابی ہوگی ہنگام نے بگڑ کر جواب دیا کہ مین اسپر
مرتا ہون بغیر اس عورت کے لیے نہ مانونگا بہتر یہ ہی کہ تم کنارے ہو جاؤ لبسرام نے کہا واہ
مین بڑی مشقت سے لایا ہون کیونکر قبول کرون کہ دیدون ملکہ کانپ رہی ہین جی مین
کہتی ہین کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی ای معبود میری عصمت ان دونون کے ہاتھ سے بچالے ورنہ اپنی
جان دے دونگی ای کریم کارساز ای بندہ نواز ان ظالمون کی بدعت سے بچالے دیکھیے
کیا ہوتا ہی دونون مین اسقدر تکرار ہوئی کہ بگڑ کر اٹھے آپسمین گولے چلنے لگے اتفاقاً ملکہ
گلشن افروز مصاحبون سے بقراط ثانی کے اڑتی ہوئی جاتی تھی اول یہ معرکہ گذرا کہ ملکہ
خدمت بقراط ثانی مین پہنچی تھین کہ بقراط ثانی قہقہہ مار کر ہنسا مصاحبون نے پوچھا کہ
قدرت کے ہنسنے کا کیا باعث ہی بقراط ثانی نے جواب دیا کہ ایک شاہزادی حسین و جمیل
عاشق رستم ہی جمال رستم سحر ہی کہ جس شاہزادی نے دیکھا اور عاشق ہوئی کتنی شاہزادیان
رستم پر مائل ہوئین اب دو جادوگر اسکے لیے آپس مین لڑ رہے ہین اور قدرت تقدیر
کرچکی کہ دونون نا امید رہینگے گلشن نے ہنسکر کہا اگر حکم ہو تو کنیز جا کر یہ تماشا دیکھے بقراط
نے کہا کیا مضائقہ لیکن تم کچھ دخل نہ دینا گلشن افروز اڑ کر چلی اسوقت پہونچی کہ لبسرام
وہنگام دونون آپس مین لڑ رہے ہین ملکہ چپ بیٹھی دیکھ رہی ہین گلشن آسمان پر کھڑی
جی مین کہتی ہی ان دونون کو قتل کرون اس نازنین کو اٹھا کر لیچلون یہ سوچکر جوڑے پر ہاتھ
ڈالا ایک چکر آہنی نکالا اسم سحر پڑھ کے ان دونون پر کھینچ مارا دونون کے سر کٹ کے
گرے جیسے ہی وہ دونون مر کر گرے ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین اس ارادہ سے کہ یہان سے
نکل جاؤن پھر دشت پیمائی تقدیر مین ہے چند قدم چلی تھین کہ گلشن نے سحر کیا ملکہ چلتے چلتے

رنگین گلشن نے پنجہ سحر کا پھینکا کہ وہ کمر مین ملکہ شعلہ رخسار آتشخو کی پڑا اُٹھا کر آسمان پر
لیگیا گلشن ملکہ کو لیچلی ارادہ یہ ہی کہ اپنے باغ مین لیجاؤن اسکو اپنی مصاحبون مین رکھون
نہایت لطف رہیگا پنجہ کمر مین ڈال لیا ہی پر روے ہوا اُڑی جاتی ہین ایک پہاڑ پر آ کے
ٹھہرین ملکہ کو سامنے بٹھا کر ہوشیار کیا ملکہ کی نگاہ جو گلشن پر پڑی حیران ہو گئی کہ اے
شعلہ رخسار اب کہان پہونچی اب فلک کجرفتار نے کیا سامان دکھایا کہ گلشن سے کہا
او نازنین ان جادوگرون نے تجکو کیونکر پایا تھا ملکہ رونے لگین کہا اے شاہزادی مین
کمبخت آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار دیکھیں اب فلک کیا دکھاتا ہی دمبدم
نئے رنگ نظر آتے ہین اب تم تک پہونچایا اُن ظالمون کی بدعت سے بچایا اب تمکو اختیار ہی
جسطرح چاہو پیش آؤ مگر شکر ہی خدا کا کہ اُن ظالمون کے ہاتھ سے بچی گلشن نے کہا میرے
پاس رہو گی میری صحبت مین مزہ نہین ہی عمدہ عمدہ کنیزین مین نے رکھی ہین تمکو سبکا
افسر کرونگی ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا جو فلک دکھائے وہ دیکھنا پڑیگا شکر ہی کہ کنیزی
کے قابل تو ہوئی اب کنیزون مین شامل ہوتے ہین اپنے بخت نارسا کی برائی پر روتے ہین
قضاے کار شہدیز جادو کہ یہ بھی اُسی وقت صحبت سے بقراط ثانی کی اُٹھا تھا اپنے
قصر کی طرف جاتا تھا نگاہ پڑی کہ ملکہ گلشن افروز ایک مہ جبین سے باتین کر رہی ہین
روے زیبائے ملکہ دیکھکر بیقرار ہو گیا پشت پر سے آکر سحر کیا ہوا سے سر چلی گلشن
کی آنکھین بند ہو گئین بیہوش ہو کر گری شہدیز تاج سر پر رکھے ہوے لباس فاخرہ
پہنے ہوا پر سے اُترا سامنے شعلہ رخسار آتشخو کے آیا کہا اے مہ جبین تو مجکو قبول کر
مین ایک ملک کا مالک ہون مصاحبون مین خداوند کے لبوت رہتا ہون مرتبہ اعلی
رکھتا ہون ملک و مال کا تعین اختیار ہو گا سب تمہارے قبضے مین کر دونگا ملکہ نے
جواب نہ دیا شہدیز سمجھا کہ مین نے اسقدر فخر بیان کیا یقین ہی کہ راضی ہو گئی ہو گی
میرا مرتبہ ایسا ہی کہ کون پسند نہ کریگا یہ سوچ کر ملکہ کو اُٹھا لیا اور بیکر طرف اپنے باغ کے
چلا سناٹا بھرے ہوے جاتا ہی کہین نہ ٹھہرا جب اپنے باغ مین پہونچا ملکہ کو اُتارا مسند پر
بٹھایا آپ ہاتھ باندھ کے سامنے بیٹھا دست بستہ عرض کی اے ملکہ عالم میرا وصل قبول کیجے

پریشانی آئینۂ رخسار سے حیرانی ظاہر ہوتی تھی شبدیز اسی تردد مین ٹہلتا ہوا در باغ پر پہونچا
دیکھا ایک لڑکا رنگین کپڑے پہنے ہوئے ڈفلی ہاتھ مین بجاتا ہوا اور اشعار عاشقانہ گاتا
ہوا جلدی جلدی جاتا ہی شبدیز نے آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ لڑکے نے جو ساحر کو
دیکھا پلٹ پڑا کہا فرمایئے شبدیز نے کہا کہ قریب آؤ لڑکا در باغ پر آیا شبدیز نے ہاتھ پکڑ لیا کہا
صاحبزادے کہان جاتے ہو لڑکے نے کہا جو ہمارا کام ہی اسی فکر مین نکلے ہین اسوقت بھٹی پر
جائینگے شراب پینے والے جمع ہوتے ہین ہم سب کو گانا سناتے ہین ایک ایک پیسہ ہر کس
ہمکو دیتا ہی وہین جاتے ہین شبدیز نے کہا نام تمھارا کیا ہی کہا حضور تان اکھیڑ خان ہمارا
نام ہی ہمارے باپ کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہی وجہ معاش ہمکو کرنا پڑتی ہی اسوجہ سے تردد رہتا ہی
شبدیز ہاتھ لڑکے کا پکڑے باغ مین لیچلا روش پٹری طی کرتا ہی جب سر اٹھا کر دیکھتا ہی سبز بختان
چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی سرو گلشن کا اکڑنا عندلیبان
خوش نوا کا یاد گل مین ہوا سے لڑنا شاخین بڑھکر سامنے شبدیز کے آتی ہین اکثر قمریان کو کو
کرکے سر چڑاتی ہین یہ دیکھکر شبدیز طرف باغ کے متوجہ ہوا اور ہنسکر کہا کیون ای نگہبانان گلشن کیا
باعث تردد و انتشار ہی ایک قمری نے آواز دی ای شبدیز اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہی تمھارا
انتشار دل کو بڑھاتا ہی ایسی نازنین پر عاشق ہوئے جس سے وصل ہونا ناممکن لڑکے نے جو
دیکھا کہ شبدیز قمری سے باتین کرنے لگا فوراً گن گن کر یہ غزل عاشقانہ پڑھنا شروع کی - نظم

نادان ہی وہ جو زلف سے تیری چھڑائے دل — وابستہ چاہیے اسی بیڑی سے پائے دل
ایسا حسین تو ہی کہ انسان و جن تو کیا — بیشک فرشتہ بھی تجھے دیکھے تو آئے دل
بیگانہ وار جب سے ہی تو ای سرو چمن — جز رنج کوئی اور نہین آشنائے دل
مجنون ترا جنون مین بھی ہی اہل تاج و تخت — طبل و لوا ہی نالہ و آہ رسائے دل
دیدار پہ ہی قتل کا وعدہ مرے ہوا — ٹھہری ہی اک نگاہ صنم خونبہائے دل
ہر دم ترے فراق مین رہتا ہی دیری — سوہان روح مجکو غم جانگزائے دل
ہی زندگی خراب سے بچہ بادہ نوش کی — پہلو مین میرے شیشۂ می ہی بجائے دل
پہلو مین بیٹھیے کہ شب وصل تا ہو چین — صدمہ ترے فراق کا کب تک اٹھائے دل

ممکن نہیں ہے ایسے مرض سے شفاے دل		بیمار عشق ہو نہ بچے گا سُن اے طبیب
پھر کیون دل بتان کو نہیں غمناکے دل		سستی نہیں ہے جنس اگر دل کی ہے شفا

اس رنگ مین لڑکے نے یہ غزل گائی کہ شبدیز تو چوٹ کھائے ہوئے تھا بیقرار ہو گیا
کہا صاحبزادے خوب گاتے ہو تمنے دل بیقرار کر دیا سامنے چبوترے پر جو نازنین بیٹھی ہے کسیطرح
مجکو قبول نہین کرتی اس درد سے بیتاب ہو رہا ہون لڑکے نے کہا مین جا کر چند باتین کر دون
تمھارے واسطے راضی کر دون شبدیز نے کہا کیا مضائقہ ہے اگر یہ مجکو قبول کرے تو تمکو دولت
دنیا سے نہال کر دون لڑکے نے کہا ہمارا یہی کام ہے جس سے بات کرین دو باتون مین تسخیر کر لین
یہ کہکے لڑکا ٹہلتا ہوا قریب ملکہ کے آیا پوچھا کیون ملکۂ عالم تمھارا نام نامی کیا ہے اور یہ کیا معرکہ ہے
ملکہ رونے لگین کہا اصل کیفیت یہ ہے کہ مین رستم پر مائل ہون اسی اُفتاد مین پھنسی ہون اب
شبدیز ظلم کر رہا ہے مین چاہتی ہون کہ جان دے دون مگر آبرو بچے لڑکے نے کہا کہ اے ملکۂ عالم آپنے
مجکو نہین پہچانا مین عیار رستم ہون سمک یغمائی میرا نام ہے مین ابھی اسکو مارے لیتا ہون
اتنا کہدو کہ میری خود تجھپر جان جاتی ہے لیکن تو نے ابتدا سے بدعت شروع کی اس وجہ سے نفرت
ہو گئی ہے تو اسکو ابھی مار لونگا ملکہ نے کہا کہ بھیّا واسطہ خدا کا مجکو اس ظالم کی بدعت سے
بچاؤ یا اس رستم کے ہو بچاؤ کہ مین اس آفت سے نجات حاصل کرون سمک نے کہا اب مین
اسکو بلاتا ہون کہنا مگر مین پھنساتا ہون ملکہ نے شرما کر سر جھکالیا سمک نے پکار کر آواز دی
میان شبدیز صاحب آیئے جب شبدیز قریب آیا تو سمک نے کہا اے شبدیز وہ تو خود تم پر
جان دیتی ہین مگر تمنے ابتدا سے بدعت کی اس وجہ سے وہ نہین قبول کرتین اب بیٹھکر شراب
پیو شبدیز خوشی خوشی بیٹھا سمک نے گلابی کو الٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی جام لبریز کیا اشعار
عاشقانہ پڑھکر جام شبدیز کو دیا شبدیز نے بخندہ پیشانی جام پی لیا جیسے ہی حلق سے نیچے
اُتری گھبرا کر کہا کیون میان تان اُڑھان شراب پیتے ہی کلیجہ مین آگ لگ گئی معلوم ہوتا ہے کہ
ہڈیان جل رہی ہین سمک نے کہا آپ تھکے ہوئے تھے تو نشہ کم ہو شبدیز گھبرا کر اپنے مقام سے
اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا سمک نے خنجر پکڑ کر اُٹھا خنجر مارا کہ شبدیز کے دو ٹکڑے
ہوے ساری بدنگاہی بھولا تھوڑے عرصہ مین آواز آئی کشتی مرا نام من شبدیز جادو بود

سماک نے قریب آکر ملکہ کو عطر بیہوشی سنگھایا بیہوش کرکے پشتارہ باندھا باغ سے لے نکلا
مگر گلشن افروز جو کہ سحر سے شبدیز کے بیہوش پڑی تھی جب شبدیز مارا گیا تو ہوشیار ہوئی
حیران تھی کہ وہ نازنین کیا ہوئی اور میں کیونکر بیہوش ہوئی مگر ساحرہ ہمہ دان ہمہ گیر تھی جھولی
سے ورق نکالا اُسکو جو دیکھا احوال معلوم ہوا کہ شبدیز جادو نے مجکو سحر سے بیہوش کیا کوئی
ملکہ کو لیگیا غصہ میں اُٹھیں تلاش میں شبدیز کی چلیں باغ میں جو شبدیز کے آئیں تو دیکھا
باغ ویران لاشہ شبدیز کا پڑا ہی اسباب عیش و نشاط ٹھوکریں کھا رہا ہی گلشن کو انتہا کا
قلق ہوا کہ اتنا بڑا جادوگر مارا گیا ای گلشن یہ کیا غضب ہی کہ ایسے ایسے ساحر قتل ہوتے
مگر قدرت دخل نہیں دیتے یا قدرت کو خبر نہیں ہوتی چلکر قدرت سے دریافت کروں گلشن
اُڑاتی ہوئی قصر سکندری میں آئی بقراط ثانی بیٹھا ہی گلشن نے آکر سلام کیا سجدے
کے واسطے جھکی بقراط ثانی نے پوچھا کیوں گلشن کیا گل کھلایا کیا معرکہ گذرا گلشن نے
سب حال بیان کیا کہ میں شعلہ رخسار کو لیکر پہاڑ پر آئی کہیں شبدیز کا گذر ہوا مجکو بیہوش
کیا ملکہ کو لیگیا مگر وہ مارا گیا آپ فرمائیں کسنے مارا بقراط ثانی نے سر جھکایا تھوڑی دیر کے بعد
سر اُٹھا کے کہا عیار رستم فرزند عمرو کا اُسطرف گذر ہوا اُسنے دم دے کر شبدیز کو مارا پشتارہ
لیے ہوئے جاتا ہی صحرائے لغمانیہ تک پہونچا ہی اگر ہو سکے اپنے کو پہونچاؤ گرفتار کرکے
یہاں لاؤ گلشن چلی سماک یلداقی بھاگا ہوا جاتا ہی جب رستم لشکر سے نکل گئے اور کسی کو
ساتھ نہ لیا تو ملکہ جہان آرا بعد جانے رستم کے تلاش میں نکلیں سماک ایک نخل کے نیچے پہونچا تو
چونکہ تھک گیا تھا پشتارہ تختہ سنگ مرمر پر رکھدیا اپنے کو آراستہ کر رہا ہی کہ مزاج درست
ہووے تو چلوں کہ گلشن بالائے آسمان پہونچی دیکھا کہ پشتارہ سنگ مرمر پر رکھا ہی
ایک عیار ٹہل رہا ہی وہیں سے نعرہ کیا باغی او نا عیار آگے نہ بڑھنا منم ملکہ گلشن افروز
سماک نے چاہا کہ بھاگوں گلشن نے گیر کی آواز دی زمین نے پاؤں سماک کے تھام لیے
گلشن زمین پر آئی نیمچہ کھینچکر چلی کہتی تھی کہ ارے تونے شبدیز کو مارا سماک ہاتھ باندھے
رہا ہی کہتا ہی حضور میں آگاہ نہیں کہ شبدیز کسکا نام ہی زبردستی مجکو قتل نہ کیجیے میں تو
آپ کا تابعدار ہوں گلشن نے پکار کر پوچھا بتلا کہ اس پشتارہ میں کیا چیز ہی سماک نے

کہا حضور میری زوجہ علیل تھی اسکو شفاخانہ لیے جاتا ہون قضائے کار برقع ہوا سے وجہ
ملکہ سے اڑ گیا جمال ملکہ گلشن نے دیکھا کہ وہی شاہزادی ہے اب یقین کامل ہوا
کہ یہ وہی عیار ہے کہ جسنے شب دیز کو مارا کہا او ناعیار اب مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگی سمک
بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا پکار رہا ہی کہ اے خالق بے نیاز ای رب کارساز ہی آفت
ناگہانی سے مجکو بچالے نظم

روے تو بُد آفتاب و ماہتاب
روز و شب شام و سحر از حکم تو
باد و آتش جلوۂ ذات تواند
تو زہر خاطر کنی اندوہ دور
حامی و ہمدم بخیر و شر توئی
نیکی حاصل از تو نیکو کار را
کیست کو گردن کشد از حکم تو

طپش لمعان رخ نوبت چہ تاب
می شود پیدا بعالم انقلاب
مظہر انوار تو آب و تراب
مے بری از دل تو درد و اضطراب
حافظ و ناصر بہ بیداری و خواب
بہر بدکاران غم و رنج و عذاب
یا بہ تندی دم زند وقت خطاب

سمک نے بیقرار ہوکر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا جہان آرا جو اڑی ہوئی آرہی تھی
اسنے دور سے دیکھا کہ سمک ایک نخل کے سایہ مین سرنگون کھڑا ہی طرقہ سے معلوم ہوتا ہی
کہ سحر مین پھنسا ہوا ہی ایک طرف بشتارہ نازنین آفتاب طلعت کا رکھا ہوا ہی ایک ساحرہ
تلوار کھینچے ہوے آتی ہی جہان آرا نے وہین سے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی جب گلشن نے
سر اٹھا کر دیکھا پکار کر آواز دی بی جہان آرا تمھاری بڑی تلاش ہی آؤ تمکو بھی لے چلون
یہ کہکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا جہان آرا زمین پر گری جہان آرا نے رد سحر کیا
زلفین اپنی کھولدین مار سیاہ برسنے لگے جو سانپ گرا گلشن نے رد سحر کیا کہ ایکطائر
پیدا ہوا سانپون کو نگلنے لگا جہان آرا نے خنجر مارا کہ سر طاؤس کا اڑ گیا آپس مین سحر ہونے
پانی برسا آگ بُجھی سمک بر سے سحر اتر گیا جیسے ہی اسنے دیکھا کہ پاؤن قابو مین ہیں لے
جانے مین کود کر اپنے کو ایک غار مین گرا دیا مگر بشتارہ اسی طرح رکھا ہی جہان آرا نے
کئی سحر کیے گلشن نے دفع کیے اور چلا کر آواز دی بی جہان آرا تمکو بھی یہ دن نصیب ہوا

کر جیسے مقابلہ کرتی ہو یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا پرچہ سیاہ کاغذ کا نکالا اُس پرچہ پر اپنا خون ڈالا طرف جہان آرا کے پھینکا ایک لکۂ ابر بنکر تیار ہوا اُس لکۂ ابر سے خون برسنے لگا ایک قطرہ جو جہان آرا پر گرا بیہوش ہوکر گری مثل مردہ کے پڑی تھی گلشن نے جو جہان آرا کو بیہوش دیکھا تیغ کھینچ کر چلی ہرچند کہ جہان آرا کی آنکھیں کھلی ہیں مگر پتھرائی ہوئی ہیں آنکھوں سے دیکھ رہی ہے مگر طاقت ہاتھ اور پاؤن کی سلب ہوگئی بلک کر دعا مانگنے لگی کہ اے خالق لیل و نہار اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے ظلم سے اس ظالم کے نجات دے

نظم

از دل ہر تیرہ باطن جلوۂ ایمان نمود — روشن از نور دین ہر کلبۂ احزان نمود
وعدۂ بخشش خدا با صاحب عصیان نمود — لطف فرمود و تسلی کرد و اطمینان نمود
خاک را اندر شرافت پایۂ افلاک داد — ذرہ را بر اوج خوبی مثل خور رخشان نمود
ہر زبان را کرد یاد وصافۂ رطب اللسان — خامہ را در شرح ذکر خود گہر افشان نمود
از کمال حکمت آن چارہ گر بیچارگان — درد عصیان را بعون کرم درمان نمود
سر بپیچد از سجود بندگی وا حسرتا — کار نادانی سراپا بندۂ نادان نمود
خارج از انسانیت شد در زمانہ آدمی — مثل حیوان وحشیانہ حرکت این انسان نمود
ناتوانان را عطا فرمود حق تاب و توان — جسم بیجان را بفضل خود عنایت جان نمود
در دل آمد صوفیان صاف طینت را بقدر — ثمرۂ مضمونے کہ ہندی درج این دیوان نمود

کہ ایک طرف سے آواز آئی او گلشن یہ کیا کرتی ہی خبردار اُسکو قتل نکرنا حکم خداوند سے ابھی آگاہ ہی دیکھ خداوند نے کیا فرمایا ہی میں کئی سو کوس سے بھاگا ہوا آتا ہون کتنی جلدی پہونچا زمین کی طنابین قدرت نے کھینچ دین گلشن نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیہ فام دوڑا ہوا آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین اُسپر مہر بقراط ثانی ثبت ہوگئی وہ ساحر جست کرکے قریب آیا کاغذ ہاتھ مین گلشن کے دیا گلشن نے دیکھا کاغذ مین تہ لگی ہی تہ کو جو کھولا کاغذ سے دھوان نکلا دماغ پر گلشن کے پہونچا چیخ مار کر بیہوش ہوئی ساحر نے نعرہ کیا منم صمت سمک بلداقی یہ کہکر خنجر مارا گلشن کا شکم چاک قصہ پاک جہان آرا اپنے مقام سے اُٹھی سمک کو گلے سے لگالیا کہا ای

مہتر والا گہر بڑا کام کیا کیا وقت پر پہونچے ہو سماک نے کہا مین نے دیکھا کہ اب خاتمہ ہوتا ہی تم بھی بیہوش ہو کر گر پڑین مین ناچار ہو کر دور رہا شکر ہی کہ مطلب پورا ہوا ملکہ پر بڑی آفت آ پڑی تھی مگر خدا نے فضل کیا جہان آرا نے کہا ای مہتر والا گہر ٹھہر جاؤ مین محافہ لشکر سے لاؤن ہمارے آقا کی معشوقہ اسطرح جائے یہ کہکے ملکہ جہان آرا لشکر مین پہونچین محافہ لائین ملکہ کو اُسمین سوار کیا جہان آرا و صہبا پایہ پر محافہ کے ہاتھ ڈال کر چلین کمیدان و رسالدار نوبت ونقارہ بجاتے ہوے ساتھ ہین اس دھوم سے ملکہ شعلہ رخسارہ آتشخو کو دھوم دھڑکے سے لیکر لشکر مین آئے لیکن ملکہ نے جو آرام پایا بے اختیار رونے لگین فرمایا صاحبو نہین معلوم رستم پر کیا گذری افسوس صد افسوس۔

نظم

وہ دل مین آئے اور ہمین کچھ خبر نہو
کیون جان مضطرب کہین درد جگر نہو

نالہ مرا دعا ہی کی پیدا کرے صفت
بس تو ہی سن لے اور کسی کو خبر نہو

کہتا ہی جو برون کو بھلا تیرے عشق مین
اُس شخص کی زبان مین کیونکر اثر نہو

کہتے ہین ہمنے آپ ہی پردہ اُٹھا دیا
تیری سی بیعد ار کسی کی نظر نہو

تم آ کھڑے ہو جو دم نزع سامنے
عاشق تو حشر تک بھی ادھر یا اُدھر نہو

سینے مین کوئی کینہ عدو کا چھپا لئے کیون
کہتا ہی دل اُس آفت جان کا یہ ڈر نہو

جھگڑے کا شیخ و گبر کے کیونکر ہو فیصلہ
اس سوچ مین وہ بت ہی کدھر ہو کدھر نہو

لے ڈالے خاک کعبہ کی یا دیر کی جلال
کوشش کرے وہ لاکھ ترے دل مین گھر نہو

سماک نے کہا ای ملکہ نہ گھبرایئے مین تلاش آقا مین جاتا ہون یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ خواجہ عمر حسبت وخیز کرتے ہوے خوشی خوشی چلے آتے ہین سماک جا کر خواجہ کو دربار مین پہونچا آیا دربار ہو خواجہ نے رستم سے خالی پایا خواجہ عمرو نے پوچھا رستم پر کیا گذری شعلہ رخسار رونے لگین کہا ائے نامدار مجھ برگشتہ بخت کے واسطے نکل گئے مجھکو تو پروردگار نے لشکر مین پہونچایا نہین معلوم اُنپر کیا گذری تلاش کرتے پھرتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ گرد عظیم بلند ہوئی والدہ بزرگوار ملکہ کے با فوج گران آ کر پہونچے اور فرمانے لگے کہ خواجہ عجب معرکہ گذرا کہ جب نقاب دار رحیم ہوش مارا گیا اور رستم کو معلوم ہوا کہ ملکہ خوف جان و آبرو

نکل گئین بیقرار ہوے ارشاد فرمایا کہ مین خود اس گم گشتہ کی تلاش کرونگا یہ فرماکر گھوڑے سے اتر طرف صحرا کے چلے مین نے ہرچند چاہا کہ ساتھ دون قبول نفرمایا ناچار ٹھہر گیا رستم اکیلے طرف صحرا کے روانہ ہوے مین بھی عقب مین روانہ ہوا جب مین نے رستم کو نہ دیکھا قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا دیکھا درۂ کوہ سے پہاڑ کے آگ نکل رہی ہے اور کئی سو لاشے اس مقام پر پڑے ہین کئی آدمی درۂ کوہ سے نکلے مین نے اُنسے حال پوچھا اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ رستم یہان آکر ٹھہرے آتشبار جادو کہ وہ اس کوہ کا حاکم ہے اُسکو معلوم ہوا کہ رستم اس مقام پر آئے ہین فوج لیکر نکلا مقابلہ ہوا رستم بسحر تاثیر زک اٹھا آخر آتشبار نے بلوہ کیا از روے بلوہ کے رستم کو پکڑ لیا اور درۂ کوہ مین لیگیا ہے یہ سنکر خواجہ نے فرمایا مین تلاش مین اپنے فرزند کی جاتا ہون لیکن خرچ کے لیے حیران ہون ملکہ شعلہ رخسار و جہان آرا و صہبا وغیرہ نے مبلغ خطیر پیش کیے خواجہ نے وہ روپیے نذر زنبیل کیے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کر کے تلاش مین رستم کی چلے کوہ و صحرا کو طے کرتے قریب اُس پہاڑ کے پہونچے دیکھا درہاے کوہ سے آتش نکل رہی ہے خواجہ عمرو حیران ہوے کہ اندر کیونکر جاؤن کچھ سوچ کر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک گوپے کی شکل بنکر تیار ہوے نحیف و ضعیف کہ بڑی داڑھی چہرے پر چلن کا کرتہ زیب جسم درخت کے نیچے بیٹھے زنبیل سے نکالی یہ اشعار نئے طور سے گانا شروع کیے۔ نظم

ثبت کرین آرزو خدائی کی
شان ہو تیری کبریائی کی

ہاتھ پہونچے نہ پاؤن تک اسکے
طالع بد سے نارسائی کی

جو یون ہی تم سے بیوفا ہوجون
رسم اٹھ جائے آشنائی کی

موت آجائے قید مین صیاد
آرزو ہو اگر رہائی کی ✱

لب لعلین کی گر صفت لکھون
سرخ رنگت ہو روشنائی کی

تیرے کوچے مین بادشاہ ہونے
سلطنت چھوڑکر گدائی کی

رونگٹا تک کہین بدن مین نہین
انتہا ہو گئی ضعفائی کی

خاک ہوکر نکالا اسکا غبار
اور صورت نہ تھی صفائی کی

بھولا بھٹکا تو آپ پھرتا ہی — خضر نے کسکی رہنمائی کی
دھوم ہی یاسمن عذارون مین — گوری گوری تری کلائی کی
خط کو منڈواکے آج اُس گل نے — گلشن حسن کی صفائی کی
واہ رے حسن ایک رنگت ہی — تن کی اور زیور طلائی کی
آئے تجھے ساتھ لیکے نقد حیات — کھو چلے اسکو یہ کمائی کی
مٹ چلین اب کدورتین صاحب — کون سی شکل ہے صفائی کی
نفقر مین بھی وہی دماغ ہی رند — بو نہین جاتی میرزائی کی

خواجہ عمرو نے جو یہ اشعار گائے طائران نخل آشیانوں سے گرنے لگے دیکھا ڈکارتا ہوا ایک شیر آیا اور آکے بیٹھ گیا گانا سننے لگا ایک طرف سے آہو نکلا پہلو مین شیر کے آکے بیٹھا ایسا گانے مین محو ہی کہ شکار پر خیال نہین کرتا شکاری بھی مبہوت بیٹھا ہی قضا کار آتشبار جادو ستم کوہ کو لے کر آیا ہی کلاہ سر سے اُتار لی زرہ کو بھی جسم سے اُتار لیا تیغ ہفت جوہر پر قبضہ کیا لوح طلسم بھی اُتار لی یہ سب چیزین اپنے سامنے رکھین ساحرون سے صلاح کر رہا ہی کہ اب قیدا س جوان کی خدمت خداوند مین روانہ کرون اس فکر مین بیٹھا تھا کہ گانے کی آواز کان مین آئی ساحرون سے کہا ارے دیکھو تو یہ کون گا رہا ہے چند ساحر اُس آگ کو یاقوق سے ملتے ہوے درہ کوہ پر آئے جھانک کر دیکھا کہ ایک بڈھا بیٹھا گا رہا ہی جانوران صحرا گرد جمع ہین سب گانا سن رہے ہین ہر جانور اپنے حال مین سرنگون بیٹھا ہی ایک سے ایک جانور خوش و خرم ہو رہا ہی ساحر آتشبار کے سامنے آئے حال بیان کیا آتشبار نے ساحرون سے کہا کہ اس گویے کو لاؤ ہم اسکا گانا سنینگے مرد کامل و اکمل ہی گانا تاثیر دار ہی چند ساحر چلے درہ سے نکلے اسی آگ پر پیر رکھتے ہوے سامنے خواجہ کے آئے خواجہ نے ذکور کھا جیسے ہی آواز موقوف ہوئی جانور طرف صحرا کے بھاگے ایک ساحر نے کہا بڑے میان صاحب چلیے آپ کو آتشبار جادو بلاتے ہین خواجہ نے جواب دیا کہ اس آگ مین کیونکر چلین ساحر نے کہا کہ بڑے میان ہمارے پیچھے چلے آؤ بقراط ثانی کا نام زبان پر رکھو آگ اثر نہ کریگی خواجہ عمرو ساتھ اُن

ساحروں کے پیچھے چلے جب درۂ کوہ میں آئے شعلے دور زیادہ بڑھے خواجہ ڈر کر پیچھے ہٹے
ساحروں نے کہا بڑے میاں نہ گھبراؤ تھوڑی دور اور باقی ہے خداوند بقراط ثانی کا نام لو
آگ تاثیر نہ کریگی خواجہ نے بقراط ثانی کا نام لیا شعلے کم ہوئے مگر آگ میں وہ حرارت
ہے کہ پسینے پسینے خواجہ ہو رہے ہیں مگر ساحروں کے پیچھے چلے آتے ہیں کہ آگ کو طے کیا درۂ
کوہ سے باہر نکلے تھوڑا سا صحرا ملا اسکے بعد در باغ تھا وہاں حاجب و دربان کھڑے تھے
خواجہ ان سب کو سلام کرتے ہوئے اندر باغ کے آئے دیکھا باغ نہایت سبز و شاداب
نہریں پانی سے بھری ہوئیں وجواب ہر نخل پر طائر بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہے نرگس شہلا
کی آنکھیں سوجی ہوئیں ہوائے معتدل چل رہی ہے خواجہ عمرو طے وادی کرتے ہوئے سامنے
آتشبار کے پہونچے سلام کرکے دعا دی عالے عالے مراتب رہیں چراغ سحر روشن رہے
آتشبار نے کہا بڑے میاں بیٹھ جاؤ خواجہ سلام کرکے بیٹھے آتشبار نے پوچھا کہ بڑے
میاں اسطرف کیونکر آئے خواجہ عمرو نے کہا دانا جب ہر مقام پر لیجاتا ہے جہاں ہوتے
عملداری مسلمانوں کی پائی یہ لوگ کسی کو کچھ نہیں دیتے ہمارے دینے والے تو آپ لوگ
ہیں کیجیں سامری کے گاؤں خداوند خیال سکندری کی تعریف کروں آتشبار نے کہا
ہے میاں تم خداوند کو کیا جانو خواجہ عمرو نے کہا کہ شہنشاہ ساحران میں قصر سکندری
میں دیکھ آیا ہوں وہاں کا حال مجھ سے پوچھیے ایک زمانہ تھا کہ قدرت مجھکو قصر میں بٹھا
کے گانا سنتے تھے ایک دن مجھ سے بے ادبی ہو گئی کہ قدرت کی جان بیٹی پردہ سے نکل آئی
مجھکو دیکھ رہی تھی میں نے اس سے کہا کہ آؤ بیٹھ جاؤ قدرت نے مجھکو ڈھکیل دیا میں قصر
سے نیچے گرا اسدن سے قدرت کا سامنا نہیں ہوا ورنہ میں روز قدرت کے سامنے جاتا
تھا کیجیں اُنکے گاتا تھا وہی سب یاد ہیں یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق تجلی خواجہ عمرو نے دیکھا کہ
ایک ساحرہ نوجوان تخت اڑائے ہوئے آتی ہے پکارتی ہوئی اے آتشبار تیری جدائی نے
ایسا بیقرار کیا کہ آرام نہ آیا آخر چلی آئی یہ کہکے گودی میں آکر بیٹھی آتشبار جادو نے کہا کہ
گرم مزاج کیوں اسقدر گھبرائی ہوئی ہو دیکھو قدرت کی صحبت کا گویا آیا ہے ... گانا سنے
بیٹھکر گانا سنو میں تمہارا انتظار کر رہا تھا گرم مزاج نے کہا اے آتشبار تمنے طلسم کشا کو قید کیا کہ

ایسا نہو عیار آئیں اور فساد برپا کریں اس خیال سے مین دوڑ پڑی وقت پر آئی دریافت کیا
کہ یہ گویا ہی یا کوئی عیار ہی آتشبار نے کہا پہلے ہی انتظام کر لیا ہی دروازے کوہ مین آگ روشن
کر دی ہی بغیر میرے بلائے کوئی نہین آسکتا گرم مزاج نے کہا اگر تمھین اطمینان ہی تو گانا
سنو گرم مزاج نے اشارہ کیا خواجہ عمرو نے سامنے گرم مزاج کے عمدہ عمدہ اشعار عاشقانہ
گائے خواجہ کا تو گانا سحر ہی گرم مزاج بیقرار ہوگئی تعریفین کرنے لگی کہتی تھی بڑے میان حسنا
تم گانے مین کمال رکھتے ہو خواجہ نے کہا خدمت خداوند مین رہوں رہا قدرت نے تعلیم
کیا تاثیر رحمت کی پھر میرے گانے مین کیونکر نہ تاثیر ہو گرم مزاج نے کہا اے آتشبار اس گویے
کو خدمت خداوند مین لیچلو خطا معاف کرادو یقین ہی قدرت بہت راضی ہونگے اور اسکا گانا
روز سنینگے خواجہ عمرو نے عرض کی اے ملکہ عالم تمھاری قدردانی نے جی خوش کر دیا بیشک تمھاری
وجہ سے قدرت سے صفائی ہو جائیگی لیکن طلسم کشا کو کیون نہین قتل کرتے یہ وہ شخص ہی
کہ جسکے ذکر سے قدرت کانپ جاتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن ہمارے طلسم مین
ایسا شخص آئیگا کہ صدہا ساحر قتل ہونگے ساحرون پر آفت آئیگی تمنے اُسی شخص کو گرفتار
کیا ہی سو برس پیشتر سے قدرت یہ خبر دیتے تھے اُسکا اب ظہور ہوا آتشبار نے پوچھا
کیون بڑے میان یہ ذکر تم سنا کرتے تھے خواجہ عمرو نے کہا گانا سنتے سنتے قدرت
ایک دن کانپ گئے اور آنکھون مین آنسو بھر لائے مین نے پوچھا کیون خداوند خیر تو ہی تب
قدرت نے فرمایا کہ اے نی نواز قدرت نے ایک بندہ کو پیدا کیا ہی کہ وہ ہمارے بندون کا
قاتل ہی اسوقت اُسکی بدعت کا خیال آگیا قدرت کو تردد ہوا مگر آتشبار جادوگر گرفتار کریگا
اُسکے ہاتھ پر خاتمہ ہی آج تمنے وہ کام کیا جسکی قدرت نے سو برس پیشتر خبر دی تھی اُسکا
آج ظہور ہوا تمھارا وہ مرتبہ ہوگا کہ قدرت تمکو اپنا نائب کرینگے مین بھی تمھارے ساتھ ہونگا
بڑے بڑے کام انجام دونگا کارہائے نمایان مجھسے سرزد ہونگے تمکو اس مرتبہ پر پہونچاؤنگا
کہ اہل طلسم رشک کرینگے اور ابھی آپ نے کیا کمال سنا وہ کمال دکھاؤن کہ جسکا ذکر نہ سنا ہو
آتشبار ان باتون پر بھول گیا کہا کیون گرم مزاج تمنے سنا میرے مقدر مین قدرت پہلے ہی حکم
لگا چکے تھے مین اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ شعلۂ آتش نے خبر دی کہ طلسم کشا آکر ٹھہرے مین

مین فوج لیکر پہونچا جتنے سحر کیا وہ سحر پلٹ کر اسی پر پڑا کہ اسکا خاتمہ ہوا تب مین نے ساحرون کو
حکم دیا کہ سحر نہ کرو زنجیرین و کمندین مار کر گرفتار کرو جب کئی ہزار کمندین پڑین تب طلسم کشا
گرفتار ہوئے یہ وہ جوان ہی کہ لاکھون مین اکیلا لڑا بڑے بڑے پہلوان قتل ہوئے مگر اسیر
غالب نہ آئے لیکن مین نے وہ تدبیر کی کہ گرفتار کر لیا ورنہ اس شخص کا گرفتار ہونا مشکل تھا
مگر کیون نہ بڑے میان تمنے وہ خبر سنائی کہ دل باغ باغ کر دیا خانۂ دل کو فرحت و علیش سے بھر دیا
تمنے سو برس پیشتر خبر پائی اسکا آج ظہور ہوا مگر اوسکمال کیا ہی کہ جسکا تمنے ذکر کیا خواجہ نے
کہا ملکۂ عالم وہ ساقی گری کرون کہ کسی کو باقی نہ چھوڑون آتشبار نے کہا ساقی گری کیا بات ہی
شراب انڈیل کر پلانا خواجہ عمرو نے کہا کہ یہ کمال قدرت نے نیا ایجاد کر کے مجھکو تعلیم کیا ہے کہ
ہاتھ سے بتاؤن پاؤن سے ناچون منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن آتشبار نے کہا
بڑے میان صاحب یہ تو بہت مشکل ہی خواجہ نے کہا ملاحظہ کر لیجئے کلیجہ سینا نہ مجھکو دیجئے نقصان تو
آپکا ضرور ہوگا مگر قلب کو سرور ہوگا آتشبار نے خوشی خوشی کنجی میخانہ کی خواجہ کو دی خواجہ جست
کر کے میخانہ مین آئے شراب کو خراب کیا سب مین بیہوشی ملائی پکار کر آواز دی کہ یارو ہم ساقی
ہوئے اب کوئی باقی نہ رہے شراب کا حکم عام ہی جسقدر چاہو لیجاؤ ساحر دوڑ دوڑ کر آنے لگے
گلابیان و کنٹر اٹھا کے لیجانے لگے لیکن شعلہ ہائے آتش مین حدت زیادہ ہوئی خواجہ نے
ایک ساحر سے پوچھا یہ آگ کسکی ذات سے روشن ہی ساحر نے جواب دیا بساط آتشبار اس آگ مین
رہتا ہی ہر وقت کتاب تصنیف کردۂ بقراط ثانی دیکھا کرتا ہی قدرت کو حکم بتاتا ہی خواجہ دوڑے ہوئے
سامنے آتشبار کے آئے کہا اے شہنشاہ ساحران بساط آتشبار کو اس صحبت مین بلائیے وہ بھی شراب
پیئین صحبت مین شریک ہون آتشبار نے کہا بڑے میان تمکو کیونکر معلوم ہوا خواجہ نے کہا مین نے
سب ذکر سو برس پہلے خداوند سے سن چکا تھا اسی کا خیال آگیا آتشبار کو اور زیادہ خیال ہوا کہ یہ
[illegible] تھا بیشک خدمت خداوند مین رہا ہی سب باتین سن چکا ہی کہا کیون اے گرم مزاج اب پردہ کی کیا
ضرورت ہی سب حال یہ جانتا ہی گرم مزاج نے کہا اے آتشبار بڑے صاحب اقبال ہو کہ ایسا شخص
تمھارے ہاتھ سے گرفتار ہوا آتشبار نے پکار کر آواز دی اے بساط آتشبار صحبت مین آؤ آج تماشا
دیکھو یہ کہتے ہی شعلے آگ کے زیادہ بھڑکے ایک دانا ہوا ایک ساحر سیاہ فام آگ سے نکلا ٹہلتا ہوا

سامنے آتشبار کے آیا کہا ای آتشبار اسوقت مین کتاب دیکھ رہا تھا صاف یہ مضمون نکلا کہ آتشبار پر کوئی افتاد سخت پڑا چاہتی ہو مین نے چاہا تھا کہ آکے دیکھون تمنے آواز دی مین فوراً چلا آیا زرا ہوشیار رہنا آتشبار نے کہا کہ ای بساط اب مقام خوف نہین ہو ایسا گوہا صحبت مین آیا ہو کہ اب ہمکو کچھ خوف نہین سو برس پیشتر کی باتین بیان کرتا ہو اُسکا آج ظہور ہوا اب کیا خوف ہو بیٹھکر شراب پیو پھر خدمت خداوند مین چلین وہان جلکر عہدے لین اب قدرت ہمکو جنا ناتب بنا ینگے سو برس پیشتر ڈرا چکے ہین ہمکو کوے کی زبانی معلوم ہوا بساط بیٹھا خواجہ گلشن سو گلا بیان بیکر محفل مین آئے دیکھا ایک طبلیہ پیشتر سے طبلہ بجا رہا ہو وہ ٹکڑے کا متعلق ہو کہ سب تعریفین کر رہے ہین خواجہ نے چاہا کہ اُسکو منع کرون آنکھ جو ملائی پہچانا کہ جہتر سمک یلداقی ہو خوش ہوگئے حیران تھے کہ یہ ظالم کیہ نکر ہو بچا مگر خیر اب تو آگیا کچھ مطلب نکلیگا خواجہ عمرو نے گھنگرو پاؤن مین باندھے جام شراب سر پر رکھا ناچنے لگے جو چلے مگر بساط آتشبار طرف آگ کے دیکھ رہا ہو خواجہ سامنے آکر بساط ہی کے جھک کہا ایسے افسرون کو سر سے شراب پلانا چاہیے بساط نے ہاتھ تو بڑھائے مگر طرف آگ کے دیکھا ایک شعلہ بھڑک کر جام پر گرا کہ شراب شعلہ بنکر اُڑگئی اور جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا دوسرا شعلہ بھڑکا وہ خواجہ عمرو پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑگیا بصورت اصلی ہوگئے بساط آتشبار نے کہا ارے تو کون ہو خواجہ نے چاہا کہ جست کرکے بھاگون خیال کیا کہ زمین پاؤن پکڑتے ہو اپنے مقام سے ہل نہین سکتے عمرو آیا عمرو آیا کا غل ہوا بساط تیغہ کھینچکر اُٹھا کہتا ہوا کیون آتشبار تمنے یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا اس ظالم نے سبکو مارلیا ہوتا مگر مین نے جو کتاب مین دیکھا تھا کہ کوئی افتاد پڑا چاہتی ہو اسی خیال سے مین نے اشارہ کیا سحر نے کمال دکھایا خواجہ عمرو نے جو اپنا یہ حال دیکھا رو رو کر دعا کرنے لگے عرض کرتے تھے ای معبود حقیقی ای مالک تحقیقی اس آفت سے بچالے

نظم

چارہ جو یداز تو ای شافی مریض لاعلاج	مرگ خواہد دردمند درد باطن با علاج
لطف کن لطف ای شفا بخش مریضان جہان	تا شود از غیب بہر درد دل پیدا علاج
لا دوا را خربت دیدار کے بخشد شفا	شربت دیدار سے با ید لی آن لا علاج

بہر بیمار تپ ہجران و محرور فراق
از فلک بہر دوائے دل مسیحائے فرست
بہر صفرائے دل صفرا زدہ کن چارۂ
ز اعتدال خود طبیعت را غمت برگشتہ است
از جناب طالب عقبیٰ ہمے خواہد مدد
چون طبیبان زمانہ جملہ بیمار تواند
بر لب آمد دل بجان است دل بیمار را
غم مخور رہنماے زور دل درین بیت الحزن

ہست در دست شفا بخشت خداوندا علاج
بہر ما نازل بکن از عالم بالا علاج
بہر سودائے دل سودا زدہ فرما علاج
کن کہ بہر این مرض دانی تو اے دانا علاج
از تو مے جوید مریض علت دنیا علاج
از کہ گردد جز تو حاصل بہر درد ما علاج
منحصر بر ذات پاک تست یا مولا علاج
خود بکن آن شافی مطلق کرم فرما علاج

خواجہ عمرو بیقرار ہو کر دعا مین مانگ رہے ہین لباط اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا کہ اِس ظالم کو ابھی قتل کرونگا غضب ہی کیا سب کو مار لیا ہوتا اگر مین ہوشیاری نہ کرتا تو خاتمہ تھا جیسے ہی تلوار کھینچ کر چلا طلیلے نے اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا کہا اے شاہنشاہ ساحران تمنے بڑا کام کیا کہ ایسے شخص کو گرفتار کر لیا لیکن مین آپ کو ایک تدبیر بتاؤن سامنے درۂ کوہ مین ایک شخص چھپا بیٹھا ہے چل کے پہلے اُسکو گرفتار کر لیجیے نہین معلوم ساحر ہے یا عیار پہلے اُسکو گرفتار کر لیجیے جبتک وہ نہ گرفتار ہوگا مجھکو خوف آتا ہے ایسا نہو کہ کچھ فتور برپا کرے لباط آتشبار پیچھے قتل عمرو سے الگ ہوا ساتھ طلیلے کے چلا طلیلا لباط کو لیے ہوئے درۂ کوہ مین آیا کہا دیکھیے وہ بیٹھا ہے جیسے ہی لباط پلٹا سمک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے گرتے گرتے حباب مارا کہ لباط بیہوش ہوا سمک نے لباط کو لپیٹ کر درۂ کوہ مین ڈالدیا اب اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا کہا اے آتشبار ایک عیار درۂ کوہ مین چھپا تھا مین نے ایک گولا مار کر غرق زمین ہو گیا اب اطمینان ہوا بیٹھکر شراب پیو مین اپنے ہاتھ سے انتظام کرونگا اب مجھکو کسی کا اعتبار نہین کوئی اور افتاد نہ پڑے یہ کہکے جام لبریز کیا گھاٹی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی جام آتشبار کے منہ سے لگا دیا آتشبار خوشی خوشی پی گیا جانتا ہے کہ میرا رفیق پلا رہا ہے جو سمک نے دورا باندھا ہے تھوڑے عرصہ مین سارے جلسہ کو شراب پلائی ملازمون کو اشارہ کیا کہ تم بھی شراب لیجاؤ اب مین سب کا انتظام کر رہا ہون سب شراب پینے لگے تھوڑی

عرصہ مین سب نے شراب پی صحبت مین دست درازیان ہونے لگین کوئی کسی کی ٹوپی
اُتارتا ہے کوئی کہتا ہے تمھاری گود مین کنھیا نے بچے دیے ہین اور لات ماردی انکو غش
آتا تھا اُسے کہکر لیٹ گئے فرمایا بھائی مار ڈالا کنیا حرامزادی نے کیا غضب کیا کہ
دونون گرکر بیہوش ہوے ایک نے کہا بھائی بڑے افسوس کی بات ہے کہ تمھاری مونچھ
پر کوا بیٹھا ہے اُنھون نے کہا اس حرامزادے نے شاخ نخل سمجھی ہے اور تم کیسے
دوست ہو کہ دیکھ رہے ہو اُنھون نے کہا کہ سر نہ ہلانا مین پکڑ لیتا ہون یہ کہکے ہاتھ
بڑھایا مونچھ پکڑ کے جھٹکا مارا اُسے کہکر وہ گرے اور وہ بھی گرے گرتے گرتے اُنھون
نے کہا کہ بھائی کوا اُڑ گیا جو کچھ رہی اسطرح کے معنی کے محفل مین ہو رہے ہین آتشبار
یہ کہکے اُٹھا کیا میری محفل کو بازار بنایا ہے اُٹھتے اُٹھتے گرا سماک یلداقی نے ان تحفجات
کو لیکر رستم کو بنایا آتشبار کو قتل کیا بساط کو بھی مارا ساری محفل کے کپڑے اُتار لیے سبکو
قتل کیا لشکر والون کو جلا دیا مگر لباس کسی کا نہین چھوڑا جس وقت رستم رہا ہوے خواجہ سے
کہا میرا مرکب تلاش کیجیے خواجہ عمرو نے تمام باغ مین ڈھونڈھا ایک گوشہ مین مرکب
بندھا تھا خواجہ اُسے تیار کرکے لائے سماک کی رستم نے بڑی تعریف کی فرمایا اے سماک
کیا کار نمایان کیا ہے جب کہ خواجہ نے خوب رنگ جمایا تھا مگر بساط کی ہوشیاری سے
آفت برپا کی مگر اے سماک تمنے کار نمایان کیا تم کیونکر پہونچے سماک نے کہا مین قریب
درہ کوہ آیا اور یہ تو سن ہی چکا تھا کہ آتشبار نے رستم کو گرفتار کیا فکر مین ہوا کہ اندر جاؤن
آتش کو دیکھکر گھبرایا چند ساحر اندر سے نکلے مین نے ایک ساحر کو بیہوش کیا اور اُسکی
شکل بنکر اُن سب کے ساتھ ہوا جب قریب آتش پہونچا تو گھبرا کر کہا یارو مجکو کچھ معلوم
ہوتی ہے اُن سب نے کہا بقراط ثانی کا نام لوگے تو نہ معلوم ہوگی جب اُس مردود کا نام لیتا ہو
اندر آیا ارباب نشاط مین مل گیا طبلہ بنکر محفل مین بیٹھا اسطرح غلام پہونچا سب کو رخنی
تو کر ہی چکا تھا جب خواجہ پہونچے مین سمجھ گیا کہ اب تو قبلہ وکعبہ آگئے اب کام کر لینگے جب آپ
گرفتار ہوے جو کچھ کیا وہ حضور نے دیکھا رستم نے سماک کو گلے لگایا سوار ہو کر باغ سے
نکلے ایک طرف سماک ایک طرف خواجہ عمرو بن امیہ ضمری باغ سے نکلے تھے کہ صحرا

گرد اُڑی آفاق تاجدار ساٹھ ہزار فوج سے پیدا ہوا آکے رستم کو بیچ مین لیا رستم نے پوچھا کہ تمھارا آنا کیونکر ہوا عرض کی جب سمک نے ماکو لشکر مین پہونچایا اور یہ دونون عیار تلاش حضور مین نکلے مین بھی انکے عقب مین چل نکلا اشکر ہی کہ حضور کا غنچۂ آرزو کھلا اگر مناسب ہو آج اسی صحرا مین اتر پڑے کل صبح کو کوچ کیجیے میرے اہل لشکر تھکے ہوے ہین رستم بموجب کہنے آفاق شاہ کے اسی صحرا مین اتر پڑے بارگاہ استادہ ہوئی لشکر والے اپنے اپنے مقام پر اُترے رستم دربارگاہ پر کرسی بچھا کر بیٹھے خواجہ سمک حاضر خدمت ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار آتا ہی ساٹھ ہزار جوان اسکی پشت پر گرگ مسلح و مکمل لشکر رستم کو دیکھکر وہ پہلوان آکر مقابل مین اُتر پڑا سکان جنگ آزما اسکا نام ہی جنگ سے ہر وقت اسکو کام ہی لاف و گزاف کرتا ہوا وہیں بارگاہ مین آتا بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی ہمارے لشکر مین بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر اسلام کے جو اطلاع کرنے پر حاضر تھے خبرین لیکر سامنے رستم کے آئے ہاتھ اٹھا کر دعاے خیر دی۔ قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ	گل سرخ تا بد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد	ہمہ کار عالم بکام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو یہ پہلوان جو آتا ہی سکان جنگ آزما اسکا نام ہی لاف و گزاف اسکا کام ہی بڑے غرور مین طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آرا ہے نبرد ہو رستم نے حکم دیا ای سمک کہہ دو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے لشکر رستم مین نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش مالک اقلیم چہارم بعد گرد فرمیدان مشرق سے نکلا فلک چہارم پر آکر جلوہ فرما ہوا سکان سوار ہوا کل لشکر کو ساتھ لیکر میدان مین آیا گینڈے کو آگے بڑھا کے کھڑا ہی کہ نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا رستم پیلتن مرکب استوار کبود پر سوار ملک آفاق شاہ تخت پر پشت پر لشکر ظفر اثر علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے اس شوکت سے لشکر اسلام آکر پہونچا سکان جنگ آزما آمد لشکر دیکھکر دنگ

ہوگیا ساتھ والوں سے کہتا ہی کہ رستم بڑا صاحب شوکت ہی اس رعب و دبدبہ سے میدان مین آیا ہی کہ جاہ و جلال دیکھکر قلب کانپتا ہی دیکھیے خداوند نے کیا چاہا ہو کیا کیفیت ہوتی ہی ساتھ والے کہتے ہین آپ کی جرأت کے سکے ہین آپ کی جنگ کے ڈنکے ہین جس جنگ پر گئے اُس جنگ کو فتح کرکے آئے اس جنگ پر تو آپ کو قدرت نے بھیجا ہی وہ تقدیر کرینگے آپ غالب آئینگے سکان خاموش ہورہا نوجین جمین نقیبون نے نقابت کی کرو گیت کرتا کہکر ہٹنے پکارتے تھے کہ دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے شاہان جلیل القدر ہوئے خاک ہوئے اُنکی قبرون کا نشان بھی نہین باقی کوئی نام بھی اُنکا نہین لیتا۔ نظم

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر		ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ جو اُسکی ہی ظاہر عقلا کے ادبر		یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

	زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم سفر دور و دراز است و ما بے خبریم	

گئے سوئے گلستان کل جو ہم باخستہ حالی تھے	دیگر	مقابر جتنے دیکھے ہمنے خستی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اس جا مضمون خیالی تھے		مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے

	سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے	

اسطرح کے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ مردان عالم کی آنکھون مین نشہ آگیا قلب ٹھہر گیا ارادہ ہوا کہ دشمن پر جاپڑین میدان مین بڑھکر لڑین اگر ہماری موت نہین ہی تو کوئی قتل نہین کرسکتا اور اگر موت آچکی اور یہی صبح ہمارا شہید و مقتل ہی تو کیا اختیار ہی مالک پروردگار ہی جو مناسب ہو۔ فرد۔ سر نے پیچم زشمشیر حبیب + ہرچہ آید بر سر من بالنصیب + ہرطرف یہی ذکر تھے بہادر گھبرا رہے تھے کہ سکان نے گنیڈا اپنا نکالا میدان مین آکر سراپا میدان کا دکھایا جب خوب غرق عرق ہوچکا اور دونون زلفون سے یون سینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین پکارکر آواز دی کہ فرقہ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے بقول شاعر۔ فرد گران ہر کرا بار سر

بر تن ست + حکیم علاجش بدست من ست + یہ جو بغرور اُسنے آواز دی ملازمان آفاق شاہ
نے قصد کیا تھا مگر رستم مانع ہوئے مرکب بادرفتار بڑھایا آفاق شاہ سے اجازت
چاہی آفاق شاہ نے عرض کی کہ آپ کو خدا کے سپرد کیا پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے
رنج والم دل سے دور کرے رستم مرکب کو بڑھا کر سامنے سکان کے پہونچے سکان نے
دیکھا ایک نرہ شیر نہایت دلیر صاحب شوکت و حشم کوہ شکوہ صولت و جلالت مثل چاکران
کمترین ہمراہ رکاب ہیں جلال دیکھکر دنگ ہوگیا سلام کیا رستم نے اُسکے سلام کا جواب
دیا سکان نے کہا اے رستم تمنے سرحد خیال سکندری میں تہلکہ ڈال دیا لیکن میں جس جنگ پر
گیا بغیر فتح کیے نہیں پلٹا بہتر یہ ہے کہ میری اطاعت کرو ایسا نہو کہ میرے ہاتھ سے مارے جاؤ
سنتا ہوں کہ صاحبقران کے بڑے فرزند ہو اُنکو کیسا قلق ہوگا رستم نے فرمایا اے مغرور
غرور کو دماغ سے نکال ڈال اگر تو اطاعت کرے تو رونق بارگاہ اسلام ہو عہدہ سپہ سالاری تجھکو
دونگا بس اب کلام نکر زبان تیغ سے کلام ہو دیکھیں آج میدان میں کسکا نام ہو اگر طلسم
خیال سکندری میں آئے ہیں اور ہفت پیکر سے مہلت پائی تو بقراط ثانی کا غرور نکالیں گے
سکان نے جھلا کر نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اب دونوں میں نیزہ چل رہا ہے
لشکر والے دونوں کی تعریفیں کر رہے ہیں سترھوین طعن میں رستم نے نیزہ سکان کا نکالا نیزہ
جو ہاتھ سے سکان کے نکلا مثل ابر گرجا للکار کر آواز دی اے جوان تونے غضب کیا کہ دو
دریا کے لشکر دیکھ رہے ہیں تونے نیزہ میرا ہوائی کیا مگر نیزہ بازی کھیل ہے مردان عالم کا
اب تیغ بیدریغ سے کام لیتا ہوں اگر ہوادار پر ہاتھ ماروں تا بہ ہیچ کاٹوں یہ کہکر تیغہ اُٹھایا رستم نے
مرکب کو گدگدایا منظور یہ ہے کہ زیر بغل جا کر لپٹ پڑوں تلوار اُسکی چھین لوں مگر قضائے کار
اُس مقام پر موش خانہ تھا دونوں پاؤں مرکب رستم کے موشخانہ میں جا پڑے گھوڑے نے
سکندری کھائی خود سر سے گر آنلوار گر سر برہنہ پڑی کھیلے کی صدا بلند ہوئی یقین تھا کہ
رستم قتل ہو رستم نے واستانارا تیغہ جھنجھنا کر نکلا جا اور خون کی چہرے پر آئی مگر رستم نے تیغہ بتقاب
کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا تیغہ ہفت جوہر جو چاک کر گرا اسکان کے خود و بخیرہ کو کاٹا وہاں
سے تلوار جو گری گینڈے کی گردن قلم ہوئی اہل فوج نے جو اپنے آقا کو گینڈے سے

گرتے دیکھا لینا لینا کہکے دوڑ پڑے ہمراہیان آفاق لے جو دیکھا سمجھے کہ آقا ہمارا مارا گیا
رستم کے برابر آئے رستم نعرہ کرکے قلب فوج میں در آئے آفاق تاجدار نے فوج کو اشارہ
کیا ہر دو لشکر آپس میں مل گئے ملازمان سکان نے آکر سکان کو اٹھا لیا گردوں پونچھکر گھوڑے
پر سوار کیا سکان بھی لڑنے لگا دونوں لشکر ملے ہوے ہین تلوار چل رہی ہی رستم اسقدر لڑے
کہ کلائیوں پر ورم آگیا زخم سے اسقدر خون بہا کہ سست ہونے لگے بیقرار ہوکر کئی مرتبہ سمک
کو پکارا سمک اور طرف جنگ مین تھا رستم نے دیکھا ایسا نہو غش آجائے تلوار کو نیام میں
کیا دونوں ہاتھ گردن مرکب میں ڈالدیے مرکب نے اپنے راکب کو بے دست و پا پایا شیرین کی
جس کسی نے قریب آنے کا ارادہ کیا گھوڑے نے پشک ماردی منھ کھول کر کاٹنے
چلا گیا اسطرح اپنے آقا کو لیکر نکلا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا سکان بھی زخمدار و بیقرار تھا
دیکھا اُسنے کہ لڑائی ابھی ہوئی ہی میں زخمدار ہوں ایسا نہو کہ فوج کے قدم اُٹھ جائیں تو
شکست فاش ہو طبل امان بجوا دیا اور پلٹا ادھر آفاق تاجدار جو واپس ہوا رستم کو نہ پایا
سمک کو بلایا کہا ای جہتر والا گہر آقاے نامدار کا نشان نہیں ملتا سمک نے لشکر کو اُسی مقام پر
اُتارا اور خود تلاش میں اپنے آقا کی چلا مگر مرکب رستم ہر چند کہ نہایت شائستہ ہی مگر بے زبان آوارہ
ہا ہوے دلیران کان مین بھری ہوئی بھاگا ہوا جاتا ہی رات بھر چلا ہی گیا صبح ہوتے ایک
سبزہ زار میں پہونچا گھاس کے پتھوں پر منھ ڈالا دو چار بیٹھے جو گھاس کے کھانے جھیل سے
پانی پیا بدن کو جنبش دی رستم پشت مرکب سے زمین پر گرے مرکب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا
زبان سے زخم چاٹتا تھا شیہے بھرتا تھا مراد یہ تھی کہ آقا میری پشت پر سوار ہوں مگر رستم کو خبر
نہوئی آخر مرکب چرنے میں معروف ہوا رستم بیہوش زیر نخل پڑے ہیں اس صحرا کا حاکم سہیل
قزاق کوئی کاروان لوٹ کر لایا ہی اسباب ساتھ لدا ہوا سب مرکبوں پر چلے آتے ہیں
سہیل کے ساتھ والوں میں سے کسی کی نگاہ پڑی پکار کر آواز دی ای آقاے نامدار دیکھیے
ایک مرکب چر رہا ہی اور ایک جوان زیر نخل زخمدار پڑا ہو سہیل قزاق نے پہلے مرکب
پر نگاہ ڈالی دیکھا مرکب کو دہ مرتبہ کو کفل گلے مین سونے کی ہیکل اسباب مرصع زین
لدا ہوا زین ڈھلکا ہوا لیختے خون کے جمے ہوے سبزے پر ٹہل رہا ہے اُدھر سے

وہ نگاہ پلٹی تو رستم پر پڑی دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال سر پر زخم کاری
بیہوش پڑا ہے مگر قبضۂ تلوار پر قبضہ جما ہوا ہے اس حال میں ہے لیکن تلوار نہیں چھوڑی سہیل
نے کہا یہ جوان نہایت بہادر معلوم ہوتا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکو دس بیس نے گھیرا تھا مگر
ایسا لڑا کہ اپنا اسباب نہیں دیا دیکھو ایسا بہادر ہے کہ اب تک قبضۂ تلوار کا ہاتھ سے
نہیں چھوٹا مرکب کو گرفتار کرو چارپائی منگا کر اس جوان کو اٹھا کر لیچلو میں علاج کرونگا
سہیل نے رستم کو اٹھوایا پہاڑ پر قلعہ تھا ساتھ والوں نے کہا حضور پہاڑ پر برف گری
ہوگی زیر کوہ بارگاہ استادکرایئے سہیل نے اسی مقام پر بارگاہ استادکرائی رستم کو
بارگاہ میں لایا جب ہاتھ کو خوب سینکا تب قبضہ ہاتھ سے چھوٹا اپنے ہاتھ سے سر میں ٹانکے
دیے پٹیاں مرہم کی چڑھائیں رومال ہاتھ میں لیکر مگس رانی کرنے لگا جب آرام ہوچکا
تو رستم نے آنکھ کھولی دیکھا ایک جوان سپاہی وضع سرہانے بیٹھا ہے اٹھنے لگے سہیل
نے کہا اے جوان ابھی اٹھنے کا ارادہ نہ کرو ایسا نہو کہ ٹانکے ٹوٹ جائیں مگر رستم اٹھ بیٹھے
سہیل نے پوچھا کیوں اے شہریار کس مقام پر مقابلہ پڑا آپکا کن نامردوں سے سامنا ہوا
کتنے نے ملکر آپکو زخمی کیا مگر آپ نے بڑا کمال کیا کہ اسقدر زخمی ہوے مگر اسباب نہیں دیا
رستم نے کہا اے بہادر تیرا کیا نام ہے میرے لانے کا کیا باعث ہوا سہیل نے جواب دیا یہ صحرا
میری عملداری میں ہے ہمیشہ قزاقی کرتا ہوں ایک کاروان لوٹ کر لیٹا تھا آپ کو صحرا میں
پڑے دیکھا نہایت افسوس ہوا ہر چند کہ زیر کوہ اترنا میرے لیے شاق ہے میں نے
جن لوگوں کا مال لوٹا ہے وہ میری فکر میں رہتے ہیں مگر نکلنے نہیں پاتے اگر زیر کوہ پائیں تو
گھیر لیں ہم لوگوں کی لڑائی ترکیب سے ہے آپکی خاطر سے اس مقام پر اتر پڑا آپکا علاج
کر رہا ہوں کہ خدا آپکو صحت جلد عطا کرے اپنا رفیق بنا کر رکھوں قزاقوں کا سردار کروں
میرے ساتھ بھی وہ وہ جوان ہیں کہ جنکا مثل ممکن نہیں رستم نے کہا اے سہیل تم مجھے
اٹھا لائے تمھارا احسان ہوا مجھکو کسی نے گھیرا نہیں ایک پہلوان سے مقابلہ پڑا اسکے
ہاتھ سے زخمی ہوا مرکب ادھر نکال لایا تمکو رحم آیا اٹھا لائے شاید ذکر سنا ہوگا فتح طلسم
ہفت پیکر رستم نامور میرا ہی نام ہے اب سر چار خیال سکندری میں آیا ہوں بڑے بڑے

ساحر میرے ہاتھ سے قتل ہوے اب ارادہ ہی کہ اپنے کو اس طلسم تک پہونچاؤں کہ مُسیلے دعوے خدائی کیا ہو نام نامی سُنکر سہیل بہت خوش ہوا کہا ای شہریار زہے میری خوش نصیبی کہ آپ میری بارگاہ مین تشریف لائے مین بھی ایک رفیق ہوا آپ کے ساتھ جاونگا سہیل بڑے لطف سے خدمتگزاری کرتا ہی رستم بہت خوش ہوے غرضکہ تیسرے دن رستم نے غسل صحت کیا سہیل نے صحت رستم کا جلسہ آراستہ کیا روشنی کرائی طائفے بلائے ایک مہ جبین دہاتیں حسین دلبری مین طاق غمزہ آفاق سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

سوز الفت مین اگر جلوہ گری پیدا ہو
خاک ہو جل کے جو پروانہ پری پیدا ہو

کیونکر آنسو کوئی ای نوحہ گری پیدا ہو
دل پسیجے تو بھی آنکھون مین تری پیدا ہو

شوخیون مین روش فتنہ گری پیدا ہو
چشمکون مین تری جادو نظری پیدا ہو

سرد آہین جو کبھی کھنچ کے لبون تک آئین
گرمیان کرتی ہوئی بے اثری پیدا ہو

دلبری مین بھی ادا نکلی دل آزاری کی
لطف سے پہلو بیدادگری پیدا ہو

کام کر عشق مین ای غفلت دل قاصد کا
دے خبر یار کی وہ بے خبری پیدا ہو

آئینہ دیکھے اگر حال پریشان میرا
ساتھ حیرت کے پریشان نظری پیدا ہو

حال کچھ دل کے تڑپنے کا لکھین یار کو گر
برق کو وصل نامہ بری پیدا ہو

دے اگر جام کو وہ ساقی مہوش گردش
صاف کیفیت دور قمری پیدا ہو

ٹھنڈھی سانسین جو شب ہجر بھرون آخر شب
صبح سے پہلے نسیم سحری پیدا ہو

چار چھینٹے اثر گریہ جو دے فرقت مین
خشک آنکھون مین ابھی ایک تری پیدا ہو

آڑ کے جانے کا خط شوق ارادہ تو کرے
بجس بدلے ہوے قاصد کا پری پیدا ہو

وادی عشق مین کرتا ہے تقاضا کوئی
ہر قدم پر سر شوریدہ سری پیدا ہو

زلف پیچان کے تصور مین جو جینون آئین
پیچ کھاتا ہوا دود جگری پیدا ہو

ہم تو عاشق ہین جب انداز قیامت یہ ہین
قامت یار کی سی فتنہ گری پیدا ہو

عشق کہتا ہو وہان وکمر یار کی طرح
بے نشان ہو جسے جب ناموری پیدا ہو

سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پر میرے
عوض داغ جنون چتر زری پیدا ہو

عکس تیرے لبِ رنگین کا جو اے سرو پڑے　　باغ مین کان عقیق شجری پیدا ہو

جلوہ دکھلائے اگر شام جوانی اپنا　　لیکے پیری بھی چراغ سحری پیدا ہو

کھینچ دے طرز سخن بیدہنی کی تصویر　　جال مین جلوۂ نازک کمری پیدا ہو

تم اگر باندھو تو جوڑے کو تو ہو خاطر جمع　　کھولدو زلف تو آشفتہ سری پیدا ہو

ہم یہ سمجھے کہ کسی نے کوئی قاصد بھیجا　　پوچھنے کو جو خبر بیخبری پیدا ہو

آزما دیکھ محبت کے اثر کو بھی جلالؔ　　پھر نہو وصل وہ بے اثری پیدا ہو

رستم جائے عیش ونشاط مین بیٹھے ہین گانا سن رہے ہین سہیل پہلو مین بیٹھا ہی کہ بجلی گلشن والی کی کر رہا ہی کہ چند قزاق گھبرائے ہوئے آئے کان مین سہیل کے کچھ کہا سہیل گھبرا کر اٹھا رستم نے جو سہیل کو متغیر دیکھا پوچھا کہ اے برادر خیر تو ہی سہیل نے عرض کی کہ اے شہریار مقام تردد ہی کہ ایک بادشاہ فتاح جہانگرد کئی مہینے کا زمانہ ہوا کہ مین نے اُسکی ارسال لوٹ لی تھی اب اُسنے خبر پائی کہ مین زیر کوہ اُترا ہون اُسنے چار جانب سے گھیر لیا ہی غلام کو تردد ہی کہ کیونکر خلاصی ہو حضور یہ کام کرین کہ سوار ہو کر طرف صحرا کے نکل جائین غلام لڑ بھڑ کر نکل جائیگا یہ سنکر رستم نے کہا کہ ہمارا مرکب تیار کرو ہم اُسکے مقابلے مین جائینگے تم اسی بارگاہ مین بیٹھو یہ سنکر سہیل رونے لگا کہتا ہی کہ آپ میرے مہمان ہین چاہتا ہون کہ کوئی ملال آپکو نہ پہونچے رستم فرماتے ہین کہ اے سہیل تم ہمارے جان بخش ہو ہو سکتا ہی کہ تمکو رنج و ملال پہونچے اور ہم دخل نہ دین ابھی نکل کر اُسکو سمجھا دونگا کہو تو تمکو بلا سے کوہ پہونچا دون کہو تو نکل کر اُسکو قتل کرون سب کچھ ہوسکتا ہی تم کیون گھبراتے ہو مگر سہیل نہین مانتا ہی قدمون سے لپٹا ہوا ہی عرض کرتا ہی کہ حضور نکل جائین اگر آپ پر کچھ چشم زخم پہونچا تو مجکو بڑا صدمہ ہوگا اس اثنا مین دو تین قزاق دوڑے ہوئے آئے کہا کہ لیجیے بڑا غضب ہوا دلیران پنجہ کش پہلوان نہایت لحیم و شحیم کہ فتاح کے لشکر کا سرکردہ ہے بطور ایلچی فتاح نے اُسے روانہ کیا ہی دروازے پر کھڑا بدعت کر رہا ہی یہ چاہتا ہی کہ اندر آؤن آپکے قزاق روک رہے ہین اب تلوار چلا چاہتی ہی رستم نے کہا کہ ہم اس ایلچی کو یہان آنے دو منع روکو یہ جو رستم نے کہا سہیل تو کانپتا ہوا ایک طرف آ بیٹھا رستم مقام صدر پر ہین

قراقون نے جاکر کہا بیران پنجہ کش چھوٹتا ہوا اندر آیا مثل کاوزون کے سلام کیا کسی نے
جواب تک نہ دیا بیران قریب رستم کے آیا کہا کہ اے جوان تم صلاح نہین ہونے دیتے ہمارے
شاہ کو یہ دعوی ہے کہ جو سہیل نے مال لوٹ لیا ہے اُسکو واپس دے رستم نے کہا کہ اے
بیران پنجہ کش بیٹھ جاؤ بیٹھ کر کلام کرو وہ مال اب کہان ہے قراقون نے وہ سب تقسیم کر کے
نوش کیا بادشاہ سے جاکر اپنے کہو اگر فساد منظور ہے تو ہم سب طرح موجود ہین ورنہ بہتر ہے کہ
پلٹ جاؤ نہین تو تمکو ملال پہونچیگا یہ جو رستم نے بگڑ کر کہا بیران کو بڑا غصہ آیا ہاتھ
بڑھایا کہ رستم کی گردن پکڑ لون رستم نے کلائی پکڑ کر ایک جھٹکا مارا کہ منھ کے بل زمین پر
آیا رستم سے لپٹ پڑا ہرچند کہ سہیل منع کرتا ہے کہ اے پہلوان دوران و اے گرشاسب
جہان یہ مہمان ہین مجھ سے کلام کرو بیران نے سہیل کو جھڑک دیا کہا کہ اے سہیل ٹھہر
مین ابھی انکو سمجھائے دیتا ہون سہیل تو کنارے ہوا رستم پیلتن و بیران سے
کشتی ہونے لگی اب سب تماشا دیکھ رہے ہین بیران کیا کیا کمال کر رہا ہے چاہتا ہے
کہ رستم کو اٹھا لون مگر یہ فرزند صاحبقران ہین اُسکے زور کو اور ریلون کو روک رہے
ہین لڑتے لڑتے بیران رستم کو ریل کر لے دوڑا پانچ چھ قدم ریل کر لایا وہان لاکر
ہکہ مارا کہ بایان گھٹنا رستم کا جھکا تڑپ کر لنگر قائم کیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر وہ زور
کیے کہ اگر پہاڑ پر زور کرتا تو اُسے بھی اکھیڑ کر پھینک دیتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین
حس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا کانپتا ہوا کف منھ سے جاری کہا کہ اے جوان
تیرے زور کا مشتاق ہون رستم اپنے مقام سے اُٹھے ریل کر لے دوڑے سترہ اٹھارہ
قدم ریل کر لائے وہان آکر ہکہ مارا کہ بیران کے دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوے
چاہتا ہے کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون رستم کب لنگر جمنے دیتے ہین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر
نعرہ شیرانہ کیا ۔ نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب		یکتا علمشاہ جو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیلزور	دیگر	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

سہیل بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے کہ رستم نے لنگر بیران کا اٹھایا حیران ہے کہ اس شخص نے

اس دیو خصال کو اٹھا لیا تو یہ سہیل نہیں آیا حقیقت میں فرزندان صاحبقران سب صاحب خدا
و شوکت ہیں مگر رستم نے گرز مہران کو چرخ دیا چرخ دیکر زمین پر مارا مہران چاروں شانے
چت گرا کود کر رستم چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا شناخت میں خدا کے کیا کہتا ہے مہران نے
کچھ کلمہ سخت کہا رستم نے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ٹھوڑی پر رکھکر ایک بار امع
نرخرے گردن کھینچ لی اپنے مقام سے اٹھے فرمایا کہ لاشہ اس مغرور کا پھینک دو باہر
جو اسکے ساتھ والے گھوڑے تھے ان لوگوں نے جو یہ خبر سنی کہ مہران مارا گیا لڑنے لگے
سہیل نے قزاقوں کو اشارہ کیا کہ ان سب کو مار کر نکال دو اتو قزاق دلیر ہوئے تلواریں
کھینچ کر جا پڑے سب کو مار کر ہٹا دیا لاشہ مہران کا جنگل میں پھینک دیا تھا جب ساتھ والے
بھاگ کر گئے تو کہا یارو افسر کا لاشہ تو اٹھا لو لاشہ مہران کا لیکر سامنے اپنے بادشاہ کے
آئے بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کہ ارے یہ کیا ہوا کہا حضور اندر معرکہ ہوا ہم باہر تھے ہم لوگ
خوب لڑے مگر افسر سر پر نہ تھا شکست کھا کر بھاگے مگر وہ ہی جوان جو سہیل کا مہمان ہے یہ
آفت اسی نے برپا کی کہ ہمارے افسر کو مارا لاشہ جنگل میں پڑا تھا اٹھا لائے مگر بادشاہ
لاشہ مہران کا دیکھ کر گھبرا گیا کہتا تھا کہ یہ ایسا پہلوان نہ تھا کہ جسکو ایک آدمی تنہا
مار لیتا معلوم ہوتا ہے کہ دو چار آدمی اسپر ٹوٹ پڑے عاجز ہو کر مارا گیا ورنہ یہ ہزاروں سے
اکیلا لڑنے والا تھا اسکو کون مار سکتا تھا فتاح نے بہت افسوس کیا کہتا ہے کہ
سر مہمان سمجھونگا اس جوان کو قتل کرونگا وہ قیامت برپا کروں کہ دریا بے خون بہا دوں
مگر بہت سے پہلوان جو گرد بیٹھے تھے انھوں نے کہا کہ جو کچھ کیجیے گا وہ سمجھ بوجھ کر
کیجیے گا ایسا نہ ہو کہ کچھ حضور کو ملال پہنچے فتاح کہتا ہے کہ میں کیا کسی بات میں
کم ہوں مہران کا مارا جانا مجھکو بہت شاق ہوا اسکا بدلہ ضرور لونگا ایسے لاف و گزاف
کرتا ہوا اٹھ کے خلوت میں آکر بیٹھا اپنے عیار سیما سے شبگرد کو بلایا بلا کر کہا کہ
اے سیما تو نے سنا کہ مہران مارا گیا مجھکو بڑا افسوس ہے اگر ہو سکے تو ایک کام کر
اس جوان کو چرا لا کہ جسنے مہران کو مارا ہے سیما نے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے یہ
غلام گیا اور چرا لایا فتاح نے کہا کہ اے سیما مجھکو خوف پیدا ہوا ہے مہران کو اسنے

زیر کیا ہے ایسا وہ پہلوان تھا کہ مجھ سے کبھی زیر نہین ہوا ہمیشہ برابر ہی لڑا جب اُسکو
اُس شخص نے زیر کر لیا تو مین کیونکر مہلت پاؤنگا مجھپر زیادتی کریگا اگر تو گرفتار کرکے
لا یا تو اُسی وقت اُسکو قتل کرونگا مجھے سہیل کا مار لینا کتنی بڑی بات ہے سہیل کیا
مجھ سے لڑ سکتا ہے یقین ہے کہ زیر ہو کر مال دے دیگا سیما یہ سب باتین سنکر اور پانچہ
عیاری جسم پر آراستہ کرکے طرف لشکر رستم کے چلا ایک فقیر کی صورت بنکر لشکر
مین آیا پھرنے لگا پشت بارگاہ رستم پر پہونچا ایک مقام محفوظ دیکھکر بیٹھا جوڑی خنجر
کی نکالی نقب کھودنے لگا پہر رات رہے جہرہ نقب کا توڑا برابر چھپرکھٹ رستم کے پہونچا
تڑپکر نقب سے نکلا اول روشنی کو گل کیا کفچہ نکال کر اُسمین بیہوشی رکھی برابر دماغ رستم
کے لگا دیا رستم بیہوش ہوئے سیما نے پشتارہ باندھا اُسی نقب سے پشتارہ لیے نکلا
جب نقب سے باہر آیا تو مرغ طلایہ کی آواز کان مین آئی سوچا کہ جنگل سے ہو کر دو تین کوس
چڑھ جاؤن اُدھر سے پلٹ کر اپنے لشکر مین پہونچون یہ سوچ کر جنگل مین گھس گیا چلا ہوا
جاتا ہے کہ آثار سحر نمودار ہوئے تھک گیا تھا ایک جھیل پر ٹھہرا پشتارہ رستم کا رکھ دیا
آپ ٹہل رہا ہے کہ آسودہ ہو لون تو آگے بڑھون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار
مرصع پوش شکار کھیلتا ہوا آتا ہے باز سفید ہاتھ پر ایک تیہو جنگل سے نکلا اُسپر باز کو چھوڑا
باز نے جاکر تیہو کو گھیرا پر مارتا ہوا زمین پر لاتا ہے نقابدار گھوڑے کو ڈالے ہوئے
آتا ہے کہ وہ تیہو قریب پشتارہ رستم آکر گرا باز چھاتی پر چڑھا تیہو کو نوچنے لگا نقابدار
گھوڑا اُڑا کر قریب اپنے باز کے آیا گھوڑے سے کودا جب نقابدار گھوڑے سے کودا
تو برقع چادر چہرے سے رستم کے ہٹ گیا نقابدار کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان آفتاب تمثال
خورشید جمال بیہوش وہ بوقش گٹھڑی مین بندھا ہوا ہے نقابدار جمال جہان آرائے
رستم دیکھکر دل و جان سے عاشق ہوا نیزہ جھکا کر سامنے عیار کے آیا کہا کہ ارے تبا تو
یہ کون ہے عیار نے کہا کہ ہمارے شاہ کا گنہگار ہے مین اسکو لیے جاتا ہون شاہ
اسکو قتل کرینگے ایک پہلوان ایسا اسکے ہاتھ سے مارا گیا کہ شاہ کو ہمارے بڑا قلق
ہے نقابدار نے جھلا کر کہا کہ ارے تو بردہ فروش معلوم ہوتا ہے یہ

بیچارہ معشوق وضع کسی کو کیا ماریگا ایک نیزہ ماردون کہ تیرا کام تمام ہو یا مین بہنا تا
بجوق جائے نیزہ چمکتا دیکھکر سیما بھاگا ایک زرہ نخلستان مین جاکر چھپا نقابدار
نے قریب آکر گلچینی گلشن جمال کی کی اور پانچ چار سوار بھی آگئے نقابدار نے
اشارہ کیا کہ اس شخص کو اٹھا کر گھوڑے پر ڈال لو ساتھ والون نے رستم کو اٹھا کر
گھوڑے پر ڈال لیا نقابدار جدھر سے آیا تھا اُسی طرف چلا سیما نے ارادہ کیا کہ پیچھے
پیچھے اس نقابدار کے جاؤن مقام رہنے کا دیکھ لون کوئی آدھ کوس راستہ نقابدار نے
طے کیا تھا پلٹ کر دیکھا کہ وہ ہی عیار آتا ہی کمان کاندھے سے اُتاری تیر چلہ کمان مین پیوست
کیا گھوڑے کو پھیر کر آواز دی کہ کیون او ناہنجار ہمارے تعاقب مین آتا ہی یہ کہکر تیر
مارا سیما بھاگ کر ایک نخل کی آڑ مین چھپا مگر تیر جو پڑا نخل کو توڑ کر بازو پر پڑا اب تو چیخا
بھاگا روتا پیٹتا سامنے قتلح تاجدار کے آیا فتاح نے کہا جو کچھ ہوا سو ہوا اب سہیل
کی خبر ہونگا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا مگر صبح کو سہیل کو جو ظاہر ہوا کہ رستم کو کوئی
چرا لے گیا بیقرار ہو کر کہتا ہی کہ یارو یہ کیا غضب ہوا کہ میرے آقا کو کوئی چرا لے گیا
قزاقون سے کہا تلاش کرو قزاق واسطے تلاش کے نکلے مگر حال رستم یہ ہوا کہ یہ نقابدار
شاہزادی والا قدر تھی صحرا مین ایک قلعہ ہی وہانکا حاکم مجنون تاجدار ہے اُسکی
دختر بلند اختر ملکہ رنگین ادا واسطے شکار کے آئی تھی جمال رستم دیکھ کر عاشق
ہوئی اُٹھا کر اپنے باغ مین لائی لا کر مسند پر لٹایا تلوے سہلانے لگی کہ رستم کی
آنکھ کھلی اپنے قریب ایک ماہِ تابان کو پایا اُٹھ بیٹھے دیکھا کہ ایک نازنین پری جمال
آفتاب مثال سراپا خوب معشوق مرغوب سیمتن غنچہ دہن سر جھکائے بیٹھی ہی رستم بیلتن
نے بہ محبت پوچھا کہ کیون صاحب تمھارا نام نامی کیا ہی شرما کر جواب دیا کہ مجکو رنگین ادا
کہتے ہین یہان سے دو کوس پر ایک قلعہ ہی باپ میرا وہانکا تاجدار ہی مین برائے شکار
گئی تھی تمکو ایک عیار لیے جاتا تھا مین اُس سے چھین لائی اب تو میری یہ کیفیت ہو اور
اصل مین یہ صورت ہی۔

نظم

جان بخش لب کا یار کے رتبا بلند ہی
فی الواقعی مقام مسیحا بلند ہی

مدہوش کیف مے سے وہ بالا بلند ہی — اقبال ساغر و خم و مینا بلند ہی
بالائے بام خانہ وہ بالا بلند ہی — گردن وہ ہی جو بہر تماشا بلند ہی
پروانے جلتے ہین تری برق جمال سے — شمعون کے سر سے آتش سودا بلند ہی
بیداغ ہونے سے رخ رنگین یار کے — داغ جگر سے لالہ کے شعلا بلند ہی
دو ساغر شراب ہین وہ چشم مست یار — گردن مثال گردن مینا بلند ہی
خال سیہ بنا ہی رخسار پر وہ ماہ — کیا ان دونون زحل کا ستارا بلند ہی
طوفان نوح ہی مرے اشکون کے جوش سے — مرغ ہوا سے ماہی دریا بلند ہی
افضل ہنو گا بڑھکے ترے قد سے سرو باغ — کعبے سے کیا شرف جو کلیسا بلند ہی
باغ جہان مین فتنۂ محشر سے کم نہین — بالشت بھر زمین سے جو بوٹا بلند ہی
دل کا مرے بخار نکالا ہی آہ نے — شعلہ ترا سے تا بہ ثریا بلند ہے
سبزے سے روئے یار کے ہی ابروون کو فوق — قرآن کے خط سے منزل طغرا بلند ہی
بحر جہان مین حالت مجنون بنائیے — ہر اک حباب محمل لیلا بلند ہے
پوشاک سرخ پہنے ہین وہ بام پر کھڑے — اپنی نظر مین طور سے شعلا بلند ہی
آتش یہ جان لے جو سر مو سفید ہی — شب ہی اخیر صبح کا تارا بلند ہی

رستم سے اور رنگین ادا سے باتین محبت آمیز ہونے لگین رنگین ادا نے پوچھا کہ نام نامی و اسم گرامی آپ کا کیا ہی آپ گل کس گلستان کے ہین اور ماہ کس آسمان کے ہین یہ تو چہرے سے ہویدا ہی کہ آپ خاندان عالی سے ہین رستم نے سب حال اپنا مفصل بیان کیا ملکہ بہت خوش ہوئین کہا کہ اے شہریار مجکو خوف یہ ہی کہ میرے باپ کو خبر ہو جائے وہ نہایت ہی آتشخو و شعلہ مزاج ہین پھر جان بچانا محال ہوگی رستم نے کہا کہ اسکا خوف نہین ایک سال پورا گذرا طلسم ہفت پیکر مین جنگ کرتے ہوئے بڑے بڑے شاہون سے مقابلے پڑے ایک طرف سے صاحبقران لڑتے ہوئے آتے ہین ایک طرف سے اور بھائی برادر ہمارے جنگ کر رہے ہین انشاء اللہ تعالے تا بہ ہفت پیکر جاتا ہی دیکھ لو یہ تحفہ جات جسم پر آراستہ ہین یہ زرہ ہفت جوشن تیغہ ہفت جوہر ہی کلاہ ہفت گوشہ

سر پر لوح طلسمی موجود ہی مگر ایک کنیز چنچل نامے اسکو رشک ہوا کہ ملکہ نے اس دھگڑے کو
بلا کر پہلو مین بٹھایا ہی کیا گھل مل کر باتین کر رہی ہین انکو قتل کراؤن عیش و عشرت انکی
مٹاؤن یہ سوچ کر باہر نکلی ڈولی منگا کے سوار ہوئی طرف قلعے کے چلی کوئی کوس بھر راستہ طی
کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی مجنون تاجدار شکارگاہ سے پلٹا ہوا آتا تھا پکار کر پوچھا کہ اری
چنچل کہان سے آتی ہی چھوکری کا مزاج کیسا ہی کہا حضور اب انکا حال نہ پوچھیے اب انکا
مزاج اور کچھ ہو گیا فرزند حمزہ کو بلا کر پہلو مین بٹھایا ہی رات بھر باتین رہین اب بیٹھی ناز و
نیاز کر رہی ہین وہ مرد بھی بھولا بیٹھا ہی جسنے جو سمجھایا حکم دیا کہ اسکو باغ سے نکال دو اور
کنیزین تو انکی راے پر ہین مگر مین تو حضور کی خیرخواہ تھی خبر کرنے چلی تھی آپ یہین مل گئے
مجنون تاجدار یہ مضمون سنکر کانپنے لگا ساتھ والون سے کہا کہ تم تو قلعے مین چلو
بادولت آتے ہین گینڈا چمکاتا ہوا چلا جب قریب باغ پہونچا محلدار دروازے پر
بیٹھی ہی مجنون کو دیکھکر گھبرائی قصد کیا کہ اٹھون جا کر ملکہ سے خبر کرون مجنون نے وہین
ڈانٹا کہ خبردار وہین بیٹھی رہ اٹھنے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ قتل کر دونگا آج باغ مین دریاے
خون بہاؤنگا باغ مین جو ہی ہی تون پر خون مسلمان ڈالونگا محلدار تو کانپنے لگی جس طرح
بیٹھی تھی اسی طرح بیٹھی رہی مجنون تاجدار گینڈے سے کودا تیغہ کھینچے ہوے تیور
پر بل جبین پر شکن غصے سے پیشانی پر پسینا اندر باغ کے آیا درختون کو قلم کرتا ہوا آیا
سامنے پہونچکر دیکھا کہ رنگین ادا پہلوے رستم مین بیٹھی ہی جل گیا وہین سے
للکارا کہ او گیسو بریدہ تو دشمن خداوند کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہے رنگین ادا خوف سے
کانپنے لگی چاہا کہ بھاگون رستم نے گود مین بٹھا لیا مجنون نے بڑھ کر رستم پر تیغہ مارا
رستم نے کھٹنے ٹیک کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر چھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر
مجنون کو اٹھا لیا چاہا کہ زمین پر مارون مجنون پکار اٹھا کہ اے شہریار الامان جاہ و
جلال رستم دیکھ کر مبہوت ہو گیا رستم نے ہاتھ سے رکھ دیا مجنون قدمون پر گرا بیٹی کو
گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مرتبۂ حق کو پایا ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہون
رستم نے کلمہ بتایا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا کہا کہ ای شہریار قلعے مین چلیے ہرچند اسد م

ملکہ اشارے سے منع کرتی رہی رستم نے کچھ خیال نہ کیا ساتھ مجنون کے روانہ ہوئے مرکب عربی پر مجنون نے سوار کرلیا قلعے مین لیکر آیا افسران فوج کو اشارہ کردیا کہ جو مین کہون تم بھی وہی کہو افسران فوج نے سامنے رستم کے آکر کلمہ پڑھا سب کو مطیع کرتے ہوئے دارالامارہ شاہی مین آئے مجنون نے مقام صدر پر جگہ دی اشارہ کیا کہ شراب وغیرہ آمیختہ بداروے بیہوشی لاؤ جام لیکر سامنے رستم کے آیا کہا کہ یہ جام محبت ہی رستم نے فرمایا کہ ای مجنون پہلے تم پی لو اسکے بعد ہم بھی پی لینگے مجنون نے عرض کی اول حضور نوش کرین رستم بے اندیشہ انجام جام کو پی گئے پیتے ہی کلیجے مین آگ لگ گئی گھبرا کر کہا کہ کیون مجنون اس جام مین کیا تھا مجنون نے عرض کی کہ شراب نوشیدہ تھی گرمی کی ہوگی اٹھکر ٹہلیے رستم اٹھے چاہا کہ چہل قدمی کرون بیہوشی اپنا کام کر چلی تھی لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوئے مجنون نے آہنگرون کو بلا کر رستم کو مسلسل و مطوق کیا ہوشیار کرکے حکم دیا کہ فوج تیار ہو انکو خدمت خداوند مین پہونچا دون رستم نے کہا کہ اے مکار اگر تیرے ہی ہاتھ سے قضا ہی تو بسم اللہ ورنہ وہ رحیم و کریم صورت رہائی کی نکالیگا تجھ سے سمجھونگا مجنون نے بہ ہیئت رستم کو ارابے پر سوار کیا خود بھی ہمراہ ہوا قید رستم لیکر چلا ساتھ والون سے کہا کہ آج در باغ پر اس گیسو بریدہ کے چل کر اترو کہ اسکو بھی معلوم ہو کہ رستم قید ہوگئے یہ صلاح سب کو پسند آئی جنجل کنیز کو بہت سرفراز کیا اسکو بھی ساتھ لیا کہا کہ سامنے قدرت کے تجکو پیش کرونگا قریب باغ کے آکر اترا ایک خیمے مین رستم پیلتن کو قید کیا جنجل نے کہا کہ اے شہریار اگر حکم ہو تو جاکر ملکہ سے خبر کرون یا نگہبانی قیدی کی کرون مجنون نے اسی کو قید خانے کا داروغہ کیا جنجل کئی سو جوانون کو ساتھ لیکر برائے نگہبانی بیٹھی حاضر باش و ناظر باش کر رہی ہی مگر رنگین ادا اپنے باغ مین بیٹھی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کنیزون سے کہ رہی ہی کہ صاحبو نہین معلوم میرے وارث پر کیا گذری مجنون کے مزاج مین مکر ہی اور یہ سیدھے سادے ہین خدا انجام بخیر کرے میرا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی

نظم

بھرے ہین جام مے لبریز شبنم ساغر گل ہی	ادھر ہی نغمہ بلبل ادھر شیشے کی قلقل ہی

دل پر داغ کی ہی بیقراری ظاہر اشکون سے
عیان خورشید کا جسطح پانی مین تزلزل ہی

مگر ہی اُس چمن کی کو نظر آتی نہین مجکو
خدا غائب ہی بلبلن اُسکی ہستی بے تامل ہی

وفو سے تا افق بس ایک ہی سیلو ہی پانی کا
ہمارے اشک کا دریا ہی عالم آسمان پل ہی

کوئی نالان ہی کوئی داغ بر دل ہی گلستان مین
جو بلبل تھی وہ گل ہی اور جو گل تھا وہ بلبل ہی

لٹکتی ہین جو سر سے پانون تک وہ نون طرف زلفین
قد نازک ترا نام خدا اک شاخ سنبل ہی

ترا کوچہ بھی کب اے رشک گل کم ہی گلستان سے
وہان ہی بلبلون کا غل یہان زنجیر کا غل ہی

رہون کیونکر نہ اُسکے گرد مین مانند پروانہ
کہ منھ ہی شمع کا شعلہ تو دود شمع کاکل ہی

لگا دی آگ کس آتش کے پرکالے نے گلشن مین
کہ ہر گل شاخ مین گویا ہمارے ہاتھ کا گل ہی

ہوئی تقلید سے کب قدر عالی پست فطرت کی
چمن مین گل ہی سر پر اور کسی جا کفش کا گل ہی

نسیم باغ ہی دود چراغان بیدماغی مین
ترے فرقت مین ہر گل مجکو گویا شمع کا گل ہی

جلا ایسا چمن رشک بہار روے جانان سے
نہین ہر گل کی شاخین شمع ہر گل شمع کا گل ہی

حُدی خوان ہو جلو مین ناقۂ لیلی کے تو [illegible]
ہجوم گرد کان گلیون مین مجنون کا تجمل ہی

خواصین سمجھا رہی ہین کہ داری تامل فرمایئے خدا سب طرح خیر کریگا ملکہ کہتی ہین کہ مین کیا کرون میرا دل گھبراتا ہی لیکن چنچل نے یہ فساد برپا کرایا خیر خدا اُس سے سمجھے گا کہ چند کنیزین بدحواس دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ داری غضب ہوگیا مجنون تاجدار نے رستم پیلتن کو گرفتار کرلیا خدمت ہفت پیکر مین لیے جاتے ہین یہ سنکر ملکہ رونے لگین ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے دعائین مانگنے لگین کہ اے پروردگار میرے وارث کہان دشمنون سے بچا تا مجکو روز سیہ نہ دکھا مین کس آفت مین مبتلا ہون تو ہی اِس مشکل کو آسان کریگا اب رحم کر نظم

بپوش روے منور ز طالب ای مطلوب
گر خوب از ہمہ خوبان توئی عجب وہ خوب

بجو تو نیست درین خانہ خانہ دار کسے
درین حجاب بغیر تو نیست کس محجوب

رفیق اہل ولائی فقط تو اے دلدار
محب اہل محبت تو ہستی ای محبوب

تو نور حسن برخسار یوسف افزودی
تو نور دیدہ ربودی ز دیدۂ یعقوب

ز ہر شمار شمارہ تو در شمار آید +
بہر حساب حساب تو میشود محسوب

دن قلیل باقی تھا اسی بیقراری مین شام ہوئی لیلی شب نے نقاب سیہ چہرے پر ڈالی مجنون روز دشت نجد مغرب مین چھپا سب کنیزین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ بعد قتل رستم ہم سب پر بلوہ کریگا کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا ایک کنیز گلعذار نامے بول اٹھی کہ داری اس بیقراری سے کیا فائدہ کوئی تدبیر ایسی نکالیے کہ انکو رہا کرین ملکہ نے کہا کہ صاحبو تم سب میری معین و مددگار ہو اور یہ بھی جان لو کہ مجنون سب کو سزا دیگا کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا ہمارے قتل سے منھ نہ موڑیگا سب نے کہا کہ داری نقب لگا کے اپنے کو اُس خیمے مین پہونچا کے شاہزادے کو رہا کرین وہ ماشاء اللہ نکلتے ہی آفت برپا کرینگے یہ صلاح کر کے گوشۂ باغ سے نقب لگائی یہان رستم قیدخانے مین بیقرار بیٹھے ہین ملکہ کا خیال کر کے رو رہے ہین اور اس بیقراری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

سینہ ہر دم کرتی ہے تیغ نگاہ یار کو ‌ ‌ چشم کی گردش ہوئی ہے سان اُس تلوار کو
شانہ ترغیب ستم دیتا ہے زلف یار کو ‌ ‌ دشمن جانِ جہان کرتے ہین دندان یار کو
یون نزاکت سے گران سرمہ ہے چشم یار کو ‌ ‌ جسطرح ہو رات بھاری مردم بیمار کو
خاکساران جہان کا ہے ادب ایسا مجھے ‌ ‌ پاؤن رکھتا ہون بچا کر سایۂ دیوار کو
دلبران ہین خونخوار و جو دشمن ہے ضعیف ‌ ‌ مورچہ دیکھو تو کھا جاتا ہے کیا تلوار کو
پڑگئی زنجیر میرے بیڑیون کی پاؤن مین ‌ ‌ کیسے مقناطیس سنگ آستان یار کو
درد ہو اہل نظر کا کیا انھین جو ہین حسین ‌ ‌ پوچھتا ہے کوئی گل کب نرگس بیمار کو
مشعجہ بھر لے لگا بط مین جواب آتشین ‌ ‌ میکدے مین ہمنے دیکھا مرغ آتشخوار کو
رتبۂ اعلیٰ مین ظالم ترک کر دیتے ہین ظلم ‌ ‌ پاؤن سے کاہش نہین خار سر دیوار کو
ہے یہ ناساز طبیعت ہجر ناساز نشاط ‌ ‌ نبض بیجان جانتا ہون سانس کے بر تار کو
مجھ سے حال چشم تر تحریر ہوسکتا نہین ‌ ‌ جائے خط لیجا حبا اک ابر دریا بار کو
برہمن ہوکر مسلمان کرتے ہین دنیا کو عید ‌ ‌ رام تبواتے ہین گویا توڑ کر زنار کو
بند ہو جاتی ہین آستان کی آنکھیں جوش سے ‌ ‌ کھینچتا ہون جب مین دل سے آہ آتشبار کو
جب کہ بیت اللہ مین ناسخ بتون کا ہو مقام ‌ ‌ پھر کیونکر ہو نہ بزم یار مین اغیار کو

رستم سر زنجیر پر سر جھکائے بیٹھے ہیں کہ پاؤں میں نوک خنجر کی چبھی اُف کہکر پاؤں کو اٹھا لیا
حیران حیران دیکھنے لگے کہ شاید بچھو نے ڈنک مارا کہ چہرہ نقب کا ٹوٹا دیکھا کہ ملکہ رنگین ادا
نکلیں چہرہ اُداس عالم یاس زلفون پر گرد پڑی ہوئی رستم نے گھبرا کر کہا کہ اے شہنشاہ خوبی
وداے سروران باغ محبوبی تم یہان کہان آئیں ملکہ رنگین ادا نے کہا کہ آپ کو رہا کرنے
آئی ہون کنیزون کی صلاح سے نقب دی شکر ہے کہ آپ تک پہونچی یہ کہکر تیشے سے ہتھکڑی
کاٹی جیسے ہی ہتھکڑی کٹی رستم نے خانہ زور میں آکر قید کو توڑ ڈالا بغلون سے خون جاری
ہوا ملکہ رنگین ادا دوپٹے سے خون پونچھنے لگیں چنچل عیار بیرون خیمہ بیٹھی تھی اُسنے کہا
کہ یہ کیسی جھناکے کی آواز آئی شاید قیدی زنجیر ہلا رہا ہے تیغہ کھینچے ہوے قید خانے میں
آئی دیکھا کہ رستم کے برابر ملکہ رنگین ادا کھڑی ہیں جہان جہان کہ خون نکلا ہے زخمون پر
آنکھیں مل رہی ہیں چنچل کنیز ہاتھ میں تیغہ لیے کھڑی تھی رستم کو ڈرانے لگی رستم نے
کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر چنچل کا اُڑ گیا رستم تلوار کھینچ کر باہر نکلے سوار و پیدل
دوڑ پڑے غل ہوا کہ قیدی بگڑ گیا ہرکارون نے جاکر مجنون تاجدار کو جگایا مجنون آنکھیں
ملتا ہوا اُٹھا گھبرا گھبرا کر پوچھتا ہے کہ کیون یار خیر تو ہے ہرکارے عرض کرتے ہیں حضور قیدی
بگڑ گیا قید خانے سے نکل آیا کئی سو نگہبان مارے گئے دخیمے پر لڑ رہا ہے مجنون اُٹھا
ہتھیار لگائے تخت پر سوار ہو کے چلا دور سے دیکھا کہ رستم شیرانہ لڑ رہے ہیں دریائے خون
بہا دیا ہے چہار جانب سے فوج گھیرے ہوے ہے مجنون نے نقیبون کو اشارہ کیا نقیبون
نے بڑھکر فوج کو ترغیب جنگ دی یکارتے پھرتے ہیں نظم

تھا قلاق باغ یہ نہیں دلکش　　　جسکو دیکھو وہ ہے پریشان دش
اس چمن کی ہوا ہے بہمن و دی　　　آستین زن چراغ عقل ہے ہی
خاک جب ہو گئے قد رعنا　　　تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دل پہ لے گئے جب داغ　　　تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد　　　جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل　　　تب نظر آئے گیسوے سنبل

مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
گل ہوا جب چراغ عارض یار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
شاخ پر ہو جو سیب زیب چمن
عندلیبون کا ہو یہی الحان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
دیکھ کر بے ثباتی عالم
جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
اسی اندوہ مین گرد جو قیاس
یہ گلستان نہین ہو قابل سیر

ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
تب گلستان مین گل ہو اظہار
چشم نرگس جھکی ہو سوے زمین
کسی محبوب کا ہو سیب ذقن
غافلو کل من علیہا فان
باغ مین آبشار روتے ہین
ہمہ تن اشک ہوگئی شبنم
خاک اڑانے لگی نسیم سحر
گل سوسن کا ہو کبود لباس
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے فوج والے رستم پر جا پڑے مگر رستم شیرانہ لڑ رہے ہین
مجنون تاجدار دور سے دیکھ رہا ہو بار بار فوج کو ترغیب دیتا ہو کہ یارو اس جوان کو
گرفتار کر لو جو افسر سامنے رستم پیلتن کے ہیونچا علف شمشیر آبدار ہوا کئی سو افسر ہاتھ
سے رستم کے واصل جہنم ہوے مجنون تاجدار ہر چند چاہتا ہو کہ فوج بلوہ کرکے رستم کو
گرفتار کرے فوج ہر مرتبہ بلوہ کرتی ہو کہ رستم پر جا پڑے مگر کیا مجال ہو کہ رستم پیلتن کی
پلک جھپکے جسنے آکر وار کیا رستم نے ہاتھ تلوار کا مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے طرف
مجنون کے چلے جاتے ہین کہ اس مکار کا خاتمہ ہو مگر مجنون قریب نہین آتا ملکہ رنگین ادا
خیمے سے دیکھ رہی تھین چالیس کنیزین ساتھ آئی ہین ملکہ رنگین ادا نے کہا کہ صاحبو
شاہزادہ بے طور گھرا ہو اب اسوقت مدد کرنا چاہیے یہ سوچ کر مع چالیس کنیزون کے ملکہ
نکل پڑین چالیس کنیزون نے نکلکر شمشیر زنی کی تیر مارنا شروع کیے دور سے مجنون تاجدار
نے دیکھا کہ ایک نقابدار جنگ کر رہا ہو ساتھ والون سے کہا کہ یہ کون ہو یہ کیون اپنی جان
دیتا ہو نگہبانون نے عرض کی کہ حضور کی صاحبزادی ہین باغ سے نقب لگا کر آئین
رستم کو رہا کیا اب بیقراری مین آپڑی ہین مجنون تاجدار نے اشارہ کیا کہ تم سب مل کر

اسکو تو گرفتار کرلو فوج نے جو ملکہ پر دہ کیا رستم اس غول پر آپڑے خون کے دریا بہائے مگر
ملکہ رنگین ادا تک کسی کو نہ آنے دیا مجنون تاجدار چاہتا ہے کہ بھاگ کر نکلجاؤن اپنی جان
بچاؤن رستم نے پلٹ کر دیکھا کہ مجنون تاجدار چاہتا ہے فرار پر قرار کرون چند افسرون کو
ساتھ لیکر گھوڑے پر سوار ہوا ایک افسر نے بڑھ کر رستم کو نیزہ مارا رستم نے نیزہ اسکا
چھین لیا اسی نیزے سے اسکو مارا گھوڑے پر اسکے سوار ہوکے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرہ رستم پیلتن

	ارشد اولاد امیر عرب		لیست علمشاہ جو رستم لقب	
	علمشاہ رومی شہ فیل زور	دیگر	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور	

مجنون تاجدار نے دیکھا کہ رستم گھوڑے پر سوار ہوکے گھوڑے کو اڑاتے ہوئے
اس طرف آتے ہین افسرون سے اشارہ کیا کئی سو افسرون نے بڑھ کر حملے کیے مگر ہاتھ سے
رستم کے مارے گئے ملکہ رنگین ادا نے ایک گوشہ پکڑ لیا ہے چالیس کنیزین پشت پر ہین
جب تاک کر تیر مارے دس بیس خطا شعار گرے بعض چاہتے ہین کہ اس نقابدار کو
پکڑ لین مگر رستم پیلتن پشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہے ہین ہر طرف ملکہ رنگین ادا کے جلا
اسکو بڑھ کر قتل کیا مجنون تاجدار نے دیکھا کہ اب کوئی قریب رستم نہین جاتا دور سے
لینا لینا کر رہے ہین ایک افسر ہیبت اتر پر سوار نہایت لحیم و شحیم پشت پر ملکہ کے پہونچا
پشت پر سے آکر ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ رنگین ادا کے سر پر تلوار پڑی ملکہ نے دستانہ
مارا کہ تلوار چھٹا کر نکلی مگر چادر خون کی چہرے پر آئی مجنون نے پکار کے آواز دی کہ
ارے اس گیسو بریدہ کو پکڑ لو کئی افسر چلے ملکہ رنگین ادا نے بیقرار ہوکر رستم کو پکارا کہ
اے شہریار یہ کنیز گرفتار ہوتی ہے اتنے عرصے مین کئی کنیزین بھی زخمی ہوکر گرین گرتے
گرتے آواز دی کہ واری یہ لونڈیان نثار ہوتی ہین ملکہ نے جو لاشے کنیزون کے دیکھے
دل بھر آیا [illegible] ہوگئین مگر زخم سر باندھا رستم نے جو آواز ملکہ رنگین ادا کی سنی
بیتاب ہوکر گھوڑے کو اڑایا قریب آئے کہا کہ صاحب تمنے اپنے کو کیون زخمی کرایا
وہ افسر پشت پر رستم کی چلا ملکہ رنگین ادا نے تیر مارا وہ تیر کمر خطا کرتا ہے گھوڑے کی

آنکہ زخمی ہوئی گھوڑے نے طرارہ بھرا وہ افسر گھوڑے سے گرا اپنے گھوڑے کے
پاؤں سے پامال ہوا رستم نے قریب آکر دوسرے افسر کو مارا مجنون تاجدار نے دور سے
دیکھا کہ رستم کے جسم پر تیر بہت سے پڑے ہیں تمام جسم چھنا ہوا ہی بلکہ فوارہ بنا ہوا
ہی گھوڑے کو بڑھایا فوج کو ترغیب دیتا ہی کہ یارو جس طرح بنے گھیر کر اس جوان کو
مار لو وہ دو افسر مارے گئے ہیں کہ جنکی ذات سے انتظام لشکر تھا اب لشکر کو کون
سنبھالے کسکے بھروسے پر لشکر لڑے علمدار کو اشارہ کیا علمدار لشکر ہاتھی پر سوار
پھرہرا کو بغل میں دابے ہوئے ترغیب جنگ کرتا ہوا آتا ہی بڑے قد و قامت کا جوان
ہی لوگ اسکی وجہ سے جاں جاں کر لڑ رہے ہیں رستم نے طرف علمدار کے رُخ کیا علمدار
نے ہاتھی کو اشارہ کیا کچھ بری چہ دھت کہا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی رستم گھوڑے سے
کود پڑے ہاتھ اپنے بڑھا دیے ہاتھی نے اپنے نزدیک ہاتھ رستم کے لپیٹے رستم نے دونوں
ہاتھوں سے بھونڈے کو تھاما دونوں پاؤں سے پاؤں ملا کر ایک مارا مع زخرے گردن
ہاتھی کی کھسیٹ لی ہاتھی نے چیخ کھایا زمین پر گرا علمدار نے کود کر ہاتھ مارا رستم پلیٹ نے
کلائی تھام لی ایک طمانچہ مار دیا علمدار کا سر اُڑ گیا فوج پر عالم ماتم گرا مجنون تاجدار نے
جو لاشہ علمدار کا دیکھا پیٹنے لگا کہتا تھا کہ بڑا جانباز مارا گیا اسکا لاشہ اٹھاؤ افسران فوج
نے بڑھکر قصد کیا کہ لاشہ علمدار کا اٹھائیں برق شمشیر رستم چمک رہی ہی جو قریب آیا
مارا گیا کئی سو جوان اس مقام پر قتل ہوئے دریاے خون بہ گئے رستم لڑائی کو کھیل کر
جان پر کھیل کے لڑتے بڑھتے قریب مجنون تاجدار کے پہونچے مجنون نے جو رستم کو اس
شان و شوکت سے دیکھا پکار اُٹھا کہ اے شہریار الامان رستم نے ہاتھ روک لیا ملکہ نے
پکار کر کہا کہ اے شہریار یہ وہی مکار ہی کہ جسنے دم دیکر آپ کو قید کیا تھا اب بھی مقام خوف
ہی رستم نے کہا کہ ہمارا طریقہ ہی جو امان مانگتا ہی اسکو امان دیتے ہیں اگر مکر کرے گا
تو پروردگار مدد کریگا اس بلا کو رد کریگا دیکھا کیونکر رہائی پائی مجنون تاجدار یہ باتیں
جلالت کی سنکر قدموں سے لپٹ گیا زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا کلمہ
طیبہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج والوں کو آواز دی کہ جس کو میرا ساتھ دینا ہو دین

اسلام قبول کرے ورنہ اختیار ہی میرے لشکر سے نکل جائے سب نے بڑھ کر عرض کی کہ ہم سب آپ کے ساتھ ہین جو حکم دیجیے بجالائین سب افسرون کو مجنون تاجدار نے کلمہ پڑھایا سب کو مسلمان کر کے خدمت رستم مین لایا رستم نے ایک ایک کو گلے سے لگایا ملکہ کو بارگاہ مین داخل کیا زخمون مین ٹانکے دیے عاشق و معشوق خوش ہو کر بیٹھے کنیزین لپک کر آئی ہین ساز درست ہوے مبارکباد بیٹھکر گانے لگین ملکہ رنگین ادا نے کہا کہ کوئی غزل عاشقانہ گاؤ ایک نازنین نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

صاف ہی دیوانہ گیسوے خمدار آئینہ
کیون نہ ہو زنجیر جوہر مین گرفتار آئینہ

دیکھتا ہی ٹکٹکی باندھے رخ یار آئینہ
رشک دیتا ہی مجھے مانند اغیار آئینہ

شاید اس روے مخطط سے کوئی تشبیہ دے
اسلیے طوطی سے رکھتا ہی سروکار آئینہ

حسن سے آگاہ ہو کر قتل عالم کو کب
دست قاتل مین ہوا شمشیر خونخوار آئینہ

ہی شب گیسو مین روشن رتہ رخسار یار
ہر شب تاریک مین ہی ورنہ بیکار آئینہ

چاہیے اس باکرم کی مدح خوانی کے لیے
کیا عجب گر قرض لے طوطی سے منقار آئینہ

دیکھ لیتا ہی وہ اپنے منہ کو ہر اندام مین
خلوت محبوب مین رہتا ہی بیکار آئینہ

پڑ گیا مژگان قاتل کی جو تلوارون کا عکس
ہو گیا مانند شانہ دو دن ہی افگار آئینہ

دیکھتا ہی نشے کے عالم مین اپنے حسن کو
ساغری کو سمجھتا ہے وہ میخوار آئینہ

تو وہ ہی خورشید تابندہ کہ تیرے عکس سے
بنگیا مشعل سیہ تابان شب تار آئینہ

گو نہو امید اس محبوب کے دیدار کی
باہر اپنے گھر سے بھی نکلے نہ زنہار آئینہ

کیا صفاے پیکر دلدار کی تاثیر ہے
گر وہ لگ بیٹھے وہین بنجاے دیوار آئینہ

سامنے آنکھون کے آئینہ بہت رکھا نہ کر
ای صنم لیجاتے ہین کم بیش بیمار آئینہ

شیشے طاقون مین ہین شیشون مین ہین پریان جلوہ گر
کیا لگا لے اپنے میخانے مین خمار آئینہ

دولت سردا سے پاتے ہین شہرت صاف دل
آہنون مین ہو سکندر کا نمودار آئینہ

جسم قاتل پہ جو ہر شی کا نظر آتا ہی عکس
جانتے ہین سب زرہ باندھے ہی دو چار آئینہ

اسمین جمشید و سلیمان و سکندر کی ہی شان
جام آنکھین ہین نگین ہین جو نظر رخسار آئینہ

آج اِس تاریخ مین ہون سکندر ملکِ سخن | ہین مصفے لفظ و معنی سے سب اشعار آئینہ

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی مجنون تاجدار نے وزیرزادی کو بلا کر حکم دیا کہ جا کر رستم کے سینے پر ترنج خوشبوئی لگاؤ مین نے ملکہ رنگین ادا کو منسوب کیا وزیرزادی نے جا کر اسی وقت ترنج خوشبوئی سینے پر رستم کے لگایا رستم کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا مبارک کی صدائین بلند ہوئین رستم باہر تشریف لائے سب افسرون نے نذرین دین ایسی گرمی صحبت مین رستم کو سہیل کا خیال آیا رنگ رو متغیر ہوا مجنون تاجدار نے پوچھا کہ کیون اے آقائے نامدار مزاج کیسا ہی رستم نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ نہین معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری مجنون نے نام و نشان پوچھا رستم نے سب کیفیت بیان کی مجنون تاجدار نے کہا کہ چلیے مین بھی ساتھ ہون رستم نے جلدی مین ملکہ رنگین ادا سے عقد کیا گلِ مراد حاصل ہوا۔ اس شاہزادی سے ایک شاہزادہ پیدا ہوگا کہ ذکر اُسکا کسی مقام پر کیا جائیگا بعد فراغ عقد رستم نے مجنون تاجدار سے کہا کہ تیاری سفر کرو ہمکو اپنے دوست کا خیال ہی نہین معلوم فتاح کس طرح پیش آیا سہیل کو تو طاقت نہین ہی کہ اُس بادشاہ زبردست سے مقابلہ کر سکے اُسکے ساتھ فوج بہت ہی خود بھی زبردست ہی محل مین آکر رستم نے ذکر کیا کہ اے ملکۂ عالم کل ہم جائین گے انشاء اللہ بعد فراغ فتح طلسم ہفت پیکر کے ملاقات ہوگی ملکہ رنگین ادا نے دامن پکڑ لیا کہا کہ اے شہریار میری تو عجب کیفیت ہی مین چاہتی ہون کہ مجکو بھی اپنے ہمراہ لے چلیے ورنہ تڑپ تڑپ کر مر جاؤنگی آپ کو بجز افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا نظم

گر ترے دستِ حنائی دیکھ پائے عندلیب | شاخِ گل کو آہِ سوزان سے جلائے عندلیب
راز پوشی کاش ہمکو بھی سکھائے عندلیب | نام شبنم کا ہو اور آنسو بہائے عندلیب
جائے گل دیکھون الٰہی منہ اُسی محبوب کا | ہے یہی ہر صبح گلشن مین دعا سے عندلیب
نقشِ پا تیرا ہر اک ہی مثلِ گل اے خوش خرام | ہر صدائے پا ہی رشکِ نغمہائے عندلیب
موسمِ گل ہو چکا آئی خزان مر جائے گی | بھیج گلشن مین شبیہ اپنی برائے عندلیب
طوطیان محوِ تکلم کبک پامالِ خرام | آفتِ قمری ہی قامت شوخ بلائے عندلیب

اپنا دل سا جانتا ہون غیر کے بھی دل کا حال — سوے گل ہرگز نہ دیکھون بے رضاے عندلیب
تو وہ ہو پرکالۂ آتش جو گذرے باغ مین — ہر تو رخ سے چراغ گل جلائے عندلیب
صحن گلشن مین دکھا کر قامت گلرنگ کو — تو اگر چاہے تو قمری سے لڑائے عندلیب
آتش گل سے جو اُسکو سہانت دا ای باغبان — دور ہو جائین ابھی سب دردہاے عندلیب
جاتی ہو شاخ گل صیاد تیرے ہاتھ کو + — خود بخود کیون تیرے قابو مین نہ آئے عندلیب
عازم سیر چمن گر ہو مرا گلبدن — توڑ کر پھولون کو رستے مین بچھائے عندلیب
جام مے خندان برنگ گل ہو ساقی بزم مین — ہو یقین آئے بطرب سے صداے عندلیب
ہر خیابان مین ہزارون ہی ترب کر مر گئین — کیا دبایہ موسم گل ہو براے عندلیب
دیکھ کر گل کو حقارت سے وہ گل کہنے لگا — بس یہی ہو شاہد رنگین قباے عندلیب
بعد مردن اڑتے پھرتے ہین چمن مین بال کا — عشق گل مین دیکھ ای ناسخ وفاے عندلیب

رستم نے اشک آنکھون سے ملکہ رنگین ادا کے پاک کیے اور فرمایا کہ ای رفیق و شفیق مجکو
ایسا معاملہ درپیش ہو کہ جانا ہی مناسب ہو مین کئی سال سے اس طلسم کی فتاحی مین معروف
ہون سامان تحفہ جات ممکن ہو چکے اب ہفت پیکر سے مقابلہ باقی ہو انشاء اللہ تعالے
اُس طرف سے قبلہ وکعبہ بھی آتے ہین اس طلسم کی فتاحی میرے نام پر موقوف ہو انشاء اللہ
بعد فتح طلسم ہفت پیکر وقتل ہفت پیکر مین اسی طرف سے آؤنگا ضرور یہان آکر ٹھہرونگا
ای ملکۂ عالم تم اطمینان رکھو زیادہ نہ گھبراؤ مین ضرور آؤنگا ملکہ رنگین ادا کو سمجھا کر بیرون محل
آئے مجنون تاجدار سے کہا کہ تیاری کرو لشکر آراستہ ہو ہمکو کوچ کی ضرورت ہو مجنون
تاجدار نے عرض کی کہ غلام ہمراہ چلیگا مین نے اس لیے اطاعت نہین کی ہو کہ دامن
دولت سرکار کا چھوٹے ہمیشہ یہی چاہتا ہون کہ ہمراہ سرکار رہون مگر یہ کنیز آپ کی بہت
بیقرار ہو مین نے اسکو بہت سمجھایا مگر وہ یہی چاہتی ہو کہ ہمراہ چلے رستم نے کہا کہ ای
مجنون تاجدار عورات کا ہمراہ ہونا باعث خرابی ہو اب انشاء اللہ تعالی مین سیدھا
طرف سہیل قزاق کے جاؤنگا اُسکو فتاح نے گھیرا ہو اُس سے جا کر مقابلہ کرنا ہو لہذا
جلد لشکر تیار کرو لشکر تیار ہوا رستم جب سوار ہونے لگے تو ملکہ رنگین ادا روتی ہوئی

محل سے نکل آئین رکاب پہ ہاتھ رکھدیا اور عرض کی کہ اے شہریار آپ کے فراق مین کیا گذریگی یہی کہتی پہرونگی

نظم

تو نظر آتا نہین لیکن منور بام ہے / جلوہ تیرا ابھی برنگ آفتاب شام ہی
پھول اپنی کاکل پیچان مین رکھ کر بلبلو / ہنس کے کہتا ہی وہ گل دیکھو یہ گل کا دام ہی
تو نے اے صیاد دیکھا ہی کبھی ایسا بھی صید / پیکر لاغر مرا مژگان چشم دام ہے
کھینچ کر تصویر چشم یار مانی نے کہا / باغ عالم مین کب ایسا کاغذی بادام ہے
دیکھنا اے محتسب تاثیر ایام بہار / کم نہین گل سے وہ محفل مین شگفتہ جام ہی
رنج فرقت کو اجل نے آج آدھا کر دیا / روح ہی بیتاب لیکن جسم کو آرام ہے
ہم وہ میکش ہین کہ خالی ہو گئے ہین خم کے خم / پیش ساقی وہ ہین ابتک برنگ جام ہے
میری آنکھین جسطرح محبوب کی مشتاق ہین / مدتون سے کان کو بھی حسرت پیغام ہے
ختم ہی ناسخ کے دل پہ ننگ نام غیر ہی / اسکی خاتم مین فقط ختم الرسل کا نام ہے

رستم پیلتن نے گلے سے لگالیا کہا کہ اے ملکۂ عالم صبر کرو جبر کرو ہم تمھین ساتھ نہین لیجاسکتے عورات کے ساتھ لیجانے مین بڑی بدنامی ہی ملکہ رنگین ادا کو سمجھا کر اندر محل کے بھیجا ملکہ کے نکلنے سے کنیزین بھی باہر نکل آئی تھین انکو بھی اندر بھیجا مجنون تاجدار تخت پہ سوار ہوا رستم مرکب پر سوار ہوے ساٹھ ہزار سوار و پیدل ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوے اس شوکت و شان سے کوچ کیا بشوکت تمام و بکیفیت مالا کلام طرف کوہ کے کوچ کیا اب حال سہیل عرض کرتا ہون کہ یہان فتاح کو معلوم ہوا کہ جس جوان نے ایلچی کو مارا تھا وہ غائب ہو گیا عیار میرا لیے آتا تھا راہ مین ایک نقابدار چھین لے گیا اب اسکا ملنا دشوار ہی سہیل قزاق کے نام پیغام بھیجا کہ اے سہیل جتنے گھمنڈ پر تم تھے وہ ضائع ہوے اب مال میرا ادا کرو اسی مین خیر ہے ورنہ قیامت برپا کرونگا سہیل نے جواب دیا کہ او مغرور جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر خدا میرا حافظ و ناصر ہی ضرور مدد کریگا اور جس مال کو کہتا ہے اسکا ملنا ہمارے قتل پہ موقوف ہی اول شہریار کی تلاش کو ہمنے ہرکارے روانہ کیے ہین انشاء اللہ تعالے انکا بھی پتہ ملیگا یہ جواب سنکر فتاح بہت جھلایا

حکم دیا کہ ابھی ابھی طبل جنگی بجے ہرکارون نے یہ خبر سہیل کو پہونچائی کہ فتاح نے طبل جنگی بجوایا ہے اُسکا ارادہ ہے کہ کل میدان مین نکل کر آمادہ کارزار ہو سہیل نے یہ سُنکر ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کہ یارو ہرچند کہ اُس جوان کا نہ ہونا میرے کلیجے پر چھریان پھیر رہی ہین دیکھو کس زور وشور سے اُسنے مارا انشاء اللہ تعالے کل میدان مین فتاح سے مقابلہ کرونگا تصدق سے اُس جوان کے ایسی جنگ کرون کہ فتاح کے دانت کھٹے کر دون مجکو کیا ملوا سمجھا ہے بارہ برس گذرے مجکو قزاقی کرتے بڑے بڑے سرکشون سے مقابلہ پڑا ہمارا کام ہے کہ شب کو لڑین دن کو کبھی اسطرح بدی بدا مقابلہ نہین پڑا مین بھی فنون سپاہ گری مین کم نہین ہون سامعہ وادون نے عرض کی کہ کل غلام بھی وہ سرفروشی کرین کہ فوج کو اُسکی دنگ کردین اہل فوج فتاح یاد کرین کہ قزاقون سے مقابلہ پڑا ایسی تلوار چلے کہ میدان مین دریاے خون بہ جائے وہ بھی جانین کہ قزاق خوب لڑے بھاگے راستہ نہ ملے رات بھر یہی صلاحین رہین قزاق مسلح و مکمل ہوے ہتھیار اپنے اپنے جسم پر لگائے صبح کو سہیل لشکر جما کر میدان مین آیا ادھر سے فتاح جہانگرد بڑے زور وشور سے میدان مین آکر پہونچا نقیبون کو اشارہ کیا نقیبون نے سر و چیر بڑے بالحان داؤدی آوازین لگانے لگے کہ ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید۔ فرد۔ روز جنگ ست جنگ یاد کرد + کوشش نام و ننگ یاد کرد کیون یارو خیال تو کرو کہ سکندر و دارا ایسے بادشاہ عالیجاہ کیا ہوے صرف نام باقی ہے۔ نظم بطور مسدس

ہمنے دیکھا ہے تواریخ مین ای اہل نظر
وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر
زادرہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفرے دور و دراز ست و تہی دستیم

یارو جنگ کرو نام پیدا کرلو اسی جنگ سے نام رہیگا یہ کہکر نقیب ہٹے فتاح سہیل قزاق کو حقیر جانکر مثل گنبذ اُمڈتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای سہیل نکل کر مجھ سے مقابلہ کر وہ تمھارا مددگار کیا ہوا جسپر تم بڑا گھمنڈ کرتے تھے آج تماشا جرأت کا

دکھاؤنگا مردان عالم کا مال لوٹ لینا کیا آسان ہو ای سہیل بہتر اسی مین ہو کہ ابدولت کی
قدمبوسی کرو سہیل قزاق گینڈے سے اُترا اور ساتھ والون سے دیکھکر آواز دی کہ مین
مقابلے مین اُس ظالم کے جاتا ہون جو اُسکی مراد ہو وہ مجھ سے نہین ہو سکتی مال کو لوٹے
ہوے کئی برس کا زمانہ ہوا آج وہ مانگتا ہو مین کہان سے لاؤن کیونکر جمع کرون لہذا جاکر
اُس سے مقابلہ کرتا ہون یا تو جان دی یا فتاح جہانگرد کو مارا اُسکو اپنی جرأت کا بڑا
دعوی ہے مین نے مذہب اسلام اختیار کیا ہو مین اُسی جوان کے خیال مین افسوس
کرتا ہون کہ وہ جوان اگر موجود ہوتا اور میری جرأت کو دیکھتا تو یقین ہے کہ بہت خوش
ہوتا یہ سُنکے ساتھ والے کہ رہے ہین کہ حضور ہم مقابلے مین جائین جاکر اس سے
مقابلہ کرین آپ ہمارے افسر اعلے ہین ملاحظہ فرمائین کہ ہم کیسی جانبازی کرتے ہین
یہ ذکر تھا کہ چند قزاق دوڑے ہوے آئے کہا کہ ای افسر ہمنے ابھی ایک لشکر دیکھا ہو کہ
ایک تاجدار تخت پر سوار ساٹھ ہزار سوار و پیدل کا لشکر ہمراہ آگے آگے وہی جوان مسلح
و مکمل گھوڑا اُڑائے ہوے آتا ہو یہ سُنکر سہیل نہال ہوگیا کہا کہ یارو مین جانتا تھا کہ وہ
جوان جہان گیا ہوگا تلوار چمکائی ہوگی دیکھو فوج لیکر ساتھ آیا ہو یہ ہفتہ اُسکو ہوچہ
نہین گذرا اسی انتظام مین تھا یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا گینڈا آگے بڑھایا لشکر سے
اپنے نکلا تھا کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ آگے آگے تخت پر ایک تاجدار
پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل آگے سب کے رستم پیلتن گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین
سہیل نے بڑھکر سلام کیا پوچھا کہ ای شہریار یہ فوج کہان سے آئی یہ تاجدار کون ہو رستم
نے سب حال بیان کیا اور فرمایا کہ ای سہیل ای برادر مین تو تیری فکر مین تھا تجھپر کیا گذری
سہیل نے عرض کی کہ فتاح جہانگرد میدان کارزار مین ہو غلام اُسکے مقابلے مین جاتا ہی
آپ کی آمد کی خبر سُنکر غلام چلا آیا کہ آپ کی زیارت کرلون اب غلام رخصت ہوتا ہے
رستم نے کہا کہ ای سہیل مین مقابلے مین چلتا ہون مین اُس سے بڑھکر مقابلہ کرتا ہون
یہ سُنکر سہیل قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ ای آقاے نامدار میری جانبازی دیکھیے آپکے
سامنے اُس سے لڑون دیکھیے کس طور سے اُس سے جنگ کرتا ہون فنون سپہ گری مین

دانت کھٹے کرونگا فتاح کو اپنے قوت بازو پر بڑا ناز ہی رستم نے سر سپنٹے سے اُسکا لگا یا
اور فرمایا کہ تم تماشا دیکھو ابھی کیا گذرتی ہی فتاح کی مشکین باندھ کر لاتا ہون یا تو موت اُسکی
میرے ہاتھ سے ہی یا جنگ دو سردارو اگر قضا میری اُسکے ہاتھ سے ہی تو فرد ۔ سر نیزہ تیر
و شمشیر جیب ۔ ہر چہ آید بر سرمن بالغیب ۔ انشاء اللہ تعالے ایسے طور سے مقابلہ ہم
کہ تماشا دیکھنے والے خوش ہون بس یہ کہکر رستم نے مرکب اپنا بڑھایا سہیل رونے لگا
کہا کہ ای شہریار یہ کیونکر گوارا ہو کہ آپ جاکر فتاح سے مقابلہ کرین وہ جوان زبردست ہی
رستم نے کہا کہ تم دور سے تماشا دیکھنا حال کھل جائیگا انشاء اللہ وہ میرے ہاتھ سے
امان نہ پائیگا سہیل نے ہرچند منع کیا رستم نے نہ مانا مرکب پر سوار صف سے نکلا دیکھا کہ
فتاح جہانگر چہار طرف سے گھبرا دال چکا ہی آپ گینڈے کو جھکاتا ہوا آتا ہی رستم نے
للکارا کہ او مغرور بس آگے نہ بڑھنا ورنہ سزا پائیگا فتاح نے جو ایک جوان حسین کو دیکھا
پکار کر آواز دی کہ ای جوان تجھکو سہیل نے کیون بھیجا ہی کیا تو اُسکے لشکر کا تیل ماش ہی
تجھے کیا موت کی تلاش ہی رستم نے کہا کہ تیری جان کا ملک الموت ہون یہ کہکر قریب
فتاح کے پہونچے فتاح نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا ساتوین
طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا فتاح نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار
پر روکا جب دو چار وار چل چکے تو رستم نے ایک مقام پر کمر کو تاکر سر پر ہاتھ مارا چمک کر
تیغ ہفت جوہر گرد سپر کو کاٹتا تو قبہ سپر پر جھکا تھا زمین پر آکر بوسہ دیا بلند ہوا کہ فتاح
مارا گیا فوج والون نے جو اپنے افسر کو کشتہ دیکھا سات ہزار جوان جو پیچھے کھڑے تھے
رستم پر آپڑے رستم گھوڑا اُٹھا کر فوج فتاح پر جا پڑے نعرہ شیرانہ کیا سہیل نے
دیکھا کہ رستم نے جاکر فتاح کو مارا مثل گل کے شگفتہ ہو گیا تلوار کھینچ کر لشکر سے باہر
نکلا قزاقون سے اشارہ کیا کہ ان نامردون کو مارلو قزاقون نے جو اشارہ پایا مرکب
اُٹھا کر جا پڑے مصباح تاجدار فتاح کا بھائی کل فوج کا افسر تھا اُسنے بڑھ کر
رستم سے مقابلہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا جب دوبارہ اُسنے
ہاتھ تلوار کا مارا تو رستم نے بارہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینک دی

کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا مصباح نے کہا کہ الامان رستم نے کہا کہ امان بشرط ایمان
مصباح نے عرض کی کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے کبھی گردن تابی نکرونگا یہ کہکے
کلمہ پڑھا بصدق مسلمان ہوا فوج والون کو آواز دی کہ یارو مین نے رستم کی اطاعت
کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو میرے ساتھ رہے ورنہ اختیار ہو سب نے کہا کہ جو حضور کا
مذہب ہو وہی ہمارا بھی مذہب ہو ساتھ ہزار جوان دائرۂ اسلام مین آئے سہیل
کو بڑی خوشی حاصل ہوئی کل فوج کو لیکر اُسی صحرا مین فرودگش ہوا رستم نے کہا کہ
ای سہیل اب کوچ کرو نہین معلوم ہمارے افسرون پر کیا گذری سہیل نے عرض کی
کہ غلام تا قیامت دامن دولت نہ چھوڑیگا ہمراہ رکاب رہیگا مگر دونون افسرون سے
اسّی ہزار فوج کو تیار کیا صبح کو رستم سوار ہوے بصد شوکت و حشم چلے جاتے ہین ایک
منزل چل کر ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی
پھولون سے تمام میدان بھرا ہوا ہی طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین اور اکثر
طائرِ زمزمہ سرا اُس صحرا مین کاہل کرتے پھرتے ہین نہرین آب صاف و شفاف سے مملو
قمریان بر سرو مصروف صدائے کوکو پپیہا پی پی کرکے جان دیتا ہی دمبدم اپنے
معشوق کا نام لیتا ہی وہ صدا دیتا ہی کہ صاحبان محبت کلیجہ اپنا تھام لیتے ہین رستم
کو وہ صحرا بہت پسند آیا افسرون سے کہا کہ آج اسی مقام پر اترو شب بھر اسی مقام
پر رہین صبح کو چلینگے یہ فرما کر لشکر کو حکم دیا سوار گھوڑون سے اترے گھوڑے صحرا مین
باندھ دیے پیدل ہو کر اُس صحرا مین پھرنے لگے بارگاہ رستم استادہ ہوئی رستم داخل
بارگاہ ہوے مگر صحرا کی رعنائی ایسی پسند آئی کہ بڑی رات گئے تک سیر دیکھا کیے پردے
بارگاہ کے اٹھے ہوے ہین افسرون نے عرض کی کہ حضور خاصہ نوش کرکے آرام کرین
سویرے کوچ مین کمی نہ ہو رستم نے جواب دیا کہ یہ مقام ایسا دلچسپ ہی کہ نگاہ نہین ہٹتی
ای سہیل دیکھو تو شب کا وقت ہی چاندنی کا تماشا دیکھکر دل لہراتا ہی یہی جی چاہتا ہی
کہ اس صحرا مین ٹھہرین کل صحرا کی سیر کرین یہ سُنکر افسر خاموش ہو رہے رستم نے
بارہ بجے خاصہ نوش کیا عیار انکا مہتر سمک یلدا تھی کہ نہایت چست و چالاک فنون عیاری

میں بیباک ہو سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

کل پیچ و تاب کچھ ہمیں حد سے زیادہ تھا
گھٹتا نہ کیوں کہ رشتۂ جان تاب زادہ تھا

کیا شوق وصل یار مجھی کو زیادہ تھا
مجھسے بھی کچھ بڑھا ہوا اسکا ارادہ تھا

ہر چند تیرے ملنے سے کچھ بڑھ گیا تھا دل
پھر بھی یہ تنگ شوق ہی تیرا زیادہ تھا

چلتا تھا دشت شوق میں سر پر قدم قدم
آرا ہمارے واسطے ہر ایک جادہ تھا

پایا ہر اک جواب کا قاصد جواب صاف
بھیجا تھا کاغذ اسنے جو ہمکو وہ سادہ تھا

محفل میں تیری مجکو دکھاتا جو بانکپن
ایسا رقیب کون سا سرہنگ زادہ تھا

لڑوا دیا ہے مجھے مرے دل سے اس آنکھ نے
دو بادہ کش حریف تھے اک جام بادہ تھا

مجنون سے تھا بہت ترے دیوانے کو ربط
دونوں کا ایک سلسلہ اک خانوادہ تھا

صحرا میں میرا ساتھ جنون بھی نہ دیسکا
اس راہ میں سوار سے آگے پیادہ تھا

جمعیت سبو سے رند خرابات کرتے کیا
وہ تنگ دست ہاتھ ہمارا کشادہ تھا

کیوں تھوڑے تھوڑے ہوتے ہو آئینہ دیکھ کر
تمسے بھی خوبیوں میں کوئی کیا زیادہ تھا

آنے کو تجھے نہ آنے دیا میرے گھر انھیں
گویا مرا رقیب انھیں کا ارادہ تھا

تیری گلی کے لوگوں کا اللہ رے شوق
آغوش کی طرح در جنت کشادہ تھا

دعویٰ تھا بانکپن کا جو ابروے یار کو
ابرو کا تل نہ تھا کوئی سرہنگ زادہ تھا

بندہ آج ہی ہوا ہے شب ہجر میں جلال
کل تک در قبول سنا ہے کشادہ تھا

رستم یہ اشعار سنتے سنتے سو گئے سمک اٹھ آیا افسرون نے بھی جا کر آرام کیا بعد تھوڑی دیر کے رستم کی آنکھ کھلی اٹھ بیٹھے کہ کان میں آواز آئی کہ جیسے کوئی آفت کشیدہ روے وصل نہ دیدہ تڑپ تڑپ کر رو رہا ہے آہ کرکے صدا دیتا ہے کہ اے فلک کجرفتار اے گردون غدار کہاں تک میرے ساتھ کجروی کریگا اب قلب میں برداشت کی طاقت نہیں روح کو رخصت [illegible] اے معشوق حور پری روے زیبا اپنا دکھا دے نقاب چہرے سے اٹھا دے اب بیقراری زیادہ ہے یہ طالب جمال جان دینے پر آمادہ ہے رستم یہ صداے دردناک سنکر بیقرار ہوگئے اپنے مقام سے اٹھے تیغ ہفت جوہر ہاتھ میں لیا

صرف خود ہمین لیا ٹہلتے ہوے باہر آئے طرف صحرا کے چلے سمک یلداقی عیار طلایہ
دے رہا تھا دور سے دیکھا کہ آقا تنہا جاتے ہین جست وخیز کرتا ہوا قریب آیا دست
عرض کی کہ مین تو حضور کو سُلا کے آیا تھا آپ کہان تشریف لیے چلے رستم نے کہا کہ کوئی بندۂ
خدا رو رہا ہی اُسکی صداے دردناک نے بیتاب کر دیا جا کے دیکھون کہ یہ کون
دردرسیدہ رو رہا ہی کس مصیبت مین مبتلا ہی سمک بھی ساتھ ہوا رستم باتین کرتے ہوے
چلے جاتے ہوے کہ ای سمک حقیقت مین یہ صحرا پُرفضا ہی دل لگی کی جا ہی سمک کہتا
ہی کہ حضور یہ مقام پُرآشوب ہی کوئی غول بیابانی صدا دیتا ہوگا آپ نہ جائین تو بہتر
ہی رستم نے کہا کہ نہ جانا تو غیر ممکن ہی چلتے ہین حال کھل جائیگا اُن ہی نخلستان مین
رستم چلے جاتے ہین صدا ہر مرتبہ قریب معلوم ہوتی ہی بیقراری اُس رونے والے کی
بڑھتی جاتی ہی رستم نے صحرا مین آکر دیکھا کہ زیر نخل ایک جوان حسین وشکیل سر جھکائے
بیٹھا ہی یاد مین اپنی معشوقہ کے رو رہا ہی سرنگون کلیجہ خون آنکھون سے دریاے اشک
جاری ترقی پر بیقراری ہرچند کہ رستم قریب آئے مگر اُس مبہوت عشق کو خبر نہوئی رستم
نے قریب آکر ہاتھ ہلایا کہا کہ ای جوان اپنا حال بیان کر مین تیرے درد کا علاج کرون اُس
جوان نے حال علاج سُنکر آنکھین کھولین جمال جہان آراے رستم دیکھکر ہنسنے لگا
کہا ای جوان رعنا تیرا جمال دیکھکر دل کو قوت حاصل ہوئی یہ فرمائیے کہ آپکا نام نامی کیا ہی
رستم نے کہا کہ فرزند صاحبقران یعنی علمشاہ نوجوان نام نامی سُنکر اُس جوان نے
قدمون پر سر رکھ دیا کہا کہ ای شہریار غلام کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہے
پہلوے صحرا مین ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ ریحانیہ کہتے ہین ریحان تاجدار باپ میرا
وہانکا حاکم ہی مین سوختہ بخت دختر وزیر یعنے ملکہ سمن آرا پر عاشق ہوا جب باپ کو
میرے خبر ہوئی تو اُسنے وزیر سے کہکر میری شادی کر دی کیا بیان کرون کہ غلام کو کیا خوشی
ہوئی تنہائی مین جمال محبوب دیکھا براحت بسر کرتا تھا اور سمن آرا کو بھی مجھسے وہ محبت
تھی کہ اگر پہر بھر کو باہر جاتا تھا تو بیتاب رہتی تھی بعد کئی مہینے کے مین نے ارادہ شکار کا
کیا اُس محبوب مطلوب نے ضد کی کہ مین بھی ساتھ چلونگی مین نے ہرچند روکا مگر اُسکے

نہ مانا آخر اُسکو ہمراہ لیکر براے شکار آیا عین گرمی شکار مین سامنے ایک کوہ کے پہونچا
وہان ایک قزاق رہتا ہی برہمن بت بدست اُسکا نام ہی شاید براے شکار وہ بھی آیا تھا
چونکہ ملکہ بھی بلا تکلف صحرا مین پھر رہی تھین برہمن دیکھکر مائل ہوا فوج لاکر اُسنے گھیرا
ملکہ کا طالب ہوا کب ممکن تھا کہ معشوقہ کا دینا گوارا کرتا چند سوار و پیدل میرے بھی ساتھ
تھے آخر لڑائی ہونے لگی یہ نیاز مند آپ کا اُسکا زخمی ہوا برہمن ملکہ کو گھوڑے سے
اُتار کر لے گیا مین بسبب زخمداری کے گھوڑے سے گر کر بیہوش ہوگیا باپ کو میرے
خبر ہوئی وہ آکر مجکو اُٹھا لے گئے میرا علاج کیا جب صحت پائی دلوئہ وحشت زیادہ ہوا ایک
شب کو بسبب بیقراری کے نکل آیا اس محل کے سائے مین آکر بیٹھا اور یہ بھی خبر مین نے
پائی ہی کہ ہرچند اُس ظالم نے ملکہ پر بدعت کی مگر اُس ثابت کوے محبت نے اُسکو نہین
قبول کیا اور وہ نہایت زبردست ہی نشۂ بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی میرے ملک مین کوئی
ایسا پہلوان نہین ہی کہ اُس سے مقابلہ کرے یاد محبوب مین آٹھ پہر روتا ہون یہ کلام کا تمام کرکے
رستم نے سمک سے کہا کہ مرکب لاؤ مین جاکر اُس ظالم سے سمجھ لونگا یا اپنی جان دونگا یا معشوقہ
اسکی دلواؤنگا سمک جاکر مرکب لایا افرون نے یہ خبر سُنی سب آکر حاضر ہوے سہیل نے
گھبرا کر کہا کہ ای شہریار یہ برہمن قزاق بلاے روزگار ہی اس اقلیم مین کوئی اُس سے
مقابلہ نہین کرسکتا حضور قصد نہ کرین ایسا نہو کہ سرکار کو کوئی ملال ہو مگر رستم نے نہ
مانا سب کو رخصت کیا اور اکوان تاجدار کو ساتھ لیکر بتلاش برہمن چلے جب سامنے کوہ کے
پہونچے برہمن شکار کھیل رہا تھا ایک قزاق نے خبر دی کہ اکوان تاجدار آتا ہی مگر طلسم کشا
اُسکے ساتھ ہی برہمن بہت چلایا کہا کہ طلسم کشا کا وصلہ بڑھ گیا ہی جا بجا اُسنے جو نامردون
کو زیر کیا با بدولت سے بھی مقابلے کا ارادہ کرلیا ایسا ناچار کرکے قتل کرون کہ ماہیان
دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجکو ذرا ترس نہ آئے یہ کہکر
گھوڑا بڑھایا سامنے رستم کے آیا للکار کر آواز دی کہ ای فرزند صاحبقران مین آپ کو
بخوبی پہچانتا ہون آپ اُس ہجران دیدہ کے ساتھ کہان آئے اسکی معشوقہ پر مین
عاشق ہون اور اُسکو چھین کر لایا ہون مگر وہ اسی کا دم بھرتی ہی قید مین مار ڈالونگا

کیا زندہ چھوڑونگا رستم نے کہا کہ او نابکار عورت پر ظلم کرتا ہی تجھکو رحم نہین آتا زبردستی
کرتا ہی زبردستی سے کہین محبت و عشق ہوتا ہی یہ سنکر برہمن جھلایا چرخ دیکر نیزہ مارا رستم
نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا برہمن نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے
ہاتھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالا برہمن لپٹ پڑا رستم نشست مرکب سے اُترے آپس مین کشتی
ہونے لگی اس عرصے مین ملازمان برہمن بھی آگئے صفین باندھ کر کھڑے ہوگئے تماشا ہے
سب دیکھ رہے ہین ادھر سماک نے لشکر رستم مین خبر کی وہ بھی سب آگئے اپنے آقا کی جرات
دیکھ رہے ہین سہیل ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ ہمراہیان برہمن پر جا پڑون ان سب کو تہ تیغ کرون
مگر سماک مانع ہوتا ہی کہتا ہی کہ ای سہیل یہ امر آقاے نامدار کے خلاف ہوگا فریقین سے
کہ جب ہمسے فیصلہ ہو جاتا تب تمھین اختیار تھا یہ فعل وہ گوارا نہ کرین گے یہ سنکر سہیل
رک جاتا ہی سب سردار آمادہ ہین کہ اگر آقاے نامدار کو کوئی چشم زخم پہونچے تو سب
فداقون کو قتل کرین ایک کو زندہ نہ چھوڑین آج کوہ خوشرنگ کی پامالی کا دن ہی انشاءاللہ
پہاڑ کو گھوڑون کی ٹاپون سے اُڑا دینگے یہان کئی مرتبہ رستم برہمن کو پکڑ لائے اور دو چار
ایسے گھونسے مارے کہ برہمن کی پیشانی سے خون جاری ہوا زرہ پارہ پارہ ہوگئی برہمن
اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی سوچ رہا ہی کہ کیونکر جان بچیگی بڑے ظالم سے مقابلہ ہے
حقیقت مین بڑا مشاق ہی فنون سپاہ گری مین طاق ہی دیکھیے کیونکر جان بچے ایک مقام پر
ریل کرکے دوڑا رستم دم کے بھروسے پر قدم کے خمار پر چند قدم پیچھے ہٹے برہمن نے
ہاتھ مارا رستم کا بایان گھٹنا جھکا تڑپ کر لنگر قائم کیا گھٹنون تک غرق زمین ہوے برہمن اوپر سے
چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اسطرح زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اسمین بھی جنبش آجاتی مگر
لنگر رستم کو حس و حرکت نہ ہوئی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا کہا کہ اب آپ کے زور کا مشتاق ہون
رستم شل شیر غضبناک اپنے مقام سے اُٹھے ریل کرکے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے
وہان پر لاکر یکبارا دونون گھٹنے برہمن کے آشنا زمین ہوے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا
پہلے ہی زور مین سر سے بلند کیا برہمن نے امان مانگی رستم پیلتن نے ایمان کی شرط کی غرضکہ
برہمن بت پرست بصدق مسلمان ہوا معشوقہ کو عاشق کے سپرد کرادیا برہمن بھی فوج اپنی

ساتھ لیکر ہمراہ ہوا رستم نے کوچ کیا مگر اب حال سکان عرض کیا جاتا ہی کہ جب سکان کو معلوم ہوا کہ رستم لشکر میں نہیں ہیں اپنے مقام پر کہنے لگا کہ میں نے رستم کو مار ڈالا آفاق نے لاش چھپا ڈالی اب طبل جنگی بجے یہ کہکر طبل جنگی بجوایا آفاق تاجدار کو خبر ہوئی سناٹا آگیا مگر ناچار ہو کر طبل جنگی بجوایا دونوں لشکرون میں تیاریان ہونے لگین مگر آفاق تاجدار کہتا ہی کہ سکان سے کون مقابلہ کریگا خدا رستم کو پہونچائے چار پہر رات اسی انتشار مین گذری ناگاہ لیلی شب نے چہرے سے نقاب اٹھائی مجنون روز بصد سوز و گداز صحرا ئے نجد مشرق سے نکلا آفاق تاجدار لرزان و ترسان میدان مین آیا سکان بھی میدان مین پہونچا جانتا ہی کہ میرا کوئی ہم نبرد نہین ہی گینڈے کو میدان مین لاکر آواز دی کہ ای آفاق تاجدار رستم کو تو مین نے قتل کیا اب تمھارے لیے بہتر اسی مین ہی کہ اگر اطاعت کرو تو تمھاری جان لینے سے درگذرون ورنہ آج تم سب کو قتل کرونگا لہذا کسی کو میرے مقابلے مین بھیجو افسر جنگ سپہ سالار لشکر آفاق تاجدار کہ پہلو مین آفاق کے کھڑا تھا مرکب کو مہمیز کرکے مقابلہ سکان مین آیا سکان نے دیکھکر آواز دی تجھ ایسے بہت سے میرے ہاتھ سے مارے گئے ہین ای پہلوان موت تیری لائی ہی افسر نے جواب دیا کہ جو تجھ سے ہوسکے کوتاہی نہ کر اور یہ کلمہ جو تو نے کہا کہ رستم کو قتل کیا تو محض غلط ہی کہین اُنکے دشمن کو قتل کیا ہوگا گھوڑا اُنکو حالت زخمداری مین کہین نکال لے گیا ہی انشاء اللہ وقت پر آئینگے تجکو سمجھا ئینگے سکان نے نیزہ مارا افسر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا مگر سکان فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی چند طعنون مین نیزہ افسر کا نکال دیا افسر نے ہاتھ تلوار کا مارا سکان نے روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ افسر دو لخت زخمی ہوا مگر دستانہ مارا کہ تیغہ جھٹکا کر نکل گیا چادر خون کی چہرے پر آئی اسی عالم مین افسر نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا سکان نے گینڈا ہٹا لیا وار جو خالی گیا سر افسر کا اسکی زین پر جا لگا اوپر سے سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا سر افسر کا کٹ کے زمین پر گرا سکان نے گینڈے کو مہمیز کیا اب پرا آفاق تاجدار کا بند ہوا سکان للکار رہا ہے کہ ای آفاق کسی کو بھیجو مگر آفاق کی طرف سے کوئی نہین نکلتا آفاق بیقرار و اشکبار ہو کر دعائین

مانگ رہا ہے کہ ای خالق لیل و نہار رحم اپنا شریک کر نظم

میرود چون تاید اندر دست دیگر بار عمر — تاجران وقت نفروشند در بازار عمر

ماند محروم از ثواب عاقبت وا حسرتا — در ہوا و حرص ضایع کرد دنیا دار عمر

ختم شد شاہ و گدا را اندرین دار فنا — در شمار روز و ماہ و سال آخر کار عمر

ہمچو نادان کے کند دانا تلف وقت عزیز — کے بہ بیہوشی گذارد عاقل و ہشیار عمر

طی شود و زندہ دلا نزاد در صحبت زندگی — طالبان را بگذرد در الفت دلدار عمر

جست چون تیر از کمان کے باز گردد از ہدف — بگذرد چون وقت اعادہ کے کند دوبار عمر

بگذرد در گردش و سرگشتگی طامع را — روز تا شب مثل دور گنبد دوار عمر

جستجو کن جستجو کن جستجو کن جستجو — گرچہ ہندی بگذرد واند تلاش یار عمر

کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا آگے رستم بیلتن ایک طرف سہیل فراق ایک جانب مصباح
تاجدار تخت پر سوار پشت پر فوج جرار علمہائے زنگاری کے بلند ہوئے کہ سہاک نے
بڑھ کر خبر دی سکان میدان میں کھڑا ہوا ابلیلا رہا ہے آفاق تاجدار کے کئی پہلوان مارے گئے
اب یہ ابندہ ہے کوئی مقابلے میں سکان کے نہیں جاتا رستم نے وہیں سے مرکب اڑایا مقابلے
سکان میں پہونچے فرمایا کہ ای سکان بڑے قابو پرست ہو بے سردار کے لشکر پر یہ آفت
اب مقابلہ کرو سکان نے جو رستم کو دیکھا جمال و جلال دیکھ کر کانپ گیا کہا کہ ای رستم تم
کیونکر جانبر ہوے میرے ہاتھ کا زخمی کبھی جانبر نہیں ہوتا اب بھی اطاعت کرو تو تمہاری
خطا معاف کر دوں رستم نے کہا کہ ای سکان ابھی تک غرور تمہارے دماغ سے نہیں نکلا بس
اب زبان تیغ سے کلام کرو گفتگو کا وقت نہیں ہے یہ سنکر سکان نے نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی گیارھویں طعن میں رستم نے
نیزہ سکان کا نکال دیا اب تو بقہر و غضب سکان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کر
ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا سکان نے گریبان پکڑا رستم نے
ایک جھٹکا مارا کہ گھٹنا سکان کا بیٹھ گیا دونوں جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس میں
کشتی ہونے لگی دوپہر کامل سکان الجھ الجھ کے رستم سے لڑا پہر دن رہے دیکھا

آواز دی کہ ای جوان دن بھر گذرا دونون لشکر بے خور و خواب ہین ایک زور آخری کرتا ہون رستم نے کہا کہ بسم اللہ سکان رستم کو لے دوڑا رستم دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر ہٹتے ہوئے آتے ہین گیارہ قدم پر جا کے پلٹے سکان کو لے دوڑے سترہ قدم ریل کر لائے وہان پر لا کر یکبارا دونون گھٹنے سکان کے آشنا بہ زمین ہوئے چاہا کہ لنگر قائم کرے مگر حریف زبردست لنگر کب قائم ہونے دیتا ہو دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اوس خودسر کو بلند کیا چاہا کہ زمین پر مارین سکان نے فریاد کی کہ ای شہریار جسکو سر سے بلند کرتے ہین اسکو زمین مذلت پر نہین گراتے ہین مین اطاعت کرتا ہون آپ کا مذہب اختیار کرتا ہون رستم نے سکان کو ہاتھ سے رکھ دیا سکان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اپنی فوج کو آواز دی کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو اطاعت اس شہریار کی قبول کرے لقا پر اللہ تعالی لعنت کرے وہ بڑا مکار و جعلساز و شعبدہ باز ہے مین نے اصلی پروردگار کی دل سے اطاعت کی شکر ہے کہ راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر پہونچا سب نے عرض کی کہ ہم بدل و جان اطاعت قبول کرتے ہین ساٹھ ہزار جوان دائرۂ اسلام مین آئے رستم نے سب کو ساتھ لیا کوچ کر کے چلے خواجہ عمرو بھی ساتھ ہین رستم کو دم دیکر بہت کچھ لیا دوسری منزل پر شب کو رستم نے جلسہ آراستہ کیا آفاق شاہ نے عرض کی کہ آج تو شب کو خواجہ کو گوائیے رستم نے خواجہ سے کہا خواجہ نے منھ بنایا بگڑ کر جواب دیا کہ مین کیا گویا ہون آپ خود گائیے مین خود مفلس و پریشان ہون ابکے مہینے مین سود بھی نہین پہونچا رستم نے دس توڑے منگا کر حاضر خدمت کیے سردارون نے بھی نذر دی تھوڑے عرصے مین مبلغ خطیر جمع ہوگیا خواجہ نے روپیہ اٹھا کر نذر زنبیل کیا بیچ محفل مین آکر بیٹھے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

نظر بھر سے پہلے وہ ادھر دیکھین تو	دیکھنا آپنے بھی ہین داغ جگر دیکھین تو
عشق مین دوستی درد جگر دیکھین تو	کس طرح دل کی یہ لیتا ہی خبر دیکھین تو
آخر اس جذبۂ دل کا کچھ اثر دیکھین تو	ملتفت گو وہ نہ ہون مڑکے ادھر دیکھین تو

ہجر جاناں میں وہ دن ہیں نہ وہ راتیں اپنی
خوب شرمندہ شب وعدہ دعاؤں سے کیا
دل کو تھامے ہوئے کیوں بیٹھے ہیں دکھلا دیجئے
جوش مارا کریں الفت میں شریک آنکھیں
آنکھ بھی جلوے کی مشتاق ہے اے حضرت دل
گر میاں عشق کی دیکھو کہ تقاضا ہے یہی
ڈھونڈھتی ہے دہن یار کو خاموشی بھی
آزمائینگے قفس میں تجھے اے شوق چمن
تب کہینگے حقیقت ہے جو اسکی ہے بلے
دل میں بھی ایک دن آتا تھا فروا انکو جلا

انقلاب فلکی شمس و قمر دیکھیں تو
کس پہ ہنستی ہوئی آتی ہے سحر دیکھیں تو
آپ آئینے میں انداز نظر دیکھیں تو
آہیں کہتی ہیں کہ کچھ رنگ اثر دیکھیں تو
کون ہے آپ کا منظور نظر دیکھیں تو
کیونکر اٹھتے ہیں ترے دل سے شرر دیکھیں تو
نازکی خود یہی کہتی ہے نظر دیکھیں تو
نے بھی اڑتے ہیں یہ ٹوٹے ہوئے پر دیکھیں تو
جلوۂ طور کو ہم ایک نظر دیکھیں تو
حسرتوں سے ہے جو آباد وہ گھر دیکھیں تو

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا پھر رات رہے رستم نے جلسہ برخاست کیا جاکر آرام کیا دستور ہے کہ سماک یلداقی واسطے جگانے کے جایا کرتا ہے سماک یلداقی جو واسطے جگانے رستم کے آیا دیکھا کہ پلنگ رستم کا خالی پڑا ہے سماک روتا ہوا باہر نکلا سرداروں سے کہا رستم پلنگ پر نہیں ہیں سب بیقرار ہوگئے کنیزوں نے ملکہ شہرت کو خبر دی ملکہ شہرت نے بیقرار ہوکر خواجہ عمرو کو بلوایا تمام زیور اپنا اُتار کر سامنے خواجہ کے رکھدیا کہا خواجہ یہ حاضر ہے اسکو لیجیے اور رستم کو تلاش کیجیے خواجہ نے کہا کہ بی بی وہ شئی دو کہ جو ہضم ہو ورنہ رستم تیری جان سے لیں گے لا اپنے نقد روپیہ منگا کر پیش کیا سب سرداروں نے موافق اپنی اپنی لیاقت کے سامنے خواجہ کے پیش کیا خواجہ نے وہ روپیہ نذر زنبیل کیا اور لباس عیاری سے آراستہ ہوکر باہر نکلے آفاق تاجدار سے کہا کہ لشکر اسی مقام پر رکھنا یہاں سے آگے نہ بڑھانا یہ تو ظاہر ہے کہ کسی ساحر کا کام ہے نہ تو نقب لگائی نہ سراپچہ چاک کیا رستم پلنگ کو غافل پاکر اُٹھالے گیا اور سماک یلداقی سے فرمایا کہ کیوں جوانا مرگ تو نے حفاظت نہ کی سماک نے سر جھکا لیا ڈرتے ڈرتے جواب دیا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں میں تلاش کرونگا خواجہ نے ایک تھپڑ مارا فرمایا کہ رات کو حفاظت نہ کی اب یہ تلاش کرنے جائینگے یہ کہکر خواجہ

جابجا پتا لگاتے ہوئے دیہ دقریات میں دریافت کرتے ہوئے ایک صحرا میں پہونچے
شام جو ہوگئی اسی مقام پر ٹھہرے ایک نخل کے سائے میں آکر بیٹھے ایک طرف سے دیکھا
کہ چند کنیزیں اچھلتی کودتی ہوئی آتی ہیں مگر سب نوجوان ہیں آپس میں کہتی ہوئی جاتی ہیں کہ
آج ہمکو دیر ہوگئی ملکہ گھبراتی ہونگی خواجہ عمرو گھیرا دھر کر اُنکے بیچ میں آئے ایک کنیز کو کنارے
لاکر بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر کنیزوں میں ملے لیکن حیران تھے کہ جسکی شکل بنا ہوں اُسکا
نام نہیں جانتا جست وخیز کرکے ایک کنیز کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اُسنے کہا کیوں بو گھیچہ
آج کل بڑی تیز ہوگئی ہو جلدی چلو ملکہ یاد فرماتی ہونگی ان دنوں حفاظت کا زمانہ ہے کہ
دشمن خداوند گرفتار ہوکر آیا ہے ایسا نہو کہ عیار حلوہ کریں جس کسی نے رستم کو گرفتار کیا اُسکا
انجام برا ہوا خواجہ نے پوچھا کہ بوا کون گرفتار ہے کنیز نے کہا کہ ملکہ لالان خون قبا رستم
کو گرفتار کرکے لائی ہیں اُنکی حفاظت مدنظر ہے ایسا نہ ہو کہ عیار پہونچ جائیں تو باعث
خرابی ہو خواجہ کو اپنا نام دریافت ہوگیا تھوڑی دور چلے تھے کہ اور چند کنیزیں آئیں
اُنھوں نے اُنسے کہا کہ اری کمبختو جنگل میں ماری ماری پھرتی ہو ملکہ یاد کر رہی ہیں جلد
چلو خواجہ ان سب کے ساتھ چلے بعد تھوڑی دور کے ایک باغ و دروازے پر چند چیلیاں
حاضر تھے اُنھوں نے بھی کہا کہ اے صاحبو ملکہ لالان خون قبا کو آئے ہوئے عرصہ ہوا
تم سب کو طلب فرماتی ہیں خواجہ سب کے آگے داخل باغ ہوئے دیکھا کہ باغ نہایت
آراستہ نہریں درست جانوروں کے قفس درختوں میں لٹکے ہیں دن کم باقی ہے طائرین
دم بسر سرنگوں بیٹھے ہیں خواجہ جو اُنکے برابر سے نکلے طائروں نے سر اُٹھائے چہکار
مارنے لگے خواجہ روش پٹری کو طے کرکے وسط باغ میں پہونچے دیکھا کہ ایک ساحرہ جوان
مسند پر بیٹھی ہے کنیزوں کو دیکھ کر کہا کہ اری تم سب کہاں تھیں اُس ظالم کو دبا کر سمجھا دیں
بہت بیقرار ہوں میرا تو عجب حال ہے میں تو اُسکو لاکر پچھتائی خدمت خداوند میں جو گئی قدرت
نے فرمایا کہ اے لالان تم جاکر طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤ میری شامت آئی کہ میں شب کو گئی سوتے
میں اُٹھا لائی بیداری میں کسکی مجال تھی کہ اُسپر ہاتھ ڈالتا ساحر کش اُسکا لقب ہے کون کون
سے ساحر اُسکے مقابلے کو گئے آخر مارے گئے وہ وہ سحر اُس جوان پر ہوئے کہ جن سحروں

ش نہیں تھا مگر اُسپر اثر نہیں ہوا مگر میں سوتے میں اُٹھا لاؤنگی یہ ارادہ تھا کہ صبح کو خدمت خداوند میں لے جاؤنگی قفس میں بند کردیا صبح کو جو نگاہ پڑی تیر مژگان و کمان خانۂ ابرو میں لیس تھے دو دو دل برلب معشوق ہوے آب و دانہ ترک ہوا رات کی نیند اُڑگئی جی چاہتا ہو کہ کلام نہ کروں پھر اُسی شب ہجر کا سامنا ہو کسکے سامنے حال دل کہوں جی چاہتا ہو کہ سامنے ہاتھ باندھ کر عرض کروں اے ظالم اظلم اتو یہ کیفیت ہی

نظم

جب نہ رہیے وصل میں اتنی عنایت کیجیے
کچھ گلے ہم سے بھی سُنیے کچھ شکایت کیجیے

کچھ لڑائی آج دل میں اور اُس لبریز ہی
ہو لیے کسکی طرف کسکی حمایت کیجیے

اس محبت سے ملا کوئی کہ ہم سوچا کیے
شکوۂ بیداد یا شکر عنایت کیجیے

کوچۂ الفت کی راہوں سے ہیں ناآگاہ ہم
خضر فرماتے ہیں مجھکو بھی ہدایت کیجیے

یوں نکالا چاہتا ہو آرزوے دلکو عشق
یہ ارادہ ہو کہ تنگ اسکو نہایت کیجیے

وہ مری گستاخیوں پر قتل کرتے ہیں مجھے
رحم کہتا ہی کہ مضطر تھا رعایت کیجیے

ہو ارادہ تلخی غم کا ترے ای ہجر دوست
زہر کے مانند رگ رگ میں سرایت کیجیے

یوں لگا لیتے ہیں باتوں میں یہ کہتا ہی وہ شوخ
ابتدا سے پھر بیان اپنی حکایت کیجیے

سمجھیے لاتقنطوا من رحمۃ اللہ کہکے ی
قصد ہی ورد زبان زاہد یہ آیت کیجیے

وصل میں ڈھونڈھا کیے لیکن نہ موقع ملا
ملکے تنہا یار کو دل کی شکایت کیجیے

عشق بت چھوڑے ولی اللہ ہو جائے جلال
اب تو کچھ تائید یا شاہ ولایت کیجیے

خواجہ مشکل کشا ہنسے ہوے ہیں کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ اسقدر نہ گھبرایئے میں اُس جوان کو سمجھاؤنگی آپکے پہلو میں بٹھاؤنگی میں نے اس جوان کے تیور جو دیکھے اُس سے پایا جاتا تھا کہ وہ آپ کو خود دل سے چاہتا ہی اگر حکم ہو تو میں دریافت کروں لالان نے کہا کہ اچھا جاؤ دریافت تو کرو کہ کس بات پر آزردہ ہی میں اُسکا دفعیہ کروں معشوق کو راضی کرنا واجب و لازم ہی اتنا تو معلوم ہو کہ وہ ظالم کیا چاہتا ہی فلک کے تارے مانگے تو توڑ لاؤں ایسا صاحب طاقت بنا دوں کہ کوئی دنیا میں اُسپر غالب نہو خواجہ یہ باتیں سُنکر قریب قفس کے آئے فریب آکر فرمایا کہ کیوں ای جوان ملکۂ عالم فرماتی ہیں کہ میرے ہاتھ سے تم زندہ بچکر

نہ جاؤگے بہت جادوگریوں نے تمکو گرفتار کیا مگر البا سقام نہ ملا ہوگا رستم نے کہا کہ تو کیا
بکتی ہی جا دور ہو یہان سے خواجہ بیٹھ گئے کہا کہ ای نور نظر مجکو پہچانا نہیں مہر سپہر عیاری
قطب فلک خنجر گزاری تمھاری تلاش مین آیا ہون سردار بیقرار ہین تحفہ جات تو سب تمھارے
پاس موجود ہین رستم نے کہا کہ کل اسنے ارادہ کیا تھا کہ تحفہ جات اُتار لے مگر مین نے قریب
نہین آنے دیا اُس ملعونہ نے بہت کچھ سحر کیا چاہتی تھی کہ قید سحر مین رکھون مگر سحر نے
اُسکے تاثیر نہ کی اگر قفل قفس کھول دیجیے تو مین قفس سے نکلون خواجہ عمرو نے جا کر لالان
کہا کہ ای ملکۂ عالم وہ جو مین نے عرض کیا تھا وہ سچ ہی وہ تو تمھارے نام پر جان دیتے ہین
مگر کہتے ہین کہ ابتدا سے ملکہ نے مجہہ پر بدعت کی یہی باعث نفرت کا ہوا لالان خون قبا نے کہا
کہ مین قدمون پر گرون خطا معاف کراؤن مین نے جو بدعت کی یہ خیال تھا کہ خدمت قدرت
مین لیجاؤنگی اُسکا بدلہ یہ ہوا کہ خود مبتلائے دام محبت ہوئی میری جانب سے کہنا کہ مین تیری
تابعدار رہون جو حکم کیجیے اُسے بسر و چشم بجالاؤن کسی بات مین مجکو عذر نہین خواجہ عمرو
نے کہا کہ کلید دیجیے مین قفل کھولون لاکر آپ سے ملاؤن لالان خون قبا نے کہا کہ اس
قفل کی کنجی نہین ہی یہ قفل سحر کا ہی یہ کہکے اُنگلی سے انگوٹھی اُتاری کہا کہ اس انگوٹھی کو
جا کر قفل سے مس کرو قفل فوراً کھل جائیگا خواجہ عمرو سمجھے کہ انگوٹھی دستگیری کو ملی انگوٹھی
لیکر قریب قفس آئے جیسے ہی انگوٹھی کو قفل سے مس کیا قفل کھل کر گرا رستم پیلتن نے زور
کرکے قفس کی تیلیان توڑین خواجہ عمرو نے بقچہ زنبیل سے نکال کر رستم کو دیا یہان لالان
خون قبا منتظر بیٹھی ہی کہ اب معشوق آئیگا پہلو مین میرے بیٹھیگا سب کنیزون کو جمع کیا ہی اُن سے
کہہ رہی ہی کہ جب مین عذر کرون تو تم سب مجکو قدمون پر رستم کے گرا دینا مین عذر کرونگی
کنیزین کہہ رہی ہین کہ واری وہ جوان بڑا بد مزاج ہی ہم سب کو یقین نہین آتا کہ وہ آپ کے
پہلو مین بخوشی بیٹھے ہم سن چکے ہین کہ اُسکی کیسی کیسی معشوقان پریچہرہ ہین کہ جنکے حسن و جمال
کی تعریف غیر ممکن ہی ملکہ شہرت گلگون پوش دختر آفاق شاہ ایسی اُسکی معشوقہ ہے
کہ صدہا شاہزادے و تاجران جلیل اُسکے سودائے وصل مین دیوانے ہوے اور اپنی
جان عزیز دی کہ اُسکے باغ مین مزار عاشقان بن گیا آج تک کسی پر اُسنے توجہ نہین کی

مگر اس نوجوان پر عاشق ہوئی کیا کیا رنج و ملال اُٹھائے اب اُنکے لشکر میں موجود ہی
باپ کو اُسکے عمدہ سلطنت ملا ہی وہ سلطنت کرتے ہیں یہ ذکر تھا کہ دیکھا رستم تیغ کھینچے ہو
آتے ہیں لالان لون قبا واسطے تعظیم کے اُٹھ کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ
جرأت و ای یکہ تاز میدان جلالت میں آپ سے بہت محجوب ہوں جو مجکو چاہیے سزا دیجیے میں
حاضر ہوں رستم پیلتن نے جواب دیا کہ او ملعونہ میں تیرے قتل پر آمادہ ہوں یہ سنکر ایک کنیز
آگے بڑھی چاہا کہ سحر کرکے پکڑلون کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالا رستم نے ایک طمانچہ مارا کہ سر
اُس کنیز کا چنبر گردن سے اُڑ گیا اب تو لالان بہت گھبرائی پکار کر آواز دی کہ ارے اسکو
گرفتار کرو اس کنیز نے بڑی دشمنی کی کہ میرے قیدی کو رہا کرا دیا ورنہ قفل میں نے ایسا
لگایا تھا کہ کسی کنجی سے نہ کھلتا ہاے میں نے اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اسے دی جسپر تو
اسنے رہا کیا یہ جو لالان خون قبا نے نعرہ کیا سب کنیزیں چہار طرف سے دوڑیں [illegible]
قفس توڑے وہ سب ساحر تھے تلواریں کھینچ کھینچ کر رستم پیلتن پر چلے جس ساحر نے سحر کیا
رستم نے لوح کو جنبش دی سحر اُسکا اُلٹا پلٹا اُس ساحر کا کام تمام کیا وہ ساحر واصل جہنم ہوا
اور جس ساحر پر عکس لوح کا پڑ گیا وہ ساحر نابینا ہوا ٹٹولنے لگا کتنی سو ساحر تھوڑے ہی
عرصے میں نابینا ہو کر گرے رستم پیلتن نے اُنکو قتل کیا لالان خون قبا نے دیکھا کہ کسی کا
سحر تاثیر نہیں کرتا ناچار ہو کر وہ آگے بڑھی آگے بڑھ کر آگ برسانے لگی تھوڑے ہی عرصے
میں اسقدر آگ برسائی کہ تمام باغ آتش بہار ہو گیا درختوں کی شاخوں سے آگ نکل رہی
ہی تمام نخل سرو چراغان بن گئے زمین دہک رہی ہی ہر طرف دریاے آتش موج زن
طائروں کو رنج و محن مگر رستم پیلتن پر آگ تاثیر نہیں کرتی کلاہ ہفت گوشہ سر پر
زرہ ہفت جوشن زیب جسم اور لوح گلے میں پڑی ہوئی ہی جب لوح کو جنبش دی
دریاے آتش شق ہوا کوئی شعلہ قریب رستم نہیں آتا لالان خون قبا سحر کرتے کرتے
عاجز ہو گئی حیران و پریشان ہی کہ کیا تدبیر کروں جو رستم پر سحر تاثیر کرے مجبور و ناچار ہو کر
ایک دستک دی اور پکار کر آواز دی کہ ای بردبار زنگی جلد آ اس جوان کو گرفتار کرکے
لے جا تو میرا معین و مددگار ہی یہ جو پکار کر لالان خون قبا نے آواز دی یکا یک سب نے

کہ گوشۂ باغ سے ایک صداے ہیبتناک آئی کہ جسکے سننے سے زمین تھرائی دیکھا رستم پیلتن
نے کہ ایک جوان زنگی انتہا کا سیاہ فام و بد انجام تیغۂ بر آفتاب ہاتھ مین جست و خیز کرتا ہوا
آتا ہی رستم کو للکارتا ہوا کہ ای جوان تیری قضا دامن گیر ہی منم بردبار زنگی سپکر ہاون کو
بحکم ملکہ لالان خون قبا چیر پھاڑ کر کھا گیا اور دامن خون سے آلودہ ہوا بہتر اسی
مین ہی کہ تلوار ہاتھ سے پھینک دے اور رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے حاضر ہو ایسے
ایسے لاف و گزاف کرتا ہوا قریب رستم پیلتن آیا خبردار خبردار کہکی ہاتھ تلوار کا مارا رستم
نے وار بچا کر کلائی پر زنگی کی ہاتھ ڈال دیا زنگی لپٹ پڑا لالان خون قبا بھی کھڑی
ہوئی تماشا دیکھ رہی ہی کہ رستم پیلتن سے اور بردبار زنگی سے کشتی ہونے لگی اور آپس مین
داؤ پیچ ہونے لگے ایک مقام پر رستم پیلتن بردبار زنگی کو پکڑ لائے اور پٹکا کہ سر زنگی کا
زمین سے مل گیا دو چار ایسے گھسے مارے کہ زنگی بدحواس ہو گیا اسی بدحواسی مین بیقرار
ہو کر غل مچانے لگا پکارا تھا کہ ای شہریار مین آپ کا تابعدار و فرمان بردار ہون مجھے
چھوڑ دیجیے اب کبھی مجھسے ایسی خطا نہ ہوگی معاف کیجیے رستم نے اوسکی باتون پر کچھ
خیال نہ کیا زنگی غل مچایا کیا آخر بردبار زنگی کو چت کیا اور چھاتی پر سوار ہوے ایک ہاتھ
زیر سر رکھا اور ایک کو ٹھوڑی پر رکھ کر بل مارا اور نعرۂ شیرانہ کیا اور نعرہ کرکے مع زنخدے
گردن بردبار زنگی کی کھینچ لی مرتے ہی بردبار زنگی کے آندھی سیاہ اٹھی برفباری و
سنگباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بردبار زنگی بود جب آندھی
دفع ہوئی اور روشنی ہوئی تو رستم پیلتن نے سر اوس بدو سر کا سامنے لالان کے پھینکا اور
پکار کر آواز دی کہ کیون لالان خون قبا تمکو اپنے اس سحر پر بڑا ناز تھا لالان نے سر
جھکا لیا ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگی کہ ای شہریار مین آپ کی کنیز ہون مجھ کو سرفراز فرمایئے
عمر بھر خدمت سے گردن تابی نہ کرونگی رستم نے جواب دیا کہ ابھی تیرے دل مین وصل باقی
ہی لالان خون قبا یہ سنکر رونے لگی کہا کہ ای شہریار کنیز کی تو یہ کیفیت ہی نظم

دل نے جو کرم کی اک نظر کی — ہالک ہوئی آنکھ خستہ و تر کی
ہا مین ہین یہان ادھر ادھر کی — دل چپ ہی کہ مین کہون کدھر کی

ملتے ہی سے اُسنے ہاتھ اُٹھایا — خوبی یہ دعاؤن سے کے اثر کی
کچھ آنکھ مین تیری ہم نہ ٹھہرے — اللہ رے کمی تری نظر کی
کھوئے گئے میرے ہوش رفتہ — یہ بےخبری تری نظر کی
کھوئے ہوئے سے ملے ہو بچکر — تم بھولے ہو راہ کس کے گھر کی
تا صبح یہ خدا کرے کسی شب — آجائے بلا ادھر اُدھر کی
سننے نہین کوئی کچھ سُنائے — کانون کو لگی ہی لو کدھر کی
کیون سوتی نہ صبح وصل تقدیر — جاگی ہوئی تھی وہ رات بھر کی
دیکھے گا مرے جگر کو کیا غم — اوجھڑ نہ رکے گی اُس سپر کی
جس قصد سے جا ہو مجھ تک آؤ — چھون نہ چھپے گی خیر و شر کی
آنسو تو کوئی نکالنے دو — حسرت ہی یہ میری چشم تر کی
اے درد ترقیان ہون خبر کی — کیا لی ہی خبر دل و جگر کی
خط دینے گیا تھا اُنکو دی جان — یون موت لکھی تھی نامہ بر کی
بنجا کہین بندہ ہوکے اے آنکھ — صورت کسی بیوفا کے در کی
قاصد جو گیا تو بیخودی نے — اپنی اُنھین آپ ہی خبر کی
گرمی ہی جلال میکشی مین — تھمی ہوئی ٹھیک دوپہر کی

رستم نے منھ پھیر لیا فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی لالالان غصے مین رستم بیلتن پر جا پڑی کئی ہاتھ تیغے کے مارے جب وار کرتی ہی رو رو کر کہتی ہی کہ اے رستم مجھے تمھارے اوپر افسوس آتا ہی کہ ایسا نہو تمپر کوئی وار پڑ جائے اور تم زخمی ہو تو میرے کلیجے پر زخم پڑیگا جب کئی ہاتھ اُسنے مارے تو رستم نے لوح کو چمکا دیا اور کلاہ ہفت گوشہ کا عکس جو لالالان کی آنکھون مین اندھیرا آیا اپنے تئین زمین پر گرا دیا غلطاک ماری یہ پروا پیدا ہوئے چاہا کہ اڑ کے نکل جاؤن رستم پیلتن نے فوراً لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اگر یہ بچکر نکل گئی تو فساد برپا کرے گی رستم نے جلدی سے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر چلہ کمان مین پیوست کرکے اُس خطا شعار کو مارا لالالان خون فشان سہم گئی تیر سینہ پہ سینے پر پڑا

کہ توڑکر تودۂ پشت کو پایا گئے لالالان چیخ مارکر زمین پر گری گرتے گرتے آہ کی تڑپ تڑپ کے
جان دی جادوگرون نے جو دیکھا کہ لالالان مری فریاد کرتے ہوئے بھاگے خواجہ نے لوٹنا شروع کیا
بیعت پر دے بھی کاٹ ہے رستم نے پکار کر آواز دی اے عم نامدار آئیے خواجہ منھ پھلائے ہوئے
سامنے آئے کہا ہی فرزند اتنی بڑی جادوگرنی مری کچھ اسباب نہ نکلا کچھ سکون میں کوڑیاں بھری تھیں
وہ میں نے حوض میں پھینکدین رستم ہنسے کہا عم نامدار ہ یکو اگر خزانۂ عالم ملجائے تو بھی آپکا افلاس
کم ہو خواجہ نے کہا کہ ای نور نظر جیسی گذرتی ہو وہی خوب جانتا ہو فرضداری نے بہت پریشان کیا ای
جب سود بڑھ جاتا ہو تو ادا کرنا مشکل پڑتا ہو پھر تو رستم کو ساتھ لیکر خواجہ اُس باغ سے نکلے رستم سے
باتین کرتے ہوئے آتے ہین کہ ایک صحرائے خارستان ملا کا نٹو نکا جنگل ببول کے درخت جا بجا
آسمین اُلجھے ہوئے نظر آتے ہین شدت سے پیاس کی درخت پر آکے بیٹھے پھر ضعف کی شدت سے
اُڑنے لگے جا بجا ریت کے انبار گرد اُڑ رہی ہی بونڈے اُڑ رہے ہین عجب ویران مقام ہی رستم نے کہا کہ
عم نامدار کیسا ویرانہ ہو کہ دیکھکر طبیعت گھبرائی ہو ایک جانب ایک پہاڑ نظر آیا خواجہ دھوپ کے خوف سے اُسکے
قریب پہونچے دیکھا درۂ کوہ میں ایک صندوق لٹک رہا ہو جب ہوا چلتی ہی تو تیرہ کھاتا ہو خواجہ نے
دیکھا اُس صندوق میں چاندی کے برتن بھرے ہوئے ہین خواجہ کے منھ میں پانی بھر آیا جھٹ سے
درۂ کوہ میں پہونچے صندوق کی زنجیر کو ڈھیلا کیا صندوق زمین پر آیا خواجہ برتن نکالنے لگے اور ایک ایک
کرکے زنبیل میں رکھنے لگے جب دو چار برتن خواجہ نے نکالے اور داخل زنبیل کیے رستم نے دور سے
دیکھا پکار کر آواز دی عم نامدار احتیاط شرط ہی یہ مقام ویران اسمین مال کا ہونا خالی از غلت نہین ہی ایسا
نہو کسی بلا مین پھنس جائیے خواجہ نے رستم کو جواب نہ دیا سب باسن نکال لیے جب کوئی برتن باقی
نہ رہا چاہا صندوق کو بھی زنبیل میں رکھون کہ صندوق سے آواز آئی اے شخص کیون دیوانہ ہوا ہی کیون ہمین
ستاتا ہی ہمارے آرام میں فرق ڈالا اب چاہتا ہی کہ قید کرے بس چلا جا خواجہ نے اسپر بھی کچھ خیال کیا
صندوق کو اُٹھایا قصد ہوا کہ زنبیل میں رکھون یکا یک تڑاقا ہوا دیکھا خواجہ نے پھر وہ شق ہوا ایک
پتلی سنہری نکلی خواجہ نے چاہا کہ بھاگون صندوق میں ہاتھ لپٹ گیا اُس پتلی نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ
اے شخص تو کون ہی کہ ہمارے سمجھانے کو نہ مانا ہمارے آرام میں فرق ڈالا اب تجھکو لیجاونگی نام تو
اپنا بتا سیکڑون ہزارون مسافر اِدھر سے گذرے مگر کسی نے ہمکو نہ ستایا تجھکو اپنی جان کا خوف نہ آیا عمرو نے

چکا کر آواز دی کہ رستم دوڑو مجھے اس ظالم سے بچاؤ رستم نے جو دور سے دیکھا کہ خواجہ گرفتار ہوا جاتا ہے
مین لوح کو چمکاتے ہوئے دوڑے مگر اُس تیلی نے کمر مین خواجہ کی پنجہ دیا اور لے اُڑی رستم جو دوڑ
کوہ سے اُسطرف گئے دیکھا بیچ مین دریا ہے اُس پار ایک قصر بنا ہے وہ تیلی خواجہ کو لیکر اُس قصر مین
داخل ہوئی رستم اسطرف دریا کے رہگئے اُس پار نہ جاسکے مگر تیلی لیکر خواجہ کو جو اُتری دروازے سے
قصر کے آواز آئی کون آتا ہے تیلی نے آواز دی مین ہون کنیز سامری خواجہ کو دروازے پر کھڑا کر کے
چلی گئی خواجہ اندر مکان کے آئے دیکھا ایک شاہزادی تخت پر بیٹھی ہے خواجہ نے اُسکو سلام کیا
اُسنے پوچھا اے شخص تو کون ہے تو نے کیا خطا کی جو یہان تک آیا خواجہ نے کہا اے ملکۂ عالم مین راہ
مین جاتا تھا تیلی مجھکو پکڑ لائی چھوڑ کر چلی گئی مین آپ کی زیارت سے مشرف ہوا اُس شاہزادی
نے زانو کے نیچے سے ایک ورق نکالا اُسکو دیکھکر ہنسی کہا اے شخص بعد کئی سو برس کے تو نے
آرام کنیز سامری مین فرق ڈالا ہے تجھکو پہونچا گئی تو نے اسباب صندوق سے نکالا عمرو نے کہا کہ
اے ملکۂ عالم خطا تو مجھ سے ضرور ہوئی مگر وہ اسباب لے لیجیے مجھکو پار پہونچا دیجیے شاہزادی نے
قریب آکر کہا اے شخص بتا کہ وہ مال کہان ہے خواجہ نے گھنٹیان زنبیل کی کھولین اب جو اُس نازنین نے
سر ڈال کر دیکھا اسباب سامنے رکھا ہے اور جابجا تاج رکھے ہین جواہرات کے صندوقچے جابجا انبار
ہین اُس نازنین نے کہا تو مجھکو قزاق معلوم ہوتا ہے بہت مال تو نے لوٹا ہے وہ سب جابجا بنا
ہے عمرو نے کہا اپنا مال اُٹھا لیجیے اور کسی شے مین ہاتھ نہ لگائیے وہ نازنین سمجھی کہ سچ کہتا ہے اپنا مال
لے لون اور سے مجھے کیا واسطہ اور اگر لے لونگی تو یہ برا کیا کریگا جھک کر دیکھنے لگی تجویز کرتی ہے کہ کوئی تاج
اُٹھا لون یا صندوقچہ لون یہان تک جھکی کہ نصف جسم زنبیل مین پہونچا خواجہ نے چوتڑون مین ہاتھ دیکر
اُس نازنین کو زنبیل مین گرا دیا جیسے ہی وہ نازنین زنبیل مین گری چار طرف سے کنیزین دوڑین
کوئی اُسکا دوپٹہ اُتارتی ہے کوئی کہتی ہے پائجامہ اُتارو وہ نازنین گھبرا رہی ہے کہ مین کس بلا مین پھنسی کوئی
کہتی ہے اسکو باورچیخانہ مین لے چلو آگ سلگایا کریگی کوئی کہتی ہے میرے سپرد کرو مین اس سے برتن
دھلواؤنگی ایک طرف سے زنگی با خنجر برہنہ آیا اُسنے کہا صاحبو یہ گنہگار ہے اسکے قتل کا حکم ملا ہے
یہ کسی کام مین نہ رہیگی یہ کہکے خنجر چمکایا وہ نازنین آنکھین بند کر کے بیٹھ گئی ایک نے کہا اے جلاد
زنبیل اگر یون ہی قتل کر دوگے تو لباس کا حساب دینا پڑیگا کپڑے اُتروا لو تب قتل کرو جلاد نے کہا

کپڑے اُتار اُسنے ناچار ہوکر کپڑے اُتارے ایک زنگین لباس اُٹھا کے گئی زنگی سیاہ رو نے
اُسکو قتل کیا سر باہر زنبیل کے پھینکا لاشہ دریا مین بہا دیا جسوقت وہ نازنین مری خواجہ نے
دیکھا وہ قصر و دریا نابود ہوا رستم نے دیکھا سامنے سے خواجہ آتے ہین پکار کر آواز دی ای
عم نامدار کیونکر جان بچی خواجہ نے جواب دیا ای فرزند مین نے جا کر اُس جادوگرنی کو قتل کر ایا
تب جان بچی مگر اسباب مجھ سے لے لیا تو صندارون سے شرمندہ رہا رستم نے دیکھا کہ وہ
دریا بھی غائب ہوگیا غراٹا مار کر پانی غرق زمین ہوا خاک اُڑنے لگی خواجہ جھپٹ کر قریب رستم
آئے اُس صندوق کا خیال خواجہ کو لگا ہوا تھا درہ کوہ مین آکر دیکھا وہ صندوق پڑا ہی جنلی
بے جان پڑی ہی خواجہ نے جنلی کو بھی اُٹھا لیا اور صندوق بھی اُٹھا کر نذر زنبیل کیا رستم کے
کے ساتھ چلے دیکھا صورت صحرا کی بدل گئی رستم نے کہا ای عم نامدار یہ سب مقامات عجائب غرائب
سے مملو ہین ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جایئے خدا نے آپ کو بچایا مجھ تک بخیر و عافیت پہونچایا
خواجہ فرماتے ہین ای نور نظر اب خدا اپنا فضل کرے کہ لشکر مین پہونچو سب لشکر ایک مقام
پر ہو نہین معلوم وہان ہفت پیکر نے ساتھ صاحبقران کے کیا کیا فوج اُسکے ساتھ بیحد
و بے حساب ہی ادھر تمھارا لشکر سے نکل آنا باعث خرابی ہوا طلسم ہفت پیکر کے تمھین
فتاح ہو ایسا نہو کہ ہفت پیکر کچھ صاحبقران کے ساتھ مکر کرے مین بھی تمھاری محبت مین
چلا آیا آقائے نامدار کی کون حمایت کرتا ہوگا لشکر ہفت پیکر مین عیار سردار سب سامان جنگ ہی
شاید کسی عیار کو حکم دے آقائے نامدار سیدھے سادے ہین دام مکر مین پھنسین تو باعث خرابی ہی
رستم کہتے ہین اب اگر کسی سے مقابلہ ہو تو مین سیدھا لشکر مین چلون مجھکو بھی صاحبقران کا
بڑا اشتیاق ہی کہ اُنکو جلد جا کر بخیر و عافیت دیکھون تب دل کو تسکین ہو کہ قریب لشکر پہونچے
سردارون نے آکر استقبال رستم کیا بخیر و عافیت لشکر مین آئے سب سے زیادہ ملکہ شہرت کو
اشتیاق تھا اپنے خیمہ مین بلوا کر عرض کی ای شہریار آپ کے لشکر مین نہونے سے انتہا کا
تردد تھا اب تردد رفع ہوا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین ہر وقت یہی خیال تھا کہ دیکھین
اُس شہریار سے کیونکر ملین اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

کس گل کا منھ چمن مین ترے آگے فق نہین		یہ رنگ گل اُڑا ہی فلک پر شفق نہین

گلشن میں میں نے مصحف رخ کی جو سیر کی — خالی ست یہ یاد سے کوئی ورق نہیں
لکھا ہو وصف دستۂ مژگان کا ہر کوئی — وہ کونسا قلم ہے زبان جسکی شق نہیں
رزاق کریم ہے کیا جل شانہ — چودہ طباق رزق میں چودہ طبق نہیں
جینے کا گرمی تب غم سے گمان ہے — مدت سے جان میرے بدن میں رمق نہیں
ہون راندۂ حرم تو ٹھکانا ہے دیر میں — یاد صنم ہی دل میں اگر یاد حق نہیں
او آفتاب روے کتابی دکھا ہمیں — ہر شمس یاد غم میں ہمارا سبق نہیں
آنکھوں کے ڈورے ہیں کہ یاقوت تیر کے — موتی جڑے ہیں لال میں منھ پر عرق نہیں
ہوگا وصال غیر کا اسکا بڑا ہی غم — اتنا فراق کا مرے دل کو قلق نہیں
طول شب فراق سے تا صبح جو تنگ ہی — کیا یاد قل اعوذ برب الفلق نہیں

ملکہ شہرت نے جو یہ اشعار پڑھے رستم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے فرمایا ملکہ یہ خیال نکرو انشاء اللہ اب فراق نہو گا اب ہم طرف لشکر قبلہ و کعبہ کے چلتے ہیں ملک آفاق شاہ و سہیل قزاق کو بلایا فرمایا لشکر کا شمار کرو اور بی جہان آرا و صہبا کو بھی بلاؤ یہ بھی دونوں حاضر ہوئین رستم نے حکم دیا لشکر کا شمار کرو کہ ساحر کسقدر ہیں اور غیر ساحر کسقدر ہیں جہان آرا و صہبا نے بعد تھوڑی دیر کے عرض کی حضور لشکر ساحروں کا بہت کم ہے تئیس ہزار ساحر ہیں لیکن آفاق و سہیل و سرداران دیگر نے عرض کی کہ سات لاکھ لشکر غیر ساحروں کا آپکے ساتھ ہی رستم نے کہا کہ سبکو تیار کرو سب لشکر تیار ہوا رستم نے آفاق تاجدار کو بادشاہ لشکر کیا نقارے پر چوب پڑی بکر و فر تمام لشکر رستم کا چلا اس صحرا سے نکلنے پائے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی افہام زور آور چھ لاکھ فوج سے آکر پہونچا رستم سے کہلا بھیجا کہ آپ سرحد خیال سکندری سے چاہتے ہیں کہ نکل جائیے میں جانے نہ دونگا گرفتار کرکے لیجاؤنگا قدرت نے طلب فرمایا ہے آج شب کے میرے پاس فرمان پہونچا کہ رستم قصد رکھتے ہیں کہ سرحد خیال سکندری سے نکلجائیں ای افہام تو جلد جاکر رستم کو روکو لہذا میں آیا شکر ہے قدرت کا کہ آپکو پا گیا اب نہ جانے دونگا رستم اسی مقام پر اتر پڑے افہام زور آور نے حکم دیا کہ لشکر میں ہمارے طبل جنگی بجے کل سر میدان رستم کو زیر کرونگا ہرکاروں نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی

طبل جنگی بجے یہاں بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اس سامان مین گذری وہ وقت ہوا کہ **نظم**

علم آفتاب نکلا جب　　فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا　　رونق تخت و جور دہوا
ہوا میدان چرخ سے یکبار　　مہ انجم سپاہ رو بفرار

صبح ہوتے ہی لشکرون مین وردی بجی لشکر تیار ہوئے رستم سوار ہوکر میدان مین آئے ادھر افہام زور آور بصد کر و فر میدان مین آکر ہو بچار رستم کو جو آتے ہوئے دیکھا جی مین کہتا ہی انھین کا طلسم کشا لقب ہی اگر ہاتھ پکڑ لون تو کلائیان ٹوٹ جائین یہ جوان میرے مقابلے کے لائق نہین ہی قدرت نے تو اسکو معشوق بنایا ہی گرفتار کرکے لیجاؤنگا اپنی محفل مین ساقی بناؤنگا غرضکہ نقیبون نے نقابت کے یہ اشعار عبرت آمیز پڑھے **نظم**

عاقلان باغ یہ نہین دلکش　　جسکو دیکھو وہ ہی پریشان دل
اس چمن کی ہوا سے بہمن دی　　آتشین زن چراغ عقل یہ ہی
خاک جب ہو گئے قد رعنا　　تب ہوا سرو خوش نما پیدا
لالہ رو دلیے گئے جب داغ　　تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے مہ کشان محفل درد　　جعفری نے دکھایا شاخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل　　تب نظر آئے گیسوے سنبل
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان　　ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار　　تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم مین جو دفن ہین　　چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن　　کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے بین ہی الحان　　نعرۂ فلو کل من علیہا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین　　باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکر بے ثباتی عالم　　ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم

جب ہوا صرصر خزان کا ڈر	خاک اڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو و قیاس	گل سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر	کرے اللہ خاتمہ بالخیر

نقیبون نے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے مردان عالم جو سننے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے شاہان جہان صاحبان تخت و تاج ہو گذرے کفن کے محتاج ہو ند خاک ہوے اب انکا کوئی نام بھی نہین لیتا جمشید جم ایسا بادشاہ عالیجاہ مقام افسوس ہی کہ ہاتھ سے ایک دیہاتی کے قتل ہوا اور آرہ سر پر چل گیا لکھا ہی کہ جب قاتل جمشید نے خروج کیا جالینوس استاد جمشید دربار جمشید مین بیٹھے تھے کہ جمشید نے جھوم کر کہا مین خداوند روے زمین ہون جالینوس نے اپنے مقام پر آکر کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ وقت زوال جمشید قریب آگیا آج اسنے بڑے غرور کا کلمہ کہا مگر مین زوال اسکا اگر دیکھونگا تو مجھکو قلق ہوگا مین نے اسکو آراستہ کیا جام نما دیا تمام عالم کو اپنے مقام پر بیٹھا ہوا دیکھتا ہی جمشید نے دوسرے دن پھر وہی کلمہ کہا کہ مین خداوند روے زمین ہون مجھکو سجدہ کیا کرو جالینوس نے کہا کہ اب نہ رہونگا طریقہ طلسم کا ایجاد کیا ایک صندوق بنوایا ایک روغن تیار کیا اسمین یہ صفت تھی کہ جب قطرہ سینے پر ٹپکے اعضا کو قوت بخشے اسی صندوق مین لیٹے شیشے کو سینے پر لٹکایا یہ ترکیب کی تھی کہ بعد چھ مہینے کے ایک قطرہ سینے پر ٹپکے گا اعضا کو قوت دیگا شاگرد سے کہا کہ مجھکو دریا مین پھینک دے شاگرد نے دریا مین صندوق پھینکدیا بعد چندے جمشید جم ہاتھ سے ضحاک ماران کے قتل ہوا ضحاک مالک روے زمین ہوا جالینوس کا یہ انجام ہوا کہ جب سکندر کنارے دریا کے پہونچے پہاڑ پر سے دیکھا کہ ایک صندوق دریا مین بہتا ہوا آرہا ہی اسکو نکلوایا ارسطو ایسا حکیم موجود تھا اسنے تدبیر سے صندوق کھولا جالینوس کو نکالا جالینوس نے ہوش مین آتے ہی پوچھا میرا فرزند جمشید کہان ہی سکندر حیران ہوگئے کہ کئی سو برس کا حال پوچھتے ہین ارسطو نے پوچھا کہ آپکا نام نامی کیا ہی جالینوس نے سکندر سے پوچھا یہ کون شخص ہی جو مجھسے باتین کرتا ہو سکندر نے کہا کہ یہ میرا حکیم ہی جالینوس نے افسوس کرکے کہا کہ مقام افسوس ہی کہ ایسا زمانہ نے انقلاب کیا کہ اس صورت کے حکیم ہونے لگے سکندر کو

تعجب ہوا کہ ارسطو ایسے کو یہ کلمہ ارشاد فرمایا مراد یہ ہو کہ اب جمشید کا کہین پتہ نہین ملتا بلکہ قبر
کا نشان بھی نہین معلوم اسطرح جو نقیبون نے حالات بیان کیے بہادرون کی آنکھون مین سرخی آگئی
سامان موت آنکھون کے نیچے پھر گیا افہام زور آور نے گھوڑا اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی
اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے رستم نے جو آواز افہام کی سنی گھوڑے کو صف
سے نکالا اور پہلوانون نے ہر چند کہ قصد کیا رستم نے کسی کا جانا قبول نہ کیا اور مرکب اڑا کر میدان
مین آئے افہام نے رستم کو دیکھکر بڑا افسوس کیا کہا اے جوان مقام تاسف ہے کہ اتنے جوان
کھڑے ہین مگر کسی نے رنج جان کے خوف سے قصد نہ کیا کہ میدان مین نکلے اور مجھ سے
مقابلہ کرے میرا وار کسی کے روکے نہین رکتا آیندہ آپکو اختیار ہے رستم نے کہا اے افہام
زیادہ غرور نہ کرو یہ میدان کارزار ہے جرأت دکھاؤ زبان تیغ سے کلام کا مقام ہے زیادہ
زبان درازی بہتر نہین بقراط ثانی پر لعنت کرو مذہب ہمارا اختیار کرو مذہب کا نام
سنکر افہام بہت جلا نیزہ رستم کو مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین
نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ نیزہ آپس مین چل رہا ہے دیکھنے والے حیران ہین
کہ کیا جوانان چلبلے ہین کہ کسی مقام پر کمی نہین کرتے کس لطف سے نیزہ بازی کر رہے ہین دو گھڑی
کامل افہام سے نیزہ چلا رستم نے ایک مقام پر گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے افہام کے
نکل گیا نیزہ نکلنے پر افہام کو بڑا غصہ آیا تیغہ برق تاب نیام انتقام سے کھینچا خبردار خبردار
کہکے ہاتھ مارا رستم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا صاف با آسیب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی
تلوار مار کر افہام پلٹا رستم نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا افہام
نے سپر فولادی اٹھائی مگر تیغ شگفت جوہر دست زبردست رستم تیغ نے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر
خود پر گرا خود دو بلغہ وغیرہ کاٹ کر سر پر تیغہ گرا کہ چار انگل سر زمین در آیا افہام نے دستانہ
مارا کہ تیغہ جھٹکا کر نکالا رستم نے قصد کیا کہ دوسرا ہاتھ مار کر سر کاٹ لون افہام نے فوراً آواز دی
اے جوان اب مین جنگ کے قابل نہین ہون اب مجھکو مہلت دیجیے صحت پاکر مقابلہ کرونگا بہت
جھٹ پٹ میرے آپکے فیصلہ ہو جائے گا رستم نے ہاتھ روک لیا افہام رستم سے مہلت
لیکر پلٹا اپنے لشکر مین آیا بارگاہ مین اپنی پہنچا افسرون کو جمع کیا کہا یارو اصل یہ ہے کہ رستم

جوان بے نظیر ہی کل فنون مین طاق شہرۂ آفاق ہی اب جو مقابلہ کرونگا بیشک مارا جاؤنگا کیون
یارو کیا کرون جیسے ہی اُسنے ہاتھ اُٹھایا تھا اگر مہلت نہ دیتا اور ہاتھ مار دیتا تو مین مارا جاتا مگر
جوان صاحب جرأت ہی کہ دشمن کا کہنا قبول کرلیا سبنے کہا شب خون مارئیے اندھیرے مین مار لینگے
ہمارے ہاتھ سے مہلت نہ پائینگے اس بات کو افہام نے قبول کیا عیار اسکا شحنہ شاگرد ہی اُس سے
کہا تو جاکر دریافت کرآ کہ رستم کی بارگاہ کس مقام پر ہی اور پہلوان کس مقام پر ہین کہ اُسی طرف چلکر
گردن پہلے اُن پہلوانون کا خاتمہ کردین عیار چلا ادھر جب رستم پلٹ کر آئے تو خواجہ نے پوچھا کہ
رستم زخمی کرکے پہلوان کو کیون چھوڑ دیا رستم نے سب حال بیان کیا خواجہ نے کہا کہ اُسنے
گھات کی رستم نے کہا کہ ابھی وہ کیا کریگا خواجہ نے کہا کہ اب وہ مقابلے مین نہ آئیگا کچھ اور فتور
کریگا مکار کب ایک حال پر رہتے ہین مین خبر کو جاتا ہون یہ کہکے خواجہ پرے خبر چلے صحرا
تک پہونچے تھے کہ ادھر سے شحنہ شاگرد آتا تھا خواجہ نے جو عیار کو آتے ہوے دیکھا
ایک زرہ مین چھپے حلقہاے کمند خس پوش کردیے جب عیار وہان پہونچا اسکا دل دھڑکا
قریب آکر رُک گیا پکار کر آواز دی کیا کوئی میری فکر مین بیٹھا ہی نکلکر مقابلہ کرے تو حال معلوم
ہو خواجہ نے جواب نہ دیا عیار سمجھا کہ جنگل کے سناٹے پر دل دھڑکتا ہی چاہا جست کرکے
نکلون بیچ کمندون کے پہونچا خواجہ نے شہر کی آواز دی عیار رُکا خواجہ نے جھٹکا مارا منہ کے
بل زمین پر گرا خواجہ نے حباب مارا عیار بیہوش ہوا خواجہ نے اُٹھکر عیار کو نخل سے باندھا
کوڑا ہاتھ مین لیکر ہوشیار کیا عیار کی جو آنکھ کھلی اپنے کو نخل سے بندھا ہوا پایا اور دیکھا کہ خواجہ
عمرو کوڑا لیے ہوے کھڑے ہین کانپ گیا خواجہ نے پوچھا کہ تو کہان جاتا تھا اگر سچ بتلائیگا
تو جانبری ہوگی اگر جھوٹ کہیگا تو سر کاٹ لونگا عیار ناچار ہوا سوچا کہ اپنی جان بچاؤ کہا
ای شہنشاہ فوج عیاری اصل یہ ہی کہ ہمارے آقا جو مقابلہ کرکے چلے آئے اُنکو خوف ہوا کہ اب
جو رستم سے مقابلہ کرونگا زندہ نہ بچونگا ارادہ شب خون کا کیا ہی مین دریافت کرنے جاتا تھا
کہ بارگاہ رستم کس مقام پر ہی یہان آکے گرفتار ہوا خواجہ نے عیار کو بیہوش کیا اُسکو زنبیل
مین رکھ لیا آپ اُسی کی شکل بنکر تیار ہوے اور لشکر افہام مین پہونچے افہام سے آکر اُلٹا
سیدھا بیان کردیا کہ فلان مقام پر بارگاہ رستم ہی فلان مقام پر بارگاہ سرداران ہی ای شہریار

اب مین مخبر جاتا ہون مفصل خبر دریافت کرون یہ کہکے چلے رستم سے سب حال آنکر بیان کیا کہ افہام
شب خون آئیگا تم یہ تدبیر کرو کہ لشکر کو لیکر درۂ کوہ مین چھپو جب وہ آکر شبخون مارینگے اور کسی شخص
کو نہ پائینگے تو مال و اسباب لوٹینگے جب وہ بار بار ہوکر چلینگے تب انکو گھیر لو اسطرح گھیر کر سبکو مار لو
رستم نے یہی کیا کہ سبکو ساتھ لیکر درۂ کوہ مین جا چھپے افہام وقت پر آیا لشکر کو فوج سے خالی
پایا کہا یارو مسلمان بھاگ گئے جس خیمے مین پہونچے مال و اسباب پڑا ہوا پایا خوب مال و
اسباب کافرون نے لوٹا گھوڑون پر لاد لیا جب چلنے لگے اسقدر بڑہ بار ہین کہ چل نہین سکتے
رستم جو آکر گرے اُن سب کو قتل کرنے لگے لڑتے بھڑتے قریب افہام کے پہونچے نعرہ کیا کہ او
نامرد اسی بھروسے پر دعوی کیا تھا اُس مکاری کا یہ انجام ہوا تیر اکر تیری ہی گردن پر پڑا افہام
نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا تلوار کھینچ کر کیتا بڑھایا رستم پر برس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے
رستم نے سپر پر روکے للکار کر آواز دی او نامرد ایک ضرب مردان عالم کی تو قبول کر یہ کہکے ہاتھ تیغ
مارا افہام نے سپر اٹھا دی یہ تیغ ہفت جوہر کب رکتا ہو تڑپ کے گرا سپر کو کاٹ کر تا جگرگاہ پہونچا لاشہ
افہام کا تڑپ کے زمین پر گرا فوج والون نے رستم کے اُن سب کو گھیر کر مار لیا انکے پڑاو تک لڑتے
ہوے پہونچے انکے خیمون مین آگ لگا دی مال و اسباب سب لوٹ لیا چند کس جو بچے تھے فوج نے
لاشہ افہام کا اُٹھایا روتے پیٹتے طرف صحرا کے بھاگے ملازمان رستم نے تعاقب نہ کیا پڑاو کی لوٹ
مین مصروف رہے صبح ہوتے ہوتے مال و اسباب لوٹ کر چلے اپنے لشکر مین آئے خواجہ نے رستم
سے عرض کی اپنی فوج کا خونبہا دیجیے رستم نے کئی ہزار روپیے دیے خواجہ نے عیار کو زنبیل سے
نکالا سامنے رستم کے ہوشیار کیا اب جو اُسنے یہ حال سنا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا خواجہ نے
اُسکو عیارون مین داخل کیا ایک شب رستم کو اس منزل مین رہنا پڑا دوسرے دن بصد کرو فر
قصد ہوا کہ کوچ کرین سارا لشکر ساحران وغیرہ ساحران تیار ہوا رستم نے حکم دیا نقارۂ کوچ بجے لشکر
نے اپنے مقام سے جنبش کی چھکڑے مال کے لدے ہوے ساتھ کچھ کم نولاکھ فوج ہو جہانتک
نگاہ کام کرتی ہو لشکر ہی لشکر معلوم ہوتا ہو مگر ملازمان افہام جو لاشہ افہام کا لیکر بھاگے ایک صحرا
مین جاکر پہونچے منظور یہ ہوا کہ لاشۂ افہام کو جلائین قضائے کار اقسام گرد بڑا بھائی افہام کا شکار
کھیلنے چلا تھا دیکھا اُسنے کہ چند کس شکست خوردہ ایک لاش کو جلایا چاہتے ہین بڑھ کر پوچھا

تم لوگ کون ہو لاش کسکی لائے ہو جسکے جلانے کا قصد ہو اُن سبنے بیان کیا کہ افہام زور آور
نامی پہلوان برائے مقابلۂ رستم گیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا بڑے بڑے مکر کیے مگر کوئی مکر نہ چلا
اقسام نے پوچھا کہ قاتل افہام کہاں گیا سب نے بیان کیا کہ اُسی مقام پر ہوگا لشکر مثل مور و
ملخ کے ساتھ ہی ہم لوگوں پر جو آکر گرے زمین کانپتی تھی آخر ہم لوگوں کے پیر نہ جمے گھبرا کے
بھاگے بڑی مشکل سے لاش افہام کی اُٹھالی رستم اُسی مقام پہ ہونگے اقسام گردنے لاکھ سوار
و پیدل قلعہ سے بلوائے اُنکو ساتھ لیا شب کو اُسی مقام پر اُترا رات بھر شراب پیا کیا صبح کو اُٹھکر
سوار ہوا لشکر کو لیکر چلا رستم کو دوسری منزل ہی پانچ کوس کا رستہ وہ دن وہیں طے کیا ایک مقام پر
فروکش ہیں سیر صحرا دیکھ رہے ہیں کہ اقسام آکر پہونچا مقابلہ میں رستم کے اُترا طبل جنگی بجوایا
رستم نے بھی جواب میں طبل جنگی بجوایا تیاریاں ہونے لگیں رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر
میدان کارزار میں آئے اقسام نے گینڈا نکالا رستم کو طلب کیا رستم جو مقابلے میں آئے نیزہ چلا
نیزے کے نوبت تلوار کی آئی اقسام نے وار کیا رستم نے وار بچا کر جو تیغہ ہفت جوہر کھینچا اقسام
گرد کو آئینۂ شمشیر میں جلوۂ عروس مرگ معلوم ہوا سمجھا کہ اگر یہ تیغہ پڑیگا تو جانبری دشوار ہوگی آواز
دی کہ ای رستم بڑے افسوس کی بات ہی کہ دوسرے جوان کو ساتھ لائے وہ مجھکو تیر مارا چاہتا ہی رستم
بولے کہ میرے ساتھ کون ہی ٹھٹھکا گیا جیسے ہی پلٹے اور سے اقسام نے تیغہ مارا پیٹھ پر رستم
نے کسی کو نہ پایا اس مکر پر نہایت غصہ آیا پلٹ کر ایک تلوار کا مارا کہ شانۂ اقسام کا جھول پڑا اور گینڈے
کی گردن کٹی ساتھ والوں نے اقسام کے جو اپنے آقا کو تہ و بالا دیکھا تلواریں کھینچکر آ پڑے رستم خوب
لڑے اقسام نے پہر دن رہے طبل بازگشت بجوا دیا پلٹ کے اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہی رو رہا ہی عیار
کمین تیز رو ہی اُسکو جو معلوم ہوا کہ میرے آقا بارگاہ میں اکیلے بیٹھے ہیں علم لیکر اندر آیا دیکھا اقسام
بھرے ہوئے بیٹھا ہی پوچھا آقاے نامدار آپکو کبھی ایسا رنجیدہ نہیں پایا آپ کیوں ملول ہیں اقسام
کہا ای رفیق شفیق رستم سے جو میں نے مقابلہ کیا اُسکو بہت زبردست پایا سمجھا کہ میں اسکے ہاتھ سے
نہ بچونگا مکر کرکے اُسکو زخمی کیا آخر مغلوبہ ہوئی مغلوبہ میں بھی ہمارے لوگ بہت مارے گئے اگر رستم لشکر
میں ہوں تو کوئی میرا ہمسر نہیں ہی سبکو دل ہو نگا اگر ہو سکے تو رستم کو گرفتار کر لاؤ کمین نے عرض کی کہ
شہریار یہ کتنی بڑی بات ہی گیا اور رستم کو گرفتار کر لایا یہ کہکے طرف لشکر رستم کے روانہ ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر

لشکر مین پھرنے لگا پشت بارگاہ رستم پر آیا دیکھا کہ ایک نخل ہی اُسکی آڑ پکڑ کے بیٹھا نقب کھودنے لگا
پھر رات رہے مہرہ نقب بارگاہ رستم مین آ کر توڑا دیکھا رستم سو رہے ہین گرد مین اٹا ہوا نکلا قریب
رستم کے پہونچا کاٹنے سے دوشالہ ہٹایا کفچے مین بیہوشی رکھی برابر دماغ کے لگا دی رستم چھینک
مار کر بیہوش ہوئے کمین نے پشتارہ باندھا اُسی طرح نقب مین کود کر چلا راستے کو طے کر کے
سامنے اقسام کے پہونچا اقسام نے رستم کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین کہا اسے لیجا کر قید
کرو صبح کو دربار مین سمجھونگا اگر میری اطاعت کی تو فبہا ورنہ قتل کرونگا یہ کہکے رستم کو قیدخانہ مین
بھیجدیا آپ آ کے بارگاہ مین بیٹھا سب سردار آ کے جمع ہوئے سب کے سامنے کہہ رہا ہی کہ مین نے
مسلمانون کا خاتمہ کیا رستم میرے یہان قید ہین لیکن سمک جو بڑے نماز جگانے آیا رستم کو
پلنگ پر نہ پایا بیقرار ہو گیا روتا ہوا باہر نکلا پکار کر آواز دی یارو غضب ہوا کہ آقا کو کوئی چرا لیگیا
میر طلایہ نے بھی آ کر خبر دی کہ فلان نخل کے سایہ سے نقب لگائی ہی مٹی کا وہان انبار ہی خواجہ کو
خبر ہوئی خواجہ بھی آئے سمک کے کان پکڑ کے کہا کیون نالایق آقا کی یون ہی حفاظت کرتے
ہین یہ نہ خیال کیا کہ حریف سے مقابلہ ہی دشمن مقابلے مین اُترا ہوا ہی کہ اور جملہ سردار بھی
آئے خواجہ سب سے باتین کر رہے ہین سردار آمادہ ہین کہ لشکر دشمن پر جا پڑین ابھی آفت برپا
کر دین میدان لاشون سے دشمن کی بھر دین کہ ہرکارے دوڑے آئے خواجہ سے عرض کی
اُستاد کمین تیز رو نامے اُسکا عیار ہی وہ آقائے نامدار کو چرا کر لیگیا اب اسوقت اقسام نے
دربار مین طلب کیا ہی سب سردار اُسکے جمع ہین خواجہ نے آفاق تاجدار سے کہا کہ آپ لوگ
تیار ہون مین جاتا ہون رستم کو جا کر رہا کرون جب حال معلوم سننا تم بھی آ جانا سب سردارون کو
تسکین دیکر خواجہ نے باہنک عیاری جسم پر آراستہ کی طرف لشکر کفار کے چلے جب قریب لشکر پہونچے
تب صورت بدلی رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک خدمتگار کی شکل بنکر لشکر مین آ کے
پھرتے ہوئے قریب بارگاہ اقسام پہونچے دیکھا داروغہ زندان خانہ رستم کو لیے ہوئے
جاتا ہی سرداران اقسام تماشا دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ ہمارے آقا بڑے صاحب
اقبال ہین وہ شخص گرفتار ہو کر آیا کہ جسکا جرأت مین عدیل و نظیر نہین اب اگر اسنے اطاعت ہماری
اختیار کی تو فبہا ورنہ آقا ہمارے بڑے بدمزاج ہین ذرا قتل کا حکم دینگے پھر اس جوان کو

کون بچائیگا بیٹھے کہ رہے ہین جان بڑی چیز ہی خوف جان سے اطاعت کریگا لقراط ثانی کے
سجدہ کرنے مین کیا عذر ہی قدرت بھی تقدیر کرینگے یہ مقام سرحد طلسم خیال سکندری ہی کیسے کیسے
بہادر یہان رہتے ہین کیسے کیسے ساحرون کا یہان مجمع ہی کہ دن کو رات کردین اور رات کو دن
کر دکھائین کیا کسی بات مین عاجز ہین قدرت جو مُردون کو جلاتے ہین وہ انھین ساحرون کی
مدد ہی اس شخص کا دل نہ پھیر دینگے خواجہ بھی ان سب کے ساتھ ہوے اندر بارگاہ کے پہونچے رستم
زنجیرین ہلاتے ہوے سامنے اقسام کے آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بہیبت
تمام آواز دی کہ سلام من درین مجلس و درین اوابر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکیست و دین
پیغمبر خدا برحق تمام کافر غل کرنے لگے اقسام نے پکار کر آواز دی ای رستم اب وقت سرکشی نہین ہی
مناسب یہ ہی کہ خداوند لقراط ثانی کو سجدہ کرو رستم نے جواب دیا کہ او مکار کیا بیہودہ بکتا ہی ہم تو
اُس ملعون پر لعنت کر چکے سجدہ کرنا کیسا ایک شخص مکار جعلساز شعبدہ باز ہی ہم اُسکو سجدہ کرتے ہین
جو وحدہ لاشریک ہی یہی اعتقاد ہمارا ٹھیک ہی اقسام ان باتون پر جل گیا کہا او صاحب جو ہمارے سامنے
ہمارے خداوند کو بُرا کہتا ہی جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا جو غل ہوا ایک جوان زنگی خنجر برہنہ کھینچے ہوے
سامنے آیا پکار کر آواز دی ای شہریار کیا حکم ہوتا ہی تیغ بازو دار رکھتا ہون بازو مین قوت ایک ہاتھ
مین سر کو تن سے قلم کرونگا مگر حکم اول ہو پھر سمجھ کے دیجیے گا۔ فرد۔ سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست
مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست۔ اقسام نے کہا او جلاد یہ جوان گنہگار ہی خداوند کئی مرتبہ ارشاد
فرما چکے ہین کہ جو سر رستم لائیگا اُسنے قدرت پر احسان کیا مین قدرت پر احسان کرتا ہون تیرا بھی رتبہ زیاد
ہوگا جلاد نے تیور بدلکر خنجر کھینچے ہوے سر رستم پر آیا خواجہ نے جو دیکھا یہ تو اولاد صاحبقران پر جان دیتے
ہین تاب نہ آئی کلیجہ منہ کو آگیا سر سے کوبھن کھولا سنگ تراشیدہ سولہ سیر کا کلہ کوبھن مین دیا ایک
ستون کی آڑ پکڑ کر مارا کہ سر جلاد کا اُڑ گیا غل ہوا وہ مارا مگر دیکھا تو جلاد پڑا ہوا تڑپ رہا ہی گنہگار بچا
سب نے کہا جلاد دیوانہ تھا خنجر پھرا پھرا کر اپنے سر پر مار لیا اپنی جان سے بیزار تھا مگر کمین چیز رو عیار
جو کھڑا ہی اُسنے کہا یارو تم لوگون کو سوجھتا نہین کسی نے پتھر مارا کہ جلاد کا سر پھٹ گیا دیکھو مین تلاش کرتا ہون
چہار جانب دیکھنے لگا خواجہ جھپٹ کر پشت کمین پر آئے کہا مہتر صاحب جسنے پتھر مارا وہ سامنے کھڑا ہے
جیسے ہی کمین نے اُدھر منہ کیا خواجہ نے ایک دولتی ماری کلاہ سر سے کمین کے لی اور جست کرکے برابر اقسام

کے پہنچے جیج اُسکے سر سے لیا جست جو کی سر ایچہ کو فرلگئے لیتا لیتا کا غل ہوا افسام نے کہا او کمین تو
سیر دربار ذلیل ہوا اس ظالم عیار کو لیتا جانے نہ پائے کمین بھی جست کر کے نکلا خواجہ چوبدار کی صورت
بنکر دربار مین آئے افسام پکار رہا ہی کہ جلد جلاد کو بلاؤ کہ طلسم کشا کو جلد قتل کرے خواجہ نے کہ بعوت
چوبدار کھڑے تھے ہاتھ باندھ کر افسام سے کہا مین حضور سے کچھ کان مین عرض کرونگا افسام نے کہا
قریب آؤ خواجہ جیٹ کے قریب پہنچے پھر دھول ماری دوسرا تاج جو پہنا تھا سر سے لیا اور دیکھ کر آواز
دی کہ اگر طلسم کشا کا ایک موے بدن کم ہوا تو تیرا بیٹھنا مشکل پڑجائیگا چلتے ہوئے ایک دولتی ماری
کہ افسام منھ کے بھل زمین پر گرا خواجہ جست کر کے پھر نکل گئے کمین کہ باہر ڈھونڈھ رہا تھا ایک ایک سے
پوچھتا تھا کہ ساربان زادہ کدھر گیا خواجہ تو لیتا لیتا کہتے ہوے نکل گئے کمین اندر بارگاہ کے آیا افسام
نے کہا او نالایق تو کہاں تھا عمر ودوسرا تاج بھی میرے سر سے لے گیا وہ تو شعلۂ جوالہ ہی ایسی جلدی نکل
کہ نگاہ اُٹھانا مشکل ہوگئی عمرو کے برابر کوئی تیز رو نہین کمین نے قصد کیا کہ پھر باہر جاؤن کہ شاگرد نے
پشت پر سے آواز دی اُستاد ادھر آئیے جب کمین قریب شاگرد پہونچا شاگرد نے کہا وہ دیکھیے عمرو
کھڑا ہی جیسے ہی کمین پلٹا ایک دھول ماری اور دوسری کلاہ سر سے لی اور پھر جست کر کے نکل گئے کئی
پھیرے خواجہ نے کیے چوتھی مرتبہ جلاد بنکے بارگاہ مین آئے افسام سے کہا مین طلسم کشا کو قتل کرون افسام
نے کہا جلد قتل کر یہ شخص قتل ہو جاے تو مہلت ملے دیکھو عمرو نے کیا ہنگامہ ڈالا ہی جلاد نے کہا
مین سب ہنگامہ مٹائے دیتا ہون رستم یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین جی مین کہتے ہین کہ عمرو ایسا عیار
ناممکن ہی ابھی کیوجہ سے صاحبقرانی کو صاحبقران کی زور ہوا جہان گرفتار ہوے خواجہ مردانہ وار
پہونچے اور صاحبقران کو چھڑایا خواجہ برق جہندہ بنے ہوے ہین قریب رستم کے آکر جلاد نے کہا ای جوان
سنبھل کر بیٹھ کہ مین تجھے قتل کرون رستم پہچان گئے کہ یہ خواجہ عمرو ہین سنبھل کر بیٹھے عمرو نے خنجر مارا
کہ ہتھکڑی کٹی اور خواجہ نے آواز دی ہان رستم اُٹھو وقت رہائی آگیا رستم نے بہیبت نعرہ کیا **نظم**

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من　　گرمی بازار عشق از تف خون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق　　بشکنم این بند را وقت جنون من است
برسر دار فنا خانۂ غوغائے من　　باک ندارم ز دار چوب ستون من است

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینکا بل کر کے اُٹھے اپنے نام کا نعرہ کیا اور لڑنے لگے افسام نے

پکار کر آواز دی اس جوان کو مارلو چار طرف سے پہلوان اُٹھے تلوار چلنے لگی رستم کی جرأت دیکھو
کئی سو جوان مار کر بارگاہ میں گرا دیے یہاں آفاق شاہ وغیرہ سرداران رستم کے مشتاق تھے
صدائے گیرو دار جو سنی فوراً سوار ہوئے سمک نے بڑھ کر خبر بھی دی کہ آقائے نامدار نے رہائی
پائی لڑائی ہو رہی ہے مگر اندر بارگاہ کے مجمع ہے آقا نکل نہیں سکتے آفاق تاجدار تخت پر سوار ہو کر چلا
سہیل قزاق وغیرہ نے گھوڑے دوڑائے کہ تتق گرد بلند ہوا اُسوقت آ کے پہونچے کہ رستم
بہ مشکل لڑتے بھڑتے بیرون بارگاہ آئے ہیں اس حال میں بھی اقسام کا حوصلہ نہیں پڑتا کہ
رستم پر جا پڑے جب رستم باہر نکلے سمک نے گھوڑا پہونچایا سوار ہو کر لڑنے لگے اقسام نے دور سے
دیکھا سرسام نامے اسکا پہلوان کہ پہلو میں کھڑا ہے اقسام نے اشارہ کیا کہ ای سرسام دیکھو یہ
کہ رستم کے ہاتھ سے کیسے کیسے پہلوان مارے گئے فوج بھی اُنکی آ پہونچی میں تمکو لگاکے لاؤں تم پشت
پر سے ہاتھ تلوار کا مارو سرسام نے کہا بہت خوب کہا میں کسی بات میں کمی کرونگا مجھے اشتیاق ہے کہ کون کون
سے دوست مارے گئے جنکا مثل و نظیر عالم میں نہ تھا مگر حقیقت میں رستم عجب جوان صاحب جرأت
ہے آپ دیکھتے ہیں کہ اکیلے ہیں اور پشت و پہلو سے جرار جیسے جسطور سے مقابلہ کیا اُسکو اسی طرح
ٹوکا کئی سو پہلوان مارے جاتے ہیں اب لشکر کی اُسکے ہاتھ سے بربادی ہے ہمارے لشکر کے
دیکھیے کیسے کیسے جوان مارے گئے یہ سب بہادر تھے اور جو پہلوان آیا کس جرأت سے آ کر لڑا
کس زور شور سے آ کر مقابلہ کیا اقسام نے کہا تمہیں نہ بناؤ مقابلہ رستم میں جاؤ سرسام
ہٹو ہٹو کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا اول نیزہ مارا رستم نے نیزہ قلم کیا سرسام نے تلوار کھینچی
وار تلوار کا کیا رستم نے اوجھڑ سپر کی ماری تلوار بھی سرسام کی ٹوٹ گئی اوپر سے ہاتھ تلوار کا
مارا کہ سپر سرسام کی کٹی گینڈے کا سر کٹا سرسام گینڈے سے گرا رستم نے سایہ میں تلوار
کے لیا سرسام کی مایوسی جان تو بہت عزیز ہو رستم نے چاہا ہاتھ ماروں کہ اس جوان کے
دو ٹکڑے ہوں سرسام نے گھبرا کر عالم یاس میں دونوں ہاتھ اُٹھا دیے وہی ٹوٹی ہوئی تلوار
ہاتھ میں سے کٹ کر گر گئی ہے اس یاس سے سرسام نے ہاتھ اُٹھائے دانت نکال دیے کہ رستم
کو رحم آ گیا ہاتھ تلوار کا روک کر کہا ای جوان اُٹھ دوسری تلوار لا جان کا خوف نہ کر دوسرے
گینڈے پر سوار ہو جو رستم نے کہا سرسام کے دل میں محبت پیدا ہوئی دل سے کہتا ہے کہ

یہ تو جان بخش ہی اگر ہاتھ مار دیتا تو سر اُڑ جاتا اُٹھتے ہی قدموں سے لپٹ گیا کہتا تھا اے آقا
نامدار جان میری آپ پر فدا ہی آپ نے وجان بخشی کی یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہو عقب میں
رستم کے لڑنے لگا جو قریب رستم آیا اُسکو مار کر گرا دیا اقسام نے جو دور سے دیکھا کہ سرسام
جاتے ہی شریک رستم ہو گیا اب اسکا قتل کرنا واجب ولازم ہی یہ سوچکر فوج کو اشارہ کیا کہ
سرسام کا سر کاٹ لو کل پہلوانوں نے سرسام کو گھیرا سرسام انتہا کا زخمی ہوا رستم سے نے جو
پلٹ کر دیکھا کہ سرسام زخمی ہو رہا ہی تلوار چمکا کر اُسی مجمع پر جا پڑے ایک پہلوان نے پشت پر آ کر
ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر زخمی ہوا رستم نے اُسکے جواب میں تلوار کا ہاتھ مارا کہ اُس جوان کے
دو ٹکڑے ہوئے مگر نکان جو پہونچی زخم سر کھل گیا یقین ہوا کہ گھوڑے سے گر پڑونگا آنکھوں کے
نیچے اندھیرا آیا تلوار کو نیام میں کیا دونوں ہاتھ حمائل گردن مرکب کیے پشت پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ کب
نہیل اگر ہو سکے تو مجھکو نکال لیچل مرکب نے جو اپنے آقا کو سست پایا دو لتیاں اور شتکیں مارتا ہوا
طرف صحرا کے لے نکلا ہر چند لوگوں نے چاہا کہ مرکب کو روکیں مگر نہ رک سکا گھوڑا اطرارہ بھر کر نکل گیا
پانچ کوس پر ایک صحرا ملا وہاں پر بیٹھے گھانس کے کھانے جسم کو جنبش دی رستم لپٹ مرکب سے
گرے گھوڑا گرد پھرا کیا چاہتا ہی کہ آقا اُٹھیں مجھ پر سوار ہوں مگر رستم بیہوش پڑے ہیں آخر چرنے لگا
مگر نگاہ رستم کی طرف ہی اتفاقاً اُس حوالی کا جو بادشاہ ہی یہاں صحرا نشین اُسکی ایک دختر
بلند اختر ہی سلطانہ نارنجی پوش براے شکار آئی تھی رستم پر جو نگاہ پڑی لاکھ جان سے
عاشق ہوئی اٹھوا کر لیگئی اپنے باغ میں لائی ٹانکے دلوائے دوا ملکر سر جانے بیٹھی یہاں جنگ
کا یہ انجام ہوا کہ اقسام جنگ سے عاجز ہوا ہاتھ سے سہیل فراق کے زخمی ہوا طبل بازگشت
بجا یا سرداران رستم چلے اپنے مقام پر آ کر اُترے اقسام جا کر اپنے مقام پر فروکش ہوا یہاں
آفاق شاہ نے آ کر جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ رستم کو گھوڑا نکال لیگیا خواجہ کو بلا یا کہا کہ شہنشاہ
اوج عیاری رستم زخمی ہو کر نکل گئے تلاش کو جائیے خواجہ نے اُسی وقت تیاری کی اور جھٹ پٹے
پاہناے عیاری جسم پر آراستہ کیے او تلاش رستم میں چلے اُسی صحرا میں یہ بھی پہونچے دیکھا
کہ خون کے قطرے جا بجا پڑے ہیں اُنکو دیکھتے ہوے خواجہ چلے یہاں رستم کو باغ میں ہوش آیا
ملکہ کو دیکھکر بہت پسند کیا اُٹھ بیٹھے ملکہ نے پوچھا آپکا نام نامی کیا ہی رستم نے حسب ونسب اپنا

بیان کیا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر عرض کی کہ آپ صحرا مین پڑے تھے مجھے صورت زیبا دیکھکر افسوس ہوا کہ ایسا نہو کوئی جانور درندا آکر بے ادبی کرے اسوجہ سے اٹھوا لائی رستم کو خیال ہوا کہ فرمایا کہ مرکب ہمارا جنگل مین رہ گیا ملکہ نے کہا کہ مرکب بھی آپکا آیا ہے رستم کو خیال شہرت آیا بیقرار ہوکر کہا نہیں معلوم اُس محبوب جانی یار جاودانی کا کیا حال ہوگا یہ کہکے یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

یارب مجھے بلا لے وہ یا آپ آملے / مطلب بر آمے دل کے مراد مدعا ملے
جب گل کو رتبہ آگے ترے خاک کا ملا / کیونکر دماغ پھر ترا گلگون قبا ملے
ہرگز نہ رکھ فلک سے عنایت کی چشمداشت / خلعت سمجھ کفن کا اگر چیتھڑا ملے
رکھ دیکھو اپنے سامنے یوسف کی بھی شبیہ / کاٹون مین اپنے ہاتھ جو صورت ذرا ملے
جیتا ہون اور نہ مرتا ہون درد فراق سے / اب موت آئے یا مجھے عیسے شفا ملے
لازم ہی ہر صنم کے لیے کبر او غرور / پتھر ہی بت نہین جو نہ شان خدا ملے
مدت سے آشنائے گل کی خبر نہین / پوچھون چمن کا حال جو باد صبا ملے
سر پہ چڑھا یا طرہ کیا ہر حسین نے / کیا طالع رسا ہے تجھے زلف رسا ملے
بٹ جائے ہاتھون ہاتھ تبرک کی طرح سے / اڑتی ہوئی جو پاؤن کی تیرے حنا ملے
مرتا ہون ہجر یار مین کوسا تھا کسنے ہاے / وہ درد ہو مجھے کہ نہ جسکی دوا ملے
ہو بر خلاف جب ترا ہر فعل قول سے / پھر تجھ سے خاک دل مرا او بیوفا ملے
آیا ہون تنگ اس دل عاشق مزاج سے / دیدون اگر حسین کوئی دلربا ملے
تلوار کھینچو رند تم اب کوے یار مین / انبوہ سر کے بھیڑ چھٹنے راستہ ملے

رستم نے جو یہ اشعار رو رو کے پڑھے ملکہ کو بہت ناگوار ہوا اُٹھ کھڑی ہوئی مین کنیزون سے آکر کہا صاحبو بڑا غضب ہوا یہ شخص کسی پر عاشق ہے اُسکے ہجر مین اشعار پڑھتا تھا کنیزون نے کہا واری ہم آپکے خوف سے کہہ نہین سکے یہ وہ شخص ہے کہ جسکے بارے مین قدرت خود فرماتے ہین کہ رستم کو جسنے قتل کیا اُسنے خدائی کو بچا لیا جب یہ رنگ ہے تو یہ شخص بھلا کیونکر اپنے ملک مین رہنے دیگا ہم خوف سے نہین عرض کر سکے آپ خود اسے اُٹھا لائین یہ لوگ ہرجائی ہین انکے دام مین جو پھنسکے اُٹھ پھر رنج وملال کا سامنا ہوگا ملکہ نے کہا تم سبکی صلاح ہو تو والد کو اطلاع کرون کہ وہ گرفتار کرے

انکو لیجائین خدمت خداوند مین پہونچائین وہان جاکر قتل ہون سب کنیزون نے بھی کہا
کہ واری یہی بہتر ہی کہ والد کو اپنے بلاکر انکو گرفتار کرا دیجیے یہ سوچکر ملکہ سوار ہوئین قلعہ مین
آئین قصر مین آکر اول مان سے ملاقات کی ناظر سے کہا ذرا والد کو بلائیے ناظر نے والد سے
اطلاع کی گیہان محل مین آیا ملکہ نے کٹا سر لیجاکر عرض کی اے والد نامدار مین نے بڑا کارنمایان
کیا فتاح طلسم ہفت پیکر رستم پیلتن کو جنگل سے اٹھا لائی ہر چند کہ شانے لگائے ہین لیکن ابھی صحت
حاصل نہین ہوئی آپ چلکر گرفتار کر لیجیے لوح بھی طلسم ہفت پیکر کی اُنکے گلے مین ہی وہ اتار لیجیے
ہفت پیکر بھی ممنون ہوگا اور قدرت تو یہ فرماتے ہین کہ جسنے رستم کو قتل کیا اُسنے خدائی کو بچا لیا
لیس اب مستعین خدائی کہلائینگے گیہان یہ خبر سنکر شاد ہوگیا کہا اے نور نظر تو نے بڑا کار نمایان کیا یہ کہکے
باہر نکلا ساٹھ ہزار فوج کو تیار کیا گھوڑے پر خود سوار ہوا طرف باغ ملکہ کے روانہ ہوا یہان رستم
اُٹھکر بیٹھے ہین پٹیان کنیزین بدل رہی ہین شاہزادہ پوچھ رہا ہی کہ صاحبو آج ملکہ عالم کہان ہین
کنیزین عرض کرتی ہین کہ باپ کے سلام کو گئی ہین رستم ہر مرتبہ یاد مین ملکہ کی آنکھون مین آنسو
بھر لاتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق پر کیا گذری ہوگی
اُسکو تو دم بھر کی جدائی گوارا نہ تھی فلک نے یہ انقلاب دکھایا خدا اُس تک پہونچائے صورت زیبا
اُسکی دکھائے اسی سوچ مین سرنگون بیٹھے ہین کہ بیرون باغ گرد اُڑی تق گرد جو بلند ہوا رستم نے
فرمایا ارے دیکھو تو یہ کون آتا ہی کنیزون نے کہا یہان کا جو بادشاہ ہی وہی آتا ہوگا آپ ہوشیار رہیے
کہ گیہان مع فوج اندر باغ کے داخل ہوا پکار کر آواز دی او ظالم تو یہان آکر چھپا اب بہتر یہی ہی کہ میری
خدمت مین حاضر ہو جان بخشی کرا دونگا ہفت پیکر تک زلیجاؤنگا خدا نہ خیال سکندری اسی مقام پر
دھرا رہیگا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا اپنا مرکب تیار کرون تا مرکب نہ پہونچنے پایا
کہ فوج نے آکر رستم کو گھیر لیا رستم سے تلوار چلنے لگی ہر چند پہلوان چاہتے ہین کہ رستم کو گرفتار کرلین ممکن
نہین ہوتا رستم شیرانہ جنگ کر رہے گیہان نے پہلوانون کو اشارہ کیا کہ پشت سے بلوہ کرو پہلوانون
نے پشت سے بلوہ کیا نیزہ اور تیر چلنے لگے رستم بہت زخمی ہوے ایک کافر نے نیزہ مارا شانے پر رستم
کے پڑا رستم نے چاہا کہ نیزہ توڑون اُسنے کھینچکر جھٹکا مارا کہ رستم گرے پہلوان بلوہ کرکے ٹوٹ پڑے
اور روے بلوہ کے رستم کو گرفتار کر لیا اُسوقت ملکہ آکر پہونچین دیکھا کہ رستم زخمون سے چور چور

دشمن ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا رہے ہیں ملکہ کا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کسی نے ہتھکڑیاں پہنائیں
کسی نے بیڑیاں و طوق پہنایا جوں جوں رستم مسلسل ہو رہے ہیں ہر چند کہ شہرت کا ذکر سنکر غصہ
آیا تھا لیکن عاشق صادق ہے اس حال پُرملال کو دیکھکر دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آنکھوں سے آنسو
ٹپک پڑے جی میں کہتی ہے اے سلطانہ یہ تو نے کیا ستم کیا یہ کام جلادی کا ہوا کہ ایسے معشوق مہ خصال
کا یہ حال ہوا قلب پہ ہجوم غم و ملال ہوا افسوس صد ہزار افسوس مجھے اسکے حال پر رونا آتا ہے کاش
کہ یہ ہتھکڑیاں میرے ہاتھ میں ہوتیں بیڑیاں کوئی مجھکو پہناتا طوق بسر گلوگیر ہوتا کمر میں حلقہ زنجیر
ہوتا دیر تک کھڑی ہوئی رویا کی اتنے عرصے میں گیہان نے رستم کو مسلسل و مطوق کیا ساتھ والوں
سے کہتا تھا کہ آج مجھ سے وہ کام سرزد ہوا کہ قادر قدرت مجھکو طرۂ پیغمبری عطا کرینگے بڑے بڑے ساحر
و پہلوانان اولوالعزم اسکی فکر میں تھکے مگر آخر میں قتل ہوئے میں جب گرفتار کرکے لیجاؤنگا قدرت
پوچھینگے کیونکر گرفتار کیا میں کہونگا کہ میں نے اسکو ایک طمانچہ مارا گھوڑے سے گرا میں نے گرفتار کیا
یہ کہنا میرا بہت ٹھیک ہوگا قدرت فرمائینگے کہ ہمنے تجھکو طاقت دی تب میں کہونگا کہ آپکی قدرت میں
کیا کوئی شک ہے آپ اگر تقدیر نہ کرتے تو میں کیونکر غالب آتا یہ کہتا ہوا رستم کو لیکر چلا رستم بیہوش و
مدہوش ہیں ہوادار پر گیہان نے ڈال دیا ہے ملکہ سلطانہ نے گھبرا کر پالنے پر ہوادار کے ہاتھ ڈالدیا اسنے
گھبرا کر کہا اگر مناسب ہو تو اس شخص کو چھوڑ دیجیے اگر صاحب غیرت ہوگا تو اس اقلیم سے چلا جائیگا پھر
کبھی اسطرف نہ آئیگا گیہان نے کہا اے نور نظر میں قدرت سے بیان کرونگا کہ میری بیٹی نے یہ کار نمایاں
کیا کہ جنگل سے زخمی اٹھا لائی زخم میں ٹانکے دیے جراح بھی مقرر کیا عیاں مرہم کی چلا میں پھر تجھکو خبر کی
تب میں نے گرفتار کیا یقین ہے قدرت تمکو جودوں کا سردار بنائینگے بڑے مرتبے حاصل ہونگے اب اس شخص کے
حال پر رحم نہ کرنا چاہیے جا کر باغ میں بیٹھو ساتھ کنیزوں کے جھولو گیہان رستم کو لیکر بیرون باغ آیا
بارگاہ استادہ ہوئی ایک خیمہ الگ استادہ کرایا اسمیں رستم کو داخل کیا نگہبان و پاسبان مقرر کر دیے آپ
اپنے مقام پر جلکے بیٹھا غرور کی باتیں کر رہا ہے ایک ایک سے یہی کہتا ہے آج کیا قدرت نے سامان مہیا
کر دیا شخص میرے ہاتھ آیا ہے صبح کو اس سے لیکر پاس ہفت پیکر کے روانہ کروں لیکن سلطانہ نارنجی مو
حال زار رستم دیکھکر پلٹیں کنیزیں ساتھ ساتھ جب قریب بارہ دری پہونچیں تو گھبرا کر کہا جو تمنے مجھکو
گھیرا ہے کیا مجھکو قیدی مقرر کیا ہے ابھی اپنے مقام پر جاکے بیٹھو میرے پاس نہ آؤ کنیزیں گھبرا کر پیچھے بیٹھیں

آپ اٹھکر بارہ دری میں آئی بے اختیاری میں یہ اشعار عاشقانہ زبان سے نکل گئے نظم

مصیبت محبت میں اے دل پڑے گی ابھی سہل ہے آگے مشکل پڑے گی
نہ پھیرونگا منھ ہوں وہ جانباز عاشق اگر تیغ پر تیغ قاتل پڑے گی
رہ عشق میں مت سکی گھبرا نہ اے دل کڑی سی کڑی آگے منزل پڑے گی
مدد عشق کی ہے تو جھیلونگا تنہا اگر بھیڑ سی بھیڑ اے دل پڑے گی
تڑپتا ہے اک زخم کھا کر ابھی تو چھری پر چھری تجھ پہ بسمل پڑے گی
چمک گر یہی حسن کی ہے تو سننا تری دھوم او ماہ کامل پڑے گی
نہ کر یاد رخ ہے جو زخمی نگہ کا + ابھی چاندنی تجھ پہ گھائل پڑے گی
خلش اس مژہ کی یہی ہے جو دل سے مجھے سانس لینی بھی مشکل پڑے گی
شب ہجر ہے برق بن بن کے تجھ پر مری آہ او ماہ کامل پڑے گی
نہ کر عادت وصل گھبرائیگا پھر جدائی کی جوکھوں جو اے دل پڑے گی
خدا حافظ و ناصر آنکی کمر کا سنا ہے گلے میں حمائل پڑے گی
چڑھاؤنگا گل گور مجنوں پہ اے رند نظر جب وہ لیلی شمائل پڑے گی

یہ اشعار پڑھکے لب روشن شمع پر جو نگاہ پڑی دیکھا کہ پروانے گرد پھرتے ہیں اور جل جل کر گرتے ہیں زانوؤں پر ہاتھ مارکر اے دل خانہ خراب یہ جانور بے زبان تو یہ کام کریں اور تجھ سے یہ حرکت سرزد ہو معشوق پر یہ بدعت کس غربت سے گرفتار ہوا کوئی چارہ نہ تھا مرکب اپنا نہ پایا پیدل لڑائی پڑی آخر مصیبت ہوئی اسقدر تیر و تبر سے پڑے کا آخر لڑتے لڑتے گرے بلا وہ کے سینے گرفتار کیا کبھی اٹھتی ہیں کبھی بیٹھتی ہیں کبھی خیال آتا ہے کہ اپنی جان دوں یا اس جوان کو بچاؤں لالہ عذار وزیرزادی نے اسنے جو باہر دیکھا سب کنیزیں اپنی اپنی چھپرکھٹوں میں بیٹھی ہیں آپس میں یہی باتیں کر رہی ہیں کہ ملکہ نے بڑا ستم کیا گھر میں لاکر گرفتار کرایا اگر یہ جوان سنبھل جاتا تو ان سب کے گرفتار کیے گرفتار ہوتا وزیرزادی نے سب سے پوچھا ملکہ عالم کہاں ہیں سب نے کہا بارہ دری میں اکیلی بیٹھی ہیں ہم سب کو نکال دیا وزیرزادی یہ سنکر گھبرائی ٹہلتی ہوئی در بارہ دری پہ آئی اب جو کان لگا کر سنا تو رونے کی آواز آتی ہے ہچکیاں لگی ہوئی ہیں بیقرار ہو گئی پردہ اٹھا کر اندر آئی

دیکھا کہ ملکہ کی آنکھیں سرخ ہین غم والم کی طغیانی ہی دوڑکر وزیر زادی قدمون پر گر پڑی اشک
اپنے دوپٹے سے پاک کیے کہا کیون واری خیر تو ہی ملکہ نے کہا کہ ای لالہ عذار ہمارا حال نہ پوچھو
ہمسے وہ حرکت ہوئی کہ زبان ہماری قلم کرو زمرہ مین جلادون کے ہمارا نام لکھو افسوس ہی کہ مجھ
کمبخت نے معشوق کو گرفتار کرا دیا دل بیقرار ہی ہاے کیا کرون اس عرصے مین سب کنیزین بھی
فرداً فرداً کرکے آئین ملکہ کو دیکھا کہ رو رہی ہین کنیزون نے پوچھا کیون واری کیا کیفیت ہی
ہم لوگون سے کچھ ارشاد ہو وزیر زادی نے بھی عرض کی کہ واری اب جو حکم فرمایئے وہ بجا لائین
جان اپنی لڑائین ملکہ نے کہا ای لالہ عذار کسی طرح یہ شخص قید سے چھوٹ جاے مین اگر
پاؤن اور سامنے جاؤن تو قدمون پر سر رکھون عذر کرون کہ میری خطا معاف کیجیے شاید
وہ ظالم میرے پر رحم آئے خطا معاف کرے پھر مجھ سے میل ہو ای لالہ عذار مجھ بدنصیب اتفاق
یہ ہوا کہ اُسنے اپنی معشوق شہرت گلگون پوش کو یاد کرکے اشعار پڑھے مجھے شاق گذرا کہ
میرے سامنے یہ شخص دوسرے معشوق کا ذکر کرتا ہی جا کر باپ سے اطلاع کر دی جسکا انجام ہوا
کہ اب تڑپتی ہون لاکھ چاہتی ہون کہ دل کو روکون دل نہین مانتا ہی جی چاہتا ہی کہ اپنے کو
ہلاک کرون اپنا جھگڑا پاک کرون لالہ عذار نے کہا واری ابھی تو آسان ہی خیریت یہ گذری کہ والد آپکے
بیرون باغ اتر پڑے جس خیمے مین رستم قید ہین دیوار باغ سے وہ قریب ہی ہم سب ملکر نقب
کھودین قیدخانہ مین پہونچین اُنکو نکال کے آئین آپ سے ملائین ملکہ بیقرار ہو کر اُٹھین لالہ عذار
کے قدمون پر گر پڑین کہا ای لالہ عذار اگر یہ کام تمنے کیا تو گویا مجھکو مول لے لیا عمر بھر احسانمند
رہونگی دولت دنیا سے نہال کر دونگی سب میرا زیور لے لو جان بھی عزیز نہ کرونگی سب نے کہا واری
ابھی جاتے ہین نقب دیکر اپنے کو خیمے مین پہونچاتے ہین ملکہ نے کہا مین بھی تم سب کے ساتھ
چلونگی نقب کنی مین مصروف ہونگی کہ وہ گرفتار رنج و مصیبت مجھکو اس حال مین دیکھکر شاید پر رحم
آئے لالہ عذار نے کہا کہ اب جلدی کیجیے دیر ہو رات کم باقی ہی ملکہ سب کنیزون کو ساتھ لیکر دیوار
باغ آئین دو چار حبشنین کہ جو قوی و جسیم تھین خنجر پکڑ کے نقب دینے لگین ملکہ اپنے ہاتھ سے
مٹی اٹھاتی ہین کبھی خنجر تھام لیتی ہین خود بھی کھودنے لگتی ہین سب نے ملکر نقب کھودی منہ نقب کا جاکر
اُس خیمے مین توڑا کہ جس خیمے مین رستم قید تھے ملکہ کی نگاہ پڑی کہ پلاس بچھا ہوا اُسپر پہلوان بیٹھے ہو

سرنگون بیٹھے ہیں سر زنجیر پہ رغم ہی ہجوم غم و الم ہی یکایک زمین سے بجلے بیلے ملکہ نگلین نکلی رستم کے قدمون پر گر پڑین رستم نے سر سینے سے لگا لیا فرمایا کیون بہن جان جہان خیر تو ہی ملکہ رو نے لگین کہا ری شہر یار مجھ سے بڑی خطا ہوئی کہ آپکو گرفتار کرایا گرفتار کرکے شرمندہ ہوئی بقول شاعر۔ نظم

خیال یار مجھے اے رشک حور ہوتا ہے
خطا معاف ہو مجھ سے قصور ہوتا ہے

جو اس غمزہ میں آنکھ کے فتور ہوتا ہے
جنون سمجھتا ہون جسکو غرور ہوتا ہے

شباب باعث فسق و فجور ہوتا ہے
گناہ مجھ سے ترا یا غفور ہوتا ہے

نہ دیکھ جسم مرا ہی مغفرت کو دیکھ
معاف کر دے بشر سے قصور ہوتا ہے

کوئی دن اور لحد مین رہو نہ گھبراؤ
ظہور حشر بھی اہل قبور ہوتا ہے

کیے ہین دل نے بھی پیدا غرور شیشے کے
ذرا سی ٹھیس مین بس چور چور ہوتا ہے

گلی مین یار کی نالان رہین نہ کیون عاشق
چمن مین شور عنادل ضرور ہوتا ہے

قسم خدا کی بڑا بانی فساد ہے عشق
اسی کی ذات سے اکثر فتور ہوتا ہے

چھری چلی مری گردن پہ بے خطا ورنہ
کہین حلال کوئی بے قصور ہوتا ہے

وہ بادہ خوار ہون کہتے ہین جسکو دریا نوش
جو خم چڑھاؤن تو کچھ سرور ہوتا ہے

عنان صبر نہ دے ہاتھ سے ٹھہر کوئی دم
وصال یار دل ناصبور ہوتا ہے

بغیر ایک برس بھی نہین گذرتا ہے
بہار آتے ہی سودا ضرور ہوتا ہے

خطا نہین کی تو کی دیجیے سزا مجھکو
یہ بے گناہ سراپا قصور ہوتا ہے

مذاق سب کا جدا ہی سخن تو ایک ہی رند
وہی سمجھتے ہین جنکو شعور ہوتا ہے

رستم نے اشک آنکھون سے پاک کیے فرمایا ای ملکہ عالم جو گذرنا وہ گذرا یہ تکلیف ہماری تقدیر کی تھی اور طور سے ہیو بختی ہتھکڑی کا ٹوکہ ہم قید توڑین ملکہ نے خنجر اپنے ہاتھ مین لیا کیلین ہتھکڑیون کی کاٹین رستم نے کہا ای ملکہ تم تو باغ مین جا کر بیٹھو مین گیہان کی گردن جا کر دون کہ اسکو بھی معلوم ہو کہ فرزند صاحبقران کے ساتھ مکر کیا تھا اسکا یہ انجام ہوا ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار وہی مکار بےمعد مین پھر ایک مکر سے گرفتار کر لیگی بہر نوع رستم کو سمجھا کر باغ مین لائین یہان صبح کو گیہان کو خبر ہوئی کہ رستم قید خانہ سے غائب ہو گئے گیہان بہت گھبرایا ملکہ پر تو خیال بھی نہ گیا ناچار ہو کے یہ صلاح

ٹھہری کہ قلعہ مین تلاش کرونگا جسکے یہان چھپ لگا اُسکا گھر تک لوٹ لونگا لشکر کو تیار کرکے گیہان قلعہ مین آیا تخت پر بیٹھا ہرکارون کو حکم دیا کہ رستم کو تلاش کرو ہرکارے ہر کوچہ و برزن مین ڈھونڈھنے لگے یہان رستم دوسرے دن اُٹھے لشت مرکب پر سوار ہوے فرمایا ای ملکۂ عالم مین دربار مین گیہان کے جاتا ہون ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار ایسا نہو کہ گیہان کوئی فتور کرے آپکے دشمن گرفتار ہو جائین تو باعث خرابی ہی رستم نے نہ مانا اور لشت مرکب پر سوار ہوکے چلے ملکہ روتی ہوئی پیچھے چلین جب در باغ سے نکلنے لگے تو ملکہ رکاب سے لپٹ گئین کہا ای شہریار کنیز کو قتل کرکے جائیے رستم نے غصے مین جواب دیا کہ ان معاملات مین دخل نہ دیا کرو نہ مجھے بڑا قلق ہی رستم نے بہ لہجۂ قہر و غضب کہا ملکہ کانپ گئین کہا ای شہریار آپکو اختیار ہی آخر رستم چلے ملکہ نے چند کنیزون کو برائے خبر روانہ کیا اور کہا کہ مفصل خبر ہمکو دینا اگر انکے دشمنون پر کوئی پریشانی پہونچی تو مین جان دونگی کنیزین دلیلے خبر کے چلین رستم راستے کو طی کرکے قلعے مین پہونچے جس شخص کی نگاہ جمال جہان آرائے رستم پر پڑی یہی قول تھا کہ یہ آفتاب عالمتاب برادری ولوکب ستش جہاندار جہانداری کون جوان ہی لیکن ہرکارون نے جو گیہان کے پھر رہے تھے یہ خبر گیہان کو پہونچائی کہ رستم آپکے دربار مین آتے ہین گیہان گھبرا گیا ہرکارون سے پوچھا کہ یہ بھی تمکو معلوم ہوا کہ رستم کہان تھے اور کہان سے آتے ہین ہرکارون نے عرض کی غلامون نے انکو شہر مین دیکھا یہ تو نہ دریافت ہوا کہ بیرون قلعہ سے آئے ہین قلعہ کے باہر تھے نہین معلوم کسنے یہ حرکت کی گیہان نے حکم دیا کہ دروازے پر درگہ سالار سے کہو کہ بلا تکلف رستم کو دربار مین نہ آنے دین دروازے پر روکین درگہ سالار کو جو یہ حکم پہونچا سنبھل کے بیٹھا تیغہ کو سنبھال لیا قرق زنجیر کو مضبوط کیا کہ سامنے سے دیکھا رستم آتے ہین کہ یہ دروازے پر آ گئے گھوڑے سے اُترے کہ اندر جاوین درگہ سالار نے کہا کہ ای شخص یہ دربار شاہی ہی اپنا نام بتاؤ ہم جاکر شاہ سے عرض کرین اگر وہ بلائے تو جاؤ رستم ٹھہر گئے دو چار آدمی اندر سے باہر آئے باہر سے اندر گئے مگر درگہ سالار نے کسی سے کچھ نہ کہا جب تو رستم کو غصہ آیا بڑھکر کہا ای پہلوان ہم کب تک کھڑے رہین کتنی آدمی آئے اور اندر بھی گئے تمنے ہماری خبر نہ کہلا بھیجی درگہ سالار نے کہا ابھی چند ساعت ٹھہریے شاہ کا مزاج درست ہوئے آرام کرکے آئے ہین جب دربار عام ہوگا تو تم بلائے جاؤگے جلدی کیا ہی

رستم نے کہا کہ ہم ابھی جائینگے زیادہ ٹھہرنا ہمکو ناگوار ہی یہ کہکے بڑھے کہ قرق زنجیر کو ہٹاکر اندر جائین درگہ سالار اُٹھ کھڑا ہوا رستم کو روکنے لگا رستم نے چاہا کہ بڑھون درگہ سالار نے اسنے تلوار کا مارا رستم نے بازو بچاکر ہاتھ کلائی پر ڈالدیا جھٹکا مارا کہ درگہ سالار کا سر جھکا رستم نے طمانچہ ماردیا کہ سر چنبر گردن سے اُڑگیا لاشہ تھراکر زمین پر گرا سر ڈھلکتا ہوا اندر بارگاہ کے پہونچا بادشاہ بیٹھا تھا کہ سر ڈھلکتا ہوا سامنے آیا گھبراکر کہا کہ یہ سر کسکا ہی کسنے اسکو قتل کیا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھاکر رستم اندر آئے گیہان کو تخت پر پایا بارگاہ کے اندر آتے ہی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پکار کر بہیبت و قہر آواز دی سلام من درین مجلس بدرین گروہ بر کسے باد کہ یزدان روشناسد کہ خدا یکیست و دین پیغمبر خدا برحق تمام اہل دربار اپنے مقام پر ہل کرنے لگے گیہان نے اشارہ کیا کہ یارو خاموش ایسا نہو کہ یہ شیر بگڑ جائے ایک پہلوان سفاک فیل زور اپنے مقام سے اُٹھا قریب رستم کے آیا کہا اے رستم تمھین کچھ خوف نہین کہ تم گنہگار سرکار ہو رستم نے کہا کہ اپنے مقام پر جاکے بیٹھو ہم تمھارے بادشاہ سے کلام کرنے آئے ہین وہی جواب دیگا سفاک نے کہا کہ ہم قریب بادشاہ کے تمکو جانے نہ دینگے رستم نے کہا تمھاری کیا مجال ہی سفاک نے چاہا کہ کلائی پر ہاتھ ڈالون آگے نہ بڑھنے دون رستم نے فرمایا کہ زیادہ گستاخی نہ کر سفاک نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے کلائی تھام کے ایک قبضہ مارا کہ سر سفاک کا پھٹ گیا تمام اہل دربار کانپ گئے ہر ایک کا قول تھا کہ یارو یہ تو کبھی دیکھا ہی حقیقت مین یہ جوان بے مثل و بے نظیر ہی بعض کہتے ہین کہ اگر ایسا نہوتا تو دربار شاہ مین اکیلا کیون چلا آتا طلسم ہفت پیکر ایسا مقام کہ عجائب و غرائب سے ملو تھا اسکو فتح کر لیا تحفہ جات حاصل ہوئے ہفت پیکر جاگ کر قصر عشرت مین پہونچا قدرت نے ہمارے طلسم خیال سکندری مین بلایا اپنے نزدیک آوارہ کیا اسقدر فوج جمع کی کہ گاو زمین بار نہین اُٹھا سکتی مگر یارو اس شخص کے مقدمے مین دخل نہ دو رستم سفاک کو مار کر نیخون کے بعل اکڑتے ہوئے قریب تخت گیہان کے پہونچے قریب جاکر کہا کیون گیہان ہمنے تمھاری کیا خطا کی تھی کہ تمنے ہمکو قید کیا یہ کہکر ہاتھ پکڑ لیا گیہان سب پہلوانون کی جانب دیکھ رہا ہی کہ کوئی اُٹھ کے مجھکو بچائے میرا ہاتھ اس زبردست کے پنجے سے چھڑائے کوئی نہ

مقام سے نہیں اٹھتا ہر ایک کو اپنی جان کا خوف ہی رستم نے فرمایا ای گیہان شناخت پروردگار
میں کیا کہتے ہو بہتر یہ ہی کہ بقراط ثانی پر لعنت کرو مذہب حق اختیار کرو بقراط ثانی ایک حکیم
جلساد شعبدہ باز ہی شعبدہ پر بڑا غرور رکھتا ہی کیا کیا میرے ساتھ فتور برپا کر رہا ہی کیسے کیسے
پہلوان بھیجے ہمارے خدا نے مجھکو غالب کیا جو ساحر آئے مارے گئے بس اب جواب دو ورنہ
میں تیغ ہفت جوہر کھینچتا ہوں گیہان ذرا خوف سے کانپنے لگا خیال ہوا کہ اگر میں نے
خلاف رستم جواب دیا تو یہ فوراً قتل کریگا اور کوئی ہمارا پہلوان دخل نہ دیگا دیکھو کیسی مشکل ہے
رستم میرا ہاتھ پکڑے کھڑے ہیں اور کوئی اپنے مقام سے نہیں اٹھتا خوف جان سے بول اٹھا
ای شہریار میں بدل و جان آپ کی اطاعت کرتا ہوں اتنا تو مجھکو ثابت ہو گیا کہ آپکو قیدخانہ سے
کون لیگیا رستم نے ہنسکر جواب دیا کہ جسنے قید کرایا اسی نے قید سے چھڑایا گیہان خاموش
ہو رہا سوچا ہی کہ بدلا لونگا یہ وقت کلام سخت کا نہیں ہی رستم کو دنگل پر بٹھایا نہ دنگل کے پہلو
تخت میں تھا اسپر رستم کو جگہ دی سامنے رستم کے کلمہ پڑھکر بظاہر مسلمان ہوا ساقی بچوں کو
اشارہ کیا کہ جام شراب لاؤ ایک دو جام سادہ پلائے جب رستم کئی جام پی چکے تب گیہان
اپنے مقام سے اٹھا اور شراب میں بیہوشی ملا کر جام پر تگے رستم کے پیش کیا رستم بے اندیشہ
انجام پی گئے پیتے ہی سر گردش کرنے لگا فرمایا کیوں ای گیہان تنے مکر کیا گیہان نے جواب دیا
کہ ای رستم تمھارے ساتھ یہی چاہیے رستم نے چاہا کہ اپنے مقام سے اٹھوں اٹھتے اٹھتے بیہوش
ہو گئے گیہان نے حکم دیا کہ آہنگروں کو بلاؤ فوراً آہنگر حاضر ہوئے رستم کو مسلسل و مطوق کیا
تب رستم کو ہوشیار کیا رستم کی جو آنکھ کھلی ہاتھ جو اٹھایا خاتم زنجیر میں غل ہوا آواز دی ای گیہان تو
نے بڑا مکر کیا مگر وہ مالک ہی ہمکو سرفراز کریگا تجھپر مظفر و منصور ہونگا گیہان نے کہا اب میں مہلت نہ دونگا فوراً
قتل کر دونگا یہ کہکر باہر نکلا کہا میدان خونی کو جلد تیار کرو میں اس جوان کو ابھی دار پر کھینچونگا ملازموں نے
فوراً سامان کیا دار استادہ ہوئی جلاد آکر حاضر ہوئے شلنگیں لگانے لگے آوازہ دیتے تھے کہ جسکو
حکم ہو اسکو قتل کریں رستم مجبور و ناچار بیگناہ اس چار جانب دیکھ رہے ہیں اپنے پروردگار
سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک حال کر

نظم

ترا غافل نسازد از خدا گنج	نمیدارد بزندان بلا گنج

مشو خاطر بہ پیش حق تہیدست | ببر باخویش ازین دولت سرا گنج
بہر افتادہ فرما دستگیری | عنایت کن بہر بیدست و پا گنج
بشو از آئینہ زنگ کدورت | بدل کن جمع از صدق و صفا گنج
چرا در فکر گنج و مال باشی | کہ ہست این گنج از بہر فنا گنج
نبردند از جہان یک حبہ با خویش | اگرچہ جمع کردند اغنیا گنج
بگو شکر خدا ہر دم کہ ہستی | زعلم و فضل حق کردت عطا گنج

رستم بیقرار ہو کر دعا مین مانگ رہے ہین گیہان نے اشارہ کیا کہ جلد قتل کرو دیر ہو ان مسلمانون
کے معین و مددگار زمین و آسمان سے پیدا ہوتے ہین ایسا نہو کہ کوئی مددگار آ جائے اور اس
جوان کو قید سے چھڑائے جلاد نے بڑھکر پاؤن رستم کا پکڑا زنجیر باندھی دار پر کھینچ دیا گیہان
تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا لیکن سلطانہ زرین پوش باغ مین رو رہی ہین فرماتی ہین نہین معلوم
کیا سبب ہے کہ دل دھڑک رہا ہے ہمارے باپ کے مزاج مین مکر ہے اور رستم سیدھے سپاہی ہین
کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ اے ملکہ عالم غضب ہوا رستم نے جا کر بارگاہ گیہان مین
آفت برپا کی گیہان نے خوشامد کر کے شراب مین بیہوشی ملا کر پلائی اور رستم کو پکڑ لیا اب دار پر کھینچے
آمادہ قتل رستم ہین ملکہ گھبرا گئین فرماتی تھین کہ ہو رہا جو غضب ہوا جس بات کا مجھکو خیال تھا اسی کا
سامنا ہوا اسکے سوا کہو وہ کیا جانین اپنی جرأت کے گھمنڈ مین پھنس گئے گیہان کو فوت ہے کہ معین و مددگار
نہ پہونچے ہاے مین کیا کرون نہایت مجبور و ناچار ہون خدا انکو دشمنون سے بچائے اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

کمر پہ جب سے تری کاکل رسا آئی | وبال جان ہوئی عاشق کے رسائی
چلین خبر کو یہ جی مین نہ دلربا آئی | ہزار حیف نہ آئے تم اور قضا آئی
گئے جو عالم وحشت مین سوے صحرا ہم | تو روح قیس کی لینے کو پیشوا آئی
یہ پیچ و تاب ہوے بزم غیر مین صاحب | تمھین تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی
مین بزم دہر مین بیگانہ وار کیون رہتا | نہ ایک شکل نظر صورت آشنا آئی
کریگا عشق تصرف تو دیکھنا وہ پری | پیادہ گھر سے نکلے برہنہ پا آئی
خیال زلف مین دم گھٹ گیا تو صدقے ہوا | ہمارا وقت برابر ہوا قضا آئی

دھرا ہی رہتا ہی آتشدہ و برد ہر وقت — پسند آپکو بھی اپنی کہا ادا آئی
ہزاروں مر گئے اسیر سسکتے ہیں لاکھوں — عجیب روگ ہی یارب یہ کیا دبا آئی
مثال حرف غلط یوں مٹا دیا دل سے — مری وفا بھی نہ کچھ یاد بے وفا آئی
پہونچ رہی ہی تو از تجھے خبر گل کی — ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی
کہا غضب نے تجھے شغل عشق بازی کر — تباہ ہو دل ناداں یہ جی میں کیا آئی
غضب میں ڈالدیا اپنے ساتھ جان کو بھی — خدا کا قہر پڑا تجھپہ کیا بلا آئی
سنا ہی زندے نے دی جان جسکی فرقت میں — مزار پر وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

کنیزوں نے عرض کی واری اب بیقراری کا وقت نہیں ہی جو کرنا ہو وہ کیجیے ملکہ نے کہا مادیان تیار کرو میں جاکر جان دونگی مادیان تیار ہوکر آئی سب کنیزیں آئیں سلاح جنگ سب نے اپنے جسموں پر آراستہ کیے عرض کی واری چلکر تہلکہ ڈالدینگے اگر رستم کو رہا کیا تو قیامت برپا ہوگی وہ شیر اُنکے روکے رکیگا پھر اُس دلیر سے مقابلہ کون کرسکے گا غرضکہ چارسو کنیزوں کو ساتھ لیکر ملکہ بہ ارادۂ رزم و پیکار باغ سے نکلیں مگر آنکھوں سے آنسو جاری دل پر بیقراری درگاہ باری میں عرض کرتی ہیں کہ اے خالق لیل و نہار اُس شیر کو جاکر زندہ پاؤں خیر و عافیت سے چھڑاؤں اپنا تو یہ حال ہے نظم

ہر زمان تعمیل فرمان میکند از صدق دل — انقیاد حکم یزدان میکند از صدق دل
بندگی ہر وقت و ہر آن میکند از صدق دل — سر بہ چشم و دل و جان میکند از صدق دل
ہر کہ حاصل کرد زین دربار گوہر بار خاک

سر نکرد اندر سجود بندگی یکدم خم — در رہ صدق و صفا ننہاد یکدست قدم
کرد ضائع عمر در اندیشہ و تشویش و غم — اندر روز و شب درد و محنت و رنج و الم
فائدہ زین خاک اقدس یافت دنیا دار خاک

مس شود اندر کف مردان حق خالص طلا — سنگ پارس میشود در قرب مردان خدا
صحبت عالم کند ذی ہوش اہل جہل را — قطرہ دُر گردد بہ تاثیر نگاہ و ادب
زر سود از دست مردان خدا ہر بار خاک

دعائیں مانگتی ہوئیں بیقرار و اشکبار جنگل میں جاتی ہیں مگر ہوش اُڑے ہوے کلیجے پر ہاتھ رکھے

ہوے یہی خیال ہے کہ اے رب کارساز اس جوان کو زندہ پاؤن خیر و عافیت سے انکو دیکھون
قید سخت سے رہا کرون اس خیال مین جاتی تھین کہ صحرا سے گرد اڑی نقابدار زرین پوش
دو سطلے شکار کے جاتا ہے باز سفید سر پر سایہ فگن بارہ ہزار جوان پشت پر عیار رکاب پر ہاتھ رکھے
ہوے نقابدار زرین پوش نے جو ملکہ کو اس حال زار سے دیکھا عیار کو بھیجا کہ جاکر دریافت کرو کہ تم
کس حال زار مین ہو کیا قصہ ہے تمھارے رونے سے ہمارا دل بیقرار ہوگیا ہمسے سارا حال مفصل
بیان کرو عیار جست و خیز کرتا ہوا قریب ملکہ کے پہونچا پیغام نقابدار بیان کیا ملکہ تو بھری ہوئی تھین
سامنے عیار کے رونے لگین عیار نے پوچھا کیون خیر تو ہے آپ سبب تو غم و الم کا بتلائین بات کرتے مین
رونا آتا ہے ہمسے مفصل بیان کیجیے ہمارے آقاے نامدار اپنے زمانے کے صاحبقران ہین ایک
کی مشکل کو آسان کرتے ہین ہمسے مفصل فرمایئے ملکہ نے رو کر جواب دیا اے عیار طرار فرزند رشید
صاحبقران شاہزادہ علمشاہ نوجوان کو دشمنون نے گرفتار کرلیا ہے قتل کرنا چاہتے ہین مین
جاتی ہون کہ جاکر انکو رہا کرون لیکن وہان لشکر بہت ہے ایسا نہو کہ جا مین پھنس جاؤن تو مجھکو
ظالم قتل کرین کیونکر جان بچے یہ حال سنکر عیار نے کہا کہ آپ اپنے مقام پر جایئے رستم ابھی
رہا ہوے آتے ہین کسکی مجال ہے کہ جو انکو قتل کرسکے فقط نام دریافت کرنے کی دیر تھی ہمارے
آقا کب گوارا کرینگے کہ دشمن رستم نے قتل ہون اور ہمارے آقا خاموش ہو رہین عیار نے
ملکہ کو پلٹایا اور دوڑتا ہوا خدمت نقابدار زرین پوش مین آیا سب کیفیت بیان کی نقابدار نے
جو حال رستم سنا زیر نقاب آنسو جاری ہوے کہا اے جہتر والا گہر رستم نے وہ کارنمایان کیا کہ
اولاد صاحبقران مین کسی سے ایسا کام نہین ہوا حقیقت یہ ہے کہ رستم کا جرأت مین مثل نہین
نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ وہ گرفتار ہوگئے یہ کہکے گھوڑا بڑھایا بارہ ہزار جوان ہمسن دریا
آہن مین غوطہ مارے ہوے نیزے ہاتھون مین مستعجل چلے سامنے آکر نقابدار نے دیکھا کہ
رستم دار پر لٹکے ہین کافران خطا کار تیر و کمان لیے ہوے لیس کھڑے ہین کہ تیر چلین سینہ
رستم کا مشبک کردین کہ نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بچلہ کمان مین پیوست کیا
بارہ ہزار کماندار تیار ہوے سپر کمانون کی کڑکی بارہ ہزار عقاب تیر پر کھولکر چلے سینون پر
کافرون کے پڑے توڑکر پشت کو پار گذرے کافرون مین ہنگامہ پڑا ہر ایک کا قول تھا کہ

یہ آفت آسمانی کہان سے آئی کہ نعرۂ نقابدار کی آواز آئی تلوار کھینچکر رستم نے جو نعرۂ
نقابدار کی آواز سنی نہایت ناگوار ہوا زنجیر پکڑ کر جھٹکا مارا کہ زنجیر ٹوٹی گرتے گرتے قید توڑی ایک
سوار کو مار کر تلوار اور مرکب اُسکا لیا لشکر کفار پر جا پڑے اگر نقابدار نے بڑھکر کسی سردار کو مارا تو
اُسی مقام پر رستم نے دوسرے کو قتل کیا جانتے ہین کہ نقابدار سے جرأت مین کمی نہو ہمیشہ
یہ نقابدار برائے مدد مسلمانان آتا ہی غرور کرکے چلا جاتا ہی قبلہ و کعبہ سے دعوی ہمسری کا
اس سے کم نہ رہون جب رستم کسی پہلوان کو قتل کرتے ہین تو نعرہ کرکے یہ شعار پڑھتے ہین نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب
علمشاہ رومی شہ فیل زور

دیگر

کیست علمشاہ چو رستم لقب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

نقابدار پلٹ کر دیکھتا ہی زور طب اللسانی سے تعریفین کرتا ہی کہ ای رستم کیا کہنا تمھاری جرأت
کا مین قائل ہون جو زور تمنے کیے اور مقامات فتح ہوے کسی فرزند صاحبقران سے ایسا کام
نہین ہوا رستم سلام کرتے ہین تو نقابدار گھوڑا اڑا کر آتا ہی اور کہتا ہی ای رستم ہم تمھارے
چھوٹے ہین سلام کرنا ہمکو چاہیے ہی ہین محجوب درگاہ صاحبقران سے جو مین پایہ
صاحبقرانی مانگتا ہون تو مجھکو حکم ہی پروردگار کا مین نے اکثر یہ بھی عرض کیا کہ بزرگان دین سے
دریافت کیجے مگر صاحبقران زمان وہ سپاہی ہین کہ کسی طرح قبول نہین کرتے مگر اُنکو قبول کرنا ہوگا رستم
خاموش ہو رہے ہین مگر ایک طرف سے جنگ ہو رہی ہی کہ نقابدار نے گیہان کو دلاور رستم سے اشارہ کیا
کہ تمھارا حریف جاتا ہی رستم جھپٹ کر قریب گیہان کے پہونچے اور للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی ٹھہر
گیہان رکا مگر پہلوانون کو اشارہ کیا جو پہلوان قریب رستم گیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی پہلوان تیغ
سے رستم کے مارے گئے اب رستم بلوے کو چیر کر سامنے گیہان کے پہونچے فوج کا بلوہ نقابدار
نے روکا رستم قریب گیہان کے پہونچے گیہان نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر گیہان کو اُٹھا لیا گیہان نے آواز دی الامان رستم نے فرمایا امان بشرط ایمان
گیہان نے عرض کی تا زندہ ام بندہ ام رستم نے ہاتھ سے رکھ دیا گیہان نے فوج کو منع کیا سب آگے
گیہان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا کہا ای رستم حقیقت مین تم صاحب اقبال ہو مین نے
کسی طرح پر تمھارا قتل چاہا مگر پروردگار نے تمھارے معین کو بھیج دیا کہ اُسنے اگر تمکو بچایا نقابدار نے

کون صاحب ہین رستم نے کہا ہین نام سے اسکے نہین آگاہ مگر یہ مددگار لشکر اسلام ہو اکثر جانذر
کو آیا تم اسکی دعوت کرو نقابدار کو اُتار و کہتے سے رستم کے گیہان تاجدار قریب نقابدار
زرین پوش کے آیا عرض کی اے شہریار امیدوار ہون کہ آج میری دعوت قبول فرمایئے
جو کچھ ہیچہ آش اس ذرۂ بیمقدار کو ممکن ہو تناول فرمایئے کل حضور کو اختیار ہی نقابدار
نے کہا اے گیہان تم رستم کے رفیق ہو تمھاری دعوت بدل و جان قبول ہی یہ کہکر بارگاہ
استاد کرائی نقابدار داخل بارگاہ ہوا رستم کو بھی بلوایا رستم بھی آکر بیٹھے نقابدار نے اشارہ
کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر موجود ہوے ایک نازنین
شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ ساتھ کرشمے کے گانے لگی نظم

بہار آئی کہاں اب رہ دیوانہ گلستان مین	لپیٹے منھ پڑا ہوگا کسی جانب بیابان مین
حسینوں کی محبت چاہیے قلب مسلمان مین	خدا تعریف فرماتا ہو خوشرویوں کی قرآن مین
دم تزئین جو افشان اُسنے چھڑکی اپنی زلفوں پر	نظر آنے لگے جگنو ہی جگنو سنبلستان مین
شرر افشانی آہ گرد نے بوریا پھونکا	لگا دی شہر کے نالون نے آگ آخر نیستان مین
سنا کرتا ہی جو گرفتار کر زنجیر کے نالے	جھنک آتا ہی تنہائی سے جب دیوانہ زندان مین
یقین ہی وصل کی شب خون ہوگا بیگمان اپنا	بہ ہلہ تیغ کا عالم ہی تیرے جسم عریان مین
سر ہر خار مین ہی جیسے عالم نوک نشتر کا	قضا لائی ہو ابکے سال مجھکو اس بیابان مین
خدا وندا بحق نوح اب تو ناخدائی کر	محیط بیکران ہی اور مری کشتی ہی طوفان مین
فلک کردے کوئی معشوق گرماگرم ہمبستر	گرون مین بھی کسی شب گرم پہلو کو زمستان مین
مجھے او وحشت دل تو نے کس گلی مین پھینکا ہی	اگر گرد کرا کے پاؤن مر جاے خضر ایسے بیابان مین
جو خواہان آبرو کا ہو تو کر افتادگی شیوہ	نہین ممکن گہر بنجاے قطرہ ابر نیسان مین
وہ میکش ہون اگر بارش مین مینا نے نہ چھلکاتا	بلا سے تیر کراتی ہی مجھ تک ابر باران مین
وہ فورتۂ عرفان سے ہر اک مست و بیخود تھا	یہ کیفیت اُٹھائی رندانہ مین نے بزم مستان مین

اس رنگ مین اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ سب اہل محفل خوش ہو گئے نقابدار کا دماغ تر ہوا
طرف رستم کے متوجہ ہوا کہا اے رستم حقیقت یہ ہی کہ تم اپنے زمانے کے رستم ہو صاحب شوکت و

حشم ہو تمھارا کوئی مثل و نظیر نہین لیکن لشکر مین جاکر ایک انتظام کیجیے کہ ایرج و نوز الدہر کو سمجھا دیجیے
آپس مین فساد نہ کیا کرین ایسا نہو کہ ان دونون مین فساد ہو اور کافر دبا ڈالین دونون مین میل
کرا دیجیے رستم نے جواب دیا ای نقابدار بہادران لوگون مین اسقدر نفاق ہے کہ کوئی دم غافل
نہین ہوتے ہر چند منع کیا مگر یہ جوان نہین مانتے نقابدار خاموش ہو رہا کہا آپکو اختیار ہے لیکن
تو اسواسطے یہ کلمہ کہا کہ آپس کا نفاق اچھا نہین ایسا نہو کہ دونون مین سے ایک ضائع
ہو جائے تو باعث خرابی ہو رستم نے کہا مجھے کیا موقوف ہے جناب قبلہ و کعبہ نے اس مقدمے مین
اکثر کوشش کی مگر بالکل بے فائدہ ہوئی شب بھر دربار مین نقابدار کے جلسہ رہا گیہان
نے سامان دعوت پیش کیا رستم و نقابدار نے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا آخر بوقت سحر نقابدار
اوٹھا کہا ای رستم خدا حافظ رستم نے کہا بسم اللہ نقابدار مرکب باد رفتار پر سوار ہوا بارہ ہزار
جوان تختون پر سوار ہوے ہمراہ لیے لشکر دیوان آیا تختون کو اوٹھا لیا سائبان زربفتی کا نقابدار
پر سایہ کیا نوبت نقارہ بجاتا ہوا نقابدار تو چلا گیا لیکن ملکہ سلطانہ باغ مین رات بھر تڑپا کین
کنیزون سے کہتی تھین اس شہریار نے بھی غفلت کی ایسا نہو کہ بابا جان بھی اس شہریار کے ساتھ
مکر کرین اوسکے مسلمان ہونے پر ایسے ناراض ہوے کہ اوسی بارگاہ مین جلسہ کیا اگر ابکی گرفتار کر لیگا
تو لمحہ بھر زندہ نہ چھوڑیگا کنیزین خبر دے رہی ہین کہ دربار مین نقابدار کے کیا عمدہ جلسہ ہو رہا ہے دن
چڑھا تھا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین اور عرض کی کہ رستم تشریف لاتے ہین ملکہ نام رستم سنکر
نہال ہو گئین برائے استقبال اوٹھین دروازے پر آکر کھڑی ہوئین رستم جو آئے ملکہ کو در
باغ پر کھڑا دیکھا گھوڑے سے کود پڑے ملکہ نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا عاشق و معشوق ملے
کنیزین خوشیان کر رہی ہین یہ خبر گیہان کو ہوئی کہ رستم باغ ملکہ مین تشریف لے گئے وزیرون نے
خبر دی کہ حضور جاکر بھی رستم کو ملکہ ہی سے کیا تعلق اونھین کے باغ مین رہے اب مناسب یہ ہے کہ
ملکہ کو ساتھ شاہزادے کے منسوب کیجیے ایسا داماد آپ کو پروردگار نے دیا اسکو غنیمت جانیے کہ
صاحبقران کے سمدھی کہلائیے گا گیہان آمادہ ہوا رستم ملکہ سے ملاقات کرکے ملنے اوسکے دربار
مین آئے گیہان نے وزرا کو اشارہ کیا وزرا نے تمہید خوشنودی سینہ پر رستم کے مارا ہر چند کہ
رستم کو جدائی کا صاحبقران کی بڑا خیال ہو مگر چہرہ سرخ ہو گیا گیہان سے رستم نے وعدہ کیا

کہ انشاء اللہ بعد قتل ہفت پیکر عقد شرعی ہوگا تین دن رستم قلعے پر گہمان کے رہے چوتھے دن
لشکر تیار ہوا یہ سب تاجدار کل پہلوان جادوگر نیان کہ مجموع تولا کہ سوار و پیدل تھے سب کو
ساتھ لیکر کوچ کیا دو منزلیں طے کی تھیں کہ صحرائے سبزہ زار پر لشکر اُترا بارگاہ استادہ ہوئی
سب جوان صف شکن بہادران تیغ زن ٹہل رہے ہیں بازار میں درست ہو رہی ہیں کہ خواجہ
عمرو ٹہلتے ہوئے کنارۂ لشکر پر آئے ایک دوکاندار سے باتیں کر رہے ہیں کہ آسمان سے
ایک پنجہ گرا خواجہ کو اُٹھا لیگیا سارے لشکر میں ہلڑ ہوا کہ خواجہ کو کوئی لیے جاتا ہے یہ خبر رستم کو ہوئی
سمک سامنے کھڑا تھا فرمایا اے برادر سنا تم نے کہ خواجہ کو کوئی اٹھا لیگیا سمک نے عرض کی غلام ابھی
تلاش میں جاتا ہے سمک اُسی وقت با لباس عیاری سے آراستہ ہو کر تلاش میں خواجہ کی چلا
کئی کوس راستہ طے کرکے ایک صحرا میں پہونچا دور سے دیکھا کہ وسط صحرا میں ایک قصر بنا ہے کئی
خادم و خدمتگار دروازے پر کھڑے ہیں کوٹھے پر چند کنیزیں ٹہل رہی ہیں یہ مقام جو سمک نے
دیکھا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک تاجر کی شکل بنا طرف اُس مکان کے چلا تھوڑی دور راستہ طے
کیا تھا اب جو سر اُٹھا کے بغور دیکھا وہ مکان نہیں معلوم ہوتا سمک حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ دور سے
مکان معلوم ہوا قریب آکر مخفی ہوگیا کئی مرتبہ پیچھے ہٹا جب نخلستان میں آیا تو مکان معلوم ہوتا ہے
اور جب پھر نخلستان سے باہر نکلتا ہے تو قصر مخفی ہو جاتا ہے کئی مرتبہ سمک نے جب یہ کیفیت دیکھی تو
یقین ہوا کہ یہ مقدمہ سحر ہے حیران ہو کر ایک نخل کے نیچے بیٹھا حیران حیران اُس طرف دیکھ رہا ہے کہ ایک طرف سے
آواز آئی کہ اے شخص تو کون ہے جو معاملۂ عجائب جمشیدی دیکھ رہا ہے سمک نے دیکھا کہ ایک آہوئے صحرائی
مثل انسان کے پکارتا ہوا آتا ہے سمک حیران ہو کر دیکھنے لگا وہ آہو قریب پہونچا آتے ہی گرد سمک کے
پھرنے لگا سمک نے دیکھا کہ پاؤں میرے زمین نے تھام لیے وہ آہو زمین میں گرا غلط کھا کے
انسان بنگیا آکے سمک کا ہاتھ پکڑا کہا کیوں او ظالم کیا دیکھ رہا ہے نہیں جانتا کہ یہ مقام عجائب جمشیدی کا
ہے یہاں غیر کے آنے کا کام نہیں سچ بتا کہ تو کون ہے سمک نے کہا کہ ایک مرد مسافر ہوں اس راستے میں
جا آیا دور سے قصر دیکھا میں فقیر ہوں خیال میں گذرا اس قصر کے رہنے والوں سے کچھ طلب کرونگا جب
نخلستان سے نکلا تو قصر غائب ہوگیا اس حیرت میں دیکھ رہا تھا کہ قصر میں کون مقدس رہتے ہیں جنکو یہ مرتبہ
حاصل ہے یہ سنکر وہ جادوگر ہنسا کہا اے فقیر عجائب جمشیدی نام ایک ساحرہ ہے کہ ہمیشہ مصاحبوں میں

جمشیدی کے رہین اس زمانے مین لقراطا ثانی کا قبضہ ہوا اُنکی اطاعت کی ہماری ملکۂ عالم اُولق
ہوئی سیر کو جاتی تھین قدرت سے اپنے ملازمون کو تصویر عمرو دیدی ہی اور حکم دیدیا کہ اس صورت کا
آدمی جہان ملے اُسے پکڑ لاؤ اور فوراً قتل کرو اُسکے کر مین نہ آنا اسوجہ سے ملکہ نے میری معرفت اس
قصر کا انتظام کیا ہی اور عمرو کو پکڑا ہی اسی قصر مین قیدہی مین اس صحرا کا نگہبان ہون کوہان جادو
نام ہی اسوقت مین نے تجھکو جو بیٹھے ہوے دیکھا یقین ہوا کہ شاید کوئی عیار تلاش عمرو مین آیا ہو جسنے
اُسنے ہی تجھکو گرفتار کر لیا خبردار اسطرف کبھی نہ آنا سمک نے کہا کہ بابا فقیر محتاج ٹکڑ گدا اسطرف کا بھیکو
آنکلا یہ عجائب غرائب مین نے کبھی نہین دیکھے اب دیکھا حیران ہو گیا کچھ مجھے دلوائیے کہ میرا پیٹ بھر
جاؤن اسطرف منھ کرکے نہ سوؤنگا یہ سنکر کوہان جادو نے کہا ای شخص اس درۂ کوہ مین میرا مقام ہی گر وہان
آئے تو کچھ دونگا سمک نے کہا میرے پاؤن مین طاقت نہین سحر سے مجھے اُتار دیجیے مین روز اس مقام پر
آیا کرونگا کوہان جادو نے سمک پر سے سحر اُتارا سمک اُٹھا دامن پکڑ لیا کہا اپنے مقام پر چلیے آپکو اپنا
کمال دکھاؤن آپکو راضی کرون کہ آپ محظوظ ہون کوہان نے کہا کہ کیا کمال تجھ مین ہی سمک نے
کہا کہ سماعت فرمائیے یہ کہکے بنہایت تکلف سے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

نظم یکسر اضطراب دل کے مضمون کیجیے — برق کے بھی طرح سے کچھ شعر موزون کیجیے
بھول جائے سامری جادو وہ افسون کیجیے — مصرع موزون ہو شفق قد موزون کیجیے
رنگ پان سے ہو گئے ہین صورت یاقوت لال — مانجھ کر دانتون کو رشک دُرِّ مکنون کیجیے
خون ہو جائے لہو تھوکے کوئی صاحب کا — دست و پا کو آب مہندی سے گلگون کیجیے
لیچلے ہمکو جنون گر تو مزار قیس تک — گرد باد آسا طواف گور مجنون کیجیے
بال و پر جل جائین مرغ نامہ بر کے ہون کباب — سوز دل کے گر رقم دو چار مضمون کیجیے
لائیے طوفان جو چشمون سے محیط اشک کا — تو غریق لجۂ خون ربع مسکون کیجیے
اُس لب لعلین پہ قربان کیجیے یاقوت کو — صدقے اُن دانتون پہ سلک دُرِّ مکنون کیجیے
ہووے جوش جنون کے گر ابھی کہلائیے — ہوش پران سر سے تیرے افلاطون کیجیے
اس خرابے مین نہ اصلا چھوڑا بھی چاہیے — چشم عبرت گر سوئے قصر فریدون کیجیے
مبتدی ہم گرچہ شاگردان آتش مین ہین نمر — منتہی کے ہوش اُڑین پیدا وہ مضمون کیجیے

سماک نے جو یہ اشعار سنائے کوہان جادو کے گانے کو ہان خوش ہوگیا کہا ہر چند تو فقیر
ہی مگر یہ بڑا کمال حاصل کیا ہی میرے درۂ کوہ مین چل مین تجھکو بہت کچھ دونگا سماک کا ہاتھ
پکڑ لیا اور درۂ کوہ مین لیکر آیا دیکھا وہان فرش بچھا ہی بوتلین شراب کی رکھی ہین کباب کی کشتیان
عطر کی شیشیان موجود ہین سماک نے پوچھا کیون اے شہنشاہ ساحران یہ اسباب عیش ونشاط تو
رکھا ہی مگر مقام افسوس ہی کہ کوئی معشوق پریچہرہ نہین کوہان نے سر جھکا لیا کہا اے شاہ صاحب
کیا کہون جو صدمہ اٹھایا اور اٹھا رہا ہون کہ بیان سے باہر ہی یعنی معشوقہ میری کیسی خوش مزاج
حسن مین معشوقون کے سر کی تاج برائے گرفتاری طلسم کشا گئی وہان جا کر قتل ہوئی اسدن سے
اکیلا رہتا ہون سماک نے باتون مین دریافت کرکے معلوم کیا کہ یہ اکیلا یہان رہتا ہی کچھ رنگ جمائیے
یہ سوچکر کاہی کھینچکر گھائی سے بڑا بیہوشی کی ملائی کہا نوش فرمائیے کوہان جادو خوشی خوشی جام
پی گیا دو جام سماک نے پلائے کہ انجام برا ہوا اپنے مقام سے اٹھا کہتا ہوا کہ قدرت کہو کہ مین
انکو بلاؤن وہ بھی تشریف لاوین تو صحبت مین رونق ہو بیہوشی تاثیر کرچکی تھی چیخ مار کر گرا گرتے ہی بیہوش
ہوا سماک نے بھی بیہوشی کی دماغ پر کوہان کے چڑھائی ایک کنارے اسکو ڈالدیا رنگ وروغن عیاری
کا لگایا کوہان کی شکل بنکر تیار ہوا درۂ کوہ سے نکلا طرف قصر عجائب جمشیدی کے چلا یہان
عجائب جمشیدی ساحرہ زبردست تخت پر بیٹھی ہی کئی سو کنیزین گرد ناچ ہو رہا ہی خواجہ عمرو کی مشکین
باندھکر کنارے بٹھایا ہی شراب چھنی جاتی ہی کنیزین سامنے حاضر ہین دمبدم کہتی ہی کہ مین نے عرضی خدمت
مین قدرت کی لکھی تھی ابھی تک جواب نہین آیا کہ اس ساربان زادے کو قتل کرون یا چھوڑ دون
خواجہ ہاتھ باندھکر عرض کرتے ہین ملکۂ عالم مین ایک مرد غریب ہون جو آپ سمجھی ہین وہ مین
نہین ہون میری جورو میرے واسطے روتی ہوگی بچے تڑپ رہے ہونگے انکو آب ودانہ کون
پہونچائے گا آپ کو بھی ملال ہوئے گا کل سے مین قید ہون اب مجھکو رہا کر دیجئے کہ نکلجاؤن
بال بچون مین پہونچون یہ ساحرۂ غدارہ ان باتون کو کب مانتی ہی کہتی ہی او ظالم تو نے گھر
کے گھر ویران کیے ملکہ دامرہ و شمشہ تیرے ہی ہاتھ سے قتل ہوے آج تک جاہ الماس
آباد نہین ہوا انکی بھانجی صاحبہ بی برق جادو وہان سلطنت کرتی ہین ہائے مقام افسوس
ہی کہ کس ساحر کا ذکر کیا کہ جسنے قلب ہلا دیا ان لوگون کی صورتین آنکھون کے سامنے پھر گئین خواجہ

فرماتے ہین ای ملکۂ عالم اب تو مجھے معاف کیجیے مین آپکا مذہب اختیار کرون طلسم کشا کو پکڑ لاؤن میری ملازمت سے بڑے مطلب حاصل ہونگے بجاے لقراط ثانی آپ مالک ہوکر بیٹھیے سلطنت کیجیے میرے حال سے آپ آگاہ نہین ایسی خدمت گزاری کرون کہ آپکو راضی کر کے حب وطن عجائب جمشیدی جواب دیتی ہی او ظالم مین تیرے فقرون کو کب مانتی ہون یہ ذکر تھا کہ چند پری ہنستی ہوئین سامنے آئین کہا واری نیا معاملہ ہی کو ہان جادو عجب حال سے آتا ہی اُس ساحرہ نے اُٹھکر دیکھا کہ کوہان جادو گریبان پھٹا ہوا ایک ڈفلی ہاتھ مین بجا بجا کے یہ اشعار گاتا ہوا آتا ہی نظم

ندامت کیا نہ کرلی ہو جانی تمھاری — نہین پاس کوئی نشانی تمھاری
یہی ہی اگر ناتوانی تمھاری — ہوئی ختم یہ زندگانی تمھاری
زیادہ ہوئی یاد جانی تمھاری — غرض قہر ہی مہربانی تمھاری
ستم یہ آپکی کھینچ دیگا یہ مانا — ادا اسطرح کھینچے مانی تمھاری
تباہ و خراب اک جہان کو کیا ہی — خدا کا غضب ہی جوانی تمھاری
وہی کہہ رہا ہون جو فرماتے ہو تم — مری گفتگو بے زبانی تمھاری
عدم کو چلا لیکے داغ محبت — دکھاؤنگا سب کو نشانی تمھاری
کیا امتحان میرا سو سو طرح سے — وہی ہی مگر بدگمانی تمھاری
جگایا دل زار نے ہجر کی شب — سحر تک کہی ہی کہانی تمھاری
برا گر نہ مانو تو سچ سچ یہ کہدون — تم اچھے بری بدگمانی تمھاری
عبث بے سبب بے جہت روٹھتے ہو — یہی تو بڑی ہی بے جانی تمھاری
بھلا تم ہی منصف ہو پیند بولو — وہ کیا بات تھی جو نہ مانی تمھاری
وہ پیری مین بھی رند دیکھے آکر — جسے یاد ہولے جوانی تمھاری

کوہان گاتا ہوا آتا ہی طائر آشیانون مین پھڑ گئے ہین منھ نکالے آشیانون مین بیٹھے ہین عجائب جمشیدی نے کہا کیون صاحب یہ کمال اسکو کیونکر مل گیا کس ستم سے گا رہا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی قلب تھراتا ہی جی چاہتا ہی اسکا منھ چوم لیجیے اور پوچھیے کہ یہ کمال تمکو کسنے بتلایا اسکو تو یہ بات قدرتی حاصل ہوئی کہ کوہان قریب آیا ملکہ نے پوچھا کہ یہ کمال تمکو کیونکر حاصل ہوا

کوہان نے جواب دیا اے ملکۂ عالم میں پڑا سو رہا تھا کہ قدرت عالم خواب میں آئے فرمایا کہ اے
کوہان اکیلے پہاڑ میں گھبراتے ہوگے ایک کمال تمکو بتلائے جاتے ہیں کہ اُس سے دل بہلایا
کرو طائران ہوا و شیران صحرا آکر تمھارے پاس بیٹھیں گے اُنھیں سے دل بہلانا ملکہ نے
کہا ہمیں بھی کچھ سناؤ یہ کمال تو تمھارا دیکھکر دل بہت خوش ہوا حقیقت میں قدرت نے
جو بات تمکو عطا فرمائی ہی کسی ساحر و سردار کو ایسا کمال نہیں عطا کیا کوہان نے کہا بہت خوب
اُس سے عمدہ چیز میں آپکو سناتا ہوں یہ کہکر یہ اشعار گانے لگا نظم

دل لیا عشق میں دیوانہ بنایا افسوس — ہائے اُس پر بھی تجھے رحم نہ آیا افسوس
کیا خطا مجھ سے ہوئی تھی کہ جلانے کو مرے — تو نے اغیار کو پاس اپنے بٹھایا افسوس
دل دیا اُسکو کہ بیرحم بھی نا قدر بھی ہی — بیٹھے بٹھلائے یہ کیا جی میں سمایا افسوس
بھول کر یار مقدر سے مرے گھر آیا — حال دل کچھ اُسے اپنا نہ سنایا افسوس
ہاے محفل میں ترے آنے کے قابل نہ رہا — ایسا نظروں سے مجھے تو نے گرایا افسوس
کمسنی سے تو غش آیا اُسے بچاتا ہوں — ہائے کیوں زخم جگر میں نے دکھایا افسوس
کبھی ہنس ہنس کے نہ کیوں آپنے دو دو باتیں — عمر بھر اپنی محبت میں رلایا افسوس
ہاے اُلجھن ہی شب و روز پریشانی ہی — زلف میں اُسکی عبث دل کو پھنسایا افسوس
اب جو بیٹھے ہوے پچھتاتے ہو کیا ہوتا ہی — ان حسینوں سے نہ کیوں دل کو بچایا افسوس
استخوان کوئی سگ یار کے قابل نہ رہا — آتش عشق نے اس درجہ جلایا افسوس
قبر میں بھی یہی ارمان سدا ہی سطوت — بعد مردن بھی وہ تربت پہ نہ آیا افسوس

اس غزل کو سنکر ملکہ بیقرار ہوگئیں اور کہا حقیقت میں تو علم موسیقی میں فرد ہی اور خوش ہوکر بالا
مروارید اپنے گلے سے اُتار کر انعام میں دیا کوہان نے لیکر سلام کیا اور بالاے مروارید کو اپنے گلے میں
ڈال کر عرض کی کہ ملکۂ عالم قدرت چلتے وقت فرما گئے ہیں کہ آج کل عمرو عیار گرفتار ہوکر آیا ہی عیاروں
کے تانتے لگ جائینگے مگر جو یہاں آئیگا وہ گرفتار ہوگا اور عمرو کی قضا تمھارے ہاتھ سے مقرر کی
ہی تم جاکر ابھی اُسکو قتل کرو خبردار تامل نہ کرنا یہ سانحہ مجھے آج شب کو گذرا میں نے جو تان
کیا آواز بھی عمدہ ہوگئی راگ راگنیاں سب سامنے چلی آتی ہیں دیکھیے یہ سامنے بھیروں

کھڑا ہی یہ ہنڈول یہ بروا یہ دھناسری یہ اساوری یہ کدارا یہ گون ملار یہ دیپک جتنے
راگ راگنیان ہین سب موجود ہین ان سب کے ساتھ جو بان ہین وہ اشارہ کر رہی ہین
کہ ہمارے شوہر کا تنے نام لیا ہم سب موجود ہین لطف دکھائینگے بڑے بڑے گانے والون
کو شرمائینگے عجائب جمشیدی ہنس پڑی کہا ارے کوہان آج تمکو بڑا مرتبہ حاصل ہوا ہے
کوہان نے کہا ملکہ عالم قدرت بہت دیر تک ٹھہرے رہے فرماتے تھے کہ تو جیسا اشارہ
کریگا قیامت کا سامنا ہو جائیگا دیکھ ملک الموت کو پہچان لے یہ تیرے حکم سے آئیگا مجھکو
تردد ہوتا ہی کہ یہ کمال اگر سچا نکلا تو سب مسلمانون کو مار ڈالونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور
ملک الموت سے کہونگا کہ مسلمانون کی روح قبض کرو پہلے سب کے طلسم کشا کو لونگا اُنکے بعد
صاحبقران کو عمرو عیار کو تو لوا اپنے پہلے مین بھی اُسی سے شروع کرون عجائب جمشیدی
یہ سنکر بہت خوش ہوئی اور کنیزون سے کہا کہ جاؤ عمرو عیار کو لاؤ کوہان اُسکو قتل کرے مجھو
یہ ہمارا ملازم ہی ہمکو اس سے خوف ایسا نہو گا کہ کبھی بیٹھتے مین ملک الموت سے کہدے
تو لطف زندگی نباقی رہے کنیزون نے کہا حضور کل سے ہم سبکی تیار مین عمرو کیا کیا فساد برپا کرتا
ہی کبھی ہاتھ جوڑتا ہی کبھی خوشامد کرتا ہی کبھی منتین کرتا ہی ہزار ہا طرح کی باتین بناتا ہی اور کہتا ہی کہ
مجھے چھوڑ دو کبھی کہتا ہی کہ مین عمرو عیار نہین ہون مین ایک غریب آدمی ہون ایک کنارے
پڑا رہتا ہون زبردستی عمرو بنا کر مجھے گرفتار کیا ہے اوپر رحم کرو مجھے اس تکلیف سے بچاؤ تمکو
ثواب ہوگا یہی چاہتا ہی کہ فساد برپا کرکے نکل جاؤن ہم سبھون کا ناک مین دم ہی یہ نہین جانتا کہ یہ
مقام عجائب جمشیدی ہی یہان کا قیدی تا حین حیات نہین چھوٹتا ہی اسوجہ سے ہم لوگ بھی
اُس ظالم سے بات نہین کرتے ہمہا بھی اُسکو لاتے ہین یہ کہکر کنیزین گئین اور خواجہ عمرو کو ایک
قفس مین بند تھے لاکر وہ قفس سامنے ملکہ کے رکھدیا کوہان جادو تیغ کھینچے ہوے بڑھا کہ
ساربان زادے کو قتل کرون کنیزون نے کہا میان اسے قفس سے باہر نکال لو تب اسکو قتل کرو
عجائب جمشیدی نے اشارہ کیا عمرو کو قفس سے نکالا سمک نے قریب آکر کہا کیا او
ساربان زادے اب اپنے کو کس حال مین پاتا ہی اور آنکھ سے اشارہ کیا کہ قبلہ و کعبہ ذرا تمکو اپنے
غلام آپکا آپہونچا عمرو قہقہا مار کر ہنسے فرمایا ہی کوہان تم اپنے ہاتھ سے مجھکو قتل کرو تو دعا کی جاتی

سامنے بقراط ثانی کھڑے ہین فرما رہے ہین کہ بیٹے تیری خطا معاف کی عجائب جمشیدی
مجھکو اپنا اسیر بنا لیگی صاحبقران زمان کو پکڑ لا اے کوہان مجھکو جلد قتل کرو مین قدرت کے
ساتھ جاؤن سمک نے کہا مین تیرے کہنے سے تجھکو نہ قتل کرونگا ملکۂ عالم شراب منگوائیے
ایک جام پیجیے نشے مین ایک ایک وار سب اسیر لگائین کہ اسکو تکلیف بہونچے پہر دو پہر
تو تڑپے عجائب جمشیدی نے خوش ہوکر حکم دیا کہ گلابیان شراب کی لاکر رکھو جو کچھ کوہان
کہے وہی کرو کنیزون نے گلابیان شراب کی لاکر رکھین سمک نقلی نے بڑھکے ان گلابیون
کو الٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی یہ کہکر کہ یہ نسخہ دیا ہوا قدرت کا ہے جو کوئی اس شراب کو
پیے گا سو برس عمر اسکی بڑھ جائیگی ہر کنیز کہتی ہے اے کوہان پہلے مجھکو پلا تا سمک نے کہا
تم اپنے ہاتھ سے پی لو قدرت کو سلام کرو دیکھو سامنے کھڑے ہین عجائب جمشیدی نے
سب سے بڑا جام چھانٹ کر لیا کہا اے کوہان ہماری دوا لاؤ سمک نقلی نے اور بیہوشی
ملائی عجائب جمشیدی نے جام پیا سمک نقلی نے اشارہ کیا ارے سب پی لو
کوئی محروم نہ رہے آج قدرت بہت خوش ہین دیکھو ہنس رہے ہین فرماتے ہین اے
کوہان تو نے ہمارا طلسم بچا لیا عجائب جمشیدی کا بھی احسان ہے کہ عمرو ایسے شخص
کو گرفتار کر کے لائی اگر یہ دھوکے مین نہ جاتی تو عمرو کو کیونکر لاتی سب کنیزین خوش
ہو رہی ہین اپنے ہاتھ سے شراب پیتی ہین سمک نقلی نے بڑا بیہوشی کی رکھدی ہے خود
ملا ملا کے پی رہی ہین عجائب جمشیدی جام پیکر اٹھی اور ناچنے لگی جب توڑا لیا تو لڑکھڑا کر
گری گرتے ہی بیہوش ہوئی سب کنیزین لپٹا لپٹا کے اٹھین سب گر گر کے بیہوش ہو گئین
سمک نے خنجر کھینچا پہلے پہل عجائب جمشیدی کو قتل کیا پھر سب کنیزون پر دست انداز
ہوا جسپر نیمچہ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے خواجہ اٹھتے ہی لوٹنے لگے کنیزون کے کپڑے
اتارے سارے مکان کو لوٹ لیا سمک نے کہا اب چلکر کوہان [illegible]ی قتل کرین خواجہ
و سمک درۂ کوہ مین آئے آکر کوہان کو بھی قتل کیا کوہان کے قتل ہوتے ہی سب
جنگل کے نخل جل [illegible] طائر ہزارون جلکر گرے شیر و جرو کے مار کر کچھار سے نکلے
سامنے درۂ کوہ کے آکر گرے تڑپ تڑپ کے جان دی یہ سب تماشہ خواجہ و سمک

دیکھ رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین عجائب جمشیدی وکو ہان
جادو بود خواجہ نے سمک کو ساتھ لیا طرف لشکر رستم کے چلے یہان گرستم خواجہ و
سمک کے مشتاق ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ حضور مبارک ہو دونون صاحب
آتے ہین رستم بارگاہ سے نکل آئے لشکر کا جو شمار کیا ساحر وغیرہ ساحر ملاکر گیارہ
لاکھ فوج ہوا افسران مذکور کو حکم ہوا وردیان نئی تقسیم ہوئین لشکر کو آراستہ کرکے
طرف صاحبقران کے چلے لیکن بقراط ثانی کہ قصر مین بیٹھا ہی اسکو ایک طائر نے
خبر دی کہ عجائب جمشیدی قتل ہوئی ہین اسکی غرائب سامری روتی ہوئی ڈیٹھی
قصر عجائب مین آئی ہین کہ لاشہ اٹھوا یا آکر بقراط ثانی سے عرض کی لونڈیی تباہ ہو گئی
اب طرف لشکر صاحبقران کے جاتی ہون یا تو اپنی جان دونگی یا صاحبقران کو لاؤنگی
افسرون نے عرض کی یا خداوند رستم کو جانے دیجیے جب وہ لوگ آپ پر بلوہ کرینگے تو
آپ طلسم مین چلے جائیے گا وہان کوئی نہ جا سکیگا ہم لوگ یہان روکین گے
آگے نہ جانے دینگے اب رستم کا رہنا بہتر نہیں ہی مگر غرائب سامری روتی پیٹتی روانہ
ہوگئی کہ ناظرین پر حال اسکا ظاہر ہوگا انشاء اللہ اگر تحریر طلسم خیال سکندری کا
اتفاق ہوا تو ناظرین لاحظہ فرمائینگے کہ ابتداے حال سکندر موافق تاریخ کے
تحریر کرونگا ناظرین پر حال کھلیگا پھر عیاری اُس طلسم کی تحریر ہوگی اور
بقراط ثانی کا دعویٰ خدائی کرنے کا باعث بھی ناظرین پر کھلیگا انشاء اللہ اُس طلسم کو
دیکھکر ناظرین بہت خوش ہونگے اور فرمائینگے ای قمر ہم جا اتنی سیر فرمائی اور کہین
قلم کا زور کم نہیں ہوا

دو کلمہ داستان حیرت عنوان لشکر صاحبقران و ذکر ہفت پیکر جنگ
مغلوبہ ہونا اور وقت پر پہونچنا رستم کا ذکر قتل ہفت پیکر باقی حالات
متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آخر شباب
کہ ہوتی ہے جلد سوم بھی تمام
لکھوں داستان جلالت شعار
مضامین خوبوں سے بڑھکر کرے
وہ مضمون دلچسپ ظاہر ہوے
دلا زہر نے بھی مزہ قند کا
کہا ہنسکے ساقی نے باصد خوشی
کہ سب نکتہ دان خوب ماہر ہوے
لکھی جلد آخر بعید شد و مد
ترے سر پہ ہے آج رفعت کا تاج
ترانے مضامین تحریر ہون
کہ میخوار کو ہر گھڑی فکر ہے
کیا عندلیبان گلشن نے شور
تو سوزش ہوئی لالہ کے داغ مین
نکلتا ہے بلبل کے منھ سے دھوان
یہی ابر رحمت دکھانے لگا
قمر بحر الفت رہا جوش پر
ہوا بحر الفت کا بھی امتحان

کہ سوز دروں سے ہوا دل کباب
بڑے لطف سے خوب سلجھا ہے
پڑھیں ناظرین اور کریں افتخار
ہوا جوش طبع قمر آشکار
کہ ناظر مصنف سے ماہر ہوے
ہوا عشق اور حسن سے جیلاب
کیا تشنہ مو نے بیتاب بھی
ہر اک کا یہی قول تھا برملا
کرے طبع روشن تمہاری مدد
پلادے کوئی جام فرخندہ فال
کہ راز سفتہ بھی تسطیر ہون
یہ آغاز و انجام کیونکر کھلے
کہ رضوان ہین سبت کہین کہ یک گو
یہ کوکو سے قمری کی پایا گیا
دکھاتا ہے لطف چمن ہر زمان
کیا طفل غنچہ نے غوغان شروع
کہ طعنے دیے آپ نے ہوش کی
لکھوں داستان جلالت نشان

کرون شکر خلاق رب انام
کہ اس جلد کا رنگ آسمان ہے
عجب کوہ سخت مین جا پڑے
گل نظم نے بھی دکھائی بہار
کھلا راز طبع ہنرمند کا
ترانے نے اپنا دکھایا الاپ
ڈلے مضامین ظاہر ہوے
قمر آئینہ ہین مرحبا مرحبا
مرے ساقی مہ لقا خوش مزاج
کھلے طبع روشن کا اسوقت حال
یہی باغ مین ہر جگہ ذکر ہے
کہ مشتاق ہر وقت ساقی کے تھے
زرگل لٹایا گیا باغ مین
کہ آزاد ہو سرو شیرین ادا
اٹھا اب ساقیا ابر آنے لگا
کیا آفتاب ظفر نے طلوع
ہوا جوش پر بحر طبع روان
کہ ہے جوش پر بحر طبع روان

چہرہ غازیان جلالت شعار و مجاہدان جرأت و نثار اس داستان جنگ ہفت پیکر کو بقصد رعنائی یون تحریر فرماتے ہین - شعر مصنف - جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان ۔ وہ یون لکھتے ہین اس طرح یہ داستان ٭ سابق مین یہ تحریر ہوا کہ لشکر صاحبقران زمان بمقابلہ ہفت پیکر فروکش ہوا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ لشکر ہفت پیکر مین اسی لاکھ ساحر تھے بہت مارے گئے اکثر مسلمان ہوے جبسے رستم غائب ہوے امیر کو آٹھ پہر یہی غم رہتا ہے

کہ مقام افسوس ہی نہیں معلوم اُسس شیر پر کیا گذری خواجہ عمرو تلاش میں گئے
مگر اس وقت تک پلٹ کر نہ آئے جواہر خنجر زن و چالاک بن عمرو وغیرہ سامنے
صاحبقران کے حاضر ہیں کہ لشکر کفار سے نوبت نقارے کی آواز آئی امیر نے فرمایا کہ
صاحبو دریافت تو کرو کہ لشکر کفار میں کیسے نوبت نقارے بج رہے ہیں یہ سنکر چالاک
فوراً روانہ ہوا کہ نامیان و توسیان آکر پہونچے بعد دینے دعاے ترقی جاہ و جلال
کے عرض کی مصداق کوہ کن نامے ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال سات لاکھ
فوج کی جمعیت سے آیا ہی دربار میں ہفت پیکر کے بیٹھا ہوا ابل بلا رہا ہی اور کہہ رہا ہی
کہ ایک دن میں سب مسلمانون کو قتل کردونگا قدرت یہ فرمائیں کہ طلسم کشا کہان ہیں
ہفت پیکر نے کہا طلسم کشا کو بقراط ثانی نے غارت کردیا کہ وہ خداوند طلسم خیال سکندری
ہی جسمین ایک ایک جادوگر بلاے روزگار ہی پہلوان بے حساب وہ جاکے وہان
غارت ہوا کسی پہلوان نے مار ڈالا کئی چھینٹے ہوے کہ اُسکا نشان نہیں خواجہ برائے
تلاش گئے تھے وہ بھی پلٹ کر نہ آئے اب افسر لشکر صاحبقران زمان ہیں مصداق
نے کہا اُنکو ڈھونڈونگا اس طرح للکار کے آواز دون کہ صحرا تھرا جائے صاحبقران
کو غش آجائے صاحبقران نے یہ خبر وحشت اثر سنکر فرمایا خدا مالک و مختار ہی
میدان میں اُسکا غرور دکھا جائیگا سردارون سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ آپ لوگ
تیار رہیں لشکر بھی مستعد رہے یہ بلا کی لڑائی بڑی ہی مصداق بڑا زبردست پہلوان
ہی اسکو اپنی جرأت پہ بڑا ناز ہی سب پہلوانون کو آمادہ کر رہا ہی یہان تو یہ ذکر ہیں
مگر مصداق کو یلیں جو سامنے ہفت پیکر کے آیا سجدہ کر کے عرض کی یا خداوند آپکے
لیے یہ تباہی ہوئی کہ ہفت کوہ چھوٹے سب پہاڑون پر مسلمانون کا دخل ہوا
اور غلام کو نہ طلب فرمایا مجھکو آپ نے وہ زور مرحمت فرمایا ہی کہ راستہ چلنے سے
عاجز ہون ہر وقت رہروی زمین میں پاؤن دھنستے ہیں میں شکارگاہ میں تھا کہ
آپ کی بربادی کی خبر سنی کوہ مصداق پر بھی نگیا اسی جانب چلا آیا ہون اب
طبل جنگی بجوائیے کل ہی کوہ زنگار رنگ پر ہو بیٹھا دونگا سب پہاڑون پر ضرور دخل

کرونگا ایک ہفتہ مین کل طلسم مین عملداری کرادونگا مگر امیدوار ہون کہ سب پہلوا دون کو
جمع کیجیے کل ساحر بھی آئین مین اُنسے ایک عہد لونگا کہ جنگ سے منھہ نہ پھیرین بے فتح کیے
ہوے نہ پلٹین سب ساحر اور سردار آکر جمع ہوے مصداق سب کے بیچ مین بیٹھا کتاب خداوندی
کو ہاتھہ مین لیکر بلند کیا پکار کر آواز دی یارو کتاب خداوندی میرے ہاتھہ مین ہی یہی تم سب کا
اعتقاد ہی اسپر ہاتھہ رکھو کل وہ جنگ ہو کر زمین تھرائے آسمان سے خون برسے افسر کو مین
مار ونگا مسلمانون کو ایسا بھگاؤ کہ طلسم مین نہ ٹک سکین اقلیم عرب مین چلے جائین مین
ترکستان تک دخل کرونگا تعاقب مین جاؤنگا سب نے کتاب پر ہاتھہ رکھا ہفت پیکر کی
طرف ہاتھہ اٹھاکر کہا جاگتی جوت کے خداوند کی قسم کھاتے ہین کہ ہم قدم نہ ہٹائینگے دامن
قدرت کے ساتھہ رہینگے ہفت پیکر نے ہنسکر کہا کل وہ سحر کرون کہ زمین سے دھوان نکلے
آسمان سے آگ برسے ہر مسلمان قطرۂ آب کو ترسے سب فوج کے آگے میر امرکب ہوگا سحر
کرتا ہوا بڑھونگا زمین ہلا دونگا سب سرداروں نے بھی قسم شدید کھائی ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ کل روز جانبازی ہی مصداق نے کہا طبل جنگی بجوائیے طبل قہاری پر چوب پڑی
سترہ سو نقارہ بجا سارے لشکر مین ہفت پیکر کے خبر ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے ہمراہ
خبر حاضر تھے سب جلسے کا حال دیکھکر پلٹے سامنے صاحبقران کے حاضر ہوے ہاتھہ اٹھاکر
دعا دی - قطعہ - ای ہر کارے رفیقت قل ہو اللہ احد + دی نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یارب دلم یولد ہمہ را دستگیر لم یکن حافظ تر اموتس ذکفوا احد + شہریار کی عمر
دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو مصداق نے طبل جنگی بجوایا آج نیا انتظام یہ کیا کہ مصداق
نے سب سرداروں کو جمع کیا چالیس ہزار افسر تھے سب کے سامنے کتاب ہفت پیکر
پیش کی سب سے قسم لی کہ میدان کارزار سے نہ پلٹنا خوب جمکر لڑنا سب نے قسم کھائی
فوج کا بھی ہماری حال آنکو دریافت ہوگیا کہ آپکے یہان ساڑھے بائیس لاکھہ فوج
ہو اور کفار ستر لاکھہ ہین اسپر اُنکو بڑا گھمنڈ ہے کہ ہماری فوج تین حصے سے
مسلمانون پر ٹوٹ پڑیگی جینے نہ دینگے اور مصداق کو ہین حضور کو طلب کریگا امیر نے
فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے چالاک نے جاکر خبر دی فوراً

امیر کو دیکھکر سب ٹھہر گئے سب نے جھک کر سلام کیا امیر نے جواب دیا چوبدار سے بڑھکر
پوچھا برآمد ہونے میں شہریار کے کیا دیر ہے چوبدار نے عرض کی حمام کیجئے جامے خانے
میں تشریف رکھتے ہیں برآمد ہوا چاہتے ہیں صاحبقران زمان منتظر زمین کھڑے تھے
کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ فوراً چرخی پر کھنچا پردہ اُٹھا دفعۃً بادشاہ جمجاہ سعدین
قباد سریر جہانبانی بصورت نورانی تاج شہریاری بسر دو چار قبہ شہنشاہی در بر تاج
کا عکس پڑتا ہوا بارہ چودہ سو طفلان ماہ صورت خوش الحانی سے اشعار عبرت آمیز
پڑھتے ہوئے کہ عندلیبان خوش زمزمہ خوش ادائی پر دو ناگ سب سردار گوش بر آواز
صدا میں سوز و گداز کہ سننے والے جھوم رہے ہیں اس شوکت و شان سے سواری
بادشاہ کی نکلی اولاں اول امیر نے سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ
تھا کہ جگہ آپ کی ہمارے دل میں ہے محبت آپ کی آب و گل میں ہے اور سرداروں نے
بڑھ بڑھ کے مجرا و سلام کیا بادشاہ سب کا سلام لیتے ہوئے سواری شہریار کی اس
کروفر سے جادو خانے سے نکلی جملہ لشکر پشت بہ گرد پہلوان عادی لشکر کو سنبھالے
ہوئے مرکب ہاموں نورد کو بڑھا کر آگے بڑھا جاتے ہیں صف آرائی لشکر کی منظور ہے
بوق ترکی ساتھ بجتا ہوا چالیس ہزار قزاق پشت پر نوبت نقارہ بجاتے ہوئے آتے
ہیں اس کروفر سے میدان میں آ پہونچے کہ طرف سے لشکر ہفت پیکر کے گرد اُڑتی دیکھا
کہ آئے ہفت پیکر بصد کروفر دس گز کا تاج سر پر رکھے ہوئے مرکب دور کا بہ زیر ران
دریائے جواہر میں غرق گھوڑا اُڑاتا ہوا چالیس ہزار افسر گھیرے ہوئے پشت پر
ستر لاکھ فوج جس سے جنگل بھرے ہیں کئی منزل تک آدمی ہی آدمی معلوم ہوتا ہے
ایک طرف مصداق کوہ کن کر گیا مست زیر ران جہاں پر ٹاپ مارتا ہے طبقے کا
طبقہ اُڑ جاتا ہے پشت پر سات لاکھ فوج علمدار علم سیاہ کھولے ہوئے اس کروفر
سے ہفت پیکر میدان میں آکر پہونچا صفیں جمنے لگیں نقیبوں نے بڑھکر نقابت
کی اشعار عبرت آمیز پڑھے

نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار
تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
اُس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن چہلیں رہا کرتی تھیں بہزاروں میں
شاخ گل زمزمہ سنجوں کی نشیمن تھی مدام
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم میں
ہوا نیرنگ فلک آفریں سبحان اللہ
جن پہ چڑھتا تھا پریزادوں کے جھومر کا علم
گھونسلے سقف میں ہیں لاکھوں ابابیلوں کے
چیلیں منڈلاتی ہیں اُٹھتے ہیں بگولے ہر سمت
قصر کو جلنے دو یا خندوں کو لٹتے دیکھو
سینہ لبریز تمنا و پہ لب مہر سکوت
نہ وہ چہلیں نہ ترنگیں نہ وہ آرائی ہی
کوئی مونس نہیں ہمدم نہیں ہمراہ نہیں

ہو خرابے میں اگر قصر فریدون کے گذار
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
صحن گلشن میں صدا گونجتی تھی صوت ہزار
کبھی گل منعدی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
واہ ری تیری تنک ظرفی یا جن عز و وقار
آجکل وہ لب جو حیف کا ہی آشنہ زار
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
ہین بیابان میں پر زاغ و زغن کے انبار
تکیہ گورو گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی غمخوار
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی
طاقت نطق کہاں سانس بھی دمساز نہیں

یہ اشعار جو نقیبوں نے پڑھے مردان عالم تو مست ہو گئے نامردوں کے منھ پہ ہوائیاں اُڑنے لگیں یہی قصد ہی کہ جہلت پائیں تو میدان سے نکل جائیں جان بچے گی تو اور جگہ نوکری کر لیں گے اور وہ جو مرد ہیں بیٹے کو باپ سمجھاتا ہی کہ اے فرزند امیر کا مدت سے نمک کھا رہے ہو آج اس طور سے لڑو کہ نمک سے ادا ہو جائیں اُنکے نمک کا حق ادا کرکے مرجائیں سبھی طرح کے لوگ ہیں فرد۔ کند ہمجنس با ہمجنس پرواز + کبوتر باکبوتر باز با باز + لشکروں میں ہنگامہ ہی صفیں جمی کھڑی ہیں مگر لشکر امیر کم ہی اور لشکر ہفت پیکر اسقدر ہی کہ گاوزمین بار نہیں اُٹھا سکتی ہفت پیکر نے نظر اُٹھا کے دیکھا جہاں تک نگاہ نے کام کیا لشکر ہی لشکر نظر آیا سب افسر آمادہ کھڑے ہیں کہ قدرت حکم دیں تو مسلمانوں پہ جا پڑیں بڑھکر لڑیں ادھر امیر سے مدت کی جرأت کھڑے ہیں کہ آقاے نامدار حکم دیں تو کافروں پہ جا پڑیں آج تو اس طور سے

لڑین کہ کفار کے دانت کھٹے کردین ہر بہادر مرکب چمکار ہا ہی یہی ارادہ ہی کہ آج تو خوب کام کرین ہمارے آقا ہمسے راضی ہون وہ کام کرین مصداق کو بکن نے دیکھا کہ عفلین جسم چکین گینڈے کو اپنے مقام سے بڑھایا جھومتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا عرض کی یا خداوندا اجازت میدان ملے حمزہ عرب کو ڈوکتا ہون سب سرداروں کو سمجھادیا ہی کہ آج وہ لڑائی ہو کہ خون کا دریا بہ جائے مسلمان بھاگین آپ ہی کا لشکر رہجائے یہ سنکر ہفت پیکر نے اجازت دی کہا تجھکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا مصداق نے گینڈا بڑھایا وہ مست گینڈا از بس گران ہی کہ جہان پر قدم مارتا ہی طبقے کا طبقہ اُڑ جاتا ہی بقول شاعر۔ نظم بیکے زرگلدن چون کوہ آہن * ز صرصر تیز در ہنگام رفتن * میان بردانش بود یک شاخ * بجنگ فیل بودے سخت گستاخ * اشارت گر بہ سنگ خارہ کردی * ہماندم سنگ را صد پارہ کردی * گینڈے کو اڑا کر میدان مین آیا خوب گینڈا جمکایا لاف وگزاف کرنے لگا پکار کر آواز دی اے فرقۂ خداپرستان مابدولت تشریف لائے تمکو خیال نہ ہوا جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے جوانمردی دکھائے لشکر مین سوائے صاحبقران کے کسی کو نہین چاہتا افسر لشکر آکر مجھ سے مقابلہ کرے کہ حال جرأت کھلے بڑے بڑے پہلوانون سے صاحبقران لڑے ہونگے مین نے سنا ہی کہ پردۂ قاف گئے تھے وہان بڑے بڑے دیوزادون کو مارا یہ کہانی مشہور ہی فقط اُنکے دوستون نے مشہور کیا ہی اگر اپنے حالات تحریر کرون تو ایک پوری جلد ہو جائے یہ کہکر جو مصداق نے پکارا صاحبقران نے فرمایا کہ اے چالاک میدان قرق کرو ایسا نہو کوئی بہادر نکلجائے تو مجھ شاق ہوگا چالاک نے پکار کر آواز دی یاردو امیر یا تو قیر میدان مین نکلنے کو ہین آپ لوگون کو بھی خیال رہے مصداق نے جو امیر کو دیکھا جمال جہان آرا دیکھکر دنگ ہو گیا جھک کے سلام کیا صاحب قران نے بطور اہل اسلام جواب دیا امیر مصداق کے تیور پر بل پڑ گیا صاحبقران نے فرمایا اے مصداق کیا خلاف گذرا مصداق نے کہا یا صاحبقران زمان مین نے تو آپ کو سلام کیا آپ نے ہاتھ بھی نہ اُٹھایا اسقدر آپ کو غرور ہی صاحبقران نے فرمایا اے مصداق

یہ شرعی صاحب سلامت ہو رہی ہیں آداب بندگی کی عادت نہیں سوال شرعی جواب شرعی
مصداق نے کہا آپ مجھ سے مقابلہ کرینگے مجھکو یقین تھا کہ امیر سوگ کے لینے تو ہونگے
جب تو دیوون سے لڑے لیکن آپ کا قد و قامت تو بالکل ہی حقیر ہی آپ کیا لڑینگے
امیر نے فرمایا مقابلہ کرو یقین آجائیگا یہ سنکر مصداق نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا صاحبقران ہر مرتبہ سنان نیزہ خانہ زرہ
سے مصداق کے سینے پر رکھدیتے ہین اور فرماتے ہین یہ مقام خالی تھا یہ کیسی نیزہ بازی
کرتے ہو ہر چند وہ چاہتا ہی کہ اپنے کو بچاؤن مگر صاحبقران وہ تیز دست ہین کہ مصداق
کو بن نہین پڑتا لاکھ لاکھ کوشش بچنے کی کر رہا ہی مگر بچ نہین سکتا ایک مقام پر گانٹھکر
نیزے کو صاحبقران نے جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مصداق کے نکلگیا مصداق کو
سناٹا آگیا حیران ہی کہ حمزہ نے کیا تدبیر کی کونسا بند باندھا کہ جسکو نہ کھول سکا مگر
قبضے پر جلدی کے ہاتھ ڈالا پکار کر آواز دی کہ او حمزہ یہ تیغۂ برق تاب ہی برسون کے
جھگڑے دم بھر مین فیصلہ ہوتے ہین امیر نے گرز اسپر گرشاسپ کا اٹھایا تلوار جو
مصداق کی پڑی چار پنجۂ فولادی پیدا ہوئے تلوار سے لپٹ گئے ا جو مصداق نے
کہا کہ او حمزہ یہ کیسی سپر ہی امیر نے فرمایا تیرے زور کا امتحان ہی مصداق نے جھٹکا
مارا بچل تلوار کا ٹوٹا مصداق کو بیچل ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا گل مراد پژمردہ رہا کہا یا
صاحبقران اس سے کیا فائدہ ہوا امیر نے فرمایا نیزہ بازی کا امتحان ہوچکا شمشیر زنی
بھی دیکھی اب چاہتے ہین ہمارے تمہارے کشتی ہو زور کا امتحان ہو جائے
مصداق گھوڑے سے کود پڑا صاحبقران بھی اشقر سے کود ے دامن کردا نکر
آستینین چڑھائین مصروف جنگ کشتی ہوئے دونون لشکر نگران ہین کہ دیکھین
کیا ہو سرداران مصداق متعجب ہین وہ آپس مین کہ رہے ہین کہ حقیقت مین
حمزہ بڑا صاحب زور و طاقت ہی اتنے بڑے پہلوان سے کس لطف سے لڑ رہے ہین
ہر طرف سے پہلوان تعریفین کر رہے ہین لیکن لندھور بن سعدان عاشق جمال
صاحبقران ہاتھی پہ سے دیکھ رہے ہین گرز کاندھے پر رکھے ہوئے مونچھون پر تاؤ

دیکھ فرماتے ہیں کہ آج مغلوبہ ہو تو لطف ہی گرد انکے ہاتھی کے جو بانکے ترچھے کھڑے
ہیں کسی کے کان میں بجلی دوش پر تلوار رنگین ٹوپی سر پر رنگین دوپٹہ جابولے گلے میں
پڑا گلے پر جھنکجھورے سینے ہوے بجین کے خانہ جنگ بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ موقع
ملے تو ہم بھی جا پڑیں کفار کو پامال کریں کئی ہزار جوان آمادہ کھڑے ہیں کہ مغلوبہ ہو تو
حال کھلے آج تو کفار کا پیچھا لینگے پڑاؤ تک نہ چھوڑینگے ہر طرف ہندیون مین ہنگامہ ہی
ایک جانب لشکر مالک اژدر صاحب نیزہ دو سر غلام نبی وجا کر حیدر دوزبانہ نیزہ لئے
مادیان کو چمکا رہے ہیں اُنکے نیزہ دار دریا سے آہن میں غرق نیزے چمکا رہے ہیں چاہتے
ہیں کہ مغلوبہ ہو تو کفار پر جا پڑیں نیزوں میں چھید لیں ایک جانب بدیع الزمان دقائم
آپس میں آنکھیں لڑا رہے ہیں ایک جانب ایرج و نورالدہر مونچھوں پر تاؤ پھیر رہے ہیں
ایک کو ایک نگاہ دکھاتا ہی یہی قصد ہی کہ صف لشکر کفار اُلٹ دیویں یہاں صاحبقران
و مصداق سے کشتی ہو رہی ہی اگر مصداق صاحب قران کو ایک مرتبہ پکڑ لایا تو
صاحبقران دو مرتبہ پکڑ لاتے ہیں پشت پر بیٹھکر قاعدہ سے دو چار گھسّے ایسے مارتے
ہیں کہ میاںیاں مصداق کی کڑک جاتی ہیں پھر بہ مشکل نکلتا ہی بڑے زور و شور سے
مصداق لڑ رہا ہی استادان سخنور نے بیان کیا ہی کہ دن بھر اسی طرح کشتی ہوئی غالب
و مغلوب نہ معلوم ہوے شام کو روک کر مصداق صاحبقران کو کھڑا ہوا کہا او شہریار
آپ مجھ سے خوب لڑے اب پلٹ جائیے کل پھر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا ہمارا یہ دستور
نہیں یا زیر کروگے جب پلٹنا یا شاید زیر ہو تب اختیار ہی مصداق نے کہا شب کو ہم
تم جانبازی کرینگے کون دیکھے گا صاحب قران زمان نے فرمایا بادشاہوں کو رات
کا دن کرتے کتنی دیر لگتی ہے روشنی کا حکم دو مصداق نے جھلا کر آواز دی یارو
روشنی لاؤ ہفت پیکر نے حکم دیا میدان میں روشنی کیجائے ادھر لشکر صاحبقران
سے روشنی آئی ہزارہا جھاڑ کنول پنج شاخے بزارے روشن ہوگئے کہ تمام میدان
منور و روشن ہوگیا صاحب قران پھر متوجہ ہوے مصداق چاہتا ہی جان بچاؤں
کسی طرح ان کے سامنے سے اس جوان کے ٹلجاؤں مگر پنجے سے شیر کے نکلنا دشوار ہی

ایک طرح پر کشتی ہو رہی ہی چالاک بن عمرو پہلو مین صاحبقران کے کھڑا ہی تعریفین کر رہا ہی مصداق دنگ ہو اپنی جان سے تنگ ہی فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہی فلک سہ چشمہ ماہ تابان کو آنکھ پہ رکھ کر تماشاے کشتی دیکھ رہا ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین چار پہر رات اسی طور سے کشتی رہی کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا پہلوان زرین پوش اکھاڑے سے مشرق کے خم مار کر نکلا میدان چرخ زبرجدی مین آکر قائم ہوا مصداق نے دیکھکر آواز دی یا امیر آٹھ پہر گذرے کہ لشکر بے خور و خواب ہی اب ایک زور آخر کرتا ہون صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ مین بھی مشتاق ہون وہ زور کس گھڑی مین باندھا ہی مصداق نے کہا وہ زور میرے جسم مین ہی گرفت پر موقوف ہی یہ کہکے دونون مونڈھے صاحبقران کے پکڑے سینے مین سینہ اڑا کر ریلکر لے دوڑا صاحبقران دم کے بھروسے قدم کے شمار پر سات قدم تک ہٹ کے آئے ساتوین قدم پر لنگر مارا کہ تا بزانو غرق زمین ہوے مصداق اوپر آکر چھایا کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا لنگر مین صاحبقران کے جنبش بھی نہ پائی تین زور ایسے کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اسکو بھی ہلا دیتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر کو جنبش و حرکت بھی نہ تھی تھک کے ہاتھ اٹھا لیا کہا یا صاحبقران اب آپکے زور کا مشتاق ہون امیر مثل شیر خشم آلود اپنے مقام سے اٹھے دونون مونڈھے پکڑ کر لے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان لا کر ہتہ مارا کہ دونون گھٹنے مصداق کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا تڑپ کر لنگر قائم کرون حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہی دونون ہاتھ ستون کیے کمر بند مین ہاتھ ڈالکے زور کیا پہلے ہی زور مین لنگر اکھڑا ہتہ مار کر سر سے بلند کیا چاہا زمین پر مارون مصداق پکار اٹھا او شہریار سر سے بلند کرکے زمین مذلت پر نہ گرایئے امیر نے بسہولیت ہاتھ سے زمین پر رکھ دیا مصداق قدمون سے لپٹ گیا امیر نے کلمہ بتایا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا ہفت پیکر نے دیکھکر آواز دی اے افسران فوج یہی وقت ہی کہ گھیر کر دونون کو مار لو بلا زمان مصداق کو بھی بہت ناگوار ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہمارا افسر مسلمان ہوا ہم اسکو قتل کرینگے اول سات لاکھ فوج لینا لینا کہکر چلی صاحبقران

نے فرمایا کہ ای مصداق ہوشیار ہو فوج آتی ہی مصداق نے عرض کی ای آقا سے نامدار
اسکی کیا حقیقت ہی چالاک نے آواز دی مرکب صاحبقران لاؤ اشقر دیو زاد کسا ہوا آیا
امیر پشت پر سوار ہوے عیاروں نے برلے مصداق کینڈا ہو گیا امیر نے مرکب
بڑھا کر نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بر دغا منم زلزلۂ قاف ثانی
سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان - نعرۂ امیر

منم سرکن لشکر کافران
منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

بہ شمشیر نگون شد سر کافران
سمندون ز شمشیر فراری شدہ
سلیمان کو جیک لقب خطاب

منم اختر برج عز و جلال
کہ دیوان بدبخت عاری شدہ
ہمہ شہر آباد اسلام شد

مصداق کوہکن نے بھی برابر نعرہ کیا ساتھ صاحبقران
کے جا پڑا لندھور نے ہاتھی بڑھایا بڑھ کر نعرہ کیا نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا
بہ ہندوستان + اگر نام میپرسی منم لندھور بن سعدان + سات لاکھ ہندیوں کو لیکر
آ پڑے مالک نے مادیان بڑھائی اسّی ہزار نیزہ داران عرب لیشت پر آ پڑے مالک نے
کہا نعرۂ مالک - منم مالک اژدر خشمگین سپہ دار در لشکر اہل دین + ایک طرف بہرام گرد
بن خاقان چین اسّی ہزار چینیوں کو لیکر آ پڑا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بہرام - منم گرد بہرام
خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + ایک طرف سے آواز آئی کہ ای ہفت پیکر
پرستان آگاہ ہو منم انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان
گرد لشکر شکن - نعرۂ بدیع الزمان - بدیع الزمانم کہ در روز کین + توانم کشتم آسمان بر
زمین + ز تیغم بسے ملک اسلام شد + کہ سر فتنۂ باختر نام شد + سات آٹھ لاکھ فوج لیکر آ پڑے
سردار انکے فصل بن گیا ہور خون آشام دلیس بن گیا ہور قلبس بن گیا ہور و
ورقا سے زنجیر خوار وقارن بلند کمان وغیرہ سب جوانان صف شکن تیغ زن فوراً
آتے ہی لڑنے لگے دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم شاہزادۂ ملک قاسم لعل خفتان
خونریز خاور سپاہ - نعرۂ قاسم - ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ + زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ
کہ تاب دم تیغ شستم زمین + ہمہ باختر شد بزیر نگین + ایک طرف سے نعرہ ہوا ای کافران

سپہدار ای نابکاران نبرد قاسم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان نور الدہر بن بدیع الزمان۔ نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر + شہزادۂ ستارہ حشم شاہزادۂ نور الدہر + دوسری طرف سے آواز آئی منم نور نگاہ قاسم عالیشان ایرج نوجوان۔ نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + ایک طرف سے آواز آئی منم پہلوان نوجوان جہانگیر بن صاحبقران نعرۂ جہانگیر منم پہلوان جہان بے نظیر + کہ نامم شدہ در جہان دار و گیر + جہانگیر والا حشم آن دلیر + کہ در بیشۂ رزم غرندہ شیر + اٹھارہ فرزند صاحبقران و پانچ ہزار پانچ سو چلین سردار تلوارین کھینچکر آپڑے ہفت پیکر نے کل فوج کو حکم دیا سترا لاکھ فوج کو جنبش ہوئی معلوم ہوا سمندر نے موج ماری جہانتک نگاہ کام کرتی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی ہزار ہا سر کٹ کر زمین پر گر رہا ہی ملازمان صاحبقران و فرزندان نوجوان ایک ایک جوان لاکھون مین لڑ رہا ہے خودسرون سے گر گئے ہین سر برہنہ لڑ رہے ہین زلفین خلیلی ہوا پہاڑ رہی ہین میدان مین موسم برسات کی کیفیت معلوم ہوتی ہو سر مثل اولے کے گر رہے ہین دریاے خون کی طغیانی جسم مردان عالم کے افشانی ہزار ہا کمانین مع ترکش جوگری ہین معلوم ہوتا ہی کہ مچھلیان شناوری کر رہی ہین اگر خنجر گرا تو معلوم ہوا کہ نہنگان خون آشام شناوری کر رہے ہین ہزار ہا تلوارین دریاے خون مین بہ رہی ہین قبضے جو چمک جاتے ہین صاف معلوم ہوتا ہی کہ بچھوے پیر رہے ہین جہانتک نگاہ کام کرتی ہو دریاے خون کا جوش خروش ہو مرکب بہادرون کے دریاے خون کو جھیل رہے ہین ایک غول مین امیر حمزہ ہین ہفت پیکر سب کے آگے بڑھا ہوا تھا اسنے یہ ہنگامہ دیکھا بڑھکر نعرہ کیا منم خداوند ہفت پیکر باشیداے مسلمانان کب تمکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالا گولے کو طرف آسمان کے پھینکا پہلوے کوہ سے ایک ابر آتش فشان اٹھا کہ آگ برسنے لگی اس مجمع عام مین جس اہل اسلام پر شعلہ گرا بیہوش ہوکے گرا یا جلکر خاک ہوگیا چالاک نے یہ قیامت دیکھی خدمت امیر مین دوڑا ہوا آیا عرض کی ای شہریار جلد اسم الٰہی بہ آواز بلند پڑھیے ہفت پیکر نے سحر کیا کہ حضور سے

بلا زموں پر آگ برس رہی ہے ہزارہا بیہوش ہو کے گرے زمین پر تڑپ رہے ہیں بہتیرے
لوگ جلکر خاک ہوئے ہفت پیکر جب یہ سحر کر چکا تو پہلوانوں سے کہا اب سوائے
صاحبقران کے اور سب بیکار ہیں گھیر کر سبکو مارو پہلوانان نامی ہفت پیکر پرست
بادۂ کبر و نخوت سے مست اہل اسلام پہ جا پڑے وہ پہلوان جو زمین پر پڑے تڑپ
رہے تھے ہاتھ پاؤں قابو میں نہیں تلوار میں کاٹ کم خنجر بیدم کمانیں جھکی ہوئی اور دمند
تیر ترکش میں طائر بے بند جس بہادر کو پڑے دیکھا اسکو ہاتھ تلوار کا ماردیا وہ بحسرت
چہرہ قاتل کا دیکھکر رہگیا پکار کر کہا او نامرد ہمیں قتل کرنے سے تجھے کیا ملا مگر جب
چالاک نے صاحبقران سے اطلاع کی تو امیر نے گھوڑا جہیز کیا جہاں تک آواز
صاحبقران کی پہونچی اسم اعظم الٰہی پکار کر پڑھا جس بہادر کے کان میں آواز پہونچی
تڑپ کے اپنے مقام سے اُٹھا کافر جو مغرور ہو کر آیا تھا چاہا کہ اسکو قتل کروں
اُٹھتے ہی اُسسے لپٹ گئے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے سر کھینچ لیا لیکن منزلوں کے
گرد میں تلوار چل رہی ہے آواز صاحبقران کہانتک پہونچے جس طرف آ سکتے ہیں
سرداروں کو دیکھتے ہیں کہ تیغ کھینچا ہوا ہاتھ میں مرکب پا بہ گل خود مضمحل ہاتھ نہیں ہلاتے
اگر قصد بھی کرتے ہیں تو ہاتھ دستگیری نہیں کرتا پاؤں سے ثابت قدمی جدا ہو گئی امیر نے
پکار کر اسم اعظم پڑھا کان میں جو آواز پہونچی پھر چست و چالاک ہوئے مصروف
جنگ ہو کر بیباک ہوئے ایک ایک نے سو سو کافروں کو مارا بڑھکر قابو پرستوں کو
للکارا جس طرف صاحبقران کا گذر ہوا خون کا دریا بہ گیا ہنگامۂ گیر و دار بلند شمشیر
ارو مند ہر مقام پر تودہ و تل لاشے پڑے تڑپ رہے ہیں دریائے خون بہ رہا ہے
نقیب پر ان میں گھسے ہوئے اشعار عبرت آمیز پڑھ رہے ہیں پکار رہے ہیں اے
مردان عالم مرجاؤ دنیا کیا چیز ہو بڑے بڑے پہلوان رستم و اسفندیار و سہراب ایسے
ایسا پہلوان رستم ایسا بہادر یہ سب پیوند خاک ہوئے آج اُنکا کوئی نام نہیں لیتا
بڑے بڑے بادشاہ و خاصان خدا حلم پروردگار لیکر دنیا میں آئے لیکن موت نے
اُنکا بھی دامن نہ چھوڑا حسرتیں لیکر یہ وہ دنیا سے گئے اُنکا کوئی نام بھی نہیں لیتا

تمھارا نام مثل آفتاب کے روشن ہے زمین قتل گاہ خون مردان عالم سے رشک گلشن ہے گوش ہوش سے ہماری زبان سے سنو دنیا کو نابود جانو بحر دنیا مثل حباب کے ہے بقول مصنف قمر فرد - فنا لگی ہوے سرکشان تر دامن + ابھر چلے تھے کئی بس خاک مین حباب ملے + یارو کیا تمکو سنائین کس کس کا حال سنائین تواریخ دیکھو سب احوال کھلجائیگا مجمل یہ ہے نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا　　نہ سکندر ہی نہ آئینہ حیرت افزا
نقش یاد سحر سے یہ صدا آتی ہے　　کہ سلیمان کا یہ باد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے　　گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال　　جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا　　ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم　　کف افسوس ہر اک برگ ہے اس گلشن کا
لیے پھرتی ہے صبا دوش پہ آج انکے غبار　　جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے بپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین　　اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

رباعی - راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری + کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری + اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس + کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری +

صدہا جلیل طرار و فرار پیوند خاک ہوے لیکن کسی نے آکر اپنا حال نہ بیان کیا امت مرحومہ اشرف انبیا کے لیے پروردگار نے پردہ مقرر کیا ہے کہ ایک کے حال سے ایک آگاہ نہین ہوتا مرنے والا مرگیا خواہ نیک ہے خواہ بد ہے کوئی اسکے حال سے آگاہ نہین ہے اُس رحیم و کریم نے سزا و جزا پردۂ اخفا مین مقرر کی ہے کہ کوئی کسی کے حال سے آگاہ نہو یارو تصور تو کرو یا تو یہ رعنائی زیبائی عمدہ مکان رہنے کو عمدہ چیزین کھانے کو جلسے دوستون کے بیٹھنے کو اگر ذرا بھی ملال ہوا احباب پوچھنے والے موجود ہین ذکر کرکے اس رنج و ملال کو دفع کرتے ہین یا وہ مکان تنگ و تاریک نہ مونس نہ ہمدم نہ کوئی عزیز قریب تنہا بے نصیب اُس تاریکی مین پڑا ہے کون پوچھنے والا ہے سب نے

دفن کیا اور چلے آئے کوئی کسی کا حال نہین پوچھتا نہ قبر پر مردے کی بیٹھتا ہی کہ شاید ہمارا
بھائی یا بیٹا یا معشوق ہمکو تڑپ کے پکارے تو ہم جواب دین اس تنہائی مین نکیرین کا
آنا اور احوال پوچھنا اگر رحمت پروردگار شریک نہ ہو تو کس کی مجال ہو کہ بات کا انکی جواب
دے مشہور ہی کہ گرز آتشین ہاتھ مین شیشون مین عقرب داد ر آنکھین مثل مشعل کے روشن
ہین اس حال مین پوچھنا کہ ای شخص تیرا خدا کون ہی اسوقت اُسکی رحمت شریک ہو کر جواب
دلواتی ہی ورنہ انسان کی کیا مجال ہی کہ اُنکی بات کا جواب دے سکے ہروقت اپنے پیدا کرنے
والے کو یاد کرو اُسی سے فریاد کرو رزاق مطلق کارساز برحق ہی کیا کیا غذائین ہم پر بھیجین
کیا کیا نعمتین عطا فرمائی ہین بہشت و دوزخ پیدا کیے مگر خاصان خدا شوق بہشت مین تارک
دنیا ہے تمکو بھی یہی مناسب ہی کہ دنیا ایک زال بیوا ہے بے مہر و بے وفا ہی جتنی اسکی جستجو
کروگے اتنا ہی یہ دام مکر مین پھنسائیگی کیا ہاتھ آئیگا اپنے حال پر آخر مین رونا پڑیگا اسوقت
اپنے اختیار مین ہو جب اختیار ہاتھ سے نکلجائیگا تو بڑا افسوس ہوگا نقیبون نے جو یہ
مضمون فیض مشحون نظم و نثر مین بیان کیے مردان عالم ہجوم جھوم جھوم کر صف دشمن پر جا پڑے
آوازون نے نقیبون کی ہنگامہ ڈالدیا جنگ مین تیزی دلون پر نامردون کے خوف
طاری جو جان کو عزیز رکھتے ہین حریف کو جو آتے دیکھا کہ تلوار کھینچے ہوئے آتا ہی منھ دبا کر
بھاگے کسی نے پوچھا کیون بھائی کہان بھاگے جاتے ہو کہا ای برادر ابھی ابھی ایک شخص
کی زبانی سنا ہی ہماری زوجہ حاملہ تھی گھر مین کوئی اور عورت نہین ہی مین اسکی خبر سنکر
جاتا ہون جاکر اُس نیکبخت کی خبر لون ایسا نہ ہو کہ ہلاک ہو جائے دوست نے کہا کہ ای
برادر شب کو قسم کھائی کتاب خداوندی پہ ہاتھ رکھا قدرت کو تنہا چھوڑ کر بھاگے جاتے
ہو مسلمان قدرت کو گھیر لین گے اُنکو مہلت نہ دینگے جمکر لڑو اسوقت گھر نہ جاؤ ایسی
لڑائی کبھی نہین پڑی ہاتھ جوڑ کر جواب دیا ہم ابھی تھوڑی دیر مین آتے ہین وہ تلوار جو کہ ہمارا
باپ کے ہاتھ سے چلی ہی اُسکو لاتے ہین یہ کہہ رہا تھا کہ اُدھر سے ایک سوار ملازم
صاحب قران عالمیوقار لڑتا ہوا آتا تھا اُسنے جو اُس نامرد کو دیکھا پشت پر آکر نیزہ مارا
کہ سینے کو توڑ کر پار گذرا ہاے کہکر گرا کہا ای شخص تو نے روک کر میری جان لی زوجہ کے

دیکھنے کی حسرت رہ گئی نہیں معلوم انجام کیا ہو شاہ مرد تو اسلح مر رہے ہیں جانباز و سرفروش
جنگ کر رہے ہیں منزلوں تک برق شمشیر چمک رہی ہو سنانہائے نیزے کا چمکنا کمانوں
کا کڑکنا تیر پیغام قضا لیکر آرہے ہیں جسکے سینے پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے صدہا
لاشے لوٹ رہے ہیں اہل اسلام زخم دار مگر دشمن کشی پر بیقرار ہاں اگر ایک ہاتھ کٹ گیا اور
گھوڑے سے زخمی ہو کر گرے ڈیڑھ ہتھی بغل میں دبی ہوئی ہی پڑے پڑے دیکھا ایک
رسالدار درختوں کی آڑ پکڑتا ہوا آتا ہو مگر زبان پر جاری ہو کہ آج ہمارا رسالہ خوب لڑا ایک
ایک نے دس دس کو قتل کیا وہ جوان جو پڑا تھا اسنے پکار کر آواز دی رسالدار صاحب ذرا
اسطرف آیئے رسالدار نے دور سے دیکھ لیا کہ بالکل بیکار ہی ٹہلتے ہوئے قریب آئے
کہا کیوں بھائی کیا ہو اس جانباز نے کہا ایک کٹورا پانی کا پلا دیجیے اور ہماری کمر میں اشرفیاں
ہیں وہ لے لیجیے ہمارا وقت اختتام ہو ذرا سا قصہ کام ہو وہ رسالدار نام اشرفیوں کا
سنکر ہنسے کہا بھائی میں پانی لاتا ہوں ہر چند کہ دشمن کے لشکر کے ہو مگر سپاہی کے کام
سپاہی آتا ہو تم خوب لڑے انتہا کے زخمی ہوے ہم تمکو پانی پلا ہیں اور تمھارے
لشکر والوں میں اٹھا کر تمکو پہونچا دیں مگر کیا اشرفیاں تمھارے پاس ہیں وہ نہیں ہم تمھاری تدفین
ونماز کرادینگے زخمی نے کہا بھائی کہ اشرفیاں کیسی عمر بھر میں سو اشرفیاں جمع کی ہیں ہمیانی میں
بندھی ہو رسالدار خوشی خوشی گئے بہشتی کو پکارا کہا ایک کٹورا پانی ہمیں دے بہشتی سے
پانی لیکر کہا اس مقام سے جاؤ کٹورا لیکر قریب زخمی کے آئے زخمی کی بغل میں جو ڈیڑھ ہتھی
دبی تھی ہاتھ تلوار کا مارا کہ دونوں ٹانگیں رسالدار صاحب کی اڑ گئیں لڑا کر گرے زخمی
نے کہا بھائی کوئی ہمارے پاس بات کرنے کو نہ تھا سوجہ سے تمکو بلا لیا تھوڑی دیر میں
ہماری اور تمھاری جدائی ہوگی تم جہنم میں جاؤ گے ہم بہشت میں جائینگے منزلوں یہی
ہنگامہ ہو جنہدی کس دھوم سے لڑ رہے ہیں کوئی کافر بڑے قد وقامت کا آیا یہ اسکے
مقابلے میں پہونچے لیکن کافر بڑے قد وقامت کا جوان تھا اسنے بڑھکر نیزہ مارا اسنے سنبھلنے
نہ پائے سینے کو توڑ کر پار گذرا اسنے نیزے پر اٹھا لیا انھوں نے تیغ مارا کہ نیزہ کی چھڑ
پشت کے پار گذر گئی برابر اس جوان کے پہونچے ہاتھ مارا وہ نیچے گرا آب اسکے اوپر گرے

مرتے مرگئے اپنے حریف کو نہین چھوڑتے جس مقام پر دیکھو دس لاشے کافرون کے پڑے
ہین تو ایک لاشہ اہل اسلام کا پڑا ہی تمام میدان لالہ زار ہو رہا ہی صاحبقران وہان اکیلے
کس کس طرف جائین ہفت پیکر آگ برسا رہا ہی ایک طرف پانی کا دریا جوش مار رہا ہی
اس سحر سے اہل اسلام عاجز ہین لڑتے لڑتے تھم جاتے ہین سحر سے گھبراتے ہین۔
صاحبقران پڑھکر اسم اعظم بڑھتے ہین کہ چار پہلوانون کو ہفت پیکر نے حکم دیا
شغاد صف شکن و بہزاد تیغ زن و فولاد کوہکن و ہلال نیزہ بازان چارون سے کہا
کہ جاکر حمزہ کو گھیر لو کسی طرف بڑھنے نہ دو مین سحر کرکے سب لشکر کو مٹا دونگا یہ چارون
پہلوان گینڈے اڑاتے ہوے سامنے صاحبقران کے آگئے اور للکارا کہ او حمزہ
عرب کہان جاتا ہی قدرت ہمارے سحر نہین کرتے تمہر آفت ارضی و سماوی ہی قدرت
سحر کرنا کیا جانین قدرت تقدیر کرتے ہین صاحبقران کو کب تاب ہی کہ کوئی لوٹکے
اُنکے مقابلے کو نکلا مین شغاد کو بڑھکر ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مار کر شغاد
کو چاہا مرکب بڑھاؤن کہ فولاد نے پشت پر سے ہاتھ مارا سر صاحبقران کا زخمی ہوا
ایک پہلو سے ایک کافر نے آکر تلوار ماری کہ شانہ صاحبقران کا نشانہ ہوا ایک نے
نیزہ مارا کہ پشت بھی زخمی ہوئی امیر نے اتنے بڑے زخم کھاکر ان تینون کو واصل جہنم کیا
مگر ایسے زخم کھانے کی بہت مجبور ہوے سر سے خون بہہ رہا ہی شانہ جھول پڑا اب امیر
لڑنے سے معذور ہوے خوف ہوا کہ گھوڑے سے نہ گر پڑون چالاک سے
ناچار ہو کر فرمایا کسی پہلوان کو تو بلا لندھور سامنے لڑ رہے تھے دونون بیٹے
لندھور کے فرہاد خان یکفرلی دار شیون پر بزاد باپ کی جھول پکڑے ہوے
مصروف جنگ ہین لاش پر لاش گرا دی کہ چالاک نے پکار کر آواز دی او دارا ہند
غضب ہوا کہ صاحب قران زخمی ہوے وہ دیکھو سامنے کھڑے جھوم رہے ہین
اور کافرون کا بلوہ ہو جاتے ہین کہ صاحب قران کو ہلاک کرین لندھور نے جو چالاک
کی آواز سُنی بیہوش ہو گئے ہاتھی کو بڑھا کر اس مقام پر آئے جہان امیر لڑ رہے
تھے سردارون سے اشارہ کیا کہ مجمع کر دے صاحبقران کے متفرق کردہ سردارون نے

بڑھ کر ایسی شمشیر زنی کی کہ کافر بھاگے لندھور نے ہاتھی سے اُتر کر امیر کو گود میں لیا
عرض کی آقاے نامدار آپ کو ہاتھی پر سوار کروں یوں کافروں کے ہاتھ سے بچاؤں سحر
نے ہفت پیکر کے قیامت برپا کی ہے صاحبقران نے فرمایا اے لندھور میرا حال ابتر
ہے پشت پر بھی زخم شانہ بھی زخمی سر بھی زخمی اب سنبھلا نہیں جاتا سامنے ہو نہیں سکتا
ہے اس مقام پر مجھے بٹھا دو تماشاے جنگ بھی کروں داہنا ہاتھ تو بیکار ہے مگر بائیں
ہاتھ میں تلوار رونگا جو کوئی قریب آئیگا اُسے ہٹا دونگا تم بڑھ کر لڑو مگر اپنے کو سحر سے
ہفت پیکر کے بچاؤ لندھور نے وہی کیا کہ نخلستان میں آکر فرش بچھایا صاحبقران
کو وہاں بٹھا دیا مقبل وفادار کو بلایا کہا اے مقبل تم صاحبقران کی حفاظت کرو اور
کافروں کو انکے قریب نہ آنے دو مقبل صف جما کر کھڑا ہوا شمشیر زنی کر رہا ہے تیر اندازوں کو
اپنے جمایا جو فوج سامنے آئی اُسکو تیر مار کر گرا دیا مگر ہر مرتبہ ہفت پیکر ہر سردار کو اشارہ
کرتا ہے کہ صاحبقران کو جا کر قتل کرو وہ پہلوان چندکس کو پکڑ آتا ہے مقبل کے
ہاتھ سے شکست کھاتا ہے صاحبقران زمان نے جو یہ حال دیکھا کہ مقبل کے غلام
وفادار بہت مارے گئے سجادہ بچھایا اول نماز حاجت پڑھی دونوں ہاتھ اٹھا دیے پکار
اُٹھے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز ایسی مغلوبی کبھی نہ دیکھی تھی اس مشکل کو
آسان کر تیرے نزدیک سب سہل ہے کیا وقت اختتام صاحبقران آگیا تیری ذات
کو بقا ہے دنیا ایک دن اسی طرح فنا ہے۔ نظم

طالب عرفان نمیدارد بدولت احتیاج
بندۂ خالق برد کے پیش خلقت احتیاج

صاحب وحدت نمیدارد بکثرت احتیاج
اہل خلوت را نمی باشد بجلوت احتیاج

عاشق رویش نمی بیند برغبت سوی گل
سالک کویش نمیدارد بجنت احتیاج

عاشق مولی است بیشک ز اختلاط غیر پاک
اہل حق را نیست باکس فی الحقیقت احتیاج

چون نباشد مردہ را رغبت بآب زندگی
چون نگردد تشنہ را با ابر رحمت احتیاج

بندگان را نیست غیر از بندگی کار دگر
عابدان را نیست جز شغل عبادت احتیاج

کہ بجز محبوب خود پیش دگر ما ہر کسند
اہل شوق و ذوق و اخلاص و محبت احتیاج

کے بود فرمانروائے کشور تجرید را
با ہجوم لشکر و قوم و ولایت احتیاج

کے دوا خواہد مریض درد باطن را طبیب
کے برد پیش معالج ہمہ صحت احتیاج

کے شود سائل بباب صاحب حشمت فقیر
کے برد قانع بہ پیش اہل دولت احتیاج

عاشقان را نیست جز عشق و محبت آرزو
اہل الفت را نباشد غیر الفت احتیاج

ہست ہندی صرف محتاج خداوند کریم
نیستش اندر جہان با اہل حاجت احتیاج

صاحبقران بیقرار ہو کر دعا کر رہے ہین کہ ہفت پیکر نے تدبیر بلند رکاب نامے پہلوان کو بلایا کہا کہ ایک کام تو کر جا کر ناموس حمزہ کو لوٹ لے کوئی تو صدمہ مسلمانون کو ایسا پہونچے کہ اپنی جان سے بیزار ہون تدبیر بلند رکاب تین لاکھ فوج لیکر چلا جب قریب بارگاہ ناموس وہ پہونچا کنیزون نے اور چوبدارنیون نے تیر اندازی شروع کی امیر کی جونگاہ بڑی بیقرار ہو گئے فرمایا کہ ای مقبل غضب ہوا وہ پہلوان فوج گران لیکر قریب خیمہ ناموس پہونچا کنیزین تیر مار رہی ہین چالاک کو حکم دو کہ جا کر ناموس کو سوار کرا کے لیجائے کسی پہاڑ پر پہونچا دے کہ بعد ہمارے ان دست و پا شکست عورتون کو آرام ملے ہر چند کہ بعد ہمارے ان بیچاریون کو آرام کہان مگر چند ساعت تو چین سے رہین یہ جلوہ دیکھکر دم گلا جاتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے مقبل نے چالاک کو آواز دی کہ ای مہتر والا گہر لڑائی بگڑ گئی تدبیر بلند رکاب نامے پہلوان طرف ناموس کے جاتا ہے ناموس کے رونے کی آواز آ رہی ہے کوئی بی بی یہ آواز بلند پکار رہی ہے کہ ای کریم و رحیم جمال صاحبقران زمان دکھا دے ہم اپنے وارث کے قدمون پر نثار ہون

نظم

رشک الفت کم نہین کچھ کاٹنے سے شمشیر کے
کٹ گیا پروانہ شب کو نام سے گلگیر کے

عفو کر دیگا وہ گو لایق ہون مین تعزیر کے
آگے آمرزش کے کیا رتبے مری تقصیر کے

تلخکامی کے مزے سے ہون ازل سے آشنا
عہد طفلی مین پیا ہے زہر بدلے شیر کے

کون سے مجنون کو گاڑا ہے مسلسل ای جنون
سنتے ہین زیر زمین نالے صدا زنجیر کے

عشق ابرو و مژہ مین جان بلب ہین سیکڑون
تیر کے زخمی ہین کچھ گھایل ہین کچھ شمشیر کے

اب باقی جو اگر قاتل تو کر دے حلق تر
لے رہے ہین ہچکیان بسمل تری شمشیر کے

ہی بعینہ ابروے قاتل علی کی ذوالفقار
پوچھیے روح الامین سے کاٹ اس شمشیر کے

پھرتے ہین کوہ و بیابان مین لپیٹے شہپر خاک
شکل دکھلائین کسے جو یادری تقدیر کے

عرش و کرسی تھرتھرا اٹھین دلا وہ نالہ کر
فائدہ کیا کھینچنے سے آہ بے تاثیر کے

گر پڑین آنسو کلیجہ منہ کو آجا ئے ترا
کان تک پہونچین اگر نالے کسی دلگیر کے

سر نہ سر کا دن ہے خنجر شہادت گاہ مین
آبرو رکھنا الٰہی واسطے شبیرؑ کے

رند ہین اصلاح کس سے خواجہ آتش کے سوا
ہو چکے ہین دس برس آگے مرید اُس پیر کے

صاحبقران نے بیقرار ہوکے جو چالاک سے کہا چالاک نے بڑھکر آواز دی اے عیاران اہل اسلام جلد آؤ ساٹھ ہزار ایک بچہ حاضر ہوا چالاک سب کو لیکر طرف ناموس کے چلا تدبیر بلند رکاب کنیزون کو قتل کر رہا ہے کہ چالاک پہونچا آتے ہی چالاک نے ایک بچون کو آواز دی عیاران نامدار لے بڑھے جناب دیدہ و کار آزمودہ دیکھا کہ سوار بلوہ کیے ہوے آتے ہین حقہ ہاے آتشبازی نکالے ساٹھ ہزار حقہ جو چلا ہمراہیان تدبیر بلند رکاب گھوڑون سے گرے بعضے گھوڑا پھیر کر بھاگے غل مچاتے ہوے ناموس نے جو خبر پائی کہ چالاک ہمکو لینے کو آیا ہی وہ سب شاہزادیان کہ جنکا سایہ چشم فلک نے نہ دیکھا تھا وہ ڈیوڑھی پر آئین پکار کر آواز دی ای چالاک ہمکو خدمت مین صاحبقران کی لیچلو اپنے وارث کے قدمون کے نیچے جان دین ہمارے زندہ رہنے مین خرابی ہی اگر ہم زندہ رہے تو کفار ضرور ہمارا پیچھا کرینگے یہ ہمکو گوارا نہین کہ دشمنون کے پہلو مین بیٹھین ہم ہمیشہ سے مشتاق جمال صاحبقران زمان ہین ہمارا تو یہ حال ہی زندگی بہت محال ہی کیا بیان کرین **نظم**

فصل گل آئی جنون سلسلہ جنبان ہو گئے
یارب آباد کہین خانۂ زندان ہو گئے

گاہ بیگاہ ادھر بھی نگہ مژگان ہو گئے
اسطرف بھی کرم خنجر بران ہو گئے

رشک فردوس مکان ہی ترا ای غیرت حور
یان کی دربانی کو زیبا ہی جو رضوان ہو گئے

پھر تو بین اگر اُس مہ کو ہوا فشان کی تلاش
کٹ کے سورج کی کرن صورت افشان ہو گئے

کوئی کا نہین ہنگامہ پئے دست جنون
چاک جو جیب کا ہو تا سر دامان ہو گئے

زلف سر کے وہ رخ اپنے کو ذرا دکھلائے
جانتے ہین یہ صنم جیسے ہوا کار ثواب
سرمگین چشم کا شہرہ جو رہا یون چندے
ایک دم دست حنائی مین اگر تو رکھے
پھول توڑون تو چھپین ہاتھ مین بہر کے کانٹے
جان و دل بیش کش یار کرینگے اے رند

یا الٰہی سحر و شام غریبان ہوئے
ہاتھ سے انکے اگر خون مسلمان ہوئے
چاہیے سارا جہان شہر خموشان ہوئے
وہین تسبیح گہر سبحۂ مرجان ہوئے
عیش چاہون تو وہین رنج کا سامان ہوئے
اور کیا بے سر و سامان سے سامان ہوئے

چالاک نے ڈیوڑھیون پر ہمانے لگائے شاہزادیان روتی جاتی ہین اور سوار ہو رہی ہین تمام محل مین بلوہ ہی ہر ایک شاہزادی یہی کہتی ہے ای چالاک ہمکو نہ چھوڑنا چالاک ایک ایک شاہزادی کو سوار کر رہا ہی کنیزین غل مچا رہی ہین ای حشر والا گہر ہمکو بھی ہمراہ لو چالاک جھپٹ کے تانگے لایا کنیزون کو اُسپر سوار کیا سب مجافون کو بیچ مین لیا اُسی وقت شاہزادیون نے بلکنا اور تڑپنا اور پکارنا شروع کیا ہر طرف ہنگامہ ہو کہ ارے چالاک ہمین قتل کر ڈال تو کہان لیے جاتا ہی ہمارا نکلنا اچھا نہین ہی ہم گوشہ نشین ہین ہمکو باز مین نہ لیجاؤ ہم اپنی جانین دینگے صاحبقران کے کان مین یہ آوازین آ رہی ہین بے اختیار ہو کر پکار اُٹھے کہ ای خالق کارساز و ای رب بے نیاز اس مشکل کو آسان کر ان بیبیون کا نکلنا بڑے ستم کی بات ہی میرے سامنے یہ شاہزادیان محلات سے نکلی ہین۔ نظم

الغیاث ای حاکم تخت حکومت الغیاث
الغیاث ای داد بخش اہل حاجت الغیاث
دافع ہر محنت و غم رافع رنج و الم
منبع لطف و عطا و مظہر جود و سخا
بندہ پرور سایہ گستر فیض بخش و داد گر
دستگیر بندۂ بیدست و پا در بیکسی
مالک و فرمانروا و اہل حکم و اہل زور
ذو الجلال و قادر و قیوم و رحمان رحیم

الغیاث ای والی ملک ولایت الغیاث
الغیاث ای چارہ ساز اہل علت الغیاث
ہمدم ہر اہل دم وقت مصیبت الغیاث
مطلع نور صفا کان عنایت الغیاث
معدن احسان و اکرام و محبت الغیاث
ہمدم و دمساز اندر رنج و راحت الغیاث
اہل طاقت اہل قوت اہل قدرت الغیاث
خوان نعمت ابر رحمت گنج حکمت الغیاث

دل نہ بندد ہندی اندر بندگی واحسرتا	نفس سستی میکند اندر عبادت الغیاث

ہر طرف ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی صاحبقران کو یقین کامل ہی کہ ہمکو شکست فاش ہوئی دیکھیے اب لشکر کیونکر سنبھلے ای کارساز اس لڑائی کو سنبھال لے مجھکو یہ یقین نہ تھا کہ لشکر پر یون تباہی ہوگی اب اس فساد کا رکنا دشوار ہو دیکھیے انجام کار کیا ہو اس سوچ مین امیر تھے اور ہفت پیکر آگے بڑھا ہوا سحر کر رہا ہی تمام لشکر صاحبقران بیقرار و بے چین ہی جب ہفت پیکر نے بڑھکر سحر کیا گھوڑے چلتے چلتے رک گئے تلوارین ہاتھ مین رکین پاؤن پیدلون کے چلنے سے رکے آسمان سے آگ برس رہی ہی کسی طرف پانی جوش مار رہا ہی کوئی ڈوب کر ٹھنڈا ہوا کوئی آگ مین جلا ہزار ہا جلکر خاک ہوے ہفت پیکر اسطرح سحر کرتا پھرتا ہی صاحبقران مجبور و ناچار زخمدار بیٹھے ہوے یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین جسقدر آواز مین قوت ہی پکار کر اسم اعظم پڑھ رہے ہین جو قریب کے لوگ ہین وہ سحر سے ہفت پیکر کے محفوظ ہین اور اس قابو پرست کا یہ طریقہ ہو کہ جس غول کو لڑتے ہوے دیکھا اُسی غول پر جا پڑا اور سحر کیا لڑنے والے لڑنے سے محروم ہوے حیران ہوکر کھڑے ہوگئے ایک طرف سے لڑتے ہوے چند فرزندان صاحبقران اسطرف جو آئے سحر سے ہفت پیکر کے کانپ رہے تھے صاحبقران نے پکار کر اسم اعظم پڑھا کان مین جوان شیرون کے آواز پہونچی سحر اُتر گیا جنگ مین معروف ہوے اور جو ساحر کہ لشکر مین صاحبقران کے ہین مطیعان امیر و ہمراہیان جہانگیر و بدیع الزمان و نور الدہر و ایرج نوجوان و ہمراہیان رستم مثل آفتاب فلک سیر وغیرہ ہر چند کہ یہ سب ساحر سحر کر رہے ہین بمشکل اپنے کو بچاتے ہین مگر سحر اُسکا دفع نہین کر سکتے کہ ہفت پیکر خود سحر کر رہا ہی آج یہ بیحیا کسی کے سحر پر اطمینان نہین کرتا خود ہی معروف سحر ہی بلکہ بعض ساحر ہمراہیان ہفت پیکر تعجب کرتے ہین کہ خود قدرت سحر کر رہے ہین یہ کیا معرکہ ہی قدرت کبھی سحر نہ کرتے تھے تقدیر فرماتے تھے بعض کہتے ہین آج چونکہ انجام کی لڑائی ہی قدرت مثل انسانون کے خود سحر کر رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ آج قدرت ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے اُس ہنگامے سے آفتاب فلک سیر

دفع سحر ہفت پیکر کرتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا سامنے آکر رونے لگا عرض کی ای
شہریار مقام افسوس ہی کہ اگر ہمارے آقاے نامدار رستم عالی وقار ہوتے اور یہ جھگڑا تے
تو ہم اس سحر سے ہفت پیکر کے فرصت پاتے لیکن افسوس ہو نہین معلوم اُس شیر بیشہ
جرأت کو لقراط ثانی نے کہان طلب کیا یہ تو غلام نے خبر پائی کہ سرحد خیال سکندری مین
مصروف جنگ ہین جہان جیسے وہان سے بہ جرأت نکلے جو طریقہ آنکا اِس طلسم مین تھا
وہی رنگ اُنکا طلسم خیال سکندری مین بھی ہو مگر مقام تعجب ہی نہین معلوم کہ کس
مقام پر ہین اگر اُنکو خدا یہان بھیجتا اور وہ مصروف جنگ ہوتے تو ہم لوگ نجات پاتے
مگر ناچار ہین کہان اُس شہریار کو تلاش کرین یہ کہکر دعا کرنے لگا کہ ای کریم کارساز واے
بندہ نوازواے غفور ورحیم ہم گنہگارون پر اپنا رحم شریک کردے۔ نظم

تو از پردہ جہالت جہرہ بنمود	شد از ایجاد پیدا اشکل موجود
بحکمت پیل گردد عاجز از مور	بگیرد لشہ جان از جسم نمرود
بہر با مہب بہر ملت بہر دین	تو مقصودی تو مسجودی تو معبود
کند گر صد گنہ بندہ گنہگار	نیازی تو باب رزق مسدود
تو رحمانی تو منانی تو دیان	تو خلاقی تو رزاقی تو معبود
درین جلوہ گہ اہل نظارہ	گہی شاہد شدی وگاہ مشہود
فقط کردی تو روشن نام ہندی	بہر دیوان بہ نظم گوہر آمود

صاحبقران زمان فرما رہے ہین کہ ای آفتاب فلک سپر خدا تمھاری دعا کو قبول کرے
بقول تمھارے رستم آجائین تو بڑی جہلت ہو آفتاب عرض کرتا ہی کہ ای شہریار
ناموس کو لیکر عیار نکل گئے مگر اُس بیحیا نامرد نے تجویز کیا ہی کہ کوئی پہلوان تعاقب مین
ناموس کے جائے سُنا ہی کہ بین آرہ کش تین لاکھ فوج لیکر فکر ناموس مین گیا
صاحب قران اُس زخمی ہاتھ سے سر پیٹ رہے ہین فرماتے ہین ای آفتاب بڑے
افسوس کی بات ہی کہ ناموس کے ساتھ کوئی پہلوان نہین صرف چالاک عیار ہے ہرچند کہ
وہ بڑا کارگذار ہے لیکن مقام بر زور کے کیا کریگا کیونکر ناموس کو بچائیگا شاہزادیان

اپنی جا مین دیدنگی کافر کو منھ نہ دکھائینگی یہ وہ بیبیان ہین کہ جنکا سایہ آفتاب نے
نہین دیکھا میری محبت مین گھر بار چھوڑ کر نکل آئین جو آئی وہ سلطنت چھوڑ کے آئی خدا
اُنکی عزت و حرمت بچائے یہ روز سیہ فلک نہ دکھائے یہ کلمات حسرت فرما کر امیر نے بھی
ہاتھ اُٹھا دیے پکار اُٹھے ای خالق کارساز و ای بندہ نواز روے زیبائے رستم
دکھا دے کہ وہ شیر آکر مصروف جنگ ہو۔ نظم

بندہ ہات وحش و طیر و انسان اند
خادم زار حور و غلمان اند

حاکمان زمان محکومت
اہل لندان بزیر فرمان اند

سربلندان پایۂ دولت
سربسر زیر بار احسان اند

عاشقان جمالت ای دلدار
محو حیرت ہمیشہ مے مانند

گاہ ہیجان بصورت تصویر
مثل آئینہ گاہ حیران اند

گاہ مانند برق می خندند
گاہ مانند ابر گریان اند

گاہ در وصل خرم و خرسند
گاہ پابند بند ہجران اند

گاہ چست اند و چابک چالاک
گاہ کمزور و زار و بیجان اند

در ہمہ حال حاضر و موجود
از ہمہ خلق مرترا دانند

عاشق زار و طالب دیدار
جلوہ ہات بیند از در و دیوار

تمام حاضرین وقت دعائین مانگ رہے ہین ہفت پیکر پہلوانون کو بھیجا جاتا ہے
صاحبقران کے نزدیک جماؤ ہوتا جاتا ہے سلمان دیو بند نامے پہلوان کئی لاکھ
فوج سے لڑ رہا ہے ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ای سلمان دیو بند سب طرف کی
فوجین مین نے بیکار کر دین مگر قریب حمزہ کے لوگ جمع ہوتے جاتے ہین لاکھ دو لاکھ
سے زیادہ نہین ہین فوج گران پیکر جا اور سب کو متفرق کر پھر حمزہ کا سر کاٹ لا جنگ کا
مین نے خاتمہ کیا ہے افسوس ہے اسقدر میرے ساتھ ساحر ہے کہ مسلمانون سے تین حصے
زیادہ ہے مجھ ایسا ساحر سحر کر رہا ہے کہ لاکھون کو ایک ایک سحر مین بیکار کیا مگر مقام تعجب
ہے ایک دن اور ایک رات لڑتے گذرا اب دوسرا دن ہے جنگ کا خاتمہ نہین ہوتا

توجا کے اختتام کر سلمان دیو بند تین لاکھ فوج لیکر چلا یہان بدیع الزمان قریب
فرخ صاحبقران مرکب گلگون باختری پر سوار گرد سرداران نامدار مصروف جنگ
کفار ہین جو کافر آیا اُنکے سردارون کے ہاتھ سے مارا گیا صدہا کو مار کر گرا دیا زمین خون
سے رنگین ہو رہی ہی کہ سلمان دیو بند جلوہ کر کے آیا دور ہی سے للکار کر آواز دی
او پسر حمزہ طرف صحرا کے بھاگ جا بدولت آتے ہین ابھی حمزہ کو ستاتے ہین کیا
مجال ہی کہ کوئی میرا سامنا کر سکے مین نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا علی کا شاہزادہ
میرے ہی ہاتھ سے زخمی ہوا ہی یہ حال آئینہ ہی لایق معائنہ ہی بدیع الزمان نے جو
سلمان کو آتے دیکھا گھوڑے کو بڑھایا صاحبقران بہ آواز بلند اسم الٰہی پڑھ رہے ہین
بدیع الزمان سحر ہفت پیکر سے محفوظ ہین سلمان دیو بند نے بڑھ کر نیزہ مارا بدیع الزمان
نے نیزہ اُسکا پکڑ کر توڑ ڈالا اُس بیحیا نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے
تیغ طلسم طہمورث دیو بند پر روک کر خبردار کہکے ہاتھ مارا تیغ طلسمی دست
زبردست بدیع الزمان تڑپ کر جو تیغہ گرا سپر کو کاٹا سر اسکے دو جز ٹکڑے کو کاٹ کر زمین
مین آکر بوسہ دیا فوج پر اُسکی جا پڑے تین لاکھ مین اکیلے جنگ کر رہے ہین ایک
بیحیا نے نیزہ مارا کہ بایان ہاتھ زخمی ہوا سپر ہاتھ سے چھوٹ پڑی دوسرے نامرد نے
پشت سے آکر وار کیا سر بھی سر اسر اُس تو دوسرے ہاتھ سے زخمی ہوا قریب تھا کہ نامرد
ملک بدیع الزمان کا سر کاٹ لین کہ پہلو سے آواز آئی باشید ای کافران بیحیا و
ای نابکاران بیدغا ۔ نعرۂ قاسم

آفتاب مشرق دین پروری
زخم تیغ برابر و نیزہ و بارہ

شہسوار لعل پوش خاوری
ز آب دم تیغ شمشیر زمین

ملک قاسم آن شاہ خاوری
ہمہ باختر شد بزیر نگین

نعرہ کر کے قاسم آ پڑے گرد سے بدیع الزمان کے فوجون کو ہٹایا قیماس خان خاوری و
حسنخان خاوری و مالک ترک سفید جامہ و شاہزادہ عمرو گورزاد ختنی وغیرہ مدد قاسم
کو آئے خوب اُس مقام پر تلوار چلی ہزارہا کافر اُس مقام پر مارے گئے تمام صحرا خون سے
گلنار ہو گیا شاہزادہ جہانگیر والا تبار سے جو ایک غول مین گھرے ہوے تھے دور سے

دیکھا بدیع الزمان زخمدار ہین قاسم نوجوان بصد عزم و شان مجمع کو گرد سے بدیع الزمان کے
ہٹا رہے ہین مگر کافر ٹوٹے پڑتے ہین جہانگیر نے وہین سے نعرہ کیا با شید ہو قابو پرستان
یہ کہکے وہ شیر دلیر مثل شیر خشمناک تلوار کھینچکر جا پڑا ایسے لطف سے جہانگیر نے شمشیرزنی کی
بدیع الزمان کو مجمع سے نکالا شاہزادۂ بدیع الزمان خون بہتے ہوے مجمع سے باہر
نکلے جہانگیر کو جو فوج نے گھیرا ہفت پیکر خود سامنے آکر کھڑا ہوا جم جمے کے سحر کر رہا ہو کبھی
آگ برساتا ہو کبھی زمین ہلا دیتا ہو کہ زمین سے دھنوئین نکل رہے ہین تمام نخل مثل شمع کافوری
جل رہے ہین مالک نے جو دور سے دیکھا کہ قاسم مجمع مین گھرے ہین اور کفار چاہتے ہین
کہ گھیر کر انکو مار لین جہانگیر شمشیرزنی کر رہے ہین مالک نے یہ بھی دیکھا کہ جہانگیر نے کافرون
کو ہٹایا مگر جسم تمام چھنا ہوا غربال بنا ہوا مالک نے دیکھا کہ اب جہانگیر کا تو نکلنا
بہت دشوار ہو وہین سے نعرہ کیا اور اپنے عربون کو اشارہ کر دیا عرب نیزہ باز جو نیزے
لیکر گرے مجمع کفار کو درہم و برہم کر دیا مگر مالک کو کافرون نے گھیر لیا تبر مار کر زخمی کیا
لندھور نے جو دور سے دیکھا کہ مالک زخمدار ہوے چہار طرف سے تیر برس رہے ہین ہاتھی
کو ہولا بیٹون کو اشارہ کیا کہ مالک کو بچاؤ بیٹے تلوارین کھینچکر جا پڑے اس لطف سے
لڑے کہ مالک کو نکالا لندھور نے جو بیٹون کو زخمی دیکھا کلیجہ منہ کو آگیا قلب ٹھہر گیا
نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم دارا ے صاحب را ے
سواد اعظم ملک ہندوستان جانشین صاحبقران لندھور بن سعدان۔ نعرۂ لندھور
جزیرہ ملے دریا اگر فتم تا بہ ہندستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان
غول مین گھس پڑے یاد صاحبقران بکار کر اسم اعظم پڑھ رہے تھے بایہ خضوع و خشوع تمام
دعا مین مانگنے لگے آواز دی ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر اس آفت کو دفع کر سب گرفتار
زخمدار ہین کیسے بیقرار ہین تیری صفت کیا عرض کرون نظم

ہمہ خلق شاہ و گدا خاص و عام	خدا را پرستش کند صبح و شام
چہ نام است نام خدا نام حق	کہ ہم نام او نیست درد ہر نام +
بیاد خدا ہر کہ عادت کند	بماند بہر دو جہان شاد کام

نیاید بہ ہوش آنکہ اندر جہان | زمینائے الفت کند نیک جام
کند شغل مرد خدا حق پرست | بہ ذکر شب و روز و فکر مدام
قدم ہر کہ اندر حقیقت نہاد | کند طے رہ حق رسی در دو گام
بحکم خدا ہر کہ گردن نہاد | شود خادمش خلق و عالم غلام
بحق ہست انجام و آغاز خلق | ز او ابتدا و بر او اختتام
خدا او احد و لا شریک است بس | کسے را درین نیست جائے کلام
خدا بیمثال و خدا بے نظیر | خدا مظہر ہر قلیل و کثیر

سب سرداروں نے بیقرار ہو کر ہاتھ اٹھا دیے سب سردار ہمراہ صاحبقران مصروف دعا ہین دوسرا دن اس لڑائی کو گذرا کہ سردار لڑتے لڑتے تھک گئے ہین ہفت پیکر ہر مرتبہ نئی فوج لاتا ہے وہ فوج آکر لڑتی ہے مگر سرداران نامی نے میدان نہین چھوڑا ساحر مصروف سحر خوانی ہر چند کہ سحر ہفت پیکر پر سحر انکا غالب نہین ہوتا مگر آگ بجھانے مین مصروف ہین آفتاب فلک سیر بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہے آفتاب سحر چمکا رہا ہے جب اسنے آفتاب چمکایا آگ بجھ جاتی ہے ہفت پیکر پھر وہی سحر کرتا ہے اب جو سب نے ملکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل از پردۂ بیابان گردے برخاست اتنی بڑی گرد اڑی کہ روئے آفتاب چھپ گیا ہفت پیکر کے ہاتھ پانون مین رعشہ پڑگیا صاحبقران دیکھنے لگے - فرد - از دامن دشت کوہ اورنگ + گردے برخاست تو تیارنگ + از دامن دشت آن غبار رخسارہ نمود شہریارے + دامن گرد کا سامنے آکر پھٹا دیکھا سب نے مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار جھیلتے ہوئے آئے پیچھے پشت پر رستم پیلتن مرکب اشترملا کبود فرنگی پر سوار گرد اڑاتے ہوئے سرکپ کو آتے ہین آفاق تاجدار تخت پر سہیل قزاق نیزہ ہاتھ مین پشت پر سب قزاق لئے سوا فسر رستم کو گھیرے ہوئے عمرو نے بڑھکر عرض کی ای شیر بیشۂ جرات و یکہ تاز میدان جلالت دس پہر جنگ کو گذرے ہین ہفت پیکر نے سب سرداران

زخمی کیا باپ لمحاد سے بیقرار و اشکبار زمین خاک پر بیٹھے ہین سر زخمی شانہ زخمی جنگ سے
معذور دعائین کر رہے ہین رستم نے یہ دیکھتے ہی مرکب کو بڑھایا اپنے نام کا نعرہ کیا یا شید
ای کافران بیحیا و ای نابکاران بد دعا منم رستم پیلتن کشندۂ قویل ہندی و دویل ہندی
کشندۂ کپتان فرنگی - نعرۂ رستم - ارشاد و داد میر عرب + کیست علمشاہ جو رستم لقب
دیگر - علمشاہ رومی شیر فیل زور + کز بر تخت مرزوق افگندہ شور + نعرہ کرکے جا پڑے
گیارہ لاکھ فوج تلوارین کھینچکر مصروف جنگ ہوئی سب سرداران زخمدار کو نکالا اپنے
سردارون کو حکم دیا کہ ان سب کو قریب صاحبقران کے پہونچاؤ سب سرداران زخمدار
قریب صاحبقران عالی وقار آکر بیٹھے رستم نے جنگ شروع کی لوح کو جو گردش دی
سحر ہفت پیکر باطل ہوا کہتا ہے یارو مین تو جانتا تھا کہ طلسم کشا کو بقراط ثانی نے
مار لیا شیرون نے عرض کی کہ ہم آپ کو خبرین سنایا کرتے تھے کہ رستم نے جا کر سر جلد
خیال سکندری مین آفت برپا کردی رستم کے جملہ سردار گرد مین اٹے ہوئے کمر خاک
مین دٹے ہوئے تلوار چل رہی ہے دیوانہ شریر مردم در پا تو ایک گوشے مین بیٹھا
تھا رستم کے جو نعرے کی آواز سنی چوب دست سنبھالی ساتھ والون سے کہا لو آقا سے
شرخ کی آواز آئی سب نے چوب دستین سنبھالین جست کرکے پہلے سامنے رستم کے
آیا کہا کیون آقا کہان غائب ہو جاتے ہو رستم نے کہا ہم دوسری سرحد مین تھے
دیوانہ نے چوب دست کو چرخ دیا کہا آقا ایک وار تو قبول کرو یہ کہکے ہاتھ مارا رستم
نے کاوہ چوب دست پر ہاتھ ڈال دیا چوب دست چھین کر ایک طمانچہ مارا فرمایا کہ او دیوانے
یہ میاکیان نہین جانتی دشمن سے وقت جنگ ہے اور تو ہمسے الجھتا ہے طمانچہ کھا کر
دیوانہ سیدھا ہوا کہا آقا ابھی دشمن سے سمجھے لیتا ہون یہ کہکے بارہ ہزار دیوانے جو
فوج ہفت پیکر پر گرے ہزارون کو مار کر ڈالدیا ہفت پیکر سامنے سے رستم کے
بھاگا بھاگا پھرتا ہے سحر کرنا بھولا جاہتا ہے کہ میدان سے نکل جاؤن رستم نے لوح کو جنبش
دی جس ساحر پر عکس پڑا نابینا ہو گیا ان اندھون کو ہراسیان رستم قتل کر رہے ہین
جسکو دیکھا کہ ٹٹول رہا ہے اور نام ہفت پیکر زبان پر ہے اگر دیوانہ پہونچ گیا او چوب دست

مار دی کہ پرا اٹھا ہو کر پیوند زمین ہوا اگر اور طرازمون نے دیکھ لیا ہاتھ تلوار کا مارا کہ وہ
ٹکڑے ہوے اہل فوج ہفت پیکر رستم کے آنے سے بدحواس ہو رہے تھے ۔
قضاے کار وہ پہلوان جسکو ہفت پیکر نے بہر گرفتاری ناموس بھیجا تھا چالاک
ناموس کو ساتھ لیے ہوے جاتا ہی عیار تلوارین کھینچے ہوے محافظان ناموس کو
گھیرے ہوے کہ پشت پر سے گرد اڑی چالاک نے ابو الفتح سے کہا کہ بڑھکر خبر تو لو
ابو الفتح نے خبر دی کہ ایک پہلوان کو تمھاری گرفتاری کو بھیجا ہی وہ آ پہونچا چالاک
یہ خبر سنکر گھبرا گیا کہا یارو کدھر جاؤن ناموس کو کہان چھپاؤن ناموس نے جو یہ حال سنا
آواز دی کہ اے چالاک ہم یہ چاہتے تھے کہ ہمکو ہمارے وارثون سے جدا نکرو وہ تھے
نہ مانا اور ہماری سب کی یہ کیفیت ہے

نظم

ابتداے حسن کامل کی خبر ملتی نہین — ہی دہن غائب تمھارا اور کمر ملتی نہین
حیف او جینے نفس تجھکو خبر ملتی نہین — نبض اس بیمار کی دو دو پہر ملتی نہین
مرغ دل بیتاب ہی اے صبر اب تو جان لے — دام گیسو سے رہائی عمر بھر ملتی نہین
سرکشی کی گلشن ہستی مین چلتی ہے ہوا — اس چمن مین جھک کے شاخ بارور ملتی نہین
ملک رسوائی ہی دیوانون سے اپنے مدتون — وہ پری جبتک نہ لے در بدر ملتی نہین
کیون جگر سے عرش تک تکلیف کرتی ہی عبث — وان قبولیت جواہ بے اثر ملتی نہین
عشق دندان نے پھرایا جوہری بازار مین — آبدار ایسی کوئی سلک گہر ملتی نہین
آمد فصل بہاری سے گلستان مین نہال — کیس لگانے کو بھی شاخ بے ثمر ملتی نہین
نالہاے شب کا ہی دس ناتوان پر اثر تھا — ضعف سے تو رخصت آہ سحر ملتی نہین
تکتے تکتے راہ اسکی تو بھی کیا پتھرا گئی — اب پلک سے کیون پلک اے چشم تر ملتی نہین
اے خضر کیسی سبیل عشق ناہموار ہے — ایک پگڈنڈی بھی جسمین راہ بھر ملتی نہین
گم ہوا ہی جسنے اس وادی مین رکھا ہی قدم — رہروان راہ الفت کی خبر ملتی نہین
رند اندیشے کی جا ہی دیکھیے کیسی بنے — اب طبیعت یار کی اک وضع پر ملتی نہین

بیبیون نے گھبرا کر چالاک سے کہا اے حضرت والا گھر ہمکو ہاتھ سے دشمنون کے بچاؤ

چالاک نے جو سر اُٹھا کے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ سامنے نظر آیا گرد قریب آتی
جاتی ہی اس گرد کو دیکھکر چالاک بہت گھبرایا کہاروں سے اشارہ کیا کہ پہاڑ پر چڑھ چلو
غرض ناموس کو لیکر چالاک پہاڑ پر آیا شاہزادیوں کے محافے رکھوا دیے ساتھ کے
عیاروں کو گھاٹیوں پر بٹھایا تیر و کمان سب کے ہاتھ میں دیے کہا یارو ہوشیار رہنا دشمن
نہ آنے پائیں کہ سب نے دیکھا وہی پہلوان بھیجا ہوا ہفت پیکر کا گینڈے کو اُڑاتا ہوا
تلوار چمکاتا ہوا تین لاکھ سوار و پیدل پشت پر نیزے چمکاتے ہوے سامنے پہاڑ کے
پہونچے عیاروں کو گھاٹیوں پر بیٹھے ہوے دیکھا اور چالاک شل رہا ہی آواز دے رہا
ہی کہ ای کافرو اس طرف نہ آنا ہمسے آنکھ نہ ملانا مال و اسباب ہمنے لشکر میں چھوڑا
فقط ناموس صاحبقران کو نکال لاے ہیں کہ ان شاہزادیوں پر کوئی نگاہ نہ ڈالے
لہذا پلٹ جاؤ جاکے مال و اسباب لوٹو پہلوان غرور میں بھرا ہوا ہی گینڈا چمکا کر آواز
دی او چالاک ہمسے بھاگ کر کہاں جا سکتا تھا قدرت نے تقدیر کی آگے نہ بڑھ سکے
اس پہاڑ پر آ کے چھپے لیسے ایسے گھروندے بگاڑنا کتنی بڑی بات ہی ہان یارو
پہاڑ پر چڑھ چلو اب تامل نہ ہو ناموس صاحبقران کو قبضے میں کرو تین لاکھ فوج
اپنے مقام سے بڑھی جاتی ہی کہ پہاڑ پر چڑھین چالاک دوربین سے دیکھ رہا ہے
جب دیکھا کہ چارم میدان سب طی کر چکے تیر بچر کمان میں پیوست کیا ساٹھ ہزار
عیاروں نے کمانیں سنبھالیں ایک مرتبہ ان خطا شعاروں پر حملہ کیا ساٹھ ہزار تیر چلا
طائران تیر نے پر کھولے سواروں کے سینوں پہ پڑے کسی کے گھوڑے کی آنکھ پر
پڑا گھوڑے کی آنکھ میں تیر کا پڑنا باعث خرابی ہوا سوار و پیدل پیچھے ہٹنے ہر ایک کا
یہی قول تھا یارو سامنے حریف کو دیکھ رہے ہو کہ اُنکا حربہ ہم تک پہونچتا ہی تیر اندازوں
نے آفت برپا کر دی پہلوان نے جو یہ ہنگامہ سنا ساتھ والوں سے پوچھا پکار کر آواز دی
یارو یہ کیا ہی جو تم آگے نہیں بڑھتے آخر پہلوان جھلایا کہا یارو میں کیا تمھارے بھروسے
پر آیا ہوں میں ابھی جاتا ہوں جب جاکر ناموس پر قبضہ کروں تب تم بھی آجانا میں
عیاروں سے کب رکتا ہوں میرے مقابلے کا کوئی پہلوان بالاے کوہ نہیں ہی

جا کر سبکو مار ڈالیگا یہ کہکے گینڈا اڑھایا سر لولادی پشت سے اُتاری سر سے اپنا چہرہ اور گینڈے کا منھ چھپایا گینڈے کو مہمیز کر کے چلا چالاک نے جو یکہ سوار کو آتے ہوئے دیکھا گھبرا گیا ساتھ والوں سے کہا یارو یکہ سوار آتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ افسر لشکر ہی جہانتک ہوسکے تیر مارو تیر عیاروں کے پڑنے لگے مگر وہ پہلوان دو خصال عفریت مثال تیرون کو کب مانتا ہی تیرون کو قلم کرتا ہوا آتا ہی میدان کو طی کر کے زیر کوہ پہونچا چالاک نے جو دیکھا کہ پہلوان زیر کوہ آگیا بیقرار ہوگیا سب کو اپنے قریب بلایا اور دست دعا بدرگاہ حق تعالیٰ بلند کیے پکارا اُٹھا ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت سے بچا تیرے نزدیک سب آسان ہی نظم

رخ مگردان شکل حلقہ از در دربار دوست
مثل سایہ باش استادہ پس دیوار دوست

دار در دل دوستی و بر زبان اقرار دوست
گر جہان دشمن شود ہرگز مکن انکار دوست

یاد کن در دل ہمیشہ دلربا ے خویش را
تا دلت گرد و یکی گنجینۂ اسرار دوست

سیر در باغ حقیقت کن تو ای مرد خدا
تا ببینی از گل و خار چمن اظہار دوست

گاہ از شمع و گہ از مہتاب گہ از آفتاب
شائق دیدار را آید لطف انوار دوست

شغل کار دوست دار اندر جہان ای ہر دکا
زانکہ از ہر کار و بارت ہست بہتر کار دوست

دم بہ بیش و کم تو ای بندہ ریں سودا مزن
گر فروشندت چو یوسف بر سر بازار دوست

چہرۂ دلدار می آید نظر از صد حجاب
از پس صد پردہ ظاہر میشود انوار دوست

ہند یا راز محبت در جگر پوشیدہ دار
گر توئی در بزم وحدت محرم اسرار دوست

عیاروں نے جو بیقرار ہو کر دعا کی ناموس سے جا کر کنیزوں نے عرض کی حضور پہلوان آتش حرف کا رڑتا ہوا تا قریب کوہ پہونچ گیا ہی چالاک نے بڑی کد و کوشش کی اب درگاہ پروردگار سے دعا مانگ رہا ہی سب شاہزادیوں نے بال کھولدیے بلک بلک کے رو رو کر دعائیں مانگنے لگیں کوئی بی بی پکارتی ہی ای مجیب الدعوات رحم اپنا شریک کر اب ہر وقت تنگ ہی وقت حفاظت نام و ننگ ہی نظم

دیدۂ دل برکشا ای طالب دیدار دوست
تا ز ہر پردہ ترا آید نظر رخسار دوست

دوست دلدار تو گردد گر شوی دلدار دوست — دوست ہم یار تو باشد گر تو باشی یار دوست

سینۂ خود را مصفا کن ز ہر گرد و غبار — بین درین آئینہ عکس روے پر انوار دوست

دوستی کن دوستی کن دوستی کن دوستی — در دو عالم از دل و جان باش خدمتگار دوست

بادشاہی گر میسر گردوت اندر جہان — یک تو ز اخلاص دل باشی غلام زار دوست

تمام شاہزادیاں وزیرزادیاں انیسیں جلیسیں بال کھولے ہوئے مصروف دعا تھیں ہر ایک
کا یہی قول ہی کہ جانیں دینگے مگر اپنے کو کافرون سے بچائینگے نہیں معلوم ہمارے
وارثون پر کیا گذری کہ یہ کافر یہانتک آئے ہمکو یہان آکے گھیر لیا تو بچانے والا ہے کوئی
آمین کہ رہی ہی کوئی فریاد الغیاث کر رہی ہی سب نے بیقرار ہوکر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر
ہو پہنچا باب اجابت دعا وا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی آواز بوق ترکی کان مین آئی دیکھا سب نے
کہ شاہزادہ غضنفر بن اسد اسپ باد پا پر سوار پشت پر اسی ہزار دیوانہ مرکب اڑاتے ہوے
نیزہ چمکاتے ہوئے آئے غضنفر نے دور سے جو چالاک کو دیکھا کہ سر پیٹ رہا ہی پکار کر
آواز دی کہ ای چالاک خیر تو ہی چالاک نے اشارہ کیا کہ زیر کوہ پہلوان گھرا ہی تمھاری
والدۂ ماجدہ بھی اس ناموس مین ہین غضنفر نے جو یہ آواز سنی بیقرار ہوکر مرکب کو مہمیز
کیا بوق ترکی کمر سے نکالا آواز دی ای قزاقان بزنید و ہندید قزاق پھر ہری لیکر
فوج پر جا پڑے پہلے تو تیر مارے اسی ہزار جوان قتل کیے پھر نیزے چلے تلوارین
کھینچکر فوج سے ملگئے قزاقون کی تیز دستی کفار پر زبردستی ایک نے ٹوکا دوسرے نے
نیزہ مار دیا سینہ کو توڑ کر پار گذرا مگر غضنفر گھوڑا جھکا کر قریب اس پہلوان کے پہونچے
فرمایا او نامرد ہمسے مقابلہ کر اسطرف کہان جاتا ہی ہمسے لطف ملیگا پہلوان پلٹ پڑا
غضنفر پر نیزہ مار دیا غضنفر نے اپنے سینے کو بچایا اور اپنے نیزے کو کن دیکر پہلوان پر
مارا اسنے سینہ بچایا غضنفر نے نیزہ جھکا کر آنکھ پر گینڈے کی مار دیا نیزہ آنکھ مین گینڈے
کی اڑ گیا غضنفر نے نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے نے جست کی سوار کو گرا کر بھاگا کئی کو
پامال کرکے نکل گیا غضنفر نے پہلوان کو زیر تیغ رکھ لیا اسقدر تلوارین مارین کہ پہلوان
اگا غضنفر تلوارین مارتے ہوے جاتے ہین لشکرون مین ہلا ہوا کہ غضنفر نے

پہلوان کو بھگایا غضنفر نے بڑھکر ایک ہاتھ گلوگاہ پر ماردیا کہ سر کٹ کر پہلوان کا گرا قزاقون
نے فوج کو زیر تیغ رکھ لیا آخر سب نے بہ مشکل لاشہ اپنے افسر کا اُٹھایا طرف صحرا کے
شکست کھاکر بھاگے کئی کوس تک غضنفر نے پیچھا کیا قزاقون سے پڑاؤ لوٹا خیمے
جلادیے غضنفر بالاے کوہ آیا چالاک سے پوچھا یہ کیا معرکہ تھا چالاک نے کہا کہ اے
غضنفر لشکر اسلام پر بڑی آفت ہی شر لاکھ فوج قسیمہ ہوکے مصروف جنگ مغلوبہ ہے
میرے سامنے صاحبقران زخمی ہوے مجھ سے کیا حکم کیا کہ ناموس کو لیکر نکل جاؤ یہ پہلوان
پیچھا کرکے آیا اگر مناسب ہو تو جاکے دیکھو کہ وہان کیا گذری ہر چند کہ کل سردار زخمی ہوچکے
مگر کسی نے لڑائی سے منھ نہ پھیرا یہ سنکر غضنفر کوہ سے اُترا پشت مرکب باد پا پر سوار ہوا
اُسی طرف چلا یہان رستم نے آکے لڑائی کو روکا سب زخمیون کو قریب صاحبقران بٹھا دیا
خود مصروف جنگ ہین ہفت پیکر جو پڑھ پڑھ کے سحر کر رہا ہی بسبب لوح طلسمی سحر
اسکا تاثیر نہین کرتا ہو ٹھان اپنی کاٹ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی یارو کیا تدبیر کرون سحر
جواب دے رہا ہی جدھر رستم کا گذر ہوتا ہی آثار سحر ہفت پیکر کے برطرف ہوجاتے
ہین لیکن ہفت پیکر پہلوانون کو ترغیب دیکر قریب رستم بھیجتا ہی کیسے کیسے پہلوان بردست
مقابلہ رستم مین آتے ہین تیغہ ہفت جوہر چمک رہا ہی جسکے سر پہ ہاتھ پڑا اُسکے دو ٹکڑے
ہوے گرد مرکب صدہا پہلوان پڑے ہین لیکن اکیلے کس کس طرف جائین اپنے
ساتھ والون کو کیونکر بچائین جسطرف نہین جاتے اور نہین پہونچتے اسی طرف سحر سے
ہفت پیکر کے آگ برستی ہی عیار رستم کو خبر دیتا ہی جب اُس طرف جاکر لوح چمکاتے
ہین تب آگ بجھتی ہی اس آمد و رفت سے جان رستم کی عذاب مین ہی بڑے بڑے
پہلوان روکنے آتے ہین مگر جو رستم سے مقابل ہوا فوراً عدم مین پہونچا گرد مرکب لاشے
پڑے تڑپ رہے ہین دست زبردست رستم تیغہ ہفت جوہر کی بے پناہ کاٹ چھانٹ
جو سامنے آیا واصل جہنم ہوا تھوڑے ہی عرصے مین لڑاتے بھڑتے قریب ہفت پیکر
جاپہنچے ہین کہ جاؤن مگر پہلوانان فوج روک لیتے ہین بڑھنے نہین دیتے علم فوج کو
بھی سرنگون کیا پلٹن رسالے تک آئے کئی پلٹنون کو بھگایا رسالون کو ہٹایا معشوقان

پری چہرہ جو محافوں میں ساتھ ہیں اجتماع فوج دیکھکر گھبراتی ہیں وزیر زادیوں سے فرماتی ہیں خدا اس شاہزادۂ والا قدر کو ہاتھ سے دشمنوں کے بچالے اپنا کلیجہ منھ کو آتا ہے اپنی تو عجب حالت ہے کیا کہیں۔

نظم

تا نہ پڑے خلل کہیں آپ کے خواب ناز میں ۔ ہم نہیں چاہتے کمی اپنی شب دراز میں
اور ہی رنگ آج ہے عارض گلعذار کا ۔ خون دل اپنا تھا مگر غازۂ چہرۂ ناز میں
کیونکہ نہ آدھی رات تک جاگے [illegible] ۔ آہوے محوخواب میں نرگس نیم ناز میں
خسرو عیش وصل یار جانکنی اور کوہکن ۔ اپنا جگر تو خون ہوا عشق کے امتیاز میں
میں تری بزم سوز میں ہیں یہ قیامتیں کہ ہے ۔ نغمۂ صور کا اثر نغمہ سے نے نواز میں
انسے اب التفات کی غیر کو ہیں شکایتیں ۔ سنتے ہیں مراسلہ منت حشر ادا میں
کیا سبھی سینے جل چکے کیا سبھی دل پگھل چکے ۔ بوے کباب اب نہیں آہ جگر گداز میں
پردہ نشین کے عشق میں پردہ دری ہوئیں کہیں ۔ ہوتی ہیں بے حجابیاں جان نہفتہ راز میں
رخنۂ در سے غیر پاس دیکھا کسے کہ آج ہر ۔ رخنہ گری کچھ اور ہی نالۂ رخنہ ساز میں
یاد بتان میں لاکھ بار فرط قلق سے ہم بھی تو ۔ بیٹھے اُٹھے ہیں مثل حسن اب گر رہے خسب نماز میں

وزیر زادیاں عرض کر رہی ہیں واری اپنے کو سنبھالیے انشاء اللہ لڑائی بھی ختم ہو جانے گی کنیزیں اکتا نگوں سے غل مچا رہی ہیں کہ خدا اپنا فضل کرے آقاے نامدار پر تو چاروں طرف سے بلوہ ہے مگر وہ شیر دلیر ہیں کہ اتنے بڑے بلوے میں کس دا اس سے لڑ رہے ہیں علم فوج کفار کو قلم کیا جاتا کا فروں کا کم کیا خدا انکا محافظ و نگہبان ہے ایک بی بی پکار اٹھی اے کارساز اے بے نیاز ہمارے آقاے نامدار کو بچالے دشمنوں کو شکست ہو یہاں فتح کا بندوبست

ہو - نظم

سیہ پوشش روے منور طالب ای مطلوب ۔ کہ خوب از ہمہ خوبان توئی بچہرہ خوب
بجز تو نیست درین خانہ خانہ دار کسے ۔ درین حجاب بغیر تو نیست کس محجوب
رفیق اہل وفائے فقط تواے دلدار ۔ محب اہل محبت تو ہستی اے محبوب
تو نور حسن بہ رخسار یوسف افزودی ۔ تو نور دیدہ زبودی ز دیدۂ یعقوب

تمام شاہزادیاں دعائیں مانگ رہی ہیں لشکر میں تلاطم فوج کے ہوش گم مگر سرداران رستم وہ صاحبان شوکت ہیں کہ یہ جانبازی لڑ رہے ہیں رستم فوج کے دل میں شیرانہ لڑ رہے ہیں دیونے نے ہزاروں کو راہی ملک عدم کیا بارہ ہزار دیونے چوب دستیں لیے ہوئے لڑ رہے ہیں لاش پر لاش گرادی کہ یکایک بوق ترکی کی آواز کان میں آئی رستم کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا فرمایا ای سرداران تہمتن وا ای شیر دلان صف شکن وقت فتح قریب آیا وہ دیکھو سامنے گرد اڑی بلکہ گرد نہیں ابر رحمت ہی یقین ہی کہ غضنفر بن اسمآتا ہوا ای سمک ذرا بڑھکر خبر تو لو یقین واثق ہی کہ اسی شیر کی آمد ہی جب گرد قریب آئی رستم ایک بلندی پر کھڑے ہوگئے بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی رستم نے دیکھا دس بارہ ہزار جوان شکست خوردہ ایک لاش کو لیے ہوئے سامنے ہفت پیکر کے آئے ہفت پیکر نے پوچھا اس پہلوان کو کسنے مارا لوگوں نے بیان کیا کہ اسنے پہاڑ پر جاکے ناموس صاحبقران کو گھیرا تھا قریب تھا کہ ناموس پر قبضہ کرے عین وقت پر غضنفر بن اسد آکر پہونچا اُسکے ہاتھ سے یہ پہلوان مارا گیا یہ خبر رستم نے بھی سنی شکر پروردگار کیا فرمایا ای سمک تمنے سُنا غضنفر کے ہاتھ سے یہ بیحیا واصل جہنم ہوا جاکے ناموس کو گھیرا تھا یقین ہی کہ وہی آتا ہو خواجہ عمرو نے جو آواز بوق ترکی کی سُنی یا تو صاحبقران کے پاس بیٹھے تھے یا گھبرا کر اُٹھے جست وخیز کرتے ہوئے طرف صحرا کے آئے دور سے دیکھا کہ غضنفر گھوڑا اُڑاتا ہوا آتا ہی خواجہ عمرو نے بڑھ کر کل حال غضنفر سے بیان کیا کہ ای نور نظر بڑی سخت لڑائی پڑی ہی خدا اس لڑائی کو فتح کرائے رستم ایسا دلیر عاجز ہورہا ہی نانا جان تمھارے زخمی ہیں جلد اُنکی خبر لو رستم کی مدد کرو مگر ای نور نظر آج کی جنگ لائق تعریف ہو دشمن بھی دنگ ہوجائیں اپنی جان سے تنگ ہوجائیں یہ حال مصیبت مآل سُنکر غضنفر نے مرکب بڑھایا قزاقوں نے نیزے اُٹھائے غضنفر نے پلٹ کر قزاقوں سے کہا ہاں یارو آج طرز جرات دکھاؤ سب قزاقوں نے عرض کی انشاءاللہ ہفت پیکر کو بدحواس کردیں جھکر لڑیں کہ کافر بھاگتے پھریں اسّی ہزار قزاق آگے سب کے غضنفر اُس وقت پہونچے کہ رستم پر تمام فوج کا

بلوہ ہی ہفت پیکر خود تلوار ہاتھ مین لیے ہوے لڑ رہا ہی کہتا ہی ہان پہلوانو فوراً گھیر کر
رستم کو مار لو اب مہلت نہ دو مگر جسوقت سے شاہزادہ غضنفر آ گئے اور قزاق لڑ رہے
ہین تمام زمین گلنار کر دی خون کے دریا بہا دیے ہزارہا شیر ڑا ہی آہ آہ کی آوازین بلند
آ رہی ہین بقول شخصے کہ رن بولتا ہی ہر طرف سے آواز آتی ہی کفار جو جا بجا گرے ہین
کوئی پکار رہا ہی ارے میرا روپیہ گڑا ہوا رہ گیا غضب ہی کہ بیٹا لے لیگا ایک طرف سے
آواز آتی ہی کہ زوجہ اُس شخص کی شوقین ہی ہاے میرا سوگ نہ رکھے گی رنڈسالہ کون بیٹھے کسی
طرف سے آواز آتی ہی ارے مین نے عمر بھر نوکری کی جمع کرتا رہا پیٹ بھر کے کھایا نہین
کھایا وہ سب رقم میری کمر مین ہی اب یہ روپیہ سانپ بچھو بنجائیگا قبر مین کیا کیفیت ہوگی
جہان کوئی مونس نہ ہمدم نہ غمگسار یہ روپیہ میری کمر سے کون لیگا دوسرا آواز دیتا ہی ارے
تو کمبخت ہی تیرا روپیہ کون لے جو روپیہ لیگا اُسکا بھی یہی حال ہوگا اُدھر سے گذر ہوا عمرو
کا عمرو نے دونون کے سر کاٹ لیے اور دونون کی کمر سے ہمیانیان کھول لین ایک امر
اور ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ صاحبقران زمان جو فرش پر بیٹھے ہین سردارون
کی حیرانی پریشانی دیکھکر یا تو اسم اعظم الٰہی پڑھ رہے تھے جب دیکھتے تھے کہ سردارون پر
سحر کی آفت ہی بہ آواز بلند اسم اعظم پڑھنے لگتے تھے مگر جسوقت سے رستم و غضنفر
آ گئے اسم اعظم پڑھنا موقوف کیا لندھور وغیرہ بھی زخمی ہو کر آئے سب سردار
اُسی مقام پر بیٹھے ہین صاحبقران نے لندھور کو قریب بلایا اُنکے زانو پر سر رکھا اتنا
کے خستہ ہو رہے تھے آنکھ بند ہوگئی لندھور خود زخمدار و بیقرار ہو رہے تھے لندھور
نے فرزندون کو قریب بلایا اُنکے زانو پر سر رکھا آنکھ بند ہوگئی سب سرداران زخمی
ایک کے زانو پر ایک نے سر رکھا سب غافل ہو گئے لیکن اُدھر جب بقراط ثانی
نے اپنے مقام پر سُناکہ رستم کے ساتھ فوج گران جمع ہوگئی حاضرین وقت سے
صلاح کی کہ رستم کے ساتھ فوج گران جمع ہوگئی ہے اور رستم قصر سکندری کا قصد
رکھتے ہین سب نے یہ صلاح دی کہ رستم کو نکلجانے دیجیے جب ہم ادھر کا قصد کرینگے
آپ تو خاص طلسم مین چلے جائیے گا ہم لوگ سب ملکر رستم کو روکین گے لوح طلسم کا

اس طلسم کی ملنا دشوار ہی ہم لوگ گھیر کر مار لینگے ایک ساحرہ یہ کہکر اٹھی کہ مین جاکر حمزہ
کو لاتی ہون اور سامان کرکے چلی اس معرکہ مین آکر پہونچی اور اسنے دیکھا کہ ہفت پیکر
پر آفت ہی بھاگتا پھرتا ہی رستم و غضنفر چاہتے ہین کہ گھیر کر اسکو مار لین سب ساحر
ہمراہیان صاحبقران کوشش کر رہے ہین کہ ہفت پیکر سامنے رستم کے آئے
تو مارا جائے وہ ساحرہ اس فکر مین ہی کہ کسی طرح صاحبقران ملین تو انکو لیجاؤن اسی
فکر مین پھر رہی ہی لیکن دیکھ رہی ہی کہ آگ لگی ہے ہفت پیکر کے سحر نے صحرا جلا دیے
لشکر اسلام کے ساحر جو ہین وہ بھی لڑ رہے ہین اور سحر کر رہے ہین سب سے زیادہ
آفتاب فلک سیر معروف سحر خوانی ہے جطرف جا پڑا اور اسنے آفتاب سحر چمکایا صدہا
بیہوش ہو کر گرتے ہین انپر برق چمکا دیتا ہی سر انکے کٹ کر جدا ہوتے ہین ساحران
ہفت پیکر اپنی بدنصیبی پر روتے ہین اور شاہزادیان جادوگرنیان سب بہ جانبازی
معروف سحر خوانی ہین غضنفر کے ساتھ ملکہ برقان برق وش اور نسیم جالندھر کی
کڑک کڑک کے گر رہی ہین مگر ہفت پیکر کے سحر سے اپنے کو بچاتی ہین برقان برق وار
جو کڑک کے گری کئی سو کے سر اڑا دیے ہفت پیکر نے جو بلند ہوتے برقان کو
دیکھا بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی او ملکہ اہم تو نے ہمارا ساتھ چھوڑا دیوانے کا ساتھ
دیا کہ جو جنگلون مین رہتا ہی اب کہان جائیگی یہ کہکے جو اشارہ کیا برقان جو تو ساحرون
کو قتل کرکے بلند ہو کے چلی تھی بالبلندی پر جاکے لڑکھڑائی اور زمین پر گری ہفت پیکر
بڑھا کہ اسکا سر کاٹ لون برقان نے جو بیقرار ہو کر آواز دی کہ اے شہریار غضنفر
والا قدر کنیز سحر مین ہفت پیکر کے مبتلا ہے وہ مجھکو قتل کرنے آتا ہی غضنفر نے
جو دور سے دیکھا کہ برقان گری پڑی ہے ہفت پیکر تیغہ کھینچے ہوئے جاتا ہے
اسپ بادپا کو مہمیز کیا اور انگشتر مہر و ماہ کو چمکاتے ہوئے نکلے تیغہ زرین شگاف
تیغے مین ہفت پیکر نے چاہا کہ غضنفر سامنے ذرا آنے پائے مین برقان کا سر کاٹ لون
اور مہلت نہ دون غضنفر نے وہین سے نعرہ کیا کہ او بے حیا خبردار اگر ایک موے جسم
برقان کم ہوا تو بے مارے تجھکو نہ چھوڑونگا مگر ہفت پیکر نے تامل نہ کیا غضنفر

مرکب جھکاکر گھوڑے سے کود پڑے قریب برقان کے آکر انگشتر مہرو ماہ کا عکس ڈالا
برقان اُٹھی اُٹھکر بلند ہوئی مگر ہفت پیکر نے جو غضنفر کو دیکھا پہلوانون کو اشارہ
کیا کہ اب یہ مرکب پر سوار نہ ہونے پائے گھیر کر مار لو پہلوانون نے بلوہ کیا ایک
پہلوان نے بڑھکر مرکب کی باگ پکڑ لی مگر غضنفر پیدل لڑ رہا ہو اُس پہلوان پر نعرہ
کیا کہ او بیحیا میرا مرکب کہان لیے جاتا ہو خبردار آگے نہ بڑھنا وہ پہلوان چاہتا ہو کہ
مرکب پر سوار ہو کے نکلجاؤن مگر مرکب اصیل وفادار بدلگامی کر رہا ہے پہلوان کو
اپنے اوپر چڑھنے نہین دیتا کبھی کھڑا ہو جاتا ہو کبھی منھ کھولتا ہو کہ شانہ اسکا چبا لے
وہ پہلوان عاجز ہو رہا ہو غضنفر چاہتے ہین کہ اپنے کو قریب اس پہلوان کے
پہونچاؤن مگر لوگ روک رہے ہین جو قریب غضنفر کے آیا تیغ روئین شگاف سے
اُسکو قتل کیا دور سے رستم نے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر پیدل لڑ رہا ہو گھوڑا اُسکا
ایک پہلوان نے پکڑا ہو چاہتا ہے کہ سوار ہو کر نکلجاؤن اسطرح اپنی جان بچاؤن
مگر غضنفر نے اُس مقام پر لاشون کا انبار لگا دیا ہے جس پہلوان نے آکر حملہ کیا
پکار کر آواز دی ارے اسکا سر کاٹ لے وہ سمجھا کہ میرے پیچھے کوئی آگیا ادھر
اسنے منھ پھیرا غضنفر نے بڑھکر ہاتھ مارا کہ سر اُسکا کٹ کر گرا پھر دوسرا پہلوان اُسی
مقام پر آگیا غضنفر نے آواز دی اے قراقان بزنید و بہ بندید قراقون نے بوق ترکی
بجایا زمین کانپنے لگی ہر طرف سے یہی ہنگامہ ہے کہ اپنے آقا کو چلکر بچائین ایکطرف
سے رستم لڑتے ہوئے آتے ہین کہ بنگاہ پاس غضنفر نے طرف فولاد کے دیکھا
کہ اُسکے قراقون کا افسر ہے فولاد کا دل موم ہو کر بیقرار ہو گیا ساتھ والون سے کہا یارو
بڑی شرم کی بات ہو ہم چاہتے ہین کہ جیطرح آقا سب کی مدد کرتے ہین ہمارے آقا کی
کوئی مدد نہ کرے سب نے کہا کہ چلیے کچھ قزاق آگے بڑھے بوق ترکی کو دم دیتے ہوے
بوق کا بجنا اور زمین کا کانپنا مرکب بدلگامیان کرنے لگے اسپ باد پا کہ اس آواز کا
بخوبی عادی ہے بے اختیار بدلگامی کرنے لگا مطلب یہ ہو کہ جس طرح بنے اپنے آقا کو
بچاؤن چار سم میرے یہی چارون نیمچے ہین یہ سوچ کے مرکب نے سر اُٹھا کر فولاد

دیوانہ جھپٹا اور لڑتا بھڑتا ہوا قریب اُس پہلوان کے ہو پہنچا جو مرکب بھگائے ہوئے تھا
آواز دی کہ او بیحیا تو نے مرکب آقا کا کیون سنبھالا مرکب چھوڑ دے اُس پہلوان نے کچھ
جواب نہ دیا مرکب نہ چھوڑا فولاد دیوانہ کو دوڑا اُس پہلوان نے بھی للکار کر ڈانٹا اس طرف
قزاقون نے آکر شمشیر زنی کی فولاد نے آکر اُس پہلوان کو مارا اور گھوڑا لیکر قریب غضنفر
کے آیا کہا آقا اے نامدار سوار ہوجیے یہ مقام جنگ ہے اسطرح گھوڑے سے نہ کود
پڑنا چاہیے اگر وہ لوگ گھوڑا لے جاتے تو کیسی مشکل پڑتی فولاد جھکا غضنفر کاندھے پر
فولاد کے قدم اپنا رکھکر مرکب پر سوار ہوئے فولاد کا گھوڑا صدائے ہا ہو کو سنکر اُسی جا
بھاگا قزاقون نے جیٹ کر وہ جنگ کی کہ اس مقام پر دریائے خون بہا قزاق جم کر
لڑے ہزار ہا لاشے گرا دیے ہفت پیکر نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ دیوانے خوب لڑتے
ہین ڈر سے غضنفر کے کوئی سحر نہین کرتا کیونکہ جانتا ہے غضنفر پر سحر تاثیر نہین کرتا غضنفر
شیرانہ لڑ رہا ہے صدہا لاش وہان پر گرا دی ہین ہفت پیکر سحر کر رہا ہے مگر جب سحر کرتا ہے زمین
ہلجاتی ہے خوب جم کر سحر کر رہا ہے آگ برس رہی ہے خواجہ عمرو نے آکر رستم کو خبر دی کہ
ہفت پیکر بڑے سحر کر رہا ہے اہل لشکر آپ کے بیقرار ہو رہے ہین رستم نے گھوڑا اٹھایا
لوح کو گلے سے اُتارا جھکاتے ہوئے چلے سردارون کو اپنے دیکھا کہ راہ مین خاموش کھڑے
ہین دیوانہ شیر مردم در الیاس سردار کہ پانچ ہزار سردار سے لڑ رہا تھا زمین ہلا دی تھی
یا سحر ہفت پیکر نے یہ تاثیر کی کہ چوب دست کاندھے پر رکھے ہوئے جھوم رہا ہے ساتھ والے
بھی سب کھڑے ہین کسی مین یہ طاقت نہین کہ دشمن پر حملہ کرے یا بڑھکر لڑے رستم نے
آکر لوح کا عکس ڈالا شیر مردم در سے سحر اُترا اب شیر مردم در چوب دست سنبھالکر
سنبھالتا ہوا پانچ ہزار دیوانے چوب دستین سنبھالکر لشکر ہفت پیکر پر گرے دیوانون نے
جب وار کیا پانچ ہزار کو گرا دیا انکا وار خالی نہیں جاتا رستم نے دور سے دیکھا کہ اب
دیوانے مصروف جنگ ہین کفار انکی جنگ سے تنگ ہین سب ساحرون کو دیوانون
نے گھیر لیے جہان گھبرا کر ساحر نے سحر کیا دوسرے نے پشت سے آکر چوب دست کا
ہاتھ مار دیا ساحر پر اتھا ہو کر رہ گیا اسطرح ہزار ہا لاشہ پڑا ہوا ہے ہفت پیکر اس طرف سے

بھاگا اسنے دیکھا کہ رستم بھی آگئے جس طرف سہیل قزاق لڑ رہا ہی اودھر جا کے سحر کیا کہ سہیل
قزاق مع بارہ ہزار قزاقوں کے تصویر تصور ہو کر رہگیا بارہ ہزار جوان تیغ بکف کھڑے
ہین ہل نہین سکتے ساحروں نے جو دور سے دیکھا کہ قدرت نے قزاقوں کو بیکار کیا
تلوارین کھینچکر آگئے وہ جو لوگ سحر مین پھنسے ہین انکو قتل کرنے لگے رستم نے جو دور
سے دیکھا کہ قزاق قتل ہو رہے ہین گھوڑا اُڑا کر قریب سہیل کے آئے عکس لوح کا
ڈالا سہیل پر سے سحر اُترا بارہ ہزار جوان قوم کے قزاق کمین سے لڑنے والے اب
جو ساحروں پر گرے ستھراؤ کر دیا اب ہفت پیکر کا یہ طریقہ ہو گیا ہی کہ ہر غول مین جا کر
سحر کرتا ہی جہان رستم نے دور سے دیکھا ہے کو اُسی مقام پر پہونچایا اور لوح کا عکس ڈالا
سرداران رستم ہوش مین آئے مصروف جنگ ہوے ہر طرف یہی ہنگامہ ہی مگر وہ ساحر
جو مطیع اسلام ہین سب صلاح کرکے ایک جگہ ہوے ہین جب ملکر سحر کرتے ہین تو
سحر ہفت پیکر مٹا دیتے ہین جہان ہفت پیکر نے کسی ساحر کو دیکھا اُسپر بڑھکر سحر
کیا وہ ساحر گرا دوسرے ساحر نے بڑھکر اُسکو اُٹھا لیا ہفت پیکر پر گودڑ مارا ہفت پیکر
اس سحر کو بھلا کب مانتا ہی اشاروں مین سحر دفع کر دیتا ہی لیکن آفتاب فلک سیر
لڑتا ہوا آتا ہی پشت پر کئی سو جادوگرنیان ہین جو آگ برسا رہی ہین ہر طرف ہنگامہ
گیر و دار بلند ہی تلوار چل رہی ہی ہفت پیکر کی نگاہ آفتاب پر پڑی للکار کر آواز دی
کیون آفتاب تم بھی باغی ہوے طلسم کشا کے شریک ہو گئے آفتاب نے کہا او
ہفت پیکر کیا بیہودہ بکتا ہے جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر ہمنے بیشک رستم کی اطاعت
کی ہفت پیکر نے سحر کیا کہ آفتاب منھ کے بل زمین پر گرا ہفت پیکر نے چاہا کہ بڑھکر
اسکا سر کاٹ لون کل جادوگرنیون نے مجمع کیا اور چاہا کہ آفتاب کو اُٹھا لین مگر
ہفت پیکر نہین اُٹھانے دیتا سب جادوگرنیان جب سحر کرکے بڑھتی ہین ہفت پیکر
وہ سحر کرتا ہی کہ سب جادوگرنیان ٹھہر جاتی ہین سابق مین ذکر کر چکا ہون کہ شمس فلک
ہفت پیکر کا ہی ساحر زبردست اسنے کتاب مین دیکھا کہ اب طلسم ہفت پیکر
نہ بچیگا فتح ہو جائیگا تو اسنے اہل اسلام کی دوستی کی کئی مرتبہ رستم کی بھی مدد کی

بادشاہ اسلام کو قتل ہونے سے بچایا تھا شمس فلک ہفت پیکر آج اپنے مکان
مین بیٹھا ہوا دوازدہ بروج و ہفت سیارہ پر نگاہ ڈال رہا ہو ساتھ والون سے کہتا
ہو کہ بڑی سخت لڑائی پڑی سنا کہ فوج ہفت پیکر کے ساتھ معروف جنگ ہو اور
اہل اسلام نے بھی بڑے صدمے اُٹھائے کہ صاحبقران زمان زخمی ہوئے ناموس
کو بیکر عیار بچا گئے مگر خدا نے اُن بیبیون کی آبرو بچائی اب اسوقت تلوار چل رہی ہی
او بارو غضب ہوا کہ آفتاب فلک سیر ایسا ساحر بیہوش پڑا ہو اور سب جادوگریان
کدو کوشش کر رہی ہین مگر ہفت پیکر ہی چاہتا ہو کہ مین آفتاب کو قتل کرون مین
اب کیون پردہ کر رہا ہون شرکت اہل اسلام سے جان بچے آبرو بڑھے حکومت ملے
ہفت پیکر کے ساتھ والے سب مارے جائینگے یہ کہکے شمس اپنے مقام سے اُٹھا
اسنے جو آواز دی ستر ہزار جادوگر جو اسکے مطیع و منقاد ہین سب کو سمجھا چکا ہو راہ اسلام
پر لا چکا ہو سب آمادہ ہین کہ ہم ہفت پیکر کو کیا جانین ہم تو آپکے ساتھ ہین آپکے
دوست کے دوست ہین آپکے دشمن کے دشمن ہین برائے ہفت پیکر
پرستان رہزن ہین سب جو آکر حاضر ہوئے شمس نے پکار کر آواز دی بارو وقت
زوال ہفت پیکر آگیا آج ہفت پیکر زندہ نہ بچیگا مین جاتا ہون اگر آج شریک ہونگا
تو طلسم کشا کو میری کیا قدر ہوگی اسوقت جا کر شرکت کرون آج جا کر شرکت کرنا ضرور
چاہیے دس برس گذرے کہ یہ طلسم معرض زوال مین تھا وہ وقت اب آیا یہ کہکے
شمس چلا ستر ہزار جوان ساتھ ہین اپنے مکان سے نکلا ہو اور چاہتا ہو تخت پر
سوار ہون کہ ایک ابر سیاہ پہلو سے قصر کے اُٹھا اور آواز آئی کہ او شمس نمکحرام کسکی
مدد کو جاتا ہو قدرت کی برائیان کر رہا ہو قدرت کو کون شخص قتل کرسکتا ہے منہم
صہبائے جوش زن ابر سامنے آکر پھٹا ایک ساحر زبردست ابر سے پیدا ہوا
للکار کر شمس پر جا پڑا شمس نے رد سحر کیا آپس مین سحر ہونے لگے ستر لاکھ فوج ابر
سے نکلی شمس پر جا پڑی ملازمان شمس بھی لڑنے لگے شمس مثل برق کے تڑپا ہی
جب کڑک کر گرا سیکڑون کے سر اڑا دیے صہبا بھی سحر کر رہا ہی جب شمس پر سحر کیا

شمس نے آواز دی او صہبا کیوں دیوانہ ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کہ تو بدمست ہی اپنے ہوش میں
آ وہ کتاب کہ جو قدرت نے لکھی ہی اُسکو ملاحظہ کر تو حال کھلے کہ وقت زوال ہفت پیکر
قریب ہی ہفت پیکر پہ غضب ہی تجھے کیوں روکتا ہی وہان چل جہاں کہ جنگ ہو رہی ہی
طلسم کشا سے اور ہفت پیکر سے تلوار چل رہی ہی ستر لاکھ کا لشکر ہفت پیکر کا تباہ ہوا
مجھکو نہ روک بہت پچتائیگا میں تیرے روکے سے نہ رکونگا تا بہ طلسم کشا ضرور جاؤنگا
اسطرح جو شمس نے فرمایا صہبا قریب شمس کے آیا شمس نے کتاب کھولکر دکھائی
صہبا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کتاب میں لکھا ہی فلان دن فلان ساعت
قدرت سے اور طلسم کشا سے مغلوبہ ہوگی اُس روز قدرت زندہ دیکھینگے صہبا
کانپنے لگا کہا کیوں کاہن صاحب میں اب کیا کروں شمس نے کہا میرے ساتھ چلو
اسوقت لشکر طلسم کشا پر بڑی آفت ہی آفتاب فلک سیر قتل ہوا چاہتا ہی میں جاکر
اُسکو بچاؤں بادشاہ لشکر اسلام سے ملاقات کر چکا ہوں وہ ضرور میری مدد کرینگے کہ
مین نے اُنکی مدد قید خانہ مین کی ہے وہ ضرور مہربانی فرمائینگے غلام کو اپنے بچائینگے
صہبا نے جو یہ مضمون دیکھا کانپنے لگا کہا اے شمس مجھکو بھی اپنے ساتھ لیچلو نہیں معلوم
وہان جاکر کیا معرکہ گذرے میری صفائی کرانا شمس نے کہا تو میرے پیچھے آ میں بڑھتا
ہوں یہ کہکر شمس آگے بڑھا جھپٹ کر چلا صہبا تین لاکھ فوج سے پیچھے آتا ہی اسیطرح
راہ میں شمس کو کئی ساحروں نے گھیرا ہر مقام پر شمس نے کتاب دکھائی اُنکو مطیع کیا
کئی لاکھ ساحر ہمراہ شمس روانہ ہوئے جس مقام پر شمس سے مقابلہ پڑا اور ساحر نے آکر
گھیرا شمس نے پکارا اے برادر کیوں سفت میں جان دیتے ہو پہلے تم اس کتاب کو ملاحظہ
کرو اسکا مضمون سمجھ لو پھر تمھیں اختیار ہی جب شمس نے یہ سوال کیا ہر ساحر جو ہوا
روکنے کو آیا تھا کتاب دیکھی کتاب دیکھتے ہی ہر ساحر گھبرایا کہا اے شمس فلک ہفت پیکر
ہمکو طلسم کشا سے ملوا دو ہم رفاقت کرینگے ہمکو تو خود کتاب ہے اس مضمون
پر دل بیتاب ہے قدرت نے خود اپنے ہاتھ سے لکھا ہے سب سوانحات
لکھے اور غضب دیکھیے کہ تصویر طلسم کشا کتاب میں موجود ہے ولدیت تک

لکھی ہی یہی مضمون مرقوم ہی کہ فرزند صاحبقران آکر طلسم کشائی کریگا قدرت بھاگ کر
طلسم مین آئینگے جسقدر کتاب کو زیادہ پڑھا جو معاملے کہ گذرے تھے وہ سب تحریر ملے
مضمون کتاب سب نے پڑھا پہلے صہباے جوش زن وکیمیاے کیمیا ساز اور
فاروق بلند آواز و ہنگ شعلہ تن یہ چار ساحر و دو دلاکھ فوج لیکر آئے ہزار ہزار
و دو دو ہزار اول مارے گئے خوب خوب سحر چلے جب شمس نے نصیحت نامہ نکالا ان چارون
کو سمجھایا یہ چارون ساحر بصدق مطیع ہوے ان سب کو ساتھ لیکر شمس چلا ہی جنگ
کی قربت مین پانچ کوس کا فاصلہ باقی ہی کہ ایک آواز آئی اے شمس فلک کہان جاتا ہی
تو نے غضب کیا کہ خود بھی چلا اور ان چار ساحرون کو بھی لیے ہوے جاتا ہی سب کو قتل
کرونگی سب نے دیکھا درخت سے ایک طائر اُڑا آسمان پر پہونچا منقار کھول کر آواز دی
اے طائران صحرا الینا یہ دشمنان خداوند جاتے ہین جانے نہ پائین ہر درخت سے طائر
اُڑے تھوڑے عرصے مین ہزار ہا طائر جمع ہو گیا وہ طائر جو پہلے نکلا تھا اُسنے جا کر آسمان
پر پھر آواز دی اے طائران صحرا الینا ان طائرون نے زمزمہ سرائی کی آگ آسمان سے برسنے
لگی شمس نے جو دیکھا کئی سو ساحر جلکر گرے شمس گھبرایا شمس نے جھولی پر ہاتھ ڈالا
ایک پرچہ کاغذ کا نکالا سحر کرکے اسکو اُڑایا وہ کاغذ جاکر سر پر اُسی طائر کے لہرایا طائر اُلٹ
گیا اور طائرون نے بڑھکر اُس طائر کو سنبھالا دوسرا سحر شمس نے کیا کہ وہ سب طائر
انسان بنگئے دیکھا ہزار ہا ساحر ہوا پر اُڑ رہے ہین وہ طائر جو اول نکلا تھا دیکھا کہ ایک
نازنین مہ جبین نہایت حسین و خوبصورت گل عذار پری روے خمدار یا کھینچی ہوئی تلوار
آنکھین رشک دیدۂ غزال عارض ماہ آسمان کمال سن چاردہ سالہ ابرون پر بل پڑے
ہوے تنک مزاج معشوقون کے سر کی تاج کبھی شمس کی نگاہ سے ایسی صورت نگذری
تھی لیکن شمس نے پہچانا پکار کر آواز دی اے گلفام سروقد اسوقت تمکو کیون غصہ آیا
ہم مدد طلسم کشا کو جاتے ہین گلفام نے جواب دیا اے شمس فلک ہفت پیکر
سارا طلسم تمھارے قبضے مین تھا تمھاری ہی ماے پرکار بند تھے تمکو کسنے آوارہ کیا خدمت
طلسم کشا مین اسوقت جاتے ہو آج تیسرا دن ہی کہ جنگ ہو رہی ہی سب سرحد دار

پہونچے لیکن طلسم کشا ایسا صاحب اقبال ہو کہ جو ساحر کامل پہونچا وہ ہاتھ سے طلسم کشا کے
مارا گیا اب میں نے اپنی فوج تیار کی کہ جا کر جانبازی کروں تم جو ادھر سے گذرے تو منظور ہوا کہ
پہلے انکا خاتمہ کروں تو پھر آگے بڑھوں جس طرح جی چاہے مجھ سے مقابلہ کرو آگے نہ بڑھنے
دونگی شمس نے جواب دیا ای گلفام ذرا عقل کو دخل دو تمہارے پاس بھی کتاب
سوانحات ہوگی آج روز انتقال ہفت پیکر ہو لاکھ لدد کوشش کرو کچھ نہ ہو سکیگا دیکھو
تصویر طلسم کشا موجود ہی جو ہفت پیکر کا ساتھ دیگا وہ مارا جائیگا آج ہفت پیکر بھی
نہ بچیگا یہ کہکے شمس نے تصویر طلسم کشا گلفام کو دکھائی گلفام کی نگاہ جو تصویر طلسم کشا
پر پڑی بیقرار ہوکر ایک آہ کی پکار اٹھی ای شمس یہ کیا شی ہی نظم

ہیں اسی بوٹے کو ہم ای گلشن آرا دیکھتے	مثل خیل گل کو ہیں صرف تماشا دیکھتے
پھر نہ جاتے طور کی جانب کو مشتاق جمال	اک نظر موسیٰ اگر اس بت کا جلوا دیکھتے
ایک سے ہو ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا	مثل نرگس چشم بینا سے پر کیا دیکھتے
گھر میں بیٹھے سیر کرتے ہیں سواد چشم کی	روز و شب جو ہیں تری آنکھوں کا شہرا دیکھتے

اور کبھی ٹھنڈی سانس بھر کر کہتی ہی ای شمس نظم

نقاش چون شمائل آن ماہ می کشد	دوست بہ زلف او چو رسد آہ می کشد
مانی چو نقش آن بت بدست می کشد	چون می رسد بہ ساعد او دست می کشد

اس تصویر نے حال ابتر کر دیا شمس نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اور جتنی شاہزادیاں سودائے
زلف طلسم کشا میں مبتلا ہیں مگر طلسم کشا ملکہ شہرت گلگون پوش کو لائے ہیں کل
جادوگرنیوں کو یہ حکم ہو کہ بعد قتل ہفت پیکر سحر سے توبہ کرو تب ہم تمہارے ساتھ عقد
کریں سب شاہزادیاں اس اقرار پر قائم ہیں قتل ہفت پیکر کی لدد کوشش کر رہی ہیں
اسی زمرے میں تم بھی شمار کی جاؤگی اور سحر سے توبہ کرنا ہوگا گلفام نے آنکھوں میں
آنسو بھر کر جواب دیا ای شمس اگر طلسم کشا حکم دیں تو سر کاٹ کر قدموں پر رکھ دوں موت
کا مزہ چکھیں تب دل کو سیری ہو کیا کہوں کہ جو دل کا حال ہے زندگی محال ہے جی چاہتا ہے کہ
اس تصویر کو کلیجے میں رکھ لوں شمس نے کہا اب دیر نہ کر جلدی جلو ہفت پیکر نے

سحر کیا ہے سب شاہزادیاں جھوم رہی ہیں ہفت پیکر تیغہ کھینچکر بڑھا ہے کہ سب کے سر
کاٹ لے آفتاب فلک سیر کہ مدت سے وہ جاکر شریک طلسم کشا ہوا کچھ قدرت کا خوف
نہیں کیا مگر اسوقت اُسکے سحر سے مجبور ہے ہفت پیکر بڑے رودگار ہے یہ سب اُسی کے
شعبدے تھے پہاڑوں بے مراد مندوں کا آنا اور ہر ایک کی آرزو کا پورا ہونا یہ سب
شعبدے تھے مجھ سے تو وہ خود تخلیہ میں کہ چکا تھا کہ جسدن سحر کردونگا تو زمین بلادونگا اب
اسوقت ہم پہونچ جائیں اور معروف مددِ طلسم کشا ہوں ہر چند کہ بادشاہ میرے معاون و
مددگار ہیں کہ میں اُنکو اُٹھا لایا تھا ہفت پیکر نے حکم قتل دیا میں نے جاکر قاعدہ سے جاکر
بچایا ایک باغ میں جاکر رکھا یہ لوگ تو صاحب اقبال ہیں فوراً بادشاہ نے رہائی پائی
فرور غلام کو بچاینگے فرور سرفراز فرمائیں گے طلسم کشا سے ملوائینگے لیکن اب یہ تکرو
جلدی چلو اگر خدانخواستہ آفتاب فلک سیر قتل ہوگیا تو طلسم کشا کو بڑا ملال ہوگا
آفتاب نے بڑے بڑے کارنمایاں کیے ہر مقام پر سینہ سپر ہا تحفہ جات کی تلاش میں
ہمراہ طلسم کشا تھا تحفہ جات دلوائے ہر مقام پر پہونچا ایسے رفیق کسا ممکن ہوتے
ہیں چاروں ساحران مذکور پانچویں ملک گلفام ہمراہ خمس ہوئے پانچ افسر مع خمس
سبکے آگے بڑھا ہوا کہ دو کوس پیشتر سے صدائے گیرودار آنے لگی شعلے بھڑک رہے ہیں
ہوا زور سے چل رہی ہے کہ درخت اُکھڑ کر گر رہے ہیں یہاں وہ وقت ہے کہ سب جادوگرنیوں
کو ہفت پیکر نے جادو سے گرایا ہے سب بیہوش پڑی ہیں سب کے آگے آفتاب
فلک سیر آنکھیں بند دل دردمند جب آنکھیں کھول کر دیکھتا ہے یا تمہ بے طاقت
دشمن جان تیغہ کھینچے ہوئے آتا ہے شاہزادیاں تڑپ رہی ہیں بیقرار ہوکر دعائیں
مانگتی ہیں کہ اے خالق عالم و اے رب اکرم ہمکو اس آفت سے بچالے اور اس
مصیبت سے مہلت دے

نظم

خدائے حافظ و ناصر کہ نگہبانی	بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بکوہ و دشت و بیابان و چار سوئے زمین	سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی
بحال بندۂ ناچیز و مبدم شب و روز	شود عنایت مولا و فضل ربانی

به شرق و غرب دهد تازه روشنی هر روز — چو آفتاب درخشنده ظل سبحانی
بر باب دولت خدام بارگاه اله — کنند سکندر و دارا همیشه دربانی
خداست مالک و مملوک عالم دنیا — خداست باقی و جن و بشر همه فانی
بو نقش کاتب قدرت بدید حیران ماند — بشکل آئینه از حسن خویش مانی
چو در عبادت معبود میکند غفلت — شود ز بندهٔ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خدا هندی — ز مدح گوئی و وصافی و ثنا خوانی

شمس نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا جیسے ہی ہفت پیکر بڑھا شمس نے گولہ مارا کلائی پر ہفت پیکر کی پڑا تلوار چھوٹ پڑی دیکھا کہ شمس ہے شمس نے پانی برسایا جسپر قطرہ پڑا اسکو ہوش آیا آفتاب نے بھی دیکھا کہ مجھکو شمس نے بچایا شمس اول لڑتا بھڑتا پروں کو پامال کرتا ہوا قریب بادشاہ کے پہونچا جھک کر سلام کیا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا بادشاہ نے فرمایا ای شخص تو کون ہے شمس گھبرا گیا کہ ارے مجھکو بادشاہ نے نہ پہچانا تین شبانہ روز بادشاہ کو لڑتے گذرے ہیں آنکھوں میں روشنی کم مزاج برہم تیروں کے زخم جسم پر حیران و مضطر شمس نے اپنا نام بتایا اور باغ کا پتہ دیا بادشاہ نے شمس کا ہاتھ تھام لیا گلے سے لگا کر فرمایا ای وفادار و ای مونس و غمگسار تین رات تین دن لڑتے ہوئے گذری ہیں اب ہاتھوں میں طاقت نہیں آنکھوں میں بصارت نہیں شمس نے عرض کی غلام بڑھکر سحر کرتا ہے پانچ ساحران نامی دس لاکھ فوج ساتھ لیکر آیا ہوں ہفت پیکر کو ایک داغ دے چکا اب اسکو گھیر کر سامنے طلسم کشا کے کرون پانچوں ساحر نہایت زبردست ہیں اور چاروں کو لاکر قدموں پر بادشاہ کے گرا گلفام ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑی ہوئی بادشاہ نے فرمایا ای شمس یہ کون ہے عرض کی عاشق جمال رستم بادشاہ نے اسکی پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا ہم تمہاری خود سفارش کرینگے تم سب صاحب جاکر جنگ کرو ہفت پیکر نے آج زمین ہلا دی ہے غضنفر و رستم کے سامنے سے بھاگتا ہے جد عالی تبار صاحبقران نامدار کل سے بہوز زخمی و بیقرار ہیں چار سو افسران نامی کو لیے ہوئے وہ سامنے پڑے ہوئے ہیں ساحروں

نے قیامت برپا کی شمس نے عرض کی کیا مجال جو بندگان عالی کو اب صدمہ پہونچے
لیکن اب گلفام کی بیقراری چہرہ سرخ ہو رہا ہی پسینے پسینے گھبرا کر کہتی ہی ای شہریار مین تو
دیکھون رستم کس مقام پر لڑ رہے ہین شمس نے اشارہ کیا کہ وہ سامنے لڑ رہے ہین
گلفام قریب رستم کے پہونچی رستم ہنس پڑے فرمایا ای نازنین تو کون ہی عرض کی کہ کنیز
سرکاری برای خدمتگزاری حاضر ہوئی ہون رستم نے پشت پر اسکی ہاتھ رکھا فرمایا ای
نازنین مہ جبین آج تیسرا دن ہی کہ اسی طور سے جنگ ہو رہی ہی ہفت پیکر کی فوج کے
دس بارہ لاکھ جوان قتل ہوے اب بھی پچاس لاکھ جوان موجود ہین وہ سب اسی پر
آمادہ ہین کہ منہ نہ پھیرین گلفام نے عرض کی ای شہریار شمس فلک ہفت پیکر وہ
ساحر ہی کہ ہمیشہ منتظم خدائی ہفت پیکر رہا کوئی راز ایسا نہ تھا کہ اسپر کھلا نہ ہو پہلے شمس نے
آتے ہی ہفت پیکر کا سامنا کیا اور ایسا سحر کیا کہ تلوار اسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑی
اب دس لاکھ فوج لیکر آیا ہی مغلوب ہین حال ہفت پیکر کو کھلیگا رستم کو باتین بس
نازنین کی پسند آئین دیر تک باتین کیا کیے کہ فوج کفار نے بلوہ کیا رستم نے دیکھا
کہ بلوہ فوج کا آتا ہی فرمایا کہ ای گلفام ہوشیار ہو جاؤ گلفام تو کڑک کر بلند ہوئی
کفار پر سحر کرنے لگی وہ چارون تاجدار معروف جنگ ہوے اب ہفت پیکر کی نگاہ
پڑی کہ یہ چار تاجدار نئے کہان سے آئے ہرکارون نے خبر دی کہ یا خداوند شمس آتا
تھا بر سر راہ تھا ان لوگون نے روکا شمس نے کتاب تصنیف کردۂ قدرت پڑھوائی
وہ کتاب پڑھکر یہ لوگ مطیع اسلام ہوے یہ وہ تاجدار ہین ہفت پیکر نے جو یہ حال سنا
جل گیا وہ بڑھ کر سحر کیا کہ چارون تاجدار دیوانے ہو گئے سر ٹکراتے ہوے چلے جاتے
ہین کہ دامنہ کوہ مین جا کر پناہ لین تلوارین کھینچی ہوئین ہاتھ مین ہفت پیکر نے ایک
صورت زیبا جو انکو دکھا دی مبہوت ہو گئے چارون غل مچا رہے ہین کہ ہماری معشوقین
کہان ہین کیون نظرون سے نہان ہین ۔ نظم

اُس ترک ماہرو کو جو ذوق شراب ہو	ساقی بنے مسیح قدح آفتاب ہو
آمادہ میرے قتل پہ قاتل شتاب ہو	چھوٹون عذاب سے مین تجھے بھی ثواب ہو

اک ترک بادہ نوش کی فرقت میں ہی ہو جان
نوبت نہ آئے اوروں کی ہون وہ گنہگار
ساقی پلا شراب جو کیفیتیں اٹھین
رسوا کیا اسے بھی مجھے متہم کیا
رویا میں اسکو دیکھا ہی ظاہر میں بھی یہان
رہنے کا مجکو حکم دیا آستان پر
ہے یہ لحاظ اگر کوئی عریان نہ دیکھ لے
میکش وہ ہین کہ خاک بھی کر دے گر آسمان
کاٹے تھے اسکو دیکھ زنان عرب ہاتھ
پھوڑون میں رند کاسۂ سر اپنا سنگ سے

پھولون میں میرے چاہیے جام شراب ہو
سب سے جو پہلے حشر میں میرا حساب ہو
تجھکو بھی ہو سرور وہ جب بیحجاب ہو
او عشق پردہ در ترا خانہ خراب ہو
یارب مرا بھی خواب زلیخا کا خواب ہو
رویت بلند عرش سے تیری جناب ہو
میں پردے چھوڑے دیتا ہون تم بیحجاب ہو
کاسہ ہماری خاک کا جام شراب ہو
یوسف گلے کو کاٹے جو تو بے نقاب ہو
اس مست بن و رغبت جام شراب ہو

اسطرح کے اشعار پڑھتے ہوئے قریب کوہ کے پہونچے ہفت پیکر نے جو دیکھا کہ اب
چارون دیوانے ہوگئے اور قریب کوہ کے پہونچے ہفت پیکر نے سحر کیا کہ برقیں
گرنے لگیں کئی برقیں ان چارون پر گریں کہ ان چارون کے سر اڑ گئے مرنے کی انکے
صدا بلند ہوئی چارون کے نام لیکر پیرون نے غل مچایا خمس نے جو آواز سنی بیقرار
ہوگیا بڑھکر دیکھا کہ ان چارون کو ہفت پیکر نے مار ڈالا ہوا جاتا ہے خمس نے للکار
کر او ناہنجار تو نے غضب کیا کہ مسلمانون کو مارا تیری قضا قریب ہے آج تو بے نصیب
ہے جو بدعت کرتا ہو کر لے پیمانۂ عمر تیرا لبریز ہو چکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا ہفت پیکر
نے پلٹ کر آواز دی اے خمس میں نے تجھکو کیا مرتبہ دیا کہ اپنا راز دار مقرر کیا تو نے
یہ بے ادبی کی کہ شریک طلسم کشا ہوا اسی طرح تجھکو بھی قتل کرونگا اب کیا بچ سکیگا
ہفت پیکر و خمس سے سحر چلنے لگا خمس کسی سحر میں کمی نہین کرتا ہے آگ برس رہی
ہے دریاے سحر جوش مار رہے ہین صدا بندگان ناری جل رہے ہین فضاے کارزار
قیصر ناوک انداز ایک پہلوان ہے کہ بارہ لاکھ فوج کا مالک ہے ایک بیشۂ سرسبز اسکو
رہنے کو ہفت پیکر نے دیا ہے بے فکر بیشے میں پڑا رہتا ہے سامنے اکھاڑا کھدا ہوا

شاگرد شمین اڑتے ہین یہ زبان سے اپنی وہ چیخ جاپا کرتا ہو فوج اتری ہوئی ہو خراج
بیشہ سے آتا ہو وہ فوج کو تقسیم کرتا ہو اپنے مقام پر بیٹھا ہو پہلوان لکھاڑے سے نکل
رہے ہین فوج جمکر کھڑی ہوئی اور نوبت نقارے بج رہے ہین نشے مین شراب سے
بلبلا رہا ہو کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے پہلے تو کافرون نے کافر کو بد دعا دی۔ قطعہ
ای سرت سبز تا خوان بجیبند ﴿ شکست طبل تا سگان بدرند ﴿ گرز آتش ہزار رنگ
بر سر تو مو کلان بزنند ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان عجب معاملہ درپیش ہو کہ
مسلمانون نے قدرت پر حملہ کیا قدرت ہفت کوہ سے بھاگ کر طلسم مین آئے قصر عنبر
مین خود سکونت اختیار کی مسلمان وہان بھی پہونچے بہت لڑائیان پڑین مگر ہر جنگ مین
قدرت کو شکست حاصل ہوئی تین شبانہ روز گذرے ہین کہ ایک طور پر جنگ ہو رہی
ہو نہ تو مسلمان قدم ہٹاتے ہین نہ قدرت طبل بازگشت بجواتے ہین لیکن قدرت عاجز
ہو رہے ہین اسوقت غلامون نے خبر پائی آپ کو خبر دی اگر مناسب ہو تو قدرت کی مدد
کو جائیے یہ سنکر قیصر نے حکم دیا کہ ہرکارون کی زبان کاٹ لو انھون نے بڑی نالائقی کی کہ
وقت آخر مین آکر خبر دی قدرت نے یہ عنایت اپنی شریک کی کہ یہ بیشہ مجھکو برائے سکونت
دیا خراج اسکا ملتا ہو سات لاکھ فوج سے بیٹھا ہوا چین کرتا ہون اُس دن کا امیدوار تھا
کہ قدرت پر کوئی وقت پڑے تو جاکے مدد کرون یہ احسان جو عمر بھر اٹھاتے ہین اُس
احسان کو ادا کرون تم لوگون نے ابتدا مین خبر نہ دی کہ مین جاکر مسلمانون کو روکتا قدرت
انھین پہاڑون پر اپنے جشن کیا کرتے اور اُن پہاڑون پر رہنے سے بڑا نفع یہ تھا
کہ ہزارہا مراد مند حاضر ہوتے تھے اپنی اپنی امید پاتے تھے جو جسنے مانگا قدرت نے
وہی عطا کیا ایسے ناچار ہوے کہ اندر طلسم کے آئے ہان جلد و تیار ہو جاؤ مجھ سے
کون مقابلہ کر سکیگا ہرکارون کی جو زبان کٹی سامنے پڑے تڑپ رہے ہین قیصر نے
اٹھکر ایک ہرکارے کا شانہ تھاما اور کہا کہ مفصل بتا قدرت کے اشارون مین زمین
ہلتی ہو کون ایسا سرکش آیا کہ جسنے قدرت کو ایسا حقیر کیا اُس ہرکارے نے اپنے
اشارے سے بیان کر دیا کہ رستم فرزند صاحبقران اس طلسم کا فتاح ہو قدرت نے

بڑے بڑے سحر کیے مگر رستم کے پاس لوح طلسمی ہے ایسے تحفہ جات ہیں کہ جنپر سحر تاثیر نہیں
کرتا قدرت بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں وہ جوان چاہتا ہے کہ قدرت کو پاجاؤن تو قتل
کروں قدرت سامنے اُسکے نہیں جاتے قیصر نے کہا میں جاتے ہی اُس جوان کو مارونگا کل
فوج کو شکست دونگا قدرت کو ہفت کوہ پر پہونچا دونگا قدرت کو رنج و ملال سے
کیا نسبت ہے اُسی طرح جشن کریں مرادمند حاضر ہوں اپنی مرادیں پائیں وہ یہاں کے
جلسے زیادہ آباد ہوں مرادمند دل شاد ہوں یہ کہکر گینڈا طلب کیا ساتھ والوں سے کہا کہ
کہ یارو ایک ایک شخص دس دس کو قتل کرے آج میری کمان لاؤ کہ جو کسی سے اُٹھ نہیں
سکتی سو من کا تیر اُسمیں جوڑتا ہوں اگر کوہ پہ ماردوں تو توڑ کر پار کرے جاسے رستم و
اسفندیار میرے حربے سے مہلت دپائے فوج والے گینڈوں اور گھوڑوں پر سوار
ہوے سات لاکھ فوج لیکر وہ کمان کیانی انتہا کی بھاری کاندھے پر ڈال لی معلوم
ہوتا ہے کہ حلقۂ آہنی دوش پر پڑا ہے ایک ترکش بہت بھاری اُسمیں چند تیر رکھدیے
کہتا ہوا چلا کہ ایک تیر میں ایک پلٹن کو تباہ کرونگا چالیس ہزار جوانوں کا سینہ میرا تیر
توڑیگا یہ کہتا ہوا جاتا ہے کہ اس بیشے سے آگے دوسرا میدان ہے کہ وہاں اسکا بھائی
ہمسر جنگ آزما رہتا ہے وہ اس سے زیادہ مغرور و متکبر ہے اُسنے جو دیکھا کہ آج میرا
بھائی آتا ہے ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا ہلگیا تمام جانور درختوں سے اُڑے پکار کر آواز کی
اے قیصر آج کیا انقلاب ہوا کہ تو اپنے بیشے سے نکلا تو تو اپنے مقام پر سے اُٹھنا
عیب جانتا ہے کیوں تکلیف فرمائی قیصر آواز بھائی کی سُنکر قریب آیا کہا اے برادر تمنے
خبر بھی سُنی کہ سارا طلسم مسلمانوں نے لوٹ لیا قدرت بھاگ کر قصر عشرت میں آگئے
تھے وہاں بھی آکر مسلمانوں نے گھیرا تلوار چلتے ہوے تین دن گذرے ہیں قدرت
چاہتے ہیں کہ خاتمہ کردوں مگر نہیں ہوسکتا وہ جوان کہ جسکا رستم لقب ہے سحر کو قدرت
کے باطل کرتا ہے تو اے بھائی چلو آج چلکر تماشہ دیکھو اے برادر آج جنگ کا وہ رنگ
دکھاؤں کہ قدرت شاد ہوجائیں ہفت کوہ پر جائیں اپنے کار قدیم میں مصروف
ہوں یہ سُنکر ہمسر جنگ آزما قہقہہ مارکر ہنسا کہا اے برادر تم پلٹ جاؤ

جا کر اپنے مقام پر بیٹھو مین جا کر جنگ فتح کیے دیتا ہون کون ایسا ہی کہ ہمسے تمسے مقابلہ کرے
قیصر نے کہا مین ضرور جاؤنگا اگر مزاج مین آئے تو تم بھی چلو تمھاری تلوار چلے میرا تیر چلے
کون ایسا دنیا مین ہی کہ ہمارا حربہ اوٹھا سکے میرا تیر پتھر کو توڑتا ہی تمھاری تلوار نخلستان پر
چلی ہی کیسے کیسے جنگل تمنے ویران کیے مین نے کیسے کیسے پہاڑ توڑے جب پہاڑ پر تیر مارا
پتھر کو توڑ کر نکلگیا اب آج جنگ مین لطف ہوگا سات تیر ترکش مین رکھے ہین ہمسر نے بھی
خوب لاف و گزاف کہا دونون جوان گینڈون پر سوار ہوے چودہ لاکھ فوج پشت پر یلغار
کرکے چلے راہ مین جو قریہ ملا لوٹ لیا زمیندار کو قید کرلیا کہا ساتھ ہمارے تو چل قدرت
پر تو وقت پڑا ہی اور تو گانون مین بیٹھا چین کر رہا ہی چلکر قدرت کی مدد کر غرض مار دھاڑ کرتے
جانا اسطرح یلغار کرتے ہوے دیہات لوٹتے ہوے جاتے ہین راہ مین ایک قریہ ہے کہ
محکوم نامے زمیندار وہانکا حاکم ہی محکوم کو پاسبانون نے خبر دی کہ قیصر و ہمسر آج اپنے
بیٹھنے سے نکل آئے سیکڑون گانون لوٹ لیے محکوم گانون سے نکلا دیکھا کہ لشکر قیصر
آتا ہی محکوم نے آواز دی دس ہزار گنوار جمع ہوگئے فوج نے چاہا کہ قریہ لوٹے محکوم نے
بڑھکر للکارا کہ کیون یارو ہمنے کیا خطا کی ہی کیون ہمکو لوٹتے ہو ایک کمیدان نے بڑھکر
کہا ای محکوم ہمارے افسر کا حکم ہی کہ ہمارے ساتھ چلو محکوم نے کہا مین نے دس ہزار
کی گھار جمع کرلی مین تمھارے ساتھ چلتا ہون یہ کہکے دس ہزار گنوار کاندھون پر لٹھ رکھے
تیر کمان ہاتھ مین غلغلہ کرتے ہوے ساتھ ہوے اودھر سے قیصر آتا تھا قیصر نے جو
محکوم کو دیکھا پکار کر آواز دی او گنوار دیہاتی تجھکو بڑا گھمنڈ ہی ایک تیر مارتا ہون کہ
سینہ کو توڑ کر پار گذرے قصبہ تیرا الٹوا دونگا محکوم نے کہا کیا مجال کہ کوئی ہمپر ہاتھ
ڈال سکے اگر ہمکو لوٹوگے تو ہم خود تمکو لوٹ لینگے اپنی سرحد سے نہ جانے دینگے قیصر
نے کمان کاندھے سے اوتاری سوا من کا تیر ترکش سے نکالا محکوم نے قرولی کمر سے
نکالی جیسے ہی قیصر نے تیر مارا محکوم نے تیر کو کاٹا قیصر آگ ہوگیا اور غل مچا کر کہا او
محکوم تو نے غضب کیا کہ مابدولت کا تیر کاٹا اب تجھے زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل
سے منھ نہ موڑونگا یہ کہکے دوسرا تیر مارا محکوم نے پھر کاٹا لیکن سری تیر کی کنکر گھوڑے

پر گری گھوڑا زخمدار ہوا چیخ مارنے لگا یہی قصد ہی کہ کسی طرف نکلجاؤن اپنی جان بچاؤن
چار تیر قیصر نے مارے محکوم نے بفنون سپاہ گری کاٹے لیکن گھوڑا محکوم کا مارا گیا
پیدل پر بھی ایک تیر مارا لیکن کچھ اثر نہ ہوا پہلوتہی کر کے محکوم نے خالی دیا قیصر دوڑ کر لپٹ
پڑا محکوم و قیصر سے کشتی ہونے لگی ہمسر نے آکر دیکھا پکار کر آواز دی اے برادر
چیر پھاڑ کر اسکو کھا جا ہم لوگ آدمخوار بھی مشہور زمین پر ہین۔ قیصر چاہتا ہی کہ زمین پر محکوم کو
گراؤن مگر ممکن نہین ہوتا محکوم زور اسکے روک رہا ہی ایک مقام پر قیصر ریلکر لے دوڑا
محکوم چاہتا ہی کہ رکون لیکن دیو کے قبضے مین آگیا زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی
ہی بڑے زور شور سے ریلتا ہوا لیے جاتا ہی ایک مقام پر جو آیا ایک پتھر زمین مین گڑا ہوا
تھا کسی قدر زمین کے باہر ابھرا ہوا تھا قیصر نے جو اُسکی ٹھوکر کھائی انگوٹھا پاؤن کا
ٹوٹ گیا خون کا پرنالہ بہا قیصر نے کہا کیون اے محکوم یہ کیا کیا محکوم نے کہا تمھاری
زبردستی نے تمھین پامال کرایا دیکھا کیا سانحہ ہوا اب کہو تو تمکو گرا دون چھاتی پر چڑھ جاؤن
خنجر سے سر کاٹ لون اے قیصر کوئی ایسی بدعت کرتا ہی ہمسر نے بھی آکر قیصر کو سمجھایا
محکوم کو قیصر سے ملوایا قیصر پھر گینڈے پر سوار ہوا سب ملکر چلے مگر قیصر نگاہ خیرہ
خیرہ محکوم کو دیکھ رہا ہی محکوم کہتا ہی اے قیصر مین تم سے ملگیا مگر تمھارا غصہ کم نہین
ہوا جنگ مین چلکر حال کھلیگا سات تیر لیکر چلے تھے پانچ تو ضائع ہوے اب دو تیرون
سے کیا کروگے قیصر نے کہا دو تیرون سے مین دو صفین توڑ دونگا طلسم کشا کو ڈھونڈھ کے
مقابلہ کرونگا محکوم نے کہا طلسم کشا اپنے زمانے کا رستم ہی اس سے مقابلہ مین مشکل
پڑیگی بڑے بڑے پہلوان اُسکے ہاتھ سے مارے گئے اسنے طلسم ہفت پیکر شکست
کیا مین نے اُس شہریار کی بہت تعریف سنی ہے اُس سے مقابلہ نہ کرنا ورنہ مارے
جاؤ گے مین ایک حقیر پہلوان تھا مجھپر تو تمھارا زور نہ چلا وہ طلسم کشا کہ جسکے ہاتھ سے
قدرت بجانے بھاگے پھرتے ہین اُس سے بہت عاجز ہوگے قیصر نے کہا اے
محکوم تو تو آدھا مسلمان معلوم ہوتا ہی محکوم نے کہا کہ مین اُسکی جرأت کی تعریفین
کرتا ہون میدان جنگ مین چلکر کل حال کھلیگا قیصر پاؤن کے درد سے بیقرار ہی

اسوجہ سے خاموش ہو رہا لیکن یہ لوگ یلغار کرکے وہان پہونچے کہ جس مقام پر جنگ ہو رہی
ہی دیکھا ہفت پیکر سحر کر رہا ہی اور شمس جواب دے رہا ہی لیکن قیصر کا بھائی ہمسر
ایک ایک سے پوچھتا آتا ہی کہ طلسم کشا کون شخص ہی کسی شخص نے کہا وہ شیرانہ جنگ
کر رہا ہی وہین سے للکارا او طلسم کشا مین تیری جنگ کا مشتاق ہون مجھسے آکر مقابلہ کر
طلسم کشا طرف ہفت پیکر کے چلے گئے تھے کہ یہ آواز کان مین آئی پلٹ کے دیکھا ایک پہلوان
دیو خصال للکار رہا ہی ہر چند کہ طلسم کشا کو تین شبانہ روز جنگ کرتے گذر گئے ہین مگر
للکارنا کا ذکر کا ناگوار ہوا فوراً جا پڑے آواز دی او مغرور مجھسے مقابلہ کر کیا تجھ سے پاپی
کار رکھتے ہین جیسے ہی قریب پہونچے ہمسر کو شمشیر زنی پر بڑا ناز ہی قیصر دیکھ رہا ہے اور
کہ رہا ہی ای محکوم اب تماشا دیکھو محکوم نے جھلا کر آواز دی تم دونون کو موت لیکر اس
میدان مین آئی ہے طلسم کشا کے ہاتھ سے نجات نہ ہوگی قیصر نے منھ پھیر لیا ہمسر نے
خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر روکا اُلجھاوے سے
ہاتھ نکالکر بقوت تمام ہاتھ مارا ہمسر نے گردہ سپر کا اُٹھا دیا مگر تیغہ ہفت جوہر دست زبردست
رستم تڑپ کر جو تیغہ گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر جو گرا ہمسر کے مع گینڈے
چار ٹکڑے کیے ہمسر کا مارے جانا محکوم نے کہا کہ وہ مارا قیصر جھلا گیا کہا کیون
محکوم ہر بات مین تم طلسم کشا کی تعریف کرتے ہو تمکو طلسم کشا سے اُلفت ہی محکوم
نے کہا ای قیصر تم کیون رنجیدہ ہوتے ہو مین جرأت رستم کی تعریف کرتا ہون ذرا
انصاف کرو کہ رستم کو تین شبانہ روز گذرے ایک طور سے جنگ کرتے ہوے
اور ہمسر تازہ دم آیا تھا مگر کچھ نہ کر سکا قیصر نے کہا ای محکوم تم طرفدار طلسم کشا معلوم
ہوتے ہو محکوم نے کہا مین دل و جان سے طرفدار ہون جو تم سے ہین پڑے کرو کام
کرو مین تمسے باہر نہین ہون قیصر نے چاہا کہ محکوم پر جا پڑون محکوم نے تلوار کھینچی
قیصر سے تلوار چلنے لگی دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ جب قیصر نے ہاتھ مارا محکوم نے
تلوار کو تلوار پر روکا اس فن سے ہاتھ مارتا ہی کہ شانے پر یا سر پر تلوار پڑتی ہی قیصر
نے جب کئی زخم کھائے حیران ہی کہ اب کیا تدبیر کرون اور کیونکر اس ظالم کے ہاتھ سے

بچو ن یہ تو ہمارے روزگار کی فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق کبھی زخم کھا چکا کہ
محکوم نے دیکھکر آواز دی کہ تیرے پیچھے کون کھڑا ہی تیرا سر کاٹا چاہتا ہی جیسے ہی قیصر ادھر
پلٹا محکوم نے خود اسکے سر سے گرا کر اوپر سے ہاتھ مارا سر برہنہ پر تلوار جو پڑی تا جگرگاہ تلوار
اُتر گئی قیصر کے دو ٹکڑے ہوے قیصر کو مار کر محکوم رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے رستم کے
آیا قدموں کو بوسہ دیا کہا ای شہریار مین نے نادیدہ آپ کی اطاعت کی کلمۂ طیبہ ارشاد ہو کہ اگر
شاید مین جنگ مین کام آؤن تو مسلمان ہو کر اُٹھون کافر نہ مرون خوب یقین ہو گیا کہ
ہفت پیکر نے مکر کرکے ہم لوگون سے سجدہ کرایا اب ہم لعنت کرتے ہین یہ دونون بھائی
بڑے مغرور تھے ایک کو آپ نے مارا ایک میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا رستم نے گلے
سے لگا لیا فرمایا تم مردان عالم سے ہو محکوم رستم سے ملکر معروف جنگ ہوا ہی یہان
شمس نے ہفت پیکر کے بہت سحر روکے آخر مین سحر کیا کہ تلوارین آسمان سے برابر
گرین ہفت پیکر نے وہ تلوارین توڑین ایک تلوار جو تڑپ کر گری سر ہفت پیکر کا زخمی
ہوا ہفت پیکر سامنے سے شمس کے بھاگا بہادرون نے ہلہ کیا ہر طرف یہی ہنگامہ تھا کہ
وہ ہفت پیکر بھاگا مہ اقبال نے اُسکو گھیرا ہی کہ اپنے ملازم کے سامنے سے بھاگا ہی لیکن
ہفت پیکر جدھر سے گذرتا ہی صفون کو پامال کرتا ہوا جاتا ہی کبھی ہاتھ ہلاتا ہی اور کبھی اشارہ
کرتا ہی برقین جھپکتی ہین کسیکا سر اُڑ گیا کسیکا ہاتھ کٹ گئی ہزار کو قتل کرتا ہوا چلا اُدھر سے غضنفر
بن اسد آتا تھا اسپ باد پا کو دوڑایا آواز دی او بھگوڑے ٹھہر جا ان بندگان خدا کا خون
تیری گردن پر ہی اب تو مارا جائیگا ہفت پیکر نے ہاتھ ہلا دیا برقین گرین کئی سو قزاق
غضنفر کے ایک مقام پر کھڑے ہو کر بیٹھے ہفت پیکر نے ہاتھ ہلا دیا ان بیچارون کے
سر اُڑ گئے غضنفر کے قزاق جو مر کر گرے غضنفر کو بڑا غصہ آیا تیغہ چمکایا جیسے ہی
تیغۂ روئین شگاف غضنفر چمکا سحر ہفت پیکر باطل ہوا سامنے سے غضنفر کے
بھاگا لیکن خواجہ عمرو مردون کو لوٹتے پھرتے ہین ایک طرف دیکھا کہ درہ کو دمین ایک
ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہو چاہتی ہی کہ صاحبقران کو اُٹھا لیجاؤن خواجہ عمرو جو اس
امر سے ماہر ہوے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر

تیار ہوے اور ایک نامہ طرف سے ہفت پیکر کے ہاتھ مین لیا دوڑتے ہوے چلے سامنے
درۂ کوہ کے پہونچے اُس ساحرہ نے پکارکر آواز دی میان ساحر صاحب کہان جاتے ہو
خواجہ نے کہا کہ مجھکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی اپنی کرامت قدرت سے یہ فرمایا ہی کہ فلان
درۂ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہی یہ کاغذ اُسکو جاکر دو ساحرہ نے اُٹھکر وہ کاغذ
لیا کھولکر پڑھا یہ مضمون پایا کہ ای ساحرہ قدرت آگاہ ہوے کہ تو بھیجی ہوئی بقراط ثانی کی
ہی ارادہ ہی کہ صاحبقران کو گرفتار کرکے لیجائے ہم بھی تقدیر پختہ کرچکے کہ بیشک تو ضرور
گرفتار کریگی راز دار جادو کو بھیجا ہی کہ یہ جو سحر تمکو تعلیم کرے اُسے سیکھ لو اسی کیطرف کرنا
بیشک غالب آؤگی یہ مضمون پڑھکر ساحرہ خوش ہوگئی کہا میان ساحر آؤ آکر بیٹھو خداوند
ہفت پیکر نے کون سحر تعلیم فرمایا ہی مجھکو بتلاؤ مین سیکھ جاؤنگی خواجہ نے کہا آگ روشن
کرو اُسنے کولے نکالکر آگ روشن کی خواجہ نے زنبیل مین ہاتھ ڈالا لوبان نکالا فرمایا کہ
اس لوبان کو آگ مین ڈالو ایک پریزاد پیدا ہوگی سب مطلب ظاہر کردیگی اُس ساحرہ
نے لوبان لیکر آگ پر ڈالا دھوان جو نکلا بغور دیکھ رہی تھی دھوان دماغ مین جو پہونچا
ارے کہکے بیہوش ہوئی خواجہ نے جھولی اُسکی اُتاری اُسکو جو کھولا کچھ چاندی کے
کڑے پیتل کے طوق جست کی چوڑیان بالیان نکلین خواجہ نے وہ سب چیزین نذر زنبیل
کین خنجر کھینچکر اس حرامزادی کو قتل کیا خواجہ مارکر جادوگرنی کو درۂ کوہ سے نکلے اندھیرا
ہوگیا صدائین مختلف آنے لگین چند طائر درختون پر بیٹھے تھے وہ اس ہنگامے کو دیکھکر
درختون سے اُترے کسی نے منقار سے کریکڑی کسی نے پنجہ سرمین لگایا لاشہ اُٹھاکر
ساحرہ کا لے چلے بقراط ثانی قصر سکندری مین بیٹھا ہی صندوق سا شندر بالاے
سر لٹکا ہی گرد مصاحب جمع ہین کہ طائرون نے لاشہ لاکر اُس ساحرہ کا سامنے پہونچایا
بقراط لاشہ ساحرہ کا دیکھکر گھبراگیا طائرون سے پوچھا ارے اسکو کسنے مارا طائرون نے
مثل انسان کے آواز دی یا خداوند خیال سکندری عمرو عیار نے ساحر بنکر اسکو مارا
ہم دیکھتے تھے مگر کچھ زور نہ چلا وہ ساحر بنکر اسکے سامنے آیا نہین معلوم اس سے کیا
کہا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ صدائین مختلف آنے لگین بیرون نے اسکے مرنے کی

آواز دی ہم لاشہ لیکر بھاگے آج تین شبانہ روز گذرے ہین کہ زیر کوہ عشرت آباد تلوار
چل رہی ہی طلسم کشا اس فکر مین ہی کہ ہفت پیکر کو قتل کرون ہفت پیکر بھی جان لڑاتا
ہی صاحبقران مع سردارون کے زخمدار جنگ سے بیکار ایک فرش پر پڑے ہین بھائی
کو بھائی کی خبر نہین باپ کو بیٹے کی محبت کا اثر نہین دو پہلوان بڑے زبردست مدد ہفت پیکر
کو آئے تھے وہ بھی مارے گئے تمام صحرا گلنار ہو رہا ہی دریاے خون بہ رہا ہی یہ حال مصیبت
مآل سنکر بقراط نے سر پیٹ لیا کہا ہا رو کیا قدرت خود جائین حمزہ کو اُٹھا کر لائین ایسی ساحرہ
قتل ہوگئی مصاحبون مین کوئی ایسی تیز ساحرہ نہین ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
منقار آتش ریز نامے ایک ساحرہ بیٹی اُس ساحرہ مردہ کی اُسوقت آکر پہونچی ماں کا
لاشہ دیکھکر بہت روئی پوچھا یا خداوند ماں میری کیونکر قتل ہوئی بقراط ثانی نے سب حال
بیان کیا منقار نے کہا یا خداوند ماں میری اسقدر مجھپر مہربان تھی کہ آٹھ پہر خیال رکھتی تھی
مین اسکی جدائی مین جان دونگی زندہ نہ رہونگی امیدوار ہون کہ مجھکو حکم ملے کہ مین جاکر
حمزہ کو لاؤن بقراط نے کہا اے منقار آگاہ ہو کہ مین نے رستم کو اس سرحد مین بلایا وہ دو
جادوگر مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا مسلمان بعد قتل ہفت پیکر ضرور اس طلسم کی جانب
توجہ کرینگے اگر تم حمزہ کو لے آئین تو قیدخانے مین قید کر کے مار ڈالونگا پھر کسیکا حوصلہ ایسا
نہین ہی کہ میرے طلسم پر حملہ کرے مگر خیال کرتا ہون تو عمر میرے طلسم کی بھی تمام
ہوچلی انھین لوگون کے ہاتھ سے قدرت کو تکلیف پہونچیگی مگر حمزہ کا قتل بہت مناسب
ہوگا منقار نے عرض کی کہ کنیز حمزہ کو ضرور لیکر آئیگی قتل اور غیر قتل کا قدرت کو اختیار
ہی حمزہ معروف جنگ ہوگا بقراط نے کہا ای منقار حمزہ بیہوش پڑا ہی چار سو سردار
زخمدار بیکار پڑے ہین اگر قدرت کا دل چاہے تو ابھی اُٹھوا لین مگر مجھکو صدمہ ہو رہا ہی
کہ ماں تیری قتل ہوئی تو جا منقار نے اسباب سحر جسم پر اپنے آراستہ کیا اور صاحبقران
کی فکر مین چلی اڑتی ہوئی آسمان پر آئی دیکھا کہ رستم اور غضنفر اس سطوت سے لڑ
رہے ہین کہ ہفت پیکر بھاگتا پھرتا ہی لیکن جسطرف گذرتا ہی صدہا کو پامال کر ڈالتا ہی لیکن
شمس فلک ہفت پیکر سحر کو ہفت پیکر کے روک رہا ہی سحر کو اسکے زور نہین ملنے پاتا

جب ہفت پیکر نے سحر کیا آگ برسائی تو شمس نے ابر پیدا کیا اور پانی برسا کر آگ کو بجھایا
آفتاب فلک سیر جملہ جادوگرنیون کو ساتھ لیے ہوے بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی
اگر ہفت پیکر نے تلوارین برسائین تو ان سب نے ملکر سپرین پیدا کین جہان تلوار گری
سپر نے اُسکو روک لیا ہفت پیکر اپنی جان سے تنگ ہو پہلوانون کو اور ساحرون کو
ترغیب دیتا ہی کہ یارو دل کھول کر لڑو طلسم کشا کو گھیر کر مارو جب غول طلسم کشا پر بلوہ
کرتے ہین خبر یر مردم در دیوانہ چوبدست سنبھالکر جا گرتا ہی مجمع متفرق ہو جاتا ہی یہ دیکھکر
ہفت پیکر اپنی بدنصیبی پر روتا ہی تمام سرحدار ہفت پیکر کے جمع ہین جنگ کر رہے ہین
قضاے کار کچھ سوار بھاگے شقائق مردم درنامے دیوانہ کوہ شقائق کا حاکم جنگل مین
پھر رہا ہی زراعت کی اپنی سیر کرتا پھرتا ہی ستر ہزار دیوانے اسکی پشت پر چوبدستین کاندھون
پہ جنگل مین شلنگین لگاتے پھرتے ہین اُن سوارون کو دیکھکر شقائق نے کہا ذرا انکو بلاؤ
جب وہ سب سوار سامنے شقائق کے آئے شقائق نے پوچھا تم دریاے خون مین
کیون نہائے ہوے ہو سوار رونے لگے عرض کی اے پہلوان دوران خداوند ہفت پیکر
کو مقابلہ کرتے ہوے تین روز گذرے ہین جب زیادہ معرکہ پڑا تو ہم اُس جنگ سے
بھاگ کر اور اپنی جان کو غنیمت سمجھکر نکل آئے ہمراہیان طلسم کشا اس زور و شور سے لڑ رہے
ہین کہ ہمراہیان ہفت پیکر اپنی جان سے بیزار ہین شقائق یہ سنکر جھلایا اور ساتھ والون
کی طرف دیکھکر آواز دی یارو سنتے ہو قدرت پر یہ آفت ہی اسوقت مین چلکر مدد کرون مین
بیک ضرب چوبدست طلسم کشا کو پیوند خاک کرون یہ کہکر ایک چیخ ماری ستر ہزار دیوانے
جمع ہوگئے سب کو ساتھ لیکر شقائق چلا دیوانے جست و خیز کرتے ہوے جاتے ہین
چوبدستین ہلاتے ہوے غل مچاتے ہوے کوہ و دشت کو طی کر رہے ہین یہان وہ وقت
ہی کہ ہفت پیکر ایک جانب جاتا ہی رستم اور غضنفر نے پیچھا کیا ہی ہفت پیکر پہلوانون
کو اشارے کر رہا ہی پہلوان بڑھ بڑھ کر رستم کو روکتے ہین رستم کسی کے روکے سے
کب رکتے ہین جو پہلوان سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی پہلوانون کو رستم نے
مارا کسی کو غضنفر نے قتل کیا لاشے پڑے زمین پر تڑپ رہے ہین قضاے کار شمس نے

جو دور سے دیکھا کہ آقاے نامدار تعاقب میں ہفت پیکر کے ہیں جھپٹ کر آگے بڑھا للکارا کہ او ہفت پیکر کہاں جاتا ہی ہر چند کہ ہفت پیکر گھبرایا ہوا ہی مگر دسنے جو چاہا کہ بڑھکر سحر کرون ہفت پیکر نے آواز دی کہ ای دلربا اسکو لینا شمس نے دیکھا گوشۂ صحرا سے ایک نازنین نہایت حسین یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہی **نظم**

تنگ ہون ای فلک زمانے سے
تجھکو حاصل مرے ستانے سے

بس لگا جلد اجل ٹھکانے سے
فائدہ دربدر پھرانے سے

پھونک دے برق آجا ژدے گلچیں
اب غرض کیا ہی آشیانے سے

رنج غربت میں کچھ جو بچ رہے
کہ چھٹے اسکے آستانے سے

ہم کہان اور کہان قفس صیاد
ہوے مجبور آب و دانے سے

حیلہ جوئی تو کر رہی ہے اجل
دیکھون آتی ہے کس بہانے سے

او فلک دل تھا گو شرارۂ عرش
کیا ملا خاک میں ملانے سے

آتے ہو رنج کرکے جاتے ہو
تم نہ آیا کرو اس آنے سے

ہین بہائم بصورت انسان
آدمی اٹھ گئے زمانے سے

شب فرقت نے دم یہ بند کیا
رہ گئی سانس آنے جانے سے

یا تو قالب میں آتے ڈرتی تھی
اب جھجکتی ہی روح جانے سے

جسقدر ہو ضرور ملتا ہے
رند کو غیب کے خزانے سے

یہ صداے دلفریب جو کان میں شمس کے پڑی بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ذرا قریب ہمارے آؤ کہ ہم تمکو اچھی طرح دیکھ لین وہ نازنین قریب شمس کے آئی شمس نے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا جیسے ہی اس نازنین نے شمس کا ہاتھ تھاما شمس کا رنگ رو متغیر متردد و متحیر اس نازنین نے آواز دی ای شمس ہم مدت سے تمھارے مشتاق تھے شکرلات ومنات ہی کہ آج تمھارا جمال دیکھا باغ میں ہمارے چلو دیکھو کیسا پر بہار ہی نرگس شہلا کو آپ کا انتظار ہی شمس نے سر جھکالیا اس نازنین کے ساتھ ہولیا وہ نازنین شمس کو ساتھ لیکر چلی راہ میں مسکرا مسکرا کے باتین کرتی ہی شمس بھی مزوکنا ہے

کی باتیں کرتے ہوئے کبھی گلے میں ہاتھ ڈالدیتے ہیں چاہتے ہیں منھ سے منھ ملا کر بوسہ لوں
مگر نازنین منھ ہٹا لیتی ہی بوسہ نہیں لینے دیتی قضاے کار عیار نے غضنفر کو خبر دی کہ وہ سامنے
دیکھیے شمس کو ایک نازنین لیے جاتی ہی اور شمس مبہوت لب بمہر سکوت اس نازنین پر
دل و جان سے مائل ہیں چاہتے ہیں کہ بیٹھنے کا مقام پاؤں تو مجھسے اختلاط ظاہری کروں
یہ سنکر غضنفر نے پکار کر آواز دی اور گھوڑا بڑھایا کہا اے شمس فلک ہفت پیکر ذرا ٹھہر جاؤ
شمس نے کچھ جواب نہ دیا غضنفر قتل کرتا ہوا قریب شمس پہونچا گھوڑے سے کود پڑا اور
دوڑ کر شمس کا ہاتھ تھاما اوس نازنین نے نیچہ کمر سے کھینچا غضنفر پر ہاتھ مارا غضنفر نے
تیغہ زرہ جیش شگاف پر رد کالائی کو تھام کر چاہا طمانچہ ماروں انگشتر مہر و ماہ جو چمکی اوس نازنین
نے ایک چیخ ماری شمس پر بھی عکس پڑا دیکھا ایک زنگی سیاہ رو تیرہ دروں کھڑی سامنے
رہی ہی شمس نے ڈھکیل دیا کہا اوچہ دور ہو زنگی جو زمین پر گری شمس نے ہاتھ جھٹکایا
برق گری اوسکا سر کٹا شمس پہ قہر و غضب تمام ہلتا کہتا ہی کہ یارو ہفت پیکر نے بڑے
غضب کا سحر کیا تھا غضنفر نے بڑا کار نمایاں کیا اس ظالم سے مجھکو بچا لیا حقیقت یہ ہی
کہ ہفت پیکر بلاے روزگار ہی اوسکے شعبدہ ہاے سحر سے اللہ بچائے روز سیاہ نہ دکھائے
اب مناسب یہ ہی کہ یارو جمکر سحر کرو ہفت پیکر تک آقا کو پہونچاؤ سب ساحروں نے مجمع
کیا جمکر سحر کرنے لگے لیکن ہفت پیکر سب کے سحر کو اشاروں میں دفع کرتا ہی کہ ایک طرف سے
زنجیروں کے جھنانے کی آواز آئی رستم نے سر اٹھا کر دیکھا کہ شقائق دیوانہ چوب دست
ہلاتا ہوا پشت پر ستر ہزار دیوانے زنجیریں ہلاتے ہوئے گلے میں طوق آہن انکو جنبش دیتے
ہوئے آیا ہفت پیکر نے شقائق کو دیکھا ہفت پیکر آگے بڑھ گیا پکار کر آواز دی کہ اے
بندۂ قدرت تمکو اب خبر ہوئی شقائق نے آواز دی یا خداوند آپ نے مجھکو خبر نہ کی
کہ مسلمانوں کا یہ زور و شور نہ بڑھنے دیتا مگر آج بھی سب کو مارونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
ہفت پیکر نے اشارہ کیا شقائق چلا تھا کہ رستم نے طرف خریر مردم در کے دیکھا
آواز دی کہ اے برادر اس دیوانے مجہول کو روکنا خریر مردم در پانچ ہزار سے ستر ہزار پر
جا پڑا آواز دی او دیوانے مجہول بخت برگشتہ نامعقول مجھ سے تو مقابلہ کر میرے قریب آ

شقائق نے جواب دیا او دیوانے سامنے سے ہٹ مین براے قتل رستم آیا ہون قدرت
کو بالاے ہفت کوہ پہونچاؤنگا شریر مردم در نے بڑھکر ہاتھ چوبدست کا مارا شقائق
نے چوب دست کو چوب دست پر روکا افسردن مین چوب دست چل رہی ہی مگر ہمراہیان
شریر مردم در نے جیسے چوب دست ماردی پرا ٹھا ہوکر رہگیا پانچ ہزار نے تھوڑی دیر
مین کئی ہزار کو مار گرادیا شریر مردم در نے جب دیکھا کہ شقائق چوب دست کو چوبدست
پر روکتا ہی اپنی چوبدست کو تو پھینک دیا اُسکی چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا چوبدست شقائق
کی چھین کر پھینک دی بڑھکر ایک چنگل مارا کہ لباس و گوشت و پوست شقائق کا نوچکر
پھینک دیا ایسے چنگل مارے کہ شقائق چیخنے لگا ساتھ والون کو پکار اٹھا کہ یارو
دوڑو مجھکو ہاتھ سے اِس ظالم کے بچاؤ شریر مردم در نے بڑھکر جھپٹ ماری کہ شانے
کا چوٹا نوچ لیا شقائق اپنے کو چھڑا کر بھاگا شریر مردم در پکارتا ہوا پیچھے چلا او بھیا
کہان جاتا ہی کشتی تو مجھ سے لڑلے تو بمقابلہ آقاے سرخ آیا تھا اُسکے رفیق سے تو
مقابلہ کر فوج والون نے قہقہہ مارا رستم فرمارہے ہین شریر مردم در سے مقابلہ نہایت
دشوار ہی دیوانہ بیباک جست و چالاک وہ بیچارہ اس سے کیا لڑ سکتا تمام گوشت اُسکا
نوچکر پھینک دیا آخر جان بچاکر بھاگا مگر یہ اُسکو زندہ نہ چھوڑیگا اُسکے قتل سے منھ
نہ موڑیگا رستم نے بھی مرکب بڑھایا للکار کر آواز دی کہ شریر مردم در یہ مغرور جانے نہ پاے
شقائق بھاگا دیوانون مین جاکر پہونچا اپنے ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ ایسے ظالم
سے مقابلہ پڑا کہ سارا بدن میرا غربال ہوگیا بمشکل چھڑا کر آیا ہون ساتھ والے پوچھتے
ہین یہ کاندھے پر زخم کیسا ہی شقائق نے روکر جواب دیا کہ اُس دیوانے نے ناخنون
سے الگ نوچا جب مین لپٹا تو اُسنے کاٹ کھایا بوسے کا بوٹا نوچ لے گیا یہ سنکر ساتھ والے
سب کہتے ہین آقا چلیے اب لڑائی ہو دیوانے کو گھیر کر مارینگے اتنی چوبدستین لگائین کہ بھرتا
بنا دیں یکایک پہلو سے آواز آئی کہ او بھیا مین آپہونچا شقائق نے پلٹ کے دیکھا کہ
دیوانہ شریر مردم در چوبدست ہلاتا ہوا آتا ہی جو سامنے آگیا چوبدست ماردی شقائق
نے گھبرا کر آواز دی ای برادر تو بیشک دیوانہ ہی مین تو آج ہوشیار ہوگیا وہ صدمہ پہونچا

کہ عمر بھر دیوانے ہن کا نام نہ لونگا شریر نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا خدمت آقا مین چلو کلمہ
پڑھ کر مسلمان ہو ہمارے رفیقون مین رہنا شقائق قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا ای
افسر کسکی مجال ہو کہ جو تجھ سے مقابلہ کرے شریر نے کہا یہ حوصلہ ہمارے آقا سے مرغ کا
ہو کہ جب بگڑتا ہون نہین معلوم کیا کر دیتا ہو کہ گر پڑتا ہون آقا چھاتی پر سوار ہو جاتا ہو اور
خنجر میری گردن پر رکھ دیتا ہو ڈرتا ہون کہ مار نہ ڈالے منتین کرنے لگتا ہون آقا کو رحم آجاتا
ہو ایسے آقا کی اطاعت کرو کہ ہر وقت زیر کرے ہمارا بار اٹھائے یہ بات کہکے شقائق کو ساتھ
لیا سامنے رستم لڑتے ہوئے آئے پکار کر آواز دی ای آقاے نامدار یہ دیوانہ ہوشیار
ہو گیا غلام ویسا ہی دیوانہ ہو جی چاہتا ہو آپ سے امتحان کرون رستم نے کہا بسم اللہ
گھوڑے سے کود پڑے شریر مردم درنے جو بادست ماری رستم نے بادست چھین لی
شریر نے چاہا جنگل مارون رستم نے دونون ہاتھ تھام لیے اور گردن مین ہاتھ دیکر دے
کود کر چھاتی پر سوار ہوے تلوار چمکتی ہوئی گلے پر رکھ دی اور فرمایا کیون شریر مردم در
ذبح کر ڈالون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقاے نامدار معاف فرمایئے رستم نے چھوڑ دیا
شقائق کو قدمون پر گرایا کہا آقاے نامدار اسکو کلمہ بتایئے رستم نے کہا تمنے کلمہ
نہ پڑھایا کہا آقا مین بھول گیا مجھکو بڑے آقاے مرغ کا نام یاد نہین رہتا جب پڑھنے
آیا اُسوقت تک نام رٹ رہا تھا اب اِسوقت بالکل بھول گیا رستم نے کان پکڑ کر اول
شریر کو کلمہ پڑھایا پھر شقائق کو مسلمان کیا اور فرمایا ای شریر یہ کلمہ شناخت مسلمانی ہو
اسکو یاد رکھنا کہا آقا آٹھ پہر رٹا کرتا ہون جہان چپ ہوا بھول گیا کوئی ایسی ترکیب
بتایئے کہ غلام کلمہ نہ بھولا کرے رستم نے کہا آٹھ پہر رٹا کرو اگر بھولو گے تو سزا ملیگی یہ
فرماکر کہا کہ جاکر مصروف جنگ ہو شقائق نے عرض کی غلام لائق جنگ نہین ہو رستم
نے فرمایا جہان سب زخمی بیٹھے ہین وہین جاکر بیٹھو شقائق اُسی فرش پر جاکے
بیٹھا شریر پھر مصروف جنگ ہوا رستم لڑتے ہوے ایک جانب چلے جنگ مین
مصروف ہوے سردارون سے فرماتے ہین کہ قبلہ وکعبہ کا زخمی ہونا باعث خرابی کا ہوا
اگر قبلہ وکعبہ زخمدار نہ ہوتے تو لڑائی فتح ہو جاتی شمس فلک ہفت پیکر ساحرون کو ساتھ

لیے ہوے جاتا ہی کہ ہفت پیکر کو گھیرون اور سامنے رستم کے پہونچاؤن تاکہ مراد حاصل ہو لیکن ہفت پیکر اُن سب کے سحر کو اشارون مین دفع کرتا ہی کئی مرتبہ ہفت پیکر نے سحر کیا کہ شمس دیوانہ ہوا کبھی غضنفر نے آکر عکس انگشتر مہر و ماہ ڈالا کبھی رستم پہونچ گئے اور عکس لوح کا ڈالدیا اور تیغہ ہفت جوہر چمکایا کہ شمس کے حواس درست ہوے سوڈیڑھ سو شاہزادیان بھی عاشقان جمال فرزندان صاحبقران ہفت پیکر پر سحر کرتی ہوئی آتی ہین لیکن ہفت پیکر انکے سحر کو کب مانتا ہی آواز دیتا ہی او ملکہ امو تم وہی ہو کہ عدوون پر کام کرتی تھین مین تمھارے سحر کو کب مانتا ہون سب کو قتل کرونگا ماہی سحر مجمع سے نکل آئی ہفت پیکر پر گولہ مارا ہفت پیکر نے پلٹ کر ایک دوہتھڑ زمین پر مار دیا کہ ایک چشمہ پیدا ہوا ماہی سحر کی نگاہ چشمے پر پڑی دیکھا ایک جلسہ آراستہ ہی ایک شاہزادی مسند پر بیٹھی ہے گائین جمع ہین ایک گائن بعد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی۔

نظم

خوبرو جتنے زمانے مین ہین سب عیار ہین
آشنا اپنی غرض کے ہین یہ کسکے یار ہین

عاشقان چشم دلبر کو شفا اللہ دے
کسطرح صحت ہو جو یہ بیمار ہین

یا صنم دل مین ہو لب پر یا صمد سر ریا
کفر اس ایمان سے بہتر جیسے اب دیندار ہین

ہاتھ اُٹھے ہین گریبان سے تو زنجیرون سے پا
او جنون مدت سے میرے دست و پا بیکار ہین

کردیا رشک گلستان جسم کو کھا کھا کے گل
اپنے داغون کی بدولت آپ ہم گلزار ہین

آتے ہی کرتے ہو جانے کا ارادہ وجہ کیا
سوچیے تو کیا ہمارے آپ کے اقرار ہین

ہنستے ہنستے مرگیا جسنے نظر کی سوے بام
یار کے کوٹھے نہین ہین قہقہ دیوار ہین

دوسرا ہمسا کوئی مردود کفر و دین نہین
قابل تسبیح ہین نہ لائق زنار ہین

قبر مین بھی جاؤنگا تو ساتھ جائینگے یہ
حسرت و اندوہ و حرمان میرے یار غار ہین

خود بخود ہین جدا اسمین دخل مشاطہ نہین
موے گیسوے بتان ناساختہ خمدار ہین

یون نہین ہنسنے کا بدلیگا جہان کا انتظام
کل وہی مجبور ہونگے آج جو مختار ہین

نذر تیری کرچکا ہون مین گریبان اب کہان
یادگار موسم گل اے جنون یہ تار ہین

مختلط ہو اُنسے جنکے نام سے تھا ننگ و عار — آگے نامحرم تھے جو اب محرمِ اسرار ہیں
ہر رگ و پے سست ہی رعبِ جمالِ یار سے — صورت مفلوج میرے دست و پا بیکار ہیں
اب نہ آنے کی تمھارے وجہ سمجھے مہرباں — اسلیے پرہیز کرتے ہو کہ ہم بیمار ہیں
کونسی صورت ہماری زیست کی بتلاؤ رند — ایک جان ناتوان ہی سیکڑوں آزار ہیں

یہ جلسہ جو ماہی سحر نے دیکھا بدحواس ہوگئی چاہا کہ چشمے مین پھاند پڑون شمس نے ہاتھ تھام لیا فرمایا اے ماہی سحر ہوش مین آؤ اسقدر نہ گھبراؤ مگر ماہی سحر تڑپ رہی ہی اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے مچھلی بے آب تڑپتی ہی چاہتی ہی کہ شمس سے ہاتھ چھڑاؤن اس چشمے مین آپ کو گرادون مگر شمس ہاتھ نہین چھوڑتا قضاے کار رستم پیلتن لڑتے ہوے اس طرف آئے شمس نے کہا کہ اسطرف عکس لوح ڈالیے کہ یہ صحت پائے ماہی سحر پکار کر کہتی ہی اے شمس مجھے چھوڑ دو مین اپنے کو چشمے مین گرادون میری دوست مجھکو بلا رہی ہے اپنی جان دونگی رستم نے بڑھکر لوح کا عکس ڈالا جب لوح کا عکس پڑا تب ماہی سحر کے حواس درست ہوے شمس نے کہا کہ اے ماہی سحر مجمع مین جادوگرنیون کے رہو آگے دور جو ہفت پیکر بلاے روزگار ہی اُسکے سحر سے جان بچانا دشوار ہی رستم نے جب طرف ہفت پیکر کے بڑھا ہفت پیکر بھاگ کر طرف دوسرے غول کے پہونچا سحر کرنے لگا اُس طرف غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا تب سحر ہفت پیکر کا اُترا ورنہ سوار و پیدل مثل آئینہ حیران ہوکر رہگئے تھے تلوارین لیے ہوے خاموش کھڑے تھے لڑنے سے معذور بیکار و مجبور جب غضنفر نے آکر انگشتر چمکائی تب اُن سب سے سحر اُترا مصروف جنگ ہوے ہفت پیکر لڑتے لڑتے ایک نخل کے سایے مین جاکر ٹھہرا چند کس اسکے پاس کھڑے تھے اُنھین دیکھکر آواز دی ادھر سب آئے مگر ملکہ محجل جو خزان نہین آئین اے آسمان جادو جلد اپنے کو سرحد حیلہ سازان مین پہونچا ملکۂ عالم سے کہنا کہ آج چار دن گذرے ہین کہ ایک طور پر جنگ ہو رہی ہی کسی طرح مسلمان نہین ہٹتے اپنے کو پہونچاؤ آسمان جادو میدان جنگ سے نکلا صحراے حیلہ سازان مین پہونچا جاکر دیکھا کہ جابجا ساحر پھر رہے ہین اُنھون نے پوچھا اے

فرستادۂ خداوند کس فکر مین ہو آسان نے جواب دیا بخدمت ملکہ محیل جرخزن
جانا چاہتا ہون اُن ساحرون نے آسان کو ساتھ لیا سامنے ایک قصر بنا ہوا تھا
اُس قصر مین ساحر آسان کو لیکر آئے آسان نے دیکھا کہ ایک تخت بچھا ہو اُس تخت پر
محیل جرخزن بیٹھی ہوئی ہی مگر سیاہ فام لباس سیاہ پہنے ہوے ہاتھ ہلا رہی ہی
ہاتھ سے اُسکے آگ کے شعلے نکل رہے ہین کہ سارا مکان آتش سے بھرا ہوا ہی آسان
نے بڑھکر سلام کیا محیل جرخزن نے پوچھا ای فرستادۂ خداوند کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا کچھ باعث تو کہو آسان نے دست بستہ عرض کی کہ خداوند نے آپ کو یاد کیا ہی یہ سُنکر
محیل نے ہاتھ ہلایا کہ ایک شعلہ چمکا آواز آئی کہ ای محیل قدرت کا وقت آخر ہو جاکر
قدرت کو دیکھ لو جو ہوسکے تو مدد کرو دیکھو قدرت کیا کر رہے ہین مصروف جنگ
مسلمانان ہین طلسم کشا وہ جوان ہی کہ جسکو چار دن جنگ کرنے گذرے مگر اب تک جنگ
سے عاجز نہین ہوا کئی سو جادوگرنیان اُسکی شریک ہین شمس فلک ہفت پیکر
بھی شریک مسلمانان ہو گیا جو حال تھا مفصل بیان کر دیا آئندہ تمکو اختیار ہی مگر دقت
بہت سخت ہی محیل یہ کہکے اُٹھی کہ ای پیر و کیون ڈرلتے ہو مین جاکر جنگ فتح کر دونگی
چیخ مار مار کر عاجز کر دونگی طلسم کشا خود لوح کو پھینک دے اور میرے قدمون پہ گرے
میرا سحر ایسا ہی کہ کسی مقام پر رک جائے وہ آفت برپا کرون کہ سب کو ناچار کر دون
دیکھون تو شمس کیا کرتا ہی وہ سحر سخت کرون کہ ایک ہی ساعت مین تباہ کر دون
ای آسان تم چلو اور قدرت کو خبر دو کہ محیل آتی ہی وہ حیلہ کرینگی کہ سب چیخ مارنے لگین
آسان نے جواب دیا کہ طلسم کشا اور شمس کا عاجز کرنا آسان نہین ہی طلسم کشا اور شمس
نے ملکہ آفت برپا کر دی ہی اور شمس نے بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے ہین محیل
نے کہا قدرت نے تو آخر وقت مجھکو بلایا مگر سامری و جمشید چاہین تو وہ وہ عجائب
و غرائب سحر دکھاؤن کہ شمس وغیرہ سب گردش مین ہو جائین آسان تو یہ سنکر زرد
ہو گیا اور محیل نے ایک چیخ ماری کہ پاؤ مکان مین آگ بھری ہوئی تھی یا تین لاکھ ساحر
جمع ہو گئے افسرون نے گھبرا کر پوچھا کیون ملکۂ عالم آج کیا ہی کہ ہم لوگون کو طلب فرمایا ہی

کیا منظور ہی محیل نے کہا تم سب صاحب مدد خداوند کو چلو اُنکو لڑ بھڑ کر ہفت کوہ پر
پہونچاؤ جنگ ہو رہی ہی مین شریک ہونگی یہ سُنکر وہ سب افسر باہر نکلے فوج کو ہمراہ
لیکر چلے یہان تو ہفت پیکر لڑ رہا ہی اور ساحرون نے گھیرا ہی ہفت پیکر بھاگتا پھرتا ہی
کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا اور ابر چیخ مارتا ہوا سامنے آکر پھٹا دنا آتنے کی آواز ہوئی
ہفت پیکر نے دیکھا کہ تین لاکھ ساحر اور چارسو افسر بازو بط و قرقرون پر سوار ابر سے
نکلے آکر ہفت پیکر کو سلام کیا ہفت پیکر نے پوچھا کہ تمھاری افسر محیل چین خزن کہان
ہی کہنے وقت آخر اُسکو یاد کیا ہی کہ اسوقت آکر قدرت کی مدد کرے قدرت کے
واس منتشر ہین مسلمانون کی مدد غیب سے ہوتی ہی محکوم نامے زمیندار دس ہزار
گنوارون سے آیا قیصر و ہمسر کو قتل کرایا اور آپ شریک مسلمانان ہوگیا اب دیکھو
وہ معروف جنگ ہی اُسکے ساتھ والے تیر مار رہے ہین ہزارون ساحر اُسنے قتل کیے
اب تم لوگ بھی جنگ مین معروف ہو چارسو افسر تین لاکھ فوج کو ساتھ لیکر معروف
جنگ ہوے سحر کرتے ہوے بڑھے چارسو افسر ساحران جب سحر کرتے ہین لشکر طلسم
مین فریاد کی صدا بلند ہوتی ہی رستم بڑھ کر جاتے ہین اور سحر کو مٹاتے ہین ایک طرف
غضنفر بھی بڑھ بڑھ کر جاتے ہین انگشتر مہر و ماہ کو چمکاتے ہین کل سحر مٹجاتا ہی اسطرح سے
جنگ ہو رہی ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ محیل چین خزن ایک طاؤس پر سوار آکر
پہونچی وہین سے نعرہ کرتی ہوئی کہ مستم محیل چین زن باشیا ای مسلمانان مین کب تمکو
زندہ چھوڑتی ہون تم لوگون نے قدرت کو بہت حیران کیا ہی یہ کہکے زمین پر گری چیطرح
چیخ مارتی ہوئی پہونچی کوئی دیوانہ ہوگیا کوئی سر ٹکرانے لگا کوئی لہرا کر یہ اشعار
عاشقانہ پڑھ رہا ہی

نظم

کی بلا ایسی کہ ساقی نہ رہے ہوش مجھے | ایک ساغر مین دو عالم ہون فراموش مجھے
سوزش دل کے بیان کرنے مین سوالی ہی | شمع سان میری زبان جنے دے خاموش مجھے
باغ عالم مین ہون کس نغمہ سرا کا مشتاق | رنگ گل خلق کیا ہی ہمہ تن گوش مجھے
تیرے کوچے سے بڑھیگا نہ جنازہ میرا | بعد مردن نہ دیا تونے اگر دوش مجھے

رہنے دیتے نہ مرقع میں جہاں کے افلاک
یاد میں جسکی میں بھولا دو جہاں کو افسوس
جیتے جی رنج میں تھا چین سے سو پائیں گر
پہلے ہی فقر و فنا سے میں ہوا ہوں آگاہ
اے جنون قید تعلق سے چھڑا ہر چند
غنچہ سان حال دل زار رہا دل میں گرہ
گنگ کی طرح اشارہ بھی نہیں کر سکتا
حسب خواہش سے مری ہے مری تقدیر خلاف
مجھکو درکار نہیں چادر گل گور پہ رند

مثل تصویر اگر پاتے نہ خاموش مجھے
اپنی خاطر سے کیا اسنے فراموش مجھے
دامن دایہ ہوا گور کا آغوش مجھے
روز میلاد کیا ہے کفنی پوش مجھے
ننگ رکھتے ہیں نہایت خرد و ہوش مجھے
نہ ملا باغ جہان میں شنوا گوش مجھے
سرمگیں چشم نے ایسا کیا خاموش مجھے
نیش ہاتھ آیا جو درکار ہوا نوش مجھے
داغ حسرت ہی ہے رنگینی گلپوش مجھے

[illegible]

رستم نے سر اٹھا کر دیکھا کہ لشکر میں ہنگامہ بلند ہے ایک ساحرہ سیاہ فام مع انجام سیاہ لباس پہنے ہوئے چرخ مارتی پھرتی ہے جس طرف اسکا گذر ہوا اس صف والوں کے قلب الٹ گئے گریبان پھاڑ ڈالے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو للکارا بعضے زمین پر گر پڑے بعض نے کوئیں میں جھک کر دیکھا اپنی ہی صورت نظر آئی چلا کر آواز دی ہائے افسوس کی بات ہے کہ میرے بھائی کو کوئیں میں قید کیا ہائے کا نعرہ کیا اور کوئیں میں پھاند پڑے صدہا جوان کوئیں میں گرے بعض سر ٹکراتے پھرتے ہیں رستم نے جو یہ ہنگامہ دیکھا مرکب کو بڑھا کر جلد جلد پاس پہونچ گئے اور لوح کا عکس ڈالا وہ لوگ ہوش میں آگئے اسطرح لوگوں کو بچاتے پھرتے ہیں جو ساحر سامنے آگئے وہ علف شمشیر آبدار ہوئے افسران محیل چرخ زن کیسے کیسے سحر کر رہے ہیں مگر لوح کے سامنے کوئی سحر نہیں چلتا پھر سحر کیا جس سے سردار اپنے اپنے سر ٹکرانے لگے آخر رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ عکس تیغہ ہفت جوہر ان لوگوں پر ڈالو تو یہ لوگ ہوش میں آئینگے رستم نے بڑھکر عکس تیغہ ہفت جوہر کا ڈالا وہ جوان ہوش میں آئے جب ہمراہیان محیل عاجز ہو جاتے ہیں تو آپس میں کہتے ہیں یارو کسیر سحر کرنی دفع سحر کا سامان تو موجود ہے طلسم کشا نے عاجز کر دیا

...وح جمکا جمکا کر اپنے ساتھ والون کو بچا لیتے ہین محیل بڑھ کر فوج غضنفر پر جا پڑی دو
سب دیوانگان بیباک جست و چالاک مصروف جنگ ہین جسپر ہاتھ مارا پیوند خاک کر دیا ۔
لاشون سے میدان بھر دیا محیل وہ چرخ ماری ہوئی اُس غول مین آئی دیوانے گھبرا گئے
ہاتھ روک کر کھڑے ہوے غضنفر نے جو دور سے دیکھا کہ میرے ہمراہی مبہوت ہو کر کھڑے
ہو گئے غضنفر نے بیتاب ہو کر دست دعا بدرگاہ بے نیاز بلند کیے اور بہ آواز بلند پکار کے
اُٹھے ای خالق لیل و نہار ای پروردگار نظم

گردن فرمان بری خم دار هر شام و صباح
کن نگون در سجدهٔ اخلاص سر شام و صباح

بهر یک لقمه میگردی چرا ای یاوه گرد
کوچه کوچه خانه خانه در بدر شام و صباح

سرفرازی بخشدت خلاق چون چرخ بلند
سرنگون باشی تو در سجده اگر شام و صباح

کن طلب با اخلاص دل از حضرت روزی رسان
روزی هر روزه ای دریوزه گر شام و صباح

دولت دنیا و دین از خاکساری حاصل آ...
تو عبث هستی به بند سیم و زر شام و صباح

روز و شب در فکر ملک و مال سرگردی چرا
بنده شو کن بندگی ای بیخبر شام و صباح

گردن تسلیم نه هر وقت بر خاک نیاز
کن دوتا در بندگی پشت شکر شام و صباح

وار جاری بر زبان شکر خداوند جهان
هر زمان هر ساعت و هر وقت و هر شام و صباح

ابر رحمت میفشاند از عطاے کردگار
بر سر هر تشنهٔ الفت گهر شام و صباح

هند یا فکر و قامت در جهان لا حاصل است
چون بندی زین سرا رخت سفر شام و صباح

غضنفر نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا شمس نے دور سے دیکھا کہ اب ملازمان
غضنفر قتل ہو رہے ہین شور و شین برپا ہین شمس جھپٹ کر پہونچا دیکھا کہ دیوانے بلبلا
کے آپس مین لڑا چاہتے ہین شمس نے بڑھ کر ایک دستک دی جھولی سے سیاہ کاغذ نکالا
اُس کاغذ کو آسمان پر اُڑا دیا وہ کاغذ ابر بنکر برسنے لگا ہر چند کہ سب دیوانے بھیگ
گئے مگر شورش سے باز رہے محیل نے جو دور سے دیکھا کہ میرے سحر کو شمس نے اتار دیا جلجل
للکار کر آواز دی او شمس تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارے سحر کو دفع کیا یہ کہکے سامنے آنے
لگی اور آواز دی کہ ای ملکہ عیش دوڑو شمس کو لیجاؤ ایک طرف سے غول کے غول

پریزادوں کے پیدا ہوئے کوئی سبزہ رنگ کوئی آفتاب جمال کسی کی صورت کالی ہو گھٹا متوالی ہو چہرہ چمکتا ہوا اُس کا ہے پن پر ایک بناؤ ظاہر ہر سامنے آکر شمس سے ناچنے لگیں اُنھیں عورتوں میں چند سازندے ہیں اُنھوں نے ساز ملائے یہ اشعار گانا شروع کر دیے

نظم

دل لگاتا نہ اُسکی جنون سے　　دوست بنکر کہو لگا دشمن سے
خنجر اُسکا کبھی نہ آنے دے　　رگ گردن کی طرح گردن سے
اے دل اُس آنکھ کی نوشا تقدیر　　جسکے آنسو وہ پوچھیں دامن سے
جو نکے وہ بے خبر کہ بخت اپنا　　کچھ تو حاصل ہوا نئے شیون سے
کون پھولوں میں میرے آبیٹھا　　کم نہیں ہر یہ بزم گلشن سے
لے چل اے شور حشر تو ہی ہمیں　　اُس گلی تک اُٹھا کے مدفن سے
ستم دوست دیکھنا یہ جلال　　ہمکو پوچھا کبھی تو دشمن سے

شمس نے جو یہ اشعار سنے قریب تھا کہ مبہوت ہو کہ دہشت سے ماہی سحر اور نہنگ بحری نے سحر کیا کہ شمس مبہوت نہ ہوا اور تحیل چرخ زن اڑتی ہوئی نکل گئی اُدھر سے محکوم دس ہزار گنواروں سے لڑتا ہوا آتا تھا جب تیر مارے دس ہزار پانچ ہزار گر پڑے اسطرح محکوم نے سحر او کر دیا ہی تحیل نے جو یہ ہنگامہ دیکھا للکار کر آواز دی کہ او محکوم ہمیشہ تو ہماری قدرت میں رہا آج ہمراہ طلسم کشا کے ہو گیا قدرت کی موج کو پامال کر رہا ہے محکوم یہ سنکر ٹھہر الٹ کر تحیل پر تیروں کی بوچھار کر دی تحیل تیر کب کھاتی ہے منھ سے آگ چھوڑی کہ سب تیر جل گئے سامنے کھڑی ہو کر ناچنے لگی جب تو تحیل نے چرخ مارا مگر کچھ گاتی بھی جاتی ہے صاف صاف جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔

نظم

کہتے ہیں بت تمھیں کہیں میرے خدا نہو　　دھوکا دو اُسکو جو تمھیں پہچانتا نہو
حسرت کی آنکھ سے مری اُنکو خدا بچائے　　بہتر ہے مرتے دم بھی اگر سامنا نہو
وہ سیج کیا کہ جس سے نہ راحت ہو عشق میں　　وہ درد کیا جو دل کی تڑپ کی دوا نہو

معشوق وہ نہیں ہی جو عاشق سے بے سبب — تیوری نہ بدلے روٹھ نہ جائے خفا نہ ہو
میری زبان بھی کاٹ کے لیجا پیامبر — تجھ سے وہان پیام جو میرا ادا نہ ہو
دنیا سے کھوئے دیتی ہی اب جستجو سے یار — اچھا سلوک کرتی ہے شہیدا بڑا نہ ہو
پیغام مرگ وعدہ خلافی تری سہی — لیکن مرون تو جب کہ امید وفا نہ ہو
کیا رشک ہی کہ ہجر مین خود چاہتے ہین ہم — نالہ بھی گوش یار تک اپنا رسا نہ ہو
کچھ تو خدا سے کہ مجھے دیکھا ہی جان بلب — ای یار بد دعا ہی سہی گو دعا نہ ہو
خلوت مین آج اُسنے کیا ہو طلب مجھے — اب ہم جدا اگر ین بھی جو دل کو جدا نہ ہو
چھیڑینگے ہون کہ آتی نہین شوخیان مجھین — کچھ تو جلال اُنکو ستم کا بہانہ ہو

یہ اشعار جو محکوم نے سنے ساتھ والون کے کان مین بھی آواز پہونچی تیر گھٹے ہاتھ سے پھینکا پیلے محیل کے پیچھے چلے محیل نے پلٹ کر آواز دی اے میرے ساتھ کہان آتے ہو جا کر اہل اسلام کو قتل کرو سامنے رستم لڑ رہے تھے محکوم اُن گنوارون کو ساتھ لیکر جا پڑا ہر چند کہ طلسم کشا ہان ہان کرتے ہین مگر محکوم مبہوت ہو رہا ہی شمس نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا پکار کر آواز دی ای شہریار لوح کو ملاحظہ فرمایئے رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ عکس کلاہ ہفت گوشہ محکوم پر ڈالو رستم نے بڑھکر کلاہ سر سے اُتاری آواز دی ای محکوم ذرا مجھ تک آؤ جیسے ہی محکوم قریب آیا رستم نے عکس کلاہ کا ڈالا سر سے محکوم کے ایک شعلۂ آتش بھڑکا آواز دیتا ہوا روانہ ہوگیا کہ ای محکوم ہوشیار ہو محکوم ہوشیار ہوا مگر ساتھ والے نہین مانتے ہنگامہ کر رہے ہین اور چاہتے ہین کہ رستم پر حملہ کرین کہ رستم نے پھر لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای رستم لوح کا عکس ان سب پر ڈالو رستم نے لوح کو گردش دی ہمراہیان محکوم ہوش مین آئے اور پھر فوج دشمن کو قتل کرنے لگے محیل نے جو دور سے دیکھا سر پیٹ لیا اور قریب ہفت پیکر کے آکے کہا یا خداوند مسلمانون کے لیے بڑی پناہ ہی لوح ہر بات کی خبر دیتی ہی مین نے ایکی مرتبہ بھی چاہا تھا کہ یہ دس ہزار جوان گھیر کر طلسم کشا کو مار لین اور کیسے کیسے وار طلسم کشا پر کیے لیکن طلسم کشا نے سب کو تحفہ جات سے رد کیا اب ملاحظہ فرمایئے

کہ وہ سب آپ ہی کی فوج کو قتل کر رہے ہین اب مین قصر سیاہ مین جاتی ہون وہان سے
بلاے سحر لاتی ہون شاید اُس سے کوئی مطلب نکلے یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے قصر سیاہ
مین آکر پہونچی بتخانہ آراستہ کیا اور پکارتی جاتی ہو کہ ای غرائب فیلسوار آج میری
آواز نہین سنتے مین نے عمر بھر تیری اطاعت کی خدمت کرتی رہی جو تو نے خواہش
کی وہ مین نے پوری کی مگر آج میرے کام سے یہ انکار خداوندا یہ وقت ہی کہ قصر
سیاہ کے پہلو سے آواز آئی ای ملکۂ عالم مین حاضر ہون مجھے کیا آپ کے حکم سے
عذر ہی جسطرح آپ نے خدمتگذاری کی وہ کام کرون جو کسی سے نہ ہو سکے ابو محیل کھڑی
ہوگئی کہا کہ آؤ دیکھا ایک جوان بڑے قد کا ایک فیل پر سوار پہلوے قصر سے
ظاہر ہوا محیل نے اپنے مقام سے شکر پنجہ کھینچکر ہاتھ مین دیا اور کہا کہ ای غرائب
فیل سوار مین عشرت خیز مین جاتی ہون تم بھی وہین آنا جسوقت مین تمکو آواز دون
فوراً پہونچنا تساہل اور تامل نہ کرنا غرائب نے جواب دیا کہ جس مقام پر طلب فرمائیے گا
آنکھون سے آؤنگا زمین ہلا دونگا یہ کہکے فیلسوار قصر سے باہر نکلا نکلتے ہی غائب
ہوگیا محیل نے پھر ایک دستک دی اور آواز دی کہ ای اژدران جلد حاضر ہو
ایک طرف سے قصر کے ایک اژدہا ظاہر ہوا منھ سے قطرہ آتشین چھوڑتا ہوا
مثل انسان کے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم آئیے صدہا کو مین نگلجاؤنگا ہزارون کو پامال
کرونگا محیل اُس اژدہے پر سوار ہوئی اُس اژدہے نے پر پرواز پیدا کیے محیل
کو لیکر چلا بیان وہ وقت ہی کہ ہفت پیکر بیقرار و مضطر اور جنگ سے عاجز ہوگیا ہی
ایک نخل کے سایے مین کھڑا ہوا ایک دریاے آتش سحر سے پیدا کیا ہی اُسی آگ
کو زور دے رہا ہی جو کوئی اُس طرف آتا ہی دریا اُسے کھینچ لیتا ہی ہزارہا بندگان خدا
اُس دریاے آتش مین جلے سر اُنکے شناوری کر رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ہزارہا
حباب تیر رہا ہی دریاے آتش نے آنکھین پیدا کی ہین اور مقدمات حسرت آمیز کو
دیکھ رہا ہی رستم نے قریب اُس دریا کے آکر روح کو جھکایا یکایک ایک دھوان سا ہوا
خاک اُڑنے لگی دریاے آتش غائب ہوا جسوقت یہ سحر ہفت پیکر کا ٹوٹا گھبرا گیا

بدحواس تھا کہ اب میں کیا کروں کہ صحرا سے گرد اڑی شعلۂ آتش بلند ہوئے نخل جلنے
لگے سب حیران تھے کہ یہ کیا بلا آئی ہے سب نے دیکھا کہ محیل چرخ زن اژدر آتش فشاں
پر سوار سامنے سے پیدا ہوئی ہفت پیکر کو جو حیران و پریشان دیکھا پکار کر آواز دی
یا خداوند نہ گھبرایئے منم محیل چرخ زن بلاے کامل آئی ہوں کہ کسی مسلمان کے
ہوش درست نہ رہیں یہ کہکے اژدہا بڑھایا ہاتھ جو اژدر کی پشت پر رکھا اژدر نے بڑھ کر
قلابۂ آتشیں منہ سے چھوڑے اور دم کھینچا کئی ہزار جوان جلنے لگے کئی سو جان منہ میں اژدہے
کے آ گئے اژدہے نے انکو چبا لیا ہڈیاں تھوک دیں اس طور سے محیل چلی جس غول پر
پہونچی اس صف کو پامال کیا کچھ لوگ جلائے کچھ اژدر نے نگلے دو سے شمس نے یہ
ہزیمت محیل کی دیکھی پکار کر آواز دی ای شہریار یہ وقت ملاحظۂ لوح ہے جو لوح حکم دے
وہ کیجیے رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا دشتہ پایا کہ اے طلسم کشا گھوڑے سے کود کر سامنے
اژدہے کے پہونچو اسم حاشیۂ لوح پڑھکر اژدہے پر دم کرو پھر تماشہ قدرت پروردگار
دیکھو جیسے ہی محیل سامنے آئی رستم گھوڑے سے کودے اژدہے کے منہ کے سامنے
آ کر اسم حاشیۂ لوح پڑھا اژدر کے منہ پر جو دم کیا اژدر منہ پھیر کر بھاگا محیل نے جو دیکھا
کہ میں لاکھ روکتی ہوں مگر اژدہا نہیں رکتا فرار بے قرار ہے محیل کو دیکھی اژدہا جنگل میں جاکر
غائب ہو گیا محیل نے پلٹ کر آواز دی ای غرائب فیلسوار اپنے کو جلد پہونچا وقت تنگ ہے
باعث نام و ننگ ہے دیکھا کہ صحرا سے ایک جوان بڑے قد کا فیل پر سوار تیغہ برہنہ ہاتھ
میں ہاتھی کو دوڑاتا ہوا آتا ہے نعرے کرتا ہوا کہ منم غرائب فیلسوار اے ملکۂ عالم کیا حکم
ہوتا ہے اس حکم کو بجا لاؤں محیل نے اشارہ کیا لشکر طلسم کشا کو قتل کرو وہ فیل سوار
بڑھا جس طرف شمس سحر کر رہا تھا اسی طرف آیا جسنے بڑھ کر سحر کیا فیل سوار نے ہاتھ تلوار کا
مار دیا کہ دو ٹکڑے ہوئے جب کئی جادوگر نمایاں قتل ہوئیں تو شمس نے جھولی سے گولہ
نکالا خبردار خبردار کہکے مستک پر فیل کی وہ گولہ مارا ایک دھماکا ہوا مستک سے ہاتھی کی
برق چمکی سر پر شمس کے چڑھی ہر چند کہ ساحر جہاندیدہ تھا کئی طرح کے سحر کرکے روکا لیکن
وہ برق دمکی سر پر پڑی کہ سر شمس کا زخمی ہوا فیلسوار نے قہقہہ مار کر کہا ہم غرائب فیلسوار

مجھپر کسیکا سحر تاثیر نہین کرتا شمس پیچھے ہٹا فیل سوار اور طرف بڑھا پامال کرتا پھرتا ہی کہ
شمس کے سر سے خون جاری چہرہ اُداس عالم یاس دریاے خون مین نہایا ہوا سامنے
رستم کے آیا کہا ای شہریار محیل جرخزن بلا کا سحر لیکر آئی ہی دیکھیے اس بلا سے کیونکر
لوگ بچتے ہین لوح کو ملاحظہ فرمایئے رستم نے لوح ملاحظہ کی مگر کچھ نوشتہ نہ پایا فرمایا کہ ای
شمس لوح سے کچھ نہین نکلتا شمس نے کہا کہ خدا آپ کی مدد کرے اس بلا کو بھی رد
کرے رستم یہ کلام کر رہے تھے کہ جلو سے آواز آئی منم غرائب فیلسوار گھوڑا رستم کا
بدلگامی کرنے لگا ہر چند رستم روکتے ہین گھوڑا چاہتا ہی سوار کو گرا کے بھاگ جاؤن رستم
نے کئی کوڑے بھی مارے مگر گھوڑا نہین رکتا اور فیلسوار قریب آگیا رستم کو کچھ نہ بن پڑا
آخر گھوڑے سے کود پڑے فیل سوار نے تلوار کے نیچے لیا چاہا ہاتھ مارون کہ رستم
نے تیغۂ ہفت جوہر چمکایا فیل سے چاہا بھاگون فیل سوار نے قبضہ ہاتھی کی مستک
پہ مارا اور وہی تیغہ برہنہ جو ہاتھ مین تھا رستم پر مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر کو
اُٹھا دیا اور کلائی پر ہاتھ مارا وہ ہتھاٹی کا ہاتھ پڑا کہ کلائی فیلسوار کی اُڑ گئی فیلسوار نے
پکار کر آواز دی ای محیل جرخزن جلد آ کہ مجھپر وقت شکست ہی محیل آ اور فیل سوار
کی شکر دوڑی دیکھا کہ ہاتھ فیل سوار کا کٹا ہوا ہے اور پرنالہ خون کا بہ رہا ہی محیل
نے آواز دی ای فیل رستم کو مار لے فیل نے بھسونڈا اپنا اٹھایا رستم پر مارا رستم
نے تیغۂ ہفت جوہر مارا کہ بھسونڈا فیل کا کٹ کر گرا محیل نے سر پیٹ لیا کہا ہاے
غضب یہ احکام تیرے تعلیم کیے لوح کے احکام کو روکا تو یہ مدعا حاصل ہوا کہ تیغۂ
ہفت جوہر چمکا فیل سوار ہاتھی سے کود پڑا کہا ای ملکۂ عالم اپنی جان آپ پر نثار
کرتا ہون ایک طرف سے فیل سوار بائین ہاتھ سے تیغہ کھینچے ہوے بڑھا داہنا ہاتھ
تو اول ہی قلم ہو چکا ہے دوسری جانب سے فیل دھڑوکا مار کر چلا اور سامنے سے
ہی محیل حملہ کر کے چلین رستم نے دیکھا کہ تین طرف سے مجھکو گھیرا ہی فوراً رستم نے
ایک پاؤن پیچھے ہٹا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار فیل سوار کی روکی اور فیل پر گھونسا
مارا کہ ہاتھی کا سر پھٹ گیا تیغۂ ہفت جوہر چمکایا محیل کی آنکھون تلے اندھیرا آگیا

خاموش ہوکر کھڑی ہوگئی ہاتھ پاؤن کی طاقت جاتی رہی رستم نے اوپر سے ہاتھ مارا کہ
محیل کے دو ٹکڑے ہوئے دوسرا ہاتھ مارا کہ فیل سوار کا سر اُڑ گیا مرنے سے محیل کے
ایک ابر سیاہ پیدا ہوا ابر سے آواز مہیب آنے لگی اسقدر اندھیرا چھایا کہ تمام صحرا
تاریک ہوگیا برقین چمکنے لگین ہزارہا طائر ابر سے نکلے پرون سے سر پیٹتے تھے اور آواز
دیتے تھے کہ یارو مقام افسوس ہے محیل ایسی ساحرہ قتل ہوگئی رکن طلسم ہفت پیکر
کا گرا قدرت اپنی جان کی خیر منائین جو فکر کرنا ہو کرین اب کوئی شعبدہ نہ چلیگا یہ آواز
سنکر ہفت پیکر گھبرایا سوچا کہ اب تو محیل اتنی بڑی ساحرہ بھی قتل ہوگئی اب کیونکر میری
جان بچیگی اسوقت سے بڑھکر اور وقت نہ ملیگا نکل چلو مگر سوچتا ہے کہ کہان جاؤن سب
مقامات طلسم مٹ چلے کہ ایک طائر ابر سے گرا اور اُسنے ایک آواز دی کہ یا حسرتا وہ
صحرائے لنترانی زار مین جایئے ملکہ لنترانی جادو خدمتگزاری کریگی مجھکو یقین ہے کہ
مسلمانون پر وہ آفت برپا کرے کہ اپنی جان سے بیزار ہو جائین ہفت پیکر نے پلٹکر
کہا ای یار غمگسار اسوقت مصیبت مین تو نے کیا معقول بات سنائی کہ دل بحال ہوگیا
حقیقت مین لنترانی نہین آئی یہ کہکے اشارہ کیا کہ یارو نکل چلو مرنے سے ساحرہ کے
اندھیرا ہو رہا ہے اس وقت کوئی تعرض نہ کریگا یہ کہکے ہفت پیکر نے ایک تخت سحر
بنایا اُسپر سوار ہوا کل مشیر و وزیر ہمراہ ہوئے جیسے ہی ہفت پیکر کا تخت بلند ہوا
ملازم ساحر کہ اپنی جان سے بیزار ہو رہے تھے خوش ہو گئے کہا یارو مسلمانون کے ہاتھ
سے بچنے کی امید نہ تھی ستر لاکھ کا لشکر قتل ہوا ستر لاکھ مین تھوڑے سے باقی رہ گئے
اب قدرت کے ساتھ نکل جائینگے طائر بنکر اُڑے ہمراہ تخت ہوئے جب یہ بلند ہو چکا اور
طلسم کشا کی نگاہ پڑی ہر چند طلسم کشا نے تیر مارے مگر ہفت پیکر بلند ہو چکا تھا
کوئی تیر نہ پڑا البتہ کئی ساحر کشتہ ہو کر گرے غمس نے چاہا مین بلند ہو کر جاؤن
ہفت پیکر کو روکون طلسم کشا نے ہاتھ تھام لیا کہا اے شمس جانے بھی دو
آخر کہان جائیگا جہان جائیگا وہان پہونچین گے غمس رک گیا ہفت پیکر نکل گیا
ہر چند کہ سب لشکر قتل ہوا مگر اب بھی لاکھ ساحر ساتھ ہین مگر خستہ و شکستہ حیران و

پریشان شکست خوردہ جنود زر بھی زخمی ساتھ ہین نسترن اپنے کوہ پر بیٹھی ہی ساٹھ ستر ہزار کنیزین حاضر ہین شجر سے بے بہار سامنے ہی اُسکی سیر دیکھ رہی ہی لکہ ہاے ابر آسمان پر لہرا رہے ہین طائران زمزمہ سرا درختون پر چہک رہے ہین پھول خوشبودار مہک رہے ہین چشمون کا موج مارنا یہ بہار دیکھکر نسترن نے کہا ارے گائن کو بلاؤ گائن قوم کی ڈومنی شوخ و شنگ موسوم بہ نیرنگ سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

زیبا ہی جعد گیسوے خمدار کے لیے — ہین پیچ و خم ازل سے بنے یار کے لیے
تسبیح کے لیے ہی نہ زنار کے لیے — گردن بنی ہی خنجر خونخوار کے لیے
منڈلا نہ روح تو بھی تن زار کے لیے — یہ مشت استخوان ہین سگ یار کے لیے
تکلیف سیر باغ نہ دو دل گرفتہ ہون — طبع شگفتہ چاہیے گلزار کے لیے
پھانسی لگائی گردن عاشق مین زلف کی — یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے
سوسن کا پھول فرط نزاکت سے بن گیا — بوسے کئی جو اُس گل رخسار کے لیے
وہ رشک گل جو آج گیا سیر باغ کو — آنکھون پہ بلبلون نے قدم یار کے لیے
او موت تو نہ آئی گلا تجھ سے رہ گیا — سب آچکے عیادت بیمار کے لیے
کب سے کھڑے ہین دھوپ مین تکتے ہین در — جلتے ہین تیرے سایۂ دیوار کے لیے
سارا تو باغ اُجاڑ دیا تو نے باغبان — دو چار پھول رہنے دے گلزار کے لیے
صیاد گھات مین ہے الٰہی بچائیو — پھندے لگے ہین بلبل بیمار کے لیے
ظالم ہو بد زبان ہو بد مزاج ہو — وہ عیب ہو ہنر ہی طرحدار کے لیے
پھر دم لگا نکلنے پھر آئی شب فراق — بحران کا زور پھر ہوا بیمار کے لیے
روے صبیح و زلف سیہ یاد آئی ہی — کاسہ بھرا ہی شیر سے جبار کے لیے
او ترک مست شوق سے مستانہ چال چل — لغزش قدم کی حسن ہی میخوار کے لیے
رہ کامین بند ہونگی جدا راستے جدا — نکلو نہ سیر کوچہ و بازار کے لیے
تقصیر وار ہو گا کہیگا جو حرف شوق — سولی کھڑی ہوئی ہی گنہگار کے لیے

مر جائیں تو بھی زاغ و زغن خوشنوا نہوں
نغمے ہیں عندلیب کی منقار کے لیے
اب تجھے چھوڑ نہ مجھ سے بڑا معرکہ پڑا
ہتھیار چھیننے رات کو اغیار کے لیے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ہر میخوار بے شرم ہی کہ نسترن نے دیکھا خداوند ہفت پیکر تخت اُڑائے ہوئے آتے ہیں لاکھ ساحر پشت پر ہاتھ باندھے ہوئے نسترن آمد خداوند دیکھکر گھبرا گئی اپنے مقام سے یہ کہتی ہوئی اٹھی کہ خداوند خیر کریں مقام تعجب ہی کہ قدرت آتے ہیں طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی جنگ میں شکست کھائی تیغہ خون آلود سامنے رکھا ہی ساتھ والے زخمدار و بیقرار ہیں بلند ہوکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا سجدہ کرکے پوچھا یا خداوند خیر تو ہی میں سب چیزیں بربادی طلسم کی سُن چکی ہوں میرا ارادہ تھا کہ میں آؤں کنیزوں نے خبر دی تھی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مار کر جواب دیا ای رفیق و شفیق قدرت نے شکست کھائی قصر عشرت خالی ہوا صحرائے عشرت خیز میں عمل طلسم کشا کا ہوگیا محیل چرخ زن نے آکے بڑے بڑے شعبدے کیے مگر طلسم کشا کے پاس لوح موجود ہی ہر مقام پر خبر دیتی ہی طلسم کشا کب دھوکا کھاتا ہی جو سحر کیا لوح نے اُسکا دفعیہ بتادیا آخر محیل قتل ہوئی قدرت نے دیکھا کہ اب ٹھہرنا مناسب نہیں نکل چلو طائر خیر خواہ نے خبر دی کہ صحرائے نسترن زار میں جائیے ای نسترن خمس فلک ہفت پیکر اسپا کا ہی طلسم کشا کے ہمراہ ہی وہ ضرور خبر بتائیگا کہ قدرت صحرائے نسترن زار میں گئے جو انتظام کرنا ہو کرو نسترن نے کہا یا خداوند میں جانتی تھی جب شکست فاش ہوگی تو میرے ملک میں آپ تشریف لائیے گا میں خدمت سے باہر نہیں سامان عیش و نشاط مہیا ہی چلکر جلسے میں بیٹھے نسترن ہفت پیکر کو لیکر آئی مقام صدر پر جگہ دی کنیزوں کو حکم دیا بڑھکر خبر لو جب طلسم کشا ہو تحقیق تو ہمکو خبر ہو ہم انتظام کرینگے طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دینگے قدرت کو بلا سے ہفت کوہ پہونچا دینگے کنیزیں برائے خبر چلیں یہاں رستم بیلتن جنگ سے فارغ ہوئے سب فوج کو لیکر چلے پہلے اُس مقام پر آئے کہ جس مقام پر صاحبقران زخمدار بیٹھے تھے اور کل سردار بیہوش پڑے تھے وہاں آکر دیکھا سب سردار بیہوش پڑے ہیں مگر صاحب قران کا نشان نہیں رستم گھبرا گئے

جو سردار صحیح و سالم ہین وہ سب دوڑ کر آئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ آقاے نامدار کو
کون لیگیا ہم سب کو داغ دیگیا آخر صلاح یہ ہوئی کہ شمس کاہن کل طلسم ہے اُس سے دریافت
کرو کہ ہفت پیکر کہان گیا شاید وہی صاحبقران کو لیگیا شمس فلک ہفت پیکر کو بلایا
اُسکے سامنے جو ذکر ہوا اُسنے زانو پر ہاتھ مارکر کہا مین پہلے ہی سمجھے ہوے تھا کہ آج ضرور
صاحبقران پر کوئی افتاد پڑیگی لیکن مین حال ہفت پیکر دیکھتا ہون یہ کہکے کتاب نجوم
نکالی اُسمین دیکھنے لگا جب طرح دی تو معلوم ہوا کہ ہفت پیکر صحراے لسترن زار مین
گیا لسترن جادو نے دعوت کی ہے کوہ لسترن پر بیٹھا ہوا نجوم سے حال دریافت کرکے
ہر آنکھون مین آنسو بھر کر کہنے لگا کہ ای رستم مقدمۂ صاحبقران مین کوئی حکم نہین نکلتا
علم جواب دیتا ہے یہ وہ کتاب ہے کہ جسپر ہمیشہ سے کاربند ہون مگر اسوقت دردمند ہون
جب مقدمۂ صاحبقران دیکھتا ہون حال ہفت پیکر معلوم ہوتا ہے یہ نہین خبر ہے کہ ہمکو
کون لیگیا اور کہان لیگیا خواجہ نے کہا مین بر سر کوہ لسترن جاتا ہون خود لسترن سے
پوچھونگا کہ صاحبقران کہان قید ہین جب حال معلوم ہوگا تب تدبیر رہائی کی کرونگا
یا مجکو بھی موت لیے جاتی ہے ہرچند کہ ساحرون نے کہا ہم لوگ جائین علم سحر سے دریافت
کرین مگر رستم نے کئی لاکھ روپیہ خواجہ کو دیا اور ساحرون کو منع کیا کہ مقدمہ امیر جو دل کو
خواجہ کے لگیگی وہ کوشش کسی سے نہ ہوسکے گی ہم لشکر لیکر آتے ہین آپ آگے بڑھیے
خواجہ اُسیوقت بانواے عیاری سے آراستہ ہوے بموجب ہدایت شمس طرف صحراے
لسترن زار کے چلے رواروی کرتے ہوے آتے ہین راہ مین جو قصر ملا عیاری کرکے
اُسمین پہونچے وہان کے حاکم سے دریافت کیا مگر نشان صاحبقران نہ معلوم ہوا دوسرے
دن صحراے لسترن زار مین پہونچے قضاے کار جو کنیزین کہ افسر اُنکی شبرنگ جادو
ہے گوشۂ صحرا مین کھڑی انتظار آمد طلسم کشا کر رہی ہین خواجہ ایک ساحر کی صورت
بنکر اُن سبکے سامنے آئے شبرنگ نے پوچھا کہ ای ساحر کہان سے آتا ہے لشکر
طلسم کشا تو نہین دیکھا خواجہ نے قریب آکر جواب دیا اے ملکۂ عالم طلسم کشا
امروز فردا مین آئیگا مین لشکر طلسم کشا مین رہتا تھا راز کی باتین مجھے معلوم ہین

ذرا کنارے آئیے تو میں آپ سے بیان کرون جلاکر کیتے خوف آتا ہے یہ کہکے شبرنگ
کو الگ بلا یا ایک درہ کوہ میں لیگئے باتین کرتے کرتے خواجہ نے اُسکو بیہوش کر کے
درہ کوہ میں ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر باہر نکلے مگر حیران تھے کہ مین نے جسکو بیہوش کیا
اُسکا نام کیا تھا میں نے نام دریافت نکیا جیسے ہی باہر نکلے کنیزون نے پکار کے پوچھا
کہ کیون ہوا شبرنگ وہ ساحر کہان گیا کیا بتا گیا خواجہ نے جواب دیا کہ دو چار دن
کے بعد لشکر طلسم کشا کا آئیگا یہ کہکے کہا مین ملکہ کے پاس جاتی ہون ملکہ سے جاکر
پوچھون کہ صاحبقران کہان قید ہین دریافت کرونگی مجھکو اگر قید صاحبقران پر گھبراہٹ
کرین تو تڑپ تڑپ کے صاحبقران مرین کنیزون نے کہا اے شبرنگ تم کچھ دیوانی
ہوئی ہو صاحبقران کی قید کہان ہے قدرت نہین لائے ایسے گھبرائے ہوے آئے کہ
حمزہ کو دلا سکے اب تو خواجہ گھبرائے کہ اگر آقاے نامدار کو ہفت پیکر نہین لایا تو کون
لیگیا خیر حال دریافت ہو جائیگا آخر وہان سے نکل آئے ادھر رستم نے بعد دلنے خواجہ
کے لشکر ساحران آراستہ کیا کوچ کر کے طرف صحراے لشتران زار کے چلے خواجہ نے
راہ میں ایک مسافر کو دیکھا اور عقل سے دریافت کیا کہ اسکے پاس اشرفیان ہین
کسی طرح اسکی اشرفیان لینا چاہئین کچھ سوچکر دوڑے ہوے پشت سے مسافر
کے سامنے آئے مگر بدحواس گھبرا گھبرا کر کہنے لگے اے بھائی تمکو کچھ معلوم ہوا گا کون سے
ایک بیل بھاگا ہوا آتا تھا اُسنے میری پشت پر لات ماری یہ کہکے پشت پر مسافر کی
ایک ہاتھ مارا اشرفیان کھنکین باتون مین لگاکر مسافر کو بیہوش کیا اشرفیون کی ہمیانی
کھول لی لباس بھی اُتار لیا کہ صحراے گرد اُڑتی دیکھا لشکر رستم آتا ہے مسافر کو کھینچ کر
درہ کوہ مین چھپا دیا دیکھا آگے لشکر کے رستم بعد شوکت وحشم پشت پر سرداران نامی
و سرداران صاحبقران لندھور وغیرہ بھی باادب ساتھ ہین گھوڑے اڑاتے ہوے
آتے ہین ایک طرف شمس فلک ہفت پیکر سب جادوگر اسکی پشت پر پرا جمائے
ہوے آتا ہے رستم نے خواجہ کو دیکھا گھوڑا بڑھا کر پوچھا کیون عمر نامدار قبلہ و کعبہ کا
پتا لگا عمرو نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا اے فرزند مین نے بڑی کوشش کی لیکن

صاحبقران کو وہ نسترن زار پر نہین مین ہفت پیکر انکو نہین لے گیا ہی اور کہین بہت
لگاینگے کہین تو پتہ ملیگا یہ کہکے رستم کے ساتھ ہوے رستم کا لشکر آتے آتے صحراے
نسترن زار مین پہونچا بالاے کوہ سے ہفت پیکر نے دیکھا کہ لشکر طلسم کشا مثل مور و ملخ
کے آیا تمام صحرا معمور ہو گیا نسترن جادو نے جو آمد لشکر طلسم کشا دیکھی گھبرا گئی کہا
یا خداوند لشکر طلسم کشا بہت ہی آپ کے پاس فوج کم ہی کیونکر مقابلہ ہوگا ہفت پیکر
نے کہا کہ ای ملکہ عالم شعبدے کرو طلسم کشا کو دھوکے دو اگر کسی رنگ مین پھنس گیا اور
لوح کو نہ دیکھا تو بیشک گرفتار ہو جائیگا ورنہ طلسم کشا میرا لوہا مان ہی پہاڑ سے اُتر کر لڑونگا
سب ساحرون کو مار لونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ سُنکر نسترن اپنے مقام سے اُٹھی
خوشرو سے خوشخرام نے اپنی وزیر زادی سے کہا کہ ای خوشخرام طلسم کشا کو لگا کر
باغ مکر مین لے جاؤ وہان پھنساؤ خوشرو نے کہا مین جاتی ہون لیکن طلسم کشا جو آکر
اُترے شام کو ملکہ ہاے ابر آسمان پر آ گئے خواجہ عمرو سے کہا ای عم نامدار میرا دل
چاہتا ہی کہ شکار کو جاؤن دو پہر تک پلٹ آؤنگا خواجہ نے کہا ای فرزند تمام صحرا سحر
سے معمور ہی ایسا نہ ہو کہ ہفت پیکر کوئی فتور کرے رستم نے کہا لوح پاس موجود ہی
دمبدم اسکو ملاحظہ کرونگا بہر نوع سمک کو حکم ہوا کہ سامان شکار صبح کو در دولت پر
حاضر رہے سمک نے بوقت سحر پہلے قراول در دولت پر حاضر کیے گھوڑا کسا ہوا تیار رستم
سوار ہوے طرف صحرا کے چلے جنگل مین آکر پہونچے وقت نماز قریب آیا ملازمون نے
سجادہ بچھایا شاہزادے نے نماز ادا کی بعد فراغ نماز دست دعا بدرگاہ رب العزت
بلند کیے عرض کی اے خالق بے نیاز مجھکو ہفت پیکر پر مظفر و منصور کرنا اُسوقت بھی
لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ خیر و عافیت ہی گھوڑے پر سوار ہوے طبل باز پر چوب پڑی بقول
شاعر فرد۔ چو در نالیدن آمد طبلک باز ✤ در آمد مرغ صید افکن بپرواز ✤
رہا شد بر ہوا باز سبک پر ✤ جہان شد خالی از کبک و کبوتر ✤ رستم شکار کھیلنے لگے
اور ہوا کو پرندون سے خالی کیا دن چڑھے ڈرا کیون سمک کوئی آ ہو نہ ملا سمک
نے عرض کی ہرکارے گئے ہوے ہین خبر آیا چاہتی ہی کہ سامنے سے چند گنوار دوڑے ہوے

آئے عرض کی اے شہریار سامنے ایک کھیت ہی وہان کئی سو ہرن چرا کر رہے ہین
حضور چلکر شکار کرین رستم نے گھوڑا بڑھایا دیکھا کئی سو مادہ آہو چرا کر رہے ہین
بیچ مین ایک نر جسکی پشت پر سفید لکیر ہے سینگوٹیان مثل زلف محبوبان تا و پیچ کھائے
ہوے ماداؤن پر مستی کرتا پھرتا ہی رستم نے کہا اور ماداؤن کا سب کو اختیار ہے
بیچ مین جو یہ نر ہی اسکو ہم شکار کرینگے جسکی طرف سے نکلجائیگا تو ہمین ملال ہوگا یہ کہکے
گھوڑا بڑھایا وہ وحشی صیاد کو کمین مین دیکھکر بھاگے سردارون نے اُن سب پر
گھوڑے ڈالے وہ نر سامنے رستم کے کھڑا ہوا اور جست کرکے رستم کو فرا گیا رستم نے
گھوڑا پھیرا طبیعت کو ناگوار بھی ہوا کہ بے مارے اسکو نہ چھوڑونگا گھوڑا سرپٹ اُسکے
پیچھے ڈالا آہو بھاگا ہوا جاتا ہی اکثر ایسا ہوا کہ قریب اسکے پہونچ گئے لیکن آہو نے
طرارہ بھرا ایسا پہلو نہ پایا کہ اُسپر نیزہ مارین پہر بھر کامل اُس آہو کے پیچھے سرگردان
رہے ایک مقام پر آکے آہو ٹھہرا رستم نے تیر مارا کہ آہو لنجھیا کے گرا رستم نے کود کر
اُسکو بہ قربانی پہونچایا پلٹ پلٹ کے دیکھ رہے ہین کہ شاید عیار آوے یا کوئی ساتھ والا
پہونچے مگر کوئی معلوم نہین ہوتا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی
دیکھا کہ ایک آہو تیر خوردہ لنجھیاتا ہوا آتا ہی رستم نے تیر مارا وہ بھی آہو گرا رستم نے
اُسکو بھی بہ قربانی پہونچایا اب انتظار ساتھ والون کا ہی پشت آہو سے تیر نکالا رومال
سے لون پونچھکر چاہتے ہین کہ نام پڑھون کہ پیکان تیر پر کسکا نام رقم ہی کہ دیکھا صحرا سے
گرد اُڑی ایک نقابدار گلگون پوش اپنے صید کو تلاش کرتا ہوا چوکنا ہو رہا ہی اُسنے
قریب رستم جو پڑے ہوے دیکھا گھوڑا اُڑا کر نقابدار قریب آیا کہا کیون جوان اجل گرفتہ
میرے شکار کو تو نے شکار کیا کچھ خوف نہ آیا رستم نے جواب دیا صحرا مین کیا کسیکا اجارہ
ہی شکار سامنے میرے آیا مین نے تیر مار دیا نقابدار نے کہا کہ ہم اسکے بدلے تمہین شکار
کرینگے یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مین نرمی اعضا
مین گرمی پائی پلہ دیکر اُٹھایا پہ جو پڑا بند نقاب ٹوٹا معلوم ہوا کہ لکۂ ابر ہٹ گیا
ماہ تابان نکل آیا دیکھا ایک نازنین ہی ابرو سے خمدار کھینچی ہوئی تلوار آنکھین

رشک دیدۂ غزال عارض ماہ تابان یا مہر درخشان اگر گل گلاب سامنے آئے تو رنگ عارض سے شرمائے سراپا محبوب معشوق مرغوب غنچہ دہن رشک چمن رنگ عارض فخر نسرین ونسترن صورت زیبا دیکھکر شاہزادہ حیران دل بیچین آنکھون مین آنسو بھر آئے پسینہ آگیا قلب تھرا گیا ہاتھ جوکا نپا وہ نازنین خود چیخ کھا کر گری بیہوش ہوگئی تھوڑے عرصے کے بعد عالم بیہوشی سے جو آنکھ کھلی اپنے کو فرش خاک پر پایا اودھر شاہزادہ فرش خاک پر بیہوش ہو کے گرا تھا نازنین نے جو صورت زیبا کو فرش خاک پر دیکھا سر اُٹھا کے اپنے زانو پر رکھ لیا آنکھون سے اشک حسرت گرنے لگے اُن اشکون نے کام گلاب کا کیا رستم کو جو ہوش آیا سر کو اپنے زانوے محبوب پر پایا دماغ کو عرش اعلیٰ پر پہونچا پایا چاہا کہ عرصۂ دراز تک لیٹا رہون اُس نازنین نے شرما کر کہا اے جوان اپنے نام نامی سے آگاہ کر پیر نہ بھیلا ہوش مین آ۔ رستم اُٹھ بیٹھے کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان اپنا تو یہ حال ہو رہا ہے نظم

جو دل قابو مین ہو تو کوئی رسوائے جہان کیون ہو
خلش کیون ہو تپش کیون ہو قلق کیون ہو فغان کیون ہو

غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہوگئی برپا
یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجھسے میری جان کیون ہو

مزا آتا نہین تجھم تمھارے مجھکو رنج و راحت کا
خوشی ہو غم ہو جو کچھ ہو الٰہی ناگہان کیون ہو

لگے ٹھکرانے مجھکو اور پھر کہتے گئے یہ بھی
نصیب دشمنان تو پائمال آسمان کیون ہو

نئی تاکید ہے ضبط محبت کی وہ کہتے ہین
جگر ہو تو فغان کیون ہو دہن ہو تو زبان کیون ہو

جگر سے کم نہین اے چارہ گر داغ جگر مجھکو
جو پیدا کی ہو مر کے وہ دولت رائگان کیون ہو

رستم نے اسطرح جو یہ اشعار پڑھے اُس نازنین نے شرما کر سر جھکا لیا کہا اے شہریار آپ کو تو دیوان کے دیوان یاد ہین اگر مناسب ہو تو یہان سے قریب میرا باغ ہے وہان ضرور تشریف لے چلیے مین سحر و ساحری نہین جانتی میرے عزیز و اقارب کو جو سحر و ساحری سے بخوبی واقف ہین مگر مین نے سحر و ساحری نہین سیکھی رستم اُٹھے اور اُس نازنین کے ساتھ چلے تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ چند کنیزین ملین اُنھون نے پوچھا کہ اے ملکہ خوشرو یہ کون صاحب ہین خوشرو نے اشارے سے منع کی کہ کچھ نہ پوچھو یہی طلسم کشا ہین

دام مکر مین پھنسے ہین باغ مین لیے چلتی ہون لوح وغیرہ لے لونگی انکو قید کر کے لیجاؤنگی
کنیزین بھی ہنس ہنس کے باتین کرتی ہوئی چلین تھوڑی دور چلے تھے کہ دروازہ باغ کا مثل
آغوش عاشق کھلا ہوا پایا ساتھ اُس نازنین کے اُس باغ مین آئے دیکھا باغ نہایت درست
عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین نہرین ہر طرف جاری میوون کی جھک طائرون
کی چہک عجب ہنگامہ ہی وہ نازنین رستم کو ساتھ لیے ہوے بارہ دری مین آئی مسند پر
جگہ دی آپ پہلو مین آکر بیٹھی کنیزون سے اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط لاؤ کنیزون نے
گلابیان حاضر کین کشتیان کباب کی لا کر رکھین جام لبریز کیا پنجۂ نگارین پر رکھ کر سامنے
رستم کے پیش کیا رستم نے بے اندیشۂ انجام جام لے لیا چاہا بلا تکلف پی جاؤن سامنے
بارہ دری کے ایک نخل تھا اُسپر ایک طائر بیٹھا تھا رستم کی جو نگاہ اُٹھ گئی دیکھا کہ اُس
طائر کی آنکھون سے آنسو جاری ہین اور مثل انسان کے پکار کر آواز دیتا ہی کہ مقام
افسوس ہی کہ اُستاد پاس ہو اور اُس سے صلاح نہ لے کیا غفلت ہی یہ کیا صورت ہی
اُس نازنین نے پلٹ کر دیکھا کہا ای شہریار جام پیجیے اس باغ مین سب طائر مثل انسانون
کے باتین کرتے ہین جام نوش کر کے کلام کیجیے گا رستم نے پھر چاہا کہ جام پیون اُس طائر
سے آنکھ ملائی طائر نے آواز دی ای شہریار لوح ملاحظہ فرمایئے نادان نہ ہو جایئے رستم
نے بائین ہاتھ سے لوح کو اُٹھایا اب جو نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا اگر تمنے
خوشروے خوشخرام جادو کا جام پیا تو ہوش اُڑ جائینگے لوح لینے کی فکر کر رہی ہی خود اُتار کر
دیدو گے تحفہ جات قبضے سے نکلجائینگے مگر یہ شراب اسی پر پھینکدو دیکھنا کہ کیا کیفیت
ہوتی ہی رستم نے اُسکو قریب بلایا کہا صاحب آدھی تم پیو آدھی ہم پئین گے یہ سُنکر
وہ نازنین پیچھے ہٹی چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤن طلسم کشا ہوشیار ہو گیا طلسم کشا نے وہ جام
پھینکا چند قطرے جو جسم پر اُس نازنین کے پڑے ایک چیخ ماری کہ اونا مشفق یہ کیا
کیا ہاے بے موت مارا جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے مثل ہیزم خشک جلنے لگی جل کر
خاک سیاہ ہوئی اُسی کے جسم کے شعلے کنیزون پر پڑے کنیزین بھی جلکر خاک ہوئین
تمام باغ جلنے لگا نہرون سے آگ نکلنے لگی تھوڑے عرصے مین آواز آئی کشتی مرا نام

من نوشروے خوشخرام جادو بود رستم اپنے مقام سے اُٹھے چاہا کہ باہر نکلجاؤن کہ
صحراے گردآوری سمک یلدائی تعاقب مین اپنے آقا کے نکلا تھا سامنے آکر پہونچا پوچھا
حضور کیون کبیدہ ہو رہے ہین رنگ رو متغیر آپ متحیر ہین مین حیران ہون کہ بندگان عالی
پر کیا سانحہ گذرا کہ چہرہ اُتر گیا رستم نے کہا اے سمک خدا نے بڑی خیر کی ایک ساحرہ
دغا کر مجھکو لے گئی تھی چاہتی تھی کہ شراب پلاؤن لیکن ایک طائر نے ایسی دوستی صرف
کی کہ اُسنے بچا دیا مین نے لوح کو دیکھا اُس سے سب حال معلوم ہوگیا ابھی اُسکو
مار کر نکلا ہون مگر وہی صورت آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے سمک نے کہا اے آقاے
نامدار سامنے دیر نہر جائیے مین تھوڑا پانی لاؤن منھ ہاتھ دھوئیے اور چند قطرے
نوش فرمایئے رستم جانتے ہین کہ میرا عیار وفادار ہے زیر نخل جا کر بیٹھے اُدھر سمک چھاگل
لیکر بھاگا حوض پر سے آگے پانی بھرا سامنے رستم کے لایا رستم نے دونون ہاتھون
سے جام لے لیا اور چاہا کہ پانی پیون کہ یکایک ایک آواز آئی خبردار پانی نہ پیجیے گا
ورنہ پناہ پانی مشکل ہوگی آبرو پہ بنجائیگی بقول شخصے قطرے کا چوکا اگر گھڑے سے
ڈھلکا لے تو کیا ہوتا ہے لوح کو دیکھو رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ خوشخرام
کی بہن کباب رفتار جادو ہے یہی پانی اسپر پھینک دو رستم نے وہی پانی اُسی پر پھینکدیا
سمک نے پکار کر آواز دی غلام کو بے موت مارا رستم اُٹھ کھڑے ہوئے چاہا کہ
لپٹ جاؤن کہ وہ طائر زمین پر گرا غلطک مار کر ایک معشوق پریچہرہ بنگیا رستم نے
پہچانا ماہی سحر نے عرض کی اے شہریار جب حضور واسطے شکار کے چلے تو اس کنیز کو
قرار نہ آیا طائر بنکر آپ کے ساتھ ہوئی جب اُس مکارہ نے آپ کو صورت دکھائی
جب ہی کنیز آگاہ ہوئی تھی چاہتی تھی کہ آپ کو آگاہ کرون مگر موقع نہ پایا جب دیکھا کہ
آپ شراب پیا چاہتے ہین تب مجکو چین نہ پڑا جانتی تھی کہ اگر قطرہ شراب کا پیا
تو آپ پانی ہوکر بہ جائینگے یا مزاج بدل جائیگا تب آخر پکار اُٹھی بہن نے جو اُسکی یہ
معرکہ دیکھا آپ کے عیار کی شکل بنا آئی خدا نے آپ کو بچایا اب لشکر مین چلیے اب
ماہی سحر ساتھ ہو مگر فسترن جادو جب وزیرزادی کو روانہ کر چکی تو ہفت پیکر سے

کہا یا خداوند خوشرو کو تو مین نے روانہ کیا اب لشکر طلسم کشا کے تباہ کرون گا اگر شاید نہ دم
پلٹین تو غم معشوقہ مین مبتلا ہون ہفت پیکر نے کہا ای نسترن مین نے تو چار دن درچار رات
وہ سحر کیے کہ زمین ہلا دی اب تم جاکر سحر کرو اور چند سحر بتاے ہوے اپنے نسترن کو دیے
کہا انکا تسخیر ممکن ہی یہ سنکر نسترن بالاے کوہ آئی آنے کے ساتھ ہی جام پانی کا بھر کے
سامنے رکھا پھر روئی کے گالے جھولی سے نکالے انکو لکۂ ابر بنا کر اُڑا دیا وہ لکۂ ابر بنکر
آسمان پر آئے اول تو بوندیان پڑین بعد تھوڑی دیر کے موسلا دھار پانی پڑنے لگا برف
برسی لشکر طلسم کشا مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی شمس اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا یہ ہلڑ
سنکر نکل آیا دیکھا کہ برف پڑ رہی ہی چند سنگ اُٹھا کر شمس نے طرف آسمان کے پھینکے یہان
نسترن کھڑی تھی کہ فوراً ایک پتھر آکر جام آب پہ پڑا جام ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا روئی کے
گالے آسمان سے گر گئے لشکر طلسم کشا مین امان ہو گئی نسترن نے جو یہ معرکہ دیکھا پھر
آکر ہفت پیکر سے کہا کہ یا خداوند یہ معرکہ گذرا کہ جام آب پر پتھر گرا جام آب ٹوٹا سحر
مٹ گیا ہفت پیکر نے کہا اُس لشکر مین شمس موجود ہوا اُسی نے دفع سحر کیا اب لشکر پر
آگ برساؤ جانورون کو بھیجو کہ فوج کو تباہ کرین نسترن نے بالاے کوہ آکر ایک دو پتھر
زمین پر مارا اور آواز دی ای ہیران صحرا نشین دشمنون کو لینا کوئی زندہ نہ بچے سب کو
چیر پھاڑ کر کھا جاؤ کئی ہزار شیر جنگل سے نکلے اور لشکر طلسم کشا پر آکر گرے جو سامنے
آگیا اُسکو چیر پھاڑ ڈالا کئی ہزار آدمی ان شیران صحرا کے ہاتھ سے مارے گئے مگر سرداران
رستم شیرون سے لڑ رہے ہین کسی شیر کی کلائی توڑ ڈالی کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار دو ہی
شیر کا سر کٹ کر زمین پر گرا دو شیر جنگلے اُس مارنے والے پر جا پڑے گھیر کر اُس بہادر
کو مارا جب زیادہ ہلڑ ہوا تو ہرکارون نے آکر شمس سے خبر کی شمس نے جواب دیا یہ کوہ
نسترن زار ہی صدہا آفتین پیدا ہونگی خدا سب کو بچائے روز سیاہ نہ دکھائے یہ
کہتا ہوا باہر نکلا دیکھا ایک شیر سب کے آگے ہی سب سے زیادہ کلان جو اُسپر حملہ کرتا ہے
شیر دھڑ توڑ کے مارتا ہی وہ شخص دیوانہ ہو کر یہ اشعار بہ آواز بلند پکار کے پڑھنے
لگتا ہی۔ نظم

جگر مین رہ گئی ای صدمۂ جدائی چوٹ
اُبھارتے رہے نیلے اُبھر آئی چوٹ

سر اُسکے در سے کبھی پھوڑ کر نہ کھائی چوٹ
یہ بار بار مری تقدیر عجب پھر آئی چوٹ

چلا جو کوہ پہ فرہاد بہر تیشہ زنی
تو اُس سے دست بسر ہونے پہلے آئی چوٹ

وہ سخت جان اُسی کے اُچٹ اُچٹ کے لگی
فلک نے سنگ حوادث کی جو لگائی چوٹ

سراغ درد کو بھی بیشتر نہین ملتا
دل و جگر نے کہان عشق کی چھپائی چوٹ

دیے تری نگہ دل شکن نے رنج پہ رنج
اک اور چوٹ لگی جب تجھے دکھائی چوٹ

گنبد جو باد و پرستون مین محتسب کا ہوا
بغل مین چھپ گئے شیشون نے کیا بچائی چوٹ

مقابل صنم دل شکن ہوا سر بزم
ہماری چوٹ پہ آئینے نے بھی کھائی چوٹ

لہو فراق مین تھوکا بہ رنگ شیشۂ می
دل شکستہ کی آخر کو رنگ لائی چوٹ

جگر مین ڈالتی ہی گھاؤ اُسکی ترچھی نظر
لگائی دل پہ مقدر نے کج ادائی چوٹ

مقابلے کی ترے کوئی بت نہ لایا تاب
تری نگاہ نے پتھر کے بھی لگائی چوٹ

سر اپنا قیس بھی پھوڑیگا کوہکن کی طرح
جو بیستون کی طرف کو اُبھار لائی چوٹ

نہ پوچھ کوچۂ اُلفت کی سختیان ای خضر
قدم قدم پہ ہی ٹھوکر شکستہ پائی چوٹ

ہمارے دل کو وہ صدمہ ہوا کہ عرش ہلا
کہان پہنچ گئی رکھتی تھی کیا رسائی چوٹ

شکستگی ہی علاج دل شکستہ ہی
یہان دکھاتی ہی تاثیر مومیائی چوٹ

تمھاری چشم سیہ کا جو ہوگیا سودا
ہرن کی آنکھون کے ڈھیلون کی ہمنے کھائی چوٹ

شکست توبہ مے کی ہوا ست در تکرار
کدھر بھی تو کہے چوٹ پر لگائی چوٹ

نشان اُنکے طمانچون کا منھ پہ کچھ تو رہے
دکھائے وصل مین اتنی نہ بیوفائی چوٹ

تلاش سنگ در یار تجکو لازم ہی
کریگی ای سر شوریدہ رہنمائی چوٹ

جلال بیٹھ گئے سر پکڑ کے زیر فلک
سر خمیدہ اُٹھاتے ہی وہ اُٹھائی چوٹ

ایک جوان یہ پڑھتا ہوا جاتا تھا کہ شمس نے للکارا او جوان کیا بیہودہ بکتا ہی وہ جوان طرف شمس کے چلا للکارتا ہوا بہ حسرت پکارتا ہوا کہ میرے مقدمے مین دخل نہ دو مین نے وہ رنگ دیکھا کہ قلب اُلٹ گیا معلوم ہوتا ہی کہ کلیجہ پھٹ گیا ہائے معشوق

پریچہرہ نے پکارا اور مین رہ گیا ارکنا میرا غضب ہوگیا کیا اپنا حال سناؤن اے شمس میری عجب
کیفیت ہے آنکھون کے سامنے وہی صورت ہے تمھارے ٹوکنے نے بہت ملول کیا اب
کیا کرون جی چاہتا ہے صحراے نجد مین قبر مجنون پر بیٹھ رہون استاد سے پوچھون کہ عشق
مین کیونکر بسر کرتے ہین جو طالب دیدار رہتے ہین شمس نے پکارا کہ ہمارے پاس آؤ ہم
تمھین معشوق سے ملا دینگے وہ جوان تلوار کھینچکر قریب شمس کے آیا چاہا کہ ہاتھ مارے
شمس نے کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا وہ جوان بیہوش ہوکر گرا بعد تھوڑی دیر کے اٹھا تو ہوش
مین ہوا شمس کے گرد پھرنے لگا کہا استاد مجھے خوب بچایا شمس نے پوچھا کیا معلوم ہوتا تھا
اُس جوان نے جواب دیا کہ ایک باغ بہشت آئین آنکھون کے سامنے تھا ایک معشوقہ
پری پیکر جا رہی تھی جی چاہتا تھا کہ جان دون یا وہان ہو پہنچون تمھارے پاس آنے سے
وہ باغ آنکھون سے نہان ہوگیا شمس سردارون کا علاج کرتا پھرتا ہے اور گھبراکر کہتا ہے کہ
آفتاب نامدار کا اسوقت مین نہ ہونا باعث خرابی ہوا سبب ترقی بیتابی ہوا ارے یارو
شکارگاہ مین جاؤ آفتاب نامدار کو ڈھونڈھ لاؤ تب یہ بلا دفع ہو سوارون نے گھوڑے
دوڑاے تلاش مین رستم کی چلے راہ مین رستم ملے ماہی سحر رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے
ساتھ ہے کہتی جاتی ہے حضور لشکر کی خدا خیر کرے لشکرِ جادو بڑے بڑے فتور برپا کر گئی دیکھیے
یہان سے کیونکر نجات ہو کہ سامنے سے سوار آے عرض کی آفتاب نامدار لشکر پر آفت برپا
ہے تمام لوگ تباہ ہو رہے ہین شمس نے بہت سردارون کو بچایا مگر اکیلا کیا کرے آفتاب
اپنی جان بچاتا پھرتا ہے کئی مرتبہ آفتاب سحر چمکا مگر آفتاب سیاہ ہو جاتا ہے روشنی نہین
ہوتا لشکر مین عجب تلاطم ہے ہوش ہر ایک کا گم ہے دیکھیے انجام کیا ہو رستم نے گھوڑے
کو دوڑایا ماہی سحر پرپرواز کرکے چلی اسوقت رستم پہنچے کہ لشکر مین تلاطم ہے سوار و پیدل
بھاگے جاتے ہین بعض دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین لطف ستم

اُڑنے لگی صبا مرا غبار ہر طرف — کسی کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے اک سوار ہر طرف
پڑی تھی آج بزم مین نگاہ یار ہر طرف — ابھی تو دل بغل مین تھا یہ ہو پکار ہر طرف
ہزارون حسرتین ہوگئین شہید دور آسمان — زمین دلپہ بنگئے بہت مزار ہر طرف

نہ پہونچی یار کی خبر برائے دلبری کدھر
کسیکی چشم مست کو ہی گردش آج بزم میں
جگر میں شب کو چین تھا نہ دل میں دن و سحر کو
رفیق ہی گلوں کی بھی شفیق بلبلوں کی بھی
کہیں ہی ذکر یا خدا کہیں ہی شور یا صنم
تمھیں نے دیکھ لیا جلال دیدار کا سانحہ

جہان بھر کی لی خبر گیا یہ تار ہر طرف
برنگ ساغر شراب بار بار ہر طرف
سبب تھا کچھ پھرا کیا جو بیقرار ہر طرف
چمن میں دیکھ باغبان کہ ہی بہار ہر طرف
پڑی شیخ و گبر میں تری پکار ہر طرف
کھڑے تھے ورنہ حشر میں امیدوار ہر طرف

رستم نے جو یہ حال لشکر کا دیکھا لوح کو گلے سے اتارا ماہی سحر آکر آسمان پر تھرائی لشکر کا جو یہ حال دیکھا گھبرا گئی سحر کرتی ہوئی آسمان سے اتری دیکھا سب شاہزادیاں دریائے غرق میں غرق دفع سحر کر رہی ہیں مگر وہ ہنگامہ نہیں ٹلتا مطلب اصلی نہیں ملتا ماہی سحر بھی کھڑی ہوکر سحر کرنے لگی مگر ابھی وزیرزادی نہنگ بحری کو دیکھا کہ آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں ایک گوشے میں کھڑی رو رہی ہی ماہی سحر نے آکر آنسو پونچھے اور پوچھا کیوں نہنگ بحری ای وزیرزادی کیوں روتی ہو نہنگ بحری نے جواب دیا آپ ملاحظہ تو فرمائیے کہ سمک بلداقی اور معشوقہ سے باتیں کر رہا ہی میں نے جو طعن کی تو اُسکا جواب دیتا ہی کہ تجھے کیا ماہی سحر نے کہا ای نہنگ بحری یہ خیالات سحر نسترن ہیں صدہا جوان تیری طرح گرفتار دام محن ہیں دیکھ سمک بلداقی وہ سامنے کھڑا ہی اپنے آقا سے کچھ باتیں کر رہا ہی نہنگ بحری نے جو سمک کو دیکھا اور ماہی سحر نے منھ پر ہاتھ بھی پھیرا پشت پر ہاتھ رکھا نہنگ بحری کو تسکین ہوئی رستم پیلتن نے لوح کو جھکایا اور علم بھی دیکھا یہ نوشتہ پایا کہ اسم حاشیۂ لوح کو پڑھکر دم کرو رستم نے فوراً اسم حاشیہ ورد کیا اور پڑھکر جو دم کیا لشکر کا انتشار موقوف ہوگیا اور سب سردار خدمت رستم میں آئے کہا آقائے نامدار آپ لشکر سے کہیں نہ جائیں دشمن درپے آزار ہیں رستم نے خمس سے بیان کیا کہ ای خمس میرا شکار کو جانا اور آفت میں پھنسنا تھا ماہی سحر وقت پر پہونچی اُسنے مجھکو آگاہ کیا لیکن ہرکارہائے لشکر نسترن جو لشکر رستم میں حاضر تھے دوڑے ہوئے پاس نسترن جادو کے آئے

غرض کی ملکۂ عالم لشکر طلسم کشا عجب آفت مین تھا طلسم کشا نے آتے ہی سب ہنگامہ
برطرف کر دیا لوح ہر بات کی خبر دیتی ہے کچھ بڑھکر عجب ہوگا اب تمام لشکر آرام مین ہے
طلسم کشا شمس وغیرہ کو ساتھ لیکر بارگاہ مین گئے ہین نسترن نے سر پیٹ لیا روتی ہوئی
سامنے ہفت پیکر کے آئی عرض کی یا خداوند غضب ہوا کہ خوشرو پر کوئی سانحہ گذرا
ہفت پیکر نے کہا کئی جادوگرنیان رستم پر عاشق ہین اُنھین سے کوئی پہونچی اُسنے جاکر
آگاہ کیا کتاب تو اُٹھا لاؤ کتاب جو آئی ہفت پیکر نے تین حصے کتاب کو اُلٹ دیا نسترن
نے کہا یا خداوندا اول سے ملاحظہ فرمائیے ہفت پیکر نے کہا کہ اِس مضمون کو کیا دیکھون
جس طور سے رستم نے طلسم کو فتح کیا اور تحفہ جات لیے ادھر وہی سب مین نے لکھا ہے اب
آخر حال دیکھتا ہون مضمون جو پڑھا اسمین نوشتہ پایا کہ خوشرو کو رستم نے مارا ہے لیکن
اُسکی قتل ہوئی رستم نے لشکر مین آکر اسم حاشیۂ لوح پڑھا تمام ہنگامہ موقوف ہو گیا
ہفت پیکر نے سامنے نسترن جادو کے یہ سب حال بیان کیا نسترن نے کہا یا خداوندا
کیا کرون شمس نے بڑی آفتین برپا کی ہین ہفت پیکر نے کہا اے نسترن اگر ہو سکے تو آج
شب کو جاکر شمس کو پکڑ لا شمس کی ذات سے بڑے فتور برپا ہوتے ہین سب نیک و بد
سمجھتا ہے علم ستارہ شناسی مین کامل و اکمل ہے نسترن نے کہا آج شب کو جاؤنگی
شمس کو پکڑ لاؤنگی قتل اور عدم قتل کا آپکو اختیار ہے ہفت پیکر نے کہا مین اب تمکو
اختیار دیتا ہون کہ اگر شمس کو غافل پانا تو سر کاٹ لانا مین نے پہلے ہی تقدیر کر دی نسترن
نے دن بھر تامل کیا جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری دوپہر رات کا وقت ہوا نسترن
دریائے سحر مین غوطہ مارکر پہاڑ سے اُتری لشکر طلسم کشا مین آئی دیکھا لشکر مین جا بجا نا
پڑا ہی طلایہ دار طلایہ دے رہے ہین ہر طرف صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند ہے
نسترن کنارے کنارے چلی کسی سے دریافت کیا کہ بارگاہ شمس کس مقام پر ہے لوگون نے
بتا دیا کہ سامنے جو بارگاہ زربفتی استادہ ہے اُسی مین شمس ہونگے نسترن نے بشکل عقاب
پرواز کی اور اُڑتی ہوئی قبۂ بارگاہ پر آئی منقار سے قبہ چاک کیا سر جھکا کر دیکھا کہ شمس
کا پلنگ خالی پڑا ہے گھبرا گئی کہتی تھی آخر شمس کہان گیا اور شمس پر یہ سانحہ گذرا

کہ خدمت رستم مین جاکر بیٹھا طریقۂ نجوم کو طرح دی معلوم ہوا کہ آج میری فکر مین نسترن لگی
طلسم کشا کے ساتھ دربار سے اُٹھا ہمراہ طلسم کشا بارگاہ مین آیا رستم نے خاصہ طلب فرمایا
شمس کو بھی شریک کیا رستم نے کئی مرتبہ کہا اے شمس آج کیا معرکہ ہی کہ جو ہمارے ہی پاس
بیٹھے ہو اپنی بارگاہ مین نہین جاتے شمس نے کہا اے شہریار بعلم ستارہ شناسی مجھکو
معلوم ہوا کہ آج نسترن میری گرفتاری کو آئیگی اسوجہ سے مین آپکی خدمت مین حاضر
ہون جسوقت اُسکا آنا مجھکو ظاہر ہوگا خدمت مین عرض کرونگا اگر آج نسترن کو مار لیا تو
صبح کو پہاڑ پر جلوہ کیجیے آپ خود شیر دلیر ہین یہین معلوم ہو کہ کیا گذری مگر نسترن کو گھیر کر
مارلین رستم خاموش ہوے مگر شمس کو پاس بٹھالیا نسترن نے جب قبہ سے دیکھا کہ
شمس پلنگ پر نہین ہی گھبرا گئی ران کو رگڑ کر دیکھا معلوم ہوا کہ شمس خدمت رستم مین ہی
بارگاہ سے اُڑکر طرف بارگاہ رستم کے چلی سوچتی ہوئی کہ اگر بن پڑے تو رستم کو بھی گرفتار
کرلون اِدھر سے نسترن جاتی ہی مگر خیمون کی آڑ پکڑتی ہوئی اُدھر شمس نے رستم کو
خبر دی کہ اے شہریار نسترن اسطرف آتی ہی رستم تیغ ہفت جوہر لیکے اُٹھے شمس ساتھ
ہوا راہ مین آکر ایک مقام پر دیکھا کہ کوئی عورت خیمے کی آڑ مین چھپی ہی شمس نے
رستم کو اشارہ کیا کہ اے شہریار یقین ہی کہ نسترن ہو ہمکو اور آپکو دیکھکر چھپی ہی اب
مین للکارتا ہون شمس نے آواز دی او مکارہ کیون چھپتی ہی منم شمس فلک ہفت پیکر
نسترن نے سامنے آکر گولا مارا شمس نے گولہ کاٹا آپس مین ایسے سحر چلنے لگے کہ زمین آسمان
سے آگ برس رہی ہی شمس نے رستم کو سمجھا دیا تھا کہ جب سحر کا خوب ہنگامہ ہو تب
آپ اپنے کو ظاہر کیجیے گا ورنہ ساحرہ کہن سال جہاندیدہ کار آزمودہ ہی تڑپ کر نکلجائیگی
قبضے مین نہ آئیگی جب رستم نے دیکھا کہ اب دونون مین بلا کے سحر چل رہے ہین اور کوئی
کسی کی چوٹ نہین کھاتا سحر نسترن سے کئی خیمے جلے شمس نے آواز دی او مکارہ اُن غریبون
نے تیرا کیا لیا تھا جو اُنکو جلا دیا چالیس جوان مارے گئے اُنھین چالیس کا خون تیری گردن
پر ہی بقول شیخ سعدی - فرد - نیم شبی آہ کند پیرزال + دولت صد سالہ کند پائمال + خدا
نہ کرے کہ کوئی مظلوم آہ کرے پروردگار کو ناگوار ہوتا ہی ظالم پر بلا نازل کرتا ہی نسترن نے

دیکھکر آواز دی ای شمس مجھکو نہ روک نکلجانے دے ورنہ سارا لشکر تباہ کر دونگی اُن جاسوس
کے مرنے پر مجھکو افسوس آیا سارے لشکر کی خیر منا یہ کہکے ایک گولہ اچھنے پر مارا کئی
خیمے جلنے لگے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی جب رستم نے دیکھا کہ اب نسترن معروف
سحر خوانی ہو آڑ سے نکلے نعرہ کیا کہ او ملعونہ کہان جاتی ہی منم رستم پیلتن۔ نعرہ رستم
ارشاد اولاد امیر عرب * کیست علمشاہ رستم لقب * دیگر۔ علمشاہ رومی شہ نیل زور
کہ بر تخت برزوق افگندہ شور * رستم کو جو نسترن نے آتے ہوے دیکھا چاہا کہ تڑپ کر
نکلجاؤن شمس نے گورد دیکھا کہ آسمان سے پتھر برسنے لگے ایک پتھر خیمے پر سماک کے گرا
سماک گھبرا کر باہر نکل آیا دیکھا کہ شمس و نسترن مین سحر چل رہا ہی اور رستم قریب نسترن
کے پہونچا چاہتے ہین سماک بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا پکارتا تھا کہ ای خالق بے نیاز
وای رب کارساز رحم اپنا شریک کر۔ نظم

ای کہ دانی ابتدا ای ابتدا را ابتدا	در مقام انتہا ای انتہا را انتہا
خالق خلقے تو ای فرماندہ ارض و سما	مالک ملکی تو ای شاہنشہ روز جزا
والی لطف و عنایت صاحب جود و سخا	از تو میخواہد دوای دردِ دل ہر لا دوا
چارہ جو ید از تو ہنگام بلا ہر مبتلا	اہل حاجت را توئی در بیکسی حاجت روا
وقت مشکل اہل مشکل را توئی مشکل کشا	مدعی حاصل کنم از ذات پاکت مدعا

لیکن جب نسترن نے چاہا کہ بلند ہون اور آسمان سے پتھر برسنے لگے اور طلسم کشا بھی قریب
آئے اپنے کو زمین مین گرایا شیرنی کی شکل بنکر ایک دھڑوکا مارا کہ رستم ڈر جائین یہ شیر بیشہ
صاحبقرانی کب ڈرتے ہین جرأت مین لاثانی تلوار کھینچکر جا پڑے نسترن نے دونون
ہاتھ مارے کہ گوشت و پوست نوچ لون رستم نے تیغ ہفت جوہر کا ہاتھ مارا کہ دونون ہاتھ
قلم ہوے زمین مین گر کر بصورت اصلی تڑپنے لگی رستم نے دوسرا ہاتھ مارا کہ نسترن کے
دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہو گیا آواز آئی کُشتی مرا نام من نسترن جادو بود ہفت پیکر
باوے کو نسترن بیٹھا ہی کہ مکان گرنے لگے باغات مین آگ لگی نخل جل جل کر گرنے
لگے ہفت پیکر نے سر پیٹ لیا کہا جو غضب ہوا کہ نسترن پر کوئی افتاد پڑی

تھوڑے عرصے مین سارا کوہ تباہ ہوگیا چند کنیزین برائے خبر دوڑین لشکر مین طلسم کشا
کے آکر دیکھا کہ جو لوگ جل گئے تھے وہ لوگ زندہ ہوئے ہر طرف نقارے خوشی کے
بج رہے ہین ایک طرف لاشہ لسترن کا پڑا ہو سب کنیزون نے لاشہ اُسکا اُٹھا لیکر
بھاگین عادمان رستم نے چند کو قتل کیا باقی کنیزین لاشہ لیکر پہاڑ پر چڑھ گئین سامنے
ہفت پیکر کے لاشہ ڈالدیا کہا یا خداوند لسترن نے آپ کے واسطے جان دی ہفت پیکر
نے کہا کہ مین پہلوان جہان غراب صف شکن کو بلواتا ہون وہ رستم کا خاتمہ کردیگا
یہ کہکے نامہ لکھا کہا یہ نامہ لیکر تو صحرائے رستخیز مین جا کنیز نامہ لیکر چلی غراب صف شکن
ایک پہلوان مغرور اپنے صحرا مین بیٹھا ہو تین لاکھ فوج جنگل مین اتری ہوئی ہی
ہرکارے عرض کر رہے ہین اے جہان پہلوان قدرت پر برا وقت ہو کوہ لسترن
پہ آئے ہین غراب نے جواب دیا کہ قدرت کے دماغ مین غرور بھر گیا ہو ایسے ایسے
ہنگامے ہوئے اور مجھکو نہ بلایا اگر مجھکو بلاتے تو مین ایک دن مین سب کا خاتمہ
کردیتا کیا کوئی پہلوان مجھ سے دنیا مین زیادہ ہے اگر قدرت بلائین تو اب بھی جا کر
اُنکو ہفت کوہ پر پہونچادون قدرت مرتے ہین تو مرین بھاگے پھرتے ہین تو میری
بلا سے مین اپنے صحرا سے نہ نکلونگا قدرت کو بلاتے کیا شرم آتی ہو مین جاتے ہی
زمین کو ہلادونگا یہ ذکر تھا کہ کنیز فرستادۂ قدرت نامہ لیکر سامنے غراب کے پہونچی
سلام کرکے نامہ پیش کیا غراب نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا ہنسا فوج والون نے
جو ہنستے ہوئے دیکھا ایک نے ایک سے کہا کہ بھائیو آج تو کوا ہنس رہا ہو دوسرے
نے آپس مین کہا کہ کوا منھ پھیلاتا ہو تیسرے نے جواب دیا کہ یہ برائے مدد ہفت پیکر
بمقابلۂ رستم جاتا ہے اسکی ہڈیون کا بھی پتا نہ ملیگا اس وقت خوشی مین
کا ئون کائون کر رہا ہے فوج والے جدا اُڑتے پھرینگے ادھر تو آپس مین یہ ذکر
ہو رہے ہین ادھر غراب نے کنیز سے کہا تم چلو با دولت آتے ہین شکر ہو کہ اب
خداوند کا کوئی مددگار نہ رہا اب لڑائی فتح کرنے مین مزہ ملیگا یہ تو قدرت نہ کہینگے
کہ فلان کی وجہ سے لڑائی فتح ہوئی سارے طلسم مین بھی ذکر ہوگا کہ غراب صف شکن نے

طلسم کشا کو مارا قدرت بھی کینگی کہ مجھپر احسان ہوا مین ایسے ہی وقت کا خواہان تھا طلسم کشا
کیا کچھ دیو جن ہو گا میری جنگ دیکھکر حیران ہو جائیگے اور رومال سے اپنے ہاتھ باندھ کر
قدمون پر گرے اور خطا اپنی معاف کرائے مین قدرت کے قدمون پر گر داد دونگا کہ اس
شخص کی جان بخشی کیجیے قدرت [illegible] کرین تب مطلب دلی پورا ہو مین جو چاہتا تھا
کہ میری جنگ مین کوئی شریک نہ ہو وہی ہوا بلکہ قدرت نے خود ویسا ہی کیا کہ جب سبکو
قتل کر چکے تب مجھے یاد فرمایا ہان یارو تیار ہو جاؤ ادھر کنیزنے جاکر ہفت پیکر کو خبر دی
کہ یا خداوند غراب وہ پہلوان ہے کہ صحرا اہلتا ہے وہ غرور ہی انسان کا ہیکو ہی دیو سے
پہاڑ سے اُتر ہے طبل جنگی بجوا لیئے غراب وقت پر آجائیگا یہ سُنکر ہفت پیکر خوش ہوگیا
لاکہ سوار و پیدل کو ساتھ لیکر پہاڑ سے اُترا رستم نے دیکھا کہ ہفت پیکر صف باندھے
بیٹھا ہے اپنی بارگاہ مین داخل ہی جلسہ [illegible] ہے صدائین عیش و نشاط کی آرہی ہین شراب
پی رہا ہے قریب شام حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے رستم کو
خبر دی رستم نے بھی فوراً حکم دیا یہان بھی طبل جنگی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین مگر ہمراہیان ہفت پیکر بہت پریشان ہین کہ ایک دن وہ تھا کہ لشکر خداوند مین
ستر لاکہ فوج تھی اور مسلمان ساڑھے بائیس لاکہ تھے جب تو وہی غالب آئے ان سبکو
مسلمانون نے قتل کیا اب تو ہم کلہم لاکہ ہین وہ بائیس لاکہ ہین لاکہ کوشش کرینگے مگر
غالب نہ ہونگے رستم نے بلاکر سردارون کو حکم دیا کہ خبردار ساحر ہمارے ساتھ کوئی
نہ چلے سوار و پیدل ملاکر لاکہ آدمی سے زیادہ نہ ہون ہرکارون نے جاکر یہ خبر وحشت اثر
ہفت پیکر کو سُنائی یہ سُنکر ہفت پیکر نے جواب دیا کل طلسم کشا کو حال کھلیگا جسوقت
غراب صف شکن آکر پہونچیگا وہ میدان مین غریو کریگا تو طلسم کشا چھپتے پھرینگے
لاکہ مجھسے امان مانگین مین امان نہ دونگا اور پامال کرونگا اُسی کے بھروسے پر مین نے
طبل جنگی بجوایا ہے چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جسوقت طائر زرین بال آفتاب
آشیانۂ مشرق سے نکلا اور شاخ کہکشان پر آکر جلوہ فرما ہوا زمزمہ سرائی کرنے لگا
طائران صحرا یادمین اپنے معبود کی آشیانون سے نکلا اور شاخون پر آکے بیٹھے

ہر ایک طائر تسبیح خوانی اپنی اپنی زبانون مین کر رہا ہی یاد الٰہی مین مست ہی گلون نے
آب شبنم سے اپنا منھ دھویا ہی غنچے چٹکنے لگے طائر چہکنے لگے نہرون کے آب روان کی
ہر ایک موج ہی کہ شمشیر بران حباب عجب خوشنما ہین چشم معشوق کا تماشا ہین کہ ہفت پیکر
سوار ہوا لاکھ فوج ساتھ جب پلٹ کر دیکھتا ہی وہی عظم وشان یاد آتا ہی اپنی قلیل
جمعیت پر گھبراتا ہے ساتھ والون سے کہتا ہی یارو جتنے بندے گنہگار تھے اُن سب کو
بہشت مین بھیجدیا تم لوگ سب بے گناہ ہو کہ قدرت کے ہمراہ ہو تم سب کو قدرت اپنے
ساتھ ہفت کوہ پر لیجائینگے جو گنہگار تھے وہ سب ہاتھ سے مسلمانون کے مارے
گئے آج خوب جمکر لڑو قاتل طلسم کشا کا آتا ہی خاص بندۂ قدرت ہی قدرت اُسکو طرۂ
پیغمبری دینگے یہ باتین کرتا ہوا میدان مین آیا کہ سامنے سے گرد بلند ہوئی دیکھا رستم
پیلتن لاکھ سوار و پیدل ساتھ دیوانہ شیر بر مردم درشلنگین لگاتا ہوا پانچ ہزار
دیوانے پشت پر جست وخیز کرتا ہوا ساتھ ساتھ طلسم کشا کی رکاب پر ہاتھ رکھے
کہتا آتا ہے کہ ای آقاے سرخ آج تو مین مقابلہ کرونگا رستم کہ رہے ہین کہ دیکھیں آج
میدان مین کون آتا ہی اے رفیق وشفیق اپنا کچھ اختیار نہین اگر پکارنے والا تمکو
پکاریگا تو تم جانا دیوانہ رستم کو آنکھین دکھاتا ہے رستم قبضے پر ہاتھ ڈال کے ارشاد
فرماتے ہین گھوڑے سے اترون جب دست زبردست رستم قبضے پر پڑتا ہی تو دیوانہ
سر جھکا کر کہتا ہی کہ اے آقا چلیے چلیے ایسا نہ ہو کہ مجھے بھی غصہ آجائے رستم ہنس پڑتے
ہین ہفت پیکر نے رستم کو آتے ہوے دیکھا اس طور سے کہ کلاہ ہفت گوشہ
سر پر وزرہ ہفت جوشن زیب جسم وتیغہ ہفت جوہر زیب کمر سپر پشت پر مانند
قرص قمر کمان کیانی زیب دوش اور ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین طرف
پر لٹک رہا ہے کمان کیانی سے عجب زینت ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماہ تابان
کا مقام برج قوس مین ہو رہا ہے تیر براے خطا کاران دل دوز کمان کیانی دشمن کی
رشک افروز اس کروفر سے میدان وغا مین آکر ہو پہنچے سمک نے لباس کہنہ پہنے
تھا رستم سے عرض کی کہ غلام کا لباس کہنہ ہی اگر حکم ہو تو لباس بدل آؤن رستم نے

نے رخصت دی سمک جست وخیز کرتا ہوا گیا لباس طلسمی زیب جسم کرکے آیا قنتورۂ
زربفتی و پیتا دوۂ سقرلاتی کمند ہاے رشیمی زیب بازو تیجۂ حریف کش در دست خنجر
باآب وتاب زیب کمر جست وخیز کرتا ہوا آیا رکاب اپنے آقا کی تھام لی ہفت پیکر نے جو
رستم کو اس شان وشوکت سے دیکھا کانپ گیا کہتا ہے یارو دیکھو آج رستم کس شان سے
میدان میں آئے ہیں عیار کو لباس طلسمی پہناکر لائے ہیں جسقدر فوج ہمارے ساتھ ہے
اُسیقدر لوگ لائے ہیں کل فوج کو بٹاؤ پر چھوڑا ساحر کوئی ساتھ نہیں آیا یہ باتیں ادھر
ہو رہی تھیں کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سب نے عزاب صف شکن گینڈے
پر سوار ہاتھ میں اژدرنے بھینسے کی ران اُسکو چباتا ہوا باچھوں سے خون ٹپک رہا ہے دو
ساقی بچے طفلان کمسن دو طرف سے شراب پلاتے ہوئے یہ اشعار عاشقانہ بآواز
بلند گاتے ہوے سامنے آئے

نظم

مجھے اُسکے کوچے سے آنا تھا کیا
گر آنا تھا تو دل لگانا تھا کیا
لگاتے ہی دل کے پھنسا ہجر میں
یہ کیا ہو گیا میں لے جانا تھا کیا
اُسے دوستی جو نہ منظور تھی
تو پھر اپنے گھر میں بلانا تھا کیا
مرے حال پر گر نہ تھی چشم لطف
تو چھپ چھپ کے آنکھیں لڑانا تھا کیا
دکھانا نہ تھا پھر جو منھ چپ رہا
تو اکبار صورت دکھانا تھا کیا
میں مرتا تھا خود جان سے میری جاں
ستائے ہوے کا ستانا تھا کیا
نشانی نہ دینی تھی مجھکو اگر
تو پھر نام مجھکو بتانا تھا کیا
کوئی دل کا ارمان نکلا تھا کیا
ابھی کوچ درپیش آنا تھا کیا
دلا کر دیا تو نے مغرور اُسے
غم عشق اُسکو جتانا تھا کیا
کسی پر جو عاشق نہیں رند تم
تو بتلاؤ آنسو بہانا تھا کیا

پشت پر تین لاکھ فوج یا دریا کی موج اس زور وشور سے عزاب صف شکن آ کے پہونچا
ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی یا خداوند مقام تعجب ہے کہ قدرت پر یہ دن عیں
ہو گئیں اور بندۂ خاص کو طلب نہ فرمایا ہفت پیکر نے کہا اے بندۂ خاص اہل وطاعت گزار

باخلاص قدرت کو یہ منظور تھا کہ زیر کوہ لشکرین تیرا نام ہو میدان مین جاکر طلسم کشا کو
ذلک ملے غراب نے کہا یا خداوند مین جو عرض کرون وہ قبول ہو کہ میرا نام ہو اور
قدرت رحیم مشہور ہو جائین مین طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤن قدرت اُسکی خطا
معاف کرین مقدمے کو صاف کرین جسوقت طلسم کشا قدرت کے قدمون پر گرے
تو قدرت کو بھی لازم ہے کہ اُسپر نظر عنایت فرمائین ورنہ جو قدرت کہین وہ کرون
اگر قدرت کو خطا معاف کرنا نہ منظور ہو تو سر کھینچ لاؤن کیا مجال ہے کہ طلسم کشا آپکے
بندۂ خاص سے مقابلہ کرسکے جس طرح سے حکم دیجیے اُس طرح لاؤن ہفت پیکر
نے کہا ای بندۂ خاص تو طلسم کشا کو کیا سمجھا ہی بڑے بڑے پہلوان مقابل
طلسم کشا مین آئے قدرت کے سامنے مارے گئے قدرت نے اپنی آنکھون سے
دیکھا کہ کسی کا زور طلسم کشا پر نہ چلا تو جو اسقدر بلبلاتا ہی آخر کیا اپنے دل مین سوچا
ہی وہ سامنے دیواد جو قریب رستم کے کھڑا ہی اُسکو کس زور وشور سے طلسم کشا
نے زیر کیا ہی جب شقایق دیوانہ آیا تو اُسکو بھی بڑا گھمنڈ تھا مگر جب اُس دیوانے
سے لڑا ایک دو چنگل اُسنے ایسے مارے کہ چیخ مار کر بھاگا اب دیکھو اُسی کا رفیق
ہو پیلو مین شغل جاکر لان کمترین کھڑا ہے وہ زور وشور کہان گیا تو ای غراب مجکو
بڑا تردد ہے کہ تم طلسم کشا پر کیونکر غالب ہوگے طلسم کشا کے بڑے زور وشور
مشہور ہین نوشیروان نامے مین ملا فیضی صاحب نے لکھا ہی کہ لندھور بن سعدان
کو زیر جران کو رستم نے مع ہاتھی اُٹھا لیا اور سات قدم تک لیگئے کہ صاحبقران
فرماتے تھے ایسا زور کبھی مین نے نہین کیا سکندر ایسا بادشاہ مقابلے مین
اترا ہوا تھا وہ بھی حیران ہوگیا اور ہر ایک کا یہ قول تھا کہ بیشک یہ رستم ہی
صاحب شوکت وحشم ہی وہ دیکھو سامنے لندھور بھی کھڑے ہین مگر ای غراب
مین حیران ہون کہ صاحبقران کو مین تو نہین لایا کون چرا کے لے گیا ہی کہ آجتک اُنکا
نشان نہین ملتا عمرو ایسا عیار ہی کہ جسنے ششمش کو مارا دریاے قلزم مین جاکر
دمامہ ایسی جادوگرنی کو چاہ الماس پر جاکر مارا تخت پر چڑھ کر اُسکو بچایا

وہ شخص تلاش کرتا پھرتا ہی اور کہین پتا نہین ملتا کیونکر دریافت کرون کہ صاحبقران کی
کون لگیا اگر میرا قبضہ ہوتا تو مین حمزہ کو قتل کرتا کوئی تو داغ مسلمانون کو ایسا ہو پہنچے
کہ مجھکو بھی اطمینان ہو جو اس لڑائی سے پیشتر لڑائی پڑی تھی اس زور و شور سے
جنگ ہوئی سترلاکھ فوج قدرت کے ساتھ تھی سب ہاتھ سے مسلمانون کے قتل ہوئی اور
چار دن اور چار رات جنگ مغلوبہ رہی آخر کو قدرت نے فرار پر قرار کیا نسترن نے
کیا کیا فکرین کین مگر کچھ نہوا آخر جا کر جان دی تو مجھے تمھارے مقدمہ مین بھی افسوس
آتا ہی کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا تم پر غالب آئے کوئی آجتک فرزند حمزہ پر غالب نہین ہوا
باپ نے بیٹون کو زیر کیا اور مشہور ہی کہ پشت اُنکی زمین سے نہین لگی لیکن ای غراب
قدرت اقرار کرتے ہین کہ اگر تو طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائیگا اور وہ طلسم سے ہاتھ
اٹھائیگا لوح اور تحفہ جات مجھکو دیدیگا تو مین اُسکی خطا معاف کر دونگا تو اپنے ساتھ
رکھنا یا لشکر کا اپنے بادشاہ کرنا تمام دنیا مین تیرا شہرہ ہوگا مگر مقابلہ سمجھکر کرنا کہ رستم
سپاہ گری مین طاق جوانون مین شہرۂ آفاق ہی کسی فن مین کمی نکریگا دیر تک غراب
ہفت پیکر سے باتین کرتا رہا ہفت پیکر نے جو حال جرأت رستم بیان کیا غراب
کانپنے لگا جی مین کہتا ہی بڑے ظالم سے مقابلہ ہی قدرت ہی بچائین گے لیکن قدرت
سے تقدیر پوچھ کر اُن کہ دل مضبوط رہے یہ سوچکر کہا یا خداوندا اجازت میدان ہو تقدیر
تو مضبوط کر دیجیے ہفت پیکر نے کہا قدرت نے تقدیر مضبوط کی کہ طلسم کشا پر غالب
ہو گے رستم کو گرفتار کر لاؤ گے رستم کو اپنا رفیق بنانا ہمراہ پیکر بیٹھنے جا فیز مین جب نام
تمام دنیا مین تمھارا نام ہوگا کہ طلسم ہفت پیکر کو ہاتھ سے رستم کے بچا لیا غرور کرتا ہوا
غراب میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
مگر سوا اے طلسم کشا کے مین کسیکو نہین چاہتا اس طرف دیوانے نے چوبدست
سنبھالی کہا آقا سے سرخ مین جاتا ہون رستم نے کہا ہمارے قاعدے کے خلاف
کرتے ہو پہلے تمکو اکثر سمجھایا لیکن حرکات دیوانگی نہین جاتے تم نہ جاؤ ہمکو جانے دو
دیوانے نے چوبدست کو جنبش دیا رستم گھوڑے سے کود پڑے دیوانے نے چوبدست

ماردی رستم نے جو بدست تمام کر ہاتھ سے دیوانے کے چھین لی کمر میں ہاتھ ڈالکر
اُٹھالیا چیخ دیکر چاہا کہ زمین پر ماروں دیوانہ چنخین مار کر رونے لگا کہا آقا سے نامدار
معاف فرمایئے اگر زمین پر گرونگا تو ہڈیاں ٹوٹ جائینگی بہت بری طرح پیش آؤنگا
رستم نے کہا ابھی دعویٰ باقی ہو دیوانے نے دانت نکالدیے کہا آقا تیرا غلام ہوں
مگر کسی وقت تجھکو غافل نہیں پاتا ورنہ ایک بار ڈالتا رستم نے ہاتھ سے چھوڑ دیا
دیوانہ قدموں پر گرا سب سردار قریب آگئے رستم کی تعریفیں کرتے تھے رستم نے
فرمایا ای برادران خدا سے دعا کرو کہ پروردگار مجھکو اس مغرور پر غالب کرکے میں پھر
آکر بخیر وعافیت تم سب صاحبوں سے ملوں میں بھی دیکھ رہا ہوں کہ قالب انسان
میں دیو سمایا ہوا ہو پروردگار حافظ ونگہبان ہو کہ اس ظالم پر غالب کریگا سب نے
ہاتھ اٹھا کر دعائیں دیں سرداران صاحبقران بھی دعائیں دیتے تھے مگر غراب نے
جو مقدمہ دیوانہ دیکھا ہوش اُڑگئے کہ ایسے دیوانے پر غالب ہونا اسی شیر دلیر کا کام
ہو اسکے قریب جو کوئی سردار تھا اُسنے کہا اے غراب دن بھر میں چار چار مرتبہ دیوانہ
بگڑ جاتا ہو اور یہی حرکت کرتا ہو رستم اُسے اُٹھا لیتے ہیں اور پھر چھوڑ دیتے ہیں اکثر
سرداروں نے عرض کی کہ رستم بہادر بے نظیر ہو صاحب جاہ و توقیر ہو ایسے دشمن کو
زیر کرنا اور پھر زندہ چھوڑنا انھیں کا کام ہو رستم نے مرکب چمکایا سامنے غراب کے
پہونچے غراب نے جو جاہ و جلال اور حسن و جمال رستم دیکھا دنگ ہوگیا جھک کر
سلام کیا رستم نے جواب دیا غراب نے کہا کیوں ای شہریار یہ دیوانہ آپ کے ساتھ
بے ادبیاں کرتا ہے اور آپ اسے زندہ چھوڑ دیتے ہیں رستم نے کہا ای غراب
یہ صرف ایک مذاق کے واسطے ہو کبھی کبھی دل لگی رہتی ہے اسنے تمام جسم میرا
نوچ ڈالا تھا مگر صبر کیا دلیر جبر کیا اُسی حال میں اسکو زیر کیا اور اُسی دن سے رفاقت
میں ہو جب آتش دیوانگی جوش میں آتی ہے بگڑ جاتا ہے مگر سزا پاتا ہو یہی کرنا اسکا
مجھکو پسند آتا ہے غراب نے کہا اے شہریار آپ ہی کا کام ہو ایسے شخص کو
گرفتار کرنا اور پھر چھوڑ دینا جب ہفت پیکر نے دیکھا کہ رستم باتوں میں معروف

مین تو اُسنے سحر کیا صحرا سے ایک صدائے خوش آہنگ آئی کہ کوئی خوش آواز بعد سوز وگداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے۔

نظم

جلوہ تیرا اے صنم ہر سو نظر آیا مجھے　　جسطرف کو مین نے دیکھا تو نظر آیا مجھے

نور سے جس شے کو دیکھا تو نظر آیا مجھے　　تو ہر اک گل مین برنگ بو نظر آیا مجھے

فکر مضمون کمر مین کروٹین لیتا رہا　　اُسمین بھی تازہ نہ اک پہلو نظر آیا مجھے

یاد مین سلک در دندان کی جب رونے لگا　　گوہر غلطان ہر اک آنسو نظر آیا مجھے

بیشتر مضمون میان یار کے بندھتے رہے　　سو طرح باندھا جو اک پہلو نظر آیا مجھے

شانے سے ناخن تلک اک نور کی شے تھی فقط　　نہ کلائی سوجھی نہ بازو نظر آیا مجھے

وصل کی شب کر دیا حیران فروغ حسن نے　　صاف آئینے سے وہ پہلو نظر آیا مجھے

کونسا آئینہ رو منھ دھو گیا ہے آنکر　　چشم حیران ہر حباب جو نظر آیا مجھے

اُسکو کھسیانا کرونگا اُسکی گالی کھاؤنگا　　خوب چھیڑونگا جو وہ بدخو نظر آیا مجھے

یہ وہ آنکھین ہین جو مین ناآشنائے روئے غم　　آنکھ کھولی جیسے مین نے تو نظر آیا مجھے

کی بسر کس لطف سے فصل زمستان [illegible]　　گرمیان کین جب وہ آتش خو نظر آیا مجھے

سو گیا سر رکھ کے بازو پر ترے جو خواب مین　　بالش سر ورکا زانو نظر آیا مجھے

پھر گیا آنکھون تلے ای رندہ وہ شوخی مزاج　　کوئی رم خوردہ اگر آہو نظر آیا مجھے

رستم تو صدائے اشعار پر متوجہ ہوئے غراب نے جو رستم کو غافل دیکھا نیزہ شانے پر مارا یا ستان نیزہ شانے مین در آئی رستم کو بہت ناگوار معلوم ہوا ایلٹ کر نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اور فرمایا کہ او مغرور یہ کیا حرکت تھی ہمارا منھ پھیرنا غضب ہوگیا غفلت مین نیزہ مارا مردان عالم ایسا کرتے ہین کلمات سخت جو رستم نے کہے اور نیزہ بھی ٹوٹا اُسنے جھلا کر تلوار کھینچی اور ہاتھ تلوار کا رستم پر مارا رستم نے غصے مین اوجھڑ سپر کی ماردی تلوار غراب کی ٹوٹی رستم نے قبضہ ماردیا گینڈے کا سر پھٹا غراب زمین پر گرا ہاتھ مین اسکے صرف قبضہ تلوار کا ہو چلے سے یہ پھل ملا کو ٹوٹ کر زمین پر گرا جب غراب گینڈے سے گرا رستم نے سانے مین تلوار کے غراب کو لیا

چاہا کہ ہاتھ ماروں کہ سر اسکا اُڑ جائے جان تو بہت عزیز چیز ہی غراب نے دانت
نکال کر دونون ہاتھ اُٹھا دیے مگر چہرہ اُداس عالم یاس گھبرا کر ہاتھ جو اُٹھائے تو زار
رستم کو رحم آگیا دل مین خیال آیا کہ یہ بہادر عاجز ہو رہا ہی اس حال مین اسکو کیا مارون
جب یہ خود حملہ کریگا تب اسکو مارینگے رستم نے فرمایا اپنے مقام سے اُٹھ اور تلوار لا
گینڈے پہ سوار ہو اسقدر عاجز کیون ہوتا ہی ارے تو اپنی بدنصیبی پر روتا ہی جیسے ہی
رستم نے ہاتھ روکا اور اُٹھنے کو کہا غراب نے دست بستہ عرض کی ای شہریار مجھسے
بڑی خطا سرزد ہوئی تھی کہ مین نے آپ کو غافل پاکر نیزہ مارا اسکی سزا مجھکو ملی رستم
نے کہا ای غراب ہمارے خاندان کا یہ دستور نہین ہی کہ بہادر کو عاجز کر کے قتل کرین
جب برابر سے حملہ کروگے اسوقت اختیار ہی یہ سنکر غراب اپنے مقام سے اُٹھا
اور قدمون سے رستم کے لپٹ گیا کہا کہ جان میری حضور کے قدمون پر نثار ہی
ایسا رحیم آقاے نامدار کسکو ملتا ہے رستم نے سر چھاتی سے لگا لیا غراب رونے لگا
رستم نے اپنے دامن سے اشک پاک کیے فرمایا اے غراب بخدا ہمکو تجھ سے
ملال نہین اُسوقت تم ہمارے حریف تھے جسطرح چاہا زخمی کیا اسکا ملال نہین ہی تم
جسوقت تک حریف رہے دشمن تھے اب دوست ہوے اب کچھ خلاف نہ سرزد
ہو سردارون مین بہ عیش و راحت رہو غراب ان باتون پر گرد پھرتا ہی کہتا ہی
ای آقاے نامدار اگر یہ اوصاف آپ مین نہ ہوتے تو ہفت پیکر ایسا شخص
کیون عاجز ہوتا جرأت و شوکت اسکا نام ہی کہ اول ہفت کوہ فتح کیے کہ
ہفت پیکر وہان سے بھاگا طلسم مین آیا وہان بھی بیچارہ چھوڑا تحفہ جات
حاصل کیے لوح طلسمی پائی فتوحات فتح کر لیے مرحلے شکست کیے وہ بھاگ کے کوہ
لنتترن پر آیا لنتترن طلسمی جادوگرنی کو مارا اب غلام گردن پکڑ کر اس بیچارے کو
لا کر حضور کے قدمون پر گرائیگا اگر مسلمان ہو تو بہتر ہے ورنہ قتل کیجیے رستم
بخوشی غراب کو لیکر پلٹے ہفت پیکر بہ نگاہ یاس دیکھا کیا رستم لیکر غراب کو
بارگاہ مین آئے سب سردارون مین ملکر غراب بیٹھا رستم نے سمک کو اشارہ کیا

سماک ملیداقی چنگ مرصعی لیکر بیچ محفل مین بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

رکھ نظر اسکی عطا پر تو خطا سے پہلے ۔ خوف کو دخل نہ ہو دل مین رجا سے پہلے
زیست نابود ہوا ہون مین فنا سے پہلے ۔ مرچکا ای ملک الموت قضا سے پہلے
سلسلہ تھا نہ کسی زلف رسا سے پہلے ۔ مین نہ آگاہ تھا اس دام بلا سے پہلے
یون نہ ٹھکراتے تھے تم گور غریبان کو کبھی ۔ بچکے چلتے تھے مزار شہدا سے پہلے
کون کہتا تھا بھلا قد کو ترے سرو روان ۔ کسنے تشبیہ یہ دی تھی شعرا سے پہلے
اسطرح پھیل کے سوتے تھے شب وصل مین کب ۔ تھوڑے تھوڑے ہوے جاتے تھے حیا سے پہلے
کوئی جو نکلا جو کبھی باغ سے آجاتا ہی ۔ پوچھ لیتا ہون خبر گل کی صبا سے پہلے
استخوان بعد فنا بھی نہ مرے ہونگے تلف ۔ اُڑکے آئیگا سگ یار ہما سے پہلے
تھی نہ پامالی عشاق تمھین مد نظر ۔ راہ کب چلتے تھے اس ناز و ادا سے پہلے
مرض عشق مین کی بعد مسیحا سے رجوع ۔ رکھ لیا لکھ کے کفن خاک شفا سے پہلے
تھام لیتے ہو جگر اب جو ہوے ہو ہمدرد ۔ دل نہ دکھا کبھی عاشق کی صدا سے پہلے
قصد کرتا ہی عبث اب مری پامالی کا ۔ بس جکا ہون ترے ہاتھو پہ حنا سے پہلے
وہ مزے اب نہین ملتے مجھے بیباکی کے ۔ لطف اُٹھے جو تری شرم و حیا سے پہلے
کعبۂ کوچۂ دلدار کی جانب ای شوق ۔ مردم چشم پھرین قبلہ نما سے پہلے
سیر زانہ قدم رکھتے تھے ہنگام خرام ۔ یون اُلجھتے تھے نہ دامان قبا سے پہلے
بیش ازین داغ جگر اپنا بھی کیا چمکا ۔ عشق کامل تھا کسی ماہ لقا سے پہلے
دیکھکر زار و زبون چھوڑ نہ مجھکو سگ یار ۔ لطف ان ہڈیون کا پوچھ ہما سے پہلے
تنقیہ خون کا مقدم ہی جنون مین ای رند ۔ فصد اگر لو تو مناسب ہی دوا سے پہلے

وقت شب ہی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی غراب نے جو دو چار جام شراب پیے نکلے مین حل کرکے اپنے مقام سے اُٹھا رستم نے پوچھا غراب کہان چلے غراب نے کہا غلام کو وہی خیال ہی مین یہ سمجھا تھا کہ شاید میرے مسلمان ہونے سے ہفت پیکر کو خوف پیدا ہوگا اور خدمت مین آکر حاضر ہوگا لیکن مجھکو عرصہ گذرا حاضر خدمت ہوے مگر وہ

پہچانا حاضر ہوا مین جاکر اُسکو ابھی لاتا ہون چار سو سردار اب بھی موجود ہین مگر میرے
مقدمے مین کوئی دخل نہ دے سکیگا رستم نے کہا غراب ایسا ارادہ نکرو ایسا نہ ہو کہ
تمکو پچھتانا پڑے تو مجھکو بڑا رنج والم ہوگا ہفت پیکر سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہے
وہ کیا کسی سے دبے گا میرے پاس تحفہ جات موجود ہین لوح طلسمی گلے مین خمس نے
بھی کہا ای غراب آقاے نامدار صحیح ارشاد فرماتے ہین بیشک تمکو رنج پہونچیگا اُسکا
غرور ابھی تک کم نہین ہوا غراب نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا مین اپنی جان دونگا
مجھکو جانے دیجیے رستم نے ہر چند سمجھایا مگر غراب نے نہ مانا تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھا
جھومتا ہوا باہر نکلا گینڈے پر سوار ہوا طرف لشکر ہفت پیکر کے چلا اس طرف
ہفت پیکر بعد کر و فر تخت پر بیٹھا ہے چار سو افسر گرد ہین یہی ذکر ہو رہا ہے افسر کہتے ہین
یا خداوند اب کیا ہوگا ہفت پیکر نشے مین شراب کے بیٹھا ہے کہتا ہے بار ومرت مجھکو
طلسم کشا کا ڈر ہے باقی سب کو مار ڈالونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اکیلے طلسم کشا عملداری
کرین مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون کسی ساحر کو زندہ نہ چھوڑونگا میان
خمس فلک ہفت پیکر بہت بلبلاتے ہین ایک سحر مین پیوند زمین کردونگا لاشون
سے میدان بھر دونگا طلسم کشا پر اگر سحر تاثیر نہ کریگا تو ناچار ہون وہ اکیلے رہ جائینگے
پھر اکیلے اتنے بڑے ملک پر کیا عملداری کر سکتے ہین چار سو ملک قدرت سے چھوٹے
سب جگہ سے خراج بخیر و عافیت آتا تھا وہ سب ملک قبضۂ مسلمانان مین آئے ان
سب کا انتظام اکیلا کوئی شخص کیونکر کر سکتا ہے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے
آئے بجاے دعا بد دعا دی قدرت کی عمر کوتاہ ہو حال تباہ ہو غراب جھومتا ہوا
آتا ہے لشکر مین جو آیا افسرون سے کہنے لگا کہ تم سب ہمارے ملازم تھے کیون خدمت
مین حاضر ہوے جیتے تمکو نوکری سے چھڑا دیا اب ہمین منھ نہ دکھانا افسر لوگ جواب
دیتے ہین کہ قدرت سے فیصلہ کیجیے اگر قدرت طلسم کشا سے فیصلہ کرینگے ہم لوگ سب
حاضر ہونگے جبتک قدرت سے فیصلہ نہ ہوگا ہم لوگ اطاعت نہ کرینگے ہفت پیکر نے
کہا آتا ہے آنے دو اُسکی قضا لیکر آئی ہے ہاتھ جھکا دونگا برق قہر و غضب کرے گی

دو ٹکڑے ہو جائینگے افسران فوج کہ رہے ہیں قدرت سے کیا کلام کریگا اگر سختی کرے گا
پچتائیگا ہم لوگ سب حاضر خدمت ہیں ایسا جواب پائیگا کہ بہت شرمائیگا یہ ذکر تھا کہ پردہ
بارگاہ کا اٹھا مع گینڈے غراب اندر آیا درگہ سالار نے بڑھکر روکا اور کہا ای غراب
یہ دربار خداوندی ہی پیدل ہوکے جاؤ غراب نے قبضہ مارا کہ درگہ سالار کا سر
پھٹ گیا مع گینڈے غراب اندر آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی گینڈے
سے کودا جھومتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر نے کہا او بے ادب سجدہ
بھی نہیں کرتا ایسا مغرور ہوا عقل و فراست سے دور ہوا غراب نے کہا او مکار
بہت مدت تک خدائی کرچکا اب تائب ہوا ایسا نہو کہ غضب خدا میں مبتلا ہو شیطان
تیرا رہزن ہی گرفتار دام رنج و محن ہی لیکن اب بھی خیر ہی میرے ساتھ چل خطا معاف
کرا دونگا قدم کو طلسم کشا کے بوسہ دے خطاہاے گذشتہ پر نادم ہو ہفت پیکر
نے جواب دیا ای غراب بیٹھ جاؤ اسقدر نہ بلبلاؤ ایسا نہو کہ قدرت کو غصہ آجائے
تمھارے قتل پر اب بھی قادر ہوں چار سو سردار میرے بیٹھے ہیں یہی بندگان خاص ہیں
غراب نے کہا ان سب پر لعنت کرتا ہوں یہ اجل گرفتہ تیرے ساتھ رہے تیرے ہی ساتھ
جہنم میں جائینگے ہفت پیکر نے چاہا تا ہوں اسکو پلاؤں شراب بیہوشی دیکر گرفتار کروں
مگر غراب محبت رستم میں چور ہو رہا ہے چاہا کہ کان پکڑ دوں ہفت پیکر نے اشارہ کیا
سردار اپنے اپنے مقام سے اٹھے چاہا کہ غراب کو گرفتار کریں غراب نے قبضہ
مارا کہ اسکا سر پھٹ گیا کسی کو پکڑ دیا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گرا دو چار سرداروں کو
مارا اب تلوار کھینچکر طرف ہفت پیکر کے چلا کہ سر کاٹ لوں ہفت پیکر قہقہہ مار کر ہنسا
کہا اے غراب تلوار ہاتھ سے پھینک دے اور گر کر بیہوش ہوجا غراب نے
فوراً تلوار پھینکدی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوگیا ہفت پیکر نے کہا کہ آہن گروں کو
بلاؤ اسکو مسلسل کروں میں اسکو سزاے معقول دونگا سر بازار قتل کرونگا آہن گر
حاضر ہوے غراب کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں گلے میں طوق پہنایا
کہا ہوشیار کرو لوگوں نے کہا حضور ہی ہوشیار کریں ہفت پیکر نے کہا او غراب

اُٹھا اپنا حال زار دیکھ کہ اب کس حال میں ہے قدرت سے بے ادبی کرتا تھا قدرت
کی کرامت دیکھی جو قدرت نے کہا وہی ہوا غراب بل کرتا ہوا اُٹھا خانۂ زنجیر میں غل
ہوا اپنے کو جو غراب نے مسلسل و مطوق پایا کہا او بے حیا خدا میرے آقا کو سلامت
رکھے تو میرا کیا کرلیگا فوراً آخبر سنکر آئینگے اتنے میں صبح ہوگئی قیدی زندان مغرب
زنجیرہائے شعاع میں جکڑا ہوا میدان خونی چرخ زبرجدی میں آیا ہفت پیکر اپنے
مقام سے جھلاتا ہوا اُٹھا کہا اسکو باہر لے چلو میدان خونی کی تیاری ہو میں ابھی
اسکو قتل کرتا ہوں یا تو میری مدد کو آیا تھا اب شریک طلسم کشا ہوگیا دیکھنے والے دیکھیں
اور عبرت کریں سر اسکا سامنے طلسم کشا کے بھیجونگا کہ طلسم کشا کو بھی خوف ہو کہ ایکدن
میرے لیے بھی یہی معاملہ درپیش ہے طلسم کشا کو پس و پیش ہو ملازمان ہفت پیکر باہر
نکلے دارین استادہ ہوئیں جلاد حاضر ہوئے شلنگین لگانے لگے آواز دیتے تھے فرد
سلطنت سلطان کند فرماد بر جلاد چیست + مرغ را داد بلا شد طعنہ بر صیاد چیست +
کسی جانب سردار کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں غراب نے بڑی بے ادبی کی اب سزا
ملیگی لاشہ پھینکدیا جائیگا غسل و کفن بھی نہ پائیگا کہ ہفت پیکر باہر نکلا چارلاکھ فوج
تیار ہوگئے کمیدان رسالدار حاضر ہوگئے مگر سمک لہاقی کہ عقب میں غراب کے
آیا تھا یہ خبر وحشت اثر پاکر بھاگا خدمت رستم میں آیا دربار میں رستم اور سب سردار
جمع ہیں طلمس بھی سامنے حاضر ہے کہ سمک گھبرایا ہوا آیا کہا اے شہریار غراب جاکر
قید ہوا ہفت پیکر لے سحر کہا میدان خونی تیار ہے قتل کا اسکے سامان ہو رہا ہے
ہفت پیکر بگڑا کھڑا ہے حکم دیا چاہتا ہے یہ سنکر رستم اپنے مقام سے اُٹھے لشکر کو
حکم دیا خود باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوئے گھوڑوں پر کاٹھیاں پڑنے لگیں لشکر
میں قرنا ہونے لگی کل لشکر تیار ہوا رستم بعد کر و فر چلے یہاں ہفت پیکر نے
جلاد کو اشارہ کیا جلاد نے آکر کوئلے کا خط گردن پر کھینچا اُسوقت غراب کی بیقراری
دست دعا طرف خالق کونین کے اُٹھا دیے پکار اُٹھا اے خالق کارساز واہے بے نیاز
اس مصیبت سے نجات دے تیری کیا تعریف کروں نظم

خداست مظہر انوار و خالق الاصباح | خداست کاشف استار و فاتح و فتاح
بہر معاملہ کان مصلح جہان خواہد | برائے مصلحت بندگان کند اصلاح
بشرق و غرب جہان کرد مہر و مہ روشن | برائے روز یکے بہر شب دگر مصباح
بخواہ ہر چہ طلب داری از خدائے کریم | بصد نیاز و بصد عجز و زاری و الحاح
گہ از وجود بہ جلوہ حضرت موجود | گہ از حجاب دل و جان پردۂ ارواح
نجات کشتی نوح از بلائے طوفان یافت | دران جہاز چو گردید خود خدا ملاح
صلاح عالم ایجاد ہست زان مصلح | فلاح کشت جہان ہست صرف زان فلاح
بحکم اوست ہمہ نیش و نوش در عالم | خداست مرہم داغ جگر خدا جراح
خدا بدیدۂ بے نور نور می بخشد | بشاہراہ ہدایت خدا نہد مصباح
خدا کند شکر از چوب نیشکر پیدا | ز سنگ ذائقۂ شور لذت املاح
باختیار کند کار حضرت ممتاز | بغیر مشورت و انتظار و استصلاح
خداست حاکم و محکوم آسمان و زمین | خداست حامد و ممدوح بندگان مداح
بصفحۂ دفتر ایجاد شد رقم آخر | ہر آنچہ خامۂ قدرت نوشت بر الواح

بحور بخش بہ دو گنج سیم و زر ہندی
چو داد مالک مخزن بدست تو مفتاح

نواب نے جو بیقرار ہو کر دعا کی باب اجابت وا کھا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیکھا سامنے سے ایک گرد عظیم بلند ہوئی کہ روئے آفتاب کو چھپا لیا نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باشیدائی کافران بیحیا و ای نابکاران بے وفا منم رستم پیلتن کشندۂ فیل ہندی و دو پیل ہندی و کشندۂ کپتان فرنگی - نعرۂ رستم - ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگر - علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + سرداران نامی کا بھی نعرہ ہوا مثل لندھور و مالک و بہرام و فرامرز و جمہور وغیرہ نعرے کرکے گرے ایک طرف سے ساحروں کا نعرہ ہوا شمس سحر کرکے لڑنے لگا ساحروں نے جگر سحر کیے رستم لڑتے بھڑتے سامنے ہفت پیکر کے پہونچے

ہفت پیکر نے چاہا پیچھے ہٹوں ساحرون نے سحر کیا کہ ہفت پیکر نہ ہٹ سکا ہر طرف سے
دیوار آہن نے ہفت پیکر کو گھیرا ناچار ہوکر سامنے رستم کے آیا مگر خونخوار تیغۂ خون آلود
ہاتھ میں للکار کر رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم پیلتن نے تیغۂ ہفت جوہر
پر روکا کہ جس پر سحر تاثیر نہیں کرتا ہر چند ہفت پیکر بڑبڑایا سر ہلایا آنکھیں جھپکائیں
انگلیاں مٹکائیں ناچا اچھلا کودا نخچیر کا بیٹھا اُٹھا کچھ اشیائے سحر بھی پھینکے
شعلۂ آتش چمکے مگر سحر نے رستم پر کچھ تاثیر نہ کی رستم نے اُچھاوے سے ہاتھ
نکالا نعرۂ تکبیر کر کے ہفت پیکر پر جا پڑے ہفت پیکر نے اشارہ کیا کئی سپر آہنی
سر پر ہفت پیکر کے لہرائیں مگر تیغۂ ہفت جوہر جو چمک کر گرا سپرون کے ٹکڑے
اُڑ گئے سپرون کو کاٹ کر تلوار جو گری یا تو قبۂ سپر پہ چمکی تھی یا زمین میں تلوار نے
آکر بوسہ دیا مرنا ہفت پیکر کا کہ ایک نعرہ بلند ہوا ارے ہفت پیکر مارا گیا خدائی
طلسم ہفت پیکر کی مٹی آندھی سیاہ چلنے لگی قیامت برپا ہوئی سیکڑون عمارتیں
گرنے لگیں تالاب کھول کر خشک ہونے لگے نہرون میں خاک اُڑنے لگی چار طرف
آگ لگ گئی صدہا طائر سر پیٹتے تھے اور بآواز بلند شور مچاتے تھے کہ اے طلسم کشا
تو نے غضب کیا کہ قدرت کو مارا طلسم ہفت پیکر کو ویران کر دیا اب جا بجا مسلمانون
کی عملداری ہوگی کوئی نام ہفت پیکر نہ لیگا بڑا شیطان مارا گیا تمام فوج والے اور
جملہ سردار مرنے سے ہفت پیکر کے کانپ گئے چادرین ہلانے لگے ہر طرف سے
آواز الامان بلند ہوئی اپنے اپنے سرون کو ٹکراتے تھے اُس تاریکی میں ایک کو ایک
نہ سوجھتا تھا لاشۂ ہفت پیکر اسی آگ میں جل کے خاک ہوگیا بعد عرصۂ دراز کے
روشنی ہوئی شمس فلک ہفت پیکر نے سب کو لاکر قدمون پر رستم کے گرایا
رستم نے سب کی خطا معاف کی امیدوار پرورش کیا سب کو کلمۂ طیبہ پڑھا کر
مسلمان کیا سردارون کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے انتظام طلسم کا کرنا شروع کیا
شمس فلک ہفت پیکر کو کل طلسم کی سلطنت کا خلعت دیا اور ماہی سحر و بخیرہ کو
شمس کے ہمراہ کیا جو بادشاہ خراج گزار تھے حاضر ہو رہے تھے ان کے ملک انکو دلا دیے

ہین اور جسنے بغاوت کی اور نہ حاضر ہوا اُسکا ملک ضبط ہوگیا غیر ساحرون کا بادشاہ
آفاق تاجدار کو کیا سب تاجدار ساتھ ہوے رستم بیٹھے ہوے انتظام کر رہے ہین کہ
رونے کی آواز کان مین آئی حیران ہوکر فرمایا کہ کون روتا ہی دیکھا کہ خواجہ دامن منھ پر
رکھے روتے ہین پوچھا کیون عم نامدار خیر تو ہی عمرو نے کہا ای رستم سب انتظام
خاک مین ملا آقاے نامدار کا بالکل پتا نہین ملتا اگر علاقہ ہفت پیکر مین ہوتے سب
تاجدار و ساحران نامدار حاضر خدمت فیضدرجت ہین ضرور حال کھلتا جسکے قبضے مین
صاحبقران ہوتے وہ خوشامد لیکر آتا ایسا امر نہ تھا کہ حال نہ کھلتا رستم نے کہا جو مجھسے
فرمایئے وہ فکر کرون عمرو بولے کہا خواجہ زادون کو بلایئے اُنسے پوچھیے علاوہ ازین
طلسم خیال سکندری کے فتاح کو دریافت کیجیے رستم نے حکم کیا کہ خواجہ زادون
کو بلاؤ ای عم نامدار ہرچند کہ آپ بخوبی آگاہ ہین کہ ہفت پیکر کے قتل مین مین نے
بڑے بڑے صدمے اُٹھائے چار روز تلوار چلی تب ہفت پیکر مارا گیا لیکن اگر
اسوقت مجھکو معلوم ہو کہ قبلہ و کعبہ قلعہ آہن مین ہین تو اُدھر جانے کا قصد کرون اور
جان اپنی لگا دون گر قبلہ و کعبہ کو چھڑا دون خدا کرے کہ فاتح طلسم میرے نام پر
نکلے جملہ سرداران صاحبقران موجود ہین سب نے عرض کی غلام صاحبقران کے
جمع ہین کیا کسی بات مین عاجز ہین اگر لشکر دارا سامنے ہو تو اسمین گھس جائین اور
اپنے آقا کو لائین غرض رستم نے خواجہ زادون کو بلایا اُنسے پوچھا کہ دیکھیے صاحبقران
کو کون لیگیا خواجہ زادون نے تختہ تعقل پر قرعۂ تفکر کو پھینکا بعد عرصۂ دراز کے سر
اُٹھایا دوازدہ بروج و ہفت کواکب زیر نگاہ تھے دست بستہ عرض کی ای شہریار
فرستادۂ بقراط ثانی ملکہ آتشبار جادو صاحبقران کو لیگئی اور باغ
ہنگام نیلوفری مین کہ وسط طلسم مین ہی قید کیا ہی جبتک کوئی وہان نجائیگا
رہائی صاحبقران ناممکن ہے رستم نے کہا فتاح اِس طلسم کا کون ہی خواجہ زادون
نے بعد غور کہا کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اُس طلسم کے فتاح ہین مگر طلسم
وسیع ہی نورالدہر اُٹھے کہا کہ غلام رخصت ہوتا ہی بادشاہ نے خلعت رخصت دیا

بدیع الزمان بھی باہر نکلے اور سردارون کو ساتھ لیکر بہ تلاش طلسم خیال سکندری چلے
امیہ ایسا عیار ساتھ ہی بعد جانے شاہزادہ بدیع الزمان کے قاسم عالیشان بھی
چلے عیار سے اپنے فرماتے ہوے کہ خواجہ زادون کے مزاج مین خوشامد ہے کشتی گیر زادہ
کا نام لے دیا ہم چلکر ضرور دادا جان کو چھڑا لینگے بعد جانے ان تینون صاحبون کے
ایرج نوجوان کو اسقدر غصہ آیا کہ طیش مین کانپنے لگے یہ کہکے اُٹھے کہ سبحان اللہ
کشتی گیر زادہ جائے اور مین رک جاؤن جاکر طلسم مین کھلبلی ڈالدون اور اپنے
کو تا بہ باغ نیلوفری پہونچاؤن اب تو ہر سردار کو خیال ہوا جملہ سردار فرداً فرداً گئے
اگر ایک ایک کا ذکر کرون تو عبارت کو طول ہو ناظر و سامع ملول ہو یہ ہمیشہ حقیر کو
خیال رہتا ہی کہ عبارت کا بڑھانا اچھا نہین الغرض بعد ان سب صاحبون کے رستم
نے بادشاہ سے اجازت مانگی بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ جب رستم بھی روانہ ہوے
بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کیا مین ہی سب مین نامرد ہون کہ بیٹھا رہون بادشاہ بھی
تاجدارون کو لیکر چلے خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ سب سردار فرداً فرداً روانہ ہوگئے
باہنا سے عیاری ذات پر آراستہ کیے تلاش مین صاحبقران کی چلے اگر انشاء اللہ
محل تحریر طلسم خیالی سکندری آیا تو ان سب کے حال تحریر کرونگا شکر کرتا ہون
پروردگار کا کہ بخیر و عافیت طلسم ہفت پیکر تمام ہوا الیقین ہے کہ جب ناظرین
تینون جلدین ملاحظہ فرمائینگے تو حظ وافر اٹھائینگے عجب عجب داستانین ہین ملاحظہ پر
موقوف ہین

تاریخ در صنعت توشیح اگر یک یک حرف از سر ہر مصرعہ بگیرند ۱۳۱۲ھ ظاہر شوند تصنیف حقیر منشی احمد حسین قمر مصنف طلسم ہذا لنظم تاریخ

قمر شکر خلاق رب انام — ہوا تیسری جلد کا اختتام
خدا نے یہ بخشا ہی مجھکو شرف — کہ شہرہ کتابون کا ہی ہر طرف
شراب مضامین سے الفت ہوئی — کہ شہرون مین ہر جا یہ شہرت ہوئی